اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد اول

- اسلام اور ازدواجی زندگی
- محنت میں عظمت
- تقویٰ کی برکات
- حفاظت زبان
- اصلاح دل
- سائنس اور انسان
- صحبت اولیاء
- رمضان المبارک کی برکات
- روزے کیوں فرض کیے گئے
- اہمیت نماز
- مقصد حیات
- علمائے کرام اور ان کی ذمہ داریاں
- سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ، فیصل آباد
+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر جلد اوّل

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب

حضرت مولانا پروفیسر
محمد اسلم نقشبندی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	———	خطبات فقیر جلد اول
از افادات	———	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
مرتب	———	[illegible] محمد اسلم نقشبندی مدظلہ
ناشر	———	مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
اشاعت اول	———	1996ء
اشاعت دوم	———	نومبر 1998
اشاعت سوم	———	جنوری 2000ء
اشاعت چہارم	———	مارچ 2001ء
اشاعت پنجم	———	مئی 2002ء
اشاعت ششم	———	ستمبر 2003
اشاعت ہفتم	———	اگست 2004ء
اشاعت ہشتم	———	مئی 2005ء
اشاعت نہم	———	مارچ 2006ء
اشاعت دہم	———	فروری 2007ء
اشاعت گیارہ	———	اکتوبر 2007ء
اشاعت بارہ	———	جولائی 2008ء
شاعت تیرہ	———	مارچ 2009ء
اشاعت چودہ		اگست 2010ء
تعداد	———	1100
کمپیوٹر کمپوزنگ	———	فقیر شاہد محمود نقشبندی

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
پیش لفظ	۱۳
① اسلام اور ازدواجی زندگی	۱۵
مختلف معاشروں میں عورت کی حیثیت	۱۵
اسلام میں عورت کا مقام	۱۷
ازدواجی زندگی کی اہمیت	۱۷
انبیائے کرام کی سنتیں	۱۸
نکاح آدھا ایمان ہے	۱۹
پانچ وصیتیں	۱۹
خوش قسمت انسان	۲۰
اہمیت نکاح	۲۱
اہمیت حق مہر	۲۱
نکاح کی تشہیر	۲۳
شادی شدہ کیلئے اجر زیادہ	۲۳
اچھی بیوی کون ہے؟	۲۴
دنیا کی بہترین عورت	۲۶
اچھی بیوی کی صفات	۲۶
اچھے خاوند کی صفات	۲۷
ازدواجی زندگی کا حسین تصور	۳۱
بہترین خاوند کون؟	۳۲
بدزبان عورت	۳۳
سلف صالحین کا معمول	۳۴
خاوند کے حقوق	۳۵
بیوی کے حقوق	۳۶
ازدواجی زندگی اور مشرقی معاشرہ	۳۹
خوشگوار ازدواجی زندگی	۴۰
منفی سوچ سے بچیں	۴۲
مسکرانا بھی نیکی ہے	۴۳
لکھ کر لٹکائیے	۴۴
انوکھا واقعہ	۴۶
لو آفٹر میرج	۴۷
محبت بھری زندگی	۴۷
② محنت میں عظمت	۴۹
انسان کا مقصد زندگی	۴۹
کائنات کس لئے ہے	۵۰
زندگی کے راستے	۵۰
انسان کا دیکھنا ناقص ہے	۵۱
انسان کا سننا ناقص ہے	۵۲
زندگی گزارنے کے دو راستے ہیں	۵۳
علم کی اہمیت	۵۵
عجیب واقعہ	۷

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
علم کیسے حاصل ہوگا	۵۸
امام شافعیؒ کا واقعہ	۵۹
محمد بن قاسم کا واقعہ	۵۹
کامیاب زندگی	۶۰
حضرت عبداللہؒ بن مبارک کا واقعہ	۶۰
ایک محدث کا واقعہ	۶۱
متفرق واقعات	۶۱
سائنس دانوں کی محنت کے واقعات	۶۳
نیوٹن کا واقعہ	۶۳
آئن سٹائن کا واقعہ	۶۴
بورڈ میں سیکنڈ آنے والے لڑکے کا واقعہ	۶۴
لیڈی ڈاکٹر کا واقعہ	۶۶
نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کا واقعہ	۶۷
سوچنے کی بات	۶۹
۳ تقویٰ کی برکات	۷۱
زمین کی زینت	۷۱
زیادہ عزت والا کون	۷۱
اللہ کے قرب کا پیمانہ	۷۲
اولیاء کو کوئی غم نہ خوف ہوگا	۷۲
ولی کون ہوتا ہے	۷۳
ولایت عامہ اور ولایت خاصہ	۷۳

عنوان	صفحہ نمبر
قرآن تقویٰ سے سجا ہوا ہے	۷۳
تقویٰ کی کوئی حد نہیں	۷۴
تقویٰ کے فوائد	۷۴
برکت کیا ہے	۷۵
جسم کی غذا	۷۵
روح کی غذا	۷۶
اللہ والے کہاں سے کھاتے ہیں	۷۹
برکت کیا ہے	۷۹
عجیب چیلنج	۷۹
حضرت امام ابو یوسفؒ کا واقعہ	۸۰
حضرت سالمؒ کا واقعہ	۸۱
رزق کس کے ذمے	۸۲
خاندانی منصوبہ بندی	۸۲
تقویٰ اور رزق کے دروازے	۸۳
تقویٰ ہر جگہ کام آتا ہے	۸۳
پل صراط اور تقویٰ	۸۴
جنت کن کے لئے ہے	۸۵
آخرت کی منزلیں اور تقویٰ	۸۶
دنیا کی عزت اور تقویٰ	۸۶
حضرت یوسفؑ کا واقعہ	۸۶
تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کا قرب	۸۸
علم بڑی نازک چیز ہے	۸۹
دل اور گندخانہ	۸۹

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا عجیب واقعہ	۹۰
تقویٰ کیا ہے؟	۹۰
④ حفاظت زبان	۹۳
زبان کی اہمیت	۹۳
زبان سے کلمہ پڑھنا	۹۴
طنز کے نقصانات	۹۵
کلمات کفر	۹۵
اہمیت کلام	۹۶
خشیت الٰہی کا عجیب واقعہ	۹۸
قیامت کے دن کی حاضری	۱۰۰
جہنم کے دن کی حاضری	۱۰۰
جہنم میں کون لوگ جائیں گے	۱۰۰
جنت کی ضمانت	۱۰۱
پہلے تولو پھر بولو	۱۰۱
حضرت صدیق اکبرؓ کا خوف خدا	۱۰۲
زبان کی لغزش	۱۰۲
زبان کو صحیح استعمال کیجئے	۱۰۳
ذرا سنبھل کے رہنا	۱۰۴
عجیب نصیحت	۱۰۴
بدزبانی سے بچو	۱۰۵
سچ کا بول بالا	۱۰۵
گناہوں کی معافی کا طریقہ	۱۰۷

عنوان	صفحہ نمبر
⑤ اصلاح دل	۱۰۹
جنت کن لوگوں کے لئے ہے	۱۱۰
دل سخت کیسے ہوتا ہے؟	۱۱۱
دل اندھا کیسے ہوتا ہے؟	۱۱۲
دل پر مہر کیسے لگتی ہے؟	۱۱۴
دل صاف کیسے ہوتا ہے؟	۱۱۴
دل کی غذا کیا ہے؟	۱۱۵
دل کی پالش کیا ہے؟	۱۱۵
اللہ والوں کی مجلس کی برکات	۱۱۵
عجیب واقعہ	۱۱۶
دلوں کی خوراک کیا ہے؟	۱۱۶
حکیم انصاری کا واقعہ	۱۱۷
دل کا موتیا بند اور اس کا علاج	۱۱۸
نبی اکرم ﷺ کی نظر	۱۱۹
اللہ کی محبت کا رنگ	۱۱۹
اللہ کا رنگ اور دل	۱۱۹
انسان کی زندگی کتنی ہے	۱۲۰
اللہ کو کیا پسند ہے	۱۲۱
صحیح مسلمان کون ہے؟	۱۲۱
دل کی بستی	۱۲۲
⑥ سائنس اور انسان	۱۲۱
سائنس کی بنیاد	۱۲۳
کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے	۱۲۳

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
مسلمان طلباء سے اپیل	۱۲۴
اصلی انسان اور نقلی انسان	۱۲۵
دو چہرے	۱۲۵
جسم اور روح کی ضروریات	۱۲۶
جدا جدا مزے	۱۲۶
ہمیں تلاوت قرآن کا لطف کیوں نہیں آتا؟	۱۲۷
عجیب عبادتیں	۱۲۷
مسلمانوں کی ذلت کی وجہ اور اس کا علاج	۱۲۸
تہجد یا سو روپیہ	۱۲۹
دعا کی طاقت	۱۲۹
حضرت قطب الدینؒ کے جنازہ پڑھانے کا واقعہ	۱۳۰
⑦ صحبت اولیاء	۱۳۳
ایمان والوں کی پریشانیاں	۱۳۳
گناہوں سے بچنے کے دو طریقے	۱۳۳
جنت دو قدم ہے	۱۳۴
نفس مارنا	۱۳۴
انتہائی خوش نصیب انسان کون ہے؟	۱۳۴
اللہ کہاں ملتا ہے؟	۱۳۴
صحبت اولیا کی برکات	۱۳۵
صحبت اولیاء کی تاثیر	۱۳۵
محبت الٰہی کا آسان راستہ	۱۳۵
اولیاء اللہ کی پہچان	۱۳۵
من کی آنکھیں کہاں کھلتی ہیں؟	۱۳۶
قبر اور عبرت	۱۳۷
صحبت اولیاء کے فوائد	۱۳۷
عقل اور عشق کا موازنہ	۱۳۷
محبت الٰہی کیسے نصیب ہوتی ہے؟	۱۳۸
ایک صحابیؓ کی محبت کا واقعہ	۱۳۸
رات کا اٹھنا کس طرح آسان ہو جاتا ہے	۱۳۹
زندہ اور مردہ شہر	۱۳۹
حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ	۱۳۹
محبت سے قرآن پڑھنے کا واقعہ	۱۴۰
اخلاص ومحبت سے رونے کا واقعہ	۱۴۱
خلوص ومحبت کے دو آنسو	۱۴۱
ایک صحابیؓ کا محبت سے قرآن سنانے کا واقعہ	۱۴۱
محبت کیسے نصیب ہوتی ہے	۱۴۲
محبت الٰہی کی تمنا	۱۴۲
ہماری زندگیاں کیسی ہیں؟	۱۴۲
کئی ہزار دفعہ قرآن کا ختم کیا	۱۴۳
ایک بزرگ کی محبت قرآن کا واقعہ	۱۴۳
نیکیاں کس طرح آسان ہوتی ہیں؟	۱۴۳

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
عشق الٰہی کی دعا	۱۴۴
محبت الٰہی کے فائدے	۱۴۴
حضرت شبلیؒ کی محبت الٰہی کا واقعہ	۱۴۴
حضرت شبلیؒ کی محبت الٰہی	۱۴۶
اللہ کی رحمت کا واقعہ	۱۴۶
اللہ کے مزدور...... اعتکاف میں بیٹھنے والے	۱۴۶
دو باتیں	۱۴۷
دنیا اور آخرت میں اعمال کا اجر ملتا ہے	۱۴۸
اجر آخرت کی ایک وجہ	۱۴۸
اجر آخرت کی دوسری وجہ	۱۴۸
کوالٹی اور کوانٹٹی	۱۴۸
حوریں کیسی ہیں؟	۱۴۹
اللہ سے اللہ ہی کو مانگیں	۱۴۹
عجیب نعمت	۱۴۹
لاکھ روپے کا شعر	۱۵۰
محبت الٰہی میں سرشار بزرگ کا واقعہ	۱۵۱
اولاد سے زیادہ اللہ کی رضا کو ترجیح دینے کا واقعہ	۱۵۲
(۸) رمضان المبارک کی برکات	
کامیاب انسان	۱۵۳
فضیلت شعبان	۱۵۳
رمضان المبارک میں معمولات	۱۵۴

عنوان	صفحہ نمبر
نبوی ﷺ	
نیکیوں کا سیزن	۱۵۶
جنت کی آرائش	۱۵۷
نبی اکرم ﷺ کا انتظار رمضان	۱۵۷
روزہ دار کی فضیلت	۱۵۷
سنہری موقع	۱۵۸
سلف صالحین کے واقعات	۱۵۸
امام اعظم ابوحنیفہؒ کا معمول	۱۵۹
حضرت رائے پوریؒ کا معمول	۱۵۹
حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فرمان	۱۶۰
اجر وثواب میں اضافہ	۱۶۰
تین عشروں کی فضیلت	۱۶۰
اللہ کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے	۱۶۱
عبادت میں رکاوٹ	۱۶۱
بزرگی کا معیار	۱۶۲
جنت کی سیل	۱۶۲
حضرت مولانا محمد زکریاؒ کا معمول	۱۶۳
حضرت شیخ الہندؒ کا معمول	۱۶۴
اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ	۱۶۵
آرام وسکون	۱۶۶
ہماری تن آسانی	۱۶۶
مستورات کا قرآن سے لگاؤ	۱۶۶
محنت کرنے کا مہینہ	۱۶۷

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت جبرائیلؑ کی بددعا	۱۶۸
ہماری سستی کا حل	۱۶۸
حضرت یوسف علیہ السلام سے بوڑھی عورت کی محبت کا واقعہ	۱۶۹
حضرت ابراہیمؑ سے پرندہ کی محنت	۱۶۹
نجات کی صورت	۱۷۰
⑨ روزے کیوں فرض کئے گئے	۱۷۱
روزے کیوں فرض کئے گئے	۱۷۱
روزے کا فلسفہ وحکمت	۱۷۲
روزے کا کمال	۱۷۲
روزے کے آداب	۱۷۳
زیادہ روزہ لگنے کی وجوہات	۱۷۳
غیبت سے پرہیز	۱۷۳
ایمان کیلئے ڈھال	۱۷۴
روزوں کے مقاصد	۱۷۴
روزے اور ڈاکٹروں کی تحقیق	۱۷۴
بیمار پرسی کرنا اور پڑوسیوں کا خیال رکھنا	۱۷۵
عجیب واقعہ	۱۷۶
اچھے اخلاق	۱۷۶
روزہ رکھنے کا اصل مقصد کیا ہے	۱۷۷
نعمتوں کی قدر	۱۷۷
عجیب واقعہ	۱۷۷

عنوان	صفحہ نمبر
کھانے کے آداب	۱۷۸
عبرت انگیز واقعہ	۱۷۸
حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور واقعہ	۱۷۹
ذاتی واقعہ	۱۷۹
رزق کی تقسیم	۱۸۰
⑩ اہمیت نماز	۱۸۱
درس قرآن کے آداب	۱۸۱
محفل کے آداب	۱۸۲
مرضی کی زندگی	۱۸۲
اللہ کا قرب حاصل ہوگا؟	۱۸۲
ضروری راستہ	۱۸۳
دنیا وآخرت کی زندگی	۱۸۳
آخرت کی زندگی کتنی ہے؟	۱۸۳
دنیا آخرت کے سامنے ڈیڑھ دومنٹ ہے	۱۸۴
متقی کا ٹھکانہ جنت ہے	۱۸۴
انسان چندروز کا مہمان ہے	۱۸۴
اللہ کے منکر ہیں مگر موت کا منکر کوئی نہیں	۱۸۴
عجیب واقعہ	۱۸۵
دنیا پردیس ہے	۱۸۵
تین پیٹ	۱۸۶

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
قبر کا پیپر	۱۸۶
قبر کے پیپر کا جواب کون دے سکے گا	۱۸۷
انسان کا B پیپر	۱۸۷
موت کا وقت کب آئے گا؟	۱۸۸
سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟	۱۸۸
مہلت زندگی کا عجیب واقعہ	۱۸۹
زندگی کس لئے ملی ہے؟	۱۹۰
زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا	۱۹۰
زیورات یا سانپ بچھو	۱۹۱
ادائے زکوٰۃ کا آسان طریقہ	۱۹۱
عورتوں کے نماز نہ پڑھنے کے بہانے	۱۹۱
نماز چھوڑنے کی سزا	۱۹۱
نماز اور کفر	۱۹۲
عجیب بات	۱۹۲
ہر صورت میں نماز پڑھنی ہے	۱۹۳
نماز کس پر فرض ہے؟	۱۹۴
قضا نماز کیسے پڑھیں؟	۱۹۴
زیادہ قضا نمازیں کیسے پڑھیں؟	۱۹۴
بے نمازی کی سزا	۱۹۴
سوچنے کی بات	۱۹۵
قبر کا خوفناک فرشتہ	۱۹۵
نماز کے فوائد	۱۹۶
نماز کا اجر و ثواب	۱۹۷

عنوان	صفحہ نمبر
خوشی کی بات	۱۹۷
دن بدلتے دیر نہیں لگتی	۱۹۸
سچی توبہ اور قیمتی وقت	۱۹۸
نماز اور خطرناک باتیں	۱۹۹
وقت کی اہمیت	۱۹۹
حضرت فاطمہؓ کی عبادت کا واقعہ	۱۹۹
ہماری حالت کیا ہے؟	۲۰۰
زندگی کا محاسبہ کریں	۲۰۰
رابعہؒ بصریہ کی دعائیں	۲۰۰
ماں کی دعائیں لگتی ہیں	۲۰۱
ماں کی دعائیں	۲۰۱
ماں کی بددعا کا واقعہ	۲۰۱
ماں کی دعاؤں کا واقعہ	۲۰۲
روحانی قوت	۲۰۳
قابل رشک واقعہ	۲۰۳
بے نمازی اور اولاد نافرمان	۲۰۴
لمبی امیدیں	۲۰۴
عجیب بات	۲۰۴
انسان کو ہر روز قبر ستر دفعہ پکارتی ہے	۲۰۴
عورت مرد کے برابر کیسے ثواب	۲۰۵
حاصل کرسکتی ہے؟	۲۰۶
سوچنے کی باتیں	۲۰۶
آسان نیکیاں	۱۰۶

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
⑪ مقصد حیات	۲۰۷
اصول حقیقت	۲۰۷
دنیا امتحان گاہ ہے	۲۰۷
مقصد زندگی	۲۰۷
قرآن آب حیات ہے	۲۰۸
مقصد نزول قرآن	۲۰۸
بے اصولی کی زندگی	۲۰۸
مرضی کی زندگی	۲۰۹
فلاح کی زندگی	۲۰۹
مقصد زندگی	۲۰۹
انسانی زندگی کا ایک ورق	۲۰۹
تین دن	۲۱۰
رابعہ بصریہ کی بات	۲۱۰
عجیب بات	۲۱۰
اللہ تعالیٰ کی ستاری	۲۱۱
اللہ کی ناراضگی	۲۱۲
لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگانے والے	۲۱۲
نسخہ کیمیا	۲۱۳
نسخہ شفاء	۲۱۳
مقصد حیات اللہ کی یاد	۲۱۴
گندم کا دانہ اور محنت	۲۱۴
دنبہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے	۲۱۴
انسان اور گھوڑے کا فرق	۲۱۴

عنوان	صفحہ نمبر
عجیب واقعہ	۲۱۶
عبرت انگیز واقعہ	۲۱۷
سفید ریش عمر بارہ سال	۲۱۹
شیخ کی صحبت کے فوائد	۲۱۹
قارون کے دھنسنے کا واقعہ اور توبہ	۲۱۹
سچی توبہ	۲۲۰
صحبت اہل غافلانہ زندگی کا علاج	۲۲۰
شیطان کا دھوکہ	۲۲۱
⑫ علمائے کرام اور ان کی ذمہ داریاں	۲۲۳
خوش نصیبی	۲۲۳
علم کی فضیلت	۲۲۴
عمل کی اہمیت	۲۲۶
علم اور عمل کا تضاد	۲۲۷
علم عمل اور اخلاص	۲۲۷
ہیرے موتیوں سے قیمتی عالم	۲۲۸
علم ایک طاقت ہے	۲۲۹
مومن کے ہتھیار	۲۳۱
علم، عمل اور اخلاص کی قوتیں	۲۳۱
صحابہؓ کی مثالیں	۲۳۲
اسباب کے بغیر اللہ کی مدد	۲۳۳
اللہ کی مدد کے اصول وضوابط	۲۳۶
دین کا غم	۲۳۷
اسلام کے دشمن	۲۳۷

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
علماء کی کردار کشی	۲۳۷
اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ	۲۳۸
یہودیوں کی سازشیں	۲۳۸
برکت کی جگہ	۲۳۹
فرانس میں یہودیوں کے روزے رکھنے کا واقعہ	۲۳۹
رشیا میں یہودی کی سازش کا واقعہ	۲۴۱
امریکہ میں تائی علماء کے کرتوت	۲۴۱
تائی علماء کے مسلکے	۲۴۲
تائی علماء کے فتوے	۲۴۳
دین کے لئے قربانیاں دینا	۲۴۵
⑬ سنت نبوی اور جدید سائنس	۲۴۷
دنیا امتحان گاہ ہے	۲۴۷
کلمہ اور غیر مسلم کا واقعہ	۲۴۸
یورپی لوگوں کے پاگل ہونے کی وجہ	۲۴۹
پاگل ہونے کی بنیادی وجہ	۲۵۰
اللہ تعالیٰ پر ایمان کے فوائد	۲۵۰
اچھا سوال	۲۵۰
اچھا جواب	۲۵۱
اپنی مرضی کی زندگی	۲۵۲
خواہشات والی زندگی	۲۵۲
ڈسپلن والی زندگی	۲۵۳
امریکی غیر مسلم کا واقعہ	۲۵۳
سنت اور سائنس کے اختلاف کی بنیادی وجہ	۲۵۴
سنت نبوی کا چیلنج	۲۵۴
کھانے کی سنتیں	۲۵۵
پینے کی سنتیں اور جدید سائنس	۲۵۶
سرکہ اور جدید سائنس	۲۵۶
لقمہ زیادہ چبانا اور جدید سائنس	۲۵۶
کم چبانا اور ڈاکٹروں کی تحقیق	۲۵۷
سونے کی سنتیں اور جدید سائنس	۲۵۷
ڈراؤنے خواب کیوں آتے ہیں	۲۵۷
وضو کی حکمتیں اور موتیا بند کا علاج	۲۵۸
کان اور ڈش انٹینا	۲۵۸
واشنگٹن کا ڈاکٹر اور نماز کا قائل	۲۵۸
دائمی خوبصورتی کا راز	۲۶۰
عورتوں کو نماز پڑھنے کا مشورہ	۲۶۰
مسواک کی سنت	۲۶۰
نبی اکرم ﷺ کی سنتیں اور دانت	۲۶۱
فرانس کے سرجن کا واقعہ	۲۶۱
سوچنے کی باتیں	۲۶۲
ذاتی واقعہ اور سنت کے فوائد	۲۶۲
کامیاب زندگی	۲۶۳

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

یہ عاجز بندہ محض گندہ، اپنی خطاؤں پہ نام وشرمندہ، 1991ء کے رمضان المبارک میں حضرت دامت برکاتہم سے بیعت ہوا۔ مختلف مجالس میں حضرت دامت برکاتہم کی زبان فیض ترجمان سے ایسی پرتاثیر اور پرمغز باتیں سنیں کہ دل پہ چھاپ سی لگتی گئی۔ بے اختیار علم وحکمت کے ان نادر نگینوں کو اپنی افادیت کے لئے صفحہ قرطاس پر بکھیرنا شروع کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اچھا خاصا ذخیرہ اکٹھا ہو گیا تو بعض احباب کے اصرار پر ان بیانات کو شائع کرنے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ یہ تمنا اس طرح بر آئی کہ ''راولپنڈی پولی ٹیکنیک کالج'' میں تدریس کے دوران ''محنت میں عظمت'' کتابچہ شائع کیا گیا۔ اہل علم حضرات نے اسے پذیرائی بخشی۔ بعض سکولوں کے اساتذہ نے کئی سو کی تعداد میں یہ کتابچے خرید کر طلباء کو پڑھنے کے لئے دیئے جس سے بچوں میں محنت کا جذبہ پروان چڑھا۔ الحمد للہ پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ ختم ہو گیا تو دوسرا ایڈیشن شائع کیا گیا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً مختلف کتابچے شائع ہوتے رہے اور عوام تو عوام مختلف علماء کرام اور سکالرز بھی ان بیانات سے مستفیض ہوتے رہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند احباب کے بالمشافہ زبانی تاثرات یا موصول شدہ خطوط کے اقتباسات درج ذیل ہیں:

''یہ بیانات جدید نفسیاتی اور سائنسی انداز کے مطابق ہیں''۔

www.besturdubooks.wordpress.com

''جب ان بیانات کو پڑھنا شروع کیا جاتا ہے تو ختم کئے بغیر اٹھنے کو دل نہیں چاہتا''۔

کسی نے کہا'' یہ کسی صاحب دل کے بیانات ہیں''۔

کسی نے اس شعر کی صورت میں تبصرہ کیا،

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

الحمدللہ یہ اصلاحی بیانات اب کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر کہیں کوئی فروگذاشت نظر آئے تو نشاندہی فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔

کتاب کی اشاعت کے لئے عاجز محترمی مفتی احمد علی صاحب، جناب ڈاکٹر عبد الصبور صاحب اور عزیزم محمد حنیف صاحب کی مساعی جمیلہ کا تہہ دل سے مشکور ہے۔

عاجز اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر کس منہ سے ادا کرے۔ بس اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ ہوا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہوا۔

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

بندہ عاجز: فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

مصریال روڈ، آفیسر کالونی لین 2، راولپنڈی

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام اور ازدواجی زندگی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوْا اِلَیْهَا وَ
جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ
وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ ۔

مختلف معاشروں میں عورت کی حیثیت

ازدواجی زندگی کے عنوان پر بات کرتے ہوئے اس پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا کہ اسلام سے پہلے دنیا کی مختلف تہذیبوں اور مختلف معاشروں میں عورت کو کیا مقام حاصل تھا؟ تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اسلام سے پہلے دنیا کے مختلف ممالک میں عورت اپنے بنیادی حقوق سے بالکل محروم تھی۔ فرانس میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ یہ آدھا انسان ہے اس لئے معاشرے کی تمام خرابیوں کا ذریعہ بنتی ہے۔ چین میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ اس میں شیطانی روح ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ برائیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی طرف انسان کو دعوت دیتی ہے۔ جاپان میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ یہ ناپاک پیدا کی گئی ہے، اس لئے عبادت گاہوں سے اس کو دور رکھا جاتا تھا۔ ہندو ازم میں جس عورت کا خاوند مر جاتا اس کو معاشرے میں زندہ رہنے کے قابل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے خاوند کی نعش کے ساتھ زندہ جل کر اپنے آپ کو ختم کر لے، اگر وہ اس طرح نہ کرتی تو اس کو معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ عیسائی دنیا میں عورت کو معرفت الٰہی کے راستے میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کو تعلیم دی جاتی تھی کہ کنواری (Nuns) رہ کر زندگی گزاریں۔ جب کہ مرد راہب بن کر رہنا اعزاز سمجھتے تھے۔ جزیرہ عرب میں بیٹی کا پیدا ہونا عار سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا ماں باپ خود اپنے ہاتھوں سے بیٹی کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ عورت کے حقوق اس قدر پامال کیے جا چکے تھے کہ اگر کوئی آدمی مر جاتا تو جس طرح وراثت کی چیزیں اس کی اولاد میں تقسیم ہوتی تھیں اسی طرح بیوی بھی اس کی اولاد کے نکاح میں آ جاتی تھی۔ اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو مکہ مکرمہ سے باہر ایک کال کوٹھری میں اس عورت کو دو سال کے لئے رکھا جاتا تھا۔ طہارت کے لئے پانی اور دوسری ضروریات زندگی بھی پوری نہ دی جاتی تھیں اگر دو سال یہ جتن کاٹ کر بھی عورت زندہ رہتی تو اس کا منہ کالا کر کے مکہ مکرمہ میں پھرایا جاتا۔ اس کے بعد اسے گھر میں رہنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اب سوچئے تو سہی کہ خاوند تو مرا اپنی قضاء سے، بھلا اس میں بیوی کا کیا قصور؟ مگر یہ مظلومہ اتنی بے بس تھی کہ اپنے حق میں کوئی آواز ہی نہیں اٹھا سکتی تھی۔ ایسے ماحول میں جب کہ چاروں طرف عورت کے حقوق کو پامال کیا جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو اسلام کی نعمت دے کر بھیجا۔ آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ نے آ کر عورت کے مقام کو نکھارا۔ بتلایا کہ اے لوگو! اگر یہ بیٹی ہے تو تمہاری عزت ہے، اگر بہن ہے تو تمہارا ناموس ہے، اگر بیوی ہے تو زندگی کی ساتھی ہے، اگر ماں ہے تو اس کے قدموں میں تمہاری جنت ہے۔

اسلام میں عورت کا مقام

معزز سامعین! وہ لوگ کس قدر سخت دل ہوں گے جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ دفن ہونے والی معصوم بچیوں کی چیخ و پکار ان کے کانوں میں پڑتی ہوگی مگر ان کا ضمیر ان کو نہیں جھنجھوڑتا ہوگا۔ ایسے حالات میں نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کا اشارہ کر کے فرمایا جس آدمی کے گھر میں دو بیٹیاں ہوں وہ ان کی اچھی پرورش کرے حتی کہ ان کا نکاح کر دے تو وہ آدمی جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں۔

ازدواجی زندگی کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ نے عورت کی کھوئی ہوئی عزت کو واپس دلایا اور بتلایا کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے) بلکہ دوٹوک الفاظ میں واضح کیا کہ اگر عورت کے ساتھ تم ازدواجی زندگی گزارو گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے راستے میں تمہاری مدد و معاون بنے گی اسلام نے واضح کیا کہ راہب بن کر جنگلوں اور غاروں میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا ان گلی کوچوں اور بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔ یعنی اسی معاشرے میں رہو گے اور جو حقوق تم پر عائد ہوتے ہیں انہیں پورا کرو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوگی۔ گویا اسلام نے رہبانیت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بجائے معاشرتی زندگی کا سبق دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ (نکاح میری سنت ہے)

پھر فرمایا

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی

(جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے)

بھلا نکاح کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا زور دیا جا سکتا ہے۔

انبیاء کرام کی سنتیں

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین یعنی انبیاء کی سنتیں ہیں۔

- الحیاء حیاداری یعنی تمام انبیاء باحیا ہوا کرتے تھے۔
- والتعطر یعنی تمام انبیاء خوشبو کا استعمال کیا کرتے تھے۔
- والسواک یعنی تمام انبیاء مسواک کیا کرتے تھے۔
- والنکاح یعنی تمام انبیاءؑ ازدواجی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً

(اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کتنے ہی انبیاءؑ کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سب انبیاءؑ دین کی دعوت کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ وہ مخلوق کو اللہ سے ملایا کرتے تھے مگر اولاد بیوی ان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنا کرتی تھی۔ گویا اس بات کو پختہ (Establish) کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا گیا کہ ازدواجی زندگی سے فرار تو در حقیقت معاشرتی حقوق کی ادائیگی سے فرار ہے۔

نکاح آدھا ایمان ہے

حدیث پاک میں ہے

اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ (نکاح تو آدھا ایمان ہے)

ایک کنوارہ آدمی خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو جائے وہ ایمان کے کامل رتبے کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حقوق و فرائض کو ادا نہ کرے تب تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے جس لڑکے کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث میں اس کو مسکین کہا گیا ہے، جس لڑکی کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث پاک میں اس کو مسکینہ کہا گیا ہے۔ گویا یہ لوگ قابل رحم ہیں کہ عمر کے اس حصے میں یہ ازدواجی زندگی گزارنے سے محروم ہیں۔

پانچ وصیتیں

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے مجھے میرے محبوب خاتم المرسلین ﷺ نے پانچ کاموں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی۔

◎ عجلوا بالصلوۃ قبل الفوت

(تم نماز کے فوت ہونے سے پہلے اسے ادا کرلو)

◎ عجلوا بالتوبۃ قبل الموت (موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو)

◎ جب کوئی آدمی مرجائے تو اس کے کفن دفن میں جلدی کرو۔

◎ تمہارے سر پر قرض ہو تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◉ جب بیٹی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتے مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔

خوش قسمت انسان

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کسی کو اچھا جیون ساتھی مل جائے تو وہ یقیناً خوش قسمت انسان ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ جس انسان کو پانچ چیزیں مل جائیں وہ اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھے۔ وہ پانچ چیزیں درج ذیل ہیں۔

◉ شکر کرنے والی زبان۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے آج تو اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے دانت گر جاتے ہیں مگر اس کا شکر ادا کرتے کرتے زبان نہیں گھستی۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کھایئے اس کے گیت گایئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔

◉ ذکر کرنے والا دل یعنی جس دل میں اللہ کی یاد رہتی ہو وہ نعمت عظمیٰ ہے۔

◉ مشقت اٹھانے والا بدن۔ مثل مشہور ہے کہ صحتمند جسم میں ہی صحتمند عقل ہوتی ہے۔

◉ وطن کی روزی۔ یہ بھی بڑی نعمت ہے، مثل مشہور ہے وطن کی آدھی پردیس کی ساری پھر بھی برابر نہیں ہوتی۔

◉ نیک بیوی، یعنی ہمدم و ہمساز نیک ہو تو زندگی کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے جس شخص کو یہ پانچ نعمتیں نصیب ہوں وہ یوں سمجھے مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا کر دی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اہمیت نکاح

یہ سو فیصد پکی بات ہے کہ جہاں نکاح نہیں ہوگا وہاں زنا ہوگا۔ اس لئے شریعت نے نکاح کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ آج جس معاشرے میں نکاح سے فرار اختیار کرتے ہیں یعنی نکاح کرنے سے Avoid کرتے ہیں، آپ دیکھئے وہاں جنسی تسکین کے لئے فحاشی کے اڈے کھلے ہوتے ہیں۔ شرع شریف نے اس بات کو ناپسند کیا کہ انسان گناہوں بھری زندگی گزارے۔ اس لئے کہا گیا کہ تم نکاح کرو تا کہ تمہیں اپنے آپ کو پاک باز رکھنا آسان ہو جائے۔ اگر نکاح کا حکم نہ دیا جاتا تو مرد عورت کو فقط ایک کھلونا سمجھ لیتے۔ عورت اپنے لئے کوئی مقام نہ رکھتی اس کی ذمہ داری اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا۔ شریعت نے کہا، اگر تم چاہتے ہو کہ اکٹھے رہو تو تمہیں اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑے گا۔

اہمیت حق مہر

نکاح ایک معاہدہ ہے جو میاں اور بیوی میں طے پاتا ہے اس معاہدے میں اگر کوئی عورت اپنی طرف سے شرائط رکھنا چاہے تو شرع شریف نے اس کو گنجائش دی ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہے کہ مجھے اچھے مکان کی ضرورت ہے۔ مجھے مہینے کے اتنے خرچ کی ضرورت ہے، وہ کہے کہ میں نکاح تب کروں گی اگر طلاق کا حق مجھے دیا جائے۔ شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ نکاح سے پہلے اپنی شرائط منوا سکتی ہے لیکن جب نکاح ہو گیا اور طلاق کا حق مرد کے پاس ہے یا مرد اپنی مرضی سے خرچہ دیتا ہے تو اللہ کی بندی اب رونے کا کیا فائدہ۔ شرع شریف نے نکاح کو ایک معاہدہ کہا جب کہ ہمیں اس کی اہمیت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ آج کل لڑکی والے اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

سادگی میں مارے جاتے ہیں۔حق مہر لکھنے کا وقت آیا تو کسی نے کہا پانچ سو روپے کسی نے کہا پچاس کافی ہیں۔او خدا کے بندو! پچاس کافی نہیں کیونکہ یہ ایک بچی کی زندگی کا معاملہ ہے اسے عیب نہ سمجھو، اگر تم سمجھتے ہو کہ کوئی بات نکاح سے پہلے طے کر لینا بہتر ہے تو شریعت نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے۔لڑکے والوں کی یہی چاہت ہوتی ہے کہ لڑکی والے حق مہر نہ ہی لکھوائیں تو بہتر ہے۔کیوں؟ ذمہ داری جو ہوتی ہے۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ حق مہر کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق ان تینوں میں سے کسی ایک سنت پر عمل کر لینا چاہئے۔

(۱) مہر فاطمی، یعنی سیدہ فاطمہ الزہرہؓ کا حق مہر یا پھر سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو جو حق مہر نبی اکرم ﷺ نے ادا فرمایا۔اس کو باندھ لیا جائے تو یہ بھی سنت ہے۔

(۲) مہر مثل، لڑکی کے قریبی رشتہ داروں میں عام طور پر لڑکیوں کا جو مہر رکھا جاتا ہے اس کو کہا جاتا ہے ان کے برابر اس کا مہر باندھنا بھی سنت ہے۔

(۳) لڑکی کی دانشمندی نیکی اور شرافت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے نکاح کا مہر باندھا جائے یہ بھی سنت ہے۔

شریعت نے تین آپشنز (Options) دیئے ہیں ان میں سے کسی ایک کو پسند کر لے اسے سنت کا ثواب ملے گا۔

نکاح کے وقت حق مہر مقرر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہر معجّل ہوگا یا مؤجل ہوگا۔عجلت کا لفظ آپ نے پڑھا ہوگا۔عجلت کا مطلب ہے جلدی تو معجّل کا مطلب ہے جلدی ادا کرنا گویا میاں بیوی کے اکٹھے ہونے سے پہلے مہر معجّل ادا کرنا ضروری ہے، خاوند نہیں ادا کرے گا تو گنہگار رہوگا۔مہر کی دوسری قسم مؤجل ہے، اس کا مطلب ہے عندالطلب یعنی جب بیوی اس کو طلب کرے وہ خاوند سے لے سکتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ خاوند کو زیب نہیں دیتا کہ حق مہر معاف کروانے کے لئے بیوی پر دباؤ ڈالے۔ ہاں اگر کوئی بیوی حق مہر کی رقم واپس لوٹا دے تو قرآن کی رو سے اس رقم میں برکت ہوتی۔

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا

حضرت علیؓ ایسی رقم سے شہد خریدتے اور پانی میں ملا کر مریضوں کو پلاتے تھے۔

نکاح کی تشہیر

شریعت نے نکاح کی تشہیر کرنے کا حکم دیا ہے۔

اَفْشُوْ النِّكَاحَ بَيْنَكُمْ (نکاح کی تشہیر کرو)

سنت یہ ہے کہ جمعہ کا دن ہو، جمعہ کے مجمع میں نکاح کرے یا کوئی اور بڑا مجمع ہو، اس وقت نکاح کرے۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو بلائیں تاکہ سب کے علم میں آجائے کہ آج کے بعد یہ لڑکا اور لڑکی اپنے نئے گھر کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔

شادی شدہ کے لئے اجر زیادہ

جب انسان شادی شدہ بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جب انسان نکاح کر لیتا ہے اور ازدواجی زندگی گزارتا ہے تو اس کو ایک نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اکیس نمازوں کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ یہ انسان حقوق اللہ تو پہلے بھی ادا کر رہا تھا اب حقوق العباد کو نبھاتے ہوئے حقوق اللہ پورے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا ثواب بڑھا دیں گے۔ گویا نکاح کے بعد عبادت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ، جب نکاح کیا جاتا ہے تو لڑکے والے لڑکی میں کچھ صفات دیکھتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور لڑکی والے لڑکے کے اندر کچھ صفات دیکھتے ہیں آیئے ذرا ان کا جائزہ لیں۔

اچھی بیوی کون ہے؟

حدیث پاک میں آتا ہے امام بخاریؒ ابو ھریرہؓ کی روایت نقل کرتے ہیں

تنکح المراة لاربع عورت سے چار وجوہات سے نکاح کیا جاتا ہے لمالها ولحسبها و لجمالها و لدينها فاظفر بذات الدين تربه يداک اول مال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے کہ کوئی مالدار گھرانہ ہو تو لوگ نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں کہ چلو کاروبار ہی کروادیں گے جہیز میں کوئی گھر لے کر دیں گے اور کار تو کہیں گئی ہی نہیں، تو فرمایا لمالها اس کے مال کی وجہ سے اس سے نکاح کرتے ہیں۔ دوسری وجہ فرمائی و لحسبها اس کے حسب ونسب کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں یعنی اونچے خاندان کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں۔ تیسری وجہ فرمائی و لدينها اس کی نیکی اور دین داری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے تو فرمایا کہ میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے لئے دین کی بنیاد پر رشتوں کی تلاش کرو۔

جب بنیاد ہی کمزور ہوگی تو زندگی کیسے نبھے گی، جس نے فقط خوبصورتی کو دیکھا تو بتایئے شکل کی خوبصورتی کتنے دن رہتی ہے؟ یہ چند سال کی بات ہوتی ہے، جوانی ہمیشہ تو نہیں رہتی جس کی بنیاد ہی کمزور ہوگی اس پر بننے والا گھر بھی کمزور ہوگا۔

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

نیکی اور شرافت ایسی چیز ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے تو اس بنیاد پر جو گھر بنے گا وہ ہمیشہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ تو نیکی اور دین داری کی بنیاد پر بیویوں کو تلاش کرو، اس لئے کہ خوبصورت عورت کا خاوند جب اسے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور نیک سیرت عورت کا خاوند جب

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اسے دیکھتا ہے تو اس کا دل خوش ہوا کرتا ہے، تو آنکھوں کو خوش کرنے کی بجائے اپنے دلوں کو خوش کیا کرو۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے:

الدنیا متاع و خیر متاعھا المراۃ الصالحۃ

دنیا ایک متاع ہے اور اس دنیا کی سب سے قیمتی متاع نیک بیوی ہے

گویا اللہ تعالیٰ جسے نیک بیوی عطا کرے وہ سمجھے کہ مجھے دنیا کی بہت بڑی نعمت مل گئی۔ انما الاعمال بالنیات اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ جب نیت میں مال ہوگا تو آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ نیت میں فقط حسن ہوگا، آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے، صرف حسب ونسب کی وجہ سے نکاح ہوگا جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ تو شریعت نے اس بات کی تعلیم دی کہ نکاح کا مقصد یہ ہو کہ میں پاک بازی کی زندگی گزار سکوں۔ جب مقصد یہ ہوگا تو اس مقصد کی وجہ سے گھر آباد ہو جائیں گے۔ ابن ماجہ کی روایت ہے:

ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ عز و جل خیر لہ من زوجۃ صالحۃ ان امرھا اطاعتہ و ان نظر الیھا سرتہ و ان اقسم علیھا ابرتہ و ان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا و مالہ

اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد انسان جس چیز سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ خیر لہ من زوجۃ صالحۃ وہ کوئی چیز نہیں مگر نیک بیوی ان امرھا اطاعتہ کہ اگر اسے کسی بات کا حکم دیا جائے تو اس کی اطاعت کرے۔ و ان نظر الیھا سرتہ جب اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا جائے تو اس سے دل خوش ہونا چاہیے۔ و ان اقسم علیھا ابرتہ اور اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ خاوند اس کے لئے قسم اٹھائے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ بیوی اس کو پورا کرے گی تو اس کو پورا کر دے۔ وان غاب عنها نصحته فی نفسها و ماله اور اگر وہ بیوی سے کچھ وقت کے لئے دور چلا جائے تو بیوی اس کے مال اور اپنی عزت و آبرو کے معاملے میں خیانت نہ کرے۔ یہ نیک بیوی کی صفات بتائی گئیں۔

دنیا کی بہترین عورت

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین عورت کونسی ہے؟ کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی، خیر بات چیت ہوتی رہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کونسی ہے؟ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا، سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے فرمایا میں بتلاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کونسی ہے۔ فرمایا! ہاں بتائیے۔ فرمایا، دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کی طرف دیکھ سکے۔ حضرت علیؓ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود کسی غیر محرم کو دیکھے نہ ہی کوئی غیر محرم اسے دیکھ سکے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّی (فاطمہؓ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے)۔

اچھی بیوی کی صفات

اہل اللہ نے لکھا ہے کہ بیوی میں چار صفات ضرور ہونی چاہئیں۔ پہلی صفت اس کے چہرے پر حیا ہو۔ یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ جس عورت کے چہرے

www.besturdubooks.wordpress.com

پر حیا ہوگا اس کا دل بھی حیا سے لبریز ہوگا۔ مثل مشہور ہے چہرہ انسان کے دل کا آئینہ ہوتا ہے (Face is the index of mind)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے کہ مردوں میں بھی حیا بہتر ہے مگر عورت میں بہترین ہے۔ دوسری صفت فرمائی جس کی زبان میں شیرینی ہو یعنی جو بولے تو کانوں میں رس گھولے۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت خاوند کو جلی کٹی سناتی رہے یا بچوں کو بات بات پر جھڑکتی رہے۔ تیسری صفت یہ کہ اس کے دل میں نیکی ہو، چوتھی صفت یہ کہ اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔ یہ خوبیاں جس عورت میں ہوں یقیناً وہ بہترین بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتی ہے۔

اچھے خاوند کی صفات

یہ بات ذہن میں رکھیے کہ اگر اپنی بیٹی کے لئے کوئی آدمی رشتہ ڈھونڈے تو اس کے لئے دو مثالیں کافی ہیں جو ہمیں رسول پاک ﷺ کی مبارک زندگی میں ملتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی کے لئے کیسے داماد کو پسند کیا؟ ایک مثال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جو رشتہ میں قریبی تھے۔ جرأت اور شجاعت میں ان کا ثانی نظر نہیں آتا تھا۔ اللہ نے ان کو شیر کا دل عطا کیا تھا مشقت اٹھانے والا بدن تھا، ذمہ داریاں نبھانے والے انسان تھے، سب سے بڑی بات کہ اللہ تعالیٰ نے علم اتنا عطا کیا کہ علوم کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اپنی بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اس سے بہتر مثال اور کوئی نہیں مل سکتی۔ دوسری مثال حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی ہے، اچھا کاروبار تھا، معاشرے میں عزت کا مقام تھا، اسلام لانے سے پہلے بھی معاشرے کے معزز انسان سمجھے جاتے تھے۔ طبیعت میں نرمی تھی، اس قدر باحیا تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، عثمان غنیؓ سے تو اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اللہ کے نبی ﷺ نے ہمارے سامنے مثالیں

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش کر دیں اس سے بہتر مثالیں ہمیں دنیا میں کہیں اور نہیں مل سکتیں۔ خاوند کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں تحمل مزاجی ہو کیونکہ وہ گھر کا سربراہ ہوتا ہے جس ادارے کا سربراہ ہی بات بات پر بگڑ جائے وہ ادارہ تو بنک رپٹ ہوگا۔ اس لئے ارشاد فرمایا گیا وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ عطا فرمایا یعنی ان کو گھر کا سربراہ بنایا، مرد کی مثال بادشاہ کی مانند ہے اور عورت کی مثال ملکہ کی مانند۔ لہٰذا مرد میں تحمل مزاجی اور بردباری کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب یہ تحمل اور بردباری نہیں ہوتی تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر نوک جھونک ہوتی ہے۔ معمولی باتیں جیسے کھانے میں نمک کیوں کم ہے؟ یہ روٹی ٹھنڈی کیوں آ گئی؟ گرم آنی چاہیے تھی یہ فلاں کام ایسے کیوں ہوا؟ بیوی بیچاری گھر کا کام کاج کر کے تھکی پڑی ہو تو کبھی تعریف کے کلمے زبان سے نہ نکلیں گے مگر تنقید کی بات جہاں ہاتھ آ گئی وہاں بیوی کی خیر نہیں۔ وہ مرد جن میں تحمل نہیں ہوتا ان کی ازدواجی زندگی کی گاڑی راستے میں کہیں نہ کہیں کھڑی ہو جاتی ہے، کسی نکمی سی بات پہ میاں بیوی میں سرد گرمی ہوئی تو میاں نے فوراً طلاق طلاق طلاق کے گولے داغ دیئے۔ پچھلے سال کی بات ہے کہ فقیر سویڈن میں تھا۔ وہاں ایک فیملی میں طلاق ہوئی وجہ یہ تھی کہ خاوند کچن کے سنک میں آ کر برش کیا کرتا تھا۔ بیوی اس کو منع کرتی تھی کہ جب باتھ روم کا سنک ہے تو وہاں برش کیا کریں، اس نے کہا نہیں میں تو یہاں ہی کروں گا، لو اس بات پر میاں بیوی میں طلاق ہو گئی، جس نے سنا حیران ہوا۔ بہت جگ ہنسائی ہوئی۔ کاش کہ دونوں عقل سے کام لیتے۔

پار اترنے کے لئے تو خیر بالکل چاہیے
بیچ دریا ڈوبنا ہو تو بھی اک پل چاہیے

www.besturdubooks.wordpress.com

تحمل اور بردباری نہ ہو تو انسان کی زندگی کبھی بھی کامیاب نہیں گزر سکتی۔ جب گھر کے سب لوگ اکٹھے رہتے ہیں تو آپس میں جھگڑے ہو سکتے ہیں۔ کبھی بیٹا بیٹی ماں کی نافرمانی کر سکتے ہیں۔ کبھی ماں بچوں پر MAD ہو سکتی ہے تو مسائل پیدا ہوں گے ان مسائل کو وہی حل کر سکتا ہے جو اپنے اندر تحمل مزاجی رکھنے والا ہو۔

مرد کی دوسری بڑی صفت یہ ہے کہ اسے گھر کی ذمہ داریوں کو نبھانے میں نکھٹو اور کام چور نہیں ہونا چاہئے۔ دیکھئے ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور مثال کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ وقت کے نبی ہیں اور گھر کے کام کاج کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وقت کے نبی ہیں سفر میں بیوی دردزہ کا شکار ہوئی تو فرمایا بیٹھو میں ابھی جاتا ہوں آگ ڈھونڈنے کے لئے قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّیْ آنَسْتُ نَارًا میں تمہارے لئے کہیں نہ کہیں سے آگ ڈھونڈ لاؤں تاکہ تمہیں آرام ملے اب دیکھئے کہ وقت کے نبی ہیں اور بیوی کی آسانی کے لئے آگ کے انگارے ڈھونڈتے پھرتے ہیں، یہ کتنی بڑی عبادت بنائی گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام مصروف ہیں اس لئے گھر کا کوئی کام مرد کو کرنا پڑ جائے تو فرار اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ جس طرح چھوٹے چھوٹے پتھر مل کر پہاڑ بن جاتے ہیں اسی طرح چھوٹے چھوٹے مسائل اکٹھے ہو کر اختلافات کے پہاڑ بن جاتے ہیں، دو دلوں کے درمیان دیوار کھڑی ہو جاتی ہے، نتیجہ گھر کی تباہی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ بعض مرتبہ تو پینتیس پینتیس سال کی ازدواجی زندگی طلاق کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔

اگر مرد چاہتے ہیں کہ بیوی ہماری خدمت گزار بن کر رہے تو مرد کو بھی بیوی کی ضروریات پوری کرنا ہوں گی یہ Equation (مساوات) تب ہی (Balance) متوازن رہ سکتی ہے کہ مرد اپنی ذمہ داریوں کو نبھائے اور عورت اپنی ذمہ داریوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

نبھائے۔شریعت نے دونوں کے درمیان ایک میزان قرار دے دیا ہے۔میاں کے ذمے ہے کہ وہ عورت کے حقوق ادا کرے اور عورت کے ذمہ ہے کہ وہ مرد کے حقوق ادا کرے۔اس طرح دونوں پرسکون زندگی گزار سکیں گے یہی ازدواجی زندگی کا مقصود ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، و من ایتہ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا کہ اس نے تمہارے لئے بیویاں بنا دیں۔ لِتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو۔وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً اور تمہارے درمیان مودت اور رحمت پیدا کر دی۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ سوچنے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔اب قرآن مجید سے یہ ثابت ہوا کہ ازدواجی زندگی کا اصل مقصود پیار ومحبت سے رہنا اور پرسکون زندگی گزارنا ہے۔سوچئے جب ہم خود ہی سکون کے پرخچے اڑانے والے بن جائیں گے تو پھر ازدواجی زندگی کیسے کامیاب ہوگی۔

اچھی اور کامیاب زندگی وہی ہے جس میں خاوند کو بھی سکون ہو اور بیوی کو بھی سکون ہو۔اگر دونوں میں سے کسی ایک کو بھی سکون نصیب نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کامیاب زندگی نہیں اور آج تو اللہ کی شان ایسا معاملہ بن گیا کہ شاید ہی کوئی خاوند ایسا ہو جو دن میں ایک بار بیوی کی قسمت کو نہ روئے اور شاید ہی کوئی بیوی ایسی ہو جو دن میں ایک بار اپنے خاوند کو نہ کوسے۔یہ سب ہماری بے علمی اور بے عملی کا نتیجہ ہے، ہم مقصد اصلی کو بھول گئے، ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑے کرنے بیٹھ جاتے ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا اور ناک کا مسئلہ بنالیا کرتے ہیں، یہ غلط ہے ہمیں ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ازدواجی زندگی کا حسین تصور

قرآن پاک نے میاں بیوی کے بارے میں جو تصور (Concept) دیا وہ آج تک کوئی دوسرا معاشرہ پیش نہیں کر سکا۔ قرآن پاک نے میاں بیوی کے بارے میں کہا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

(وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو)

لباس سے تشبیہ دینے میں دو حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ لباس سے انسان کو زینت ملتی ہے، لباس سے اس کے عیب چھپتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب اس کا لباس ہوتا ہے۔ تو بیوی کو خاوند کے لئے لباس کہا اور خاوند کو بیوی کے لئے لباس کہا کہ اب تم دونوں ایک دوسرے کے اتنا قریب ہو جتنا قریب لباس ہوا کرتا ہے۔ اب بتائیے قرب کا اس سے بہتر تصور کوئی دوسرا پیش کر سکتا ہے۔ اللہ اکبر، روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اماں حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا۔ کیوں؟ سر سے اس لئے پیدا نہ کیا کہ سر پر نہ بٹھالیں اور پاؤں سے اس لئے پیدا نہ کیا کہ پاؤں کی جوتی نہ بنالیں۔ پسلی سے اس لئے پیدا کیا کہ زندگی کا ساتھی سمجھتے ہوئے اپنے دل کے قریب رکھیں۔ قرآن پاک نے یہی نہیں کہا کہ تم زندگی گزارو، بلکہ فرمایا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ تم نے ان بیویوں کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی گزارنی ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ بیویوں پر اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے مردوں کو سفارش کر دی۔ اے خاوند! تمہارے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ تمہاری بیویوں کے لئے تمہارا پروردگار سفارش کر رہا ہے، آج تم اس سفارش کا خیال رکھو گے تو کل وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت کے دن تمہاری بخشش کر دے گا۔ اللہ اکبر کبیرا،

بہترین خاوند کون؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ

(تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہوں)

اور فرمایا

اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ (میں اپنے اہل خانہ کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں)

تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کو مثال بنا کر پیش کیا کسی بندے کی اچھائی کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے دوستوں سے نہ پوچھیں، کاروبار نہ دیکھیں، پوچھنا ہو تو اس کی بیوی سے ذرا پوچھیں کہ یہ کیسا انسان ہے۔ اگر بیوی کہے کہ اس کی معاشرت اچھی ہے تو وہ اچھا انسان ہے۔

فرمایا اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا

(ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں)

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا خاوند بات بات پر غصہ کرتا ہے حتیٰ کہ مارتا بھی ہے (یہ بات دونوں کان کھول کر سننے والی ہے باقی باتیں تو چلو ایک کان سے سن لینا مگر مردوں سے گزارش ہے کہ یہ بات ذرا دونوں کان کھول کر سنیں) بیوی نے آ کر نبی پاک ﷺ کی محفل میں کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میرا خاوند مجھے چھوٹی چھوٹی بات پر جھڑکتا ہے حتیٰ کہ مجھے مارتا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا،

www.besturdubooks.wordpress.com

یظل احدکم یضرب امراته ضرب العبد ثم یظل یعانقها و لا یستحی ؟

(تمہارا چہرہ سیاہ ہو تم اپنی بیوی کو باندی کی طرح مارتے ہو پھر اس کے ساتھ تم بوس و کنار کرتے ہو کیا تمہیں اس بات پر حیا نہیں آتی ؟)

یعنی ایک وقت میں تم اسے اتنا قریب کر رہے ہو دوسرے وقت میں تم اسے باندی کی طرح مار رہے ہو۔ یہ الفاظ ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ بیوی گھر کی نوکرانی نہیں بلکہ شریک حیات ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے اور سمجھانے سے بھی نہ سمجھے تو اب شریعت نے محدود مارنے کی اجازت دی ہے تاکہ اسے نصیحت ہو سکے۔ مثل مشہور ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے، دو باتیں بڑی عام ہیں ایک یہ کہ عورت کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور دوسری یہ کہ مرد کے ہاتھ قابو میں نہیں رہتے۔

بدزبان عورت

یاد رکھئے میرے دوستو! بدزبان بیوی اپنے شوہر کو قبر تک پہنچانے کے لئے گھوڑے کی ڈاک کا کام کرتی ہے، جس کی بیوی بدزبان ہو اس کو ساری زندگی سکون نہیں مل سکتا۔ عورت کو کہا گیا کہ وہ اپنی زبان کے اندر نرمی اور مٹھاس پیدا کرے اور اچھے انداز سے بات کرے۔ ویسے یہ پکی بات ہے کہ میٹھی سے میٹھی عورت کیوں نہ ہو پھر بھی اس کے اندر تھوڑی بہت تلخی ضرور ہوتی ہے کیونکہ تعلق ہی ایسا ناز و انداز کا ہوتا ہے۔ تاہم عورت کی زبان میں نرمی ہونی چاہئے۔ شریعت نے کہا اپنے خاوند سے نرم انداز میں بات کرے، جہاں کسی غیر مرد سے بات کرنے کا وقت ہو تو سختی سے بات کرے تاکہ اسے دوسری بات پوچھنے کی جرأت نہ ہو۔ آج کل کی فیشن

www.besturdubooks.wordpress.com

ایبل عورتوں کا معاملہ برعکس ہے۔ خاوند سے بات کرنی ہو تو ساری دنیا کی کڑواہٹ سمٹ آتی ہے اور کسی غیر سے بات کرنی ہو تو ساری دنیا کی شیرینی سمٹ آتی ہے۔ بہر حال یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جن رشتوں کو تلوار نہیں کاٹ سکتی ان کو زبان کاٹ کے رکھ دیتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ عورت کی زبان وہ تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوتی۔ بعض عورتیں تو اتنی بد زبان ہوتی ہیں کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو ناقابل برداشت ہوتیں۔ کئی عورتیں تو بد زبانی اور بد گمانی ہی کی وجہ سے گھر برباد کر لیتی ہیں۔ شرع شریف نے حکم دیا کہ محرم مرد سے بات کرو تو نرمی سے، غیر محرم سے بات کرنی پڑ جائے تو سختی سے کرو، دانایان فرنگ میں سے کسی کا قول ہے کہ اگر عورت سارے دن میں ایک مرتبہ اپنے خاوند سے نرمی سے بات کرے جس نرمی سے وہ پڑوسی مرد سے بات کرتی ہے تو گھر آباد رہے۔ اس طرح مرد اگر پورے دن میں ایک مرتبہ بیوی کو اس محبت کی نگاہ سے دیکھے جس نظر سے وہ پڑوسی عورت کو دیکھتا ہے تو بھی گھر آباد رہے۔

سلف صالحین کا معمول

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی ایک پوری سورت جسے سورۃ النساء کہتے ہیں اس میں مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کے احکام بتلائے۔ سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو نکاح سے پہلے سورۃ النساء اور سورۃ النور ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کرتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے جن کے ہاں بیٹی ہو وہ اس کو اگر پورا قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھا سکتے تو کم از کم سورۃ النساء اور سورۃ النور کا ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کریں تاکہ لڑکی اچھی ازدواجی زندگی گزار سکے۔ بعض سلف صالحین کا تو عجیب معمول تھا کہ جب بچی پڑھ لکھ جاتی اور ابھی شادی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

(اس وقت پرنٹنگ پریس نہیں ہوتے تھے) تو یہ بیٹی کے ذمہ لگاتے کہ بیٹی اپنے لئے ایک قرآن پاک لکھ لو، تو یہ بچی روزانہ باوضو ہو کر خوش نویسی سے قرآن پاک لکھتی تھی اور جب قرآن پاک مکمل ہو جاتا تو سنہری جلد باندھ کر باپ اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کرتا تھا۔ یہ پہلے وقتوں کا جہیز ہوا کرتا تھا گویا اس کے خاوند کو پیغام مل رہا ہوتا تھا کہ میری بیوی نے گھر میں جو زندگی گزاری ہے اس کا فارغ وقت اس قرآن پاک کو لکھنے میں گزرا ہے۔

خاوند کے حقوق

نبی اکرم ﷺ نے حقوق زوجین کا تذکرہ کرتے ہوئے عورتوں کو بتایا کہ اگر شریعت میں کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو عورت فرائض کو پورا کرنے والی ہو اور اسے ایسی حالت میں موت آ جائے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولتے ہیں تاکہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو سکے۔ یہ بھی بتا دیا کہ اگر کسی عورت سے اس کا خاوند جائز وجہ سے ناراض ہو اور وہ عورت ضد کر کے خاموش رہے اور خاوند ایسی حالت میں سو جائے تو ساری اللہ کے فرشتے اس عورت پر لعنت برساتے رہتے ہیں، گویا خاوند کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی کو شامل کر دیا گیا۔ خاوند کی اطاعت اور فرمانبرداری میں صحابیاتؓ کے واقعات بڑے عجیب ہیں۔

ایک صحابیہؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، شوہر جہاد پر گیا ہوا ہے، جس دن شوہر نے آنا ہے تو اس دن چند گھنٹے پہلے بیٹا فوت ہو گیا۔ اب پریشان بیٹھی ہے کہ خاوند اتنے عرصے بعد آئے گا اور جب یہ معلوم ہو گا کہ بیٹا فوت ہو گیا تو اسے کتنا صدمہ ہو گا،

www.besturdubooks.wordpress.com

ل میں افسوس ہوگا کاش بچے کو زندگی میں آ کر پیار ہی کر لیتا۔ جب صحابیہؓ بہت پریشان ہوئی تو اس نے بچے کو نہلا دھلا کر کپڑا ڈال کر چارپائی پر رکھ دیا۔ کسی کو طلاع نہ دی خاوند سمجھا کہ وہ سو رہا ہے۔ چنانچہ خاوند نے کھانا کھایا تو رات ہوگئی۔ میاں بیوی اکٹھے بھی ہوئے سفر کی باتیں بھی ہوئیں۔ لیکن اس عورت کو دیکھئے جو ماں تھی اس کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی جس کے معصوم بچے کی لاش سامنے چارپائی پر پڑی ہے مگر وہ خاوند کی خوشی کی خاطر سینے پر سل رکھ کر اس راز کو چھپائے بیٹھی ہے کہ میرے خاوند کا دل غمزدہ نہ ہو۔ وہ اس کے ساتھ کھانا بھی کھا رہی ہے، ہنس بول بھی رہی ہے، دونوں مل بھی رہے ہیں، حتیٰ کہ اس حال میں صبح ہوگئی۔ صبح اپنے خاوند سے پوچھتی ہے کہ مجھے ایک بات بتائیے، خاوند نے کہا پوچھو۔ کہنے لگی کہ اگر کوئی کسی کو امانت دے اور پھر کچھ عرصہ بعد واپس مانگے تو وہ خوشی سے دینی چاہئے یا غمزدہ ہو کر۔ خاوند نے کہا کہ خوش ہو کر۔ کہا کہ اچھا آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے امانت دی تھی آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے اللہ نے وہ امانت واپس لے لی، اب جائیے اور خوشی خوشی اللہ کے حوالے کر دیجئے۔ اللہ اکبر، اس صحابیہؓ نے حسن معاشرت کا حق ادا کر دیا۔ صبح ان کے خاوند رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے گھر میں یہ معاملہ ہوا۔ میری بیوی نے میری خوشی کی خاطر اتنے صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے دعا دی چنانچہ اللہ نے اس رات میں برکت ڈالی اور وہ عورت اپنے خاوند سے ملنے کی وجہ سے حاملہ ہوئی۔ اللہ نے ان کو ایک اور بیٹا عطا کیا، جو حافظ قرآن بھی بنا اور حافظ حدیث بھی بنا۔

بیوی کے حقوق

آیئے اب جائزہ لیں کہ عورت کے خاوند پر کیا حقوق ہیں ان میں سے پہلا حق

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت کا نان نفقہ یعنی عورت کے اخراجات کو پورا کرنا ہے۔ایک بات ذہن میں رکھ لینا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے ذمہ اپنا نان نفقہ کمانے کا بوجھ نہیں رکھا۔اگر بیٹی ہے تو باپ کا فرض ہے اپنی بیٹی کا خرچہ پورا کرے، اگر بہن ہے تو بھائی کے ذمے ہے کہ وہ اپنی بہن کا خرچہ پورا کرے، اگر بیوی ہے تو خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کا خرچہ پورا کرے اور اگر ماں ہے تو اولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی ماں کا خرچہ پورا کرے۔بیٹی بننے سے لے کر ماں بننے تک اللہ تعالیٰ نے عورت پر اپنی روزی کمانا کبھی بھی فرض نہیں کیا۔تو یہ خاوند کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا خرچہ پورا کرے۔اس نان ونفقہ کے متعلق علماء نے مسئلہ لکھا ہے کہ خاوند کو چاہئے کہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کا ذاتی خرچہ مقرر کرے۔ممکن ہے کہ کوئی آدمی پچاس ڈالر دے سکتا ہو، کوئی آدمی سوڈالر دے سکتا ہو اور کوئی آدمی صرف دس ڈالر دے سکتا ہو، مقدار کی بات نہیں۔گھر کی سبزی وغیرہ کے لئے خرچہ دینا اور بات ہے شریعت کہتی ہے کہ وہ تمہاری بیوی ہے اپنے گھر کو چھوڑ کر تمہارا گھر بسانے یہاں آئی ہے اب تم اس کو اپنی ذاتی ضروریات کے لئے کچھ پیسہ دے دو اور دینے کے بعد تمہیں پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ کہاں خرچ کیا۔اس میں بھی حکمت ہے، ہوسکتا ہے کہ عورت محسوس کرے کہ میری بہن غریب ہے میں اس کو دے دوں، میں اپنے بھائی کی کچھ مدد کردوں۔ہوسکتا ہے کہ اسے تب خوشی ہو جب وہ کسی غریب عورت کا دکھ بانٹے۔ لہٰذا جب ذاتی خرچہ دے دیا تو اب پوچھنے کی ضرورت نہیں وہ جہاں چاہے خرچ سکتی ہے۔بیوی کے حقوق سے متعلق دوسری بات سنیں فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ جب مرد کسی عورت سے نکاح کرے اس کی ذمہ داری ہے کہ اس عورت کو سر چھپانے کے لئے اپنے حیثیت کے مطابق جگہ بنا دے۔مثل مشہور ہے اپنا گھونسلہ اپنا، کچا ہو یا پکا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت کو کوئی ایسی جگہ Provide کر دینا جہاں وہ سر چھپائے یہ خاوند کی ذمہ داری ہے۔ اگر مجبوری ہو گھر کے سب افراد اکٹھے رہتے ہوں تو اسے کوئی ایک کمرہ ہی دے دیا جائے جہاں وہ اپنی ضروریات کا سامان رکھ سکے۔ یہ نہ ہو کہ بیوی کا بھی وہ کمرہ ہے اور اسی میں ماں باپ کا سامان بھی پڑا ہوا ہے، کسی اور کا سامان بھی پڑا ہوا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہر بندہ مکان نہیں بنا سکتا تاہم جو بنا سکتے ہیں وہ بنا کر دیں۔ یہ خاوند کے فرائض میں سے ایک فرض ہے تیسری بات چونکہ خاوند اپنے گھر کے لئے امیر اور سردار ہوتا ہے لہٰذا اسے چاہئے کہ اپنی رعایا یعنی اہل خانہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھے۔

اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ

(تم زمین والوں پر نرمی کرو آسمان والا تم پر نرمی فرمائے گا)

اس لئے فرمایا کہ جو انسان دوسروں کے ساتھ نرمی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے نرمی فرمائیں گے۔ جو دوسروں کو جلد معاف کرنے والا ہو گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جلدی معاف فرما دیں گے، جو دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہو گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ اسلام میں بیوی کا تصور جیون ساتھی کا تصور ہے، ہمدم و ہمراز کا تصور ہے، وہ کوئی باندی کا تصور نہیں ہے، وہ اچھے دوست کا تصور ہے۔ قرآن پاک میں جہاں جہاں میاں بیوی کے حقوق کا تذکرہ ہے وہاں جگہ جگہ فرمایا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اور تم اللہ سے ڈرتے رہنا، یہ اس لئے کہ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ اور تم جان لینا کہ تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ اس لئے بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں نہ بیوی شرم سے کسی کو بتا سکتی ہے اور نہ خاوند شرم سے کسی کو بتا سکتا ہے مگر اندر اندر دونوں ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے کی دل آزاری کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا تم اس طرح ایک دوسرے کا دل جلایا کرو گے تو یاد رکھنا کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بھی ملاقات کرنی ہے، اگر ایک دوسرے کو سکون نہیں پہنچاؤ گے تو قیامت کے دن اس کو کیسے جواب دے سکو گے۔ ایک بہترین اصول یہ ہے کہ اگر کوئی غلطی یا کوتاہی بیوی سے ہو جائے تو وہ معافی مانگ لے اور اگر خاوند سے ہو جائے تو وہ معذرت کر لے۔ اپنی غلطی پر معذرت کر لینا عظمت ہوتی ہے۔ مجھے اس موقع پر اپنے پیر و مرشد کی ایک بات یاد آئی یہ حضرات کتنے مخلص ہوتے ہیں اپنی زندگی کے واقعات نمونہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ فرمانے لگے ایک روز میں وضو کر رہا تھا (عمر رسیدہ تھے) اہلیہ محترمہ وضو کرواتے وقت پانی ٹھیک طرح سے نہیں ڈال رہی تھی جس پر میں نے انہیں ذرا تختی سے بات کہہ دی کہ تم کیوں ٹھیک طرح سے وضو نہیں کروا رہی۔ مگر میرے اس طرح غصہ کرنے پر وہ خاموش رہیں اور جس طرح میں چاہتا تھا ویسے کر دیا۔ خیر میں وضو کر کے گھر سے چلا راستے میں خیال آیا ابھی تو میں اللہ کی مخلوق کے ساتھ یہ برتاؤ کر رہا تھا اور ابھی مصلے پر جا کر نماز پڑھاؤں گا میری نماز کیسے قبول ہوگی۔ کہنے لگے میں آدھے راستے سے واپس آیا اور بیوی سے معذرت کی اس نے مجھے معاف کر دیا، پھر میں نے جا کر مسجد میں نماز پڑھائی۔

؎ مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے ڈھادے جو ڈھیندا
پر کسے دا دل نہ ڈھاویں رب دلاں وچ رہندا

ازدواجی زندگی اور مشرقی معاشرہ

معزز سامعین، ازدواجی زندگی کے بارے میں ہمارا مشرقی معاشرہ آج بھی الحمدللہ بہت پر سکون ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ سو میں سے کم از کم ننانوے لڑکیاں جب

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہوتی ہیں تو ان کے دلوں میں گھر بسانے کی نیت ہوتی ہے۔ یہ اعزاز صرف مشرقی لڑکی کو حاصل ہے کہ جب اپنے ماں باپ کے گھر سے چلتی ہے تو دل میں یہ نیت ہوتی ہے کہ میں نے گھر بسانا ہے۔ یہ آگے خاوند کا معاملہ ہے، اچھی طرح Handle کیا تو گھر آباد ہوگیا Mishandle کیا تو وہ گھر برباد ہوگیا۔ بعض مشرقی لڑکیاں تو اس قدر پاکدامن ہوتی ہیں کہ ان میں حوروں کی صفات جھلکتی ہیں مثلاً عرباً یعنی خاوندوں کی عاشق اور قاصرات الطرف یعنی غیر مردوں کی طرف مائل نہ ہونے والیاں۔ یہ اسلام کی برکت ہے کہ مشرق میں آج بھی بعض ایسی معصوم جوانیاں ہوتی ہیں جو اپنے گھر سے قدم نکالتی ہیں تو ان کے دلوں میں کسی غیر مرد کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ کئی ایسی بھی ہوتی ہیں کہ خاوند کا سایہ سر سے اٹھ گیا بچوں کی خاطر اپنی پوری زندگی گزار دیتی ہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی بیوہ عورت یہ سمجھے کہ مجھے اپنے بچوں کی پرورش کی خاطر بیٹھنا ہے اور خود اس کو پسند کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی تو بہار خزاں میں تبدیل ہوگئی مگر یہ خزاں کے موسم میں بھی اپنے پروں کے نیچے اپنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو چھپا کر اپنی زندگی گزار رہی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر،

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

خوشگوار ازدواجی زندگی

ازدواجی زندگی کے بارے میں ایک بات ذہن میں رکھئے کہ جہاں محبت پتلی ہوا کرتی ہے وہاں عیب موٹے نظر آتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے بتنگڑ بن جایا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں۔ تو اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ تم آپس میں محبت و پیار کی زندگی گزارو۔ انسان کو بڑا حوصلہ رکھنا چاہیئے انگلش کا مقولہ ہے۔

To run a big show one should have a big heart.

(ایک بڑا انظام چلانے کے لئے انسان کو دل بھی بڑا رکھنا چاہیئے)

انسان کو تحمل اور بردباری سے گھر کے معاملات نبھانے چاہئیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے، جو زندگی خاوند کے لئے وقف کر چکی ہوتی ہے اور بیوی اپنے خاوند سے جھگڑتی ہے جو اس کی زندگی میں اتنا بڑا مقام پا چکا ہوتا ہے۔

؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نہ کروند تنگ
ترا کہ میسر شود ایں مقام کہ با دوستان ہست پیکار جنگ

(ہم نے سنا اللہ والے دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ نہیں کیا کرتے، تمہیں یہ مقام کہاں سے نصیب ہوا کہ تم اپنوں کے ساتھ برسر پیکار رہو)

بعض اوقات دینی جہالت کی وجہ سے یا تکبر کی وجہ سے پڑھے لکھے جوڑوں میں بھی محاذ آرائی ہوتی رہتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے اس قدر خلاف کہ خاوند ہر وقت بیوی کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے اور بیوی ہر وقت خاوند کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتی ہے۔ جسم ایک دوسرے کے کتنے قریب دل ایک دوسرے سے کتنے دور، ان دونوں کا معاملہ اس شعر کے مصداق ہوتا ہے۔

؎ زندگی بیت رہی ہے دانش
کوئی بے جرم سزا ہو جیسے

بعض اوقات یہ جھگڑے کسی تیسرے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہ میری بات یاد

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھنا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں جھگڑتے، جب بھی جھگڑیں گے کسی تیسرے کی وجہ سے جھگڑیں گے، یا تو وہ ساس سسر ہوں گے اور یا بیوی کے میکے والے۔اس لئے شریعت نے ایک بات سمجھا دی لڑکی کو کہا کہ دیکھو نکاح سے پہلے ایک ماں تھی اب تمہاری دو مائیں ہیں اور دو باپ ہیں۔اسی طرح لڑکے کو بتا دیا کہ تمہاری دو مائیں اور دو باپ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ساس اور سسر کو ماں باپ کا درجہ دیا تو اس میں ایک بہترین اصول یاد رکھ لیجئے کہ شادی کے بعد لڑکی کو چاہئے کہ خاوند کے گھر والوں کو خوش رکھے اور خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے گھر والوں کو خوش رکھے۔ جہاں یہ اصول دونوں میاں بیوی اپنا لیں وہاں آپ دیکھیں گے کہ کبھی لڑائی نہیں ہوگی۔کبھی ایک غصہ میں آ جائے تو دوسرے کو چاہئے کہ تحمل مزاجی سے کام لے۔ بیک وقت دونوں کا غصہ میں آ جانا معاملے کو بے حد خراب کرتا ہے۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کوئی عورت خاوند کے غصہ پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر ایوب علیہ السلام کا اجر عطا فرمائیں گے۔اسی طرح کوئی مرد اپنی بیوی کے غصے پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی صبر ایوب علیہ السلام کا درجہ عطا فرمائیں گے، تو جب صبر کا اتنا اجر و ثواب ملتا ہے تو اس موقعہ پر ذرا خاموش ہو جایا کریں۔

منفی سوچ سے بچیں

میاں بیوی دونوں کو منفی سوچ سے بچنا چاہئے۔پنجابی کا مقولہ ہے ''بھاندے دا سب کچھ بھاوے تے نہ بھاندے دا کجھ وی نہ بھاوے'' یعنی جو آدمی اچھا لگتا ہو۔ اس کا ہر کام اچھا لگتا ہے اور جو آدمی برا لگتا ہو اس کا ہر کام برا لگتا ہے۔میاں بیوی میں اگر منفی سوچ ہو تو ایک دوسرے کی ہر بات زہر معلوم ہوتی ہے۔حکایت ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی ان سے ہر وقت لڑتی جھگڑتی رہتی تھی، انہوں نے ایک دن دعا

www.besturdubooks.wordpress.com

کی کہ یا اللہ! میرے ہاتھ پر کوئی ایسی کرامت ظاہر فرما جسے دیکھ کر میری بیوی بھی میری عقیدت مند بن جائے۔ چنانچہ قدرت الٰہی سے انہیں الہام ہوا کہ تم اڑنا چاہو تو تمہیں ہوا میں اڑنے کی کرامت ملے گی۔ چنانچہ وہ بزرگ اڑتے اڑتے اپنے گھر کے اوپر سے گزرے، جب شام کو واپس گھر آئے تو بیوی نے آتے ہی کہا "لوتم بھی بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو۔ بزرگ تو آج میں نے دیکھے جو ہوا میں اڑتے جا رہے تھے" اس بزرگ نے کہا "خدا کی بندی وہ میں ہی تو تھا" تو بیوی نے فوراً کہا "اچھا میں بھی سوچ رہی تھی کہ یہ اڑنے والا ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے" دیکھا منفی سوچ کتنی بری چیز ہے۔ میاں بیوی کو چاہئے کہ اپنے اندر مثبت سوچ پیدا کریں،

میاں بیوی کو چاہئے کہ قدم اٹھانے سے پہلے دیکھ لیں کہ راستہ کدھر کو جاتا ہے۔

جو شخص اپنی بیوی پر احسان کرے گا یقیناً وہ اپنی بیوی کا دل جیت لے گا۔ تو بیوی کو زور کے ذریعے جیتنے کی کوشش نہ کریں، بیوی کو احسان اور اچھے اخلاق کے ذریعے جیتنے کی کوشش کریں۔ ازدواجی زندگی میں سب سے زیادہ نقصان دہ چیز منفی سوچ ہے۔ دیکھیں سوچنے کے مختلف انداز ہوتے ہیں، میں مثال دیتا ہوں ایک شاخ پر پھول بھی ہیں کانٹے بھی ہیں، اے مخاطب تجھے گلہ ہے کہ پھول کے ساتھ کانٹے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہیں۔ یہ اپنی نظر ہے کسی کی نظر کانٹوں پر گئی اور کسی کی نظر پھول پر گئی۔ سچ ہے نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی۔

مسکرانا بھی نیکی ہے

حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔

اللہ اللہ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں

www.besturdubooks.wordpress.com

داخل ہوتے تو مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے تھے۔خاوندوں کو چاہیے کہ دفتروں کے جھگڑے دفتر ہی میں چھوڑ کر آیا کریں جب گھر میں داخل ہوں تو مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے، سنت پر عمل کا ثواب بھی ملے گا اور جواب میں بیوی کی مسکراہٹ بھی ملے گی۔

A Smile

A smile is something nice to see it does not cast a cent .

A smile is something all you own it never can be spent .

A smile is welcome every where, it does away with frowns.

A smile is good for every one , to ease life,s up and downs.

یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ خاوند تو مسکراتے چہرے سے گھر آئے مگر بیوی منہ لٹکائے پھرتی رہے۔خاوند کی مسکراہٹ کا جواب بیوی کو درج ذیل الفاظ میں دینا چاہیے۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستان میں
رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

لکھ کر لٹکائیے

انگلش کا ایک فقرہ ہے۔اس کو میرے دوستو یاد کر لیجیے بلکہ گھر میں کہیں لکھ کر لٹکا لیجیے۔

House is built by hands but home is built by hearts.

کہنے والے نے کہا کہ مکان تو ہاتھوں سے بن جایا کرتے ہیں مگر گھر ہمیشہ دلوں سے بنا کرتے ہیں۔اینٹیں جڑتی ہیں مکان بن جاتے ہیں مگر جب دل جڑتے ہیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

گھر آباد ہو جایا کرتے ہیں۔ میرے دوستو! ہم ان باتوں کو توجہ کے ساتھ سنیں اور اچھی ازدواجی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ ہم دیار غیر میں بیٹھے ہیں ہماری چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہونے والے جھگڑے جب مقامی انتظامیہ کو پہنچتے ہیں تو وہ اسلام پر ہنستے ہیں، وہ نبی ﷺ کی تعلیمات پر انگلیاں اٹھاتے ہیں، کتنی بدبختی ہے۔ اگر ہم نے اپنی کم ظرفی کی وجہ سے کسی کو اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقعہ دیا چھوٹی چھوٹی باتیں اپنے گھر میں سمیٹ لیا کریں۔ ایسا جھگڑا نہ بنائیں جو کمیونٹی میں ٹاک آف دی ٹاؤن (Talk of the town) بنا کرے۔ ہم اپنی ذات کے خول سے باہر نکلیں۔ ہم مسلمانوں کی بدنامی کی بجائے مسلمانوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنیں۔ آج ایسی سوچ رکھنے والے اتنے تھوڑے ہیں کہ چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔

ایک ہجوم اولاد آدم کا جدھر بھی دیکھئے
ڈھونڈیئے تو ہر طرف اللہ کے بندوں کا کال

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب میاں بیوی قریب ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے لڑائیاں ہوتی ہیں، اگر اسی حالت میں خاوند فوت ہو جائے تو یہی بیوی ساری زندگی خاوند کو یاد کر کے روتی رہے گی کہ جی اتنا اچھا تھا، میرے لئے تو بہت ہی اچھا تھا۔ اگر بیوی فوت ہو جائے تو یہی خاوند ساری زندگی یاد کر کے روتا رہے گا کہ بیوی اتنی اچھی تھی، میرا کتنا خیال رکھتی تھی۔ تو پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ ”بندے دی قدر آندی اے ٹر گیاں یا مر گیاں“

ہم بندے کی قدر اس کے قریب رہتے ہوئے کر لیا کریں۔ کئی مرتبہ یہ دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی جھگڑے میں ایک دوسرے کو طلاق دے دیتے ہیں، جب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوش آتی ہے تو خاوند اپنی جگہ پاگل بنا پھرتا ہے اور بیوی اپنی جگہ پاگل بنی پھرتی ہے۔ پھر ہمارے پاس آتے ہیں کہ مولوی صاحب کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ ہم پھر سے میاں بیوی بن کر رہ سکیں ایسی صورت حال ہرگز نہیں آنے دینی چاہئے۔ عفو و درگزر اور افہام و تفہیم سے کام لینا چاہئے۔ بلکہ ایک روٹھے تو دوسرے کو منا لینا چاہئے۔ کسی شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے۔

اتنے اچھے موسم میں
روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں
کل پہ ہم اٹھا رکھیں
آج دوستی کر لیں

اسی مضمون کو ایک دوسرے شاعر نے نئے رنگ سے باندھا ہے۔

زندگی یونہی بہت کم ہے محبت کے لئے
روٹھ کر وقت گنوانے کی ضرورت کیا ہے

انوکھا واقعہ

علماء کرام نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بیوی بہت خوبصورت تھی جب کہ خاوند بہت بدصورت اور شکل کا انوکھا تھا، رنگ کا کالا تھا۔ بہر حال زندگی گزر رہی تھی، نیک معاشرے میں زندگیاں گزر جایا کرتی ہیں۔ ایک موقع پر خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا تو مسکرایا خوش ہوا۔ بیوی دیکھ کر کہنے لگی کہ ہم دونوں جنتی ہیں۔ اس نے پوچھا یہ آپ کو کیسے پتہ چلا، بیوی نے کہا جب آپ مجھے دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں شکر ادا کرتے ہیں اور جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو صبر کرتی ہوں شریعت کا حکم ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ صبر کرنے والا بھی جنتی ہیں اور شکر کرنے والا بھی جنتی ہے۔

LOVE AFTER MARRIAGE

ایک اہم پہلو پر روشنی ڈالنا بے جا نہ ہوگا۔ اسلام نے (Love before marriage) کی اجازت نہیں دی۔ (Love after marriage) کی اجازت دی ہے۔ لو میرج کی بنیاد بنائیں گے تو یہ کمزور ہوگی۔ آپ اس کا حشر مغربی معاشرے میں دیکھ رہے ہیں اور لو آفٹر میرج کا کیا مطلب ہے کہ جب ماں باپ نے وکیل بن کر لڑکے کے لئے بہترین لڑکی تلاش کر لی اور لڑکی کے لئے بہتر لڑکا تلاش کر لیا تو اب وہ میاں بیوی بن چکے ہیں۔ اب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیار سے زندگی گزارنی چاہئے۔ وہ جس قدر محبت اور پیار سے زندگی گزاریں گے اس پر انہیں اجر و ثواب ملے گا۔ میرے آقا ﷺ نے اپنے ایک ایک فرمان میں زندگی کے سنہری اصول بتلا دیئے۔

آیئے خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے میں اپنے پیارے آقا اور سردار ﷺ کا ایک عمل آپ کو بتا دیتا ہوں۔

محبت بھری زندگی

ایک مرتبہ پیارے نبی ﷺ گھر تشریف لائے صحن میں دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ پیالے سے پانی پی رہی ہیں۔ دور سے دیکھا تو وہیں سے فرمایا حمیرا (نام عائشہ تھا مگر پیار سے حمیرا کہا کرتے تھے) نبی پاک ﷺ نے ہمیں اس میں بھی سبق دے دیا۔ دور سے فرمایا حمیرا، بولیں اے اللہ کے نبی ﷺ فرمایئے، فرمایا تھوڑا سا پانی میرے لئے بھی بچا دینا۔ وہ امتی تھیں بیوی تھیں، آپ ﷺ خاوند بھی تھے، سید

www.besturdubooks.wordpress.com

المرسلین بھی تھے، رحمت العالمین بھی تھے۔ برکتیں تو آپ ﷺ کی ذات سے ملتی تھیں مگر سبحان اللہ محبت بھی عجیب چیز ہے کہ رفیقہ حیات کو دیکھا پانی پی رہی ہیں تو دور سے کہا کہ کچھ پانی میرے لئے بھی بچا دینا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کچھ پانی بچا دیا۔ جب آپ ﷺ قریب تشریف لائے تو اپنی بیوی کا بچا ہوا پانی ہاتھ میں لے کر پینا چاہا۔ اچانک آپ ﷺ رک گئے اور پوچھا کہ اے حمیرا! تو نے اس پیالے پر کس جگہ لب لگا کر پیا تھا۔ حضرت عائشہؓ قریب آئیں اور اس جگہ کی نشاندہی کی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اس جگہ اپنے لب مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا۔ اللہ اللہ

میرے دوستو! اگر خاوند بیوی کو اس قدر پیار دے گا تو بیوی کا دماغ خراب ہے کہ وہ گھر کو آباد نہیں کرے گی، بلکہ وہ تو گھر آباد کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دے گی۔ وہ محبت کا جواب محبت سے، الفت کا جواب الفت سے، پیار کا جواب پیار سے، اور وفا کا جواب وفاؤں سے دے گی۔ وہ خاوند کی محبت کو دل میں بسائے گی اور اکھیوں کے جھروکوں میں اس کی تصویر سجائے گی۔ یہ ہے ازدواجی زندگی کا حسین اسلامی تصور۔ آیئے نفرتوں کو دور کیجئے اور محبت بھری پاکیزہ زندگی کی ابتداء کیجئے کسی شاعر نے کہا

؎ فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لئے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کے لئے

اللہ رب العزت ہمیں خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

و اخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

www.besturdubooks.wordpress.com

محنت میں عظمت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَ اِنَّ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَ اَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

انسان کا مقصد زندگی

انسان درخت نہیں کہ کھڑا رہے اور پتھر نہیں کہ پڑا رہے یہ تو اشرف المخلوقات ہے اسے چاہئے کہ یاد الٰہی میں لگا رہے۔ مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ یہ اتنی وسیع و عریض کائنات جو ہمارے سامنے پھیلی ہوئی نظر آتی ہے یہ سب انسان کے لئے بنائی گئی ہے جبکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

؎ نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے
جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

کائنات کس لئے ہے

یہ آسمان کی پنہائیاں، یہ زمین کی رعنائیاں، یہ سمندر کی گہرائیاں، یہ فلک پہ چمکتے ہوئے ستارے، یہ پہاڑ، یہ مرغزار، یہ ہوائیں اور یہ فضائیں سب کی سب انسان کے لئے ہیں، انکو پیدا کرنے والا کتنا عظیم اور کتنا بلند ہے کہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کے لئے اتنی بڑی کائنات پیدا کردی۔

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
بحر و بر شمس و قمر ماہ و شما کے واسطے
یہ جہاں تیرے لئے ہے تو خدا کے واسطے

زندگی کے راستے

انسان اس دنیا میں دو طرح سے زندگی گزار سکتا ہے۔ایک من چاہی زندگی اور دوسری رب چاہی زندگی ۔ اب ہم نے ان دونوں باتوں کا تجزیہ کرنا ہے کہ ان دونوں میں سے بہتر راستہ کونسا ہے۔ایک ہے اپنی مرضی کی زندگی گزارنا دوسرا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کی زندگی گزارنا۔انسان جب اپنی مرضی کی زندگی گزارتا ہے تو گویا اپنی سوچ کے مطابق گزارتا ہے انسان کی سوچ کے کچھ راستے ہیں۔مثلاً انسان آنکھ سے دیکھتا ہے، کان سے سنتا ہے، زبان سے بولتا ہے۔ان اعضاء کے ساتھ انسان گویا معلومات اکٹھی کرتا ہے یا دوسرے الفاظ میں علم حاصل کرتا ہے پھر اس علم انسان اپنی زندگی کی بنیاد اٹھاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نسان کا دیکھنا ناقص ہے

وہ راستے جہاں سے انسان علم حاصل کر رہا ہے ان پر اگر غور کریں تو ناقص نظر ئیں گے۔ مثال کے طور پر انسان کا دیکھنا ناقص ہے۔ ہر چیز کو نہیں دیکھ سکتا اگر وشنی میں دیکھ سکتا ہے تو اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتا، حالانکہ بلی اندھیرے میں بھی یکھ سکتی ہے۔ پھر ہم ایک خاص حد تک دیکھتے ہیں اس سے زیادہ نہیں دیکھ سکتے۔ بکہ پرندے مثلاً عقاب کئی کئی فرلانگ کے فاصلے سے دیکھ سکتے ہیں۔ اس ہوا کے ندر جو ہمارے سامنے ہے اربوں اور کھربوں چھوٹے چھوٹے ذرات اور جراثیم ں مگر ہمیں نظر نہیں آتے اگر ہمیں نظر آتے تو شاید ہمارا جینا محال ہو جاتا۔ اس لئے لہ تعالیٰ نے ہمیں ایک خاص حد کے اندر دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی اس سے اوپر نیچے نہیں دیکھ سکتے۔ یہی ہمارے لئے بہتر تھا، ورنہ جب ہم سانس لیتے ہیں تو اس ہوا کے اندر اربوں کھربوں جراثیم ہوتے ہیں، ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے لیکن اگر مائیکرو سکوپ سے دیکھیں تو وہ صاف نظر آتے ہیں۔ بلکہ آج کل کئی کپسول ایسے ہیں کہ گر آپ انہیں کھول کر میز پر رکھیں تو وہ آپ کو ایک پاؤڈر کی شکل میں نظر آئیں گے۔ مگر مائیکروسکوپ سے دیکھیں تو وہ چھوٹے چھوٹے جراثیم نظر آئیں گے جو رکت کر رہے ہوں گے، ظاہری آنکھ سمجھتی ہے کہ یہ پاؤڈر ہے لیکن مائیکروسکوپ کی نکھ بتاتی ہے کہ وہ زندہ جراثیم ہیں جو حرکت کر رہے ہیں۔ پس انسان کی بینائی کامل نہیں، دیکھتی ہے خاص حدود و قیود میں دیکھتی ہے اس سے اوپر نیچے نہیں دیکھتی۔ س ثابت ہوا انسان کا دیکھنا کامل نہیں بلکہ ناقص ہے۔

دیکھئے نقب زنی سے بچنے کے لئے جو آلارم لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک طرف ٹرانسمیٹر ہوتا ہے دوسری طرف ریسیور ہوتا ہے درمیان میں سے شعاعیں پار ہو رہی ہوتی ہیں۔ لیکن عام آدمی اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ جب چور گزرتا ہے اور وہ شعاعیں کٹ جاتی ہیں تو فوراً الارم بج جاتا ہے اور چور پکڑا جاتا ہے۔ تاہم اس کو ظاہر آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ یہ چند مثالیں اسی لئے دیں کہ واضح ہو جائے کہ انسان کا دیکھنا ناقص ہے۔

انسان کا سننا ناقص ہے

انسان کی سماعت پر غور کیجئے۔ ہم بعض چیزوں کی آواز سنتے ہیں مگر ہر آواز نہیں سن سکتے۔ دیکھئے آج اتنی ترقی کے باوجود مختلف لیبارٹریز میں زلزلہ کو معلوم کرنے کے لئے کتے اور بلیاں پالے جاتے ہیں۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ زلزلہ آنے سے بہت پہلے کچھ آوازیں زمین میں سے نکلنی شروع ہو جاتی ہیں جن کو انسان Feel (محسوس) نہیں کر سکتا مگر جانور ان کو محسوس کرتے ہیں۔ جانور اچھلنا کودنا شروع کر دیتے ہیں اور اشارہ ہو جاتا ہے کہ کوئی زلزلہ آنے والا ہے۔ جو آوازیں انسان نہیں سن سکتا وہ جانور سنتے ہیں، اتنی معمولی آواز جانور سن لیتے ہیں مگر ہم نہیں سن سکتے۔ ہمارا اپنا سننے کا ایک فریکونسی بینڈ ہے اس بینڈ کے اندر اندر آواز ہوگی تو ہم سنیں گے ورنہ نہیں سنیں گے۔

اسی طرح کئی اور آوازیں انسان نہیں سن سکتے مثلاً چوہوں کے لئے آج کل ایک Electronic Instrument (آلہ برقیاتی) بنایا گیا ہے جس کا نام Bye Bye Rat رکھا گیا ہے۔ یہ Bye Bye Rat ایک Sound (System) آوازوں کا نظام ہے۔ برقیاتی آواز کو وہ ایک ایسی Frequency

سے نکالتے ہیں یا پھینکتے ہیں کہ اگر عام انسان اس جگہ کھڑا ہو تو اسے کوئی پتہ نہیں چلتا کہ یہ کیا ہے مگر چوہے کے دماغ پر وہ آواز اس طرح پڑ رہی ہوتی ہے جیسے ہتھوڑے پڑ رہے ہوں۔ تھوڑی دیر میں اس جگہ سے چوہے بھاگ جاتے ہیں یہ Rat Expellrer بنایا گیا ہے۔ اب دیکھئے ہم اس اواز کو نہیں سن سکتے مگر چوہا سن سکتا ہے اور اس کیلئے اس جگے پر رہنا مصیبت بن جاتا ہے حتی کہ وہ وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان ہر آواز نہیں سن سکتا اس کا ایک بینڈ ہے جیسے ریڈیو کے بینڈ ہوتے ہیں مثلاً یہ شارٹ ویوز ہے، یہ میڈیم ویوز ہے، اب اگر ہم Short Waves شارٹ ویوز پر ریڈیو کو آن کریں تو وہ شارٹ ویوز کو تو رسیو کرتا ہے۔ مگر میڈیم ویوز کو رسیو نہیں کر سکتا اور اگر میڈیم ویوز پر اس کو سیٹ کریں تو وہ شارٹ ویوز کو رسیو نہیں کر سکتا۔ اس طرح ہماری سماعت کا، بصارت کا ایک بینڈ ہے اس بینڈ کے اندر تو ہم فنکشن (عمل کام) کر سکتے ہیں اس سے آگے نہیں کر سکتے۔ بتانے کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنے ذہن میں جو معلومات اکٹھی کرتا ہے تو وہ ان ذرائع سے حاصل کرتا ہے جب یہ ذرائع علم ہی ضعیف اور کمزور ہیں تو ان سے ملنے والی معلومات بھی کمزور ہوں گی۔

زندگی گزارنے کے دو راستے ہیں

زندگی گزارنے کے دو راستے ہیں۔ اپنے تجربات اور مشاہدات پر زندگی بسر کرنا اور اپنے خالق و مالک کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ کہ ہم پہلے یہ تجزیہ کر چکے ہیں کہ جس طرح انسان کے یہ ذرائع علم کمزور اور ضعیف ہیں اسی طرح کے تجربات بھی کمزور اور ضعیف ہیں۔ اپنے تجربات کو بنیاد بنانے کی بجا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان اللہ رب العزت کے احکام کو بنیاد بنائے گا وہ یقینا کامیاب ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی انجینئر کسی مشین کو بنائے تو وہی بہتر جانتا ہے کہ یہ مشین کیسے بہتر کام کرے گی۔ عام طور پر باہر کے ملک سے کوئی مشین امپورٹ کی جائے تو وہ لوگ مشین بھی بھیجتے ہیں۔ مشین کے ساتھ انجینئر بھی بھیجتے ہیں اور ایک کتابچہ بھی بھیجتے ہیں۔ وہ انجینئر آتا ہے اور مشین کو لگاتا ہے پھر مشین کو چلاتا ہے پھر وہ مقامی لوگوں کو ٹریننگ دیتا ہے کہ جس طرح میں کام کر رہا ہوں اگر میرے بعد اسی طرح تم نے کیا تو تم کامیاب ہو گے۔ اگر اس میں کوتاہی کی تو ناکام ہو گے اور اگر کہیں اٹک جاؤ تو یہ رہنما کتابچہ ہے اس کو پڑھ لینا اس مشین کے بارے میں ساری باتیں اس کے اندر لکھی ہوئی ہیں، یہ کہہ کر وہ چلا جاتا ہے۔ اگر اس مثال کو مسلمان اپنے ذہن میں رکھیں تو حقیقت زندگی کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی مشین کو بنایا اور انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ ان میں سے آخر میں حضور ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ انسانوں کے انجینئر بن کر آئے اور آپ ﷺ پر قرآن پاک یعنی انسانوں کی زندگی کے لئے کتاب رشد و ہدایت نازل ہوئی۔

آپ ﷺ نے اس کے مطابق زندگی گزاری اور صحابہؓ سے کہا...... اے لوگو! جس طرح میں زندگی گزار رہا ہوں اگر تم اس طرح زندگی گزارو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے پیچھے یہ Instruction Book (ہدایت کی کتاب) چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم اس کے مطابق زندگی گزارو گے تو کامیاب ہو گے۔ اور واقعی صحیح بات ہے کہ قرآن پاک صداقتوں کا مجموعہ، حقیقتوں کا ہے جو کہ آج ہمارے پاس موجود ہے۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہمارے لئے مینارہ نور ہے۔

علم کی اہمیت

دین اسلام میں علم حاصل کرنے کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ اتنی اہمیت کبھی کسی نے بیان نہیں کی۔ چودہ سو سال پہلے جب عرب کے لوگ وحشی اور جاہل مشہور تھے۔ قیصر و کسریٰ ان پر حکومت کرنا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ مشہور مورخ گبن اپنی کتاب میں لکھتا ہے......

At that time Arabia was the most degraded nation of the world.

اس وقت عرب دنیا کی ذلیل ترین اور حقیر ترین قوم تھے۔

ان لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا اور نبی اکرم ﷺ نے انہیں دعوت الی اللہ دی۔ آپ ﷺ نے اس جاہل قوم کو علم کے بارے میں فضائل سنائے۔ فرمایا،

طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة

(علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

پھر فرمایا،

اطلبوا العلم من المهد الى اللحد

(تم علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک)

امام غزالی کا قول ہے کہ:

''علماء کے قلموں کی سیاہی شہیدوں کے خون سے بھی زیادہ قیمتی ہوا کرتی''

اب بتائے علم کی اتنی اہمیت کوئی بتا سکتا ہے۔ ایک کتاب پاکستان میں بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

مشہور ہوئی جس کا نام تھا

A ranking of the most influential personalities of the history.

(تاریخ میں سب سے زیادہ متاثر کن شخصیتوں کی درجہ بندی)

جسے مائیکل ہارٹ نے لکھا اور وہ عیسائی تھا۔ اس نے اپنے زعم میں تاریخ میں جتنے نامور حضرات گزرے ہیں ان کی درجہ بندی کی ہے۔ اس درجہ بندی میں اس نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا نام لکھا...... اور وہ ابتدائی جملہ بڑا عجیب لکھتا ہے کہ......

My choice of Muhammad to lead the ranking of the most influential personalities in history will surprise some of the readers.

(بعض پڑھنے والے حیران ہوں گے۔ کہ محمد عربی ﷺ کو تاریخ کی سب سے زیادہ اثر انداز شخصیتوں پر کیوں فوقیت دی؟)

میں نے انہیں سب سے پہلے کیوں لکھا۔ اس کے لئے دلیل بڑی پیاری دیتا ہے۔ لکھتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی نامور لوگ آئے اگر ان کی زندگیوں کے حالات کا آپ مطالعہ کریں تو وہ اپنے لڑکپن، جوانی کے دور میں اپنے وقت کے بہترین تعلیمی اداروں میں کسی استاد کے پاس تعلیم پاتے نظر آتے ہیں۔ نیوٹن اتنا بڑا سائنس دان مگر اپنے وقت کے استادوں کے پاس تعلیم پاتا نظر آتا ہے، تو یہ لوگ اپنے وقت کی بہترین یونیورسٹیز میں، بہترین کالجز میں اور بہترین اداروں میں تعلیم پاتے نظر آتے ہیں مگر ایک ہستی پوری کائنات میں ایسی ہے جو پوری زندگی شاگرد بن کر کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

استاد کے سامنے بیٹھی نظر نہیں آتی پھر اس نے انسانیت کو زیورِ علم سے آراستہ کیا، اس حقیقت نے مجھے مجبور کر دیا کہ اس درجہ بندی میں اسے سب سے پہلے لکھوں۔ واقعی اس بات میں کوئی شک نہیں۔ دیکھئے! ایک موٹی سی بات پر غور کریں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں خطہ عرب سے باہر قدم نہیں رکھا۔ لڑکپن میں تو تجارت کے لئے تشریف لے گئے تھے لیکن نبوت کے بعد آپ ﷺ نے بلادِ عرب سے باہر قدم نہیں رکھا اور آپ ﷺ کے زمانہ نبوت میں آپ ﷺ کے صحابہؓ آپ ﷺ ہی کے گرد متوجہ رہے۔ کوئی ان میں سے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے پاس Management (نظم و نسق) کا کورس کرنے نہیں گیا۔ اکنامکس کا کورس کرنے نہیں گیا۔ آپ ﷺ بھی وہیں رہے۔ صحابہؓ بھی آپ ﷺ کے پاس رہے۔ اس کے بعد ان صحابہؓ کے اندر ایسی صفات آ گئیں، ایسے کمالات آ گئے کہ انہوں نے قیصر و کسریٰ کا تاج چھینا اور اتنی بڑی سلطنت کو انہوں نے شکست فاش دی۔ دنیا کو انہوں نے جہانبانی اور جہانگیری سکھائی۔ یہ سب کچھ انہوں نے کہاں سے سیکھا تھا۔ یہ وحی کے ذریعے اللہ نے اپنے محبوب کو سکھایا تھا اور صحابہؓ کرام نے ان تعلیمات کو اپنے پلے باندھ لیا تھا۔

عجیب واقعہ

معزز سامعین! علم کے بارے میں جتنی اہمیت رسول اللہ ﷺ نے بتلائی ہے یقین جانیئے اتنی اہمیت کسی اور نے نہیں بتائی۔ ہم ایک دفعہ کورس کر رہے تھے اس کا موضوع تھا Effective Manager اور انگلینڈ کے Mr. Borrodi اس کورس کے ٹیچر تھے جو ایک ہی وقت میں کئی یونیورسٹیز میں Visting پروفیسر تھے،

www.besturdubooks.wordpress.com

کیلیفورنیا کی یونیورسٹی، انگلینڈ یونیورسٹی، جرمنی کی یونیورسٹی اور ہالینڈ کی یونیورسٹی، اتنا قابل اور ماہر بندہ ہمیں لیکچر دے رہا تھا۔ لیکچر کے دوران انہوں نے علم کے بارے میں بات کی اور بات کرتے کرتے کہنے لگے کہ ہمارے سائنس دانوں نے آج یہ بات محسوس کی ہے کہ آدمی کو صرف طالب علمی میں ہی نہیں پڑھنا پڑتا ہے۔ بلکہ اپنے Profession (پیشہ) میں بھی آ کر پڑھنا پڑتا ہے گویا ساری زندگی پڑھنا پڑتا ہے۔ اس نے یہ بات بڑے نخرے سے کی جیسے کوئی بڑی ریسرچ والی بات کی ہو۔ جب اس نے یہ بات کی تو میں کھڑا ہوا۔ میں نے کہا کہ میں تمہیں اپنے آقا رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنا دوں۔ اس نے کہا ضرور سناؤ۔ میں نے یہ حدیث سنائی کہ علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک۔ جب میں نے یہ حدیث سنائی یقین کیجئے کہ اس نے لیکچر موقوف کیا اپنا بریف کیس کھولا اپنی ڈائری نکالی مجھے کہتا ہے کہ آپ یہ حدیث مجھے لکھوا دیں۔ میں آئندہ اپنے لیکچر میں یہ حدیث پڑھ کر لوگوں کو سنایا کروں گا۔ کہ چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کے نبی اکرم ﷺ نے علم کی اتنی اہمیت بتلائی ہے۔ سبحان اللہ

علم کیسے حاصل ہوگا

اب یہ علم کیسے حاصل ہوگا اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ عربی کا مقولہ ہے کہ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ (جس نے طلب کیا پس بے شک اس نے پالیا) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ ہم اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں یا اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی بگاڑتے ہیں یہ پکی بات ہے محنت ایسی مٹھاس ہے کہ زندگی میں اس کو جتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

داخل کرتے چلے جائیں گے زندگی اتنی شیریں ہوتی چلی جائے گی۔

امام شافعیؒ کا واقعہ

ہمارے سلف صالحین نے اپنی زندگیوں میں اتنی محنت کی کہ آج عوام الناس ان واقعات کو سن کر حیران رہ جاتے ہیں۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ امام شافعیؒ تیرہ سال کی عمر میں امام شافعیؒ بن چکے تھے۔ تیرہ سال کی عمر میں قرآن اور حدیث کے علوم کو حاصل کر چکے تھے اور درس قرآن دینا شروع کر دیا تھا۔ یہ ان کی محنت تھی، یہ ان کا شوق تھا کہ اتنی کم عمری میں انہوں نے علم کے بڑے سمندر بھی عبور کر لئے تھے۔

محمد بن قاسمؒ کا واقعہ

محمد بن قاسمؒ کی عمر کیا تھی، ۱۷ سال۔ آج سترہ سال کے بچے کو گھر کا سربراہ بنا دیں تو وہ گھر کو ٹھیک طرح سے نہیں چلا سکتا اور وہ سترہ سال کا بچہ کمانڈر انچیف بنا ہوا ہے اور فوج کو لے کر جا رہا ہے کہاں ......؟ جہاں راجہ داہر کی منظم حکومت تھی۔ میں نے سندھ میں وہ میدان دیکھا جہاں راجہ داہر اور محمد بن قاسمؒ کی لڑائی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی وسعتوں کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا، اس وقت میری عجیب کیفیت تھی، میں نے کہا کہ یہ نوجوان کہاں سے چلا۔ اس کے ساتھ کوئی تربیت یافتہ فوج نہیں تھی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے بلکہ حجاج بن یوسف نے اسے بلا کر کہہ دیا کہ میری فوج مختلف محاذوں پر مصروف کار ہے۔ مگر مجھے یہ بات پہنچائی گئی ہے کہ ہماری کچھ عورتیں آ رہی تھیں۔ راجہ داہر کے ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹ لیا ایک لڑکی نے کہا، مجھے بچاؤ...... مجھے بچاؤ...... چنانچہ محمد بن قاسمؒ نے Corner Meetings کیں

نوجوانوں کو اکٹھا کیا۔ یہ پروفیشنل فوجی نہیں تھے، یہ ایمان وجذبہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ وہ نوجوان اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسمؒ کے ذہن میں یہ بات اتنی سمائی ہوئی تھی کہ وہ بیٹھے بیٹھے چونک اٹھتا تھا اور کہتا تھا لبیک یا اختی، لبیک یا اختی میری بہن میں حاضر ہوں۔ میری بہن میں حاضر ہوں۔ یہ چند نوجوانوں کی جماعت وہاں پہنچی اور راجہ داہر کی لوہے میں ڈوبی ہوئی فوج کے چھکے چھڑا دیئے۔ پھر یہی نہیں کہ اس کو کنٹرول کر لیا بلکہ اس کو فتح کر کے اپنی سیکنڈ لائن کے ہاتھ میں اس کی کمانڈ دے دی۔ خود آگے مارچ کیا۔ خود کنٹرول کرنا کچھ اور چیز ہوتی ہے۔ مگر اتنا Confidence (خوداعتمادی) ہونا کہ اس کو اپنی سیکنڈ لائن کے حوالے کر دیا اور پھر آگے چلتے چلتے سندھ سے لے کر ملتان تک اسلام کا پھریرا لہراتا رہا۔

کامیاب زندگی

آج ہمارے نوجوانوں کے اندر اگر یہ شوق ترقی کر جائے تو میرے دوستو! دنیا کی کوئی طاقت ہماری طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتی۔ آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم محنت کو اپنائیں۔ تن آسانی کی زندگی کامیاب زندگی نہیں ہے۔ کامیاب زندگی ہمیشہ محنت، لگن اور مجاہدے کی زندگی ہوا کرتی ہے۔

حضرت عبداللہؒ بن مبارک کا واقعہ

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے پاس حدیث کا علم سیکھنے کے لئے اتنا بڑا مجمع ہوتا تھا کہ ایک دفعہ دواتوں کی تعداد کو گنا گیا تو وہ چالیس ہزار نکلیں۔ اس دور میں

www.besturdubooks.wordpress.com

لاؤڈ سپیکر تو ہوتے نہیں تھے وہ حدیث سناتے تو بعض لوگ نماز کے مکبر کی مانندان کے الفاظ کو اونچی آواز سے دہرا دیتے تا کہ پورے مجمع تک آواز پہنچ جائے ان مکبر حضرات کی تعداد ۱۲۰۰ ہوا کرتی تھی۔ پورا مجمع کتنا بڑا ہوگا؟ اتنے بڑے بڑے مجمع کے اندر بیٹھ کر حدیث کا علم پڑھایا۔

ایک محدث کا واقعہ

ایک محدث کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ انہوں نے اتنی کتابیں لکھیں کہ اگر ان کے پیدا ہونے کے دن سے لے کر ان کے مرنے کے دن تک اگر سارے دنوں کو گن لیا جائے اور جتنی کتابیں لکھیں ہیں ان کے صفحوں کو گن لیا جائے تو ہر دن کے اندر دس صفحات بنتے ہیں یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک کے پورے دن گن لئے جائیں کہ اتنے ہزار دن زندہ رہے اور اتنے انہوں نے صفحات لکھے اور آپس میں انہیں تقسیم کیا جائے تو ہر دن کے اندر اوسطاً دس صفحات بنتے ہیں۔ اب بارہ تیرہ سال تو علم حاصل کرنے میں ہی گزرے ہوں گے اگر وہ نکال دیں تو یہ دس کی بجائے بھی بیس ہو جائیں گے۔ بیس صفحات کا ایک دن میں ہمارے لئے سمجھ کر پڑھنا مشکل ہوتا ہے چہ جائیکہ اسے نئے سرے سے ترتیب کر لیا جائے جو لوگ تصنیف و تالیف کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ایک دن میں ایک صفحہ لکھنا بھی آسان کام نہیں ہوتا انہوں نے کتنی محنت کی ہوگی۔

متفرق واقعات

- دور اسلام کا مشہور سیاح ابن موقلؒ اٹھائیس سال تک سیاحت کرتا رہا۔ آج اس کو ”صاحب المسالک والممالک والمغادر والمہالک“ کہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

- حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانیؒ صاحب معاجم ثلاثہ طلب حدیث میں ۳۳ سال گھومے اور ایک ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا۔
- ابو حاتم رازیؒ نے خود بیان کیا کہ تحصیل علم حدیث کیلئے نو ہزار میل پیادہ چلے۔
- ابن مقریؒ نے ایک کتاب کا نسخہ حاصل کرنے کے لئے، ۸۴۰ میل کا سفر پیادہ طے کیا۔
- حافظ ابو عبداللہ اصفہانی نے طلب حدیث کے لئے ۱۲۰ مقامات کا سفر کیا۔
- امام ادب سیبویہؒ ابتداء میں حماد بن سلمہؒ کے شاگرد تھے۔ استاد نے کہا لیس ابا الدردا شاگرد نے لکھا لیس ابو الدردا استاد نے غلطی پر گرفت کی۔ سیبویہؒ نے علم النحو پڑھنے کے لئے اتنی محنت کی کہ آج ہر طالب علم ان کا نام لے کر نحوی بنتا ہے۔
- علامہ ابن جوزیؒ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے اپنی انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔ ان کی وصیت کے مطابق قلموں کے تراشے سے غسل آخرت کا پانی گرم کیا گیا۔
- ابراہیم حربیؒ پچاس سال تک امام ادب ثعلبؒ کی ہر محفل نعت و ادب میں حاضر رہے۔
- امام رازیؒ نے ایک مرتبہ کہا

و اللہ انی اتاسف فی الفوات عن الاشتغال بالعلمہ فی وقت الاکل فان الوقت و الزمان عزیز

(اللہ کی قسم! مجھے کھانے پینے کے وقت میں مشاغل علمی کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ وقت بہت قیمتی اور عزیز ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

◉ امام غزالیؒ کی تعلیقات جوانہوں نے ابونصر اسمٰعیل سے لکھی تھیں لٹ گئیں۔ آپ نے ڈاکوؤں کے سردار سے واپس مانگیں۔ وہ ہنس پڑا کہ لڑکے تم نے خاک پڑھا کہ ایک کاغذ نہ رہا تو تم کورے ہو گئے۔ تعلیقات تو مل گئیں مگر امام غزالیؒ نے مسائل کو زبانی یاد کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ تین سال میں حافظ بن گئے۔

◉ قرطبیؒ سے منقول ہے کہ امام شاطبیؒ نے جب قصیدہ شاطبیہ لکھا تو اسے ساتھ لے کر بیت اللہ شریف کے بارہ ہزار طواف کئے جبکہ ہر طواف کے سات چکر تھے اور دو رکعت واجب طواف پڑھیں۔ جب دعا کے مقامات پر پہنچتے تو کہتے

اللھم فاطر السموت و الارض عالم الغیب والشھادۃ رب ھذا البیت العظیم انفع بھا کل من قراء ھا

سائنس دانوں کی محنت کے واقعات

نیوٹن کا واقعہ

دنیا میں جس کسی نے شہرت و ناموری حاصل کی اس نے محنت کی۔ چاہے دین میں کوئی اوپر پہنچا یا علوم دنیا میں کوئی اوپر پہنچا۔ محنت ان کو کرنی پڑی۔ نیوٹن کے حالات میں لکھا ہے کہ اس نے ایک مسودہ تحقیقی مضمون لکھا اور وہ رکھ کر لیٹرین میں چلا گیا۔ پیچھے چراغ جل رہا تھا تو اس کا کتا جس کا نام اس نے ٹونی رکھا ہوا تھا۔ اندر آیا اور اس نے چھلانگ لگائی تو چراغ کاغذوں کے اوپر گرا اور پورے کے پورے کاغذ جل گئے۔ جب یہ واپس آیا اور اس نے دیکھا کہ پورے کا پورا مضمون جل کر راکھ بن گیا تو اس نے صرف اتنا کہا کہ ”ٹونی تو نے میرا کام بہت بڑھا دیا“ اس کے بعد دوبارہ اسے لکھا۔ واقعی دھن اور دھیان بڑی نعمت ہے جس کو نصیب ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آئن سٹائن کا واقعہ

دنیا کے مشہور سائنس دان آئن سٹائن کے بارے میں لکھا ہے کہ بچپن میں جب سکول پڑھنے جاتا تھا تو اس کو پیسوں کا حساب نہیں آتا تھا۔ وہ اکثر اوقات کنڈیکٹر سے لڑتا تھا کہ تو نے اتنے پیسے لینے تھے اور اتنے واپس کرنے تھے، جب حساب کیا جاتا تو کنڈیکٹر ٹھیک ہوتا۔ جب دو چار مرتبہ ایسا ہوا تو ایک مرتبہ کنڈیکٹر نے کہہ دیا تو بھی کیا زندگی گزارے گا تجھے تو جمع تفریق نہیں آتی۔ وہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی تو کہنے لگا اچھا میں حساب پڑھوں گا اب اس نے Mathematics پر محنت کرنا شروع کر دی۔ محنت کرتے کرتے ایک وقت وہ بھی آیا کہ اس نے Theory of Relativity کا نظریہ پیش کر کے دنیا کی سائنس میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ سچ ہے کہ محنت کا پھل ضرور ملتا ہے۔

بورڈ میں سیکنڈ آنے والے لڑکے کا واقعہ

ایک نوجوان نے میٹرک کا امتحان دیا اور وہ اچھے نمبروں میں کامیاب ہوا۔ اس کے والد اور والدہ دونوں بوڑھے ہو چکے تھے۔ اس کا والد بیمار بھی تھا کمزور بھی تھا اور کام بھی نہیں کر سکتا تھا، بچے نے کہا کالج میں داخلہ دلوا دیں باپ نے کہا کہ ہم تو نان شبینہ کو ترستے ہیں۔ بیٹا تو دکان بنا تاکہ کچھ ہمارے لئے کچھ کھانے پینے کا بندوبست ہو۔ باپ نے تین ہزار روپے سے اس کے لئے اپنے گھر کی بیٹھک میں ایک کریانے کی دکان بنائی وہ بیچارہ سکول میں فرسٹ آنے والا بچہ کریانے کی دوکان چلانے لگا۔ ساتھ ہی ساتھ اسے پڑھنے کا شوق تھا اس نے F.Sc (ایف ،ایس ،سی) کی کتابیں لے لیں اور چوری چھپے پڑھنی شروع کر دیں والد کو پتہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، والدہ کو پتہ نہیں ہے، لڑکا فارغ وقت میں دکان پر کتاب پڑھتا جب کوئی گاہک آتا تو اسے سودا دے دیتا۔ خیر اس نے F.Sc کی فزکس، کیمسٹری اور میتھ کی ساری کتابیں پرائیویٹ خود پڑھ لیں کہیں کہیں اٹکنے لگا تو اس نے ایک پروفیسر صاحب سے کہا کہ میں پڑھنا چاہتا ہوں مجھے پریکٹیکل بھی کرنے ہیں آپ میری مدد کریں۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ میں پریکٹیکل کرواتا ہوں مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے، مجھے تو خوشی ہوگی۔ اب دیکھو اس بچے نے کتنی عقلمندی کا مظاہرہ کیا کہ جس دن پریکٹیکل ہوتا اپنے سودا لانے کا دن وہی مقرر کرتا اور چار دن پہلے والد کو کہتا کہ میں نے فلاں دن سودا لانا ہے، والد کہتا بہت اچھا۔ اس دن یہ لڑکا پیسے لیتا اور بازار میں جاتا اور ایک بہت ہی دیندار، پرہیزگار آدمی کو لسٹ دیتا کہ یہ سودا نکال کر رکھو میں ابھی آتا ہوں۔ جتنی دیر میں دکاندار سودا نکالتا یہ لڑکا اس وقت کالج میں جاکر پریکٹیکل کر کے واپس آتا اور سودا اٹھا کر گھر آتا۔ باپ کو پتہ نہ چلتا کہ بیٹا صرف سودا لے کر آیا ہے یا سودے کے ساتھ ساتھ پریکٹیکل بھی کر کے آیا ہے۔ حتیٰ کہ امتحان شروع ہوگیا امتحان بھی اس نے سودے کی آڑ میں دے دیا۔ F.Sc کا پرائیویٹ امتحان دیا۔ آپ یقین کریں کہ یہ لڑکا امتحان دینے کے بعد لاہور بورڈ میں سیکنڈ آیا۔ جب اخبار میں خبر آئی تو محلے والے اس کے والد کو مبارک باد دینے لگے، باپ کہتا ہے کہ میرا بیٹا تو پڑھتا ہی نہیں وہ تو دکانداری کرتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں تیرا بیٹا بورڈ میں سیکنڈ آیا ہے اور والد صاحب کہتے ہیں کہ میرا بیٹا تو پڑھتا ہی نہیں۔ حتیٰ کہ لوگوں نے تسلی دلائی کہ معاملہ یوں تھا۔ پھر کچھ لوگوں نے مل ملا کر چند ایک صاحب حیثیت لوگوں کو صورت حال بتائی اور ان کو کہا کہ اگر آپ اپنی طرف سے کوئی سکالرشپ دے دیں تو لڑکا بھی پڑھ جائے گا اور والدین کو بھی کچھ مل جائے گا۔ چنانچہ اس کے لئے دو

www.besturdubooks.wordpress.com

تین ہزار روپے کا بندوبست کیا، اس سکالر شپ میں سے کچھ تو اس کے ماں باپ کو دیا کہ آپ یہ لیں اور مزے سے بیٹھ کر کھائیں لڑکے کو یونیورسٹی میں داخل کرائیں۔ تاکہ یہ وہاں سے انجینئرنگ میں کورس کر سکے۔ اس نے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لے لیا، سول انجینئرنگ میں کورس کیا، آج وہ لڑکا ایکسیئن لگا ہوا ہے۔ گاڑی اس کو ملی ہوئی ہے، کوٹھی اس کو ملی ہوئی ہے، اس کے ماں باپ اس کوٹھی میں رہتے ہیں یہ سچا واقعہ ہے۔ اس سے کیا نتیجہ نکلا کہ جب انسان دل میں مصمم ارادہ کر لیتا ہے تو وہ کام کر گزرتا ہے۔ سچ ہے کہ خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

لیڈی ڈاکٹر کا واقعہ

ہمارے کالج میں اسلامیات کے ایک پروفیسر تھے ان کی بیٹی نے میٹرک کا امتحان اچھے نمبروں سے پاس کر لیا۔ بیٹی کے دل میں شوق تھا کہ لیڈی ڈاکٹر بنوں۔ والد نے کہا کہ کالج میں مخلوط تعلیم ہے میں پسند نہیں کرتا کہ میری بیٹی بھی وہیں پڑھے۔ جھنگ میں اس وقت لڑکیوں کا سائنس کالج نہیں تھا فقط آرٹس کا تھا، سائنس کی کلاسز نہیں تھیں۔ اس لڑکی نے کہا کہ ابو میں پڑھنا چاہتی ہوں۔ باپ نے کہا کہ اگر پرائیویٹ پڑھ سکتی ہو تو پڑھ لو۔ چنانچہ باپ نے میڈیکل کی ساری کتابیں بیٹی کو لے کر دے دیں اور اس کی بیٹی نے پرائیویٹ امتحان کی تیاری شروع کر دی۔ درمیان میں اسے کہیں کہیں مشکلات پیش آئیں۔ تو اس نے کہا کہ ابو مجھے فلاں چیز نہیں آتی کسی پروفیسر سے کہیں کہ مجھے سمجھا دیں۔ ابو نے کہا کہ میں تو اچھا نہیں سمجھتا کہ کوئی پروفیسر آپ کو پڑھائے، اس لڑکی نے کہا کہ ابو آپ مجھے سمجھا دیں۔ آپ اندازہ کیجئے کہ وہ اسلامیات کے پروفیسر اپنی بیٹی سے میڈیکل کے پرابلم سمجھتے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

کالج میں جا کر کالج کے پروفیسرز سے پوچھتے کہ ان کا جواب کیا ہے؟ اب اسلامیات کے پروفیسر سمجھتے کیا ہوں گے؟ سوال کو کیا سمجھتے ہوں گے جواب کو کیا سمجھتے ہوں گے؟ لیکن جو تھوڑا بہت وہ Hints (اشارات) وہاں سے لے کر آتے وہ آ کر بیٹی کو دیتے ۔ بیٹی اس سے پک اپ کر لیتی کہ حتیٰ کہ بیٹی نے تیاری کی، میڈیکل کا پرائیویٹ امتحان دیا۔ حتیٰ کہ اس کے اتنے نمبر آ گئے کہ اس نے لاہور میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں داخلہ لے لیا جو کہ لڑکیوں کا کالج ہے، بعد میں وہ لڑکی لیڈی ڈاکٹر بن گئی۔

نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کا واقعہ

میں آپ کو اور ایسی بات سنا دوں مجھے یقین ہے کہ آپ نے پہلے نہیں سنی ہوگی مجھے ایک مرتبہ کالج کے پرنسپل کی طرف سے خط ملا کہ فلاں تاریخ کو ہم نے ایک فنکشن کرنا ہے اور آپ کو اس میں رول آف آنر پیش کرنا ہے۔ اس رول آف آنر کو پیش کرنے کے لئے ہم نے ملک کے ایک نامور سائنس دان عبدالسلام خورشید کو بلایا ہے۔ (جو اگر چہ غیر مسلم ہے لیکن پاکستانی ہے اس کو کینیڈا سے بلوایا گیا) میں اس وقت یونیورسٹی سے چھٹی لے کر کالج پہنچا۔ بہت بڑا فنکشن تھا پرنسپل نے کہا کہ اس بچے نے میرے کالج کا بہت اچھا ریکارڈ بنایا ہے، میں اس کے لئے فنکشن بھی شایان شان کروں گا۔ چنانچہ اس نے عبدالسلام خورشید (نوبل پرائز ونر) کو کالج میں بلایا۔ وہ بھی اسی کالج سے پڑھے جس سے میں پڑھا۔ خیر عبدالسلام خورشید نے مجھے رول آف آنر پیش کیا اس کے بعد چائے کی پارٹی میں اکٹھے ہوئے آپس میں بات چیت ہوئی۔ ہمارے ایک پروفیسر نے عبدالسلام خورشید سے پوچھ لیا کہ آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

نوبل پرائز ونر کیسے بنے؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں بہت محنتی ہوں۔اس پروفیسر نے کہا کہ سائنس سٹوڈنٹس تو سارے ہوتے ہی محنتی ہیں، سارے ہی پڑھاکو ہوتے ہیں، سارے ہی کتابی کیڑے ہوتے ہیں۔اس نے کہا نہیں میں زیادہ محنتی ہوں۔ اس پروفیسر نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب وہ کونسی محنت ہے جو دوسرے لڑکے نہیں کرتے، سب سائنس پڑھنے والے لڑکے بڑے ذہین ہوتے ہیں بڑی محنت کرتے ہیں لیکن نوبل پرائز ونر تو نہیں بنتے۔ڈاکٹر نے کہا کہ نہیں میں بڑا محنتی ہوں پھر کہا میں ذہین اتنا نہیں ہوں محنتی زیادہ ہوں۔

پروفیسر نے کہا کہ نہیں نہیں آپ ذہین زیادہ ہوں گے۔اس نے کہا کہ میں کہہ رہا ہوں میں محنتی زیادہ ہوں۔اس نے بڑی عجیب مثال دی۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے کہا کہ میں نے کیمسٹری کی ایک کتاب پڑھی وہ مجھے سمجھ نہیں آئی میں نے پھر پڑھی مجھے سمجھ نہیں آئی میں نے تیسری مرتبہ پڑھی مجھے سمجھ نہیں آئی حتی کہ میں نے اس کتاب کو تریسٹھ (63) مرتبہ پڑھا وہ کتاب مجھے تقریباً حفظ ہوگئی۔اس کی بات سن کر ہم حیران ہوئے کہ ایسا بھی کوئی بندہ ہوسکتا ہے کہ جسے ایک کتاب سمجھ میں نہ آئی تو وہ اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک تریسٹھ مرتبہ پڑھتا ہے۔واقعی جس کے اندر اتنی محنت کا شوق ہو تو وہ مستحق ہے کہ اسے دنیا میں نوبل پرائز دیا جائے۔

محترم سامعین! میں نے یہ آیت پڑھی تھا کہ "وَ اِنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی" انسان کے لئے وہ کچھ ہے جو وہ محنت کرتا ہے۔ سب طلباء اپنی زندگی بنانے کے ابتدائی دور میں ہیں۔اس وقت جو محنت آپ کریں گے۔ معاشرے میں وہی Status (مرتبہ) آپ پائیں گے۔اگر اس موقعہ کو سنہری موقعہ کو آپ گنوا بیٹھے تو میرے دوستو! ساری عمر کلرکی کے دھکے کھائیں گے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لئے اس موقعہ پر محنت کے عنوان پر میں نے چند باتیں حقیقی مثالوں کے ساتھ آپ کے سامنے عرض کردی ہیں تاکہ آپ کے ذہن میں یہ بات جاگزیں ہوجائے کہ آپ اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کو بنائیں گے یا اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کو بگاڑیں گے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

جومحنت آپ کریں گے وہی بدلہ آپ کو ملے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک متحرک زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اپنے لئے اپنے معاشرے کے لئے امت مسلمہ کے لئے پوری دنیا کے لئے کام کرجائیں۔

سوچنے کی بات

ہماری ذات سے لوگوں کو کوئی فائدہ پہنچ جائے تاکہ یہ ہماری نجات آخرت کا ذریعہ بن جائے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ کوڑا کرکٹ، گندگی، پاخانہ اور فضلہ جب خشک ہوجائے تو دیہاتی لوگ اسے کھیت میں ڈالتے ہیں، کہتے ہیں کہ جس کھیت میں یہ ڈال دیا جائے تو یہ زرخیزی کا کام کرتا ہے۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اے انسان! سوچ تو سہی، ہم جسے نجاست گندگی اور فضلہ کہتے ہیں اس کو کسی کھیت میں ڈالا جائے تو وہ کھیتی کو فائدہ پہنچادیتی ہے ہم اگر اپنے ساتھی کو فائدہ نہ پہنچا سکے تو پھر ہم تو اس سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ ہم نے زندگی گزارنی ہے، اپنی ذات کا فائدہ دیکھیں، اپنے دوست احباب، امت مسلمہ کا، انسانیت کا فائدہ دیکھیں اور انسانیت کو ہم کچھ نہ کچھ دے کر جائیں۔

●

www.besturdubooks.wordpress.com

لانگ فیلو نے ایک عجیب بات کہی۔

Lives of Great men all remind us ,

We can make our life sublime,

And departing leave behind us ,

Foot prints on the sands of time.

بڑے لوگوں کی زندگیاں ہمیں یہ بات یاد دلاتی ہیں،
کہ ہم بھی اپنی زندگی کو روشن بنا سکتے ہیں،
اور دنیا سے جاتے وقت ہم بھی اپنے پیچھے،
وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشان چھوڑ سکتے ہیں۔

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کی برکات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ .

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

زمین کی زینت

آسمان کی زینت ستاروں سے ہے زمین کی زینت پرہیزگاروں سے ہے۔ مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

زیادہ عزت والا کون

فرمایا گیا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى ہم نے تمہیں ایک نر اور مادہ سے پیدا کیا یعنی ایک ماں اور باپ سے پیدا کیا وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اور پھر تمہارے قبیلے اور خاندان اسلئے بنائے کہ آپس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پہچان ہو سکے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔لہٰذا نہ گورے کو کالے پر فضیلت، نہ عربی کو عجمی پر فضیلت، نہ ہی امیر کو غریب پر کوئی فضیلت ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے)

اللہ کے قرب کا پیمانہ

اللہ تعالیٰ کا قرب بندوں کے ساتھ ان کے تقویٰ کے مطابق ہے، جو جتنا پرہیزگار ہوگا وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا، اس کو ایک پیمانہ بنا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کو ماپنا ہو تو انسان کے تقویٰ سے ماپنا چاہئے اسی لئے فرمایا،

ان اولیائه الا المتقون " (اس کے ولی وہی ہوتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں)

اولیاء کو کوئی غم نہ خوف ہوگا

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

(جان لو کہ جو اللہ کے ولی ہوتے ہیں ان پر کوئی خوف نہیں ہوتا ہے نہ کوئی حزن ہوتا ہے)

خوف کہتے ہیں باہر کے ڈر کو اور حزن کہتے ہیں اندر کے غم کو، نہ کوئی باہر کا ڈر نہ کوئی اندر کا حزن یہ شان کس کی ہے؟ اولیاء اللہ کی۔ ولی کون ہوتے ہیں؟ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ کو اختیار کیا لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ان کے لئے بشارتیں ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ اللہ کے فیصلے بدلتے

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہیں۔ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

انسان کو چاہئے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کو اختیار کر کے اللہ کے دوستوں میں شامل ہو جائے۔

ولی کون ہوتا ہے

ولایت کے درجات ہیں۔ ولایت کا ایک حصہ ہر کلمہ پڑھنے والے کو نصیب ہے۔ ولی کون ہوتا ہے؟ اللہ کا دوست ہوتا ہے، اب آپ سے پوچھیں کہ آپ لوگوں میں سے جو اللہ کا دشمن ہو وہ کھڑا ہو جائے تو کوئی بھی نہیں کھڑا ہو گا۔ ہم سب اللہ کے دوست ہیں۔ الحمدللہ

ولایت عامہ اور ولایت خاصہ

ولایت کا ایک ادنیٰ درجہ انسان کو ایمان لانے پر نصیب ہو جاتا ہے مگر یہ ولایت عامہ ہے، ولایت خاصہ حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنا پڑتا ہے اس کے بغیر اللہ کے ہاں عمل بھی قبول نہیں ہوتے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کے اعمال کو قبول کرتا ہے)۔

قرآن تقویٰ سے سجا ہوا ہے

قرآن حکیم میں دیکھیں تو ہر چند آیتوں کے بعد تقویٰ کا تذکرہ ہے۔ جیسے کوئی آدمی تھال سجاتا ہے تو میوے اوپر اوپر رکھتا ہے اسی طرح اللہ نے تقویٰ کے لفظ سے اپنی کتاب کو سجایا ہے۔ قرآن پڑھتے چلے جائیں تو متقیوں کا تذکرہ یوں آئے گا کہ یہ لفظ جگمگاتا ہوا نظر آئے گا بلکہ ایک آیت کے اندر دو دو دفعہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ میں ایک فقرے میں ایک بات کو دو دفعہ دہراؤں

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا کرنے سے اس بات کی بڑی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ایک سانس میں دو دفعہ یہ بات کہہ گیا اللہ تعالیٰ نے ایک فقرے میں دو دفعہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ اللہ نے تعالیٰ کا حکم دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ دیکھا اِتَّقُوْا رَبَّکُمْ امر کا صیغہ ہے حکم دیا جا رہا ہے کہ اِتَّقُوْا رَبَّکُمْ اپنے رب سے ڈرو تقویٰ کو اختیار کرو۔

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ

دیکھا شروع میں بھی تقویٰ، آیت کے آخر میں بھی تقویٰ۔ ایک دوسری جگہ فرمایا۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ

یہاں بھی ایک آیت میں دو دفعہ تقویٰ کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی اہمیت کتنی واضح ہو جاتی ہے۔

تقویٰ کی کوئی حد نہیں

شریعت نے ہر چیز کی حد متعین کر دی لیکن جہاں تقویٰ کا تذکرہ آیا تو میدان کھلا چھوڑ دیا فرمایا۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ تم تقویٰ اختیار کرو جتنی تمہارے اندر استطاعت ہے۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ (اے ایمان والو تم تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے) اللہ اکبر۔ تقویٰ کی کتنی اہمیت واضح ہو جاتی ہے

تقویٰ کے فوائد

تقویٰ عجیب نعمت ہے اور اسکے اختیار کرنے سے نعمتوں کے دروازے کھل

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے ہیں گناہ معاف ہوتے ہیں۔ بصیرت عطا ہوتی ہے۔قرآن پاک میں ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ (اور جوکوئی تقویٰ کو اختیار کرتا ہے) يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا " (اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کے اجر کو بڑا کر دیتا ہے)۔یعنی اس کو اجر بہت زیادہ عطا فرماتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ (اے ایمان والو اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے) تو يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (وہ تمہیں قوت فارقہ عطا فرمائے گا)۔فرقان کیا ہوتا ہے؟ ایسا نور جو فرق بین الحق والباطل کر دیا کرتا ہے۔ایسی بصیرت عطا کر دی جاتی ہے۔فرقان عطا کر دیا جاتا ہے۔ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہیں فرقان عطا کر دے گا)۔ جب انسان تقویٰ کو اختیار کرتا ہے تو برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔اللہ اکبر کبیرا

برکت کیا ہے

برکت کیا چیز ہے؟ یہ لفظ انگریزی کی ڈکشنری میں تو نہیں ملے گا۔البتہ اس کی حقیقت اللہ والوں کی زندگی میں نظر آئے گی۔آج کی دنیا برکت کو مانے یا نہ مانے ہم مانتے ہیں ماشاءاللہ۔

جسم کی غذا

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے ہیں اور تقویٰ کو اختیار کرتے لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (ہم آسمان سے اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے)۔دوسری جگہ فرمایا کہ اگر یہ کتاب پر ایمان لاتے اور عمل کرتے لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (ہم ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ نعمتیں کھلاتے، جو اوپر سے اتارتے ہیں اور وہ نعمتیں کھلاتے جو پاؤں کے نیچے سے نکالتے ہیں) مفسرین اس کی عجیب تفسیر بیان فرماتے ہیں، انسان دو چیزوں کا نام ہے۔ ایک جسم اور ایک روح، جسم مٹی سے بنا من طین لا زب جسم مٹی سے بنا اور اس کی ضروریات بھی مٹی سے نکلتی ہیں۔ مثلاً زمین سے پانی نکلتا ہے، گندم زمین سے نکلتی ہے، لباس کی فصل زمین سے نکلتی ہے، مکان زمین سے نکلی ہوئی چیزوں سے بنتا ہے، انسان کی دوسری ضروریات زمین سے نکلنے والی چیزیں ہیں، پھل زمین سے نکلنے والی چیزیں ہیں، یہ جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب زمین سے نکلنے والی ہیں۔ اللہ اکبر۔ جی ہاں جسم مٹی سے بنا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی ضروریات کو بھی مٹی میں رکھ دیا کہ ادھر سے پوری ہوتی رہیں۔

روح کی غذا

انسان کی روح عالم امر سے آئی ہوئی چیز ہے۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا امر ہے۔ روح عالم امر سے آئی ہوئی چیز ہے اور اس کی ضرورت بھی اوپر سے آنے والے انوار و برکات ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ روح کی غذا اوپر سے آنے والے انوار و برکات ہیں اور جسم کی غذا نیچے زمین سے نکلنے والے ثمرات ہیں۔ فرمایا لَاَ کَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ تو ہم ان کو وہ نعمتیں کھلاتے جو ان کی روحانی غذا بنتی وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ اور ان کو وہ نعمتیں کھلاتے جو ان کی جسمانی غذا بنتی۔ تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کھول دیتا ہے لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْکَنِهِمْ آیَةٌ قوم سبا کے مساکن میں نشانیاں ہیں کیوں؟ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ (دائیں بائیں دونوں طرف باغات) کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَ اشْکُرُوْا لَهٗ (کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرو) بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ (پاکیزہ شہر ہے اور اس کا رب ان کی کوتاہیوں کو معاف کرنے والا ہے) اللہ تعالیٰ تو کہتے ہیں کہ کھاؤ اور شکر ادا کرو۔ جس کا کھائیے اس کے گیت گائیے۔ تقویٰ کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ روٹی بھی دے گا اور بوٹی بھی دے گا۔ کاریں بھی دے گا اور بہاریں بھی دے گا۔ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ اس تقویٰ کے سبب عطا کر دیتا ہے۔ لیکن جب انسان ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو روک لیتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں ضرور بالضرور اپنی نعمتیں زیادہ کروں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو بے شک میرا عذاب شدید ہے)

ایک قوم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تذکرہ فرمایا وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً (اور اللہ تعالیٰ مثال بیان کرتا ہے ایک ایسی بستی کی) كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً (جس میں امن بھی تھا اطمینان بھی تھا) دو لفظ کیوں کہے؟ امن کہتے ہیں، باہر کے دشمن کا ڈر کوئی نہ ہو۔ اطمینان کہتے ہیں، کہ اندر کا غم کوئی نہ ہو۔ تو فرمایا امن بھی تھا، اطمینان بھی تھا۔ يَاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ (چاروں طرف سے ان پر رزق کی بہتات ہوتی تھی) پھر کیا ہوا فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی) فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (اللہ تعالیٰ نے ان کو بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا کہ عمل ایسے کرتے تھے) اگر انسان ناشکری کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو چھین لیتے ہیں۔ اور اگر انسان تقویٰ کو اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کو کھول دیتے ہیں۔ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا اللہ تعالیٰ اس کے لئے سبیل پیدا کر دیتے ہیں يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (ایسی طرف سے رزق دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا)۔

حضرت تھانویؒ نے برکت کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک نوجوان تھا۔ اس نے اپنے والدین کی بڑی خدمت کی، بھائیوں سے کہا کہ جائیداد کا حصہ میں آپ کے سپرد کردیتا ہوں۔ والدین کی خدمت آپ میرے سپرد کردیں سودا کرلیا۔ چنانچہ اس نے ماں باپ کی خوب خدمت کی۔ ماں باپ فوت ہوگئے۔ اس خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے کہتا ہے کہ فلاں پتھر کے نیچے تمہیں سو دینار ملیں گے کیونکہ تو نے ماں باپ کی بڑی خدمت کی ہے۔ پوچھا، اس میں برکت ہوگی؟ کہا برکت تو نہیں ہوگی۔ نوجوان نے کہا میں نہیں لوں گا۔ صبح اٹھا، بیوی کو بتایا، بیوی نے کہا بیشک نہ لیتا لیکن جاکر دیکھو تو سہی پڑے بھی ہوئے ہیں کہ نہیں پڑے ہوئے۔ اس نے کہا جب لینے نہیں تو میں جاکر دیکھتا بھی نہیں۔ دوسری رات پھر خواب آیا کہ دس دینار فلاں پتھر کے نیچے پڑے ہیں ابھی موقعہ ہے لے لو، تمھاری خدمت کے بدلے مل رہے ہیں۔ پوچھا برکت ہوگی؟ کہا برکت تو نہیں ہوگی۔ نوجوان کہنے لگا مجھے نہیں چاہئیں۔ تیسری رات پھر خواب آیا کہ فلاں پتھر کے نیچے ایک دینار پڑا ہے اب جا کر لے لو اب موقعہ ہے۔ پوچھا برکت ہوگی؟ کہا ہاں برکت ہوگی۔ وہ صبح اٹھا اس پتھر کے نیچے سے جاکر دینار اٹھا لایا۔ گھر آتے ہوئے دل میں خیال آیا کیوں نہ آج گھر میں پکانے کے لئے اچھی چیز لے جاؤں۔ اس نے مچھلی خریدی۔ جب گھر آیا اور اس کی بیوی نے مچھلی کو کاٹا تو اس مچھلی کے پیٹ سے ایک ایسا موتی نکلا جس کو بیچا تو ان کی زندگی کا پورا خرچ نکل آیا۔ یہ برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ انسان کو وہم و گمان ہی نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ والے کہاں سے کھاتے ہیں

اللہ والے کہاں سے لیتے ہیں؟ کہاں سے کھاتے ہیں؟ جہاں سے انبیاء کھاتے ہیں۔ اللہ والوں کے ہاتھ اللہ کی جیب میں ہوتے ہیں۔ استعارہ کے لئے بتا رہا ہوں، اللہ کی جیب نہیں ہے۔ مگر استعارے کے طور پر سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ اللہ والوں کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی جیب میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خزانے ان کے لئے کھول دیا کرتے ہیں۔ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (اللہ تعالیٰ ایسی طرف سے رزق دیتا ہے جس طرف سے گمان ہی نہیں ہوتا)۔

برکت کیا ہے؟

رزق کے اندر انسان کی عزت شامل، کھانا پینا شامل، بیوی بچے شامل، ماشاء اللہ دنیا کا سکھ سکون شامل ہے اور آج انہیں کی وجہ سے ہم پریشان پھرتے ہیں۔ ہم کیوں دردر کے دھکے کھاتے پھرتے ہیں؟ اس لئے کہ رزق کی پریشانی ہے۔ وہ دو نوکریاں کرتے ہیں۔ گھر کے خرچ پورے نہیں ہوتے۔ گھر کے سارے افراد نوکریاں کرتے ہیں لیکن گھر کے خرچ پورے نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں کہ جی کیا کریں؟ بوتل ڈاکٹر کی طرف چلتی ہی رہتی ہے۔ برکت اٹھ گئی، برکت نہیں رہی۔

عجیب چیلنج

آج لوگ انجینئر ڈاکٹر کیوں بنتے ہیں؟ اس لئے کہ عالم بنیں گے تو پھر کہاں سے کھائیں گے۔ ضروریات ہوتی ہیں اس لئے انجینئر ڈاکٹر بنتے ہیں۔ اچھا میں آپ لوگوں سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔ کیا آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی عالم باعمل کو یا

www.besturdubooks.wordpress.com

حافظ باعمل کو بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرتے دیکھا ہے؟

کوئی مثال ہے؟ نہیں۔ عالم باعمل ہو یا حافظ باعمل ہو، بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مرگیا ہو، کوئی مثال ایسی آپ نہیں دے سکتے۔ میں منبر پر بیٹھا ہوں۔ میں مثال دے سکتا ہوں کہ ایک شخص نے Ph.D انجینئرنگ کی ہوئی ہے لیکن موت اس حال میں آئی کہ بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مرگیا۔ تو پھر رزق علم دین کے راستے سے ملا یا علم دنیا کے راستے سے ملا؟

حضرت امام ابو یوسفؒ کا واقعہ

امام ابو یوسفؒ زمانہ طالب علمی میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں آئے۔ ماں نے تو بھیجا تھا کہ دھوبی کے پاس جاؤ اور کپڑے دھونا سیکھو راستے میں کہیں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت نے کچھ ایسا معاملہ کیا کہ حضرت کے شاگرد بن گئے، حتی کہ علم میں بہت بڑا مقام حاصل کرلیا۔ ماں نے کہا میں نے تجھے دھوبی کی طرف بھیجا تھا تیرا باپ فوت ہوگیا ہے تو کچھ کام کرتا ہم کھاتے پکاتے۔ انہوں نے آکر امام اعظم ابو حنیفہؒ کو یہی بات سنائی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اپنی والدہ کو کہنا کہ میں ایک کام سیکھ رہا ہوں جس پر مجھے بہت زیادہ آمدنی کی امید ہے۔ انہوں نے جاکر کہہ دیا ان کی والدہ کی تشفی نہ ہوئی تو وہ خود امام اعظم ابو حنیفہؒ کے پاس آئیں اور کہا میں نے بیٹے کو دھوبی کے پاس بھیجا تھا کہ کوئی ہنر سیکھتا یہ آپ کے پاس کتابیں پڑھتا ہے۔ حضرتؒ نے کہا کہ میں اس کو ایسا ہنر سکھا رہا ہوں کہ یہ پستے کا بنا ہوا فالودہ کھایا کرے گا۔ انکی والدہ نے سوچا کہ حضرت ایسے ہی میری تسلی کے لئے بات کررہے ہیں، امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ بات آئی گئی ہوگئی والدہ صاحبہ مطمئن ہو گئیں۔ ایک وقت آیا کہ امام ابو یوسفؒ چیف جسٹس بنے، فرماتے ہیں کہ وقت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

بادشاہ ہارون الرشید میرے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ کہنے لگا حضرت میں نے آپ کے لئے ایک چیز بنوائی ہے میں روز آپ کے لئے بھجوا دیا کروں گا میں نے چیز کھائی تو بڑی لذیذ تھی میں نے پوچھا کہ یہ تھی کیا؟ کہنے لگے حضرت یہ میرے لئے بھی کبھی کبھی بنتی ہے لیکن آپ کو علمی مقام ایسا ملا ہے کہ آپ کے لئے روزانہ آیا کرے گی۔ کہنے لگے میں نے پوچھا بتاؤ کہ ہے کیا؟ کہنے لگا کہ یہ پستے کا بنا ہوا فالودہ ہے، فرماتے ہیں کہ امام اعظمؒ کی بات مجھے یاد آئی کہ انہوں نے میری والدہ کو کہا تھا کہ میں ان کو ایسا ہنر سکھا رہا ہوں کہ یہ پستے کا بنا ہوا فالودہ کھایا کرے گا۔ دیکھا اللہ تعالیٰ رزق دیتے ہیں۔

حضرت سالمؒ کا واقعہ

حضرت سالمؒ ایک محدث گزرے ہیں۔ غلام تھے، تین سو درہم میں بکے تھے۔ پھر علم حاصل کیا۔ علم حاصل کر کے ایسے مقام پر پہنچے کہ بادشاہ اجازت لے کر ان کو ملنے آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ ملاقات کے لئے آیا۔ آپ سے اجازت چاہی آپ نے علمی مشغولیت کی وجہ سے معذرت کر دی۔ چنانچہ بادشاہ کو بغیر ملاقات کے واپس جانا پڑا۔ حضرت سالمؒ بکے تھے تین سو درہم میں، لیکن علم نے ایسے مقام پر پہنچا دیا کہ وقت کا بادشاہ بھی ان کے دروازے پر دستک دے رہا ہوتا تھا۔ سبحان اللہ۔ وہ دنیا میں بکے تھے تین سو درہم میں لیکن یہاں اللہ سے سودا کیا تھا اس لئے قیمت بڑھ گئی۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

ماشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ سے سودا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انمول بنا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنے گر ہار گئے تو مات نہیں

اگر جیت گئے اور علم کا وہ مقام حاصل ہو گیا تو کیا ہی نصیب ہیں، اور اگر وہ مقام نہ حاصل ہوا اور طلباء ہی میں رہے تو پھر بھی خوش نصیبی ہے۔ سبحان اللہ۔

رزق کس کے ذمے

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ تقویٰ کے ذریعے رزق کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔ رزق کہاں سے ملتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے۔ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ (اور جو کوئی چیز بھی ہے مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں)۔ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (اور ہم ایک اندازے کے مطابق اس کو اتارتے رہتے ہیں)۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (جو کوئی بھی جاندار زمین میں ہے اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے) كَاَيِّنْ مِنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا (کتنے جاندار ہیں اپنا رزق جمع کر کے نہیں رکھتے) اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ (اللہ ان کو بھی رزق دیتا ہے، تمہیں بھی رزق دیتا ہے)۔ ایک شخص حضرت بایزید بسطامیؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت میری اولاد زیادہ ہے، رزق کی بہت تنگی ہے، بہت پریشان ہوں۔ فرمایا گھر واپس جاؤ اور جس کا رزق اللہ کے ذمے ہے اسے گھر میں رہنے دو اور جس کا رزق تمہارے ذمے ہے اسے گھر سے نکال دو۔

خاندانی منصوبہ بندی

1965ء میں سنا کرتے تھے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرو ورنہ 1970ء میں بھوکے مرجاؤ گے۔ 1970ء بھی آ گیا پھر سنتے تھے کہ اگر 1980ء تک خاندانی

www.besturdubooks.wordpress.com

منصوبہ بندی نہ کی تو انسان انسانوں کو کھایا کریں گے، 1980ء بھی آ گیا۔ پھر کہا کرتے تھے کہ 1990ء تک اگر منصوبہ بندی نہ کی تو پھر لوگ اپنے بچوں کو کاٹ کر کھایا کریں گے، 1990ء بھی آ گیا۔ اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ جو نعمتیں آج دے رہے ہیں وہ 1960ء والے انسان کو نصیب ہی نہ تھیں۔ دیکھا اللہ تعالیٰ رزق بھی بڑھا دیتا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام تھے تو دنیا میں ایک آدمی کا رزق تھا اور آج اربوں کھربوں انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے انسانوں کا رزق عطا فرما دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں کیا یہ معدنیات نکلتی تھیں، نہیں نکلتی تھیں۔ جب انسان تھوڑے تھے زمین کے خزانے بھی تھوڑے نکلتے تھے۔ جب پھیل گئے اللہ تعالیٰ نے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ سبحان اللہ۔

تقویٰ اور رزق کے دروازے

رزق کس کے ذمہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ذمہ۔ ہاں میں اس کا بھی قائل ہوں کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایک ترتیب رکھنی چاہیے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ زندگی میں ترتیب ہی کوئی نہ ہو ترتیب ہونی چاہیے۔ تاہم محنت تو ہم کریں مگر نگاہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر لگی ہوئی ہوں۔ جب یہ حال ہوگا تو کوئی بندہ رشوت نہیں لے گا۔ جب اس کی نظریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوں گی تو پھر ملاوٹ کا مال کوئی نہیں کھائے گا، اس لئے کہ پھر وہ اللہ سے مانگے گا۔ جب اللہ کو بھول کر اسباب پر نگاہیں لگ جاتی ہیں تو پھر یہ ساری مصیبتیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا تقویٰ کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ رزق کے دروازوں کو کھول دیں گے۔

تقویٰ ہر جگہ کام آتا ہے

آپ فرمائیں گے تقویٰ، تقویٰ کچھ آگے بات بھی سمجھاؤ تقویٰ ہے کیا؟ یہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نعمت ہے جو دنیا میں بھی کام آتی ہے، برزخ میں بھی کام آتی ہے، قبر میں بھی کام آتی ہے، حشر میں بھی کام آتی ہے، جنت میں بھی کام آتی ہے، ہر جگہ پہ کام آتی ہے۔ یہ تقویٰ عجیب تریاق ہے۔ ہر ہر جگہ کام آتا ہے۔ سنیے قرآن۔ وَقَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا (اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، اپنے اندر صبر وضبط پیدا کرو) اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ (بیشک یہ زمین اللہ کی ہے)۔ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنادیتا ہے) وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (اور عاقبت تو متقین ہی کے لئے ہے)۔ دیکھا دنیا بھی سنوری اور رزق بھی ملا، آخرت میں عاقبت بھی سنوری۔ تو تقویٰ وہ نعمت ہے جو دنیا کو بھی سنوارتا ہے اور آخرت کو بھی۔

پل صراط اور تقویٰ

آخرت کا دن کیسا ہوگا کہ دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ سوائے متقی لوگوں کے۔ یہ تقویٰ وہاں بھی کام آئے گا، دنیا میں اس کا فائدہ اور آخرت میں بھی، روز محشر میں بھی اس کا فائدہ، دوست دوستوں کے دشمن بن جائیں گے سوائے متقی لوگوں کے۔ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ یہ تقویٰ وہاں بھی کام آئے گا۔ پل صراط سے گزرنا پڑے گا، پھر کیا ہوگا؟ وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (اور تم میں سے جو کوئی بھی ہے اسے اس پر سے گزرنا ہوگا)۔ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا (یہ تیرے رب کے نزدیک حتمی اور فیصلہ شدہ بات ہے) ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (پھر ہم نجات دیں گے جو متقی ہوں گے) اور جو ظالم گناہ گار رہوں گے ان کو اوندھے منہ جہنم میں گرائیں گے۔ تو پل صراط سے کون گزریں گے؟ جو متقین ہوں گے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایسے لوگوں کو جنت بھی پیش کی جائے گی وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اُزْ لِفَتِ الْجَنَّةِ لِلْمُتَّقِيْنَ (اور جنت کو سجا کر پیش کیا جائے گا متقین کے لئے) ماشاء اللہ۔ جنت کی طرف کن کو لے جایا جائے گا؟ وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا متقی لوگوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔

جنت کن کے لئے ہے

جنت متقی لوگوں کے لئے ہے۔ وَ الْمَلٰئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (ہر دروازے سے ملائکہ ان پر داخل ہوں گے) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ سلامتی ہو، شاباش ہو، تسی جیندے رہو۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ یہ مفہوم بنے گا اس کا بِمَا صَبَرْتُمْ (تم نے اپنے اندر صبر و ضبط پیدا کیا) سبحان اللہ۔ جنت کن لوگوں کو دی جائے گی؟ ایک جگہ جنت کا اتنا لمبا تذکرہ کیا کہ پورا رکوع جنت کے فضائل اور جنت کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ آخر پر نتیجہ یہ نکلا تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (یہ وہ جنت ہے اس کا ہم وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنائیں گے جو متقی ہوں گے)۔ سبحان اللہ، جنت کے جتنے مناظر ہیں، جتنی باتیں ہیں، سب متقی لوگوں کے لئے ہیں۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَ اَعْنَابًا وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّ كَأْسًا دِهَاقًا. لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذَّابًا جَزَاءً مِّنْ رَّبِّكَ

یہ جزا متقی لوگوں کے لئے ہے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

دیکھا کیا جنت کا ذکر ہے۔ سبحان اللہ۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ. فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

مُقْتَدِرٍ

کتنی آیات پڑھوں متقی لوگوں کے لئے جنت کی نعمتوں کے بارے میں۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا اَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ

چار نہریں بتائی گئیں ہیں جو متقی لوگوں کی جنت میں ہوں گی۔ سبحان اللہ

آخرت کی منزلیں اور تقویٰ

میرے دوستو! آخرت کی منزلیں بھی تقویٰ کے سبب طے ہوں گی اور دنیا کی منزلیں بھی تقویٰ کے سبب طے ہوں گی۔ اگر دنیا میں عزت چاہتے ہیں تو تقویٰ اختیار کر لیجئے، دیکھئے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عزت دیتے ہیں، دنیا میں عزت تقویٰ کے ذریعے ملتی ہے۔ آخرت کی باتیں تو میں نے بہت سنا دیں۔

دنیا کی عزت اور تقویٰ

آپ کہیں گے کوئی یہاں کی بات بھی کرو۔ چلو میں دنیا کی بات کرتا ہوں دنیا میں بھی عزت تقویٰ کے ذریعے ملتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ

سورۃ یوسف جس کو قرآن نے احسن القصص کہا۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ خاص طور پر بڑا سبق ہے اس سورۃ میں اس لئے اس کو اتنا اہم بتایا گیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ دو جماعتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ایک جماعت یوسف بھائیوں کی اور ایک جماعت یوسف علیہ السلام کی۔ جی ہاں کئی بندے اکیلے ہوتے ہیں لیکن اپنی ذات میں ادارہ ہوتے ہیں۔ ایک ہوتے ہیں لیکن جماعت سے زیادہ بھاری ہوتے ہیں۔ دلیل قرآن سے پیش کرتا ہوں۔ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً (بے

شک ابراہیم علیہ السلام امت تھے) دیکھا ! جی ہاں ایسا بھی ہوتا ہے ۔تو ایک جماعت یوسف علیہ السلام کی اور دوسری جماعت ان کے بھائیوں کی ۔ بھائیوں پر امتحان آیا وہ کہنے لگے ہم یوسف علیہ السلام کو قتل کر دیتے ہیں ۔اُقْتُلُوا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا (ہم یہ گناہ کر گزرتے ہیں اور پھر اس کے بعد ہم توبہ کر کے نیک بن جائیں گے) چنانچہ گناہ کر گزرے ۔یوسف علیہ السلام پر بھی امتحان آیا۔ وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی کہ ایسے امتحان سے بھی بچ گئے ۔حتیٰ کہ گواہیاں دے دیں عورت نے اور کہنا پڑا مالک کو۔ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اے سچے یوسف سبحان اللہ، اللہ اکبر۔ پھر کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو جیل سے نکال کر تخت پر بٹھا دیا۔ پھر یوسف علیہ السلام نے کہا مجھے (Finance Minister) بنا دو، نبی تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں صلاحیت بھی عطا فرمائی تھی ۔وہ حکومت کی باگ دوڑ سنبھال سکتے تھے ۔حکومت چلا کر دکھائی ۔قحط پڑ جاتا ہے، بھائیوں کی جماعت ساری کی ساری قحط کا شکار ہوگئی، یوسف علیہ السلام اس قحط میں بھی تخت پر بیٹھے ہوئے تھے ۔اب اللہ تعالیٰ نچوڑ نکالتے ہیں ۔قرآن پاک میں منظر بیان کرتے ہیں اور عجیب ہے وہ منظر۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی آرہے ہیں، غلہ مانگنے کے لئے ۔پیسے پورے نہیں ہیں، غلہ پورا مانگتے ہیں ۔کہتے ہیں کہ پیسے تو پورے نہیں آپ کوئی صدقہ خیرات کر دیں ۔یہ بھی نبی علیہ السلام کے بیٹے، وہ بھی نبی علیہ السلام کے بیٹے ۔یہ امتحان میں ناکام، وہ امتحان میں کامیاب ۔یہ تخت پر ہیں وہ فرش پر ہیں ۔قرآن نقشہ بیان کرتا ہے ۔سبحان اللہ ۔قربان جائیں کیا کتاب ہے ۔

فرمایا قَالُوْا (کہنے لگے) یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ (اے عزیز مصر) مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگ دستی نے بے حال کر دیا اور ہم پیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اتنے لائے ہیں جو پورے نہیں ہمیں وزن پورا دے دو اور ہمارے اوپر صدقہ خیرات کر دیجئے بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ہے)۔ جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ حالت ہوگئی ہے تو پوچھا مَا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ تم نے یوسف کے ساتھ کیا کیا تھا؟ کہنے لگے۔

أَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ (کیا آپ یوسف ہیں؟) قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَ هٰذَا اَخِیْ (ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی (بنیامین) ہے)۔ تحقیق اللہ نے ہم پر احسان کیا اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَ یَصْبِرْ (جو متقی ہوتا ہے اور اپنے اندر صبر وضبط پیدا کرتا ہے) اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا) لہٰذا ہر دور میں اور ہر زمانے میں جو یوسف صفت بنے گا اللہ تعالیٰ فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دے گا۔ دیکھنا دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی بنے گی۔

تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کا قرب

پہلے علماء تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب پا گئے آج تقویٰ نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی عزت گنوا بیٹھے۔ کیا بات ہے کہ درس نظامی حضرت قاسم نانوتویؒ نے پڑھا یہی درس نظامی حضرت رشید احمد گنگوہیؒ نے پڑھا یہی درس نظامی شیخ الہند حضرت محمود الحسنؒ نے پڑھا یہی درس نظامی حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے پڑھا یہی درس نظامی حضرت اشرف علی تھانویؒ نے پڑھا۔ پھر آج ہر طالبعلم، ہر بچہ حضرت تھانویؒ کیوں نہیں بنتا، ہر بچہ حضرت نانوتویؒ کیوں نہیں بن جاتا۔ یہ تقویٰ کا فرق ہے، انہوں نے بھی یہی کتابیں پڑھی تھیں لیکن انہیں ان کتابوں سے تقویٰ کے سبب ہیرے اور موتی ملے تھے ہم بھی وہی کتابیں پڑھتے ہیں مگر پڑھ لیتے ہیں سوچتے ہیں کہ عمل بعد میں اکٹھا کریں گے۔ آج ہم بے احتیاطی کی زندگی گزارتے ہیں، وہ علماء جو حلال مال سے اپنا

www.besturdubooks.wordpress.com

پیٹ نہیں بھرتے تھے آج ان کی اولادیں حرام مال سے اپنے پیٹوں کو بھر رہی ہیں، وہ لوگ جو ساری رات جاگ کر مصلے پر گزار دیتے تھے آج ان کی اولادیں نرم بستروں پر شب باشی کی عادی بن چکی ہیں۔

علم بڑی نازک چیز ہے

یہ علم بڑی نازک چیز ہے۔ افسوس ہے اس پر جس کی زبان تو عالم ہو لیکن دل جاہل ہو۔ لقمان حکیم فرماتے تھے ''میں نے لوہے اور پتھر کو اٹھایا لیکن دین سے زیادہ وزنی چیز کو نہیں دیکھا۔ میں شب زفاف کی لذت کو پایا مگر اللہ کے ذکر سے بہتر کسی چیز کو نہیں پایا''۔ آج ہمارے لباس، صوف سے بھی زیادہ نرم ہوتے ہیں۔ ہماری زبانیں شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوتی ہیں، مگر ہمارے دل بھیڑیئے کے دل سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔

دل اور گند خانہ

ہم دلوں پر محنت نہیں کرتے۔ یہ تقویٰ کہاں ہوتا ہے؟ **التقویٰ ھھنا اشار الی الصدر** (نبی اکرم ﷺ نے سینے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تقویٰ تو یہاں ہوتا ہے)۔ لہٰذا اس دل کو بدلنا پڑے گا۔ پھر اس کے اندر تقویٰ پیدا ہوگا۔ آج ہم نے دل کو صنم خانہ بنالیا، بت خانہ بنالیا، بلکہ سچ کہوں کہ دل کو گند خانہ بنالیا ہے۔ **مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ** دل میں مورتیاں رکھی ہوئی ہیں۔ کسی نے دل میں لڑکی کی مورتی رکھی ہوئی ہے، کسی نے مال پیسے کی مورتی رکھی ہوئی ہے، کسی نے عہدے کی رکھ لی۔ جس گھر میں تصویر ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ تو جس دل میں غیر کی تصویر ہوگی اس دل میں اللہ کی تجلیات کیسے آسکتی ہیں؟ اس دل کو

www.besturdubooks.wordpress.com

سنوارنا پڑے گا، اسے بنانا پڑے گا، اس دل پر محنت کرنی پڑے گی۔ تب تقویٰ دل میں آئے گا اور آپ اس نیت سے پڑھیں کہ اے اللہ تعالیٰ ہم پڑھتے جائیں گے اور عمل کرتے جائیں۔ اپنی ذات کو مقدم رکھیں **اُوْصِیْ نَفْسِیْ اَوَّلاً وَ اِیَّاکَ بَعْدَہٗ** اپنے آپ کو مقدم رکھیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ تقویٰ زندگیوں میں نہیں ہے۔ باتیں کرتے ہیں لوگوں پر اثر نہیں ہوتا۔ شکوہ کرتے ہیں کہ لوگ بات نہیں سنتے۔ میرے دوستو! اس زبان سے نکلی ہوئی بات جب اپنے کان نہیں سنتے جو اتنا قریب ہیں تو پھر وہ کان کہاں سنیں گے جو اتنا دور بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم جو بولیں ہمارے اپنے کان بھی سنیں، ہمارا اپنا دماغ بھی سوچے، ہمارا اپنا دل بھی اس پر عمل کرے کہ ہم کیا بول رہے ہیں؟ ہم لوگوں کے لئے بولتے ہیں، ہم اپنی نیت بھی کریں کہ ہم یہ قرآن وحدیث اس لئے پڑھ رہے ہیں کہ ہم پڑھیں گے اور عمل کریں گے۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا عجیب واقعہ

میں نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے حالات زندگی میں پڑھا کہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے ذریعے کچھ ہندو مسلمان ہوئے تو کسی نے ہندوؤں سے پوچھا کہ تم کیوں مسلمان ہوئے؟ تو انہوں نے حضرت کشمیریؒ کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمیں یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نظر نہیں آتا۔ یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا۔ سبحان اللہ۔ تقویٰ ان کے چہروں پر یوں چمکتا تھا' ان کی خلوتوں کی عبادت ان کے چہروں پر نور بنا کے سجا دی جاتی تھی۔

تقویٰ کیا ہے

اب آخری بات کہ یہ تقویٰ ہے کیا چیز؟ تقویٰ کے بارے میں مشہور بات ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ حضرت عمرؓ نے پوچھا حضرت ابی بن کعبؓ سے کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے؟ فرمایا کبھی خاردار راستے سے گزرے ہیں؟ جی حضرت گزرا ہوں۔ کیسے گزرتے ہیں؟ اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر، بچ بچا کر گزرتا ہوں کہ میرا دامن کسی کانٹے میں الجھ نہ جائے۔ فرمایا یہ تقویٰ ہے کہ اے انسان! تو اپنے دامن کو یوں بچا کے زندگی گزار کہ تیرا دامن کسی گناہ میں آلودہ نہ ہو جائے۔ یہ تقویٰ ہے وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ (اپنے کپڑوں کو پاک رکھ) ماشاءاللہ، وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْر (اور تقویٰ کا لباس وہ سب سے بہتر ہے) وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (اور اپنے لئے زادِ راہ بھی جمع کر لو اور بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے)۔ سبحان اللہ۔ اس لئے جہاں میاں بیوی کا تذکرہ آیا وہاں تقویٰ ...... تقویٰ ...... تقویٰ ...... سورۃ نساء پڑھ کر دیکھ لیں۔ ہر چند آیات کے بعد تقویٰ، تقویٰ کیوں کہ جب تک تقویٰ نہ ہو ازدواجی زندگی صحیح نہیں گزر سکتی۔ اسی لئے فرمایا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُلٰقُوْهُ (اور اللہ سے ڈرنا اور جان لینا کہ تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے) اللہ رب العزت ہمارے اندر تقویٰ پیدا فرمائے۔ آمین ...... ہمارے حضرت غلام حبیبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دینا جس کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آئے۔ اسے تقویٰ کہتے ہیں۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ صوفی بن کر بازار کی بنی ہوئی چیز نہ کھائی جائے یہی کافی ہے۔ میاں یہ تقویٰ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے، تقویٰ کسی ایک چیز کا نام نہیں۔ یہ تو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک لاگو ہوتا ہے۔ اس کا تعلق پوری زندگی کے ساتھ ہے۔

قرآن پاک سے پوچھیں قرآن سمجھاتا ہے کہ تقویٰ کیا ہے؟ آیئے قرآن سے پوچھیں کہ ہمیں سمجھائے کہ تقویٰ کیا ہے؟ قرآن سمجھاتا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

الْبِـرَّ مَـنْ آمَـنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيّٖنَ وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّه ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْـلِ وَالسَّـآئِلِيْـنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْـمُـوْفُـوْنَ بِـعَـهْـدِهِـمْ اِذَا عَـاهَدُوْا وَالصَّـابِرِيْنَ فِى الْبَـأْسَـآءِ وَالـضَّـرَّآءِ وَحِيْـنَ الْبَأْسِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

ان ساری باتوں پر عمل کرنے والے "اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا" یہ ہیں سچے لوگ" وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ "اور یہ ہیں متقی لوگ اللہ رب العزت ہمیں ایسا بننے کی توفیق عطا فرمادیں۔

و اخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

www.besturdubooks.wordpress.com

حفاظت زبان

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

زبان کی اہمیت

انسان مختلف اعضاء کا مجموعہ ہے یہ اعضاء سنور جائیں تو انسان سنور جاتا ہے۔ انسان کے جسم میں ایک چھوٹا سا عضو زبان ہے۔ آج کے دور میں جس کا استعمال بہت برے طریقے سے کیا جاتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے کہ اللسان جرمه صغيره و جرمه كبيره اس کی جسامت تو بڑی چھوٹی ہے مگر ہونے والے گناہ بہت موٹے ہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو) لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو)

اللہ کے نزدیک یہ بہت غصہ دلانے والی صورتحال ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ کہنا کچھ اور کرنا کچھ۔ یہ کام اللہ رب العزت کو بہت ناپسندیدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ مؤمن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اللہ رب العزت کے ہاں بڑی قدر و قیمت ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْد (انسان کوئی بات نہیں کہتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہوتا ہے)

زبان سے کلمہ پڑھنا

اللہ رب العزت کے ہاں اس کی اتنی اہمیت ہے کہ ایک کافر آدمی پوری زندگی گناہوں میں گزار بیٹھا۔ جسم کے بال سفید ہو گئے اگر وہ خلوص دل سے کلمہ پڑھ لیتا ہے تو اس کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ خلوص دل سے کلمہ پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے عمل کو لے کر آسمانوں کی طرف جاتا ہے ابھی راستے میں ہی ہوتا ہے کہ اوپر سے نیچے آنے والے فرشتے سے اس کی ملاقات ہو جاتی ہے، اب اوپر سے نیچے آنے والا فرشتہ پوچھتا ہے کہاں جا رہے ہو۔ نیچے سے جانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ ایک آدمی نے کلمہ پڑھا۔ میں اس عمل کو اللہ کے حضور پیش کرنے کے لئے جا رہا ہوں پھر یہ اوپر سے آنے والے فرشتے سے پوچھتا ہے کہ آپ کہاں جا رہے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ جس آدمی نے کلمہ پڑھا میں اسی آدمی کے لئے مغفرت کا پیغام لے کر جا رہا ہوں۔ اب سوچئے زبان سے چند الفاظ نکلے اس کی زندگی کے سب گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔ دنیا کی عدالت کا معاملہ دیکھا، کسی آدمی پر ناجائز مقدمہ ہو جائے عدالت میں پتہ بھی چل جائے کہ یہ مقدمہ جھوٹا تھا اس آدمی کو باعزت بری تو کر دیا جاتا ہے مگر اپنے ریکارڈ میں اس مقدمے کا اندراج ضرور کر لیا جاتا ہے۔ دنیا کی عدالت باعزت بری بھی کر دے تو اپنے پاس اس مقدمے کا اندراج رکھتی ہے مگر اللہ رب العزت کا معاملہ عجیب دیکھا، جس بندے نے واقعی گناہ کئے تھے وہ گناہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

پہاڑوں سے بھی زیادہ وزنی تھے اگر وہ آدمی سچی توبہ کر لیتا ہے تو یہی نہیں کہ ان گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے بلکہ اللہ رب العزت ان گناہوں کا ریکارڈ بھی نامہ اعمال سے ختم کروا دیتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جن فرشتوں نے اس شخص کے گناہوں کو لکھا تھا اللہ رب العزت ان فرشتوں کی یادداشت سے بھی گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن گواہی نہ دے سکیں۔ سبحان اللہ، زبان سے نکلے ہوئے چند الفاظ نے کیا کچھ بدلوا دیا۔

طنز کے نقصانات

آج تو لوگ ایک دوسرے کو خوش کرنے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں کسی پر طنز کرتے ہیں۔ کسی کا دل جلاتے ہیں یاد رکھیں تلوار کا وار جسم پر ہوا کرتا ہے مگر زبان کا وار ہمیشہ دل پر ہوا کرتا ہے اسی لئے فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ

(اے ایمان والو! تم میں سے ایک جماعت دوسری جماعت سے مذاق نہ کرے۔ ہوسکتا ہے وہ تم سے بہتر ہوں)

طنز و مزاح کو اسی لئے منع کیا گیا ہے۔ کہ زبان سے الٹی سیدھی باتیں نکلتی ہیں۔ زبان بڑے آرام سے الفاظ ادا کر دیتی ہے لیکن ان الفاظ کو اللہ رب العزت کے سامنے سچ کرنا انسان کے لئے مشکل ہو جائے گا۔

کلمات کفر

علمائے کرام نے کتب میں ایسے کلمات نقل کئے ہیں جو کلمات کفر کہے جاتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں ۔حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان میں سے کئی کلمات آج لوگوں کی زبانی سنے جاتے ہیں ۔ایک دو مثالیں دے دیتا ہوں ”نقل کفر کفر نہ باشد“ کسی نے پوچھا ”اے میاں کہاں رہتے ہوں“ جواب میں کہا ”جی میں تو فلاں جگہ رہتا ہوں“۔ پہلے نے سن کر کہا ”اچھا! اتنی دور خدا کے پچھواڑے“۔ یہ کلمہ کفر یہ ہے ہم تو ہنسی مذاق میں کہہ گئے خدا کے پچھواڑے۔مگر کفر کا کلمہ بولا دل سے ایمان نکل گیا اور بیوی کو طلاق ہوگئی۔ دوسری مثال کسی نے کہا کہ فلاں کام تو شریعت کے مطابق ہے۔ دوسرے نے کہہ دیا رکھ پرے اپنی شریعت کو۔ یہ کلمات کفر میں سے ہے۔

اب بتائیں اس قسم کے کتنے فقرے آپ آئے دن سنتے رہتے ہیں۔ایک دفعہ میں ایک فیکٹری منیجر کے پاس بیٹھا تھا۔اس نے کسی آدمی کو بلایا۔اچھا خاصا، سمجھدار اور دانا آدمی، بلکہ چھوٹی چھوٹی داڑھی بھی رکھی ہوئی تھی۔منیجر نے پوچھا سناؤ بھائی کیا حال ہے۔ کہنے لگا صاحب پہلے تو پانچ منٹ میں دعا سنتا تھا، اب پتہ نہیں کہاں چلا گیا سنتا ہی نہیں ۔ میں نے بھی نمازیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں ۔اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کو سامنے رکھیں اور اس بندے کے طرز کلام کو دیکھیں۔

استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب الیه

یقین کریں کہ میں نے یہ بات سنی، مجھے اپنے پاؤں کے نیچے زمین سرکتی نظر آئی۔وہ شخص بڑے مزے سے کہہ رہا ہے اور ہنس رہا ہے جیسے فقط ہنسانے کے لئے معمولی سی بات کی ہو اس قسم کی باتیں کلمات کفر میں سے ہیں۔

اہمیت کلام

زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اہمیت اتنی ہے کہ ایک عورت جو غیر محرم تھی جس کی طرف نظر اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔اس عورت کو شرعی گواہوں کی موجودگی

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہہ دیا کہ میں نے اپنے نکاح میں قبول کر لیا۔ تو وہ غیر محرم عورت اب اس شخص کے لئے شریک حیات بن گئی جس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ دو بول زبان سے بولے اور اب وہی عورت اسکے لئے زندگی کی ساتھی بن گئی۔ جب کہ وہی عورت جو زندگی کی ساتھی تھی اس کو تین مرتبہ طلاق کا لفظ کہہ دیا، وہی عورت اجنبیہ بن گئی۔ آپ سوچیں نکاح کرتے ہوئے یا طلاق دیتے ہوئے کوئی پتھر تو سر پر نہیں اٹھانا پڑتا یا کوئی آگ میں سے تو نہیں گزرنا پڑتا یا کوئی پہاڑ کے اوپر سے چھلانگ تو نہیں لگانی پڑتی۔ چند بول بولے اجنبیہ عورت بیوی بن گئی اور طلاق کے چند بول بولے تو زندگی کی ساتھی ہمیشہ کے لئے الوداع ہو گئی۔ انسان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قدر و قیمت ہے۔

ایک نوجوان اپنی زبان سے اول فول بک رہا تھا کسی اللہ والے نے سنا۔ فرمانے لگے بیٹے ذرا سوچ سمجھ کر بات کر اور دیکھ کہ تو اللہ کا نام کیسا مکتوب بھیج رہا ہے۔

ہماری زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ ہمارے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور یہ اعمال نامہ روزانہ اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ والے جب کلام کرتے ہیں اس احساس کے ساتھ کرتے ہیں کہ ہمارا اعمال نامہ اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ بعض سلف صالحین کا یہ معمول تھا جو باتیں کہتے تھے وہ کاغذ پر لکھ لیتے تھے اور رات کو بیٹھ کر اپنا محاسبہ کرتے تھے کہ میں نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا یا نہیں۔ اگر کوئی بات زبان سے غلط نکل گئی ہوتی تو اسی رات اللہ کے حضور توبہ تائب ہو جایا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خشیت الٰہی کا عجیب واقعہ

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے بعد واپس آ رہا تھا کہ ایک سواری کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ جب سواری قریب آئی تو مجھے پتہ چلا کہ اس پر کوئی عورت سوار ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب میں کہا سَلٰمٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ اس نے آیت پڑھی تو میں سمجھ گیا کہ اس نے میرے سلام کا جواب دیا ہے میں نے پوچھا آپ کہاں سے آ رہی ہیں کہنے لگی۔ ''وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ'' (تم حج اور عمرہ اللہ کے لئے مکمل کرو) میں سمجھ گیا کہ یہ زیارت حرمین شریفین کے بعد واپس آ رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہاں کہا؟ کہنے لگی ''مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ'' (جسے اللہ گمراہ کرے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں ہوتا) میں سمجھ گیا کہ یہ راستہ بھول گئی ہے۔ میرے اندازہ میں وہ بوڑھی عورت تھی میں نے پوچھا اماں کدھر جانا چاہتی ہو۔ کہنے لگی ''اُدْخُلُوا الْمِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ'' میں سمجھ گیا شہر جانا چاہتی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے بھی شہر جانا ہے لہٰذا میں آپ کو راستے کی رہنمائی کر دیتا ہوں، کہنے لگی ''وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ'' (تم نیکی کرو اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتے ہیں) میں سواری کی نکیل پکڑ کر چل پڑا۔ کچھ دور چلنے کے بعد میں نے عربی کے چند اشعار پڑھنے شروع کر دیئے وہ کہنے لگی۔ ''فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ'' (پڑھو جو کچھ تمہارے لئے قرآن میں سے آسان کیا گیا) میں خاموش تو ہو گیا مگر سوچتا رہا کہ یہ عورت کون ہے؟ میں نے کچھ اس کی گھریلو تفصیل معلوم کرنا چاہی تو اس نے کہا ''لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ'' میں سمجھ گیا کہ گھریلو معاملات پر بات نہیں کرنا چاہتی،

www.besturdubooks.wordpress.com

میں چلتا رہا۔ شہر کے قریب آ کر میں نے اس سے پوچھا، شہر میں آپ نے کس سے ملنا ہے؟ کہنے لگی ''اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا '' میں سمجھ گیا اللہ نے اس کو مال اور بیٹے بھی عطا کئے۔ چنانچہ میں شہر میں داخل ہوا مجھے قافلے والے ملے جو حج کرنے کے بعد واپس آئے تھے اور انہوں نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے بیٹوں کے نام کیا ہیں؟ کہنے لگی۔ ''اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ '' میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹوں کے یہ نام ہیں، میں نے بلند آواز سے پکارا تو تین بچے بڑے خوبصورت بڑے علم و فضل والے تر و تازہ چہرے والے بھاگتے ہوئے آئے۔ وہ پریشان تھے کہ ہماری امی کدھر رہ گئی۔ وہ امی کو قافلے میں تلاش کرتے پھرتے تھے، خیر جب آپس میں ملے تو بہت خوش ہوئے۔ میں نے سوچا اب میں اپنے گھر جاتا ہوں اس وقت اس عورت نے پھر قرآن پاک کی آیت پڑھی ''وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ '' بچوں کو اشارہ کیا کہ کچھ کھلاؤ، بچے کچھ پھل لے کر آئے میں نے کھانے سے معذرت کی اس نے آیت پڑھی۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ (ہم تو اللہ کی رضا کے لئے آپ کو کھلاتے ہیں) میں بڑا حیران ہوا کہ یا خدایا یہ کیا معاملہ ہے یہ عقدہ مجھ سے حل نہیں ہو رہا۔ میں نے کچھ پھل کھائے اور بچوں سے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ جب سے آپ کی والدہ مجھ سے کلام کر رہی ہے، میرے ہر بات کے جواب میں یہ قرآن پاک کی آیت پڑھ رہی ہے۔ وہ کہنے لگے ہاں یہ ہماری والدہ ماجدہ قرآن پاک کی حافظہ اور حدیث کی عالمہ ہے، اس کے دل میں خوف خدا بیٹھ چکا ہے کہ قیامت کے دن مجھے اپنی باتوں کا جواب دینا پڑے گا۔ لہٰذا بیس سال سے قرآن کی آیات کے سوا کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلا۔ سبحان اللہ خشیت الٰہی کا عجیب انداز دیکھئے کہ کلام الٰہی کے سوا کوئی ایک لفظ زبان سے نہیں نکلتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت کے دن کی حاضری

قیامت کے دن ایسے لوگ اللہ کے حضور پیش ہوں گے جن کی زبان سے بیس بیس سال تک قرآن کے سوا کوئی لفظ نہیں نکلا تھا وہاں اگر ہم اپنی بے وقوفانہ اور جاہلانہ گفتگو کے ساتھ پیش ہوئے تو ہمیں کتنی ندامت ہوگی۔ اگر رب العزت نے ہم سے پوچھ لیا کہ بتاؤ تم نے فلاں کو ذلیل کیوں کہا تھا؟ فلاں کو کمینہ کیوں کہا تھا؟ فلاں کو بے ایمان کیوں کہا تھا؟ وہاں جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ وہاں تو انبیاء بھی تھراتے ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے جلال میں ہوں گے، نفسا نفسی کا عالم ہوگا، اللہ تعالیٰ عیسائیوں سے پوچھیں گے کہ تم نے مخلوق کو میرا شریک کیوں بنایا؟ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیں گے کہ انہیں نے کہا تھا تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے ء انت قلت؟ (کیا آپ نے کہا تھا) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہوگا ہیبت الٰہی کے مارے ان کے بدن کے ہر بال سے خون کا قطرہ نکلے گا۔ جب سچوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا وہاں ہم جیسے چھوٹوں کا کیا حال ہوگا؟ آج زبان سے الٹی سیدھی باتیں نکالنا آسان مگر قیامت کے دن جواب دینا مشکل کام۔

جہنم میں کون لوگ جائیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر انسان کس وجہ سے جہنم میں جائیں گے؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو اعضاء کی بد پرہیزی سے۔ یعنی مابین لحییہ وما بین رجلیہ (وہ چیز جو جبڑوں کے درمیان

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔یعنی زبان اور وہ چیز جو رانوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ) اکثر لوگ زبان اور شرمگاہ کے غلط استعمال کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔

جنت کی ضمانت

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کے صحیح استعمال کی ضمانت دے دے میں اس کے لئے جنت میں گھر دلانے کا ضامن ہوں۔اس سے زبان کے صحیح استعمال کی اہمیت کا اندازہ لگانا آسان ہے۔

پہلے تولو پھر بولو

انسان کو چاہیے کہ اپنی گفتگو خود اپنے کانوں سے سننے کی عادت ڈالے۔جس کی زبان سے نکلی ہوئی بات اس کے اپنے کان نہیں سنتے جو اتنے قریب ہیں بھلا اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ وہ کان کیا سنیں گے جو اتنے دور ہیں۔اس لئے فرمایا گیا، پہلے تولو پھر بولو۔

آج ہم پہلے بولتے ہیں پھر تولتے ہیں اور بعض اوقات تو ہم تولتے ہی نہیں صرف بولتے ہی رہتے ہیں کسی شاعر نے کیا عمدہ بات کہی ہے۔

کہے ایک جب سن لے انسان دو
خدا نے زبان ایک دی کان دو

اللہ رب العزت نے زبان تو ایک دی اور کان دو دیئے۔اے انسان دو باتوں کے سننے کے بعد تجھے ایک بات کرنی چاہیے اور آج ہم سننا تو چاہتے ہی نہیں۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ محفل میں ایک آدمی بات کر رہا ہے دوسرا آدمی اسے بات مکمل کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ادھوری بات سنتے ہی جواب دینا شروع کر دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک وقت میں دونوں بول رہے ہوتے ہیں شاید دیواروں کو سنا رہے ہوتے ہیں یا اپنے فرشتوں کو۔ تحمل مزاجی اتنی نہیں ہوتی کہ غور سے دوسرے کی بات سن لیں۔

حضرت صدیق اکبر ﷜ کا خوف خدا

حضرت صدیق اکبر ﷜ کے بارے میں آتا ہے کہ بعض اوقات اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ جسم کا وہ عضو ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ عظیم ہے وہ انسان جس کی خاموشی فکر کے ساتھ اور جس کی گفتگو ذکر کے ساتھ ہوگی۔

زبان کی لغزش

زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہوا کرتی ہے۔ پاؤں پھسل جائے تو انسان دوبارہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن زبان سے غلط بات نکل جائے تو پھر اختیار میں کچھ نہیں رہتا۔

حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اپنی مجالس میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چھوٹی سی بچی نے نصیحت کر دی۔ کسی نے پوچھا حضرت کیا نصیحت کی۔ فرمایا ایک مرتبہ بارش ہوئی تھی کیچڑ تھا، لوگ بڑی احتیاط سے چل رہے تھے میں بھی جا رہا تھا، میں نے ایک بچی کو آتے ہوئے دیکھا، میں نے کہا بیٹی احتیاط سے چلنا کہیں پھسل نہ جانا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا میں پھسل بھی گئی تو دوبارہ کھڑی ہو جاؤں گی، ذرا آپ اپنا خیال رکھنا اگر آپ پھسل گئے تو امت کا کیا بنے گا۔ آپ امت کے مقتدا ہیں کہیں آپ پھسل نہ جانا۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چھوٹی سی بچی نے استقامت کا سبق دے دیا۔ یحیٰ بن معاذؒ ایک بزرگ گزرے ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ دل کی مثال

www.besturdubooks.wordpress.com

ہنڈیا کی سی ہے اور زبان کی مثال چمچ کی سی ہے چمچ وہ کچھ نکالتا ہے جو ہنڈیا میں موجود ہوتا ہے، زبان وہی کچھ نکالتی ہے جو دل میں موجود ہوا کرتا ہے۔ اگر دل میں ظلمت ہوگی تو زبان سے بھی بری گفتگو نکلے گی اگر دل میں نور ہوگا تو زبان سے پاکیزہ گفتگو نکلے گی۔

زبان کو صحیح استعمال کیجئے

جس طرح طبیب حضرات زبان کی رنگت کو دیکھ کر بیماری کا اندازہ لگا لیتے ہیں اسی طرح علماء اور صلحاء زبان کی گفتگو سن کر روحانی بیماریوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جب تک تم نہیں بولو گے عالم سمجھے جاؤ گے۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ تم بات کرو پہچانے جاؤ گے۔ بعض اوقات فرماتے تھے آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے یعنی ذرا بولا تو اس نے اپنی حقیقت کو کھولا۔ اس لئے انسان سوچ سمجھ کر گفتگو کرے۔

جو آدمی کہتا ہے کہ میں تو بہت صحیح گفتگو کرتا ہوں۔ اس بندے کی گفتگو ذرا غصے کی حالت میں سنا کریں۔ بھائی جب آپ آرام اور مزے سے بیٹھے ہیں تو آپ کو کتے نے کاٹا ہے کہ آپ زبان سے اول فول بکیں۔ پتہ جب چلے گا جب کوئی خلاف طبیعت بات پیش آئے گی۔ جب کوئی ایسی بات کردے جو دل پر بجلی بن کر گرے۔ اب دیکھنا ہوگا کہ آپ ری ایکٹ (React) کیسے کرتے ہیں۔ صبر و استقامت سے سنتے ہیں، سوچ سمجھ کر جواب دیتے ہیں، یا اس کے جواب میں آپ جاہلانہ گفتگو شروع کردیتے ہیں۔ لہٰذا آدمی کی گفتگو کا اندازہ غصے کی حالت میں کیا کریں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ غصے میں مردوں کا ہاتھ بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور عورتوں کی زبان بے قابو ہو جاتی ہے۔ عورت کی زبان وہ تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتی۔ ہمیشہ چلتی رہتی ہے۔ حالانکہ زبان کی تلوار ان رشتوں کو توڑ دیتی ہے جن کو لوہے کی تلواریں نہیں توڑ سکتیں۔

ذرا سنبھل کے رہنا

میرے دوستو محفل میں بیٹھ کر اپنے بارے میں برے کلمات نہ کہا کریں۔ جب آپ چلے جائیں گے یہ حق آپ کے دوست ادا کریں گے۔ بعض لوگ محفل میں بیٹھ کر اپنی عاجزی اور مسکینی کا مظاہرہ کرتے ہیں، درحقیقت وہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اعرفونی (مجھے پہچانو) داناؤں کا قول ہے کہ علماء کی محفل میں بیٹھو تو زبان سنبھال کر بیٹھو، حاکم کی محفل میں بیٹھو تو نگاہیں سنبھال کر بیٹھو اور اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھو تو اپنے دلوں کو سنبھال کر بیٹھو۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لمبی زبان انسان کی عمر کو چھوٹا کر دیتی ہے کیونکہ جتنا زیادہ بولے گا اتنا اپنے سر پر زیادہ مصیبت لے گا۔

عجیب نصیحت

حضرت خواجہ باقی باللہؒ بہت کم گو تھے ایک آدمی کہنے لگا کہ حضرت آپ نصیحت کریں ہمیں فائدہ ہوگا۔ حضرت نے جواب دیا جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا۔ وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا۔ سبحان اللہ کیا عجیب بات کہی۔ شاعر نے کہا۔

؎ کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اس لئے اللہ والے خاموش طبع ہوا کرتے ہیں، ہاں کوئی علمی بات ہو تو گفتگو کریں گے مسئلہ پوچھا جائے تو تفصیلات کھولیں گے۔ مگر انہیں باتوں کا چسکا نہیں ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا۔

زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے انسان پہاڑوں کے برابر گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بے وقوف کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس کی گفتگو ہی بتا دیتی ہے کہ وہ بے وقوف انسان ہے۔ داناؤں کا قول ہے کہ عقل مند سوچ کر بولتا ہے اور بے وقوف انسان بول کر سوچتا ہے۔ گویا اتنا ہی فرق ہوتا ہے بے وقوف اور عقلمند میں۔ عقل مند انسان سوچ کر بولتا ہے جب کہ بے وقوف بول کر سوچتا ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں سے کم گفتگو کیا کریں جو زبان کے برے ہوں اس لئے کہ اگر اس نے کوئی برا کلمہ کہہ دیا جس کے جواب میں آپ نے کچھ کہا تو اس کے پاس کہنے کے لئے اور بھی برے کلمات ہوں گے۔

بدزبانی سے بچو

نبی علیہ الاسلام نے فرمایا تم اپنے ماں باپ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے نبی ﷺ اپنے ماں باپ کو کون گالیاں دیتا ہے۔ فرمایا تم کسی کے ماں باپ کو گالیاں دو گے وہ جواب میں تمہارے ماں باپ کو گالیاں دے گا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے تم نے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔

سچ کا بول بالا

انڈیا کا واقعہ ہے ایک شہر میں زمین کا ٹکڑا تھا جس پر تنازعہ کھڑا ہو گیا مسلمانوں کا دعویٰ تھا یہ ہماری زمین ہے ہندوؤں کا دعویٰ تھا کہ ہماری زمین ہے۔ ہندو چاہتے تھے وہاں مندر بنایا جائے مسلمان چاہتے تھے کہ وہاں مسجد بنائی جائے۔ انگریز اس وقت حاکم تھا قریب تھا کہ آپس میں قتل وقتال تک نوبت پہنچ جاتی۔ مقدمہ بڑا نازک

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ حاکم بھی پریشان تھا کہ کوئی صلح صفائی کی صورت نکل آتی تو بہتر تھا۔ جب مقدمے کی سماعت ہونے لگی تو انگریز جج نے سوال پوچھا کہ تصفیہ کی کوئی صورت ہے؟ ہندوؤں نے کہا کہ ہم ایک تجویز پیش کرتے ہیں۔ بغیر مقدمے کے بات سلجھ جائے گی۔ جج نے کہا وہ کونسی۔ کہنے لگے ہم ایک مسلمان عالم کا نام بتا دیتے ہیں آپ ان کو اپنے پاس بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے یہ جگہ کس کی ہے اگر وہ کہہ دیں. ہندوؤں کی ہے تو ہمارے حوالے کر دیجئے اگر وہ کہیں مسلمانوں کی تو ان کے حوالے کیجئے۔ مگر ہم ان کا نام صرف آپ کو بتائیں گے۔ لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کریں گے۔ جج نے فیصلہ موقوف کر دیا اور مقدمہ کی سماعت کیلئے نئی تاریخ دے دی۔ لوگ کمرہ عدالت سے باہر نکلے تو ہندو عوام نے اپنے نمائندوں سے ناراض ہونے لگے کہ بس تم نے تو بیڑا غرق کر دیا۔ جس کا نام دیا وہ مسلمان ہے تو مسلمانوں کے حق میں ہی بات کرے گا۔ دوسری طرف مسلمان خوشی سے اچھل رہے تھے، کہہ رہے تھے کہ ایک مسلمان کو چنا گیا ہے گواہی دینے کیلئے۔ جب وہ مسلمان ہے تو آخر مسجد بنانے کی ہی بات کرے گا۔ مسلمان خوشیاں منا رہے ہیں ہندوؤں کے دل مرجھا گئے ہیں۔ بہر حال اس دن کا انتظار تھا دوبارہ جب تاریخ آئی تو کثیر تعداد میں لوگ عدالت میں پہنچ گئے۔ مجمع لگا ہوا تھا وہاں ایک اللہ والے کو پیش کیا گیا جن کی گواہی ہندوؤں کو بھی تسلیم تھی۔ جج نے ان سے پوچھا کہ آپ بتائیں یہ زمین ہندوؤں کی ہے یا مسلمانوں کی ہے۔ اس عالم باعمل نے کہا ہندوؤں کی ہے۔ جج نے پوچھا کہ کیا اس زمین پر ہندو اپنا مندر بنا سکتے ہیں انہوں نے کہا جب ہندوؤں کی ملکیت ہے تو مندر بنائیں یا گھر بنائیں ان کی مرضی۔ ان کو بنانے کا اختیار

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ چنانچہ جج نے اسی وقت ایک تاریخی فیصلہ تاریخ الفاظ میں لکھا،

''آج کے اس مقدمے میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا''

جب جج نے یہ فیصلہ سنایا تو ہندوؤں نے یہ کہا جج صاحب آپ نے فیصلہ ہمارے حق میں دیا ہے ہم کلمہ پڑھتے ہیں مسلمان ہوتے ہیں۔ اب ہم اپنے ہاتھوں سے اس جگہ مسجد بنائیں گے۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی برکت سے ہندوؤں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادی اور اس جگہ مسجد بنانے کی بھی توفیق دی، سچ کا بول بالا ہوا۔ کسی نے کیا اچھی بات کہی۔

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

گناہوں کی معافی کا طریقہ

آج بعض احباب اکثر شکوے کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں لطائف تازہ نہیں ہو رہے، مقامات طے نہیں ہو رہے، پتہ نہیں آگے قدم نہیں بڑھ رہا۔ پتہ ہے اس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے اعضاء کو غلط استعمال کر رہا ہوتا ہے، مریض گویا دوائی بھی استعمال کرتا ہے اور بد پرہیزی بھی کرتا رہتا ہے۔ بھلا اس کی بیماری سے جان کیسے چھوٹے گی کسی نے ہندی زبان میں اچھے اشعار کہے۔

رام رام جپدیاں میری جھبیا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا ایہہ کی دھاڑ پئی

(ہم پنجابی میں زبان کو جبھ کہہ دیتے ہیں تو ہندی میں زبان کو جھبیا کہتے ہیں)

www.besturdubooks.wordpress.com

رام رام جپدیاں میری جبھیا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا ایہہ کی دھاڑ پئی
گل وچ مالا کاٹھ دی تے منکے لے پرو
تے دل وچ گھنڈی پاپ دی رام جپیاں کی ہو

جب دل میں گناہ کی گھنڈی پڑی ہوئی ہو تو ہم ہاتھ سے تسبیح پھیرتے بھی رہیں تو کیا نتیجہ نکلے گا۔ میرے دوستو! ہمیں اپنی زبان کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس کو صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور جو گناہ آج تک ہم اپنی زبان سے کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو معاف فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

www.besturdubooks.wordpress.com

اصلاح دل

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے

''بے شک بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم کے اعمال خراب ہو جاتے ہیں اور جب وہ ٹھیک ہو جائے تو تمام جسم کے اعمال ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ جان لو کہ وہ انسان کا دل ہے۔''

دوسری جگہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ

(بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری شکل وصورت کو، نہیں دیکھتے تمہارے مال پیسے کو بلکہ وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو)

www.besturdubooks.wordpress.com

معلوم ہوا کہ انسان کے دل کے بننے سے انسان کے اعمال بن جاتے ہیں اور دل کے بگڑنے سے انسان کے اعمال بگڑ جاتے ہیں۔ یہ دل انسان کے لئے صدر مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ

(اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے) (القرآن)

گویا ایک دل رحمان کے لئے ہو اور ایک شیطان کے لئے ہو۔ نہیں نہیں، دل ایک ہے اور ایک ہی کے لئے ہے۔ انسان کی یہ کوشش ہو کہ اللہ کی یاد سے دل معطر رہے۔ اس دل میں انابت الی اللہ اور رجوع الی اللہ ہو۔

جنت کن لوگوں کے لئے ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

''قیامت کے بارے میں تذکرہ فرمایا کہ اس دن نہ مال کام آئے گا، نہ اولاد نرینہ کام آئے گی۔ ہاں جو بنا ہوا دل لائے گا وہ اسکے کام آئے گا۔''

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی بیوپاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے دل کا سودا چاہتے ہیں کہ تو مجھے اپنا دل دے دے اس کے بدلے میں نے اپنی جنتوں کو تیرے حوالے کر دیا۔ ذرا سوچیں! ہم اپنے ایک روپے کے عوض داغی سیب قبول نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ اپنی جنتوں کے بدلے اس داغی دل کو کیسے قبول کریں گے۔ اسی لئے فرمایا:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

جو سالم دل لایا یعنی وہ دل جو غیر کی محبت سے پاک ہو، غیر کے اثرات سے

www.besturdubooks.wordpress.com

محفوظ ہو اس کو قلب سلیم کہتے ہیں۔ ایسا دل اسے کام آئے گا۔ اسی لئے ارشاد فرمایا:

وَ حُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ

(محشر کے روز جو سینوں میں ہوگا ہم کھول کر باہر کر دیں گے)

اللہ تعالیٰ انسان کی کیفیت کو دیکھیں گے۔ دل میں محبت الٰہی موجود ہے کہ نہیں۔ دل میں مال کی محبت زیادہ ہے یا مالک و خالق کی محبت زیادہ ہے۔

دل سخت کیسے ہوتا ہے؟

انسان کا دل زمین کی مانند ہے۔ انسان اگر زمین پر بہت عرصہ کاشت نہ کرے، محنت نہ کرے تو وہ بنجر ہو جاتی ہے اور وہ زمین پیداوار چھوڑ دیتی ہے۔ اس لئے کہ اس پر محنت نہیں ہوئی، وہ زمین سخت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فرمایا:

''انسان جب اس دل پر محنت کرنا چھوڑ دیتا ہے تو رفتہ رفتہ یہ دل سخت ہو جاتا ہے۔ اور جب دل سخت ہوتا ہے تو ایسا کہ یہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔''

فرمایا، ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَالِكَ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پھر یہ پتھروں کی مانند ہو گئے بلکہ یہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ بے شک پتھروں سے نہریں جاری ہو جایا کرتی ہیں اور جب پتھر پھٹتا ہے تو بسا اوقات اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور بعض پتھر تو ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔

لیکن اے انسان! جب تیرا دل سخت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتا نہیں ہے۔ پتھر بھی دل کی اس سختی پر شرماتے ہیں۔ انسان کی پاس یہی سرمایہ ہے اسے بنالے تو اللہ کے ہاں کامیاب ہو گیا اور اسے بگاڑ لے تو پھر یہ انسان بالکل ناکام ہو گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل اندھا کیسے ہوتا ہے؟

غفلت بھری زندگی گزارنے سے انسان کا دل اندھا ہو جاتا ہے، بالکل اندھا۔ایسا اندھا کہ یہ نیکی اور بدی میں تمیز نہیں کر سکتا۔جیسے ایک آدمی کی بینائی نہ ہو، وہ آدمی دوست اور دشمن میں فرق نہیں کر سکتا، اندھیرے اور اجالے میں تمیز نہیں کر سکتا۔پہچان نہیں سکتا کہ کون سی چیز نفع دینے والی ہے اور کون سی چیز نقصان دینے والی ہے۔اسی طرح جب دل اندھا ہوتا ہے تو وہ انسان بڑے سے بڑا گناہ کر لیتا ہے مگر اس کے سر پر جوں بھی نہیں رینگتی کہ میں نے کوئی اللہ کی نافرمانی کی بھی ہے یا نہیں۔اس کو نیک آدمی کی صحبت اچھی نہیں لگتی، برے آدمیوں کی صحبت اسے اچھی لگتی ہے۔اب اسے دوست اور دشمن کی تمیز نہ رہی، اب اسے نیکی اور بدی میں تمیز نہ رہی، اب اسے اندھیرے اور اجالے کا فرق معلوم نہ ہوا، کیونکہ دل اندھا ہو چکا ہے۔

ایک قوم ایسی گزری کہ اس پوری قوم کو اللہ تعالیٰ نے کہا:

اِنَّھُمْ کَانُوْ قَوْمًا عَمِیْنَ (وہ اندھی قوم تھی)

اس کا کیا مطلب ہے، کیا ظاہر سے نابینا تھے؟ جی نہیں! روایت میں کسی قوم کے بارے میں ایسا نہیں آتا کہ وہ سارے کے سارے اندھے ہوں۔ہاں ایک قوم ایسی گزری جس نے اپنے نبی کا فرمان کو نہ مانا، نہ اس پر ایمان لائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّھُمْ کَانُوْ قَوْمًا عَمِیْنَ وہ اندھی قوم تھی، اسنے اپنے نبی کو نہ پہچانا، اپنے خالق و مالک کو نہ پہچانا اور ایمان کو نہ اپنایا۔انہیں اندھی قوم کہا گیا۔قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا (اور جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا)

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا مطلب اس کا؟ جو دنیا میں نابینا ہے اس کو آخرت میں بھی بینائی نہیں ملے گی؟ ناں ناں! اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چشم پوشی کرتا رہا۔ اللہ کے حکموں کو نظر انداز کرتا رہا، اس کے حکموں سے اندھا بنا رہا، اللہ تعالیٰ آخرت میں اسکی بینائی کو سلب فرمالیں گے ۔ چنانچہ دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا، جب اس کو نابینا کھڑا کیا جائے گا تو وہ یوں کہے گا،

قَالَ رَبِّ لِمَا حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۔ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى

(اے اللہ! مجھے اندھا کیوں کھڑا کیا۔ اور دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا۔ کہا جائے گا ایسا ہی ہے جیسے تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں، تو نے ان کو بھلا دیا اور آج کے روز تمہیں بھی بھلا دیا جائے گا)

معلوم یہ ہوا کہ جو انسان اپنے پروردگار کے فرمان کو نظر انداز کرے گا اور اس سے چشم پوشی کرے گا، یہ انسان آخرت میں بینائی سے محروم کر دیا جائے گا۔ اندھا اٹھایا جائے گا۔

ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ کے راستے پر نہ چلے، نفس اور شیطان کا لقمہ بن گئے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ آذَانٌ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ

(اے کاش! ان کے دل ہوتے جو انہیں عقل سکھاتے۔ ان کے کان ہوتے جن سے وہ ہدایت کی بات کو سنتے اور آنکھیں تو اندھی نہیں ہوا کرتیں۔ یہ تو سینوں کے اندر دل اندھے ہوا کرتے ہیں)

www.besturdubooks.wordpress.com

دل پر مہر کیسے لگتی ہے؟

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے تو پھر ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے پھر داغ لگاہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح داغ لگتے رہتے ہیں تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر مہر جباریت لگا دیتے ہیں۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (اللہ نے مہر لگا دی ان کے دلوں پر)

اس کو کہتے ہیں کہ دل پر مہر جباریت لگ گئی۔ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے پھر یہ انسان نیکی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

دل صاف کیسے ہوتا ہے؟

انسان جب توبہ تائب ہوتا ہے تو دل کی سیاہی دور ہو جاتی ہے، دل کی ظلمت دور ہو جاتی ہے، دل کی سختی دور ہوتی ہے اور جب انسان اللہ پاک کے سامنے سربسجود ہو کر اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو دھو دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ اپنے دل کو دھولیا کرو۔ آپ کہنے لگے، ''اے اللہ! پانی تو وہاں پہنچتا نہیں میں اس کو کیسے دھوؤں؟'' تو فرمایا، ''یہ دل پانی سے نہیں، یہ تو میرے سامنے رونے سے دھلا کرتا ہے۔'' یعنی اگر تو میرے حضور گناہوں کی معافی مانگے گا، عاجزی اور زاری کرے گا تو ان آنسوؤں کے گرنے سے تیرے دل کو صاف کر دیا جائے گا۔ دل اس سے دھلتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کی غذا کیا ہے؟

انسان کے جسم کے لئے اللہ تعالیٰ نے غذا بنائی ہے۔ اگر انسان وہ غذا نہ کھائے تو بدن کمزور ہو جاتا ہے۔ بدن اعمال کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اسی طرح دل کی بھی غذا ہے اور وہ ہے نیکی کے کام کرنا، اللہ والوں کی مجلس، اللہ کا ذکر یہ سب دل کی غذا ہے۔

دل کی پالش کیا ہے؟

حدیث پاک میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لکل شيء صقالة (ہر چیز کے لئے ایک صیقل ہوتا ہے)

جسے پالش کہتے ہیں۔ جیسے جوتوں کی پالش کر دی جائے تو جوتا بالکل چمک جاتا ہے۔ اسی طرح لوہے کے لئے پالش ہوتی ہے، ریگمال لگا دیا جائے تو لوہا چمک اٹھتا ہے۔ اسی طرح کپڑے کی پالش صابن ہے، اگر کپڑا اس سے دھو دیا جائے تو صاف اور اجلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فرمایا،

لکل شيء صقالة وصقالة القلوب ذكر الله

(ہر چیز کے لئے پالش ہوتی ہے اور دل کی پالش اللہ کی یاد ہے)

پس جو انسان اللہ اللہ کرتا ہے، اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے، اس کا سیاہ دل صاف ہو جاتا ہے۔ گناہوں کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔

اللہ والوں کی مجلس کی برکات

اللہ والوں کی مجالس ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی محفلوں میں لحہ بہ لحہ انسان کے گناہ جھڑتے ہیں۔ ایسے گناہ جھڑتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑا کرتے ہیں۔ اللہ کے ذکر سے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے۔ مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب واقعہ

ایک آدمی حضرت حسن بصریؒ کی محفل میں آیا۔ کہنے لگا، حضرت ہمیں کیا ہوگیا؟ لگتا ہے کہ ہمارے دل سو گئے، آپ نصیحت کرتے ہیں ہم پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ فرمایا جو سویا ہوا ہو وہ تو جھنجوڑنے سے جاگ اٹھتا ہے، اگر تم پھر بھی نہیں جاگتے تو تم سوئے ہوئے نہیں، موئے ہوئے ہو۔ کہ انسان اللہ والوں کی مجلس میں آکر بھی نصیحت قبول نہ کرے، گناہوں سے پکی سچی توبہ نہ کرے، نیک اعمال کی آئندہ سے نیت نہ کرے، یقیناً اسکا دل سویا ہوا نہیں بلکہ مویا ہوا ہوتا ہے۔ اور کتنے لوگ ایسے ہیں کہ زندہ ہوں گے، کھاتے پیتے ہوں گے، چلتے پھرتے ہوں گے مگران کے اندر کا انسان مویا ہوا ہوگا۔ بالکل..... اندر سے انسانوں والی صورت نہیں ہوگی۔ من میں جھانکیں تو ان کی صورت حیوان کی سی نظر آئے گی۔ کوئی کسی صورت میں ہے، کوئی کسی صورت میں۔ اندر انسان کی شکل ہو۔ یہ کسی قسمت والے کو نصیب ہوتی ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اے انسان! تو اپنے من میں ذرا جھانک کر اس دریچے کو کھول، اپنی اصلی تصویر کو ذرا دیکھ۔ انسان جب اپنے من میں جھانکتا ہے تو اسے اپنی اصلی تصویر نظر آتی ہے۔ یہی فرمایا گیا کہ تو اپنی اصل تصویر کو دیکھ، تجھے کیا ہونا چاہیے تھا اور تو کیا بنا پھرتا ہے؟

دلوں کی خوراک کیا ہے؟

دل اپنی خوراک کے لئے ایسے ہی محتاج ہوتے ہیں جیسے ہم اپنی خوراک کھانے کے محتاج ہوتے ہیں۔ دلوں کی خوراک وعظ و نصیحت، اللہ کا ذکر اور اللہ والوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

مجلسیں ہیں۔اس سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

حکیم انصاری کا واقعہ

آنکھ کا نور اور چیز ہے، دل کا نور اور چیز ہے۔حکیم انصاری دہلی کے بڑے مشہور حکیم تھے۔اللہ نے کیا فہم وفراست عطا فرمائی تھی۔اندھے تھے لیکن حکمت کا کام کیا کرتے تھے۔ہاتھ دیکھتے تھے اور مریض کے مرض کو پہچان لیا کرتے تھے۔آنکھ سے دیکھ نہیں سکتے تھے، نہ چہرہ دیکھ سکتے تھے، نہ رنگ دیکھ سکتے تھے، نہ زبان دیکھ سکتے تھے۔مگر اللہ نے وہ فراست عطا کر دی تھی کہ صرف ہاتھ سے نبض دیکھتے اور پوری مرض کو پہچان لیا کرتے تھے۔بڑے مشہور حکیم تھے۔اگر دوسرے حکیموں سے مرض قابو میں نہ آتا تو مریض ان کے پاس جایا کرتے تھے، ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ خواجہ محمد عبدالمالک صدیقیؒ فرماتے ہیں، مجھے شوق ہوا کہ میں بھی ذرا ان حکیم صاحب کو دیکھوں۔چنانچہ میں ان کی دوکان پر گیا، ان سے کوئی بات نہیں کی تاکہ ان کو میرے آنے کا پتہ نہ چلے اور وہاں بیٹھ کر میں نے ان کے دل پر توجہ ڈالنی شروع کر دی۔کچھ دیر گزری تو میں نے کہا، اچھا اب دل کی بجائے روح پر توجہ ڈالتا ہوں۔جب میں نے اس پر توجہ ڈالنا چاہی تو وہ فوراً بول اٹھے۔ناں ناں حضرت آپ میرے دل پر ہی توجہ کرتے رہیں، اگر یہی بن گیا تو سب کچھ بن گیا۔فرماتے ہیں میں حیران ہو گیا کہ اس شخص کو نابینا کون کہے، جسے بتایا بھی نہیں گیا مگر اس کا دل ایسا صاف ہے کہ وہ آنے والے انوارات کو محسوس کر رہا ہے۔اللہ اکبر

؎ دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کا موتیا بند اور اس کا علاج

موتیا بند ایک پردہ ہے جو آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ آنکھیں ٹھیک ہوتی ہیں مگر پردہ کی وجہ سے انسان کو نظر آنا بند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دل پر بھی موتیا بند آجاتا ہے۔ جب گناہوں کی ظلمت چھا جائے یعنی موتیا بند آجائے تو پھر انسان سارا دن نمازیں قضا کرتا رہتا ہے اس کو کوئی پروا نہیں ہوتی۔ زبان سے جھوٹ بولتا ہے کوئی پروا نہیں ہوتی حالانکہ بعض احادیث میں فرمایا گیا ''جو انسان جھوٹ بولتا ہے اس کے منہ سے اتنی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے اس سے دو میل دور چلے جاتے ہیں'' اتنی بدبو نکلتی ہے مگر انسان محسوس نہیں کرتا۔ جس زمین کے اوپر انسان گناہ کر رہا ہوتا ہے، کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ زمین چیخ رہی ہوتی ہے اور پکار رہی ہوتی ہے، اے اللہ! مجھے اجازت دے میں تیرے اس نافرمان بندے کو اپنے اندر دھنسا لوں لیکن انسان گناہوں میں مصروف ہوتا ہے، وہ پرواہ ہی نہیں کرتا۔

جیسے آنکھ پر موتیا بند آجائے تو انسان ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے اور ان کے پاس جا کر موتیا بند کا علاج کروا لیا جاتا ہے اسی طرح جب دل سخت ہو جائے تو انسان اللہ والوں کی مجالس میں جائے، انکے پاس جانے سے دل کا موتیا بند دور ہو جایا کرتا ہے، دل کی بینائی لوٹ آتی ہے، دل پھر سے دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ ایک ٹھوکر لگتی ہے اور پھر انسان کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے۔ ہم نے کتنے لوگوں کی دیکھا کہ اہل اللہ کی صحبت سے ان کی زندگی میں انقلاب آگیا۔

؎ کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

بعض اوقات اہل اللہ کی صحبت میں بگڑے ہوئے لوگ آتے ہیں اور ایک نظر پڑتی ہے تو ان کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی اکرم ﷺ کی نظر

صحابہ کرامؓ شروع میں کفر و شرک کے گناہوں میں لتھڑے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو حضور ﷺ کی نظر میں ایسی تاثیر تھی کہ ان کے دلوں کو دھو کر رکھ دیتی تھی۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
وہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اللہ کی محبت کا رنگ

کچھ لوگ رنگ فروش ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ رنگ ساز ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ رنگ ریز ہوتے ہیں۔ ایک رنگ کا بیچنے والا اور ایک اس رنگ کو کپڑے کے اوپر چڑھانے والا، جو بیچنے والا ہو اس کو رنگ فروش کہتے ہیں، جو رنگ اوپر چڑھانے والا ہو اس کو رنگ ریز کہتے ہیں۔ کتاب و سنت ایک رنگ ہے۔ علماء کرام رنگ فروش ہیں اور مشائخ و صوفیاء رنگ ریز ہیں۔ جو ان کے پاس جاتا ہے اس کے دل پر کتاب اللہ کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔ اللہ اکبر!

اللہ کا رنگ اور دل

صِبْغَةُ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

(اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے)

انسان ایسے لوگوں کی مجالس کو حاصل کرے اور اللہ کے ذکر کے لئے اپنی ہمت لگائے۔ اگر مرتے مرتے بھی دل بن گیا تو اس کا کام ہو گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کی زندگی کتنی ہے

انسان گناہ اس نیت سے کرتا ہے کہ توبہ کرلوں گا اور توبہ اس لئے نہیں کرتا کہ زندگی ابھی بہت باقی ہے۔ امام غزالیؒ ایک کتاب میں فرماتے ہیں۔ ''اے دوست! تجھے کیا معلوم بازار میں وہ کپڑا پہنچ چکا ہو جس سے تیرا کفن بنتا ہے'' انسان گناہ کرتا ہے کہ میں توبہ کرلوں گا اور توبہ نہیں کرتا کہ ابھی زندگی لمبی ہے اور یہ نہیں جانتا کہ میری زندگی بہت تھوڑی ہے۔

؎ آشیانہ شاخ گل پہ کب تیری میراث ہے
بس غنیمت جان لے جتنا بسیرا ہو گیا

؎ غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

؎ غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آنا نہ ہوگا یہاں بار بار

جناب رسول اکرم ﷺ نے اپنے ایک صحابیؓ سے پوچھا کہ زندگی کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ عرض کیا صبح اٹھتا ہوں، یہ یقین نہیں ہوتا کہ رات آئے گی بھی یا نہیں۔ دوسرے سے پوچھا، آپ کیا سوچتے ہیں؟ فرمایا، حضرت! میں چار رکعت کی نیت باندھتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کو مکمل بھی کرسکوں گا یا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میرا تو یہ معاملہ ہے کہ نماز پڑھ رہا ہوں اور ایک طرف سلام پھیر دیا ہے۔ اب یہ بھی یقین نہیں کہ میں دوسری طرف بھی سلام پھیر سکوں گا یا نہیں۔ زندگی کا تو یہ معاملہ ہے۔

مجھے تعجب ہے اس شخص پر، جو گناہ اس لئے کرتا ہے کہ میں توبہ کرلوں گا اور توبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لئے نہیں کرتا کہ ابھی زندگی لمبی ہے۔ یقیناً یہ انسان دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔

اللہ کو کیا پسند ہے

حدیث پاک میں آتا ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری شکل وصورت کو اور نہیں دیکھتے تمہارے مال پیسے کو بلکہ وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو)

اللہ اکبر! حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا رنگ کالا، ہونٹ موٹے، دانت لمبے مگر اللہ کے ہاں اتنے مقبول تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر جاتے ہیں تو جنت میں کسی کے قدموں کی آواز سنتے ہیں۔ پوچھا، "جبرائیل علیہ السلام! یہ کس کے قدموں کی چاپ سن رہا ہوں؟ جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ آپ کے غلام بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کے چلنے کی آواز ہے۔ قدم زمین پر پڑتے تھے اور جنت میں اس کی آواز جایا کرتی تھی۔

انسان دل کو بنا لے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بیوپاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اے انسان! تو مجھے اپنے دل میں بسا لے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو انسان دنیا میں بھی نقصان اٹھائے گا اور آخرت میں بھی نقصان اٹھائے گا۔ دل کا بگڑنا بہت آسان مگر دل کا بننا بڑا مشکل کام، جو بنتا ہے یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے۔ دوسروں کو معلوم نہیں ہوتا۔ انسان جس راستے پر چلتا ہے اس راستے کے اسے ذرات بھی نظر آتے ہیں اور جس راستے پر نہیں چلتا اس راستے کے اس کو پہاڑ بھی نہیں نظر آیا کرتے۔ جو بننے والے راستے پر چلے ہی نہیں اس کو کیا معلوم کہ اس راستے پر کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔

صحیح مسلمان کون ہے؟

ہم نے تو زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور ہم سمجھتے ہیں اسلام بہت آسان ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

بات یہ ہے کہ ہم نے کلمہ تو پڑھ لیا۔ لیکن مالک اپنی مرضی کے بنے پھرتے ہیں۔ سوچئے، زندگی کے چالیس سال گزر چکے ہیں۔ ان چالیس سالوں میں ہماری آنکھ مسلمان بن گئی؟ ہماری زبان مسلمان بن گئی؟ کان مسلمان بن گئے؟ اللہ ہمیں صحیح مسلمان بنا دے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

دل کی بستی

دل کا بگڑنا آسان کام ہے مگر دل کا بننا مشکل کام ہے۔ کسی شاعر نے کیا مزے کی بات کہی ہے،

ویرانے بھی دیکھے ہیں آبادی بھی دیکھی ہے
جو اجڑے تو پھر نہ بسے دل وہ نرالی بستی ہے
دل کا اجڑنا سہل سہی بسنا کھیل نہیں بھائی
بستی بسنا کھیل نہیں، یہ تو بستے بستی ہے

بستیوں کا بسنا آسان کام نہیں ہوتا، شہروں کا آباد ہونا آسان کام نہیں ہوتا۔ شہر آباد ہوتے ہوتے زندگیاں گزر جاتی ہیں، پھر شہر آباد ہوا کرتے ہیں۔ شاعر نے بھی کہا کہ دلوں کا آباد ہو جانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ جیسے شہر مشکل سے آباد ہوتے ہیں ایسے ہی دل بھی مشکلوں سے آباد ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دلوں کو بنانے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین

”و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین“

www.besturdubooks.wordpress.com

سائنس اور انسان

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

سائنس کی بنیاد

یہ آیت مبارکہ ساری سائنس کی بنیاد نظر آتی ہے۔ ایک تو مرد اور عورت جوڑا ہے۔ اسی طرح حیوانوں میں، پرندوں میں اور درندوں میں جوڑے ہیں۔ مگر اس آیت کی تفصیل اس سے بہت زیادہ ہے۔

کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے

آپ کائنات کی ہر چیز میں غور و فکر کریں آپکو جوڑا جوڑا نظر آئیگا مثلاً زمین اور آسمان جوڑا جوڑا ہے۔ آسمان پانی برساتا ہے زمین مادہ کی مانند اس کو جذب کرتی ہے۔ پھر کھیتیاں زمین کی اولاد ہوتی ہیں۔ Botany کا مضمون پڑھنے والے آج اس بات کو سمجھتے ہیں کہ پودوں میں بھی جوڑا جوڑا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک پودے سے بیج ہوا میں اڑتا ہے دوسرے پودے میں پہنچتا ہے اور دوسرے پودے میں پہنچ کر پھر ایک نیا پھول برآمد ہوتا ہے لہٰذا نباتات میں جوڑا جوڑا ہے بلکہ آج سائنس کی دنیا یہ کہتی ہے کہ اگر مادہ ہمیں معلوم ہے تو Anti Matter بھی موجود ہے۔ Matter اور Anti Matter یہ بھی جوڑا جوڑا ہے۔ اگر ذرا اور گہرائی میں چلے جائیں تو مادے کی بناوٹ ایٹم سے ہوتی ہے۔ ایٹم کے اندر الیکٹران اور پروٹان کا جوڑا ہے پھر یہ دونوں مل کر چارج والے ذرات بنتے ہیں۔ اب کوئی نہ کوئی بغیر چارج کے ذرہ ہونا چاہیے تھا جو انکا جوڑا بنتا۔ الیکٹران اور پروٹان Chargerge partical ہیں۔ نیوٹران بغیر Charge کے ہیں۔ یہ جوڑا بن گیا۔ کیمسٹری کی دنیا میں جتنے (Reactions) ہوتے ہیں۔ انکی بنیاد Ions پر ہوتی ہے۔ ہر مرکب پہلے مثبت اور منفی آئن میں تقسیم ہوتا ہے۔ تب ردعمل مکمل ہوتا ہے۔ یہ جوڑا جوڑا ہوا۔ پھر کچھ چیزیں تیزابی (Acidic) ہوتی ہیں کچھ اساسی (Basic) ہوتی ہیں یہ بھی جوڑا جوڑا ہوا۔

مسلمان طلباء سے اپیل

وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ہم نے ہر چیز میں جوڑا جوڑا بنایا تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ میں مسلمان طالب علموں سے اپیل کرتا ہوں۔ وہ اس آیت کو اصول بنا کر ریسرچ کریں انہیں سائنس کی نئی دریافتیں سامنے آئیں گی۔

آج دیکھئے کمپیوٹر نے زمین کے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ جو تبدیلیاں سالوں کے بعد آتی تھی وہ آج دنوں میں آرہی ہیں۔ کمپیوٹر کی بنیاد Bits پر ہے ایک زیرو اور ایک One ہے۔ مشین لینگویج Zero اور One سے مل کر بنتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ ہر کمپیوٹر زیرو اور one کے اوپر کام کرتی ہے، زیرو اور one بھی ایک جوڑا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ہر چیز میں جوڑا جوڑا ہوتا ہے۔

اصلی انسان اور نقلی انسان

ساری بات کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ ہم نے ہر چیز میں جوڑا جوڑا بنا دیا۔ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اس اصول کو ذرا سامنے رکھ کر انسان کے بارے میں سوچیے۔ یہ انسان بھی دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ایک جسم جو مکان ہے دوسرا روح جو اس میں مکین ہے۔ یہ جسم نقلی انسان ہے اسکے اندر بسنے والی روح اصلی انسان ہے۔ یعنی یہ بھی دو چیزوں کا مجموعہ ہے نقلی انسان اور اصلی انسان۔ نقلی انسان کی ضروریات اور ہیں اصلی انسان کی ضروریات اور ہیں، وہ کیسے؟ انسان مٹی سے بنا اور اسکے جسم کی ضروریات زمین سے برآمد ہوتی ہیں مثلاً پانی، کپڑا، پھل وغیرہ ہر چیز مٹی سے نکلتی ہے کیونکہ بنیاد ہی مٹی ہے۔ انسان کی روح اوپر سے آئی ہے پس اس روح کی غذا اوپر سے آنیوالے انوارات و تجلیات ہیں۔ پس نقلی انسان کی ضروریات اور ہیں، اصلی انسان کی ضروریات کچھ اور۔

دو چہرے

انسان کے دو چہرے ہیں ایک وہ چہرہ جس کو دنیا والے دیکھتے ہیں ایک وہ چہرہ ہے جس کو پیدا کرنے والا دیکھتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ شرفاء کی شکل میں بھیڑیے کا دل رکھنے والے ہوتے ہیں۔ دو چہروں کیساتھ زندگی گزارتے ہیں ایک چہرہ آنکھ کھولنے سے نظر آتا ہے ایک چہرہ آنکھ بند کر کے دیکھنے سے نظر آتا ہے۔ ایک چہرہ نگاہ اٹھانے سے نظر آتا ہے ایک چہرہ نگاہ جھکانے سے نظر آتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جسم اور روح کی ضروریات

ایک جسم اور ایک اس کی روح ہے۔ دونوں کی ضروریات علیحدہ ہیں۔ اگر چند دن روٹی نہ کھائیں تو جسم کی قوت ضعف میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر چند دن نیک اعمال نہ کریں تو انسان کی روح کمزور ہو جاتی ہے۔ روحانی طور پر انسان بالکل کمزور ہو جاتا ہے۔ ظاہر کے کھانے کی لذت اور ہے باطن کی غذا کی لذت اور ہے۔ جیسے ہم دستر خواں پر بیٹھتے ہیں ہمیں ہر ہر کھانے کا مزا جدا محسوس ہوتا ہے۔ روسٹ کا مزہ جدا، سبزی کا مزہ جدا، پھل کا مزہ جدا، میوے کا مزا جدا، مشروبات کا مزا جدا، ہر ہر چیز کا ہمیں علیحدہ علیحدہ لطف محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر نیک عمل کے ساتھ ایک علیحدہ لذت ہے جس کا باطن جاگتا ہو وہ ان اعمال کی لذت اٹھایا کرتا ہے۔

جدا جدا مزے

میرے دوستو جس طرح ہر کھانے کا مزا جدا ہے اللہ کی قسم ہر نیک عمل کی لذت جدا ہے۔ غیر محرم سے آنکھ بند کرنے کا مزا کچھ اور ہے، سچ بولنے کا مزا کچھ اور ہے، دوسرے کی خاطر قربانی دینے کا مزا کچھ اور ہے، عبادات کا مزا کچھ اور ہے۔ جیسے ہم آئس کریم کھاتے ہیں ہر ہر چمچ کھانے پر لطف آتا ہے ایسے ہی اللہ والے جب اس قرآن کو پڑھتے ہیں تو ہر ہر آیت کے پڑھنے پر ان کو مزا آتا ہے اور انکا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا

جب اسکی آیات پڑھی جاتی ہیں ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں تلاوت قرآن کا لطف کیوں نہیں آتا؟

جب اللہ کا قرآن پڑھا جاتا ہے اللہ والوں کو لطف آتا ہے ہمیں لطف کیوں نہیں آتا؟ اس لئے کہ ہم نے اندر کے انسان پر محنت نہیں کی ہے۔ آج نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اور خیالوں میں بازار پھر رہے ہوتے ہیں، تلاوت کر رہے ہوتے ہیں دل ودماغ کسی اور کے خیالات میں لگا ہوا ہوتا ہے، ایسے وقت میں عبادات کی لذت کیسے نصیب ہوسکتی ہے۔

عجیب عبادتیں

آج ہماری عبادات کی حالت عجیب ہے۔ ایسے بھی مواقع آئے کہ امام کو نماز کی رکعتوں میں سہو ہوا، بعد میں مقتدیوں سے پوچھا کتنی رکعات پڑھیں بھری مسجد میں کوئی بتانے والا نہیں کتنی رکعات پڑھیں ...... سب غیر حاضر۔ اللہ اکبر۔ یہ نمازوں کی حالت ہے۔ یہ عبادات کی کیفیت ہے۔ کسی عارف نے کیا پیاری بات کہی فرماتے ہیں۔

بہ زمین چوں سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد
کہ مرا خراب کر دی تو بسجدہ ریائی

جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے ندا آئی۔ او ریا کے سجدہ کرنے والے تو نے مجھے بھی خراب کر دیا۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

جب دل صنم خانہ بن چکا ہو بت خانہ بن چکا ہو تو پھر سجدے کی لذت نہیں آیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتی۔

وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر ومحراب

جن پہ سجدے مچلتے تھے وہ پیشانیاں کہاں گئیں۔ جو اللہ کے ڈر سے کانپتے تھے وہ دل کہاں گئے؟ آج زندگی مختلف ہوگئی۔

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

مسلمانوں کی ذلت کی وجہ اوراس کا علاج

نہ تلقین غزالی نظر آتی ہے نہ پیچ وتاب رازی نظر آتا ہے کیا وجہ ہے؟ محنت کا رخ جدا ہوگیا۔ اصلی انسان پر محنت کرنے کی بجائے آج ہم نے نقلی انسان پر محنت کرنا شروع کردی ہے اصلی انسان کو بھلا بیٹھے۔ جب ہم نے اصلی انسان کو بھلا دیا ہم دنیا کے اندر ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

جس دور پہ نازاں تھی دنیا ہم اب وہ زمانہ بھول گئے
غیروں کی کہانی یاد رہی ہم اپنا فسانہ بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے ہیں وہ ضرب لگانا بھول گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہاں گئے وہ نوجوان جو رات کے آخری پہر میں اٹھ کر لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگایا کرتے تھے۔ان کے سینوں میں دل کانپتے تھے، جن کے معصوم ہاتھ اٹھتے تھے تو دنیا میں ایسے انقلاب آ جاتے تھے جو ایٹم بموں سے بھی نہیں برپا ہوتے۔رات کو اٹھ کر رونے کی لذت سے آج ہم نا آشنا ہیں۔تہجد کا وقت تو قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔

تہجد یا سو روپیہ

تہجد کے وقت شہنشاہ عالم کی طرف سے ایک فرشتہ یہ منادی کرتا ہے، کوئی ہے سوال کرنے والا میں اس کا سوال پورا کروں...... مانگنے والے میٹھی نیند سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ہمیں اگر کوئی کہہ دے کہ رات کے تین بجے جاگو گے تو تمہیں ایک سو روپیہ ملے گا۔ہمیں ساری رات نیند نہیں آئے گی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تہجد کے وقت میں اٹھ کر جو مانگتا ہے میں مانگنے والے کو عطا کر دیتا ہوں، اس اللہ کے تعلق، اللہ کی معرفت، آخرت کی کامیابی کا آج وہ مقام ہمارے دل میں نہیں جو سو روپے کا ہوتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہیے تھی)

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہرو منزل ہی نہیں

دعا کی طاقت

صلاح الدین ایوبی کا واقعہ یاد آ گیا۔عیسائیوں کے ساتھ صلیبی جنگیں ہو رہی ہیں۔عیسائیوں نے اپنی پوری فوج میدان میں جھونک دی تاکہ ایک ہی ہلے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمانوں کو شکست دے دیں۔ مزید برآں کمک کے طور پر ایک بحری بیڑا بھی روانہ کر دیا۔ صلاح الدین کو پتہ چلا تو اس کو پریشانی لاحق ہوئی مسلمان تعداد میں تھوڑے ہیں ساز و سامان میں کم ہیں، کفار کا مقابلہ ہم کیسے کریں گے؟ صلاح الدین ایوبی بیت المقدس میں جاتا ہے ساری رات رکوع اور سجدہ میں گزار دیتا ہے، اللہ کے سامنے مناجات کرتا رہتا ہے۔ فجر کی نماز پڑھ کر باہر نکلا، ایک نیک اور بزرگ آدمی جاتے ہوئے نظر آئے۔ صلاح الدین ایوبی قریب آتا ہے اس بزرگ کو سلام کر کے کہتا ہے، حضرت معلوم ہوا ہے کہ کفار کا ایک بحری بیڑا چل پڑا ہے جو مسلمانوں پر حملہ کرے گا ہمارے پاس ان سے نمٹنے کے لئے فوج نہیں ہے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے۔ وہ صاحب نظر تھے آنکھ اٹھا کر صلاح الدین ایوبی کے چہرے کو دیکھا اس کی رات کی کیفیات کو بھانپ لیا۔ فرمانے لگے صلاح الدین ایوبی تیرے رات کے آنسوؤں نے دشمن کے بحری بیڑے کو ڈبو دیا ہے۔ واقعی اگلے دل خبر پہنچی کہ دشمن کا بحری بیڑا ڈوب چکا تھا۔ ایک وقت تھا رات کے آخری پہر میں مسلمانوں کے ہاتھ اٹھتے تھے اللہ تعالیٰ دنیا کے جغرافیہ کو بدل دیا کرتے تھے۔ آج اس وقت ہماری آنکھ نہیں کھلتی۔ اس دال ساگ کے مزے نے ہمیں عبادات کے مزے سے محروم کر ڈالا۔

حضرت قطب الدینؒ کے جنازہ پڑھانے کا واقعہ

آپ کہیں گے مصروفیات بہت ہیں سنئے۔ مصروفیت کی بات آ گئی تو فقیر آپ کو ایک بادشاہ کا واقعہ سنا دیتا ہے۔ فقیر کو دہلی میں قطب مینار کے قریب حضرت خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکی کے مزار پر جانے کا موقعہ ملا۔ ایک عجیب واقعہ ان کی زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

کا سنئے ۔ جب حضرت قطب الدینؒ بختیار کا کی کی وفات ہوئی تو کہرام مچ گیا ۔ جنازہ تیار ہوا ۔ ایک بڑے میدان میں جنازہ پڑھنے کے لئے لایا گیا مخلوق مور و ملخ کی طرح جنازہ پڑھنے کے لئے نکل پڑی تھی ، انسانوں کا ایک سمندر تھا جو حد نگاہ تک نظر آتا تھا ، یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک بپھرے ہوئے دریا کی مانند یہ مجمع ہے ۔ جب جنازہ پڑھنے کا وقت آیا ایک آدمی بڑھا ۔ کہتا ہے کہ میں وصی ہوں مجھے حضرتؒ نے وصیت کی تھی ۔ میں اس مجمع تک وہ وصیت پہنچانا چاہتا ہوں مجمع خاموش ہو گیا ۔ وصیت کیا تھی خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ نے یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کے اندر چار خوبیاں ہوں ۔ پہلی خوبی یہ کہ زندگی میں اس کی تکبیر اولیٰ کبھی قضا نہ ہوئی ہو ۔ دوسری شرط اس کی تہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی ہو ۔ تیسری بات یہ کہ اس نے غیر محرم پر کبھی بھی بری نظر نہ ڈالی ہو ۔ چوتھی بات یہ کہ اتنا عبادت گزار ہو کہ اس نے عصر کی سنتیں بھی کبھی نہ چھوڑی ہوں ۔ جس شخص میں یہ چار خوبیاں ہوں وہ میرا جنازہ پڑھائے ۔ جب یہ بات کی گئی تو مجمع کو سانپ سونگھ گیا ، سناٹا چھا گیا ۔ لوگوں کے سر جھک گئے کون ہے جو قدم آگے بڑھائے ۔ کافی دیر گزر گئی حتیٰ کہ ایک شخص روتا ہوا آگے بڑھا ۔ حضرت قطب الدین بختیار کا کیؒ کے جنازے کے قریب آیا ۔ جنازے سے چادر ہٹائی اور یہ کہا حضرت قطب الدین ! آپ خود تو فوت ہو گئے ۔ مجھے رسوا کر دیا ، اس کے بعد بھرے مجمع کے سامنے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر قسم اٹھائی میرے اندر یہ چاروں خوبیاں موجود ہیں ۔ لوگوں نے دیکھا یہ وقت کا بادشاہ شمس الدین التمش تھا ۔ اگر بادشاہی کرنے والے دینی زندگی گزار سکتے ہیں کیا ہم دکان کرنے والے یا دفتر میں جانے والے ایسی زندگی نہیں گزار سکتے ۔ اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت ہمیں نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

www.besturdubooks.wordpress.com

صحبت اولیاء

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّالِلّٰهِ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

ایمان والوں کی پریشانیاں

"وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّالِلّٰهِ" ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے۔"وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّه "اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا۔ 'وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی 'اور اپنے نفس کو خواہشات میں پڑنے سے روک لیا۔'فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی "پس بے شک اس کے لئے ٹھکانا جنت ہے۔

گناہوں سے بچنے کے دو طریقے

گناہوں سے بچنا دو طرح سے ہے۔

(۱) محبت الٰہی اتنی ہو کہ محبت الٰہی کے غلبہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی خشیت اتنی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ دو باتیں ہیں جس کی وجہ سے انسان خواہشات نفسانی سے بچ جاتا ہے۔

جنت دو قدم ہے

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جنت دو قدم ہے۔ کسی نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اے دوست تو اپنا پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ لے تیرا دوسرا قدم جنت میں پہنچ جائے گا۔

نفس مارنا

نفس کو قابو کرنا کامیابی کی کنجی ہے۔ اکثر کتابوں میں لکھا ہوتا ہے نفس مارنا، مارنا سے مراد کسی جاندار کو مارنا نہیں ہوتا، بلکہ انسان کے اندر جو ''میں'' ہوتی ہے وہ مارنی ہوتی ہے۔ انسان کے اندر خواہشات ختم ہو جائیں حتی کہ انسان کی پسندیدہ چیزیں وہی بن جائیں جن کو شریعت نے پسند کیا ہے۔ یہ چیز کثرت ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ صحبت اولیاء اللہ سے نصیب ہوتی ہے۔

انتہائی خوش نصیب انسان کون ہے؟

صحبت صلحا ایسا تریاق ہے جو دل کی دنیا کو بدل کے رکھ دیتا ہے۔ اللہ والوں کی نگاہوں میں وہ تاثیر ہوتی ہے وہ فیضان ملتا ہے۔ جس سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ اس لئے اللہ والوں کی صحبت جس شخص کو نصیب ہوگئی۔ وہ انتہائی خوش نصیب انسان ہے۔

اللہ کہاں ملتا ہے؟

میرے پیر و مرشد فرمایا کرتے تھے۔ ''سبزی ملتی ہے سبزی والوں کی پاس، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں کے پاس، لوہا ملتا ہے لوہے والوں کے پاس اسی طرح اللہ ملتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اللہ والوں کے پاس"۔

صحبت اولیاء کی برکات

اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر انسان کا رخ بدلتا ہے، کانٹا بدلتا ہے اس کا رخ دنیا سے ہٹ کر ہمہ تن اللہ کی طرف ہو جاتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں برکت ہے۔

صحبت اولیاء کی تاثیر

صحبت اولیاء میں ایسی مقناطیسیت ہوتی ہے کہ بس انسان کے دل کی دنیا لمحوں میں بدل جاتی ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

محبت الٰہی کا آسان راستہ

محبت الٰہی کا راستہ طے کرنا آسان ہو جاتا ہے اگر کسی عارف کامل اور باخدا کی صحبت میسر آجائے۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کی محبت ملتی ہے۔

اولیاء اللہ کی پہچان

اولیاء اللہ کی پہچان بتائی گئی الذین اذا رءوا ذکر اللہ وہ لوگ جنہیں دیکھو تو اللہ یاد آئے۔ اس لئے کہ ان کا جینا مرنا، ان کی زندگی، ان کی موت سب کا سب اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ وہ اس آیت کریمہ کا مصداق ہوتے ہیں قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ان کی منزل اللہ کی رضا ہوتی ہے۔

من کی آنکھیں کہاں کھلتی ہیں؟

اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر من کی آنکھیں کھلتی ہیں کسی نے کہا ہے۔

بابا من کی آنکھیں کھول
بابا من کی آنکھیں کھول
مطلب کی ہے دنیا ساری
مطلب کے ہیں سب سنساری
جگ میں تیرا کوہت کاری
تن من کا سب زور لگا کر
نام اللہ کا بول
بابا من کی آنکھیں کھول
بابا من کی آنکھیں کھول
دنیا ہے یہ ایک تماشا
چار دنوں کی جھوٹی آشا
پل میں تولہ پل میں ماشہ
گیان ترازو ہاتھ میں لے کر
تول سکے تو تول
بابا من کی آنکھیں کھول
بابا من کی آنکھیں کھول

www.besturdubooks.wordpress.com

قبر اور عبرت

انسان دنیا کی فانی چیزوں کی محبت چھوڑ دے اس لئے کہ مٹی اوپر جو کچھ ہے سب مٹی ہے بڑے بڑے نازنین بڑے پری چہرہ لوگ قبر میں جاتے ہیں تو کیڑے ان کے بدن کو کھاتے ہیں ۔قبر کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو سوچو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

صحبت اولیاء کے فوائد

صحبت اولیاء سے دنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے اور اللہ رب العزت کی محبت دل میں بس جاتی ہے۔محبت الٰہی کا دل میں بس جانا یہ کامیابی کی کنجی ہے پھر یہ محبت انسان سے فرمانبرداریاں کرواتی ہے ۔محبت الٰہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تابعداری کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

عقل اور عشق کا موازنہ

ایک ہے عقلی طور پر انسان اللہ رب العزت کے حکموں کی تابعداری کرے اور ایک ہے کہ قلب میں محبت ایسی ہو کہ اس محبت کی بنیاد پر تابعداری کرے دونوں میں بڑا فرق ہے۔عقل کے پاؤں اس میدان میں لنگ ہیں ۔ یہ راستہ عشق و محبت کے پروں سے طے ہوتا ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ زاہد نہ حکیم

نالہ ہے بلبل شوریدہ تیرا خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی

www.besturdubooks.wordpress.com

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل کی پرواز وہاں تک نہیں پہنچتی جہاں عشق کے پروں سے انسان پہنچتا ہے۔ جس کو محبت الٰہی نصیب ہو وہ خوش نصیب ہے۔

محبت الٰہی کیسے نصیب ہوتی ہے؟

محبت الٰہی اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر نصیب ہوتی ہے۔ اگر ان کی صحبت نصیب نہ ہو تو ذکر اللہ کی کثرت سے محبت الٰہی نصیب ہوتی ہے اور یہ نعمت ایسی ہے کہ اگر نصیب ہو جائے تو دل کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

ایک صحابیؓ کی محبت کا واقعہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بکریاں چرانے والے تھے جب کبھی مدینہ طیبہ واپس آتے تو پوچھتے کہ قرآن پاک کی کونسی نئی آیات اتری ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص بات ارشاد فرمائی ہو؟ ان کو بتا دیا جاتا۔ ایک دفعہ واپس آ کر پوچھا تو انہیں بتا دیا گیا یہ آیات اتری ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میرے بندو! میں تمہیں رزق دینے والا ہوں جب انہوں نے یہ بات سنی تو وہ ناراض ہونے لگے اور کہنے لگے کہ وہ کون ہے جس کو یقین کے لئے میرے اللہ کو قسم کھانی پڑی سبحان اللہ یہ محبت کی بات ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رات کا اٹھنا کس طرح آسان ہو جاتا ہے

جب دل میں محبت ہو تو پھر انسان فرمانبرداری کرتے ہوئے لطف محسوس کرتا ہے پھر رات کا اٹھنا آسان ہو جاتا ہے۔

اٹھ فریدا ستیا تے جھاڑو دے مسیت
تو ستا تیرا رب جاگدا تیری کیویں نبھے پریت

محبت الٰہی سے رات کے آخری پہر کا اٹھنا آسان ہو جاتا ہے خود بخود آنکھ کھلتی ہے گھڑی کے آلارم نہیں لگانے پڑتے۔ وہ دل کی گھڑی خود بتا دیتی ہے۔ محبت کی وجہ سے انسان راتوں کو جاگتا ہے۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ان کے پہلوان کے بستروں سے جدا رہتے ہیں، اللہ رب العزت کی یاد میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپتے رہتے ہیں۔

زندہ اور مردہ شہر

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اگر کوئی شخص رات کے آخری پہر میں گلیوں میں چلتا تو پورا شہر اس کو زندوں کا شہر نظر آتا۔ آج ہمارے شہروں میں اس وقت کوئی چلے تو قبرستان نظر آئیں گے۔ اس وقت کے لوگ شب زندہ دار تھے ہر گھر سے تلاوت قرآن پاک کی آواز ایسے آتی تھی۔ جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آوازیں ہوتی ہیں پورا شہر زندہ ہوتا تھا۔ کوئی اونچا قرآن پڑھ رہا ہوتا تھا کوئی آہستہ قرآن پڑھ رہا ہوتا تھا۔

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ

ایک دفعہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ قرآن تہجد میں آہستہ پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمر ﷜ اونچی آواز سے قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ دونوں کی حالت اور کیفیت جدا جدا تھی، جب دونوں نے تہجد کے نوافل پڑھ لئے تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر ﷜ سے پوچھا کہ آپؓ قرآن پاک آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میں اس ذات کو سنا رہا تھا جو علیم بذات الصدور ہے جو سینوں کے بھید جاننے والا ہے میں اسے قرآن سنا رہا تھا مجھے اونچا پڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ سیدنا عمر ﷜ بن خطاب سے پوچھا کہ آپ اونچا کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ راتوں کو اس طرح قرآن پڑھا جاتا تھا۔

محبت سے قرآن پڑھنے کا واقعہ

ایک صحابی ﷜ اپنے گھر میں تہجد کی نماز میں قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ طبیعت پر کیف ہے ذرا اونچی آواز سے قرآن پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ گھر کا صحن چھوٹا ہے گھوڑا بھی بندھا ہے اور ایک چارپائی پر بچہ بھی سویا ہوا ہے۔ جب اونچا پڑھتے تو گھوڑا بدکنے لگتا ہے دل میں ڈر سا محسوس ہوتا ہے کہ کہیں بچے کو تکلیف نہ پہنچا دے۔ لات نہ مار دے پھر آہستہ قرآن پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر طبیعت مچلتی ہے تو اونچا پڑھتے ہیں گھوڑا بدکتا ہے پھر آہستہ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ بس یہی کچھ تقریباً ساری رات ہوتا رہا۔ جب انہوں نے صبح کے وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ان کی نگاہ آسمان پر پڑی، کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ روشنیاں نہایت تیزی کے ساتھ ان کے سر سے دور آسمان کی طرف جا رہی ہیں۔ حیران ہوئے کہ کیا ہے؟ چنانچہ صبح نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی ﷺ رات میرے ساتھ یہ معاملہ ہوتا رہا۔ اونچا پڑھتا تھا تو ڈر محسوس ہوتا تھا کہ بچے کو تکلیف نہ پہنچ جائے اور آہستہ پڑھتا تھا تو پھر طبیعت مچلتی تھی کہ اونچا پڑھوں۔ جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو نگاہ آسمان کی طرف اٹھی۔ میں نے کچھ روشنیاں دور جاتی ہوئی دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے جو تیرا قرآن سننے کے لئے آسمان سے نیچے اتر آئے تھے۔ اگر تم اونچی آواز سے پڑھتے رہتے تو آج مدینہ کے لوگ ان فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ وہ فرش پر قرآن پڑھتے تھے تو عرش کے فرشتے اتر آتے تھے۔

اخلاص ومحبت سے رونے کا واقعہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز میں دعا مانگتے ہوئے روتے ہیں۔ صبح جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''تیرے رات کے رونے نے اللہ کے فرشتوں کو بھی رلا دیا''۔ اللہ اکبر۔ کیا اخلاص کا رونا تھا!

خلوص ومحبت کے دو آنسو

خلوص ومحبت کے دو آنسو ہی بڑے قیمتی ہوتے ہیں کاش کہ ہمیں بھی نصیب ہو جاتے:

ے ادھر نکلے ادھر ان کو خبر ہو
کوئی آنسو تو ایسا معتبر ہو

کاش کہ ان آنکھوں سے دو ایسے آنسو گر جائیں!

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا محبت سے قرآن سنانے کا واقعہ

ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قرآن پاک بہت اچھا پڑھتے تھے نبی اکرم

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے۔ان کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی سے یہ حکم ہوا ہے کہ تو قرآن پڑھ پاک میں سنوں۔ یہ صحابیؓ حیران ہوئے اور کہنے لگے۔ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا اللہ نے میرا نام لے کر یہ کہا ہے فرمایا کہ ہاں اللہ نے تیرا نام لے کر کہا ہے کہ تو قرآن پڑھے تو اللہ کا محبوب ﷺ تیرا قرآن سنے گا۔

محبت کیسے نصیب ہوتی ہے

یہ محبت وخلوص ایسی نعمت ہے کہ نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزا آجائے۔لیکن یہ نصیب ہوتی ہے اللہ والوں کی صحبت میں۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو
صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

محبت الٰہی کی تمنا

اگر محبت الٰہی نصیب ہو جائے تو کیا کہنے دل میں اللہ بس جائے دل میں اللہ آجائے۔دل میں اللہ سما جائے کاش کہ اللہ رب العزت دل میں چھا جائے یہ کیفیت نصیب ہو تو زندگی کا لطف آجائے۔

ہماری زندگیاں کیسی ہیں؟

ہماری زندگیاں قدرے مختلف ہیں ہمارے دل میں محبت الٰہی بھی ہے اور غیر اللہ کی محبتیں بھی ہیں۔دنیا کی محبت کی وجہ سے آج ہمارا مزاج خراب ہو گیا ہے۔اگر ایک آدمی کو نزلہ ہو جائے آپ اسکے سامنے گلاب کا عطر لائیں۔عنبر کا عطر لائیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

کستوری کا عطر لائیں، وہ بیچارہ شناخت سے محروم ہو چکا، نزلہ جو لگا ہوا ہے۔ اس طرح ہمیں دوسری اشیاء سے محبت ایسی ہو چکی، ایسی دل میں سما چکی کہ آج محبت الٰہی کی چاشنی ہمیں دل میں محسوس نہیں ہوتی۔

کئی ہزار دفعہ قرآن کا ختم کیا

ہم نماز پڑھتے ہیں مگر حضوری نہیں ہوتی فقط حاضری ہوتی ہے، تلاوت بھی کر رہے ہوتے ہیں، اونگھ بھی رہے ہوتے ہیں، ایک پارہ تلاوت کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ جن کو محبت نصیب ہوتی ہے ان کا کیا کہنا! میں نے اپنی زندگی میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے تقریباً دو ہزار مرتبہ اللہ کا قرآن مکمل کیا تھا۔

ایک بزرگ کی محبت قرآن کا واقعہ

منگورہ میں ایک بزرگ سے میری ملاقات ہوئی، دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں۔ فرمانے لگے، جب اپنے پیرو مرشد سے بیعت ہوا تھا آج اس کو ۴۵ سال گزر چکے، انہوں نے حکم دیا تھا کہ قرآن پاک کا ایک پارہ روزانہ پڑھنا۔ ۴۵ سال میں ایک دن بھی پارہ قضا نہیں ہوا۔ یہ لوگ ابھی زندہ ہیں یہ استقامت محبت الٰہی سے نصیب ہوتی ہے۔

نیکیاں کس طرح آسان ہوتی ہیں؟

محبت کے پروں سے جب انسان وصول الی اللہ کے راستے پر چلتا ہے پھر تلاوت کرنا بھی آسان، اللہ کے ذکر میں بیٹھنا بھی آسان، پھر تہجد میں اٹھنا بھی آسان، پھر سچ بولنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ یہ نعمت اللہ رب العزت ہمیں نصیب فرما دے۔ صحبت اولیاء اللہ سے اور ذکر اللہ سے دل میں محبت الٰہی آ جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق الٰہی کی دعا

انسان کے دل میں عشق الٰہی پیدا ہو جائے۔ انسان دل میں یہی دعا مانگے کہ۔

اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت چاہتا ہوں۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

محبت الٰہی کے فائدے

دل میں محبت الٰہی آتی ہے تو انسان کا رخ بدل جاتا ہے۔ آنکھ کا دیکھنا بدلتا ہے پاؤں کا چلنا بدلتا ہے دل ودماغ کی سوچ بدلتی ہے۔ وہ دیکھنے میں عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے لیکن حقیقت میں عام انسانوں سے بہت مختلف ہوتا ہے۔

حضرت شبلیؒ کی محبت الٰہی کا واقعہ

حضرت شبلیؒ ایک بزرگ گزرے ہیں ان کے بڑے عجیب وغریب احوال تھے نہاوند کے علاقے کے گورنر تھے ایک دفعہ بادشاہ نے اپنے گورنروں کو دربار میں بلایا اور سب کو کسی خوشی کی وجہ سے خلعت پیش کی۔ پھر کہا کل سب لوگ یہ خلعت پہن کر آئیں تاکہ میری محفل میں بیٹھ کر گفتگو کر سکیں۔ سب لوگ خلعت پہن کر پہنچے۔ اللہ کی شان کہ عین جب گفتگو کی محفل اپنے عروج پر تھی۔ محفل گرم تھی ایک گورنر ایسا تھا کہ جسے چھینک آرہی تھی، وہ جتنا اسے روکتا چھینک اور زیادہ زور سے آتی وہ جتنا ہی اسے روکتا چھینک اور آتی، بالآخر اسے تین چار مرتبہ اکٹھی چھینک آئی لوگ بھی اسکی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف متوجہ ہوئے۔ حالانکہ یہ چیز انسان کے بس سے باہر ہے تاہم محفل میں ذرا معیوب سی محسوس ہوتی ہے۔ لوگوں نے اس کی طرف دیکھا پھر فوراً بادشاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب بادشاہ کی نظریں اس پر پڑیں تو اس گورنر کے ناک سے کچھ پانی نکل آیا تھا اور اس کو صاف کرنے کے لئے کپڑا نہیں تھا، اس گورنر نے پوشاک کے کونے سے اسے صاف کرلیا۔ جب بادشاہ نے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں تو خون اترا آیا۔ گرجا کہ میری دی ہوئی پوشاک سے ناک صاف کرتا ہے، اس نے پوشاک کی قدر نہیں کی، اس کی پوشاک اتار لی جائے اور اسے دربار سے دھکا دے دیا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔ اب محفل کا رنگ بدل گیا، سب لوگ پریشان ہو گئے کہ ایک گورنر کے ساتھ یہ معاملہ پیش آ گیا، معمولی بات نہیں تھی۔ بادشاہ نے سوچا چلو محفل برخاست کردوں۔ سب لوگ چلے گئے تھوڑی دیر گزری تو دربان آیا اور اس نے کہا کہ نہاوند کے علاقے کا گورنر شرف باریابی چاہتا ہے۔ کہا اسے پیش کرو۔ گورنر نے آتے ہی پوچھا کہ بادشاہ سلامت میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب گورنر کو چھینک آئی تھی تو یہ اپنے اختیار سے آئی یا کہ بے اختیاری سے آئی تھی۔ بادشاہ نے کہا تیرے سوال میں محاسبے کی بو محسوس ہوتی ہے، خبردار آگے سوال نہ کرنا کہا کہ بادشاہ سلامت اگر اس سے یہ غلطی ہوگئی تھی تو کیا سزا ضروری تھی یا کوئی اور کم درجے کی سزا بھی ہوسکتی تھی۔ بادشاہ نے کہا خاموش رہو ورنہ تمہیں بھی سزا ملے گی۔ گورنر نے کہا، بادشاہ سلامت مجھے آج ایک بات سمجھ آئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو پوشاک پیش کی اور وہ اس کی قدر نہ کرسکا تو آپ نے اسے بھرے دربار سے دھکا دے دیا، اس کو ذلیل ورسوا کردیا۔ مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یا اللہ تو نے مجھے انسانیت کی پوشاک پہنا کر دنیا میں بھیجا ہے اگر میں اس پوشاک کی قدر نہ کرسکا تو روز محشر تو بھی مجھے اپنے دربار سے دھکا دے دے گا۔ گورنر نے یہ کہا اور پوشاک اتار کر

www.besturdubooks.wordpress.com

بادشاہ کے منہ پر ماری اور باہر نکل گیا۔ حضرت جنیدؒ بغدادی کی خدمت میں پہنچا اور یہ شخص کیا بنا؟ وقت کا بہت بڑا بزرگ بنا جس کا نام حضرت شبلیؒ تھا۔ کیونکہ ان کی قربانی بہت بڑی تھی گورنری کو لات مار کر محبت الٰہی کے راستے کو اپنایا تھا۔ اس لئے ان کے احوال بھی عجیب تھے ان پر اللہ تعالیٰ کی محبت کی ایسی کیفیت ہوتی تھی جو عام لوگوں کو نصیب نہیں ہوتی۔

حضرت شبلیؒ کی محبت الٰہی

حضرت شبلیؒ کے سامنے اگر کوئی اللہ کا نام لیتا تو اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں شیرینی آتی اور یہ شیرینی اس کے منہ میں دے دیتے تھے۔ بہت عجیب کیفیت تھی۔ جو آدمی بھی ان کے سامنے اللہ کا نام لیتا یہ جیب سے شیرینی نکالتے اور اس کے منہ میں ڈال دیتے کسی نے کہا حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمانے لگے جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے تو میں اس کو شیرینی سے نہ بھر دوں تو اور کیا کروں۔

اللہ کی رحمت کا واقعہ

مقربین کے ساتھ اللہ کا خاص معاملہ ہوتا ہے۔ حضرت شبلیؒ کو اللہ رب العزت نے الہام فرمایا اے شبلی! کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے عیب لوگوں کے سامنے ظاہر کر دوں تو دنیا میں تجھے کوئی منہ لگانے والا نہ رہے۔ انہوں نے جب یہ الہام سنا تو جواب میں کہا کہ یا اللہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیری رحمت کھول کر لوگوں پر ظاہر کر دوں تجھے دنیا میں کوئی سجدہ کرنے والا نہ رہے۔ پھر الہام ہوا کہ اے شبلی نہ تو میری بات کہنا نہ میں تیری بات کہوں گا۔

اللہ کے مزدور...... اعتکاف میں بیٹھنے والے

محترم جماعت آپ حضرات اعتکاف میں بیٹھے، دس دن آپ نے اللہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے میں گزارے۔ایک مثال پر غور کریں کہ اگر کسی مزدور کو میں اپنے گھر لے کر آؤں مزدوری کے لئے اور وہ بے چارہ سارا دن مزدوری کرے تو شام کو رخصت کرتے ہوئے میرے اندر کی شرافت نفس اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ اسے اجرت دیئے بغیر گھر سے بھیج دوں۔میرا جی چاہے گا کہ اس نے سارا دن کام کیا ہے جتن کاٹے،کوشش کی ہے اب اس کو اجرت دیئے بغیر کیسے رخصت کروں حالانکہ میرے اندر تمام عیوب ہیں مگر ان عیوب کے باوجود میرے اندر جو تھوڑی سی شرافت نفس ہے وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ کوئی محنت کرے اور میں اس کو محنت کی اجرت دیئے بغیر روانہ کروں۔میرے دوستو کیا پوچھتے ہیں اس ذات کے بارے میں جو کہ **لہ مقالید السمٰوٰت والارض** جس کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں ایک بندہ دس دن اس کی خاطر اس کی چوکھٹ پکڑ کر بیٹھا رہے تو اٹھتے ہوئے کیا ان کو اجرت دیئے بغیر واپس بھیج دے گا؟ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔میرے دوستو! آج کا دن آپ لوگوں کی وصولی کا دن ہے جواب تک عبادت کی۔اس فصل کو کاٹنے کا دن ہے یہ پھل لینے کا دن ہے۔

دو باتیں

میں اس محفل میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں ایک تو ہم اللہ کا ذکر کثرت سے کریں۔جہاں رہتے ہیں وہاں اگر ہمیں صلحاء کی صحبت نصیب ہو جائے تو اس کو غنیمت سمجھیں۔تا کہ ہمارے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت پیدا ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ آج کی اس محفل میں جو پہلے گناہ ہو چکے ہیں جو خطائیں سرزد ہو چکیں ان سب سے سچے دل کے ساتھ معافی مانگیں تا کہ پہلا حساب بے باق ہو۔ اور آئندہ نئی زندگی کا آغاز ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیااورآخرت میں اعمال کا اجرملتا ہے

اللہ رب العزت انسان کے اعمال پر دنیا میں بھی اجر دیتا ہے آخرت میں بھی اجر دیتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیے گا کہ ہمارا پروردگار اس سے برتر اور بالاتر ہے۔کہ بندہ تو اطاعت کے ذریعے نقد کا معاملہ کرے اور وہ اس کا اجر اور بدلہ آخرت کے ادھار پر چھوڑ دے۔ ناں ناں ایسا نہیں وہ دنیا میں بھی بدلہ دیتا ہے، قیامت کے دن بھی بدلہ عطا فرمائے گا۔

اجرآخرت کی ایک وجہ

قیامت کے دن بدلہ دینے کی بھی کئی وجوہات ہیں، ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جتنا اجر اور بدلہ دینا چاہتے ہیں وہ اجر اور بدلہ دنیا میں سما ہی نہیں سکتا۔آخرت میں سب سے آخری جنتی کو جو جنت ملے گی وہ اس دنیا سے دس گنا بڑی ہوگی۔ پس آخرت کا اجر دنیا میں سما ہی نہیں سکتا۔تو دیں کیسے!

اجرآخرت کی دوسری وجہ

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر دنیا میں آخرت کا اجر ملتا تو جس طرح دنیا فانی ہے وہ اجر بھی فانی ہوتا مگر اللہ رحیم ہے وہ انسان کے مختصر اعمال پر ایسا اجر دینا چاہتا ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہو اور یہ دار آخرت میں ممکن ہے۔اس لئے فرمایا کچھ بدلہ دنیا میں دے دوں گا نقد کے معاملے کے ساتھ اور کچھ آخرت میں دے دوں گا کہ دنیا میں وہ بدلہ سما نہیں سکتا۔

کوالٹی اور کوانٹٹی

اللہ رب العزت ہمیں اس دنیا میں بھی بدلہ دیں گے اور آخرت میں بھی عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں گے اور دنیا اس اجر کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ Quality کے اعتبار سے اور Quantity کے اعتبار سے یعنی معیار کے حساب سے بھی اور مقدار کے حساب سے بھی وہ اجر اس دنیا میں نہیں سما سکتا۔

حوریں کیسی ہیں؟

جنتی حور اپنا ایک تھوک کسی کھاری پانی میں ڈال دے تو کھاری پانی میٹھا ہو جائے، اگر وہ اپنے دوپٹے کا پلو آسمانوں سے نیچے کر دے، تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے، اگر وہ کسی مردے سے ہمکلام ہو جائے تو مردہ زندہ ہو جائے۔ دنیا اس اجر و ثواب کی متحمل نہیں ہو سکتی اس لئے آخرت کا وعدہ کیا گیا ورنہ اللہ تعالیٰ دنیا میں وہ اجر دے دیتا۔ بندہ اگر نقد معاملہ کرتا ہے تو وہ بھی نقد دے دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ کوئی کرنسی کی کمی ہے کہ وہ ادھار کرتا ہے معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں ہے اللہ رب العزت ہمیں دنیا میں بھی نیکی کا اجر عطا فرمائے گا آخرت میں بھی اجر عطا فرمائے گا۔

اللہ سے اللہ ہی کو مانگیں

دنیا میں ہم کیا مانگیں؟ اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگیں۔ اللہ تعالیٰ سے کاروبار مانگنے والے بہت ہیں۔ گھر بار مانگنے والے بہت ہیں عہدے مانگنے والے بہت ہیں لیکن اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں جو مانگیں کہ تیری محبت چاہتا ہوں تیرا تعلق چاہتا ہوں اے اللہ میں آپ سے آپ کو ہی چاہتا ہوں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔

عجیب نعمت

اس وقت کی دعاؤں میں اللہ رب العزت کی محبت مانگیں اور آخرت کی کامیابی

www.besturdubooks.wordpress.com

مانگیں۔ دنیا میں اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہو جائے تو قسمت جاگ جاتی ہے۔ بخت جاگ اٹھیں بھاگ جاگ اٹھیں۔ محبت الٰہی عجیب نعمت ہے۔

مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر تیرا اے میرے خدا
نکلے میرے ہر بن مو سے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو کبھی چھوڑے نہ چھوٹے ذکر تیرا اے میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زبان اے میرے الٰہی
لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

کاش کہ ہمیں یہ کیفیت نصیب ہو جائے۔

یاد میں تیری سب کو بھلا دو کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

کاش کہ یہ کیفیت نصیب ہو جائے کہ دل سے غیر کی محبت نکل جائے۔

لاکھ روپے کا شعر

حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مجذوبؒ نے ایک مرتبہ ایک شعر کہا اور اپنے پیر و مرشد حضرت حکیم الامت کو سنایا۔ حضرت نے جب سنا تو اتنے خوش ہوئے کہ فرمایا اگر میں صاحب استطاعت ہوتا تو اس شعر پر ایک لاکھ روپیہ تمہیں انعام

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتا۔ جب ایک روپے کی اتنی قدر و قیمت تھی تو اس وقت میں ایک لاکھ روپیہ بہت قیمت والا ہوتا تھا حضرت تھانویؒ نے فرمایا اگر میں صاحب استطاعت ہوتا تو اس شعر پر ایک لاکھ روپیہ انعام دیتا وہ شعر کیا ہے مختصر سا ہے فرمایا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
ایک ان سے کیا محبت ہو گئی
ساری دنیا ہی سے وحشت ہو گئی
لاکھ جھڑکو اب کہاں پھرتا ہے دل
ہو گئی اب تو محبت ہو گئی

یہ محبت والوں کی باتیں ہیں ایسی محبت نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزا آجائے

محبت الٰہی میں سرشار بزرگ کا واقعہ

مولانا محمد علی جوہرؒ قریب زمانے میں ایک بزرگ گزرے ہیں ہمارے نقشبندی بزرگوں کے زیر سایہ رہے ان سے تربیت پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اپنی محبت بھردی۔ دل میں یہ عہد کرلیا کہ مسلمانوں کو جب تک آزادی نہیں ملے گی میں اس وقت تک قلم کے ذریعے سے جہاد کرتا رہوں گا چنانچہ انگلینڈ تشریف لے گئے۔ وہاں کے اخبارات میں اپنے مضامین لکھتے تھے کہ انگریزوں کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو آزادی دے دیں۔ قلمی جہاد کرتے رہے اور یہ نیت کرلی کہ جب تک آزادی نہیں مل جاتی واپس گھر نہیں جاؤں گا۔ اسی حال میں کئی مرتبہ ان کو تکالیف بھی آئیں۔ جیل بھی ڈالے گئے۔ انہوں نے جیل میں چند اشعار لکھے فرماتے ہیں۔

تم یونہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب میں سامان بقا میرے لئے ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

یوں ابر سیاہ پر تو فدا ہیں سبھی میکش
مگر آج کی گھنگھور گھٹا میرے لئے ہے
اللہ کے رستے کی جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اولاد سے زیادہ اللہ کی رضا کو ترجیح دینے کا واقعہ

حضرت مولانا محمد علیؒ جوہر کی بیٹی بیمار ہوئی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ جوان العمر بیٹی تھی ماں نے پوچھا کوئی آخری تمنا کوئی آخری خواہش۔ کہا ابا جان کی زیارت کو جی چاہتا ہے ماں نے خط لکھوا دیا۔ جوان العمر بیٹی کا خط پردیس میں ملا کہ میں اپنی عمر کی آخری گھڑیاں گن رہی ہوں دل کی آخری تمنا ہے کہ ابا حضور تشریف لائیں تو میں آپ کا دیدار کرلوں۔ کتنی بڑی بات تھی حضرت کو وہ خط ملا حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ نے اس خط کی پشت پر دو شعر لکھ کر وہ خط واپس بھیج دیا بیٹی کو اس حال میں کیا جواب لکھا، فرماتے ہیں۔

میں تو مجبور سہی اللہ تو مجبور نہیں
تجھ سے میں دور سہی وہ تو مگر دور نہیں
تیری صحت ہمیں منظور ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزا آ جائے۔ اللہ رب العزت ہمارے لئے اپنی یہ نعمت آسان فرما دے۔

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

www.besturdubooks.wordpress.com

رمضان المبارک کی برکات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ . وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

کامیاب انسان

اللہ جل شانہ نے انسان کو اس دنیا میں اپنی بندگی کے لئے بھیجا ہے۔ یہ انسان یہاں چند روز کا مہمان ہے، اپنی مہلت اور مدت مکمل ہونے کے بعد اگلے سفر پر روانہ ہوگا۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جو یادالٰہی میں اپنا وقت گزارے، جو اللہ رب العزت کی رضا جوئی کے لئے ہر لحہ بے قرار رہے، جس کا ہر عمل سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو، جس کا ہر کام شریعت مطہرہ کے مطابق ہو، ایسا انسان دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامیاب فَقَدْ فَازَفَوْزًا عَظِیْمًا اس پر صادق آتا ہے۔

فضیلت شعبان

شعبان کا مہینہ بڑا بابرکت مہینہ ہے اس لئے کہ یہ رمضان کا مقدمہ ہے۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی پندرہ تاریخ کی رات کو شب برأت کہتے ہیں وہ اللہ رب العزت کے ہاں نہایت فضیلت رکھنے والی رات ہے جس میں انسانوں کے اعمال اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہوتی ہیں۔ آئندہ سال جتنے لوگوں نے فوت ہونا ہوان کی فہرستیں ملک الموت کے حوالے کی جاتی ہیں۔ جن لوگوں نے زندہ رہنا ہوان کے لئے رزق کے فیصلے کئے جاتے ہیں یہ رات احادیث شریفہ کے مطابق بہت مبارک رات ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ جیسے سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی سفیدی نمودار ہونا شروع ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہے حتی کہ پورا سورج نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے ایسی ہی ہوتی ہے جیسے سورج نکل آیا ہو۔ اسی طرح رمضان المبارک کی برکات پندرہ شعبان کی رات سے شروع ہو جاتی ہیں ان میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے حتی کہ رمضان المبارک سے دو چار دن پہلے یہ انوارات ایسے ہی ہوتے ہیں۔ گویا کہ رمضان المبارک ہی کے انوارات ہوں پھر جب رمضان المبارک کی پہلی تاریخ آتی تو انوارات کا یہ سورج اپنے رخ تاباں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور ایمان والوں کے دلوں کو منور کرتا ہے اسی لئے شعبان میں رسول اللہ ﷺ بہت کثرت کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔ یعنی کئی دن تک روزے رکھتے جنہیں فقہائے کرام نے ''صوم وصال'' کا نام دیا ہے۔

رمضان المبارک میں معمولات نبوی ﷺ

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو ہم رسول اللہ ﷺ کے اعمال میں تین باتوں کا اضافہ محسوس کرتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلی بات...... آپ ﷺ عبادت میں بہت زیادہ کوشش اور جستجو فرمایا کرتے تھے، حالانکہ آپ کے عام دنوں کی عبادت بھی ایسی تھی کہ "حتی یتورمت قدماہ" یعنی آپ ﷺ کے قدم مبارک متورم ہو جایا کرتے تھے تاہم رمضان المبارک میں آپ کی یہ عبادت پہلے سے بھی زیادہ ہو جایا کرتی تھی۔

دوسری بات...... آپ اللہ رب العزت کے راستے میں خوب خرچ فرماتے تھے۔ اپنے ہاتھوں کو بہت کھول دیتے تھے۔ یعنی بہت کھلے دل کے ساتھ صدقہ وخیرات فرمایا کرتے تھے۔

تیسری بات...... آپ ﷺ مناجات میں بہت ہی زیادہ گریہ وزاری فرمایا کرتے تھے۔

ان تین باتوں میں رمضان المبارک کے اندر تبدیلی معلوم ہوا کرتی تھی۔ عبادت کے اندر جستجو زیادہ کرنا، اللہ رب العزت کے راستے میں زیادہ خرچ کرنا اور دعاؤں کے اندر گریہ وزاری زیادہ کرنا۔

ہم رمضان المبارک میں ان اعمال کا خصوصی اہتمام کریں، عبادت کے ذریعے اپنے جسم کو تھکائیں۔ ہمارے جسم دنیا کے کام کاج کے لئے روز تھکتے ہیں زندگی میں کوئی ایسا وقت بھی آئے کہ یہ اللہ کی عبادت کے لئے تھک جایا کریں، کوئی ایسا وقت آئے کہ ہماری آنکھیں نیند کو ترس جائیں اور ہم اپنے آپ سمجھائیں کہ اگر تم اللہ کی رضا کے لئے جاگو گے تو قیامت کے دن اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا۔ یہ آنکھیں آج جاگیں گی تو کل قبر کے اندر میٹھی نیند سوئیں گی۔

موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو آرام
نیند بھر کر وہی سویا جو کہ جاگا ہوگا

www.besturdubooks.wordpress.com

تو یہ جاگنے کا مہینہ آرہا ہے۔ہم اپنے آرام میں کمی پیدا کرلیں۔یوں سمجھیں کہ یہ مشقت اٹھانے کا مہینہ ہے۔

نیکیوں کا سیزن

دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ تجارت کرتے ہیں انکے کاروباری سیزن آیا کرتے ہیں۔جس شخص کا سیزن آجائے وہ اپنی محنت بہت زیادہ کردیتا ہے۔وہ اپنی دیگر مصروفیات ترک کردیتا ہے،وہ دوسروں سے معذرت کرلیتا ہے کہ میرا سیزن ہے اسلئے میں زیادہ وقت فارغ نہیں کرسکتا۔بلکہ وہ انسان اپنے کھانے پینے کی پرواہ نہیں کرتا،رات کو اسے سونے کی فکر نہیں ہوتی۔اسکو ہر وقت یہ غم ہوتا ہے کہ میں کس طرح اس سیزن کو کمالوں،سیزن سے جتنا نفع اٹھا سکتا ہوں میں اٹھالوں تاکہ مجھے زیادہ فائدہ ہو۔وہ سوچتا ہے کہ یہ تھوڑے دن کی مشقت ہے اسکے بعد پھر آرام کرلیں گے۔اسی طرح رمضان المبارک نیکیاں کمانے کا سیزن ہے جو لوگ اپنے گناہوں کو معاف کروانا چاہتے ہیں،اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں،اللہ جل شانہ کی معیت کے حصول کے لئے بیقرار رہنے والے ہیں،ان کے لئے یہ مہینہ ایک سیزن کی مانند ہے۔انہیں چاہیے کہ جب وہ روزہ رکھیں تو انکا روزہ محض کھانے پینے سے رکنے تک محدود نہ ہو بلکہ روزہ دار کی آنکھیں بھی روزہ دار ہوں،زبان بھی روزہ دار ہو،کان بھی روزہ دار ہوں،شرمگاہ بھی روزہ دار ہو،دل ودماغ بھی روزہ دار ہوں۔جب اس طرح ہم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک روزہ دار بن جائیں گے تو افطار کے وقت جب دامن پھیلائیں گے اللہ رب العزت ہماری دعاؤں کو قبول فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت کی آرائش

رمضان المبارک کا مہینہ عجیب برکات کے نزول کا مہینہ ہے۔ یوں لگتا ہے کہ برکات کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ رمضان المبارک کے آنے سے پہلے جنت کو خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے۔ جنت کو ایمان والوں کے لئے سجایا جاتا ہے اور جب پہلی رمضان کا وقت ہوتا ہے تو اللہ رب العزت جنت کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں، فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ آج کے دن جنت کے دروازے ایمان والوں کے لئے کھول دیئے جائیں۔ گویا ایمان والوں کے لئے جنت اس طرح سجائی جاتی ہے جیسے دولہا کی خاطر دولہن سجاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا انتظار رمضان

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ حضور ﷺ دعائیں مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! شعبان میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔ یعنی رمضان تک پہنچنے کے لئے اللہ جل شانہ کے پیارے حبیب ﷺ دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اللہ اکبر۔

روزہ دار کی فضیلت

اس مہینے کی برکات اتنی زیادہ ہیں کہ جب کوئی آدمی روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ دار کی بخشش کے لئے ہواؤں میں پرندے، بلوں میں چیونٹیاں اور پانی میں مچھلیاں دعائیں کیا کرتی ہیں اور جب روزہ دار آدمی دعائیں کرتا ہے تو اللہ کے فرشتے اس کی دعاؤں پر لبیک اور آمین کہا کرتے ہیں۔ اتنا بابرکت مہینہ ہے کہ اس کے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک لمحہ کی برکت پانے والے ولی بنتے ہیں اور ابدال بنا کرتے ہیں۔ اگر ہم ان برکات سے فائدہ اٹھا سکیں تو ہمیں بھی اللہ جل شانہ کی معرفت نصیب ہو جائے۔

سنہری موقع (Golden Chance)

رمضان المبارک ایمان والوں کے لئے بہار کا مہینہ ہوتا ہے...... جس طرح بہار کے مہینے میں ہر طرف خوشبو ہوا کرتی ہے، درخت ہرے بھرے ہوتے ہیں، پھول کھلے ہوئے ہوتے ہیں، باغوں میں جائیں تو فضا مہکی مہکی ہوتی ہے کیوں؟...... ہر بندہ کہے گا جی بہار کا مہینہ ہے۔ ہر طرف سبزہ دکھائی دے گا، ہر طرف خوشبوئیں ہوں گی، فضا خوشبوؤں سے بھری ہوئی اور لدی ہوئی ہوگی اسلئے کہ وہ بہار کا مہینہ ہوتا ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک اللہ جل شانہ کی رحمت کا مہینہ ہے۔ اس کی صبح میں رحمت، اس کی شام میں رحمت، اس کے تہجد کے اوقات میں رحمت...... جو انسان اپنے گناہوں کو بخشوانا چاہے اور اللہ رب العزت کو راضی کرنا چاہے اس کے لئے یہ سنہری موقع ہے۔ شاید گولڈن چانس (Golden Chance) یا سنہری موقع کا لفظ اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہو کیونکہ یہ لفظ اس موقع پر بالکل فٹ آتا ہے۔

سلف صالحین کے واقعات

سلف صالحین اس مہینہ کی برکات سے کیسے فیض یاب ہوتے تھے اس کی چند مثالیں عرض کی جاتی ہیں۔ تاکہ ہمیں بھی اندازہ ہو جائے کہ ہمارے اسلاف یہ مہینہ کیسے گزارتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا معمول

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تریسٹھ مرتبہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ ایک قرآن پاک دن میں پڑھتے تھے۔ ایک قرآن پاک رات میں پڑھتے تھے اور تین قرآن پاک تراویح میں سنا کرتے تھے...... رمضان المبارک میں تریسٹھ قرآن پاک ...... ساٹھ قرآن پاک دن اور رات میں اور تین قرآن تراویح کی نماز میں...... اللہ اکبر!

حضرت رائے پوریؒ کا معمول

حضرت رائے پوریؒ کے معمولات میں لکھا ہے۔ جب ۲۹ شعبان کا دن ہوتا تھا تو اپنے مریدین ومتوسلین کو جمع فرما لیتے اور سب کو مل لیتے اور فرماتے کہ بھئی! اگر زندگی رہی تو اب رمضان المبارک کے بعد ملاقات ہوگی اور اپنے ایک خادم کو بلاتے اور اسے ایک بوری دے دیتے اور فرماتے کہ رمضان المبارک میں جتنے خطوط آئیں وہ سب اس بوری میں ڈال دینا۔ زندگی رہی تو رمضان المبارک کے بعد ان کو کھول کر پڑھیں گے رمضان المبارک میں ڈاک نہیں دیکھا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ یہ مہینہ بس میں نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اگر زندگی رہی تو اس کے بعد پھر دوستوں سے ملاقات ہوگی۔ آپ کے ہاں پورا رمضان المبارک اعتکاف کی حالت میں گزارنے کا معمول تھا، ۲۹ شعبان کے دن جو شخص آپ کی مسجد میں بستر لے جاتا اس کو مسجد میں بستر لگانے کی جگہ نہیں ملا کرتی تھی۔ دور دراز سے لوگ رمضان المبارک کا مہینہ وہاں گزارنے کے لئے آتے تھے اور پورا رمضان المبارک عبادت اور یاد الٰہی میں گزار دیا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فرمان

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ جو ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل امام ہیں وہ اپنے مکتوبات میں رمضان المبارک کی بڑی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں، کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں اتنی برکات کا نزول ہوتا ہے کہ بقیہ پورے سال کی برکتوں کو رمضان المبارک کی برکتوں کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اسی لئے اللہ جل شانہ نے اپنا قرآن اسی مہینے میں نازل فرمایا بلکہ جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل ہوئیں سب کی سب رمضان المبارک میں نازل کی گئیں۔ کوئی چار رمضان المبارک کو، کوئی ستائیس رمضان المبارک کو، اللہ اکبر۔ اس مہینے کو اللہ کے کلام سے بہت زیادہ مناسبت ہے لہٰذا اس مہینہ میں قرآن پاک کی تلاوت خوب کرنی چاہیے۔

اجر وثواب میں اضافہ

رمضان المبارک میں روزہ دار کی عبادت کے اجر کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ اگر نفل کام کرے گا تو فرض کے برابر اجر دیا جائے گا اور اگر ایک فرض پورا کرے گا تو ستر فرضوں کے برابر اس کو اجر عطا فرمایا جائے گا۔

تین عشروں کی فضیلت

یہ برکات کا مہینہ ہے، اللہ جل شانہ کی رحمت ومغفرت کا مہینہ ہے حدیث پاک میں فرمایا گیا اولھا رحمة اس کے پہلے دن دس رحمت کے لئے ہیں اوسطھا مغفرة درمیان کے دس مغفرت کے ہیں۔ واخرھا عتق من النار اور آخر کے دس دن آگ سے آزادی کے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے

مدینہ طیبہ کے قریب ایک قبیلہ بنی کلب نامی رہتا تھا جو بھیڑ بکریاں پالنے میں بڑا مشہور تھا۔ اس قبیلے کے ایک گھر والوں کے پاس کئی کئی سو ہزار بھیڑیں بکریاں ہوتی تھیں، حدیث پاک کا مفہوم ہے رسول اللہ ﷺ نے اس قبیلے کا نام لے کر کہا کہ رمضان المبارک کی ایک رات میں اللہ جل شانہ اس قبیلے کی بھیڑیں اور بکریوں کے بالوں کے برابر جہنمی جہنم سے بری فرما دیتے ہیں اللہ اکبر۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی رحمت اپنے بندوں کے گناہوں کو بخشنے کے لئے اس وقت بہانے ڈھونڈ رہی ہوتی ہے۔

؎ رحمت حق بہا نہ می جوید
رحمت حق بہانہ می جوید

''بہا'' فارسی زبان کا لفظ ہے اس کا مطلب ہے ''قیمت'' پنجابی میں ہم اس ''بھا'' کہہ دیتے ہیں اردو میں ''بھاؤ'' کہتے ہیں کہ فلاں چیز کا بھاؤ کیا ہے۔ فارسی میں یہ لفظ ''بہا'' ہے بیش بہا یعنی بیش قیمت۔ فرمایا۔

''رحمت حق ''بہا'' نہ می جوید''

یعنی اللہ کی رحمت قیمت نہیں مانگتی۔

''رحمت حق ''بہانہ'' می جوید''

بلکہ اللہ کی رحمت تو بہانہ مانگی ہے۔

عبادت میں رکاوٹ

خالق ارض وسماء رمضان المبارک کے مہینہ میں اپنے بندوں کے لئے مغفرتوں

کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ بڑے بڑے شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ پھر بھی انسان عبادت نہ کرے تو رکاوٹ کونسی چیز بنی؟ انسان کا اپنا نفس بنا۔ اپنے نفس کو سمجھائیں بہت عرصہ غفلت میں گزار بیٹھے، اس مہینے کو کمانے کی ضرورت ہے۔

بزرگی کا معیار

سلف صالحین کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ جب وہ کسی کی بزرگی کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے کہ فلاں آدمی تو بہت بزرگ آدمی ہے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ اس نے تو اپنی زندگی کے اتنے رمضان گزارے ہیں۔ ان کے نزدیک بزرگی کا یہ پیمانہ تھا بزرگی اور ترقی درجات کا اندازہ لگانے کا یہ معیار تھا کہ فلاں انسان زندگی کے اتنے رمضان المبارک گزار چکا اب اس کے درجے کو تو ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ اکبر۔

جنت کی سیل (SALE)

بازاروں میں بعض چیزوں کی سیل لگتی ہے، پاکستان میں بھی سیل لگنے کا رواج بڑھ رہا ہے کہ فلاں جگہ جوتوں کی سیل لگ گئی ہے۔ جب سیل لگ جاتی ہے تو بیش قیمت جوتے سستے داموں مل جایا کرتے ہیں کیوں؟ جی سیل جو لگ گئی۔ ایک عام دستور ہے کہ جب کسی چیز کی سیل لگ جائے تو بیش قیمت چیز کم داموں پر مل جایا کرتی ہے۔ قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ رمضان المبارک میں جنت کی سیل لگا دیتے ہیں تو پھر انسان کیوں نہ حاصل کرے۔ حالانکہ اللہ رب العزت خود فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارُ السَّلَامِ اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ تو ہم کیوں نہ اس سے اس کے رحمتوں کو مانگیں

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّار ۔ اے اللہ ہم آپ سے جنت مانگتے ہیں اور جہنم سے پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد زکریاؒ کا معمول

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اپنے بارے میں فرماتے تھے ''میں اکابرین ہی کے نقش قدم پر رمضان المبارک یکسوئی کے ساتھ عبادت میں گزارا کرتا تھا۔ میرا معمول تھا کہ میں سارا دن قرآن پاک کی تلاوت میں لگا رہتا۔ کچھ وقت نوافل وغیرہ میں گزرتا۔ میرا ایک دوست جو کسی دوسرے محلے میں رہتا تھا وہ رمضان المبارک میں ملنے آیا۔ اسے میرے معمولات کا اندازہ نہیں تھا اس نے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا پھر اپنے کمرے میں آکر تلاوت شروع کر دی۔ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے کمرے میں آگیا، وہ انتظار میں بیٹھا رہا میں تلاوت کرتا رہا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ عصر کی اذان ہوئی تو میں پھر نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ ہم دونوں نے آکر نماز پڑھی، نماز کے بعد فارغ ہوتے ہی میں سیدھا اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا اور تلاوت شروع کر دی۔ وہ پھر کمرے میں آیا (وہ دوست تھا بچپن کا، بڑا بے تکلف دوست تھا) اس نے کمرے میں آکر دیکھا تو میں پھر تلاوت شروع کر بیٹھا تھا وہ تھوڑی دیر انتظار کرتا رہا پھر کہنے لگا '' بھئی! رمضان المبارک تو ہمارے پاس بھی آوے مگر یوں بخار کی طرح نہیں آوے''

یعنی اس کا اندازہ تھا کہ ان پر تو رمضان یوں آتا ہے جیسے کسی کو بخار چڑھ جاتا ہے اور فرماتے تھے کہ واقعی مجھے پورا مہینہ جذبہ رہتا تھا۔ اللہ اکبر۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت شیخ الہندؒ کا معمول

حضرت شیخ الہندؒ مولانا محمود حسنؒ کی نماز تراویح اس وقت ختم ہوتی جب سحری کا وقت ہو جاتا تھا، چنانچہ تراویح ختم کرتے ہی سحری کھاتے اور ساتھ ہی فجر کی نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے، ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔ ایک مرتبہ کئی دن مسلسل مجاہدے میں گزر گئے تو گھر کی مستورات نے محسوس کیا کہ حضرتؒ کی طبیعت میں نقاہت اور کمزوری ہے ایسا نہ ہو کہ طبیعت زیادہ خراب ہو جائے تو انہوں نے منت سماجت کی کہ حضرت! آپ درمیان میں ایک رات وقفہ کر لیں طبیعت کو کچھ آرام مل جائیگا پھر دس پندرہ دن گزر جائیں گے۔ لیکن حضرت فرمانے لگے کہ معلوم نہیں کہ آئندہ رمضان کون دیکھے گا اور کون نہیں دیکھے گا گھر کی مستورات نے کسی بچے کے ذریعے قاری کو پیغام بھجوایا کہ" قاری صاحب! آپ کسی رات بہانہ کر دیں کہ میں تھکا ہوا ہوں، آرام کرنے کو جی چاہتا ہے" (حضرتؒ کی عادت شریفہ تھی کہ دوسروں کے عذر بڑی جلدی قبول کر لیا کرتے تھے) قاری صاحب نے کہا بہت اچھا۔ وہ میرے شیخ و مرشد ہیں، ان پر اسوقت کمزوری اور ضعف غالب ہے تو چلو آج کی رات ذرا آرام میں گزرے گی۔ قاری صاحب تراویح پڑھانے کے لئے آئے تو کہنے لگے کہ حضرت! آج میری طبیعت بہت تھکی ہوئی ہے اسلئے آج میں زیادہ تلاوت نہیں کر سکوں گا۔ حضرتؒ نے فرمایا ہاں بہت اچھا، آپ بالکل تھوڑی سی تلاوت کریں۔ قاری صاحب نے ایک دو پارے سنا کر اپنی تراویح مکمل کر دی تو حضرتؒ نے فرمایا: قاری صاحب! آپ تھکے ہوئے ہیں اب آپ گھر نہ جایئے بلکہ یہی میرے بستر پر سو جائیں۔ قاری صاحب کو مجبوراً تعمیل کرنا پڑی۔ حضرت کے بستر

www.besturdubooks.wordpress.com

پر لیٹ گئے حضرت نے فرمایا قاری صاحب! آپ بالکل آرام کریں اور سو جائیں۔ پھر لائٹ بجھا دی اور کواڑ بند کر دیئے، قاری صاحب فرماتے ہیں کہ جب تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ کوئی بندہ میرے پاؤں دبا رہا ہے مٹھی چاپی کر رہا ہے۔ میں حیران ہو کر اٹھ بیٹھا جب قریب ہو کر دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میرے پیرو مرشد حضرت شیخ الہندؒ اندھیرے میں بیٹھے میرے پاؤں دبا رہے ہیں۔ میں نے کہا، حضرت! آپ نے یہ کیا کیا؟ فرمانے لگے کہ قاری صاحب! آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ میں تھکا ہوا ہوں تو میں نے سوچا کہ چلو میں آپکے پاؤں دبا دیتا ہوں آپ کو کچھ آرام مل جائیگا۔ قاری صاحب کہنے لگے حضرت! اگر آپ نے رات جاگ کر ہی گزارنی ہے تو چلیں میں قرآن سناتا ہوں آپ قرآن ہی سنتے رہیں رات یوں بسر ہو جائیگی۔ چنانچہ قاری صاحب پھر مصلے پر آگئے انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت نے قرآن سننا شروع کر دیا...... اللہ اکبر!

اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ

سلف صالحین اللہ جل شانہ کو راضی کرنے کے لئے یوں عبادت کیا کرتے تھے۔ جیسے کوئی کسی روٹھے ہوئے کو مناتا ہے۔ سبحان اللہ! روٹھے ہوئے رب کو مناتے تھے۔ اگر کوئی غلام بھاگ جائے اور پھر پکڑا جائے تو وہ اپنے مالک کے سامنے آتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ وہ اپنے مالک کے سامنے آ کر ہاتھ جوڑ دیتا ہے اپنے مالک کے پاؤں پکڑ لیتا ہے اور کہتا ہے میرے مالک آپ درگزر کر دیں آئندہ میں احتیاط کروں گا۔ میرے دوستو! رمضان المبارک میں ہم اللہ رب العزت کے سامنے اسی طرح اپنے ہاتھ جوڑ دیں، سر بسجود ہو جائیں اور عرض کریں کہ اے اللہ ہم نادم ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

شرمندہ ہیں، جو کوتاہیاں اب تک کر بیٹھے ہیں ان کو تو معاف کر دے۔ آئندہ زندگی ہم تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ گزارنے کی کوشش کریں گے۔

آرام وسکون

اہل دل حضرات اس مہینہ میں آرام کو خیر باد کہہ دیا کرتے تھے۔ ہم بھی رمضان المبارک میں آرام کو خیر باد کہہ دیں۔ ہم سوچیں کہ سال کے گیارہ مہینے اگر ہم اپنی مرضی سے سوتے جاگتے ہیں تو ایک مہینہ ایسا بھی ہو جس میں ہم بہت کم سوئیں۔ اچھی بات ہے اگر آنکھیں نیند کو ترستی رہیں، اچھی بات ہے اگر جسم کو تھکا دیں، ہاں، کل قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور یہ عرض کر سکیں گے کہ یا اللہ! زندگی کا ایک مہینہ تو ایسا گزرا تھا کہ آنکھیں نیند کو ترستی تھیں جسم آرام کو ترستا تھا۔

ہماری تن آسانی

ہمارے لئے ایک قرآن پاک تراویح میں سننا مشکل ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی فلاں مسجد میں جانا ہے کیوں؟ جی وہاں ۳۰ منٹ میں تراویح ہو جاتی ہیں، فلاں جگہ ۲۵ منٹ میں ہو جاتی ہیں، ہم مسجدیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ کہاں ہم پانچ منٹ پہلے فارغ ہو سکتے ہیں ہماری تن آسامی کا یہ حال ہے۔

مستورات کا قرآن سے لگاؤ

حضور شیخ الہندؒ کے ہاں مستورات بھی تراویح میں قرآن پاک سنا کرتی تھیں، آپ کے صاحبزادے قرآن پاک سناتے تھے اور پردے کے پیچھے گھر کی

www.besturdubooks.wordpress.com

مستورات اور بعض دوسری عورتیں جماعت میں شریک ہو جایا کرتی تھیں۔ایک دن حضرت کے صاجزادے بیمار ہو گئے تو حضرت نے کسی اور قاری صاحب کو بھیج دیا۔ قاری صاحب نے تراویح میں چار پارے پڑھے۔جب سحری کے وقت حضرت گھر تشریف لے گئے تو گھر کی عورتیں بڑی ناراض ہوئیں۔ کہنے لگیں۔حضرت! آج آپ نے کس قاری صاحب کو بھیج دیا۔اس نے تو بس ہماری تراویح خراب کر دی۔ پوچھا کیوں کیا ہوا؟ کہنے لگیں پتہ نہیں اس کو کیا جلدی تھی بس اس نے چار پارے پڑھے اور بھاگ گئے، پھر پتہ چلا کہ یہ عورتیں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں سات قرآن پاک سنا کرتی تھیں۔ جی ہاں، کئی خانقاہوں پر تین قرآن پاک تراویح میں پڑھنے کا معمول رہا ہے،کئی خانقاہوں پر پورا رمضان المبارک اعتکاف کرنے کا معمول رہا ہے، ہمارے سلف صالحین یوں مجاہدہ کیا کرتے تھے یہ رمضان المبارک کمانے کا مہینہ ہے اپنے جسم کو تھکانے کا مہینہ ہے۔

محنت کرنے کا مہینہ

میرے دوستو! بقیہ سال تہجد میں جاگنا ہم جیسے کمزور لوگوں کے لئے تو مشکل ہوتا ہے، چلو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے لئے جاگ ہی جاتے ہیں تو پھر اس میں چند رکعت نفل بھی پڑھ لیا کریں۔دن کے اوقات میں ہم قرآن پاک کی تلاوت میں وقت گزار دیا کریں۔ایک مہینہ غیبت چھوڑ دیں، لایعنی چھوڑ دیں، دوستوں کے ساتھ ایک ایک دو دو گھنٹے کی ملاقاتیں چھوڑ دیں، ہم سب سے اجنبی بن جائیں۔ہم کہیں کہ یہ مہینہ تو اپنی ذات کے لئے محنت کرنے کا مہینہ ہے، کمانے کا مہینہ اس کو کمالیں جتنا کما سکتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بددعا

حدیث پاک میں آتا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بددعا کی کہ اے اللہ کے نبی! ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کی مہر لگا دی۔ اوّل تو ایک مقرب فرشتے کی بددعا ہی کافی تھی۔ لیکن میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر لگا کر اس کی تاکید میں اضافہ کر دیا کہ جو آدمی رمضان کا مہینہ پائے اور مغفرت نہ کروائے تو اس کے ہلاک ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

ہماری سستی کا حل

سلف صالحین جب قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے بڑے بڑے اعمال پیش کریں گے، کوئی چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پیش کرے گا، کوئی زندگی کی اتنی عبادت پیش کرے گا، اس وقت ہمیں ندامت ہوگی۔ کاش ہمارے عمل اس قابل ہوں کہ ہم اس وقت اللہ رب العزت کے سامنے رمضان المبارک کے روزے، اس کی تلاوت اور اس کی عبادت پیش کر سکیں اور کہیں کہ یا اللہ ہم کمزور تھے گیارہ ماہ سستی کا شکار رہے کچھ نہ کر سکے۔ ایک مہینہ ایسا تھا کہ جس میں ہم نے تیری رضا کے لئے کوشش کی تو اسے قبول کر لے۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت یوسف علیہ السلام سے بوڑھی عورت کی محبت کا واقعہ

حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کے لئے ایک بوڑھی عورت ''دھاگے کی انٹی'' لے کر چل پڑی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ اماں تم کہاں جا رہی ہو؟ کہنے لگی، یوسف علیہ السلام کو خریدنے جا رہی ہوں۔ اس نے کہا، اماں! ان کو خریدنے کے لئے تو بڑے بڑے امیر آئے ہوئے ہیں، وقت کے بڑے بڑے نواب آئے ہوئے ہیں، امراء آئے ہوئے ہیں، تو یوسف علیہ السلام کو کیسے خرید سکے گی۔ کہنے لگی کہ میرا دل بھی جانتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو میں خرید نہیں سکوں گی لیکن میرے دل میں ایک بات ہے وہ کہنے لگا کونسی بات؟ کہنے لگی کل قیامت کے دن جب اللہ رب العزت کہیں گے کہ میرے یوسف علیہ السلام کو خریدنے والے کہاں ہیں تو میں بھی یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل ہو سکوں گی۔ اسی طرح میرے دوستو! جب اللہ جل شانہ کے سامنے ہمارے سلف صالحین اپنی زندگی کی اتنی اتنی عبادتیں پیش کریں گے تو ہم زندگی کا ایک مہینہ ہی پیش کر دیں کہ یا اللہ اور کچھ نہ کر سکے ایک مہینہ کوشش کی تھی۔ تو اسی کو قبول فرما لے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پرندہ کی محبت

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اس آگ کے شعلے اتنے بلند تھے کہ وہ آگ چالیس دن تک جلتی رہی، کوئی آدمی قریب نہیں جا سکتا تھا۔ اس وقت ایک چھوٹا سا پرندہ چونچ میں پانی لے جا کر اس آگ کے اوپر ڈالتا تھا کسی دوسرے پرندے نے اس سے کہا کہ بھئی! تیرے اس پانی ڈالنے سے آگ تو نہیں بجھ سکے گی۔ کہنے لگا، یہ تو میں بھی جانتا ہوں آگ نہیں بجھ سکے گی۔ لیکن میں نے ابراہیم

www.besturdubooks.wordpress.com

خلیل اللہ علیہ السلام کی دوستی کا حق تو ادا کرنا ہے۔

نجات کی صورت

میرے دوستو! جانتے تو ہم سب ہیں کہ ہمارے گناہ زیادہ ہیں کوششیں تھوڑی ہیں لیکن دامن پھیلانے والی بات ہے، ہم رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں مانگتے ہوئے گزار دیں۔ کسی دنیا دار کا دروازہ کوئی آدمی ایک مہینہ کھٹکھٹاتا رہے تو وہ دنیا دار بھی دروازہ کھول دیتا ہے ہم تو رب العالمین کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ جب ہم پورے خلوص کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے تو یقیناً اس کی رحمت جوش میں آئے گی اور ہمارے لئے مغفرت کا پیغام لائے گی۔ ہماری نجات کا دارومدار تو محبوب حقیقی کی ایک نگاہ بلکہ نیم نگاہ پر موقوف ہے۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ اللہ رب العزت ہمیں اپنی رحمت سے خصوصی حصہ نصیب فرمادے (آمین)

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

www.besturdubooks.wordpress.com

روزے کیوں فرض کیے گئے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَo

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

روزے کیوں فرض کیے گئے

اس آیت کریمہ میں روزوں کا فلسفہ اور حکمت بیان کی گئی ہے کہ روزوں کو کیوں فرض کیا گیا؟ سوچنے کی بات ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو سزا تو نہیں دینا چاہتے۔ یا اللہ تعالیٰ اس بات پر خوش تو نہیں ہوتے کہ میرے بندے بھوکے پیاسے رہیں۔ بندوں کو بھوکے رکھ کر اسے کوئی فائدہ تو نہیں ہوتا۔ کیوں ارشاد فرمایا گیا کہ تم روزے رکھو؟ معلوم یہ ہوتا ہے اس میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ بتلایا گیا کہ اس لئے فرض کیے گئے کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

روزے کا فلسفہ وحکمت

روزے کا فلسفہ اور حکمت کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ انسان کے اندر تقوی اور پرہیز گاری پیدا ہو جائے۔ ایک صحابی حضرت ابی بن کعب ؓ سے کسی صحابی نے پوچھا تقویٰ کیا ہے؟ فرمایا کبھی خاردار راستے سے گزرے ہو۔ کہا کئی دفعہ گزرا ہوں۔ کیسے گزرتے ہو۔ کہا حضرت بڑا بچ بچا کر سمٹ سمٹا کر کہ کہیں میرا دامن الجھ نہ جائے، فرمایا اسی کا نام تقویٰ ہے کہ اے انسان تو ایسے سنبھل کر زندگی گزار کہ تیرا دامن کسی گناہ میں آلودہ نہ ہو جائے اسی کو تقویٰ اور پرہیزگاری کہتے ہیں۔ روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں یعنی صرف کھانے اور پینے کا ہی روزہ نہیں ہوتا، آنکھ کا بھی روزہ ہوتا ہے، زبان کا بھی روزہ ہوتا ہے، زبان کا بھی روزہ ہوتا ہے، کان کا بھی روزہ ہوتا ہے، دل دماغ کا بھی روزہ ہوتا ہے۔ روزہ دار انسان تو سر سے لے کر پاؤں تک روزہ دار ہوتا ہے۔

روزے کا کمال

روزے کا کمال نصیب ہی تب ہوتا ہے جب انسان سارے کا سارا روزہ دار ہو۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ بعض روزہ دار ایسے ہیں جنہیں بھوکا پیاسا رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا کیوں؟ روزہ تو رکھا لیکن دوسرے کی غیبت کی، روزہ تو رکھا لیکن جھوٹ بولا، روزہ تو رکھا لیکن دوسرے کو دھوکہ دیا، روزہ تو رکھا لیکن دوسرے کے حق کو پامال کیا، جب روزہ رکھ کر ایسا کیا تو گویا روزے کا ثواب جاتا رہا۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے، کتنے بندے ایسے ہیں جنہیں روزے سے بھوکا پیاسا رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

روزے کے آداب

روزے کے کچھ آداب ہیں ایک ہم جیسے عوام الناس کا روزہ ہے وہ تو یہ کہ کھانے پینے سے پرہیز کریں۔ ایک ہے خواص کا روزہ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح کھانے پینے سے پرہیز کریں اسی طرح دوسرے تمام گناہوں سے پوری طرح پرہیز کریں۔ مثلاً آنکھ کے گناہ سے پرہیز، کان کے گناہ سے پرہیز، زبان کے گناہ سے پرہیز، گویا روزہ کی حالت میں گناہوں سے بچیں۔

زیادہ روزہ لگنے کی وجوہات

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو آدمی پرہیز گاری کے ساتھ روزہ رکھتا ہے اسے بھوک پیاس بہت کم محسوس ہوتی ہے اور زیادہ بھوک پیاس اسی کو لگتی ہے جو بد پرہیزیاں کرتا ہے۔

غیبت سے پرہیز

حضور ﷺ کے دور کی بات ہے، دو عورتوں نے روزہ رکھا اور روزہ ان کو اتنا لگا کہ وہ مرنے قریب ہوگئیں یہ بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں کہیں کہ کلی کریں۔ دونوں کو کہا گیا کہ کلی کریں چنانچہ ان کے منہ سے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نکلے۔ وہ حیران کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا پیا۔ یہ کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے بتلایا کہ یہ دراصل روزہ رکھ کر دوسروں کی غیبت کرتی رہیں اور غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی مردار کا گوشت کھانا۔ یہ واقعات اسلئے پیش آئے کہ ہم جیسوں کیلئے آئندہ مثال بن سکیں، اللہ تعالیٰ نے عبرت بنا دیا تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان کیلئے ڈھال

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر روزہ دار سے کوئی بندہ جھگڑا یا زیادتی بھی کرے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ یوں پرہیزگاری کے ساتھ روزہ رکھے گا تو ایمان کے لئے ڈھال بن جائے گا۔ یہ روزہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخروئی کا ذریعہ بن جائے گا۔

روزوں کے مقاصد

ہمارے اندر پرہیزگاری پیدا کرنے کے لئے روزے فرض کئے گئے۔ جیسے ماں بعض اوقات اپنے بچے کو کوئی چیز کھانے نہیں دیتی۔ اسلئے کہ اس میں بچے کا فائدہ ہوتا ہے۔ بچے کا جی چاہا کہ میں برف کا گولا کھاؤں، ماں نہیں دیتی۔ اس ماں کو بچے کیساتھ کوئی دشمنی تو نہیں ہوتی، ماں بچے کو محروم نہیں رکھنا چاہتی، ماں بچے کو رلانا پسند نہیں کرتی۔ اس میں بچے کا اپنا فائدہ ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ روزے رکھو اس میں ہمارے لئے خود فائدہ ہے۔ اپنی ذات کے لئے فائدہ ہے۔

روزے اور ڈاکٹروں کی تحقیق

ڈاکٹروں نے یہ تحقیق کی ہے کہ ایک مہینہ کے روزے رکھنے سے بہت سی بیماریاں جسم سے خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔ روزوں کا جسمانی طور پر بھی فائدہ ہے اور روحانی طور پر بھی۔ کئی بندے وہ بھی ہوتے ہیں کہ جن کے گھر کا غسل خانہ غریب آدمی کے گھر سے بھی زیادہ مہنگا ہوتا ہے۔ پورا سال وہ اپنی مرضی سے کھاتے پیتے ہیں اگر رمضان المبارک کے روزے نہ ہوتے تو ہو سکتا ہے انہیں یہ پتہ ہی نہ چلتا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جو غریب آدمی اپنے گھر میں بچوں کے ساتھ بھوکا ہے اس کے ساتھ کیا گزرتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے روزے فرض کر کے ہمارے اوپر احسان کیا۔ انسان جب سارا دن کچھ نہ کھائے کچھ نہ پیئے تب خیال آتا ہے کہ جو بھوکا رہتا ہوگا اس کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

بیمار پرسی کرنا اور پڑوسیوں کا خیال رکھنا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو کھڑا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندے میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ حیران ہو جائے گا کہ یا اللہ تیری شان بڑی ہے، آپ بھوک پیاس سے منزہ ومبرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا، اے میرے بندے میں بیمار تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ وہ بندہ حیران رہ جائے گا۔ حیران ہو کر عرض کرے گا یا اللہ یہ کیسی بات ہے کہ آپ بھوکے پیاسے تھے میں نے کھانا نہیں کھلایا آپ بیمار تھے میں نے بیمار پرسی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دنیا میں فلاں موقع پر تیرا پڑوسی بھوکا اور پیاسا تھا تو اسے کھانا کھلاتا یہ ایسا ہی ہوتا جیسے تو نے مجھے کھانا کھلا دیا۔ اگر بیمار کی عیادت کرتا ایسا ہی تھا جیسے تو نے میری عیادت کی۔ انسان کو اس وقت احساس ہوگا کہ دوسرے انسان کی غمگساری پر کیا ثواب ہوتا ہے۔ آج کا اچھا پڑوسی بن جانا بھی قسمت والے کو نصیب ہوتا ہے۔ آج تو لڑائی ہی پڑوسیوں سے ہوتی ہے حالانکہ پڑوسی کے حق کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس اتنی بار آئے کہ مجھے شک ہوا کہ مرنے کے بعد پڑوسی کو وراثت میں شامل کرلیا جائے گا لیکن ہمارا جھگڑا چلتا ہی پڑوسیوں کے ساتھ ہے، بچوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں الجھ پڑتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں رشتے ناتے ختم کر کے رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ بات کو اگر سلجھانا چاہیں تو سلجھ بھی جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب واقعہ

دو بھائی تھے جن میں محبت کا تعلق تھا لیکن بیویوں کی آپس میں نہ بنتی تھی۔ ان میں سے ایک بھائی نے دوسرے کو دعوت کھانے کے لئے گھر بلایا اور اس کے سامنے کھانا لاکر رکھا۔ اس کی بیوی کو پتہ چلا تو اس نے سامنے سے اٹھالیا کہ ہم اس بندے کو کھانا نہیں دیتے۔ یہ بھائی دل میں بہت رنجیدہ ہوا۔ اس کے بھائی نے جب چہرے پر غصے کے اثرات دیکھے تو کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میں آپ کے گھر آیا تھا یاد رہے کہ آپ نے بھی کھانا میرے سامنے رکھا تھا۔ آپ کی ایک مرغی بھاگتی ہوئی آئی اور سالن میں اس کا پاؤں پڑا تو سالن گر گیا۔ میں نے روٹی نہ کھائی کیونکہ سالن اور نہیں تھا۔ تمہارے گھر کی ایک مرغی نے کھانا خراب کر دیا اور میں نے محسوس نہ کیا اگر میری بیوی نے غصے میں کھانا اٹھالیا تو آپ غصے کیوں ہوتے ہیں۔ دوسرے بھائی نے کہا بات تو سچی ہے کیا میں اتنا بھی اس کا لحاظ نہیں کرسکتا جتنا اس نے میری مرغی کا کیا تھا چنانچہ بات جلدی سمجھ میں آ گئی معاملہ الجھتے الجھتے بالکل سلجھ گیا۔ اگر سمجھنے کی نیت ہو تو بات جلدی سمجھ آجاتی ہے اور اگر لڑنے کی نیت ہو تو بات بالکل سمجھ نہیں آتی۔ اچھا پڑوسی بن کے رہنا یہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔

اچھے اخلاق

حدیث میں ہے ''میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں'' مکارم اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ آج اس بات کی طرف توجہ دینا بڑا مشکل معاملہ ہے۔ پڑوسی کی بات اور ہے بھائیوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ایک بن کے رہنا بڑا مشکل ہے ہمارے اندر کی برائیوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اثرات ساتھ والوں پر پڑتے ہیں۔

روزہ رکھنے کا اصل مقصد کیا ہے

روزہ رکھنے کا اصل مقصد یہی ہے کہ بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کو رزق کی قدر معلوم ہو۔اور اس کے اندر پرہیزگاری پیدا ہو۔

نعمتوں کی قدر

دیکھئے روٹی کا ایک لقمہ کتنے مراحل سے گزر کر ہمارے منہ میں آتا ہے۔زمین، پانی، ہوا، سورج کی دھوپ یہ سب چیزیں استعمال ہوئیں تب گندم کا پودا بڑا ہوتا ہے۔ پھر انسان نے کاٹا، صاف کیا، آگ پر پکایا، تب جاکر روٹی ہمارے سامنے آئی۔ جب اتنے مراحل سے گزر کر یہ نعمت ہمارے سامنے آتی ہے ہم اسے کھاتے ہوئے بسم اللہ بھی نہیں پڑھتے کتنی عجیب بات ہے۔

عجیب واقعہ

ہمارے دادا پیر حضرت فضل علی قریشیؒ کی زمین تھی۔اسمیں خود ہل چلاتے تھے، خود پانی دیتے تھے، خود کاٹتے، خود بیج نکالتے، پھر وہ گندم گھر آتی تھی۔ پھر رات کو عشاء کے بعد میاں بیوی اسے پیسا کرتے اور اس آٹے سے بنی ہوئی روٹی خانقاہ میں مریدوں کو کھلائی جاتی تھی۔آپ اندازہ کیجئے حضرتؒ یہ سب کچھ خود کرتے تھے۔حضرتؒ کی عادت تھی کہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے گھر والوں کی بھی یہی عادت تھی۔ایک دن حضرت نے کھانا پکوایا اور خانقاہ میں لے آئے۔اللہ اللہ سیکھنے والے سالکین آئے ہوئے تھے وہ کھانا حضرتؒ نے ان کے سامنے رکھا، جب وہ کھانے لگے آپ نے انہیں کہا فقیرو (حضرت قریشیؒ مریدوں کو فقیر کہتے تھے) تمہارے

www.besturdubooks.wordpress.com

سامنے جو روٹی پڑی ہے اس کے لئے ہل چلایا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر بیج ڈالا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو پانی دیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو کاٹا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم بھوسے سے الگ کی گئی تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو پیسا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر آٹا گوندھا گیا وضو کے ساتھ، پھر روٹی پکائی گئی وضو کے ساتھ، پھر آپ کے سامنے کھانا لاکر رکھا گیا وضو کے ساتھ۔'' کاش کہ تم وضو کے ساتھ اسے کھا لیتے''

کھانے کے آداب

اب سوچیں کہ جو لقمہ ہمارے سامنے آتا ہے وہ کتنے مراحل سے گزر کر آتا ہے۔ اللہ رب العزت کو وہ بندہ بڑا پسند ہے جو اس نعمت کی قدر کرے۔ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کھانا کھاتے تھے نہایت عجز کے ساتھ کھاتے تھے متکبر لوگوں کی طرح اوٹ لگا کر چل پھر کر نہیں کھاتے تھے۔ بیٹھ کے کھاتے تھے جیسے کسی آقا کے سامنے اس کا غلام ادب سے بیٹھ کر کھایا کرتا ہے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ بیٹھ کے کھایا کرتے تھے۔ بندہ کھانا کھائے دل میں نعمت کا احساس ہو کہ یا اللہ یہ تیری نعمت ہے۔

عبرت انگیز واقعہ

اخبار میں ایک دفعہ پڑھا کہ فلاں فلاں ملک کا آدمی ہے جو کروڑ پتی ہے۔ اس نے اخبار میں اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر میرا علاج کر دے حتی کہ میں ایک چپاتی کھانے قابل ہو جاؤں تو میں اس کو اتنے اتنے کروڑ روپیہ دوں گا۔ کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کو تیار ہے لیکن صحت ساتھ نہیں دیتی کہ ایک دن میں ایک روٹی کھانے قابل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحت دی ہے کہ ہم اپنی ضرورت کے مطابق کھاتے

www.besturdubooks.wordpress.com

پیتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہم سوچیں کہ کیا ہم نے اس کی بندگی کا حق ادا کیا یا نہیں کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور واقعہ

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا فرمائی انسانوں پر بھی، حیوانوں پر بھی، پرندوں پر بھی، ہوا پر بھی، پانی پر بھی، سب پر حکومت عطا فرمائی، ایک دن سلیمان علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ میں تیری مخلوق کی دعوت کرنا چاہتا ہوں، فرمایا بہت اچھا کرو۔ یا اللہ! میں جو کھانا تیار کروں ضائع نہ ہو۔ فرمایا ضائع نہیں ہوگا۔ سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو حکم دیا کہ کھانا تیار کرو جنوں نے بہت بڑی بڑی دیگیں بنائی اور ان میں کھانا تیار کرنا شروع کر دیا۔ پکاتے رہے اور کئی سال تک وہ جمع کرتے رہے۔ حتی کہ سلیمان علیہ السلام کے دل میں بات آئی کہ یہ کھانا ساری مخلوق کے لئے کافی ہوگا۔ دل میں تسلی ہوگئی عرض کیا یا اللہ! اب میں تیری مخلوق کو کھانا کھلانا چاہتا ہوں فرمایا کھلاؤ۔ یا اللہ خشکی کی مخلوق کو کھلاؤں یا تری کی مخلوق کو فرمایا۔ سمندر کے قریب ہو لہٰذا پانی کی مخلوق کو پہلے کھلا دو۔ سمندر سے ایک مچھلی تیرتی ہوئی آئی اور اس نے منہ کھول دیا اب جنوں نے اس کے منہ میں دیگیں الٹنا شروع کر دیں۔ الٹتے گئے جتنی دیگیں پکائی تھیں وہ ساری کی ساری دیگیں ختم ہو گئیں اتنی بڑی مچھلی۔ جی ہاں اتنی بڑی مچھلیاں ہوتی ہیں۔ بعض مچھلیاں تو اتنی بڑی ہوتی ہیں کہ جہاز ان کو زمین سمجھ کر لنگر انداز ہو جاتے ہیں۔

ذاتی واقعہ

آپ دیکھئے بیرون ملک جانے والا ہوائی جہاز اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس کے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

پانچ چھ سومسافرآ جاتے ہیں۔ پھر وہ اتنا اونچا اڑ رہا ہوتا ہے کہ جب ہم اسے دیکھتے ہیں تو ایک پرندے کی طرح نظر آتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ پیرس سے پرواز کی دوسرے کسی دوسرے ملک جاتا تھا، راستے میں سمندر پڑتا تھا تو جہاز میں بیٹھے ہوئے میں نے نیچے سمندر میں دیکھا تو مجھے مچھلیاں ٹیوٹا کرولا کار کے برابر نظر آئیں، میں حیران ہوا کہ زمین سے اگر اس ہوائی جہاز کو میں دیکھتا ہوں تو پرندے کے برابر نظر آتا ہے تو کتنی بڑی مچھلیاں ہوگی جو جہاز سے بیٹھے ہوئے کار کے برابر نظر آرہی ہیں۔ واقعی وہیل مچھلی اور شارک مچھلی بہت بڑی ہوتی ہے۔ اب سوچئے کہ سلیمان علیہ السلام کے جنوں نے اس مچھلی کو ساری خوراک ڈال دی تو بھی اس مچھلی کا منہ کھلا رہا۔ سلیمان علیہ السلام حیران ہوئے کہ یا اللہ وہ سارا کھانا ختم ہوگیا۔ مچھلی سے پوچھا! تو نے اتنا کھایا..... وہ کہنے لگی میں اس پاک پروردگار کی تعریف کرتی ہوں اے اللہ کے پیارے نبی! جتنا لقمہ آپ نے مجھے کھلایا اللہ تعالیٰ اس سے تین گنا بڑا لقمہ روزانہ کھلایا کرتے ہیں۔ اللہ اکبر۔

رزق کی تقسیم

اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی مخلوق ہے پھر بھی وہ ہمیں رزق دینا نہیں بھولتا۔ اس لئے اگر کھانے میں کوئی سڑی سبزی بھی آجائے تو یہ نہ دیکھیں کہ کھانے کو سبزی ملی بلکہ یہ دیکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے رزق کو تقسیم کیا تو ہمیں یاد رکھا۔ یہ اس مالک کی مہربانی ہے۔ تو روزہ کا اصل مقصد ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس پیدا کرتا ہے تاکہ پرہیزگاری پیدا ہو۔

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

www.besturdubooks.wordpress.com

اہمیت نماز

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

درس قرآن کے آداب

ہر محفل اور مجلس کے آداب ہوتے ہیں یہ درس قرآن کی محفل ہے اس کے بھی کچھ آداب ہیں۔ مستورات جتنا ہمہ تن متوجہ ہو کر بیٹھیں گی۔ جتنا اطمینان اور سکون کے ساتھ بات کو سمجھیں گی اتنا ہی فائدہ ہوگا۔ بارش خواہ کتنی ہی موسلا دھار کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی برتن الٹا پڑا ہو تو اس کے اندر پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں آتا۔ یہ بارش کا قصور نہیں ہوتا یہ برتن کا قصور ہوتا ہے کہ اس کا رخ ٹھیک نہیں تھا۔ درس قرآن کی محفل پر اللہ تعالیٰ کی کتنی ہی رحمتیں برستی ہوں جو عورت ہمہ تن متوجہ نہیں ہوگی اس کے دل کا برتن الٹا ہوگا تو وہ رحمت سے محروم رہے گی۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھیں زندگی میں ایسے مواقع بہت کم آتے ہیں کہ جب انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو ہمہ تن متوجہ اور طالب صادق

www.besturdubooks.wordpress.com

بن کر سنتا ہے۔ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ جس کو طلب ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی امیدیں پوری فرمادیں گے۔

محفل کے آداب

اگر چھوٹے بچے (رونے والے) ہوں تو مستورات ان کو پہلے ہی ذرا پیچھے لے کر بیٹھیں۔ تاکہ دوسری عورتیں ڈسٹرب (Disturb) نہ ہوں۔ دو تین عورتوں کی ایک جماعت ایسی بن جائے جو آنے والی عورتوں کو بٹھائے۔ درمیان میں شور وغل کا ہونا، بات چیت کا ہونا، محفل کے اثرات کم کرتا ہے، لہٰذا آپ سب کی سب خواتین سہولت اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ یہ ایک گھنٹہ ہمہ تن متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بات سنی ہے۔ انشاء اللہ دل میں یہ نیت لے کر بیٹھیں گی تو جیسی نیت ہوتی ہے ویسی مراد والا معاملہ ہوگا۔

مرضی کی زندگی

انسان اس دنیا میں نہ اپنی مرضی سے آیا ہے نہ اس دنیا سے واپس اپنی مرضی جاتا ہے اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ درمیانی وقفے میں اپنی مرضی کی زندگی بسر کرے۔ بلکہ جس خالق و مالک نے اسے بھیجا ہے اور جس کے حکم سے یہ واپس جائے گا اگر اس کے حکموں کے مطابق زندگی گزارے گا تو فلاح پائے گا۔ مقصد زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

اللہ کا قرب کیسے حاصل ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے لئے اپنے قرب اور معرفتوں کے دروازوں کو کھول دیا اسی طرح عورتوں کے لئے بھی اپنے قرب کے دروازوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

کھول دیا ہے۔ جو عورت چاہے کہ مجھے اللہ رب العزت کی معرفت نصیب ہو جائے تو وہ عورت شریعت وسنت کے طریقوں پر عمل کرنے لگ جائے، اللہ رب العزت اس کو معرفت کا نور عطا کر دیں گے۔

ضروری راستہ

اللہ تعالیٰ کی ایسی نیک بندیاں اس دنیا میں گزری ہیں کہ جنہوں نے نیکی، عبادت اور پرہیزگاری کو اپنایا تو رب العزت نے انہیں دنیا میں اونچا مقام عطا فرمایا۔ قرب الٰہی کا راستہ نہ صرف مردوں کے لئے طے کرنا ضروری ہے بلکہ عورتوں کے لئے بھی طے کرنا ضروری ہے۔

دنیا و آخرت کی زندگی

اللہ رب العزت نے مردوں کے لئے بھی احکام بتلا دیئے عورتوں کے لئے بھی احکام بتلا دیئے۔ ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ اللہ رب العزت کی عبادت کرتے ہوئے زندگی گزاریں۔ یہ دنیا بہر کیف ختم ہونے والی ہے۔ ایک بزرگ نے کتنی اچھی بات کہی کہ اے دوست! جتنا تو نے دنیا میں رہنا ہے اتنا دنیا کے لئے کوشش کر لے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے تو اتنا آخرت کے لئے کوشش کر لے۔ یہ سچی بات ہے کہ دنیا میں انسان نے سو یا پچاس سال زندہ رہنا ہو گا مگر آخرت میں اس نے ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں اور کھربوں سال بلکہ لامحدود سال زندہ رہنا ہو گا۔

آخرت کی زندگی کتنی ہے؟

علماء کرام نے کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر زمین و آسمان کے درمیان جتنا بھی خلا ہے اس کو رائی کے دانوں سے بھر دیا جائے اور ایک پرندہ ہزار سال کے بعد ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دانہ کھائے پھر ہزار سال کے بعد دوسرا دانہ کھائے پھر ہزار سال کے بعد تیسرا دانہ کھائے تو ایک وقت آئے گا کہ زمین و آسمان کے درمیان جتنے بھی رائی کے دانے ہیں یہ سب ختم ہو جائیں گے مگر آخرت کی زندگی کبھی ختم نہیں ہوگی۔

دنیا آخرت کے سامنے ڈیڑھ دو منٹ ہے

مفسرین نے لکھا ہے کہ آخرت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ دنیا کے سو سال کا حساب لگائیں تو آخرت کے ڈیڑھ، دو منٹ کے برابر بنتے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ انسان ڈیڑھ دو منٹ کی لذتوں کی خاطر آخرت کا عذاب اپنے ذمے لے لیتا ہے۔

متقی کا ٹھکانہ جنت ہے

فرمایا۔ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات میں پڑنے سے بچالیا۔ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى پس بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔

انسان چند روز کا مہمان ہے

انسان دنیا میں چند روز کا مہمان ہے۔ یہ دنیا ایک سرائے کی مانند ہے۔ ایک بچہ پیدا ہوتا ہے کچھ عرصے کے بعد لڑکپن کے دور میں سے گزرتا ہے، پھر جوانی کے دور سے گزرتا ہے، پھر بڑھاپے کے دور میں سے گزرتا ہے حتی کہ موت آجاتی ہے۔

اللہ کے منکر ہیں مگر موت کا منکر کوئی نہیں

اس دنیا میں اسلام کے منکر تو مل جائیں گے اللہ کے منکر تو مل جائیں گے لیکن اس دنیا میں موت کا منکر کوئی نہیں مل سکتا۔ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس نے بالآخرت

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک دن آنا ہے انسان دنیا میں جتنا بھی زندہ رہے بالآخر اس نے مرنا ہے۔

عجیب واقعہ

ایک بادشاہ نے بڑی چاہت سے اپنا محل بنوایا، تعمیری کام کے لئے اپنے خزانے کے دروازے کھول دیئے، جو چیز اس کو محسوس ہوئی کہ اچھی نہیں بنی اسے دوبارہ بنوایا۔ حتی کہ بادشاہ کی نظر میں وہ محل اتنا خوبصورت تھا کہ اس میں کوئی بھی خامی نہ بچی تھی۔ بادشاہ نے اپنی رعایا میں اعلان کروا دیا کہ جو کوئی اس محل میں نقص نکالے میں اس کو انعام دوں گا۔ لوگ آتے محل کو دیکھتے، انہیں اس میں کوئی عیب نظر نہ آتا۔ چنانچہ کئی دن اسی طرح گزر گئے لوگ آ کر دیکھتے رہے اور واپس جاتے رہے، کسی کی ہمت نہ تھی کہ بادشاہ کے بنے ہوئے محل میں کوئی نقص نکالتا۔ ایک اللہ والے کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے بادشاہ کی یہ بات سنی وہ بھی محل دیکھنے کے لئے آئے۔ محل دیکھنے کے بعد بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے اور کہنے لگے۔ بادشاہ سلامت! مجھے آپ کے محل میں دو عیب نظر آئے ہیں۔ بادشاہ حیران ہوا کہ ساری دنیا کو میرے محل میں عیب نظر نہ آیا، اس بوڑھے کو میرے محل میں کون سے عیب نظر آ گئے۔ چنانچہ اس نے پوچھا، بتاؤ کون کون سے عیب ہیں؟ تو وہ اللہ والے کہنے لگے۔ بادشاہ سلامت! اس میں دو عیب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گا اور دوسرا عیب یہ ہے کہ تو بھی اس میں ہمیشہ نہیں رہے گا ایک نہ ایک دن تجھے بھی یہ محل چھوڑنا پڑے گا۔

دنیا پردیس ہے

دنیا میں انسان جتنی لمبی امیدیں باندھ لے جتنے اچھے کاروبار کر لے جتنے خوبصورت مکان بنا لے بالآخر اسے دنیا کو چھوڑ کر جانا ہوگا۔ اس لئے حدیث پاک

www.besturdubooks.wordpress.com

میں فرمایا گیا۔ کن فی الدنیا کانک غریب تو دنیا میں اس طرح رہ جیسے کوئی پردیسی ہوتا ہے یا راستہ چلنے والا مسافر ہوتا ہے۔

تین پیٹ

ہم عالم ارواح سے چلے کچھ عرصہ کے لئے اپنی ماں کے پیٹ میں ٹھہرے پھر وہاں سے زمین و آسمان کے پیٹ میں آئے۔ کچھ عرصہ یہاں زندگی گزاریں گے بالآخر ہمیں زمین کے پیٹ میں جانا پڑے گا۔ جب وہاں سے کھڑے ہوں گے تو روز محشر ہوگا اللہ تعالیٰ انسان کے اعمال کے بارے میں سوال فرمائیں گے پھر اگر یہ انسان نیک ہوگا تو جنت میں جائے اور اگر برا ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔

قبر کا پیپر

دنیا کی زندگی ایک امتحان کی تیاری کی مانند ہے۔ اس امتحان کے دو پرچے ہوں گے اور ان پرچوں کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتلا بھی دیا ہے کہ پہلا پرچہ قبر میں ہوگا جس میں ہم سے تین سوال پوچھے جائیں گے اور تینوں کا جواب دینا لازمی ہوگا۔ پہلا سوال پوچھا جائے گا من ربک تیرا رب کون ہے؟ پھر دوسرا سوال پوچھا جائے گا من نبیک تیرا نبی کون ہے؟ اور تیسرا سوال پوچھا جائے گا ما دینک تیرا دین کیا ہے؟ یہ تین سوال پوچھا جائیں گے اور ان تینوں کے جواب دینا بھی لازمی ہوگا۔ اگر سنٹ پرسنٹ نمبر نہ ہوئے تو وہ انسان فیل ہو جائے گا۔ تینوں کا جواب دینا ضروری ہوگا۔ الحمد للہ یہ (۸) پیپر آؤٹ (OUT) ہو چکا ہے۔ آج ہمیں اس پیپر کے بارے میں معلوم ہے کہ قبر کے اندر ہم سے تین سوال کونسے پوچھے جائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہم پر احسان فرمایا کہ وقت سے پہلے سوالات بتادیئے تاکہ ہم تیاری کرسکیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قبر کے پیپر کا جواب کون دے سکے گا

قبر میں سوالات کا جواب وہ انسان دے سکے گا جو اللہ رب العزت کے حکموں پر چلنے والا ہوگا۔ جو انسان حرام مال کھانے والا، رشوت لینے والا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو چھوڑ کر دھن دولت کمانے والا ہوگا۔ ان انسانوں کی زبانوں سے یہ نہیں نکلے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔ اسی طرح جو انسان رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والا ہوگا وہ بتائے گا کہ میرے پیغمبر رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اگر سنت کی خلاف ورزی کرتا ہوگا، رسم ورواج کی پابندی کرتا ہوگا تو یہ انسان صحیح جواب نہیں دے سکے گا۔ اسی طرح جو انسان اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارے گا وہ تو جواب دے گا کہ میرا دین اسلام ہے ورنہ اس آدمی کی زبان بند رہے گی۔ چنانچہ قبر کے اندر انسان کا پہلا پیپر ہوگا اگر اس میں کامیاب ہوگیا تو قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جائے گا اور اگر اس میں ناکام ہوگیا تو قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا جائے گا۔

انسان کا B پیپر

پھر یہ انسان قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور کھڑا کیا جائے گا وہاں اس کا بی (B) پیپر لیا جائے گا۔ اس پیپر میں چار سوال پوچھے جائیں گے سب سے پہلے پوچھا جائے گا اے میرے بندے تو نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟ پھر دوسری بات پوچھی جائے گی کہ تو نے اپنی جوانی کیسے گزاری؟ تیسری بات پوچھی جائے گی تو نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور چوتھی بات پوچھی جائے گی کہ تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ بنی آدم کے پاؤں اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے جب تک ان سوالوں کا جواب نہیں دے گا۔ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے دونوں پرچوں کے سوالات بتا دیئے اب ان کی تیاری کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم ان سوالات کا

www.besturdubooks.wordpress.com

جواب اپنے دل میں بٹھالیں تا کہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں۔

موت کا وقت کب آئے گا؟

یہ باتیں ہمیں اچھی طرح سمجھ آسکتی ہیں لیکن من کی آنکھ کھولنے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی انسان آنکھوں پر پٹی باندھ لے اور خواہشات اس کو اندھا بنادیں تو وہ جو مرضی دنیا میں کرتا رہے ہم آج کل آج کل کرتے رہتے ہیں۔ نیکی کا وقت آئے تو عام طور پر لڑکیاں کہتی ہیں کہ اچھا میں نمازیں پڑھ لوں گی کونسی میں دادی اماں بن گئی ہوں۔ لڑکی یہ بات اس لئے کرتی ہے کہ ابھی تو مجھے دنیا میں بہت رہنا ہے، ابھی تو میری عمر پندرہ سولہ سال ہے، ابھی تو میری شادی ہوگی، بچے ہوں گے پھر میرے بال سفید ہوں گے، میں بوڑھی ہوں گی پھر کہیں جا کر میری موت کا وقت آئے گا۔ یہ سب کا سب دھوکہ ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ بوڑھوں کو بھی موت آتی ہے، جوانوں کو بھی موت آتی ہے، بچوں کو بھی موت آتی ہے اور بڑوں کو بھی موت آتی ہے۔ کتنی دفعہ معصوم بچے اپنی ماؤں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ موت کا وقت متعین ہے۔ کون جانتا ہے کہ موت کا وقت کب آئے گا؟ اس لئے ہر وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟

چند نوجوان صحابہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ انسانوں میں سب سے زیادہ عقل مند اور سمجھ دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو موت کو کثرت سے یاد کرنے والا ہو اور جو موت کے لئے کثرت سے تیاری کرنے والا ہو۔ یہ ہیں عقل مند لوگ، یہی دنیا کی شرافت اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔ انسان کل کی امید میں نہ رہے بلکہ آج ہی جو کچھ کرنا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کرلے، اپنے مولا کو راضی کر لے تا کہ اس کے نامہ اعمال سے گناہ دھل جائیں اور اللہ رب العزت کے پسندیدہ بندوں میں وہ شامل ہو جائے۔

مہلت زندگی کا عجیب واقعہ

مہلت زندگی کو سمجھانے کے لئے ایک واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کا باغ تھا اور اس باغ کے کئی حصے تھے اور ہر ہر حصے میں پھل لگے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ اس باغ سے پھل توڑ کر لاؤ۔ اگر تم اچھی قسم کے پھل توڑ کر لے آئے تو میں تم سے خوش ہوں گا اور تمہیں انعام دوں گا۔ لیکن میری ایک شرط ہے کہ جس حصے سے ایک دفعہ گزر جاؤ گے اس میں تمہیں دوبارہ واپس آنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس آدمی نے ٹوکری ہاتھ میں لی اور باغ میں داخل ہوا، اس نے دیکھا کہ پہلے حصے میں بہت اچھے پھل لگے ہوئے تھے دل میں آیا کہ یہاں سے پھل توڑ لوں پھر سوچا کہ اگلے حصے میں دیکھ لیتا ہوں۔ جب اگلے حصے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں بہت اچھے پھل لگے ہوئے ہیں دل میں خیال آیا کہ یہاں سے پھل توڑ لوں پھر سوچا کہ اگلے حصے میں جا کر توڑ لوں گا ہو سکتا ہے کہ وہاں اور بہتر ہوں۔ جب وہاں جا کر دیکھا تو اور بہتر پھل لگے ہوئے تھے دل میں خیال آیا کہ یہاں سے پھل توڑ لوں پھر سوچا کہ اگلے حصے میں سے جا کر توڑ لوں گا ہو سکتا ہے کہ وہاں اور بہتر ہوں۔ جب وہاں جا کر دیکھا تو اور بہتر پھل لگے ہوئے تھے دل میں خیال آیا یہاں سے پھل توڑ لوں پھر سوچنے لگا نہیں میں اپنی ٹوکری میں سب سے بہترین پھل لے کر جاؤں گا لہٰذا اس سے بھی اگلے حصے کو دیکھتا ہوں۔ جب اگلے حصے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اس حصے کے درختوں پر پھل ہی نہیں لگے ہوئے تھے وہاں رونے کھڑا ہو گیا کہ اب میں واپس تو جا سکتا نہیں کاش مجھے پتہ ہوتا تو میں پہلے حصوں میں سے پھل توڑ لیتا آج میری ٹوکری خالی تو نہ ہوتی۔ اے انسان! تیری زندگی کی مثال

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے ہی ہے تیرا ہر دن تیرے لئے باغ کا حصہ ہے تو اس میں پھلوں کو توڑ سکتا ہے یعنی نیکی کما سکتا ہے، لیکن انسان یہی سوچتا ہے کہ میں آج نہیں کل نیکی کرلوں گا اور یہی آج کل کرتے کرتے بالاخر انسان کو موت آجاتی ہے، پھر اسے اتنی مہلت بھی نہیں ملتی کہ اپنے گھر والوں کو وصیت کرے۔ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ موت آجاتی ہے تو نہ ایک لمحہ آگے نہ ایک لمحہ پیچھے ہوتی ہے۔ بس انسان کو اپنے وقت پر جانا ہوتا ہے۔ اگر پانی کا پیالہ ہاتھ میں ہو تو اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ پانی کا پیالہ پی لے۔ حتی کہ آدھا سانس اندر ہوتا ہے آدھا باہر ہوتا ہے اور وہیں اس کی روح کو قبض کرلیا جاتا ہے۔

زندگی کس لئے ملی ہے؟

موت کے لئے ہر وقت تیاری کی ضرورت ہے زندگی ہمیں اچھے مکان بنانے کیلئے نہیں ملی۔ دنیا کی زندگی ہمیں مال پیسے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کیلئے نہیں ملی۔ بلکہ اللہ رب العزت کی بندگی کرنے کیلئے ملی ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا

ہاں اگر اللہ رب العزت کسی کو مال و دولت بھی عطا فرمادے تو وہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کرے نیکی کمانے میں خرچ کرے۔ عام طور پر دیکھا گیا کہ عورتوں کو جتنا شوق زیور بنانے کا ہوتا ہے اتنا زکوٰۃ دینے کا نہیں ہوتا۔ غفلت کرلیتی ہیں۔ قیامت کے دن زیورات کو اس کے لئے جہنم کی آگ کے اندر گرم کیا جائے گا۔ سلاخیں بنادی جائیں گی۔ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ان کی پیشانیوں کو داغا جائے گا پھر ان پہلوؤں کو داغا جائے گا پھر ان کی پیٹھ کو داغا جائے گا اور کہا جائے هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کرلیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ پس تم اس کے جمع کرنے کا مزا چکھ لو۔

زیورات یا سانپ بچھو

اے میری بہن یہ تیری زیورات کل تیرے لئے سانپ اور بچھو بن جائیں گے، اگر زکوۃ ادا نہ کی تو یہ ہار تیرے گلے کا سانپ بن جائے گا، یہ انگوٹھی تیرے لئے بچھو بن جائے گی۔ یہ سارے کے سارے زیورات سانپ اور بچھو ہیں۔ اگر تو زکوۃ ادا نہیں کرتی تو پھر سوچ لے کہ یہ سانپ اور بچھو تجھ سے قیامت کے دن لپٹ جائیں گے پھر کیا معاملہ ہوگا؟

ادائے زکوۃ کا آسان طریقہ

اگر عورت روزمرہ اخراجات میں سے تھوڑی سی بچت کرتی رہے تو سال کے بعد زکوۃ دینی آسان ہوتی ہے۔ نیک عورتوں کا یہی معمول ہوتا ہے۔

عورتوں کے نماز نہ پڑھنے کے بہانے

عورتیں معمولی وجوہات کی بنا پر فرض نمازوں کو چھوڑ دیتی ہیں۔ کبھی یہ بہانہ کہ مہمان آئے ہوئے تھے میں تو چائے بنانے میں لگی ہوئی تھی، میں کیسے نماز پڑھتی؟ کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ بچے نے پیشاب کر دیا، میں کیسے نماز پڑھتی؟ کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں، میں کیسے نماز پڑھتی؟ کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے بعد میں نماز پڑھ لوں گی۔ چنانچہ دیکھا گیا کہ ان بہانوں کی وجہ سے نماز پڑھنے میں سستی کرتی ہیں۔

نماز چھوڑنے کی سزا

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس نے جان بوجھ کر ایک نماز کو قضاء کر دیا اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم دیتے ہیں جو اسکا نام جہنم کی آگ کے بنے ہوئے دروازوں میں سے ایک دروازے پر لکھ دیتا ہے۔ اب اس انسان کو آگ کے بنے ہوئے دروازے میں سے گزرنا پڑے گا اس قصور کی وجہ سے کہ اس نے جان بوجھ کر نماز قضا کی۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس کی ایک نماز قضا ہوگئی تو ایسے ہی ہے جیسے اس کے گھر کو آگ لگ گئی۔ اسکے بیوی بچے سب اس میں جل کے مر گئے۔ جتنا نقصان اس شخص کا ہوتا ہے اس سے زیادہ نقصان اس شخص کا ہوتا ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے۔

نماز اور کفر

حدیث پاک میں فرمایا گیا من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑا گویا وہ تو کافر ہی ہوگا۔ نماز چھوڑنا گو کفار والا عمل ہے تاہم وہ انسان مسلمان ہی رہتا ہے لیکن سوچنے کی بات ہے کہ نماز کا چھوڑنا اللہ تعالیٰ کو کس قدر ناپسند ہے۔

عجیب بات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایک بے نمازی کی نحوست چالیس گھروں تک جاتی ہے۔ اب سوچئے جس گھر میں بے نمازی رہتا ہوگا اس گھر میں نحوست کا کیا عالم ہوگا؟ اور اگر کسی گھر کی ساری کی ساری عورتیں بے نمازی ہوں گی تو پھر نحوست کا کیا عالم ہوگا؟ اسی لئے آج عورتیں روتی پھرتی ہیں کہ گھر میں برکت نہیں ہے۔ پتہ نہیں کیا بات ہے ہر بچہ افلاطون بنا ہوا ہے کوئی بچہ بات سننے کے لئے راضی نہیں، کبھی یہ کہتی ہیں کہ اولاد نافرمان بن گئی ہے، کبھی یہ کہتی ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان بنتی نہیں ہے، یہ سب نماز نہ پڑھنے کی نحوست ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ

(نماز برائی سے اور فحش کاموں سے روکتی ہے)

انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قلعے میں آجائے۔

ہر صورت میں نماز پڑھنی ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لکھتے ہیں کہ بے نمازی آدمی کو مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کرنا چاہیے۔ اب سوچئے کہ یہ بزرگ تو بے نمازیوں کے بارے میں یہ کہیں اور ہمارے کان پر جوں بھی نہ رینگے۔ میری بہن ہر نماز فرض ہے۔ ہاں عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے جن دنوں کی نمازیں معاف کردیں تو وہ تو معاف ہوگئیں۔ اس کے علاوہ تو نمازیں پڑھنی ہیں بچوں والی ہیں تو بھی پڑھنی چاہیے، بغیر بچوں کے ہیں پھر پڑھنی چاہیے، تعلیم والی ہیں پھر بھی پڑھنی چاہیے۔

اگر گھر میں زیادہ لوگ رہتے ہیں اور ان کے کھانے کا بندوبست کرنا ہے پھر بھی نماز پڑھنی چاہیے، اگر گھر میں مہمان آگئے پھر بھی پڑھنی چاہیے۔ الحمدللہ جو نماز پڑھنے والی عورتیں ہیں وہ ان تمام مصروفیات کے باوجود نماز کے لئے وقت نکال لیتی ہیں۔ وہ بچوں کو پالتی ہیں گھر کے کام کرتی ہیں وہ صفائی بھی کرتی ہیں گھر کو بھی سنوارتی ہیں لیکن نماز کے وقت پر نماز پڑھتی ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ یہ اللہ رب العزت کا فریضہ ہے جو ادا کرنا ہے۔ اگر اسکی اہمیت دل میں بیٹھ جائے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ نماز قضا ہوجائے بھلا ہم کھانا قضا نہیں کرتے تو نماز قضا کیوں کرتے ہیں؟ یہ تو اللہ رب العزت کا حکم ہے جو اس نے ہم پر لازم فرمادیا چنانچہ ہر انسان کو نماز پڑھنی ضروری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز کس پر فرض ہے؟

جس کو اللہ تعالیٰ نے عاقل بنا دیا، بالغ بنا دیا، جس نے کلمہ پڑھ لیا نماز اس کے اوپر فرض ہوگئی۔ کوئی اس سے بری نہیں کہ کوئی یہ کہے کہ میں اب نماز نہیں پڑھوں گا۔

قضا نماز کیسے پڑھیں؟

اپنی پہلی زندگی کی جتنی نمازیں قضا ہوگئیں ان نمازوں کی آج قضا پڑھ لینا ضروری ہے۔ کتنی عورتوں کو دیکھا گیا کہ جب ان کو بات سمجھ آجاتی ہے وہ قضاء نمازیں پڑھنے لگ جاتی ہیں بلکہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھ لیتی ہیں۔ فجر سے پہلے فجر کی پڑھ لی، ظہر کے ساتھ ظہر کی پڑھ لی، یعنی ایک تو ظہر کی نماز ادا کی اور ایک اس سے پہلے جو ظہر قضا ہوئی تھی وہ قضا کر لی۔ چنانچہ ایسے سننے میں آیا کہ بعض مستورات نے اپنی زندگی کی بارہ بارہ سال کی قضا نمازیں پڑھیں الحمد للہ ان کے سر کا بوجھ دور ہو گیا۔

زیادہ قضا نمازیں کیسے پڑھیں؟

اے بہن تو اپنی زندگی کی نمازوں کا حساب کر لے، اگر تو اپنی بلوغت سے نماز ادا نہیں کرتی تھی سستی کر جاتی تھی تو بیٹھ کر اندازہ لگا کہ تیری کتنی نمازیں چھوٹ گئی ہوں گی جو تجھے پڑھنی لازمی تھیں اور تو نے ان نمازوں میں سستی کر لی۔ تو انہیں قضا کر لے، یہ دو مہینے کی بنیں دو سال کی بنیں جتنی مرضی بنیں۔ آج وقت ہے آسانی سے ادا کر لے گی۔

بے نمازی کی سزا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی بے نمازی عورت قبر میں جائے گی تو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت اس کے اوپر ایک سانپ کو مسلط فرما دیں گے۔ وہ گنجا ہوگا اور نہایت ڈراؤنا ہوگا، وہ اژدھا پھونک مارے گا تو اس بے نمازی عورت کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹیں گی زہر کی وجہ سے اس کو تکلیف ہوگی، جیسے ہمیں اگر کوئی بھڑ کاٹے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ اژدھا کاٹے گا تو پھر کتنی تکلیف ہوگی۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

سوچنے کی بات

سوچنے کی بات ہے کہ قبر میں عورت اکیلی ہوگی کوئی رشتے دار نہیں ہوگا کوئی اس کی فریاد سننے والا نہیں ہوگا۔ یہ پکارے گی مگر اس کی فریاد کو پہنچنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ وہاں اکیلی ہوگی یہ بے چاری کسی چھپکلی کو دیکھ لے تو اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے جب اس کی قبر میں سانپ ہوگا اژدھا ہوگا جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ ڈراؤنا بھی ہوگا، وہاں اس کا حال کیا ہوگا۔

قبر کا خوفناک فرشتہ

احادیث میں فرمایا گیا کہ ایک فرشتے کو اللہ تعالیٰ بے نمازی پر مسلط فرما دیں گے جس کے لمبے لمبے ناخن ہوں گے لمبے لمبے دانت ہوں گے اس کی آنکھوں سے اتنی وحشت ٹپکتی ہوگی کہ ہیبت طاری ہو جائے گی۔ اس کی ناک سے دھواں نکلتا ہوگا اور اس کا جسم سیاہ ہوگا۔ ڈراؤنی شکل ہوگی، لمبے لمبے بال ہوں گے، وہ فرشتہ اپنے ہاتھ اس کی طرف بڑھائے گا اور وہ چیخیں مارے گی۔ دنیا میں یہ عورت خاموشی سے ڈرنے والی تھی، یہ تو ذرا تیز ہوا چلنے سے ڈر جاتی تھی، یہ تو دروازے کے ہلنے سے ڈر جاتی تھی، یہ تو اتنی ڈرپوک تھی وہاں قبر کے اندر اتنا ڈراؤنا فرشتہ ہوگا کہ پتے پانی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جائیں گے۔ سوچیں تو سہی وہاں اس کا کیا عالم ہوگا ڈر رہی ہوگی خوف آ رہا ہوگا۔ رونے کے باوجود وہاں اس کی فریاد سننے والا کوئی نہیں ہوگا۔ وہ فرشتہ ایسا ہوگا کہ اس کے دل میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی، اسکے ہاتھ میں گرز ہوگا وہ اسے آنکھیں دکھائے گا، وہ اپنے دانت نکالے گا اور اپنے ناخن اس کی طرف بڑھائے گا حتی کہ اس کو گرز مارے گا۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ یہ عورت ستر ہاتھ زمین کے اندر دھنس جائے گی پھر نکلے گی وہ پھر گرز مارے گا یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

اگر فجر کی نماز قضا کردی تو وہ فرشتہ فجر سے لے کر ظہر تک اس کو گرز مارتا رہے گا، پھر ظہر کی قضا کی تو ظہر سے لے کر عصر تک اس کو مارتا رہے گا، یہ میرے پیارے سردار ﷺ کے فرمان ہیں جو عورت یہ سمجھے کہ معلوم نہیں آگے کیا ہوگا۔ ہوگا یا نہیں ہوگا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی۔ اس کی بات جھوٹی ہے میرے سردار ﷺ کا فرمان سچا ہے۔ قبر میں ایسے ہی ہوگا ہاں آج اگر کسی کے دل میں شک ہے جو نہیں مانتا وہ اپنی موت کے بعد اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک سے یہ باتیں بتلا دیں ہیں اللہ رب العزت ہمیں اس کا یقین نصیب فرمادے۔

نماز کے فوائد

نماز میں خوبیاں کتنی ہیں۔ ایک تو انسان دن میں پانچ مرتبہ ہاتھ منہ دھولیتا ہے جس سے چہرے پر شگفتگی آتی ہے، چہرے پر رونق آتی ہے، انسان کے چہرے پر نور لگتا ہے۔ دوسرا جب انسان نماز پڑھتا ہے تو روحانی سکون ملتا ہے، دل میں تسلی ہوتی ہے کتنے غم کتنی پریشانیاں انسان بھول جاتا ہے۔ نماز میں کتنے ہی فوائد ہیں الحمد للہ......۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز کا اجر و ثواب

بعض احادیث میں آتا ہے کہ جس نے نہایت سکون کے ساتھ نماز پڑھی اللہ رب العزت جنت میں ایک فرشتے کو حکم فرماتے ہیں وہ فرشتہ جنت کے ایک دریا کے اندر غوطہ لگا کر باہر نکلتا ہے۔ اس کے پروں سے جتنے قطرے پانی کے ٹپکتے ہیں اتنی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

خوشی کی بات

کتنی خوشی کی بات ہے پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ چنانچہ جو عورتیں پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے والیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے کاموں میں برکت دے اور جو کوئی اس میں سستی کرنے والی ہیں ان کو چاہیے کہ وہ دل میں پکا اور مصمم ارادہ کر لیں کہ انشاءاللہ آئندہ ہم اللہ کے در پر جھکنا شروع کر دیں گی۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

جس نے اللہ تعالیٰ کے در پر جھکنا سیکھ لیا اسے در در کے دھکے نہیں کھانے پڑتے۔ میری بہن اللہ سے ڈر جا، اپنے مال پر فریفتہ نہ ہو، اپنی حیثیت پر ناز نہ کر۔ دنیا میں کتنی بار دیکھا گیا کہ گھر بیٹھے بٹھائے عورتیں ذلیل ہو جاتی ہیں، سروں سے دوپٹے اتر جاتے ہیں۔ جب اللہ رب العزت ناراض ہوتے ہیں تو دنیا میں دن بدلتے دیر نہیں لگا کرتی۔ جو تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں وہ تختے پر کھڑے ہوتے ہیں اللہ رب العزت کسی سے ناراض نہ ہو۔ اسی لئے فرمایا گیا وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کرنے پر آتا ہے اسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دن بدلتے دیر نہیں لگتی

میری بہن! تو نماز پڑھ کر اپنے اللہ کو راضی کر لے ورنہ اللہ رب العزت اگر ناراض ہو گئے تو تیرے دن بدلتے ہوئے تجھے پتہ ہی نہیں چلنا۔ تیرے دل کا سکون چھن جائے گا، تیری زندگی کی خوشیاں چھن جائیں گی، تو پھر روتی پھرے گی، تیرے بال بکھرے ہوں گے، چہرے پر اداسی چھائی ہوگی۔ آج اللہ تعالیٰ نے تجھے خوشیاں دیں ہیں تجھے صحت دی ہے آج تجھے اللہ رب العزت نے عزت دی ہے تو آج اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کر لے۔ اپنے اللہ کو راضی کر لے اسی لئے کسی نے کہا ہے۔

یہ خزاں کی فصل کیا ہے فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کردیں تو ابھی بہار آئے

جب اللہ کی رحمت کی نظر ہوتی ہے زندگیوں میں بہار آجاتی ہے اور جب وہ رحمت کی نظریں ہٹالیتا ہے زندگی میں خزاں آجاتی ہے۔

سچی توبہ اور قیمتی وقت

یہ مجالس اس لئے منعقد کی جاتی ہیں کہ ہم ان مجالس میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی باتوں کو سن کر اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرلیں۔ اب نئی اسلامی ایمانی قرآنی زندگی بسر کرنے کا دل میں ارادہ کرلیں اور ہم اس کو سوچیں کہ ہم آج نیکی کریں گے کل اللہ رب العزت کے ہاں سرخروئی نصیب ہوگی۔ جو وقت گزر چکا تو گزر چکا جو باقی ہے اس کو قیمتی بنانے کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ باقی وقت بھی ہمارا غفلت میں گزر جائے، ایسا نہ ہو کہ بقیہ وقت بھی ہمارا بد اعمالیوں میں گزر جائے، کیونکہ شیطان اور نفس ہر وقت انسان کو تباہ کرنے کے در پے ہوتے ہیں اور انسان دھوکے میں آکر لمبی لمبی امیدیں باندھتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز اور خطرناک باتیں

آج اگر خاوند اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اٹھ نماز پڑھ لے تو وہ آگے سے کہتی ہے تیرے لئے پڑھنی ہے جا تو پڑھ لے میں پڑھ لوں گی۔ کبھی یہ جواب دے گی تو نے میری قبر میں جانا ہے۔ کبھی یہ کہے گی جہنم میں جلنا ہے تو میں نے جلنا ہے تجھے کیا۔ میرے بہن ایسی خطرناک باتیں اس وقت زبان سے نکلتی ہیں جب اللہ رب العزت نے اپنا دروازہ تیرے لئے بند کیا ہوا ہوتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا، وہ تمہیں توفیق نہیں دیتا کہ تو اس کے در پہ جا کر جھک سکے کیونکہ اس کا دروازہ بند ہو چکا ہوتا ہے۔ تو سمجھ لے کہ اس شہنشاہ کا اور احکم الحاکمین کا دروازہ تیرے لئے بند ہو گیا تو پھر تیرا کیا بنے گا۔ تیرے جھولی خالی ہوگی اور تو قبر میں خالی ہاتھ پہنچے گی۔

وقت کی اہمیت

پھر تو قبر میں افسوس کرے گی کاش مجھے دنیا میں کچھ فرصت مل جاتی مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ اب پچھتانے کا کیا فائدہ زندگی کا وقت تو گزر چکا۔ اس لئے وقت کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت کا احساس کرنا ضروری ہے۔ جو دن گزر رہا ہے وہ ہماری زندگی میں لوٹ کر واپس نہیں آئے گا، اسی لئے نیک عورتیں ہر دن میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتی ہیں ہر رات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود رہتی ہیں اور اللہ کو مناتی ہیں۔ اللہ رب العزت اس کے بدلے ان کے دلوں کو منور فرماتے ہیں۔

حضرت فاطمہؓ کی عبادت کا واقعہ

سیدہ فاطمہ الزہرۃ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے، سردیوں کی لمبی رات

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، عشا کی نماز پڑھ کر انہوں نے دو رکعت نفل کی نیت باندھ لی قرآن، میں ایسی لذت ملی، دل میں ایسی چاشنی تھی قرآن پاک پڑھنے میں لطف آ رہا تھا۔ پڑھتی رہیں رکوع اور سجود میں لطف آ رہا تھا جی چاہتا ہی نہیں تھا کہ سجدے سے سر اٹھا لیں۔ چنانچہ جب دو رکعتیں مکمل کی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو دیکھا کہ سحری کا وقت ہونے والا ہے۔ رونے بیٹھ گئیں، کہنے لگیں یا اللہ تیرے راتیں کتنی چھوٹی ہوگئیں میں نے دو رکعت پڑھی اور تیری رات مکمل ہوگئی چنانچہ ان عورتوں کو راتوں کے چھوٹا ہونے کا شکوہ ہوا کرتا تھا۔

ہماری حالت کیا ہے؟

آج ہماری کیا حالت ہے کہ ساری ساری رات سو کر گزار دیتے ہیں، رات کے بارہ ایک بجے تک VCR اور TV (جو کہ حقیقتاً TB ہے) کے پروگرام ہمیں جگاتے ہیں۔ نیند کا وقت ایسا کہ اس میں فجر کی نماز بھی چلی گئی۔ اے بہن کاش کہ تیری فجر کی نماز ادا ہوتی، تیری باقی نمازیں پوری ہوتیں تاکہ تو اللہ کے پسندیدہ بندوں میں لکھی جاتی۔

زندگی کا محاسبہ کرلیں

آج وقت ہے کہ ہم اپنی زندگی کا محاسبہ کرلیں۔ تاکہ ہمارے دلوں میں بھی نیکی کا شوق پیدا ہوجائے۔ سلف صالحین کی عورتوں میں نیکی کا ایسا شوق ہوتا تھا کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرتی تھیں۔

رابعہؒ بصریہ کی دعائیں

رابعہؒ بصریہ اللہ تعالیٰ کی نیک بندی کے بارے میں آتا ہے کہ ایک رات تہجد کے لئے اٹھتی ہے، جب تہجد پڑھ لی تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا مانگنے لگیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ دن غروب ہو چکا رات آ چکی آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں، اے اللہ! دنیا کے بادشاہوں نے سب دروازے بند کر لئے تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتی ہوں وہ کتنی نیک ہستیاں تھیں جو رات کے آخری پہر میں اٹھ کر رب تعالیٰ سے اس کے رحم کو طلب کرتی تھیں۔

ماں کی دعائیں لگتی ہیں

جب ماں کی دعائیں بچوں کو لگتی تھیں تو پھر کوئی بچہ محمد بن قاسمؒ بنتا تھا، کوئی بچہ سلطان محمود غزنویؒ بنتا تھا، کوئی بچہ بایزیدؒ بسطامی بنتا تھا، کوئی جنیدؒ بغدادی بنتا تھا، کوئی بہاؤالدینؒ نقشبند بخاری بنتا تھا، یہ ماں کی دعائیں ہوتی تھیں جو بچوں کو بخت لگا دیتی تھیں۔

ماں کی دعائیں

آج ماں اپنے مقام سے واقف نہیں ہے لڑکی ماں تو بن جاتی ہے لیکن اسے ماں کے مقام کا پتہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ معصوم بچہ جو ابھی دودھ پینے والا ہے اور بالکل ناسمجھ ہے معصوم ہے، وہ اسکے پیچھے روتا ہے۔ یہ کسی کام میں مصروف ہو تو یہ اسے کوسنا شروع کر دیتی ہے۔ کبھی کسی چھوٹے بچے نے کوئی غلطی کر دی تو بدزبانی پر اتر آتی ہے۔ چھوٹے بچے کو کہتی ہے کہ تو تو مر جاتا تو اچھا تھا۔ اے بہن! تو ماں ہے تیری زبان سے جو الفاظ نکل رہے ہیں وہ سیدھا آسمانوں تک جاتے ہیں اور عرش کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ماں کی دعائیں اور بددعائیں اللہ کے حضور پیش ہوتی ہیں۔ تیری بددعا قبول ہوگئی تو پھر تیرا کیا بنے گا؟

ماں کی بددعا کا واقعہ

بزرگوں نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک معصوم بچہ رو رہا تھا ماں نے اسی طرح غصے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہہ دیا کہ تو مرجائے۔اللہ تعالیٰ کو جلال آ گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی بد دعا کو قبول فرما لیا مگر بچے کو اس وقت موت نہ دی جب وہ بچہ بڑا ہوا تو عین جوانی کے عالم میں وہ ماں باپ کی آنکھ کی ٹھنڈک بنا، ماں باپ کے دل کا سکون بنا، جو بھی اس بچے کی جوانی دیکھتا وہی حیران رہ جاتا۔ عین عالم شباب میں جب وہ پھل پک چکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو توڑ لیا۔

میٹھا رسیلا صاف سنہری جوان سا
اک سیب دھم سے فرش زمین پر ٹپک پڑا

اس کو موت دے دی۔اب وہی ماں رو رہی ہے کہ میرا جوان بیٹا بچھڑ گیا۔مگر اسے بتایا گیا کہ تیری یہ وہی دعا ہے جو تو نے بچے کے لئے مانگی تھی مگر ہم نے پھل کو اس وقت نہ کاٹا اسے پکنے دیا جب یہ پھل پک چکا اب اسے کاٹا ہے کہ تیرے دل کو اچھی طرح دکھ ہو۔اب کیوں روتی ہے یہ تیرے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ کتنی بار ایسا ہوتا ہے کہ ماں بد دعائیں کر دیتی ہے جب اپنے سامنے دیکھتی ہے کہ بد دعائیں قبول ہوئیں تو پھر روتی پھرتی ہے کہ میرے بیٹے کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔میرے بیٹے کی زندگی خراب ہو گئی۔اے بہن! یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ تو اپنے مقام سے نا آشنا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اگر تو نماز پڑھتی اور اپنے بچے کے لئے دعا کرتی اللہ تعالیٰ تیرے بچے کو بخت لگا دیتے۔

ماں کی دعاؤں کا واقعہ

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی والدہ فوت ہو گئیں، اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کو الہام فرمایا کہ اے میرے پیارے! اب ذرا سنبھل کر رہنا جس کی دعائیں تیری حفاظت کرتی تھیں وہ ہستی دنیا سے اٹھ گئی ہے۔اللہ اکبر۔ واقعی بات

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی ہی ہے کہ ماں باپ کی دعائیں بچوں کے گرد پہرہ دیتی ہیں۔

روحانی قوت

پہلے وقتوں کی مائیں اپنے بچوں کو باوضو دودھ پلایا کرتی تھیں۔آج کی مائیں VCR پر تھرکتے ہوئے جسم دیکھ رہی ہوتی ہیں۔موسیقی سن رہی ہوتی ہیں اور بچے کو دودھ کی Feed دے رہی ہوتی ہیں۔اے میری بہن! تیرا یہ بیٹا بڑا ہو کر جنید بغدادی کیسے بنے گا، بایزیدؒ بسطامی کیسے بنے گا۔تو نے تو بچپن میں ہی اس کی روحانیت کا گلا گھونٹ دیا۔

قابل رشک واقعہ

میں نے اخبار میں سرگودھا کی ایک عورت کا انٹرویو پڑھا۔اس کے دو بیٹے تھے۔دونوں اپنے اپنے وقت میں فوج کے جرنیل بنے۔ان سے کسی نے انٹرویو لیا کہ تو خوش نصیب ماں ہے کہ جسکے دو بیٹے اور دونوں ایسے شیر بیٹے کہ اپنے اپنے وقت میں جرنیل بنے، تیری کون سی خاص بات ہے؟ تو نے ان کی تربیت کیسے کی؟ اس نے کہا تھا کہ میں عام سادہ سی مسلمان عورت ہوں مگر کسی بزرگ سے میں نے سنا تھا کہ جو عورت باوضو اپنے بچے کو دودھ پلائے گی اللہ بچے کو بخت لگائیں گے۔میں نے دونوں بچوں کو الحمد للہ باوضو دودھ پلایا ہے۔ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس عمل کے صدقے دنیا میں عزت ووقار عطا فرمایا ہو۔چنانچہ جو عورتیں ایسی نیکی کو اپنالیتی ہیں اللہ ان کے بچوں کو نیک بخت بنا دیتا ہے، اپنی زندگی میں خوشیاں دیکھنے کی توفیق نصیب فرما دیتا ہے۔جو اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں آنکھوں سے دکھاتا ہے کہ دیکھ میں نے تمہیں اولاد مرضی کی نہ دی اور اگر دے بھی دی تو اسے نافرمان بنا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بے نمازی اور اولاد نافرمان

اللہ تعالیٰ نے تیرے بچوں کو تیرا نافرمان بنادیا اب تو کیوں روتی پھرتی ہے کہ بچی میری بات نہیں مانتی، بچہ میری بات نہیں سنتا۔ اب رونے کی کوئی ضرورت نہیں یہ تیرے ہاتھ کی کمائی ہے یہ وہ کھیتی ہے جس کو تونے اپنے ہاتھ سے بویا ہے اب تجھے اس کا پھل کاٹنا ہوگا۔ جوانسان کیکر بوئے گا تو اس پر کبھی سیب کا پھل نہیں لگ سکتا۔ جو کیکر بوئے گا اس کو کانٹے ملیں تو جو سیب لگائے گا اسے سیب ملیں گے۔

لمبی امیدیں

آج ہم لمبی امیدیں باندھتے پھرتے ہیں۔ یہی سوچتے رہتے ہیں کہ اچھا نیکی کرلیں گے ابھی کونسی میری عمر ہے۔ اے بہن کیا تو نہیں دیکھتی کہ جوان العمر بچیاں دنیا سے رخصت ہوتی ہیں ان کو کندھوں پر اٹھا کر قبرستان میں چھوڑ کر آتے ہیں۔ کتنی دفعہ ایسا ہوا کہ شادی ہوئی پہلے بچے کی پیدائش کے وقت شہید ہوکر آخرت میں پہنچ جاتی ہیں تو موت کا کیا پتہ کب آجائے؟

عجیب بات

امام غزالیؒ نے ایک عجیب بات لکھی۔ فرماتے ہیں اے دوست تجھے کیا معلوم کہ بازار میں وہ کپڑا پہنچ چکا ہو جو تیرا کفن بننا ہے۔ تو ہم موت کو بھول چکے ہیں موت ہمیں نہیں بھولی۔

انسان کو ہر روز قبر ستر دفعہ پکارتی ہے

حدیث پاک میں آتا ہے ہر انسان کی قبر دن میں ستر مرتبہ یاد کرتی ہے اور کہتی ہے اے انسان انا بیت الواحدة (میں تنہائی کا گھر ہوں) انا بیت الظلمات

www.besturdubooks.wordpress.com

(میں اندھیروں کا گھر ہوں) انا بیت الحی والعقارب (میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں) اے انسان! میرے اندر تیاری کر کے آنا۔ لیکن یہ انسان دنیا کی زندگی میں مست ہوتا ہے۔ دنیا کے مال کا نشہ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ چکا ہوتا ہے۔ آج کئی عورتوں کو دیکھا گیا کہ انہیں روز مرہ کے ضروری مسائل کا بھی پتہ نہیں ہوتا۔ ان مسائل کو نہ وہ خود پڑھتی ہیں نہ ان کو کسی سے پوچھنے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ سنیے عورت کیسے کیسے نیکی کما سکتی ہے۔

عورت مرد کے برابر کیسے ثواب حاصل کر سکتی ہے؟

ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا آئیں اور عرض کرنے لگیں کہ میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں اور آپ سے سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ سوال پوچھو، وہ کہنے لگی سوال میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مرد لوگ نیکی میں ہم سے بہت آگے نکل گئے فرمایا۔ وہ کیسے؟ کہنے لگی کہ مرد لوگ مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں انہیں اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے، جہاد میں آپ کے ساتھ جاتے ہیں، یہ قبرستان میں جا کر جنازہ پڑھتے ہیں مردے کے کفن دفن میں شریک ہوتے ہیں، ہم گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں تو ہمیں یہ نیکیاں نہیں ملتیں، مرد ہم سے آگے نکل گئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا پوچھنے والی نے بہت اچھا سوال پوچھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جو عورت گھر کے اندر نماز پڑھ لیتی ہے اس کو اس مرد کے برابر ثواب عطا کر دیتے ہیں اور پھر یہ بھی فرمایا جو عورت اپنے بچے کی خاطر رات کو جاگتی ہے (بچہ دودھ کے لئے جاگا یا بچہ اپنی کسی قضائے حاجت کے لئے جاگا اور ماں کو جاگنا پڑا) فرمایا جو عورت اپنے بچوں کی وجہ سے رات کو جاگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس مجاہد کے برابر اجر عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں جو سرحد پر کھڑا ہو کر ساری رات پہرہ دیتا ہے۔

سوچنے کی باتیں

سوچنے کی بات ہے اللہ رب العزت نے عورتوں کے لئے اس اجر وثواب کو کتنا آسان کر دیا۔ وہ گھر میں نماز پڑھ لے گی تو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ اسے گھر میں بچوں کی اچھی تربیت کرنے اور جاگنے کی وجہ سے سرحد پر پہرہ دینے والے مجاہد کے برابر اجر ملے گا۔ اللہ رب العزت نے عورتوں کے لئے کتنی آسانیاں فرما دیں۔

آسان نیکیاں

بعض روایات میں آتا ہے کہ کسی عورت نے اپنے ماں باپ کے گھر میں یا اپنے خاوند کے گھر میں کوئی ایک چیز جو بے ترتیب پڑی ہوئی ہو اس کو اٹھا کر ترتیب سے رکھ دیا، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتے ہیں، ایک گناہ معاف فرماتے ہیں، جنت میں ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ اب سوچئے کسی کو اس مسئلے کا علم ہو تو عورت دن میں کتنی نیکیاں کما سکتی ہے، کچن کی چیزیں ترتیب سے رکھ سکتی ہے، گھر کے کتنے کپڑے ترتیب سے رکھ سکتی ہے۔ عورت گھر کی کتنی چیزیں ترتیب سے رکھتی ہے مگر ان بیچاریوں کو مسئلے کا علم نہیں ہوتا۔ اللہ رب العزت ہمیں نیکی کا شوق عطا فرمائے۔ آمین

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

www.besturdubooks.wordpress.com

مقصد حیات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

انمول حقیقت

انسان جس راستے پر چلتا ہے اسے اس کے ذرات بھی نظر آتے ہیں۔ اور جس راستے پر نہیں چلتا اس کے پہاڑ بھی نظر نہیں آتے۔

دنیا امتحان گاہ ہے

یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ تماشا گاہ نہیں، سیر گاہ نہیں، آرام گاہ نہیں، بلکہ امتحان گاہ ہے۔ افسوس کہ ہم نے اس کو چراگاہ بنا لیا ہے۔

مقصد زندگی

مقصد زندگی اللہ کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے، بندہ وہ ہوتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

جس میں بندگی ہو ورنہ تو سراسر گندا ہوتا ہے، جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہوتا ہے۔

قرآن آب حیات ہے

یہ قرآن صداقتوں کا مجموعہ...... حقیقتوں کا خزانہ...... یہ انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، منشور حیات ہے، بلکہ انسانیت کے لئے آب حیات ہے۔

مقصد نزول قرآن

قرآن اللہ رب العزت نے اس لئے اتارا کہ ہم اس کو پڑھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ جو پڑھتا جائے گا اور اس کے مطابق عمل کرتا جائے گا، دنیا اور آخرت میں درجہ پاتا جائے گا۔ یہ قرآن تجھے عزت ووقار دے گا تیرے ظاہر و باطن کو نکھار دے گا۔ یہ کتاب انسان کی شخصیت کو صیقل کرنے کے لئے آئی ہے، آئینے کی طرح بنانے کے لئے آئی ہے، یہ انسان کے دل کی میل دھونے کے لئے آئی ہے۔ انسان اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے تو اللہ رب العزت کی مدد شامل حال ہوتی ہے اور جب اللہ رب العزت کی مدد اترتی ہے تو انسان کی کشتی کنارے لگ جایا کرتی ہے۔ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ کتنی بار ایسا ہوا کہ ایک تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی یعنی کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چڑیوں سے باز مروا دیے۔ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ اللہ تو صبر وضبط وا... کے ساتھ ہے۔

بے اصولی کی زندگی

انسان کو اپنی زندگی کچھ اصول وضوابط کے مطابق گزارنی ہوتی ہے بے اصولی

www.besturdubooks.wordpress.com

کی زندگی پر اللہ رب العزت کی مدد کبھی نہیں اترتی ۔ بے اصولی کی زندگی انسانوں کی نہیں حیوانوں کی ہوا کرتی ہے، ڈھور ڈنگروں کی زندگی بے اصولی کی زندگی ہوتی ہے۔

مرضی کی زندگی

انسان اشرف المخلوقات ہے۔اس کی زندگی کا ایک نظام ہے نہ وہ اپنی مرضی سے دنیا میں آیا ہے نہ وہ اپنی مرضی سے دنیا سے جاتا ہے۔اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ درمیانی وقفے میں اپنی مرضی کی زندگی بسر کرے۔

فلاح کی زندگی

جس مالک وخالق نے اسے بھیجا۔جس کے حکم سے وہ دنیا میں آیا ہے اور جس کے حکم سے وہ دنیا سے واپس جائے گا اگر اس کے حکموں کے مطابق زندگی گزارے گا تو فلاح پائے گا۔

مقصد زندگی

انسان کی ضرورت اور چیز ہے انسان کا مقصد اور چیز ہے۔کھانا پینا اور دوسری چیزیں انسان کی ضرورت ہیں مقصد زندگی تو اللہ کی بندگی ہے۔

ے زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

انسانی زندگی کا ایک ورق

ہر گزرنے والا دن انسان کی زندگی کا ایک ورق ہے ہم اس پر اچھائی لکھتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

یا برائی لکھتے ہیں، یہ ہمارا اپنا کام ہے۔ یہ بات پکی اور سچی ہے کہ جو دن انسان کی زندگی میں گزر گیا وہ کبھی لوٹ کر واپس نہیں آسکتا۔ جو گزر چکا وہ ہاتھوں سے نکل چکا۔

تین دن

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ دن تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ دن جو گزر چکا، وہ ہاتھوں سے نکل گیا۔ ایک وہ دن جو آگے آئے گا یعنی کل، پتہ نہیں وہ آئے یا اس سے پہلے معاملہ کچھ اور بن جائے۔ ایک آج کا دن یہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ چنانچہ فرماتے تھے اے انسان! نہ گزشتہ کل پر بھروسہ کرنا نہ آئندہ کل کی امید رکھنا۔ تیرے ہاتھوں میں آج کا دن ہے تو چاہے تو اسی دن میں اللہ کو راضی کر لے۔

رابعہ بصریہؒ کی بات

رابعہ بصریہؒ اللہ کی نیک بندی فرمایا کرتی تھی، اے انسان! اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے تیرے دانت گھس گئے اسکی تعریفیں کرتے کرتے تیری زبان نہ گھسی۔

عجیب بات

حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری اپنے درس میں ایک عجیب بات فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ بازار میں گیا، ایک مجذوب باخدا سے میری ملاقات ہوئی۔ میں قریب ہوا، سلام کیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا احمد علی انسان کہاں بستے ہیں؟ میں نے بازار

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کھڑے لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور کہا حضرت یہ سب انسان ہی تو ہیں۔ میری بات سن کر انہوں نے لوگوں پر ایک عجیب سی نظر ڈالی اور کہا اچھا یہ سب انسان ہیں۔ ان کی توجہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ میں نے دیکھا تو مجھے بازار میں کتے، بلے، خنزیر چلتے ہوئے نظر آئے۔ جب میری کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا وہ بزرگ جا چکے تھے۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت فرماتے تھے کہ مالک تو سب کا ایک...... مالک کا کوئی ایک...... ہزاروں میں نہ ملے گا لاکھوں میں تو دیکھ۔

کوئی قسمت والا ہوتا ہے کوئی بخت والا ہوتا ہے جو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا کرتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ جو اللہ رب العزت کا بن جاتا ہے پھر اللہ اس کے ہو جایا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ستاری

یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مہربانی ہے کہ ہم اپنی مرضی کی زندگی گزارتے ہیں پھر بھی دنیا ہماری تعریفیں کرتی ہے۔ کتاب ''اکمال الشیم'' میں ایک عجیب بات لکھی ہے ''اے دوست جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی''۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے تیرے گناہوں کو ڈھانپا ہوا ہے تیرے گناہ لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں اس لئے لوگ تیری تعریفیں کرتے ہیں، جو تیری تعریف کر رہا ہے درحقیقت وہ تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کر رہا ہے جس نے تجھے چھپایا ہوا ہے۔

اے دوست اگر اللہ رب العزت مخلوق کی زبان سے تیری ایسی تعریفیں کروائے جس کا تو مستحق نہیں تو تجھے چاہیے کہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی ایسی

www.besturdubooks.wordpress.com

تعریفیں کر جس کا وہ مستحق ہے۔

اللہ کی ناراضگی کی نشانی

اللہ تعالیٰ جب انسان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی اس کی رحمت متوجہ ہوتی ہے تو اس کی پہلی نشانی یہ ہے کہ انسان کو اپنے عیب نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جب اللہ ناراض ہوتے ہیں تو اس کی پہلی نشانی یہ ہے اپنے عیب اپنی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اسلئے انسان اپنے اوپر نظر ڈالے اپنی کوتاہیاں سامنے ہوں۔

جس دور پہ نازاں تھی دنیا ہم اب وہ زمانہ بھول گئے
غیروں کی کہانی یاد رہی ہم اپنا فسانہ بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگانے والے نوجوان

کہاں ہیں وہ نوجوان جو رات کے آخری پہر میں اٹھا کرتے تھے۔ "لا الہ الا اللہ" کی ضربیں لگاتے تھے سینوں میں دل کانپتے تھے۔

؎ تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ

اگر انسان اپنے آپ کو بنائے تو یہ اتنا اوپر اٹھتا ہے اللہ کی قسم یہ ثریا کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نسخہ کیمیا

یہ قرآن اس لئے بھیجا گیا کہ انسان اپنی زندگی میں اسے لاگو کر لے۔ پھر دنیا میں راج کرے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

عرب کو ہلا کر رکھ دیا تھا کیوں؟ قرآن زندگیوں میں لاگو ہو گیا تھا۔ یہ حقیقتوں کا خزانہ، یہ صداقتوں کا مجموعہ، جسے آج ہم نے اپنے گھر کے طاقچے میں رکھا ہوا ہے صحابہ کی زندگیوں میں لاگو تھا۔

نسخہ شفاء

ایک انسان دل کا مریض ہو، اور دنیا کے سب سے بڑے ڈاکٹر سے نسخہ لکھوائے اور نسخہ لکھوانے کے بعد اسے اپنی جیب میں ڈال لے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد کہے، ڈاکٹر صاحب مجھے افاقہ نہیں ہو رہا۔ ڈاکٹر صاحب پوچھیں آپ نے نسخہ استعمال کیا تھا؟ یہ جواب دے کہ ڈاکٹر صاحب میں نے جیب میں ڈالا ہوا ہے تو وہ کیا کہے گا؟ وہ کہے گا اے عقل کے اندھے یہ نسخہ جیب میں ڈالنے سے شفا نہیں ہوگی اسکو کھانے پینے سے شفا ہوگی۔ یہ قرآن نسخہ شفا ہے۔ یہ ظاہری بیماریوں کی شفاء ہے مگر ہم اسے اپنے طاقچے کے اندر رکھ دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ شفا نہیں ہوتی، پھر کہتے ہیں کہ پریشانی ختم نہیں ہوتی۔ پیر صاحب کیا کریں ایک پریشانی ختم نہیں ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ دوسری اوپر سے آجاتی ہے، کیا کریں پیر صاحب گھر کا ہر آدمی افلاطون بنا ہوا ہے، جسکو دیکھو اسکا رخ جدا ہے، یہ کیوں ہوتا ہے؟ جب زندگیوں سے اللہ رب العزت کے احکام نکل جاتے ہیں پھر انسان کی زندگی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

مقصد حیات اللہ کی یاد

انسان اللہ رب العزت کی یاد کو اپنا مقصد حیات بنا لے۔ ہر لحہ اس کی یاد ہو ایک لحہ بھی اس سے غافل نہ ہو۔ جس کا کھایئے اس کے گیت گایئے۔

گندم کا دانہ اور محنت

ایک گندم کا دانہ بننے کے لئے کس قدر محنت ہوتی ہے۔ زمین اس کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے، غذا پہنچاتی ہے، بادل پانی دیتے ہیں، سورج اپنی روشنی دیتا ہے، ہوا لگتی ہے، کتنی چیزیں اس پر عمل کرتی ہیں پھر جا کر وہ گندم کا دانہ بنتا ہے۔ وہ گندم کا دانہ جب انسان کے منہ میں آتا ہے انسان کھانے کے بعد شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

دنبہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے

آپ دیکھئے ایک جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا دنبہ، لیلا، مالک اس کے گلے کی رسی کھول دیتا ہے۔ پھر جدھر چلتا ہے دنبہ مالک کے پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ اے انسان! ایک جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے تو انسان ہو کر اپنے مالک کو نہیں پہچانتا۔

انسان اور گھوڑے کا فرق

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک گھوڑا جو کہ حیوان ہے، اگر کوئی آدمی اس کو پالتا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ میرے لئے جنگ میں کام آئے گا تو وہ گھوڑا اپنے مالک کی لاج رکھتا ہے۔ اگر مالک اسے ٹانگے میں جوت دے وہ بے زبان تھکا ہوا بیمار سارا دن کام کرتا ہے۔ اگر دوسرے دن اس کا مالک پھر اسے جوت دیتا ہے وہ گھوڑا درخواست نہیں دے سکتا کہ مجھے آج بیماری کی چھٹی چاہیے، وہ انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے انسان کا اتنا ماتحت بنا دیا کہ اپنی ضرورت بھی پیش نہیں کر سکتا، پیاسا ہوگا مگر نہیں کہہ سکتا کہ مجھے پانی پلا دیجئے، دیکھیں تو کتنی گرمی ہے۔ کہیں مالک نے اسے جا کر روکا قریب گندی نالی تھی اسی میں سے پانی پینا شروع کر دیا۔ چلتا جا رہا ہے اسے چلتے چلتے حاجت ہوئی وہ چل بھی رہا ہے اور لید بھی کر رہا ہے، رکنا نصیب نہیں ہوتا۔ جو اسکی ضروریات زندگی ہیں ان کے لئے وقفہ نصیب نہیں ہوتا۔ سارے دن کا تھکا ہوا شام کو گھر آیا، مالک نے پتہ کیا آج تو چارہ آدھا ملا چلو آدھا ہی ڈال دیں۔ وہ نہیں کہہ سکتا کہ اے مالک! تو نے سارا دن مجھ سے کام لیا تھا، خوراک تو پوری دے دیتے۔ مالک جا کر سردی کی لمبی رات میں نرم گدوں پر سو جائے گا، گھوڑے کے لئے ٹھنڈی ہوا ہے، نہ بستر ہے، نہ بیوی بچے ہیں۔ کھڑا ہے تھک جائے گا تو بیٹھ جائے گا۔ اس کی بھی تو جان ہے، اگر اس کو زخم بھی آئے تو مالک پھر جوت دیتا ہے کہہ نہیں سکتا میرے زخم پر تو آپ نے کوئی مرہم نہیں لگائی۔ اس پر دوبارہ زین رکھ دینے سے میرے پرانے زخم ہرے ہو رہے ہیں، کچھ تو خیال کریں، نہیں کہہ سکتا۔ تکلیف کی وجہ سے بھاگ نہیں سکتا۔ مالک اس کو کوڑا لگا رہا ہے، مالک کی سختی برداشت کر رہا ہے اپنی طرف سے ہمت لگا رہا ہے کہ مالک کی مرضی کو پورا کر دے۔ یہ گھوڑا جس کو مالک نے پالا تھا اگر مالک اس کو لے کر دشمن کے مقابلے میں آ جائے سامنے دشمن کی صفیں ہیں مالک گھوڑے پر سوار ہے وہ گھوڑے کو ایڑی کا اشارہ کرتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔اس مالک کی ایڑی کو گھوڑا پہچانتا ہے، اس مالک نے ایڑی کیوں لگائی؟ یہ چاہتا ہے کہ میں آگے قدم بڑھاؤں۔گھوڑا بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، دشمن کی صفوں کو چیرتا ہے، سامنے نیزے ہوتے ہیں، سامنے تیر ہوتے ہیں، تلواریں ہوتی ہیں۔ گھوڑے کے جسم پرزخم پہ زخم لگ رہے ہوتے ہیں، اپنے مالک کی ایڑی کی لاج رکھ لیتا ہے،گھوڑا جان پر کھیل جاتا ہے اپنے مالک کے حکم کی فرمانبرداری کرتا ہے۔اگر ایک جانور انسان کا اتنا فرمانبردار ہے تو انسان کو اپنے مالک کا کتنا فرمانبردار ہونا چاہیے، ہم تو کھا کر بھی اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، روزانہ ہر ہر جوڑ ٹھیک رہا شام کو سوتے ہوئے کتنے اللہ کے بندے شکر ادا کرتے ہیں کہ یا اللہ میرے سب جوڑ سلامت رہے۔تیرا کرم واحسان ہے۔

عجیب واقعہ

ہمارے ایک دوست عجیب واقعہ سنانے لگے ایک صاحب کا ایکسیڈنٹ ہوا اس کی آنکھ کے اوپر کا پردہ کٹ گیا۔ کہنے لگے ایک دو گھنٹے گزریں تو آنکھ پر مٹی جم جائے۔عام آدمی محسوس نہیں کرسکتا کہ ہوا میں کتنے باریک باریک ذرات مٹی کی شکل میں ہوتے ہیں جو جمتے رہتے ہیں۔اکثر آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی چیز رکھیں دوسرے دن اس پر مٹی نظر آئے گی۔ ہماری آنکھ کے اوپر اللہ نے پردہ بنا دیا یہ بند ہوتا ہے اور کھلتا ہے بند ہوتا ہے اور کھلتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تھوڑا تھوڑا پانی اندر سے خارج ہوتا ہے تو پانی کے ساتھ جیسے کسی چیز کو جھاڑو لگاتے ہیں یہ اللہ نے جھاڑو کا انتظام کیا ہوا ہے۔یہ بند ہوتا ہے، کھلتا ہے، جھاڑو چل رہا ہوتا ہے۔جب اس کی آنکھ کے اوپر والا گوشت کا پردہ کٹ گیا تو آنکھ ہر وقت بالکل ننگی رہنے لگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مصیبت یہ بنی کہ ہوا میں معلق ذرات کی وجہ سے آنکھ پر مٹی کی تہہ آ جائے تو تھوڑی دیر کے بعد دھونا پڑے پھر مٹی جم جائے پھر دھونا پڑے، دن میں کوئی ۵۰ دفعہ دھونا پڑے۔ اب ایک دن میں پچاس دفعہ پانی ڈالا نہیں جاتا۔ لوگ عیادت کرنے آئے تو کہنے لگا آنکھ کا چھوٹا سا پردہ تھا کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ انسان کے جسم کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے اس کو دیکھو اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو رات کو سوتے وقت اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مانگتے تو ہم سب ہیں مگر اس کے دینے والے کا شکر ادا کرنے والے تھوڑے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ انسان کے دل میں غفلت ہوتی ہے، جب غفلت ہو انسان کا رویہ اور ہوتا ہے جب دل میں استحضار ہو، معرفت ہو پھر رویہ کچھ اور ہوتا ہے۔

عبرت انگیز واقعہ

ہمارے ایک دوست نے واقعہ سنایا کہ ایک آدمی انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان آیا۔ اس کے کئی رشتے دار تھے مگر ادھر ادھر بکھر گئے۔ اسکا ماموں بھی آیا تھا۔ وہ بھی پریشانی کے عالم میں کہیں گم ہو گیا۔ ایک دوسرے کو نہ مل سکے۔ اس آدمی نے محنت کی اللہ نے اس کو خوب مال پیسے والا بنا دیا۔ کئی سال گزر چکے تھے اس نے سوچا میں اپنی کوٹھی بنا لوں، اپنی کوٹھی بنانے لگ گیا۔ اسی دوران ایک بوڑھا آدمی اس کے پاس آیا کہنے لگا بیٹا میں قسمت کا مارا ہوں کوئی میرا رشتے دار عزیز نہیں ہیں تیری یہاں چوکیداری کروں گا تو مجھے کچھ کھانے پینے کے لئے دے دینا۔ غریب پروری بھی ہو گی اس نے سوچا چلو ٹھیک ہے دن رات یہیں پڑا رہے گا میرا فائدہ ہے۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا بوڑھے میاں آپ ادھر بیٹھ جایا کرو۔ میں آپ کو اتنے پیسے دوں گا، وہ بوڑھا آدمی کام کرنے لگ گیا۔ اب وہ بوڑھا آدمی کبھی صحت، کبھی بیماری، کبھی تھکاوٹ، کبھی کچھ، کبھی کچھ۔ جب اسے کسی کام میں دیر ہو جائے تو نوجوان اس پر برسنے لگ جائے، کوسنے لگ جائے کہ ایسا ہے، تو ویسا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی بیچارہ رو پڑے۔ یہ آدمی پھر کسی غلطی پر اس کو ڈانٹے تو وہ بوڑھا آدمی پھر رو پڑے۔ ایک دن اس نوجوان نے اتنی گالیاں دیں کہ وہ بوڑھا آدمی کہنے لگا کہ بیٹا رزق دینے والا تو اللہ ہے تیرا دل خوش نہیں تو میں کہیں اور چلا جاتا ہوں، قسمت نے مجھے ایسا بنا دیا ورنہ پیچھے سے تو میں اپنے رشتے داروں کے ساتھ آیا تھا معلوم نہیں وہ کہاں چلے گئے۔ جب اس نے یہ بات کی تو اس نوجوان نے پوچھا۔ بابا آپ کے رشتے دار تھے؟ بوڑھے نے کہانی سنا دی۔ اس کہانی کے سننے کے بعد اس آدمی کو پتہ چلا کہ یہ میرے وہی گمشدہ ماموں ہیں جن کی یاد میں میری امی تڑپتی رہی۔ اب پاؤں پکڑ لئے اور کہنے لگا کہ مجھے معاف کر دینا ماموں مجھے معاف کر دینا...... معاف کر دینا...... مجھ سے غلطی ہوئی...... مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ یہ ساری کوٹھی آپ کی ہے جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ اس نے کہا تاں تاں بیٹا مجھے اوقات کا پتہ چل گیا نوجوان کو ایک چیز سے واقفیت نہیں تھی برتاؤ کچھ اور تھا جب اس کا احساس ہو گیا اب برتاؤ کچھ اور ہے، اب قدموں میں پڑ رہا ہے جسے پہلے ٹھو

کریں لگا رہا تھا۔ یہی انسان کا حال ہے کہ جب تک اسے اللہ رب العزت کی معرفت نصیب نہیں ہوتی جانوروں کی سی زندگی گزارتا ہے اور جب کسی اللہ والے کا ہاتھ لگ جاتا ہے اور دل دھل جاتا ہے پھر احساس ہوتا ہے پھر آنکھ کھلتی ہے کہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اب تک کیسی زندگی بسر کرتا رہا۔

سفید ریش عمر بارہ سال

ایک سفید ریش بزرگ سے کسی نے پوچھا بابا جی آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ کہا کوئی دس بارہ سال ہوگی۔ کہنے لگا، بابا جی! آپ کے بال سفید اور آپ کہتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر ہے۔ فرمایا کہ ہاں بیٹے جب سے میں نے سچی توبہ کی ہے بارہ سال گزرے ہیں یہی میری زندگی ہے اس سے پہلے میری زندگی نہیں شرمندگی تھی۔

شیخ کی صحبت کے فوائد

نیکوں کی صحبت انسان کے دل کو جگا دیتی ہے، انسان کو زندہ بنا دیتی ہے۔ جیسے پودے کو مالی کے ہاتھ لگ جائیں خوبصورت بن جاتا ہے اسی طرح سالک کو کسی شیخ کامل کے ہاتھ لگ جائیں تو اس کے اندر نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

قارون کے دھنسنے کا واقعہ اور توبہ

اللہ رب العزت کو انسان کی توبہ بہت محبوب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قارون نے کسی عورت کے ذریعے الزام لگوایا۔ جب حقیقت کھلی تو موسیٰ علیہ السلام کو بڑا دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اے اللہ! اس نے میری اوپر ایسا الزام لگایا۔ فرمایا ''اے میرے نبی! تو جو بھی حکم دے گا زمین اس کو مانے گی''۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''اے قارون! دھنس جا۔'' قارون کچھ دھنس گیا زمین کو پھر کہا قارون پھر دھنس گیا۔ اب قارون رو رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام مجھ معاف کر دیجیے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام جلال میں تھے تیسری بار پھر فرمایا، اے زمین اسے نگل جا زمین اسے نگل گئی۔ جب زمین نگل چکی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے میرے پیارے نبی آپ جلال میں تھے آپ نے تین دفعہ حکم دیا زمین نے اسے نگل لیا لیکن میں اپنے عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس وقت قارون میرے سامنے معافی مانگ لیتا اور میں معاملہ کررہا ہوتا تو میں یقیناً اسکی توبہ کو قبول کر لیتا۔ اللہ رب العزت کو بندے کی توبہ بہت محبوب ہے۔

سچی توبہ

ایک بزرگ جارہے تھے کچھ بچے آپس میں بحث کررہے تھے۔ جب قریب سے گزرے تو وہ بچے کہنے لگے۔ بابا جی ہم آپس میں کسی مسئلہ پر بحث کررہے ہیں۔ آپ ذرا فیصلہ کریں۔ اس نے کہا بیٹا کیا مسئلہ ہے۔ بچے نے کہا کہ ہم آپس میں بحث کررہے ہیں کہ ایک آدمی بڑا نیک ہو، کبھی گناہ نہ کیا ہو، اس کے دل پر اللہ کی خاص نظر رہتی ہے یا ایک آدمی بڑا ہی گنہگار رہا اور سچی توبہ کر لے اس کے دل پر خاص نظر رہتی ہے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے بیٹا میں عالم تو نہیں ہوں تاہم ایک بات میرے تجربے میں آئی ہے کہ میں کپڑا بنتا ہوں، کھڈی چلاتا ہوں، دھاگے ہوتے ہیں میرے تجربے میں بات آئی کہ جو دھاگہ ٹوٹ جاتا ہے میں اسے گرہ لگاتا ہوں اس کے بعد اس پر خاص نظر رکھتا ہوں کہ دوبارہ ٹوٹ نہ جائے ممکن ہے جو بندہ شیطان کے راستے کو چھوڑ کر سچی توبہ کر لے، اللہ سے اپنی گانٹھ باندھ لے ممکن ہے اس کے دل پر اللہ کی خاص نظر رہتی ہو کہ یہ بندہ دوبارہ نہ ٹوٹ جائے۔

صحبت اہل غافلانہ زندگی کا علاج

ہم لوگ انتہائی کمزوری اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اگر کوئی کسی کی زمین پر قبضہ کر لے تو وہ زمین نیچے سات طبق تک قیامت کے دن اٹھا کر اس بندے کے سر پر رکھ دی جائے گی اب بتایئے کہ جو بندہ ایک بالٹی مٹی کی نہیں اٹھا سکتا۔ وہ دوسرے کی کئی کئی کنال زمین قبضے میں لے کر بیٹھا ہوتا ہے۔

شیطان کا دھوکہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اصل میں تو دل صاف ہونا چاہیے، اوپر سے کیا ہوتا ہے۔ میرے دوست یہ شیطان کا دھوکہ ہے دل بھی صاف ہونا چاہیے۔ مگر اس کے اثرات ظاہر پہ بھی ہونے چاہیں۔ دونوں ضروری ہیں کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے ظاہر کو درست کرتا ہے اللہ رب العزت اس کے باطن کو درست کر دیا کرتے تھے۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ لڑکپن کی عمر ہے اسلام قبول نہیں کیا۔ کچھ اور بچوں کے ساتھ بیٹھے ہنسی مذاق کر رہے ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ جس طرح اذان دیتے تھے اس کی نقل اتار رہے ہیں۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دیکھ لیا سن لیا۔ فرمایا ابو محذورہؓ بات سنو، قریب آئے، گھبرا گئے، پسینہ پسینہ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈر نہیں۔ جیسے اذان دے رہا تھا ویسے ہی اذان دے۔ چنانچہ اس نے ویسے ہی اذان دینا شروع کر دی، نقل اتارنا شروع کر دی۔ پڑھتے پڑھتے پڑھا ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' اذان دی اذان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جاؤ۔ کہنے لگے اب ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کہاں جائے گا؟ جہاں آپ جائیں گے وہاں ابو محذورہؓ جائے گا۔ نقل اتار رہے تھے، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سن لی تو اللہ تعالیٰ نے نقل کو اصل بنا دیا۔ انہی ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو اللہ کے محبوب نے حرم شریف کی کنجیاں دے کر مؤذن بنا دیا۔ ۶۰ سال تک حرم شریف میں اذان

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نقل کو بھی اصل بنا دے اور ہماری صورت کو حقیقت میں تبدیل کر دے۔ بقول شخصے

؂ ترے محبوب کی یارب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے صورت لے کے آیا ہوں

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

www.besturdubooks.wordpress.com

علمائے کرام اوران کی ذمہ داریاں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

خوش نصیبی

یہ فقیر کی خوش نصیبی ہے کہ علماء اور صلحاء کے اس نمائندہ اجتماع میں کچھ طالب علمانہ معروضات پیش کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔

احب الصالحین و لست منهم

لعل الله یرزقنی صلاحا

علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کے ہاں علم کی اتنی فضیلت ہے کہ حدیث میں علماء کو انبیاءؑ کا وارث کہا گیا ہے۔ یہ نبیوں کی وراثت ہے نصیبوں والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ علم ایک روشنی ہے العلم نور حدیث پاک میں ہے علم ایک روشنی ہے۔ اس روشنی کے حاصل

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونے کے بعد انسان کو اللہ رب العزت کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔

کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

(بے علم آدمی، جاہل آدمی، اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا)

کہتے ہیں کہ راستے سے واقف ہو تو انسان اپنے لنگڑے گدھے کو بھی منزل پر پہنچالیا کرتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ اگر علماء کرام نہ ہوتے تو عوام الناس ڈھور اور ڈنگروں کی زندگی گزارتے۔ یہ ان کا امت پر احسان ہے کہ انہوں نے علم کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھا اور سینہ بہ سینہ اس کو آگے پہنچاتے رہے۔ اس فریضہ سے عہدہ براء ہوئے اور آج وہ علم ہم تک پہنچ چکا ہے۔

علم کی اتنی اہمیت ہے کہ حدیث پاک میں فرمایا **اطلبوا العلم من المهد الى اللحد** تم علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک۔ ساری زندگی انسان اپنے آپ کو طالب علم سمجھتا رہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے اگر نیک نیت ہو تو طالب علم سے افضل کوئی بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں آتا ہے **عليكم بمجالسة العلماء** (تمہارے اوپر لازم ہے کہ علمائے کرام کی مجالس میں بیٹھو) **و استماع كلام الحكما** (اور تم داناؤں کی باتوں کو سنو) **فان الله تعالىٰ يحى القلب الميت بنور الحكمة كما يحى الارض المية بماء المطر** (اللہ تعالیٰ حکمت و دانائی سے مردہ دلوں کو اسی طرح زندہ کر دیتے ہیں جس طرح کہ بارش کے برسنے سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا جاتا ہے)۔

عمل کی اہمیت

جہاں علم کی اہمیت ہے وہاں عمل کی بھی اہمیت ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ علم عمل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے کھل جائے تو داخل ہو جاتا ہے ورنہ ہمیشہ کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

رخصت ہو جاتا ہے۔ پس جس آدمی کے پاس فقط علم ہو عمل نہ ہو وہ علم اس کے لئے وبال ہوتا ہے العلم بلا عمل وبال و العمل بلا علم ضلال (علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے گمراہی ہے) العلم بلا عمل کشجر بلا ثمر (علم بغیر عمل کے ایسا ہے جیسا کہ درخت بغیر پھل کے ہوتا ہے) جس طرح چراغ جلے بغیر روشنی نہیں دیتا علم بھی عمل کے بغیر روشنی نہیں دیتا۔ بے عمل عالم کی مثال پارس کی مانند ہے جو اوروں کو تو سونا بنا تا ہے اور خود پتھر کا پتھر ہی رہتا ہے۔ علم خشیت الٰہی کا دوسرا نام ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

ایک دفعہ حضرت مفتی محمد شفیعؒ تشریف فرما تھے، طالب علم حاضر خدمت ہوئے حضرت نے طلباء سے پوچھا کے بتاؤ علم کا کیا مفہوم ہے؟ کسی نے کہا پہچاننا' کسی طالب علم نے کہا جاننا۔ فرمانے لگے نہیں مجھے سمجھاؤ یہ کیا چیز ہے؟ طلباء اپنی باتیں کرتے رہے حضرت خاموش رہے۔ بالآخر ایک طالبعلم نے کہا حضرت! آپ ہی بتا دیجئے کہ علم کا کیا مفہوم ہے۔ حضرتؒ نے ایک عجیب بات فرمائی کہ علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہو جانے کے بعد اس پر عمل کئے بغیر چین نہیں آتا۔ اگر عمل کئے بغیر چین آ گیا تو یہ نور نہیں بلکہ وبال ہے۔ اس لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بے عمل صوفیوں کی کتے کے ساتھ مثال دی اور بے عمل علماء کو گدھے کے ساتھ تشبیہ دی ۔بلعم باعور بڑا صوفی تھا۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ جو بنی اسرائیل کے بے عمل علماء تھے تو ان کے متعلق فرمایا...... مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس کے اوپر بوجھ لادا گیا ہے۔ علم کے بعد عمل کا درجہ ہے انسان علم اس نیت سے حاصل کرے کہ اس پر عمل کرنا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ علم حاصل کرنے کے دوران جو طالب علم اس نیت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے رہے کہ پہلے میں سارا علم حاصل کرلوں پھر اکٹھا اس پر عمل کروں گا تو وہ عموماً عمل سے محروم رہ جاتا ہے۔

سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ جس بات کا پتہ چلتا اس پر فوراً عمل کرتے تھے۔ علم آتا تھا ساتھ ہی عمل بھی آجاتا تھا۔ اسی لئے علم نافع مانگنے کے لیے دعائیں کی گئی ہیں، اے اللہ ہمیں علم نافع عطا فرما ایسا علم جو نفع دینے والا ہو۔

علم اور معلومات میں فرق

دیکھیں ایک معلومات ہوتی ہیں اور ایک علم ہوتا ہے۔ معلومات اور چیز ہیں علم اور چیز ہے۔ غیر مذاہب کے لوگ بھی عربی زبان پڑھتے ہیں، غیر مسلموں کو فقیر نے باہر ملکوں میں دیکھا اتنی پیاری عربی بول رہے ہوتے ہیں کہ انسان ان سے عربی میں گفتگو کرتے ہوئے حیران ہو جاتا ہے۔ یہودی اور عیسائی قرآن پاک کی تفسیر جانتے ہیں اور ترجمہ پڑھتے ہیں۔ جس نے سب سے پہلے قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ '' پکتھل '' وہ اس وقت تک غیر مسلم تھا۔ ہمیں تصور نہیں کہ باہر کے ملکوں کی یونیورسٹیوں میں قرآن پاک پر یہودی کتنا وقت دیتے ہیں' کتنی محنت کرتے ہیں۔ مگر وہ معلومات ہوتی ہیں علم نہیں ہوتا۔ کیونکہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا اسی (قرآن) سے بعض لوگوں کو گمراہی ملتی ہے اور بعض لوگوں کو ہدایت ملتی ہے۔ معلومات ہونا اور چیز ہے اور علم کا ہونا اور چیز ہے۔ اس لئے فرمایا اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ آپ نے دیکھا اس کو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا۔ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ اور اس کے دل پر مہر لگادی وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً اور اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ کون ہے اللہ کے سوا کوئی اور ہدایت دینے والا اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ تمہیں اب بھی نصیحت نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی۔

علم اور عمل کا تضاد

علم پہلا درجہ ہے اور عمل دوسرا درجہ ہے۔ بے عمل عالم کی مثال گدھ کے ساتھ دی گئی کہ یہ اڑتا تو فضاؤں میں ہے مگر مردار کھایا کرتا ہے۔ مسائل تو وہ جانتا ہے جو اوج ثریا تک پہنچانے والے ہیں مگر حرام کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے۔ آج ایسا وقت آچکا ہے کہ وہ علماء جو حلال مال سے اپنا پیٹ نہیں بھرا کرتے تھے آج ان کی اولادیں حرام مال سے اپنے پیٹوں کو بھر رہی ہیں۔ وہ علماء جو چٹائی کے اوپر بھی ساری رات نہیں سویا کرتے تھے آج ان کی اولادیں نرم بستروں کے اوپر شب باشی کرتی ہیں۔ وہ علماء جن کے چراغ کے تیل کا خرچہ ان کے کھانے پینے کے خرچے سے بھی زیادہ ہوا کرتا تھا آج ان کی اولادیں دنیاداری کے چکروں میں پڑی ہوئی ہیں۔

علم عمل اور اخلاص

جس کو اللہ رب العزت علم عطا فرمادے اور عمل بھی نصیب فرمادے۔ اب اس میں ایک تیسری چیز کی ضرورت ہے جسے اخلاص کہتے ہیں فرمایا **اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ** جان لو کہ اللہ کے لئے خالص دین ہے۔ اخلاص کے ساتھ عمل کیا جائے تو اللہ کے ہاں قبول ہوگا۔ ورنہ بدون اخلاص عمل قبول نہیں کیا جائے گا **مخلصین له الدین** ایسا عمل جو اخلاص سے کر رہے ہوں، خالصتاً اللہ رب العزت کی رضا کے لئے ہو **الناس كلهم هالكون الا العالمون** (انسان سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے علماء کے) **والعالمون كلهم هالكون الا العاملون** (علماء

www.besturdubooks.wordpress.com

سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو عمل کرنے والے ہیں) والعاملون کلھم ھالکون الا المخلصون اور عمل کرنے والے بھی سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو مخلص ہیں والمخلصین علی خطر عظیم اور مخلص بھی بڑے عظیم خطرہ میں ہیں کہ موت سے پہلے پہلے شیطان ان پر بھی ڈاکہ نہ مار لے۔ تو یہ تین مرتبے ہیں۔ علم عمل اور اس میں اخلاص۔ عمل خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے ہو۔ فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ نے ایک عجیب مثال لکھی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے اخلاص گڈریے سے سیکھا۔ کسی نے کہا حضرتؒ اخلاص آپ نے گڈریے سے کیسے سیکھا۔ فرمایا گڈریا جب بکریوں کے درمیان بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اس کے دل میں رتی برابر بھی خیال نہیں ہوتا کہ یہ بکریاں میری تعریف کریں گی۔ ہم نے یہاں سے اخلاص سیکھا کہ انسان لوگوں کے درمیان بیٹھ کر اس طرح عبادت کرے کے دل میں رتی برابر بھی خیال نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں گے۔ جس طرح گڈریا بکریوں سے بیگانہ ہو کر نماز پڑھتا ہے اسی طرح اللہ والے لوگوں کے درمیان بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں۔ وہ بھی لوگوں سے بیگانے ہوتے ہیں، مخلوق سے کٹ جاتے ہیں، اللہ رب العزت سے واصل ہو جاتے ہیں۔ اس کو کہا گیا کہ ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (تو اللہ کی عبادت ایسے کر کہ جیسے تو اسے دیکھتا ہے اور اگر یہ کیفیت نصیب نہیں تو ایسے کر جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے) یہ مقام احسان ہے جس کا حدیث جرائیل علیہ السلام میں تذکرہ آیا ہے اس کی بہت اہمیت ہے۔

ہیرے موتیوں سے قیمتی عالم

جب کوئی آدمی علم بھی حاصل کر لے، عمل بھی اور اخلاص بھی نصیب ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب یہ ہیرے اور موتی سے بھی زیادہ قیمتی بن گیا۔ اب اس پر عالم کا لفظ صادق آتا ہے جن کے بارے میں فرمایا گیا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں) العلماء ورثة الانبیاء (علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں) یہ ورثاء ہیں کہ جن کو قیامت کے دن انبیاء کی لائن میں بچی ہوئی خالی جگہ پر کرسیاں دے کر بٹھایا جائے گا۔ صرف اتنا فرق ہوگا کہ ان کے سروں پر نبوت کے تاج نہیں ہونگے ورنہ لائن ایک بن جائے گی۔ سبحان اللہ' حیران ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے کتنے مرتبے عطا فرمائے ہیں۔ ایسا بندہ جس نے ان تینوں رتبوں کو حاصل کرلیا اب اس کا جاگنا تو عبادت ہے ہی سہی اللہ رب العزت نے اس کے سونے کو بھی عبادت بنا دیا۔ نوم العلماء عبادة (علماء کی نیند بھی عبادت ہوتی ہے)۔

علم ایک طاقت ہے

علم ایک طاقت ہے، علم ایک قوت ہے' علم ایک طاقت ہے۔ طاقت کا استعمال ہم نہیں جانتے۔ جب انسان اس طاقت کو استعمال کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو سرخروئی عطا فرمادیتا ہے۔ دیکھیے حضرت یوسف علیہ السلام جن کے بارے میں فرمایا فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (جب وہ اپنی بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچ گئے۔ ہم نے اس کو حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نیکو کاروں کو ایسے ہی جزا دیا کرتے ہیں) علم ملا حکمت ملی پھر آزمائش آ گئی۔ آزمائش بھی کیسی؟ اللہ اکبر۔ عزیز مصر کی بیوی نے گناہ کی دعوت دی مگر اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔ پھر جیل میں کئی سال تک پڑے رہے۔ جب آزاد ہوئے تو پھر جن عورتوں نے ان کو گناہوں کی طرف مائل کیا تھا انہیں عزیز مصر نے بلایا اور کہا اِنَّكَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ (یوسف علیہ السلام فرمانے لگے، آپ مجھے خزانوں کا نگہبان مقرر کردیں) اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (میں محافظ بھی ہوں میرے پاس اس کا علم بھی ہے) سبحان اللہ۔ چنانچہ وہ خزانے ان کے حوالے کر دیئے گئے۔ دیکھیں کیسے اللہ تعالیٰ انہیں تخت پر بٹھا رہے ہیں۔ (لمبی باتیں ہیں آپ پہلے ہی جانتے ہیں بلکہ بہتر جانتے ہیں میں تو چند طالبعلمانہ گزارشات کر رہا ہوں) بالآخر وہ وقت بھی آیا جب بھائی دروازے پر آئے کھڑے ہیں۔ جب وہ بھائی داخل ہوئے تو انہوں نے سمجھا یہ عزیز مصر ہے۔ کہنے لگے یٰٓاَیُّھَا الْعَزِیْزُ (اے عزیز مصر) مَسَّنَا وَ اَھْلَنَا الضُّرُّ (ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگ دستی نے بے حال کر دیا) وَجِئْنَا بِبِضَاعَۃٍ مُّزْجٰۃٍ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ (اور ہم ایسی پونجی لائے ہیں جو پوری نہیں ہے، مال پورا نہیں ہے، ہمیں وزن پورا دے دیں) وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا (اور ہمارے اوپر صدقہ خیرات کردیں) اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ہے) جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ میرے بھائیوں کا یہ حال ہو گیا ہے۔ آج میں تخت پر بیٹھا ہوں اور یہ فرش پر کھڑے ہیں۔ یہ جھولی پھیلا کر کہتے ہیں ہمارے اوپر صدقہ خیرات کردیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتے ہیں) تو یوسف علیہ السلام نے پوچھا مَا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ (تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا تھا؟) کہنے لگے اَ اِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ (کیا آپ یوسف علیہ السلام ہیں؟) فرمایا اَنَا یُوْسُفُ (میں یوسف ہوں) وَ ھٰذَا اَخِیْ اور یہ میرا بھائی (بنیامین) ہے قَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا (تحقیق اللہ نے ہم پر احسان کیا) اِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ وَ یَصْبِرْ (جو شخص اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے، صبر وضبط پیدا کرتا ہے) فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ

www.besturdubooks.wordpress.com

الْمُحْسِنِيْنَ (اللہ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے) ہر دور میں اور ہر زمانے میں جو برادران یوسف علیہ السلام کی طرح جانتے بوجھتے ہوئے گناہوں میں پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو فرش پر کھڑا کریں گے اور جو یوسف علیہ السلام کی طرح گناہوں سے بچے گا اللہ تعالیٰ اس کو عرش پر بٹھائیں گے۔

مؤمن کے ہتھیار

علم طاقت اور قوت کا نام ہے، جن علماء کو یہ قوت نصیب ہوتی ہے ان کے ہاتھ اٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دنیا کا جغرافیہ بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ ملا جیون رحمہ اللہ کا مشہور واقعہ ہے کہ بادشاہ کو مصیبت پڑ گئی۔ حضرت جب مصلے پر بیٹھے کہنے لگا اگر حضرت کے ہاتھ اٹھ گئے آئندہ میری نسل ہی ختم ہو جائے گی۔ یہ مومن کے ہتھیار ہوتے ہیں الوضوء سلاح المؤمن مصلیٰ تسبیح یہ ہتھیار ہیں۔ ان سے وہ کام ہوتا ہے جو دنیا کے میزائلوں سے بھی نہیں ہوسکتا، ان کے ہاتھوں کے اٹھنے سے وہ تبدیلیاں آتی ہیں جو دنیا میں ایٹم بموں کے پھینکنے سے بھی نہیں ہوتیں۔ یہ علماء کرام امت کے امام ہوتے ہیں۔ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً (اور ہم نے ان میں امام بنائے) يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْن یہ ان کا فرض منصبی ہوتا ہے خود یقین ہو۔ پھر دین کے لئے وہ کام کر رہے ہوں۔

علم، عمل اور اخلاص کی قوتیں

تین باتیں ہیں علم عمل اور اخلاص۔ جب یہ تینوں چیزیں آ جایا کرتیں ہیں تو پھر یہ ایک قوت بن جایا کرتی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی اسمبلی کا اجلاس بلایا ہوا تھا۔ فرمایا يَآ اَيُّهَا الْمَلَؤُا اے میرے امراء!، اے مرے ایم این اے حضرات!

جب Prime Minister وقت کا نبی ہو تو پھر ایم این اے ایسے ہوتے ہیں۔ اے میرے اسمبلی کے ممبرو! اَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِي مُسْلِمِيْنَ کون ہے تم میں سے جو اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے۔ اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس فرمانبردار بن کر آ جائے۔ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ (جنوں میں سے ایک عفریت بولا) اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ (میں لیکر آتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں) فرمایا یہ دیر ہے۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ (کہا اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا) اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ (میں اسے آپ کے پاس لیکر آتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اپنی آنکھ جھپکیں) فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ۔ سبحان اللہ

جب علم، عمل اور اخلاص یہ تینوں چیزیں یک جا ہو جاتی ہیں تو قوت ایمان روحانی بن جاتی ہیں۔

صحابہؓ کی مثالیں

علم، عمل اور اخلاص یہی چیزیں صحابہؓ کرام کی زندگی میں آپ دیکھیں گے۔ کھڑے مدینہ طیبہ میں ہوتے تھے کہتے تھے یا ساریة الجبل ہوا ان کے پیغام کو ہزاروں میل دور پہنچا دیتی تھی۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ مدینہ میں بیٹھے ہیں زمین میں زلزلہ آتا ہے تو زمین پر ایڑی مارتے ہیں اور کہتے ہیں اے زمین تو کیوں ہلتی ہے کیا عمرؓ نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا، زمین کا زلزلہ ختم ہو جاتا تھا۔ کبھی دریائے نیل میں رقعہ ڈالا جاتا ہے، دریائے نیل آج بھی چل رہا ہے اور عمرؓ بن خطاب کی عظمتوں کی گواہیاں دے رہا ہے۔ کبھی مدینہ کی طرف آگ بڑھتی ہے ایک صحابیؓ

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے ہیں اور جیسے کوئی چھانٹے مار کر کسی جانور کو بھگاتا ہے وہ اپنی کپڑے سے مار مار کر آگ کو اس غار میں واپس پہنچا دیتے ہیں۔ ایک صحابیؓ قافلے سے بچھڑ گئے تھے شیر کو دیکھا تو اپنی طرف بلایا اور کہا تجھے آدم کی بو آتی ہے تو راستہ پہچان لے گا، مجھے قافلے تک پہنچا۔ شیر دم ہلاتا ہوا قدموں میں آجاتا ہے صحابیؓ اس کے اوپر سوار ہو کر قافلے تک پہنچ جاتے ہیں۔

کہیں امیر لشکر دریا میں سے باہر نکل کر پوچھتے ہیں کوئی چیز تو نہیں رہ گئی ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میرا لکڑی کا پیالہ رہ گیا ہے۔ دریا کو حکم دیتے ہیں اسی وقت ایک موج آتی ہے اور لکڑی کا پیالہ ان کے حوالے کر دیتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ ان لوگوں کے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اللہ کے احکام لاگو ہوتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹایا کرتے تھے۔

حدیث قدسی میں فرمایا۔ میرے کچھ بندے ایسے ہیں بکھرے بالوں والے کہ اگر کسی دروازے پر پہنچیں تو انہیں دھتکار دیا جائے مگر میرے ہاں وہ مقام ہوتا ہے **لو اقسم علی اللہ لابرہ** (اگر وہ اللہ پر قسم اٹھا لیں اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کر دے)۔ اللہ رب العزت کے ہاں پھر مرتبہ بن جاتا ہے۔ **من کان للہ کان اللہ لہ** (جو اللہ کا ہو جاتا ہے پھر اللہ اس کے بن جاتے ہیں)۔

اسباب کے بغیر اللہ کی مدد

علم عمل اخلاص ان تین چیزوں کے جمع ہونے کا نام ایک قوت ہے ایک طاقت ہے اور یہ طاقت جب ایمان والوں میں تھی اس وقت ان کا رعب دشمنوں کے دلوں میں ہوتا تھا اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے ان کو کامیاب فرما دیتے تھے فرمایا **وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ** تم سست نہ ہو، تمہارے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

حزن بھی نہ ہو۔ تمہیں اعلیٰ اور بالا ہو گے اگر تم ایمان والے ہو گے۔ اللہ تعالیٰ تو مدد کے وعدے فرماتے ہیں۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ (ہمارے ذمے ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی اس دنیا کی زندگی میں بھی اور جس دن گواہیاں قائم ہوں گی)۔ اللہ تعالیٰ تو مدد کے وعدے فرما رہے ہیں بلکہ فرمایا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاءِ کُمْ (اللہ تمہارے دشمنوں کو جانتا ہے) اور دوسری جگہ فرمایا وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلاً (اللہ تعالیٰ کبھی بھی کافروں کو راستہ نہیں دیں گے کہ وہ ایمان والوں تک پہنچ سکیں) اللہ تعالیٰ انکے درمیان حائل ہو جائے گا۔ دیکھا، جنگ احزاب میں سارے چڑھ دوڑے تھے کہ مٹھی بھر مسلمانوں کو ختم کر ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِھِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا (اللہ تعالیٰ نے ان کو واپس لوٹا دیا ان کے غیظ کے ساتھ (اور) ان کے پلے کچھ بھی نہ آیا) یوں اللہ تعالیٰ بدون اسباب کے ایسے لوگوں کے اوپر غلبہ عطا فرما دیتے ہیں۔

بنو قریظہ کے یہودیوں کے پاس بڑے بڑے قلعے تھے۔ فقیر نے ان کے کچھ آثار دیکھے۔ ایک ایک میٹر چوڑی چٹانوں کی دیوار بنائی ہوئی تھی۔ قد آدم سے بہت اونچی۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان ان قلعوں کو فتح نہیں کر سکتے۔ اور کہتے تھے کہ اللہ کے راستے میں یہ قلعے رکاوٹ بن جائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی فتح بھی آسان کر دی۔ ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا کر دیا۔ آپس میں بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے، مسلمان جہاں جاتے ہیں چڑھ دوڑتے ہیں کہیں ہمارے اوپر ہی نہ چڑھ دوڑیں۔ بہتر ہے کہ خود ہی شہر خالی کر کے کہیں اور چلے جائیں، اپنا سامان باندھ کر بھاگنے لگے۔ ایمان والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو بھاگنے میں مدد کی۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ عجیب انداز سے فرماتے ہیں۔ ھو الذی کے الفاظ کے ساتھ اپنا تعارف کرواتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّا نِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

(تمہیں گمان بھی نہیں تھا کہ تم ان کو نکال سکو گے اور ان کا اپنا بھی یہ گمان تھا کہ ان کے قلعے اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔ اللہ ایسی طرف سے آیا جس کا ان کو گمان بھی نہیں تھا اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا کر دیا اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کرنے لگے۔ پھر مسلمانوں نے انہیں بھاگنے میں مدد دی، اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو)۔

جب اللہ تعالیٰ مدد کرنے پر آتے ہیں تو بدون اسباب کے غلبہ عطا فرما دیتے ہیں۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اللہ کے یہ وعدے ہیں وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا (کون ہے اللہ سے زیادہ جو اپنی باتوں سے سچا ہو) اللہ کے وعدے ہیں ایمان والوں سے نیک اعمال کرنے والوں سے۔ اللہ کے وعدے ہیں کہ میں تمہیں اپنی زمین کا وارث بناؤں گا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ

اللہ کی مدد کے اصول وضوابط

اصول وضوابط بتا دیئے کہ کس طرح انسان کو غلبہ عطا کیا جاتا ہے صحابہؓ کی بھی شروع میں یہی حالت تھی کہ ٹمٹماتے ہوئے چراغ تھے۔ کافر کہتے تھے ہم جب چاہیں گے پھونک مار کر بجھا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ۔ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ایک یہ وقت تھا پھر ایک وہ وقت بھی آیا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیتیں اتر رہی تھیں۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ اسی دن یہ آیات بھی اتریں۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیْنِكُمْ آج کے دن یہ کفار تمہارے دین سے ناامید ہو چکے۔ ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ مسلمان لوہے کے چنے ہیں انہیں چبانا آسان کام نہیں ہے۔ سبحان اللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِیْنَ کتنی بار ایسا ہوا کہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی۔ اللہ تو صبر ضبط والوں کے ساتھ ہے اگر ہم اپنے اندر علم اور اخلاص پیدا کر لیں گے تو اللہ رب العزت کی مدد ہو گی۔ جب اللہ کی مدد آتی ہے تو کشتی ہمیشہ کنارے لگ جایا کرتی ہے۔ کبھی گرداب میں نہیں پھنسی رہتی۔ اللہ جب چاہتا ہے چڑیوں سے باز مروا دیا کرتا ہے۔ یہ اس کی مدد ہوا کرتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دین کا غم

آج علماء کرام کے اوپر ذمہ داریاں ہیں۔امت پریشان حال ہے، ملک اور بیرون ملک کی بہت ساری باتوں کا پیش نظر رہنا انتہائی ضروری ہے کیوں؟ علماء کرام دین کا غم نہیں کریں گے تو دین کا غم کون کرے گا۔ یہ تو ان کو وراثت میں ملا جو وارث ہوا اسی کو غم کرنا پڑتا ہے۔ ملک میں بھی دین کے خلاف کتنے فتنے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ فقیر اس وقت دنیا کے کئی ملکوں کا سفر کر چکا ہے۔ اور اس دفعہ امریکہ کی 22 ریاستوں کا سفر کر کے آیا ہے۔ الحمدللہ وہاں کے مسلمانوں کی حالت کو دیکھا۔ کچھ باتیں ایسی ہیں جو آپ کے علم میں لانی ضروری ہیں۔

اسلام کے دشمن

پہلی بات یہ ہے کہ یہودی اور عیسائی دین اسلام کے پکے دشمن ہیں، یہ سانپ ہیں جب موقعہ ملتا ہے ڈستے ہیں، یہ بچھو ہیں جب موقع ملتا ہے کاٹتے ہیں۔قرآن نے پہلے فرما دیا تھا۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ یہود و نصاریٰ آپ سے راضی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ آپ ان کی اتباع کریں۔ اتباع کے بغیر وہ راضی نہیں ہو سکتے۔ وہ ان علماء سے راضی ہوں گے جو علماء ان کے مقصد کے تحت کام کریں گے اور جو علماء اللہ کے دین کے لئے کام کرنے والے ہوں گے وہ ان علماء کو اپنا دشمن سمجھیں گے۔

علماء کی کردار کشی

آج دیکھو دین کے لئے کام کرنے والوں کو دہشت گرد مشہور کر دیا گیا ہے۔ اس کو بنیاد پرست (Funfamantlist) مشہور کر دیا ہے۔ یہ علماء کرام کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کردار کشی کرنے کی سازش ہے کہ پوری دنیا میں ان کے کردار کو مسخ کر کے رکھ دیا جائے۔

اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ

یہودیوں اور عیسائیوں نے اس قدر حالت خراب کر رکھی ہے کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ عوام الناس کو صحیح صورتحال معلوم ہی نہیں ہونے دیتے۔ جب بھی موقع ملتا ہے اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اسلامی تنظیموں میں اپنے بندے ڈال کر پیسہ دیکر ایسی ایسی سیٹوں پر بندے بٹھادیتے ہیں کہ مسلمانوں کی آرگنائزیشن ان کے لئے کام کر رہی ہوتی ہے۔

یہودیوں کی سازشیں

یہودیوں کو اپنے بارے میں بڑا مان ہے اور کہتے ہیں نَحْنُ اَبْنَـاءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّـاءُ هٗ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے بڑے چہیتے ہوئے ہیں۔ اللہ کے بڑے محبوب بندے ہیں۔ اپنے بارے میں انہیں یہ گمان ہے کہ ہم Marshal Race ہیں۔ باقی ساری دنیا رعایا ہیں ہم حاکم ہیں۔ بنی اسرائیل پر جو اللہ نے انعامات کئے تھے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انعامات قیامت تک ہمارے ہی لئے ہیں۔

چنانچہ ان کے دل میں ایک مان بیٹھ گیا ہے۔ مال و دولت پر ان کی حکمرانی ہے جس ملک میں چاہتے ہیں وہاں پیسے کے ذریعے سے انقلاب لے آتے ہیں، جب چاہتے ہیں، وہاں حکومت چھین لیتے ہیں، جس ملک میں چاہتے ہیں اس میں فتنہ برپا کر دیتے ہیں، اچھے بھلے جہاد کو فساد میں تبدیل کر کے رکھ دیتے ہیں، یہودی اسلام کا اتنا عیار دشمن ہے کہ آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

برکت کی جگہ

دیکھیں کہاں جا کر بسے ہیں یہ بیت المقدس سے لے کر ملک شام کی زمین تک پھیل گئے ہیں۔ جہاں قرآن پاک نے بار بار کہا کہ ہم نے اس میں برکت رکھی وئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے بعض کو پتہ ہی نہ ہو۔ وہ قرآن پاک پڑھتے ہیں، انہوں نے اس میں غور کیا ہے، انکو پتہ ہے کہ چند جگہیں ہیں جہاں مسلمانوں کی کتاب بتاتی ہے کہ ہم نے ان جگہوں کے اندر برکت رکھ دی ہے۔ آج اس علاقے کے اوپر اپنا Hold کیا ہوا ہے۔ قرآن پاک میں پانچ جگہوں پر بتایا گیا ہے کہ ہم نے اس جگہ میں برکت رکھی ہوئی ہے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ** دیکھا اس کے اردگرد برکت کا قرآن کتنی وضاحت کے ساتھ اعلان کررہا ہے۔ پھر فرمایا **وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖ اِلَی الْاَرْضِ بَارَکْنَا فِیْهَا وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ** برکت کے ثبوت میں تیسری آیت **وَ نَجَّیْنٰهُ وَلُوْطاً اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْهَا لِلْعَالَمِیْنَ** چوتھی آیت **وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ الْقُرَی الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْهَا قُرًی ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ** پانچویں آیت **وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْهَا** پانچ مقامات پر قرآن اس برکت کے موجود ہونے کے متعلق کہتا ہے۔ اس لئے آج اسرائیل اس جگہ پر جم کر بیٹھا ہوا ہے۔

فرانس میں یہودیوں کے روزے رکھنے کا واقعہ

یہ فقیر فرانس گیا تو ایک دوست کہنے لگے کہ رمضان المبارک آیا۔ مجھے روزے

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھنے تھے تراویح پڑھنی تھی۔ میں نے اپنے پروفیسر سے کہا کہ مجھے چھٹی دے دو اس نے کہا کیوں؟ میں نے کہا کہ مجھے فلاں جگہ جانا ہے اور وہاں سے میں روز نہیں آ سکتا۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں یہیں جگہ بتا دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ وہ مجھے یونیورسٹی میں ایک جگہ لے گئے جہاں پر گورے چٹے نوجوان لڑکے کالی داڑھیاں، عمامے باندھے ہوئے، جبے پہنے ہوئے، مسواک سے وضو کر رہے ہیں، نمازیں پڑھ رہے ہیں اور اذانیں دے رہے ہیں پورا مہینہ...... پھر اعتکاف بھی بیٹھتے۔ پھر صبح شام جیسے روزے کی سحری افطاری ہوتی ہے اس کے مطابق کر رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ میں عید پڑھ کر واپس آیا میں نے ٹیچر سے کہا کہ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے ایسے نیک لوگوں سے ملا دیا۔ میرا رمضان شریف تو بڑا اچھا گزرا۔ وہ مسکرا کے کہنے لگے کہ آپ کو پتہ ہے یہ سب یہودی تھے؟ میں نے کہا مجھے تو پتہ نہیں ہے۔ کہنے لگا کہ انہوں نے ایک پراجیکٹ (Prjoect) شروع کیا ہے کہ اسلام میں مسلمانوں کو جیسے روزے رکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ تم ہو بہو ایک مہینہ اس طرح رہ کر دیکھو کہ اس میں کیا اچھائیاں ہیں، کیا برائیاں ہیں۔ اچھائیاں ہوں گی ہم بن کہے قبول کر لیں گے۔ جو خامیاں ہوں گی اس کے خلاف پروپیگنڈہ کریں گے۔

اب بتائیے آج دنیا میں یہ کام ہو رہا ہے۔ ہمارے نوجوان بیرون ملک جن یونیورسٹیوں سے اسلامیات کی پی ایچ ڈی کی ڈگریاں لیتے ہیں وہاں پر اسلامیات کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ یہودی ہوتے ہیں۔ اب بتائیے دنیا میں اس وقت اسلام کے خلاف کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اللہ اکبر۔ اس وقت ہمارے سب سے بڑے دشمن دنیا کے اندر یہودی ہیں جو بالواسطہ اسلام کو ہر وقت نقصان پہنچانے کے لئے کوششیں کر رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رشیا میں یہودی کی سازش کا واقعہ

فقیر ایک دفعہ روس میں سفر کر رہا تھا۔ مولانا عبداللہ اور دوسرے حضرات رفقاء سفر تھے۔ ٹرین میں سفر کر رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ فقیر سے بھی ملا اوروں سے بھی ملا۔ داڑھی رکھی ہوئی پھر ساتھیوں سے باتیں کرنے لگا۔ جب وہ چلا گیا تو فقیر نے ساتھیوں سے پوچھا۔ کیا باتیں کر رہا تھا۔ کہنے لگے کہ آپ کے متعلق پوچھ رہا تھا کہ کون ہے؟ ہم نے کہا کہ عالم ہیں، پیر ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں؟ بتایا گیا کہ پاکستان سے تشریف لائے ہیں کہنے لگا آپ بھی رشین ہیں، میں بھی رشین ہوں۔ آپ لوگ اس کو دھوکہ دو۔ اس کو کہیں باہر باہر پھراتے رہو۔ اس کا سارا پیسہ خرچ کروا دو۔ پھر یہ خود بخود یہاں سے چلا جائے گا۔ ہمیں ان لوگوں سے کیا فائدہ ہے؟ اس کو یہیں سے ٹرخا دو تا کہ یہاں کوئی دین اسلام کا کام نہ کر سکے۔ اس قسم کے ذاتی تجربات اور مشاہدات فقیر کو کئی مرتبہ ہوئے ہیں۔ اب بات سمجھ میں آئی ہے کہ ان کے دلوں کیا غیض وغضب کی صورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ (تم مرجاؤ اپنے غصے میں)۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا اور قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ زبان سے باتیں کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں اتنا کچھ اسلام کے خلاف چھپا ہوا ہوتا ہے۔

امریکہ میں ثانی علماء کے کرتوت

امریکہ میں اصل مصیبت وہاں کے ثانی علماء نے ڈالی ہوئی ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے بعد اگر کوئی اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں تو وہاں کے بسنے والے ثانی

www.besturdubooks.wordpress.com

علماء ہیں۔ انہیں علماء تو کہنا ہی نہیں چاہئے یہ وہاں کے انگریزی خواں ہیں جنہوں نے مقالہ لکھ لیا۔ اس کے بعد وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دین کے چودھری بن گئے ہم فقیہہ وقت بن گئے، ہم مجدد بن گئے اور پھر فتوے دینے شروع کر دیتے ہیں۔ ان کا کام ہوتا ہے ہر مسئلے میں اجتہاد کرنا، ہر مسئلے میں اپنی من مرضی کرنا۔ سوٹ بوٹ پہن کر آتے ہیں، ٹائی لگائی ہوتی ہے، ننگے سر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں، ننگے سر بازاروں میں جا رہے ہوتے ہیں، ننگے سر کھڑے ہوئے کھا رہے ہیں، عورتوں کے ساتھ آنا جانا، میل ملاپ ہو رہا ہے، یہ وہاں کے امام اور خطیب بنے ہوئے ہیں۔ انگریزی میں بہت اچھا لیکچر دیتے ہیں۔ ہم نے ان کا نام ٹائی علماء رکھ دیا۔ کیونکہ بے حرمتی والا نام تو نہیں رکھ سکتے۔ آخر میں علم سے ان کی نسبت ہے علماء سمجھے جاتے ہیں اور قرآن و حدیث کا ترجمہ بھی جانتے ہیں۔ ہم نے سوچا انہیں کیا کہا کریں تو پھر ہم نے ان کا نام ٹائی علماء رکھ دیا۔ ان ٹائی علماء نے دین کی شکل کو وہاں مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔

ٹائی علماء کے مسئلے

ٹائی علماء عجیب عجیب مسئلے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً قیامت کے دن مسلمانوں سے اسلام کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عیسائیوں اور یہودیوں سے ان کے دین کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ فقیر نے ایک ٹائی عالم سے پوچھا، آپ کیسے کہتے ہیں کہ ان سے ان کے دین کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ آگے سے آیت پڑھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصَارٰی وَالصَّابِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

یہ دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے کہ خواہ عیسائی ہو، یہودی ہو، صابئین میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو، ان کے اوپر کوئی خوف نہیں ہوگا، کوئی حزن نہیں ہوگا۔ گویا یہودیوں اور عیسائیوں کو اسلام لانے کی ضرورت نہیں بس وہ اپنے دین پر پکے رہیں۔ میں نے کہا اچھا کیا قرآن پاک یہ نہیں کہتا۔ وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ بس آپ نے ایک ہی پارہ پڑھا ہوا ہے اور باقی قرآن نہیں پڑھا۔ افغیر دین الله یبغون جب خود اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اس پر آج ہمارے لئے عمل کرنا ضروری ہے۔

ثائی علماء کے فتوے

ایک اور فتویٰ ثائی علماء نے دیا۔ کہتے ہیں کہ جتنے عیسائی ہیں سب اہل کتاب ہیں حالانکہ آج عیسائیوں میں سے اندازاً ہر دوسرا بندہ دہریت کا قائل ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ کسی نے ان کے سامنے آیت پڑھی کہ وہ تو اللہ کا نام نہیں پڑھتے جب ذبح کر رہے ہوتے ہیں۔ کہنے لگے اچھا اگر ایسا ہے تو وہ چیز جب ہاتھ میں آئے تو اسے کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کے کھا لے وہ بالکل حلال ہو جائے گی۔ دوسرا فتویٰ یہ دیا ہوا ہے کہ عورتوں کے لئے چہرہ ڈھکنا قرآن پاک میں کہیں نہیں ہے۔ تیسرا فتویٰ یہ دیا کہ امریکہ کا ماحول ایسا ہے کہ عورتوں سے ہاتھ ملانے پڑتے ہیں، ہم ہاتھ نہ ملائیں تو ان کا دل آزردہ ہوتا ہے اور دل کا آزردہ کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اس لئے عموم بلویٰ کے طور پر ہاتھ ملانا جائز ہے۔ فتویٰ دیکھو۔

اگر کبھی بدھ کو عید کا دن پڑ رہا ہو تو کہتے ہیں کہ عید کا مقصود تو ہوتا ہے مسلمانوں کا آپس میں ملنا، خوشی کا اظہار کرنا، ہم بدھ کے دن تو فارغ نہیں ہیں لہٰذا اس کے بعد جو اتوار کا دن آ رہا ہے تو ہم عید بھی پڑھیں گے اور آپس میں ملیں گے۔ یہ وہاں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ثانی علماء ہیں۔ اس لئے کہ جہاں حق نہیں ہوگا روشنی نہیں ہوگی اندھیرا خود بخود وہاں ہوگا۔ اسلام کو یہودیوں، عیسائیوں کے بعد سب سے زیادہ نقصان ان ثانی علماء نے پہنچایا ہے۔ دین کی شکل کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ **الدین یسر** (دین سہل ہے) اس لئے تم چاروں آئمہ میں سے کسی کا بھی قول لے لو جو تمہیں آسان نظر آتا ہو وہ بالکل ٹھیک ہوگا۔ جہاں چاروں آئمہ کے ہاں مسئلہ ذرا سخت ملتا ہے تو پھر اپنی طرف سے آسان بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ ساری دنیا کی خرابیاں ایسے بندے کے اندر آ جاتی ہیں جو دین میں یوں آسانیاں ڈھونڈتا پھرتا ہو۔ اس لئے علماء کرام نے کہا **من اخذ بنوادر العلماء خرج من الاسلام** جو علماء کے نوادرات کے اوپر عمل کرے گا یعنی ایسے اقوال پر عمل کرے گا جو کہ نوادرات میں سے ہیں۔ پھر تو اس کے اندر ساری کی ساری خرابیاں آ جائیں گی۔ آب علماء ہیں اس لئے آپ کے سامنے چند نوادرات نمونے کے طور پر پیش کر رہا ہوں، فتویٰ ان چیزوں پر نہیں ہے۔

آپ دیکھیے امام شافعیؒ کے نزدیک شطرنج کا کھیلنا جائز ہے۔ عبداللہ بن جعفر کے نزدیک موسیقی کا جواز بنتا ہے۔ امام قاسمؒ بن محمد کے نزدیک بے سایہ تصویر، تصویر کے حکم میں نہیں ہوتی اور امام سحنونؒ جو کہ امام مالک کے پیرو ہیں ان کے نزدیک اپنی بیوی سے وطی فی الدبر جائز ہے اور امام اعمشؒ اس بات کے قائل تھے کہ روزے کی ابتداء طلوع شمس سے ہوتی ہے۔ ابن حزم ظاہری کہتے تھے کہ منگیتر کو بغیر کپڑوں کے بھی دیکھنا جائز ہے، بلکہ فرماتے تھے کہ جس عورت کو کسی سے پردہ کرنا مشکل ہو عمر کے جس حصے میں ہو بس مرد کو دودھ پلا دے بلکہ مرد کے منہ میں دودھ ڈال دے تو یہ عورت محرم بن جائے گی۔

عطاؒ ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ جو دن عید کا ہوگا اس دن جمعہ اور ظہر کی نماز

ساقط ہو جائے گی۔ اب بتائیں کہ یہ نوادرات جب اکٹھا کریں گے تو یہ کیا چیز بن جائے گا۔ آج ایسی باتوں پر وہاں کے ثانی علماء عمل کر رہے ہیں اور کروار رہے ہیں۔

دین کا غم

میرے دوستو! نبی اکرم ﷺ نے جو دعائیں کی تھیں **نضر الله امرء سمع مقالتی فوعاها ثم دعا ها کما سمعها** آج علماء کرام کے سر پر ایک بوجھ ہے۔ اس بوجھ سے سبکدوش ہونے کے لئے ان کو اپنی زندگیوں کو کھپانا ہوگا۔ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھنے کی بجائے یہ دیکھیں کہ دشمنان اسلام آج اسلام کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ اس وقت مغربی ممالک میں بعض ایسی بھی آبادیاں ہیں کہ جہاں پر مسلمان کرائے پر مکان لینے جائے تو اسے کرائے پر مکان نہیں ملتا یہ حالت ہوگئی ہے۔

ایک وقت ایسا تھا کہ حضرت عبداللہؒ ابن مبارک کے پڑوس میں یہودی رہتا تھا۔ یہودی نے مکان بیچنا چاہا۔ ایک آدمی نے پوچھا کتنے میں بیچو گے؟ کہنے لگا کہ میں دو ہزار دینار میں بیچوں گا۔ اس خریدار نے کہا کہ اس علاقے میں اس قسم کے مکان کی قیمت زیادہ سے زیادہ ایک ہزار دینار ہے۔ یہودی کہنے لگا کہ ہاں ٹھیک ہے ایک ہزار دینار تو میرے مکان کی قیمت ہے اور ایک ہزار دینار عبداللہ ابن مبارکؒ کے پڑوس کی قیمت ہے۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کے پڑوس میں جو مکان ہوتے تھے ان مکانوں کی قیمتیں بڑھ جایا کرتی تھیں اور آج یہ وقت آچکا ہے کہ یورپ کے بعض علاقوں میں مسلمان مکان لینے جاتے ہیں انہیں کوئی مکان بھی کرائے پر دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

محترم سامعین! اس دین کا غم کون کھائے گا آپ علماء ہی ہیں پھر بھی آپ ہی لوگوں نے کھڑے ہونا یاد رکھیے۔ جب انگریز نے دین کی جڑیں اکھاڑنے کی کوشش

www.besturdubooks.wordpress.com

کی تھی اور پوری قوم کو دنیاداری کی طرف لگا دیا تھا، آپ ہی تو تھے جو چٹائیوں پر بیٹھے رہے۔ آپ ہی تو تھے جو مصلوں سے چمٹے رہے۔ آپ ہی تو تھے کہ ٹوٹے ہوئے حجروں کے اندر بیٹھے رہے۔ آپ نے اپنے لئے غربت کو پسند کیا، اپنی اولاد کے لئے غربت کو پسند کیا لیکن آپ نے دین کو سینے سے لگائے رکھا، آپ مبارکباد کے مستحق ہیں، میں سلام کہتا ہوں آپ کی عظمت کو، میں سلام کرتا ہوں آپ کے تقویٰ کو، میں سلام کرتا ہوں آپ کی استقامت کو کہ آپ نے دنیا کو قبول کرنے کی بجائے دین کو اپنے سینے سے لگایا اور قوم کے سامنے دین کو پہنچایا وَ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ یہ علماء اور صلحاء کا فرض منصبی ہوتا ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین کی اور کتاب کی حفاظت کرنا ہوتی ہے۔ الحمدللہ چودہ صدیوں سے کچھ زیادہ گزر چکا دین آج تک سلامت ہے۔ آج دین کو نا معقول لوگوں کے ہاتھوں نہ جانے دیجئے۔ آج اس دین کو بے عمل لوگوں کے ہاتھوں میں نہ جانے دیجئے۔

دین کے لئے قربانیاں دینا

محترم علمائے کرام! یہاں طلباء کو تیار کیجئے۔ یہ طلباء دنیا میں پھیل جائیں۔ دین کے نمائندہ اور دین کے قاصد بن کر کام کریں۔ یاد رکھئے کہ کل قیامت میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے قبولیت نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی خاطر جینے اور دین کی خاطر مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

www.besturdubooks.wordpress.com

سنت نبوی اور جدید سائنس

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

دنیا امتحان گاہ ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا۔ اس کے اندر خیر کا مادہ بھی رکھ دیا اور شر کا مادہ بھی رکھ دیا۔ شیطان بہکانے والا بن گیا جبکہ انبیائے کرام علیہم السلام خیر کے راستے پر بلانے والے بن گئے۔ اسی کو کہا گیا ہے کہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ یہ سیر گاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، امتحان گاہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم نے اسے چراگاہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً

(پارہ:۲۹، سورۃ الملک)

موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ (دیکھیں) تم میں سے کون اچھے عمل کرتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اور فرمایا کہ جب ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ **فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا** ہم نے انسان کے اندر خیر کا مادہ بھی رکھ دیا اور شر کا مادہ بھی رکھ دیا۔ شیطان شر کی طرف بلا رہا ہے اور رحمان خیر کی طرف بلا رہا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ انسان کس راستے پر چلتا ہے۔ اگر انسان خیر کے راستے پر چلے گا تو واقعی کامیاب ہوگا اور اگر شیطان کے راستے پر چلے گا تو واقعی ناکام ہوگا۔

کلمہ اور غیر مسلم کا واقعہ

بیرون ملک ایک آدمی کہنے لگا کہ اگر کوئی صرف کلمہ پڑھ لے کیا وہ جنت میں جائے گا؟ فقیر نے کہا کہ ہاں انشاء اللہ جنت میں جائے گا۔ گناہ گار ہوگا تو اس کو سزا ملے گی بالآخر جنت میں جائے گا۔ اس نے کہا ایک آدمی اگر کلمہ نہ پڑھے، فقیر نے کہا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ کہنے لگا اگر کلمہ نہ پڑھے اور بڑا نیک ہو مثلاً اس نے روشنی ایجاد کی، بلب کا موجد بنا، مہمان خانے بنوائے، اچھے کام کئے پھر بھی وہ انسان جنت میں نہیں جائے گا۔ فقیر نے کہا پھر بھی نہیں جائے گا۔ اس نے کہا دیکھیں یہ کتنی ناانصافی ہے، کیا اسلام میں عدل نہیں ہے؟ فقیر نے کہا کیوں؟ کہنے لگا ایک آدمی گناہ گار ہے کلمہ پڑھ لیتا ہے اس کو جنت میں بھیج رہے ہیں لیکن ایک آدمی سارے اچھے کام کرتا ہے صرف کلمہ نہیں پڑھتا تو اسے جہنم میں بھیج رہے ہیں۔ فقیر نے کہا کہ ہاں بھئی اصول تو یہی ہے کہنے لگا کہ یہ اصول فطرت کے خلاف ہے۔ فقیر نے کہا دیکھو بھئی ہم آجکل جو ریاضی پڑھتے ہیں، جس پر ہماری سائنس کی بنیاد ہے، جس پر ہم کہتے ہیں کہ فطرت کے قوانین لاگو ہیں، اسی کی مثال دی جاتی ہے۔ فرض کریں کوئی آدمی اگر ایک کا عدد لکھ دیتا ہے اور پھر اس کے دائیں طرف زیرو، زیرو، زیرو، لکھتا چلا جاتا ہے تو ہر زیرو جو لگتی چلی جائے گی تو وہ اس کی Value کو بڑھاتی چلی جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گی، جتنے زیرو لگاتا جائے گا Value بڑھتی چلی جائے گی۔ اگر یہ آدمی ایک لگانا تو بھول گیا یا نہیں لگاتا اور صرف زیرو، زیرو، لگاتا چلا جاتا ہے اور وہ کہتا ہے دیکھو جی میں نے تو دس ارب زیرو لکھ دیئے اس کی Value تو زیرو ہی ہے۔ کہا جائے گا کہ ان تمام زیروز کی Value تو اس ایک کی وجہ سے ہونی تھی جب آپ نے ایک ہی نہ لکھا تو اب چاہے جتنی مرضی زیرو لکھتے رہو اس کی کوئی Value نہیں۔ اسی طرح جو ایک اللہ کو نہیں مانتا تو پھر اس کے کاموں کی Value بھی زیرو ہوتی ہے۔ جب تک کہ ایک اللہ وحدہ لاشریک کو نہ مانے۔ وہ کہنے لگا کہ بات تو آپ نے ٹھیک کی۔ مجھے بات سمجھ آگئی۔ فقیر نے کہا کہ اچھا اب ایک دوسری مثال سمجھیں کہ جو انسان کلمہ پڑھ لیتا ہے تو وہ گویا اللہ رب العزت کے خالق کائنات، مالک کائنات اور وحدہ لاشریک ہونے کا اقرار کر رہا ہوتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کسی ملک کے اندر رہے اور بادشاہ کی بادشاہت کو تسلیم کر لے مگر گناہ گار ہو تو بادشاہ تھوڑی بہت تو سزائیں دیتا رہتا ہے یا اس کو تنبیہ کرتا رہتا ہے مگر اسے اپنا شہری بننے کا موقعہ دیتا ہے۔ ایک آدمی بادشاہ کا غدار ہو اور کہے کہ میں بادشاہ کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ وہ تو اسے پھر کبھی بھی اپنے ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دے گا، کہے گا کہ اس آدمی کا تو فوراً سر قلم کر دینا چاہیے۔ بات ایسی ہی ہے کہ اللہ رب العزت نے ہم لوگوں کو کلمہ کی نعمت عطا کی ہے اللہ تعالیٰ کا تصور بڑی نعمت ہے۔

یورپی لوگوں کے پاگل ہونے کی وجہ

یورپ میں اگر کسی کا کاروبار ٹھپ ہو جاتا ہے تو کئی ایسی مثالیں بھی ہیں کہ وہ اپنا ہاتھ چبا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ٹھیک فیصلے نہیں کیے۔ میں نے یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا۔ بس اس طرح سارے کے سارے نقصان کو اپنے سر لے لیتے ہیں۔ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ بوجھ اپنے سر پر لیتے ہیں تو دماغ تو خراب ہونا ہی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ نیو یارک کے ایک شہر میں سو سے زیادہ پاگل خانوں کی شاخیں ہیں اور ہمارے پورے ملک میں کتنے پاگل خانے ہیں ہمیں پتہ ہی نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہاں لوگوں کے پاگل ہونے کی شرح بہت کم ہے۔

پاگل ہونے کی بنیادی وجہ

پاگل ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ زندگی میں جو پریشانی آتی ہے اسے اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔ مثلاً بیوی طلاق لے کر چلی گئی، بیوی بے وفائی کر گئی، وہ خود پاگل ہو گئے۔ کاروبار ٹھپ ہوا تو ایسا غم سر پہ سوار ہوا کہ پاگل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کے فوائد

ایک بندہ اللہ پر یقین رکھتا ہے ایمان رکھتا ہے۔ اب اس پر کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ آ جائے وہ یہی کہے گا جو اللہ کو منظور۔ جب اس نے کہا جو اللہ کو منظور تو سارا ذہنی بوجھ ختم ہو گیا۔ مثلاً ایک آدمی کے گھر کو آگ لگ جائے، ایک آدمی کے بیوی بچے جل کر مر جائیں یا ایک آدمی کا ایکسیڈنٹ میں سب کچھ تباہ ہو جائے اور اس کے پاس دوسرے لوگ جا کر افسوس کریں تو وہ کہے گا جو اللہ کو منظور۔ جب اس نے یہ الفاظ کہے کہ جو اللہ کو منظور تو سارے کا سارا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا لہٰذا پاگل ہونے سے بچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر تصور اور یقین کا فائدہ یہ ہے کہ انسان ایک متوازن زندگی گزارتا ہے۔ نفس اور شیطان سے بچنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

اچھا سوال

ایک آدمی نے سوال کیا اور اس نے بڑا Critical سوال کیا۔ وہ کیمونسٹ تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنے لگا کہ آپ شیطان کو کیوں مانتے ہیں؟

اچھا جواب

اگر ہم سوچیں تو بظاہر اسکا جواب ہمیں سمجھ میں نہیں آتا۔ ہم شیطان کو کیوں مانتے ہیں؟ کیا ضرورت ہے شیطان کے ماننے کی۔ وہ کہتا تھا کہ اچھائی برائی ہم خود کرتے ہیں نام شیطان کا لگا دیتے ہیں۔ شیطان کو کیوں مانتے ہیں؟ فقیر نے اسے ایک بات سمجھائی کہ دیکھیں بھئی بالفرض میں چاند پر جاؤ اور چاند پر جا کر مجھے کہیں گلقند پڑی ہوئی نظر آجائے۔ تو گلقند دیکھ کر میں ایک نتیجہ نکالوں گا کہ یہاں چاند کے اوپر کہیں نہ کہیں گل بھی ہے اور کہیں نہ کہیں قند بھی ہے اور وہ دونوں آپس میں ملے تو گلقند بن گئی۔ گلقند کا وجود گل کے وجود اور قند کے وجود کے اوپر ایک دلیل ہے۔ جہاں بھی مرکب موجود ہوتا ہے وہ عناصر کے موجود ہونے کی دلیل ہوتا ہے، عناصر ملے تو مرکب بنا۔ اسی طرح اگر پانی موجود ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں ہائیڈروجن اور آکسیجن موجود ہے۔ پانی کا موجود ہونا ہائیڈروجن اور آکسیجن کے وجود پر دلیل ہے۔ اسی طرح گلقند کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی چیز ہے جو سراسر گل ہے اور کہیں نہ کہیں کوئی چیز ہے جو سراسر قند ہے اور جب یہ دنوں چیزیں آپس میں ملیں تو گلقند بن گئی۔ کہنے لگا ہاں بات تو یہ صحیح ہے۔ فقیر نے کہا کہ اگر غور کریں تو انسان خیر اور شر کا مجموعہ ہے۔ انسان میں خیر کا مادہ بھی ہے اور شر کا مادہ بھی ہے، یہ خیر و شر کا مجموعہ ہے۔ اب یہ مجموعہ اس بات کی دلیل ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی ایسی چیز موجود ہو جو سراسر خیر ہو اور کہیں نہ کہیں کوئی ایسی چیز موجود ہو جو سراسر شر ہو۔ جو سراسر خیر ہے اسکو ہم فرشتے کہتے ہیں جو سراسر شر ہے سے ہم شیطان کہتے ہیں اور جو دونوں کا مجموعہ ہے اسے انسان کہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی مرضی کی زندگی

انسان زندگی میں دیکھتا ہے کہ پیسے سے کام بن رہے ہیں تو جائز ناجائز طریقے سے پیسے سمیٹنے شروع کر دیتا ہے۔ یہ مال کی محبت بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی کو کلوروفارم سونگھا دیا جائے۔کلوروفارم سونگھا دینے سے جیسے کوئی آدمی مدہوش ہو جاتا ہے یہ مال کی محبت انسان کو مدہوش کر دیتی ہے پھر اسے کچھ سمجھ نہیں آتا۔ مالدار آدمی کی آواز کے اندر مال پیسے کی جھنکار شامل ہوتی ہے۔ پھر وہ دیکھتا ہے کہ جائز ناجائز کام پیسے کی وجہ سے ہو جاتے ہیں اس لئے وہ مال حاصل کرنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اسے اپنی انا کی تسکین کے لئے اپنی شہرت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ عہدے کے پیچھے پڑ جاتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس ایسی کوٹھی ہو کہ اس جیسی کوٹھی کسی کے پاس نہ ہو، بیوی ایسی اچھی ملے، Dress میرا ایسا ہونا چاہیے، گاڑی میری ایسی ہونی چاہیے، انسان کے اندر اس قسم کی خواہشات جنم لیتی ہیں۔

خواہشات والی زندگی

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا انسان ان خواہشات کی تکمیل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرتا ہے یا پھر اللہ کے حکموں کو ایک طرف رکھ کر اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ یہ خواہشات انسان کو بالکل اندھا کر دیتی ہیں۔ آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہیں اور انسان علم کے باوجود گمراہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَرَئَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (کیا دیکھا آپ نے اسکو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا) وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ (اور اللہ کے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا) علم کے باوجود گمراہ ہونے کا کیا مطلب ہے۔ دیکھیں ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

آدمی سگریٹ پیتا ہے مگر سگریٹ کے نقصانات سے واقف ہوتا ہے۔ وہی بچوں کے درمیان بیٹھا نصیحت بھی کررہا ہوتا ہے کہ بھئی ہم تو اس کام میں پڑھ گئے ہیں مجبور ہیں تم نہ پینا۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص اسکے نقصانات سے بھی واقف ہے اوروں کو بھی اس سے منع کررہا ہے۔ بعض سگریٹ بنانے والی کمپنیاں اوپر لکھ بھی دیتی ہیں کہ سگریٹ نوشی مضر صحت ہے۔ پینے والا بھی جانتا ہے کہ وہ مضر صحت ہے لیکن اسکے باوجود اسکے اندر ایک ایسی طلب پیدا ہوتی ہے کہ وہ پھر مجبور ہو کر سگریٹ پینا شروع کردیتا ہے۔ اسے کہتے ہیں علم کے باوجود گمراہ ہو جانا۔ انسان بعض اوقات خواہشات کے ہاتھوں ایسا مجبور ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ برا کام ہے لیکن پھر بھی کر گزرتا ہے اور یہی ایک اچھے اور برے انسان کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

ڈسپلن والی زندگی

اچھا انسان جب دیکھتا ہے کہ یہ برا کام ہے تو وہ ایسا قدم نہیں اٹھاتا۔ گو اسے برائی کی دعوت مل رہی ہو اور اگر یہ سمجھتا ہو کہ یہ قدم اٹھانا میرے لئے اچھا ہے، گو اس کے اندر سستی ہو لیکن پھر بھی اچھا قدم اٹھاتا ہے۔ اسلئے ایک دید و دانش رکھنے والا انسان اپنے اندر صبر و ضبط پیدا کرتا ہے۔ اگر کوئی انسان ڈسپلن پیدا کرنا چاہے تو سب سے پہلے یہ کام اسکی ذات سے شروع ہوتا ہے کہ وہ اپنے اندر ڈسپلن پیدا کرے۔ ڈسپلن ایک ایسی چیز ہے کہ مغرب کی دنیا اسکے پیچھے پڑ رہی ہے کہ اس سے زندگی اچھی گزرتی ہے۔

امریکی غیر مسلم کا واقعہ

مجھے ایک صاحب ملے کہنے لگے میں روزے رکھتا ہوں۔ وہ امریکن تھے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا وہ کیوں تم تو غیر مسلم ہو تم کیسے روزے رکھتے ہو؟ کہنے لگا کہ سال میں کچھ وقت انسان پر ایسا گزرنا چاہیے کہ وہ ڈائٹنگ کرے۔ جب ہم کچھ عرصہ کے لئے Digestive System کو فارغ رکھتے ہیں تو جسم کے اندر کچھ رطوبتیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ ختم ہو جاتی ہیں۔ بہت سی پیچیدہ قسم کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بھوکا رہنے سے Digestive System پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور بہتر طریقے سے کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ میں نے اور میری بیوی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم سال میں ایک مہینہ اسی طرح روزہ رکھ کر ڈائٹنگ کیا کریں گے۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ سنت ہے کہ ہر مہینے ایام بیض کے تین روزے رکھیں بالخصوص وہ لوگ جو غیر شادی شدہ ہوں وہ زیادہ روزے رکھیں۔ یہ بھوکا رہنا انسان کے اندر ایک ڈسپلن اور صبر وضبط پیدا کرتا ہے۔ غیر شادی شدہ کو اس کی زیادہ تلقین کی گئی ہے تاکہ اس کی شہوانی قوت مناسب رہ سکے۔ آج کے غیر مسلم اس کے اندر مادی فائدہ دیکھ کر اس کو اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فقیر نے سنت نبوی ﷺ میں سو سے زیادہ ایسی مثالیں سنت میں دیکھی ہیں کہ جن کو ہو بہو سائنس کی دنیا تسلیم کرتی ہے۔

سنت اور سائنس کے اختلاف کی بنیادی وجہ

سنت کو جہاں سائنس نہیں مان رہی وہاں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ریسرچ ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ جب بھی سائنس منزل پہ پہنچ گئی تو اس نے تسلیم کر لینا ہے کہ سنت ہی میں فائدہ ہے۔

سنت نبوی ﷺ کا چیلنج

ہم اللہ تعالیٰ کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں زندگی گزارنے کا ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا طریقہ سمجھا دیا ہے۔ جو دنیا میں زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ ہے اس سے بہترین طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ فقیر کا یہ دعویٰ ہے کہ جس طریقہ سے نبی ﷺ نے کھانا کھایا اس سے بہتر کھانا کھانے کا دنیا میں اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ جس طریقے سے انہوں نے پانی پیا اس سے بہتر طریقہ پانی پینے کا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جس طرح نبی ﷺ سوئے اس سے بہتر سونے کا طریقہ دنیا میں کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ علی ہذا القیاس۔ یہ ایک دعوی ہے، فقیر نے اس دعویٰ کو Western Coumtries کے بڑے پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ میرے سردار ﷺ کی کوئی ایک سنت بتا دو۔ جس میں حکمت نہ ہو۔

کھانے کی سنتیں اور جدید سائنس

کھانا کھانے میں رسول اللہ ﷺ کی سنتیں کتنی پیاری اور اچھی ہیں۔ پہلی بات کہ آپ ﷺ جب بھی کھانا کھاتے تھے تو اپنے پیٹ کا کچھ حصہ خالی رکھتے تھے۔ مطلب یہ کہ ایک تو کھانا اتنا کم کھایا کہ ڈکار نہ آئیں۔ دوسرے یہ کہ تھوڑی سی بھوک ابھی باقی ہے کھانا چھوڑ دے۔ آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ ایک کھجور انسان کے جسم میں جا کر اتنی کلوریز کر دیتی ہے کہ وہ آدمی بھوک کی وجہ سے تین دن تک نہیں مر سکتا۔ سوچئے ہم جو اتنی اتنی غذا کھاتے ہیں کہ اس کا 10% ہمارے جسم کا حصہ بنتا ہے اور 90% ایسا ہوتا ہے جو ہم Crush کر کے خارج کر دیتے ہیں۔ یعنی ہم عادت کے لحاظ سے پیٹ تو بھر رہے ہوتے ہیں۔ مگر جسم اس کو Crush کر کے خارج کر دیتا ہے۔ پوری غذا کا دسواں حصہ ہمارے جسم کا حصہ بنتا ہے۔ تو ہم نے اپنے معدے کو خوب بھر لیا جس کی وجہ سے بعض دفعہ فلاں بیماری، فلاں بیماری، گیس کی تکلیف، پیٹ کا بڑھنا یہ ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ نبی ﷺ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

کھاتے تھے تو پہلا اصول کہ جتنی بھوک ہوتی تھی اس سے ذرا کم کھاتے تھے۔ دوسری بات ایک وقت میں ایک کھانا کھاتے تھے۔ دو کھانوں کو ملا کر نہیں کھاتے تھے۔ ہم تو ایک ایک دستر خوان پر چار چار پانچ پانچ کھانوں کو ملا کر کھاتے ہیں۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ جتنی مرغن غذائیں ہم نے تیار کی ہوئی ہیں آپ ان میں سے تھوڑا تھوڑا لے کر ایک برتن میں ڈال دیں تو دیکھیں کیا بنتا ہے اس کو دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہے گا۔

پینے کی سنتیں اور جدید سائنس

نبی ﷺ کی پینے کی سنت کیا ہے؟ آپ مستقل کھانا کھاتے تھے اور مستقل پانی پیتے تھے۔ مثلاً فرض کریں آپ ﷺ نے کھانا کھایا ہے تو مستقل علیحدہ پانی پیتے تھے۔ آج کی سائنس کہتی ہے کہ مستقل پانی پیئے تو اثرات جسم پر مختلف پڑتے ہیں اور اگر کھانے کے ساتھ ملا کر پانی پیئے تو اس کے اثرات جسم پر مختلف پڑتے ہیں۔ دیکھیے صرف کھانے پینے کے اندر حضور ﷺ کی سنتیں کتنی اچھی ہیں۔

سرکہ اور جدید سائنس

نبی اکرم ﷺ کھانے میں سرکہ استعمال فرماتے تھے۔ آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ سرکے کے استعمال سے انسان کا ہاضمہ بہتر ہو جاتا ہے۔ حیران ہوتے ہیں کہ ایک ایک سنت کے کس قدر فائدے ہیں۔

لقمہ زیادہ چبانا اور جدید سائنس

نبی اکرم ﷺ جب کھانا کھاتے تھے تو اچھی طرح چبا چبا کر کھاتے تھے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہم جس لقمے کو کھاتے ہیں تو چار پانچ دفعہ چبا کر نگل لیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر لقمے کو اس سے بھی زیادہ چبالیا جائے تو معدے کا بوجھ کم ہو جاتا ہے۔ یہ کتنی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ ایک آدمی لقمے کو منہ میں ہی اچھی طرح چبا لے گا تو معدے کو کم کام کرنا پڑے گا۔

کم چبانا اور ڈاکٹروں کی تحقیق

کم چبانے والے لوگوں کے دانت عام طور پر زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دانتوں کی Exercise ضروری ہے۔ چنانچہ اگر کوئی ایک طرف سے کھانے کا عادی ہو تو اس کے دوسری طرف کے دانت خراب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ کبھی ایک طرف سے چبا کر کھاؤ کبھی دوسری طرف کے دانتوں سے چبا کر کھاؤ تا کہ تمہارے باقی سب دانتوں کی مشق ہوتی رہے۔ اب بتایئے ایک سنت پر عمل کرنے کے کتنے فائدے آج سمجھ آ رہے ہیں۔

سونے کی سنتیں اور جدید سائنس

نبی اکرم ﷺ دائیں طرف سویا کرتے تھے، آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ بائیں کروٹ سونے سے بہت گہری نیند اور ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ جبکہ دائیں کروٹ سونے والے کو گہری نیند تو آتی ہے مگر نیند جلد پوری ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ جلدی اٹھ بھی جاتا ہے اور طبیعت تر و تازہ ہو جاتی ہے۔

ڈراؤنے خواب کیوں آتے ہیں؟

ایک نئی تحقیق کے متعلق میں پڑھ رہا تھا کہ بائیں طرف سونے والوں کو ڈراؤنے خواب زیادہ آتے ہیں اور اسکی دلیل یہ دی ہوئی تھی کہ دل بائیں طرف ہے انسان کی بعض آنتیں دل کے اوپر پڑتی ہیں اور دل پر فزیکل پریشر پڑتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور جب دل کے اوپر پریشر ہوتا ہے تو پھر انسان کو ڈراؤنے خواب نظر آتے ہیں جیسے کسی نے دل کو پکڑا ہوا ہوتا ہے اور جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ دیکھئے یہ دائیں طرف سونے کی حکمتیں تھیں۔ اس لئے نبی ﷺ دائیں طرف سویا کرتے تھے۔

وضو کی حکمتیں اور موتیا بند کا علاج

نبی اکرم ﷺ جب صبح اٹھتے تو وضو کیا کرتے تھے۔ آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ آنکھوں کے موتیا بند کا بنیادی علاج یہ ہے کہ انسان صبح صبح آنکھوں کے اندر پانی کے چھینٹے مارے۔ جو آدمی تہجد کے لئے اٹھے اور وضو کرے تو آنکھ پر بھی اچھی طرح چھینٹے لگا لے۔ موتیا بند کا علاج ہو گیا۔ سبحان اللہ۔

کان اور ڈش انٹینا

اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کا ڈیزائن ایسے بنایا جیسے کہ ڈش انٹینا ہو۔ چنانچہ کان کی تحقیق پر ایک مستشرق سائنس دان سوچتا رہا، سوچتا رہا۔ بالآخر اس نے اپنی کتاب میں لکھا کہ اے کان کے پیدا کرنے والے تو خود کیسے بہرا ہو سکتا ہے، یعنی جس نے کان کو پیدا کر دیا جو سننے کے لئے اتنا بہترین آلہ ہے وہ خود کیسے بہرا ہو سکتا ہے وہ خود بھی تو سننے والا ہوگا۔

واشنگٹن کا ڈاکٹر اور نماز کا قائل

ایک دفعہ واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی۔ وہ کہتا تھا میرا دل کرتا ہے کہ سارے ملک میں نماز کو لاگو کر دوں۔ فقیر نے کہا وہ کیوں؟ کہنے لگا اس کے اندر اتنی حکمت ہے کہ کوئی حد نہیں۔ وہ جلد کا سپیشلسٹ تھا کہنے لگا اس کی حکمت آپ تو (انجینئر ہیں) سمجھ لیں گے۔ فقیر نے کہا اچھا جی بتائیں۔ کہنے لگا کہ اگر انسان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

جسم کو مادی نظر سے دیکھا جائے تو انسان کا دل پمپ کی مانند ہے۔اس کا In put بھی ہے اور Out put بھی ہے۔سارے جسم میں تازہ خون جار ہا ہوتا ہے اور دوسرا واپس آرہا ہوتا ہے۔اس نے کہا کہ جب انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے تو جسم کے جو حصے نیچے ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً زیادہ ہوتا ہے اور جو حصے اوپر ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً کم ہوتا ہے۔مثلاً تین منزلہ بلڈنگ ہو اور نیچے پمپ لگا ہوا ہو تو نیچے پانی زیادہ ہوگا اور دوسری منزل پر بھی کچھ پانی پہنچ جائے گا جبکہ تیسری پر بالکل نہیں پہنچے گا۔حالانکہ وہی پمپ ہے لیکن نیچے پورا پانی دے رہا ہے اس سے اوپر والی منزل میں کچھ پانی دے رہا ہے اور سب سے اوپر والی منزل میں بالکل پانی نہیں جا رہا۔اس مثال کو اگر سامنے رکھتے ہوئے سوچیں تو انسان کا دل خون کو پمپ کر رہا ہوتا ہے اور یہ خون نیچے کے اعضاء میں تو بالکل پہنچ رہا ہوتا ہے لیکن اوپر کے اعضا میں اتنا نہیں پہنچ رہا ہوتا۔جب کوئی ایسی صورت آتی ہے کہ انسان کا سر نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے تو خون سر کے اندر بھی اچھی طرح ہو کر پہنچتا ہے۔مثلاً جب انسان نماز کے سجدے میں جاتا ہے تو محسوس ہوتا ہے جیسے پورے جسم میں گویا خون بھر گیا ہے۔آدمی سجدہ تھوڑا سا لمبا کرلے تو محسوس ہوتا ہے کہ چہرے کی جو باریک باریک شریانیں ہیں ان میں بھی خون پہنچ گیا۔تو وہ کہنے لگا کہ عام طور پر انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے یا لیٹا ہوتا ہے۔بیٹھے کھڑے لیٹے میں انسان کا دل نیچے ہی ہوتا ہے اور سر اوپر ہوتا ہے ایک ہی ایسی صورت ہے کہ نماز میں جب انسان سجدے میں جاتا ہے تو اس کا دل اوپر ہوتا ہے اور سر نیچے ہوتا ہے۔لہٰذا خون اچھی طرح چہرے کی جلد میں پہنچ جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دائمی خوبصورتی کا راز

نماز پڑھنے والے آدمی کے چہرے پر تازگی رہتی ہے۔ کیونکہ نماز اور سجدے کی وجہ سے اس کی تمام شریانوں میں خون پہنچتا رہتا ہے اور جو نماز نہیں پڑھتے۔ ان کے چہرے پر ایک افسردگی سی چھائی ہوتی ہے۔ اسی لئے حدیث میں کہا گیا ہے جو نماز پڑھتا ہے اس کے چہرے پر نور ہوتا ہے۔

عورتوں کو نماز پڑھنے کا مشورہ

وہ ڈاکٹر کہنے لگا کہ یقین جانیں عورتوں کو اگر پتہ چل جائے کہ نماز میں لمبے سجدے کی وجہ سے چہرہ کس قدر تروتازہ اور خوبصورت ہو جاتا ہے تو وہ سجدے سے سر ہی نہ اٹھائیں۔

مسواک کی سنت

آج کی سائنسی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ انسان جو چیزیں کھاتا ہے تو منہ کے اندر پلازما پیدا ہو جاتا ہے۔ اب یہ پلازما صرف کلی کرنے سے صاف نہیں ہوتا۔ مسواک کرنا یا برش کرنا ضروری ہے۔ سونے کی حالت میں دانت زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو اس کا منہ بالکل بند ہوتا ہے اور بند منہ کے اندر جراثیم کے لئے تباہی پھیلانا بہت آسان ہوتا ہے۔ دن کے وقت کبھی بندہ بول رہا ہے تو زبان چل رہی ہے کبھی کھا رہا ہے کبھی پی رہا ہے، دن کے وقت حرکت کرنے کی وجہ سے پلازمے کو کام کرنے کا موقعہ نہیں ملتا اور رات کے وقت جب منہ بند ہوتا ہے تو کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس لئے رات کے وقت دانت زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ صبح ٹوتھ پیسٹ کریں یا نہ کریں مرضی لیکن کو سوتے ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

ضروری کرنی چاہیے۔

نبی ﷺ کی سنتیں اور دانت

الحمدللہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے کہ رات کو وضو کے ساتھ سوتے تھے اور وضو بغیر مسواک کے نہیں کیا کرتے تھے۔ جب بھی انسان کھانا کھائے گا اور کھانا کھا کر وضو کرے گا مسواک کرے گا۔ الحمدللہ نقصان سے بچے گا بلکہ نبی اکرم ﷺ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے تھے اور کھانے کے بعد کلی کرتے تھے۔ آج لوگ کھانا کھا کر اسی طرح اٹھ کر چلے جاتے ہیں حالانکہ ان کے منہ اندر میٹھی چیز کھانے کے اثرات کافی دیر تک رہتے ہیں۔ اگر اسی وقت کلی کرنے کی عادت پڑ جائے تو کتنا فائدہ ہو جائے۔ اور پھر دن میں پانچ دفعہ وضو کرتا ہے تو مستقل منہ صاف رہتا ہے۔

فرانس کے سرجن کا واقعہ

تبلیغی جماعت کے ایک دوست فرانس گئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہاں میں وضو کر رہا تھا تو ایک آدمی کھڑا غور سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے محسوس تو کیا لیکن خیر میں وضو کرتا رہا۔ جب میں نے وضو مکمل کیا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ مسلمان ہوں۔ کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا پاکستان سے۔ کہنے لگا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ بڑا عجیب سا سوال تھا میں نے کہا کہ دو ہیں یا چار۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں وہ کہنے لگا You do not know? میں نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ کہنے لگا کہ یہ ابھی آپ نے کیا کیا؟ میں نے کہا وضو کیا۔ کہنے لگا روزانہ کرتے ہیں؟ میں نے کہا ایک دن رات میں پانچ دفعہ کرتے ہیں وہ کہنے لگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

Oh i see میں نے جب اس سے پوچھا بھئی آپ کا کیا مطلب ہے؟ وہ کہنے لگا میں یہاں پاگل لوگوں کے ہسپتال میں سرجن ہوں۔ میں تحقیق کر رہا ہوں کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں؟ میری تحقیق یہ ہے کہ انسان کے دماغ کے سگنل پورے جسم کے اندر جاتے ہیں تو ہمارے جسم کے اعضا کام کرتے ہیں۔ اس دماغ سے چند باریک باریک رگیں ہماری گردن کی پشت سے پورے جسم کو جا رہی ہیں۔ میں نے ریسرچ کی ہے کہ اگر بال بہت بڑھا دیئے جائیں اور اس گردن کے پچھلے حصے کو بہت خشک رکھا جائے تو رگوں کے اندر کئی دفعہ خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ رگیں کھچتی ہیں تو کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے ڈاکٹرز نے سوچا کہ اس جگہ کو دن میں چار دفعہ تر رکھنا چاہیے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ منہ تو دھویا ہی ہے لیکن یہاں گردن کی پچھلی طرف بھی آپ نے کچھ کیا۔ اس لئے آپ لوگ کیسے پاگل ہو سکتے ہیں۔

سوچنے کی باتیں

اب سوچئے کہ ایک ڈاکٹر کی ساری عمر کی ریسرچ ایک مستحب پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ اگر مستحب کی حکمتیں اتنی ہیں تو پھر فرائض واجبات اور سنتوں میں کیا کیا حکمتیں ہوں گی۔

ذاتی واقعہ اور سنت کے فوائد

میری ایک دفعہ میٹنگ تھی جس میں امریکن کمپنی کے تین ڈائریکٹرز اور جنرل منیجر وغیرہ تھے۔ ہم ایک Table پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ فقیر نے دیکھا کہ وہ امریکن حضرات بھی ہاتھ سے کھانا کھا رہے ہیں۔ حالانکہ چھری کانٹے ایک طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھے ہوئے تھے۔فقیر بہت حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ نے یہ چھری کانٹے استعمال نہیں کیے۔تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ہاتھوں سے کھانا کھانا پسند ہے۔آج پہلی دفعہ چٹی چمڑی والوں کو دیکھا کہ یہ چھری کانٹے کو چھوڑ اس طرح انگلیوں سے کھا رہے ہیں۔جب ہم کھانا کھا چکے تو انہوں نے باقاعدہ ساری انگلیوں کو باری باری منہ میں لے کر صاف کیا۔فقیر نے ان سے سوال کیا Why you did this? تو وہ کہنے لگے کہ یہ نئی تحقیق ہے کہ جب انسان انگلیوں سے کھانا کھاتا ہے تو ان کے مسام سے پلازما خارج ہوتا ہے جس کو مائیکروسکوپ کی آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے۔اور یہ پلازما کھانے کے ساتھ انسان کے منہ میں جاتا ہے اور ہاضمہ میں کام آتا ہے۔کہنے لگے کہ اب ہم چھری کانٹوں کی بجائے انگلیوں سے کھانا پسند کرتے ہیں۔

کامیاب زندگی

دنیا جہاں بھی جائے گی انہیں ایک نہ ایک دن میرے سردار ﷺ کے در دولت پر آنا ہوگا۔اس دنیا کو ایک نہ ایک دن پریشان ہو کر در مصطفیٰ ﷺ پر آنا پڑے گا۔یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان ہونے کی اور سنت پر عمل کرنے کی نعمت عطا فرمائی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو آگے بڑھنے اور پوری زندگی سنت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرما دے۔آمین

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- دارالعلوم جھنگ، پاکستان 0471-622832,625707
- مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ فیصل آباد 041-618003
- معہد الفقیر، گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دارالہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- عبدالوہاب، پنجاب کالونی، نزد رضوان مسجد کراچی 021-5877306
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد دوم

- اسلام میرا پسندیدہ دین کیوں؟
- اسلام اور سائنس
- ہمارا پروردگار
- عشق رسول ﷺ
- سوز عشق اور کیف علم
- مثبت سوچ اور منفی سوچ
- صوفیائے کرام اور جہاد
- سلف صالحین کے سبق آموز واقعات
- اسلام میں عورت کا مقام

پیر طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ، فیصل آباد

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطبات فقیر

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب:
محمد حنیف نقشبندی مجددی

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	خطبات فقیر جلد دوم
ازافادات	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مرتب	محمد حنیف نقشبندی مجددی
ناشر	مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
اشاعت اول	جنوری 1996ء
اشاعت دوم	نومبر 1998ء
اشاعت سوم	جولائی 2000ء
اشاعت چہارم	مئی 2001ء
اشاعت پنجم	ستمبر 2002ء
اشاعت ششم	جنوری 2004ء
اشاعت ہفتم	جنوری 2005ء
اشاعت ہشتم	ستمبر 2005ء
اشاعت نہم	ستمبر 2006ء
اشاعت دہم	اپریل 2007ء
اشاعت گیارہ	اپریل 2008ء
اشاعت بارہ	مئی 2009ء
اشاعت چودہ	جون 2010ء
کمپیوٹر کمپوزنگ	فقیر شاہ محمود نقشبندی
تعداد	1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	13
	عرض ناشر	15
1	**اسلام میرا پسندیدہ دین کیوں**	17
	دین انسانی ضرورت ہے	17
	اسلام ہی پسندیدہ دین ہے	17
	ادیان عالم پر اسلام کی فضیلت	18
	آسمانی کتب کا تاریخی جائزہ	18
	زبور میں تحریف	19
	تورات میں رد و بدل	19
	اورل لا (Oral Law) کی حقیقت	19
	انجیل میں تحریف	20
	عیسائیوں کو لاجواب کر دینے والے سوالات	20
	سویڈن میں ایک عیسائی لڑکی سے مکالمہ	21
	انجیل کا ترجمہ کیسے کیا گیا؟	21
	زرتشت مذہب کی کتب کا جائزہ	22
	بدھ مت کی کتب کا حال	23
	اسلام میں حفاظت قرآن	23
	پتوں پر لکھا ہوا قرآن مجید	23
	صدیق اکبرؓ کے دور میں قرآن مجید کی حفاظت	24
	حضرت عثمان غنیؓ کے نسخہ جات	24
	قرآن مجید کے بارے میں دشمنوں کی گواہی	24
	قرآن مجید کی زبان بھی محفوظ ہے	25
	نبی اکرم ﷺ کی سیرت محفوظ ہے	25
	اسلام دین فطرت ہے	25
	اسلامی عبادات سادہ اور قابل عمل ہیں	26
	اسلام عالمی دین ہے	29
	اسلام کامل دین ہے	29
	اسلام علم و برہان کا حامی ہے	30
	اسلام اخوت کاملہ کا دین ہے	31
	اسلام مساوات عامہ کا حامی اور داعی ہے	32
	اسلامی شریعت کو انسانی قوانین پر برتری حاصل ہے	33
	بنیادی حقوق میں اسلامی شریعت کا امتیاز	34
	ازدواجی زندگی کے اصول و ضوابط	34
	اسلام اور مسئلہ غلامی	35
	کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا؟	37
2	**اسلام اور سائنس**	41
	جدید سائنسی تحقیق کا محور	41
	عقلمند لوگ قرآن کی نظر میں	41

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	سائنس کیا ہے؟	42
	اسلام اور فارماکالوجی	42
	کیمسٹری اور فزکس کیا ہیں؟	43
	اسلام اور زوالوجی	43
	ٹیکنالوجی کسے کہتے ہیں؟	43
	ٹیکنالوجی کے دلائل قرآن مجید کی روشنی میں	44
	کیمیکل انجینئرنگ کی مثال	44
	وڈ (Wood) انجینئرنگ کی	44
	مثال	45
	سول انجینئرنگ کی مثال	45
	اسلام اور سیاحت کا علم	45
	تفریق الخلق اسلامی حکم ہے	46
	سائنس اسلام کے ترازو پر	46
	پانی زندگی کا لازمی جزو ہے	47
	ایٹم اور مالیکیوں کا تصور قرآن کی روشنی میں	47
	انسان کی حفاظت کا قدرتی انتظام	48
	بنگلہ دیش میں میٹرائٹ (metriots) کی بارش	48
	اسلام اور سائنس کی رو سے کائنات کا انجام	48
	اسلامی تعلیمات میں (Black Holes) کا تصور	49
	آج کا دور تیز ترین دور ہے	51
	اسلام اور سائنس کا چاند دیکھنے کے بارے میں موقف	52
	اسلام میں ٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے ٹھوس دلائل	53
	محمد بن قاسم کا عظیم کارنامہ	54
	حضرت امام شافعیؒ کے علمی کمالات	55
	مسلمان سائنس دانوں کی خدمات	55
	حکیم ترمذیؒ کی سائنسی خدمات	56
	مرزا الغ بیگ اور خلائی سفر کا تصور	56
	محمد بن موسیٰ الخوارزمی کے سائنسی کارنامے	56
	مسلمان سائنس دانوں کو پذیرائی نہ ملنے کی وجہ	57
	دینی اداروں کی اہمیت تاریخ کے حوالے سے	57
	اللہ رب العزت کا وعدہ	57
	مسلمان سائنسدانوں کا اجمالی تعارف	58
	لمحہ فکریہ	58
3	**ہمارا پروردگار**	61
	رب کا لفظی معنی	61
	عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار	61

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	انسان کی پیدائش اور رب کا لفظ	62
	دہریوں کو لاجواب کر دینے والی آیت	62
	حضرت عمران کی بیوی اور بیٹی کا اللہ تعالی پر یقین	62
	حضرت زکریاؑ کی دعا	63
	حضرت ہاجرہؑ کا اللہ تعالی پر یقین	64
	حضرت ابراھیمؑ کا اللہ تعالی پر یقین	64
	بچے کی ضروریات کون پوری کرتا ہے؟	64
	اللہ تعالی کے سامنے رونے کی اہمیت	65
	ماں باپ جسمانی مربی ہوتے ہیں	65
	سب کی ضرورتیں پوری کرنے والا "اللہ تعالی" ہے	66
	حضرت موسیٰؑ کی پرورش کا عجیب واقعہ	67
	ہم نے کس کو رب بنا رکھا ہے؟	69
	جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا	70
	حضرت انسؓ کے رزق میں برکت	70
	خاندانی منصوبہ بندی والوں کے غلط اندازے	71
	خاندانی منصوبہ بندی کی اصل وجہ	72
	خاندانی منصوبہ بندی کا توڑ	72
	اللہ پر یقین کا مطلب	73
	رزق میں برکت کا ایک عجیب واقعہ	73
	رزق میں بے برکتی کی بنیادی وجہ	74
	نظر اور خبر کے راستے میں فرق	75
	جادوگروں کا واقعہ	75
	قوم موسیٰؑ کیلئے بارہ راستے بننے کا واقعہ	76
	پتھر سے چشمے جاری ہونے کا واقعہ	77
	حضرت موسیٰؑ کا اللہ تعالی پر یقین	77
	حضرت موسیٰ کی شادی کا واقعہ	78
	انبیائے کرامؑ نے کس نام سے دعائیں کیں؟	79
	ہمیں کس طرح مانگنا سکھایا گیا؟	80
	قبر و حشر اور جنت و دوزخ میں رب کا لفظ	80
	تصوف و سلوک کا مقصد	81
	تین اہم باتیں	81
	ایک چیونٹی کا سالانہ رزق	82

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	بند پتھر میں روزی	82
	ایک متوکل وکیل کی سبق آموز داستان	83
	اہل دنیا کیلئے چیلنج	85
4	**عشق رسول ﷺ**	87
	تذکرہ رسول ﷺ	87
	عظمت رسول ﷺ	88
	عشق رسول ﷺ	89
	سراپائے رسول ﷺ	90
	لعاب رسول ﷺ	91
	پسینہ رسول ﷺ	91
	لمس رسول ﷺ	92
	تاجدار مدینہ ﷺ کی نسبی عفت و عصمت	93
	نبوت کی بہترین دلیل	93
	حضرت محمد ﷺ رحمت ہی رحمت	94
	انسانوں کیلئے رحمت	94
	جانوروں کیلئے رحمت	95
	عورتوں کیلئے رحمت	95
	بوڑھوں کیلئے رحمت	96
	مزدوروں کیلئے رحمت	96
	چھوٹوں کیلئے رحمت	96
	فرشتوں کیلئے رحمت	96
	دشمنوں کیلئے رحمت	97
	پتھروں کا آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا	97
	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور ﷺ سے محبت	97
	حسن رسول ﷺ کے سامنے چاند کی حیثیت	98
	سیدہ ام حبیبہؓ کا عشق رسول	98
	حضرت صدیق اکبرؓ کا عشق رسول ﷺ	98
	حضرت عمرؓ کا عشق رسول	100
	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ	100
	حضرت علیؓ کا عشق رسول	101
	حضرت حسان بن ثابتؓ کا عشق رسول ﷺ	101
	حضرت حذیفہؓ کا عشق رسول	102
	ایک صحابیہؓ کا عشق رسول	102
	محبوب ﷺ کے کوچے میں رات	103
	زندگی کی آخری حسرت	104
	سب سے بڑی خوشخبری	104
	عشق رسول ﷺ میں کھجور کے تنے کا رونا	105
	حضرت عبداللہ بن زیدؓ کا عشق رسول ﷺ	105
	حضرت شبلیؒ کی حضور ﷺ سے محبت	106

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	علمائے دیوبند اور عشق رسول ﷺ	106
	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا عشق رسول ﷺ	106
	علمائے دیوبند کا فقید المثال عقیدہ	108
	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا عشق رسول ﷺ	108
	حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا عشق رسول ﷺ	109
	عاشق کی پہچان	110
	خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کا عشق رسول ﷺ	111
	عشق رسول ﷺ کا ایک عجیب واقعہ	111
	عاشق فقیر کا واقعہ	112
5	**سوز عشق اور کیف علم**	115
	اولاد آدمؑ کے دو گروہ	115
	اولاد آدمؑ کی اللہ تعالیٰ سے پہلی گفتگو	116
	انسانیت کیلئے دو بیش بہا تحفے	116
	دل اور دماغ کی غذا	117
	سوز عشق اور کیف علم کی حقیقت	117
	دل کی فوقیت عقل پر	119
	عشق اور علم کا باہمی تعلق	119
	صرف عشق بدعات کا ماخذ ہے	119
	صرف علم تکبر پیدا کرتا ہے	120
	اہل علم حضرات کیلئے مفید مشورہ	120
	خاکی النسل بن کر رہنے کی فضیلت	121
	آتشی النسل بن کر رہنے کی مذمت	122
	صحابہ کرامؓ میں سوز عشق اور کیف علم	123
	سوز عشق میں سرمست شخصیت سیدنا صدیق اکبرؓ	123
	سلسلہ نقشبندیہ میں علوم نبوت	125
	بے طلبی کی مذمت	126
	رابطہ شیخ کیا ہے؟	126
	حضرت عبدالقدوسؒ کے پوتے کی سچی طلب	126
	عشق کے تیشے سے دریا کا رخ بدل دیا	128
	پوتے کی سچی طلب کے ثمرات	129
	سوز عشق اور کیف علم حاصل کرنے کے ذرائع	130
	ایک غلط فہمی کا ازالہ	131
	دل کی حسرت	131
6	**مثبت اور منفی سوچ**	133
	زندگی گزارنے کے دو انداز	134
	ایک اشکال کا جواب	134

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	جدید سائنس کی بنیاد	134
	روح کی فوقیت مادے پر	135
	سوچنے کے دو انداز	136
	اختلاف رائے	137
	اختلاف رائے کی مثالیں	137
	بہترین اصول زندگی	138
	ساس بہو کے جھگڑوں کا بہترین حل	138
	ذاتی واقعہ	139
	ایک انجینئر اور اس کے بیٹے کی سوچ	139
	قراء حضرات کیلئے چند اصلاحی مشورے	140
	سوچ کا اثر عملی زندگی پر	142
	ایک باکسر کی مثال	144
	حضرت داؤدؑ کا ایک دلچسپ واقعہ	144
	خیر خواہی مثبت سوچ میں ہے	145
	مقصد کے تعین میں مثبت سوچ کا کردار	145
	ایک یورپی مصنف کی دلچسپ مثال	146
	موت کی علامات پانے پر ڈاکٹر کی ذمہ داری	147
	بلند ہمتی.... اللہ کی مدد کا محور	148
	زندگی کی مہلت اور سالکین کی ذمہ داری	148
7	**صوفیائے کرام اور جہاد**	151
	سلوک کسے کہتے ہیں؟	151
	انقلابی نظریۂ حیات	151
	دل کی گرہ کیسے کھلتی ہے؟	152
	اللہ سے ملنے کا شارٹ کٹ راستہ	152
	اللہ والوں کا زہد	153
	اللہ کی محبت میں فنا ہونے کا مقام	154
	سیدنا صدیق اکبرؓ کا انداز محبت	155
	محبت والوں کی راتیں	155
	محبت الٰہی کی برکات	156
	تصوف پر اعتراض کا جواب	156
	تاتاری فتنہ کا توڑ کس نے کیا؟	157
	شیخ احمد شریفؒ اور ان کے مریدین کا جہاد	158
	امیر عبدالقادر کا جہاد	159
	روس میں مشائخ صوفیاء کا جہاد	159
	سید جمال الدین افغانیؒ کا جہاد	160
	برصغیر کے صوفیاء کا جہاد میں کردار	160
	محبت الٰہی کیسے پیدا ہوتی ہے؟	162
	اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت	163
	اللہ تعالیٰ کو اپنی آرزو بنالیں	164

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
8	**سلف صالحین کے سبق آموز واقعات**	167
	دو عظیم نعمتیں	167
	عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم	167
	صحابہ کرامؓ کا فقہی اختلاف ہمارے لیئے رحمت ہے	168
	خلفائے راشدین کی بلندیوں کی ترتیب	169
	خلفائے راشدین کا تکیہ کلام	170
	صحابہ کرامؓ کے دو بہترین اوصاف	170
	سیدنا صدیق اکبرؓ کا عشق رسول ﷺ	170
	سیدنا صدیق اکبرؓ اور اتباع رسول ﷺ	172
	حضرت عمرؓ کا عشق رسولؐ	173
	صحابہ کرامؓ اور اجتہاد	173
	تابعین کا دور	174
	فقہائے سبعہ مدینہ	174
	ائمہ اربعہ کا احسان	174
	امام ابو حنیفہؒ کی تقلید عہد صحابہؓ میں	175
	محدثین اور فقہاء کے فرائض منصبی	175
	امام اعظمؒ اور شجرہ محدثین	175
	امام ابو حنیفہؒ کا خلیفہ منصور کو لاجواب کرنا	176
	امام ابو حنیفہؒ کی معاملہ فہمی کا واقعہ	178
	امام ابو حنیفہؒ کے علمی کمالات	179
	عجیب سوال کا حیران کن جواب	180
	امام مالکؒ کا عشق نبوی ﷺ	180
	امام شافعیؒ کا مقام	181
	امام احمد بن حنبلؒ کی استقامت	181
	رزق حلال کے انوارات	182
	فقہ حنفی کا اعزاز	182
	امت مسلمہ کی کمزوری کی بنیادی وجہ	183
	تاتاری فتنہ میں مسلمانوں کا نقصان	183
	تاتاری فتنے کا توڑ	185
	حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کارنامے	186
	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی خدمات	187
	شاہ ولی اللہ کے خاندان میں علم کا شوق	187
	برصغیر میں انگریز کا ظلم و ستم	188
	برصغیر میں علوم و فنون کے مراکز	189
	دیوبند میں مدرسہ کا قیام	189

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد	189
	حضرت شاہ حسین احمدؒ کی قناعت قلبی	190
	ایک حسین خواب	190
	دارالعلوم دیوبند کی جامعیت	191
	حضرت شیخ الہندؒ پر علوم و معارف کی بارش	191
	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے محبت	192
	حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا عشق رسولؐ	193
	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو خلافت ملنے کا واقعہ	193
	نواب صاحب کی اصلاح	193
	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تواضع	194
	حضرت انور شاہ کشمیریؒ کا بے مثال حافظہ	194
	حضرت شیخ الہندؒ کا غیر معمولی حافظہ	195
	حضرت مولانا یحییٰؒ کی یادداشت کا کمال	195
	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی حاضر جوابی	195
	دارالعلوم دیوبند کی جامعیت کی وجہ	196
	حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا اللہ پر توکل	197
	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی عجیب معذرت	198
	شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا علمی ذوق	198
	شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا شرم و حیا	199
	پرانے کمبل میں پندرہ سال	199
	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور ادب	199
	علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو عروج کیسے ملا؟	200
	استاد کا احترام علمائے دیوبند کا خاصہ	200
	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک گرانقدر ملفوظ	201
	لمحۂ فکریہ	201
9	**اسلام میں عورت کا مقام**	205
	زمانہ جاہلیت میں عورت کے حقوق کی پامالی	205
	آمد رسول ﷺ اور نوید مسرت	206
	اسلام دشمن قوتوں کا پروپیگنڈہ	206
	اسلام میں پردے کا حکم	206
	سویڈن میں بے پردگی کے دو مضر اثرات	207

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	پردہ کی پابندی کے خوشگوار اثرات	208
	یورپ میں بے پردہ عورت کی زبوں حالی	208
	عورت گھر کی ملکہ	209
	اسلام میں عورت کے ساتھ اتنی نرمی کیوں؟	209
	پاکستان میں ایک عجیب پروپیگنڈہ	209
	دیت کے بارے میں شریعت کا حکم	210
	عورت کی گواہی آدھی ہونے میں حکمت	210
	بہت اچھا سوال	211
	بہت اچھا جواب	211
	عورت کی زندگی کے مختلف مدارج	212
	لڑکی کی پیدائش	212
	کنواری لڑکی کی وفات	212
	شادی شدہ عورت کے اجر میں اضافہ	212
	اللہ تعالیٰ کی سفارش	213
	حمل ٹھہرنے پر گناہوں کی بخشش	213
	دوران حمل راتے پر اجر	213
	دردزہ پر اجر وثواب	214
	دوران زچگی مرنے والی عورت شہید ہے	214
	بچہ کی پیدائش پر گناہوں کی بخشش	214
	بچے کو پہلا لفظ اللہ سکھانے پر اجر	214

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	بچے کو ناظرہ قرآن پاک پڑھانے کی فضیلت	215
	بچے کو قرآن پاک حفظ کرانے کی فضیلت	215
	گھریلو کام کاج پر اجر	215
	گھریلو کام کاج پر اجر نہ ملنے کی وجہ	216
	تصحیح نیت....ایک اہم مسئلہ	216
	گھر کی صفائی کس نیت سے کی جائے؟	217
	شادی کے بعد ماں باپ کو ملنے کی فضیلت	218
	بچوں کی صحیح تربیت نہ ہونے کی بنیادی وجہ	218
	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے بچپن کا واقعہ	219
	لمحہ فکریہ	220
	ایک صحابیہؓ کا قرآن پاک سے لگاؤ	221
	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذوق عبادت	221
	چاشت کی نماز اور رزق میں برکت	222
	خلاصہ کلام	222

☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد للہ الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان

وشرح صدور الصادقین بالتوحید والایقان وصلی اللہ تعالی علی

خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں سے ہر ہر صحابی الصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کے مانند ہے جس کی روشنی میں چلنے والے اھتدیتم کی بشارت عظمی سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد وہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحۂ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔ سائنس کے میدان میں بھی ایسی باکمال ہستیاں پیدا ہوئیں کہ جن کے نظریات اور تجربات کو بنیاد بنا کر آج کا انسان چاند پر قدم رکھ چکا ہے۔

عہد حاضر کی ایک نابغۂ عصر شخصیت شہسوار میدان طریقت' غواص دریائے حقیقت' منبع اسرار' مرقع انوار' زاہد زمانہ' عابد یگانہ' خاصۂ خاصان نقشبند' سرمایۂ خاندان نقشبند حضرت اقدس مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالی مادامت النھار واللیالی ہیں۔ آپ منشور (Prism) کی طرح ایک ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے ہوئے نظر

www.besturdubooks.wordpress.com

آتے ہیں۔ آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لیئے فائدہ کا باعث ہوں گے چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحۂ قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں تصحیح کیلئے پیش کئے۔ الحمدللہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناں گوں بین لاقوامی مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب و تزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہو سکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

عاجز حضرت مولانا مفتی احمد علی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کا بہت ممنون ہے کہ انہوں نے اس ناچیز پر خصوصی شفقت فرمائی اور اس گرانقدر کتاب کو مرتب کرنے میں رہنمائی فرمائی۔ الحمدللہ کہ یہ کتاب اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ رب العزت سب معاونین کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

آخر میں اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنی سی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثم آمین

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

الحمد لولیه والصلوۃ والسلام علی نبیه وعلی آله وصحبه
واتباعه اجمعین الی یوم الدین۔ اما بعد!

نبی اکرم ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ بَلِّغُوْ عَنِّی وَلَوْ آیَۃ (کہ تم مجھ سے جو کچھ سنو دوسروں تک پہنچا دو)۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ سے لے کر عہد حاضر تک علماء و صلحاء اپنی بساط بھر یہ فریضہ سرانجام دیتے چلے آئے ہیں۔ سیدنا و مرشدنا حضرت اقدس مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم نے اپنے مشائخ سے علم و حکمت اور معرفت کے جو موتی اکٹھے کیے اور ہم تک پہنچائے، ہم نے بھی اپنا فرض جانا کہ ان موتیوں کی مالا بنا کر عوام الناس تک پہنچائیں تاکہ حضور اکرم ﷺ کے فرمان مبارک پر کسی نہ کسی درجے میں عمل کرنے کی سعادت ہمیں بھی حاصل ہو جائے اور حضرت کی ذات بابرکات کا فیضان ہر خاص و عام تک پہنچے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو انشاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم کے بیانات کا پہلا مجموعہ "اصلاحی بیانات" کے عنوان سے 1996ء میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی جسے محترم پروفیسر محمد اسلم صاحب نقشبندی نے اپنی شبانہ روز کاوشوں سے مرتب کیا تھا۔ تاہم ساتھیوں کے مشورے پر مجموعہ بیانات کے اس سلسلے کا نام اب خطبات فقیر رکھ دیا گیا ہے اور اس کی دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عزیزم محمد حنیف صاحب نقشبندی کے ادبی ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ذمہ داری ان کو سونپی گئی۔ انہوں نے بھی اس صدقہ جاریہ کے حصول کیلئے اپنی دوسری معروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کام کو اولیت دی۔ اللہ تعالی ان کے علم کے پودے پر عمل کے پھل لگا کر ان میں اخلاص کی مٹھاس بھر دیں۔ عزیزم ڈاکٹر شاہد محمود صاحب نے اس کتاب کی کمپوزنگ بڑے جذبے سے کی ہے اور اس کی تزئین سے ہمارا دل خوش کر دیا ہے۔ اللہ ان سے خوش ہو اور انہیں اپنا شوق و جذبہ نصیب فرمائے۔

قارئین کرام کی خدمت میں ایک ضروری گزارش ہے کہ اس کتاب کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحر معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت' ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو بھی محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملا ہے۔ مزید برآں اگر اس کتاب میں کہیں بھی کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہو یا اس میں مزید بہتری کی کوئی تجویز ہو تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں تازیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مفتی احمد علی نقشبندی
مدیر شعبہ نشر و اشاعت
جامعۃ الحبیب فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام میرا پسندیدہ دین کیوں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ آخَرَ۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

دین انسانی ضرورت ہے: دین روح انسانی کیلئے ایسا ہے جیسے ہوا جسم انسانی کیلئے۔ انسان پیدا ہی مذہب کی فضا میں ہوتا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ تاریخ عالم اس بات پر شاہد ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب سب خرابیوں میں گروگھنٹال تھے۔ اسلام اسطرح آیا جس طرح سخت گری کے بعد باران رحمت یا اندھیری رات کے بعد آفتاب عالم تاب۔ آج سائنسی ترقی نے مشرق اور مغرب کے فاصلوں کو اس طرح سمیٹ دیا ہے کہ پوری دنیا ایک عالمی گاؤں (Global Village) بن گئی ہے۔ ذرائع ابلاغ نے ایک دوسرے کا مافی الضمیر سننے اور جاننے میں آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ نوجوان نسل انٹرنٹ (Internet) وغیرہ کے ذریعے حقائق تک پہنچنے کیلئے کوشاں ہے۔ ہر مذہب کا یہ دعوی ہے کہ ان کے دامن میں صداقتوں کا خزانہ موجود ہے۔ آج کے بیان میں مختلف ادیان کا تقابلی مطالعہ پیش کر کے یہ ثابت کیا جائے گا کہ اسلام میرا پسندیدہ دین کیوں ہے؟

"اسلام" ہی پسندیدہ دین ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے)۔ دوسری جگہ فرمایا: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (اور جو چاہے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تو اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا)۔ پھر ایک جگہ پر فرمایا:
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا)
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (اور میں نے تمہارے اوپر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا)
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا)۔

دلیل نمبر1

ادیان عالم پر "اسلام" کی فضیلت: دنیا کے مختلف آسمانی ادیان اپنے اپنے وقت میں رب العالمین کی طرف سے بھیجے گئے۔
دین اسلام سب سے آخر میں آیا لہذا سب سے زیادہ کامل اور مکمل ہے۔ پہلے ادیان کے نام عموماً کسی شخصیت کے نام پر رکھے گئے یا کسی قبیلے کے نام پر۔ مثلاً یہود ایک قبیلہ تھا جس کی وجہ سے یہودی مشہور ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو Jesus Christ کہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کرسچین مشہور ہوئے۔ زرتشت کا مذہب اپنے بانی کے نام پر مشہور ہوا۔ بدھ مت کا مذہب بدھا کے نام پر مشہور ہوا۔ جبکہ دین اسلام کا معاملہ جداگانہ ہے۔ اسلام نہ کسی آدمی کا نام تھا نہ کسی قبیلے کا اور نہ کسی جگہ کا نام تھا۔ اسلام کا لفظی مطلب ہے فرمانبرداری۔ انگلش میں کہتے ہیں To surrender یعنی کسی کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دینا۔ گویا جو شخص کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ پس دین اسلام اپنے نام کی نسبت اور معانی کے اعتبار سے دوسرے ادیان پر فضیلت رکھتا ہے۔

دلیل نمبر2

آسمانی کتب کا تاریخی جائزہ: بنی اسرائیل میں ہزاروں انبیاء علیہم السلام گزرے۔ بعض پر الہامی کتب بھی نازل ہوئیں۔
آئیے اس بات کا جائزہ لیں کہ ان انبیاء علیہم السلام کے حالات اور ان کی کتابیں مناسب وقت پر محفوظ ہوگئی تھیں یا نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زبور میں تحریف: حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی مگر ان کی وفات سے پانچ سو سال بعد لکھی گئی۔ اس میں سو شاعروں کا کلام بھی داخل کر دیا گیا۔ جیسے مثنوی مولانا روم' گلستان اور بوستان وغیرہ کے بعض اشعار بڑے اچھے ہیں تاہم ان کو قرآن میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن انہوں نے اپنے وقت کے سو شاعروں کا منتخب کیا ہوا کلام زبور میں شامل کر دیا۔

تورات میں ردوبدل: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی۔ اہل بابل نے چھٹی صدی قبل مسیح میں بیت المقدس کو تباہ کیا تو تورات کی تختیاں ضائع ہو گئیں۔ پھر پانچویں صدی (ق م) میں جب بنی اسرائیل رہا ہوئے تو انہوں نے نئی تورات لکھی۔ تاریخ آج تک اس بات کو ثابت نہیں کر سکی کہ نئی تورات پرانی تورات کے بالکل عین مطابق ہے۔

- حضرت یونسؑ 860 سال (ق م) نبی ہوئے۔ مگر 300 سال (ق م) ایک شخص نے ان کے حالات زندگی لکھے۔
- حضرت سلیمانؑ کی وفات 933 سال (ق م) ہوئی مگر امثال سلیمان (Proverb) 250 سال (ق م) لکھی گئی۔
- یہ سب کتب 70ء میں بیت المقدس کی دوسری تباہی کے وقت ضائع ہو گئیں۔ صرف یونانی ترجمہ رہ گیا۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ ترجمہ اصل کتاب تو نہیں ہو سکتا۔
- یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آج بھی یہودیوں کے پاس قدیم ترین عبرانی نسخہ 914ء کا لکھا ہوا ہے۔
- بحیرہ مردار (Black Sea) کے قریب غار قمران میں سے جو عبرانی خریطے (تختیاں) ملے ہیں وہ بھی پہلی اور دوسری صدی قبل مسیح کے ہیں۔
- سامریوں کے ہاں تورات کا قدیم ترین نسخہ گیارہویں صدی عیسوی میں لکھا گیا۔

اورل لاء (Oral Law) کی حقیقت: یہودیوں کے کچھ قوانین ہیں جن کو وہ سینہ بہ سینہ آگے چلاتے ہیں۔ جیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے ہاں ضرب الامثال ہوتی ہیں جو پچھلے لوگوں نے بنائیں ان کو بعد میں آنے والے استعمال کرتے ہیں۔ ان ضرب الامثال کو "Oral Laws" کہا جاتا ہے۔ یہودیوں کے اورل لا تیرہ سو سال تک غیر مکتوب رہے۔ صرف سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے رہے۔ اب بتائیں کہ جو باتیں تیرہ سو سال تک سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہیں وہ تو رائی کا پہاڑ بن جاتی ہیں۔ یہی حال Oral Laws کے ساتھ ہوا۔ دوسری صدی عیسوی میں ایک شخص ابی یہودہ بن شمعون نے ان کو مشنا (Mishnah) کے نام سے تحریری شکل دی۔ فلسطینی یہودیوں نے ترجمہ کیا تو اس کا نام Halakah رکھا۔ بابلی یہودیوں نے جب ترجمہ کیا تو انہوں نے اس کا نام Haggadah رکھا۔ ان تینوں تحریف شدہ کتب کا مجموعہ تلمود کہلاتا ہے۔ اور یہی یہودیوں کا سرمایہ ہے۔

انجیل میں تحریف:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سریانی تھی۔ انجیل (بائبل) پہلی مرتبہ حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد لکھی گئی۔ اس میں اختلاف ہے کہ یونانی زبان میں لکھی گئی یا آرامی زبان میں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہوئی تو ان کے بعد "امثال سلیمان" نامی ایک کتاب جمع کی گئی اور اس کو سلیمانؑ کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔ پھر ان سب کتابوں کو بیت المقدس میں محفوظ کیا گیا۔ مگر 70ء میں جب بیت المقدس کو دوبارہ تباہ کیا گیا تو یہ ساری کتب ضائع ہو گئیں۔ صرف بائبل کا یونانی ترجمہ باقی رہا۔

عیسائیوں کو لاجواب کر دینے والے سوالات:

اگر عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ New Testament کا ترجمہ لاطینی زبان میں کس نے کیا؟ کب کیا؟ کیوں کیا؟ تو اس کی تاریخ (History) ان کے پاس موجود نہیں۔ چوتھی صدی عیسوی میں عیسائی پادری نے سوچا کہ یہ تو اچھی بات نہیں ہے کہ ہمارے ہزاروں نسخے ہوں اور ہماری کتابیں آپس میں نہ ملتی ہوں۔ لہٰذا ہمیں اس کا کچھ کرنا چاہیے۔ چنانچہ پوپ کے حکم پر نظرثانی کی گئی اور ستر انجیلوں کو اکٹھا کیا گیا۔ مگر پیشوایان دین نصاریٰ نے ان میں سے چار کو منتخب کر لیا۔ کیوں ایسا کیا؟ عیسائی پوپ قیامت

www.besturdubooks.wordpress.com

تک اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

ان چار میں سے ایک کا نام Sir King James Version ہے۔ وہ آج کل عیسائیوں کے ہاں بہت مقبول ہے۔ پتہ ہے "Version" (ورشن) کسے کہتے ہیں؟ اگر کسی کتاب میں ترمیم کر دی جائے' کمی بیشی کی جائے تو اس کے دوسرے ایڈیشن کو ورشن Version کہتے ہیں۔ بہرحال ورشن کا لفظ بتاتا ہے کہ اس کتاب میں کمی بیشی ہو چکی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ پہلی کتاب اور نئی کتاب میں پانچ ابواب (Chapters) کا فرق ہے۔ پہلے پانچ ابواب زیادہ تھے بعد میں کم کر دیئے۔ وہ پانچ ابواب کیوں نکال دیئے؟ اس کا جواب آج تک عیسائی دنیا کے پاس کوئی نہیں ہے۔

سویڈن میں ایک عیسائی لڑکی سے مکالمہ:

فقیر نے ایک مرتبہ سویڈن کے ایک کالج میں اسلام کے عنوان پر لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ قرآن دنیا کی واحد کتاب ہے جو آج تک اصلی حالت میں موجود ہے۔ ایک عیسائی لڑکی نے سوال کیا کہ کیا ہمارے پاس اصلی کتاب نہیں ہے؟ فقیر نے پوچھا کہ یہ بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کس زبان میں نازل ہوئی؟ کہنے لگی' سریانی زبان میں۔ میں نے پوچھا کہ آج کس زبان میں ہے؟ کہنے لگی' انگریزی زبان میں۔ فقیر نے کہا' معلوم ہوا کہ جس زبان میں نازل ہوئی تھی آج اس زبان میں انجیل آپ کے پاس موجود نہیں ہے۔ وہ لڑکی کہنے لگی' ہاں میں تسلیم کرتی ہوں کہ ہمارے پاس اس کا انگریزی ترجمہ (Translation) ہے۔ فقیر نے کہا کہ اس کو آپ خدا کا کلام (Words of God) نہیں کہہ سکتے۔ اس نے ساری کلاس کے سامنے تسلیم کیا کہ واقعی اصل انجیل اس وقت موجود نہیں ہے۔

انجیل کا ترجمہ کیسے کیا گیا؟:

انجیل کا ترجمہ کرتے ہوئے عیسائیوں نے ایک انوکھا کام یہ کیا کہ لوگوں کے ناموں کا بھی ترجمہ کر دیا۔ حالانکہ کسی زبان میں بھی ترجمہ کیا جائے تو انسانی ناموں کا ترجمہ نہیں کرتے مثلاً ایک آدمی کا نام ہے مسٹر بلیک (Mr.Black) تو اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے اسے مسٹر کالا نہیں کہہ سکتے

www.besturdubooks.wordpress.com

مسٹر براؤن (Mr.Brown) کو مسٹر بھورا نہیں کہہ سکتے۔ بہرحال یہ متفقہ اصول ہے کہ کسی کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے انسانی ناموں کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔

نبی اکرم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی انجیل میں موجود تھا احمد ﷺ کے نام سے۔ احمد کا لفظی ترجمہ ہے "سب سے زیادہ تعریف کرنے والا"۔ چنانچہ عیسائیوں نے اس کا ترجمہ کر دیا 'دی پریزڈ ون (The Praised One)۔ اب اگر کوئی Praised One کا لفظ کہے تو سننے والا آدمی ہرگز ہرگز نہیں سمجھ سکتا کہ ہم کس کی بات کر رہے ہیں۔ اگر احمد ﷺ کے لفظ سے بات کریں تو ہر بندہ سمجھے گا کہ احمد ﷺ سے مراد اللہ کے پیغمبر کا نام ہے۔ عیسائیوں نے کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے نہ صرف ناموں کا ترجمہ کر دیا بلکہ ناموں کو بھی بدل کر رکھ دیا۔ مثلاً ان کے پیغمبر کا نام تھا عیسیٰ ۔ اس کو انہوں نے ایسز (Esis) بنایا۔ پھر حسب عادت شروع میں جے (J) کا حرف شامل کر دیا اور جیسز (Jesis) بنا دیا۔ آج کی عیسائی دنیا حضرت عیسیٰ کو جیسز کہتی ہے۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا نام یوسف تھا۔ عیسائیوں نے شروع میں جے (J) لگا کر اسے جوزف (Joseph) بنا دیا۔ یوحنا ایک لفظ تھا اس کے شروع میں جے (J) لگا کر اسے جوہن (John) بنا دیا۔ ایک پیغمبر کا نام تھا یعقوب علیہ السلام 'اس کو انہوں نے جیکب (Jacob) بنا دیا۔ بہرحال عیسائیوں نے بعض ناموں کا ترجمہ کر دیا اور بعض ناموں میں حروف شامل کر کے ان کو اصلی صورت سے پھیر دیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب ناموں کے ساتھ یہ سلوک کیا تو پھر بقیہ کتاب کا کیا حشر کیا ہوگا؟

زرتشت مذہب کی کتب کا جائزہ:

زرتشت مذہب کے بانی کا صحیح زمانہ پیدائش ہی معلوم نہیں ہے۔ اندازاً سکندر کی فتح ایران سے 250 سال پہلے تھا۔ اس کی کتاب "اوستا" اب ناپید ہے۔ جس زبان میں تھی وہ زبان بھی ناپید۔ سیرت کے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ 40 سال کی عمر میں تبلیغ کی۔ وقت کا بادشاہ گستاسپ مرید ہوا جس کی وجہ سے زرتشت سرکاری مذہب بن کر دنیا کے بعض حصوں میں پھیلا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بدھ مت کی کتب کا حال: بدھ مت کے پیشوا نے سرے سے کوئی کتاب ہی نہیں لکھی اور نہ ہی لکھوائی۔ اس کی وفات کے سو سال بعد ایک شخص نے اس کے اقوال اور حالات زندگی کو جمع کیا۔

اسلام میں حفاظت قرآن: اب آیئے قرآن پاک کی تدوین اور اس کے جمع ہونے کا جائزہ لیا جائے۔ قرآن پاک نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں چار طرح سے محفوظ کیا گیا۔

- ایک صورت تو یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ پر جب وحی آتی تو اس وقت آپ ﷺ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلاتے اور خود ان کو لکھوا دیا کرتے تھے۔ ان صحابہؓ کو کاتبین وحی کہتے ہیں۔ ان کے نام آج تک کتابوں میں باقاعدہ محفوظ ہیں۔
- دوسری صورت یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ خود حافظ قرآن تھے جب رمضان المبارک آتا تو آپ ﷺ جبرئیلؑ کے ساتھ بیٹھ کر دور کیا کرتے تھے۔
- تیسری صورت یہ تھی کہ کئی ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے بھی تھے جنہیں شروع سے آخر تک قرآن پاک یاد ہو گیا تھا۔
- نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں قرآن پاک کو اس طرح محفوظ کیا گیا کہ کسی نے چمڑے پر لکھا، کسی نے پتھر پر لکھا اور کسی نے پتوں پر لکھا۔

پتوں پر لکھا ہوا قرآن مجید: فقیر کو سمرقند جانے کا موقع نصیب ہوا تو وہاں کی لائبریری میں لوہے کی تختیوں پر لکھا ہوا قرآن پاک دیکھا۔ لائبریری کی انچارج عورت نے ایک دوسرا نسخہ دکھایا۔ کہنے لگی، یہ ایک نادر چیز ہے۔ جب فقیر نے دیکھا تو آپ یقین کیجئے کہ اس کے پتوں کی رگیں ابھی تک اس طرح صاف نظر آتی تھیں جیسے شیشم کے درخت کا پتہ سامنے رکھ لیں تو اس کے اندر رگیں چلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ فقیر نے ان کو ہاتھ لگا کر دیکھا، وہ درخت کے پتے تھے مگر انہیں کتابی شکل میں بند کیا گیا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ کب لکھا گیا تھا تاہم یہ یقینی طور پر کاغذ کی ایجاد سے پہلے کی بات ہو گی۔ سبحان اللہ! آج تک پتوں پر لکھا ہوا قرآن پاک محفوظ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صدیق اکبرؓ کے دور میں قرآن مجید کی حفاظت: جنگ یمامہ میں جب بہت سے حفاظ شہید ہوئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے قرآن پاک کے مکتوبہ اجزاء کو یکجا کروایا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بنادی اور فرمایا کہ سارے قرآن کو ایک جگہ پر اس طرح اکٹھا کریں کہ ایک حرف میں بھی تبدیلی نہ ہو۔ لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جامع قرآن بننے کا شرف نصیب ہوا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے نسخہ جات: سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قرآن مجید کے چار نسخے ایک جیسے لکھوائے۔ اور دنیا کے مختلف ممالک میں بھیجے۔ ان چار میں سے دو نسخے اس وقت بھی محفوظ ہیں۔ ایک تاشقند میں ہے اور دوسرا استنبول میں۔ اس عاجز نے تاشقند والا نسخہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میں نے تاریخ کی کتابوں میں پڑھا تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صحیفے پر ان کی شہادت کے وقت خون مبارک گرا تھا۔ جب میں فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ والی آیت پر پہنچا تو ٹھیک اس جگہ ایک دھبہ سا نظر آیا۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا دھبہ تھا۔ الحمد للہ کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے لکھے ہوئے قرآن پاک آج تک امت مسلمہ کے پاس محفوظ ہیں۔

قرآن مجید کے بارے میں دشمنوں کی گواہی: جرمنی میں میونخ یونیورسٹی کا ایک مذہبی شعبہ "ڈیپارٹمنٹ آف تھیالوجی" کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں کے پروفیسروں نے بہت ساری رقم مختص کروائی تاکہ وہ دنیا کے مختلف حصوں سے مسلمانوں کی کتاب (قرآن مجید) کو اکٹھا کر کے دیکھیں کہ ان میں کوئی فرق تو نہیں۔ چنانچہ پوری دنیا کے مختلف علاقوں سے قرآن پاک کے چالیس ہزار نسخے اکٹھے کیے گئے اور ان سب نسخوں کے ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطے کو جب آپس میں ملایا گیا تو کہیں بھی فرق نہ نکلا۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ○ (اس نصیحت نامے کو ہم نے نازل کیا اور اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

حفاظت بھی ہمارے ذمہ ہے)۔ بہرحال قرآن پاک کے جمع ہونے میں کوئی آدمی شک نہیں کر سکتا۔ پس یہ خدا کا کلام (Words of God) ہے۔

قرآن مجید کی زبان بھی محفوظ ہے: جس طرح خدا کا کلام محفوظ ہے اسی طرح جس زبان میں یہ اترا وہ زبان بھی آج تک محفوظ ہے۔ جب قرآن اترا تھا اس وقت صرف ایک ملک کی زبان عربی تھی اور آج 21 ممالک کی زبان عربی ہے۔ وہ زبان بھی زندہ' وہ کتاب بھی زندہ اور اس پر عمل کرنے والی قوم بھی زندہ۔ پس ثابت ہوا کہ اسلام کے دامن میں محفوظ آسمانی کتاب آج بھی موجود ہے۔ جبکہ عیسائیوں اور یہودیوں کے پاس آسمانی کتابیں موجود نہیں فقط ان کتابوں کے تحریف شدہ انگریزی ترجمے موجود ہیں۔

دلیل نمبر3

نبی اکرم ﷺ کی سیرت محفوظ ہے: ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ اللہ کے جس نبی نے ہم تک دین اسلام پہنچایا ہے اس کی سیرت بھی تو محفوظ ہونی چاہئے۔ اس کے بغیر ان کی اتباع نہیں کی جا سکتی۔ یہودی الٹے لٹک جائیں تو بھی ہمیں حضرت موسیٰؑ کی سیرت نہیں دکھا سکتے۔ مگر "دین اسلام" وہ مذہب ہے کہ جس کے پیروکار (مسلمان) اپنے محبوب ﷺ کی گفتار کے بارے میں' کردار کے بارے میں' معاملات کے بارے میں' معاشرت کے بارے میں' معیشت کے بارے میں' ان کے نبوت کے زمانے سے لے کر ان کے دنیا سے رخصت ہونے تک کے شب و روز کی ایک ایک چیز کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔

دلیل نمبر4

اسلام دین فطرت ہے: حدیث پاک میں ہے۔ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ (ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے) گویا احکام اسلام کا علمی ذوق ہر سلیم الفطرت شخص میں موجود ہوتا ہے۔ ایک عام سادہ آدمی کسی مسئلے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اسلامی شریعت کا حکم جاننا چاہے تو اس کے اپنے سینے میں مفتی موجود ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ وَلَوْ اَفْتَاكَ الْمُفْتِيُوْنَ (جب تجھے مفتی فتویٰ دیں تو اپنے دل سے بھی فتویٰ پوچھ لے) یہ نعمت یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں وغیرہ کو نصیب نہیں ہے۔ عیسائیوں میں ازدواجی زندگی کو معرفت الٰہی کے حصول میں رکاوٹ سمجھنا اور عورت کو ننز (Nuns) یعنی ساری زندگی کنواری رہنے کی ترغیب دینا خلاف فطرت ہے۔ ہندوؤں میں خاوند کے مرجانے کی صورت میں بیوی کا جیتے جاگتے آگ کی چتا میں جل کرستی ہوجانا فطرت انسانی کے منہ پر طمانچہ ہے۔ یہودیوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ نبوت صرف بنی اسرائیل کی میراث ہے اور بقیہ انسانیت ان کے در کی گدا ہے خلاف عقل ودانش ہے۔ بدھ مت میں انسانی معاشرے سے فرار اختیار کرکے جنگلوں میں اکیلے رہنا اور کھانے پینے اوڑھنے کی ضروریات سے پرہیز کرنا فطرت انسانی کے خلاف ہے۔

دلیل نمبر 5

اسلامی عبادات سادہ اور قابل عمل ہیں: اسلامی عبادات میں حیران کن حد تک سادگی ہے۔ نماز پڑھنے کیلئے وضو کرتے ہیں گویا ان اعضاء کو دھوتے اور پاک صاف کرتے ہیں جو عموماً کام کاج میں ننگے کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً بازو کہنیوں تک' پورا چہرہ' سر کے بال اور پاؤں ٹخنوں تک۔ یہی وضو کے فرائض ٹھہرے۔ باقی وضو کے اعمال سنت ہیں۔ کریں تو یقینی فائدہ ہے عذر کی وجہ سے نہ کرسکیں تو رخصت ہے۔ اگر کہیں پانی بھی میسر نہ آسکے تو تیمم کرکے نماز پڑھ لی جائے۔ نماز کے اوقات کا انحصار طلوع فجر اور غروب شمس کے ساتھ کردیا گیا۔ یہ ایک ایسا آسان کام ہے دنیا کا ہر امیر' غریب' صحتمند' بیمار' عالم اور جاہل اس کو سمجھ سکتا ہے۔ ہر مرد' عورت' بچہ' سمجھدار اور بوڑھا باسانی نماز کے اوقات کا اندازہ لگاسکتا ہے۔ فجر طلوع شمس سے پہلے' ظہر سورج کے زوال کے بعد' عصر غروب شمس سے پہلے' مغرب سورج غروب ہوتے ہی اور عشاء جب سورج غروب ہوئے اتنا وقت گزر جائے کہ آسمان پر ستارے چمک

www.besturdubooks.wordpress.com

جائیں۔ ان اوقات کو معلوم کرنے کیلئے کسی آلے کی ضرورت نہیں ہے۔ آدمی شہر میں ہو' ویرانے میں' جنگل میں' پہاڑ کی چوٹیوں پر یا سمندر کے متلاطم حصوں میں ہو' ہر حال میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہی نماز کے اوقات کا پتہ چلا سکتا ہے۔ نماز پڑھنے کیلئے پوری زمین جس پر ظاہری ناپاکی کے نشان نہ ہوں, کو مصلے کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ قبلہ کا رخ معلوم کرنے کیلئے اپنا اندازہ (تحری) لگائے پھر جس طرف گمان غالب ہو اس طرف منہ کرکے نماز پڑھ لے۔ بالفرض چار رکعت کی نیت باندھی اور پہلی رکعت مشرق کی سمت پڑھی مگر دوسری میں خیال غالب ہوا کہ نہیں قبلہ تو مغرب کی طرف ہے تو چاہئے کہ ادھر رخ کرلے اگر تیسری رکعت میں شمال کی طرف گمان غالب ہوا تو ادھر رخ کرلے۔ اگر چوتھی میں جنوب کی طرف سمت قبلہ ہونے کا گمان غالب ہوا تو ادھر رخ کرلے۔ ہر رکعت اگر مختلف سمت میں بھی پڑھی ہوگی تو نماز قبول کرلی جائیگی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (تم جدھر رخ کرو ادھر ہی اللہ ہوگا)۔

نماز کیلئے ستر عورت کو ڈھانپنا ضروری قرار دیا گیا کہ اتنا لباس تو غریب سے غریب ترین انسان کے پاس بھی ہوتا ہے۔ اگر بالفرض ایسی جگہ ہو جہاں انسان مادر زاد ننگا اور برہنہ ہے اور قریب نہ درخت ہیں نہ ہی گھاس وغیرہ ہے جس سے اپنا ستر چھپا سکے تو ایسی صورت میں بھی بیٹھ کر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ اگر صحت خراب ہے کہ کھڑا ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھ لے۔ اگر نماز میں غلطی ہو جائے تو سجدہ سہو کی سہولت موجود ہے۔ اگر بالفرض سویا رہا آنکھ نہ کھلی یا ایسا عذر لاحق ہوا جو اختیار سے باہر ہے تو نماز کو قضا پڑھ لینے کی سہولت موجود ہے۔ گویا عبادت میں اتنی آسانی اور سادگی ہے کہ دنیا کا کوئی بھی انسان اسے ناقابل عمل قرار نہیں دے سکتا۔

اب ذرا یہودیت کی عبادات کا جائزہ لیں۔ دین یہود میں ہفتے کے دن آگ جلانا جائز نہیں۔ اب جن لوگوں کے ذریعہ معاش میں آگ کا استعمال ہے وہ کیا کریں؟ بیمار آدمی اگر اپنے لئے کھانا پکوانا چاہے تو کیا کرے؟ جہاں بجلی نہیں ہے اور چراغ جلایا جاتا ہے اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

بجھ جائے تو کیا بنے گا؟ ہفتے کے دن نہ کارخانے چل سکتے ہیں نہ ہی ہر وہ کام کر سکتے ہیں جس میں آگ کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ عبادت انسان کیلئے کس قدر مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ مزید برآں یہودیوں کے نزدیک ہفتہ کے دن سواری پر سوار نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی ضروری کام کیلئے دور جانا چاہے یا معذور ہو' کمزور ہو کہ پیدل نہ چل سکتا ہو تو وہ کیا کرے؟ عقل کہے گی کہ اس عبادت نے تو ہمارا جینا حرام کر دیا۔ بخشو بی بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا۔

دین عیسائیت میں عبادت فقط چرچ میں ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی آدمی آبادی سے ذرا دور ہو تو وہ سنڈے پریئر (Sunday Prayer) سے محروم ہو گیا۔ مزید برآں اگر ہفتے کے دوسرے دنوں میں جی چاہے کہ عبادت کریں تو اتوار کے دن کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی آدمی کاروباری مجبوری کی وجہ سے چرچ نہیں جا سکتا تو وہ اپنے گھر میں عبادت نہیں کر سکتا۔ سمندروں میں سفر کرنے والے ملاح اور ماہی گیر پوچھیں گے کہ ہمارا کیا قصور کہ ہم عبادت سے محروم۔ پہاڑوں میں زندگی بسر کرنے والے کیسے عبادت کر سکیں گے۔ چلیں ایک دوسرے نکتے پر غور کریں کہ اگر کوئی عیسائی اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہے تو اسے پادری کے سامنے جا کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا پڑے گا ورنہ توبہ قبول نہیں ہو گی۔ اگر کوئی یہودی گناہوں سے توبہ کرنا چاہے تو اسے دیوار گریہ کے پاس جا کر رونا پڑے گا جبکہ کوئی مسلمان گناہوں سے توبہ کرنا چاہے تو نہ کہیں جانے کی ضرورت' نہ ہی کوئی مال پیسہ خرچ کرنے کی ضرورت' فقط اپنے دل میں ندامت محسوس کر کے آئندہ گناہ نہ کرنے کا اقرار کر لے توبہ قبول ہو جائے گی۔ حدیث پاک میں ہے اَلدِّیْنُ یُسْرٌ (دین میں آسانی ہے)۔ قرآن مجید میں ہے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ (اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے تنگی کا نہیں)۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (آسانیاں پیدا کرو مشکلات پیدا نہ کرو)۔

پس ثابت ہوا کہ یہودیت اور عیسائیت میں عبادات کا تصور اتنا آسان نہیں جتنا کہ اسلام میں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دلیل نمبر6

اسلام عالمی دین ہے: اسلام ساری دنیا کیلئے محبت و سلامتی کا پیغام لایا ہے۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (اے انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں)۔ دوسری جگہ فرمایا گیا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا (تمام انسانوں کیلئے بشیر و نذیر بن کر آئے)۔ رحمت للعالمین ﷺ کی رحمت سب انسانوں کیلئے ہے زمین کے بسنے والے ہوں یا چاند پر یا مریخ پر جا کر آباد ہونے والے ہوں۔ اسی لئے فرمایا گیا اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً (تم سب کے سب سلامتی میں داخل ہو جاؤ)۔ دوسری جگہ فرمایا گیا وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا (تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو)۔ وحدت قومیت کا نظریہ انوکھا ہے۔ اختلاف زبان اور تباین الوان کی حدود ٹوٹ گئیں۔ یہ اجتماعیت اور سلامتی کا نظریہ اسلام ہی کا پیش کردہ ہے۔ اہل فارس کا دعویٰ ہے کہ نبوت کا شرف صرف ایرج ہی کی اولاد کو ملا ہے۔ بنی اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ نبوت ان کی میراث ہے۔ ہندوالوں کا دعویٰ ہے کہ آکاش وانی کا درشن صرف گنگا جمنا کا اشنان کرنے والوں کیلئے ہے۔ اہل چین کا دعویٰ ہے کہ فرزند آسمانی صرف وہی ہیں۔ مگر اسلام نے "کافہ" اور "جمیعا" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

دلیل نمبر7

اسلام کامل دین ہے: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا کہ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ (آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کمل کر دیا)۔ پس دین اسلام زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی عطا کرتا ہے۔ انفرادی زندگی' اجتماعی زندگی' ازدواجی زندگی' سیاسی مسائل' معاشی مسائل' معاشرتی مسائل' عبادات و اخلاقیات' امن و سلامتی کے احکام' بیع و شراء کی تفصیلات' غرض بچے کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک' پھر مرنے سے لے کر روز محشر کھڑا ہونے تک اور حساب و کتاب سے لے کر جنت و جہنم میں داخلے تک کی تمام تفصیلات بتادی گئی ہیں۔ یہودیت اور عیسائیت کو فقط عبادات و

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاقیات تک محدود کر دیا گیا۔ زندگی کے دوسرے شعبوں میں انسان حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ اسی لئے مغرب نے سیاست کو دین سے الگ کر کے ہوا و ہوس کے تقاضے پورے کرنے کیلئے راہیں پیدا کرلیں۔ بقول شخصے

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

دلیل نمبر8

اسلام علم و برہان کا حامی ہے: اسلام نے تحصیل علم کو مقصد عظیم بنا کر انسانیت کے سامنے پیش کیا۔ قرآن کا آغاز علم کے بیان سے ہوا فرمایا اِقْرَاْ (پڑھیے)۔ نبی رحمت ﷺ کو یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ (کتاب کی تعلیم دینے والے) کا لقب عطا کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا " اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ "(علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک)۔ گویا انسانی زندگی میں کوئی ایسا وقت نہیں آنا چاہیئے جب وہ اپنے آپ کو علم سے فارغ سمجھے۔

- نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "علماء کے قلم کی سیاہی شہیدوں کے خون سے زیادہ قیمتی ہے"۔
- نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "علم کا طلب کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے"۔
- قرآن مجید میں محبوب خدا ﷺ کی دعا کے متعلق ارشاد فرمایا" قُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا " اے پروردگار! میرے علم کو بڑھا۔
- قرآن مجید میں علماء کی عظمت و فضیلت ان الفاظ میں بیان کی گئی يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (اللہ تم میں سے ان لوگوں کے رتبے بلند کرتا ہے جو ایمان لائے اور جو علم دیئے گئے)
- اسلام نے ہر مسلمان کو شہد کی مکھی بن کر علم حاصل کرنے کی تلقین کی هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا (کیا تمہارے پاس علم ہے جسے نکالو تم ہمارے لئے!)۔

www.besturdubooks.wordpress.com

* ۔اسلام نے جھگڑے کے وقت بھی علمی دلائل طلب کیے۔ فرمایا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ (اپنا برہان پیش کرو اگر تم سچے ہو)۔
* ۔اسلام نے جاہلیت کے دور میں اقوام عالم کو علم سکھایا۔ سیبویہ 'بو علی' زجاج آئمہ لغت و نحو تھے مگر عربی النسل نہیں۔ امام اللغت اسمٰعیل بن محمد جوہری' استاد مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی بھی عربی النسل نہیں تھے۔ ابو الفرج (مسیحی) کی تصانیف عربی میں بکثرت ہیں جبکہ وہ مالٹا کا باشندہ ہے۔ مورخ الشہیر برہان الدین موصل میں پیدا ہوئے۔ علامہ ابن خلدون تیونس میں پیدا ہوئے اور فلسفہ تاریخ کے موجد بنے۔ مقریزی کے وجود پر بعلبک کو فخر ہے۔ امام اعظمؒ اہل فارس سے' امام بخاریؒ' امام مسلمؒ' امام ترمذیؒ وغیرھم وسط ایشیا سے تھے۔ سائنسی علوم میں رئیس الاطباء بو علی سینا نے "القانون فی الطب" لکھی جو آج بھی مستند ہے۔ الجبرا کا مخرج عربی کا لفظ "الجبرا" ہے۔ ریاضی کا جدید تصور "الگوارزم" محمد بن موسیٰ کے "الخوارزم" سے مشتق ہے۔ اس کی کتاب "کتاب المختصر فی حساب الجبر و المقابلہ" کے لاطینی ترجمے کے ذریعے الجبرا یورپ میں متعارف ہوا۔ بصریات کی سائنس کی ابتدا ابو الہیثم نے "کتاب المناظر" تصنیف کر کے رکھی۔ علی بن عیسیٰ نے "تذکرۃ الکحالین" لکھی اور جراحی میں مخدرات کے استعمال کی تجویز پیش کرنے والا پہلا شخص بنا۔

تورات اور انجیل میں علم حاصل کرنے کی اہمیت پر اسقدر روشنی نہیں ڈالی گئی جسقدر اسلام نے علم کے حصول کی ترغیب دی۔ یہ اسلام کا امتیاز ہے۔

دلیل نمبر 9

اسلام اخوت کاملہ کا دین ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ (بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں)۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "كُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا" اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ اسلام نے حمیت الجاہلیت دلوں میں رکھنے والے لوگوں کو اخلاقیات کا ایسا درس دیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دشمن دوست بن گئے' رقیب رفیق بن گئے اور عدو حبیب بن گئے۔ قرآن نے یوں منظر کشی کی "وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا" (تم یاد کرو اللہ کی نعمت کو کہ جب تم دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم بھائی بھائی بن گئے)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مواخات کے ایسے واقعات پیش آئے کہ تاریخ انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے مسکرا کر کہا کہ "سیدنا بلال" آگئے۔ دوسرے موقع پر کہا "سیدنا ابوبکر اعتق سیدنا بلالؓ"

دلیل نمبر 10

اسلام مساوات عامہ کا حامی وداعی ہے: انسان ہونے کے ناطے ہم سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ لہٰذا کسی گورے کو کالے پر اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ" (بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ مکرم ہے جو زیادہ متقی ہے)۔ پس تکریم و تفضیل کی بنیاد نیکو کاری اور پرہیزگاری ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ ذَهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ۔ اَلنَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ" (اے قریش! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباء واجداد پر ناز کرنا منع کر دیا۔ انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے)۔ نبی اکرم ﷺ نے تخت کی بجائے سفید زمین پر نشست اس لئے اختیار کی کہ سب خاک نشین ہم فرش ہو جائیں۔ اس کا بہترین نمونہ نماز کی صف ہے کہ جہاں امیر' غریب' چھوٹا' بڑا سب ایک ہو جاتے ہیں۔

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز ۔۔۔ قبلہ رو ہو کر زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز ۔۔۔ نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے ۔۔۔ تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

دلیل نمبر 11

اسلامی شریعت کو انسانی قوانین پر برتری حاصل ہے:

عقل انسانی اپنے تجربات و مشاہدات کی بنیاد پر جو قوانین مرتب کرتی ہے وہ ناپائیدار ہوتے ہیں۔ حالات کی ذرا سی تبدیلی کئی ایسے معاملات سے پردہ اٹھاتی ہے کہ قوانین میں تبدیلی کرنی پڑ جاتی ہے۔ اس لئے انسانی قوانین میں وقتاً فوقتاً ترمیم و تنسیخ ضروری ہو جاتی ہے۔ اسلامی شریعت کے قوانین کو انسانی قوانین پر برتری تین وجوہات سے حاصل ہے۔

1) - اسلامی شریعت کو انسانی قوانین پر حال و مستقبل کے لحاظ سے برتری حاصل ہے۔
اسلامی معاشرے کے جو بنیادی اصول چودہ سو سال پہلے بتائے گئے اگر وہ حق و انصاف کی آنکھ سے دیکھے جائیں تو سورج کی طرح چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ یورپ نے آج سائنسی دور میں بھی انسانی حقوق' امن و سلامتی' عدالت و انصاف کے اسلامی قوانین کو اپنانے ہی میں عافیت سمجھی ہے۔ امریکہ نے واشنگٹن میں سپریم کورٹ کی مرکزی عمارت بنائی تو اس کے لاؤنج میں نبی اکرم ﷺ کے بعض فرامین کو آرٹس (کیلیگرافی) کے انداز میں لکھوایا جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ نے انصاف کا اسقدر بول بالا کیا کہ آج کا انسان ان کو خراج عقیدت پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

2) - اسلامی شریعت کو انسانی قوانین پر مکان (مشرق و مغرب) کے لحاظ سے برتری حاصل ہے۔ اسلامی قوانین دنیا کے ہر ملک کیلئے قابل عمل ہیں۔ زمین کے فاصلے ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

3) - اسلامی شریعت کو انسانی قوانین پر معیار زندگی (امیر و غریب) کے لحاظ سے برتری حاصل ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دلیل نمبر 12

بنیادی حقوق میں اسلامی شریعت کا امتیاز: اسلامی شریعت کو بنیادی حقوق کے میدان میں بھی امتیاز نصیب ہے۔

① آزادیٔ مذہب: اسلام نے عقیدے کے معاملے میں انسان پر جبر و اکراہ کی بجائے آزادی و اختیار کی راہیں کھولیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں)۔

② آزادیٔ فکر: اسلامی شریعت نے کائنات کے متعلق انسانی سوچ کو فکر و عمل کی آزادی بخشی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابْ (بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور دن اور رات کے اختلاف میں عقلمندوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں)۔

③ آزادیٔ رائے: اسلامی معاشرے کے ہر فرد کو آزادی رائے عطا کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ (اور آپ اپنے امور میں ان سے مشورہ کیا کیجئے)

دلیل نمبر 13

ازدواجی زندگی کے اصول و ضوابط: اسلام نے زندگی کے ہر میدان میں انسان کو رہنمائی عطا کی ہے۔ بالخصوص ازدواجی زندگی کے کامیاب ہونے کیلئے سنہری اصول و ضوابط بتائے گئے ہیں۔ نکاح و طلاق کے مسائل' حقوق زوجین' والدین کے حقوق اولاد کی تعلیم و تربیت اور وراثت وغیرہ کے ایسے شاندار ضابطے متعین کئے ہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب بھی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ مادی ترقی اور وسائل کی فراوانی کے باوجود یورپ میں طلاق کی شرح 60 فیصد سے زائد ہے جبکہ اسلامی ممالک میں 6 فیصد بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود اسلامی ممالک کو تھرڈ ورلڈ (Third World) کہا جاتا ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

www.besturdubooks.wordpress.com

دلیل نمبر 14

اسلام اور مسئلہ غلامی: جنگی قیدیوں کے متعلق ترقی یافتہ قوموں کا رویہ بھی بڑا سخت رہا ہے۔ اکثر ممالک میں جنگی قیدیوں کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے علاوہ طرح طرح کی ذہنی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات تو کھانے میں دوائیں ملا کر ان کو ذہنی طور پر مفلوج کر دیا جاتا ہے۔ جنگی قیدیوں کو کسی طرح کی رعایت دینا گوارا نہیں کیا جاتا۔ جنگ عظیم اول اور دوم میں یورپ نے جنگی قیدیوں کا جو عبرتناک حشر کیا اس کی داستانیں سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ پوری دنیا میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جو جنگی قیدیوں کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ اکثر لوگ مسئلے کی تفصیلات کا علم نہ ہونے کی وجہ سے یوں سمجھتے ہیں کہ اسلام انسانوں کی خرید و فروخت کی اجازت دیتا ہے جو کہ بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی فوج مسلمانوں پر حملہ کرے اور مسلمان فتح یاب ہوں تو وہ جنگی قیدیوں کا کیا حل کریں؟ اس کی چند صورتیں ہیں۔

① قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے۔ یہ عقل و دانش کے خلاف اور دشمن کو دوبارہ حملہ کرنے کا موقع دینے کے مترادف ہے۔ یہ تو برے کو برائی کا موقع دینا ہوا لہٰذا یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔

② قیدیوں کو قتل کر دیا جائے۔ یہ کبھی کبھی عبرت سکھانے کیلئے تو ٹھیک ہے تاہم مسئلے کا مستقل حل نہیں ہے۔ اس سے اسلام کو تو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا فقط دشمن کا نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بھی حل نہ ہوا۔

③ تیسری صورت یہ ہے کہ قیدیوں کو فوجیوں میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ یہ لوگ اسلامی زندگی کو قریب سے دیکھیں اور ممکن ہے کہ اسلام قبول کرلیں۔

یہ جنگی قیدی اگر مرد ہے تو غلام کہلائے گا اور اگر عورت ہے تو باندی کہلائے گی۔ ان کا درجہ آزاد مسلمانوں کے برابر ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تاہم اسلام نے ان کے کھانے پینے اور لباس وغیرہ کے متعلق تعلیم دی ہے کہ جو خود کھاؤ وہی اپنے غلام کو کھلاؤ، جو خود پہنو

www.besturdubooks.wordpress.com

وہی ان کو پہناؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرو۔ اگر انہیں آزاد کرو گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔ غلام چونکہ اپنے مالک کی ملکیت میں ہوتا ہے لہٰذا اس سے کام کاج کروانے کی اجازت ہوتی ہے۔ اگر کوئی مالک محسوس کرے کہ اسے غلام کی ضرورت نہیں تو وہ کسی دوسرے مسلمان سے رقم یا کوئی چیز لے کر غلام اس کی ملکیت میں دے سکتا ہے۔ اسلامی شریعت کا اصل ہدف یہ رہا ہے کہ یہ دشمن جنگی قیدی جب مسلمانوں کے اخلاق کو دیکھیں گے تو مسلمان ہو جائیں گے اور تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی دنیا میں غلاموں نے بڑے بڑے علمی اور عملی کارنامے سرانجام دیئے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

سالم رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں مگر راہ ہجرت میں مسلمان مہاجرین کے امام بنے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ غلام ہیں مگر سریہ موتہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے امیر بنے۔ صہیب رومی رضی اللہ عنہ تھے غلام مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض الموت میں انہیں اسوقت تک مسجد نبوی کا امام بنایا جب تک خلیفہ کا انتخاب نہ ہو گیا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ غلام تھے مگر کتب تفسیر میں سید المفسرین کہلائے۔ حسن بصریؒ کنیز زادے تھے مگر صوفیاء کے امام بنے۔ نافع رضی اللہ عنہ غلام تھے مگر عن مالک عن نافع بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میں سلسلہ الذہب کہلائے۔ بقول امام بخاریؒ یہ روایت کا سلسلہ آسمان کے نیچے روایت کا اصح ترین سلسلہ ہے۔

محمود سبکتگین غلام ابن غلام تھا مگر بادشاہ بنا اور سومنات کا فاتح کہلایا۔ الپتگین غلام تھا مگر مامون الرشید کا جرنیل بنا۔ قاہرہ یونیورسٹی کا بانی جوہرہ غلام تھا۔ طارق بن زیاد فاتح جبرالٹر غلام تھا۔ ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ ایبک غیاث الدین غوری کا غلام تھا۔

اس کی بنیادی وجہ اسلامی تعلیمات کا حسن و کمال ہے کہ مسلمانوں کو غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں آپ کے نواسے حضرت غلام زادے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے پروردگار! میں ... تا ہوں جو کوئی ان سے محبت کرے تو بھی ان سے محبت فرما"۔

---

www.besturdubooks.wordpress.com

سبحان اللہ۔ اپنے نواسے اور غلام زادے کے ساتھ مساوات اور محبت کا یہ سلوک دیکھ کر دنیا انگشت بدنداں نہ ہو تو کیا کرے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حقیقی پھوپھی زاد بہن سے اسکا نکاح کیا۔

اسلامی شریعت کی ان تعلیمات کا یہ اثر ہوا کہ اکثر و بیشتر جنگی قیدی اسلام قبول کر لیتے اور بعض اوقات بڑے بڑے علمی کمالات کے حامل بنتے۔ خلیفہ ہشام بن عبدالمالک نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا کہ اسلامی شہروں کے فقیہ جو غلام ہیں ان کے متعلق بتائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مدینے میں نافعؒ ۔ مکہ میں عطاء ابن ابی رباحؒ ۔ یمن میں طاؤسؒ بن کیسان۔ یمامہ میں یحیٰؒ بن کثیر۔ شام میں مکحولؒ ۔ موصل (الجزیرہ) میں میمون بن مہرانؒ ۔ خراسان میں ضحاک بن مزاحمؒ اور بصرہ میں عطاء الحسن بصریؒ و ابن سیرینؒ سب غلام ہیں۔ جبکہ صرف کوفہ میں ابراہیم النخعیؒ عربی النسل تھے۔

دلیل نمبر 15

کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا؟:

اسلامی تعلیمات میں ایسا حسن و جمال ہے کہ ہر دید و دانش رکھنے والا انسان بے اختیار اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔ اس کے سایہ رحمت میں اسے امن و آشتی کا سانس نصیب ہوتا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے الزام تراشی کی انتہا کرتے ہوئے کہا کہ دین اسلام تو تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ یعنی چند جنگجو انسانوں کا گروہ مسلمانوں کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل گیا تھا۔ انہوں نے قوت بازو سے عرب و عجم میں اسلام کو پھیلا دیا۔ جب پوچھا گیا کہ ان انسانوں کو کس تلوار نے مسلمانوں کے پیغمبر کے گرد جمع کر دیا تھا تو بغلیں جھانکنے لگے۔ یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔ آیئے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

- یہود میں سے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام، عیسائیوں میں سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، قبیلہ نجم کے پادری تمیم داری رضی اللہ عنہ، مجوس میں سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حبش سے بلال رضی اللہ عنہ، روم

www.besturdubooks.wordpress.com

سے صہیب رضی اللہ عنہ 'ایشیائے کوچک سے عداس رضی اللہ عنہ 'افریقہ سے باقوم رضی اللہ عنہ جیسے حضرات کا اسلام قبول کرنا گویا اسلام کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

- بادشاہوں کا نظارہ دیکھو۔ اکیدر شاہ' دومت الجندل' جیفر شاہ بحرین' اصحمہ رضی اللہ عنہ شاہ ابی سینا' ذوالکلاع رضی اللہ عنہ شاہ حمیر جیسے فرمانروا عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ' ابو ذر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ جیسے فقراء کی اوٹ میں بیٹھے نظر آئیں گے۔ ملک یمن کا وائسرائے باذان اور ملک شام کا وائسرائے فروہ خزاعی دونوں دور سے خط غلامی پیش کر رہے ہیں۔
- ابن زہیر جیسا سخن گستر' نابغہ جیسا زبان آور' کعب جیسا زمزمہ سنج' حسان رضی اللہ عنہ جیسا حقیقت پسند' یہ وہ لوگ ہیں جو ایک قصیدہ پڑھ کر قوم کو لڑانے والے یا ملانے والے تھے مگر یہاں سب فصاحت و بلاغت بھول کر چپ چاپ بیٹھے ہیں۔
- اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے دائیں بائیں دیکھیے۔ آپ کو فاتح عراق خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ' فاتح شام ابو عبیدہ عامر رضی اللہ عنہ ' فاتح ایران سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور فاتح مصر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نظر آئیں گے۔
- کوئی بتا سکتا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تلوار لے کر نکلے تھے مگر چند ساعات کے بعد سر جھکائے کیوں کھڑے ہیں؟
- بتایئے تو سہی کہ سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قلب و جگر کو چبانے والی اور ان کے اعضاء کو ہار کی شکل میں پرو کر گلے میں ڈالنے والی ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ نے کفر کی بازی کیسے ہاری اور اسلام کو سینے سے کیوں لگایا؟
- کوئی جواب دے کہ خالد ؓ بن ولید' کرزی بن جابر الفہری' عینیہ بن حسین الفرازی' سہیل بن عمرو قریشی' ثمامہ بن اسال نجدی' اور ابو سفیان بن حرب کو کس تلوار نے گھائل و مائل کیا۔
- سوچئے کہ حضر موت۔ حیرہ۔ احسا۔ بحرین اور حبشہ وہ علاقے ہیں جہاں کوئی مسلمان سپاہی نہیں گیا پھر وہاں کے بادشاہ مسلمان کیوں ہوئے؟
- ترکوں کی تاریخ کیوں نہیں دیکھتے کہ ساتویں صدی کے آغاز میں خلافت عباسیہ کا نشان

www.besturdubooks.wordpress.com

مٹا دیا گیا مگر نصف صدی میں مفتوحین کے دین نے فاتحین کے دلوں کو فتح کر لیا۔ کیا اس قوم کا داخل اسلام ہونا انجذابی طاقت و قوت کی دلیل نہیں ہے؟

پس اسلام ہی ہے جو مشرق کو مغرب سے ملا سکتا ہے اور یہی میرا پسندیدہ دین ہے۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

www.besturdubooks.wordpress.com

وفی الارض قطع متجورت و جنت من اعناب
وزرع و نخیل صنوان و غیر صنوان یسقی بمآء
واحد و نفضل بعضها علی بعض فی الاکل ان
فی ذلک لایت لقوم یعقلون ○

اور زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے کے متصل واقع ہیں۔ انگور کے باغات ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجور کے درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے۔ ان سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنادیتے ہیں اور کسی کو کم تر۔ ان سب چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل رکھتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام اور سائنس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ۔

جدید سائنسی تحقیق کا محور:

قابل صد احترام پرنسپل صاحب و محترم پروفیسر صاحبان! مہمانان گرامی اور عزیز طالبعلمو! ہم آج ایسے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں جو سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور کہلاتا ہے۔ آج کا انسان چاند پر اپنا قدم رکھ چکا ہے۔ یہ Cosmic (کائناتی) بلندیاں اس کے سامنے سمٹی ہوئی نظر آتی ہیں اور انسان ہر چیز کی Micro and macro detail (چھوٹی اور بڑی جزئیات) معلوم کرنے کا متمنی ہے۔ یہی چیز آج سائنسی تحقیق کا محور بنی ہوئی ہے۔ انسان کے اندر حقیقتوں کو جاننے کا جذبہ اس وقت عروج پر ہے۔ لہٰذا اسی مناسبت سے آج اس محفل میں اسلام اور سائنس کے عنوان پر چند باتیں عرض کی جائیں گی۔

عقلمند لوگ قرآن کی نظر میں:

جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے' اس میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش میں وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ اور رات اور دن کے اختلاف میں لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ عقلمندوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں۔ یہ آیت کریمہ ہمیں دعوت دے رہی ہے کہ جو لوگ آسمان اور زمین کی تخلیق میں اور دن اور رات کے ہیر پھیر میں غور کرتے ہیں وہی اہل دانش اور سمجھدار ہیں۔ گویا

www.besturdubooks.wordpress.com

تفرقی الخلق کرنے والے انسان کو ایک ممتاز انسان کہا گیا ہے۔

سائنس کیا ہے؟: اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا (اور اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام نام بتا دیئے تھے)۔ اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد دنیا کی چیزیں اور ان کی صفات تھیں۔ علامہ زمخشری" جنہوں نے تفسیر کشاف لکھی' جس کا تذکرہ علامہ اقبال" نے کیا کہ:

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

تیرے وجود پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

وہ فرماتے ہیں کہ اس علم الاسماء سے مراد چیزیں اور ان کی افادیت ہے کہ ان کے فائدے کیا ہو سکتے ہیں۔ امام رازی" فرماتے ہیں کہ "اسماء" سے مراد اشیاء ہیں۔ آج کے اس دور میں علم الاشیاء کا نام سائنس ہے۔

اسلام اور فارماکالوجی (Pharmacology): اگر آپ غور کریں تو نباتات اور جڑی بوٹیوں پر غور کرنا اور ان کے فوائد و نقصانات کو جاننا فارماکالوجی کہلاتا ہے۔ ایک Pharmacist (دواساز) کیا کرتا ہے؟ نباتات سے کچھ چیزیں لے کر ان کو ملالیتا ہے۔ اور ان کے ملانے میں مناسب مقدار کو مد نظر رکھتا ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں بہت اہم ہیں۔ یعنی Properties (خصوصیات) کیا ہیں؟ اور ان کی Quantities (مقداریں) کیا ہونی چاہئیں؟۔ Properties (خصوصیات) کا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ ہمیں ایک چیز کے نفع اور نقصان کا پتہ ہونا چاہیئے۔ اس کے بغیر ہم اسے استعمال نہیں کر سکتے۔ اور Quantities (مقداروں) کا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ اللہ رب العزت نے اس دنیا میں ہر چیز کا ایک معیار مقرر کیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا' وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ جو کوئی چیز ہے اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ اس کے خزانے ہیں ہمارے پاس۔ وَمَا نُنَزِّلُهُ اِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُوْمٍ ہم اسے ایک مقدار کے مطابق اتارتے ہیں جو چیزیں اس دنیا میں رکھی گئی ہیں اللہ رب العزت کے ہاں اس کا ایک اندازہ ہے اس

لئے فرمایا' وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ہر چیز کی اس کے ہاں ایک مقدار ہے۔ایک چیز آپ زیادہ مقدار میں لیں گے تو آپ کو نقصان دے گی اور وہی چیزیں تھوڑی مقدار میں لیں گے تو فائدہ پہنچائے گی۔ یا بسا اوقات تھوڑی مقدار میں لیں گے تو فائدہ نہیں دے گی اور زیادہ مقدار میں لیں گے تو فائدہ دے گی۔ ہیرا اور کوئلہ دونوں کاربن ہیں مگر ایک خوبصورت' چمکدار' قیمتی اور سخت ترین جبکہ کوئلہ بدصورت' سیاہ' ارزاں اور بھربھرا ہوتا ہے۔ یہ مقداروں کی کمی بیشی کا ہی کرشمہ ہے۔

کیمسٹری اور فزکس کیا ہیں؟: دنیا کی تمام چیزیں جن اجزاء و عناصر سے مرکب ہیں ان کے خواص و تاثیرات کا جائزہ لینے کا نام کیمسٹری ہے۔ مزید براں اس کائنات کے اندر جو قوتیں کارفرما ہیں ان کا منظم مطالعہ کرنے کا نام فزکس ہے۔ اللہ تعالی خود انسان کو دعوت دے رہے ہیں کہ اُنْظُرُوْا تم دیکھو مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ کہ آسمان اور زمین میں تمہارے لئے کیا رکھا ہے۔ جب خود اللہ تعالی دعوت دے رہے ہیں غور و فکر کی تو ایک انسان اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ان میں غور و فکر کرے گا تو کیا وہ اسلام کے خلاف کوئی کام کر رہا ہوگا۔ نہیں! ہرگز نہیں۔

اسلام اور زوالوجی: اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم نے اونٹ کو کیسے پیدا کیا؟ آج زوالوجی کا طالب علم یہی تو پڑھ رہا ہوتا ہے کہ فلاں جانور کی پیدائش میں اللہ رب العزت کی کیا نشانیاں ہیں؟ یہ چیز کیسے پیدا ہوئی؟ وہ چیز کیسے پیدا ہوئی؟ رہی بات یہ کہ کوئی آدمی فقط اسی چیز کو دین سمجھنے لگ جائے تو وہ غلطی پر ہوگا کیونکہ یہی دین نہیں ہے بلکہ یہ دین کا ایک حصہ ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں ایک عالمی اور آفاقی دین عطا فرمایا ہے جس میں زمین و آسمان کو آنکھ کھول کر دیکھنے کا حکم دیا گیا کہ تم کیوں نہیں دیکھتے؟ سبحان اللہ

ٹیکنالوجی (Technology) کسے کہتے ہیں؟: سائنس نے تو چیزوں اور ان کی صفات کو مرتب کر دیا ہے۔ اب ان چیزوں سے اور ان کی صفات سے Practically (عملی طور پر) فائدہ اٹھانے کا نام

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹیکنالوجی ہے۔ مثلاً بجلی اور اس کے متعلقہ فوائد کو حاصل کرنے کا طریقہ کار Electrical Technology (الیکٹریکل ٹیکنالوجی) کہلاتا ہے۔ لوہا اور اس کے متعلق دوسری دھاتوں سے فوائد اٹھانے کو Mechanical Technology (مکینیکل ٹیکنالوجی) کہہ دیا گیا۔ بلڈنگ اور اس سے متعلقہ شعبہ کو Civil Engeneering (سول انجنئرنگ) کہا گیا۔

ٹیکنالوجی قرآن مجید کی روشنی میں: قرآن پاک میں کئی مقامات پر ایسی واضح باتیں کی گئی ہیں جو قوانین فطرت کی وضاحت کرتی ہیں۔ مثلاً اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ اور ہم نے لوہے کو اتارا فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ اس میں بڑی طاقت ہے۔ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور اس میں انسانوں کیلئے بڑے فائدے ہیں۔ دیکھیں! یہ بات اس وقت کی جارہی ہے جب کہ انسانوں کو لوہے کے صحیح فوائد کا پتہ ہی نہیں تھا' جب لوہے کو تلوار اور دوسرے ہتھیاروں کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کے زیادہ فائدوں سے انسان واقف نہیں تھا۔ مگر آج Steel Technology (سٹیل ٹیکنالوجی) سب سے زیادہ اہم ہے۔ پوری دنیا میں جتنا لوہے سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے کسی اور چیز سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا جارہا ہے۔ بلکہ جو قوم سٹیل ٹیکنالوجی میں سب سے آگے ہے وہی دنیا میں راج کررہی ہے۔

مکینیکل انجینئرنگ کی مثال: اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے لوہے کو نرم کردیا تھا۔ قرآن پاک میں بھی تذکرہ فرمایا وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ اور ہم نے لوہے کو اس کیلئے نرم کردیا۔ دوسری جگہ فرمایا وعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ اور ہم نے اسے زرہیں بنانے کا علم دیا تھا۔ پس اگر ایک پیغمبر خدا دنیا میں لوہے کی سلاخوں سے زرہ بنارہے ہیں تو آج کے دور میں اگر کوئی انجینئر اسی سٹیل کو انسانوں کے فائدے کیلئے استعمال کررہا ہوگا تو کیا وہ غیر اسلامی کام کررہا ہوگا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ پس مکینیکل انجینئرنگ غیر اسلامی چیز نہیں ہے۔

وڈ انجینئرنگ (Wood) کی مثال: حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن میں ارشاد فرمایا۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا (آپ بنایئے اس کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے)۔ ایک ایک لفظ ہیرے اور موتی کی طرح قیمتی ہے۔ وَوَحْيِنَا اور ہماری وحی کے مطابق۔ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی کارگیر کام کر رہا ہو تو سپروائزر اس کی Supervision (نگرانی) کر رہا ہوتا ہے' اسے Observe (مشاہدہ) کر رہا ہوتا ہے کہ بھئی کام ٹھیک چل رہا ہے یا نہیں بالکل اسی طرح اللہ رب العزت اپنے پیغمبرؑ کو ارشاد فرماتے ہیں' وَاصْنَعِ الْفُلْكَ آپ کشتی کو بنایئے بِأَعْيُنِنَا ہماری Supervision کے اندر' وَوَحْيِنَا ہماری Instrucstions (ہدایات) کے مطابق' اب بتایئے Instructions دینے والے اللہ تعالیٰ Supervision کرنے والے اللہ رب العزت اور ایک پیغمبرؑ لکڑی سے کشتی بنا رہے ہیں۔ اگر اسی طرح آج کا انسان لکڑی سے انسانیت کے فائدے کے لئے کچھ کام لیتا ہے تو کیا وہ خلاف اسلام کام کر رہا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی کا نام وڈ انجینئرنگ (Wood Engineering) ہے۔

سول انجینئرنگ کی مثال:

بعض روایات کے مطابق حضرت سکندر ذوالقرنین علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں' آپ نے دنیا میں ایک دیوار بنائی قرآن مجید میں آیا ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک راستہ تھا۔ جہاں سے ڈاکو آتے تھے اور ان کی قوم کو نقصان پہنچاتے تھے۔ قوم نے کہا کہ حضرت! اس کا کچھ مداوا کیجئے۔ آپ نے فرمایا' ہم دیوار بنا دیتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب دیوار بنانے کیلئے اینٹ یا پتھر استعمال ہوتے تھے۔ مگر انہوں نے اس میں سٹیل کو استعمال کیا۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ آپؑ نے اپنی قوم سے فرمایا' اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدَ تم مجھے لا دو لوہے کے ٹکڑے۔ گویا دیوار بنا رہے ہیں اور اس میں لوہے کے ٹکڑے استعمال کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ

آج کا سول انجینئر کیا کرتا ہے؟ وہ بیٹھ کر کنکریٹ کے اندر ڈالنے کیلئے لوہے کو ڈیزائن کر رہا ہوتا ہے۔ اسی کو سول انجینئرنگ (Civil Engineering) کہتے ہیں۔

اسلام اور سیاحت کا علم:

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ اے میرے محبوب ﷺ! آپ فرما دیجئے کہ تم زمین کے اندر

سیر کرو' فَانْظُرُوْا تم دیکھو اس بات کو کہ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِیْنَ کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ تو یہ سفر کا حکم' یہ سیاحت کا حکم' یہ چیزوں سے اور History (تاریخ) سے عبرت حاصل کرنے کا حکم اللہ کا قرآن ہمیں دے رہا ہے۔ اگر انسان اللہ رب العزت کے اس حکم پر عبرت حاصل کرنے کیلئے دنیا کا سفر کرتا ہے تو عین اسلامی کام کر رہا ہے۔

ابن موقل ایک مسلمان سیاح تھا جس نے اٹھائیس سال تک پوری دنیا کے اندر سیاحت کی اور اس کے بعد اس نے ایک کتاب مرتب کی۔ اسلامی دنیا آج انہیں صاحب المسالک و الممالک والمغادر والمہالک کہتی ہے۔ اسی طرح ابن بطوطہ نے بھی پوری دنیا کا سفر کیا اور سفر کی یادگار "سفرنامہ" کتاب کی صورت میں چھوڑ گیا۔

تفکر فی الخلق اسلامی حکم ہے:

دنیا کی دوسری چیزوں کو لیجئے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَاخَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ کیا یہ نہیں دیکھتے ملکوت السموات والارض میں اور اللہ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں۔ فرمایا وَاِلَی السَّمَاءِ کَیْفَ رُفِعَتْ اور آسمان میں کیوں غور نہیں کرتے کہ ہم نے اس کو کیسے بلندیاں عطا فرمائیں۔ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ کیوں نہیں دیکھتے کہ اللہ نے پہاڑوں کو میخوں کی طرح زمین پر کیسے گاڑ دیا؟ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ اور کیوں غور نہیں کرتے کہ ہم نے زمین کو کیسے بچھا دیا۔ تو آج جو انسان اللہ رب العزت کی ان تخلیقات میں غور کر رہا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے پروردگار کے حکم پر لبیک کہہ رہا ہوتا ہے۔

سائنس اسلام کے ترازو پر:

ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر کوئی انسان سائنس کے پیمانے پر اسلام کو تولنے لگ جائے گا تو نقصان اٹھائے گا۔ اس لئے کہ سائنس کی Research (تحقیق) تو بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسلام کو سائنس کی ترازو پر تولنے کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی سنار کے میزان پر جبل احد کو تولنے لگ جائے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ سنار کی ترازو ہو اور کہا جائے کہ اس پر

www.besturdubooks.wordpress.com

کوہ ہمالیہ کو تول کر دکھا دو؟ کوئی بھی نہیں تول سکے گا۔ اسی طرح سائنس کی ترازو پر ہم اسلام کو نہیں تول سکتے۔ البتہ سائنس کی حقیقت کو دیکھنا ہو کہ یہ اپنی Ultimate (آخری) منزل تک پہنچ چکی ہے یا نہیں؟ تو اسے اسلام کی ترازو پر تولیں گے کیونکہ ہمیں اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں کائنات کی صداقتیں بتا دی ہیں۔ آئیے چند مثالوں پر غور کیجئے۔

پانی زندگی کا جزو لازم ہے: آج ہمیں قرآن مجید میں سے بڑے سائنسی نکات ملتے ہیں۔ انسان حیران ہوتا ہے کہ چودہ سو سال پہلے جب کہ سائنسی شعور اتنا نہیں تھا تو کیسے قرآن پاک میں یہ حکمتیں بیان کر دی گئیں۔ اس سے قرآن پاک کی حقانیت ہمارے سامنے آتی ہے۔ مثلاً فرمایا گیا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندگی بخشی۔ آج سائنس بھی یہی کہتی ہے کہ واقعی اگر کہیں زندگی کا تصور ہے تو پانی اس کا جزو لازم ہے اور جہاں پانی نہیں ہے وہاں زندگی کا تصور بھی ممکن نہیں۔ سبحان اللہ

ایٹم اور مالیکیول کا تصور قرآن مجید کی روشنی میں: پھر ایک جگہ فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ یعنی وہ رب العزت غیب کا جاننے والا ہے۔ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اس سے چھپ نہیں سکتا کوئی بھی ذرہ جو آسمان و زمین میں ہے۔ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ بلکہ اس سے بھی چھوٹا یا اس سے بڑا۔ اچھا آج کے دور میں یہ کھلی حقیقت ہے کہ پوری کائنات کے مادے کا Building Block (بنیادی اکائی) ایٹم ہے۔ تو یہ "مثقال ذرہ" کیا ہے؟ وہی ایٹم مثقال ذرہ کہلائے گا۔ اور یہ جو فرمایا گیا کہ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ تو پھر یہاں اصغر کا کیا مطلب؟ الیکٹران، پروٹان اور نیوٹران یہ سب کے سب ذرات ایٹم سے چھوٹے ہیں، اس لئے یہ اصغر کہلائیں گے۔ اگر Rays (شعاعوں) کی مثال لی جائے تو الفا، بیٹا اور گیما شعاعیں بھی اصغر کی مثالیں ہیں۔ اور جو آگے فرمایا کہ وَلَآ اَكْبَرُ تو اکبر سے مراد لیا جا سکتا ہے کہ ایٹم مل کر مالیکیول بن جاتے ہیں۔ یا اکبر سے مراد

www.besturdubooks.wordpress.com

Metroits (شہاب ثاقب) بھی ہو سکتے ہیں جو دنیا پر برستے ہیں۔ تو فرمایا کہ ذرہ سے چھوٹی یا ذرہ سے بڑی کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اللہ کے علم سے چھپی ہوئی ہو۔

انسان کی حفاظت کا قدرتی انتظام: یہ Metroits (شہابے) اس دنیا کے اوپر بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ آج کی سائنس کہتی ہے کہ Space (خلا) میں ہر وقت Metroits (شہابیوں) کی Bombordment (گولہ باری) ہو رہی ہے۔ یہ Metroits (شہابے) عام طور پر بہت چھوٹے ہوتے ہیں. چند ملی میٹر بھی ہو سکتے ہیں۔ بھلا یہ کتنی تیزی سے سفر کرتے ہیں؟ 150 کلو میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے۔ مگر اللہ تعالی نے زمین سے 80 کلو میٹر اوپر فضا کا ایک حصہ بنا دیا کہ یہ آتے ہیں اور وہاں آ کر Evaporate (منتشر) ہو جاتے ہیں۔ انسان کو پتہ ہی نہیں کہ اللہ رب العزت کتنی خطرناک چیزوں سے اس کی حفاظت فرما رہے ہیں۔ "Genns book of World Record" میں لکھا ہے کہ ہر دن میں Four Hundred Tonnes of Load یعنی چار سو ٹن وزن Metroits کی شکل میں زمین پر برسایا جا رہا ہے۔

بنگلہ دیش میں میٹرائٹ (Metroits) کی بارش: ایک دفعہ بنگلہ دیش میں Metroits کی بارش ہوئی۔ اس عاجز نے ان پتھروں کو ایک عجائب گھر میں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان کا سائز کافی بڑا تھا۔ حیران ہوا کہ اتنے بڑے بڑے شہابے بھی آ سکتے ہیں۔ جی ہاں! رشیا میں ایک Metroit گرا جس نے زمین پر 200 میٹر کی گہرائی کر دی۔ یہ چند باتیں تو ضمناً عرض کر دی گئی ہیں۔

اسلام اور سائنس کی رو سے کائنات کا انجام: سائنس کہتی ہے کہ ایک Big Bang (بڑا دھماکہ) ہوا تھا جس کی وجہ سے یہ کائنات بنی۔ اور اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ زمین اور آسمان اپنے بننے سے پہلے "دخان" یعنی دھواں تھے۔ دھواں آسانی سے سمجھنے کیلئے لفظ ہے ورنہ آج کے دور

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اسی کو Gas (گیس) کہتے ہیں۔ یہ آسمان اور زمین گیس کی شکل میں تھے کہ اللہ کے حکم سے Big Bang ہوا اور کائنات بنادی گئی۔

یہاں پر ایک مزے کی بات اور بتاتا چلوں کہ آج کل نیویارک کے ایک Planitarium میں ایک Documentary (سائنسی فلم) دکھائی جارہی ہے جس میں سات بڑے Interesting questions (دلچسپ سوالات) کے جوابات سمجھائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک Question (سوال) آج کے عنوان کے متعلقہ ہے کہ What is the fate of univers? کہ اس کائنات کا انجام کیا ہے؟ تو امریکہ میں سائنسدان آج یہ ثابت کر رہے ہیں کہ کائنات Expand (وسیع) ہوتی چلی جارہی ہے اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ Expension (وسعت) رکے گی اور دوبارہ Contraction (سکڑے) ہوگی جس کی نتیجے میں ایک اور دھماکہ ہوگا۔ اس کا نام انہوں نے رکھا ہے An other Big Bang (ایک دوسرا بڑا دھماکہ)۔ جبکہ ہم قیامت کو An other Big Bang ہی تو کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ یعنی قیامت کا زلزلہ بہت بڑی بات ہے۔ جیسے ایک گڈریا کسی بھیڑ کو ہانک کر کسی منزل تک پہنچا دیتا ہے اللہ رب العزت ان سائنسدانوں کو بھی ہانک کر کسی منزل تک پہنچادیں گے حتی کہ ان پر حق واضح ہو جائے گا۔ اسی لئے فرمایا سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ہم ان کو آفاق میں اور انفس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے حتی کہ ان پر حق واضح ہو جائے گا۔ اور اگر پھر بھی نہیں مانیں گے تو اس کائنات کو كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ یعنی جس طرح کوئی کتاب کو بند کر دیتا ہے ہم اس کو بھی لپیٹ کر رکھ دیں گے۔

اسلامی تعلیمات میں Black Hole کا تصور:

Black Hole (بلیک ہول) کیا ہے؟ یہ آج کے دور میں بڑا دلچسپ عنوان ہے۔ سائنس کی دنیا میں اس پر بڑی Discussions (بحثیں) چل رہی ہیں، تحقیقات ہو رہی ہیں۔ "Smithsonian Space Musium" واشنگٹن میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک میوزیم ہے جس کے اندر انہوں نے مستقل ایک کمرہ اس کیلئے متعین کیا ہوا ہے کہ دنیا میں Black Holes کے بارے میں جو بھی تازہ ترین تحقیق ہو وہ آپ یہاں Display (بیان) کریں تاکہ لوگوں کو بلیک ہول کے بارے میں پتہ چلتا رہے۔

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ سائنس کی ایک کتاب پڑھتے ہوئے یہ عاجز Black Holes کا تذکرہ پڑھ رہا تھا کہ اس Univers (کائنات) میں کچھ جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں بالکل تاریکی ہے، اتنی تاریکی کہ اگر Light Photon بھی اس کی طرف پھینکے جاتے ہیں تو وہ ان کو بھی Absorb (جذب) کر لیتے ہیں۔ جو چیز Light Photon کو بھی Absorb (جذب) کر لے اس کی Gravitational Force (کشش ثقل) کتنی زیادہ ہو گی۔ اگر پوری زمین کو سکیڑ کر ایک انڈے کے برابر کر دیں تو جتنی اس کی Gravitational Force ہو گی اس سے کہیں زیادہ بلیک ہول کی Gravitational Force ہوتی ہے۔ تو بلیک ہول اس کائنات میں مختلف جگہوں پر موجود ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اگر کوئی بھی چیز اس بلیک ہول میں چلی جائے گی تو It will vanish into nothingness وہ فنا ہو جائے گی۔ میں نے سائنس کی کتابوں میں "Nothingness" کا تصور پہلی دفعہ دیکھا۔ دل نے کہا، آج تک تو کہتے تھے

Matter can neither be created nor be destroyed.

It can only change its state.

کہ مادے کو نہ تو پیدا کیا جا سکتا ہے نہ فنا کیا جا سکتا ہے یہ فقط اپنی حالت بدل سکتا ہے تو یہ سائنس نے "Nothingness" کا لفظ کیوں کہنا شروع کر دیا؟ اس کو تو ہم فنا کہتے ہیں۔ تو آگے لکھا ہوا تھا

Laws of physics and chemistry become void there.

وہاں جا کر فزکس اور کیمسٹری کے قوانین ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ پڑھ کر میرے اندر اور دلچسپی پیدا ہوئی کہ یہ کیا چیز ہے؟ چنانچہ اس بارے میں مزید معلومات حاصل کیں۔ جب اس پر کافی

www.besturdubooks.wordpress.com

لٹریچر پڑھا تو پتہ چلا کہ ہماری Galaxy (کہکشاں) اور Solar System (نظام شمسی) کا ایک نظام Equilibrium (توازن) کے اندر کام کر رہا ہے۔ اس کے پیچھے بڑے بڑے Factors موجود ہیں۔ جن میں سے ایک فیکٹر بلیک ہولز کا بھی ہے۔ اس نے ہمارے ان تمام سیاروں کو توازن کے اندر رکھا ہوا ہے۔ اگر وہ بلیک ہولز نہ ہوتے تو Equilibrium (توازن) خراب ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر چیز اپنے اپنے مدار میں کام کر رہی ہے۔ سبحان اللہ

امام نووی ؒ کی ایک کتاب ریاض الصالحین کی ایک حدیث یاد آئی جو کہ اس عاجز نے کالج کے زمانے میں پڑھی تھی۔ ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! اگر یہ سورج چاند اور ستارے اللہ رب العزت کا حکم ماننا چھوڑ دیں تو کیا ہوگا؟ کتنا پیارا سوال پوچھا اور کتنے سادہ انداز میں پوچھا! نبی ﷺ نے اس کا جواب اس کی ذہنی سطح کو سامنے رکھ کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت اپنے جانوروں میں سے کوئی جانور اس پر مسلط کر دیں گے جو انہیں ایک ہی لقمہ بنا لے گا۔ اس کا مطلب یہ کہ اتنا بڑا ہوگا کہ سب سیاروں کو، سورج کو اور چاند کو ایک ہی لقمہ بنا لے گا۔ جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا تو وہ صحابی ؓ بڑے حیران ہوئے اور پوچھنے لگے اے اللہ کے نبی ﷺ وہ جانور کہاں ہوتے ہیں ؟ نبی ﷺ نے فرمایا، کہ وہ اللہ کی چراگاہوں میں چر رہے ہیں۔ سبحان اللہ

دیکھئے! کب یہ بات بتائی جا رہی ہے اور کب آج سائنس معلوم کر رہی ہے کہ اس Space میں کچھ جگہیں ایسی ہیں جنہوں نے ہمارے ان تمام سیاروں کو Equilibrium میں رکھا ہوا ہے! اور اگر کوئی بھی سیارہ اپنے Orbit (مدار) سے نکلے گا تو کسی نہ کسی بلیک ہول کے منہ میں چلے جائے گا۔ بلیک ہول اس کو ایک ہی لقمہ بنا لے گا۔ آج امت مسلمہ کیلئے لازمی ہے کہ ہم قرآنی آیات اور احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے علم الاسماء، علم الاشیاء، کو سمجھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

آج کا دور تیز ترین دور ہے: آج کے دور میں زندگی بہت Fast (تیز) ہو گئی ہے۔

مثلاً ہر کمپیوٹر میں Math Processor استعمال ہوتا ہے۔ اگر آج نمبر 286 استعمال ہو رہا ہے تو صبح اٹھتے ہی پتہ چلتا ہے کہ 386 استعمال ہو رہا ہے۔ اگلا دن ہوتا ہے تو 486 استعمال ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور چند دن کے بعد 586 مارکیٹ میں آجاتا ہے۔ اتنی تیز Research (تحقیق) ہو رہی ہے کہ دنیا کے اندر دنوں میں تبدیلیاں آرہی ہیں۔ اور ہمارے لئے ان تبدیلیوں کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔

اسلام اور سائنس کا چاند دیکھنے کے بارے میں موقف:

ایکدفعہ امریکہ میں چاند دیکھنے کا موقع تھا. میں نے ایک دن پہلے Space Musium میں فون کیا کہ ہم نے فلاں دن Crest (ہلال) دیکھنا ہے. آپ بتائیے کہ یہ ہمیں امریکہ میں کس کس جگہ نظر آسکتا ہے؟ مقصد یہ تھا کہ ہم ان کی Most modern science (جدید ترین سائنس) سے فائدہ کیوں نہ اٹھائیں کہ ہمیں پہلے ہی پتہ چل جائے۔ انہوں نے کہا کہ آپ Naval Observatory (بحریہ کا تحقیقاتی ادارہ) سے رابطہ کریں۔ انہوں نے مجھے فون نمبر دیا۔ میں نے Naval Observatory کو فون کیا۔ انہوں نے کہا' اچھا' ہم آپ کو کمپیوٹر سیکشن میں ملا دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کمپیوٹر سیکشن میں ملا دیا۔ وہاں ایک خاتون کمپیوٹر پر کام کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی. کہ چاند جب اپنے Orbit (مدار) میں سفر کر رہا ہوتا ہے تو ہمیں اس کی Trajectory (لکیر) کے ایک ایک انچ کا پتہ ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں کل کی تاریخ میں یہاں چاند دیکھنا چاہتا ہوں. کیا میرے لئے یہ ممکن ہے؟۔ اس نے کہا. میں آپ کو Possibilities (امکانات) بتا سکتی ہوں کہ فلاں فلاں جگہ پر ممکن ہے مگر یقین سے نہیں کہہ سکتی۔ میں نے سوال کیا کہ انسان تو چاند پر قدم رکھ چکا ہے' ہمیں کیا یہ بھی پتہ نہیں چل سکتا کہ چاند کہاں سے نظر آئے گا اور کہاں سے نہیں؟ وہ کہنے لگی' جی ہاں میں بتاتی ہوں مگر Probability (احتمال) ہے کہ وہاں پر نظر آئے گا مگر سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتی۔ میں نے کہا کہ اس کی Reason (وجہ) کیا ہے؟ اس نے کہا' جی Reason یہ ہے کہ ہم نے چاند کی Motion (حرکت) کو سمجھنے کیلئے Mathematical Equation

www.besturdubooks.wordpress.com

(حسابی مساواتوں) کا ایک Set بنایا ہوا ہے۔ جسے Simulator کہتے ہیں۔ اس Simulator کے اندر Six Thousand variables (6000 متغیرات) ہیں۔
عزیز طلبا! آپ جانتے ہیں کہ Equations میں کچھ Constants (مستقل مقداریں) ہوتی ہیں اور کچھ Variables (متغیر مقداریں) ہوتی ہیں۔ وہ کمپیوٹر انجنیئر لڑکی کہنے لگی کہ ان چھ ہزار متغیرات میں سے اگر ایک بھی Change (تبدیل) ہو جائے تو چاند کی پوزیشن تبدیل ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں کیسے کہہ سکتی ہوں کہ آپ کو Exact (ٹھیک) یہاں چاند نظر آئے گا. عین ممکن ہے کہ کوئی فیکٹر اس میں Change (تبدیل) ہو جائے اور اس میں ارتعاش پیدا ہو جائے۔ لہٰذا میں سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ آپ کو وہ اس جگہ نظر آئے گا یا نہیں۔ جب اس نے یہ بات کی تو مجھے نبی ﷺ کی حدیث یاد آگئی کہ اے میری امت! صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ چاند کو دیکھنا تو تم روزہ رکھ لینا وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ اور اگر تم چاند کو دیکھ لینا تو افطار کر لینا۔ آج سائنسی تحقیقات کے بعد بھی دنیا کے سائنسدان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ چاند نظر آئے گا یا نہیں آئے گا۔ بہتر اصول یہی ہے کہ چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور چاند کو دیکھو تو افطار (عید) کرو۔

اسلام میں ٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے ٹھوس دلائل

دلیل نمبر 1: کیا اسلام میں بھی ٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے کچھ تعلیمات ملتی ہیں؟ جی ہاں' اس ٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے ہمیں کتاب و سنت کے اندر کئی دلائل ملتے ہیں۔ دیکھئے' نبی ﷺ نے ساری زندگی کبھی سفر نہیں کیا' نہ کبھی بحری جنگ کی بلکہ صرف غزوات میں حصہ لیا جو کہ زمینی جنگیں کہلاتی ہیں۔ مگر آپ ﷺ کو پتہ تھا کہ اسلام کی مضبوطی اور سربلندی کیلئے جیسے بری جنگیں ضروری ہیں ایسے ہی بحری جنگیں بھی ضروری ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا! میری امت میں جو سب سے پہلے بحری جنگ کریں گے میں ان لوگوں کو جنت میں جانے کی بشارت دیتا ہوں۔ اگر خشکی پر اللہ کے نام کے لئے لڑ رہے ہیں تو اللہ کے دین کو پہنچانے کیلئے ان کو تری (سمندروں) میں بھی جانا پڑے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دلیل نمبر2: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مصافحہ فرمایا اس کے ہاتھ بہت سخت تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ کہنے لگا' جی میں پتھر توڑتا ہوں اس لئے میری ہتھیلی کا گوشت سخت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ اگر آج کے دور میں کوئی آدمی ہاتھ سے محنت مزدوری کرے گا تو وہ عین اسلامی چیز سمجھی جائے گی اور اللہ رب العزت اس کو ثواب عطا فرمائیں گے۔

دلیل نمبر3: ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہاتھ میں چمکدار تلوار لے جا رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا تو پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ وہ کہنے لگے' جی یہ تلوار ہے' ایک قافلہ فلاں جگہ کی بنی ہوئی تلوار لے کر آیا تو میں نے ان سے خرید لی۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا' اگر تو اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی تلوار سے جہاد کرتا تو اللہ رب العزت تجھے دوہرا اجر عطا فرمادیتے۔ تو یہ کیا چیز ہے؟ اپنی ٹیکنالوجی اور Resources (وسائل) کو Promote (بڑھانے) کرنے کیلئے کہا جا رہا ہے۔

دلیل نمبر4: شروع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عبرانی زبان نہیں آتی تھی۔ دنیا کے بادشاہوں کو اسی زبان میں خطوط لکھے جاتے تھے۔ چونکہ صحابہ کرامؓ صرف عربی جانتے تھے اس لئے وہ یہ خطوط یہودیوں سے لکھواتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ کہنے لگے' اے اللہ کے نبی ﷺ! ہمیں کیا پتہ وہ کیا لکھ دیتے ہیں' اگر اجازت ہو تو میں عبرانی زبان سیکھ کر آتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ صحابیؓ وہاں سے گئے اور پندرہ دنوں کے اندر وہ زبان سیکھ کر واپس تشریف لے آئے۔

محمد بن قاسمؒ کا عظیم کارنامہ: دینی علوم سے انسان کے کمالات اجاگر ہو جاتے ہیں۔ اسلامی دنیا میں سب سے کم عمر سپہ سالار اسامہ بن زید اور محمد بن قاسمؒ ہیں۔ 17 سال کی عمر میں سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دیئے۔ آج 17 سال کا بچہ گھر کا نظام نہیں چلا سکتا جبکہ وہ 17 سال کا بچہ ایک فوج کا جرنیل بن کر آ رہا ہے۔ اسلام نے ان اٹھتی جوانیوں کو ایسی صفات عطا کر دیں کہ انہوں نے پوری کی پوری

www.besturdubooks.wordpress.com

فوج کو کمانڈ کر کے دکھا دیا۔

حضرت امام شافعیؒ کے علمی کمالات: علمائے کرام میں بعض نے بہت ہی کم عمری میں علم کے جام پہ جام پیئے۔ حضرت امام شافعیؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمت اللہ علیہ تیرہ سال کی عمر میں امام شافعیؒ بن چکے تھے۔ اس عمر میں انہوں نے درس قرآن دینا شروع کر دیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب سفید بالوں والے بڑے بڑے مشائخ ان کے حلقہ درس میں بیٹھا کرتے تھے۔

ایک دفعہ درس قرآن دے رہے تھے۔ اسی دوران دو چڑیاں لڑتی ہوئی ان کے قریب آکر گریں۔ یہ کم عمر تو تھے ہی سہی ۔انہوں نے اپنا عمامہ اتارا اور ان چڑیوں کے اوپر رکھ دیا۔ اب درس قرآن کے درمیان جو یہ کام کیا تو جو مشائخ بیٹھے تھے انہوں نے اس چیز کو Mind (محسوس) کیا کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ چنانچہ انہوں نے عمامہ اپنے سر پر رکھا اور یہ فرمایا اَلصَّبِیُّ صَبِیٌّ وَلَوْ کَانَ ابْنُ نَبِیٍ کہ بچہ تو بچہ ہی ہوتا ہے چاہے کسی نبیؑ کا ہی کیوں نہ ہو۔ پھر ان مشائخ کی تشفی ہو گئی کہ ہاں کم عمری کی وجہ سے ایسی باتیں ہو سکتی ہیں۔

مسلمان سائنسدانوں کی خدمات: اسلام کو جو عروج ملا تو اس میں جہاں مصلے پر بیٹھنے والوں کا حصہ ہے' وہاں ان کا بھی حصہ ہے کہ جنہوں نے اس امت کو دنیاوی فائدے پہنچانے کیلئے کام کیا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کیلئے انتھک کوششیں کیں اور بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ رئیس الاطباء بو علی سینا نے "القانون فی الطب" نام کی کتاب لکھی۔ آپ حیران ہوں گے کہ سینکڑوں سال گزرنے کے بعد آج کے سائنسی دور میں بھی یہ ایک مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ ابن رشد نے سب سے پہلے تحقیق کی کہ جس آدمی کو ایک مرتبہ چیچک نکل آتی ہے اس کو دوبارہ زندگی بھر چیچک نہیں نکلتی۔ علم ہندسہ میں نصیرالدین طوسی نے اقلیدس کی مبادیات کی شرح لکھی۔ بصریات کی سائنس میں ابوالہیثم نے کتاب المناظر لکھی۔ علی بن عیسیٰ نے تذکرۃ الکحالین لکھی اور علم جراحی میں مخدرات کے استعمال کی تجویز پیش کرنے والا پہلا شخص بنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حکیم ترمذی کی سائنسی خدمات: حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت ایک عالم اور محدث بھی تھے اور بڑے ماہر طبیب بھی تھے۔

ترمذ میں اس عاجز کو حاضر ہونے کا موقع ملا۔ ان کا بنایا ہوا Hospital (ہسپتال) دیکھا۔ یہ ایک عجیب تجربہ تھا۔ اس دور میں انہوں نے آپریشن کرنے کیلئے Underground (زیر زمین) جگہیں بنائی ہوئی تھیں۔ آپ حیران ہوں گے انہوں نے نیچے ایسی جگہ بنائی ہوئی تھی کہ وہ جراثیم سے بالکل پاک تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے ایک نئی دنیا ہے۔ اس دور میں آپریشن کرنے کیلئے جگہوں کو ایئر کنڈیشنڈ بنانا' صاف ستھرا ماحول پیدا کرنا اور ان Laboratories (تجربہ گاہوں) کا قائم کرنا ہمارے سلف صالحین کا کارنامہ ہے۔

مرزا الغ بیگ اور خلائی سفر کا تصور: اس عاجز کو سمرقند جانے کا موقع ملا۔ وہاں پر انہوں نے ایک Space Laboratory (خلائی تجربہ گاہ) بنائی ہوئی ہے. وہ لیبارٹری ایک مسلمان سائنسدان نے بنائی تھی۔ جب رشیا نے سب سے پہلا خلائی سیارہ بھیجا تو اس کی Documentary (سائنسی فلم) نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ہمیں یہ تمام معلومات اس لیبارٹری سے ملی تھیں جو ایک مسلمان سائنسدان مرزا الغ بیگ نے قائم کی تھی۔ مرزا الغ بیگ محلات میں رہنے والا شہزادہ تھا' اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر تحقیق کا ایسا مادہ رکھ دیا تھا کہ اس کی تحقیقات کو بنیاد بنا کر روس نے دنیا میں سب سے پہلا سیارہ بھیجا۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی کے سائنسی کارنامے: خوارزم ازبکستان کا ایک بڑا شہر ہے۔ بخارا سے آپ وہاں پہنچنا چاہیں تو کم و بیش دس گھنٹے لگیں گے کیونکہ یہ پہاڑی سفر ہے' ایک علیحدہ سا شہر نظر آتا ہے۔ مگر اس خوارزم نے بڑے بڑے سائنسدان پیدا کئے' یہ بڑا مردم خیز علاقہ تھا۔ محمد بن موسیٰ الخوارزمی اسی شہر کے باشندے تھے جنہوں نے الجبرا کی بنیاد رکھی۔ یہ "الجبرا" عربی زبان کا لفظ ہے۔ الجبرا میں ہم جو Alogrithm پڑھتے ہیں اس کا تصور بھی انہوں نے دیا تھا۔ جس چیز کا پتہ نہ ہو اس کے لئے الجبرا میں "x" ڈال دیتے ہیں' یہ Cross یعنی x کی علامت ڈالنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بنیاد محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے ہی رکھی۔ الجبرا میں ہم منفی (-) کا Sign (علامت) لگا دیتے ہیں، یہ بھی سب سے پہلے محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے استعمال کی۔ انہوں نے الجبرا پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "کتاب المختصر فی الجبرو المقابلہ" تھا۔ اس کا جب لاطینی زبان میں ترجمہ کیا گیا تو اس وقت یورپ میں پہلی دفعہ الجبرا کی تعلیم پہنچی۔

مسلمان سائنسدانوں کو پذیرائی نہ ملنے کی وجہ: عزیز طالبعلمو! ہماری ملت میں جابر بن حیان، محمد بن موسیٰ الخوارزمی، ابن الہیثم، البیرونی، ابن سینا، ابن نفیس اور ابو حنیفہ دینوری اتنے بڑے بڑے سائنس دان گزرے ہیں کہ ان کا مرتبہ گلیلیو، نیوٹن، جان والٹن، آئن سٹائن سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ ان مسلمان سائنسدانوں کی تحقیقات شخصی محنت کا نتیجہ تھیں۔ حکومت وقت نے اگر ان کی سرپرستی کی ہوتی تو یہ باتیں آج قانون بن کر ان کے ناموں سے مشہور ہوتیں۔

دینی اداروں کی اہمیت تاریخ کے حوالے سے: مجھے ایک خط کے بارے میں بتایا گیا جو ایک Musium (عجائب گھر) میں Preserve (محفوظ) کیا ہوا ہے۔ یہ لیٹر اس وقت کا ہے جب قرطبہ، سپین، اندلس اور بغداد میں مسلمانوں کی بہت بڑی بڑی یونیورسٹیاں ہوتی تھیں۔ اس دور میں برطانیہ کے بادشاہ نے مسلمان بادشاہ کو خط لکھا کہ آپ کے ملک میں عورتوں کی تعلیم کے بہت اچھے اچھے ادارے ہیں میں، بھی اپنی بہن کو اس Institute (ادارہ) میں داخل کروانا چاہتا ہوں، آپ برائے مہربانی اسے داخلہ دے دیجئے۔

اللہ رب العزت کا وعدہ: اللہ رب العزت فرماتے ہیں اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی اللہ رب العزت کا وعدہ ہے کہ مرد ہو یا عورت، میں تمہارے کئے ہوئے عمل کو کبھی رائگاں نہیں جانے دوں گا۔ آج محنت کا میدان ہمارے لئے وسیع کر دیا گیا ہے ہمارے اسلاف نے محنتیں کیں اور ان کی محنتوں سے آج پوری دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے اگر ہم نے آج محنت کی تو اس کو بھی اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالی قبول فرمالیں گے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کیلئے وہ محنت کرتا ہے۔ یہاں پر یہ نہیں فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے لئے وہ محنت کرتا ہے بلکہ انسانوں کی بات کی گئی ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں کی بات کی گئی ہے۔ چنانچہ جب غیر مسلموں نے محنت کی تو ان کی محنت کا بدلہ اللہ تعالی نے اسی دنیا میں ان کو دے دیا۔

مسلمان سائنسدانوں کا اجمالی تعارف

چند مسلمان سائنسدانوں کی تفصیلات سن کر انہیں مشعل راہ بنالیں۔

1 - بوعلی سینا (1037-980ء) کالقب مسلم دنیا کا ارسطو۔ ماہر طبیب اور عظیم مفکر تھے۔

2 - محمد بن موسیٰ الخوارزمی (750-780ء) مسلم ریاضی دان، گنتی کا موجد، آپ نے رسم الخط دریافت کیا اور الجبرا میں منفی علامتیں شامل کیں۔

3 - یعقوب الکندی (840-778ء) مسلمان ریاضی دان اور ہیئت دان تھا۔

4 - الفارابی (903-832ء) مسلمان ریاضی دان اور ہیئت دان تھا۔

5 - زکریا رازی (925-825ء) مسلمان طبیب اور مشہور کیمیاء دان تھے۔

6 - ابن مسکویہ (1030-950ء) بہت مشہور کیمیا دان تھے۔

7 - عمر خیام (1124-1039ء) مشہور شاعر اور ریاضی دان تھے۔

8 - ابن طفیل (1185-1100ء) عظیم فلسفی اور طبیب تھے۔

9 - ابن بیطار (1248-1181ء) مشہور ماہر نباتات تھے۔

10 - عورتیں بھی اس میدان میں پیچھے نہیں رہیں مثلاً ام الحسن بنت ابو جعفر ماہر طبیبہ تھیں، طبیبہ زینب آنکھوں کے علاج میں بہت مشہور تھیں، علیہ بنت المہدی، عائشہ بنت احمد اور داوہ بنت خلیفہ مشہور شاعرات گذری ہیں۔

لمحہ فکریہ: عزیز طالب علمو! آج ہم "پدرم سلطان بود" کا نعرہ لگاتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا بڑی عزتوں والے تھے تو یہ بھی تو بری بات ہے کہ ان کی اولاد کتنی نکھٹو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جو سرمایہ ہمارے اسلاف نے ہمیں دیا تھا ہم اسے لیکر آگے بڑھیں اور دنیا کو علم کے نور سے منور کریں۔

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

❋✷❋✷❋✷❋✷❋✷❋✷❋
✷❋✷❋✷❋✷❋✷
❋✷❋✷❋✷❋

www.besturdubooks.wordpress.com

احبو الله لما يغذوكم من نعمه

اللہ سے محبت کرو اس لیے کہ وہ اپنی نعمتوں سے تمہاری پرورش کرتا ہے (حدیث نبوی ﷺ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارا پروردگار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

رب کا لفظی معنی: اللہ رب العزت کا ایک صفاتی نام "رب" ہے مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ (سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے)۔ یہ کتنا مختصر لفظ ہے تاہم اس کے معانی میں اتنی وسعت اور گہرائی ہے کہ ساری زندگی مجاہدہ کرنے کے بعد اس لفظ کا یقین دل میں آتا ہے۔ "رب" کے لفظی معنی ہیں پرورش کرنے والا' تربیت کرنے والا' پالنے پوسنے والا۔ جس نے ہمیں پیدا کیا' وہی انسان کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے۔ ہمیں جسمانی روزی بھی وہی دیتا ہے اور روحانی روزی بھی وہی دیتا ہے۔ تمام مخلوقات کا خالق اور رازق وہی ہے۔ رب کا لفظ قرآن پاک میں بہت کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ گویا ہر چند آیتوں کے بعد رب کا لفظ آیا ہے۔

عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار: جب ہم عالم ارواح میں تھے تو اللہ رب العزت نے ہماری روحوں سے ایک وعدہ لیا۔ پوچھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ قَالُوْا بَلٰی سب نے کہا کیوں نہیں' تو ہی ہمارا رب ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ یہ بھی وعدہ لے سکتے تھے کیا میں تمہارا خالق نہیں ہوں؟ کیا میں تمہارا مالک نہیں ہوں؟ تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا اقرار کروایا۔ ذہن میں ایک طالب علمانہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اقرار کیوں لیا؟ جواب یہ ہے کہ وہاں ہم ہر وقت اللہ رب العزت کو یاد کیا کرتے تھے۔ وَمَنْ عِنْدَہٗ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ○ یُسَبِّحُوْنَ اللَّیْلَ وَالنَّہَارَ لَا

www.besturdubooks.wordpress.com

یَفْتَرُوْنَ ○ عالم ارواح میں غفلت نہ تھی فقط یاد الٰہی تھی تاہم وعدہ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں امتحان کیلئے دنیا میں بھیج دیا۔ دنیا میں جاکر بھی مجھے رب مانتا ہے یا کسی اور کو رب بنا لیتا ہے؟

انسان کی پیدائش اور رب کا لفظ: عالم اروح میں بھی رب کا لفظ استعمال ہوا اور جہاں انسان کی پیدائش کا تذکرہ ہے وہاں بھی رب کا لفظ استعمال ہوا۔ یَاۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اے انسانو تم ڈرو اپنے رب سے اَلَّذِیْ وہ ذات خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً اور اس جوڑے سے اللہ نے کئی مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔ دیکھا! یہاں بھی رب کا لفظ استعمال کیا گیا۔

دہریوں کو لاجواب کر دینے والی آیت: اس آیت میں انسان کی پیدائش کے تین طریقے بتائے گئے۔ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور ان سے ان کی ساری اولاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ تخلیق کا ایک طریقہ۔ اور دوسرا طریقہ وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا اور اس سے بنا دیا اس کا جوڑا یعنی آدمؑ کی پسلی سے اللہ تعالیٰ نے اماں حوا کو پیدا فرمایا۔ پھر تیسرا طریقہ وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً پھر اس جوڑے سے اللہ نے کتنے مرد اور کتنی عورتیں پیدا فرمائیں۔ گویا تین طریقوں سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔

یہ آیت معنی کے اعتبار سے اتنی گہری ہے کہ ہم نے کئی دہریوں کے سامنے اس آیت کی تفسیر کو پیش کیا کہ بتاؤ! کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ کے سوا کون ہے؟ مگر ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔

حضرت عمرانؑ کی بیوی اور بیٹی کا اللہ پر یقین: عمران علیہ السلام کی بیوی حاملہ تھیں۔ قرآن بتاتا ہے کہ انہوں نے دعا مانگی۔ وَاِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ اور جب کہا عمرانؑ کی بیوی نے رَبِّ

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اے میرے پروردگار! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اسے تیرے لئے وقف کر دیا پس تو مجھ سے قبول فرما لے۔ غور کیجئے! کہ ایک نبی کی بیوی دعا مانگ رہی ہے رب کے لفظ سے خالق یا مالک کے لفظ سے نہیں۔ اللہ کی قدرت کہ بیٹی پیدا ہو گئی۔ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی جب اس نے بیٹی کو جنا تو کہنے لگی' اے میرے پروردگار! میں نے تو بیٹی کو جنا ہے۔ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی اور بیٹا بیٹی کی طرح تو نہیں ہوتا وَاِنِّیْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ اور میں نے اس بچی کا نام مریم رکھا ہے۔ وَاِنِّیْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ میں اس کے بارے میں اور اس کی اولاد کے بارے میں شیطان مردود سے تیری پناہ مانگتی ہوں۔ اس دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی رب کا لفظ استعمال فرماتے ہیں فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا پھر رب نے اس کو قبول کر لیا بہتر قبول کرنا اور زکریا علیہ السلام نے اس کی پرورش کی۔

رب نے قبول کیسے کیا؟ یہ مریمؑ ایک دفعہ اکیلی تھیں اور حضرت زکریا علیہ السلام کہیں تبلیغ پر چلے گئے تھے۔ واپس آنے میں دیر ہو گئی۔ پریشان تھے کہ پیچھے کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ شاید مریم بھوکی رہی ہو گی۔ نیند بھی آئی ہو گی یا نہیں۔ جب آپؑ حجرہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مریمؑ محراب کے اندر بیٹھی ہوئی بے موسم کے پھل کھا رہی ہے۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ جب زکریا علیہ السلام داخل ہوئے محراب کے اندر وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا تو اس کے پاس رزق پایا قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا پوچھا اے مریم! یہ کہاں سے آیا؟۔ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہا' یہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے عطا کر دیتا ہے۔

حضرت زکریا کی دعا:

یہ سن کر حضرت زکریاؑ نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ جب زکریاؑ نے اپنے رب کو پکارا۔ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اے پروردگار! مجھے بیٹا عطا فرما اور بیٹا بھی ایسا جو پاکیزہ ہو' طیب ہو۔ اس طرح کیوں مانگا؟ اس لئے کہ اولاد کا ہونا ایک خوشی اور اس کا نیک ہونا

www.besturdubooks.wordpress.com

اس سے بڑھ کر خوشی۔ تو بیٹا مانگا پاکیزہ اور طیب سبحان اللہ۔

کیوں وہ جانتے تھے کہ اے اللہ! تو مریم کو بے موسم کے پھل عطا کر سکتا ہے، میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں اور میرے بال سفید ہو گئے، اے اللہ! اس بڑھاپے میں مجھے بھی بے موسم کا پھل عطا کر سکتا ہے، اس بڑھاپے میں مجھے بھی بیٹا دے سکتا ہے۔

حضرت ہاجرہؑ کا اللہ پر یقین: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیوی اور بچے کو حرم شریف کے پاس بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ (ایسی وادی جس میں کوئی کھیتی نہ تھی) میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرت ہاجرہؓ نے پوچھا، آپ ہمیں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ حضرت ابراہیمؑ خاموش رہے۔ پھر پوچھا، کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ پھر خاموش۔ ابراہیم علیہ السلام کی صحبت یافتہ تھیں، سمجھ گئیں۔ تیسری دفعہ پوچھا کیا آپ ہمیں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ فرمایا ہاں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ عرض کیا، اگر آپ اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کا اللہ پر یقین: جب حضرت ابراہیمؑ وہاں سے آگئے تو آگے جا کر بیوی بچوں کیلئے دعا مانگتے ہیں رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۝ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اے میرے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو تیرے حرمت والے گھر کے پاس آباد کیا تاکہ وہ نماز پڑھیں فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ اے اللہ! تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرما وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ اور اے اللہ! ان کو کھانے کیلئے پھل عطا فرما۔

بچے کی ضروریات کون پوری کرتا ہے؟: چھوٹا بچہ، بیچارہ کچا، خود اٹھ نہیں سکتا، اپنا لباس نہیں پہن سکتا، دودھ نہیں پی سکتا، اپنی کروٹ نہیں بدل سکتا۔ اتنا ضعیف اور اتنا کمزور، نہ مکان اپنا، نہ لباس اپنا،

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ مال اپنا' نہ پیسہ اپنا' نہ طاقت جسم میں' کچھ بھی اپنا نہیں لیکن ایک ذات اس کی پروردگار ہے۔ وہ اس بچے کچے کی محبت ماں باپ کے دل میں ڈال دیتی ہے۔ بس ماں باپ قربان ہوتے جاتے ہیں۔ ماں اپنا کلیجہ کاٹ کر پیش کرنے کو تیار ہے۔ بچے کو نیند نہیں آرہی' ماں جاگ رہی ہے۔ کوئی ماں ہے کہ بچہ رو رہا ہو تو وہ سوئی ہوئی ہو؟ نہیں' کوئی ماں ایسی نہیں ہے۔ اس لئے کہ ماں باپ کے دل میں اللہ تعالیٰ بیٹے کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ پھر یہ محبت بچے کی پرورش کا سبب بنتی ہے۔ سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے کی اہمیت:

مادی اعتبار سے اس بچے کا کچھ اپنا نہیں ہے مگر ایک چیز اپنی ہے وہ کیا؟ رونا۔ جب بچے کو بھوک لگی' اس نے رونا شروع کر دیا تو اس کیلئے دودھ کا انتظام ہو گیا۔ بچے کو پیاس لگی' اس نے شروع کر دیا تو اس کیلئے پانی کا انتظام ہو گیا۔ بچے کو نیند آئی' اس نے رونا شروع کر دیا تو اس کیلئے بستر کا انتظام ہو گیا۔ بچے کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی' اس نے رونا شروع کر دیا' اس کیلئے قضائے حاجت کا انتظام ہو گیا۔ قصہ مختصر بچے کو کوئی ضرورت پیش آئے' وہ رو پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کو پورا فرما دیتے ہیں۔ اس سے کسی عارف نے نکتہ نکالا کہ اے انسان! جب تک تو رونا جانتا تھا اللہ تعالیٰ تیری ہر ضرورت کو پورا فرماتے تھے' جب تو نے رونے کو بھلا دیا اللہ نے تیرے کاموں کو الکانا شروع کر دیا۔

ماں باپ جسمانی مربی ہوتے ہیں:

ماں باپ بچے کی پرورش کر رہے ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ بھی مربی ہیں۔ رب کے معنی بڑے وسیع ہیں۔ یہ لفظ انسانوں کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور اللہ کی ذات پر بھی استعمال ہوتا ہے لیکن فرق ہے ماں باپ کی ربوبیت میں اور اللہ کی ربوبیت میں۔ انسانوں کی ربوبیت ایک متعین وقت کے لئے ہوتی ہے جبکہ اللہ کی ربوبیت ہمیشہ کیلئے ہے۔ ماں باپ صرف اپنی اولاد کے مربی ہوتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مربی ہے۔ ماں باپ صرف جسمانی مربی ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ جسمانی مربی بھی ہے اور روحانی مربی بھی۔ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت کی ربوبیت والی صفت ذاتی ہے۔ ماں باپ کی ربوبیت والی صفت عطائی ہے۔ قرآن پاک میں ماں باپ کیلئے بھی رب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا اے میرے پروردگار! میرے ماں باپ پر رحم کر کیونکہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔

سب کی ضرورتیں پوری کرنے والا "اللہ تعالیٰ" ہے: بچے کی ضروریات ظاہری طور پر تو ماں باپ پوری کرتے ہیں مگر درحقیقت ہر ضرورت اللہ تعالیٰ پوری کرتے ہیں۔ یہ بچہ کھاتا کس کا ہے؟ اللہ کا دیا ہوا۔ پہنتا کس کا ہے؟ اللہ کا دیا ہوا۔ اور جب یہی بڑا ہو جاتا ہے تو کہنے لگ جاتا ہے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى میں سب سے اعلیٰ رب ہوں۔ او انسان! تو کیوں نہیں سوچتا؟ کیوں تیری آنکھیں ماتھے پر لگ جاتی ہیں؟ تو اپنی پیدائش کو کیوں بھول گیا ہے۔ اتنا تنگ راستہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے کھلا کر دیا۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ دیکھ او انسان! اے ناشکرے تو کیوں نہیں دیکھتا اپنے طعام کی طرف اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ہم نے آسمان سے پانی اتار دیا' ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا پھر ہم نے زمین کو پھاڑ دیا۔ دیکھئے! جب ایک عورت بچے کو جنم دیتی ہے تو کتنی تکلیف اٹھاتی ہے۔ اسی طرح ایک کونپل جب زمین سے نکلتی ہے تو گویا زمین سے بچہ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ زمین کی اولاد جنم لے رہی ہوتی ہے۔ اب سوچئے' زمین کو کتنی تکلیف اٹھانی پڑتی ہو گی۔

سب سے مشکل انسان کا بچہ پلتا ہے۔ بکری کے بچے کو دیکھو' پیدا ہونے کے چند منٹ بعد بھاگ رہا ہوتا ہے۔ بھینس کے بچے کو دیکھو' پیدا ہونے کے چند منٹ بعد دودھ پی رہا ہوتا ہے' خود بخود چل پھر رہا ہوتا ہے۔ انسان کے بچے کی پرورش سب سے مشکل ہے۔ کئی سال تک ماں باپ کو پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے ہوا کا انتظام کیا' پانی کا انتظام کیا' پھل پھول کا انتظام کیا' روٹی کا انتظام کیا' بوٹی کا انتظام کیا' ماں کی چھاتی سے دودھ کی نہریں جاری کر دیں۔ پیدائش سے پہلے اس کیلئے انتظامات شروع ہو گئے۔ پیدائش

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہی دودھ کی نہریں جاری ہو گئیں۔ ذرا بڑا ہوا تو دانت نہیں تھے' دانت آنے شروع ہو گئے۔ جب اس کو چلنے پھرنے کی ضرورت ہوئی تو اللہ نے اس کو طاقت عطا فرما دی۔ جو بچہ شروع میں خود اٹھ کر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ جب جوان ہوتا ہے تو کئی کئی من کا وزن سر پر رکھ کر دوڑ لگا رہا ہوتا ہے۔ پہلوان بن جاتا ہے۔ ارے! اس کی ابتدا تو دیکھو' کتنا ضعیف تھا' اب دیکھو اللہ نے اس کو کتنا قوی بنا دیا۔

حضرت موسیٰؑ کی پرورش کا عجیب واقعہ:

حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے فرعون کو نجومیوں نے بتایا دیا تھا کہ تمہاری مملکت میں ایک ایسا بچہ ہوگا جو تمہارے تخت و تاج کو چھین لے گا۔ اس نے کہا' اچھا! میں اس کا بندوبست کرتا ہوں۔ آئندہ دو سال تک وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرواتا رہا۔ جو بچہ پیدا ہوتا اسے ذبح کروا دیتا۔ مردوں کے الگ باغیچے بنا دیئے تاکہ یہ ادھر ہی کھیلیں' کھائیں' ہنسیں' سوئیں۔ عورتوں کے الگ باغیچے بنا دیئے تاکہ وہ بھی ادھر ہی کھائیں' ہنسیں' سوئیں۔ بنی اسرائیل کے مرد و عورت کا ملنا جلنا منع کر دیا گیا۔ دو سال تک کوئی خاوند اپنی بیوی سے نہیں مل سکتا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ نہ ماں باپ ملیں گے نہ بچہ ہوگا۔ اگر اس دوران کوئی بچہ پیدا ہو بھی گیا تو میں اسے قتل کروا دوں گا۔ مگر ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ ان مردوں کا ایک بڑا افسر اور ان عورتوں کی ایک بڑی افسر دونوں میاں بیوی تھے جو فرعون کو رپورٹ پیش کرنے آتے تھے اور وہیں رات گذارتے تھے ان کو آپس میں ہمبستری کا موقع مل جاتا تھا۔ ان میں سے ایک حضرت موسیٰؑ کا باپ تھا اور ایک ان کی ماں تھی۔

حضرت موسیٰؑ ماں کے پیٹ میں پرورش پاتے رہے۔ جب ولادت ہوئی تو آپؑ کی ماں ڈری کہ ایسا نہ ہو کہ اس بچے کو بھی ذبح کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ اور ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی ماں کی طرف کہ تو اس کو دودھ پلا۔ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ اور اگر تجھے ڈر لگے کہ سپاہی اس کو نہ لے جائیں تو پھر اس کو ایک تابوت میں بند کر اور تابوت کو دریا میں ڈال دے فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ۔ دریا سے یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تابوت ساحل کے پاس جا لگے گا۔ پکڑے گا کون؟ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ وہ جو میرا بھی دشمن اور اس کا بھی دشمن۔

ام موسیٰ کی عقل کہتی ہے واہ خدایا! تیرے وعدے بھی عجیب! تو بچے کو بچانا چاہتا ہے تو میں کسی کونے میں رکھ دوں گی تاکہ یہ پولیس والوں کو نظر ہی نہ آئے یا پھر کوئی پولیس والا اس گھر میں آہی نہ سکے۔ تو نے بچانے کا وعدہ بھی کیا تو کتنا عجیب کہ اس کو تابوت میں ڈال اور تابوت کو دریا میں ڈال۔ اب سوچئے! اگر اس میں ہوا کے داخل ہونے کا بندوبست کریں تو سوراخ رکھنے پڑیں گے۔ اگر سوراخ رکھے گئے تو پانی اس میں داخل ہو جائے گا۔ گویا ضدین جمع ہو گئیں۔ بہرحال ماں نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے بچے کو تابوت میں ڈال دیا عقل کی بات بالکل نہ سنی۔ وہ جانتی تھیں کہ یہ اللہ رب العزت کا وعدہ ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور بچے کا بھی پروردگار ہے۔ وہی بچے کی پرورش بھی فرمائے گا۔ چنانچہ کیا ہوا؟ اس بچے کو فرعون اور اس کی بیوی نے پکڑا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ میں نے اپنی طرف سے تیرے چہرے پر محبت ڈال دی' محبت القا کر دی۔ چنانچہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ کو دیکھا تو وہ بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ کہنے لگی' لَا تَقْتُلُوْهُ اس کو قتل نہیں کرنا عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ ہو سکتا ہے یہ ہمیں نفع پہنچائے۔ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنا لیتے ہیں۔ دیکھا! قدرت کا کرشمہ قوم کے بچے مروانے والا خود اپنے دل کے ہاتھوں مرا پڑا ہے۔

فرمان شاہی جاری ہوا تو بچے کو دودھ پلانے والی عورتیں آئیں مگر بچہ دودھ ہی نہیں پیتا۔ فرعون پریشان ہے کہ بچہ دودھ نہیں پیتا۔ عقل کا اندھا اس کی مت ماری گئی۔ ساری قوم کے بیٹوں کو مرواتا رہا یہ سمجھ نہ آئی کہ اللہ تعالیٰ اسی کے ہاتھوں سے بچے کی پرورش کروا رہے ہیں۔ دوسری طرف حضرت موسیٰؑ کی ماں کا حال بھی عجیب تھا۔ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اگر اللہ اس کے دل کو تسلی نہ دیتے تو وہ اپنا راز فاش کر بیٹھتی۔ لیکن اللہ نے دل کو طاقت دے دی' سنبھالا دے دیا۔ بیٹی کو بھیجتی ہے کہ دیکھ' فرعون کے گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا ہو رہا ہے۔ وہ فرعون کے گھر جا کر دیکھتی ہے کہ بچہ دودھ نہیں پی رہا۔ فرعون سے کہنے لگی، میں ایسے لوگوں کا پتہ نہ بتادوں جو اس بچے کی پرورش بھی کریں گے اور اس کے خیر خواہ بھی ہونگے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون کے دل میں خیال گذرا کہ یہ خیر خواہوں کا نام لینے والی کون آئی۔ چنانچہ فرعون نے بچی سے پوچھا کہ کون ہیں اس کے خیر خواہ؟ بچی ایسی ذہین تھی کہ فوراً کہنے لگی کہ ساری قوم آپ کی خیر خواہ ہے۔ جو بھی دودھ پلائے گی اس کی خیر خواہ ہوگی۔ فرعون بچی کی بات سے مطمئن ہو گیا۔ بچی نے گھر آکر ماں کو صورتحال سے آگاہ کیا تو حضرت موسیٰؑ کی ماں بھی بچے کو دودھ پلانے تشریف لے گئیں۔ بچے کو چھاتی سے لگایا تو بچے نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ فرعون خوشیاں منانے لگا۔ اسے یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ ہو سکتا ہے یہ اس بچے کی ماں ہو۔ کہتا ہے 'اچھا ہوا' بچے نے تیرا دودھ پینا شروع کر دیا ہے؟ تو اس بچے کو گھر لے جا اس کی پرورش ٹھیک کرنا' اس کی ہر چیز کا خیال رکھنا' میں تجھے سرکاری فنڈ سے اتنا وظیفہ دیتا رہوں گا۔ اللہ نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ کہ ہم نے لوٹا دیا اس کو ماں کے پاس تاکہ ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور اس کے دل میں کوئی غم نہ ہو۔ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ اور وہ جان لے کہ اللہ کے وعدے سچے ہیں۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ ام موسیٰؑ اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی تھیں اور سرکار سے وظیفہ ملتا تھا' یوں اللہ تعالی اپنی ذات پر توکل کرنے والوں کو دوگنا منافع عطا فرما دیتے ہیں۔

ہم نے کس کو رب بنا رکھا ہے؟:

ہمارا پروردگار کون ؟ اللہ۔ وہی ہماری ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔ مگر جب ہم بڑے ہو جاتے ہیں تو دفتر کو اپنا رب بنا لیتے ہیں' مال پیسے کو اپنا رب بنا لیتے ہیں۔ بھلا جو آدمی رشوت لیتا ہے وہ کس کو رب سمجھتا ہے؟ اگر وہ اللہ کو رب سمجھتا تو کبھی حرام کا پیسہ نہ لیتا۔ جب حرام کا پیسہ لے لیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ پیسے کو اپنا خدا سمجھ رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں پیسے سے پل رہا ہوں۔ جس نے دکان میں ملاوٹ کی وہ کس کو اپنا رب سمجھ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا ہے؟ اللہ کو رب سمجھ رہا ہے یا دوکان کو؟ جس نے دفتر کی خاطر نماز چھوڑی وہ اللہ کو رب سمجھ رہا ہے یا دفتر کو؟ وہ دفتر کی کرسی کو رب سمجھتا ہے۔ کہتا ہے کہ جب تک کرسی میرے پاس ہے' میری ضروریات پوری ہونگی' کرسی نہیں رہے گی تو ضروریات پوری نہیں ہوں گی۔ استغفراللہ' ہم نے اللہ ہی کو رب سمجھنا ہے۔ ہم دفتر کو سمجھ بیٹھے ہیں' دوکان کو سمجھ بیٹھے ہیں' مال پیسے کو رب سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایسا بڑا دھوکا ہے جو آج اکثر لوگوں کو لگ جاتا ہے۔ کہتے ہیں کیا کریں مولانا صاحب! ہم اپنے لیے تو رشوت نہیں لیتے' بچوں کیلئے لیتے ہیں۔ او اللہ کے بندے! جو تجھے کھانے کو دے سکتا ہے وہ تیرے بچوں کو بھی دے سکتا ہے۔ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ جو کچھ بھی چیز ہے اس کے ہمارے پاس خزانے ہیں۔ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ہم اس کو ایک معلوم اندازے سے اتارتے ہیں۔

جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا:

نبی ﷺ نے صحابہ کے دلوں میں یہ حقیقت بٹھادی تھی کہ رب' اللہ کو سمجھنا ہے۔ چنانچہ ان کی تمام امیدیں اللہ رب العزت کی ذات پر لگی ہوتی تھیں۔ ایک صحابیؓ نے زمین کاشت کرنی تھی۔ زمین پر جاکر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا مانگی۔ یا اللہ! یہ میری زمین کا ٹکڑا ہے۔ اس کیلئے پانی کی ضرورت ہے۔ زمین سے پانی نہیں مل رہا تو آسمان سے پانی نازل فرمادے۔ اللہ تعالی نے اسی وقت بادل بھیجے اور ادھر بارش ہونا شروع ہوگئی۔ فرماتے ہیں' جب میں نفل پڑھ کر اس زمین کے قطعوں سے باہر گیا تو میں نے دیکھا کہ میری زمین کے علاوہ کہیں دوسری جگہ بارش کا نام و نشان ہی نہیں تھا۔ جی ہاں وہ اسی طرح لیتے تھے ان کیلئے رزق وغیرہ کے دروازے اوپر سے کھل جاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے رزق میں برکت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مجھے رزق بھی دیا' اولاد بھی دی۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے دعا مانگی' اے اللہ! تو انس کی اولاد میں اور اس کے رزق میں برکت عطا فرما۔ فرماتے ہیں کہ اپنے بیٹوں' پوتوں' نواسوں میں سے میں نے سو بیٹے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے' ماشاء اللہ۔ اللہ نے اولاد کو یوں بڑھایا۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ نے اتنا سونا دیا کہ میں اس سونے کو اپنی کدال کے ساتھ توڑا کرتا تھا جیسے کسی بڑے پتھر کو کدال کے ساتھ توڑا جاتا ہے۔

ہم آدھے تیتر آدھے بٹیر بنے پھرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ کی مدد نہیں اترتی۔ لہٰذا روتے پھرتے ہیں۔ جس سے پوچھو رزق کی پریشانی' کاروبار کی پریشانی' اولاد کی پریشانی' ایسے لگتا ہے کہ سب گھروں میں پریشانیاں بھری ہوئی ہیں۔ اس لئے کہ جب ہم نے اپنے اور اللہ کے تعلق کو بگاڑا تو اللہ نے ہمارے اور مخلوق کے تعلق کو بگاڑ دیا۔

؎ وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ہم نے اللہ کے در پر جھکنا چھوڑا' اللہ نے در در پر جھکنے کی مصیبت میں پھنسا دیا۔ یعنی اگر میرے در پر نہیں جھکتے تو اچھا پھر ہر جگہ جھکتے پھرو۔ کاش! ایک در پر جھکنا سیکھ لیتے۔

خاندانی منصوبہ بندی والوں کے غلط اندازے:

ہمیں اللہ سے مانگنے کا سلیقہ آتا تو منصوبہ بندی والوں سے مشورے نہ لیتے۔ منصوبہ بندی والے کہتے ہیں' "بچے کم ہی اچھے"۔ استغفراللہ' جیسے ان بچوں کے پروردگار خود بن گئے ہیں۔ 1965ء میں یہ عاجز سکول میں پڑھتا تھا۔ اس وقت سنتا تھا کہ اگر 1970ء تک ملک میں خاندانی منصوبہ بندی نہ کی گئی تو ملک میں قحط آ جائے گا۔ جب 1970ء کا سال شروع ہوا تو پھر کہنے لگے' 1980ء تک خاندانی منصوبہ بندی نہ کی گئی تو لوگ ایک دوسرے کو کاٹ کھائیں گے۔ 1980ء کا سال بھی آ گیا۔ پھر کہنے لگے' 1990ء تک خاندانی منصوبہ بندی نہ کی گئی تو امیر لوگ غریبوں کو کھا جائیں گے۔ 1990ء بھی آ گیا۔

یہ تو سوچتے ہیں کہ خاندانی منصوبہ بندی کرنی ہے' یہ کیوں نہیں سوچتے کہ جو بچے پیدا ہوں گے ان کا کھانے والا منہ ایک ہو گا مگر دو ہاتھ بھی ہونگے۔ جو وسائل 1960ء میں تھے وہ تھوڑے تھے اور جو وسائل 1990ء میں تھے وہ زیادہ تھے۔ جب لوگ کم تھے تو زمین کے وسائل بھی کم ملتے تھے جب لوگ زیادہ ہوئے وسائل بھی زیادہ ہو گئے۔ اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت فرماتے ہیں وَ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَ كُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ تم اپنے بچوں کو قتل نہ کرنا مال پیے کے ڈر سے نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّا كُمْ تمہیں بھی رزق ہم دیتے ہیں اور انہیں بھی رزق ہم دیتے ہیں۔ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا ان کا قتل کرنا تو بہت ہی کبیرہ گناہ ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کی اصل وجہ:

ہماری نظر کس پر گئی؟ اپنی جیب پر گئی' اللہ کے خزانوں پر نہ گئی۔ ہم نے کہا' آبادی بڑھ جائے گی ہماری جیب کٹ جائے گی۔ اللہ کے بندے! تو جیب پر نظر ڈالتا ہے' اللہ کے خزانوں پر کیوں نہیں ڈالتا۔ آجکل پورا مغرب مسلمانوں سے خوف کھاتا ہے' کیوں؟ کہتا ہے ان کی آبادی اتنی بڑھ گئی کہ کہیں یہ مسلمان ہماری طرف رخ نہ کرلیں۔ الحمدللہ آج دنیا میں اتنے مسلمان ہیں کہ اسرائیل کی طرف منہ کرکے پیشاب کردیں تو اسرائیل میں Flood (سیلاب) آجائے۔ وہ تو ہماری آبادی کو کم کرنے کی فکر میں ہیں۔ مسلمانوں کے اندر سازشیں کر رہے ہیں۔ ان کو آپس میں لڑا رہے ہیں۔ اس لئے کہ اگر یہ اتنے بڑھ گئے اور ان میں اتفاق ہو گیا تو یہ باطل کو دنیا سے ختم کردیں گے۔

خاندانی منصوبہ بندی کا توڑ:

آج دنیا کہتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کریں لیکن میرے پیارے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ ایسی عورتوں سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی ہوں' میں قیامت کے دن زیادہ امت پر فخر کروں گا۔ ایک صحابیؓ آکر عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! میری ایک بیوی ہے مگر رزق کی تنگی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں' جا ایک نکاح اور کرلے' چنانچہ ایک نکاح اور کرتے ہیں۔ پھر آتے ہیں' کہتے ہیں' اے اللہ کے نبی ﷺ! میری دو بیویاں ہیں خرچے میں ذرا تنگی ہے۔ فرمایا' جا ایک نکاح اور کرلے۔ تیسرا نکاح کرلیا پھر خدمت میں آکر عرض کرتے ہیں' اے اللہ کے نبی ﷺ تین بیویاں ہیں خرچہ تھوڑا ہے۔ فرمایا' چوتھا نکاح کرلے۔ اس نے چوتھا نکاح کرلیا۔ پھر آکر عرض کی اے اللہ کے نبی ﷺ چار بیویاں ہیں' خرچہ تھوڑا ہے۔ فرمایا' حج پر چلا جا۔ ظاہر میں خرچہ زیادہ ہو رہا ہے درحقیقت اللہ تعالی

www.besturdubooks.wordpress.com

حج کی برکت سے رزق بڑھا رہے ہیں۔ تو نظر اپنی جیب پر رکھنے کی بجائے اللہ تعالی کی ذات پر رکھنی چاہیے۔ یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ ہم ملکی منصوبہ بندی کے پر زور حامی ہیں تاہم خاندانی منصوبہ بندی کے مخالف ہیں۔

اللہ پر یقین کا مطلب: ہم اللہ کو رب سمجھ کر اللہ کے خزانوں پر نظر رکھیں۔ محترم سامعین! گھر میں آٹا نہ ہو تو پھر سارے رو رو کر دعائیں مانگتے ہیں۔ مزہ تو تب ہے جب گھر میں آٹا بھی پڑا ہو پھر رو رو کر دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! رزق دینے والا تو ہی ہے۔ اس کو یقین کہتے ہیں۔

ہماری نظریں جیب پر نہ ہوں' اسباب پر نہ ہوں بلکہ مسبب الاسباب پر ہوں۔ اللہ رب العزت ہمارے لئے اسباب مہیا فرما دیں گے۔ کہاں سے دیں گے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهٗ مَخْرَجًا جو تقوی کو اختیار کر لیتا ہے اللہ تعالی اس کیلئے سبیل پیدا فرما دیتے ہیں۔ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

رزق کی برکت کا ایک عجیب واقعہ: ایک رزق ہوتا ہے اور ایک رزق کی برکت ہوتی ہے۔ یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں۔ عام طور پر لوگ رزق مانگتے ہیں' برکت کم مانگتے ہیں۔ رزق کی برکت بھلا کیا چیز ہے؟ ایک واقعہ سنا دیتا ہوں۔

ایک نوجوان نے اپنے ماں باپ کی بہت خدمت کی۔ جب والدین فوت ہو گئے تو کچھ دنوں کے بعد خواب میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے کہا۔ تم نے والدین کی بڑی خدمت کی ہے' تجھے انعام دیتے ہیں۔ پتھر کے نیچے سو دینار پڑے ہیں جا کر اٹھا لے۔ وہ نوجوان سمجھدار تھا۔ اس نے پوچھا' ان میں برکت ہو گی؟ جواب ملا' برکت تو نہیں ہو گی۔ اس نے کہا میں نہیں لیتا ایسے سو دینار جس میں برکت نہ ہو۔ صبح اٹھا' بیوی کو بتایا کہ میں نے رات ایسا خواب دیکھا ہے۔ بیوی نے کہا' اچھا تم نہ لینا' مگر دیکھ تو آؤ دینار پڑے ہوئے بھی ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا' جب دینار لینے نہیں تو میں جا کر دیکھتا بھی نہیں۔ دوسری رات پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

خواب آیا کہ اچھا تو سو دینار نہیں لیتا تو تجھے دس دینار دیں گے۔ اس نے پھر وہی پوچھا کہ برکت ہو گی ان میں یا نہیں؟ اس نے کہا برکت نہیں ہو گی۔ اس نے کہا کہ پھر میں لیتا بھی نہیں۔ ادھر بیوی کو بتایا تو کہنے لگی سو دینار تو چھوڑ دیئے تھے اب دس تو ضائع نہ کر یہ تو جاکر لے لے۔ اس نے کہا' جب برکت نہیں میں لیتا بھی نہیں۔ تیسری رات پھر خواب آیا۔ بزرگ نے کہا تو نے والدین کی خدمت کی تجھے ایک دینار دیتے ہیں۔ پوچھتا ہے اس میں برکت ہو گی؟ فرمایا' ہاں برکت ہو گی۔ وہ نوجوان صبح اٹھا تو اس نے اس پتھر کے نیچے سے ایک دینار لے لیا۔ واپس آنے لگا' دل میں خوشی تھی' سوچا کہ چلو آج میں مچھلی لے کر چلوں۔ میری بیوی مچھلی کے کباب بنائے گی۔ بازار سے مچھلی خریدی۔ گھر لایا۔ جب اس کی بیوی نے مچھلی کو کاٹا تو مچھلی کے اندر سے ایسا قیمتی ہیرا نکلا کہ جب اسے بازار میں بیچا تو ساری زندگی کا خرچہ پورا ہو گیا۔ یہ ہوتا ہے برکت والا رزق۔ ماشاء اللہ

یہ برکت کا لفظ انگریزی ڈکشنری میں کہیں نہیں ملتا۔ اسی لئے ان مغربی لوگوں کی زندگیوں میں برکت نظر نہیں آتی۔ مگر الحمد للہ یہ ایمان والوں کی زندگی میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اگر یہ بستی دیسوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم آسمان سے اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

روزی میں بے برکتی کی بنیادی وجہ:

سب گھر والے کماتے ہیں پھر بھی خرچہ پورا نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں' مولوی صاحب! گھر کے سارے آدمی کمانے والے ہیں لیکن خرچہ پورا نہیں ہوتا۔ پتہ نہیں کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ رزق میں برکت نہیں ہوتی۔ روزانہ ڈاکٹر کی طرف بوتل چلتی رہتی ہے۔ کبھی کوئی بیمار کبھی کوئی بیمار۔

محترم سامعین منبر رسول ﷺ پر بیٹھا ہوں۔ میں نے ایک نوجوان جنرل منیجر کو دیکھا جو 70 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ لیتا تھا۔ وہ اپنا حال سناتے ہوئے رو پڑا۔ کہنے لگا جی کیا کروں' میرے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ میں نے کہا آپ رو نہیں رہے ہیں بلکہ آپ کو رلایا

www.besturdubooks.wordpress.com

جارہا ہے۔ آپ کے اخراجات اس لئے پورے نہیں ہوتے کہ آپ کے مال میں برکت نہیں۔ آپ کی آمدنی 70 ہزار ماہانہ ہے مگر اللہ نے آپ کی ضروریات 70 ہزار سے بڑھا دی ہیں۔ اگر آپ تقوی و پرہیزگاری کی زندگی نہیں اپنائیں گے تو پھر ایڑی چوٹی کا زور لگالیں آپ کی ضرورتیں پوری نہیں ہوں گی۔ یاد رکھیں تقوی رزق کو اس طرح کھینچتا ہے جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔ اور جب اللہ تعالی رزق میں برکت عطا فرماتے ہیں تو پھر ضروریات کو سکیڑ دیتے ہیں۔ پھر آمدنی اگر 2 ہزار بھی ہوگی تو ضروریات پوری ہو جائیں گی اور اللہ رب العزت سکون بھی عطا فرمائیں گے۔

نظر اور خبر کے راستے میں فرق: آج کا انسان اپنے مشاہدے اور تجربات پر اپنی زندگی کی بنیاد رکھتا ہے' اس کو نظر کا راستہ کہتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالی کے حکموں پر اپنی زندگی کی بنیاد رکھنے کو خبر کا راستہ کہتے ہیں۔ نظر کا راستہ اور ہے خبر کا راستہ اور ہے۔ جو نظر کے راستے پر چلے گا وہ کھڈے میں گر جائے گا' جو خبر کے راستے پر چلے گا وہ اللہ کی ذات سے مل جائے گا۔ آج ہم نظر کے راستے پر چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے کرنا وہ ہے جو ہماری سمجھ میں آئے گا۔ محترم سامعین! اللہ تعالی کا حکم سمجھ میں آئے یا نہ آئے' ہم نے اس پر عمل کرنا ہے۔ اور اگر اللہ کے حکم سے ہٹ کر ہمیں ظاہری طور پر کامیابی نظر بھی آتی ہو تب بھی وہ راستہ اختیار نہیں کرنا۔ ظاہر میں کامیابی ہوگی لیکن حقیقت میں ناکامی ہوگی۔ جس طرح انسان خود ناقص ہے' اس کے تجربات اور مشاہدات بھی ناقص ہیں اسی طرح ان کے مطابق گزرنے والی زندگی بھی ناقص ہوگی اور جس طرح اللہ تعالی کے احکام کامل ہیں اسی طرح اس کے مطابق گزرنے والی زندگی بھی کامل ہوگی۔ اس کی چند مثالیں دی جاتی ہیں تاکہ بات سمجھ میں آجائے۔

جادوگروں کا واقعہ: حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام جادوگروں میں گھرے کھڑے ہیں۔ جادوگروں نے اپنی رسیاں ڈالیں جو سانپ بن گئیں اور موسیٰؑ کی طرف لپکنے لگیں۔ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں عصا ہے۔ اب ایسی صورتحال میں عقل سے پوچھیں کہ ایک آدمی کے پاس عصا ہے اور وہ سانپوں میں گھرا کھڑا ہے۔ کیا کرنا

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہیے؟ عقل کہے گی کہ اس کو عصا اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لینا چاہیے پھر جو سانپ اس کے قریب آئے اس کے سر پر مارنا چاہیے' یہی طریقہ ہے کامیابی کا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ سے پوچھیں کہ کیا کرنا چاہیے تو فرمایا' اے میرے پیارے موسیٰؑ! آپ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیں۔ اس موقع پر عقل کہے گی کہ کیا کر رہے ہو؟ یہ تو اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یہ امید کی آخری کرن تھی اور اسے بھی چھوڑ رہے ہو۔ لیکن موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر یقین رکھتے ہوئے خبر کے راستے پر قدم اٹھایا' نظر کے راستے پر نہیں اٹھایا۔ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیا۔ وہی عصا ایک بہت بڑا اژدہا بن گیا اور ان سب سانپوں کو کھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کامیابی عطا فرما دی۔

قوم موسیٰؑ کیلئے بارہ راستے بننے کا واقعہ:

حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو لے کر دریائے نیل کے کنارے پہنچے۔ پیچھے فرعون اپنی فوجوں کو لے کر آ گیا۔ آگے دریا موجزن ہے' پیچھے فرعون اور اس کی فوجیں ہیں۔ قَالَ اَصْحَابُ مُوْسٰی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا' اب پکڑے گئے۔ موسیٰؑ نے فرمایا" كَلَّا ہرگز نہیں۔ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ میرا رب' میری پرورش کرنے والا' میرا پروردگار ہے۔ میری ضروریات کو پورا کرنے والا میرے ساتھ ہے۔ سَيَهْدِيْنِ وہ مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔ وہ ضرور میری مدد فرمائے گا۔ ایسی صورتحال میں عقل سے رجوع کریں' عقل سے پوچھیں کہ کیا کرنا چاہیے؟ عقل جواب دے گی کہ اگر آدمی کے سامنے دریا ہو' کشتی بھی پاس نہ ہو اور آدمی کے پیچھے دشمن کی فوج بھی ہو تو ایسی صورت میں ڈنڈے کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے اور جب وہ فوج قریب آئے تو اس فوج کے سپہ سالار کے سر پر ڈنڈا مارنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اس کے سر پر لگ جائے اور وہ مر جائے۔ اگر خبر سے پوچھیں کہ کیا کرنا چاہیے تو فرمایا' اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ اے میرے پیارے نبیؑ! آپ عصا کو پانی پر ماریئے۔ عقل یہ سنتی ہے تو چلاتی ہے' چیختی ہے کہ پانی میں مارنے سے کیا بنے گا۔ مارنا ہے تو فرعون کے سر پر مارو۔ لیکن موسیٰؑ نے نظر کے راستے پر قدم نہیں اٹھایا بلکہ خبر کے راستے پر قدم اٹھایا۔ جیسے ہی پانی کے اوپر عصا مارا تو اس میں بارہ

www.besturdubooks.wordpress.com

راستے بن گئے۔ اب ان کی قوم اسے عبور کر گئی۔ سینکڑوں سالوں کے تجربے وہاں آکر دھرے کے دھرے رہ گئے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ پانی سطح برابر رکھتا ہے مگر جب اللہ تعالی کا حکم آیا تو پانی نے برابر رکھنے والی صفت ہی چھوڑ دی۔

پتھر سے چشمے جاری ہونے کا واقعہ:

حضرت موسی علیہ السلام قوم کو لے کر ایک وادی میں پہنچتے ہیں۔ وہاں پینے کے لئے پانی نہیں تھا۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم نے کہا' اے اللہ کے نبی! ہمارے پاس تو پینے کے لئے پانی نہیں' ہم کیا کریں؟ ایسی صورتحال میں عقل سے پوچھیں کیا کرنا چاہیئے؟ عقل کہے گی' ڈنڈا ہے تو چلو اسی کا بیلچہ بنالو اور اس سے زمین کھودنا شروع کر دو زمین کھودتے کھودتے کنواں بن جائے گا اور پانی مل جائے گا مگر خیال رکھنا کہ اتنا زور سے بیلچہ نہ مارنا کہ ڈنڈا ٹوٹ ہی جائے۔ اس لئے کہ صحرا میں کوئی اور چیز نہیں ملے گی۔ حضرت موسیٰؑ نے جب خبر کے راستے کو معلوم کیا تو حکم ملا اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ اپنے عصا سے پتھر پر ضرب لگائیے۔ عقل سے پوچھیں تو عقل چیخے گی' چلائے گی کہ عصا کو پتھر پر مارنے سے کیا فائدہ؟ زمین ہی کھود لیتے تو بہتر تھا کہ اس سے پانی نکلنے کی امید تھی مگر حضرت موسیٰؑ نے اپنے عصا کو پتھر پر مارا اور اللہ تعالی نے اس سے چشمے جاری فرمادیئے۔ عقل کھڑی دیکھتی رہ گئی۔

حضرت موسیٰؑ کا اللہ تعالی پر یقین:

موسیٰؑ جارہے ہیں۔ ایک اسرائیلی اور فرعونی دست و گریبان ہیں۔ فرعونی ناحق اسرائیلی پر ظلم کر رہا ہے۔ انہوں نے اسرائیلی کو چھڑانے کیلئے فرعونی کو پنچ مارا' نبی کی طاقت چالیس مردوں کے برابر ہوتی ہے۔ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ مکا لگتے ہی فرعونی مرگیا اور دوسرا بھاگ گیا۔ ان کی قوم کا وہی بندہ اگلے دن کسی اور سے لڑ رہا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا' کل تو اس سے لڑتا تھا آج اس سے لڑتا ہے لگتا ہے تو ہی شرارتی ہے۔ وہ تو کل کا منظر دیکھ چکا تھا کہ موسیٰؑ کے مکے نے ہمیشہ کیلئے ایک آدمی کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔ کہنے لگا' تو مجھ کو بھی قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح قوم کو قبطی کے قتل کا پتہ چل گیا۔ فرعون کو بھی خبر مل گئی کہ اس آدمی کو موسیٰؑ نے قتل کیا ہے۔ چنانچہ فرعون نے اپنی اسمبلی کا اجلاس بلا لیا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ارکان اسمبلی سے مشورہ کرنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ سب نے کہا کہ اس کو قتل کر دو۔ ان میں سے ایک بندہ موسیٰ ؑ کے حق میں مخلص تھا۔ وہ شارٹ کٹ راستے سے بھاگتا ہوا آیا اور کہا کہ امراء نے طے کر لیا ہے کہ آپ کو قتل کر دیا جائے۔ آپ یہاں سے کسی اور جگہ تشریف لے جائیں۔ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ موسیٰ ؑ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ خوف تھا دل میں، طبعی خوف کا ہونا نبی کی شان کے خلاف نہیں ہوتا۔ پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں کہ کہیں فرعون کی فوج آنہ جائے۔ دل میں کہہ رہے تھے رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اے میرے پروردگار! مجھے ظالموں کی قوم سے نجات عطا فرما۔ اس خوف میں کس کو پکارا؟ کہ اے اللہ میری ضروریات کو پورا کرنے والے میرے اوپر خوف ہے تو اس کو امن میں تبدیل کر دے۔

حضرت موسیٰ ؑ کی شادی کا واقعہ:

اس کے بعد مدین کی طرف چلے جاتے ہیں۔ وہاں ایک بڑا کنواں تھا۔ اس پر بھاری پتھر رکھا جاتا تھا۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ لوگ بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ دو لڑکیاں دور کھڑی ہیں۔ ان سے پوچھا، تم اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں۔ کہنے لگیں، ہم نہیں پلا سکتیں جب تک کہ یہ پلا کر چلے نہ جائیں۔ موسیٰ ؑ سمجھ گئے کہ ادھر بھی اونچ نیچ ہے۔ عدل و انصاف کی زندگی یہاں بھی نہیں ہے۔ جب وہ پتھر رکھ کر چلے گئے تو موسیٰ ؑ آئے اور اتنے بھاری پتھر کو ایک طرف الٹ دیا۔ ان کی ساری بکریوں کو پانی پلا دیا۔ اس کے بعد دونوں لڑکیاں اپنے گھر چلی گئیں۔

حضرت موسیٰ ؑ اکیلے کھڑے ہیں۔ نہ گھر ہے نہ در، درخت کے نیچے آتے ہیں اور کہتے ہیں رَبِّ اِنِّىْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ اے میرے پروردگار! تو جو کچھ خیر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔ کس لفظ سے دعا مانگی؟ رب کے لفظ سے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمالی۔ اب گھر کا انتظام بھی ہو رہا ہے، بیوی کا بھی انتظام ہو رہا ہے۔ جب یہ گھر گئیں تو حضرت شعیب علیہ السلام نے دیکھا کہ بکریاں خوب سیر ہو کر آئی ہیں تو وجہ پوچھی۔ بچیوں نے بتایا کہ ہم نے ایک آدمی کو دیکھا ہے۔ قَوِیٌّ اَمِيْنٌ بڑا طاقت والا ہے۔ اور بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

امانت والا ہے۔ فرمایا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ لڑکی واپس آئی کہ میرے اباجان آپ کو بلا رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ اس لڑکی کے ساتھ جاتے ہیں۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ موسیٰ نے لڑکی سے کہا' میں راستہ نہیں جانتا لیکن تو اگر میرے آگے چلے گی تو ممکن ہے کہ تیرے قدموں پر میری نظر پڑ جائے' میں یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ تو میرے پیچھے چل اور میں تیرے آگے چلوں گا' اگر میں غلط راستے سے جانے لگوں تو مجھے پیچھے سے بتا دینا۔ اللہ کے نبی کا عمل دیکھیں۔ یہ ہے نبی کی عصمت۔ سبحان اللہ

جب حضرت شعیب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنی بیٹی کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ اللہ نے گھر بھی دے دیا اور گھر والی بھی دے دی۔

انبیائے کرامؑ نے کس نام سے دعائیں کیں:

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دعائیں مانگیں تو رب کے لفظ سے ہی مانگیں۔

حضرت آدمؑ دعا مانگتے ہیں:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

حضرت نوح علیہ السلام دعا مانگتے ہیں:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا

حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے ہیں:

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ۔ وَيَسِّرْلِيْٓ اَمْرِيْ۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ

حضرت ابراھیم علیہ السلام دعا مانگتے ہیں:

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ

ہمارے سردار ﷺ نے دعا مانگی تو رب کے لفظ سے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں کس طرح مانگنا سکھایا گیا؟: ہمیں اسی لفظ کے ساتھ دعا مانگنی سکھائی گئی ہے کہ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا (اے ہمارے پروردگار! ہماری پکڑ نہ کرنا اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں) رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا (اے ہمارے پروردگار! ہمارے اوپر اس طرح بوجھ نہ ڈالنا جس طرح کہ ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا) رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَتَ لَنَا بِهٖ (اے ہمارے پروردگار ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈالنا کہ ہم اٹھا ہی نہ سکیں) وَاعْفُ عَنَّا (ہمیں معاف فرما دینا) وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا (ہماری مغفرت بھی کر دینا رحمتیں بھی برسا دینا) اَنْتَ مَوْلٰنَا (کیونکہ تو ہی ہمارا مولا ہے) فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ (باطل کے خلاف ہماری مدد فرما)

میدان جہاد میں جہاں جان کی بازی لگی ہوتی ہے۔ مومن اپنی جان کا نذرانہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔ اس وقت بھی دعا مانگتا ہے تو کس لفظ کے ساتھ وَکَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قَاتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ کن لوگوں نے قتال کیا؟ رب والوں نے قتال کیا۔ پھر دعا مانگتے ہیں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ بیوی بچوں کیلئے دعا مانگنے کا کیا طریقہ سکھایا؟ فرمایا بچوں کیلئے دعا مانگو' رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا سبحان اللہ۔ ہر ہر قدم پر رب کا لفظ کام آ رہا ہے۔

قبر و حشر اور جنت و دوزخ میں رب کا لفظ: موت کے تذکرہ پر رب کا لفظ استعمال کیا' فرمایا وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ○ جب بندہ قبر میں چلا جائے گا تو سب سے پہلا سوال ہوگا؟ مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے؟ تجھے پالنے پوسنے والا کون ہے؟ تیری ضرورتیں پوری کرنے والا کون ہے؟ اسی طرح قیامت کے دن کھڑے ہونے کے وقت بھی رب کا لفظ استعمال فرمایا۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

عَظِیْمٌ

جنت میں بھی رب کا لفظ' جنت میں جا رہے ہیں وہاں بھی رب کا لفظ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ زُمَرًا جہنم میں بھی لوگ پکار کر کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْماً ضَآلِّیْنَ ○ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ اللہ اکبر۔ گویا عالم ارواح سے لیکر عالم دنیا۔ عالم برزخ اور عالم آخرت ہر جگہ پر رب کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اسی طرح قرآن کی ابتدا بھی رب کے لفظ سے مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور قرآن پاک کا اختتام بھی رب کے لفظ سے مثلاً قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پس رب کا لفظ ہماری زندگیوں کے ہر پہلو پر چھایا ہوا ہے۔ اس لفظ کی حقیقت کو پہچاننا ہمارے لئے ضروری ہے۔

تصوف و سلوک کا مقصد: میرے دوستو! جب یہ حالت ہے کہ ہم عالم ارواح میں بھی اللہ کے محتاج تھے' ماں کے پیٹ میں بھی اللہ کے محتاج تھے' دنیا میں بھی ہر قسم کی خوشی غمی میں اللہ کے محتاج ہیں' قبر میں بھی اللہ کے محتاج ہوں گے' حشر میں بھی اللہ کے محتاج ہونگے حتیٰ کہ جنت میں بھی اللہ کے محتاج ہونگے اور جہنم والے بھی اللہ ہی کو پکار رہے ہوں گے تو ہم آج ہی اس ذات کے محتاج کیوں نہیں بن جاتے؟ ہم اس در پر آج ہی کیوں نہیں جھک جاتے۔ اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو پھر زندگی کا رخ بدل جائے گا۔ تصوف و سلوک کا مقصد ہی یہی ہے کہ بندہ کے دل میں یہ یقین پیدا ہو جائے کہ اشیاء سے میری ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں بلکہ اللہ پوری کرنے والا ہے۔

تین اہم باتیں: میرے دوستو اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا اور جو بھی ذی روح ہے زمین کے اوپر مگر اس کا رزق اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ جو اللہ پر توکل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ کا رزق عطا فرما دیتے ہیں:

پلے رزق نہیں بندھے پکھو تے درویش
جنہاں تکیہ رب دا انہاں رزق ہمیش

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ پر توکل کرنے والے ایسے ہی کھاتے ہیں جیسے پرندے بغیر مشقت اٹھانے کے کھاتے ہیں۔ انسان کی جب روح ماں کے پیٹ میں ہی ڈالی جاتی ہے تو اس وقت تین باتیں لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ دنیا میں کتنا عرصہ زندہ رہے گا' دوسرا یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ اس کا رزق کتنا ہو گا اور تیسرا یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ نیک بخت ہو گا یا بد بخت ہو گا۔

ایک چیونٹی کا سالانہ رزق: حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دفعہ کہیں جا رہے تھے۔ ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹی سے کہا' یَا اَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَاکِنَکُمْ اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ سلیمان علیہ السلام کا لشکر آ رہا ہے کہیں تمہیں پاؤں میں مسل نہ دے۔ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِھَا سلیمانؑ نے اس کی بات سنی تو مسکرائے۔ اس کو بلایا اور پوچھا' اے چیونٹی! تیری خوراک کتنی ہوتی ہے؟ اس نے کہا' ایک سال میں پانی کے چند قطرے اور گندم کے چند دانے۔ سلیمانؑ نے کہا' اچھا میں تمہارا امتحان لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اسے ایک جگہ بند کر دیا۔ اور گندم کے چند دانے اور چند قطرے پانی کے رکھ دیئے۔ سال کے بعد جب نکالا تو دیکھا کہ چیونٹی نے جتنا کہا تھا اس سے بھی تھوڑا کھایا تھا۔ حضرت سلیمانؑ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا' اے چیونٹی! تو مجھ سے مانگ جو کچھ مانگ سکتی ہے۔ ان کی سلطنت انسانوں پر تھی' حیوانوں پر تھی' چرندوں پہ تھی' پرندوں پر تھی' جنوں پر تھی' خشکی کی مخلوق پر تھی' تری کی مخلوق پر تھی۔ کیا عجیب سلطنت تھی! چیونٹی نے جواب دیا کہ اے سلیمانؑ! اگر آپ کچھ دے سکتے ہیں زِدْنِیْ رِزْقًا وَّ عُمْرًا آپ میرا رزق بڑھا دیں اور میری عمر بڑھا دیں۔ سلیمانؑ نے فرمایا' یہ تو میرے بس میں نہیں' یہ تو اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے' وہی چاہتا ہے تو رزق بھی بڑھا دیتا ہے اور عمر بھی بڑھا دیتا ہے۔

بند پتھر میں روزی: ہمارے ایک دوست سیر کے لئے سوات تشریف لے گئے۔ بیوی بچے بھی ساتھ تھے۔ ایک پہاڑ پر انہوں نے ایک خوبصورت اور گول شکل کا چمکدار پتھر دیکھا۔ انہوں نے اٹھا کر دیکھا تو بہت ہی شفاف اور ملائم تھا۔ رنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی خوبصورت تھا۔ بچوں نے اصرار کیا کہ وہ پتھر گھر لے چلیں۔ والد نے بھی سوچا چلو ڈیکوریشن کے کام آئے گا۔ سفر کی یادگار سہی۔ لے ہی چلتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ پتھر لا کر گھر میں سجا دیا۔ دو سال بعد وہی صاحب ایک دن اس پتھر کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگے۔ یا اللہ! تو نے یہ کیسا خوبصورت پتھر بنا دیا ہے۔ اس دوران میں وہ پتھر ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ نیچے فرش پر گرتے ہی ٹوٹ گیا۔ ایک لمحہ کیلئے انہیں افسوس تو ہوا مگر ساتھ ہی یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ پتھر کے عین درمیان میں ایک سوراخ تھا جس میں سے ایک کیڑا نکلا اور چلنے لگا۔ اب بتائیں کہ بند پتھروں میں کیڑوں کو کون روزی دیتا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ دیتا ہے پس سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

ایک متوکل وکیل کی سبق آموز داستان:

اب میں آپ کو ایک ایسا واقعہ سناتا ہوں جس سے ساری بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔ ہمارے ایک دوست وکالت کا کام کرتے تھے۔ وکالت ایک ایسا پیشہ ہے کہ جس میں عموماً دنیا جہان کے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ ایک شاعر نے تو یہاں تک کہہ دیا۔

پیدا ہوئے وکیل تو شیطان نے کہا
لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہو گئے

مگر یقین کیجئے کہ انہوں نے وکالت کا کام بھی جاری رکھا اور اپنی زندگی کا رخ بھی بدل لیا۔ ان کی بیوی لیڈی ڈاکٹر تھی۔ جب وکیل صاحب کی اہل اللہ سے نسبت ہوئی تو اللہ نے دل کی حالت بدل دی۔ کہنے لگے میں نے آج کے بعد جھوٹ نہیں بولنا۔ میرا اللہ مجھے سچ بولنے پر ہی روزی دے گا۔ لوگوں نے کہا' آپ کا دماغ ٹھیک تو ہے؟ سچ بولنے سے وکالت نہیں چلے گی۔ انہوں نے کہا چلے گی یا نہیں چلے گی مگر سچ ضرور چلے گا۔ اب تو میں نے دل میں فیصلہ کر لیا ہے۔ چنانچہ وکیل ایک دن دفتر آئے اور کہنے لگے' میں نے آج صرف وہ مقدمے لینے ہیں جو سچے ہوں گے۔ لوگوں سے کہہ دیا کہ اگر آپ جھوٹے ہو تو مجھے ابھی بتا دیں ورنہ سماعت کے دوران اگر مجھے پتہ چل گیا تو میں آپ کی مخالفت کروں گا۔ اگر سچ ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گا تو ڈٹ کر آپ کی حمایت کروں گا۔ لوگوں نے کہا اللہ کی پناہ! چنانچہ سب کے سب دوسرے وکلاء کے پاس چلے گئے۔ وکیل صاحب کا دفتر خالی۔ سارا دن کوئی کام نہیں آ رہا۔ اسی حالت میں کئی مہینے گزر گئے۔ لوگوں میں چرچا ہونے لگ گیا۔ کسی نے مجنون کہا' کسی نے پاگل کہا' کسی نے بیوقوف کہا۔ کسی نے کہا مولویوں نے اس کی مت ماردی ہے' اچھا خاصا وکیل تھا انہوں نے بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ وہ اللہ کا بندہ پکا سچا تھا۔ کہتا تھا کہ مجھے جھوٹ بول کر روزی نہیں لینی۔ اللہ کی ذات مجھے سچ بولنے پر ہی روزی دے گی۔ ایک سال گزر گیا مگر کوئی کام نہ آیا۔ چونکہ بیوی لیڈی ڈاکٹر تھی اسکی تنخواہ سے گھر کا خرچہ چلتا رہا۔ بیوی بہت سمجھدار تھی۔ ایک دن وکیل صاحب سے کہنے لگی' جب آپ جھوٹ بولنا چھوڑ چکے ہیں تو آپ وکالت کو خیرباد کہیں اور تجارت کا پیشہ اختیار کرلیں۔ آپ سچ ہی بولیں' اللہ اسی میں برکت دے گا۔ وکیل صاحب نے کہا نہیں' بولنا بھی سچ ہے اور کرنی بھی وکالت ہے۔ بیوی نے کہا' اچھی بات ہے۔ میری دعائیں اور میرا تعاون آپ کے ساتھ ہے اللہ تعالی آپ کو کامیاب فرمائے۔ وکیل صاحب ایک سال تک گھر سے دفتر آتے اور سارا دن پنکھے کے نیچے بیٹھ کر اخبار پڑھتے اور گھر واپس چلے جاتے۔ ایک دفعہ ججوں کے سامنے تذکرہ ہو گیا کہ فلاں وکیل جھوٹے مقدمے نہیں لیتا۔ غربت برداشت کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ مرجاؤں گا مگر سچ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ سب جج صاحبان اس بات سے بڑے متاثر ہوئے۔

وقت کے ساتھ ساتھ ان کی عزت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونا شروع ہو گئی۔ وہ کہنے لگے کہ ایک سال امتحان کا تھا۔ دوسرا سال شروع ہوا تو تبلیغی جماعت والے' تصوف و سلوک والے' مدرسوں والے لوگوں نے سوچا کہ یار فلاں وکیل سچے مقدمے لیتا ہے۔ ہمارے مقدمے سچے ہیں' پیسہ ہمارے پلے نہیں' تھوڑا بہت دے دیں گے' ان کا بھی گزارا ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ آنا شروع ہو گئے۔ جو بھی آتا سچا مقدمہ لے کر آتا۔ وکیل صاحب مقدمہ لے کر عدالت میں جاتے اور ان کے حق میں فیصلہ ہو جاتا۔ دوسرا مقدمہ آیا' ان کے حق میں فیصلہ ہوا۔ تیسرا مقدمہ آیا ان کے حق میں فیصلہ ہوا۔ چند دن گزرے تو جج صاحبان آپس میں ملے اور کہنے لگے کہ یہ وکیل جو بھی مقدمے لاتا ہے وہ سچے ہوتے ہیں اس لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

اب اس سے زیادہ سوال ہی نہ کیا کرو۔ چنانچہ وکیل صاحب مقدمہ لے کر جاتے تو چند منٹ کے اندر اندر ان کے حق میں فیصلہ ہو جاتا۔ بڑے بڑے امیروں نے سوچا کہ ہمارے مقدمے سچے ہی ہیں تو پھر کیوں نہ ہم مقدمہ اسی کو دیں۔ جب وہ آنا شروع ہوئے تو پیسے زیادہ ملنے لگے۔ جب وکیل صاحب جھوٹ سچ بولتے تھے تو ایک مہینہ کا بیس ہزار روپیہ کماتے تھے اور جب سچ بولنا شروع کیا تو ایک ماہ میں چالیس ہزار کمانے لگے۔

سچ بولنے پر اللہ نے دوگنا رزق دے دیا۔ ابھی کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ چند وکیلوں کا جج بننے کیلئے امتحان ہوا تو ہمارے اس دوست وکیل کو کامیابی ہوئی اور وہ جج بن گئے۔ ایک وقت تھا کہ وہی آدمی ایک وکیل کی جگہ کھڑے ہو کر جھوٹ بولتا تھا۔ جب سچ بولنا شروع کیا تو اللہ نے اس کو عدالت کی کرسی پر بیٹھا دیا۔ پہلے وہ کھڑا سر سر کہہ رہا ہوتا تھا' اب اللہ نے عدالت کی Chair (کرسی) پر بٹھا دیا۔ اب وہاں پر بیٹھ کر Order (حکم نامے) جاری کرتا ہے۔ میرے دوستو! یہ بات ثابت ہو گئی کہ جو سچ بولے گا' اللہ اسے فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دے گا۔

میرے دوستو! یقین بنانے کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر توکل نصیب ہو جائے تو نہ زمینوں کے جھگڑے باقی رہیں گے' نہ دفتروں میں رشوت رہے گی نہ دکانوں میں ملاوٹ رہے گی نہ جھوٹ بول کر کماتا رہے گا' نہ دھوکے سے کماتا رہے گا۔ یہ چیزیں تو Automatically (خود بخود) ختم ہو جائیں گی۔ ہماری عدالتوں میں مقدمے ختم ہو جائیں گے' یہ ویران نظر آئیں گی۔

اہل دنیا کیلئے چیلنج: میرے دوستو! ہم تمام چیزوں سے اپنی نگاہوں کو ہٹا کر ایک اللہ کی ذات پر لگالیں۔ آج ماں سے پوچھیں کہ تمہارا بیٹا کیا بنے گا؟ کہتی ہے جی ڈاکٹر بنے گا' انجینئر بنے گا' پائلٹ بنے گا۔ ہے کوئی ماں جو یہ کہے کہ میرا بیٹا مفسر بنے گا' محدث بنے گا۔ میرا بیٹا دین کا مجاہد بنے گا؟۔ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ کان کھول کر سننا۔ پھر نہ کہنا کہ کسی نے کوئی بات سمجھائی نہیں تھی۔ منبر رسول ﷺ پر بیٹھا ہوں۔ اللہ کی کتاب میرے ہاتھ میں ہے' اللہ کے گھر میں بیٹھا ہوں۔ مجھے ایک بات بتائیں۔ آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی آدمی جو عالم باعمل ہو اور وہ بھوکا پیاسا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہا ہو؟ جبکہ پی ایچ ڈی کرنے والے' انجینئرنگ کی ڈگری لینے والے کئی ایسے ہیں جن کو بھوکے پیاسے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ ہمارا بیٹا عالم بنے گا تو اللہ رب العزت وہاں سے رزق دیں گے جہاں سے اپنے انبیاء علیہم السلام کو رزق دیا کرتے تھے۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (جو اللہ تعالی پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!.
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ" وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○" وَ قَالَ اللّٰهُ فِيْ مَقَامٍ آخَرَ" اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ○" وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ" اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" وَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

تذکرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: آج کی اس محفل میں ربیع الاول کے مہینے کے حوالے سے سید الاولین والآخرین رحمت اللعالمین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کے بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ بزرگوں کا مقولہ ہے "مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ (جو جس چیز سے محبت کرتا ہے اکثر اس کا تذکرہ کرتا ہے)۔ تو یہ آج کی چند باتیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار کیا۔ جس ذات مبارک پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود قسمیں کھائیں' ان کی زلفوں کی (وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ)' ان کی عمر کی (لَعَمْرُكَ) اور ان کے شہر کی (لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ) اور ارشاد فرمایا کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا) تو میں ایک عاجز بندہ اس پر کیا عرض کر سکتا ہوں۔ ان کا تو مقام ایسا ہے کہ ادب سے زبان گنگ ہو جاتی ہے کہنے والوں نے تو یہاں تک کہا کہ:

www.besturdubooks.wordpress.com

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

تاہم کسی بھی غلام کیلئے اپنے آقا کا ذکر مبارک کرنا ایک سعادت ہوتی ہے اور ان سعادت مندوں کی فہرست میں شمولیت کی ہر مومن کے دل میں تمنا ہوتی ہے۔ اسی تمنا کو دل میں لیے آج اس عنوان پر چند باتیں کرنی ہیں۔

عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: دنیا میں بڑے بڑے رہنما' جرنیل' فلاسفر اور خطیب گزرے۔ ان سب کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بات سب میں یکساں نظر آتی ہے کہ ان کی وفات کے بعد لوگوں نے کہا کہ مرحوم نے بہت کچھ کیا مگر زندگی نے وفا نہ کی اگر زندگی وفا کرتی تو وہ اس فن کو اور عروج پر پہنچاتے۔ بڑے بڑے شعراء گزرے' ان کی وفات کے بعد بھی لوگوں نے لکھا کہ فلاں نے بڑے اچھے شعر کہے' اگر زندگی وفا کرتی تو وہ اور اچھے شعر کہہ لیتا۔ بڑے بڑے جرنیلوں کی زندگیوں کو پڑھا اس میں بھی نظر آتا ہے کہ لوگوں نے لکھا کہ اگر وہ اتنے سال اور زندہ رہتا تو وہ پوری دنیا کا فاتح بن جاتا۔ گویا فلاسفر' ادیبوں' جرنیلوں اور خطیبوں کی زندگیوں کو دیکھا جائے تو یہ تمام زندگیاں نامکمل نظر آتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر زندگی وفا کرتی تو وہ اپنے اندر اور کمالات پیدا کر لیتے۔ محترم سامعین! پوری کائنات کے اندر صرف ایک ہستی ایسی ہے کہ جس نے اپنے ہوش و حواس میں' دن کے وقت میں' اپنے متعلقین کی محفل میں کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ اے لوگو! دنیا میں جس مقصد کے لئے مجھے بھیجا گیا تھا میں اس مقصد کو پورا کر چکا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا' اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کمال میں کوئی اور شریک ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسی کمال والی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے عطا فرمائی تھی۔ ہم نے یورپ' افریقہ اور امریکہ میں لوگوں کے سامنے یہی پوائنٹ رکھا کہ لوگو! تم اپنی زندگی میں جن کو لیڈر مانتے ہو' ان کی زندگیوں میں ایسے ایسے نقائص ہیں لیکن جن کو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم اپنی زندگی میں رہنما مانتے ہیں تم ان کی پوری زندگی میں کسی ایک بات پر بھی انگلی نہیں اٹھا سکتے۔ یہ ایک ایسا مضبوط نکتہ ہے کہ بڑے سے بڑے مخالف کو بھی گھٹنے ٹیکنے پڑ جاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو ایک عنوان ہے۔ کتابیں بھرتی چلی جائیں گی مگر کسی ایک عنوان کا حق ادا نہ ہوگا۔ امت چودہ سو سال سے اپنے محبوب ؐ کی سیرت پر کتابیں لکھ رہی ہے مگر آج تک بھی کوئی یہ نہ کہہ پایا کہ ہم نے اس سیرت کو لکھنے کا حق ادا کر دیا بلکہ یہی کہا:

لا یمکن الثناء کما کان حقهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور یہ بھی لکھا بعض لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھنے کے بعد

ما ان مدحت محمدا بمقالتی ولکن مدحت مقالتی بمحمد O

حب رسول ﷺ: نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت و عشق رکھنے والے حضرات تو اس دنیا میں کروڑوں گزرے ہیں۔ ہر وہ آدمی جس نے کلمہ پڑھا اس کے دل میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سچی محبت کا ہونا ضروری ہے۔

محمد ؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر اس میں رہے خامی تو ایمان نامکمل ہے

حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ اللہ کے ایک بڑے ولی گزرے ہیں۔ انہوں نے فارسی میں درج ذیل اشعار لکھے:

؎ خدا در انتظار حمد ما نیست
محمد ؐ چشم براہ ثنا نیست

اللہ تعالیٰ ہماری حمد کے انتظار میں نہیں ہے۔ اور محمد ﷺ ہماری تعریف کے منتظر نہیں ہیں

؎ خدا مدح آفرین مصطفیٰ ؐ بس
محمد ؐ حامد حمد خدا بس

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالی حضورؐ کی مدح کیلئے کافی ہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالی کی حمد بیان کرنے کیلئے کافی ہیں

مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمد از تو می خواہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیٰ را

فرماتے ہیں کہ تم نے اپنی کوئی درخواست پیش بھی کرنی ہے تو ایک شعر کے ذریعے پیش کر دو کہ اے اللہ! ہم آپ سے رسول اللہ ﷺ کی محبت مانگتے ہیں اور اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم آپؐ سے اللہ تعالی کا تعلق چاہتے ہیں۔ لہذا عشق مصطفیٰؐ تو ایمان والوں کیلئے سرمایۂ حیات ہے:

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر گوشہ دامان اوست

عشق کی یہ باتیں سب ایسی ہیں کہ مستقل عنوان ہیں۔ تاہم چند باتیں عشق و محبت کی جو ہر سالک کے لیے ضروری ہیں تاکہ جو سالکین ذکر و سلوک میں قدم آگے بڑھانے والے ہیں وہ ان اکابرین کی باتوں کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو بھی دیکھیں کہ کیا آج اس عشق کی کوئی رمق ہمارے اندر بھی موجود ہے۔ کتنا حصہ اس کا ہمیں حاصل ہے اور کتنا ہمیں مزید حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

سراپائے رسول ﷺ: نبی ﷺ کے سراپا مبارک کے بارے میں کتابوں میں بہت سی تفصیلات آئی ہیں۔ ابن مسلمہؒ ایک تابعی ہیں۔ وہ ایک صحابیؓ کے پاس بیٹھے ہیں۔ ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں کچھ ہمیں بتایئے! تو انہوں نے بڑی محبت سے آپ ﷺ کا سراپا بیان فرمایا.... کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک بڑی دلفریب تھی۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک اتنا کشادہ تھا جس پر سرخی اور سفیدی تھی۔ آپ ﷺ کی بھویں مبارک بہت دیدہ زیب تھیں۔ آپ ﷺ کا سینہ مبارک بڑا کشادہ تھا۔ دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ دونوں ہتھیلیاں

www.besturdubooks.wordpress.com

پر گوشت تھیں۔ آپ ؐ کا جسم مبارک اتنا نرم تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں ریشم کو بھی چھوا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو بھی اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے محبوب ؐ کا جسم مبارک ریشم سے بھی زیادہ نرم تھا۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام اٹھتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے چٹان کے پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکل آئے ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے اونچائی سے نیچے کی طرف آرہے ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میرے بھائی یوسف ؑ تو صبیح تھے اور میں ملیح ہوں۔ "صباحت" چہرے پر سفیدی اگر غالب ہو تو اس کو کہتے ہیں۔ اور "ملاحت" اس کو کہتے ہیں جب صورت کو دیکھا جائے تو نقش ایسے ہوں کہ دیکھتے ہی دل میں اثر کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ملیح ہوں۔ اور آپ ؐ کے حسن و جمال کی کیا باتیں کرنی ہیں۔ بقول سعدیؒ:

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

لعاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک میں اتنی تاثیر تھی کہ خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ آپ ؐ نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا' آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

عتبہ بن خرقد رضی اللہ عنہ جو فاتح موصل کے جاتے ہیں۔ ان کے جسم پر دانے نکل آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگا دیا' دانوں کو بھی شفاء ہو گئی اور پوری زندگی ان کے جسم سے ایسی خوشبو آتی رہی کہ دوسرے صحابہ ؓ ان کے جسم سے اس خوشبو کو سونگھا کرتے تھے۔

پسینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک میں اتنی خوشبو تھی کہ جب کبھی صحابہ کرام ؓ آپ ؐ کو تلاش کرنے کیلئے نکلتے تو فرماتے تھے کہ ہم راستے کی خوشبو سونگھ کر اندازہ لگاتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس راستے سے گزرے ہوں گے۔ ایک صحابیہ ؓ اپنے بچے کو ایک شیشی دے کر بھیجتیں کہ دوپہر کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم

www.besturdubooks.wordpress.com

قیلولہ کریں تو وہ آپ ﷺ کے بدن مبارک پر جو پسینہ آئے اس کے قطروں کو اکٹھا کر کے اس شیشی میں ڈال لے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جس عطر میں میں وہ پسینہ شامل کر دیتی اس کی خوشبو میں اضافہ ہو جایا کرتا تھا۔

ایک غریب صحابیؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیٹی کی شادی کیلئے دعا کروائی۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمادی اور اس کو کہا کہ آپ کے پاس دلہن کے لیے خوشبو تو نہیں ہوگی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے پسینہ مبارک کے چند قطرے عطا فرمادیئے۔ وہ لے کر گئے تو سب گھر والوں نے اسے استعمال کیا۔ ان سب گھر والوں سے اتنی خوشبو آتی تھی کہ اس گھر کا نام "بیت المو تیبین" (خوشبو والوں کا گھر) مشہور ہو گیا۔

لمس رسول ﷺ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو ایک جلیل القدر بدری صحابی ہیں' فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک دعوت پر حاضر ہوا۔ ایک باندی میرے لیے ایک تولیہ لائی تولیہ کافی میلا تھا۔ حضرت انسؓ نے کہا کہ اس کو صاف کر کے لے آؤ۔ وہ باندی بھاگی گئی اور جلتے تندور میں اس تولیے کو ڈالا اور اٹھا کر واپس لے آئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ تولیہ بالکل صاف ستھرا میرے سامنے تھا۔ مجھے حیرانگی ہوئی میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ اس میں کیا راز ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک دھلوائے اور آپ ﷺ کو ہاتھ خشک کرنے کیلئے یہ تولیہ پیش کیا جس سے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک خشک کیے' اس دن سے آگ نے اس تولیے کو جلانا چھوڑ دیا۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے ہم اسے آگ میں ڈالتے ہیں آگ اس میل کو تو کھا لیتی ہے۔ صاف تولیہ ہم آگ سے باہر نکال لیتے ہیں۔

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے روٹیاں لگائیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی ایک دو بنا کر دیں۔ کافی دیر کے بعد جب سب لگ گئیں تو حیران ہوئیں کہ اس میں سے ایک دو پک ہی نہیں رہیں' اسی طرح آٹے کا آٹا موجود ہے۔ نبی ﷺ نے پوچھا' بیٹا! کیا ہوا؟ عرض کیا' حضورؐ! دو تین روٹیاں ایسی ہیں جو پک نہیں رہیں۔ فرمایا' ہاں یہ وہی

www.besturdubooks.wordpress.com

روٹیاں ہوں گی جن پر تیرے والد کے ہاتھ لگ گئے اب آگ اس آٹے پر اثر نہیں کر سکتی۔ تو نبی علیہ السلام جس چیز کو چھو لیتے تھے اس پر یوں اثرات ہو جاتے تھے۔

لوگ کھجوروں کے درخت لگاتے تھے' کئی کئی سالوں کے بعد پھل آیا کرتا تھا لیکن جب نبی اکرم ﷺ نے درخت لگائے تو اسی سال کھجور نے پھل اٹھا لیا۔ آپ ﷺ کے لمس مبارک کے اس طرح اثرات ہوتے تھے۔ ایک صحابی حضرت زید جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوہ ذات الذکا کے اندر جا رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ان کا اونٹ بہت سست رفتاری سے چل رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا عصا مبارک اس اونٹ کو لگایا۔ عصا لگاتے ہی اونٹ اتنا سرپٹ دوڑنے لگا کہ وہ دوسری سواریوں سے آگے بڑھ جایا کرتا تھا۔

ام عمارہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی اکرم ﷺ نے اپنے موئے مبارک تقسیم فرمائے تو ام عمارہ کو بھی عطا ہوئے۔ وہ ان کو پانی میں ڈال کر نکالتیں اور وہ پانی بیماروں کو پلاتی تھیں تو اللہ ان کو شفا عطا فرما دیتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں چند موئے مبارک لگا رکھے تھے اور فرماتے تھے کہ میں جس طرف بھی وہ ٹوپی پہن کر جاتا تھا اللہ تعالی مجھے ہر مقام پر فتح عطا کر دیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ

تاجدار مدینہ ﷺ کی نسبی عفت و عصمت: آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے آباء و اجداد تک نطفہ حلال طریقہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ Transfer (منتقل) ہوتا رہا۔ آپ ؐ سے لے کر حضرت آدم ؑ تک ایک بھی رشتہ ایسا نہیں جو غلط طریقہ سے پرورش پایا ہو۔

نبوت کی بہترین دلیل: اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی زندگی عطا فرمائی کہ وہ لوگ جو آپ ﷺ کی جان کے دشمن تھے ان کی زبان سے بھی نکلا کہ ہم نے آپ ﷺ کو جھوٹ بولتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا لیکن وہی لوگ جو آپ ﷺ کو صادق اور امین کہتے تھے (مکہ مکرمہ کے حالات اس وقت انتہائی ناگفتہ بہ تھے)' آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ اپنی نبوت کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی دلیل دیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا لَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُراً مِنْ قَبْلِهِ (میں اس سے پہلے بھی تمہارے ہی درمیان زندگی گزار چکا ہوں)۔ اگر میری جوانی تمہیں پھولوں سے زیادہ معصوم نظر آتی ہے تو میری نبوت پر ایمان لے آؤ۔ سبحان اللہ! یہ بہت بڑی بات ہوتی ہے کہ انسان اپنے ماضی کی زندگی اور خاص طور پر اپنی جوانی کو نمونہ کے طور پر پیش کر دے۔ کسی کو بھی انگلی اٹھانے کی جرات نہ ہوئی۔ دشمن آپ ؐ کے خلاف یوں تو کہتے رہے کہ آپ ؐ (معاذ اللہ) جادوگر ہیں' یہ تو کہتے رہے کہ آپ ؐ نے یہ دعویٰ (معاذ اللہ) جھوٹا کیا ہے مگر یہ کوئی بھی نہ کہہ سکا کہ آپ ؐ کے کردار میں فلاں خرابی ہے۔

میرا قائد ہے وہ زندگی پیغام تھا جس کا
صداقت ذات تھی جس کی امانت نام تھا جس کا
وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کر دی
کلی آغاز تھا جس کا چمن انجام تھا جس کا

حضور ﷺ نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو لوگ نہیں جانتے تھے کہ یہ دین مستقبل قریب میں بہت بڑا باغ بننے والا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں اپنے باپ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا' عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب ہوں"۔ حضرت ابراہیم ؑ نے دعا مانگی تھی' حضرت عیسیٰ ؑ نے بشارت دی تھی اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا تھا کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا جو پوری دنیا میں پھیل گیا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہی رحمت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں' وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اے پیارے! ہم نے آپ ؐ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ؐ دنیا کی ہر مخلوق کیلئے رحمت ثابت ہوئے۔

انسانوں کیلئے رحمت: آپ ﷺ کی رحمت سے انسانوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ آپ ؐ نے دعا فرمائی' اے اللہ! میرے بعد میری امت پر کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا عذاب نہ آئے کہ ان کی شکلوں کو تبدیل کر دیا جائے۔ اللہ نے دعا قبول فرمالی۔ آج جو ہم اپنی شکلوں پہ زندہ ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا صدقہ ہے ورنہ پہلی امتوں کی طرح پکڑ ہوتی تو سینکڑوں میں سے کوئی ایک ہوتا جو اپنی اصلی شکل پر باقی رہتا۔

جانوروں کیلئے رحمت: نبی اکرم ﷺ کی رحمت سے جانوروں نے بھی رحمت پائی۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آپؐ کے قدموں میں آیا۔ آپؐ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ بے زبان جانور ہے، تمہیں چاہئے کہ اس کے ساتھ نرمی برتو، یہ شکوہ کر رہا ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور اسے چارہ تھوڑا دیتے ہو۔ سبحان اللہ، جانور بھی آپؐ کی خدمت میں آکر اپنی تکالیف بیان کرتے تھے۔

حضور ﷺ ایک دفعہ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک یہودی نے ہرنی پکڑی ہوئی تھی۔ آپؐ جب قریب سے گزرے تو اس ہرنی نے آپؐ سے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے اس نے پکڑ لیا ہے، اس سامنے والے پہاڑ میں میرا بچہ ہے اور اس کو دودھ پلانے کا وقت ہو گیا ہے، مجھے دیر ہو رہی ہے، میری ممتا جوش مار رہی ہے کہ میں اسے دودھ پلالوں۔ آپؐ مجھے تھوڑی دیر کیلئے آزاد کرا دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سنی تو یہودی سے کہا، تھوڑی دیر کیلئے اسے آزاد کر دو، یہ دودھ پلا کر واپس آجائے گی۔ اس نے کہا، بڑی مشکل سے اسے پکڑا ہے، کیا آپ ﷺ اس کے ذمہ دار بنتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ ہرنی کو چھوڑا گیا، وہ اسی وقت چھلانگیں مارتی ہوئی پہاڑی کی طرف گئی، آپؐ ابھی وہیں تھے کہ وہ دوبارہ بھاگتی ہوئی واپس آگئی۔ یہودی ہرنی کی اس اطاعت کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

عورتوں کیلئے رحمت: آپ ﷺ کی رحمت سے عورتوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ آپ سوچیں گے، وہ کیسے؟ دیکھیں، حضور ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے اس معاشرے میں عورت کی کیا وقعت تھی؟ لوگ اپنے گھر میں بیٹی کی پیدائش کو برا

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھتے تھے اور انہیں زندہ درگور کر دیتے تھے۔ باپ بیٹی کو محبت اور پیار کی نظر سے نہیں دیکھا کرتا تھا مگر جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا! جس شخص کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی پرورش کرے حتی کہ ان کا نکاح کر دے تو وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ایسے ہو گا جیسے یہ دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ اس حدیث مبارکہ کے پڑھنے کے بعد بھلا کوئی مومن اپنی بیٹی کو حقارت کی نظر سے دیکھ سکتا ہے؟ نہیں' بلکہ وہ سمجھے گا کہ میرے لئے تو جنت کا دروازہ کھل گیا۔

سیدنا رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے بیویوں کے ساتھ نہایت ظلم کی زندگی گزاری جاتی تھی۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو آیات اتر آئیں وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (اور تم ان سے معروف طریقے سے زندگی گزارو)۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو)۔ ایک آدمی لباس کے بغیر ننگا ہوتا ہے اسی طرح اگر تم ازدواجی زندگی نہیں گزارو گے تو تمہاری زندگی بھی ہر وقت خطرے میں ہو گی۔

بوڑھوں کیلئے رحمت: آپ ﷺ کے تشریف لانے سے بوڑھوں کو بھی عزت ملی۔ اس وقت بوڑھوں کی کوئی عزت نہیں کرتا تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے کسی ایسے شخص کی عزت کی جس کے بال اسلام میں سفید ہو گئے ہوں تو یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے اپنے اللہ تعالی کی عزت کی۔

مزدوروں کیلئے رحمت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے مصافحہ کرتے ہیں۔ آپ ؐ نے دیکھا کہ ہاتھ بہت سخت ہیں۔ وجہ پوچھی تو عرض کیا' اے اللہ کے نبی ﷺ! میں پہاڑ پر رہتا ہوں' وہاں پر پتھر توڑ کر اپنی زندگی گذارتا ہوں۔ آپ ؐ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ (ہاتھ سے کمانے والا اللہ کا دوست ہے)۔ مزدوروں کو بھی عزت ملی۔

بچوں کیلئے رحمت: حضور ﷺ کے صدقے چھوٹوں کو عزت ملی۔ فرمایا' جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ گویا چھوٹوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے بھی حضور ﷺ کی رحمت سے حصہ پایا۔

فرشتوں کیلئے رحمت: نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ جبرئیلؑ سے پوچھا، جبرئیلؑ! کیا آپ کو بھی میری رحمت سے حصہ ملا؟ عرض کیا، جی ہاں۔ آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے مجھے اپنے انجام کے بارے میں ڈر لگا رہتا تھا۔ آپؐ تشریف لائے تو آیات اتریں اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ پس مجھے اپنے انجام کے بارے میں تسلی نصیب ہو گئی۔

دشمنوں کیلئے رحمت: نبی اکرم ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ قریش مکہ سے ان کی ایذا رسانیوں کا بدلہ چکا سکتے تھے مگر آپؐ نے ارشاد فرمایا، میں وہی کروں گا جو میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ پس آپ ﷺ دشمنوں کیلئے رحمت ثابت ہوئے۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

پس نبی اکرمؐ کی رحمت اللعالمین ذات سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔

پتھروں کا آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا: ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس ابو جہل آیا، اس کی مٹھی میں کنکریاں تھیں۔ کہنے لگا، اگر آپ ﷺ یہ بتا دیں کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپؐ نے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ فرمایا تو کنکریوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ مگر افسوس کہ اس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا اسی لئے وعدے سے مکر گیا۔

ایک پتھر ایسا تھا کہ جب آپ ﷺ اس کے قریب سے گزرتے تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر سلام کیا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو مجھے نبوت سے پہلے بھی سلام کرتا تھا اور آج بھی مجھے سلام کرتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور ﷺ سے محبت: نبی اکرم ﷺ کے جانثاروں کو آپؐ سے بے

www.besturdubooks.wordpress.com

پناہ محبت تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں' اے زلیخا! تو نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو انگلیاں کاٹ ڈالیں' اگر میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی تو دل کے ٹکڑے کر دیتی۔

حسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چاند کی حیثیت:

ایک صحابیؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ چودھویں کی رات تھی' چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ روشن تھا۔ کچھ ایسا رخ بنتا تھا کہ سامنے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور اوپر آسمان پر چاند نظر آ رہا تھا۔ نظر کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور پر پڑتی اور کبھی چاند پر پڑتی۔ پھر آپؐ کے والضحیٰ والے چہرے پر پڑتی اور پھر چاند پر پڑتی۔ بہت دیر تک وہ چاند کو بھی دیکھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو بھی دیکھتے رہے۔ بالآخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اے چاند! تیرے حسن و جمال سے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال زیادہ ہے:

چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں انصاف ہے
چاند پر ہیں چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

سیدہ ام حبیبہؓ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں موجود ہیں کہ آپؓ کے والد جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے کسی کام کیلئے مدینہ طیبہ آئے۔ سوچا کہ چلو میں اپنی بیٹی کو ملتا جاؤں۔ ان کے گھر آئے' جب بیٹھنے لگے تو چارپائی کے اوپر بستر بچھا ہوا تھا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دوڑ کر بستر کو جلدی سے لپیٹ دیا۔ کہنے لگی' آپ میرے والد ہیں' اس میں یقیناً کوئی شک نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ بستر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس لئے میں کسی کافر اور مشرک کا اس بستر پر بیٹھنا گوارا نہیں کر سکتی۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق تھے اور ان میں سے پہلا نمبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ حافظ ابن حجرؒ نقل کرتے ہیں کہ ایک محفل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تین چیزیں بہت محبوب ہیں: خوشبو' نیک بیوی اور میری

www.besturdubooks.wordpress.com

آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً بول اٹھے' اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی تین چیزیں بہت محبوب ہیں۔ آپ ؐ کے چہرہ انور کو دیکھتے رہنا' دوسرا آپ ؐ پر اپنا مال خرچ کرنا اور تیسرا یہ کہ میری بیٹی آپ ؐ کے نکاح میں ہے۔ اب ذرا ان تینوں باتوں کا اندازہ لگایئے کہ ان کا مرکز اور محور کون بنتا ہے؟ وہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس۔

جب ہجرت کا حکم ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دروازے پر دستک دی تو وہ فوراً حاضر ہوئے۔ آپ ؐ نے حیران ہو کر پوچھا' اے ابوبکرؓ! کیا آپ جاگ رہے تھے؟ عرض کیا' جی ہاں کچھ عرصے سے میرا دل محسوس کر رہا تھا کہ عنقریب آپ ؐ کو ہجرت کا حکم ہو گا تو آپ ؐ ضرور مجھے اپنے ساتھ لے جانے کا شرف عطا فرمائیں گے۔ پس میں نے اس دن سے رات کو سونا چھوڑ دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ؐ تشریف لائیں اور مجھے جاگنے میں دیر ہو جائے۔

جنگ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جہاد کے لئے اپنا مال پیش کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا آدھا مال لے آتے ہیں اور دل میں سوچتے رہے کہ آج میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس نیکی میں بڑھ جاؤں گا۔ لیکن جب صدیق اکبرؓ آئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' اے ابوبکرؓ! آپ اپنے پیچھے بیوی بچوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہیں؟ عرض کیا اپنے بیوی بچوں کے لیئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول ؐ بس

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا غم ان الفاظ میں ظاہر کیا۔

لَمَّا رَاَیْتُ نَبِیَّنَا مُنْجَدِلاً ضَاقَتْ عَلَیَّ بِمَرَضِهِنَّ الاو
فَارْتَاعَ قَلْبِیْ عِنْدَ ذٰلِكَ لِهَلْكِهٖ وَالْعَظْمُ مِنِّیْ مَا حَیِیْتُ کَسِیْرٌ
یَالَیْتَنِیْ مِنْ قَبْلُ لِهَلْكَ صَاحِبِیْ غُیِّبْتُ فِیْ حَدَثٍ عَلَیَّ صُخُوْرُ

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی جب میں نے اپنے نبی ﷺ کو وفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کی وفات پر میرا دل لرزا اٹھا اور زندگی بھر میری کمر ٹوٹی رہے گی۔ کاش! میں اپنے آقاؐ کے انتقال سے پہلے قبر میں دفن کر دیا گیا ہوتا اور مجھ پر پتھر ہوتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ:

نبی اکرم ﷺ اس دنیا سے پردہ فرماتے ہیں مگر سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یقین ہی نہیں کرتے کہ میرے محبوب ﷺ جدائی کا داغ میرے سینے میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ چنانچہ تلوار اٹھالی اور کہنے لگے کہ جس کی زبان سے نکلے گا کہ نبی اکرم ﷺ فوت ہو گئے' میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ اتنی محبت تھی کہ محبوبؐ کے بارے میں ایسی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ:

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا دل عشق نبوی ﷺ سے سرشار تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! اپنے دوستوں سمیت میرے گھر تشریف لائیں۔ جب آپؐ جانے لگے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور آپؐ کے قدم مبارک گنتے جا رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کہ' عثمان! میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ عرض کیا' میں چاہتا ہوں کہ جتنے قدم آپؐ میرے گھر تک چلیں میں اتنے غلام آزاد کر دوں۔

صلح حدیبیہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا۔ مشرکین نے حضرت عثمان غنیؓ سے کہا کہ آپ تو مکہ مکرمہ آ چکے ہیں اگر چاہیں تو طواف کر لیں مگر ہم محمد ﷺ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو اجازت نہیں دیں گے۔ لیکن آپ کے عشق نے گوارا نہ کیا اور فرمایا مَا كُنْتُ لِاَفْعَلُ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یعنی جب تک میرے محبوبؐ طواف نہ کریں میں ہرگز طواف نہ کروں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت پر جانے لگے تو ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا دیا۔ سیدنا علیؓ بے خوف ہو کر نبی اکرمؐ کے بستر پر سو گئے۔ حالانکہ معلوم تھا کہ دشمن باہر اسی بستر کی تاک میں کھڑے ہیں مگر عشق نے ان خطرات کی بالکل کوئی پرواہ نہ کی۔

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کوئی ضرورت پیش آئی۔ حضرت علیؓ کو اس کا پتہ چلا تو آپؓ کسی کام کی تلاش میں گھر سے نکلے تاکہ کچھ لا کر آپؐ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ چنانچہ ایک یہودی کے باغ میں پہنچے اور اس سے کنویں سے ایک ڈول پانی نکالنے کے بدلے ایک کھجور بطور اجرت طے کی۔ حضرت علیؓ نے سترہ ڈول پانی کے نکالے اور سترہ کھجوریں (عجوہ) لے لیں۔ کھجوریں لے کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے۔ آپؐ کے پوچھنے پر تفصیل بتادی کہ یہ کھجوریں اس طرح مزدوری کر کے لایا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا' کیا تجھے اس کام کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق نے آمادہ کیا یا کسی اور چیز نے؟ عرض کیا' جی ہاں اللہ تعالی اور اس کے رسولؐ کی محبت نے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت علیؓ کو آپؐ نے حکم دیا کہ صلح نامہ لکھیں۔ حضور اکرمؐ خود صلح نامہ لکھوا رہے تھے۔ جس وقت فرماتے ہیں کہ لکھیں' هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا) تو مشرکین بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ اگر ہم آپؐ کو رسول مان لیتے تو جھگڑا کس بات کا تھا۔ اس لئے محمد رسول اللہ کی بجائے محمد ابن عبداللہ لکھو۔ مگر حضرت علیؓ آپؐ کا نام مٹانے کیلئے ہرگز تیار نہ ہوئے۔ وہ کیسے اس نام کو مٹاتے کہ جس کی برکت سے دنیا میں ہدایت کا نور پھیلا تھا۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ وہ عالم عشق و مستی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اشعار لکھتے تھے۔ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ
وَ اَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
فَكَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اے رسول ﷺ! آپ ﷺ اتنے حسین و جمیل ہیں کہ کسی آنکھ نے ایسا دیکھا ہی نہیں' ایسا خوبصورت بیٹا کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ﷺ تو ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جیسے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق پیدا کیا گیا ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ:

جنگ خندق کے دوران حضور ﷺ نے ضرورت محسوس کی کہ کسی طرح دشمنوں کا پروگرام معلوم کیا جائے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ قریب ہی موجود تھے مگران کے پاس کوئی ہتھیار تھا اور نہ ہی سردی سے بچنے کیلئے کوئی بڑی چادر تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' جائیں اور دشمنوں کے خیموں سے جا کران کی خبر لائیں۔ حضرت حذیفہ ؓ نے آقاؐ کے حکم پر سردی کی کوئی پرواہ نہ کی اور تیار ہو گئے۔ حضور ﷺ نے دعا دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی دعا سے میرا خوف اور سردی بالکل دور ہو گئی۔ جی ہاں یہ عشق تھا جس نے دل میں رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا۔

ایک صحابیہ ؓ کا عشق رسول ﷺ:

جنگ احد کے دوران مدینہ منورہ میں خبر پھیل گئی کہ حضور اکرم ﷺ شہید ہو گئے۔ اس خبر کے پھیلتے ہی مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ عورتیں روتی ہوئی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ ایک انصاریہ عورت نے کہا کہ جب تک اس کی خود تصدیق نہ کرلوں میں اسے تسلیم نہیں کروں گی۔ چنانچہ وہ ایک سواری پر بیٹھی اور اپنی سواری کو اس پہاڑ کی طرف بھگایا۔ کافی قریب آئیں تو ایک صحابی ؓ آتے ہوئے ملے ان سے پوچھتی ہیں' ما بال محمد ﷺ؟ محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا' مجھے حضور ﷺ کا حال تو معلوم نہیں۔ البتہ میں نے دیکھا کہ تیرے بیٹے کی لاش فلاں جگہ پر پڑی ہوئی ہے۔ اس عورت کو جوان سال بیٹے کی شہادت

www.besturdubooks.wordpress.com

کی خبر ملی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اس ماں کے دل میں عشق رسول ﷺ نے اتنا اثر ڈالا ہوا تھا کہ بیٹے کی شہادت کی خبر سنی مگر کوئی پرواہ نہ کی۔ سواری آگے بڑھاتی ہیں۔ ایک اور صحابیؓ ملے' پوچھتی ہیں' مابال محمد ﷺ محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں البتہ تیرے خاوند کی لاش فلاں جگہ پڑی ہے۔ یہ عورت پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی اور آگے بڑھی۔ کسی اور سے پوچھا' مابال محمد ﷺ محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟۔ جواب ملا مجھے معلوم نہیں البتہ تیرے والد کی لاش فلاں جگہ پڑی ہے۔ اسی طرح بھائی کی لاش کے بارے میں بھی بتایا گیا کہ فلاں جگہ پڑی ہے مگر یہ عورت پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آگے ایک صحابیؓ ملے۔ پوچھتی ہیں. مابال محمد ﷺ محمدؐ کا کیا حال ہے؟۔ انہوں نے کہا آپؐ فلاں جگہ موجود ہیں۔ چنانچہ سواری کو ادھر بڑھاتی ہیں۔ جب وہاں پہنچیں تو حضور اکرم ﷺ کھڑے تھے۔ وہاں اپنی سواری سے نیچے اتر گئیں اور حضور ﷺ کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر کہا! کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَھْلٌ میرے اوپر تمام مصیبتیں حضور ﷺ کے دیدار کے بعد آسان ہو گئیں۔

محبوب ﷺ کے کوچے میں رات:

نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جب اپنے حجرہ شریف میں آرام فرما رہے ہوتے تھے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے گھروں سے باہر نکلتے اور حضور ﷺ کے حجرہ کے پاس آکر گھنٹوں کھڑے رہتے اور سوچتے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمارے محبوب ﷺ سوئے ہوئے ہیں۔

عجب چیز ہے عشق شاہ مدینہ
یہی تو ہے عشق حقیقی کا زینہ
ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ
اسی کا ہے مرنا اسی کا ہے جینا

نبی اکرم ﷺ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جہاد کے لئے کون کون تیار ہے؟ حضرت سعد ابن وقاصؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی' اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ! ہم نے اپنے ہوش و حواس سے کلمہ پڑھا۔ اللہ کی قسم! اگر آپؐ حکم دیں تو ہم پہاڑوں سے کود کر

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی جان دے دیں' ہم آپ ﷺ کے کہنے پر سمندروں میں چھلانگ لگا دیں۔

زندگی کی آخری حسرت: احد کے میدان میں ایک صحابیؓ زخمی ہوئے' خون بہت نکل جانے کی وجہ سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ ایک دوسرے صحابیؓ ان کے قریب آئے اور پوچھا' آپ کو کسی چیز کی تمنا ہے؟ عرض کیا کہ ہاں۔ انہوں نے پوچھا کونسی؟ جواب ملا کہ آخری وقت میں حضور ﷺ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے زخمی مجاہد کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا' اور ان کو لے کر تیزی سے اس طرف بھاگے جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپؐ کے سامنے جا کر ان کو اتارا اور کہا ہے کہ آپ کے محبوبؐ آپ کے سامنے ہیں۔ جب نام سنا تو مجاہد کے جسم میں گیا بجلی کی لہر دوڑ گئی کہ فورا طاقت بحال ہو گئی۔ اپنے چہرے کو حضور ﷺ کی طرف کیا' دیدار کرتے ہی ان کی حالت غیر ہو گئی اور انہوں نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

؎ نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

؎ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

سب سے بڑی خوشخبری: ایک صحابیؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کرتے ہیں' اے اللہ کے نبیؐ! میں ایک بات سے بہت پریشان ہوں کہ یہاں تو جس وقت آپؐ کی محبت ہمارے دلوں میں لہریں مارتی ہے' ہم حاضر ہو کر آپ ﷺ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتے ہیں' جنت میں تو آپؐ بہت اعلی درجوں پر ہوں گے اور ہم نیچے کے درجے میں ہوں گے۔ وہاں اگر آپؐ کی زیارت نہ ہوئی تو ہمیں جنت کا کیا لطف آئے گا؟ چنانچہ اسی وقت جبرئیلؑ آئے اور آکر اطلاع دی۔ آپؐ نے اس شخص کو بلایا اور خوشخبری دے دی' اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس کو محبت ہو گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں پوری زندگی میں جتنی خوشی اس حدیث سے ہوئی' کسی اور حدیث سے نہیں ہوئی کیونکہ یقین تھا کہ آخرت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں حضور ﷺ کا ساتھ نصیب ہو جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ سے اس طرح محبت کرتے تھے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھجور کے تنے کا رونا:

کھجور کے ایک تنے کو آپ ﷺ سے محبت تھی۔ آپ ﷺ نے جب مسجد نبوی بنائی تو اس میں منبر نہیں تھا۔ مسجد کے اندر کھجور کا ایک تنا تھا۔ اسی کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد ایک صحابی تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر اجازت دیں تو ایک منبر بنا لیا جائے۔ آپ ؐ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ ایک منبر بنا لیا گیا۔ اگلی دفعہ جب خطبہ دینے کا وقت آیا تو آپ ؐ منبر پر کھڑے ہو گئے۔ اور خطبہ دینا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کھجور کے اس تنے میں سے اس طرح رونے کی آواز آنے لگی جیسے کوئی بچہ بلک بلک کر روتا ہے۔ سب لوگوں نے حیران ہو کر اس تنے کو دیکھا۔ حضور ؐ منبر سے نیچے اترے اور کھجور کے تنے کے قریب گئے۔ اس کے اوپر دست شفقت رکھا اور اس کو دلاسہ دیا۔ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو گلے سے لگایا۔ تب وہ تنا اس طرح سسکیاں لیتے ہوئے چپ ہوا جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کے سینے سے لگ کر چپ ہوتا ہے۔ کھجور کے تنے کو اتنی محبت تھی۔ اے کاش! ہمیں اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ کھجور کے تنے جیسی محبت نصیب ہو جاتی۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح ہوتے ہی حضور ﷺ کی زیارت کرنے آجاتے تھے۔ انہوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ ہم صبح اٹھتے ہی آپ ﷺ کی زیارت کریں گے' آپ ﷺ کی زیارت سے پہلے کسی دوسرے کا چہرہ نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد نابینا ہونے کی دعا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت شبلیؒ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت: حضرت شبلیؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان پر جب نزع کا وقت آیا تو ساتھیوں سے فرمایا مجھے وضو کروا دیں۔ ساتھیوں نے بڑی مشکل سے آپ کو وضو کرایا کیونکہ بیماری کی وجہ سے کافی کمزور ہو چکے تھے۔ وضو کے بعد خیال آیا کہ مجھ سے تو خلال رہ گیا ہے اور وہ ہے بھی سنت۔ انتہائی پریشان ہوئے۔ لہٰذا فرمایا' اب مجھے دوبارہ وضو کرائیں۔ تو ساتھیوں نے کہا' حضرت! آپ تو معذور ہیں' بیمار ہیں' حرکت سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے رہنے دیں۔ لیکن حضرتؒ نے فرمایا' مجھ پر سکرات موت طاری ہے' عنقریب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے والا ہوں اور اب جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گا تو میں یہ نہیں چاہتا کہ ایسے وضو سے چلا جاؤں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت چھوٹی ہوئی ہو۔ یہ ہوتا سچا عشق۔

علمائے دیوبند اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کہیں گے میاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باتیں بتلاتے ہو' کسی بعد کے زمانے کی باتیں بتا دیتے۔ آیئے' میں آپ کو اپنے روحانی آباؤ اجداد کی زندگیوں کے حالات سناتا ہوں جو دارالعلوم دیوبند کے بانی اور فرزند تھے۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ان حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسی محبت تھی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو کون نہیں جانتا کہ وہ علم کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ان کے پیچھے انگریز لگا ہوا ہے' چاہتا ہے کہ جان سے مار ڈالوں۔ آپ کو بھی پتہ چل گیا۔ رشتہ داروں نے کہا' حضرت! آپ کہیں چھپ جائیں تاکہ آپ بچ سکیں۔ آپؒ نے بات مان لی' لہٰذا چھپ گئے۔ ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ پھر باہر پھرتے نظر آئے۔ پھر کسی نے کہا جان کا معاملہ ہے' آپ کو چاہئے کہ ذرا اوجھل ہو جائیں۔ فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر نظر ڈالی۔ مجھے پوری زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

میں حضور ﷺ تین دن غار میں چھپے نظر آتے ہیں۔ میں نے اس سنت پر عمل کر لیا ہے اب باہر آگیا ہوں چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ تم اپنی بیواؤں کا نکاح کر دیا کرو۔ قرآن پاک میں بھی ہے۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی ایک ہمشیرہ 90 سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں۔ آپ کو پتہ چلا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ کچھ دن گزر گئے تو پھر دوبارہ اپنی بہن کے پاس گئے اور کہنے لگے 'بہن! میں آپ کے پاس ایک بات کرنے آیا ہوں۔ بہن نے کہا بتاؤ بھائی' کیا بات ہے؟ حضرت فرمانے لگے کہ میرے آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کر دیا کرو' آپ میری اس بات کو مان لیجئے اور نکاح کر لیجئے۔ میں جانتا ہوں کہ اس عمر میں آپ کو ازدواجی زندگی کی ضرورت نہیں ہے مگر قاسم نانوتوی کو سنت پر عمل کی توفیق ہو جائے گی۔ بہن رونے لگ گئیں۔ آپؒ نے اپنی پگڑی کو اتارا اور بہن کے قدموں پر رکھ دیا اور کہا کہ تیری وجہ سے مجھے حضور اکرم ﷺ کی ایک سنت پر عمل کی توفیق نصیب ہو سکتی ہے۔ چنانچہ 90 سال کی عمر میں اپنی بہن کا ایک اور نکاح کر دیا۔ کیسا عشق تھا!۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ جب حج پر گئے تو آپ نے راستہ میں حضور ﷺ کی محبت میں کچھ اشعار لکھے۔ وہ بھی آپ کو سناتا چلوں' فرماتے ہیں:

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مجھ کو مدینہ کے مور و مار

کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! نجات کی امیدیں تو بہت ہیں مگر سب سے بڑی امید یہ ہے کہ مدینہ کے کتوں میں میرا شمار ہو جائے۔ اگر جیوں تو مدینہ کے کتوں کے ساتھ پھرتا رہوں اور اگر مر جاؤں تو مدینہ کے کیڑے مکوڑے مجھے کھا جائیں۔ رسول ﷺ کی ایسی شدید محبت تھی دل میں۔

ایک آدمی آپؒ کی خدمت میں آیا۔ اس نے سبز رنگ کا جوتا پیش کر دیا۔ حضرتؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے وہ جوتا لے تو لیا مگر اس کو گھر میں رکھ دیا۔ کسی نے بعد میں پوچھا' حضرت! فلاں نے بہت اچھا جوتا دیا تھا' علاقہ میں اکثر لوگ پہنتے ہیں' خوبصورت بھی بنا ہوا تھا۔ فرمایا' میں نے جوتا لے تو لیا تھا کہ اس کی دل جوئی ہو جائے مگر پہنا اس لئے نہیں کہ دل میں سوچا کہ میرے آقا ﷺ کے روضہ اقدس کا رنگ سبز ہے اب میں اپنے پاؤں میں اس رنگ کا جوتا کیسے پہنوں۔

آپؒ حرم تشریف لے گئے۔ آپؒ بہت نازک بدن تھے۔ ایک آدمی نے دیکھا کہ آپؒ ننگے پاؤں مدینہ کی گلیوں میں چل رہے ہیں اور پاؤں کے اندر سے خون رستا چلا جا رہا ہے۔ کسی نے پوچھا حضرت جوتے پہن لیتے۔ فرمایا' ہاں پہن تو لیتا' لیکن جب میں نے سوچا کہ اس دیار میں میرے آقا ﷺ چلا کرتے تھے تو میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ قاسم اس کے اوپر جوتوں کے ساتھ چلتا پھرے۔ کیسے دیوانے اور پروانے تھے رسول اللہ ﷺ کے۔

علمائے دیوبند کا فقید المثال عقیدہ:

علمائے دیوبند نے اپنا عقیدہ لکھا۔ ذرا دل کے کانوں سے سنیں تاکہ پتہ چل سکے کہ ان پر بہتان لگانے والے کتنی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک میں جو مٹی لگ رہی ہے۔ وہ اللہ کے عرش سے بھی افضل ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا عشق رسول ﷺ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فقیہ وقت تھے۔ ایک آدمی حج سے واپس آیا اور وہاں سے کچھ کپڑا لایا۔ اس نے وہ کپڑا حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرتؒ نے جب اسے لیا تو اسے چوما اور اپنے سر کے اوپر رکھ لیا' جیسے بڑی عزت والی کوئی چیز ہو۔ طلباء بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے عرض کیا' حضرت! یہ تو فلاں ملک کا بنا ہوا کپڑا ہے' مدینہ کے لوگ خرید کر آگے فروخت کرتے ہیں۔ فرمایا میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ مدینہ کا بنا ہوا نہیں ہے' مگر میں تو اس لئے اس کی عزت کرتا ہوں کہ اسے مدینے کی ہوا لگی ہوئی ہے۔

ایک آدمی حج سے واپس آیا اور اس نے تین کھجوریں حضرت مولانا رشید احمد

www.besturdubooks.wordpress.com

گنگوہی ؒ کی خدمت میں بھیجیں۔ آپ ؒ کو جب ملیں تو آپ ؒ نے اپنی ہتھیلی پر وہ کھجوریں ایسے رکھیں جیسے دنیا کی دولت آپ کی ہتھیلی میں سمٹ آئی ہو۔ آپنے ایک شاگرد کو بلایا اور فرمایا کہ ہمارے جو قریبی ملنے جلنے والے ہیں ' ذرا ان کے ناموں کی فہرست تیار کر دینا۔ اس نے فہرست بنائی تو پچاس سے زیادہ نام ہوئے۔ فرمایا' ان تینوں کھجوروں کے ناموں کی تعداد کے برابر حصے کر دو۔ چنانچہ اتنے حصے کیے گئے۔ چھوٹے چھوٹے حصے بنے۔ فرمایا' ایک ایک حصہ میرے ایک ایک دوست کو دے دو۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ ہیرے اور موتی آپ کے ہاتھ لگ گئے ہیں جو اپنے دوستوں کو پیش کر رہے ہیں۔ ایک شاگرد نے کہا' حضرت! اتنے چھوٹے حصے سے کیا بنے گا؟ اس کی یہ بات سن کر حضرت ؒ کا رنگ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ مدینہ کی کھجور ہو اور تو اس کے حصے کو چھوٹا کہے۔ چنانچہ کتنے ہی دنوں تک اس سے بولنا چھوڑ دیا۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ دارالعلوم دیوبند میں پڑھاتے تھے اور مشاہرہ اتنا تھا کہ مشکل سے گزارا ہوتا تھا۔ جو کچھ ملتا گھر کی ضروریات پر لگ جاتا۔ اسی وجہ سے حج بھی نہ کر سکے۔ مگر دل میں تمنا بہت تھی۔ حتی کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حج کے دن شروع ہوتے تھے تو آپ ؒ کو گھر کے اندر چین نہیں آتا تھا۔ کبھی ادھر چلے جاتے اور کبھی ادھر چلے جاتے۔ حتی کہ دسترخوان پر کھانا کھاتے ہوئے بھی جب خیال آجاتا تو کہتے ' معلوم نہیں عشاق کیا کر رہے ہوں گے۔ حج پر جانے والوں کو عشاق کہتے تھے۔ یہ خیال آتے ہی کھانا چھوڑ دیتے اور آہیں بھرنے لگتے۔ اور کہتے کاش کوئی دن آئے کہ حسین احمد کو بھی اس جگہ کی زیارت نصیب ہو جائے۔

ایک دفعہ رات کو سوئے ہوئے تھے اور آنکھ کھل گئی۔ اٹھ بیٹھے ' پریشانی سے نیند نہ آئی۔ اسی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر عرض کیا' اے اللہ! معلوم نہیں تیرے عاشق کیا کر رہے ہوں گے۔ کاش کہ حسین احمد کو بھی ان میں شمار فرمالیتا۔ ذوالحج کے دس دن آپ کو یہاں آرام نہیں آتا تھا۔ ' دعائیں مانگتے تھے ' کڑھتے رہتے تھے۔ حتی کہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت نے آپ کی اس محبت کو قبول فرمالیا اور آپؒ کیلئے حرم شریف کے دروازے کھلے اور اٹھارہ سال تک حضور ﷺ کے پاس بیٹھ کر حدیث پاک کا درس دیتے رہے۔ عاشق ہی ایسا کر سکتا ہے۔ کوئی اور تو نہیں کر سکتا۔

آپؒ حدیث مبارکہ کا درس دیتے وقت اس انداز سے بیٹھتے تھے کہ مواجہ شریف بالکل سامنے ہوتا تھا۔ ہم تو کہتے ہیں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر جب آپؒ حدیث شریف پڑھاتے تو فرماتے' قال ھذا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب آپؒ تعلیم سے فارغ ہو جاتے تو اکثر لوگوں نے دیکھا کہ رات کے اندھیرے میں عشاء کے بعد یا تہجد سے پہلے اپنی داڑھی مبارک سے حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے قریب کی جگہ کو صاف کر رہے ہوتے تھے۔ سبحان اللہ۔ اللہ ہمیں بھی ایسا عشق اور ایسا ادب نصیب فرمادے۔ کسی نے کیا خوب بات کہی:

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسولؐ ہے
یہ کہکشاں تو آپؐ کے قدموں کی دھول ہے
اے کاروان شوق یہاں سر کے بل چلو
طیبہ کے راستے کا تو کانٹا بھی پھول ہے

عاشق کی پہچان: ارے! عاشق کی پہچان کیا ہے؟ عاشق وہ ہوتا ہے جو محبت کا دعوی کرے اور اس کا ایک ایک عمل حضور ﷺ کے حکم کے مطابق کرے۔ اگر حضور ﷺ کی ادائیں پسند نہیں ہیں تو معلوم ہوا کہ زبانی محبت ہے حقیقی نہیں ہے۔ کسی عارف نے کہا:

وہی سمجھا جائے گا شیدائے جمال مصطفیٰؐ
جس کا حال حال مصطفیٰؐ ہو جس کا قال قال مصطفیٰؐ

حضور ﷺ کا عاشق کون سمجھا جائے گا؟ جس کی باتیں حضورؐ کے حکم کے مطابق ہوں اور جس کا عمل بھی حضور ﷺ کے عمل کے مطابق ہو' سنت کے مطابق ہو۔ اللہ تعالی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے علمائے دیوبند کی قبروں پر کہ جنہوں نے حضور ﷺ کی ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک سنت پر ڈیرے ڈالے اور حفاظت فرمائی۔

خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کا عشق رسول ﷺ:

ارے! حضور ﷺ کی محبت کی کیا باتیں پوچھتے ہو؟ خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ پنجابی میں اشعار ہیں' ذرا دل کے کانوں سے سنئے گا:

ملے قطرہ عشق محمدؐ دا ہئی تخت شاہی دی لوڑ نہیں
دل مست رہے وچ مستی دے ہئی عقل دانائی دی لوڑ نہیں
میڈے قلب سیاہ گناہگار دے وچ تیڈی یاد دا ڈیوا بلدا رہے
دل ایں جگ' اوں جگ' قبر حشر کے ہئی روشنائی دی لوڑ نہیں
کر اپنے حبیب دا عشق عطا جگ سارے توں بے نیاز چا کر
سر جھکدا رہے در تیرے اتے در در دی گدائی دی لوڑ نہیں
ایں عبد دا عرض قبول تھیوے دربار الٰہی دے اندر
لوں لوں وچ ہوئے عشق نبیؐ کسے ہئی آشنائی دی لوڑ نہیں

عشق نبی ﷺ کے علاوہ انہیں اور واقفیت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔

عشق رسول ﷺ کا ایک عجیب واقعہ:

حضور ﷺ کی محبت کا ایک اور واقعہ سنا دیتا ہوں۔ میرے آقا ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک کہ میری پوری امت کا حساب کتاب نہیں ہو جائے گا۔

ایک صاحب اپنے ہاتھ میں ہمیانی لئے ہوئے جا رہے ہیں۔ اس کے اندر کچھ پیسے تھے۔ ایک چور قریب سے بھاگتا ہوا ہاتھ سے وہ ہمیانی چھین کر نکل گیا۔ تھوڑی دور آگے گیا تو اس کی بینائی ختم ہو گئی۔ اس نے وہیں رونا چلانا شروع کر دیا۔ کہنے لگا' اے لوگو! میں نے فلاں جگہ پر ایک آدمی کی ہمیانی چھینی ہے' مجھے اس جگہ پر لے جاؤ تاکہ میں اس سے معافی مانگ لوں اور میری آنکھوں کی بینائی لوٹ آئے۔ جب لوگ اسے وہاں لائے تو ہمیانی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مالک وہاں سے جاچکے تھے۔ قریب ہی ایک حجام تھا۔ اس سے پوچھا کہ فلاں آدمی سے میں نے ہمیانی چھینی تھی تم اسے جانتے ہو؟ اس نے کہا' پہچانتا تو ہوں نمازوں کے لئے وہ آتے ہیں ہو سکتا ہے اگلی نماز کیلئے یہاں سے گزریں' اگر آئے تو میں تمہیں بتا دوں گا۔ چنانچہ اسے بٹھا دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہی آدمی گزرنے لگا' حجام نے کہا یہ وہی صاحب گزر رہے ہیں۔ چور اس کے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگا۔ اس نے کہا کہ بھائی! میں نے تو اسی وقت تجھے معاف کر دیا تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ پھر پوچھنے لگا' اسی وقت مجھے معاف کر دیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں' اس لئے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ تم میری ہمیانی لے گئے ہو اور تم نے یہ ظلم کیا ہے۔ آخر قیامت کے دن یہ مقدمہ پیش ہوگا اگر پیش ہوگا تو پھر حساب کتاب ہوگا اور اس طرح میرے محبوب ﷺ کو جنت میں جانے میں اتنی دیر ہو جائے گی' چنانچہ اسی وقت میں نے تجھے معاف کر دیا تھا تاکہ نہ مقدمہ پیش ہو اور نہ حضور ﷺ کو جنت میں جانے میں دیر لگے۔

عاشق فقیر کا واقعہ: جامع مسجد دھلی کے دروازے پر ایک معذور آدمی بیٹھا بھیک مانگ رہا تھا۔ ایک انگریز وہاں مسجد کو دیکھنے کیلئے آیا۔ ہم نے بھی دیکھا کہ جامع مسجد کو انگریز دیکھنے کیلئے آتے جاتے ہیں۔ وہ انگریز بڑا عہدہ رکھتا تھا۔ جب وہ اس فقیر کے پاس سے گزرا تو اس نے سلوٹ مارا تاکہ کچھ دے جائے۔ چنانچہ اس انگریز نے اسے کچھ پیسے دے دیئے۔ انگریز باہر کھڑے ہو جاتے ہیں جوتوں کی جگہ پر' اندر داخل نہیں ہوتے۔ مسجد کے نقش و نگار اور عظمت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ کے گھر کے سامنے ہی انہیں سکون مل جاتا ہے۔ وہ انگریز مسجد کو دیکھ کر چلا گیا۔ گھر جا کر اسے معلوم ہوا کہ جس بٹوے سے پیسے نکال کر دیئے تھے وہ بٹوا جیب میں نہیں ہے۔ پیسے بھی کافی تھے اور پتہ بھی نہیں کہ کہاں گرے ہوں گے۔ خیر بات آئی گئی ہو گئی۔

ایک ہفتہ بعد پھر اسے چھٹی ہوئی۔ اس کی بیوی نے کہا کہ تم مسجد دیکھ آئے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔ چنانچہ چھٹی والے دن وہ اپنی بیوی کو لے کر پھر مسجد دیکھنے کے لئے آیا۔ جب وہ انگریز اس معذور فقیر کے پاس سے گزرنے لگا تو وہ فقیر فوراً کھڑا ہو گیا اور اس سے

کہا' آپ پچھلی دفعہ آئے تھے' مجھے پیسے دیئے تھے اس کے بعد آپ بٹوا جیب میں ڈالنے لگے' تھوڑی دور آگے جاکر بٹوا گر گیا اور میں نے اٹھا لیا' یہ بٹوا میرے پاس آپ کی امانت ہے' یہ میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ انگریز نے بٹوے کو کھول کر دیکھا تو پیسے بالکل پورے تھے۔ حیران ہو کر وہ سوچنے لگا کہ بٹوا تو دے دیتا مگر اس کے اندر کی کچھ رقم نکال سکتا تھا' مجھے امید تو یہی تھی' یہ کیا ہوا کہ سارے کے سارے پیسے مجھے من و عن واپس کر دیئے۔ اس نے اس فقیر سے پوچھا' آخر کیا بات ہے کہ تم نے کچھ بھی پیسے اپنے پاس نہ رکھے؟ وہ معذور فقیر کہنے لگا' بات یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر آدمی اپنے نبی کے پیچھے ہوگا' جماعتوں کی صورت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے پیچھے چل رہے ہوں گے۔ جب میں نے بٹوا اٹھایا تو میرا جی تو چاہتا تھا کہ میں اسے لے لوں مگر پھر مجھے خیال آیا کہ ہر کام اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اگر میں یہ پیسے رکھ لوں گا اور کل قیامت کے دن میں حضور ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوں گا اور آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہوں گے' اس وقت ایسا نہ ہو کہ آپ کے نبی میرے نبی ﷺ کو گلہ دیں کہ آپ کے امتی نے میرے امتی کے پیسے لے لیئے تھے۔ یہ سوچ کر میں نے اس میں کوئی خیانت نہ کی۔ اور آپ کے پیسے میں نے آپ کو لوٹا دیئے ہیں۔ کاش! ہمیں دہلی کے اس معذور فقیر جیسی محبت بھی حضور ﷺ سے ہو جاتی۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دل سوز سے خالی ہے، نگاہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بیباک نہیں ہے

☆☆☆

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں!

www.besturdubooks.wordpress.com

سوز عشق اور کیف علم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o

اولاد آدم علیہ السلام کے دو گروہ: حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ مارا۔ اس ہاتھ کو ہم اپنے ہاتھ پر قیاس نہیں کر سکتے' وہ دست قدرت تھا۔ جب اللہ رب العزت نے اپنا دایاں ہاتھ ان کی پشت پر مارا تو آدم علیہ السلام کی اولاد نکل پڑی جن کے جسم بالکل انسان جیسے تھے۔ آنکھیں تھیں' زبان تھی' ساخت پوری تھی مگر جسم بالکل چھوٹے تھے۔ ان کے چہرے نورانی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا بایاں دست قدرت مارا تو اور اولاد نکل پڑی جو جسامت اور شکل و صورت میں تو ویسی ہی تھی مگر ان کے چہرے سیاہ تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جب ان کی طرف دیکھا تو پوچھا' اے پروردگار! یہ کون ہیں؟ فرمایا گیا کہ یہ تیری اولاد ہے۔ جب اولاد کا لفظ سنا تو حضرت آدم علیہ السلام ان کی طرف دوبارہ متوجہ ہوئے۔ پہلی نگاہ اجنبیت کی تھی اور دوسری نگاہ اپنائیت کی تھی۔ جب دوبارہ نظر ڈالی تو دیکھا کہ کچھ نورانی چہروں والے اور کچھ سیاہ چہروں والے ہیں۔ چونکہ باپ کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ سب اولاد باکمال ہو۔ اس لئے جب آدم علیہ السلام نے کچھ چہروں کو نورانی دیکھا اور کچھ کو سیاہ دیکھا تو عرض کیا لَوْلَا سَوَّیْتَ یَا رَبِّیْ (اے میرے پروردگار! تو نے ان سب کو ایک جیسا کیوں نہ بنا دیا)۔ تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا' اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ (میں نے اس بات کو پسند کیا میں پہچانا جاؤں)۔ گویا "فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ فَرِیْقٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

فِی السَّعِیۡرِ (سفید چہروں والے جنت میں اور سیاہ چہروں والے جہنم میں جائیں گے)۔ آدم علیہ السلام کی اولاد سے امتحان مقصود تھا۔ جو اس میں پاس ہونے تھے وہ سعید اور نورانی چہروں والے تھے اور جو امتحان میں فیل ہونے تھے وہ شقی اور سیاہ چہروں والے تھے۔ یہ دو طرح کی اولاد آدم تھی۔

اولاد آدم کی اللہ تعالیٰ سے پہلی گفتگو:

اس کے بعد اللہ رب العزت نے اولاد آدم کو بھی مخاطب کر کے فرمایا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ کَلَّمَہٗ عَیَانًا یعنی اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم پر بغیر پردوں کے تجلی فرمائی اور ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا۔ اس ہم کلامی میں پوچھا "اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ" (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟)۔ سب خاموش ہو گئے کیونکہ کبھی سوال نہیں پوچھا گیا تھا اس لئے حیران تھے کہ ہم سے یہ کیسا کلام ہوا؟ اس وقت معلم انسانیت سید الاولین والآخرین ﷺ نے اس کا جواب دیا "بَلٰی یَارَبِّ"۔ (اے میرے پروردگار! کیوں نہیں، آپ ہی تو ہیں)۔ جب آپ ؐ نے یہ جواب دیا تو اولاد آدم نے یہ جواب سن کر اسے دہرا دیا۔ اسی لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام معلم انسانیت کہلاتے ہیں۔ اس وقت آپ ؐ کو نبوت مل چکی تھی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ میں تو اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔

انسانیت کے لئے دو بیش بہا تحفے:

اس ہم کلامی کے موقع پر انسانوں کو دو تحفے عطا کئے گئے۔ ایک تو اللہ رب العزت نے اپنا جمال دکھا کر "سوزِ عشق" عطا کیا اور دوسرا سوال کر کے "کیفِ علم" عطا کیا۔ یہ بڑی نعمتیں ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی اور نعمتیں نہیں دیں۔ نعمتیں تو اتنی ہیں کہ انسان شمار ہی نہیں کر سکتا۔ دیکھئے! جب بارش ہوتی ہے تو بھلا کوئی آدمی بارش کے قطروں کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ کوئی سمندر کے پانی کے قطروں کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ کوئی انسان آسمان کے تمام ستاروں کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ کوئی انسان پوری دنیا کے ریت کے ذرات کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ کوئی انسان ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کو گن

www.besturdubooks.wordpress.com

سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ سنو اور دل کے کانوں سے سنو! فقیر پھر بھی یہ کہتا ہے کہ بارش کے قطروں کو گننا ممکن ہے، سمندر کے قطروں کو گننا ممکن ہے، ساری دنیا کے ریت کے ذرات کو گننا ممکن ہے، درختوں کے پتوں کو گننا ممکن ہے، آسمان کے ستاروں کو گننا ممکن ہے مگر اللہ رب العزت کی نعمتوں کو گننا ممکن نہیں ہے۔ فرمایا وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم ان کو نہیں گن سکتے)۔ چنانچہ نعمتیں تو بے شمار ہیں لیکن ان میں دو بڑی نمایاں نعمتیں ہیں، ایک سوز عشق والی اور دوسری کیف علم والی۔

دل اور دماغ کی غذا: اللہ رب العزت نے سوز عشق کے لئے دھڑکتا ہوا دل دیا اور کیف علم کے لئے پھڑکتا ہوا دماغ دیا۔ انسان کے جسم میں یہ دو برتن بنا دیئے۔ دل کی غذا عشق ہے اور دماغ کی غذا علم ہے۔ برتن بنا دیئے جاتے مگر غذا نہ دی جاتی تو یہ ناانصافی ہوتی۔ اسی لئے فرمایا لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (اللہ تعالی اپنے بندوں پر ظالم نہیں ہے)۔ جیسے اللہ تعالی نے پیٹ لگا دیا تو اس کی ضروریات کیلئے زمین پر بھیجنے سے پہلے اس میں پھل، میوے اور غذائیں رکھ دیں اور اسے بچھونا بنا دیا۔ چنانچہ پیٹ بھرنے کے تمام انتظامات مکمل کر دیئے اسلئے کہ ایک ضرورت تھی جسے بالآخر پورا ہونا تھا۔ دل اور دماغ بھی بھوکے تھے۔ ان کو بھی غذا کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالی نے اپنا جمال دکھا کر سوز عشق عطا فرمایا، دل کی غذا بنی اور سوال پوچھ کر کیف علم عطا فرمایا جو دماغ کی غذا بنی۔ عشق کا مقام دل ہے۔ گویا عشق کی آتش دل میں ہوتی ہے اور اس کا دھواں زبان پر تذکرہ کی صورت میں باہر نکلتا ہے۔ اس لئے دل کی غذا ذکر الہی اور دماغ کی غذا علم الہی۔

سوز عشق اور کیف علم کی حقیقت: انسان کی زندگی تبھی کامیاب گزر سکتی ہے جب سوز عشق اور کیف علم والے دونوں پہلو متوازن ہوں گے۔ دنیا کے مفکرین نے کئی نظام بنائے مگر وہ اپنے بنانے والوں کی طرح فانی نکلے۔ وہ اپنی موت اس لئے مر گئے کہ ان میں کیف علم تو تھا مگر سوز عشق نہیں تھا۔ ڈنکے کی چوٹ پر کہا جا سکتا ہے کہ کوئی بھی نظام زندگی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ان دونوں رنگوں سے رنگا ہوا نہ ہو۔

اللہ رب العزت نے جو نظام زندگی ہمیں عنایت فرمایا اس میں سوز عشق بھی ہے اور کیف علم بھی۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے تو آپؐ نے اپنی بعثت کے دو مقاصد ارشاد فرمائے۔ ایک مقصد تو یہ بتایا کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (میں معلم بن کر مبعوث ہوا ہوں)۔ یہ نہ کہا کہ میں عالم بن کر مبعوث ہوا ہوں اس لئے کہ عالم سے معلم کا رتبہ بلند ہوتا ہے۔ گویا اس حدیث میں کیف علم کی وضاحت ہے کہ میں انسانیت کو زیور علم سے آراستہ کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ دوسری حدیث مبارکہ میں فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ لاتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (میں مکارم اخلاق کی تعلیم دینے کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں)۔ یہ مکارم اخلاق کیا ہیں؟ انہی کا نام سوز عشق ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنے ان مقاصد میں کس حد تک کامیاب ہوئے؟ اس سوال کے جواب کیلئے آپ ﷺ کے الوداعی خطبہ کا وہ نقشہ سامنے آجاتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے سب کے سامنے کہہ دیا 'لوگو! کیا جس مقصد کے لئے مجھے بھیجا گیا تھا میں نے اس مقصد کو پورا کر دیا ہے؟ لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ یقیناً آپؐ نے اپنی بعثت کا مقصد پورا کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ! آپ گواہ رہنا کہ جس مقصد کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا وہ میں نے پورا کر دیا ہے۔ کس مقصد کی تکمیل کی گواہی دیتے ہیں؟ سوز عشق کی اور کیف علم والے مقصد کی شہادت دیتے ہیں۔

دنیا کے مفکرین نے بہت کوششیں کیں، بہت محنتیں کیں لیکن ان دونوں پہلوؤں کو بیک وقت جمع نہ کر سکے۔

دعوت فکر و عمل روز نئی ملتی ہے
پھر بھی دنیا تیرے پیغام سے آگے نہ بڑھی

بہر حال آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود مدنی آقا ﷺ کا نظام زندگی ہی کامیاب ہے۔ جس میں کیف علم بھی ہے اور سوز عشق بھی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کی فوقیت عقل پر: انبیائے کرام علیہم السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو انہوں نے اپنی محنت کا میدان قلب کو بنایا۔ اس میں ایک خاص نکتہ ہے کہ علم کا تعلق ظاہر کے ساتھ ہوتا ہے اور عشق کا تعلق باطن کے ساتھ ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ رب العزت کی محبت عالم غیب کا معاملہ تھا اس لئے قلب کو عقل پر مقدم کیا گیا۔ قرآن نے کہہ دیا لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَا (اے کاش! ان کے دل ہوتے جو انہیں عقل سکھاتے) کیونکہ خود عقل بھی دل کے تابع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام تشریف لائے تو انہوں نے بھی محنت کا میدان انسان کے دلوں کو بنایا۔ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ہم نے عقل کو بدل کر رکھ دیا کیونکہ اس میدان میں عقل کے پاؤں لنگ ہیں۔ مشاہدہ تو دل کا کام ہے' ایمان کا تعلق دل سے ہے' غیب کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ ہم اللہ پر بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور اس کا تعلق عشق سے ہے' اس کا غیب سے تعلق ہے۔ علم چونکہ ظاہر سے تعلق رکھنے والی چیز ہے اس لئے دین اسلام میں قلب کو عقل پر مقدم کیا گیا۔

عشق اور علم کا باہمی تعلق: جہاں سوز عشق ضروری ہے وہاں کیف علم بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا تعلق رکھتے ہیں۔ اگر فقط عشق ہو تو انسان بدعات کا مرتکب ہو جاتا ہے اور اگر فقط علم ہو تو انسان کبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ علم عشق کو متوازن رکھتا ہے جبکہ عشق علم میں تواضع پیدا کرتا ہے۔ دونوں ضروری ہیں ایک چیز ہوگی تو بندہ مار کھا جائے گا۔

صرف عشق بدعات کا ماخذ ہے: صرف عشق ہو گا تو انسان کو بدعات میں مبتلا کر دے گا۔ اسی لئے آپ نے دیکھا ہو گا کہ جو زیادہ عشق کا دعوی کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں "علموں بس کریں او یار" اس لئے کہ علم سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ بیچارے کہہ بیٹھتے ہیں "تھاڈی بخ ویلے ساڈی ہر ویلے"۔ استغفراللہ۔ یہ اندھا عشق ہی ہے جو قبروں کو سجدے کرواتا ہے۔ پیروں کی اتنی اتنی بڑی تصویریں گھروں میں لگواتا ہے اور صبح کے وقت کہلواتا ہے "باباجی تھاڈا ای دتا کھاندے آں" ایسا کیوں؟ اس لئے کہ عشق کا کچھ حصہ ان کو ملا ہوتا ہے مگر علم سے خالی ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ایسی

www.besturdubooks.wordpress.com

باتیں کرتے ہیں۔ جبکہ کامل صوفی وہ ہوتا ہے جس میں عشق بھی ہو اور علم بھی ہو۔

صرف علم تکبّر پیدا کرتا ہے: اگر فقط علم ہو تو یہ انسان کو متکبر بنا دیتا ہے حتیٰ کہ انسان اپنے نفس کا پجاری بن جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے قرآن میں فرمایا اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ هَوَاهُ (کیا دیکھا آپ نے اسے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا؟)۔ اور آگے کیا فرمایا' وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ (اور علم کے باوجود اللہ نے اسے گمراہ کر دیا)۔ یہاں علم کا تذکرہ اس لئے کیا کہ صرف علم ہو تو انسان کو خواہشات کا پجاری بنا دیتا ہے۔ پھر وہ بندہ اپنی مرضی کے اجتہاد کرتا پھرتا ہے۔ آپ دیکھیے! شیطان بڑا علم والا تھا۔ اللہ رب العزت نے جب حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے سجدہ کیا مگر شیطان نے سجدہ نہ کیا۔ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ نافرمانی کی اور تکبر کیا وَ کَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ اور کافروں میں سے ہوا۔ تو اللہ رب العزت نے شیطان سے پوچھا' سجدہ کیوں نہ کیا؟ چونکہ علم تھا لہٰذا اس نے دلائل دینے شروع کر دیئے۔ کہنے لگا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ (میں اس سے بہتر ہوں) کیوں؟ اس لئے کہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ (مجھے آگ سے پیدا کیا) اور آگ بلندی کی طرف جانے والی ہے۔ وَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ (اور اسے آپ نے مٹی سے پیدا کیا) جبکہ مٹی میں تواضع ہے لہٰذا میں اس سے بہتر ہوں۔ ایک طرف اس نے یہ logic (دلیل) پیش کی اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اسے راندہ درگاہ بنا دیا۔

میرے دوستو! یہ بات اپنے سینوں پر لکھ لیجیے کہ شیطان عالم تو تھا' عامل تو تھا' عابد تو تھا مگر عاشق نہ تھا جس کی وجہ سے وہ دھوکا کھا گیا۔ کاش! کہ عاشق بھی ہوتا تو پھر اسے سجدہ کرنے سے کوئی چیز پیچھے نہیں ہٹا سکتی تھی۔

اہل علم حضرات کیلئے مفید مشورہ: اسی لئے اہل علم حضرات سے کہتے ہیں کہ آیئے! ذرا اپنے آپ کو مٹا کر تو دیکھیے۔ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا:

قال را بگزار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ تو اپنے قال کو کسی مرد حال کے قدموں پہ ڈال دے اور کسی کے سامنے اپنے آپ کو پامال کر دے پھر دیکھنا کہ خوش بختی کس طرح قدم چومتی ہے۔ مگر یہ بہت مشکل کام ہے۔ کیونکہ نفس بہانے ڈھونڈتا ہے' نفس حجتیں بناتا ہے' وہ اپنے اوپر پابندیاں برداشت نہیں کر سکتا حالانکہ اسی نفس کے مٹانے میں ہی انسان کی عافیت ہے۔ اسی تواضع میں انسان کی بلندی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ (جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے متواضع بنالیتا ہے' اللہ اس کو بلندی عطا فرما دیتے ہیں)۔

جو اہل وصف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

صراحی سر نہ جھکائے تو کیا پیانے کو بھر سکے گی؟ نہیں' پیانے کو بھرنے کے لئے اسے سر جھکانا پڑے گا۔ اسی لئے کہنے والے نے کہا:

تواضع کا طریقہ سیکھ لو لوگو صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

جو گردن کو جھکاتا ہے' اللہ اس کے فیض کو بڑھا دیا کرتا ہے۔ آپ بھی ذرا اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک کر دیکھئے' کسی عارف کے سامنے اپنے آپ کو پامال کر کے دیکھئے' پھر دیکھنا اللہ رب العزت کیسے قدر دانی فرماتے ہیں۔ چنانچہ آگے فرمایا:

صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

سو کتابوں اور سو ورقوں کو تو آگ میں ڈال دے اور جان و دل کو اپنے محبوب کے حوالے کر دے' پھر تمہیں محبوب حقیقی کے وصل کا جام نصیب ہو گا۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار بنتا ہے

خاکی النسل بن کر رہنے کی فضیلت: انسان مٹی سے بنا ہے لہٰذا اسے خاکی النسل بن کے رہنا چاہئے۔ دیکھیں' مٹی کو اللہ نے یہ

عزت دی ہے کہ اس سے پھل پھول نکلتے ہیں' میوے اور غذائیں نکلتی ہیں' کبھی آگ سے بھی کوئی میوہ نکلا؟ نہیں کبھی نہیں۔ وہ تو الٹا میووں کو جلا دیتی ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ مٹی کی قدر بھی اس وقت تک ہے جب تک یہ پاؤں کے نیچے ہے' جب وہ پاؤں کے نیچے سے نکلی اور کپڑوں پر پڑی تو ہر بندہ اسے جھٹک دے گا۔ کوئی بھی کپڑوں پہ مٹی لگی برداشت نہیں کرتا۔ آنکھوں میں پڑی تو ہر بندہ مسل کر نکال دے گا۔ اگر کسی چیز پر پڑی تو کہیں گے کہ اس کو یہاں سے جھاڑ دو۔ تو پاؤں کے نیچے سے اوپر گئی تو اس کی بیقدری ہوئی۔ جس طرح مٹی اڑ کر اپنی حیثیت سے بڑھنے کی کوشش کرتی ہے تو ہر بندہ اس سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان اپنی اوقات سے بڑھنے کی کوشش کرے گا تو اسے بھی معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جائیگا۔ ہمیں اللہ رب العزت نے خاکی النسل بنایا ہے اور تواضع ہماری سرشت میں رکھ دی ہے' اس لئے ہم متواضع بن کر رہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا:

زمیں کی طرح جس نے عاجزی و انکساری کی
خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانپا آسماں ہو کر

آتشی النسل بن کر رہنے کی مذمت:

اس کے برعکس آگ کو دیکھئے' کہیں بھی ذرا آگ لگے تو ہر بندہ یہ کہے گا' بھاگو بھاگو! اس کمبخت کو بجھاؤ۔ گویا آگ کا اوپر اٹھنا کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ مگر کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جو خاکی النسل بن کر رہنے کی بجائے آتشی النسل بن کر رہتے ہیں۔

ایک صاحب کسی آدمی کے پاس گئے' کہنے لگے "حضرت! تھوڑی سی آگ چاہئے۔ اس نے کہا' میرے پاس نہیں ہے۔ پھر کہنے لگا' حضرت! تھوڑی سی آگ لینے آیا ہوں۔ وہ غصے میں کہنے لگے' ارے! تو سنتا نہیں۔ کہنے لگا' حضرت! میں دھواں تو سلگتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ وہ کہنے لگے' میرے کہنے پر یقین نہیں ہے؟ کہنے لگا' حضرت! تھوڑی تھوڑی آگ جلتی بھی دیکھ رہا ہوں۔ کہنے لگے. تو بیوقوف ہے' تجھے میری بات سمجھ میں نہیں آتی؟ کہنے لگا' حضرت! اب تو انگارے بھی بننا شروع ہو گئے ہیں۔ وہ کہنے لگے' نکل یہاں' سے دفع ہو جا۔ کہنے لگا' حضرت! یہی تو آگ تھی جس کی میں آپ کو خبر دینے کیلئے آیا تھا۔ تو یہ غصہ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

آگ ہوتی ہے۔ جب تھوڑا سا ہوتا ہے تو آگ سلگ رہی ہوتی ہے' جب زیادہ ہوتا ہے تو آگ لگ جاتی ہے اور جب پورا غصہ میں آگیا تو غصہ کی آگ میں بھڑک اٹھا۔ جس بندہ کو غصہ زیادہ آئے وہ آتش النسل ہوتا ہے۔ جب کہ یہ سلسلہ تو شیطان تک جا کر ملتا ہے۔ اللہ سے توبہ کرلو' ایسا نہ ہو کہ تمہارا اس کے ساتھ الحاق کر دیا جائے۔ نعوذ باللہ۔

صحابہ کرام میں سوز عشق اور کیف علم:

انسان کو سوز عشق بھی حاصل کرنا چاہئے اور کیف علم بھی۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو دیکھا جائے تو ان میں یہ دونوں پہلو بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ صحابہ کرام ؓ کی زندگیاں مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ کا نمونہ تھیں۔ ان میں ایک طرف عشق الٰہی کا جذبہ تھا تو دوسری طرف علم الٰہی کا جذبہ تھا۔ انکے سینے ایک طرف معرفت الٰہی سے بھرے ہوئے تھے تو دوسری طرف عشق الٰہی سے۔ تو گویا انکے سینوں میں دو دریاؤں کا سنگم تھا۔ یہ دونوں نعمتیں ان کو نبی اکرم ﷺ کی وساطت سے نصیب ہوئی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو بھی انسان سے وہی زندگی مطلوب ہے جس میں سوز عشق بھی ہو اور کیف علم بھی۔

سوز عشق میں سرمست شخصیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل عشق رسول ﷺ کا گہوارہ تھا۔ صحابہ کرام ؓ میں ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت نمایاں مقام عطا فرمایا۔ دیکھئے! جب سورج طلوع ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کی کرنیں اس عمارت پر پڑتی ہیں جو سب سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ اسی طرح جب آفتاب نبوت طلوع ہوا تو اس کی کرنیں سب سے پہلے اس ہستی پر پڑیں جو اس امت میں سب سے بلند و بالا تھی - یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہستی ہی تھی۔ آپ ہی ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل امام ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے یہ نسبت حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کو ملی حدیث پاک میں ہے کہ مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ (اللہ نے میرے سینے میں جو کچھ ڈالا وہ میں نے ابو بکر ؓ کے سینے میں ڈال دیا)۔

میرے دوستو! وہ علم باطن تھا' وہ علم معرفت تھا' وہ ایک نور تھا جو سینۂ نبوت ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے سینہ صدیق ؓ میں منتقل ہوا تھا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میری امت کے ایمان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان بڑھ جائے۔ کیوں؟ اس لئے کہ بے حد سوز عشق نصیب تھا۔ آپ ؓ کے سوز عشق کی چند مثالیں عرض کی جاتی ہیں تاکہ پتہ چلے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ واقعی سرمست تھے۔

مثال نمبر1:

ایک دفعہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف فرما تھے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا' "تمہاری دنیا میں سے صرف تین چیزیں مجھے محبوب ہیں۔ ایک خوشبو' دوسری نیک بیوی اور تیسری میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"۔ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے نکلے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھے۔ ان کو بھی اپنا درد دل بیان کرنے کا موقع مل گیا۔ انہیں بھی اپنا فسانہ زبان پر لانے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ تڑپ کر بولے' اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔ ایک آپ ؐ کے چہرہ انور کو دیکھتے رہنا۔ دوسرا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو خرچ کرنا۔ تیسرا یہ کہ میری بیٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہے۔ دیکھیں' ان تینوں چیزوں کا مرکز اور محور ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ ہے سچا عشق۔

مثال نمبر2:

ایک دفعہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھے رو رہے تھے اور دعائیں مانگ رہے تھے۔ دعا کے دوران یہ بات دل میں آئی کہ یا اللہ! مجھے آپ نے مال عطا کیا' اب میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں پیش کروں مگر دینے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور لینے والا ہاتھ نیچے ہوتا ہے۔ جب میں مال دوں گا تو اپنے آقا ؐ کی یہ بے ادبی تو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خود ہی ڈال دیجئے کہ وہ میرے مال کو اپنے مال کی طرح استعمال کرنے لگ جائیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اس کے بعد آپ ؐ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے مال کی طرح استعمال فرمایا کرتے تھے۔

مثال نمبر3:

ہجرت کے وقت نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور صدیق

www.besturdubooks.wordpress.com

اکبر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے۔ ہلکی سی آواز میں سلام کیا۔ صدیق اکبرؓ فوراً باہر تشریف لائے جیسے پہلے ہی سے جاگ رہے ہوں۔ اس وقت رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' لوگ سو رہے ہیں' کیا آپ جاگ رہے تھے؟ جواب میں صدیق اکبرؓ عرض کرتے ہیں' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کچھ دنوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ آپؐ کو ہجرت کا حکم ملے گا اور یہ بھی دل مانتا تھا کہ جب آپؐ ہجرت کیلئے روانہ ہونگے تو اس غلام کو اپنی غلامی میں اپنے ساتھ لے کر جائیں گے۔ پھر دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ حکم رات کو ملا اور آپؐ تشریف لائے تو آپؐ کو جگانے کی تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ چنانچہ جس دن سے خیال آیا اس دن سے ابو بکر نے رات کو سونا چھوڑ دیا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو بکر کے دروازے پر آکر کھڑا ہونا پڑے۔

مثال نمبر4:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک خواب دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بارش ہو رہی ہے۔ جہاں آپؐ کے قدم مبارک ہیں وہاں پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر ہے اور بارش کا پانی آپؐ پر سے ہوتا ہوا صدیق اکبرؓ پر پڑ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آپ کو بھی قریب کھڑے ہوئے دیکھا کہ ابو بکرؓ سے پانی کی چھینٹیں اڑ کر میرے اوپر پڑ رہی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسا خواب دیکھا ہے۔ فرمایا' یہ علوم نبوت ہیں جو وارد ہو رہے ہیں۔ میری اتباع کامل کی وجہ سے ابو بکرؓ سب سے زیادہ حصہ لے رہے ہیں اور ابو بکرؓ سے مناسبت کی وجہ سے تمہیں بھی حصہ مل رہا ہے۔

سلسلۂ نقشبندیہ میں علوم نبوت: یہ وہ علوم نبوت ہیں جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آج بھی جاری و ساری ہیں۔ ہمارے سلسلے کے اندر کرامات زیادہ نظر نہیں آئیں گی' ہمارے سلسلہ میں آپکو بھوکے رہنے کے مجاہدے زیادہ نظر نہیں آئیں گے' چلہ کشی زیادہ نظر نہیں آئے گی۔ دوسرے سلاسل کے حضرات سب کاملین ہیں۔ ہمیں ان سے محبت اور عقیدت ہے۔ وہ فرماتے ہیں ہم ریاضت کے ذریعے سلوک طے کرواتے ہیں جبکہ ہمارے مشائخ اتباع سنت کے ذریعے سلوک طے کرواتے ہیں۔ دیکھا!

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فیضان ہے جو اللہ رب العزت نے اس سلسلہ میں جاری فرما دیا۔

بے طلبی کی مذمت: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ مقام سوز عشق اور کیف علم کی وجہ سے نصیب ہوا۔ آج ہمیں بھی یہ دونوں نعمتیں اللہ رب العزت سے مانگنی چاہئیں۔ یہ اسے ملتی ہیں جس کے اندر طلب ہوتی ہے۔ میرے دوستو! بے طلب انسان کو تو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی کچھ نہ ملا اب تو نبوت کو چودہ سو سال گذر گئے' ایک آدمی کو بے طلب بن کر بھلا آج کیا مل سکتا ہے۔ طلب پکی سچی ہونی چاہئے۔ آج لوگ بیعت تو ہو جاتے ہیں مگر رابطۂ شیخ نصیب نہیں ہوتا۔

رابطۂ شیخ کیا ہے؟: پوچھتے ہیں' رابطہ شیخ کیا ہے؟ کوئی نعمت ہوتی ہے جو اللہ تعالی پیر اور مرید کے دل میں پیدا فرما دیتا ہے۔ ایسی محبت ہوتی ہے کہ انسان اس کی حرارت کو بے اختیار محسوس کرتا ہے۔ اس کے اپنے بس میں نہیں ہوتا۔ وہ محبت بے اختیار ان کے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ نتھی کر دیا کرتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی تعلق سب سے زیادہ تھا۔ ان کے قلب و نظر کا محور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات مبارکہ بن چکی تھی۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبے رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ فیضان نبوت میں سے ان کو سب سے زیادہ حصہ ملا۔ یہی رابطۂ شیخ ہوتا ہے۔ جو مرید اپنے شیخ سے اس طرح کا تعلق رکھتا ہے تو شیخ پر آنے والے فیوضات سے وہ بھی نوازا جاتا ہے۔ ایسی طلب ہو تو پھر اللہ رب العزت عطا بھی فرما دیتے ہیں۔

حضرت عبدالقدوسؒ کے پوتے کی سچی طلب: حضرت عبدالقدوسؒ کے پوتے جیسی طلب ہونی چاہئے۔ خواجہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے کئی خلفاء تھے۔ ان کا ایک پوتا جوان ہوا تو اس وقت دادی اماں حیات تھیں۔ انہوں نے کہا' بیٹا! ایک نعمت تیرے دادے کے پاس تھی اگر تو چاہتا ہے کہ وہ نعمت تجھے ملے تو ان کے صحبت یافتہ خلفاء کی خدمت میں جا' طلب صادق لے کر جا' تجھے وہ نعمت ملے گی۔ وہ نوجوان آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ دادی اماں نے اسے ایک خلیفہ کی خدمت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

روانہ کر دیا۔ جب خلیفہ صاحب کو پتہ چلا کہ میرے شیخ کے پوتے آ رہے ہیں تو وہ جماعت لے کر شہر سے باہر استقبال کیلئے آئے۔ بڑی دھوم دھام کے ساتھ استقبال کیا۔ تین دن مہمان نوازی فرمائی۔ اس کے بعد پوچھا کہ جی! کیسے تشریف لائے۔ عرض کیا' آپ کے پاس ایک نعمت ہے' اس کے حصول کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا' پھر تو تقاضے کچھ اور ہیں۔ پیر بن کر تو وہ نعمت نہیں ملے گی وہ تو مرید بن کر ملے گی۔ چنانچہ وہ گدیاں بھی گئیں وہ بستر بھی گئے۔ فرمایا' چٹائی پر رہنا پڑے گا اور یہ یہ کام کرنے پڑیں گے۔ عرض کیا' بہت اچھا۔ حضرتؒ نے ان کے ذمے کئی قسم کے کام لگا دیئے۔ ان کو ریاضت اور مجاہدے کی لائن پر لگا دیا۔ وہ نوجوان لگا رہا۔ ایک ایسا وقت آیا کہ جب شیخ نے دیکھا کہ کچھ بہتر ہو رہا ہے تو سوچا کہ چلیں آزماتے ہیں کہ طلب کتنی پکی ہے۔ کچھ لوگ شکار کیلئے جانے لگے تو شیخ نے خود بھی پروگرام بنا لیا کہ ہم بھی شکار کیلئے جائیں گے۔ اس دور میں شکار کو کتوں کے ذریعہ سے پکڑا جاتا تھا۔ سدھائے ہوئے کتوں کا شکار شریعت نے حلال گردانا ہے۔ حضرتؒ نے پلے ہوئے بڑے بڑے کتے ساتھ لے لیے اور نوجوان سے فرمایا کہ آپ نے ان کتوں کو پکڑنا اور سنبھالنا ہے۔ اس نے کہا' بہت اچھا۔ یہ بیچارہ مجاہدے کی وجہ سے سوکھ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا۔ جبکہ آزمائش کیلئے کتے پکڑنے کی ڈیوٹی لگا دی گئی۔ بسا اوقات شیخ آزماتے ہیں' تکلیف دے کر بھی آزماتے ہیں۔ شیخ کو پتہ چل جاتا ہے کہ حقیقت کیا ہے' لیکن مرید کو پتہ نہیں چلتا۔ چنانچہ نوجوان نے رسی کو اپنی کمر سے باندھ لیا اور اپنے ہاتھوں سے اسے مضبوطی سے پکڑ بھی لیا۔ جب شکار سامنے آیا اور کتوں نے شکار کو دیکھا تو وہ بھاگے۔ چونکہ پلے ہوئے کتے تھے اور یہ اکیلے اور کمزور تھے اس لئے رسی کو اپنی ہمت سے پکڑا تو سہی مگر ساتھ کھنچے چلے گئے۔ کتے تیز بھاگے اور یہ کھنچے کھنچے گر گئے۔ اب ساتھ گھسٹتے چلے جا رہے ہیں' جسم زخموں سے چور چور ہو رہا ہے مگر رسی کو نہ چھوڑا کیوں کہ شیخ نے وہ رسی پکڑائی تھی۔ اب جان تو جا سکتی ہے مگر ہاتھوں سے نہیں چھوٹ سکتی۔ یہ ہے سچی طلب۔ جب ان کو جسم پر زخم لگے تو شیخ بھی ساتھ تھے۔ شیخ کو اس وقت کشف میں حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی زیارت ہوئی اور خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب! ہم نے تو آپ سے اتنی محنت

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کروائی تھی۔ چنانچہ اسی وقت شیخ نے اس نوجوان کو سینے سے لگایا اور وہ نعمت ان کے سینے میں القا فرما دی۔

عشق کے تیشے سے دریا کا رخ بدل دیا:

حضرت مرشد عالم رحمتہ اللہ علیہ سائیں فتح علی کا ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ سراج الدینؒ کی خانقاہ میں ایک آدمی تھا جس کا نام تھا "بھتو"۔ ان پڑھ جاہل تھا۔ قرآن پاک بھی پڑھنا نہیں آتا تھا مگر حضرتؒ کے ساتھ جب بیعت کی تو گویا بک گیا۔ اپنے آپ کو شیخ کے سپرد کر دیا۔ یہ سب سے مشکل کام ہے۔ حضرتؒ کی خدمت میں رہنے لگ گیا۔ حضرتؒ کو وہاں پر کئی ایکڑ زمین ملی ہوئی تھی۔ پہاڑی پانی پوری زمین پر پھیل جاتا تھا جس سے وہ زمین قابل کاشت نہیں بن سکتی تھی۔ بھتو کہنے لگا' حضرت! اگر پہاڑ کو فلاں جگہ سے کاٹ دیا جائے تو یہ پانی رخ بدل لے گا اور آپ کی زمین کارآمد بن جائے گی۔ حضرتؒ نے فرمایا' یہ تو مشکل کام۔ کہنے لگا' حضرت! بس اجازت دے دیجئے۔ حضرتؒ نے جب بھتو کی طلب سچی دیکھی تو اجازت دے دی۔ چنانچہ بھتو نے کدال ہاتھ میں لیا اور وہاں جا کر چٹانوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ لوگ آ کر پوچھتے' بھتو! کیا کر رہے ہو؟ وہ کہتا' پہاڑ کاٹ کر دریا کا رخ موڑنا چاہتا ہوں۔ لوگ ہنس کے چل دیتے اور کہتے کہ لوگ ایسے ہی کہتے ہیں کہ بیوقوف مر گئے ہیں دیکھو وہ وہ سامنے موجود ہے۔ بھتو کسی کی بات پر کان نہ دھرتا۔ بس اپنے کام میں لگا رہتا۔ میرے دوستو! پہاڑوں کو توڑنا آسان نہیں ہوتا' دریاؤں کا رخ موڑنا آسان نہیں ہوتا مگر جب عشق کا جذبہ ساتھ شامل ہوتا ہے تو پھر پہاڑ بھی موم بن جایا کرتے ہیں۔ پھر اللہ رب العزت راستے نکال دیا کرتے ہیں۔

ہر ضرب تیشہ ساغر کیف وصال دوست

(تیشے کی ہر ضرب ایسی ہوتی ہے جیسا کہ وہ دوست کے وصل کا جام پی رہا ہو)۔

وہ تیشے مار رہا تھا اور محبت کی لذتیں اٹھا رہا تھا۔ ایک وقت آیا کہ پہاڑ کا حصہ کٹ گیا۔ دریا کا رخ بدلا اور حضرتؒ کی زمین قابل کاشت بن گئی۔ حضرت مرشد عالمؒ اس عاجز کو اس جگہ پر لے گئے اور اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے جس جگہ کو بھتو نے عشق کے تیشے سے کاٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

کر رکھ دیا تھا۔ فقیر نے وہاں عشق کو بازی جیتتے دیکھا' عشق کو وہاں سرخرو ہوتے دیکھا۔ فقیر نے کہا' بھتو! میں تیرے عشق کو سلام کرتا ہوں' میں تیری عظمتوں کو سلام کرتا ہوں' میں تیرے دل کی اس کیفیت کو سلام کرتا ہوں جس میں سرمست ہو کر تو نے تاریخ میں ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

بھتو کی سچی طلب کے ثمرات:

اس واقعہ کے کچھ دن بعد حضرت" نے مکانات بنوانے تھے کیونکہ خانقاہ پر مہمانوں کی آمد و رفت زیادہ تھی اور رہائش کا انتظام کم تھا۔ چنانچہ مستری کام پر لگا دیے گئے۔ مستری تو دوپہر کے وقت آرام کرتے مگر بھتو سوچتا کہ مستری اٹھیں گے اور میں اس وقت گارا بناؤں گا تو اس سے تو وقت ضائع ہو جائے گا۔ مستری تو بیٹھے رہیں گے انتظار میں اور کام بھی میرے حضرت کا ہے۔ چنانچہ جب مستری سو جاتے' تو اس وقت بھتو گارا بنایا کرتا تھا اور کسی کو پتہ بھی نہیں ہوتا تھا۔ جی ہاں' محبت اظہار تو نہیں چاہتی' محبت تو اخفا چاہتی ہے۔

وہ جن کا عشق صادق ہو وہ کب فریاد کرتے
لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

چنانچہ بھتو اسی طرح روزانہ گارا بناتا رہا۔ حضرت خواجہ صاحب" ایک دن دوپہر کے وقت اٹھے' بالکونی سے باہر دیکھا' دھوپ کی وجہ سے سب لوگ سوئے ہوئے ہیں اور اکیلا عاشق گارا بنا رہا ہے۔ پسینے میں شرابور' رنگِ عشق و محبت کے ساتھ وہ اپنی کسی چلا رہا ہے۔ حضرت" نے جب دیکھا تو آپ کو طلب صادق نظر آئی۔ چنانچہ ایک آدمی کو بھیجا کہ بھتو کو بلا کر لاؤ۔ اس آدمی نے جب جا کر کہا تو بھتو ڈر گیا کہ شاید مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے۔ کہنے لگا' اچھا میں ابھی ذرا بدن دھو لوں اور کپڑے پہن لوں پھر حضرت" کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں۔ حضرت" کو پتہ چلا تو فرمایا' نہیں' اسے کہو کہ اسی حالت میں میرے پاس آئے۔ چنانچہ بھتو اسی حالت میں آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اسی وقت سینے سے لگایا اور نسبت کو القا فرمادیا۔

اب بھتو رونے بیٹھ گیا۔ کہنے لگا' حضرت! میں تو جاہل مطلق ہوں' مجھے بالکل کچھ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں آتا' قرآن بھی پڑھا ہوا نہیں ہوں اور آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تجھے خلافت دے دی مگر میں تو اس کا مستحق نہیں ہوں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا' نعمت دینا اللہ کا کام۔ اس نے دل میں ڈالا اس لئے ہم اب اسے روک نہیں سکتے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ برتن صاف ہے لہٰذا ہم نے نعمت برتن میں ڈال دی۔ اب اللہ تعالیٰ خود مہربانی فرمائے گا۔

خیر بھتو کو نسبت ملی تو نسبت نے اپنے پھل پھول نکالنے شروع کر دیئے۔ اس نے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ اور وقت گزرا تو سائیں فتح علی بن گیا' حتیٰ کہ بڑے بڑے علماء اس سے بیعت ہونے لگ گئے۔ حضرت مرشد عالمؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حج کیا۔ اسی دوران میں سائیں فتح علی بھی مکہ مکرمہ میں تھا۔ ایک جگہ علماء کا مجمع تھا' میں نے دیکھا کہ علماء تو زمین پر چٹائیاں بچھا کر سوئے ہوئے ہیں جبکہ انکے درمیان میں سائیں فتح علی کیلئے چارپائی بچھائی گئی ہے۔ یہ نعمت ایسی چیز ہے کہ یہ بھتو کو سائیں فتح علی بنا دیا کرتی ہے۔

سوز عشق اور کیف علم حاصل کرنے کے ذرائع:

میرے دوستو! سوز عشق اور کیف علم حاصل کرنے کیلئے اس طرح کی طلب پیدا کرنی چاہئے۔ سوز عشق کیلئے اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے اور کیف علم کیلئے اللہ رب العزت نے کتاب عطا فرمائی جس کو کتاب اللہ کہتے ہیں۔ گویا رجال اللہ اور کتاب اللہ عطا فرمائے۔ رجال اللہ کے ذریعے سوز عشق کی خواہش کا پورا ہونا تھا اور کتاب اللہ کے ذریعے کیف علم کی خواہش کا پورا ہونا تھا۔ یا یوں سمجھئے کہ سوز عشق کیلئے سنت رسول ﷺ اور کیف علم کیلئے اللہ کا قرآن ملا۔ گویا جس انسان کے ایک ہاتھ میں کتاب اللہ ہو اور دوسرے ہاتھ میں سنت رسول ﷺ ہو تو اس کے پاس سوز عشق بھی ہے اور کیف علم بھی ہے۔ یہ ہے زندگی جسے کامیاب زندگی کہتے ہیں۔

در کفِ جام شریعت در کفِ سندان عشق

ہر ہوسناکے نہ داند جام و سندان باختن

ہر ہوسناک جام و صراحی سے کھیلنا نہیں جانتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے کہ کچھ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہستیوں کو سوز عشق بھی عطا فرما دیتا ہے اور کیف علم بھی عطا فرما دیتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ: یاد رکھیں، اللہ رب العزت نے اس نسبت کو ہر زمانے میں جاری رکھنا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آج جنید اور شبلی نظر نہیں آتے، ہم نسبت کس سے حاصل کریں؟ جی ہاں، اگر جنید اور شبلی کو ڈھونڈو گے تو وہ نہ تو دن میں نظر آئیں گے اور نہ رات میں نظر آئیں گے اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ جیسے خالی آئے تھے ویسے ہی خالی چلے جائیں گے۔ البتہ سچی طلب سے نسبت کو تلاش کرو گے تو نسبت آپ کو آج بھی مل جا۔ ں۔ نسبت آپ کو آج بھی اپنے انوارات دکھائے گی۔ دیکھیں کہ اگر کسی آدمی کی آنکھوں پر پٹی ہو اور وہ کہے کہ مجھے تو نظر ہی نہیں آتا تو بھلا اس میں کس کا قصور ہوگا؟ ہاں اپنی آنکھوں سے تکبر اور نفسانیت کے پردہ کو ہٹا کر خالص اللہ کیلئے صاحبِ نسبت کو ڈھونڈیئے، آپ کو نسبت والے آج بھی مل جائیں گے۔ کیونکہ اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔

دل کی حسرت: میرے دوستو! جن کے پاس یہ نسبت ہوتی ہے یہ نسبت ان کے گھر کی باندی نہیں ہوتی، یہ نسبت ان کی جاگیر نہیں ہوتی، یہ نسبت ان کی ملکیت نہیں ہوتی۔ یہ اوپر سے ملتی ہے آگے پہنچانے کیلئے۔ ہاں برتن نظر نہیں آتے اگر برتن نظر آجائیں تو اس نعمت کو ڈالنے کیلئے ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔ ہم کیوں اِد ۔ اُدھر گھومتے پھرتے ہیں؟ کیوں دنیا کے چکر کاٹتے پھرتے ہیں؟ اس لئے کہ کہیں سوز عشق اور کیف علم کا طالب نظر آئے مگر افسوس نفس کے طالب نظر آتے ہیں اور خواہشات کے بندے نظر آتے ہیں:

؎ حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

میرے دوستو! کوئی اللہ کا بندہ نظر آجائے تو یہ اپنے بس کی بات نہیں ہوتی، پھر وہ پروردگار اس نسبت کو القا کرنے کیلئے راستے ہموار کر دیا کرتا ہے اور اگر کوئی شیخ اس وقت نسبت کو منتقل نہیں کریگا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے مجرم بنا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت کا فرمان ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا (بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کردو)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نور نسبت سے مستفیض فرمائے اور روز محشر بخشش کیے ہوئے گنہ گاروں کی قطار میں شامل فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مثبت اور منفی سوچ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى
الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

زندگی گزارنے کے دو انداز: کائنات میں موجود ہر چیز کو دیکھنے اور اس کے متعلق سوچنے کے دو انداز ہوتے ہیں' ایک مثبت انداز اور ایک منفی انداز۔ اسی بنیاد پر زندگی گزارنے کے بھی دو انداز ہیں مثبت انداز زندگی اور منفی انداز زندگی۔ ہر انسان کے اندر مثبت سوچ بھی موجود ہوتی ہے اور منفی سوچ بھی۔ زندگی کے معاملات میں کوئی انسان اپنی مثبت سوچ کے ذریعہ معاملات کے مثبت پہلو پر نگاہ رکھتا ہے اور کوئی اپنی منفی سوچ کے باعث منفی پہلو پر نگاہ رکھتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ جو انسان مثبت سوچ رکھنے والا ہوتا ہے وہ مثبت فیصلہ کرکے اچھے اور بہتر نتائج اخذ کرلیتا ہے اور منفی زاویہ سے دیکھنے والا منفی فیصلہ کرکے نقصان اٹھاتا ہے۔ ایک انگلش رائٹر کا مقولہ ہے:

The life is ten percent how to make it,

and ninty percent how to take it.

یعنی دس فیصد آپ کی وہ زندگی ہے جسے آپ اپنی محنت اور ہاتھ سے بناتے ہیں اور نوے فیصد زندگی وہ ہے جسے آپ اپنے ماحول اور معاشرے سے قبول کرتے ہیں۔ اب انسان ماحول سے نوے فیصد زندگی کس انداز سے قبول کرتا ہے؟ یہ اس کی اپنی سوچ پر منحصر ہے۔ چاہے تو مثبت سوچ کے ذریعہ زندگی میں پیش آنے والے معاملات کے مثبت پہلو

www.besturdubooks.wordpress.com

پر نگاہ رکھے اور فائدہ حاصل کرلے چاہے منفی پہلو پر نگاہ رکھ کر غلط نتائج اخذ کرلے۔

ایک اشکال کا جواب: اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ مثبت سوچ کا پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور منفی سوچ کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے تو پھر انسان کا کیا قصور؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شخص اپنی کم علمی کے باعث نظام کائنات کے فطرتی اصول اور قاعدہ سے ناواقف ہے۔ ایسا شخص گویا یہ اعتراض کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن کو پیدا کیا' دن کا تو فائدہ ہے کہ اس میں کام کاج ہوتے ہیں رات کو بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ کہ سونے میں انسان کی آدھی زندگی ضائع ہو جاتی ہے۔ نہ رات بنائی جاتی اور نہ ہی انسان کی زندگی ضائع ہوتی۔ ایسا شخص گویا یہ اعتراض کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھری کے اندر پھل کاٹنے کی صلاحیت رکھی ہے' اس کا تو فائدہ ہے لیکن انسانوں کی گردن کاٹنے کی صلاحیت کیوں رکھی گئی؟ نہ ہی یہ صلاحیت رکھی جاتی اور نہ ہی قتل کا جرم ہوتا۔

اس ضمن میں عربی کا ایک مقولہ ذہن میں رکھنا چاہیے۔ تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا ہر چیز اپنی ضد (مخالف چیز) سے پہچانی جاتی ہے۔ مثلاً دن کی پہچان رات کی وجہ سے ہے۔ اگر رات نہ ہوتی تو' صرف دن ہی دن ہوتا تو کون کہتا کہ دن ہو گیا ہے۔ محبت کی پہچان نفرت کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح ایمان کی پہچان کفر کے باعث ہے۔ اگر کفر کا وجود ہی نہ ہوتا سب ہی ایمان والے نیک اور صالح ہوتے تو پھر انبیاءؑ کی بعثت کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ انبیاءؑ کی ضد شیطان ہے۔ گویا کہ ایمان اور غلبہ اسلام کے محرک اور محافظ انبیاءؑ ہیں اور کفر کا محرک اور محافظ شیطان ہے۔ اللہ رب العزت خود فرماتے ہیں کہ "میں نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے" اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہر چیز کا جوڑا جوڑا ہونا نظام کائنات کا بنیادی اصول ہے۔

جدید سائنس کی بنیاد: آج سائنس کی دنیا اسی اصول پر تحقیقات کر رہی ہے۔ یہ اصول گویا جدید سائنس کی بنیاد نظر آتا ہے۔ کمپیوٹر جو موجودہ دور کی جدید ترین اور مفید ترین ایجاد ہے اس کا سارا Function (عمل) دو Bits پر ہے۔ صفر (0) اور ایک (1) پر۔ یہ زیرو اور ایک' یہ بھی ایک جوڑا ہے۔ بلکہ آج

www.besturdubooks.wordpress.com

کے سائنس دان صدیوں کی تحقیقات اور ہزاروں تجربات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ Matter (مادہ) ایک چیز ہے تو اس کا بھی کوئی جوڑا ہونا چاہیے۔ اور اس جوڑے کو انہوں نے Anti-matter کا نام دیا ہے۔ اب وہ اس anti-matter کی دریافت کیلئے محنت کر رہے ہیں۔

روح کی فوقیت مادے پر: اب دیکھتے ہیں کہ روح کے مقابلے میں مادہ کی کیا حیثیت ہے؟ مادہ کا خمیر خاک سے ہے اور روح کا خمیر افلاک سے بھی اوپر عالم ارواح سے ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں' وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ (میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی)۔ مادہ کا کوئی نہ کوئی مقام ہوتا ہے مگر روح لامکانی شے ہے۔ مادہ کسی چیز سے ٹکرا کر رک جاتا ہے مگر روح آسمان سے بھی آگے نکل جاتی ہے۔ مادہ کو بلندی کی طرف پھینکیں تو Gravity (کشش ثقل) کے باعث پستی کی طرف لوٹتا ہے مگر روح عرش الٰہی کی طرف پرواز کر جاتی ہے تو کئی ہزار سال کی بلندیوں اور رفعتوں کو طے کر جاتی ہے۔ مادیت کے شہسواروں کی معراج یہ ہے کہ وہ صدیوں کی کاوشوں اور محنتوں کے بعد چاند' مشتری اور ثریا تک بمشکل پہنچ سکے ہیں لیکن روحانیت کے شہسوار اعظم سید البشر ﷺ کی معراج یہ ہے کہ آپ ﷺ رب ذوالجلال کے اتنا قریب پہنچے جیسے تیر کمان کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور کہکشاں اور ثریا تو نبی ﷺ کی قدمین شریفین کی گرد راہ ہے۔

نازاں جس پہ حسن ہے وہ حسن رسول ؐ ہے
یہ کہکشاں تو آپ ؐ کے قدموں کی دھول ہے

مادیت تو یہ ہے کہ انسان کھربوں ڈالر لگا کر چاند پر پہنچا اور روحانیت یہ ہے کہ محبوب خدا ﷺ کی انگشت مبارک کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ مادی دنیا کے پوپ کہتے ہیں کہ Water maintain its surface (پانی اپنی سطح برقرار رکھتا ہے) لیکن میدان روحانیت میں عصائے موسوی کی ایک ضرب سے طغیانی لہریں اور طوفانی موجیں سمٹ کر بارہ راستے بنا دیتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سوچنے کے دو انداز: بات ہو رہی تھی کہ سوچ کے زاویے دو ہی ہیں۔ مثبت سوچ دل میں فرحت اور خوشی پیدا کرتی ہے اور منفی سوچ تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ مثال کے طور پر دو شاعر باغ میں گئے' ان میں سے ایک خوش تھا اور دوسرا غمگین۔ دونوں کی نگاہ ایک کھلے ہوئے پھول پر پڑی۔ شعراء حضرات بڑی حساس طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور Nature (فطرت) کو Study (مطالعہ) کرتے رہتے ہیں۔ دونوں نے پھول کے متعلق اپنے اپنے تاثرات بیان کئے۔ جو غمگین تھا اس نے کھلا ہوا پھول دیکھ کر کہا کہ اس مظلوم لالہ کو بھی کسی نے زخمی کر دیا ہے۔ دیکھئے! اس کا بھی میری طرح سینہ چاک ہے۔ بقول شخصے:

آ ملے ہیں سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک

دوسرا شاعر کہنے لگا کہ یہ پھول بھی میری طرح خوش ہے اور ہنس رہا ہے' دیکھئے کیسے کھلا ہوا ہے۔ بقول شخصے:

یہ سن کر کلی نے تبسم کیا

غور کیجئے! پھول ایک ہی ہے لیکن دونوں کی سوچ کا زاویہ مختلف ہونے کے باعث تاثرات مختلف ہیں۔

ایک جیل میں سے دو قیدیوں نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ ایک کی نظر کیچڑ پر پڑی اور دوسرے کی نظر پھول پر پڑی۔ جس کی نگاہ کے سامنے کیچڑ تھا اس نے کہا کہ باہر تو ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔ اور جس کی نگاہ کے سامنے پھول تھے اس نے کہا کہ جیل کے باہر تو ہر طرف پھول ہی پھول ہیں۔ ارے! لوگ شاکی ہیں کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں اور میں شاکر ہوں کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہیں۔

میز پر آدھا گلاس پانی پڑا تھا۔ دو آدمیوں نے اسے دیکھا۔ ایک نے کہا کہ گلاس آدھا خالی ہے۔ دوسرے نے کہا' الحمد للہ آدھا بھرا ہوا ہے۔ ثابت ہوا کہ سوچنے کے انداز دو ہی ہیں۔ مثبت انداز پریشانیوں کو آسان کر دیتا ہے اور منفی انداز پریشانیوں کو اور مشکل بنا دیتا ہے۔ اس وجہ سے لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ مثبت سوچ رکھنے والے

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ حالات کو لے کر چلتے ہیں اور منفی سوچ والے حضرات کو حالات لے کر چلتے ہیں۔ وہ کٹھ پتلی بن کر زندگی گزارتے ہیں۔

Some people drive the situation and

some are driven by situation.

(کچھ لوگ حالات کو لے کر چلتے ہیں اور کچھ لوگوں کو حالات لے کر چلتے ہیں)

اختلاف رائے: انسانوں میں کئی دفعہ اختلاف رائے بھی ہوجاتا ہے۔ ہم لوگ اختلاف رائے کو دشمنی بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ قدرت نے ہر آدمی میں مختلف دماغ رکھا ہے' ہر ایک کی سوچ کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ وہ اپنے انداز سے ہی سوچتا اور بات کرتا ہے۔ اس لئے اختلاف رائے ایک فطری چیز ہے نہ صرف یہی بلکہ اختلاف رائے ایک نعمت بھی ہے۔ جب اختلاف رائے ہوگا تو معاملہ کے کئی پہلو سامنے آئیں گے اور ان میں سے بہترین حل کا انتخاب آسانی سے کرلیا جائے گا۔ مشورہ کرنا ایک مستقل سنت نبوی ﷺ ہے اور اس کی روح ہے ہی اختلاف رائے۔ مشورہ کرنے میں زیادہ ذہن جمع ہو جاتے ہیں۔ ہر ذہن ایک الگ زاویہ سے معاملہ فہمی کرکے مشورہ دیتا ہے۔ اس طرح معاملہ کے خفیہ پہلو بھی منظر عام پر آجاتے ہیں۔ پلاننگ میں اس پہلو کو Alternatives (متبادل صورتیں) کی اصطلاح سے موسوم کیا جاتا ہے۔ انجینئرز اور منیجرز جب کسی مسئلہ کے حل کیلئے مشورہ کرنے بیٹھتے ہیں تو وہ مسئلہ کی نوعیت اور متعلقہ حالات کو مد نظر رکھ کر مشورہ کرتے ہیں۔ اب جتنے زیادہ ذہن اکٹھے ہوتے ہیں اتنے زیادہ حل اور متبادل صورتیں زیر غور آتی ہیں۔ مثال کے طور پر دس آدمی مشورہ کرتے ہیں ان سب کی رائے مختلف ہوتی ہے۔ ان میں تین چار بہتر صورتوں کا انتخاب کرلیا جاتا ہے۔ بعد میں ان تین چار سورتوں کا حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے آپس میں موازنہ کیا جاتا ہے اور اس کے بعد ان میں سے بہترین صورت کا انتخاب کرلیا جاتا ہے۔ جس کے خوشگوار نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ بہر حال اختلاف رائے فائدہ کی چیز ہے۔

اختلاف رائے کی مثالیں: ایک بھائی کہتا ہے کہ مکان ابھی تعمیر کرنا ہے۔ دوسرا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتا ہے کہ دو ماہ ٹھہر کر تعمیر کریں گے۔ یہ اختلاف رائے ہے لیکن اس کو دشمنی بنالینا بیوقوفی ہے کیونکہ سوچ میں فرق ہونے کی وجہ سے دونوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ ایک نے اپنی سوچ کے زاویے سے دیکھا تو اسے مکان کی تعمیر کرنا آسان نظر آیا اور دوسرے نے اپنی سوچ کے زاویہ سے دیکھا تو اس کو مشکل لگا۔

بیوی ایک جگہ بیٹی کا رشتہ کرنا چاہتی ہے' خاوند دوسری جگہ اپنے رشتہ داروں میں کرنا چاہتا ہے تو اس وجہ سے عام طور پر میاں بیوی میں بات بڑھ جاتی ہے جو کہ گھر کی ناچاقی کا باعث بنتی ہے حالانکہ یہ صرف اختلاف رائے ہے۔ اگر وہ مثبت سوچ کے ساتھ افہام و تفہیم سے کام لیں تو مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور دونوں میں سے جس کی رائے بہتر ہو اس کے مطابق فیصلہ کرلیا جائے۔

بہترین اصول زندگی:

میاں بیوی میں بعض معاملات میں اختلاف رائے ہو کر بحث و تکرار کی نوبت تو آہی جاتی ہے۔ اگر اس دوران فریقین حقیقت پسندی سے کام لیں اور ایمانداری سے ذرا یہ غور کرلیں کہ ان میں سے حق پر کون ہے۔ ظاہر ہے دونوں میں سے حق پر تو ایک ہی ہے' دونوں تو نہیں ہو سکتے۔ تو جو حق پر نہیں ہے وہ ہمت کرکے خاموشی اختیار کرلے اور دوسرے فریق کی کڑوی کسیلی سنتا رہے' صبرو ضبط سے کام لے اور جواب ہرگز نہ دے۔ اس طرح وہ دوسری طرف صبرو تحمل دیکھ کر جلد ہی ٹھنڈا ہو جائے گا بلکہ مثبت اثر لے گا اور بحث و تکرار بڑھنے کی نوبت نہیں آئے گی اور تھوڑے وقت کے بعد پھر دونوں شیر و شکر ہو جائیں گے۔ تو میاں بیوی کو شروع سے ہی ذہن بنالینا چاہئے کہ جب کبھی ایسی نوبت آئے تو دونوں غور کرلیا کریں گے کہ حق پر کون ہے۔

ساس بہو کے جھگڑوں کا بہترین حل:

زوجین کے درمیان جھگڑے عموماً ساس بہو سے ہی جنم لیتے ہیں۔ اور ایسے جھگڑوں کا ایک بہترین حل ہے۔ اگر وہ طریقہ اختیار کرلیا جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ساس بہو کی بنیاد پر جھگڑے کھڑے ہوں۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ میاں بیوی شروع ہی سے یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

Compromise (سمجھوتہ) کرلیں کہ میاں اپنی بیوی کے والدین کی خدمت کرے اور ضروریات کا خیال رکھے اور بیوی اپنے خاوند کے والدین کی خدمت کرے اور ضروریات پوری کرنے کیلئے تیار رہے۔ یعنی دونوں اپنے اپنے سسرال کی خدمت اور معاونت کیلئے عملی طور پر تیار رہیں۔ ویسے بھی حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ شادی سے پہلے ایک والد اور ایک والدہ اور شادی کے بعد دو والد اور دو والدہ ہوتی ہیں۔ یعنی ساس سسر کے حقوق اپنے ہی والدین کی طرح ہیں۔

ذاتی واقعہ: میرے پاس ایک خاتون آئی جو کافی پڑھی لکھی لگتی تھی۔ شاید ایم۔اے کیا ہوا تھا۔ اس نے پردہ کے پیچھے بیٹھ کر بات کی۔ اپنی ساس کے بڑے گلے شکوے کیے کہ ناک میں دم کر رکھا ہے' بات بات پر نوک جھونک کرتی ہے۔ غرض اس نے ساس کا خوب رونا رویا۔ تقریباً آدھا گھنٹہ ساس کے شکوے کرتی رہی۔ اور اس دوران وہ رو پڑی۔ لیکن ساتھ ہی بتایا کہ خاوند میرے ساتھ بہت اچھا ہے' بہت پیار سلوک رکھنے والا ہے۔ اس کے خاوند کی ایک فیکٹری ہے' بڑا کھاتا پیتا گھرانہ ہے' کار کوٹھی اس کے پاس ہے لیکن ساس کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔ جب اس نے بتایا کہ خاوند اس کے ساتھ بہت اچھا ہے' اس سے اسے کوئی شکوہ نہیں تو میں نے اس سے ایک سوال کیا' کیا آپ کو خاوند اور گھر اچھا لگا؟ کہنے لگی' جی ہاں۔ میں نے پوچھا کہ آپ اس گھر میں کیسے آئیں؟ کہنے لگی' وہ تو میری ساس میرے گھر آئی' مجھے دیکھا اور پسند کیا' اور مجھے بیاہ کر لے آئی۔ اس پر میں نے کہا کہ اس نے تو آپ پر احسان کیا کہ اتنے اچھے گھر میں آپ کو لے آئی جس میں آپ کو خاوند بھی اچھا ملا۔ اس بڑے احسان پر تو آپ کو عمر بھر اپنی ساس کا شکرگزار رہنا چاہیے تھا' لیکن یہ شکوے کیسے؟ میں نے کہا اب بتائیں کہ اتنے بڑے احسان کے مقابلہ میں تمہاری یہ باتیں کیسی ہیں؟ کہنے لگی' آپ نے تو میرا مسئلہ حل کر دیا۔ اس احسان کے مقابلے میں تو یہ باتیں واقعی کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتیں۔

ایک انجینئر اور اس کے بیٹے کی سوچ: سوچ کا زاویہ ہر ایک کا اپنا اپنا ہوتا ہے۔ ایک انجینئر صاحب ہیں ان کا ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی بیٹا تھا۔ ایک دن وہ گھر پر ڈرائنگ بنا رہے تھے۔ ان کا چھوٹا سا بیٹا ساتھ بیٹھا تھا اور چیزوں کو آگے پیچھے کر رہا تھا جس سے ان کے کام میں رکاوٹ آرہی تھی۔ انہوں نے بیٹے کو الگ کرنے کی کوشش کی مگر وہ ضد کر گیا۔ انجینئر صاحب رحمدل آدمی تھے ,وہ بیٹے کو مار کر یا سختی سے دور بھی نہیں کر. چاہتے تھے۔ بیٹے کو مصروف کرنے کی ایک ترکیب ان کے ذہن میں آئی۔ ان کے پاس اخبار کا ایک صفحہ پڑا تھا جس پر دنیا کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ انہوں نے اخبار کے کئی ٹکڑے کر دیئے اور ٹکڑے اپنے بچے کو دیئے کہ اگر اس نقشہ کو ٹھیک طرح سے جوڑ لے تو میں دس روپے کا نوٹ انعام میں دوں گا۔ اب اپنی طرف سے انجینئر صاحب نے بڑا پکا انتظام کر دیا تھا کہ میرا بیٹا دو تین گھنٹوں تک مصروف رہے گا۔ بیٹا بہت خوش ہوا کہ دس روپے کا نوٹ انعام میں ملے گا۔ وہ اخبار کے ٹکڑے لے کر دوسرے کمرے میں چلا گیا جبکہ انجینئر صاحب مطمئن ہو کر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ بیٹا تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ نقشہ بالکل ٹھیک جوڑ کر آگیا۔ باپ بہت حیران ہوا کہ اس نقشے کا جوڑنا تو بہت ہی مشکل تھا' بیٹے نے کیسے جوڑا؟ بیٹا مسکرایا اور اخبار کو الٹ دیا۔ دوسری طرف ایک عورت کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ بچے نے اس تصویر کو دیکھ کر ٹکڑے ترتیب سے جوڑ دیئے تو نقشہ خود بخود بن گیا۔ سوچئے کہ باپ اس کام کو ایک زاویے سے دیکھ رہا تھا تو وہ کام مشکل لگ رہا تھا لیکن بیٹے نے دوسرے زاویے سے دیکھا تو مشکل کام بالکل آسان ہو گیا۔

قراء حضرات کیلئے چند اصلاحی مشورے: ایک انجینئر صاحب نے تو یوں حکمت عملی کے ساتھ بچے کو متبادل کام پر لگا دیا اور بچے پر سختی نہ کی مگر ہمارے ہاں قاری صاحبان تو بچوں کو بہت مارتے ہیں۔ یہ بچوں پر ظلم کرتے ہیں' روز محشر ان سے پوچھ ہوگی۔ مارنے والے ظالم ہیں اور جن کو مارا جا رہا ہے وہ مظلوم ہیں۔ قیامت کے دن دونوں ظالم اور مظلوم بن کر پیش کئے جائیں گے۔ شریعت میں اس طرح مارنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ ہم نے بڑے بڑے علماء اور مفتی حضرات سے اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے۔ البتہ شریعت یہ کہتی ہے کہ اگر بچے کو سزا دینا ضروری بھی ہو تو اوسط درجہ کے تین تھپڑ لگائے جا سکتے ہیں' تین سے زیادہ نہیں اور وہ بھی،

www.besturdubooks.wordpress.com

چہرہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر کیونکہ چہرہ پر مارنے کی ممانعت آئی ہے لیکن ہمارے ہاں تو بچہ تھوڑا سا بھول جائے تو ڈنڈا دے ماریں گے۔ نہیں دیکھتے کہ سر پر لگ رہا ہے' ناک پر لگ رہا ہے یا کہاں لگ رہا ہے۔ ارے اللہ کے بندے! وہ بچہ ہے' تم نہیں بھولتے؟ اگر اسی قاری صاحب سے وہی پارہ سنا جائے تو دس دفعہ بھولیں گے۔ اور بچے نے تو بھولنا ہی ہوتا ہے۔ اس نے کونسی چوری کرلی ہے یا کوئی اور جرم کرلیا ہے جو اس قدر سزا دی جاتی ہے۔ اس طرح تو بچے سنورنے کی بجائے الٹا بگڑ جاتے ہیں اور دین اور مدارس سے باغی ہو جاتے ہیں۔ قاری صاحب تو سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کر رہے ہیں اور ثواب کا کام ہے لیکن یہ گناہ ہے جس کا جواب آخرت میں دینا پڑے گا۔ دراصل جو لوگ بچوں کو مارتے ہیں عموماً اپنے نفس کی وجہ سے مارتے ہیں اور گویا اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے مارتے ہیں کہ ہم اس بچے کو سمجھانے سے عاجز ہیں' اس کو اچھے طریقہ سے سمجھانے سے قاصر ہیں مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ شریعت اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتی کہ بچے کی ہڈیاں پسلیاں توڑ دی جائیں۔

میرے دوستو! بچوں کو تعلیم میں چلانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کو وقتاً فوقتاً ترغیب دے کر محنت کا شوق دلایا جائے۔ بچے معصوم دل ہوتے ہیں۔ اچھی اچھی باتوں کا اثر بہت جلدی قبول کر لیتے ہیں اور ذوق شوق سے محنت کرنے لگتے ہیں۔ یہ ذہن سازی ہے اور بچوں کی ذہن سازی کرنا مستقل ایک کام ہے۔ اس سے بچوں کی شروع ہی سے ذہنی نشوونما ہونے لگتی ہے اور بڑے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن بات بات پر بچوں کو ڈانٹنا اور ہر معمولی غلطی پر سزا دینا منفی رویہ ہے۔ اس طرح بچہ ڈانٹ ڈپٹ اور مار سہنے کا آہستہ آہستہ عادی ہو جاتا ہے اور پڑھائی سے دل چرانے لگتا ہے کیونکہ وہ یہی سمجھتا ہے کہ استاد کی ڈانٹ اور مار کٹائی ایک لازمی چیز ہے۔

اس منفی رویہ کا ایک اور بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بچوں کے دل میں استاد کی عقیدت اور ادب نہیں رہتا بلکہ استاد سے بغض' نفرت اور وحشت جنم لیتی ہے۔ اور یہی چیزیں آہستہ آہستہ پختہ ہو کر اس کو مستقل باغی بنادیتی ہیں اور وہ جوان ہو کر بھی مسجد' مدرسہ اور مولوی سے متنفر رہتا ہے اور اعمال صالحہ سے خالی ہی دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھئے، کتنی بڑی خرابی پیدا ہوئی اور ان خرابیوں کے ذمہ دار مسجد کے قاری صاحب اور مدرسے کے استاد ہیں۔ جہاں تک بھولنے کا تعلق ہے تو یہ ایک فطری چیز ہے۔ کیا انبیاء علیہم السلام سے سہو سرزد نہیں ہوئیں؟ حالانکہ انبیاءؑ پر تو جاکر انسانیت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ یہ اس لئے کہ بھول اور لغزش تو آدم کے خمیر میں رکھ دی گئی ہے جو ایک مفید چیز ہے بشرطیکہ اصلاح مناسب طریقہ سے کر دی جائے۔

بھول اور لغزش پر یہی مثبت سوچ ہے اور بھول پر لال پیلا ہو کر سزا دینا منفی سوچ ہے۔ اگر سزا دینا ضروری ہی ہو تو درد اور چوٹ والی سزا دینے کی بجائے ایسی سزا دی جائے جو تھکا دینے والی ہو مثلاً دیر تک کھڑا رکھنا، دونوں ہاتھ اوپر کروا دینا، ایک پاؤں اوپر کروا دینا، دونوں ہاتھوں میں معمولی وزن پکڑا کر دونوں بازوؤں کو متوازی کر دینا وغیرہ۔ اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غلطی پر سزا دینے کی بجائے اچھا سبق سنانے والوں کو انعام دیا جائے تاکہ دوسرے بچے بھی ذوق و شوق کے ساتھ سبق یاد کریں۔

ایک اور بات بھی ضمناً عرض کر دوں کہ بعض مدارس میں اساتذہ اپنے طلبا سے بات کرتے وقت بڑی بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔ بعض بچوں کو خواہ مخواہ ہی شیطان، خبیث، خنزیر، بدمعاش جیسے ناموں سے پکارتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ برے ناموں سے بلاتے ہیں۔ اور بعض کو ان کے اصل ناموں کو بگاڑ کر پکارتے ہیں۔ حالانکہ ان کے منصب اور مرتبہ کے اعتبار سے یہ بات بالکل مناسب نہیں ہے۔ ویسے بھی اللہ رب العزت کا ارشاد ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ایک دوسرے کو برے نام مت دو۔ لہٰذا ان کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ جن بچوں کو آج ہم اس طرح تربیت دے رہے ہیں آخر آگے جاکر جب یہی بچے استاد بنیں گے اور پھر اپنے شاگردوں سے بات کرتے وقت یہی منفی رویہ اپنائیں گے تو اس کا گناہ کس کو ہوگا؟ خدارا! اللہ کے مہمانوں سے یہ سلوک کر کے اپنی آخرت خراب نہ کیجئے۔

سوچ کا اثر عملی زندگی پر: دنیا کی یونیورسٹیوں کا یہ جاننے کیلئے سروے کیا گیا کہ امتحانوں میں فرسٹ آنے والے طالب علم کس ذہن کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مالک ہوتے ہیں۔ کئی طرح سے Analyze (تجزیہ) کیا گیا اور مختلف وجوہات پر غور کیا گیا تو ایک بات سب میں Common (مشترک) نکلی کہ فرسٹ آنے والے طلباء مثبت سوچ کے حامل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں Confidence (اطمینان) بھی زیادہ تھا۔

حقیقت یہی ہے کہ اگر سوچ Positive (مثبت) ہو تو انسان کے اندر کا سسٹم بھی ٹھیک کام کرتا ہے کیونکہ انسان کی سوچ Internal system (اندرونی نظام) کو کنٹرول کرتی ہے۔ اگر انسان کی سوچ Negative (منفی) ہو جائے تو اندر کا سسٹم بھی غلط چلتا ہے کیونکہ انسانی دماغ بدن میں Head Controller کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسانی دماغ بڑے پیچیدہ Nervous system (نظام عصبی) کے ذریعے جسم کے تمام نظاموں کو کنٹرول کرتا ہے اور وہ سارا نظام نہایت ہی حساس اور متاثر ہونے والا ہوتا ہے۔ جس کے باعث سوچ کا مثبت یا منفی رخ بہت ہی آسانی سے Internal System (اندرونی نظام) کو متاثر کرتا ہے۔ صرف سوچ کے بدلنے سے اندر کا سسٹم بالکل بدل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کمرے سے بلی کو بھگاتا ہو اور دروازہ کھلا ہو تو وہ آسانی سے بھاگ جائے گی اور اگر دروازہ بند کرکے اسے مارنے کی کوشش کریں گے تو وہ گلے پڑ جائے گی۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کی سوچ حالات کے مطابق بدل گئی۔ نئی صورت حال سے نمٹنے کیلئے اس نے اپنے آپ کو تیار کرلیا اور لڑنے کیلئے کمربستہ ہو گئی۔ وہی بلی جو معمولی حرکت یا آواز کے ڈر سے بھاگ جاتی' صرف سوچ بدل جانے سے اپنے سے سینکڑوں گنا قوی انسان سے مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو گئی۔

آج طلبا امتحان کیلئے کیوں تیار نہیں ہوتے؟ حالانکہ وقت ہوتا ہے' صحت ہے' ذہانت ہے لیکن پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ کیوں دل نہیں چاہتا؟ اس لئے کہ سوچ منفی ہو گئی ہے۔ جس کے باعث ذہنی طور پر تیار نہیں ہوسکتے۔ اس طرح اندر کا سسٹم ڈاؤن ہونے سے انسان کے اندر Will Power (قوت ارادی) نہیں رہتی۔ یہ چیز اللہ کو ناپسند ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالی بلند ہمتی کو پسند فرماتے ہیں اور بلند ہمت لوگ ہی زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ اللہ کی مدد شامل ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

God helps those who help themselves

(خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں)

اس سے ثابت ہوا کہ عملی زندگی میں شاندار کامیابی حاصل کرنے کیلئے اور اپنے اچھے مقاصد کے حصول کیلئے انسان کے اندر خود اعتمادی اور مضبوط قوت ارادی کا موجود ہونا بہت ضروری ہے۔ اور ان اعلی صفات کے حصول کیلئے آدمی کی سوچ کا مثبت ہونا ضروری ہے کیونکہ منفی سوچ کے ساتھ ان صفات کا پیدا کرنا ناممکن ہے۔

ایک باکسر (Boxer) کی مثال: مائیک ٹائی سن دنیا کا بڑا باکسر تھا۔ کسی مقدمہ میں ملوث ہونے کی وجہ سے جیل میں بند رہا۔ جیل میں اسے باقاعدہ Practice (ورزش) کرنے کا موقع نہ ملا لیکن پھر بھی کسی نہ کسی درجہ میں وہ پریکٹس کرتا رہا اور اپنے آپ کو فٹ رکھا۔ اسی دوران اس نے اسلام قبول کرلیا تو اسکا نیا نام عبدالعزیز رکھا گیا۔ جب وہ جیل سے باہر آیا تو اسے چمپئن باکسر نے چیلنج کیا۔ اس نے قبول کرلیا۔ مقابلہ سے پہلے دونوں کا انٹرویو اخبار میں شائع ہوا۔ اس عاجز نے بیرون ملک میں ان کا انٹرویو خود پڑھا ہے۔ مخالف باکسر نے لمبا چوڑا انٹرویو دیا کہ میں اس کی ناک توڑ دوں گا' بازو توڑ دوں گا اور اتنا ماروں گا کہ اسے چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ اور جب انہوں نے مائیک ٹائی سن (عبدالعزیز) سے انٹرویو لیا تو اس نے ایک ہی بات کہی کہ "یہ تو بچہ ہے"۔ بس اس نے ایک ہی جواب دیا اور اپنے ذہن کو Tension (تناؤ) سے فارغ رکھا اور ایسے ہی ہوا کہ ٹائی سن نے اپنے حریف کو دو تین منٹ میں شکست دے دی۔

حضرت داؤدؑ کا ایک دلچسپ واقعہ: بائبل میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ قرآن پاک میں بھی اسکا مختصر ذکر ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت طالوت علیہ السلام وقت کے بادشاہ جالوت کے مقابلے کیلئے گئے۔ جالوت بڑا لحیم و شحیم' جسیم اور طاقتور تھا۔ اس کی شکل و صورت ہی ایسی تھی کہ دیکھنے سے ہیبت طاری ہوجاتی تھی۔ طالوتؑ ضعیف العمر تھے اور حضرت داؤدؑ جوان العمر تھے اور ماشاء اللہ اٹھتی جوانی تھی۔ جب دونوں حضرات نے جالوت کو دیکھا تو حضرت طالوت علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

نے فرمایا:

It is very dificult to kill him because he is very big.

(اسے مارنا تو بہت مشکل ہے کیونکہ یہ تو بہت بڑا ہے)

ادھر حضرت داؤد علیہ السلام فرمانے لگے

It is very easy to kill him because he is very big,

I never miss him.

(اسے مارنا تو بہت آسان ہے کیونکہ یہ تو بہت بڑا ہے۔ میرا نشانہ کبھی خطا نہ ہو گا)

اور ایسے ہی ہوا کہ حضرت داؤدؑ نے پتھر جالوت کی پیشانی پر مارا اور ختم کر دیا۔ تو جو بھی آدمی مضبوط قوت ارادی سے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتے ہیں۔

خیر خواہی مثبت سوچ میں ہے:

آدمی کی سوچ مثبت ہونی چاہیئے۔ مثبت سوچ سے اپنا بھی فائدہ ہوتا ہے اور دوسروں کا بھی کیونکہ خیر خواہی مثبت سوچ میں پوشیدہ ہے۔ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ (دین سراسر خیر خواہی ہے) مومن اپنا بھی خیر خواہ ہوتا ہے اور دوسروں کا بھی خیر خواہ ہوتا ہے۔ ایمان کی یہ لازمی شرط ہے کہ ایمان والا دوسروں کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ بد خواہی ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے۔ بد خواہ اپنے ایمان کی دھجیاں اڑا دیتا ہے۔ ایک آدمی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دی لیکن آپؑ نے اسے جواب میں دعا دی۔ آپ نے فرمایا' کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ (ہر برتن سے وہی کچھ نکلتا ہے جو کچھ کہ اس میں ہوتا ہے)۔ جو کچھ اس میں تھا اس نے باہر نکالا اور جو کچھ مجھ میں تھا میں نے وہی باہر نکالا۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ اچھائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی اور فرمان ہے کہ برائی کو اچھائی سے دور کر دو' برائی کا بدلہ اگر اچھائی سے دیا جائے تو دشمن بھی یار بن جاتا ہے۔

مقصد کے تعین میں مثبت سوچ کا کردار:

مثبت سوچ رکھنے والا آدمی دنیا میں کچھ کر کے جاتا ہے' ذکر کرنے والا ہمیشہ مثبت سوچ کا حامل ہوتا ہے۔ آپ بھی دل میں پختہ ارادہ کر لیں کہ دنیا میں کچھ کر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مرنا ہے۔ عزم صمیم کرنے کیلئے کوئی مقصد متعین کریں کہ میں نے اس مقام تک پہنچنا ہے۔ مقصد متعین کرلینے سے آدمی کو کام کرنے کا ایک میدان مل جاتا ہے۔ جب تک انسان کے سامنے کوئی مقصد نہ ہو تو زندگی میں کامیابی مشکل ہے۔ اس طرح تو جیسے دنیا میں آئے تھے ویسے ہی گزر جائیں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ مقصد متعین کرنے کیلئے سوچ کا مثبت ہونا اور مضبوط قوت ارادی بنیادی شرط ہے۔ اگر منفی سوچ کے ذریعے مقصد کا تعین کیا جائے گا تو بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہو گا۔ مثبت سوچ اور Will Power (قوت ارادی) کے ذریعے ناممکن کام بھی ممکن بن جایا کرتے ہیں۔

ایک یورپی مصنف کی دلچسپ مثال:

اٹلی کا ایک ڈاکٹر بڑا محنتی آدمی تھا۔ وہ عربی جانتا تھا اور اس نے عرب حکماء کی عربی کتابوں کا ترجمہ اطالوی زبان میں کیا۔ اسے اس کام میں دو سال لگے۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے تشخیص کی کہ کینسر کا مرض ہے اور یہ بھی بتایا کہ زیادہ سے زیادہ دو سال تک یہ زندہ رہے گا۔ دو سال کے بعد اس کی Death (موت) متوقع ہے۔ اب وہ بستر پر آرام کی حالت میں تھا۔ اس کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش! میں عرب حکماء کی باقی کتابوں کا ترجمہ بھی اپنی اطالوی زبان میں کردوں تاکہ مخلوق کا فائدہ ہو۔ چنانچہ اس نے Decide (فیصلہ) کرلیا کہ ترجمہ کرنا ہے۔ اس نے لائبریری میں سے عرب حکما کی بہت سی کتابیں منگوالیں جو کہ طب و حکمت سے متعلق تھیں۔ جب ان کی Sorting (چھان بین) کی کہ کونسی کتابیں اہم ہیں جن کا ترجمہ ہونا چاہیئے تو وہ کتابیں اس نے الگ کرلیں اور انہیں گنا تو وہ اسی (80) کتابیں تھیں۔ اب وہ ترجمہ کرنے کیلئے ذہنی طور پر تیار ہو گیا۔ حالانکہ وہ بیمار تھا' کینسر کا شدید مریض تھا' اس سے بڑھ کر یہ کہ اسے موت سر پر منڈلاتی نظر آرہی تھی لیکن اس سب کے باوجود وہ اس عظیم مہم کیلئے بالکل تیار ہو گیا۔ اس نے ترجمہ کرنا شروع کردیا۔ اسے ہر دن وقت کے کم ہونے کا احساس بھی دامن گیر تھا لیکن وہ اپنے کام میں لگا رہا۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس نے پورے دو سالوں کے اندر 80 کتابوں کا ترجمہ اطالوی زبان میں مکمل کرلیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج اس ڈاکٹر کو دنیا کا سب سے بڑا Translator (ترجمان) مانا جاتا ہے۔ اور "Genns book of world record." میں آج بھی اس شخص کا نام لکھا ہوا ہے۔ اسے یہ اعزاز اسلئے ملا کہ اس کے پیچھے "مثبت سوچ" کی قوت کار فرما تھی۔ اس نے سوچا کہ چلے تو جانا ہی ہے تو یہ دو سال کیوں ضائع ہوں، فارغ رہنے سے معروف رہنا ہی بہتر ہے۔ اور پھر اس کے سامنے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اگر عرب حکماء کی ان اہم ترین تصانیف کا ترجمہ ہو گیا تو علم کا ایک بیش بہا خزانہ اطالوی زبان میں آجائے گا۔ چنانچہ اس کی جوان ہمتی نے ناممکن کام کو بھی ممکن بنا دیا۔

موت کی علامات پانے پر ڈاکٹر کی ذمہ داری:

یورپی ممالک میں ڈاکٹر حضرات قریب الموت لوگوں میں یوں وقت کا احساس پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں Third World (تیسری دنیا) میں Death expected (قریب الموت) مریضوں کو بتاتے ہی نہیں کہ اتنے دنوں میں اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ بلکہ اس سے یہ بات چھپائی جاتی ہے یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ یورپ میں تو بالکل کھلے لفظوں میں بتا دیتے ہیں تاکہ مریض ذہنی طور پر اس کیلئے تیار ہو سکے اور جن سے لین دین وغیرہ کرنا ہے وہ کر لے اور گھر والوں کو نصیحت وصیت کر سکے۔ اسی طرح یہاں بھی ڈاکٹروں کو چاہیے کہ بتا دیا کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ توبہ کر لے اور اس کی برکت سے ایمان کی حالت میں چلا جائے اس لئے کہ مومن کا عقیدہ ہے کہ یہاں کا مقام عارضی ہے اور ایک دن تو مرنا ہی ہے اس لیے اگر بتا دیا جائے کہ اتنے وقت تک Death ہو جائے گی تو وہ نصیحت وصیت کر سکے گا، لین دین نمٹا لے گا اور کچھ اللہ توبہ کر کے راضی برضا ہو کر تیار ہو جائے گا۔ اس میں زیادہ فائدہ ہے۔ اسی لئے حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ مرتے وقت کوئی نیک آدمی پاس ہونا چاہیے تاکہ وہ اسے ذکر و اذکار کی ترغیب دے۔ ویسے بھی عمر جتنی بھی کم ہو حساب کم دینا پڑے گا۔ حدیث پاک میں کہیں نہیں آیا کہ رسول پاک ﷺ نے درازی عمر کیلئے دعا فرمائی ہو۔ یہ دعائیں تو فرمائی ہیں کہ علم میں اضافہ فرما، صحت و عافیت کیلئے دعا مانگی لیکن یہ دعا نہیں مانگی ہو گی کہ عمر طویل ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شاید ایک آدھ مرتبہ عمر میں برکت کی دعا فرمائی ہو۔

حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ کو جب کسی کی موت کی خبر ملتی تو فرماتے' اچھا ہوا چھوٹ گیا۔ یعنی اچھا ہوا جو آزاد ہو گیا۔ کیونکہ دنیا تو مومن کیلئے قید خانہ ہے اور قید خانے سے رہائی ہوتے ہوئے غم نہیں ہوتا بلکہ خوشی ہوتی ہے۔ جو دنیا کی اس جیل سے آزاد ہو کر اپنے اصلی گھر آخرت میں پہنچ گیا وہ رہائی پا گیا۔

بلند ہمتی.... اللہ کی مدد کا محور!!!:

لیکن اس قید خانہ سے رہائی پانے کیلئے انسان کو بلند ہمتی سے رہنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ بلند ہمتی کو پسند فرماتے ہیں' بلند ہمت انسان کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ بلند ہمت مرد مومن کے ساتھ ہوتے ہیں۔

God helps those who help themselves.

(خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں)

جب انسان بلند ہمتی کا مظاہرہ کرتا ہے تو پھر یدر میں مٹھی بھر جماعت مسلح لشکر جرار کو خاک آلود کر دیا کرتی ہے' سینکڑوں من وزنی دروازہ ایک نیزہ کی نوک سے اکھڑ جایا کرتا ہے' نعرہ تکبیر کی گونج سے قیصر و کسریٰ کے بلند و بالا قلعے زمین بوس ہو جایا کرتے ہیں۔ جب مرد مجاہد اللہ کی مدد کے ساتھ اٹھتا ہے تو دریاؤں اور طوفانی موجوں کو راستہ دینا پڑتا ہے۔ میرے آقا ﷺ کے سپاہیوں کیلئے درندوں کو بھی جنگل خالی کرنا پڑا۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ ایک دبلے پتلے صحابی ہیں۔ ایک جنگ کے موقع پر ایک قلعہ کئی دن سے فتح نہیں ہو رہا تھا۔ ایک دن اس مرد قلندر کا جذبہ ایمانی جوش میں آتا ہے' اپنا گھوڑا دوڑا کر اکیلے اس قلعہ کے پاس جاتے ہیں اور تین مرتبہ بلند آواز سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ اکبر! پورے کا پورا قلعہ زمین بوس ہو جاتا ہے۔ یہ قلبی جمعیت تھی' تعلق باللہ تھا' قوت ایمانی تھی کہ قوی ہیکل اور ناقابل تسخیر قلعہ بھی مجاہد کے نعرہ تکبیر کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ جی ہاں ایسا ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ بندہ کی طرف سے قوت ایمانی کے ساتھ ساتھ ہمت' عزم و ارادہ اور محنت بھی ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی کی مہلت اور سالکین کی ذمہ داری: سالک کو چاہیئے کہ وہ پختہ ارادے کے ساتھ کمربستہ ہو جائے۔ اس کا مقصود حقیقی اور محبوب حقیقی سامنے ہے' اگر محبوب سامنے ہو تو پھر جان کی بازی لگا کر بھی اس کے قدموں تک پہنچ جایا کرتے ہیں۔ محبوب کے سامنے ہوتے ہوئے سستی اور دیر کا کیا مطلب؟ یہ مناسب نہیں ہے۔ دنیا کے محبوبوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہے کہ عاشق اپنی جان محبوب فانی کے قدموں پر نچھاور کر دیتا ہے تو محبوب حقیقی جو تمام حسن و جمال کا خالق و مالک ہے اس کے ساتھ عشق و محبت کا انداز کیا ہونا چاہیئے۔ زندگی کی تھوڑی سی مہلت کی قدر کریں۔ جس طرح کوئی دریا کو تیر کر عبور کر رہا ہو تو کنارے کے قریب آکر وہ ہاتھ پاؤں تیزی سے مارتا ہے اگرچہ وہ تھکا ہوا ہو پھر بھی سوچتا ہے کہ کنارہ تو سامنے ہی ہے۔ اسی طرح سالک کو چاہیئے کہ وہ دریائے زندگی کے کنارے یعنی موت کو سامنے سمجھ کر جلدی جلدی ہاتھ پاؤں مار لے' ذکر و عبادت کر لے اور اپنے محبوب کو راضی کر لے تاکہ موت کے وقت ندا آرہی ہو' يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ اِرْجِعِي اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي ○

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص

❧❧❧❧❧

بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں اس کے راستے میں صف باندھ کر صف باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں

☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

صوفیائے کرام اور جہاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ ○

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

سلوک کسے کہتے ہیں؟:

سلوک کہتے ہیں راستے کو اور سالک کہتے ہیں اس راستے پر چلنے والے کو۔ گویا سالک وہ بندہ ہے جو اللہ تعالی کے راستے پر چل رہا ہو۔ جس کی منزل اللہ کی رضا اور اللہ کی لقا ہو۔ سالکین اپنی تمناؤں کا مرکز اور محور اللہ رب العزت کی ذات کو بنا لیتے ہیں۔ ان کو اس راستہ پر چلتے ہوئے کچھ رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ سب سے بڑی رکاوٹ انسان کی اپنی سستی ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرماتے ہیں کہ اسمیں منزل تک پہنچنے کے لئے سالک کی سستی کے علاوہ کوئی اور چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

انقلابی نظریۂ حیات:

جس سالک کے دل میں یہ جذبہ جم جائے کہ میں نے اپنے آپ کو بدلنا ہے' اللہ رب العزت کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنا ہے' محبت الٰہی سے اپنے دل کو بھرنا ہے تو اس کیلئے اوراد و وظائف کا ایسا راستہ متعین کر دیا گیا ہے کہ جس پر چل کر وہ اپنی منزل پر پہنچ جائے گا۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اللہ رب العزت سے ایک ایسا طریقہ مانگا جو موصل ہے۔ اس راستے پر لاکھوں انسان چلے۔ ان کے دن بدلے' راتیں بدلیں' صبح بدلی' شام بدلی' گویا ان کی زندگی کے اندر ایک انقلاب آ گیا۔

٭ آج کا کوئی سالک یہ سمجھے کہ مجھے بیعت ہوئے اتنا عرصہ ہو چکا ہے مگر مجھے اپنے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی کیفیت اور تبدیلی محسوس ہی نہیں ہوئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوا ہی استعمال نہیں کر رہا' یا دوا استعمال کر رہا ہے تو ساتھ بدپرہیزی بھی کر رہا ہے۔ اگر دنیا کے سب سے بڑے طبیب سے نسخہ لکھوا کر اسے جیب میں ڈال لیا جائے تو کبھی شفاء نصیب نہیں ہوگی۔ اگر وہ ڈاکٹر سے شکایت کرے کہ فائدہ نہیں ہوا تو وہ کہے گا کہ اسے جیب میں ڈالنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے پیٹ میں ڈالنے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی ایسا نسخہ نہیں ہے کہ ہم اور آپ اسے پہلی دفعہ استعمال کر رہے ہیں' بلکہ اسے امت کے کروڑوں انسان استعمال کر چکے ہیں اور ان کی زندگیوں میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ چنانچہ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ان اوراد و وظائف کو پابندی سے کریں تاکہ ہمارے دلوں میں بھی محبت الٰہی کی آگ روشن ہو۔ پھر دیکھنا اللہ رب العزت اس دنیا میں ہمیں کیسے معرفت نصیب فرما دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہماری ہمتیں کم ہیں' آج ہمارے اندر جذبہ کی کمی ہے مگر دل میں تمنا تو ہو۔

سینے میں دل آگاہ جو ہو کچھ غم نہ کرو نا شاد سہی
بیدار تو ہے' مشغول تو ہے' نغمہ نہ سہی فریاد سہی

دل کی گرہ کیسے کھلتی ہے؟

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ تصوف اضطراب کا دوسرا نام ہے۔ اضطراب نہ رہا تو تصوف ختم ہوگیا۔ جو آدمی اپنے قلب میں اللہ رب العزت کی محبت کی حرارت محسوس نہیں کرتا وہ سمجھ لے کہ مجھے ابھی طریقت سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ یہ ممکن نہیں کہ اللہ والوں کے ساتھ نسبت بھی ہو پھر اس کے دل میں محبت کی چنگاری نہ بھڑکے' یہ کیسے ممکن ہے؟ اللہ والوں نے ایسے اوراد و وظائف متعین کر دیئے ہیں کہ جیسے ہی انسان سلسلہ عالیہ میں داخل ہوتا ہے اور مراقبہ کرنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے دل کی گرہ کو کھول دیتے ہیں۔

اللہ سے ملنے کا شارٹ کٹ راستہ:

مشائخ عظام نے اللہ رب العزت سے ملنے کیلئے شارٹ کٹ (مختصر) راستہ اختیار کیا ہے اور وہ ہے دل میں محبت الٰہی کا بھر دینا۔ دل میں جب محبت الٰہی بھر جاتی ہے تو پھر انسان کیلئے راستے

www.besturdubooks.wordpress.com

کو ہموار کر دیتی ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ زاہد نہ حکیم
عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

مشائخ عظام عشق کے پروں سے ایسا اڑاتے ہیں' محبت الہی کا جذبہ دل میں ایسا بھر دیتے ہیں کہ آدمی ساری دنیا کی چیزوں سے منقطع ہو کر ایک اللہ رب العزت کے ساتھ واصل ہو جاتا ہے۔ یہ مال اور دنیا کی چیزوں کی محبت بہت معمولی باتیں ہیں۔ اللہ والوں کے راستے میں یہ مکڑی کے جالے کی طرح کمزور بن جایا کرتی ہیں کیونکہ جب دل کے اندر جذبہ ہوتا ہے اور انسان اس جذبہ سے قدم اٹھاتا ہے تو پھر اس قسم کی رکاوٹیں دور ہو جایا کرتی ہیں۔ اصول کی بات بھی یہی ہے کہ جس آدمی کے دل میں منزل پر پہنچنے کی تمنا ہو تو وہ راستے میں چٹان دیکھ کر پیچھے نہیں ہٹا کرتا بلکہ چٹان پر قدم رکھ کر اس راستے کو پار کر جایا کرتا ہے۔

اللہ والوں کا زہد: اللہ والوں کو اللہ کی محبت کی وجہ سے دنیا کی سب چیزیں معمولی نظر آتی ہیں۔ وہ ہر ایک سے بے نیاز ہو کر ایک اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ دنیا میں مالدار آدمی جب ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں تو اللہ والوں کے نزدیک یونہی ہوتا ہے کہ جیسے بھنگی اپنے پاس گندگی کے ٹوکرے زیادہ ہونے پر فخر کر رہے ہوں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی بھنگی دوسرے بھنگی پر فخر کرے کہ میرے پاس گندگی کے تین ٹوکرے ہیں اور دوسرا کہے کہ نہیں' میرے پاس چار ٹوکرے ہیں تو ہمیں کتنا عجیب لگے گا کہ یہ کونسی فخر کرنے والی بات ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے دلوں میں محبت الہی سما چکی ہوتی ہے ان کی نظر میں مال و دولت پر فخر کرنے والوں کی حیثیت بھنگی سے زیادہ نہیں ہوتی۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید" ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ ہیں۔ ایک دفعہ بادشاہ وقت نے ان سے کہا کہ میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے اتنے لوگوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی اصلاح فرمائی ہے' میں چاہتا ہوں کہ اپنی سلطنت میں سے ایک علاقے کی گورنری آپ کے سپرد کردوں۔ مگر حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ نے عجیب جواب دیا۔ فرمایا' قرآن پاک میں اس پوری دنیا کو اللہ رب العزت نے قلیل کہا ہے' قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (بتا دیجئے کہ دنیا کی یہ متاع تھوڑی سی ہے) جب اللہ نے اس پوری دنیا کو تھوڑا کہا ہے تو اس تھوڑی سی دنیا میں سے تمہیں تھوڑا سا حصہ ملا ہے اور اس میں سے اگر تم مجھے تھوڑا سا حصہ دو گے تو اتنا تھوڑا لیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ لہٰذا میں معذور ہوں اور میں آپ کی یہ پیش کش قبول نہیں کر سکتا۔

اللہ کی محبت میں فنا ہونے کا مقام:

دوستو! اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ اللہ رب العزت کی معرفت میں کیا مزہ ہے تو پھر ہمیں اپنے آپ پر افسوس ہونے لگے کہ ہم اس کے مقابلے میں دنیا کی چیزوں کو ترجیح دیتے پھرتے ہیں۔ جس کو ذکر میں فنائیت نصیب ہو جاتی ہے تو پھر محبت الٰہی اس کے دل میں ایسی رچ بس جاتی ہے کہ دنیا کی چیزیں اس کی نظر میں ہیچ ہو جایا کرتی ہیں۔ یقین کیجئے کہ اللہ والوں کی نظر میں زلف فتنہ گر بھی دم خر بن جایا کرتی ہے۔ اللہ رب العزت جس سالک کو فنائیت کا مقام عطا فرماتے ہیں وہ دنیا کے حسینوں کی طرف تھوکنا بھی پسند نہیں کرتے۔ جی ہاں! محبت الٰہی دل میں سما چکی ہوتی ہے' سینہ روشن ہو چکا ہوتا ہے اور دل میں ایسی آگ لگ چکی ہوتی ہے جو دنیا سے انسان کو بے زار کر دیتی ہے۔

مشائخ کرام نے فرمایا ہے کہ اَلْفَانِي لَا يُرَدُّ (جو فانی ہو جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا)۔ مطلب یہ ہے کہ جس کو ایک دفعہ فنا فی اللہ کا مقام نصیب ہو جاتا ہے پھر وہ اس راستے سے واپس نہیں ہٹتا۔ اس کی تشریح مشائخ کرام نے اس طرح کی ہے کہ اگر کوئی آدمی بالغ ہو جائے تو کیا وہ دوبارہ نابالغ بن سکتا ہے؟ یا اگر پھل پک جائے تو کیا وہ دوبارہ کچا ہو سکتا ہے؟ جس طرح یہ نہیں ہو سکتا اسی طرح فنا فی اللہ کا مقام نصیب ہونے کے بعد وہ انسان دنیا کی محبت کی طرف نہیں بھاگ سکتا کیونکہ اس کے دل میں محبت الٰہی ایسی غالب آچکی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے نام پر اپنا مال' اپنی جان بلکہ سب کچھ قربان کر دیا کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا صدیق اکبرؓ کا انداز محبت: سیدنا رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں محبت الٰہی کا ایسا جذبہ بھر دیا تھا کہ جب ان کو اللہ کے نام پر خرچ کرنے کا حکم دیا جاتا تو وہ سب کچھ لا کر نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے تھے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جب مالی قربانی دینے کا وقت آیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب کچھ سمیٹ کر نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں لا کر رکھ دیا۔ حتی کہ دیواروں پر ہاتھ پھیر کر دیکھا کہ کہیں کوئی سوئی تو نہیں رہ گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ پیچھے کیا چھوڑ آئے ہو؟ بتایا کہ میں پیچھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں۔ اپنا لباس بھی دے دیا' اس کی جگہ ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کہتے ہیں کہ جس محفل میں انہوں نے سب مال کی قربانی دی اسی محفل میں ٹاٹ کا لباس پہن کر بیٹھے تھے کہ اتنے میں جبرئیلؑ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا جبرئیل! آج تم کس لباس میں آئے ہو؟ تم نے ٹاٹ کا لباس کیوں پہنا ہوا ہے؟ جبرئیلؑ عرض کرنے لگے' اے اللہ کے نبی ﷺ! آج ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر اللہ تعالی اس قدر خوش ہوئے ہیں کہ آسمان کے سب فرشتوں کو حکم دے دیا ہے کہ تم بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح ٹاٹ کا لباس پہن لو۔ مزید یہ کہ اللہ تعالی نے ابو بکرؓ کی طرف سلام بھیجا ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ رب العزت کتنے قدر دان ہیں۔ ہم واقعی بے قدرے ہیں۔ اسی لئے تو اللہ تعالی نے فرمایا' وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہئے تھی)۔

محبت والوں کی راتیں: سلف صالحین کے حالات زندگی میں لکھا ہوا ہے کہ وہ رات کے اندھیرے کا اس طرح انتظار کرتے تھے جس طرح کوئی دولہا اپنی دلہن سے ملنے کیلئے رات کے اندھیرے کا منتظر ہوا کرتا ہے۔ یہ انتظار کس لئے ہوتا تھا؟ اسلئے کہ ہم اللہ کے ساتھ بیٹھ کر راز و نیاز کی باتیں کریں گے۔ وہ اللہ کی محبت میں سسکیاں لے لے کر روتے تھے۔ آج ایسے چہرے بہت کم نظر آتے ہیں جو رات کے آخری پہر میں اٹھیں اور اللہ کی محبت میں سسکیاں لے لے کر رو رہے ہوں' ان کے دل میں محبت الٰہی اتنی رچ بس چکی ہو کہ انہیں یاد الٰہی کے سوا اور کسی چیز کے اندر لطف اور سکون ہی نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آتا ہو۔

آج سالکین طریقت کا یہ حال ہے کہ رات کو اٹھنا تو دور کی بات' ان سے اگر پوچھا جاتا ہے کہ مراقبہ کرتے ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ ٹائم نہیں ملتا۔ کیا تہجد پڑھتے ہیں ؟ جواب ہوتا ہے کہ سستی ہو جاتی ہے۔ یاد رکھیں کہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ تہجد میں اٹھنے کا معمول بنایا جائے اور نفل پڑھ کر مراقبہ کیا جائے۔ مراقبہ میں بیٹھتے وقت کبھی کبھی یہ شعر پڑھا کریں۔ اس شعر سے خود ذاتی طور پر مجھے بہت فائدہ ہوا۔ مراقبہ میں بیٹھتے وقت اگر آدمی ایک دو دفعہ اسے پڑھ لے تو بہت لطف آتا ہے۔ کہنے والے نے عجیب بات کہی:

مجھے اپنی پستی کی شرم ہے تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں اسے پھر بھی شوق وصال ہے

محبت الٰہی کی برکات:

میرے دوستو! رات کے آخری پہر میں اللہ رب العزت کے حضور اپنی جبین نیاز جھکانے کی بہت زیادہ برکات ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ روز محشر ابھی حساب کتاب قائم نہیں ہوا ہو گا کہ ایک گروہ جنت کے دروازے پر پہنچا ہوا ہو گا۔ وہاں رضوان سے جو کہ جنت کا داروغہ ہے کہیں گے' اے رضوان! جنت کے دروازے کھول دے' ہمیں جنت میں جانے دے۔ رضوان حیران ہوں گے اور کہیں گے' یا اللہ! ابھی تو حساب کتاب بھی نہیں ہوا اور یہ لوگ جنت میں جانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے' رضوان! میرے یہ وہ بندے ہیں جو دنیا میں میری محبت میں سرشار تھے' یہ میرے لئے اداس رہتے تھے' رات کو میرے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرتے تھے' ان کے پہلو ان کے بستروں سے جدا رہتے تھے' ان کو دنیا کی رنگینیاں مجھ سے غافل نہیں کر سکتی تھیں' یہ ہر چیز سے ہٹ کٹ کر میرے چاہنے والے تھے' یہ مجھے چاہتے تھے اور میں انہیں چاہتا تھا' آج یہ یہاں آئے ہیں' جنت کے دروازے کھول دے اور ان کو بغیر حساب کتاب کے اس میں داخل کر دے۔

تصوف پر اعتراض کا جواب:

آج کل لوگ تصوف پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں، تسبیح پھیرنی سکھاتے ہیں، اللہ کی محبت کا دم تو بھرتے ہیں مگر اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے۔ فقیر نے تصوف کی تاریخ کا پچھلے دنوں اس لئے مطالعہ کیا کہ پتہ چلے کہ کیا جہاد میں بھی صوفیائے کرام کا کچھ کردار رہا ہے یا نہیں؟ یقین کیجئے کہ ایسی ایسی باتیں سامنے آئیں کہ حیران ہو گیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ جو کوئی یہ کہتا ہے کہ اللہ والے جہاد نہیں کرتے وہ شخص جاہل ہے یا متجاہل گویا اسے اسلام کی تاریخ کا پتہ ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ صوفیاء جہاد نہیں کرتے تو آپ جواب دیجئے کہ ہاں، امن کی حالت میں اپنے نفس سے جہاد کرتے ہیں اور جب دین اسلام کیلئے جانی قربانی دینے کا وقت آتا ہے تو پھر ان کے ہاتھ میں تسبیح نہیں ہوتی بلکہ تلواریں ہوتی ہیں۔ پھر وہ مصلے پر نہیں بیٹھتے بلکہ گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھا کرتے ہیں۔ وہ راتوں کو جاگنے اور بھوکا پیاسا رہنے کے عادی تو ہوتے ہی ہیں لہٰذا ان اللہ والوں کیلئے اللہ کے راستے میں جان یا مال قربان کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔ اللہ کی قسم! اللہ کے نام پر اگر کوئی انہیں سولی پر لٹکائے تو یہ سولی کو بوسہ دے کر سولی پر چڑھ جایا کرتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تاتاری فتنے کا توڑ کس نے کیا؟

ساتویں صدی ہجری میں جب علم کلام کی ٹھنڈی ہواؤں نے مسلمانوں کے سینوں کو بالکل یخ کر دیا تھا، اس وقت تاتاری فتنہ اٹھا اور ہلاکو خان نے اسلامی سلطنت مسلمانوں کے ہاتھوں سے کھینچ لی۔ ہر جگہ انہوں نے مسلمانوں کو اپنا محکوم بنا لیا۔ یہ بے دین لوگ تھے جو تقریباً سارے عالم اسلام پر غالب آ گئے۔ اس وقت تمام مسلمان غلام بن گئے۔ تخت و تاج کفر کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ حکومت ان کی تھی، قانون ان کا تھا اور مسلمان رعایا بن کر زندگی گزار رہے تھے۔ اس وقت مسلمان تلوار کے ساتھ مقابلہ کرنے کی جرات نہیں رکھتے تھے۔ دلوں میں اتنی بزدلی آ چکی تھی کہ تاتاریوں نے جب جلال الدین خوارزم شاہ کی واحد اسلامی سلطنت اور عباسی خلافت کا چراغ گل کر دیا تو یہ ضرب المثل بن گئی کہ اِذَا قِيْلَ لَكَ اِنَّ

التَّاتَارَ اِنْهَزَمُوْا فَلَا تَصَدَّقْ (اگر کوئی کہے کہ تاتاریوں نے شکست کھائی تو یقین نہ کرنا)۔

اس وقت کون لوگ تھے جنہوں نے اس ڈوبتی کشتی کو سہارا دیا؟ یہ مشائخ صوفیا ہی تھے۔ کہیں مولانا رومؒ نے بیٹھ کر اسی دور میں مثنوی شریف لکھی اور لوگوں کے دلوں کو گرمایا اور کہیں حضرت محمد دربندیؒ نے انہی تاتار شہزادوں کے سینوں پر توجہات ڈالیں۔ ان کے سینوں پر نگاہیں گاڑ کر ان کے دل کی دنیا کو بدلا۔ حتیٰ کہ تیس سال کے بعد انہی شہزادوں میں سے ایک شہزادہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد باری باری سب شہزادے مسلمان ہوتے گئے۔ بالآخر وہ تخت و تاج جو عالم اسلام کے ہاتھوں سے نکل چکا تھا دوبارہ اسلام کو نصیب ہوا۔

یہ کس کی برکت تھی؟ کونسی تلوار چلی؟ ظاہری تلوار نہیں چلی تھی بلکہ قلب و نظر کی تلوار نے وار کیا تھا' جس نے ان کے سینوں سے پار ہو کر ان کے دلوں کو بدل دیا تھا۔ چنانچہ وہ وقت بھی آیا کہ یہ تاتار خود اسلام کا جھنڈا لے کر پوری دنیا میں کھڑے ہوئے اور سلطنت دوبارہ اسلام کے ہاتھوں میں آئی۔ یہ انہی مشائخ صوفیاء کا فیضان تھا۔ علامہ اقبال نے لکھا ہے:

ہے عیاں آج بھی یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

یہ مشائخ صوفیاء ہی تھے جنہوں نے صنم خانوں سے بت پرستوں کو اور ظلمت کدوں سے ان فتنہ انگیز لوگوں کو نکال کر ان کے دلوں کو گرما کر انہیں موحد بنایا اور اسلام کا جھنڈا ان کے ہاتھوں میں تھمایا۔

شیخ احمد شریفؒ اور ان کے مریدین کا جہاد:

صحرائے اعظم افریقہ میں ایک خانقاہ سنوسیہ تھی۔ اس خانقاہ میں ایک بزرگ شیخ احمد شریفؒ گزرے ہیں۔ جب افریقہ پر اطالویوں نے حملہ کیا تو انہوں نے اپنے مریدین کو اکٹھا کر کے فرمایا' آج اسلام کیلئے جان دینے کا وقت ہے لہٰذا دشمن کے خلاف

www.besturdubooks.wordpress.com

سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ۔ چنانچہ ان کے مریدین اطالویوں کے خلاف جنگ لڑنے لگ گئے۔ ظاہری طور پر تو وہ بے سروسامان تھے مگر ان کے دلوں میں توکل اور محبت الٰہی کا بیش بہا خزانہ تھا جس کی وجہ سے 15 سال تک انہوں نے اطالوی فوجوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ آج لوگ ان کو طعنہ دیتے ہیں کہ طرابلس کی جنگ میں خانقاہ سنوسیہ کے بے سروسامان لوگوں نے 15 سال تک تمہارا کیا حشر کیا۔

امیر عبدالقادر کا جہاد: الجزائر میں ایک شیخ طریقت امیر عبدالقادرؒ قیام پذیر تھے۔ 1832ء میں فرانس نے الجزائر پر حملہ کر دیا تو وہ اپنے مریدین کو لے کر دشمن کے سامنے صف آراء ہو گئے۔ 1847ء تک انہوں نے فرانسیسی فوجوں کے ساتھ جنگ کی اور ان کو آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔

روس میں مشائخ صوفیاء کا جہاد: امام منصورؒ نقشبندی پہلے صوفی شیخ تھے جنہوں نے روسیوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ 1785ء میں ان کے مریدین نے دریائے سون زا کے پل پر ایک روسی فوجی دستے کو گھیر کر تباہ کر دیا۔ روسی ملکہ کیتھرین دوم کی فوج کو اس سے بدترین شکست کا سامنا اس سے پہلے کبھی نہ کرنا پڑا تھا۔ چھ سال کی مسلسل جنگ اور مجاہدین کی بے سروسامانی کی وجہ سے امام منصورؒ قیدی بنا لئے گئے۔ اور دو سال بعد وہ وفات پا گئے۔ اس کے بعد تیں برس تک نقشبندیوں کی مجاہدانہ سرگرمیاں موقوف رہیں۔

شیخ محمد آفندیؒ دوسرے نقشبندی شیخ تھے جنہوں نے روسیوں کے خلاف جہاد کا دوبارہ آغاز کیا۔ یہ امام شاملؒ کے مرشد تھے۔ اس مرتبہ جنگ چھڑی تو 35 سال جاری رہی۔ اگرچہ امام شاملؒ کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا مگر جانبازی کے اس شاہکار کی یاد مدتوں لوگوں کے دلوں میں محفوظ رہی۔ امام شاملؒ کی شکست کے بعد سلسلہ قادریہ کے ایک شیخ نے شمالی قفقاز میں روسیوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔ 1860ء کی پہلی دہائی میں روسی فوج نے ان کے خلاف بڑا آپریشن کیا۔ تاہم 1877ء میں نقشبندی صوفیاء اور قادری حضرات نے مل کر داغستان میں روسیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیمونسٹ انقلاب اور قفقاز کی خانہ جنگی کو روسی حکومت سے نجات پانے کا موقع سمجھتے ہوئے امام نجم الدین" اور شیخ ازون حاجی" نے پہلے روس کی سفید فوج اور بعد میں سرخ فوج کے خلاف مزاحمت کا آغاز کیا۔ یہ بغاوت بالشویکوں کیلئے سب سے بڑا خطرہ ثابت ہوئی۔ امام نجم الدین" نے 1925ء تک جہاد جاری رکھا بالآخر گرفتار ہوئے اور تختہ دار پر لٹکائے گئے۔ انکی ناکامی کے بعد شمالی قفقاز کے مسلمان طویل مدت تک سرکاری سطح پر قتل وغارت گری کا شکار رہے۔ مگر 1928ء میں نقشبندی اور قادری حضرات دوبارہ روسی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور 1940ء تک اپنی کاروائیاں جاری رکھیں۔

اس سے قبل ازبکستان کی ریاست فرغانہ میں نقشبندی صوفیاء نے روسی حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان کیا' مگر ناکام رہے۔ ان کے قائد ایشاں ملائی" نقشبندی تھے۔ انقلاب روس کے ایک سال بعد 1918ء میں سرزمین فرغانہ سے ایک اور تحریک جہاد اٹھی جسے سماجی تحریک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جنید خان نقشبندی" اس کے قائدین میں شامل تھے۔ 1928ء میں سرخ فوج نے طویل کاروائیوں کے بعد اس پر قابو پالیا۔

قصہ کوتاہ' بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں مشائخ صوفیاء نے قراختائی اور منگول کافروں کی موثر مزاحمت کی۔ اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں وہ زار شاہی سے برسرپیکار رہے اور 1920ء میں انہوں نے سوویت حکومت کے خلاف جدوجہد کی۔ اس سب کچھ کے باوجود اگر کوئی کہے کہ صوفیاء جہاد نہیں کرتے تو اسے جاہل یا متجاہل نہ کہا جائے تو کیا کہیں۔

ع
ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

سید جمال الدین افغانی کا جہاد: جب افغانستان میں جہاد کا مسئلہ پیش آیا تو سید جمال الدین افغانی" نے دشمنوں کے خلاف ہراول دستے کے طور پر کام کیا' وہ شیخ طریقت ہی تو تھے۔

برصغیر کے صوفیاء کا جہاد میں کردار: برصغیر میں جب اکبری دین الٰہی کی آندھی اٹھی تو اس کو روکنے کے لئے سلسلہ عالیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نقشبندیہ کے امام حضرت مجدد الف ثانیؒ کھڑے ہوئے جنہوں نے بڑے بڑے فوجی جرنیلوں مثلاً شیخ فرید اور خان خاناں کے دلوں پر توجہات ڈالیں اور اس آندھی کو دنیا سے اس طرح ختم کیا کہ بدعات و رسومات کا جنازہ نکل گیا۔ گویا رحمت کی بارش برسی اور یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کے مصداق اسلام کے احکام پھر لاگو کر دیے گئے۔

اس وقت مجھے شاملی کے میدان کا نظارہ تصور کی آنکھ سے نظر آ رہا ہے۔ حاجی امداد اللہ مکی، سید ضامنؒ شہید وغیرہم حضرات نے انگریز کے خلاف جہاد کیا یہ صوفیا ہی تھے۔ ان کے علاوہ کہیں شیخ محمود الحسنؒ "اسیر مالٹا" مالٹا کی جیل میں زنجیریں پہنے ہوئے نظر آتے ہیں تو کہیں ہمیں بالاکوٹ کی وادیوں میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنے خون سے سنگریزوں کو سرخ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان حضرات نے جہاد میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ حسن البناء جنہوں نے الاخوان کی بنیاد رکھی وہ سلسلہ شاذلیہ کے صاحب نسبت بزرگ تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ نے اپنے مریدین میں ایسا جذبہ جہاد بھر دیا کہ ایک خاتون اپنے دو بیٹوں کو مخاطب ہو کر کہنے لگی:

بولی اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

اب بتائیے! حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ کے دلوں میں جہاد کا جذبہ کس نے بھرا تھا؟ اسی شیخ طریقت نے جنہوں نے خود بھی ایک ظالم کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ ان کی قبر مبارک پر یہ شعر اب بھی لکھا ہے:

بہ لوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے

میری قبر پر غیب سے یہ تحریر پائی گئی کہ اس مقتول کا بے گناہی کے سوا کوئی جرم نہیں۔

حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ مسلمانوں کو انگریز کے پنجۂ استبداد سے نجات دلانے کیلئے لندن تشریف لے گئے تاکہ وہاں اخبارات کے ذریعہ مسلمانوں کے جذبات انگریزوں

www.besturdubooks.wordpress.com

تک پہنچا سکیں۔ اس دوران میں انہیں جیل میں ڈالا گیا' طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ حتی کہ جب انگریز نے آپ کو جان سے مار دینے کی دھمکی دی تو آپ نے "افضل الجہاد من قال کلمة حق عند سلطان جائر" کے مصداق کفر کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر کہا:

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب میں سامان بقا میرے لئے ہے
پیغام ملا تھا جو حسین ابن علیؓ کو
خوش ہوں کہ وہ پیغام قضا میرے لئے ہے
اللہ کے رستے کی جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اہل اللہ یوں شہادت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اللہ کے نام پر جان کی بازی لگا دینے کو سعادت سمجھتے ہیں۔

محبت الٰہی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

میرے پیارے دوستو! ان مشائخ صوفیاء نے ذکر اور رابطہ شیخ کے ذریعے ہی اپنے دلوں میں محبت الٰہی پیدا کی تھی۔ آج بھی ان اوراد و وظائف اور رابطہ شیخ کو اپنا قیمتی سرمایا سمجھیے۔ چند دن اس کے مطابق گزار کر دیکھیں کہ انسان کے دل میں اللہ کی محبت کیسے پیدا ہوتی ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

یہ عقل کی باتیں نہیں بلکہ عشق کی باتیں ہیں۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

نالہ ہے بلبل شوریدہ تیرا خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی

www.besturdubooks.wordpress.com

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل بیچاری دیکھتی رہ جاتی ہے اور عشق قدم آگے بڑھا چکا ہوتا ہے۔

عشق کی دیوانگی طے کر گئی کتنے مقام
عقل جس منزل پہ تھی اب تک اسی منزل پہ ہے

کتنی عجیب بات ہے کہ آج معمولی معمولی باتیں راستے کی رکاوٹیں بنی ہوئی ہیں۔ کوئی اپنی بدنظری کی وجہ سے پیچھے ہٹا ہوا ہے' کوئی اپنے دفتر کے غلط کام کی وجہ سے پیچھے ہٹا ہوا ہے' کوئی اپنے گھر کے کسی معاملے کی وجہ سے پیچھے ہٹا ہوا ہے' کوئی اپنی طبعی سستی کی وجہ سے پیچھے ہٹا ہوا ہے' کتنی معمولی باتیں راستے کی رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ ایسے چہرے بہت کم ہیں جو ہر غیر سے ہٹ کٹ کر اللہ کو چاہنے والے بن چکے ہوں۔ میرے پیرومرشد عجیب شعر پڑھا کرتے تھے:

حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

یقیناً آج بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اپنے پاؤں کے نیچے نفس کو دے کر اللہ کے راستے پر قدم اٹھالیں اور دل میں عہد کرلیں کہ ہم اللہ کی خاطر ہر چیز کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت: جنت میں جنتی آدمیوں کو ایسی حسین حوریں ملیں گی کہ اگر ان میں سے کوئی ایک حور اپنے دامن کو آسمان دنیا سے نیچے ڈال دے تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے' اگر کسی کھاری پانی میں

www.besturdubooks.wordpress.com

تھوک ڈال دے تو وہ میٹھا ہو جائے' اگر کسی مردے سے کلام کرے تو وہ مردہ زندہ ہو جائے۔ وہ ایسا لباس پہنے گی جس میں ستر ہزار رنگ جھلکتے ہونگے۔ جنتی کو اس کے دل کے اٹھتے ہوئے جذبات نظر آئیں گے۔ جنتی جنت میں داخل ہو کر حوروں کے حسن و جمال کو دیکھیں گے تو وہ اتنا زیادہ ہو گا کہ پانچ سو سال تک حیران ہو کر ان کی طرف متواتر دیکھتے رہ جائیں گے اور وقت گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔

پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ اللہ تعالی جنتیوں سے فرمائیں گے' اے اہل جنت! میں نے تمہارے ساتھ ایک عہد کیا تھا اب وہ وعدہ پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔ جنتی حیران ہوں گے کہ جنت مل گئی' ہر کام ہماری مرضی سے ہوتا ہے' آخر وہ کونسی چیز ہے جو نہیں ملی۔ پھر بتایا جائے گا کہ میں نے اپنے دیدار کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ جنت عدن کے اندر اس کیلئے انتظام کیا جائے گا۔ جنتیوں کیلئے بازار لگائے جائیں گے۔ اس بازار کے اندر جنتی جو شکل پسند کریں گے وہی شکل ان کی بن جائے گی۔ ریشم کے بنے ہوئے عجیب و غریب لباس ہونگے۔ یہ اپنے آپ کو سجا کر اللہ رب العزت کے دیدار کے لئے جائیں گے۔ وہاں سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالی کی کتاب (قرآن مجید) سنائیں گے۔ پھر اللہ رب العزت خود اپنا قرآن پاک سنائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالی اپنا دیدار کروائیں گے۔ کیسا دیدار ہو گا؟ اللہ کا دیدار بے شبہ ہو گا' بمثال ہو گا' بے کیف ہو گا' بے جہت ہو گا۔ اللہ تعالی ہی جانتے ہیں کہ اس دیدار کی کیا کیفیت ہوگی۔ یہی کہہ سکتے ہیں کہ اے حسن کے پیدا کرنے والے! تیرے اپنے حسن کا کیا عالم ہو گا!!!۔ جب اللہ تعالی دیدار کروائیں گے تو انوارات کی بارش ہوگی اور جنتیوں کے چہروں پر پڑے گی۔ جنتیوں کے چہروں پر اتنا حسن آ جائے گا کہ جب وہ لوٹ کر اپنے گھروں میں آئیں گے تو ان کی حوریں ان کے حسن کو دیکھ کر اتنی فریفتہ ہونگی کہ پانچ سو سال تک ان کے حسن کو دیکھتی رہ جائیں گی۔ جی ہاں' خادم تو خادم ہی ہوتا ہے مالک مالک ہوتا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ حوروں کی خوبصورتی اگر اتنی زیادہ ہے تو اہل جنت کی خوبصورتی کیا کم ہو گی؟ ہرگز نہیں۔ جب دیدار الہی ہو گا تو اہل جنت کا حسن بڑھا دیا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کو اپنی آرزو بنالیں: اللہ رب العزت اس نقشبندی اجتماع کی برکت سے، اس بڑے مقام کی برکت سے، حضرت مرشد عالمؒ کی برکت سے اور خلفائے کرام کے فیضان کی برکت سے ہمیں اپنی سچی پکی محبت عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

اللہ وہ دل دے کہ تیرے عشق کا گھر ہو
دائم رحمت کی تری اس پہ نظر ہو
دل دے کہ تیرے عشق میں یہ حال ہو اس کا
محشر کا اگر شور ہو تو بھی نہ خبر ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ انداز مسلمانی ہے؟
حیدری فقر ہے، نہ دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

سلف صالحین کے سبق آموز واقعات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ○ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○

دو عظیم نعمتیں: امت محمدیہ ﷺ کو اللہ رب العزت نے دو نعمتیں عطا کیں' ایک کلام اللہ اور دوسری سنت رسول اللہ ﷺ' ایک علم کامل دوسری عمل کامل۔ آپ ﷺ خلق عظیم کے حامل تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں؟ فرمایا' کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنَ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اخلاق قرآن ہیں۔ گویا جو قرآن کو مجسم شکل میں دیکھنا چاہے تو وہ میرے محبوب ﷺ کو دیکھ لے۔ شیخ الاسلام حضرت قاری محمد طیب فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کی عملی تفسیر حیات نبوی ﷺ' ذات و صفات کی آیتیں عقائد نبوی ﷺ' احکام کی آیتیں اعمال نبوی ﷺ' مہر و رحمت کی آیتیں جمال نبوی ﷺ' قہر و غضب کی آیتیں جلال نبوی ﷺ' توجہ الی اللہ کی آیتیں فنائیت نبوی ﷺ' دعوت الی اللہ کی آیتیں بقائیت نبوی ﷺ' نفی غیر کی آیتیں خلوت نبوی ﷺ اور اثبات حق کی آیتیں جلوت نبوی ﷺ' گویا جس طرح قرآن کے علمی عجائبات کی انتہا نہیں اسی طرح سنت کے عملی عجائبات کی انتہا نہیں۔ اللہ اکبر کبیرا۔

عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے کمالات کا نمونہ ہیں کیونکہ استاد کے کمالات ہمیشہ شاگردوں کے ذریعے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ہر صحابی رضی اللہ عنہ نبوت کی دلیل بنا۔ اس دنیا سے جب نبی اکرم

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ تشریف لے گئے تو کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ موجود تھے۔ اور اتنے ہی انبیائے کرام علیہم السلام دنیا میں گزرے' ان صحابہؓ میں سے 313 بدری صحابہؓ اور انبیاءؑ میں سے جو رسول گزرے وہ بھی 313 تھے۔ ان صحابہ کرامؓ میں سے چار خلفائے راشدین بنے جبکہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے صاحب کتاب انبیاءؑ بھی چار تھے۔ تو معلوم ہوا کہ جب نبی اکرم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو آپؐ نے سوا لاکھ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے کمالات کو صحابہ کرامؓ میں منتقل کردیا۔ اس لیے ہر صحابی کسی نہ کسی ایک نبیؑ کے کمالات کا وارث بنا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' اَلصَّحَابِیْ کَا لنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے' ہدایت پا جاؤ گے۔ فرمایا اَلصَّحَابَةُ کُلُّهُمْ عُدُوْلٌ سب کے سب صحابہ عدل کرنے والے تھے۔ یہ وہی حضرات تھے جن کے سراپا کے بارے میں تورات اور انجیل میں بھی علامات آئی ہیں۔ اللہ رب العزت نے دنیا ہی میں ان حضرات کو جنت کی بشارتیں عطا فرمادیں۔ یہ ایسے ہی نہیں ہوا بلکہ ان کا اللہ تعالی نے باقاعدہ امتحان لیا جس کے بعد انہیں اپنی رضامندی کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالی ہے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی یہ وہ لوگ تھے جن کا امتحان اللہ نے لیا۔ پیپر کونسا تھا؟ فرمایا تقوی کا۔ پھر پروردگار نے خود نتیجہ نکالا' کہ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وہ پکے سچے مومن ہیں۔

صحابہ کرامؓ کا فقہی اختلاف ہمارے لیے رحمت ہے:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہی استاد جب اپنے شاگردوں کو ٹریننگ دیتا ہے ان کے اعمال ایک جیسے ہونے چاہئیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی ایک ہی استاد تھے' ان کے اعمال میں کیوں فرق ہے؟ حکمت اس میں یہ ہے کہ اعمال کے فرق کا اللہ تعالی نے ہمیں فائدہ دیا ہے کہ ہم اپنی صورتحال کے مطابق ان میں سے کسی ایک کی پیروی کریں۔ مثال کے طور پر نبی ﷺ نے اللہ کے راستے پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔ اب اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی چار صورتیں ممکن ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلی صورت یہ کہ آدمی عشق الٰہی میں اتنا مست ہو کہ جو کچھ ہو سب کا سب اللہ کے راستے میں خرچ کر دے' اگر یہ صورت ہے تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر ہے۔ اور اگر کبھی یہ صورتحال ہوتی ہے کہ اس کی زندگی میں توازن ہے یعنی دین و دنیا دونوں میں اس نے توازن رکھا ہوا ہے تو وہ آدھا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور بقیہ آدھا اپنے اہل و عیال کی ضروریات کے لئے رکھے۔ ایسے شخص کیلئے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے راستے کے قدم موجود ہیں۔ تیسری صورت یہ کہ بعض اوقات انسان کو اللہ تعالی اتنا غنی بنا دیتے ہیں کہ وہ جتنا بھی خرچ کرے' اس کے مال میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ چوتھی صورت یہ کہ کبھی انسان پر فقرو فاقہ کا ایسا معاملہ ہوتا ہے کہ اس کے پاس دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہوتا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زندگی اس کے لئے مینارہ نور ہے' کیونکہ ان پر پوری زندگی میں کبھی زکوۃ فرض ہی نہیں ہوئی' کبھی کچھ جمع ہی نہیں کیا۔

اب ان چاروں صورتوں میں سے انسان جس حال میں بھی ہو اس کے لئے صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں میں نمونے موجود ہیں۔ پس صحابہ کرام ؓ کے حالات میں اللہ تعالی نے امت کیلئے وسعت پیدا کر دی۔

خلفائے راشدین کی بلندیوں کی ترتیب:

جو حضرات خلفائے راشدین بنے وہ اپنے مقام کی بلندیوں کی ترتیب سے بنے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے خلیفہ ہیں اور اسلام بھی سب سے پہلے انہوں نے قبول کیا۔ یاد رکھئے' جب سورج نکلتا ہے تو اس کی روشنی سب سے پہلے اس عمارت پر پڑتی ہے جو سب سے بلند و بالا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب نبوت کا سورج طلوع ہوا تو اس کی روشنی سب سے پہلے اس شخصیت پر پڑی۔ جو امت میں سب سے بلند و بالا تھی۔

نبی اکرم ﷺ سے قرابت اور رشتہ داری کا معیار سامنے رکھا جائے تو بھی خلفائے راشدین کی ترتیب آسانی سے سمجھ آسکتی ہے۔ شرعاً و عرفاً سسر کا مرتبہ داماد کے مرتبے سے زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ سسر باپ کی مانند اور داماد بیٹے کی مانند ہوتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام میں بھی پہلے داخل ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کے سسر بھی بنے لہٰذا پہلے خلیفہ بنے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ دونوں داماد تھے مگر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نصیبے میں حضور اکرم ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں۔ اس لئے ذی النورین کہلائے۔ پس وہ تیسرے خلیفہ بنے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ بنے۔

خلفائے راشدین کا تکیہ کلام: سیدنا صدیق اکبرؓ کا تکیہ کلام لا الہ الا اللہ تھا۔ یعنی زبان پر اکثر اوقات یہ الفاظ رہتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ مشاہدہ حق میں اس قدر استغراق نصیب تھا کہ ان کی نگاہ ماسوا کی طرف اٹھتی ہی نہیں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تکیہ کلام اللہ اکبر تھا۔ گویا نظر غیر کی طرف اٹھتی تو تھی مگر تحقیق کی نظر تھی، نظر پہچانتی تھی کہ یہ سب ہیچ ہیں، عظمتوں والی ذات تو صرف اللہ کی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تکیہ کلام تھا الحمد للہ ان کو مقام تحمید نصیب تھا گویا اللہ رب العزت کی طرف توجہ کامل تھی مگر جب بھی غیر کی طرف اٹھتی تھی تو غیر کے نقائص پر ہی پڑتی تھی۔ سوچتے تھے کہ مخلوق میں تو عیوب ہیں اور عیوب سے پاک فقط ایک ہی ذات ہے اس لئے بے اختیار زبان پر الحمد للہ آجاتا تھا۔ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا تکیہ کلام سبحان اللہ تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کو مشاہدہء حق میں کمال تو حاصل تھا لیکن اگر مخلوق کی طرف نظر اٹھتی بھی تھی تو مخلوق کے کمالات پر پڑتی تھی تو وہ بے اختیار سبحان اللہ کہتے تھے کہ اے کمال والے! تو خود کتنی عظمتوں والا ہے کہ تو نے مخلوق میں بھی ایسی صفات پیدا کر دی ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے دو بہترین اوصاف: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں دو باتیں بہت خاص تھیں۔ ایک تو عشق نبوی ﷺ میں ان کو نکتہء کمال حاصل تھا اور دوسرا اتباع رسول ﷺ میں ان کو انتہا کا مقام نصیب تھا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا عشق رسول ﷺ: جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہجرت کیلئے روانہ ہوئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سارا گھرانہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت کرنے میں مشغول ہو گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

غور کیجئے کہ ابو بکرؓ خود ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں' بیوی سے کہہ دیا کہ ہمارے لئے کھانا بنا دینا' بیٹے سے کہہ دیا کہ سرداران قریش کی سب باتیں رات کو ہمیں پہنچا دینا' غلام سے کہہ دیا کہ ریوڑ چرانے کے بہانے دودھ پہنچا دینا اور بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا کہ تمہاری امی کھانا بنائے گی تم وہ کھانا ہمیں پہنچا دینا' چنانچہ اسماء بنت ابو بکرؓ غار ثور میں پہنچاتی رہیں۔ سیدہ اسماءؓ ایک دفعہ کھانا لے کر حاضر ہوئیں تو اللہ کے محبوبؐ نے دیکھا کہ پیشانی پر زخم کا نشان پڑا ہوا ہے' مرجھائی ہوئی سی طبیعت ہے۔ پوچھا' اسماءؓ! کیا ہوا؟ اسماءؓ کہنے لگی' اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! کل جب میں کھانا دے کر واپس جا رہی تھی تو راستے میں ابو جہل مل گیا۔ وہ کہنے لگا' ابو بکر کی بیٹی! تجھے تو پتہ ہو گا کہ تمہارا باپ کدھر ہے اور جہاں تیرا باپ ہو گا وہیں مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں گے بتا کہ کیا تجھے پتہ ہے؟ میں نے کہا' ہاں مجھے پتہ ہے۔ پھر پوچھا یہ بھی پتہ ہے کہ تمہارے پیغمبر کہاں ہیں؟ میں نے کہا' ہاں یہ بھی پتہ ہے۔ جب سچ کہہ دیا تو ابو جہل نے پکڑ لیا اور کہنے لگا' بتا کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟ نہیں بتاؤ گی تو ماروں گا۔ میں نے کہا' نہیں بتاتی۔ چنانچہ میں ڈٹی رہی۔ اس نے اچانک ایک زوردار تھپڑ میرے چہرے پر لگایا' جس کی وجہ سے میرے دانتوں سے خون نکل آیا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں نیچے گری! پتھر پہ میری پیشانی لگی اور خون نکل آیا۔ اس نے مجھے بہت مارا کہ بتا دے مگر میں نے اس کی مار برداشت کی۔ بالآخر میں نے کہا' ابو جہل! تیرا جتنا جی چاہے تو مجھے مار لے' میری جان تو تیرے حوالے مگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے نہیں کروں گی۔ سیدہ اسماءؓ کی یہ بات سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ تاریخی جملے ارشاد فرمائے۔ ابو بکر! میں نے دنیا میں سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا ہے لیکن تیرے احسانات کا بدلہ اللہ دے گا۔

غار ثور سے آگے چلے۔ راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک لگتی ہے۔ کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ غار ثور تک تو پیچھے سے کھانا آتا تھا لیکن آگے کچھ نہیں تھا۔ ایک جگہ ایک عورت کے پاس بکری تھی جو دودھ نہیں دیتی تھی۔ ابو بکر صدیقؓ اس کے پاس پہنچے اور پوچھا' کیا میں اس کا دودھ نکال سکتا ہوں؟ اس نے کہا کہ یہ تو دودھ ہی نہیں دیتی۔ کہنے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگے' اجازت دے دیں۔ اس نے اجازت دے دی۔ یہ نبی اکرم ﷺ کا معجزہ تھا کہ اس کے تھنوں میں دودھ آگیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ دودھ لے کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ نے دودھ پیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے تاریخی جملہ کہا' فرمایا فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ کہ نبی ﷺ نے اتنا پیا اتنا پیا یہاں تک کہ میرا دل خوش ہو گیا۔ سبحان اللہ' یوں کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے اتنا پیا کہ میرا دل خوش ہو گیا۔ یہ نہیں کہا کہ نبی ﷺ نے اتنا پیا کہ ان کا دل خوش ہو گیا۔ یہ عشق و مستی کی بات ہے!!!

ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی' اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے اپنے والد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی ہوئی ہے۔ پوچھا' وہ کیوں؟ عرض کیا' ابو قحافہ اگرچہ میرے باپ ہیں اور ان کے ایمان لانے سے مجھے خوشی ہوئی مگر حضرت عباسؓ آپ ﷺ کے چچا ہیں اور ان کے ایمان لانے سے آپ ﷺ کو خوشی ہوئی۔ مجھے اپنی خوشی سے آپ کی خوشی زیادہ محبوب ہے۔

یہ اس لئے تھا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ نسبت اتحادی نصیب تھی۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا مَاصَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ "اللہ رب العزت نے میرے سینے میں جو ڈالا میں نے اسے ابوبکرؓ کے سینے میں ڈال دیا۔ یہ اتباع کامل کی وجہ سے تھا۔ اس کی دو دلیلیں ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اتباع رسول ﷺ:

1 ۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اتباع سنت میں کمال حاصل تھا حتی کہ ان کا سراپا' ان کا لباس' ان کی گفتار' رفتار' کردار ہر چیز کو نبی اکرم ﷺ سے مشابہت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہجرت کے موقع پر ابوبکر صدیقؓ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مدینہ طیبہ پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے دیکھا تو انہیں دونوں میں سے یہ پہچان کرنی مشکل ہو گئی کہ اللہ کے رسول ﷺ کون ہیں؟ سبحان اللہ۔ اتباع میں کیسا کمال حاصل کیا کہ لوگوں کیلئے تابع اور

www.besturdubooks.wordpress.com

متبوع میں پہچان کرنا مشکل ہو گیا۔

2 ۔ نبی اکرم ﷺ پر جب پہلی دفعہ وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور سیدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ انہوں نے تسلی دی اور نبی اکرم ﷺ کی تین صفات گنوائیں۔ اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ پھر کہا کہ اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہ کریگا۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو کسی نے ان کے غلام سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرو۔ اس نے وہی تین صفات گنوائیں جو خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کی گنوائی تھیں۔ یہ نسبت اتحادی کی ٹھوس دلیلیں ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ:

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ کا مشاہرہ زیادہ متعین کیا اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مشاہرہ تھوڑا مقرر کیا۔ حالانکہ وہ علم و فضل میں بڑھے ہوئے تھے۔ ایک دن بیٹے نے پوچھ لیا' ابا جان! اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا' زید اور ان کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ قرب کی نسبت نصیب تھی اس لئے میں نے اس کا مشاہرہ زیادہ مقرر کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اجتہاد:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم من حیث الجماعت تقوی و طہارت اور ایمان و یقین کی بلندیوں پر فائز تھے تاہم جو حضرات علم و دانش اور تجربہ میں ممتاز تھے فقہی احکام کے استنباط کا بوجھ انہی کے کندھوں پر تھا۔ پس خلفائے اربعہ' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' حضرت عبادہ بن

www.besturdubooks.wordpress.com

صامتؓ، حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت ابوبکرہ ثقفیؓ یہ سب مجتہد حضرات تھے۔ اسی جماعت کے فیصلے پر فتوے دیئے جاتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں اس قسم کے فتوے منقول ہیں۔

تابعین کا دور: تابعین کا دور بھی خیر کا زمانہ تھا کیونکہ اللہ کے محبوب ﷺ نے تاکید فرمائی تھی۔ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ {سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ساتھ ملے ہوئے ہیں پھر ان کا جو ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں}۔ تابعین نے اگرچہ نبی اکرم ﷺ کو تو نہ دیکھا مگر ان ہستیوں کو ضرور دیکھا جو نبی ﷺ کو دیکھ چکی تھیں۔ انہوں نے ان سے دین سیکھا، ان سے نبی ﷺ کی باتیں سنیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی باتوں کا ایسا نقشہ کھینچتے تھے کہ تابعین یوں محسوس کرتے تھے جیسے وہ خود اپنی آنکھوں سے حضور ﷺ کو دیکھ رہے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے "طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِيْ وَمَنْ رَاٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ" {مبارک ہو اس کو جس نے مجھے دیکھا پھر اس کو جس نے انہیں دیکھا}

فقہائے سبعہ مدینہ:

تابعین مجتہدین میں زیادہ مشہور مدینہ کے فقہائے سبعہ تھے۔

(۱) ابو بکر بن حارثؒ (۲) سلیمان بن یسارؒ (۳) خارجہ بن زیدؒ (۴) قاسم بن محمدؒ (۵) سعید بن المسیبؒ (۶) عبداللہ بن عتبہؒ (۷) سالم بن عبداللہؒ۔

ائمہ اربعہ کا احسان: پھر اللہ رب العزت نے اپنے اور بندے پیدا فرمائے جو قرآن اور حدیث کے حامل بن گئے۔ امام ابو حنیفہؒ 80ھ میں پیدا ہوئے، امام مالکؒ 95ھ میں پیدا ہوئے، امام شافعیؒ 150ھ میں پیدا ہوئے اور امام احمد بن حنبل 166ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ چاروں حضرات علم کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ انہی سے اللہ رب العزت نے کام لیا کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو پڑھ کر لاکھوں سے زیادہ مسائل اخذ کئے اور امت کے لئے اس کو پکی پکائی کھیر بنا دیا تاکہ آنے والے لوگ آسانی سے ان پر

www.besturdubooks.wordpress.com

عمل کر سکیں۔ ان حضرات کا امت پر بڑا احسان ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی تقلید عہد صحابہؓ میں: امام ابو حنیفہؒ نے 115ھ سے فتویٰ دینا شروع کیا۔ 120ھ میں اپنے استاد کے جانشین بنے۔ اس وقت سے ان کے مقلدین و متبعین میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ صاحب ارشاد الساری نے لکھا ہے کہ حضرت طارق بن شہاب بجلیؓ نے 123ھ میں وفات پائی۔ اس قول کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید عہد صحابہ سے ہی شروع ہو گئی تھی۔

محدثین اور فقہاء کے فرائض منصبی: پھر ایک جماعت محدثین کی بنی جس نے حدیثوں کو اکٹھا کیا۔ ان کی مثال صیدلیہ (میڈیکل سٹور) والوں کی مانند تھی' جن کے پاس ساری دوائیاں پڑی ہوتی ہیں۔ محدثین کے پاس اسی طرح احادیث کا ذخیرہ ہوتا تھا۔ فقہاء کی مثال اطباء کی مانند تھی۔ جس طرح صرف اطباء ہی دوائی دے سکتے ہیں اسی طرح فقہاء ہی مسئلہ بتا سکتے تھے۔ امام ترمذی نے کتاب الجنائز میں لکھا ہے کہ اَلْفُقَهَاءُ اَعْلَمُ بِمَعَانِي الْاَحَادِيْثِ کہ فقہاء ہی احادیث کے معانی کو بہتر سمجھنے والے ہیں۔

سلیمان بن مہران جو رجال بخاری میں سے ہیں' انہوں نے ایک مرتبہ امام ابو یوسفؒ سے مسئلہ پوچھا جو انہوں نے بتا دیا۔ سلیمان بن مہران بہت حیران ہوئے کہ آپ نے کہاں سے سیکھا۔ امام ابو یوسف نے کہا' حضرت! آپ ہی سے تو میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ کہنے لگے' تیرے ماں اور باپ ابھی ایک بستر پر جمع بھی نہیں ہوئے تھے کہ اس وقت سے مجھے یہ حدیث یاد تھی مگر آپ کے بتانے سے میں نے اس حدیث کے مفہوم کو صحیح طور پر سمجھا۔ فرمایا' نَحْنُ الصَّيَادُ وَ اَنْتُمُ الْاَطِبَّاءُ کہ ہم تو میڈیکل سٹور والوں کی مانند ہیں اور تم اطباء کی مانند ہو۔ ہم نے یہ سب احادیث پرکھ کر اپنے پاس اکٹھی کر رکھی ہیں مگر کس میں سے کونسا فائدہ لینا ہے تو یہ کام تم لوگ بہتر جانتے ہو۔

امام اعظمؒ اور شجرہ محدثین: یہ عجیب بات ہے کہ محدثین کا سلسلہ امام اعظم ابو حنیفہ پر منتہی ہوتا ہے۔ چند مثالیں دے دیتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں۔

(1) ۔ امام ابو حنیفہ ← امام ابو یوسف ← شیخ یحیٰ بن معین محدث ← **امام بخاری**

(2) ۔ امام ابو حنیفہ ← امام ابو یوسف ← شیخ یحیٰ بن معین محدث ← **امام مسلم**

(3) ۔ امام ابو حنیفہ ← امام ابو یوسف ← شیخ یحیٰ بن معین محدث ← **امام ابو داؤد** ← **امام نسائی**

(4) ۔ امام ابو حنیفہ ← امام ابو سف ← شیخ یحیٰ بن معین محدث ← **ابو یعلی موصلی** (صاحب مسند)

(5) ۔ امام ابو حنیفہ ← محدث عبداللہ بن مبارک ← محدث یحیٰ بن اکثم ← **امام ترمذی** ← **امام ابن ماجہ**

(6) ۔ امام ابو حنیفہ ← امام محمد ← **امام شافعی** ← **امام احمد بن حنبل**

(7) ۔ امام ابو حنیفہ ← شیخ مسعر بن کدام محدث ← امام بخاری ← امام ابن خزیمہ ← **دار قطنی**

(8) ۔ امام ابو حنیفہ ← شیخ مسعر بن کدام محدث ← امام بخاری ← امام ابن خزیمہ ← **حاکم** ← **امام بیھقی**۔

(9) ۔ امام ابو حنیفہ ← شیخ مکی بن ابراھیم محدث ← شیخ ابو عوانہ ← **طبرانی**۔

(10) ۔ امام ابو حنیفہ ← شیخ مکی بن ابراہیم محدث ← شیخ ابو عوانہ ← **ابن عدی**۔

(11) ۔ امام ابو حنیفہ ← شیخ فضل بن رکین محدث ← **امام دارمی**۔

(12) ۔ امام ابو حنیفہ ← شیخ فضل بن رکین محدث ← **امام ذہبی**

(13) ۔ امام ابو حنیفہ ← شیخ فضل بن رکین محدث ← **شیخ اسحاق**۔

امام ابو حنیفہؒ کا خلیفہ منصور کو لاجواب کرنا: امام اعظم ابو حنیفہؒ کو اللہ تعالی نے بڑا کمال عطا فرمایا تھا۔ امت میں ایسے کمال دکھانے والے شاید بہت ہی کم حضرات گذرے ہوں گے۔

ایک مرتبہ وقت کے بادشاہ نے امام ابو حنیفہؒ، امام شعبیؒ امام ثوریؒ اور ایک اور

www.besturdubooks.wordpress.com

فقیہ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان چاروں میں سے کسی ایک کو چیف جسٹس (قاضی القضاۃ) بنائے لیکن چاروں نہیں بننا چاہتے تھے۔ چنانچہ پولیس والوں نے ان کو گرفتار کرلیا۔ راستے میں جب ایک جگہ پہنچے تو جو چوتھے فقیہ تھے وہ بیٹھے بیٹھے اس طریقے سے اٹھے جیسے قضائے حاجت کی ضرورت ہو۔ پولیس والے انتظار میں رہے اور وہ تو گئے تو چلے ہی گئے۔ یہ حیلہ تھا۔ اب باقی تین رہ گئے۔ امام ابو حنیفہ" فرمانے لگے' میں قیافہ لگاؤں کہ ہو گا کیا؟ دوسروں نے کہا' ہاں لگائیں۔ کہنے لگے' میں وہاں جاکر ایسی بات کہوں گا کہ خلیفہ منصور کے پاس اس کا جواب ہی نہیں ہو گا۔ لہٰذا میں چھوٹ جاؤں گا۔ امام شعبی" بھی کوئی حیلہ کرلیں گے البتہ سفیان ثوری" پھنس جائیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ جب تینوں حضرات کو دربار میں پہنچایا گیا تو امام شعبی" ذرا آگے بڑھے اور جاکر خلیفہ منصور سے کہنے لگے' خلیفہ صاحب! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کے بیوی بچوں کا کیا حال ہے؟ آپ کے محل کا کیا حال ہے؟ آپ کے اصطبل کا کیا حال ہے؟ آپ کے گھوڑوں کا کیا حال ہے؟ آپ کے گدھوں کا کیا حال ہے؟ خلیفہ منصور کو عجیب لگا کہ میں جس شخص کو چیف جسٹس بنانا چاہتا ہوں وہ سب کے سامنے میرے گھوڑوں اور گدھوں کا حال پوچھ رہا ہے۔ دل میں سوچا کہ یہ شخص اس اہم منصب کے قابل نہیں۔ چنانچہ امام شعبی" سے کہنے لگا کہ میں آپ کو قاضی القضاۃ نہیں بنا سکتا۔ امام شعبی" اس طرح بچ گئے۔ پھر خلیفہ امام ابو حنیفہ" کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا' ابو حنیفہ! میں نے آج کے بعد آپ کو چیف جسٹس بنا دیا۔ امام ابو حنیفہ آگے بڑھے اور فرمایا' میں چیف جسٹس بننے کے قابل نہیں ہوں۔ خلیفہ منصور نے کہا' نہیں نہیں آپ اس قابل ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے کہا۔ خلیفہ صاحب! اب دو باتیں ہیں۔ میں نے جو کچھ کہا' یا تو وہ ٹھیک ہے یا وہ غلط ہے۔ اگر تو وہ غلط ہے تو جھوٹ بولنے والا شخص چیف جسٹس نہیں بن سکتا۔ اور اگر وہ سچ ہے تو میں تو کہہ ہی رہا ہوں کہ میں چیف جسٹس بننے کے قابل نہیں ہوں۔ اب خلیفہ حیران' اگر کہے کہ ابو حنیفہ! تو نے ٹھیک کہا تو بھی ابو حنیفہ چھوٹتے ہیں' اگر کہے کہ تو نے غلط کہا تو بھی ابو حنیفہ" چھوٹتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ نے وقت کے خلیفہ کو بھرے دربار میں لاجواب کر دیا۔

امام ابو حنیفہؒ کی معاملہ فہمی کا واقعہ: ایک دفعہ دو میاں بیوی آپس میں خلوت کے لمحات میں تھے۔ خاوند بات کرنا چاہتا تھا' مگر بیوی کچھ ناراض ناراض سی تھی۔ حتی کہ خاوند نے غصہ میں کہہ دیا' اللہ کی قسم! جب تک تو نہیں بولے گی تو میں تیرے ساتھ نہیں بولوں گا۔ جب خاوند نے قسم اٹھائی تو بیوی نے بھی قسم اٹھا دی کہ اللہ کی قسم! جب تک تو پہلے نہیں بولے گا میں بھی نہیں بولوں گی۔ اب وہ بھی چپ یہ بھی چپ۔ رات تو گذر گئی۔ صبح کو دماغ ذرا ٹھنڈے ہوئے تو سوچنے لگے کہ کوئی تو حل ہونا چاہئے۔ چنانچہ وہ سفیان ثوریؒ کے پاس گئے۔ انہیں سارا واقعہ سنایا اور پوچھا کہ اب اس کا کیا حل ہے؟ فرمایا' دونوں میں سے جو پہل کرے گا وہ حانث بن جائے گا۔ اس دور میں جو حانث بن جاتا تھا اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی تھی کیونکہ وہ معاشرے میں اعتبار کے قابل نہیں رہتا تھا۔ لہٰذا دونوں کی خواہش تھی کہ قسم ہماری نہ ٹوٹے۔ اب دونوں پریشان۔ خاوند کو خیال آیا کہ امام ابو حنیفہؒ سے پوچھنا چاہئے۔ چنانچہ ان کے پاس پہنچا تو حضرتؒ نے پوچھا' کیا ہوا؟ کہنے لگا' حضرت! میں بیوی کو بلا رہا تھا مگر وہ بولتی نہیں تھی. مانتی نہیں تھی' میں نے غصہ میں کہہ دیا کہ اللہ کی قسم! جب تک تو مجھ سے نہیں بولے گی میں تجھ سے نہیں بولوں گا۔ وہ تو لڑنے کیلئے پہلے ہی تیار تھی' اس نے بھی قسم اٹھالی کہ جب تک تو نہیں بولے گا میں بھی نہیں بولوں گی' اب ہم پھنسے ہوئے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا' جاؤ تم اس کے ساتھ بات کرو تمہاری بیوی ہے' میاں بیوی بن کر رہو۔ خاوند ہنستا مسکراتا گھر آیا اور کہنے لگا' میڈم! کیا حال ہے؟ ہیلو' آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ بیوی نے کہا بس تو حانث بن گیا۔ کہنے لگا' میں تو حانث نہیں بنا۔ اس نے کہا' وہ کیوں؟ کہنے لگا' میں امام ابو حنیفہ سے پوچھ کر آیا ہوں۔ اس دور میں علمی ذوق بہت زیادہ تھا۔ بیوی کہنے لگی' اچھا میں ابھی جا کر مسئلہ پوچھتی ہوں۔ میاں بیوی پہلے سفیان ثوریؒ کے پاس پہنچے' ان کو جا کر بتایا تو وہ کہنے لگے' ابو حنیفہ تو حرام کو حلال کرتا پھر رہا ہے' چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں' انہوں نے کیسے یہ مسئلہ بتا دیا۔

جب یہ سب امام ابو حنیفہؒ کے پاس پہنچے تو سفیان ثوریؒ نے کہا' ابو حنیفہ! تم نے

حرام کو حلال کیسے کر دیا؟ امام ابو حنیفہؒ مسکرا کر کہنے لگے' حضرت! میں نے تو حرام کو حلال نہیں کیا' حلال کو حلال کہا ہے۔ آپ ان سے سنیں تو سہی وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے ان سے پوچھا کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ امام ابو حنیفہؒ نے کہا' حضرت! پہلے خاوند نے کہا کہ جب تک تو نہیں بولے گی میں تجھ سے نہیں بولوں گا اس کے جواب میں بیوی نے بھی قسم اٹھا دی' آپ دیکھیں تو سہی وہ کس سے بات کرتے ہوئے قسم اٹھا رہی ہے' خاوند ہی سے تو بات کر رہی ہے۔ لہٰذا خاوند کی قسم پوری ہو گئی۔ اب بیوی کی قسم باقی تھی' اس لئے میں نے خاوند سے کہا کہ جاؤ تم اس سے بولو گے تو اس کی بھی قسم پوری ہو جائے گی' تم دونوں میاں بیوی بن کر زندگی گذارو۔ سفیان ثوریؒ اس نکتہ سنجی اور معاملہ فہمی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

امام ابو حنیفہؒ کے علمی کمالات:

ایک آدمی امام ابو حنیفہؒ کے پاس آیا اور آکر ایک عجیب و غریب سوال کیا۔ کئی آدمی الٹے سیدھے سوال کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اعتراض کرنے والے تو ہر جگہ ہی ہوتے ہیں۔ اگر اہل علم حضرات اعتراض کریں تو کوئی حرج نہیں ہوتا جیسے ابن ابی شیبہ نے 125 ایسے مسائل لکھے اور کہا کہ ابو حنیفہ نے ان مسائل میں حدیث کے خلاف کام کیا ہے۔ مگر ہمارے علماء نے مستقل کتابیں لکھ دیں کہ جناب! آپ سمجھ ہی نہیں پائے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قرآن و حدیث سب کو سامنے رکھ کر یہ نچوڑ نکالا کیسے تھا؟ قصور آپ کی عقل کا ہے جو یہ سمجھنے سے قاصر ہے۔

بہر حال ایک آدمی آکر کہنے لگا' آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو (۱) بن دیکھے گواہی دیتا ہو۔ (۲) یہود و نصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہو۔ (۳) اللہ کی رحمت سے دور بھاگتا ہو۔ (۴) مردار کھا لیتا ہو۔ (۵) جس کی طرف اللہ نے بلایا ہو اس کی پرواہ نہ کرتا ہو۔ (۶) جس سے اللہ نے ڈرایا ہو اس کا خوف نہ کرتا ہو۔ (۷) فتنے کو محبوب رکھتا ہو؟

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا' وہ شخص مومن ہے۔ سوال پوچھنے والا بڑا حیران ہوا۔ کہنے لگا' جی وہ کیسے؟ فرمایا' دیکھو' تم نے پہلی بات کی کہ بن دیکھے گواہی دیتا ہو' تو مومن اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار کی بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔ دوسری بات تم نے یہ کہی کہ یہود و نصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ تو قرآن پاک میں آیا ہے کہ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ تو مومن ان دونوں کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے۔ کہنے لگا یہ بھی ٹھیک ہے۔ فرمایا تیسری بات یہ تھی کہ' اللہ کی رحمت سے دور بھاگتا ہے۔ تو دیکھو' بارش اللہ کی رحمت ہے اور بارش سے تو ہر بندہ بھاگتا ہے کہ کہیں کپڑے نہ بھیگ جائیں۔ وہ کہنے لگا' یہ بھی ٹھیک ہے۔ چوتھی بات یہ تھی کہ مردار کھاتا ہے' تو مچھلی مردہ ہوتی ہے' اس کو تو ہر بندہ مزے لے لے کر کھاتا ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ پانچویں بات یہ کہ جس کی طرف اللہ نے بلایا ہے اس کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ پس وہ جنت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف بلایا ہے وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ مگر اس کو مشاہدہ حق اتنا مطلوب ہے' اللہ کی رضا اتنی مطلوب ہے کہ محبوب حقیقی کی طرف سے نظر ہٹا کر وہ جنت کی طرف نظر ڈالنا کبھی پسند ہی نہیں کرتا۔ چھٹی بات یہ ہے کہ جس سے اللہ نے ڈرایا ہے اس سے وہ ڈرتا نہیں' تو وہ دوزخ ہے۔ اس کو اپنے محبوب کی ناراضگی کی اتنی فکر ہوتی ہے کہ اب اسے جہنم میں جلنے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ساتویں بات یہ کہ اسے فتنہ محبوب ہے۔ پس اولاد کو قرآن میں فرمایا گیا اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ اور اولاد سے ہر شخص کو طبعی محبت ہوتی ہے۔ پس وہ شخص مومن ہے۔ سوال پوچھنے والا شخص حیران رہ گیا۔ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ......

عجیب سوال کا حیران کن جواب:

اسی طرح ایک اور آدمی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ہر سوال کا جواب دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تم بھی پوچھو۔ کہنے لگا' آپ یہ بتائیں کہ پاخانہ میٹھا ہوتا ہے یا نمکین۔ آپؒ نے فرمایا کہ میٹھا ہوتا ہے۔ کہنے لگا' آپ کے پاس اس کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا کہ مکھیاں نمکین چیز پر نہیں بیٹھتیں' ہمیشہ میٹھی چیز پر بیٹھتی ہیں۔

امام مالکؒ کا عشق نبوی ﷺ:

اللہ رب العزت نے امام مالکؒ کو عشق نبوی ﷺ میں کمال عطا فرمایا تھا۔ مدینہ طیبہ میں چلتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے تو جوتے نہیں پہنتے تھے۔ حتیٰ کہ گھوڑے پر سوار نہیں ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ مالک کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اس جگہ کو اپنے گھوڑوں کے سموں سے پامال کرے جس جگہ پر میرے محبوب ﷺ چلتے رہے ہوں۔ جب راستہ چلتے تھے تو راستہ کے کنارے پر چلتے تھے کہ کہیں میرے محبوب ﷺ کے قدمین شریفین پر میرے قدم نہ پڑ جائیں اور مالک کہیں بے ادبی کا مرتکب نہ ہو جائے۔ پوری زندگی مدینہ طیبہ میں گذاری لیکن صرف ایک دفعہ حج کیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ کہیں دیار محبوب ؐ سے باہر موت واقع نہ ہو جائے۔

امام شافعیؒ کا مقام: امام شافعیؒ کو اللہ تعالیٰ نے کتنا بلند مقام عطا فرمایا تھا؟ ایک مرتبہ معمولی سے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اسی حالت میں بال کٹوانے کیلئے حجام کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے دور سے دیکھا تو سوچا کہ اتنے معمولی کپڑے ہیں' اس کے پاس کیا ہوگا' چنانچہ اس نے دور سے ہی کہہ دیا کہ میرے پاس وقت نہیں۔ حضرتؒ سمجھ گئے۔ غلام سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ دینار ہیں؟ اس نے کہا' جی تھیلی بھری ہوئی ہے۔ فرمایا' یہ ساری تھیلی اس کو دے دو۔ تھیلی بھی دے دی اور اس سے کہا کہ میں تجھ سے بال بھی نہیں کٹواتا۔ باہر نکل کر تاریخی شعر ارشاد فرمایا:

علی ثیاب لو یباع جمیعها

بفلس لکان الفلس منهن اکثرا

کہ میرے اوپر ایسے کپڑے ہیں کہ اگر ان تمام کپڑوں کو پیسوں کے عوض میں بیچ دیا جائے تو ایک درہم بھی ان کپڑوں کی قیمت سے زیادہ ہو جائے مگر ان کپڑوں میں ایک ایسی جان ہے کہ اگر تم ساری دنیا میں ڈھونڈ کر دیکھو تو تمہیں اس وقت ایسی جان نظر نہیں آئے گی۔

امام احمد بن حنبلؒ کی استقامت: امام احمد بن حنبلؒ استقامت کے پہاڑ تھے۔ مسئلہ خلق قرآن میں ان پر اتنے کوڑے لگائے گئے کہ اگر ہاتھی پر لگائے جاتے تو وہ بھی بلبلا اٹھتا۔ مگر جب امام احمد بن حنبلؒ پر لگ رہے ہیں تو زبان سے صرف اللہ کا ذکر جاری تھا۔ تکلیف کی وجہ سے کراہنے کی آواز بھی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

آ رہی تھی۔

رزق حلال کے انوارات: امام احمد بن حنبلؒ ایک دفعہ امام شافعیؒ کے گھر پہنچے۔ امام شافعیؒ نے اپنی بیٹیوں کو بتایا کہ ایک بڑے عالم آ رہے ہیں' ان کے لئے اچھا کھانا تیار کرنا ہے۔ چنانچہ بیٹیوں نے اچھا کھانا بنا کر کمرے میں رکھ دیا۔ رات کو تہجد کیلئے مصلی بھی رکھ دیا اور وضو کیلئے لوٹا بھی رکھ دیا۔ امام احمد بن حنبلؒ تشریف لائے' کھانا کھایا اور لیٹ گئے۔ صبح اٹھے تو نماز فجر کیلئے مسجد تشریف لے گئے۔ بچیاں کمرے میں صفائی کرنے کیلئے آئیں تو دیکھا کہ برتن میں جو دو تین آدمیوں کا کھانا رکھا تھا وہ سارا ہی ختم ہو چکا تھا' مصلی جیسا رکھا تھا ویسے ہی پڑا ہے' پانی جیسے بھرا تھا ویسے ہی موجود ہے۔ یہ دیکھ کر بڑی حیران ہوئیں کہ ان کی تعریفیں تو بہت سنی تھیں مگر یہ تو بڑے بسیار خور نکلے' تہجد بھی نہیں پڑھی اور صبح بھی بے وضو ہی چلے گئے۔

جب امام شافعیؒ گھر آئے تو بیٹی نے ساری بات کہہ سنائی۔ سچے لوگ تھے امام شافعیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ کو صورتحال بتائی کہ میری بیٹی تو یہ پوچھ رہی ہے۔ کہنے لگے' حضرت! جب میں نے پہلا لقمہ کھایا تو مجھے اپنے سینے میں نور نظر آیا۔ ہر لقمے پر میرے سینے کا نور بڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا' معلوم نہیں زندگی میں اتنا حلال اور پاک رزق پھر مجھے نصیب ہو گا یا نہیں' کیوں نہ اس کھانے کو اپنے جسم کا حصہ بنا لیا جائے۔ میں نے اس لئے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ پھر میں بستر پر سونے کے لئے لیٹا تو میرے سینے میں نور اتنا تھا کہ میں قرآن کی آیتوں اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیثوں میں غور و فکر اور تدبر کرتا رہا حتی کہ اسی طرح صبح کا وقت ہو گیا۔ درمیان میں خیال تو آیا کہ تہجد پڑھ لوں مگر میں نے کہا کہ علم کا ایک باب سیکھنا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ لہٰذا میں اسی علمی سوچ بچار میں مشغول رہا۔ صبح جب آپ آئے تو میں فجر پڑھنے چلا گیا' نہ میرا وضو ٹوٹا اور نہ ہی مجھے وضو کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس لئے میں نے عشاء کے وضو سے جا کر صبح کی نماز پڑھ لی۔

فقہ حنفی کا اعزاز: امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے چار فقہیں عطا فرمائیں۔ ان میں سے فقہ

حنفی وہ فقہ ہے جس کو مسلمان ممالک کے اندر قانون کی حیثیت سے لاگو ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ جب خلافت عثمانیہ کا دور تھا تو ملک کا قانون فقہ حنفی کے مطابق اسلامی شریعت تھا اور جب برصغیر پاک و ہند میں مغل بادشاہوں کا دور تھا اس وقت اس برصغیر میں بھی حکومت کی طرف سے فقہ حنفیہ نافذ تھی۔ یہ اعزاز صرف فقہ حنفی کو حاصل ہے۔ اور الحمد للہ آج آپ دیکھئے کہ پاکستان' ہندوستان' افغانستان' بنگلہ دیش' ترکی' ازبکستان' ترکمانستان' آذربائی جان' قزاقستان' بشیکرستان' تاتارستان' رشیا' یوکرائن' عراق' شام اور ترکی میں فقہ حنفیہ پر عمل کرنے والوں کی اکثریت ہے۔ غور کیجئے کہ یہ آدھی دنیا سے زیادہ علاقہ بنتا ہے۔

امت مسلمہ کی کمزوری کی بنیادی وجہ: ان چاروں فقہوں کے ائمہ نے علم پر اتنا کام کیا کہ مخلوق خدا علم سے فیضیاب ہوتی رہی۔ ایک ایک عالم کے حلقہ درس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہوتے تھے۔ مگر ہوا یہ کہ جب دنیادار لوگوں نے دیکھا کہ ان علماء کی بہت عزت کی جاتی ہے اور وقت کے خلفاء ادب سے ہاتھ باندھ کر ان کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو وہ دنیادار لوگ بھی کتابیں پڑھنے لگ گئے اور کتابیں پڑھنے کے بعد درباری ملا بن گئے۔ ان درباری ملاؤں نے آپس میں مناظرے کرنے شروع کر دیئے۔ دلیلیں چلتی رہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کا بیشتر وقت آپس کے بحث مباحثے اور مناظروں کی نذر ہونے لگ گیا۔ چنانچہ ایک وقت وہ بھی آیا جب عوام الناس ان کی باتوں کو سنتے تو تھے مگر ان کے دل متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اس طرح امت مسلمہ کے اتحاد میں دراڑیں پڑنی شروع ہو گئیں۔

تاتاری فتنہ میں مسلمانوں کا نقصان: اب ایسے فتنہ و انتشار کے وقت میں کفار نے مسلمانوں پر شب خون مارا۔ ساتویں صدی ہجری میں تاتاری فتنہ اٹھا اور اس نے مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومت چھین لی۔ بغداد میں ایک دن میں اڑھائی لاکھ مسلمانوں کو ذبح کیا گیا۔ گندے پانی کی نالیوں میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام اوزاعیؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جب تاتاریوں نے بغداد پر قبضہ کیا تو انہوں نے مسلمانوں کی کتابوں سے دریائے دجلہ کے اوپر پل باندھا تھا۔ انگریزوں نے بھی جب اندلس کو فتح کیا تو انہوں نے مسلمانوں کی کتابوں کو ضائع کرنا شروع کیا۔ آپ حیران ہوں گے کہ کتابوں کے اتنے ذخیرے تھے کہ ان کو ضائع کرنے میں چالیس سال لگے۔ یہ دین اسلام کو شرف حاصل ہے کہ جتنی کتابیں اس دین پر لکھی گئیں اتنی کتابیں کسی اور دین پر نہیں لکھی گئیں۔ تصنیف و تالیف کو اللہ تعالیٰ نے اس دین کی خصوصیت بنا دیا ہے۔

- شمس الائمہ امام سرخسیؒ کنویں میں نظر بند رہے۔ شاگرد اوپر منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ امام محمدؒ کی کتاب "مبسوط" کی شرح لکھوا رہے ہیں۔ مبسوط کی شرح 30 جلدوں میں لکھی گئی۔ وہ شرح آج علمائے کرام پڑھ رہے ہیں۔
- امام حسن بن مندہؒ نے مرتے وقت حدیث کی کتابوں کے چالیس صندوق چھوڑے جو ان کے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتابیں تھیں۔
- حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی صاحب معاجم ثلاثہ طلب حدیث میں 33 سال گھومتے پھرتے رہے اور ایک ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا۔
- ابو حاتم رازیؒ نے خود بیان کیا کہ تحصیل علم حدیث کیلئے نو ہزار میل پیادہ چلے۔
- ابن مقریؒ نے ایک نسخہ "ابن فضالہ" کی خاطر 840 میل کا سفر کیا۔
- حافظ ابو عبد اللہ اصفہانیؒ نے طلب حدیث کیلئے 120 مقامات کا سفر کیا۔
- شیخ ابن جوزیؒ نے بر سر منبر کہا کہ میں نے ان اپنی انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھیں۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کی قلموں کے تراشوں سے غسل کا پانی گرم کیا گیا۔
- امام ادب ثعلبؒ ناقل ہیں کہ برابر پچاس برس سے ابراہیم حربی کو ہر محفل ادب میں موجود پاتا ہوں۔
- امام رازیؒ نے فرمایا "واللہ انی اتاسف فی الفوات عن الاشتغال بالعلم فی وقت الاکل فان الوقت والزمان عزیز" (اللہ کی قسم مجھے کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے کا افسوس ہوتا ہے کیونکہ وقت مجھے بہت عزیز ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

- امام غزالیؒ کی تعلیقات جو انہوں نے ابو نصر اسمٰعیل سے لکھی تھیں لٹ گئیں۔ آپ نے ڈاکوؤں کے سردار سے واپس مانگیں۔ وہ ہنسا کہ تم نے خاک سمجھا۔ ایک کاغذ نہ رہا اور تم کورے ہو گئے۔ تعلیقات تو اس نے آپ کو دے دیں مگر آپ متواتر تین برس تک مسائل یاد کرتے رہے اور حافظ بن گئے۔
- قرطبی سے منقول ہے کہ امام شاطبیؒ نے جب قصیدہ شاطبیہ لکھا تو اسے ساتھ لیکر بیت اللہ شریف کے بارہ ہزار طواف کئے۔ جب دعا کے مقامات پر پہنچتے تو کہتے،

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتَ الْعَظِیْمِ اِنْفَعْ بِھَا کُلَّ مَنْ قَرَءَھَا

اے آسمان اور زمین کے بنانے والے۔ حاضر وغیب کے جاننے والے۔ اس گھر کے پروردگار جو اس کتاب کو پڑھے اسے فائدہ عطا فرما

- عورتیں بھی علمی کارناموں میں پیچھے نہیں رہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کی مجلس کیلئے ایک دن مقرر فرمایا تھا۔ شفاء عدویہ کو متعین فرمایا کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھائی سکھائیں۔ سلف صالحین میں قاضی عیسی اپنی بیٹیوں کو روزانہ عصر کے بعد کتابیں پڑھاتے تھے۔ چنانچہ بعض عورتیں محدثہ بنیں۔ کریمہ مروزیہ اور سیدہ نفیسہ بنت محمد بہت مشہور ہیں۔ حافظ ابن عساکر نے 80 عورتوں سے لڑکپن میں حدیث پڑھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علمی کمالات کسی سے مخفی نہیں۔
- مشائخ عظام نے بھی احیائے دین کیلئے خوب قربانیاں دیں۔

تاتاری فتنے کا توڑ:

تاتاریوں کے اس فتنے کے دوران جب تخت و تاج مسلمانوں کے ہاتھ سے چھن گیا تو خانقاہوں میں بیٹھ کر اللہ اللہ سکھانے والے مشائخ نے دیکھا کہ اب علماء کو مدد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ مشائخ عظام کفار کے مقابلے میں نکل آئے۔ اس وقت ائمہ میں سے امام زیلعیؒ امام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد ابن قیمؒ اور تقی الدین سبکیؒ زندہ تھے مگر پھر بھی اللہ رب العزت نے مشائخ سے کام لیا۔ اس نازک دور میں خواجہ فرید الدین عطارؒ نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء سے مسلمانوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دلوں کو منور کیا۔ مولانا رومؒ نے مثنوی شریف لکھ کر غافل دلوں کو جگایا اور محبت الٰہی سے گرمایا۔ بعض مشائخ نے تاتاری شہزادوں کے دلوں پر محنت کرنا شروع کر دی۔ جن میں حضرت خواجہ احمد دربندیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جب تاتاری شہزادے دربند شریف پہنچے تو سارے مسلمان شہر کو خالی کر کے چلے گئے۔ شہزادے نے پوچھا' شہر میں کوئی مسلمان تو نہیں بچا؟ سپاہیوں نے بتایا کہ ایک مسجد میں دو آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہنے لگا' گرفتار کر کے پیش کرو۔ چنانچہ خواجہ احمد دربندیؒ اور ان کے شاگرد کو ہتھکڑیاں لگا کر پیش کیا گیا۔ شہزادے نے کہا' کیا آپ کو پتہ نہیں چلا کہ میں یہاں داخل ہو رہا ہوں' سب چلے گئے تم کیوں نہ گئے؟ وہ کہنے لگے ہم اللہ کے گھر میں بیٹھے تھے کیوں نکلتے؟ کہنے لگا' تمہیں پتہ نہیں' تم آج میری حراست میں ہو؟ انہوں نے کہا' اللہ تعالی چاہے تو ہمیں آزاد کروا سکتا ہے۔ شہزادے نے پوچھا کیسے؟ انہوں زور سے کہا اللہ۔ اللہ کا لفظ کہنا تھا کہ زنجیریں ٹوٹ کر گر پڑیں۔ تاتاری شہزادے کے دل پر خوف طاری ہو گیا۔ کہنے لگا' اچھا میں آپ کو معاف کرتا ہوں۔ حضرتؒ کو آزاد کر دیا گیا۔ بعد میں بھی وقتاً فوقتاً وہ شہزادہ حضرتؒ سے ملتا رہا' حضرتؒ اس کے دل پر توجہ ڈالتے رہے حتی کہ تیس سال کے بعد ایک وقت وہ بھی آیا کہ وہ شہزادہ وقت کا بادشاہ بنا۔ اور حضرتؒ کے فیضان صحبت سے مسلمان ہو گیا۔ اور اللہ تعالی نے سلطنت پھر مسلمانوں کے ہاتھوں میں دے دی۔ علامہ اقبال نے کہا:

ہے عیاں آج بھی یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کارنامے:

اکبری دور میں ابوالفضل اور فیضی جیسے درباری ملاؤں نے تعظیمی سجدے کے جواز میں فتوے دیئے۔ دین الٰہی کے نام پر بادشاہ وقت کی خواہشات کی پیروی ہونے لگی۔ سید المرسلین ﷺ کی نورانی سنتوں کی جگہ بدعات کی ظلمت عام ہونے لگ گئی تو مجدد الف ثانیؒ شرک و بدعت کے قلع قمع کیلئے میدان دعوت میں اترے۔ آپ نے دو سال گوالیار

www.besturdubooks.wordpress.com

کے قلعے میں پابند سلاسل رہ کر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مگر احیاء دین کیلئے آپ کی رگ فاروقی پھڑکتی رہی حتی کہ آپ کی صحبت سے فیض پانے والے سیادت پناہ شیخ فرید اور خان خاناں جیسے جرنیل دینی رنگ میں رنگے گئے۔ ان حضرات کی کوششوں سے اکبر بادشاہ کا دماغ ٹھکانے لگا۔ چنانچہ اکبر بادشاہ اس بات پر مجبور ہو گیا کہ خلاف شرع کاموں کو بند کروائے۔ الحمد للہ دین الٰہی کی تار پور بکھر گئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ذریعے شرک و بدعات کا قلع قمع کروایا اور متروکہ سنتوں کو از سر نو زندہ کروایا۔ اسی لئے جہانگیر کی زندگی میں دینی رنگ پیدا ہوا اور بالآخر اورنگ زیب عالمگیرؒ جیسا متقی اور پرہیزگار بادشاہ تخت و تاج کا وارث بنا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی خدمات:

برصغیر پاک و ہند میں دین کی اشاعت کیلئے بہت کام کیا گیا۔ قرآن کے ترجمے کئے گئے' تفاسیر لکھی گئیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اصول تفسیر کی کتاب الفوز الکبیر تصنیف فرمائی۔ ان کے بیٹے شاہ عبد القادرؒ نے قرآن پاک کا اردو زبان میں الہامی ترجمہ کیا۔ مثال کے طور پر ایک آیت ہے لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ دوسرے مفسرین حضرات نے لکھا "حفاظت کرتے ہیں اپنی شرمگاہوں کی"۔ اور شاہ عبد القادرؒ نے اس کا ترجمہ لکھا "جو تھامتے ہیں اپنی شرمگاہوں کو"۔ اب دونوں میں فرق دیکھئے۔ شرمگاہ کی حفاظت کرنا اور چیز ہے اور شرمگاہ کو تھامنا اور چیز ہے۔ یعنی جب جذبات ابھرتے ہیں تو حفاظت کا لفظ صحیح مفہوم ادا نہیں کرتا' بلکہ وہاں اپنے جذبات کو تھامنے کا لفظ کام دیتا ہے۔ ایک اور آیت میں فرمایا گیا اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ۔ دوسرے مصنفین نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ "یا تم مس کرو عورتوں کو"۔ مس کرنا قدرے مشکل لفظ ہے اور شاہ عبد القادرؒ نے ترجمہ کیا "یا تم لگو عورتوں کو" اتنے آسان لفظوں میں ترجمہ کیا کہ مسئلہ خود بخود سمجھ میں آ گیا۔

شاہ ولی اللہ کے خاندان میں علم کا شوق:

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فرزند ارجمند شاہ عبد العزیزؒ نے اردو میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی۔ ایک مرتبہ مطالعہ کرتے ہوئے شاہ عبد العزیزؒ نے پانی مانگا۔ شاہ ولی اللہؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

کو پتہ چلا تو فرمانے لگے کہ افسوس' آج علم ہمارے خاندان سے رخصت ہو گیا کہ میرے بیٹے نے مطالعہ کے وقت پانی مانگا۔ بیوی نے کہا' حضرت! صبر تو کریں۔ اس نے پانی بھیجنے کی بجائے سرکہ ملا کر بھیج دیا۔ شاہ عبدالعزیز مطالعہ میں اتنے مشغول تھے اور پیاس کی شدت کی وجہ سے اضطرار اتنا تھا کہ سرکہ پی لیا اور پتہ ہی نہ چلا کہ میں سرکہ پی رہا ہوں یا پانی پی رہا ہوں۔ جب بیوی نے بتایا کہ اس کا تو یہ حال ہے تو فرمایا' الحمد للہ ہمارے خاندان میں ابھی علم باقی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان حضرات کو باطنی نعمتیں عطا فرمادی تھیں۔ خود شاہ ولی اللہؒ کو علم و ادب کی وجہ سے اتنا رعب حاصل تھا کہ مغلیہ خاندان کے شہزادوں کو منبر پر کھڑے ہو کر کہا' "مغلیہ خاندان والو! ولی اللہ کے سینے میں اللہ نے ایک موتی رکھا ہے' اگر تمہارے خزانے میں اتنا قیمتی موتی ہے تو مجھے لا کر دکھاؤ۔ تم ساری دنیا کے خزانوں کو بھی اکٹھا کرلو تو مجھے وہ موتی لا کر نہیں دکھا سکتے"۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے بھی باکمال شاگرد تیار کیے' جیسے شاہ اسماعیل شہیدؒ' اور سید احمد شہیدؒ۔ آج بالاکوٹ ان کی عظمت کی گواہیاں دے رہا ہے۔

برصغیر میں انگریز کا ظلم و ستم: 1857ء میں جب انگریز نے ہندوستان پر قبضہ کیا تو اس نے مسلمانوں سے تخت و تاج چھین کر اپنے پنجے مضبوط کرنے کے لئے شکنجہ کس دیا۔ امراء سے زمینیں چھین لیں' مسلمانوں کو مال و جاہ سے محروم کر دیا' مادی وسائل پر قبضہ کر لیا تاکہ انہیں کمزور کیا جاسکے' ظلم کی حدیں توڑ دیں حتی کہ پانچ پانچ منٹ میں پھانسی کے فیصلے دے دیتے تھے۔ اگر کسی مسلمان کی انگلی زخمی دیکھتے تو کہتے' لگتا ہے تم نے کسی انگریز کو مارا ہوگا۔ چنانچہ اس کی بھی پھانسی کا فیصلہ کر لیا جاتا۔

انگریز بڑا چالاک دشمن تھا۔ اس نے دیکھا کہ مال تو میں نے لے لیا مگر جب تک اس قوم کے ایمانی جذبے کو ختم نہیں کروں گا تو یہ قوم متحد رہے گی۔ لہٰذا اس کو ختم کرنے کیلئے مدارس کو ختم کرنا ضروری ہے۔ اس دور میں مدارس وقف کی املاک سے چلا کرتے تھے۔ لہٰذا انگریز نے دوسرا حربہ یہ اختیار کیا کہ اس نے مدارس کی املاک کو سرکاری تحویل میں لے لیا۔ جب اقتصادی طور پر گلا ہی گھونٹ دیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چار ہزار مدارس بند

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو گئے۔ ڈراؤ دھمکاؤ کی پالیسی کامیاب رہی اور لوگ سہم گئے۔

برصغیر میں علوم و فنون کے مراکز: اس وقت انڈیا میں تین مراکز تھے۔ ایک دھلی میں قرآن و حدیث کا "ولی الٰہی" مرکز تھا' دوسرا لکھنؤ میں فقہ اور اصول فقہ کا مرکز تھا اور تیسرا خیر آباد میں فنون کا مرکز تھا۔ انگریز نے ان تینوں مراکز پر اپنا تسلط جمالیا۔

دیوبند میں مدرسہ کا قیام: اللہ تعالی نے ایک بندے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے دل میں بات ڈالی کہ مال مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا تاہم ملنے کی امید ہے' حکومت ہاتھوں سے نکل گئی ملنے کی امید باقی ہے' اگر دین ہاتھوں سے چلا گیا تو نہیں ملے گا لہٰذا انگریز کے اس ظلم و ستم کا توڑ دینی مدارس کا قیام ہے۔ کیوں نہ کسی ایسی جگہ پر مدرسہ بنایا جائے کہ جہاں انگریز کی نظر ہی نہ پڑے اور خاموشی سے کام ہوتا رہے۔ حضرت قاسم نانوتویؒ کے سسرال دیوبند کے رہنے والے تھے۔ چنانچہ حضرتؒ دیوبند پہنچے اور وہاں جاکر چھتہ کی مسجد میں انار کے درخت کے نیچے خاموشی سے کام کرنا شروع کر دیا۔ ایک استاد اور ایک شاگرد۔ استاد کا نام ملاں محمود اور شاگرد کا نام محمود الحسن۔ دونوں محمود تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ کے شاگرد مولانا مملوک علیؒ کو استاد کامل کا خطاب ملا کیونکہ انہوں نے سب کو پڑھایا۔ مولانا شاہ رفیع الدین نقشبندیؒ پہلے مہتمم بنے۔

دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد: حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور نبی ﷺ نے خواب میں دارالعلوم کی عمارت کی پوری حدود کا تعین فرما دیا۔ اسی لیے ترانہ دارالعلوم کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

یہ علم و ہنر کا گہوارا تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
خود ساقی کوثر ﷺ نے رکھی میخانہ کی بنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے دیوانوں کی روداد یہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں
یہ علم و ہنر کا گہوارا تاریخ کا وہ فن پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے

چنانچہ بنیادیں رکھنے کا وقت آیا تو حضرت قاسم نانوتویؒ نے اعلان فرمایا کہ آج دارالعلوم کا سنگ بنیاد میں ایسی شخصیت سے رکھواؤں گا کہ جس نے پوری زندگی کبیرہ گناہ تو کیا کرنا، کبھی گناہ کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت شاہ حسین احمدؒ جو میاں اصغر حسینؒ کے ماموں تھے ان کو بلایا اور کہا کہ حضرت! آیئے اور دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھئے۔

حضرت شاہ حسین احمدؒ کی فنائیت قلبی:

شاہ حسین احمدؒ پر اللہ تعالی نے فنائیت کا ایسا پرتو ڈال دیا تھا کہ ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے ایک داماد کا نام اللہ بندہ تھا۔ دو سال تک وہ ان کے پاس رہا۔ جب سامنے سے گذرتا تو حضرت شاہ حسین احمدؒ پوچھتے، ارے میاں! تم کون ہو؟ کہتا، حضرت! میں آپ کا داماد اللہ بندہ ہوں۔ فرماتے، ارے میاں! سبھی تو اللہ کے بندے ہیں۔ دو سال تک داماد کا نام یاد نہ ہوا۔ ذکر کی فنائیت ایسی تھی کہ دل میں ایک اللہ تعالی کا نام بس چکا تھا۔ ایسی نابغہ روزگار شخصیت نے دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔

ایک حسین خواب:

حضرت مولانا شاہ رفیع الدینؒ دارالعلوم کے دوسرے مہتمم بنے۔ ایک دفعہ دارالعلوم میں تشریف لائے تو ایک طالب علم نے آکر کہا، حضرت! آپ کے مطبخ میں یہ سالن پکتا ہے، ذرا دیکھیں تو سہی، اس سے تو وضو بھی جائز ہو جاتا ہے۔ اگر مہتمم صاحب کے سامنے ایک طالب علم ایسی بات کرے تو یہ معمولی بات تو نہیں تھی۔ حضرت مولانا شاہ رفیع الدینؒ نے اس لڑکے کو سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا اور فرمایا لگتا ہے یہ ہمارے مدرسے کا طالبعلم نہیں ہے۔ یہ بیرونی لڑکا ہے جو یہاں آیا ہوا ہے۔ استاد کہنے لگے، حضرت! دیکھ لیتے ہیں۔ اس کا نام رجسٹر میں دیکھا، لکھا ہوا ہے۔ جب باورچی سے پوچھا تو اس نے کہا، روزانہ کھانے کے وقت آکر کھانا بھی کھاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن جب مزید تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ وہ بازار میں کام کرتا تھا اور کھانے کے وقت مدرسہ میں آکر کھانا کھالیتا تھا۔

استاد بڑے حیران ہوئے۔ کہنے لگے' مہتمم صاحب! ہم لوگ بچوں کو پڑھاتے ہیں' اس لڑکے کو نہ پہچان سکے' آپ تو بچوں کو دیکھتے ہی نہیں' آپ نے کیسے پہچان لیا؟ مولانا رفیع الدینؒ نے فرمایا' جب میں اس مدرسہ کا مہتمم بنا تو میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ یہاں ایک کنواں ہے اور نبی اکرم ﷺ کنویں میں سے پانی کے ڈول نکال رہے ہیں۔ دارالعلوم کے طلباء آتے ہیں اور آپ ان کو پانی ڈال کر دے رہے ہیں۔ میں نے خواب میں اس لڑکے کو نہیں دیکھا تھا اس لئے میں سمجھ گیا کہ یہ ہمارے مدرسے کا طالب علم نہیں ہے۔

دارالعلوم دیوبند کی جامعیت:

انگریز نے برصغیر میں نو سال تک خوب قدم جمائے رکھے۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اب میرے قدم اچھی طرح جم چکے ہیں تو اس نے مذہبی آزادی کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند ان تینوں مراکز کے علوم کا جامع بن کر ابھرا۔

حضرت شیخ الہندؒ پر علوم و معارف کی بارش:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ حضرت مولانا تھانویؒ کے استاد تھے۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں حضرتؒ سے دورہ حدیث کیا کرتا تھا' طلباء رات کو تکرار کیا کرتے تھے تو میں ان کو تکرار کروایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا مقام آیا کہ ہم سب اٹک گئے۔ طلباء نے مجھے کہا کہ حضرت سے آپ ہی پوچھنا۔ سردیوں کا موسم تھا' میں صبح سویرے اٹھا' جلالین شریف اپنے سینے سے لگائی اور مسجد میں جاکر نماز پڑھی۔ حضرتؒ کی عادت شریفہ تھی کہ فجر پڑھتے ہی صومعہ (عبادت کا ایک کمرہ) میں چلے جاتے تھے اور اشراق تک ذکر کرتے تھے۔

نماز پڑھتے ہی حضرتؒ اندر تشریف لے گئے اور کنڈی لگالی۔ میں نے جلالین شریف کو سینے سے لگائے رکھا اور سردی میں کھڑا ٹھٹھرتا رہا۔ حضرت ذکر تو اندر کر رہے تھے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

مزہ مجھے آرہا تھا۔ جب اشراق کے بعد حضرتؒ نے کنڈی کھولی اور باہر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ پسینے کے قطرے آپ کی پیشانی اور گردن پر تھے۔ آپ کی صدری پر بھی پسینے کے نشانات تھے۔ گویا "لا الہ الا اللہ" کی ایسی ضربیں لگائی تھیں کہ پسینے میں شرابور ہو رہے تھے۔ مجھے راستے میں کھڑا دیکھ کر حضرتؒ نے پوچھا' اشرف علی! کیوں کھڑے ہو؟ میں نے کہا حضرت! کتاب کی ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ وہیں حضرت نے کھڑے کھڑے اس کے متعلق تقریر کرنی شروع کر دی۔ عجیب صورتحال تھی کہ نہ تو مجھے الفاظ کی سمجھ آئی اور نہ ہی معانی کی۔ یعنی الفاظ بھی غیرمانوس اور معانی بھی۔ تقریر فرما کر حضرتؒ نے کہا کہ سمجھ آگئی؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے تو سمجھ نہیں آئی' حضرت کچھ نزول فرمائیں تاکہ مجھے سمجھ آسکے۔ حضرتؒ نے پھر دوبارہ تقریر شروع کر دی۔ اس مرتبہ الفاظ تو مانوس تھے مگر معانی کا پھر بھی پتہ نہ چلا۔ حضرتؒ نے پوچھا کہ اشرف علی! سمجھ گئے؟ میں نے کہا' حضرت! سمجھ تو نہیں آئی فرمایا تمہیں اس وقت سمجھ نہیں آئے گی' جاؤ پھر کسی وقت پوچھنا۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ کی وجہ سے علوم و معارف کی ان پر اتنی بارشیں ہوتی تھیں کہ اس وقت ان کی تقاریر کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے محبت:

مجھے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ سے اتنی زیادہ محبت و عقیدت ہے کہ بہت زیادہ۔ حالانکہ دارالعلوم دیوبند کے دوسرے اکابرین سے بھی عقیدت ہے مگر حضرت نانوتویؒ کی طرف دل زیادہ کھنچتا ہے' ان کے ساتھ قدرتی محبت قلبی ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صدیق اکبرؓ کے ساتھ ائمہ اربعہ میں امام اعظمؒ کے ساتھ اور مشائخ عظام میں سے حضرت نقشبند بخاریؒ کے ساتھ محبت بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح حضرت نانوتویؒ کے ساتھ بھی محبت بہت زیادہ ہے۔ حتی کہ ان کا نام آجائے تو پتہ نہیں مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ میں اس وقت مسجد میں بیٹھا ہوں' باوضو بیٹھا ہوں' منبر پر بیٹھا ہوں' اگر قسم کھا کر کہوں کہ مجھے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ساتھ اپنے باپ سے بھی زیادہ محبت ہے تو میں حانث نہیں بنوں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا عشق رسول ﷺ:

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ تو علم کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ اللہ تعالی نے ان کو بے پناہ عشق رسول عطا فرمایا تھا۔ حیران ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ انگریز نے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ حضرتؒ تین دن گھر میں رہے اور تین دن بعد باہر نکل آئے کہ حضور ﷺ غار میں تین دن تک چھپے رہے تھے۔ لہٰذا تین دن سے زیادہ میں اندر رہنا پسند نہیں کرتا کہ ایسا نہ ہو کہ قاسم نانوتوی سے خلاف سنت کام ہو جائے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو خلافت ملنے کا واقعہ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ' حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی خدمت میں پہنچے۔ اور کہنے لگے ' حضرت! اوراد و اشغال والا کام تو ہم سے ہوتا نہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اچھا نہ کرنا' مگر ہم یہ کہتے ہیں تین دن اور تین راتیں یہاں ٹھہر جاؤ۔ کہنے لگے ' حضرت! ٹھیک ہے' تین راتیں ٹھہروں گا مگر تہجد میں مجھ سے نہیں اٹھا جائے گا' جی کرے گا تو اٹھوں گا ورنہ نہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا' یہ بھی ٹھیک ہے۔ شاگرد کو بلا کر کہا کہ رشید احمد کی چارپائی میری چارپائی کے قریب ڈال دینا۔

رات کو حاجی صاحبؒ اٹھے۔ لا الہ الا اللہ کا ورد کرنا شروع کیا۔ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ کھلی۔ مجھے اتنا مزہ آیا کہ میں نے بھی اٹھ کر تہجد پڑھی اور پاس بیٹھ کر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگانا شروع کردی۔ تین دن کیلئے رکے تھے مگر تیس دن تک وہاں ٹھہرے رہے۔ جب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے ان کو اجازت و خلافت عطا فرمادی۔

نواب صاحب کی اصلاح:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پاس ایک نواب صاحب آئے۔ اس وقت آپؒ کی خدمت میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے والد حضرت مولانا یحییٰؒ بیٹھے تھے۔ کیونکہ وہ آپ کے خلیفہ خاص تھے' خدمت میں لگے رہتے تھے۔ انہوں نے نواب صاحب کیلئے خانقاہ کا فالتو قالین بچھوا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرتؒ کو پتہ چلا تو فرمایا' مولانا یحیٰ صاحب! وہ قالین کہاں ہے۔ نواب صاحب سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مولانا یحیٰؒ نے کہا' حضرت! میں نے نواب صاحب کیلئے بچھوادیا ہے۔ فرمایا' اچھا نواب صاحب کو قالینوں کی کمی ہو گئی ہوگی۔ نواب صاحب کی آدمی طبیعت تو وہیں صاف ہو گئی۔ پھر تھوڑی دیر گزری تو دسترخواں بچھایا گیا۔ نواب صاحب بھی آئے۔ حضرتؒ بھی بیٹھے اور محمود الحسن بھی آگئے جو بعد میں شیخ الہند بنے۔ نواب صاحب نے ایک طالب علم کو دسترخواں پر بیٹھے دیکھا تو حیران ہوئے' حضرتؒ نے فورا فرمایا' نواب صاحب اگر طالب علم کا ساتھ بیٹھنا اچھا نہیں لگتا تو آپ کہیں علیحدہ بیٹھ کر کھالیں' محمود الحسن اور میرا تو جینے مرنے کا ساتھ ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تواضع:

ایک مرتبہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حدیث پڑھا رہے تھے کہ یک دم بارش شروع ہو گئی۔ طلباء نے اپنی کتابیں سمیٹیں اور کمرے میں بھاگ گئے۔ حضرتؒ نے رومال بچھایا' طلبا کی جوتیاں اس میں ڈالیں اور اس کی گٹھڑی باندھ کر سر پر رکھی اور کمرے میں لے آئے۔ طلباء نے دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ کہنے لگے' حضرت! ہم خود جوتے اٹھالیتے۔ حضرتؒ نے جواب دیا' بچو! تم سارا دن قال اللہ اور قال الرسول پڑھتے ہو' رشید احمد تمہارے جوتے نہ اٹھائے گا تو اور کیا کرے گا۔

حضرت انور شاہ کشمیریؒ کا بے مثال حافظہ:

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں کتب خانے میں ایک کتاب "نورالایضاح" دیکھی۔ پوچھا' کیا لے سکتا ہوں کیونکہ ہمارے پاس نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہم نہیں دے سکتے۔ حضرتؒ نے اس کو اچھی طرح دیکھ لیا واپس آکر اس کو زبانی لکھوادیا۔ جب نقل اصل کے ساتھ ملائی گئی تو کوئی فرق نہ نکلا۔ ان کی لکھی ہوئی وہ کتاب آج مدارس کے طلباء پڑھ رہے ہیں۔

کچھ ہندو نوجوان حضرتؒ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ کسی نے ان سے کہا' تم اس شخص کے کہنے پر مسلمان ہو گئے ہو۔ تو وہ کہنے لگے' ہاں یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو سکتا۔ اللہ اکبر

حضرت شیخ الہندؒ کا غیر معمولی حافظہ:

حضرت شیخ الہندؒ کا حافظہ اتنا تیز تھا کہ ایک مرتبہ کتابیں باہر دھوپ میں رکھوانے کیلئے نکلوائیں۔ ایک کتاب کو دیمک لگ چکی تھی۔ شاگرد نے کہا' حضرت! اس کو تو دیمک لگ چکی ہے۔ فرمایا' اس کے جو ورق دیمک نے کھا لیے ہیں وہ تم زبانی لکھ کر ساتھ لگا دو۔ اس نے کہا' حضرت! میں نے تو یہ کتاب پچھلے سال پڑھی تھی' مجھے تو یاد نہیں ہے۔ فرمایا' تم نے پچھلے سال پڑھی اور بھول گئے۔ اس کے بعد حضرتؒ نے اپنی یادداشت سے ان صفحات کی عبارت کو زبانی لکھوا کر ساتھ چسپاں کر دیا۔

حضرت مولانا یحییٰ کی یادداشت کا کمال:

حضرت مولانا یحییٰ کو متنبی یاد تھی' حماسہ یاد تھی اور مسلم دو سو مرتبہ تسبیح پر پڑھی تھی۔ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا' حضرت! میرے پاس قصیدہ بردہ ہے مگر اس کے تین چار صفحے نکلے ہوئے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا' اچھا لکھ لو۔ چنانچہ حضرتؒ نے تین چار صفحات ان کو زبانی لکھوا دیئے۔ سبحان اللہ۔ ہمارے اکابرین کو اللہ تعالیٰ نے شرح صدر عطا کیا ہوا تھا۔ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ ان کے سینے ایسے کھلے ہوئے گویا کتابیں ان کے سامنے کھلی ہوئی ہوں۔ جبکہ ہماری یہ حالت ہے کہ ہم صبح کو پڑھتے ہیں تو شام کو بھول جاتے ہیں اور شام کو پڑھتے ہیں تو صبح کو یاد نہیں ہوتا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی حاضر جوابی:

خطابت کے میدان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تہلکہ مچا دیا۔ ان کی تقریر سن کر ہندو بھی مسلمان ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ذہانت ایسی دی تھی کہ حاضر جواب بہت تھے۔ ایک دفعہ ایک صاحب کہنے لگے' حضرت! آپ تو انگریز کو Show (تماشہ) دکھاتے ہیں۔ فرمایا بھئی! میں انگریز کو Show نہیں دکھاتا' میں تو انگریز کو Shoe (جوتا) دکھاتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک صاحب حضرت بخاریؒ سے ملے اور کہنے لگے' حضرت! زندگی کیسی

گذری؟ فرمایا' بھئی! اپنی آدھی ریل میں گذری اور آدھی جیل میں گذری۔

ایک دفعہ سید ابوالاعلی مودودی کے ساتھ شاہ جی ؒ کی ملاقات ہوئی تو ابوالاعلی مودودی فرمانے لگے' شاہ صاحب! آپ کی جماعت کو تقریر کا بڑا ہیضہ ہے۔ شاہ جی ؒ نے جواب دیا' جیسے آپ کی جماعت کو تحریر کا ہیضہ ہے۔

ایک جلسہ گاہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا مجمع ہے۔ شاہ جی ؒ نے چاہا کہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں سے کچھ پوچھوں۔ چنانچہ حساب کا چھوٹا سا سوال پوچھا۔ ہندوؤں نے تو جواب دے دیا مگر مسلمان نہ دے سکے۔ اب مسلمانوں کی ہونی تو سبکی تھی مگر شاہ جی فرمانے لگے' واہ مسلمانو! تم یہاں بھی بے حساب ہو جبکہ اللہ تعالی تمہارے ساتھ آگے بھی بے حساب والا معاملہ فرمائے گا۔ ماشاء اللہ۔

ایک شخص کہنے لگا' شاہ جی! کیا مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ شاہ جی ؒ نے فرمایا بھئی! ہماری تو زندہ بھی نہیں سنتے ہم مردوں کی کیا بات کریں۔

ایک دفعہ علیگڑھ پہنچے۔ بعض طلباء نے پروگرام بنایا ہوا تھا کہ تقریر نہیں کرنے دینی۔ شاہ جی ؒ سٹیج پر آئے تو طلباء تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور شور مچانا شروع کر دیا کہ بیان نہیں کرنے دینا۔ شاہ جی ؒ نے کہا' بھئی! ایک بات سنو' میں اتنا سفر کرکے آیا ہوں' اگر اجازت ہو تو میں ایک رکوع پڑھ لوں۔ اب طلباء میں اختلاف ہو گیا۔ کچھ کہنے لگے' جی تلاوت میں کیا حرج ہے اور کچھ کہنے لگے یہ بھی نہیں سننی۔ حتی کہ تلاوت کی تائید کرنے والے غالب آگئے۔ انہوں نے کہا' جی آپ رکوع سنا دیں۔ شاہ جی ؒ نے رکوع پڑھا۔ پھر فرمایا عزیز طالبعلمو! اگر اجازت ہو تو اس کا ترجمہ بھی پیش کر دوں۔ طلباء پر تلاوت کا ایسا اثر تھا کہ سب خاموش رہے چنانچہ شاہ جی ؒ نے تقریباً دو گھنٹے تقریر فرمائی۔

دارالعلوم دیوبند کی جامعیت کی وجہ: ہمارے اکابرین نے خطابت کے میدان میں' قلم کے میدان میں' شجاعت کے میدان میں' تدریس کے میدان میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ انسان حیران ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس دارالعلوم کی بنیاد توکل پر رکھی گئی تھی۔ اصول

www.besturdubooks.wordpress.com

ہشت گانہ آج بھی آپ پڑھ سکتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ دارالعلوم کیلئے مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ جبکہ ہماری یہ حالت ہے کہ ہم کوشش کرتے پھرتے ہیں اور دعائیں مانگتے پھرتے ہیں کہ اللہ کرے ہمارے مدرسہ کا کوئی مستقل ذریعہ آمدنی ہو جائے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا اللہ پر توکل: بہاولپور میں ایک نواب صاحب نے مدرسہ بنوایا۔ اس نے مقامی علماء سے کہا کہ عمارت تو میں بنوا دیتا ہوں مگر آباد کیسے ہو گا؟ علماء نے کہا کہ ہم آپ کو ایک ایسی شخصیت کے بارے میں بتائیں گے' اپ انہیں لے آنا مدرسہ چل جائے گا۔ اس نے کہا' ہیرا تم ڈھونڈنا اور قیمت ہم لگا دیں گے۔ نواب صاحب کو بڑا ناز تھا پیسے کا۔ چنانچہ جب عمارت بن گئی تو اس نے علماء سے پوچھا' بتاؤ کونسا ہیرا ڈھونڈا ہے؟ کہنے لگے' قاسم نانوتویؒ ۔ اس نے علماء سے پوچھا کہ حضرت کی تنخواہ کتنی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت کی تنخواہ چار پانچ روپے ہوگی۔ اس دور میں اتنی ہی تنخواہ ہوتی تھی۔ کہنے لگا' جاؤ اور میری طرف سے حضرت کو سو روپیہ ماہانہ کا پیغام دے دو۔ اب جس آدمی کو پانچ روپے کی بجائے سو روپے ملنا شروع ہو جائیں تو کتنا فرق ہے۔ چنانچہ علماء بڑے خوش ہوئے کہ جی ہاں' اب تو حضرت ضرور آجائیں گے۔ دیوبند جاکر حضرتؒ سے ملے۔ حضرتؒ نے ان کی خوب ناطر تواضع فرمائی۔ پوچھا' کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگے' حضرت! نیا مدرسہ بنایا ہے' آپ وہاں تشریف لائیں۔ نواب صاحب نے آپ کیلئے سو روپے ماہانہ مشاہرہ مقرر کیا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا' بات یہ ہے کہ میرا مشاہرہ تو پانچ روپے ہے۔ اس میں سے تین روپے میرے ذاتی خرچہ کے ہیں اور دو روپے میں غریبوں' مسکینوں' یتیموں میں خرچ کرتا ہوں' اگر میں وہاں چلا گیا اور سو روپیہ تنخواہ ہو گئی تو میرا خرچ تو تین روپے رہے گا اور باقی ستانوے روپے غریبوں میں تقسیم کرنے کیلئے مجھے سارا دن ان کو ہی ڈھونڈنا پڑے گا اور میں پڑھا تو نہیں سکوں گا۔ لہٰذا میں وہاں نہیں جاسکتا۔ ایسی دلیل دی کہ ان علماء کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ اسے زہد فی الدنیا کہتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی عجیب معذرت:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جب زمانہ طالب علمی میں دورہ حدیث مکمل کیا تو مہتمم صاحب نے جلسہ کیلئے انتظامات کیے کہ ہم دستار بندی کرواتے ہیں۔ حضرت تھانویؒ اپنے ساتھ پانچ سات شاگردوں کو لے کر حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں گئے اور وہاں جاکر کہنے لگے کہ حضرت! ہم نے سنا ہے کہ مدرسہ والے طلباء کی دستار بندی کی لیئے انتظام کر رہے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا' ہاں۔ کہنے لگے حضرت ہماری گذارش یہ ہے کہ ہماری دستار بندی نہ کروائی جائے' ایسا نہ ہو کہ لوگ ہمیں دیکھ کر یہ اعتراض کریں کہ ایسے نالائق طلباء کی دستار بندی کروادی گئی' کہیں مدرسے کی بدنامی نہ ہو۔ حضرت شیخ الہندؒ جلال میں آکر فرمانے لگے' عزیزم! آپ اپنے اساتذہ کے درمیان رہتے ہیں اس لیے اپنے آپ کو کچھ نہیں پاتے۔ جب ہم نہیں ہوں گے تو پھر تم ہی تم ہوگے۔

شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا علمی ذوق:

شاہ عبدالقادرؒ رائے پور کے رہنے والے تھے۔ دارالعلوم حاضر ہوئے اور مہتمم صاحب سے ملے کہ حضرت! میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا' رہائش کا تو انتظام ہو جائے گا مگر آپ کو طعام دارالعلوم کی طرف سے نہیں مل سکے گا۔ عرض کی' حضرت! منظور ہے۔ چنانچہ حضرتؒ نے داخلہ دے دیا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب مجھے داخلہ ملا تو میں رات کے وقت گلیوں میں چکر لگاتا تھا' گلیوں سے پھلوں کے چھلکے وغیرہ اٹھالاتا اور پانی سے دھوکر ان چھلکوں کو کھالیتا تھا۔ عبدالقادرؒ نے پورا سال ان چھلکوں کو کھاکر گذارہ کیا مگر علم حاصل کرتے رہے۔

حضرتؒ فرماتے تھے کہ میں نے مٹکے بنائے ہوئے تھے۔ اعزہ واقارب کے جو خطوط آتے تھے انہیں اس مٹکے میں ڈالتا رہتا تھا۔ جب امتحان دے کر فارغ ہوتا تب مٹکے والے خطوط نکال کر پڑھتا۔ اور واپس وطن جاکر دوستوں اور رشتہ داروں سے ملتا اور ان کے خطوط کا شکریہ ادا کرتا یا ان کے بارے میں اچھے الفاظ کہتا تو وہ بہت خوش ہوتے اور سمجھتے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہمارا خط اب تک یاد ہے حالانکہ میں سال کے دوران میں عزیز و اقارب کے خطوط پڑھتا ہی نہیں تھا تاکہ میری تعلیم میں رکاوٹ نہ پڑے۔

شاہ عبدالقادر رائے پوری کا شرم و حیا:

حضرت رائے پوری میں شرم و حیا ایسی تھی کہ اپنی بہن کو کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ ایک وہ وقت بھی آیا کہ میں اپنی بہن کو شکل سے نہیں پہچانتا تھا۔ جب وہ بولتی تھی تو آواز سے پہچان لیتا تھا۔ اگر کسی اجنبی عورت کے درمیان بیٹھی ہوتی تو مجھے پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان میں سے میری بہن کون ہے۔ اس لئے کہ میں اپنی بہن کے چہرے پر نظر اٹھانا حیا کے خلاف سمجھا کرتا تھا۔ ایسے باحیا لوگ تھے۔

پرانے کمبل میں پندرہ سال:

حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جا رہا تھا' ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک کمبل باہر پھینک رہا ہے۔ میں نے پوچھا' جی آپ یہ کمبل کیوں پھینک رہے ہیں؟ کہنے لگا' پرانا ہو گیا ہے اس لئے پھینک رہا ہوں۔ میں نے کہا' کیا یہ میں لے سکتا ہوں؟ کہنے لگا' ہاں تم لے لو۔ میں نے وہ کمبل لے کر دھو لیا۔ جب سردیاں آتیں تو میں اوپر بچھا لیتا' گرمیاں ہوتیں تو نیچے بچھا لیتا اور جب نماز کا وقت ہوتا تو مصلیٰ بنا لیتا تھا۔ میں نے اس کمبل میں زندگی کے پندرہ سال گذار دیئے۔ اللہ اکبر

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور ادب:

ہمارے اکابرین علم کے ساتھ ساتھ ادب کا بھی خوب اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت تھانوی فرماتے تھے کہ میں نے ہمیشہ چار باتوں کی پابندی کی۔ ایک تو یہ کہ میری لاٹھی کا جو سرا زمین پر لگتا تھا اس کو کبھی کعبے کی طرف کر کے نہیں رکھا۔ میں نے بیت اللہ شریف کا اتنا احترام کیا۔ دوسری بات یہ کہ میں اپنے رزق کا اتنا احترام کرتا تھا کہ چارپائی پر بیٹھتا تو خود ہمیشہ پائنتی کی طرف بیٹھتا اور کھانے کو سرہانے کی طرف رکھتا' اسطرح بیٹھ کر کھانا کھاتا تھا۔ تیسری بات یہ جس ہاتھ سے طہارت کرتا تھا میں اس ہاتھ میں پیسے نہیں پکڑتا تھا کیونکہ یہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے۔ چوتھی بات یہ کہ جہاں میری کتابیں پڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہیں میں اپنے استعمال شدہ کپڑوں کو ان دینی کتابوں کے اوپر کبھی نہیں لٹکایا کرتا تھا۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو عروج کیسے ملا؟

ایک دفعہ مفتی کفایت اللہؒ نے طلباء سے پوچھا کہ بتاؤ انور شاہ کشمیریؒ اتنے زیادہ مشہور کیوں ہو گئے؟ کسی نے کہا' مفسر اچھے تھے' کسی نے کہا' محدث اچھے تھے' شاعر اچھے تھے' وہ منطق اچھی جانتے تھے۔ فرمایا نہیں۔ کسی نے یہی سوال ایک مرتبہ حضرت کشمیریؒ سے پوچھ لیا تو فرمایا' دو باتیں میرے اندر تھیں' جب مطالعہ کرتا تھا تو باوضو کرتا تھا اور جب مجھے کتاب کو حاشیہ پڑھنے کی ضرورت پڑتی تھی اور حاشیہ دوسری طرف ہوتا تو میں اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری طرف آ کر حاشیہ پڑھ لیتا تھا۔ حدیث کی کتاب کو میں نے کبھی اپنے تابع نہیں کیا تھا۔

استاد کا احترام علمائے دیوبند کا خاصہ:

حضرت شیخ الہندؒ جب عرب جانے لگے اور حضرت انور شاہ کشمیریؒ کو پتہ چلا تو حضرتؒ کے پاس آ گئے۔ طلباء کو یہ کہہ آئے کہ میں اپنے استاد سے معافی مانگنے جا رہا ہوں' ہو سکتا ہے کہ زندگی میں کبھی ان کی بے ادبی ہو گئی ہو۔ حضرتؒ چارپائی پر بیٹھے تھے اور پاؤں نیچے لٹکائے ہوئے تھے۔ حضرت کشمیریؒ آ کر پاؤں کے پاس بیٹھ گئے اور حضرتؒ کے پاؤں مبارک پکڑ کر رونا شروع کر دیا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے رونے دیا۔ کافی دیر رونے کے بعد جب ذرا طبیعت بحال ہوئی تو پھر ان کو فرمایا' کوئی بات نہیں ہم تمہارے سامنے ہیں اس لئے تمہیں اپنا آپ نظر نہیں آ رہا' اب میں جا رہا ہوں مگر میں محسوس کر رہا ہوں کہ تمہارے اندر اللہ نے کئی کمالات رکھ دیئے ہیں' تمہیں ہمارے جانے کی کمی محسوس نہیں ہو گی۔ چنانچہ تسلی دے کر ان کو واپس لوٹا دیا۔

پھر حضرتؒ کو خود بات یاد آئی کہ اوہو! میرے شاگرد تو مجھ سے معافی مانگ رہے ہیں' اب میں سفر پر جا رہا ہوں اور میں نے تو اپنے استادوں سے معافی نہیں مانگی۔ سوچنے لگے کہ میں کہاں جاؤں؟ حضرت قاسم نانوتویؒ کا خیال آیا۔ چنانچہ ان کے گھر گئے۔ حضرتؒ تو وفات پا چکے تھے مگر دروازے پر دستک دی۔ اماں جی نے پردے سے پوچھا' کون ہے؟ کہا' آپ کا

www.besturdubooks.wordpress.com

روحانی بیٹا محمود حسن آیا ہوں۔ پھر پوچھا' اماں! میرے حضرتؒ کے کوئی جوتے پڑے ہوں تو مجھے بھجوا دینا۔ اماں جی نے جوتے بھجوا دیے۔ حضرت شیخ الہندؒ استاد کے جوتے سر پر رکھ کر کافی دیر روتے رہے اور کہا کہ آج میرے استاد زندہ ہوتے تو میں ان کے قدموں کو اپنے سر کا تاج بنالیتا۔ سبحان اللہ

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک گرانقدر ملفوظ: سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی بات یاد آتی ہے' اکابرین علمائے دیوبند کے متعلق فرماتے تھے کہ متقدمین کا قافلہ جارہا تھا' اس میں سے چند قدسی روحیں پیچھے رہ گئیں' اللہ نے اس دور میں ان کو پیدا فرمادیا تاکہ متاخرین کو متقدمین کے نمونے کا پتہ چل سکے۔

لمحہ ء فکریہ: محترم علمائے کرام! ہمارے اکابرین نے جو کتابیں پڑھیں' آج کا طالب علم بھی وہی کتابیں پڑھتا ہے۔ وہی بخاری شریف' وہی مسلم شریف' وہی ترمذی شریف' وہی ابو داؤد شریف' وہی تفسیر کی جلالین شریف مگر آج کا ہر طالب علم قاسم نانوتوی کیوں نہیں بنتا؟ رشید احمد گنگوہی کیوں نہیں بنتا؟ اشرف علی تھانوی کیوں نہیں بنتا؟ علامہ کشمیری کیوں نہیں بنتا؟ کتابیں وہی ہیں' پڑھنے والوں کے اندر فرق ہے' طلب میں فرق ہے' ادب میں فرق ہے جس کی وجہ سے وہ کمالات حاصل نہیں ہو پاتے۔ حالانکہ وہی الفاظ پڑھتے ہیں مگر ان کے معارف حاصل نہیں ہو پاتے۔ آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم وہ تقویٰ' وہ علم اور اپنے اسلاف کے اخلاق اپنے اندر پیدا کریں تاکہ وہی کمالات اللہ تعالیٰ ہمارے اندر بھی پیدا کردے۔

آج ہم بڑے مزے سے ان حضرات کی باتیں سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

اولئك ابائي فجعني بمثلهم

اذا جمعتنا يا جرير المجامع

یعنی سو فیصد ٹھیک بات ہے لیکن سننے والا یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ جناب

www.besturdubooks.wordpress.com

لئن فخرت بآباء ذونسب

لقد صدقت ولکن بئس ما ولدوا

اگر ہمارے اسلاف وہ تھے تو آج ان کے روحانی بیٹے ہم ہیں۔ آج ہمارے علم اور عمل میں فرق ہے' قال اور حال میں فرق ہے' جلوت اور خلوت میں فرق ہے' اتباع سنت ہم میں پوری نہیں بس کچھ ظاہرداری کرلیتے ہیں' تنہائی میں ہماری شخصیت اور ہوتی ہے باہر اور ہوتی ہے۔ دل سے پوچھیں دل کہتا ہے' دو چہرے ہیں۔ ایک وہ چہرہ جو لوگوں کو دکھانے کیلئے ہے اور ایک وہ چہرہ جو تیرا پروردگار جانتا ہے۔

یہ دورنگی کب ختم ہوگی؟ ہم کب اس سے دور ہونگے؟ اور اپنے اندر وہ کمالات پیدا کرنے کی کوشش کب کریں گے؟۔ آج تو وہ وقت آچکا ہے کہ جو حضرات حلال مال کے ذریعے اپنے پیٹوں کو نہیں بھرتے تھے آج ان کی اولادیں حرام مال سے اپنے پیٹوں کو بھر رہی ہیں۔ وہ حضرات جو چٹائی پر بیٹھ کر ساری رات گزار دیا کرتے تھے۔ آج ان کی اولادیں نرم گدوں پر شب باشی کی عادی بن چکی ہیں۔ وہ حضرات جن کے تیل کا خرچہ ان کے ماہانہ کھانے کے خرچے سے زیادہ ہوتا تھا' اتنا پڑھتے تھے۔ آج ان کی اولادیں کتابیں پڑھنے کی بجائے اخبار بین بن چکی ہیں۔ روزانہ اخبار تو پڑھتے ہیں مگر پورے دن میں حدیث کی کتاب پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ اگر یہ صورت حال ہے تو بتائیں کہ ہم ان حضرات کے مشن کو لے کر آگے کیسے بڑھ سکتے ہیں۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ اس طائفہ میں کچھ ایسے حضرات موجود ہیں' علم والے اور ذکر والے' جن کو اللہ نے جگایا ہوا ہے' وہ چند حضرات علم اور ذکر میں کام کر رہے ہیں۔ ورنہ عمومی طور پر ہماری حالت پست سے پست ہوتی چلی جارہی ہے۔ لہٰذا آج ہمیں اٹھنے کی ضرورت ہے اور دین کے قلعے بنانے کی ضرورت ہے۔ جیسے دارالعلوم دیوبند علم کا ایک قلعہ بنا تھا

یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے

ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

کیا دارالعلوم تھا؟ فقراء کا بنایا ہوا تھا۔ شاہوں کے محل بھی کانپتے تھے۔ آج ہم ان کے روحانی بیٹے' ان کا فیض پانے والے' اسی چشمے سے سیراب ہونے والے ہیں۔ ہماری مسجدیں اور مدارس اس کی بیٹیاں اور بیٹے ہیں۔ یہ چیزیں ایسے ہی نہیں پیدا ہو جائیں گی بلکہ اس کیلئے محنت کرنی پڑے گی۔ جب کتابیں پڑھنے کا وقت ہو تو ہم اپنے آپ کو علم میں منہمک کر دیں اور جب ذرا تنہائی کا وقت ہو تو فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ کے مصداق اپنے مصلے پر بیٹھے ہوں' پھر جلوت بھی وہی ہو' اشراق تک بیٹھ کر لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگانا بھی وہی ہو' رات کی آہیں بھی وہی ہوں' رات کو دامن بھی اسی طرح پھیلائیں' رات کو آنسو بھی اسی طرح گریں۔ تو اللہ تعالیٰ رحمت فرمائیں گے' ہمیں ظاہری اور باطنی علوم کا حامل کامل اور عالم باعمل بنا دیں گے۔

محترم علمائے کرام! اپنے ظاہر کو سنت نبوی ﷺ سے اور اپنے باطن کو معرفت الٰہی سے سجا لیجئے۔ اگر کفر ہمارا دماغ ٹٹولے تو اسے علم نبوی ﷺ نظر آئے' ہمارا دل ٹٹولے تو اسے عشق نبوی ﷺ نظر آئے اور ہمارے سراپا کو دیکھے تو سنت نبوی ﷺ سے آراستہ نظر آئے۔ جب ان کو ہر طرف سنت نبوی ﷺ کا نور نظر آئے گا تو ظلمتیں چھٹ جائیں گی' پھر قدم اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ قدموں میں برکتیں ڈال دیں گے' فتوحات کے دروازے کھلیں گے' اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں ایسا وقار قائم کر دیں گے کہ کفر اپنے محلات میں بیٹھے بیٹھے کانپ رہا ہوگا۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی اور علم و ذکر کے دونوں پلڑوں میں توازن رکھنے کی توفیق نصیب فرما دے۔ آمین ثم آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

الدنیا کلھا متاع و خیر متاع
الدنیا المراۃ الصالحۃ

☆☆☆

دنیا ساری کی ساری نفع کی چیز ہے اور دنیا میں
بہترین نفع کی چیز صالح عورت ہے (حدیث نبوی)

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام میں عورت کا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ○ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ ○ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات طشت از بام ہوتی ہے کہ صنف نازک کے حقوق کیلئے ہر دور اور ہر زمانے میں افراط و تفریط کا معاملہ برتا گیا۔ تاہم اسلام نے جس توازن اور اعتدال کے ساتھ عورت کے حقوق کو واضح کیا اس کو جان کر ہر انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔ آج کا عنوان اسی اجمال کی تفصیل ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عورت کے حقوق کی پامالی:

بلاد عرب میں اسلام سے پہلے عورت کے حقوق کو اس قدر پامال کیا جا چکا تھا کہ لوگ اپنے گھر میں بچی کا پیدا ہونا برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ معصوم بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ عورت کے حقوق اس حد تک چھین لیے گئے تھے کہ اگر کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو جس طرح اس کی جائیداد اس کے بڑے بیٹے کی وراثت میں آتی تھی اس کی بیویاں بھی اس کے بڑے بیٹے کی بیویوں کے طور پر منتقل ہو جاتی تھیں۔ بیوی کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا بلکہ عورت کی جائز باتوں کو ماننا بھی مردانگی کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آمد رسول ﷺ اور نوید مسرت: اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے دنیا میں تشریف لا کر واضح کیا کہ اے لوگو! عورت اگر بیٹی ہے تو یہ تمہاری عزت ہے' اگر بہن ہے تو تمہاری ناموس ہے' اگر یہ بیوی ہے تو تمہاری زندگی کی ساتھی ہے اور اگر یہ ماں ہے تو تمہارے لیے اس کے قدموں میں جنت ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس آدمی کی دو بیٹیاں ہوں' وہ ان کی اچھی تربیت کرے' ان کو تعلیم دلوائے حتی کہ ان کا فرض ادا کر دے تو یہ جنت میں یوں میرے ساتھ ہو گا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں۔ گویا بیٹی کے پیدا ہونے پر جنت کا دروازہ کھلنے کی بشارت دی گئی۔

ساتھ یہ بھی خوشخبری دے دی گئی کہ مَنْ عَمِلَ صَالِحاً جو کوئی بھی نیک عمل کرے' مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مرد ہو یا عورت ہو وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور وہ ایمان والا ہو' فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ہم اس کو ضرور بالضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ یعنی جس طرح مرد نیکی اور عبادت کر کے اللہ رب العزت کے ولی بن سکتے ہیں' عورتیں بھی اسی طرح نیکی اور عبادت کے ذریعے ولایت کے انوارات حاصل کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالی نے ان کیلئے بھی ولایت کے دروازے کو کھلا رکھا ہے۔ چنانچہ دین اسلام نے عورت کو ایسا وقار عطا کیا کہ باقی دنیا آج تک عورت کو نہیں دے سکی۔

اسلام دشمن قوتوں کا پروپیگنڈہ: آج کل اسلام دشمن قوتوں نے عجیب پروپیگنڈہ شروع کر دیا ہے جس سے وہ مسلمان عورتوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں پر بہت زیادہ پابندیاں لگا دی ہیں۔ ہمارے معاشرے کی کئی پڑھی لکھی مستورات' خواتین اور بچیاں غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہیں اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ شاید ہمیں ہمارے جائز حقوق نہیں دیئے گئے۔ حالانکہ بات ہرگز ایسی نہیں ہے۔

اسلام میں پردے کا حکم: دیکھئے' سب سے پہلی بات تو یہ کی جاتی ہے کہ اسلام نے عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے جبکہ غیر مسلم

www.besturdubooks.wordpress.com

معاشرہ میں عورت بے پردہ پھرتی ہے۔ تو یہ بات سمجھنی بہت آسان ہے کہ عورت پردے میں رہے تو اسکا فائدہ عورت کو بھی ہے مرد کو بھی۔ آئیے یورپ کی بے پردگی کے نقصانات پر غور کیجئے۔

سویڈن میں بے پردگی کے دو مضر اثرات:

سویڈن برطانیہ کے بالکل قریب یورپی دنیا کا ایک امیر ملک ہے۔ ہمارے ملکوں میں خسارے کا بجٹ ہوتا ہے تو اس ملک میں نفع کا بجٹ ہوتا ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ پیسہ آئے گا کہاں سے اور وہ سوچتے ہیں کہ پیسہ لگائیں گے کہاں پہ۔ اتنے امیر ہیں کہ اگر اس پورے ملک کے مرد' عورت' بچے اور بوڑھے کام کرنا چھوڑ دیں' فقط کھائیں' پئیں اور عیاشی کرتے رہیں تو وہ قوم چھ سال تک اپنے پڑے ہوئے خزانے کو کھا سکتی ہے۔ اگر کوئی آدمی نوکری نہیں ڈھونڈ پاتا تو وہ صرف حکومت کو اطلاع دے تو اس کو گھر بیٹھے ہوئے 20 ہزار روپیہ ماہانہ مل جایا کرے گا۔ اگر اسکا مکان نہیں تو حکومت اس کو مکان لے کر دیتی ہے۔ بیمار ہوا تو پیدا ہونے سے لیکر اس کے مرنے تک اس کی بیماری پر لاکھ روپیہ لگے یا کروڑ روپیہ لگے' حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا علاج کروائے۔

ان کے روٹی کپڑے اور مکان کا مسئلہ تو حل ہوگیا۔ باقی رہ گئیں انسان کی خواہشات . وہ اس ملک میں اس حد تک پوری ہوتی ہیں کہ اس کو Sex Free Country (جنسی خواہشات کے اعتبار سے آزاد ملک) کہا جاتا ہے۔ جانوروں کی طرح مرد عورت ایک دوسرے کے ساتھ جہاں چاہیں جب چاہیں ملیں ان پر کوئی پابندی نہیں۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن کو روٹی' کپڑے' مکان کی فکر نہیں' جن کی خواہشات مرضی کے مطابق پوری ہوتی ہوں ان کو تو اور کوئی غم ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر دو باتیں بہت عجیب ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ کہ اس معاشرہ میں طلاق کی شرح 70 فیصد سے زیادہ ہے۔ گویا 100 میں سے 70 سے زیادہ گھروں میں طلاق ہو جاتی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس معاشرہ میں خودکشی کرنے والوں کا تناسب پوری دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ جتنے لوگ وہاں خودکشی کرتے ہیں پوری دنیا میں کسی ملک میں نہیں کرتے۔ اس بے حیائی اور بے پردگی کی وجہ سے دلوں کو سکون نہیں ملتا۔ مرد بھی بستر سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بہترین کی تلاش میں اور عورت بھی خوب سے خوب تر کی تلاش میں۔ چنانچہ سکون کی زندگی کسی کو بھی نصیب نہیں ہوتی۔ جس ماحول میں 70 فیصد سے زیادہ عورتوں کو طلاق ہو جائے وہاں کس کو خوشی ہوگی؟ چنانچہ آج وہ Depression(ذہنی پریشانی) کی زندگی گذارتے ہیں۔

پردہ کی پابندی کے خوشگوار اثرات:

اسلام نے ہمیں پردے کی پابندی کا حکم دیا ہے تو اس کا فائدہ بھی ہمیں ہی ہے۔ گو ہمارے معاشرے میں کھانے کی چیزوں کی کمی' لباس اور مکان کی کمی ہے مگر اس کے باوجود ہمارے معاشرہ میں سے 0.7 فیصد بھی طلاق کی شرح نہیں ہے۔ ہم یہ سکھی زندگی کیوں گذار رہے ہیں؟ یہ خوشیوں بھری زندگی کیوں گذار رہے ہیں؟ اس لئے کہ اس گئے گذرے ماحول میں کچھ نہ کچھ اسلامی احکام کی پابندی باقی ہے۔ جس کا فائدہ خود ہمیں مل رہا ہے۔

یورپ میں بے پردہ عورت کی زبوں حالی:

ہماری مسلمان عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ غیر مسلم معاشرے میں پردہ نہیں جس کی وجہ سے ان کو آزادی مل گئی۔ نہیں ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے یورپ میں ایک فیکٹری میں دیکھا کہ سامان اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کیلئے چار لڑکے تھے وہ بھی بوریوں کو کمر پر رکھ کر لے جا رہے تھے اور دو لڑکیاں تھیں انہوں نے بھی کمر پر اپنی اپنی بوری اٹھائی ہوئی تھی اور وہ بھی چل رہی تھیں۔ تو میں نے اس فیکٹری کے منیجر سے کہا کہ یہ کیا Non Sence ہے کہ آپ نے لڑکیوں کو یہ کام دے دیا۔ وہ کہنے لگا' جی اگر یہ کام نہیں کریں گی تو پھر کھائیں گی کہاں سے؟ عورت کو آزادی ملی! کہ اب وہ بوریاں کمر پر اٹھا کر قلیوں کی طرح فیکٹری میں کام کر رہی ہے کیا اس کا نام آزادی ہے؟

دیکھئے پاکستان میں NLC کے بڑے بڑے ٹریلر کراچی سے پشاور تک چلتے ہیں۔ اس سائز کے بڑے بڑے ٹریلر یورپ میں لڑکیاں بھی چلاتی ہیں۔ جس طرح ڈرائیور راستے میں کسی جگہ رات ہونے پر چائے پانی پی لیتے ہیں اور چارپائی بستر کرائے پر لے کر سو جاتے ہیں' بالکل اسی طرح چارپائی بستر کرائے پر لیکر ڈرائیور لڑکیاں سو جاتی ہیں۔ یہ عورت کو عزت ملی یا ذلت ملی؟ فیصلہ آپ خود کر لیجئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت گھر کی ملکہ: اسلام نے عورت پر روزی کمانا زندگی میں کبھی فرض نہیں کیا۔ بیٹی ہے تو باپ کا فرض ہے کہ وہ بیٹی کو روٹی کما کر کھلائے۔ اگر بہن ہے تو بھائی کا فرض ہے کہ کما کر لائے۔ اگر بیوی ہے تو خاوند کا فرض ہے کہ کما کر لائے۔ اگر ماں ہے تو اولاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ کمائے اور اپنی ماں کو لا کر کھانا کھلائے۔ گویا عورت پر پوری زندگی میں اسلام نے روزی کمانے کا بوجھ نہیں ڈالا۔ بلکہ اس کے قریبی محرم مردوں کی ذمہ داری لگائی کہ تم نے کمانا ہے اور اس عورت کو گھر میں لا کر دینا ہے۔ یہ گھر کی ملکہ بن کر رہے گی' بچوں کی تربیت کرے گی اور گھر کی اندرونی زندگی کے تمام معاملات کو سنبھالے گی۔ اب بتائیے کہ کس معاشرہ نے عورت کو زیادہ آسانی کی زندگی دی' اسلام نے یا یورپ نے؟

اسلام میں عورت کے ساتھ اتنی نرمی کیوں؟ اگر آپ غور کریں تو یہ بات بہت واضح نظر آئے گی کہ اسلام نے صنف نازک کے ساتھ نرمی کا معاملہ برتا ہے۔ اس لیے کہ مرد کو اللہ نے طاقت دی' عورت کو اس کے مقابلہ میں جسمانی اعتبار سے کمزوری دی ہے' نزاکت دی ہے۔ لہٰذا عورت کی ذمہ داریاں بھی اسی طرح کی ہیں جس طرح اللہ نے اس کا جسم بنایا اور مرد کی ذمہ داریاں بھی اسی طرح کی ہیں جس طرح اللہ نے اس کا جسم سخت جان بنایا۔

پاکستان میں ایک عجیب پروپیگنڈہ: پچھلے دنوں ایک پروپیگنڈہ ہمارے ملک میں بھی ہوتا رہا کہ اسلام میں عورت کو آدھا شہری تصور کیا جاتا ہے یعنی عورت کی دیت آدھی ہوتی ہے اور عورت کی گواہی آدھی ہوتی ہے۔ یہ ایسا سوال ہے کہ کالجوں' یونیورسٹیوں اور سکولوں میں لڑکیاں ایک دوسرے سے پوچھتی ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو یہ معاملہ بہت آسانی سے سمجھ آنے والا ہے۔ میں ان پر تھوڑی سی روشنی ڈال دیتا ہوں۔

اگر کوئی قاتل مقتول کو ارادے سے قتل کرے تو اسے "قتل عمد" کہتے ہیں اور اگر بغیر ارادے کے قتل ہو جائے تو اسے "قتل خطا" کہتے ہیں۔ قتل عمد ہو تو اس کا قصاص ادا کرنا پڑتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اور اگر قتل خطا ہو تو پھر اس کی دیت دینی پڑتی ہے۔ مطلب یہ کہ اگر خاوند مارا گیا تو اس کی بیوی کو اس کی دیت ملے گی اور اگر بیوی ماری گئی تو خاوند کو اس کی دیت ملے گی۔

دیت کے بارے میں شریعت کا حکم: شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر خاوند مرے گا تو بیوی کو پوری دیت ادا کی جائے گی اور اگر بیوی مرے گی تو خاوند کو اس کا آدھا ادا کیا جائے گا۔ اس صورت میں رونا تو مردوں کو چاہیئے تھا کہ دیکھو جی ہمارے ساتھ ناانصافی ہے۔ ہم مریں گے تو عورت کو پورا حصہ ملے گا' عورت مری تو ہمیں آدھا حصہ ملے گا۔ مردوں نے تو کیا رونا تھا الٹا غلط فہمی عورتوں میں ڈال دی گئی کہ جی عورت کی دیت آدھی ہوتی ہے۔ او اللہ کی بندی! عورت کی دیت آدھی ہوتی ہے تو پیسہ مل کس کو رہا ہے۔ وہ تو خاوند کو مل رہا ہے۔ جہاں مرد کے لینے کا معاملہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو نصف دلوایا اور جہاں عورت کے لینے کا معاملہ تھا اسے مرد سے دوگنا دلوایا۔ گویا عورت کے ساتھ Favour (ہمدردی) کی گئی۔

عورت کی گواہی آدھی ہونے میں حکمت: اسی طرح گواہی کے معاملہ میں کہتے ہیں کہ عورت کی گواہی آدھی ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتے دیکھتے ہیں لیکن گواہ نہیں بنتے کس لئے؟ کہ جی کون مصیبت میں پڑے؟ کون گواہیاں بھگتے؟ کون چکر لگائے عدالتوں کے؟ اور پھر قاتلوں کے ساتھ دشمنی کون لے؟ دیکھنے میں بھی آیا ہے کہ لوگ تو عدالت کے اندر گواہوں کو قتل کر دیا کرتے ہیں۔ ان کی جان' مال' عزت' آبرو ہر چیز خطرہ میں ہوتی ہے۔ گویا گواہی دینا ایک بوجھ ہے' اسی لئے کئی لوگ اس بوجھ کو ادا کرنے سے کتراتے ہیں اور دیکھنے کے باوجود خاموش ہو جاتے ہیں کسی کو کچھ نہیں کہتے۔ جہاں مرد نے گواہی دینی تھی تو حکم دیا کہ تمہاری گواہی پوری گواہی ہوگی' تمہارے سر پر پورا بوجھ رکھا جائے گا۔ عورت نے گواہی دینی تھی تو فرمایا ہم پورا بوجھ تمہارے اوپر نہیں رکھتے تم دو عورتیں آدھا آدھا بوجھ مل کر اٹھا لو تاکہ اگر کوئی تمہارے ساتھ دشمنی کرے گا تو وہ ایک خاندان کے ساتھ نہیں بلکہ دو خاندانوں کے ساتھ دشمنی لے رہا ہوگا۔ تمہارے اوپر جو بوجھ آئے گا وہ آدھا

www.besturdubooks.wordpress.com

بوجھ ہوگا۔ گویا عورت کے ساتھ نرمی کردی گئی۔ ورنہ اگر عورت کو کہہ دیا جاتا کہ آپ نے پوری گواہی دینی ہے تو یہ پھر روتی پھرتی کہ جی اتنی بڑی ذمہ داری میرے سر پہ ڈال دی۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا کہ گواہی دینے کا وقت آیا' بوجھ اٹھانے کا وقت آیا تو کہا کہ اب دو خاندان ملکر یہ بوجھ اٹھالیں تاکہ عورت کو تحفظ زیادہ مل سکے' اس کی جان' مال' عزت' آبرو کی زیادہ حفاظت ہوسکے۔ اگر ان دو مسائل پر غور کریں تو صاف طور پر واضح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا ہے۔

بہت اچھا سوال: ایک دفعہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک خاتون آکر عرض کرنے لگی' اے اللہ کے نبی ﷺ! مرد لوگ تو نیکیوں میں ہم سے بہت آگے بڑھ گئے۔ پوچھا' وہ کیسے؟ کہنے لگی کہ جی' یہ آپ کے ساتھ جہاد میں شریک رہتے ہیں. ساری ساری رات جاگ کر دشمن کی سرحد پر پہرہ دیتے ہیں اور ہم گھروں کے اندر ان کے بچوں کی پرورش کرتی رہتی ہیں. ان کو پکا کر کھلاتی رہتی ہیں. ان کی تربیت کا خیال کرتی ہیں. ان کے جان مال' عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔ ہم جہاد میں دشمن کے سامنے اس طرح راتوں کو پہرہ نہیں دیتیں۔ اسی طرح ہم قتال نہیں کرتیں جس طرح مرد کرتے ہیں۔ یہ تو نیکیوں میں ہم سے آگے بڑھ گئے یہ تو مسجدوں میں جاکر جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں. جب کہ ہم گھروں ہی میں نماز پڑھ لیتی ہیں۔ ہم تو جماعت کے ثواب سے بھی محروم ہوگئیں.... جب انہوں نے یہ سوال پوچھا تو اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ سوال پوچھنے والی نے بہت اچھا سوال پوچھا۔

بہت اچھا جواب: اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر میں اپنے بچے کی وجہ سے رات کو جاگتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس مجاہد کے برابر اجر عطا فرمادیتے ہیں جو ساری رات جاگ کر دشمن کی سرحد پر پہرہ دیا کرتا ہے۔ گھر کے نرم بستر پر عورت کو بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا ثواب عطا فرمادیا۔ اور فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتی ہے اللہ تعالیٰ اس مرد کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں جو مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت کی زندگی کے مختلف مدارج

آیئے آپ کو عورت کی زندگی کے مختلف مدارج کے اجر وثواب کے بارے میں بتا دیتا ہوں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اسلام نے عورت کے ساتھ کس قدر نرمی کا معاملہ کیا ہے۔

لڑکی کی پیدائش:

شریعت کا حکم ہے کہ اگر بیٹی گھر میں پیدا ہوئی تو اللہ تعالی نے رحمت کا دروازہ کھول دیا۔ اگر دو بیٹیاں ہو گئیں تو باپ کیلئے رحمت بن گئیں کہ ان کا باپ جنت میں اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے اتنا قریب ہو گا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں۔

کنواری لڑکی کی وفات:

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب کوئی کنواری لڑکی مرجاتی ہے' ماں باپ کے گھر رہتی تھی' فوت ہو گئی تو قیامت کے دن اللہ تعالی اس کو شہداء کی قطار میں کھڑا کریں گے۔ اس لیے کہ یہ کنواری تھی' یہ ماں باپ کے گھر رہ رہی تھی' اس نے اپنی عزت و عفت کی حفاظت کی' ابھی اس نے خاوند کا گھر نہیں دیکھا تھا وہ عیش و آرام نہیں دیکھے جو خاوند کے ساتھ مل کر انسان کو نصیب ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ محروم رہی اس وجہ سے اللہ تعالی نے اس پر مہربانی کردی کہ اس کو "شہید آخرت" کا درجہ دے دیا۔ دنیا میں تو شہید نہیں کہیں گے مگر قیامت کے دن اللہ تعالی شہیدوں کی قطار میں اس کو کھڑا کر دیں گے۔

شادی شدہ عورت کے اجر میں اضافہ:

اس سے آگے قدم بڑھایئے کہ اگر اس بچی کی شادی ہو گئی اور یہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالی کی عبادت بھی کرتی ہے تو فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ کنواری عورت ایک نماز پڑھے گی تو ایک نماز کا ثواب ملے گا اور شادی شدہ ہونے کے بعد نماز پڑھے گی تو 21 نمازوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اب اس پر دو خدمتیں ضروری ہو گئیں ہیں۔ ایک خاوند کی خدمت اور ایک اللہ تعالی کی عبادت۔ جس کی وجہ سے دو بوجھ پڑ گئے۔ جب یہ خاوند کی خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالی کی عبادت کرے گی تو اللہ تعالی اس کی عبادت کے اجر و ثواب کو بڑھا دیں گے۔ دیکھا' ایک نماز پڑھے گی مگر 21

www.besturdubooks.wordpress.com

نمازوں کا ثواب پائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مردوں کو سفارش کی ہے عورتوں کے بارے میں۔ فرمایا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ تم نے ان عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارنی ہے۔ دیکھئے' آج کسی کی سفارش اس کی بہن کرتی ہے کسی کی سفارش اس کی ماں کرتی ہے. کسی کی سفارش اس کی خالہ کرتی ہے. کسی کی سفارش اس کی پھوپھی کرتی ہے. عزیز و اقارب کرتے ہیں لیکن عورتوں کی سفارش اللہ رب العزت اپنے قرآن میں خود فرما رہے ہیں۔ فرمایا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اے مردو! تم نے عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور اچھے انداز کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

حمل ٹھہرنے پر گناہوں کی بخشش: اگر یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی بسر کر رہی ہے حتیٰ کہ اس عورت کو امید لگ گئی۔ تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس لمحے اس کو حمل ہوا اسی لمحے اللہ تعالیٰ اس عورت کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اس لیے کہ اب کچھ عرصہ یہ بیماری کی حالت میں گزارے گی۔ چونکہ حمل کا زمانہ عورت کیلئے بیماری کا زمانہ ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمادی کہ جیسے ہی حاملہ ہوئی اسی لمحے اللہ نے اس کی زندگی کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا۔

دوران حمل کراہنے پر اجر: اگر یہ اپنے بچے کو پیٹ میں لیے ہوئے پھر رہی ہے اور گھر کے کام کاج بھی کر رہی ہے اور تھکن کی وجہ سے اس کی زبان سے کراہنے کی آواز نکلتی ہے مثلاً "ہوں ہوں" کی آواز نکلتی ہے تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس کی زبان سے تو "ہوں ہوں" کی آواز نکلے گی لیکن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں میری یہ بندی ایک بڑے بوجھ سے عہدہ برآ ہو رہی ہے اور تکلیف کی بنا پر اس کی زبان سے "ہوں ہوں" کی آواز نکل رہی ہے تم اس کی بجائے سبحان اللہ' الحمدللہ' اللہ اکبر کہنے کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دردِ زہ پر اجر و ثواب: اگر بچے کی پیدائش کا وقت قریب ہو تو یہ عورت دردیں محسوس کر رہی ہے حدیث پاک میں آیا ہے کہ ہر دفعہ عورت کو جو درد محسوس ہوتی ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کو ایک عربی النسل غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جبکہ دوسری حدیثوں کا مفہوم ہے کہ جس نے کسی ایک غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے بری فرمادیتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ عورت کے ساتھ کتنی نرمی کا معاملہ کیا گیا کہ ہر ہر درد کے اٹھنے پر ایک عربی نسل کا غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا گیا۔

دورانِ زچگی مرنے والی عورت شہید ہے: اگر بچہ کی پیدائش کے دوران یہ عورت فوت ہوگئی تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ عورت شہید مری۔ قیامت کے دن اس کو شہیدوں کی قطار میں کھڑا کیا جائے گا۔

بچہ کی پیدائش پر گناہوں کی بخشش: اگر بچہ صحیح پیدا ہوگیا' زچہ بچہ خیریت سے ہیں تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم دیتے ہیں جو اس عورت سے آکر کہتا ہے کہ اے ماں! اللہ تعالیٰ نے تجھے گناہوں سے ایسے پاک کر دیا جیسے تو اس دن پاک تھی جب تو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی۔ دیکھا' اس نے اگر اپنے بچے کی خاطر یہ تکلیف اٹھائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا کتنا بڑا اجر دیا کہ اس کے پچھلے گناہوں کو اس طرح دھو دیا گیا کہ جس طرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی تو اس دن معصوم تھی۔

بچے کو پہلا لفظ "اللہ" سکھانے پر اجر: اچھا اب اگر یہ عورت اپنے بچے کی اچھی تربیت کرتی ہے۔ اس کو اللہ کا لفظ سکھاتی ہے تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو بچہ اپنی زندگی میں سب سے پہلے اپنی زبان سے "اللہ" کا لفظ نکالتا ہے تو اللہ تعالیٰ ماں باپ کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔ یہ کتنا آسان کام ہے کہ جب بچے کو اٹھایا تو اللہ اللہ کا لفظ کہا۔ آج ہماری بہو بیٹیاں بچے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سامنے می کا لفظ کہیں گی' پاپا کا لفظ کہیں گی اور کوئی زیادہ ماڈرن ہو گی تو وہ کہے گی...... Twinkle twinkle little star. اس مسئلہ کا پتہ نہیں اگر ہم اس بچے کے سامنے اللہ اللہ کا لفظ پڑھا کریں گے اور اس بچے نے سب سے پہلے اپنی زبان سے اللہ کا لفظ بولا تو اللہ تعالیٰ ہمارے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔

بچے کو ناظرہ قرآن پاک پڑھانے کی فضیلت: اگر اس عورت نے بچے کو قرآن پاک پڑھانے کیلئے بھیجا حتیٰ کہ وہ بچہ قرآن پاک ناظرہ پڑھ گیا تو جس لمحے وہ ناظرہ قرآن پاک مکمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کے ماں باپ کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔

بچے کو قرآن پاک حفظ کرانے کی فضیلت: اگر بیٹے یا بیٹی کو قرآن پاک حفظ کرنے کیلئے ڈالا اور وہ حافظ بن گیا یا بیٹی حافظہ بن گئی تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو نور کا ایسا تاج پہنائیں گے کہ جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہو گی۔ بلکہ سورج کسی گھر میں آجائے تو اتنی روشنی نہیں ہو گی جتنا کہ اس نور کے بنے ہوئے تاج کی روشنی ہو گی۔ لوگ حیران ہونگے' وہ پوچھیں گے کہ یہ کون ہیں؟ ان کو کہا جائے گا کہ یہ تو انبیاء بھی نہیں شہداء بھی نہیں بلکہ یہ وہ خوش نصیب والدین ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے یا بیٹی کو قرآن پاک حفظ کرایا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے نور کے بنے ہوئے تاج ان کے سروں پر رکھ دیئے۔ تو دیکھا' عورت کو قدم قدم پر اجر و ثواب مل رہے ہیں۔

گھریلو کام کاج پر اجر: عورت اپنے گھر کے کام کاج کرتی ہے تو کام کاج کرنے پر بھی اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ مثلاً کونسی عورت ہے جو گھر کے اندر Dusting (صفائی) کا کام نہیں کرتی' گھر کے اندر اپنے کپڑے نہیں دھوتی یا گھر کے اندر کھانا وغیرہ نہیں پکاتی۔ یہ کام تو سب عورتیں ہی گھر میں کرتی ہیں اس پر بھی عورت کو اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ ایک حدیث پاک عرض کر رہا ہوں۔ فرمایا گیا کہ جو عورت اپنے خاوند کے گھر میں کوئی بے ترتیب پڑی ہوئی چیز کو اٹھا کر ترتیب کے ساتھ رکھ دیتی ہے تو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتے ہیں' ایک گناہ معاف فرماتے ہیں اور جنت میں ایک درجہ بلند فرمادیتے ہیں۔ دیکھا' اب عورتیں روزانہ کتنی چیزوں کو ترتیب سے گھر میں رکھتی ہیں۔ کچن کی چیزوں کو لے لیں تو میرا خیال ہے کہ پچاس چیزوں کو تو ترتیب سے رکھتی ہی ہونگی۔

گھریلو کام کاج پر اجر نہ ملنے کی اصل وجہ:

عورتوں کو نیت کرنے کا پتہ نہیں ہوتا کہ ہم نے کس نیت سے کام کرنا ہے۔ آج عورتیں کس نیت سے گھروں کو صاف رکھتی ہیں؟ اوجی لوگ کیا کہیں گے' لوگ کہیں گے یہ تو گندی ہی بنی رہتی ہے' جب عورت اس نیت کے ساتھ گھر کو صاف ستھرا رکھے گی تو اسے ذرہ برابر بھی ثواب نہیں ملے گا۔ اس لئے کہ اس نے تو لوگوں کو دکھانے کیلئے کام کیا۔

تصحیح نیت.....ایک اہم مسئلہ:

نیت ٹھیک کرنا' ایک مستقل مسئلہ ہے۔ آج عورتوں کو تصحیح نیت کا سبق نہیں سکھایا جاتا کہ کس نیت کے ساتھ انہوں نے صفائی کرنی ہے۔ یاد رکھیں کہ نیت ٹھیک ہوگی تو ثواب مل جائے گا نیت ٹھیک نہیں ہوگی تو ثواب نہیں ملیگا۔

مثال:

نیت کا ٹھیک کرنا چونکہ ایک اہم مسئلہ ہے اس لیے اس کو ایک مثال سے واضح کردیا جاتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی گھر بنائے اور کمرے کے اندر کھڑکی لگوائے' روشن دان بنوائے مگر نیت یہ ہو کہ مجھے اس میں سے ہوا آئے گی اور روشنی آئے گی۔ اس آدمی کو ہوا اور روشنی تو ملے گی مگر ثواب بالکل نہیں ملے گا۔ اس لیے کہ جب اس نے نیت ہی ہوا اور روشنی کی کی تو وہ چیز اس کو مل گئی۔ مگر ایک دوسرا آدمی اپنا کمرہ بنواتا ہے اس میں کھڑکی یا روشن دان لگواتا ہے اور نیت یہ کرتا ہے کہ مجھے اس میں سے اذان کی آواز کمرے میں سنائی دیا کرے گی تو علماء نے لکھا ہے کہ اس کو اس پر اجر و ثواب بھی ملے گا' ہوا اور روشنی تو اس کو مفت میں مل جائے گی۔

مثال:

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک اور مثال سمجھیں کہ ایک عورت گھر میں کھانا پکا رہی ہے۔ اگر کھانا بناتے ہوئے اس نے سالن میں ایک گھونٹ زیادہ پانی ڈال دیا تو علماء نے مسئلہ لکھا ہے کہ جتنا پانی مناسب تھا گھر کے سب لوگوں کیلئے اتنا پانی ڈالنے کے بعد اگر وہ ایک گھونٹ پانی اور ڈال دیتی ہے' اس نیت کے ساتھ کہ شاید کوئی مہمان آجائے' شاید ہمیں کسی پڑوسی کو کھانا دینا پڑ جائے۔ اس نیت کے ساتھ اگر ایک گھونٹ پانی اس نے سالن میں ڈال دیا۔ تو اس عورت کو مہمان کا کھانا پکانے کا ثواب عطا کر دیا جائے گا۔ اب بتاؤ' کونسی عورت ہے جو یہ ثواب نہیں لے سکتی؟ سب لے سکتی ہیں مگر دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ان ثوابوں سے محروم رہ جاتی ہیں۔ اسی لیے تو اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا طَلَبُ العِلمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ تو گویا عورتوں پر بھی فرض ہے کہ وہ دین کا علم حاصل کریں اور یہ بیچاریاں دین سے اس قدر بے بہرہ رہ جاتی ہیں کہ ان کو غسل کے فرائض کا پتہ نہیں ہوتا' مسائل کا صحیح پتہ نہیں ہوتا۔

گھر کی صفائی کس نیت سے کی جائے؟:

عموماً گھر کی صفائی عورت اس لیے کرتی ہے کہ جی لوگ کیا کہیں گے کہ بیوقوف سی ہے' لوگ کہیں گے اس کو ذرا عقل نہیں ہے۔ نہیں اللہ کی بندی! اس لیے صفائی نہ کر بلکہ نیت یہ کرلے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○۔ بے شک اللہ تعالی توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے اور صاف ستھرا رہنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے۔ کیا مطلب؟ توبہ کرنے سے دل کی صفائی ہوتی ہے اور ویسے صاف رہنے سے باہر کی صفائی ہوتی ہے۔ گویا جو آدمی باہر کی صفائی کرے گا اس سے بھی اللہ راضی' جو دل کی صفائی کرے گا اس سے بھی اللہ راضی۔ تو عورتوں کو چاہیے کہ اگر گھر میں جھاڑو دے رہی ہیں تو نیت یہ کرلیں کہ اللہ تعالی پاکیزگی اور صفائی کو پسند فرماتے ہیں۔ شریعت کا حکم ہے کہ اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ صفائی آدھا ایمان ہے تو آپ دل میں نیت یہ کرلیا کریں کہ اس لیے گھر کی صفائی کر رہی ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پاکیزگی آدھا ایمان ہے اور پاکیزہ اور صاف رہنے والوں سے اللہ تعالی محبت کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ آپ اس نیت سے گھر کو صاف رکھیں' نگینہ بنا کر رکھیں' گھر کے فرنیچر کو چمکائیں' کپڑوں کو دھو دھو کے رکھیں۔ آپ کو ہر کام پر اجر و ثواب ملتا چلا جائے گا کیونکہ آپ کی نیت ٹھیک ہو گئی کہ آپ نے اللہ کی رضا کیلئے سب کچھ کیا ہے۔

شادی کے بعد ماں باپ کو ملنے کی فضیلت:

وہ کونسی بیٹی ہو گی جس کی شادی ہو اور وہ اپنے ماں باپ کو ملنے کیلئے نہ آئے؟ سبھی بیٹیاں آتی ہیں' مگر نیت کیا ہوتی ہے؟ جی بس میں امی سے ملنے جا رہی ہوں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس بچی کی شادی ہو جائے اور وہ اپنے ماں باپ کی زیارت کی نیت کر لے کہ میں اپنے ماں باپ سے ملنے جا رہی ہوں اور خاوند سے اجازت لیکر جائے اور دل میں یہ ہو کہ اس عمل سے اللہ راضی ہونگے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس کو سو نیکیاں عطا فرما دیتے ہیں. سو گناہ معاف کر دیتے ہیں اور جنت میں سو درجے بلند کر دیتے ہیں۔

اب بتایئے کہ بیٹی اپنے ماں باپ کی زیارت کیلئے اس نیت سے آ رہی ہے کہ اس عمل سے اللہ راضی ہونگے تو حدیث کا مفہوم ہے ہر قدم اٹھانے پر اسے سو نیکیاں ملیں گی' سو گناہ معاف ہوں گے اور جنت میں سو درجے بلند کر دیئے جائیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر یہ ماں باپ کے پاس آئی اور ان کے چہرے پر اس نے عقیدت کی نظر ڈالی تو اللہ تعالیٰ ہر نظر ڈالنے پر اس کو ایک حج یا عمرہ کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! جو آدمی اپنے ماں باپ کو بار بار محبت اور عقیدت کی نظر سے دیکھے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا' جتنی بار دیکھیں گے اتنی بار حج یا عمرہ کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

بچوں کی صحیح تربیت نہ ہونے کی بنیادی وجہ:

آج عورتیں مائیں تو بن جاتی ہیں مگر ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ بچے کو تربیت کیسے دینی ہے۔ اس بیچاری نے خود ہی تربیت نہیں پائی ہوتی اپنے بچے کو کیا تربیت دے گی۔ آج یہی بنیادی وجہ ہے کہ ہمارے ماحول معاشرہ میں بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہوتی۔ ایک وقت تھا جب کہ مائیں بچوں کی اچھی تربیت کیلئے خوب کوشش کرتی تھیں۔ آج

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آپکو ایک واقعہ سنا دیتا ہوں جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ نیک عورتیں بچوں کی کیسے تربیت کرتی تھیں؟

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے بچپن کا واقعہ:

دہلی میں ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۔ یہ مغل بادشاہوں کے پیر سمجھے جاتے ہیں۔ میں نے ان کا مزار دیکھا' قطب مینار کے بالکل قریب ہے۔ انہی کے نام پر قطب مینار بنایا گیا۔ نام تو تھا قطب الدین لیکن کاکی کا لفظ ساتھ کہا جاتا ہے۔ کاکی ہندی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب روٹی ہوتا ہے۔ تو ان کا پورا نام قطب الدین بختیار کاکیؒ تھا۔

ان کے بچپن کا مشہور واقعہ ہے کے جب انہوں نے مدرسہ جانا شروع کیا تو ماں باپ نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے بچے کی اچھی تربیت کریں۔ سب سے پہلے اس بچے کے دل میں یہ بات بٹھائی جائے کہ اپنے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ یعنی اس کو توحید سکھائیں۔ یہ ہر چیز اللہ سے مانگے' ہر وقت اللہ سے مانگے تاکہ اس کے دل میں اللہ کے ساتھ توکل پیدا ہو جائے۔ اس کی نگاہیں مخلوق کی بجائے خالق کے ساتھ جڑی رہیں۔ چنانچہ ماں نے کہا' اچھا' میں ایک حیلہ کرتی ہوں تاکہ اس بچے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجحان پیدا ہو جائے۔ اگلے دن جب بچہ مدرسہ گیا اور واپس آیا تو ماں نے کھانا پکا کر پہلے کسی بستر میں چھپا دیا۔ بچے نے کہا' امی مجھے بھوک لگی ہے' مجھے کھانا دے۔ اس نے کہا بیٹا! کھانا تو اللہ سے مانگو' وہی دے گا۔ بچے نے کہا' امی! اللہ تعالیٰ سے کیسے مانگتے ہیں؟ کہا بیٹا! یہ مصلیٰ بچھاؤ اور یہاں بیٹھ کر اللہ سے دعا مانگو تو اللہ تعالیٰ بھیج دیں گے۔ وہ چھوٹا معصوم سا بچہ مصلیٰ بچھاتا ہے اور اس کے اوپر بیٹھ کر اپنے معصوم ہاتھ پھیلا کر بڑی لجاجت سے دعا مانگتا ہے "اے اللہ! میں بھوکا ہوں' میں ابھی سکول سے آیا ہوں' اے اللہ! مجھے بھوک لگی ہے تو مجھے کھانا دے دے۔ اے اللہ! تو مجھے کھانا دے دے مجھے بھوک لگی ہے" بچہ اپنی پیاری معصوم زبان سے یہ دعا مانگ رہا ہے اور ماں سکھا رہی ہے۔ جب بچہ دعا مانگ چکا تو ماں نے کہا بیٹا! دیکھو' تمہاری روٹی کہیں نہ کہیں اللہ نے رکھوا دی ہو گی۔ چنانچہ بچے نے ڈھونڈا تو بستر میں اسے روٹی مل گئی۔ بچے نے خوش ہو کر

www.besturdubooks.wordpress.com

کھالی۔ یہ روزانہ کا معمول بن گیا۔ ماں خود روٹی پکا کر کبھی الماری میں چھپا دیتی' کبھی کسی بستر میں چھپادیتی' بچہ آتا' مصلی بچھاتا' بیٹھ کر اپنے معصوم ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتا کہ اے اللہ! مجھے بھوک لگی ہے مجھے روٹی دے دے۔ جب بچہ دعا مانگتا تو پھر اسے ڈھونڈنے سے روٹی مل جاتی۔ ماں کا دل خوش ہوتا کہ میرے بچے کی توجہ اللہ کی طرف ہو رہی ہے۔

ایک دفعہ وہ ماں اپنے رشتہ داروں کے گھر کسی کام کی غرض سے چلی گئی۔ وہاں گئی تو ایسی مصروف ہوئی کہ اس کو بات ہی بھول گئی۔ جب خیال آیا تو کہا' اوہو! بچہ تو مدرسہ سے واپس آ چکا ہو گا۔ میرے بیٹے کو تو بھوک لگی ہو گی۔ اور میں تو آج کھانا پکا کر نہیں رکھ آئی۔ پتہ نہیں آج کیا معاملہ بنے گا۔ اب آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں اور دل پریشان ہے۔ تیزی سے قدم اٹھاتی ہوئی اور دعائیں مانگتی ہوئی جارہی ہے۔ اے اللہ! میں نے تو اپنے بچے کا یقین اور ایمان تیرے ساتھ مضبوط بنانا تھا' مجھ سے خطا ہوئی' میں بھول گئی' میں اس کیلئے کھانا پکا کر نہیں رکھ سکی' میرا بیٹا آیا ہو گا اس نے دعا مانگی ہو گی اے اللہ! تو میرے راز کو فاش نہ کرنا۔ چنانچہ ماں رو بھی رہی تھی اور گھر کی طرف بھی چل رہی تھی۔ جب گھر پہنچی تو دیکھتی ہے کہ اس کا بیٹا تو بڑے مزے کی نیند سو رہا ہے۔ وہ سوچنے لگی کہ بھوکا تھا شاید اسی لیے سو گیا۔ اس نے جلدی سے روٹی بنائی اور ایک جگہ چھپادی۔ اتنے میں بچہ اٹھا' ماں نے کہا بیٹا تجھے تو بہت بھوک لگی ہوگی۔ اس نے کہا امی! میں مدرسہ سے آیا تھا اور میں نے مصلی بچھا کر اللہ تعالی سے دعا مانگی اے اللہ! مجھے بھوک لگی ہے تو مجھے روٹی دے دے۔ آج امی بھی نہیں ہے تو مجھے اچھی سی روٹی دے دے اور جب میں نے ادھر ادھر دیکھا تو مجھے بستر میں پڑا ہوا ایسا کھانا ملا کہ امی! جو مزہ مجھے آج آیا ہے پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔

دیکھا' یوں ایک وقت تھا جب مائیں اپنے بچے کا یقین بنایا کرتی تھیں۔

لمحہ فکریہ: آج ہے کوئی ماں جو کہے کہ میں بچے کا یقین اللہ کے ساتھ بناتی ہوں؟ ہے کوئی ماں جو کہے کہ میں تو صبح شام کھانا کھلاتے ہوئے اپنے بچے کو ترغیب دیتی ہوں کہ ہر حال میں سچ بولنا ہے؟ ان چیزوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ باپ ذرا سی نصیحت کر دے تو ماں فوراً کہتی ہے' بڑا ہو گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔ حالانکہ بچپن کی بری عادتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بچپن میں بھی نہیں چھوٹتیں۔ آج تربیت نہ ہونے کی وجہ سے اولاد جب بڑی ہوتی ہے تو وہ اپنے باپ سے یوں نفرت کرتی ہے جیسے کہ پاپ سے نفرت کی جاتی ہے۔

ایک وقت تھا کہ عورت صبح کی نماز پڑھا کرتی تھی اور بچوں کو اپنی گود میں لیکر کبھی سورۃ یٰسین پڑھ رہی ہوتی تھی' کبھی سورۃ واقعہ پڑھ رہی ہوتی تھی اس وقت بچے کے دل میں انوارات اتر رہے ہوتے تھے۔ آج وہ مائیں کہاں گئیں جو صبح کے وقت بچے کو گود میں لے کر قرآن پڑھا کرتی تھیں؟ آج تو سورج نکل جاتا ہے مگر بچہ بھی سویا ہوا ہوتا ہے ماں بھی سوئی ہوئی ہوتی ہے۔ شام کا وقت ہوتا ہے' بچے کو ماں نے گود میں ڈال۔ ادھر سینے سے لگا کر دودھ پلا رہی ہے ساتھ ہی بیٹھی ٹی وی پر ڈرامہ دیکھ رہی ہے۔ اے ماں! جب تو ڈرامے میں غیر محرم مردوں کو دیکھے گی' موسیقی سنے گی اور غلط کام کرے گی اور ایسی حالت میں بیٹے کو دودھ پلائے گی تو بتا تیرا بیٹا جنید بغدادیؒ کیسے بنے گا! بتا کہ تیرا بیٹا عبدالقادر جیلانیؒ کیسے بنے گا؟

ایک صحابیہؓ کا قرآن پاک سے لگاؤ:

سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ جس طرح مرد عبادت کرکے اللہ رب العزت کا تعلق حاصل کر سکتا ہے اسی طرح عورت بھی عبادت کر کے اللہ رب العزت کا تعلق اور اس کی معرفت حاصل کر سکتی ہے۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے تنور پر روٹیاں پکوائیں اور ان کو اپنے سر پر رکھا اور چلتے ہوئے کہنے لگی' لے بہن! میرے تو تین پارے بھی مکمل ہو گئے اور میری روٹیاں بھی پک گئیں۔ تب پتہ چلا کہ یہ عورتیں جتنی دیر روٹی پکنے کے انتظار میں بیٹھتی تھیں ان کی زبان پر قرآن جاری رہتا تھا۔ حتی کہ اس دوران میں تین تین پارے قرآن کی تلاوت کر لیا کرتی تھیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذوق عبادت:

ایک وقت تھا کہ عورتیں سارا دن گھر کے کام کاج میں معروف رہتی تھیں اور جب رات آتی تھی تو مصلے کے اوپر رات گزار دیا کرتی تھیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ سردیوں کی لمبی رات تھی' عشاء کی نماز پڑھ کر دو رکعت نفل کی نیت باندھ لی۔ طبیعت میں ایسا سرور تھا' ایسا مزہ تھا' تلاوت قرآن میں ایسی

www.besturdubooks.wordpress.com

حلاوت نصیب ہوئی کہ پڑھتی رہیں' پڑھتی رہیں حتیٰ کہ جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ صبح کا وقت ہونے کو ہے تو رونے بیٹھ گئیں اور یہ دعا کرنے لگیں کہ اے اللہ! تیری راتیں بھی کتنی چھوٹی ہوگئیں کہ میں نے دو رکعت کی نیت باندھی اور تیری رات ختم ہوگئی۔

ایک وہ عورتیں تھیں جن کو راتوں کے چھوٹا ہونے کا شکوہ ہوا کرتا تھا' ایک آج ہماری مائیں بہنیں ہیں جن میں سے قسمت والیوں کو پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

چاشت کی نماز اور رزق میں برکت: ایک وقت تھا جب کہ خاوند حضرات تجارت کیلئے گھر سے نکلا کرتے تھے تو ان کی بیویاں مصلے پر بیٹھ کر چاشت کی نمازیں پڑھا کرتی تھیں۔ ان کی بیویاں اپنے دامن پھیلا کر اللہ سے دعائیں مانگتی تھیں۔ اے اللہ! میرا خاوند اس وقت رزق حلال کیلئے گھر سے نکل پڑا ہے۔ اس کے رزق میں برکت عطا فرما' اس کے کام میں برکت عطا فرما۔ عورت رو رو کر دعا مانگ رہی ہوتی تھی اللہ تعالیٰ مرد کے کام میں برکت دے دیتے تھے۔

خلاصہ کلام: مسلمان معاشرے میں عورت گھر کی ملکہ کا درجہ رکھتی ہے۔ لہٰذا گھر کے ماحول کا دارومدار عورت کی دین داری پر موقوف ہوتا ہے۔ عورتیں اگر نیک طبع ہوں گی تو بچوں کو بھی دینی رنگ سے رنگ دیں گیں۔ پس مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت پر بالخصوص محنت کی ضرورت ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے "مرد پڑھا فرد پڑھا۔ عورت پڑھی خاندان پڑھا"۔ دانایان فرنگ میں سے کسی کا قول ہے کہ "تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا"۔ امت مسلمہ کو آج کل مسلمان لڑکیوں کی دینی تعلیم و تربیت پر محنت کرنے کی نسبتاً زیادہ ضرورت ہے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ماں کی گود سے ہی دین کی محبت اور عمدہ اخلاق کی دولت پائیں اور افق عالم پر آفتاب و ماہتاب کی طرح نور برسائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی

تصوف و سلوک کے موضوع پر لاجواب مدلل تصنیف

تصوف و سلوک

زیر سرپرستی:

جانشین مرشد عالم صاحبزادہ پیر عبدالرحیم نقشبندی مجددی مدظلہ
سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ چکوال

مؤلف:
فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
مہتمم دارالعلوم جھنگ۔ پاکستان

©

تصوف و سلوک کا مطالعہ کر کے شکوک و شبہات دور کیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- دارالعلوم جھنگ، پاکستان 0471-622832,625707
- مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ فیصل آباد 041-618003
- معہد الفقیر گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دارالہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- عبدالوہاب، پنجاب کالونی، نزد رضوان مسجد کراچی 021-5877306
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

الله جل جلاله

خطباتِ فقیر

جلد سوم

- محبت الٰہی
- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- عاجزی وانکساری
- دنیا کی مذمت
- دینی مدارس کی اہمیت
- صحبت صلحاء
- عظمت قرآن

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

علماءِ دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطبات فقیر

جلد سوم

از افادات:

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

- محبت الٰہی
- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- عاجزی وانکساری
- دنیا کی مذمت
- دینی مدارس کی اہمیت
- صحبت صلحاء
- عظمت قرآن

مرتب: محمد حنیف نقشبندی مجددی

ناشر مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطبات فقیر جلد سوم

ازافادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مرتب ———— محمد حنیف نقشبندی مجددی

ناشر ———— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ———— نومبر 1999ء

اشاعت دوم ———— نومبر 2000ء

اشاعت سوم ———— اکتوبر 2001ء

اشاعت چہارم ———— جون 2003ء

اشاعت پنجم ———— جون 2004ء

اشاعت ششم ———— مئی 2005ء

اشاعت ہفتم ———— مارچ 2006ء

اشاعت ہشتم ———— اپریل 2007ء

اشاعت نہم ———— جنوری 2008ء

اشاعت دہم ———— اکتوبر 2008ء

اشاعت گیارہ ———— مارچ 2009ء

اشاعت بارہ ———— اکتوبر 2009ء

اشاعت تیرہ ———— مئی 2010ء

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— فقیر شاہ محمد مسعود نقشبندی

تعداد ———— 1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	**محبت الٰہی**	13
	تعین اول	13
	اللہ تعالیٰ کی پسند	13
	کامل مومن کی نشانی	14
	صفات اور صاحب صفات سے اللہ تعالیٰ کی محبت	15
	ایک مستند دلیل	15
	اللہ تعالیٰ کی بندوں سے محبت	16
	دلائل سے وضاحت	16
	کفار سے محبت کرنے کی مذمت	17
	اللہ تعالیٰ کا کوئی بدل نہیں	18
	اللہ تعالیٰ سے محبت کی دو بڑی وجوہات	18
	پہلی وجہ	18
	دوسری وجہ	20
	تکمیل ایمان کا معیار	21
	انسان کی پانچ خامیاں	21
	انسان ظالم ہے	21
	انسان جاہل ہے	22
	انسان جلدباز ہے	22
	انسان تھوڑے دل والا ہے	23
	انوکھا سودا	24
	عشق الٰہی کی اہمیت	27
	اللہ سے اللہ کو مانگئے	27
	رابعہ بصریہ کی اللہ سے محبت	28
	جھوٹی محبت والے	28
	شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی محبت	29
	محبت الٰہی کی لذتیں	29
	عشق ایک آگ ہے	30
	عشق الٰہی کی شدید کمی	31
	نبی کریم کی اللہ تعالیٰ سے محبت	32
	حضرت عبداللہ ذوالبجادین اور محبت الٰہی	33
	قابل رشک سفر آخرت	35
	اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت افزائی	35
	حضرت عمرؓ کی حسرت	36
	حضرت زنیرہؓ اور محبت الٰہی	36
	حضرت آسیہؓ کے عشق و محبت کی داستان	37
	ایک صحابیؓ کی محبت کا واقعہ	42
	دل کس کے لئے ہے	42
	محبت الٰہی اللہ کی نظر میں	42
	سیدنا ابراہیمؑ کی اللہ تعالیٰ سے شدید محبت	43
	محبت کا معیار	44
	سلف صالحین کا محبت الٰہی میں استغراق	44
	مستجاب الدعوات لوگوں کی پہچان	46
	اطاعت کا سرچشمہ	46
	خانقاہ فضلیہ میں عاشقوں کا مجمع	47
	محبت کے غلبہ میں دو بوڑھوں کی لڑائی	47
	حضرت شبلیؒ پر محبت الٰہی کا رنگ	48
	محبوب سے ملاقات کا لطف	48
	جنوں کی ایک نمازی کو سرزنش	48
	محبت والوں کی نمازیں	49
	محبوب سے وصل کے بہانے	50
	مشاہدۂ حق کا راز	50
	سچے صوفی کی پہچان	51
	محبت الٰہی میں سرمست نوجوان کے اشعار	52
	عشق الٰہی کا عجیب اظہار	53
	خواجہ غلام فرید کے اشعار محبت	53
	محبت الٰہی پر لاکھ روپے کا شعر	56

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
	حضرت جامیؒ کے اشعار محبت	56
	عاشق کا کام	57
	محبت الٰہی پیدا کرنے کے ذرائع	58
	چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا	59
	فنافی اللہ کا مقام	62
	چار دن کی چاندنی	63
	ایک آیت کی تفسیر	63
	بیت اللہ کے مفہوم میں وسعت	64
	مردہ دل کی پہچان	65
	دل کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے	65
	مومن کی دعا کی شان	66
	محبت الٰہی کے اثرات	66
	حضرت عیسیٰؑ کی مثال	67
	آئی، جی پولیس کی مثال	68
	ایک صحابیؓ کی گفتار میں تاثیر	68
	حضرت محمد درسعدیؒ کی نگاہ میں تاثیر	72
	حضرت عبدالقدوسؒ گنگوہی کی گفتار میں تاثیر	74
	شاہ عبدالقادرؒ کی نگاہ میں تاثیر	75
	مفتی لطف اللہ کے کردار میں تاثیر	75
	ایک عورت کی برکت سے قحط سالی ختم	77
	محبت الٰہی سے ذات میں تاثیر	79
	محبت الٰہی سے ہاتھ تاثیر	80
	سات آدمیوں کی برکت	82
	ایک غلط فہمی کا ازالہ	82
	محبت الٰہی کا رنگ	83
	مولانا محمد علی جوہرؒ پر محبت الٰہی کا رنگ	83
	عشق و محبت کی دکانیں	85
	عشق کی ایک دکان کا آنکھوں دیکھا حال	86
	محبت کا سلگنا اور بھڑکنا	87
2	**معراج النبی ﷺ**	91
	نبی کا مقام	91
	کن دنوں کو یاد کرنے کا حکم دیا؟	91
	اسلامی مہینوں میں قربانیاں	92
	اعلان نبوت	92
	اعلان نبوت کے بعد عزیزوں کا حال	93
	واقعہ ابی طالب	93
	وحی الٰہی یا غیب سے آپ کی مدد	94
	حضورؐ کے چچا کا آپؐ کے ساتھ رویہ	94
	عام الحزن	95
	سفر طائف کا ارادہ	95
	آغاز سفر	98
	سفر معراج	99
	جنت کے مناظر	100
	جہنم کے مناظر	100
	تفرقہ بازوں کا انجام	101
	شراب نوشی کا انجام	101
	خاوند کے ساتھ بدسلوکی کرنے والیوں کی سزا	102
	مغروری کا انجام	102
	بددیانتی کا انجام	103
	بے نمازی کا انجام	103
	زناکاری کا انجام	103
	غیبت کرنے والوں کا انجام	104
	آگے کا سفر	104
	رویت جبرائیل ثانیہ	104
	سدرۃ المنتہیٰ کی کیفیت	105
	چار نہریں	106
	رویت الٰہی	106
	قرب الٰہی	109

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	نماز کا تحفہ	110
	نظام کائنات کا موقوف ہونا	111
	جدید سائنس اسلام کی دہلیز پر	111
	ایک دلچسپ حکایت	112
	قریش مکہ کی حیرانی	113
	حضرت ابو بکر صدیقؓ کی گواہی	114
	واقعہ معراج کی حکمتیں	115
	محبوبؐ سے بلاواسطہ گفتگو	115
	ملائکہ کو اپنے محبوب کا دیدار کروانا	115
	فرشتوں پر اپنے محبوبؐ کی برتری کا اظہار	116
	اپنے محبوب کو امام الکل ثابت کرنا	117
	کفار مکہ کی پسپائی	117
	محبوب کی دلداری	117
	عیسائیوں کے زعم باطل کا توڑ	118
	مشاہدۂ حق کے ساتھ حمد و ثناء	118
	اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی سیر	119
	شفاعت میں آسانی	119
	رحمت خداوندی کا اظہار	121
	زمین اور آسمان کے مدارج میں برابری	122
3	**عاجزی وانکساری**	123
	احسانات خداوندی	123
	خاک کی عظمت	124
	تصوف کسے کہتے ہیں؟	124
	اپنی میں کو مٹالو	125
	تصوف کی بنیاد	125
	سیدنا صدیق اکبرؓ کی عاجزی	125
	سیدنا عمر ابن الخطابؓ کی عاجزی	126
	عجب مہلک ترین مرض ہے	127
	تین زمانے	127
	حضرت عمرؓ کے فضائل	128
	حضرت عمرؓ کی عاجزانہ دعا	128
	ہماری حالت زار	129
	حضرت عمرؓ کی عاجزی کا ایک اور واقعہ	129
	حضرت علیؓ عاجزی	130
	عزازیل شیطان کیسے بنا؟	131
	ہمارا اصل دشمن	131
	نفس کو مارنے کا مطلب	132
	مقام تسخیر	132
	عاجز اور فقیر کا لفظ	133
	لفظ عاجزی کی تحقیق	133
	عجز کا انجام	133
	اللہ تعالیٰ کی نعمتیں	134
	عزتوں بھری زندگی کا راز	135
	محاسبہ نفس کا طریقہ	135
	حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فرمان	135
	حضرت بلھے شاہ کا کلام	135
	شیخ سعدی کا فرمان	136
	ایک عجیب تاویل	137
	ابدال کا مقام کیسے ملا؟	137
	جہنم کی آگ حرام ہو گئی	138
	امام برحق کی پہچان	138
	خواجہ فضل علی قریشیؒ کا مقام	139
	دو راستے	140
	ایک سبق آموز واقعہ	141

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مفتی محمد حسنؒ کی بے نفسی	145
	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی عاجزی	145
	خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی عاجزی	148
	حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ کی عاجزی کا واقعہ	150
	حضرت مولانا سعید احمد گوہانویؒ کی عاجزی	151
4	**دنیا کی مذمت**	153
	دنیا کی بے ثباتی	153
	سچے صوفی کی پہچان	153
	اور ادو وظائف کا بنیادی مقصد	154
	گناہوں سے بچنے کی دو صورتیں	154
	سب سے بڑی باطنی بیماری	155
	دنیا سے منہ موڑنے کا مطلب	156
	دنیا کسے کہتے ہیں؟	156
	دنیا کی طلب کون کرتا ہے؟	157
	اجتماع سالکین کا بنیادی مقصد	158
	ایمان کی کشتی کیسے ڈوبتی ہے؟	158
	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی دنیا سے بے رغبتی	158
	عوام الناس کے لئے ایک خاص رعایت	159
	دنیا کو ذلیل کر کے دل سے نکالنے کا طریقہ	159
	دنیا کی محبت کا عملی زندگی پر اثر	160
	صحابہ کرامؓ کی سب سے بڑی کرامت	160
	دنیا اور آخرت دو بہنیں ہیں	161
	سونے کی بدبو	161
	ہاروت ماروت سے بڑی جادوگرنی	162
	دنیاداروں کی تعظیم کے نقصانات	163
	اکرام اور تواضع میں فرق	163
	حضرت سفیان ثوریؒ اور ان کے ساتھیوں کا زہد	163
	حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کا زہد	166
	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا زہد	166
	امام شافعیؒ کا فتویٰ	167
	ایک فقیر کی دنیا سے بے رغبتی	167
	لمحہ فکریہ	169
5	**دینی مدارس کی اہمیت**	171
	دو عظیم نعمتیں	171
	دور حاضر میں علم و عمل کی تنزلی	171
	ایک غلط فہمی کی بنیاد	172
	دینی علوم ابدی ہیں	173
	عصری علوم ناقص ہیں	173
	دنیا سے محبت کا نتیجہ	174
	پی ایچ ڈی ڈاکٹر کی زبوں حالی	174
	دنیاوی سوچ کے تاثرات	175
	صحیح نقطہ ء نظر	175
	آج کا عنوان	176
	دنیاوی مال کی بے ثباتی	176
	مال اور علم کا موازنہ	177
	مقصد زندگی	177
	قوم کے محسن	179
	علمائے کرام کا فرض منصبی	179
	اللہ تعالیٰ کی فوج	180
	صحابہ کرامؓ کی جماعت نبی اکرمؐ کے علم و عمل کی محافظ	181

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مثال 1	181
	مثال 2	181
	مثال 3	182
	مثال 4	183
	تابعین اور حفاظت دین	183
	علمائے ہند کا شاندار ماضی	184
	حضرت مجدد الف ثانی کی شہنشاہ جہانگیر سے ٹکر	184
	خاندان شاہ عبدالرحیم اور حفاظت دین	185
	انڈیا میں انگریز کا تسلط	186
	دار العلوم دیوبند کے سپوت	187
	ترانہ دار العلوم دیوبند	187
	مسجدیں نوحہ کررہی ہیں	188
	انگریزی خواہ طبقہ کی زبوں حالی	188
	علمائے ربانیین کی دین پر استقامت	189
	وسط ایشیاء کا علمی قرض	189
	بچوں کی تربیت کا انگریزی طریقہ	190
	لمحہ فکریہ	191
	ایک دلچسپ کہانی	192
	قوم کا سرمایہ	194
	فتنوں کا توڑ	194
	گناہوں کی آگ	196
	چڑیا کی وفاداری	197
	دنیا میں علماء کی ضرورت	197
	جنت میں علماء کی ضرورت	197
6	**صحبت صلحاء**	199
	رجال اللہ کی ضرورت	199

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک عقلی دلیل	200
	حضرت مرشد عالمؒ کا اظہار افسوس	200
	اکابرین امت اور ضرورت مرشد	201
	امام غزالیؒ کے نزدیک تحصیل علم کے مقاصد	201
	رضائے خداوندی کی اہمیت	203
	امام زین العابدینؒ کی اپنے بیٹے کو نصیحت	203
	مولانا رومیؒ کا ملفوظ	204
	اچھے اور برے دوست کی مثال	204
	ناجنس کی صحبت کے اثرات	205
	اللہ والوں کا فیضان نظر	205
	سالکین طریقت کا بنیادی مقصد	206
	صحبت نبویؐ کے اثرات	207
	سیدنا امیر معاویہؓ کی فضیلت	208
	پیر ککڑ چیر	208
	ایک نقلی پیر کی حکایت	208
	مرید کی ڈانٹ ڈپٹ کیوں ضروری ہے؟	209
	ڈانٹتے وقت مشائخ کی کیفیت	210
	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا تجربہ	210
	پیر اور مولوی کے ہونٹوں کا سیمنٹ	211
	لمحہ فکریہ	211
7	**عظمت قرآن**	213
	انسانیت کے لئے آب حیات	213
	عبادت ہی عبادت	214
	رحمت الہی کی برسات	214
	دل کا رتن سیدھا کرلیں	214
	قرآن مجید پڑھنے کی لذت	215

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	زندہ لوگوں کا شہر	215
	ضمیر کی لاش	216
	قرآن سننے کے لئے فرشتوں کا نزول	216
	ابوبکرؓ اور عمرؓ کا قرآن پڑھنا	217
	خلوص ہو تو ایسا	218
	ایک عجیب شکوہ	218
	قرآن سے لگاؤ کا ایک عجیب واقعہ	219
	تلاوت قرآن کے وقت صحابہؓ کی کیفیت	220
	قرآن مجید سے عشق	221
	قرآن مجید کا ایک عجیب معجزہ	221
	ایک غیر مسلم پر سورۃ فاتحہ کا اثر	224
	حضرت مرشد عالمؒ کا فرمان	225
	نسخہ ء کیمیا	226
	صحابہ کرامؓ کی قرآن پر عمل	226
	حضرت عمرؓ کی عزت افزائی	227
	نسل در نسل قرآن کا فیض	228
	قرآن پاک کی شفاعت	229
	قرآن پاک پڑھنے والے کی شان	229
	مجسم شکل میں قرآن	230
	سورۃ بقرہ کی اڑھائی سال میں تعلیم	230
	سیدنا حسینؓ کا سبق آموز واقعہ	231
	قرآن سے ہمارا سلوک	232
	غلبہ کیسے ممکن ہے	232
	اعلان خداوندی	233
	کفار کی لاحاصل تدبیریں	234
	کفار کی مایوسی	235
	اللہ تعالیٰ کی مدد	236
	اتنی بڑی گارنٹی......!!!	237
	جنگ خندق میں نصرت خداوندی	237
	ظاہر و باطن کو نکھارنے کا نسخہ	238
	نسخہ ء شفاء	238

www.besturdubooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

مادہ پرستی کے اس پر آشوب دور میں اخلاق رذیلہ نے دلوں کی بستیوں کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے۔ حب جاہ اور حب مال نے انسان کے اندر جھوٹ، لالچ، غیبت، دھوکہ دہی، بغض اور خود غرضی جیسے زہریلے جراثیم پیدا کر دیے ہیں۔ علاوہ ازیں خواہشات نفسانی کے گھوڑے اس قدر بے لگام ہو چکے ہیں کہ ان کی لگامیں اطاعت ربانی اور اتباع رسول اللہ ﷺ کی طرف موڑنے کے لئے بہت زیادہ قوت ایمانی کی ضرورت ہے۔ یہ قوت ایمانی حاصل کرنے کے لئے اہل دل حضرات کا وجود مسعود اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ ان اولیاء اللہ کے قلوب پر عرفان الٰہی کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ وہ جس انسان کے دل پر باطن توجہ ڈالتے ہیں وہ دل گل و گلزار بن جاتا ہے۔ ان کے فرامین عرفان الٰہی کی اس پھوار کی مانند ہیں جو انسانی دلوں میں بہار پیدا کر دیتی ہے۔

زیر نظر کتاب ایک ایسی نابغہ روزگار شخصیت، پیر طریقت، رہبر شریعت، شیخ العرب والعجم، محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالی مادامت النہار واللیالی کے خطبات بابرکات کا ایک نادر مجموعہ ہے۔ یہ مطالعہ کرنے والوں کو گویا زبان حال سے یوں فرما رہے ہوں۔

مجھے دردِ دل ملا ہے سن لو اے دنیا والو
میں فقیر بے نوا ہوں مجھے مل گئی ہے شاہی

جس طرح اللہ والوں کی صحبت سے محبت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور دنیا کی رغبت کم ہونا شروع ہو جاتی ہے اسی طرح ان خطبات کا مطالعہ بھی قارئین کے دلوں میں محبت الٰہی پیدا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا ہے اور دنیا سے بے رغبتی نصیب ہو جاتی ہے۔ دوران مطالعہ قارئین کو بعض اوقات یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی محفل میں بیٹھے سن رہے ہوں اور جب کوئی بات قارئین کے حسب حال سامنے آتی ہے تو یوں لگتا ہے گویا خود حضرت اقدس دامت برکاتہم علیحدگی میں بیٹھے سمجھا رہے ہوں۔ علاوہ ازیں ان خطبات کے انداز بیان میں اتنی شیرینی ہے کہ قارئین کے دلوں میں معرفت الٰہی کا رس گھول دیتے ہیں۔

اس عاجز نے تمام خطبات لکھ کر حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ آپ نے اپنی گوناگوں بین الاقوامی مصروفیات کے باوجود ان خطبات کی نہ صرف تصحیح ہی فرمائی بلکہ ان کی ترتیب و تزئین کو پسند بھی فرمایا۔

قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس کتاب کی ترتیب میں اگر کہیں کمی بیشی پائیں تو وہ اس عاجز کی طرف ہی منسوب کریں اور اس کمی بیشی سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اس طرح آئیندہ ایڈیشن میں درستی کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔

ان خطبات کی ترتیب میں جناب بھائی محمد سلیم صاحب (مرتب کے ہم زلف) ڈاکٹر شاہد محمود صاحب (ناظم جامعۃ الحبیب فیصل آباد) اور حکیم عبدالصبور صاحب نے قلمی تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجر جزیل نصیب فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

اللہ رب العزت اس عاجز کو مرتے دم تک حضرت اقدس دامت برکاتہم کے زیر سایہ "خطبات شریف" کی ترتیب و تزئین کی ذمہ داری حسن و خوبی سے انجام دینے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم اے۔ بی ایڈ

موضع باغ، ضلع جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت الٰہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ' اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ o سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o

وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

تعین اوّل :

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: كُنْتُ كَنْزًا مُخْفِيًّا میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں فَخَلَقْتُ الْخَلَقَ پس میں نے مخلوق کو پیدا فرمادیا۔ یعنی مخلوق کو پیدا کرنے کا جو چیز ذریعہ بنی وہ محبت تھی۔ گویا تعین اول تعین حبی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پسند :-

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اب چاہتے کیا ہیں؟ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ کہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔ یہ میرے ایسے بندے بن کر رہیں کہ ان کے دل میری محبت سے لبریز ہوں، ان کے دلوں پر میری محبت چھائی ہوئی ہو۔ یعنی ان کے دلوں میں اللہ آیا ہوا ہو، ان کے دلوں میں اللہ سمایا ہوا ہو، بلکہ ان کے دلوں پر اللہ چھایا ہوا ہو۔

کامل مومن کی نشانی :

انسان کے جسم کے ہر عضو کا کوئی نہ کوئی کام ہے۔ آنکھ کا کام ہے دیکھنا، کان کا

www.besturdubooks.wordpress.com

کام ہے سننا، زبان کا کام ہے بولنا اور دل کا کام ہے محبت کرنا۔ دل یا تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گا یا پھر مخلوق سے۔ اس کے دل میں یا تو آخرت کی محبت ہوگی یا پھر دنیا کی۔ آخرت کی محبت سے دل میں نیکی کا شوق پیدا ہوتا ہے جب کہ دنیا کی محبت کے بارے میں حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا کہ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ مشائخ کرام نے اس کی آگے پھر تفصیل بیان کردی کہ وَتَرْکُھَا مِفْتَاحُ کُلِّ فَضِیْلَةٍ اس کا ترک کردینا ہر ایک فضیلت کی کنجی ہے۔ دنیا کی محبت کا دل سے نکل جانا اور پروردگار کی محبت دل میں سما جانا کامل مومن ہونے کی نشانی ہے۔

صفات اور صاحب صفات سے اللہ تعالیٰ کی محبت :

قرآن پاک میں مومنین کی کچھ صفات بیان کی گئی ہیں۔ جو اللہ رب العزت کو اتنی پسندیدہ ہیں کہ مولا کریم نے ان صفات والے بندوں کے بارے میں اعلان فرمادیا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ مثلاً فرمایا وَاَحْسِنُوْا تم نیکی کرو، نیکوکار بن جاؤ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ بے شک اللہ رب العزت نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں۔ وَیُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ اور اللہ تعالیٰ متقی لوگوں سے محبت فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ اللہ رب العزت کو ان صفات سے محبت ہے۔

جس انسان میں یہ صفات آجائیں گی وہ انسان بھی اللہ رب العزت کا محبوب بن جائے گا۔ چونکہ نبی اکرم ﷺ ان تمام صفات کے جامع تھے۔ یہ کمالات نبی کریم ﷺ میں نقطہ ء کمال تک موجود تھے۔ اسی لئے آپ ﷺ اللہ رب العزت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

محبوب بنے۔ اسی طرح آج بھی ان صفات کو پیدا کرنے کے لئے جو بندہ محنت کرے گا اللہ رب العزت اس بندے سے بھی محبت فرمائیں گے۔ رنگ کا گورا ہو یا کالا، عجم کا ہو یا عرب کا، پروردگار کی نظر میں کوئی فرق نہیں۔ وہاں تو دل کی حالت کو دیکھتے ہیں۔ نام بلالؓ ہے، ہونٹ موٹے ہیں، شکل انوکھی ہے، رنگ کالا ہے، مگر دل محبت الٰہی سے لبریز ہے۔ اس محبت کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور پاؤں کی چاپ (آواز) جنت میں سنائی دیتی ہے۔ اللہ اکبر۔

ایک مستند دلیل :

وہاں تو محبت مطلوب ہے۔ اس کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شرک سے نفرت ہے۔ جس کے بارے میں اپنے محبوب تک کو خطاب فرمادیا کہ اے میرے محبوب ﷺ! لَئِنْ اَشْرَكْتَ اگر آپ بھی شرک کریں گے۔ لَيَحْبِطَنَّ عَمَلُكَ آپ کے کئے ہوئے عملوں کو ہم ضائع کر دیں گے۔ چونکہ صفات سے اللہ رب العزت کو محبت ہے اس لئے اگر وہ صفات نکل جائیں گی اور انسان کے اندر ان کی ضد آجائے گی تو اللہ رب العزت کو ایسے بندے ناپسند ہوں گے۔ لہٰذا اگر بندہ چاہے کہ وہ اللہ رب العزت کی نظر میں محبوب بن جائے تو اسے اپنے اندر وہ صفات پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی بندوں سے محبت :

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ہر سنت سے محبوبیت کی ایک مقدار بندھی ہوئی ہے۔ جس سنت پر عمل ہو گیا، اتنی محبوبیت بڑھ گئی۔ حتیٰ کہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک جس نے نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کیا وہ سارے کا سارا

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان اللہ کی نظر میں محبوب بن گیا۔ اب یہ معاملہ ہم پر ہے کہ ہم کتنی سنتوں کو اپناتے ہیں اور اللہ رب العزت کی نظر میں محبوب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا، قُلْ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ اگر تم اللہ تعالی سے محبت کرتے ہو تو فَاتَّبِعُوْنِيْ تم میری اتباع کرو يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ رب العزت تم سے محبت فرمائیں گے۔

دلائل سے وضاحت :

کوئی آدمی کہہ سکتا ہے کہ جی کیا دلیل ہے کہ بندوں سے اللہ رب العزت کو محبت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان بھی ہے، کریم بھی ہے۔ اللہ کی سو صفات ہیں مگر یہ دلیل کہاں کہ اللہ رب العزت کو محبت ہے ؟ اس کے بارے میں علمائے کرام نے دلائل لکھے ہیں۔ ایک موٹی سی دلیل جو عام بندے کی سمجھ میں بھی آسکتی ہے یہ دی کہ جب کسی سے بندے کو محبت ہو تو بندہ اپنے محبوب کو جو مرضی آئے دیتا ہے اور خواہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو، وہ اسے تھوڑا ہی سمجھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں تو کچھ اور بھی کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ محبت جو ہوتی ہے۔ اور اگر محبوب تھوڑا سا کچھ اسے دے دے تو وہ اسے بہت زیادہ سمجھتا ہے، پھولے نہیں سماتا کہ محبوب نے مجھے تحفہ اور ہدیہ بھیجا ہے۔ اسی اصول کو قرآن میں دیکھئے۔ اللہ رب العزت نے بندوں کو دنیا کی ہزاروں نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ نعمتیں عطا فرمائیں مگر ان تمام نعمتوں کو سامنے رکھ کر فرمادیا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کی متاع تو تھوڑی سی ہے۔ مگر جب اس کے بندے نے اپنے پروردگار کو لیٹے یا بیٹھے تھوڑی دیر کیلئے یاد کیا۔ عمل اگرچہ تھوڑا سا تھا، چند ساعت کا عمل یا سو پچاس سال کی زندگی کا عمل مگر چونکہ محبوب کی طرف سے عمل ہوا تھا، اس لئے ارشاد ہوا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

www.besturdubooks.wordpress.com

اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔ سبحان اللہ! جو محبوب نے عمل کیا اس کیلئے کثیر کا لفظ استعمال فرمایا اور جو خود عطا فرمایا اس کیلئے قلیل کا لفظ استعمال فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ رب العزت کو اپنے بندوں سے محبت ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ رب العزت نے اس محبت کا اظہار کر دیا ہے، فرمایا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ حالانکہ یوں بھی فرما سکتے تھے کہ جنہوں نے کلمہ پڑھا وہ اللہ کے دوست ہیں، حق بھی یہی بنتا تھا۔ مگر نہیں، محبت کا تقاضا کچھ اور تھا۔ اسی لئے اس نسبت کو اپنی طرف کیا۔ سبحان اللہ! کیا کریمی ہے اس پروردگار کی! اس بندے کی کتنی ہمت بندھائی کہ اس نے کلمہ پڑھ کر تصدیق کی اور پروردگار نے محبت کا اعلان فرمادیا۔ سبحان اللہ

کفار سے محبت کرنے کی مذمت:

اللہ تعالیٰ کو ایمان کے ساتھ ذاتی محبت ہے اور کفر کے ساتھ ذاتی عداوت ہے۔ لہذا جو کوئی آدمی کفار کے طریقے کو پسند کرے گا اس کے بارے میں فرمایا مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے گا ہم اسی قوم سے اس کو اٹھائیں گے۔ جو کفار کے رسم رواج، عادات، لباس یا کسی اور چیز سے بھی محبت کرے گا گویا وہ اللہ رب العزت کی محبت سے محروم ہو جائے گا۔ ایک مرتبہ ہندوؤں کی دیوالی کا دن تھا۔ ہندو لوگ دکانوں مکانوں اور انسانوں پر رنگوں کا چھڑکاؤ کر رہے تھے۔ ایک بوڑھا مسلمان کسی گدھے کے پاس سے گزرا تو گدھے پر پان والی تھوک پھینک کر کہا، تجھے ہندوؤں نے رنگین نہیں کیا، لو میں تمہیں رنگ دیتا ہوں۔ وہ بڑے میاں جب فوت ہوئے تو کسی کو خواب میں ملے۔ حال پوچھنے پر کہا کہ میں سخت عذاب میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو کفار کے ساتھ میری اتنی سی مشابہت بھی پسند نہ آئی۔ اللہ اکبر

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کا کوئی بدل نہیں :

دنیا کی ہر مالی چیز کا بدل ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا بدل تو امکان سے بھی خارج ہے۔ شاعر نے کہا

لِکُلِّ شَیْءٍ اِذَا فَارَقْتَهٗ عِوَضٌ
وَلَیْسَ لِلّٰهِ اِنْ فَارَقْتَ مِنْ عِوَضٍ

دنیا کی کسی بھی چیز سے تو جدا ہوا تو تیرے لئے بدل ہوگا اگر تو اللہ تعالیٰ سے جدا ہو گیا تو تیرے لئے کوئی بدل ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کی دو بڑی وجوہات :

اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں کیوں ہونی چاہیے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے دو وجوہات بہت بڑی ہیں۔

پہلی وجہ :

ایک تو یہ کہ عام دستور ہے کہ بندے کے اوپر جس کی مہربانیاں۔ اور عنایات ہوں وہ اپنے محسن کا ممنون بھی ہوتا ہے اور اس سے محبت بھی کرتا ہے۔ میرے دوستو! ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ذرا شمار تو کر کے دیکھیں مگر وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا کے مصداق ایک ہی نتیجہ نکلے گا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن ہی نہیں سکتے۔ آپ سوچیے تو سہی کہ کوئی آدمی بارش کے قطروں کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ سارے سمندروں کے پانی کے قطروں کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ آسمان کے ستاروں کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ تاہم یہ عاجز ذمہ داری کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض کر رہا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ آسمان کے ستاروں کو گن لیا جائے' یہ ممکن ہے کہ دنیا کے سمندروں کے پانی کے قطروں کو گن لیا جائے' یہ ممکن ہے کہ ساری دنیا کی ریت کے ذرات کو گن لیا جائے لیکن میرے دوستو! اللہ رب العزت کی نعمتوں کو گننا انسان کیلئے ممکن نہیں ہے۔ اگر وہ پروردگار بینائی عطا نہ کرتے تو ہم نابینا ہوتے، اگر وہ گویائی عطا نہ فرماتے تو ہم گونگے ہوتے، اگر سماعت عطا نہ کرتے تو ہم بہرے ہوتے، اگر وہ پاؤں نہ دیتے تو ہم لنگڑے ہوتے' ہم لولے ہوتے، اگر وہ صحت نہ دیتے تو ہم بیمار ہوتے، اگر وہ مال نہ دیتے تو ہم غریب ہوتے، اگر وہ عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے، اگر وہ اولاد نہ دیتے تو ہم لاولد ہوتے، اگر وہ سکون نہ دیتے تو ہم پریشان ہوتے۔

میرے دوستو! یہ پروردگار کی نعمتیں ہی تو ہیں کہ ہم عزت بھری زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ کوئی ہمارا کمال ہے؟ نہیں' یہ کمال والے کا کمال ہے۔ اگر وہ کسی کی حقیقت ظاہر کردے تو ہم میں سے کوئی ناپ تول کے قابل نہیں ہے۔ کون ہے جو اپنے آپ کو محاسبہ کیلئے پیش کر سکے۔ ایک بزرگ نے اکمال الشیم میں ایک بات لکھی ہے۔ وہ سونے کی روشنائی سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا اے دوست! جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی جس نے اپنی رحمت کی چادر سے چھپایا ہوا ہے۔ تو چونکہ عام دستور کے مطابق انسان اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات کو سامنے رکھ کر اس سے محبت کریں۔ کہتے ہیں ناں "جس کا کھایئے اس کے گن گایئے"۔ اسلئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اللہ رب العزت کی یاد دل میں رکھیں اور اسی کے حکموں کے مطابق زندگی گزاریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری وجہ:

دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ قادر مطلق اور فاعل حقیقی وہی ذات ہے۔ وہی فَعَّالٌ لِمَا يُرِيْدُ ہے ہونا تو وہی ہے جو وہ چاہے گا۔ کیا نہیں دیکھتے کہ سیدنا نوح علیہ السلام چاہتے ہیں کہ میرا بیٹا بچ جائے، اپنے بیٹے کو سمجھاتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں مگر وہی ہوا جو اللہ رب العزت نے چاہا، آنکھوں کے سامنے بیٹا غرق ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ قربانی دینے کیلئے تیار ہیں فَلَمَّا اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ باپ نے بیٹے کو لٹالیا، چھری اوپر رکھ کر پھیرنا چاہتے ہیں، باپ ذبح کرنا چاہتا ہے اور بیٹا ذبح ہونا چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے لہذا وہاں بیٹے کی جائے کوئی اور جانور ذبح ہو جاتا ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ چاہتے ہیں کہ آپ کے چچا ابو طالب ایمان لے آئیں۔ اس کیلئے بہت کوششیں فرمائیں حتیٰ کہ آخری وقت میں فرمایا، میرے چچا! میرے کان میں کلمہ پڑھ لیں میں قیامت کے دن گواہی دے دوں گا مگر اللہ رب العزت فرماتے ہیں، اے میرے محبوب ﷺ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ آپ اس کو ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ چاہیں بلکہ جسے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اسے ہدایت دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ پانی میں شہد ملا کر نوش فرمایا کرتے تھے۔ کسی وجہ سے آپ ﷺ نے ارادہ فرمالیا کہ آج کے بعد شہد ملا پانی نہیں پیوں گا۔ مگر اللہ رب العزت نہیں چاہتے کہ ایسا ہو، لہذا ارشاد فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O

میرے دوستو! جب یہ انبیاءؑ اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ رب العزت کے سامنے عاجز ہیں اور ان کی بھی وہی بات پوری ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو پھر کیوں نہ ہم بھی اسی پروردگار عالم کی محبت کا دم بھریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تکمیل ایمان کا معیار :

بلکہ جس سے وہ پروردگار محبت فرمائے اس سے محبت کریں اور جس سے اس کو عداوت ہے ہم بھی اس کے ساتھ عداوت رکھیں۔ اسی لئے حدیث مبارکہ میں آیا

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ

کہ جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کی، اللہ تعالیٰ کیلئے نفرت کی، اللہ تعالیٰ کیلئے ہی دیا اور اللہ تعالیٰ کیلئے منع کیا اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔ تو سیدھی سی بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہمیں اپنے پروردگار سے محبت کرنی ہے۔ یہ محبت اور عشق جب تک دل میں نہیں ہوگا اس وقت تک ایمان حقیقی کی لذت نصیب نہیں ہوگی۔

انسان کی پانچ خامیاں

اب ایک اور انداز میں بات کو سمجھنے کی کوشش کریں...... جس مشین کو کسی نے بنایا ہو وہ اس کی صفات اور نقائص کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا فرمایا ہے اس لئے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ انسان کا حدود اربعہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں انسان کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں مثلاً اشرف المخلوقات فرمایا گیا وہاں اس انسان کی پانچ خامیوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

انسان ظالم ہے :

ایک خامی یہ ہے کہ ظَلُوۡمًا یعنی یہ ظالم ہے۔ لیکن ایک بات بالکل واضح ہے کہ کسی میں ظلم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں عدل کے ہونے کی استعداد موجود ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان جاہل ہے :

دوسری خامی یہ بتائی کہ **جَھُوْلاً** یعنی انسان جاہل ہے۔ یہاں بھی دیکھیں کہ جاہل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں علم حاصل کرنے کی استعداد موجود ہے۔ گویا یہ دو الفاظ (ظالم اور جاہل) جہاں انسان کے عیب ظاہر کرتے ہیں وہاں اس خوبیوں کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ اگر انسان محنت کرے گا تو یہ اپنے ظلم کو عدل میں اور اپنے جہل کو علم میں بدل سکتا ہے اور اگر یہ محنت نہ کرے تو یہ ظالم بھی ہوگا اور جاہل بھی۔

انسان کمزور ہے :

تیسری خامی بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا **خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا** کہ انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے انسان کو ضعیف البنیان کہتے ہیں۔ یہ اتنا کمزور ہے کہ اس کے دماغ میں ایک **Fear of unknown** (اجنبی سا خوف) ہر وقت رہتا ہے۔ دیکھئے کہ امریکہ کا صدر بل کلنٹن اپنے آپ کو سپر پاور کہتا ہے مگر نجومی کو بلا کر پوچھتا ہے کہ اگلے دنوں میں میرا کیا بنے گا۔ مادی اعتبار سے اتنی طاقت ہے کہ اس کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول ہے مگر کمزور ہونے کی وجہ سے اندر ڈر بھی ہے کہ پتہ نہیں مستقبل میں میرے ساتھ کیا ہوگا۔ انسان اتنا کمزور ہے کہ ایک چھوٹا سا وائرس اسے بیمار کر دیتا ہے اور حکیم ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ لا علاج مرض ہے۔ حالانکہ وہ وائرس اور جرثومہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ انسان آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا مگر وہی چھوٹا سا جرثومہ انسان کو موت کے منہ میں دھکیل دیتا ہے۔

انسان جلد باز ہے :

چوتھی خامی یہ بتائی کہ **وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا**۔ عجولا کا مطلب ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

جلدباز۔ یہ انسان اپنی سرشت کے اعتبار سے جلدباز ہے۔ چنانچہ چار دن نوافل پڑھے گا اور پانچویں دن امید کرے گا کہ شبلیؒ اور جنید بغدادیؒ کی طرح میری دعائیں قبول ہونی چاہئیں۔ ایک دعا کو دو دفعہ مانگ لے تو کہتا ہے کہ اب تو یہ دعا ضرور پوری ہونی چاہئے۔ اللہ کے بندے! اللہ رب العزت نے نماز کا حکم ساڑھے سات سو مرتبہ سے زیادہ دیا، اس کو تو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا مگر خود اگر کسی کو تین دفعہ ایک کام کہہ دے تو چوتھی دفعہ غصہ سے آنکھیں سرخ کر کے کہتا ہے کہ تو نے سنا نہیں، تجھے تین دفعہ کہا ہے۔ اس مالک الملک نے، اس احکم الحاکمین نے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جس کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کی کنجیاں ہیں ساڑھے سات سو مرتبہ سے زیادہ نماز کا حکم دیا مگر ہم اللہ اکبر کی آواز سن کر پھر بھی مسجد میں نہیں آتے تو ہم نے اس کے حکم کا کیا بھرم رکھا؟ یہ انسان کی جلدبازی ہی ہے کہ تھوڑی سی محنت پر بڑی بڑی توقعات وابستہ کر لیتا ہے۔

انسان تھوڑے دل والا ہے:

پانچویں خامی یہ بیان فرمائی کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا . هلوعا عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے "تھوڑ دلا"، جی کا کچا، تھوڑے دل والا۔ تو یہ انسان تھوڑے دل والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خوشی ملنے پر پھول جاتا ہے اور تھوڑی سی پریشانی آنے پر مرجھا جاتا ہے۔ اگر اسے کامیابی ملے تو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ انٹرویو میں پاس ہو جائے تو کہتا ہے کہ جی ہاں' جب اس نے سوال پوچھا تو میں نے یہ جواب دیا، اس نے جب یوں کہا تو میں نے پھر یوں کہا اور میں کامیاب ہو گیا۔ اور اگر انٹرویو میں ناکام ہو جائے اور پوچھیں کہ عزیزم! کیا بنا؟ تو کہتا ہے، جیسے اللہ کی مرضی۔ جب کامیابی تھی تو اپنی طرف منسوب کی کہ میں نے یوں کیا، ناکامی ہوئی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اب اپنی طرف منسوب نہیں کرتا کہ میں نے گڑبڑ کی۔" جیسے اپٹھا کم۔ جی جو اللہ دی مرضی"۔ جناب اگر یہ اللہ کی مرضی ہے تو جو کامیابیاں ملی تھیں کیا وہ اللہ رب العزت کی مرضی نہیں تھی۔ ہم کریڈٹ اللہ رب العزت کو کیوں نہیں دیتے۔ اس لئے کہ اس وقت ہمارا نفس ہم پر سوار ہوتا ہے۔ حالانکہ حق تو یہ تھا کہ ہم خوبیوں کو اس کی طرف منسوب کرتے اور خامیوں کو اپنی طرف منسوب کرتے۔

اتنا بڑا سودا :

اب بتائیے کہ انسان میں یہ کتنے بڑے بڑے نقائص ہیں۔ جس مشین میں اتنے بڑے نقائص ہوں بھلا اس مشین کو کوئی خرید تا ہے؟ کوئی نہیں خرید تا۔ مگر شاعر نے ایک عجیب بات کہی :

تو بہ علم ازل مرا دیدی
دیدی آنگہ بعیب بخریدی
تو بہ علم آں و من بعیب ہماں
رد مکن آنچہ خود پسندیدی

اے اللہ ! تو نے مجھے ازلی علم کے ساتھ دیکھا۔ تو نے میرے تمام عیوب کے ساتھ مجھے دیکھا اور پھر خرید لیا۔ تو وہی علم والا ہے اور میں وہی عیبوں والا ہوں۔ اے اللہ ! اب اسے رد نہ کر جسے تو نے خود پسند کیا تھا۔

یہاں پسند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عیب تو اتنے زیادہ تھے مگر اللہ رب العزت نے اتنے عیبوں کے باوجود اپنی طرف سے سودا کر کے عہد نامہ لکھ دیا اور اس کا اعلان فرمادیا اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ بے شک اللہ تعالیٰ نے انسان کے جان و مال کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں نام تو جنت کا لیا گیا مگر اس سے مراد باغات نہیں تھے بلکہ جنت کے اندر چونکہ اس کو اللہ رب العزت کا مشاہدہ نصیب ہوگا اس لئے گویا یوں فرمایا کہ ہم نے تمہاری جان اور مال کو اپنے مشاہدے کے بدلے میں خرید لیا کیونکہ وہاں مشاہدۂ حق نصیب ہوگا یہ ممکن ہی نہیں کہ آدمی جنت میں بھی جائے اور مشاہدہ نہ ہو۔ سبحان اللہ کتنا بڑا سودا کیا۔ کہنے والے نے کہا:

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

محبت الٰہی کا جذبہ:

انسان کے اندر اپنی تخلیق کے اعتبار سے نقائص تو بہت ہیں مگر اس میں ایک عجیب جذبہ رکھ دیا گیا ہے۔ وہ جذبہ اگر آجائے تو انسان کی کمزوری کو اس کی قوت میں بدل دیتا ہے، انسان کے جہل کو اس کے علم میں بدل دیتا ہے، انسان کی کوتاہی کو اس کی خوبیوں میں تبدیل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔ اس جذبہ کا نام "محبت الٰہی" ہے۔ یہ محبت الٰہی کا جذبہ انسان کیلئے ایسا ہے جیسے کسی پودے کیلئے پانی ہوتا ہے۔ پانی نہ ملے تو سرسبز پودے کے پھول اور پتیاں مرجھا کر زمین پر گر جاتی ہیں اور اگر اس مرجھائے ہوئے پودے کو پانی دے دیجئے تو وہ پھر کھل اٹھتا ہے۔ انسان کے اندر محبت الٰہی کے جذبہ کی مثال بھی یہی ہے کہ جس انسان میں محبت الٰہی کا جذبہ بیدار ہو جائے اس کی صفات کھلنا شروع ہو جاتی ہیں اور اس میں ایمان کی خوشبو آنے لگتی ہے اور خوشبو ماحول کو مہکا دیا کرتی ہے۔

عشق اور عقل کا موازنہ:

بسا اوقات انسان عقل کو سامنے رکھ کر زندگی گزارتا ہے اور بسا اوقات محبت اور

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق کے جذبہ کو سامنے رکھ کر زندگی گزارتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ انسان کی عقل تو عیار ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ واعظ نہ خطیب

جس بندہ میں عشق الٰہی کا جذبہ ہو اللہ رب العزت کے ہاں اس کی بڑی قدروقیمت ہے۔ اگر عقل کے زور پر عبادت کریں گے تو عبادت تو لکھی جائے گی مگر یہ بنیاد کمزور ہے۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

کہنے والے نے تو یہاں تک کہہ دیا:

نالہ ہے بلبل شوریدہ تیرا خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنئ پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل کھڑی دیکھ رہی ہوتی ہے اور عشق ان معاملات سے گزر جاتا ہے، ان منزلوں کو عبور کر لیا کرتا ہے۔ عقل کی پرواز وہاں تک نہیں پہنچتی جہاں عشق کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پروں سے انسان پہنچتا ہے۔

عشق الٰہی کی اہمیت :

کسی شاعر نے کہا :

عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدہء تصورات

عشق نہ ہو تو یہ شرع و دین فقط تصورات ہیں۔ان میں جان نہیں ہوتی۔ ان میں جان تب پڑتی ہے جب دل میں محبت الٰہی اور عشق الٰہی کا جذبہ ہو۔ پھر انسان کے اعمال میں جان آتی ہے۔اسی لئے مانگنے والوں نے عشق کی انتہا مانگی۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
چھوٹا سا دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

یہ عشق ہی تو ہے جس نے دین میں رنگ بھر دیا ہے۔ محبت الٰہی نہ ہو تو پھر پیچھے کیا رکھا ہے۔اے اللہ! تیرے عشق کے سوا پھر پیچھے کیا بچا! ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس کا عشق مقصود بنا کر مانگنا چاہئے۔

اللہ سے اللہ کو مانگئے :

یہی عشق الٰہی والی نعمت ہی ہے جس کے حصول کیلئے ہمیں پوری زندگی عطا کی گئی۔اس لئے اگر انسان اللہ رب العزت سے مانگے تو اللہ رب العزت کو ہی مانگے، اس کی محبت مانگے، اس کا عشق مانگے۔آج اللہ تعالیٰ سے مال مانگنے والے بہت ہیں، کاروبار مانگنے والے بہت ہیں، گھر بار مانگنے والے بہت ہیں لیکن اللہ سے اللہ کو مانگنے

www.besturdubooks.wordpress.com

والے بہت تھوڑے ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو اس لئے ہاتھ اٹھاتے ہوں کہ میں تجھ سے تیری رضا چاہتا ہوں، میں تیری محبت مانگتا ہوں۔ میرے دوستو! کسی نے گھر بار مانگا، کاروبار مانگا، بیوی بچے مانگے یا پوری دنیا مانگ لی تو یقین کیجئے کہ اس نے کچھ نہ مانگا اور اگر اللہ کا عشق مانگا تو سب کچھ مانگ لیا۔ کیونکہ یہ سب کچھ عشق الٰہی کے سامنے ہیچ ہے۔ اس لئے اس کو تمنا بنا کر مانگئے کہ رب کریم! ہم تیرا ایسا عشق چاہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے ہماری رگ رگ اور ریشہ ریشہ سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔

لَیْتَكَ تَحْلُوْا وَالْحَیٰوۃُ مَرِیْرَۃٌ
وَلَیْتَكَ تَرْضٰی وَالْاَنَامُ غِضَابٌ
وَلَیْتَ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ عَامِرٌ
وَبَیْنِیْ وَ بَیْنَ الْعَالَمِیْنَ خَرَابٌ

اے کاش! تو میٹھا ہو جائے اگرچہ ساری دنیا میرے ساتھ تلخ ہو جائے اور میرے اور تیرے درمیان جو رشتہ ہے کاش کہ وہ آباد ہو جائے اور میرے اور مخلوق کے درمیان جو رشتہ ہے وہ بے شک خراب ہو جائے۔

رابعہ بصریہؒ کی اللہ تعالیٰ سے محبت :

رابعہ بصریہؒ کے بارے میں آیا ہے کہ ایک دفعہ تہجد کے بعد یہ دعا مانگی۔ اے اللہ! سورج غروب ہو چکا، رات آگئی، آسمان پر ستارے چمکنے لگ گئے، دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے، تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے اس لئے تیرے سامنے دامن پھیلاتی ہوں۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا مزہ بھی وہی لوگ جانتے تھے۔

جھوٹی محبت والے :

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ سے فرمایا، میرے ان بندوں سے کہہ دو کہ جھوٹا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ شخص جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرے اور رات آجائے تو سو جائے۔ کیا ہر عاشق اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی نہیں چاہتا۔ یہ جو میری محبت کے دعوے کرتے ہیں انہیں چاہیئے تھا کہ میرے سامنے سربسجود ہوتے اور راز و نیاز کی باتیں کرتے۔

شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کی محبت:

حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ ایک بہت بڑے شیخ تھے۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس تھانویؒ تشریف لے گئے۔ حضرت نے فرمایا، اشرف علی! جب سجدہ کرتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے میرا پیار لے لیا ہو۔ اور اشرف علی! جب قرآن پڑھتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے پروردگار سے ہمکلامی کر رہا ہوں اور مجھے اتنا مزہ آتا ہے کہ جنت میں اگر کچھ حوریں میرے پاس آئیں تو میں ان سے کہوں گا، بی بی! مجھے تھوڑا سا قرآن سنا دو۔ سبحان اللہ، اِن لوگوں کو کتنا مزہ آتا ہو گا!!! وہ سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ تھے اور مراقبہ کو "پریم پیالہ" کہتے تھے۔ مراقبہ میں اتنا مزہ آتا تھا کہ مراقبہ کیلئے بیٹھتے تو مریدین سے فرماتے کہ آؤ! پریم پیالہ پئیں۔

محبت الٰہی کی لذتیں:

امام رازیؒ عجیب بات ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ۔ سبحان اللہ۔ جی ہاں! عشق الٰہی والے حضرات رات کے اندھیرے کے ایسے ہی منتظر ہوتے ہیں جیسے دلہا اپنی دلہن سے ملاقات کا منتظر ہوا کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کو لذت ملتی ہے۔ دیکھیں ایک لذت انسان کو زبان سے ملتی ہے۔ کھانے پینے سے انسان کو ایسی لذت ملتی ہے کہ کبھی مسٹر برگر کی طرف جارہا ہوتا ہے، کبھی چائنیز سوپ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف جارہا ہوتا ہے اور کبھی کسی اور چیز کی طرف۔ لہٰذا کچھ لذتیں انسان کی زبان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کچھ لذتیں انسان کی آنکھ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی خوبصورت چیز یا خوبصورت منظر کو دیکھتا ہے تو لطف اندوز ہوتا ہے۔ کچھ لذتیں انسان کے کان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جب اچھی آواز سے تلاوت ہو رہی ہو قاری عبدالباسط، عبدالصمد پڑھ رہے ہوں تو بڑا لطف آتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ سنتے ہی رہیں۔ اسی طرح کچھ لذتیں انسان کے قلب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ محبت اور عشق کی لذتیں ہیں۔

جب یہ قلب تمام اعضاء کا سردار ہے تو اس سے وابستہ لذتیں بھی سب اعضاء کی لذتوں پر فائق ہوں گی۔ ہم ان لذتوں کو کیا جانیں۔ "جنہاں لائیاں نہ لاڈ تھیاں اکھیاں رنگ بھریاں" وہ کیا جانیں؟ جن کو عشق الٰہی کی لذتیں نصیب ہو جائیں وہ تو پھر یوں کہا کرتے ہیں:

اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

اللہ اللہ یہ کتنا میٹھا نام ہے کہ جس کو لینے سے میرے بدن میں یوں مٹھاس آگئی جیسے چینی کو ڈالنے سے دودھ میٹھا ہو جاتا ہے۔

عشق ایک آگ ہے:

اَلعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَا سِوَی اللّٰہِ عشق ایک آگ ہے جو ماسویٰ اللہ کو جلا کر رکھ دیتی ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اس پر عجیب اشعار لکھے۔ ایک شعر کا ترجمہ کسی شاعر نے اردو میں بھی کر دیا۔ وہ ہمارے لئے سمجھنا آسان ہے۔ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق کی آتش کا جب شعلہ اٹھا
ماسوی معشوق سب کچھ جل گیا
تیغ لا سے قتل غیر حق ہوا
دیکھیے پھر بعد اس کے کیا بچا
پھر بچا اللہ باقی سب فنا
مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا!

جب عشق دل میں ہوتا ہے تو یہ ماسوی پر تلوار بن کر چلتا ہے۔ انسان کے اندر ناز، نمود، نخرہ، انانیت سب کچھ توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

شادباد اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے کہ افلاطون و جالینوس ما

یہ عشق تو بندے کے لئے افلاطون اور جالینوس بن جاتا ہے۔ جی ہاں!

عشق الٰہی کی شدید کمی :

میرے دوستو عشق الٰہی نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے اعمال میں جان نہیں ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں :

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ جو انسان کے اندر عشق الٰہی کا جذبہ ہوتا تھا، جس کی وجہ سے انسان زندہ ہوتا تھا، آج وہ نہیں ہے۔ ایک وقت تھا کہ یہ سینے کا دل عشق الٰہی سے انگارے کی طرح گرم ہوا کرتا تھا اور آج تو جلے ہوئے کوئلے کی طرح بالکل ٹھنڈا ہوا پڑا ہے۔ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں :

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی
لبھاتا ہے دل کو بیان خطیب
مگر لذت شوق سے بے نصیب
وہ صوفی کہ تھا خدمت حق میں مرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا
وہ سالک مقامات میں کھو گیا
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

آج کا مسلمان راکھ کا ڈھیر بن گیا ہے۔ سینے میں محبت الٰہی کے وہ انگارے نہیں جل رہے جو اس کے سینے کو گرما رہے ہوں۔ جو اسے کبھی نمازوں میں کھڑا کر رہے ہوں، جو اسے اپنے محبوب سے ملاقاتوں پر مجبور کر رہے ہوں۔

نبی کریم ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے محبت :

نبی اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت سے کیسی شدید محبت تھی! سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب اذان کی اللہ اکبر ہوتی تو نبی کریم ﷺ مجھے پہچاننا چھوڑ دیتے تھے۔ میں کئی مرتبہ سامنے آتی تو آپ ﷺ پوچھتے، تم کون ہو؟ میں کہتی، عائشہ۔ پوچھتے، عائشہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کون ؟ میں کہتی، ابو بکرؓ کی بیٹی ہوں۔ پوچھتے، ابو بکر کون ؟ میں اس وقت پہچان لیتی کہ اب ایک نام دل میں اتنا غالب آچکا ہے کہ دنیا میں کسی اور کو یہ نہیں پہچانیں گے۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ اور محبت الٰہی :

محبت الٰہی کا جذبہ انسان کے دل میں موجود ہو تو اللہ تعالیٰ بڑی قدر دانی فرماتے ہیں محبت میں ایسی کیفیت ہو جیسی حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ کو نصیب تھی۔

یہ ایک نوجوان صحابیؓ تھے جو مدینہ طیبہ سے کچھ فاصلہ پر ایک بستی میں رہتے تھے۔ دوستوں سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ میں ایک پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ حاضر ہوئے اور چوری چھپے کلمہ پڑھ لیا۔ واپس گھر آگئے۔ گھر کے سب لوگ ابھی کافر تھے لیکن محبت تو وہ چیز ہے جو چھپ نہیں سکتی۔ اپنی طرف سے تو چھپایا کہ کسی کو پتہ نہ چلے مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی تذکرہ کرتا تو یہ متوجہ ہوتے۔

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی جب تیرا کسی نے نام لیا

چنانچہ گھر والوں نے اندازہ لگا لیا کہ کوئی نہ کوئی معاملہ ضرور ہے۔ ایک دن چچا نے کھڑا کر کے پوچھا، بتاؤ بھتیجے! کلمہ پڑھ لیا ہے ؟ فرمانے لگے، جی ہاں۔ چچا کہنے لگا، اب تیرے سامنے دو راستے ہیں۔ یا تو کلمہ پڑھ کر اس گھر سے نکل جا اور اگر گھر میں رہنا ہے تو پھر ہمارے دین کو قبول کر لے۔ چنانچہ ایک ہی لمحہ میں فیصلہ کر لیا۔ فرمایا، میں گھر تو چھوڑ سکتا ہوں لیکن اللہ کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا۔ چچا نے مارا پیٹا بھی سہی اور جاتے ہوئے جسم کے کپڑے بھی اتار لیے۔ جسم پر بالکل کوئی کپڑا نہ تھا۔ ماں بالآخر ماں تھی۔ شوہر کی وجہ سے کچھ ظاہر میں تو نہ کہہ سکی لیکن چھپ کر اپنی چادر پکڑا دی کہ بیٹا! ستر چھپا لینا۔ وہ چادر لے کر جب باہر نکلے تو اس کے دو ٹکڑے کیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک سے ستر چھپالیا اور دوسری اوپر اوڑھ لی۔ اسی لئے 'ذوالبجادین' یعنی دو چادروں والے مشہور ہو گئے۔ اب کہاں گئے؟ جہاں سودا کر چکے تھے۔ قدم بے اختیار مدینہ طیبہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ رات کا سفر کر کے صبح نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے دیکھا تو چہرہ پر عجیب خوشی کی کیفیت ظاہر ہوئی۔ صحابہ کرامؓ متوجہ ہوئے کہ یہ کون آیا ہے کہ جس کو دیکھ کر اللہ کے محبوب ﷺ کا چہرہ یوں تمتما اٹھا ہے۔

دونوں جہاں کسی کی محبت میں ہار کے
وہ آرہا ہے کوئی شب غم گزار کے

حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! سب کچھ چھوڑ چکا ہوں۔ اب تو آپ ﷺ کے قدموں میں حاضر ہوں۔ چنانچہ اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے۔ اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔

چونکہ قربانی بڑی دی تھی، محبت الٰہی میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا اس لئے اس کا بدلہ بھی ایسا ہی ملنا چاہیے تھا۔ چنانچہ ان کو ایسی کیفیات حاصل تھیں کہ محبت الٰہی میں بعض اوقات جذب میں آجاتے۔ آج کل بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ جی جذب کیا ہوتا ہے؟ جناب احادیث مبارکہ پڑھو، پھر پتہ چلے گا کہ جذب صحابہ کرامؓ پر بھی طاری ہوتا تھا۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ یہ (حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ) مسجد نبوی کے دروازے پر بعض اوقات بیٹھے ہوتے تھے اور ایسا جذب طاری ہوتا تھا کہ اونچی آواز سے اللہ اللہ کہہ اٹھتے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا تو انہوں نے ڈانٹا کہ کیا کرتا ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، عمر! عبداللہ کو کچھ نہ کہو، یہ جو کچھ کر رہا ہے اخلاص سے کر رہا ہے۔

قابل رشک سفر آخرت

کچھ عرصہ گزرا نبی کریم ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہؓ بھی ساتھ تھے۔ راستہ میں ایک جگہ پہنچے تو عنار ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ ابوبکرؓ و عمرؓ کو لے کر تشریف لائے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت عبداللہؓ کے چند لحات باقی تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے سر کو اپنی گود مبارک میں رکھ دیا۔ یہ وہ خوش نصیب صحابیؓ ہیں جن کی نگاہیں چہرہء رسول ﷺ پر لگی ہوئی تھیں اور وہ اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہے تھے۔ سبحان اللہ! گود مبارک میں ہی اپنی جان اس کیفیت میں جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت افزائی:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کے کفن دفن کی تیاری کرو۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر بھجوائی اور فرمایا کہ عبداللہ کو اس چادر میں کفن دیا جائے گا۔ سبحان اللہ! واہ اللہ! تو بھی کتنا قدردان ہے کہ جس بدن کو تیری راہ میں ننگا کیا گیا تھا آج اس بدن کو تو اپنے محبوب ﷺ کی کملی سے چھپا رہا ہے۔ سبحان اللہ، سودا تو کر کے دیکھیں، پھر دیکھیں اللہ رب العزت کیسی قدردانی فرماتے ہیں۔ ہم لوگ ہی بے قدرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بھی کہنا پڑا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہیے تھی۔

خود نبی اکرم ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ پھر جنازہ لے کر قبرستان کی طرف چلے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جو آدمی میت کا سب سے زیادہ قریبی ہو وہ قبر میں اس کو اتارنے کیلئے اترے۔ اس وقت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی کھڑے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

www.besturdubooks.wordpress.com

نے خود قبر میں اتر کر فرمایا، اپنے بھائی کو پکڑا دو مگر ان کے ادب کا خیال رکھنا۔ آپ ﷺ نے اس عاشق صادق کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور زمین پر لٹا دیا۔ گویا اپنی امانت کو زمین کے سپرد کر دیا۔

حضرت عمرؓ کی حسرت :

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے جب ان کو زمین پر رکھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے اللہ! میں عبداللہؓ سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا" یہ ایسے الفاظ تھے کہ حضرت عمرؓ بھی سن کر وجد میں آگئے اور کہنے لگے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش! آج نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں میری میت ہوتی۔ دیکھا! محنت مجاہدہ اور قربانیاں کرنے والوں کو اللہ رب العزت یوں بدلہ دیا کرتے ہیں۔ آپ سوچئے کہ جو آقا اپنے کمزور بندوں کو حکم ارشاد فرماتا ہے کہ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ تو اگر کوئی اس کیلئے قربانیاں دے تو کیا اللہ رب العزت قدردانی نہیں فرمائیں گے؟ ضرور فرمائیں گے۔ سبحان اللہ

سیدہ زنیرہؓ اور محبت الٰہی :

سیدہ زنیرہؓ ایک صحابیہؓ ہیں جو کہ ابو جہل کی خادمہ تھیں۔ آپؓ نے کلمہ پڑھ لیا۔ ابو جہل کو بھی پتہ چل گیا۔ اس نے آکر پوچھا، کیا کلمہ پڑھ لیا ہے؟ فرمایا، ہاں۔ آپؓ بڑی عمر کی تھیں، مشقتیں نہیں اٹھا سکتی تھیں مگر ابو جہل نے اپنے دوستوں کو ایک دن بلایا اور انکے سامنے بلا کر اس نے انہیں مارنا شروع کر دیا۔ لیکن برداشت کرتی رہیں۔ کیونکہ وہ تو اللہ کے نام پر اس سے بڑی تکالیف بھی برداشت کرنے کے لئے تیار تھیں۔ جب اس نے دیکھا کہ اتنا مارنے کے باوجود اس کی زبان سے کچھ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

نکلا تو اس نے آپؓ کے سر میں کوئی چیز ماری جس سے آپؓ کی بینائی زائل ہو گئی اور آپؓ نابینا ہو گئیں۔

اب انہوں نے مذاق کرنا شروع کر دیا۔ کہنے لگے، دیکھا تو ہمارے بتوں کی پوجا چھوڑ چکی تھی لہذا ہمارے معبودوں نے تمہیں اندھا کر دیا۔ مار برداشت کر چکی تھیں، مشقتیں اٹھا چکی تھیں، یہ سب سزائیں برداشت کرنا آسان تھیں مگر جب انہوں نے یہ بات کہی تو آپؓ برداشت نہ کر سکیں۔ چنانچہ فوراً تڑپ اٹھیں۔ اسی وقت کمرے میں جا کر سجدہ میں گر گئیں۔ اور اپنے محبوب حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کرنے لگ گئیں۔ عرض کیا، اے اللہ! انہوں نے مجھے سزائیں دیں تو میں نے برداشت کیں، وہ میری ہڈیاں بھی توڑ دیتے، وہ میرے جسم کو چھلنی کر دیتے تو میں یہ سب کچھ برداشت کر لیتی مگر تیری شان میں گستاخی کی کوئی بات برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں نے تمہاری بینائی چھین لی۔ اے اللہ! جب میں کچھ نہیں تھی تو تو نے مجھے بنا دیا، بینائی بھی عطا کر دی۔ اب تو نے ہی بینائی واپس لی ہے۔ اے اللہ! تو مجھے دوبارہ بینائی عطا فرما دے تاکہ ان پر تیری عظمت کھل جائے۔ ابھی دعا والے ہاتھ چہرے پر نہیں پھیرے تھے کہ اللہ رب العزت نے آپ کی بینائی لوٹا دی۔ سبحان اللہ، اس وقت مرد تو مرد تھے عورتیں میں بھی یوں محبت الٰہی کا جذبہ بھرا ہوا تھا۔

حضرت آسیہؓ کے عشق و محبت کی داستان:

اب آپ کو ایک ملکہ کا واقعہ بتاتا ہوں کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس قدر محبت تھی۔ اس کا نام حضرت آسیہؓ تھا۔ وقت کے بادشاہ فرعون کی بیوی تھی۔ اللہ رب العزت نے ان کو حسن و جمال کا پیکر بنا دیا تھا، پری چہرہ بنا دیا تھا، نازک اندام بنا دیا تھا۔ اس لئے فرعون ان سے عشق کرتا تھا اور ان کے نخرے اٹھاتا تھا۔ ہر قسم کی

www.besturdubooks.wordpress.com

سہولت اور آسائش موجود تھی۔ جو چاہتی کپڑے پہنتی، جیسے چاہتی گھر کو سجاتی، جیسے چاہتی آسائش کا کھانا کھاتی۔ بیسیوں نوکرانیاں ان کی خدمت کیلئے ہر وقت موجود رہتی تھیں، جب وہ آنکھ اٹھا کر دیکھتی تو نوکرانیاں بھاگ پڑتیں۔ کوئی کام نہیں کرتی تھیں، سارا دن شاہی محل میں حکم چلاتی رہتی تھیں۔ غرض ہر لحاظ سے آسودگی کی زندگی گزار رہی تھیں۔

اتنے میں پتہ چلا کہ اللہ نے ایک نیک بندے کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ انہوں نے بندوں کو ایک اللہ کی طرف بلایا۔ ان کی یہ توحید والی بات ان کے کانوں تک بھی پہنچی اور دل میں اترتی چلی گئی۔ ان کے دل نے گواہی دی کہ باتیں تو حضرت موسیٰؑ سچی کرتے ہیں مگر میرا خاوند فرعون تو خود خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ کئی دن اسی سوچ بچار میں گزر گئے کہ اب میں کیا کروں۔ دل نے گواہی دی کہ پروردگار تو اللہ ہے۔ پروردگار تو وہی ہے جو زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی، جبکہ میرا خاوند تو میری منت سماجت میں لگا رہتا ہے اور میری خوشنودی چاہتا ہے، بھلا یہ کیسے خدا ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ عورت تھیں اس لئے دوسری طرف خوف بھی آتا تھا کہ اگر میں نے کوئی بات کی تو میری یہ سب سہولتیں چھن جائیں گی اور مجھ پر مصیبتیں پڑ جائیں گی۔ لیکن دل نے گواہی دی، آسیہ! یہ دنیا کی آسائشیں تھوڑی ہیں، یہ سب عارضی باتیں ہیں، آخرت کی آسائشیں اصل چیز ہے۔ حضرت موسیٰؑ جو پیغام لے کر آئے ہیں وہی باتیں سچی ہیں۔ چنانچہ چوری چھپے اللہ رب العزت پر ایمان لے آئیں اور حضرت موسیٰؑ کو بھی اپنے ایمان کے بارے میں بتلا دیا۔

اب دل میں اللہ کی محبت آگئی سوچ کا انداز بدل گیا۔ اب رہتی تو فرعون کے پاس تھیں مگر دل فرعون سے دور ہو گیا۔ فرعون سے نفرت ہونے لگ گئی۔ محل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

رہتی تھیں مگر دل میں ایمان رچ بس چکا تھا۔ فرعون کو شروع میں تو پتہ نہ چلا۔ بالآخر ایک ایسا وقت آیا کہ فرعون کو ان کی باتوں کے انداز سے پتہ چل گیا۔ کیونکہ جب فرعون حضرت موسیٰؑ کی باتیں کرتا تھا تو یہ بڑے غور سے سنتی تھیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی باتیں کرتا تھا اس وقت ان کے تاثرات بدل جاتے تھے۔

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی جب تیرا کسی نے نام لیا

جب فرعون ان کے سامنے اللہ کا نام لیتا تھا تو وہ پھڑک اٹھتیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا سمندر دل میں ٹھاٹھیں مارنے لگتا۔ چنانچہ فرعون پر بات کھل گئی کہ میری بیوی تو حضرت موسیٰؑ پر ایمان لا چکی ہے۔ اس نے بڑا سمجھایا کہ تو ایسا نہ کر، میں تجھ سے پیار کرتا ہوں اور تجھے ہر قسم کی سہولت حاصل ہے۔ کہنے لگی کہ نہیں حقیقت تو وہی جو میرے دل میں اتر چکی ہے۔ میں اس کو بالکل نہیں چھوڑ سکتی۔ چنانچہ باتیں ہوتی رہیں اور وقت گزرتا گیا۔

ایک دن جب فرعون بڑی محبت کا اظہار کر رہا تھا تو انہوں نے اپنے خاوند کو سمجھایا کہ جب آپ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں تو میری بات مان لیں کہ آپ بھی حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آئیں۔ فرعون کا دل اس وقت موم ہو گیا۔ کہنے لگا، میں جاتا ہوں ان کے پاس اور ایمان لے آتا ہوں۔ چنانچہ وعدہ کر کے چل پڑا۔ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اسے ہامان مل گیا۔ وہ اس کا وزیر تھا، بڑا مشیر تھا۔ فرعون نے کہا کہ میں نے دل میں ارادہ کر لیا ہے کہ میں موسیٰؑ کے پروردگار پر ایمان لے آؤں۔ ہامان یہ سن کر کہنے لگا، توبہ توبہ، غلام کا خادم بننے سے تو زیادہ بہتر ہے کہ آدمی آگے جا کر جہنم کے عذاب میں جل مرے۔ فرعون پر اس کی بات اثر کر گئی۔ لہٰذا فرعون وہیں سے واپس لوٹ گیا۔ کہنے لگا، ہاں میں غلام کا غلام نہیں بن سکتا۔ چنانچہ ایمان

www.besturdubooks.wordpress.com

لانے سے انکار کر دیا۔ جب وہ منکر بن گیا تو حضرت آسیہؓ نے اس کو لعن طعن کی کہ تو اپنے وعدے سے پھر گیا۔ جب دونوں میاں بیوی میں باتیں ہوئیں تو فرعون غصہ میں آکر کہنے لگا کہ میں تجھے مزہ چکھا دوں گا۔ وہ کہنے لگیں پھر تو جو کر سکتا ہے کر لے۔ چنانچہ سہولتوں اور آسائشوں پہ لات مار دی اور ساری نعمتوں کو پیچھے پھینک دیا۔ کہنے لگیں، تو مجھے اپنے محل سے تو نکال سکتا ہے مگر میرے دل سے ایمان نہیں نکال سکتا۔

فرعون نے پہلے تو ڈرایا دھمکایا۔ بعد میں پھر اس کیلئے بھی ناک کا مسئلہ بن گیا۔ کہنے لگا، میں تجھے عذاب دوں گا۔ کہنے لگیں، تو جو کر سکتا ہے کر لے میں تیرا عذاب سہنے کیلئے تیار ہوں۔ چنانچہ اس نے لوگوں کو بلوایا۔ وقت کی ملکہ، پری چہرہ اور نازک بدن کو گھسیٹ کر فرش کے اوپر لٹا دیا گیا۔ کہاں گئیں وہ نعمتیں، کہاں گئے وہ محلات، کہاں گئے وہ نرم بستر، کہاں گئیں وہ ہزاروں باندیاں جو ان کے اشارے کے پیچھے بھاگتی پھرتی تھیں۔ آج یہ اکیلی اللہ کی بندی فرش کے اوپر گھسیٹی جا رہی ہے، بال پکڑے ہوئے ہیں، کان سے پکڑ کر گھسیٹی جا رہی ہے۔ جسم زخموں سے چور ہو چکا تھا مگر پھر بھی اپنی بات پر ڈٹی رہیں۔ جب فرعون نے دیکھا کہ چھوٹی موٹی سزا سے یہ نہیں بدلی تو اس نے کہا کہ میں تمہیں زمین پر لٹا کر تمہارے ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھونک دوں گا۔ کہنے لگیں، تو جو کر سکتا ہے کر لے۔ چنانچہ ان کو لٹا دیا گیا اور ان کے ہاتھ کو زمین کے اوپر رکھ کر درمیان میں لوہے کی ایک بڑی میخ ٹھونک دی گئی۔ تکلیف ہو رہی تھی مگر جانتی تھیں کہ یہ تکلیف اللہ کی خاطر ہے۔ پھر دوسرے ہاتھ کو اسی طرح زمین پر رکھ کر میخ ٹھونکی گئی۔ پھر پاؤں میں کو اسی طرح زمین پر رکھ کر میخیں ٹھونکی گئیں۔ فرعون نے کہا، تمہارے جسم کے کپڑے اتار لوں گا اور پھر تمہاری کھال کو اتار دوں گا۔ کہنے لگیں تم جو کر سکتے ہو کر لو مگر میں اپنے ایمان سے باز نہیں آؤں گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ جیتے جاگتے ان کے جسم سے کھال اتارنا شروع کر دی۔ ذرا سوچئے تو سہی آج بکرے کی کھال اتاری جا رہی ہو تو نرم دل کا آدمی اس کو بھی دیکھ کر پریشان ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ تو عورت ذات تھیں۔ زمین پر لیٹی ہوئی تھیں، ہاتھ پاؤں ہلا نہیں سکتی تھیں، سر ایک جگہ پڑا ہوا تھا اور ان کے جسم سے چاقوؤں اور ریزر کے ذریعے ان کی کھال کو جدا کیا جا رہا تھا۔ زخم لگائے جا رہے تھے، تکلیفوں پہ تکلیفیں اٹھا رہی تھیں مگر سمجھتی تھیں کہ یہ سب کچھ میرے پروردگار کی طرف سے ہے۔

اس پریشانی کے عالم میں انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا۔ دنیا کا تو جو ساتھی تھا وہ اب دشمن بن چکا تھا۔ اب تو اصل سہارا باقی رہ گیا تھا۔ اسی ذات کو ندا دی کہ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ اے اللہ! مجھے محل سے نکالا جا رہا ہے لیکن تو مجھے اپنے پاس محل عطا فرمادے۔ اے اللہ! یہاں فرعون نے تو اپنے سے دور کر دیا ہے مگر میں تو تیرا ساتھ چاہتی ہوں، مجھے فرعون کا ساتھ نہیں چاہیے۔ اس لئے جب بات کرنے لگیں تو یہ نہ کہا کہ اے اللہ! مجھے محل عطا کر دے بلکہ جنت سے پہلے بَیْتًا کا لفظ کہا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ محل تو چاہتی تھیں مگر اللہ کے پاس چاہتی تھیں۔ اپنے دلدار کے پاس چاہتی تھیں، اپنے محبوب حقیقی کے پاس چاہتی تھیں۔ اور پھر کہا ہے وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ اور مجھے فرعون سے اور اس کے عملوں سے نجات عطا فرما۔ کتنی ذہین تھیں کہ یہ نہ کہا کہ اے اللہ! مجھے فرعون سے نجات دینا۔ کیونکہ اگر فرعون سے نجات مل بھی جاتی تو کسی اور کے پاس چلی جاتیں اور وہ بھی فرعون کی مانند ہوتا۔ اس لئے دو دعائیں مانگیں۔ سبحان اللہ کیسی کامل دعا مانگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک صحابیؓ کی محبت کا واقعہ :

ایک صحابیؓ بکریاں چرانے والے جب کچھ دنوں بعد مدینہ طیبہ آتے تو آکر پوچھتے کہ حضور اکرم ﷺ نے مزید کیا باتیں بتائی ہیں یا کیا مزید آیات اتری ہیں؟ ایک دفعہ واپس آکر پوچھا تو پتہ چلا کہ ایک آیت اتری ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر کہا کہ میں ہی تمہارا پروردگار ہوں۔ آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم کھا کر بات کہی۔ جب اس صحابیؓ نے سنا تو غصہ میں آگئے اور کہنے لگے، وہ کون ہے جس کو یقین دلانے کی خاطر میرے اللہ تعالیٰ کو قسم کھانا پڑی۔ کیا ہی دل میں محبت تھی! سبحان اللہ۔

دل کس کے لئے ہے؟

لیکن آج کسی دل میں مال کی محبت ہے، کسی دل میں عورت کی محبت ہے، کسی دل میں شہوات کی محبت ہے۔ کیا یہ دل اسی لئے دیا گیا ہے؟ ہرگز نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ہم نے کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں بنائے کہ ایک تو رحمٰن کو دے دے اور دوسرا نفس و شیطان کو دے دے۔ بلکہ دل ایک ہے اور ایک ہی کیلئے ہے۔

محبت الٰہی اللہ کی نظر میں :

بنی اسرائیل میں سے ایک سادہ سا آدمی بیٹھا باتیں کر رہا ہے کہ اے اللہ! میں نے سنا ہے کہ تیری بیوی نہیں، تیرے بچے نہیں، کبھی میرے پاس آتا تو میں تیری خدمت کرتا، میں تیرے کپڑے دھوتا، تجھے کھانا دیتا۔ حضرت موسیٰؑ ادھر سے گزرے۔ فرمانے لگے، اے اللہ کے بندے! یہ تو اللہ کی شان میں گستاخی ہے۔ وہ سادہ آدمی تھا، ڈر گیا، کانپ گیا۔ اللہ رب العزت کو اس کا ڈرنا اور کانپنا اتنا پسند آیا کہ

للہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی فرمادی جس کو کسی شاعر نے یوں کہا:

تو برائے وصل کردن آمدی

نے برائے فصل کردن آمدی

اے نبیؑ میں نے تجھے جوڑنے کیلئے بھیجا تھا توڑنے کیلئے نہیں بھیجا تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اگرچہ ظاہری طور پر باتوں کا مفہوم ٹھیک نہیں تھا مگر محبت تو اللہ رب العزت سے تھی۔

سیدنا ابراہیمؑ کی اللہ تعالیٰ سے شدید محبت:

اللہ رب العزت سے اتنی محبت کی جائے کہ دنیا میں ہی انسان کو بشارتیں مل جائیں۔ جب سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے "خلیل" (دوست) کا لقب دیا تو فرشتوں نے پوچھا، یا اللہ! کیا ان کو آپ سے اتنی محبت ہے کہ آپ نے خلیل کا لقب دے دیا؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا، اگر تمہیں شک ہے تو جا کر امتحان لے لو۔ چنانچہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں سیدنا ابراہیمؑ کے قریب آیا۔ اس وقت آپؑ جنگل میں بکریاں چرا رہے تھے۔ اس فرشتہ نے بلند آواز سے یہ کلمات کہے

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَ الْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَ الْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ o

جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ آواز سنی تو بڑا مزہ آیا۔ اس طرف متوجہ ہوئے، ایک آدمی نظر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ ذرا یہی کلمات دوبارہ سنا دیجئے۔ وہ کہنے لگا، کیا معاوضہ دو گے؟ فرمایا، آدھی بکریاں لے لینا۔ اس نے دوبارہ یہی کلمات کہے۔ اس

مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ لطف آیا۔ چنانچہ پھر مطالبہ کیا کہ ایک مرتبہ پھر سنا دیجئے۔ وہ کہنے لگا، اب کیا دو گے؟ فرمایا باقی بکریاں بھی لے لینا۔ اس نے پھر یہی کلمات کہے۔ اس دفعہ اور زیادہ مزہ اور لطف آیا۔ آپ سے رہا نہ گیا، فرمایا، ایک بار پھر سناؤ۔ وہ کہنے لگا، اب تو آپ کے پاس بکریاں بھی نہیں ہیں مجھے کیا دو گے؟ آپ نے فرمایا کہ تمہیں یہ بکریاں چرانے کیلئے چرواہے کی ضرورت ہو گی لہذا مجھے چرواہے کے طور پر اپنے پاس نوکر رکھ لینا۔ یہ سن کر وہ فرشتہ بولا کہ میں تو ایک فرشتہ ہوں اور امتحان لینے کی غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں آپ امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ آپ کو واقعی اللہ رب العزت سے اتنی محبت ہے کہ " خلیل " کا لقب ضرور ملنا چاہئے تھا۔ اللہ اکبر

محبت کا معیار :

جی ہاں، جن کو اللہ سے محبت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے محبت کیسی ہو؟ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے۔ یہاں فقط یہ نہیں کہا کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے بلکہ محبت کا ایک معیار بیان فرما دیا کہ شدید محبت ہو۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے
محبت کے انداز ہیں سب پرانے
خبردار ہو اس میں جدت نہیں ہے

گویا محبت تقاضا کرتی ہے کہ اس میں شدت ہونی چاہئے۔

سلف صالحین کا محبت الٰہی میں استغراق :

یہ شدید محبت انسان کی عبادات میں رنگ بھر دیتی ہے، یہ شدید محبت اس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

تنہائیوں کی لذت عطا کر دیتی ہے، یہ شدید محبت اس کو چپ کا مزہ دے دیا کرتی ہے۔ ہم چپ کا مزہ کیا جانیں ؟ ہم تو ہر وقت ٹر ٹر کرنے والے ہیں، محفلوں میں ہنسنے کھیلنے والے ہیں۔ ہمیں کیا پتہ کہ رات کی تنہائیوں کا مزہ کیا ہوتا ہے، ہمیں کیا پتہ کہ خالق سے جب انسان تار جوڑ کر بیٹھتا ہے تو اس وقت کی کیفیت کی لذتیں کیا ہوتی ہیں۔ ذرا ان سے پوچھئے جن کی تار جڑ جاتی ہے۔ ان کے دل و دماغ سے غیر کا خیال بھی نکل جاتا ہے۔

ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے کہ دو سال تک ان کا خادم ان کے پاس رہا لیکن حضرت کو اس کا نام ہی یاد نہ ہوا۔ جب وہ سامنے سے گزرتا تو پوچھتے، ارے میاں! تم کون ہو ؟ وہ کہتے۔ حضرت! میں آپ کا فلاں خادم ہوں۔ فرماتے اچھا اچھا۔ پھر کچھ دیر بعد سامنے سے گزرتا تو پھر پوچھتے، ارے میاں تم کون ہو ؟۔ وہ کہتے حضرت میں! آپ کا فلاں خادم ہوں پھر فرماتے، اچھا اچھا۔ سبحان اللہ۔ ایک نام دل میں ایسا اتر چکا تھا کہ دو سال تک اپنے خادم کا نام پوچھتے رہے مگر اس کا نام دل میں نہ سما سکا۔

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث یار کہ تکرار می کنیم

بعض سلف صالحین جب اذان دینے کے لئے مینارہ پر چڑھتے، اللہ اکبر کہتے اور اللہ کی جلالت شان سے مرعوب ہو کر اسی وقت گرتے اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دیتے تھے۔ آج اللہ اکبر کی آواز ہم بھی سنتے ہیں لیکن ہمارے دلوں پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔ کیوں ؟ اس لئے کہ محبت کا وہ جذبہ بیدار نہیں ہے، وہ آگ اندر ابھی لگی نہیں ہے۔ کاش! وہ آگ لگ جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مستجاب الدعوات لوگوں کی پہچان :

اللہ کا نام دل میں کب اتر تا ہے ؟ جب سچ اندر اتر جائے ' جب انسان کو سچی اور سچی زندگی نصیب ہو جائے۔ پھر زبان سے الفاظ نکلتے ہیں اور اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہو جاتے ہیں۔ ایک بات لوہے پر لکیر کی مانند ہے کہ جس انسان کا پیٹ حرام سے خالی ہو گا اور اس کا دل غیر سے خالی ہو گا تو اس آدمی کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو اللہ رب العزت کبھی خالی نہیں لوٹائیں گے۔ یہ مستجاب الدعوات لوگوں کی پہچان ہے۔

اطاعت کا سرچشمہ :

جب محبت ہوتی ہے تو اطاعت کرنا آسان ہو جاتی ہے۔ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ محبّ جس سے محبت کرتا ہو وہ اس کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے۔ اگر انسان اللہ رب العزت سے محبت کرے گا تو اس کیلئے تہجد کیلئے اٹھنا بڑا آسان ہو جاتا ہے۔ دیکھیں، چونکہ دل میں مال کی محبت ہوتی ہے اس لئے اگر تہجد کے وقت کوئی ڈاکیا آئے اور وہ یہ کہے کہ میں منی آرڈر لے کر آیا ہوں اور ابھی دینا ہے اور واپس بھی جانا ہے۔ اس وقت جتنی بھی نیند آئی ہوئی ہو گی تو وہ بندہ اٹھ بیٹھے گا اور منی آرڈر وصول کرلے گا۔ اگر انسان اس مال کو حاصل کرنے کیلئے اپنی نیند قربان کر سکتا ہے تو اپنے پروردگار کو راضی کرنے کیلئے اس وقت کیوں نہیں اٹھ سکتا۔ جب محبت دل میں ہو گی تو راتوں کو اٹھنے کیلئے اسباب اختیار نہیں کرنا پڑیں گے، خود بخود آنکھ کھل جایا کرے گی، پھر اس وقت انسان دعاؤں کے قافلہ میں شرکت کیلئے تڑپا کرے گا۔ پھر یہ کیفیت ہو گی کہ

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کے پہلوان کی خوابگاہوں سے الگ رہتے ہیں، اور اپنے رب کو ڈر اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور ہم نے جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

خانقاہ فضلیہ میں عاشقوں کا مجمع :

ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ خانقاہ فضلیہ مسکین پور شریف میں رات کو سب سالکین ایک جگہ پر سو جایا کرتے تھے۔ جب سو جاتے اور کچھ دیر گزرتی تو ان میں سے کسی ایک پر جذب طاری ہو جاتا اور وہ اونچی آواز سے اللہ اللہ کہنا شروع کر دیتا۔ اس کی آواز سن کر سب کی آنکھ کھل جاتی۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کی طبیعت ذرا حال ہوتی تو سو جاتے۔ ابھی سوتے ہی تھے کہ کسی اور کو جذب ہو جاتا اور وہ اللہ اللہ کہنا شروع کر دیتا، ساری رات یونہی سوتے جاگتے گزر جاتی۔ یہ عاشقوں کا مجمع تھا۔

محبت کے غلبہ میں دو بوڑھوں کی لڑائی :

مقامات زواریہ میں ایک عجیب بات لکھی ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ خانقاہ فضلیہ میں دو بوڑھے آدمی آپس میں الجھنا شروع ہو گئے۔ دیکھنے والے بڑے حیران ہوئے کہ یہ دونوں ظاہر میں بڑے نیک اور متقی نظر آتے ہیں، اتباع سنت بھی انکے جسم پر بالکل ظاہر ہے مگر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ ایک اس کو تھپڑ لگاتا ہے اور دوسرا اس کو لگاتا ہے۔ وہ اسے کھینچتا ہے اور وہ اسے کھینچتا ہے اور کچھ باتیں بھی کر رہے ہیں۔ ایک صاحب قریب ہوئے کہ آخر بات کیا ہے۔ جب قریب ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دونوں محبت الٰہی میں اتنا مستغرق تھے کہ آپس میں بیٹھے ہوئے ان میں سے ایک نے کہہ دیا، ''اللہ میڈا اے'' یعنی اللہ میرا ہے جب دوسرے نے سنا تو وہ الجھنے لگا کہ نہیں 'اللہ میڈا اے'' وہ اسے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ میڈا اے اور وہ اسے مارتا ہے اور کہتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ اللہ میڈا اے۔ محبت کا کتنا غلبہ تھا کہ دونوں اس بات پر الجھ رہے تھے۔ اللہ اکبر

حضرت شبلیؒ پر محبت الٰہی کا رنگ :

حضرت شبلیؒ کے بارے میں سنا ہے کہ جب آپ کے سامنے کوئی اللہ کا نام لیتا تھا آپ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے، شیرینی نکالتے اور اس بندے کے منہ میں ڈالتے اور فرماتے کہ جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے میں اس منہ کو شیرینی سے کیوں نہ بھر دوں۔

محبوب سے ملاقات کا لطف :

محبت کا فرق بس اتنا ہی ہے کہ ایک مزدور کو لے آیئے اور اس سے کہیے کہ پتھر کو توڑو، مزدوری دیں گے۔ وہ پتھر پر ضرب تو لگائے گا مگر اس ضرب میں جذب اور کیفیات شامل نہیں ہوں گی۔ کیونکہ اس نے مزدوری لینی ہے۔ وہ ضرب تو لگا رہا ہوگا مگر بے دلی کے ساتھ بوجھ سمجھ کر۔ ایک ضرب فرہاد نے بھی لگائی تھی۔ اس کے محبوب نے کہا کہ اس میں سے دودھ کی نہر نکالئے۔ وہ بھی تیشے کی ضرب لگاتا تھا۔ کسی شاعر نے اس کی اس کیفیت کو یوں بیان کیا :

ہر ضرب تیشہ ساغر کیف وصال دوست
فرہاد میں جو بات ہے مزدور میں نہیں

وہ تیشے کو جو ضرب لگاتا تھا اسے ہر ضرب پر دوست کے وصل کا کیف نصیب ہوتا تھا۔ اب ہم نمازیں پڑھتے ہیں مزدور والی اور جب دل میں محبت پیدا ہوگی تو پھر فرہاد والی نمازیں پڑھیں گے۔

مجنون کی ایک نمازی کو سرزنش :

ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ مجنون لیلیٰ کی محبت میں غرق تھا۔ وہ اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

مدہوشی میں اس نمازی کے سامنے سے گزر گیا۔ اس نمازی نے نماز مکمل کرنے کے بعد مجنوں کو پکڑ لیا۔ کہنے لگا، تو نے تو میری نماز خراب کر دی کہ میرے سامنے سے گزر گیا۔ تجھے نظر نہیں آتا تھا۔ اس نے کہا، خدا کے بندے! میں مخلوق کی محبت میں گرفتار ہوں مگر وہ محبت اتنی غالب آئی کہ مجھے یہ پتہ نہ چلا کہ میں کس کے سامنے سے گزر رہا ہوں اور تو کیسا خالق کی محبت میں گرفتار ہے کہ نمازیں پڑھ رہا تھا اور تجھے اپنے سامنے سے جانے والوں کا پتہ چل رہا تھا۔

محبت والوں کی نمازیں :

اس کے برعکس سلف صالحین اپنی نمازوں پر محنت کرتے تھے اسی لئے جب بھی زمین پر ان کا سر پڑتا تھا تو اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فیصلے فرما دیتے تھے۔ کچھ ایسے لوگ بھی تھے کہ جب اذان کہتے تھے تو پہاڑ بھی پارے کی طرح کانپتے تھے۔ شاعر نے کہا :

سنی نہ مصر و فلسطین میں اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ سیماب

سبحان اللہ کتنے خلوص سے سجدے کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ وہی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے جو انسان خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحَضُوْرِ الْقَلْبِ کہ حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ شاعر نے آگے آج کے نمازیوں کی حالت بھی بیان کر دی، فرمایا :

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

محبوب سے وصل کے بہانے:

میرے دوستو! جن کے دل میں محبت الٰہی ہوتی ہے وہ محبوب سے وصل کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والے پانچ نمازیں پڑھتے تو ہیں مگر سیری نہیں ہوتی، دل نہیں بھرتا، پھر جی چاہتا ہے کہ محبوب سے ہمکلامی کریں، محبوب کا دیدار کریں۔ کبھی اشراق کے نوافل کو بہانہ بناتے ہیں، کبھی چاشت کے نوافل کو بہانہ بناتے ہیں، کبھی اوابین کے نوافل کو بہانہ بناتے ہیں، کبھی تہجد کے نوافل کو بہانہ بناتے ہیں، کبھی وضو کر کے فوراً دو رکعت کی نیت باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کبھی مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد کی نیت سے دو رکعت نفل کی نیت کر لیتے ہیں۔ یہ سب بہانے ہیں، حقیقت میں تو پروردگار سے ہمکلامی چاہتے ہیں۔

ہم اپنے بعض سالکین دوستوں کو دیکھتے ہیں کہ فرض اور سنت پڑھتے ہیں اور نفلوں کو نفل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ نہیں، میرے دوستو! اتنی بھی بڑی بات ہے کہ قیامت کے دن اگر فرضوں میں کمی ہوئی تو اسکے بدلے نوافل کو شامل کر کے قبول کر لیا جائے گا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر بات یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ کس زمین پر کس وقت کے کئے ہوئے سجدے پر پروردگار کی خاص نظر ہو اور وہ سجدہ قبول کر لیا جائے۔ لہذا نوافل جس وقت کے بھی شریعت کے مطابق ہوں ان کو ضرور ادا کر لیا جائے۔

مشاہدۂ حق کا راز:

فرض نمازوں کا پڑھنا تو پھر اس سے بہت شان والی بات ہے۔ اس کو تو اہتمام سے پڑھنا چاہئے کیونکہ اس وقت تو محبوب کی طرف سے پیغام آتا ہے۔ حَيَّ عَلَى

www.besturdubooks.wordpress.com

الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ آجاؤ نماز کی طرف، آجاؤ فلاح کی طرف۔ کیا مطلب ؟اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے دنیا میں ڈھونڈتے پھرتے ہو، آؤ! نماز پڑھ لو تمہیں میرا مشاہدہ نصیب ہو جائے گا اور پھر اس کے صدقے تمہیں دنیا میں فلاح نصیب ہو جائے گی۔

سچے صوفی کی پہچان :

میرے دوستو! محبت الٰہی کا جذبہ جن حضرات کے دلوں میں ہوتا ہے تو پھر ان کے دل میں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ کی محبت ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت کی محبت ان تمام محبتوں پر غالب ہوتی ہے اور یہی کامل مومن کی پہچان ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے فرمایا :

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَاءُ کُمْ وَاَبْنَاءُ کُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو، تم کو اللہ اور اس کے راستے میں جہاد سے زیادہ پسند ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔

یہی وجہ ہے کہ محبت کرنے والوں کو اعمال کرنے آسان ہوتے ہیں۔ وہ نمازوں کیلئے وقت سے پہلے تیار ہوتے ہیں۔ ظہر کی نماز پڑھتے ہیں تو انہیں عصر کا انتظار ہوتا ہے، عصر کی نماز پڑھتے ہیں تو پھر انہیں مغرب کا انتظار ہوتا ہے اور جب رات کو

www.besturdubooks.wordpress.com

سوتے ہیں تو وہ اس نیت سے سوتے ہیں کہ تہجد کیلئے اٹھیں گے۔

اسی لئے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ تصوف اضطراب کا دوسرا نام ہے۔ اضطراب نہ رہا تصوف ختم ہو گیا۔ صوفی ہے ہی وہی جو اللہ کی محبت میں مضطرب رہے۔ شوق میں، اشتیاق میں، اس کی بندگی کرنے میں، اعمال کرنے میں ہر وقت بے تاب رہے۔ بلکہ ایک جگہ فرمایا کہ صوفی وہ ہے جس کی کیفیت ایسی ہو جیسی کہ قرآن مجید میں بتائی گئی۔ فرمایا، حَتّٰی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ حتی کہ زمین اپنی پوری فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔ وَضَاقَتْ عَلَیْھِمْ اَنْفُسُھُمْ اور ان کی اپنی جانیں تنگ ہو گئیں۔ پھر فرمایا، وَظَنُّوْا اور ان کا یہ گمان ہو گیا اَنْ لَا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ کہ اللہ کے سوا اب ان کا کوئی ملجا اور ماویٰ نہیں ہے۔ فرمایا کہ جس بندے میں یہ کیفیت موجود ہے وہ تصوف میں داخل ہے اور جس میں یہ کیفیت نہیں اسے تصوف میں ابھی داخلہ نصیب نہیں ہوا۔

محبت الٰہی میں سرمست نوجوان کے اشعار:

جن میں یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے وہ اللہ رب العزت سے راز و نیاز کی عجیب باتیں کرتے ہیں۔ حضرت علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ ایک آدمی عجیب عجیب اشعار پڑھتا ہوا جا رہا تھا۔

وَاللّٰہِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ
اِلَّا وَ اَنْتَ فِیْ قَلْبِیْ وَ وَسْوَاسِیْ
وَلَا جَلَسْتُ اِلٰی قَوْمٍ اُحَدِّثُھُمْ
اِلَّا وَ اَنْتَ فِیْ حَدِیْثِیْ بَیْنَ جُلَّاسِیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلَا ذَکَرْتُكَ مَحْزُوْنًا وَلَا طَرِبًا
اِلَّا وَ حُبُّكَ مَقْرُوْنٌ بِاَنْفَاسِیْ
وَلَا هَمَمْتُ بِشُرْبِ الْمَاءِ مِنْ عَطَشٍ
اِلَّا رَاَیْتُ خَیَالًا مِنْكَ فِیْ الْكَاسِ
وَلَوْ قَدَرْتُ عَلَی الْاِتْیَانِ زُرْتُكُمْ
سَحْبًا عَلَی الْوَجْهِ اَوْ مَشْیًا عَلٰی رَاْسٍ

ان کا ترجمہ یہ ہے گا کہ اللہ کی قسم! کبھی سورج طلوع نہیں ہوا اور کبھی غروب نہیں ہوا مگر یہ کہ تو میرے دل میں اور میرے خیال میں ہوتا ہے۔ اور میں کبھی کسی مجلس میں نہیں بیٹھا مگر یہ کہ اس مجلس میں تیرا ہی تو ذکر ہو رہا ہوتا ہے۔ اور میں نے کبھی تیرا ذکر نہیں کیا خوشی اور غم کی حالت میں مگر یہ کہ تیری محبت میرے سانسوں میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اور میں نے کبھی پانی نہیں پیا مگر اس حال میں کہ پانی کے پیالے میں بھی تیرا ہی تصور کر رہا ہوتا ہوں۔ اور اے محبوب! اگر مجھے اجازت ہوتی تیری زیارت کو آؤں تو میں اپنے رخسار اور سر کے بل چلتا ہوا تیری ملاقات کو پہنچ جاتا۔

عشق الٰہی کا عجیب اظہار:

کہتے ہیں کہ مجنوں نے ہر چیز کا نام لیلیٰ رکھ دیا تھا اور زلیخا نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ دیا تھا۔ اسی طرح جن کے دلوں میں محبت الٰہی کا جذبہ ہوتا وہ بھی ہر بات کے سامنے اللہ رب العزت کا نام لیتے ہیں۔

خواجہ غلام فریدؒ کے اشعار محبت:

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کوٹ مٹھن والے محبت الٰہی میں پنجابی میں کچھ اشعار کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ فرماتے ہیں:

میڈا عشق وی توں میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں ایمان وی توں
میڈا جسم وی توں میڈی روح وی توں
میڈا قلب وی توں جند جان وی توں
میڈا کعبہ قبلہ مسجد منبر
مصحف تے قرآن وی توں
میڈے فرض فریضے حج زکوتاں
میڈی صوم صلوٰۃ اذان وی توں
میڈا زہد عبادت طاعت تقوی
علم وی توں عرفان وی توں
میڈا ذکر وی توں میڈا فکر وی توں
میڈا ذوق وی توں وجدان وی توں
میڈی آس امید تے کھٹیا وٹیا
میڈا تکیہ مان تران وی توں
میڈا دھرم وی توں میڈا بھرم وی توں
میڈا شرم وی توں میڈی شان وی توں
میڈی خوشیاں دا اسباب وی توں
میڈے سولاں دا سامان وی توں

www.besturdubooks.wordpress.com

میڈی مہندی کجل مساگ وی توں
میڈی سرخی بیڑا پان وی توں
میڈا حسن تے بھاگ سہاگ وی توں
میڈا بخت تے نام نشان وی توں
جے یار فرید قبول کرے
سرکار وی توں سلطان وی توں
میڈا عشق وی توں میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں ایمان وی توں

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

الف ہکو ہم بس وے میاں جی
بے تے دی میکوں لوڑ نہ کائی
الف کیتم بے وس وے میاں جی
دل وچ چاہت ہو نہ کائی
الف لیم دل کھس وے میاں جی
ایں شاہت ساہت وے میاں جی
جیہڑیاں مردیاں یار دی رہساں
وسری ہور ہوس وے میاں جی
رانجھن میڈا تے میں رنجھن دی
روز ازل دی حق وے میاں جی
عشقوں مول فرید نہ پھرسوں
روز نویں ہم چس وے میاں جی

www.besturdubooks.wordpress.com

سبحان اللہ! یہ بات کون کر سکتا ہے؟ جس کا دل محبت الٰہی سے بھرا ہوا ہو۔ یہ بے اختیاری کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ عقل کی باتیں نہیں بلکہ عشق کی باتیں ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے دل کو کھول کر کاغذ پر رکھ دیا تھا۔

محبت الٰہی پر لاکھ روپے کا شعر :

حضرت مجذوبؒ حضرت اقدس تھانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ انہوں نے ایک شعر لکھا اور اپنے پیر و مرشد کو سنایا۔ حضرت تھانویؒ نے شعر سن کر فرمایا کہ اگر میں صاحب استطاعت ہوتا تو ایک لاکھ روپے انعام دے دیتا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب سکول جانے کیلئے ایک پیسہ بھی نہیں ملتا تھا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب انجینئر کی تنخواہ پندرہ ہزار روپے ہوا کرتی تھی۔ وہ شعر کیا تھا؟ بڑا مختصر، بہت سادہ، دل میں اتر جانے والا، عجیب بات کہی مگر حکایت دل بیان کر دی۔ فرمایا:

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

حضرت چلاسیؒ کے اشعار محبت :

حضرت چلاسیؒ نے تو یہاں تک کہہ دیا:

مرا طعنہ دہد واعظ بعشقت
تو ہم یک بار سوئے او نظر کن
ورا مانند ما دیوانہ گرداں
تکبر از دماغ او بدر کن
چلاسی خواب در ہجراں حرام است
شب ہجراں بفریادے سحر کن

کہ اے اللہ! ہم تیرے عشق کے طالب ہیں اور واعظ مجھے تیرے عشق کا طعنہ دیتا ہے۔ تو ذرا اس واعظ کے دل پر بھی نظر ڈال دے۔ اسے بھی میری طرح دیوانہ بنا دے اور اس کے دماغ سے تکبر کو دور کر دے۔ چلا سی! جدائی میں سو جانا حرام ہے لہٰذا جدائی کی یہ رات تو اس کی یاد میں روتے ہوئے گزار دے۔ سبحان اللہ۔

عاشق کا کام:

یاد رکھیں کہ عاشق جس حال میں بھی ہو وہ محبوب کی محبت میں ٹھنڈی آہیں بھرتا ہے اور روتا رہتا ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب بات کہی:

عاشق دا کم رونا دھونا تے بن رون نہیں منظوری
دل رووے چاہے اکھیاں رووَن تے وچ عشق دے رون ضروری
کوئی تے رووے دید دی خاطر تے کوئی روندے وچ حضوری
اعظم عشق نوچ رونا پیندا بھانویں وصل ہوئے بھانویں دوری

کچھ دوست سوچتے ہوں گے یہ بھی دیوانہ اور مجنون آدمی ہے کہ اللہ کی محبت اور عشق کی باتیں کر بیٹھتا ہے۔ ہاں بھئی' ٹھیک ہے آپ نے دنیا کی محبت دیکھی ہوئی۔ کاش! اللہ رب العزت کی محبت کی شیرینی بھی چکھ لیتے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جذبہء دانش و فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ہو اگر

آج محبت الٰہی کا جذبہ کیوں کم ہو گیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس کی خواہشات غالب آ چکی ہیں۔ انسان کی خواہشات یوں سمجھئے جیسے ایک بلب جل رہا ہو اور اس کے اوپر ٹوکری رکھ دیں تو کمرے میں اندھیرا ہو جائے گا۔ غافل مومن کی مثال یہی ہے کہ اس کا بلب تو روشن ہے کیونکہ اس نے کلمہ پڑھ لیا مگر اس کے اوپر غفلت کی ٹوکری

www.besturdubooks.wordpress.com

آگئی۔ اسی لئے اب اس بچارے کے دل میں اندھیرا ہے۔ اگر یہ اس غفلت کی ٹوکری کو دور ہٹادے گا تو یہ دل کا بلب اسی وقت جگمگا اٹھے گا۔

محبت الٰہی پیدا کرنے کے ذرائع :

اللہ رب العزت نے فرمایا: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ ولایت کا یہ ابتدائی درجہ ہے جو کلمہ پڑھنے والے ہر بندے کو نصیب ہوتا ہے مگر اس کو اور بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس کو بڑھانے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک ذکر اللہ اور دوسری صحبت اولیاء اللہ۔

شیخ عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں مَنْ لَا وِرْدَ لَهُ لَا وَارِدَ لَهُ جس کے ورد و وظائف نہیں ہونگے اس کے اوپر واردات وکیفیات نہیں ہونگی۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نقشبندی ہے، کوئی چشتی ہے، کوئی قادری ہے، کوئی سہروردی ہے، اگر دل میں ایک خدا کی یاد ہے تو تم سب کچھ ہو ورنہ تم کچھ بھی نہیں ہو۔

میرے دوستو! یہ محبت الٰہی کا جذبہ دردِ دل کی بات ہے، یہ مشینوں کے پاس بیٹھ کر، دکانوں پر بیٹھ کر، سڑکوں اور بازاروں میں بیٹھ کر بیدار نہیں ہوگا بلکہ اس کیلئے تو اہل دل کے پاس آنا پڑتا ہے۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

کیوں؟ اسلئے کہ

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستیوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا :

میرے دوستو! جب آدمی اولیاء اللہ کی صحبت میں آتا ہے تو پھر اس کی زندگی بدل جاتی ہے۔اسی لئے کسی نے کہا :

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

شعراء میں سے استاد جگر ایک عظیم شاعر تھے۔ان کی ابتدائی زندگی بڑی غافلانہ تھی۔خوب پیتے تھے۔وہ مے نوش نہ تھے بلانوش تھے۔مشاعروں میں کہیں حضرت خواجہ عزیزالحسن مجذوبؒ کے ساتھ ملنا جلنا ہوا۔حضرت اقدس تھانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔اس وقت حضرت مجذوبؒ محکمہ تعلیم میں Collector (کلیکٹر) کے طور پر کام کر رہے تھے۔اتنی اچھی دنیاوی تعلیم مگر چونکہ دل کی گھنڈی کھل چکی تھی لہٰذا درویشی غالب تھی۔ایسے ایسے اشعار کہے جیسے موتیوں کو انہوں نے مالا میں پرو دیا ہو۔

استاد جگر ان کی فقیرانہ زندگی سے بڑے متاثر ہوئے۔ایک دفعہ جگر صاحب کہنے لگے جناب! آپ سے مسٹری "ٹر" کیسے " مس" (Miss) ہوئی۔انہوں نے کہا، تھانہ بھون جاکر۔کہنے لگا، کبھی میں بھی جاؤں گا۔حضرت نے فرمایا، بہت اچھا۔اب حضرت خواجہ عزیزالحسن مجذوبؒ نے محنت کرنا شروع کر دی۔صادقین کی صحبت کے بارے میں تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔ایک دفعہ انہوں نے پوچھا، سنایئے حضرت! کیا حال ہے؟ حضرت خواجہ صاحبؒ نے عجیب اشعار سنا دیئے۔فرمایا :

پنشن ہوگئی ہے کیا بات ہے اپنی
اب دن بھی ہے اپنا اور رات بھی اپنی

اب اور ہی کچھ ہے میرے دن رات کا عالم
ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم

جب انہوں نے یہ اشعار سنے تو دل میں سوچنے لگے کہ ان کے دل میں محبت الٰہی اتنی بھری ہوئی ہے تو ان کے شیخ کے دل کا کیا عالم ہوگا۔ چنانچہ کہنے لگے' تھانہ بھون تو جاؤں گا لیکن میری ایک شرط ہے۔ فرمایا' وہ کونسی؟ کہنے لگے کہ وہاں جا کر بھی پیؤں گا' یہ میری عادت ہے اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ حضرت مجذوبؒ نے فرمایا' میں حضرت سے پوچھوں گا۔ پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ حضرت! ایک بندہ بڑے کام کا ہے آنا بھی چاہتا ہے مگر شرط لگاتا ہے کہ یہاں آکر بھی پیؤں گا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ بھئی! خانقاہ عوامی جگہ ہے یہاں پر تو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ شراب نوشی معصیت (گناہ) ہے۔ البتہ میں اسے اپنے گھر میں مہمان کی حیثیت سے ٹھہرالوں گا۔ کیونکہ مہمان کو اپنی ہر عادت پوری کرنے کی اجازت ہے، کافر کو بھی مہمان بنا سکتے ہیں۔

چنانچہ جگر صاحب تیار ہو کر وہاں پہنچ گئے۔ وہاں جا کر پینا تو کیا، حضرتؒ کے چہرے کو دیکھتے ہی بات دل میں اتر گئی۔ کہنے لگے، حضرت! تین دعائیں کروانے آیا ہوں۔ حضرتؒ نے پوچھا، وہ کونسی؟ کہنے لگا، پہلی دعا یہ کیجئے کہ میں پینا چھوڑ دوں۔ حضرتؒ نے دعا فرمادی۔ دوسری دعا یہ کیجئے کہ میں داڑھی رکھ لوں۔ حضرتؒ نے یہ بھی دعا فرمادی۔ اور تیسری دعا یہ کیجئے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ حضرتؒ نے یہ دعا بھی فرمادی۔ سبحان اللہ، صحبت اور شیخ کی توجہ رنگ لا رہی ہے۔ چنانچہ اسی محبت و عقیدت کے ساتھ حضرتؒ سے بیعت کا تعلق قائم کر لیا۔ جب واپس ہوئے تو زندگی بدلنا شروع ہو گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے تھے کہ دل میں خیال آیا کہ نہ پیوں گا تو کیا ہوگا؟ اگر میں اللہ کو ناراض کر بیٹھا اور نفس کو خوش کر لیا تو کیا فائدہ ہوگا۔ چنانچہ ایسے ہی بیٹھے بیٹھے پینے سے توبہ کرلی۔ چونکہ بہت عرصہ سے پی رہے تھے اس لئے بیمار ہو گئے۔ ہسپتال گئے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ یکدم چھوڑنا تو ٹھیک نہیں، تھوڑی سی پی لیں ورنہ موت آجائے گی۔ پوچھنے لگے' تھوڑی سی پی لوں تو زندگی کتنی لمبی ہو جائے گی؟ انہوں نے کہا' دس پندرہ سال۔ کہنے لگے' دس پندرہ سال کے بعد بھی تو مرنا ہے۔ بہتر ہے کہ ابھی مر جاؤں تاکہ مجھے توبہ کا ثواب تو مل جائے۔ چنانچہ پینے سے انکار کر دیا۔

اسی دوران ایک مرتبہ عبدالرب نشتر سے ملنے گئے۔ ماشاء اللہ وہ اس وقت وزیر تھے۔ ان کا تو بڑا پروٹوکول تھا۔ یہ جب ان سے ملنے گئے تو جسم پر پھٹے پرانے کپڑے تھے اور بال بھی ایسے ہی' شکل وصورت بھی بالکل سادہ تھی۔ جب وہاں گئے تو چوکیدار نے سمجھا کہ کوئی مانگنے والا فریاد لے کر آیا ہوگا۔ چنانچہ اس نے کہا' جاؤ میاں! وہ مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا' اچھا۔ اپنے پاس سے کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالا اور اس پر ایک مصرعہ لکھ کر عبدالرب نشتر کو بھیجا کیونکہ وہ بھی صاحب ذوق تھے۔ عجیب مصرعہ لکھا:

نشتر کو ملنے آیا ہوں میرا جگر تو دیکھ

کنایہ دیکھئے' کیا ہی استادانہ بات کہی! جب کاغذ کا یہ پرزہ وہاں گیا تو عبدالرب نشتر اس پرزہ کو لے کر باہر نکل آئے۔ کہا' جناب! آپ تشریف لائے ہیں، اور اندر لے گئے' بٹھایا اور حال پوچھا، چنانچہ بتایا کہ زندگی کا رخ بدل لیا ہے۔

تھوڑے عرصہ بعد چہرے پر سنت سجالی۔ لوگ ان کو دیکھنے کیلئے آتے تو انہوں نے اس حالت پر بھی شعر لکھ دیا۔ اب چونکہ طبیعت سے تکلفات ختم ہو گئے تھے'

www.besturdubooks.wordpress.com

سادگی تھی' اس لئے سیدھی سیدھی بات لکھ دی۔ فرمایا :

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلماں ہوا

شیخ کامل کی صحبت سے جگر پر پھر ایسی واردات ہوتی تھیں کہ عارفانہ اشعار کہنا شروع کر دیئے۔ چنانچہ ایک وہ وقت بھی آیا کہ اللہ رب العزت نے ان کو باطنی بصیرت عطا فرمادی۔ ایک ایسا شعر کہا جو لاکھ روپے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ اس ساری تفصیل کے سنانے کا اصل مقصد بھی یہی شعر سناتا ہے جو اس عاجز کو بھی پسند ہے۔ یہ شعر یاد کرنے کے قابل ہے :

میرا کمال عشق میں اتنا ہے بس جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

فنا فی اللہ کا مقام :

میرے دوستو! یہ کیفیت انسان میں اس وقت آتی ہے جب فنائے قلبی نصیب ہو جائے۔ یہ تصوف کا پہلا قدم ہے۔ جب فنا نصیب ہو جاتی ہے تو انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔ اَلْفَانِیْ لَا یَرَدُّ کہ فانی واپس نہیں آتا۔ یعنی پھر گرتا نہیں ہے۔ اس سے پہلے پہلے گر بھی سکتا ہے۔ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ بعض سالکین کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فانی کیوں نہیں لوٹ سکتا۔ اس کے جواب میں حضرت اقدس تھانویؒ نے ایک آسان سی مثال سمجھائی۔ فرماتے ہیں کہ جیسے کوئی آدمی بالغ ہونے کے بعد پھر نابالغ نہیں ہو سکتا اسی طرح جس نے فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر لیا وہ طریقت کا بالغ ہو گیا' اب اللہ تعالیٰ اسے گرنے سے محفوظ فرمالیں گے۔ تو ذکر کو ایک ایسے نقطہ تک پہنچانا

www.besturdubooks.wordpress.com

ضروری ہے کہ جس پر انسان کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت نصیب ہو جائے۔ وگرنہ میرے دوستو! اس سے پہلے کئی لڑکھڑا جاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ کس وقت ہمارے ساتھ کیا معاملہ بن جائے۔

فنا فی اللہ کی تہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

چار دن کی چاندنی :

عشق انسان کیلئے ایک طبیب کا درجہ رکھتا ہے۔ اس سے مراد عشق الٰہی ہے، دنیا کا حسن نہیں۔ یہ تو چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات۔ دنیا والے تو جب حسینوں کو دیکھتے ہیں تو وہ رجھ جاتے ہیں، ان کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، ایمان کمزور ہو جاتا ہے، متزلزل ہو جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ غازے، یہ ڈسٹمپر اللہ والوں کو پیغمبر کی راہ سے نہیں ہٹا سکتے۔

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہ پیغمبر نہ چھوڑ

اللہ کی قسم! جن کے دلوں میں اللہ کے ساتھ ایک ڈور جڑ جاتی ہے وہ دنیا کے حسینوں کی طرف دیکھنا تو کیا ان کی طرف تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ان کے سامنے زلف فتنہ گر، دم خر (گدھے کی دم) بن جایا کرتی ہے۔

ایک آیت کی تفسیر :

یہ فنایت قلبی پیدا کرنے کے لئے دل پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا یَاۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا! اے ایمان والو! اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

رَسُوْلِهٖ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں اٰمِنُوْا کا مطلب ہے اِتَّقُوْا۔ کہ تم اپنے اندر تقوی پیدا کرو۔ زبان سے الفاظ کے ادا کرنے والو! ان میں حقیقت بھی پیدا کر لو' زندگی اس کے تقاضوں کے مطابق ڈھال لو۔ میرے دوستو! بات کرنا آسان ہے مگر دل میں اس کی حقیقت کا اتارنا بہت مشکل کام ہے۔ انسان کا نفس ایسا مکار ہے کہ اس کا زور جلدی نہیں ٹوٹتا۔ اسی لئے علامہ اقبال نے فرمایا:

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

باہر کی مسجد بنانا آسان اور اس (دل) کو مسجد بنانا مشکل کام۔

بیت اللہ" کے مفہوم میں وسعت:

یہ قلب عبداللہ (انسان کا دل) عرش اللہ ہے۔ اللہ تعالی نے اس کو اپنا گھر کہا ہے اور اللہ کے گھر کو ہی تو مسجد کہتے ہیں۔ بیت اللہ دنیا کی مسجدوں کی ماں ہے۔ باقی سب مسجدیں گویا اس کی بیٹیاں ہیں۔ کیا بیت اللہ میں معاذاللہ اللہ تعالیٰ رہتے ہیں؟ نہیں نہیں' بلکہ وہاں اللہ تعالی کی خاص تجلیات کا ورود ہوتا ہے' وہاں تو تجلیات ذاتیہ وارد ہوتی ہیں۔ جس طرح بیت اللہ پر تجلیات وارد ہوتی ہیں اسی طرح جو بندہ اپنے دل کو بنا لیتا ہے اللہ تعالی کی خاص تجلیات (ذاتیہ) اس بندہ کے دل پر بھی وارد ہوتی ہیں۔ اسی لئے فرمایا لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِی وَلَاسَمَائِی وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ مُؤمِنٍ (نہ میں زمینوں میں سماتا ہوں نہ آسمانوں میں سماتا ہوں بلکہ میں مومن بندہ کے دل میں سماجاتا ہوں)

میرے دوستو! ہم اپنے گھر کی صفائی تو روزانہ کروائیں تاکہ بدبو نہ آئے اور جسے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ اپنا گھر کہیں اس میں گناہ کبیرہ کی نجاست پھیلائیں۔ اس گھر کے اندر اگر ہم گناہوں کی نجاست پھیلائیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اس گھر کی طرف نگاہ رحمت سے کیسے دیکھیں گے۔

مردہ دل کی پہچان:

ایک شخص حضرت حسن بصریؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا' حضرت! پتہ نہیں ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ ہمارے دل تو شاید سو گئے ہیں۔ حضرتؒ نے پوچھا' وہ کیسے؟ کہا' حضرت! آپ وعظ فرماتے ہیں' قرآن و حدیث بیان کرتے ہیں مگر ہمارے دلوں پر اثر نہیں ہوتا' یوں لگتا ہے کہ ہمارے دل سو گئے۔ حضرتؒ نے فرمایا' بھئی! اگر یہ حال ہے تو پھر یہ نہ کہو کہ دل سو گئے بلکہ یوں کہو کہ دل مو گئے۔ دل مر گئے۔ اس نے کہا' حضرت دل مر کیسے گئے؟ فرمایا بھئی! جو سویا ہوا ہو اسے جھنجوڑا جائے تو وہ جاگ اٹھتا ہے اور جو جھنجوڑنے سے بھی نہ جاگے وہ سویا ہوا نہیں وہ تو مویا ہوا ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث جسے سنائی جائے اور وہ اگر پھر بھی نہ جاگے تو وہ سویا ہوا نہیں بلکہ مویا ہوا ہوتا ہے۔

دل کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے:

جی ہاں، انسان کا دل بسا اوقات گناہوں کی ظلمت کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ مگر اسے زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

پرانے مرض کا علاج دل کو زندہ کرنا ہے۔ دل زندہ ہو گیا تو ہمارے ایمان میں

www.besturdubooks.wordpress.com

جان آجائے گی۔بلکہ سچی بات یہ ہے کہ زندگی میں بہار آجائے گی۔

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں کیا ہوا عالم بیاباں ہو گیا

آج ہمارے اعمال بے جان کیوں ہیں؟ اس لئے کہ قلب میں محبت الٰہی کی وہ کیفیت نہیں جو ہونی چاہئے تھی۔اس محبت کے ساتھ جو آدمی عمل کر لیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو وہ اعمال پسند آجاتے ہیں۔اگر دل پر محنت کر کے شیشے کی طرح چمکا دیا جائے تو پھر دیکھئے کہ اللہ رب العزت انسان کو کیسی کامیابیاں عطا فرماتے ہیں۔وہ پروردگار عالم کا مقرب اور چنا ہوا بندہ بن جاتا ہے۔اس کے قدم جدھر لگ جائیں زمین کے وہ ٹکڑے خوش ہو جاتے ہیں۔

بندۂ مومن کی دعا کی شان :

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جب مومن کی دعا کے الفاظ اوپر پہنچتے ہیں تو فرشتے حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بڑی مانوس آواز ہے، یہ آواز تو وہی ہے جو ہم پہلے بھی سنا کرتے تھے، فرشتے اس دعا کے لئے دروازے کھولتے چلے جاتے ہیں۔اس بندہ کی آواز اللہ کے حضور پہنچتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے قبولیت کا شرف عطا فرما دیتے ہیں۔
اللہ اکبر

محبت الٰہی کے اثرات

میرے دوستو! جب محبت الٰہی دل میں راسخ ہو جاتی ہے تو یہ انسان کو اوج ثریا پر پہنچا دیتی ہے، جس آنکھ میں محبت سما گئی وہ نگاہ نگاہ ناز بن گئی، جس زبان میں محبت سما گئی

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ زبان شجر موسوی کا مصداق بن گئی، جس دل میں محبت الٰہی سما گئی وہ قلب عرش اللہ کا مصداق بن گیا، جس شخصیت میں محبت الٰہی سما گئی وہ شخصیت برکات الٰہی کا سرچشمہ بن گئی۔ غرض یہ محبت الٰہی انسان کو اتنا اونچا اٹھاتی ہے کہ یہ خاک کی مٹھی فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

جب انسان حقیقی معنوں میں انسان بن جائے تو پھر اس کی ذات میں، کلام میں، نگاہ میں اور ہاتھوں میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے اعمال میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں تو اس کا مزہ اور ہوتا ہے، مہمان نوازی کا مزہ اور ہوتا ہے، راتوں کو اٹھنے کا مزہ اور۔ ان کی پوری زندگی راتوں کو جاگنے میں گزر جاتی ہے۔

مجھ کو نہ اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے خیال میں
تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

ان باتوں کی وضاحت دو مثالوں سے سمجھیے۔

حضرت عیسیٰؑ کی مثال :

حضرت عیسیٰؑ کسی مردے کو قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فرماتے تو اللہ تعالیٰ تھوڑی دیر کے لئے اس مردے کو زندہ فرما دیتے تھے۔ آج ہم سب مل کر کسی مردے کو قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ کہیں تو کیا وہ کھڑا ہو جائے گا؟ نہیں کھڑا ہو گا۔ حالانکہ الفاظ وہی ہیں مگر کہنے والی

www.besturdubooks.wordpress.com

زبان میں فرق ہے۔ان کی زبان ایسی مبارک تھی کہ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کے الفاظ نکلتے تھے اور مردے کھڑے ہو جاتے تھے۔

آئی جی پولیس کی مثال :

ایک عام آدمی سڑک پر جا رہا ہو اور وہ کسی پولیس والے کو دیکھے کہ وہ ٹھیک کام نہیں کر رہا۔اس پر وہ پولیس والے سے کہے کہ میں نے تمہیں نوکری سے معطل کر دیا ہے تو کیا وہ پولیس والا معطل ہو جائے گا؟ نہیں ہوگا۔بلکہ وہ اس کی گردن ناپے گا کہ تو کون ہوتا ہے ایسی بات کرنے والا۔اس کے بعد اگر اسی سڑک سے آئی جی پولیس گزرے اور اسی پولیس والے کو بلا کر کہے کہ تیرا بیلٹ نمبر کیا ہے؟ جاؤ میں نے تمہیں معطل کر دیا۔اب وہ معطل ہو جائے گا یا نہیں؟ ضرور معطل ہو جائے گا، حالانکہ الفاظ وہی ہیں۔ایک عام آدمی نے کہا تو الٹا اس کی جان کا مخالف بنا اور وہی الفاظ آئی جی پولیس نے کہے تو وہ معطل ہو گیا۔فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ آئی جی کو ایک مقام حاصل ہوتا ہے جبکہ عام آدمی کو وہ مقام حاصل نہیں ہوتا۔

اسی طرح جب انسان کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا مقام حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے کردار اور گفتار میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

ایک صحابیؓ کی گفتار میں تاثیر :

صحابہ کرامؓ نے جب فارس پر حملہ کیا تو ایک ایسے شہر کا محاصرہ کیا جس میں بادشاہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کا تخت بھی تھا۔ محاصرہ کیے ہوئے مسلمانوں کو کافی دن گزر گئے۔ بادشاہ نے اپنے ہمواؤں سے مشورہ کیا کہ ان لوگوں سے کیسے چھٹکارا حاصل کریں، یہ تو جدھر بھی قدم اٹھاتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں، اگر یہ ہم پر مسلط ہو گئے تو ہم کیا کریں گے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ بادشاہ سلامت! آپ ان کو بلا کر اپنا دبدبہ اور جاہ و جلال دکھائیں۔ یہ بھوکے ننگے لوگ ہیں، یہ ہمارے مال و دولت سے ڈر جائیں گے۔ اس نے کہا، بہت اچھا۔ چنانچہ اس نے پیغام بھجوایا کہ صلح کے لئے کوئی بندہ بھیجو جو مذاکرات کرے۔ صحابہ کرام نے ایک صحابیؓ کو اس طرف روانہ کیا۔

یہ ایسے صحابیؓ تھے جن کا کرتہ پھٹا ہوا تھا اور ببول کے کانٹوں سے سلا ہوا تھا۔ ان کے بیٹھنے کے لئے گھوڑے پر زین نہیں تھی بلکہ ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر آئے اور ہاتھ میں صرف نیزہ تھا۔ وہاں جا کر بادشاہ کے تخت پر بیٹھ گئے۔ بادشاہ کو بڑا غصہ آیا کہنے لگا، تمہیں کوئی لحاظ نہیں کہ تم کس کے پاس آئے ہو، نہ کوئی آداب کا خیال، نہ طریقہ نہ سلیقہ۔ فرمایا کہ ہمارے محبوب ﷺ نے ہمیں بادشاہوں کے دربار میں اسی شان سے آنے کا طریقہ سکھایا ہے۔ یہ سن کر اسے بڑا غصہ آیا۔ کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو؟ فرمایا اَسْلِمْ تَسْلَمْ اسلام قبول کر لے سلامتی پا جا۔ کہنے لگا، نہیں قبول کرتا۔ فرمایا کہ اگر نہیں قبول کرتا تو پھر حکومت ہماری ہو گی اور تمہیں رہنے کی پوری آزادی ہو گی۔ اس نے کہا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی حکومت ایسے بھوکے ننگے غریب لوگوں کے حوالے کر دیں؟ صحابیؓ فرمانے لگے، اچھا یاد رکھنا کہ اگر یہ بات نہ مانی تو ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے، تلوار ہمارا اور تمہارا فیصلہ کرے گی اور تمہاری بیٹیاں ہمارے بستر بنایا کریں گی۔

بھرے دربار میں تلواروں کے سایہ میں بادشاہ کو اس طرح بے خوف ہو کر ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کہہ دی۔ درباریوں کے سامنے یہ بات سن کر بادشاہ کا پسینہ چھوٹ گیا۔ اس کی بڑی سبکی ہوئی۔ کہنے لگا، اچھا! تمہاری تو یہ زنگ بھری تلواریں ہیں، تم ان کے ساتھ ہمارا کیا مقابلہ کرو گے؟ آپ تڑپ کر بولے اے بادشاہ! تم نے ہماری زنگ بھری تلواروں کو تو دیکھا ہے لیکن تلواروں کے پیچھے والے ہاتھوں کو نہیں دیکھا، تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کن ہاتھوں میں یہ تلواریں ہیں۔ انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، اللہ رب العزت نے ان کو کامیابی سے ہمکنار فرمادیا۔ جی ہاں، جو غیر اللہ سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ ان کی گفتار میں یوں تاثیر پیدا فرمادیتے ہیں۔

لگاتا تھا تو جب نعرہ تو خیبر توڑ دیتا تھا
حکم دیتا تھا دریا کو تو رستہ چھوڑ دیتا تھا

مفتی الٰہی بخش نقشبندیؒ کی گفتار میں تاثیر:

کاندھلہ میں زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تھا جس پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جھگڑا تھا۔ ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے ہم یہاں مندر بنائیں گے اور مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے ہم یہاں مسجد بنائیں گے۔ جب دونوں طرف سے اس قسم کی باتیں ہونے لگیں تو پورے شہر کے اندر آگ لگنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ انگریز حکمران تھا۔ وہ پریشان ہوا کہ اب اس بات کو کیسے سنبھالا جائے۔ مقدمہ عدالت میں پہنچ گیا۔ جج انگریز تھا۔ اس کے سامنے مسلمان بھی کھڑے تھے اور ہندو بھی۔ جج نے کہا کوئی تجویز بتادو کہ جس سے جھگڑے کے بغیر ہی کوئی فیصلہ ہو سکے۔ ہندوؤں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک تجویز ہے۔ جج نے پوچھا، وہ کونسی؟ کہنے لگے، ہم ایک مسلمان عالم کا نام بتادیتے ہیں۔ آپ ان کو اپنے پاس بلا لیجئے، اور ان سے پوچھ لیجئے کہ یہ جگہ کس کی ہے۔ اگر وہ کہیں کہ ہندوؤں کی ہے تو ہمارے حوالے کر دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمانوں کی ہے تو ان کے حوالے کر دیجئے۔ مگر ہم ان کا نام صرف آپ کو تنہائی میں بتائیں گے، لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کریں گے۔ جج نے مسلمانوں سے پوچھا کہ کیا آپ کو یہ منظور ہے؟ مسلمانوں نے سوچا کہ وہ مسلمان ہوگا لہٰذا وہ مسجد بنانے کیلئے بات کرے گا۔ چنانچہ کہنے لگے، ہاں منظور ہے۔ جج نے فیصلہ کیلئے اگلی تاریخ دے دی۔

جج نے ہندوؤں سے تنہائی میں نام پوچھا تو انہوں نے مفتی الٰہی بخشؒ کا نام بتایا جو کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے صاحب نسبت بزرگ تھے۔ باہر نکل کر دوسرے ہندوؤں نے اپنے نمائندہ ہندوؤں کی بڑی ملامت کی کہ تم نے ایک مسلمان کا نام دے دیا ہے۔ وہ تو مسلمانوں کے حق میں گواہی دے گا، تم نے تو اپنے ہاتھوں سے خود ہی زمین دے دی۔ مگر مسلمانوں کے دل بڑے خوش تھے کہ ایک مسلمان کی گواہی لی جائے گی۔ چنانچہ وہ خوشیاں منانے لگے۔

جب اگلی تاریخ آئی تو کثیر تعداد میں لوگ عدالت میں پہنچ گئے۔ مفتی الٰہی بخشؒ بھی وہاں تشریف لے آئے۔ جج نے مفتی صاحب سے کہا، جناب! آپ بتائیے کہ یہ زمین مسلمانوں کی ہے یا ہندوؤں کی؟ مسلمان خوش تھے کہ ابھی کہیں گے کہ مسلمانوں کی ہے مگر مفتی صاحب نے فرمایا، یہ زمین ہندوؤں کی ہے۔ جج نے پوچھا کیا اس زمین پر ہندو اپنا گھر بنا سکتے ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا، جب ہندوؤں کی ملکیت ہے تو مندر بنائیں یا گھر بنائیں ان کی مرضی، ان کو اختیار ہے۔ چنانچہ جج نے اسی وقت ایک تاریخی فیصلہ تاریخی الفاظ میں لکھا:

"آج کے اس مقدمے میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا"

جب جج نے یہ فیصلہ سنایا تو ہندوؤں نے کہا، جج صاحب! آپ نے فیصلہ ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

حق میں دے دیا ہے۔ ہم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں۔ اب ہم اپنے ہاتھوں سے اس جگہ مسجد بنائیں گے۔ سبحان اللہ

ایک اللہ والے کی زبان سے نکلی ہوئی سچی بات کا یہ اثر ہوا کہ ہندوؤں نے اسلام بھی قبول کیا اور اپنے ہاتھوں سے مسجد بھی بنادی۔ کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی :

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

حضرت محمد دربندیؒ کی نگاہ میں تاثیر :

میرے دوستو! جس آدمی کے دل میں محبت الٰہی رچ بس جاتی ہے پروردگار عالم اس کی برکت سے ایسے ایسے بڑے کام کروادیتے ہیں جو بڑی بڑی قومیں مل کر نہیں کر سکتیں۔ ساتویں صدی ہجری میں مسلمانوں میں غفلت کی عجیب کیفیت تھی۔ تاتاری آندھی کی طرح اٹھے اور انہوں نے مسلمانوں سے تخت وتاج چھین لیا۔ بغداد میں ایک دن میں اڑھائی لاکھ مسلمانوں کو ذبح کیا گیا۔ مسلمانوں پر ان کا اتنا رعب تھا کہ ایک مقولہ بن گیا کہ اگر تمہیں کوئی کہے کہ فلاں محاذ پر تاتاریوں نے شکست کھائی تو اسے تسلیم نہ کرنا۔

دربند ایک شہر تھا۔ تاتاریوں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو وہاں کے سب مسلمان شہر سے بھاگ نکلے۔ مگر خواجہ محمد دربندیؒ اور ان کے ایک خادم خاص مسجد میں بیٹھے رہے۔ جب تاتاری شہزادہ شہر میں داخل ہوا تو مسلمانوں کے دولت اور مال سے بھرے ہوئے عالیشان گھروں کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ دیکھو، دشمن اتنا ڈرپوک ہے کہ اپنی نازو نعمتوں سے بھری جگہوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ اس نے فوجیوں سے کہا کہ پورے شہر میں دیکھو کہ کوئی آدمی موجود تو نہیں۔ اس کو اطلاع ملی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ دو بدے موجود ہیں۔ اس نے کہا کہ گرفتار کر کے پیش کرو۔ چنانچہ فوجی آئے اور انہوں نے ان دونوں کو زنجیروں سے باندھ دیا۔

وہ ان کو لے کر شہزادے کے سامنے پیش ہوئے۔ شہزادے نے دیکھ کر کہا کہ تمہیں معلوم نہیں تھا کہ اس شہر میں ہم داخل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہمیں معلوم تھا۔ وہ کہنے لگا، پھر تم شہر چھوڑ کر کیوں نہیں نکلے ؟ فرمایا، ہم تو اللہ کے گھر میں بیٹھے تھے۔ اس نے کہا، تم کہتے ہو کہ ہم اللہ کے گھر میں بیٹھے تھے، تمہیں پتہ نہیں کہ ہمارے پاس تلواریں بھی ہیں، تمہیں پتہ نہیں کہ ہم نے تمہیں زنجیروں سے باندھا ہوا ہے ؟ انہوں نے فرمایا، یہ زنجیریں کیا ہیں ؟ کہنے لگا، کیوں ؟ فرمایا، یہ زنجیریں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ وہ حیران ہوا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ یہ زنجیریں کچھ نہیں کر سکتیں۔ کہنے لگا، تمہیں ان زنجیروں سے ہمارے سوا کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ فرمایا، کیا کوئی نہیں چھڑا سکتا ؟ حضرت محمد درہدیؒ کو جلال آیا اور وہیں کھڑے کھڑے شہزادے کے سامنے کہا "اللہ"۔ اللہ کے لفظ سے زنجیریں ایسے ٹوٹیں جیسا کچادھاگہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے شہزادے کے دل پر رعب بیٹھ گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے فوجیوں سے کہا کہ ان کو اسی شہر میں رہنے کی اجازت دے دی جائے۔ شہزادے کو ان سے عقیدت ہو گئی۔ لہٰذا وہ کبھی کبھی ان بزرگوں کے پاس آتا جاتا۔ حضرت درہدیؒ نے اس کے سینے پر نگاہیں گاڑ کر اس کے دل کی دنیا کو بدلا۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ اس کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کی وجہ سے دوسرے شہزادے بھی مسلمان ہو گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے پوری سلطنت پھر مسلمانوں کے حوالے فرما دی :

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

جو کام پوری قوم نہ کر سکی اللہ کے ایک بندے نے وہ کام کر دیا:

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ نگہ کی تیر بازی وہ سپہ کی تیر بازی

حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کی گفتار میں تاثیر:

محبت الٰہی سے انسان کے کلام میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ وہی باتیں آپ عام بندے سے بھی سنیں گے مگر طبیعت پر اثر نہیں ہو گا اور اگر کسی عشق والے کامل بندے سے سنیں گے تو طبیعت پر اثر ہو گا۔ الفاظ ایک جیسے ہوں گے مگر الفاظ کہنے والی زبان میں فرق ہو گا۔ مشائخ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کے بیٹے شاہ رکن الدین فارغ التحصیل ہو کر آئے۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرتؒ نے فرمایا، رکن الدین! کچھ نصیحت کرو۔ رکن الدین نے بڑا علم حاصل کیا تھا۔ لہٰذا اٹھے اور بڑی معرفت کی باتیں بیان کرنا شروع کر دیں، بڑے نکات بیان کیے۔ مجمع خاموشی سے سنتا رہا مگر کسی کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب انہوں نے بیان مکمل کر لیا تو حضرتؒ فرمانے لگے کہ ہاں رکن الدین! رات ہم نے اپنے لئے دودھ رکھا تھا، بس ایک بلی آئی اور وہ دودھ پی کر چلی گئی۔ حضرتؒ کے الفاظ کہنے ہی تھے کہ مجمع لوٹ پوٹ ہونے لگ گیا۔ حضرتؒ نے پوچھا' بیٹے! آپ نے معارف بیان کئے مگر مجمع پر اثر انداز نہ ہوئے۔ میں نے تو اتنا ہی کہا کہ میں نے دودھ رکھا تھا اور بلی پی گئی۔ یہ سن کر مجمع لوٹ پوٹ ہونے لگ گیا ہے، اس کی کیا وجہ؟ بیٹا سمجھ گیا۔ چنانچہ کہنے لگا، ابو! جس زبان سے یہ الفاظ نکلے اس زبان میں یہ تاثیر تھی جس نے لوگوں کے دلوں کو اس طرح پگھلا دیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شاہ عبدالقادرؒ کی نگاہ میں تاثیر :

اللہ والوں کی نگاہ جس پر پڑ جاتی ہے اس چیز پر بھی اثر ہو جایا کرتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالقادرؒ نے ایک مرتبہ مسجد فتح پور دہلی میں چالیس دن کا اعتکاف کیا۔ جب باہر دروازہ پر آئے تو ایک کتے پر نظر پڑ گئی۔ ذرا غور سے اس کو دیکھا۔ اس کتے میں ایسی جاذبیت آئی کہ دوسرے کتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے۔ وہ جہاں جا کر بیٹھتا دوسرے کتے اس کے ساتھ جا کر بیٹھتے۔ حضرت اقدس تھانویؒ نے جب یہ واقعہ سنا تو ہنس کر فرمایا کہ وہ ظالم کتا بھی کتوں کا پیر بن گیا۔ دیکھا، ایک ولی کامل کی نظر ایک جانور پر پڑی تو اس کے اندر یہ کیفیت پیدا ہو گئی، اگر انسان پر نظر پڑے گی تو اس انسان کے اندر وہ کیفیت پیدا کیوں نہیں ہو گی۔

مفتی لطف اللہ کے کردار میں تاثیر :

حضرت مفتی لطف اللہ سہارنپوریؒ دارالعلوم دیوبند کے ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ ایک مرتبہ اپنی مستورات کو لے کر کسی شادی میں شمولیت کیلئے جانا تھا۔ ایک سواری بنالی جس کے اوپر گھر کی ساری عورتیں بیٹھ گئیں، بچے بھی بیٹھ گئے۔ مرد صرف آپ ہی ساتھ تھے۔ آپ ان کو لے کر شادی میں شریک ہونے کیلئے دوسری جگہ جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک جگہ ویرانہ آیا۔ وہاں کچھ ڈاکو چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ کوئی سواری آ رہی ہے جس پر بہت ساری پردہ دار خواتین ہیں اور صرف ایک مرد ہے تو وہ باہر نکل آئے۔ سواری کو گھیر لیا۔ کہنے لگے کہ ہم مال بھی لوٹیں گے اور عزتیں بھی خراب کریں گے۔ حضرتؒ فرمانے لگے، آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ سارے کا سارا مال لے جائیں مگر ان پردہ دار خواتین کے سروں سے چادریں نہ کھینچئے۔ آپ کو ان کے کانوں سے زیور کھینچنے کی ضرورت نہیں، ہم خود ہی اتار کر سارے کا سارا زیور آپ کو دے دیتے ہیں۔ ڈاکو کہنے لگے بہت اچھا۔ آپ نے گھر کی مستورات سے فرمایا کہ سب زیورات اتار کر دے دو۔ وہ نیک عورتیں تھیں۔ انہوں نے سب چوڑیاں، سب انگوٹھیاں وغیرہ اتار کر ایک رومال میں رکھ دیں۔ آپ نے اس کی گٹھڑی باندھی اور ڈاکوؤں کے سردار کے حوالے کر دی۔ اور فرمایا کہ ہمارے پاس جتنا زیور تھا وہ ہم نے آپ کو دے دیا ہے۔ آپ ہماری پردہ دار خواتین کی ناموس کو دھبہ نہ لگائیں اور اب ہماری جان بخشی کر دیں۔ ڈاکوؤں نے جب دیکھا کہ مال کی گٹھڑی خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے باندھ کر دے دی ہے تو کہنے لگے، بہت اچھا آپ جائیے۔

جب آپ تھوڑا سا آگے بڑھے تو گھر کی عورتوں میں سے ایک نے کہا کہ اوہو! میری ایک انگلی میں سونے کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا چھلہ (Ring) رہ گیا ہے، میرا دھیان ہی نہیں گیا، میں نے تو وہ دیا نہیں۔ آپ نے سنا تو سواری کو روک دیا اور اسے کہا کہ وہ بھی اتار کر دے دو، کیونکہ میں نے کہا تھا کہ ہم تمہیں سارے زیورات دیں گے، اب یہ مناسب نہیں کہ ہم یہ چھلہ واپس لے جائیں۔ چنانچہ آپ نے وہ چھلہ لیا اور ڈاکوؤں کے پیچھے بھاگنے لگے۔ جب ڈاکوؤں نے دیکھا کہ کوئی پیچھے بھاگتا ہوا آ رہا ہے تو پہلے تو وہ گھبرائے پھر انہوں نے کہا، کوئی بات نہیں، یہ تو اپنے ہاتھ سے پوری گٹھڑی باندھ کر دے چکا ہے، اب یہ ہمارا کیا کر لے گا۔ چنانچہ وہ وہیں کھڑے ہو گئے۔ جب حضرتؒ وہاں پہنچے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ آپ ان کی منت کر کے فرمانے لگے کہ میں نے آپ سے تو وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنے سب زیورات آپ کو دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں گے مگر یہ ایک چھوٹا سا چھلہ ہماری ایک بیٹی نے پہنا ہوا تھا۔ اس کی طرف دھیان ہی نہ گیا، اور یہ ہمارے ساتھ جا رہا تھا، میں یہ لے کر آیا ہوں تاکہ یہ بھی آپ لوگوں کے حوالے کر دوں۔

ڈاکوؤں کے سردار نے جب یہ سنا تو اس کے جسم کے اندر ایک ایسی لہر دوڑی کہ اسے پسینہ آگیا اور کہنے لگا، اوہو! یہ اتنا نیک اور دیانتدار بندہ ہے، یہ تو اتنی چھوٹی سی بات کا اتنا لحاظ رکھتا ہے اور میں نے بھی اپنے پروردگار کا کلمہ پڑھا ہے مگر میں اپنے پروردگار کے کلمے کی لاج نہیں رکھتا۔ چنانچہ اسی وقت کہنے لگا، حضرت میری زندگی برائی کرنے اور لوگوں کی عزتیں لوٹنے میں گزر گئی ہے اور میں نے لوگوں کا مال بھی چھینا ہے، بہت گناہ گار ہوں۔ مجھے آپ بھی معاف کر دیں اور مجھے توبہ کا طریقہ بھی بتا دیں تاکہ میرا پروردگار بھی مجھے معاف کر دے۔

ایک عورت کی برکت سے قحط سالی ختم :

میرے دوستو! یاد رکھئے کہ جس انسان کے اندر محبت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے، اگر اس کی برکت سے دعائیں مانگی جائیں تو اللہ رب العزت ان دعاؤں کو بھی شرف قبولیت نصیب فرما دیتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں قحط پڑا۔ بارش ہونا بند ہو گئی۔ جس کی وجہ سے دریا، نہریں اور تالاب خشک ہو گئے۔ سبزیاں اور کھیتیاں خشک ہو گئیں۔ پانی اور غلے کی قلت ہو گئی۔ ہر طرف گرمی کی وجہ سے لوگ بے تاب ہو گئے، بچے رونے لگے، مائیں تڑپنے لگیں، جانور پریشان ہو گئے، چرند پرند نڈھال ہو گئے کہ قحط سالی کیسے ختم ہو۔ علمائے کرام نے فیصلہ کیا کہ سارے شہر والے مرد عورتیں بچے بوڑھے خود بھی باہر نکلیں اور اپنے جانوروں کو بھی باہر لائیں اور ایک بڑے میدان میں نماز استسقاء ادا کریں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تا کہ اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش برسا دیں۔ دہلی کا شہر اس وقت چھوٹا ہوتا تھا۔ چنانچہ سب لوگ باہر نکلے۔ نماز استسقاء ادا کی اور رو رو کر دعائیں مانگنے لگے کہ اے رب کریم! اپنی رحمت سے بارش نازل فرما اور ہمیں اس مشکل سے نجات عطا فرما۔ مگر ظاہری طور پر کوئی اسباب نظر نہ آئے۔

ایک نوجوان اپنی والدہ کے ہمراہ اونٹ پر سوار قریب سے گزرا۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو رک گیا۔ اپنے اونٹ کو وہیں روک کر مجمع کے پاس آیا اور پوچھا کہ یہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ قحط سالی سے تنگ آکر لوگ بارش کیلئے دعا مانگ رہے ہیں لیکن بارش کی کوئی شکل نظر نہیں آتی۔ اس نے کہا، بہت اچھا، میں آپ کیلئے بارش کی دعا مانگتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنی سواری کے پاس گیا۔ اس نے اپنی والدہ کی چادر کا کونہ پکڑ کر کچھ الفاظ کہے۔ اس کے الفاظ کہنے ہی تھے کہ اسی وقت آسمان پر بادل نمودار ہوئے۔ مجمع وہیں تھا، علماء و مشائخ وہیں، مرد و عورتیں وہیں کھڑی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش برسا دی۔ اتنی بارش ہوئی کہ لوگ نہال ہو گئے۔

علمائے کرام بڑے حیران ہوئے کہ کیا وجہ ہے کہ اتنے لوگوں نے دعا مانگی مگر قبول نہ ہوئی اور اس نوجوان نے دعا مانگی اور قبول ہو گئی۔ چنانچہ اس نوجوان کے پاس جا کر پوچھا کہ آپ نے کونسی دعا مانگی؟ وہ کہنے لگا، کوئی ایسی خاص دعا تو نہیں، البتہ میں ایک نیک ماں کا بیٹا ہوں، میری ماں تقیہ نقیہ اور پاک صاف زندگی گزارنے والی ہے، کبھی کسی غیر محرم کا ہاتھ اس کے جسم کے ساتھ نہیں لگا۔ جب آپ نے کہا کہ ہم مشکل اور پریشانی میں گرفتار ہیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک ایسی ماں کا بیٹا ہوں جس نے اپنی پوری زندگی پاک دامنی میں گزار دی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی ماں کی چادر کا کونہ پکڑ کر دعا کی کہ اے اللہ! تجھے اس کی پاکدامنی کا واسطہ دیتا ہوں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمت کی بارش نازل فرمادے۔ اللہ تعالیٰ کو میری ماں کی نیکی اتنی پسند آئی کہ اس نے اس کے واسطے سے رحمت کی بارش برسادی۔

محبت الٰہی سے ذات میں تاثیر :

ایک بزرگ تھے۔ وہ سفر پر جارہے تھے۔ راستہ میں انہیں ایک عیسائی ملا۔ اس نے کہا کہ مجھے بھی سفر پر جانا ہے چلیں ہم اکٹھے سفر کریں۔ چنانچہ اکٹھے سفر پر چل پڑے۔ راستہ میں ان کے پاس کھانے پینے کی جو اشیاء تھیں وہ ختم ہو گئیں۔ فاقے شروع ہو گئے۔ آگے چلے تو سوچا کہ اب کیا کریں۔ ان بزرگ (مسلمان) نے مشورہ دیا کہ آج میں دعا مانگتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جو رزق دیں گے وہ ہم کھالیں گے اور کل آپ دعا مانگنا۔ اس نے کہا، بہت اچھا۔ چنانچہ پہلے دن مسلمان نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں مسلمان ہوں، اپنے محبوب ﷺ کے دین کی حقانیت کو ظاہر فرمادے اور میری لاج رکھ لے۔

میری لاج رکھ لے میرے خدا
یہ تیرے حبیبؐ کی بات ہے

ابھی دعا مانگی ہی تھی کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی کھانے کی بھری ہوئی ایک بڑی سی طشتری لے کر آگیا۔ مسلمان دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے میری لاج رکھ لی۔ پھر سوچنے لگے کہ آج تو اسلام کی برکت سے کھانا مل گیا ہے، اب دیکھیں گے کہ کل عیسائی کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے۔

کل کا دن آگیا۔ اب عیسائی کی باری تھی۔ چنانچہ وہ بھی ایک طرف چلا گیا۔ اس نے ایک مختصر سی دعا مانگی اور واپس آگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی دو بڑی بڑی طشتریوں میں بھونا ہوا گوشت لے کر حاضر ہو گیا۔ جب مسلمان بزرگ نے دیکھا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہوئے کہ میں نے کل اسلام کی برکت سے دعا مانگی تو ایک طشتری میں کھانا ملا اور آج اس عیسائی نے دعا مانگی تو اس کی دعا پر دو طشتریوں میں کھانا آگیا۔ یہ کیا معاملہ ہوا؟ ادھر عیسائی بڑا خوش ہے۔ اس نے دستر خوان بچھایا اور کہنے لگا، جناب! آکر کھانا کھا لیجئے۔ مسلمان بزرگ بجھے دل کے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بیٹھے، کھانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا، کھانا زہر لگ رہا تھا۔ عیسائی نے کہا، مجھے آپ کا دل پریشان سا نظر آتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں واقعی پریشان ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔

وہ کہنے لگا، آپ تسلی سے کھانا کھائیں، میں آپ کو دو خوشخبریاں سناؤں گا۔ وہ فرمانے لگے، نہیں، میں کھانا نہیں کھا سکتا کیونکہ میرا دل غمزدہ ہے، تم خوشخبری پہلے سناؤ تب کھانا کھاؤں گا۔ وہ عیسائی کہنے لگا، جب میں وہاں گیا تو میں نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! یہ تیرا عزت والا مومن بندہ ہے، تو اس کی برکت سے میرے لئے دو طشتریوں میں کھانا بھیج دے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا واسطہ دینے پر دو طشتریوں میں کھانا بھجوا دیا۔ لہذا پہلی خوشخبری تو یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں اور دوسری خوشخبری یہ ہے کہ میں کلمہ پڑھتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں۔ اللہ اکبر

محبت الٰہی سے ہاتھ میں تاثیر:

اسی طرح کا ایک اور واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک آدمی ملا۔ پوچھا کون ہو؟ کہنے لگا، میں آتش پرست (آگ پوجنے والا) ہوں۔ دونوں نے مل کر سفر شروع کر دیا۔ راستہ میں بات چیت ہونے لگی۔ اس بزرگ نے اس کو سمجھایا کہ آپ خواہ مخواہ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔ آگ تو خدا نہیں، خدا تو وہ ہے جس نے آگ کو بھی پیدا کیا ہے۔ وہ نہ مانا۔ بالآخر ان بزرگوں کو بھی جلال آگیا۔ انہوں نے فرمایا، اچھا اب ایسا کرتے ہیں کہ آگ جلاتے ہیں اور دونوں اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے ہاتھ اس آگ میں ڈالتے ہیں۔ جو سچا ہوگا آگ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوگا اور جو جھوٹا ہوگا آگ اس کے ہاتھ کو جلا دے گی۔ وہ بھی تیار ہو گیا۔ چنانچہ اس جنگل میں انہوں نے خوب آگ جلائی۔ آگ جلانے کے بعد مجوسی گھبرانے لگا۔ جب ان بزرگوںؒ نے دیکھا کہ اب پیچھے ہٹ رہا ہے تو انہوں نے اس کا بازو پکڑ لیا اور اپنے ہاتھ میں اسکا ہاتھ لے کر آگ میں ڈال دیا۔ ان بزرگوں کے دل میں تو پکا یقین تھا کہ میں مسلمان ہوں، اور اللہ تعالیٰ میری حقانیت کو ضرور ظاہر فرمائیں گے، دین اسلام کی شان و شوکت واضح فرمائیں گے۔ لیکن اللہ کی شان، نہ ان بزرگوں کا ہاتھ جلا اور نہ اس آتش پرست کا ہاتھ جلا۔ وہ آتش پرست بڑا خوش ہوا اور یہ بزرگ دل ہی دل میں بڑے رنجیدہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ اے اللہ! میں سچے دین پر تھا، آپ نے مجھ پر تو رحمت فرما دی کہ میرے ہاتھ کو محفوظ فرما لیا، یہ آتش پرست تو جھوٹا تھا، آگ اس کے ہاتھ کو جلا دیتی۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات القا فرمائی کہ میرے پیارے! ہم اس کے ہاتھ کو کیسے جلاتے جبکہ اس کے ہاتھ کو آپ نے پکڑا ہوا تھا۔ سبحان اللہ، اللہ والوں کے ہاتھوں میں ایسے برکت آجاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ هُمْ رِجَالٌ لَا يَشْقٰى کہ وہ ایسے بندے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوا کرتا۔ وہ جس کام میں ہاتھ ڈالیں اللہ تعالیٰ اس کام کو آسان فرما دیتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں درختوں کی ٹہنیاں ہوں اور دشمن تلواریں لے کر آئے تو وہ ٹہنیاں بھی تلواریں بن جایا کرتی ہیں۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

www.besturdubooks.wordpress.com

سات آدمیوں کی برکت :

حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ لِلّٰہِ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ......الخ سات بندے ایسے ہیں کہ بِهِمْ يُنْزَلُوْنَ کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ بارش برساتے ہیں، وَبِهِمْ يُنْصَرُوْنَ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد فرماتے ہیں۔وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ اوران کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رزق دیتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے محنت کی ہوتی ہے۔ ان کے رگ وریشہ میں اللہ رب العزت کی محبت سماچکی ہوتی ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ :

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ ہم اس درجے کو کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ میرے دوستو! یہ درجہ اور مقام ہر انسان حاصل کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو شریعت وسنت کے مطابق ڈھال لے۔ یہ نہیں ہے کہ یہ صرف مقدر میں تھا بلکہ اللہ رب العزت نے اس (معرفت خداوندی) کو سب کے لئے آسان فرمادیا۔ جیسے آپ میں سے کوئی آدمی چاہے کہ میں پہلوان بن جاؤں اور وہ اس کیلئے اچھی غذا کھائے، محنت کرے اور مشقت اٹھائے تو کچھ دنوں کے بعد اس کی صحت یقیناً پہلے سے بہتر ہوگی۔ یہی روحانی صحت کا حال ہے کہ اگر کوئی انسان سچی پکی توبہ کرلے اور آئندہ نیکوکاری کا ارادہ کرلے اور سنت کے مطابق زندگی کو ڈھالتا چلا جائے، تقویٰ کی زندگی کو اختیار کرلے تو پروردگار اس کی روحانی صحت میں ضرور بالضرور اضافہ فرمادیں گے اور اسے اللہ رب العزت کا قرب نصیب ہو جائے گا۔ یہاں ایک اصول ذہن میں رکھیے کہ نبوت وھبی چیز ہے جو صرف انبیائے کرام علیہم السلام کو نصیب ہوتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ولایت کسی چیز ہے جو ہر بندہ محنت کر کے حاصل کر سکتا ہے۔

محبت الٰہی کا رنگ :

انسان کو جب یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو پھر اس پر محبت الٰہی کا ایسا رنگ چڑھ جاتا ہے کہ اسے ہر شئے سے زیادہ اپنے پروردگار کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔ اسی رنگ کے بارے میں اللہ رب العزت نے خود ارشاد فرمایا، صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اللہ کا رنگ اور اللہ سے کون بہتر ہے رنگنے میں۔ یاد رکھیں کہ ایک رنگ ہوتا ہے، ایک رنگ فروش ہوتا ہے اور ایک رنگ ریز ہوتا ہے۔ یہ کتاب و سنت رنگ ہے، علمائے کرام رنگ فروش ہیں اور اولیائے عظام رنگ ریز ہیں۔ کپڑے پر جس طرح رنگ ریز رنگ چڑھا دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ والے اللہ کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

مولانا محمد علی جوہرؒ پر محبت الٰہی کا رنگ :

مولانا محمد علی جوہرؒ قریب زمانہ میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے نقشبندی مشائخ کے زیر سایہ تربیت پائی۔ ان مشائخ نے ان کے دل میں محبت الٰہی بھر دی تھی۔ انہوں نے دل میں عہد کر لیا کہ مسلمانوں کو جب تک آزادی نہیں ملے گی میں اس وقت تک قلم کے ذریعے جہاد کرتا رہوں گا۔ اس مقصد کیلئے آپ انگلینڈ تشریف لے گئے۔ وہاں کے اخبارات میں اپنے مضامین لکھنا شروع کر دیئے کہ انگریز کو چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کو آزادی دے دیں۔ انہوں نے وہاں یہ نیت کی کہ جب تک مسلمانوں کو آزادی نہیں ملے گی میں واپس وطن نہیں جاؤں گا۔ اسی حال میں کئی

www.besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ ان کو تکالیف بھی آئیں اور جیل میں بھی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ انہوں نے جیل میں چند اشعار لکھے۔ فرمایا:

تم یونہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب میں سامان بقا میرے لئے ہے
پیغام ملا تھا جو حسین ابن علیؓ کو
خوش ہوں کہ وہ پیغام قضا میرے لئے ہے
یوں ابر سیہ پر تو فدا ہیں سبھی مے کش
پر آج کی گھنگھور گھٹا میرے لئے ہے
اللہ کے رستے میں جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اسی قیام کے دوران آپؒ کی بیٹی بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹروں نے علاج معالجہ کرنے سے جواب دے دیا۔ ماں نے اپنی جوان عمر بیٹی سے پوچھا، بیٹی! کوئی آخری تمنا ہو تو بتادے۔ بیٹی نے کہا، ابا جی کی زیارت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ چنانچہ ماں نے خط لکھوادیا۔ قریب الموت بیٹی کا خط پردیس میں ملا کہ میں اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں گن رہی ہوں اور دل کی آخری تمنا ہے کہ ابا حضور تشریف لائیں تو میں آپ کا دیدار کروں۔ حضرت کو جب وہ خط ملا تو دو شعر اسی خط کی پشت پر لکھ کر واپس بھیج دیا۔ فرمایا:

میں تو مجبور سہی اللہ تو مجبور نہیں
تجھ سے میں دور سہی وہ تو مگر دور نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

تیری صحت ہمیں منظور ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

حضرت عثمان خیر آبادیؒ پر محبت الٰہی کا رنگ :

حضرت عثمان خیر آبادیؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ان کی ایک دکان تھی۔ان کی عادت تھی کہ جب کوئی گاہک آتا اور اس کے پاس کبھی کوئی کھوٹا سکہ ہوتا تو وہ پہچان تو لیتے تھے مگر پھر بھی وہ رکھ لیتے اور سودا دے دیتے۔اس دور میں چاندی کے بنے ہوئے سکے ہوتے تھے۔وہ سکے گھسنے کی وجہ سے کھوٹے کہلاتے تھے۔وہ کھوٹے سکے جمع کرتے رہتے۔ساری زندگی یہی معمول رہا۔جب موت کا وقت قریب آیا تو آخری وقت انہوں نے پہچان لیا۔اس وقت اللہ رب العزت کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! میں ساری زندگی تیرے بندوں کے کھوٹے سکے وصول کرتا رہا تو بھی میرے کھوٹے عملوں کو قبول فرمالے۔سبحان اللہ محبت الٰہی کے رنگ میں ایسے رنگے ہوئے تھے۔

عشق ومحبت کی دکانیں :

حضرت مولانا محمد علی مونگیرؒ نے حضرت شاہ فضل الرحمان گنج مراد آبادیؒ کی صحبت میں جانا شروع کر دیا۔یہ ذرا عقلی بندے تھے۔ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ نے بڑے رازدارانہ لہجہ میں پوچھا کہ محمد علی! کیا تم نے کبھی عشق کی دکان بھی دیکھی ہے؟ انہوں نے تھوڑی دیر سوچا اور پھر کہنے لگے ،جی حضرت! میں نے عشق کی دو دکانیں دیکھی ہیں۔ایک شاہ آفاق کی اور دوسری شاہ عبداللہ کی۔غلام علی دہلویؒ جو سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں سے ہیں۔دکانوں سے مراد خانقاہیں ہیں کیونکہ عشق الٰہی کا سودا اللہ والوں کی خانقاہوں سے ملتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق کی ایک دکان کا آنکھوں دیکھا حال :

میرے دوستو! اللہ کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں۔ اس عاجز نے مجمع میں کبھی اس طرح قسمیں نہیں کھائیں۔ مگر آج میرے جی نے چاہا کہ یہ بات عرض کر دی جائے کہ اس عاجز نے بھی اپنی زندگی میں عشق کی ایک دکان دیکھی ہے۔ اس کے گواہ حضرت حکیم عبداللطیف صاحب مدظلہ العالی بیٹھے ہیں۔ وہ عشق کی دکان چکوال میں دیکھی تھی۔ وہاں پینے والے آتے تھے، کوئی مشرق سے آتا تھا، کوئی مغرب سے آتا تھا، کوئی پشاور سے آتا تھا، کوئی کراچی سے آتا تھا، کہیں سے منیر صاحب چلے آ رہے ہوتے تھے، کہیں سے حکیم عبداللطیف صاحب آ رہے ہوتے تھے، کہیں سے مولانا نعیم اللہ صاحب آ رہے ہوتے تھے۔ کہیں سے کوئی عشق کی پڑیا لینے آتا تھا اور کہیں سے کوئی عشق کا پیالہ پینے کیلئے آتا تھا۔ یہ عشق کے سودائی، یہ محبت الٰہی کے منگتے، یہ محبت الٰہی لینے والے فقیر بے تاب ہو کر اپنے گھروں سے کھنچے چلے آتے تھے۔

یہ وہاں جاتے تھے۔ وہاں ایک مربی، اور شیخ تھے جن کی زندگی اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق ڈھل چکی تھی، جن کا سینہ عشق الٰہی سے بھر چکا تھا۔ وہ عشق کی دوا بیچتے تھے۔ کبھی کسی کو تنہائی میں بٹھا کر دیتے، کبھی کسی سے بیان کروا کر دیتے، کبھی کسی کو سامنے بٹھا کر دیتے، کبھی کسی کو ڈانٹ پلا کر دیتے۔ جو عشق کی دوا پی لیتے تھے وہ اپنے سینوں میں عشق کی گرمی لے کر جاتے تھے۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ جب ان حضرات کے دلوں میں انہوں نے عشق کی ایسی گرمی بھر دی تو پتہ نہیں کہ اللہ نے ان کے اپنے دل میں عشق کی کیا حرارت رکھی ہو گی۔

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ! کیا آگ بھری ہو گی

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت ہمیں ان جگہوں پر بار بار جانے کی اور وہاں سے عشق کی پڑیا لینے کی توفیق نصیب فرما دے۔

محبت کا سلگنا اور بھڑکنا :

میرے دوستو! ہمارے دلوں میں محبت الٰہی موجود تو ہے مگر سلگ رہی ہے۔ بھڑکنے والی چیز اور ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں محبت الٰہی کی یہ آگ بھڑک رہی ہوتی ہے۔ یہی فرق ایک عام آدمی اور ایک ولی میں ہوتا ہے۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

دونوں کے الفاظ و معانی ایک جیسے ہوتے ہیں، کچھ فرق نہیں ہوتا مگر مسجد میں کھڑے ہو کر اذان دینا اور بات ہے اور جہاد کے موقع پر دشمن کے سامنے کھڑے ہو کر اذان دینا اور بات ہے۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

ہم جیسے تو کرگس جیسی زندگی گزارتے ہیں اور اللہ والے شاہین کی سی زندگی گزارتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو بلند پرواز ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ

لمحہ ء فکریہ :

آج اس محفل میں اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے دلوں میں کس کی محبت غالب ہے۔ مال کی، اپنے عہدے کی' مکان کی 'کار کی یا کسی انسان کی۔ اگر دل کہتا ہے کہ ابھی محبت الٰہی کا جذبہ غالب نہیں تو پھر وہ وقت کب آئے گا۔ ہم اپنی زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

کا کتنا وقت کلمہ پڑھتے گزار چکے ہیں، اگر ابھی تک یہ کیفیت حاصل نہیں ہوئی تو پھر یہ کیفیت ہمیں کب حاصل ہوگی۔

تو عرب ہے یا عجم ہے تیرا لا الہ الا اللہ
لغت غریب جب تک ترا دل نہ دے گواہی

جب تک دل گواہی نہیں دے گا یہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہنے کا کیا اثر سامنے آئے گا۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہندو اللہ کو رام کہتے ہیں۔ اس لئے کہنے والے نے کہا:

رام رام جپدیاں میری جبھیا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا ایہہ کی دھاڑ پئی
گل وچ مالا کاٹھ دی تے منکے لئے پرو
دل وچ گھنڈی پاپ دی تے رام جپیاں کی ہو

جب دل میں پاپ (گناہ) کی گھنڈی ہوگی تو پھر رام جپنے کا کیا فائدہ ہوگا۔ اس لئے میرے دوستو! دل سے اس بات کا عہد کریں کہ، اے اللہ! آج سے تیری نافرمانی نہیں کریں گے، آج کے بعد تیرے محبوب ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑیں گے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جی قرآن مجید پڑھتے ہوئے احساس نہیں ہوتا، جی نماز تو پڑھتے ہیں لیکن پتہ نہیں چلتا۔ بھئی ہمیں محبت ہے ہی کہاں۔ اگر ہے بھی سہی تو بہت تھوڑی، اسے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں نفس سے محبت زیادہ ہے تبھی تو ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

تہجد میں نہیں اٹھتے۔ ہم آرام پسند ہیں۔ ہمیں مال سے محبت زیادہ ہے اسی لئے زکوۃ نہیں دیتے، مال سے محبت زیادہ ہے اسی لئے حرام حلال کھاتے پھرتے ہیں، ہمیں طعام کی زیادہ لذت ملتی ہے اسی لئے گلی بازاروں میں جو کچھ بنا ہوا ہو کھاتے پھرتے ہیں۔ کوئی تحقیق نہیں ہوتی کہ یہ کہاں سے بنا اور کیسے بنا۔

میرے دوستو! ایک وقت تھا کہ اندر جاگتا ہوا دل ہوتا تھا' اندر کا انسان جاگتا تھا' اور آج اندر کا انسان سویا ہوا ہے۔ بلکہ سچ کہوں کہ اندر کا انسان مویا (مرا) ہوا ہے۔ ہمیں اپنی نمازوں پر محنت کرنا چاہئے کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے انسان کی نمازوں کو دیکھا جائے گا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہمیں اب یہ احساس بھی نہیں رہا کہ ہم جو سجدے کرتے ہیں کاش کہ وہ حضوری کے ساتھ کر لیتے۔ اس لئے دل میں جہاں اور تمنائیں ہیں ان میں سب سے بڑی تمنا یہ ہو کہ اے اللہ! میں تجھے ایسے سجدے کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس وقت سب کو بھولا ہوا ہوں۔ ہم اپنے دل میں سوچیں کہ کیا ہم چار رکعتیں ایسی پیش کر سکتے ہیں کہ جن میں تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک غیر کا خیال نہ آیا ہو۔ یقیناً ہمارے لئے اپنی زندگی میں ایسی چار رکعتیں ڈھونڈنا مشکل ہیں۔

اگر آج ہم اپنی نمازوں پر محنت کر لیں تو میرے دوستو! اسی نماز کے پڑھنے سے ہماری پریشانیوں کے حل نکل سکتے ہیں۔ ہم نے اپنی نماز پر محنت نہیں کی ہوتی۔ کھڑے مسجد میں ہوتے ہیں اور دل دماغ گھر میں پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ کئی اوٹ پٹانگ خیال جو عام وقت میں نہیں آتے عین نماز کی حالت میں آجاتے ہیں۔ میرے دوستو! یہ بے جان سجدے کب تک ہم کرتے رہیں گے۔ اللہ سے یوں مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں حضوری والی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ ہم ایسی نماز پڑھنے والے بن جائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

جس میں کسی غیر کا خیال نہ آئے۔ کسی شاعر نے کیا ہی اچھی بات کہی :

بہ زمین چوں سجدہ کردم ززمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدۂ ریائی

کہ جب میں نے زمین پر سجدا کیا تو زمین سے آواز آئی کہ اے ریاء کے سجدہ کرنے والے! تو نے مجھے بھی خراب کر ڈالا۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

میرے دوستو! ہمیں اللہ رب العزت کی رضا کیلئے عبادت کرنی چاہئے نیاز فتحی نے کیا خوب فرمایا ہے :

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے
ہم ثواب و عذاب کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے
عشق والے حساب کیا جانیں

اللہ رب العزت ہمیں اپنی سچی پکی محبت نصیب فرمادے۔

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے
اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

نبی اکرم ﷺ کا مقام :-

نبی اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت نے سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء، امام الملائکہ، امام الکل بنا کر بھیجا۔ آپ کو وہ عزتیں اور بلندیاں ملیں کہ جن پر انسان تو کیا فرشتے بھی عش عش کرا ٹھے۔

کن دنوں کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا؟

آج کی یہ محفل نبی اکرم ﷺ کے معراج کے واقعہ کے متعلق کچھ گفتگو سننے کے لئے منعقد ہوئی ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ایسے واقعات جن سے اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں آئے، ان کا ہم آپس میں تذکرہ کرتے رہا کریں۔ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ (تم اللہ کے دنوں کا ان سے تذکرہ کرتے رہا کرو)۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلامی مہینوں میں قربانیاں :-

آپ غور کیجئے کہ اسلامی سال کی ابتداء محرم سے ہوئی۔ اس مہینہ میں قربانیوں کی یادیں تازہ ہوتی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو 10 محرم کے دن آگ میں ڈالا گیا۔ سیدنا حسینؓ کو 10 محرم کے دن سجدہ کی حالت میں شہید کیا گیا۔ اسلامی سال کی انتہاء ذوالحجہ پر ہوئی تو اس میں بھی قربانیاں ہیں۔ اس مہینہ میں سیدنا اسمٰعیلؑ نے قربانی دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے ایک جانور کو قربانی کے لئے قبول فرمایا۔ تو اسلامی سال کے شروع میں بھی قربانی اور آخر میں بھی قربانی۔ اگر اسلامی سال کا درمیان دیکھیں تو رجب کا مہینہ بنتا ہے۔ یہ مہینہ شرف انسانیت اور بلندیء انسانیت کے ظہور کا مہینہ ہے۔ اس کی ستائیسویں رات کو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس عرش سے اوپر بلایا۔ وہ مقام عطا کیا کہ جس پر فرشتے بھی حیران رہ گئے۔ پھر سال کا جو پہلا نصف حصہ ہے اس میں اللہ رب العزت نے ربیع الاول کے مہینے میں نبی اکرم ﷺ کی ولادت مبارک فرمائی۔ اور جو دوسرا نصف حصہ ہے اس کو اللہ رب العزت نے رمضان کے ذریعے سعادت عطا فرمائی۔ تو پورے اسلامی سال میں کچھ مہینے اور کچھ ایام پروردگار کی طرف سے خصوصی رحمتوں کے حامل ہیں۔

اعلان نبوت :-

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اظہار فرمایا، انبیائے کرام تو آپ اس سے پہلے بھی تھے۔ فرمایا کُنْتُ نَبِيًّا وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ (میں تو اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدمؑ ابھی گارے اور مٹی میں تھے) البتہ اظہار نبوت چالیس سال کی عمر میں ہوا۔ گویا 12 ربیع الاول کو محمد ﷺ

عبداللہ کی رونمائی ہوئی پھر چالیس سال کے بعد محمد رسول اللہ کی جلوہ نمائی ہوئی۔

اعلان نبوت کے بعد عزیزوں کا حال :-

جیسے ہی آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا وہ لوگ جو آپ ﷺ کے مداح تھے، اور عزیز رشتہ دار تھے وہ سب کے سب آپ ﷺ کی مخالفت میں سرگرم ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی ایذا رسانی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ سب کے سب جمع ہو کر آپس میں مشورے کرتے کہ ہم کس طرح آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچا سکتے ہیں۔

واقعہ ء شعب ابی طالب :-

ایک ایسا وقت آیا کہ قریش مکہ نے یہ سوچا کہ کیوں نہ ہم آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اقرباء کے ساتھ سول بائیکاٹ (Civil Boycot) کر دیں۔ نہ کوئی آدمی ان سے سامان کی خرید و فروخت کرے اور نہ ان کے ساتھ میل ملاپ رکھے تاکہ اس کی وجہ سے قریبی رشتہ دار بھی آپ ﷺ کو چھوڑ دیں۔ اعلان نبوت کے ساتویں سال کا واقعہ ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے عزیز و اقارب کو مکہ شہر سے باہر کی طرف دھکیل دیا۔ ایک پہاڑ کی گھاٹی تھی جسے شعب ابی طالب کہا جاتا تھا، آپ ﷺ اور دوسرے عزیز و اقارب سب وہیں آکر محصور ہو گئے۔ مکہ کے لوگ وہاں جاتے نہیں تھے اور ضروریات زندگی کے لئے وہاں کوئی سہولت نہیں تھی۔ بچے شدت پیاس کی وجہ سے بلکتے تھے، ماؤں کے سینوں میں دودھ نہ رہا جو ان بچوں کو پلایا جاتا۔ کفار تماشا بھی دیکھتے۔ ان لوگوں کے دل ایسے پتھر بن چکے تھے کہ وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے تھے کہ ان معصوم بچوں پر رحم کھا کر ان کو ضروریات زندگی مہیا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دی جاتیں۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے ایک قریبی رشتہ دار کوئی کھانے کی چیز لے کر آپ ﷺ کو دینے کے لئے آئے تو قریش مکہ نے ان کو بھی راستہ میں روک لیا کہ تم یہ بھی نہیں دے سکتے۔ نہ تو خود یہ چیزیں دیتے تھے اور نہ کسی دوسرے کو یہ چیزیں دینے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ تین سال انتہائی مشکل سے کٹے۔

وحی الٰہی یا غیب سے آپ ﷺ کی مدد :-

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ قریش مکہ نے بائیکاٹ کا جو معاہدہ لکھا تھا اس کو تو دیمک کھا گئی۔ اور اس میں فقط اللہ کا لفظ باقی بچا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہ بات اپنے چچا کو بتلائی اور انہوں نے قریش مکہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ جاؤ جو بائیکاٹ کا معاہدہ تم نے بیت اللہ میں نصب کیا تھا دیکھو کہ دیمک نے اسے چاٹ لیا ہے اور صرف اللہ کا لفظ باقی بچا ہے۔ جب انہوں نے جا کر دیکھا تو واقعہ ایسا ہی تھا۔ چنانچہ اب ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بائیکاٹ مزید نہیں رہے گا۔ ہم اپنی رشتہ داری کا پاس کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ ان سے میل ملاپ ضرور رکھیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے 10 نبوی میں آپ ﷺ کو اس پریشانی کے ماحول سے نکال لیا۔

حضور ﷺ کے چچا کا آپ کے ساتھ رویہ :-

ایک پریشانی ختم ہوئی تھی کہ اگلی پریشانیاں پھر شروع ہو گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد قریش مکہ آئے اور آپ ﷺ کے چچا سے کہا کہ دیکھے، آپ کے بھتیجے ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر یہ مال کے طلبگار ہیں تو ہم ان کو پورے مکہ کا مال اکٹھا کر کے دے دیں گے۔ اگر یہ کسی امارت کے طلبگار ہیں تو ہم آج کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو اپنے قریش قبیلے کا امیر مقرر کر لیتے ہیں۔ اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ ان کو سب سے زیادہ خوبصورت لڑکی کا رشتہ مل جائے تو پورے مکہ کی نوجوان لڑکیوں میں سے جس کی طرف اشارہ کریں ہم اسی کا رشتہ ان سے کرنے کو تیار ہیں۔ چچا نے آپ ﷺ کو بلایا اور قریش مکہ کی پوری بات آپ ﷺ کو سنائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چچا! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج بھی رکھ دیں تو جو پیغام میں پہنچانے کے لئے آیا ہوں میں اس کو پہنچانے سے باز نہیں آؤں گا۔ قریش مکہ اٹھ کر چلے گئے تاہم ان کے دلوں میں غیظ و غضب اور بڑھتا چلا گیا۔

عام الحزن :-

یہی سال تھا کہ آپ ﷺ کے چچا فوت ہو گئے۔ وہ آپ کے لئے بڑا سہارا تھے۔ ابھی کچھ عرصہ گزرا تھا کہ آپ ﷺ کی شریک حیات سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا کہ یہ میرے لئے غم کا سال تھا۔ جب آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ بھی وفات پا گئیں اور چچا بھی وفات پا گئے تو اب قریش مکہ کے لئے میدان کھلا تھا۔ انہوں نے رشتہ داریوں کے پاس کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو مزید ایذائیں پہنچانا شروع کر دیں۔

سفر طائف :-

جب آپ ﷺ اپنے رشتہ داروں سے بہت زیادہ دلبرداشتہ ہو گئے تو دل میں بات آئی کہ ذرا باہر والوں کو بھی آزما لیا جائے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہدایت کا راستہ کھولے۔ چنانچہ آپ ﷺ طائف میں تشریف لے گئے۔ وہاں تین بھائی تھے، تینوں کی اپنی اپنی ایک برادری اور علاقہ تھا۔ آپ ﷺ ان تینوں سرداروں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس تشریف لے گئے۔ ایک نے بات سن کر کہا کہ اگر آپ ﷺ کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے تو پھر کعبہ کا پردہ عنقریب چاک ہونے والا ہے۔ دوسرے نے بات سن کر کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور نہیں ملا تھا؟ کسی اور کو نبی بنا کر بھیج دیتا۔ تیسرا ذرا مناسب سا آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ اگر تو آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں تو پھر آپ ﷺ سے بات کرنا خلاف ادب ہے۔ اور اگر آپ ﷺ نبی نہیں ہیں تو میں آپ ﷺ سے بات کرنا پسند نہیں کرتا کہ میں جھوٹے آدمی سے بات کروں۔ نبی اکرم ﷺ وہاں سے دلبرداشتہ ہوئے۔ جب واپس آنے لگے تو انہوں نے کچھ شریر لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ لڑکوں نے آپ ﷺ پر پتھر پھینکے۔ نبی اکرم ﷺ کے نعلین (جوتے) مبارک خون سے بھر گئے۔ آپ ﷺ سارے دن کے تھکے ہوئے تھے۔ کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔ آپ ﷺ وہاں سے واپس آنے لگے تو ایک جگہ رکے اور آپ ﷺ نے ایک تاریخی دعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے کہا:

> اے میرے اللہ! کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں جو آپ مجھے ان لوگوں کے حوالے کر رہے ہیں جو مجھ سے غصے ہوتے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ ناراض ہیں تو آپ کو اس وقت تک منانا ضروری ہے جب تک کہ آپ راضی نہ ہو جائیں اور اے اللہ! میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل مانگتا ہوں جس سے تمام ظلمتیں روشن ہو گئیں۔

چنانچہ بارگاہ الوہیت میں یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ فرشتے اسی وقت نیچے اترے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! اگر آپ ﷺ اشارہ فرمادیں تو اس بستی والوں کا نام و نشان مٹا کر رکھ دیا جائے۔ ایسی آندھی چلے گی کہ ان کا نام نہیں رہے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ چاہیں تو ان دو پہاڑوں کو آپس میں ٹکرا دیا جائے گا اور ان کو درمیان میں پیس دیا جائے گا۔ مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا، یہ لوگ مجھے نہیں پہچانتے ممکن ہے کہ ان کی آنے والی اولادوں میں سے کچھ لوگ کلمہ پڑھنے والے بن جائیں۔ سبحان اللہ، اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اے اللہ ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما یہ مجھے نہیں پہچانتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ طائف سے واپس تشریف لے آئے تو آپ ﷺ کا غم اور زیادہ ہو گیا آپ ﷺ کے دل میں کڑھن اور بڑھ گئی اپنوں کا سلوک بھی دیکھ لیا، اور غیروں کا سلوک بھی دیکھ لیا۔ گویا دشمنوں نے آپ ﷺ کو ایذاء پہنچانے میں وہ سب کچھ کر دیا جو وہ کر سکتے تھے۔

فرشتہ جبرائیلؑ کی آمد :

چنانچہ آپ اسی غمزدہ حالت میں ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے اور ایک عجیب دعا مانگی۔ فرمایا کہ کاش ! میرا کوئی دوست ہوتا جو میرا ساتھ دیتا۔ کوئی میرا رفیق ہوتا جو غمخواری کرتا۔ کوئی میرا ایسا یار ہوتا جو میری دلداری کرتا۔ نبی اکرم ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے اور اسی غم میں آپ ﷺ سو گئے۔ ابھی رات کا وقت تھا اور آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے کہ جبرائیلؑ نے حاضر ہو کر کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ ! اِنَّ اللّٰهَ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ یَدْعُكَ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی طرف سلام بھیجتے ہیں اور آپ ﷺ کو اپنی طرف دعوت دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بہت خوش ہو کر حضرت جبرائیلؑ کو دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔ حضرت جبرائیلؑ نے دوسرا فقرہ پھر کہا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ ! اِنَّ رَبَّكَ یُشْتَاقُ اِلَیْكَ آپ ﷺ کا پروردگار آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے بہت مشتاق ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے

www.besturdubooks.wordpress.com

چلئے۔ چنانچہ آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ وہاں سے آپ ﷺ کا شق صدر ہوا۔ آپ ﷺ کے دل مبارک کو کھول کر اللہ رب العزت کی خصوصی رحمتوں سے بھر دیا گیا۔ جیسے ہم لوگوں کو نماز سے پہلے پروردگار نے وضو کرنے کا حکم عطا فرمایا ہے۔ اس فخر انسانیت کی یہ نماز تھی کہ جس کے لئے اللہ رب العزت نے ان کے دل کا وضو کروایا۔ ان کے دل کو دھویا گیا۔ حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ نے وہاں نماز بھی ادا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ کو وہاں سے لے کر آگے پہنچایا گیا۔

آغاز سفر :۔

آپ ﷺ کے لئے جو سواری لائی گئی جبرائیلؑ امین نے بتایا اے اللہ کے نبی ﷺ ! اس کا نام براق ہے۔ براق برق سے بنا جو برق رفتاری سے چلنے والا ہو۔ ایسی سواری جو بجلی کی طرح تیزی سے چلے۔ تو براق آپ ﷺ کے لئے لایا گیا۔ آپ ﷺ براق پر سوار ہوئے اور بیت الحرام سے بیت المقدس کی طرف چلے۔ جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو بتایا، اے اللہ کے نبی ﷺ ! یہ رحمت و برکت کی وادی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے وہاں بھی نماز ادا فرمائی۔ پھر جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تو راستے میں کوہ طور پر بھی آپ ﷺ کا تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرنا ہوا حتیٰ کہ آپ ﷺ مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے۔

مسجد میں انبیائے کرام کی امامت :

آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ میں تمام کے تمام انبیاء کرامؑ موجود ہیں، صف بندھی ہوئی ہے۔ جبرائیلؑ امین عرض کرتے ہیں اے اللہ کے محبوب ﷺ ! مقتدی تو صفوں میں کھڑے ہو چکے ہیں۔ امام کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ تشریف

www.besturdubooks.wordpress.com

لے آئے ہیں اب آپ ﷺ امامت فرمایئے۔ تاکہ سب کے سب انبیاء آپ ﷺ کی اقتداء کر سکیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے وہاں پر نماز پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ نے گویا آپ ﷺ کو امام الانبیاء بنادیا۔

سفر معراج :-

جب آپ ﷺ نے نماز ادا کرلی تو اس کے بعد آپ ﷺ کو ایک دوسری سواری پیش کی گئی۔ احادیث میں اس کا نام رفرف آتا ہے۔ رفرف کا اگر اردو میں ترجمہ کیا جائے تو اس کا مطلب ایک اونچائی کی طرف لے جانیوالی سیڑھی بنے گا۔ اور انگلش میں ترجمہ کیا جائے تو اس کا ترجمہ Elevator بنے گا۔ یہ دوسری سواری Elevator کے مانند تھی جس میں اگر انسان سوار ہو جائے تو وہ انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتی ہے۔ براق آپ ﷺ کو لے کر مکہ سے مسجد اقصیٰ تک پہنچاتا ہے اور رفرف آپ ﷺ کو وہاں سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچاتا ہے۔ اس سفر کے پہلے حصے کو عربی زبان میں اسریٰ کہا گیا ہے۔ اسریٰ کا لفظی مطلب رات کو سفر کرنا ہے سفر کے دوسرے حصے کو معراج کہا گیا ہے۔ معراج کا لفظی معنیٰ اونچائی اور بلندی کی طرف جانا ہے۔ معراج عروج سے ہے گویا آپ ﷺ کو وہاں سے عروج نصیب ہوا۔ جبرائیلؑ امین ساتھ تھے۔ آپ ﷺ اوپر گئے۔ حتیٰ کہ پہلے آسمان سے بھی اوپر، دوسرے آسمان سے بھی اوپر، تیسرے آسمان سے بھی اوپر، چوتھے آسمان سے بھی اوپر ... ساتویں آسمان سے بھی اوپر آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ عرش سے اوپر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کو راستے میں مختلف عجائبات دکھائے گئے۔

ایک وہ جگہ بھی آئی جہاں لوح و قلم تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو بھی اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

آنکھوں سے دیکھا۔ فرشتوں کو بھی دیکھا جو بیٹھے ہوئے اعمال کے اجر وہاں پر لکھ رہے تھے۔ان کے قلموں کی آواز کو بھی نبی اکرم ﷺ نے سنا۔ پھر آپ ﷺ کو وہاں پر جنت اور دوزخ کے مناظر دکھائے گئے۔

جنت کے مناظر :-

روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنت کے مناظر کو دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جنہوں نے کھیتی کی۔ان کی کھیتی اسی وقت پک کر تیار ہو گئی۔وہ اس کو کاٹتے ہیں۔ دوبارہ ان کی کھیتی پھر بڑی ہو جاتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ نیک لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے نیک عمل کیے وہ اپنے اعمال کا بدلہ پاتے ہیں۔زندگی میں اس کی برکتیں ان کو بار بار ملتی چلی جاتی ہیں۔اسی حال میں آپ ﷺ نے سنا کہ کسی کے قدموں کی آواز آرہی ہے تو اللہ کے محبوب ﷺ بڑے حیران ہوئے، پوچھا جبرائیلؑ! یہ کس کے چلنے کی آواز ہے۔ عرض کیا کہ اے اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ! یہ آپ ﷺ کے غلام بلالؓ کے زمین پر چلنے کی آواز ہے، مگر قدموں کی چاپ یہاں سنائی جارہی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ قدموں کی چاپ یہاں کیوں سنائی جارہی ہے؟ عرض کیا، اللہ کے نبی ﷺ! وہ آپ ﷺ کا غلام اللہ کے ہاں وہ مقام رکھتا ہے، اللہ کے ہاں اتنا پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی قبولیت کا درجہ رکھتا ہے کہ فرش پر اس کے قدم پڑتے ہیں عرش پر اس کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے۔اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اپنے غلاموں کے بھی مقامات دکھا دیئے۔

جہنم کے مناظر :-

پھر آپ ﷺ کو جہنم کے کچھ مناظر دکھائے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ لوگ ایسے تھے کہ جن کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے۔ ایک فرشتہ قینچی لے کر کھڑا ہے۔ لوگوں کے ہونٹ اونٹوں کی مانند ہیں جو لمبے ہیں اور لٹک رہے ہیں۔ اور ان ہونٹوں کو فرشتے کاٹتے چلے جا رہے ہیں۔ پوچھا، جبرائیلؑ! یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ وہ لوگ ہیں جو فتنہ پرداز تھے اور دنیا میں ایسی ایسی باتیں کیا کرتے تھے جس سے لوگوں میں فتنے پھیلتے تھے۔ اِدھر کی سنی اُدھر لگا دی کوئی بات کانوں میں پڑی، سنی سنائی پر یقین کر کے دوسروں سے بدگمانی شروع کر دی۔ کچھ اپنی طرف سے زیبِ داستاں کے لئے ملا لیا، یہ فتنہ پرداز لوگ تھے۔ اِن کے ہونٹوں کو یہ فرشتے قینچی سے کتر رہے ہیں۔

تفرقہ بازوں کا انجام:-

پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ فرشتے ایک آدمی کا گلا دبا رہے ہیں۔ جب فرشتہ اُس کا گلا دباتا ہے تو اُسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ پھر فرشتہ چھوڑ دیتا ہے۔ پھر گلا دباتا ہے، پھر چھوڑ دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جبرائیلؑ! یہ کیا معاملہ ہے؟ جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کے وہ واعظ مقرر اور خطیب ہیں جو ایسی باتیں کرتے تھے کہ اُمت کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آج اِن کے گلوں کو دبایا جا رہا ہے کہ تمہیں اللہ نے یہ گویائی اس لئے تو نہیں دی تھی کہ اُمت کو اکٹھا کرنے کی بجائے اُمت کو پارہ پارہ کر دیتے۔ اِن کے ساتھ اللہ رب العزت نے یہ معاملہ فرما دیا۔

شراب نوشی کا انجام:-

پھر نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کا دھڑ تو انسانوں کی مانند ہے مگر اُن کا چہرہ سُور کی مانند۔ حیران ہو کر پوچھنے لگے، جبرائیل امینؑ! یہ کیا معاملہ ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ ! یہ جھوٹی باتوں کی گواہی دینے والے لوگ تھے۔ چنانچہ آج دنیا میں دیکھئے کہ انسان اپنے دوست کی دوستی کی خاطر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔ حالانکہ وہ غلط بیانی ہوتی ہے۔ وہ جھوٹی گواہی ہوتی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جھوٹی گواہی دینے والے کو سُور کی شکل میں تبدیل فرمادیں گے۔ تب پتہ چلے گا کہ ہم نے جھوٹی گواہیاں کیسے دی تھیں۔

خاوند کے ساتھ بد سلوکی کرنے والیوں کی سزا:-

نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں کتوں کی مانند چیخیں اور آوازیں نکالتی ہیں، نوحہ کرتی ہیں، بکھرے بال ہیں برا حال ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، جبرائیل امین! یہ کون ہیں؟ فرمایا، اللہ کے محبوب ﷺ! یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں اپنے خاوندوں کے ساتھ زبان درازی کرتی تھیں۔ جو خاوندوں کو تلخ جواب دیتی تھیں۔ ذرا سی بات پر گویا اینٹ کا جواب پتھر سے دیتی تھیں۔ یہ خاوند کی اطاعت کرنے کی بجائے اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بجائے اُن کو جلی کٹی سناتی تھیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے یہ سزا دی کہ یہ کتوں کی مانند آوازیں نکال رہی ہیں۔

مغروری کا انجام:-

پھر نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے قد چھوٹے ہیں اور اُن کے اوپر پہاڑ رکھا جاتا ہے۔ اور وہ پہاڑ کے نیچے کچلے جاتے ہیں۔ پھر اُن کے قد ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ پھر پہاڑ اُن کے اوپر گرایا جاتا ہے۔ پوچھا جبرائیلؑ! یہ کیا ہے؟ جواب دیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ آپ کی اُمت کے متکبرین ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے۔ تکبر کرتے تھے کہ جی ہم جیسا کون ہے۔ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک اُن کو اسی طرح ذلیل و رسوا کریں

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے۔

بد دیانتی کا انجام :-

پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے سر پر بہت بڑے گٹھڑ، بڑے بڑے بوجھ لدے ہوئے ہیں جبکہ وہ بوجھ اُن سے اٹھایا نہیں جاتا۔ وہ بوجھ کی وجہ سے گرتے ہیں۔ فرشتے پھر بوجھ اٹھا کر اُن کے سر پر رکھ دیتے ہیں ۔ پوچھا، جبرائیل امین! یہ کیا ہے ؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ آپ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو امانت میں خیانت کرنے والے تھے۔ لوگ ان کو امانتیں دیتے تھے اور وہ امانت کا صحیح استعمال کرنے کی بجائے ان میں خیانت کر لیتے تھے۔ آج ان کے سروں پر اتنے اتنے بھاری گٹھڑ رکھے ہوئے ہیں۔

بے نمازی کا انجام :-

پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے ماتھے پر پتھر مارے جاتے ہیں اور ان کا سر کچل دیا جاتا ہے۔ وہ تکلیف پانے کے بعد ٹھیک ہو جاتے ہے تو فرشتہ پھر دوبارہ پتھر اٹھا کر ان کے ماتھے پر مارتا ہے پھر سر کچل جاتا ہے۔ پوچھا جبرائیل! یہ کیا معاملہ ہے ؟ عرض کیا اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کے بے نمازی ہیں۔ جو اپنی پیشانیوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں ٹیکا کرتے تھے۔ جو اپنی پیشانیوں کو نہیں جھکایا کرتے تھے۔ آج فرشتے ان کی کھوپڑی کو چورا چورا کر رہے ہیں۔

زناکاری کا انجام :-

نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں کہ جن کے سر کے اوپر شرمگاہیں ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

جن سے پیپ نکل رہی ہے۔ وہ اُس کو پی رہے ہیں۔ پوچھا، اے جبرائیلؑ! یہ کون ہیں؟ عرض کیا، اے میرے محبوب ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کے زانی ہیں۔ وہ مرد جنھوں نے زنا کیا اور وہ عورتیں جو زنا کروانے والی تھیں ان کے سر پر آج شرمگاہیں ہیں جن میں سے پیپ نکل رہی ہے۔ اور یہ پی رہے ہیں۔

غیبت کرنے والوں کا انجام :-

کچھ لوگ تھے جو اپنا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پوچھا جبرائیل امینؑ! یہ کون ہیں! عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کے غیبت کرنے والے لوگ ہیں۔ آج انہی کا گوشت کاٹ کر اِن کو کھلایا جا رہا ہے۔ یہ دنیا میں اپنے بھائیوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔

آگے کا سفر :-

آپ ﷺ نے جنت کی رحمتیں بھی دیکھیں، جہنم کے مناظر بھی دیکھے۔ پھر نبی اکرم ﷺ کو اس سے بھی بلندی عطا فرمائی گئی حتیٰ کہ عرش کے اوپر جانے کے لئے ایک ایسی جگہ آئی جہاں حضرت جبرائیلؑ رک گئے۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہاں تک میرا ساتھ تھا۔ اس سے آگے اللہ کی جلالت شان کا یہ حال ہے کہ میں اگر ایک قدم بھی آگے بڑھاؤں تو میرے پر جل جائیں گے۔ گویا محبوب ﷺ کو ملاقات کے لئے جب لایا گیا تو لانے والے نے دروازے تک تو پہنچا دیا اور کہا کہ آگے آپ ﷺ کو اپنے محبوب سے ملنے کے لئے اختیار ہے۔ آپ ﷺ اکیلے جائیں کیونکہ محبّ اپنے محبوب سے ملنے کے لئے تخلیہ چاہتے ہیں۔

رویت جبرائیلؑ ثانیہ :-

مفسرین نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دو دفعہ جبرائیلؑ کو ان کی اصلی شکل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں دیکھا۔ ایک مرتبہ غار حرا میں آغاز نبوت کے وقت اور دوسری مرتبہ معراج کے موقع پر دیکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى (البتہ تحقیق آپ نے جبرائیلؑ کو دوسری دفعہ نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (سدرۃ المنتہیٰ کے پاس) عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى (اس کے پاس ہی جنت ماویٰ ہے)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر جبرائیلؑ کو اصلی شکل میں دیکھا اور اس کے چھ سو پر تھے۔ مجھے اس کو پہچاننے میں کسی قسم کی کاتردد نہیں ہوا۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ کے متعلق فرمایا کہ یہ جنت الماویٰ کے پاس ہے۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔ اس کے تمام طبقات درجہ بدرجہ اوپر کی طرف جاتے ہیں اور آخر میں جنت الفردوس ہے جس پر عرش الٰہی کا سایہ پڑتا ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ کی کیفیت :-

جب نبی اکرم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو اس وقت سدرہ پر ایک خاص قسم کے انوار و تجلیات وارد ہو رہے تھے اور درخت کے پتوں پر سنہری پروانے جگمگا رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے حسن و جمال کی تعریف بیان کر نہیں سکتا جو اس وقت سدرہ پر طاری تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى (جب ڈھانپ لیا سدرہ کو اس چیز نے جس نے ڈھانپ لیا) یہ مشاہدہ نبی اکرم ﷺ پر بہت واضح تھا مگر آپ نے اِدھر اُدھر غیر ضروری طور پر نہ دیکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (نہ تو نگاہ اِدھر اُدھر ہوئی اور نہ ہی حد سے بڑھی) آپ نے نہایت اطمینان کے ساتھ اس کیفیت کا مشاہدہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (تحقیق آپ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے پرودگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں)۔

سدرہ بیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس بیری کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان سے آگے نکلی ہوئی ہیں۔ اس درخت کے ہر پتے پر فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔ اس درخت کو سدرۃ المنتھٰی اس لئے کہتے ہیں کہ اسے نیچے اور اوپر کے درمیان ایک سنگم کی حیثیت حاصل ہے۔ اوپر سے نازل ہونے والا حکم یہاں رہ جاتا ہے اور نیچے کسی دوسری کیفیت کے ساتھ وارد ہوتا ہے۔ اسی طرح نیچے سے اوپر جو کچھ جاتا ہے وہ یہاں آکر رک جاتا ہے۔ گویا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ درخت عالم خلق اور عالم امر کے درمیان ایک سنگم ہے۔ اس درخت کو بنی نوع انسانی کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ اسی واسطے حدیث پاک میں آیا ہے کہ میت کو غسل دینے کے لئے پانی میں بیری کے پتے ڈال لیا کرو۔

چار نہریں :۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کے موقع پر میں نے اس درخت کی جڑ میں چار نہریں دیکھیں۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کیسی نہریں ہیں تو اس نے بتایا کہ دو نہریں کوثر اور سلسبیل ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ قیامت کے دن اسی کوثر کا پانی پرنالوں کے ذریعے حوض کوثر میں ڈالا جائے گا جو نبی اکرم ﷺ اپنے اُمتیوں کو پلائیں گے۔ باقی دو نہریں دریائے نیل اور فرات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ جس طرح سمندر کی مدوجزر کا تعلق چاند سے ہے۔

رویت الٰہی :۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی سے بعض مفسرین نے رویت جبرائیلؑ مراد لی ہے مگر بعض نے رویت باری تعالیٰ مراد لی ہے۔ لَقَدْ رَاٰی

www.besturdubooks.wordpress.com

مُحَمَّدٌ رَبَّهُ مَرَّتَیْنِ (حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا) ترمذی شریف کی روایت ہے کہ ایک دفعہ آنکھ سے دیکھا ایک دفعہ دل سے۔ طبرانی اور مسلم شریف کی روایت میں بھی ایسے ہی الفاظ آتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ذر غفاریؓ کی روایات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے البتہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ اس کا سختی سے انکار کرتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی رویت باری تعالیٰ کے خلاف ہیں۔ حضرت سروق نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ رویت کا انکار کس بنا پر کرتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں پا سکتیں البتہ وہ آنکھوں کو پا لیتا ہے)

غور کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کی اس دلیل کو دعوے کے ساتھ پوری مطابقت نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں ادراک کی نفی ہے نہ کہ رویت کی۔ ادراک کا مطلب ہے کسی چیز کا مکمل احاطہ کر لینا اور یہ واقعی اللہ تعالیٰ کی ذات کا یا صفات کا ممکن نہیں۔ وہ تو غیر محدود ذات ہے لہٰذا اس کا مکمل احاطہ نہ دنیا میں ہو سکتا ہے نہ آخرت میں۔ البتہ رویت کا مسئلہ دوسرا ہے جس کے شواہد موجود ہیں۔ جہاں تک رویت آخرت کا معاملہ ہے تو سیدہ عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ جنت میں تمام اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا مگر بے جہت بے کیف بے شبہ بے مثال ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اِنَّكُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوْتُوْا (تم مرنے سے پہلے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھ سکتے) یعنی یہ دیدار تب نصیب ہوگا جب مر کر اگلے جہان پہنچ جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے بھی کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے رویت کی درخواست کی تھی تو جواب آیا تھا لَنْ تَرَانِىْ (تم مجھے دیکھنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طاقت نہیں رکھتے) پھر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر گئے۔ مطلب یہ ہے کہ اس عالم ناسوتی میں تو رویت الٰہی ممکن نہیں۔ تاہم نبی اکرم ﷺ کو جو رویت نصیب ہوئی تھی وہ دوسرے جہاں میں حظیرۃ القدس میں ہوئی تھی لہٰذا اس رویت میں کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سر کی آنکھوں سے اپنے پرودگار کو دیکھا۔ امام احمد بن حنبلؒ بھی اسی رویت کے قائل ہیں۔ کسی نے آپ کے سامنے ذکر کیا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ تو اس رویت کا انکار کرتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان کی بات کا جواب میں حضور اکرم ﷺ کی بات سے دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ سے یہ قول صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ رَاَیْتُ رَبِّی عَزَّوَجَلَّ (میں نے اپنے پرودگار کو دیکھا) یہ قول رسول ﷺ ہے اور قول عائشہؓ سے زیادہ قوی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں آیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم کو اس بات پر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلت حضرت ابراہیمؑ کیلئے، کلام حضرت موسیٰؑ کے لئے اور رویت حضرت محمد ﷺ کے لئے رکھی۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رَاَیْتُ نُوْرًا (میں نے نور الٰہی کو دیکھا) دوسری روایت میں ہے فَسَجَدْتُ لَہٗ (میں نے سجدہ کیا)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ دو مرتبہ رویت کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو ایک دفعہ آنکھ سے دیکھا اور دوسری مرتبہ دل سے دیکھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نے جب نبی اکرم ﷺ کا قلب مبارک شق کیا تو کہا قَلْبٌ وَکِیْعٌ فِیْهِ اُذُنَانِ سَمِیْعَتَانِ وَ عَیْنَانِ بَصِیْرَتَانِ (یہ بڑا مضبوط دل ہے اس میں دو سننے والے کان اور دیکھنے والی دو آنکھیں ہے) گویا دل کی دو آنکھیں بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں جن سے نبی اکرم ﷺ کو رویت الٰہی نصیب ہوئی۔ بہر حال رویت ایک دفعہ آنکھ سے ہوئی دوسری مرتبہ قلب سے ہوئی یہ دونوں باتیں درست ہیں اور دونوں کا منشا ایک ہے۔

قربِ الٰہی :-

چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ کو اس سے بھی اوپر بلندی عطا کی گئی۔ کتنی عطا کی گئی؟ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ جب آپ ﷺ اپنے پرودگار کے سامنے اس حال میں پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنے پرودگار کی حمد بیان کی اور عجیب انداز سے اپنے پرودگار کی تعریف کی۔ آپ ﷺ نے تین الفاظ کہے۔ آپ ﷺ نے پرورگار کے سامنے عرض کیا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ میری سب کی سب زبانی تعریفیں، میری قولی عبادتیں، میری زبان سے نکلی ہوئی حمد پروردگار کے لئے۔ وَالصَّلَوٰتُ اور جو میں نے بدنی عبادتیں کی ہیں وہ ساری کی ساری میرے پروردگار کے لئے ہیں۔ والطَّیِّبَاتُ اور جو میں نے مال خرچ کیا ہے وہ سب کی سب مالی عبادتیں بھی اے پروردگار! تیرے لئے ہیں۔ گویا آپ نے تین باتیں کہیں۔ اے اللہ! میری قولی عبادتیں بھی تیرے لئے، میری بدنی عبادتیں بھی تیرے لئے اور میری مالی عبادتیں بھی تیرے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی تین باتیں آپ ﷺ نے کہی تھیں ان کے بدلے پروردگار نے بھی تین باتیں کہیں۔ فرمایا میرے محبوب ﷺ! اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ کے اوپر سلامتی ہو۔ اور اللہ کی رحمتیں ہوں اور اللہ کی برکتیں ہوں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ آپ ﷺ پر سلامتی ہو وَ رَحْمَتُ اللّٰہِ اور اللہ کی رحمتیں ہو وَ بَرَکَاتُہٗ اور اللہ کی برکتیں ہوں۔ جب نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہے، سلامتی

www.besturdubooks.wordpress.com

کی بات ہو رہی ہے، برکت ورحمت کی بات ہو رہی ہے تو نبی اکرم ﷺ کو امت یاد آئی آپ ﷺ نے فوراً فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا ہم پر بھی سلامتی ہو وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اور میری امت کے جو نیک لوگ ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی ان پر بھی سلامتی ہو۔ قربان جائیں اس نبی ءرحمت ﷺ پر جس کو پروردگار کا قرب ملتا ہے تو اس حال میں بھی گنہگار امت کو نہیں بھولے۔ اس رحمت وبرکت میں امت کو بھی شامل فرمالیا۔ جب فرشتوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے اور ان کی زبان سے فوراً یہ الفاظ نکلے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ چنانچہ جتنی گفتگو ان قرب کے لمحات میں ہوئی تھی رب کریم نے اس کو تحفہ بنا کر اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا۔

نماز کا تحفہ :-

جب دوست دوست سے ملاقات کے لئے آتا ہے تو بعد میں تحفہ لے کر واپس جایا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے محبوب ﷺ! آپ اس تمام گفتگو کو تحفہ سمجھئے اور اپنی امت کو کہیے کہ دن میں 50 نمازیں پڑھے اور اس کے ذریعے گویا مجھ سے ہم کلام ہوا کرے۔ آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو راستے میں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! کیا معاملہ پیش آیا؟ فرمایا، مجھے نمازوں کا حکم عطا کیا گیا۔ عرض کیا، میری امت کو بھی اسی طرح کا حکم تھا مگر وہ امت تو تھوڑا بھی نہ کر سکی، آپ ﷺ ایک دفعہ پھر تشریف لے جائیے۔ چنانچہ آپ ﷺ پھر تشریف لے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری دی اللہ تعالیٰ نے 45 کر دیں۔ پھر دوبارہ معاملہ ہوا 40 کر دیں۔ پانچ نمازیں کم ہوتی گئیں۔ نو مرتبہ آپ ﷺ کو بار بار عروج وبلندی نصیب ہوئی۔ حکمت کیا تھی؟ ظاہر میں نظر آتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ نمازیں معاف ہو رہی ہیں مگر حقیقت یہ تھی کہ پروردگار دکھانا چاہتے تھے کہ میرے بندو! کل کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ عروج ایک ہی دفعہ نصیب ہوا، اب دوبارہ ان کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہ میرے وہ بندے ہیں جو ایک ہی دفعہ میرے پاس نہیں آئے۔ ان کے لئے میرے در کھلے ہیں۔ محبوب تو جتنی دفعہ چاہے میرے پاس آسکتا ہے۔ میں نے رحمت کے دروازے کھول دیئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نویں دفعہ کے بعد فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں پھر جاؤں۔ اب تو فقط 5 نمازیں ہیں۔ چنانچہ 5 نمازوں کا تحفہ لے کر اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ واپس تشریف لائے۔

نظام کائنات کا موقوف ہونا :-

جب نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر میں پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ جس پانی سے وضو کیا تھا وہ اسی طرح بہہ رہا ہے۔ بستر کی گرمی بھی مجھے اسی طرح محسوس ہوئی، در حقیقت وہاں جتنا وقت لگا تھا پروردگار عالم نے نظام کائنات کو اسی جگہ روک دیا تھا۔ جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تھے آپ کائنات کی جان تھے کائنات کا ارمان تھے۔ جب آپ ہی تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے پورے نظام کو وہیں روک دیا۔ جب ملاقات کر کے واپس تشریف لائے، تو پھر نظام وہیں سے آگے چلا۔

جدید سائنس اسلام کی دہلیز پر :-

ایک وقت تھا کہ جب دنیا تخت سلیمانی کے اڑنے کو نہیں سمجھ سکتی تھی۔ آج ہوائی جہاز کی اڑان نے تخت سلیمانی کے اڑنے کو اچھی طرح سمجھا دیا۔ ایک وقت تھا کہ جب ابابیلوں کی کنکریاں جو ہاتھیوں کو بھوسا بنا کر رکھ دینے والی تھیں، وہ انسان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران کر دیتی تھیں کہ کنکریوں میں کہاں اتنی طاقت کہ ہاتھی کو مار سکیں آج رائفل کی گولی نے بات صاف کر دی کہ کس طرح رائفل کی گولی سے اتنا بڑا ہاتھی مر جاتا ہے۔ پروردگار عالم کی طرف سے ابابیل جب کنکریاں پھینکتے تھے وہ بھی گولی بن کر پڑتی تھیں۔ تو سائنس وقت کے ساتھ ساتھ ان باتوں کی نقاب کشائی کرتی جا رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتی تھیں آج سمجھنی نسبتاً زیادہ آسان ہیں۔ آج لفٹ میں سفر کرنے والے کے لئے رفرف کا سمجھنا زیادہ آسان ہے۔ آج براق کے لفظ کو برق کی وجہ سے سمجھنا زیادہ آسان ہے جو ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ اور چھیاسی ہزار میل کا سفر کر جاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اسی طرح اپنے محبوب ﷺ کو تھوڑی سی دیر میں یہ تمام شرف عطا فرمادیا۔ بظاہر کوئی اسے سمجھے یا نہ سمجھے۔

میرے دوستو! ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ چونکہ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا، لہٰذا ہمارا پکا ایمان ہے اللہ کے محبوب ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے سب مناظر دیکھے اور دیکھ کر تشریف لے آئے۔

ایک دلچسپ حکایت :-

اس پر مجھے پنجابی کی ایک حکایت یاد آگئی۔ ہمارے ہاں پنجاب کے علاقے میں جب صبح صبح لوگ اٹھتے ہیں تو اپنے کھیتوں میں ہل چلانے کے لئے نکل جاتے ہیں۔ ہل چلانے والے کو پنجابی میں "ہالی" کہتے ہیں۔ وہ ہالی جب ہل چلاتے ہیں تو ان کو کافی دیر گزر جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جب سورج دو چار نیزے اوپر چلا جاتا ہے تو اس وقت ان کی بیویاں گھروں میں لسی بلو کر مکھن نکال لیتی ہیں۔ کچھ روٹیاں پکا لیتی ہیں، پھر روٹی اور مکھن وغیرہ کا ناشتہ لے کر کھیتوں میں ان کو پہنچاتی ہیں۔ تو وہ خاوند جو ہل چلا رہا ہوتا ہے اسے بھوک بھی لگی ہوتی، کئی گھنٹے ہل چلا چلا کر وہ تھکا ہوا بھی ہوتا ہے۔ تو وہ بیوی

www.besturdubooks.wordpress.com

کا منتظر ہوتا ہے۔ گویا اپنے محبوب کا منتظر ہوتا ہے، اس کی راہ تک رہا ہوتا ہے۔ جیسے ہی بیوی اس کے سامنے ناشتہ لے کر جاتی ہے وہ وہیں ہل کو روک دیتا ہے اور اپنی بیوی کے پاس بیٹھ کر ناشتہ کرتا ہے۔ ایک شاعر نے شاعرانہ انداز میں اور عاشقانہ مزاج میں اس پورے منظر کو یوں بیان کیا ہے۔ جب بیوی سامنے جاتی ہے اور اس نے اپنی ناک میں جو لونگ پہنا ہوتا ہے اس کا لشکارہ پڑتا ہے تو خاوند ہل چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس بات کو اس نے یوں کہا،

پیا لونگ دا جدوں لشکارا
تے ہالیاں نے ہل روک لئے

لونگ کا جب لشکارا پڑتا ہے تو ہالی اپنے ہل روک لیتے ہیں۔ یہی معاملہ تھا محبوب ﷺ کا۔ جب وہاں پہنچے تو پروردگار عالم نے ساری کائنات کے نظام کو وہیں روک کے رکھ دیا کہ محبوب میرے پاس ہے۔ میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کتنی گفتگو کروں گا ؟ فرمایا، فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی پھر پروردگار نے اپنے بندے پر وحی نازل فرمائی اور جو چاہا اس نے وحی نازل فرمائی۔ یہ محبوب اور محب کے درمیان راز ہے۔ کوئی محبوب اپنے محب کی ملاقات کی باتیں دوسرے کو نہیں بتایا کرتا۔ چنانچہ قرآن پاک نے بھی اسی طرح اجمال کے ساتھ اس کا تذکرہ کر دیا۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی تحقیق انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔

قریش مکہ کی حیرانی :-

جب آپ ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے تو اگلے دن آپ ﷺ نے قریش مکہ کو یہ سارا واقعہ سنایا وہ بڑے حیران ہوئے۔ سوچنے لگے کہ اتنی تھوڑی سی

www.besturdubooks.wordpress.com

دیر میں کوئی مسجد اقصیٰ تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔اور واپس آسکتا ہے ؟ چنانچہ انہوں نے اس بات کو خلاف حقیقت سمجھا۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے ہیں ، قریش مکہ پاس ہیں۔آپ ﷺ نے معراج کے متعلق ارشاد فرمایا تو قریش مکہ کہنے لگے اچھااگر آپ مسجد اقصیٰ سے ہوکر آئے ہیں تو بتائیں کہ اس کی چھت کی کڑیاں کیسی تھیں ؟ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں مجھے تو چھت کی کڑیوں کے متعلق پتہ ہی نہ تھا۔ میری طبیعت میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی کہ ان کفار نے ایسا سوال کیا ہے کہ مجھے اس وقت اس کا جواب معلوم ہی نہیں ۔ مگر میرے پروردگار نے میری راہنمائی فرمائی اور درمیان کے سارے کے سارے پردے ہٹادیئے۔میں مسجد اقصیٰ کی چھت کو دیکھ رہا تھا۔جو کچھ وہ کفار پوچھتے جاتے میں ان کو بتاتا جاتا تھا۔جب میں نے ساری باتیں ان کو بتادیں تو ان کے مقدر میں ہدایت تو پھر بھی نہیں تھی۔کہنے لگے یہ بڑا جادوگر ہے۔یہ اپنے جادو کے ذریعے یہ باتیں بتادیتا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کی گواہی :-

ابو جہل وہاں سے اٹھ کر گھر کی طرف چل پڑا تو آگے حضرت ابو بکرؓ آرہے تھے۔ کہتا ہے ابو بکر ! تم بڑے عقلمند آدمی ہو، سمجھدار ہو، دانا ہو۔ مجھے ایک بات تو بتادو، اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں مکہ سے چلا اور رات ہی رات میں مسجد اقصیٰ تک پہنچا پھر واپس آگیا، تو کیا یہ ممکن ہے ؟ آپؓ نے فرمایا ممکن تو نہیں ہے، کہنے لگا کہ آپؓ ہی کے تو دوست کہتے ہیں کہ میں رات میں یہ سفر کر کے آیا ہوں ۔ابو بکر صدیقؓ تڑپ کر بولتے ہیں کہ اگر میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں تو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچ کہتے ہیں۔یقیناان کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہوگا۔اللہ تعالیٰ کو ابو بکرؓ کی یہ گواہی اتنی پسند آئی کہ ابو بکر کے نام کے ساتھ صدیق کا لقب لگادیا۔قیامت تک کے لئے ابو بکر کا نام

www.besturdubooks.wordpress.com

لیا جائے گا تو ان کو صدیق کہہ کر پکارا جائے گا کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ایک دعوی فرمایا تھا اور ابو بکرؓ نے بن دیکھے اس کی گواہی دی تھی۔ معراج کا واقعہ تفاسیر کی کتب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئی حکمتیں تھیں۔

واقعہ ء معراج کی چند حکمتیں

چند حکمتیں جو اللہ رب العزت نے ہمیں معراج کے واقعہ میں دکھائی تھیں وہ بھی سنتے چلیں۔

1 محبوب ﷺ سے بلاواسطہ گفتگو :-

ان میں سے پہلی حکمت یہ ہے کہ اللہ رب العزت پہلے اپنے محبوب ﷺ سے جبرائیل امینؑ کے ذریعے ہمکلامی فرمایا کرتے تھے۔ گویا واسطہ تھا، جبرائیل امینؑ کا۔ محب اپنے محبوب کی طرف پیغام بھیجتا تھا کسی پیامبر کے ہاتھوں۔ پھر ایک وقت ہوتا ہے کہ جب دل چاہتا ہے کہ واسطے کے بغیر بھی ہمکلامی ہو۔ واسطے کے بغیر بھی ملاقات ہو۔ چنانچہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب ﷺ کو عرش پر بلا لیا۔ گویا فرمایا کہ اے میرے محبوب ﷺ! دنیا میں تو جبرائیلؑ پیغام دینے جاتے تھے، آپ عرش پر تشریف لائیے تاکہ میں بغیر واسطے کے آپ سے ہمکلامی کرلوں۔ پس واقعہ معراج میں ایک حکمت تو یہ تھی کہ پروردگار نے اپنے محبوب ﷺ سے بغیر واسطے کے ہمکلامی فرمائی اور ان کو اتنا قرب عطا فرمادیا۔

2 ملائکہ کو اپنے محبوب ﷺ کا دیدار کروانا :-

دوسری حکمت اس میں یہ تھی کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمت للعالمین بنایا تھا۔ اور جو رحمت للعالمین ہو وہ صرف عالم دنیا کے لئے رحمت نہیں ہوتا۔ وہ تو تمام عالموں کے لئے رحمت ہوتا ہے۔ اب اس میں عالم ملکوت بھی آتے ہیں۔ فرشتوں کے عالم بھی آتے ہیں۔ آپ ﷺ جس طرح انسانوں کے لئے رحمت تھے اسی طرح آپ فرشتوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ زمین کی مخلوق کے لئے جیسے رحمت اسی طرح آپ فرشتوں کے لئے رحمت تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو رحمت للعالمین بنایا تھا لہٰذا پسند فرمایا کہ میرے رحمت للعالمین کو دنیا کی مخلوق نے تو دیکھ لیا میں اس رحمت للعالمین کو عرش کی سیر کے لئے بلاتا ہوں تاکہ عرش کے رہنے والے فرشتے بھی اس کا دیدار کرلیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس لئے معراج عطا فرمادی تاکہ فرشتے بھی نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے مستفید ہو سکیں۔

3 فرشتوں پر اپنے محبوب ﷺ کی برتری کا اظہار :-

پھر اس میں ایک حکمت یہ تھی کہ فرشتے چونکہ عرش پر تھے اس لئے ممکن ہے ان کو اپنی بلندی کا ناز ہو۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی طرف بلالیا اور ان کو کہاں تک پہنچایا؟ اس بلندی تک پہنچایا کہ فرشتے بھی نیچے رہ گئے۔ گویا فرشتوں پر یہ بات ثابت کردی گئی کہ دیکھو، تمہیں اپنی بلندی پر فخر نہ ہو، میں اپنے محبوب ﷺ کو اتنا اونچا بلاتا ہوں کہ جبرائیل امینؑ بھی نیچے رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو بلندی عطا فرماکر فرشتوں کے فخر کو یا ناز کو توڑ کر رکھ دیا کہ دیکھو میرے محبوب ﷺ کو کیا شان عطا فرمائی گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

4 اپنے محبوب ﷺ کو امام الکل ثابت کرنا :-

پھر آپ ﷺ بیت اللہ (مکہ) سے چلے۔ وہاں پر گویا امام الانس تھے کیونکہ آپ ﷺ نے وہاں انسانوں کی امامت فرمائی۔ جب آپ ﷺ مسجد اقصیٰ گئے وہاں آپ نے انبیاء کی امامت فرمائی تو امام الانبیاء بن گئے۔ جب آپ عرش پر تشریف لائے وہاں آپ ﷺ نے فرشتوں کی امامت کروائی تو امام الملائکہ بنے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ یہ میرے محبوب امام الکل ہیں۔ میری سب مخلوق کے امام ہیں۔

5 کفار مکہ کی پسپائی :-

پھر اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ کفار نے جب آپ ﷺ سے گفتگو کی تھی تو انہوں نے کلمہ ء توحید کو چھوڑنے کے بدلے آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا مال پیش کیا تھا، دنیا کے خزانے پیش کئے تھے، دنیا کا حسن و جمال پیش کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی کہ میرے محبوب ﷺ! یہ کفار آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا مال پیش کرتے ہیں، آپ ﷺ ذرا میری طرف آیئے، میں آپ ﷺ کو اپنے خزانوں کی سیر کرادوں کہ آپ ﷺ کے پروردگار نے آپ کے لئے کیسے کیسے خزانوں کو جمع کر رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے خزانوں کی سیر کرادی تاکہ کفار کی یہ بات غلط ثابت ہو کہ دنیا کا پیسہ بڑی چیز ہے۔ جو دنیا سے منہ موڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمتوں کے خزانے عطا فرمادیتے ہیں۔ اس لئے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کی یہ سعادت عطا فرمائی۔

6 محبوب ﷺ کی دلداری :-

اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ ایک مرتبہ جب کفار نے سخت دل آزاری کی تو آپ ﷺ نے یہ کہا تھا کہ کوئی دوست ہوتا جو میرا ساتھ دیتا، کوئی رفیق سفر ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

جو میری غمخواری کرتا، کوئی میرا یار ہوتا جو دلداری کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اپنے محبوب ﷺ کو عرش پر بلوالیا۔ گویا فرمایا میرے محبوب ﷺ! میں ہی تو آپ کا رفیق الاعلیٰ ہوں۔ اگر دنیا ایذا دیتی ہے تو آؤ میں تمہاری دلداری کروں گا۔ دنیا نے تو تکلیف دی، آیئے میں آپ ﷺ کے دل کو خوشیاں دے دوں۔ دنیا نے آپ ﷺ کو ایذاء پہنچائی، میں آپ ﷺ کے دل کو تسکین دے دوں۔ دنیا نے تو آپ ﷺ کو پریشان کیا تو آیئے سعادت کی دستار میں آپ ﷺ کے سر پر رکھ دوں۔ اس لئے کہ میں ہی آپ ﷺ کا رفیق الاعلیٰ اور آپ ﷺ کا دوست ہوں۔ تو معراج کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی تھی کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس بلوا کر آپ ﷺ کی دلداری فرمائی۔

7 عیسائیوں کے زعم باطل کا توڑ:۔

اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے عرش پر بلایا اور چوتھے آسمان کے اوپر ان کا قیام فرمادیا ممکن ہے کہ عیسائیوں کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی کہ ہمارے پیغمبر بڑے افضل ہیں، ان کو آسمانوں پر اٹھایا گیا اور چوتھے آسمان پر ان کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا فخر توڑنے کے لئے اپنے محبوب ﷺ کو معراج عطا فرمائی۔ کہ او نصاریٰ! تم دیکھو، اگر تمہارے پیغمبر کو چوتھے آسمان تک اٹھایا گیا تو میں اپنے محبوب ﷺ کو چوتھے آسمان سے بھی اوپر لے بلا رہا ہوں۔

8 مشاہدۂ حق کے ساتھ حمد وثنا:۔

اور ایک حکمت یہ بھی تھی کہ دنیا میں جتنی بھی مخلوق آئی، سب اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی تھی مگر سب کے سب ان دیکھے تعریف کر رہے تھے۔ کوئی تو ایسا بھی ہو جو دیکھ کر تعریف کرنے والا ہو۔ اس مقصد کے لئے پروردگار نے اپنے محبوب ﷺ کو بلا

www.besturdubooks.wordpress.com

لیا۔ میرے محبوب ﷺ! ساری دنیا ان دیکھے تعریف کرتی رہی، میں آپ ﷺ کو وہ مقام عطا کرتا ہوں جہاں میری نشانیوں کو دیکھ کر اور مجھے دیکھ کر آپ میری تعریفیں کر سکیں ۔ چنانچہ جتنے بھی انبیاء آئے ان کی گواہی ان دیکھے تھی، ایک ہمارے محبوب ﷺ ہیں جنہوں نے دیکھ کر گواہی عطا فرمائی۔

9 اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی سیر :-

دنیا کا دستور ہے کہ جب بادشاہ کسی کو اپنا دوست بناتا ہے، اس کو اپنے محلات کی سیر کرواتا ہے۔ اپنے خزانے دکھاتا ہے۔ اپنے دربار میں بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنا قرب خاص عطا فرمادیا تو ان کو عرش و قلم سے اوپر بلا لیا۔ اپنے مقامات کی سیر کروائی۔ اپنے خزانوں کی سیر کروادی۔ میرے دوست! دنیا میں اگر اسی طرح اپنے خزانوں کو اپنے دوست کو دکھایا جاتا ہے تو میں حقیقی شہنشاہ ہوں، آیئے میں بھی اپنے خزانوں کا آپ ﷺ کو دیدار کرادیتا ہوں۔ تاکہ دنیا والوں کو یقین آجائے کہ واقعی میں نے آپ ﷺ کو اپنا محبوب ﷺ بنالیا ہے۔

10 شفاعت میں آسانی :-

پھر اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ قیامت کے دن شافع بنیں گے۔ یعنی شفاعت کرنے والے۔ اسی لئے تو شافع روز جزاء کہا جاتا ہے۔ اس لئے جب اذان کے بعد دعا مانگی جاتی ہے تو اس میں کہا جاتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں نبی اکرم ﷺ کی شفاعت عطا فرمانا اور آپ کو مقام محمود عطا فرمانا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، قیامت کا دن ہوگا، انسانیت پریشان ہوگی۔ ہر انسان اپنے گناہوں کے بقدر اپنے پسینے کے اندر ڈوبا ہوا ہوگا جس کو برداشت کرنا مشکل ہوگا۔ سب کے سب انسان مختلف انبیاء کرام کے پاس جائیں گے۔ سیدنا آدمؑ کے پاس، حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

نوحؑ کے پاس، حضرت ابراہیمؑ کے پاس، حضرت موسیٰؑ کے پاس، حضرت عیسیٰؑ وغیرھم کے پاس جائیں گے۔ فریاد کریں گے کہ اے اللہ کے نبی! آپ ہماری شفاعت کر دیجئے۔ مگر سب تھراتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی جلالت شان سے سب کے سب کانپتے ہوں گے۔ پھر ایسے وقت میں سب میری طرف آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے وہ مقام ملے گا کہ مجھے اس پر بٹھایا جائے گا۔ میں وہاں سجدے میں سر رکھ کر اللہ کی حمد بیان کروں گا، تعریفیں کروں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، کہ میں اللہ کی ایسی تعریف کروں گا کہ ایسی تعریف نہ پہلے کسی نے کی ہوگی اور نہ ایسی تعریف کوئی بعد میں کرے گا۔ وہ تعریف ایسی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا سارا جلال اللہ تعالیٰ کے جمال میں بدل جائے گا۔ پروردگار کی رحمت جوش میں آئے گی۔ فرمائیں گے آپ ﷺ نے میری ایسی حمد بیان کی، سجدے سے سر اٹھایئے۔ جس کی آپ شفاعت کریں گے ہم آپ کی شفاعت قبول کریں گے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو عرش پر بلا کر جنت اور دوزخ کے مناظر دکھا دیئے تاکہ لوگوں کی شفاعت کرنے میں قیامت کے دن اپنے محبوب ﷺ کو آسانی ہو سکے۔ بندے نے منظر دیکھا ہو تو اس کی بات کہنا آسان ہوتا ہے۔ اگر پہلی دفعہ بات دیکھی ہو تو انسان کئی مرتبہ پریشان ہوتا ہے کہ میں کیا کہوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج عطا فرما کر جنت و دوزخ کی یہ سیر اس لئے کرا دی، جہنم کے مناظر دکھا دیئے تاکہ میرے محبوب ﷺ کو پتہ رہے کہ جنتیوں اور جہنمیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور قیامت کے دن آپ ﷺ ان کی شفاعت کا حق ادا کر سکیں۔

اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے دنیا میں ہر نبی کو ایک ایسی دعا کا اختیار دیا کہ تم جیسے مانگو گے اس دعا کو اسی طرح قبول کر لیا جائے گا۔ جب آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی تو صحابہؓ تڑپ اٹھے۔ پوچھتے ہیں اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ نے آپ کو بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

اختیار دیا۔ فرمایا! ہاں، عرض کیا تو اے اللہ کے نبی ﷺ! پھر آپ نے کونسی دعا مانگی؟ فرمایا، میں نے کوئی دعا نہیں مانگی۔ میں نے اس دعا کو اپنے لئے ذخیرہ بنا لیا۔ قیامت کا دن ہوگا میری گنہگار امت کھڑی ہوگی۔ میں اس وقت دعا کروں گا کہ اے پروردگار! میری ساری امت کو اپنی رحمت سے آج جنت میں داخل کردے۔ فرمایا میں جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا آخری امتی بھی جنت سے باہر ہوگا۔ جب ساری امت اندر چلی جائے گی پھر میں جنت میں داخل ہوں گا۔ میں قیامت کے دن وہ دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ میری دعا کے بدلے میں میری گنہگار امت کی مغفرت فرما دیں گے۔ سبحان اللہ

11 رحمت خداوندی کا اظہار :-

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج پر بلایا تو اس میں ایک حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر قیامت کے دن اپنی امت کے سارے احوال کھولنے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عرش پر بلایا اور اپنی رحمت کے خزانے دکھا دیئے تاکہ میرے محبوب ﷺ کو میری رحمت کے خزانوں کو آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت مل جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اگر آپ پر امت کے گناہوں کو پیش کیا جائے آپ ﷺ کا دل رنجیدہ ہو کہ میری امت کے اتنے گناہ ہیں، کیسے بخشے جائیں گے۔ پروردگار عالم نے اپنے محبوب ﷺ کو رحمت کے خزانے دکھا دیئے۔ او میرے محبوب ﷺ! تیری امت کے گناہ جتنے بھی زیادہ ہوں، ذرا میری رحمتوں کو بھی دیکھ لو۔ وہ ان رحمتوں سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ میری رحمتیں ان تمام گناہوں سے زیادہ ہوں گی تاکہ میرے محبوب ﷺ کے دل کو امت کے گناہوں کو جان کر تکلیف نہ ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

12 زمین اور آسمان کے مدارج میں برابری :-

بعض علماء نے یہ حکمت بھی لکھی ہے کہ ایک دفعہ زمین اور آسمان کے درمیان ہم کلامی ہوئی۔ آپس میں بات چیت ہوئی۔ آسمان نے کہا، دیکھو، میرے اوپر فلاں چیز ہے۔ زمین نے کہا، میرے اوپر فلاں چیز ہے۔ آسمان نے کہا، میرے اوپر چاند اور ستارے ہیں۔ زمین نے کہا کہ میرے اوپر نبی اکرم ﷺ کے صحابہ ہیں۔ آسمان نے کہا، میرے اوپر اللہ کی رحمت کے خزینے ہیں۔ زمین نے کہا، میرے اوپر محبوب کی رحمت کا مدینہ ہے۔ تو آپس میں اس طرح باتیں ہوتی رہیں۔ آسمان نے کہا، میرے اوپر مقدس مقامات ہیں تو زمین نے بھی کہا کہ میرے اوپر طور، مکہ اور مدینہ جیسے متامات ہیں۔ آپس میں ہمکلامی طویل ہو گئی۔ بالآخر زمین نے کہا کہ اچھا تیرے اوپر جو کچھ بھی ہے، بتاؤ تو سہی تیرے اوپر اللہ کے محبوب ﷺ تو نہیں۔ یہ سعادت تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہی عطا فرمادی۔ جب زمین نے کہا تو آسمان کے پاس اس کا جواب نہ تھا۔ پروردگار عالم کی رحمت نے چاہا کہ اچھا اگر زمین کو یہ سعادت ملی ہے کہ میرے محبوب ﷺ کے قدم اس پر لگے ہیں، تو میں محبوب ﷺ کے قدموں کو عرش پر بھی لگوا دیتا ہوں تاکہ سعادت میں دونوں برابر ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج عطا فرمائی۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

www.besturdubooks.wordpress.com

عاجزی وانکساری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

احسانات خداوندی:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو۔ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اور وہ غنی ہے جس کی تعریف کی گئی ہے۔ یعنی عظمتوں والا کبریائی والا اور شان والا ہے۔ وہ پروردگار جس نے تمہیں زندگی کی سب نعمتیں عطا فرمائیں، جس نے تم پر بارش کے قطروں سے بھی زیادہ احسانات فرمائے۔ تمہارے جسم کا انگ انگ اس مالک و خالق کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے۔

لوگو! اپنی حقیقت کو پہچانو۔ اگر پھر بھی اپنے پروردگار کے سامنے نہیں جھکو گے اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وہ چاہے تو تمہیں لے جائے، تمہیں مٹادے، ختم کر دے اور تذکروں میں تمہارا تذکرہ بھی باقی نہ رہے۔ کبھی قصوں اور کہانیوں میں بھی تمہیں یاد نہ کیا جائے۔ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ اور ایک نئی مخلوق کو تمہاری جگہ پیدا کر دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اور اللہ پر یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔

خاک کی عظمت:

ہم بندے ہیں اور بندگی ہی اچھی لگتی ہے۔ خاکی النسل ہیں لہذا خاکی النسل بن کر زندگی گزار دیں۔ جبکہ شیطان ہمیں آتشی النسل بن کر زندگی گزارنے کی تلقین کرتا ہے خاک (مٹی) پاؤں کے نیچے رہے تو ہر بندہ پسند کرتا ہے۔ اگر پاؤں کے نیچے سے اڑ کر کپڑوں پر آگرے تو لوگ فوراً جھاڑ دیتے ہیں۔ چہرے پر آپڑے تو بھی لوگ فوراً دھو دیتے ہیں لہذا خاک کو عاجزی ہی زیبا ہے۔ جب تک یہ پاؤں کے نیچے رہے اس وقت تک اس کی عظمت ہے، قدر ہے اور جب یہ نیچے سے اوپر ہونے کی کوشش کرتی ہے تو ہر بندہ اسے ناپسند کرتا ہے اور اسے مٹانے کی کوشش کرتا ہے بالکل اسی طرح جو انسان آتشی النسل بن کر آگ کے شراروں کی طرح اونچا اٹھنا چاہتا ہے پروردگار عالم اس کا نام و نشان مٹا دیتے ہیں۔

تصوف کسے کہتے ہیں:

تصوف کشف کے حاصل ہونے کا نام نہیں، رنگ دیکھنے کا نام نہیں، دل کی حرکت حاصل ہونے کا نام نہیں، خلاف عادت واقعات پیش آنے کا نام نہیں، آئندہ پیش آنے والے واقعات کا علم ہونے کا نام نہیں، مقدموں کے فتح ہونے کا نام نہیں، دعاؤں کے قبول ہونے کا نام نہیں، کیونکہ دعا تو شیطان کی بھی قبول ہو گئی تھی، نماز اور تلاوت کے اندر کچھ خاص کیفیات محسوس ہونے کا نام نہیں بلکہ تصوف اپنے آپ کو مٹا دینے کا دوسرا نام ہے۔ حضرت سید سلیمان ندویؒ نے ایک مرتبہ حضرت اقدس تھانویؒ سے پوچھا کہ حضرت! تصوف کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا

کہ تصوف اپنے کو مٹا دینے کا دوسرا نام ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

اپنی "میں" کو مٹالو :

میرے دوستو! اپنی میں کو مٹالو۔ یاد رکھنا کہ جو اپنی میں کو نہیں مٹاتا پھر اللہ تعالیٰ خود اس کی میں کو مٹاتے ہیں اور جس کی میں کو اللہ مٹاتا ہے پھر اس کا تماشا دنیا دیکھتی ہے۔ اس سے پہلے کہ اللہ ہماری "میں" کو توڑ دے ہم اپنی "میں" کو خود توڑ لیں۔ اسے کہتے ہیں نفس کو مٹانا۔

تصوف کی بنیاد :

اپنے نفس کو مٹا دینے والی یہ نعمت اوپر سے چلی آرہی ہے۔ آج لوگ پوچھتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد کہاں؟ بھئی یہ اپنے آپ کو مٹا دینا، نفس میں عجب اور تکبر جیسی بیماریوں کو ختم کرنا ہی تو تصوف ہے اور یہ تعلیمات تو ہمیں صحابہ کرام اور سلف صالحین سے ملتی ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی عاجزی :

اپنے آپ کو مٹانے کی بہترین مثال تو صدیق اکبرؓ کی زندگی میں ملتی ہے۔ محبوب دو عالم ﷺ ان کو صدیقیت کی بشارت دیتے ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں ان کے تذکرے فرماتے ہیں۔ احد سے کہتے ہیں کہ احد! کیوں ہلتا ہے؟ تیرے اوپر صدیق ہے۔ اپنی حیات مبارکہ میں ان کو مصلے پر کھڑا فرماتے ہیں، ہجرت کے وقت رفیق سفر بناتے ہیں مگر اس سب کچھ کے باوجود صدیق اکبرؓ کی یہ حالت تھی کہ جب اپنے آپ پر نظر ڈالتے تو کانپ اٹھتے، رو پڑتے اور رو رو کر کہتے، کاش! میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا، کاش! میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا، کاش! میں کوئی پرندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا، کاش! میں گھاس کا کوئی تنکا ہوتا جسے کوئی جانور ہی کھالیتا۔
ان کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی ابْنِ اَبِیْ قُحَافَةْ۔

(کہ جو شخص چاہے کہ زمین کے اوپر چلتی ہوئی کسی لاش کو دیکھے تو اس کو چاہیے کہ وہ ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکر صدیق کو دیکھ لے)

سبحان اللہ پھر اللہ رب العزت نے ان کو غار میں اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کی بشارتیں دیں۔ کیونکہ خواہشات ختم ہو گئی تھیں، ہوائے نفسانی کا نام و نشان نہ رہا تھا، حقیقت انسانیت نصیب ہو چکی تھی۔ وہ زندہ تو تھے مگر دنیا میں نہیں تھے بلکہ ان کے دل و دماغ عرش کے اوپر پہنچے ہوئے ہوتے تھے۔

سیدنا عمر ابن الخطابؓ کی عاجزی:

سیدنا عمر ابن الخطابؓ نے اپنے آپ کو کیسے مٹایا؟ ایک مرتبہ کسی جہاد سے مال غنیمت آیا۔ قیدی بھی آئے۔ آپ نے دیکھا تو خوش ہوئے۔ اس کے بعد لوگوں سے کہا ذرا منبر کے قریب ہو جاؤ۔ لوگ منبر کے قریب ہو گئے۔ پھر آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر اپنے آپ کو کہا "عمر! تو وہی تو ہے جس کی ماں خشک گوشت چبایا کرتی تھی" عرب میں یہ غربت کی علامت ہوتی تھی کہ جن کو کھانے کا کچھ وافر حصہ میسر نہیں ہوتا تھا وہ بھوک کی شدت کی وجہ سے خشک گوشت چبایا کرتے تھے۔
یہ بات کہہ کر حضرت عمرؓ منبر سے نیچے اتر گئے۔ صحابہ کرامؓ حیران ہوئے کہ ہمیں امیر المومنین نے اکٹھا کیا تھا تو کیا یہی کچھ کہنا تھا۔ بعد میں انھوں نے حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

عمرؓ سے پوچھا' حضرت! آپ نے اتنے لوگوں کو اکٹھا بھی کیا کہ بات سنو اور کوئی خاص بات بھی نہیں کی بس یہی کہا کہ عمر! تو اس ماں کا بیٹا ہے جو خشک گوشت چبایا کرتی تھی، آخر کیا وجہ ہے؟ حضرت عمر نے جواب دیا، جب قیدی آئے اور مال غنیمت بھی آیا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ عمر! اللہ نے تجھے کیا ہی شان دی ہے کہ تیرے زمانے میں اسلام کو فتوحات ہو رہی ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ میرے نفس کے اندر کہیں عجب پیدا نہ ہو جائے۔ میں نے اس کا یہ علاج تجویز کیا کہ سارے لوگوں کو بلا کر ایک ایسی بات کہہ دی جس نے میرے اندر سے خود پسندی کو ختم کر کے رکھ دیا۔

سبحان اللہ! وہ اپنے نفس کو یوں پامال کرتے تھے۔ ادھر نفس کے اژدھا نے سر اٹھانے کی کوشش کی ادھر انھوں نے اس کے سر پر چوٹ لگائی۔ بس ذرا سی بات پر نفس کو دوا پلا دیتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ حضرات اپنے نفس پر ہر وقت نگاہ رکھا کرتے تھے۔

عجب مہلک ترین مرض ہے:

حدیث پاک میں کچھ مہلکات (ہلاک کر دینے والی) اور کچھ منجیات (نجات دینے والی) باتیں بتائی گئی ہیں۔ مہلکات میں ایک بڑی چیز جو انسان کو ہلاکت میں ڈالتی ہے وہ عجب ہے۔ اسی لیے فرمایا وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ اور انسان کا اپنے نفس کے اندر عجب پیدا کر لینا اس کی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے۔ آج ہم سب اس کے مریض ہیں اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ، عجب اور تکبر کو تو ہم برائی ہی نہیں سمجھتے۔ ہمیں تو ہر وقت "میں" دکھانے کی فکر رہتی ہے۔

تین زمانے:

ایک وہ زمانہ تھا جب حضرات کچھ عمل کرتے تھے اور اسے چھپا لیتے تھے۔ پھر وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

زمانہ آیا کہ عمل کرتے تھے اور بتا دیتے تھے۔اور آج وہ زمانہ ہے عمل کرتے بھی نہیں اور بتاتے بھی پھرتے ہیں کہ جی میرا ارادہ حج کرنے کا ہے، جی میرا ارادہ کتاب لکھنے کا ہے، جی میرا ارادہ ایک مدرسہ بنانے کا ہے۔ابھی ذہنوں میں سوچ ہوتی ہے اور تشہیر پہلے ہی کر رہے ہوتے ہیں تاکہ لوگ اس کا تذکرہ آگے کریں اور ہمارا نفس موٹا ہو۔ہم نفس کو پالنے میں مشغول ہیں اور نفس ہمیں جہنم میں دھکا دینے میں مشغول ہے۔ہمارا بنے گا کیا؟

حضرت عمرؓ کے فضائل :

سیدنا عمرؓ ابن الخطاب نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بشارتیں پائیں۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا ہی شان عطا فرمائی تھی کہ کئی مرتبہ ان کی سوچ وحی الٰہی کے مطابق نکلی۔یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ان کی سوچ پر وحی الٰہی اتری بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کئی مرتبہ ان کی سوچ وحی الٰہی کے بالکل مطابق نکلی۔ ان کے بارے میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا **لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَكَانَ عُمَرْ** اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا۔فرمایا **اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرْ** عمرؓ کی زبان پر حق بولتا ہے۔فرمایا، عمرؓ جس راستے پر گزر جاتا ہے شیطان اس راستے کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت عمرؓ کی عاجزانہ دعا :

جن کے بارے میں زبان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے فضائل بیان کروائے گئے، وہ تہجد کے اوقات میں پروردگار عالم کے سامنے اپنی راز و نیاز کی باتیں کرتے ہوئے اپنے دل کی کیفیات کیسے کھولتے تھے۔اس وقت پروردگار عالم کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سامنے ہاتھ پھیلا کر ایسی دعا مانگتے تھے جو میرے اور آپ کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرتے تھے، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِي عَيْنِي صَغِيرًا وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا اے اللہ! مجھے اپنی نگاہ میں چھوٹا بنا دے اور مخلوق کی نظر میں بڑا بنا دے۔ اس لئے کہ جب کوئی مخلوق کی نظر میں بڑا ہوگا تو اس کے لئے دعوت وارشاد کا دروازہ کھل جائے گا اور اگر لوگ ہی کسی کو حقیر سمجھیں گے تو وہ دینی فائدہ بھی نہیں اٹھا پائیں گے۔ آپ نے اس لئے بھی یہ دعا مانگی کہ نفس کہیں پھولنے نہ پائے۔ یہی تصوف ہے۔

ہماری حالت زار:

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنی نظر میں بادشاہ بنے ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جی کرنا تو وہ ہے جو اپنی مرضی میں آئے گا۔ بھئی! اب شریعت کہاں گئی؟ کہنے والے ہیں کون؟ صوفی صاحب۔ گھر میں بیوی سے جھگڑا ہو تو کہتا ہے، میں وہ کروں گا جو میری مرضی میں آئے گا۔ دوستوں اور رشتہ داروں سے جھگڑا ہو جائے تو کہتا ہے جی میں وہ کروں گا جو میری مرضی میں آئے گا۔ بھئی جب تک یہ ہماری اور میری والے الفاظ نہیں چھوٹیں گے تب تک ہمیں اپنی اصلیت نصیب نہیں ہوگی، تب تک ہمیں تصوف کی حقیقت حاصل نہیں ہوگی۔

حضرت عمرؓ کی عاجزی کا ایک اور واقعہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو اتنے بلند مقامات نصیب فرمائے تھے۔ اس کے باوجود اپنے بارے میں اتنے محتاط تھے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ سے پوچھا، حذیفہ! مجھے یہ تو پتہ ہے کہ تمہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے منافقین کے نام بتا دیئے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔ میں آپ سے منافقین کے نام تو نہیں پوچھتا بس اتنی بات پوچھتا ہوں کہ کہیں عمرؓ کا نام تو ان منافقین میں شامل نہیں ہے۔ اگر ہم ہوتے تو ہم کہتے کہ ہم تو مراد مصطفیٰ ہیں، ہمارے لیے تو محبوب خدا دعائیں مانگتے تھے۔ دیکھیے تو سہی کہ جنہیں مانگ کر لیا گیا وہ پروردگار کے حضور اس طرح جھکتے تھے اور اپنے آپ پر اتنے محتاط رہتے تھے کہ پھر بھی پوچھتے تھے کہ کہیں عمرؓ کا نام تو ان میں شامل نہیں۔ کیا ہم نے کبھی ایسی نظر اپنی ذات پر ڈالی ہے؟ نہیں۔ بلکہ ہماری تو گردنیں تنی رہتی ہیں، آنکھیں کھلی رہتی ہیں ہماری نگاہیں دوسروں کے چہروں پر پڑتی ہیں، ہمیں دوسروں کے عیب تو نظر آتے ہیں مگر اپنی حالت نظر نہیں آتی۔ کاش! یہ آنکھیں بند ہوتیں' یہ گردنیں جھک جاتیں اور یہ نگاہیں اپنے سینے پر پڑتیں کہ میرے اپنے اندر کیا عیب چھپے ہوئے ہیں۔ آج اس بات کی شدید کمی ہے۔

حضرت علیؓ کی عاجزی:

ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت علیؓ سے ملا۔ وہ تابعین میں سے تھا۔ اس نے حضرت علیؓ کو نہ پہچانا کیونکہ مدینہ میں نووارد تھا۔ لہٰذا اس نے پوچھا' مَنْ اَنْتَ؟ آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ میں نہیں ہوں مگر مسلمانوں میں سے ایک آدمی۔ میرے دوستو! انہوں نے یہ نہ بتایا کہ میں داماد مصطفیٰ ہوں، میں خاتون جنت فاطمہ الزہراءؓ کا خاوند ہوں، میں سید شباب اهل الجنة حسنؓ و حسینؓ کا جدامجد ہوں، میں باب العلم ہوں، مجھے اسد اللہ الغالب کہا گیا، میرے ہاتھ پر اللہ رب العزت نے خیبر فتح کروایا۔ انہوں نے اپنے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کی۔ بلکہ اپنی ذات کی نفی کر دی، اپنی شان کی نفی کر دی، اپنے مقامات کی نفی کر دی۔ جب ان اکابرین کا یہ حال تھا تو میں اور آپ کس کھیت کی گاجر

www.besturdubooks.wordpress.com

مولی ہیں کہ ہم دعوے کرتے پھریں کہ ہمیں تو یہ کیفیت اور مقام حاصل ہے۔

عزازیل شیطان کیسے بنا؟

شیطان کو بھی اسی لئے پھٹکار پڑی۔ آپ بتائیے کہ جب شیطان نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو کیا اس نے کوئی شراب پی ہوئی تھی کہ وہ اتنا مدہوش تھا۔ اس کو کس چیز کا نشہ تھا۔ اس نے مئے تکبر پی ہوئی تھی۔ اسے تکبر کا نشہ تھا۔ وہ کہتا تھا، اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کہ اس آدم سے تو میں اچھا ہوں۔ اس نے "میں" کی شراب پی ہوئی تھی۔ اس لئے پھٹکار دیا گیا۔ کہاں طاؤس الملائکہ تھا اور کہاں فرمادیا کہ اب تم میرے دشمن ہو۔ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْم (نکل جا، دفع دور ہو جا، تو مردود ہے)۔ آج تو ہم خود گناہ کرتے ہیں اور پھر بھی شیطان کا نام لگا دیتے ہیں، چلیں گنجائش ہے۔ مگر جب شیطان نے گناہ کیا اس وقت تو شیطان کوئی نہیں تھا، اس کا اپنا نام عزازیل تھا۔ اب بتائیے کہ عزازیل کو شیطان کس نے بنایا؟ اس کا کیا جواب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے اپنے نفس نے اس کو شیطان بنادیا۔ نفس ایسا ہے کہ اگر بگڑا ہوا ہو تو یہ طاؤس الملائکہ کو بھی شیطان بنادیتا ہے۔

ہمارا اصل دشمن:

اس لئے ہمیں شیطان سے زیادہ اپنے نفس سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ رب کریم نے شیطان کے متعلق فرمایا اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا (کہ شیطان کا مکر اور اس کی تدبیر کمزور ہے) لیکن جہاں پر ایک انسان کے نفس کے بہکانے کا تذکرہ آیا وہاں فرمایا، اِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيْمٌ اے عورتو! تمہارے تو مکر اور فریب بڑے ہوتے ہیں۔ جہاں انسانی نفس کا تذکرہ آیا وہاں قرآن نے عظیم کا لفظ

www.besturdubooks.wordpress.com

استعمال کیا اور جہاں شیطان کے مکر کا تذکرہ آیا وہاں ضعیف کا لفظ استعمال فرمایا۔ معلوم ہوا کہ شیطان اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہمارا اپنا نفس اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا۔ تو ہمیں تو یہی اندر کا بھیدی نقصان دیتا ہے۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے والا معاملہ ہوتا ہے۔ ہمارا اصل دشمن ہمارا اپنا نفس ہے۔ اسی لئے مشائخ کرام نفس پر محنت کرواتے ہیں۔ کسی عارف نے کہا۔

نہنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

نفس کو مارنے کا مطلب :

نفس کو مارنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل سے خلاف شرع تمنائیں ختم ہو جائیں "میں" مر جائے۔ اسی کو کہتے ہیں نفس کو شریعت و سنت کی نکیل ڈال دینا۔ یہ نفس کو تسخیر کر لینا ہے۔ یہ نفس کو فتح کر لینا ہے۔

عجیب بات ہے کہ ہم نفس کو تو فتح نہیں کر پاتے اور دنیا کو فتح کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے عہد کیا ہوا ہے کہ جی ہم دنیا کو فتح کریں گے۔ دنیا میں یہ لاگو کریں گے اور وہ لاگو کریں گے۔ ارے میاں! ذرا اپنے نفس پر تو لاگو کر کے دکھا دو۔ دیکھتے ہیں کہ آپ کی اپنے اوپر بھی حکومت ہے کہ نہیں ہے اور جس کی اپنی چھ فٹ کی ذات پر حکومت نہیں بھلا اللہ اس کو پوری زمین کی حکومت کیسے عطا فرما دیں گے۔

مقام تسخیر :

کہتے ہیں جی کہ مقام تسخیر نصیب ہونا چاہئے۔ یہ مقام تسخیر ان کو نصیب تھا جنہوں نے اپنے آپ کو مسخر کیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے راستے ہموار کر دیئے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔

عاجز اور فقیر کا لفظ :

ہمارے مشائخ نے "میں" کے لفظ کو اتنا ناپسند کیا کہ عام بات چیت میں بھی "میں" کا لفظ استعمال نہیں فرماتے تھے۔ فقیر کا لفظ استعمال فرماتے تھے یا عاجز کا لفظ استعمال فرمالیتے تھے۔ بھئی ہم تو واقعی عاجز ہیں۔ عاجز کا لفظ مجھے اچھا لگتا ہے۔ فقیر کا لفظ بھی اچھا لگتا ہے۔ فقیر کا تو اس لئے کہ پروردگار ہمیں کہہ رہے ہیں اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ (اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو) اس لئے ہمیں تو اپنے آپ کو فقیر ہی کہلوانا چاہئے۔

لفظ" عاجز "کی تحقیق :

اور عاجز کا لفظ اس لئے استعمال کرنا چاہئے کہ فرمایا اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ عقلمند وہ ہے جو جانچ لے اپنے نفس کو اور اس کے لئے عمل کرے جو کہ موت کے بعد ہے، اور پھر آگے فرمایا کہ عاجز وہ ہے جس نے اپنی خواہشات کی اتباع کی۔ اگر حدیث کے ان الفاظ کو سامنے رکھیں تو عاجز کا لفظ ہمارے اوپر بالکل فٹ آتا ہے۔ مشائخ اپنے لئے عاجز کا لفظ اس لئے استعمال نہیں فرماتے کہ ان کے اندر عاجزی ہوتی ہے اور وہ اپنی عاجزی کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں بلکہ فرمان رسول ﷺ ان کی نظر میں ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو خواہشات کا بندہ سمجھتے ہیں۔ خواہشات کا غلام سمجھتے ہیں اس لئے عاجز کا لفظ استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔

بکری کا انجام :

خواجہ فضل علی قریشیؒ بہت سادہ باتیں فرماتے تھے۔ سبحان اللہ ' بڑوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

باتیں بھی بڑی ہوتی ہیں۔ ایک بات ارشاد فرمائی۔، فقیرو! بکری میں میں کرتی ہے۔ کبھی دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر بکری کا حشر کیا کرتے ہیں؟ گلے پر چھری چلتی ہے، ہڈیاں توڑی جاتی ہیں، بوٹیاں بنادی جاتی ہیں، آگ پر چڑھادی جاتی ہے، بتیس دانتوں میں چبائی جاتی ہے۔ یہ تو اس کے جسم کا معاملہ ہوگا۔ اور باقی کیا بچا؟ اس کی آنتیں بچ گئیں۔ فرمایا کہ ان آنتوں کو لوگوں نے خشک کیا اور کپاس دھننے کے لئے استعمال کیا۔ جس میں سے "مَیں مَیں" کی آواز نکلتی تھی اب جب اس کو ہلاتے ہیں تو اس میں سے "تو تو" کی آواز نکلتی ہے۔ یہ پہلے وقتوں میں ہوتا تھا۔ مگر آج تو روئی دھننے کے لئے مشینیں آچکی ہیں۔ پہلے وقتوں میں ایک تار ہوتی تھی اس کو جب ہلاتے تھے تو اس میں سے "تو تو" کی آواز نکلتی تھی۔ تو فرمایا، فقیرو! دیکھو، یہ بکری "میں میں" کرتی تھی پروردگار نے اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ بالآخر اس میں سے "تو تو" کی آواز نکلی۔ لوگو! خود ہی "تو تو" کا لفظ نکال لو ایسا نہ ہو کہ تمہارے ساتھ بھی بکری جیسا معاملہ کردیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں:

میرے دوستو! ہم اپنی اوقات کو دیکھیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے کس قدر محتاج ہیں۔ اس پروردگار نے ہمیں اتنی نعمتوں سے نوازا کہ ارشاد فرمایا، وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم شمار ہی نہیں کر سکتے)۔ وہ ہمیں صحت نہ دیتا تو ہم بیمار ہوتے، وہ عقل نہ دیتا تو ہم مجنون ہوتے، وہ مال نہ دیتا تو ہم غریب ہوتے، وہ ہمارے ہاتھ پاؤں ٹھیک نہ کرتا تو ہم لولے لنگڑے ہوتے، وہ ہمیں عزت نہ دیتا تو ہم ذلیل ہوتے، وہ اولاد نہ دیتا تو ہم لاولد ہوتے۔ یہ جو کچھ ہے یہ سب مولا کا کرم ہی تو ہے۔ یہ سب اسی کی مہربانیاں ہیں جو آج ہم اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کو کچھ سمجھنے لگ جاتے ہیں

عزتوں بھری زندگی کا راز :

پروردگار کے حلم پر قربان جائیں کہ اس نے ہمیں برداشت کیا ہوا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی صفت ستاری کے صدقے جی رہے ہیں۔ اگر وہ ہم پر ستاری کا معاملہ نہ فرماتا تو ہم تو چہرے دکھانے کے قابل بھی نہ ہوتے۔ اگر گناہوں میں بو ہوتی تو شاید آج ہمارے پاس تو کوئی بیٹھنا پسند ہی نہ کرتا۔ یہ صفت ستاری کا صدقہ ہے کہ آج ہم عزتوں بھری زندگی گزار رہے ہیں۔

محاسبہ نفس کا طریقہ :

تصوف اپنے کو مٹا دینے کا دوسرا نام ہے۔ جب پوچھنا ہو تو اپنے آپ سے پوچھے کہ میں نے تصوف میں کیا کچھ حاصل کیا؟ اس معیار پر اپنے آپ کو پرکھ لیجئے گا کہ میں نے اپنے آپ کو کتنا مٹایا......!!!

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فرمان :

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ سالک اس وقت تک واصل نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے آپ کو خسیس کتے سے بھی بدتر نہ سمجھے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کتا اپنے مالک کا زیادہ وفادار ہوتا ہے جبکہ ہم اتنے وفادار نہیں ہیں۔

حضرت بلھے شاہ کا کلام :

حضرت بلھے شاہ فرماتے ہیں۔

راتیں جاگیں تے شیخ سڈاویں راتیں جاگن کتے تیں تو اتے
رکھا سکھا ٹکڑا کھا کے دنیں جا رکھاں وچ ستے تیں توں اتے

www.besturdubooks.wordpress.com

توں نا شکرا اتے پلنگاں تے اوہ شاکر روڑیاں اتے تیں تو اتے

در مالک دا مول نہ چھوڑن بھانویں مارے سو سو جتے تیں توں اتے

اٹھ بلھیا توں یار منالے نئیں تے بازی لے گئے کتے تیں توں اتے

کتا اگر روڑی پر سوئے تو بھی شاکر ہوتا ہے اور اپنے مالک کا شکوہ نہیں کرتا۔ لیکن ہم پلنگوں اور نرم بستروں پر سوتے ہیں اور اس کے باوجود اگر ہمیں کوئی ذرا سی تکلیف پہنچے تو ہم شکوے شروع کر دیتے ہیں۔

شیخ سعدیؒ کا فرمان:

میرے دوستو! جسے اپنے اندر خوبیاں نظر آئیں تو سمجھ لو کہ وہ برباد ہو گیا۔ اپنے آپ پر نظر پڑے تو خامیاں نظر آئیں اور جب رب پر نظر پڑے تو اس کی خوبیاں اور صفتیں نظر آئیں۔ اسی طرح دوسروں پر نظر پڑے تو ان کی خوبیوں پر اور اپنے اوپر نظر پڑے تو اپنی خامیوں پر۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

مرا پیر. دانائے مرشد شہاب

دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آں کہ برخویش خودبیں مباش

دگر آں کہ برغیر بدبیں مباش

(میرے شیخ و مرشد شہاب نے دو لفظوں میں پوری بات کا خلاصہ سمجھا دیا۔ پہلا یہ کہ تم اپنے پر خود بیں نہ ہوتا اور دوسرا یہ کہ کسی دوسرے پر بد بیں نہ ہوتا)

آپ دیکھیں تو ہمارے اندر یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔ ہم اپنے پہ خود بیں بھی ہیں اور دوسرے پر بدبیں بھی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک عجیب تاویل :

ہمارے سلف صالحین کی یہ حالت تھی کہ اگر دوسروں کی کوتاہی بھی سامنے آتی تو تاویل فرما لیتے تھے تاکہ حسن ظن باقی رہے۔ مگر اپنی خوبیوں کو بھی اپنی خامیاں ہی سمجھا کرتے تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا ایک مرید غفلت میں پڑ گیا۔ کسی عورت کے ساتھ اس کا تعلق بن گیا۔ ایک اور آدمی کو پتہ چل گیا۔ وہ اس سے پہلے ہی کچھ خار کھاتا تھا ۔ اس نے سوچا کہ اچھا موقع ملا ہے۔ میں حضرت کو جا کر حقیقت بتاتا ہوں۔ اس طرح اس کا تو پتہ ہی کٹ جائے گا۔ چنانچہ وہ آیا اور اس نے آکر کہا کہ حضرت! آپ کا فلاں مرید زانی ہے۔ وہ تو بری حرکتیں کرتا پھرتا ہے اور اس کی فلاں فلاں چشم دید باتیں ہیں۔ جب اس نے گواہیاں پیش کیں۔ بات بھی سچی تھی، پوری بھی ہو گئی تھی تو حضرت نے سن کر بالآخر فرمایا اچھا زنا کا مرتکب ہوا۔ مجھے لگتا ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی صفت مضل کی کوئی تجلی اس کے اوپر پڑ گئی تھی۔ کیونکہ ہدایت بھی وہی دیتا ہے اور گمراہ بھی وہی کرتا ہے۔ یہ سن کر وہ آدمی حیران ہوا کہ میں تو بد ظن کرنے آیا تھا اور حضرت نے تو معاملہ ہی صاف کر دیا ہے۔

ابدال کا مقام کیسے ملا؟

حضرت بایزید بسطامیؒ ابدال کے مقام پر کیسے فائز ہوئے؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ اہل شہر نے کہا کہ کافی دن ہوئے ہیں بارش نہیں ہوئی، لگتا ہے کہ شہر میں کوئی ایسا گناہگار ہے کہ جس کے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش کو روکا ہوا ہے۔ فرمایا کہ ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ میں نے دل میں سوچا کہ بایزید! اب تمہیں اس شہر میں رہنے کا کوئی حق نہیں، تم ہی وہ گنہگار ہو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اپنی رحمتوں کو روکا ہوا ہے۔ میں اپنے آپ کو پورے اہل شہر میں سے سب سے کمتر سمجھ کر شہر سے باہر نکل گیا۔ میرے مالک نے میری عاجزی کو قبول کر کے مجھے ابدال کا مقام عطا فرمادیا۔ سبحان اللہ۔

دیکھا، ہم ہوتے تو کہتے کہ میرے سوا سب گنہگار ہیں۔ سچی بات یہی ہے کہ جو اپنے کو کمتر سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی کو برتر بنالیا کرتے ہیں۔

جہنم کی آگ حرام ہوگئی :

حضرت بایزید بسطامیؒ کے دور میں ایک آدمی فوت ہوا۔ کسی کو خواب میں نظر آیا۔ اس نے پوچھا سنایئے کیا معاملہ بنا؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بخشش کر دی۔ اس نے پوچھا، نیکیاں قبول ہوگئیں؟ کہنے لگا، نہیں، ایک چھوٹا سا عمل قبول ہوگیا۔ اس نے کہا کہ بتاؤ تو سہی وہ کونسا عمل ہے۔ کہنے لگا، ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ جا رہے تھے۔ میں ان کو پہچانتا جانتا نہیں تھا ۔ کسی نے مجھے کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کا ایک ولی جا رہا ہے۔ میں نے ان کو اللہ کا ولی سمجھ کر دیکھا تھا۔ رب کریم نے فرمایا کہ تم نے میرے ایک پیارے کو میرا پیارا سمجھ کر دیکھا تھا، اس نگاہ کے بدلے ہم نے تم پر جہنم کی آگ حرام کر دی۔

سبحان اللہ، جب اپنے آپ کو اتنا کمتر سمجھا تو اللہ نے وہ مقام عطا فرمایا کہ ان کے چہرے پر کوئی محبت کی نظر ڈالتا تھا تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی بھی مغفرت فرمادیا کرتے تھے۔

امام برحق کی پہچان :

ماضی قریب کے اکابرین کے چند واقعات بھی آپ کو پیش کر دیئے جائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیونکہ یہ عنوان بہت اہم ہے۔ لچھے دار تقریروں کی ضرورت نہیں۔وہ آپ اپنی اپنی جگہ پر بہت سنتے ہیں۔ وہ سن سن کر تو آپ سن ہو چکے ہیں۔ اب ایسی باتوں کی ضرورت ہے جو اندر کو جگائیں:

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
آئینے میں دکھا کر تجھے رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے

شیخ کا کام کیا ہوتا ہے؟ آئینے میں چہرہ دکھا دینا۔ اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے۔اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ (مومن مومن کا آئینہ ہے)۔گویا شیخ شکل دکھاتا ہے کہ حقیقت میں ہے کیا۔کوئی آئینے پہ بھی غصہ کرتا ہے کہ اس نے میرے چہرے پہ میل کیوں دکھائی؟ یہ آئینے کا قصور نہیں، یہ تو اس چہرے کا قصور ہے جو میلا بنا پھرتا ہے۔

خواجہ فضل علی قریشیؒ کا مقام:

یہ بات دل کے کانوں سے سنئیے گا۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ ایک مرتبہ محفل میں تشریف لائے اور فرمانے لگے، فقیرو! لوگ متوجہ ہو گئے کہ حضرت کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا، فقیرو! اور پھر چپ ہو گئے۔ سوچتے رہے۔ بات شروع نہیں کی۔ اور سوچ کر کہنے لگے، ایک دفعہ میرے پیٹ کے اندر بہت ریح پیدا ہو گئی اور وہ نکلتی نہیں تھی۔ پیٹ میں شدت کا درد ہوا۔ حتی کہ میں تو زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگ گیا، مجھے تو دن میں تارے نظر آنے لگ گئے، میری حالت غیر تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ حیران ہوئے کہ پیر صاحب لوگوں کو متوجہ کر کے کیا قصہ سنا رہے ہیں۔ بھلا کوئی سناتا ہے کسی کو کہ میرے پیٹ میں ریح پیدا ہو گئی اور نکلتی نہیں تھی اور درد کی وجہ سے میں لوٹ پوٹ ہونے لگ گیا۔ حضرت مزے مزے سے واقعہ سنا رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ میری تو یہ حالت تھی لگتا تھا کہ شاید میری جان ہی نکل جائے۔ اتنے میں میرے جسم سے ریح خارج ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سکون عطا فرمادیا۔ لوگ حیران تھے۔ پھر فرمانے لگے، فقیرو! جو آدمی جسم سے گندی ہوا کے نکلنے کا محتاج ہو کیا وہ بھی کوئی بڑا بول بول سکتا ہے۔ لوگوں نے کہا، حضرت! وہ تو نہیں بول سکتا۔ فرمایا، اچھا میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ اب وہ بات بتائی جو ابتداء میں بتانا چاہتے تھے۔ فرمایا مجھے آج رات خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، فضل علی قریشی! تو نے متبع سنت لوگوں کی ایسی جماعت تیار کی ہے کہ من حیث الجماعت اس وقت پوری دنیا میں کہیں بھی ایسی جماعت موجود نہیں ہے۔

سبحان اللہ! نبی اکرم ﷺ سے بشارت کیا ملی!!! مگر بتانے سے پہلے معاملہ ہی صاف کر دیا کہ کہیں عجب اور تکبر کی بات ہی نہ آئے۔ دیکھا، ہمارے مشائخ کا یہ طریقہ رہا ہے۔ اللہ رب العزت کے ہاں اتنی مقبولیت کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ بتا رہے ہیں کہ فضل علی قریشی" ! جیسے متبع سنت لوگوں کی جماعت تو نے تیار کی ایسی جماعت اس وقت دنیا میں موجود نہیں مگر عاجزی ایسی کہ اس کو بتانے سے پہلے اپنے بارے میں ایسی بات کرتے ہیں تاکہ نفس کے اندر کوئی عجب اور تکبر پیدا نہ ہو جائے۔

دو راستے:

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی کوتاہی کو تسلیم کرنے میں شرمایا نہ کریں کیونکہ اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

کوتاہی کو تسلیم نہ کرنا شیطان کا کام ہے اور اپنی غلطی کو مان لینا حضرت آدمؑ کی سنت ہے۔اب ہمارے لئے دو راستے ہیں۔کبھی گھر میں کوئی غلطی ہو جائے تو ناک اونچی رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔کبھی میاں بیوی کی کوئی بات ہوتی ہے تو میاں چاہتا ہے کہ میں **Win** پوزیشن میں آؤں اور بیوی چاہتی ہے کہ میں **Win** پوزیشن میں آؤں۔ دوستوں یا رشتہ داروں میں بات چلے تو کہتے ہیں کہ ہم **Win** پوزیشن میں رہیں۔یعنی ہم اپنے آپ کو ہمیشہ **Win** پوزیشن میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ نہیں ہم حق کو سامنے رکھیں۔اگر کبھی کوئی غلطی کوتاہی سرزد ہو جائے تو برملا تسلیم کر لیا کریں کیونکہ اپنی غلطی کو تسلیم کر لینے میں عظمت ہوا کرتی ہے۔یہ ہر آدمی کا کام نہیں ہوتا۔خوبیوں کو اپنی طرف منسوب نہ کیا کریں۔ہم خوبیوں والے کہاں؟ ہم تو خوبیوں والے بننے کے متمنی ہیں۔

ایک سبق آموز واقعہ :

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ ایک مرتبہ درس حدیث دے رہے تھے۔ دوران تدریس ایک جگہ ایسا اشکال وارد ہوا کہ اس کا حل سمجھ میں نہیں آتا تھا۔کوئی ہمارے جیسا ہوتا تو وہ تو ویسے ہی گول کر جاتا۔پتہ ہی نہ چلنے دیتا کہ یہ بھی کوئی حل طلب نکتہ ہے یا نہیں۔طلباء کو کیا پتہ ،وہ تو پڑھ رہے ہوتے ہیں۔یہ تو استاد کا کام ہے کہ بتائے یا نہ بتائے۔مگر وہ حضرات امین تھے۔یہ علمی خیانت ہوتی ہے کہ استاد کے ذہن میں خود اشکال وارد ہو،جواب بھی سمجھ میں نہ آئے اور طلباء کو بتایا بھی نہ جائے۔ ان حضرات سے تو وہ خیانت ہوتی نہیں تھی۔چنانچہ آپ نے طلباء کو برملا بتادیا کہ اس مقام پر یہ اشکال وارد ہو رہا ہے مگر اس کا حل سمجھ میں نہیں آرہا۔کافی دیر تک طلباء بھی خاموش رہے اور حضرت بھی خاموش رہے۔آپ بار بار اس کو پڑھ رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ کبھی صفحے الٹ رہے ہیں اور کبھی اس کا حاشیہ دیکھ رہے ہیں، مگر اس کا کوئی حل سمجھ میں نہیں آ رہا۔ حتی کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے تو بات سمجھ نہیں آ رہی، چلیں میں فلاں مولانا سے پوچھ لیتا ہوں۔ یہ وہ مولانا تھے جو حضرت سے ہی دورۂ حدیث کر چکے تھے۔ وہ حضرت کے شاگرد تھے۔ اپنے شاگردوں کے سامنے ان کا نام لیا کہ میں ذرا ان سے پوچھ لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ اٹھنے لگے۔ اتنے میں ایک طالب علم بھاگ کر گیا اور اس نے جا کر مولانا کو بتا دیا کہ حضرت آپ کے پاس اس مقصد کے لئے آ رہے ہیں۔ مولانا اپنی کتاب بند کر کے فوراً حضرت کے پاس پہنچے۔ حاضر ہو کر عرض کیا، حضرت! آپ نے یاد فرمایا ہے۔ فرمایا، ہاں مولانا! یہ بات مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ دیکھو کہ اس کا حل کیا ہے۔ انہوں نے پڑھا اور سمجھ تو گئے مگر بات یوں کی، حضرت! جب میں آپ کے پاس پڑھتا تھا تو آپ نے ہمیں یہ سبق پڑھاتے ہوئے اس مقام کو اس وقت یوں حل فرمایا تھا اور آگے اس کا جواب دے دیا۔ اب دیکھیں کہ اپنی طرف منسوب نہیں کیا کہ جی میرا تو علم اتنا ہے کہ اب استاد بھی مجھ سے پوچھنے آتے ہیں۔ ناں، ناں، وہ صحبت یافتہ تھے، تربیت یافتہ تھے۔ اس کو کہتے ہیں تصوف اور یہ ہے مٹنا۔

مفتی محمد حسنؒ کی بیعت کا واقعہ :

جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ امرتسری حضرت تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ انہوں نے جب دارالعلوم سے پڑھا تو وہیں پڑھانے بھی لگ گئے۔ حتی کہ حدیث کے اسباق مل گئے۔ اب جو استاد دارالعلوم دیوبند میں حدیث کے استاد ہوں ان کا علمی مقام کیا ہوگا۔ ان کے دل میں بڑی چاہت تھی کہ میں حضرت تھانویؒ سے بیعت ہو جاؤں۔ اس سلسلہ میں کئی مرتبہ خطوط لکھے۔ حضرتؒ ہمیشہ جواب میں فرماتے کہ مفتی صاحب! بیعت میں اصل مقصد تو محبت اور

www.besturdubooks.wordpress.com

عقیدت ہے، وہ آپ کو پہلے ہی حاصل ہے تو بیعت کرنا کوئی ضروری تو نہیں ہے۔ چنانچہ ٹال دیتے۔ پھر خط لکھتے پھر ٹال دیتے۔ ادھر سے اصرار ادھر سے انکار۔ مفتی صاحب کے دل میں پھر ولولہ اٹھتا کہ میں بیعت کی نسبت حاصل کروں۔ اگر کبھی اظہار کرتے تو حضرت یہی جواب ارشاد فرماتے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں تھانہ بھون حاضر ہوا کہ میں نے حضرتؒ سے بیعت ہوئے بغیر واپس نہیں آنا۔ میں تو ان کا غلام بننا چاہتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ روز قیامت حضرتؒ کے خدام اور غلاموں کی فہرست میں میرا نام شامل کر لیا جائے۔ یہ سوچ کر میں وہاں پہنچا اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! آپ مجھے بیعت فرمالیں۔ حضرت نے وہی پرانا جواب دیا کہ مفتی صاحب! بیعت کوئی ضروری تو نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، حضرت! آج تو ضروری ہے، میں بھی دل میں تہیہ کر کے آیا ہوں کہ بیعت ہو کر جانا ہے۔ جب حضرت اقدس تھانویؒ نے بھی دیکھا کہ مفتی صاحب ڈٹ گئے ہیں تو حضرتؒ فرمانے لگے، مفتی صاحب! تین شرائط ہیں بیعت ہونے کے لئے۔ آپ کو وہ تین شرائط پوری کرنا پڑیں گی۔

آج کے دور میں اگر کسی یہ کہا جائے کہ بیعت ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں تو وہ مرید کہے گا کہ جی یہ تو بڑے متکبر پیر ہیں، بیعت ہی نہیں کرتے۔ دیکھو جی ہم گھر سے بیعت ہونے کیلئے چل کر آئے ہیں اور پیر صاحب نے آگے بیعت ہی نہ کیا۔ یہ کبھی نہیں سوچیں گے کہ ہماری تنبیہ ہوگی، ہمارا علاج ہوگا، ہمارے نفس کو دوا پلائی جائے گی۔ نہیں بلکہ آج اول تو پیروں کے پاس آتے ہی نہیں اور جب کبھی آتے ہیں تو پہلے آکر اپنے حالات بتاتے ہیں اور پھر ان کے جوابات کا مشورہ بھی دیتے ہیں کہ گویا یوں کہہ رہے ہوں کہ حضرت میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے یہ مشورہ دیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آجکل کے مریدین کا یہ حال ہے۔

خیر یہ تو ضمناً ایک بات آگئی۔ حضرت نے فرمایا کہ مفتی صاحب! آپ کو تین شرائط پوری کرنا پڑیں گی۔ انہوں نے عرض کیا، حضرت! میں پوری کرنے کے لئے تیار ہوں۔ فرمایا کہ پہلی شرط تو یہ ہے کہ آپ پنجابی زبان بولتے ہیں عام طور پر اس زبان کے بولنے سے حروف کے مخارج بگڑ جاتے ہیں، جب تک سیکھے نہ جائیں۔ لہٰذا آپ کسی اچھے قاری سے تجوید و قراءت کا فن سیکھیں۔ حتیٰ کہ مسنون قراءت کے ساتھ آپ پانچوں نمازیں پڑھا سکیں۔ میں نے عرض کیا، حضرت! میں حاضر ہوں۔ دوسری شرط کی تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا کہ مفتی صاحب! آپ نے فلاں فلاں کتابیں ایک غیر مقلد عالم سے پڑھی ہیں اور غیر مقلدیت کے جراثیم آسانی کے ساتھ ذہن سے نہیں نکلتے۔اب آپ یہ کتابیں دارالعلوم میں طلباء کے ساتھ بیٹھ کر اساتذہ سے پڑھیں ۔ شرط دیکھو کہ کیا لگائی۔ یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ آپ تنہائی میں کسی سے پڑھ لیں۔ مگر نہیں بلکہ فرمایا جس دارالعلوم میں آپ استاد حدیث ہیں اسی دارالعلوم کے طلباء کے ہمراہ جماعت میں بیٹھ کر استاد سے اسی طرح پڑھیں جس طرح طلباء پڑھتے ہیں تاکہ صحیح العقیدہ اساتذہ سے پڑھنے کی وجہ سے غیر مقلدیت کے اثرات زائل ہو جائیں۔ میں نے عرض کیا، حضرت! مجھے یہ بھی منظور ہے۔ پھر فرمایا کہ تیسری شرط یہ ہے کہ مجھے اجازت دیں کہ میں پردے میں آپ کی اہلیہ کو قسم دے کر آپ کی نجی زندگی کے بارے میں کچھ باتیں پوچھ سکوں۔ میں نے عرض کیا، حضرت مجھے یہ بھی منظور ہے۔

جب یہ بات نقل کی تو حضرت فرمانے لگے کہ حضرت نے تو تین شرطیں لگائی تھیں اگرچوتھی شرط یہ بھی لگادیتے کہ روزانہ دوپہر تک تم نے بیت الخلاء کی بدبودار

اور گندی جگہ پر بیٹھنا ہے تو میں اس شرط کو بھی قبول کر لیتا۔ مگر کیونکہ میں اپنے اندر کی بدبو سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔ جب تمام شرائط پوری کر کے دکھادیں تو اللہ رب العزت نے ان کیلئے نسبت کے راستے کو ہموار فرمادیا۔ اللہ اکبر

مولانا مفتی محمد حسنؒ کی بے نفسی:

حضرت مفتیؒ صاحب کے بیٹے مولانا عبیداللہ صاحب دامت برکاتہم آجکل جامعہ اشرفیہ کے مہتمم ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ اس عاجز کو بتایا کہ اباجی کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ بوندا باندی شروع ہوگئی۔ اماں جی اٹھیں اور انہوں نے اپنی چارپائی کو برآمدے میں رکھ لیا اور اباجی چونکہ پاؤں سے معذور تھے، چل پھر نہیں سکتے تھے لہٰذا مجھے والدہ صاحبہ نے جگایا۔ میں ہی بڑا بیٹا تھا اور میں ہی جوان العمر تھا۔ مجھے جگا کر کہا کہ بیٹا! اٹھو اور اباجی کو صحن کی جائے برآمدے میں لا کر لٹادو۔ تم انہیں اٹھانا اور میں چارپائی برآمدے میں لا کر اوپر بستر کردوں گی۔ میں نے اٹھ کر اباجی کو اٹھایا جبکہ والدہ صاحبہ نے چارپائی برآمدے میں پہنچائی۔ میں نے جب اباجی کو آکر بستر پر لٹایا تو اباجی کی آنکھوں میں آنسو آگئے مجھے فرمانے لگے، بیٹا! مجھے معاف کردو، بیٹا! مجھے معاف کردو، میری خدمت کی وجہ سے آپ کے آرام میں خلل آیا ہے۔ میرے آرام کی خاطر تمہیں بے آرام ہونا پڑا۔ سبحان اللہ، یہ ہوتی ہے بے نفسی۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی عاجزی:

حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی بات سنائے بغیر محفل کا مزہ ہی نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و عمل میں بہت ہی بلند مرتبہ عطا کیا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس دور میں شاہ جہان پور انڈیا میں سال میں ایک مرتبہ تمام مذاہب کے لوگ اکٹھے ہوتے تھے اور اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے تھے۔ مسلمان علماء نے سوچا کہ ہم کن کو بلائیں۔ جب حضرت قاسم نانوتویؒ کا نام سامنے آیا تو سب مطمئن ہوئے کہ اچھا ہے کہ حضرت تشریف لائیں اور دین اسلام کی حقانیت پر بیان فرمائیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت سے رابطہ کیا۔ حضرت نے کہا کہ میں مباحثے سے ایک دن پہلے وہاں بذریعہ ٹرین پہنچ جاؤں گا۔ جب ان علماء نے یہ جواب سنا تو وہ مطمئن ہو گئے کہ چلو حضرت تشریف لے آئیں گے۔

جس دن حضرت نے آنا تھا اس دن لوگوں نے ان کے استقبال کی تیاریاں کیں اور اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ حضرت کی باطنی بصیرت کے واقعات مشہور تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤمِنِ فَاِنَّهُ يَنْظُر بِنُوْرِ اللّٰهِ (مومن بندے کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) چنانچہ حضرت نے اپنی باطنی بصیرت سے بھانپ لیا کہ چونکہ لوگوں کو میرے آنے کی اطلاع ہے ایسا نہ ہو کہ وہ استقبال کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ میں تو پہلے ہی بگڑا ہوا ہوں، میرا نفس کہیں اور نہ بگڑ جائے۔ چنانچہ یہ سوچ کر آپ منزل سے ایک اسٹیشن پہلے ہی نیچے اتر گئے کہ میں اگلے شہر تک کا سفر پیدل طے کرلوں گا۔ تقریباً پانچ میل کا سفر بنتا تھا۔ آپ نے پیدل چلنا شروع کر دیا۔ ادھر جب ٹرین پہنچی تو لوگوں نے دیکھا کہ ٹرین میں تو حضرت تشریف نہیں لائے۔ بہت حیران ہوئے کہ کیا بنا۔ ان میں سے ایک بڑے عالم نے کہا کہ شہر کے مسافر خانہ یا ہوٹل سے معلومات حاصل کرو کہ کہیں وہاں آکے ٹھہر نہ گئے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ہوٹلوں میں پتہ کیا تو وہاں بھی قاسم کے نام کا کوئی آدمی نہیں تھا۔ ایک ہوٹل میں خورشید حسن کا نام نظر آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ادھر جس اسٹیشن پر حضرتؒ اترے تھے وہاں سے اگلے شہر جب روانہ ہوئے تو راستے میں ایک نہر عبور کرنا پڑی۔ جب حضرت وہ نہر عبور کرنے لگے تو پاجامہ پانی میں بھیگ گیا۔ جب اس نہر سے باہر نکلے تو اس وقت کوئی خادم، کوئی شاگرد، کوئی رفیق سفر ساتھ نہیں تھا۔ اکیلے جا رہے تھے۔ سبحان اللہ، یہ دیوانہ اللہ کی محبت میں فنا ہو کر دینِ اسلام کا نمائندہ بن کر جا رہا تھا۔

جب آپ نہر سے باہر نکلے تو آپ نے اپنی چادر باندھ لی، پاجامے کو اتار لیا۔ ہاتھ میں چھڑی تھی۔ سفر کرنا بھی ضروری تھا۔ خشک کرنے کا انتظار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اس چھڑی کو کندھے پر رکھ لیا اور اس کے پیچھے اپنا پاجامہ لٹکا لیا۔ دین اسلام کا نمائندہ اس ایک فقیرانہ چال سے جا رہا ہے۔ لوگ استقبال کے لئے جمع ہیں اور یہ فقیر اللہ کی یاد میں مست اپنی منزل کی طرف چل رہا ہے۔ شہر پہنچ کر آپ نے خورشید حسن کے نام سے ہوٹل میں ایک کمرہ بک کروالیا اور سوچا کہ آج آرام کرلوں، کل مباحثے سے پہلے میں متعین جگہ پر پہنچ جاؤں گا۔

دوسری طرف جب لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہوٹل پہنچے تو خورشید حسن کا نام دیکھا۔ پہچان لیا کہ یہ حضرت ہی ہونگے۔ انہوں نے ہوٹل والے سے پوچھا کہ یہاں اس کمرے میں کون ہیں؟ اس نے کہا کہ ایک مولانا ہیں۔ دبلے پتلے اور ہلکے پھلکے سے ہیں۔ انہوں نے کہا، بس وہی جو دیکھنے میں دبلا پتلا ہے وہ بَسْطَةً فِی الْجِسْمِ تو نہیں مگر بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ ضرور ہے اللہ تعالیٰ نے علم کے اعتبار سے اسے بڑا وزن عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ حضرت کے پاس گئے اور مل کر عرض کیا، حضرت! آپ یہاں پر ہیں اور ہم تو آپ کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا، ہاں میں بھی اسی لئے یہاں آگیا کہ آپ میرے استقبال کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے اسٹیشن پر گئے ہوئے تھے۔ وہ بڑے حیران ہوئے کہ حضرت یہ کیا فرمارہے ہیں۔ پھر حضرت نے ان کو عاجزی انکساری کا انمول درس دیا اور بڑی حسرت کے ساتھ اپنے بارے میں فرمایا کہ دو لفظ پڑھ لئے ہیں جس کی وجہ سے دنیا جان گئی ورنہ تو قاسم اپنے آپ کو ایسے مٹاتا کہ کسی کو نام کا بھی پتہ نہ چلتا۔

میرے دوستو! جب اپنے دل میں اپنے آپ کو مٹانے کی یہ کیفیت ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اوپر اٹھایا کرتے ہیں۔ آج جہاں تک علم کا نام رہے گا قاسم نانوتویؒ کا نام بھی وہاں تک رہے گا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی عاجزی:

ابھی حضرت ماسٹر نجم صاحب مجھے مجمع میں بیٹھے سامنے نظر آئے۔ ان کو دیکھ کر مجھے ایک بات یاد آگئی۔ جو ایک مرتبہ انہوں نے سنائی۔ وہ خود اس کے چشم دید گواہ ہیں مگر ہم نے سنی ہے۔ چونکہ وہ بات موضوع سے متعلقہ ہے اس لئے آپ کو بھی سنا دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ماسٹر صاحب حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی محفل میں خانیوال تشریف فرما تھے کہ اس وقت حضرت کے ایک مرید آئے۔ اس مرید کا تعلق ایسے علاقے سے تھا جہاں حضرت صدیقیؒ کے ایک اور پیر بھائی رہتے تھے۔ ان کو بھی اجازت و خلافت تھی اور وہ بھی بڑے شیخ تھے۔ حضرت بھی اپنے علاقے کے شیخ اور عالم تھے اور وہ بھی اپنے علاقے کے بڑے شیخ اور عالم تھے۔ میں اس وقت ان کا نام بتانا مناسب نہیں سمجھتا۔ جب محفل میں وہ مرید حاضر ہوئے تو حضرت صدیقیؒ نے ان سے پوچھا کہ بھئی! آپ آتے ہوئے فلاں شیخ سے مل کے آئے ہیں؟ اس نے بتایا کہ ہاں، حضرت! میں مل کے آیا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ وہ دور تھا جب حضرت صدیقؓ پر اللہ تعالیٰ نے فتوحات کا دروازہ کھول دیا تھا۔ دنیا کی ریل پیل تھی۔ دنیا قدموں میں بچھی جاتی تھی۔ حضرت نے پوچھا کہ اچھا جب آپ مل کے آئے تو انہوں نے کیا فرمایا؟ اس نے جھجکتے جھجکتے کہا کہ سلام بھی بھیجا ہے مگر حضرت نے پہچان لیا کہ یہ کوئی بات چھپا رہا ہے۔

پیر آخر پیر ہوتے ہیں۔ ہمارے حضرت، حضرت مرشد عالمؒ ایک مرتبہ کراچی میں تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب آئے تو کسی نے کہا کہ حضرت! یہ فلاں آدمی اس اس کام کے لئے آیا ہے۔ حضرتؒ نے غصے سے فرمایا، میں لعنت کرتا ہوں اس پیر پر کہ جس کے پاس مرید آئے اور اسے پتہ بھی نہ چلے کہ یہ کس مقصد کے لئے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو نور فراست عطا فرما دیتے ہیں۔

جب حضرت صدیقؓ پہچان گئے کہ کوئی بات چھپا رہا ہے تو فرمایا کہ بتاؤ۔ اب وہ خاموش رہا۔ حضرت نے سختی فرمائی کہ بتاؤ اور من وعن اسی طرح بتاؤ کہ جس طرح بات پیش آئی۔ جب حکم دیا تو وہ صاحب بھی سیدھے ہو گئے۔ اور کہنے لگے، حضرت! جب میں ان سے ملا تو بتایا کہ میں حضرت صدیقؓ کی خدمت میں جا رہا ہوں تو انہوں نے مجھے کہا کہ ان کو میرا اسلام پہنچا دینا اور یہ کہنا کہ دنیا اور آخرت دو بہنیں ہیں جو ایک نکاح کے اندر جمع نہیں ہو سکتیں. "اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ" ۔ یہ بتا کر کہنے لگا، حضرت! مجھے تو بات کچھ بھی سمجھ نہیں آئی اس لئے میں نے کہنا مناسب نہ سمجھا۔ حضرت نے جب یہ بات سنی تو رونا شروع کر دیا۔ کوئی ہم جیسا ہوتا تو ہم کہتے کہ بڑے زاہد بنے پھرتے ہیں، کیا ہمارے اندر دنیا کی محبت ہے، ہم بھی تو اللہ کی محبت میں دین کا کام کر رہے ہیں۔ ہم اس کے سو جواب دے دیتے۔ مگر وہاں تو عاجزی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت صدیقؓ کافی دیر تک سر جھکا کر روتے رہے۔ بالآخر سر اٹھایا اور ایک ٹھنڈی سانس لیکر فرمایا، الحمد للہ ابھی دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ہماری اصلاح فرماتے رہتے ہیں۔ سبحان اللہ، ہماری یہ حالت ہے کہ اگر کوئی ہمیں اصلاح کی بات کر دے تو توبہ، وہ تو گولی کی طرح لگتی ہے اور ہم ہر ممکن مخالفت پر اتر آتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ کی عاجزی کا واقعہ :-

حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کی خانقاہ مسکین پور شریف میں دور دراز سے سالکین آکر قیام کرتے اور تزکیۂ نفس اور تصفیہ قلب کی محنت کرتے تھے۔ عام طور پر یہ حضرات جب فجر کے وقت قضائے حاجت کے لئے بستی سے باہر ویرانے میں جاتے تو واپسی پر کچھ خشک لکڑیاں بھی اٹھا کر لے آتے۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ کی عادت شریفہ تھی کہ لکڑیوں کا بہت بڑا گٹھڑا سر پر اٹھا کر لاتے۔ مقامی لوگ اتنا بڑا گٹھڑ دیکھ کر حیران ہوتے اور آپس میں طنز و مزاح کرتے۔ یہ باتیں کسی ذریعہ سے حضرت قریشیؒ کو پہنچیں تو حضرتؒ نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ کو بلا کر فرمایا، مولانا! آپ اتنا بڑا گٹھڑ سر پر نہ لایا کریں، بس تھوڑی سی لکڑیاں بھی لے آئیں گے تو کار خیر میں شرکت ہو جائے گی۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ نے عرض کیا، حضرت! مجھے اس میں کوئی مشقت نہیں اٹھانا پڑتی، میں اپنے شوق سے لے آتا ہوں۔ حضرت قریشیؒ نے فرمایا، مولانا! یہاں کے مقامی لوگ جاہل ہیں، یہ لوگ آپ کی قدر نہیں جانتے لہذا آپ کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت مولانا مدنیؒ نے پوچھا، حضرت! آخر کیا باتیں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ مولانا! جب آپ اتنا بڑا گٹھڑ سر پر لا رہے ہوتے ہیں تو یہ لوگ آپ کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھو پیر قریشی نے خراسان سے گدھا منگوایا ہے۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ نے فوراً کہا، حضرت! یہ لوگ مجھے پہچانتے ہیں اسی لئے گدھا کہتے ہیں۔ سبحان اللہ، تواضع کا کیا عالم تھا۔

حضرت مولانا سعید احمد گوہانویؒ کی عاجزی :

حضرت مولانا سعید احمد گوہانویؒ حضرت احمد سعید قریشیؒ احمد پور شرقیہ والوں کے خلفاء میں سے تھے۔ یہاں بھی تشریف لاتے تھے۔ حضرت مولانا حکیم محمد یاسین صاحب دامت برکاتہم کے شیخ تھے۔ اس عاجز کو بھی چند ایک مرتبہ یہاں ان کے جوتوں میں بیٹھنا نصیب ہوا۔ اس وقت چھوٹی عمر تھی۔ تاہم زیارت نصیب ہوئی۔ وہ ایک مرتبہ جھنگ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کی محفل میں جاکر بیٹھے تو وہ ایک مضمون بیان کر رہے تھے۔ کہنے لگے، فقیرو! تم تو بہت اچھے ہو۔ فقیرو! تم تو بہت اچھے ہو۔ یہ سب خلفاء حضرات دل کے کانوں سے سنیں۔ علماء حضرات بھی دل کے کانوں سے سنیں۔ اساتذہ کرام بھی دل کے کانوں سے سنیں۔...... فرمایا، فقیرو تم تو بہت اچھے لوگ ہو کہ دین کی محبت میں یہاں پہنچے ہو۔ مجھے نیک سمجھتے ہو۔ اللہ والا سمجھتے ہو۔ اس حسن ظن کو لیکر تم یہاں آئے ہو, فقیرو! تم تو بہت اچھے ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم جنتی ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم جنتی ہو۔ بار بار جنت کے تذکرے کئے۔ سوچنے والا سوچتا ہے کہ جی یہ تو جنت کی ٹکٹیں یہیں تقسیم ہونے لگیں۔ ہمارے جیسا کوئی بدگمان ہوتا تو ہم تو اٹھ کر ہی آجاتے کہ جی یہ شیخ بھی کیا جو دنیا میں بیٹھے جنت کی ٹکٹیں تقسیم کر رہا ہے۔ نہیں، بعض اوقات مشائخ بات اس انداز سے کرتے ہیں کہ حقیقت کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب بار بار کہا کہ تم جنتی ہو تو آخر میں یہ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہہ دیا کہ میں لکھ کر دینے کو تیار ہوں کہ تم سب جنتی ہو۔

یہ کہنے کے بعد فرمایا، ہاں! رہا معاملہ تمہارے پیر کا تو وہ کھٹائی میں ہے۔ قیامت کے دن مجھے تو زنجیروں میں باندھ کر پیش کیا جائے گا۔ میں جب تک ثابت نہ کر دوں گا کہ میں نے اس امانت کا حق ادا کر دیا ہے اس وقت تک میری زنجیروں کو نہیں کھولا جائے گا۔ اللہ اکبر

میرے دوستو! اسے بے نفسی کہتے ہیں۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ

اللہ رب العزت ہمیں بے نفس ہو کر یہ کام کرنے کی توفیق نصیب فرمادے۔ اللہ تعالیٰ ہماری میں کو مٹادے اور ہمیں اپنی ذات میں فنائیت عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مذمت دنیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
وَمَنْ اَرَادَ الْآخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا. وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرْ وَمَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا. سبحن ربك رب العزة عما يصفون و سلم على المرسلين و الحمدلله رب العلمين o

دنیا کی بے ثباتی:

دنیا دارالفناء ہے، آخرت دارالبقاء ہے۔ دنیا دارالغرور ہے، آخرت دارالسرور ہے۔ دنیا دارالعمل ہے، آخرت دارالجزاء ہے۔ یہ چند روزہ دنیا دارالامتحان ہے۔ حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے "یہ دنیا سیر گاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، آرام گاہ نہیں، یہ امتحان گاہ ہے، افسوس کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے اسے چراگاہ بنا لیا ہے۔ یہ دنیا عارضی ہے آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے۔ دنیا اینٹ گارے سے بنی ہے، فنا ہونے والی ہے پھر بھی انسان اس سے محبت کرتا ہے اور آخرت سونے چاندی سے بنی ہے، باقی رہنے والی ہے لیکن پھر بھی انسان اس کی طرف رغبت نہیں کرتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سچے صوفی کی پہچان :

آخرت کی طرف انسان کا رجوع ہو جائے، اَلتَّجَا فِیْ عَنْ دَارِالْغُرُوْرِ اس دھوکے کے گھر سے بے رغبتی ہو جائے اور آخرت کی طرف انسان کی دلچسپی ہو جائے، اٹھتے بیٹھتے لیٹتے جاگتے، ہر وقت اسے آخرت کی تیاری کا غم لگا رہے، یہی تصوف کا بنیادی مقصد ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی ؒ فرمایا کرتے تھے کہ تصوف اضطراب کا دوسرا نام ہے، جب اضطراب نہ رہا تو تصوف رخصت ہو گیا۔ صوفی اس آدمی کو کہتے ہیں جو اللہ تعالی کی محبت میں مضطرب ہو، اللہ کی ملاقات کیلئے بے قرار ہو۔ اسی لئے فرمایا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور جو آخرت کا ارادہ کرے اور کوشش کرے جیسے کوشش کرنی چاہئے اور وہ ایمان والا ہو فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَشْكُوْرًا تو یہ لوگ ہیں جن کی کوشش کو اللہ رب العزت پذیرائی بخشتے ہیں۔ گویا اس دنیا سے انسان کا بے رغبت ہونا اور دل میں آخرت کا شوق ہونا ایک سچے صوفی کی پہچان ہے۔

اوراد و وظائف کا بنیادی مقصد :

دنیا کی محبت دل سے کیسے نکلے اور آخرت کی رغبت کیسے پیدا ہو، اللہ رب العزت کی محبت دل میں کیسے پیدا ہو؟ اس کیلئے ذکر کی کثرت سکھائی گئی ہے۔ مراقبہ کروانے کا مقصد اور اوراد و وظائف کا مقصد دل میں محبت الہی کا پیدا کرنا اور دل سے دنیا کی محبت نکال دینا ہے۔

گناہوں سے بچنے کی دو صورتیں :

دو چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو گناہوں سے بچا سکتی ہیں۔ یا تو انسان کے دل

میں اللہ رب العزت کی ملاقات کا شوق ہو یا اللہ رب العزت کے سامنے پیشی کا خوف ہو۔ ان دونوں کے بغیر گناہوں سے بچنا مشکل ہے۔

سب سے بڑی باطنی بیماری :

دل ایک برتن کی مانند ہے اس میں دو میں سے ایک چیز سما سکتی ہے۔ محبت الٰہی یا محبت دنیا۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔ يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوْتِيَ قَارُوْنُ، اے کاش! ہمارے پاس وہ کچھ ہوتا جو قارون کے پاس تھا۔ قارون کے دور کے لوگ بھی یہی کہتے تھے۔ اس لئے کہ إِنَّهُ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے)۔

عجیب بات یہ ہے کہ آج ہم باقی سب گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں مگر دنیا کی محبت کے گناہ سے توبہ نہیں کرتے۔ آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ آدمی اس بات پر بیٹھا رو رہا ہو کہ اے اللہ! میرے دل سے دنیا کی محبت نکال دے اور میرے اس گناہ کو معاف فرما دے۔ عالم بھی، جاہل بھی، عام بھی خاص بھی، باقی سب گناہوں سے توبہ کریں گے، مگر شاید حب دنیا کو گناہ ہی نہیں سمجھتے اس لئے اس سے توبہ نہیں کرتے حالانکہ یہ گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ کی نیک بندی رابعہ بصریہؒ تہجد کے وقت اٹھ کر دو دعائیں خاص طور پر مانگتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ اے اللہ! رات آ گئی، ستارے چمک رہے ہیں، دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے، تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے میں تیرے سامنے دامن پھیلاتی ہوں۔ اور دوسری دعا یہ مانگتی تھیں کہ اے وہ ذات جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے، دنیا کی محبت کو میرے دل میں داخل ہونے سے روک دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا سے منہ موڑنے کا مطلب :

جب یوں کہا جاتا ہے کہ دنیا کی محبت دل میں نہ ہو، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ انسان غاروں میں جا کر زندگی گزارے، ماحول معاشرہ سے ہٹ کٹ کر زندگی گزارے۔ نہیں بلکہ اسی ماحول میں رہتے ہوئے زندگی گزارے مگر دل اللہ رب العزت کی محبت میں سرشار ہو۔ حضرت مرشد عالمؒ ایک عجیب بات ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالی کی طرف جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا بلکہ انہی گلی کوچوں بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔ اسی ماحول معاشرہ میں رہیں گے اور زندگی کو اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق اور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کے مطابق بنائیں گے تو ہمیں اللہ رب العزت کی معرفت نصیب ہوگی۔ گویا رہنا بھی پانی میں ہے اور اپنے پروں کو گیلا بھی نہیں ہونے دینا۔ کسی شاعر نے کہا، اے مخاطب! تو مرغابی سے سبق سیکھ کہ وہ پانی میں تو بیٹھتی ہے مگر اس کے پر پانی سے گیلے نہیں ہوتے، خشک ہی رہتے ہیں۔ لہذا جب اسے پرواز کرنا ہوتی ہے تو وہ ایک ہی لمحہ میں پرواز کر جاتی ہے اور جس مرغابی کے پر گیلے ہو جائیں اس میں پرواز کے وقت اڑنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ شکار کرنے والے لوگ مرغابی کے بارے میں اس بات کو جانتے ہیں۔ مومن بھی اسی طرح دنیا میں رہے مگر اپنے آپ کو دنیا کی آلائشوں سے پاک رکھے۔

دنیا کسے کہتے ہیں ؟

یاد رکھئے کہ مال و دولت کا نام دنیا نہیں ہے بلکہ ہر وہ چیز جو اللہ رب العزت سے غافل کر دے اس کا نام دنیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مال، پیسے، بیوی، بچوں کا نام دنیا نہیں، دنیا تو رب العزت سے غافل ہونے کا نام ہے۔ انسان دنیا میں اس طرح زندگی گزارے کہ غفلت دل سے نکل جائے اور انسان اللہ کا طلب گار رہے۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

دنیا بھی عجیب ہے۔ حَلَالُهَا حِسَابٌ وَ حَرَامُهَا وَبَالٌ اس کا حلال ہو تو حساب دینا ہوگا اور اگر حرام ہو تو وہ انسان کیلئے وبال ہے۔

دنیا کی طلب کون کرتا ہے؟

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اَلدُّنْيَا دَارٌ مَنْ لَا دَارَ لَهُ وَ مَالٌ مَنْ لَا مَالَ لَهُ وَ لَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں، دنیا اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور دنیا کو وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں ہوتی۔ اصل چیز تو آخرت ہے۔ اسی لئے فرمایا اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَ طَالِبُهَا كِلَابٌ کہ دنیا ایک مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہے۔

ہے لگا دنیا کا میلہ چار دن
دیکھ لو اس کا تماشا چار دن
کیا کرو گے قصر عالی شان کو
جبکہ ہے اس میں ٹھکانہ چار دن

www.besturdubooks.wordpress.com

اجتماع سالکین کا بنیادی مقصد:

اجتماع سالکین کا بنیادی مقصد ایسی ہی چیزوں کی یاد دہانی ہے۔ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید فرماتے تھے کہ جب میرے دل میں سختی آتی تھی تو میں محمد بن واسع" کا چہرہ دیکھ لیا کرتا تھا اور میری دل کی گرہ کھل جایا کرتی تھی۔ گویا دل پر جو زنگ لگ جاتا ہے اس کا علاج ایسی محافل میں وقت گزارنے سے ہوتا ہے۔

ایمان کی کشتی کیسے ڈوبتی ہے؟

اگرچہ مال انسان کے ایمان کیلئے ڈھال ہے، جیسا کہ فرمایا کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَکُوْنَ کُفْرًا قریب ہے کہ تنگدستی کفر تک پہنچادے، مگر مال کی محبت دل میں نہیں ہونی چاہیے۔ جیسے ایک کشتی اگر پانی میں ہو تو چل سکتی ہے اگر پانی نہ ہو تو کشتی ریت پر تو نہیں چلے گی۔ مگر جس طرح پانی کشتی کے اندر بھر جائے تو وہ کشتی کے ڈوبنے کا سبب بن جاتا ہے اسی طرح زندگی گزارنے کیلئے مال ہو تو سہی، ہاتھ میں ہو یا جیب میں ہو، اگر ہاتھ اور جیب سے بڑھ کر یہ دل میں پہنچ جائے تو انسان کے ایمان والی کشتی کے ڈوبنے کا سبب بن جاتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی دنیا سے بے رغبتی:

بعض ایسے بزرگ گزرے ہیں کہ جن کے پاس مال آتا تھا تو انہیں خوشی نہیں ہوتی تھی اور جاتا تھا تو اس کا غم نہیں ہوتا تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ان کا سامان تجارت ایک جہاز میں آیا۔ کسی نے آکر بتایا کہ حضرت! اطلاع ملی ہے کہ وہ جہاز ڈوب گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا، الحمد للہ۔ تھوڑی دیر بعد اطلاع ملی کہ حضرت! وہ جہاز بچ کر کنارے لگ گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ حضرت نے فرمایا، الحمد للہ۔ ایک آدمی پوچھنے لگا' حضرت! ڈوبنے کی اطلاع ملی تو بھی الحمد للہ اور بچنے کی اطلاع ملی تو بھی الحمد للہ ؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ جب ڈوبنے کی اطلاع ملی تو میں نے اپنے دل میں جھانکا تو اس میں اس کا غم نہیں تھا، اس لئے میں نے کہا الحمد للہ، اور جب بچنے کی اطلاع ملی تو میں نے دل میں جھانکا تو اس میں خوشی نہیں تھی، چنانچہ میں نے کہا الحمد للہ۔

عوام الناس کیلئے ایک خاص رعایت :

یہ کیفیات تو بڑے کاملین کی ہوتی ہیں۔ عوام الناس کی کیفیت چاہے وہ کتنے ہی نیک ہوں یہ نہیں ہو سکتی۔ ان کیلئے تو یہ مقصود ہو کہ اگرچہ مال پیسہ کے آنے سے وہ خوش ہو اور جانے کا اسے غم ہو مگر اس پر اللہ کی محبت غالب ہو۔ یعنی جب اللہ کا معاملہ آئے تو انسان مال کو لات مار دے۔

حضرت اقدس تھانویؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مال کی محبت سے منع نہیں کیا بلکہ مال کی احبیت سے منع فرمایا ہے۔ اسی لئے فرمایا: قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَ اَبْنَاؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَاوَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا ان تمام چیزوں کے بارے میں فرمایا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اگر یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر یہ نقصان دہ ہیں۔

دنیا کو ذلیل کر کے دل سے نکالنے کا طریقہ :

جب انسان ذکر کرتا ہے تو دل میں محبت الہی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی محبت نکل جاتی ہے۔ جب حضرت سلیمانؑ کا پیغام ملکہ بلقیس کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے امراء سے مشورہ کیا کہ ہم کیا کریں۔ بعض نے کہا آپ ان سے جنگ کریں ہم آپ کا ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں گے۔ مگر اس نے کہا، اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَآ دَخَلُوْا قَرْيَةً جب بادشاہ کسی قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اَفْسَدُوْهَا تو وہ اس میں فساد مچادیتے ہیں وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً اور وہ وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر کے نکال دیتے ہیں۔

اس پر مفسرین نے ایک تمثیل لکھی ہے کہ اگر قریہ سے مراد دل کی بستی لے لی جائے اور ملوک سے مراد مالک الملک کا نام اور اس کی محبت لے لی جائے تو تمثیل یوں بنے گی کہ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَآ دَخَلُوْا قَرْيَةً کہ جب اللہ کا نام دل کی بستی میں داخل ہوتا ہے اَفْسَدُوْهَا تو اس میں انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً اور دنیا جو اس کے دل میں معزز ہوتی ہے یہ اس کو ذلیل کر کے باہر نکال دیتا ہے۔ ذکر اللہ کی کثرت کے لئے بار بار اصرار کیا جاتا ہے کہ یہ انسان کے دل میں دنیا سے بے رغبتی پیدا کر دیتی ہے۔ اسی لئے فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً اللہ کے نام کا ذکر کر اور اس کی طرف تبتل اختیار کر۔ تبتل کہتے ہیں دنیا سے کٹنے اور اللہ سے جڑنے کو، سو اس کے لئے ذکر کی کثرت بنیادی چیز ہے۔

دنیا کی محبت کا عملی زندگی پر اثر:۔

انقطاع عن الدنیا (دنیا سے بے رغبتی) جب تک نہ ہو اعمال کے اثرات نہیں ہوتے۔ جس آدمی کے دل میں دنیا کی محبت نہیں اس کے تھوڑے اعمال پر بھی زیادہ اثرات مرتب ہوں گے اور جس آدمی کے دل میں دنیا کی محبت ہے اس کے زیادہ اعمال پر بھی تھوڑے اثرات مرتب ہوں گے۔

صحابہ کرامؓ کی سب سے بڑی کرامت:۔

جن کی زندگی میں نیکی اور تقویٰ ہو اور مشائخ کی صحبت میں زندگی گزاری ہو تو ان پر بھی اللہ کا رنگ ایسا چڑھ جاتا ہے کہ پھر دنیا ان پر اثر نہیں کرتی۔ دیکھیں کہ صحابہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرامؓ کیسے دنیا سے بے رغبتی کی زندگی گزارنے والے تھے۔ بعض لوگوں کو سانپ کا منتر آتا ہے۔ وہ سانپ کو پکڑ بھی لیں تو سانپ انہیں نقصان نہیں دیتا۔ صحابہ کرامؓ کو بھی دنیا کا منتر آتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج ان کے قدموں میں آئے تو سونے چاندی کے ڈھیر لگ گئے تھے مگر ان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ سیدنا علیؓ نے محراب میں کھڑے ہو کر فرمایا یَا صَفْرَآءُ یَا بَیْضَآءُ غُرِّیْ غَیْرِیْ، اے سونا! اے چاندی! میرے غیر کو دھوکا دے میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ایک ہی دن میں بارہ ہزار درہم خیرات کر دیے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی کرامات میں سے بڑی کرامت، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا لشکر سمیت دریا میں سے پار ہو جانا ہے۔ مگر علماء نے لکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی اس سے بھی بڑی کرامت یہ ہے کہ جب ان کے قدموں میں سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور دنیا کا دریا بہہ رہا تھا اس وقت وہ اپنے ایمان کی کشتی کو اس دریا میں سے سلامت بچا کر لے گئے۔

دنیا اور آخرت دو بہنیں ہیں :-

بعض مشائخ کہتے ہیں کہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی سوکنیں ہیں یعنی ایک کو راضی کرے تو دوسری ناراض، مگر حقیقت یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دو بہنیں ہیں جو ایک آدمی کے نکاح میں جمع ہو ہی نہیں سکتیں، ایک سے نکاح کریں گے تو دوسری حرام ہو جائے گی۔

سونے کی بدبو :-

حضرت قاسم نانوتویؒ فرماتے تھے کہ اگر سونے کو ہاتھ میں تھوڑی دیر کیلئے

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھیں تو ہاتھ سے بدبو آنے لگتی ہے۔ میرے دوستو! اگر ہاتھ میں سونے کی وجہ سے بدبو آسکتی ہے تو اگر سونا دل میں ہو تو کیا اس دل سے بدبو نہیں آئے گی۔

حضرت علیؓ کا لوگوں سے خطاب :

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت علیؓ ایک دفعہ لوگوں سے خطاب کر کے یوں فرمانے لگے کہ :

اِرْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَ ارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا بَنُوْنٌ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَ غَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ

"دنیا روز بروز منہ پھیرتی جارہی ہے اور آخرت روز بروز قریب آتی جارہی ہے اور دنیا و آخرت میں سے ہر ایک کی مستقل اولاد ہے۔ تم دنیا کی اولاد نہ ہو بلکہ آخرت کی اولاد ہو۔ آج کے دن عمل کر لو مگر حساب نہ ہوگا اور کل کے دن حساب ہوگا مگر عمل کی مہلت نہ ملے گی"

ہاروت و ماروت سے بڑی جادوگرنی :

حدیث پاک میں فرمایا گیا اَلدُّنْيَا اَسْحَرُ مِنْ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ دنیا ہاروت اور ماروت سے بھی بڑی جادوگرنی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ كَانَ سِحْرُ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ کہ ہاروت اور ماروت جو جادو لائے تھے وہ جادو، میاں اور بیوی کے درمیان جدائی کرا دیتا تھا اور دنیا ایسی جادوگرنی ہے جو بندے اور پروردگار کے درمیان جدائی کرا دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیاداروں کی تعظیم کے نقصانات :-

دنیادار لوگوں کی تعظیم ایک عظیم ابتلاء ہے۔ فرمایا گیا کہ نِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی بَابِ الْفَقِیْرِ وَ بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ اگر کوئی دنیادار آدمی اللہ والوں کے دروازے پر آتا ہے تو یہ انتہائی قابل تحسین بات ہے، وہ دنیادار بھی اللہ کے نزدیک عزت والا بن جایا کرتا ہے اور جو فقراء کا لباس پہن کر دنیاداروں کے سامنے اپنی حاجات لے کر جاتا ہے وہ انتہائی ناپسندیدہ شخص ہوتا ہے۔ اسی لئے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا کہ جس نے کسی امیر آدمی کے سامنے اس کی دولت کی وجہ سے تواضع کی اس کا دو حصے دین برباد ہو گیا۔

اکرام اور تواضع میں فرق :-

یہاں ایک بات سمجھ لیجئے کہ اکرام اور تواضع میں فرق ہے۔ اکرام کا تعلق ظاہر کے ساتھ ہے اور تواضع کا تعلق دل سے ہے۔ اگر دنیادار کا اکرام دل سے کرے ظاہر سے نہیں تو دو حصے دین رخصت ہو جائے گا۔ اسی لئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ "مکتوبات شریف" میں فرماتے ہیں کہ دنیادار لوگوں کی صحبت سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو، ان کا کھانا کھانے سے بھی بچو کیونکہ ان کا مرغن لقمہ بھی قلبی امراض میں اضافہ کر دیتا ہے، ان سے محبت بھی نہ کرو، حتیٰ کہ ان کو دیکھنے سے بھی بچو۔

حضرت سفیان ثوریؒ اور انکے ساتھیوں کا زہد :

حضرت سفیان ثوریؒ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ کسی جگہ حدیث سیکھنے کیلئے گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے سوچا کہ استاد کے پاس رہائش کا انتظام نہیں ہے۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ اپنے استاد کے پاس روزانہ جاتے اور سبق پڑھ کر واپس آجاتے۔ ان کے پاس سفر کیلئے جو سامان تھا وہ چند دنوں کے بعد ختم ہو گیا اور فاقہ شروع ہو گیا۔ تینوں دوستوں نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے دو آدمی تو پڑھنے چلے جایا کریں اور ایک آدمی مزدوری کیلئے جایا کرے، وہ مزدوری سے جو کما کر لائے گا وہ سب مل کر کھالیا کریں گے۔

چنانچہ دو آدمی پڑھنے چلے گئے۔ تیسرا آدمی مزدوری کرنے کیلئے چل پڑا اس نے سوچا کہ جب مزدوری ہی کرنی ہے تو بڑے کی مزدوری کیوں نہ کروں۔ چنانچہ مسجد میں آئے، دو رکعت کی نیت باندھی، نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگنے لگ گئے، پھر تلاوت کی، پھر دعا مانگتے رہے، رکوع و سجود میں خوب گڑگڑاتے رہے۔ حتیٰ کہ وقت ختم ہو گیا۔ شام کو واپس آگئے۔ دوستوں نے کہا، سناؤ بھائی! کچھ لائے؟ کہنے لگے، میں نے بڑے کی مزدوری کی ہے وہ مزدوری پوری پوری دیتا ہے، وہ مجھے ضرور مزدوری دے گا۔ اس دن تو فاقہ ہو گیا۔

اگلے دن دوسرے کی باری آئی۔ دو تو سبق پڑھنے چلے گئے اور تیسرے کے دل میں بھی یہی بات آئی کہ جب مزدوری ہی کرنی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی مزدوری کیوں نہ کروں۔ اس نے بھی وہی کام کیے جو پہلے نے کیے تھے۔ شام کو واپس آئے تو ساتھیوں نے پوچھا، کیا بنا؟ کہنے لگا' میں نے ایسے مالک کی مزدوری کی ہے جو اپنے غلاموں کا بڑا ہی خیال رکھنے والا ہے اور مجھے امید ہے کہ مجھے پورا پورا بدلہ دے گا۔ اس طرح دوسرا دن بھی فاقہ میں گزر گیا۔

اگلے دن تیسرے آدمی نے بھی یہی معاملہ کیا۔ اس نے بھی سوچا کہ جب اللہ تعالیٰ نے دینا ہے تو پھر اسی سے مانگتے ہیں، اس کے وعدے تو سچے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرے دن عبادت کرتا رہا اور شام کو خالی ہاتھ واپس آ گیا اور فاقہ ہی رہا۔

وقت کا بادشاہ رات کو سویا ہوا تھا۔ اچانک اس نے ایک آواز سنی اور اٹھ بیٹھا۔ اس نے دیکھا کہ محل کی چھت پر سے کوئی نیچے اتر رہا ہے۔ حیران ہوا کہ میرے محل کی چھت پر رات کے وقت کون ہے۔ جب غور سے دیکھا تو وہ عجیب شکل کی بلا تھی۔ اس نے اپنا پنجہ سیدھا کیا ہوا تھا۔ بادشاہ کے قریب پہنچ کر اس بلا نے کہا کہ سفیان ثوریؒ اور اس کے ساتھیوں کا خیال کرو ورنہ تمہیں تھپڑ لگے گا۔ پھر اس بلاء نے اپنے پنجے کو سمیٹا اور واپس چلی گئی۔

بادشاہ کے تو پسینے کی وجہ سے سب کپڑے بھیگ گئے۔ اس نے اٹھ کر شور مچا دیا کہ پتہ کرو کہ سفیان ثوری کون ہے۔ سبحان اللہ اگر کسی عام بندے کی نوکری کرتے تو کچھ تھوڑا سا مل جاتا مگر پوری حکومت اس طرح حرکت میں نہ آتی۔ انہوں نے چونکہ بڑے کی نوکری کی تھی اس لئے اس کی مخلوق اسی وقت اس کے حکم کی تعمیل میں لگ گئی۔ بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ تم کچھ ہیرے، چاندی اور دینار بھی لے جاؤ، وہ جہاں ملیں وہاں ان کو دے دینا اور اس کے بعد بڑے اکرام سے میرے پاس لے کر آ جانا۔ پوری مملکت ڈھونڈتی پھرتی تھی کہ سفیان ثوریؒ کہاں، سفیان ثوری کہاں۔ حتیٰ کہ ایک آدمی مدرسہ میں پہنچا۔ کہنے لگا، بادشاہ سلامت کے ساتھ اس طرح کا واقعہ پیش آیا ہے۔ ان تینوں دوستوں نے کہا کہ جس مالک سے ہم نے مانگا تھا اس نے دینے کیلئے اپنے بندوں کو ہمارے پیچھے بھیج دیا ہے۔ اب ان بندوں کے پاس چل کر جانا ہماری غیرت ایمانی کے خلاف ہے۔ ہمارا پروردگار اس بات پر قادر ہے کہ ہم اگر سبحان اللہ پڑھ لیں تو وہ ہماری بھوک اور پیاس کو دور کر دے گا۔ چنانچہ جتنے دن باقی رہنا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی بھوک اور پیاس کو دور کر دیتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کا مال پیسہ ملا مگر انہوں نے ٹھکرا دیا۔ کیونکہ اللہ والوں کو یہ ٹھیکریاں نظر آتی ہیں۔ ہمارے لئے چونکہ یہ ہیرے اور موتی ہوتے ہیں اس لئے ہماری آنکھیں ان کو دیکھ کر چندھیا جاتی ہیں۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کا زہد :

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک شیخ مرزا مظہر جان جاناںؒ کو وقت کے گورنر نے پیغام بھیجا کہ حضرت! آپ تشریف لائیے۔ آپ کی خانقاہ میں دور دراز سے لوگ فائدہ اٹھانے کے لئے آتے ہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کیلئے زمین کا ایک بڑا ٹکڑا مختص کر دیا جائے۔ حضرتؒ نے جواب بھجوایا کہ کہ اللہ رب العزت نے اس دنیا کو قلیل فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کی متاع قلیل ہے۔ جس پوری دنیا کو اللہ تعالی نے قلیل کہا، اس قلیل میں سے تھوڑا سا حصہ آپ کے اختیار میں ہے۔ اس تھوڑے سے حصہ میں سے آپ تھوڑا سا حصہ مجھے دینا چاہتے ہیں تو اتنا تھوڑا لیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا زہد :

ایک مرتبہ حاکم وقت نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام ایک رقعہ لکھا کہ آپ لوگوں کو اللہ اللہ سکھاتے ہیں اور دور دراز سے آکر لوگ آپ سے فیضیاب ہوتے ہیں اس لئے میں نے خوش ہو کر آپ کو علاقہ نیمروز کا گورنر بنا دیا ہے۔ حضرتؒ نے اسی رقعہ کی پشت پر اس کا ایسا جواب لکھ کر واپس بھیجا جو سونے کی روشنائی سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا، جب سے مجھے نیم شب کی حکمرانی ملی ہے تب سے میری نظروں میں نیمروز کی حکمرانی مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ سبحان اللہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام شافعیؒ کا فتویٰ:

امام شافعیؒ نے فتویٰ دیا کہ اگر کوئی آدمی وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد میری جائیداد اس بندے کو دی جائے جو انسانوں میں سب سے زیادہ عقلمند ہو تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ زاہد انسان دنیا میں سب سے زیادہ عقلمند انسان ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے اس کی جائیداد کا وارث بنا دیا جائے کیونکہ اس نے دنیا کی حقیقت کو دیکھ لیا ہوتا ہے اور اس کے دل سے دنیا کی محبت نکل چکی ہوتی ہے۔

ایک فقیر کی دنیا سے بے رغبتی:

ایک بادشاہ کہیں جا رہا تھا اس نے دیکھا کہ راستے میں ایک فقیر لیٹا ہوا ہے۔ اور اس نے بادشاہ کی طرف پاؤں پھیلائے ہوئے ہیں۔ بادشاہ حیران ہوا کہ ساری دنیا میری جی حضوری کرنے والی ہے اور یہ عجیب آدمی ہے کہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور میری طرف پاؤں پسارے سویا ہوا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے ایک آدمی سے کہا کہ اس کو کچھ پیسے دے دو۔ جب اس کے نوکر نے پیسے آگے بڑھائے تو فقیر کہنے لگا، بادشاہ سلامت! جب سے میں نے آپ کی طرف سے ہاتھ ہٹائے ہیں تب سے میں نے آپ کی طرف پاؤں پھیلائے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ، یہ ہیں زاہد لوگ جن کے دلوں میں دنیا کی محبت نہیں ہوتی۔

دنیا ایک دن کی ہے:

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْهَا صَوْمٌ کہ دنیا ایک دن کی ہے اور ہم نے اس ایک دن میں روزہ رکھا ہوا ہے۔ تو مومن اس دنیا میں روزہ دار کی مانند ہے جو کہ حدود و قیود میں زندگی گزارتا ہے۔ عیش و آرام کی جگہ آخرت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں مرتے دم تک انسان کو سنت و شریعت کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آخرت میں بھی انسان کو یہ زندگی ایک خواب کی مانند نظر آئے گی اِلاَّ عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا کہ گویا ہم ایک پہر یا اس کا کچھ حصہ دنیا میں زندگی گزار آئے ہیں۔

خواجہ احمد سعیدؒ کی دنیا سے بے رغبتی:

خواجہ احمد سعیدؒ ہمارے سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ ہیں۔ آپ حضرت ابو سعیدؒ کے بیٹے اور شاہ عبد الغنیؒ کے بھائی ہیں۔ شاہ عبد الغنیؒ وہ محدث ہیں جو حضرت قاسم نانوتویؒ وغیرہ کے استاد کہے جاتے ہیں۔ جن کا فیض آج دار العلوم دیوبند کی وجہ سے پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔

انگریز کے دور حکومت میں خواجہ احمد سعیدؒ اور شاہ عبد الغنیؒ یہاں سے ہجرت کر کے حجاز چلے گئے۔ کم و بیش سو آدمیوں کا قافلہ تھا۔ وہاں گئے تو بہت تنگی تھی۔ کسمپرسی کی حالت بنی ہوئی تھی، فاقے آرہے تھے، عورتیں بھی تھیں، بچے بھی تھے۔ اس دوران میں شاہ عبد الغنیؒ جو علم کے آفتاب اور ماہتاب تھے ان کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ہم یہاں کے مقامی لوگوں سے رابطہ کریں اور ان کو اپنی حالت بتائیں تاکہ بچوں کیلئے کچھ انتظام ہو سکے۔ انہوں نے آکر بھائی شاہ احمد سعیدؒ سے کہا کہ میرے دل میں اس طرح کا خیال آیا ہے۔ حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے عجیب جواب دیا۔ فرمایا، میری حالت ایسے ہے کہ جیسے ایک روزہ دار نے روزہ رکھا ہوا ہے اور اس کے افطار کرنے میں چند منٹ باقی ہیں۔ کیا آپ ایسے آدمی کو کسی وجہ سے روزہ توڑنے کا حکم دیں گے یا روزہ مکمل کرنے کا حکم دیں گے۔ چونکہ عالم تھے اس لئے علمی انداز میں بات کہی۔ وہ کہنے لگے کہ اگر اتنا تھوڑا سا وقت باقی ہے تو روزہ مکمل کرنے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

مشورہ دیا جائے گا۔ فرمایا' میرا یہی حال ہے کہ میں اس دنیا میں روزہ دار ہوں' اب افطار کا وقت قریب ہے اور میں اب اپنی دنیا کا روزہ توڑنا نہیں چاہتا۔

رزق کی فکر :

آپ سوچیں گے کہ اس طرح زہد اختیار کرنے والے کہاں سے کھاتے ہوں گے۔ جی ہاں' جس کے دل میں دنیا کی حقیقت بیٹھ جاتی ہے اسے پھر زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے ایک امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھی بعد میں امام صاحب نے حضرت سے پوچھا' سنایئے جی! روٹی کھانے کیلئے کیا کام کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا' پہلے میں اپنی نماز لوٹا لوں پھر میں تجھے جواب دوں گا۔ اس نے پھر کہا' کیا مطلب؟ فرمایا' تم امام بن گئے ہو اور تمہیں اتنا بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ میرا رازق ہے۔ کہنے لگا' حضرت! کچھ تفصیل تو بتائیں۔ حضرتؒ نے فرمایا' جس دن سے یہ آیت قرآن میں پڑھی وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ کہ رزق تو تمہارا آسمانوں میں ہے، اس کے بعد سر سے رزق کا غم اتر گیا۔

میرے دوستو! اللہ کو منا کر رکھیں۔ پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ رزق کی فراوانی کر دے گا۔ اس رزق میں بیوی' بچے' گھربار' یہ بہاریں' سکون اور تمام ضروریات زندگی شامل ہیں۔ اور ہماری یہ حالت ہے کہ رزق کے پیچھے مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں۔

لمحہء فکریہ :

آج ایسا وقت آچکا ہے کہ اندازاً سو میں سے کم و بیش نوے آدمی اگر مشائخ کے پاس آتے ہیں کہیں نہ کہیں ان کے دلوں میں دنیا چھپی ہوتی ہے۔ کوئی دم کروانے آگیا' کوئی تعویذ لینے آگیا' کوئی دعا کروانے آگیا۔ اگر ان دعاؤں کے پیچھے دیکھیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی کا کاروبار ہوگا، کسی کا گھر بار ہوگا اور کسی کا کوئی اور معاملہ پھنسا ہوا ہوگا۔ بلکہ ہر آنے والا آجکل کا سالک چار باتیں کرتا ہے۔ پہلی مرتبہ تو یہ بات کرتا ہے کہ حضرت! میں نے بڑے مشائخ ڈھونڈے مگر آپ میرے پیرو مرشد ہیں' میرے اوپر توجہ فرمادیجئے ویسے مجھے جلدی گھر جانا ہے۔ دوسری بات یہ کرتا ہے کہ حضرت! کاروبار بھی آج کل ٹھیک نہیں ہے اس کیلئے پڑھنے کیلئے کچھ فرمادیں ویسے مجھے جلدی گھر جانا ہے۔ تیسری بات یہ کہ حضرت! گھر میں بھی کچھ چپقلش رہتی ہے اس کیلئے بھی کوئی نقش دے دیجئے ویسے مجھے جلدی گھر جانا ہے۔ اور آخری بات یہ کرتا ہے کہ حضرت! کیا کروں مراقبہ نہیں ہو سکتا' آپ ہی کچھ توجہ فرمادیجئے ویسے مجھے جلدی گھر جانا ہے۔

جب کم ہمتی کا یہ حال ہو جائے تو ذرا سوچئے کہ انسان باطنی مدارج کو کیسے طے کرے گا۔ یہ راستہ تو بلند ہمتی، محنت اور مجاہدہ چاہتا ہے۔ صوفی تو من کا سچا اور دھن کا پکا ہوتا ہے۔ حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں جس شخص کو دھن اور دھیان نصیب ہو جائے وہ خوش قسمت انسان ہوتا ہے۔ یعنی مقصد کے حاصل کرنے کی اس میں دھن ہو اور وہ پورے دھیان سے اس کام میں لگا ہوا ہو۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

www.besturdubooks.wordpress.com

دینی مدارس کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی' اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِoقُلْ
ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوْ
لْاَلْبَابo سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی
الْمُرْسَلِیْنَo وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

دو عظیم نعمتیں :

نبی اکرم ﷺ اس دنیا میں دو نعمتیں لے کر آئے۔ ایک روشن کتاب اور دوسری روشن دل' ایک چمکتا ہوا علم اور دوسرا دمکتے ہوئے اخلاق' ایک علم کامل اور دوسرا عمل کامل۔ قرآن پاک کی وہ آیت جس میں اللہ رب العزت نے انعام یافتہ بندوں کا تذکرہ کیا اس میں فرمایا گیا مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ(انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں سے)۔ اس آیت مبارکہ کی رو سے انبیاء اور صدیقین کی نسبت علم کے ساتھ مضبوط تر ہوتی ہے جبکہ شہداء اور صالحین کی نسبت عمل کے ساتھ مضبوط تر ہوتی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ کائنات کی تمام سعادتیں اللہ رب العزت نے علم و عمل میں رکھ دی ہیں۔

دور حاضر میں علم و عمل کی تنزلی :

آجکل علم و عمل کی تنزلی کا دور ہے۔ جو مسلمان نماز پڑھ لے وہ اپنے آپ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیندار سمجھتا ہے' جو تہجد پڑھ لے وہ جنید بغدادی' جو حج کر لے وہ اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار اور جو زکوٰۃ ادا کرے وہ گویا اسلام کی رجسٹری کروالیتا ہے۔ ہم خواہشات کے پجاری بن چکے ہیں۔ آج کے دور کا ایک عام ابتلاء ہے کہ یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِیَ قَارُوْنَ (اے کاش! ہمیں اتنا ملتا جتنا قارون کو ملا)۔ اقتصادیات نے ہمیں اتنا پریشان کر رکھا ہے کہ جو جس درجے میں ہے آپ اس کی زبان سے شکر کے الفاظ بہت کم سنیں گے۔ ناشکری کے کلمے اکثر آپ کے کانوں میں پڑتے رہیں گے۔

دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے دوڑ لگ چکی ہے۔ آج ہم نے اپنی اولادوں کو ایسی تعلیم حاصل کرنے کیلئے سکولوں کی بھٹی میں جھونک دیا ہے جس سے وہ بڑے ہو کر چار پیسے کمائیں گے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ صبح کے وقت ہزاروں کی تعداد میں بچے اور بچیاں اپنے گھروں سے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی طرف جا رہے ہوتے ہیں۔ یہ سب اس لئے ہے کہ ہم عصری علوم کا حاصل کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور یہ بات جانتے ہیں کہ اس کے بغیر ان کو روزی کے حصول میں دقت ہو گی۔ یہ حقیقت اپنی جگہ ٹھیک ہے مگر ہماری اولادوں کو اس سے پہلے ایک اور چیز کی بھی ضرورت ہے جسے اللہ کا دین کہتے ہیں۔ اگر یہ اولاد دین دار نہ بنی اور دنیا میں ... بھی کرتی رہی تو پھر کس کام کی۔ اگر اس نے اللہ کے حکموں کو نہ جانا نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو نہ مانا اور دین سے بے بہرہ رہ کر زندگی گزاری تو ماں باپ کے لئے دنیا اور آخرت کا بوجھ بنے گی۔

ایک غلط فہمی کی بنیاد :

عجیب بات تو یہ ہے کہ پڑھے لکھے والدین جو دین و دنیا برابر کا نعرہ لگاتے ہیں، وہ اپنی تمام کی تمام اولاد کو عصری علوم پڑھاتے ہیں جبکہ دینی علوم پڑھانے سے گھبراتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ یہ فقرہ پھر ذہن نشین کر لیجئے ”پڑھے لکھے والدین اپنی اولادوں کو مروجہ علوم تو پڑھاتے ہیں مگر انہیں دینی علوم پڑھانے سے گھبراتے ہیں“ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید کوئی انوکھے انسان بن جائیں گے اور وہ ایسے اعمال اپنائیں گے جو آج کے دور میں قابل عمل نہیں۔ ان انگریزی پڑھے لکھے بچوں اور بچیوں کا دین کے بارے میں یہ ذہن بنتا چلا جارہا ہے کہ یہ چودہ سو سال پہلے کی ایک پرانی چیز ہے جبکہ آج نیا دور ہے' نیا زمانہ ہے اور سائنسی تحقیقات ہو چکی ہیں اس لئے معاشرہ بھی نیا ہونا چاہئے۔ یہی غلط فہمی کی بنیاد ہے۔

دینی علوم ابدی ہیں:

چودہ سو سال پہلے امن و سکون کی زندگی گزارنے کیلئے جو اصول و ضوابط بنائے گئے تھے وہ قیامت تک باقی رہیں گے۔ وہ دنیا کی صداقتیں ہیں، کائنات کی حقیقتیں ہیں، وہ سچائیوں سے بھری ہوئی باتیں ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے میں وہ سچی ثابت ہوں گی۔ انسانیت جب بھی ان سے روگردانی کرے گی وہ ٹھوکریں کھائے گی، ذلتیں اٹھائے گی اور بالآخر ہانپتی کانپتی اسی دروازے پر آئے گی۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

عصری علوم ناقص ہیں:

عام سکولوں اور کالجوں میں ان عصری علوم کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ جبکہ سلیبس میں دینی علوم کی انتہائی کمی ہوتی ہے۔ وہ اس کمی کے باوجود اپنے آپ کو ناقص نہیں سمجھتے بلکہ ان مدارس کے طلباء و علماء کو ناقص سمجھتے ہیں جو اپنی زندگیوں کو علوم دین حاصل کرنے کیلئے وقف کر چکے ہیں۔ جن کی زندگی صبح و شام اللہ کا قرآن اور نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

اکرم ﷺ کا فرمان پڑھتے گزر جاتی ہے وہ ان کو کم نظری سے دیکھتے ہیں۔

دنیا سے محبت کا نتیجہ :

کیا ہوا جو ان علوم دین کی وجہ سے چار ٹکے نہیں کمائے جاسکتے۔ کیا رب کی رضا کی کوئی قیمت نہیں ہے؟ کیا نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں قبولیت کی کوئی قیمت نہیں ہے؟ ہم اس قدر **Money Oriented** (زر پرست) ہو چکے ہیں، دنیا ہمارے دماغوں پر اس قدر مسلط ہو چکی ہے کہ جن علوم سے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا نصیب ہوتی ہے، دنیا اور آخرت کی سعادتیں نصیب ہوتی ہیں ان علوم کو ہم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور جن علوم سے فقط دو وقت کی روٹی ملے گی ان علوم کو ہم بڑی عزت و اکرام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اپنی پوری زندگی ان کے حصول میں گزار دیتے ہیں۔ کالجوں کے کتنے بچے ہیں جو ماسٹرز کی ڈگری حاصل کر لیتے ہیں، آپ ان سے نماز کے مسائل معلوم کر لیجیے وہ آپ کو دین سے بالکل نابلد اور ناآشنا نظر آئیں گے۔ یہ دنیا سے محبت کا نتیجہ ہے۔

پی ایچ ڈی ڈاکٹر کی زبوں حالی :

ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر صاحب کے والد کا انتقال ہوا تو انہوں نے ایک عالم دین سے کہا کہ آپ نے جنازہ پڑھانا ہے۔ جنازے کے بعد اس پی ایچ ڈی ڈاکٹر نے زارو قطار رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اسے تسلی دی کہ اس طرح کا صدمہ ہر آدمی کو پیش آتا ہے اس لئے آپ کو بھی صبر کرنا چاہیے۔ مگر وہ مسلسل روتا رہا۔ بالآخر عالم دین نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ اتنا رو رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اس بات پر نہیں رو رہا کہ والد فوت ہو گئے، ہر ایک کو دنیا سے جانا ہے۔ میں تو اس بات پر رو رہا ہوں کہ میرے اس والد نے مجھے اتنی دنیاوی تعلیم دلوائی کہ میں پی ایچ

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈی ڈاکٹر بن گیا مگر مجھے دین سے اتنا بے بہرہ رکھا میرے والد کی میت میرے سامنے پڑی تھی اور مجھے نماز جنازہ بھی نہیں آتی تھی۔

دنیاوی سوچ کے تاثرات :

دین سے اس قدر دوری کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ دینی اور سائنسی علوم حاصل کرنے والوں کے درمیان یہ خلیج کیوں پیدا ہو رہی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلباء میں ایک عام تاثر یہ بنتا جا رہا ہے کہ مدارس والے کچھ نہیں کرتے، دقیانوس ہوتے ہیں، پرانے دماغ کے لوگ ہوتے ہیں، پرانی کتابیں پڑھتے ہیں۔

اور دوسرا تصور یہ بنتا چلا جا رہا ہے کہ علماء کو سائنسی علوم پڑھنے چاہئیں۔ حالانکہ یہ بات تو اہل علم حضرات کے کہنے کی ہے کہ آج دنیاوی علوم پڑھنے والوں کو دین پڑھنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ علماء کی تعداد کو دیکھیں تو آپ کو پوری آبادی میں 5% بھی نظر نہیں آئیں گے۔ جبکہ دنیاوی علوم حاصل کرنے والے 95% ہونگے۔ جو 95% ہیں وہ تو پہلے ہی سو فیصد زندگی ان علوم پر وقف کر چکے ہیں۔ ہم یہ سوچتے ہیں اگر باقی 5% لوگ بھی سائنسی علوم حاصل کر لیتے تو ہماری قوم فلاح پا لیتی اور ہم ترقی یافتہ بن جاتے۔ ہماری یہ سوچ 100% غلط ہے۔ قلب و نظر جب سقیم ہوتے ہیں تو پھر انسان اس قسم کی سوچ سوچتا ہے۔

صحیح نقطہ ء نظر :

ہمیں اس بات کو دل میں بٹھانے کی ضرورت ہے کہ جو 5 فیصد طلباء قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر چکے ہیں وہ اس امت کے محسن ہیں جو ان کی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ جب لوگوں کو مسائل کا جواب پوچھنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ضرورت ہوتی ہے، اس وقت یہی 5 فیصد ہی تو ہوتے ہیں جو ان کے علمی بوجھ کو اپنے سر پر لیتے ہیں، جو ان کو قدم قدم پر بتاتے ہیں کہ تمہیں اللہ کی رضا اس میں ملے گی۔ در حقیقت ہمیں بات اس طرح کرنی چاہیے کہ آج ان سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پانے والے جتنے طلباء ہیں جہاں یہ سائنس کے مضامین پڑھتے ہیں وہاں کیا دین کا مضمون نہیں پڑھ سکتے۔ اگر شروع سے آخر تک یہ دین کی تعلیم ساتھ ساتھ پاتے رہیں تو جہاں اچھے سائنس دان بن کر نکلیں گے وہاں اچھے مسلمان بھی بن کر نکل سکتے ہیں۔ ہمارا یہ ذہن قوم کا سرمایہ ہے جس کو آج **Intelegentia of Nation** کہتے ہیں آج سارے کا سارا زور مادے کی تحقیق پر لگ رہا ہے روحانیت پر اس کا کوئی کام نہیں ہو رہا۔ آخرت کیلئے اس پر کوئی محنت نہیں ہو رہی۔

آج کا عنوان :

آج کی اس محفل میں ہمارے سامنے وہ بچے بیٹھے ہیں جنہوں نے حدیث و تفسیر کا علم حاصل کیا یا قرآن پاک حفظ کیا۔ اسی نسبت سے ان بچوں کے ذہنوں میں دینی تعلیم کی اہمیت اجاگر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ حق واضح ہو، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو۔ ہمیں پتہ چل جائے کہ جو لوگ دین پڑھ رہے ہیں حقیقت میں وہی انسانیت کے محسن ہیں۔ وہ ایک بلند و بالا مقصد کو پورا کر رہے ہیں۔

دنیاوی مال کی بے ثباتی :

عصری علوم حاصل کرنے والے دنیا کما کر اپنی دنیاوی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ آخرت کی ضرورتیں تو دنیا کے پیسے سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اگر انہوں نے مال کما بھی لیا تو اس مال سے وہ زندگی کی ہر ضرورت تو پوری نہیں کر سکتے۔ مال سے آپ عینک تو خرید سکتے ہیں بینائی تو نہیں خرید سکتے، مال سے آپ کتابیں تو خرید سکتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

علم تو نہیں خرید سکتے، مال سے آپ اپنے لئے نرم بستر تو خرید سکتے ہیں میٹھی نیند تو نہیں خرید سکتے، مال سے آپ اپنے لئے دوائیں تو خرید سکتے ہیں مگر اچھی صحت تو نہیں خرید سکتے، مال سے آپ اچھا لباس تو خرید سکتے ہیں مگر حسن وجمال تو نہیں خرید سکتے، مال سے آپ کسی کی خوشامد تو کر سکتے ہیں مگر دل کی محبت تو نہیں خرید سکتیاور مال سے آپ خضاب تو خرید سکتے ہیں مگر شباب نہیں خرید سکتے۔ پس معلوم ہوا کہ مال سے ہر کام نہیں ہو سکتا۔

مال اور علم کا موازنہ :

بھلا مال اور علم کا کیا مقابلہ۔ مال کی قیمت وقت کے ساتھ ساتھ گھٹتی چلی جاتی ہے اور علم کی قیمت وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ مال کی حفاظت تجھے کرنا پڑتی ہے اور علم تیری حفاظت کیا کرتا ہے۔ مال فرعون و قارون کی میراث ہے اور علم انبیائے کرام کی میراث ہے۔ مال کے بڑھنے سے حاسد بڑھتے ہیں اور علم کے بڑھنے سے معتقدین بڑھتے ہیں۔ مال سے علم حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے جبکہ علم سے مال حاصل کیا جا سکتا ہے۔ روز محشر مال کھانے کا حساب ہو گا علم حاصل کرنے کا حساب نہ ہو گا۔ علم تو آسمان کی مانند ہے دنیا کا مال زمین کی مانند ہے۔ کثرت مال کی وجہ سے فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا اور کثرتِ علم کی وجہ سے پروردگار عالم کے محبوب ﷺ نے کہا مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَمَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ کہا۔

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

مقصد زندگی :

ہمارے انگریزی پڑھے لکھے نوجوانوں کو اپنے ذہنوں میں یہ بات اچھی طرح بٹھا

www.besturdubooks.wordpress.com

لینی چاہئے کہ دنیا کا علم حاصل کرنا ہماری زندگی کی ضرورت ہے، زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ مقصد زندگی تو اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنا اور اس کے حکموں کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ یہ چیز دینی علوم کے بغیر آپ کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپ دنیا میں پی ایچ ڈی کر لیں، نوبل پرائز Win (حاصل) کر لیں مگر اللہ کی رضا والے اعمال کرنے کیلئے پھر بھی انہی علماء کی جھونپڑیوں میں آپ کو آنا پڑے گا۔ انہی کی چٹائیوں پر آپ کو دوزانو ہو کر بیٹھنا پڑے گا۔ تب آپ کو یہ علوم حاصل ہوں گے اور اگر آپ یہ سمجھیں کہ ان علوم کے بغیر بھی ہم اچھی زندگی گزار لیں گے کیونکہ ہمیں اچھا کھانا ملتا ہے یا کار کوٹھی بھی موجود ہے تو پھر ہم یہی کہیں گے ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ میاں تمہارے علم کی حد یہیں تک تھی کہ تم نے اپنے آپ کو دنیا کے لئے وقف کر لیا۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ اسی کو تو بڑا خسارہ کہتے ہیں۔ عقلمند انسان کی پہچان یہی ہے کہ وہ ضرورت کو بقدر ضرورت پورا کیا کرتا ہے مگر مقصد کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ معاشرے کے 95% لوگ جو فقط انگریزی سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ بہت اچھا کر رہے ہیں اور وہ 5% لوگ جو صبح وشام دین کا علم حاصل کر رہے ہیں ان کو بھی سائنس پڑھنے کی ضرورت ہے تو یہ عقلمندی کی بات نہیں ہوگی۔ کیونکہ اگر طلباء کی ساری زندگی سکولوں اور کالجوں میں گزر گئی تو وہ علم وادب کیسے حاصل کریں گے۔ وہ ان اعمال سے بالکل محروم رہیں گے جن سے اللہ تعالی کی رضا ملتی ہے۔ اسی کو اکبر نے کہا:

انہوں نے دیں کہاں سیکھا بھلا جا جا کے مکتب میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

کتنی زندگیاں ہیں جو سکولوں اور کالجوں کے طواف کرتے گزر جاتی ہیں اور جب

www.besturdubooks.wordpress.com

فارغ ہوتے ہیں تو صاحب (افسر) کے دفتر میں زندگی نبھ جاتی ہے۔

قوم کے محسن :-

میرے دوستو! ذرا دوسرے انداز سے بھی دیکھ لیجئے کہ اللہ کے محبوب ﷺ جو علم لے کر آئے کیا اس کی اتنی بھی قیمت نہیں ہے کہ آپ اس کو اہم سمجھیں؟ ہمیں چاہئے کہ ہم آج کے بعد سے یہ کہنا شروع کر دیں کہ وہ 5% جنہوں نے اپنی سو فیصد زندگی علم حاصل کرنے کیلئے وقف کر دی ہے وہی قوم کے محسن ہیں۔ قوم کے سروں پر یہ علمی سایہ ہیں۔ قوم جب ٹھوکریں کھائے گی تو منزل کی نشانی یہی بتائیں گے، جب قوم راستہ بھولے گی تو انگلی پکڑ کر منزل پر یہی پہنچائیں گے، جب قوم ناامید ہونے لگ جائے گی تو ان کو رب کی رحمت کی امید بھی یہی لوگ دلائیں گے۔

علمائے کرام کا فرض منصبی :

اس محفل میں جن علمائے کرام نے آپ کے سامنے اپنے سروں پر دستار فضیلت بندھوائی اور اپنے ہاتھوں میں انعام کے طور پر قرآن مجید کے نسخے اور حدیث کی کتابیں وصول کیں۔ آیئے ذرا جائزہ لیں کہ ان علماء کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

ان چٹائیوں پر بیٹھنے والے، معمولی کپڑے پہننے والے، معمولی کھانوں پر اکتفا کرنے والے، تھوڑی دنیا پر کفایت کرنے والے رہبر و رہنما ہستیوں کی داستان محبت بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ رب والے اور احبار جمع ہے حبر کی اور حبر کہتے ہیں بڑے عالم کو۔ تو علماء اور صلحاء دونوں کا اللہ رب العزت قرآن پاک میں تذکرہ فرماتے ہیں اور ان کی ذمہ داریاں ارشاد فرماتے ہیں کہ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وہ اللہ تعالی کی کتاب کی حفاظت کرتے ہیں۔ گویا ان کا مقصد اور منصب دنیا کے اندر قرآن کی ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک آیت کے اوپر ڈیرے ڈالنا ہے، نبی اکرم ﷺ کی ایک ایک حدیث کے اوپر جھگیاں ڈال دینا اور ان کی حفاظت کرنا ہے تاکہ ان میں کوئی تبدیلی نہ آسکے اور آنے والی نسل تک دین اسی طرح پہنچے جس طرح انہوں نے اوپر سے پایا۔ اسی لئے تو ان کو وارث انبیاء کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی فوج :

آپ سوچتے ہوں گے کہ قرآن پاک کی حفاظت تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے پھر علماء پر اس کی حفاظت کی ذمہ داری کیوں لگائی؟ جی ہاں، قرآن پاک کی حفاظت تو پروردگار عالم نے اپنے ذمہ لی ہے لیکن اس نے اپنی فوج تیار کی ہوئی ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ یہ کہے کہ میں اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کروں گا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ سرحد پر جاکر راتوں کو خود پہرہ دے گا۔ اس مقصد کے لئے وہ ایک فوج بناتا ہے اور اس فوج کا ہر آدمی اس کی نگاہ میں بڑا عزت والا ہوتا ہے، ان کی تنخواہیں اچھی، ان کا لباس اچھا، ان کی صحتیں اچھی، ان کا وقار اعلیٰ، ان کو بادشاہ عزیز رکھتا ہے کیونکہ وہ بڑے مقصد کو پورا کر رہے ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جب پروردگار نے اس قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لیا تو اس کیلئے اللہ رب العزت نے بھی اپنے بندوں کی فوج تیار کی، ان کو علماء کہتے ہیں۔ ان کو حفاظ کہتے ہیں۔ علماء نے علم نبوی ﷺ کی حفاظت کا ذمہ خود لیا اور حفاظ نے قرآن کے الفاظ کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ لہذا دین پوری طرح آج ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کو محفوظ علم کہا جاسکتا ہے۔ قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کی اس فوج کو حزب اللہ کہا ہے۔ ان علماء اور صلحاء کو اللہ رب العزت نے خوشخبریاں دیں اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ جان لو کہ اللہ کی جماعت اور اللہ کی فوج ہمیشہ فلاح پاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرامؓ کی جماعت نبی اکرمؐ کے علم و عمل کی محافظ :

صحابہ کرامؓ کی جماعت نبی اکرم ﷺ کے علم و عمل کی وارث تھی۔ اگر ان کی زندگیوں کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایک سنت کے عاشق تھے۔ اس عشق کے رنگ میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اداؤں کی حفاظت کی۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اداؤں کی اتباع کی۔ یہ اتباع اتنی کامل تھی کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کا اندازہ آپ کو چند واقعات سے ہو جائے گا۔

مثال نمبر 1 :-

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک محفل میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرامؓ کا مجمع تھا۔ باہر سے ایک آدمی آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس ساری محفل کے سب لوگ ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ لباس ایک جیسے، وضع قطع ایک جیسی، ان کی گفتار ایک جیسی، ان کے چہرے پر اثرات اتنے عجیب اور ایک جیسے تھے کہ وہ پہچان نہ سکا۔ بالآخر اسے پوچھنا پڑا کہ تم میں سے اللہ کے نبی ﷺ کون ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ نقل اصل کے کتنا قریب ہوگی، جنہوں نے اتباع کی وہ تابع اپنے متبوع کے کتنا قریب ہو چکے ہوں گے، کہ باہر سے آنے والوں کو آقا اور غلام کے فرق کا پتہ نہ چلا۔ تابع اور متبوع کے فرق کا اندازہ نہ ہوا۔ حقیقت میں غلام ایسے تھے جو اپنی گفتار میں، رفتار میں، کردار میں، حتیٰ کہ ایک ایک عمل میں آقا ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔

مثال نمبر 2 :

صحابہ کرامؓ نے سنت نبوی ﷺ کی اس قدر اتباع کی کہ ایک مرتبہ حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

عبداللہ بن عمرؓ حج کے سفر پر جارہے تھے۔ راستے میں انہوں نے ایک جگہ اپنی سواری کو روک لیا، نیچے اترے اور ایک جگہ پر جاکر تھوڑی دیر بیٹھ گئے۔ پھر واپس آئے اور اپنی سواری کو لے کر چل پڑے۔ رفیق سفر نے پوچھا، جناب یہ سواری کو ٹھہرانے اور وہاں جاکر بیٹھنے کا مقصد کیا تھا؟ کہنے لگے، میں ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ میرے آقا ﷺ یہاں قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور آگے چل پڑے تھے۔ اب جب میں گزر رہا تھا تو اس جگہ سے میرے قدم آگے نہ بڑھ سکے۔ میرے دل نے چاہا کہ میرے محبوب ﷺ نے یہاں ایک عمل کیا تھا، اگرچہ مجھے اس وقت اس عمل کی حاجت نہیں مگر اپنے آقا ﷺ کے عمل کی اس وقت جتنی اتباع کر سکوں اتنی تو کر کے دکھاؤں۔ میں وہاں اسی طرح جاکر بیٹھا جس طرح میرے آقا ﷺ بیٹھے تھے۔ میں تھوڑی دیر تو رکا مگر مجھے اپنے آقا ﷺ کی ایک سنت پر عمل کی توفیق تو نصیب ہوگئی۔

مثال نمبر 3 :-

ایک صحابیؓ حبشہ کے رہنے والے تھے۔ رنگ کے کالے اور شکل کے انوکھے تھے۔ ان کے سر کے بال چھوٹے بھی تھے اور گھنگھریالے بھی۔ ان بالوں میں مانگ نہیں نکل سکتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے سر کے درمیان میں مانگ نکالی ہوتی تھی۔ یہ آپ ﷺ کا سر مبارک دیکھتے تو سوچتے کہ وہ سر ہی کس کام کا جو اپنے آقا ﷺ کے مبارک سر سے مشابہت نہ پا سکے۔ ہر وقت یہی تمنا ہوتی اور اس کیلئے دعائیں مانگتے رہتے تھے کہ اے اللہ! کبھی ایسا بھی ہو کہ میں کنگھی کروں تو میرے سر کے درمیان سے مانگ نکل آئے اور میرے سر کو میرے آقا ﷺ کے مبارک سر کے ساتھ مشابہت نصیب ہو جائے۔ اسی غم میں تڑپتے رہتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بالآخر آقا ﷺ کی محبت ایسی غالب آئی کہ ایک دن غسل کر کے نکلے اور آئینے میں چہرہ دیکھا مگر سر کے اوپر سیدھی مانگ نہ نکل سکی۔ دل میں خیال آیا کہ یہ سر بھلا کس کام کا۔ چنانچہ لوہے کی ایک سلاخ پڑی تھی، اسے اٹھالیا۔ گھر میں آگ جل رہی تھی۔ اس آگ میں اس کو گرم کیا۔ اس کے بعد اس کو اپنے سر کے بالکل وسط میں پھیر دیا جس سے جلد بھی جلی بال بھی جلے اور جلنے کی وجہ سے ایک لکیر بن گئی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کو اتنی تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ فرمایا کہ تکلیف تو مجھے بھول جائے گی مگر میرا سر تو آئندہ میرے محبوب ﷺ کے سر مبارک کے مشابہ بن جائے گا۔

مثال نمبر 4 :-

مشہور روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ بن الیمانؓ فارس تشریف لے گئے۔ دعوت کھانے کے لئے بیٹھے۔ ان سے ایک لقمہ نیچے گر گیا۔ انہوں نے اس لقمہ کو اٹھایا اور صاف کر کے کھالیا۔ بعض لوگوں نے کہا یہاں کے امراء اس عادت کو ناپسند کرتے ہیں، آپ یہ لقمہ اٹھا کر نہ کھاتے۔ فرمانے لگے، ءَ اَتْرُكُ سُنَّتَ حَبِيبِيْ لِهٰٓؤُلَآءِ الْحُمَقَآءِ کیا میں ان احمقوں کی خاطر اپنے آقا اور محبوب ﷺ کی سنت کو چھوڑ دوں۔ سوچئے تو سہی کہ صحابہ کرامؓ نے ایک ایک سنت پر کتنی محبت سے عمل کیا۔ وہ علم کے بھی وارث بنے، عمل کے بھی وارث بنے، احوال کے بھی وارث بنے، آپ ﷺ کی ظاہری اداؤں کے بھی وارث بنے۔ اسی طرح یہ علم صحابہ کرامؓ سے امت تک آگے پہنچا جس طرح میرے آقا ﷺ دنیا میں اس کو دے گئے تھے۔

تابعین اور حفاظت دین :

ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی اس علم و عمل کو اسی طرح آگے پہنچایا

www.besturdubooks.wordpress.com

جس طرح انہوں نے اوپر سے پایا تھا۔ حتیٰ کہ اگر حکام نے اس میں اپنی مرضی کے فتوے مانگنے بھی چاہے تو ان علماء نے جانیں تو دے دیں مگر دین کے اندر کسی غیر اسلامی چیز کو شامل نہ ہونے دیا۔ یہی تو وجہ ہے کہ امام اعظمؒ جو دنیا کے امام کہلاتے ہیں، ان کا جنازہ بھی جیل سے نکلا۔ امام احمد بن حنبلؒ کو 100 کوڑے مارے گئے۔ ابن تیمیہؒ کو جیل کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ امام سرخسیؒ کو کنویں میں قید ہونا پڑا۔ امام بخاریؒ کو شہر بدر ہونا پڑا۔ یہ عشق و وفا کی داستانیں اس تھوڑے سے وقت میں کیسے بیان کریں۔ آیئے ہم اپنے قریب کے دور کی بات کرتے ہیں۔

علماء ہند کا شاندار ماضی

علمائے ہند کا دور امت مسلمہ کا شاندار ماضی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شہنشاہ جہانگیر سے ٹکر :

یہ دور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ سے شروع ہوتا ہے۔ وہ ہندوستان کے شہر سرہند میں پیدا ہوئے۔ ان کے دور میں اکبر نے دین نبی ﷺ کو مسخ کر دیا تھا۔ دین الٰہی کے نام سے ایک نیا دین دنیا کے سامنے پیش کر دیا تھا، جو بدعات ورسومات کا ملغوبہ تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب اکبر کے بیٹے جہانگیر نے اپنی طاقت کے نشے میں آکر علماء کو لکھا کہ مجھے فتویٰ دو کہ بادشاہ کو سجدہء تعظیمی کرنا جائز ہے۔ جب لوگوں کے سامنے جیلوں کے دروازے کھل چکے تھے، جب ان کو دُرّے نظر آرہے تھے، کھالیں پیٹھ سے اترتی نظر آرہی تھیں، اس وقت کچھ ربانیین ایسے تھے، کچھ احبار ایسے تھے جنہوں نے جان کی پروا تک نہ کی۔ اس لئے کہ ان کا فرض منصبی دین کی حفاظت تھا۔ انہوں نے کہا :

www.besturdubooks.wordpress.com

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ سجدہء تعظیمی حرام ہے، قطعاً جائز نہیں۔ اس کلمہء حق کی وجہ سے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ آپ کے پاؤں میں زنجیریں ڈال دی گئیں۔ آپ نے پابند سلاسل رہنا تو قبول کر لیا مگر اس کی غلط بات کے آگے جھکے نہیں کیونکہ ان کو رب کے سوا کسی کے آگے جھکنا نہیں آتا تھا۔ وہ ساری زندگی رب کے سامنے پیشانیاں جھکانے والے بھلا مخلوق کے سامنے کیسے جھک سکتے تھے۔ بالآخر ان کی استقامت کی بدولت اللہ رب العزت نے ایک وقت وہ بھی دکھلایا کہ جب جہانگیر بادشاہ کو جھکنا پڑا۔ سب امیر اس فقیر کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، جو آپ کہیں گے آج ہم وہی کریں گے۔ چنانچہ بدعتوں کو ختم کر دیا گیا، رسومات کو چھوڑ دیا گیا۔ اور اس کی جگہ نبی اکرم ﷺ کی سنت کو رواج دیا گیا۔ اسی وجہ سے ان کو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کہتے ہیں۔

خاندان شاہ عبدالرحیمؒ اور حفاظت دین :-

پھر ان کے بعد ایک اور فرد فرید شاہ عبدالرحیمؒ عرب سے آکر انڈیا میں آباد ہوئے۔ آپ اپنے جد امجد کا یہ ورثہ اور نعمت بھی ساتھ لے کر آئے۔ پھر اللہ رب العزت نے ان کو ایک بیٹا دیا جو ولی اللہ کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ خاندان ولی اللہی اللہ رب العزت کا چنا ہوا خاندان ثابت ہوا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بیٹے شاہ عبدالعزیزؒ شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ نے دہلی میں بیٹھ کر قرآن و حدیث کی خدمت کی علوم دینیہ کو دنیا میں عام کیا۔

ایک وقت وہ بھی آیا جب حاکم وقت نے ان کے ساتھ بھی ٹکر لی۔ ان حضرات

www.besturdubooks.wordpress.com

نے مصائب و تکالیف تو برداشت کر لیں مگر دین کے اندر کوئی چیز شامل نہ ہونے دی۔ بالآخر شاہ ولی اللہؒ کے آخری عمر میں ہاتھوں کے پہنچے اتروا دیئے گئے، انگلیوں کو توڑ دیا گیا اور دونوں ہاتھوں سے معذور کر دیا گیا۔ جس شخص کے ہاتھوں قرآن و حدیث کی اتنی خدمت ہوئی تھی، طاقت کے نشے میں آکر دنیا کے حکمرانوں نے ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ ان علمائے حق نے قربانیاں تو پیش کر دیں مگر دین کے اندر کسی چیز کی ملاوٹ نہ ہونے دی اگر اس وقت ان حکمرانوں کا بس چل جاتا تو معلوم نہیں کہ آج دین ہمیں کس حال میں ملتا۔ اگر ان حکمرانوں کے اپنے قلم کی بات ہوتی تو معلوم نہیں کہ ان کا قلم قرآن و حدیث کے حروف کو کس طرح بدل چکا ہوتا۔ یہ رب کریم کی رحمت ہے کہ اس نے دین کی حفاظت وقت کے حکمرانوں کے ذمہ نہیں ڈالی، ورنہ یہ تو پیتل کو سونا بنا کر دکھا دیتے۔ تاریخ کو دیکھو کہ جبہ و دستار نے جن علاقوں کو فتح کیا تھا کوٹ پتلون نے انہی علاقوں کو واپس دے دیا۔

انڈیا میں انگریز کا تسلط :-

ایک وقت وہ بھی آیا جب پاک و ہند میں انگریز نے اپنا تسلط جمایا۔ پھر جب انگریز نے دیکھا کہ میں نے دنیا کا مال و دولت تو سمیٹ لیا اب ان کو علمی وراثت سے بھی محروم کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس نے اوقاف کی تمام عمارات کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ فقط دہلی کے اندر 600 مدارس بند ہو گئے۔ اس نے کہا کہ میں ان کی گردن دبا دوں گا۔ اس نے کوئی بڑا مدرسہ نہ چلنے دیا۔

دار العلوم دیوبند کی بنیاد :

ان ناگفتہ بہ حالات میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے دیوبند کے ایک غیر معروف مقام پر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اس

www.besturdubooks.wordpress.com

دارالعلوم نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں علوم و فنون کا مرکز بن گیا۔ وہ دارالعلوم اب دنیا کی ایک عظیم یونیورسٹی بن چکا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے سپوت :-

اس یونیورسٹی سے ایسے بڑے بڑے علماء اور مجاہدین نکلے جنہوں نے کہا کہ آزادی ہمارا حق ہے۔ لہذا ہمارا حق ہمیں واپس دیا جائے۔ یہی دارالعلوم ہی تو تھا جس نے امت کو انگریز کی غلامی سے بچایا۔ اگر یہ علماء سینہ تان کر مقابلہ نہ کرتے تو فرنگی تہذیب میں اس قدر چمک اور جاذبیت تھی کہ ہمارے سا.ے کے سارے نوجوان اسی رو میں بہہ کر فرنگی تہذیب کے دلدادہ بن جاتے۔ ان کا بیٹھنا اٹھنا کچھ اور ہوتا، ان کی صبح و شام کے لمحات کسی اور انداز سے بسر ہوتے مگر قربان جائیں کہ علمائے دیوبند کے سپوتوں نے ان حالات میں بھی دین کو سینے سے لگائے رکھا اور دنیا کو بتا دیا کہ، ہم نے دین کیلئے زندگیاں قربان کر دینی ہیں۔ لہذا ایک ایسا وقت بھی آیا جب انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔ کہیں شاملی کے میدان میں حافظ ضامن شہیدؒ اپنی جان جان آفریں کے سپرد کرتے ہیں، کہیں محمود حسنؒ مالٹا کے اندر جیلوں میں تکلیف اٹھاتے ہیں۔ ان حضرات کے پاؤں میں زنجیریں ہوتی تھیں مگر ان کی زبان پر اللہ کا قرآن ہوتا تھا۔ یہ جیلوں سے نکلتے تھے تو کوئی تفسیر لکھ کر نکلتا تھا اور کوئی قرآن کا حافظ بن کر نکلتا تھا۔ علمائے ہند کا یہ شاندار ماضی اپنے اندر اتنی وسعتیں سمیٹے ہوئے ہے کہ ایک محفل میں اس کی تفصیل نہیں بتائی جا سکتی۔

ترانہ دارالعلوم دیوبند :

یہی تو ایک عزیز طالب علم پڑھ رہے تھے :

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں
عابد کے یقین سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل
یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے

مسجدیں نوحہ کررہی ہیں :-

آج اندلس کی داستانیں آپ کے سامنے ہیں۔ آج ذرا قرطبہ کی جامع مسجد میں جاکر دیکھ لیجئے۔ ان علماء کی قدر تو آپ کو تب آئے گی جب باہر ملک کے علماء کی حالت زار آپ جاکر دیکھیں گے۔ ان کے ظاہر کو دیکھیں تو آپ کو ان کے چہرے پر سنت نبوی ﷺ نظر نہیں آئے گی۔ معلوم ہوا کہ وہاں کے علماء بھی وہیں کے ماحول میں ڈھل گئے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے اسلاف کو جنھوں نے ہر دور کے اندر ہر فتنے کے سامنے بند باندھا اور سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا۔ مصر اور ترکی جو آج بڑے بڑے اسلامی ملک سمجھے جاتے ہیں ذرا ان کی مساجد کا حال دیکھئے کہ جس مسجد میں 1000 آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں وہاں ظہر عصر کی نمازوں میں مشکل سے تین آدمی بھی پورے نہیں ہوتے۔ وہ مسجدیں آج نوحہ کررہی ہیں۔

انگریزی خواں طبقہ کی زبوں حالی :-

آپ دیکھئے تو سہی کہ ہمارا انگریزی خواں طبقہ دین سے کس قدر نابلد ہے۔ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ صبح و شام انگریزی پڑھنے میں مست ہیں ان کو عربی کے دو لفظ پڑھنے نہیں آتے۔ کوئی پی ایچ ڈی ڈاکٹر کبھی آپ کے سامنے اذان دے تو ذرا سنا کیجئے کہ اس کی اذان کتنی عجیب ہوتی ہے۔ کبھی آپ اسے کہہ دیں کہ آپ تو پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں ذرا اقامت تو کہہ دیجئے۔ کہیں گے جی ہمیں تو اقامت کہنا نہیں آتی۔ انہیں نماز پڑھانی نہیں آتی، پڑھنی نہیں آتی، نماز جنازہ کا پتہ نہیں ہوتا کہ کیا ہے' مسائل کا پتہ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ دین سے بالکل نابلد ہو کر ان کی زندگی گزر رہی ہوتی ہے۔ اگر ان جیسے لوگوں کے ذمے ہوتا کہ تم نے کمیونزم اور سوشلزم کے سیلاب کا مقابلہ کرنا ہے تو یہ تو کشتی ہی ڈبو دیتے کیونکہ یہ تو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ تھے۔

علمائے ربانیین کی دین پر استقامت :-

یہ علمائے ربانیین ہی تھے جنہوں نے ان تمام حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ میں سلام پیش کرتا ہوں وسط ایشیا کے ان علماء کو جنہوں نے 70 سال ظلم کی چکی کے اندر پسنا تو برداشت کر لیا مگر دین کو اپنے سینوں سے جدا نہ ہونے دیا۔ حتیٰ کہ جب ظلم کی آندھی چھٹی، ظلم کے سائے گھٹ گئے تو اس وقت یہ علمائے دین اسی دین کو سینے سے لگا کر پھر کھڑے ہو گئے۔ آج وہاں کے عوام الناس پھر دین کو اپنی زندگیوں میں لاگو کر رہے ہیں۔

وسط ایشیاء کا علمی قرض :-

یہی طلباء ہیں جن کے آباؤ اجداد نے ہم تک دین پہنچایا۔ اور آج انہی کی یہ اولادیں ان ملکوں میں تحصیل علم کے لئے آرہی ہیں۔ کوئی سعودی عرب پہنچ رہا ہے، کوئی پاکستان پہنچ رہا ہے۔ کوئی انڈیا میں دارالعلوم دیوبند جا رہا ہے۔ یہ بخاریؒ و مسلمؒ کے روحانی بیٹے ہمارے ان علاقوں میں قرآن و حدیث کا علم پانے کے لئے آرہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ یہ ہمارے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو ان مدارس کا تعاون کرتے ہیں کتنی سعادت ہے کہ ہمارے علماء کی وجہ سے وہاں کے روحانی فرزند یہاں سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کر کے واپس جا رہے ہیں۔ ارے! آپ نے تو کمیونزم اور سوشلزم کے سامنے کچھ نہ کیا، یہی علماء ہیں جو ان کا قرض لوٹا رہے ہیں۔ قرض ان کے آباؤ اجداد کا تھا جن کی حدیث اور تفسیر کی کتابیں پڑھ کر ہم عالم بنے۔ آج ہم ان کی اولادوں کو یہ قرض لوٹا رہے ہیں۔ اللہ رب العزت نے فیصل آباد کے ان علماء کو سعادت بخشی ہے کہ ان کی خدمت میں بیٹھ کر وسط ایشیاء کے طلباء نے قرآن و حدیث کی تعلیم مکمل کی۔

بچوں کی تربیت کا انگریزی طریقہ :-

اس کے برعکس اگر انگریزی خواں طبقہ کی بات ہوتی تو یہ بچارے تو خود سر سے لے کر پاؤں تک انگریز بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اتنا تو "گورے انگریز" بھی انگریزی کو پسند نہیں کرتے جتنا یہ "کالے انگریز" انگریزی کو پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے گھر میں بچہ پیدا ہو تو یہ اس کو عربی یاد نہیں کرائیں گے بلکہ وہ انہیں

Twinkle, Twinkle, little star !

How I wonder what you are,

یاد کرائیں گے۔ ایک صاحب انگریزی کے بارے میں بڑا عجیب شعر پڑھا کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں

سنا ہے کہ وہاں ہو گی بولی عرب کی
مگر ہم نے سیکھی ہے انگلش غضب کی

آخرت میں تو عربی بولی جائے گی اور عربی ہی کام آئے گی مگر یہاں ہمارے بچے

www.besturdubooks.wordpress.com

غضب کی انگلش سیکھ رہے ہیں۔ لطف اور مزے کی بات یہ ہے کہ اردو میں بھی بات کر سکتے ہیں مگر پھر بھی انگلش میں بات کرنا اور انگلش الفاظ استعمال کرنا بڑی عزت کی بات سمجھتے ہیں۔ چنانچہ امی کیلئے "ماما" باپ کیلئے "ڈیڈی" اور بیٹی کیلئے "ٹیڈی" یعنی ہر وقت "ریڈی"۔ اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا ان کو اچھا لگتا ہے۔ عام روزمرہ زندگی میں ان کی بول چال دیکھ لیجئے۔ اگر ان سے کہا جائے کہ عربی پڑھ کر ذرا سنا دیجئے تو وہ قرآن پاک کی آیت ٹھیک نہیں پڑھ سکیں گے جب کہ انگریزی فرفر بولیں گے۔

لمحہ ءِ فکریہ :-

ہر ماں باپ چاہے گا کہ بچوں کو انگریزی سکول میں داخل کروایا جائے۔ ٹھیک ہے ضرور داخل کروائیں مگر یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ زندگی کا ایک شعبہ ہے جس سے رزق حلال کمانا ہے، یہ زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ آپ بچوں کو جیسے انگریزی سکھاتے ہیں ویسے عربی کیوں نہیں سکھاتے ؟ آپ کے بچے قرآن پاک کا ترجمہ کیوں نہیں پڑھتے ؟ کیا یہ اس قرآن کا حق نہیں ہے کہ ہمارے بچے اسے پڑھتے اور سمجھتے۔

اے ماں ! تو دین و دنیا برابر برابر کے راگ الاپتی ہے، اے والد ! تو دین و دنیا برابر برابر کے فلسفے کو پسند کرتا ہے مگر تیرے پانچ بچے ہیں اور پانچوں کے پانچوں کالج جاتے ہیں۔ تیرا ایک بچہ بھی ایسا نہیں جو کبھی حدیث پڑھنے کیلئے مدرسے جاتا، کبھی تفسیر پڑھنے کیلئے مدرسے جاتا۔ اے ماں ! تیرے دل میں یہ حسرت کیوں نہیں پیدا ہوتی کہ تیرا بھی کوئی ایسا بچہ ہوتا جو دامن میں قرآن کو لے کر بیٹھتا اور جھولی پھیلا کر محبوب ﷺ کے فرامین کو یاد کرتا اور دعائیں مانگتا۔ تیرا کوئی بچہ تو تیری شفاعت کرنے کے قابل ہوتا۔ احادیث مبارکہ میں حافظ کی شفاعت کے بارے میں بتایا گیا،

www.besturdubooks.wordpress.com

عالم کی شفاعت کے بارے میں بتایا گیا۔ روز محشر یہ ڈاکٹر اور انجینئر تو شفاعت نہیں کر پائیں گے۔ کاش! کہ تیرا کوئی ایسا بچہ ہوتا جس کی وجہ سے پروردگار عالم تیرے سر پر نور کا تاج بروز محشر پہناتے۔ اس لئے تو بھی کسی بچے کو عالم بنا لیتی۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ بس اتنی بات ہے کہ بچے دنیاداری میں اچھے دنیادار بن جاتے ہیں لہذا اماں باپ کہتے ہیں کہ جی ہمارا بڑا بچہ بڑی اچھی پوسٹ پر ہے اور بڑی اچھی سہولیات ہیں مگر بچے کے لئے تھوڑی سی دعا کر دیں، بس ذرا سا بے دین بن گیا ہے۔ وَيَا اَسَفَىٰ ایسی باتیں زبان پر کیوں آتی ہیں؟ اس لئے کہ ہماری نظر میں دین کی وقعت اتنی گر چکی ہے کہ ہم احساس نہیں کرتے کہ ان بچوں کو دنیا کا علم تو پڑھائیں گے مگر اس کے ساتھ ساتھ اور کیا کچھ پائیں گے۔ اس لئے اکبر نے کہا تھا

ہم سمجھتے تھے لائیگی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئیگا الحاد بھی ساتھ

اگر الحاد (کفر) بھی ساتھ چپکے چپکے خود ہی آگیا تو پھر تم کیا کرو گے؟ لہذا ہمیں چاہئے کہ ان انگریزی پڑھے لکھے طلباء کو ہم ان مدارس کے اندر تھوڑے سے وقت کیلئے بھیجیں۔ جو جتنا علم حاصل کر سکتا ہے اتنا کرے۔ قرآن کی تعلیم پا سکتا ہے تو وہ پائے تاکہ یہ اپنے آپ کو زیور تعلیم سے آراستہ کر سکیں۔ یہ دینی اداروں سے غیر مانوسی کا نتیجہ ہے کہ انگریزی پڑھے لکھے لوگ جب بیٹھتے ہیں اور علماء کا تذکرہ آتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ان علماء نے اپنی آدھی زندگی تباہ کر لی۔ یہ کیسے کمائیں گے، انہوں نے تو اپنی آدھی زندگی تباہ کر لی۔

ایک دلچسپ کہانی:-

مجھے یہاں ایک کہانی یاد آئی ہے جو ہم انگلش کی کتابوں میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک جگہ مختلف جزیرے تھے۔ ان میں سے ایک جزیرے پر آبادی تھی مگر دوسرے

www.besturdubooks.wordpress.com

جزیرے میں سکول بنایا گیا تھا۔ لہٰذا بچے سکول جانے کے لئے کسی ملاح کے ساتھ اس کی کشتی میں بیٹھ کر دوسرے جزیرے پر جایا کرتے تھے۔

ایک دن ان طلباء کے دل میں شرارت پیدا ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس ملاح کو ذرا چھیڑیں تو سہی۔ لہذا ان میں سے ایک آگے بڑھا اور ملاح سے پوچھا، جناب! کیا آپ کو ریاضی آتی ہے؟ اس نے جواب دیا، مجھے تو نہیں آتی۔ تو وہ کہنے لگا،

Then you have wasted half of your life

تم نے تو اپنی آدھی زندگی تباہ کر لی اور آپس میں ہنسنے لگ گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دوسرا آگے بڑھا اور کہنے لگا، جناب! آپ کو سائیکالوجی (نفسیات) کا پتہ ہے؟ اس نے کہا، جی مجھے تو نہیں پتہ۔ وہ پھر ہنسنے لگ گئے۔ کہنے لگے، **Then you have wasted half of your life.** تم نے تو اپنی آدھی زندگی ضائع کر دی۔ اس کے بعد تیسرا آگے بڑھا اور کہنے لگا، جناب! آپ کو فزکس اور کیمسٹری کا پتہ ہے؟ اس نے کہا، مجھے تو بالکل نہیں پتہ۔ وہ کہنے لگے **Then you have wasted half of your life** تو نے تو اپنی آدھی زندگی تباہ کر لی۔ وہ اسی طرح کی باتوں سے اس کا مذاق اڑاتے رہے۔ اس دوران بارش شروع ہو گئی۔ سمندر کے اندر تلاطم پیدا ہوا، **High Tide** (مدو جزر) کا وقت آ گیا۔ کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ اب ملاح کی باری تھی چنانچہ اس نے کہا، بچو! بتاؤ کیا تمہیں تیرنا آتا ہے؟ کہنے لگے کہ نہیں، ہمیں تیرنا تو نہیں آتا۔ وہ کہنے لگا، **Then you have wasted whole of your life.** پھر تو تم نے اپنی پوری زندگی تباہ کر لی ہے۔ یعنی ڈوب جاؤ گے۔

قیامت کے دن بالکل اسی طرح ہو گا۔ آج تو آپ علماء سے کہتے ہیں کہ تم نے اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

آدھی زندگی تباہ کرلی ہے اگر روز محشر جا کر پتہ چلا کہ ہم نے تو اپنی پوری زندگی تباہ کر لی تھی تو سوچئے تو سہی کہ وہاں جا کر کیا بنے گا۔ لہٰذا اچھا ئے اس کے کہ ہم یہ کہیں کہ وہ پانچ فیصد علماء جو دین کی حفاظت پر مامور ہیں، جنہوں نے قرآن کی ایک ایک آیت پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں، جنہوں نے ہر طرح کے فتنوں سے طوفانوں سے، سیلابوں سے دین کی حفاظت کرنی ہے ہم ان کو سائنس میں گھسیٹنے کی جائے ان 95% سے کہیں کہ جناب تم اتنا دنیاوی علم پڑھ چکے ہو، اب کورے مت رہو دین کا کچھ علم تو تم بھی حاصل کرلو۔

قوم کا سرمایہ :-

وہ بچے جو انگریزی سکولوں میں جاتے ہیں وہ یقیناً قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں، وہ قوم کی کریم ہوتی ہے۔ وہ Talented بچے ہوتے ہیں۔-- Intelegentia of nation. ہیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ ابھی سے ارادہ کرلیں کہ جب ہم دین کو پڑھیں گے تو صحیح سمجھ کر پڑھیں گے اور پھر دوسروں تک پہنچانے کا کام بھی کریں گے۔ مدارس اور سکولوں کی کشمکش کے درمیان حق بات تو یہی ہے کہ ہم اپنے سکولوں کے بچوں کو اس طرف متوجہ کریں کہ مدارس میں جانا بھی تمہاری ضرورت ہے۔ جب تک تم دین نہیں سیکھو گے تمہارا ایمان محفوظ نہیں ہوگا۔

فتنوں کا توڑ :-

۔ اللہ رب العزت جزائے خیر دے ان علماء کو کہ انہوں ہر حال میں دین کو تھامے رکھا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ انسان اپنے لئے تو غربت برداشت کرلیتا ہے مگر اپنی اولاد کیلئے غربت برداشت کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ آپ سوچئے تو سہی کہ انگریز کے دور میں دین کس نے پڑھا؟ علماء نے پڑھا۔ پھر انہوں نے اپنی اولادوں کو

پڑھایا۔ ہم تو مسٹر بنے رہے۔ ہم تو دفتروں کے چکر لگاتے رہے۔ ہم تو دنیا کے اعلیٰ تعلیم یافتہ بنے رہے۔ مگر یہ علماء ہی تھے جنہوں نے غربت کو برداشت کیا، تھوڑی دنیا پر قناعت اختیار کی، چٹائیوں پر بیٹھنا پسند کیا، حجروں میں رہنا پسند کر لیا مگر دین پر ضرب نہ لگنے دی۔ جب انگریز نے دین کے اندر فتنہ شامل کرنے کی کوشش کی تو یہ کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ ہر فتنے کے سامنے وہ سیسہ پلائی دیوار بن کر سامنے آئے۔ وہ یہودیت کا فتنہ تھا یا صیہونیت کا یا مرزائیت کا فتنہ تھا یا کسی پرویزیت کا۔ یہی علماء ہی تھے جو ہر فتنے کے سر پر ضرب مومن لگاتے رہے اور بالآخران فتنوں کو اپنی موت مر جانا پڑا۔ اس طرح کفر کو ہر موقعہ پر ذلت اٹھانا پڑی۔

کفر ناچا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پہ ناچ کرتا ہے سپند
ان میں قاسم ہوں کہ انور شاہ کہ محمود الحسن
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند

یہ دردمند دل رکھنے والے، یہ ارجمند فطرت رکھنے والے علماء ہی تھے جنہوں نے ہر میدان میں کفر کے دانت کھٹے کئے اور اسلام کا بول بالا کیا۔ انہی کے دم قدم سے یہ علم ہم تک پہنچا بلکہ قیامت تک انہی علماء کے دم قدم سے دین پہنچے گا۔

حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا جب دجال لوگوں کو اپنے فتنے کی وجہ سے دین اسلام سے نکال کر کفر کے اندر داخل کرنے والا ہو گا۔ وہاں کون ہو گا؟ کوئی انگریزی خواں ہو گا جو اس دجال کے مقابلے کیلئے کھڑا ہو گا۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا جب وہ دجال مدینہ طیبہ جانے لگے گا وہاں پر فرشتوں کے پہرے کی وجہ سے داخل تو نہیں ہو سکے گا تاہم ایک زلزلہ آئے گا اور کمزور ایمان والوں میں سے ہر ایک آدمی باہر نکلے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا اور اس کا لقمہ بن جائے گا۔ایک مومن بھی ہو گا جو باہر نکلے گا کہ میں دجال کو دیکھوں تو سہی۔دجال اسے بلائے گا۔اور کہے گا کہ تو میرے خدا ہونے کی تصدیق کرلے۔وہ کہے گا نہیں تو پکا کافر ہے۔دجال کہے گا، کہ اچھا میں تمہیں مار سکتا ہوں۔ وہ کہے گا، مار کے دکھا۔دجال اسے تھوڑی دیر کے لئے مارے گا، اسے موت آجائے گی اور اس کے بعد پھر اسے زندہ کرے گا۔جب مارنے کے بعد زندہ کرے گا تو دجال کو دوبارہ مارنے پر قدرت نہیں ہوگی۔وہ عالم اسے جانتے ہوں گے پس کہیں گے کہ اب مجھے مار کے دکھاؤ۔دجال شرمندہ اور ذلیل ہو گا۔

گناہوں کی آگ :-

یہ علماء ہی ہیں جو آج گناہوں کی آگ کو بجھانے کیلئے پانی کی بالٹی ڈالتے ہیں، قطرہ قطرہ پانی برسا رہے ہیں کہ کسی طرح یہ بے راہ روی کی آگ دور ہو جائے۔اگرچہ مکمل طور پر تو دور نہیں ہوگی تاہم ہر آدمی اپنا اپنا اجر تو پالے گا۔

چڑیا کی وفاداری :-

حضرت ابراہیمؑ کو جب آگ میں ڈالا گیا تو اتنی بڑی آگ تھی کہ وہ آسمان سے باتیں کرتی تھی۔اس وقت ایک چڑیا اپنی چونچ میں پانی لے کر آتی اور حضرت ابراہیمؑ کی آگ کے اوپر پانی کا ایک قطرہ ڈالتی تھی۔کسی دوسرے پرندے نے پوچھا کہ تیرے ایک قطرہ پانی ڈالنے سے کیا آگ بجھ جائے گی۔وہ کہنے لگی یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آگ تو نہیں بجھے گی مگر میں نے حضرت ابراہیمؑ کی دوستی کا حق تو نبھانا ہے............ یہ چھوٹے چھوٹے مدارس اسی چڑیا کی طرح ہیں جو اپنی چونچ میں امن و سکون اور اللہ کی رحمت کا ایک ایک قطرہ لے کر معصیت کی آگ پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں علماء کی ضرورت :-

ان مدارس کو محبت کی نظر سے دیکھا کریں۔ اہل مدارس کو محبت کی نظر سے دیکھا کریں۔ جو ان مدارس کی خدمت کر رہے ہیں ان سے محبت رکھا کریں۔ جب آپ پیدا ہوتے ہیں تو یہی حضرات آپ کے کانوں میں اللہ کا نام پہنچاتے ہیں۔ جب آپ زندگی کیلئے کوئی ساتھی تلاش کرتے ہیں تو یہی خطبہ پڑھ کر اسے آپ کیلئے حلال بناتے ہیں۔ جب اس دنیا سے جانا ہوتا ہے تب بھی یہی علماء آپ کے جنازے کی نماز پڑھاتے ہیں۔ اور پھر آپ کو دفن کر دیا جاتا ہے۔

جنت میں علماء کی ضرورت :-

یہ بھی دلچسپ حقیقت ہے کہ قوم علماء کی فقط یہاں ہی حاجتمند نہیں ہوگی بلکہ علماء کی ضرورت تو جنت میں بھی پڑے گی۔ عام آدمی سوچے گا کہ جنت میں علماء کی ضرورت کیسے پڑ سکتی ہے۔ سنئے کہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں ہر نعمت عطا فرمادیں گے حتیٰ کہ وہ ان نعمتوں میں خوش ہوں گے۔ کئی سالوں کا عرصہ گزر جائے گا۔ بالآخر ایک وقت آئے گا جب رب کریم فرمائیں گے کہ اے جنتیو! کیا تمہیں کسی اور چیز کی ضرورت ہے؟ جنتی کہیں گے کہ کوئی بھی چیز ایسی نہیں کہ جس کی ہمیں ضرورت محسوس ہوتی ہو۔ ان کے ذہن میں کچھ نہیں آئے گا۔ بالآخر رب کریم ان سے فرمائیں گے کہ اچھا تم اپنے علماء سے جا کر پوچھو کہ کوئی اور بھی ایسی چیز ہے جس کی تمہیں ضرورت ہے؟ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنتی اپنے علماء سے رجوع کریں گے اور ان سے پوچھیں گے کہ کیا کوئی اور چیز بھی ہے؟ تو علماء کہیں گے کہ ہاں، نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ جنت میں جہاں باقی نعمتیں ملیں گی وہاں ہمیں اپنے پروردگار کا دیدار بھی نصیب ہوگا۔ ابھی تک دیدار نہیں ملا لہٰذا تم

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار سے دیدار مانگو۔ سب جنتی دیدار مانگیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔ سبحان اللہ یہ وہ جماعت ہے کہ آپ جس کا احسان جنت میں بھی جا کر نہیں اتار پائیں گے۔

اللہ رب العزت ان عربی پڑھنے والے طلباء اور علماء کے ساتھ دلی محبت عطا فرمادے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا گیا یَاۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! اِنْ تَنْصُرُوْا اللّٰہَ اگر تم اللہ تعالی کی مدد کرو گے یَنْصُرْکُمْ تو وہ تمہاری مدد کرے گا وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔ اللہ تعالی ہمیں دامے، درمے، سخنے ہر طرح سے ان حضرات کی تائید کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم ان حضرات کی خدمت بھی کریں اور احسان بھی ان کا جانیں کیونکہ یہ بلند و بالا کام کر رہے ہیں۔ اور اگر کسی کو اللہ تعالی توفیق عطا فرمادے کہ وہ اپنی اولاد کو اس دین کے حاصل کرنے کیلئے وقف کرے تو یقیناً وہ ماں باپ مبارکباد کے لائق ہوں گے سبحان اللہ آج جب چھوٹے چھوٹے بچے حفظ کرنے والے آ رہے تھے اور ہم ان کے سروں پر پگڑیاں باندھ رہے تھے تو میرے دل میں یہ بات آرہی تھی کہ میرے مولا! آج تو ہم کپڑے کا تاج پہنا رہے ہیں، کل یہ تیرے پاس آئیں گے، آپ تو ان کو نور کا تاج پہنائیں گے۔ یہ بچے کتنے خوش نصیب ہوں گے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی اولادوں کو بھی دین حاصل کرنے کی ترغیب دیں تاکہ اللہ رب العزت ہم انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کو بھی دین کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمادے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

صحبت صلحاء

اَلحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ، اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

يَاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْااتَّقُوْا اللّٰهَ وَ كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَo سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ oوَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَo وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

رجال اللہ کی ضرورت :

حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے کہ "انسان کا دنیا میں آجانا آسان ہے مگر صحیح معنوں میں انسان بن جانا مشکل کام ہے، جو بنتا ہے یا بنا تا ہے وہ پتہ پاتا ہے"۔ یہ بات سو فیصد درست ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بنانا چاہے تو وہ نہیں بنا سکتا۔ تورات کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا، تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ کہ ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔ مگر اس کے باوجود ان لوگوں کو حکم دیا گیا کہ تم حضرت موسیٰؑ کی پیروی کرنا۔ قرآن مجید کے بارے میں کہا گیا، تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ کہ اس میں ہر بات کی وضاحت موجود ہے، مگر حکم دیا گیا کہ تم نبی اکرم ﷺ کی پیروی کرنا۔ نبی اکرم ﷺ اس دنیا میں دو چیزیں لائے، ایک روشن کتاب اور دوسرا روشن دل، ایک علم کامل دوسرا عمل کامل۔ انسانیت کی ہدایت کیلئے یہ دو چشمے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے سامنے قرآن پاک نازل ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا وَيُزَكِّيْهِمْ اور وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کا تزکیہ کرتے تھے۔ معلوم یہ ہوا کہ تزکیہ کیلئے کسی مزکّی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے کپڑے دھونے کیلئے دھوبی کی ضرورت ہوتی ہے جو اس پر صابن لگا کر اس کے اندر کا میل نکال دیتا ہے۔

ایک عقلی دلیل :

کوئی بھی طالبعلم جب پرچہ دینے بیٹھتا ہے تو وہ اپنے ذہن کے مطابق ہر ہر سوال کا صحیح جواب لکھتا ہے۔ اگر اس کو پتہ ہو کہ جواب غلط ہے تو وہ لکھے ہی کیوں؟ وہ تو بچارہ راتوں کو جاگتا رہا، وہ تو دعائیں بھی منگواتا رہا کہ میں کامیاب ہو جاؤں، اس کے دل کی تو تڑپ تھی۔ لیکن جب کسی ممتحن کے سامنے اس کا پرچہ جاتا ہے تو وہ بتا دیتا ہے کہ یہ غلط ہے وہ غلط ہے۔ اس وقت طالبعلم کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ یہی معاملہ انسان کا ہے کہ وہ اپنی ذات کی اصلاح خود نہیں کر سکتا کیونکہ نفس اس کے سامنے اس کے عیوب کو مزین کر کے پیش کرتا ہے، ہر بات کی کوئی نہ کوئی Logic (دلیل) پیش کر دیتا ہے۔ رشوت لینے والا ہمیشہ کہے گا کہ میں اپنے لئے تو نہیں لیتا آخر چوں کو بھی تو پالنا ہے۔ انسان اسی طرح شیطان کے مکرو فریب میں آ کر برائی کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے شیخ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ آدمی پر نظر رکھے۔ اللہ کرے کہ ہم کسی کی نگاہوں میں رہنے والے ہوں کیونکہ وہ دن ماتم اور غم کا دن ہوگا جب ہمارے اوپر نظر رکھنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

حضرت مرشد عالمؒ کا اظہار افسوس :-

حضرت مرشد عالمؒ ایک مرتبہ حج پر تشریف لے گئے تو حضرت قاری فتح محمدؒ کی ملاقات کے لئے ان کے ہاں گئے۔ آپ جس وقت پہنچے اس وقت حضرت قاری صاحبؒ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے انہیں لیٹے ہوئے دیکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

تو میں نے ان کے پاؤں دبانے شروع کر دیئے۔ حضرت قاری صاحبؒ نے فوراً پاؤں سمیٹ لئے۔ اور فرمایا، ناں ناں، آپ سے تو میں یہ کام نہیں کرواسکتا۔ میں نے کافی اصرار کیا مگر نہ مانے۔ بالآخر میں رو پڑا اور کہنے لگا کہ آج یہ کیسا وقت آگیا ہے کہ دنیا میں مجھے کوئی ایسا بندہ نظر نہیں آتا جو مجھے اپنے پاؤں دبانے کی اجازت دے دے۔

اکابرین امت اور ضرورت مرشد :-

سالک کے سر پر شیخ کی روحانیت اور اس کی دعاؤں کا سایہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے مشاہیر علماء نے بھی اللہ والوں کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ اگر ابو ہاشم صوفیؒ نہ ہوتے تو ہم ریاء کے باریک نکتوں سے کبھی واقف نہ ہو سکتے۔ خود امام اعظم ابو حنیفہؒ حضرت جعفر صادقؒ کی صحبت میں رہے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں پانچویں نمبر پر آتے ہیں اور اس کے بارے فرمایا لَوْ لَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔ امام غزالیؒ کے پیر و مرشد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت خواجہ بو علی فارمدیؒ تھے۔ امام غزالیؒ خود اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ بو علی فارمدیؒ سے ظاہری تربیت بھی پائی اور طریقہ نقشبندیہ کے کمالات بھی حاصل کئے۔ امام احمد بن حنبلؒ حضرت بشر حافیؒ کی صحبت میں جایا کرتے تھے۔ کسی نے کہا، حضرت! آپ تو اتنے بڑے عالم ہیں، آپ ایک خرقہ پوش آدمی کے پاس کیوں جاتے ہیں؟ فرمایا "میں عالم بکتاب اللہ ہوں اور وہ عالم باللہ ہیں اس لئے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں"۔

امام غزالیؒ کے نزدیک تحصیل علم کے مقاصد :-

امام غزالیؒ نے زمانہ طالبعلمی میں ہی خواجہ بو علی فارمدیؒ سے تربیت پائی۔ ان کی تربیت پر روشنی ڈالنے کیلئے ان کے زمانہ طالبعلمی کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ جس مدرسہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں امام غزالیؒ پڑھتے تھے وہ مدرسہ وقت کے بادشاہ نظام الملک طوسی نے بنوایا تھا۔ مدرسہ کے حالات کے بارے میں بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ جناب! آپ نے جو مدرسہ بنوایا تھا وہاں پر تو طلباء سب کے سب دنیادار ہیں، دین سیکھنے والا کوئی بھی نہیں۔ بادشاہ نے کہا، اچھا میں اتنا پیسہ خرچ کر رہا ہوں اور اگر طلباء وہاں کتابیں پڑھ کر بھی دنیادار بنیں گے تو کیا فائدہ، اس مدرسہ کو تو بند ہی کر دیا جائے۔ مگر دل میں خیال آیا کہ میں وہاں جا کر احوال تو دیکھوں۔

جب بادشاہ اپنا بھیس بدل کر وہاں پہنچا تو اس نے ایک طالب علم سے پوچھا کہ بھائی! آپ یہاں کیسے آئے؟ کہنے لگا، میں علم پڑھ رہا ہوں، میرے والد فلاں جگہ مفتی ہیں، میں بھی مفتی ہوں گا، لوگوں میں عزت ہوا کرے گی۔ دوسرے سے پوچھا تو اس نے کہا، میرے والد فلاں جگہ قاضی ہیں، میں بڑا ہو کر ان کا عہدہ سنبھالوں گا۔ تیسرے سے پوچھا تو اس نے کہا، وقت کا بادشاہ علماء کی بڑی قدر کرتا ہے، میں عالم ہوں گا اور بادشاہ کا مصاحب ہوں گا۔ یہ سب باتیں سن کر بادشاہ نے سوچا کہ واقعی یہ تو سب کے سب دنیادار ہیں، مجھے اتنے پیسے خرچ کرنے کا کیا فائدہ؟ یہ ارادہ لے کر جب باہر نکلنے لگا تو دروازہ کے قریب اس نے دیکھا کہ ایک طالب علم چراغ جلائے پڑھ رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ چلو اس سے بھی بات کرتا چلوں۔ چنانچہ بادشاہ قریب ہوا اور کہا، السلام علیکم۔ طالب علم نے کہا وعلیکم السلام، اور پھر پڑھنا شروع کر دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ مجھ سے کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ طالب علم نے کہا، جی میں آپ سے یہاں باتیں کرنے تو نہیں آیا۔ بادشاہ نے پوچھا بھئی! آپ کس لئے آئے ہیں؟ طالب علم نے جواب دیا، میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ میں اپنے پروردگار کو راضی کروں، مجھے نہیں پتہ کہ میں اسے کیسے راضی کر سکتا ہوں، یہ باتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں، میں وہ کتابیں پڑھوں گا، ان باتوں کو سمجھ کر ان پر عمل کروں گا اور اپنے پروردگار کو راضی کروں گا۔ یہ بچہ جب بڑا ہوا تو اپنے وقت کا امام غزالی بنا۔ یہ شیخ کی صحبت تھی جس نے بچپن سے ہی ان کے دل میں یہ جذبہ بھر دیا کہ دین پڑھنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔

رضائے خداوندی کی اہمیت :

چٹائیوں پر بیٹھ بیٹھ کر آدمی کے گھٹنوں اور ٹخنوں پر نشان پڑ جاتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ اگر اللہ کی رضا کا جذبہ دل میں پیدا نہ ہوا تو یہ نشان فائدہ نہیں دیں گے۔ کیا جانوروں کے گھٹنوں اور ٹخنوں پر نشان نہیں ہوتے؟ جاؤ کسی بیل کو دیکھو، جاؤ گھوڑے اور گدھے کو دیکھو، تمہیں ان کی ٹانگوں اور ٹخنوں پر نشان نظر آئیں گے۔ جو طالب علم یہ سوچے کہ صف پر بیٹھ بیٹھ کر جسم پر نشان پڑ چکے ہیں تو اسے سن لینا چاہئے کہ اگر مقصود اللہ کی رضا ہوگی تو ایک ایک حرف کے پڑھنے پر اجر ملے گا اور اگر مقصود دنیا ہوگی تو یہ بوجھ ہوگا جو گدھے کی پشت پر لاد دیا گیا ہو۔

امام زین العابدینؒ کی اپنے بیٹے کو نصیحت :-

امام زین العابدینؒ نے اپنے بیٹے باقرؒ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، بیٹا! چار آدمیوں کے پاس نہ رہنا، راستہ چلتے ہوئے ان کے ساتھ تھوڑی دیر کیلئے بھی نہ چلنا۔ کہنے لگے کہ میں بڑا حیران ہوا کہ وہ اتنے خطرناک ہیں!!! پوچھا کہ وہ کونسے آدمی ہیں؟ فرمایا، ایک بخیل آدمی، اس سے کبھی دوستی نہ کرنا اس لئے کہ وہ تجھے ایسے وقت میں دھوکا دے گا جب تجھے اس کی بہت ضرورت ہوگی۔ دوسرا جھوٹا آدمی، کہ وہ دور کو قریب ظاہر کرے گا اور قریب کو دور۔ اور تیسرا فاسق آدمی کیونکہ وہ تجھے ایک لقمہ کے بدلے یا ایک لقمہ سے بھی کم میں بیچ دے گا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا، ابو! ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

لقمہ میں بیچنا تو سمجھ میں آتا ہے ایک لقمہ سے بھی کم میں بیچنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ وہ تمہیں ایک لقمہ کی امید پر بیچ دے گا۔ اور چوتھا قطع رحمی کرنے والا آدمی کیونکہ میں نے قرآن میں کئی جگہ اس پر لعنت دیکھی ہے۔ یہ باپ کی صحبت کے انمول موتی تھے جو بیٹے کو مل رہے تھے۔ ایک وہ وقت تھا کہ باپ اپنے بیٹوں کو نصیحت کیا کرتے تھے۔

مولانا یحییٰؒ کا ملفوظ :

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ فرماتے تھے کہ میرے والد مولانا یحییٰؒ فرمایا کرتے تھے کہ طالب علم کتنا ہی کند ذہن کیوں نہ ہو اگر اسے دوستی لگانے کا مرض نہیں تو وہ کبھی نہ کبھی منزل پر پہنچ جائے گا۔ اور کوئی طالب علم کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو، اگر اسے دوستی لگانے کا مرض ہے تو وہ کبھی بھی منزل پر نہیں پہنچ سکے گا۔ اسی طرح انسان دیکھے کہ وہ کن لوگوں کے ساتھ اپنا وقت گزار رہا ہے۔

اچھے اور برے دوست کی مثال :

حدیث مبارکہ میں برے دوست کی مثال لوہار کی بھٹی کی مانند بتائی گئی ہے۔ اگر آپ کی دوستی لوہار کے ساتھ ہو تو آپ جا کر دیکھئے کہ آپ کو کوئلوں کی سیاہی ملے گی۔ اگر اور زیادہ قریب جا کر بیٹھیں گے تو دھواں ملے گا، اگر اور زیادہ قریب جا کر بیٹھیں گے تو آگ سے کپڑے جلیں گے۔ اور نیک دوست کی مثال عطار کی مانند ہے۔ اس کے پاس جائیے۔ اول تو عطر کی خوشبو آئے گی اور اگر اچھا دوست ہو گا تو وہ عطر ہی دے دے گا۔ اگر فاسق کی دوستی ہو گی تو یقیناً زہر ہو گی۔ آہستہ آہستہ انسان پر اس کا اثر ہونا شروع ہو جائے گا۔ کسی شاعر نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا ہے :

جہاں عطر کھنچتا ہے جاؤ وہاں گر
تو آؤ گے اک روز کپڑے بسا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

جہاں آگ جلتی ہے جاؤ وہاں گر
تو آؤ گے اک روز کپڑے جلا کر
یہ مانا کہ کپڑے بچاتے رہے تم
مگر آگ کی سینک کھاتے رہے تم

یعنی جہاں عطر بنایا جاتا ہے وہاں کپڑوں میں خوشبو رچی ہوئی ہوتی ہے۔ اور جہاں آگ جلتی ہے اگر وہاں جاؤ گے تو ایک نہ ایک دن اپنے کپڑے جلا کر آؤ گے۔ اگر کوئی آدمی کہے کہ میں آگ کے پاس بھی بیٹھتا ہوں اور کپڑے بھی نہیں جلنے دیتا تو ہاں مان لیا کہ تم کپڑے تو بچاتے رہے مگر آگ کی گرمی تو تجھے پہنچتی رہی۔ اسی طرح آدمی برے دوستوں کی صحبت میں گناہوں سے بچ بھی جائے تو گناہوں کے اثرات سے نہیں بچ سکتا۔

ناجنس کی صحبت سے پرہیز :

سالک اگر کسی ناجنس سے صحبت رکھے گا تو وہ اپنے مقام سے گر جائے گا۔ ناجنس ایسے آدمی کو کہتے ہیں جس کا مقصد کچھ اور ہو، جو ہم مشرب نہ ہو کیونکہ ہم مشرب تو اسے کہتے ہیں جس کا مقصود ایک ہو۔ برا دوست تو سانپ کی مانند ہوتا ہے جو آدمی کو ڈس لیا کرتا ہے۔ سانپ نے ڈسا تو بندہ جسمانی موت مرا اور برے دوست نے ڈسا تو انسان روحانی موت مر گیا۔

جانوروں کی صحبت کے اثرات :

کئی لوگ کہتے ہیں کہ جی میں نے فاسق دوست تو بنائے ہوئے ہیں لیکن ان کی باتوں کا میرے اوپر اثر نہیں ہوتا۔ یہ سو فیصد غلط بات ہے کیونکہ آدمی پر تو جانوروں کی صحبت کا بھی اثر ہو جاتا ہے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ جو آدمی گھوڑوں کی سواری

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے والا ہو اس کے اندر جوانمردی کا جذبہ ہوتا ہے، جو آدمی اونٹوں کی صحبت میں رہنے والا ہو اس کے اندر ہٹ دھرمی ہوتی ہے جو بکریاں پالنے والا ہو اس میں عجز و انکساری ہوتی ہے۔ اگر ان جانوروں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کی فطرت طبیعت پر اثر کرتی ہے تو جو انسانوں کے ساتھ رہے گا اس پر اثر کیوں نہیں ہوگا۔

اللہ والوں کا فیضان نظر :

حضرت مرشد عالمؒ ایک عجیب بات فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو، بری نظر کا لگ جانا شریعت سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے اَلْعَیْنُ حَقٌّ تو فرماتے تھے کہ جس نظر کے اندر بغض ہے، کینہ ہے، عداوت ہے، دشمنی ہے اگر وہ نظر انسان کے اوپر اثر کر دیتی ہے تو شیخ کی وہ نظر جس میں شفقت ہو، رحمت ہو، محبت ہو، عنایت ہو، اخلاص ہو وہ نظر انسان کے دل پر کیوں نہیں اثر کرے گی۔ اللہ والوں کی بھی نظر لگ جاتی ہے۔ اللہ کرے کہ کسی کی نظر ہمارے دلوں پر لگ جائے (آمین)۔ جی ہاں، تبھی تو آدمی محفوظ رہتا ہے۔ اور سیدھے راستہ پر چلتا رہتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا' یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔

سالکین طریقت کا بنیادی فرض :

مولانا رومؒ فرماتے ہیں :

قال را بگزار مرد حال شو
پیش مرد کاملِ پامال شو
صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ صد کتابیں اور صد ورق آگ میں ڈال دے اور جان و دل کو دلدار کے حوالے کر دے۔ یہ چیز شیخ کی صحبت میں بیٹھ کر آتی ہے۔ کسی پنجابی شاعر نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا:

مٹی بن کے کمہار دے وس پیئے تے پیالے والڑا بھیس وٹا لیئے
قسمت نال جے پک کے توڑ چڑھے مزہ یار دے لباں دا پا لیئے

مٹی بن کر ہم کسی کمہار کے ہاتھوں میں آئیں جو ہمیں پیالے کی شکل میں ڈھال دے اگر قسمت سے ریاضت کی بھٹی سے پک کر نکلے تو محبوب کے لبوں سے لگنے کا ہمیں لطف نصیب ہو جائے گا۔ میرے دوستو! ہم اپنے آپ کو مٹی سمجھیں اور اپنے آپ کو شیخ کے حوالے کر دیں، پھر وہ ہمیں جس شکل میں ڈھالے ڈھلتے چلے جائیں۔ پھر دیکھنا کہ اللہ رب العزت ہمیں کیسے معرفت کے جام پلائیں گے۔ دیکھیں کہ جس پودے کا مالی کوئی نہ ہو وہ کتنا بد صورت ہوتا ہے، اس کی شاخیں کسی ڈھب پر نہیں ہوتیں، ٹیڑھا میڑھا ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کا کوئی مالی ہو تو وہ اس کی شاخوں کو تراشتا ہے اور اس طرح یہ پودا دیکھنے میں بھی دیدہ زیب اور جاذب نظر ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارا بھی کوئی نگہبان ہو۔ اس نگہبان کو شیخ کہتے ہیں۔

صحبت نبوی ﷺ کے اثرات:

صحابہ کرامؓ کو جو شرف نصیب ہوا وہ ان کی ریاضت اور علمی کمالات سے نہیں بلکہ ان کو نبی اکرم ﷺ کی صحبت نصیب ہونے سے ملا۔ چنانچہ وہ صحابیؓ جس نے ایمان کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کے چہرہء انور کی طرف دیکھا اور چند ہی لمحوں کے بعد ان کو موت آگئی ان کو ایسا درجہ نصیب ہو گیا کہ اگر ساری دنیا بڑے بڑے اولیاء، غوث، ابدال اور اقطاب سے بھر جائے تو اس صحابیؓ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا امیر معاویہؓ کی فضیلت :

امام شافعیؒ سے کسی نے سوال پوچھا کہ حضرت! سیدنا امیر معاویہؓ کا درجہ بڑا ہے یا عمر بن عبدالعزیزؒ کا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ بعد کے دور کے تھے اور خلیفہ عادل تھے جبکہ سیدنا امیر معاویہؓ کے زمانہ میں بہت لڑائیاں رہیں۔ اور انہی جنگوں کی وجہ سے حالات پر امن نہ تھے اس لئے اس آدمی نے ان دو شخصیات کے بارے میں سوال کیا۔ امام شافعیؒ نے ایسا جواب دیا جو سونے کی روشنائی سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا، "جب سیدنا امیر معاویہؓ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جہاد کیلئے نکلے اور ان کے گھوڑے کے نتھنوں میں جو گرد اور مٹی جا پڑی، عمر بن عبدالعزیزؒ سے اس مٹی کا رتبہ بھی بڑا ہے"

پیر ککڑ چیر :

اللہ کرے کہ ہمیں کوئی ڈانٹنے والا ہو۔ آجکل پیر مرید بن کر رہتے ہیں اور مرید پیر بن کر رہتے ہیں۔ پیر مریدوں کی رضا حاصل کرنے کیلئے ان کی خدمت کرتے پھرتے ہیں۔ اس لئے کہ پیر کی نظر مرید کی جیب پر ہوتی ہے۔ ایسے دنیادار پیر "پیر" نہیں ہوتے، وہ تو "پیڑ" ہوتے ہیں۔ پتہ ہے کہ "پیڑ" کسے کہتے ہیں؟ 'پیڑ' درد کو کہتے ہیں۔ پیر ککڑ چیر۔ وہ پیر نہیں ہوتے بلکہ کلنک کا ٹیکہ (بدنامی کا دھبہ) ہوتے ہیں جنہوں نے اصل پیروں کو بھی بدنام کر رکھا ہے۔

ایک نقلی پیر کی حکایت :

حضرت اقدس تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی طالب صادق تھا کسی شیخ سے بیعت تھا۔ اس شیخ کی نظر اس کے مال پر تھی۔ اس آدمی نے ایک خواب دیکھا اور آکر پیر صاحب کو بیان کیا۔ کہنے لگا، حضرت! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ پر شہد لگا ہوا ہے اور میرے ہاتھ پر گندگی لگی ہوئی ہے۔ بس پیر صاحب نے سنا تو فوراً کہہ اٹھے کہ یہ بالکل سچا خواب ہے کیونکہ ہم دیندار لوگ ہیں، ہمارے ہاتھ پر شہد لگا ہوا ہے اور تم دنیادار ہو اور تمہارے ہاتھ پر نجاست لگی ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگا، حضرت! پورا خواب تو سنیں۔ پورا خواب کیا ہے؟ کہنے لگا کہ آپ نے اپنا ہاتھ میرے منہ میں دیا ہوا ہے اور میں نے اپنا ہاتھ آپ کے منہ میں دیا ہوا ہے۔ مرید کو عقیدت کی وجہ سے شیخ سے پھر بھی فائدہ ہو رہا تھا مگر شیخ کی نظر چونکہ مرید کی جیب پر تھی اس لئے اس کو اس سے نقصان ہو رہا تھا۔

مرید کی ڈانٹ ڈپٹ کیوں ضروری ہے؟

آج کے دور میں کاملین لوگ کہاں نظر آتے ہیں جو استغناء کے ساتھ بندہ کو اللہ سے واصل کرنے کیلئے محنت کر رہے ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم کاملین کی صحبت میں رہنے والے بن جائیں۔

شیخ کامل کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ ڈانٹ ڈپٹ کرتا رہتا ہے۔ ہمارے حضرتؒ فرماتے تھے کہ 'دب' نہ ہو تو ادب پیدا نہیں ہوتا۔ جب ڈانٹ پڑتی ہے تو کئی دوست گھبرا جاتے ہیں۔ نہیں، بلکہ اسے تریاق سمجھیں کیونکہ مشائخ نے لکھا ہے کہ شیخ کی جس مرید پر زیادہ نظر ہوتی ہے شیخ اس کی زیادہ ڈانٹ ڈپٹ کیا کرتا ہے۔ یہ ڈانٹ ڈپٹ کرنا شیخ کا منصب ہوتا ہے۔ اور آج کے پیر تو "چپ شاہ" بنے ہوئے ہوتے ہیں، مرید جو کچھ کرتے پھریں، سنت پر عمل ہو رہا ہو یا بدعت پر، پیر صاحب تو چپ کر کے بیٹھے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں، او جی! شاہ صاحب تو پہنچے ہوئے ہیں۔ ہاں، بیچارے پہنچے ہوئے ہوتے ہیں مگر کہاں؟ جہنم میں یا جہالت کی تاریکیوں میں۔ ہمارے ہاں ایسی پیری مریدی نہیں ہوتی۔ ہمارے ہاں ڈانٹ ڈپٹ اور دین سیکھنے سکھانے کا نام

www.besturdubooks.wordpress.com

پیری مریدی ہے۔ شیخ کا منصب ایسا ہوتا ہے کہ جس میں ڈانٹنا اور کہنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر جراح کسی کو نشتر لگائے تو وہ ظلم نہیں ہوتا بلکہ وہ عین پیار ہوتا ہے' شفقت اور رحمت ہوتی ہے۔ گویا لوگ نشتر بھی لگواتے ہیں اور شفایاب ہو کر اسی طبیب کو دعائیں بھی دیا کرتے ہیں۔ شیخ کی ڈانٹ ڈپٹ بھی اسی نشتر کی مانند ہوتی ہے جس سے بندہ کے جسم کے جو ناسور ہوتے ہیں ان کا گندہ مواد نکالا جاتا ہے۔

ڈانٹتے وقت مشائخ کی کیفیت :

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جب شیخ کسی کو ڈانٹتا ہے تو اپنے آپ کو اس سے افضل نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس کی حالت تو اس جلاد کی سی ہوتی ہے جس کو حکم دیا جائے کہ شہزادہ کی فلاں غلطی پر دو کوڑے لگاؤ۔ جلاد شہزادے کو کوڑے تو مار رہا ہوگا مگر اس کے دل میں اس شہزادے کی عظمت بھی ہوگی۔ شیخ تو اس احساس سے ڈانٹتے ہیں کہ جیسے کسی خوبصورت بچے نے اپنے چہرے پر مٹی لگالی ہے' اب اس کو دھودیں گے تو اندر سے چمکتا ہوا چہرہ نکل آئے گا۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا عجز :-

مشائخ میں تو اتنا عجز ہوتا ہے کہ اگر ہمارے سامنے کھل جائے تو ہم حیران ہو جائیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے ایک آدمی نے آکر کہا کہ فلاں بزرگ تو لوگوں کو بڑے استخارے کرنے کے بعد بیعت کرتے ہیں لیکن آپ کے پاس تو جو بھی آتا ہے آپ اسے بیعت کر لیتے ہیں۔ فرمایا کہ میں تو ہر ایک کو اس لئے بیعت کر لیتا ہوں کہ اگر قیامت کے دن میرے مرید اپنے پیر کو جہنم میں جاتا ہوا دیکھیں گے تو کوئی تو ان میں سے ایسا ہوگا جو پیر کی شفاعت کرے گا۔ کسی ایک کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ پیر کو بھی جنت جانے کی توفیق دے دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پیر اور مولوی کے ہونٹوں کا سیمنٹ :-

ایک عجیب بات سنیں کہ حلوہ پیر اور مولوی کے ہونٹوں کا سیمنٹ ہے۔ یعنی جو پیر حلوے کھائے گا وہ مریدوں کی کیا اصلاح کرے گا؟ جو مولوی حلوے کھائے گا وہ لوگوں کو کیا دین سکھائے گا؟ وہ تو لوگوں کی رضا کے مطابق ان کو مسائل بتائے گا۔ ہمارے مشائخ کا یہی تو اعزاز ہے کہ انہوں نے حلووں پر نہیں بلکہ اللہ کے جلووں پر نظر رکھی ہے۔ دنیا کے طالب نہیں بلکہ وہ اللہ کے طالب بن کر رہے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَ طَالِبُهَا کِلَابٌ دنیا ایک مردار ہے اور اس کو چاہنے والے کتے ہیں۔

لمحہ ء فکریہ :-

میرے دوستو! آپ حضرات اپنے اوقات کی حفاظت کیجئے۔ یہ دو چار دن میرے اور آپ کیلئے سرمایہ بن جائیں گے، اگرچہ تھوڑے سے دن ہیں مگر فرق نہیں پڑتا، ہیں تو سہی۔ دیکھیں ایک بڑھیا "اٹی" لے کر جا رہی تھی تاکہ حضرت یوسفؑ کو خرید سکے۔ کسی نے پوچھا، اماں! آپ کو وہاں کون پوچھے گا' وہاں تو بڑے بڑے امراء اور خریدار آئیں گے، شہزادے اور بادشاہ آئیں گے۔ وہ کہنے لگی، بیٹا! یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ میں حضرت یوسفؑ کو خرید تو نہیں سکوں گی مگر دل میں یہ بات ہے کہ قیامت کے دن جب اعلان ہوگا کہ حضرت یوسفؑ کے خریدار کہاں ہیں تو میں بھی خریداروں میں شامل ہو جاؤں گی۔

میرے دوستو! جب قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ میری یاد میں سفر کرنے والے کہاں ہیں؟ میری یاد میں بیوی بچوں کو چھوڑ کر مسجدوں کے دھکے کھانے والے کہاں ہیں؟ تو ممکن ہے کہ ہمیں بھی ان میں شمار کر لیا جائے۔ اگر ہم ان اوقات کی قدر

www.besturdubooks.wordpress.com

کر لیں گے تو یہ ہماری زندگی کا سرمایہ بن جائیں گے۔

اللہ رب العزت ہماری اصلاح فرمادے اور قیامت کے دن ہمیں بخشش کیے ہوئے گناہ گاروں کی قطار میں شامل فرمالے۔(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥

www.besturdubooks.wordpress.com

عظمت قرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ،اَمَّا بَعْدُ !
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
○اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ
اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَ حَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا
جَھُوْلاً ○وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ
عَلَّمَہٗ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ- سُبْحَانَ رَبِّکَ
رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

انسانیت کے لئے آب حیات :-

"کِتَابٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ " یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا "لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ " تاکہ آپ انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں۔ قرآن مجید انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب، بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب، قعر مذلت میں پڑے ہوؤں کو اوج ثریا پر پہنچانے والی کتاب اور اللہ سے بچھڑے ہوؤں کو اللہ سے ملانے والی کتاب ہے۔ قرآن مجید انسانیت کے لئے منشور حیات ہے، انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، انسانیت کے لئے ضابطہ ء حیات ہے بلکہ پوری انسانیت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لئے آب حیات ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ "تَبَرَّكْ بِالْقُرْاٰنِ فَاِنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ وَ خَرَجَ مِنْهُ" (قرآن سے برکت حاصل کرو کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس سے صادر ہوا ہے)۔

عبادت ہی عبادت :-

قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کا دیکھنا بھی عبادت ہے، اسکا چھونا بھی عبادت ہے، اس کا پڑھنا بھی عبادت ہے، اس کا پڑھانا بھی عبادت ہے، اس کا سننا بھی عبادت ہے، اس کا سنانا بھی عبادت ہے، اس کا سمجھنا بھی عبادت ہے، اس پر عمل کرنا بھی عبادت ہے اور اس کا حفظ کرنا بھی بہت بڑی عبادت ہے۔

رحمت الٰہی کی برسات :-

آپ نے دنیا میں مقناطیس دیکھے ہوں گے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجید اللہ رب العزت کی رحمتوں کو کھینچنے کا مقناطیس ہے۔ "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ" (اور جب قرآن پڑھا جائے) "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" (اس کو توجہ کے ساتھ سنو اور خاموش رہو) "لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" (تاکہ تم پر رحمتیں برسائی جائیں)۔ گویا جس محفل میں قرآن پڑھا جائے یا سنا جائے یا بیان کیا جائے اس محفل پر اللہ رب العزت کی رحمتیں برسا کرتی ہیں۔ گویا رحمت الٰہی کی برسات شروع ہو جاتی ہے۔

دل کا برتن سیدھا کرلیں :-

جب آپ اپنے دلوں کے برتن کو سیدھا کر کے بیٹھیں گے تب اللہ تعالیٰ کی رحمتیں پائیں گے۔ بارش کتنی ہی موسلادھار کیوں نہ ہو اگر کوئی برتن ہی الٹا پڑا ہو تو اس کے اندر ایک بوند بھی پانی نہیں آتا۔ یہ بارش کا قصور نہیں ہوتا بلکہ اس برتن کا قصور ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے جس کا رخ الٹا ہوتا ہے۔ فرمایا "اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی "(اس قرآن میں نصیحت ہے اس کے لئے)"لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ"(جس کے اندر دل ہوتا ہے)اور جس کے اندر دل کی بجائے "سل"(پتھر) ہو، پھر کیا مزہ؟ "اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ "(ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھے)"وَهُوَ شَهِيْدٌ "(اور حاضر باش ہو کر بیٹھے)۔ یوں طلبگار بن کر بیٹھے گا تو اللہ رب العزت کی رحمتوں سے اپنا دامن بھر جائے گا۔

قرآن مجید پڑھنے کی لذت :-

دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس کے حافظ دنیا میں موجود ہوں۔ یہ فقط قرآن عظیم الشان ہی کا مقام ہے کہ اللہ رب العزت نے اس کا یاد کرنا اپنے بندوں کے لئے آسان فرمادیا ہے۔ سبحان اللہ، اس کتاب کو پڑھنے کی بھی عجیب لذت ہے کہ دنیا میں کوئی دوسری کتاب ایسی نہیں ہے کہ جس کو پڑھنے والے ایسے مختلف انداز سے پڑھتے ہوں جس طرح کہ یہ کتاب پڑھی جاتی ہے۔ یہ پڑھنے والوں کا کمال نہیں ہے بلکہ یہ اس کتاب کا کمال ہے جو مختلف انداز میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے بچے کبھی کسی روایت میں پڑھ رہے ہیں اور کبھی کسی روایت میں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اگر یہ بندوں کا کمال ہو تو یہی قراء دنیا کی کسی دوسری کتاب کو پڑھ کر دکھادیں۔ یہ اچھی آوازوں والے دنیا کی کسی دوسری کتاب کو اس طرح پڑھ کر دکھادیں تو پھر جانیں۔ معلوم ہوا کہ یہ کمال ان کا نہیں ہے بلکہ یہ کمال اس کمال والے کا ہے جس نے اپنی کتاب کا پڑھنا آسان فرمادیا ہے۔ سبحان اللہ

زندہ لوگوں کا شہر :-

ایک وقت وہ بھی تھا جب اس قرآن کو تہجد کے وقت پڑھا جاتا تھا۔ مدینہ کی گلیوں میں سے اگر تہجد کے وقت کوئی آدمی چلتا تو ہر گھر سے تہجد میں قرآن پڑھنے کی یوں

www.besturdubooks.wordpress.com

آواز آرہی ہوتی جیسا کہ شہد کی مکھیوں کے بھنبھانے کی آواز ہوتی ہے۔ وہ زندہ لوگوں کا شہر تھا۔

ضمیر کی لاش :-

اور اگر رات کے آخری پہر میں ہم گلی کوچہ بازار سے گزریں تو یوں خاموشی ہوتی ہے جیسے انسانیت اپنے کندھے پر اپنے ضمیر کی لاش کو لے کر دفنانے کیلئے جا رہی ہو۔ ساری قوم سوئی ہوئی ہوتی ہے۔ رات دو بجے تک ادھر ادھر کے فضول کاموں میں مشغول رہیں گے اور جب مانگنے کا وقت آئے گا تو اس وقت گھوڑے بیچ کر سو جائیں گے۔

قرآن سننے کے لئے فرشتوں کا نزول :-

ایک صحابیؓ اپنے گھر کے اندر تہجد میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ طبیعت ایسی مچل رہی تھی کہ جی چاہتا تھا کہ ذرا جہر (اونچی آواز) سے پڑھیں مگر قریب ہی ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا اور چارپائی پر بچہ لیٹا ہوا تھا۔ محسوس کیا کہ جب اونچا پڑھتا ہوں تو گھوڑا بدکتا ہے۔ لہٰذا دل میں خوف پیدا ہوا کہ گھوڑا کہیں بچے کو نقصان نہ پہنچا دے۔ پھر آہستہ پڑھنا شروع کر دیتے۔ ساری رات یہی معاملہ ہوتا رہا۔ جب تہجد مکمل کی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ ستاروں کی مانند روشنیاں ہیں جو ان کے سر کے اوپر آسمان کی طرف واپس جا رہی ہیں۔ یہ ان روشنیوں کو دیکھ کر حیران ہوئے۔

صبح ہوئی تو وہ صحابیؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں نے رات کو تہجد اس انداز سے پڑھی کہ بچے کے خوف کی وجہ سے آہستہ پڑھتا تھا اور جی چاہتا تھا کہ ذرا آواز کے ساتھ پڑھوں مگر دعا کے وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے کچھ روشنیاں آسمان کی طرف جاتے دیکھیں۔ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ رب کریم کے فرشتے تھے جو تمہارا قرآن سننے کے لئے عرش رحمان سے نیچے اتر آئے تھے۔ اگر تم اونچی آواز سے قرآن پڑھتے رہتے تو آج مدینہ کے لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھ لیتے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کا قرآن پڑھنا :-

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ تہجد کا وقت تھا۔ ایک طرف دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نوافل پڑھ رہے ہیں اور آہستہ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں اور دوسری طرف عمر ابن الخطابؓ ذرا جہر (اونچی آواز) سے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ تہجد میں دونوں طرح پڑھنے کی اجازت ہے۔ جب دونوں غلام پڑھ چکے تو حاضر خدمت ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، ابو بکر! تم آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اس ذات کو قرآن سنا رہا تھا جو سینوں کے بھید بھی جانتی ہے، مجھے بھلا اونچا پڑھنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا، عمر! تم اونچا کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا، شیطان کو بھگا رہا تھا۔ سبحان اللہ، قرآن پڑھا جاتا تھا اور شیطان ان جگہوں سے بھاگ جایا کرتا تھا۔ اللہ رب العزت کی رحمتیں ہوتی تھیں۔ آج بھی اگر کوئی انسان اس قرآن کو محبت سے پڑھے گا تو اللہ رب العزت کی رحمتیں اتریں گی اور اس کی برکت سے سینے روشن ہو جائیں گے۔ اسی لئے فرمایا "لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ" کہ یہ قرآن انسانوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خلوص ہو تو ایسا :-

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابی ابن کعبؓ قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ میں استاد اور قاری کی حیثیت سے مشہور تھے۔ نبی اکرم ﷺ قریب سے گزرے اور کھڑے ہو گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ تشریف لائے ہیں تو وہ بھی خاموش ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے ابن کعبؓ! قرآن پڑھو۔ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ آپ پر نازل ہوا ہے، میں آپ کے سامنے کیسے پڑھوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ہاں مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔ وہ بھی رمز شناس تھے۔ فوراً پہچان گئے کہ اوپر سے اشارہ ہوا ہے۔ چنانچہ پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! "ءَ اَللّٰهُ سَمَّانِي" (کیا اللہ رب العزت نے میرا نام لے کر کہا ہے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، "نَعَمَ اللّٰهُ سَمَّاكَ" ہاں اللہ رب العزت نے تیرا نام لے کر کہا ہے کہ ابن کعب سے کہو کہ قرآن پڑھے، میرے محبوب! آپ بھی سنیں گے اور میں پروردگار بھی سنوں گا۔ سبحان اللہ، وہ کتنے خلوص کے ساتھ قرآن پڑھتے ہوں گے کہ جن سے قرآن سننے کی فرمائشیں رب رحمان کی طرف سے آیا کرتی تھیں۔ اللہ اکبر۔

ایک عجیب شکوہ :-

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ نے ایک مرتبہ سردیوں کی لمبی رات میں تہجد کے وقت دو رکعت نفل کی نیت باندھی۔ طبیعت میں کچھ ایسا جذب، سوز اور کیف تھا کہ جی چاہتا تھا کہ پڑھتی رہوں پڑھتی رہوں۔ ایک ایک آیت کو مزے لے لے کر پڑھتی رہیں۔ انہوں نے خوب قرآن پڑھا۔ سلام پھیرا تو کیا دیکھتی ہیں کہ صبح صادق قریب ہے۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور رونے بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں، اے اللہ! میں نے تو دو

www.besturdubooks.wordpress.com

رکعت کی ہی نیت باندھی تھی تیری رات بھی کتنی چھوٹی ہے کہ دو رکعت میں تیری رات مکمل ہوگئی۔ انہیں راتوں کے چھوٹا ہونے کا شکوہ ہوا کرتا تھا کیونکہ جب وہ قرآن پڑھتے تھے توان کو قرآن پاک کی لذت آیا کرتی تھی۔

قرآن سے لگاؤ کا ایک عجیب واقعہ :-

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ جہاد سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ دو آدمی رات کو پہرہ دیں تاکہ بقیہ لوگ آرام کی نیند سو سکیں۔ دو صحابہ کرامؓ نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جاؤ اور دشمن کا خیال رکھو، ایسا نہ ہو کہ دشمن شب خون مارے اور لوگوں کو نقصان ہو۔ وہ دونوں صحابہؓ پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر تو بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپس میں مشورہ کیا کہ اگر دونوں جاگتے رہے تو ممکن ہے کہ آخری پہر میں دونوں کو نیند آجائے تو بہتر یہ ہے کہ ایک بندہ ابھی سو جائے اور دوسرا جاگتا رہے، بعد میں دوسرا جاگ جائے اور پہلا سو جائے۔ اس طرح فرض منصبی بھی پورا ہو جائے گا اور وقت بھی اچھا گزر جائے گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک سو گئے اور دوسرے جاگتے رہے۔ جو صحابیؓ جاگ رہے تھے انہوں نے سوچا کہ میں خاموشی سے فقط ادھر ادھر دیکھ رہا ہوں کتنا ہی اچھا ہو کہ میں دو رکعت ہی پڑھ لوں۔ چنانچہ دو رکعت کی نیت باندھی اور سورۃ کہف پڑھنا شروع کر دی۔ سورۃ کہف پڑھنے میں کچھ ایسا مزہ آیا کہ پڑھتے ہی رہے۔ اسی اثناء میں دشمن ادھر کہیں آنکلا۔ اس نے دیکھا کہ لشکر تو سویا ہوا ہے، قریب کوئی ایسا تو نہیں جو پہرے میں ہو۔ اس نے اوپر پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا تو ایک آدمی کھڑا نظر آیا۔ اس نے دور ہی سے ایک تیر مارا جو ان کے جسم پر لگا اور خون نکل آیا۔ مگر وہ سورۃ کہف پڑھتے رہے۔ دوسرا تیر مارا تو خون دوسری جگہ سے نکل آیا مگر پھر بھی قرآن پڑھتے رہے۔ اس طرح کئی تیر

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کے جسم میں لگے اور خون نکلتا رہا۔ خون نکلنے سے وضو کے ٹوٹنے کا مسئلہ اس وقت تک واضح نہیں ہوا تھا۔ وہ قرآن پڑھتے رہے پڑھتے رہے۔ حتی کہ محسوس ہوا کہ جسم سے اتنا خون نکل چکا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کمزوری کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر جاؤں، اگر گر گیا تو پھر میرے بھائی کو کون جگائے گا اور لشکر کی حفاظت کون کرے گا، یہ تو ذمہ داری میں کوتاہی ہو گی۔ لہٰذا جلدی سے سلام پھیرا اور بھائی کو جگا کر کہنے لگے کہ دشمن تیروں پر تیر مارتا رہتا تو میں ان کو کھاتا رہتا مگر سورۃ کہف کو مکمل کئے بغیر میں کبھی سلام نہ پھیرتا، مجھے قرآن کے پڑھنے میں یوں مزہ آرہا تھا۔ سبحان اللہ

میرے دوستو! ہمارے اوپر مکھی آکر بیٹھتی ہے تو ہماری نماز کی کیفیت بدل جاتی ہے، ایک مچھر آکر ہماری نماز کے خشوع کو ختم کر دیتا ہے مگر ان لوگوں کو تیروں پر تیر لگتے تھے اور ان کی نمازوں میں خلل نہیں آتا تھا۔

تلاوت قرآن کے وقت صحابہؓ کی کیفیت :-

آج ہم جس طرح آئس کریم کھاتے ہیں تو ہمیں ہر ہر چمچ کے کھانے پر مزہ آتا ہے بالکل اسی طرح اللہ والے جب قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ان کو بھی ہر ہر آیت کے پڑھنے پر مزہ آتا ہے جب وہ قرآن سنتے ہیں تو ان کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا" وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ "وہ قرآن سنتے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں ہو جاتے تھے۔" يَقُوْلُوْنَ"وہ کہا کرتے تھے،" رَبَّنَآ اٰمَنَّا"اے پروردگار! ہم ایمان لائے۔"فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ"اے اللہ! ہمیں گواہی دینے والوں میں سے لکھ لے۔" وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ "سبحان اللہ، جب وہ قرآن پڑھتے سنتے ہوئے یوں

www.besturdubooks.wordpress.com

دعائیں مانگتے تھے تو رب کریم کی طرف سے فرمان آتا تھا، "فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا" وہ جو کچھ اللہ سے مانگتے تھے تو رب کریم ان کو وہ تمام کچھ عطا فرما دیتے تھے۔

سبحان اللہ

قرآن مجید سے عشق :-

ہر دور اور ہر زمانے میں اس قرآن سے عشق کرنے والے گزرے ہیں۔ دنیا میں کوئی دوسری ایسی کتاب نہیں جس سے اس قدر محبت کی گئی ہو جتنی قرآن سے محبت کی گئی۔ اسے تنہائیوں میں پڑھا گیا، اسے محفلوں میں پڑھا گیا، اسے رات کے اندھیروں میں پڑھا گیا، اسے دن کے اجالے میں پڑھا گیا، اسے تحت اللفظ پڑھا گیا، اسے بلند آواز سے پڑھا گیا، اسے پڑھ کر رویا گیا، اسے سن کر رویا گیا، اس کے ایک ایک لفظ پر محنت کی گئی، ایک ایک لفظ کو حفظ کیا گیا، ایک ایک لفظ کے معنی کو سمجھا گیا۔ اس سے محبت کرنے والوں نے اپنی پوری پوری زندگی قرآن کی خدمت کرتے کرتے گزار دی اور بالآخر یہ کہتے گئے، اے اللہ! تو ہمیں اگر عمر نوح عطا کر دیتا تو ہم پوری زندگی اس قرآن کو پڑھنے پڑھانے میں گزار دیتے۔ بھلا دنیا میں کوئی اور کتاب ہے جس سے انسان نے یوں محبت کی ہو۔ سبحان اللہ

قرآن مجید کا ایک عجیب معجزہ :-

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ایسا عظیم الشان کلام ہے جس کے معجزے ہر دور میں نظر آتے رہے۔ 1987ء کی بات ہے کہ اس عاجز کو امریکہ میں کچھ وقت گزارنے کا موقعہ ملا۔ اس وقت مصر کے مشہور قاری عبدالباسط، جن کی کیسٹیں آپ اکثر سنتے رہتے ہیں، وہ بھی وہاں تشریف لائے۔ کچھ ایسا سلسلہ بنا کہ مختلف محفلوں میں وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے اور یہ عاجز کہیں اردو میں کہیں انگلش میں، جیسا مجمع ہوتا تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی کے حساب سے کچھ باتیں عرض کر دیا کرتا تھا۔ اسی انداز سے مختلف جگہوں پر پروگرام ہوتے رہے۔ آپ کو پتہ ہی ہے کہ قاری عبدالباسط کتنا ڈوب کر قرآن پڑھتے تھے۔ اللہ کریم نے ان کو آواز بھی ایسی دی تھی کہ جوان کی زبان سے قرآن سنتا تھا وہ عش عش کر اٹھتا تھا۔ ان کو اس عاجز سے اتنی محبت تھی کہ وہ میرا نام لے کر مجھ سے بات نہیں کرتے تھے، بلکہ جب بھی بات کرنی ہوتی تو وہ مجھے "رجل صالح" کہہ کر بات کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا، قاری صاحب! آپ اتنا مزے کا قرآن مجید پڑھتے ہیں، آپ نے بھی کبھی قرآن مجید کا معجزہ دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگے، قرآن کا ایک معجزہ؟ معلوم نہیں کہ میں نے قرآن مجید کے سینکڑوں معجزے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ انہوں نے کہا، کوئی ایک تو سنا دیجئے۔ تو یہ واقعہ انہوں نے خود سنایا۔

قاری صاحب فرمانے لگے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب جمال عبدالناصر مصر کا صدر تھا۔ اس نے رشیا (روس) کا سرکاری دورہ کیا۔ وہاں پر کمیونسٹ حکومت تھی۔ اس وقت کمیونزم کا طوطی بولتا تھا۔ دنیا اس سرخ انقلاب سے گھبراتی تھی۔ دنیا میں اس کو ریچھ سمجھا جاتا تھا۔ آج تو اس سپرپاور کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کی برکت سے صفر پاور بنا دیا ہے،...... جمال عبدالناصر ماسکو پہنچا۔ اس نے وہاں جا کر اپنے ملکی امور کے بارے میں کچھ ملاقاتیں کیں۔ ملاقاتوں کے بعد انہوں نے تھوڑا سا وقت تبادلہ خیالات کے لئے رکھا ہوا تھا۔ اس وقت وہ آپس میں گپیں مارنے کے لئے بیٹھ گئے۔ جب آپس میں گپیں مارنے لگے تو ان کمیونسٹوں نے کہا، جمال عبدالناصر! تم کیا مسلمان بنے پھرتے ہو، تم ہماری سرخ کتاب کو سنبھالو، جو کمیونزم کا بنیادی ماخذ تھا، تم بھی کمیونسٹ بن جاؤ، ہم تمہارے ملک میں ٹیکنالوجی کو روشناس کرا دیں گے، تمہارے ملک میں سائنسی ترقی بہت زیادہ ہو جائے گی اور تم دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں شمار ہو جاؤ گے، اسلام کو چھوڑو اور کمیونزم اپنا لو۔ جمال عبدالناصر نے انہیں اس کا جواب دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

تو سہی مگر دل کو تسلی نہ ہوئی۔ اتنے میں وقت ختم ہو گیا اور واپس آ گیا۔ مگر دل میں کسک باقی رہ گئی کہ نہیں مجھے اسلام کی حقانیت کو اور بھی زیادہ واضح کرنا چاہئے تھا، جتنا مجھ پر حق بنتا تھا میں اتنا نہیں کر سکا۔ دو سال کے بعد جمال عبدالناصر کو ایک مرتبہ پھر رشیا جانے کا موقعہ ملا۔ قاری صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے صدر کی طرف سے لیٹر ملا کہ آپ نے تیاری کرنی ہے اور میرے ساتھ ماسکو جانا ہے۔ کہنے لگے کہ میں بڑا حیران ہوا کہ قاری عبدالباسط کی تو ضرورت پڑے سعودی عرب میں، عرب امارات میں، پاکستان میں، جہاں مسلمان بستے ہیں۔ ماسکو اور رشیا جہاں خدا بے زار لوگ موجود ہیں، دین بے زار لوگ موجود ہیں وہاں قاری عبدالباسط کی کیا ضرورت پڑ گئی۔ خیر تیاری کی اور میں صدر صاحب کے ہمراہ وہاں پہنچا۔

وہاں انہوں نے اپنی میٹنگ مکمل کی۔ اس کے بعد تھوڑا سا وقت تبادلہ ء خیالات کے لئے رکھا ہوا تھا۔ فرمانے لگے کہ اس مرتبہ جمال عبدالناصر نے ہمت سے کام لیا اور ان سے کہا کہ یہ میرے ساتھی ہیں جو آپ کے سامنے کچھ پڑھیں گے، آپ سنئے گا۔ وہ سمجھ نہ پائے کہ یہ کیا پڑھے گا۔ وہ پوچھنے لگے کہ یہ کیا پڑھے گا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ قرآن پڑھے گا۔ انہوں نے کہا، اچھا پڑھے۔ فرمانے لگے کہ مجھے اشارہ ملا اور میں نے پڑھنا شروع کیا۔ سورۃ طٰہٰ کا وہ رکوع پڑھنا شروع کر دیا جسے سن کر کسی دور میں حضرت عمر ابن الخطابؓ بھی ایمان لے آئے تھے۔ "طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى .... اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ" فرماتے ہیں کہ میں نے جب دو رکوع تلاوت کر کے آنکھ کھولی تو میں نے قرآن کا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سامنے بیٹھے ہوئے کمیونسٹوں میں سے چار یا پانچ آدمی آنسوؤں سے رو رہے تھے۔ جمال عبدالناصر نے پوچھا، جناب! آپ رو کیوں رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے ہم تو کچھ نہیں سمجھے کہ آپ کے ساتھی نے کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھا ہے مگر پتہ نہیں کہ اس کلام میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ہمارا دل موم ہو گیا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں، اور ہم کچھ بتا نہیں سکتے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا،...... سبحان اللہ، جو قرآن کو مانتے نہیں، قرآن کو جانتے نہیں اگر وہ بھی قرآن سنتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں بھی تاثیر پیدا کر دیا کرتے ہیں۔

ایک غیر مسلم پر سورۃ فاتحہ کا اثر :۔

امریکہ میں جب کوئی آدمی بہت زیادہ سکون محسوس کرتا ہے تو کہتا ہے "I am feeling natural high" کہ میں قدرتی طور پر بہت زیادہ سکون محسوس کر رہا ہوں۔ امریکہ کا ایک امیر آدمی تھا جس کی زندگی میں سکون نہیں تھا۔ اس وجہ سے اس کے سر میں درد اکثر رہتا تھا۔

ہمارے ایک دوست ''مسٹر احمد'' کسی سرکاری کام کے سلسلہ میں وہاں گئے اور ایک مکان میں رہائش اختیار کر لی۔ اس مکان کے قریب ہی وہاں کے مقامی لوگوں نے ایک مسجد بنائی ہوئی تھی۔ مسٹر احمد نے بھی وہاں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ تاہم اس امیر آدمی سے اس کی دوستی ہو گئی۔ اس کا مکان بھی قریب ہی تھا۔

ایک دفعہ مسٹر احمد نماز پڑھنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو اس انگریز نے پیچھے سے آواز دے کر کہا، مسٹر احمد! مسٹر احمد! ادھر آئیں، میں آپ کو گانا سنانا چاہتا ہوں۔ مسٹر احمد نے کہا، میں گانا سننے سے نفرت کرتا ہوں اور اب میں نماز کے لئے جا رہا ہوں، میں نہیں آسکتا۔ اس نے اصرار کرتے ہوئے۔ پھر وہی بات دوہرائی۔ بالآخر وہ کہنے لگا، مسٹر احمد! میں آپ کو وہ گانا سنانا چاہتا ہوں جو آپ اس مینار سے روزانہ پانچ مرتبہ سنتے ہو۔

مسٹر احمد فرماتے ہیں کہ میں سمجھا کہ شاید اذان کی بات کر رہا ہے۔ چنانچہ میں اس کے پاس آگیا۔ وہ مجھے اپنے گھر میں ایک تنہا کمرے میں لے گیا۔ اس نے اس کمرے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ٹیبل پر ایک طبلہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے کمرہ بند کر دیا اور طبلہ بجانا شروع کر دیا۔ میں پریشان تھا کہ جماعت کا وقت نکل جائے گا۔ مگر اس نے تھوڑی دیر کے بعد طبلہ کی سر پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" پڑھنا شروع کر دیا۔ میں تو سمجھ گیا کہ حقیقت میں وہ کیا پڑھ رہا تھا۔ اس نے گانے کی سر بنا کر پوری سورۃ فاتحہ پڑھ دی۔ میں نے بعد میں اس سے پوچھا کہ تو نے یہ گانا کس سے حاصل کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ مجھے بہت زیادہ ذہنی پریشانی رہتی تھی۔ مصر میں میرے ایک مسلمان دوست رہتے ہیں۔ میں نے ان سے اپنی ذہنی پریشانی بیان کی تو انہوں نے مجھے یہ گانا دیا اور کہا کہ جب تمہیں بہت زیادہ پریشانی ہو تو کسی تنہا کمرے میں بیٹھ کر پڑھ لیا کرو، تمہیں سکون مل جایا کرے گا۔ اس کے بعد جب بھی مجھے کوئی پریشانی ہوتی ہے تو میں اسی طرح یہاں بیٹھ کر یہ گانا گا لیتا ہوں تو مجھے بہت زیادہ سکون ملتا ہے۔ اور پھر میں اپنے دوستوں کو بتاتا ہوں کہ

"I am feeling natural high." کہ میں قدرتی طور پر بہت زیادہ سکون محسوس کر رہا ہوں۔

میرے دوستو! جو لوگ قرآن پاک کو جانتے نہیں، مانتے نہیں اگر وہ اس کتاب کو پڑھتے ہیں تو ان کو سکون ملتا ہے، اگر ہم اپنی زندگیوں میں قرآن پاک کے احکام کو لاگو کر لیں تو کیا ہماری پریشانیاں ختم نہیں ہوں گی۔

حضرت مرشد عالمؒ کا فرمان :-

میرے پیرو مرشد فرمایا کرتے تھے کہ دریاؤں کا راستہ کس نے بنایا؟ کوئی نہیں بناتا۔ دریا اپنا راستہ خود بنا لیا کرتے ہیں۔ یہ قرآن بھی رحمت کا وہ دریا ہے جو سینوں میں اپنے راستے خود بنا لیا کرتا ہے، سینوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔ اسی لئے بعض کفار

www.besturdubooks.wordpress.com

جب قرآن سنتے تھے تو فوراً اسلام قبول کر لیتے تھے۔

نسخہ ء کیمیا :-

ہم سے پہلے والوں کو بھی اسی قرآن کی وجہ سے عزتیں نصیب ہوئیں۔ نبی اکرم ﷺ غار حرا سے یہی تو لے کر آئے تھے۔ کسی کہنے والے نے کہا،

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ ء کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

وہ نسخہ ء کیمیا قرآن ہی تو تھا جس نے عرب کی زمین ہلا کر رکھ دی تھی۔

صحابہ کرامؓ کا قرآن پر عمل :-

صحابہ کرامؓ اسی قرآن کو سینے سے لگا کر نکلے تھے اور جدھر بھی ان کے قدم پڑتے تھے کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ یہ قرآن ہی کی برکت ہے کہ افریقہ کے جنگلوں میں رہنے والے درندوں نے صحابہ کرامؓ کے لئے جنگل خالی کر دیئے، یہ قرآن ہی کی برکت ہے کہ دشت و صحرا بھی صحابہ کرامؓ کے لئے ان کے مشن کی تکمیل میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ کہنے والے نے کہا،

بات کیا تھی کہ نہ قیصر و کسریٰ سے دبے
چند وہ لوگ کہ اونٹوں کے چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکا
بن گئے دنیا کی تقدیر بنانے والے

دنیا کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ وہ قرآن پڑھتے تھے تو اس پر عمل بھی کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔ادھر قرآن مکمل ہوتا تھا اور ادھر ان کا عمل قرآن کے مطابق ہوجایا کرتا تھا۔وہ صرف حافظ قرآن نہ تھے، وہ صرف قاری قرآن نہ تھے بلکہ وہ عامل قرآن ہوا کرتے تھے، وہ ناشر قرآن ہوا کرتے تھے، وہ عاشق قرآن ہوا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی عزت افزائی :-

صحابہ کرامؓ میں سے کتنے حضرات ایسے تھے جن کو قرآن کی وجہ سے اللہ نے وہ شرف عطا فرمایا جو ان کو پہلے حاصل نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں ایک لشکر کے ساتھ کسی راستے میں جاتے ہوئے پہاڑی کے دامن میں رک گئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ لوگوں کو پسینہ آچکا تھا اور سخت تنگی کے عالم میں تھے۔ چونکہ امیر المومنین کھڑے تھے اس لئے ساری فوج بھی ساتھ ہی انتظار میں کھڑی تھی۔ امیر المومنین نیچے وادی کو دیکھ رہے تھے۔ قریب والے آدمی نے پوچھا، امیر المومنین! کیا ہوا کہ آپ یہاں کھڑے کچھ دیکھ رہے ہیں۔ آپ کی وجہ سے پورا لشکر کھڑا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں اس وادی میں لڑکپن میں اسلام لانے سے پہلے اپنے اونٹ چرانے کے لئے آتا تھا لیکن مجھے اونٹ چرانے کا سلیقہ نہیں آتا تھا۔ میرے اونٹ خالی پیٹ گھر جاتے تو میرا والد خطاب مجھے مارتا تھا، مجھے کوستا اور کہتا تھا، عمر! تو بھی کیا کامیاب زندگی گزارے گا، تجھے تو اونٹ چرانے کا سلیقہ نہیں آتا۔ میں اپنے اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب عمر کو اونٹ چرانے نہیں آتے تھے اور آج اس وقت کو دیکھ رہا ہوں جب قرآن اور اسلام کے صدقے اللہ نے عمر کو امیر المومنین بنا دیا ہے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ فرماتے تھے "اَعَزَّنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِھٰذَا الدِّیْنِ" (اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دین کی برکت سے عزتیں عطا فرمائیں)

محترم جماعت اس قرآن کو پڑھیے، اس کو یاد کیجئے اور اس کو زندگی میں لاگو کیجئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسے پڑھنا ایک کام ہے، پورا کام نہیں۔ اس پر عمل کرنے سے کام مکمل ہوتا ہے۔ ہم نے عامل قرآن بھی بننا ہے، اس قرآن کے عاشق بن جائیے۔ دعا کیا کیجئے کہ رب کریم! قرآن کو ہمارے سینوں کی بہار بنادے۔

نسل در نسل قرآن کا فیض :-

آج بھی دنیا میں قرآن کے عاشق موجود ہیں۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ لاہور میں ایک عالم دین سلسلہ عالیہ میں بیعت ہوئے۔ فقیر نے ان کی مسجد میں درس قرآن دیا۔ اس کے بعد انہوں نے ناشتہ کے لئے گھر دعوت دی۔ وہ کہنے لگے، کہ میرے والد بڑے ہی عاشق قرآن تھے۔ وہ ہر وقت قرآن پڑھتے رہتے تھے۔ میں نے کہا، ذرا آپ ان کا کوئی واقعہ ہی سنا دیجئے۔ تو انہوں نے اپنے والد کا واقعہ سنایا۔ کہنے لگے کہ میرے والد محترم ایسے عاشق قرآن تھے کہ انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنالیا تھا۔ چلتے پھرتے قرآن پڑھتے تھے، بیٹھ کر بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔ کوئی بات درمیان میں پوچھتا تو تلاوت مکمل کر کے جواب دیتے تھے پھر قرآن پڑھنے لگ جاتے۔

ایک مرتبہ کسی اللہ والے نے ان کو بتا دیا کہ اگر آپ دو سال میں روزانہ ایک قرآن پاک کی تلاوت کریں تو قرآن پاک کا فیض آپ کی آنے والی نسلوں تک جاری ہو جائے گا۔ میرے والد صاحب کو یہ بات اچھی لگی اور انہوں نے کہا، اچھا میں اس کی کوشش کرتا ہوں۔ وہ فرمانے لگے کہ میرے والد صاحب کا معمول تھا کہ روزانہ ایک قرآن مجید کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔ سردی بھی گرمی بھی، صحت بھی بیماری بھی، سفر بھی حضر بھی، رنج و مصیبت بھی خوشی بھی، معلوم نہیں کیا کیا کیفیتیں ہوتی تھیں مگر میرے والد صاحب نے پورے دو سال تک ایک قرآن پاک روزانہ مکمل کیا۔ فرمانے لگے کہ اس کا یہ اثر ہوا کہ میرے والد صاحب کے جتنے بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں

www.besturdubooks.wordpress.com

سب کے سب قرآن کے حافظ ہوئے۔ اور ان کے آگے جتنے بیٹے اور بیٹیاں آج دنیا میں موجود ہیں اور ان کی عمر سات سال ہے یا زیادہ ہے وہ سب کے سب قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ سبحان اللہ

دیکھئے کہ عاشق قرآن کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کا فیض کیسے جاری فرمادیا۔

قرآن پاک کی شفاعت :-

قرآن پاک قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قرآن کو ایک نوجوان کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ قرآن مجید اللہ رب العزت سے شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! جن لوگوں نے مجھے یاد کیا، جو تلاوت کرتے تھے، انہوں نے میرا حق ادا کر دیا، وہ میرے مونس و غمگسار تھے، مجھ سے محبت کرنے والے تھے، میں ان کا مہمان تھا انہوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔ اے اللہ! ان کو جنت میں بھیج دے۔ رب کریم قرآن مجید کی شفاعت قبول فرما کر ایسے لوگوں کو بلا حساب و کتاب جنت عطا فرمادیں گے۔

محترم جماعت! قرآن سے محبت کیجئے، قرآن کو حرز جان بنا لیجئے، ہر وقت اس کو پڑھتے رہیئے اور اس کے فیضان سے اپنے دلوں کو منور کرتے رہیئے۔ زندگی میں بھی کامیابی ہوگی اور آخرت میں بھی اللہ رب العزت کامیابی سے ہمکنار فرمادیں گے۔

قرآن پڑھنے والے کی شان :-

یاد رکھنا کہ جو بندہ عالم قرآن بنے گا یا حافظ قرآن بنے گا یا قاری بنے گا، رب کریم اس کے اخلاص کی وجہ سے اس کو دنیا میں بھی وقار عطا فرمائیں گے کہ دنیا اس کے قدموں میں آکر بیٹھنا اپنے لئے سعادت سمجھے گی۔ جو انسان اس کتاب کے ساتھ نسبتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو کر اپنی نسبت کو پکا کر لیتا ہے وہ انسان بھی عزت والا بن جاتا ہے۔ اسی لئے شاعر نے کہا:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

پھر انسان لگتا تو یوں ہے کہ قرآن پڑھنے والا قاری ہے لیکن جب اس پر عمل کر لیتا ہے تو یہ چلتے پھرتے قرآن کی مانند ہو جاتا ہے۔

مجسم شکل میں قرآن :-

کسی نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کیا ہیں؟ فرمایا، "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ" کہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق تو قرآن کا نمونہ تھے۔ اگر قرآن کو کوئی مجسم شکل میں دیکھنا چاہتا ہے تو میرے محبوب ﷺ کو دیکھ لے۔ آپ چلتے پھرتے قرآن کی مانند تھے۔ آج بھی جو انسان اس قرآن کی آیات کو اپنے اوپر لاگو کر لیتا ہے وہ چلتے پھرتے قرآن کی مانند بن جاتا ہے۔ جدھر قدم پڑتے ہیں ادھر ہی برکتیں ہوتی ہیں۔ جدھر اس کی نگاہ پڑتی ہے ادھر ہی رحمتیں ہوتی ہیں۔

سورۃ بقرہ کی اڑھائی سال میں تعلیم :-

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سورۃ بقرہ کو اڑھائی سال میں مکمل کیا۔ ان کی مادری زبان تو عربی تھی، ان کو پڑھنے میں پھر کیا دقت تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ قرآن کی آیت پڑھتے تھے تو اس پر عمل کرتے تھے، ادھر قرآن مکمل ہوتا تھا اور ادھر ان کا عمل قرآن کے مطابق ہو جاتا تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ کے عمل

www.besturdubooks.wordpress.com

بالقرآن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ "كَانَ وَقَّافًا عِنْدَ حُدُوْدِ اللّٰهِ" وہ اللہ کے احکام سن کر اپنی گردن جھکا دیا کرتے تھے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سبق آموز واقعہ :-

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ گھر میں تشریف فرما تھے۔ایک مہمان آیا۔آپ نے اسے بٹھا کر باندی سے فرمایا، جاؤ اس مہمان کے لئے کچھ لے کر آؤ۔گھر کے اندر کچھ شوربہ تھا۔اس باندی نے وہی شوربہ گرم کیا۔پیالے میں ڈال کر لانے لگی۔جب دروازے میں سے داخل ہونے لگی تو اس وقت بے توجہی کی وجہ سے اس کا پاؤں اٹکا اور وہ شوربہ نیچے گرا۔اس کے کچھ قطرے آپ کے جسم مبارک پر بھی گرے۔چونکہ شوربہ گرم تھا اور گرم شوربہ اگر جسم پر پڑے تو جسم جلتا ہے، آپ کو تکلیف ہوئی اس لئے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اس باندی کی طرف غصے کے ساتھ دیکھا۔وہ باندی پہچان گئی کہ آپ کو بہت غصہ آیا۔مگر وہ آپ کی زندگی کے اصول و ضوابط کو جانتی تھی۔جب آپ نے غصہ اور جلال سے اس کی طرف دیکھا تو وہ فوراً کہنے لگی "وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ" قرآن کی وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ مومنین کی صفات گنواتے ہیں کہ وہ تو غصے کو پی جانے والے ہوتے ہیں۔آپ نے فوراً کہا کہ میں نے اپنے غصے کو پی لیا ہے۔وہ کہنے لگی" وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ "انسانوں کو معاف کرنے دینے والے۔آپ نے فرمایا، جا میں نے تیری غلطی کو معاف کر دیا۔کہنے لگی،"وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" اللہ تعالیٰ نیکو کاروں سے محبت کرتے ہیں۔آپ فرمانے لگے، جا میں نے تجھے اللہ کے راستے میں آزاد کر دیا۔

سبحان اللہ، اسی لمحے اس کو غصے سے دیکھ رہے تھے اور اسی لمحے اس کو اللہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

راستے میں آزاد کر دیا۔وہ قرآن سنتے چلے جاتے تھے اور زندگیوں کو بدلتے چلے جاتے تھے۔

قرآن مجید سے ہمارا سلوک :-

جب ہماری زندگی میں قرآن مجید کے ساتھ ایسا عملی تعلق پیدا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عزتیں عطا فرمائیں گے۔ عزیز طلباء! آپ تو اپنی زندگیاں قرآن کے لئے وقف کر چکے ہیں، عوام الناس کی حالت جا کر دیکھو رونا آتا ہے۔گھروں کے اندر قرآن کو ریشمی غلافوں میں رکھ دیتے ہیں مگر ان کو پڑھنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ آج کل گھروں کے اندر ٹی وی روزانہ آن کیا جاتا ہے، ڈرامے روزانہ دیکھے جاتے ہیں، روزانہ گھنٹوں پروگرام دیکھے جاتے ہیں، اخبار روزانہ پڑھا جاتا ہے، ڈائجسٹ روزانہ پڑھا جاتا ہے مگر ان گھروں میں مہینوں گزر جاتے ہیں کہ کوئی بندہ بھی اللہ کا قرآن کھولنے والا نہیں ہوتا۔ سارے کے سارے قرآن سے غافل بن کر زندگی گزارتے ہیں۔ان کو قرآن کب یاد آتا ہے؟ جب بہو بیٹی کو جہیز میں دینا ہو یا پھر اس وقت یاد آتا ہے جب قسم کھا کر کسی کو یقین دہانی کروانا ہو، آگے پیچھے یاد نہیں آتا۔

اے کاش! یہ قرآن ہمیں زندگی میں یاد آتا، ہمیں اپنے بزنس کے وقت یاد آتا، دفتر کی کرسی پر یاد آتا، ہمیں قلم سے دستخط کرتے ہوئے یاد آتا، میاں بیوی کے معاملات میں قرآن یاد آتا۔

غلبہ کیسے ممکن ہے؟

جب قرآن نازل ہو رہا تھا اس وقت دشمن ایک دوسرے کو بیٹھ کر تلقین کرتے تھے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس وقت تم شور غل مچایا کرو "لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ" (تاکہ تم غالب آجاؤ) مگر قرآن نے بتادیا کہ غلبہ اس طرح نہیں ملتا۔غالب ہونے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لئے تو قرآن کو بھیجا گیا۔ جو لوگ اس کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے رب کریم انہیں دنیا میں بھی غلبہ عطا فرمائیں گے اور آخرت کی عزتیں بھی عطا فرمائیں گے۔ کیونکہ یہ کتاب صداقتوں کا مجموعہ، حقیقتوں کا خزانہ اور سچائیوں سے بھری ہوئی کتاب ہے۔ جسے Ultimate realities of universe یعنی کائنات کی صداقتیں کہتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کو جو غلبہ ملا اسی قرآن کے صدقے ملا۔ ورنہ ابتداء میں تو وہ وقت تھا جب کفار کثرت میں تھے اور صحابہ کرامؓ بہت تھوڑے تھے، اس وقت کنڈی لگا کر ایک دوسرے کو کلمے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ رب کریم اپنا احسان جتلاتے ہوئے فرماتے ہیں" وَاذْكُرُوْا "تم یاد کرو اس وقت کو"اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ "جب تم تھوڑے تھے" مُسْتَضْعَفُوْنَ فِيْ الْاَرْضِ"زمین میں کمزور تھے"تَخَافُوْنَ"تم ڈرتے رہتے تھے"اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ "کہ کہیں لوگ اچک نہ لیں"فَاٰوٰكُمْ "اس اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا" وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ"اور اپنی مدد سے تمہیں مضبوط کیا"وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبٰتِ "اور خدا نے تمہیں پاکیزہ رزق دیا" لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ" تاکہ تم اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتے رہو۔

اعلان خداوندی :-

کفار تو چاہتے تھے کہ کسی طرح اس پودے کو کاٹ کے رکھ دیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ"وہ ذات جس نے اپنے رسول کو نور ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا" لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ " تاکہ یہ دین دنیا کے تمام ادیان پر غالب آجائے۔"وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ "خواہ یہ بات مشرکوں کو اچھی نہ لگے،"وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ "خواہ کافروں کو یہ بات

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھی نہ لگے۔اس لئے اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرمارہے ہیں کہ تم نے کفار سے نہیں ڈرنا۔ اللہ تعالیٰ کفار کے مذموم عزائم سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں، " یُرِیْدُوْنَ "وہ یہ ارادہ کرتے ہیں" لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ "کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ " وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ "اللہ نے اس نور کو کامل کرنا ہے" وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ "اگر چہ کافروں کو یہ بات اچھی نہ لگے۔ سبحان اللہ، جس نور کو اللہ تعالیٰ روشن فرمائیں دنیا اس کو اپنی پھونکوں سے کیسے بجھا سکتی ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

کفار کی لاحاصل تدبیریں :-

کفار نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بڑی تدبیریں کیں کہ نبی اکرم ﷺ کو شہید کردیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا "اے محبوب! جب آپ کے ساتھ کفار نے مکر کیا کہ ہر قبیلے کا ایک آدمی آجائے، رات کو گھیرا کرلیں گے، صبح جب نماز کے لئے جائیں گے تو ہم ان کو شہید کردیں گے۔ کفار کی تدبیر بھی کوئی معمولی باتیں نہیں ہوتی تھیں، وہ بڑے ذہین لوگ تھے، بیٹھ کر پکی منصوبہ بندی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ "وہ ایسی تدبیریں کرتے تھے کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔ مگر فرمایا " وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ "اللہ تعالیٰ ان کی تدبیروں کو ضائع کردیا کرتے تھے۔ اپنے محبوب ﷺ کو تسلی دیتے ہیں۔ فرمایا" قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ " میرے محبوب! انہوں نے آپ سے پہلے والوں کے ساتھ بھی تدبیریں کیں "فَاَتَى اللّٰهُ

www.besturdubooks.wordpress.com

بُنْیَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ" لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی دیواروں کو بنیادوں سے ہی اکھاڑ پھینکا "فَخَرَّ عَلَیْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ "ان کی چھتیں ان پر آ گریں "وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ "ان پر ایسا عذاب آیا" مِنْ حَیْثُ لاَ یَشْعُرُوْنَ" جس کا وہ شعور بھی نہیں رکھتے تھے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا" وَاِذْ یَمْکُرُبِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" جب آپ کے ساتھ ان کافروں نے تدبیر کی" لِیُثْبِتُوْكَ "کہ آپ کو حبس بجا میں رکھیں "اَوْ یَقْتُلُوْكَ "یا آپ کو شہید کریں "اَوْ یُخْرِجُوْكَ" آپ کو دلیس نکالا دے دیں" وَیَمْکُرُوْنَ" انہوں نے بھی تدبیریں کیں "وَیَمْکُرُاللّٰهُ" اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں "وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ "اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کفار سے کیسے بچا لیا۔

میرے دوستو! ہم قرآن کو سینے سے لگائیں گے، کافر اگر پھر بھی ہمارے خلاف تدبیریں کریں گے تو پروردگار ان کی تدبیروں کو ضائع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" فَلاَ تَهِنُوْا "تم سست نہ ہو "وَلاَ تَحْزَنُوْا" اور تم اپنے اندر غم بھی پیدا نہ کرو۔" وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ" تم ہی اعلیٰ و بالا ہو گے اگر تم ایمان والے ہو گے۔

مومن کے ساتھ غلبے کا وعدہ ہے قرآن میں
تو مومن ہے اور غالب نہیں تو نقص ہے ترے ایمان میں

یہ ہمارے ایمان کا نقص ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہم دنیا میں مغلوب ہو کر زندگی گزارتے ہیں ورنہ رب کریم تو ہمیں غلبہ عطا کرنا چاہتے ہیں۔

کفار کی مایوسی :-

جس دن قرآن کی آخری آیتیں اتریں " اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ"۔ اسی دن قرآن کی یہ آیتیں بھی اتریں "اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ "آج کے دن یہ کفار تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں۔ ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ یہ مسلمان تو لوہے کے چنے ہیں انہیں چبانا کوئی آسان کام نہیں ہے، ان کی امیدیں ٹوٹ چکی ہیں، وہ تم سے مایوس ہو چکے ہیں، آگے فرمایا "فَلَا تَخْشَوْهُمْ "تم نے ان سے نہیں ڈرنا "وَاخْشَوْنِيْ" ایک مجھ سے ڈرتے رہنا۔ اور جب تک ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں گے رب کریم ہماری مدد فرماتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد :-

یاد رکھیں کہ جس پلڑے میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا وزن آجاتا ہے وہ پلڑا ساری کائنات سے زیادہ بھاری ہو جاتا ہے۔ رب کریم فرماتے ہیں " كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ کتنی بار ایسا ہوا کہ ایک تھوڑی جماعت " غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ "ایک بڑی جماعت پر غالب آگئی، اللہ کے حکم سے "وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ "اللہ تعالیٰ تو صبر و ضبط والوں کے ساتھ ہے۔ اگر اس کا مفہوم بیان کیا جائے تو یوں بنے گا کہ کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ نے چڑیوں سے باز مروا دیے۔ لہٰذا اگر ہم کفار کو اس وقت قوی اور کثیر دیکھتے ہیں تو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ قرآن کو سینوں سے لگا لیجئے، قرآن کے مطابق زندگی کو ڈھال لیجئے، رب کریم بدر والی مدد عطا فرمادیں گے۔ رب کریم نے فرمایا "لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ" , "لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ" اللہ تعالیٰ ہماری مدد و نصرت کا وعدہ فرما رہے ہیں، مزید فرمایا "اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا "اپنے رسولوں کی مدد ہمارے ذمے ہے "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا "اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان والوں کی بھی "فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا " اس دنیا کی زندگی میں بھی "وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ" اور اس دن بھی جس دن گواہیاں قائم ہوں گی ۔ جب اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی مدد اپنے ذمے لے رہے ہیں تو ہمیں پھر گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

اتنی بڑی گارنٹی...........!!!

عزیز طلباء ! ہم اپنے دشمنوں کو نہیں پہچانتے۔ رب کریم فرماتے ہے "وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَعْدَائِکُمْ " اے ایمان والو! تم اپنے دشمنوں کو نہیں جانتے ، تمہاری صفوں میں منافق بھی ہوں گے ، تمہاری صفوں میں بھیس بدل کر آنے والے جاسوس بھی ہونگے۔ تمہیں کیا معلوم کہ جس سے تم بات کر رہے ہو وہ تمہارا دوست ہے یا دشمن۔ مگر تمہارا رب جانتا ہے۔ وہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔ .... جب ہمارا پروردگار ہمارے دشمنوں کو جانتا ہے تو یاد رکھنا" وَلَنْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلاً" کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی کافروں کو ایمان والوں تک آنے کا راستہ نہیں دے گا۔ سبحان اللہ، رب کریم نے کتنی بڑی گارنٹی دے دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے راستے میں رکاوٹ بن جائے گا۔ جیسے ہم ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ارے! تم میرے دوست تک جاؤ گے تو میری لاش سے گزر کر جاؤ گے ، بالکل یہی مضمون رب کائنات بیان فرما رہے ہیں کہ اے مومنو! جو تم تک آئے گا وہ پہلے مجھ سے نمٹے گا پھر تم تک آئے گا ، اور جو مجھ سے ٹکراتا ہے میں اسے پاش پاش کر دیتا ہوں ، میں اسے تگنی کا ناچ نچادوں گا ، میں اسے نیست و نابود کر دوں گا۔

جنگ خندق میں نصرت خداوندی :-

جنگ خندق میں جب مکہ سے لے کر مدینہ تک کے راستے کے جتنے کفار تھے سارے کے سارے مل کر آگئے تھے ، اس وقت مسلمان تھوڑے تھے اور کافر بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ تھے۔وہ کہتے تھے کہ ہم تو مسلمانوں کو ختم کر کے رکھ دیں گے۔ایک مہینہ تک محاصرہ قائم رہا مگر ان کے پلے کچھ نہ آیا۔ پروردگار عالم فرماتے ہیں" وَرَدَّاللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ "اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غیض (غصہ) کے ساتھ واپس لوٹا دیا۔" لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا "ان کے پلے کوئی خیر نہ آئی۔ حقیقت یہ تھی ہمارے سلف صالحین صحابہ کرامؓ کا یہ تقویٰ اور پرہیزگاری تھی جس کی وجہ سے ان پر کفار غالب نہ آسکے۔

ظاہر وباطن کو نکھارنے کا نسخہ :-

عاجز کے پیرومرشد عجیب بات ارشاد فرماتے تھے کہ تیرے ہاتھ میں ہو قرآن تو دنیا میں رہے پریشان...... تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں رہے ناکام...... تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں رہے غلام...... غلامی نفس کی ہو، شیطان کی ہو یا کسی انسان کی ہو...... ناں ناں ناں...... ہمیں کہتا ہے یہ قرآن...... اے میرے ماننے والے مسلمان......"اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ "تو پڑھ قرآن تیرا رب کرے گا تیرا اکرام...... تیرا رب تجھے عزت وو قار دے گا، تیرے ظاہر وباطن کو نکھار دے گا۔ مگر ہماری حالت اس قدر قابل رحم ہو چکی ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ قیامت کے دن کہیں گے" يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا "اے میرے پروردگار! میری قوم نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ لہٰذا آج سے ہی قرآن سے محبت کر لیجیے۔اس سے اپنے روحانی امراض کو ٹھیک کر لیجیے۔

نسخہء شفاء :-

غور تو کیجئے کہ نسخہء شفا بھی ہمارے ہاتھ میں ہے اور ہمارے ہی سینے میں بیماریاں موجود ہیں۔ پتہ کینہ کی، بغض کی، حسد کی، کبر کی۔جب قرآن سینوں میں آجائے گا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ساری کی ساری روحانی بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ نسخہ بھی ہمارے ہاتھ میں ہے اور مرتے بھی ہم ہی ہیں۔ کیا آج کے مسلمان کو کوئی سمجھانے والا نہیں کہ تم اس نسخے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے۔ ارے یہ نسخہ ءِ شفاء ہے جو اللہ نے تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ آیئے قرآن سے پوچھیں کہ تم کیسے شفاء دیتے ہو؟ قرآن بتائے گا

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ o شِفَاءٌ لِمَا فِيْ الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَ رَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَo وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَ رَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلاَ يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلاَّ خَسَارًا oقُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَ شِفَاءٌ o

یہ نسخہ ءِ شفاء ہے جو سینوں کو دھویا کرتا ہے۔ مگر اس صابن کو استعمال تو کرو یہ میل اتر جائے گی، یہ سینے دھل جائیں گے۔ مگر دل کو اجلا بنانے کے لئے قرآن کو زبان سے نیچے اتارنا ہو گا، فقط زبان تک نہ رکھنا، اسے دل تک اتار لینا، یہ دل تک اتر گیا تو پھر دل کو نورانی بنا دے گا۔

رب کریم! ہمیں قرآن پاک کا حافظ بنا دے، عالم بنا دے، ناشر بنا دے، عاشق بنا دے، قرآن کو ہمارے دلوں کی بہار بنا دے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

www.besturdubooks.wordpress.com

تصوف وسلوک

پیر طریقت
رہبر شریعت
حضرت مولانا

ذوالفقار احمد

نقشبندی
مجددی
مدظلہ

کی

تصوف وسلوک کے موضوع پر لاجواب مدلل تصنیف

تصوف وسلوک کا مطالعہ کر کے شکوک و شبہات دور کیجئے

ناشر : مکتبہ جامعۃ الحبیب فیصل آباد
855531

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطبات فقیر

جلد چہارم

- قرآن اور تفسیر قرآن
- پیغمبر انقلاب
- نسبت کا مقام
- اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیریں
- فلسفہ علم
- تصنیف وتالیف کی اہمیت
- خشیت الٰہی
- شب برأت کی فضیلت
- انسان کی چار بڑی غلطیاں

پیر طریقت، رہبر شریعت، مفکر اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطبات فقیر

جلد چہارم

ازافادات:

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

قرآن اور تفسیر قرآن
نسبت کا مقام
پیغمبر انقلاب
اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیریں
فلسفہء علم
تصنیف و تالیف کی اہمیت
خشیت الٰہی
شب برأت کی فضیلت
انسان کی چار بڑی غلطیاں

مرتب: محمد حنیف نقشبندی مجددی

ناشر: مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطبات فقیر جلد چہارم

از افادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ———— محمد حنیف نقشبندی مجددی

ناشر ———— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ———— نومبر 1999ء

اشاعت دوم ———— نومبر 2000ء

اشاعت سوم ———— اکتوبر 2001ء

اشاعت چہارم ———— جون 2003ء

اشاعت پنجم ———— جون 2004ء

اشاعت ششم ———— مئی 2005ء

اشاعت ہفتم ———— مارچ 2006ء

اشاعت ہشتم ———— اپریل 2007ء

اشاعت نہم ———— جنوری 2008ء

اشاعت دہم ———— اکتوبر 2008ء

اشاعت گیارہ ———— مارچ 2009ء

اشاعت تیرہ ———— مئی 2010

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— فقیر شاہ محمود نقشبندی

تعداد ———— 1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	قرآن اور تفسیر قرآن	13
	قرآن مجید کلام اللہ ہے	13
	قرآن سچی کتاب ہے	13
	قرآن مجید اللہ تعالی کی امانت ہے	14
	فہم قرآن میں غلطی	15
	تفسیر بالرائے	15
	ڈاکٹر کا واقعہ	16
	فقہاء کا مقام	16
	امام ابو حنیفہ اور سترہ احادیث	17
	علماء کرام اور فہم قرآن	18
	عربی گرائمر فہم قرآن کیلئے کافی نہیں	19
	ڈاک کے ذریعے قرآن فہمی	20
	صحابہ کرام اور قرآن فہمی	20
	امام اعظم ابو حنیفہؒ کی دانش	21
	امام اعظم ابو حنیفہ اور حاسدین	22
	نیا رجحان	25
	غیر مسلم انگریز کا واقعہ	26
	زبان کے فرق سے معنی بدل جاتا ہے	26
	اصطلاحی الفاظ کا مفہوم	27
	یہود کی غلطی	28
	ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے	28
	نیا فتنہ	29
	جرح کا معیار	29
	قوت تاثیر	30
	سہولت حفظ	31
	کثرت تلاوت	32
	انبیاء کرام سے الزام دور کرنے والی کتاب	34
	قوت استدلال میں بے مثال	34

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مونس و غم خوار کتاب	35
	لا ینقضی عجائبہ	35
	لا تشبع منہ العلماء	38
2	تعارف کتاب	39
	بعد از خدا بزرگ توئی	39
	انٹرنیٹ پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ	40
	ہندوؤں کا پروپیگنڈہ	40
	دنیا کا جغرافیائی دل	41
	خطہ عرب میں بعثت رسول کی حکمتیں	41
	بہادر لوگوں کا خطہ	41
	وسائل کی کمی کا خطہ	43
	فصاحت و بلاغت والے لوگوں کا خطہ	43
	ہیرے کی طرح چمکدار زندگی	43
	فرانسیسی مصنف مینی کا اعتراف	46
	حضور اکرمؐ کی شان میں مائیکل ہارٹ کا	46
	خراج تحسین	48
	انگلش رائٹر گبن کا اعتراف	48
	مقبولیت حاصل کرنے کے تین راستے	49
	مشکل ترین راستے کا انتخاب	50
	مشقتیں اٹھانے پر انعام	50
	ابتدائے حیات میں مشکلات	51
	معاشرتی بائیکاٹ	52
	مصائب کی انتہاء	52
	سب سے بہتر گولو	52
	قریبی لوگوں کا قبول اسلام	53
	انفرادی اور اجتماعی زندگی کے پرچار کا حکم	53
	نبوت کی بہترین دلیل	54

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	نبی اکرم کے اخلاق کریمانہ کی تلوار	55
	اخلاق کی تلوار	55
	ام جمیل کا قبول اسلام	56
	تین سو آدمیوں کا قبول اسلام	57
	فتح مکہ کے دن عام معافی کا اعلان	58
	عثمان بن طلحہ کا قبول اسلام	60
	حضرت عمرؓ کا قبول اسلام	61
	حضرت خالد بن ولید کا قبول اسلام	62
	جاذبیت اسلام	62
	محمدی انقلاب کی خصوصیات	62
	کم وسائل کے ساتھ انقلاب	63
	کم وقت میں انقلاب	63
	غیر خونی انقلاب	63
	کفار کا اعتراف	64
	انسان کامل	65
	رہبر کامل	66
	معلم کامل	67
	عدل نبوی ﷺ کفار کی نظر میں	68
	برطانیہ اور سویڈن کے شہزادوں کے تاثرات	69
	صداقت نبویؐ ابو جہل کی نظر میں	69
	ہماری ذمہ داری	69
3	**نسبت کا مقام**	71
	اعمال کی دو قسمیں	71
	باطن پر اعمال کے اثرات	71
	گناہوں کی وجہ سے دل کا سیاہ ہو جانا	72
	کفر اور ایمان اللہ تعالیٰ کی نظر میں	72
	دو طرح کی مخلوق	73
	نسبت کی لاج	73
	عبرتناک واقعہ	74
	عقائد کا فساد	75
	حضرت یوسفؑ کے نزدیک نسبت کا مقام	75
	مدعی اور مدعے کی معافی	76
	نسبت کی قدر و قیمت	76
	نسبت کی وجہ سے رتبے میں فرق	77
	قرآن مجید کے گتے کا رتبہ	77
	سیدنا عیسیٰؑ کی اپنی قوم سے محبت	78
	حضرت علیؓ کا گرانقدر ملفوظ	78
	ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ کا سودا	79
	سب سے بہترین زمانہ	79
	حکیم ترمذی کا سبق آموز واقعہ	80
	سلف صالحین اور نسبت کا خیال	82
	باسی روٹی کی نسبت	82
	حضرت عمرؓ کے نزدیک نسبت کا مقام	83
	نسبت کے احترام سے ولایت ملنے کا واقعہ	83
	بعض مشائخ کا معمول	85
	صاحب نسبت بزرگ کے کتے کا اکرام	85
	نسبت کے احترام پر گناہوں کی بخشش	86
	تصوف کا مقصد	87
	نسبت کا مقام	87
	نسبت انعکاسی	87
	نسبت القائی	88
	نسبت اصلاحی	89
	نسبت اصلاحی کی برکات	89
	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ میں عاجزی	89
	نفس کا اژدھا کیسے مرا؟	91
	ایک عجیب مثال	92
	مرید کا امتحان لینے کا مقصد	92
	نسبت اتحادی	93
	سیدنا صدیق اکبرؓ کی نسبت اتحادی کے دلائل	93
	دلیل نمبر1	94
	دلیل نمبر2	94
	دلیل نمبر3	94
	دلیل نمبر4	95

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	دلیل نمبر5	96
	دلیل نمبر6	97
	نسبت اتحادی میں وزن	98
	ایک علمی نکتہ	98
	نسبت حاصل کرنے کے ذرائع	99
	اسم اعظم کی حفاظت	100
	نسبت کے لئے برتن کی صفائی	100
	شیخ ڈاکیے کی مانند ہوتا ہے	101
	لمحہ فکریہ	101
4	**اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیریں**	103
	تقویٰ کیسے نصیب ہوتا ہے	103
	گناہوں سے بچنے کی اہمیت	104
	خوف خدا کے درجات	104
	عوام الناس کا خوف	105
	صالحین کا خوف	105
	عارفین کا خوف	106
	اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی	107
	سیدنا صدیق اکبرؓ اور خوف خدا	107
	لفظ خفیہ تدبیر کا مفہوم	107
	خیر اور شر کی تقدیریں	108
	خیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر	108
	ایک محدث کی بخشش	108
	ادب کی وجہ سے بخشش کا وعدہ	109
	زبیدہ خاتون کی بخشش	
	روز محشر شیطان کی خوش فہمی	
	کلمہ طیبہ کی برکت سے بخشش	110
	نوافل کی برکت سے بخشش	111
	بخشش کی انتہا	112
	شر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدابیر	113
	شر کی خفیہ تدابیر کی علامات	114
	ایک مؤذن کا عبرتناک انجام	114

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	قرب قیامت کی ایک علامت	114
	حضرت شیخ الہندؒ پر خشیت الٰہی	115
	اللہ والوں کی آہ و زاری	116
	آخر یہ خوف کب تک؟	116
	شیخ عبداللہ اندلسی کا سبق آموز واقعہ	117
3	اللہ والوں کی شب بیداری	119
	اعتراف جرم	120
5	**فلسفہ علم**	121
	تخلیق انسانی کا مقصد	121
	علم کی ضرورت	122
	انسانی بدن میں اعضاء کی تین قسمیں	123
	اعضاء ترکیب میں حکمت	124
	تحصیل علم ایک فطری جذبہ ہے	125
	علم ایک نور ہے	125
	پہلی وحی میں تحصیل علم کی تلقین	126
	علماء کرام کا احسان	126
	علم اور معلومات میں فرق	127
	بے عمل پیر اور بے عمل عالم شریعت کی نظر میں	127
	عمل کی ضرورت	128
	علم میں وزن عمل کی وجہ سے	128
	کائنات کی سعادتوں کا مخزن	129
	حضرت یوسفؑ فرش سے تخت پر کیسے پہنچے	130
	ملکہ بلقیس کا تخت علم کے پروں پر	131
	اخلاص اور استغناء کی ضرورت	132
	علم کی شان	133
	حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا استغنائے قلبی	134

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	حضرت اقدس تھانویؒ کا استغنائے قلبی	134
	ایک دلچسپ اصلاحی مکالمہ	135
	ایک نکتہ کی وضاحت	136
	خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی محفل سماع کا منظر	136
	حکیم ضیاء الدین سنامیؒ اور سنت کا ادب	137
6	**تصنیف و تالیف کی اہمیت**	139
	دین اسلام کی شان	139
	ادیان عالم کے زوال کی وجہ	139
	دین اسلام کی حفاظت	140
	انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کی عجیب سوچ	140
	غلامی کے دو سو سال	141
	نیویارک میں ایک نائی عالم کی بدزبانی	141
	حق کی فتح	142
	کلین شیو مفتی اعظم	143
	ترکی میں مساجد کی بے ادبی	143
	عورتوں کی زبوں حالی	143
	دل ہلادینے والا مذاق	144
	خراج تحسین	144
	امریکی مسلمانوں کی سرزنش	145
	علماء کی ذمہ داری	146
	اکابرین امت کی قربانیاں	146
	تقریر اور تحریر کا فیض	146
	ہدایہ کا فیض	147
	فتاوی شامی کا فیض	147
	امت کا خزانہ	147
	اسلام کے خلاف کتابوں کی تصنیف	153
	قرآن مجید کی طباعت	148
	کازان میں اسلامی کتب کی تصنیف	148
	ہماری ذمہ داری	149
	امت محمدیہ کی دو خاص نشانیاں	149
	سلف صالحین میں تصنیف و تالیف	149
	رسالہ شاطبیہ کا فیض	150
	بخاری شریف کا فیض	151
	مشکوٰۃ شریف کا فیض	151
	ہمارے شہر کی حیثیت	151
	تدریس کے لئے امریکن سسٹم	152
	ایک نائی عالم کا تفسیر لکھنا	153
	نائی عالم کی بیوی کی زبوں حالی	153
	مطلوبہ کتابوں کی ترتیب کا اندازہ	154
	کینیڈا میں علماء کی محنت کا نتیجہ	155
	حضرت اقدس تھانویؒ کا تحریری فیض	156
	دوسرے خطباء	157
	ایک فارغ التحصیل عالم کی زبوں حالی	157
	اکابرین امت میں مطالعہ کا شوق	158
	عہد حاضر میں علماء کی خدمات	159
	لمحہ فکریہ	160
	قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا تحریری فیض	160
	مولانا مشتاق حسین کا تحریری فیض	161
	دینی ماہنامے کیوں بند ہوگئے	161
	علمی سرمایہ سے محرومی	162
7	**خشیت الٰہی**	163
	خشیت کسے کہتے ہیں	163
	اعضائے انسانی پر خشیت کا اثر	164

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	جہنم کی آگ کی شدت	164
	دنیا کی آگ اور جہنم کی آگ	165
	حقیقی مومن کون؟	166
	خشیت کی مختلف صورتیں	166
	نماز میں خشیت	166
	ذکر اللہ میں خشیت	167
	اللہ تعالیٰ کی محبت میں آہیں بھرنا	167
	آہ کسے کہتے ہیں؟	167
	اچھے سالک کی پہچان	168
	محبوب کی نظر عنایت	169
	اللہ تعالیٰ کی محبوبیت	169
	عوام الناس کے دل میں خشیت	170
	اللہ والوں کے دل میں خشیت	170
	ایک مثال سے وضاحت	172
	ایمان کی دلیل	173
	چشم اور چشمہ کے پانی کی تاثیر	173
	اجرام فلکی پر خشیت الٰہی کا اثر	174
	رونے کی لذت	174
	رونے کی اقسام	175
	مصیبت میں رونا	175
	کسی کی جدائی میں رونا	175
	حضرت یوسفؑ کی جدائی میں اتنا غم کیوں	176
	ایک اور نکتہ	176
	رسول اللہ ﷺ کے آنسو	177
	اذان بلالؓ کے وقت صحابہ کرامؓ کا رونا	177
	یہ رونا کیسا ہے؟	179
	تلاوت کے وقت رونا	179
	تلاوت کے وقت صحابہ کرامؓ کی حالت	179
	سیدنا صدیق اکبرؓ کے دل میں خشیت الٰہی	180
	حضرت عمرؓ کے دل میں خشت الٰہی	180
	امام شافعیؒ کے دل میں خشیت الٰہی	180
	علی بن فضیلؒ کے دل میں خشیت الٰہی	180
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے دل میں خشیت الٰہی	181
	حضرت شبلیؒ کے دل میں خشیت الٰہی	181
	ہماری حالت زار	181
	ایک علمی نکتہ	182
	لمحہ فکریہ	182
	اہل علم کی پہچان	182
	الفاظ اور حروف کا علم	183
	جسموں پر نشان	183
	رونے کی توفیق کب ملے گی؟	184
	ہماری غفلت کا نتیجہ	185
	قرآن مجید سے گواہی	185
	سب سے بڑی مصیبت	186
	گناہوں کو یاد کر کے رونا	186
	انبیائے کرام کا رونا	186
	حضرت حسن بصریؒ کا رونا	187
	رابعہ بصریہؒ کا رونا	187
	حضرت عمرؓ کا رونا	187
	آخرت کی شرمندگی	187
	رونے کی فضیلت	188
	دو پسندیدہ قطرے	188
	پلکوں کے بال کی گواہی	189
	اللہ تعالیٰ کے اشتیاق میں رونا	190

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	حضرت شعیبؑ کا عشق الٰہی میں رونا	190
	حضور اکرمؐ کا اشتیاق الٰہی میں رونا	191
	شکر کی وجہ سے رونا	192
	اظہار تشکر میں نبی اکرمؐ کا رونا	192
	امام غزالیؒ کے ملفوظات	193
	دل کی سختی	193
	دل کی سختی دور کرنے کا طریقہ	193
	ایک پتھر کا رونا	194
	عاشق کی زندگی میں رونے کی فضیلت	195
7	آج آنسو بہالو...... ورنہ!!!	195
	ساری محفل کے گنہگاروں کی بخشش	196
	آج ہی بخشش کروالیں	196
	اعتراف جرم	197
	رحمت الٰہی کو متوجہ کرنے والی دعا	198
8	**شب برأت کی فضیلت**	199
	قدرت الٰہی کے مناظر	199
	تخلیق انسانی کا مقصد	201
	بندگی کسے کہتے ہیں	202
	ایک مثال سے وضاحت	202
	عالم بیداری میں زیارت نبویؐ کے لئے نسخہ	203
	خدا طلبی...... بلا طلبی	203
	ایک روپے کے سوالی کی حالت	204
	دعا کرتے وقت ہماری حالت	204
	دعا کرنے کا طریقہ	204
	دعائیں لینے کا طریقہ	205
	نوجوانوں کے دل میں ماں باپ کی حیثیت	205
	اولاد کے نمازی بننے کے لئے دعائیں	206
	ماں باپ کو ملنے کی فضیلت	206
	ماں باپ کی دعاؤں کا مقام	207
	ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا	207
	انوکھی تمنا	207
9	رجب شعبان اور رمضان کے فضائل	208
	لفظ شعبان کی تشریح	208
	حروف کے اعتبار سے شعبان کی فضیلت	208
	رزق کے فیصلوں کی رات	209
	پندرہ شعبان کا روزہ	209
	سب خزانوں کا مالک کون	209
	ذکر الٰہی سے منہ موڑنے کا وبال	210
	پریشانیوں کی اصل وجہ	211
	اولیاء اللہ کہاں سے کھاتے ہیں؟	211
	اچھے عالم کی پہچان	211
	بند پتھر میں روزی	212

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک الہامی بات	212
	رزق سے برکت نکلنے کی وجہ	213
	ایک مجر کا رونا دھونا	213
	رزق میں اتنی برکت	213
	حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور انفاق فی سبیل اللہ	214
	خواجہ عبدالمالک اور انفاق فی سبیل اللہ	215
	دنیاداروں کے لئے چیلنج	215
	اولاد کی تربیت کی پہلی اینٹ	216
	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی فقیرانہ زندگی	216
	بیٹے گورنر بن گئے	217
	ایک عبرتناک واقعہ	218
	مہمان کا رزق	218
	نیک دل خاتون کی سخاوت	220
	حضور اکرمؐ کی دعا	222
	ایک عجیب نکتہ	223
	اللہ سے اللہ کا عشق مانگئے	223
	صلوٰۃ تسبیح پڑھنے کا طریقہ	224
	صلوٰۃ تسبیح کی فضیلت	225
	قبولیت دعا کا راز	225
	عشق کا عجیب پیمانہ	225
	روز جزا کا مالک	226
9	**انسان کی چار بڑی غلطیاں**	227
	منزل پر پہنچنے کی دو شرائط	227
	انسان اور آزمائش	228
	پہلی غلطی	228
	36 ویں مل کا غم	229
	انسان کے لالچ کی انتہاء	229
	دوسری غلطی	230
	امریکہ میں مادے پر محنت	230
	خلاء میں سبزیاں اگانا	230
	تربوز، ٹماٹر، اور کھیرے پر محنت	231
	گملے میں بڑا درخت	231
	گھاس کی صفیں	232
	امریکہ میں باغ کا ایک منظر	232
	خلائی جہاز میں سفر کی تیاری	232
	تسخیر کائنات	234
	تیسری غلطی	234
	بھرے بازار میں کتے بلے اور خنزیر	235
	من کا اندھیرا	236
	چوتھی غلطی	237
	دل پر محنت کرنے کی وجہ	237
	کیلیفورنیا میں چوری	238
	اسلامی تعلیمات کا حسن	239
	لمحہ فکریہ	239

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِنُوْرِ الْاِیْمَانِ وَ شَرَحَ صُدُوْرَ الصَّادِقِیْنَ بِالتَّوْحِیْدِ وَ الْاِیْقَانِ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

اس قحط الرجال کے دور میں تزکیہء نفس اور تصفیہء قلب کا کام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ انسان کو قدم قدم پر دعوت گناہ مل رہی ہوتی ہے۔ دل و دماغ سوچ کے ذریعے پراگندہ ہو رہے ہوتے ہیں، آنکھوں کو بے پردہ عورتیں بدنظری کے گناہ میں ملوث کر رہی ہوتی ہیں، کان موسیقی کے ذریعے زنا کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں، زبان اپنے محبوب سے ہمکلام ہو کر لذت وصل حاصل کر رہی ہوتی ہے، یوں پورا جسم سراپا گناہ بن کر اللہ رب العزت کے عذاب کو دعوت دے رہا ہوتا ہے مگر یہ اللہ رب العزت کی صفت ستاری کا صدقہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو رحمت کی چادر سے ڈھانپا ہوا ہے۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں اللہ والوں کا وجود مسعود ایک نعمت غیر مترقبہ ہوتی ہے۔ ان کے ملفوظات کو پڑھ کر اور سن کر دل میں جگہ دینا گویا رحمت الٰہی کو دل میں بھرنا ہوتا ہے۔

یہ کتاب عالم اسلام کے روحانی پیشوا، دنیا کے عظیم سکالر، بحر معرفت کے شناور، جمال لایزال کے شیفتہ، خاصہء خاصان نقشبند، سرمایہء خاندان نقشبندق جامع الشریعت و الطریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت النہار و

www.besturdubooks.wordpress.com

اللیالی، کے گرانقدر خطبات کا مجموعہ ہے۔ان خطباب شریف کا مطالعہ قارئین کو انشاءاللہ علم و حکمت، سوز عشق، ذوق ادب، اصلاح عقائد، اصلاح معاشرہ، اخلاق حسنہ، تصفیہ ء قلب، تزکیہ ء قلب، سلف صالحین کے حالات و واقعات اور کئی دیگر پہلوؤں سے فکری اور روحانی بالیدگی عطا کرے گا اور سراپا تقویٰ بن کر رہنے کی رہنمائی کرے گا۔ اس عاجز نے تمام خطبات شریف قرطاس ابیض پر رقم کر کے تصحیح کے لئے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ نے اپنی گونا گوں بین الاقوامی مصروفیات کے باوجود نہ صرف ان خطبات کی تصحیح ہی فرمائی بلکہ ان کی ترتیب وتزئین کو پسند بھی فرمایا۔

قارئین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ خطبات شریف کی ترتیب میں اگر کوئی قابل اصلاح بات نوٹ فرمائیں تو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جا سکے۔

اس کتاب کی ترتیب میں حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب، جناب محمد سلیم صاحت، مرتب کی اہلیہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ نے بھرپور تعاون فرمایا، اللہ رب العزت ان کو اجر جزیل نصیب فرمائیں۔ اللہ رب العزت اس عاجز کو تازیست حضرت اقدس دامت برکاتہم کے ساتھ منتھی رہ کر اس فریضہ کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقیر محمد حنیف عفی عنہ
ایم اے، بی ایڈ
موضع باغ، ضلع جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن اور تفسیر قرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ٥
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

قرآن مجید کلام اللہ ہے :-

قرآن مجید فرقان حمید اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے جس طرح اللہ رب العزت کو مخلوق پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے کلام کو مخلوق کے کلام پر فضیلت حاصل ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے "كَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ" (باشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے) یہ کتاب انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی ہے۔ بھولے بھٹکوں کو سیدھا راستہ دکھانے والی ہے۔ قعر ذلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو اوج ثریا تک پہنچانے والی ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت سے بچھڑے ہوئے لوگوں کو اللہ رب العزت سے ملانے والی کتاب ہے۔

قرآن مجید سچی کتاب ہے :-

اس کتاب کو نازل کرنے والا خود پروردگار ہے۔ اللہ رب العزت اپنے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرماتے ہیں "مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا "(اس سے زیادہ سچی بات بھلا کس کی ہوسکتی ہے)دوسری جگہ فرمایا "قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ "(کہہ دیجئے اللہ نے سچ کہا ہے) لہٰذا جس ذات کا یہ کلام ہے وہ سب سے زیادہ سچی ذات ہے۔

اس کلام کو آگے پہنچانے والے حضرت جبرائیلؑ ہیں جنکی امانت ودیانت کی گواہی خود اللہ رب العزت یوں دے رہے ہیں کہ "ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ "امانت کہتے ہیں کہ اگر کوئی چیز کسی نے سپرد کی ہو تو اسے من وعن ہوبہو آگے پہنچادینا۔ لہٰذا اس آیت میں اللہ رب العزت نے جبرائیل امین کی صداقت وامانت کی گواہی خود دی ہے جس رسول اکرم ﷺ ہادی برحق کو یہ کلام عطا کیا گیا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ "(آپ تو اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں) یہ وہ ذات ہے جس کی آنکھ کجی سے پاک ہے لہٰذا فرمایا "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی "جو اپنی مرضی سے لب کشائی نہیں فرماتے۔ "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی "(وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے) قصہ کوتاہ اللہ رب العزت بھی سچے، لانے والے جبرائیل امین بھی سچے اور صاحب القرآن، پیغمبر اسلام بھی سچے۔ پس سچے کا کلام سچے کے ذریعے سچے تک پہنچا۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی امانت ہے :-

پروردگار کی یہ امانت اس کے بندوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچ چکی ہے جس طرح یہ الفاظ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اسی طرح اس کے معانی بھی اللہ رب العزت نے بیان فرمادیئے ہیں چنانچہ نزول وحی کے ابتدائی دور میں جب قرآنی آیات اترتی تھیں تو نبی اکرم ﷺ ان کو یاد کرنے میں جلدی فرماتے تھے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا "لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ o اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ قُرْاٰنَہٗ "(آپ اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

زبان کو جلدی نہ ہلایئے۔ قرآن کا جمع کروانا ہمارے ذمہ ہے) قرآن مجید کا جمع کروانا بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا اور اس کا بیان کرنا بھی اپنے ذمہ لے لیا۔ یہ نکتہ بڑا اہم ہے جس طرح قرآن مجید کے الفاظ اللہ رب العزت کی ذمہ داری سے اس کے بندوں تک پہنچے ہیں اسی طرح ان کے معانی و مطالب بھی اللہ کے محبوب نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہنچا دیئے اب قرآن دو طرح سے ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کے الفاظ بھی وحی، اسکے معانی بھی وحی۔ کسی بندے کو یہ اجازت نہیں ہے کہ قرآن مجید کو پڑھ کر خود ساختہ معانی نکالے کیونکہ صاحب کلام ہی اپنے کلام کو بہتر سمجھتا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بات کسی اور کی ہو اور مراد ہم اپنی بیان کرتے پھریں۔ لہٰذا الفاظ بھی وہی معتبر جو اللہ رب العزت نے نازل فرمائے اور معانی بھی وہی معتبر جو اللہ تعالیٰ کے محبوب نے بتائے۔

فہم قرآن میں غلطی :-

آجکل بعض لوگ عربی دانی کے زعم میں قرآن مجید میں اپنی منشا ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی منشا کو ڈھونڈنا چاہئے کسی بندے کی منشا کو نہیں۔ جس نے یہ نکتہ سمجھ لیا وہ آج کل کے بڑے بڑے فتنوں سے محفوظ ہو گیا کیونکہ قرآن مجید کے معانی اللہ رب العزت نے خود اپنے محبوب کے ذریعے اپنے بندوں تک پہنچا دیئے ہیں اب قرآن کی تفسیر وہی کہلائے گی جو صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم ﷺ سے سیکھی اور یوں اوپر سے نیچے امت میں چلی آئی ہو۔ لہٰذا جو علوم نبی اکرم ﷺ سے ہمیں مل چکے ہیں انہی علوم کو آگے پہنچانے کا نام تفسیر ہے۔

تفسیر بالرائے :-

اپنی رائے سے قرآن مجید کی کسی آیت کا کوئی مفہوم ٹھہرا لینا تفسیر بالرائے کہلاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اور تفسیر بالرائے کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے "مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَایِہٖ فَقَدْ کَفَرَ" (جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی اس نے کفر کیا) بلکہ علماء نے لکھا ہے اگر کسی آدمی کو تفسیر معلوم نہ تھی اور اس نے اپنی عقل سے معانی سوچ لئے اور وہ معانی ٹھیک بھی نکلے مگر اس نے کہا کہ میرے خیال میں یہ تفسیر ہے تو اس کلام میں بھی اس نے غلطی کر دی اس نے تفسیر اپنی طرف منسوب کیوں کی۔ ہم کون ہوتے ہیں ہے کہنے والے کہ میرے نزدیک ایسا ہے۔

ڈاکٹر کا واقعہ :-

قرآن پاک کی اس آیت سے انگریزی خواں طبقہ کو دھوکہ لگتا ہے "وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ" (ہم نے قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے کوئی سمجھنے والا) چنانچہ ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے جس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے آسان بنایا ہے ہمدے اس کو کیوں مشکل بناتے ہیں؟ میں نے کہا، کیا مطلب ہے؟ کہنے لگا وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ میں نے کہا فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ میں "مُدَّکِر" کا لفظ کیا ہے؟ کس قانون سے ذال کا حرف دال سے تبدیل کیا گیا ہے اس کو اس لفظ کی حقیقت کا پتہ ہی نہ تھا پھر میں نے اسکو سمجھایا کہ قرآن ذکر ہے، نصیحت ہے۔ قرآن نصیحت کے طور پر سمجھنا آسان ہے لیکن جہاں تک احکام و مسائل کے استنباط کا تعلق ہے یہ کام فقط ان علماء کرام کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے علوم میں رسوخ عطا فرمایا ہو۔

فقہاء کا مقام :-

قرآن پاک کی آیات میں غور و خوض کر کے معانی و مطالب بیان کرنا فقہاء امت کا کام ہے۔ چنانچہ فقہاء نے وضو والی آیت سے ایک سو سے زائد مسائل نکالے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کی گہرائی دیکھیں کہ ایک آیت میں ایک سو سے زائد مسائل کا حل مل گیا ہے۔ مگر اس کے لئے فقاہت و دانش کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ جسے یہ دولت عطا فرماتے ہیں اسے خیر کثیر عطا فرماتے ہیں۔ اور یہ ہر بندے کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اس موقعہ پر محدثین بھی فقہاء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر دیتے ہیں کہ جو سمجھ قرآن و حدیث کے بارے میں فقہاء رکھتے ہیں وہ ہمارے پاس نہیں ہے کیونکہ محدثین نے الفاظ حدیث کی حفاظت کی اور فقہاء نے معانی حدیث کی حفاظت کی ہے۔

اسی لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور دوسرے حضرات فقہاء علم و دانش میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ وہ امت کے محسن تھے۔ امت کے ہر فرد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کیا کرے۔

امام ابو حنیفہؒ اور سترہ احادیث :-

بیرون ملک ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو کل سترہ احادیث یاد تھیں تو کیا اس کے باوجود آپ لوگ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں؟ عاجز نے جواب دیا کہ آپ کی بات سے پہلے تو ہو سکتا ہے کہ عاجز 100% حنفی ہو لیکن اب آپ کی بات سن کر 101% حنفی ہو گیا ہے وہ کہنے لگے کہ یہ کیسے؟ عاجز نے کہا کہ یہ بات تو پکی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی سربراہی میں چھ لاکھ مسائل کا استنباط کیا گیا تو جو شخص سترہ احادیث سے چھ لاکھ مسائل کا استنباط کرے عاجز اسے اپنا امام نہ مانے تو کیا کرے۔ جو بندہ سترہ احادیث سے چھ لاکھ مسائل نکالے عاجز تو اس کی عظمت کو سلام کرتا ہے۔ عاجز تو اپنی عقل کو ان کے قدموں میں ڈالتا ہے۔ پھر ان کی عقل ٹھکانے آئی کہنے لگے اب بات سمجھ میں آئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

امام اعظمؒ کو وہ مرتبہ دیا تھا جو عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تفسیر قرآن کے بارے میں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے۔ اس کتاب کے وہی معانی قبول ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں ان کو سمجھنے کے لئے علماء کے پاس جانا پڑے گا اور انکی صحبت میں بیٹھ کر سیکھنا پڑے گا۔ فقط کتاب پڑھ کر ہم نہیں سمجھ سکتے ہر بندے کی سمجھ اور دانش مختلف ہوتی ہے۔ جو سمجھ ہمارے اکابر کو حاصل تھی وہ ہمیں تو حاصل نہیں ہے اس لئے ہمیں اپنے اکابر کے ساتھ منتھی رہنا چاہئے اسی میں بھلائی ہے جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے "اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ" (تمہارے اکابر کے ساتھ رہنے میں برکت ہے)

اس لئے اپنے بڑوں کے ساتھ علمی طور پر منتھی رہنا بندے کی ہدایت کے لئے ضروری ہے جس کا علمی رشتہ اپنے اکابر سے ٹوٹ گیا وہ کٹی پتنگ بن گیا۔ شیطان کسی وقت بھی اسے ورغلا سکتا ہے۔ یہ تفہیم اور تدبر کے لفظ بندے کو گمراہ کرتے پھر رہے ہیں یہ تفہیم قرآن اور تدبر قرآن نہیں ہے کہ انسان عربی دانی کے زور پر قرآن سمجھنے کی کوشش کرے۔

علماء کرام اور فہم قرآن :-

عوام الناس کا درجہ تو یہ ہے کہ قرآن سننے سے انہیں اسقدر پتہ چل جائے کہ اس میں جنت یا جہنم کا تذکرہ ہے یعنی موٹی موٹی نصیحت کی باتیں سمجھ میں آنی چاہئیں۔ رہے علماء وَالرَّاسِخُوْنَ فِیْ الْعِلْمِ (جن کو اللہ تعالیٰ نے علم میں رسوخ کا درجہ عطا فرمایا ہے) وہ آیات کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر معانی و مطالب کے موتی نکالا کرتے ہیں۔ احکام کی بات کرنا، مسائل کا استنباط کرنا علماء کا کام ہے۔ عوام الناس کو اس سے واسطہ ہی نہیں ہے یہ وہی کر سکتا ہے جس کی زندگی اس علم کے حصول میں

www.besturdubooks.wordpress.com

گزری ہو۔

عربی گرائمر فہم قرآن کے لئے کافی نہیں :۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے پندرہ علوم کی ضرورت ہے۔ صرف عربی دانی کے زور پر یا صرف کتاب پڑھ کر اس کے معانی کو سمجھنا گمراہی کا باعث ہے۔ دیکھئے قرآن پاک کی ایک آیت ہے وَالنَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدَانِ۔ تین الفاظ ہیں ۔ نجم، شجر اور یسجد ان۔ یہ تینوں الفاظ اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ ستارے اور درخت سجدہ کرتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مفسرین نے لکھا ہے ''نجم'' کا معنی جس طرح ستارہ ہے اسی طرح بے تنا درخت کو بھی نجم کہتے ہیں۔ مطلب اس آیت کا یہ ہوا کہ بے تنا درخت (بیل) اور تنے والے درخت دونوں اپنے پروردگار کو سجدہ کرتے ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک کی ایک آیت ہے يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًاO يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔اس آیت میں يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ "کا مطلب کیا ہے؟ بظاہر مفہوم یہ ہے کہ تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا۔ مگر یہ مطلب مراد نہیں ہے بلکہ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ کا مطلب ہے کہ تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا۔ لفظ اصلاح ہے مگر مفسرین نے اس کے معنی قبول کرنا بیان فرمایا ہے۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ ظاہری الفاظ سے مقصود خداوندی کو نہیں سمجھا جا سکتا۔ منشاء خداوندی کو سمجھنے کے لئے اس آقا کے در پر جانا پڑے گا جس کو پروردگار عالم نے اسی مقصد کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس کے در کی چاکری کرنا پڑے گی۔ ہمیں ادھر رجوع کرنا پڑے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈاک کے ذریعے قرآن فہمی :-

آج وہ وقت آگیا ہے کہ ڈاک کے ذریعے قرآن سمجھنے سمجھانے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ فوج کے ایک میجر صاحب سلسلہ میں داخل ہوئے انہوں نے خط لکھا کہ حضرت! میری زندگی تو بدل گئی ہے اب میں قرآن پاک سیکھنا اور سمجھنا چاہتا ہوں فلاں اکیڈمی خط و کتابت کے ذریعے سکھاتی ہے۔ عاجز سن کر حیران ہوا کہ یہ ایک نیا تماشا ہے۔ اس قسم کی تمام تحریکیں عوام الناس کا تعلق علماء سے کاٹنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ گویا عوام الناس کو علماء سے کاٹ دو اور کہو کہ خود کتاب کا سمجھنا تمہارے لئے کافی ہے۔ یہی چیز عوام الناس کے لئے گمراہی کا سبب بنتی ہے۔

صحابہ کرامؓ اور قرآن فہمی :-

صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید خود نہیں سمجھا بلکہ نبی اکرم ﷺ نے سمجھایا ورنہ عربی تو ان کی مادری زبان تھی۔ صرف کی گردانیں اور نحو کے قاعدے انہیں پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ یہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْن۔ اس کے باوجود خود صحابہ کرامؓ نبی ﷺ سے پوچھتے تھے کہ فلاں آیت سے مراد کیا ہے؟

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اس امت کی فقیہہ اور علوم نبوت کو حاصل کرنے والی خاتون تھیں۔ ان کو قرآن پاک کی ایک آیت کے مفہوم کو سمجھنے میں غلطی لگی۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ پوچھا "مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً ا يُجْزَ بِه" (جس آدمی نے کوئی برا عمل کیا ہو اس کو اس کی سزا ملے گی) اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر بندے کو جہنم کی سزا ملے گی کیونکہ ہم میں سے کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس سے کوئی غلطی نہ ہوئی ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں کسی بندے کو جو پریشانی یا مصیبت آجاتی ہے یا بیماری آجاتی ہے وہ اس بندے کے لئے گناہوں کا کفارہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بن جاتی ہے۔ تب ان کا مغالطہ دور ہوا۔

بھلا جن کے سامنے قرآن نازل ہوتا تھا، جن کے بستر پر قرآن نازل ہوتا تھا، جن کو نبی اکرم ﷺ کی صحبت نصیب تھی اگر ان کو قرآن کا مفہوم سمجھنے میں غلطی لگ سکتی ہے اور انہیں نبی اکرم ﷺ کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے تو آج ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم عربی دانی کے زور پر قرآن سمجھ سکتے ہیں یا آج تفاسیر میں سب کچھ آگیا ہے، مولانا کے پاس مسجد میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟

آیئے آپ کو سلف صالحین کی فہم ودانش کے چند واقعات سنائیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی دانش:-

ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا شخص آیا اور کہنے لگا۔ واؤ او واوین؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا "واوین"۔ وہ "لا و لا" کہہ کر چلا گیا۔ شرکاء مجلس کے پلے کچھ نہ پڑا حالانکہ ان کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا۔ ان میں امام ابو یوسفؒ جیسے کثیر الحدیث محدث بھی تھے، قاسم بن معنؒ اور محمد بن حسنؒ جیسے عربی ادب کے ماہر تھے، امام زفرؒ، عافیہ بن یزیدؒ جیسے قیاس اور استحسان کے بادشاہ تھے اور امام داؤد طائیؒ جیسے زہد و تقویٰ کے پہاڑ تھے مگر اشاروں کی یہ بات ان کی سمجھ میں بھی نہ آئی۔ بالآخر امام ابو حنیفہؒ سے دریافت کیا کہ اس بوڑھے نے کیا پوچھا تھا؟ آپؒ نے فرمایا! اس نے التحیات کے بارے میں سوال کیا تھا کہ "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ" میں دو واؤ ہیں، وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ میں دو واؤ والا التحیات پڑھوں یا ایک واؤ والا۔ تو میں نے کہا "واوین" یعنی دو واؤ والا۔ اس نے خوش ہو کر کہا کہ واقعی آپ کا علم شجرہ طیبہ کی طرح ہے "اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ" پھر کہنے لگا "لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ" اور لا ولا کہہ کر اشارہ کر دیا کہ آپ کے علم کی مثال نہ مشرق میں ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور نہ مغرب میں ہے۔

امام اعظمؒ ایک مرتبہ درس دے رہے تھے کہ ایک عورت آئی جو کوئی مسئلہ پوچھنا چاہتی تھی مگر مردوں کی وجہ سے شرما گئی اور ایک بچے کے ہاتھ سیب بھیج دیا جس کا کچھ حصہ سرخ تھا اور کچھ زرد۔ حضرتؒ نے سیب کاٹ کر واپس دے دیا تو وہ عورت چلی گئی۔ لوگوں نے ماجرا پوچھا فرمایا، وہ عورت حیض کا مسئلہ پوچھنے آئی تھی مگر تمھاری وجہ سے شرم و حیا مانع ہوئی اس لئے الفاظ میں مسئلہ پوچھنے کی بجائے سیب پیش کر دیا کہ کیا عورت کے حیض کے خون کی رنگت زرد ہو جائے تو غسل کر سکتی ہے یا نہیں؟ میں نے سیب کاٹ کر سفیدی دکھادی کہ جب تک زردی سفیدی میں نہ بدلے اس وقت تک غسل نہیں کر سکتی۔ ان باتوں کو کون سمجھے؟ ایسے حضرات کے حاسدین بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ دنیا میں جتنا کوئی بڑا ہوگا اس کے حاسدین بھی اتنے زیادہ ہوں گے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور حاسدین :-

امام اعظمؒ کے حاسدین دو طرح کے تھے۔ بعض لوگ ان کی علمیت اور قبولیت کی وجہ سے حسد کرتے تھے، ایسے لوگوں کا کوئی علاج نہیں ہوا کرتا۔ جیسے ایک شخص آیا اور کہنے لگا حضرتؒ! ہم نے سنا ہے کہ آپؒ مسائل کا جواب دیتے ہیں فرمایا! ہاں پوچھو۔ کہنے لگا کہ آپؒ بتا سکتے ہیں کہ پاخانہ کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے؟ کوئی شریف انسان بھلا ایسا سوال کر سکتا ہے؟ مگر حاسد تھا ایذا دینا چاہتا تھا۔ امام صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سمجھ دی تھی۔ فرمایا! اس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔ وہ حیران ہوا اور دلیل پوچھی۔ فرمایا نمکین پیر پر مکھی کبھی نہیں بیٹھتی۔

اسی طرح ایک مرتبہ حاسدین نے امام ابو حنیفہؒ کی ذلت ورسوائی ***(Public In-sult)*** کا پروگرام بنایا کیونکہ آخری وار یہی ہوتا ہے۔ یہی کام منافقین نے کیا تھا کہ نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہؓ پر بہتان باندھا تھا۔ اسی طرح قارون نے بھی حضرت موسیٰؑ کے لئے اسی قسم کا حیلہ کیا تھا کہ ایک عورت کو آمادہ کیا کہ جب حضرت موسیٰؑ بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوں تو مجمع میں کہہ دینا کہ انہوں نے مجھ سے گناہ کا مطالبہ کیا تھا۔ بے عزتی ہو جائے گی تو مجھے زکوٰۃ نہیں دینی پڑے گی۔ تاریخ میں اس قسم کے واقعات بہت ہیں۔ چنانچہ حاسدین نے سوچا کہ امام ابو حنیفہؒ کے دامن پر ایسا دھبہ لگا دیا جائے کہ لوگ بد ظن ہو جائیں۔ لہٰذا انہوں نے ایک جوان عمر بیوہ عورت سے رابطہ کیا کہ کسی حیلہ سے امام صاحب کو اپنے گھر بلا، ہم تمہیں اس کے بدلے میں بھاری رقم ادا کریں گے۔ عورت بچاری پھسلتی بھی جلدی ہے اور پھسلاتی بھی جلدی ہے۔ وہ جھانسے میں آگئی۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ جب رات کو گھر جاتے وقت اس عورت کے گھر کے سامنے سے گزرے تو عورت باپردہ ہو کر نکلی اور کہنے لگی، امام ابو حنیفہؒ! میرا خاوند فوت ہو رہا ہے وہ کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے اور وہ وصیت میری سمجھ میں نہیں آرہی خدا کے لئے آپ وہ سن لیں۔ آپ گھر میں داخل ہوئے، عورت نے دروازہ بند کر دیا کمروں میں چھپے ہوئے حاسدین باہر آگئے اور کہنے لگے ابو حنیفہؒ آپ رات کے وقت ایک علیحدہ مکان میں اکیلی نوجوان عورت کے پاس برے ارادے سے آئے ہیں۔

چنانچہ اس عورت کو اور امام اعظمؒ کو لوگوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ حاکم وقت تک بات پہنچی تو اس نے کہا انہیں فی الحال حوالات میں بند کر دیا جائے۔ میں صبح کے وقت کارروائی مکمل کروں گا۔ امام اعظمؒ اور اس عورت کو ایک تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ امام اعظمؒ باوضو تھے لہٰذا وہ نوافل پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ جب کافی دیر گزر گئی تو اس عورت کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ میں نے اتنے پاکدامن شخص پر بہتان لگایا ہے۔ جب امام اعظمؒ نے نماز کا سلام پھیرا تو وہ عورت کہنے لگی آپؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے معاف کر دیں۔ پھر اس نے ساری رام کہانی سنا دی۔ امام اعظمؒ نے فرمایا کہ اچھا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب میں تمہیں ایک تدبیر بتاتا ہوں تاکہ ہم اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ اس نے پوچھا وہ کیسے؟ آپؒ نے فرمایا کہ تم اس پہریدار کی منت سماجت کرو کہ لوگ مجھے اچانک پکڑ کر لے آئے ہیں مجھے ایک ضروری کام سمیٹنے کے لئے گھر جانا ہے تم میرے ساتھ چلو تاکہ میں وہ کام کر سکوں۔ پھر جب پہریدار مان جائے تو تم میرے گھر چلی جانا اور میری بیوی کو صورتحال بتا دینا تاکہ وہ تمہارے اسی برقعے میں لپٹ کر یہاں میرے پاس آجائے۔ عورت نے رو دھو کر پولیس والے کا دل موم کر لیا اور یوں امام اعظمؒ کی اہلیہ صاحبہ حوالات میں ان کے پاس پہنچ گئیں۔ جب صبح ہوئی تو حاکم وقت نے طلب کیا کہ امام اعظمؒ اور اس عورت کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔ حاسدین کا جم غفیر موجود تھا۔ جب پیشی ہوئی تو حاکم نے کہا کہ ابو حنیفہؒ تم اتنے بڑے عالم ہو کر بھی کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہو۔ امام اعظمؒ نے پوچھا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ حاکم نے کہا کہ آپ ایک نا محرم عورت کے ساتھ رات کے وقت ایک مکان میں اکیلے دیکھے گئے ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا وہ نا محرم نہیں ہے۔ حاکم نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپؒ نے اپنے سسر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ان کو بلاؤ تاکہ شناخت کریں۔ وہ آئے انہوں نے دیکھا تو فرمانے لگے کہ یہ تو میری بیٹی ہے میں نے فلاں مجمع میں ان کا نکاح ابو حنیفہؒ سے کر دیا تھا۔ چنانچہ امام اعظمؒ کی خداداد فہم کی وجہ سے حاسدین کی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی اور ان کی سازش خاک میں مل گئی۔

امام اعظمؒ کے بعض مخالفین ایسے تھے کہ جو مخلص تھے مگر اڑتی افواہوں اور سنی سنائی باتوں کی وجہ سے بد ظن ہو گئے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتیں نقل کرتا پھرے۔ مشائخ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے کوئی آدمی آکر یہ کہے کہ فلاں آدمی نے میری

www.besturdubooks.wordpress.com

آنکھ پھوڑ دی ہے اور اسکی آنکھ واقعی پھوٹ چکی ہو تو بھی اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کو دیکھ نہ لینا، ہو سکتا ہے کہ اس بندے نے اس کی دو آنکھیں پہلے پھوڑدی ہوں۔ آیئے امام اعظمؒ کے مخالفین کا دوسرا رخ دیکھئے۔

امام اوزاعیؒ شام میں رہتے تھے۔ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں ایسی ویسی بہت سی باتیں سن رکھی تھیں۔ ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد عبداللہ بن مبارکؒ امام اوزاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا، اے خراسانی! (عبداللہ بن مبارکؒ کی نسبت ہے) ابو حنیفہؒ کون شخص ہے میں نے سنا ہے وہ بہت گمراہ ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں خاموش ہو گیا۔ گھر آیا اور امام ابو حنیفہؒ کے بیان کردہ مسائل پر مشتمل کتاب اٹھائی اور امام اوزاعیؒ کی خدمت میں پیش کردی۔ انہوں نے مطالعہ کیا تو فرمانے لگے، اے خراسانی! یہ نعمان کون شخص ہے؟ اس کا علمی پایہ تو بہت بلند ہے، اس سے تمہیں استفادہ کرنا چاہئے۔ میں نے کہا کہ یہ وہی امام ابو حنیفہؒ ہیں جن کے متعلق آپ باتیں سنتے رہتے ہیں ان کا چہرہ فق ہو گیا اور کہنے لگے ہم نے کیا سنا تھا حقیقت کیا تھی۔ فرمایا، اے خراسانی! اس کی صحبت اختیار کر اور فائدہ اٹھا۔

نیا رجحان :-

اس وقت انگریزی خواں طبقہ میں یہ بات بڑی تیزی کے ساتھ پھیلائی جارہی ہے کہ کتابیں موجود ہیں، ڈکشنریاں موجود ہیں، تفاسیر موجود ہیں لہٰذا یونیورسٹی کے طلباء کو مسجد کے امام کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنے شخصی مطالعہ سے قرآن سمجھا جاسکتا ہے۔ بعض تو انٹرنیٹ پر بیٹھ کر تفسیر قرآن سیکھ رہے ہیں۔ اس ملک کے ایک وزیر صاحب کہنے لگے، میرا بیٹا ماشاءاللہ روزانہ انٹرنیٹ (Internet) پر بیٹھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک صفحہ کی تفسیر سمجھ لیتا ہے اور وہ اس کو کمال سمجھ کر خوشی سے بیان کر رہے تھے۔ حالانکہ ہدایت پر رہنے کے لئے انہی معانی کو سمجھنا ضروری ہے جو اللہ رب العزت نے خود اپنے کلام کے متعین فرمائے ہیں۔ ہم تعین کرنے والے کون ہیں؟ ہماری کیا حیثیت ہے؟

غیر مسلم انگریز کا واقعہ :-

مجھے ایک مرتبہ ایک انگریز کہنے لگا کہ میں نیا نیا مسلمان ہوا ہوں میرے چند سوالات ہیں، آپ مجھے ان سوالات کے جوابات صرف قرآن مجید سے دیں۔ میں نے کہا، کیا مطلب؟ کہنے لگا حدیث تو کبھی صحیح ہوتی ہے اور کبھی ضعیف اور قرآن تو ہمیشہ صحیح ہوتا ہے۔ اب ضعیف کا مطلب آج کل کے انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے یہ عربی کا لفظ ہے۔

زبان کے فرق سے معنی بدل جاتا ہے :-

بعض اوقات ایک لفظ عربی میں اور انداز سے استعمال ہوتا ہے اور وہی لفظ اردو میں اور انداز سے استعمال ہوتا ہے، ایک مثال سمجھ لیں۔ عربی میں بندر خوبصورت انسان کو کہتے ہیں جب کہ اردو میں ایک جنگلی جانور کا نام ہے۔ چنانچہ اس وقت امریکہ میں سعودی عرب کے Ambassidor سفیر ہیں ان کا نام ہے بندر بن سلطان مگر جناب وہ اردو کے بندر نہیں بلکہ عربی کے بندر ہیں ہمارے اردو خواں جب یہ نام سنتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ عربی شہزادہ اور نام بندر ہے۔ بتانا صرف یہ ہے کہ لفظ ایک ہے مگر زبان کے فرق سے معنی بدل گیا ہے۔

اسی طرح ذلیل کا لفظ عربی اردو دونوں زبانوں میں مستعمل ہے اردو میں اس کا معنی رسوائی ہے مگر عربی میں اس کا معنی ہے کمزور جیسے قرآن مجید میں ہے" لَقَدْ

www.besturdubooks.wordpress.com

نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَ اَنْتُمْ اَذِلَّة" تحقیق اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی اس حال میں کہ تم کمزور تھے۔ اگر یہاں کوئی "اذلة" کا مطلب رسوائی لے گا تو گمراہ ہو جائے گا بلکہ وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے لئے ایسا لفظ استعمال کرنا کفر ہے۔ یہاں "اَذِلَّة" کا معنی کمزور ہے اسی طرح "ذلہ" کا لفظ اردو زبان میں ایک گالی ہے اگر کسی کو یہ لفظ کہہ دیا جائے تو مرنے مارنے پر تل جاتا ہے لیکن عربی میں اتنے غلط معنی کے لئے استعمال نہیں ہوتا چنانچہ سعودی عرب میں ایک "دلہ" کمپنی ہے جو حرم شریف کی صفائی پر متعین ہے معلوم ہوا لفظ ایک ہے زبان کے بدلنے سے معنی بدل گیا ہے۔ اب سوچئے کہ اردو ترجمہ پڑھ کر ہم قرآن کو کیسے سمجھ پائیں گے۔ اسی لئے علماء کی خدمت میں بیٹھ کر قرآن پاک کو سمجھنا پڑے گا کہ قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا منشاء کیا ہے۔ اس لئے قرآن کے بارے میں فرمایا "یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا" یہ وہ کتاب ہے جو ہدایت بھی بہت سے لوگوں کو دیتی ہے اور گمراہ بھی بہت سے لوگوں کو کرتی ہے۔ جو شخص اپنی منشاء قرآن میں ڈھونڈے گا گمراہ ہو جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کو تلاش کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا اس لئے تفسیر قرآن کے بارے میں یہ چند باتیں نہایت اہم ہیں ان کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر لیں۔

اصطلاحی الفاظ کا مفہوم :-

جب کوئی لفظ اصطلاح بن جاتا ہے تو اس کا ایک خاص معنی متعین ہو جاتا ہے۔ عام معنی نہیں رہتا مجھے یاد ہے کہ جب ہم کالج میں پڑھتے تھے تو ایک پروفیسر فزکس کا لیکچر دینے لگے تو انہوں نے پڑھایا ***Wheat Stone Bridge***- یہ انگلش کا لفظ ہے ایک طالبعلم کہنے لگا ***Wheat*** کا مطلب گندم، ***Stone*** کا مطلب پتھر اور

www.besturdubooks.wordpress.com

Bridgeکا معنی پُل، تو مفہوم بنا گندم پتھر پُل۔ پھر استاد نے بتایا کہ Wheat Stoneایک سائنسدان تھا جس نے سائنس کا ایک آئیڈیا پیش کیا جو سائنس کے متعلق تھا اس لئے اس کا نام Wheat Stone Bridge رکھا۔ اس کا معنی گندم پتھر اور پُل نہیں ہے۔

یہود کی غلطی :-

اصطلاحی الفاظ کا ترجمہ نہیں کیا جاتا مگر یہودیوں نے ناموں کا ترجمہ کرنے کی غلطی کی ہے۔ انکی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کا نام احمد تھا جس کا معنی انہوں نے کیا The Praised One (تعریف کیا گیا) اس سے کون مراد ہے اس کا پتہ کہاں سے چلے گا؟ مثلاً ایک بندے کا نام ہے Mr.Black اسے مسٹر کالا تو نہیں کہیں گے۔ اسی طرح جس کا نام Mr.Brown ہو اسے مسٹر زرد نہیں کہہ سکتے مسٹر براؤن اور مسٹر بلیک یہ نام ہیں اور ناموں کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح جو لفظ اصطلاح بن جاتا ہے اس کے معانی متعین ہو جاتے ہیں تو ضعیف حدیث ایک اصطلاح ہے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ ضعیف حدیث کا مطلب ہے غلط حدیث۔ حالانکہ غلط حدیث یا گھڑی ہوئی حدیث کے لئے موضوع کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ دشمنان اسلام نے جو حدیثیں گھڑ کر نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر دیں محدثین نے ان تمام احادیث کو چھانٹ کر علیحدہ کر دیا ہے اور ان کا نام موضوعات رکھا۔

ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے :

لیکن احادیث کی کتابوں میں کچھ احادیث ایسی بھی ملیں گی جن کے بارے میں ضعیف لکھا ہوا ہوگا۔ سند پڑھتے ہی بدکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ضعیف حدیث اور

www.besturdubooks.wordpress.com

موضوع حدیث میں وہی فرق ہے جو بیمار، زندہ اور مردہ انسان میں ہوتا ہے ۔ کمزور اور مردہ انسان میں فرق واضح ہے۔ ضعیف حدیث میں راوی پر کوئی جرح کی گئی ہوتی ہے ورنہ ہوتی وہ بھی حدیث ہی ہے۔ اتنا ہے کہ ضعیف حدیث سے فرائض وواجبات کا استنباط نہیں کر سکتے مگر فضائل میں یہ حدیث اسی طرح قابل عمل ہے جیسے صحیح حدیث قابل عمل ہوتی ہے اس لئے صحاح ستہ میں بھی آپ کو کچھ احادیث ایسی مل جائیں گی۔

نیا فتنہ :-

آج کل ایک نیا فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اب ترمذی شریف بھی دو طرح کی چھاپ دی گئی ہے ایک صحیح ترمذی دوسری ضعیف ترمذی۔

صحیح ترمذی کا نسخہ دیکھا اس کی ضخامت کم دیکھ کر حیرانی ہوئی نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی "ہم نے ضعیف احادیث اس سے نکال دی ہیں" انہوں نے ضعیف احادیث کو موضوع احادیث سمجھ کر سرے سے کتاب سے بھی نکال دیا جب یہ لوگ لفظ ضعیف حدیث کو نہیں سمجھ رہے تو آگے حدیث کے معانی سمجھنے میں کیا گل کھلائیں گے۔

جرح کا معیار :-

محدثین کے ہاں جرح کا جو معیار ہے اس پر اگر تولا جائے تو ہم سب مجروح ہیں کیونکہ ان کا معیار بہت بلند تھا۔ اگر کسی بندہ سے زندگی میں ایک مرتبہ بھول ہو گئی تو محدثین اسے اخذ حدیث کے قابل نہیں سمجھتے۔ اس سے کبھی حدیث نہیں لیتے۔ اسی طرح کسی آدمی کو دیکھا کہ ننگے سر بازار میں پھر رہا ہے یہ فساق کا طرز ہے اس عمل کی وجہ سے محدثین اس آدمی سے حدیث نہیں لیتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک محدث دور دراز کا سفر کر کے کسی دوسرے محدث کے پاس گئے وہ گھوڑا پکڑ رہے تھے مگر کپڑے میں یا کسی برتن میں کچھ سنگریزے ڈال کر گھوڑے کو اشارہ کیا۔ گھوڑے نے سمجھا کہ دانہ ہے وہ آگیا تو اس شخص نے پکڑ لیا۔ مہمان محدث نے جب یہ دیکھا تو حدیث کی روایت لئے بغیر واپس ہو گئے۔ کسی نے پوچھا، حدیث کیوں نہ لی؟ فرمایا، جو بندہ حیوان کو دھوکہ دے سکتا ہے وہ بندہ حدیث کے بیان کرنے میں بھی دھوکہ دہی سے کام لے سکتا ہے۔ سبحان اللہ۔ اسماء الرجال کے فن میں سات لاکھ محدثین کے حالات زندگی محفوظ ہیں۔ سبحان اللہ یہ سچے کا کلام تھا اللہ تعالیٰ نے سچوں کی زبانی روایت کرا کے ہم تک پہنچایا۔ حدیث رسول بھی اسی زبان سے نکلی ہے جس زبان سے ہمیں اللہ کا قرآن ملا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم قرآن کو تو سچا مانیں اور حدیث پر یقین نہ کریں۔ حالانکہ قرآن و حدیث ایک ہی لسان نبوت سے ملے ہیں اس لئے انکار حدیث دراصل انکار قرآن ہے۔ حجیت حدیث، حقیقت میں حجیتِ پیغمبر کا دوسرا نام ہے۔ قرآن کے معانی و مطالب کو بیان کرنا فریضۂ نبوت ہے۔ قرآن کے انہی معانی و مطالب کا دوسرا نام حدیث ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو علوم نبوت کے حصول کے لئے اپنا وقت فارغ کرتے ہیں اور علماء کی خدمت میں بیٹھ کر اس کتاب کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آیئے قرآن مجید فرقان حمید سے متعلق چند باتیں سمجھ لیجئے۔

اس کتاب کو اللہ رب العزت نے کئی خصوصیات سے نوازا ہے چند بڑی بڑی یہ ہیں۔

1 قوت تاثیر :۔

یہ کتاب قوت تاثیر میں دنیا کی تمام کتابوں پر فضیلت رکھتی ہے۔ ایسی تاثیر کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کافر بھی سنتے تو متوجہ ہو جاتے۔ اسلئے کہتے تھے "لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ "(اس قرآن کو نہ سنو اور شور مچاؤ تاکہ تم غالب آجاؤ) قوت تاثیر میں یہ کتاب اپنا ثانی نہیں رکھتی، نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ یہی تھی جو بھی آتا اس کے سامنے قرآن پڑھتے تھے۔"قَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ تلا عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ" چنانچہ عکاظ کے میلہ میں جب لوگ واپس جا رہے ہوتے آپؐ راستے پر بیٹھ کر قرآن پڑھتے۔ لوگ سنتے اور ایسے متاثر ہوتے کہ گھروں کی بجائے آپ ﷺ کے قدموں میں بیٹھ جاتے۔ دنیا میں ایسی کوئی کتاب نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہو۔ اس کے الفاظ اور اس کے معانی سینوں میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے حضرت مرشد عالمؒ فرماتے تھے کہ دریاؤں کا راستہ کون بناتا ہے جس طرح دریا اپنا راستہ خود بنالیتا ہے اسی طرح یہ قرآن وہ دریائے رحمت ہے جو لوگوں کے سینوں میں اپنا راستہ خود بنالیتا ہے۔ قوت تاثیر میں یہ کتاب دنیا کی تمام کتابوں سے فائق اور بلند ہے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

2. سہولت حفظ :۔

سہولت حفظ میں بھی اس کتاب کا کوئی ثانی نہیں ہے، دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس کے حافظ موجود ہوں مگر یہ وہ کتاب ہے جس کے لاکھوں حافظ موجود ہیں بڑی عمر کے بھی اور چھوٹی عمر کے بھی، کچھ عرصہ پہلے کراچی میں ایک عمر رسیدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

شخص نے حفظ مکمل کیا جس کی بھویں اور پلکیں تک سفید تھیں مجھے اس کے جسم پر کوئی سیاہ بال نظر نہیں آیا تھا۔ اس بڑھاپے کی عمر میں انہوں نے قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا یہ اس قرآن کا اعجاز ہے۔ ہارون الرشید کے سامنے ایک ایسا بچہ لایا گیا جس کی عمر پانچ سال تھی اور وہ قرآن پاک کا حافظ تھا۔ سبحان اللہ! کتاب میں لکھا ہے کہ جب اس کا والد اس بچے کو ہارون الرشید کے سامنے قرآن سنانے کے لئے لایا تو وہ اپنے ابو سے جھگڑ رہا تھا کہ مجھے گڑ کی ڈلی لے کر دو گے یا نہیں باپ کہتا ہے حاکم وقت کو قرآن سناؤ اور بچہ کہتا ہے کہ پہلے یہ بتاؤ کہ گڑ دو گے یا نہیں، سبحان اللہ! عمر اتنی چھوٹی اور حفظ کا یہ عالم کہ ہارون الرشید نے پانچ جگہوں سے سنا اس بچہ نے ٹھیک سنا دیا۔ پانچ سال کا بچہ جو گڑ لینے پر باپ سے جھگڑ رہا ہے الحمد للہ! اَلْحَمْدُ سے لے کر وَالنَّاسِ تک قرآن کا حافظ ہے۔ یہ قرآن پاک کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اتنی چھوٹی عمر کے بچے بھی حافظ اور اتنی بڑی عمر کے بوڑھے بھی قرآن پاک کے حافظ ہیں یہ اعجاز صرف اسی کتاب کا ہے۔

3. کثرت تلاوت :-

اس کتاب کی جتنی کثرت سے تلاوت کی گئی ہے دنیا میں اتنی تلاوت کسی اور کتاب کی نہیں کی گئی چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے بارے میں یا کسی اور بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ اپنی وفات سے پہلے اپنے بیٹے کو بلا کر مکان کے ایک کونے میں لے گئے اور فرمایا بیٹا اس جگہ پر گناہ نہ کرنا میں نے اس جگہ پر چھ ہزار مرتبہ قرآن مجید کو مکمل پڑھا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ رمضان المبارک میں تریسٹھ مرتبہ قرآن پاک مکمل کرتے تھے۔ تیس دن میں تیس رات میں اور تین تراویح میں۔ چونکہ بعض لوگوں کو امام اعظم ابو حنیفہؒ سے خدا واسطے کا بیر ہے وہ اس بات پر بڑا اعتراض کرتے ہیں کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں دیکھو جی! اتریسٹھ قرآن کون پڑھ سکتا ہے؟ یہ تو دور زمانے کی بات ہے آیئے ہم آپ کو قریب زمانے کے اکابرین کا عمل پیش کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے اپنی ذمہ داری سے جو کتاب لکھوائی اس کا نام یادِ ایام ہے اس میں فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں جو پارہ میں نے تراویح سنانا ہوتا تھا دن میں اسے تیس مرتبہ پڑھ لیا کرتا تھا۔

فَاُولٰئِكَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

Book of Record انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا *Incyclopeadia Of Britanica* میں پڑھا کہ ترکی کے ایک عبداللہ نامی شخص نے تیس آدمیوں کی موجودگی میں آٹھ گھنٹوں میں قرآن پاک پڑھا مگر ہمارے ملکوں میں ریکارڈ اس سے زیادہ بہتر ہے۔ ایک مرتبہ بھول کے دینی مدرسہ میں حاضری ہوئی وہاں ایک عالم بڑے متقی پرہیزگار اور باخدا انسان ہیں اور اس عاجز سے محبت کا تعلق رکھتے ہیں ان کے مدرسہ میں ضبط قرآن کے لئے گردان بڑی مضبوط اور مشہور ہے۔ میں نے ان کی شہرت کا سبب پوچھا تو کہنے لگے ہم محنت اتنی کرواتے ہیں کہ پورا قرآن اچھی طرح یاد ہو جاتا ہے میں نے پوچھا کہ امتحان کیسے لیتے ہیں؟ کہنے لگے ہمارا تو یہ اصول ہے کہ ہم پانچ استاد بیٹھ جاتے ہیں اور بچے سے کہتے ہیں کہ پورا قرآن سناؤ "آسان ٹیسٹ ہے،، قرآن سنانے میں جتنی جگہ غلطی ہوتی ہے یا اٹکن پیش آتی ہے۔ اٹکن کہتے ہیں روانی میں پڑھتے پڑھتے بندہ اٹک جائے تو پھر دوبارہ پڑھتے ہیں۔ وہ استاد غلطی بھی لکھتے ہیں اور اٹکن بھی لکھتے ہیں اور وقت بھی نوٹ کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک بچہ دکھایا جس کے ریکارڈ میں تحریر تھا کہ اس بچے نے پانچ اساتذہ کی موجودگی میں چھ گھنٹے اور ننتیس

www.besturdubooks.wordpress.com

منٹ میں اس طرح قرآن سنایا کہ نہ کوئی مشابہ لگا، نہ کوئی اٹکن پیش آئی۔ سبحان اللہ یہ بھی قرآن کا معجزہ ہے۔ یہ قراء کا کمال نہیں ہے۔ یہ کمال قرآن کا ہے کہ اتنے اچھے انداز سے پڑھا جاتا ہے۔

4. انبیا کرامؑ سے الزامات کو دور کرنے والی کتاب :-

انبیا کرامؑ پر جو الزام لگائے گئے اللہ رب العزت نے اس کتاب کے ذریعے ان الزامات کے جوابات دے دیئے۔ قوم نے حضرت صالحؑ پر الزام لگایا، حضرت موسیٰؑ کو بھی نشانہ بنایا گیا اس کتاب کے ذریعے کفار کے الزامات اور اعتراضات کی قلعی کھول دی گئی۔ حتیٰ کہ ایک جھوٹے نے نبی اکرم ﷺ پر بھی کچھ باتیں کیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دی اور الزام لگانے والے کی اوقات بھی کھول دی۔ "وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍo هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ م بِنَمِيْمٍo مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍo عُتُلٍّ م بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ "(آپ کسی ایسے شخص کے کہنے میں نہ آئیں جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل الاوقات ہے، طعن آمیز شرارتیں کرنے والا، چغلیاں لئے پھرنے والا، مال میں بخل کرنے والا، حد سے بڑھا ہوا بدکار، سخت خُو اس کے علاوہ وہ بدذات ہے)۔

5. قوت استدلال میں بے مثال :-

یہ کتاب قوت استدلال میں بھی لاثانی ہے ایسا استدلال کہ عقل دنگ رہ جائے۔ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ یقین کرو بڑے بڑے کفار اس قرآن کے جواب سے عاجز آگئے۔ یہ اللہ کا کلام ہے شاہانہ کلام ہے۔ دوران تلاوت اسلوب بیان بتاتا ہے یہ شاہانہ کلام ہے۔ "هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا" انداز تو دیکھو! کیسا شاہانہ ہے "فَجَعَلَهٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

نَسَبًا وَ صِهْرًا وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا" کیا عجیب کلام ہے ایک ایک لفظ دل میں اتر جاتا ہے کیسی عظمت ہے تو قوت استدلال میں بھی اس کا کوئی ثانی نہیں۔ "كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ" کیسی ٹھوس بات ہے یہ انداز صرف اللہ تعالیٰ ہی اختیار فرما سکتے ہیں ایسی ٹھوس بات جس میں کمزوری کا کوئی شائبہ ہی نہیں ہے۔ "كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ"۔

6۔ مونس و غمخوار کتاب :-

پریشان حال اور غمزدوں کو تسلی دینے والی کتاب ہے۔ اور تو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو اس کتاب کے پڑھنے سے تسلی مل جاتی تھی "كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ" فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ! ہم تھوڑا تھوڑا قرآن اس لئے نازل کرتے ہیں تاکہ آپ کے دل کو تسلی مل جائے۔ یہ دلوں کو تسلی دینے والی کتاب ہے۔ کبھی آپ بڑے غمزدہ ہوں تو یہ نسخہ آزما کے دیکھیں۔ میرے دوستو! آپ اگر اپنے کاروبار کی وجہ سے پریشان ہوں یا اپنے گھر میں کسی بندے کے رویہ کی وجہ سے پریشان ہوں تو آپ اس حالت میں اللہ کے قرآن کو پڑھنا شروع کر دیں چند صفحات پڑھنے کے بعد آپ کو یہ کتاب سکون مہیا کرے گی۔ آپ کے تمام غم غلط ہو جائیں گے ہمارے اسلاف اسے رات کی تنہائیوں میں پڑھتے تھے اور سکون حاصل کرتے تھے آپ بھی اسے پڑھئے دلوں کو تسلی ملے گی۔

7۔ لَا يَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ :-

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کتاب کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے ساری عمر مفسرین اس کتاب کے سمندر میں غوطہ زن رہے ہر مرتبہ انہیں نئے نئے موتی ملتے رہے مگر وہ اس کے تمام اسرار ورموز کا احاطہ نہ کر سکے۔ اس میں ہر بندے کو اپنے فن کی باتیں نظر آتی ہیں مثلاً ایک آدمی اگر ڈاکٹر ہے تو اسے ڈاکٹری کی باتیں نظر آئیں گی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے انسان کو پیدا فرمایا "**فَجَعَلْنٰهُ سَمِيعًام بَصِيرًا**" **سمیع** اور **بصیر** بنایا ڈاکٹر اسے پڑھتا ہے تو یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ کان پہلے بننے چاہئے اور آنکھیں بعد میں۔ تحقیق اور ریسرچ کے بعد معلوم ہوا کہ شکم مادر میں بچے کے کان پہلے بنتے ہیں اور آنکھیں بعد میں۔ سائنس کا یہ ایک **Fact** ہے کہ انسان کے پورے جسم میں سب سے پہلے جو عضو مکمل ہوتا ہے وہ کان ہے سب سے پہلے دل نہیں بنتا۔ زبان نہیں بنتی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ سر کو توازن میں دماغ رکھتا ہے۔ کانوں کے اندر پانی کی ٹیوبیں ہوتی ہیں۔ پانی کا لیول بدلنے کا سگنل دماغ کو ملتا ہے دماغ فیصلہ کرتا ہے کہ سر کا توازن ٹھیک نہیں ہے۔ بڑھاپے میں اس سسٹم کی خرابی کی وجہ سے لوگوں کے سر ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔ چونکہ توازن کے قیام کے لئے دماغ کو سگنل کان کے ذریعے ملتا ہے اس لئے سب سے پہلے کان بنائے گئے۔

ایک کینیڈین ڈاکٹر نے کتاب لکھی جس کا نام ہے "آیات قرآنی اور جدید سائنس"، اس نے قرآن پاک کی پندرہ آیات پر سائنس کی روشنی میں بحث کی ہے۔ آج سائنس اس حقیقت کو ثابت کر رہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے اپنے محبوب کو عطا فرمائی۔

اب اگر کوئی انجینئر ہے تو اسے انجینئرنگ کے متعلق باتیں نظر آئیں گی۔ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

صاحب کہنے لگے سول انجینئرنگ کا تذکرہ بھی قرآن میں ہے۔ جب سکندر ذوالقرنین نے دیوار بنائی تو اس نے کہا تھا کہ "اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ" مجھے لوہے کے ٹکڑے دیجئے اس کا مطلب ہے کہ لوہا سیمنٹ کا استعمال پہلے سے ہے۔ اسی کو کنکریٹ کہتے ہیں۔ کہنے لگا، ہم بھی تو لوہا ہی باندھتے ہیں۔ اس نے کہا لوہے کے ٹکڑے سے مراد لوہے کے سریے ہیں اجی سریے کا تذکرہ قرآن میں ہے۔ ایک مرتبہ گلشن حبیب کراچی سٹیل مل میں بیان تھا، تو انہوں نے اوپر لکھا ہوا تھا" وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ" اب حدید والوں کو قرآن میں بھی حدید نظر آ گیا ہے۔ سبحان اللہ!

ایک ریاضی کے پروفیسر کہنے لگے کہ جمع تفریق اور ضرب کا تصور قرآن نے دیا ہے۔ سورۃ کہف میں ہے "وَازْدَادُوْا تِسْعًا" تین سو اور نو زیادہ کر لو یعنی جمع کر لو۔ اسی طرح حضرت نوحؑ کے بارے میں فرمایا "اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا" کہ ہزار میں سے پچاس کو کم کر لو یہ تفریق کا تصور ہے۔ اسی طرح ضرب کا تصور بھی قرآن میں ہے فرمایا" وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ" (اللہ جس چیز کو چاہتا ہے بے حساب کئی گنا کر دیتا ہے)۔

بیرون ملک میں چونکہ عنوان بھی اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ سائنسدانوں سے واسطہ پڑتا ہے اور سائنسدانوں کو جواب دینا ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک سائنسدان کہنے لگا کہ ہم نے قرآن مجید میں ایٹم اور مالیکیول کا تصور بھی ڈھونڈ لیا ہے۔

اس کتاب کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہونگے۔ پڑھنے والے پڑھتے رہیں گے، غور کرنے والے غور کرتے رہیں گے، طلب والے قرآن کے موتیوں اور ہیروں سے جھولیاں بھرتے رہیں گے، اپنی زندگیاں گزار کر جاتے رہیں گے اور یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سمندر کی طرح بہتا رہے گا۔

8. لاتشبع منه العلماء :-

علماء کے دل اس سے کبھی بھرتے نہیں ہیں قرآن ایک ایسی کتاب ہے کہ اسے جتنا پڑھو گے ذوق وشوق اتنا ہی بڑھے گا۔ لہٰذا یہ دنیا کی وہ کتاب ہے جس سے علماء کے دل کبھی سیراب نہیں ہوتے۔ اللہ رب العزت اس کتاب کے پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَo

www.besturdubooks.wordpress.com

پیغمبر انقلاب

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ !
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا . وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخَرْ . لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ . وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا . اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ . سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ . وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ . وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

بعد از خدا بزرگ توئی :-

ربیع الاول کے مہینے میں سید الاولین و الآخرین محمد مصطفی احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے کئی پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ کہیں پر ولادت باسعادت کے تذکرے ہوتے ہیں، کہیں پر عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے ہوتے ہیں، کہیں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے، کسی جگہ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا ہے، کہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات کے بارے میں تفصیلات بتائی جاتی ہیں۔ گویا کہنے والے کے سامنے ایک سمندر ہوتا ہے جس میں سے وہ کچھ چلو پانی بھر لیتا ہے مگر کسی بھی تعریف کرنے والے نے آپ کی تعریف کا حق ادا نہ کیا۔ بس اتنا کہہ کر بات

www.besturdubooks.wordpress.com

کو مکمل کر دیا کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ویسے بھی جس ذات کی تعریفیں خود پروردگار نے کی ہوں، جن کی عظمتوں کی گواہی قرآن مجید نے دی ہو کہ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ تو ہم جیسے طالب علم اس ہستی کی کیا تعریف کر سکتے ہیں۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اے پیارے آقا ﷺ! اگر ہزار مرتبہ بھی اپنے منہ کو مشک و گلاب کے ساتھ دھویا جائے تو ہم جیسوں کے لئے پھر بھی آپ کا نام لینا بے ادبی میں شامل ہوگا۔

انٹرنیٹ پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ :-

آج کی اس محفل میں انگریزی لکھے پڑھے حضرات سے متعلق چند باتیں کہی جائیں گی۔ ان کے ذہنوں میں کیا کیا سوالات گردش کر رہے ہوتے ہیں اور وہ جب نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پڑھتے ہیں تو کس انداز سے اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے اکثر نوجوان آجکل انٹرنیٹ کی وجہ سے کفار اور مشرکین کے کچھ ایسے مضامین بھی پڑھ لیتے ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کی ذات طیبہ کے بارے میں عجیب و غریب بے بنیاد معلومات ہوتی ہیں۔

ہندوؤں کا پروپیگنڈہ :-

گزشتہ روز ایک نوجوان کمپیوٹر سے ایک پلندہ نکال کر لائے اور کہا کہ ہمارے پڑوسی ملک سے کسی ہندو نے نبی اکرم ﷺ کے متعلق فلاں فلاں باتیں کہی ہیں جن کو پڑھ کر ہم پریشان ہو چکے ہیں۔ لہذا ہمیں ان کے جوابات عنایت فرمائیں۔ وہی سوال

www.besturdubooks.wordpress.com

آج کے بیان کی بنیاد بن گیا۔ اس سلسلہ میں آپ کو خالصتاً وہ باتیں بتائی جائیں گی کہ اگر زندگی میں کبھی کسی کافر سے بات کرنی پڑے تو آپ ایسے دلائل دے سکیں جو وزنی ہوں اور ان کو توڑنا کسی عام آدمی کے بس کی بات ہی نہ ہو۔ ایسی ٹھوس اور پکی باتیں ہوں گی جو کہنے والے کے دل کو بھی سکون دیں اور جب کہی جائیں تو فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرُ والا معاملہ پیش آجائے۔ اس لئے نقلی دلائل کی بجائے عقلی دلائل دیئے جائیں گے۔ اس حوالے سے آج کا یہ بیان آپ کی توجہ کا زیادہ مستحق ہے۔

دنیا کا جغرافیائی دل :-

جزیرۂ عرب کو جب دنیا کے جغرافیے پر دیکھا جائے تو یہ تین طرف سے پانی کے ذریعے بقیہ زمین سے کٹا ہوا نظر آتا ہے اور چوتھی طرف سے یہ بقیہ زمین کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ جس طرح انسان کے سینے میں دل لٹک رہا ہوتا ہے اگر آپ دنیا کا نقشہ سامنے رکھ کر غور کریں تو جزیرۂ عرب آپکو دنیا کا جغرافیائی قلب نظر آئے گا۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اس خطہ زمین میں مبعوث فرمایا۔

خطہ ءعرب میں بعثت رسول ﷺ کی حکمتیں

اس خطے میں نبی اکرم ﷺ کو بھیجنے میں کئی حکمتیں تھیں۔

1 . بہادر لوگوں کا خطہ :-

اس خطے نے کبھی بہار نہ دیکھی تھی۔ جبکہ اس کے قرب وجوار کے ممالک میں تہذیب بھی تھی، تمدن بھی تھا، تعلیم بھی تھی اور زندگی گزارنے کی آسائشیں بھی تھیں۔ ایک طرف آپ کو قیصر روم کی سلطنت نظر آئے گی۔ تو دوسری طرف فارس

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بھی آپ کو ایک مستحکم حکومت نظر آئے گی۔ حبشہ اور یمن میں بھی عوام قانون کے مطابق زندگی گزارتے تھے۔ ان کے پاس سہولیات دنیا کی بھی فراوانی تھی۔ لیکن جب جزیرۂ عرب کے لوگوں پر نظر ڈالی جائے تو وہ ایک جدا دنیا نظر آتی ہے۔ وہ لوگ قبائل میں بٹے ہوئے تھے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ تھا۔ ظلم کا دور دورہ تھا۔ معاشرے کے مختلف لوگوں کے حقوق پامال کئے جا رہے تھے۔ چند لوگ جو چاہتے تھے وہ کر گزرتے تھے۔ نہ عورت کے حقوق کا لحاظ رکھا جاتا تھا اور نہ ہی غریب اور کمزور کی دادرسی کی جاتی تھی۔ طاقت کے بل بوتے پر مسائل کا حل پیش کیا جاتا تھا۔ علم سے دور جہالت کی زندگی تھی۔ قریب کے بڑے بڑے ممالک کے بادشاہ اس خطۂ زمین پر حکومت کرنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کو اس خطۂ زمین سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہاں کے لوگ اکھڑ ہیں، جنگجو ہیں، قانون کو قانون نہیں سمجھتے۔ وہاں کی زمین بنجر ہے، غیر ذی زرع ہے۔ کچھ پہاڑی علاقہ ہے وہ بھی بے برگ و گیاہ ہے اور بقیہ صحرا ہے جہاں میلوں ریت ہی ریت نظر آتی ہے۔ لہٰذا ان بادشاہوں نے جزیرۂ عرب کے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑا ہوا تھا۔ اس لئے اس علاقے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجنے کی پہلی حکمت یہ تھی کہ وہاں کے لوگ بڑی جرأت والے تھے، ہاں اور ناں کے درمیان کوئی تیسری چیز نہیں جانتے تھے۔ اگر وہ کسی بات پر متفق ہو جاتے تو پھر بھرپور تائید کرتے اور مخالفت کرتے تو ڈٹ کر مخالف ہوتے۔ گویا وہ دوست ہوتے تھے یا دشمن۔ ایسے کھرے لوگ اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کو بھیجا جائے تاکہ اگر ان ضدی لوگوں نے بات کو مان لیا اور اس بات پر جم گئے تو پھر باقی دنیا کے لوگوں سے ان کے لئے بات منوانا آسان ہو جائے گا۔ یوں سمجھئے کہ ساری دنیا میں وہ سب سے زیادہ سرکش لوگ تھے۔

جب اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اس جگہ بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

آکر صداقت کے بیج بوئے، وحی کی بارش اتری اور پھر اس زمین سے علم و اخلاق کا وہ گلشن کھلا کہ دنیا نے ایسی بہار پہلے کبھی نہیں دیکھی ہوگی۔

2۔ وسائل کی کمی کا خطہ :-

اس علاقہ کے اندر شدید گرمی کا موسم تھا، پانی اور دیگر وسائل کی کمی تھی۔ جس کی وجہ سے وہاں زندگی گزارنے کے مشکل ترین حالات موجود تھے۔ للہذا دوسری حکمت یہ تھی کہ جب اس دشوار زندگی میں رہ کر وہ دین کو قبول کریں گے اور پھر دین کا پیغام لے کر نکلیں گے تو بقیہ آسان زندگی گزارنے والے علاقوں میں ان کے لئے جانا سہل ہو جائے گا۔ چونکہ انہوں نے مشکل حالات دیکھے ہوں گے اس لئے زندگی کے ہر حال میں وہ دین کا پیغام پہنچانے والے بن جائیں گے۔

3۔ فصاحت وبلاغت والے لوگوں کا خطہ :-

جزیرۂ عرب کے لوگوں کو اپنی زبان دانی پر بڑا ناز تھا۔ وہ اپنے آپ کو عرب کہتے تھے اور باقی سب کو عجم کہتے تھے۔ اور عربی زبان کی فصاحت وبلاغت بھی اپنی جگہ مسلم تھی۔ للہذا تیسری حکمت یہ تھی کہ چونکہ ان لوگوں کو اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کا ملکہ حاصل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو بھیجا کہ جب یہ لوگ میرے دین کا پیغام قبول کریں گے تو یہ پھر دین کے بہترین داعی بن کر پوری دنیا میں سفر کریں گے۔

ہیرے کی طرح چمکدار زندگی :-

میرے آقا ﷺ کی روشن زندگی کے جس پہلو کو دیکھا جائے اس سے انسان کو ہدایت ملتی ہے۔ ہیرے کی یہ صفت ہوتی ہے کہ جس زاویے سے بھی اسے دیکھیں وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی مبارک زندگی بھی ایسی ہے کہ جس زاویے سے دیکھیں آپ کو ہر زاویے سے آپ ﷺ کی مبارک زندگی چمکتی ہوئی نظر آئے گی۔

نبی اکرم ﷺ اس دنیا میں ایک ایسے وقت میں تشریف لائے جو تاریخی اعتبار سے پوری روشنی کا وقت تھا۔ یہ ایک بڑا اہم نکتہ ہے۔ جب بھی کسی سے بات کر رہے ہوں اس کو یہ بات کھول کر بیان کریں کہ میرے آقا اور میرے قائد حضرت محمد ﷺ وہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے تاریخ کی پوری روشنی کے اندر زندگی گزاری۔ آپ عیسائیوں کے پاس جایئے اور ان سے کہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی بتائیں۔ وہ آپ کو چند واقعات کے سوا کچھ نہیں بتا سکیں گے۔ یہودیوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھئے کہ وہ کب پیدا ہوئے، انہوں نے بچپن کیسے گزارا، لڑکپن کیسے گزارا، جوانی کیسے گزاری، ان کی ازدواجی زندگی کیسی تھی، ان کے پیغامات کیا تھے، ان کی وفات کب ہوئی تو آپ کو ان کی زندگی کے شب وروز کی تفصیل کہیں نہیں ملے گی۔ آج یہود ونصاریٰ کا دامن اس نعمت سے خالی ہے۔

آپ ان کے سامنے بیٹھ کر ان سے پوچھئے کہ اگر آج آپ کے معاشرے میں پیدا ہونے والا بچہ یہ چاہے کہ میں زندگی کا ہر کام اپنے پیغمبر کے طریقے کے مطابق کرنا چاہتا ہوں تو کیا اس کی راہنمائی کے لئے تعلیمات موجود ہیں؟ تو وہ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ ہمارے پاس اس کی کوئی تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

جب ان کے پاس کچھ نہیں ہے تو آیئے ہم آپ کو ایک ایسی ہستی کے بارے میں بتائیں کہ جن کی پیدائش مبارکہ سے لے کر دنیا سے پردہ فرمانے تک زندگی کی ایک ایک بات کو کتابوں کے اندر محفوظ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ محدثین نے وہ کمال کر دکھایا کہ یہاں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے شمائل بیان کرنے کا وقت آیا تو انہوں نے بیان کیا،

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ کے ابرو مبارک کیسے تھے، آپ ﷺ کی مبارک پلکیں کیسی تھیں، آنکھیں کیسی تھیں، بینی مبارک کیسی تھی، آپ ﷺ کی ریش مبارک کیسی تھی، آپ ﷺ کا سینہ مبارک کیسا تھا، آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کیسے تھے، آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کیسے تھے، آپ ﷺ جوتا مبارک کس طرح پہنتے تھے، لباس کس طرح کا پہنتے تھے، آپ ﷺ کا عمامہ مبارک کیسا تھا، آپ ﷺ کی سواریاں کیسی تھیں، ان سواریوں کے نام کیا تھے، جس بستر پر لیٹتے تھے اس کا تکیہ کیسا تھا، آپ ﷺ کا کمبل کیسا تھا، آپ ﷺ کی چادر کیسی تھی، آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کیسی تھی، آپ ﷺ کی مسجد کی زندگی کیسی تھی، آپ ﷺ میدان جہاد میں کھڑے ہیں تو وہاں کی تفصیلات کیا ہیں، آپ ﷺ کی انفرادی زندگی کیسی تھی، آپ ﷺ کی اجتماعی زندگی کیسی تھی، غرض نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی کے جس پہلو کو بھی معلوم کرنا چاہیں وہ تمام معلومات ہمارے پاس موجود ہیں۔ چنانچہ آج کا بچہ اگر چاہے کہ بچوں کے بارے میں اللہ کے محبوب ﷺ نے کیا تعلیمات دیں تو وہ بھی آپ کو ملیں گی، آج کا نوجوان اگر چاہے کہ جوانوں کے بارے میں اللہ کے محبوب ﷺ نے کیا تعلیمات دیں تو بھی آپ کو ملیں گی، مزدور اگر چاہے تو اس کو بھی تعلیمات ملیں گی اور اگر کارخانہ دار چاہے تو اسے بھی تعلیمات ملیں گی، غرض معاشرے کا کوئی فرد ایسا نہیں کہ جس کو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں تعلیمات نہ ملتی ہوں۔ جس ہستی سے قدم قدم پر راہنمائی مل رہی ہو ہم اس ہستی کی پیروی کیوں نہ کریں؟

جب ہم نے یہ بات بعض نصاریٰ سے پوچھی تو وہ کہنے لگے کہ جی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہمارے پاس یقیناً بائبل (انجیل) کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور ہم اپنے ***Jesis Crist*** کے بارے میں تفصیلات نہیں بتا سکتے۔ پھر ہم نے کہا کہ اگر آپ یہ پوچھنا چاہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے دندان مبارک کیسے تھے تو ہم وہ بھی بتا سکتے ہیں، اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ پوچھنا چاہیں کہ ریش مبارک میں کتنے بال سفید تھے تو کتابوں میں ان کو بھی لکھ دیا گیا ہے، اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ مہر نبوت کیسی تھی تو یہ بھی لکھا جاچکا ہے، اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ آپ ﷺ کی اونٹنی کے کیا کیا نام تھے تو محدثین نے ان کو بھی کتابوں میں محفوظ فرما دیا ہے۔ ایسی Documented Life (تاریخی زندگی) آج تک کائنات میں کسی نے نہیں گزاری۔ بڑے بڑے جرنیل گزرے، بادشاہ گزرے، فلاسفر گزرے، لایئے کسی کو کہ جس کی زندگی کی اتنی معلومات کتب کے اندر موجود ہوں۔ فقط ہمارے پاک پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی وہ مبارک ذات ہے جن کی زندگی کی اتنی تفصیلات کتب میں محفوظ ہیں۔ لاکھوں احادیث آپ ﷺ کی زندگی کے کسی نہ کسی گوشے پر روشنی ڈالتی نظر آتی ہیں۔ لہذا یہ اصولی بات یاد رکھئے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں ایسے پیارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام عطا فرمائے ہیں کہ جن کی زندگی کی تمام تعلیمات آج بھی محفوظ ہیں اور قیامت تک محفوظ رہیں گی۔

فرانسیسی مصنف ”ہٹی“ کا اعتراف :-

ہٹی ایک فرانسیسی مصنف ہے۔ وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں لکھتا ہے کہ

He was born in the full light of history.

کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام تاریخ کی پوری روشنی کے اندر دنیا میں تشریف لائے۔ جب کفر نے خود تسلیم کر لیا تو معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات کو ایک ایسی فضیلت حاصل ہے جو کسی دوسری ہستی کو حاصل نہیں ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی شان میں مائیکل ہارٹ کا خراج تحسین :-

حضور نبی اکرم ﷺ ایسے لوگوں میں تشریف لائے جن کے پاس تعلیم نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا وہ ذات جس نے ان پڑھوں میں اپنے رسول ﷺ کو بھیجا۔ اور رسول بھی وہ تشریف لائے جو زندگی میں کسی انسان کے سامنے شاگرد بن کر کبھی نہیں بیٹھے۔ آپ نے پندرہ بیس سال پہلے ایک کتاب "The Hundred" کا تذکرہ سنا ہوگا۔ وہ کتاب مائیکل ہارٹ نے لکھی۔ وہ عیسائی ہے۔ اس نے اپنے زعم میں تاریخ میں سے 100 ایسی شخصیتوں کو گنا جنہوں نے تاریخ میں اپنے انمٹ نقوش چھوڑے۔ اس میں اس نے سائنس دانوں کے حالات زندگی لکھے، بعض انبیاء کا بھی تذکرہ کیا، کئی جرنیلوں کے بارے میں بھی لکھا۔ لیکن ان 100 ہستیوں میں اس نے سب سے پہلے نبی آخر الزمان ﷺ کا مبارک تذکرہ کیا۔ اور یہ تذکرہ کرتے ہوئے اس نے ایک فقرہ لکھا:

My choice of Muhammad to lead the ranking

of

the most influetcial personalities in the history

will surprise some of the readers.

کہ میں نے ان سو آدمیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے تاریخ کو سب سے زیادہ متاثر کیا، ان میں سب سے پہلے محمد ﷺ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے بعض لوگ حیران ہوں گے لیکن اس کی میرے پاس ایک ٹھوس دلیل موجود ہے کہ کائنات میں جتنی بھی ہستیاں آئیں اگر ان کے حالات زندگی پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے بچپن اور لڑکپن میں کسی نہ کسی استاد کے سامنے بیٹھے تعلیم پاتے نظر آتے ہیں، اپنے وقت کے بہترین تعلیمی اداروں کے اندر ہمیں ایک طالبعلم بن کر جاتے ہوئے نظر آتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام ہستیوں نے پہلے مروجہ تعلیم حاصل کی اور پھر اس کو بنیاد بنا کر انہوں نے اپنی زندگیوں میں کچھ اچھے کام کر دکھائے۔ لیکن دنیا میں فقط ایک ہستی ایسی نظر آتی ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جس کی زندگی کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو وہ پوری زندگی کسی کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھی نظر نہیں آتی۔ وہ ہستی محمد ﷺ ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے دنیا سے علم نہیں پایا بلکہ دنیا کو ایسا علم دیا کہ اس جیسا علم نہ پہلے کسی نے دیا اور نہ بعد میں کوئی دے گا۔ لہٰذا اس بات پر میرے دل نے یہ چاہا کہ جس شخصیت نے ایسی علمی خدمات سرانجام دی ہوں، میں غیر مذہب کا آدمی ہونے کے باوجود ان کو تاریخ کی سب سے اعلیٰ شخصیات میں پہلا درجہ عطا کرتا ہوں۔

میرے دوستو! جب کافر اپنی زبان سے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یقیناً انسانیت کے اوپر بڑا احسان فرمایا ہے۔

انگلش رائٹر "گبن" کا اعتراف :-

جب آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اس وقت عرب کے لوگ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے بہت ہی گری ہوئی حالت میں تھے۔ گبن ایک انگلش مصنف ہے۔ وہ ان حالات کے بارے میں لکھتا ہے کہ

At that time Arabia was the most degraded nation of the world.

اس وقت عرب کے لوگ دنیا کی ایک ذلیل ترین قوم تھے۔ آپ ﷺ نے ایسے ان پڑھوں میں اپنی مبارک زندگی گزاری۔ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ، وہ عثمانؓ و علی، وہ طلحہ و زبیرؓ، وہ عبدالرحمٰن بن عوف، وہ سعدؓ اور سعیدؓ وہی حضرات ہیں جو آپ ﷺ کے گرد دائرہ بنا کر بیٹھتے تھے اور آپ ﷺ سے تعلیمات حاصل کرتے تھے۔ دینی تعلیمات حاصل کر کے ان لوگوں میں اتنی بلندی پیدا ہوئی، اتنا علم آیا، اتنی معرفت آئی، جہانگیری اور جہانبانی کے انہوں نے اتنے راز سیکھے کہ جب آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اسی رائٹر کو لکھنا پڑا کہ :

Right after the death of Muhammad ,the land of Arabia became the nursary of the Heroes.

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرمانے کے بعد عرب کی سرزمین تو ہیروں کی نرسری بن گئی۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے ان کو ایسی تعلیمات دی تھیں جن پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی عظمت نصیب فرمادی تھی۔

مقبولیت حاصل کرنے کے تین راستے :-

پہلا راستہ :-

نبی علیہ الصلوۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے تو علاقے کے اندر کسمپرسی کا حال تھا ظلم کا ہر طرف دور دورہ تھا۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں آپ ﷺ کو مقبولیت حاصل کرنے کے لئے بڑے آسان طریقے حاصل تھے۔ مثال کے طور پر اگر اللہ کے محبوب ﷺ کھڑے ہو کر یہ نعرہ لگاتے کہ لوگو! ہم اقتصادی طور پر بہت پیچھے ہیں، نہ ہمیں کھانے کو ملتا ہے اور نہ ہمیں پہننے کو ملتا ہے لہذا ہمارے معاشی حالات اچھے ہونے چاہئیں، آیئے میں آپ کو روٹی، کپڑے اور مکان کے حصول کا طریقہ بتاتا ہوں۔ یہ ایسا نعرہ تھا کہ ایک نعرے کے اوپر پورے کے پورے عرب کے لوگ اکٹھے ہو جاتے۔ مگر آپ ﷺ نے یہ راستہ اختیار نہ کیا۔

دوسرا راستہ :-

دوسرا راستہ یہ تھا کہ اگر یہ کہہ دیا جاتا کہ اس دھرتی کے اندر چاروں طرف ظلم نظر آتا ہے، لوگو! پرسکون زندگی حاصل کرنے کے لئے آؤ، میں تمہیں اس معاشرے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اندر عدل وانصاف قائم کر کے دکھاتا ہوں، تو جو لوگ ظلم سے تنگ آچکے تھے وہ آپ ﷺ کی آواز پر آپ ﷺ کے گرد جمع ہو جاتے۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے یہ آسان راستہ بھی اختیار نہ فرمایا۔

تیسرا راستہ :-

ایک تیسرا راستہ یہ ممکن تھا کہ نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرماتے کہ عرب کے لوگو! دنیا میں دائیں بائیں بڑی تہذیب یافتہ حکومتیں ہیں، آؤ ہم ایک زبان بولنے والے ہیں، ہم زبان کی بنیاد پر ایک ہو جائیں، اس طرح دنیا کے اندر قیصر و کسریٰ کی مانند عربوں کی بھی ایک بڑی حکومت ہو جائے گی۔ یہ ایک ایسا لسانی نعرہ تھا کہ جس کو سن کر عرب کے سب لوگ ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے اس آسان راستہ کو بھی اختیار نہ فرمایا۔

مشکل ترین راستے کا انتخاب :-

بلکہ آپ ﷺ نے اس راستے کا انتخاب کیا جو سب سے زیادہ دشوار گزار تھا۔ وہ یہ تھا کہ پروردگار کی جانب سے پیغام آیا کہ اے میرے محبوب! کہہ دیجیے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ نے عربوں کو جمع کر کے فرمایا! **یٰاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْن** تم سب کے سب کہو کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تم فلاح پا جاؤ گے۔ آپ ﷺ کا کہنا ہی تھا کہ پورے عرب کے لوگ آپ ﷺ کے مخالف بن گئے۔ مگر آپ نے جبل استقامت بن کر مشقتیں اٹھائیں اور دنیا سے شرک اور بت پرستی کا نام و نشان مٹا دیا۔

مشقتیں اٹھانے پر انعام :-

تنگیوں سے گزرنے کے بعد انسان کو آسانیاں ملتی ہیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

قربانیاں دیں اور انسانیت پر ایسا احسان کیا کہ جب آپ ﷺ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو وہی لوگ جو مشرک تھے اب ایک اللہ کی فرمانبرداری کرنے پر تیار ہو چکے تھے۔ چنانچہ فتح مکہ کے وقت لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر واضح لفظوں میں ارشاد فرمادیا کہ آج کے بعد اس زمین پر شیطان اور بتوں کی پوجا نہیں کی جائے گی۔ الحمد للہ اللہ رب العزت نے اس جگہ کو شرک اور بت پرستی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمادیا۔

ابتدائے حیات میں مشکلات :-

جب نبی اکرم ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کو ابتداء ہی سے عجیب مشکل حالات پیش آئے۔ ابھی اپنی والدہ کے بطن میں ہی تھے کہ والد محترم کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ پھر ابھی آپ ﷺ کی عمر چھ سال کی تھی کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی دنیا سے تشریف لے گئیں۔ پھر آٹھ سال کی عمر مبارک تھی کہ آپ ﷺ کے دادا بھی دنیا سے تشریف لے گئے۔ پھر آپ ﷺ کے چچا آپ ﷺ کے کفیل بنے۔ آپ ﷺ نے پچیس برس کی عمر میں نکاح فرمایا اور ازدواجی زندگی شروع کی۔ پھر ایک وہ وقت بھی آیا کہ آپ ﷺ کی اہلیہ بھی دنیا سے چلی گئیں۔ آپ ﷺ کے چچا بھی دنیا سے چلے گئے۔ آپ دیکھئے کہ شروع سے آخر تک انسان کے جو سہارے ہوتے ہیں وہ سب سہارے ٹوٹتے رہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس میں یہ حکمت تھی کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم دے کر بھیجا تھا کہ میرے پیغمبر! دنیا کو بتادو کہ مخلوق کے سہارے ڈھونڈنے والو! آؤ ایک پروردگار کا سہارا پالو، وہ پروردگار تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔

میرے دوستو! اگر آپ ﷺ خود سہاروں کے ذریعے پرورش پاتے تو لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اعتراض کر سکتے تھے کہ خود سہاروں کے ذریعے پرورش پانے والے دنیا کو سہاروں کی مخالفت کیسے بتلا سکتے ہیں۔ لہذا آپ ﷺ نے دنیا کو سبق دے دیا کہ دیکھو اگر میں یتیم ہو کر دنیا میں ایک انقلابی زندگی گزار سکتا ہوں تو آیئے عمر بھر مخلوق کے سہارے ڈھونڈنے کی بجائے ایک پروردگار کو سہارا بنالو۔ وہ پروردگار تمہیں دنیا میں بھی کامیابی دے گا اور آخرت میں بھی کامیابی عطا فرمائے گا۔

معاشرتی بائیکاٹ :-

جب شعب ابی طالب میں آپ ﷺ کو بھیجا گیا تو اس وقت سارے قریش نے مل کر ایک معاہدہ کیا کہ ان کے ساتھ مکمل طور پر سوشل بائیکاٹ کیا جائے گا۔ نہ کوئی چیز لی جائے گی اور نہ ہی کوئی چیز دی جائے گی۔ ان کے ساتھ کسی قسم کی راہ ورسم بھی نہیں رکھی جائے گی۔ اب سوچئے کہ جب قوم اس بات کے اوپر متفق ہو جائے کہ ہم سب نے ایکا کر کے ان کی مخالفت کرنی ہے تو انسان کو کتنی پریشانیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

مصائب کی انتہاء :-

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس دنیا کے اندر دین کی خاطر جتنی تکالیف مجھے دی گئیں اتنی تکالیف کسی اور پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو نہیں دی گئیں۔ آپ ﷺ کو اس دنیا میں اللہ رب العزت کا پیغام پہنچانے کے لئے اتنی تکالیف اٹھانی پڑیں مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے اللہ کا پیغام انسانوں کے دلوں تک پہنچایا اور ان کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا۔

سب سے بہتر گواہ :-

ایک اصولی بات یاد رکھئے کہ جو انسان کوئی پیغام دیتا ہے تو قریبی لوگ اس کے سب سے بہتر گواہ ہوا کرتے ہیں کہ بھئی تم اپنی زندگی میں کس حد تک سچے ہو۔ اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اگر کسی انسان کی زندگی کے بارے میں پوچھنا ہو تو اس کی بیوی سے پوچھے، نوکر سے پوچھے، دوست سے پوچھے، پڑوسی سے پوچھے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اس کے اندر کے حالات کو سمجھا کرتے ہیں۔

قریبی لوگوں کا قبول اسلام :-

جب میرے پاک پیغمبر ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے گھر میں آکر اللہ رب العزت کا پیغام سنایا۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ وہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے لسان نبوت سے سب سے پہلے اللہ کا قرآن سنا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے سب سے پہلے ایک خاتون نے قرآن سنا، کسی مرد کو سب سے پہلے یہ شرف نصیب نہیں ہوا۔ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ جیسے ہی آپ ﷺ سے پیغام خداوندی سنتی ہیں اسی وقت اسلام قبول کر لیتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ کے غلام حضرت زیدؓ نے اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ کے دوستوں میں سیدنا صدیق اکبرؓ بڑے قریبی دوست تھے انہوں نے جب وہ پیغام سنا تو انہوں نے دین کو قبول کر لیا۔ آپ ﷺ کی مبارک زندگی میں وہ مقناطیسی کشش تھی کہ آپ ﷺ کی زبان سے نبوت کا دعویٰ ہونا تھا کہ سب قریبی لوگوں نے اس پر سر تسلیم خم کر لیا کیونکہ صداقت اور امانت کی وجہ سے ان کے قلوب آپ ﷺ کی عظمتوں کی پہلے ہی گواہیاں دے رہے تھے۔ حضور ﷺ کی مبارک زندگی کو اس انداز سے بھی دیکھا جائے تو آپ ﷺ کو اس زاویہ سے بھی انفرادیت حاصل ہے۔

انفرادی اور اجتماعی زندگی کے پرچار کا حکم :-

آدمی گھر میں زندگی گزارتے ہوئے اپنی بیوی کو عموماً یہ کہتا ہے کہ میرے اور آپ کے مسائل اپنی جگہ، لیکن ہم جب گھر سے باہر نکلیں تو ہم اپنی باتیں دوسروں کے

سامنے نہ کیا کریں۔ آپ کو دنیا کا ہر انسان اپنی بیوی کو یہی کہتا نظر آئے گا، الا ماشاء اللہ مگر پوری تاریخ انسانیت میں اللہ کے محبوب ﷺ کی شخصیت ایسی بھی نظر آئے گی جو اپنی بیوی کو بھی حکم دے رہی ہے کہ تم مجھے جو کچھ کرتا ہوا دیکھ رہی ہو تمہارے اوپر فرض ہے کہ ان تعلیمات کو دوسری عورتوں تک پہنچاؤ۔ جب آپ مسجد کی زندگی میں آتے ہیں تو وہاں بھی یہی تعلیم دیتے ہیں کہ تم جو کچھ مجھ سے سن رہے ہو یا جو کچھ مجھے کرتا دیکھ رہے ہو ان تعلیمات کو لوگوں تک پہنچاؤ۔ سبحان اللہ، میرے پیارے آقا ﷺ کی زندگی اتنی نکھری ہوئی زندگی تھی کہ آپ ﷺ نے اپنی اجتماعی زندگی کو بھی بیان کرنے کا حکم دیا اور اپنی انفرادی زندگی کو بھی لوگوں کے سامنے کھولنے کا حکم فرمایا۔ یہ معمولی بات نہیں ہوتی۔ بلکہ بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کو زندگی میں اپنے تنہائی کے لمحات میں جو کچھ کرتے ہوئے دیکھا تھا جب ان سے عورتیں سوال پوچھتی تھیں تو وہ ان تعلیمات کو دوسروں کے سامنے پیش کر دیا کرتی تھیں۔

نبوت کی بہترین دلیل :-

جب پہلے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے تو ان کی قوموں نے ان کی نبوت کے دلائل طلب کئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں عصا کو اژدھا بنا کے دکھا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے کو زندہ کر کے دکھا دیا۔ مختلف انبیاؑ نے اپنی نبوت کی گواہی کے طور پر مختلف معجزات پیش کئے مگر حضور نبی کریم ﷺ وہ مبارک ہستی ہیں کہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کی نبوت کی دلیل کیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **لَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ**۔ ارے کم عقلو! کیا میں اب تک کی زندگی تمہارے درمیان نہیں گزار چکا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے درمیان میری گزری ہوئی زندگی اتنی پاکیزہ ہے کہ یہی میری نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ سبحان اللہ، وہ کتنی پاکیزہ زندگی ہوگی۔ وہ پھول کی پتیوں سے زیادہ نزاکت والی زندگی تھی، وہ دودھ سے بھی زیادہ سفیدی رکھنے والی زندگی تھی۔ اتنی پاکیزہ زندگی تھی کہ کسی کافر کو ساری زندگی آپ ﷺ کی طرف انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ عقل والوں کے لئے واقعی یہ بڑی بات ہوتی ہے۔ اچھا کردار دیکھنے میں تو ایک معمولی چیز ہے مگر اس کے ذریعے انسان بڑی بڑی قیمتی چیزوں کو بھی خرید لیتا ہے۔ لوگ تلوار کا مقابلہ تو کر لیا کرتے ہیں مگر کردار کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

نبی اکرمؐ کے اخلاق کریمانہ

دیکھئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو مجنوں کہا گیا، شاعر کہا گیا، ساحر کہا گیا، مگر کسی نے آپ ﷺ پر کوئی اخلاقی بہتان نہ باندھا۔ کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہتا کہ میں نے تو آپ ﷺ کی زندگی میں فلاں بات ایسے دیکھی ہے۔ نہ صرف آپ ﷺ نے خود ہی ان اخلاق کریمانہ کا مظاہرہ فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے دنیا کو بھی اخلاق کا ہی درس دیا۔ آپ نے اپنے اخلاق حمیدہ کے ذریعے ان لوگوں کے دلوں کو فتح کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق ہی ایسے تھے کہ جو آپ ﷺ کے جتنا زیادہ قریب ہوتا جاتا تھا اتنا ہی وہ آپ ﷺ کا جانثار پروانہ بنتا جاتا تھا۔ اسی لئے احادیث میں لکھا ہے کہ **فُتِحَتِ الْمَدِيْنَةُ بِالْاَخْلَاقِ** کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اخلاق کے ذریعے مدینہ منورہ فتح کیا تھا۔

اخلاق کی تلوار :-

کسی ملک میں ایک صاحب اعتراض کرنے لگے کہ آپ کے پیغمبر ﷺ نے تو تلوار

www.besturdubooks.wordpress.com

کے زور پر دین کو پھیلا دیا تھا۔ اس عاجز نے پوچھا، وہ کیسے ؟ کہنے لگے ، وہ ایسے کہ ان کے گرد چند جنگجو اکٹھے ہو گئے تھے ، وہ تلوار کے دھنی تھے اس لئے انہوں نے تلوار کے زور پر پوری دنیا کے اندر زبردستی اسلام پہنچایا۔ میں نے ان سے دو سوال پوچھے۔ ایک سوال تو یہ پوچھا کہ ان تلوار کے دھنی لوگوں کو آپ ﷺ کے گرد کس تلوار نے اکٹھا کیا تھا؟ کہنے لگے ، جی وہ تو ان کے اخلاق سے متاثر ہوئے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ میرے پیارے پیغمبر ﷺ کے اخلاق کی تلوار تھی جس نے حقیقت میں دنیا کو فتح کر دیا تھا۔

میں نے دوسرا سوال یہ پوچھا کہ آپ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے جنگجو ساتھیوں نے تلوار کے ذریعے دنیا کو فتح کیا تھا تو بہ بتائیے کہ تلوار خود چلتی ہے یا تلوار کو چلانے والے ہاتھ ہوتے ہیں۔ کہنے لگے کہ تلوار خود تو نہیں چلتی ، اس کو چلانے والے ہاتھ ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان ہاتھوں کو بھی کسی نے فتح کیا ہوا تھا ، وہ ہاتھ بھی کسی کے ہاتھ میں آ چکے تھے۔ ان ہاتھوں میں آ کر ان میں وہ جرأت ، وہ شجاعت ، وہ دلیری ، وہ جہانگیری ، وہ جہانبانی ، اور کردار کی وہ پختگی آ گئی تھی کہ ان ہاتھوں نے جب تلوار اٹھائی تو پوری دنیا میں اسلام کی شمعیں فروزاں کر دیں۔

ام جمیلؓ کا قبول اسلام :-

دیکھئے کہ ام جمیل ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے اوپر کوڑا کرکٹ ڈالتی تھی۔ وہ بیمار ہو گئی۔ اس کی بیٹی اس کی تیمارداری کرتی۔ ان کے گھر میں کوئی مرد نہیں تھا۔ ان کا حال پوچھنے والا کوئی نہ تھا۔ وہ ماں اور بیٹی زندگی کا تکلیف دہ وقت گزار رہی تھیں۔ قریب کے لوگوں کے پاس فرصت ہی نہیں تھی کہ ان غریبوں کے کھانے یا دوائی کے بارے میں پوچھ لیتے۔ اس کسمپرسی کے عالم میں کئی دن گزر گئے۔

ایک مرتبہ بیٹی اپنی ماں کے پاس بیٹھی کچھ باتیں کر رہی تھی مگر ماں نقاہت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

وجہ سے جواب بھی نہیں دے پاتی تھی۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ ماں نے کہا، بیٹی! جاؤ دیکھو کون ہے؟ بیٹی دروازے پر آئی اور دروازہ کھول کر باہر دیکھا۔ باہر حضور نبی کریم ﷺ ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ہمراہ کھڑے تھے۔ وہ دیکھ کر بڑی حیران ہوئی۔ وہ بھاگ کر ماں کے پاس گئی اور کہا کہ جن کے اوپر تو کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی آج وہ بدلہ لینے کے لئے اپنے دوستوں کو لے کر آ گئے ہیں، ہمارے پلے تو کچھ نہیں ہے، وہ تو ہمیں گلا گھونٹ کر جان سے مار دیں گے۔ اس بیمار بڑھیا کے دل پر بہت پریشانی گزری، چنانچہ کہنے لگی، اب ہم کیا کر سکتے ہیں، پوچھو وہ ہمیں کیا کہتے ہیں، ہم رحم کی اپیل کر لیں گے، بہر حال ان کو آنے دو، ہم معافی طلب کر لیں گے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ام جمیل پریشان حال ہو کر بستر پر بیٹھی ہے، نگاہیں نیچی ہیں، پوچھتی ہے، اے محمد ﷺ! آج آپ نے یہاں کیسے قدم رنجہ فرمایا؟ آپ فرماتے ہیں کہ کئی دنوں سے تو نے میرے اوپر کوڑا کرکٹ نہیں ڈالا تھا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ جو عورت آپ پر کوڑا کرکٹ ڈالتی تھی وہ اب بیمار ہو چکی ہے۔ لہٰذا میں تیری بیمار پرسی کے لئے تیرے پاس چل کر آیا ہوں۔ اب بتایئے کہ اس عورت کے دل میں کیا ہی محبت پیدا ہوئی ہو گی کہ وہ کوڑا کرکٹ ڈالنے والی عورت عین اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔

تین سو آدمیوں کا قبول اسلام :-

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں آکر بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کو رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس نے مسجد کے صحن میں ہی ایک طرف جا کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرامؓ نے دیکھا تو انہوں نے اس کو منع کیا کہ تم یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا کر رہے ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا تو صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ جو یہ کر رہا ہے تم اسے اس حال میں مت روکو۔ چنانچہ جب وہ فارغ ہو کر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، اللہ تعالیٰ عظمتوں والے ہیں اور عظمتوں والے اللہ پاک کے گھر کو بھی پاکیزہ رکھنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے اتنے پیار سے اسے سمجھایا کہ وہ بڑا متاثر ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کہنے لگا کہ میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو پہننے کے لئے ایک لباس بھی ہدیہ کے طور پر دیا اور جب وہ پیدل جانے لگا تو اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنی سواری بھی اس کو ہدیہ کے طور پر دے دی۔ اس نے لباس زیب تن کیا اور سواری پر سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب وہ اپنے قبیلے کے لوگوں میں داخل ہونے لگا تو آبادی کے باہر سے ہی پکارنے لگا، او میرے بھائی، او میرے ماموں، او میرے چچا، ذرا میری بات سننا۔ لوگ بھاگ کر اکٹھے ہو گئے کہ کیا بات ہے، پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا؟ کہنے لگا، میں نے ایک ایسے معلم کو دیکھا جو یقیناً ایک بڑی شفیق اور بااخلاق ہستی ہیں۔ میں نے اتنا بڑا جرم کیا کہ اللہ کے گھر میں گندگی پھیلا دی مگر انہوں نے مجھے ڈانٹا نہیں، مارا نہیں، گالی نہیں دی، انہوں نے مجھ سے سختی نہیں کی بلکہ مجھے پیار سے سمجھا دیا اور پھر مجھے آتے ہوئے یہ ہدیے اور تحفے دے کر بھیجا۔ سب لوگ کہنے لگے کہ اچھا ہم بھی جا کر ان کو دیکھیں گے۔ چنانچہ اس قبیلے کے 300 آدمی اس کے ساتھ آئے اور اسلام کے دامن میں داخل ہو گئے۔ سبحان اللہ۔

فتح مکہ کے دن عام معافی کا اعلان :-

آیئے، اپنے محبوب ﷺ کی زندگی کی عظمتوں کو دیکھنا ہے تو فتح مکہ کے واقعہ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھ لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ فاتح بن کر مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس افرادی قوت موجود ہے، غلبے کی حالت میں ہیں، آج وقت ہے کہ ان کافروں سے بدلہ چکائیں، انہوں نے جو آپ ﷺ کے اوپر ظلم کئے تھے ان کا بدلہ لیں لیکن آپ ﷺ عاجزی کیساتھ مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔

رات کا وقت تھا، مکہ کی عورتیں پریشان تھیں کہ آج ہمارے گھروں میں پتہ نہیں کیا نقشے پیش کئے جائیں۔ ان کو یاد آرہا تھا کہ انہوں نے سیدنا بلال ؓ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا، انہوں نے سمیہ ؓ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا، انہوں نے دوسرے صحابہ کرام ؓ کے ساتھ کیا کیا ظلم کئے تھے۔ آج ان کو پرانی یادیں ستارہی تھیں۔

رات کا کافی وقت گزر چکا تھا۔ آخری پہر آگیا۔ بالآخر عورتوں نے اپنے مردوں سے کہا کہ نہ کوئی گلیوں میں شور ہے نہ ہی کوئی ہمارے گھروں تک پہنچا ہے اور نہ ہی کسی آدمی کی چیخ و پکار کی آواز آئی ہے۔ یہ مسلمان ہیں کہاں؟ اور کیا کر رہے ہیں؟ مردوں نے کہا کہ وہ آپس میں مشورے کر رہے ہوں گے۔ عورتوں نے کہا کہ جا کر دیکھو تو سہی، کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک حملہ کر دیں، کہیں ہماری عزتیں نہ لوٹ لیں، کہیں ہمیں جان سے نہ مار دیں، پتہ نہیں کہ ہم کل کی صبح دیکھیں گے بھی یا نہیں۔ چنانچہ مرد باہر نکلتے ہیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ گلیاں سنسان پڑی ہیں۔ وہ حیران ہوئے کہ مسلمان کہاں چلے گئے۔ بالآخر وہ اللہ کے گھر کی طرف چل کر آتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر مطاف کے اندر ایک عجیب منظر دیکھا۔ صحابہ کرام ؓ میں سے بعض طواف کر رہے ہیں، کوئی حجر اسود کو بوسے دے رہا ہے، کوئی مقام ابراہیم پر سجدہ ریز ہے۔ سب کی آنکھوں میں آنسو دیکھے، سب کی زبانوں سے اللہ تعالیٰ کی تعریفیں سنیں۔

جب انہوں نے دیکھا کہ یہ سب ایک اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں تو وہ سمجھ گئے کہ یہ دنیا کے بدلے چکانے والے لوگ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے سامنے سر جھکانے والے

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ ہیں۔ لہٰذا صبح کی روشنی کیا آئی کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کی روشنی پیدا فرما دی۔ چنانچہ صبح ہوئی تو وہ ہندہ جو حضرت امیر حمزہؓ کا قلب و جگر چبانے والی تھی وہ آ رہی ہے اور کہتی ہے کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! مجھے مسلمان بنا لیجئے۔ اے ہندہ! تو نے تو حضرت امیر حمزہؓ کے قلب و جگر کا ہار پہنا تھا، آج تو بازی کیوں ہار گئی۔ کس لئے چل کر آئی ہے، تو قسمیں کھاتی تھی کہ بدلے لوں گی، آج تجھے کس چیز نے ہرا دیا۔ وہ میرے محبوب ﷺ کا اخلاق اور صحابہ کرامؓ کا کردار تھا جو ان کے دلوں کو گھائل کر چکا تھا۔ چنانچہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتی ہے۔

ارے! کلمہ پڑھنے والوں نے بعد میں یہ کہا کہ جب ہم کافر تھے اس وقت ہمیں آپ سے اتنی نفرت اور دشمنی تھی کہ دنیا میں کسی سے نہیں تھی، آج کلمہ پڑھ لیا ہے، آج جتنی محبت آپ سے ہے اتنی کسی اور سے نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے عفو و درگزر کا یہ معاملہ ایسا تھا کہ آپ ﷺ نے مکہ کے پورے کے پورے لوگوں کے دل جیت لئے۔ آج دنیا اگر اپنے دشمن پر غالب آتی ہے تو بھلا کیا کرتی ہے؟ ذرا ان Cvilized (تہذیب یافتہ) ممالک کے حالات پڑھ کر دیکھ لیجئے کہ جب ان تہذیب و تمدن کا پرچار کرنے والوں نے کسی ملک کو فتح کیا یا دشمن کو فتح کیا تو انہوں نے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک اختیار کیا۔ میرے محبوب ﷺ کو اللہ نے فتح عطا فرمائی تو آپ ﷺ نے عفو و درگزر کا کیسا سبق عطا فرمایا۔ سبحان اللہ

عثمانؓ بن طلحہ کا قبول اسلام :-

مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کی کنجی عثمانؓ بن طلحہ کے پاس تھی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ کو فتح کیا تو آپ ﷺ نے عثمان کو بلا کر ان سے وہ کنجی لی اور بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا۔ آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

عبادت کی۔ سب صحابہ کرامؓ کو معلوم تھا کہ آج بیت اللہ شریف کی کنجی ہمارے محبوب ﷺ کے ہاتھ میں ہے، جب آپ ﷺ بیت اللہ شریف سے باہر تشریف لائے تو سب صحابہ کرامؓ منتظر تھے کہ آپ ﷺ بیت اللہ شریف کی کنجی اپنے غلاموں میں سے کسی غلام کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ مگر آپ ﷺ اسی عثمان کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ کنجی پہلے بھی تمہارے ہاتھ میں تھی، اب یہ کنجی پھر میں تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ یہ کنجی قیامت تک تمہاری نسل میں رہے گی اور تم سے کوئی نہیں لے گا مگر وہی جو ظالم ہو گا۔

اس وقت صحابہ کرامؓ حیران رہ گئے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے عدل وانصاف کا کیا منظر پیش کیا۔ قریشی حیران ہیں، ہاشمی حیران ہیں، دوسرے قبائل کے لوگ حیران ہیں کہ جس کو چاہتے کنجی دے سکتے تھے مگر نہیں، جس سے لی تھی اللہ کے محبوب ﷺ نے غلبہ حاصل ہونے کے بعد کنجی اسی کے ہاتھ میں دے دی۔ اس کے ہاتھ میں کنجی کا آنا تھا کہ اس نے کہا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! کنجی تو آپ ﷺ نے پکڑا دی، اب مجھے اپنا دامن بھی پکڑا دیجئے تاکہ کعبے کا پروردگار بھی مجھ سے راضی ہو جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو کلمہ پڑھا کر مشرف بہ اسلام فرمادیا۔ سبحان اللہ۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام :-

دنیا کہتی ہے کہ جنگجو لوگوں کے ہاتھوں اسلام پھیلا۔ ارے! بتاؤ تو سہی کہ عمرؓ ابن الخطاب تو نبی اکرم ﷺ کو شہید کرنے کے لئے نکلے تھے مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد محبوب ﷺ کے سامنے سر جھکائے ہوئے کیوں بیٹھے نظر آتے ہیں۔ کسی تلوار نے ان کو مجبور کیا تھا کہ آؤ اور اس یتیم مکہ کے سامنے تم اپنا سر جھکا کر بیٹھو۔ معلوم ہوا کہ بات

www.besturdubooks.wordpress.com

دراصل کچھ اور تھی۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا قبول اسلام :-

حضرت خالدؓ بن ولید کی زندگی کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اتنے بڑے سپہ سالار آکر مؤدبانہ بیٹھ جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اتنے بڑے جنگجو، جرأت مند اور دلیر انسان کو اگر نبی کریم ﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنے کا شرف ملا ہے تو فقط آپ ﷺ کے اخلاق کی وجہ سے ملا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسے بہادر انسان تھے جو تلواروں سے ماننے والے نہیں تھے، وہ تو تلوار کے دھنی تھے اور ٹکرا جایا کرتے تھے مگر محبوب ﷺ کا کردار جب سامنے آیا تو ان کی تلواریں بے کار ہو گئیں، انہوں نے تلواریں پیچھے رکھ دیں اور آکر محبوب ﷺ کے دامن کو پکڑ لیا۔ سہیل بن عمرو دوسی اور ثمامہ بن عصال کو بھی میرے محبوب ﷺ کے اخلاق کی تلوار نے مسلمان کیا۔

جاذبیت اسلام :-

دنیا میں کچھ ایسے علاقے بھی تھے جن میں کوئی مسلمان فوجی نہیں گیا مگر وہاں بھی اسلام کی شمع روشن ہو گئی۔ حیرہ کے اندر کوئی مسلمان فوجی نہ گیا، حبشہ، بحرین اور حیفہ کے اندر کوئی فوجی نہ گیا مگر وہاں کے لوگوں نے بھی اسلام کو قبول کر لیا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ جنگجو ابھی نہیں پہنچے تھے کہ اسلام پہلے پہنچ گیا۔ اسلام میں ایسی جاذبیت، ایسی کشش، اور ایسی مقناطیسیت تھی کہ اس نے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لیا تھا۔ سبحان اللہ، یہ کردار کی عظمت تھی کہ جس نے پوری دنیا کو مسخر کر لیا۔

محمدیؐ انقلاب کی خصوصیات

دنیا میں اب تک کئی انقلابات رونما ہو چکے ہیں۔ ایک انقلاب حضور نبی کریم ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے بھی برپا کیا تھا۔ اس محمدی ﷺ انقلاب کی چند اہم خصوصیات ذہن میں نقش کر لیجئے۔ یہ وہ پکی باتیں ہیں جن کا کفر کی دنیا کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔ جب آپ ان سے پوچھیں گے تو وہ اپنی بغلیں جھانکنا شروع کر دیں گے۔

1. کم وسائل کے ساتھ انقلاب :-

سب سے پہلی خصوصیت تو یہ تھی کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے دنیا کے اندر اتنا بڑا انقلاب اتنے کم وسائل کے ساتھ پیدا کیا کہ پوری دنیا میں اتنے کم وسائل کے ساتھ اتنا بڑا انقلاب برپا نہیں کیا گیا۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ یہ خدائی مدد کی دلیل ہے۔

2. کم وقت میں انقلاب :-

انقلاب پیدا کرنے کے لئے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ محمدی ﷺ انقلاب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ فقط دس سال کے عرصہ میں برپا ہو گیا۔ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اصل میں اس وقت کام کے کھل کر کرنے کی ابتداء ہوئی۔ فقط دس سال کے عرصہ میں قرآن بھی مکمل نازل ہو چکا تھا۔ اور پھر اسلام کا پیغام لے کر بھی چل پڑے تھے۔ اس قلیل عرصہ میں اللہ کے محبوب ﷺ نے اس دنیا کو علم واخلاق کا انقلاب برپا کر کے دکھا دیا۔ اتنے کم وقت میں کوئی بھی اتنا بڑا انقلاب پیدا نہیں کر سکتا۔ دس سال کے قلیل عرصہ میں قوموں کا رخ بدل دینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔

3. غیر خونی انقلاب :-

محمدی ﷺ انقلاب کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ اس انقلاب کے دوران سب سے کم جانی نقصان ہوا۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

www.besturdubooks.wordpress.com

کی مبارک زندگی میں جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں ان میں مسلمان شہداء اور مقتول کفار کی کل تعداد 1062 افراد تھی ۔ اس اعتبار سے آپ اس انقلاب کو ,, غیر خونی انقلاب،، کہہ سکتے ہیں۔

میرے دوستو! ہمارا یہ اسلامی ملک ہے۔اس میں امن بھی ہے مگر یہاں پر بھی آپ دیکھیں تو مختلف شہروں میں جھگڑوں کے دوران ایک دو ماہ میں سینکڑوں انسان قتل ہو چکے ہوں گے۔ لیکن میرے محبوب ﷺ نے پوری دنیا میں دس سالوں میں جو انقلاب پیدا کیا اس میں فقط 1062 انسان کام آئے۔

غور سے سنئے کہ بغداد کے اندر ہلاکو خان نے بھی ایک انقلاب برپا کیا تھا۔ مگر ایک دن کے اندر بغداد میں دو لاکھ مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ یہ تو ایک دن کی بات ہے اور پورے انقلاب میں نہ معلوم کتنے لاکھ مسلمان کام آئے تھے۔ فرانس کے انقلاب میں 25 لاکھ انسان کام آئے۔ رشیا میں کمیونزم کا انقلاب آیا اور اس انقلاب کے دوران 40 لاکھ انسانوں کو قتل کیا گیا۔ قیام پاکستان کے وقت بھی ایک کروڑ انسانوں کو جانیں دینا پڑیں۔ مگر میرے محبوب ﷺ نے اتنے کم جانی نقصان کے ساتھ دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھا دیا۔ پوری دنیا میں اس انقلاب کی مثال نہیں ملتی۔

کفار کا اعتراف :-

اس عاجز نے ایک محفل میں کفار سے کہا کہ تم بڑی باتیں کرتے ہو کہ ہم دنیا میں یہ انقلاب بھی لائیں گے اور وہ انقلاب بھی لائیں گے۔ ایک انقلاب 1,400 سال پہلے بھی آیا تھا۔ بتاؤ کہ اتنے کم وسائل کے ساتھ، اتنے کم وقت میں، اتنے کم نقصان کے ساتھ دنیا میں اتنا بڑا انقلاب آسکتا ہے؟

میرے سامنے کفر کے بڑے بڑے گرو بیٹھے تھے۔ ان سب نے کہا کہ اتنے کم

www.besturdubooks.wordpress.com

وسائل کے ساتھ، اتنے کم وقت میں، اتنی کم خونریزی کے ساتھ اتنا بڑا انقلاب برپا کرنا تو کسی کے بس کی بات نہیں۔ جب انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا تو میں نے انہیں کہا کہ پھر تم کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ یہ کام کر کے دکھانے والے اللہ کے پیغمبر ہیں۔ مگر وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کے پیغمبر کی تو بڑی عزت کرتے ہیں، ہم تو ان سے محبت کرتے ہیں، ہمیں ان سے تو کوئی گلہ نہیں، ہمیں تو موجودہ دور کے مسلمانوں سے گلہ ہے۔ یہ کفر کا ایک داؤ تھا کہ اس بات کو ٹالنے کے لئے انہوں نے موجودہ مسلمانوں کی زندگی پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا۔

میرے دوستو! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی پاکیزہ زندگی تھی کہ دنیائے کفر کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ہمیں آپ ﷺ کی ذات پر کوئی گلہ نہیں۔

انسان کامل :۔

ایک اور بات پر غور کیجئے۔ دنیا کے اندر بڑے بڑے لوگ آئے۔ کوئی جرنیل بنا، کوئی سپہ سالار بنا، کوئی وقت کا حکمران بنا، کوئی فلاسفر بنا، اور کوئی حکماء میں شامل ہوا۔ ان سب نے دنیا میں اپنی عظمت کا لوہا منوایا۔ کسی نے سائنس کے میدان میں، کسی نے شاعری اور فلاسفی کے میدان میں، کسی نے لغت اور ادب کے میدان میں تاریخ کے انمٹ نقوش چھوڑے۔ لیکن جب ان سب کی زندگیوں کو میں پڑھتا ہوں تو مجھے ان سب میں ایک بات Common (یکساں) نظر آتی ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ اگر ہم نے کسی فاتح کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا تو سب سے آخر میں یہ بات پڑھنے کو ملی کہ انہوں نے تو اور بھی علاقوں کو فتح کرنا تھا مگر زندگی نے ساتھ نہ دیا اور مزید علاقوں کو فتح نہ کر سکے۔ میں نے مختلف شعراء کی زندگیوں کا مطالعہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے حالات زندگی کے آخر میں یہ الفاظ پڑھے کہ اس نے بہت ہی اچھا کلام کہا، مگر زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

نے وفا نہ کی ورنہ اور بھی اچھا کلام کہہ جاتے۔ ہم نے سائنس دانوں کی زندگیوں کا
مطالعہ کیا۔ آخر میں یہی نظر آیا کہ وہ بڑے اعلیٰ سائنس دان تھے، آخری عمر میں انہوں
نے یہ کمال کر کے دکھادیا، زندگی نے وفا نہ کی، اگر اور لمبی زندگی ملتی تو وہ اور بھی زیادہ
سائنسی تحقیقات پیش کر جاتے۔ اسی طرح ہم نے مصنفین کے حالات زندگی پڑھے۔
آخر میں یہی پڑھنے کو ملا کہ انہوں نے بہت اچھی اچھی کتابیں لکھیں مگر زندگی نے وفا نہ
کی ورنہ اور بھی بہترین کتابیں لکھ لیتے۔ اس طرح جس مشہور شخصیت کی زندگی کو بھی
دیکھتا ہوں مجھے نامکمل نظر آتی ہے۔ کیونکہ یہ کہتا کہ وقت نے مہلت نہ دی ورنہ کچھ کر
کے دکھادیتے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ لکھنے والا (رائٹر) تسلیم کر رہا ہے کہ وہ کام کو
ادھورا چھوڑ کر چلا گیا۔ گویا کسی کی زندگی میں تکمیل نظر نہیں آتی۔

لیکن پوری تاریخ انسانیت میں حضور نبی کریم ﷺ کی ایک ایسی ہستی نظر آتی ہے
کہ جنہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار جانثاروں سے پوچھا، لوگو
بتاؤ میں جس پیغام کو لے کر آیا تھا کیا میں نے وہ پیغام آپ تک پہنچا دیا ہے۔ ایک لاکھ
چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام کو پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے
آپ ﷺ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ اے اللہ
گواہ رہنا۔ سبحان اللہ، پوری تاریخ انسانیت میں مجھے صرف اور صرف اپنے محبوب
ﷺ کی زندگی مکمل نظر آتی ہے۔ لہٰذا میں ایسی ہستی کو اپنا قائد کیوں نہ مانوں جن کی
کامل اور مکمل زندگی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔

رہبر کامل :-

میرے دوستو! جب آدمی آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھتا ہے تو اسے آسمان نظر آتا ہے۔ آپ
زمین پر کھڑے ہو کر اوپر آنکھ اٹھائیے، آپ کو آسمان نظر آئے گا، آپ سمندر میں آ

www.besturdubooks.wordpress.com

اوپر اٹھایئے آپ کو آسمان نظر آئے گا، آپ پہاڑ کی چوٹی پر آنکھ اوپر اٹھایئے آپ کو آسمان نظر آئے گا، آپ ویرانوں میں اوپر آنکھ اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو آسمان نظر آئے گا، صحرا میں آپ آنکھ اوپر اٹھائیں تو آپ کو آسمان نظر آئے گا۔

بالکل اسی طرح جب میں عملی زندگی کی طرف دیکھتا ہوں تو میں اپنی زندگی کے کسی شعبے میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے ذرا نگاہ اٹھاتا ہوں تو مجھے نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی آسمان ہدایت کی مانند نظر آتی ہے۔ میں اگر جوانی میں تعلیم حاصل کرنا چاہوں تو اس آسمان ہدایت سے مجھے آپ ﷺ کی جوانی نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ مجھے زندگی کے جس شعبہ میں رہبری کی ضرورت پڑتی ہے۔ میں آنکھ اٹھا کر آسمان ہدایت سے وہ تصویر دیکھ لیتا ہوں۔ سبحان اللہ، میرے آقا ﷺ کی وہ پاکیزہ اور کامل زندگی ہے جس نے دنیا کے اندر ہر میدان میں انسانیت کو رہبری عطا فرمائی۔

معلم کامل :۔

میرے دوستو! مذہبی اداروں میں شخصیت پرستی کی بجائے خدا پرستی کی بنیاد کس نے ڈالی؟ میرے محبوب ﷺ نے ڈالی، چنانچہ ارشاد فرمایا **لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ** کہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاتی۔ اعتقادات کے اندر توہم پرستی کے بجائے حقیقت کی راہ دکھانے والے کون ہیں؟ وہ میرے آقا ﷺ ہیں۔ سائنس میں فطرت کی پوجا کرنے کی بجائے اس کو مسخر کرنے کا درس دینے والے کون ہیں؟ وہ میرے آقا ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ سیاسیات کے میدان میں نسلی بادشاہت کی بجائے اخلاق و صفات کے اعتبار سے عوام میں سب سے بہترین کو خلیفہ چننے کی تعلیمات کس نے دیں؟ میرے آقا ﷺ نے دیں۔ علم کی دنیا میں خیال آرائی کے بجائے حقیقت نگاری کا درس کس نے دیا؟ میرے آقا ﷺ نے دیا۔ ارے

www.besturdubooks.wordpress.com

سماجی تنظیم میں ظلم کے بجائے عدل کو بنیاد بنانے کی تعلیم کس نے دی؟ میرے آقا ﷺ نے دی۔ میرے آقا ﷺ ہی تو تھے جنہوں نے مشرق و مغرب میں انقلاب برپا کر دیا۔ آج دنیا میں جتنی تعلیمات ہیں وہ سب کی سب اسی آفتاب ہدایت سے پھوٹی ہوئی کرنیں ہی نظر آتی ہیں۔ سبحان اللہ

عدل نبوی ﷺ کفار کی نظر میں :-

پچھلے دنوں امریکہ میں ایک بات بڑی مشہور ہوئی کہ وہاں کی سپریم کورٹ کے اندر انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی شبیہ بنائی، پوری صورت تو نہیں بنائی مگر ایسے ہی موٹا موٹا رنگ بھرا۔ اور پھر انہوں نے اس کے نیچے لکھا کہ یہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کو اس پر بڑا دکھ ہوا۔ انہوں نے صدر اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان کو خطوط لکھے کہ تم نے یہ تصویر کیوں بنائی ہے، ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے اور اس سے ہمارے جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ امریکہ کے صدر نے ان خطوط کا جواب دیا جو اخبارات اور دوسرے رسائل میں بھی چھپا۔ اس نے وضاحت کی کہ یہ ہمارے ملک کی سپریم کورٹ ہے، یہ عدل و انصاف پر قائم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں ہر بات انصاف کے مطابق ہو۔ ہم نے پوری تاریخ کو اٹھا کر دیکھا، کہ دنیا میں انصاف کی تعلیم دینے والا کون تھا؟ ہم نے مسلمانوں کو دیکھا، غیر مسلموں کو دیکھا، حتیٰ کہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک جتنے انسان دنیا میں پیدا ہوئے ہم نے ان سب کی زندگیوں کا مطالعہ کیا۔ ہمیں پوری انسانیت میں ایک یہ ہستی نظر آتی ہے جنہوں نے عدل کی تعلیم دی ہے۔ ہم نے ان کی عظمت کو مانتے ہوئے ان کا نام اپنی سپریم کورٹ میں لکھا ہے۔ لوگو! جہاں دنیا میں عدل کی بات کی جائے گی وہاں ہمارے پیغمبر ﷺ کا نام لیا جائے گا۔ سبحان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

برطانیہ اور سویڈن کے شہزادوں کے تاثرات :-

میرے پیارے پیغمبر ﷺ کی مبارک زندگی کفار کے دلوں کو بھی متاثر کر رہی ہے۔اسی لئے کبھی برطانیہ کے شہزادے کا بیان آتا ہے کہ مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ سے مجھے بڑی رہبری ملی ہے اور کبھی سویڈن کا شہزادہ 120 مذاہب کا مطالعہ کر کے بالآخر اسلام قبول کر لیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے آقا ﷺ کی زندگی میں وہ جاذبیت تھی کہ اس نے غیروں کے دلوں کو بھی متاثر کر دیا۔

صداقت نبوی ﷺ ابو جہل کی نظر میں :-

ابو جہل حضور اکرم ﷺ کا بد ترین دشمن تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون چھوٹا تھا اور میرا فرعون (ابو جہل) بڑا فرعون ہے۔بدر کے میدان میں ایک کافر نے ابو جہل سے پوچھا، اے ابو الحکم! تمہاری عظمت کو میں جانتا ہوں۔ تم قریشیوں کے سردار ہو، مگر سچی بات بتاؤ کہ کیا تم اس پیغمبر ﷺ کو سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا؟ کہنے لگا کہ میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ وہ سچا انسان ہے اور اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اس نے کہا کہ جب تم سمجھتے ہو کہ وہ سچا انسان ہے تو اس کے پیغام کو قبول کیوں نہیں کر لیتے؟ کہنے لگا کہ اس سے میری سرداری چلی جائے گی۔ ارے! میرے پیغمبر ﷺ کے اخلاق کریمانہ نے تو ابو جہل جیسے دشمن اسلام کے دل کو بھی فتح کر لیا تھا لیکن حَمِيَةَ جَاهِلِيَةَ کی وجہ سے اس کو ایمان کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ ارے! کفار کے دل بھی مانتے ہیں مگر جسے اللہ چاہتا ہے ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔

ہماری ذمہ داری :-

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آقا ﷺ کی تعلیمات کو حاصل کریں اور ان کے مطابق اپنی زندگی گزارتے چلے جائیں۔ کیونکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مرا قائد ہے وہ زندگی پیغام تھا جس کا
صداقت ذات تھی جس کی امانت نام تھا جس کا
وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کر دی
کلی آغاز تھی جس کی چمن انجام تھا جس کا

جب آپ ﷺ تشریف لائے تو قوم یقیناً جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں گری پڑی تھی۔ آپ ﷺ نے اس قوم کے نوجوانوں پر محنت فرمائی اور جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر پوری دنیا کے سامنے گئے تو

چڑھتے سورج سے تاج مانگا سمندروں سے خراج مانگا

کے مصداق اپنی عظمت کا لوہا منوایا۔ آیئے اس پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی عظمتوں کو سلام کرتے ہوئے آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی کے مطابق ہم اپنے دلوں میں ایک اچھی زندگی گزارنے کے ارادے کر لیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی پاکیزہ زندگی عطا فرمادیں، گناہوں سے خالی اور اچھے اخلاق والی زندگی عطا فرمادیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے نقش قدم پر چل کر زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ (آمین ثم آمین)

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

وَ آخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

www.besturdubooks.wordpress.com

نسبت کا مقام

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَفَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلنُّوْرُ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ اِنْفَتَحَ ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اعمال کی دو قسمیں:

اعمال کی دو قسمیں ہیں، اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ۔ اعمال صالحہ نیک کاموں کو کہتے ہیں اور اعمال سیئہ گناہوں کو کہتے ہیں۔ جو کام اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق ہو اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی مطابق ہو وہ اعمال صالحہ میں شامل ہے اور جو کچھ اس کے علاوہ ہو وہ اعمال سیئہ میں شامل ہے۔

باطن پر اعمال کے اثرات:

انسان کے باطن پر اعمال کے اثرات پڑتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نماز میں آکر شریک ہوئے مگر وضو کرنے میں کوئی کمی رہ گئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے سلام

www.besturdubooks.wordpress.com

پھیر کر ارشاد فرمایا، کون ہے جس کی وجہ سے ہماری نماز کے اندر اثر ہوا؟ محدثین نے یہاں سے نتیجہ نکالا کہ وضو میں کمی رہ جانا ایک ظاہری عمل تھا مگر اس کا بھی باطن پر اثر ہو گیا۔ اگر ساتھ والے کے عمل کا انسان کے باطن پر اتنا اثر ہوتا ہے۔ تو اگر انسان کا اپنا عمل خراب ہو گا تو پھر اس کے باطن پر کتنا بڑا اثر ہو گا......!!!

گناہوں کی وجہ سے دل کا سیاہ ہو جانا :

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب بھی انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے۔ اگر سچی توبہ کر لے تو مٹ جاتا ہے۔ اگر توبہ نہ کرے اور دوسرا گناہ کر لے تو دوسرا داغ لگ جاتا ہے۔ اگر بالکل توبہ نہ کرے تو یہ سیاہی گناہوں کے ساتھ ساتھ اتنی بڑھتی چلی جاتی ہے کہ اس انسان کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کو ''رین قلب'' کہتے ہیں۔ یعنی دل کا زنگ، دل کی سیاہی۔ قرآن پاک سے اس کی دلیل ملتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے، كَلَّا بَلْ سكتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ کیوں نہیں، انکی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کے دل پر زنگ لگا دیا گیا ہے۔ استغفار کی کثرت سے یہ سیاہی دھل جاتی ہے جبکہ غفلت اور گناہوں سے یہ سیاہی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جس انسان نے کلمہ نہیں پڑھا اس کا دل بالکل سیاہ ہوتا ہے۔ اور جس نے کلمہ پڑھ لیا اس کا دل نور ایمان سے لبریز ہو جاتا ہے۔

کفر اور ایمان اللہ تعالیٰ کی نظر میں :

اللہ رب العزت کو کفر اور کافر سے ذاتی عداوت ہے جبکہ ایمان اور مومن بندوں سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا، اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا۔ آداب شاہانہ تو یہی تھے کہ یوں فرمایا جاتا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان والے ہمارے دوست ہیں۔ مگر اس نسبت کو اپنی طرف پسند فرمایا۔ سبحان اللہ، بندوں پر اتنے مہربان، اتنے کریم اور اتنے رحیم کہ نسبت اپنی طرف فرمائی۔ اس نسبت کی اللہ رب العزت کے ہاں بڑی قیمت ہے۔

دو طرح کی مخلوق:

اللہ تعالیٰ کے ہاں مخلوق دو طرح کی ہے۔ هُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ وہ ذات جس نے تمہیں پیدا کیا، فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ تم میں سے کافر بھی ہیں اور تم میں سے ایمان والے بھی ہیں۔ گویا اس اعتبار سے بندوں کی تقسیم دو طرح سے ہے۔ کفار کے دلوں پر ظلمت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں ان کے لئے ایک عجیب مثال بیان فرمائی گئی: فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ سمندر میں جب تلاطم آتا ہے تو لہروں پر لہریں پڑ رہی ہوتی ہیں۔ اگر اس وقت آسمان پر بادل بھی ہوں تو سمندر کی تہہ میں اتنا اندھیرا ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ قرآن نے کفار کے دلوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے یہی کہا کہ ان کی مثال ایسے ہے جیسے سمندر میں لہروں کے اوپر لہریں آ رہی ہوں، آسمان کے اوپر بادل ہوں پھر نیچے اگر کوئی اپنا ہاتھ نکالے لَمْ یَکَدْ یَرٰهَا وہ کبھی اس کو دیکھ نہیں پاتا۔ کس لئے؟ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی نور ہی نہ بنائے پھر اس کے لئے نور نہیں ہوتا۔

نسبت کی لاج:

محترم جماعت! اگر اللہ تعالیٰ اتنی بات ہی فرما دیتے کہ اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا، تو بات اپنے معانی کے اعتبار سے مکمل ہو جاتی۔ مگر ایک بات اور آگے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمادی جس نے مسئلہ کو بالکل واضح کر دیا۔ فرمایا **يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ** اللہ تعالیٰ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال کر لے جاتا ہے۔ چونکہ اللہ رب العزت مومن کا اندھیرے میں رہنا پسند نہیں فرماتے۔ اس لئے قرآن مجید میں فرمایا **الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ** یہ کتاب ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی۔ **لِتُخْرِجَ النَّاسَ** تاکہ آپ نکالیں انسانوں کو **مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ** اندھیروں سے روشنی کی طرف۔ گویا قرآن مجید اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جانے والی کتاب ہے۔ اللہ رب العزت جن بندوں سے محبت فرماتے ہیں ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاتے ہیں اور یہ روشنی ایمان والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ کلمہ پڑھنے سے بندے کو اللہ رب العزت کے ساتھ ایک نسبت ہو جاتی ہے۔

عبرتناک واقعہ :

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی میرے کسی تعلق والے کا قریبی عزیز تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ قریب تھا کہ اسے موت آجائے۔ وہ تعلق والا بندہ میرے پاس آیا اور اس نے بڑی منت سماجت کی کہ حضرت! آخری وقت ہے تشریف لائیں اور کچھ توجہات فرمائیں۔ اس کی آخرت اچھی بن جائے گی۔ فرماتے ہیں کہ میں وہاں گیا۔ میں نے بہت دیر تک توجہ دی مگر میں نے دیکھا کہ اس کے دل کی ظلمت پر کوئی فرق نہ پڑا۔ میں بڑا حیران ہوا کہ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ پہلے تو جب بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے متوجہ ہوا، رب کی رحمت نے یاوری فرمائی اور سالکین کے دلوں کی ظلمتوں کو دور کر دیا۔ یہ عجیب معاملہ تھا کہ اتنی توجہ بھی کی مگر اس کے دل پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ بے اختیار اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا تو دل میں القاء

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا گیا کہ آپ کی توجہ سے یہ ظلمت دور نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس آدمی کے کفار کے ساتھ محبت کے تعلقات ہیں۔ کافروں سے محبت رکھنے کی وجہ سے دل پر ایسی ظلمت آئی جو وقت کے مجدد کی توجہات سے بھی دور نہ ہو سکی۔

عقائد کا فساد :

حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے خلفاء میں سے حضرت خواجہ احمد سعیدؒ احمد پور شرقیہ میں رہتے تھے۔ وہ اپنے حالات زندگی میں خود فرماتے ہیں کہ میں بسا اوقات سالکین کے دل پر توجہ کرتا ہوں تو اس کے اثرات محسوس ہوتے ہیں مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے دلوں سے وہ فیض ٹکرا کر واپس آجاتا اور مجھے اس میں سے آواز آتی ہے کہ ہمارے لئے اس دل میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ فرمایا جب میں نے تحقیق کی تو مجھے پتہ چلا کہ وہ آدمی عقائد کے فساد میں مبتلا ہیں۔

حضرت یوسفؑ کے نزدیک نسبت کا مقام :

جس کو کسی سے نسبت ہو جاتی ہے وہ اس نسبت کی لاج رکھا کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت یوسفؑ کے پاس قحط کے زمانے میں ایک لڑکا غلہ لینے کے لئے آیا۔ آپ نے اسے کچھ غلہ دے دیا۔ اس کے بعد اس نے آپ کو کوئی بات بتائی تو آپ اتنے خوش ہوئے کہ اس کو اور زیادہ غلہ دیا، اور انعامات و اعزازات کے ساتھ رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔ اے میرے پیارے پیغمبرؑ! آپ نے اس لڑکے کا اتنا زیادہ اکرام کیوں کیا؟ عرض کیا، رب کریم! میں نے تو ابتداء میں اس کو وہ حصہ دیا جو بنتا تھا لیکن اس نے مجھے بتایا کہ میں وہ لڑکا ہوں جس نے بچپن میں آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔ اس بات کو سن کر میرے دل میں محبت تڑپ اٹھی کہ یہ وہ لڑکا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

جس نے بچپن میں میری پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔ آج یہ بے حال ہو کر میرے پاس کچھ لینے کیلئے آیا ہے، میں کیوں نہ اس گواہی کی وجہ سے اس کا اکرام کروں۔ اس لئے اے اللہ! میں نے اس کا اکرام کیا، میں نے اسے وہ کچھ دیا جو میرے اختیار میں تھا۔ رب کریم نے وحی نازل فرمائی، اے میرے پیغمبرؑ! جس نے آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی آپ نے اس کو اتنا کچھ دیا جو آپ دے سکتے تھے، آپ نے وہ کچھ کیا جو آپ کی شان کے مطابق تھا۔ یاد رکھئے! جو بندہ دنیا میں میری الوہیت کی گواہی دے گا، میری ربوبیت کی گواہی دے گا، جب وہ میرا بندہ قیامت کے دن میرے سامنے آئے گا تو میں پروردگار بھی وہ کچھ دوں گا جو میری شان کے مطابق ہو گا۔ سبحان اللہ

بندی اور بندے کی معافی :

ایک آدمی کی بیوی سے کوئی غلطی ہو گئی۔ نقصان کر بیٹھی۔ اگر وہ چاہتا تو اسے سزا دے سکتا تھا، اگر وہ چاہتا تو اسے طلاق دے کر گھر بھیج سکتا تھا کیونکہ وہ حق بجانب تھا۔ تاہم اس آدمی نے یہ سوچا کہ میری بیوی نقصان تو کر بیٹھی ہے، چلو میں اس اللہ کی بندی کو معاف کر دیتا ہوں۔ کچھ عرصہ کے بعد اس شخص کی وفات ہو گئی۔ کسی کو خواب میں نظر آیا۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا کہ سناؤ آگے کیا معاملہ بنا؟ کہنے لگا کہ اللہ رب العزت نے میرے اوپر مہربانی فرما دی۔ اس نے پوچھا، وہ کیسے؟ کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میری بیوی غلطی کر بیٹھی تھی۔ میں چاہتا تو سزا دے سکتا تھا مگر میں نے اس کو اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا کہ تو نے اسے میری بندی سمجھ کر معاف کر دیا، جا میں تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف کر دیتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نسبت کی قدر و قیمت

ایمان والوں کو اللہ رب العزت سے ایک نسبت ہے۔ اور اس نسبت کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔ بندے تو سب ہی اللہ کے ہیں لیکن جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ بندہ اللہ رب العزت کے ساتھ ایمان کی نسبت سے جڑ گیا۔

نسبت کی وجہ سے رتبے میں فرق :

ایک بھٹے میں دو اینٹیں پکیں جو کسی آدمی نے خریدیں۔ ایک کو مسجد کے صحن میں اس نے لگادیا اور دوسری کو اس نے بیت الخلاء میں لگادیا۔ اینٹیں ایک جیسی، بنانے والا ایک آدمی، قیمت بھی ایک جیسی، لگانے والا بھی ایک آدمی۔ لیکن ایک کو نسبت مسجد سے ہوگئی اور ایک کو نسبت بیت الخلاء سے ہوگئی۔ جس کی نسبت بیت الخلاء سے ہوئی، وہاں ہم ننگا پاؤں بھی رکھنا پسند نہیں کرتے اور جس کی نسبت بیت اللہ (مسجد) سے ہوئی وہاں ہم اپنی پیشانیاں ٹیکتے پھرتے ہیں۔ دونوں کے رتبے میں فرق کیوں ہوا؟ چیز ایک تھی، قیمت ایک جیسی تھی اور ایک ہی طریقے سے لگی تھیں مگر نسبت نے دونوں میں فرق پیدا کر دیا۔

قرآن مجید کے گتے کا رتبہ :

فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ اگر آپ قرآن مجید پر ایک گتہ جوڑ دیں حتیٰ کہ وہ اس کا جزو بن جائے تو اب جس طرح لکھے ہوئے کاغذ کو آپ بے وضو نہیں چھو سکتے اسی طرح اس گتے کو بھی بے وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ کوئی آدمی اگر یہ کہے کہ گتے پر قرآن مجید نہیں لکھا ہوا، گتہ اور چیز ہے اور جن کاغذوں پر قرآن لکھا ہوا وہ اور چیز ہے تو فقہاء اس کا جواب دیں گے کہ گتہ تو واقعی غیر چیز تھی، جنس غیر تھی مگر سلائی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ذریعے سے قرآن کے ساتھ یہ جڑ گیا، لہذا اس یک جان ہونے کی نسبت کے صدقے اللہ تعالی نے گتے کو بھی وہ مقام دے دیا کہ اب ہم اس گتے کو بھی بے وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

سیدنا عیسیٰؑ کی اپنی قوم سے محبت :

سیدنا عیسیٰؑ اللہ رب العزت کے جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ روز محشر جب آپ کی قوم کی باری آئے گی تو اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ یہ نصرانی تو کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے پیغمبر نے کہا اِتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے ساتھ شریک بنالو، معبود بنالو۔ تو حضرت عیسیٰؑ سچ بیان فرمائیں گے کہ اے اللہ! میں نے تو ان کو یہ نہیں کہا تھا۔ اور پھر عجیب بات کہیں گے کہ اے اللہ! اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُكَ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں۔ سبحان اللہ! یہاں یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ جھوٹے ہیں۔ اس لئے کہ امت تو اپنی تھی۔ اگرچہ گنہگار نکلی، خطاکار نکلی مگر پھر بھی اپنے ہونے کی وجہ سے اتنا خیال رکھیں گے اور آگے کہیں گے وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ اور اے اللہ اگر تو ان کی مغفرت کر دے، تو یہ نہ کہیں گے کہ بندے تیرے ہی ہیں بلکہ فرمائیں گے کہ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اے اللہ! تو مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حضرت علیؓ کا گرانقدر ملفوظ :

اللہ رب العزت کو ایمان والی نسبت بہت محبوب ہے۔ اسی لئے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرے لئے یہی عزت کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے اور میرے لئے یہی فخر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔ سبحان اللہ! کتنی

www.besturdubooks.wordpress.com

سادہ سی بات ہے لیکن کتنی محبت بھری بات ہے۔

ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ کا سودا:

ایمان والوں کو کلمے کی بدولت ایسا مقام ملا کہ پروردگار عالم فرماتے ہیں، اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا۔ سبحان اللہ' خود ہی اس کی خریداری کا اعلان فرمادیا۔ بندہ تو کلمہ پڑھ کر ایمان والوں کی فہرست میں شامل ہوا اور اگلا معاملہ اللہ نے خود طے فرمادیا۔ اس پر کسی نے کیا خوب کہا:

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

پنجابی میں کسی بزرگ نے کیا ہی اچھی بات کہی، فرمایا:

وکانی ہاں تیڈے نام پچھوں مٹیں تے کون کمینی نوں جاندا ہائی
میڈے گل پٹہ تیڈے نام والا تیڈے نام کوں جگ سنجاندا ہائی

اس لئے اللہ والے اپنے گلے میں اللہ تعالیٰ کے نام کا پٹہ ڈال لیتے ہیں اور اللہ رب العزت ان کو پوری دنیا میں عزتیں دے دیتے ہیں۔

سب سے بہترین زمانہ:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر کون لوگ؟ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ان کے بعد پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام کے زمانے کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ساتھ ایک نسبت ہے۔ وہ ایسا زمانہ ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بعض مفسرین کے نزدیک وَ الْعَصْرِ کہہ کر اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کے اس دور کی قسم کھائی۔ نبی اکرم ﷺ کی عمر کی قسم کھائی لَعَمْرُكَ اے محبوب ﷺ! مجھے قسم ہے آپ کی عمر کی۔ لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ مجھے قسم ہے اس شہر کی وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ اور میرے محبوب! آپ اس شہر میں اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ قسمیں کھانے کی وجہ یہ تھی کہ ان چیزوں کو اللہ کے محبوب ﷺ سے ایک نسبت ہو گئی تھی۔ سبحان اللہ

حکیم ترمذیؒ کا سبق آموز واقعہ :

حکیم ترمذیؒ کو اللہ تعالیٰ نے دین کا بھی حکیم بنایا تھا اور دنیا کی بھی حکمت دی تھی۔ ترمذ کے رہنے والے تھے۔ اس وقت دریا آمو کے بالکل کنارے پر ان کا مزار ہے۔ اس عاجز کو ان کے مزار پر حاضری کا شرف نصیب ہو چکا ہے۔ آپ وقت کے ایک بہت بڑے محدث بھی تھے اور طبیب بھی۔ اللہ رب العزت نے آپ کو حسن و جمال اتنا دیا تھا کہ دیکھ کر دل فریفتہ ہو جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطنی حسن و جمال بھی عطا کیا ہوا تھا۔ اللہ رب العزت نے ان کو اپنے علاقے میں قبولیت عامہ تامہ عطا کر رکھی تھی۔

آپ عین جوانی کے وقت ایک دن اپنے مطب میں بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے اپنا چہرہ کھول دیا۔ وہ بڑی حسینہ جمیلہ تھی۔ کہنے لگی کہ میں آپ پر فریفتہ ہوں، بڑی مدت سے موقعہ کی تلاش میں تھی، آج تنہائی ملی ہے آپ میری خواہش پوری کریں۔ آپ کے دل پر خوف خدا غالب ہوا تو رو پڑے۔ آپ اس انداز سے روئے کہ وہ عورت نادم ہو کر واپس چلی گئی۔ وقت گزر گیا اور آپ اس بات کو بھول ہی گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب آپ کے بال سفید ہو گئے اور کام بھی چھوڑ دیا تو ایک مرتبہ آپ مصلے پر بیٹھے تھے۔ ایسے ہی آپ کے دل میں خیال آیا کہ فلاں وقت جوانی میں ایک عورت نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت اگر میں گناہ کر بھی لیتا تو آج میں توبہ کر لیتا۔ لیکن جیسے ہی دل میں یہ خیال گزرا تو رونے بیٹھ گئے۔ کہنے لگے، اے رب کریم! جوانی میں تو یہ حالت تھی کہ میں گناہ کا نام سن کر اتنا رویا کہ میرے رونے سے وہ عورت نادم ہو کر چلی گئی تھی، اب میرے بال سفید ہو گئے تو کیا میرا دل سیاہ ہو گیا۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے کیسے پیش ہوں گا۔ اس بڑھاپے کے اندر جب میرے جسم میں قوت ہی نہیں رہی تو آج میرے دل میں گناہوں کا خیال کیوں پیدا ہوا۔

روتے ہوئے اسی حال میں سو گئے۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ پوچھا، حکیم ترمذی! تو کیوں روتا ہے؟ عرض کیا، میرے محبوب ﷺ! جب جوانی کا وقت تھا، جب شہوات کا دور تھا، جو قوت کا زمانہ تھا، جب اندھے پن کا وقت تھا، اس وقت تو خشیت کا یہ عالم تھا کہ گناہ کی بات سن کر میں اتنا رویا کہ وہ عورت نادم ہو کر چلی گئی۔ لیکن اب جب بڑھاپا آیا ہے تو اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرے بال سفید ہو گئے لگتا ہے کہ میرا دل اس قدر سیاہ ہو گیا ہے کہ میں سوچ رہا تھا کہ میں اس عورت کی خواہش پوری کر دیتا اور بعد میں توبہ کر لیتا۔ میں اس لئے آج بہت پریشان ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا "یہ تیری کمی اور قصور کی بات نہیں، جب تو جوان تھا تو اس زمانے کو میرے زمانے سے قرب کی نسبت تھی۔ ان برکتوں کی وجہ سے تیری کیفیت اتنی اچھی تھی کہ گناہ کی طرف خیال ہی نہ گیا۔ اب تیرا بڑھاپا آگیا ہے تو میرے زمانے سے دوری ہو گئی ہے اس لئے اب دل میں گناہ کا وسوسہ پیدا ہو گیا"۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سلف صالحین اور نسبت کا خیال

سلف صالحین نسبتوں کا بڑا اکرام فرماتے تھے۔ اس کی بھی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

باسی روٹی کی نسبت:

ایک بزرگ کے سامنے جب بھی دستر خواں پر روٹیاں رکھی جاتیں تو وہ ٹھنڈی روٹی پہلے کھاتے اور گرم روٹی بعد میں۔ کسی نے کہا، حضرت! جب ٹھنڈی اور گرم دونوں قسم کی روٹیاں موجود ہوں تو جی تو چاہتا ہے کہ گرم روٹی پہلے کھائیں کیونکہ ٹھنڈی روٹی تو ٹھنڈی ہو چکی ہوتی ہے اس لئے وہ بعد میں کھانی چاہئے۔ مگر اللہ والوں کی نگاہ کہیں اور ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا، نہیں یہ ٹھنڈی اور گرم دونوں میرے سامنے ہوتی ہیں، میں ان پر نظر دوڑاتا ہوں اور اپنے دل سے پوچھتا ہوں کہ اے دل! تیرا جی چاہتا ہے کہ گرم روٹی کھا کر لطف اٹھائے مگر سوچ تو سہی کہ ٹھنڈی روٹی پہلے پکی اس لئے اس کو قرب کی نسبت زیادہ حاصل ہے اور گرم روٹی بعد میں پکی اس لئے اس کو دور کی نسبت ہے۔ لہذا میں قرب کی نسبت والی روٹی پہلے کھاتا ہوں اور بعد والی روٹی کو بعد میں کھاتا ہوں۔ اندازہ لگائیے کہ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ سے جو نسبت ہوتی تھی اللہ والے اس نسبت کا بھی خیال فرماتے تھے۔ سبحان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمرؓ کے نزدیک نسبت کا مقام:

سیدنا عمرؓ ابن الخطاب نے اپنے دور خلافت میں اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ کا مشاہرہ (تنخواہ) کم متعین کیا اور حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کا مشاہرہ زیادہ متعین فرمادیا۔ حضرت زیدؓ نبی اکرم ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ جب مشاہرہ متعین ہو گیا تو حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے پوچھا، ابا جان! علم و فضل میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑھادیا مگر آپ نے اسامہؓ کا مشاہرہ مجھ سے زیادہ متعین فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا، بیٹے! اسامہؓ تیری نسبت اللہ کے محبوب ﷺ کو زیادہ پیارا تھا اور اسامہؓ کا باپ تیرے باپ سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کو پیارا تھا اس لئے میں نے اسامہؓ کا مشاہرہ زیادہ مقرر کیا ہے۔ اللہ اکبر

نسبت کے احترام سے ولایت ملنے کا واقعہ:

حضرت جنید بغدادیؒ اپنے وقت کے شاہی پہلوان تھے۔ بادشاہ وقت نے اعلان کروا رکھا تھا کہ جو شخص ہمارے پہلوان کو گرائے گا اس کو بہت زیادہ انعام دیا جائیگا۔ سادات کے گھرانے کا ایک آدمی بہت کمزور اور غریب تھا۔ نان شبینہ کو ترستا تھا۔ اس نے سنا کہ وقت کے بادشاہ کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے کہ جو ہمارے پہلوان کو گرائے گا ہم اسے اتنا زیادہ انعام دیں گے۔ اس نے سوچا کہ جنید کو رستم زماں کہا جاتا ہے۔ میں اسے گرا تو نہیں سکتا مگر میرے گھر میں غربت بہت زیادہ ہے۔ مجھے پریشانی بھی بہت ہے اور سادات میں سے ہوں اس لئے کسی کے آگے جا کر اپنا حال بھی نہیں کھول سکتا، چلو میں مقابلہ کی کوشش تو کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے جنید سے کشتی لڑنے کا اعلان کر دیا۔ وقت کا بادشاہ بہت حیران ہوا کہ اتنے بڑے پہلوان

www.besturdubooks.wordpress.com

کے مقابلے میں ایک کمزور سا آدمی۔ بادشاہ نے اس شخص سے کہا کہ تو شکست کھا جائے گا۔ اس نے کہا کہ نہیں میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ چنانچہ مقابلے کیلئے دن متعین کر دیا گیا۔ بادشاہ وقت بھی کشتی دیکھنے کے لئے آیا۔ جب دونوں پہلوانوں نے پنجہ آزمائی شروع کی تو وہ سید صاحب کہتے ہیں، جنید! تو رستم زماں ہے، تیری بڑی عزت ہے، تجھے بادشاہ سے روزینہ ملتا ہے، لیکن دیکھ لے میں سادات میں سے ہوں، غریب ہوں، میرے گھر میں اس وقت پریشانی اور تنگی ہے، آج اگر تو گر جائے گا تو تیری عزت پر وقتی طور پر حرف آئے گا لیکن میری پریشانی دور ہو جائے گی۔ اس کے بعد اس نے کشتی کرنا شروع کر دی۔ جنید حیران تھے کہ اگر چاہتے تو بائیں ہاتھ کے ساتھ اس کو نیچے پٹخ سکتے تھے، مگر اس نے نبی اکرم ﷺ کی قرابت کا واسطہ دیا تھا۔ یہ محبوب ﷺ کی نسبت تھی جس سے جنید کا دل پسیج گیا تھا۔ دل نے فیصلہ کیا کہ جنید! اس وقت عزت کا خیال نہ کرنا، تجھے محبوب ﷺ کے ہاں عزت مل جائے تو تیرے لئے یہی کافی ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر پنجہ آزمائی کی اور اس کے بعد جنید خود ہی چت ہو گئے اور وہ کمزور آدمی ان کے سینے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے ان کو گرا لیا۔ بادشاہ نے کہا کہ نہیں کوئی وجہ بن گئی ہوگی لہذا دوبارہ کشتی کروائی جائے۔ چنانچہ دوبارہ کشتی ہوئی، جنید خود ہی گر گئے اور اسے اپنے سینے پر بٹھا لیا۔ بادشاہ بہت ناراض ہوا، اس نے جنید کو بہت زیادہ لعن طعن کی۔ حتیٰ کہ اس نے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ جوتوں کا ہار تیرے گلے میں ڈال کر پورے شہر میں پھرا دوں، تو اتنے کمزور آدمی سے ہار گیا۔ آپ نے وقتی ذلت کو برداشت کر لیا۔ گھر آکر بتایا تو بیوی بھی پریشان ہوئی اور باقی اہل خانہ بھی پریشان ہوئے کہ تو نے اپنی عزت کو آج خاک میں ملا دیا۔ مگر جنید کا دل مطمئن تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رات کو سوئے تو خواب میں اللہ کے محبوب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ پ ﷺ نے فرمایا جنید! تو نے ہماری خاطر یہ ذلت برداشت کی ہے، یاد رکھنا کہ ہم یری عزت کے ڈنکے دنیا میں بجادیں گے۔ چنانچہ وہ جنید بغدادی جو ظاہری پہلوان ھا اللہ رب العزت نے اسے روحانی دنیا کا پہلوان بنادیا۔ آج جہاں بھی تصوف کی بات ی جائے گی جنید بغدادی کا تذکرہ ضرور کیا جائے گا۔

بعض مشائخ کا معمول:

ہمارے بعض مشائخ کا معمول رہا ہے کہ اگر ان کے ہاں کوئی صاحب نسبت ... ب مہمان آتے تو وہ ان کا کھانا اپنے سر پر اٹھا کر لے جاتے۔ حالانکہ ہاتھوں میں بھی اٹھا کر لے جاسکتے تھے مگر نسبت کے اکرام کی وجہ سے وہ صاحب نسبت بزرگ کا کھانا اپنے سر پر اٹھا کر لے جاتے تھے۔

صاحب نسبت بزرگ کے تحفے کا اکرام:

دو بزرگ صاحب نسبت تھے۔ ان کی آپس میں محبت بہت زیادہ تھی۔ ان میں سے ایک بزرگ دوسرے بزرگ سے ملنے کیلئے گئے۔ سوچا کہ میں ان کے پاس کوئی تحفہ لے جاؤں۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے تھادوا تحابوا تم ایک دوسرے کو ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔ چنانچہ سوچا کہ میں کیا لے کر جاؤں کیونکہ کچھ بھی اپنے پاس نہیں تھا۔ مگر دل میں اخلاص تھا۔ اس لئے دل میں خیال آیا کہ جنگل میں سے لکڑیاں کاٹ کر لے جاؤں۔ چنانچہ لکڑیاں کاٹیں، ان کا گٹھا بنایا اور سر پر اٹھا کر لے چلے کہ میں اپنے ایک بھائی کو تحفہ دینے کیلئے جا رہا ہوں۔ جب لکڑیاں وہاں جا کر رکھیں تو انہیں کہا کہ میں آپ کیلئے تحفہ لایا ہوں۔ انہوں نے یہ تحفہ گھر بھجوا دیا اور اپنے اہل خانہ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

وصیت کی یہ ایک صاحب نسبت بزرگ کا تحفہ ہے۔ جب میں مر جاؤں تو میری میت کے غسل کا پانی ان لکڑیوں سے گرم کیا جائے۔ سبحان اللہ

نسبت کے احترام پر گناہوں کی بخشش:

کعب احبارؓ وہ صحابی تھے جو علمائے بنی اسرائیل میں سے تھے۔ انہوں نے بعد میں اسلام قبول کر لیا۔ انہیں دو پیغمبروں پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دنیا میں بھی سعادت ملی اور قیامت کے دن بھی ان کو دوہرا اجر ملے گا۔ وہب بن منبہ ان کا عمل نقل کرتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو ان کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ آخری صف میں نماز پڑھیں۔ جبکہ دوسرے لوگ دوڑ دوڑ کر پہلی صف میں جاتے کیونکہ پہلی صف کے اجر اور اس کی فضیلت کے بارے میں احادیث میں بتایا گیا ہے۔ ان کے شاگردوں نے جب ان کا یہ عمل دیکھا تو پوچھا، حضرت! دوسرے لوگ تو پہلی صف کیلئے کوشش کرتے ہیں اور آپ پہلی صف کی کوشش نہیں کرتے، پچھلی صف میں ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت کعبؓ نے فرمایا کہ میں نے تورات اور اس کے علاوہ باقی آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ امت محمدیہ ﷺ میں سے بعض ایسے بندے ہوں گے جو اپنے پروردگار کو اتنے مقبول ہوں گے کہ جہاں کھڑے ہو کر وہ نماز پڑھیں گے ان کے پیچھے اقتداء کرنے والے جتنے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سب کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے نیک بھائی سب آگے ہوں، ممکن ہے کہ کسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تصوف کا مقصد :

ایک نسبت تصوف کی بھی ہوتی ہے۔ یہ ایک نور ہے جو سینے میں داخل ہوتا ہے۔ انسان کو یہ نسبت شریعت پر استقامت سے نصیب ہوتی ہے۔ یاد رکھئے کہ تصوف کا مقصد کوئی رنگ دیکھنا نہیں، کوئی کشف حاصل کرنا نہیں، کوئی کرامات حاصل کرنا نہیں، کوئی مقدمے فتح ہونا نہیں، کوئی دعاؤں کا قبول ہونا نہیں، کوئی نمازوں کے اندر خاص کیفیت کا حاصل ہونا نہیں، بلکہ تصوف کا بنیادی مقصد شریعت کے اوپر استقامت کے ساتھ عمل کی توفیق نصیب ہو جانا ہے۔ اسی لئے فرمایا، اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ استقامت کرامت کے اوپر فائق ہے۔ استقامت کا درجہ کرامت سے بلند ہے۔

نسبت کا مقام

شاہ عبدالعزیزؒ فتح القدیر میں نسبت کی چار قسمیں بیان فرماتے ہیں۔

1 - نسبت انعکاسی :

پہلی نسبت نسبت انعکاسی کہلاتی ہے۔ یہ سب سے کمزور نسبت ہوتی ہے۔ جب سالک اپنے شیخ کی صحبت میں ہوتا ہے تو شیخ کے قلب کی کیفیات اس کے دل میں منعکس ہو رہی ہوتی ہیں اور آدمی کو دنیا کی محبت کم معلوم ہوتی ہے، اللہ کی محبت غالب معلوم ہوتی ہے، گناہوں کے خیالات کم ہو جاتے ہیں اور نیکی کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ انعکاسی چیز ہوتی ہے۔ جب شیخ سے ذرا دور ہو گئے تو رفتہ رفتہ یہ کیفیت ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ اسی لئے سالکین کہتے ہیں کہ جب ہم اجتماع میں آتے ہیں یا

www.besturdubooks.wordpress.com

شیخ سے ملنے آتے ہیں تو بڑی عجیب کیفیات ہوتی ہیں لیکن واپس جا کر وہ کیفیت نہیں رہتی۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ شیخ کی موجودگی میں وہ نسبت منعکس ہو رہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان کے دل پر اس کے اثرات محسوس ہوتے ہیں۔

اس نسبت کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی آگ کے پاس بیٹھے تو اس کو گرمی محسوس ہوتی ہے لیکن جب آگ کے قریب سے اٹھ کر چلا جائے تو پھر اس کی وہ گرمی آہستہ آہستہ زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ گرمی اپنی نہیں ہوتی بلکہ وہ وقتی ہوتی ہے جو دور ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے عطر لگایا ہوا ہو تو جو آدمی پاس بیٹھ جائے وہ جب تک بیٹھا رہے گا اس کو عطر کی خوشبو ملتی رہے گی اور جب دور چلا جائے گا تو وہ خوشبو بھی آنا بند ہو جائے گی۔ یہ نسبت انعکاسی کہلاتی ہے۔

2۔ نسبت القائی :

دوسری قسم کی نسبت کو نسبت القائی کہتے ہیں۔ یہ ایسی نسبت ہے کہ جس کے حصول کیلئے سالک شیخ کی صحبت میں اتنا وقت گزارتا ہے کہ اس نسبت کی کچھ برکات سالک کے دل کے اندر جم جاتی ہیں اور اس کے دل کا حصہ بن جاتی ہیں۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کہیں آگ جل رہی ہو اور ایک آدمی اس سے اپنا چراغ جلا لے تو اب چراغ جلانے والے کے اپنے پاس بھی آگ آگئی۔ اب یہ چاہے تو اس سے اندھیرے میں بھی روشنی کا کام لے سکتا ہے لیکن یہ نسبت بھی کمزور ہے۔ کیونکہ اسے چراغ کی بتی اور تیل کا بھی خیال رکھنا پڑے گا اور ہوا کے جھونکوں سے بھی بچانا پڑے گا۔ ورنہ بتی کسی وقت بھی گل ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ نسبت بھی کمزور ہے۔

3۔ نسبت اصلاحی :

تیسری قسم کی نسبت کو نسبت اصلاحی کہتے ہیں۔ یہ وہ نسبت ہے جو سالک کو اپنے شیخ کی صحبت میں بہت عرصہ رہنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ سالک اس نسبت کے حصول کیلئے اپنے آپ کو شیخ کے سامنے اس طرح پیش کر دیتا ہے کالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغُسَّالِ جیسے کوئی میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ شیخ اس پر جو چاہے روک ٹوک کرے، زجر و توبیخ کرے، اس کے اوپر سختی کرے، مجاہدہ کروائے۔ یہ کرتا چلا جاتا ہے، ریاضت کی بھٹی میں پکتا چلا جاتا ہے حتی کہ کندن بن جاتا ہے۔ اس کے بعد جو نسبت اس کو حاصل ہوتی ہے اسے نسبت اصلاحی کہتے ہیں۔

اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کوئی دریا سے ایک نہر نکال کر اپنے باغ میں لے آئے۔ اب اس کو پانی مل گیا۔ یہ جاری پانی کہلاتا ہے۔ اگر اس کے اندر چھوٹی موٹی کوئی نجاست بھی ہے تو یہ جاری پانی اس کی نجاست کو دھو ڈالے گا اور اگر کوئی تنکا بھی ہو تو یہ اس تنکے کو بھی بہا لے جائے گا۔ یہ نسبت اللہ رب العزت کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔ اس نسبت کی برکت سے ایسے حضرات صغائر پر اصرار نہیں کرتے اس لئے کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے وہ گناہ کبیرہ بن جایا کرتے ہیں۔

نسبت اصلاحی کی برکات

نسبت اصلاحی کی بہت زیادہ برکات ہیں۔ اس سے انسان کے اندر سے "میں" نکل جاتی ہے اور رذائل کی جگہ اخلاق حمیدہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ میں عاجزی :

حضرت گنگوہیؒ نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی خدمت میں وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

گزارا۔ حضرت حاجی صاحب نے ان کی خوب اصلاح فرمائی۔ حتی کہ ان کو اپنے پاس رکھ کر ان کے اندر نسبت سلسلہ عالیہ چشتیہ القاء فرمائی۔

حضرت حاجی صاحبؒ ایک مرتبہ دستر خوان پر بیٹھے۔ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ بھی ساتھ تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے ایک پلیٹ میں دال ڈال دی۔ اور ایک روٹی حضرت گنگوہی کے ہاتھ میں پکڑا دی اور فرمایا کہ وہاں پیچھے دستر خوان کے کونے میں بیٹھ کر کھالو۔ اور خود دستر خوان پر بڑی طرح طرح کی نعمتیں کھانا شروع کر دیں۔ آج کا کوئی مرید ہوتا تو پیر سے بد ظن ہو جاتا کہ اس پیر کو تو مساوات ہی نہیں آتی، اس پیر کو تو آداب معاشرت نہیں آتے، اس پیر کو تو شریعت کا پتہ ہی نہیں ہے، یہ ہدے کو ہدہ ہی نہیں سمجھتا، اس کے اندر تو تکبر ہے، اس کے اندر عجب ہے، اس کے اندر دنیا کی محبت ہے۔ معلوم نہیں کیا کیا فتوے لگ جاتے۔ مگر وہ کامل تھے، طالب صادق تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اس میں کوئی حکمت ہوگی۔ لہذا آرام سے بیٹھ کر کھانا شروع کر دیا۔ ادھر حضرت حاجی صاحبؒ اپنے کھانے میں تو بریانی اور بوٹیاں کھا رہے ہیں اور ادھر دال دی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر کھانا کھاتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا، میاں رشید احمد! جی تو یہ چاہتا تھا کہ تجھے ادھر جوتوں پر بٹھا دیتا کہ وہاں بیٹھ کر کھانا کھاؤ، مگر تم پر احسان کیا کہ تمہیں اپنے دستر خوان کے کونے پر بٹھالیا۔ یہ کہنے کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے ان کی طرف دیکھا۔ حضرت گنگوہیؒ نے مسکرا کر کہا، حضرت! میری اوقات تو یہی ہے کہ میں جوتوں میں بیٹھنے کے بھی قابل نہ تھا، آپ نے احسان فرمایا کہ اپنے دستر خوان کے کونے پر بٹھالیا۔ جب حضرت حاجیؒ صاحب نے دیکھا کہ ایسی بات کو سن کر نفس بھڑکا

www.besturdubooks.wordpress.com

بس چکا نہیں بلکہ عاجزی کا بول نکلا ہے تو فرمایا الحمد للہ اب کام بن گیا ہے۔ اس امتحان کے بعد حضرت حاجیؒ صاحب نے ان کو نسبت القاء کر دی۔

نفس کا اژدھا کیسے مرا؟

کئی اور مشائخ نے بھی اسی طرح اپنے مریدین کے امتحان لئے۔ ایک شیخ نے اپنے کسی نوکر سے کہا کہ فلاں آدمی کے پاس سے گزرو اور کوئی گندگی لے کر اس کے قریب سے گزرنا اور دیکھنا کہ اس کی حالت کیا ہوتی ہے۔ جب وہ آدمی قریب سے گزرا تو وہ صوفی صاحب ناک منہ چڑھا کر کہنے لگے کہ تمہیں نظر نہیں آتا کہ میں بھی بیٹھا ہوا ہوں۔ شیخ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ ابھی کام باقی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر وہ گندگی لے کر قریب سے گزرا۔ اب یہ خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ اس نے آکر کیفیت بتائی۔ حضرت نے فرمایا، پہلے سے کچھ بہتری ہو گئی ہے مگر اب یوں کرنا کہ جب اس کے قریب سے گزرو تو کچھ گندگی اس کے اوپر گرا دینا اور پھر دیکھنا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ انہوں نے قریب سے گزرتے ہوئے گندگی اوپر گرا دی۔ صوفی صاحب نے ان کو غصے کی نظر سے دیکھا اور کہا تجھے نظر نہیں آتا کہ کوئی بیٹھا ہوا بھی ہے یا نہیں۔ اس نے جا کر بتا دیا۔ حضرت نے فرمایا، ہاں ابھی نفس کا اژدھا مرا نہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ اور محنت کروائی۔ پھر فرمایا، آئندہ ساری گندگی اس کے اوپر ڈال کر دیکھنا۔ چنانچہ اس نے قریب سے گزرتے ہوئے اس طرح گندگی گرائی کہ صوفی صاحب پر بھی گری۔ وہ صوفی صاحب کھڑے ہو کر اس کے کپڑوں سے گندگی صاف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔ اس نے جا کر یہی بات بتا دی۔ شیخ نے کہا، الحمد للہ اب نفس کا اژدھا مر گیا ہے۔ 'میں' مٹ چکی ہے، اب اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر عاجزی اور انکساری پیدا فرما دی ہے۔ لہٰذا ان کو اجازت و خلافت عطا فرما دی۔ ایسی

www.besturdubooks.wordpress.com

محنت جس کو کروانے کے بعد شیخ کسی سے امتحان لے اور امتحان میں وہ پورا ہو، اس ک
نسبت اصلاحی کہتے ہیں۔

ایک عجیب مثال :-

ایک بزرگ نے کسی کو خلافت دینے سے پہلے کہا کہ جاؤ یہ مرغی کسی ایسی جگہ ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ کئی اور مریدوں سے بھی کہا۔ سب لوگ مرغیاں ذبح کرنے چلے گئے۔ کسی نے درخت کی اوٹ میں ذبح کی، کسی نے دیوار کی اوٹ میں ذبح کی۔ سب ذبح کر کے لے آئے۔ لیکن جن کو خلافت دینا تھی وہ جب واپس آئے تو رو رہے تھے۔ حضرت نے پوچھا، روتے کیوں ہو؟ آپ کے ہاتھ میں تو مرغی ویسے ہی ہے؟ کہنے لگے، حضرت! آپ نے حکم دیا تھا مگر میں اس پر عمل نہیں کر سکا۔ پوچھا، کیوں عمل نہیں کیا؟ کہنے لگے، حضرت! آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ اس کو ایسی جگہ ذبح کروں جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو، لیکن میں جہاں بھی گیا میرا رب مجھے دیکھتا تھا، اس لئے میں اس کو کیسے ذبح کر سکتا تھا۔ فرمایا الحمد للہ، اسی معیت کی کیفیت کا تو امتحان لینا تھا۔ اس کے بعد ان کو نسبت عطا فرما دی۔

مرید کا امتحان لینے کا مقصد :

اللہ رب العزت نے مشائخ کو باطنی فراست دی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً سالک کا امتحان لیتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات سالک کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کسی بات میں امتحان بھی ہو رہا ہے یا نہیں۔ وہ بے پرواہی میں اپنا وقت گزار رہا ہوتا ہے۔ اس بات کی طرف بے دھیانی ہوتی ہے۔ مگر شیخ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ نفس کے اندر کیا حالت ہے، نفس کا اژدھا مرا ہے یا نہیں، 'میں' مٹ گئی ہے یا نہیں۔ جب دل کا برتن

www.besturdubooks.wordpress.com

صاف ہو جاتا ہے اور 'میں' مٹ جاتی ہے تو پھر مشائخ نسبت کا نور اس کے دل میں القاء فرما دیتے ہیں۔ یہ نسبت زیادہ مکمل ہوتی ہے۔

4- نسبت اتحادی :

نسبت کی ایک چوتھی قسم نسبت اتحادی ہے۔ یہ نسبت سب سے کامل ترین نسبت ہے۔ یہ نسبت شیخ کی محبت سے ملتی ہے۔ شیخ کے ساتھ ایسی محبت ہو جائے کہ دل سے آواز نکلے

من تو شدم تو من شدیمن تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

جب شیخ کے ساتھ محبت کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ شیخ کی نسبت کو دل کے اندر القاء فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو شیخ کے کمالات اس طرح عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ سالک شیخ کا نمونہ بن جایا کرتا ہے۔ لوگ اس سالک کو دیکھتے ہیں تو انہیں انکا شیخ یاد آ جاتا ہے۔ اس کا چلنا پھرنا، رفتار گفتار، بیٹھنا اٹھنا حتیٰ کہ اس کا سب کچھ اس کے شیخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس کو نسبت اتحادی کہتے ہیں۔

اس نسبت کی مثالیں تو بہت ہیں لیکن سب سے بڑی مثال سیدنا صدیق اکبرؓ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نسبت اتحادی عطا کی تھی۔ ان کو یہ نسبت رسول اللہ ﷺ سے ملی۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی نسبت اتحادی کے دلائل

سیدنا صدیق اکبرؓ ہمارے سلسلہ عالیہ کے سر خیل امام ہیں لہٰذا ان کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

چند باتیں گوش ہوش سے سنیں۔

دلیل نمبر 1:

حضرت ابو بکرؓ کے دل میں نبی اکرم ﷺ کی بے پناہ محبت تھی۔ ایک محفل میں
اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ جب سیدنا صدیق اک
نے سنا تو تڑپ کر بولے، اے اللہ کے محبوب ﷺ! مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں
آپ ﷺ نے فرمایا، کونسی؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! ایک آپ ﷺ
کے چہرے انور کو دیکھتے رہنا اور دوسرا آپ ﷺ پر اپنا مال خرچ کرنا اور تیسرا یہ ک
میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے۔ سبحان اللہ، انہوں نے تین باتیں کہیں ا
دیکھیں تو سہی کہ تینوں کا مرکز اور محور محبوب ﷺ کی ذات اقدس بن رہی ہے
مرشد کی ذات بن رہی ہے۔ محبت شیخ کا اس سے اعلیٰ کوئی اور مقام نہیں ہو سکتا جو سی
صدیق اکبرؓ کو نصیب تھا۔ عشق رسول ﷺ کی وجہ سے ہی اللہ رب العزت نے ان
نسبت اتحادی نصیب فرمائی تھی۔

دلیل نمبر 2:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا مَا صَبَّ اللّٰهُ
صَدْرِی شَيْئًا اللہ نے میرے سینے میں جو کچھ ڈالا اِلَّا وَ قَدْ صَبَبْتُهُ فِی صَ
اَبِی بَکْرٍؓ میں نے اس سب کچھ کو ابو بکر کے سینے میں ڈال دیا ہے۔ یہ نسبت اتحادی
دوسری دلیل ہے۔

دلیل نمبر 3:

سیدنا عمر ابن الخطابؓ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

بارش ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ کے جہاں قدم مبارک ہیں وہاں ابو بکر صدیقؓ کا سر ہے۔ بارش کا جو پانی نبی اکرم ﷺ پر آ رہا ہے وہ سارے کا سارا ابو بکر صدیقؓ پر آ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آپ کو بھی قریب کھڑے دیکھا۔ عمر ابن الخطاب کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ سے چھینٹے اڑ کر میرے اوپر پڑ رہے ہیں اور میں بھی بھیگا چلا جا رہا ہوں۔ صبح اٹھے اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں نے رات خواب میں یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عمر! یہ علوم نبوت تھے جو بارش کی طرح میرے اوپر برس رہے تھے، صدیقؓ کو چونکہ میرے ساتھ کمال مناسبت نصیب ہے اس لئے وہ مجھ سے سب سے زیادہ کمالات پا رہا ہے اور اس کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے تم بھی ان علوم کو حاصل کر رہے ہو۔ کمالات نبوت سب سے زیادہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے حاصل کئے۔ اور علوم ولایت کو حضرت علیؓ نے سب سے زیادہ حاصل کیا۔ یہ کمالات نبوت نسبت اتحادی کی تیسری دلیل ہیں۔

دلیل نمبر 4 :

ایک مرتبہ چودہ سو صحابہ کرامؓ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ عمرہ کی نیت سے مدینہ منورہ سے چلے۔ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کفار سے صلح کیلئے بات طے کر دی اور صحابہؓ سے فرمادیا کہ احرام کھول دو، ہدی کے جانوروں کو ذبح کر دو اور تم واپس چلو۔ صحابہ کرامؓ حیران ہوئے کہ ہم تو دل میں عمرہ کرنے کی تمنا لے کر چلے تھے، ہم کیسے واپس جائیں۔ صحابہ کرامؓ کو حیرانی اس بات پر ہوئی کہ ایک طرف تو ظاہراً اللہ کے محبوب ﷺ اتنا دب کر صلح کر رہے ہیں اور دوسری طرف آیتیں اتر رہی ہیں کہ یہ فتح مبین ہے۔ اس وقت عمر ابن الخطابؓ نبی کریم ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پاس پہنچے اور عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! ہم نے ان کفار کی سب شرائط مان لیں اور اپنی سب شرائط چھوڑ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عمر! اللہ رب العزت نے ہمیں فتح مبین عطا فرمادی ہے۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ خاموشی سے واپس آگئے۔ واپس آ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا، ابوبکر! کیا ایسا نہیں ہے کہ ہم نے ان کی سب شرائط مان لیں حالانکہ اللہ نے اسلام کو عزت دی ہے مگر ہم تو دب کر صلح کر رہے ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ نے بھی وہی الفاظ ادا کئے۔ فرمایا، عمر! تمہاری آنکھ دیکھ رہی ہے کہ ہم نے دب کر صلح کی ہے مگر میرے مالک کا فرمان ہے کہ یہ فتح مبین ہے۔ سبحان اللہ، صحابہ کرامؓ میں سے ایک ابوبکر صدیقؓ کی ذات ہی ایسی تھی جس نے اس کو اس وقت فتح مبین سمجھ لیا تھا جب باقی صحابہؓ کو یہ بات تھوڑی دیر کیلئے سمجھ میں نہ آئی تھی۔ جب نبی اکرم ﷺ نے جانور ذبح کیا اور اپنا احرام مبارک اتارا تو باقی صحابہؓ کا بھی شرح صدر ہو گیا۔ مگر سیدنا صدیق اکبرؓ کا شرح صدر محبوب ﷺ کے قول مبارک سے ہی ہو گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کو نسبت اتحادی نصیب تھی۔

دلیل نمبر 5 :

ہجرت کے موقع پر نبی اکرم ﷺ صدیق اکبرؓ کو لے کر مدینہ طیبہ پہنچتے ہیں۔ اہل مدینہ کے دید و دانش رکھنے والے لوگ سامنے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ مہمان آ رہے ہیں۔ انہوں نے اس وقت سیدنا صدیق اکبرؓ کو اللہ کا پیغمبر سمجھ کر سلام کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ صدیق اکبرؓ مصافحہ کرتے رہے تاکہ میرے محبوب ﷺ کی تھکاوٹ میں مزید اضافہ نہ ہو۔ جب سب حضرات مصافحہ کر کے بیٹھ چکے اس وقت سورج نکل آیا۔ اس وقت لوگوں نے دیکھا کہ جس کو وہ نبی اکرم ﷺ سمجھ رہے تھے انہوں نے اپنی چادر اٹھائی اور اپنے ساتھی کے سر پر بچھا دی۔ دنیا کو پھر پتہ چلا کہ تابع

www.besturdubooks.wordpress.com

کون ہے اور متبوع کون ہے، نبی کون ہے اور امتی کون ہے۔ قربان جائیں صدیق اکبرؓ، آپ کی اتباع سنت پر کہ آپ کے سامنے اتنے لوگ موجود تھے مگر وہ آقا اور غلام میں فرق نہ کر سکے۔ گفتار میں، کردار میں، رفتار میں، اور لباس میں اتنی مشابہت تھی، نقل اپنے آپ کو اصل کے اتنا قریب کر چکی تھی کہ کسی کو فرق کا پتہ ہی نہ چلا۔

دلیل نمبر 6:

جب نبی اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ محترمہ سے ارشاد فرمایا زَمِّلُوْنِی زَمِّلُوْنِی مجھے کمبل اوڑھادو، مجھے کمبل اوڑھادو۔ اس وقت آپ ﷺ پریشان تھے کہ کہیں میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ فرمایا، اِنِّی خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِی (مجھے اپنی جان کا خوف ہے)۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے یہ سنتے ہی فرمایا کَلَّا ہرگز نہیں۔ واللہ، اللہ کی قسم اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ آپ بے سہاروں کا سہارا بننے والے ہیں۔ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْم اور جن کے پاس کچھ نہ ہو ان کو کما کر دینے والے ہیں۔ وَ تَقْرِیءُ الضَّیْفَ آپ مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔ وَ تُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَق اور اچھی باتوں پر آپ مدد کرنے والے ہیں۔ اس طرح حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے اپنے آقا کی پانچ صفتیں گنوائیں اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کریں گے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات ہوئی تو آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد آپ کے غلام کو ایک صاحب ملے۔ انہوں نے کہا کہ تو ہمیں ذرا اپنے آقا کے بارے میں تو بتادے کہ تیرے آقا کیسے تھے؟ کیونکہ تو نے ان کی خدمت کی ہے، تو ان کے ساتھ دن رات اکٹھا رہا اور تو نے ان کے ساتھ زندگی کا بیشتر وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

اکٹھے گزارا۔ ذرا ان کا نقشہ تو کھینچ دیجئے؟ اس غلام نے جواب دیا اِنَّهٗ لَيَصِلُ الرَّحِمَ وہ تو صلہ رحمی کرنے والے تھے، وَ يَحْمِلُ الْكَلَّ اور وہ بے سہاروں کا سہارا بننے والے تھے اور مہمان نوازی کرنے والے تھے اور نیک باتوں پر لوگوں کی مدد کرنے والے تھے۔ سبحان اللہ، وہی پانچ صفتیں گنوائیں جو حضرت خدیجہؓ نے اپنے آقا ﷺ کی گنوائی تھیں۔ اس لئے کہ نسبت اتحادی نصیب تھی۔

نسبت اتحادی سے ایمان میں وزن :

اس نسبت اتحادی سے اللہ رب العزت نے ابو بکرؓ کو وہ مقام عطا فرمادیا کہ میرے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا لَوْ اتَّزَنَ اِيْمَانُ اَبِي بَكْرٍ مَّعَ اِيْمَانِ اُمَّتِي لَرَجِحَ کہ اگر میری پوری امت کے ایمان کو ابو بکر کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابو بکرؓ کا ایمان بڑھ جائے۔

ایک علمی نکتہ :

یہاں پر ایک علمی نکتہ بھی یہ عاجز عرض کرتا چلا جائے۔ بعض اوقات طلباء کے ذہن میں ایک اشکال آتا ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ اگر میرے بعد کوئی نبی آتا ہوتا لَكَانَ عُمَرُ وہ نبی عمر ہوتے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہاں سیدنا صدیق اکبرؓ کا نام کیوں نہیں لیا؟ کیونکہ ان کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور درجہ بھی بلند ہے۔ حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ جو دارالعلوم دیوبند کے بڑے اساتذہ میں سے تھے انہوں نے اس اشکال کو بڑی اچھی طرح واضح فرمادیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ "اگر کوئی میرے بعد نبی آتا ہوتا"۔ فرمایا کہ بعد کا لفظ غیر کیلئے استعمال ہوتا ہے، دوسرے کے لئے استعمال ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے جبکہ ابو بکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ معیت عطا فرما دی تھی۔ وہ تو اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کے مصداق ایسے مقام معیت میں داخل ہو چکے تھے کہ جدائی ممکن ہی نہیں تھی اس لئے بعدی کا لفظ ان کے اوپر آ ہی نہیں سکتا تھا۔ میرے محبوب ﷺ نے فرمایا لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ تو پھر بعد میں تو عمرؓ ہی کا نمبر آتا تھا۔

نسبت حاصل کرنے کے ذرائع :

محترم جماعت! نسبت کا حاصل کرنا آسان ہے اگر اس سلسلہ میں تین کاموں کا خیال رکھا جائے، ایک یہ کہ انسان بھوکا رہے، جتنا پیٹ بھر کر کھائے گا اتنی ہی غفلت زیادہ ہوگی۔ اور آج تو سارا فتور اسی پیٹ بھر کر کھانے کا ہے۔ تصوف کے ذکر و مراقبے اسی لئے اثر نہیں کرتے کہ ڈکار مار کر کھانے کی عادت ہوتی ہے، ڈٹ کر کھاتے ہیں اور جم کر سوتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ حضرت! اثرات ہی نہیں ہوتے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو آدمی دن میں دو وقت کھانا کھائے اسے بھوک کا پتہ ہی نہیں کہ بھوک کیا ہوتی ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ اگر پیٹ بھرا شخص کسی کو نصیحت کرے تو اس کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا اور اگر پیٹ بھرے شخص کو نصیحت کی جائے تو اس پر نصیحت کا اثر نہیں ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ انسان معاصی (گناہوں) سے بچنے کی کوشش کرے۔ یاد رکھنا کہ نیکی کرنا آسان ہوتا ہے مگر گناہ سے بچنا مشکل کام ہوتا ہے۔ آپ ذکر و مراقبہ کئی کئی گھنٹے نہ کیجئے مگر گناہوں سے بچنے کی کوشش کیجئے۔ جتنا گناہوں سے بچیں گے نسبت کا راستہ اتنا ہی زیادہ ہموار ہو جائے گا۔ اور تیسری بات یہ کہ کسی کو تکلیف نہ دیجئے۔ ان تین باتوں کو پورے اجتماع کا نچوڑ سمجھ لیجئے۔ جو آدمی ان تین باتوں کا خیال رکھتا ہے اس کیلئے نسبت کا حاصل کرنا بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسم اعظم کی حفاظت :

محترم جماعت! نسبت کے حصول کیلئے اپنے سینوں کو پاک کر لیجئے۔ ایک صاحب اسم اعظم سیکھنا چاہتے تھے۔لہذا اس نے اپنے شیخ سے کہا، حضرت! مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے۔ شیخ نے ان کو ایک برتن میں کوئی چیز بند کر کے دی اور فرمایا کہ اسے فلاں جگہ پہنچا دو مگر تم اسے کھول کر نہ دیکھنا۔ وہ برتن لے کر چلا گیا۔ راستے میں اسے خیال آیا کہ دیکھ لیتا ہوں اس میں کیا کچھ ہے۔ جب کھولا تو دیکھا کہ اس میں چوہا تھا۔ جیسے ہی اس نے ڈھکنا اتارا وہ بھاگ گیا۔ جب وہاں برتن پہنچایا تو وہ خالی تھا۔ شیخ نے پوچھا، کیا ہوا؟ کہنے لگے، حضرت! میں نے تو صرف برتن دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ یہ سن کر شیخ نے فرمایا، جب تم ایک چھوٹی سی چیز کی حفاظت نہیں کر سکتے تو اسم اعظم کی حفاظت کیسے کرو گے؟

پس مشائخ کرام نسبت کا نور بھی اس آدمی کے دل میں القاء فرماتے ہیں جو اس کی حفاظت کرنے اور لاج رکھنے کے قابل ہو۔

نسبت کیلئے برتن کی صفائی :

محترم جماعت! ہر بندہ چاہتا ہے کہ مجھے نسبت ملے مگر اس نسبت کے لئے برتن تو صاف کر لو۔ اگر آپ کے ہاتھ میں کوئی نجاست لگا ہوا پیالا دے کر کہے کہ جی مجھے اس میں دودھ ڈال دیجئے تو یقیناً آپ کی غیرت اس بات کو گوارا نہیں کرے گی کہ اس ناپاک برتن میں آپ دودھ ڈالیں۔ آپ کہیں گے کہ یہ آداب کے خلاف ہے۔ جس طرح نجاست والے برتن میں دودھ نہیں ڈال سکتے بالکل اسی طرح گناہوں والے سینے میں نسبتوں کو القاء نہیں کر سکتے۔ دل کے اندر پہلے طلب پیدا کرنا پڑتی ہے پھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت مہربانی فرمادیتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آتی ہے اور انسان کے دل کے برتن کو بھر دیا کرتی ہے۔ یاد رکھئے کہ جس گھر کے اندر کوئی تصویر لگی ہوئی ہو اس گھر کے اندر رحمت کا کوئی فرشتہ نہیں آتا، جس دل میں کسی غیر کی تصویر ہو بھلا اس دل کے اندر رحمت کے فرشتے کیسے آئیں گے۔ اس لئے دلوں کو پاک کر لیجئے۔ آپ کا کام دلوں کو صاف کرنا ہے اور رب کریم کا کام نسبت کو القاء کر دینا ہے۔

شیخ ڈاکیے کی مانند ہوتا ہے:

اگر آپ سینہ صاف کر لیں گے تو آپ کے شیخ نسبت القاء کرنے سے رک نہیں سکیں گے۔ اور اگر کوئی شیخ کسی کو اس کا اہل پانے کے باوجود نسبت القاء نہیں کرے گا تو اس شیخ کی اپنی نسبت سلب کر لی جائے گی۔ کتنی بار ایسا ہوا کہ بعض مشائخ نے اشارہ ہونے پر بھی آگے نسبت منتقل نہ کی تو ان کو خواب میں بتایا گیا کہ یہ امانت ہے تمہارے گھر کی کوئی چیز نہیں اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کر دو۔ لہذا یہ نسبت ایک امانت ہے اور شیخ ڈاکیے کی مانند ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے دل کو محنت، طلب، عاجزی، انکساری اور للّٰہیت سے صاف کرنا ہے، پھر اللہ تعالیٰ شیخ کے دل میں وہ کیفیت ڈال دیتے ہیں جس سے بندے کے سینے میں نسبت کا القاء ہو جاتا ہے۔ اس سے سینے روشن ہو جاتے ہیں اور پوری دنیا اس کی برکتیں دیکھتی ہے۔

لمحہ فکریہ:

آج نسبت کے طلبگار تو کئی ہیں مگر نسبت کیلئے سینوں کو تیار کرنے والے بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

تھوڑے ہوتے ہیں۔ پوری دنیا میں پھر کر دیکھئے آپ کو کوئی بندہ بھی اس طرح کا نظر نہیں آئے گا۔ سب میں خواہش پرستی، نفس پرستی، اور ہوا پرستی رہ گئی ہے اور خدا پرستی سے غافل ہو کر دنیا کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں کہ پتھر کے

جب تک ان بتوں کو نہیں توڑیں گے اس وقت تک نسبت کا نور نصیب نہیں ہوگا۔ آج تو جن دلوں پر بھی نظر ڈالی جاتی ہے وہاں دنیا بھری نظر آتی ہے، وہاں دنیا جمی ہوئی نظر آتی ہے۔ میرے پیرو مرشد حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے۔

حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نسبت کا نور عطا فرمادے تاکہ ہماری آخرت ٹھیک ہو جائے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ،اَمَّا بَعْدُ !
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○وَ
اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ
الْمَاْوٰى○سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○وَسَلٰمٌ عَلَى
الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

تقویٰ کیسے نصیب ہوتا ہے؟

جو انسان اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے اسے متقی یا پرہیز گار کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت پرہیز گار لوگوں سے محبت فرماتے ہیں اور ان کے اعمال کو قبول کر کے ان کو اپنے اولیاء میں شمار فرمالیتے ہیں۔ یہ پرہیز گاری خوف خدا کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک دل میں اللہ رب العزت کا خوف نہ ہو تب تک انسان کسی ضابطے کا پابند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد دل سے نکلی، توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہٹی اور انسان کا خیال گناہوں کی طرف لگ گیا۔ جہاں ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت مانگتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ سے اس کی خشیت بھی مانگا کریں۔ یہ ایسی نعمت ہے کہ جس کو نصیب ہو جائے اس کے لئے گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے اگر محبت الٰہی نصیب ہو جائے تو انسان شوق کے ساتھ نیک اعمال کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں سے بچنے کی اہمیت :۔

سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے ۔ ہم سب نے کلمہ پڑھ کر اقرار کیا کہ اے پروردگار! ہم تیرے حکموں کی فرمانبرداری کریں گے۔ اسی لئے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے بار بار فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اے ایمان والو! مطلب یہ ہے کہ ہم نے تسلیم کر لیا ہے کہ اے پروردگار! اب ہماری زندگی تیرے حکموں کے مطابق گزرے گی۔ ہمیں ایسا قدم اٹھانا ہے جس کی وجہ سے گناہوں سے بچ جائیں اور ہماری زندگی معصیت سے خالی ہو جائے ۔ یاد رکھئے کہ جو انسان اپنے علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

جب انسان گناہ کرتا ہے تو پروردگار عالم ناراض ہوتے ہیں۔ یہ بات اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ بندہ نفلی اعمال کم کرے مگر گناہ کرنا چھوڑ دے ۔ اگر کوئی آدمی نفلی عبادات زیادہ نہیں کر سکتا، تسبیحات زیادہ نہیں کر سکتا، بہت زیادہ وظیفے نہیں کر سکتا تو کوئی بات نہیں مگر اس کو گناہوں سے مکمل بچنا چاہیے۔ کوئی کام ایسا نہ کرے جو معصیت ہو۔ اسی لئے مشائخ وضاحت کرتے ہیں کہ جو بندہ عبادت کی کثرت کرتا ہے مگر اس کے ساتھ زبان سے گناہ کرتا ہے، آنکھ سے گناہ کرتا ہے، دل و دماغ سے گناہ کرتا ہے وہ اس درجے کو نہیں پا سکتا جس کو وہ انسان پا لیتا ہے جو عبادات تو زیادہ نہیں کرتا مگر اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتا ہے۔

خوف خدا کے درجات

خوف خدا بھی اللہ رب العزت کی بڑی نعمت ہے۔ امام غزالیؒ کے نزدیک اس کے تین درجات ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

1. عوام الناس کا خوف :-

سب سے ادنیٰ درجہ عوام الناس کا خوف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر انسان گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو اس کو پتہ ہوتا ہے کہ میں نے من مرضی کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑا ہے، جب میں اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچوں گا تو مجھے اس کی سزا ملے گی۔ جیسے کوئی بچہ برتن توڑ دے تو اسے یہ خوف دامن گیر رہتا ہے کہ اب امی میری پٹائی کرے گی۔ یا جس چیز سے منع کیا گیا تھا وہ کام کر کے کوئی نقصان کر بیٹھا تو اس کو ڈر لگتا ہے کہ ابو جی مجھے ماریں گے۔ یہ عوام الناس کا خوف ہے۔

2. صالحین کا خوف :-

دوسرا خوف اس سے بلند درجے کا ہے اسے کہتے ہیں "صالحین کا خوف" صالحین کا خوف یہ ہے کہ انسان اپنی طرف سے تو نیکی کرے اور گناہوں سے بچے مگر پھر بھی اس کے دل میں یہ خوف رہے کہ پتہ نہیں میرے یہ اعمال اللہ رب العزت کے ہاں قبول بھی ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری یہ عبادات اس قابل کہاں کہ پروردگار کی شان کے مطابق ہو سکیں۔ وہ اس بات سے ڈر رہے ہوتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری عبادات کو ہمارے منہ پر ہی مار دیا جائے۔ یہ ایک اعلیٰ درجے کا خوف ہے کہ انسان نے نیکیاں بھی کیں مگر قبولیت کے بارے میں دل کانپ بھی رہا ہوتا ہے کہ

میری قسمت سے الٰہی! پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

سلف صالحین کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ساری ساری رات عبادات میں گزار دیتے تھے، عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پڑھتے تھے مگر صبح کے

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت ان کے چہروں پر ایسے ندامت ہوتی تھی جیسے وہ ساری رات کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے رہے ہوں۔ وہ اپنی دعاؤں میں عاجزی کا یوں اظہار کرتے تھے، " مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَمَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ" اے اللہ! جیسے تیری عبادت کا حق تھا ہم ادا نہ کر سکے اور جیسے تیری معرفت حاصل کرنی چاہئے تھی ہم وہ بھی حاصل نہ کر سکے۔

3. عارفین کا خوف :-

تیسرے درجے کا خوف "عارفین کا خوف" ہے۔ یہ ان لوگوں کا خوف ہے جن کے دل معرفت الٰہی سے بھرے ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی سو فیصد شریعت و سنت کے مطابق ہوتی ہے مگر ان کے دل پھر بھی ڈر رہے ہوتے ہیں، کانپ رہے ہوتے ہیں۔ وہ اس لئے ڈر رہے ہوتے ہیں کہ جو باطنی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہیں معلوم نہیں کہ ہم ان کو موت تک حفاظت پہنچا پائیں گے یا نہیں۔ معلوم نہیں کہ ہمارا انجام کس حال میں ہوگا۔ یہی وہ خوف ہے جو اللہ والوں کو تڑپا رہا ہوتا ہے۔ وہ ڈر رہے ہوتے ہیں کہ گو ظاہر میں ہمیں اعمال کی توفیق حاصل ہے، نمازیں بھی پڑھتے ہیں، قرآن پاک کی تلاوت بھی کرتے ہیں، تسبیحات بھی کرتے ہیں اور دین کے کاموں میں بھی لگے ہوتے ہیں مگر معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہمارے بارے میں ارادہ کیا ہے۔ جب تک موت نہیں آجاتی تب تک ان کو اطمینان نہیں ہوتا۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ کچھ اور ہو گیا تو یہ ساری کی ساری عبادتیں پاؤں کی نوک سے اڑا دی جائیں گی۔ اس کے باوجود کہ زندگی بھر کی عبادتیں ہوتی ہیں، مجاہدے ہوتے ہیں، محنتیں ہوتی ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔ ہم ساری زندگی سجدے میں پڑے رہ جائیں تو بھی ہماری عبادت اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔ بس یہ تو اللہ کی رحمت ہے جو ہماری ٹوٹی پھوٹی عبادتوں کو قبول کر لیتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی :-

بلعم باعور بنی اسرائیل کا بہت بڑا عبادت گزار تھا۔ پروردگار عالم کی شان بے نیازی کا اظہار ہوا اور اس کی پانچ سو سال کی عبادت کو ٹھوکر لگادی گئی۔ قرآن مجید میں اس کی تشبیہ کتے کے ساتھ دی۔ "فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ" (پس اس کی مثال کتے کی مانند ہے)

سیدنا صدیق اکبرؓ اور خوف خدا :-

جس کو اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کا جتنا زیادہ علم ہوتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ ڈرتا اور کانپتا ہے۔ امت محمدیہ ﷺ میں سے سیدنا صدیق اکبرؓ کا رتبہ سب سے بلند وبالا ہے کیونکہ ان کے دل میں خوف خدا کی ایک خاص کیفیت ہوا کرتی تھی۔ ایک طرف تو ان کو زبان نبوت ﷺ سے بشارتیں مل رہی ہوتی تھیں، یار غار بن رہے ہیں، ثانی اثنین کہلا رہے ہیں، صدیق کا لقب پا رہے ہیں، عشرہ مبشرہ میں شامل ہو رہے ہیں، "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ" کا مژدہ جانفزا سن رہے ہیں مگر دوسری طرف ان کے دل میں یہ خوف ہوتا تھا کہ معلوم نہیں کہ یہ سب کچھ موت تک حفاظت پہنچا پائیں گے یا نہیں۔ لہٰذا انہیں اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہونے کا ہر وقت ڈر رہتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے، کاش! میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا۔ کاش! میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا۔ کاش! میں گھاس کا تنکا ہوتا۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈر رہے ہوتے تھے۔

لفظ "خفیہ تدبیر" کا مفہوم :-

یہ "خفیہ تدبیر" کے الفاظ کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جیسے کوئی افسر کسی ماتحت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کسی بات پر ناراض ہو جائے تو وہ اپنی ناراضگی کو ظاہر تو نہیں کرتا مگر اندر ہی اندر ایسے حالات پیدا کر لیتا ہے کہ اس کا وہ ماتحت نوکری چھوڑ کر چلا جاتا ہے یا وہ ماتحت کو کسی نہ کسی معاملہ میں ضرور پھنسا دیتا ہے۔ یہ عام طور پر خفیہ تدبیر کہلاتی ہے۔

خیر اور شر کی تقدیریں :-

اللہ رب العزت کے بارے میں ہم نے یہ تسلیم کر لیا کہ "وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی" یعنی خیر کی تقدیر اور شر کی تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے بارے میں خیر کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو حالات ایسے بنا دیتے ہیں کہ انجام بخیر ہوتا ہے اور جب کسی کے بارے میں شر کا ارادہ کر لیتے ہیں تو حالات ایسے بنا دیتے ہیں کہ انجام برا ہوتا ہے۔

خیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدابیر

جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بخشنے پہ آئیں گے تو ایسی تدابیر اختیار فرمائیں گے کہ بندوں کے گناہوں کو بخشنے کے بہانے بنتے چلے جائیں گے۔ یہ خیر والی خفیہ تدبیریں ہوں گی۔

ایک محدث کی بخشش :-

ایک محدث فوت ہونے کے بعد کسی کو خواب میں نظر آئے۔ اس نے پوچھا، حضرت! آگے کیا بنا؟ فرمانے لگے کہ ایک عمل کو میں چھوٹا سمجھتا تھا مگر پروردگار کے ہاں قبول ہو گیا اور میری بخشش ہو گئی۔ اس نے پوچھا، حضرت! وہ کون سا عمل تھا؟ فرمایا، ایک مرتبہ میں احادیث کی کتابت کر رہا تھا۔ میں نے اپنا قلم دوات میں ڈبو کر

www.besturdubooks.wordpress.com

نکالا۔ اسکے اوپر سیاہی لگی ہوئی تھی۔ ایک مکھی آئی اور اس سیاہی کے اوپر بیٹھ گئی۔ میں نے سوچا کہ یہ پیاسی ہوگی، چلو میں تھوڑی دیر کے لئے قلم روک لیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ایک لمحے کے لئے قلم وہیں روک لیا کہ مکھی سیاہی چوس لے۔ اس کے بعد وہ مکھی اڑ گئی اور میں نے لکھنا شروع کر دیا۔ میں تو اس عمل کو بھول گیا تھا مگر نامۂ اعمال میں موجود تھا۔ پروردگار نے فرمایا کہ تم نے مکھی کی پیاس کا خیال رکھا آج میں تیری پیاس کا خیال رکھتے ہوئے تجھے جہنم سے بری کر دیتا ہوں۔ سبحان اللہ

ادب کی وجہ سے بخشش کا وعدہ :-

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میں مکتوبات لکھ رہا تھا۔ دوران تحریر جب کبھی قلم رک جاتا تو میں اس کو ناخن پر چلاتا اور پھر لکھتا۔ اس طرح کچھ سیاہی ناخن پر لگ گئی۔ میں مختلف کاموں میں مصروف ہو گیا۔ اتنے میں مجھے رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء جانا پڑا۔ ابھی قضائے حاجت کے لئے بیٹھنا ہی چاہتا تھا کہ ناخن پر سیاہی دیکھی مجھے فوراً خیال آیا کہ اگر میں فارغ ہوا تو یہ سیاہی بھی دھلے گی اور گندگی کے ساتھ بہہ جائے گی۔ ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ میں نے اپنی حاجت کو مؤخر کیا اور بیت الخلاء سے باہر آگیا اور اس سیاہی کو پاک جگہ پر دھویا۔ ابھی دھو کر فارغ ہی ہوا تھا کہ اللہ رب العزت نے الہام فرمایا، احمد سرہندی! تیرے اس ادب کیوجہ سے میں نے جہنم کی آگ کو تجھ پر حرام کر دیا۔

زبیدہ خاتون کی بخشش :-

زبیدہ خاتون نے نہر زبیدہ بنوا کر بغداد سے عربستان تک پانی پہنچایا۔ وہ خاتون کم سنی میں اپنی ہم جولیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھی۔ جھولا جھولنے کے دوران اس کا دوپٹہ سر سے سرک

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا۔ دوپٹہ ابھی اترا ہی تھا کہ اذان کی آواز آئی۔ اس نیک خاتون نے فی الفور جھولا روک
اور اپنا سر دوپٹے سے ڈھانپا۔ اس کے بعد وہ اپنی زندگی گزار کر وفات پا گئی۔ ایک رشتہ
دار نے خواب میں دیکھا اور پوچھا، زبیدہ! تیرا کیا بنا؟ کہنے لگی، اللہ رب العزت نے
میرے ساتھ آسانی کا معاملہ فرمایا۔ پھر اس شخص نے خواب ہی میں کہا، آپ نے
طویل نہر بنوائی تھی وہی کام آ گئی ہو گی۔ تو زبیدہ نے کہا، نہر تو بنوائی تھی لیکن وہ میری
مغفرت کا سبب نہ بن سکی۔ پھر اس سائل نے پوچھا، پھر آپ کی مغفرت کیسے ہوئی؟
اس نے بتایا کہ ایک دن میں جھولا جھول رہی تھی تو وہ دوپٹہ جو میں نے اللہ کی عظمت
کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے سر پر رکھا۔ میرے اس عمل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ایسی قبولیت ہوئی کہ اللہ رب العزت نے فرمایا، تو نے میرے نام کی ایسی تعظیم کی، ج
آج ہم بھی تمہیں جنت میں داخل کرتے ہیں، نہر اور دوسرے اعمال کا تو پوچھا ہی
نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر ہوتی ہے۔

روز محشر شیطان کی خوش فہمی :-

قیامت کے دن اللہ رب العزت کی رحمتوں کا اتنا ظہور ہو گا کہ حضرت قاری محمد
طیبؒ فرماتے ہیں کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ شیطان کو بھی امید لگ جائے گی کہ شاید
آج میری غلطیوں کو بھی معاف کر دیا جائے گا۔ جب اللہ رب العزت کی رحمت کا اتنا
ظہور ہو گا تو اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے گنہگار بندوں کی یقیناً بخشش فرما دیں گے۔

کلمہ طیبہ کی برکت سے بخشش :-

روز محشر انسان کی بخشش کی کئی صورتیں ہوں گی۔ اللہ رب العزت ایمان والے
ایک بندے کو بلائیں گے۔ اس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے۔ اس بندے
کے دل میں یہ بات ہو گی کہ میں آج عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں گے، اے بندے! تمہارا ایک عمل ہمارے پاس موجود ہے، ہم اس کو بھی تیرے نامۂ اعمال میں تولیں گے۔ پھر ایک فرشتہ کاغذ کی ایک چھوٹی سی پرچی لائے گا۔ اسے عربی میں بطاقہ کہتے ہیں۔ اور حدیث بطاقہ ہی کے نام سے یہ حدیث مشہور ہے۔ وہ اسے نیکیوں کے پلڑے میں رکھے گا۔ وہ اتنا بھاری ہو جائے گا کہ گناہوں کے ننانوے دفتر ہلکے رہ جائیں گے۔ اور نیکیوں کا دفتر جھک جائے گا۔ وہ بندہ پوچھے گا، اے اللہ! یہ کیا تھا؟ فرمایا جائے گا، میرے بندے! تو نے کلمہ پڑھا تھا، اس کاغذ پر تیرا کلمہ لکھا ہوا تھا، یہ کلمہ تیرے ننانوے دفتروں سے بھاری ہو گیا۔ سبحان اللہ

نوافل کی برکت سے بخشش :-

کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے گناہ ننانوے دفتروں سے بھی زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے بھی بخشش کے حالات بنا دیں گے۔ اس کی یہ صورت بنے گی کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو بلائیں گے۔ شریعت کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی سے سواری کرایہ پر لے اور کہے کہ میں آپ کو ایک سو روپیہ دوں گا، مجھے ایک من وزن کسی دوسری جگہ لے جانا ہے۔ مگر وزن لے جاتے ہوئے ایک من سے دس کلو زیادہ تھا تو شریعت کا حکم ہے کہ زیادہ بوجھ کا ضمان دینا پڑتا ہے یعنی اس کے اضافی پیسے دینا پڑیں گے۔

اسی طرح اللہ رب العزت قیامت کے دن اپنے محبوب ﷺ کو بلائیں گے اور محبوب کی امت کے بارے میں فرمائیں گے، اے میرے محبوب ﷺ! میں نے آپ کی امت پر فرائض اور واجبات کا بوجھ رکھا تھا لیکن آپ نے میری اتنی عبادت کی، اتنی عبادت کی کہ آپ کی کثرت عبادت کو دیکھ کر آپ کی امت نے نوافل اور سنن کو بھی ادا کیا، یہ ایک اضافی بوجھ تھا جو آپ کی امت کے سروں پر رکھا گیا لہٰذا اب مجھے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کو اس کا ضمان دینا پڑے گا۔ اللہ کے محبوب ﷺ پوچھیں گے ، اے اللہ ! اس کا ضمان کیا ہو گا ؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ، اے میرے محبوب ﷺ ! آپ ان بندوں کے بارے میں شفاعت کیجیے۔ میں آپ کی شفاعت قبول کر کے ان کی بخشش فرمادوں گا۔ چنانچہ امت محمدیہ ﷺ کے وہ لوگ جو نوافل بھی ذوق شوق سے پڑھتے ہوں گے ، اللہ تعالیٰ ان نوافل کو بہانہ بنا کر ان کی بخشش فرمادیں گے۔

بخشش کی انتہا :-

بالآخر ایک ایسا وقت آئے گا جب گنہگار انسان رہ جائیں گے۔ اب ان کو بھی اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ بخش دیں ، تو پروردگار عالم فرشتوں کو بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ اے میرے فرشتو ! میں نے جب تمہیں کہا تھا کہ " اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيفَةً " میں زمین میں اپنا نائب بنا رہا ہوں تو تم نے جواب میں کہا تھا " اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ " اے اللہ ! کیا آپ زمین میں اس کو اپنا نائب بنائیں گے جو زمین میں فساد مچائے گا اور خون بہائے گا۔ تو اے میرے فرشتو ! تم نے ان الفاظ کے ساتھ میرے ان بندوں کی غیبت کی تھی اور میری شریعت کا قانون ہے کہ جب کوئی کسی کی غیبت کرے تو اس کی نیکیاں اس بندے کو دے دی جاتی ہیں جس کی غیبت کی جاتی ہے۔ چونکہ تم نے ان انسانوں کی غیبت کی تھی لہٰذا تمہاری کروڑوں سالوں کی عبادتوں کا ثواب آج میں اپنے انسانوں کے اوپر تقسیم کر رہا ہوں۔ یوں اللہ تعالیٰ فرشتوں کی عبادت کو گنہگار انسانوں پر تقسیم کر کے ان کی مغفرت فرمادیں گے۔ سبحان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

شر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدابیر

جیسے یہ خفیہ تدبیریں خیر کے بارے میں ہوتی ہیں ایسے ہی خفیہ تدبیریں شر کے
ے میں بھی ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عارفین ہر وقت اپنے انجام کے بارے میں
ر مند رہتے ہیں۔

ر کی خفیہ تدابیر کی علامات :-

یاد رکھنا کہ ظاہر میں بندہ دین کا کام کر رہا ہوتا ہے لیکن اندر سے وہ دین سے محروم
رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ شر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدابیر کی چند علامتیں سن
ے۔

۔ ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ دین کا علم دیتے ہیں مگر عمل کی توفیق سلب کر لیتے ہیں۔

۔ عمل کی توفیق دے دیتے ہیں مگر اخلاص سے محروم کر دیتے ہیں۔

۔ اس کو اولیاء کی صحبت تو دے دیتے ہیں مگر اولیاء کا ادب اور ان کی عقیدت دل
سے نکال لیا کرتے ہیں۔

یعنی ظاہرا دین کا کام کر رہا ہوگا مگر حقیقت میں کچھ بھی پلے نہیں ہوگا۔

یک مؤذن کا عبرتناک انجام :-

ایک مؤذن مصر کی جامع مسجد میں اذان دیا کرتا تھا ۔ ظاہر میں وہ دین کا کام کرنے
ا تھا لیکن اس کے دل میں خوف خدا نہ رہا۔ اس کے دل میں فسق و فجور بھر چکا تھا۔
ے دفعہ وہ اذان دینے کے لئے مصر کی اس مسجد کے مینار پر چڑھا۔ مینار کے ادھر ادھر

www.besturdubooks.wordpress.com

مکانات تھے۔ ایک مکان میں اس کی نظر پڑی تو اسے کوئی خوبصورت لڑکی نظر آئی۔ اس کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اذان دینے کی بجائے وہ نیچے اترا اور اس گھر کے پاس جا کر، معلومات لیں کہ یہ لڑکی کون ہے؟ کسی نے کہا کہ فلاں جگہ اس کا باپ ہے۔ یہ اس کے پاس گیا، معلومات لیں کہ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ ہم عیسائی ہیں اور یہاں نئے آ رہے ہیں۔ ابھی ایک دن ہوا ہے کہ ہم یہاں آ کر ٹھہرے ہیں۔ اس نے کہا کہ اچھا میں چاہتا ہوں کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھوں۔ اس عیسائی نے کہا کہ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ تمہیں ہمارے دین پر آنا پڑے گا، پھر میں اپنی بیٹی کا تمہارے ساتھ رشتہ بھی کر دوں گا۔

یہ بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا، ٹھیک ہے میں تمہارے دین کو قبول کر لیتا ہوں۔ عیسائی نے کہا میرے ساتھ، آؤ۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ سیڑھیاں چڑھ کر مکان پر جانے لگا۔ ابھی چوتھی سے پانچویں سیڑھی چڑھ ہی رہا تھا کہ اس کا پاؤں پھسلا، گردن کے بل نیچے گرا اور وہیں پر اس کی جان نکل گئی۔

مینارے پر چڑھا تھا اذان دینے کے لئے، مگر اللہ تعالیٰ کو اس کے اندر کا فسق و فجور ناپسند تھا، جس کی وجہ سے پروردگار نے حالات ایسے بنا دیئے کہ جب وہ مینار سے نیچے اترا، اس وقت وہ ایمان سے خالی ہو چکا تھا۔

قرب قیامت کی ایک علامت :-

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ تم دیکھو گے کہ ایک آدمی صبح کے وقت ایمان والا ہو گا مگر جب رات کو سونے کے لئے بستر پر جائے گا تو ایمان سے خالی ہو چکا ہو گا۔ یہ وہ باتیں ہیں جو اللہ والوں کو ڈرا رہی ہوتی ہیں۔ وہ رو رو کر معافیاں مانگ رہے ہوتے ہیں، پروردگار کی جناب میں آہ و زاریاں کر

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے ہوتے ہیں کہ اے اللہ! تو مہربانی فرما، ہمیں کہیں ایمان کی دولت سے محروم نہ فرمادینا، اے اللہ! تو نے جو علم و عمل والی نعمت عطا کی ہوئی ہے کہیں موت سے پہلے اس سے محروم نہ کر دینا۔

حضرت شیخ الہندؒ پر خشیت الٰہی :-

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کا واقعہ ہے کہ جب آپ کو مالٹا کے اندر قید کر دیا گیا تو وہاں آپ کے شاگرد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا عزیر گلؒ بھی تھے۔ اور کئی حضرات بھی تھے۔ اتنے میں اطلاع ملی کہ انگریز نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان لوگوں کو مالٹا میں ہی قید رکھا جائے گا اور ان کو اتنی تکلیفیں پہنچائی جائیں گی کہ ادھر ہی ان کو موت آجائے۔ واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے سنا تو رونا شروع کر دیا۔ ہر وقت رویا کرتے تھے۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرا کرتے تھے۔ شاگرد حیران ہوئے کہ ہمارے استاد تو بڑے عزم و استقامت کے پہاڑ تھے، یہ موت کی بات سن کر اتنا کس لئے روتے ہیں۔ کئی دن گزر گئے۔ حضرت کو کھانا بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔ ہر وقت ہی روتے رہتے تھے۔ طبیعت کثیر البکاء بن گئی تھی۔ جب ذرا کوئی بات ہوتی تو فوراً رونے بیٹھ جاتے۔ شاگرد آپس میں بیٹھتے اور کہتے کہ حضرت شیخ الہند کو کیا ہوا؟ ایک دن انہوں نے سوچا کہ ہم حضرت سے بات کرتے ہیں کہ اگر موت بھی آگئی تو شہادت کی موت مل جائے گی، ہمیں ڈرنے کی ضرورت کیا ہے؟ آپ اتنا گریہ کیوں فرماتے ہیں؟ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے اور رو رہے تھے۔ یہ تینوں شاگرد ان کی خدمت میں جا کر بیٹھے۔ انہوں نے بات چھیڑی کہ حضرت! جب انسان اللہ کے راستے میں ہو اور اس کی جان چلی جائے تو وہ شہید ہوتا ہے، اس کو درجے ملتے ہیں، حضرت! ہمیں موت بھی آگئی تو اللہ تعالی کے ہاں شہادت لکھی جائے گی۔ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا عزیر گلؒ نے یہ بات کہی تو شیخ الہندؒ نے ان کو غصے بھری نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا، عزیر گل! تمہیں کیا معلوم ..... اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی سے ڈرتا ہوں کہ وہ کبھی کبھی بندے کی جان بھی لے لیتا ہے اور اس جان کو قبول بھی نہیں کیا کرتا۔ اس وقت ان شاگردوں کی چیخیں نکل گئیں کہ اوہو! حضرت کی نظر کس بات پر تھی۔

اللہ والوں کی آہ وزاری :-

محترم جماعت! جو جتنا علم والا ہو گا، جتنا عمل والا ہو گا، جتنا معرفت والا ہو گا وہ نیکی بھی زیادہ کر رہا ہو گا مگر ساتھ ہی ساتھ ڈر بھی رہا ہو گا، وہ کانپ رہا ہو گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے پروردگار کے غصے کو۔ وہ جانتا ہے پروردگار کی ناراضگی کو، وہ جانتا ہے پروردگار کی عظمتوں کو، اور اسے پتہ ہے کہ جب پروردگار کی بے نیازی کا معاملہ ہوتا ہے تو پھر تو وہاں پر بڑے بڑوں کو پھٹکار دیا جاتا ہے، اس لئے پھر ڈر کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آہ وزاریاں کرتا ہے کہ اے اللہ! میں تیری بے نیازی سے ڈرتا ہوں، میں تیری خفیہ تدبیر سے ڈرتا ہوں، اے اللہ! تو نے جو ایمان کی دولت عطا فرمائی ہے موت تک اسے سلامتی کے ساتھ پہنچا دینا۔ اے اللہ! تو نے جو اپنی معرفت عطا کی ہے موت تک اسے محفوظ پہنچانے کی توفیق دے دینا۔

آخر یہ خوف کب تک؟

اللہ والوں کا یہ خوف زندگی میں زائل نہیں ہو سکتا، زندگی بھر رہے گا۔ کوئی کتنا بلند مرتبہ ہی کیوں نہ ہو جائے، کئی بشارتیں کیوں نہ پا جائے، جب تک موت نہیں آ جاتی اس وقت تک کسی کو یقین نہیں کہ میرا انجام کیا ہو گا۔ اسی لئے فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو "حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ" حتی کہ تمہیں موت آ جائے۔ لہٰذا موت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے کوئی بھی نیک آدمی اللہ کے اس معاملے سے امن میں نہیں ہوتا۔ ہر بندے کو ڈرنے کی ضرورت ہے۔ جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر انسان گناہ نہ بھی کرے، نیکی ہی کر رہا ہو تو پھر بھی ڈرے کیونکہ پتہ نہیں کہ نیکی قبول بھی ہوگی یا نہیں ہوگی۔ اگر معرفت بھی نصیب ہوگئی تو پھر ڈر اور زیادہ ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ معرفت کہیں موت سے پہلے پہلے چھین لی نہ جائے، کوئی معاملہ ایسا بنا دیا جائے کہ راستے میں ہی انسان کو واپس لایا جائے۔

شیخ عبداللہ اندلسیؒ کا سبق آموز واقعہ :۔

شیخ عبداللہ اندلسیؒ حضرت شبلیؒ کے پیر تھے۔ عیسائیوں کی بستی کے قریب سے گزر رہے تھے۔ اس بستی کے اوپر صلیبیں لٹک رہی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک کنوئیں پر عصر کی نماز ادا کرنے کے لئے وضو کرنے گئے۔ وہاں کسی لڑکی پر نظر پڑی۔ شیخ کا سینہ وہیں خالی ہوگیا۔ اپنے مریدین سے کہنے لگے، جاؤ واپس چلے جاؤ، میں ادھر جاتا ہوں جدھر یہ لڑکی ہوگی۔ میں اس کی تلاش میں جاؤں گا۔ مریدین نے رونا شروع کر دیا۔ کہنے لگے، شیخ! آپ کیا کر رہے ہیں؟.......... یہ وہ شیخ تھے جن کو ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں، قرآن کے حافظ تھے، سینکڑوں مسجدیں ان کے دم قدم سے آباد تھیں، خانقاہیں ان کے دم قدم سے آباد تھیں۔ انہوں نے کہا، میرے پلے کچھ نہیں جو میں تمہیں دے سکوں، اب تم چلے جاؤ۔ شیخ ادھر بستی میں چلے گئے۔ کسی سے پوچھا کہ یہ لڑکی کہاں کی رہنے والی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ یہاں کے نمبردار کی بیٹی ہے۔ اس سے جا کر ملے۔ کہنے لگے، کیا تم اس لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر سکتے ہو؟ اس نے کہا، یہاں رہو، ہماری خدمت کرو، جب آپس میں موانست ہو جائے گی تو پھر آپ کا نکاح کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کہا، بالکل ٹھیک ہے۔ وہ کہنے لگا، آپ کو سؤروں کا ریوڑ چرانے والا کام کرنا پڑے گا۔ شیخ اس پر بھی تیار ہوگئے اور کہنے لگے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہاں میں خدمت کروں گا۔ اب کیا ہوا؟ صبح کے وقت سئور لے کر نکلتے، سارا دن چرا کر شام کو واپس آیا کرتے۔

ادھر مریدین جب واپس گئے۔ اور یہ خبر لوگوں تک پہنچی تو کئی لوگ تو بے ہوش ہو گئے، کئی موت کی آغوش میں چلے گئے اور کئی خانقاہیں بند ہو گئیں۔ لوگ حیران تھے کہ اے اللہ! ایسے ایسے لوگوں کے ساتھ بھی تیری بے نیازی کا یہ معاملہ ہو سکتا ہے۔

ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ حضرت شبلیؒ سچے مرید تھے، جانتے تھے کہ میرے شیخ صاحب استقامت تھے، مگر اس معاملہ میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی۔ ان کے دل میں بات آئی کہ میں جا کر حالات معلوم کروں۔ چنانچہ اس بستی میں آئے اور لوگوں سے پوچھا کہ میرے شیخ کدھر ہیں۔ کہا، تم فلاں جنگل میں جا کر دیکھو، وہاں سئور چرا رہے ہوں گے۔ جب وہاں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی عمامہ، وہی جبہ اور وہی عصا جس کو لے کر وہ جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے، آج اسی حالت میں سئوروں کے سامنے کھڑے سئور چرا رہے ہیں۔ شبلیؒ قریب ہوئے۔ پوچھا، حضرت! آپ تو قرآن کے حافظ تھے، آپ بتایئے کہ کیا آپ کو قرآن یاد ہے؟ فرمانے لگے، قرآن یاد نہیں۔ پھر پوچھا، حضرت! کوئی ایک آیت یاد ہے، سوچ کر کہنے لگے، مجھے ایک آیت یاد ہے۔ پوچھا، کونسی آیت؟ کہنے لگے، "وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ" جسے اللہ ذلیل کرنے پر آتا ہے اسے عزتیں دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ پورا قرآن بھول گئے اور صرف ایک آیت یاد رہی جو کہ ان کے اپنے حال سے تعلق رکھتی تھی۔ حضرت شبلیؒ رونے لگ گئے کہ حضرت کو صرف ایک آیت یاد رہی۔ پھر پوچھا، حضرت! آپ حافظ حدیث تھے، کیا آپ کو حدیثیں یاد ہیں؟ فرمانے لگے، ایک یاد ہے "مَنْ بَدَّ

دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ" جو دین کو بدل دے اسے قتل کر دو۔ یہ سن کر شبلیؒ پھر رونے لگے تو انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ شیخ روتے رہے اور روتے ہوئے انہوں نے کہا، اے اللہ! میں آپ سے یہ امید تو نہیں کرتا تھا کہ مجھے اس حال میں پہنچا دیا جائے گا۔ رو بھی رہے تھے اور یہ فقرہ بار بار کہہ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ کو توبہ کی توفیق عطا فرما دی اور ان کی کیفیتیں واپس لوٹا دیں۔ پھر بعد میں شبلیؒ نے پوچھا، یہ سارا معاملہ کیسے ہوا؟ فرمایا، میں بستی کے قریب سے گزر رہا تھا۔ میں نے صلیبیں لٹکتی ہوئی دیکھیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کیسے کم عقل لوگ ہیں، بے وقوف لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس بات پر پکڑ کر لی کہ عبد اللہ! اگر تم ایمان پر ہو تو کیا یہ تمہاری عقل کی وجہ سے ہے یا میری رحمت کی وجہ سے ہے، یہ تمہارا کمال نہیں ہے یہ تو میرا کمال ہے کہ میں نے تمہیں ایمان پر باقی رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کا وہ معاملہ سینے سے نکال لیا کہ اب دیکھتے ہیں تم اپنی عقل پر کتنا ناز کرتے ہو۔ تم نے یہ لفظ کیوں استعمال کیا، تمہیں یہ کہنا چاہئے تھا کہ اللہ نے ان کو محروم کر دیا ہے، تم نے عقل اور ذہن کی طرف نسبت کیوں کی؟

اللہ والوں کی شب بیداری :۔

اللہ والے اسی تدبیر سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔ انہیں امن نہیں ہوتا۔ وہ راتوں کو تہجد پابندی سے پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے دامن پھیلا کر بیٹھتے ہیں۔ میرے مولا! ظاہر میں تو نے دین کا کام کرنے کی توفیق دے دی، اب رسوا نہ کر دینا، اب ذلیل نہ کر دینا، اب جگ ہنسائی نہ ہو جائے۔ یہ عارفین کا خوف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت نصیب فرما دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اعتراف جرم :-

میرے مولا ! گو ہمارے سلف صالحین تو بڑے بزرگ تھے ، ان کے حوصلے
بڑے تھے ، ہمتیں بھی بڑی تھیں ، ان کے مجاہدے بھی بڑے تھے۔ اے اللہ ! ہم
کمزور بندے ہیں ، ہماری ہمتیں پست ہیں ، ہم کسی کام کے نہیں ، تو ہمارے ا
بہروپ کو قبول کر لینا۔ اے اللہ ! آپ نے ہم سے حقیقت کا مطالبہ کیا ، ہمارے
حقیقت نہیں ، ہم کیا پیش کر سکیں گے ، ہماری تو قلعی کھل جائے گی۔ اے اللہ
مہربانی فرما کر ہمارے اسی ظاہر کو قبول کر لینا۔ رب کریم ! ہمارے ساتھ بلا حسا
والا معاملہ کر دے۔ اس لئے کہ فرمایا گیا" مَنْ نُوْقِشَ فِيْ الْحِسَابِ فَ
عُذِّبَ" جس کا حساب کتاب شروع کر دیا گیا اس کو تو ضرور عذاب ہو کر رہے گا۔
یا اللہ ! ہمیں بغیر حساب کتاب کے جنت عطا فرما دے۔ ہم کمزور ہیں اور تو کمزور
کا پروردگار ہے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

www.besturdubooks.wordpress.com

فلسفہء علم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ o وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَo وَ قَالَ
اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍo سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَo
وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَo وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

تخلیق انسانی کا مقصد :

اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا۔ اس کی پیدائش سے پہلے زمین و آسمان بنائے۔ یہ چاند اور تارے، یہ مرغزاریں، یہ آبشاریں، یہ گلشن کی بہاریں اللہ رب العزت نے انسان کیلئے بنائیں اور انسان کو اللہ رب العزت نے اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔

کسی شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے :

جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے

ایک اور شاعر نے کہا :

www.besturdubooks.wordpress.com

کھیتیاں سر سبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
بحر و بر شمس و قمر ما و شما کے واسطے
یہ جہاں تیرے لئے ہے تو خدا کے واسطے

یہ دنیا کی تمام نعمتیں اللہ رب العزت نے انسان کیلئے پیدا کیں اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھے کہ عالم ارواح میں ہی انسان کو ولایت عطا کر دیتے' مگر اس کے حصول کیلئے اسے دنیا میں بھیجا۔ اسے سر عطا کیا تو سجدے کیلئے زمین بھی عطا کی' پاؤں دیئے تو چل کر جانے کیلئے مسجد بھی عطا کی' اس کو ہاتھ دیئے تو خرچ کیلئے مال بھی عطا کیا تاکہ یہ انسان اپنے جسم کو نیکی میں استعمال کرے اور اپنے پروردگار کا قرب حاصل کر سکے۔ ہر کام اللہ رب العزت کے حکموں اور نبی اکرم ﷺ کے طریقوں کے مطابق کرنا بندگی میں شامل ہے۔ بندہ وہی ہوتا ہے جس میں بندگی ہو ورنہ تو سراسر گندہ ہوتا ہے' جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہوتا ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

علم کی ضرورت

وصول الی اللہ کا راستہ تین قدم ہے۔ جب تک تینوں قدم نہیں اٹھیں گے اس وقت تک منزل پر نہیں پہنچیں گے۔ اس میں پہلا قدم علم کا حاصل کرنا ہے۔

بے علم نتواں خدارا شناخت

یعنی بے علم انسان اپنے پروردگار کو نہیں پہچان سکتا۔ گویا علم اس راستہ کی ضرورت ہے۔ ہم اس تصوف کے قائل نہیں جو علم سے انسان کو روکتا ہو۔ وقتی طور پر کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

مشغولیت کو روکنا اور چیز ہے اور علم کی مخالفت کرنا اور چیز ہے۔ چونکہ آدمی کے ساتھ ہر وقت مفتی تو نہیں ہوتا' اس لئے کون بتائے گا کہ کس کام کی اجازت ہے اور کس کام کی اجازت نہیں ہے؟ اس لئے ضروریات دین کا علم جاننا ہر آدمی کیلئے ضروری ہے۔ کئی لوگ اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کیلئے کسی بزرگ کا ایسا کلام پیش کر دیتے ہیں۔ جو انہوں نے کسی خاص حالت میں کہا تھا۔ لہذا فوراً کہہ دیتے ہیں:

علموں بس کریں او یار

یعنی بس کر علم سے اے دوست۔ جی ہاں' وہ کہا تھا' مگر کچھ سابقہ اور لاحقہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیوں کہا تھا۔ فقط اس فقرے کو پیش کریں گے تو خیانت ہوگی' صحیح بات پیش نہیں ہو سکے گی اور ان بزرگوں پر خواہ مخواہ کا الزام آئے گا۔ کیونکہ علم کے بغیر بزرگی مل ہی نہیں سکتی۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ہم دو دوست تھے۔ اور دونوں سلوک میں ایک ہی جذبے کے ساتھ لگے۔ اس دوست سے میں اس لئے آگے بڑھ گیا کہ اللہ رب العزت نے مجھے دوسرے سے علم زیادہ عطا کیا تھا۔ جی ہاں' زیادہ علم والا جب اس راستے پر چلتا ہے تو بلندیاں بھی زیادہ پایا کرتا ہے۔ اس لئے کہ جیسے گدھا اور گھوڑا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح عالم اور جاہل بھی برابر نہیں ہو سکتے۔

انسانی بدن میں اعضاء کی تین قسمیں:

اللہ رب العزت نے انسان کے اندر تین طرح کے اعضاء بنائے ہیں

(1) اعضائے علم (2) اعضائے عمل (3) اعضائے مال

اعضائے علم۔ یعنی علم حاصل کرنے کے اعضاء کان' آنکھ اور دماغ ہیں۔ ان تینوں راستوں سے انسان علم حاصل کرتا ہے۔ کچھ علم سن کر حاصل کرتا ہے۔ مثلاً

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوٹا بچہ جو زبان سیکھتا ہے وہ پڑھ کر تو نہیں سیکھتا۔ ماں باپ انگلش بولتے ہیں تو وہ چھوٹا سا بچہ انگلش کے الفاظ بولنا شروع کر دیتا ہے۔ ماں باپ عربی بولتے ہیں تو وہ معصوم بچہ عربی بولنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کو زبان کا جتنا علم حاصل ہو رہا ہے وہ فقط سننے کے راستے سے حاصل ہو رہا ہے۔ اسی طرح کچھ علم انسان دیکھنے کے راستے سے حاصل کرتا ہے اور کچھ سوچ بچار سے حاصل کرتا ہے۔ گویا سماعت' بصارت اور عقل علم حاصل کرنے کے تین ذرائع ہیں۔ اور قیامت کے دن انہی اعضائے علم ہی کے بارے میں بالخصوص سوال کیا جائے گا۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں : اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا پوچھیں گے کہ ان ذرائع سے کونسا علم حاصل کیا؟ دین کا علم حاصل کیا یا تم نے انہیں بے وقعت اور معمولی چیزوں پر ضائع کر دیا۔

اعضاء کی دوسری قسم اعضائے عمل کہلاتی ہے۔ یعنی انسان کے وہ اعضاء جو عمل کرتے ہیں' جیسے ہاتھ اور پاؤں۔

اور اعضاء کی تیسری قسم اعضائے مال کہلاتی ہے' جیسے پھیپھڑے اور معدہ' جن میں خون ہوتا ہے۔ گویا یہ مال ہے جو ان اعضاء میں جمع ہے۔ اگر یہ مال غذا یا خون کسی عضو میں جمع ہی رہے اور آگے نہ نکلے تو تعفن (Infection) پھیل جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر کسی کے پاس مال جمع رہے' خرچ نہ ہو تو وہ بھی فساد کا باعث بنے گا۔

اعضائے ترکیب میں حکمت :

اعضائے علم چونکہ سب سے زیادہ وقعت والے ہیں اس لئے اللہ تعالی نے ان کو سر میں سجایا۔ آپ دیکھیں کہ سماعت' بصارت اور عقل انسان کے سر میں ہیں۔ اعضائے عمل چونکہ مزدور قسم کے اعضاء ہیں اس لئے ان کو سب سے نیچے بنایا' ہاتھ اور پاؤں

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے نیچے۔ اور درمیان میں انسان کا معدہ اور پھیپھڑے ہیں جن کو اعضائے مال کہا جاتا ہے۔

تحصیل علم ایک فطری جذبہ ہے :

انسان کے اندر کچھ جذبات فطری ہیں۔ مثلاً بھوک اور پیاس کا لگنا۔ اسی طرح علم کا حاصل کرنا بھی انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ آدمی صبح اٹھتے ہی اخبار کے پیچھے بھاگتا ہے۔ اسے اخبار پڑھنے کا ایسا شوق ہوتا ہے کہ ناشتے میں مزہ ہی نہیں آتا جب تک اخبار نہ پڑھ لے' ٹی وی ریڈیو پر خبریں نہ سن لے' دوسروں سے Discuss (بحث) نہ کر لے کہ جی کیا ہوا؟ فلاں نے کیا کیا؟ اچھا' پھر حالات کیا ہیں؟ ہم ایک دوسرے سے یہ جتنی باتیں کر رہے ہوتے ہیں' حقیقت میں ہم اس جذبے کو مطمئن کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک اور مثال سن لیجئے۔ چند آدمی کہیں جمع دیکھیں تو ہر بندہ پوچھتا ہے کہ جی کیا ہوا؟ اب یہ جو ہم پوچھ رہے ہیں کہ کیا ہوا' یہ حقیقت میں علم حاصل کرنے کا فطرتی جذبہ ہے جس کی وجہ سے ہم ایسی چیز کو جاننے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں جس کا ہمیں پتہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے ضروریات دین کا علم حاصل کرنا انسان پر فرض فرمایا۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ۔

علم ایک نور ہے :

حدیث پاک میں آیا ہے، علم ایک روشنی ہے۔ اس کے برعکس دیکھا جائے تو جہالت اندھیرے کی مانند ہے۔ جس طرح روشنی کے بغیر راستہ نظر نہیں آتا اسی طرح علم کے بغیر انسان کو شریعت کے راستہ کا پتہ نہیں چلتا۔ اگر آپ نے کسی جگہ سے اندھیرا دور کرنا ہو تو اس کا علاج یہ تو نہیں کہ آپ اندھیرے کو گالیاں دیں' کوسیں یا

www.besturdubooks.wordpress.com

جھڑکیاں دیں کہ نکل جا یہاں سے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چراغ جلایئے' اندھیرا خود بخود غائب ہو جائے گا۔ اگر جہالت ہے تو اس کے دور کرنے کا طریقہ یہ تو نہیں کہ الٹا علم کی مخالفت کی جائے یا جہالت پر پردہ ڈالا جائے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ علم حاصل کریں' جہالت خود بخود ختم ہو جائے گی۔

پہلی وحی میں تحصیل علم کی تلقین:

قرآن پاک جب نازل ہوا تو پہلا لفظ جس سے اللہ رب العزت کی وحی فخر انسانیت نبی اکرم ﷺ کو نصیب ہوئی وہ تھا "اِقْرَاْ" اس کا مطلب ہے "پڑھ" پڑھنے کے لفظ سے گویا وحی کی ابتداء کی گئی جس سے پتہ چلا کہ پڑھنا یا علم حاصل کرنا اس دین متین میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ اب یہاں کوئی بندہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جی صرف پڑھنے کی بات ہوئی ہے۔ مگر نہیں' آگے بھی بات کی گئی ہے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ٥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ٥ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ تو پڑھ قرآن تیرا رب کرے گا تیرا اکرام۔ کون پروردگار؟ اَلَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ جس نے آپ کو قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ تو قلم کا لفظ بتا کر بات واضح کر دی کہ صرف پڑھنا ہی نہیں بلکہ لکھنا بھی اس میں ضروری ہے۔ ہمارا دین ایسا عظمتوں والا دین ہے کہ جس نے چودہ سو سال پہلے' جب جہالت کا دور دورہ تھا' لکھ پڑھ کر علم حاصل کرنے کی اتنی اہمیت بیان فرما دی۔ اور یہ باتیں کس کی زبان سے کروائی گئیں؟ ایسے محبوب ﷺ کی زبان سے جو خود فرماتے تھے کہ میں تو اُمّی ہوں' میں تو ان پڑھ ہوں۔ واہ میرے پروردگار! لکھے پڑھے کی زبان سے بات ہوتی تو دنیا کہتی کہ اس نے اپنی تعلیم کے ذریعہ اس بات کی اہمیت کو جان لیا تھا' مگر نہیں۔ سبحان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

علمائے کرام کا احسان :

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نیک نیت ہو تو طالب علم سے افضل کوئی نہیں۔ جی ہاں، حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر علماء نہ ہوتے تو آج انسان جانوروں کی سی زندگی گزار رہے ہوتے۔ یہ علماء کا احسان ہے کہ انسان کیلئے دین کا سمجھنا آسان ہو گیا۔ اللہ رب العزت نے یہ اعزاز علماء ہی کو عطا فرمایا کہ وہ دین کے حامل ہیں، ناشر ہیں، داعی ہیں اور ایک سے دوسرے سینے تک پہنچانے والے ہیں۔

علم اور معلومات میں فرق :

علم اور معلومات میں فرق ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے طلباء سے پوچھا، علم کسے کہتے ہیں؟ کسی نے کہا، جاننا۔ کسی نے کہا، پہچاننا۔ کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ حضرت خاموش رہے۔ طلباء نے عرض کیا، حضرت! آپ ہی بتا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا! علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کئے بغیر چین نہیں آتا۔ کیونکہ وہ تمام خبریں جو انسان کے دماغ میں تو موجود ہیں مگر عمل میں نہیں، تو وہ معلومات کہلائیں گی۔ اسی لئے شریعت مطہرہ نے علم نافع مانگنے کا حکم دیا ہے۔ نبی علیہ السلام دعائیں مانگتے تھے کہ "اے اللہ! مجھے علم نافع (نفع دینے والا علم) عطا فرما"۔ علم نافع وہی ہوتا ہے جس پر عمل کیا جائے اور اگر فقط معلومات ہوں تو یہ وبال بن جاتی ہیں۔

بے عمل پیر اور بے عمل عالم شریعت کی نظر میں :-

قرآن پاک میں بے عمل پیروں کو کتوں کی مثل قرار دیا گیا اور بے عمل عالموں کو گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بلعم باعور جو بنی اسرائیل کا صوفی اور پیر تھا وہ راستہ سے ہٹا، اس کا پاؤں پھسلا اور وقت کے نبی کے خلاف ہو کر اپنے مقام سے نیچے گرا تو اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بارے میں اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایافَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اس کی مثال تو کتے کی مانند ہے۔اور علمائے یہود میں سے جنہوں نے دین پر عمل نہ کیابلکہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے اس میں تحریف کی' اللہ تعالی نے ان کے بارے میں فرمایا كَمَثَلِ الْحِمَارِ گدھے کی مانند ہیں يَحْمِلُ اَسْفَارًا جن کے اوپر بوجھ لدا ہوا ہوتا ہے۔

عمل کی ضرورت

اللہ رب العزت جسے علم عطا فرمائیں وہ بڑا خوش نصیب انسان ہے کہ ایک قدم تو اسے سلوک کے راستہ پر اٹھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ مگر یاد رکھیں کہ ابھی کام ختم نہیں ہوابلکہ ابھی کام شروع ہوا ہے۔ اس سے اگلا قدم ہے عمل کرنا۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ علم عمل کے دروازہ پر دستک دیتا ہے' کھل جائے تو فبہااور نہ کھلے تو ہمیشہ کیلئے رخصت ہو جاتا ہے۔ اور واقعی آپ دیکھیں گے کہ جن حضرات کا اپنے علم پر عمل نہیں ہوتا' وہ تھوڑے ہی عرصہ میں علم سے خالی ہو جاتے ہیں' فقط علم کا نام رہ جاتا ہے مگر علم کی حقیقت ان کے دلوں سے اٹھالی جاتی ہے' گویا یہ علم مہمان ہوتا ہے جب تک کہ عمل کی شکل میں نہ ڈھل جائے۔ علمائے راسخین تب بنتے جب اس علم پر ان کا عمل ہو جاتا ہے۔ اس لئے فرمایاکہ اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ كَشَجَرٍ بِلَا ثَمَرٍ علم بغیر عمل کے ایسا ہے جیسے کوئی درخت بغیر پھل کے ہوا کرتا ہے۔

علم میں وزن عمل کی وجہ سے :

ایک علمی نکتہ بیان کر دیتا ہوں کہ جب تک علم پر عمل نہ کیا جائے اس وقت تک

www.besturdubooks.wordpress.com

علم میں وزن نہیں آتا۔اس کی دلیل یہ ہے کہ جب پہلی وحی نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ گھبرا گئے۔ آپ ﷺ گھر پہنچ کر فرمانے لگے' زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ۔ دَثِّرُوْنِیْ دَثِّرُوْنِیْ (مجھے چادر اوڑھادو) آپ ﷺ نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہلاک نہ کر دیا جاؤں۔ آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ نے جواب دیا، کَلَّا ہرگز نہیں۔اس کی دلیل کے طور پر کہا' اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں' وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ اور بے مایہ لوگوں کو کما کر دینے والے ہیں وَتَحْمِلُ الْکَلَّ اور بے مایہ لوگوں کا بوجھ اپنے اوپر اٹھاتے والے ہیں وَتُقْرِی الضَّیْفَ اور مہمان نوازی کرنے والے ہیں وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ اور حق باتوں کی مدد کرنے والے ہیں۔

محدثین نے یہاں ایک نکتہ لکھا ہے کہ سیدہ خدیجہؓ نے آپ ﷺ کے علمی کمالات کو دلیل کے طور پر پیش نہیں فرمایا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ پر قرآن نازل ہو رہا ہے' آپ نبی ہیں' آپ سید الاولین والآخرین ہیں۔ اور نہ ہی اس قسم کے فضائل و خصائل بیان کئے ہیں۔بلکہ وہ باتیں کہیں جو آپ ﷺ کے عمل سے تعلق رکھتی تھیں۔ معلوم یہ ہوا کہ سیدہ خدیجہؓ کی نظر عمل پر تھی' اس لئے وہ نبی اکرم ﷺ کی صحبت یافتہ ہونے کی وجہ سے جانتی تھیں کہ انسان کے اندر جب علم کے بعد عمل آتا ہے تو اللہ رب العزت ایسے بندے کو ضائع نہیں کیا کرتے۔

کائنات کی سعادتوں کا مخزن :

کائنات کی جتنی سعادتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آیت میں بھر دیا ہے مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ نبیین اور صدیقین دونوں کا علم سے زیادہ تعلق ہے۔ایک نبوت کا دعویٰ کرنے والے اور دوسرے دعویٰ کی تصدیق

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے والے۔ شہداء اور صالحین کا عمل سے زیادہ تعلق ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام تر سعادتوں کو علم و عمل میں سمو دیا ہے۔ جب علم بغیر عمل کے ہوتا ہے تو بھی نقصان دیتا ہے اور جب عمل بغیر علم کے ہوتا ہے تب بھی نقصان دیتا ہے۔

حضرت یوسفؑ فرش سے عرش پر :

یاد رکھئے کہ جب علم پر عمل ہوتا ہے تو یہ ایک قوت بن جاتی ہے۔ اس کی دلیل کیلئے قرآن پاک سے دو واقعات بیان کر دیتا ہوں۔ ایک حضرت یوسفؑ کا کہ جب آپ کو علم حاصل نہیں ہوا تھا تو اس وقت مصر کے بازار میں ایک بکاؤ مال کی طرح آپ کی قیمت لگ رہی تھی۔ لیکن جب اللہ نے آپ کو علم عطا کیا اور اس علم پر آپ کا سو فیصد عمل ہوا تو اللہ رب العزت نے آپ کو فرش سے اٹھا کر عرش (تخت) پر بٹھا دیا۔ اور آپ کے بھائی جو علم پر عمل نہ کر سکے' وہ جانتے تھے کہ اگر ہم یوسفؑ کو قتل بھی کر دیں گے تو یہ زیادتی ہوگی' مگر چونکہ دل میں حسد تھا اس لئے کہنے لگے' اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِاطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَخْلُ لَکُمْ وَجْهُ اَبِیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صَالِحِیْنَ کہ اس کو قتل کر کے اس کا معاملہ نمٹا دو اور بعد میں توبہ کر کے نیک بن جائیں گے۔ بہر حال انہوں نے نفس کی مانی اور ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ معلوم یہ ہوا کہ جو آدمی علم پر عمل نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ گناہ تو میں کروں گا بعد میں توبہ کر لوں گا' اس کا معاملہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں والا ہے۔

دوسری طرف دیکھیں کہ حضرت یوسفؑ پر امتحان تھا۔ وہ اس امتحان میں فوراً کہہ اٹھے معاذ اللہ میں اللہ رب العزت سے پناہ مانگتا ہوں۔ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ جب آپ خوف خداوندی کے سبب اس گناہ سے بچ گئے' تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ ہاں وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔ اس کے بعد آپ پر ایک اور آزمائش آئی کہ آپ کو سالوں کیلئے جیل میں جانا پڑا۔ بالآخران تمام مصائب سے گزر کر ایک وہ وقت بھی آیا آپ کو جیل سے نکال کر تخت پر بٹھادیا گیا۔ پوری قوم قحط میں مبتلا ہو گئی۔ حضرت سفؑ کے بھائی قحط سالی میں گرفتار ہو کر پریشانی میں پھنس گئے۔ اور آپ کے پاس چل آئے۔ خدا کی شان دیکھئے کہ دونوں طرف ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں' ادھر بھی نبی ے اور یہ پیغمبر علیہ السلام بھی نبی زادے' مگر عمل کے فرق سے رتبہ میں کتنا فرق لیا! کہ وہ لینے والے' یہ دینے والے' وہ فرش پر کھڑے ہیں یہ عرش (تخت) پر بیٹھے ۔

جب بھائی مصر پہنچے تو انھوں نے سمجھا کہ یہ عزیز مصر ہیں۔ چنانچہ وہاں جا کر کہنے ے 'یَا یُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا کَیْلَ کہ ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگدستی نے پریشان کر دیا ہے اور ہم پیسے بھی ے نہیں لائے اور ہمیں غلہ پورا دے دیں۔ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا ہمارے اوپر صدقہ و ات کر دیں اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ے۔ جب یوسفؑ نے دیکھا کہ معاملہ ایں جا رسید' تو پوچھا کہ مَافَعَلْتُمْ بِیُوسُفَ ؟ نے یوسفؑ کے ساتھ کیا کیا تھا؟ وہ حیران ہو گئے۔ کہنے لگے ءَ اِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ آپ یوسف ہیں؟ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ ہاں میں یوسف ہوں وَ هٰذَآ اَخِیْ یہ میرا ئی بنیامین ہے' قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا۔ اِنَّهُ مَنْ ی وَ یَصْبِرْ بیشک جو اپنے اندر تقویٰ اور صبر و ضبط پیدا کرتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ رَ الْمُحْسِنِیْنَ اللہ رب العزت ایسے نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔ ہر اور ہر زمانہ میں یوسفؑ کے بھائیوں کی طرح جو آدمی توبہ کی امید پر گناہ کرے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو فرش پر کھڑا کیا جائے گا اور جو یوسفؑ کی مانند گناہوں سے بچ کر زندگی گزارے
اللہ رب العزت اسے تاج و تخت عطا فرمائیں گے۔

ملکہ ء بلقیس کا تخت علم کے پروں پر :

دوسرا واقعہ حضرت سلیمانؑ کا کہ آپ نے اپنے ماننے والوں سے فرمایا کہ ملکہ
بلقیس کا تخت کون اٹھا کر لائے گا؟ ایک جن نے عرض کیا' اے اللہ کے نبی! میں اس
آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں۔ آپ نے
فرمایا' یوں تو بہت دیر لگ جائے گی' کوئی ادھر بات کرے۔ پھر ایک شخص آصف بن برخیا
عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ جس کے پاس کتاب کا علم تھا' کھڑے ہوئے اور اللہ نے ان
کو علم و عمل اور معرفت کا نور عطا کیا تھا' اس کی بنیاد پر کہنے لگے' اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ
يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ میں آپ کے پاس پہنچا دیتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اپنی پلک
جھپکیں' فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ جب پلک جھپک کر
دیکھا تو سامنے تخت موجود تھا۔ فرمانے لگے' یہ تو میرے رب کا فضل ہے۔ تو معلوم
ہوا کہ جس علم پر انسان عمل کر لیتا ہے وہ اللہ کا فضل بن جاتا ہے۔

اخلاص اور استغناء کی ضرورت

عوام الناس کی اصلاح سے زیادہ علماء کی اصلاح کی ضرورت ہے' کیونکہ عوام
الناس کی کوتاہی دین پر دھبہ نہیں بنتی جبکہ علماء کی کوتاہی کا دھبہ دین پر لگتا
ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک بچی نے نصیحت کی جو میں کبھی
بھول نہیں سکتا۔ کسی نے کہا' وہ کونسی نصیحت؟ فرمایا' بارش ہوئی تھی' میں جارہا

منے سے ایک بچی آ رہی تھی' میں نے بچی سے کہا' بیٹی! ذرا سنبھل کر چلنا کہیں پھسل
ر نہ پڑو۔ کہنے لگی' اچھا مجھ سے زیادہ آپ سنبھل کر چلنا' میں گری تو اکیلی گروں گی
آپ گر گئے تو پوری قوم گر جائے گی۔

مجمع میں جو علماء بیٹھے ہیں وہ ذرا دل کے کانوں سے سنیں' امید ہے کہ آپ اس بات
حسوس نہیں فرمائیں گے۔ اس بات کا پہنچانا بھی ضروری ہے اگرچہ بری بھی لگے'
وری تو نہیں کہ دوائی ہمیشہ میٹھی ہو' کبھی کڑوی بھی تو ہوتی ہے' بلکہ کڑوی دوائی تو
ہ فائدہ دیتی ہے' جلدی خون صاف کرتی ہے۔ اگر علماء طلباء میں سے کوئی یہ بات
، کہ انہوں نے یہ کیسی بات کہہ دی ہے' تو ہاں میرے دوست! بات ایسی ہی ہے' جی
ی مانے تو پھر بھی اس کو اپنے دل میں جگہ دے دو' آج نہیں تو زندگی کے کسی موڑ پر
ں سمجھ آجائے گی۔ وہ بات یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائے' اسے چاہئے کہ
نے اندر اخلاص اور استغناء پیدا کرے کیونکہ یہ اس راستہ کا تیسرا اور اہم ترین قدم
۔

م کی شان:

محترم علمائے کرام! علم استغناء کے ساتھ سجتا ہے۔ اگر استغناء نہ ہو تو پھر علم کی
ن نہیں رہتی۔ اس لئے علماء کو چاہئے کہ استغناء کے ساتھ زندگی گزاریں' لوگوں
جیب پر نظر رکھنے کی جائے اللہ کے خزانوں پر نظر رکھیں۔ رزق انکو مسجد کمیٹی
ں دے گی بلکہ اللہ تعالیٰ دے گا۔ یہ وہاں سے کھائیں گے جہاں سے اللہ تعالیٰ اپنے
ء کو کھلایا کرتے تھے کیونکہ یہ انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ آج امت میں اسی وجہ
، فساد پھیلا ہوا ہے کہ علماء میں حرص پیدا ہو چکا ہے۔ کئی جگہوں پر حق کی بات اس
نہیں کہیں گے کہ کمیٹی کیا کہے گی' فلاں محلہ والے کیا کہیں گے۔ نہیں' استغناء

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ساتھ کام کرنا ہی بجتا ہے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا استغنائے قلبی:

انسان جب استغناء کے ساتھ کام کرتا ہے تو دنیا اس کے پیچھے بھاگتی ہے
حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی مجھے محتاج سمجھ کر ہدیہ پیش
کرے، میرا دل اس کا ہدیہ قبول کرنے کو نہیں کرتا، البتہ سنت سمجھ کر پیش کرے
میں اسے ضرور قبول کروں گا۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے آکر آپ کو ہدیہ پیش کیا۔ آ
نے محسوس کیا کہ یہ تو احسان چڑھا کر ہدیہ دے رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے انکار کر دیا۔ گ
وہ بھی پیچھے لگا رہا کہ حضرت! قبول کیجئے، حضرت! قبول کیجئے۔ حضرت نے دو چار د
کے بعد اس کو سختی سے ڈانٹ دیا کہ نہیں، میں قبول نہیں کروں گا۔ جب اس نے دی
کہ چہرہ پر جلال ہے تو پیچھے ہٹ گیا۔ جب مسجد سے باہر نکلنے لگا تو اس کی نظر حضر
کے جوتوں پر پڑی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ حضرت جب باہر نکلیں گے تو جو
تو پہنیں گے ہی سہی، چنانچہ اس نے وہ پیسے حضرت کے جوتوں میں رکھ دیئے۔ جب
حضرت مسجد سے باہر نکلے اور پاؤں جوتے میں رکھا تو اس میں پیسے تھے۔ آپ نے دی
اور مسکرا کر فرمایا کہ یہ وہی پیسے ہیں جو وہ آدمی ہدیہ میں پیش کر رہا تھا، پہلے سنا کر
تھے اور آج آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جو انسان دنیا کو ٹھوکر لگاتا ہے دنیا اس کے جوتو
میں آیا کرتی ہے۔

حضرت اقدس تھانویؒ کا استغنائے قلبی:

حضرت اقدس تھانویؒ سے ایک نواب صاحب بیعت ہو گئے۔ بڑے مال پ
والے تھے۔ اس دور میں جب استاد کی تنخواہ پانچ روپے ماہانہ ہوا کرتی تھی اس
حضرت کو ایک لاکھ روپے بھجوایا۔ حضرت نے اس کے خط کی تحریر سے محسوس کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ تو احسان جتلا کر پیش کر رہا ہے۔ حضرت نے منی آرڈر واپس کر دیا۔ جب منی آرڈر واپس گیا تو وہ تو شپٹا گیا۔ اس نے پھر خط لکھا۔ کہنے لگا' حضرت! میں نے بیعت ہو کر آپ کو ایک لاکھ روپیہ ہدیہ پیش کیا' آپ کو ایسا مرید اور کہیں نہیں ملے گا۔ حضرت نے خط پڑھا اور جواب میں لکھا کہ اگر مجھے تجھ جیسا مرید نہیں ملے گا تو تجھے بھی مجھ جیسا پیر نہیں ملے گا جو تیرے لاکھ روپے کو ٹھوکر مار دے۔

ایک دلچسپ اصلاحی مکالمہ :

ایک صاحب اس فقیر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم تو یہ بھی کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں' یہ بھی مناتے ہیں وہ بھی مناتے ہیں'۔ فقیر نے کہا، جی کیوں مناتے ہیں؟ کہنے لگا' جی حرج ہی کیا ہے؟ فقیر نے اسے کہا' بھئی! آپ کے پاس اگر ایک خوبصورت قالین ہو اور آپ اس کے اوپر ٹاٹ کا پیوند لگا دیں تو کیا اچھا لگے گا؟ کہنے لگا' ہاں اچھا تو نہیں لگے گا لیکن اس میں حرج ہی کیا ہے؟ فقیر نے سوچا کہ یہ بچارہ عقل سے خالی نظر آتا ہے اس لئے اسے کسی اور طرح سے بات سمجھانی پڑے گی۔ چنانچہ فقیر نے پوچھا' جی آپ کا نام کیا ہے؟ کہنے لگا عبدالرحمٰن۔ فقیر نے کہا' اچھا میں آج کے بعد آپ کو عبدالرحمٰن بیوقوف کہا کروں گا۔ جب فقیر نے یہ بات کی تو کہنے لگا' آپ ایسا کیوں کہیں گے؟ فقیر نے کہا' حرج ہی کیا ہے؟ اگر یہی دلیل ہے کہ حرج ہی کیا ہے تو جناب آئندہ سے آپ کو عبدالرحمٰن بیوقوف کہا کریں گے۔ کہنے لگا، نہیں نہیں' میرا نام تو عبدالرحمٰن ہے۔ فقیر نے کہا، جیسے تجھے اپنے نام کے ساتھ کوئی لفظ پسند نہیں جو اس میں عیب پیدا کر دے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے محبوب ﷺ کی سنت کے ساتھ ایسی بات پسند نہیں جو اس کے ساتھ بدعت کا پیوند لگا دے۔

یاد رکھئے! کسی قوم میں جب کوئی بدعت آجاتی ہے تو اللہ رب العزت اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مقابل کی ایک سنت اس قوم سے اٹھا لیتے ہیں اور قیامت تک اس سنت کو اس قوم میں واپس نہیں لوٹایا کرتے۔ لہذا بدعت سے بچنا اور سنت کے راستہ پر چلنا بہت ضروری ہے۔ اللہ رب العزت جزائے خیر دے ہمارے اکابرین کو کہ وہ نہ تو افراط میں پڑے نہ تفریط میں بلکہ ایک ہاتھ میں علم اور دوسرے ہاتھ میں عمل لے کر سنت کے راستہ پر چلتے جارہے ہیں۔ یہی صراط مستقیم ہے' اللہ رب العزت ہمیں اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین

ایک نکتہ کی وضاحت :

ایک نکتہ بھی سمجھ لیجئے کہ جب علم بھی کامل ہو گا اور عمل بھی کامل ہو گا تو پھر آپ کو جوڑ نظر آئے گا ورنہ توڑ نظر آئے گا۔ سچے عالم کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ صوفیاء کا قدردان ہو گا اور سچے صوفی کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ علماء کا قدردان ہو گا۔ لکھ لیجئے سینے پر جب علم بھی ناتمام ہو گا اور عشق بھی ناتمام ہو گا تو وہ دونوں آپس میں ٹکراتے نظر آئیں گے۔ ایک واقعہ سنا کر بات مکمل کرتا ہوں۔

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی محفل سماع کا منظر :

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ بڑے صاحب جذب اور صاحب حال بزرگ تھے۔ وہ نعت سننے کے بڑے شوقین تھے۔ نعتیہ کلام سن کر ان پر وجد طاری ہو جاتا تھا۔ اس دور میں اسی کو محفل سماع کہا جاتا تھا۔ سارنگیاں' طبلے اور مزامیر نہیں ہوتے تھے' یہ یار لوگوں نے بعد میں شامل کر لیں اور نام بزرگوں کا لگا دیا۔ ذرا کتابیں پڑھ کر تو دیکھو کہ اس وقت محفل سماع کن محفلوں کو کہا جاتا تھا۔ عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ جس میں مزامیر ہو وہ سماع سننا حرام ہے' جہاں مرد اور عورتیں اکٹھے ہوں وہاں بیٹھنا حرام ہے۔ فرماتے ہیں کہ سماع وہ بندہ سن سکتا ہے جس کو ایک طرف اشعار سنائے جائیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری طرف بھوک لگی ہوئی ہو اور کھانا رکھا ہو اور اس کی طبیعت کو کھانے کی طرف رغبت کم ہو اور ان عشقیہ اشعار کی طرف اس کی رغبت زیادہ ہو۔ یہ اس دور کی محفل سماع تھی، آج کے دور کی نہیں۔

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ جب عشقیہ اشعار سنتے تو ان پر جذب کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس دور میں حکیم ضیاء الدین سنامیؒ ایک بزرگ تھے جن کو وقت کے بادشاہ نے محتسب اعلیٰ متعین کیا ہوا تھا۔ ان کا کام یہ تھا کہ جہاں خلاف شرع کوئی کام دیکھیں اس پر تنقید کریں اور اس کو روک دیں۔ ان کو قاضی کہا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ ہر وقت اسی تاک میں رہتے تھے کہ کوئی ایسی بات جو دین کے خلاف ہو تو اس کو کسی طرح ختم کر دیا جائے۔

ایک دفعہ ان کو پتہ چلا کہ جناب خواجہ نظام الدین اولیاءؒ شہر سے باہر ایک جگہ محفل لگائے بیٹھے ہیں۔ جب یہ اپنے عملے کو لیکر وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اشعار پڑھے جا رہے ہیں اور لوگ جذب میں حال بے حال ہیں' ان کو کچھ پتہ نہیں' بڑے اچھل کود رہے ہیں۔ تھوڑی دیر تو انہوں نے برداشت کیا مگر انہوں نے کہا کہ اس کو روکنا چاہیے' کہیں کام اس سے آگے نہ بڑھ جائے۔ چنانچہ انہوں نے ان کے خیموں کی رسیاں کٹوا دیں۔ مگر دیکھا کہ وہ خیمے اسی طرح کھڑے ہیں' نیچے نہیں گرے۔ حکیم ضیاء الدین سنامیؒ نے کہا کہ یہ سچے حال میں ہیں جو عشق و محبت کے ساتھ ایسا کر رہے ہیں۔ لہذا خاموشی سے واپس آ گئے۔ تاہم وہ کہتے تھے کہ میں اسے بدعت سمجھتا ہوں۔

حکیم ضیاء الدین سنامیؒ اور سنت کا ادب :

کچھ عرصہ کے بعد حکیم ضیاء الدین سنامیؒ بیمار ہو گئے۔ حضرت خواجہ نظام الدینؒ کو پتہ چلا تو آپ نے سوچا کہ وقت کے اتنے بڑے عالم ہیں اور متبع سنت ہیں اس لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے ان کی عیادت کیلئے جانا چاہیے۔ چنانچہ آپ ان کی عیادت کیلئے ان کے دروازہ پر پہنچے۔ دستک دے کر اندر پیغام بھیجا کہ میں آپ کی عیادت کے لئے آیا ہوں۔ حکیم ضیاء الدین سنامیؒ نے جواب بھجوایا کہ میرا آخری وقت ہے، معلوم نہیں کہ کس وقت میری جان نکل جائے، میں اپنے آخری وقت میں کسی بدعتی کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اب کیسا سخت جواب تھا۔ لیکن خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سمجھ رہے تھے کہ سنت کی محبت میں بات کر رہے ہیں، اس لئے انہوں نے فوراً جواب بھجوایا کہ ہاں بدعتی آپ کے دروازے پر آیا ہے مگر بدعت سے توبہ کرنے کیلئے آیا ہے۔ جب یہ پیغام حکیم ضیاء الدین سنامیؒ کو ملا تو لیٹے ہوئے فوراً اٹھ بیٹھے اور اپنا عمامہ سر سے اتارا، شاگرد سے کہا، کہ میرے بستر سے لے کر میرے دروازے تک اس عمامہ کو بچھا دیجئے اور حضرت سے کہئے کہ اپنے جوتوں سمیت عمامہ پر چلتے ہوئے تشریف لائیے۔

لہذا ثابت ہوا کہ جب علم بھی کامل ہو اور عمل بھی کامل ہو تو ایک دوسرے کا اکرام ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں علم اور عمل عطا فرمائے اور اس میں اخلاص پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ تین درجے حاصل کرنے پر انسان کو اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت ہم فرقت زدوں کو بھی اپنا وصل نصیب فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

www.besturdubooks.wordpress.com

تصنیف و تالیف کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ○سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

دین اسلام کی شان :-

دین اسلام قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے قابل عمل ہے۔بدلتے دور کے بدلتے تقاضوں کو اپنے اندر سمو لینا اسلام کی شان ہے۔ فقہاء نے فقہ کی تدوین اس انداز سے کر دی ہے کہ ان نقوش کے اوپر چلتے ہوئے کسی دور کا کوئی بھی مسئلہ ہو انسان اس کے بارے میں رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔کوئی ایسی جگہ نہیں، کوئی ایسا وقت نہیں، کوئی ایسا موقع نہیں کہ جب اسلام انسان کو زندگی کے کسی مسئلہ کے بارے میں جواب نہ دے سکے۔

ادیان عالم کے زوال کی وجہ :-

یہودیت اور عیسائیت کے زوال پذیر ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے علماء نے اپنے اپنے ادوار میں دین کے اندر کچھ باتیں اپنی مرضی کے ساتھ لکھنا شروع کر دیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ان کے معانی و مفہوم اپنی مرضی کے مطابق بیان کرنا شروع کر دیئے۔ جہاں اپنا مفاد دیکھتے اس کے بارے میں اچھی بات کہنا شروع کر دیتے۔ بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان کے ادیان کی حفاظت ان کے علمائے کرام کے ذمے تھی۔ جب علمائے کرام نے ہی دین میں تحریف شروع کر دی تو حفاظت کیسے ہوتی۔ پس وہ تمام ادیان زوال کا شکار ہو گئے۔

دین اسلام کی حفاظت :-

دین اسلام ایک ایسا دین ہے کہ جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ"۔ اس نصیحت نامے کو ہم نے ہی نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ جب پروردگار عالم نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے لیا تو اب علماء کی ایک جماعت ایسی ہوگی جو قیامت تک سیدھے راستے پر چلے گی۔ اس دین کے اندر کوئی ٹیڑھا پن یا کجی نہیں آنے دے گی جب کوئی قرآن کی تفسیر لکھے گا تو وہ جماعت کچی بات نہ لکھنے دے گی۔ جہاں وہ کوتاہی کرے گا، کوئی غلط بات لکھے گا یا اس کی تحریر میں سقم ہوگا تو اہل حق کی یہ جماعت اس کی نشاندہی کر دے گی۔ کھوٹے اور کھرے کو الگ کر دے گی۔ قرآن مجید میں اسے اللہ کی جماعت کہا گیا ہے۔ "اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" اور اللہ کا یہ گروہ ہمیشہ کامیاب رہے گا۔ حدیث مبارکہ "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ" کے مصداق چونکہ علماء ہی انبیاء کرام کے وارث ہیں لہذا ان کی بنیادی ذمہ داری دین کی حفاظت ہے۔

انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کی عجیب سوچ :-

آج کے انگریزی پڑھے لکھے حضرات کے ذہن میں ایک بات اکثر آتی ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

علماء کو سائنس پڑھنی چاہئے، علماء کو انگریزی پڑھنی چاہئے۔ اس وقت وہ اس چیز کو بھول جاتے ہیں کہ علماء کے ذمے دین کی حفاظت کا کام ہے۔ انہوں نے اس دین کو چودہ سو سال پہلے والی حالت میں من وعن قیامت تک محفوظ رکھنا ہے۔ اس لئے حق تو یہ تھا کہ انگریزی پڑھے لکھے لوگ یہ کہتے کہ جتنے بھی انگریزی خواں ہیں ان سب کو دین پڑھنا چاہئے .... یہ اپنا اپنا انتخاب ہوتا ہے ..... یاد رکھیں کہ یہ علماء کرام زمانے کے حالات سے متاثر نہیں ہوتے، بلکہ انہوں نے دین جیسے اپنے اوپر والوں سے پایا ہے بالکل اسی طرح آنے والی نسلوں کو پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اب ان کو انگریزی پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ جو انگریزی پڑھ رہے ہیں ان کو دین پڑھالو۔ آپ کی یہ حسرت بھی پوری ہو جائے گی۔

غلامی کے دو سو سال :-

مسلمانوں نے جس طرح برصغیر میں غلامی کے دو سو سال گزارے، اگر معاملہ ہم جیسے عوام الناس پر موقوف ہوتا تو معلوم نہیں کہ دین آج کس شکل میں ہوتا، اس دین میں پتہ نہیں کتنے "دین الٰہی" پیدا ہو چکے ہوتے۔ آج کل کے نوجوان فرنگی لباس پینٹ کوٹ کے دلدادہ اور دفتروں کے بڑے رسیا بنے ہوئے ہیں۔

انہوں نے دین کہاں سیکھا بھلا جاجا کے مکتب میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

اس لئے اگر یہ بوجھ ہمارے کندھوں پر ہوتا تو آج ہم انگریز کی تہذیب کو سنت بنا کر آنے والی نسل کو پیش کر رہے ہوتے۔

نیویارک میں ایک ٹائی عالم کی بدزبانی :-

کچھ عرصہ پہلے نیویارک میں ایک صاحب سوٹ پینٹ پہنے، ٹائی لگائے ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

منبر پر چڑھے جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ ایسے حضرات کو ہم ٹائی علماء کہتے ہیں۔ وہ صاحب خطبہء جمعہ دیتے ہوئے کہنے لگے، نقل کفر کفر نہ باشد، کہ آج کے دور میں اگر رسول اللہ ﷺ بھی ہوتے تو وہ بھی جین کا لباس پہنتے۔ (اس کے منہ میں خاک)۔

یہ اچھا ہوا کہ اس مجمع میں کوئی دیوانہ تھا۔ وہ یہ بات سن کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا، جناب! آپ تو میرے آقا ﷺ کی بات کر رہے ہیں، میں ان کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کا غلام بھی نہیں بن پایا اور آج میں اس فرنگی لباس سے نفرت کرتا ہوں تو آپ میرے آقا ﷺ سے یہ بات کیسے منسوب کر سکتے ہیں۔ پھر اس دیوانے نے بڑے مزے کا جواب دیا، کہنے لگا! مولانا! ذرا اپنے ذہن کو صاف کر لیجئے کہ انبیاء دنیا میں اس لئے نہیں آتے کہ وہ کسی کی پیروی کریں بلکہ وہ اس لئے آتے ہیں کہ لوگ ان کی پیروی کریں...... اس نے بالکل ٹھیک جواب دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ " وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ "(اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کی پیروی کی جائے اللہ کے حکم سے) اگر انبیاء کرام پیچھے چلنے والے ہوتے تو حضرت موسیٰؑ تو فرعون کے ساتھ ہو جاتے اور نبی اکرم ﷺ دور جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق زندگی گزارتے، مگر نہیں، وہ تو چٹان کی طرح ڈٹ جاتے تھے، سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو بڑے بڑے مجاہدے برداشت کرنا پڑتے تھے۔

حق کی فتح :-

حدیث پاک میں آیا ہے کہ انبیاء کرام پر سب سے زیادہ آزمائشیں آئیں "ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ" پھر وہ جوان کے مشابہ ہوئے، پھر وہ جوان کے مشابہ ہوئے۔ تو یہ مجاہدے اس لئے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک طرز زندگی عطا کر دیا گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ وہ اس کے اوپر جم جاتے تھے۔ کفر ٹکریں مارتا رہتا تھا مگر وہ اپنے مشن میں پورے اترتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حق کو باطل پر پھینک مارتے تھے۔ اور حق باطل کا بھیجہ نکال دیتا تھا۔ یوں حق کی فتح ہو جاتی تھی۔

کلین شیو مفتی اعظم......!!!

انسان کو اپنے ملک کے علمائے کرام کی قدر اس وقت آتی ہے جب وہ ملک سے باہر قدم رکھتا ہے۔ یقین کیجئے کہ باہر ملکوں کا ماحول اتنا کافرانہ بن [illegible] قدر وہاں پر فرنگی تہذیب غالب آچکی ہے، اتنی ظلمت آتی جا رہی ہے کہ وہاں کے علماء بھی ان اثرات کی لپیٹ میں آرہے ہیں۔ فقیر ایک مرتبہ کسی ملک کے مفتی اعظم کے پاس گیا تو حیران رہ گیا کہ وہ Clean shave (کلین شیو) تھے۔ اتنا بڑا ملک کہ وہ اسلامی ملکوں میں Atomic Power (ایٹمی طاقت) ہے، اس ملک کے مفتی اعظم کی یہ حالت ہے کہ وہ سنت سے محروم ہے بلکہ وہ سنت کو اس طرح سمجھتا ہے جیسے عام آدمی مستحبات کے بارے میں گمان رکھتے ہیں۔

ترکی میں مساجد کی بے ادبی :-

آپ ترکی کے ملک میں چلے جائیں۔ آپ کو مسجد کی صفوں کے ساتھ ساتھ سگریٹ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نظر آئیں گے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں تو بعض لوگ نماز کے انتظار میں سگریٹ پی رہے ہوتے ہیں جب نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو وہ وہیں سگریٹ بجھا کر اللہ اکبر کہہ لیتے ہیں۔ مسجدوں کا یہ ماحول علماء کی بدحالی کی دلیل ہے۔

عورتوں کی زبوں حالی :-

وہاں کی عورتوں نے سکرٹ کیسے پہننا شروع کی جس میں ان کی ٹانگیں پنڈلیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

تک ننگی ہوتی ہیں۔ وہاں کی عورتوں نے ننگے سر کیوں رہنا شروع کیا؟ علماء کی کمزوری کی وجہ سے اب وہاں کا ماحول ایسا بن چکا ہے کہ اگر آپ مسلمانوں کی آبادی میں جا کر دیکھیں تو آپ کو پتہ نہیں چلے گا کہ میں مسلمانوں کی آبادی سے گزر رہا ہوں یا فرنگیوں کی آبادی سے۔

دل ہلا دینے والا مذاق :-

وہاں دیہاتوں کے اندر علم نہیں تھا، کئی ایسی مساجد بھی دیکھیں جہاں لوگوں نے جبہ رکھا ہوتا ہے، ایک پگڑی رکھی ہوتی ہے اور ایک داڑھی بنی ہوئی پڑی ہوتی ہے۔ امام صاحب سوٹ پینٹ میں آتے ہیں اور مصلے پر کھڑا ہونے سے پہلے جبہ پہن لیتے ہیں اور پگڑی بھی باندھ لیتے ہیں۔ اور یہ بات کہتے ہوئے دل پانی پانی ہوتا ہے کہ مسجد میں پڑی ہوئی داڑھی اٹھا کر لگا لیتے ہیں اور اس حال میں امامت کرواتے ہیں۔ آپ نے سنت رسول اللہ ﷺ کا ایسا مذاق کبھی نہیں سنا ہوگا۔

خراج تحسین :-

اللہ رب العزت ہمارے حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یقین کیجئے کہ اگر ہم ان کے جوتے سر پر رکھیں تو بھی ان کا ادب نہیں کر سکتے۔ ہمارے علماء ہمارے سینوں پر پاؤں رکھ کر آگے گزر جائیں تو پھر بھی ہمیں اس کا دکھ نہیں ہوگا۔ انہوں نے اپنا فرض منصبی پورا کر کے دکھادیا۔ اس لئے آج کوئی بھی چیز دین کے خلاف ہو اگر چہ کہیں بھی ہو تو دنیا میں پاکستان ہی ایسا ملک ہے کہ جہاں کے علماء سب سے پہلے اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس ملک کی قدر باہر جا کر آتی ہے۔ یہاں رہتے ہوئے تو اقتصادی حالات کی وجہ سے ہر بندہ شکوے کر رہا ہوتا ہے لیکن خدا کے بندو! تمہارا دین اور ایمان یہاں رہتے ہوئے محفوظ ہے تم نے اس کی کوئی قیمت بھی نہیں ڈالی۔ اگر باہر

www.besturdubooks.wordpress.com

جا کر تمہیں چند ٹکے مل جاتے ہیں تو کیا وہ ایمان کی قیمت بن سکتے ہیں؟ نہیں بن سکتے۔ یورپ میں جتنے مسلمان ہیں ان سب کو پیٹ بھر کر کھانے پینے کو ملتا ہے۔ اور جب کھانے پینے کو ملے تو بندہ پیٹ بھرا ہوتا ہے اور اس سے معصیت کی طرف میلان بڑھتا ہے۔

امریکی مسلمانوں کی سرزنش :-

ایک دفعہ فقیر کو امریکہ کی ایک مسجد میں درس قرآن کی دعوت ملی۔ چنانچہ مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ مسجد بہت بڑی تھی اور آدمی صرف ستر پچھتر تھے۔ وہ سب لوگ دیواروں کے ساتھ اوٹ لگا کر بیٹھ گئے، ٹانگیں لمبی کی ہوئی تھیں، اور صحن بالکل خالی۔ وہ کہنے لگے، حضرت! آپ بیان کریں ہمیں آواز پہنچ رہی ہے۔ وہاں کا انداز ہی ایسا ہوتا ہوگا۔ فقیر کو جب اس انداز سے انہوں نے کہا تو پھر منبر کا بھی کچھ حق ہوتا ہے۔ پھر فقیر نے ان کے دماغ کھولے۔ اور کہا! بھئی سنو! ہر محفل کے آداب ہوتے ہیں۔ تم پر افسوس ہے کہ جنہیں آج تک ان آداب کا پتہ نہ چل سکا کہ اللہ کے قرآن کو کسی محفل میں سننے کے لئے آئیں تو کیسے بیٹھنا ہوتا ہے۔ اور پھر ان کو وہ سنائیں کہ وہ ساری زندگی یاد رکھیں گے۔ فقیر نے بالکل صاف کہا کہ تم لوگوں نے وطن چھوڑا، خویش قبیلہ چھوڑا، عزیز و اقارب چھوڑے، اتنے اچھے ماحول کو چھوڑا، تمہیں تمہاری ماں روئے، کیا تم یہاں آکر اپنا دین بھی چھوڑ دو گے؟ تمہارے پلے کیا بچے گا کہ چند ٹکوں کی خاطر تم نے ایسا سودا کیا۔ یہ سن کر ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ فقیر نے کہا، تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تم سے کچھ لینے کے لئے آیا ہوں، یقین کرو کہ میں اس جگہ پر تمہیں کچھ دینے کے لئے آیا ہوں۔ پھر ان کو احساس ہوا اور سیدھے ہو کر سامنے بیٹھ گئے۔ یہ اصل میں پیٹ بھرے کی باتیں ہوتی ہیں کہ جب انسان کو کھانے کو مل جائے تو پھر بندہ دین کو مذاق بنا لیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علماء کی ذمہ داری :-

ان حالات میں دین کی حفاظت کون کرے گا ؟ یہ علماء کی ذمہ داری ہے۔ اگر یہ کام دفتر والوں کے، حکومت والوں کے یا عام لوگوں کے ذمہ ہوتا تو یہ لوگ دین کے ساتھ اس طرح کھیلتے جس طرح بچے روزانہ اپنے کھلونوں کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں۔ مگر الحمد للہ ! اللہ رب العزت نے مہربانی فرمائی کہ اس دین کی حفاظت ایک ایسی جماعت کے سپرد کردی جس کے بارے میں فرمایا، "وَالرَّبَّانِيُّوْنَ" خدا والے، رب والے نیک بندے "وَالْاَحْبَارُ" "اور اہل علم حضرات " بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ" جنہوں نے اللہ کی کتاب کی حفاظت کرنی ہے "وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ" "اور یہ اس پر گواہ ہیں۔ انہوں نے ایک ایک آیت پر ڈیرے ڈالنے ہیں، جھگیاں ڈالنی ہیں اور اس دین کے اندر کسی کو رخنہ اندازی نہیں کرنے دینی۔

اکابرین امت کی قربانیاں :-

ہر دور میں علماء اس دین کی خاطر قربانیاں دیتے رہے۔ آپ پیچھے کی تاریخ دیکھیں تو آپ کو امام احمد بن حنبلؒ کی قربانیاں نظر آئیں گی کہ انہوں نے کس طرح وہ کوڑے کھائے کہ جو ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ بھی بلبلا اٹھتا، وہ کوڑے نازک بدن پر مارے گئے اور انہوں نے کوہ استقامت بن کر ان کوڑوں کو برداشت کیا۔ ذرا دیکھو ان کی زندگیوں کو، کہیں آپ کو امام اعظم ابو حنیفہؒ کی نعش جیل سے نکلتی ہوئی نظر آئے گی۔ یہ سب کچھ کس لئے تھا؟ وہ دین کی خاطر قربانیاں دیتے تھے۔ کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

تقریر اور تحریر کا فیض :-

اس دین پر کام تقریر کے ذریعے سے بھی کیا گیا اور تحریر کے ذریعے سے بھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محدثین نے درس دیئے، مفسرین نے درس دیئے، مشائخ عظام نے درس دیئے اور اپنے اپنے وقت میں لوگوں کے دلوں کو گرمایا۔ یہ بھی ایک بڑا کام تھا مگر تحریر کا کام اس سے بھی بڑا کام ہے جس کی عمر ہزاروں سال ہوا کرتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ تحریر کا فیض تقریر کے فیض سے ہمیشہ زیادہ ہوتا ہے۔

ہدایہ کا فیض :-

دیکھیں کہ "ہدایہ" فقہ کی ایک کتاب ہے۔ لکھنے والے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کئی لوگوں کو ان کے نام کا بھی پتہ نہیں ہوگا۔ لیکن سینکڑوں سال گزرنے کے بعد آج بھی کوئی عالم بنتا ہے تو وہ اس کتاب کو پڑھے بغیر اپنے آپ کو عالم نہیں کہلوا سکتا۔

فتاوی شامی کا فیض :-

قریب کے زمانے میں دیکھیں کہ علامہ شامیؒ دنیا سے تشریف لے گئے۔ مگر ایسا فتاوی ترتیب دے گئے کہ آج ہمارے جس مفتی کے پاس کوئی فتویٰ پوچھنے جاتا ہے تو سب سے پہلے جو کتاب ان کے ہاتھ میں آتی ہے وہ فتاوی شامی ہوتی ہے۔ آپ کو حوالے ملیں گے۔ معلوم ہوا کہ وہ دنیا سے چلے گئے، لیکن سینکڑوں سال گزرنے کے بعد آج بھی ان کی کتب فیضان کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔

امت کا خزانہ :-

امت کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے تجربات و مشاہدات اور جو کچھ پڑھا ہو، سمجھا ہو یا کیا ہو وہ بھی آنے والے لوگوں تک پہنچائے کیونکہ یہ امت کا خزانہ ہے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو پتہ چل سکے کہ فلاں دور میں علماء کو کس طرح مدارس میں پڑھنا پڑا، کس طرح زندگیوں میں مشکلات پیش آئیں، کس طرح ان کی زندگی کے معاملات تھے اور انہوں نے مصیبتوں سے نکل کر کس طرح اس ذمہ داری کو پورا کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر ہر عالم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو کسی نہ کسی انداز میں ضرور پورا کرے۔

اسلام کے خلاف کتابوں کی تصنیف :-

اکثر ائمہ اور فقہاء اساتذہ بھی بن جاتے ہیں مگر ان سے تحریر کا فیض جاری نہیں ہوتا۔ یہ آج کے دور کی بہت بڑی کمی ہے۔ یورپ ہر سال اسلام کے خلاف اتنی کتابیں لکھ رہا ہے کہ شاید کوئی دن ایسا نہ ہو جب اسلام کے خلاف کوئی کتاب نہ لکھی جا رہی ہو۔ ہمیں اسلام کے حق میں کتابیں لکھنی چاہئیں تھیں تاکہ فرنگی فتنے کا قلع قمع ہو سکے۔

قرآن مجید کی طباعت :-

فقیر ایک دفعہ رشیا کے ایک شہر کازان میں حاضر ہوا۔ یہ کازان وہ شہر ہے جہاں سب سے پہلے قرآن مجید کو پرنٹنگ پریس پر پرنٹ کیا گیا۔ دوسرا نسخہ جرمنی کے شہر ہیمبرگ کے اندر پرنٹ کیا گیا تھا۔ مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر کی ابتداء میں لکھتے ہیں کہ کازان کے شہر میں حمزہ بے نامی شخص نے قرآن مجید کو سب سے پہلے پرنٹ کیا۔ اس وقت یہ شہر رشیا کا مرکزی شہر تھا۔ ان دو جگہوں سے ایسی ترتیب چلی کہ آج پرنٹنگ پریس پر آپ کو دینی علوم کے بارے میں کتابیں چھپتی نظر آئیں گی۔

کازان میں اسلامی کتب کی تصنیف :-

یہ کازان کا شہر ”علماء کا شہر“ کہلاتا ہے۔ فقیر نے اس کی تاریخ پڑھی تو لکھا ہوا تھا کہ جب اسلامی تعلیمات ہر طرف عام تھیں تو اس شہر میں اتنے علماء تھے کہ ہر سال اس شہر سے دین اسلام کے بارے میں چھ ہزار (6,000) نئی کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ اب بتایئے کہ ان حضرات میں کیسی علمی استعداد ہوگی اور انہوں نے دین کی کتنی

www.besturdubooks.wordpress.com

خدمت کی۔ یہ ان کا علمی سرمایہ ہے کہ جس کی وجہ سے آج ہماری گاڑی آگے چل رہی ہے۔

ہماری ذمہ داری :-

اگر آج ہم کام نہیں کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم اس کی کمی محسوس نہ کریں لیکن یاد رکھیں کہ یہ تنگی ہماری آنے والی اولادیں محسوس کریں گی اور وہ قیامت کے دن ہمارا گریبان پکڑیں گی کہ انہوں نے تو اپنے بڑوں سے وراثت پائی اور زندگی گزار لی لیکن اپنے دور میں انہوں نے کام نہ کیا، اس لئے جب ہمیں دین ملا تو ہمیں درمیان میں خلاء نظر آتا ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے ؟ اس کے لئے ہمیں قیامت کے دن عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑے گا اور کہنا پڑے گا کہ ہم نے ہی کام نہیں کیا تھا۔

امت محمدیہ ﷺ کی دو خاص نشانیاں :-

امت مسلمہ کی جہاں اور بہت ساری خوبیاں ہیں وہاں اس امت کی ایک خوبی تورات وانجیل میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اس امت کے علماء دین اسلام پر بہت زیادہ کتابیں لکھیں گے، اس سے پہلے کسی امت نے دین پر اتنی کتابیں نہیں لکھی ہوں گی۔ اور دوسری خوبی یہ بیان فرمائی گئی کہ یہ امت اللہ کے ذکر کے لئے اللہ کے نام پر آپس میں مل بیٹھا کرے گی اور سب اللہ کو یاد کریں گے۔ گویا یہ دو نشانیاں خاص طور پر اس امت میں موجود ہوں گی۔

سلف صالحین میں تصنیف و تالیف کا شوق

اگر تاریخ عالم پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات طشت از بام ہوتی ہے کہ اس امت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے علماء یقیناً کثیر التصانیف تھے۔

✿ - امام رازیؒ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے ان انگلیوں کے ساتھ 600 کتابیں خود لکھی ہیں۔

✿ - کسی نے کہا کہ میں نے 500 جلدیں لکھی ہیں۔

✿ - کسی نے کہا کہ میں نے 600 جلدیں لکھی ہیں۔

✿ - کسی نے کہا کہ میری کتابوں کا وزن دو اونٹوں پر رکھا جاتا تھا۔ اتنی کتابیں تو وہ لکھا کرتے تھے کہ دو دو اونٹوں کا بوجھ بن جایا کرتی تھیں۔

✿ - ایک محدث فوت ہوئے۔ انہوں نے اتنی کتابیں لکھیں کہ جب ان کی زندگی کے ایام اور ان کی اپنی کتابوں کے صفحات کو ایک دوسرے پر تقسیم کیا گیا تو چالیس صفحات روزانہ کے بنے۔ اب بتائیں کہ چالیس صفحات کون روزانہ کے لکھ سکتا ہے۔ لیکن یہ ان کا فیضان تھا۔ سبحان اللہ، اللہ رب العزت نے ان کے وقت میں برکت دی تھی کہ وہ تھوڑے وقت میں اتنا بڑا کام کر لیتے تھے کہ آج ہم سالوں میں بھی اتنا کام نہیں کر سکتے۔ یہ خدائی مدد ہوتی تھی، یہ قبولیت ہوتی تھی اور ان کے دل میں شوق ہوتا تھا۔

رسالہ شاطبیہ کا فیض :-

علامہ شاطبیؒ نے جب رسالہ "شاطبیہ" لکھا تو پھر حرم شریف میں حاضر ہوئے اور وہاں پر انہوں نے 1,200 مرتبہ طواف کیا اور ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگی کہ اے اللہ! اس کتاب کو قبولیت عامہ تامہ نصیب فرما۔ اللہ رب العزت نے اس کتاب کو اتنی مقبولیت نصیب فرمائی کہ آج اس وقت تک کوئی قاری نہیں بن سکتا جب تک وہ اس کتاب کو پڑھ نہ لے۔ معلوم ہوا کہ وہ حضرات صرف لکھتے ہی نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے بلکہ وہ مانگتے بھی تھے۔ فیض کا آگے جاری ہو جانا قدرت کی طرف سے ہوتا ہے اور ں کے پیچھے انسان کا تقویٰ ہوتا ہے۔

بخاری شریف کا فیض :-

بخاری شریف حدیث کی وہ کتاب ہے جو قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب شمار ہوتی ہے۔ حالانکہ صحت کے اعتبار سے مسلم شریف کا معیار اور مقام اس سے بھی بلند ہے۔ مگر امام بخاریؒ کے تقویٰ کی وجہ سے ان کی مرتب کردہ اس کتاب کو زیادہ قبولیت نصیب ہوئی۔ آج دنیا میں جب حدیث کا نام آتا ہے تو امام بخاریؒ کا نام آتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف کا فیض :-

مشکوٰۃ شریف بھی حدیث کی ایک کتاب ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو اس مشکوٰۃ شریف کے بالکل ہم پایہ بلکہ اس سے کچھ بہتر حدیث کی اور بھی کتابیں مل جائیں گی مگر ان کو وہ قبولیت عامہ نصیب نہ ہوئی جو مشکوٰۃ شریف کو نصیب ہوئی۔

ہمارے شہر کی حیثیت :-

تصنیف و تالیف اس امت کا کام ہے۔ لہٰذا ہر دور کے علماء کو جہاں باقی محاذوں پر اپنی اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا ہے وہاں اس محاذ پر بھی ذمہ داری کو پورا کرنا ہے۔ اچھا دل میں یہ خیال اس لئے آیا کہ یہ (جھنگ) ہمارا چھوٹا سا شہر ہے۔ دنیا کی نظر سے دیکھیں تو ایک گاؤں کہیں گے۔ اس شہر میں کم از کم پچاس علماء تو ہوں گے۔ اب ان پچاس علماء کو اگر دیکھا جائے کہ انہوں نے دین پر کون سا کام تحریر کے ذریعے کیا ہے تو شاید آپ کو بہت تھوڑے ملیں گے۔ تو خیال آیا کہ کیوں نہ ہم اپنی ہی اس جگہ سے اس کے لئے قدم آگے بڑھائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تدریس کے لئے امریکن سسٹم :-

اس طرح کی باتیں کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟ اس کا واقعہ سنئے۔ امریکہ میں وہاں کے بچوں کو شام کے وقت درس دیئے جاتے ہیں۔ ان کو دین کے بارے میں پڑھایا جاتا ہے۔ جب ان کو دین کے بارے میں پڑھاتے ہیں تو وہاں پر عام کتابیں نہیں چلتیں۔ مثلاً آپ کو تاریخ کی کوئی بات کرنا ہے تو وہ طلباء آگے پیچھے اتنے سوالات پوچھیں گے کہ آپ حیران ہو جائیں گے۔ لہٰذا آپ کو اس کی پوری تفصیلات کا پتہ ہونا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر کسی نے حضرت نوحؑ کا واقعہ بیان کیا تو وہ پوچھیں گے کہ حضرت نوحؑ کس علاقہ کے تھے ؟ اب آج کے دور میں ان کو کیا سمجھائیں گے ؟ اگر آپ کہیں گے کہ کہیں تھے تو امریکن سسٹم ایسا ہے کہ وہاں کے بچے آپ کی اس بات کو تسلیم نہیں کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ جب استاد کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ نبی دنیا کے کس علاقہ میں آئے تھے تو پھر وہ واقعہ کیا سنائیں گے۔ اس لئے وہ متاثر ہی نہیں ہوں گے۔ کیونکہ وہ ایک طرف سکول جاتے ہیں تو وہاں ان کو سائنس پڑھائی جاتی ہے اور ان کو بتایا جاتا ہے کہ ہم سچ پر بات کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف یہاں آتے ہیں تو یہاں ان کو کچھ معلومات دے دی جاتی ہیں اور ان کو اس کے اندر بھی ترتیب نظر نہیں آتی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو بس ایسے ہی قصے کہانیاں ہی ہیں۔ ان کو اعتماد نہیں ہوتا......

حضرت آدمؑ کا نام آیا تو انہوں نے حضرت آدمؑ کے نام پر آپ سے سوال پوچھنا شروع کر دیئے ہیں کہ وہ پہلے نبیؑ تھے ؟ ان سے پہلے کون انسان تھے ؟ وہ سب سے پہلے کیوں بنے ؟ ان کو شروع سے ہی زمین پر کیوں نہیں بنایا ؟ ان کو پہلے جنت میں کیوں بھیجا جب باہر ہی نکالنا تھا ؟ تو اتنے سوالات شروع کر دیں گے کہ آپ حیران ہو جائیں گے۔ اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ ایسا لٹریچر اور کتابیں ہوں کہ جن میں چھوٹے چھوٹے سوال جواب ان بچوں کے لئے بنائے جائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یک ثائی عالم کا تفسیر لکھنا :-

ان ملکوں میں چونکہ علماء بہت کمیاب ہیں اس لئے یہ کام وہاں کے ثائی علماء
رر ہے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک صاحب سیر کر رہے تھے۔ مگر اس انداز کا
باس پہنا ہوا تھا کہ رانیں ساری ننگی تھیں، ننگے سر تھا، اس کا پیٹ ناف تک نظر آرہا
تھا اور پاؤں میں جوگر پہنے ہوئے تھے۔ وہ بھاگتے ہوئے اسی حالت میں اس عاجز سے
ملنے آیا اور کہنے لگا، حضرت! دعا کرنا۔ عاجز نے کہا، کیا بات ہوئی ؟ کہنے لگا، آج کل میں
قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہا ہوں۔ اب بتایئے کہ ایسی تفسیریں وہاں کے طلباء کو کیا
نورانیت دیں گی۔

ثائی عالم کی بیوی کی زبوں حالی :-

کچھ عرصہ کے بعد وہی صاحب کوٹ پینٹ پہن کر آئے اور کہنے لگے، جی اجازت
ہے کہ میں اپنی بیوی کو بھی لے آیا ہوں، کچھ باتیں آپ سے پوچھنی ہیں۔ ہم نے کہا کہ
ہم تو اس طرح خواتین کو کمرے میں نہیں آنے دیتے، ان کے لئے ہم نے ایک علیحدہ
جگہ بنائی ہوئی ہے وہاں پردہ ہے، وہ اس کے پیچھے بیٹھ کر سوال پوچھے۔ وہ کہنے لگے، جی
اس میں حرج ہی کیا ہے ؟ اس نے چند سوال ہی پوچھنے ہیں۔ اب دیکھیں کہ جو آدمی
تفسیر لکھ رہا ہے اس کو یہ بھی سمجھ نہیں آرہی کہ یہ غیر عورت آکر سوال پوچھ رہی ہے
اور کہہ رہا ہے کہ اس میں حرج ہی کیا ہے، اس نے تو چند سوال ہی پوچھنے ہیں۔ ہم نے
ایک لڑکے سے کہا کہ اس کو پردہ کے پیچھے بٹھائیں تاکہ ہم بات کریں۔ وہ لڑکا اسے
بٹھا کر آیا اور اس نے کہا کہ حضرت! اس عورت نے تو ساڑھی پہن رکھی تھی، سر سے
ننگی تھی اور پیٹ بھی آدھا ننگا تھا۔...... افسوس کی بات یہ کہ یہ عورت اپنے خاوند کے
ساتھ مل کر تفسیر لکھ رہی تھی۔ فقیر عام آدمی کی بات نہیں کر رہا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت ایک درجن سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں اور پورے امریکہ کے اندر آج ان کی کتابیں اسلامک سنٹرز میں پائی جاتی ہیں۔

مطلوبہ کتابوں کی ترتیب کا انداز :-

اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ اوہو !...... یہ کام تو ہمارے علماء کو ہی کرنا چاہئے اور ان کو بتا دیا جائے کہ وہاں کے بچے اس انداز سے ترتیب چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنی لائبریریوں کے اندر بیٹھ کر مطالعہ کر سکیں۔ مثلاً حضرت نوحؑ کا واقعہ لیں تو اس کی پوری تفصیل دیکھیں اور چھوٹے چھوٹے سوال بنا کر لکھیں۔ فرض کریں کہ ایک واقعہ سے متعلق اگر سو سوال بنے ہوئے ہوں تو بچہ جو سوال پڑھتا چلا جائے گا اس کے سامنے پورا واقعہ کھلتا چلا جائے گا۔ کیونکہ وہاں پر بچوں کو پڑھانے کے لئے اور قسم کی ترتیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ بچوں اور بچیوں کے مسائل مختلف ہوتے ہیں اس لئے کچھ لٹریچر اس کے مطابق ترتیب دے دیا جائے تاکہ اس کو انگریزی میں ترجمہ کر کے وہاں بھیجا جا سکے۔ اس طرح کم از کم مستند علماء کے ہاتھوں سے گزر کر ایک تحریر وہاں تک پہنچے گی۔ یہ تو نہیں ہوگا کہ ہر ٹائی پہننے والا اور ننگے سر والا کھڑا ہو کر کہہ دے گا کہ میں قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہا ہوں۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے دل میں یہ بات آئی کہ کیوں نہ ہم یہاں پر اپنے علماء کی سربراہی میں ایک ایسی علمی فضا قائم کرنے کی کوشش کریں تاکہ آپس میں مل بیٹھیں اور سوچیں کہ کیا ضرورتیں ہیں، کیا تقاضے ہیں۔ اس کی تفصیلات باقاعدہ آپ کی خدمت میں عرض کر دی جائیں گی اور پھر آپ لائبریریوں سے یا جو کتب آپ کے پاس ہیں ان سے کچھ ترتیب دینا شروع کر دیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں سے کوئی ایسی کتاب نکل جائے جو وہاں کے نصاب میں ہی شامل ہو جائے۔ جب تک وہاں کے نصاب میں یہ شامل رہے گی آپ کو اس پر اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ تو معلوم ہوا کہ ہم اس علمی کام کو جیسے تقریر کے ذریعے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

تدریس کے ذریعے دوسروں تک پہنچا رہے ہیں ویسے ہی ہمیں تصنیف کے ذریعے بھی دوسروں تک پہنچانا ضروری ہے۔

کینیڈا میں علماء کی محنت کا نتیجہ :-

کینیڈا کے اندر تقریباً چودہ مفتی حضرات ہیں۔ انہوں نے مختلف اداروں سے افتاء میں تخصص کیا۔ انہوں نے وہاں اسی طرح کی ایک مجلس بنائی ہوئی ہے۔ انہوں نے سوچا کہ کینیڈا میں تو سارے ہی انگریزی لکھے پڑھے ہیں، ان کو ہم قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا چاہیں تو کیسے پڑھائیں۔ یہ تو نہیں ہوگا کہ یہ بڑے عالم بن جائیں گے مگر کم از کم ان کی جہالت تو ٹوٹے کہ جتنے جاہل ہیں اتنے جاہل نہ رہیں۔ اگر قاری صاحب قرآن پڑھ رہے ہوں تو انہیں پیچھے کھڑے ہوئے اتنا پتہ چل جائے کہ قرآن پاک مجھے کیا کیا بتا رہا ہے۔ اس پر انہوں نے محنت کرنا شروع کر دی۔

اس محنت کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج کل ایک کتاب لکھی گئی ہے جس پر وہاں کورس کروایا جاتا ہے۔ ہم لوگ بھی وہاں کورس کروا چکے ہیں۔ آپ حیران ہونگے کہ قرآن کے کل الفاظ 80,000 کے لگ بھگ ہیں۔ مگر ایک ایک لفظ کئی کئی مرتبہ قرآن پاک میں دوہرایا گیا ہے۔ ان بار بار دوہرائے جانے والے الفاظ کو اگر ایک ہی لفظ سمجھا جائے تو مختلف الفاظ کی تعداد 2,000 ہے۔ اور ان 2,000 الفاظ میں سے 500 الفاظ ایسے ہیں جو اردو زبان میں بولے جاتے ہیں۔ ہر اردو لکھنے پڑھنے والا اور بولنے والا ان کے مفہوم کو سمجھتا ہے۔ اس طرح باقی الفاظ 1,500 رہ گئے۔ معلوم ہوا کہ اگر ان کو 1,500 الفاظ کے معانی و مفہوم بتا دیئے جائیں تو جب قرآن پڑھا جا رہا ہوگا تو ان کو کچھ تو سمجھ آرہا ہوگا۔

اس انداز سے جب ان حضرات نے کام کیا تو وہ جس علاقے میں بھی قرآن پاک کے ترجمے کی کلاس لیتے ہیں تو وہاں پر چالیس پچاس، سو سو کمپیوٹر انجینئر اور ڈاکٹر

www.besturdubooks.wordpress.com

بھاگے چلے آتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ واقعی ترجمہ پڑھنے کے بعد ان کے دلوں میں نیکی کا شوق بڑھ جاتا ہے۔ ہم نے اس ترجمہ کلاس سے کئی ڈاکٹرز اور انجینئرز کی زندگیوں کو بدلتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو وہاں کے علماء نے ماحول کی ضرورت کو سامنے رکھ کر کچھ کام کیا جس کا نتیجہ وہاں آج نظر آرہا ہے۔

حضرت اقدس تھانویؒ کا تحریری فیض :-

جب علماء محنت کرتے ہیں تو وہ اس کا صلہ بھی پالیتے ہیں۔ فقیر پچھلے دنوں بادشاہی مسجد کے خطیب حضرت مولانا عبد القادر آزاد کا ایک مقالہ پڑھ رہا تھا۔ اس مقالے کا نام تھا ''حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور ان کی پوری زندگی'' اس مقالہ کے آخر میں انہوں نے حضرت کے نام سے جو کتابیں لکھی گئیں ان کے نام لکھے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد 2,700 بنتی ہے۔

فقیر نے حضرت علامہ خالد محمود صاحب سے مانچسٹر میں پوچھا، علامہ صاحب! آپ کی پوری زندگی مطالعہ میں گزری۔ اس امت میں زیادہ سے زیادہ کتنی کتابیں لکھنے والے آپ کے علم میں گزرے ہیں۔ تھوڑی دیر سوچتے رہے اور پھر کہنے لگے، 500 بھی ہیں، 600 بھی ہیں۔ اور کافی دیر کے بعد فرمانے لگے، ایک کے بارے میں میں نے پڑھا کہ 1,100 ہیں۔ ہاں ماضی قریب میں ہمارے اکابرین میں سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت دی۔ انہوں نے تحریر کا کام کچھ تو بلاواسطہ خود کیا اور کچھ کام کی انہوں نے رہبری کر دی، ہدایات دے دیں اور اپنے خلفاء اور شاگردوں کے ذمے لگا دیا کہ یہ کام کرو۔ اس طرح شاگردوں نے اپنے شیخ کے نام سے ان کی بتائی ہوئی ترتیب پر وہ کتابیں لکھ دیں جن کی تعداد 2,700 بنتی ہے۔ اب بتائیے کہ یہ حکیم الامت جب قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان کو کتنی سرخروئی نصیب ہوگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو طرح کے خطباء :-

فقیر سمجھتا ہے کہ ہر بندے کی زندگی میں اتنا وقت ضرور ہوتا ہے کہ جس میں دین کے بارے میں اپنے خیالات کو کچھ نہ کچھ قلمبند کر سکے۔ ہوتا کیا ہے کہ جب علماء پڑھتے ہیں تو صرف اس نیت سے پڑھتے ہیں کہ ہمیں جمعہ کا خطبہ دینا ہے۔ آپس کی بات ہے کہ اس وقت خطباء میں سے دو طرح کے حضرات ہیں۔ اگر بے ادبی ہو جائے تو فقیر معافی کا خواستگار ہے۔ کچھ حضرات وہ ہیں جن کی اخبار تقریریں ہوتی ہیں۔ وہ دو چار مختلف اخبار پڑھ لیتے ہیں اور ان کا جمعہ کا خطبہ ان چار اخباروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور کچھ حضرات ایسے ہیں جنہوں نے مختلف مدارس سے جاری ہونے والے ماہنامے اکٹھے کئے ہوتے ہیں۔ وہ ان ماہناموں کی تقریروں اور مقالہ جات کو پڑھ کر اس سے تقریر کر دیا کرتے ہیں۔ خود کتابوں کا مطالعہ کرنے کا شوق ہی آج ختم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ وہ حضرات جو تدریس کا کام کرتے ہیں، خیر وہ تو دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں، ان کی بات نہیں کر رہے۔ یہ ان حضرات کی بات کر رہے ہیں جو مدارس سے پڑھ کر نکلے اور وہ اس وقت تدریس کا کام نہیں کر رہے بلکہ کہیں خطیب ہیں، امام ہیں یا کسی اور جگہ کام کر رہے ہیں۔ ان کی زندگی میں مطالعہ کا سلسلہ بہت کم ہو گیا ہے۔

ایک فارغ التحصیل عالم کی زبوں حالی :-

فقیر نے ایک فارغ التحصیل عالم کے بارے میں ایک بات سنی کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ زکوۃ کتنی دینی چاہئے۔ وہ کہنے لگے کہ بس ہر چالیس پر ایک روپیہ نکالتے جاؤ۔ اب بتائیے کہ ایسا جواب آپ نے کبھی سنا ہو گا کہ تمہارے پاس جو چالیس روپے فالتو ہوں ان میں سے ایک روپیہ نکالتے جاؤ۔ نصاب کیا ہوتا ہے؟ کس پر شروع ہوتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کس پر نہیں ہوتا؟ جب مطالعہ سے طبیعت بیزار ہو جاتی ہے تو پھر ایسے جواب زبان سے نکلتے ہیں۔اس لئے کتابوں کے ساتھ اس رشتہ کا استوار رہنا بہت ضروری ہے۔

اکابرین امت میں مطالعہ کا شوق :-

ہمارے اکابرین کو تو محبت ہی کتابوں سے ہوا کرتی تھی۔ ہر وقت مطالعہ میں ڈوبے رہا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس کتاب کو میں ایک دفعہ دیکھ لیتا تھا پھر اس کے بعد بیس سال تک اس کتاب کو نہیں بھولا کرتا تھا۔ اور شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ نے فرمایا کہ پندرہ سال تک تو میں بھی نہیں بھولتا تھا۔ انہوں نے اتنی خدمات سرانجام دیں کہ کتابوں میں ہی انکی زندگی گزر گئی۔ اوران کی خدمات کا صلہ آج ہمیں مل رہا ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت پر حسرت ہوتی ہے جو کھانے پینے میں گزر جاتا ہے کہ میں اس وقت مین مطالعہ نہیں کر پاتا۔ امام محمدؒ کے بارے میں ایک صاحب جو ان کے ہم سبق تھے فرماتے تھے کہ میں نے ان کے بارے میں دیکھا کہ وہ رات کو چراغ جلاتے، کتاب کھول کر دیکھتے اور اس کے بعد چراغ بجھا کر پھر لیٹ جاتے۔ پھر تھوڑی دیر بعد اٹھ بیٹھتے اور چراغ جلاتے۔ کہنے لگے کہ ایک دفعہ میں نے گنا کہ انہوں نے ایک رات میں سترہ دفعہ اٹھ کر چراغ جلایا اور کتاب کا مطالعہ کیا۔ اب جس نے رات میں سترہ دفعہ اٹھ کر چراغ جلایا ہو کیا وہ سوتے ہوں گے ؟ وہ سوتے نہیں تھے بلکہ وہ لیٹتے تھے اور ان کا لیٹنا غور و فکر کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس لئے کئی مرتبہ آدمی دیکھتے تھے کہ چارپائی پر لیٹے ہیں اور وہ اسی عشاء کے وضو سے اٹھ کر فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے۔

فقیر ایک دفعہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی عزیزالرحمانؒ کے حالات زندگی پڑھ رہا تھا۔ ان میں لکھا تھا کہ جب ان کا آخری وقت آیا تو اس وقت بھی ان کے سینے کے اوپر

www.besturdubooks.wordpress.com

فتوے کا ایک کاغذ پڑا ہوا تھا۔ امام ابو یوسفؒ کا جب آخری وقت آیا تو کسی طالبعلم نے اس وقت بھی ان سے میراث کے بارے میں سوال پوچھا۔ یعنی اس وقت میں جب کہ جان نکل رہی ہوتی تھی اس وقت بھی علمی نکات ان حضرات کے ذہن پر حاوی رہا کرتے تھے۔

عہد حاضر میں علماء کی خدمات :۔

آپ دیکھئے کہ پورے پاکستان میں چند شخصیتیں ایسی نمایاں ہیں جو واقعی ٹھوس بنیادوں پر کام کر رہی ہیں اور دین کے بارے میں کسی نہ کسی عنوان پر کچھ نہ کچھ لکھتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت مفتی محمد تقی عثانی دامت برکاتہم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم اور حضرت مفتی رشید احمد مدظلہ کی خدمات قابل صد آفرین ہیں۔ دیکھیں کہ اگر ان جیسے علماء ہوں تو بتائیں کہ کوئی پینٹ کوٹ والا ان حضرات کی بے ادبی کر سکتا ہے۔ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ آج انگریزی دان لوگ علماء کی قدر نہیں کرتے تو آپ ذرا ایسے عالم بن کر تو دکھائیں پھر یہ انگریزی دان آپ کے جوتے اٹھاتے پھریں گے۔ یہ آپ کے سامنے بچھتے پھریں گے۔ مگر ان کے سامنے ایسی شخصیتیں تو ہوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ آٹھ سال پڑھ کر بھی ایک عام آدمی جیسی زندگی گزار رہے ہیں اور انہیں اپنے اور ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تو پھر انہوں نے تو شیر بنا ہوتا ہے کہ میں زیادہ جانتا ہوں اور یہ تھوڑا جانتا ہے، حالانکہ بات ایسی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم علم کی اس استعداد کو ختم کر بیٹھے ہیں مطالعہ کے ساتھ اس رشتہ کے حال نہ ہونے کی وجہ سے۔ اگر ہم بھی اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چل کر ان کی طرح کام کریں تو ہمارا حصہ بھی ان کے ساتھ شمار کر لیا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لمحہ ء فکریہ :-

یقین کیجئے کہ وہ علماء جن کے چراغ کے تیل کا خرچہ ان کے مہینے کے کھانے کے خرچے سے زیادہ ہوا کرتا تھا آج ان کی اولادیں کتب کے مطالعہ سے بالکل کٹ چکی ہیں۔ جن کے اجداد چٹائیوں پر بیٹھ کر ساری ساری رات مطالعہ کرنے میں گزار دیتے تھے آج ان کی اولادیں نرم بستروں پر شب باشی کرنے کی عادی بن چکی ہیں۔ وہ حضرات جو اپنے دن کی ابتداء قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ کیا کرتے تھے آج ان کی اولادیں اخبار پڑھنے سے اپنے دن کی ابتداء کرتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اب علمی ذوق ختم ہوتا چلا جارہا ہے۔

ہمیں اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے کہ ہمارے اندر استعداد نہیں ہے لیکن احساس تو ہے۔ اب اس احساس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گے اور کچھ کرنا شروع کریں گے تو کیا بعید ہے کہ اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آجائے اور ہم جیسے لوگوں سے بھی اللہ تعالیٰ کوئی ڈھب کا کام لے لے اور آنے والی نسلوں میں اس کا فیض جاری ہوجائے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا تحریری فیض :-

مالا بد منه قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھی۔ آج جو عالم بنتا ہے اس کے ہاتھ میں یہ کتاب دے دیتے ہیں کہ جی یہ تجھے پڑھنا پڑے گی۔ ماشاء اللہ ہزاروں حضرات اس کتاب کو پڑھ کر علماء بنیں گے اور وہ زندگی بھر علم کا جتنا کام کریں گے ان کو بھی اس میں سے حصہ ملتا رہے گا۔ بلکہ جس جس عالم کی کتاب درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے وہ اس کے علم کے پورے اجر میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سولانا مشتاق حسین کا تحریری فیض :-

مولانا مشتاق حسین چرتھاویؒ نے اردو میں "علم النحو" اور "علم الصرف" رسالے
لکھے ہیں۔ دیکھئے کہ یہ کتابیں کتنی عام ہوتی چلی جارہی ہیں۔ حتیٰ کہ مدارس میں کئی
مرتبہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب ذرا دیکھ لو اس سے فائدہ ہوگا۔ ظاہر میں تو ایک چھوٹا سا
کام ہے۔ انہوں نے کیا کیا؟ ان کی زندگی کا جو مطالعہ تھا انہوں نے کوشش کی کہ میں
اس کو آسان بنا کر پیش کردوں تاکہ طلباء کو آسانی ہو۔ چنانچہ آج لوگوں کے لئے
صرف و نحو سیکھنے میں بہت آسانی ہوگئی ہے۔

دینی ماہنامے کیوں بند ہوگئے :-

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی زندگی میں اپنے فرض منصبی کو سمجھتے ہوئے
کہ ہم نے اس طریقہ سے بھی دین کی حفاظت کرنی ہے، اس سلسلہ میں بھی قدم اٹھانا
چاہئے۔ اب ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ آج پوچھیں کہ مرشد پکڑنے کی کیا ضرورت
ہے؟ آج کے دور میں اس لمبے چوغے کی کیا ضرورت ہے؟ بھئی ہمیں تو
محبوب ﷺ سے یہی چیزیں ملی ہیں اور ہم اس بات کے پابند ہیں کہ محبوب ﷺ کی
سنتوں کو آنے والی نسلوں تک پہنچا جائیں۔ اس لئے کتابوں کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے
اور انسان اس پر اپنی سوچ بچار کرے وقت کے تقاضوں کے مطابق اس کو لکھتے رہنا
چاہئے اور پھر اس کی اپنے بڑوں سے تصحیح کروالینا چاہئے تاکہ ان کی نظر سے گزر
جائے۔ ابتداء میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ حضرات جو کچھ لکھیں، کسی نہ کسی ماہنامے
میں جو مختلف مدارس سے چھپتے ہیں ان کو بھیجنا شروع کردیں۔ آج ماہناموں والوں کو
یہی پریشانی ہے کہ لکھنے والے ہی نہیں ملتے۔ کتنے ہی ایسے ماہنامے ہیں جو ہزاروں کی
تعداد میں جاری ہوئے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ صفحہ ہستی سے غائب ہوگئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہوا تو کہنے لگے کہ لکھنے والے ہی نہیں ملتے ہم کیا کریں۔ افسوس کہ مختلف جگہوں سے جو فیض جاری ہوتا تھا وہ فیض ہی بند ہوتا چلا جارہا ہے۔ تو آخر کہیں کوئی تو ہو جو اس کے بارے میں بیٹھ کر سوچے اور قدم اٹھانے کی کوشش کرے۔ کیا بعید ہے کہ اللہ رب العزت اس فکر پر ایسی مہربانی فرمادیں کہ آپ حضرات میں سے کچھ حضرات ایسے ہوں جن کا علمی کام تحریر کی شکل میں اس طرح ضبط ہو جائے کہ وہ آپ کے لئے اور ہمارے لئے بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

علمی سرمایہ سے محرومی :-

اس عاجز کو یاد ہے کہ جب سکول میں پڑھتے تھے تو دھجی روڈ پر وقف یسینی کے نام سے ایک لائبریری ہوتی تھی۔ اس میں بہت زیادہ کتابیں ہوا کرتی تھیں۔ مگر چونکہ اس علمی خزانے کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں تھا اس لئے پتہ چلا کہ کچھ عرصے کے بعد اس شہر کا علمی ذخیرہ یہاں سے اٹھا کر کہیں کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔ وہ ہزاروں کتابیں اس عاجز نے خود دیکھی ہوئی ہیں۔ ہزاروں کتابوں کا علمی سرمایہ جب اس شہر سے چلا گیا تو یہ شہر تو محروم ہو گیا۔ اب اگر آج وہ لائبریری یہاں موجود ہوتی تو ہم میں سے کوئی بھی وہاں کی کتابوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا تو اٹھا سکتا تھا۔

یہ چند باتیں جو سامنے آئیں وہ آپ کی خدمت میں عرض کر دی ہیں۔ اللہ رب العزت قبول فرمائیں اور ہمیں عملی طور پر اس سلسلہ میں قدم اٹھانے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

خشیت الٰہی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ ۔ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي مَقَامٍ اٰخَرَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارِ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

خشیت کسے کہتے ہیں؟

خشوع دل کی وہ کیفیت ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں بیٹھے، اللہ رب العزت کی ہیبت دل میں بیٹھے، اللہ رب العزت کی ایسی محبت دل میں آجائے کہ انسان اس کی ناراضگی کے تصور سے کانپ اٹھے، انسان اس کی محبت میں اداس ہو جائے۔ پس ایسا انسان جس کے دل میں خشیت الٰہی پیدا ہو جائے وہ گناہوں کی طرف قدم نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اٹھاتا۔

اعضائے انسانی پر خشیت کا اثر :

مفردات القرآن میں لکھا ہے اَلْخُشُوْعُ اَلضَّرَاعَةُ وَ اَكْثَرُ مَا يُسْتَعْمَلُ فِيْمَا يُوْجَدُ عَلَى الْجَوَارِحِ خشیت تضرع ، گڑگڑانے اور رونے کا نام ہے اور اس کا اثر انسان کے اعضاء پر ہوتا ہے۔ یہ خشیت انسان کے دل میں ہوتی ہے جب کہ اس کا اثر انسان کے جوارح پر نظر آتا ہے۔ جیسے آگ جلے تو دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور درخت لگے تو اس پر پھل نکلتے نظر آتے ہیں اسی طرح جس دل کے اندر خشیت ہو اس کے اعضاء پر اس خشیت کے آثار نظر آتے ہیں۔

کیوں دل جلوں کے لب پہ ہمیشہ فغاں نہ ہو
ممکن نہیں کہ آگ جلے اور دھواں نہ ہو

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دل میں آگ لگی ہوئی ہو اور اس کا دھواں ہی کسی کو محسوس نہ ہو۔

آہیں بھی نکلتی ہیں گر دل میں لگی ہو
ہو آگ تو موقوف دھواں نہیں ہوتا

جہنم کی آگ کی شدت :-

ارشاد نبوی ﷺ ہے مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ جو کوئی رو پڑا اللہ کی خشیت سے حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام فرما دیتے ہیں۔ جہنم کی آگ کو دنیا کی آگ کی طرح مت سمجھنا۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گناہ زیادہ سخت اور گرم ہے۔ جہنم کی آگ میں اتنی شدت ہے کہ اس آگ کا ایک ذرہ اگر طلوع آفتاب کی جگہ پر رکھ دیا جائے اور کوئی بندہ غروب آفتاب کی جگہ پر موجود ہو تو اس آگ کی شدت

www.besturdubooks.wordpress.com

اور گرمی سے وہ بندہ وہاں پر بھی جل جائے گا۔ دوزخیوں کے پسینے کے قطرے اس قدر گرم ہوں گے کہ اگر ان کو احد پہاڑ کے اوپر ڈال دیا جائے تو وہ پہاڑ بھی پگھل جائے۔ اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے نَارُکُمْ هٰذِهٖ اَحَدًا وَّ سَبْعُوْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ یہ تمہاری دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے حصوں میں سے اکہتروں حصہ بنتی ہے۔

دنیا کی آگ اور جہنم کی آگ :-

دنیا کی آگ اور جہنم کی آگ میں چند باتیں زیر نظر رہیں۔

1۔ دنیا کی آگ عام اسباب کے تحت نیک اور بد سب کو جلاتی ہے۔ اللہ رب العزت کے ایک پیغمبر حضرت جرجیسؑ کو اس آگ نے جلا دیا تھا۔ دنیا کی آگ نے حضرت موسیٰؑ کی زبان کو جلا دیا تھا۔ اسی طرح نیک عورت کھانا پکا رہی ہو اور بے احتیاطی سے اگر اس کا ہاتھ آگ میں پڑ جائے تو اس کا بھی ہاتھ جل جائے گا مگر دوزخ کی آگ فقط مجرموں، گنہگاروں اور خطا کاروں کے لئے بنائی گئی ہے۔ یہ صرف اللہ کے نافرمانوں کو جلائے گی، نیک اور متقی لوگوں کو جہنم کی آگ کچھ نہیں کہہ سکے گی۔

2۔ دنیا کی آگ پانی سے بجھ جاتی ہے مگر جہنم کی آگ گنہگار بندے کی آنکھ سے نکلے ہوئے آنسوؤں سے بجھا کرتی ہے۔

3۔ دنیا کی آگ کو ہوا بھڑکاتی بھی ہے اور اگر کبھی تیز ہو تو بجھا بھی دیا کرتی ہے۔ اسی طرح جب مومن پل صراط سے گزریں گے تو جہنم کہے گی اَسْرِعْ یَا مُؤْمِنْ اے مومن! تو جلدی کر فَاِنَّ نُوْرَكَ اَطْفَاَ نَارِیْ کہ تیرے ایمان کے نور نے تو میری آگ کو بھی بجھا دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی فجر اور مغرب کی نماز کے بعد سات

www.besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ پڑھنے کا معمول بنالے تو اللہ رب العزت اس کو جہنم کی آگ سے پناہ عطا فرما دیتے ہیں۔

حقیقی مومن کون؟

ارشادباری تعالیٰ ہے اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا کیا ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اس سے ڈر جائیں جو اللہ نے نازل کیا ہے یعنی اللہ کی یاد سے ان کے دل ڈر جائیں۔ سبحان اللہ، پروردگار عالم کیسے عجیب انداز سے ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا یعنی یہ کام تو پہلے سے ہو جانا چاہئے تھا۔ اب تو اتنی مدت اس کے بغیر گزر گئی ہے۔ امام رازیؒ اس آیت کے تحت تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں اِنَّ الْمُؤمِنَ لَا یَکُوْنُ مُؤمِنًا فِیْ الْحَقِیْقَةِ اِلَّا مَعَ خُشُوْعِ الْقَلْبِ مومن حقیقت میں اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے دل کے اندر خشوع پیدا نہیں ہوتا۔

خشیت کی مختلف صورتیں

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ خشیت کی مختلف صورتیں ہیں۔

۞۔ نماز میں خشیت:

نماز کی خشیت دراصل طمانیت کہلاتی ہے۔ یعنی انسان نماز اتنی بنا سنوار کر پڑھے کہ اعضاء و جوارح میں سکون اور اطمینان ہو اور تعدیل ارکان کا خیال رکھے۔ اس کو کہتے ہیں جما کر نماز پڑھنا، بنا سنوار کے نماز پڑھنا۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کی وہ حدیث ہے جس میں ایک صاحب نے نماز کی نیت باندھی اور اپنی داڑھی کے بالوں میں انگلیاں ڈالنا شروع کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ لَوْ خَشَعَ قَلْبُ

www.besturdubooks.wordpress.com

هٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهُ اگر اس بندے کے دل میں خشیت ہوتی تو یہ اپنی داڑھی کے بالوں سے نہ کھیلتا بلکہ اس کے ہاتھوں کو سکون ہو جاتا۔

⊙۔ذکر اللہ میں خشیت :

جب انسان ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ہو تو اس وقت بھی دل میں خشوع ہوتا ہے۔اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ بسا اوقات انسان کے منہ سے اللہ کی محبت میں آہیں نکلتی ہیں، کبھی ٹھنڈی سانس لیتا ہے، کبھی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں، کبھی اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، کبھی جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے، اور کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ رو رو کر بے ہوش ہو جاتا ہے۔ یہ تمام کیفیتیں تڑپنا، رونا، آہیں بھرنا اور بے ہوش ہو جانا، یہ سب اِقْشِعْرَار یعنی خشیت ہی کی اقسام ہیں۔

⊙۔اللہ تعالیٰ کی محبت میں آہیں بھرنا :

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرماتے ہیں اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ بے شک ابراہیم خلیل اللہ، اللہ تعالیٰ کی محبت میں آہیں بھرا کرتے تھے۔ اگر کسی سے محبت ہو تو انسان کی زبان سے خود بخود ایسی آواز نکلتی ہے کہ دوسرے بندے کو محسوس ہو جاتا ہے کہ اس شخص کے دل کو کوئی غم لگا ہوا ہے۔

آہ کسے کہتے ہیں ؟

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ اَلْاَوَّاهُ کا مطلب اَلْخَاشِعُ الْمُتَضَرِّعُ ہے یعنی خاشع وہ ہوتا ہے جس کے اوپر تضرع ہو، گڑگڑاہٹ ہو۔ آہ کہتے ہی اس کو ہیں جو زور کی ہو، آہ کبھی چھپی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں ایک شعر نقل کیا ہے کہ شاعر کہتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اذا ما کنت ارحلھا بلیل
تارۃ اھۃ رجل الحزین

جب میں رات کو اندھیرے میں اٹھتا ہوں کہ اپنی اونٹنی کو کس دوں تو وہ اونٹنی
کسی غمناک مرد کی طرح آہیں بھرتی ہے......اونٹنی بسااوقات ایسی آواز نکالتی ہے کہ
سننے والے کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی غمناک مرد آہیں بھر رہا ہوتا ہے۔

خاموش رہ کے دل کا نکلتا نہیں غبار
اے عندلیب! بول دہائی خدا کی ہے
تڑپنا تلملانا ہجر میں رو رو کے مر جانا
ہے شیوہ عاشقی میں یہ مریضان محبت کا

اچھے سالک کی پہچان :-

ذکر کرتے وقت آہیں تو نکلتی ہیں مگر اچھا سالک وہ ہوتا ہے جو اس کو قابو میں
رکھے۔ برتن بڑا ہوگا تو چھوٹی چیز آرام سے اس میں آجائے گی اور اگر برتن چھوٹا ہوگا تو
ابل کر باہر نکل جائے گی۔ ہم نقشبند ہیں، ان احوال اور کیفیات کو دل کی ہنڈیا کے اندر
ڈال لئے اور اسکے اوپر اپنی فہم و فراست کا ڈھکنا ڈال دیجئے اور اس سالن کو اندر پکنے
دیجئے۔ جو چیز عام حالات میں دیر سے پکتی ہے وہ ڈھکنا پڑنے کی وجہ سے بہت جلدی پک
کرتی ہے۔ لہٰذا اپنے دل کی ہنڈیا پر ڈھکنا دو اور اسے پکنے دو۔

وصل کا لطف یہی ہے کہ رہیں ہوش بجا
دل بھی قبضے میں رہے پہلو میں دلدار بھی ہو

اس لئے ہمارے نقشبند حضرات اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبوب کی نظر عنایت :-

تاہم کبھی کبھی محبوب کی نظر ہی ایسی ہوتی ہے جو سینے سے پار ہو جاتی ہے۔ پھر بس میں نہیں ہوتا۔ ایسا بندہ جب کبھی رو پڑتا ہے تو اللہ رب العزت کے ہاں اس بندے کے آنسوؤں کی بڑی قدر و قیمت ہوا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبوبیت : -

محترم جماعت! اللہ رب العزت ہی وہ ہستی ہے کہ کائنات میں جتنی اس سے محبت کی گئی اتنی کسی اور سے نہیں کی گئی ، جتنا اللہ رب العزت کی تعریفیں کی گئیں کسی اور کی اتنی تعریفیں نہیں کی گئیں، جتنا دنیا میں اس کے سامنے فریادیں کی گئیں اتنا کسی اور کے سامنے فریاد نہیں کی گئی، جتنا اس کی چوکھٹ کو پکڑ کر رویا گیا اتنا کسی اور سخی کے در پر نہیں رویا گیا، جتنا اپنی پریشانیوں میں اللہ کو پکارا گیا کائنات میں کسی اور کو نہیں پکارا گیا۔ جب بے سہاروں کے سہارے نہیں رہتے تب اس کو ایک سہارا نظر آتا ہے۔ وہ اللہ رب العزت کی ذات ہوتی ہے، جب امید کی شمعیں گل ہو جاتی ہیں تو پھر صرف ایک کرن باقی ہوتی ہے، وہ اللہ رب العزت کی ذات ہوتی ہے، جب انسان ساری مخلوق کی بے وفائی سے ناامید ہو جاتا ہے تب اسے وفا والی ایک ہی ذات نظر آتی ہے، جب اسے کوئی فائدہ دینے والا نظر نہیں آتا تو اسے پروردگار عالم کی ذات نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا نظارہ کرنے والے انسان کے دل پر جب اللہ تعالیٰ کی عظمت ثبت ہو جاتی ہے تو انسان کی توجہ اپنے پروردگار کی طرف رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے اسے گناہ کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی تو رب کریم مجھ سے ناراض ہوں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عوام الناس کے دل میں خشیت:

عام آدمی کا ڈر اور خوف اس طرح کا ہوتا ہے کہ وہ ڈرتا ہے اللہ رب العزت کی سزاؤں سے، وہ ڈرتا ہے کہ فرشتے ماریں گے، وہ ڈرتا ہے کہ جہنم کی آگ شدید گرم ہو گی، وہ ڈرتا ہے کہ قیامت کے دن ذلت و رسوائی ہو گی، وہ ڈرتا ہے کہ قیامت کا عذاب اور دردناک تکالیف برداشت کرنا مشکل ہوں گی، وہ ڈرتا ہے کہ کہیں قبر کے اندر سانپ نہ داخل کر دیئے جائیں، وہ ڈرتا ہے کہ جہنم میں کہیں بچھوؤں کی غار میں مجھے دھکیل نہ دیا جائے، وہ ڈرتا ہے کہ کہیں فرشتے مجھے گرز سے نہ ماریں۔ اس لئے وہ گناہوں سے بچتا ہے۔

اللہ والوں کے دل میں خشیت:-

اللہ والوں کا خوف اور طرح کا ہوتا ہے۔ ان کو تکالیف تو چھوٹی نظر آتی ہیں۔ ان کے دل میں ایک بڑی غمناک کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اگر میں گناہ کروں گا تو میرا پروردگار مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ محترم جماعت! جس سے رب کریم ناراض ہو گیا پھر دنیا میں اس کا کوئی نہ بچا، اس نے سب کچھ ضائع کر دیا۔ اللہ والے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں وہ اگر بڑھ چڑھ کر عبادت بھی کر رہے ہوتے ہیں تو انہیں پھر بھی قدم قدم پر یہی خوف رہتا ہے کہ معلوم نہیں کہ وہ بے نیاز پروردگار ہماری عبادت کو کہیں منہ پر نہ مار دے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ریاکار لوگوں کی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر پھٹے ہوئے کپڑے کی طرح مار دیتے ہیں۔ راتوں کو جاگنے والے کتنے ہی ایسے ہوں گے کہ ریاکاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان راتوں کے اندھیروں کو ان کے چہروں پر مل دیں گے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہوں گے کہ دنیا میں کلمہ پڑھتے ہوں گے مگر ان کا عمل اس کے خلاف ہو گا جس کی وجہ سے موت کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

قبروں میں ان کے رخ قبلہ سے بدل دیئے جائیں گے، کتنے ہی لوگ ایسے ہوں گے کہ جب قبر میں پہنچیں گے تو ان سے کہا جائے گا نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ تم دلہن کی نیند سو جاؤ اور کئی ایسے بھی ہوں گے کہ جب قبر میں پہنچیں گے تو ان سے کہا جائے گا نَمْ کَنَوْمَةِ الْمَنْحُوْسِ تم منحوس کی نیند سو جاؤ۔ ان کے لئے سزائیں ہوں گی کیونکہ پروردگار ان سے ناراض ہوگا، وہ عبادت بھی کر رہے ہوتے ہیں اور دل میں یہ کیفیت بھی ہوتی ہے کہ پروردگار اتنی عظمتوں اور کبریائی والا ہے، اس کی شان اتنی بلند ہے اور میں اتنا حقیر ہوں، میں گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوں، میں اتنا عاجز ہوں، میں اتنا چھوٹا ہوں کہ میری عبادتیں نیچے رہ جائیں گی، میری عبادتیں اس قابل نہیں کہ پروردگار کی جناب تک پہنچیں، ان کے دل میں یہ خوف بھی ہوتا ہے کہ اگر میری عبادتوں کی طرف پروردگار نے نظر ہی نہ اٹھائی تو میرا کیا بنے گا؟ میری عبادتوں کے لئے آسمان کے دروازوں کو نہ کھولا گیا تو کیا بنے گا؟ اس لئے بڑی بڑی عبادات کر کے پروردگار کو راضی کرنے والے مقربین ساری ساری رات عبادت کرتے رہے۔ چالیس چالیس سال عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نمازیں پڑھتے رہے۔ اس کے باوجود جب ان کو بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے جانا نصیب ہوا تو طواف کر کے مقام ابراہیمؑ پر دو نفل پڑھے اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر یوں دعائیں مانگیں مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ اے اللہ! ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا جو ہمیں کرنا چاہئے تھا مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اے اللہ! ہمیں تیری معرفت جیسے حاصل کرنا چاہئے تھی ہم اس کو حاصل نہیں کر سکے۔ سبحان اللہ یہ ان حضرات کی مناجات ہیں جن کی زندگیاں پھولوں کی نزاکت سے بھی زیادہ عفیف گزریں۔ کاملین حضرات اتنی زیادہ عبادات کے بعد اللہ رب العزت کے سامنے اپنا دامن پھیلا کر کہتے تھے، اے اللہ! اگر تو قبول

www.besturdubooks.wordpress.com

کرلے تو یہ تیرا فضل اور احسان ہے اور اگر تو رد فرمادے تو یہ تیرا عدل ہو گا۔ دنیا
میں رونما ہونے والے واقعات ان کی نظر میں ہر وقت رہتے ہیں۔ بلعم باعور پانچ سو سال
تک عبادت کرتا رہا، میرے پروردگار کی شان بے نیازی کا مظاہرہ ہوا تو اس کی پانچ سو
سال کی عبادت کو پھٹکار کے رکھ دیا۔ پھر اس کا حشر کتے کی مانند کر دیا اور اس کا تذکرہ
قرآن میں یوں فرمایا فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اس کی مثال تو کتے کی مانند ہے۔ اے
اللہ! تو اگر چاہے تو پانچ سو سال کی عبادت کے بعد کتے کی طرح حشر کر دے اور اگر
تیری رحمت جوش میں آجائے تو فضیل بن عیاضؒ کو ڈاکوؤں کی سرداری سے اٹھا کر
ولیوں کا سردار بنادے۔ جب انسان کا نفس ریاضت کی بھٹی میں پک کر کندن بنتا ہے تو
یہ گناہ کرنے سے ڈرتا ہے، خوف کھاتا ہے۔ جیسے کوئی اس بات سے ڈرتا ہے کہ بادشاہ
مجھ سے ناراض نہ ہو جائے اور کوئی غلط کام نہیں کرتا، اسی طرح بندے کے دل میں
جب خشیت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اللہ رب العزت کی ذات سے ڈرتا ہے کہ کہیں وہ
مالک ناراض نہ ہو جائے۔ اسی کو عارفین کا خوف کہتے ہیں۔

ایک مثال سے وضاحت:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اگر شیر پاس بیٹھا ہو تو دیکھو گے کہ آدمی اس سے ہیبت
کھائے گا حالانکہ وہ شیر اس آدمی کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا ہوتا' اسے کوئی نقصان بھی
نہیں پہنچا رہا ہوتا۔ مگر اس سب کے باوجود وہ انسان شیر کے اس رعب کی وجہ سے جو
اللہ نے شیر کو دیا ہے ہیبت زدہ ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے میری طرف توجہ
کرلی تو چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اسی طرح چونکہ اللہ والوں کو اللہ رب
العزت کی جلالت شان کا علم ہوتا ہے وہ اس کی عظمتوں کو اور اس کی بے نیازی کو جانتے
ہیں کہ اگر کبھی اس کی بے نیازی کی ہوا چل گئی تو ہماری عبادتوں کو هَبَآءً مَنْثُوْرًا کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ند اڑا کر رکھ دیا جائے گا۔

ان کی دلیل :۔

اللہ والوں کے دلوں میں یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ عبادتیں بھی کرتے ہیں مگر ں کو سکون نہیں ہوتا۔ ان کے دلوں میں ایک غم ہوتا ہے۔ وہ موت سے پہلے کیسے سکون ہو سکتے ہیں جنہیں اپنے انجام کا پتہ نہیں کہ کس حال میں موت آئے گی۔ یں ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ پتہ نہیں ہماری قبر جنت کا باغ بنے گی یا دوزخ کا گڑھا ے گی۔ وہ رب کے سامنے پیشی کی کیفیت سے ڈرتے ہیں کہ پتہ نہیں مجھے مجرموں میں ر اکیا جائے گا یا عبادت گزاروں میں۔

محترم جماعت! ایسا بندہ پھر چین کی بنسی کیسے بجا سکتا ہے، وہ دنیا میں لمبی تان کر کیسے سکتا ہے، وہ دنیا کے اندر بے غم زندگی کیسے گزار سکتا ہے؟ وہ تمام عبادتوں کے تو داپنے پروردگار کے سامنے اس کی بے نیازی اور عظمتوں کی وجہ سے ڈرتے ہیں نکہ عمل کرنا اور پھر اس پر ڈرنا ایمان کی دلیل ہوتی ہے۔

شم اور چشمہ کے پانی کی تاثیر :

آیئے رونے کے بارے میں بھی چند باتیں کرلیں۔ آنکھ کو اردو میں چشم کہتے ہیں۔ م سے آنسو نکلتے ہیں۔ ایک چشمہ بھی ہوتا ہے جو زمین کی آنکھ ہوتا ہے۔ اس میں سے پانی ابلتا ہے۔ عربی زبان میں دونوں کو ''عین'' کہتے ہیں۔ انسان کی آنکھ سے بھی پانی ا ہے اور زمین کی آنکھ سے بھی پانی نکلتا ہے۔

۔ جس طرح چشمہ پانی کے بغیر بے کار ہوتا ہے اسی طرح انسان کی آنکھ بھی آنسوؤں کے بغیر بے کار ہوتی ہے۔

۔ چشمے کے پانی سے دنیا کا باغ لگا کرتا ہے اور چشم کے پانی سے نیکیوں کا باغ لگا کرتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

◎- چشمے کے پانی سے نکلنے والی فصل فانی ہوتی ہے مگر چشم کے آنسو سے نکلنے والی فصل
ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

◎- چشمے سے نکلنے والا پانی انسان کی ظاہری نجاست کو دور کر دیتا ہے اور انسان کی چشم
سے نکلنے والا آنسو انسان کی باطنی نجاست کو دھو دیا کرتا ہے۔

◎- چشمے کا پانی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی قدر و قیمت نہیں رکھتا کہ اسے تولا جائے مگر چشم
سے نکلنے والا پانی اللہ رب العزت کے ہاں اتنی قدر و قیمت رکھتا ہے کہ حدیث پاک
میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنی یاد میں یا گناہوں کو یاد کر کے
رونے والے بندے کے آنسوؤں کو اس کے نامہ اعمال میں تولیں گے اور ایک
ایک آنسو زمین اور آسمان سے زیادہ بھاری ہو جائے گا۔

اجرام فلکی پر خشیت الٰہی کا اثر:

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں قَالَ النَّبِیُّ ﷺ تَضَرَّعُوْا وَ ابْکُوْا عاجز
کرو، زاری کرو اور روؤ فَاِنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ
النُّجُوْمَ یَبْکُوْنَ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ کہ بیشک آسمان، زمین، سورج، چاند اور ستار
اللہ تعالیٰ کی خشیت سے روتے ہیں۔ جب کہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ہنسنے کے مز
سے واقف ہیں رونے کے مزے سے واقف نہیں ہیں۔

رونے کی لذت:

اے مردہ سر کی طرح دانت نکالنے والے!...... بکری کا سر کٹا ہوا ہو تو کبھی د
کہ اس کے دانت نکلے ہوتے ہیں...... اے مردہ سر کی طرح دانت نکالنے والے!
رونے کی لذت کا کیا پتہ......!!! جب شمع کی طرح آنسو بہائے گا تو اپنے دل کے گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

روشن پائے گا۔

رونے کی اقسام

رونے کی مختلف اقسام ہیں۔

1. مصیبت میں رونا

ایک ہوتا ہے مصیبت میں رونا۔ یہ ایک طبعی امر ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا جس پر بھی مصیبت آئے اس کی آنکھوں سے آنسو آجاتے ہیں۔ مومن کو دنیا میں جو بھی چھوٹی یا بڑی مصیبت آئے اس پر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ہوا کے جھونکے سے چراغ بھی بجھ جائے تو اس چراغ کے بجھنے پر بھی اس مومن کو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں۔ اسی طرح ایک آدمی نے اگر اپنی قمیص کو دو جیبیں لگوائی ہوئی ہوں اور کوئی چیز ایک جیب میں ڈال لے۔ پھر ضرورت کے وقت بھولے سے دوسری جیب میں تلاش کرے تو اسے اس جیب سے وہ چیز نہیں ملتی۔ اس پر اسے پریشانی ہوتی ہے۔ پھر دوسرے ہی لمحے وہ دوسری جیب میں اسے تلاش کرنے پر مل بھی جاتی ہے تو اسے اس پریشانی پر بھی اللہ تعالیٰ اجر و ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔

2. کسی کی جدائی میں رونا

دوسرا ہوتا ہے کسی کے فراق اور جدائی میں رونا۔ جیسے حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کی جدائی میں رویا کرتے تھے۔ اتنا روتے تھے کہ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ غم

کی وجہ سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں۔

حضرت یوسفؑ کی جدائی میں اتنا غم کیوں؟

یہاں علماء نے ایک اشکال اور اس کا جواب لکھا ہے۔ وہ اشکال یہ ہے کہ بیٹے کی جدائی میں پیغمبرؑ کا اتنا زیادہ رونا عجیب معلوم ہوتا ہے کیونکہ آخر بیٹا تھا، بیٹے فوت بھی ہو جاتے ہیں، بیٹوں کو کوئی پکڑ کر بھی لے جاتا ہے۔ علماء نے اس کا جواب لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت یعقوبؑ کو معلوم تھا کہ میرا بیٹا میرے بعد میرے علم کا وارث بنے گا اور اپنے وقت کا نبی بنے گا۔ لہٰذا وہ اپنے بیٹے کی جدائی میں اس لئے زیادہ روتے تھے کہ پتہ نہیں کہ اس کے ایمان کا کیا حال ہو گا۔ اور کیسے لوگوں کے پاس ہو گا۔ پھر اس جواب کی دلیل یہ پیش کی ہے کہ جب حضرت یوسفؑ نے اپنی قمیص بھیجی کہ میرے والد گرامی کے پاس لے جاؤ اور خوشخبری لانے والا لایا تو انہوں نے سب سے پہلی بات یہ پوچھی کہ تم نے یوسف کو کس حال میں پایا۔ اس نے کہا کہ میں نے ان کو دین اسلام پر پایا تو آپؑ نے فرمایا اَلْاٰنَ تَمَّتْ نِعْمَتُ رَبِّیْ اب میرے رب کی نعمت مجھ پر کامل ہو گئی کہ میرا بیٹا ابھی تک دین اسلام پر موجود ہے۔

ایک اور نکتہ :-

حضرت مجدد الف ثانیؒ اس میں ایک نکتہ اور لکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو جنتی حسن کی ایک جھلک سی دے دی تھی۔ اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جب زنان مصر نے یوسفؑ کو دیکھا تو کہنے لگیں مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ یہ بشر نہیں، یہ تو کوئی بڑا مکرم فرشتہ معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ان کو جنتی حسن کا بہت چھوٹا سا حصہ دے دیا تھا۔ اس لئے ان کی خوبصورتی پر ہر ایک قربان ہوا جاتا تھا۔ مومن ہمیشہ جنت کی چیزوں سے اور جنت سے محبت کرتا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ بھی بندوں کو جنت کی طرف بلا رہے ہیں۔ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ تو جس نعمت کی طرف پروردگار بلائے مومن اس نعمت سے محبت کرتا ہے، چونکہ حضرت یعقوبؑ کو جنت سے محبت تھی اور بیٹے کو ملنے والے جنتی حسن سے بھی بہت محبت تھی اس لئے اس جنتی حسن کی جدائی پر حضرت یعقوبؑ رویا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے آنسو :-

سیدنا رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؓ کی جب وفات ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں دفن فرما دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ایک صحابیؓ نے دیکھ کر عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اَلْقَلْبُ يَحْزُنُ دل مغموم ہے وَالْعَيْنُ تَدْمَعُ آنکھ رو رہی ہے۔ وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر بڑے غمناک ہیں۔

اذان بلالؓ کے وقت صحابہ کرامؓ کا رونا :

حضرت بلالؓ نبی اکرم ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد شام ہجرت کر گئے تھے۔ بہت عرصہ وہاں رہے۔ ایک مرتبہ خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا، بلال! تم ہمیں ملنے ہی نہیں آتے۔ مقصد یہ کہ تم نے تو دور بسیرے کر لئے ہیں۔ دل بڑا اداس ہوا۔ چنانچہ سفر کر کے شام سے مدینہ طیبہ آئے۔ صحابہ کرامؓ نے جب حضرت بلالؓ کو دیکھا تو پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ صحابہ کرامؓ جمع ہو گئے۔ سب کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ حضرت بلالؓ سے دور نبوی ﷺ والی اذان سنیں۔ چنانچہ جب حضرت بلالؓ کے سامنے انہوں نے اپنی تمنا ظاہر کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں قابو نہ رہ سکوں گا۔ سب حضرات اصرار کرتے رہے مگر آپ انکار کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے۔ بالآخر حسنین کریمین آ گئے۔ دونوں شہزادوں نے آکر تمنا ظاہر کی کہ ہمیں اپنے نانا ﷺ کے دور کی اذان سنا دیجئے۔ شہزادوں کی فرمائش کوئی چھوٹی فرمائش نہ تھی۔ چنانچہ اسی جگہ پر کھڑے ہو گئے جہاں نبی اکرم ﷺ کے دور میں کھڑے ہو کر اذان دیا کرتے تھے۔ اللہ اکبر کہہ کر اذان دینا شروع کی۔ آواز بلالؓ کی تھی مگر صحابہ کرامؓ کے دل میں یاد اپنے محبوب ﷺ کی تھی۔ ادھر اذان ہو رہی تھی اور ادھر دل بے قابو ہوتے چلے جا رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی تھیں، آنسوؤں کے موتی گر رہے تھے۔ آنکھوں نے ساون بھادوں کی برسات برسانا شروع کر دی۔ حتیٰ کہ یہ معاملہ آنسوؤں تک نہ رہا بلکہ ان کی زبانوں سے بھی نبی اکرم ﷺ کی جدائی میں محبت کی باتیں نکلنا شروع ہو گئیں۔ یہ شور اتنا بلند ہوا کہ مدینہ طیبہ کے گھروں میں صحابیات نے بھی حضرت بلالؓ کی آواز سن لی۔ پس وہ بھی اپنے گھروں سے روتی ہوئی باہر آ گئیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ **فَلَمْ يَقْدِرُ عَلَيْهِ فَسَكَتَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ حُبًّا لِلنَّبِيِّ ﷺ** حضرت بلالؓ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور نبی اکرم ﷺ کی محبت کی وجہ سے غش کھا کر نیچے گر گئے۔ **وَ شَوْقًا عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ عِنْدَ ذٰلِكَ بُكَاءُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ** اور اہل مدینہ کے رونے دھونے کی آوازیں اتنی بلند ہوئیں۔ **مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ** وہ مہاجرین میں سے تھے یا انصار میں سے تھے۔ **حَتّٰى خَرَجَتِ الْعَوَاتِقُ مِنْ خُدُوْرِهِنَّ شَوْقًا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ** حتیٰ کہ گھروں میں بیٹھی ہوئی عورتیں بھی باہر نکلیں اور انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ سوچئے تو سہی کہ نبی اکرم ﷺ کی جدائی کے اندر ان کا اس وقت کیا حال ہوا ہوگا۔ **معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ یا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی محبت میں اور جدائی میں رونا بھی عین عبادت ہے۔**

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ رونا کیسا ہے؟

لیکن خشک بندے کو اس کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ عاجز ایک مرتبہ مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا تھا۔ ایک صاحب میرے ساتھ ہی خاموش کھڑے رو رہے تھے۔ ایک خشک بندہ اس کے قریب آکر کہنے لگا **مَا هٰذِهِ الْبُكٰى** یہ رونا کیسا ہے؟ افسوس کہ اس بیچارے کی سمجھ میں بھی نہیں آتا تھا کہ یہ رونا بھی کچھ ہوتا ہے۔

3. تلاوت کے وقت رونا

رونے کی تیسری قسم تلاوت قرآن مجید کے وقت رونے کی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ تلاوت قرآن کے وقت جس آدمی کی آنکھوں میں سے آنسو نکل آتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو واجب کر دیتے ہیں۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ تلاوت قرآن کرتے ہوئے جب تم جہنم اور عذاب کی آیات پڑھو تو **فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكُوْا** تمہیں رونا نہ آئے تو تم رونے والی شکل ہی بنا لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس بہروپ کو ہی قبول فرمالیں گے۔

تلاوت کے وقت صحابہ کرامؓ کی حالت:

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ تلاوت قرآن کے وقت صحابہ کرامؓ کی حالت عجیب ہوتی تھی۔ **فَكَثِيْرٌ مِنْهُمْ مَّنْ صَعِقَ** بہت سارے تو ان میں ایسے تھے کہ جو جھومتے تھے۔ **وَ مِنْهُمْ مَّنْ بَكٰى** ۔ بعض ایسے تھے جو روتے تھے۔ **وَمِنْهُمْ مَّنْ غُشِيَ عَلَيْهِ** بعض ایسے تھے جو بے ہوش ہو جاتے تھے۔ **وَ مِنْهُمْ مَّنْ مَّاتَ فِيْ غَشْيَتِهٖ** اور بعض ایسے تھے کہ اس بے ہوشی کے عالم میں ان کی جان جان آفرین کے سپرد ہو جایا کرتی تھی۔ تو قرآن پڑھنے اور سننے کے وقت رونا صحابہ کرامؓ کی سنت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا صدیق اکبرؓ کے دل میں خشیت الٰہی :-

جب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ابو بکرؓ سے کہتا ہوں کہ وہ میری بیماری کی وجہ سے مسلمانوں کی نماز کا امام بنے اور سیدہ عائشہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اِنَّ اَبَا بَکْرٍ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِكَ لَمْ یَسْمَعِ النَّاسُ مِنَ الْبُکٰی بے شک ابو بکرؓ کی حالت ایسی ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کے مصلے پر کھڑے ہونگے تو وہ تلاوت کرتے ہوئے اتنا روئیں گے کہ نمازیوں کو ان کی تلاوت قرآن سمجھ ہی نہیں آئے گی۔ میں ان کی طبیعت کو جانتی ہوں۔ میں ان کی بیٹی ہوں۔

حضرت عمرؓ کے دل میں خشیت الٰہی :

حضرت عمرؓ کا حال یہ تھا کہ فجر کی نماز میں امام ہوتے تھے۔ سورۂ یوسف کی تلاوت کرتے ہوئے اتنا روتے کہ حضرت عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں کہ وَ اَنَا فِیْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ میں صفوں کے آخر میں تھا یَقْرَءُ حضرت عمر پڑھ رہے تھے۔ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰهِ۔ اور میں آخری صف میں کھڑا ان کے رونے کی آواز کو سن رہا تھا۔

امام شافعیؒ کے دل میں خشیت الٰہی :

امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ آیت سنی هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ وَلَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ اس آیت کا سننا تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔

علی بن فضیلؒ کے دل میں خشیت الٰہی :

فضیل بن عیاضؒ کے بیٹے علی بن فضیلؒ کو مقام خوف نصیب تھا۔ جب قرآن پڑھا یا سنا کرتے تو عذاب کی آیتوں پر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ چنانچہ دل میں تمنا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! کبھی مجھے بھی ایک ہی وقت میں پورا قرآن سننے کی توفیق عطا فرما کیونکہ و

www.besturdubooks.wordpress.com

تلاوت کرتے وقت تھوڑا سا پڑھتے اور جہاں ڈرانے کی بات آتی تو وہیں بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے سامنے قاری صاحب نے پڑھا یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ وہ ایسا دن ہوگا کہ انسان اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ اس بات کو سنا اور اسی وقت بے ہوش ہو کر گر گئے۔ اللہ اکبر

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے دل میں خشیت الٰہی:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ پوری رات یہ آیت پڑھتے ہوئے گزار دی

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ

حضرت شبلیؒ کے دل میں خشیت الٰہی:

ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ نے یہ آیت سنی لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ امام تراویح پڑھا رہا تھا۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی تو حضرت شبلیؒ وہیں گر کر بے ہوش ہو گئے۔ ہمیں کیا پتہ کہ قرآن سن کر عاشقوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

ناز ہے گل کو نزاکت کا چمن میں اے ذوق!
اس نے دیکھے ہی نہیں نازو نزاکت والے

ہماری حالت زار:

آج یہاں بھی قرآن پڑھا جاتا ہے مگر معانی کا اتنا بھی پتہ نہیں ہوتا کہ قاری صاحب پڑھ رہے ہوتے ہیں اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ اور سننے والے اچھی آواز کی وجہ سے سبحان اللہ کہہ رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان الفاظ کا ترجمہ ہے کہ ہم ان مجرموں سے خود انتقام لیں گے۔ اور سننے والے بدے گناہوں کے پلندے سبحان اللہ کہہ رہے ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ فقط قاری صاحب کی آواز کانوں تک پہنچ رہی ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے لیکن اس کی کیفیت اور معانی دل میں نہیں پہنچ رہے ہوتے۔

ایک علمی نکتہ :

ایک علمی نکتہ سمجھ لیجیے۔ آپ نے عام طور پر دیکھا ہوگا کہ جب لوگوں کے سامنے اشعار پڑھے جاتے ہیں تو ان کو بڑا رونا آتا ہے مگر قرآن پڑھا جائے تو رونا نہیں آتا۔ اس مرض میں عوام الناس بھی شامل ہیں اور کئی علماء بھی شامل ہیں۔ اب دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے۔ اشعار مخلوق کا کلام ہوتے ہیں اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ انسان کے دل میں جب مخلوق کا تعلق موجود ہوتا ہے تب اس کو اشعار سن کر رونا آتا ہے اور جب ماسوا کی گرفتاری سے نجات نصیب ہوتی ہے تب اسے قرآن سن کر رونا آتا ہے۔ یہ ہمارے دل کی کیفیت کی پہچان ہوتی ہے۔ اگر قرآن سن کر رونا نہیں آتا تو سمجھ لیں کہ ابھی محبت کا وہ مقام حاصل نہیں ہے جو ہونا چاہئے تھا بلکہ ابھی تک مخلوقے تعلق سے جان نہیں چھوٹی، ابھی خالق کے ساتھ پوری طرح منتقی نہیں ہوئے، واصل نہیں ہوئے، دل کو غیر سے خالی نہیں کیا۔

لمحہ ء فکریہ

اہل علم کی پہچان :-

اب آپ کے سامنے دو آیتیں پیش کی جائیں گی۔ محفل سے اٹھ کر دو سجدے کر لینا۔ (اگر قارئین کرام بھی یہ آیات پڑھیں تو وہ بھی سجدے کریں) فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ بے شک وہ لوگ جن کو پہلے علم عطا کیا گیا اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ یَخِرُّوْنَ اِلٰی لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا تو وہ اپنے کانوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ وَ یَقُوْلُوْنَ اور کہا کرتے تھے سُبْحَانَ رَبِّنَا

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وہ قرآن سنتے تھے اور سجدے میں گر پڑتے تھے۔ مگر حالت کیا ہوتی تھی؟ يَبْكُوْنَ وہ رو رہے ہوتے تھے۔ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا اور ان کے دلوں کے اندر خشوع بڑھ جایا کرتا تھا۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی پہچان بتادی ہے کہ وہ قرآن سنتے تھے اور روتے تھے۔

الفاظ اور حروف کا علم:

اس محفل میں اس عاجز کے اندازے کے مطابق سو سے زیادہ عالم بیٹھے ہوں گے۔ کوئی ایک آدمی کھڑا ہو کر بتا سکتا ہے کہ میں نے قرآن سنا اور سن کر مجھ پر اتنا گریہ طاری ہوا کہ میں روتے ہوئے گر پڑا۔ معلوم ہوا کہ ہمارا علم فقط الفاظ اور حروف کا علم ہے۔ اس سے ایک قدم آگے بڑھائیے اور احوال و کیفیات کو بھی حاصل کر لیجئے۔ ہمارے سلف صالحین کے اندر علم الفاظ اور حروف کی شکل میں بھی ہوتا تھا اور احوال و کیفیات کی شکل میں بھی۔

جسموں پر نشان:-

چلیں عوام الناس کو چھوڑ دیجئے۔ ہم اہل علم کی بات کرتے ہیں جنہوں نے دس پندرہ سال تک علم پڑھا اور پڑھایا کہ ان کے ٹخنوں، گھٹنوں اور سرینوں پر نشان پڑ گئے۔ اب وہ ایک قدم اور بھی آگے بڑھائیں کہ علم پر عمل میں کوئی کسر نہ چھوڑیں۔ نشانوں کی کیا بات ہے، کیا جانوروں کے جسم پر نشان نہیں ہوتے؟ کبھی گدھے اور گھوڑے کو دیکھا کریں، بیٹھ بیٹھ کر ان کے ٹخنوں اور گھٹنوں پر بھی نشان پڑ جاتے ہیں۔ تو فقط نشان کی بات نہیں، اب ایک قدم اور آگے بڑھنا ہے، ہمیں قرآن کے ایک ایک لفظ پر عمل کرنا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رونے کی توفیق کب ملے گی؟

ایک دوسری آیت آپ کے سامنے پڑھی جاتی ہے۔ ہم سب مل کر سوچیں کہ کیا ہم نے پوری زندگی میں اس آیت پر عمل کیا یا ابھی تک عمل نہیں کر پائے۔ اگر ابھی تک عمل نہیں کر پائے تو پھر عمل کرنے کا وقت کب آئے گا...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ مِمَّنْ هَدَيْنَا وَ اجْتَبَيْنَا اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور جن کو ہم نے اپنے لئے چن لیا۔ یہ بات ہو رہی ہے ان بندوں کی جن کو پروردگار ہدایت دے کر اپنے دین کے کام کے لئے قبول کر لیتے ہیں، جن کی زندگیاں منبر و محراب کے لئے وقف ہو جاتی ہیں، جو لوگ انبیاءؑ کے نائب اور ان کے وارث کہے جاتے ہیں ان کی صفت ارشاد فرمائی اِذَا تُتْلٰی عَلَيْهِمْ اٰيَاتُ الرَّحْمٰنِ جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو خَرُّوْا سُجَّدًا وَ بُكِيًّا وہ سجدہ کر دیتے ہیں روتے ہوئے۔

اب بتایئے کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں تراویح میں اس آیت کو درجنوں مرتبہ سنا ہوگا مگر ہر مرتبہ پوری کی پوری مسجد کے لوگ اس آیت کو سن کر خَرُّوْا سُجَّدًا پر تو عمل کرتے ہیں لیکن پوری مسجد میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوتا جو بُكِيًّا پر عمل کرنے والا ہو۔ وہ وقت کب آئے گا جب ہم ایک قدم اور آگے بڑھیں گے۔ اور دل کی کیفیت ایسی بنے گی کہ جب ہم ان آیتوں کو پڑھیں گے تو ساتھ ہی آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات شروع ہو جائے گی۔ سلف صالحین اس آیت کو تراویح میں سنتے تھے تو جسم تو سجدے میں جاتے تھے مگر دل میں خشیت کی وجہ سے سجدے میں آنسو آیا کرتے تھے۔ ہم نے کبھی تنہائی میں بیٹھ کر سوچا ہے کہ ہمیں رونا کیوں نہیں آتا؟ کیا ساری زندگی قرآن کی تفسیر اور حدیث پڑھا کر وَ بُكِيًّا کے لفظ پر عمل کئے بغیر ہی مر جائیں گے، رونے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے کب پائیں گے......؟

www.besturdubooks.wordpress.com

محترم جماعت! رونے کی توفیق ملتی ہے مگر سوالی کو۔ پیٹ بھرنے سے نہیں ملتی، یہ خالی پیٹ رہ کر ملا کرتی ہے، یہ اخبار پڑھنے سے نہیں ملتی یہ قرآن پڑھنے سے ملا کرتی ہے، یہ فقط تنقید کرنے سے نہیں ملتی یہ سنت کی پیروی کرنے سے ملا کرتی ہے۔ اس لئے ہم اپنے دل کی کیفیت کو دیکھیں کہ آج ہمارے دل کی حالت کیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ بھری مسجد کے نمازی سجدہ کرتے ہیں مگر رونے کی توفیق نہیں ملتی۔ کاش کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنے سامنے رونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سجدہ بھی کرتے اور روتے بھی تاکہ قرآن کی اس آیت پر بھی ہمارا عمل ہو جاتا۔

ہماری غفلت کا نتیجہ :-

ہماری اس حالت زار کو دیکھ کر رب کریم کو بھی فرمانا پڑا وَ تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ تم ہنستے تو ہو اور روتے نہیں۔ وجہ کیا ہے؟ وَ اَنْتُمْ سَامِدُوْنَ اس لئے کہ تم غافل ہو۔ تو معلوم ہوا کہ جب غفلت نکل جاتی ہے تو پھر ہنسنا کم ہو جاتا ہے اور انسان کا رونا زیادہ ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید سے گواہی :-

قرآن پاک سے گواہی مانگئے۔ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا اللہ تعالیٰ کے قرآن سے بڑا گواہ کون ہے؟ قرآن صحابہ کرامؓ کی حالت بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ. وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ.

جو یوں گڑگڑا کر مانگتے تھے تو پروردگار فرماتے ہیں فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جو

www.besturdubooks.wordpress.com

مانگتے تھے اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرما دیتے تھے اور اس کو پورا کر دیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ

سب سے بڑی مصیبت :-

فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ یَسْتَحِبُّ الْبُکٰی مَعَ الْقِرْأَةِ جب انسان قرآن مجید پڑھے تو اچھا ہے کہ وہ روئے وَ طَرِیْقُ تَحْصِیْلِهٖ اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اَنْ یَحْضُرَ قَلْبَهُ الْحُزْنَ وہ اپنے دل میں غم کو حاضر کرے وَ الْخَوْفَ اور اللہ تعالیٰ کے خوف کو حاضر کرے۔ اس کے باوجود بھی اگر رونا نہ آئے تو فَاِنَّهٗ مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ تو یہ سب سے بڑی مصیبت ہے جو اس بندے کے سر پر آپڑی ہے۔

4. گناہوں کو یاد کر کے رونا

رونے کی چوتھی قسم گناہوں کو یاد کر کے رونا ہے۔ جب انسان نادم اور شرمندہ ہو کر روتا ہے تو یہ رونا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت مقبول ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بھی عبادت ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے مَنْ تَذَکَّرَ خَطَایَاہُ جس نے اپنی کوتاہیوں، غلطیوں اور گناہوں کو یاد کیا بَکَتْ عَیْنَاہُ اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے رَضِیَ اللّٰهُ مِنْهُ الْاِلٰهُ اس سے اس کا معبود راضی ہو جاتا ہے۔ ایک اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی انسان گناہوں کو یاد کر کے روتا ہے تو اس کے اوپر جتنے بال ہوتے ہیں اتنے توبہ کرنے والوں کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔

انبیائے کرام کا رونا :

سیدنا آدمؑ اپنی بھول اور نسیان کے بعد تین سو سال تک روتے رہے۔ حضرت داؤدؑ چالیس سال تک روتے رہے۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو انبیائے کرام کی باتیں ہیں۔ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

اس امت کے اکابرین کا حال بھی سن لو۔

حضرت حسن بصریؒ کا رونا:

حسن بصریؒ اتنا روتے تھے کہ رونے کی کثرت کی وجہ سے ان کے آنسوؤں کا پانی زمین پر بہہ پڑتا تھا۔ یہ رونا خشیت الٰہی کی وجہ سے تھا، اپنے اتنے اچھے اعمال ہونے کے باوجود بھی روتے تھے۔

رابعہ بصریہؒ کا رونا:

رابعہ بصریہؒ روتی تھیں اور اپنے آنسوؤں کو زمین پر چھڑکتی رہتی تھیں۔ ان کے آنسوؤں کا اتنا پانی ہوتا تھا کہ اس جگہ کے اوپر گھاس اگ آیا کرتی تھی۔

حضرت عمرؓ کا رونا:

سیدنا عمرؓ اتنے کثیر البکاء تھے کہ آپ کی آنکھوں سے بکثرت آنسوؤں کے گرنے کی وجہ سے آپ کے رخساروں پر آنسوؤں کے نشان بن گئے تھے۔ آنسوؤں کی لڑی کے نشان اور لائنیں بن گئی تھیں۔

آخرت کی شرمندگی:

جو انسان اپنے گناہوں پر دنیا میں شرمندہ نہیں ہوگا اسے اپنے گناہ کی وجہ سے آخرت میں شرمندہ ہونا پڑے گا۔ لہٰذا جب گنہگار لوگ قیامت کے دن کھڑے کیے جائیں گے تو ان کی آنکھیں شرم کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں گی۔ قرآن سے پوچھئے کہ ان کا حال کیا ہوگا۔ فرمایا **وَلَوْ تَرٰى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ** اور یاد کرو اس وقت کو جب مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ ان کی گردنیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور ان کی آنکھیں اوپر نہیں اٹھتی ہوں گی۔ وہ اپنے پروردگار کو چہرہ نہیں دکھا سکیں گے۔ تو یاد

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھے کہ یا تو دنیا میں ہی ان گناہوں پر شرمندہ ہولیں، یہ آسان کام ہے، وگرنہ قیامت کے دن تو شرمندہ ہونا ہی پڑے گا۔ تاہم پروردگار عالم بھی بڑے کریم ہیں کہ جب کوئی بندہ اپنے گناہوں پر روپڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ سے بری فرما دیتے ہیں۔

محترم جماعت! آج بندوں کے سامنے روئیں گے مگر کل پروردگار کے سامنے رونا پڑے گا۔ کل نبی اکرم ﷺ کے سامنے شرمندہ ہو کر رونا پڑے گا۔ آقا ﷺ کے سامنے گناہ کھولے جائیں گے تو سوچیں کہ کیا منہ دکھائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کیا کہیں گے کہ میری امت نے میرے تہجد کے آنسوؤں کی قدر نہ کی، میں ان کی مغفرت کے لئے رات کو تہجد میں روتا تھا، میرے بعد میں آنے والے یہ کیسے نام لیوا تھے، یہ کیسے میرے راستے پر چلنے والے تھے جو گناہ بھی کرتے تھے اور شرمندہ بھی نہ ہوتے تھے۔ اللہ رب العزت ہمیں قیامت کی شرمندگی سے محفوظ فرمادے۔ (آمین)

رونے کی فضیلت:

ابن ماجہ شریف کی ایک حدیث ہے مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيبُ شَيْئًا مِنْ حَرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ جب کوئی آدمی خشیت الٰہی کی وجہ سے روتا ہے اور اس کی آنکھ سے مکھی کے سر کے برابر بھی آنسو نکل آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس آنسو کی وجہ سے اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔

دو پسندیدہ قطرے:

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ لَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ اللہ تعالیٰ کو دو قطروں سے زیادہ پسندیدہ کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

خَشْيَةِ اللّٰهِ ایک تو آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کی خشیت کی وجہ سے بہہ پڑے۔ اور دوسرا قَطْرَةُ دَمٍ تَهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خون کا وہ قطرہ جو مجاہد کے جسم سے جہاد کی حالت میں گرتا ہے۔

رب کریم! آپ کتنے مہربان اور کریم ہیں کہ ایک گنہگار کی آنکھوں سے آنسو کا قطرہ نکل رہا ہے، آپ اس کو اور شہید کے جسم سے نکلنے والے خون کے قطرے کو برابر بیان فرما رہے ہیں۔ اے اللہ! آپ نے گنہگار کو کتنی عظمت دی۔ اے اللہ! آپ کی رحمت کتنی وسیع ہے، قربان جائیں آپ کی رحیمی پر، قربان جائیں آپ کی ستاری پر۔ رب کریم! آپ قبول کرنے پر آجائیں تو معمولی بہانے پر زندگی کی غلطیوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیں اور اگر آپ بے نیازی کا مظاہرہ فرما دیں تو انسانوں کی عبادتیں تیری جناب کے لائق نہیں۔ تیری شان بلند ہے، تو اتنی عظمتوں والا ہے کہ ہم تیری شان کے مطابق تیری عبادت نہیں کر سکتے۔ رب کریم! یہ نیکیوں کے، نمازوں کے اور ذکر مراقبہ کے پھولوں کا گلدستہ ہم نے آپ کی خدمت کے لئے تیار کیا ہے، اے اللہ! اگر تو قبول کر لے تو یہ تیرا فضل ہوگا اور اگر تو قبول نہ کرے گا تو یہ تیرا عدل ہوگا مگر ہم آپ سے آپ کا فضل مانگتے ہیں۔ ہم پر مہربانی فرما دیجئے۔

پلکوں کے بال کی گواہی:

محترم جماعت! قیامت کے دن ایک آدمی اپنے گناہوں پر نادم ہوگا مگر اس کی شفاعت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ پھر اس آدمی کی پلکوں کا ایک بال گواہی دے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے فَتَشْهَدَ تِلْكَ الشَّعْرُ پلکوں کا وہ بال اس بندے کے لئے گواہی دے گا کہ اِنَّهُ قَدْ بَكٰى فِي الدُّنْيَا مِنْ خَوْفِ رَبِّهٖ اے اللہ! یہ بندہ دنیا میں آپ کے خوف کی وجہ سے رویا تھا فَيُغْفَرُ لَهٗ وَ يُنَادِيْ مُنَادٍ اس کی بخشش کر دی جائے گی

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ایک اعلان کرنے والا فرشتہ یہ اعلان کرے گا کہ اے لوگو! هٰذَا عَتِيْقُ اللّٰهِ تَعَالٰى بِشَعْرِهٖ یہ وہ بندہ ہے جس کی پلکوں کے بال کی گواہی کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم کی آگ سے بری فرما دیا۔ سبحان اللہ

5. اللہ تعالیٰ کے اشتیاق میں رونا

پانچویں قسم کا رونا اللہ تعالیٰ کے اشتیاق میں رونا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو یہ رونا نصیب ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے مَنْ بَكٰى فِيْ اِشْتِيَاقِ الْمَوْلٰى فَلَهٗ جَنَّةُ الْمَاْوٰى جو آدمی اللہ تعالیٰ کے اشتیاق میں روتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت الماوی عطا فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت ہی پسند ہے کہ کوئی اس کی محبت میں روئے۔

حضرت شعیبؑ کا اشتیاق الٰہی میں رونا:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت شعیب علیہ السلام روئے۔ فَقَالَ اللّٰهُ لَهٗ مَا هٰذَا الْبُكٰى اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا، اے شعیبؑ! آپ کا یہ رونا کیسا؟ اَشَوْقًا اِلَى الْجَنَّةِ اَمْ خَوْفًا مِنَ النَّارِ کیا جنت کے شوق کی وجہ سے ہے یا جہنم کے خوف کی وجہ سے ہے فَقَالَ لَا يَارَبِّ عرض کیا، ایک پروردگار! ایسا تو نہیں۔ گویا نہ جنت کے شوق میں اور نہ جہنم کے خوف سے میں رو رہا ہوں وَلٰكِنْ شَوْقًا اِلٰى لِقَائِكَ میں تو آپ کی ملاقات کے شوق میں رو رہا ہوں۔ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اللہ رب العزت نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی اَنْ يَّكُنْ ذٰلِكَ هَنِيْئًا لَكَ لِقَائِيْ يَا شُعَيْبُ لِذٰلِكَ اے شعیب! آپ کو مبارک ہو کہ اس رونے کی وجہ سے آپ کو میری

www.besturdubooks.wordpress.com

ملاقات نصیب ہو گی۔ سبحان اللہ

حضور اکرم ﷺ کا اشتیاق الٰہی میں رونا :

سیدنا عمرؓ کی صاحبزادی اور امت کی ماں سیدہ حفصہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور بستر پر آرام فرمانے لگے۔ میرے بھائی عبداللہ ابن عمرؓ صحن میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بستر پر آرام کر رہی تھی۔ اچانک حضرت عبداللہؓ نے آیت پڑھی۔ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ مجرم لوگ قیامت کے دن اس طرح کھڑے ہوں گے کہ ان کے پروردگار کے درمیان حجاب (پردہ) ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت سنی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ سیدہ حفصہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے اپنے رخسار پر نبی اکرم ﷺ کے آنسو گرتے ہوئے محسوس ہوئے تو میں حیران ہوئی۔ میں نبی اکرم ﷺ کے چہرے مبارک کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے پوچھا، آقا! آپ کو کوئی تکلیف ہو رہی ہے؟ فرمایا، نہیں۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ جنت کے شوق میں رو رہے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ تو میں نے پوچھا، اے محبوب ﷺ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے روتے ہوئے فرمایا، اَنَا مُشْتَاقٌ وَ بِیْ اِشْتِيَاقٌ میں تو مشتاق ہوں، اللہ کا عاشق ہوں اور اس کے عشق و محبت میں رو رہا ہوں۔ آپ نے دو مرتبہ یہ الفاظ دوہرائے۔ آج ہم اتباع سنت کی باتیں کرتے ہیں کاش! ہمیں اللہ کے محبوب ﷺ کی اس سنت پر بھی عمل نصیب ہو جائے۔

ساری چمک دمک تو انہی موتیوں سے ہے
آنسو نہ ہو تو عشق میں کچھ آبرو نہیں ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

6. شکر کی وجہ سے رونا

چھٹی اور آخری قسم کا رونا شکر کی وجہ سے رونا ہے۔ نعمت ملے تو رب کریم احسانات اور منعم حقیقی کی نعمتوں کو یاد کر کے اظہار تشکر میں بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ اس کو شکر کی وجہ سے رونا کہتے ہیں۔

اظہار تشکر میں نبی اکرم ﷺ کا رونا :

نبی اکرم ﷺ اظہار تشکر کے لئے بھی روتے تھے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں تہجد کی نماز ادا فرمائی۔ فَبَكٰى پھر آپ ﷺ روئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے آنسو آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر گرے ثُمَّ رَكَعَ فَبَكٰى پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور پھر بھی روئے۔ ثُمَّ سَجَدَ فَبَكٰى پھر آپ ﷺ سجدے میں گئے تو سجدے میں بھی روئے۔ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَبَكٰى پھر آپ ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا اور پھر آپ ﷺ روئے۔ حتیٰ کہ جب آپ ﷺ نے اسی طرح نماز مکمل کر لی تو سیدہ عائشہؓ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مَا يُبْكِيْكَ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ وَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ! اگر پروردگار نے مجھ پر اتنا احسان فرمایا ہے کہ اس نے میرے اگلے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے تو اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا کیا میں اپنے پروردگار کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام غزالیؒ کے ملفوظات:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں هَذَا يَدُلُّ عَلَى اَنَّ الْبُكٰى يَنْبَغِىْ اَنْ لَّا يَنْقَطِعَ اَبَدًا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بندے کا رونا کبھی بھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ ہر حال میں روئے گا، جب نعمت نہیں ملے گی تو نعمت مانگنے کے لئے روئے گا اور جب نعمت ملے گی تو شکر کی وجہ سے روئے گا۔ چنانچہ آپ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے قَلْبُ الْعَبْدِ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةٍ بندے کا دل پتھر کی مانند ہے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ لَا تَزَالُ قَسْوَةٌ اِلَّا بِالْبُكٰى فِىْ حَالِ الْخَوْفِ وَالشُّكْرِ جَمِيْعًا چاہے خوف کا حال ہو یا شکر کا حال ہو دونوں حالتوں میں جب تک نہ روئے اس بندے کے دل کی سختی دور نہیں ہو سکتی۔

دل کی سختی:

انسان کے دل کی مثال زمین کی مانند ہے۔ جس زمین کو بیکار چھوڑ دیا جائے اور محنت نہ کی جائے تو کچھ عرصہ بعد وہ زمین سخت ہو جاتی ہے اور کاشت کے قابل نہیں رہتی۔ اسی طرح جب کوئی انسان اپنے دل پر محنت نہ کرے اور دل کی زمین کو ایک عرصہ تک خالی چھوڑے رکھے تو یہ بھی بنجر ہو جاتی ہے، یہ بھی سخت ہو جاتی ہے، اس میں بھی پھر نیکی کے پھول پودے نہیں اگتے۔ قرآن پاک سے اس کی دلیل ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بارے میں فرماتے ہیں فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ ان پر غفلت کی ایک طویل مدت گزر گئی۔ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ان کے دلوں کو سخت کر دیا گیا۔

دل کی سختی کو دور کرنے کا طریقہ:

محترم جماعت! آپ میں سے بعض لوگ آکر بتاتےہیں کہ ہمارے دل سخت ہو چکے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم تنہائیوں میں بیٹھ کر روتے نہیں۔ اگر ہمیں اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ کے عشق میں رونا آئے، قرآن سن کر رونا آئے، اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونا آئے تو اس رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دلوں کی سختی کو دور کر دیا کرتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ پتھر کتنا سخت ہوتا ہے۔ اس کے اوپر پانی کا ایک ایک قطرہ گرتا رہے تو پانی کا وہ قطرہ اس پتھر میں راستہ بنا لیتا ہے۔ بالکل اسی طرح مومن جب اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا ہے تو اس کے آنسوؤں کا پانی اس کے دل کے پتھر میں بھی راستہ بنا لیا کرتا ہے...... یہی سیکھنے کے لئے تو خانقاہوں میں آنا ہوتا ہے، اللہ والوں کی محفل میں آنا ہوتا ہے۔ یہ دل کاروبار میں لگنے سے نرم نہیں ہوتے، گھر میں بیٹھنے سے نرم نہیں ہوتے، یہ من پسند کھانا کھانے سے نرم نہیں ہوتے، یہ آرام کی نیند سونے سے نرم نہیں ہوتے، یہ چین کی بنسی بجانے سے نرم نہیں ہوتے، بلکہ یہ خشیت الٰہی کی وجہ سے رونے سے نرم ہوتے ہیں۔

ایک پتھر کا رونا:

ایک بزرگ کسی راستے پر جا رہے تھے۔ انہوں نے ایک پتھر کو روتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے پتھر سے پوچھا، تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ کہنے لگا، میں نے کسی قاری صاحب کو پڑھتے ہوئے سنا ہے "وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ" کہ انسان اور پتھر جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ جب سے میں نے سنا ہے میں رو رہا ہوں کہ کیا پتہ کہ مجھے بھی جہنم کا ایندھن بنا کر جلا دیا جائے۔ ان بزرگوں کو اس پر بڑا ترس آیا۔ چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر دعا مانگی، اے اللہ! اس پتھر کو جہنم کا ایندھن نہ بنانا، جہنم کی آگ سے معاف اور بری فرما دینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما لی۔ وہ بزرگ آگے چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس اسی راستے پر گزرنے لگے تو دیکھا کہ وہ پتھر پھر رو رہا ہے۔ وہ پھر کھڑے ہو گئے۔ پتھر سے ہمکلام ہوئے تو پھر پتھر سے پوچھا کہ اب کیوں رو رہا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

تو پتھر نے جواب دیا کہ ذٰلِكَ بُكَاءُ الْخَوْفِ اے اللہ کے بندے! جب آپ پہلے آئے تھے تو اس وقت کا رونا تو خوف کا رونا تھا" وَ هٰذَا بُكَاءُ الشُّكْرِ وَ السُّرُوْرِ" اور اب میں شکر اور سرور کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرے پروردگار نے مجھے جہنم کی آگ سے معافی عطا فرما دی ہے...... جیسے بچے کا رزلٹ اچھا نکلے تو خوشی کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کو جب اس کی معرفت ملتی ہے، جب سینوں میں نور آتا ہے، سکینہ نازل ہوتی ہے اور رب کریم کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے تو اللہ کے کامل بندے پھر اللہ کے شکر سے رویا کرتے ہیں۔

عاشق کی زندگی میں رونے کی فضیلت:

یہی وجہ ہے کہ سالک کی زندگی میں رونا کبھی ختم نہیں ہوتا۔ مبتدی ہو یا منتہی ہو ہر حال میں اسے رونا ہوگا۔ سلوک یہی ہے کہ انسان عبادت کرنے پر بھی روئے اور گناہوں کی معافی مانگ کر بھی روئے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

عاشق دا کم رونا دھونا تے بن رون نئیں منظوری
دل رووے چاہے اکھیاں رُوون تے وچ عشق دے رون ضروری
کئی تے روون دید دی خاطر تے کئی روندے وچ حضوری
عظم عشق وچ رونا پیندا چاہے وصل ہووے چاہے دوری

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی ایسی محبت عطا فرمادے اور ایسا عشق عطا فرمادے جو ہمارے دلوں کو موم کردے۔ (آمین)

آج آنسو بہالو...... ورنہ!!!

محترم جماعت! یہ آنکھیں کیسی ہیں کہ ان کے اندر سے پروردگار کی محبت میں، پروردگار کے عشق میں، پروردگار کے شوق میں اور اپنے گناہوں پر ندامت کی وجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے آنسو نہیں نکلتے۔ پھر ان آنکھوں کا کیا فائدہ ؟ آج اس چشم سے آنسو بہا لیجیے۔ ایک ایک آنسو جہنم کی آگ سے بچنے کا سبب بن جائے گا۔ ورنہ جب جہنمیوں کو جہنم میں ڈالیں گے تو روایات میں آتا ہے کہ وہ ایک ہزار سال تک روتے رہیں گے۔ حتی کہ ان کے آنسو پانی کے دریا کی مانند بہنے لگ جائیں گے مگر پروردگار کو ان پر ترس نہیں آئے گا۔ کل اتنا روئیں گے تو ترس نہیں آئے گا مگر آج مکھی کے سر کے برابر آنسو ہمارے گناہوں کو مٹا سکتا ہے۔

مجمع میں کون ہے جو دم مارے کہ میرے گناہ کوئی نہیں۔ ہم سب گنہگار ہیں، خطا کار ہیں، کبھی یہ گناہ کیا کبھی وہ گناہ کیا۔ جب ہم خطا کار ہی ہیں تو ہمیں اپنے پروردگار کے حضور پھر معافی مانگنی چاہیے۔

ساری محفل کے گنہگاروں کی بخشش :

بیہقی شریف کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ وعظ فرمایا۔ آپ ﷺ کا وعظ سن کر ایک صحابی رو پڑے۔ ان کے رونے کی آواز بلند ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اس کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا کہ اس گنہگار کا رونا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا ہے کہ آج اس محفل میں جتنے لوگ موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے سب کی بخشش فرما دی ہے۔

آج ہی بخشش کروالیں :

محترم جماعت ! آج گناہوں کی بخشش کروالیجیے تاکہ پروردگار سے حساب بے باق ہو۔ معافی مانگ لیجیے۔ اللہ رب العزت کے حضور گر جائیے، سجدے کیجیے۔ معلوم نہیں کہ زندگی کا کیا بھروسہ کہ آج ہے کل نہیں ہو گی۔ یہ سورج غروب ہو چکا پتہ نہیں کہ طلوع ہو گا یا نہیں ہو گا۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ کل پروردگار کا ہمارے ساتھ کیا معاملہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو۔ اپنی عبادات پر بھروسہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اپنے ذکر و مراقبہ پر اعتماد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو کرتے ہیں یا نہیں کرتے سب اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور پروردگار کے سامنے روئیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب کریں کہ رب کریم! ہم آپ کے بدے جہنم کا ایندھن بننے کے قابل ہیں مگر میرے مولا! آپ بھی تو عطا کرنے والے ہیں۔ اللہ سے مانگئے کہ

كيف ادعوك وانا اثم
وكيف لا ادعوك وانت كريم

اے اللہ! میں تجھ سے کیسے دعا مانگوں کیونکہ میں بہت گنہگار ہوں، اور اے اللہ! میں تجھ سے کیسے دعا نہ مانگوں جب تو اتنا کریم ہے..... یقیناً جب ہم اپنے گناہوں کو دیکھتے ہیں تو دل کہتا ہے كَيْفَ اَدْعُوْكَ وَاَنَا آثِمٌ کہ میں کیسے دعا مانگوں میں تو گنہگار ہوں۔ لیکن جب رب کریم کی رحمت کو دیکھتے ہیں تو پھر دل کہتا ہے كَيْفَ لَا اَدْعُوْكَ وَاَنْتَ كَرِيْمٌ اے اللہ! میں کیسے نہ دعا مانگوں، آپ تو اتنے کریم ہیں۔

اعتراف جرم :-

رب کریم! ہماری عبادتوں کو نہ دیکھنا، اپنے فضل و کرم کا معاملہ فرما دینا۔

عدل کریں تے کنبدے جاون اچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون میں جئے وی منہ کالے

اے اللہ! اگر آپ نے عدل کیا تو ہم ڈوب جائیں گے، ہم شرمندہ ہو جائیں گے، ہم ذلیل و خوار ہو جائیں گے، ہم چہرہ دکھانے کے قابل نہیں ہیں۔ ہم تو تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمت الٰہی کو متوجہ کرنے والی دعا :-

میرے دوستو! ہم نیکوں میں سے نہیں ہیں مگر نیکوں کے ساتھ تو ہونا چاہتے ہیں۔اس لئے رب کریم سے مانگا کیجئے کہ

احب الصالحین و لست منھم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

اے اللہ! میں نیک تو نہیں ہوں مگر نیکوں کے ساتھ میں اپنا حشر چاہتا ہوں۔ جب ہم اپنے پروردگار سے یوں مانگیں گے تو کیا بعید ہے کہ اللہ رب العزت ہم پر مہربانی فرمادے اور ہمارے ان دو آنسوؤں کو قبول فرما کر ہماری زندگی کے گناہوں کو معاف فرمادے اور آئندہ زندگی ہمیں نیکوکاری اور پرہیزگاری پر گزارنے کی توفیق عطا فرمادے، کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی زندگی عطا کردے جو ہماری گزری ہوئی زندگی کا کفارہ بن جائے، کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر جوش میں آئے اور ہمارے گناہوں پر پانی بہادیا جائے، بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیا جائے۔ الٰہی! آپ تو اتنے عطا کرنے والے ہیں کہ اگر ایک بدکار عورت کسی کتے کو پانی پلاتی ہے تو زندگی کے گناہوں کو دھو دیا جاتا ہے، الٰہی! ہمارے حال پر بھی رحم فرمادیجئے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں بھی اپنے مقربین میں شامل فرمالیجئے۔(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

شب برأت کی فضیلت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا . وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي مَقَامٍ آخَرْ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ . وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي مَقَامٍ اٰخَرْ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ . سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

قدرت الٰہی کے مناظر

انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ کے مصداق انسان اشرف المخلوقات ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ کا حکم دے کر پروردگار نے اسے فضیلت بخشی۔ اس کیلئے زمین و آسمان کے درمیان محل سجادیا۔ زمین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ

الْمَاهِدُوْنَ۔ زمین کو اللہ تعالیٰ نے فرش کی مانند بنایا۔ آسمان کے بارے میں فرمایاو
جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَحْفُوْظًا اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا پھر اس
چھت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خوبصورت نظر آنے کے لئے سجا دیا۔ ارشاد
فرمایا، وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِلشَّيٰطِيْنِ۔
اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی قندیلیں (شمعیں) آسمان کے اوپر روشن کر دیں۔ اللہ تعالیٰ
نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان کو کیسا بنایا؟ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا تم دیکھتے ہو کہ بغیر
ستونوں کے یہ آسمان کھڑا ہے۔ تم اس کی طرف غور سے دیکھو، هَلْ تَرٰى مِنْ
فُطُوْرٍ کیا تمہیں اس میں کوئی نقص نظر آتا ہے۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ
يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ۔ فرمایا، دیکھنے والے! تو دوسری دفعہ
پھر اسے دیکھ، تیری نگاہ ناکام واپس لوٹے گی اور تمہیں پروردگار کی اس آسمان کی
تخلیق میں کوئی کمی کوتاہی نظر نہیں آئے گی۔ زمین کا فرش بنایا تو انسان کی ضروریات
کے لئے اس میں پھل پھول، میوے اور زراعت پیدا فرما دی۔ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلَى
السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ زَيَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ○ وَالْاَرْضَ
مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ○ تَبْصِرَةً
وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ○ اس میں اُس بندے کے لئے عبرت کی باتیں ہیں
جس کے اندر رجوع ہوتا ہے، جس کے اندر انابت ہوتی ہے۔ پھر پروردگار عالم نے
انسان کی ضرورت کے لئے سورج، چاند اور ستاروں کا نظام بنا دیا۔ وَ الشَّمْسُ
تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ یہ سورج اپنی منزل کی
طرف رواں دواں ہے۔ قدرت نے جو کام ان کے ذمے لگائے ہیں وہ احسن طریقے
پر سرانجام دے رہے ہیں۔ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ سورج کی

www.besturdubooks.wordpress.com

زیب نہیں دیتا کہ وہ پکڑ سکے چاند کو، وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ اور رات بھی دن سے پہلے نہیں آسکتی۔ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۔ یہ سورج، چاند اور ستارے اپنے اپنے دائروں میں تسبیح بیان کر رہے ہیں۔ گویا پروردگار عالم نے ایک نظام بنایا اور پھر انسان سے کہا کہ اے انسان! تو ذرا آنکھ کھول کر میرے اس نظام کو تو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف طریقوں سے اپنی طرف متوجہ فرمایا۔ کہیں اَلَمْ تَرَ ارشاد فرمایا تو کہیں اَلَمْ تَرَوْا کے ساتھ بندوں کو متوجہ کیا گیا۔ سورۃ غاشیہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ○ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ○ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ○ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ○ کیوں نہیں دیکھتے، کیا یہ حقانیت کی دلیل نہیں ہے اور کبھی اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا اَلَمْ نَجْعَلْ لَهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ○ کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں، زبان نہیں دی، دو ہونٹ نہیں بنائے۔ اور کہیں اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ○ وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا ○ وَخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ○ گویا اللہ تعالیٰ انسان کو آنکھیں کھول کر مظاہر قدرت پر نظر ڈالنے کی دعوت دے رہے ہیں کہ آنکھ کھول اور ذرا دیکھ میرے اس شاہکار کو۔ اس میں غور کر، تجھے میری قدرت کا پتہ چلے گا، تجھ پر میرے کمالات منکشف ہوں گے کہ میں کامل قدرت والا کیا کیا کر سکتا ہوں۔

تخلیق انسانی کا مقصد:

اللہ رب العزت اپنے بندوں کو ان الفاظ کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ کیا ہم نے تیرے لئے یہ نہیں بنایا، یہ نہیں بنایا، تاکہ انسان ان چیزوں کو دیکھے، غور کرے اور اپنے پروردگار حقیقی کی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ ان تمام چیزوں کو بنا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر انسان کو بتایا گیا کہ انَّ الدُّنْیَا خُلِقَ لَکُمْ وَ اِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃ یہ ساری کی ساری دنیا تمہارے لئے بنائی گئی ہے مگر تمہیں ہم نے آخرت کے لئے بنایا ہے۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

مومن دنیا میں تو ہوتا ہے مگر دنیا کا طلب گار نہیں ہوتا۔ یہ دنیا کے لئے نہیں بلکہ دنیا اس کے لئے بنائی گئی ہے۔

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند، سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
بحر و بر، شمس و قمر، ما و شما کے واسطے
یہ جہاں تیرے لئے ہے تو خدا کے واسطے

یہ سب کچھ پروردگار نے ہمارے لئے بنایا اور ہمیں اس نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ اور جنوں اور انسانوں کو ہم نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ گویا ہمارا مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی ہے۔

بندگی کسے کہتے ہیں؟

بندگی کسے کہتے ہیں؟ بندگی یہ ہے کہ انسان اپنے آقا کے حکم کے مطابق اپنی زندگی گزار رہا ہو اور اپنی مرضی کو مولا کی مرضی میں گم کر چکا ہو۔

ایک مثال سے وضاحت:

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بقر عید آتی ہے تو کچھ لوگ کئی کئی ماہ پہلے دنبہ یا بکرا لے کر پالتے ہیں۔ وہ اسے خوب کھلاتے پلاتے ہیں اور سجاتے ہیں۔ وہ دنبہ یا بکرا ان

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کافی مانوس ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب کبھی وہ شام کو اپنے دنبے کو لے کر گھر سے نکلتے ہیں تو وہ اس جانور کی رسی نہیں پکڑتے بلکہ جب مالک چلتا ہے تو وہ بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے اور جب مالک رکتا ہے تو وہ بھی ساتھ ہی رک جاتا ہے۔ ایسے جانور کو پنجابی میں ''راکھواں لیلا یا دنبہ'' کہتے ہیں۔ جس طرح وہ جانور اپنے مالک کے نقش قدم پر چل رہا ہوتا ہے اسی طرح امتی کو بھی اپنے پیغمبر علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہوتا ہے۔ بالکل قدم بہ قدم زندگی گزارنی چاہئے۔ کھانا پینا، سونا جاگنا، غرض ہر کام نبی علیہ السلام کے طریقے کے مطابق کرنے سے انسان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔

عالم بیداری میں زیارت نبوی ﷺ کے لئے نسخہ :

آج دنیا کہتی ہے کہ جی ایسا وظیفہ بتاؤ کہ جس سے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے۔ میرے محسن! میرے دوست! میں تجھے وہ وظیفہ نہ بتاؤں کہ تو بیداری کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیا کرے۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ جو انسان اپنی رفتار میں، اپنی گفتار میں، اپنے کردار میں، لیل و نہار میں، معاشرت میں، حتیٰ کہ اپنی زندگی کے ہر کام کاج میں نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے میں کمال پیدا کر لیتا ہے اللہ رب العزت اسے جیتے جاگتے اپنے محبوب ﷺ کی زیارت کروا دیا کرتے ہیں۔ سوتے میں دیکھتے ہو، جاگتے میں کیوں نہیں دیکھتے؟

خدا طلبی......بلا طلبی!!!

مگر اس کے لئے کچھ کرنا پڑتا ہے، اپنے آپ کو بدلنا پڑتا ہے۔ اور ہم کیا کہتے ہیں کہ بدلے بغیر سب کچھ مل جائے، ہم جو ہیں سو ہیں، اللہ تعالیٰ نے دینا ہے تو خود دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دے۔ یہ بے اعتنائی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کے زمرے میں آتی ہے۔ بے طلبی اور خدا طلبی دو مختلف چیزیں ہیں۔ طبیعت میں بے طلبی ہو اور زبان سے بندہ خدا طلب ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ خدا طلبی کے لئے سراپا طلب گار بننا پڑتا ہے۔

ایک روپے کے سوالی کی حالت:

جس بندے نے آپ سے ایک روپے کا سوال کرنا ہو کبھی اس کی شکل دیکھا کریں اس نے ہاتھ پھیلایا ہوا ہوتا ہے، مسکین چہرہ بنایا ہوتا ہے، عجیب وغریب عاجزانہ انداز میں کھڑا ہوتا ہے، آواز سے بھی بڑی مسکنت ظاہر ہوتی ہے، عجز ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے بول بولتا ہے کہ دل مائل ہو جائے۔ آنکھیں دیکھو تو سوالی، ہاتھ دیکھو تو سوالی، حتیٰ کہ پورا جسم سوالی بن کر کھڑا ہوتا ہے اور وہ آپ سے ایک روپے کا سوال کر رہا ہوتا ہے۔

دعا کرتے وقت ہماری حالت:

اے انسان! تو پروردگار سے خود پروردگار کے تعلق کا سوال کرتا ہے اور تیری کیفیت کے اندر کوئی فرق نہیں آتا، بھلا تیرا یہ سوال کیسے پورا کیا جائے گا؟ روپیہ مانگنے والا تو یوں عاجز بن کر مانگے جبکہ ہم دعا مانگتے ہوئے کچھ اور سوچ رہے ہوتے ہیں۔ دوست یہ بھی بتاتے ہیں کہ دعا پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے دعا کرنا اور ایک ہوتا ہے دعا پڑھنا۔ دونوں میں فرق ہے۔ آج کل ہم دعائیں پڑھتے ہیں۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا، رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا، یہ دعائیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ جب تک دعائیں پڑھتے رہیں گے نتیجہ ظاہر نہیں ہوگا۔ جب دعائیں کرنا شروع کریں گے تب ان کے نتائج بھی سامنے آنا شروع ہو جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا کرنے کا طریقہ :

دعا کرنا کیا ہوتا ہے؟ دعا کرتے وقت انسان سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک سراپا سوال بنا ہوتا ہے، پھر اس کے جسم پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے جسے تضرع کہتے ہیں، زاری کہتے ہیں۔ اس کیفیت میں رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر اللہ کی عظمت کو وہ سوچتا ہے کہ میں کسی حیثیت کا حامل نہیں اور پھر جب پروردگار کے سامنے وہ دامن دراز کرتا ہے تو پروردگار اس کے دامن مراد کو گوہر مراد سے بھر دیا کرتے ہیں۔

دعائیں لینے کے طریقے :

آج کل کے نوجوانوں کو دعائیں کروانے کا شوق رہتا ہے دعائیں لینے کا شوق نہیں ہے۔ دعا کروانا اور چیز ہے اور دعا لینا اور چیز ہے۔ دعائیں کروانا تو یہ ہوا کہ حضرت جی! دعا کیجئے، ابو! دعا کیجئے! امی! دعا کیجئے۔ اور ایک دعائیں لینا ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ سالک وظائف واوراد میں اور اتباع سنت میں اتنی پابندی کرے کہ شیخ کی نظر پڑے تو اس کا دل باغ باغ ہو جائے اور شیخ کے دل سے بے اختیار دعائیں نکلنا شروع ہو جائیں۔ اسی طرح بیٹا اتنا فرمانبردار بنے کہ باپ کی اس کے چہرے پر نظر پڑے تو باپ کے دل سے بیٹے کے لئے دعائیں نکل رہی ہوں۔ بیٹا ماں کی اتنی خدمت کرے کہ ماں بیٹے کی طرف نظر اٹھائے تو ماں کی زبان سے دعائیں نکلتی چلی جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعائیں لینے والوں میں سے بنا دے۔ کام تبھی بنتا ہے جب انسان کسی کی دعائیں لیتا ہے۔

نوجوانوں کے دل میں ماں باپ کی حیثیت :

آج کل کے نوجوان ماں کی کوئی وقعت نہیں سمجھتے۔ ماں کو تو سمجھتے ہیں کہ بس اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میاں کی گائے ہے جو گھر میں پل رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ تو مفت کی خادمہ ملی ہوئی ہے، میں راضی ہوں یا ناراض اس نے تو میری خدمت کرنی ہے، یہ میری محبت کی ماری ہوئی ہے، میں جو مرضی کہوں گا اس نے تو سننا ہی ہے۔ اور باپ کے بارے میں یہ حال ہوتا ہے کہ ذرا اٹھارہ بیس سال کی عمر ہوئی تو باپ سے یوں نفرت کرتا ہے جیسے کوئی پاپ (گناہ) سے نفرت کیا کرتا ہے۔ اس سے پوچھا جائے کہ تمہارے ہاتھ میں کوئی لاٹھی دے دی جائے تو سب سے پہلے کس کے سر پر مارے گا تو کہے گا کہ باپ کے سر پر۔ نوجوانو! جب تمہارا یہ حال ہے تو پھر بتاؤ کہ کیسے فلاح پاؤ گے؟

اولاد کے نمازی بننے کے لئے دعائیں:

غور کیجئے کہ آج اگر ایک چھ سال کا بچہ نماز پڑھنا سیکھ لیتا ہے تو وہ التحیات کے آخر میں کیا پڑھ رہا ہوتا ہے۔ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا دے۔ اس چھ سال کے بچے کی اولاد تو نہیں ہوتی مگر وہ چھ سال کی عمر سے مانگ رہا ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ جب یہ بچہ بڑا ہوگا تو اس کی شادی ہوگی۔ اب اس بچے کی کیفیت تو سوچئے جس نے چھ سال کی عمر میں اپنی اولاد کے نمازی بننے کی دعائیں مانگیں اور جب اس کے بال سفید ہو گئے اور اپنے بچے جوان ہو گئے، تو وہ ان کو نماز کے لئے کہتا ہے مگر یہ سیدھے منہ باپ سے بات نہیں کرتے۔ قرب قیامت کی نشانی ہے کہ انسان اپنے دوست کو اپنا سمجھے گا اور ماں باپ کے ساتھ نفرت کرے گا۔

ماں باپ کو ملنے کی فضیلت:

ماں باپ کو اللہ تعالیٰ نے کیا مقام عطا فرمایا ہے؟ سبحان اللہ، اگر کوئی آدمی اپنے گھر سے یہ نیت لے کر چلے کہ میں اپنی ماں یا باپ سے جا کر ملوں گا تو ہر قدم اٹھانے پر

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ اس کو ایک نیکی عطا کرتے ہیں، ایک گناہ معاف کرتے ہیں اور جنت میں اس کا ایک درجہ بلند فرمادیتے ہیں۔ ماں یا باپ کے چہرے پر محبت اور عقیدت کی ایک نظر ڈالنے پر اس آدمی کو ایک حج یا ایک عمرہ کرنے کا ثواب عطا کر دیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی اکرم ﷺ! جو بار بار دیکھے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، جتنی بار دیکھے گا اتنی بار حج یا عمرہ کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔

ماں باپ کی دعاؤں کا مقام:

ماں باپ کی دعاؤں کو کیا سمجھتے ہو؟ یاد رکھنا کہ یہ ماں ہی ہے کہ جب کبھی ہاتھ اٹھا دیا کرتی ہے تو اس کی دعا سیدھی عرش پہ جاتی ہے، آسمان کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اور اس دعا کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا اور دعا کو پروردگار کے حضور پہنچا دیا جاتا ہے۔

ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا:

ایک بزرگ کی والدہ فوت ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا، اے میرے پیارے! جس کی دعائیں تیری حفاظت کرتی تھیں وہ ہستی اب اس دنیا سے اٹھ گئی ہے، اب ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا۔

انوکھی تمنا:

نہ دعائیں لیں پیر استاد کی اور نہ دعائیں لیں ماں باپ کی اور تمنا کیا؟ کہ اللہ مل جائے۔ تجھے اللہ تو نہیں ملے گا البتہ تجھے ''کھلہ،، ملے گا۔ یہ پنجابی زبان کا لفظ ہے، اس کا مطلب پوچھتے پھرنا کہ کھلا کیا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رجب، شعبان اور رمضان کے فضائل :

آج کی رات دعائیں مانگنے کی رات ہے۔ تین مہینے، رجب، شعبان اور رمضان آگے پیچھے آتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ان تینوں مہینوں کی فضیلت بتائی گئی ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، رجب کو سال کے باقی مہینوں پر ایسی فضیلت دی گئی ہے جیسے قرآن مجید کو باقی کتابوں پر فضیلت حاصل ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ شعبان کو باقی مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جیسی میں محمد رسول اللہ ﷺ کو باقی انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ اور فرمایا کہ رمضان کو باقی مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جیسی اللہ رب العزت کو اپنی مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے۔

لفظ شعبان کی تشریح :

بعض علماء نے لکھا ہے کہ شعبان کا لفظ ''شعبہ'' سے نکلا ہے۔ یہ لفظ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کام کے کسی ایک حصے کو شعبہ کہتے ہیں۔ شعبان کا لفظ بنا ہی اسی لئے ہے کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے خاص شعبہ جات کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب ملک کے اندر الیکشن ہونے ہوتے ہیں تو کئی شعبہ جات کام کرنا شروع کر دیتے ہیں جو عام حالات میں کام نہیں کر رہے ہوتے یا تھوڑا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر ان دنوں میں ان کا کام بڑھا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا کام تو ہر وقت ہو رہا ہے مگر رجب، شعبان اور رمضان میں ان شعبہ جات کے کام کو پھیلا دیا جاتا ہے۔

حروف کے اعتبار سے شعبان کی فضیلت :

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس مہینے کو اس لئے شعبان کہتے ہیں کہ اس کے پانچ حروف ہیں۔ ش، ع، ب، الف، ن۔ ان حروف کی فضیلت اپنی جگہ پر ہے ''ش''

www.besturdubooks.wordpress.com

ز افت سے لیا گیا۔ ''ع'' علو مرتبت سے لیا گیا۔ ''ب'' بِر (نیکی) سے لیا گیا۔ ''الف'' الفت سے لیا گیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت) اور ''ن'' نور سے لیا گیا۔ ان پانچ الفاظ کے پہلے پہلے حروف کو ملا کر یہ لفظ بنا دیا گیا تا کہ بندوں کو پتہ چل جائے کہ اگر ہم اس مہینے میں عبادت کریں گے تو پروردگار کی طرف سے یہ پانچ نعمتیں عطا کر دی جائیں گی۔

رزق کے فیصلوں کی رات

بعض روایات میں آیا ہے کہ 15 شعبان کی رات رزق کے فیصلوں کی رات ہے۔ رزق کے زمرہ میں بیوی، بچے، صحت، عزت، مال و دولت، کپڑا، مکان ہر چیز شامل ہے۔ گویا آج ہماری جتنی پریشانیاں ہیں وہ ساری کی ساری عموماً رزق ہی سے متعلقہ ہوتی ہیں۔ آئندہ سال کے ان فیصلوں کی رات آج ہے۔ فہرستیں آج رات ہی بنتی ہیں اور یہ رمضان المبارک میں لیلۃ القدر میں فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ جیسے ڈیپارٹمنٹ کے اندر فہرستیں بنتی ہیں اور پھر ٹیکنیشن کے حوالے کر دی جاتی ہیں کہ اس پر عمل کر لیا جائے۔

پندرہ شعبان کا روزہ:

اس لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں آدمی کے آئندہ سال زندہ رہنے یا مرنے کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ جب وہ فیصلہ ہو تو میں اس وقت روزے کے ساتھ ہوں۔ ایام بیض کے تو ویسے بھی روزے رکھنے چاہئیں۔ تاہم پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

سب خزانوں کا مالک کون؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

زمین میں چلنے پھرنے والی ہر چیز کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ البتہ تقسیم اس کی اپنی ہے۔ فرمایا نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّعِيۡشَتَهُمۡ ہم نے ان کے درمیان معیشت کو تقسیم کر دیا ہے۔ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ جو کوئی بھی چیز ہے اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُهٗ اس کے پاس خزانے ہیں وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ مگر ہم ایک معلوم مقدار کے مطابق اسے اتارتے ہیں۔ خوشی کے خزانے بھی اسی کے پاس، غم کے خزانے بھی اسی کے پاس، آرام کے خزانے بھی اسی کے پاس، بے آرامی کے خزانے بھی اسی کے پاس، عزت کے خزانے بھی اسی کے پاس، ذلت کے خزانے بھی اسی کے پاس، صحت کے خزانے بھی اسی کے پاس اور بیماری کے خزانے بھی اسی کے پاس ہیں۔ جب سب خزانوں کا مالک وہی ہے لَهٗ مَقَالِيۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اسی کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں تو کیوں نہ ہم آج کی رات اپنے لئے رحمتوں کے خزانوں کی نعمتیں مانگ لیں۔ ہم کیوں نہ پروردگار سے یہ سوال کریں کہ اے اللہ! ہمارے لئے خیر کے فیصلے فرمادے، ہمارے لئے فضل و کرم کے فیصلے فرمادے۔

ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنے کا وبال:

ہماری اپنی بے اعتدالیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رزق کو سکیڑ دیتے ہیں۔ فرمایا وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ، جس نے میری یاد سے، میرے قرآن سے اعراض کیا فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں۔ گویا دنیا میں نقد عذاب تو یہ ملا کہ معیشت کو تنگ کر دیا وَّنَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کھڑا کر دیں گے۔ یہ دنیا میں ہمارے حکموں سے اندھا بنا رہا اس لئے ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کر کے کھڑا کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پریشانیوں کی اصل وجہ :

میرے دوستو! ہماری پریشانیاں ہمارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ جو مصیبتیں تمہیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہیں۔اگر ہم اپنی زندگیوں پر غور کریں تو یہ بات روزروشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ ہم میں سے کسی کی پریشانی مال سے متعلق ہو گی۔ایسا بندہ چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھتا ہے تو اس کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ مجھے اتنے پیسے مل جائیں، پھر میری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔کسی کے پاس مال تو ہے مگر اولاد نہیں۔وہ سمجھتا ہے کہ اگر مجھے اولاد مل جائے تو میری زندگی میں بہار آ جائے۔کسی کے پاس اولاد تو ہے مگر اولاد کی صحت ٹھیک نہیں۔وہ سوچتا ہے کہ میری یہ بیٹی ٹھیک ہو جائے تو میرے گھر میں سکون ہو جائے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے گناہوں کا وبال ہے۔اگر ہم گناہ کرنا چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں غیب کے خزانوں سے کھلانا شروع کر دیں۔

اولیاءاللہ کہاں سے کھاتے ہیں؟

یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو وہاں سے کھلاتے ہیں جہاں سے وہ اپنے انبیاء کو کھلایا کرتے تھے۔کیا انبیائے کرام اس دنیا میں نوکریاں کرتے تھے؟وہ تو دین کا کام کرتے تھے اور پروردگار اس دین کے کام کے صدقے ان کو دنیا کی نعمتیں عطا فرمایا کرتے تھے۔ہم بھی اگر دین کا کام کریں گے تو یہ دنیا قدموں میں نچھاور ہو گی۔

اچھے عالم کی پہچان :

اچھا عالم وہ ہوتا ہے جس کے دل میں استغناء ہو۔علماء اور طلباء کی خدمت میں گزارش ہے کہ اللہ کے خزانوں پر نظر رکھئے۔کسی کی جیب پر نظر رکھنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ضرورت نہیں۔ ان دنیادار غافلین کو استغناء کی چھری سے ذبح کیجئے۔ علم کا وقار پید
کر لیجئے۔ پھر دیکھئے کہ کیسے عزتیں ملتی ہیں۔ ہر بندے کو اللہ تعالیٰ ہی رزق پہنچاتے ہیں
اور پھر رزق میں برکت بھی وہی دیتے ہیں۔

بند پتھر میں روزی :

ہمارے ایک دوست M.B.B.S ڈاکٹر تھے۔ وہ ایک مرتبہ بیوی بچوں کو ساتھ
لے کر سوات کے علاقے میں سیر کرنے کے لئے گئے۔ وہاں ایک جگہ پر گول
خوبصورت پتھر پڑا دیکھا۔ انہیں اچھا لگا۔ بیوی نے بھی کہا کہ اس کا وہی رنگ ہے ج
ہمارے ڈرائنگ روم کے پینٹ کا رنگ ہے اس لئے ہم اسے لے جاتے ہیں۔ ڈرائنگ
روم میں سجائیں گے۔ ان بیچاروں کو کلر میچنگ سے فرصت نہیں ملتی۔ خاوند نے کہا
بہت اچھا۔ وہ اٹھا کے اس کو لے آئے اور ڈرائنگ روم میں سجا دیا۔ دو سال وہ پتھر ان
کے گھر میں پڑا رہا۔ ایک دن وہ ڈاکٹر صاحب اس پتھر کو اٹھا کر دیکھنے لگے۔ اچانک و
پتھر اس کے ہاتھ سے نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس نے د
دیکھا کہ پتھر کے بالکل درمیان میں ایک خلاء ہے اور خلاء کے اندر ایک کیڑا ہے
جب پتھر ٹوٹا تو کیڑے نے چلنا شروع کر دیا۔ اب بتائیں کہ بند پتھر میں اس کیڑے ک
کس پروردگار نے رزق عطا کیا۔

ایک الہامی بات :

عطا ابن ابی رباحؒ مشہور تابعین میں سے ہیں۔ آپ کا شمار امام ابو حنیفہؒ کے اساتذ
میں ہوتا ہے۔ آپ غلام تھے مگر دل کے بادشاہ تھے۔ آپ الہامی باتیں ارشاد فر
کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بات ڈالی کہ اے
عطا! میں بھی تجھے رزق دے کر رہوں گا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تو در در کر مجھ سے رزق

www.besturdubooks.wordpress.com

نگے اور پھر میں تجھے رزق عطا نہ کروں۔

زق سے برکت نکلنے کی وجہ:

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ تو ہمیں رزق عطا فرما دیتے ہیں مگر ہم اس رزق کا ستعمال غلط طریقے سے کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس رزق سے برکت نکل جاتی ہے۔ جب برکت اٹھ جاتی ہے تو جتنا کماتے چلے جائیں گے ضرورتیں اس سے زیادہ ھتی چلی جائیں گی۔ حتیٰ کہ انسان کروڑوں کی فیکٹریوں کا مالک ہو کر بھی روتا پھرتا ہے کہ میں قرضے میں دبا ہوا ہوں۔

یک منیجر کا رونا دھونا:

مجھے ایک منیجر صاحب تقریباً 12 سال پہلے ملنے کے لئے آئے اس وقت اس کی نخواہ ستر ہزار روپے تھی۔ اسے فیکٹری کی طرف سے دو کاریں، کوٹھی، گارڈ اور یڈیکل فری کی سہولیات حاصل تھیں۔ اس کے تین بچے تھے۔ انہوں نے آکر اپنے الات سنائے اور آنسوؤں سے رو پڑے۔ میں نے پوچھا کہ آپ رو کیوں رہے ہیں؟ ہنے لگے، میں کس کے سامنے دل کھولوں کہ میرے اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ ں نے پوچھا، وہ کیسے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے نئی گاڑی نکلوائی، چار دن بھی نہیں وئے تھے کہ ایکسیڈنٹ سے وہ گاڑی بالکل ختم ہو گئی۔ اور اب تک مجھے سات لاکھ وپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ بیچارے ہزاروں کماتے تھے اور لاکھوں گنوا بیٹھتے تھے۔ اور نا کما کر بھی روتے تھے کہ میرے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ رزق تو یتے ہیں مگر ہمارے کرتوت رزق کی برکت کو ضائع کر دیتے ہیں۔

زق میں اتنی برکت......!!!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی تھا۔ وہ بڑا غریب تھا۔ نان

www.besturdubooks.wordpress.com

شبینہ کو ترستا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، اے
اللہ کے پیغمبر! آپ کوہ طور پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی فرماتے ہیں۔ ذرا اس مرتبہ
میری فریاد بھی پہنچا دیجئے کہ اے اللہ! زندگی کے جتنے دن باقی ہیں ان دنوں کا میرا جو
رزق بنتا ہے۔ وہ اکٹھا ایک ہی دفعہ مجھے دے دیجئے۔ مقصد یہ تھا کہ میں کچھ دن تو پیٹ
بھر کر کھالوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جا کر یہ فریاد پہنچا دی۔
چنانچہ اس بندے کو اس کی پوری زندگی کا رزق مل گیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ
علیہ السلام اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔

دو چار سال گزرنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کو اچانک خیال آیا کہ پتہ نہیں کہ وہ
بندہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ جب جا کر پتہ کیا تو دیکھا کہ اس جگہ پر محل بنا ہوا ہے
دستر خوان لگا ہوا ہے، مخلوق خدا کھا رہی ہے اور وہ خود بھی بڑی ٹھاٹھ کی زندگی گزار
رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے کہ یا اللہ! اس آدمی کو جو ساری
زندگی کا رزق ملا تھا وہ تو تھوڑا سا تھا اور اب تو اس کے وارے نیارے ہو چکے ہیں۔
رب کریم نے فرمایا، اے میرے پیارے پیغمبر! اگر وہ اپنی ذات پر استعمال کرتا تو اس
کا رزق تو وہی تھا جو ہم نے اسے دے دیا تھا۔ اس نے اس رزق سے نفع بخش تجارت کی
کہ اس نے فقراء اور مساکین کو کھلانا شروع کر دیا اور جو میرے راستے میں خرچ کرتا
ہے میں اس کو کم از کم دس گنا واپس لوٹا دیتا ہوں۔ اس کو اس تجارت میں اتنا نفع ہوا
کہ آج وہ مالدار بنا ہوا ہے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور انفاق فی سبیل اللہ :

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کو ماہانہ تین روپے تنخواہ ملتی تھی۔ دو روپے سے گھر
کے اخراجات پورے کرتے تھے اور ایک روپیہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علماء اور طلباء یہ بات ذرا دل کے کان کھول کر سنیں۔ آج ہم سینکڑوں کی تنخواہ لے کر بھی کوئی پیسہ خرچ نہیں کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری اپنی ضروریات ہی پوری نہیں ہوتیں۔ اس سے بے برکتی ہوتی ہے۔ اگر ہم اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے خرچ کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کو 70 گنا زیادہ بنا کر ہمیں واپس لوٹا دیں گے۔

خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ اور انفاق فی سبیل اللہ :

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کا یہ حال تھا کہ جب کبھی اخراجات کرتے کرتے پیسے کم ہو جاتے تو جو رہ جاتے تھے ان کو بھی جلدی سے صدقہ کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب جیب خالی ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ خود جیب کو بھر دیتے ہیں۔ اور ہماری یہ حالت ہے کہ جو بچ جائے اس کو ہم سنبھال کر رکھتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ دل پیسوں سے لگا ہوا ہے۔

دنیاداروں کے لئے چیلنج :

میں نے ایک مرتبہ کراچی میں تقریر کی۔ میمن حضرات کا مجمع تھا۔ میں نے کہا کہ آپ تو تاجر حضرات ہیں، دنیا کو دیکھنے والے ہیں، ذرا بتایئے کہ آپ نے کبھی کسی عالم باعمل کو یا حافظ باعمل کو بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرتے دیکھا ہے؟ کوئی مثال سنی ہو تو بتا دیجئے۔ پورا مجمع خاموش تھا۔ کسی کے پاس کوئی مثال نہیں تھی۔ میں نے کہا کہ میں ایم اے ایم ایس سی کی تو بات ہی نہیں کرتا، میں ایک پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر کی مثال دیتا ہوں ...... ایک پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر اپنی عمر کے ایسے وقت میں دیکھا کہ جہاں اس کو ایڑیاں رگڑتے رگڑتے موت آگئی۔ اس کو روٹی دینے والا اور اس کی خیر خبر پوچھنے والا کوئی نہیں تھا۔ تو پھر بتاؤ کہ رزق کس راستے سے ملتا ہے؟ دین کے راستے سے یا دنیا کے راستے سے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اولاد کی تربیت کی پہلی اینٹ :

آج ہم اپنی اولادوں کو بھاگ بھاگ کر انگریزی پڑھاتے ہیں۔ پڑھائیے انگریزی مگر اس سے پہلے بچے کو مسلمان تو بنا لیجئے۔ اسلام تو پڑھا لیجئے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ بچہ پیدا ہوا اور زبان کھولنے کے قریب ہوا تو ماں نے پڑھانا شروع کر دیا،

Twinkle, twinkle, little star,

How I wonder what you are.

صحابہ کرامؓ اپنے بچوں کو کلمہ پڑھایا کرتے تھے، قرآن کی آیتیں یاد کراتے تھے اللہ کا نام یاد کراتے تھے آج کی مائیں اس بچے کو شروع میں ڈیڈی اور ماما کا نام سکھاتی ہیں۔ جب پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دی تو یہ دیوار جتنی اونچی جائے گی اتنا ہی اس کا ٹیڑھا پن بڑھتا چلا جائے گا۔ اس لئے بچوں کو سب سے پہلے دین پڑھائیے جب دیندار بن کر مشرق سے مغرب تک جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کا رزق پہنچا دیں گے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی فقیرانہ زندگی :

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ وقت کے خلیفہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے بیٹی کو آواز دی کہ بیٹی! میرے لئے پانی کا پیالہ لاؤ کافی دیر گزر گئی مگر بیٹی نہ آئی۔ آپ نے پھر سختی سے بلایا۔ بیوی نے آکر پوچھا، کیا ہوا؟ فرمایا، میں نے بیٹی سے کہا کہ پانی کا پیالہ لا، اتنی دیر ہو گئی ہے وہ ابھی تک پانی کا پیالہ لے کر نہیں آئی، کتنی نافرمان بنتی چلی جا رہی ہے۔ بیوی فاطمہ نے کہا، آپ کی بیٹی نافرمان نہیں، اس نے جو کپڑا پہنا ہوا تھا (شلوار کا) وہ پھٹ گیا تھا، وہ دوسرے کمرے میں اس شلوار کو اتار کر بیٹھی سی رہی ہے، اس کو سینے اور پہنے بغیر وہ کیسے آسکتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت کا خلیفہ ہو اور اس کی بیٹی کے پاس پہننے کے لئے صرف ایک لباس ہو، یہ ان حکمرانوں کے امین ہونے کی دلیل ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ وہ خزانوں کی کنجیوں کے مالک تھے مگر ان کا غلط استعمال نہیں کیا کرتے تھے۔ شاہی ملنے کے باوجود انہوں نے فقیرانہ زندگی اختیار کی ہوئی تھی۔

بیٹے گورنر بن گئے:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے گیارہ بیٹے تھے۔ آپ جب وفات پانے لگے تو ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا، عمر بن عبدالعزیز! آپ نے اپنے بچوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ آپ نے کہا، وہ کیسے؟ اس نے کہا، آپ سے پہلے جو لوگ حکمران تھے انہوں نے تو اپنی اولادوں کے لئے اتنی جائیدادیں بنالیں، اتنے لاکھ درہم و دینار چھوڑے اور آپ نے اپنی اولاد کے لئے کچھ بھی نہ کیا۔ یہ سن کر آپ کو اس وقت غصہ آیا اور چہرے پر سرخی ظاہر ہوئی۔ آپ نے فرمایا، مجھے ذرا اٹھا کر بٹھا دو۔ چنانچہ آپ کو ٹیک لگا کر بٹھا دیا گیا۔ آپ نے فرمایا، اگر میں نے اپنی اولاد کو نیکی سکھائی ہے تو میرے پروردگار کا وعدہ ہے، وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ کہ نیک لوگوں کا ولی خود پروردگار ہوتا ہے۔ میں اپنے بیٹوں کو اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اور اگر یہ نیک نہیں ہیں تو مجھے بھی پروا نہیں کہ ان کے ساتھ دنیا میں کیا ہوتا ہے۔

آپ تو وفات پا گئے مگر امام شافعیؒ یا اسی طرح کی کوئی اور بزرگ شخصیت تھی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پہلے والے حکمران جنہوں نے اپنی اولادوں کے لئے لاکھوں درہم و دینار چھوڑے، ان کی اولاد کو دیکھا کہ وہ جامع مسجد کے دروازے پر بھیک مانگ رہی تھی اور میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے بیٹوں کو دیکھا کہ ان کے گیارہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹے مختلف علاقوں کے گورنر بنے ہوئے تھے، کیونکہ لوگوں کو ان سے بہتر بندہ ملتا کوئی نہیں تھا۔

ایک عبرتناک واقعہ:

اسی شہر (جھنگ) میں ایک آدمی تھا جس کے پاس بہت مال پیسہ تھا۔ اس کی بڑی زمینیں تھیں۔ حتی کہ ایک سے زیادہ ریلوے اسٹیشن اس کی زمین میں لگتے رہے۔ اور وہ کروڑوں کا مالک تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میری سات نسلوں سے بھی ختم نہیں ہوگی۔

اس کی وفات کے بعد اس کا اکلوتا بیٹا اس کی جائیداد کا وارث بنا۔ جوانی کی عمر تھی اور مال کی فراوانی تھی۔ چنانچہ جوانی والے کاموں میں پڑ گیا۔ روز کے نئے مہمان آنا شروع ہو گئے۔ پیسہ پانی کی طرح بہنے لگا۔ اسی مہم میں اس نے ملک کے مختلف شہروں کے سفر کئے۔ جب یہاں سے دل بھر گیا تو دوستوں نے مشورہ دیا کہ بیرون ملک چلتے ہیں۔ چنانچہ باہر ملک کا سفر کیا۔ عیش و آرام اور لذات کی خاطر زمینیں بک گئیں، سارے پیسے خرچ ہو گئے حتی کہ جس مکان میں رہتا تھا وہ مکان بھی بک گیا۔ جس آدمی نے یہ واقعہ مجھے بیان کیا اس نے اس فضول خرچی کرنے والے آدمی کو اس شہر کے چوک میں کھڑے بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔

مہمان کا رزق:

اسی شہر میں ایک حکیم انصاری صاحب تھے۔ وہ وفات پا چکے ہیں۔ ہم سکول جایا کرتے تھے تو راستے میں ان کی دکان آتی تھی۔ اس وقت ان کے سفید بال تھے۔ ان کا تعلق بھی مسکین پور شریف میں سلسلہ نقشبندیہ سے ہی تھا۔ جب ہمارا بھی اس سلسلہ کے ساتھ غلامی کا تعلق ہوا تو ہم بھی ان سے دعائیں لینے کے لئے عقیدت واحترام

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ساتھ ان کے پاس جاتے تھے۔

انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں۔ واقعہ یوں ہے کہ اس شہر سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں میں ایک صاحب کی اپنی بیوی کے ساتھ کچھ ان بن ہو گئی۔ ابھی جھگڑا ختم نہیں ہوا تھا کہ اسی اثناء میں ان کا مہمان آگیا۔ خاوند نے اسے بیٹھک میں بٹھا دیا اور بیوی سے کہا کہ فلاں رشتہ دار مہمان آیا ہے اس کے لئے کھانا بناؤ۔ وہ غصے میں تھی۔ کہنے لگی، تمہارے لئے کھانا ہے نہ تمہارے مہمان کے لئے۔ وہ بڑا پریشان ہوا کہ لڑائی تو ہماری اپنی ہے، اگر رشتہ دار کو پتہ چل گیا تو خواہ مخواہ کی باتیں ہوں گی۔ لہذا خاموشی سے آکر مہمان کے پاس بیٹھ گیا۔

اتنے میں اسے خیال آیا کہ چلو بیوی اگر روٹی نہیں پکاتی تو سامنے والے ہمارے ہمسائے بہت اچھے ہیں، خاندان والی بات ہے، میں انہیں ایک مہمان کا کھانا پکانے کے لئے کہہ دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی کی طبیعت خراب ہے (اب یہ کیسے کہتا کہ نیت خراب ہے) لہذا آپ ہمارے مہمان کے لئے کھانا بنا دیجئے۔ انہوں نے کہا، بہت اچھا، جتنے آدمیوں کا کہیں کھانا بنا دیتے ہیں۔ وہ مطمئن ہو کر مہمان کے پاس آکر بیٹھ گیا کہ مہمان کو کم از کم کھانا تو مل جائے گا جس سے عزت بھی بچ جائے گی۔

تھوڑی دیر کے بعد مہمان نے کہا کہ ذرا ٹھنڈا پانی تو لا دیجئے۔ وہ اٹھا کہ گھڑے کا ٹھنڈا پانی لاتا ہوں۔ اندر گیا تو دیکھا کہ بیوی صاحبہ تو زارو قطار رو رہی تھیں۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ شیرنی اور اس کے آنسو۔ کہنے لگا، کیا بات ہے؟ اس نے پہلے سے بھی زیادہ رونا شروع کر دیا۔ کہنے لگی، بس مجھے معاف کر دیں۔ وہ بھی سمجھ گیا کہ کوئی وجہ ضرور بنی ہے۔ اس بچارے نے دل میں سوچا ہو گا کہ میرے بھی بخت جاگ گئے ہیں۔ کہنے لگا کہ بتاؤ تو سہی کہ کیوں رو رہی ہو؟ اس نے کہا کہ پہلے آپ مجھے معاف

www.besturdubooks.wordpress.com

کر دیں پھر میں آپ کو بات سناؤں گی۔ خیر اس نے کہہ دیا کہ جو لڑائی جھگڑا ہوا ہے میں نے وہ دل سے نکال دیا ہے اور آپ کو معاف کر دیا ہے۔ کہنے لگی کہ جب آپ نے آکر مہمان کے بارے میں بتایا اور میں نے کہہ دیا کہ نہ تمہارے لئے کچھ پکے گا اور نہ مہمان کے لئے، چلو چھٹی کرو، تو آپ چلے گئے مگر میں نے دل میں سوچا کہ لڑائی تو میری اور آپ کی ہے، اور یہ مہمان رشتہ دار ہے، ہمیں اس کے سامنے تو یہ پول نہیں کھولنا چاہئے۔ چنانچہ میں اٹھی کہ کھانا بناتی ہوں۔ جب میں کچن (باورچی خانہ) میں گئی تو میں نے دیکھا کہ جس بوری میں ہمارا آٹا پڑا ہوتا ہے، ایک سفید ریش آدمی اس بوری میں سے کچھ آٹا نکال رہا ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر سہم گئی۔ وہ مجھے کہنے لگا، اے خاتون! پریشان نہ ہو، یہ تمہارے مہمان کا حصہ تھا جو تمہارے آٹے میں شامل تھا، اب چونکہ یہ ہمسائے کے گھر میں پکنا ہے اس لئے میں وہی آٹا لینے کے لئے آیا ہوں۔..... جی ہاں، مہمان بعد میں آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس کا رزق پہلے بھیج دیتے ہیں۔

نیک دل خاتون کی سخاوت:

ہمارے اس ضلع میں فیصل آباد روڈ پر ایک گاؤں میں ایک نیک خاتون رہتی تھی۔ وہ بہت زیادہ سخیہ تھی۔ وہ اتنی نیک دل، اتنی مہمان نواز اور اس قدر غریبوں پر خرچ کرنے والی تھی کہ لوگ اسے حاتم طائی کی بیٹی کہتے تھے۔ وہ گاؤں سڑک کے قریب ہی تھا۔ پہلے تو کوئی مستقل بس سٹاپ نہ تھا مگر دیہاتی لوگوں کی آمدورفت کی وجہ سے آہستہ آہستہ سڑک کے اوپر بس سٹاپ بن گیا۔ اندر کے علاقوں کے دیہاتی لوگ پانچ دس میل چل کر وہاں آتے کہ ہم خرید و فروخت کے لئے بس پر بیٹھ کر شہر کو جائیں گے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ بس کا وقت ختم ہو جاتا تو ان بیچاروں کے پاس وہاں رہنے کے لئے انتظام نہیں ہوتا تھا وہ اسی حال میں بیٹھ کر رات گزارتے۔ بھوکے پیاسے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہتے۔ اگر عورتیں ساتھ ہوتیں تو اور زیادہ پریشانی ہوتی۔ اس خاتون نے محسوس کیا کہ یہاں تو ان کے لئے کوئی بندوبست ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ کیوں نہ ہم لوگوں کی سہولت کے لئے ایک مہمان خانہ بنوا دیں تاکہ وہ لوگ جو رات کو آگے یا پیچھے نہیں جا سکتے وہ آسانی سے رات گزار سکیں اور وہ اگلے دن اپنے کام کے لئے روانہ ہو جایا کریں گے۔

خاوند کو یہ بات پسند آئی۔ چنانچہ اس نے مہمان خانہ بنوایا اور ایک آدمی رکھ کر ان کیلئے کھانا پکانے کا بندوبست کر دیا۔ اب لوگ آنے جانے لگے۔ اور جو آگے پیچھے نہیں جا سکتے تھے وہ رات کے وقت وہیں سے کھانا کھاتے اور آرام سے سو جاتے۔ پھر رات گزار کر اپنے کام کیلئے چلے جاتے۔ ان میں سے کئی لوگ تلبیس ابلیس کی وجہ سے "خیر خواہ" بھی بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک "خیر خواہ" نے اس کے خاوند کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کی بیوی تو آپ کو کنگال کر دے گی، روزانہ اتنا اتنا پکتا ہے اور فالتو لوگ آکر کھا جاتے ہیں، ایسی سخاوت کا کیا فائدہ۔

جب دوستوں نے خاوند کو بار بار یہ مشورہ دیا تو خاوند کے دل میں بھی یہ بات آگئی کہ بھئی یہ تو واقعی لوگوں نے تماشا بنا لیا ہے۔ چنانچہ اس نے ایک دن فیصلہ کر لیا کہ مہمان خانہ بند کر دیا جائے۔ بیوی کو پتہ چلا تو وہ پریشان ہوئی کہ جب پروردگار نے ہمیں اتنی زمینیں دی تھیں کہ ہماری اپنی گزرم سے ہی روٹی بنتی تھی اور سارا سال مہمان نوازی کا ثواب ملتا تھا، اب یہ نیکی کا ذریعہ بند ہو گیا ہے۔ لیکن جب خاوند نے کہہ دیا تو بیوی خاموش ہو گئی۔ نیک بیویاں پھر بات کرنے کے لئے موقع ڈھونڈا کرتی ہیں، جھگڑے نہیں کیا کرتیں۔ چنانچہ وہ موقع کی تلاش میں رہی۔

ایک دن خاوند سے کہنے لگی کہ آج میری طبیعت کچھ اداس سی ہے، گھر میں رہ رہ کر کچھ تنگ سی آگئی ہوں، کیوں نہ میں زمینوں سے ذرا ہو آؤں۔ اس نے کہا، بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھا۔ خاوند اسے اپنی زمین پر لے کر چلا گیا۔ وہاں کنواں، باغ اور فصلیں تھیں۔ وہ تھوڑی دیر چلی پھری اور پھر آکر کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئی اور کنویں کے اندر دیکھنا شروع کر دیا۔ خاوند بھی ادھر ادھر پھرتا رہا۔ کافی دیر کے بعد کہنے لگا، نیک بخت! چلیں دیر ہو رہی ہے۔ کہنے لگی، بس چلتے ہیں۔ پھر کنویں کے اندر دوبارہ جھانکنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پھر کہا۔ وہ پھر جواب میں کہنے لگی، اچھا ابھی چلتے ہیں۔ اور پھر کنویں میں دیکھتی رہی۔ بالآخر خاوند نے کہا کہ خدا کی بندی! کنویں میں کیا دیکھ رہی ہو؟ کہنے لگی کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ خالی ڈول پانی میں جارہے ہیں اور بھر بھر کر واپس آرہے ہیں۔ مگر کنویں کا پانی جیسا ہے ویسا ہی ہے۔ اس نے کہا، خدا کی بندی! تو اگر سارا دن اور ساری رات بیٹھی رہے گی تو یہ پانی تو ایسے ہی رہے گا، خالی ڈول بھر بھر کے آتے رہیں گے مگر پانی میں کمی نہیں آئے گی۔ جب خاوند نے یہ بات کہی تو اس نیک دل خاتون نے کہا، اچھا کیا کنویں کا پانی ختم نہیں ہوتا؟ اس نے کہا کہ واقعی کنویں کا پانی ختم نہیں ہوتا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگی، اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھر کے اندر بھی ایک کنواں جاری کیا تھا۔ لوگ خالی پیٹ آتے تھے اور پیٹ کا ڈول بھر کے جاتے تھے، تمہیں کیوں ڈر ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس کنویں کے پانی کو کم کر دیں گے۔

بیوی کی بات سن کر خاوند کے دل پر ایسی چوٹ پڑی کہ کہنے لگا، میں مہمان خانے کو دوبارہ جاری کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ خاتون جب تک زندہ رہی اس علاقہ میں وہ مہمان خانہ اسی طرح جاری رہا۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا:

میرے دوستو! انسان اللہ تعالیٰ کے راستے میں جتنا خرچ کریں گے اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ عطا کریں گے۔ اس رزق کے فیصلے ہونے کی رات آج ہے۔ ان اوقات کو

www.besturdubooks.wordpress.com

غنیمت جان لیجئے۔ معلوم نہیں کہ آئندہ سال ہمیں شعبان اور رمضان تک پہنچنا نصیب بھی ہوگا یا نہیں ہوگا۔ نبی علیہ السلام دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا اِلٰی رَمَضَانَ اے اللہ! ہمیں رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔

ایک عجیب نکتہ:

دعا مانگنے کے بارے میں ایک نکتہ سمجھ لیجئے کہ جب ہم دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں نیک بنا دے تو اس دعا کے مانگنے کا ایک فائدہ تو کم از کم یہ ہے کہ کل قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے میرے بندے! تو نیک کیوں نہ بنا؟ تو وہ بندہ کہہ سکے گا کہ اے میرے پروردگار! میں آپ سے دعا تو مانگتا تھا۔ جب نامۂ اعمال میں دعا موجود ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسی دعا کو عذر بنا کر اس بندے کی مغفرت فرما دیں گے کہ ہاں بھئی ہم سے دعا مانگتا تو تھا کہ اے اللہ، مجھے نیک بنا دے۔ اس لئے سب سے پہلی دعا یہ مانگئے کہ اے اللہ! مجھے نیک بنا دے۔

اللہ سے اللہ کا عشق مانگیے:

آج اللہ تعالیٰ سے دنیا کا مال مانگنے والے، خوبصورت بیوی مانگنے والے، دنیا کے عہدے مانگنے والے، صحت اور شہرت مانگنے والے بہت زیادہ ہیں مگر آج اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ کہیں ایسے چہرے نظر آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے اداس پھر رہے ہوں؟ کیا ایسے نوجوان ہیں جو رات کے آخری پہر میں اٹھ کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ضربیں لگاتے ہوں؟ اس لئے آج اللہ تعالیٰ سے اس کا عشق مانگ لیجئے۔ اور زبان حال سے کہئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

عشق الٰہی وہ نعمت ہے کہ جب بندے کو مل جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کی سرداری عطا فرما دیتے ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ:

آج رات صلوٰۃ التسبیح پڑھیے۔ اس نماز میں چار رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں 75 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَر پڑھا جاتا ہے۔ ہر رکعت میں 75 مرتبہ پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر یہ تسبیح 15 مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر کوئی سورۃ یا آیات ملائی جاتی ہیں پھر رکوع کرنے سے پہلے دس مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر رکوع میں جاکر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ پھر پہلا سجدہ کیا جاتا ہے اس سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰي پڑھ کر یہ تسبیح دس مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر جب پہلے سجدے کے بعد اٹھ کر بیٹھتے ہیں اس وقت دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ پھر دوسرے سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰي پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ اس طرح ایک رکعت میں کل 75 مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ اور چار رکعتوں میں کل 300 مرتبہ ہو جاتی ہے۔ اگر کسی رکن میں پڑھنا بھول جائیں تو اگلے رکن میں اس کی تعداد پوری کر لی جائے۔ اور گننے کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہاتھ باندھے کھڑے ہوں اسی حالت میں انگلیوں کے پورے دبا کر گنا جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صلوۃ التسبیح کی فضیلت :

صلوۃ التسبیح کی فضیلت کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس نماز کی اتنی برکت ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ وہ روزانہ ایک مرتبہ پڑھے۔ اگر روزانہ نہیں پڑھ سکتا تو ہر جمعہ کے دن یعنی ہفتے میں ایک دن پڑھ لیا کرے۔ اگر ہفتے میں ایک دفعہ نہیں پڑھ سکتا تو مہینے میں ایک دفعہ پڑھ لیا کرے۔ اگر مہینے میں بھی ایک مرتبہ نہیں پڑھ سکتا تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ اور اگر سال میں بھی ایک مرتبہ نہیں پڑھ سکتا تو کم از کم زندگی میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

قبولیتِ دعا کا راز :

میرے دوستو! دعا دل کا عمل ہے، زبان سے تو فقط اظہار ہوتا ہے اس لئے دل سے گڑگڑا کر دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو ضرور قبول فرمائیں گے۔ ایک بزرگ جب مجمع میں دعا مانگتے تو فرماتے کہ ہماری دعا قبول ہو گئی۔ کسی نے کہا، حضرت! آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہماری دعا قبول ہو گئی۔ آپ نے فرمایا، اتنا مجمع اگر کسی سخی کے دروازے پر چلا جائے اور اس سے جا کر وہ ایک چونی کا سوال کرے تو بتاؤ کہ وہ اتنے مجمع کو خالی ہاتھ بھیجے گا یا چونی دے کر بھیجے گا؟ اس نے کہا، حضرت! وہ خالی تو نہیں بھیجے گا، ایک چونی تو دے ہی دے گا۔ آپ نے فرمایا، اس دنیادار کا چونی دینا مشکل کام ہے اور پروردگار کے لئے ان سب کو معاف کر دینا آسان کام ہے۔

بخشش کا عجیب بہانہ :

اب ایک نکتہ سمجھئے کہ ہر بندے کی حفاظت کے لئے فرشتے متعین ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمال نامہ لکھنے والے محافظ فرشتے مقرر ہیں۔ یہ ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ مگر ایک بزرگ نے بڑی عجیب بات لکھی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اس کے گناہ لکھنے والے فرشتے کو تو نہیں بدلتے مگر نیکیاں لکھنے والے فرشتے کو بدلتے رہتے ہیں۔ گویا گناہ لکھنے والا فرشتہ وہی رہا اور نیکیاں لکھنے والے فرشتے بدلتے رہے۔ جب قیامت کے دن نامۂ اعمال کھلے گا تو گواہیاں دینے والے فرشتے دو طرح کے ہوں گے۔ گناہوں کی گواہیاں دینے والا فرشتہ ایک ہوگا اور نیکیوں کی گواہی دینے والے فرشتوں کی ایک جماعت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسی بات کو بہانہ بنالیں گے کہ میں ایک کی بات مانوں یا جماعت کی بات مانوں۔ چنانچہ جماعت کی بات قبول کر کے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مغفرت فرمادیں گے۔

روز جزا کا مالک :

اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ میں قیامت کے دن کا منصف ہوں۔ بلکہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرمایا کہ میں روز جزا کا مالک ہوں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ منصف خود بھی اصول کا پابند ہوتا ہے۔ کسی کی **Favour** (حمایت) کرنا اس کے لئے منع ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی مالک بن گیا تو اب اس کے پاس اختیار ہے کہ وہ جب چاہے، جس کو چاہے بخش دے، وہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے تو پروردگار اس کا بھی حق رکھتا ہے۔ اور وہ کسی کی نیکیوں کو ٹھکرا دینے کا بھی حق رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ جب ہمارا معاملہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے ہے تو کیوں نہ ہم آج ہی اس مالک کو منالیں تاکہ وہ ہمارے گناہوں پر قلم پھیر دے اور ہمارے گناہوں کو ہماری نیکیوں میں بدل دے۔

آج کی رات اس حوالے سے بڑی اہم رات ہے اس لئے آج خصوصی دعائیں مانگئے۔ کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ آج کی رات میں ہمارے لئے خیر کے فیصلے فرمادے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کی چار بڑی غلطیاں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ oبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ oوَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤمِنٌ فَاُولٰئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا oسُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o

وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ oوَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

منزل پر پہنچنے کی دو شرائط :-

- وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَ سَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوْ مُؤمِنٌ فَاُولٰئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا جو انسان آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لئے کوشش کرے جیسے کوشش کرنے کا حق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی کوششوں کو قبول فرماتا ہے۔اور فرمایا کہ اِنِّی لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی مرد ہو یا عورت ، میں تم میں سے کسی کے بھی کئے ہوئے عملوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جب اللہ تعالیٰ اتنے قدردان ہیں تو انسان کو چاہئے کہ اپنا رخ سیدھا کر لے اور پھر عزم صمیم کے ساتھ قدم اٹھائے۔ کیونکہ کسی بھی منزل پر پہنچنے کے لئے ان دو چیزوں کا ہونا شرط ہے۔ اگر رخ ٹھیک نہ ہو تو انسان کبھی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر رخ تو ٹھیک ہو مگر انسان قدم ہی نہ اٹھائے، پھر بھی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان اور آزمائش :-

اگر انسانیت کی تاریخ پر غور کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ انسانیت کو کئی فتنوں اور آزمائشوں میں سے گزرنا پڑا۔ مختلف اوقات میں انسان کو مختلف فتنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آج جس دور میں ہم زندگی گزار رہے ہیں اس وقت انسان عام طور پر چار بڑی غلطیاں کر رہا ہے جن کی وجہ سے آج انسانیت پریشان نظر آرہی ہے۔

پہلی غلطی

پہلی غلطی یہ ہے کہ انسان نے آخرت کو چھوڑ کر اس دنیا کو اپنی محنت کا میدان بنالیا ہے۔ اس کی توجہ آخرت سے ہٹ کر دنیا کی طرف زیادہ ہو رہی ہے۔ جبکہ دنیا ایک عارضی جگہ ہے، جہاں کی خوشی اور غم دونوں عارضی ہیں۔ ہم دنیا میں آخرت کی تیاری کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم آخرت کی تیاری کرتے رہیں۔ دنیا کی زندگی تو جیسے کیسے ہے گزر جائے گی۔

اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار دے یا کہ رو کر گزار دے

خوشی میں گزری تو بھی گزر گئی، غمی میں گزری تو بھی گزر گئی، چکنی چپڑی کھا کر گزری تو بھی گزر گئی روکھی سوکھی کھا کر گزری تو بھی گزر گئی۔ دیکھنا یہ ہے کہ آخرت بھی بنی ہے کہ نہیں بنی۔

کسی نے خوب کہا :

یہاں ایسے رہے کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ بات تو سمجھ آتی ہے کہ جو انسان غریب ہے، جس کے گھر میں کھانے کو روٹی نہیں اور فاقہ کی حالت میں ہے، وہ اضطراب کے عالم میں ہے، وہ تو دن رات دنیا کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ مگر ایک امیر آدمی کیوں اس کے پیچھے لگا ہوا ہے وہ بھی چوبیس گھنٹے دنیا کی سوچ میں لگا رہتا ہے۔ حالانکہ وہ کروڑوں اور اربوں روپوں میں کھیلنے والا ہوتا ہے۔

36ویں مل کا غم :-

ایک دفعہ ایک صاحب نے رات کے تین بجے مجھے فون کیا اور کہا، حضرت! میں اس وقت بہت پریشان ہوں، رات کو سویا بھی نہیں ہوں، میں نے سوچا کہ آپ کا تہجد کے لئے اٹھنے کا وقت ہو گیا ہے، میں آپ سے دعاؤں کے لئے کہوں گا۔ میں نے پوچھا، بھئی! آپ کی پریشانی کی کیا وجہ ہے؟ کہنے لگا، میری 35 ملیں تو ہیں لیکن آج ایک نئی مل کے Shares (حصص) کھلنے ہیں، دعا کریں کہ اچھا کھل جائے۔ اب بتائیں کہ 35 ملیں ہونے کے بعد 36ویں مل کا اس پر اتنا غم سوار ہے کہ اس کی رات کی نیندیں اڑ گئیں۔ وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آخرت کی جائے ہم نے دنیا کو محنت کا میدان بنا لیا ہے جس کی وجہ سے دلوں میں سکون نہیں ہے۔

انسان کے لالچ کی انتہاء :-

ہم جتنی بھی دنیا حاصل کرتے جائیں ہمارے دلوں کو کبھی اطمینان نہیں ملے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ کسی کو ایک وادی سونے کی بنی ہوئی دے دی جائے تو وہ تمنا کرے گا کہ ایک اور وادی مل جائے۔ اس کے بعد اور تمنا کرے گا۔ حتیٰ کہ پوری دنیا سونے کی بنی ہوئی دے دیں تو تمنا کرے گا کہ اس کا بنانے والا بھی میں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کے سونے اور چاندی میں یہ کیفیت نہیں ہے کہ یہ انسان کے پیٹ کو بھر سکیں۔ یاد رکھیں کہ انسان کا پیٹ دنیا میں کبھی نہیں بھر سکتا۔ اسے تو فقط قبر کی مٹی بھرے گی۔

دوسری غلطی

دوسری غلطی یہ کہ انسان نے روحانیت کی بجائے مادے کو اپنی محنت کا میدان بنا لیا ہے۔ مغرب کی دنیا میں آج مادے پر اتنی محنت ہو رہی ہے کہ انسان سن کر حیران رہ جاتا ہے۔

امریکہ میں مادے پر محنت کرنے والوں کی کثرت :-

جب ہم انجینئرنگ یونیورسٹی میں پڑھا کرتے تھے اس وقت اس یونیورسٹی میں تین ہزار طلباء ہو گئے تھے۔ یونیورسٹی میں شور مچ گیا کہ تین ہزار طالب علم ہو گئے ہیں۔ جب کہ امریکہ کی ایک عام یونیورسٹی میں **75** ہزار طالب علم ہوتے ہیں۔ اگر کسی یونیورسٹی میں پچاس ہزار طلباء ہو جائیں تو اسے بڑی یونیورسٹی نہیں سمجھا جاتا۔ اب بتائیے کہ ایک ایک یونیورسٹی میں **75,75** ہزار طلباء پڑھ رہے ہیں اور یہ سب کے سب مادے پر محنت کرنے والے ہیں، قرآن و حدیث پڑھنے والے نہیں۔

خلاء میں سبزیاں اگانا :-

وہاں مادی ترقی بہت عام ہو رہی ہے۔ واشنگٹن میں ایک میوزیم (عجائب گھر) بنا ہوا ہے۔ وہاں پر ایک نیا پراجیکٹ شروع کر رہے ہیں کہ آئندہ سبزیاں زمین پر اگانے کی بجائے خلاء میں اگائی جائیں گی۔ وہ کہتے ہیں کہ زمین کچھ اور اچھے مقاصد کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

استعمال کریں گے۔ وہ سبزیاں اس عاجز نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ایک کمرے میں انہوں نے خلاء پیدا کیا ہوا تھا اور اس میں سبزیاں اگائی ہوئی تھیں۔ اس کے لئے مٹی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مادے پر محنت کی وجہ سے انہوں نے مٹی کی بجائے فقط پانی کی بنیاد پر وہ سبزیاں اگالیں۔ اب سبزیاں خلاء میں اگا کریں گی، زمین پر آئیں گی اور ان کو انسان کھایا کریں گے۔

تربوز، ٹماٹر اور کھیرے پر محنت :-

آپ نے سرخ رنگ کا تربوز تو دیکھا ہوگا، اب انہوں نے پیلے رنگ کا بھی تربوز بنا لیا ہے۔ آپ نے بیج والے تربوز دیکھے ہوں گے، اب بغیر بیج کے تربوز بن گیا ہے۔ میں نے پہلی مرتبہ بغیر بیج کے تربوز کھایا تو حیران ہوا۔ پورے تربوز میں آپ کو شرطیہ طور پر ایک بیج بھی نہیں مل سکتا۔ نہ پکا بیج نہ کچا بیج، حتیٰ کہ بیج کا نشان بھی نہیں مل سکتا۔ اور میٹھا اتنا جتنا آپ کا دل چاہے۔ انہوں نے ٹماٹر ایک کلوون کا بنالیا ہے۔ کھیرے چاہے جتنے سائز کے بنالیں۔ چاہیں تو چھوٹے اور چاہیں تو بڑے۔

گملے میں بڑ کا درخت :-

جاپان میں ایک گملے میں بڑ کا درخت اگایا گیا جس کی عمر اب ایک سو سال سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اب اس کو دیکھیں تو ظاہراً اس کی حالت ایسی ہی ہے جیسے ایک سو سال پرانے درخت کی ہوتی ہے مگر اس کا سائز دو اڑھائی فٹ کے قریب ہے۔ ایک سو سال تک بڑ کے درخت کو گملے میں اگائے رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ مادے پر محنت کرنے کا نتیجہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گھاس کی صفیں :-

ہم لوگ گھاس لگاتے ہیں تو گھاس لگاتے ہوئے کئی دن لگ جاتے ہیں۔ لیکن وہاں گھاس کی صفیں ملتی ہیں۔ جیسے آپ مسجدوں کی صفیں لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں ایسے ہی انہوں نے گھاس کی صفیں بنا کر رکھی ہوتی ہیں۔ جتنی جگہ پر گھاس لگانا ہے آپ اس میں صفیں بچھاتے جائیں اور پیچھے سے اس کو پانی کی پھوار دیتے جائیں، گھاس اگتا چلا جائے گا۔ اس طرح آپ ایک دن میں جتنے رقبے میں چاہیں گھاس اگا لیں۔

امریکہ میں ایک باغ کا منظر :-

امریکہ میں ایک باغ دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ پوری دنیا میں ہر پھول جو کہیں بھی اگتا ہے وہ ہم نے یہاں اس باغ میں اگایا ہوا ہے۔ ہم پہلے تو یہ بات سن کر بہت حیران ہوئے اور عقل اس بات کو ہرگز نہیں مانتی تھی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں تو برف والے ملک بھی ہیں اور بعض ملکوں میں اتنی دھوپ نکلتی ہے کہ گویا آگ برس رہی ہو۔ اس طرح سرد اور گرم ملکوں کے پھولوں کو ایک ہی جگہ پر اگانا بہت مشکل ہے۔ لیکن وہاں جا کر عجیب منظر دیکھا کہ شیشوں کے کمرے بنے ہوئے تھے۔ بعض کمروں میں تو برف کی سی ٹھنڈک پیدا کی ہوئی تھی اور برفانی ملکوں کے پھول اگے ہوئے تھے اور بعض کمروں میں ہیٹر لگا کر اتنی گرمی کنٹرول کی ہوئی تھی جیسے گرمیوں کے موسم میں دوپہر کے وقت سخت دھوپ ہوتی ہے، وہاں پر گرم ممالک کے پودے لگائے ہوئے تھے۔

خلائی جہازوں میں سفر کی تیاری :-

اب یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ہوائی جہازوں میں سفر کرنے کی بجائے خلائی

www.besturdubooks.wordpress.com

جہازوں میں سفر کیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہوائی جہاز میں سفر کرنے میں دیر لگ جاتی ہے۔ وہ دیر کیسی ؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ..... اگر یہاں زمین میں اتنا گہرا سوراخ کیا جائے حتیٰ کہ زمین کی دوسری طرف نکل جائے تو وہ جس جگہ نکلے گا اس کا نام کیلیفورنیا ہوگا۔ کیلیفورنیا امریکہ کی ایک ریاست کا نام ہے۔ ہم کیلیفورنیا کی بالکل Oppo-site (مخالف) سمت میں زمین کے دوسرے کنارے پر ہیں۔ یہاں دن کے بارہ بجے ہوتے ہیں اور وہاں رات کے بارہ بجے ہوتے ہیں اور جب وہاں دن کے بارہ بجے ہوتے ہیں اس وقت یہاں رات کے بارہ بجے ہوتے ہیں۔ ایک آدمی اگر یہاں سے ہوائی جہاز پر بیٹھے تو وہ 22 گھنٹوں کے بعد کیلیفورنیا میں اتر رہا ہوتا ہے۔ گویا آدھی دنیا کا سفر آج انسان 22 گھنٹوں میں کر رہا ہے۔ .... اب وہ یہ کہتے ہیں کہ اس طرح بہت زیادہ دیر لگتی ہے، یہ سفر اس سے بھی جلدی ہونا چاہئے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہوائی جہاز تو ہوا میں چلتا ہے اور ہوا میں چلتے ہوئے جہاز کی سپیڈ 500 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زیادہ نہیں بڑھائی جا سکتی، کیونکہ ہوا ہوتی ہے۔ اور اگر رفتار اس سے زیادہ بڑھائی جائے تو اس کے اوپر کی Body (جسامت) کا ٹمپریچر بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا اب اس کی سپیڈ تو بڑھا نہیں سکتے اس لئے اب اس کی جگہ خلاء میں جہاز چلانے کا پروگرام بنا رہے ہیں جہاں انسان کا وزن ہی نہیں ہوتا۔ وہاں آپ پچاس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھی چلیں تو آپ کو پتہ ہی نہیں چلے گا۔ کیونکہ وہاں کشش ثقل ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ وقت اتنا لگنا چاہئے کہ یہاں سے چلیں، خلاء میں پہنچیں اور پھر خلاء میں دو منٹ کے اندر دنیا کے جس کونے میں جانا چاہیں پہنچ جائیں اور وہاں جا کر پھر نیچے اتر جائیں۔ اس طرح آنے والے وقت میں دنیا کے ملک دنیا کے محلے بن جائیں گے۔ اس لئے آج کتابوں میں دنیا کو Global village (عالمی

www.besturdubooks.wordpress.com

گاؤں) لکھنا شروع کر دیا گیا ہے۔

تسخیر کائنات :-

انسان تو خلاء میں Blake Holes (بلیک ہولز) بھی دریافت کر چکا ہے جو شہاب ثاقب کو اپنا ایک ہی لقمہ بنا لیتے ہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اب تو ہم مریخ پر جا رہے ہیں۔ اور واقعی آپ آئندہ چند سالوں میں سنیں گے کہ انسان نے مریخ پر قدم نکالیا ہے۔ اس کے بعد وہ نئی سے نئی دنیائیں دریافت کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود تسخیر کائنات کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ سَخَّرَلَکُمْ تمہارے لئے مسخر کر دیا گیا ہے مَافِیْ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِیْ الْاَرْضِ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ یہ سورج، چاند، ستارے، ثریا اور کہکشائیں آسمان اور زمین کے درمیان ہی تو ہیں۔ جن کی طرف انسان پیش قدمی کر چکا ہے۔ لیکن افسوس کہ انسان نے فقط انہی مادی چیزوں کو اپنی محنت کا میدان بنا لیا ہے اور روحانیت کے درس کو بھول گیا ہے۔

تیسری غلطی

تیسری غلطی یہ ہے کہ انسان نے اپنے من کو چھوڑ کر اپنے تن کو محنت کا میدان بنا لیا ہے۔ آج ہمیں جتنی فکر اپنے ظاہر کی ہے اس سے زیادہ اپنے باطن کو سنوارنے کی فکر ہونی چاہئے۔ ہمارے چہرے پر ذرا سی کوئی چیز لگی ہوئی ہو تو ہم لوگوں میں جانا تو پسند نہیں کرتے لیکن دل پر میل چڑھی ہوئی ہوتی ہے اور ہم اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ جاتے ہیں۔ ہمیں پرواہ ہی نہیں ہوتی کہ وہ مالک الملک ہمیں کیا کہے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جس چہرے کو دنیا دیکھتی ہے اس چہرے کو سنوارنے کیلئے ہم دن میں کئی مرتبہ آئینہ دیکھتے ہیں اور جس چہرے کو اس مالک الملک نے دیکھنا ہوتا ہے اس کو آئینے میں ایک دفعہ بھی نہیں دیکھتے۔

منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلمان بھول گئے

ہمیں دل کے آئینے کو چمکانے کی ضرورت ہے حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اللّٰه لَا یَنظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو اور شکل و صورت کو نہیں دیکھتے، بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے وہ چہرہ جو دنیا دیکھتی ہے اس کو دن میں اگر کئی مرتبہ دیکھتے ہیں تو جس چہرے کو ہمارا پروردگار دیکھتا ہے۔ ہم اس چہرے کو بھی اپنے ضمیر کے آئینے میں تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ کر دیکھا کریں کہ یہ انسانوں والا چہرہ ہے یا حیوانوں والا۔

بھرے بازار میں کتے، بلے اور خنزیر:

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ایک مرتبہ بازار سے گزر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک صاحب ؒ بزرگ بازار سے گزر رہے تھے۔ ان کے چہرے کی نورانیت بتاتی تھی کہ وہ صاحب نظر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے قریب ہو کر سلام کیا۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا اور فرمایا کہ ''احمد علی! انسان کہاں بستے ہیں؟'' کہنے لگے کہ میں گھبرا گیا کہ حضرت نے کیسا سوال پوچھا ہے۔ میں نے کہا، حضرت! یہ سب انسان ہی تو ہیں۔ انہوں نے بڑی اجنبیت کی سی نظر لوگوں پر ڈالی اور حسرت بھرے لہجے میں فرمایا، یہ سب انسان ہیں۔ ان کی بات میں ایسی تاثیر تھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ یہ سن کر میرے دل کی کیفیت بدل گئی اور میں نے تھوڑی دیر کیلئے بازار پر نظر ڈالی تو مجھے پورا بازار کتے، بلے اور خنزیروں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ جب میری یہ کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ غائب ہو چکے تھے۔

حضرتؒ یہ واقعہ درس قرآن میں خود سنایا کرتے تھے اور فرماتے تھے، لوگو!

مالک تو سب کا ایک مگر مالک کا کوئی ایک

اور واقعی

لاکھوں میں نہ ملے گا کروڑوں میں تو دیکھ

من کا اندھیرا :۔

دنیا آج تحقیقات میں پڑی ہوئی ہے لیکن اسے اپنے اندر کی تحقیق کا پتہ نہیں۔ اس لئے صبح اٹھتے ہیں تو جتنی فکر اخبار پڑھنے کی ہوتی ہے اتنی مراقبہ کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ دنیا جہان کی خبریں معلوم کرنے کا شوق تو ہوتا ہے مگر اپنے اندر کی دنیا کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا کو قمقموں سے روشن کرنے والا انسان آج اپنے من میں اندھیرا لیے پھرتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا ہی اچھی بات کہی :

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

ایک اور شاعر نے کہا :

جس قدر تسخیر خورشید و قمر ہوتی گئی
زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی

www.besturdubooks.wordpress.com

کائنات ماہ و انجم دیکھنے کے شوق میں
اپنی دنیا سے یہ دنیا بے خبر ہوتی گئی

چوتھی غلطی

چوتھی غلطی یہ ہے کہ انسان نے اپنے دل کو چھوڑ کر اپنی عقل کو محنت کا میدان بنا لیا ہے۔ سائنس، ٹیکنالوجی، کمپیوٹر اور باقی تمام علوم جن کا تعلق انسان کے دماغ کے ساتھ ہے ان تمام علوم کا مرکز و محور عقل ہے۔ آج دنیا میں ان علوم کا طوطی بول رہا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ عقل پر محنت ہو رہی ہے۔ لیکن عقل ایک کمزور بنیاد ہے۔ علامہ اقبال نے کہا،

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ واعظ ہے نہ زاہد نہ خطیب

دل پر محنت کرنے کی وجہ :-

انسان کو عقل کی بجائے دل پر محنت کرنی چاہیے تھی کیونکہ عقل دل کے تابع ہے، ارادے بھی دل میں اٹھتے ہیں، خواہشات بھی دل میں پیدا ہوتی ہیں اور عقل ان خواہشات کو پورا کرنے کی ترکیب بتاتی ہے۔ انبیائے کرامؑ نے انسان کے دل کو محنت کا میدان بنایا۔

دیکھیں، محبت کا جذبہ کہاں پیدا ہوتا ہے؟ دل میں۔ نفرت کہاں ہوتی ہے؟ دل میں۔ انتقام کی آگ کہاں بھڑکتی ہے؟ دل میں۔ گویا تمناؤں کا مرکز و محور انسان کا دل ہوتا ہے۔ دل میں جس طرح کے جذبات ہونگے ویسی ہی انسان کے دماغ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کیفیت ہو گی۔ دل میں نفرت ہو تو انسان کا دماغ اس کے بارے میں غلط سوچنا شروع کر دیتا ہے۔ اور جب دل میں محبت ہوتی ہے تو آنکھوں پر ایسی پٹی بندھ جاتی ہے کہ انسان کو اپنے محبوب میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ لہٰذا انسان کے دل پر محنت کرنا نہایت ضروری ہے۔ قرآن پاک اس پر گواہی دیتا ہے۔ فرمایا لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَا اے کاش! ان کے دل ہوتے جو انہیں عقل سکھاتے۔ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ان کے کان ہوتے جن سے وہ ہدایت کی بات سنتے۔ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ بلکہ سینوں کے اندر دل اندھے ہوتے ہیں۔

کیلیفورنیا میں چوری :-

امریکہ کی ایک ریاست کیلیفورنیا ہے۔ اس کا رقبہ اور آبادی سعودی عرب کے رقبے اور آبادی کے برابر ہے۔ اس ریاست کے باشندے کا جو معیار زندگی ہے وہ بھی تقریباً سعودی عرب کے آدمی کے معیار برابر ہو گا۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ کیلیفورنیا میں صرف چوری کو روکنے کے لئے اتنا بجٹ خرچ کیا جاتا ہے کہ وہ پاکستان کے بجٹ سے دس گنا زیادہ ہوتا ہے۔ کیا ایسی قوم کو تعلیم یافتہ اور مہذب، قوم کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ ان کو خشیت الٰہی نے نہیں بلکہ ان کو وڈیو کیمروں نے روکا ہوا ہے۔ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ پولیس والے کیمرے سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ چند منٹ کے لئے وہاں بجلی بند ہوئی تو کئی ارب ڈالر کا مال ان تعلیم یافتہ لوگوں نے چوری کر لیا۔ معلوم یہ ہوا کہ دل نہیں بدلے۔ فقط ڈنڈے کے زور پر ان کو قابو کیا ہوا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلامی تعلیمات کا حسن :-

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں جو نظام زندگی دیا وہ کوئی اور تھا۔ وہ نظام تو انسان کے دل کو ایسا بدل دیتا ہے کہ محفل ہو یا تنہائی، کسی کی پڑی ہوئی چیز کو آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہی نہیں۔ حتی کہ اگر راستوں میں کمبل گرتے تو وہ پڑے پڑے مٹی بن جاتے تھے لیکن مسلمانوں کی نظر اس پر نہیں پڑتی تھی۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس وقت اگرچہ دنیا کا کوئی آدمی نہیں دیکھ رہا مگر پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا یہی تو حسن ہے۔

لمحہ ء فکریہ :-

میرے دوستو! آپ ایسے لوگ بہت تھوڑے دیکھیں گے جو اس لئے حیران و پریشان ہونگے کہ آج ہمارے دل کی حالت اچھی نہیں ہے، ہمارے دل میں غلط خیالات کیوں آتے ہیں، ہمارے دل میں گناہوں کے جذبے کیوں پیدا ہوتے ہیں، ہمارے دلوں میں ایمان حقیقی کا جو لطف آنا چاہئے تھا وہ کیوں نہیں آرہا۔ لہٰذا اپنی توجہ کا قبلہ ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے...... جب وہ دن آگیا کہ جب ہم نے دنیا کی بجائے آخرت پر محنت کرنا شروع کردی، مادے کی بجائے روحانیت پر محنت کرنا شروع کردی، تن کی بجائے اپنے من پر محنت کرنا شروع کردی اور عقل کی بجائے دل پر محنت کرنا شروع کردی تو پھر ہماری توجہ کا قبلہ ٹھیک ہو جائے گا اور جو قدم بھی اٹھے گا وہ ہمیں منزل کے قریب سے قریب تر کردے گا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں آخرت کی فکر نصیب فرمادیں اور جب دنیا سے

www.besturdubooks.wordpress.com

جانے لگیں تو صدا آرہی ہو، یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ o اِرْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً o فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ o

(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد پنجم

- شکرِ الٰہی
- صبر کی برکات
- اسلام اور مغربی معاشرہ
- تہجد کی پابندی
- مجاذیب کی پراسرار دنیا
- شرم وحیاء
- تین بڑی نعمتیں
- حقوق العباد
- نصائح دلپذیر
- علم، عمل اور اخلاص

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ، فیصل آباد

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطبات فقیر

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب: محمد حنیف نقشبندی مجددی

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلیے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطبات فقیر جلد پنجم

از افادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— محمد حنیف نقشبندی مجددی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ——— نومبر 2000ء

اشاعت دوم ——— 2001ء

اشاعت سوم ——— 2002ء

اشاعت چہارم ——— مارچ 2003ء

اشاعت پنجم ——— اپریل 2004ء

اشاعت ششم ——— اپریل 2005ء

اشاعت ہفتم ——— نومبر 2005ء

اشاعت ہشتم ——— نومبر 2006ء

اشاعت نہم ——— اکتوبر 2007ء

اشاعت دہم ——— جون 2008ء

اشاعت گیارہ ——— مارچ 2009ء

اشاعت تیرہ ——— فروری 2010ء

تعداد ——— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— فقیر شاہ محمد مسعود نقشبندی

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	**شکر الٰہی**	17
	تخلیق الٰہی کا شاہکار	17
	ایمان کی دولت ایک نعمت عظمیٰ	18
	احساس شکر	19
	ایک بہت بڑی ابتلاء	19
	پلکوں کی نعمت	20
	بیکٹیریا سے حفاظت	21
	وائرس سے حفاظت	22
	شکوے ہی شکوے	22
	حالات کی زنجیریں	23
	رزق کی تقسیم	23
	احساس شکر پیدا کرنے کا طریقہ	24
	نعمتوں میں اضافہ اور کمی کے اصول و ضوابط	24
	لسانی اور جسمانی شکر	
	دو طرح کی نعمتیں	24
	آنکھوں کی نعمت	25
	قوت گویائی کی قدر	25
	قوت سماعت کی قدر	25
	نظام انہضام کی نعمت	26
	سانس کی نعمت	27
	مکان کی نعمت	28
	میٹھی میٹھی تنبیہ	29
	ہاتھ پھیلانے سے نجات	30

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	اولاد کی نعمت	31
	بیوی جیسی نعمت	34
	ہماری حالت	34
	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار	35
	نعمتوں کی ناقدری کا وبال	36
	بھوک ننگ اور خوف کا لباس	36
	اللہ تعالیٰ کی پسند	37
	ہمارے شکووں کی اصل وجہ	37
	احسانات خداوندی	38
	شکر کی کمی کا وبال	39
	قوم سبا پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں	39
	شکر کرنے کے طریقے	40
	عیبوں کی پردہ پوشی	41
	مولا کی تعریف	41
	بھکاری کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا طریقہ	42
	الحمد للہ کہنے کی عادت	42
	لمحہ فکریہ	43
	تین آدمیوں کی آزمائش	45
	اللہ کی تعریفیں کریں	49
	اللہ کی قدر کریں	50
2	**صبر کی برکات**	51
	حالات کا تغیر	51
	خوشی اور غم کے اسباب	52

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	شیطان کا ورغلانا	52
	داخلہ جنت کے اسباب	53
	چراغ بجھ جانے پر اجر وثواب	53
	مریض کے لئے اجر وثواب	54
	آیت کریمہ کی فضیلت	54
	مریض مستجاب الدعوات ہوتا ہے	54
	سیدنا حضرت ایوبؑ کا صبر	55
	سیدنا حضرت ایوبؑ کے تین انعامات	57
	اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ایوبؑ کی بیمار پرسی	58
	صبر کسے کہتے ہیں؟	58
	بہترین حکمت عملی	58
	محبوب اور محبوب کا بدلہ	59
	اللہ تعالیٰ سے جنگ...... معاذ اللہ!!!	60
	نبی اکرم ﷺ کے حاسدین	60
	امام اعظم ابوحنیفہؒ کا صبر	61
	صبر کے درجات	61
	تائبین کا صبر	61
	زاہدین کا صبر	62
	صدیقین کا صبر	62
	صبر...... رفع درجات کا سبب	63
	پرنم آنکھوں کا بدلہ	63
	بلاحساب جنت میں داخلہ	64
	اللہ تعالیٰ کی طرف سے معذرت	64
	اللہ تعالیٰ کے ہاں غریب لوگوں کی قدر	65
	ایک گرانقدر ملفوظ	65
	عالمین کے پاس جھرمٹ کی وجہ	66
	سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فرمان	66
	سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان	66
	سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کا فرمان	66
	نصرت الٰہی کے لئے ایک سنہری اصول	67
	ایک علمی نکتہ	67
	پہلی دلیل	67
	دوسری دلیل	68
	ہم بدلہ نہ لیں	69
	کچہریوں میں مقدمہ بازی کیوں؟	69
	پریشانی دور کرنے کا آسان نسخہ	69
	صبر...... معیت خداوندی کا ذریعہ	70
	بخشش کا عجیب بہانہ	71
	تنگی کے بعد دو آسانیاں	72
	پریشانی اور خوشحالی میں اللہ والوں کی کیفیت	72
	گناہوں کا کفارہ	73
	ایک صحابیہؓ کی سبق آموز داستان	74
3	**اسلام اور مغربی معاشرہ**	76
	امریکہ کا سفر	77
	جدید ٹیکنالوجی	77
		77

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	منی سونے کے بھاؤ	78
	چاند پر بیٹھی مکھی کی آنکھ کا فوٹو	78
	روس امریکہ امن معاہدے کا اظہار	78
	برکلے یونیورسٹی میں کمپیوٹرز کی تعداد	79
	جنیٹکس انجینئرنگ کی نئی دریافتیں	79
	تسخیر کائنات کی طرف اشارہ	80
	پیٹ کھولے بغیر آپریشن	80
	بغیر آپریشن پھیپھڑے سے گولی نکالنا	81
	یورپین لوگوں کا دعویٰ	82
	شہوت پرستی کا زور	82
	مغربی معاشرے کے مثبت پہلو	83
	سویڈن کے وزیر اعظم کا استعفیٰ	83
	اپوزیشن لیڈر کی نااہلی کا عجیب واقعہ	83
	ارکان پارلیمنٹ کی معذرت	84
	یورپ میں معاشرتی حقوق کا خیال	85
	اندرون بیرون ملک میں سیاسی امتیاز	86
	تعلیمی اخراجات	87
	روس کی ایک عجیب شکایت	87
	بچوں کی تربیت	87
	نظم وضبط	89
	مغربی معاشرے کے منفی پہلو	90
	ماں باپ کی زبوں حالی	90
	سویڈن میں طلاق کی شرح	90
	میاں بیوی میں محبت کی کمی	92
	اسلام کی برکت	93
	اولاد کے بارے میں تصور	93
	ایک بوڑھی عورت کی کسمپرسی	94
	کتا افضل ہے یا ماں؟	95
	جرمنی میں بیٹی سے باپ کی بدسلوکی	96
	اسلامی معاشرہ میں بیٹی کا مقام	97
	ماں کی عظمت	98
	لمحہ فکریہ	99
	فرنگیوں سے ایک سوال	99
	فرنگیوں کا قبول اسلام	100
	پرسکون زندگی کا راز	100
	محبت ہی محبت ہوگی	101
	اسلام میں ایثار کی درخشندہ مثال	102
	ایک مسلمان سفیر کی بدحالی	102
	انگریز لڑکیوں سے شادی	103
	مسجد کے مینار یا راکٹ لانچر	103
	نمازیوں کے لئے پریشانی	104
	امریکہ میں اسلامک سنٹرز کا قیام	104
	مسلمان نوجوانوں کی سرگرمیاں	104
	ایک انگریز نوجوان کا قبول اسلام	105
	ایک زریں اصول	106

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک نوجوان کا قبول اسلام	106
	تین دلچسپ سوالات	107
	جیلوں میں اسلام کی تبلیغ	109
	اسلام کی تاثیر	110
	سویڈش کے نزدیک محمد عربی ﷺ کا مقام	111
	ایک عاشق صادق کا واقعہ	111
	ایک سویڈش نوجوان کا قبول اسلام	112
	آسٹریلیا میں ایک لڑکی سے مکالمہ	113
4	**تہجد کی پابندی**	115
	مقام انسانیت	115
	بے عملی کی بنیادی وجہ	115
	فکر دل نہ [illegible] لہ	115
	ہماری کسمپرسی	116
	قرون اولیٰ اور زمانہ حاضر کا تقابل	117
	تہجد سے محرومی کی وجہ	117
	تہجد کے وقت فرشتوں کی تین جماعتیں	117
	تھپکیاں دے کر سلانے والے فرشتے	118
	پر مار کر جگانے والے فرشتے	119
	تین گھنٹوں کی نیند مت میں	119
	مقربین کی کروٹ بدلنے والے فرشتے	120
	ایک مثال سے وضاحت	120
	نوجوانوں کی زبوں حالی	121
	ایک مغالطہ اور اس کا جواب	122
	سلطنت کے زوال کی علامت	122
	نور پیر داویلا	123
	قحط الرجال کا دور	123
	کیمیائے احمر سے قیمتی شخصیت	124
	تین راتوں میں نبی ﷺ کی زیارت	124
	ذکر الٰہی کے فائدے	124
	میاں بیوی کے اوقات کی تقسیم	125
	باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ	125
	ایک باندی کا ذوق عبادت	126
	روزانہ ستر طواف کرنے والے بزرگ	127
	امام شافعیؒ کا ذوق عبادت	127
	ایک انمول تمنا	128
	سعید ابن جبیرؒ کا ذوق عبادت	128
	تہجد کی نماز اور سو روپیہ	128
	تہجد سے محرومی کا علاج	129
	مشتبہ لقمے کی نحوست	129
	تہجد سے محرومی کی ایک عجیب وجہ	130
	بیالیس سال تک تلاوت قرآن کا معمول	130
	ستائیس سال سے اوابین کی پابندی	131
	ایک خاتون کا ذوق عبادت	131

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	دور حاضر کا المیہ	131
	عبادت کا شوق کیسے پیدا ہوتا ہے	132
	شب بیداری کی برکات	132
	شب زندہ داروں کا اکاؤنٹ	133
	بغیر اجر کے جاگنے والے لوگ	133
	جاگ کر کون سے اعمال کئے جائیں	134
	خشیت الٰہی کی پہچان	134
	عزازیل سے شیطان بننے کی پانچ وجوہات	134
	قبولیت توبہ کی پانچ وجوہات	135
	ہماری ذمہ داری	135
	لذت آشنائی	136
	ایک مثال سے وضاحت	136
	مسجد میں گدھا	137
	خوشی دیاں ونگاں	138
	بیعت کرتے وقت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی کیفیت	138
	جان بخشی	138
	روحانیت میں ظاہری فاصلوں کی حیثیت	139
	جماعتی کام کی فضیلت	139
	گزشتہ رمضان المبارک کی تھکاوٹ	140
	نفس پر بوجھ ڈالیے	140
	شب بیداری کا پروگرام رکھنے کی وجہ	141
5	**مجاذیب کی پراسرار دنیا**	143
	دنیا میں ظاہری اسباب کی اہمیت	143
	قدرت الٰہی کا اظہار	144
	روحانی اسباب	144
	دنیا کا انتظام چلانے کے لئے دو طرح کے انتظامات	145
	فرشتوں کے ذریعے	145
	انسانوں کے ذریعے	145
	خدائی نظام	146
	قطب ارشاد کے فرائض	146
	قطب مدار کے فرائض	146
	قطب ارشاد کی فضیلت	147
	مجنون اور مجذوب میں فرق	147
	مجذوب بننے کے لئے ہاتھ کھڑا کریں	148
	مجذوب کی اقسام	149
	وہبی مجذوب	149
	کسبی مجذوب	149
	حضرت بابوجی عبد اللہؒ پر ایک مجذوب کا وار	150
	ایم بی بی ایس ڈاکٹر ابدال کیسے بنا؟	150
	مجذوب کی ایک خاص کیفیت	151
	کامل مجذوب کی پہچان	152

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مجنون لوگوں کا جنت میں داخلہ	152
	مجاذیب کے حیرت انگیز واقعات	152
	مجذوب کی دعا کے ثمرات	153
	ابن عربیؒ کی ایک مجذوب سے ملاقات	153
	خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ایک مجذوب سے ملاقات	153
	نسل در نسل بادشاہت	154
	مجذوب نے ہاتھی کو گرا دیا	154
	چاند کو پیالے میں چھپانا	154
	ایک مجذوبہ کا پردہ کرنے کا واقعہ	155
	بکریوں کی حفاظت کرنے والے بھیڑیے	155
	خواجہ باقی باللہؒ کو ایک مجذوب کی نصیحت	155
	تفسیر دل	156
	دو مجذوبوں کی انتظامی امور میں تعیناتی	156
	اورنگزیب عالمگیرؒ کو تخت و تاج ملنے کا واقعہ	157
	سراپا تسلیم و رضا شخصیات	159
	حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ میں تسلیم و رضا	160
	خواجہ فرید الدین عطارؒ میں تسلیم و رضا	160
	مولانا تاج محمود امروٹیؒ میں تسلیم و رضا	161
	خواجہ عبد المالک صدیقیؒ میں تسلیم و رضا	161
	خواجہ عبید اللہ احرارؒ میں تسلیم و رضا	161
	فاعل حقیقی	161
6	**شرم و حیاء**	163
	سیرت طیبہ کے مختلف پہلو	163
	حیاء ایمان کا ایک شعبہ	163
	نبی اکرم ﷺ کی شرم و حیاء کا عالم	164
	غیرت کا مقام	164
	شریعت اسلامی کا حسن	164
	بے پردہ عورت کا انجام	165
	یمن سے مدینہ کا شرم و حیاء کا عالم	165
	باطن پر محنت کرنے کی ضرورت	166
	آج کل نفوس کی حالت	166
	باطنی امراض کی علامت	167
	مؤمن کی مثال	168
	موت کب آئے گی؟	168
	امام اعظم ابو حنیفہؒ میں شرم و حیاء	169
	ایک عورت کی پاکدامنی سے قحط سالی ختم	169
	شرم و حیاء سے معاشی پریشانی کا خاتمہ	170
	ایمان کی حلاوت حاصل کرنے کا طریقہ	171
	قبولیت دعا کا لمحہ	171

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	زنا کے قریب بھی نہ جاؤ	172
	بدکاری کی وجہ سے عمر میں کمی	172
	صحابہ کرامؓ میں شرم وحیاء کا عالم	172
	جلدی بند ہونے والا دروازہ	173
	دو اعضاء کی دوہری حفاظت	173
	سیدنا عثمان غنیؓ میں شرم وحیاء	174
	شرم وحیاء پر نصرت الٰہی کے کرشمے	174
	بی بی مریم کی پاکدامنی کی گواہی	175
	حضرت یوسفؑ کی پاکدامنی کی گواہی	179
	ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی داستان وفا	179
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے حضور اکرم ﷺ کی شادی مبارک	181
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی خصوصیت	181
	ام عبداللہ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ	181
	حضور اکرم ﷺ کی سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے محبت	182
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا علم وتقویٰ میں مقام	182
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا فقہ میں مقام	182
	حضور اکرم ﷺ کی طرف سے امہات المومنین کو اختیار	183
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی کی گواہی	183

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	اسلام میں بیٹی کا مقام	191
	نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ	191
	اسلام میں بہن کا مقام	192
	اسلام میں والدہ کا مقام	192
	چاند دیکھنا سنت ہے	193
	سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ میں شرم وحیاء	193
	تین دن کا فاقہ	194
	پریشانیاں ختم کرنے کی ترکیب	194
	صحابہ کرامؓ کے رزق میں برکت	195
	تقویٰ کی برکت	196
7	**تین بڑی نعمتیں**	197
	پہلی بڑی نعمت	197
	عقل کی لغوی تحقیق	197
	جنت میں عقل کے مطابق درجہ	198
	عقل معاش	198
	عقل معاد	199
	دوسری بڑی نعمت	200
	امام مہدی اور سلسلہ نقشبندیہ	201
	طالب علم کے ایک ایک قدم کی فضیلت	201
	علم کی فضیلت	201
	سیدنا سلیمانؑ اور علم	202

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک ہزار رحمتیں	202
	علم اور مقام علیین	202
	علم اور محبت الٰہی	202
	عالم کے اکرام کا ثمرہ	203
	عالم کی ہمنشینی نبی اکرم ﷺ کی ہمنشینی	203
	قیامت کے دن علماء کا اکرام	203
	نبی اکرم ﷺ کی دعوت	204
	علم کا مفہوم	204
	علمائے سوء کے پیٹ کی بدبو	205
	خنزیر کے گلے میں موتی	205
	امام بخاریؒ اور علم کی قدر	205
	چنبیلی کے پھول کی تعبیر	206
	عالم اور جاہل میں فرق	206
	علماء امت کا آئینہ	207
	علمائے سوء اور علمائے حق کا کردار	207
	گمراہی کے راستے	207
	علم اور انبیاء علیہ السلام	208
	تکوینی علوم میں حضرت خضرؑ کی فضیلت	209
	دو بوڑھوں میں محبت الٰہی	210
	اولوالعلم میں عوام الناس کو داخل کرنا	210
	تیسری بڑی نعمت	211
	حضرت اقدس تھانویؒ کا ارشاد	211

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ادب	212
	قبلہ رخ بیٹھنے کی فضیلت	212
	علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور ادب	213
	جادوگر اور ادب	214
	ہمارے سجدوں کی کیفیت	214
	نبی اکرم ﷺ اور ادب	215
	ایک عجیب واقعہ	216
	ادب حاصل کرنے کا طریقہ	216
	خشیت الٰہی کسے کہتے ہیں؟	217
	معیت الٰہی	217
	مریم اور معیت الٰہی	218
	انبیاء کرام پر اسباب کا اثر	219
	مولانا الیاس کا ارشاد	220
	مریم پر اسباب کا اثر	220
	اللہ سے لو لگالو	221
	دو نمبر مجنوں	223
	خشیت الٰہی لقائے الٰہی کا استحضار ہے	223
	سلف صالحین میں خشیت الٰہی	224
	مولانا حسین علیؒ اور خشیت الٰہی	224
	آخرت کا جھنجھٹ	225
	سیدنا صدیق اکبرؓ میں خشیت الٰہی	226
	حضرت عمرؓ میں خشیت الٰہی	226
	مولانا احمد علی لاہوریؒ میں خشیت الٰہی	227

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک محدث میں خشیت الٰہی	228
	لمحۂ فکریہ	228
	قرآن کے آئینہ میں ہماری تصویر	229
	چٹائیوں کی عزت	230
	سلف صالحین کی اللہ تعالیٰ پر توکل	230
	علم کا تقاضا	230
	اللہ کے بندوں کی تلاش	231
8	**حقوق العباد**	233
	اعتدال کی راہ	233
	دوقسم کے حقوق	233
	وہ مریض، یہ بھی مریض	234
	روز محشر اللہ تعالیٰ کا اعلان	234
	بنی اسرائیل کو تنبیہ	234
	دوانسانوں کا اختلاف	235
	سینہ بے کینہ کا مطلب	235
	ایک عاشق رسول ﷺ کا واقعہ	236
	شکریہ ادا کرنے کی اہمیت	237
	غصہ پینے کی فضیلت	237
	عقل کی زکوٰۃ	238
	انسانوں کی دو قسمیں	238
	کمینے آدمی کی مثال	240
	میاں سے بیوی کے شکوے	240

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مگر مچھ کے آنسو	241
	انسان کی قدر	241
	ایک عجیب واقعہ	242
	غلط فہمی کا نقصان	244
	پہلوان کون ہے؟	245
	بانجھ عورت کون ہے؟	245
	غریب کون ہے؟	245
	زبان کی بے احتیاطی	246
	موت کے بعد انسان کے پانچ حصے	246
	حسد کا وبال	247
	غیبت کا وبال	247
	خیرخواہی ایک پسندیدہ صفت	247
	مسلمانوں کے تین حقوق	248
	دل جلانے کی باتیں	249
	اب پچھتائے کیا ہوت	250
	دنیا کی شرمندگی آسان ہے	251
	تیسرا حق	251
	خیرخواہی کا فائدہ	255
	اللہ والوں سے پیار کا معاملہ	255
	دلیل	

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	محبت الٰہی میں کمی کا وبال	253
	نفرت وہ تو کفار سے	254
	دل کی پکار	254
	اپنی سیرت کو خوبصورت بنایئے	255
9	**علم، عمل اور اخلاص**	257
	عزت ملنے کے دو ذرائع	257
	علم کی فضیلت مال پر	258
	مال کی بے ثباتی	259
	علم اور جہالت کا تقابل قرآن کی روشنی میں	260
	علم کی فضیلت قرآن مجید سے	261
	حضرت آدمؑ کی مثال	261
	حضرت داؤدؑ کی مثال	262
	حضرت سلیمانؑ کی مثال	262
	حضرت یوسفؑ کی مثال	263
	حضرت عیسیٰؑ کی مثال	263
	حضرت خضرؑ کی مثال	264
	حضور اکرم ﷺ کی مثال	264
	عقلمند انسان	264
	انمول باتیں	264
	عمل کی ضرورت	265
	اخلاص کی ضرورت	266
	آصف بن برخیا کے علم، عمل اور اخلاص کی برکت	266
	حضرت عمرؓ کے علم، عمل اور اخلاص کی برکت	267
	ہوا پر حکم	267
	زمین پر حکم	267
	آگ پر حکم	268
	پانی پر حکم	268
	بیت المقدس کیسے فتح ہوا	268
	چراغ علم جلاؤ	268
	نبی اکرم ﷺ کی بہترین دعا	270
	لمحہ فکریہ	171
	گناہوں کی معافی کس طرح مانگیں	272
	اپنی میں کو مٹا لیجئے	274
	رب کریم کا دروازہ	274
	اللہ کو راضی کرلیں	275
	ایک اعرابی کی عجیب دعا	275
10	**نصائح دلپذیر**	277
	انسانی زندگی میں تین دنوں کی اہمیت	277
	سب سے بڑا دھوکہ	278
	موسم عمر	279
	کامیاب انسان	279

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	جنت دو قدم	279
	برے لوگوں کی نشانی	280
	محبت ہو تو ایسی	280
	سب برا شخص	281
	اتنی سخت وعیدیں	281
	تہجد کی نماز سے محرومی کی وجہ	282
	اپنی فکر کیجئے	282
	ذکر الٰہی کی اہمیت	283
	ایک علمی نکتہ	283
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معارف	283
	انسا ستر کا پردہ	284
	جہنم سے بچنے کا مطلب	284
	گناہوں کا کفارہ	284
	تین قسموں کے گناہوں سے نجات	284
	اللہ تعالیٰ کی رضا کی دلیل	285
	نعمتوں کی قدر دانی	285
	الحمدللہ کہنے پر انعامات	286
	کلمہ طیبہ میں چھ نکات	286
	پہلا نکتہ	287
	دوسرا نکتہ	287
	تیسرا نکتہ	287
	چوتھا نکتہ	288
	پانچواں نکتہ	288
	چھٹا نکتہ	288
	عافیت کا مطلب	289
	روزہ اور باطنی ترقی	289
	انبیاء کرام اور نفلی روزے	290
	حضرت آدمؑ اور ایام بیض کے روزے	290
	حضرت ابو دجانہؓ کی احتیاط	291
	خیر خواہی کی اہمیت	291
	خیر خواہی کی ایک عمدہ مثال	292
	اصحاب کہف کا کتا جنت میں	292
	محبت الٰہی میں ایک احتیاط	293
	حضرت ابراہیمؑ کا محبت الٰہی میں مقام	293
	حضرت یعقوبؑ کا محبت الٰہی میں مقام	293
	ایک اصولی بات	294
	حضرت موسیٰؑ اور دیدار الٰہی	294
	ایک علمی نکتہ	295
	توحید کا سبق	296
	مجنوں کے جذبات	296
	پرندوں کے انڈے اور معرفت کے موتی	297
	شیطان سے بچنے کا ہتھیار	298
	دل کی کنجی	298
	محبت الٰہی کا غلبہ	299
	حضرت معروف کرخیؒ پر محبت الٰہی کا غلبہ	300
	برکتوں والا نام	301
	"الف" اور "با" کے معارف	302

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اله اصحابه اجمعین . اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام ﷺ صف اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اهتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحہ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغہ عصر شخصیت شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرقع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند، دامت برکاتہم العالی مادامت النہار واللیالی ہیں۔ آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے بہت مفید ثابت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات صفحہ قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ الحمدللہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب و تزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہو سکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد و ثمرات کا حامل ہے۔ ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔ (انشاءاللہ)

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ
ایم اے۔ بی ایڈ
موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

شکر الٰہی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَ لَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۔ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّار ۔ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقامٍ اٰخر لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْکَنِھِمْ اٰیَۃٌ ۔ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۔ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَ اشْکُرُوْا لَہٗ ۔ بَلْدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۔ و قال اللّٰہُ تعالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَدًا مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۔ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo

تخلیق الٰہی کا شاہکار:

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ رب کریم کی ہم پر کتنی مہربانی ہے کہ اس پروردگار عالم نے ہمیں انسان بنایا۔ اگر وہ کوئی جانور بنا دیتا تو اس کو اختیار تھا۔ بالفرض اگر وہ بندر پیدا کر دیتا تو کسی نے ناک میں نکیل ڈالی ہوتی اور ہم گلیوں کے اندر ناچتے پھرتے، وہ گدھے کی شکل میں پیدا کر دیتا تو کسی نے پیٹھ پہ بوجھ لادا ہوتا اور ہم ڈنڈوں پہ ڈنڈے کھا رہے ہوتے اور پھر اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے باوجود بھی زبان سے شکوہ کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔ الحمدللہ پروردگار عالم نے ہمیں انسان بنایا، ہم نے اس کے لیے کوئی درخواست تو نہ دی تھی۔

ایمان کی دولت...... ایک نعمت عظمیٰ:

دوسرا احسان یہ ہوا کہ رب العزت نے ہمیں نبی علیہ السلام کی امت میں ایمان کے ساتھ پیدا کیا۔ یہ اللہ رب العزت کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ ہم اس کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے۔ دنیا میں وہ بھی لوگ ہیں جو اس امت میں پیدا ہوئے مگر ان کو کفر کا ماحول ملا، ان کے ماں باپ نے انہیں یہود و نصاریٰ اور کافر بنا دیا، ہمیں اللہ رب العزت نے ایسے ماں باپ کے گھر پیدا کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے اور والدہ دودھ کا فیڈر لگاتی تھی تو بسم اللہ پڑھا کرتی تھی، وہ ہمیں سلاتی تھی تو لا الہ الا اللہ کے ترانے سنایا کرتی تھی، وہ پنگھوڑا ہلاتی تھی تو حسبی ربی جل اللہ کے گیت سنایا کرتی تھی۔ ابھی ہم چھوٹے اور ناسمجھ تھے کہ وہ ہم سے اللہ اللہ کے لفظ کے ساتھ باتیں کیا کرتی تھی۔ ابھی ہم چھوٹے تھے کہ اسی ماں اور اسی باپ نے ہمارے ایک کان میں اذان دلوائی اور دوسرے کان میں اقامت، اس چھوٹی عمر میں جب ہمیں سمجھ بھی نہ تھی، جب ہم اپنے مالک و خالق کو پہچانتے بھی نہ تھے ان ماں باپ کی برکت سے ہمارے کانوں میں اس وقت اپنے پروردگار کا نام پہنچا۔ یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ پھر جب ہم چلنے پھرنے کے قابل ہوئے ابھی بچپن تھا، دوست دشمن کی تمیز نہ تھی، نفع نقصان کا اندازہ نہ تھا، ہمارے والد ہماری انگلی پکڑ کر مسجد کی طرف لے کر جاتے تھے۔ یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہم جو آج مسلمان بن کر بیٹھے ہیں معلوم نہیں کہ کتنے لوگوں کی محنت کا اس میں دخل ہے۔ کتنی اللہ رب العزت کی رحمتیں ہم پر ہیں کہ آج اللہ رب العزت نے ایمان کی دولت سے مالا

www.besturdubooks.wordpress.com

مال فرمایا۔ جسمانی نعمتیں تو بے شمار ہیں۔ پروردگار عالم نے ہمیں صحیح سلامت جسم کے ساتھ پیدا کر دیا، وہ پروردگار اگر چاہتا تو ہمیں کسی عذر کے ساتھ پیدا کر سکتا تھا، کسی مرض کے ساتھ پیدا کر سکتا تھا۔ ہمیں جو صحیح سلامت جسم نصیب ہوا یہ پروردگار کی ہم پر کتنی بڑی مہربانی ہے۔

احساس شکر:

ایک صاحب نے ظہر کی نماز پڑھی، تنگدستی اتنی تھی کہ جوتا بھی ٹوٹ گیا۔ گرمی کا موسم تھا گرم زمین پر ننگے پاؤں چلتے ہوئے یہ مسجد سے گھر کی طرف لوٹنے لگے تو دل میں خیال آیا، پروردگار! میں تو آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہوں، نمازیں پڑھتا ہوں، مسجد کی طرف آتا ہوں، مجھے تو آپ نے جوتا بھی عطا نہ کیا۔ ابھی یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے سے ایک لنگڑے آدمی کو آتے دیکھا، وہ بیساکھیوں کے بل چل کے آ رہا تھا۔ فوراً دل پر چوٹ لگی کہ اوہو! میں تو جوتے کے نہ ہونے کا شکوہ کرتا رہا، یہ بھی تو انسان ہے جسے پروردگار نے ٹانگیں بھی عطا نہ کیں، یہ لکڑیوں کے سہارے چلتا ہوا آ رہا ہے۔ تو جب اپنے سے نیچے والے کو دیکھا تو دل میں شکر کی کیفیت پیدا ہوئی۔

ایک بہت بڑی ابتلاء:

ایک اصول یاد رکھیں کہ دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھیں تاکہ عمل کا شوق اور زیادہ ہو۔ آج معاملہ الٹ ہے، ہم دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھتے ہیں، گھر میں آپ بیوی سے کہیں کہ نماز پڑھو۔ وہ کہے گی کہ تمہاری بہن کونسی نماز پڑھتی ہے؟ وہ کہے گی کہ فلاں کی بخشش ہوگئی تو بس میری بھی ہو جائے گی۔ اپنے سے نیچے والوں کی مثالیں دے گی۔ دنیا کی باتیں کرو تو اس کو پتہ ہوگا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرا گھر اتنا خوبصورت بنا ہوا ہے مگر فوراً کہے گی فلاں کے گھر میں جو ڈیزائن دیکھا تھا وہ ہمارے گھر میں تو نہیں ہے۔ تو آج بدقسمتی سے دنیا کے معاملے میں ہم اپنے سے اوپر والوں کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی حرص اور طمع بڑھ جاتا ہے اور دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے دینی معاملات میں سستی پیدا ہوتی ہے اور یہ بہت بڑی ابتلاء ہے۔

پلکوں کی نعمت:

دیکھیں یہ ہماری آنکھوں کے اوپر پلکیں ہیں۔ یہ جسم کا کتنا چھوٹا سا حصہ ہیں۔ ایک صاحب کا ایکسیڈنٹ ہوا اور آنکھوں کی پلکیں کسی وجہ سے کٹ گئیں، آنکھیں محفوظ رہیں مگر وہ آنکھ ہی کیا جس کے اوپر کوئی پردہ نہ رہے۔ جب کچھ وقت کے بعد اس پر گرد اور مٹی پڑ جاتی تو اسے دھندلا نظر آنے لگتا۔ اب ان کو دھونی پڑتی۔ چند دن تو گزرے لیکن بار بار آنکھ دھونے سے اب پانی نے بھی اثر کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ کیفیت ہوئی کہ دو مہینوں کے بعد وہ اپنے چہرے پر پانی لگا ہی نہیں سکتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا جیسے زخم بن گیا ہو اور اس کے اوپر کوئی تیزاب ڈالا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر کے پاس جاتے تو وہ کہتے کہ بس اسے دھونا پڑے گا۔ ہوا کے اندر مٹی کے چھوٹے چھوٹے اتنے ذرات ہوتے ہیں کہ ہمیں نظر تو نہیں آتے مگر موجود ہوتے ہیں۔ آپ گھر کے فرنیچر کو دیکھیں اس پر مٹی کی ایک پتلی سی تہہ آپ کو نظر آئے گی، کوئی شیشہ ہو اس کے اوپر تہہ نظر آئے گی، وہ اصل میں ہوا کے اندر سے مٹی کے ذرات وہاں جا کر گرتے ہیں اور مٹی کی تہہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح مٹی کی تہہ ان کی آنکھ پر بھی بنتی اور ان کو آنکھ دھونی پڑتی۔ جب بار بار دھوتے تو پانی کے بار بار لگنے سے جسم کا وہ حصہ ایسے ہو گیا جیسے کوئی گلنے والا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ذرا پانچ چھ گھنٹے اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ پانی میں ڈال کر دیکھ لیجئے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کیسے ہو جاتی ہیں، ان کے چہرے کی یہ حالت ہوگئی۔ بالآخر ڈاکٹر سے جا کر پوچھا، وہ کہنے لگا، ہمارے بس میں کچھ نہیں۔ پھر ایک ڈاکٹر نے انہیں سمجھایا کہ حقیقت میں انسان کی آنکھوں کا پردہ وائپر کی مانند ہوتا ہے۔ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک آٹومیٹک سسٹم بنایا ہے جہاں سے پانی آتا ہے اور وقفے وقفے سے یہ پردہ وائپر کی طرح چلتا رہتا ہے اور آنکھ کے ڈھیلے کو صاف رکھتا ہے۔ اس وقت احساس ہوا کہ رب کریم! یہ پلک کا جھپکنا ایک چھوٹا سا عمل ہے مگر حقیقت میں یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ اس کے نہ ہونے کی وجہ سے انسان کے لئے اپنی آنکھ کو صاف رکھنا مشکل ہو گیا۔ تو جب اتنی چھوٹی سی چیز بھی اتنی بڑی نعمت ہے تو پھر بڑی چیزیں کتنی بڑی نعمتیں ہوں گی۔

بیکٹیریا سے حفاظت:

بیکٹیریا ایک چھوٹا سا جرثومہ ہوتا ہے۔ ہوا کے اندر اربوں کھربوں کی تعداد میں بیکٹیریا ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی کوئی بیکٹیریا ان میں سے ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ انسانی جسم کے اندر جا کر فعال بن جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جی انفیکشن سے بخار ہو گیا۔ اتنا بڑا چھ فٹ کا انسان چارپائی کے اوپر پڑا ہوتا ہے۔ ایک چھوٹے سے بیکٹیریا نے اس پر عمل کر کے اس کو بیمار کر دیا ہوتا ہے۔ اب وہ پروردگار جو اربوں کھربوں بیکٹیریا سے روزانہ ہمیں بچا دیتا ہے یہ اس پروردگار کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

وائرس سے حفاظت:

بیکٹریا کی بات تو کیا کرنی آج کل تو وائرس کی تحقیق ہو چکی ہے۔ یہ بیکٹریا سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی زیادہ چھوٹا ہوتا ہے۔ بیکٹریا کو دیکھنے کے لئے آپ کو عام مائیکروسکوپ کی ضرورت پڑتی ہے لیکن وائرس کو دیکھنے کے لئے مائیکروسکوپ کی بجائے الیکٹران مائیکروسکوپ کی ضرورت ہوتی ہے، تب جا کر وائرس نظر آتا ہے اور یہ وائرس ہے بھی ایسا عجیب تماشا کہ اگر اس کا عمل شروع ہو جائے تو آج کے انسان کے پاس اس کا علاج بھی نہیں ہے۔ کہتے ہیں جی کہ آپ کو وائرس کی وجہ سے فلو ہو گیا، اب چند دنوں میں خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ چھ فٹ کا اتنا بڑا انسان مگر وائرس نے اس کو چارپائی پہ لٹا دیا۔ اگر ایک آدمی کو اللہ رب العزت نے صحت دی ہوتی ہے تو سوچنا چاہئے کہ اللہ رب العزت نے کتنی نقصان دہ چیزوں سے اس کی حفاظت فرمائی ہوگی۔ تو ان چیزوں پر غور کرنے سے ہمارے دل میں اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکر پیدا ہوگا۔ ہم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے۔

شکوے ہی شکوے:

آج اکثر جگہوں پر دیکھا گیا ہے کہ اقتصادی اور معاشی مسائل کی وجہ سے ہر مرد اور ہر عورت کی زبان سے شکوے سننے میں آتے ہیں۔ کسی کو اولاد کا شکوہ، کسی کو مال کا شکوہ، کسی کو کاروبار کا شکوہ، الا ماشاء اللہ۔ کوئی بندہ سینکڑوں میں نظر آتا ہوگا کہ جو کہے کہ اللہ نے میں مجھے جس حال میں رکھا ہوا ہے میں راضی ہوں۔ ہر ایک کہے گا کہ میں بڑا پریشان ہوں باقی ساری دنیا سکھی زندگی گزار رہی ہے۔ اگر وہ جس کو یہ سکھی سمجھتا ہے اُس کے غم لے کر اس کو دے دیئے جائیں تو یہ پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو جائے۔ تو اللہ رب العزت نے جس کو جس حال میں رکھا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس کا شکر ادا کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حالات کی زنجیریں:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت جانتے ہیں کہ اگر اس کو میں نے ضرورت سے زیادہ رزق دے دیا تو یہ عجب میں مبتلا ہو جائے گا، یہ تکبر کے بول بولے گا اور ایمان کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، اس لئے رب کریم انہیں تنگدستی کے حال میں رکھتے ہیں کہ میرا یہ بندہ مجھے مشکل کے حال میں پکارتا رہے گا، اس کا ایمان سلامت رہے گا۔ کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کو ضرورت کے بقدر رزق ملتا رہے گا تو نمازیں بھی پڑھتے رہیں گے، کاروبار بھی چلتا رہے گا، تسبیحات بھی چلتی رہیں گی اور اگر ذرا کاروبار پہ زد پڑی یا ذرا کوئی اور واقعہ پیش آیا تو سب چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائیں گے۔ رب کریم چونکہ مہربان ہیں اس لئے بندے کی ضرورت کے مطابق دیتے رہتے ہیں تاکہ یہ میرا بندہ میرے سامنے جھکتا رہے، یوں حالات کی زنجیروں میں جکڑ کر اللہ تعالیٰ اسے اپنے در پر جھکاتے ہیں۔

رزق کی تقسیم:

رب کریم نے رزق کو تقسیم کیا ہوا ہے۔ فرمایا **نحن قسمنا بینھم معیشتھم** ہم نے انسانوں کے درمیان رزق تقسیم کیا ہے۔ اب کون ہے جو پروردگار کی تقسیم پر راضی ہو۔ تقدیر پر راضی رہنے والے لوگ تھوڑے نظر آتے ہیں۔ ہر بندے کو شکوہ ہے۔ ارے! اگر ایک باپ دو بیٹوں کے درمیان کوئی چیز تقسیم کر دے تو وہ توقع کرتا ہے کہ باپ ہونے کے ناطے یہ بچے میری تقسیم جیسے بھی ہے اس کو قبول کریں گے۔ کیا ہم اپنے خالق و مالک کی تقسیم کو قبول نہیں کر پاتے، کیا ہم اس کی تقسیم پر راضی نہیں ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

پاتے، ہمیں چاہئے کہ پروردگار نے جس حال میں رکھا ہم اسی حال پر راضی ہو جائیں۔

احساس شکر پیدا کرنے کا طریقہ:

سچی بات تو یہ ہے کہ اس نے ہمیں ہزاروں سے بہتر رکھا ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ غور کرنے کی بات ہے۔ آپ تھوڑا سا اپنے حالات پہ غور کریں آپ کو کتنی چیزیں ایسی ملتی چلی جائیں گی، آپ کا دل گواہی دے گا کہ رب کریم نے کتنوں سے ہمیں اس حال میں بہتر رکھا ہوا ہے۔ یہ چیزیں انسان کے اندر پھر شکر کی کیفیت کو پیدا کر دیتی ہیں۔

نعمتوں میں اضافہ اور کمی کے اصول وضوابط:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتوں کو تم پر اور زیادہ کر دیں گے۔ تو ہم جتنا اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں گے اتنا ہی رب کریم کی نعمتیں اور زیادہ ہوں گی۔ اور آگے فرمایا وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ۔ اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو یاد رکھو کہ پھر میری پکڑ بھی بڑی سخت ہے۔

لسانی اور جسمانی شکر:

اب شکر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں ایک تو انسان اپنی زبان سے الحمد للہ کہے، سبحان اللہ کہے، یہ بھی اللہ رب العزت کا شکر ادا کر رہا ہے اور ایک اپنے جسم سے پروردگار کے حکموں کی پابندی کرے، گویا یہ بھی اللہ رب العزت کا شکر ادا کر رہا ہے۔ لسانی شکر بھی ادا کرے اور اپنے جسم سے بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو یہ گویا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا بندہ ہے۔ اگر اس میں کمی کوتاہی ہو گئی تو پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی نعمتوں کو واپس لے لیتے ہیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے

دو طرح کی نعمتیں:

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نعمتیں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک وجودی دوسری عدمی۔ اللہ رب العزت نے وجودی ہمیں عطا کیں جو آج ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور عدمی نعمتیں وہ ہیں جو ہمیں آخرت میں ملیں گی۔

آنکھوں کی نعمت:

غور کیجئے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتیں ہیں۔ اور تو اور آنکھوں کو ذرا دیکھئے یہ رب کریم کی کتنی بڑی نعمت ہیں۔ اگر اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کو معلوم کرنا ہے تو اس اندھے سے جا کر پوچھئے جو ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوا، وہ اپنی ماں کو بھی پوری زندگی نہیں دیکھ سکتا، اپنے باپ کے چہرے کو بھی نہیں دیکھ سکتا، میرے دوستو! اس کے دل میں کتنی حسرت ہوگی کہ کاش! مجھے ایک لمحے کے لئے نگاہ مل جاتی تاکہ میں اپنی ماں کو دیکھتا، اپنے باپ کو دیکھتا، قرآن کو دیکھتا، میں اللہ رب العزت کے گھر کو دیکھتا، اور ان نعمتوں سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا مگر اس کے پاس یہ نعمت نہیں ہے۔ میرے دوستو! ہمارے لئے تو رات میں اندھیرا ہوتا ہے اس کے لئے تو دن میں بھی اندھیرا ہوا کرتا ہے۔ ذرا غور تو کیا کریں اس کی زندگی کیسی ہوتی ہوگی۔ ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے، کبھی ادھر گرا کبھی ادھر گرا۔ کسی نے چاہا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے گزار دیا نہیں تو ہاتھ پاؤں ادھر ادھر مارتا پھرتا ہے، کیا زندگی ہوئی۔ ہم پر اللہ رب العزت کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ رب کریم نے ہمیں صحیح سالم دیکھنے والی آنکھیں عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں۔غور کرتے چلے جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہم پر کتنی بڑی رحمتیں ہیں۔

قوت گویائی کی قدر:

سوچئے کہ رب کریم نے ہمیں قوت گویائی عطا فرمائی۔اب اس کی قدر و قیمت کا اندازہ گونگے سے پوچھئے کہ جو اپنے دل کی کیفیات اور جذبات کو کسی کے سامنے بیان ہی نہیں کرسکتا۔ہمیں تو کسی سے محبت ہو تو معلوم نہیں کیسے کیسے الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ ہم اپنا مدعا اس کے سامنے بیان کرر ہے ہوتے ہیں۔کبھی بچوں کے سامنے محبت کا اظہار، کبھی بیوی کے سامنے محبت کا اظہار، کبھی ماں باپ کے سامنے محبت کا اظہار، کبھی پیر استاد کے سامنے محبت کا اظہار ہم تو دل کے جذبات کو الفاظ کا روپ پہنا دیتے ہیں۔لیکن جو آدمی گونگا ہے وہ اپنے دل کے جذبات کو کسی کے سامنے کھول تو نہیں سکتا، وہ بھلے کسی سے محبت کرتا ہو اسے بتا نہیں سکتا، اس کو کسی کی ذات سے پیار ہو تو وہ اسے بتا نہیں سکتا، اپنے اندر جتنا درد محسوس کر رہا ہے، جتنا دکھ محسوس کر رہا ہے وہ اپنا رنج وغم دوسروں کے سامنے بیان نہیں کرسکتا۔جیسے جانور خاموش ہوتا ہے اسی طرح یہ انسان بن کے بھی خاموش ہوتا ہے کیونکہ اللہ نے اسے گونگا پیدا کر دیا۔

قوت سماعت کی قدر:

جن کانوں سے ہم سنتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہیں۔کتنے وہ لوگ ہیں جو دیکھنے میں بڑے خوبصورت ہوتے ہیں مگر ان کو کانوں کی سماعت نصیب نہیں ہوتی۔وہ سنتے بھی نہیں اور بولتے بھی نہیں۔کئی بچے بچپن میں جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کے کانوں میں کوئی نقص ہوتا ہے کانوں کی سماعت ٹھیک کام نہیں کرتی۔جس کی وجہ سے ان کا بولنا بھی بند ہوتا ہے چونکہ انہوں نے کبھی کوئی الفاظ سنے نہیں ہوتے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے ان کے دماغ میں الفاظ کا ذخیرہ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کو بولنے کا پتہ نہیں ہوتا۔ وہ اس لئے نہیں بول سکتے کہ ان کے سننے کا نظام خراب ہوتا ہے۔ اب بتایئے سننے کا نظام خراب ہے مگر بولنے کی نعمت ہونے کے باوجود بول نہیں سکتے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں جس کا سننا ٹھیک ہو گیا تو اس کا بولنا خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ تو پروردگار نے ہمیں سننے کی توفیق نصیب فرمائی۔ سوچئے کہ جب اذان کی آواز آتی ہے تو اللہ اکبر کی صدا ہمارے کانوں میں سنائی دے رہی ہوتی ہے، کبھی کوئی قرآن پڑھ رہا ہوتا ہے تو کانوں میں آواز آتی ہے، کوئی نعت پڑھتا ہے تو کانوں میں آواز آتی ہے۔ سبحان اللہ ہم کتنی پیاری پیاری آوازیں کانوں کے ساتھ سنتے ہیں۔ کبھی بیوی کی آواز، کبھی بچوں کی آواز، کبھی ماں نے آواز دی، کبھی کسی نے پکارا، کبھی استاد سے بیٹھ کر درس لیا۔ یہ اللہ رب العزت کی ہم پر کتنی بڑی نعمت ہے۔

نظام انہضام کی نعمت:

سوچئے تو سہی یہ جو کچھ ہم کھاتے ہیں وہ سب کچھ آرام سے اندر چلے جانا اور ہضم ہو جانا اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ دنیا میں کتنے لوگ ایسے ہیں جن کا ہاضمہ ٹھیک کام نہیں کرتا، کچھ کھا پی نہیں سکتے۔

اس عاجز کے پاس ایک مرتبہ کسی شہر سے ایک خاتون نقش لینے کے لئے آئی۔ پردہ میں بیٹھ کر اپنا حال بیان کرنے لگی، کہنے لگی، پچھلے سات سال گزر گئے ہیں سوائے پانی یا سیون اپ وغیرہ کے میں نے کچھ بھی پیٹ میں نہیں ڈالا۔ گھر میں مختلف قسم کے کھانے میں خود پکاتی ہوں مگر میں اس کو دیکھ تو سکتی ہوں کھا نہیں سکتی۔ اتنا عجیب احساس ہوا۔ رب کریم! یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ وہ عورت روزانہ کھانے پکا رہی ہوتی ہے مگر اس کے نصیب میں نہ روٹی ہے نہ سالن ہے فقط سیون اپ کی بوتل پی لی یا

www.besturdubooks.wordpress.com

کبھی جوس لے لیا مزید وہ کوئی ٹھوس چیز کھانے کے قابل نہ تھی۔ اگر کوئی چیز کھا لیتی تھی تو ابکائی آتی تھی اور فوراً ساری چیزیں باہر نکل آتی تھیں، لہذا پریشان تھی۔ وہ کہنے لگی کوئی ایسی دعا کر دیں یا بتا دیں کہ میں پڑھائی کر لوں کہ میں پورے دن میں چپاتی تو کھا لیا کروں، اتنی حسرت سے وہ بات کر رہی تھی کہ میں پورے چوبیس گھنٹے میں ایک چپاتی تو کھا لیا کروں۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ بندے! تو ذرا اپنے پر غور کر، تو ہر وقت کے کھانے میں کتنی چپاتیاں کھا جاتا ہے اور تجھے اپنے پروردگار کی اس نعمت کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ تو جو کچھ ہم کھا لیتے ہیں اس کا ہضم ہونا اور اس کا آرام سے جسم سے خارج ہو جانا بھی اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہم اس نعمت کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے اگر وہ چیز جسم کے اندر ہی رک جاتی اور باہر نہ نکلتی تو ہمیں ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا۔ کیسے مشکل وقت گزرتا، پیٹ پھٹنے کو آتا، نجاست جمع ہو جاتی اور اپنے وقت پر نہ نکلتی۔

سانس کی نعمت:

ہم چوبیس گھنٹوں میں کتنے ہزار مرتبہ سانس لیا کرتے ہیں، اس سانس کا آنا اور جانا اللہ رب العزت کی کتنی بڑی رحمت ہے۔ کبھی دمہ کے مریض کو دیکھا کریں کہ جب سانس اکھڑتا ہے تو اس کی کیفیت ایسی ہوتی جیسے جان نکل رہی ہو، آدھا سانس باہر اور آدھا اندر ہوتا ہے۔ حالت دگرگوں ہو جاتی ہے، چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے اور موت وحیات کی عجیب کشمکش میں ہوتا ہے۔ تو ہم اگر غور کرتے چلے جائیں تو رب کریم کی کتنی ہی نعمتیں ہمارے اوپر کھلتی چلی جائیں گے۔ رب کریم نے ہم پر بڑا کرم کیا ہمیں ایسا جسم عطا کیا کہ جو صحت مند جسم ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی زندگی کتنے آرام سے گزار رہے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مکان کی نعمت:

یہ تو وجودی نعمتیں تھیں اب ذرا باہر کی نعمتوں پر غور کریں۔ میرے دوستو! رب کریم نے ہمیں مکان عطا کیا، یہ ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ذرا ان لوگوں سے پوچھئے جو سڑکوں کے فٹ پاتھ پر اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے بھی تو دل کی تمنائیں ہوا کرتی ہیں ان کے دل کے اندر بھی کچھ حسرتیں ہوتی ہیں۔ ان کا بھی جی چاہتا ہوگا کہ کاش! کوئی ہمارے لئے بھی سر چھپانے کی جگہ ہوتی، وہ تو خیمے لگا کر زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ ذرا سی ہوا چلتی ہے تو ان کے خیمے گرنے لگتے ہیں اور جب بارش ہوتی ہے تو ان کے نیچے جل تھل ہو جاتا ہے۔ دسمبر اور جنوری کی سخت سردیاں وہ انہی خیموں میں گزارتے ہیں جب کہ رب کریم ہمیں عزتوں کے ساتھ گھر میں رہنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ہمیں اس نے گھروں کے اندر رہنے کی توفیق نصیب فرمائی، ہمارے اوپر نیلی چھت کے ساتھ ایک گھر کی چھت بھی عطا فرما دی۔

میٹھی میٹھی تنبیہ:

(دوران بیان جب لوگ اٹھنے لگے تو حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا) آپ حضرات اطمینان سے بیٹھئے، یہ عاجز اپنا مضمون اس وقت اٹھائے گا جب صرف طلب والے باقی رہ جائیں گے۔ جو مصروف لوگ ہیں وہ جا رہے ہیں اور جو باقی ہیں وہ بھی چلے جائیں اور پیچھے دیوانے رہ جائیں، پیچھے مجنوں رہ جائیں، پیچھے کوئی طلب والے رہ جائیں۔ جو کچھ دامن پھیلا کر بیٹھیں گے تو رب کریم پھر ان کی ضرورت کے مطابق کچھ باتیں کہلوا بھی دے گا۔ اس لئے اس عاجز کا آج شروع

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ارادہ یہی تھا کہ آرام و اطمینان سے بات کریں گے، ذرا چند منٹ دیکھیں گے کہ طلب والے باقی رہیں۔ یاد رکھیں کہ سُر والی تقریریں اور راگ والی تقریریں انسان کو سلاتی ہیں اور یہ جو ہم روکھی سوکھی باتیں کر رہے ہیں یہ انسان کو جگاتی ہیں۔ یہ جب احساس پیدا کر دیتی ہیں تو بندہ جاگتا ہے۔لہذا ہمیں اس سے کوئی فکر نہیں کہ کوئی اٹھ کے جا رہا ہے یا نہیں جا رہا۔ان کو یقیناً کوئی تقاضا ہوگا اس لئے انہیں جانے کی اجازت ہے اور جو کوئی سننے کے لئے بیٹھے ہیں رب کریم ان کی طلب کے مطابق ان کو عطا فرما دیں گے۔ یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ یہ عاجز کوئی خطیب واعظ تو ہے نہیں جو کوئی خطبہ دے اور وعظ کرے۔ چند سادہ سی باتیں ہیں جو اپنے مشائخ سے سیکھی ہوئی ہیں وہی سبق آپ حضرات کے سامنے دہراتا ہوں۔ جو لوگ طلب صادق لے کر بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دامن کو مراد سے بھر دیا کرتے ہیں۔تو میرے دوستو! ذرا اپنی باہر کی نعمتوں پر غور کیجئے کہ رب کریم کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہیں اور مکان تو بڑا نہ سہی کچا سہی مگر پروردگار کی یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ہم سارا دن کسی کام کے لئے نکلیں بالآخر لوٹ کر گھر آتے ہیں۔ کتنی تسلی ہوتی ہے۔

ہاتھ پھیلانے سے نجات:

ذرا غور کیجئے اگر آپ باہر چلتے ہوئے دیکھیں کہ کوئی فقیر مانگ رہا ہے، مرد ہو یا عورت آخر وہ بھی تو ایک انسان ہے مگر رب کریم نے اسے ایسے حال میں رکھ دیا کہ اسے دوسرے سے مانگنے کی ضرورت پڑ گئی۔ان کے پھٹے ہوئے کپڑے ہوتے ہیں جوان العمر بچیاں ہوتی ہیں جن کے سر پر دوپٹہ بھی پورا نہیں ہوتا، وہ غیر مردوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتی پھرتی ہیں۔ وہ بھی کسی کی بہن ہوگی، کسی کی بیٹی ہوگی، کسی کی ماں ہوگی، میرے دوستو! ہماری بہو بیٹیاں اپنے گھروں میں عزتوں کی روٹی کھا لیتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب کہ یہ عورتیں تو مانگ کر کھاتی ہیں، کبھی کوئی ٹکڑا ملا کبھی کوئی ٹکڑا ملا، ہمارے گھر کی عورتیں اپنی پسند کے کھانے دستر خوان پر لگا کر کھا لیتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا احسان ہے کہ ہماری عزتوں کو غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا نہیں پڑتا، ان کو کسی غیر کی محتاجی نہیں کرنا پڑتی ان کو کسی غیر کا احسان نہیں لینا پڑتا۔ رب کریم نے ہمیں کاروبار عطا کر دیا جس کی وجہ سے گھر کے اندر روزانہ کھانا بن جاتا ہے۔

اولاد کی نعمت:

اس سے ایک قدم اور آگے بڑھایئے کہ رب کریم نے اولاد کی نعمت عطا فرمائی۔ اس کی قدر و قیمت ذرا ان سے پوچھئے جو بے اولاد ہوتے ہیں۔ اس عورت سے پوچھئے جس کی شادی کو کئی سال گزر گئے اور اس کو اولاد کی نعمت نہیں ملی، اس کے دل میں کتنی تمنا ہوتی ہوگی کہ اللہ رب العزت مجھے بھی اولاد عطا کرتا، میں بھی صاحب اولاد ہو جاتی، میرے گھر میں بھی کوئی کھیلنے والا بچہ ہوتا، میرا گھر بھی آباد ہوتا، میرا گھر بھی مجھے باغ کی طرح لگتا، مگر اس کے دل کی تمنا پوری نہیں ہوتی۔ کتنی عورتوں کو دیکھا جنہیں خاوند کا پیار بھی نصیب ہے، گھر میں مال و دولت بھی نصیب ہے، بڑی کوٹھی بھی ہے، مگر ان کے پاس اولاد نہیں۔ کہتی ہیں جی ہمیں یہ گھر کھانے کو آتا ہے۔ اتنا بڑا گھر کس کام کا جب اس میں کھیلنے کے لئے اللہ نے کوئی بیٹا ہی نہیں دیا، اس ماں کے دل میں کتنی حسرت ہوتی ہے ذرا پوچھئے تو سہی۔ اس ماں کی حسرت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ یہ اگر رات کو تہجد کے لئے اٹھتی ہے تو یہ اللہ کے سامنے سربسجود ہو کر اولاد مانگتی ہے، جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتی ہے تو اس کی سب سے پہلی دعا اولاد کے متعلق ہوتی ہے۔ لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں اور یہ تہجد کی نماز پڑھ کر اللہ سے ایک نعمت مانگتی ہے جو اسے حاصل نہیں، کبھی قرآن پاک کی تلاوت کرتی ہے تو تلاوت کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بعد یہ اللہ رب العزت سے دعا مانگتی ہے، رب کریم! مجھے اولاد کی نعمت عطا فرما، کبھی کسی اچھی محفل یا مجلس کا پتہ چلا، یہ وہاں پہنچتی ہے اور دعا مانگتی ہے کہ اے اللہ! یہ تیرے نیک لوگوں کی محفل ہے، اپنے نیک بندوں کی برکت سے مجھے اولاد کی نعمت عطا فرما۔ یہ عورت حج پر گئی اس نے غلاف کعبہ کو پکڑ کے یہ دعا مانگی رب کریم! مجھے اولاد کی نعمت عطا فرما، اس نے مقام ابراہیم پر نفل پڑھے اس نے دعا مانگی رب کریم! اولاد کی نعمت عطا فرما۔ جہاں اسے قبولیت کے آثار نظر آتے ہیں وہ اپنے وہی دکھ اللہ کے سامنے روتی ہے، ہر وقت وہ فریادیں کرتی ہیں۔ اس کو کوئی پڑھنے کو تسبیح بتائے، اسے کوئی راتوں کو جاگ کر وظیفہ کرنا بتائے، یہ راتوں کو جاگ کر وظیفہ کرنے کے لئے تیار، بے چاری وضو کر کے گھنٹوں مصلے پر بیٹھی پڑھتی رہے گی۔ اسے گھر میں کوئی دلچسپی نظر نہیں آتی۔ اتنا بڑا گھر اسے ویران لگتا ہے، اس کے دل کی حسرت کا اندازہ لگایئے اس کے پاس مال بھی ہے، حسن و جمال بھی ہے، خاوند کا پیار بھی ہے، دنیا کی عزت بھی ہے، مگر یہ سب چیزیں اس کو معمولی نظر آتی ہیں کیونکہ اللہ نے اسے اولاد کی نعمت عطا نہیں کی ہوتی۔ اگر یہ مال دے کر اولاد خرید سکتی تو بھلا یہ اپنا سب کچھ لٹا نہ دیتی، اگر محنت کر کے اولاد کہیں سے لا سکتی تو یہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی جانے سے پیچھے نہ ہٹتی۔ مگر یہ نعمت وہ ہے کہ رب کریم جسے چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں اور جب وہ نہیں عطا کرتا تو دنیا کے ڈاکٹروں کی ڈاکٹری دھری کی دھری رہ جاتی ہے، سب حکیموں کی حکمت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ کہتے ہیں میاں بیوی میں کوئی نقص بھی نہیں مگر میرے مولا کی مرضی نہیں، سالوں گزر جاتے ہیں مگر سالوں کے بعد بھی اولاد نہیں ہوتی حتی کہ جوانی گزرنے کے قریب ہو جاتی ہے مگر دلوں کی حسرتیں دل میں رہ جاتی ہیں، پھر بھی دعائیں مانگ رہی ہوتی ہیں۔ ارے! میرے اور آپ کی تو بات کیا کرنی یہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نعمت ہے جس کے لئے انبیائے کرامؑ نے بھی دعائیں مانگیں۔قرآن گواہی دیتا ہے اللہ کے نبیؑ ہیں اوراس کے مقبول بندے ہیں ،مگر اللہ نے ان کو اولاد عطا نہیں کی ۔ان کے دل میں بھی اللہ نے یہ محبت ڈال دی ۔حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ ہے بال سفید ہو گئے ،ہڈیاں بوسیدہ ہو چکیں اور کھال لٹک چکی ،مگر اللہ نے اولاد کے بارے میں دل میں ایک تمنا پیدا کر دی تھی لہذا اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دعائیں مانگتے ہیں ۔وقت کے نبیؑ ہیں ان کی کیسی مقبول دعائیں ہوتی ہوں گی مگر عمر گزر گئی دعائیں مانگتے ہوئے۔ جوانی بڑھاپے میں بدل گئی آخر دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں رَبِّ اِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي پروردگار اب تو میری ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو گئیں وَ اشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا پروردگار میرے کالے بال سفید ہو گئے ،اے میرے مولا !تو میری اس دعا کو قبول فرما وَ لَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا اللہ میں نے ساری زندگی تیرا دروازہ کھٹکھٹایا ،پروردگار! مایوس اب بھی نہیں ہوں ،اس بڑھاپے میں بھی دل میں یہ امید ضرور ہے۔رب کریم! تیرا در کبھی نہ کبھی کھلے گا اور تو مجھے نعمت عطا فرمائے گا ،اتنی دعائیں مانگتے ہیں ۔رب کریم نے دعا کو قبول فرمالیا اور اس بڑھاپے میں اولاد کی نعمت عطا فرمادی۔ چنانچہ وہ نعمت جس کے لئے وقت کے انبیاء بھی دعائیں کرتے رہے تب اللہ کریم نے انہیں یہ نعمت عطا فرمائی۔میرے دوستو! ہم میں سے کتنے نوجوان ہیں جن کی شادی ہوتی ہے اور دو چار سال کے اندر اللہ ان کو بیٹے بھی عطا کر دیتے ہیں ،بیٹیاں بھی عطا کر دیتے ہیں ،ایک سے زیادہ اولاد ہوتی ہے ،یہ رب کریم کی ہم پر کتنی رحمت ہے ،گھروں کے اندر یہ بچے کھیلتے نظر آتے ہیں۔ یہ کتنا پیار ہم سے کر رہے ہوتے ہیں۔ کبھی بیٹی پیار کرتی ہے ،کبھی بیٹا پیار کرتا ہے ،کوئی ہمیں ابو کہہ رہا ہوتا ہے ،کبھی کوئی ضد کرتا ہے ،کبھی کوئی پاس آ کے کھانا کھا رہا ہوتا ہے ،میرے دوستو! یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی

نعمت ہے جو رب کریم نے ہمیں عطا فرما دی ہے۔ ہم تو دنیا کا سارا مال خرچ کر دیتے تو بھی یہ نعمت نہیں مل سکتی تھی ہمیں اللہ تعالیٰ کا کتنا شکر ادا کرنا چاہئے۔

بیوی جیسی نعمت:

اسی طرح ضروری ہے کہ جب کبھی بیوی پر نظر پڑے اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ رب العزت نے ایک ایسی عورت سے شادی کروادی کہ جو ایمان والی عورت ہے، ایسی عورت کے ساتھ شادی کروادی جو خاوند کے ساتھ اپنا وقت گزارتی ہے غیر کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی، جس کے چہرے پر اللہ نے شرم وحیا دیا، جس کو اللہ نے نمازوں کی توفیق عطا فرمائی، جو انسان کے لئے عزت و پاکدامنی کا ذریعہ بن جاتی ہے، گناہوں سے بچنے کا سبب بن جاتی ہے، جو اولاد کی تربیت کا ذریعہ بن جاتی ہے، جو انسان کے پیچھے اس کے گھر بار کی خیر خبر کرنے والی ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ گھر کو دیکھیں تو شکر ادا کریں اولاد کو دیکھیں تو شکر ادا کریں، اپنی صحت کو دیکھیں تو شکر ادا کریں، اپنی اچھی شکل کو دیکھیں تو شکر ادا کریں، اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنی مہربانی فرمائی۔

ہماری حالت:

حالت تو ہماری ایسی ہے کہ طرح طرح کے کھانے تو کھا لیتے ہیں لیکن بسم اللہ پڑھنا ہمیں یاد نہیں ہوتی، ہم کھانا کھا کے اٹھ جاتے ہیں لیکن کبھی اختتامی دعا پڑھنا یاد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ لذیذ مشروب پینے کو عطا فرمادیتے ہیں ہم ان کو پیتے ہوئے بسم اللہ نہیں پڑھ پاتے۔ سوچئے تو سہی یہ گندم کی روٹی جو ہمارے سامنے آئی، یہ تو گندم کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک دانہ تھا۔ کسی کسان نے اسے کھیت میں ڈالا۔ کسی نے زمین کو تیار کیا، پھر زمین سے اس کو نمی ملی، پھر اوپر سے سورج نے اسے حرارت پہنچائی، پھر چاند نے اس کو روشنی دی اور کبھی ہوا نے اس کی نشو ونما میں اضافہ کیا، اتنی چیزیں اس پر عمل درآمد کرتی رہیں بالآخر یہ فصل بنی۔ کسی نے اسے کاٹا ہوگا، کسی نے اسے صاف کیا ہوگا، کسی نے اسے پیسا ہوگا، کسی نے گوندھا ہوگا، ارے کسی نے پکایا ہوگا، اتنے مراحل سے نکل کر جب وہ روٹی ہمارے سامنے آتی ہے تو ہم کھاتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا بھول جاتے ہیں کاش! ہمیں اللہ رب العزت کی اس نعمت کا اتنا خیال ہوتا کہ ہم کھاتے ہوئے بسم اللہ ہی پڑھ لیتے، ہم کھاتے ہوئے اپنے پروردگار کا شکر ہی ادا کر لیتے کہ رب کریم! تیری کتنی نعمتیں ہیں جن کو کھا کر ہم دنیا میں زندگی گزارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار:

رب کریم فرماتے ہیں وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتے۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ بتاؤ! تم بارش کے پانی کے قطروں کو گن سکتے ہو، تو آپ گن نہیں سکتے، کوئی آپ سے پوچھے کہ آسمان کے ستاروں کو گن سکتے ہو تو آپ گن نہیں سکتے، کوئی آپ سے کہے ساری دنیا کے ریت کے ذرات کو گن سکتے ہو آپ نہیں گن سکتے، کوئی آپ سے کہے ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کو گن سکتے ہو آپ نہیں گن سکتے، لیکن میرے دوستو! یہ عاجز پھر بھی عرض کرتا ہے بارش کے پانی کے قطروں کا گننا ممکن ہے، آسمان کے ستاروں کا گننا ممکن ہے، ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کا گننا ممکن ہے، ساری دنیا کی ریت کے ذرات کا گننا ممکن ہے لیکن مولا کریم کے ہم پر کتنے احسانات ہیں ان احسانات کا گننا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم اللہ کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتے، میرے پروردگار! جب تیری اتنی نعمتیں ہمارے اوپر ہیں تو ہم تیری کس کس نعمت کا شکر ادا کریں۔

نعمتوں کی ناقدری کا وبال:

قرآن پاک کی ایک آیت ہے اس کو ذرا غور سے سنئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً اور اللہ مثال بیان کرتا فرماتا ہے قَرْيَةً ایک بستی والوں کی كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً جس میں امن بھی تھا اور اطمینان بھی تھا۔ دو لفظ استعمال کیے کہ اس بستی والوں کو امن بھی نصیب تھا اور اطمینان بھی تھا۔ امن کا کیا مطلب؟ کہ ان کو باہر کے دشمن کا کوئی ڈر نہیں تھا۔ اطمینان کا کیا مطلب؟ کہ کوئی اندر کا غم بھی نہیں تھا، اطمینان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی زندگی دی تھی کہ ان کے اوپر نہ کوئی غم تھا اور نہ کوئی خوف۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَأْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ ان کو چاروں طرف سے رزق کی بہتات نصیب تھی۔ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کی۔ پھر کیا ہوا؟ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ کیونکہ وہ کام ہی ایسے کیا کرتے تھے۔

بھوک ننگ اور خوف کا لباس:

اگر غور کریں تو ہم میں سے کتنے ایسے ہوں گے جن کو پہلے سب کچھ نصیب تھا بالآخر اللہ نے بھوک ننگ کا لباس پہنا دیا۔ خود آکے کہتے ہیں، حضرت! پتہ نہیں کیا ہو گیا پہلے تو یہ حال تھا کہ مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ سونا بن جاتی تھی اور اب سونے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ لگاتے ہیں تو وہ بھی مٹی ہو جاتا ہے۔ خود کہتے ہیں کہ حضرت! پتہ نہیں ایک خوف سا رہتا ہے، کبھی ہم بیمار، کبھی بیٹی بیمار، کبھی بیٹا بیمار، کبھی خاوند بیمار، کبھی بیوی بیمار، کسی نہ کسی کی بوتل ڈاکٹر کی طرف جاتی ہی رہتی ہے۔ ہر وقت خوف سا رہتا ہے کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے۔ یہ باتیں آپ کیوں سن رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ وہ بندہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی۔ آج اللہ تعالیٰ نے اس کو خوف اور افلاس کا لباس پہنا دیا۔ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی آج اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور وہ روتا پھرتا ہے کہ دل خوف سے بھر گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی جائے تو اللہ تعالیٰ بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پسند:

رب کریم چاہتے ہیں کہ میرے بندوں پر میری نعمتوں کے اثرات ظاہر ہوں۔ **اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّرٰی اَثَرِ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ** بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھے۔ تو اللہ تعالیٰ تو چاہتے ہیں کہ جن بندوں کو میں نے نعمتیں دیں وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں۔ مگر یہ بھی چاہتے ہیں کہ جو میرا کھائے وہ میرے گیت بھی گائے۔ اس لئے کہ ہر دینے والا اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جب کسی کو دیا جائے تو وہ بندہ احسان تو تسلیم کرے کہ ہاں میرے اوپر احسان کیا گیا ہے۔ رب کریم تو بڑی عظمتوں والے ہیں۔ انہوں نے ہمیں اتنا دیا اور بن مانگے دیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ ہم رب کریم کا احسان مانیں اور اپنے پروردگار کا شکر ادا کریں۔

ہمارے شکووں کی اصل وجہ:

آج ہم اکثر و بیشتر شکوے کرتے پھرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا تو سنتا ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں، دعائیں قبول نہیں ہوتی، ہم تو دعائیں مانگ مانگ کر تھک گئے ہیں، او جی کیا کریں کہ ہم نے تو بڑا کچھ پڑھا بھی ہے۔ یہ سارے شکوے کس لئے ہوتے ہیں؟ اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر کوئی احسان چڑھا دیا ہے۔ ہمارے شکووں کی اصل وجہ یہی ہے۔

احسانات خداوندی:

میرے دوستو! یاد رکھنا،

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت ازو شناس کہ در خدمت گزاشتت

(اے خادم! تو بادشاہ پر احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے ارے! بادشاہ کی خدمت کرنے والے تو لاکھوں ہیں لیکن یہ بادشاہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے خدمت کے لئے قبول کر لیا ہے۔)

کیا احسان جتلاتے پھرتے ہیں کہ ہم عبادتیں کرتے ہیں۔ کیا عبادتیں کرنے والوں کی کوئی کمی ہے؟ نہیں یہ تو پروردگار کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے آنے کی توفیق عطا فرمادی، اس نے اپنے گھر میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمادی۔ تو ہم اللہ رب العزت کا احسان مانیں کہ پروردگار! یہ تیرا کرم ہے۔

شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
میں کہ تھا بے راہ تو نے دستگیری آپ کی
گرد کعبے کے پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

جام زمزم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا
ڈال دی ٹھنڈک مرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا میں تو اس قابل نہ تھا
تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضریٰ کا سایہ میں تو اس قابل نہ تھا
بارگاہ سید الکونین میں آکر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا میں تو اس قابل نہ تھا

شکر کی کمی کا وبال:

میرے دوستو! ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زبان سے اپنے جسم سے اور اپنی عبادات سے اپنے پروردگار کا جتنا شکر ادا کریں اتنا تھوڑا ہے۔ آج یہ عمل امت میں گھٹتا چلا جا رہا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں واپس لیتے چلے جا رہے ہیں۔

قوم سبا پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں:

اللہ تعالیٰ نے ایک قوم سے کہا لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ تمہارے لئے قوم سبا کے اندر نشانیاں ہیں۔ یہ وہ قوم تھی جس کے پاس اتنے باغات تھے کہ جس راستے پہ چلتے تھے جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ان کے دائیں طرف بھی باغ ہوتا تھا، بائیں طرف بھی باغ ہوتا تھا اور پھر پروردگار کا ان پر کیا حکم تھا فرمایا، كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ تم اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ واشکر والہ اور اس کا شکر ادا کرو۔ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ یہ کتنا پاکیزہ شہر ہے۔ وَ رَبٌّ غَفُوْرٌ اور ان کا پروردگار ان کے گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتے ہیں کہ میرا دیا ہوا کھاؤ اور میرا شکر ادا کرو تا کہ میں تمہیں ظاہر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بھی عزتیں دوں گا اور تمہارے گناہوں کو بھی دھو کر رکھ دوں گا اور تمہیں روز محشر کی عزتیں بھی نصیب ہو جائیں۔ لیکن ہم پوری طرح شکر ادا نہیں کرتے۔

شکر کرنے کے طریقے:

ہماری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ سناؤ جی کام کیسا ہے؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ بس جی گزارہ ہے۔ حالانکہ یہ وہ آدمی بات کر رہا ہوتا ہے جس کی کئی دکانیں ہیں، کئی مکانات ہیں، جو اگر خود کھا پی لیتا ہے مگر اس کے پاس لاکھوں کی تعداد میں وافر مال پڑا ہوتا ہے، لاکھوں کی جائیداد کا مالک ہے۔ او خدا کے بندے! تیری زبان کیوں چھوٹی ہوگئی، تیری زبان سے کیوں تیرے رب کی تعریفیں ادا نہیں ہوتیں، اگر کوئی وزیر تیرے بچے کی نوکری لگوا دے تو جگہ جگہ اس کی تعریفیں کرتا پھرتا ہے کہ فلاں نے میرے بیٹے کی نوکری لگوادی۔ ارے! اس بندے نے تجھ پر چھوٹا سا احسان کیا تو اتنا احسان مند ہوتا ہے، تیرے پروردگار کے تجھ پر کتنے احسانات ہیں تو اس کے احسانات کی تعریف نہیں کرتا۔ پوچھا بھی جاتا ہے سناؤ، کاروبار کیسا؟ او جی بس گزارہ ہے، تجھے چاہئے تو یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میرے مولا کا کرم ہے، میری اوقات اتنی نہیں تھی جتنا رب کریم نے مجھے عطا کر دیا، میں تو اس قابل نہ تھا، میں پروردگار کا کن الفاظ سے شکر ادا کروں۔ میرے دوستو! ہم اپنے رب کے گن گایا کریں، کہا کریں کہ پروردگار نے مجھ پر اتنا کرم کیا کہ یقیناً میں اس قابل نہ تھا، میں تو ساری زندگی سجدے میں پڑا رہوں تو بھی اس مالک کا شکر ادا نہیں کر سکتا، میں تو ساری زندگی اگر اس کی عبادت میں گزار دوں تو پھر بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس قسم کا جواب دیں جس سے پروردگار کی عظمتیں ظاہر ہوں، اس کی تعریفیں ہوں کہ پروردگار نے ہم پر کتنے احسانات

www.besturdubooks.wordpress.com

کیے، ہمیں اس کے شکر ادا کرنے کا سبق پھر سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ آپ غور کریں گے تو آپ کو اپنے گرد کتنی ہی نعمتیں ایسی نظر آئیں گی کہ آپ خود ہی کہیں گے کہ رب کریم کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں، میں تو اس کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

عیبوں کی پردہ پوشی:

ارے! اور تو اور، رب کریم نے ہم پر اتنی نعمتیں کیں کہ آج ہم دنیا کے اندر عزت بھری زندگی گزار رہے ہیں۔ رب کریم نے ہمیں چھپائے رکھا ہے۔ یہ پروردگار کا کتنا بڑا کرم ہے۔ جو ہم عزتوں کی زندگی گزارتے پھرتے ہیں یہ مولا کی صفت ستاری کا صدقہ ہے۔ اگر پروردگار اپنی ستاری کی چادر ہم پر نہ پھیلاتا، وہ اگر اپنے پردۂ رحمت کی چادر ہمارے اوپر نہ ڈال دیتا تو ہمارے عیب لوگوں کے اوپر کھل جاتے اور ہمارے اندر کے جذبات کو اگر مجسم کر کے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا جاتا تو ہم ندامت سے چہرہ دکھا نہ سکتے اور سوچئے کہ ہمارے اندر کی کیفیتیں کیا ہیں اور اوپر سے لوگ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ یہ جو عزتوں کی زندگی گزارتے پھرتے ہیں یہ بھی تو مولا کا کرم ہے کہ پروردگار نے ہمارے عیبوں پر پردہ ڈال دیا اور ہماری اچھی باتوں کو لوگوں کے سامنے پھیلا دیا، آج لوگ تعریفیں کر رہے ہوتے ہیں۔

مولا کی تعریف:

جس نے ہماری تعریف کی اس نے درحقیقت پروردگار کی ستاری کی تعریف کی۔ سچی بات بھی یہی ہے کہ اگر مخلوق مخلوق کی تعریف کرے تو یہ بھی مولا کی تعریف ہے، اگر مخلوق خالق کی تعریف کرے تو یہ بھی مولا کی تعریف ہے، اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

خالق مخلوق کی تعریف کرے تو یہ بھی مولا کی تعریف ہے اور اگر خالق اپنی تعریف آپ کرے تو یہ بھی مولا کی تعریف ہے۔ ساری تعریفیں اسی کو سزاوار ہیں۔ سب تعریفوں کی شان اسی کو زیبا ہے۔ اللہ رب العزت کو یہی بات بجتی ہے۔ سب تعریفیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان نعمتوں کو غور سے دیکھیں اور پروردگار کا شکر ادا کیا کریں۔

بھکاری کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا طریقہ:

اگر کوئی سائل آ کر سوال کرے تو تم اس کی صحت کو نہ دیکھا کرو، اس کو جھڑک نہ دیا کرو بلکہ کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا کرو۔ اگر معذور دیکھو تو زیادہ دے دیا کرو مگر خالی نہ بھیجا کرو، پروردگار کا حکم بھی تو یہی ہے وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ اور تم سوال کرنے والے کو انکار نہ کرو، اس کے حالات کیسے ہیں؟ یہ تو وہی جانتا ہے جو سوال کی ذلت کو برداشت کر چکا ہے۔ آپ تو اس لئے اس کو دے دیں کیونکہ پروردگار نے تمہیں دینے والا بنایا ہے مانگنے والا نہیں بنایا۔ اگر وہ چاہتا تو تمہیں اس کی جگہ پہ کھڑا کر دیتا اور اسے تمہاری جگہ پہ لے آتا مگر پروردگار نے تمہیں آج دینے والا بنایا اس لئے جب کوئی مانگنے آیا کرے تو کانپا کریں اور رب کا شکر ادا کیا کریں کہ رب کریم! تیرا کتنا کرم ہے، میرے ہاتھ بھی دوسروں کے سامنے پھیل سکتے تھے، میری بیٹی کے ہاتھ بھی پھیل سکتے تھے، میری بیوی کے ہاتھ بھی پھیل سکتے تھے، تیرا کتنا کرم کہ تو نے ہمیں عزت کی حالت میں رکھا، ہمیں لینے کی بجائے دینے والا بنا دیا۔

الحمد للہ کہنے کی عادت:

آپ اکثر دیکھیں گے کہ ہم اپنی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے الحمد للہ کا لفظ اکثر نہیں بولتے۔ کوئی آ کے پوچھتا ہے، سناؤ جی! کیا حال ہے؟ ہم نے کبھی نہیں کہا،

www.besturdubooks.wordpress.com

الحمدللہ، میری صحت ٹھیک ہے، الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے مجھے خوبصورت گھر دیا، الحمدللہ، اللہ نے بیٹا دیا، الحمدللہ، میں نے کھانا کھایا، ہماری گفتگو میں الحمدللہ کا لفظ بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ ارے! پروردگار کو خود فرمانا پڑا وَ قَلِيْلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرِ میرے بندوں میں سے تھوڑے شکر گزار بندے ہیں۔ سوچئے تو سہی کہ اس پروردگار کو یہ کہنا پڑا جس پروردگار کی نعمتیں تمام انسانوں پر ہیں، جو اپنوں کو بھی دیتا ہے اور پرایوں کو بھی دیتا ہے، وہ جو ایمان والوں کو بھی دیتا ہے اور کافروں کو بھی دیتا ہے۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

لمحہ فکریہ:

ایک کتا جس کو مالک خشک ٹکڑا ڈالتا ہے وہ اپنے مالک کا اتنا وفادار بنتا ہے کہ مالک کے گھر کا ساری رات جاگ کر پہرہ دیتا ہے۔ مالک کھانا کھا رہا ہوتا ہے تو یہ جوتوں میں بیٹھ کر مالک کو دیکھ رہا ہوتا ہے، مالک ہڈی پھینک دے تو خوشی سے کھا لیتا ہے، اگر کچھ نہ پھینکے تو صبر کے ساتھ وہیں وقت گزارتا ہے، اس کی زبان پر شکوے کے کلمات نہیں آتے۔ او بندے! تیرے پروردگار نے تجھے صبح، دوپہر، شام کھانے کو عطا کیا، تو من مرضی کی غذائیں کھاتا ہے، پھر کوئی چھوٹی موٹی ناگوار بات پیش آجاتی ہے تو فوراً شکوے کرتا ہے کہ اوجی ہم نے تو بڑی دعائیں مانگی ہیں سنتا نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج ہمارے اندر تکبر اتنا بھر چکا ہے کہ ہم جب کہہ رہے ہوتے کہ اللہ ہماری سنتا نہیں تو دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ رہے ہوتے ہیں اے اللہ! ہم نے (Planing) تو کر لی، پروگرام تو بنا لیا اب اے اللہ! اس پر عمل درآمد آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

جلدی جلدی کر لیجئے۔ ارے وہ پروردگار ہے، اس پروردگار کو ہم نے معاذ اللہ ملازم کی طرح سمجھا ہوا ہے کہ اب وہ اس پر عمل درآمد کر دے گا۔ اس پروردگار کی شان ہے کہ وہ چاہے تو بندوں کی دعاؤں کو قبول کر لے اور اگر وہ نہ چاہے تو اپنے انبیاء کی دعاؤں کو بھی رد کر دے، اسے کوئی روکنے والا نہیں، اگر وہ چاہے تو فاسق و فاجر کی دعاؤں کو قبول کر لے، وہ بے نیاز ذات ہے۔

میرے دوستو! اس کی شان بے نیازی کا اظہار ہوتا ہے تو بلعم باعور کی 500 سال کی عبادت کے باوجود اس کو پھٹکار کے رکھ دیتے ہیں اور جب اس کی رحمت کی ہوا چلتی ہے تو فضیل بن عیاض جو ڈاکوؤں کے سردار تھے، رب کریم اس کو وہاں سے اٹھا کر ولیوں کا سردار بنا کے رکھ دیتے ہیں، پروردگار بے نیاز ذات ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کبھی اس کی بے نیازی کا مظاہرہ ہو، پھر تو ہم ننگی کا ناچ ناچتے پھریں گے۔ یاد رکھنا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو پگڑیاں اچھل جاتی ہیں، دوپٹے اتر جاتے ہیں، پھر انسان گھر بیٹھے بٹھائے ذلیل ہو جاتا ہے، بڑی بڑی عزتوں والے لوگوں کو چہرہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے۔ پروردگار ناراض نہ ہو، اگر ناراض ہو جائے تو چلتے پھرتے بھی وہ بندہ مرا پھرتا ہے اس کے اندر کا انسان زندہ نہیں ہوتا۔ لوگ خود کہتے ہیں کہ اب تو ہم اتنے ذلیل ہو گئے کہ مرے پھرتے ہیں، ہماری زندگی بھی کوئی زندگی ہے۔

میرے دوستو! پروردگار کبھی ناراض نہ ہو، یہ دعائیں مانگا کرو، رب کریم! راضی رہنا، ہم پر مہربانی فرماتے رہنا، ہماری ان کوتاہیوں کی وجہ سے کہیں ہم سے ناراض نہ ہو جانا۔ جب رب کریم کی رحمت کی نظر ہٹ جاتی ہے تو پھر بندے کی کشتی ہچکولے کھانے لگ جاتی ہے۔ پھر تو ایمان کی حفاظت مشکل ہوتی ہے۔ پھر تو انسان کو اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

عزت کی حفاظت مشکل ہوتی۔ ہمیں چاہئے کہ جو نعمتیں اس نے دیں ان کا شکر ادا کریں اور جو ہمارے اوپر نعمتیں نہیں ہیں ہم ان کو اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں، اس کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ رب کریم اس دروازے کو کھولے گا اور ہمیں وہ نعمتیں بھی عطا فرما دے گا۔ لہذا اس سبق کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے جب ہم شکر ادا کرنا سیکھ لیں گے تو اللہ رب العزت اپنی نعمتوں کو اور زیادہ کر دیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی نعمتوں سے بھی مالا مال فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں روحانی نعمتوں سے بھی مالا مال فرمائیں گے۔

تین آدمیوں کی آزمائش:

حضرت مولانا بدر عالمؒ نے ترجمان السنہ میں اس حدیث کا بھی تذکرہ فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ان میں سے ایک آدمی کے چہرے پر برص کے داغ تھے دوسرے کے سر پر بال نہیں تھے اور تیسرا آنکھوں سے اندھا تھا۔ ان تینوں کے ساتھ عجیب معاملہ پیش آیا۔ ان میں سے ایک آدمی ایسا تھا جس کے چہرے پر برص کے داغ تھے، شکل بھی اچھی نہ تھی، لوگ اسے دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے، محفل میں بیٹھ کر وہ اپنے آپ کو مجرم کی طرح محسوس کرتا تھا۔ اس لئے بڑا پریشان پھرتا تھا۔ اس کا کاروبار بھی نہیں چلتا تھا۔

اس کے پاس ایک آدمی آیا اور آکر اس آدمی نے کہا کہ بتاؤ کہ تمہاری کوئی پریشانی ہے۔ یہ کہنے لگا، ہاں بڑی پریشانی ہے۔ پوچھا، کونسی پریشانی ہے؟ وہ کہنے لگا، اللہ تعالیٰ میرے برص کے داغ ٹھیک کر دے، میرا چہرہ اس قابل ہو کہ میں لوگوں میں عزت کے ساتھ بیٹھ سکوں اور اللہ تعالیٰ میرا کاروبار ٹھیک کر دے تاکہ میں عزت کی روزی کھا سکوں، میرے لئے یہی کافی ہے۔ چنانچہ اس آدمی نے دعا کی۔ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ نے اس بندے کی برص کی بیماری کو دور کر دیا اور اسے ایک اونٹنی عطا کی۔ اونٹنی کی نسل اتنی بڑھی کہ ہزاروں اونٹوں اور اونٹنیوں کا وہ مالک بن گیا۔ اس کا شمار امیر آدمیوں میں ہونے لگا۔

پھر وہ آدمی دوسرے کے پاس گیا۔ جس کے سر پر بال نہیں تھے۔ لوگ اس کا مذاق اڑاتے رہتے تھے اور اسے گنجا کہتے تھے۔ کاروبار بھی اچھا نہیں تھا لہٰذا پریشان بھی رہتا تھا۔ اس آدمی نے پوچھا، سناؤ بھئی تمہارا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگا، بس ایک تو سر پر بال نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوں اور دوسرا کاروبار نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوں۔ اس آدمی نے کہا، اچھا اللہ تعالیٰ تمہارے سر پر خوبصورت بال اگا دے کہ تم دیکھنے میں خوبصورت نظر آؤ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا کاروبار عطا کرے۔ چنانچہ اس کے سر پر خوبصورت بال آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک گائے عطا کی۔ گائے کی نسل اتنی بڑھی کہ ہزاروں گائیوں کا وہ مالک بن گیا اور وقت کے بڑے امیر آدمیوں میں اس کا شمار ہونے لگ گیا۔

پھر وہ آدمی تیسرے کے پاس گیا اور پوچھا کہ سناؤ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا، میں تو آنکھوں سے اندھا ہوں، میں تو ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوں، میں تو لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہوں، میری بھی کیا زندگی ہے؟ دعا کرو اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرما دے اور اللہ تعالیٰ مجھے اچھا رزق عطا کرے اور غیر کی محتاجی سے بچا لے۔ چنانچہ اس آدمی نے دعا دی۔ اللہ تعالیٰ نے بینائی بھی عطا فرما دی اور اس کو ایک بکری عطا کی۔ اس بکری کا ریوڑ اتنا بڑھا کہ وہ ہزاروں بکریوں کا مالک بن گیا۔ اس کا شمار بھی امیر کبیر آدمیوں میں ہونے لگا۔

کئی سال ان نعمتوں میں گزر گئے۔ لوگوں میں بڑے چرچے، بڑی عزتیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فلاں تو چوہدری صاحب ہیں، فلاں تو نواب صاحب ہیں، فلاں تو رانا صاحب ہیں۔ان کا رہن سہن امیرانہ بن گیا۔ بڑے نوکر چاکر ہو گئے۔ دنیا کے مکان اور محل بنا لیے تھے، بڑی عزتوں کی زندگی گزارنے لگے اور وقت کے ساتھ ساتھ غفلت کا شکار ہو گئے۔

جب کافی عرصہ گزر گیا تو وہی آدمی پہلے کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں محتاج ہوں، میں غریب ہوں، میں آپ کے پاس آیا ہوں، ایک وقت تھا جب آپ کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ عطا کر دیا۔ آپ مجھے اسی اللہ کے نام پر کچھ دے دیں۔ یہ سن کر اس آدمی کو بڑا غصہ آیا۔ کہنے لگا تم نے یہ کیوں کہا کہ ایک وقت تھا جب تمہارے پاس کچھ نہیں تھا، میرا دادا امیر، میرا باپ امیر، اور میں خود امیر، میں نے بچپن میں فلاں جگہ زندگی گزاری، میں تو سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوا تھا، میں نے تو بچپن سے دولت دیکھی ہے، ارے! میں تو خاندانی امیر ہوں، تم کیسی باتیں کرتے ہو، تم نے لوگوں کے سامنے یہ بات کر کے میری بے عزتی کر دی۔ اس نے کہا، اچھا پھر جیسے تم پہلے تھے اللہ تعالیٰ تمہیں ویسا ہی کر دے۔ یہ کہہ کر وہ آدمی چلا گیا۔ مشیت خداوندی سے اس کو پھر برص کا مرض ہو گیا، ایسی بیماری پھیلی کہ ساری کی ساری اونٹنیاں مر گئیں، جائیداد بھی ختم ہو گئی اور یہ اسی پہلی والی حالت میں دوبارہ آ گیا۔

پھر وہ آدمی دوسرے کے پاس گیا۔ اس کو کہنے لگا کہ میں بڑا ہی غریب ہوں، محتاج ہوں، مجھے اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔ اسی اللہ کے نام پر جس نے آپ کو سب کچھ دیا حالانکہ آپ کے پاس تو اپنا کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ کہنے لگا تم نے کیسی بات کی؟ ارے! میں بڑا عقلمند آدمی ہوں، دنیا مجھے بڑا بزنس مین کہتی ہے، دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے فیصلے تسلیم کرتی ہے، میں نے فلاں کاروبار کیا ایسا سودا کیا کہ مجھے اتنی بچت ہوئی، فلاں سودا کیا اتنی بچت ہوئی، میاں! محنت سے کمایا ہے، بغیر محنت کے کچھ نہیں ملتا، تم ویسے ہی چل کے آ گئے ہو بھوکے ننگے بن کر، تمہیں کیسے مل سکتا ہے، ہم نے یہ محنت کی کمائی کی ہے کوئی آسمان سے ویسے نہیں گر گیا، ہم نے دن رات اس کے پیچھے محنت کی تب ہمیں یہ ملا ہے۔ جب اس نے اس قسم کی باتیں کیں تو یہ آدمی کہنے لگا، اچھا جیسے تم پہلے تھے پھر اللہ تعالیٰ تمہیں ویسا ہی کر دے۔ جب اس نے بددعا کر دی تو اس کی گائیں سب کی سب مر گئیں، جائیدادیں نقصان کا شکار ہو کر ہاتھوں سے نکل گئیں، اس کے سر کے بال بھی گر گئے، جس حالت میں پہلے تھا اسی حالت میں وہ دوبارہ ہو گیا۔

پھر وہ تیسرے آدمی کے پاس گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میاں! میں محتاج ہوں، میں غریب ہوں، مجھے کچھ دے دو اسی اللہ کے نام پر جس نے آپ کو سب کچھ دیا حالانکہ آپ کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ جیسے ہی اس نے یہ بات کہی اس آدمی پر عجیب سی کیفیت طاری ہوئی۔ آنکھوں سے آنسو آنے لگے اور وہ کہنے لگا کہ بھائی! تم بالکل ٹھیک کہتے ہو، میں تو اندھا تھا، میں تو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلایا کرتا تھا، میں تو در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا، میری دنیا ویران تھی، میں بھیک مانگتا تھا، لوگوں کے سامنے کشکول پکڑ کے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کوئی خدا کا بندہ آیا اس نے دعا کر دی، میرے رب نے مجھے آنکھوں کی بینائی بھی عطا کر دی اور ایک بکری ایسی دی جو اتنی برکت والی تھی آج دیکھو کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان جتنا ریوڑ نظر آتا ہے یہ سب میرے مولا کا کرم ہے۔ یہ سب میرے مولا کی دین ہے، میرے پاس اپنا کچھ نہیں تھا یہ کسی کی دعا لگ گئی۔ میرے دوست! تم اس اللہ کے نام پر مانگنے کے لئے آئے ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

میرا ریوڑ تمہارے سامنے ہے تم جتنا چاہو ان بکریوں میں سے لے سکتے ہو۔ میرے مال میں سے جتنا چاہو تم لے سکتے ہو۔ میں اپنی اوقات کو کیوں بھولوں، میں تو وہی اندھا ہوں، میرے مولا نے مجھ پر کرم کیا۔ اس اجنبی شخص نے کہا تمہیں مبارک ہو، میں تو اللہ کا فرشتہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تین بندوں کے پاس امتحان کے لئے بھیجا تھا دو بندے اپنی اوقات کو بھول گئے اور ان سے پروردگار نے نعمتوں کو واپس لے لیا مگر تم نے اپنی اوقات کو یاد رکھا، جا اللہ تیری عزت میں اور مال میں اضافہ فرما دے۔ چنانچہ یہ آدمی بنی اسرائیل کے بڑے باعزت مال والوں میں سے بن گیا۔

اللہ کی تعریفیں کریں:

میرے دوستو! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی اوقات کو یاد رکھیں، ہم دنیا میں آئے تھے تو کیا کچھ لے کے آئے تھے، جسم پر لباس بھی نہ تھا، دوسری چیزیں تو بعد کی باتیں ہوتی ہیں، جو کچھ ملا پروردگار نے دیا ہم اس پروردگار کا دیا ہوا کھائیں اور اسی کے گیت گائیں، اس کی تعریف کرتے ہوئے نہ تھکیں، ہر وقت زبان پر اس کی تعریفیں ہوں، ہر وقت اسی پروردگار کی شان بیان کریں، اتنی تعریفیں کریں حتیٰ کہ لوگ ہمیں دیوانہ کہنے لگ جائیں۔ اگر دیوانوں کی طرح ہم پروردگار کی رحمتوں کا شکر ادا کریں تو ہم اس کی رحمت کا شکر پھر بھی ادا نہیں کر سکتے۔ میرے دوستو! سچی بات کہتا ہوں اس وقت منبر رسول پر بیٹھا ہوں۔ وہ پروردگار اگر ہمیں آنکھیں نہ دیتا تو ہم اندھے ہوتے، وہ ہمیں گویائی نہ دیتا تو ہم گونگے ہوتے، وہ ہمیں سماعت نہ دیتا تو ہم بہرے ہوتے، وہ ہمیں عقل نہ دیتا تو ہم پاگل ہوتے، وہ ہمیں صحت نہ دیتا تو ہم بیمار ہوتے، وہ اولاد نہ دیتا تو ہم لاولد ہوتے، وہ ہمیں مال نہ دیتا تو ہم بھک منگے غریب ہوتے، یہ جتنی نعمتیں ہیں یہ سب میرے پروردگار کا کرم ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی قدر کریں:

او کیوں نہیں دامن پھیلاتے اور مالک کا شکر ادا کرتے کہ رب کریم! قربان جائیں تو نے نعمتوں کی انتہا کر دی۔ مگر ہم اس کا شکر ادا نہیں کر سکے۔ اللہ! جواب تک غلطی کر چکے، ناشکری والی، اتنے کریم آقا کو قرآن میں کہنا پڑا وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ میرے بندوں میں سے تھوڑے میرا شکر ادا کرنے والے ہیں۔ ایسے کریم آقا کو کہنا پڑا وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ارے! ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسے کرنی چاہئے تھی۔ واقعی ہم ناقدرے نکلے، ناشکرے نکلے، پروردگار! ہمارے اس گناہ کو معاف فرما دے۔ اور آئندہ ہمیں اپنی قدر دانی کی اور اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔

چھوٹی موٹی پریشانیاں زندگی کا حصہ ہوتی ہیں۔ جب مالک کی طرف سے لاکھوں خوشیاں اور نعمتیں ملیں تو شکر کیا کریں اور، چھوٹی موٹی پریشانیوں پر صبر کیا کریں۔ رب کریم صبر کرنے والے کو بھی جنت عطا کرے گا، شکر کرنے والے کو بھی جنت عطا کرے گا۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

صبر کی برکات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ .
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ
الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

حالات کا تغیر:

انسانی زندگی کے حالات ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔کبھی خوشی کی گھڑیاں ہوتی ہیں اور کبھی غم کی کیفیت ہوتی ہے،کبھی انسان کا ہاتھ کھلا ہوتا ہے اور کبھی قرضوں کے بوجھ نیچے دبا ہوتا ہے،کبھی جوانی اور صحت کا عالم ہوتا ہے اور کبھی بیماری کی وجہ سے چارپائی کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔زندگی غم اور خوشی کے درمیان گزرتی چلی جارہی ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ وقت گزر رہا ہے مگر موت کے وقت پتہ چلتا ہے کہ وقت کیا گزرنا تھا میں ہی اس دنیا سے گزر گیا۔

ایک ہی کام سب کو کرنا ہے
یعنی جینا ہے اور مرنا ہے
رہ گئی بات رنج و راحت کی
یہ فقط وقت کا گزرنا ہے

سب کے لئے ایک ہی کام ہے کہ جینا ہے اور مرنا ہے۔یعنی عمل کرنے ہیں اور حساب دینا ہے۔رہ گئی خوشی اور غم کی بات تو یہ زندگی کی ترتیب ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خوشی اور غم کے اسباب:

جب انسان پر اللہ رب العزت کے جمال کی تجلیات وارد ہوتی ہیں تو اسے خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔ ایسے میں اگر وہ مٹی کو بھی ہاتھ لگائے تو سونا بنتی ہے، الٹے کام کو بھی اللہ تعالیٰ سیدھا کر دیتے ہیں، فصلوں میں برکت ڈال دیتے ہیں، دنیا میں ہر طرف سے ایسے انسان کیلئے واہ واہ کی صدائیں آتی ہیں۔ اور جب کبھی انسان پر جلال کی تجلیات پڑتی ہیں تو پھر انسان کے لئے دنیا میں مشکلات ہی مشکلات ہوتی ہیں، ہر طرف سے پریشانیاں، دایاں قدم اٹھائے تو پریشانی، بایاں قدم اٹھائے تو پریشانی، سونے کو ہاتھ لگائے تو وہ بھی مٹی بن جاتا ہے، چلتے کام کو ہاتھ لگائے تو وہ اٹک جاتا ہے، سوچ سمجھ کر عزت کے حصول کے لئے قدم اٹھاتا ہے مگر بدنامی اور ذلت مل جاتی ہے، ہر طرف سے بری خبریں، پریشانیاں، مصیبتیں اور بیماریاں گھیر لیتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی تجلیات ہوتی ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا **وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْسُطُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ** اللہ تعالیٰ ہی قبض کرنے والا اور کھولنے والا ہے۔ تو قابض اور باسط اللہ تعالیٰ کے دو نام ہیں۔ قابض کا مطلب ہوتا ہے قبضے میں لینے والا، چھین لینے والا، اور باسط کہتے ہیں کھول دینے والے کو۔ لہذا جب انسان اللہ تعالیٰ کے اسم قابض کا مظہر بنتا ہے تو پھر اس کے اوپر غم اور اندوہ ہوتا ہے اور جب اسم باسط کا مظہر بنتا ہے تو پھر اس کے اوپر خوشی اور فراخی کا معاملہ ہوتا ہے۔ کبھی خوشی اور کبھی غم ہوتا ہے۔ کبھی خزاں اور کبھی بہار ہوتی ہے۔

کبھی جوش جنوں ایسا کہ چھا جاتے ہیں صحرا پر
کبھی ذرے میں گم ہو کر اسے صحرا سمجھتے ہیں

شیطان کا ورغلانا:

شیطان ان دونوں حالات میں بندے کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے۔ خوشی

www.besturdubooks.wordpress.com

کے حالات ہوں تو غفلت میں ڈال دیتا ہے اور غم کے حالات ہوں تو نا امید بنا دیتا ہے۔ غفلت میں پڑنے والا بھی راستے سے ہٹ گیا اور نا امید ہونے والا بھی راستے سے ہٹ گیا۔ ان مجالس کا بنیادی مقصد اسی بات کو سمجھانا ہوتا ہے۔ اپنی تقریر کا جادو جگانا نہیں ہوتا۔ بلکہ بات سمجھا کر زندگیوں میں کوئی تبدیلی پیدا کرنی ہوتی ہے۔

داخلہء جنت:

اس عاجز کو یاد ہے کہ پچھلی محفل میں اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا مضمون آپ کی خدمت میں بیان کیا تھا اور آج مصیبتوں پر صبر کرنے کے بارے میں کچھ کہنے کا ارادہ ہے۔ شکر ادا کرنے والا بھی جنتی اور صبر کرنے والا بھی جنتی۔ گویا شکر اور صبر دونوں داخلہء جنت کے اسباب ہیں۔ انسان خوشی کے حالات میں ہو تو شکر ادا کرے اور غم اور پریشانی کے حالات میں ہو تو صبر کرے۔

چراغ بجھ جانے پر اجر وثواب:

مومن کو اس دنیا میں جو بھی پریشانی آتی ہے چھوٹی یا بڑی، اللہ رب العزت کی طرف سے اس کا اجر اور بدلہ ملتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ رات کو چراغ جل رہا ہے، ہوا کا جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فوراً پڑھا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بڑی حیران ہوئیں۔ عرض کیا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ آیت تو بڑے غم اور مصیبت کے آجانے پر پڑھی جاتی ہے۔ فرمایا، عائشہ! مومن کے لئے اس کا چراغ بجھ جانا بھی ایک مصیبت ہے اور اس چراغ کے بجھ جانے پر جو یہ آیت پڑھے گا اللہ رب العزت کی طرف سے اس پر بھی اجر ملے گا۔ جب گھر کا چراغ بجھ جائے اس پر صبر کرنے والے کو اجر ملتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو جس کے بیٹے کی زندگی کا چراغ بجھ جائے اگر اس پر کوئی صبر کرے گا تو اس کو کتنا اجر عطا کیا جائے گا۔

مریض کے لئے اجر وثواب:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار پڑ جاتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس مریض کے منہ سے کراہنے کی جو آواز نکل رہی ہے یعنی ''ہوں ہوں'' ہر ہر مرتبہ کراہنے پر سبحان اللہ کہنے کا اجر لکھا جائے۔ اور اگر درد کی وجہ سے وہ مریض چیخنے لگے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ تم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کا اجر اس کے نامہ اعمال میں لکھو۔ جب وہ مریض سانس لیتا ہے تو ہر ہر سانس کے بدلے اللہ کے راستے میں صدقہ کرنے کا اجر اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ جب وہ مریض بستر پر سوتا ہے تو بستر پر لیٹنے سے اس کو اس طرح اجر دیا جاتا ہے جس طرح کہ مصلے کے اوپر کھڑے ہو کر تہجد پڑھنے والے کو اجر دیا جاتا ہے اور جب وہ آدمی اپنی بیماری اور تکلیف کی وجہ سے کروٹ بدلتا ہے تو اس کو اللہ رب العزت کے راستے میں دشمن پر پلٹ پلٹ کر حملے کرنے کا اجر دیا جاتا ہے۔

آیت کریمہ کی فضیلت:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ یہ پڑھ لے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ اسے آیت کریمہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنی بیماری میں اس کو چالیس مرتبہ پڑھ لے تو اگر صحت ملی تو اللہ تعالیٰ گناہوں سے پاک فرما دیں گے اور اگر اس بیماری میں اس کی موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہداء کی قطار میں کھڑا فرما دیں گے۔

مریض مستجاب الدعوات ہوتا ہے:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب تم عیادت کرنے کے لئے کسی مریض کے پاس

www.besturdubooks.wordpress.com

جاؤ تو اس سے اپنے لئے دعا کرواؤ اس لئے کہ مرض کی حالت میں اللہ رب العزت بندے کی دعا کو اس طرح قبول کرتے ہیں جس طرح کہ وہ اپنے فرشتوں کی دعا کو قبول کرلیا کرتے ہیں۔

سیدنا ایوب علیہ السلام کا صبر:

سیدنا ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ اللہ رب العزت نے ان کو مال دیا، اولاد دی، حتیٰ کہ ہر طرح کی نعمتیں دی تھیں۔ شیطان کہنے لگا کہ ان کی ساری عبادتیں اس لئے ہیں کہ ان کو دنیا کا مال و متاع ملا ہوا ہے، ذرا لے کے دیکھیں تو پھر پتہ چلے۔ اللہ رب العزت کے اذن سے ان کا جتنا مال تھا وہ سارا کا سارا کسی وجہ سے ضائع ہو گیا۔ کہنے لگا، اولاد تو ہے۔ ایسی بیماری آئی کہ ان کی جتنی اولاد تھی وہ ساری کی ساری ان کی آنکھوں کے سامنے فوت ہو گئی۔ شیطان کہنے لگا، صحت تو ہے۔ اللہ رب العزت نے ان کے جسم پر چیچک کے دانوں کی طرح کے دانے نکال دیئے۔ حتیٰ کہ ان کی زبان اور آنکھوں کے سوا پورا جسم ان دانوں سے بھر گیا۔ وہ دانے اتنے بڑے زخم بن گئے کہ اس میں کیڑے بھی پڑ گئے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس بیماری میں اٹھارہ سال گزر گئے۔ اور ہر دن اللہ رب العزت کی طرف سے ان کے صبر کی وجہ سے ان کے درجات بلند ہوتے، زبان سے شکوہ اور شکایت کی کوئی بات نہ نکلتی۔ حتیٰ کہ اگر کوئی کیڑا جسم کے زخم سے گرتا تھا تو وہ اس کو بھی اٹھا کر واپس رکھ دیتے تھے کہ جب میرے جسم کو اللہ تعالیٰ نے تیری غذا بنایا تو نیچے کیوں گر رہا ہے۔

اٹھارہ سال کے بعد شیطان بہت پریشان ہوا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ایسے مقرب بندے ہیں کہ اتنی آزمائشوں میں بھی اپنی زبان سے کوئی بے صبری یا ناشکری کا لفظ نہیں نکالا۔ شیطان کو پریشان دیکھ کر اس کے چیلوں نے اسے کہا کہ میاں! تم نے

www.besturdubooks.wordpress.com

جس طرح ان کے جدامجد کو بھول میں ڈالا تھا، کیوں نہ ہم ان پر وہی گر آزمائیں۔ کہنے لگا، ہاں۔ چنانچہ وہ ان کی بیوی کے پاس ایک حکیم اور طبیب کی شکل میں گیا اور کہنے لگا کہ دیکھو میں تمہیں ایک بات بتانے کے لئے آیا ہوں تاکہ تمہارے میاں کو صحت حاصل ہو جائے۔ وہ خوش ہوئیں، ہر بیوی چاہتی ہے کہ خاوند کو صحت ملے۔ کہنے لگا کہ اس کا علاج میرے پاس موجود ہے مگر ہمارے ہاں دستور یہ ہے کہ جیسے تم عرش کے خدا کو سجدہ کرتے ہو، ایک دفعہ مجھے بھی سجدہ کرلو تو میں ایک ایسا علاج آزماؤں گا کہ تمہارا خاوند صحت مند ہو جائے گا۔ بیوی نے سنا تو خاموش ہو گئیں۔ کہنے لگیں کہ میں ان کے پاس جاؤں گی اور ان سے پوچھوں گی۔ چنانچہ تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ آپ کے پاس آئیں اور اس نے آکر پوچھا، حضرت ایوب علیہ السلام کو بڑا غصہ آیا اور فرمایا، تو نے اسی وقت اس مردود کو کیوں نہ کہا کہ تو شیطان ہے، یہ کیوں کہا کہ میں پوچھ کر بتاؤں گی؟ اگر اللہ نے مجھے صحت دی تو میں تجھے سو کوڑے لگاؤں گا کہ تو نے ایمانی غیرت کا مظاہرہ کیوں نہ کیا اور ایسے شیطان مردود کو اسی وقت منہ پر جواب کیوں نہ دے مارا۔ آپ کا جواب سن کر شیطان اور ناامید ہو گیا۔ سوچنے لگا کہ دو چار سال اور اسی طرح گزریں تو ہو سکتا ہے کہ یہ بیماری سے پریشان ہو جائیں۔

ایک دن اس نے کیا سنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! میری زندگی کا جو وقت گزرا وہ تو گزر گیا، جب یہ بیماری اور غم تیری ہی طرف سے ہے تو اگر آپ مجھے سو سال کی زندگی بھی دیں گے تو میں سو سال بھی اس حال میں آپ کو فراموش نہیں کروں گا۔ جب شیطان نے یہ سنا تو وہ کہنے لگا کہ واقعی یہ اللہ رب العزت کے وہ مقرب بندے ہیں کہ جن کے اوپر میرا کوئی داؤ نہیں چل سکتا۔

اللہ رب العزت نے پھر اپنے اس پیارے نبی علیہ السلام کو صحت دی۔ بیماری کی حالت میں بیوی کو کہا تھا کہ سو کوڑے لگاؤں گا۔ لہذا اب بات بھی پوری کرنی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب اللہ رب العزت نے ان کی بیوی کے اوپر رحم کھایا اور حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا کہ تم درخت کی چھوٹی چھوٹی پتلی پتلی ٹہنیاں مسواک کے برابر اکٹھی کر لو اور ایک سو کو باندھ کر اس کے جسم پر ایک مرتبہ مارو گے تو ایک سو کوڑے سمجھے جائیں گے۔ یہاں سے ایک بات نکلی کہ جب پروردگار عالم کسی بندے کی غلطی اور کوتاہی کو معاف کرنا چاہتے ہیں تو رب کریم اس کا راستہ خود بتا دیا کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ رب العزت جب کسی بندے کی بخشش کرنا چاہتے ہیں تو اس کے کراماً کاتبین یعنی جو فرشتے روزانہ بدل رہے ہوتے ہیں نیکی اور برائی لکھنے والے، ان میں سے نیکی کے فرشتے کو تو روزانہ بدلتے رہتے ہیں مگر گناہ کے فرشتے کو نہیں بدلتے۔ وہ وہی فرشتہ رہتا ہے۔ چنانچہ اس کی زندگی میں نیکی کا فرشتہ روزانہ آ کے بدل رہا ہوتا ہے اور گناہوں والا فرشتہ ایک ہی رہتا ہے۔ قیامت کے دن اس بندے کے نامہء اعمال میں گناہ تو لکھے ہوں گے اور ان گناہوں پہ گواہی دینے کے لئے ایک فرشتہ ہوگا۔ جب کہ اس کی نیکیوں کی گواہی دینے کے لئے جتنے اس کی زندگی کے دن تھے اتنے ہی فرشتے کھڑے ہوں گے۔ رب کریم فرمائیں گے میرے بندے کی نیکیوں پر جب اتنے گواہ ہیں تو میں اس کے گناہوں والے ایک گواہ کو کیسے قبول کر لوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ میں نے بندے کو معاف فرما دیا۔

سیدنا ایوب علیہ السلام کے تین انعامات:

اللہ رب العزت نے سیدنا ایوب علیہ السلام کو فرمایا اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا نِعْمَ الْعَبْدُ میرا کیسا اچھا بندہ تھا اِنَّهٗ اَوَّابٌ وہ میری ہی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ تین باتیں کہیں اور ان کے 18 سال کی تکلیف کا حق ادا کر دیا۔ قیامت تک ان صفات کے ساتھ حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ کیا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیمار پرسی:

کسی بزرگ کا قول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے ان کی بیماری کے ایام کے بعد پوچھا گیا کہ حضرت! یہ صحت کا زمانہ اچھا ہے یا وہ بیماری کا زمانہ اچھا تھا۔ فرمانے لگے کہ صحت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، لیکن ایک بات عجیب ہے کہ جب میں بیمار تھا اور صبح ہوتی تھی تو اللہ رب العزت پوچھتے تھے کہ ایوب تیرا کیا حال ہے؟ مجھے اس بات سے اتنی لذت ملتی تھی کہ پورا دن مجھے تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ جب شام ہوتی تو اللہ تعالیٰ پھر عیادت فرماتے کہ ایوب! تیرا کیا حال ہے؟ اس سے ساری رات مجھے تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بیماری تو چلی گئی لیکن اللہ رب العزت کی عیادت کرنے کا لطف اور مزہ مجھے آج بھی یاد آتا ہے

صبر کسے کہتے ہیں؟

صبر کہتے ہیں کوئی تکلیف دہ بات پیش آئے تو انسان زبان سے کوئی خلاف شرع بات نہ نکالے نہ جسم کے دوسرے اعضاء سے کوئی خلاف شرع کام کرے، اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ نہ زبان سے پروردگار کے شکوے کرے، نہ اعمال سے اس کی نافرمانی ہو۔ اگر غم، مصیبت، بیماری اور پریشانی کے باوجود بھی یہ کیفیت ہے تو یہ آدمی صبر کرنے والا کہلائے گا۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب ہمیں کوئی اس قسم کی صورتحال پیش آتی ہے تو ہم دوسرے لوگوں سے اس بات کا بدلہ لینے کے لئے خود تل جاتے ہیں۔

بہترین حکمت عملی:

مثال کے طور پر کسی نے کچھ الفاظ کہہ دیئے جو ہمیں ناگوار گزرے، ہم سوچتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ رشتہ داروں میں کوئی جھگڑے کی بات ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک کی تھی ہم دو کریں گے۔ ایسی صورتحال میں اللہ رب العزت ہمیں ہمارے مخالفین کے ساتھ کھلا چھوڑ دیتا ہے کہ تم جانو تمہارا کام جانے ، اگر تم صبر کرتے تو تمہاری طرف سے بدلہ لینے والا میں ہوتا، اب چونکہ تم نے خود قدم اٹھالیا، اس لئے میں تمہارا معاملہ تمہارے اوپر چھوڑ دیتا ہوں۔ اس لئے بہترین حکمت عملی یہ ہے کہ جب بھی کوئی ایسی بات انسان کو پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔

محبوبہ اور محبوب کا بدلہ:

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک بزرگ اللہ والے جارہے تھے۔ سردی کا موسم تھا، بارش بھی تھی۔ سامنے سے میاں بیوی آرہے تھے۔ ان بزرگوں کے جوتے سے ایک دو چھینٹیں اڑیں اور عورت کے کپڑوں پر جا گریں۔ خاوند نے جب دیکھا تو اسے بڑا غصہ آیا۔ کہنے لگا، تو اندھا ہے، تجھے نظر نہیں آتا، تو نے میری بیوی کے کپڑے خراب کر ڈالے۔ غصے میں آ کر اس نے اس اللہ والے کو ایک تھپڑ لگا دیا۔ بیوی بڑی خوش ہوئی کہ تم نے میری طرف سے خوب بدلہ لیا۔ پھر خوشی خوشی دونوں گھر چلے گئے۔ یہ اللہ والے آگے چلے گئے۔ تھوڑی دور آگے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حلوائی کی دکان ہے۔ حلوائی نے سوچا تھا کہ آج سردی ہے لہٰذا آج مجھے اللہ کا جو بھی بندہ سب سے پہلا نظر آیا میں اس کو اللہ کے لئے گرم دودھ کا ایک پیالہ ضرور پلاؤں گا۔ اب وہ انتظار میں تھا۔ یہ بزرگ جب اس کے قریب سے گزرے تو اس نے بلایا، بٹھایا اور گرم گرم دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ سردی تو تھی ہی سہی۔ انہوں نے وہ گرم دودھ کا پیالہ پیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ دکان سے باہر نکل کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا واہ اللہ! تیری شان بھی کتنی عجیب ہے، کہیں تو مجھے تھپڑ لگواتا ہے اور کہیں مجھے گرم دودھ کے پیالے پلواتا ہے۔ اتنے میں وہ میاں بیوی اپنے گھر کے قریب پہنچ چکے تھے۔ خاوند

www.besturdubooks.wordpress.com

سیڑھیوں پہ چڑھ رہا تھا کہ اس کا پاؤں اٹکا، وہ گردن کے بل گرا اور وہیں اس کی موت واقع ہوگئی۔ بیوی نے کہا کہ تھوڑی دیر پہلے ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ اس بوڑھے نے کہیں اس کے لئے بددعا تو نہیں کر دی۔ لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس نے ایک تھپڑ ہی مارا تھا آپ معاف کر دیتے، آپ نے اس کے لئے بددعا کر دی۔ انہوں نے کہا، نہیں میں نے کوئی بددعا نہیں کی۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ اس کو بیوی سے محبت تھی، جب بیوی کو تکلیف پہنچی تو اس نے بدلہ لیا، مجھ سے میرے پروردگار کو محبت تھی جب مجھے تکلیف پہنچی تو میرے پروردگار نے بدلہ لے لیا۔ تو جب انسان اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بدلہ لے لیا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے جنگ...... معاذ اللہ!!!

اسی لئے فرمایا مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتَهٗ بِالْحَرْبِ جو میرے ولی سے دشمنی کرے گا میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ ایسا شخص ولی سے دشمنی نہیں کر رہا ہوتا بلکہ اللہ سے جنگ کر رہا ہوتا ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے جنگ کی پھر اللہ رب العزت اس بندے کی گردن مروڑ دیا کرتے ہیں اور اسے تگنی کا ناچ نچا دیا کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے حاسدین:

یہ سادہ سا اصول ہے کہ دنیا میں جتنے بڑے لوگ گزرے ان کے مخالفین اور حاسدین اتنے ہی زیادہ، نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے حاسدین اور مخالفین سب سے زیادہ تھے۔ اسی لئے حاسدین کے حسد سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک آیت نازل فرمائی وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ فرماتی تھیں کہ میرے والد گرامی پر اتنی مصیبتیں آئیں کہ اگر وہ مصیبتیں دن کے اوپر آپڑتیں تو دن بھی رات میں تبدیل ہو جاتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا صبر:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخالف تھا۔اس کو پتہ چلا کہ آپ کے والد کی وفات ہوگئی۔والدہ بوڑھی تھیں،نوے سال کے قریب عمر ہوگی۔وہ ایک دن آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شرع شریف میں حکم ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کردو۔تمہاری والدہ چونکہ بیوہ ہو چکی ہیں،میں نے سنا ہے کہ بڑی خوبصورت ہیں،حسینہ و جمیلہ ہیں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ نکاح کروں۔حضرتؒ نے سنا تو بھانپ گئے۔ فرمانے لگے،بھئی!میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں اور اس عمر کی عورت کو شرعی طور پر اپنا فیصلہ خود کرنے کا اختیار ہوتا ہے،میں ان کے سامنے جا کر بات کر دیتا ہوں۔اس نے کہا،بہت اچھا۔حضرتؒ نے اپنے گھر کی طرف جانے کے لئے دو قدم اٹھائے تو کیا دیکھا کہ اس آدمی کے پیٹ کے اندر کوئی درد اٹھا۔اسی درد کے اندر وہ بندہ گرا اور وہیں پر اس کی موت آگئی۔امام اعظمؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ کے صبر نے ایک بندے کی جان لے لی۔

صبر کے درجات

معزز سامعین!صبر کے تین درجات ہیں۔

تائبین کا صبر:

پہلا درجہ تائبین کا ہے۔اس کا کیا مطلب کہ انسان اپنا غم اور پریشانی دوسروں کو بتانا چھوڑ دے۔اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بیوی خاوند کو نہ بتائے،بیٹا باپ کو نہ بتائے،مریض حکیم کو نہ بتائے۔نہیں،یہ ضروریات ہیں،ایک ہوتا ہے تذکرۂ احوال

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لیے بتانا وہ نہیں بتانا چاہئے۔اس کو بتایا اس کو بتایا، یہ جو ہوتا ہے ناں حالات سنانے کی خاطر بتانا، اس سے منع کیا گیا ہے۔ ورنہ کوئی تکلیف ہے تو ڈاکٹر کو بتا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ بیٹا باپ کو بتائے کوئی حرج نہیں، بیوی خاوند کو بتائے تو کوئی حرج نہیں۔ آخر بیوی کس کو سنائے گی، اگر اپنے خاوند کو نہ بتائے۔ لیکن جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں کی زبان پر بات ہی یہی رہتی ہے، جہاں بیٹھے بس جی کیا کریں عجیب مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ تو ہماری سنتا ہی نہیں، اس قسم کی گفتگو ہمیشہ شکوے میں شامل ہوتی ہے۔ ایسا کہنے والے گویا یوں کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا۔

زاہدین کا صبر:

دوسرا درجہ زاہدین کا ہے۔ وہ درجہ یہ ہے کہ انسان کو اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ اس کے اوپر راضی رہے۔ جب بندہ ہر حال میں راضی ہوتا ہے، اچھے حالات ہوں تو بھی راضی ہے، برے حالات ہوں تو بھی راضی، تو وہ زاہدین کا صبر کہلاتا ہے۔ شاعر نے کہا

لطف سجن دم بدم قہر سجن گاہ گاہ
ایں بھی سجن واہ واہ اوں بھی سجن واہ واہ

صدیقین کا صبر:

ایک تیسرا مرتبہ ہے جسے صدیقین کا درجہ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہوتا ہے کہ جب بندے پر کوئی بلا اور مصیبت آتی ہے تو وہ اس پر خوش ہوتا ہے کہ پروردگار مجھ سے راضی ہے۔ کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ خوشیاں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کے روزانہ کھڑی ہوتی ہیں کہ اے اللہ! ہمارے لئے کیا فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فلاں فلاں ظالمین اور مخالفین کے پاس چلی جاؤ، خوشیوں کو ان کے ہاں بھیج دیتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

۔اس کے بعد فاقے، پریشانیاں اور غم وغیرہ رہ جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اچھا،تم میرے پیاروں کے پاس چلے جاؤ۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس بندے کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو اس پر پریشانیاں اس طرح آئیں گی جیسے پانی ڈھلوان کی طرف تیزی کے ساتھ چلتا ہے۔نیکی اور دینداری کی زندگی میں یہ پریشانیاں تو آتی ہیں لیکن یہ تھوڑی سی پریشانیاں ہیں۔سو سال، پچاس سال کی زندگی میں دو دن، چار دن کی پریشانی کیا حیثیت رکھتی ہے۔ جب کہ آگے جا کر ہمیشہ کی زندگی میں اس کا اجر اور ثواب ملے گا۔تاہم اللہ والوں کی نظر اس پر ہوتی ہے کہ اگر ہمارا اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ ہوگا تو ہمارے اوپر آزمائش اور ابتلائیں آئیں گی۔

صبر......رفع درجات کا سبب:

بعض اوقات بندہ اپنی عبادات کی وجہ سے اللہ رب العزت کے قرب کے وہ مقامات نہیں پا سکتا جو اللہ تعالیٰ اسے دینا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پھر اس کے اوپر کچھ برے حالات بھیج دیتے ہیں۔جب وہ بندہ ان حالات میں صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سبب بنا کر اس بندے کو بلند مقام عطا فرما دیا کرتے ہیں۔چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ جب کوئی بیمار آدمی صحت یاب ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔خزاں کے موسم میں درخت کے پتے گرتے ہیں اسی طرح بیمار آدمی کے جسم سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو دور کر دیا کرتے ہیں۔

پرنم آنکھوں کا بدلہ:

حضرت عبداللہ ابن سلامؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کا دن ہوگا۔حساب کتاب ابھی قائم نہیں ہوگا کہ ایک منادی اعلان کرے گا کہ جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے وہ اپنا حق لے لیں۔اور مخلوق حیران ہوگی کہ اللہ تعالیٰ پر کس کا حق ہے تو وہ پوچھے گی کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ پر حق کس کا ہے؟ تو فرشتہ کہے گا کہ جس بندے کو دنیا میں کوئی غم پہنچا جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اب اس بندے کا اللہ پر حق ہے کہ یہ ان پرنم آنکھوں کا بدلہ اپنے پروردگار سے لے لے۔ چنانچہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے کہ مجھے بھی غم ملا تھا، مجھے بھی غم ملا، میں بھی رویا تھا، میں بھی رویا تھا۔ یوں ان کو اللہ رب العزت اپنی شان کے مطابق اجر دیں گے جو ان کے گناہوں کی بخشش کے لئے کافی ہو جائے گا۔

بلا حساب جنت میں داخلہ:

ایک روایت میں آیا ہے کہ ابھی میزان عدل قائم نہیں ہوگا کہ ایک فرشتہ اعلان کرے گا کہ صبر کرنے والے کہاں ہیں تو صبر کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے۔ وہ فرشتہ ان کو لے کر جنت کی طرف جائے گا اور کہے گا کہ جاؤ۔ وہ صبر کرنے والے سارے کے سارے جنت کے دروازے پر پہنچ جائیں گے اور کہیں گے کہ جنت کا دروازہ کھولو اور ہمیں جنت میں داخل ہونے دو۔ اب رضوان جو جنت کا داروغہ ہے وہ حیران ہو کر اللہ تعالیٰ سے پوچھے گا کہ اے اللہ! ابھی تو میزان عدل قائم ہی نہیں ہوا اور یہ آپ کے بندے جنت میں داخلے کے متمنی ہیں۔ اے اللہ! میرے لئے کیا حکم ہے؟ پروردگار فرمائیں گے، میں نے اپنا حکم اپنی کتاب میں نازل فرما دیا تھا کہ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یہ میرے وہ بندے ہیں جن کے ساتھ بلا حساب معاملہ ہے۔ رضوان! جنت کے دروازے کو کھول دے اور صبر کرنے والوں کو بلا حساب جنت میں داخل ہونے دے۔ ان سے کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے معذرت:

بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت ایک بندے کو کھڑا کریں گے۔ یہ وہ بندہ ہوگا کہ جس کا رزق دنیا میں تھوڑا ہوگا، تنگ ہوگا، اور وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تنگی کے اوپر صبر اور شکر کے ساتھ وقت گزارے گا۔ اللہ رب العزت اپنے اس بندے سے اس طرح معذرت کریں گے جس طرح دوست اپنے دوست سے معذرت کیا کرتا ہے۔ یوں معذرت فرمائیں گے کہ میرے بندے میں نے دنیا میں تمہیں تھوڑا رزق دیا تھا کوئی بات نہیں، اچھا میں تجھے آج اپنی نعمتیں دیتا ہوں۔ لہذا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جنتیں عطا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں غریب لوگوں کی قدر:

جو دنیا میں غربت کی زندگی گزاریں گے وہ پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اور وہاں ایک دن دنیا کے ستر ہزار سال کے برابر ہوگا۔ ایک سال کتنا لمبا ہوگا؟ اور پانچ سو سال کا عرصہ کتنا ہوگا؟ (یہ ایمان والوں کی بات ہو رہی ہے) دنیا میں ایمان والے غریب لوگ ان ایمان والے امیر لوگوں سے جن کو دنیا میں سکھ اور آسانیوں کی زندگی ملی، اللہ تعالیٰ ان کو پانچ سو سال پہلے جنت عطا فرمائیں گے اور جو بندہ دنیا میں بے صبری کرے گا وہ اپنے اجر کو کھو بیٹھے گا۔

ایک گرانقدر ملفوظ:

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اے دوست! تم غم آنے کے پہلے دن وہی کیا کرو جو لوگ غم آنے کے تیسرے دن کیا کرتے ہیں۔ فرض کرو گھر میں کوئی فوت ہو گیا تو تیسرے دن لوگ کیا کرتے ہیں؟ دعا کر کے اپنے اپنے کاموں میں چلے جاتے ہیں کہ سوگ تو تین تک ہے۔ تو جب تیسرے دن صبر والا کام کرنا ہے تو وہی کام انسان پہلے دن ہی کیوں نہ کر لے تاکہ صبر کا اجر مل جائے۔ یاد رکھئے کہ بے صبری سے مصیبتیں نہیں ٹلا کرتیں البتہ ان مصیبتوں پر ملنے والا اجر ضائع ہو جایا کرتا ہے۔ اس ملنے والے اجر سے انسان محروم ہو جایا کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عاملین کے پاس جھرمٹ کی وجہ:

کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ذراسی کوئی بات ہو تو عورتیں تعویذ لینے کے لئے عاملین کے پاس جاتی ہیں۔ جی ذرا دے دو فلاں کے بارے میں، وہ سمجھتی ہیں کہ ان عاملوں کے پاس جا کر ہم کالا علم کروائیں اور جادو کروالیں تاکہ فلاں کا کاروبار نہ چلے یا ان کی اولاد کی بندش ہو وغیرہ وغیرہ۔

سیدنا صدیق اکبر ﷜ کا فرمان:

حضرت صدیق اکبر ﷜ فرمایا کرتے تھے کہ جس آدمی نے کوئی مصیبت آنے پر بے صبری کی باتیں کیں یا اپنے کپڑوں کو کالا کر لیا، اللہ رب العزت اس کو اتنے گناہ عطا کریں گے جو اس کی ساری زندگی کے سانسوں کے برابر ہوں گے۔

سیدنا عمر ﷜ کا فرمان:

حضرت عمر ﷜ فرمایا کرتے تھے کہ جس آدمی نے مصیبت کے آنے پر بے صبری کی، لوگوں کے سامنے اللہ کی شکایتیں کیں تو اب اللہ رب العزت اس کے نامۂ اعمال میں اتنے گناہ لکھوائیں گے جتنا کہ دریائے نیل کے پانی کے قطرے ہوں گے۔

حضرت عثمان غنی ﷜ کا فرمان:

حضرت عثمان غنی ﷜ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ رب العزت کی طرف سے بھیجی ہوئی مصیبت پر بے صبری کا مظاہرہ کیا، کپڑوں کو سیاہ کیا، جزع وفزع کی، اللہ رب العزت اس کے نامۂ اعمال میں اتنے گناہ لکھوائیں گے جتنے کہ پوری دنیا کے دن رات شمار کیے جائیں گے۔ تو بے صبری پر نیکی کا اجر بھی ضائع اور الٹا گناہ نامۂ اعمال میں لکھے جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نصرت الٰہی کے لئے ایک سنہری اصول:

محترم جماعت! اگر کوئی آدمی آپ کی مخالفت کر رہا ہے، دشمنی کر رہا ہے یا حسد کر رہا ہے تو آپ اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیں۔ عاملوں کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں، کوئی تعویذ گنڈوں کی ضرورت نہیں، اپنے مولا سے تار جوڑ یئے اسی سے مدد مانگئے، معاملے کو اسی کے حوالے کر دیجئے پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ آپ کی کیسے مدد فرماتا ہے۔

ایک علمی نکتہ:

یہاں ایک علمی نکتہ ہے، شاید سب لوگ تو نہ سمجھ پائیں لیکن علماء اس کو اچھی طرح سمجھیں گے۔ آپ کا مخالف جس طریقے سے آپ کو پریشان کر رہا ہے اور آپ اس کے اوپر صبر کر رہے ہیں اس صبر کی وجہ سے اللہ رب العزت اسی طریقے پر آپ کو سکون اور اطمینان عطا فرمائیں گے۔ جس انداز سے بندے کو غم ملتا ہے اگر وہ صبر کر لے تو اسی انداز سے اس کو خوشی عطا کر دی جاتی ہے۔

پہلی دلیل:

اب اس کی دلیل قرآن پاک سے سنئے کیونکہ جب تک ان کتاب سے بات نہ ہو تو محفل کا مزہ بھی تو نہیں آتا۔ سیدنا موسیٰؑ کی والدہ جب آپ کو دریا میں ڈال رہی تھیں تو پانی دیکھ کر غم ملا تھا۔ واقعی یہ غم کی کیفیت تھی پانی میں بیٹے کو ڈالنے کی وجہ سے ان کے دل میں صدمہ تھا۔ حکم الٰہی تو پورا کر رہی تھیں مگر ماں کی ماتا کوئی اور چیز ہوتی ہے، وہ تو بس میں نہیں ہوتی۔ تو بڑے صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانتے ہوئے وہ اپنے بیٹے کو لے جا کر پانی میں ڈال رہی تھیں اور یہ دریا کا پانی ان کے لئے غم اور مصیبت کا سبب بن رہا تھا و اصبح فؤاد ام موسی

www.besturdubooks.wordpress.com

فرعون اس کا دل اس وقت اتنا پریشان تھا کہ ساری رات پریشانی میں گزار دی۔ جب پانی سبب بنا ان کو پریشانی ملنے کا تو پھر اللہ نے وہ دن بھی دکھایا جب فرعون کو اللہ نے اسی پانی کے اندر غرق کر دیا۔ جو پانی غم کا سبب بنا تھا اسی پانی کو بنی اسرائیل کی نجات کا سبب بنا دیا تھا۔

دوسری دلیل:

دوسری دلیل بھی سنئے تا کہ بات اور مؤکد ہو جائے ،مضبوط سے اضبط ہو جائے اور قرآنی اصول سامنے آجائے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کا واقعہ دیکھئے ،آپ کے بیٹے آپ کے پاس یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کے آتے ہیں۔ **وَ جَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ** روتے ہوئے آ گئے، کہنے لگے کہ ہم نے بھائی کو چھوڑا تھا کہ ہم بھاگیں اور دوڑیں **فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ** اوران کو تو بھیڑیا کھا گیا۔ یعقوب علیہ السلام کو انہوں نے لباس دکھایا اب وہ قمیص دیکھ کر آپ کے دل کو صدمہ پہنچا۔ ظاہری سبب قمیص بنی مگر آپ نے اس کے اوپر صبر کیا۔ چنانچہ ایک وہ وقت آیا کہ جب سیدنا یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کو بتاتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تخت وتاج عطا فرمادیا، تو پھر آپ نے ایک آدمی کو اپنی قمیص دے کر بھیجا کہ جاؤ میرے والد کو عطا کر دو۔ ان کی رو رو کر بینائی زائل ہو گئی تھی۔ جب یوسفؑ کا قمیص انہوں نے آنکھوں سے لگایا تو اللہ نے بینائی عطا فرمادی اور یوسفؑ کو اپنے والد سے ملا دیا۔ جو قمیص ان کے لئے غم اور مصیبت کا سبب بنا تھا اللہ تعالیٰ نے اسی قمیص کو ان کی خوشی کا سبب بنا دیا۔

ایک اصول سمجھئے ،قرآنی فیصلہ سمجھئے کہ جن اسباب سے انسان کو غم اور مصیبت پہنچتی ہے اگر وہ صبر کرلے گا اللہ رب العزت انہی اسباب پر عزتیں عطا فرمادیں گے۔ تو پھر غمزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ جب کوئی ایسی بات پیش آئے تو انسان پہاڑ کی طرح اپنے دل کو بڑا کر لے اور پھر دیکھے کہ رب کریم کس طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

مہربانی فرماتے ہیں۔

ہم بدلہ نہ لیں:

عام طور پر ہم کسی بچے پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے، حالانکہ سوطرح کی ہمارے اندر خامیاں موجود ہیں تو کیا سوچتے ہیں اس رب کریم کے بارے میں جو اپنے بندوں پر مہربان بھی ہے، رحیم بھی ہے، رحمان بھی ہے، غفور بھی ہے، عفو بھی ہے، وہ پروردگار اپنے بندے پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ کیسے ڈال دیں گے۔ اس لئے غم اور مصیبت تھوڑے وقت کے لئے آتے تو ہیں مگر بندے کے درجات کو بڑھانے کے لئے آتے ہیں۔ تو صبر کرتے رہئے، دنیا میں بدلہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں، ہمارا بدلہ لینے والا پروردگار بہت بڑا ہے۔ ہم بدلہ لیں گے تو کیا لے سکتے ہیں، اور اگر پروردگار نے بدلہ لے لیا تو پھر پروردگار کا بدلہ تو پھر دنیا دیکھے گی۔

کچہریوں میں مقدمہ بازی کیوں؟

آج ہماری کچہریاں کیوں بھری پڑی ہیں؟ یہ مقدمے کیوں ہوتے ہیں؟ کچھ بیچارے تو ساری زندگی ہی بدلہ لینے میں گزار دیتے ہیں۔ خاندانوں کے خاندان پریشان رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور ذرا بڑا ہوتا ہے تو ماں بتانا شروع کر دیتی ہے کہ بیٹے تم نے بڑا ہو کر فلاں سے بدلہ لینا ہے۔

پریشانی دور کرنے کا آسان نسخہ:

بنیادی بات سمجھانے کا مقصد کیا ہے کہ عورتیں بجائے اس کے کہ بھاگتی پھریں ان عاملوں کے پاس اور کالے علم والوں کے پاس، جادو والوں کے پاس اور اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں، اس سے بہتر ہے کہ جب بھی پریشانی آئے تو اپنے رب کی طرف توجہ کیجئے نفلیں پڑھ لیجئے، رب کریم کے سامنے سر سجدے میں ڈال کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دعائیں کر لیجیے، فریاد کر لیجیے، آپ مانگیں گے تو پروردگار عطا فرمادیں گے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ ایک بچہ جو اپنی ماں سے کچھ پیسے مانگتا ہے اور ماں اسے کہتی ہے کہ ہر وقت تجھے پیسے مانگنے کی عادت ہے، جا دفع ہو میں تجھے نہیں دیتی، وہ بچہ ضد کر لیتا ہے۔ پھر مانگتا ہے، پھر ماں پیچھے ہٹاتی ہے، پھر وہ بچہ مانگتا ہے حتیٰ کہ ماں غصے میں آ کر تھپڑ بھی لگا دیتی ہے۔ وہ رونا شروع کر دیتا ہے پھر ماں کے قریب آتا ہے، پھر مانگتا ہے، پھر ماں دیکھتی ہے کہ میں نے مارا بھی سہی، رو بھی رہا ہے، پھر بھی میرے ہی سینے سے لپٹ رہا ہے، ماں کا غصہ اس کی رحمت میں بدل جاتا ہے اور ماں اس کے کہنے سے بھی زیادہ چیزیں لے کے دے دیتی ہے۔ یہی معاملہ پروردگار کا ہے اگر وہ کبھی بندے کے اوپر کوئی غم اور مصیبت بھیج دیتا ہے اور بندہ پھر بھی اس کے سامنے سجدہ ریز رہتا ہے اسی کے سامنے فریاد کرتا رہتا ہے تو رب کریم فرماتے ہیں کہ یہ بندہ خوشی میں بھی میرا شکر ادا کرتا تھا اور میں نے غم کے حالات بھیجے پھر بھی میری چوکھٹ پکڑ لی، پھر بھی میرے سامنے سجدہ ریز رہا، یہ میرے سامنے دامن پھیلائے بیٹھا ہے، اس نے مجھ سے تار جوڑی ہوئی ہے، یہ غم کسی کو نہیں کہتا، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں، تنہائیوں میں میرے سامنے روتا ہے، جب یہ کسی اور کو کچھ نہیں بتاتا مجھے ہی بتا رہا ہے تو یاد رکھ کہ میں پروردگار بڑی شان والا ہوں۔ لہذا پروردگار اس کی دعاؤں کو قبول کر لیتے ہیں اور غموں کو ہٹا کر اسے خوشیاں عطا کر دیتے ہیں۔

اسی لئے صبر کرنے والے کا ہر آنے والا دن اس کے گزرے ہوئے دن سے بہتر ہوا کرتا ہے۔ اور بے صبری کرنے والے کا ہر آنے والا دن اس کے گزرے ہوئے دن سے بدتر ہوا کرتا ہے۔

صبر...... معیت خداوندی کا ذریعہ:

یہ پکی بات ہے اپنے دلوں پر لکھ لیجیے، اللہ رب العزت کو صبر کرنے والوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ محبت کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت ان کو نصیب ہے۔ جس کے ساتھ پروردگار ہوتا ہے پھر کوئی بندہ اس کا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ اگر اپنی بات کہنی ہو تو فقط اللہ کے سامنے کہیں۔ اس پروردگار نے حالات بھیجے ہیں۔ جو بھیجنے والا ہوتا ہے حالات کو واپس بھی وہی لے لیا کرتا ہے۔ ہم اس کے در پہ تو جاتے نہیں اور ہم ہر در کے اوپر جا رہے ہوتے ہیں۔ در در پر ہاتھ پھیلا رہے ہوتے ہیں، شکوے سنا رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم اپنی پریشانیوں میں اور اضافہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور ان کو بڑا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔

بخشش کا عجیب بہانہ:

چنانچہ ایک آدمی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی بیوی بے عقل سی تھی، غلطیاں کر بیٹھتی تھی، کبھی کوئی نقصان کبھی کوئی نقصان۔ غصہ تو اس آدمی کو بہت آتا لیکن سوچتا کہ اگر میں نے اسے طلاق دے دی تو یہ بیچاری تو پریشان ہو جائے گی، پھر کون اسے لے گا، چلو اس کی زندگی بھی گزر جائے گی اور میرا بھی وقت گزر جائے گا لہٰذا وہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا کہ کوئی بات نہیں اللہ کی بندی ہے۔ اسی حال میں زندگی گزار دی۔ حتیٰ کہ اس کی وفات ہوگئی مرنے کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ سنایئے آپ کے ساتھ کیا معاملہ بنا؟ کہنے لگا، میں اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا گیا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا، میرے بندے! تو اپنی بیوی کو میری بندی سمجھ کے معاف کیا کرتا تھا، جا، آج میں نے تجھے اپنا بندہ سمجھ کے معاف کر دیا۔ تو دیکھا کہ اللہ رب العزت کس طرح مہربانی فرما دیتے ہیں۔ اس لئے غموں پر پریشان نہ ہوا کریں، یہ زندگی کا حصہ ہیں، اگر خوشیاں ہمیشہ نہیں رہتیں تو پھر غم بھی ہمیشہ نہیں رہا کرتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تنگی کے بعد دو آسانیاں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے اور ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔ اس کو دو مرتبہ کہا حالانکہ بات تو ایک دفعہ ہی کہہ دینا کافی تھی مگر رب کریم نے دو مرتبہ جو بات کو دہرایا تو اس کی بھی کوئی وجہ ہوگی۔ لہذا مفسرین نے لکھا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب تنگی کے اوپر بندہ صبر کر لیتا ہے تو اللہ رب العزت ایک تنگی کے بدلے اسے دو آسانیاں عطا فرمایا کرتے ہیں۔ تنگی ایک ہوتی ہے خوشیاں دو مل جاتی ہیں۔ لہذا صبر کیجئے اور اپنی تنگی اور پریشانی کا بدلہ دگنا پالیجئے

پریشانی اور خوشحالی میں اللہ والوں کی کیفیت:

اللہ والے تو ایسے پریشانی کے حال میں زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں

تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

وہ اس کو نہیں دیکھتے کہ پریشانی آئی، یہ دیکھتے ہیں کہ بھیجنے والا کون ہے۔ اس لئے داؤد طائی کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا، کہ اے داؤد! اگر تجھے کسی وقت کھانے میں کوئی سڑی ہوئی سبزی بھی ملے تو دل تنگ نہ کرنا بلکہ اس بات کو سوچنا کہ جب میں نے رزق کو تقسیم کیا تو اے میرے بندے! تو مجھے یاد تھا، میں نے تیری طرف رزق بھیجا، جب بھیجا میں نے ہے تو میں تجھے اس کا بدلہ اور اجر بھی عطا کروں گا۔ اس لئے ایسی باتوں پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اللہ والوں کے اوپر کوئی ایسی پریشانی غم اور بلا نہ آئے تو وہ تو کئی مرتبہ گھبرایا کرتے ہیں کہ یہ کوئی ہمارے اوپر آزمائش تو نہیں آ گئی۔ وہ ڈرتے اور کانپتے ہیں کہ یہ کوئی امتحان تو نہیں ہے۔ بلکہ ان کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ اگر ان کی امید سے بڑھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

آسانی کہیں ملتی ہے تو رونے لگ جاتے ہیں کہ کہیں نیکیوں کا اجر دنیا میں ہی تو نہیں مل رہا۔ اور یہی صحابہؓ کا مزاج تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے پانی مانگا، ان کو شربت پیش کیا گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے کہ کہیں عمرؓ کی نیکیوں کا بدلہ اس کو ا دنیا میں تو نہیں دیا جا رہا۔ اور قیامت کے دن یہ نہ کہہ دیا جائے

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک مرتبہ اپنے غلام سے کہا کہ نزلہ صاف کرنے کے لئے کوئی چیز لاؤ۔ وہ ایک قیمتی کپڑے کا ٹکڑا لایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ اس کو دیکھ کر رو پڑے کہ کہیں میرے اعمال کا بدلہ مجھے دنیا میں ہی تو نہیں چکایا جا رہا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کو دنیا میں خوشیاں ملتی ہیں تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں کہ کہیں ہمارے اوپر آزمائش تو نہیں آ گئی۔ اور ان کو اگر کوئی غم ملتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں جس بندے کو دنیا میں غم عطا کروں گا اسے آخرت کی خوشیاں دوں گا اور جسے دنیا کی خوشیاں مل گئیں اس کے بدلے اسے آخرت کے غم عطا کر دیئے جائیں گے۔

گناہوں کا کفارہ:

فرمایا کہ دو خوشیاں اور دو غم کبھی اکٹھے نہیں کروں گا۔ یہ نہیں کہ دنیا میں بھی غم ملیں اور آخرت میں بھی غم ملیں، دنیا کی بھی خوشیاں ملیں اور آخرت کی بھی خوشیاں ملیں۔ نہیں ایک جگہ اگر غم ملیں گے تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ خوشیاں عطا فرمائیں گے۔ اس لئے دنیا میں غم مل جائیں تو کیا یہ بہتر نہیں کہ تھوڑے وقت کے لئے آئیں گے۔ اور دنیا میں غم بہت زیادہ بھی نہیں آ سکتے۔ آخرت کے غم بہت بڑے ہوں گے اور بہت دراز وقت کے لئے ہوں گے۔ اس لئے دنیا ہی میں غم کے حالات پیش آ جائیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان ان کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھے۔ سمجھ لیا کریں کہ میری جو بھی غلطیاں کوتاہیاں تھیں مجھے دنیا میں ہی ان کا بدلہ دے دیا گیا۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ رحمت کا معاملہ کریں گے

ایک صحابیہؓ کی سبق آموز داستان:

ایک صحابیہؓ کا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ان کی شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حسن و جمال بھی عجیب دیا تھا اور شادی بھی ہوئی ایک بڑے امیر کبیر صحابیؓ سے کہ جن کے پاس رزق کی فراخی تھی۔ ہر طرح کی عیش و آرام کے سامان تھے۔ میاں بیوی میں خوب محبت تھی اور اچھا وقت گزر رہا تھا۔ حتیٰ کہ بیوی اپنے خاوند کی خدمت بھی کرتی اور انہیں خوش بھی رکھتی۔ دونوں میاں بیوی خوشی خوشی زندگی گزار رہے تھے۔

ایک رات خاوند کو پیاس محسوس ہوئی۔ اس نے بیوی سے کہا، مجھے پانی دو۔ بیوی اٹھی اور پانی لے آئی۔ جب پانی لے کے واپس آئی تو خاوند سو چکا تھا۔ وہ پانی کا پیالہ لے کر کھڑی رہی۔ حتیٰ کہ جب ان کی دوبارہ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بیوی پانی لے کر کھڑی ہے۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔ انہوں نے اٹھ کر پانی پیا اور بیوی سے کہا، میں آج اتنا خوش ہوں کہ تم اتنی دیر پانی کا پیالہ لے کر میرے انتظار میں کھڑی رہیں۔ آج تم جو کہوگی میں تمہاری فرمائش پوری کروں گا۔ جب خاوند نے یہ کہا تو بیوی کہنے لگی، کیا آپ اپنی بات میں پکے ہیں کہ جو کہوں گی پورا کریں گے؟ کہنے لگے، ہاں پورا کر کے دکھاؤں گا۔ کہنے لگی کہ اچھا پھر آپ مجھے طلاق دے کر فارغ کر دیجئے۔ اب جب طلاق کی بات ہوئی تو وہ صحابی بڑے پریشان ہوئے کہ اتنی خوبصورت، خوب سیرت، اتنی وفادار اور خدمتگار بیوی کہہ رہی ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیجئے۔ پوچھنے لگے، بی بی! کیا تجھے مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہے؟ کہنے لگی، بالکل نہیں۔ بی بی! کیا میں نے آپ کی بے قدری کی ہے؟ ہرگز نہیں، کوئی آپ کی امیدوں کو توڑا ہے، کوئی آپ کی بات پوری نہیں کی؟ نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ بی

www.besturdubooks.wordpress.com

بی! کیا آپ مجھ سے خفا ہیں؟ کہنے لگی، ہرگز نہیں۔ تو پھر مجھ سے طلاق کیوں چاہتی ہو۔ کیا آپ مجھے پسند نہیں کرتیں؟ کہنے لگی، یہ بات بھی نہیں، پسند بھی بہت کرتی ہوں، محبت کرتی ہوں، اسی لئے تو خدمت کرتی ہوں۔ آپ نے کہا تھا کہ میں آپ کی بات کو پورا کروں گا لہٰذا آپ مجھے طلاق دے کر فارغ کر دیں۔ وہ صحابیؓ حیران ہیں کہ قول بھی دے بیٹھے۔ کہنے لگے اچھا، صبح ہوگی تو ہم نبی علیہ السلام کی خدمت میں جائیں گے۔ اور آپ ﷺ سے جا کر فیصلہ کروالیں گے۔ وہ کہنے لگی، بہت اچھا۔ چنانچہ میاں بیوی رات کو سو گئے۔

صبح ہوئی تو بیوی کہنے لگی کہ چلو جلدی چلتے ہیں۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی گھر سے نکلے اور چاہتے تھے کہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مسئلہ کا حل دریافت کریں۔ ابھی راستے میں ہی تھے کہ خاوند کا کسی وجہ سے پاؤں اٹکا اور وہ نیچے گرے اور ان کے جسم سے خون نکلنے لگا۔ بیوی نے فوراً اپنا دوپٹہ پھاڑا اور خاوند کے زخم پر پٹی باندھی۔ اس کے بعد اس کو سہارا دیا اور کہنے لگی کہ چلو گھر واپس چلتے ہیں، میں آپ سے طلاق نہیں لیتی۔ وہ حیران ہوئے کہ جب تم نے طلاق کا مطالبہ کیا نہ مجھے اس وقت سمجھ آئی اور اب کہتی ہو کہ طلاق نہیں چاہئے تو مجھے اس کی بھی سمجھ نہیں آرہی، کہنے لگی، گھر تشریف لے چلیں وہاں جا کر میں آپ کو بات بتا دوں گی۔

جب گھر جا کر بیٹھے تو کہنے لگے، کہ مجھے بتاؤ تو سہی کیا بات ہے۔ کہنے لگی، آپ ہی نے چند دن پہلے نبی علیہ السلام کی حدیث سنائی تھی کہ جس بندے سے اللہ رب العزت محبت کرتے ہیں اس بندے کے اوپر اس طرح پریشانیاں آتی ہیں جس طرح پانی اونچائی سے ڈھلوان کی طرف جایا کرتا ہے۔ میں نے نبی علیہ السلام کا فرمان سنا، میں دل میں سوچتی رہی کہ میں نے آپ کے گھر میں کوئی پریشانی نہیں دیکھی، کوئی غم نہیں دیکھا، کوئی مصیبت نہیں دیکھی، تو میرے دل میں خیال آیا کہ میرے آقا

ﷺ کی بات سچی ہے، ایسا تو نہیں کہ میرے خاوند کے ایمان میں فرق ہو، میرے خاوند کے اعمال میں فرق ہو، میرے خاوند سے اگر پروردگار کو محبت نہیں تو میں اس بندے کی کیا خدمت کروں گی۔ اس لئے جب آپ نے کہا کہ میں تمہاری بات پوری کروں گا تو میں نے کہا کہ میں اس بندے سے طلاق چاہتی ہوں جس سے میرے پروردگار محبت نہیں کرتے۔ پھر جب ہم حضور ﷺ کی خدمت میں علم حاصل کرنے کے لئے جارہے تھے، یہ اللہ کا راستہ تھا، آپ گرے اور خون نکلا تو میں فوراً سمجھ گئی کہ آپ کو اللہ کے راستے کا غم پہنچا، مصیبت پہنچی، تکلیف پہنچی، یقیناً اللہ تعالیٰ کو آپ سے پیار ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ناراضگی کی وجہ سے خوشیاں نہیں دی ہوئیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے محبت ہے۔ اب مجھے طلاق لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لئے میں ساری زندگی آپ کی خادمہ بن کر آپ کی خدمت کیا کروں گی، سبحان اللہ۔

لمحہ فکریہ:

سوچ کر حیران ہوتے ہیں کہ ان حضرات کی نگاہ کہاں پہنچا کرتی تھی۔ ہے کوئی عورت جس کی سوچ آج ایسی ہو، ہے کوئی مرد جس کی سوچ آج ایسی ہو، نہیں۔ ہم تو ذرا سی پریشانی ہوتی ہے اور اسی وقت صحیح العقیدہ بندوں کے گھر کا معاملہ دیکھا کہ لے کے کسی بڑے مشرک اور بدعتی کے پاس پہنچے ہوئے ہوں گے۔ ایسے بندے کے پاس پہنچیں گے جو خود بھی جاہل ہوگا اور دوسرے کے ایمان کا بھی جنازہ نکالے گا۔ کئی کہتے ہیں کہ مرغا لاؤ اس کو ذبح کر کے اس کے خون سے تعویذ لکھنے ہیں۔ کئی کہتے ہیں کہ بکرے کا خون لے کے آؤ۔ ایسے عجیب وغریب احوال ہیں کہ میرے دوستو! کہنے کے قابل بھی نہیں۔ اللہ رب العزت ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں غم کے عالم میں صبر کی توفیق عطا فرمائے اور خوشی کے عالم میں اللہ تعالیٰ شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

و اخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام اور مغربی معاشرہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامَ o وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ . اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا o سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَo وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

امریکہ کا سفر:

فقیر نے امریکہ کی کل 22 ریاستوں میں سفر کیا۔ ایسا بھی ہوا کہ صبح کا پروگرام ایک ریاست میں ہوا، ظہر کا پروگرام دوسری ریاست میں ہوا اور رات کا پروگرام تیسری ریاستمیں ہوا۔ یہاں فیصل آباد کی جماعت کے دوستوں نے مطالبہ کیا کہ وہاں کے مشاہدات وتاثرات ہمیں بھی بتائیں تاکہ تبادلہء خیالات ہو سکے۔ تو فقیر نے کہہ دیا تھا کہ انشاء اللہ کسی ایک محفل میں وہاں کی کچھ تفصیلات عرض کر دی جائیں گی۔ چنانچہ ان دوستوں نے اس عنوان کیلئے اس مسجد کا انتخاب کیا۔ لہٰذا آج مغربی معاشرہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی۔

جدید ٹیکنالوجی

جدید ٹیکنالوجی اس وقت دنیا میں راج کر رہی ہے۔ دنیا کی سپر پاور بنی ہوئی ہے۔ بلکہ اب تو انہوں نے اپنے آپ کو سپریم پاور کہنا شروع کر دیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مٹی سونے کے بھاؤ:

مغرب اب اتنی ٹیکنالوجی حاصل کر چکا ہے کہ وہ اپنی مٹی کو آج سونے کے بھاؤ بیچ رہا ہے۔ ریت کو انگریزی میں سیلیکان کہتے ہیں۔ اس سیلیکان سے الیکٹرونک کے پرزے، انٹیگریٹڈ سرکٹ اور مائیکرو پراسیسرز بنتے ہیں جو وزن کے حساب سے سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔

چاند پر بیٹھی مکھی کی آنکھ کا فوٹو:

مغرب کا دعویٰ ہے کہ ہم زمین پر بیٹھ کر چاند پر بیٹھی ہوئی مکھی کی آنکھ کا فوٹو بھی اتار سکتے ہیں۔ یہ بات واقعی ٹھیک ہے کیونکہ اس عاجز نے وہاں کے عجائب گھروں کو دیکھا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو آج ٹیکنالوجی میں یہ پوزیشن حاصل ہو چکی ہے کہ یہ کام ان کے لئے آسان ہو چکا ہے۔ چاند جو اپنے مدار میں چلتا ہے اس کی پوزیشن تبدیل ہونے کے لئے مساواتیں ہیں جو چاند کی مداروی حرکت کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس کے چھ ہزار فیکٹر بدلتے رہتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود چاند کے مدار کے ہر انچ کو ماپا جا رہا ہے۔

روس امریکہ امن معاہدے کا اظہار:

روس اور امریکہ کے درمیان ایک امن معاہدہ ہوا۔ دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس معاہدہ کو منایا جائے۔ اس مقصد کے لئے روس نے ایک خلائی گاڑی اڑائی اور ایک امریکہ نے۔ خلا میں جا کر دونوں آمنے سامنے آ کر آپس میں اکٹھی جڑ گئیں۔ روسی مشین بند ہو گئی اور امریکی مشین نے اسے چلانا شروع کر دیا۔ اس نے اس کو چلا کر امریکہ میں لا کر اتارا۔

پھر دوبارہ ایک ایک گاڑی اڑائی گئی۔ پھر وہ بھی اکٹھی ہو گئیں۔ اب کی بار

www.besturdubooks.wordpress.com

امریکن مشین بند ہو گئی اور روسی مشین نے اسے چلاتے ہوئے روس کے اندر جا کر اتارا۔ فقیر نے ان دونوں مشینوں کو جڑا ہوا پڑے دیکھا۔ فقیر حیران تھا کہ ہم لوگوں کو موٹر کی شافٹ پر پلی چڑھانی پڑے تو ہتھوڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کتنی مہارت درکار ہوگی کہ خلاء کے اندر ایک مشین تیر رہی ہے، اس کو آدمی نیچے بیٹھا کنٹرول کر رہا ہے اور وہ مشین ٹھیک ایک دوسرے کے سامنے آ کر جڑ جاتی ہے۔ پھر ان میں سے ایک بند ہو جاتی ہے تو دوسری کا مرکز ثقل تبدیل ہو جاتا ہے مگر وہ اس کو متوازن کرتی ہے اور نئی صورتحال میں اس کو کنٹرول کرتے ہوئے واپس لا کر اپنے ملک میں بحفاظت اتار دیتی ہے۔ انجینئرنگ کا پس منظر رکھنے والے حضرات سمجھ رہے ہوں گے کہ یہ کتنی مہارت کا کام ہے۔

برکلے یونیورسٹی میں کمپیوٹرز کی تعداد:

الیکٹرونکس کی دنیا میں تو ایک تہلکہ مچا ہوا ہے۔ ہر آنے والا دن نئی نئی دریافتیں لے کر آ رہا ہے۔ اور یہ ساری تبدیلیاں ساٹھ کی دہائی کے بعد ہوئی ہیں۔ 1960 میں برکلے یونیورسٹی کیلیفورنیا میں ایک بڑا کمپیوٹر تھا جبکہ ستر کی دہائی میں اس یونیورسٹی میں ستر ہزار P-C Terminals تھے۔ اب آپ سوچئے کہ جب اتنے لوگ دن رات بیٹھے سکرین پر کام کر رہے ہوں اور انسان اپنے دماغ کو استعمال کر رہے ہوں گے تو پھر مادے کے حقائق کیوں نہیں کھلیں گے۔

جینیٹکس انجینئرنگ کی نئی دریافتیں:

جینیٹکس انجینئرنگ کے اندر اس وقت ایسی ایسی چیزیں سامنے آ رہی ہیں کہ انسان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ سویڈن کے اندر ایک درخت اگایا گیا جس کی تین مختلف شاخوں پر تین مختلف پھل لگے ہوئے تھے۔ یہ کتنی

www.besturdubooks.wordpress.com

حیرت انگیز بات ہے۔

دراصل جب بھی کوئی چیز پرورش پاتی ہے اس کے خلیے کا ایک DNA ڈی این اے ضابطہ ہوا کرتا ہے۔ DNA کے اندر RCGT ڈنڈوں سے بنی ہوئی سیڑھی ہوتی ہے۔ جس میں اس کی نشوونما کے مخصوص پیغامات موجود ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر آدمی ہی کو لیجئے۔ سب کی دو آنکھیں ہوتی ہیں، کسی کی تین یا چار آنکھیں نہیں ہوتیں۔ سب کے ناک اور کان ایک ہی جگہ پر ہوتے ہیں کسی اور جگہوں پر نہیں ہوتے۔ سب کے چہروں کا رخ سامنے کی جانب ہوتا ہے۔ ہر چیز جو اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی شکل میں پیدا ہو رہی ہے اس کو وہی ضابطہ پیچھے سے کنٹرول کر رہا ہوتا ہے۔ اس کوڈ کو آج انسان نے سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ یہ جینیٹکس انجینئرنگ آنے والے وقت میں بڑی عجیب تبدیلیاں سامنے لائے گی۔

تسخیر کائنات کی طرف اشارہ:

اللہ رب العزت نے چودہ سال پہلے فرمایا تھا کہ وَ سَخَّرَ لَكُمْ اور ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان میں ہے۔ اس فرمان کے مصداق انسان کے اندر تسخیر کائنات کی طاقت موجود ہے۔ وہ اللہ کا نائب، اللہ کا خلیفہ اور اللہ رب العزت کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرے گا تو ان چیزوں کا سمجھنا اس کے لئے مشکل نہ رہے گا۔

پیٹ کھولے بغیر آپریشن:

میڈیکل کی لائن میں آج نت نئی ریسرچ سامنے آ رہی ہے۔ ایک دلچسپ اضافہ آپریشن کی نئی ٹیکنالوجی ہے۔ السرز وغیرہ کے لئے آج کسی انسان کے پیٹ کو کھولنا نہیں پڑتا۔ بلکہ ایک طرف سے انجکشن کی سوئی کے برابر تار اندر ڈالتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

جس میں ایک کیمرہ فٹ ہوتا ہے اور دوسری طرف ایک سوراخ کر کے اس میں اپنے آلات ڈال کر ٹی وی سکرین کے اوپر اندر کا فوٹو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح پیٹ کے اندر ہی اپریشن کرتے ہیں، پیٹ کے اندر ہی اس کے ٹانکے لگاتے ہیں اور اس مریض کو اپریشن کے چند منٹ کے بعد گھر جانے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ وہ آپریشن جو پہلے ۶ گھنٹے تک جاری رہتے تھے اور مہینوں ایک انسان بستر پر رہا کرتا تھا، خون کی کئی کئی بوتلیں دی جاتی تھیں، آج ان کا طریقہ کار اتنا بدل چکا ہے کہ آپریشن کے بعد وہ آدمی ہسپتال میں رہنے کی بجائے اپنے گھر میں چلا جاتا ہے۔

بغیر آپریشن پھیپھڑے سے گولی نکالنا:

سعودی عرب میں ایک نوجوان اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر شکار کرنے کے لئے جنگل میں گیا۔ اس کے پاس ائرگن بھی تھی۔ اس نے بھولے سے ایک شرہ اپنے منہ میں ڈال لیا، وہ شرہ اس کے گلے کے راستے ہوا کی نالی میں چلا گیا۔ اور وہاں سے سیدھا پھیپھڑوں میں جا پہنچا۔ وہ شکار سے واپس آیا تو اس نے اپنے گھر میں سے کسی کو اس کے بارے میں نہ بتایا۔

کچھ دنوں کے بعد نوجوان کو کھانسی اور بخار ہو گیا۔ قریب کے ڈاکٹروں سے علاج کروایا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کے پھیپھڑوں میں دھات کی بنی ہوئی کوئی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔

ان کو بتایا گیا کہ جدہ میں ایک ڈاکٹر صاحب آپریشن کے بغیر یہ شرہ نکال دیں گے۔ چنانچہ وہ جدہ میں اس ڈاکٹر صاحب کے پاس چلے گئے۔ اس نے ایک باریک سی تارلی اور منہ کے راستے اس تار کو اس ڈاکٹر نے اندر داخل کر دیا۔ اس تار کے سرے پر بہت ہی چھوٹے سائز میں ایک کیمرہ لگا ہوا تھا۔ جو ساتھ پڑے ہوئے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹی وی سیٹ میں پھیپھڑے کے اندر سے تصویر پیش کر رہا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے ناک کے ذریعے ایک اور تار اس کے پھیپھڑے میں داخل کی۔ ٹی وی پر اس کی تصویر آتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ بھی اس شرہ کے قریب پہنچ گئی۔ اس دوسری تار کے ذریعے اس ڈاکٹر صاحب نے اندر سے شرہ کو نکال لیا۔ یوں آپریشن کے بغیر ہی اس کے پھیپھڑے سے شرہ نکال کر اسے اسی وقت گھر بھیج دیا گیا

یورپین لوگوں کا دعوٰی:

فقیر آپ کو مغربی معاشرے کا تعارف کروا رہا ہے تاکہ جو لوگ وہاں نہیں گئے ان کے ذہن میں یہ تصور بن جائے کہ فقیر کس سوسائٹی کی بات کر رہا ہے۔ وہاں پر نظام بہت ہی مضبوط اور ٹھوس بنا دیا گیا ہے۔ وہ دعوٰی کرتے ہیں کہ ہمارا ملک Country of freedom اور Country of Justice ہے۔ اور واقعی وہاں کے لوگوں کو اپنے قانون کے مطابق انصاف مہیا کرتے ہیں۔ اس لئے وہاں کے لوگ مطمئن ہوتے ہیں۔ لوگ دفتروں میں کام کرنے کی نیت سے جاتے ہیں اور کام کرکے واپس آتے ہیں۔

شہوت پرستی کا زور:

اگر آپ یورپ میں جا کر دیکھیں تو ان کی بے ایمانی اور ذاتی زندگی کی چند بڑی برائیوں کے علاوہ کچھ معاشرتی خرابی نظر نہیں آئے گی۔ وہ برائیاں کہ جن کا تعلق نفسانیت کے ساتھ ہے کہ انسان ہمیشہ شہوت پرست اور نفس پرست ثابت ہوا ہے۔ چونکہ نفس چاہتا ہے کہ مجھے اپنی خواہشات کے معاملہ میں مکمل اجازت ہو۔ لہذا عورت کی بے پردگی، اس کے ساتھ ناجائز تعلقات، موسیقی، شراب اور اس سے متعلقہ چند چیزیں جن کا محور عورت ہو، خرابیاں آپ کو وہاں عام نظر آئیں گی۔ کیونکہ ان کا

www.besturdubooks.wordpress.com

قانون ان کو اجازت دیتا ہے۔

مغربی معاشرے کی مثبت پہلو

اس کے علاوہ آپ اگر ان کی اجتماعی زندگی میں غور کریں تو حیران کن حد تک وہاں پر اسلامی اصول وضوابط نظر آئیں گے۔ مثلاً انصاف کے بارے میں حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ تم کفر کے ساتھ تو حکومت چلا سکتے ہو مگر ظلم کے ساتھ حکومت نہیں چلا سکتے۔ اور وہاں پر ہر بندے کو انصاف ہوتا نظر آتا ہے۔ جس مقدمے کی پیروی کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اس کی پیروی حکومت کرتی ہے۔ ارے! یہ عدل وانصاف تو ہمیں خلفائے راشدین کے دور میں نظر آتا تھا۔

سویڈن کے وزیراعظم کا استعفیٰ:

آپ حیران ہوں گے کہ سویڈن کے وزیراعظم نے کہا کہ اب میری عمر زیادہ ہوگئی ہے، لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ میں اب قوم کی امیدوں پر پورا اترنے کے قابل نہیں رہا، میں اتنی محنت نہیں کر پا رہا جتنی کرنی چاہیے تھی لہٰذا میں آئندہ سال مستعفی ہو جاؤں گا۔ اب پوری قوم کہہ رہی ہے کہ آپ مستعفی نہ ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے منصب کے ساتھ انصاف نہیں کر رہا۔ پورا سال لوگ اسے کہتے رہے کہ آپ مستعفی نہ ہوں مگر سال گزرنے کے بعد اس نے استعفیٰ دے دیا۔

اپوزیشن لیڈر کی نااہلی کا عجیب واقعہ:

جب اس نے استعفیٰ دے دیا تو نئے وزیراعظم کے چناؤ کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ اپوزیشن لیڈر ایک عورت تھی۔ اس کو نامزد کیا گیا۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے والی عورت تھی۔ اس کی زندگی کے تمام امور کو پرکھنے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لئے سکریننگ کی گئی تا کہ پتہ چلے کہ وہ اس منصب پر فائز ہونے کے قابل بھی ہے یا نہیں۔

سکریننگ کے دوران ایک بات سامنے آئی کہ اس عورت کو اپوزیشن لیڈر ہونے کی حیثیت سے ایک کریڈٹ کارڈ ملا ہوا تھا۔ وہ ایک مرتبہ اپنے بچے کو لے کر کسی سٹور پر گئی مگر اپنا ذاتی کریڈٹ کارڈ گھر بھول گئی۔ بچے نے ضد کی کہ مجھے کھلونا لے کر دیں۔ اس نے اسے 300 مارک کا کھلونا لے کر دیا۔ پاکستانی کرنسی کے مطابق تقریباً 2500 روپے بنتے ہیں۔ اور جیسے ہی وہ گھر آئی تو اس نے آتے ہی اپنے ذاتی اکاؤنٹ سے اتنے پیسے اس اکاؤنٹ میں منتقل کر دیئے۔ سٹور سے گھر آنے تک تقریباً دو گھنٹے لگے ہوں گے۔

یہ کئی سال پہلے کی بات تھی۔ گو اس نے پیسے ادا بھی کر دیئے تھے مگر سکریننگ کرنے والوں نے کہا کہ قوم کی اپوزیشن لیڈر تھی۔ اس کو اپنے منصب کی وجہ سے کارڈ ملا تھا، یہ تو سرکاری کام کے لئے تھا۔ اگر یہ 300 مارک کو اپنی ضروریات کے لئے استعمال کر سکتی ہے تو اسے اگر کل وزیر اعظم بنائیں گے تو یہ تو معلوم نہیں کہ کیا کچھ اپنی ذات کے لئے استعمال کرے گی۔ صرف اس وجہ سے اس کو نا اہل قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ جب وہ رقم واپس کر رہی تھی اس وقت اسے پتہ بھی نہیں تھا کہ کل کو میری یہ بات کسی کو معلوم ہوگی یا نہیں ہوگی۔

ارکان پارلیمنٹ کی معذرت:

جب اس کو نا اہل قرار دے دیا گیا تو پھر کوئی آدمی اپنے آپ کو وزیر اعظم بننے کے لئے پیش کرنے کو تیار نہیں تھا۔ آپ حیران ہوں گے کہ آج کے دور میں یہ سویڈن دنیا کا واحد ملک ہے جہاں پر ایک سال تک پارلیمنٹ میں سے ہر ایک کو دعوت دیتے رہے کہ کوئی اپنے آپ کو وزیر اعظم بننے کے لئے پیش کرے مگر کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی پیش نہیں کرتا تھا۔ایک کہتا کہ آپ وزیراعظم بن جائیں، دوسرا کہتا کہ میں تو اس قابل نہیں ہوں۔ میں نے جب یہ بات سنی تو مجھے اپنے بڑوں کا وقت یاد آ گیا کہ جب ان پر ذمہ داری رکھی جاتی تو وہ فرماتے تھے کہ میں تو اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہیں ہوں۔

یورپ میں معاشرتی حقوق کا خیال:

وہاں جا کر آپ کو اسلام کے اصول وضوابط عملی شکل میں نظر آئیں گے۔گو ان کو انہوں نے اسلام کا نام نہیں دیا ہوا مگر یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے یہ چیزیں اسلام سے مستعار لی ہوئی ہیں۔ لہٰذا آپ اگر وہاں کسی آبادی میں جا کر رہیں تو پڑوسی کے جو حقوق ایک مسلمان معاشرے میں ہونے چاہئیں وہ حقوق آپ کو سو فیصد اس ماحول کے اندر ملیں گے۔اس لئے یہاں سے جانے والے لوگوں کو وہ سوسائٹی بڑی اچھی لگتی ہے۔حتیٰ کہ ہمارے بعض دوست وہاں فقیر سے یہ سوال پوچھنے لگے کہ قرآن پاک میں جس جنت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہیں وہ اسی معاشرے کے بارے میں تو نہیں کہا گیا ۔فقیر نے جواب میں کہا کہ آپ لوگوں نے جنت کو کیا سمجھا ہوا ہے۔

مغربی معاشرے میں اگرچہ آپ کی کوئی سفارش نہیں ہے اور آپ نے کسی دفتر میں فون کرنا ہے یا خود جانا ہے تو ہر بندہ آپ سے پوچھے گا **Can I help you?** کیا میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔وہاں آپ کو فائل کو چلنے کے لئے پیسے نہیں لگانا پڑیں گے۔ بلکہ ہر کام اپنے ضابطے کے مطابق ہوگا۔

وہاں کے سرکاری اداروں میں لوگ اس طرح تندہی سے کام کرتے ہیں جس طرح لوگ پرائیویٹ اداروں میں کام کرتے ہیں۔کوئی آدمی دفتر میں بیٹھ کر اپنے گھر کے معاملات کے لئے ٹیلیفون نہیں کرے گا۔کوئی آدمی دفتر کے پتے پر اپنے گھر کی ڈاک نہیں منگوائے گا۔کام کا مطلب کام ہی سمجھا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر معاشرے میں لوگوں کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو یوں سمجھئے کہ حکومت بیت المال سے وہ چیز دے دیتی ہے۔ وہاں پر انسانی حقوق کی اتنی پاسداری ہے کہ آج کے مسلمان ممالک کے لوگ بھی اپنے ملکوں کو چھوڑ کر وہاں جا کر رہنا پسند کرتے ہیں۔

وہاں پر انصاف کے حصول کے لئے پنچائیت کا سسٹم رائج ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ معاشرے میں سے تجربہ کار لوگوں کو چن کر ان کی جیوری بٹھا دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے سامنے پیش ہو کر اپنے مقدمہ بیان کرو۔ وہاں پر جج کو اپنی پولیس رکھنے کا اختیار ہوتا ہے اور ہر مقدمے کا ایک بجٹ ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی مرضی کے آدمی رکھ کر خود اس مقدمے کی تحقیقات کروا سکتا ہے تاکہ انصاف والے کو انصاف ملے۔ تو وہاں پر یہ عجیب بات دیکھی کہ وہاں پر اسلام نظر آتا ہے مگر مسلمان بہت کم ہیں جبکہ یہاں پر مسلمان نظر آتے ہیں اور اسلام بہت کم ہے، جس کی وجہ سے وہاں لوگ مطمئن نظر آتے ہیں۔ وہ محنت کرتے ہیں اور ان کو ان کی محنت کا پھل ملتا ہے۔ اسی وجہ سے آج وہ دنیا میں رہبری کر رہے ہیں۔ آج پوری دنیا میں ان کا سکہ چل رہا ہے۔ اس کا سکہ آج پوری دنیا میں ریفرنس بنا ہوا ہے۔ ان کے سکے کے ریفرنس کی بناء پر دنیا کے تمام ممالک اپنی کرنسی کو تولتے ہیں۔

اندرون وبیرون ملک میں سیاسی امتیاز:

بیرونی دنیا کے ساتھ وہ سیاست میں اپنی ناانصافی کو بھی انصاف کہتے پھریں تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ ان کے سیاستدانوں کا پوری دنیا میں اور اپنے ملک میں کیا رویہ ہوتا ہے۔ بہت فرق نظر آتا ہے۔ تاہم اپنے ملک کی حد تک انہوں نے لوگوں کو مطمئن رکھا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ کام بھی کرتے ہیں اور قریب رہتے ہوئے ایک دوسرے کا خیال بھی کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تعلیمی اخراجات:

مغربی معاشرہ ایک پڑھا لکھا معاشرہ ہے۔ وہاں پر 99.9% تعلیم ہے۔ کیونکہ وہاں تعلیم کے شعبہ پر بہت زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اس حد تک کہ ان کے لئے جو کنڈر گارٹن کے سکول بنے ہوئے ہیں وہ ہمارے ہاں کی یونیورسٹیوں سے بھی بعض معاملات میں زیادہ Advance (آگے) ہوتے ہیں۔ بلکہ جدھر بھی چلے جائیں آپ کو یوں لگے گا کہ ملک کے ایک ایک انچ کو انہوں نے ترقی یافتہ بنایا ہوا ہے۔ آپ کو پورے ملک میں عدم توجہی کا شکار شاید ہی کوئی نظر آئے گا۔

روس کی ایک عجیب شکایت:

یہ ایجوکیشن کے وہ ادارے ہیں جہاں سے طلباء نکلتے ہیں تو پھر وہ ملک کے اندر کام کرتے ہیں۔ روس نے آج سے آٹھ نو سال پہلے یہی تو شکایت کی تھی کہ میں امریکہ سے تو نمٹ لوں کہ یہ کیا ہے مگر اس کی یونیورسٹیوں اور کالجوں سے بڑا تنگ ہوں۔ ہر دن میں وہاں پر ایک نئی ریسرچ ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہاں پر لاکھوں با صلاحیت لوگ بیٹھے تحقیق کر رہے ہوتے ہیں، ان سائنسی تحقیقات نے میری ناک میں دم کر رکھا ہے۔

بچوں کی تربیت:

وہ لوگ اپنی اولاد کی تربیت کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ فقیر کو ایک مرتبہ پیرس سے نیو یارک جانا تھا۔ جب فلائیٹ پر بیٹھا تو فقیر کے بالکل ساتھ والی کرسی پر ایک نوجوان لڑکی آ کر بیٹھی تو اس نے آتے ہی اپنی تہذیب کے مطابق فقیر سے ہیلو ہائے کیا۔ اس نے پوچھا، آپ کہاں سے ہیں فقیر نے کہا میں پاکستانی ہوں۔ اس نے بھی بتایا کہ میں اپنے خاوند کے پاس نیو یارک جا رہی ہوں۔ فقیر کے پاس ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

کتاب تھی فقیر نے وہ کتاب پڑھنا شروع کر دی۔

تھوڑی دیر کے بعد ایئر ہوسٹس نے کھانا لگایا۔ فقیر نے کھانے سے معذرت کر لی، کیونکہ پتہ تھا کہ یہ کھانا پیرس میں بنایا گیا ہے، معلوم نہیں کہ کس طرح کا پکا ہوا ہے اور کیسا نہیں۔ احتیاط اسی میں ہوتی ہے کہ انسان کے پاس اپنا کچھ ہو جس سے وہ سفر کے اندر اپنا گزر اوقات کر سکے۔

اس لڑکی نے اپنے سامنے میز پر کھانا لگوالیا۔ چونکہ وہ بالکل ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھی اس لئے فقیر کو اس کی حرکات وسکنات کا پتہ چل رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے بچی کو گود میں بٹھایا۔ اور چمچ میں چاول لے کر اپنے منہ میں ڈالے۔ چھوٹی بچی نے آواز دی کہ !Mom یعنی وہ چاہ رہی تھی کہ مجھے بھی دیں۔ جب اس بچی نے کہا تب ماں نے چمچ میں تھوڑے سے چاول لئے اور بچی کے منہ میں ڈالے۔ جب بچی نے کھا لئے تو ماں نے کہا، .Say, thank you (کہو آپ کا شکریہ) وہ چھوٹی سی بچی ماں کو کہتی ہے .Mom! thank you پھر ماں نے کھانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بچی نے پھر اشارہ کیا۔ اب اس نے پھر چمچ میں چاول لے کر اس کے منہ میں ڈالے اور پھر کہا .Say! thank you (کہو، آپ کا شکریہ)۔ وہ ایک ایک چمچ بیٹی کو دیتی رہی اور ہر چمچ پر .Thank you کا لفظ کہلواتی رہی۔

اسی دوران کچھ چاول ماں کے کپڑوں پر گر گئے۔ بیٹی نے دیکھا تو اشارہ کر کے کہنے لگی !Mom ماں نے ٹشو پیپر سے اس کپڑے کو صاف کیا اور صاف کرنے کے بعد اب ماں اپنی بیٹی کو کہہ رہی ہے .Thank you۔ کھانے کے دوران اس ماں نے اپنی بیٹی سے تقریباً 36 مرتبہ .Thank you کا لفظ کہلوایا۔ اب بتائیے کہ شکریہ ادا کرنے کی یہ عادت اس بچی کی گھٹی میں پڑ جائے گی یا نہیں۔

میرے دوستو! یہ تعلیم تو اسلام نے ہمیں دی تھی۔ حدیث پاک میں آیا ہے مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کرتا۔مگر آج ہے کوئی ماں جو اپنے بیٹے کو شکریہ ادا کرنے کی عادت ڈال دے۔ اسی لئے جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ماں باپ نے جتنے جتن کاٹے ہیں وہ تو انہوں نے کرنا ہی تھا۔ بڑا بھائی چھوٹے کے لئے کتنی ہی قربانیاں دے دے، چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو کبھی شکریہ کا لفظ نہیں کہے گا۔

نظم وضبط:

فقیر واشنگٹن میں کئی منزلہ عمارت میں ٹھہرا ہوا تھا۔اس عمارت کے قریب ایک گراؤنڈ تھا۔ وہاں ٹھیک 6:45 بجے بچوں کی ایک سکول وین آتی۔ جب کہ بچے اس گراؤنڈ میں 6:30 بجے آجاتے۔ چونکہ بچے ہر جگہ بچے ہی ہوتے ہیں، اس لئے وہ پندرہ منٹ پہلے آ کر اپنے بستے پھینکتے اور کھیلنا شروع کر دیتے۔کوئی بھاگ رہا ہے، کوئی دوڑ رہا ہے، کوئی گر رہا ہے، کوئی گرا رہا ہے۔

ٹھیک 6:45 بجے وین ڈرائیور آ کر بریک لگاتا اور بریک لگانے کے بعد ہارن دیتا۔ اس کا ہارن سن کر فقیر گھڑی دیکھتا تو پورے پونے سات بجے کا وقت ہوتا۔ فقیر کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھتا۔ ہارن کی آواز سنتے ہی ان بچوں میں معلوم نہیں کہ کوئی اور انسان بیدار ہو جاتا تھا کہ وہ سب کے سب اپنے بستے لیتے اور گاڑی کے سامنے بالکل سیدھی لائن بنا کر کھڑے ہو جاتے۔ کنڈیکٹر، والدین اور اساتذہ میں سے کوئی بھی پاس نہ ہوتا مگر وہ اتنے تربیت یافتہ تھے کہ بالکل سیدھی لائن بنا کر کھڑے ہو جاتے۔ چھوٹے قد کا بچہ سب سے پہلے کھڑا ہوتا، اس کے بعد اس سے بڑے قد کا، پھر اس کے بعد اس سے بڑے قد کا۔ حتیٰ کہ جو سب سے بڑا اکڑیل اور لحیم وشحیم ہوتا وہ سب سے آخر میں کھڑا ہوتا۔ جب ڈرائیور دیکھتا کہ تمام لڑکے ایک لائن میں کھڑے ہو گئے ہیں تو وہ گھنٹی بجاتا اور کہتا First یعنی پہلے بچے کو سوار ہونے کے لئے آواز دیتا۔ پہلا بچہ سوار ہو کر اپنی پسند کی سیٹ پر بیٹھ جاتا۔ ڈرائیور پھر کہتا، Next تو دوسرا

www.besturdubooks.wordpress.com

بچہ سیٹ پر بیٹھ جاتا۔ وہ ہر بار Next,Next کہتا رہتا اور بچے ایک ایک کر کے سیٹ پر بیٹھتے چلے جاتے۔ جب وہ سیٹ بائی سیٹ بیٹھ جاتے تو ڈرائیور دروازہ بند کرتا اور چلا جاتا۔

فقیر کافی دیر سوچتا رہتا کہ اس قدر نظم وضبط والے معاشرے کو شکست دینا کتنا مشکل کام ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں ہمارے لوگوں میں سے اوسط سے ذرا اوپر والے لوگ ہوائی جہازوں میں سفر کرتے ہیں۔ ان کو بورڈنگ پاس مل چکے ہوتے ہیں، سیٹ نمبر مل چکا ہوتا ہے، لاؤنج میں بیٹھے ہوتے ہیں، ادھر سے اعلان ہوتا ہے کہ تشریف لے آئیں تو ادھر دروازے پر وہ اودھم مچا دیا جاتا ہے کہ عورتیں بیچاری پیچھے کھڑی رہتی ہیں۔ حالانکہ ہر بندے کو معلوم ہوتا ہے کہ فلائیٹ والے مجھے لئے بغیر فلائیٹ نہیں چلائیں گے۔ حتیٰ کہ ٹائلٹ سے بھی جا کر ڈھونڈیں گے کہ بندہ کدھر غائب ہے مگر اس کے باوجود ہمارے اندر اتنی بھی تحمل مزاجی نہیں ہوتی کہ ہم لیڈیز کو پہلے سوار ہونے دیں، چند منٹ ذرا پیچھے کھڑے ہو جائیں کہ میرے دوسرے مسلمان بھائی مجھ سے پہلے چلے جائیں۔ جب فقیر موازنہ کرتا ہے تو حیرانی ہوتی ہے۔

بہر حال یہ یورپی معاشرہ کے مثبت پہلو ہیں۔ مثبت پہلو خواہ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے ہی کیوں نہ ہوں وہ تسلیم کرنا پڑتے ہیں۔ تاہم اس سوسائٹی کے کئی منفی پہلو بھی ہیں۔

مغربی معاشرے کے منفی پہلو

ماں باپ کی زبوں حالی:

وہاں پر ساری ٹیکنالوجی کے باوجود گھریلو زندگی سکون سے خالی ہے۔ اکثر بچے 18 سال کی عمر کے منتظر رہتے ہیں۔ 18 سال گزرنے کے بعد اپنے والدین کو الوداع

www.besturdubooks.wordpress.com

کہہ دیتے ہیں۔ 18 سال کے بعد بچوں اور ماں باپ کے درمیان تعلقکو درست رکھنے کے لئے اس سوسائٹی میں کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ سارے سال میں ایک Mother-day منایا جاتا ہے۔اس دن بچے جہاں کہیں ہوں وہ ماں کو خط لکھ دیتے ہیں یاماں کو تحفہ بھیج دیتے ہیں۔وہ تحفہ بھیج کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ماں کا حق ادا کر دیا ہے۔

ایک لڑکی واشنگٹن میں رہتی ہے۔اس کے ماں باپ بھی واشنگٹن میں رہتے ہیں مگر وہ کہتی ہے کہ پچھلے سات سال سے مجھے اپنے ماں باپ سے ملنے یا بات کرنے کا موقع نہیں ملا۔اس لئے کہ 18 سال کی عمر کے بعد بچوں کے اندر جوانی کا طوفان ہوتا ہے۔اور وہ جوانی کے کاموں میں اتنا مشغول ہو جاتے ہیں کہ ان کو دنیا میں کسی کی پروا ہ نہیں ہوتی۔ بوڑھے والدین کو اس وقت اپنے بچوں کی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ اس سوسائٹی کا سب سے کمزور ترین نقطہ ہے۔گھر جتنی چیزوں سے بھی بھر جائے ،انسان تو گوشت کا بنا ہوا ہے،اس کے دل میں جذبات بھی ہیں،لہٰذا والدین کو جو سکون اولاد سے مل سکتا ہے بھلا وہ لوہے اور سونے چاندی کی بنی ہوئی چیزوں سے کہاں مل سکتا ہے۔

حکومت نے اس طرح کے لاوارث بوڑھے ماں باپ کی خبر گیری کے لئے بوڑھے لوگوں کے لئے گھر بنائے ہوئے ہیں۔وہاں پر بہترین انتظامات کئے جاتے ہیں۔مگر وہاں پر سب بوڑھے ہوتے ہیں،کوئی بھی جوان یا چھوٹا بچہ نہیں ہوتا جوان کا دل بہلائے۔لہٰذا بوڑھوں کے گھروں میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد ان کا دل اکتانا شروع ہو جاتا ہے۔حتیٰ کہ بعض اوقات وہ پسند کرتے ہیں کہ ہمیں زہر کا ٹیکہ لگا دیا جائے۔

سویڈن میں طلاق کی شرح:

سویڈن اتنا امیر ملک ہے کہ اس کے پاس اتنی دولت ہے کہ ان کا بجٹ نفع والا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے جبکہ ہمارے ملک کا بجٹ خسارے والا ہوتا ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ پیسے آئیں گے کہاں سے اور وہ سوچتے ہیں کہ پیسے لگائیں گے کہاں پہ۔ سویڈن کی ایک کمپنی کے ڈائریکٹر نے مجھے بتایا کہ اگر پوری قوم کام کرنا چھوڑ دے اور جس طرح عیش وعشرت میں وقت گزار رہے ہیں گزارتے رہیں تو حکومت ان کو 6 سال تک کھلا سکتی ہے۔ جس کے پاس نوکری نہیں ہوتی اس کو 2000 کرونا ماہانہ الاؤنس ملتا ہے۔ گھر نہیں ہے تو سوشل سیکیورٹی والے گھر لے کر دیتے ہیں۔ بیمار ہو جائے تو اس کا علاج کروایا جاتا ہے۔ اب ان کا روٹی، کپڑے اور مکان کا مسئلہ تو حل ہو گیا، اس کے بعد انسان کی خواہشات رہ گئیں، شہوات رہ گئیں۔ اس سلسلہ میں وہ جنسی اعتبار سے آزاد ملک کہلاتا ہے۔ کون کس کے ساتھ رہتا ہے، کب رہتا ہے، کیوں رہتا ہے، کسی کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ مسئلہ بھی ان کا حل ہو گیا۔ اب ان کے لئے ظاہری طور پر کا کوئی مسئلہ موجود نہیں ہے لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ سویڈن میں خودکشی کی شرح پوری دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ اور وہاں 70% عورتوں کو طلاق ہو جاتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ذہنی پریشانی ہوتی ہے۔

میاں بیوی میں محبت کی کمی:

35 سال کی ہمراہی کے باوجود میاں بیوی میں محبت پیدا نہیں ہوتی، وفاداری کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ معمولی سی بات پر خاوند کہتا ہے۔ .I don,t care بیوی بھی کہتی ہے۔ .I don,t care۔ اب خاوند نے بیگ سنبھالا اور ادھر کا راستہ لیا اور بیوی نے بیگ سنبھالا اور ادھر کا راستہ لیا۔ 35 سال اکٹھا رہنے کے باوجود بیوی اپنا کماتی ہے اور خاوند اپنا کماتا ہے۔ اور باورچی خانے کے لئے خرچہ دونوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس سے عجیب بات یہ ہے کہ راستے میں جاتے ہوئے اگر خاوند کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس سگریٹ ختم ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی بیوی سے ادھار مانگتا ہے جو کہ بعد میں واپس کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر بیوی کے پاس سگریٹ ختم ہو جاتے ہیں تو وہ خاوند سے ادھار مانگتی ہے بعد میں اسے بھی واپس کرنا پڑتے ہیں۔ اس سوسائٹی میں ایثار کا تو تصور ہی نہیں ہے، بس کہتے ہیں کہ اس ہاتھ لے اس ہاتھ دے، کیا خوب سودا نقد ہے۔ اتنی ٹیکنالوجی کے باوجود ان کے دلوں کے اندر وہ محبتیں، وہ ایثار اور وہ وفائیں پیدا نہیں ہوتیں جو آج بداعمالیوں کے باوجود ہمارے معاشرے میں میاں بیوی کے اندر موجود ہیں۔

اسلام کی برکت:

یہ اسلام کی برکت ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا اگر آپ دنیا میں جو کچھ ہے خرچ کر دیتے آپ ان کے دلوں میں محبتیں پیدا نہیں کر سکتے وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ یہ تو اللہ نے ان کے دلوں میں محبتیں پیدا کر دی ہیں۔ یہ دین اسلام کی برکت ہے کہ آج اتنے مسائل ہونے کے باوجود، اتنے پریشر ہونے کے باوجود، اتنے مسائل ہونے کے باوجود آج گھر کے افراد کے اندر پھر بھی محبت کے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ ماں باپ اور اولاد میں محبت ہوتی ہے۔ بیٹا پردیس میں جاتا ہے تو بوڑھی ماں منتظر رہتی ہے، راتوں کو اٹھ کر دعائیں مانگ رہی ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بے شک جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا اللہ رب العزت ان کے دلوں کے اندر محبتیں پیدا کر دیں گے۔ یہ محبتیں اور ایثار مغربی سوسائٹی میں رہنے والے لوگوں کیلئے خواب ہے۔ ان کو ظاہر میں یہ نعمتیں نہیں ملتیں۔

اولاد کے بارے میں تصور:

ہمارے ایک دوست کہنے لگے کہ میں ہوائی جہاز میں سفر کر رہا تھا۔ میرے بالکل

www.besturdubooks.wordpress.com

قریب ایک جوڑا بیٹھا ہوا تھا۔ پہلے تو وہ اپنے ہی کاموں میں مشغول رہے۔ کچھ دیر کے بعد فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھ سے ہیلو ہائے کیا۔ میں نے ان سے پوچھا، How many kids have you ? کہ تمہارے کتنے بچے ہیں؟ تو وہ دونوں میاں بیوی جواب دینے لگے کہ We would like to have a dog. کہ ہم بچوں کی بجائے گھر میں کتا پالنا پسند کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حیران ہوا اور ان سے پوچھا، بھئی! آپ کتا پالنا کیوں پسند کریں گے؟ کہنے لگے، اس لئے کہ وہ بچوں سے زیادہ وفادار ہوتا ہے۔ جب ماں باپ کا اولاد کے بارے میں یہ تصور ہے تو اولاد کا ماں باپ کے بارے میں کیا تصور ہوگا۔ چنانچہ اولاد ذرا بڑی ہوتی ہے تو ماں باپ کو سامنے کہہ دیتی ہے۔

You enjoyed your life and now let me enjoy my life.

کہ آپ نے اپنی زندگی کے مزے لئے اب ہمیں اپنی زندگی سے لطف اندوز ہونے دیں۔ ان کے دلوں میں اتنی بے مروتی نظر آتی ہے جیسے خون بالکل سفید ہوگئے ہیں۔

ایک بوڑھی عورت کی کسمپرسی:

میرے ایک دوست کہنے لگے کہ میں ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ ایک نوے سال سے زیادہ عمر کی بوڑھی عورت مجھے کہنے لگی، کیا آپ مسلمان ہیں؟ میں نے کہا ہاں، میں مسلمان ہوں۔ کہنے لگی کہ میں نے سنا ہے کہ مسلمان وعدے کے بڑے پابند ہوتے ہیں۔ میں نے کہا، ہاں بڑے پابند ہوتے ہیں۔ کہنے لگی، کیا آپ مجھ سے ایک وعدہ کر سکتے ہو؟ میں نے کہا، جی مجھے بتائیں کہ میں کیا وعدہ کروں۔ کہنے لگی، بس آپ مجھ سے وعدہ کریں پھر میں آپ کو بتاؤں گی۔ میں نے کہا کہ مجھے بتاو تو سہی کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا وعدہ لینا ہے۔ کہنے لگی کہ وعدہ یہ لینا ہے کہ آپ امریکہ میں جہاں کہیں بھی ہوں روزانہ پانچ منٹ کے لئے مجھے Collect call کر دیا کریں۔ Collect call ایسے ٹیلیفون کو کہتے ہیں کہ آپ ٹیلیفون سے کسی آدمی کو فون کریں مگر بل آپ کی بجائے اس بندے کو آئے گا جس کو ٹیلیفون کیا جا رہا ہے۔ گویا وہ کہہ رہی تھی کہ بل میں ادا کروں گی۔ میں نے پوچھا، کیوں؟ کیا آپ کے بچے نہیں ہیں؟ کہنے لگی کہ بچے تو ہیں مگر ان کے پاس مجھے ملنے کے لئے ٹائم ہی نہیں ہے۔ میرا بہت بڑا گھر ہے، مجھے اتنی پنشن ملتی ہے، مجھے خرچ کی پروا نہیں۔ مگر میں اپنے بچوں کو یاد کرتی ہوں اور اتنے بڑے گھر میں سارا دن اکیلی رہتی ہوں جس کی وجہ سے اب میری صحت بھی خراب ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر آپ مجھے کال کرنے کا وعدہ کریں تو ۲۴ گھنٹوں میں مجھے انتظار رہے گا کہ کبھی نہ کبھی میرے فون کی گھنٹی تو بجے گی۔ میں یہی سمجھوں گی کہ امریکہ میں کوئی بندہ تو میرے بارے میں سوچ رہا ہوگا۔ اس طرح آپ کے فون کے انتظار میں مجھے سارا دن جینے کے لئے ایک طاقت مل جائے گی۔

اب بتایئے کہ جس ماں کی اسی ملک میں اولاد بھی موجود ہے، وہ ماں پانچ منٹ کے لئے کسی سے بات کرنے کو ترستی پھرتی ہے۔ یہ اس سوسائٹی کا سب سے کمزور پہلو ہے۔

کتا افضل ہے یا ماں......!!!

امریکہ کی ایک ریاست میں ایک ماں نے اپنے بیٹے کے خلاف مقدمہ کیا۔ وہ مقدمہ اخبارات کی بھی زینت بنا اور ٹی وی میں بھی اس کی تفصیل آئی۔ ماں نے مقدمہ یہ کیا کہ میرے بیٹے نے گھر میں کتا پالا ہوا ہے اور یہ روزانہ تین چار گھنٹے اس کتے کے ساتھ صرف کرتا ہے، یہ اسے نہلاتا ہے، اس کی ضروریات پوری کرتا ہے، اس کو اپنے ساتھ ٹہلنے کے لئے بھی لے جاتا ہے، وہ اپنے کتے کو روزانہ سیر بھی کرواتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، اسے کھلاتا پلاتا بھی ہے۔ میں بھی اسی گھر کے دوسرے کمرے میں رہتی ہوں لیکن یہ میرے کمرے میں پانچ منٹ کے لئے بھی نہیں آتا۔ اس لئے عدالت کو چاہئے کہ وہ میرے بیٹے کو پابند کرے کہ وہ روزانہ ایک مرتبہ میرے کمرے میں آیا کرے۔

جب ماں نے مقدمہ کیا تو بیٹے نے بھی مقدمہ لڑنے کے لئے تیاری کر لی۔ ماں نے بھی وکیل بنا لیا اور بیٹے نے بھی وکیل بنا لیا۔ جب دونوں کے وکیل جج صاحب کے سامنے پیش ہوئے تو جج صاحب نے مقدمہ کی سماعت کے بعد فیصلہ دیا کہ عدالت آپ کے بیٹے کو آپ کے کمرے میں پانچ منٹ کے لئے آنے پر مجبور نہیں کر سکتی کیونکہ مقامی قانون ہے کہ جب اولاد ۱۸ سال کی عمر کو پہنچ جائے، اس کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کو چاہے تو کچھ وقت دے یا بالکل علیحدگی اختیار کر لے۔ رہی بات کتے کی تو کتے کے اس کے اوپر حقوق ہیں جن کو ادا کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ البتہ اگر ماں کو کوئی تکلیف ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ حکومت سے رابطہ کرے، وہ اسے بوڑھوں کے گھر میں لے جائیں گے اور وہاں جا کر اس کی خبر گیری کریں گے۔ اب بتائیے کہ جہاں ماں اور بیٹے کا یہ تعلق ہوگا وہاں پر زندگی سکون سے کیسے گزرے گی؟

جرمنی میں بیٹی سے باپ کی بدسلوکی:

ہمارے ایک پروفیسر ہمیں انجینئرنگ کا ایک مضمون پڑھا رہے تھے۔ کہنے لگے کہ میں نے جرمنی سے ایک کورس کیا۔ جس آفس میں کام کرتا تھا اس آفس میں میرے ساتھ والے کاؤنٹر پر ایک لڑکی بیٹھتی تھی۔ ایک دن وہ دیر سے آفس میں پہنچی۔ میں نے دیکھا کہ پریشان سی لگ رہی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا، کیا کوئی مشکل درپیش ہے۔ وہ کہنے لگی کہ میں اپنے والد کے مکان میں رہتی تھی۔ میرے والد مجھ سے بہت زیادہ کرایہ وصول کرتے تھے کچھ دنوں سے کسی آدمی نے ان کو زیادہ کرایہ Offer کر دیا تھا۔ وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ یا تو تم بھی

کرایہ بڑھاؤ یا پھر میں دوسرے آدمی کے ساتھ معاملہ طے کرلوں گا۔ میں نے کہا کہ میری سالانہ ترقی آنے والی ہے، اس کے بعد میں زیادہ کرایہ دینا شروع کر دوں گی مگر وہ دو روز پہلے آئے اور کہنے لگے کہ میں نے اس آدمی سے بات چیت کرلی ہے لہٰذا تم اپنے لئے جگہ کا بندوبست کرلو۔ مجھے نئے مکان کا بندوبست کر کے اپنا سامان شفٹ کرنا پڑا جس کی وجہ سے میں آج تھکی ہوئی اور پریشان حالت میں دفتر پہنچی ہوں۔

اسلامی معاشرہ میں بیٹی کا مقام:

ایک مغربی معاشرہ ہے جہاں باپ اور بیٹی میں یہ محبت ہے اور دوسری طرف اسلام کی برکتیں دیکھئے کہ ہماری نالائقیوں اور بدعملیوں کے باوجود آج بھی یہاں باپ اور بیٹی میں اتنی محبتیں ہیں کہ باپ اپنی بیٹی کے لئے اپنے دل کو نکال کر طشتری میں رکھنے کے لئے تیار ہو جائے۔ میرے دوستو! میں جب کبھی وہ مناظر دیکھتا ہوں جب کوئی بیٹی اپنے گھر سے شادی کے وقت رخصت ہو رہی ہوتی ہے۔ باپ اپنی بیٹی کو اپنی زندگی کی ساری کمائی تو پیش کر چکا ہوتا ہے پھر اس موقع پر باپ کی آنکھوں سے آنسو بھی آ رہے ہوتے ہیں، ماں بھی رو رہی ہوتی ہے، بھائی اور بہنیں بھی رو رہی ہوتی ہیں۔ وہ منظر بتاتا ہے کہ دلوں میں محبتیں باقی ہیں۔ اتنا پیار دنیا میں کسی بیٹی کو کہاں نصیب ہوگا جو آج اسلام کی برکت سے ایک باپ اپنی بیٹی کو پیش کر رہا ہوتا ہے۔ یہاں باپ اور بیٹی میں اللہ نے یہ محبت رکھ دی ہے اور وہاں باپ اور بیٹی کا وہ تعلق ہے۔ اب دونوں کے درمیان فرق کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

www.besturdubooks.wordpress.com

ساری دنیا کو قمقموں سے روشن کرنے والا انسان آج اپنے من میں اندھیرا لئے پھرتا ہے۔ ساری دنیا کو روشنیاں دینے والا انسان آج اندر کی بستی میں اندھیرے کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے۔

جس قدر تسخیر خورشید و قمر ہوتی گئی
زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی
کائنات ماہ و انجم دیکھنے کے شوق میں
اپنی دنیا سے یہ دنیا بے خبر ہوتی گئی

محبتیں ہی تو انسان کی زندگی ہے۔ جہاں یہ محبت و پیار نہ ہو وہاں کی اتنی ٹیکنالوجی کس کام کی ہوگی۔ یہ محبتیں پیدا کرنے کے لئے ایک دن ان کو اسلام کے دامن میں آنا پڑے گا۔

ماں کی عظمت:

آپ خود سوچئے کہ وہ ماں جس نے بیٹے کو جنم دیا، جس نے اپنی گود میں بچے کی پرورش کی، جو بچے کے لئے راتوں کو جاگتی رہی، جس نے بچے کو اتنی قربانیوں کے ساتھ پال کر بڑا کیا، وہ ماں کی ماں کی ممتا اپنے بچے کے لئے کتنا اداس ہوتی ہوگی۔ ماں کے دل میں بچے کی کتنی محبت ہوتی ہے؟ اس کو ماپنے کے لئے آج تک کوئی پیمانہ نہ بن سکا۔ ماں کی ممتا وہ گہرا سمندر ہے جس کی گہرائیوں کو کوئی نہیں ماپ سکتا۔ ماں کی ممتا وہ ہمالیہ پہاڑ ہے جس کی بلندیوں کو آج تک کوئی نہ پہچان سکا۔ یہ ماں ہی جانتی ہے کہ اولاد کے لئے اس کا دل کتنا تڑپ رہا ہوتا ہے۔ مگر اس معاشرہ میں جب بھی ماں بوڑھی ہوتی ہے اور بچہ جوان ہوتا ہے تو بچے کے پاس فرصت نہیں ہوتی کہ وہ ماں کی بات کا جواب دے سکے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لمحہ فکریہ:

اے احسان فراموش بیٹے! تو اپنی اس ماں کے ساتھ یہ برتاؤ کرتا ہے جس نے تجھے جنم دیا، جس نے تیری پرورش کی اور جس نے تیرا سایہ بن کر زندگی گزاری۔ آج وہ تجھ سے بات کرنے کو ترستی ہے اور تو کہتا ہے کہ میرے پاس فرصت نہیں۔ حیف ہے تیری جوانی پر، افسوس ہے تیری زندگی پر کہ تو اپنی ماں کے لئے دل میں آج اتنی محبت بھی نہیں رکھتا۔ ارے! ماں تو وہ ماں تھی جو تجھے اپنے ہاتھ سے جوتا پہناتی تھی، آج تو اس کے لئے جوتے سیدھے نہیں کر سکتا۔ ارے! بچپن میں وہ تجھے پہلے کھلاتی تھی بعد میں خود کھاتی تھی، پہلے تجھے پلاتی تھی اور بعد میں خود پیتی تھی، پہلے تجھے سلاتی تھی بعد میں خود سوتی تھی۔ کیا اس کی وفاؤں کا آج یہی صلہ ہے کہ تمہیں اپنی جوانی کا نشہ اپنی ماں کے کمرے میں پانچ منٹ کے لئے بھی نہیں آنے دیتا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس نے اپنی ماں یا اپنے باپ کے چہرے پر محبت اور عقیدت کی ایک نظر ڈالی اللہ رب العزت اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ ایک جگہ تو ماں باپ کے بارے میں یہ تصور پیش کیا جا رہا ہے اور دوسری جگہ پر 18 سال کے بعد ماں باپ اپنی اولاد سے کچھ توقع نہیں رکھ سکتے۔

فرنگیوں سے ایک سوال:

فقیر نے وہاں بڑی بڑی محفلوں میں کہا کہ یہ پڑھی لکھی سوسائٹی مجھے ایک سوال کا جواب دے کہ ایک لڑکی جو غیر تھی، جو کسی اور گھر میں پلی بڑھی، جوان ہوئی، آج وہ اس لڑکے کے ساتھ آ کر رہنے لگ گئی ہے، یہاں کا قانون اس لڑکی کے لئے تمام حقوق تسلیم کرتا ہے اور وہ ماں جس نے اس کو پیٹ میں اٹھائے رکھا، جو صحت کے باوجود مریضہ بن کر زندگی گزارتی رہی، ان نو مہینوں میں وہ اپنی پسند کا کھانا بھی نہیں کھا

www.besturdubooks.wordpress.com

سکتی تھی، پسندیدہ چیزوں کی مہک اسے بری معلوم ہوتی تھی، اس کو صحت کے باوجود کمزوری محسوس ہوتی تھی، وہ اپنے خون سے تیری نشو ونما کرتی تھی، وہ تجھے اپنی گود میں ڈال کر تیرے چہرے پر محبت کی نظر ڈالا کرتی تھی، یہاں کا قانون ۱۸ سال کے بعد اس ماں کے لئے کوئی حقوق تسلیم نہیں کرتا۔ اس کی کوئی دلیل بنتی ہے؟

فقیر نے یہ سوال مختلف محفلوں میں پوچھا مگر ان کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ پھر فقیر نے کہا کہ ہمارے مذہب میں دیکھئے، بیوی کے اپنے حقوق ہیں مگر ماں کے اپنے حقوق ہیں۔ ماں کو اپنی حیثیت دی گئی ہے اور بیوی کو اپنی حیثیت دی گئی ہے۔ یہ زندگی کی وہ حقیقت ہے جو اس سوسائٹی کو بالآخر ایک نہ ایک دن تسلیم کرنا پڑے گی۔

فرنگیوں کا قبول اسلام:

بلکہ ابھی یہ پوزیشن ہے کہ جب وہ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ بخوشی اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو مسلمانوں کے نکاح کو ہوتے ہوئے دیکھ کر اسلام قبول کر لیتے ہیں، مسلمانوں کی ازدواجی زندگی میں پیار و محبت دیکھ کر اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ یہ پہلو ہمارے پاس سب سے زیادہ مضبوط ہے، جسے ایک دن دنیا طلب کرے گی اور انہیں محمد عربی ﷺ کے دروازے پر آنا ہوگا۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

پرسکون زندگی کا راز:

امریکہ میں مجھے ایک کمپنی کا ڈائریکٹر ملا۔ وہ پی، ایچ، ڈی تھا۔ کہنے لگا، میں بھی پاکستان گیا ہوں اور میں نے وہاں ایک عجیب بات دیکھی۔ میں نے کہا، بتاؤ، وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کونسی؟ کہنے لگا، وہاں کے بارے میں دو باتیں کرتا ہوں

Pakistan is a country where car and the camel share the same road.

یعنی پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس میں کار اور اونٹ ایک ہی سڑک پر چلتے ہیں۔ میں نے کہا، واقعی آپ ٹھیک بات کرر ہے ہیں۔ وہ کہنے لگا، میں ایک دوسری بات بھی کرتا ہوں۔ میں نے کہا، وہ کیا؟ کہنے لگا، میں نے وہاں غریب لوگوں کو دیکھا، ان کے کپڑے پھٹے پرانے ہوتے تھے، ان کے چہروں سے اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں کھانا بھی ٹھیک نہیں ملتا، ان کے پاس نہانے کے لئے چیزیں بھی پوری طرح نہیں، ان کے گھر کا معیار اتنا اچھا نہیں، لیکن میں یہ دیکھ کر حیران ہوتا تھا کہ ان کے چہروں پر سکون ہوتا تھا، کھڑے ہوتے تھے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوتے تھے۔ میں جتنے لوگوں سے پوچھتا تھا وہ سب کے سب رات کو میٹھی نیند سوتے تھے۔ کہنے لگا، مجھے یہ بتائیں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ اسلام کی برکت ہے

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ملتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

الحمدللہ یہ دین کی برکت ہے کہ آج ہمارے غربا بھی اپنے گھروں میں آرام کی نیند سوتے ہیں جب کہ ان ملکوں کے امراء بھی اپنے گھروں میں آرام کی نیند نہیں سو پاتے۔ یہ ہمارے پاس ایک مثبت پہلو ہے۔

محبت ہی محبت ہوگی:

میرے عزیز دوستو! ان محبتوں کو سلامت رکھئے۔ ان حقوق کا خیال کیجئے جو اسلام نے ہم پر لاگو کیے ہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے ہمیں ایک ایسا سسٹم دیا ہے کہ اگر ہم اس کے مطابق زندگی گزاریں گے تو زوجین میں محبت ہوگی، اولاد اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ماں باپ میں محبت ہوگی، بھائی بھائی میں محبت ہوگی، پڑوسی پڑوسی میں محبت ہوگی۔ گویا اللہ رب العزت ہمیں ایک ایسا معاشرہ دیں گے جہاں ہر طرف محبتیں ہی محبتیں نظر آئیں گی۔

اسلام میں ایثار کی درخشندہ مثال:

اسلام اپنی تاریخ میں ایثار و محبت کے ایسے ایسے واقعات پیش کر سکتا ہے جن کے بارے میں آج کی دنیا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ کیا جنگ یرموک کا واقعہ یاد نہیں ہے کہ ایک صاحب شہید ہونے والے ہیں، تڑپ رہے ہیں، **العطش العطش** (پیاس، پیاس) پکار رہے ہیں۔ ان کا چچا زاد بھائی پانی لے کر جاتا ہے۔ دوسری طرف سے آواز آتی ہے تو وہ اپنے ہونٹ کو بند کر لیتا ہے اور اشارہ کرتا ہے کہ میری بجائے میرے بھائی کو پانی دیا جائے۔ ادھر جاتے ہیں تو تیسری طرف سے آواز آتی ہے۔ وہ بھی ہونٹ بند کر لیتے ہیں اور تیسری طرف بھیج دیتے ہیں۔ جب تیسری جگہ جاتے ہیں تو وہ آدمی فوت ہو جاتا ہے۔ فوراً لوٹ کر دوسرے کے پاس آتے ہیں وہ بھی فوت ہو چکے ہوتے ہیں، پھر جب لوٹ کر پہلے کے پاس آتے ہیں تو دیکھا کہ وہ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ یوں اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینے کی تعلیمات اسلام نے دی ہیں۔ پوری دنیا اپنی ٹیکنالوجی کے باوجود یہ مثالیں کبھی بھی پیش نہیں کر سکتی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق گزاریں تاکہ کفر کی دنیا کے سامنے اسلام کی حقیقتیں کھل سکیں، اسلام کی حقانیت ان کے سامنے آجائے اور وہ سارے کے سارے اسلام کے دامن میں داخل ہو جائیں۔ آج مسلمانوں کی بے عملی کی وجہ سے کفار اسلام میں داخل ہونے سے گھبراتے ہیں۔

ایک مسلمان سفیر کی بدحالی:

فقیر نے ایک مرتبہ واشنگٹن میں بیان کیا، جس میں وہاں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

آئے ہوئے تھے، وہاں پر بیان کے بعد ایک صاحب فقیر کے پاس آئے۔ وہ ایک مسلمان ملک کے ایمبیسیڈر رہے تھے۔ گلے ملے اور رونا شروع کر دیا۔ فقیر نے ان کو تسلی دی۔ کافی دیر کے بعد طبیعت بحال ہوئی تو کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ میں مسلمان ملک کا ایمبیسیڈر بن کر یہاں رہا لیکن میری زندگی اسلام سے اتنی دور تھی کہ میرے گھر کا ماحول اچھا نہ تھا۔ میرے دو بیٹے ہیں اور ان دونوں نے غیر مسلم لڑکیوں سے شادی کر لی ہے اور میری ایک بیٹی نے بھی غیر مسلم لڑکے سے شادی کر لی ہے۔

انگریز لڑکیوں سے شادی:

ایسا بھی ہوا کہ لوگ یہاں سے گئے تو نام محمد تھا مگر وہاں جا کر اپنے آپ کو مِہمٹ کہلوانا شروع کر دیا۔ ایسا بھی ہوا کہ یہاں سے گئے تو بچوں کے نام محمد اور احمد رکھے ہوئے تھے اور وہاں جا کر انگریز لڑکیوں سے شادی کر لی اور ان سے پیدا ہونے والے بچوں میں سے ایک کا نام **Bill** ہے، دوسرے کا نام **Bob** اور تیسرے کا نام **Bush** ہے۔

مسجد کے مینار یا راکٹ لانچر......!!!

ایک صاحب لاہور کے رہنے والے تھے۔ وہ امریکہ گئے اور وہاں سے لوٹ کر کئی سالوں کے بعد واپس آئے۔ ان کے بچے وہیں پلے بڑھے۔ وہ اپنے بچوں کو لاہور میں گاڑی میں لے کر جا رہے تھے۔ جب حضرت علی ہجویریؒ کے مزار کے سامنے سے گزرنے لگے تو وہاں ان کو مسجد کے بڑے بڑے ستون نظر آئے۔ وہ بچے اسلام سے اتنے نابلد تھے کہ ان میناروں کو دیکھ کر کہنے لگے،

Dad, why these Rocket Lonchers have been fitted right in the center of the city?

ابا جان! شہر کے بالکل درمیان میں یہ راکٹ لانچر کیوں فٹ کر دیئے گئے ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ وہاں پر مسلمانوں کی اولادوں کا معاملہ تھا۔

نمازیوں کے لئے پریشانی:

1960ء کی دہائی میں مسلمانوں کے لئے اپنا تشخص برقرار رکھنا بہت مشکل کام تھا۔ حتیٰ کہ ایک دعوت میں اکٹھے ہوتے تو وہاں پر شراب عام پی جاتی تھی۔ اور اگر کسی نے نماز پڑھنا ہوتی تو اس میں جرات نہیں ہوتی تھی۔ لہٰذا چپکے سے ٹائلٹ جانے کے بہانے وہ وضو کرتا اور گھر کے سٹور کے اندر جا کر چھپ کر نماز پڑھتا۔ پھر اپنی ٹائی اور کپڑوں کو ٹھیک کر کے باہر نکلتا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تم یہاں آ کر بھی کیسے کام کرتے ہو۔ یہ مسلمانوں کی دعوتوں کا حال تھا۔

امریکہ میں اسلامک سنٹرز کا قیام:

پھر ایک ردعمل ہوا۔ لوگوں نے چرچ کرائے پر لینا شروع کر دیے، اپنی زمینیں خریدنا شروع کر دیں، اسلامک سنٹرز بنانا شروع کر دیے۔ چنانچہ 1980ء کی دہائی میں تیزی کے ساتھ اسلامک سنٹرز بننا شروع ہو گئے۔ ان میں سنڈے سکول لگنے لگ گئے۔ اتوار کے دن قرآن پاک کی تعلیم دی جانے لگ گئی۔ چنانچہ اسلام کی سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔

مسلمان نوجوانوں کی سرگرمیاں:

اب 1990ء کی دہائی میں وہاں پر کافی تبدیلی نظر آ رہی ہے۔ بعض شہروں میں مسلمانوں نے اپنے کالج بنا لئے ہیں بلکہ شکاگو کے اندر مسلمانوں نے دو یونیورسٹیاں بنا لی ہیں۔ اس کا بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ فقیر نے ایک مرتبہ ظہر کی نماز شکاگو یونیورسٹی میں پڑھی۔ وہاں کے طلباء کو "سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس" کے عنوان پر خطاب کیا۔ الحمدللہ کہ وہاں پر کئی طلباء بیعت ہوئے۔ اس کے بعد ان کی زندگیوں میں بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ تبدیلی آئی۔ان کی حیران کن قربانیاں دیکھیں۔فقیر ایک مسجد میں گیا۔وہاں ظہر کی نماز میں تقریباً ۱۵۰ نوجوان، بچے اور بوڑھے نمازی موجود تھے۔فقیر نے ایک صاحب سے پوچھا، کیا یہ کوئی خاص موقع ہے کہ امریکہ کے ماحول میں ۱۵۰ آدمی موجود ہیں۔ کہنے لگا، نہیں بلکہ یہاں پر سکول اور کالج مسلمانوں کے اپنے ہیں۔ ہمارے بچے مسلمان استادوں کے ہاتھوں تعلیم پاتے ہیں۔اور وہ ان کو مسلمان بنا کر ہی تعلیم دیتے ہیں۔لہٰذا ان نوجوانوں کے چہروں پر آپ نور دیکھیں گے اور وہ پانچ وقت کے نمازی نظر آئیں گے۔ چنانچہ فقیر نے دیکھا کہ عین جوانی کے عالم میں انہوں نے داڑھی کی سنت پر عمل کیا ہوا تھا، بعض نے عمامہ باندھا ہوا تھا۔ان میں سے بعض نے مل کر یوتھ گروپ بنایا ہوا ہے، وہ آپس میں درس قرآن دیتے ہیں۔ان نوجوانوں کی سرگرمیوں کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔الحمدللہ جب یہ نوجوان بڑے ہوں گے تو یہ وہاں پر اپنے وجود کا ثبوت پیش کریں گے۔نہ صرف شکاگو میں ہی بلکہ جارجیا، اٹلانٹا میں بھی سکول بن چکے ہیں، واشنگٹن میں بھی اب ایک ادارے کی بنیاد رکھ دی گئی ہے، کیلیفورنیا میں بھی ایک یونیورسٹی بن گئی ہے، جس سے آئندہ مسلمان نسل مسلمان بن کر آسانی سے زندگی گزار سکے گی۔

الحمدللہ وہاں اتنی تبدیلی آچکی ہے کہ اب یہ نوجوان وہاں کے مقامی لوگوں سے اسلام کے بارے میں بات کرتے ہیں اور ایک ایک نوجوان آٹھ آٹھ دس دس نوجوانوں کے مسلمان بننے کا ذریعہ بن رہا ہے۔

ایک انگریز نوجوان کا قبول اسلام:

فقیر کو ایک نوجوان ملا۔اور کہنے لگا، میں کل اپنے ایک دوست کو لاؤں گا وہ کافر ماں باپ کا بیٹا ہے، میں اس سے کئی دن سے اسلام کے بارے میں بات کر رہا تھا، اب اس نے کلمہ پڑھنا ہے، آپ مجھے بتا دیجئے کہ آپ کب وقت دیں گے۔تاکہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آ کر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو سکے۔ فقیر کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ فقیر نے کہا، بچہ! وہ دن میں آئے یا رات میں آئے، اگر کلمہ پڑھنا چاہتا ہے تو فقیر اس کے لئے ہر وقت کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ مجھے خوشی ہوئی کہ وہاں کے بچے آج دین کے نمائندے بن کر زندگی گزار رہے ہیں۔ فقیر کے نزدیک وہاں پر مساجد بنانے سے زیادہ ان سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا قائم کرنا زیادہ ضروری ہے۔ اس لئے کہ نماز تو سکول اور کالج کے کسی بھی کمرے میں پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ مسجد کا کبھی بھی رخ نہیں کریں گے۔ اگر انہوں نے وہاں کے مقامی سکولز اور کالجز میں جانا ہے آپ جو کچھ مسجد میں بتائیں گے سکول اور کالج والے اس پر پانی پھیر دیں گے۔ الحمد للہ کہ وہاں کی صورتحال کے مطابق ضرورت پوری ہو گئی ہے۔

ایک زریں اصول:

ایک اصول یاد رکھئے کہ استاد اگر کافر ہوگا تو وہ شاگرد کو قرآن پڑھا کر بھی کافر بنا دے گا اور اگر استاد مسلمان ہوگا تو وہ انجیل پڑھا کر بھی شاگرد کو مسلمان بنا دے گا۔ یہ استاد پر منحصر ہے۔

ایک نوجوان کا قبول اسلام:

فقیر کے ایک دوست میڈیکل ڈاکٹر تھے۔ ان کا ایک بہت ہی ذہین بیٹا تھا۔ جو بہت عبادت گزار تھا۔ اسے ہر سال عمرہ کرنے کا شوق تھا۔ ماں کو بھی عمرہ کے لئے لے جاتا اور دوسرے فیملی ممبرز کو بھی، اکثر اسلام کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ دہریہ بن گیا۔ اس کے والد جب اسے فقیر کے پاس لے کر آئے تو کہنے لگے، جی یہ لڑکا اب بالکل دہریہ ہے، یہ دین اسلام کو تو مانتا ہی نہیں۔

فقیر نے اسے بٹھایا اور اس سے پوچھا، معاملہ کیا بنا؟ اس نے کہا کہ میں آپ کو سیدھی اور صاف بات بتاتا ہوں۔ میرا ٹیچر ایک غیر مسلم تھا۔ اس نے مجھے پہلے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

یہودیت کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی مگر میں مائل نہ ہوا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہودی تو بنا نہیں اور بڑا پکا مسلمان ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھے ڈارون کی تھیوری پڑھانا شروع کر دی۔ اس نے ڈارون تھیوری کی آڑ میں مجھے ایسا پریشان کر دیا کہ میں دہریہ بن گیا۔

فقیر نے کہا کہ آپ کے ذہن میں جو سوالات ہیں وہ پوچھئے، ہمارے پاس اگلی نماز تک کے لئے تین گھنٹے ہیں۔ اس نے ڈارون تھیوری بیان کرنا شروع کر دی۔ پھر اس کے بعد اس کے بارے میں سوالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ الحمدللہ فقیر اس کو جواب دیتا رہا۔ ساتھ ساتھ دعائیں بھی کرتا رہا اور توجہات بھی دیتا رہا۔ تین گھنٹے وقت دیا ہوا تھا مگر اللہ رب العزت نے ایسی مہربانی فرمائی کہ ٹھیک ۵۰ منٹ کے بعد وہ کہنے لگا کہ مجھے کلمہ پڑھا کر دوبارہ مسلمان بنا دیجئے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ، کمرے سے نکل کر اس نے وضو کیا اور باپ کے سامنے کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اس کے باپ کی آنکھوں سے جو آنسو رواں ہوئے ان کی کیفیت کو فقیر کبھی نہیں بھول سکتا۔ اس کو تو گویا نیا بیٹا مل گیا، اس کو گھر میں نئی خوشیاں مل گئیں۔ پھر اس کے دل سے جو دعائیں نکل رہی تھیں ان دعاؤں کا کوئی آدمی بھلا کیا تصور پیش کر سکتا ہے۔

تین دلچسپ سوالات:

ایک مرتبہ فقیر نے ایک اسلامک سنٹر میں لڑکوں کا زبانی امتحان لینا تھا۔ وہاں کے سب طلباء گریجوایٹ کلاسز کے سائنس سٹوڈنٹس تھے فقیر ہر طالبعلم سے تین تین سوالات پوچھ رہا تھا۔ ایک طالبعلم کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی بھی آیا ہوا تھا۔ اس کی عمر آٹھ نو سال تھی۔ جب وہ بچہ فقیر کے سامنے آکر بیٹھا تو فقیر نے دل میں سوچا کہ اس سے کیا سوال پوچھے جائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک میز قریب ہی پڑی ہوئی تھی ،فقیر نے کہا،

Ok, please tell me , who made this Table?

آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ میز کس نے بنائی ہے؟ وہ بچہ کہنے لگا

Sir Allah gave man brain and man used that brain and he mad that table

کہ اللہ نے انسان کو دماغ دیا، انسان نے دماغ کو استعمال کیا اور اس نے یہ میز بنا دیا۔ جب اس نے مدلل جواب دیا تو فقیر بھی تھوڑا سا سنبھل گیا۔ اس سے دوسرا سوال پوچھا،

You tell me, why do you read quran do you feel it is maditory or it is interesting.

یعنی آپ قرآن کیوں پڑھتے ہیں؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ضروری ہے یا یہ بڑا دلچسپ ہے؟ فقیر اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ یہ مارے باندھے قرآن پڑھتا ہے یا اپنے شوق سے پڑھتا ہے۔ جب فقیر نے اس سے یہ پوچھا تو کہنے لگا،

Sir, I feel it is both, it is manditory as well as it is very intresting.

اس نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں چیزیں ہیں۔ یہ ضروری بھی ہے اور دلچسپ بھی بہت زیادہ ہے۔ فقیر توقع نہیں کرتا تھا کہ وہ اتنا اچھا جواب دے گا۔

اب فقیر نے تیسرا سوال پوچھا،

Ok, you tell me,what do you want to be in your life?

کہ تم اپنی زندگی میں کیا بننا چاہتے ہو؟ اس نے کہا،

www.besturdubooks.wordpress.com

Sir , I want to be the President of America.

کہ میں امریکہ کا صدر بننا چاہتا ہوں۔

جب اس نے یہ کہا تو فقیر نے اچانک اس سے کہا، Why? کہ تم امریکہ کے صدر کیوں بننا چاہتے ہوں؟ اس نے کہا،

Sir ,I will be the first Muslim President of America.

کہ میں امریکہ کا پہلا مسلمان صدر بنوں گا۔ سبحان اللہ

فقیر اس کے اس جواب سے بہت زیادہ خوش ہوا۔ اور حیران ہوا کہ اگر آج ان مسلمان بچوں میں اللہ نے یہ جذبہ پیدا کر دیا ہے تو کیا بعید ہے کہ ایک ایسا وقت بھی آئے جب دنیا کی سپر پاور کی کرسی پر ایک مسلمان بیٹھ کر اسلام کے قوانین نافذ کر رہا ہو۔

میرے دوستو! وہاں کے نوجوان امید کی ایک کرن ہیں۔ وہاں پر مسلمانوں کا سنبھلنا اور اپنی تہذیب وتمدن کو محفوظ کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنا خوش آئند ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ وہاں کے مقامی لوگوں کے لئے دین کی دعوت کا ذریعہ بن جائیں اور اللہ رب العزت وہاں کے مقامی لوگوں کو دین میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمادیں۔

جیلوں میں اسلام کی تبلیغ:

اب وہاں ایک اور تبدیلی آرہی ہے۔ وہ یہ کہ حکومت نے اب جیلوں کے اندر مسلمان علماء کے لئے جا کر تبلیغ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ پہلے اجازت نہیں تھی اب اجازت دے دی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے مجرم لوگوں کی اصلاح حکومت خود تو نہیں کر سکتی، اس لئے حکومت نے سوچا کہ اگر یہ لوگ مسلمان بن

www.besturdubooks.wordpress.com

جائیں تو ان کی زندگی میں تبدیلی آجائے گی۔ کیونکہ مسلمان شریف شہری ہوتے ہیں۔ لہٰذا حکومت نے اپنے فائدے کے لئے وہاں پر جیلوں میں اتوار کے دن مسلمان سکالرز کے لئے جانے اور دین کی تبلیغ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس طرح سینکڑوں قیدی مسلمان ہو رہے ہیں۔

اسلام کی تاثیر:

امریکہ میں میرے ایک دوست عالم ہیں۔ ہم ان کے گھر کھانا کھا رہے تھے کہ اس نے کہا، میں یہاں کی جیلوں میں اتوار کے دن اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ فقیر نے اس سے پوچھا کہ وہاں کے حالات سنائیں؟ کہنے لگا کہ جو بھی مسلمان ہوتا ہے اس کی زندگی میں بڑی تبدیلی آجاتی ہے۔

وہ کہنے لگا، ان دنوں ایک ملزم جیل میں آیا ہوا ہے۔ اسے ایک سال کی جیل ملی تھی جس میں سے وہ چھ مہینے گزار چکا ہے اور چھ مہینے مزید گزارنے ہیں۔ وہ مسلمان ہوا۔ میں نے اسے نماز سکھائی۔ ایک دن ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ مجھے کہنے لگا، میں آپ پر بہت زیادہ اعتماد کرتا ہوں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ اسلام لانے کے بعد میری زندگی بہت زیادہ تبدیل ہوگئی ہے۔ میں نے کہا ہاں وہ تو سب کی ہوتی ہے۔ کہنے لگا، لیکن جتنی میری زندگی تبدیل ہوئی ہے اتنی اور لوگوں کی شاید نہ ہوئی ہو۔ میں نے کہا، وہ کیوں؟ وہ کہنے لگا، اسلام لانے سے پہلے میں بالکل ہی حیوان تھا۔ اور اب میں انسان بن کر زندگی گزار رہا ہوں۔ میں نے کہا، بھئی! تفصیل سے بتاؤ، کیا اشاروں میں بات کر رہے ہو۔ کہنے لگا، ابھی تو میں ایک چھوٹے سے جرم کی وجہ سے جیل میں آیا ہوں، ایک سال کی جیل ملی ہے، چھ مہینے گزر چکے ہیں اور چھ مہینے کے بعد واپس چلا جاؤں گا۔ لیکن آپ کو دل کی بات بتلاتا ہوں کہ اسلام لانے سے پہلے مجھے دوسرے انسانوں کو قتل کرنے میں مزہ آتا تھا۔ جب کسی کو تڑپتے اور اس کے جسم سے

www.besturdubooks.wordpress.com

خون کے فوارے چھوٹتے دیکھتا تو میں لطف اندوز ہوا کرتا تھا۔ میں اب تک کئی آدمیوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر چکا ہوں۔ گویا یہ میرا مشغلہ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میرا دل اتنا بدلا ہے کہ اب میں اگر پیدل چل رہا ہوں اور میرے پاؤں کے نیچے اگر کوئی چیونٹی بھی آ کر مر جائے تو مجھے اس کا بھی افسوس ہوتا ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ، یوں زندگیاں بدل رہی ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اس علاقے سے اسلام کا جھنڈا بلند ہوتے ہوئے دیکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

سویڈش کے نزدیک محمد عربی ﷺ کا مقام:

آج مغربی ممالک کے لوگ اسلام کو تو پسند کرتے ہیں لیکن جب ہم مسلمانوں کے دوغلے پن کو دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسے مسلمان نہیں بننا چاہتے۔ گویا آج کا کمزور مسلمان ان کے راستے کی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔

فقیر 1992ء میں سویڈن میں تھا۔ ان دنوں وہاں کی حکومت نے ایک سروے کروایا۔ انہوں نے دس شخصیات کے نام لکھے۔ اس لسٹ میں ڈارون، نیوٹن، آئن سٹائن، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد عربی ﷺ کے ناموں کے علاوہ بھی نام تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سروے کرنا چاہتے ہیں کہ سویڈش لوگوں کے نزدیک سب سے اچھی اور محبوب شخصیت کونسی ہے۔ ہمارے سامنے اخبارات میں خبریں آتی تھیں، فقیر خود وہ خبریں پڑھتا تھا۔ جس دن انہوں نے کمپیوٹر رزلٹ نکالے اور سویڈش لوگوں کی رائے بتائی تو فقیر اخبار میں یہ خبر دیکھ کر حیران ہوا کہ 67% لوگوں نے یہ رائے دی کہ ہم محمد عربی ﷺ کو سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔

ایک عاشق صادق کا واقعہ:

سویڈن ہی کی بات ہے کہ وہاں کے عریانی اور فحاشی کے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو مسلمان ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس نے ہر کام سنت کے مطابق کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔ جب بھی اسے کوئی نیا مسئلہ پیش آتا ہے تو وہ علمائے کرام

www.besturdubooks.wordpress.com

سے رابطہ کر کے اس کام کے کرنے کا سنت طریقہ پوچھتا ہے۔ وہاں اس ماحول میں وہ کھدر کا لباس پہنتا ہے اور شلوار کے پائنچے ٹخنوں سے اوپر رکھتا ہے۔

ایک دفعہ اس نے کوئی ایک تقریب منعقد کروائی۔ اس نے اس تقریب میں فقیر کو بھی دعوت دی ہوئی تھی۔ ان دنوں وہاں پاکستان کے ایک اور عالم بھی رہتے تھے۔ اس نے ان کو بھی دعوت دی ہوئی تھی۔ اس عالم صاحب نے ان سے کہا، بھئی! یہ شلوار تھوڑی سی نیچے تک بھی تو باندھی جا سکتی ہے۔ جیسے ہی اس عاشق صادق نے اس کے یہ الفاظ سنے تو اس وقت اس کو جو غصہ آیا اس کی کیفیت میں ہی جانتا ہوں۔ انہوں نے غصے کے لہجے میں کہا،

You are Muslim by chance, but I am Muslim by choice.

کہ آپ تو اتفاقی طور پر مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے تھے مگر میں نے چن کر اسلام کو قبول کیا ہے۔ گویا جو انسان خود اپنی مرضی سے مسلمان ہوتا ہے اس کے اندر دینی غیرت وحمیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

ایک سویڈش نوجوان کا قبول اسلام:

فقیر ایک مرتبہ لاہور میں تھا۔ وہیں نے مجھے بیرون ملک سفر پر جانا تھا۔ سفر پر روانہ ہونے سے ایک دن پہلے کسی آدمی نے ٹیلیفون پر کہا کہ جی میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ فقیر نے کہا کہ مجھے کل بیرون ملک سفر پر جانا ہے اس لئے تیاری کرنے کی مصروفیت ہے۔ اس نے کہا کہ میں بھی بیرون ملک سے آپ سے ملنے آیا ہوں۔ جب اس نے یہ کہا تو فقیر نے کہا، ٹھیک ہے تشریف لائیے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک ٹیکسی میں آیا۔ اس کے گاڑی سے اترنے اور پھر چل کر آنے، ملنے، بیٹھنے اور گفتگو کرنے کے انداز نے فقیر کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ اتنا خوبصورت اور خوش اخلاق انسان تھا کہ اس جیسا انسان فقیر نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ جب تعارف ہوا تو اس نے بتایا کہ میں سویڈن کا رہنے والا ہوں۔ میں نے کچھ عرصہ پہلے سوچا کہ میرا بھی کوئی مذہب ہونا چاہیے۔لہٰذا میں نے دنیا کے ۱۲۰ مذاہب کا مطالعہ کیا۔ ۱۲۰ مذاہب کے مطالعہ کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ اسلام ہی دنیا کا سچا ترین مذہب ہے۔لہٰذا میں نے اسے قبول کرلیا۔

اس کے بعد میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں پوری دنیا کے بڑے بڑے سکالرز سے ملوں تا کہ مکمل راہنمائی حاصل کرسکوں۔ لہٰذا اب میں آپ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

آسٹریلیا میں ایک لڑکی سے مکالمہ:

فقیر ایک مرتبہ آسٹریلیا (سڈنی) میں تھا۔ایک عیسائی لڑکی نے وقت مانگا کہ میں آپ سے اسلام کے متعلق کچھ سوالات پوچھنا چاہتی ہوں۔فقیر نے اسے ایک گھنٹہ دیا۔ وہ پہلے ایک گھنٹہ مجھ سے *Jesis Crist* (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے اٹھائے جانے اور ان کے واپس آنے کے بارے میں سوال پوچھتی رہی۔ پھر اس نے (قیامت کے دن) کے بارے میں پوچھا۔ پھر *Haven* (جنت) اور *Hell* (دوزخ) کے بارے میں پوچھا۔حتیٰ کہ اس نے اسلام کے بارے میں بہت زیادہ تفصیلات پوچھیں۔ جب اس کی تسلی ہوگئی تو میں نے پوچھا کہ اب آپ بتائیں کہ کوئی سوال پوچھنا ہے۔ کہنے لگی کہ اب میرے دل میں اسلام کے بارے میں اور کوئی سوال نہیں ہے، میں سمجھتی ہوں کہ اسلام بہت ہی زیادہ خوبصورت مذہب ہے۔ جب اس نے خوبصورت کا لفظ استعمال کیا تو فقیر سمجھا کہ شاید اب یہ اسلام قبول کرلے گی۔ لہٰذا فقیر نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ اسلام قبول کرنے کے بارے میں سوچیں گی؟ وہ کہنے لگی کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ سارے کا سارا اسلام قرآن میں

www.besturdubooks.wordpress.com

موجود ہے۔ فقیر نے کہا، ہاں، وہی تو بنیادی ماخذ ہے۔ کہنے لگی، کیا آپ کے پاس قرآن ہے؟ فقیر نے کہا ہاں میرے پاس قرآن ہے۔ جب فقیر نے قرآن مجید دکھایا تو وہ کہنے لگی، آپ ایسا کریں کہ اس کے کئی نسخے مسلمان ملکوں میں بھجوائیں اور انہیں کہیں کہ تمہیں اس قرآن کے مطابق اپنی زندگیوں کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔

اب بتایئے کہ میں اس کو کیا جواب دیتا۔ میرے دوستو! اگر ہم پکے سچے مسلمان بن جائیں اور اسلام کو ان لوگوں کے سامنے پیش کریں تو عین ممکن ہے کہ وہ اسلام کو قبول کرلیں اور پوری دنیا میں اللہ رب العزت ہمیں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی توفیق نصیب فرما دے۔ آیئے، اس کو زندگی کا مقصد بنا لیجیے۔

ہم اس کی ابتداء اپنی ذات سے کریں۔ آج دل میں عہد کر لیجیے کہ ہم آج کے بعد اپنے جسم پر اسلام کا قانون نافذ کریں گے۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو بدلنا شروع کر دیا تو اللہ رب العزت ہمارے ان اعمال کی برکت سے دنیا کے دوسرے انسانوں کو بھی بدل دیں گے۔

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

و اخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین O

www.besturdubooks.wordpress.com

تہجد کی پابندی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا . وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ
الْمُحْسِنِیْنَ o سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ
عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

مقام انسانیت:

انسان دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اس کا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ یہ اپنے مقام اور منصب تک پہنچنے کے لئے محنت کرے تو راستہ ہموار کر دیا جاتا ہے اور اگر محنت نہ کرے تو یہ اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

بے عملی کی بنیادی وجہ:

عجیب بات تو یہ ہے کہ ہم اکثر و بیشتر نیکی کی باتیں اپنے بڑوں سے سنتے آئے ہیں مگر ہم توجہ نہیں دیتے، عمل کے جذبے سے نہیں سنتے اور معاملہ ایسے بن جاتا ہے کہ جیسے ہم نے سنا ہی نہیں ہوتا۔ ہم سنتے ہوئے بھی نہیں سنتے۔ وَ لَوْ اَرَادَ اللّٰہُ خَیْرًا لَاَسْمَعَھُمْ اگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرما لیتا تو انہیں سننے کی توفیق عطا فرما دیتا۔

اول تو سنتے ہی نہیں اور اگر سنتے بھی ہیں تو سمجھتے نہیں۔ فَمَالِ هٰٓؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا کچھ ایسے ہیں جو سنتے نہیں اور جو سن لیتے ہیں وہ بات کو سمجھتے نہیں۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ عمل کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔

......مگر دل نہ بدلا:

ہر سال تقریباً پچیس لاکھ آدمی حج پر جاتے ہیں اگر وہی بدل کر واپس آ جائیں تو اس دنیا کے اندر انقلاب آ جائے۔ وہ جاتے ہوئے کیا کہہ رہے ہوتے ہیں لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وہ بیٹھتے اٹھتے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کا نعرہ مارتے ہیں، وہ سوتے جاگتے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ پڑھ رہے ہوتے ہیں، وہ اوپر چڑھتے ہیں اور نیچے اترتے تو لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ پکار رہے ہوتے ہیں۔ وہ اللہ رب العزت کے گھر کا دیدار کرنے جا رہے ہوتے ہیں اور واپسی پر وہ اپنے گناہوں کو بخشوا کر آ رہے ہوتے ہیں۔ جن کو اتنا انعام دیا کہ جب حج سے واپس لوٹیں تو چالیس دن تک ان کی اپنے گھروں میں بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! تو حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کی مغفرت کی حاجی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرما۔ اب یہ حاجی خود بدل کے نہیں آیا۔ کتنے افسوس اور غم کی بات ہے کہ اللہ رب العزت کے گھر کا دیدار کر کے آئے مگر دل نہ بدلا۔ جب کہ ہمارے اسلاف حج کے سفر پر جایا کرتے تھے اور ایک ایک سفر میں ان سے ہزاروں آدمی اسلام قبول کیا کرتے تھے۔ آج ہم حج پر جا کر واپس آتے ہیں مگر خود صحیح معنوں میں مسلمان بن کر واپس نہیں آتے۔

ہماری کسمپرسی:

ہماری کسمپرسی اور بے سروسامانی کا یہ عالم ہے کہ عبادات سے رغبت بالکل ختم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی جارہی ہے۔ چند منٹ مصلے پر بیٹھنا پڑ جائے تو ایک مصیبت نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی ایسی جگہ پر پہنچ جائیں جہاں لوگ قرآن پاک پڑھ رہے ہوں تو کنی کتراتے ہیں کہ قرآن نہ ہی پڑھنا پڑے اور اگر ایک پارہ پڑھ بھی لیں اور کوئی دوسرا کہہ دے کہ جی ایک پارہ اور پڑھ دیں تو چہرے پر ایسے اثرات ہوتے ہیں کہ جیسے پتہ نہیں کونسی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ عبادات کا شوق ختم ہوتا جارہا ہے۔ دنیا کی لذتوں کے پیچھے دیوانے بنے پھرتے ہیں اور روحانی لذتوں سے ناواقف اور نا آشنا ہوتے چلے جارہے ہیں۔

قرونِ اولیٰ اور زمانہ حاضر کا تقابل:

ایک وقت تھا کہ جب تہجد کے فوت ہونے پر لوگ رویا کرتے تھے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے پر رویا کرتے تھے۔ لیکن آج وہ وقت آچکا ہے کہ فرض کی جماعت بھی حاصل نہیں۔ حتیٰ کہ نماز بھی اگر قضاء ہوگئی تو کوئی انسان اس پر غم کرنے والا نظر نہیں آتا۔ آج کا زمانہ فتنے کا زمانہ ہے۔ فتنے سواری پر سوار ہو کر آرہے ہیں اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم پہلے سے کمزور ہوتے چلے جارہے ہیں۔

تہجد سے محرومی کی وجہ:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مصروفیت اور تھکاوٹ کی وجہ سے ہم سے تہجد میں اٹھا نہیں جاتا۔ ٹھیک ہے، یہ ان کی سوچ ہے۔ مگر کسی کی سوچ یہ بھی تو ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ دیکھنا ہی پسند نہیں کرتے۔

تہجد کے وقت فرشتوں کی تین جماعتیں

جب رات کا آخری پہر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی تین جماعتیں بنا دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔

(۱) تھپکیاں دے کر سلانے والے فرشتے:

ایک جماعت کو حکم دیتے ہیں کہ دیکھو، یہ میرے مقربین کے جاگنے کا وقت ہے، یہ میرے چاہنے والوں کے لئے مجھ سے راز و نیاز کرنے کا وقت ہے۔تم دنیا میں جاؤ، فلاں فلاں میرے نافرمان بندے ہیں، انہوں نے مجھے ناراض کیا ہوا ہے،تم ان کے سرھانے جا کر کھڑے ہو جاؤ اور تھپکیاں دے دے کر ان کو سلا دو تا کہ یہ سوئے رہیں اور ان کی آنکھ نہ کھلے۔ میں چاہتا ہی نہیں کہ یہ اس موقع پر میرے سامنے کھڑے ہوں۔فرشتے آتے ہیں اور ان لوگوں کو تھپکیاں دے کر میٹھی نیند سلا دیتے ہیں۔

چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اکثر لوگ عشاء کے بعد گپیں مارنا شروع کر دیتے ہیں، گپیں مارتے مارتے جب تہجد اور قبولیت کا وقت شروع ہوتا ہے تو سوئے پڑتے ہوئے بلکہ موئے پڑے ہوتے ہیں۔شادی بیاہ پر اس کی اکثر مثالیں آپ دیکھتے ہیں کہ عشاء کے بعد خوب گہما گہمی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ جی ہم ساری رات جاگتے رہیں گے لیکن رات کے آخری پہر میں انہی لوگوں کو دیکھیں ، سب سوئے موئے پڑے ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ مقربین کے اٹھنے کا وقت ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے وقت میں ان کو جاگنے نہیں دیتے۔ہم سوچتے ہیں کہ ہم نہیں جاگتے لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اوپر سے توفیق ہی نہیں ہوتی بہانہ تھکاوٹ اور کاموں کا بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس وقت میں ان کا جاگنا بھی پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ ایسی برکت کا وقت ہوتا ہے کہ ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ جو عورتیں رات کے آخری پہر میں اٹھ کر اپنے گھر میں جھاڑو دیتی ہیں یا لسی بناتی ہیں جیسے کہ دستور ہے ہمارے علاقوں کا، اس وقت کوئی کام کرنے والی عورت بھی اللہ کی رحمت سے محروم نہیں رہتی۔ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمت کا یہ حال ہے تو ایسے وقت میں جو بھی جاگے وہ حصہ پائے گا۔ اس لئے جاگنے ہی نہیں دیتے۔ حکم ہوتا کہ سلا دو ان کو تاکہ فہرست میں نام ہی نہ آئے۔ ہم ان کو کچھ نہیں دینا چاہتے۔

(۲) پر مار کر جگانے والے فرشتے:

پھر فرشتوں کی ایک دوسری جماعت کو حکم ہوتا ہے کہ جاؤ فلاں فلاں بندے میرے پسندیدہ بندے ہیں، جاؤ اور ان کو پر مار کر جگاؤ تاکہ وہ میرے سامنے کھڑے ہو کر عبادت کریں، مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کریں۔ وہ مجھ سے مانگیں گے اور میں ان کی جھولیاں بھر دوں گا۔ چنانچہ کئی لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ تھکے ہوئے ہوتے ہیں، تہجد کے وقت میں ایسے اچانک آنکھ کھل جاتی ہے کہ جیسے کسی نے اٹھا دیا ہو۔ ان کے اندر گھڑی فٹ ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ آج ہم میں سے ہر ایک کی پیٹ کی گھڑی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ پیٹ کی گھڑی ہمیشہ ٹھیک وقت پر الارم بجا دیتی ہے اور ہر بندے کو پتہ چل جاتا ہے کہ بھوک لگی ہوئی ہے۔ تو جیسے ہمارے پیٹ کی گھڑی ٹھیک کام کرتی ہے اللہ والوں کے دل کی گھڑی ٹھیک کام کر رہی ہوتی ہے۔ وہ تہجد کے وقت الارم بجا دیتی ہے۔ کتنا تھکے ہوئے کیوں نہ ہوں آخری پہر میں ان کی آنکھ کھل جاتی ہے اور وہ اپنے رب کے آگے کھڑے ہو کر اپنے رب کو مناتے ہیں۔

تین گھنٹوں کی نیند تین منٹ میں:

ہمارے حضرت مرشد عالمؒ فرمانے لگے کہ ایک دفعہ میں بہت ہی تھکا ہوا تھا، کئی دن سے مسلسل کام کر رہا تھا۔ مغرب کی نماز کا وقت قریب تھا، تھکاوٹ اتنی غالب تھی کہ میں عاجز آ گیا اور میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ بس آپ سب لوگ یہاں سے چلے جائیں۔ وہ کہنے لگے کہ حضرت! نماز میں بس دس پندرہ منٹ باقی ہیں، آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد میں سو جانا۔ میں نے کہا کہ بس آپ جائیں۔ میں نے ان سب کو کمرے سے باہر نکال دیا۔فرماتے ہیں کہ میں نے کنڈی لگا دی اور آ کر بستر پر سو گیا، میں سوتا رہا سوتا رہا حتیٰ کہ میری نیند پوری ہوگئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ’’ہم ہی سلاتے ہیں اور ہم ہی جگاتے ہیں‘‘۔اس بات کو سنتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فرماتے ہیں کہ میری طبیعت تازہ دم تھی میں نے کہا اچھا اٹھ کر وضو کرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں۔ جب میں اٹھا اور کنڈی کھولی تو دیکھا کہ جن لوگوں کو باہر نکالا تھا وہ دروازے پر ہی کھڑے تھے۔دروازہ کھولا باہر نکلا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت! آپ نے سونے کا ارادہ ترک کر دیا۔ میں نے کہا کہ نہیں میری تو نیند پوری ہوگئی۔اس پر انہوں نے گھڑی دیکھی اور کہنے لگے، کہ ابھی ہمیں کمرے سے نکلے صرف تین منٹ ہی گزرے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو تین منٹ میں اتنا سکون دے دیتا ہے کہ گویا ان کو تین گھنٹے کی نیند نصیب ہوگئی اور ہم ساری رات بھی سو کر تازہ دم نہیں ہوتے۔

مقربین کی کروٹ بدلنے والے فرشتے:

فرشتوں کی ایک تیسری جماعت ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں کہ جاؤ جو لوگ میرے مقربین میں سے ہیں ان کی جا کر کروٹ بدل دو، وہ چاہیں گے تو اٹھ کر نماز پڑھیں گے، تلاوت کریں گے اور مجھ سے مانگیں گے اور چاہیں گے تو لیٹے رہیں گے۔ میں جس طرح ان کی عبادت سے راضی ہوں اسی طرح ان کے سو جانے پر بھی راضی ہوں۔ نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ یہ وہ علماء ہوتے ہیں جو صاحب معرفت ہوتے ہیں اور ان کا سونا بھی اللہ رب العزت کے نزدیک عبادت میں شمار کر لیا جاتا ہے۔

ایک مثال سے وضاحت:

دیکھیں آپ ایک لکڑی کا کام کرنے والے کو گھر لائیں اور وہ آ کر آری سے اپنا

www.besturdubooks.wordpress.com

کام شروع کرے اور کچھ دیر کے بعد اس کے اوزار کند ہو جائیں تو وہ کیا کرتا ہے؟ وہ ذرا بیٹھ کے ان کو تیز کرتا ہے۔ اب جب وہ اپنے اوزاروں کو تیز کر رہا ہوتا ہے تو کوئی آدمی اس کا وقت نہیں کاٹتا۔ کوئی بھی آدمی یہ نہیں کہے گا کہ آپ نے آدھا گھنٹہ آری تیز کرنے میں لگایا ہم تو آپ کا وقت کاٹیں گے۔ وہ کہے گا بھئی! آری کو تیز کرنا اس کام کرنے میں شامل ہے۔ اسی طرح یہ وہ اللہ والے ہوتے ہیں جو ہر وقت اللہ کی یاد میں اور اس کے دین کے کام کرنے میں لگے ہوتے ہیں۔ جب یہ سو جاتے ہیں تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بدن کو آرام مل جائے تاکہ تازہ دم ہو کر دوبارہ کام کریں۔ یہ اس وقت اس بندے کی مانند ہوتے ہیں جو لکڑی کو کاٹنے کے لئے اوزاروں کو تیز کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے سونے پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو مزدوری عطا کر دی جاتی ہے کہ یہ میرے وہ بندے ہیں جن کا سونا بھی اب میرے نزدیک عبادت کا حکم اختیار کر گیا ہے۔

نوجوانوں کی زبوں حالی:

آج عبادت کا شوق نکلتا چلا جا رہا ہے۔ چنانچہ نوجوانوں میں سے آج مشکل سے ہی کوئی نوجوان نظر آئے گا جس کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ میں جاگوں اور اپنے رب کو مناؤں اور مجھے تہجد کی توفیق مستقل نصیب ہو جائے۔ عجیب بات تو یہ کہ اب اس کے لئے دعائیں بھی نہیں کرواتے۔ دعاؤں کے لئے آتے ہیں تو کئی دعائیں کرواتے ہیں، نوکری کی دعائیں، قرضے کی دعائیں، کاروبار کی دعائیں، مکان کی دعائیں، اپنی شادی کی دعائیں، اپنی بیماری کی دعائیں الا ما شاء اللہ قسمت سے کوئی ہوگا جو آکر کہے گا کہ حضرت! دعا کیجئے کہ اللہ تہجد کی پابندی عطا فرمادے۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب:

عوام الناس تو ہیں ہی عوام الناس اس وقت اہل علم حضرات کو بھی مغالطہ لگ رہا ہے۔ آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کہ جی ہم مدرسوں کے ماحول میں رہنے والے بہت سے کبائر سے تو مدرسے کے ماحول میں رہنے کی وجہ سے ویسے ہی بچ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی سارا دن جو ہم پڑھتے پڑھاتے ہیں تو پھر رات کی عبادت کا ثواب تو پڑھنے پڑھانے میں مل ہی جاتا ہے۔ جی ہاں، کیا صحابہ کرامؓ سارا دن دکان داریاں کرتے تھے اسی لئے ان کو رات کو تہجد پڑھنے کی ضرورت پیش آتی تھی؟ محدثین اور فقہاء سارا دن کاروبار کرتے تھے اسی لئے عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پڑھتے تھے؟ اب نئے پڑھنے پڑھانے والے تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی پڑھنے پڑھانے میں رات کی عبادت کا اجر تو مل ہی جاتا ہے۔ جی ہاں، کتنا حسین اور خوبصورت دھوکا ہے جو شیطان دے رہا ہے۔ اٹھنے کی تڑپ ہی نہیں رہی چنانچہ تہجد تو کیا گئی فجر کی تکبیر اولیٰ جاتی ہے۔ تکبیر اولیٰ تو کیا گئی فجر کی جماعت چلی جاتی ہے۔ بعض دوستوں نے خود اپنے زبان سے کہا کہ بسا اوقات ہماری فجر کی نماز بھی قضاء ہو جاتی ہے۔ اب بتائیے جب وہ لوگ جو دین کا علم رکھنے والے ہیں، ورثۃ الانبیاء میں شامل ہونے کے متمنی ہیں، جب اس دور میں ان کی کیفیت یہ بن جائے تو پھر سوچئے کہ عوام الناس کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے آج کل مسجدوں کے اندر فجر کی نماز کی حاضری بہت تھوڑی ہے۔

سلطنت کے زوال کی علامت:

ایک وقت وہ تھا جب لوگ تہجد میں جاگتے تھے اور ان کے گھروں سے قرآن پاک پڑھنے کی آوازیں ایسے آتی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آوازیں

www.besturdubooks.wordpress.com

آیا کرتی ہیں۔ایک وقت تھا کہ خلیفہ بغداد کی ماں آ کر اسے کہتی ہے کہ بیٹا! تمہاری سلطنت کو زوال آنے والا ہے۔وہ پوچھتے ہیں، امی جان! آپ کو کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے جواب دیا کہ پہلے محلے کی عورتیں تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے سو سے بھی زیادہ آتی تھیں اور آج رات صرف ستر عورتیں تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے آئی ہیں اور آج وہ کیفیت نہیں۔

نور پیر دا ویلا:

آج کل کے جو نیک لوگ ہیں وہ بھی فجر بین النومین پڑھتے ہیں۔سنت تو یہ ہے کہ تہجد بین النومین پڑھے مگر آج کل کے نیک لوگ بھی فجر کی نماز بین النومین پڑھتے ہیں۔بس بڑی مشکل سے اٹھے اور فجر پڑھ کے سو گئے۔وہ اوراد و وظائف جو فجر کے بعد کئے جاتے تھے ان کا اہتمام نہ رہا۔حالانکہ ہمارے مشائخ نے اس قدر اس کی پابندی کروائی کہ صبح کے وقت کا نام ہی ''نور پیر دا ویلا'' پڑ گیا۔او خدا کے بندے! ہمارے مشائخ اتنا اوراد و وظائف کا اہتمام کرتے تھے اور آج وہ وقت سو کر گزر جاتا ہے اور معمولات اللہ کے حوالے ہو جاتے ہیں۔

قحط الرجال کا دور:

اسی لئے آج خانقاہیں اعمال سے خالی ہوتی چلی جارہی ہیں۔

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

آج وہ لوگ جنہوں نے لوگوں کو شب زندہ دار بناناتھا،لوگوں کے اندر اللہ رب العزت کی محبت بھرنی تھی اور لوگوں کو دنیا سے کاٹ کر اللہ سے جوڑنا تھا،ان کے اپنے اندر بھی سہولت پسندی آ گئی۔دکان داری چل رہی ہے،مریدین آتے ہیں، تحفے تحائف چل رہے ہیں اور ماشاءاللہ لاکھوں مریدین کے روحانی پیشوا ہیں۔سیاست

www.besturdubooks.wordpress.com

سے فرصت ملے یا نہ ملے روحانی پیشوا بنے ہوتے ہیں۔ تو جب خانقاہوں کا یہ حال ہے تو پھر اللہ اللہ سیکھنے والوں کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے آج قحط الرجال کا دور ہے۔ کہیں کہیں کوئی کوئی چراغ ٹمٹماتا ہوا نظر آتا ہے۔

کیمیائے احمر سے قیمتی شخصیت:

شیطان نے ہر طرف اندھیرا پھیلایا ہوا ہے۔ خواہشات نفسانی کا غلبہ ایسا ہے کہ باہر بھی اندھیرے ہیں اور من میں بھی اندھیرے ہیں۔ اب ایسے میں اگر کوئی ایسا شیخ مل جائے جو آپ کو سلوک سکھانے کے لئے محنت کرنے والا ہو، اخلاص کے ساتھ سلوک کے راستے پر چلانے والا ہو تو بقول حضرت مجدد الف ثانیؒ اس کو کیمیائے احمر سے کم نہ سمجھنا چاہیے اس لئے کہ جس دور میں لوگ کم ہوں پھر اس دور میں جو بھی ہوتے ہیں اللہ رب العزت ان کی قدر و قیمت کو بڑھا دیا کرتے ہیں

تین راتوں میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت:

اللہ تعالیٰ حضرت بابو جی عبداللہؒ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ بہت مستجات الدعوات بزرگ تھے۔ ایسے مستجاب الدعوات تھے کہ جس بندے کے لئے دعا کر دیتے تھے کہ اللہ اس کو اپنے محبوب ﷺ کی زیارت نصیب فرما، تین راتوں کے اندر اس کو حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی تھی۔ ہم نے اپنی زندگی میں اس کا بار ہا تجربہ کیا ہے۔ متعدد دوستوں کے لئے دعائیں کروائی اور الحمد للہ ہر بندے کو اللہ رب العزت نے تین دنوں میں یا تین راتوں میں نبی اکرم ﷺ کا دیدار نصیب فرما دیا۔

ذکر الٰہی کے فائدے:

حضرت بابو جی عبداللہؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو ذاکر شاغل آدمی ہوتا ہے ایک تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اسے موت کے وقت پیاس نہیں لگتی اور دوسرا اللہ رب العزت قبر کا عذاب اس بندے کو معاف فرما دیتے ہیں۔تو یہ دو بڑی نعمتیں ہیں۔اگر اچھی موت مرنا چاہیں اور قبر کے اندر آسانی کا وقت گزارنا چاہیں تو اس کے لئے ذکر بالکل تریاق کی مانند ہے اس لئے کثرت کے ساتھ ذکر کریں۔ذکر سے اللہ رب العزت بندے کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور اس کے اندر قوت ارادی پیدا کر دیتے ہیں۔جس کی وجہ سے وہ اپنے رب کی عبادت کیا کرتا ہے۔

میاں بیوی کے اوقات کی تقسیم:

ایک وہ وقت تھا کہ ہمارے اسلاف عبادت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوششیں کیا کرتے تھے۔بھائی بھائی آپس میں بڑھنے کی کوششیں کر رہے ہوتے تھے،میاں بیوی نے اوقات تقسیم کیے ہوتے تھے۔میاں سوچتا کہ میں رات کے پہلے حصہ میں سو جاؤں اور رات کے آخری حصے میں گھر کے اندر تہجد پڑھوں گا۔بیوی کہتی کہ میں رات کے اول حصے میں نفلیں پڑھ لوں گی اور باقی حصے میں سو جاؤں گی۔میاں بیوی کی زندگی ایسی ہوتی تھی کہ پورے چوبیس گھنٹے میں گھر کا کوئی نہ کوئی فرد عبادت میں مشغول ہوا کرتا تھا۔اوقات کی تقسیم کر رکھی ہوتی تھی۔

باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ:

اسی طرح باوضو زندگی گزارنے کی تمنا ہوتی تھی۔چنانچہ مجھے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں سے ایک صاحب کے گھر جانے کا موقع ملا۔ان کے بچے گھر کے گراؤنڈ میں فٹ بال کھیل رہے تھے۔نئی آبادی تھی۔مسجد قریب نہیں تھی اس لئے گھر میں ہی جماعت سے نماز ادا کرنا پڑتی تھی۔جب ہم نے مغرب کی نماز کے لئے اذان دی اور صفیں بنانی شروع کیں تو ہم نے دیکھا کہ وہ بچے جو فٹ بال کھیل رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے چھوٹے بڑے سارے ہی آئے اور آ کر صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے صاحب خانہ سے پوچھا کہ ان بچوں نے وضو نہیں کرنا؟ انہوں نے کہا کہ وضو کیا ہوا ہے۔ اس عاجز نے سمجھا کہ شاید انہوں نے سوچا ہوگا کہ مہمان آیا ہوا ہے نماز تو پڑھنی ہی ہے اس لئے ہم پہلے سے وضو کر کے کھیلتے ہیں۔ لیکن نماز پڑھنے کے بعد صاحب خانہ نے بتایا کہ ہمارے خاندان میں اوپر مشائخ سے یہ عمل چلتا آ رہا ہے کہ کوئی بچہ بھی جب چار پانچ سال کی عمر سے بڑا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو ہر وقت باوضو رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ہمارے گھر میں آپ کسی بندے کو بھی جاگتے ہوئے ہوش کی حالت میں بے وضو نہیں دیکھیں گے۔ آج کے دور میں بھی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ اور تمنا ہوتی ہے۔ **كَمَا تَعِيْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ** فرمایا تم جس حال میں زندگی گزارو گے تمہیں اسی حال میں موت آئے گی۔ تو باوضو زندگی گزارنے والوں کو اللہ تعالیٰ باوضو موت عطا فرمائیں گے۔

ایک باندی کا ذوق عبادت:

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں ایک باندی خرید کر لایا۔ دیکھنے میں وہ کمزور سی تھی، بیماری سی لگتی تھی۔ سارا دن اس نے گھر کے کام کیے اور عشاء کے بعد مجھ سے پوچھنے لگی کہ کوئی اور کام بھی میرے ذمے ہے۔ میں نے کہا، جاؤ آرام کرلو۔ اس نے وضو کیا اور مصلے پر آ گئی اور مصلے پر آ کر اس نے نفلیں پڑھنی شروع کر دیں۔ کہنے لگے، میں سو گیا۔ تہجد کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ وہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھی، مناجات کر رہی تھی اور مناجات میں یہ کہہ رہی تھی کہ اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم! آپ میری یہ بات پوری فرما دیجئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا کہ اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، تو میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو تو کا اور کہا، اے لڑکی! یہ نہ کہہ کہ اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، بلکہ یوں کہہ کہ اے اللہ! مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم۔ فرماتے ہیں کہ جب اس نے یہ سنا تو وہ ناراض ہونے لگ گئی، بگڑ گئی اور کہنے لگی میرے مالک! بات یہ ہے کہ اگر اللہ رب العزت کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو یوں وہ مجھ کو مصلے پر نہ بٹھاتا اور آپ کو ساری رات میٹھی نیند نہ سلاتا۔ آپ کو جو میٹھی نیند سلا دیا اور مجھے مصلے پر بٹھا کر جگا دیا، میرے ساتھ کوئی تعلق تو ہے کہ مجھے جگایا ہوا ہے۔ سبحان اللہ، ایک وہ وقت تھا کہ تہجد کے وقت اپنے رب سے یوں اپنے تعلق کے واسطے دیا کرتے تھے۔ اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، واقعی اللہ رب العزت کو ان سے محبت ہوتی تھی اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی تھی۔

روزانہ ستر طواف کرنے والے بزرگ:

ایک بزرگ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ستر سال کی عمر تھی اور ستر سال کی عمر میں وہ روزانہ ستر مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ ہر طواف کے سات چکر ہوتے ہیں اور ستر طواف کے ۴۹۰ چکر اور ہر طواف کے دو رکعت واجب الطواف واجب لغیرہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ستر ہوں تو ۱۴۰ رکعت نفلیں۔ اب ہم ۱۴۰ رکعت نفلیں ہی پڑھ کر دیکھ لیں کہ حالت کیا بنتی ہے۔ یہ ان کے عملوں میں سے ایک عمل تھا کہ ۴۹۰ چکر لگاتے اور اس کے اوپر ۱۴۰ رکعت نفلیں پڑھتے اور یہ زندگی کا ایک معمول تھا باقی معمولات اسکے علاوہ ہوا کرتے تھے۔

امام شافعیؒ کا ذوق عبادت:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ گیا، مجھے جاتے ہوئے سواری کے اوپر ۱۶ دن لگے اور ۱۶ دنوں میں میرے ۱۶ قرآن مکمل ہو گئے۔ ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کو کیوں اتنا عبادت کا شوق ہوتا تھا؟ آپ کو پھل کھانے کا شوق ہے، جوس پینے کا شوق ہے، آئس کریم کھانے کا شوق ہے اسی طرح ان حضرات کو بھی عبادت کا شوق ہوتا تھا۔ آپ کو مختلف کھانے کھا کر مزہ آتا ہے ان کو مختلف عبادات کر کے مزہ آتا تھا۔

ایک انمول تمنا:

ایک بزرگ سے موت کے قریب پوچھا گیا آپ کی زندگی کی کوئی آخری تمنا ہے تو بتائیں۔ فرمانے لگے، میرے دل میں ایک ہی تمنا ہے کہ ایک لمبی سردیوں کی رات ہوتی جسے میں اپنے رب کے حضور اسے منانے میں گزار دیتا۔ سبحان اللہ

سعید ابن جبیرؒ کا ذوق عبادت:

سعید ابن جبیرؒ کو جب حجاج بن یوسف نے شہید کرنا تھا تو پوچھا کہ تمہاری آخری تمنا کیا ہے؟ فرمانے لگے، کہ دو رکعت نفل پڑھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے جلدی جلدی نفل پڑھ لئے۔ حجاج نے پوچھا، کہ جلدی کیوں پڑھ لئے؟ فرمایا جی تو چاہتا تھا کہ لمبا قیام کروں مگر دل میں خیال آیا کہ تو یہ سوچے گا کہ موت کے ڈر کی وجہ سے نماز لمبی کر لی۔ اس لئے میں نے جلدی پڑھ لی۔ اب ذرا سوچئے ادھر جلاد ان کا سر قلم کرنے کو تیار ہے اور ادھر ان کی حالت یہ ہے کہ جی تو چاہتا تھا کہ دو رکعت لمبی پڑھ لیتا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر لطف عطا فرما دیا تھا۔ ان کے لئے راتوں کو جاگنا کوئی مشکل نہیں تھا۔

تہجد کی نماز اور روپیہ:

راتوں کو جاگنا کوئی مشکل نہیں ہوتا جب کہ آدمی کو پتہ ہو کہ مجھے اس پر تنخواہ ملے

www.besturdubooks.wordpress.com

گی۔ایک آدمی جو بازار کے اندر چوکیداری کرتا ہے، پہرہ دیتا ہے وہ ساری رات جاگتا ہے۔اس لئے کہ مہینے کے بعد تین ہزار روپے تنخواہ ملے گی۔اب اس بندے کو ہر رات جاگنے پر ۱۰۰ روپیہ ملنے کی توقع ہوتی ہے اور وہ آنکھ بھی نہیں جھپکتا۔بیٹھتا بھی نہیں، چلتا رہتا ہے اور پہرہ دیتا رہتا ہے۔جاگتا بھی رہتا ہے اور جگاتا بھی رہتا ہے۔میرے دوستو! ہم تہجد کی نماز میں کھڑے نہیں ہو سکتے کہ جی نیند آئی ہوئی ہے۔معلوم ہوا کہ ہمارے نزدیک تہجد کی قیمت ۱۰۰ روپے کے برابر بھی نہیں اور کہتے ہیں او جی آنکھ نہیں کھلتی۔

من حرامی تے حجتاں ڈھیر

اصل میں اندر چور ہوتا ہے اور اوپر سے بہانے تراش رہے ہوتے ہیں۔ٹھیک ہے ہم جھوٹے بہانے بنا کر لوگوں کو راضی کر لیں گے لیکن پروردگار تو جانتے ہیں کہ اٹھتا اس لئے نہیں کہ دل کے اندر گناہ بہت زیادہ ہیں۔

تہجد سے محرومی کا علاج:

حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، حضرت! مجھے رات جاگنے کی توفیق نہیں ہوتی۔فرمایا کہ اے دوست! تو دن کے وقت میں اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ کر لے اللہ تعالیٰ تجھے رات کے اعمال کی توفیق نصیب فرما دیں گے۔اگر ہم دن میں گناہوں سے بچ جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں رات کو تہجد کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

مشتبہ لقمے کی نحوست:

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی کے ہاں دعوت کھائی اور کوئی مشتبہ لقمہ میرے منہ میں چلا گیا۔شبہ والا لقمہ تھا حرام نہیں، حرام تو بڑا واضح ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔فرماتے ہیں کہ وہ لقمہ میرے اندر چلا گیا تو ۴۰ دن کے لئے میری تمام کیفیات کو سلب کر لیا گیا۔

تہجد سے محرومی کی ایک عجیب وجہ:

ایک مفتی صاحب اپنی زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ ان کی بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ سے تھا، وہ بہت بڑے عالم اور بزرگ گزرے ہیں۔ یہ بات مفتی صاحب خود سنایا کرتے تھے کہ میں جب بیعت تھا تو کئی مرتبہ حضرتؒ کی خدمت میں آنا جانا رہتا تھا اور اس دور میں ہماری تہجد کے قضاء ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ ہم واپسی کی اجازت لینے کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور حضرتؒ کا جی چاہتا تھا کہ ہم ایک دو دن رک جائیں، وجہ کیا تھی کہ شیخ کی مہلت تھوڑی تھی۔ اس کے چند دن بعد ان کا انتقال ہونا تھا۔ تو اللہ نے دل میں ڈالا ہوگا کہ یہ آئے ہیں تو کچھ لے کے جائیں۔ شیخ تو اس کو دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے کہ بھئی ذرا ایک دو دن ٹھہر جاؤ، اللہ کے بندو! یہ نعمت پا لو۔ مگر فرمانے لگے کہ حضرت! ہمارے اوپر درس و تدریس کا بھوت سوار تھا اور ہم اپنے مدرسوں میں واپس آ گئے۔ پھر حضرتؒ کی وفات ہوگئی اور ان کی وفات کے بعد آج تک ہمیں تہجد میں استقامت نصیب نہ ہوسکی۔

بیالیس سال تک تلاوت قرآن کا معمول:

یہ نعمتیں گھر بیٹھے نہیں ملتیں یہ مشائخ کی صحبت میں آ کر ملتی ہیں۔ یہ ان کے پاس رہنے سے ملتی ہے۔ آج کے دور میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ چنانچہ میری ملاقات ایک عالم سے ہوئی ان کی بیعت کا تعلق حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ جو ہمارے دادا پیر ہیں ان کے ساتھ تھا۔ عاجز نے خود یہ بات سنی فرمانے لگے، حضرتؒ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بیعت کئے ہوئے مجھے بیالیس سال گزر گئے ہیں، بیالیس سال میں قرآن پاک کا ایک پارہ تلاوت کرنے والے عمل میں ایک دن بھی ناغہ نہیں ہوا۔

ستائیس سال سے اوّابین کی پابندی:

کچھ عرصہ پہلے ایک دوست نے خط لکھا۔ وہ جوان العمر ہے، اس کی داڑھی میں مشکل سے کوئی سفید بال نظر آئے گا۔ لکھتا ہے کہ حضرت! الحمد للہ ۲۷ سال سے میرے اوابین کے نوافل کبھی قضا نہیں ہوئے۔ آج کے دور میں بھی کرنے والے کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جن کی تہجد کی نماز گیارہ گیارہ سال سے کبھی قضا نہیں ہوئی

ایک خاتون کا ذوق عبادت:

پچھلے دنوں ہمارے ایک دوست کی والدہ فوت ہوئی۔ ان کی والدہ کی بیعت کا تعلق ہمارے پیرومرشدؒ کے ساتھ تھا۔ پھر اس کے بعد اس عاجز سے ہوا۔ اپنی وفات سے پہلے انہوں نے اپنے سارے گھر کے بچے، بچیوں، مردوں اور عورتوں کو بلایا اور انہیں فرمایا کہ دیکھو! میری جب شادی ہوئی اس وقت میری عمر بیس سال تھی اور آج میری عمر ۸۰ سال ہے۔ اس ساٹھ سالہ ازدواجی زندگی میں میری کبھی بھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔

دور حاضر کا المیہ:

اگر ایسی عورتیں آج زندگی گزار رہی ہیں تو بتایئے وہ عورتیں جو بہانہ کرتی ہیں کہ جی بچوں کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتیں۔ لگتا ایسے ہے کہ جتنی نمازیں پڑھنے والی ہوتی ہیں سب کے بچے نہیں ہوتے تھے۔ یہ نئی آئی ہیں کہ اب ان کو اولادملنی شروع ہوئی ہے، پہلے نہیں ہوتی تھی۔ سب بہانے کہ جی مہمان آگئے تھے، نماز قضا ہوگئی۔ مہمان کی رعایت کرتے ہیں پروردگار اور رحمان کی رعایت نہیں کرتے۔ آج عبادات کا

www.besturdubooks.wordpress.com

شوق ختم ہوتا جا رہا ہے اور یہ المیہ ہے اس وقت کا۔

عبادت کا شوق کیسے پیدا ہوتا ہے؟

یہ عبادت کا شوق کیسے آئے گا؟ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ جو آدمی کپڑے والوں کے پاس بیٹھے گا اسے کپڑے کا کاروبار کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے، جو کمپیوٹر والوں کے پاس بیٹھے گا اس کے ذہن میں وہ کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے، جو آدمی کسی بزنس مین کے پاس بیٹھے گا اس کے ذہن میں وہ کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور آدمی شب زندہ دار، عبادت گزار لوگوں کی محفل میں بیٹھے گا اس کے دل میں عبادت زیادہ کرنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔

شب بیداری کی برکات:

یہ جو ماہانہ اجتماع رکھتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب کم از کم ایک رات تو اکٹھا مل بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنا وقت گزاریں۔ مہینے میں کم از کم ایک رات تو ایسی ہو جو ہم اسلاف کے نقش قدم پر گزاریں تاکہ اس رات کو ہمارے مشائخ کی راتوں کے ساتھ مشابہت نصیب ہو جائے۔ آپ دیکھیے گا کہ اس کے اثرات آپ کو خود اپنی زندگی میں آتے ہوئے محسوس ہوں گے۔ جن جن شہروں میں ہمارے دوستوں نے یہ ماہانہ پروگرام کرنا شروع کیا اس کی برکات محسوس ہو رہی ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو آ کر بتاتے ہیں کہ اس ایک رات کی برکت سے مہینے کی کتنی اور راتوں میں اللہ تعالیٰ انہیں تہجد کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔

شب زندہ داروں کا اکاؤنٹ:

ایک بات ذہن میں رکھیے ذرا مثال سمجھنے کی کوشش کرنا۔ ایک بنک ہے جس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اربوں کھربوں روپوں کے مالکوں نے اکاؤنٹ کھولے ہوئے ہیں۔ ایک بندے نے اکاؤنٹ کھولا اور ایک ہزار روپے جمع کروا دیئے۔ اب بتائیں جب وہ لسٹ بنائیں گے کہ اس بنک میں کس کس بندے کا اکاؤنٹ موجود ہے تو یہاں اربوں کھربوں پتی لوگوں کے نام آئیں گے اس ایک ہزار روپے والے کا نام بھی فہرست میں آئے گا۔ بالکل اسی طرح ہمارے اسلاف کے اکاؤنٹ شب زندہ داریوں کے کھلے ہوئے تھے، قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے شب زندہ دار بندے کہاں ہیں؟ تو اس فہرست میں جہاں ہمارے ان اسلاف کا نام آئے گا تو اگر مہینے میں ایک رات ہم نے بھی جاگ لی اور ہمارے نامہ اعمال میں بھی وہ شب زندہ داری کی رات گزری تو کیا فہرست میں ہمارا نام نہیں آئے گا؟ بھئی اکاؤنٹ میں رقم تھوڑی سہی مگر کھلا تو ہوا ہے۔ اسی طرح سمجھئے کہ ہم اپنے رب کی عبادت کے لئے آج رات اپنا اکاؤنٹ کھلوا رہے ہیں۔ لہذا ہم اس رات کو جاگیں گے اور اپنے جسم کو اللہ کی عبادت میں جگانے کا اجر پائیں گے۔

بغیر اجر کے جاگنے والے لوگ:

یہ جسم معلوم نہیں دنیا کی خاطر کتنی مرتبہ جاگا ہوگا، کبھی تو اللہ کے لئے بھی جاگے۔ دیکھیں ذرا! ائیر پورٹوں پر، ریل گاڑیوں کے اسٹیشنوں پر، بسوں کے اسٹینڈ پر، کارخانوں میں اور فیکٹریوں میں لوگ راتوں کو جاگ رہے ہوتے ہیں۔ ہر جگہ لوگ راتوں کو جاگ رہے ہوتے ہیں۔ اگر لوگ دنیا کی خاطر راتوں کو جاگ رہے ہوتے ہیں تو کیا زندگی میں ایک رات ہم اللہ کے لئے عبادت کی نیت سے نہیں جاگ سکتے۔ وہ جاگتے ہیں تو ان کو اجر نہیں ملتا لیکن جب ہم عبادت کی نیت سے جاگیں گے تو اللہ رب العزت سے اجر پائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جاگ کر کون سے اعمال کئے جائیں:

ہم اس رات میں ذوق شوق کے ساتھ آئیں اور یہاں پر عبادت میں اپنا وقت گزاریں۔ نماز پڑھیں، صلوٰۃ التسبیح پڑھیں، زندگی کی جو نمازیں قضاء ہوئیں وہ پڑھ لیں، قرآن پاک کی تلاوت کر لیں، لمبا مراقبہ کر لیں، اللہ تعالیٰ سے تسلی کی دعا مانگ لیں، کوئی کام تو کریں۔ ایک رات تو ہمیں سکون اور تسلی سے عبادت کرنے کی مل جائے تاکہ ہمیں اللہ والوں کے ساتھ مشابہت نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت مل جائے کہ میرا یہ بندہ میری یاد میں اور میری محبت میں رات بھر جاگتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی قبولیت ہوگی۔

خشیت الٰہی کی پہچان:

جب ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ خشیت عطا فرما دیتے ہیں تو اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ آدمی گناہوں سے بچ جایا کرتا ہے۔ یاد رکھنا ہر چیز کی کوئی دلیل ہوتی ہے اگر کوئی پوچھے کہ اس کو خشیت الٰہی حاصل ہے یا نہیں تو اس کی دلیل یہ ہوگی کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو ترک کر دیا ہے یا نہیں۔ اگر گناہوں کو ترک کر چکا ہے پھر اسے خشیت کی وہ کیفیت حاصل ہے۔ گناہوں کو ترک کر دینا یہ مومن کی زندگی کا مقصد ہے۔ اس لئے کہ گناہوں کی لذت ابتداء میں شہد کی مانند ہوتی ہے مگر گناہوں کا انجام زہر کی کرواہٹ کی طرح ہوا کرتا ہے۔

عزازیل سے شیطان بننے کی پانچ وجوہات:

عزازیل جس نے اتنی عبادت کی کہ چپے چپے پر سجدے کئے اور بالآخر شیطان بنا، ابلیس بنا۔ جانتے ہیں اس کو کس چیز نے ابلیس بنایا۔ مزے کی بات ہے، ذرا سننے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھنے کی بات ہے۔ علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ پانچ باتوں نے طاؤس الملائکہ کو ابلیس بنا دیا، راندۂ درگاہ بنا دیا۔

سب سے پہلی بات یہ کہ گناہ تو کیا مگر گناہ کا اقرار نہ کیا، یہ شیطان کی نشانی ہے۔ دوسری بات یہ کہ گناہ تو کیا مگر گناہ پر ندامت نہ ہوئی۔ اس کو گناہ کے اوپر شرمندگی نہ ہوئی بلکہ ڈھیٹ بن کر کہنے لگا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ میں تو اس سے افضل ہوں۔ تیسری بات یہ کہ گناہ تو کیا مگر اپنے نفس کو بھی ملامت نہ کی یعنی یہ بھی نہیں کہ اپنے من میں ہی اپنے نفس کو کہہ دیتا کہ تو نے برا کیا۔ چوتھی بات یہ کہ اپنے گناہ سے توبہ بھی نہ کی کہ اگر گناہ کر بیٹھا تھا تو توبہ کر لیتا۔ اور پانچویں بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔ ان پانچ باتوں نے اس کو ابلیس بنا دیا۔

قبولیت توبہ کی پانچ وجوہات:

اس کے بالمقابل سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھیے۔ ان کے اندر پانچ خصلتیں موجود تھیں۔

پہلی یہ کہ انہوں نے فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہا۔ دوسری یہ کہ غلطی کا اقرار کر لینے کے بعد اپنی غلطی پر بہت نادم بھی ہوئے کہ مجھ سے کوتاہی ہوئی، بھول ہو گئی۔ اور تیسری یہ کہ انہوں نے اپنے آپ کو ملامت بھی کیا کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ پھر اس کے بعد انہوں نے سچی توبہ بھی کی۔ اور آخری بات یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس بھی نہ ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرما لیا۔

ہماری ذمہ داری:

ہمیں چاہئے کہ ہم حضرت آدم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلیں۔ ایک تو گناہوں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

اقرار کریں اور اس پر نادم بھی ہوں۔ اپنے نفس کو بھی ملامت کریں، اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ بھی کریں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہوں۔ امید لگائے رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی سچی نیت کو لے کر بیٹھیں کہ رب کریم! اب تک جتنے گناہ کر چکے، ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ دل میں نیکی کا شوق لے کر بیٹھیں کہ پروردگار! ہمیں اپنی زندگی میں عبادت اور نیکی کرنے کا لطف اور مزہ نصیب فرما۔

لذت آشنائی:

جس بندے کو اللہ تعالیٰ عبادت کا شوق عطا کر دیتے ہیں تو اپنی محبت کی شراب کا ایک قطرہ اس کے حلق میں ٹپکا دیتے ہیں اور پھر اس بندے کا عبادت میں خود بخود دل لگ جاتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

یہ عجیب نعمت ہے۔ یہ جو حضرات مصلے پر بیٹھ کر ساری ساری رات گزار دیا کرتے تھے، یہ نہیں کہ ان کو کوئی مارے باندھے جاگنا پڑتا تھا۔ نہیں بلکہ وہ لذتوں کی خاطر جاگتے تھے۔ ان کو مزہ آتا تھا رات کو جاگنے کا، اتنا مزہ آتا تھا کہ رات کے گزرنے کا بھی ان کو پتہ نہ چلتا تھا۔

ایک مثال سے وضاحت:

دیکھئے، ایک ماں زیادہ کام کر کر کے تھکی ہوئی ہے اور سارے گھر میں کہتی ہے کہ میں آج اتنا تھک گئی ہوں کہ بس میں نے آج پڑتے ہی سو جانا ہے۔ آج مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے کیونکہ میری نیند پوری نہیں ہوئی، میرا بدن تھکا ہوا ہے، میرے بدن

www.besturdubooks.wordpress.com

میں درد یں ہیں، میں تو فوراً سو جاؤں گی۔ اگر اس نے نیت کر لی فوراً سو جاؤں گی اور یہ واقعی لیٹ بھی گئی اور عین اسی وقت دروازے پر گھنٹی بجی، اس کا وہ بیٹا جو کئی سالوں سے پردیس گیا ہوا تھا وہ اچانک واپس آ گیا۔ تو بتایئے کہ اس ماں کی نیند رہے گی یا اڑ جائے گی؟ وہ اس کے ساتھ مزے سے بیٹھی دو تین گھنٹے باتیں کر رہی ہو گی۔ اگر سارے گھر والے پوچھیں، امی! آپ کی نیند کہاں گئی؟ امی! آپ کی تھکن کہاں گئی؟ تو کہے گی، کہ بس بیٹا آ گیا، میری تھکن دور ہو گئی اور بیٹے کو دیکھ کر میری نیند اڑ گئی۔ جیسے یہ تھکی ہوئی ماں اپنے بیٹے کو دیکھتی ہے، اس کا چہرہ دیکھ کر اس کو تھکن بھول جاتی ہے اور اس کی نیند اڑ جاتی ہے بالکل اسی طرح ہمارے اسلاف رات کو جب مصلے پر بیٹھ کر اللہ کی عبادتیں کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کے جمال کے جلوے ان کو دکھائی دیتے تھے تو ان کی تھکن دور ہو جاتی تھی۔ وہ تازہ دم ہو جایا کرتے تھے۔ ہمیں عبادت تھکا دیتی ہے اور ان کو عبادت تازہ دم بنا دیا کرتی تھی۔ وہ قرآن پڑھ کر تازہ دم، نفلیں پڑھ کر تازہ دم اور لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگا کر تازہ دم ہو جاتے تھے۔

ہمارے لئے دوا اور ان کے لئے غذا:

اگر بھوک لگی ہو تو پلاؤ اور قورمے کھانے کتنے اچھے لگتے ہیں۔ اس لئے کہ بندے کی غذا ہوتے ہیں لیکن دوا پینی اور کھانی بڑی مشکل ہوتی ہے۔ بلکہ کئی بچے اور عورتیں تو بیمار رہنا پسند کر لیتے ہیں لیکن دوا نہیں کھاتے۔ کیونکہ کڑوی ہوتی ہے۔ لیکن غذا کھانا آسان۔ ہمارے اسلاف کے لئے یہ عبادات غذا کی مانند تھیں اور ہمارے چونکہ مزاج بگڑے ہوئے ہیں ہمارے لئے یہ دوا کی مانند ہیں۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ چلو ایک رات تو سب کو دوا پلائیں، کاڑھا پلائیں۔

مسجد میں گدھا:

ایک دیہاتی کا گدھا مسجد میں آ گیا۔ مولانا صاحب نے دیکھا تو اس کو ایک ڈنڈا

www.besturdubooks.wordpress.com

لگایا۔ دیہاتی نے پوچھا کہ، مولانا صاحب! اس کو ڈنڈے کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مسجد میں جو گھس آیا۔ کہنے لگا، جی کیا کروں، وہ جانور ہے اسے پتہ نہیں تھا، کبھی مجھے بھی آپ نے مسجد میں دیکھا ہے؟ تو کئی لوگوں کو نفس یہ سکھا رہا ہوگا کہ اس دفعہ تو پھنس گئے آئندہ سہی۔

خوشی دیاں ونگاں:

یہ ''خوشی دیاں ونگاں'' ہیں۔ جی ہاں خوشی میں عورتیں چوڑیاں پہنتی ہیں اسی طرح یہ خوشی کی چوڑیاں ہیں جس کا جی چاہے وہ آئے، جس کو اپنا فائدہ نظر آئے وہ آئے اور جس کو نیند میں فائدہ نظر آئے وہ بے شک آرام سے سو جائے۔ اس لئے کہ آپ یہاں کچھ لینے کے لئے آئے ہیں، کچھ دینے کے لئے نہیں۔

بیعت کرتے وقت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی کیفیت:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے تھے کہ جب کوئی بندہ مجھ سے بیعت ہونے کے لئے آتا تو مجھے اس سے یوں ہیبت محسوس ہوتی جیسے بندے کو شیر سے ہیبت محسوس ہوتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے اعمال کے بارے میں اس سے بھی پوچھا جائے گا اور مجھ سے بھی پوچھا جائے گا کہ شیخ ہونے کے ناطے تم نے حق ادا کیا تھا یا نہیں۔ تم نے اسے خیر کی طرف بلایا تھا یا نہیں۔

جان بخشی:

عزیز دوستو! یہ مہینے میں ایک پروگرام ہم نے اپنی جان بچانے کے لئے رکھا ہے کہ آپ کی باتوں کا آپ سے حساب تو ہوگا ہی سہی لیکن جس کے ہاتھ میں آپ نے ہاتھ دیا ہے اس سے بھی پوچھا جائے گا۔ یہ مصیبت پڑی ہوئی ہے، اپنا بوجھ تو ہے ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

سبھی جس جس بندے نے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہر اس بندے کا بوجھ سر کے اوپر ہے۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَ لَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ

قرآن پاک کی اس آیت سے مشائخ نے یہ مطلب لکھا ہے کہ قیامت کے دن شیخ کو اللہ تعالیٰ زنجیروں سے باندھ کر کھڑا کریں گے اور اس وقت تک نہیں کھولیں گے جب تک وہ یہ ثابت نہیں کر دیں گے کہ میں نے اپنے متعلقین کی اصلاح کے لئے اپنی طرف سے پورا زور لگا دیا تھا۔ اس لئے یہ جو پروگرام رکھا ہے یہ اپنی جان بچانے کے لئے ہے۔ اب ہماری ذمہ داری پوری ہو گئی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ جی ہمیں تو وقت نہیں ملتا تھا۔ جی ہمارے شیخ مصروف رہتے ہیں اور ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔

روحانیت میں ظاہری فاصلوں کی حیثیت:

چلیں یہ ایک رات عبادت میں گزارنے کے لئے ہے ذرا آپ اس معمول میں جڑیئے پھر دیکھیں کہ آپ کو دور بیٹھے توجہات ملتی ہیں یا نہیں ملتیں۔ باطنی توجہات کے لئے یہ ظاہر کے فاصلے کچھ حیثیت نہیں رکھتے، مشرق اور مغرب کا فاصلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لئے آپ حضرات اگر اصلاح کی نیت سے یہاں آئیں گے تو جن حضرات کو اس عاجز نے یہاں نمائندہ بنایا ہے وہ آپ کو مراقبہ بھی کروائیں گے، رات کے اعمال میں بھی لگائیں گے اور آپ انشاء اللہ جھولیاں بھر کے واپس جائیں گے۔

جماعتی کام کی فضیلت:

ایک مسئلہ سنئے کہ اکیلا بندہ نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ وہ قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن فقہ کا مسئلہ ہے کہ جس آدمی نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اب اگر پوری جماعت کے بندوں میں سے ایک کی نماز بھی قبول ہو گئی تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی قبول فرمالیں گے۔ بالکل اسی طرح جب اتنے بندے رات کے اعمال کریں گے تو ان بندوں میں سے کسی ایک کی عبادت بھی قبول ہوگئی تو جماعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سب کا جاگنا قبول فرمالیں گے۔

گزشتہ رمضان المبارک کی تھکاوٹ:

جب پچھلی دفعہ ہم نے روزے رکھے، تراویح پڑھی، اس وقت ہمیں تھکن محسوس ہوتی تھی، آج ہمیں یاد نہیں کہ رمضان شریف میں جسم تھکا تھا۔ اگر پچھلے رمضان کی تھکاوٹ یاد نہیں، وہ ختم ہوگئی لیکن اجر باقی ہے تو اسی طرح اگر آج کی رات جاگیں گے تو یہ تھکاوٹ بھی کل شام تک بھول جائیں گے اور اس پر ملنے والا اجر نامہء اعمال میں باقی رہے گا۔

نفس پر بوجھ ڈالیے:

نفس نے اگر جاگ جاگ کر گناہ کروائے تو ہم اس کو جگا جگا کر عبادت کیوں نہ کروائیں۔ اچھا ہے کہ کبھی ہماری آنکھوں میں بھی سرخ ڈورے پڑیں جیسے صحابہ کرامؓ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑے ہوتے تھے آنکھیں نیند کو ترستی تھیں۔ ہماری آنکھیں بھی نیند کو ترسیں۔ کس کے لئے؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے۔ ہم عبادت نہیں کر سکتے جیسے عبادت کرنے کا حق ہے لیکن ہم کچھ نیت تو کر سکتے ہیں، کچھ قدم تو بڑھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی قدم بڑھانے کو قبول فرمالیں گے اور اس کی برکتیں آپ محسوس کریں گے۔

شب بیداری کا پروگرام رکھنے کی وجہ:

یہ جو رات کا پروگرام رکھا یہ فقط اس لئے رکھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ مہینے کی ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

رات سب سالک ایک جگہ مل بیٹھیں اور اپنے رب کو یاد کریں۔ جی تو چاہتا تھا کہ دن کا وقت ہوتا مگر آپ لوگوں میں سے کسی کی مجبوریاں ہوتی ہیں، گھر کے کام ہوتے ہیں۔ آپ لوگ کہتے ہفتے بعد ایک چھٹی ملتی ہے وہ بھی اگر پیر صاحب کے پاس جانا پڑ گیا تو گھر کے کام کون کرے گا؟ تو شکوے شکایتیں ہوتیں۔ ہم نے کہا چلو دن کا وقت تم اپنے کاموں میں گزار لینا ہم آپ کو رات کو یہاں کچھ دیر عبادت میں مشغول رکھ لیتے ہیں۔ سیکھنے کا موقع مل جائے گا۔ سال میں اور نہیں تو بارہ راتیں تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں جاگ کر گزر جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی بندہ محبوب ہوتا ہے جو دوسروں سے نسبتاً زیادہ محنت کر رہا ہو۔ آج کے دور میں جو لوگ ہیں ان سے کوئی تابعین والے حالات نہیں مانگے جائیں گے یا تبع تابعین والے حالات نہیں مانگے جائیں گے کہ اس دور کے حالات تمہارے پاس کیوں نہیں؟ احوال کیوں نہیں؟ ایسا نہیں بلکہ ہم سے آج کے دور کے حالات طلب کئے جائیں گے۔ اس لئے کہ پیدا جو اس دور میں ہوئے۔ لہٰذا آج کے دور کے بارے میں سوال ہوگا۔ جو بندہ نسبتاً زیادہ کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو توفیق عطا فرمائیں گے اور قبولیت عطا فرمائیں گے۔

ایک واقعہ حدیث پاک میں آیا ہے، اللہ تعالیٰ دو بندوں کو قبول فرما لیتے ہیں اور ان سے خوش ہو کر فرشتوں میں ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ ایک جب کوئی قافلہ تھکا ہوا آئے اور رات کے آخری پہر میں آ کر سو جائے۔ ایک آدمی ان میں سے تھکا ہوا تھا وہ اٹھا، اس نے وضو کیا اور مصلے کے اوپر کھڑا ہو کر عبادت کرنے لگ گیا۔ اللہ تعالیٰ مسکرا کر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو باقی بھی تھکے ماندے تھے، یہ بھی تھکا ہوا تھا لیکن اس کو میری محبت نے جگائے رکھا یہ کھڑا نفل پڑھ رہا ہے۔ ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ اور دوسرا فرمایا کہ ایک وہ نوجوان کہ جس کی تہجد کے وقت آنکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

کھلی اور اس نے وضو کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی جب کہ خوبصورت بیوی گھر میں موجود تھی۔ وہ چاہتا تو اپنا وقت اس کے ساتھ گزار سکتا تھا۔ لیکن اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس کو دیکھتے ہیں اور فرشتوں میں اس کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی نیند کی، اپنی خواہشات کی قربانی دے کر اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو قبول بھی فرماتے ہیں اور مسکرا کر اس کا تذکرہ فرشتوں کی محفل میں بھی فرما دیتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنے شب زندہ دار لوگوں میں شامل فرما دے اور ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

❖❖❖❖❖

www.besturdubooks.wordpress.com

مجاذیب کی پراسرار دنیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی و سلَامٌ علٰی عبادہ الَّذِیْن اصْطفٰی امّا بعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا

عِلْمًا ○ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

دنیا میں ظاہری اسباب کی اہمیت:

یہ دنیا دارالاسباب ہے، اللہ رب العزت نے اس کے نظام کو اسباب کے تحت چلایا ہے۔ ہر چیز کا طریقہ کار اور اصول وضوابط متعین فرما دیئے۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو بغیر روٹی کے بھی بھوک مٹا سکتے ہیں مگر ایک دستور بنا دیا کہ روٹی کھاؤ گے تو بھوک مٹے گی، پانی پیو گے تو پیاس بجھے گی، نکاح کرو گے تو اولا ملے گی، کوشش کرو گے تو تمہیں روزی دی جائے گی۔ جب نبی اکرم ﷺ کو میدان احد میں زخم لگا تو سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ نے لکڑی جلا کر راکھ بنائی اور آپ ﷺ کے زخم مبارک پر لگائی۔ شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہے مگر زخم پر راکھ لگانی پڑی۔ سخت بھوک کی حالت میں بے تابی تھی کھانے کو کچھ نہیں تھا جس کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنے پڑے۔ قانون خداوندی ہے کہ لوہا مضبوط ہوتا ہے آپ دنیا میں جہاں کہیں بھی چلے جائیں آپ آنکھ بند کر کے کہہ سکتے ہیں کہ لوہا مضبوط ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ وہ ایک جگہ تو مضبوط ہو اور جب اسے پل بنانے کے لئے استعمال کریں تو وہ پلاسٹک کی طرح نرم ہو جائے۔ لوہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر جگہ لوہا ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے آج کے انجینئر آنکھ بند کر کے ایک سو دس منزلہ بلڈنگ ڈیزائن کر دیتے ہیں کہ لوہے کی مضبوطی کی وجہ سے یہ عمارت یونہی کھڑی رہے گی۔ اور وہ واقعی کھڑی رہتی ہے۔ اگر کوئی قانون اور ضابطہ نہ ہوتا تو نہ پل بنتے، نہ عمارتیں بنتیں، نہ مشینیں بنتیں اور نہ ہی انسان کی زندگی کا کاروبار چلتا۔

قدرت الٰہی کا اظہار:

عام طور پر ایسا نہیں ہوتا کہ انسان رات کو سوئے تو فاسق ہو اور صبح کو اٹھے تو کامل ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا فرما دیں تو یہ اس کی قدرت ہے۔ یوں تو بی بی مریمؑ کو بغیر خاوند کے بھی بیٹا دے دیا تھا۔ بعض انبیاءؑ کو ایسی عمر میں اولاد ملی جب کہ عورت بانجھ ہو جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو بشارت ملی کہ بیٹا ہوگا تو **فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ** (چہرے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی، اوہ! میں بڑھیا! اس حالت میں ماں بنوں گی) مگر یہ قدرت خداوندی کا ظہور ہے۔

عام طور پر دنیا کا نظام اسباب کے ماتحت چل رہا ہے۔ لیکن کبھی کبھی مسبب الاسباب اپنی قدرت کا اظہار فرما دیتے ہیں تا کہ لوگوں کا ایمان سلامت رہے اور وہ اسباب ہی کو خدا نہ سمجھ بیٹھیں۔ گویا اللہ رب العزت اپنی قدرت کا اظہار فرما دیتے ہیں کہ ہم نظام بنا کر اس کے پابند نہیں ہو گئے بلکہ مرضی اب بھی ہماری ہی چلتی ہے۔

روحانی اسباب:

جس طرح ظاہری طور پر مادی نظام اسباب کے تحت ہے اسی طرح روحانیت کا نظام بھی اسباب کے تحت ہے۔ جس طرح انسان مادی علوم سیکھتا ہے اسی طرح اسے روحانیت کو بھی سیکھنا پڑے گا۔ شیخ سے بیعت ہونا، ان سے ذکر و مراقبہ سیکھنا اسباب ہیں۔ رحمتیں تو اللہ تعالیٰ ہی بھیجتے ہیں مگر مراقبہ میں بیٹھنا اس کا سبب بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو طرح کے انتظامات

گلشن دنیا کے کاروبار کو چلانے کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے دو طرح کے انتظامات ہیں۔

(۱) فرشتوں کے ذریعے:

کچھ تو فرشتے متعین ہیں جو دنیا کا نظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ مثلاً پانی کے ہر قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ ہے، جب تک وہ قطرہ پینے والے کے منہ میں نہیں چلا جاتا، وہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح ہواؤں کا نظام فرشتے کے تحت، پہاڑوں کا نظام فرشتے کے تحت، رزق کا نظام فرشتے کے تحت، بندوں کی حفاظت کا نظام فرشتوں کے تحت۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے متعین ہوتے ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو جن انسانوں کا نام و نشان ہی مٹا دیتے۔ اعمال لکھنے کا انتظام فرشتوں کے تحت، وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اور جب مرنے لگتا ہے تو روح قبض کرنے کا انتظام فرشتوں کے تحت۔ بس اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام چلانے کے لئے کچھ انتظام فرشتوں کے ذمے لگا دیا ہے۔

(۲) انسانوں کے ذریعے:

اللہ رب العزت نے کچھ انسانوں کو بھی اس خدمت کے کام پر متعین کر دیا ہے۔ جب کوئی حاکم ملک پر حکومت کرتا ہے تو اس کے ملک میں عموماً تین طبقے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک عوام الناس کا طبقہ ہے جن کو ایک نظام کے تحت اپنی زندگی گزارنا پڑتی ہے، وہ کاروبار کریں یا نوکری کریں یا جو مرضی کریں انہیں بہر حال اس نظام کے تحت اپنی زندگی گزارنا ہے۔ دوسرا طبقہ حاکم کے نمائندوں کا ہے جو حکومتی پالیسیاں بناتے ہیں، سمجھاتے ہیں اور لوگوں کو اس قانون کے تحت زندگی گزارنے کا پابند

www.besturdubooks.wordpress.com

بناتے ہیں۔اور تیسرا طبقہ فوج یا پولیس کا ہوتا ہے۔یہ محکمہ جات مملکت کے کچھ خاص کاموں کے لئے بنائے جاتے ہیں۔فوج کا شعبہ مملکت کی حفاظت کے لئے متعین ہوتا ہے جب کہ پولیس کا شعبہ ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے بنایا جاتا ہے۔

خدائی نظام:

خدائی نظام کے بھی تین حصے ہیں۔ایک عوام الناس، جن میں سے کوئی سعید ہوگا کوئی شقی ہوگا ۔انہیں دنیا میں اپنی زندگی گزار کر آخرت کے سفر پر روانہ ہونا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے دو شعبے اور بنائے ہیں جو خدائی کام پر مامور ہوتے ہیں۔

قطب ارشاد کے فرائض:

ایک شعبے کے بڑے کو" قطب ارشاد" کہتے ہیں۔ارشاد کہتے ہیں دعوت کو، تبلیغ کو، احیائے سنت کو، احیائے دین کے کام کو۔قطب ارشاد اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ ہوتا ہے جس کو روحانی طور پر نبی اکرم ﷺ کا ممتاز وارث ہونے کی نسبت حاصل ہوتی ہے اور دعوت وتبلیغ کا جو کام نبی اکرم ﷺ اپنے دور میں کرتے تھے، ان کی وکالت کرتے ہوئے، ان کی نمائندگی کرتے ہوئے اور ان کا وارث ہوتے ہوئے قطب ارشاد وہی کام کر رہا ہوتا ہے۔گویا قطب ارشاد لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے گرما رہے ہوتے ہیں اور شریعت کی بالادستی اور حاکمیت اعلیٰ کے احکامات کی تعمیل کروانے کے لئے کوششیں کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر ان کے تحت کئی اولیائے کرام ہوتے ہیں جو ان سے فیض پاتے ہیں اور آگے کام کر رہے ہوتے ہیں۔اسے دعوت و ارشاد کا ایک مستقل شعبہ سمجھ لیجئے۔

قطب مدار کے فرائض:

ایک شعبہ اور ہوتا ہے جس کا فوج کی طرح رعایا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کا تعلق ملک کی حفاظت، سالمیت اور امن و امان سے ہوتا ہے۔ اس شعبے کے بڑے کو "قطب مدار" کہتے ہیں۔ ان کے تحت آگے اور کئی اولیائے کرام ہوتے ہیں۔ جن کے ذمے مختلف کام لگے ہوتے ہیں۔ ان کا تعلق کائنات کے نظام کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے فرشتوں کی جماعت نظام سنبھالنے کے لئے بنی، یہ بندے بھی نظام سنبھالنے کے لئے پیدا کیے گئے۔

جب کسی کو فوجی بنایا جاتا ہے تو اسے وردی پہنا دی جاتی ہے تاکہ عوام میں اور ان میں فرق ہو سکے۔ اسی طرح اللہ رب العزت جب کسی بندے کو تکوینی نظام سے متعلق کسی کام پر متعین فرماتے ہیں تو ظاہری طور پر اس پر نیم بے ہوشی کا عالم طاری فرما دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ عام دنیا کے لوگوں سے بات چیت کے قابل نظر ہی نہیں آتے۔ وہ لگن کے ساتھ اپنے کام میں مگن ہوتے ہیں۔

قطب ارشاد کی فضیلت:

یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ دعوت و ارشاد کا راستہ افضل ہے۔ اسی لئے قطب مدار ہمیشہ قطب ارشاد کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں قطب ارشاد بھی ہوں گے اور قطب مدار بھی ہوں گے مگر قطب مدار ماتحت ہوں گے قطب ارشاد کے۔ وہ اپنے سب معاملات کی رپورٹ قطب ارشاد کو بتائیں گے۔ چونکہ قطب ارشاد دعوت و تبلیغ، اشاعت دین، شریعت کا کام، مدارس، مساجد، مکاتب اور روحانیت کا نظام چلاتے ہیں اس لئے شریعت نے قطب ارشاد کو فضیلت بخشی ہے۔

مجنون اور مجذوب میں فرق:

جو لوگ ظاہراً ایک عام انسان کی طرح عقلمند نظر نہیں آتے اور ایک خاص حالت میں رہتے ہیں، لوگ ان کو مجنون کہتے ہیں یا مجذوب۔ یعنی مجنون کو دیکھو تو وہ عجیب و غریب حرکتیں کرتا ہے، نہ کھانے سے واسطہ، نہ پینے سے واسطہ اور نہ ہی دوسری

www.besturdubooks.wordpress.com

چیزوں سے تعلق ہوتا ہے۔ مجذوب کا لفظ "جذبہ" سے نکلا ہے۔ لہذا مجذوب کے اندر ایک خاص جذبہ ہوتا ہے مگر یہ بھی ظاہراً مجنون کی طرح ہی عجیب سی حرکتیں کرتا ہے۔ مجنون اور مجذوب دونوں کی زندگی عام لوگوں سے ہٹ کر ہوتی ہے۔ مگر مجنون بیمار ہوتا ہے جب کہ مجذوب اللہ کا ولی ہوتا ہے۔ دونوں کی ظاہری مشابہت کی وجہ سے سالکین پریشان ہوکر ان کے بارے میں افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ تو مجنون کو بھی مجذوب ہی کہہ دیتے ہیں۔ جو بھی پاگل اور دیوانہ دیکھا اسی کو مجذوب اور خدا کا ولی سمجھ لیا۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو مجذوب لوگوں کو بھی مریض سمجھ لیتے ہیں۔ اعتدال کی راہ اپنانے کے لئے چند نکات بیان کئے جاتے ہیں تاکہ آپ کا عقیدہ اور عمل سلف صالحین کے عقیدہ اور عمل کے مطابق ہو جائے۔

سب سے بڑی نشانی تو یہ ہے کہ مجنون ہمیشہ بے چین نظر آئے گا جب کہ مجذوب ہمیشہ مطمئن نظر آئے گا۔ یعنی مجنون کو کسی کل چین نہیں ہوتا، اس کا دماغ خراب ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر وقت ہلتا جلتا رہتا ہے۔ بے چینی کی وجہ سے وہ کبھی کوئی حرکت کرتا ہے اور کبھی کوئی۔ مجذوب بھی ظاہر میں اسی طرح ہوتا ہے مگر اس کے اعمال میں آپ کو بے چینی نظر نہیں آئے گی۔ گویا مجنون پر بے چینی غالب ہوگی اور مجذوب پر اطمینان غالب ہوگا۔

مجذوب بننے کے لئے ہاتھ کھڑا کریں:

اگر کوئی آدمی مجذوب کے پاس جائے، اس کی خدمت کرے اور مجذوب اس پر مہربان ہو جائے تو مجذوب اس کو اس درجہ تک پہنچا سکتا ہے جہاں پہ وہ خود ہوتا ہے۔ یعنی زیادہ سے زیادہ کرے گا تو وہ اسے اپنی طرح کا مجذوب بنا دے گا۔ اب بتاؤ، بھئی! جس جس نے مجذوب بننا ہو وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ ہم میں سے تو کوئی بھی پسند نہیں کرے گا کہ وہ ایسی زندگی گزارے۔ ہر بندہ پسند کرے گا کہ شریعت وسنت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

اتباع کی جائے تاکہ روز محشر شرع شریف پر عمل کرنے والے بندوں میں ہمارا شمار کر لیا جائے۔

مجذوب کی اقسام:

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ مجذوب بنتے کیسے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مجذوب دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہبی مجذوب اور دوسرے کسبی مجذوب۔

(۱) وہبی مجذوب:

اللہ رب العزت نے جب روز میثاق اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ارشاد فرمایا اور اپنے جمال کا جلوہ دکھایا تو کچھ عشق والے ایسے تھے جو مست ہو گئے۔ وہ جمال الٰہی کے مشاہدے میں ایسے مستغرق ہوئے یا اس تجلی کا نقش ان کے دل و دماغ پر یوں بیٹھا کہ اپنے ہوش گم کر بیٹھے۔ ان کو وہبی مجذوب کہتے ہیں۔ وہ ماں کے پیٹ میں بھی مجذوب، بچپن میں بھی مجذوب، جوانی میں بھی مجذوب، بڑھاپے میں بھی مجذوب رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں دنیا سے گزر جاتے ہیں۔

(۲) کسبی مجذوب:

کسبی مجذوب عموماً دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو ابتدا میں دعوت و ارشاد کے صحیح راستے پر چلتے ہیں، سالکین طریقت بنتے ہیں مگر سلطان الاذکار کے سبق پر رک جاتے ہیں۔ ان کے رگ و ریشہ سے جو اللہ اللہ نکلتی ہے وہ اس حال میں مغلوب ہو جاتے ہیں۔

دوسرے وہ جو کسی مجذوب کے پاس جاتے ہیں اور راہ و رسم رکھنے یا کسی خدمت کی وجہ سے مجذوب کسی طرح ان پر متوجہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بھی مجذوب

www.besturdubooks.wordpress.com

بن جاتے ہیں۔

حضرت بابو جی عبد اللہؒ پر ایک مجذوب کا وار:

حضرت بابو جی عبد اللہؒ نے فرمایا کہ ایک مجذوب مجھ پر بہت مہربان تھا۔ ایک مرتبہ وہ مجھے ملا اور کہنے لگا لا الہ الا اللہ پڑھو۔ میں نے پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس نے ہر چند زور لگایا کہ میں لا الہ الا اللہ پڑھوں مگر میں ہر بار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا رہا۔ فرمانے لگے اگر میں واقف نہ ہوتا اور اس کے کہنے پر فقط لا الہ الا اللہ پڑھ دیتا تو میں اسی وقت مجذوب بن جاتا۔

ایم بی بی ایس ڈاکٹر ابدال کیسے بنا؟

حضرت سید زوار حسین شاہؒ سے اس عاجز نے ایک واقعہ خود سنا۔ ان کے دور میں ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر صاحب کا ایک مجذوب کے پاس اٹھنا بیٹھنا تھا۔ وہ مجذوب فوت ہونے لگا تو ان کو کوئی چیز کھانے کو دے گیا۔ انہوں نے وہ چیز کھائی تو وہ بھی مجذوب بن گئے۔ اب وہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر بغیر ازار بند کے صرف ایک پاجامہ پہننے لگ گئے۔ حالت یہ تھی کہ پاجامہ ہاتھ میں لے کر چلتے پھرتے تھے۔ وہ ڈاکٹر صاحب ایک حکیم صاحب کے پاس آتے جاتے تھے۔

حضرتؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی حکیم صاحب سے ملنے گئے تو اوپر سے وہ ڈاکٹر صاحب بھی آ گئے۔ حکیم صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو دیکھ کر انہیں فرمایا کہ میں ذرا مصروف ہوں، ملنے والے بیٹھے ہیں، اس لئے تھوڑی دیر تشریف رکھیں۔ انہوں نے اشارہ کیا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد وہ ہمارے ہی پاس بیٹھ گئے۔ میں حیران تھا کہ جب میں ان کی طرف دیکھتا تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگتے اور جب میں ادھر ادھر دیکھتا تو وہ فوراً میرا چہرہ دیکھنا شروع کر دیتے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے حکیم صاحب کے کاغذوں میں سے ایک کاغذ اٹھایا اور قلم لے کر کچھ گنگنانے بھی لگے اور لکھنے بھی لگے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب میں نے ان کی گنگناہٹ پر تھوڑی سی توجہ دی تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ عربی کے بہت ہی عجیب اشعار پڑھ رہے ہیں۔ سمجھ میں تو نہیں آتی تھی مگر اس کی سُر ایسی بنتی تھی کہ اس سے میں نے پہچان لیا کہ وہ محبت الٰہی کے اشعار گنگنا رہے ہیں۔ حالانکہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر کو عربی سے کیا واسطہ؟ یہ بیچارے تو ٹوٹ مٹ پڑھتے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ ڈاکٹر صاحب اٹھے اور اشارہ کیا کہ اب میں جاتا ہوں۔ حکیم صاحب نے کہا ڈاکٹر صاحب کیا بات ہے کہ آپ اتنے دن ہمارے پاس نہیں آئے؟ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے ''اب ہم دال ہو گئے ہیں'' یہ کہہ کر ڈاکٹر صاحب چلے گئے۔ بعد میں حکیم صاحب نے سید زوار حسین شاہؒ سے عرض کیا، کیا آپ کو پتہ چلا کہ یہ کیا کہہ گئے ہیں؟ حضرتؒ نے فرمایا، میں تو نہیں سمجھا۔ حکیم صاحب کہنے لگے کہ یہ کہہ گئے ہیں ''اب ہم دال ہو گئے'' مطلب یہ کہ اب میں ابدال بن گیا ہوں۔ صحیح بتانے کی بجائے کہ ہم ابدال ہو گئے، اس نے اب کو پہلے کہا اور دال کو بعد میں۔ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی حیرانی ہوئی کہ واقعی بات تو ایسی ہی کر گیا ہے لیکن حکیم صاحب نے اشارہ سمجھ لیا۔

پھر اس کے بعد انہوں نے ایک عدسہ منگوایا جو حروف کو بڑا کر کے دکھاتا ہے۔ اس کی مدد سے دیکھا تو میں حیران رہ گیا کہ ظاہراً تو نظر آتا تھا کہ انہوں نے ایسے ہی نشان سے لگا دیئے ہیں لیکن جب اس سے بڑا کر کے دیکھا تو پتہ چلا کہ عربی کا شعر اتنا خوبصورت لکھا ہوا تھا کہ ایسا تو کوئی کاتب بھی نہیں لکھ سکتا تھا۔

مجذوب کی ایک خاص کیفیت:

مجذوب لوگ قدرت کی طرف سے انتظامی امور سے متعلق خاص کاموں پر متعین ہوتے ہیں مگر ان سے عموماً کوئی کام بھی خلاف شرع نہیں ہوتا۔ ان سے قلم اٹھا لیا جاتا ہے۔ ان میں بسا اوقات اتنی ہوش ضرور ہوتی ہے کہ کبھی کبھی بات چیت کر لیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ جیسے جانوروں میں عقل تو نہیں ہوتی مگر انہیں اپنے مالک کی یا غیر کی پہچان ضرور ہوتی ہے۔ کیا چیز کھانی ہے اور کیا چیز نہیں کھانی، اس کی بھی انہیں پہچان ہوتی ہے۔ عام طور پر ان کو ہوش نہیں ہوتا۔

کامل مجذوب کی پہچان:

سید غوث علیؒ نے دو مجذوبوں کو دیکھا، کسی ظالم نے ان کو پکڑ کر ان کی رانوں پر انگارے رکھ دیئے۔ ان میں سے جو کامل تھا وہ جل گیا اور جو کامل نہ تھا اس نے انگارے کو ہٹا دیا۔ اس لئے مجذوبوں میں جو جتنا کامل ہوگا وہ اتنا ہی بے ہوش ہوگا۔ بے ہوش سے مراد یہ کہ اسے دنیا کی ہوش نہیں ہوتی۔ بس وہ ایک خاص حال میں مگن نظر آتے ہیں۔

مجنون لوگوں کا جنت میں داخلہ:

مجنون سے بھی مجذوب کی طرح شریعت کا قلم اٹھالیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجنون لوگوں کو اپنی رحمت سے جنت میں بھیج دیں گے۔ علماء نے اس کی وجہ لکھی ہے کہ چونکہ اس کی شکل انسانوں والی ہوتی ہے اس لئے احترام انسانیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی بجائے جنت عطا فرما دیں گے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ احترام انسانیت کی وجہ سے بعض بندوں کو جہنم سے بچا لیں گے تو جو لوگ شریعت وسنت پر چلنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنی مہربانی کیوں نہ فرمائیں گے۔

مجاذیب کے حیرت انگیز واقعات

مجذوب لوگوں کے واقعات بھی بڑے عجیب وغریب ہوتے ہیں، ان کو پڑھ سن کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مجذوب کی دعا کے ثمرات:

حکیم سنائیؒ کے والد مخدوم صاحب کو ایک مجذوب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بیٹا دے گا جو مرد ہوگا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد حکیم سنائی پیدا ہوئے۔ حکیم سنائی لڑکپن میں اپنے ایک دوست عثمان خیر آبادی کے ساتھ مل کر کھیلتے تھے۔ ایک دن ان دونوں کو ایک مجذوب کہنے لگا، کاک (روٹی) اور شوربہ لاؤ۔ دونوں نے کہا، اچھا۔ ان کے پاس پیسے نہیں تھے چنانچہ ایک نے اپنی کوئی چیز بیچ کر کاک (روٹی) خریدی اور دوسرے نے اپنی کوئی چیز بیچ کر شوربہ خریدا اور وہ دونوں چیزیں مجذوب کے پاس لائے۔ اس نے کھا کر ان دونوں کو دعا دی۔ وہ دونوں اپنے وقت کے بڑے نامور لوگ بنے۔ عثمان خیر آبادیؒ سے اللہ تعالیٰ نے روحانیت کا کام لیا اور حکیم سنائیؒ اپنے وقت کے حکیم بھی تھے اور شاعر بھی۔ حتیٰ کہ علامہ اقبال نے بھی ان کے اشعار پر تضمین لکھی۔

ابن عربیؒ کی ایک مجذوب سے ملاقات:

ابن عربیؒ نے ایک مجذوب کو دیکھا کہ وہ ظاہر میں نماز بھی پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا، میاں! کیا کر رہے ہو؟ وہ کہنے لگا، مجھے تو پتہ ہی نہیں، وہی مجھے اٹھاتا ہے اور وہی مجھے بٹھاتا ہے۔ ابن عربیؒ نے اپنی کتاب میں اس کو نقل کیا ہے۔

خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی ایک مجذوب سے ملاقات:

خواجہ نظام الدین اولیاؒ کو جب خلافت ملی تو وہ حضرت خواجہ رکنؒ کے مزار پر چالیس دن تک معتکف رہے۔ اسی دوران انہوں نے پھولوں کی ایک بیل دیکھی، جو تازہ تازہ لگائی گئی تھی۔ پر وہ بیل چند دنوں میں بڑی ہوگئی۔ ایک دن جب دیکھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پھول بھی لگ چکے ہیں تو دعا مانگی، رب کریم! اتنے دنوں میں تو ایک بیل پر بھی پھول لگ گئے، میں تیری عبادت میں یہاں بیٹھا ہوں، اے اللہ! میرے اندر بھی تقویٰ کے پھول لگا دے۔ ان کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ چالیس دن مکمل کر کے جب نکلے تو راستے میں ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے توجہ دی اور آپ کا معاملہ ہی کچھ اور بن گیا۔

نسل در نسل بادشاہت:

سبکتگین غزنی کے بادشاہ اور سلطان محمود غزنوی کے والد تھے۔ وہ فوج میں ایک عام سپاہی تھے۔ ان کے گھر میں ایک اللہ والے آئے۔ وہ اللہ والے کی مہمان نوازی کرتے، مسجد جاتے تو وہ ان کے ادب کی وجہ سے چند قدم پیچھے چلتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا کہ وہ سپاہی سے جرنیل بنے، پھر وقت کے بادشاہ بن گئے۔ جتنے قدم اس بزرگ سے پیچھے چلتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی اتنی ہی نسلوں میں بادشاہت چلا دی۔

مجذوب نے ہاتھی کو گرادیا:

ایک مرتبہ سبکتگین کے ہاتھی کسی راستے پر جا رہے تھے۔ ایک مجذوب ہاتھی کے قریب سے گزرنے لگا۔ راستہ تھوڑا ہونے کی وجہ سے وہ مجذوب دیوار اور ہاتھی کے درمیان آ گیا۔ مجذوب نے ہاتھی کو بس ہاتھ لگایا اور کہا، پیچھے ہٹ۔ اتنا بڑا ہاتھی وہیں گر گیا۔

چاند کو پیالے میں چھپانا:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے والد شاہ عبدالرحیم نقشبندیؒ نسبت کے حامل تھے مگر اپنے آپ کو چھپاتے تھے۔ ایک مرتبہ سوچا کہ میں ظاہر میں مجاہدین والا لباس کیوں نہ پہن لوں؟ چنانچہ مجاہدوں والی وردی پہن کر پھرتے رہتے۔ ایک مرتبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مجذوبہ نے دیکھ لیا تو کہنے لگی، دیکھو! یہ چاند کو پیالے کے نیچے چھپاتا پھرتا ہے۔

ایک مجذوبہ کا پردہ کرنے کا واقعہ:

خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ امام مالک کی اولاد میں سے تھے اور ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل بزرگ تھے۔ ان کا گھر بخارا سے ۱۸ کلومیٹر کے فاصلے پر غجدوان میں تھا۔ ایک مرتبہ کہیں جارہے تھے کہ ایک مجذوبہ نے دیکھ لیا۔ اس کے جسم پر پورے کپڑے بھی نہ تھے۔ جیسے ہی انہیں دیکھا اس نے اسی وقت ایک تنور میں چھلانگ لگا دی۔ حالانکہ آگ جلنے کے بعد اس میں انگارے موجود تھے۔ جب حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ چلے گئے تو وہ تنور سے باہر نکلی۔ لوگوں نے پوچھا کہ تو ویسے تو ننگی پھرتی رہتی ہے اور ان کو دیکھ کر تو نے تنور میں چھلانگ لگا دی۔ وہ کہنے لگی، ہاں بڑی مدت کے بعد ایک مرد نظر آیا، مرد سے پردہ کرنے کا حکم ہے، ڈنگروں اور جانوروں سے تو پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

بکریوں کی حفاظت کرنے والے بھیڑیئے:

حضرت اقدس تھانویؒ کے نانا نے ایک مجذوب کو دیکھا کہ بھیڑیئے اس کی بکریوں کی حفاظت پر مامور ہیں۔ انہوں نے پوچھا، میاں! بھیڑیئے تو جانوروں کو کھا جاتے ہیں، تیری بکریوں کو کیوں نہیں کھاتے؟ اس نے جواب دیا، کہ میں اپنے مولا کا کام کرنے میں مشغول ہوں تو اس کے بھیڑیئے میری بکریوں کی حفاظت کرنے میں مشغول ہیں۔

خواجہ باقی باللہؒ کو ایک مجذوب کی نصیحت:

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو ایک مجذوب ملا۔ حضرتؒ کو ان دنوں علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ پاس سے گزرے تو اس مجذوب نے ایک شعر پڑھا۔ کہنے لگا

www.besturdubooks.wordpress.com

در کنز و ہدایہ نتواں یافت خدارا
سیپارۂ دل بیں کہ کتاب بہ ازیں نیست

(تجھے صرف کنز اور ہدایہ پڑھنے سے خدا نہیں ملے گا۔ دل کے سیپارے کو پڑھ لے کہ اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے۔)

حالانکہ اس مجذوب کو پتہ بھی نہ تھا کہ وہ کون ہیں ۔

تفسیر دل:

حضرت مرشد عالمؒ فرماتے تھے کہ میں درس قرآن کے وقت قرآن مجید کی تفسیر کرتا تھا تو بعض علما حضرت صدیقیؒ سے آ کر پوچھتے تھے کہ حافظ غلام حبیب صاحب کونسی تفسیر پڑھتے ہیں؟ حضرت صدیقیؒ فرماتے کہ وہ تفسیرِ دل پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر علوم و معارف کی بارش برساتے ہیں۔

دو مجذوبوں کی انتظامی امور میں تعیناتی:

کچھ مجذوب ایسے بھی ہوتے ہیں جو انتظامی امور پر مامور ہوتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا، حضرت! آج کل تو حالات بہت ہی ڈھیلے ہو گئے ہیں۔ کوئی نظم و نسق اور قانون نہیں ہے، سب لوگ من مرضی کرتے پھرتے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا، ہاں بھئی! جو بندہ انتظامی امور پر متعین ہوا ہے وہ طبیعت کے لحاظ سے بہت ہی ڈھیلا ہے۔ اس نے پوچھا، حضرت! وہ کون ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا، وہ جو جامع مسجد کے سامنے خربوزے بیچ رہا ہے۔ وہ آدمی گیا تو دیکھا کہ ایک سادہ سا آدمی بیٹھا ہوا خربوزے بیچ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے خربوزے خریدنے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ خرید لیں۔ اس آدمی نے کہا کہ چکھنے کے بعد خریدوں گا۔ وہ کہنے لگا کہ چکھ لو۔ اب اس نے ایک خربوزہ کاٹا، چکھا اور کہنے لگا کہ یہ تو مجھے پسند نہیں ہے، دوسرا کاٹا اور کہا پسند نہیں ہے حتیٰ کہ سارے خربوزے کاٹ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

چکھے اور کہا کہ مجھے تو کوئی بھی خربوزہ پسند نہیں۔ اس نے کہا، اچھا اگر کوئی بھی پسند نہیں تو چلے جاؤ۔ وہ کہنے لگا بالکل ٹھیک، نظام بھی ایسا ہی ہے۔

کچھ دن گزرے تو نظام ایسا ٹھیک ہوا کہ حکام سخت ہو گئے۔ وہ پھر کہنے لگا، حضرت! آج کل تو بڑی سختی ہے۔ حضرتؒ فرمانے لگے، میاں! آج کل بڑا سخت بندہ آیا ہوا ہے۔ اس نے پوچھا، حضرت! وہ کون ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا، وہ جو فلاں جگہ پر مشک سے پانی پلاتا ہے۔ اس نے کہا اچھا جا کر دیکھتا ہوں۔ گرمی کا موسم تھا، وہ شخص گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی دوپہر کے وقت پانی پلانے کے لئے مشک بھر کر کھڑا ہے۔ اس نے اس سے کہا، جی پانی تو پلا دیں۔ اس نے پیالہ بھر کر دے دیا۔ اب اس شخص نے پیالے میں پانی کو دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ پانی تو ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ یہ کہہ کر اس نے پیالے کو انڈیل دیا اور کہا، پیالے میں اور پانی ڈال دو۔ وہ کہنے لگا کہ پہلے اس پانی کے پیسے ادا کرو جو پھینکا ہے پھر دوسرے کی بات کرنا۔ وہ دل ہی دل میں کہنے لگا واقعی بات تو ٹھیک ہے کہ آج کل نظام ہی ایسا ہے۔

اورنگزیب عالمگیرؒ کو تخت و تاج ملنے کا واقعہ:

اگر حضرت اقدس تھانویؒ جیسے محقق، حکیم، عالم اور فقیہہ کوئی واقعہ لکھتے ہیں تو وہ ہمارے لئے سند ہوتا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ دارا شکوہ اور اورنگزیب عالمگیرؒ دونوں بھائی تھے۔ ان کی آپس میں اقتدار کی کشمکش تھی۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ تخت و تاج مجھے ملے۔ دارا شکوہ چاہتا تھا کہ میرا حق بنتا لہذا بادشاد مجھے بننا چاہئے جب کہ اورنگزیب عالمگیرؒ مشائخ کی صحبت پا چکے تھے اس لئے چاہتے تھے کہ اگر مجھے سلطنت کا انتظام مل جائے تو میں بدعات کا خاتمہ کر کے شریعت و سنت کی بالادستی قائم کر دوں گا۔

دارا شکوہ کو کسی نے بتایا کہ فلاں جگہ پر ایک مستجاب الدعوات بزرگ رہتے ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

ان سے دعا کروائیں۔ جب وہ وہاں گئے تو اس بزرگ نے کھڑے ہو کر مصافحہ کیا اور بیٹھنے کے لئے اپنا مصلیٰ پیش کیا۔ دارا شکوہ نے ازراہ ادب کہا، نہیں جی، میں اس قابل کہاں کہ اس جگہ بیٹھ سکوں۔ اگر انہوں نے بزرگوں کی صحبت پائی ہوتی تو سمجھتے کہ الامـر فـوق الادب کہ حکم کا درجہ ادب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس بزرگ نے پھر فرمایا کہ یہاں بیٹھ جاؤ۔ مگر اس نے دوسری مرتبہ پھر کہا، حضرت! میں اس قابل کہاں، انہوں نے تیسری مرتبہ اصرار کیا کہ بیٹھیے۔ لیکن کہنے لگا، جی نہیں، آپ ہی بیٹھیے۔ جب وہ بیٹھ گئے تو دارا شکوہ بھی ان کے سامنے بیٹھا۔ ان کی آپس میں بات چیت ہوتی رہی۔ پھر جب اٹھنے لگے تو کہا، حضرت! دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تخت و تاج عطا فرما دیں۔ بزرگ فرمانے لگے کہ ہم نے مصلیٰ تو پیش کیا تھا آپ خود ہی نہیں بیٹھے تو کیا کریں اب تو وقت گزر چکا ہے۔ اسے بہت زیادہ افسوس ہوا۔ اب اس نے سوچا کہ کہیں اورنگزیب عالمگیرؒ کو پتہ نہ چل جائے لہٰذا اس نے اس بات کو چھپائے رکھا۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ کچھ عرصہ کے بعد اورنگزیب عالمگیرؒ کو بھی کسی نے بتا دیا کہ فلاں جگہ پر ایک مستجاب الدعوات بزرگ رہتے ہیں، آپ ان کے پاس جائیں۔ اورنگزیب عالمگیرؒ تو ویسے ہی اللہ والوں کے صحبت یافتہ اور صاحب نسبت تھے۔ چنانچہ وہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب وہاں پہنچے تو اس بزرگ نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور کہا، جی آیئے تشریف لایئے اور بیٹھیے۔ انہوں نے ازراہ ادب کہا، حضرت! میں اس قابل کہاں۔ انہوں نے فرمایا، نہیں نہیں بیٹھو۔ جب دوبارہ کہا کہ بیٹھو تو وہ ان کے مصلے پر بیٹھ گئے۔ بات چیت ہوتی رہی۔ جب اٹھنے لگے تو انہوں نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں شریعت وسنت کی بالادستی قائم کرنے کے لئے کام کروں، اس لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تاج وتخت عطا فرما دیں۔ وہ بزرگ فرمانے لگے، کہ بھئی! تخت تو ہم تجھے پہلے ہی دے چکے ہیں۔ جب انہوں نے تخت کا نام لیا تو وہ پہچان گئے کہ اہل اللہ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ معنی رکھتا ہے۔ لہٰذا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنے لگے، حضرت! تخت تو مل گیا اور کیا تاج نہیں ملے گا؟ فرمایا، تاج کا نظام تو آپ کو وضو کروانے والے کے پاس ہے۔

اورنگزیب عالمگیرؒ کو فوراً یاد آیا کہ ہاں شہزادہ ہونے کی وجہ سے محل میں میرا ایک خادم ہے۔ وہ واقعی نیک آدمی ہے، مٹا ہوا ہے اور وہی مجھے وضو بھی کرواتا ہے۔ مجھے تو پتہ ہی نہ تھا۔ چنانچہ واپس آ کر سوچ میں پڑ گئے کہ میں ان سے اپنے سر پر تاج کیسے رکھواؤں چونکہ صحبت یافتہ تھے اس لئے سمجھ گئے کہ بے موقع کہنا تو ادب کے خلاف ہوگا۔

وہ عمامہ تو باندھتے ہی تھے۔ اگلی دفعہ جب وضو کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو جان بوجھ کر مصروف کرلیا اور انہیں کہا کہ یہ عمامہ میرے سر پر رکھ دیجئے۔ وہ کہنے لگے کہ میں اس قابل کہاں کہ میرے ہاتھ آپ کے سر تک پہنچیں۔ وہ فرمانے لگے، نہیں نہیں، عمامہ رکھ دیجئے۔ تھوڑی دیر تک تو انہوں نے انکار کیا لیکن اورنگزیب عالمگیرؒ اصرار کرتے رہے۔ بالآخر انہوں نے عمامہ اٹھا کر اورنگزیب عالمگیرؒ کے سر پر رکھ دیا اور اس بزرگ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ اس نے میرا راز فاش کر دیا۔ اس طرح کا نظام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے سپرد کیا ہوتا ہے۔ ان کو پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ ان کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ باطنی فراست اور بصیرت رکھنے والے تو ان کو پہچانتے ہیں، ہر بندہ نہیں پہچانتا۔

سراپا تسلیم ورضا

اس سلسلہ میں آخری سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کے ذمے اس قسم کے کام متعین ہوتے ہیں تو کیا پھر ہمیں انہی کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہئے تاکہ سارے کام ہوتے رہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ کیونکہ وہ ہر کام میں حکم الٰہی کے پابند ہوتے ہیں۔ بال برابر بھی کوئی کام اپنی مرضی کے مطابق نہیں کرتے۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سراپا تسلیم و رضا ہوتے ہیں۔ بلکہ مجذوب تو کیا ان کے سردار تاجدار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مَا اَدْرِیْ مَا یَفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِکُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا، میں تو اس بات کی اتباع کرتا ہوں جو میرے اوپر وحی آتی ہے۔

حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ میں تسلیم و رضا:

حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ سے کسی نے کہا، حضرت! انگریز کی ہندوستان پر گرفت تو مضبوط ہوتی جارہی ہے، کیا یہ اولیا کچھ بھی نہیں کر سکتے؟ مولانا یعقوب نانوتویؒ نے فرمایا، میاں! ایک تسبیح گھمانے کی بات ہے، مگر کیا کریں کہ اوپر سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

خواجہ فریدالدین عطارؒ میں تسلیم و رضا:

جب ساتویں صدی ہجری میں تاتاری فتنہ اٹھا اس وقت تذکرۃ الاولیاء کے مصنف خواجہ فریدالدین عطارؒ زندہ تھے۔ انہیں پتہ چلا کہ تاتاری لشکر ان کے شہر کی طرف آرہا ہے۔ جس وقت اطلاع ملی اس وقت وہ پیالے میں کچھ پی رہے تھے۔ انہوں نے اس پیالے کو دوسری سمت گھما دیا۔ جب پیالے کو گھمایا تو لشکر راستہ بھول گیا۔ پورے کا پورا لشکر کسی اور سمت میں چلا گیا۔ ایک سال اسی طرح گزر گیا

ایک سال کے بعد دوبارہ پتہ چلا کہ تاتاری لشکر اس شہر کی طرف آرہا ہے۔ انہوں نے پھر ارادہ کیا کہ میں کچھ کروں، مگر الہام ہوا کہ پیارے! مرضی تو ہماری چلتی ہے، یہ قضا و قدر کے فیصلے ہیں جو آپ کو تسلیم کرنا پڑیں گے۔ چنانچہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے کہ اے اللہ! جب تیری رضا یونہی ہے، جب تیری قضا و قدر کے فیصلے ایسے ہی ہیں تو ہم کٹ جائیں گے۔ پھر نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تاتاری لشکر آیا، انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

شہر فتح کیا اور لوگوں کا قتل عام کیا۔ خواجہ فرید الدین عطارؒ بھی انہی شہید ہونے والوں میں سے تھے۔

مولانا تاج محمود امروٹیؒ میں تسلیم ورضا:

جب ریشمی رومال کی تحریک چل رہی تھی اس وقت اولیاء اور علماء میں انگریز کے خلاف بڑا غصہ تھا۔ مولانا تاج محمود امروٹیؒ ایک موقع پر بات کرتے ہوئے بڑے جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے، جی تو چاہتا ہے کہ ایڈورڈ کے محل میں گھس کر اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا دبا دوں مگر کیا کروں کہ مجھے اوپر سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ میں تسلیم ورضا:

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ ایک محفل میں فرمانے لگے کہ اگر میں ایک توجہ کروں تو پورے مجمع کو تڑپا کر رکھ دوں مگر کیا کروں، مجھے اوپر سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

خواجہ عبیداللہ احرارؒ میں تسلیم ورضا:

ایک مرتبہ خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے سامنے بتایا گیا کہ بادشاہ بڑا نافرمان بنتا چلا جا رہا ہے۔ فرمانے لگے، اگر تصرف کروں تو بادشاہ ننگے پاؤں دوڑتا ہوا ابھی چل کر یہاں آ جائے مگر کیا کروں کہ اوپر سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

فاعل حقیقی:

میرے دوستو! جب مرضی مولا کی چلنی ہے تو مجذوبوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے کیوں نہ ہم اپنے مولا کی مرضی کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کر لیں۔ یاد رکھیں کہ جب ہم اپنے رب کو منانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

کارندوں میں سے کسی کارندے کو ہمیں فیض پہنچانے کے لئے متوجہ فرما دیں گے۔ظاہراً تو اس کے کارندے کے ذریعے کام ہوتا نظر آئے گا مگر حقیقت میں مرضی اسی کی چلے گی۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یونہی نام ہوتا ہے

جلوے دکھانے کا انتظام تو خود حسن نے کیا ہوتا ہے اور نام عشق کا لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی ذات کے جمال کا مشاہدہ حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرما دے اور روز محشر ہمیں اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمادے۔

و اخر دعونا ان الحمدلله رب العلمين .

www.besturdubooks.wordpress.com

شرم وحیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

سیرت طیبہ کے مختلف پہلو:

ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے متعلق محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ کسی محفل میں ولادت باسعادت کی بات ہوتی ہے، کسی محفل میں عشق رسول ﷺ کے عنوان پر بات ہوتی ہے، کسی محفل میں اتباع سنت کی بات ہوتی ہے، کسی محفل میں اکابرین امت اور عشق رسول اللہ ﷺ کے عنوان پر گفتگو ہوتی ہے۔ اس طرح سیرت طیبہ کو اجاگر کرنے کے مختلف انداز ہیں۔

عِبَارَاتُنَا شَتّٰى وَ حُسْنُكَ وَاحِدٌ
وَ كُلٌّ شَيْءٍ اِلٰى ذَاتِ الْجَمَالِ يُشِيْرُ

(عبارتیں مختلف، مضمون سب کا ایک ہوتا ہے اور یہ سب چیزیں ایک ہی ہستی کے حسن و جمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔)

حیاء ایمان کا شعبہ:

نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارک تلاوت کی گئی۔ ارشاد فرمایا اَلْحَيَاءُ

www.besturdubooks.wordpress.com

شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔ مؤمن باحیاء ہوتا ہے، اس کی زندگی پاکیزہ ہوتی ہے، عفیف زندگی ہوتی ہے، پاکدامنی والی زندگی ہوتی ہے، اسی وجہ سے اللہ رب العزت کی اس پر خصوصی رحمتیں ہوتی ہیں۔ گویا نبی اکرم ﷺ نے حیاء کی اتنی تعلیم دی کہ اسے ایمان کا شعبہ قرار دے دیا۔

نبی اکرم ﷺ کی شرم وحیاء کا عالم:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں جب کبھی نبی اکرم ﷺ کی مبارک آنکھوں کو دیکھتی تھی تو مجھے آپ ﷺ کی آنکھوں میں وہ حیاء نظر آتی تھی جو مدینہ کی کنواری لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی نہیں ہوا کرتی تھی۔

غیرت کا مقام:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا غَیْرَةَ لَهٗ اس کا ایمان ہی نہیں جس کے اندر غیرت نہیں۔ گویا مومن غیور ہوتا ہے۔ غیور کا کیا مطلب؟ غیور کا مطلب یہ ہے کہ وہ بے حیائی اور فحش کاموں سے دور رہتا ہے۔ ایسا انسان گناہوں سے پاک ایسی زندگی گزارتا ہے کہ غیرت اس کا اوڑھنا بچھونا بن جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ اَلْغَیْرَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ غیرت ایمان کا حصہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَنَا اَغْیَرُ وُلْدِ آدَم کہ آدمؑ کی جتنی اولاد ہے میں ان میں سے سب سے زیادہ غیرت مند ہوں۔ وَاللّٰهُ اَغْیَرُ مِنِّی اور اللہ رب العزت مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ غیرت والی زندگی کو پسند فرماتے ہیں۔

شریعت اسلامی کا حسن:

اس چیز کو شریعت نے پسند کیا کہ انسان پاک دامنی کی زندگی گزارے اور اخلاقی گناہوں سے بچے۔ اسلام نے عفت و پاک دامنی کا ایسا سبق دیا کہ دنیا کے کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

مذہب نے ایسا سبق نہیں دیا۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ شریعت اسلامی کا یہ حسن ہے کہ مرد کو اپنی جگہ تعلیم دی اور عورت کو اپنی جگہ تعلیم دی تاکہ وہ دونوں گناہوں سے بچ سکیں۔ عورت سے کہا کہ تم کسی شرعی ضرورت کے بغیر اپنے گھر سے نہ نکلو اور اگر نکلنا بھی ہو تو اپنے جسم کو پردے میں چھپاؤ۔ نیز حکم دیا کہ تم راستوں کے درمیان میں چلنے کی بجائے کناروں پر چلو۔ تمہارا چلنا بھی اس انداز کا ہو کہ کوئی یہ نہ پہچان سکے کہ تمہاری جوانی کی عمر ہے۔ اگر کسی تقریب میں بھی آنا جانا ہو تو ایسی خوشبو مت استعمال کرو جو پھیلنے والی ہو۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ عورت کے لئے بہترین خوشبو وہ ہے جس کا رنگ زیادہ مگر پھیلتی کم ہو۔ نیز فرمایا کہ ایسا لباس مت پہن کر نکلو جس کو دیکھ کر غیر محرم لوگوں کی نگاہیں تم پر پڑیں۔

بے پردہ عورت کا انجام:

بے پردہ باہر نکلنے والی عورت کو سختی سے منع کیا گیا۔ فرمایا رُبَّ قَاسِيَةٍ عَارِيَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وہ عورتیں جو بے پردہ ہو کر اپنے گھروں سے باہر نکلیں گی اللہ رب العزت روز محشر ان کا یہ حشر فرمائیں گے کہ ان کو ننگا کر کے جہنم کے اندر دھکا دلوا دیں گے۔ یہ کس لئے؟ اس لئے کہ اس نے حیاء کی چادر کو خود اتار دیا تھا۔

یمن سے مدینہ تک شرم و حیاء کا عالم:

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں حیاء والی صفت ایسی کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی کہ ان کی نگاہیں غیر کی طرف اٹھتی ہی نہیں تھیں۔ چنانچہ حضرت عمر ابن الخطابؓ کے دور میں ایک عورت یمن سے چلی اور مدینہ طیبہ اکیلی آئی۔ اس نے مہینوں کا سفر کیا، وہ رات کو بھی کہیں ٹھہرتی ہوگی، اس کے پاس مال بھی تھا، اسے جان اور اپنی عزت و

www.besturdubooks.wordpress.com

ناموس کا بھی خطرہ تھا۔ حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو آپ نے انہیں بلوایا۔ پہلے یہ پوچھا کہ اکیلی کیوں آئی؟ اس نے کوئی عذر پیش کیا۔ پھر آپؓ نے ایک سوال پوچھا کہ بتاؤ، تم جوان العمر عورت ہو، تم نے اکیلے سفر کیا، آبادیوں سے بھی گزری، ویرانوں سے بھی گزری، تمہیں جان و مال اور عزت و آبرو کا بھی خطرہ تھا۔ یہ بتاؤ کہ تم نے یمن سے مدینہ تک کے لوگوں کو کس حال پر پایا؟ اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! میں یمن سے چلی اور مدینہ تک پہنچی اور میں نے راستے کے سب لوگوں کو ایسے پایا کہ جیسا یہ سب کے سب ایک ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں۔ ان سب کی نگاہیں اتنی پاکیزہ تھیں کہ جوان العمر عورت سینکڑوں میل کا سفر کرتی تھی اور اسے اپنی عزت و آبرو کا کوئی خطرہ نہیں ہوا کرتا تھا۔

باطن پر محنت کرنے کی ضرورت:

یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ وہ انسان کے اندر سے شہوات، خواہشات اور شیطانیت کو نکال کر رکھ دیتا ہے۔ جب کوئی بندہ یہ دیکھے کہ میری نگاہ پاک نہیں، میرے دل میں طوفان اٹھتے ہیں، میرے دل میں تمنائیں جنم لیتی ہیں اور غلط خیالات پریشان کئے رکھتے ہیں تو وہ سمجھ لے کہ ابھی میرے باطن پر میل ہے اور میرا معاملہ بہت بگڑا ہوا ہے۔ ہماری نگاہ کی ناپاکی اور نا مسلمانی اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے باطن پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ جس بندے نے بھی اپنے باطن پر محنت کی اللہ رب العزت نے اسے پاکیزہ زندگی عطا کی۔

آج کل نفوس کی حالت:

آج کل کے نوجوان اکثر اس معاملہ میں پریشان رہتے ہیں۔ اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔ ایک تو بے پردگی بڑھتی جا رہی ہے اور دوسرا یہ کہ وہ اپنے اوپر محنت

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کرتے اس لئے آگ کی مانند ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس تھانویؒ نے لکھا ہے کہ عام آدمی کا نفس ایسے ہوتا ہے جیسے ماچس کی تیلی (دیا سلائی) ہوتی ہے کہ آگ اس میں پہلے ہی بھری ہوتی ہے فقط رگڑ لگنے کی دیر ہوتی ہے۔ رگڑ لگی اور آگ جلی ..... آج کل نفوس کا حال ایسے ہی ہے۔ خباثت اور ظلمت پہلے ہی بھری ہوتی ہے، بس گناہ کا موقع ملا اور انسان کے اندر سے وہ شیطانیت ظاہر ہوگئی۔ یہ چیز ہمارے لئے خطرے کی علامت ہے اس لئے ہمیں اپنے اوپر محنت کرنی ہے تاکہ ہماری نگاہ کی نامسلمانی دور ہو جائے۔ یہی بات عرض کروں کہ آج کل ہماری نگاہیں شکاری کتوں کی طرح دوسروں پر پڑ رہی ہوتی ہے، جدھر بھی نگاہیں اٹھتی ہیں ہوس بھری ہوتی ہیں۔

باطنی امراض کی علامت:

پاکیزہ نگاہ سینکڑوں میں سے کوئی ایک ہوتی ہوگی اس سلسلہ میں عمر کا کوئی فرق نہیں۔ آج جوان کی نگاہ بھی ویسی اور بوڑھے کی نگاہ بھی ویسی بنی ہوئی ہے، پڑھے لکھے کی نگاہ اور ان پڑھ کی نگاہ میں کوئی فرق نہیں۔ جب باطن پر محنت نہیں کی ہوگی تو پھر نماز پڑھنے کے بعد باہر نکلیں گے تو چند قدم کے فاصلے پر نگاہیں پھر ادھر ادھر ڈھونڈنا شروع کر دیں گی۔ یہ چیز باطنی امراض کی علامت ہوتی ہے اور اسی کے علاج کے لئے مشائخ کی صحبت میں آنا ہوتا ہے۔ جیسے انسان کوٹی بی کی بیماری ہو جائے یا دل کی تو وہ ہسپتال میں ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی طرح یہ باطنی بیماری اس بات کی علامت ہے کہ ہمارا کوئی روحانی مرض بہت بڑھ رہا ہے اور ہمیں اب کسی نہ کسی روحانی طبیب کی ضرورت ہے۔ جب انسان کاملین کے پاس آ کر اپنی نگاہ کی نا مسلمانی دور کروانے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ رب العزت ان حضرات کی صحبت میں آنے پر انسان کو پاکیزہ زندگی عطا فرما دیتے ہیں اور اس کی نگاہ مسلمان بن جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مؤمن کی مثال:

غور کیجئے کہ اگر ایک آدمی کے لئے پھانسی کا حکم ہو چکا ہو اور وہ کال کوٹھڑی میں بند ہو تو کیا وہ اس تنہائی میں گناہوں کے بارے میں سوچے گا؟ جس آدمی کو یقین ہو کہ کل مجھے پھانسی ملنی ہے، تنہائی اور اندھیرے کے باوجود اس کا ذہن گناہ کی طرف نہیں جائے گا۔ اس کے دل پر غم سوار ہوگا۔ اس کو پتہ ہے کہ میرے لئے آج موت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ مومن کی مثال بالکل اسی طرح ہوتی ہے کہ اسے اپنی موت کا یقین ہوتا ہے کہ آنی ہے مگر اسے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کب آنی ہے۔ اس لئے اس کی مثال کال کوٹھڑی کے اس مجرم کی مانند ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ کی مانند ہے۔ اس کو نہیں معلوم کہ کس وقت موت آئے گی اور انسان کا دروازہ کھٹکھٹا دے۔ ہمیں کیا پتہ کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں اور موت چلتے چلتے ہمارے گھر کی دہلیز پر آ چکی ہو۔

موت کب آئے گی؟

نبی اکرم ﷺ نے اپنے یاروں سے پوچھا، موت کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ کسی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! صبح ہوتی ہے تو مجھے یقین نہیں ہوتا کہ رات بھی آئے گی یا نہیں آئے گی؟ دوسرے نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں چار رکعت کی نیت باندھتا ہوں تو مجھے یقین نہیں ہوتا کہ میں پوری کر بھی سکوں گا یا نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میرا یہ حال ہے کہ جیسے نمازی نماز پڑھ رہا ہو اور اس نے ایک طرف سلام پھیر دیا ہو اسے یہ بھی نہیں پتہ ہوتا کہ اب میں دوسری

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف سلام پھیر بھی سکوں گا یہ نہیں۔ یعنی زندگی کے بارے میں اتنا بھی یقین نہیں۔ جن حضرات کے دلوں میں یہ استحضار پیدا ہو جاتا ہے پھر اللہ رب العزت ان کی زندگی سنت و شریعت کے مطابق بنا دیا کرتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ میں شرم و حیاء:

ہم اپنے اسلاف کی زندگیوں کو دیکھیں تو یہ چیزیں ہمیں ان میں عجیب و غریب نظر آتی ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک جگہ ایک آدمی حمام سے نہا کر نکلا تو اس نے ایسا تہبند باندھا ہوا تھا کہ اس کے گھٹنوں سے اوپر تھا یعنی جسم کا وہ حصہ جو مرد کے لئے چھپانا ضروری ہے وہ ننگا تھا۔ تو آپ نے اپنی آنکھوں کو فوراً بند کر لیا۔ وہ آدمی قریب آیا اور کہنے لگا، اے نعمان! آپ کب سے اندھے ہوئے؟ آپ نے فرمایا، جب سے تجھ سے حیاء رخصت ہوئی تب سے میں اندھا ہو گیا ہوں۔

ایک عورت کی پاکدامنی سے قحط سالی ختم:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ایک عجیب بات لکھتے ہیں کہ جس انسان کی زندگی پاکدامنی کی زندگی ہو گی اللہ رب العزت اس انسان کی دعاؤں کو کبھی رد نہیں فرمایا کرتے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک واقعہ نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ دہلی میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ بارش نہیں ہوتی تھی۔ لوگ پریشان، جانور پریشان، چرند پرند پریشان، نہ سبزہ تھا نہ پانی تھا، ہر طرف خشکی ہی خشکی نظر آتی تھی۔ اس پریشانی کے عالم میں لوگ علماء کی خدمت میں آئے کہ آپ ہمارے لئے کوئی دعا کیجئے۔ انہوں نے نماز استسقاء کے لئے شہر کے سب لوگوں کو بلایا۔ چھوٹے بڑے، مرد عورت سب اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگتے دن گزر گیا مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

قبولیت کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہو رہے تھے۔

جب عصر کا وقت ہوا تو دیکھا کہ ایک سواری پر کوئی سوار ہے اور ایک نوجوان آدمی اس سواری کی نکیل پکڑ کر جا رہا ہے۔ وہ قریب سے گزرا تو رکا۔ اس نے آ کر پوچھا کہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کی دعا مانگ رہے ہیں مگر قبولیت کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہو رہے۔ وہ کہنے لگا، اچھا میں دعا مانگتا ہوں۔ وہ آدمی سواری کی طرف گیا اور وہاں جا کر پتہ نہیں اس نے کیا بات کہی کہ تھوڑی دیر میں آسمان پر بادل آ گئے اور سب نے دیکھا کہ چھم چھم بارش برسنے لگی۔ سب حیران تھے۔ چنانچہ جن علما کو اس لڑکے کی بات کا پتہ تھا وہ اس کے پیچھے گئے کہ ہم پوچھیں کہ اس کی بات میں کیا راز تھا؟ جب اس سے جا کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت کیسے آئی؟ تو وہ کہنے لگا کہ اس سواری پر میری والدہ سوار ہیں۔ انہوں نے پاکیزہ زندگی گزاری، پاکدامنی والی زندگی گزاری، یہ عفیفہ زندگی گزارنے والی عورت ہے۔ جب مجھے پتہ چلا کہ آپ کی دعا قبول نہیں ہو رہی تو میں ان کے پاس آیا اور ان کی چادر کا کونہ پکڑ کر دعا مانگی کہ، اے اللہ! میں اس ماں کا بیٹا ہوں جس نے پاکدامنی کی زندگی گزاری، اللہ! اگر آپ کو یہ عمل قبول ہے تو آپ رحمت کی بارش عطا فرما دیجئے۔ ابھی دعا مانگی ہی تھی کہ پروردگار نے رحمت کی بارش عطا فرما دی۔ سبحان اللہ

شرم وحیاء سے معاشی پریشانی کا خاتمہ:

آج کل اکثر لوگوں کو رزق کی پریشانی ہوتی ہے۔ ہر تیسرا بندہ یہ کہے گا کہ یا تو جن کا اثر ہے یا کالے علم کا اثر ہے۔ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں کسی نے باندھا ہوا ہے۔ عجیب وغریب زندگیاں ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے اعمال شریعت وسنت کے مطابق ہیں یا خلاف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری بداعمالیوں نے ہمیں باندھا ہوا ہوتا ہے۔ ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے رزق بندھا ہوا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پریشان کیا ہوا ہوتا ہے۔اس لئے اپنے اعمال کو سنوار کر زندگیوں کو پاکیزہ بنانے کی ضرورت ہے تاکہ اللہ رب العزت کی ہمارے اوپر رحمتیں آئیں اور ہماری زندگیوں میں بہار پیدا کر دیں۔ یہ چیز کب آئے گی؟ جب ہماری زندگیوں میں حیاء ہوگی اور ہماری نگاہیں پاک ہوں گی۔

ایمان کی حلاوت حاصل کرنے کا طریقہ:

ہمیں چاہئے کہ ہم جب راستوں پر چل رہے ہوں تو اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو بندہ اپنی نگاہوں کو غیر محرم سے محفوظ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو ایمان کی حلاوت عطا فرما دیتے ہیں۔بعض احادیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو عبادات میں لذت عطا فرما دیتے ہیں۔اب آج نماز کا سرور کیوں حاصل نہیں؟ سجدے کے اندر کیوں مزہ نہیں آتا؟ تلاوت قرآن میں کیوں لطف نصیب نہیں ہوتا؟ اس لئے کہ نگاہیں پاک نہیں ہوتیں۔

قبولیت دعا کا لمحہ:

ایک جگہ پر عجیب بات لکھی ہوئی تھی کہ جب آدمی کسی گناہ پر قادر ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے وہ گناہ نہیں کرتا، اس لمحے وہ جو بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرما لیتے ہیں۔ تجربے والی بات ہے، آپ اسے آزما کر دیکھ لیجئے کہ آپ کہیں جا رہے ہوں، جی چاہتا ہے کہ نگاہ اٹھا کر دیکھیں کہ سامنے کون ہے مگر آپ اپنے نفس کے خلاف کرتے ہوئے اپنی نگاہوں کو نیچا کرتے ہیں تو اس وقت آپ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگیں گے، اپنی زندگی میں اسے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ:

اسلام نے ہمیں نہ صرف زنا کرنے سے منع کیا بلکہ ان تمام کاموں سے منع کیا جو انسان کو زنا کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ فرمایا وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اس لئے کہ یہ راستہ ہی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

بدکاری کی وجہ سے عمر میں کمی:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو آدمی بدکاری کی زندگی گزارتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر کو کم کر دیا کرتے ہیں۔ عمر کو کم کرنے کا کیا مطلب؟ اس کے دو مطلب ہیں۔ ایک مطلب تو یہ کہ ساٹھ سال کی عمر تھی اور ایسی بیماری آئی کہ یہ پچاس میں ٹرخ گیا۔ یوں عمر کم کر دی گئی اور دوسرا مطلب محدثین نے یہ لکھا کہ آدمی کی عمر ساٹھ سال تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی بیماریوں میں مبتلا کر دیا کہ اس کی زندگی صحت مند زندگی کے بجائے بیماروں والی زندگی ہوتی ہے اور اس کے لئے پریشانی کا سبب بن جایا کرتی ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ یہ چیزیں آج کل عام نظر آتی ہیں کہ آپ کو آج چالیس سال کے بوڑھے نظر آئیں گے۔ ایسے لوگ نظر آئیں گے کہ ان کی عمر چالیس سال بھی نہیں ہوتی، کہتے ہیں کہ کیا کریں کھڑے ہوتے ہیں تو آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے کہتے ہیں کہ کوئی کام نہیں کر سکتے۔

صحابہ کرامؓ میں شرم وحیاء کا عالم:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک جگہ پر جہاد کے لئے قدم بڑھایا۔ آگے دشمن تھے۔ انہوں نے سوچا کہ ہم ان کو کسی طرح ان کے دین کے راستے سے ہٹائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ بے پردہ ہو کر گلیوں میں نکل آئیں تاکہ ان کی نگاہیں ادھر ادھر اٹھیں۔ اس طرح اُن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جو مدد ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے دیکھا تو انہوں نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ یہ اعلان سن کر پورے لشکر کے لوگوں نے اپنی نگاہوں کو اس طرح نیچے کر لیا کہ کسی کی نگاہ کسی غیر عورت پر نہ پڑی۔ حتیٰ کہ لشکر کے لوگ جب لوٹ کر آئے تو ان سے کسی نے پوچھا کہ یہ تو بتایئے کہ وہاں کے مکانوں کی بلندی کیسی تھی؟ فرمانے لگے، کہ جب امیر لشکر نے نظریں جھکانے کا حکم دیا تو ہم نے مکانوں کی اونچائی کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔ سبحان اللہ۔

جلدی بند ہونے والا دروازہ:

اللہ رب العزت نے انسان کی آنکھوں پر جو پردہ بنایا وہ بھی اتنا Quick-acting (جلدی کام کرنے والا) بنایا کہ پلک جھپکنا ایک ضرب المثل بن گئی۔ وقت کی قلت کی بات کرنی ہو تو کہتے ہیں کہ جی پلک جھپکنے کی دیر میں، یعنی تھوڑی سی دیر میں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دروازے کو جلدی بند ہونے والا اس لئے بنا دیا کہ میرے بندو! کل قیامت کے دن تم یہ اعتراض نہ کر سکو کہ رب کریم! غیر محرم سامنے تھی، ہم چاہتے تھے کہ آنکھیں بند کریں مگر ہمیں آنکھیں بند کرنے میں وقت لگ گیا تھا۔

دو اعضاء کی دوہری حفاظت:

انسان کے جسم کے دو اعضاء ایسے ہیں کہ جن کو اللہ رب العزت نے Duoble protection (دوہری حفاظت) دی ہوئی ہے۔ ایک زبان، دیکھئے کہ اس کے گرد دو دیواریں ہیں۔ ایک دانتوں کی دیوار اور ایک ہونٹوں کی دیوار۔ اس کو دو دیواروں میں اس لئے بند کیا کہ زبان کی ان دو دیواروں کو کھولنے سے پہلے ذرا تول لو کہ تم کونسی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کر رہے ہو؟ اس زبان سے ایسے ایسے کلمات نکل سکتے ہیں کہ جو کافر کو بھی مومن بنا سکتے ہیں اور اگر غلط ہوں تو مومن کو بھی کفر کی حدوں میں داخل کر دیتے ہیں۔

دوسرا انسان کے جسم کے جو پوشیدہ اعضاء ہیں ان کے اوپر ہمیشہ دو کپڑے ہوتے ہیں، بازوؤں پر ایک کپڑا، پیٹ پر ایک کپڑا، ٹانگوں پر ایک کپڑا، لیکن پوشیدہ اعضاء پر ہمیشہ دو کپڑے۔ ایک اوپر قمیص اور دوسرا نیچے ازار بند۔ دو کپڑوں میں چھپانے کی سنت اس لئے بنائی گئی کہ اے مومن! ذرا کپڑا اٹھانے سے پہلے یاد رکھنا کہ تو کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے، اللہ کی عظمت سے ڈر جانا، اس گناہ سے بچ جانا، ایسا نہ ہو کہ تیرے لئے یہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا سبب بن جائے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں شرم وحیاء:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں کو ایسی حیاء سکھائی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اللہ کے فرشتے بھی حیاء کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی پاکیزہ زندگی عطا کی ہوئی تھی۔

شرم وحیا پر نصرت الٰہی کے کرشمے

اللہ تعالیٰ باحیاء انسان کی زندگی میں برکت دیتے ہیں، اس کو پریشانیوں سے بھی محفوظ فرما لیتے ہیں اور اللہ رب العزت خود اس کے محافظ بن جاتے ہیں۔ ایسے انسان کو زندگی میں اگر کوئی پریشانی آئے تو اللہ تعالیٰ خود اس کی پریشانیوں کا حل نکال لیا کرتے ہیں۔

دیکھئے، اس دنیا کے اندر چند واقعات ایسے بھی ہوئے کہ لوگوں نے بعض بے گناہ لوگوں پر الزام لگائے تو اللہ رب العزت کا غیبی نظام حرکت میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی کیسے پشت پناہی کی گئی اور ان کی براءت کیسے دی گئی اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

واقعات ہم سنتے ہی رہتے ہیں۔اس وقت یہ عاجز چند واقعات آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے۔

بی بی مریم کی پاکدامنی کی گواہی:

بی بی مریمؑ اللہ تعالیٰ کی ایک نیک بندی گزری ہیں۔ابھی پیدا بھی نہیں ہوئیں، ماں کے پیٹ میں ہیں،ان کی ماں ان کے لئے دعا کر رہی ہیں۔ رَبِّ اِنِّی نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّی اے اللہ! میرے پیٹ میں جو بھی ہے میں نے اسے تیرے لئے وقف کر دیا،تو اسے قبول فرما لے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے فرمایا فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا حضرت زکریا علیہ السلام ان کے خالو تھے،وہ ان کے کفیل بنے۔

حضرت مریمؑ مسجد کے اندر اعتکاف کی حالت میں رہتیں اور سارا دن ذکر و عبادت میں مشغول رہا کرتی تھیں۔اللہ رب العزت کی طرف سے ایسی رحمت ہوتی کہ اس کے لئے بے موسم کے پھل بھیجے گئے۔لوگوں کے اندر ان کی عبادت اور تقویٰ کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔لوگ بہت عزت کرتے تھے۔

ان کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔قرآن مجید نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور ایک سورۃ کا نام بھی سورۃ مریم رکھا۔فرمایا وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا انہوں نے غسل کے لئے اپنے مکان کی مشرقی سمت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا۔ مَكَانًا شَرْقِيًّا سے مفسرین نے لکھا کہ نصاریٰ نے مشرق کو اسی لئے قبلہ بنالیا کہ وہ مشرق کی طرف گئیں۔ جب وہ مشرق کی طرف گئیں فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا انہوں نے اپنے اردگرد ایک حجاب (پردہ) تان لیا تاکہ تنہائی ہو جائے اور وہ غسل کر سکیں۔اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ اتنے میں فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا ہم نے اس کی طرف اپنے روح الامین کو بھیجا۔ فَتَمَثَّلَ لَهَا

www.besturdubooks.wordpress.com

بَشَرًا سَوِيًّا اور وہ ایک بھرپور انسان کی شکل میں اس کے پاس پہنچے۔ جب تنہائی میں مریمؑ کے سامنے ایک بھرپور انسان آیا تو اس وقت مریم گھبرا گئیں۔ وہ آج کے وقت کی کوئی بگڑی ہوئی بیگم نہ تھی کہ ایک نامحرم کو تنہائی میں دیکھ کر مسکرا دیتی۔ وہ اللہ پاک کی نیک بندی تھی۔ چنانچہ اس کے چہرے کے اوپر گھبراہٹ کے آثار نظر آئے۔ فرمانے لگی، اِنِّي اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِيًّا میں تجھ سے اللہ رب العزت کی پناہ مانگتی ہوں کہ تجھ سے میری حفاظت فرمائے۔ تیرے چہرے سے تو تقویٰ ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت جبرائیلؑ نے پہچان لیا کہ بی بی مریمؑ گھبرا گئی۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا کہ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں۔ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِيًّا تاکہ تجھے ستھرا بیٹا دے۔

اب اس بات کو سن کر مریم کی پریشانی بجائے کم ہونے کے الٹا اور زیادہ بڑھ گئی۔ مریمؑ سوچنے لگی کہ پہلے تو میں اس سے اللہ کی پناہ مانگ رہی تھی مگر جو اس نے بات کہہ دی اس نے تو مجھے اور زیادہ پریشان کر دیا۔ چنانچہ کہنے لگی اَنّٰى يَکُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ میرے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ وَلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ نہ مجھے کسی بشر نے چھوا وَ لَمْ اَکُ بَغِيًّا اور نہ میں نے کوئی برائی کا کام کیا...... مریم جانتی تھی کہ بیٹا ہونے کے دو سبب ہوا کرتے ہیں، یا نکاح کے ذریعے سے یا گناہ کے ذریعے سے۔ چونکہ ان کی زندگی میں دونوں کام نہیں تھے اس لئے مریم کہنے لگی کہ جب سبب موجود نہیں تو میرے بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا قَالَ کَذٰلِکِ کہ ایسا ہی ہے کہ نہ تیرا نکاح ہوا ہے اور نہ تو نے گناہ کیا ہے۔ کذلک کے لفظ کے ساتھ اللہ رب العزت نے مریمؑ کی پاکدامنی پر مہر لگا دی۔ اللہ رب العزت ہر ایک کو ایسی بیٹی عطا فرمائے جس کی پاکدامنی پر ایسی مہر لگی ہوئی ہو۔ آگے فرمایا قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَيَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

هَـيِّـنٌ تیرے پروردگار نے کہا کہ میرے لئے آسان ہے۔ مریم! یہ بیٹا تجھے پروردگار نے دینا ہے کسی زلفوں والی سرکار نے نہیں دینا، اس لئے تجھے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اسی وقت مریمؑ کو اپنے اندر حمل کے آثار محسوس ہونا شروع ہو گئے۔ اس وقت مریم پریشان ہو گئی۔ وہ کھجور کے ایک درخت کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔ جبرائیلؑ تو چلے گئے مگر بی بی مریم اب غمزدہ ہے، پریشان ہے، زندگی کا پس منظر سامنے ہے، وہ دل ہی دل میں کہنے لگی، اے اللہ! میں تو تیری عبادت کرتے ہوئے گزارنے والی بندی ہوں، میں نے اپنی عمر اعتکاف میں گزاری، لوگوں میں میری نیکی اور تقویٰ کے چرچے ہیں، مگر آج میں اس حال میں بیٹھی ہوئی ہوں کہ جب لوگوں کے سامنے یہ بات ظاہر ہو گی تو میں ان کو کیا چہرہ دکھاؤں گی۔ میری ساری عبادت کے اوپر پانی پھر جائے گا، لوگوں میں بدنامی ہو گی، میری زندگی کیسے گزری اور یہ معاملہ کیسا پیش آیا۔

مریم اس درخت کے ساتھ ایسے بیٹھی ہے جیسے کوئی ہارا ہوا جرنیل ہوا کرتا ہے۔ اس وقت اتنی گھبراہٹ تھی کہ دل کہہ رہا تھا کہ اس زندگی سے تو مرجانا بہتر ہے، چنانچہ کہنے لگی، **يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا** اے کاش! میں تو اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری چیز بن چکی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ جو عفیفہ عورتیں ہوتی ہیں انہیں اپنی بدنامی اور بے عزتی سے ہمیشہ ڈر لگا کرتا ہے۔ وہ اللہ کی پناہ مانگتی ہیں، وہ مرجانے کو پسند کرتی ہیں مگر کوئی ایسا فعل نہیں کرتیں۔ جب بی بی مریمؑ نے ایسی بات کہی تو **فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَا** ان کو پھر نیچے سے ایک آواز آئی، بعض مفسرین کرام نے لکھا کہ یہ جبرائیلؑ امین نے دوبارہ ان سے کلام کیا تھا اور بعض نے کہا کہ اللہ رب العزت نے کلام فرمایا، بہرحال ان کو فرمایا گیا **لَا تَحْزَنِيْ** مریم! تو پریشان نہ ہو، یہ رب کی باتیں ہیں۔ جب اس نے تجھے یہ اپنی نشانی دی تو وہ پروردگار تیری

www.besturdubooks.wordpress.com

پاسبانی بھی کرے گا۔ فرمایا، یہ جو تمہیں اپنے قریب درخت نظر آ رہا ہے اس پر ہم نے کھجوریں لگا دی ہیں، تم کھجور کے اس درخت کو ہلانا وَ هُزِّىٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا تمہارے اوپر تر کھجوریں گریں گی ان کو کھا لینا اور تمہارے نیچے پانی جاری کر دیا گیا ہے اس پانی کو پی لینا۔ اس کے بعد جب تمہارے ہاں بچے کی ولادت ہو تو اس بچے کی جبین پر نبوت کے نور کی کرنیں پھوٹتے دیکھ کر اس بچے کی جبین کو بوسے دینا۔ اس سے تمہارے دل کو تسلی ہو جائے گی۔ مریم! اگر لوگ تجھ سے پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ بنا تو کہنا اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا کہ میں نے تو رحمان کے لئے روزہ رکھا ہوا ہے فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا آج کسی بندے سے بھی میں بات نہیں کروں گی۔ اس وقت کی شریعت میں بولنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا تھا، امت محمدیہ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا کر دی کہ بولنے کی اجازت عطا فرما دی۔ چنانچہ جب بی بی مریمؑ بچے کو لے کر آتی ہیں فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ بچے کو جب سینے سے لگا کر قوم میں آتی ہیں تو وہ حیران ہو جاتے ہیں قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا کہنے لگے، اے مریم! تو یہ کیا غضب کی چیز لے کر آ گئی۔ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ اے ہارونؑ کی بہن! مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا نہ تیرا باپ ایسا برا تھا اور نہ تیری ماں ایسی بری تھی، تو یہ برائی کیسے کر کے آئی؟ معلوم ہوا کہ عورت سے جب کوئی غلطی کوتاہی ہوتی ہے تو اس کے ماں باپ اور بھائیوں پر بات جاتی ہے۔ اس کے محرم مردوں پہ بات جایا کرتی ہے۔

جب قوم نے طعنوں کے نشتر چلائے تو اس وقت مریمؑ کے دل پر غم طاری ہوا۔ مریم بہت پریشان ہوئیں اور فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ اس بچے کی طرف اشارہ کیا۔ کہنا یہ چاہتی تھیں کہ تم میرا سر مت کھاؤ، پوچھنا ہے تو اسی بچے سے پوچھو کہ یہ کیسے پیدا ہوا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

قوم نے بچے کی طرف دیکھا اور کہا قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا کہ گود میں پڑا چھوٹا سا بچہ کیسے بول سکتا ہے؟ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک پاکدامن بندی کے لئے اپنے نظام کو بدل کر رکھ دیا۔ فرمایا، میرے پیارے عیسیٰؑ! بچے اس عمر میں بولا نہیں کرتے، مگر آج تیری ماں پر بہتان لگایا جا رہا ہے، میں اپنے نظام کو بدلتا ہوں، اب تجھے بولنا ہوگا اور اپنی ماں کی برأت کی گواہی دینی ہوگی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ بولتے ہیں اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا بندہ ہوں اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا سبحان اللہ، اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اپنی پیاری بندی کی پاکدامنی کی گواہی عطا فرما دی۔ اللہ رب العزت نے ہر دور اور ہر زمانے میں اپنے پاکدامن بندوں کی، معصوم بچوں کی زبانوں سے پاکدامنی کی گواہی دلوائی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی:

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بھی آپ جانتے ہیں کہ ان کی پاکدامنی کی گواہی بھی ایک چھوٹے بچے نے دی تھی۔ تو جب کوئی انسان گناہوں سے بچتا ہے، پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی اسی طرح پشت پناہی فرماتے ہیں، اس کی خاطر بنے ہوئے اصولوں کو بدل دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت کو چھوڑ کر اپنی قدرت کا اظہار کر دیتے ہیں، کہ میں اپنی قدرت کا یوں بھی اظہار کر سکتا ہوں۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی داستان وفا:

نبی اکرم ﷺ کی پہلی شادی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوئی۔ یہ وہ خاتون تھیں جن کو اللہ رب العزت نے بڑا شرف عطا فرمایا تھا۔ جب نکاح ہونا تھا تو انہوں نے تجارت کے لئے پہلے نبی اکرم ﷺ کو بھیجا، نبی اکرم ﷺ تجارت

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑ گئے۔ انہوں نے اپنے غلام میسرہ کو آپ ﷺ کے ساتھ بھیجا کہ پتہ کرو کہ حالات سفر کیسے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دوگنا منافع عطا فرمایا۔ میسرہ نے آ کر بڑی اچھی باتیں سنائیں۔ خدیجۃ الکبریٰؓ کا دل بہت خوش ہوا کہ جس انسان کی امانت اور صداقت اتنی اچھی ہے وہی زندگی کا اچھا ساتھی بن سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو بہت سے تحفے تحائف دیئے اور بالآخر آپ ﷺ کے چچا کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر آپ میرے رشتے کے لئے آنا چاہتے ہیں تو میرے بھائی عمر سے یا میرے والد سے بات کیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے چچا نے ان کی بات کہی اور بالآخر ان کا نکاح ہوا۔ نکاح میں بیس اونٹ مہر میں رکھے گئے اور دو اونٹوں کو ولیمہ کے لئے ذبح کیا گیا تھا۔

یہ وہ خاتون تھیں کہ جن کو اللہ رب العزت نے بڑا اعزاز یہ بخشا کہ جب اللہ کا قرآن نازل ہوا، نبی اکرم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے سنا تو اس کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنی زوجہ محترمہ کو یہ بات سنائی۔ چنانچہ نبوت کی زبان سے سب سے پہلے قرآن سننے کا شرف ایک عورت کو حاصل ہوا۔ اس امت کے مردوں پر عورتوں میں سے اس عورت کو یہ فضیلت حاصل ہے جس کو اللہ کے محبوب ﷺ کی مبارک زبان سے سب سے پہلے قرآن سننے کا شرف حاصل ہوا ہے اور اس امت میں سے اس عورت کو اعزاز حاصل ہوا کہ اس نے اپنی آنکھوں سے محمد بن عبداللہ کو محمد رسول اللہ بنتے ہوئے سب سے پہلے دیکھا۔

جب آپ ﷺ کسی وجہ سے غمزدہ ہوتے اور فرماتے خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ کہ جب وہ فرشتہ آتا ہے تو مجھے اپنی جان کا خوف ہوتا ہے۔ آپ فرماتی تھیں کَلَّا ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کریں گے۔ چنانچہ وہ نبی اکرم ﷺ کو تسلیاں دیتی تھیں۔ ہجرت سے تین سال پہلے

www.besturdubooks.wordpress.com

65 سال عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے حضور اکرم ﷺ کی شادی مبارک:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ مغموم رہا کرتے تھے۔ تسلی دینے والا زندگی کا جو ساتھی تھا وہ بھی چلا گیا۔ ان دنوں میں نبی اکرم ﷺ کے غم کو بانٹنے والا کوئی نہیں تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کو خواب کے اندر ایک شکل دکھائی گئی۔ فرمایا، میرے محبوب ﷺ! آپ غمزدہ رہتے ہیں، ہم نے آپ کے لئے زندگی کے ساتھی کا چناؤ کر دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک عورت کو پیغام بھیجا کہ میں نے اس طرح کی ایک لڑکی دیکھی ہے، جس کیساتھ پروردگار کی طرف سے اشارہ ہے کہ یہ تمہاری زندگی کی دوسری رفیقۂ حیات بنے گی۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو ابوبکرؓ کی بیٹی ہے جس کا نام عائشہ ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کو نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں دے دیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی خصوصیت:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ آپ ﷺ کی وہ زوجہ ہیں جو کنوارے پن میں نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ باقی جتنی ازواج مطہرات ہیں وہ سب کی سب ایسی تھیں جن کی پہلے شادی ہو چکی تھی یا ان کو طلاق ہو چکی تھی یا ان کے خاوند فوت ہو چکے تھے اور بعد میں ان کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دوبارہ نکاح ہوا۔ بلکہ اگر میں یوں کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ وہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے جب بلوغ کی زندگی کو اختیار کیا تو ان کی نگاہوں نے سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کے مبارک چہرہ کو دیکھا۔

ام عبداللہ......سیدہ عائشہ صدیقہؓ:

نبی اکرم ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے اتنی محبت تھی کہ آپ نے ان کی کنیت

www.besturdubooks.wordpress.com

عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر ام عبداللہ رکھی۔ عبداللہ ان کے بھانجے تھے جو اسماءؓ کے بیٹے تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کو ایک دفعہ آپ گود میں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ان کو شفقت دیجیے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو پیار بھی فرمایا، دعا بھی دی اور فرمایا، عائشہ! تمہیں میں ام عبداللہ کی کنیت دیتا ہوں۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے ان کو پیار کا بھی ایک نام ''حمیرا'' دیا ہوا تھا۔

حضور اکرم ﷺ کی سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے محبت:

ایک دفعہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ تشریف فرما تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ! مجھے تم سے اتنا پیار ہے، مجھے تم اتنی اچھی لگتی ہو جیسے مکھن اور کھجور کو ملا کر کھایا جائے، جتنی لذت اس میں ہوتی ہے مجھے تم اتنی مرغوب ہو۔ سیدہ عائشہؓ نے فوراً جواب دیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے آپ شہد اور مکھن کو ملا کر کھانے کی طرح مرغوب ہیں۔ محبوب ﷺ مسکرا دیئے کہ میں نے تو مکھن اور کھجور کی مثال دی تھی لیکن تو نے کیسی عقلمندی کی بات کہی۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا علم و تقویٰ میں مقام:

حضرت عطا بن رباحؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم، تقویٰ اور حسن و جمال میں ان کو تمام ازواج مطہرات سے زیادہ رتبہ عطا کیا تھا۔ بلکہ زہریؒ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر تمام ازواج مطہرات کے علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہ صدیقہؓ کا علم پھر بھی ان کے علم سے بڑھ جائے گا۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا فقہ میں مقام:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے 2210 احادیث روایت کی ہیں آپؓ فقیہہ بنیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرامؓ میں سے چالیس فقہاء تھے جن کا زیادہ رتبہ سمجھا جاتا تھا۔ پھر ان چالیس میں سے بھی چودہ ایسے تھے جن کا اور بھی زیادہ رتبہ سمجھا جاتا تھا، ان میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا بھی نام آتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی طرف سے امہات المومنین کو اختیار:

ایک وقت ایسا آیا بھی آیا کہ جب ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ تم چاہو تو ایسی زندگی اختیار کرو، تمہیں اتنا مال و دولت دے دیا جاتا ہے، مگر تم اپنی زندگی گزارو یا چاہو تو اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ زندگی گزارو۔ نبی اکرم ﷺ نے تمام ازواج مطہرات کو یہ اختیار دے دیا مگر حمیرا سے کہا کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ محبوب ﷺ کے دل میں یہ بات تھی کہ کم عمر ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی اور فیصلہ کر لے، چنانچہ والدین کے ساتھ مشروط کر دیا۔ آپ ﷺ کو پتہ تھا کہ غلام کی بیٹی ہے، وہ تو اچھا ہی مشورہ دیں گے۔

سیدہ عائشہؓ کی پاکدامنی کی گواہی:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی زندگی میں بھی ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اللہ رب العزت کی بھی عجیب مشیت ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ غزوہ بنی المصطلق میں تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ وہاں سے واپس آنے لگے تو قافلے نے چلنا تھا۔ قافلے کے لوگ جیسے جیسے تیار ہوتے رہتے چلتے رہتے تھے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں اونٹ ہوتے تھے چلتے ہوئے بھی گھنٹوں لگا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے سوچا کہ قافلے میں جانا ہے پتہ نہیں سفر میں کتنا وقت لگ جائے، کیوں نہ ہو کہ میں قضائے حاجت سے فارغ ہو جاؤں۔ قضائے حاجت کے لئے کھیتوں میں جایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ ذرا دور چلی گئیں تاکہ فراغت حاصل کر سکیں۔ جب فراغت حاصل کر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

واپس آئیں تو آپ نے ہودج میں بیٹھنا تھا جس کو سواری کے اوپر رکھا جاتا تھا

اتنے میں آپ نے محسوس کیا کہ میرے گلے میں ایک ہار پہنا ہوا تھا وہ کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ سوچا کہ ابھی تو روانہ ہونے میں وقت ہوگا، میں جا کر ہار دیکھ لیتی ہوں۔ آپ ہار ڈھونڈنے کے لئے واپس تشریف لے گئیں۔ پیچھے صحابہ کرامؓ نے سوچا کہ آپ تشریف تو لے آئی تھیں، لہٰذا ہودج میں بیٹھ گئی ہوں گی۔ چنانچہ چار پانچ آدمیوں نے مل کر ہودج کو اٹھا کر سواری کے اوپر رکھ دیا۔ آپ کی عمر بھی کم تھی اور وزن بھی کم تھا، چار پانچ آدمی اٹھانے والے تھے تو ان کو پتہ بھی نہ چلا کہ آپ اندر بیٹھی ہوئی ہیں یا کہ نہیں۔

اب قافلے کے لوگ تو وہاں سے چلے گئے۔ جب آپ واپس آئیں تو آپ نے دیکھا کہ وہ جگہ تو خالی ہے اور قافلہ جا چکا ہے۔ آپ کو اطمینان تھا کہ جب نبی اکرم ﷺ کو پتہ چلے گا تو کسی نہ کسی کو بھیجیں گے۔ چنانچہ آپ وہیں پر بیٹھ گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد نیند غالب آ گئی۔ چنانچہ اپنے اوپر چادر لی اور سو گئیں۔

نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ صحابہؓ میں سے کسی ایک صحابیؓ کو حکم دیا جاتا تھا کہ جب سارا قافلہ چلا جائے، اگر رات کا وقت ہو تو صبح کے وقت اس جگہ پر آ کر دیکھیں کہ کہیں کوئی چیز پیچھے نہ پڑی رہ گئی ہو۔ چنانچہ ایک بدری صحابی حضرت صفوان بن معطلؓ جو پکی عمر کے تھے کو نبی اکرم ﷺ نے اس کام پر تعینات فرمایا تھا۔ وہ جب اس جگہ پر آئے تو کسی کو اس جگہ پر لیٹا ہوا پایا۔ قریب آئے تو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ تو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ انہوں نے اونچی آواز میں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ ان کی آواز سن کر آپؓ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے جو اپنے اوپر چادر لی ہوئی تھی اس سے اپنے آپ کو پوری طرح ڈھانپ لیا۔ انہوں نے آپ کے لئے اپنے اونٹ کو بٹھایا، آپ اوپر بیٹھ گئیں۔ انہوں نے مہار پکڑی اور چل

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑے۔حتیٰ کہ وہ جب اس قافلے کے پاس پہنچے تو قافلے میں موجود جو منافقین تھے انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہاں اس میں تو کچھ نہ کچھ بات ہوگی۔ وہ تو پہلے ہی ایسے موقع کی تلاش میں تھے جس میں وہ مسلمانوں کو پریشان کر سکیں اور نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچا سکیں۔ چنانچہ انہیں باتیں کرنے کا موقع مل گیا۔

چنانچہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا۔ آپ ﷺ کو بڑا صدمہ ہوا۔لوگوں میں یہ بات عام ہونا شروع ہوگئی۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں آ کر ایک مہینہ تک بیمار رہی اور کمزور بھی ہوگئی۔ ایک دن میں ایک صحابیہ ام مسطحؓ کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے رات کو باہر نکلی، وہ ایک جگہ پر قدم اٹھانے لگیں تو ان کو ٹھوکر لگی، انہوں نے اپنے بیٹے کے بارے میں بددعا کر دی۔ میں نے کہا، تم اپنے بیٹے کے لئے بددعا کیوں کر رہی ہو؟ وہ کہنے لگیں کہ تمہیں پتہ نہیں کہ وہ تمہارے متعلق کیا بات کہہ رہا ہے؟ میں نے پوچھا کہ کیا بات کہہ رہا ہے؟ اس وقت انہوں نے ساری تفصیل بتا دی کہ آپ کے بارے میں اس وقت شہر میں یہ یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ باتیں سنیں تو میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا۔ میں گھر آئی اور نبی اکرم ﷺ کا انتظار کرنے لگی۔ آپ ﷺ جب مسجد سے تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کے سامنے آئی اور سلام کیا۔ آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا مگر چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ میں دوسری طرف سے آئی مگر نبی اکرم ﷺ نے اپنی نگاہیں دوسری طرف کر لیں۔ آپ ﷺ کی خاموش نگاہوں نے مجھے بہت ساری باتیں سکھا دیں کہ اس وقت محبوب ﷺ کی طبیعت پر بوجھ ہے اور آپ ﷺ کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔

میں نے سوچا کہ چلو میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہوں تاکہ صحیح حالات کا پتہ چل سکے۔ میں نے اجازت چاہی، اللہ کے محبوب ﷺ نے اشارے سے فرما دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہاں چلی جاؤ۔ فرماتی ہیں کہ جب میں وہاں پہنچی تو میری والدہ نے دروازہ کھولا۔ میں نے دیکھا کہ میری والدہ کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی ہیں، پریشان چہرے کے ساتھ کھڑی ہیں۔ میں نے پوچھا، امی! کیا ہوا؟ والدہ خاموش ہیں۔ آنکھوں سے آنسو ٹپکنا شروع ہو گئے۔ میں نے پوچھا امی! میرے ابو کدھر ہیں؟ انہوں نے اشارہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ چارپائی پر بیٹھے اللہ کا قرآن پڑھ رہے ہیں۔ ایک ایک آیت پر آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے ہیں، اللہ کے حضور دعائیں مانگ رہے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے جب غم کا ماحول دیکھا تو میری طبیعت اور زیادہ آزردہ ہوئی۔ میں نے سوچا کہ میں کیا کروں؟ جن پر مجھے مان تھا، جو میری زندگی کے رکھوالے تھے وہ بھی مجھ سے آج ناراض ہیں، ماں باپ بھی آج جدا ہیں، میں آج کہاں جاؤں؟ دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ہو کہ میں اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ فرماتی ہیں کہ میں نے وضو کیا اور گھر کے ایک کونے کی طرف جانے لگی۔ ماں نے پوچھا، عائشہ! کدھر جا رہی ہو؟ ان کو ڈر لگ گیا تھا کہ بیٹی غمزدہ ہے، ایسا نہ ہو کہ بیٹی کوئی سنگین فیصلہ کر لے۔ فرماتی ہیں کہ اس وقت میں نے کہا، امی! میں اپنے رب کے حضور دعائیں کرنے جا رہی ہوں۔ گویا یوں کہنا چاہتی تھیں امی! ہائی کورٹ تو ناراض ہو گئے، اب میں سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانے جا رہی ہوں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے مصلیٰ بچھایا اور سجدے میں سر رکھ کر دعائیں مانگنی شروع کیں کہ اے مسکینوں کے پروردگار! اے فریادیوں کی فریاد سننے والے اللہ! اے مظلوموں کے پروردگار! اے کمزوروں کی سننے والے آقا! تیرے مقبول بندوں پر جب بھی کوئی ایسا وقت آیا، اللہ! تو نے ہی ان کی مدد کی، اللہ! یوسفؑ پر بات بنی تھی تو آپ نے برأت دلوائی، اللہ! مریمؑ پر بات بنی تھی تو آپ نے ہی ان کی پاکدامنی کی گواہی دلوائی، اللہ! آج تیرے محبوب ﷺ کی حمیرا تیرے دروازے پر حاضر ہے اور فریاد کرتی ہے کہ میرے

بارے میں بھی اسی طرح کی باتیں کی جارہی ہیں، پروردگار! تو حمیرا کی مدد فرما، میرے آقا ﷺ نے بھی اس وقت میرے ساتھ بات کرنا چھوڑ دی ہے، اللہ! تیرے سوا کوئی ذات نہیں جو دکھی دلوں کو تسلی دے سکے، جو غمزدہ دلوں کو اطمینان دے سکے۔ رو رو کر دعائیں کر رہی ہیں۔

ادھر دعائیں مانگی جارہی ہیں اور ادھر آقا ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ میں مجلس مشاورت قائم کی ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو گھر میں تھے۔ باقی صحابہؓ جمع ہیں۔ محدثین نے اس کا عجیب منظر لکھا، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ بھی غمزدہ بیٹھے تھے، صحابہؓ کے چہروں پر اداسی تھی۔ انہوں نے اپنے محبوب ﷺ کے چہرے کو غمزدہ دیکھا جس کی وجہ سے ان کی طبیعت بھی عجیب بن چکی تھی۔ چنانچہ بعض صحابہؓ سسکیاں لے لے کر رو رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس وقت اپنے یاروں سے پوچھا، اس معاملہ میں تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ سب سے پہلے حضرت عمرؓ سے پوچھا، عمر! تم اس معاملہ میں کیا کہتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت و شرافت بخشی، آپ کے بدن پر کوئی مکھی بھی نہیں بیٹھتی، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا پاکیزہ بنایا کہ اس پر ایک گندی مکھی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں تو آپ ﷺ کی رفیقہ حیات ایسی کیسے ہو سکتی ہے جس کے اندر گناہوں کی نجاست ہو، اس لئے مجھے تو یہ چیز ٹھیک نظر نہیں آتی۔ نبی اکرم ﷺ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، عثمان! تم بتاؤ کہ معاملہ کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبوت کی صحبت کا حق ادا کر دیا۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ رب العزت نے آپ کو ایسا بنایا کہ بادل آپ پر سایہ کئے رکھتا ہے، آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی کا قدم آپ کے سایہ پر پڑ جائے، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ادب کا اتنا لحاظ فرمایا کہ کسی غیر کے قدم آپ کے سایہ پر نہیں پڑ سکتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کو آپ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

زوجہ مطہرہ پر قدرت حاصل ہو جائے۔ لہذا یہ چیز تو ہمارے وہم وگمان سے بھی باہر ہے۔ان کی بات سن کر نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی ؓ سے پوچھا، علی! تم بتاؤ کہ کیا معاملہ ہوسکتا ہے؟ سیدنا علی ؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ایک مرتبہ آپ ﷺ کے جوتے کے ساتھ نجاست لگی ہوئی تھی، آپ چاہتے تھے کہ پہن لیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو بھیجا تھا اور آپ کو اطلاع دے دی تھی کہ آپ کے جوتے کے ساتھ نجاست لگی ہوئی ہے۔ جب جوتے پر نجاست لگی ہوئی تھی تو آپ کو بتا دیا گیا تھا، اگر آپ کے گھر والوں کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ ہوتا تو آپ کو کیوں نہ بتا دیا جاتا اس لئے یہ بات مجھے ٹھیک نظر نہیں آتی۔ نبی اکرم ﷺ پھر خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ کی غمگینی کو دیکھ کر حضرت علی ؓ دوبارہ بولے، اور کہنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! اگر آپ کی طبیعت بہت غم زدہ ہے تو آپ ﷺ چاہیں تو طلاق دے دیں۔ آپ ﷺ کے لئے بیویوں کی کونسی کمی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی اور رفیقہء حیات عطا فرما دیں گے۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت عمرؓ تڑپے اور کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اس وقت نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ یہ ارشاد فرمایئے کہ یہ نکاح آپ ﷺ نے اپنی مرضی سے کیا تھا یا آپ کو اشارے سے بتا دیا گیا تھا، یہ آپ کی پسند تھی یا کسی اور کی پسند تھی؟ نبی اکرم ﷺ نے انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تو میرے رب کی طرف سے اشارہ تھا۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! اب آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور ان منافقین کو چھوڑ دیجئے، میری تلوار جانے اور منافقین کی گردنیں جانیں، وہ ایسی توہین آمیز بات کیسے کر سکتے ہیں۔ رب کریم کی پسند پر وہ ایسی باتیں کر رہے ہوں، یہ نہیں ہوسکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس وقت حضرت عمرؓ کو پیار کی آنکھوں سے دیکھا، گویا دل سے کہہ رہے ہوں کہ عمر! اللہ تیرا نگہبان ہو، تو نے میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

غم کو ہلکا کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کی طبیعت میں اطمینان آ گیا۔ آپ ﷺ اٹھے اور مجلس برخاست ہوگئی۔

آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے گھر کی طرف یہ معلوم کرنے کے لئے جاتے ہیں کہ میری حمیرا کس حال میں ہے؟ نبی اکرم ﷺ دستک دیتے ہیں، سیدنا صدیق اکبرؓ کی اہلیہ نے دروازہ کھولا۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ان کا رو رو کر برا حال ہو چکا ہے۔ جب صدیق اکبرؓ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں بھی رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں اور سوج چکی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا، حمیرا نظر نہیں آ رہی، حمیرا کہاں ہے؟ انہوں نے کونے کی طرف اشارہ کیا۔ اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سجدے میں دعائیں مانگ رہی تھیں۔ بعد میں فرماتی ہیں کہ محبوب ﷺ جب تشریف لائے تھے تو میرے دل میں بات آئی کہ میں اسی وقت اٹھ کر آقا ﷺ کے قدموں کے ساتھ چمٹ جاؤں اور جی بھر کر رو لوں کہ میرے ساتھ یہ کیا معاملہ پیش آ رہا ہے مگر میرے دل نے کہا، عائشہ! تو نے اپنے رب کے سامنے اپنی فریاد بیان کر لی ہے، اب اپنے رب سے ہی مانگ لے، تیرا رب تیرا نگہبان ہوگا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، حمیرا! آپ ﷺ کی آواز سنتے ہی حمیرا نے سجدہ مکمل کیا اور آ کر چارپائی پر خاموش بیٹھ گئیں۔ نبی اکرم ﷺ قریب بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے پیار سے سمجھایا اور فرمایا، حمیرا! اگر تجھ سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی ہے تو اپنے رب سے معافی مانگ لے، رب کریم گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ اس وقت تک تو میں صبر کے ساتھ بیٹھی تھی، آپ ﷺ کی یہ بات سن کر میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے، میری آنکھوں سے آنسو آنا شروع ہوگئے، میں روتی رہی مگر خاموش تھی، روتے ہوئے میں نے کہا، میں وہی بات کہوں گی جو یوسفؑ کے والد نے کہی تھی اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ میں اپنا غم اور شکوہ اپنے رب سے کہتی ہوں۔ فرماتی

ہیں کہ میں نے یہ الفاظ کہے اور محبوب ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا۔ آپ ﷺ کی پیشانی پر پسندیدہ پسینے کے قطرے دیکھے، اور آپ ﷺ کے اندر وہ حسین کپکپی دیکھی جو وحی کے نزول کے وقت ہوا کرتی تھی۔ محبوب ﷺ کے اوپر غنودگی سی طاری ہوتی گئی۔ آپ ﷺ نے اپنے اوپر چادر لے لی، فرماتی ہیں کہ میں آرام سے بیٹھی تھی، میرے دل میں خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو القا کر دیں گے یا نیند میں کوئی خواب دکھا دیں گے اور وضاحت فرما دیں گے۔ مگر میرے باپ اور میری ماں پر وہ چند لمحے بڑے عجیب تھے۔ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ تڑپ رہے تھے کہ وحی نازل ہو رہی ہے، پتہ نہیں کہ میری بیٹی کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوتا ہے، والد کی آنکھوں میں بھی آنسو اور والدہ کی آنکھوں میں بھی آنسو۔ فرماتی ہیں کہ میں آرام سے بیٹھی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے آقا ﷺ نے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھایا تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور کپڑے سے ایسے باہر نکلا جیسے بادل ہٹتا ہے تو چودھویں کا چاند نظر آتا ہے۔ فرمانے لگیں کہ میں نے چہرۂ انور پر بشاشت دیکھی، میں سمجھ گئی کہ اللہ رب العزت نے رحمت فرما دی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ! مبارک ہو، اللہ کا کلام اتر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّؤُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے تیری برأت نازل فرما دی۔ فرماتی ہیں کہ اس وقت میری والدہ فرمانے لگیں، عائشہ! اٹھ اور نبی اکرم ﷺ کا شکریہ ادا فرما۔ فرمانے لگیں، میری توجہ رب کی طرف گئی۔ فرمانے لگیں، میں اپنے رب کا شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے محبوب ﷺ کی حمیرا کی فریاد کو قبول فرمالیا۔ ان کی پاکدامنی کی گواہی میں قرآن مجید میں ۱۸ آیتیں نازل فرما دی گئیں۔ یہی نہیں کہ ان کی برأت نازل فرما دی بلکہ آگے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمادیا کہ تمہیں اتنا عرصہ جو پریشان رہنا پڑا، اس کے بدلے میں **لَهُم مَّغفِرَةٌ وَّ اَجرٌ عَظِيم** تمہارے لئے مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا اجر ہے۔

جب پاکدامن انسان کو زندگی میں پریشانی آتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود ان کی پشت پناہی فرمایا کرتے ہیں۔ آج بھی جو انسان نیکوکاری کی زندگی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرے گا اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اس کے ساتھ ہوگی۔ محبوب ﷺ کی تعلیمات کتنی اچھی ہیں کہ آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی بھی ایسا کام کیا جائے جو حیاء کے تقاضوں کے خلاف ہو۔ آپ ﷺ نے ایک ایک صحابیؓ کو حیاء کا ایسا نمونہ بنا دیا تھا کہ ان کی نگاہیں پاکیزہ، ان کے دل پاکیزہ، اور ان کی زندگی گناہوں سے پاکیزہ ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی پاکدامنی والی زندگیوں کا نمونہ عطا فرمادے اور ہمیں بھی حیاء اور غیرت والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دے۔

اسلام میں بیٹی کا مقام:

محبوب ﷺ کی بیٹی کے بارے میں ایسی تعلیمات ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ باپ اگر گھر آئے، بیٹے بھی ہوں اور بیٹی بھی ہو تو اگر کوئی چیز لایا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی بیٹی کو چیز پہلے دے، اس لئے کہ وہ چار دیواری میں رہتی ہے اور وہ باپ کے رحم کی زیادہ مستحق ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ:

نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ ﷺ اپنے گھر جانے سے پہلے سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے گھر جایا کرتے تھے آپ ﷺ جب اپنے گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے اور سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ آتی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھیں تو آپ ﷺ اپنی بیٹی کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کو بٹھا کر پھر آپ ﷺ بیٹھا کرتے تھے۔

اسلام میں بہن کا مقام:

نبی اکرم ﷺ نے بہن کی عزت کرنے کی بھی تعلیمات دیں۔ چنانچہ شیما جو حلیمہ سعدیہؓ کی بیٹی تھیں اور نبی اکرم ﷺ کو بچپن میں اٹھا کر ساتھ لے جایا کرتی تھیں۔ ان کے بارے میں آیا ہے کہ جب قبیلہ سعد پر فتح حاصل کی گئی تو ان کو بھی گرفتار کر کے لایا گیا۔ انہوں نے صحابہؓ سے کہا، تم مجھے گرفتار کرتے ہو، میں تمہارے نبی کی بہن ہوں، میں نے انہیں گود میں کھلایا ہے، میں ان کے لئے پانی بھر کر لایا کرتی تھی بعد میں ان کو پیار کیا کرتی تھی۔ صحابہؓ نے آ کر عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آج ایک ایسی عورت گرفتار ہوئی ہے جو یہ کہتی ہے کہ میں تمہارے نبی ﷺ کی بہن ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا، ان کا نام شیما تو نہیں۔ بتایا گیا کہ ان کا نام شیما ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے چادر بچھائی، ان کو اس پر بٹھایا اور فرمایا، شیما! مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب مجھے پیاس لگتی تھی تو تو میرے لئے پانی بھر کر لایا کرتی تھی، تو میری رضاعی بہن ہے، تجھے گرفتار کر کے لایا گیا ہے، تیرے قبیلے کے جتنے لوگ بھی گرفتار ہوئے میں نے تیری وجہ سے آج ان سب کو آزاد کر دیا اور تمہیں اختیار دیا کہ تم ان کو لے کر واپس چلی جاؤ۔

اسلام میں والدہ کا مقام:

جب کبھی حلیمہ سعدیہؓ نبی اکرم ﷺ سے ملنے کے لئے تشریف لاتیں تو نبی اکرم ﷺ ان کے لئے اپنی چادر کو خود بچھاتے تھے اور اس کے اوپر اپنی رضاعی ماں کو بٹھایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ماں کی عزت بتائی، بہن کی عزت بتائی، بیٹی کی

www.besturdubooks.wordpress.com

عزت بتائی۔ ان قریب کی عورتوں کی عزت کرنے کا حکم اس لیئے دیا تاکہ پاکدامنی کی زندگی نصیب ہو۔

چاند دیکھنا سنت ہے:

پہلی رات کا چاند دیکھنا سنت ہے۔ نبی اکرم ﷺ چاند دیکھا کرتے تھے اور امت کو بھی حکم دیا کہ پہلی رات کا چاند دیکھا کریں۔ اس لیئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم چاند دیکھیں۔ اس وقت یہ دعا بھی پڑھی جاتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَ الْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَ الْاِسْلَامِ وَ التَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى رَبِّي وَ رَبُّكَ اللّٰهُ۔

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ میں شرم وحیاء:

اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؓ کو عجیب حیاء عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ چاند کی پہلی تاریخ تھی۔ نبی اکرم ﷺ کے ہاں آپ کی بیٹی فاطمہؓ تشریف لائی تھیں۔ پوچھا، فاطمہ! کیا تم نے چاند دیکھا ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے چاند نہیں دیکھا۔ فرمایا، بیٹی تم نے کیوں نے دیکھا؟ وہ خاموش ہوگئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ پوچھا، اس کی کیا وجہ تھی؟ سیدہ فاطمہؓ نے جواب دیا، اے ابا جان! میرے دل میں خیال آیا کہ آج پہلی کا چاند ہے، سب لوگ چاند کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، اگر میں بھی دیکھوں گی تو میری نگاہیں اور غیر محرم مردوں کی نگاہیں چاند کے اوپر اکٹھی ہوں گی، میں نے اس بات کو شرم وحیاء کے خلاف پایا، اس لئے میں نے آج چاند نہیں دیکھا۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی بیٹیاں عطا کرے جن میں ایسی حیاء ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی زندگی عطا فرمائیں کہ ہماری زندگی سے گناہ نکل جائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تین دن کا فاقہ:

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو نبی اکرم ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ گھر میں موجود تھے۔سیدہ فاطمہ تشریف لائیں۔آقا ﷺ نے آپ سے پوچھا کہ کیسے آئیں؟ آپ نے اپنے دوپٹے کا ایک پلو کھولا۔اس کے اندر آدھی روٹی تھی۔آپ نے وہ روٹی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور کہا، ابا جان! میں آپ کے لئے اپنی طرف سے تحفہ لائی ہوں۔پوچھا، فاطمہ! کیا بات بنی؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم کئی دنوں سے بھوکے تھے، حضرت علیؓ نے کچھ کام کیا اور آٹا لے کر آئے، میں نے روٹیاں پکائیں، ایک حسنؓ نے کھائی، ایک حسینؓ نے کھائی، ایک علیؓ نے کھالی، ایک روٹی سائل کو دے دی اور ایک روٹی میرے لئے بچی تھی۔ابا جان! جب میں روٹی کھا رہی تھی تو دل میں خیال آیا، فاطمہ! تم بیٹھی روٹی کھا رہی ہو، پتہ نہیں کہ تمہارے ابا حضور کو کچھ کھانے کو ملا یا نہیں ملا، اس لئے میں نے بقیہ آدھی روٹی کپڑے میں لپیٹی اور آپ کی خدمت میں لے آئی ہوں۔ابا حضور! میں آپ کو یہ ہدیہ پیش کر رہی ہوں، اس کو قبول فرمالیجئے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، فاطمہ! مجھے قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آج تین دن گزر گئے تیرے باپ کے پیٹ میں کھانے کا کوئی لقمہ نہیں گیا۔

پریشانیاں ختم کرنے کی ترکیب:

آج کل کے نوجوان اکثر و بیشتر کہتے ہیں کہ ہماری زندگی کی پریشانیاں ختم نہیں ہوتیں۔کہتے ہیں کہ ایک پریشانی ختم نہیں ہوتی کہ دوسری آجاتی ہے، دوسری ختم نہیں ہوتی کہ تیسری اوپر سے آجاتی ہے۔عام طور پر ان کی وجہ ہمارے اپنے گناہ اور تقویٰ کی کمی ہوتی ہے۔جب زندگیوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری آئے گی تو اللہ تعالیٰ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف سے برکتیں نازل ہوں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ کہ اگر یہ بستی دیسوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور بالضرور ان کے لئے آسمان سے اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

صحابہ کرامؓ کے رزق میں برکت:

سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں تقویٰ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے رزق میں اتنی بہتات عطا کر دی تھی کہ صحابہ کرامؓ کے دور میں جب کوئی زکوٰۃ لے کر نکلتا تو پورے مدینہ میں زکوٰۃ کا کوئی مستحق نظر نہیں آتا تھا کیونکہ صحابہ کرامؓ کے گھروں میں مال و دولت کے ڈھیر لگے ہوتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میرے پاس بیت المال سے جو حصہ آتا تھا اس میں سونے کے اتنے بڑے بڑے ڈلے آتے تھے کہ انہیں لکڑی کے کلہاڑے سے توڑا کرتا تھا۔

تقویٰ کی برکت:

پھر قرب قیامت میں ایک وقت آئے گا جب امام مہدیؒ تشریف لائیں گے، اس وقت زمین سے اللہ تعالیٰ کی معصیت ختم ہو جائے گی، سب نیک لوگ ہوں گے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ لوگوں کے تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اتنی برکتیں ہوں گی کہ ایک گائے کا دودھ پورے کے پورے خاندان کے لئے کافی ہو جایا کرے گا۔ ہم جتنا تقویٰ اختیار کریں گے اتنی ہی ہماری صحت میں برکت، وقت میں برکت، اور کاموں میں برکت ہوگی۔ آج گناہوں کی وجہ سے برکتیں رک چکی ہیں، نہ مال میں برکت، نہ صحت میں برکت اور نہ وقت میں برکت ہے۔ پھر ہم روتے پھرتے ہیں کہ کسی نے کچھ باندھ دیا ہے، کسی نے کچھ کر دیا، ہمارے اوپر آسیب کا اثر ہو گیا۔ الٹی

www.besturdubooks.wordpress.com

راہوں پر چل نکلتے ہیں، عملیات والوں کے پاس چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے عقیدے بھی خراب کر بیٹھتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہماری حفاظت فرمائے اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور نیک اعمال کو سبب بنا کر اللہ تعالیٰ ہماری زندگیوں میں برکت عطا فرمادے اور اب تک ہم نے جتنے بھی گناہ کیے، چھوٹے یا بڑے، تنہائی میں کیے یا محفل میں کیے، دن میں کیے یا رات میں کیے اللہ رب العزت ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمادے اور آئندہ ہمیں پاکیزہ نگاہیں عطا فرمادے اور نگاہوں کی نامسلمانی سے محفوظ فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

و اخر دعونا ان الحمدلله رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

تین بڑی نعمتیں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ علی عبادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔وَ قال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر،
اَللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰہُ ۔وَ قال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر فلا تخشوھُمْ وَ
اخْشَوْنِیْ ۔وَ قال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر وَ اِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی
الْخٰشِعِیْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَ اَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ.
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ
وَ الْحَمْدُ للہ ربِّ الْعٰلَمِیْنَ o

ہر انسان کو اللہ رب العزت کی طرف سے بے شمار نعمتیں ملی ہیں۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا فرمان الٰہی ہے اگر تم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم انہیں شمار ہی نہیں کر سکتے۔ ان بے شمار نعمتوں میں سے چند نعمتیں بڑی نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی تعداد تین ہے۔

پہلی بڑی نعمت

پہلی بڑی نعمت عقل ہے۔

’’عقل‘‘ کی لغوی تحقیق:

حدیث پاک میں آتا ہے اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ اللہ تعالیٰ نے سب سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے عقل کو پیدا کیا۔ یہ ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ جس کو بھی عطا فرما دے۔ عقل کا لفظ عقال ناقتہ سے بنا۔ اونٹنی کو جو نکیل ڈالی جاتی ہے اس کو عقال کہتے ہے۔ وہ اونٹنی کو قابو رکھتی ہے، ادھر ادھر بھاگنے نہیں دیتی۔ اسی طرح جب انسان کی عقل سلیم ہو تو وہ اس کو شریعت کی حدود کے اندر رکھتی ہے ادھر ادھر بھاگنے نہیں دیتی۔

جنت میں عقل کے مطابق درجہ:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! لوگ قیامت کے دن جو مقام اور درجہ پائیں گے وہ کس حساب سے پائیں گے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ عقل کے مطابق۔ وہ بڑی حیران ہوئیں۔ کہنے لگیں، اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا عمل کے مطابق نہیں پائیں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ عمل بھی اتنا ہی کریں گے جتنی اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہوئی ہوگی۔

اس عقل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو عقل معاد کہتے ہیں اور دوسری کو عقل معاش کہتے ہیں۔

عقل معاش:

یہ عقل معاش دنیا کے نقطہ نظر کی عقل ہوتی ہے، یہ ہر چیز میں دنیا کو تلاش کرے گی حتی کہ ان کے سامنے دین کو پیش کیا جائے گا تو یہ دین میں بھی دنیا کا پہلو نکال لے گی۔ ان سے کہو کہ ایک پارہ تلاوت کریں تو انہیں مصیبت نظر آتی ہے۔ لیکن کاروبار کے لئے کہو کہ فلاں آیت گیارہ سو مرتبہ پڑھو تو بڑے آرام سے پڑھ لیں گے۔ ان کا مقصود دنیا کی عزت، دنیا کا مِلک اور دنیا کی شان وشوکت ہے۔ اب اس کے لئے بتانے والے نے بتا دیا کہ تہجد کی نماز کے بعد پڑھو تو وہ بھی اٹھ کے پڑھ لیا کرتے ہیں۔ عقل معاش اپنے دِین کو بھی دُنیا بنا لیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عقل معاد:

عقل معاد اللہ رب العزت اپنے انبیاء کو عطا فرماتے ہیں اور ان کی اتباع کی برکت کی وجہ سے علماء اور صلحاء کو بھی عطا فرماتے ہیں۔ یہ وہ عقل ہوتی ہے جو ہر کام میں آخرت کی کامیابی کو دیکھتی ہے۔ آخرت کی کامیابی کو اصل کامیابی سمجھے گی۔ اس کے سامنے دنیا کی بھی بات کرو تو یہ دنیا کی باتوں میں سے بھی آخرت کا پہلو نکال لے گی۔ یہ عقل معاد ہے۔

ایک بزرگ جا رہے تھے۔ انہوں نے سنگترے بیچنے والے کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا ''چنگے سنگترے چنگے سنگترے'' ان پر وجد طاری ہو گیا۔ اللہ اللہ اللہ اللہ اونچی آواز سے کہنے لگے۔ جب کچھ کیفیت ٹھیک ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ حضرت! کیا بنا؟ فرمایا، تم نے نہیں سنا وہ کیا کہہ رہا تھا۔ عرض کیا، حضرت! وہ سنگترے بیچ رہا تھا۔ فرمایا نہیں سنو تو سہی کہ کیا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا، حضرت! سنگترے بیچ رہا ہے کہ میرے پاس اچھے سنگترے ہیں تم خرید لو۔ انہوں نے کہا پھر سنو وہ کہہ رہا ہے چنگے سنگترے۔ کہا، ہاں حضرت! بیچنے کے لئے صفت بیان کر رہا ہے کہ اچھے سنگترے۔ فرمایا، نہیں۔ ذرا غور سے سنو وہ کہہ رہا ہے چنگے سنگترے۔ جو چنگوں کے سنگ لگ گئے وہ تر گئے۔ سبحان اللہ۔ یہ عقل معاد ہوتی ہے کہ دنیا کی بات ان کے سامنے پیش ہو اس میں سے بھی آخرت کا نکتہ نکال لیتے ہیں۔

عقل معاد اپنی دنیا کو بھی دین بنا لیتی ہے۔ اللہ والوں کو عقل معاد نصیب ہوتی ہے اس لئے ان کی توجہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ ہر چیز اسے اللہ رب العزت کی یاد دلاتی ہے۔ سنا ہے کہ زلیخا نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ لیا تھا۔ مؤمن کا بھی یہی حال کہ ہر چیز اسے اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ چاند تاروں میں تو مرغزاروں میں تو ہے خدایا
کس نے تیری حقیقت کو پایا

اور ایک شاعر نے کہا،

جگ میں آ کر ادھر ادھر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی
جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

دوسری بڑی نعمت

دوسری بڑی نعمت علم ہے، اللہ رب العزت جس کو بھی عطا فرما دیں۔ ابھی آپ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے علم ظاہری اور علم باطنی کے تلازم پر بات چیت سن رہے تھے۔ ایک کتابی علم ہوتا ہے اور ایک صحبتی علم ہوتا ہے۔ کتابی علم تو کاغذ کے صفحوں پر لکھا ہوا مل جائے گا جب کہ صحبتی علم سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتا ہے۔ جیسے علم ظاہری کتابوں سے قلم اور کاغذ کے ذریعے منتقل ہوتا آ رہا ہے۔ یہ علم سیدنا صدیق اکبرؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پایا۔ اسی لئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا وَ قَدْصَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبُوْبَکْرٍ ۔ کہ اللہ رب العزت نے میرے سینے میں جو کچھ بھی ڈالا ہے میں نے اسے ابو بکر کے سینے میں ڈال دیا ہے۔ اور ان کی اہلیہ فرمایا کرتی تھیں ۔ کہ ابو بکر کو لوگوں پر فضیلت ان کے نماز اور روزے کی کثرت کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اس سوز اور غم کی وجہ سے تھی جو اللہ نے ان کے دل میں عطا کر دیا تھا۔ جیسے لوگ اپنے خاندانی شجرے رکھتے ہیں کہ ہم حسنی حسینی

www.besturdubooks.wordpress.com

سید ہیں۔الحمدللہ ہمارے پاس بھی شجرے موجود ہیں۔کہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے آگے یہ نعمت آگے کہاں پہنچی اور پھر اس سے آگے کہاں پہنچی۔اور الحمدللہ ہمارے مشائخ نے یہ نعمت اپنے رب کی رحمت اور فضل سے ہم جیسے عاجز اور نالائقوں تک پہنچا دی۔یہ نسبت قیامت تک چلتی رہے گی۔

امام مہدی اور سلسلہ نقشبندیہ:

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ امام مہدی جب تشریف لائیں گے تو ان کا سینہ بھی نسبت نقشبندیہ کے نور سے معمور ہوگا۔اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے عالم کشف میں اللہ تعالیٰ نے نقشبندی طریقت کے ساتھ نسبت رکھنے والے قیامت تک جتنے بھی لوگ آنے تھے ان سب کی زیارت کروا دی ہے۔

طالب علم کے ایک ایک قدم کی فضیلت:

تاہم اللہ رب العزت کے ہاں علم کی بڑی فضیلت ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی طالب علم اپنے استاد کے پاس چل کر جاتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے ہر قدم پر اس کو ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔جنت میں اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک شہر آباد کیا جاتا ہے اور زمین کے جن ٹکڑوں پر اس کے قدم لگتے ہیں، زمین کے وہ ٹکڑے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

علم کی فضیلت:

امام غزالیؒ نے بھی ایک روایت نقل کی ہے کہ طالب علم جب چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے برکت کے حصول کے لئے اس کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں۔اللہ رب العزت کے ہاں اس کی بہت قدر ہے۔اس لئے فرمایا کہ جو آدمی طلب علم کے لئے نکلا اس کے بدن پر جو غبار پڑتی ہے وہ غبار اور جہنم کا دھواں یا جہنم کی آگ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دونوں ایک جگہ کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام اور علم:

اللہ رب العزت نے سیدنا سلیمانؑ کو یہ اختیار دیا تھا کہ آپ چاہیں تو آپ کو ہم علم دیں یا آپ کو شاہی عطا کر دیں یا آپ کہیں تو ہم آپ کو مال عطا کر دیں۔ انہوں نے اللہ رب العزت سے علم مانگا اللہ تعالیٰ نے علم کی برکت سے ملک اور مال ان کو خود عطا فرما دیا۔

ایک ہزار رحمتیں:

بلکہ علما نے کتابوں میں لکھا ہے کہ روزانہ اللہ رب العزت کی ایک ہزار رحمتیں نازل ہوتی ہیں جن میں سے نو سو ننانوے علماء اور طلباء کو دی جاتی ہیں اور باقی عوام الناس میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے۔ تم عالم بنو، یا طالب علم بنو، یا ان کی باتیں سننے والا بنو یا ان سے محبت رکھنے والا بنو کوئی اور چیز مت بننا۔

علم اور مقام علیین:

علم کے تین حروف ہیں۔ عین سے علیین کہ جب اللہ رب العزت کے پاس جائے گا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو علیین میں مقام عطا فرمائیں گے۔

علم اور محبت الٰہی:

اور علم کی وجہ سے انسان کی طبیعت میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔ سوچ میں لطافت آ جاتی ہے۔ کثافت ختم جاتی ہے اور جتنا علم ہو گا اللہ تعالیٰ کی معرفت کا اتنا پھر اس کے اندر اللہ رب العزت کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ تو علم وہ ہے کہ جس سے انسان کے اندر لطافت پیدا ہو اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو۔ اور جب وہ دنیا سے جائے تو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ اس کو مقام علیین عطا فرمائیں۔

عالم کے اکرام کا ثمرہ:

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی عالم کو سہارا دیتا ہے۔ بیمار ہے بڑھاپا ہے، کمزوری ہے، تھکے ہوئے ہیں۔ جب کوئی آدمی کسی عالم کو سہارا دیتا ہے اللہ رب العزت ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ اور اگر کوئی آدمی محبت اور عقیدت کی وجہ سے کسی عالم کے ماتھے یا سر پر بوسہ دیتا ہے اللہ رب العزت ہر بال کے بدلے میں اس کو نیکی اور اجر عطا فرماتے ہیں

عالم کی ہمنشینی نبی اکرم ﷺ کی ہمنشینی :

تنبیہ الغافلین میں ایک روایت یہ بھی نقل کی گئی۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ نے نقل کی کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، جس نے عالم کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم سے مصافحہ کیا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور جس نے عالم سے ہمنشینی اختیار کی اس نے مجھ سے ہمنشینی اختیار کی اور جس نے دنیا میں مجھ سے ہمنشینی اختیار کی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو میرا ہمنشین بنا دیں گے۔

قیامت کے دن علما کا اکرام:

اسی لئے ایک روایت میں آتا ہے کہ قیامت کے دن امت محمدیہ نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگی تو امت کے جتنے بھی لوگ پیاسے ہوں گے۔ ان پیاسوں کو فرشتے نبی ﷺ کے حکم پر حوض کوثر سے پیالے بھر بھر کر پلائیں گے لیکن جو اس امت کے علما ہوں گے ان علماء کو اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ اپنے ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام پلائیں گے۔ یہ وارث ہیں انبیاء کے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی اکرم ﷺ کی دعوت:

سائیں توکل شاہ انبالوی بڑے بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ظاہر میں بھی بہت دیا تھا۔ یہ دنیا اللہ والوں کے قدموں میں آتی ہے۔ لوگ حسد کرتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے۔ لیکن وہ اس سے رخ پھیر لیتے ہیں لیکن یہ پھر بھی پیچھے آتی ہے۔ ان کا دستر خوان بڑا وسیع تھا اور اعلان تھا کہ جو آدمی غریب ہو، نادار ہو، مسافر ہو، لاچار ہو وہ ان کے دستر خوان پر آ کر کھانا کھائے۔ سینکڑوں لوگ روز کھانا کھاتے تھے۔ خانقاہ چل رہی تھی۔ لوگوں کے مزے تھے لوگ آتے، کھانا کھاتے۔ بہت عرصہ ان کا یہ معمول رہا۔

ایک مرتبہ ان کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو بڑی خوشی ہوئی مگر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ توکل شاہ! تم اللہ تعالیٰ کی دعوت تو روزانہ کرتے ہو اور ہماری دعوت تم نے کبھی نہیں کی۔ آنکھ کھلی تو بڑے پریشان ہوئے۔ کئی دن تک اللہ رب العزت کے حضور روتے رہے، مانگتے رہے کہ پروردگار! اس کی تاویل کیا ہے؟ بالآخر اللہ تعالیٰ نے دل میں بات ڈالی کہ میں نے جو یہ دستر خوان کھلا رکھا یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے اللہ کے واسطے کہ اے اللہ! تیرے بندے ہیں کوئی غریب ہے اور کوئی بے روزگار ہے، تیری نسبت سے لوگ آتے ہیں، کھاتے ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ کے ورثاء تو عالم، حفاظ اور قراٗ ہوتے ہیں۔ میں نے ان کی کبھی دعوت نہیں کی اس لئے مجھے یہ فرمایا گیا۔ چنانچہ انہوں نے پورے شہر کے علماء، حفاظ اور قراٗ کی دعوت کی گویا یہ دعوت نبی اکرم ﷺ کی ہو گئی

علم کا مفہوم:

تاہم جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے۔ اس بے عمل کے لئے یہ بشارتیں نہیں۔ علم

www.besturdubooks.wordpress.com

پر عمل کا ہونا ضروری ہے۔ اس عاجز کو حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی زیارت نصیب ہوئی اور ان کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ انہوں نے طلبا سے پوچھا کہ بتاؤ، علم کا کیا مفہوم ہے؟ کسی نے کہا، جاننا، کسی نے کہا، ماننا، کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ کہا۔ حضرت خاموش رہے۔ بالآخر ایک طالب علم نے کہہ عرض کیا ،حضرت! آپ بتا دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم وہ نور ہے کہ جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کئے بغیر چین نہیں آتا۔ اگر یہ کیفیت ہے تو علم ہے ورنہ تو وبال جان ہے۔ اس لئے جو بے عمل آدمی ہوگا اور عالم بھی اپنے آپ کو کہلائے گا تو قیامت کے دن اس کا مواخذہ ہوگا۔

علمائے سوء کے پیٹ کی بدبو:

ایک روایت میں آتا ہے جہنم کے فرشتے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کریں گے کہ اے اللہ دو چیزوں کی بدبو نے بہت پریشان کیا ہوا ہے ایک کفار کے جسموں سے جو بدبو آ رہی ہے اور دوسری علماء سو کے پیٹ سے جو بو آ رہی ہے اس نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔

خنزیر کے گلے میں موتی:

ابن سیرینؒ کے سامنے کسی نے خواب بیان کیا کہ میں خنزیر کے گلے میں موتی ڈال رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نااہلوں کو علم مت سکھایا کرو، ناقدروں کو یہ چیز نہ دیا کرو، یہ قدر کرنے والی چیز ہے۔

امام بخاریؒ اور علم کی قدر:

امام بخاریؒ کے ہاں علم کی قدر تھی۔ جو آج اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عزت عطا فرمائی شرف عطا فرمایا۔ وقت کے حاکم نے کہا تھا کہ گھر آ کر میرے بچوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ علم کی توہین ہے اور میں علم کی توہین نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا، شہر چھوڑنا پڑے گا۔ فرمایا، شہر تو چھوڑ دوں گا مگر کبھی علم کی توہین نہیں کروں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے آج ان کو کیا عزتیں عطا فرمائی ہیں۔

چنبیلی کے پھول کی تعبیر:

ایک شخص نے ابن سیرینؒ سے آکر خواب بیان کیا کہ حضرت! میں نے دیکھا ہے کہ ایک کبوتر ہے اور وہ چنبیلی کے پھول کھا رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کی یہ تعبیر ہے کہ چند علماء کو جلدی موت آجائے گی۔ چنانچہ اگلے چند دنوں کے اندر اندر بیس بڑے بڑے علماء اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تو خواب میں چنبیلی کے پھول کو دیکھنا اس کی تعبیر علماء ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ علم والوں کی اپنی شان ہوتی ہے۔ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا یقین ہونا چاہئے محبت ہونی چاہئے توکل ہونا چاہئے۔

عالم اور جاہل میں فرق:

فقہا نے مسئلہ لکھا ہے کہ اگر عالم اور جاہل دونوں ایک وقت میں گرفتار ہو جائیں اور ایک آدمی کو قدرت ایسا اختیار دے کہ وہ دونوں میں سے ایک کو آزاد کروائے تو جاہل کو آزاد کروا لے اس لئے کہ عالم کے اندر دین کی خاطر تکالیف برداشت کرنے کا زیادہ ملکہ ہے، اللہ پر زیادہ توکل ہے، وہ ان تکالیف میں بھی رہے گا تو زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکالے گا۔ ہو سکتا ہے کہ جاہل ان مصیبتوں کی وجہ سے کفر کا کوئی کلمہ زبان سے نکال بیٹھے۔ تو جاہل کو نکلوا لو عالم کو رہنے دو۔

مگر دوسرا مسئلہ یہ لکھا کہ اگر ایک حمام میں یا کسی جگہ ایک عالم نہا رہا تھا اور دوسرے حمام میں جاہل نہا رہا تھا اور کسی نے کپڑے چرا لئے۔ اب دونوں کے بدن پر کپڑے نہیں اور ایک آدمی کے پاس ایک ہی کپڑا ہے تو فرمایا کہ اب دینے والے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہیے کہ وہ عالم کے جسم کو پہلے ڈھانپے اس لئے کہ عالم کی نگاہ شریعت وسنت کی وجہ سے جاہل کے جسم پر نہیں پڑے گی لیکن جاہل کی نگاہ عالم کے جسم پر پڑ سکتی ہے۔ تو علم کے تقاضے ہیں۔ شریعت توقع کرتی ہے اس بات کی کہ جب یہ علم عطا ہو تو اب اس پر عمل بھی ہو۔

علما امت کا آئینہ:

ہارون الرشید علماء کا بڑا قدردان تھا۔ ایک دفعہ علماء بھی بیٹھے تھے کہ شفیق بلخیؒ نے ہارون الرشید کو ایک نصیحت کی، فرمانے لگے کہ دیکھو دریا کا پانی صاف ہوتا ہے۔ تو نہروں میں صاف پانی آیا کرتا ہے اور جب دریاؤں کا پانی گندہ ہوتا ہے۔ تو پھر نہروں میں گندہ پانی آیا کرتا ہے۔ اسی طرح علماء کے دلوں کے اندر اگر دین کی تڑپ ہوگی تو عوام کے دلوں میں بھی یہی چیز منتقل ہوگی اور اگر علماء کے دلوں میں دنیا بسے گی تو عوام الناس سے گلہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

علمائے سوء اور علمائے حق کا کردار:

امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت! اس امت کو جب بھی زوال آیا تو کس وجہ سے آئے گا۔ تو فرمایا علماء کی وجہ سے۔ پھر پوچھا کہ حضرت! اس امت کی ڈولتی کشتی کو سہارا کون دے گا۔ تو فرمایا، علما۔ اس نے کہا کہ حضرت، یہ کیا، کہ ڈبوئیں گے بھی علماء اور تیرائیں گے بھی علما۔ فرمایا کہ جو علمائے سوء ہوں گے وہ ڈوبنے کا سبب بنیں گے اور جو علمائے حق ہوں گے وہ کشتی کے تیرنے کا سبب بن جائیں گے۔

گمراہی کے راستے:

تو اس لئے عالم وہی جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ اس علم کے ذریعے انسان کو حق کا راستہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّوْرُ ۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اعمٰی سے جاہل مراد ہے اور بصیر سے عالم مراد ہے۔ ان سے کسی نے سوال کیا کہ اگر یہ مراد لیں تو ولا الظلمات ولا النور میں ظلمات کا لفظ تو جمع کا لایا گیا اور نور کا لفظ ایک لایا گیا انہوں نے فرمایا کہ اس لئے کہ گمراہی کے راستے تو کئی ہوتے ہیں اور حق کا راستہ ہمیشہ ایک ہوا کرتا ہے۔

علم اور انبیاء علیہم السلام:

اسی علم کی وجہ سے اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام کو شرف عطا کیا۔ دیکھئے سیدنا آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ بنے اللہ تعالیٰ نے ان کو اسماء کا علم دیا تھا وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے علم الاسماء علم الاشیاء دے دیا تھا جس کی وجہ سے ان کو مسجود ملائکہ بنا دیا گیا تو یہ فضیلت ان کو کس لئے ملی؟ علم کی وجہ سے ملی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ نے ملکہ بلقیس کے اوپر غلبہ عطا کیا تھا اس کی بنیاد کیا چیز بنی؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی بولی سمجھنے کا علم عطا کیا تھا۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ ۔ داؤد علیہ السلام کو سلطنت کیوں ملی تھی؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک فن دے دیا تھا۔ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ اور ہم نے ان کو عطا کر دیا تھا زرہ بنانے کا علم کہ وہ کڑیوں کو ایک ترتیب کے ساتھ جوڑتے چلے جاتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جو جیل سے نجات ملی تھی وہ ان کے علم کی وجہ سے تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تاویل رویاء کا علم دیا تھا۔ یہ بھی ایک علم ہے۔ دو بندوں نے خواب دیکھا تھا انہوں نے تاویل کی تھی اور ان میں ایک ان کی رہائی کا سبب بن گیا۔ عَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تکوینی علوم میں حضرت خضر علیہ السلام کی فضیلت:

بلکہ ایک غیر نبی ولی ایک نبی کے استاد بننے کا شرف پا گئے۔ علم شریعت میں نہیں بلکہ علم لدنی یعنی تکوینی علوم میں۔ کچھ تشریعی علوم ہیں جن کو ہم شریعت کہتے ہیں اور ایک اس نظام کائنات کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی سرکاری جماعت ہوتی ہے فرشتوں کی اور بندوں کی جو کام کر رہی ہوتی ہے جیسے آپ تو یہاں مجمع میں بیٹھے ہیں اور ایک خدمت کی جماعت لگی ہوئی ہے کوئی روٹی پکا رہا ہے اور کوئی پانی لا رہا ہے۔ مگر مزے کی بات یہ ہے کہ اگر دل میں یہ رہا کہ چائے نہ ملی تو کیا بنے گا اللہ تعالیٰ آپ کو چائے تو دے دیں گے مگر باطن کی نعمت سے اللہ تعالیٰ آپ کو محروم کر کے بھیج دیں گے۔ اپنے مقصود کو ٹھیک رکھیں اگر سونا تھا تو گھر میں بستر بڑے نرم تھے، اگر کھانا تھا تو گھر میں بیوی کے ہاتھوں کا پکا کھانا بڑا اچھا تھا۔ گھر میں چائے بڑی اچھی ملتی تھی۔ ہر سہولت گھر میں تھی مگر یہاں تو آپ اور کسی مقصد کے لئے آئے تھے۔ اور وہ ہے اللہ رب العزت کی رضا۔ اب خدمت کی جماعت دن رات لگی ہوئی ہے خدمت کرنے میں اگر کوئی کمی کوتاہی ہو جائے تو صرف نظر کریں بلکہ ان کے لئے دعا کریں کیونکہ وہ اپنے دن رات لگا کر آپ کے لئے یہاں اطمینان سکون سے بیٹھنا آسان بنا رہے ہیں۔ شیطان کئی دفعہ غلطی کروا دیتا ہے۔

اس لئے مقصود سامنے رہے۔ ہم چائے کے لئے نہیں چاؤ کے لئے آئے ہیں۔ چاؤ کسے کہتے ہیں محبت کو۔ تو یہاں چائے کے لئے نہیں آئے چاؤ کے لئے آئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا چاؤ نصیب فرما دے اپنی محبت عطا فرما دے۔

تو ایک ولی کو اللہ تعالیٰ نے ایک نبیؑ کے استاد ہونے کا شرف عطا کیا۔ وہ ولی کون تھے؟ حضرت خضرؑ۔ حضرت موسیٰؑ کو ان کے پاس بھیجا گیا۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

عِبَادِنَا اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اللہ تعالیٰ نے انہیں علم لدنی عطا کیا تھا۔

دو بوڑھوں میں محبت الٰہی:

ہمارے حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کی خانقاہ پر بچھانے کے لئے دسترخوان نہیں ہوتا تھا، کبھی روٹی خشک پانی کے ساتھ کھا لیتے، کبھی لسی کے ساتھ کھا لیتے، کبھی گڑ مل جاتا تو اس دن سالکین کی عید ہوتی تھی کہ آج ہمیں گڑ سے روٹی کھانے کا موقع نصیب ہو گیا۔ انہوں نے اس حال میں اللہ اللہ سیکھا۔ مگر اس قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے میں ایسی محبت بھر دی تھی کہ ایک مرتبہ مجمع میں دو بوڑھے بیٹھے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ایک نے اس کا گریبان پکڑا دوسرے نے اس کا پکڑا۔ یہ اس کے لگا رہا ہے وہ اس کے لگا رہا ہے۔ ایک آدمی نے کہا کہ یہ دونوں ذاکر شاغل ہیں، کیوں لڑ رہے ہیں۔ تو جب قریب ہو کر دیکھا تو پتہ چلا کہ دونوں پر ایک حال اور محبت کی کیفیت تھی ان میں سے ایک نے کہہ دیا ''اللہ میڈا ہے'' یعنی اللہ میرا ہے۔ اب دوسرے کو غیرت آئی وہ اس کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑتا ہے کہ نہیں اللہ میرا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اللہ میرا، وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا ہے اس بات پر دونوں جھگڑ رہے ہیں۔ اور دونوں ہی جانتے تھے کہ اللہ ان دونوں کا تھا۔ تو مجاہدوں سے سیکھتے تھے تو محبت ایسی ہوتی تھی کہ دل کہتا تھا کہ اللہ میرا ہے بس۔

اولوالعلم میں عوام الناس کو داخل کرنا:

ایک روایت میں آتا ہے کہ روز محشر اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کو فرمائیں گے کہ اے میرے محبوب! اپنی امت کے علما کو بلا لیجئے تو نبی اکرم ﷺ پوری امت کو بلا لیں گے۔ جب پوری امت کو بلائیں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے،

www.besturdubooks.wordpress.com

اے میرے محبوب ﷺ! میں نے تو کہا تھا کہ آپ علما کو بلائیں اور آپ نے پوری امت کو بلالیا۔ نبی اکرم ﷺ عرض کریں گے، اے اللہ! آپ نے میری امت کے ہر فرد کے علم کی گواہی خود دی ہوئی ہے۔ پوچھیں گے میرے محبوب! وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ قرآن کی آیت پڑھیں گے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ کہ جس بندے نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا یہ کہنے والے کون ہوتے ہیں یہ اولوالعلم ہوتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی پوری امت کو علماء میں شامل فرمالیں گے۔

تیسری بڑی نعمت

علم ہو مگر ادب نہ ہو تو رنگ نہیں چڑھتا، سینہ روشن نہیں ہوتا۔ انسان ضرب یضرب کی گردانیں کرتا رہتا ہے۔ اور اس کو پتہ نہیں ہوتا کہ شیطان مجھ کو مکے مار رہا ہوتا ہے۔ اس کو نہیں پتہ ہوتا کہ شیطان مجھے کہاں کہاں بھٹکا رہا ہے وہ اپنی خواہشات پر عمل کرتا ہے اور خواہشات کو بھی دین کا رنگ دینے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت اقدس تھانویؒ کا ارشاد:

اس لئے حضرت اقدس تھانویؒ نے فرمایا کہ عالم کا شیطان بھی عالم اور مفتی کا شیطان بھی مفتی ہوتا ہے۔ بڑی تاویلیں سکھاتا ہے جاہل گناہ کرے گا تو احساس ندامت کے ساتھ کرے گا لیکن عالم گناہ کرے گا تو کسی تاویل کے ساتھ، جس کی وجہ سے پھر توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی۔

اس لئے جہاں فضائل بہت ہوتے ہیں وہاں پھر احتیاط بھی بڑی کرنی پڑتی ہے۔ ہیرے اور موتی کی قیمت بڑی ہوتی ہے اس لئے کتنا احتیاط سے رکھتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جی یہ کرسٹل کی بنی ہوئی چیز ہے احتیاط سے رکھیں۔ تو جہاں فضائل بڑے ہوں تو وہاں پر تقاضے بھی بڑے ہوں گے۔ تو علم انسان حاصل کرے عمل کی خاطر اور عمل کے ساتھ ادب بھی اللہ رب العزت سے مانگے۔ یہ تیسری بڑی نعمت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ادب:

اگر کسی انسان کے اندر علم کی کمی ہوگی تو وہ ادب سے پوری ہو جائے گی مگر ادب کی کمی علم کی وجہ سے پوری نہیں ہوا کرتی۔ اللہ تعالیٰ بے ادبی معاف نہیں فرماتے۔ بڑے غیور ہیں ادب کا اللہ تعالیٰ اتنا لحاظ فرماتے ہیں کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا احادیث لکھ رہا تھا قلم نہیں چل رہا تھا تو میں نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے اس قلم کو ذرا درست کیا تو سیاہی لگ گئی۔ اسی حال میں مجھے تقاضا محسوس ہوا بیت الخلاء جانے کا۔ جب میں وہاں بیٹھنے لگا تو بیٹھتے ہی میری نظر انگوٹھے پر پڑی تو میں نے سیاہی دیکھی تو دل میں خیال آیا کہ اگر تقاضے سے فارغ ہوا تو ہاتھ دھوئیں گے اور پانی کی وجہ سے یہ سیاہی جو میں لکھنے میں استعمال کرتا ہوں اس گندے پانی میں شامل ہو جائے گی جو کہ ادب کے خلاف ہے۔ میں نے تقاضے کو دبایا اور بیت الخلاء سے باہر آیا اور آکر میں نے سیاہی کو صاف جگہ پر دھویا۔ جیسے ہی دھویا اسی وقت الہام ہوا کہ احمد سرہندی! ہم نے جہنم کی آگ کو تیرے اوپر حرام کر دیا۔ تو علم بھی ہو ادب بھی ہو پھر نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہوا کرتا ہے۔

قبلہ رخ بیٹھنے کی فضیلت:

میں نے ایک کتاب میں واقعہ پڑھا کہ ایک دوست فرماتے تھے کہ میرے دو طالبعلم تھے اور دونوں قرآن پاک یاد کرنے والے تھے۔ ایک کی نشست ایسی تھی کہ اس کا رخ قبلہ کی طرف تھا اور دوسرے کی پیٹھ قبلے کی طرف تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جس کا رخ قبلے کی طرف ہوتا تھا وہ دوسرے سے ایک سال قبل قرآن پاک کا حافظ بن گیا۔اسی لئے ہمارے مشائخ بھی اپنے رخ کو قبلے کی طرف رکھنے کا التزام فرمایا کرتے تھے۔ ہر جگہ ممکن نہیں ہوتا لیکن جہاں ممکن ہو انسان کوشش کرے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور ادب:

مفتی ہند حضرت مفتی کفایت اللہؒ نے ایک مرتبہ طلباء سے پوچھا کہ بتاؤ انور شاہ کشمیریؒ انور شاہ کشمیری کیسے بنے؟ اب جس کو تفسیر کے ساتھ زیادہ شغف تھا اس نے کہا کہ بڑے مفسر تھے۔جس کو حدیث پاک کے ساتھ زیادہ شغف تھا اس نے کہا کہ محدث تھے۔جن کو اشعار کے ساتھ زیادہ دلچسپی تھی اس نے کہا کہ ان کا کلام بڑا اعلیٰ تھا۔ حضرت خاموش رہے۔طلباء نے کہا کہ حضرت! آپ بتا دیجئے۔ انہوں نے فرمایا، میں کیا بتاؤں یہ سوال خود ان سے پوچھا گیا کہ حضرت! آپ انور شاہ کشمیری کیسے بنے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم کے اور کتابوں کے ادب کی وجہ سے علامہ انور شاہ کشمیری بنا دیا۔اور ادب کتنا فرماتے تھے کہ اگر حدیث پاک کی کتاب پڑی ہے اور مطالعہ کر رہے ہیں اور حاشیہ پڑھ رہے ہیں تو حاشیہ کا رخ بدل کر اور خود بیٹھ کر حاشیہ کو نہیں بدلتے تھے بلکہ اٹھ کر دوسری طرف آتے اور پھر حاشیہ کا مطالعہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے کبھی کسی کتاب کو بے وضو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ حدیث کی کتاب کو بھی بے وضو ہاتھ نہیں لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں کتابوں کے رکھنے میں بھی خیال کرتا تھا۔کبھی میں نے قرآن پاک کے اوپر تفسیر نہیں رکھی، تفسیر کے اوپر حدیث کی کتاب نہیں رکھی، حدیث کی کتاب کے اوپر فقہ کی کتاب نہیں رکھی، فقہ کی کتاب کے اوپر میں نے تاریخ کی کتاب نہیں رکھی۔ میں کتابوں کے رکھنے میں بھی ان کے درجات کا خیال رکھتا تھا۔اس ادب کی وجہ سے پروردگار نے

www.besturdubooks.wordpress.com

قبولیت عطا فرمائی۔

جادوگر اور ادب:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ستر ہزار جادوگر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان لانے کی توفیق عطا کر دی۔ چند لمحے پہلے کافر تھے اور چند لمحے بعد سجدے میں گر گئے اور مؤمن بن گئے۔ کیا وجہ تھی؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے اندر ادب تھا ایک تو وقت کے نبیؑ کے ساتھ مشابہت اختیار کی تھی اور دوسری وجہ کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ مقابلہ سے پہلے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا تھا کہ کیا کریں۔ ان میں ایک اندھا جادوگر تھا اس نے کہا کہ بھئی دیکھو دو صورتیں ہیں۔ یا تو ہمارا مدمقابل واقعی سچا ہے اور اللہ کا نبی ہے یا پھر ہماری طرح جادوگر ہے۔ لہذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ تم اس کا ادب کرو۔ اگر ادب کریں گے اور وہ جادوگر ہوا اور ہم غالب آ گئے تو ہمیں نقصان کوئی نہیں۔ اور اگر وہ ہم پر غالب آ گیا تو ہم نے چونکہ اس کا ادب کیا ہوگا اس لئے اس کا ادب ہمارے لئے فائدہ اور نفع کا سبب بن جائے گا۔ انہوں نے پوچھا کہ ہم اس کا کیا ادب کریں؟ اس اندھے نے مشورہ دیا، اللہ تعالیٰ نے اسے باطن میں روشنی دے دی ہوگی۔ اس نے کہا کہ ادب یہ ہے کہ تم مقابلہ کرنے سے پہلے پوچھ لینا کہ جناب آپ پہلے ڈالنا چاہتے ہیں اپنی کسی چیز کو یا ہم ڈال کر دکھائیں۔ یہ جو ہم پوچھیں گے ہمارا یہ پوچھنا اذن اور ادب بن جائے گا اور اس ادب کی وجہ سے ہمیں نفع ملے گا اور واقعی جب انہوں نے اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ کہا تو واقعی اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمادی کہ اللہ تعالیٰ نے اس ادب کی وجہ سے ایمان کی دولت نصیب فرمادی۔

ہمارے سجدوں کی کیفیت:

اب یہاں ایک نکتہ ہے کہ ان جادوگروں نے ایک سجدہ کیا تھا اور اس ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

سجدے سے وہ اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب پا گئے تھے کہ ان کے ایمان کی بشارتیں خوشخبریاں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دیں۔ اے مؤمن! تو دن میں چالیس سجدے کرتا ہے تو تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب کیوں حاصل نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ ہمارے سجدے کی وہ کیفیت نہیں ہے ان کا ایک سجدہ ہماری زندگی کے ان سجدوں سے زیادہ بہتر تھا اس لئے وہ زیادہ قرب کا مقام پا گئے۔ تو سجدہ کریں اس محبت کے ساتھ کہ سجدے میں بھی مزہ آئے اور کیفیت یہ ہو کہ اِلٰهِیْ سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَ خَیَالِیْ اے اللہ! میرا جسم، میری جان، میری روح تجھے سجدے کر رہی ہے۔ ایسے سجدے کا مزہ آتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ اور ادب:

علمانے تفسیر میں ایک نکتہ لکھا ہے۔ طلباء کے لئے سمجھنا آسان ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ آج ہم مارے گئے۔ پکڑے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلدی میں جواب دیا تھا کہ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ اللہ رب العزت میرے ساتھ ہے اور وہ راہنمائی فرمائے گا۔

نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی میں سیدنا صدیق اکبر گھبرائے تھے کہ کفار کہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھ نہ لیں اور تکلیف نہ پہنچائیں۔ اپنی گھبراہٹ نہیں تھی محبوب کے لئے گھبراہٹ تھی۔ تو محبوب ﷺ نے کیا فرمایا تھا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اب یہاں مفسرین نے نکتہ لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکل گیا تھا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ انہوں نے معی کا لفظ پہلے کہہ دیا اور ربی کا لفظ بعد میں کہا تھا جب کہ نبی اکرم ﷺ نے اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا میں اللہ کا لفظ پہلے لیا تھا معنا کا لفظ بعد میں لیا اس لئے اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے شرک کے لئے راستہ پھر بھی کھلا رکھا کہ بعد میں وہ شرک میں مبتلا ہو گئے تھے اور نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے نام کو مقدم کیا اس لئے اللہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کی امت پر شرک کے دروازوں کو بند کر دیا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد اس جگہ اور اس شہر میں شیطان کی عبادت قیامت تک کبھی نہیں ہوگی۔

ایک عجیب واقعہ:

ایک کتاب میں اس عاجز نے ایک عجیب واقعہ پڑھا۔ ایک خطیب خوش نویس اور کاتب تھے جو قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنا مشاہدہ بیان کیا۔ وہ کہنے لگے کہ میں جب بھی قرآن پاک لکھتا تھا تو ہر دفعہ لکھنے کے لئے جب میں قلم اٹھاتا تو کوئی نہ کوئی مکھی قلم کے ساتھ آ کر سیاہی چوسنے کے لئے بیٹھتی۔ وہ فرمانے لگے کہ میں نے ساٹھ قرآن پاک شروع سے لے کر آخر تک لکھے۔ لیکن ایک بات میرے مشاہدہ میں آئی کہ قرآن پاک کی ہر آیت پر سیاہی میں سے مکھی نے حصہ لیا لیکن جب میں یہ آیت لکھتا تھا لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ کہ اموال یتیم کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جب میں اس کے لئے سیاہی لیتا تھا تو ساٹھ قرآن پاک لکھتے ہوئے کبھی مکھی نے اس میں سے حصہ نہ لیا۔ اللہ رب العزت کے اس حکم کا ایک مکھی جیسے جاندار میں بھی اتنا ادب حالانکہ یہ حکم انسانوں کو ہو رہا ہے لیکن اس کو لکھنے کے لئے جو سیاہی لی جا رہی ہے مکھی بھی اس سیاہی کو چوسنا پسند نہیں کرتی۔

ادب حاصل کرنے کا طریقہ:

انسان ادب خود بخود نہیں سیکھ سکتا بلکہ کسی کی صحبت میں آ کر، کسی کے پاس بیٹھ کر، کسی کی ڈانٹ کھا کر اور تربیت پا کر پھر انسان کو یہ حاصل ہوتا ہے۔ تو آپ جو اجتماع میں تشریف لائے تو اس لئے نہیں آئے کہ آپ کی تعریفیں کی جائیں بلکہ اس لئے آئے کہ آپ کی اصلاح کی جائے۔ تو اصلاح کے لئے محبت پیار بھی ہوتا اور ڈانٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈپٹ بھی ہوتی ہے۔ اور اس سے انسان کو ادب ملتا ہے۔تو اللہ رب العزت سے جہاں اور دعائیں مانگیں تو وہاں یہ بھی دعا مانگئے عجیب بات ہے کہ آج کے دور میں یہ دعا مانگنے والے بھی کم ہیں کہ اے اللہ! ہمیں ادب سکھا اور ادب عطا فرما۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا

اَدِّبُوْ النَّفْسَ اَیُّھَا الْاَصْحَابُ
طُرُقُ الْعِشْقِ کُلُّھَا آدَابُ

اے دوستو! اپنے نفوس کو ادب سکھاؤ اس لئے کہ عشق کے جتنے بھی راستے ہیں وہ سب آداب ہی ہیں۔

خشیت الٰہی کسے کہتے ہیں؟

جب یہ تین چیزیں مل جائیں عقل سلیم بھی علم نافع بھی اور عمل بھی تو پھر ان کا مجموعہ خشیت الٰہی کہلاتا ہے۔اسی لئے قرآن پاک کی جو آیت پڑھی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ اس میں خشیت سے مراد یہی ہے۔خشیت دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔جس کی وجہ سے انسان اللہ رب العزت کی محبت میں اعمال کرتا ہے اور اس کے دل میں ہر وقت یہ استحضار رہتا ہے کہ میں نے قیامت کے دن اپنے رب کو جواب دینا ہے۔ میں نے اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے اور ملاقات کا دن جب اسے یاد ہوتا ہے تو پھر وہ کوئی چھوٹا کام بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف کر نہیں سکتا۔

معیت الٰہی:

دیکھیں ایک ہوتا ہے کسی چیز کا پتہ ہونا علم ہونا اور ایک ہوتا ہے اس چیز کا استحضار

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونا یعنی وہ چیز حاضر ہونا طبیعت میں یہ جو استحضار ہے یہ ہر وقت نہیں رہتا۔ اس کی مثال سمجھ لیجئے کہ ایک آدمی اگر ڈاکٹر کے پاس بیٹھا کام کررہا ہے اور سر میں درد ہے تو ہر بندہ کہے گا کہ جی دوائی لے لو اور اگر وہی بندہ علماء کی محفل میں بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ جی سر میں درد ہو رہا ہے تو آپ کہیں گے کہ جی دم کروالو۔ یہاں دم کا خیال آیا اور وہاں گولی کا خیال۔ جیسا ماحول تھا سوچ ویسی غالب آجاتی ہے۔ تو استحضار ہونا کسی چیز کا یہ ایک عجیب چیز ہے۔ اب کس کو نہیں پتہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں تین ہوتے ہیں تو چوتھا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور جہاں چار ہوتے ہیں وہاں وہ پانچواں ہوتا ہے۔ **وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ** وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں ہوتے ہو۔ تو علمی اعتبار سے ہر بندے کو اس کا پتہ ہوگا لیکن اس کا استحضار کسی کسی کو حاصل ہوگا۔ تو معلوم ہوا علم کوئی اور چیز ہے اس کا ہر وقت استحضار رہنا اور چیز ہے۔ یہاں جو ذکر کے لئے آتے ہیں وہ اس لئے کہ ہمیں اس علم کا استحضار حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی اس معیت کا استحضار حاصل ہو جائے۔ ہر وقت ہماری یہ کیفیت رہے۔ اور جو تخلیہ میں بیٹھ کر ذکر کرواتے ہیں اور ضربیں لگواتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے۔

مریمؑ اور معیتِ الٰہی:

ایک دلیل سن لیجئے۔ حضرت زکریا اللہ رب العزت کے پیغمبر ہیں آپؑ تبلیغ کے لئے چلے گئے۔ پیچھے بی بی مریمؑ اکیلی تھیں۔ وقت زیادہ لگ گیا آپؑ کے دل میں خیال آیا کہ کہیں کھانے کی چیزیں کم نہ ہوگئی ہوں اس لئے واپس تشریف لائے اور جلدی سے محراب میں داخل ہوئے **كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا** جب داخل ہوئے تو دیکھا کہ مریمؑ کے پاس تو بے موسم کے پھل پڑے ہیں۔ حیران ہو گئے چونکہ عالم اسباب میں محنت کرتے آئے تھے، لوگوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ملتے آئے تھے تو سوچ بھی اسباب کے مطابق تھی۔تو پوچھا انی لک ھذا مریم تجھے یہ پھل کہاں سے مل گئے مریم چونکہ تخلیہ کی حالت میں تھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تار جڑی ہوئی تھی،توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف تھی۔تو مریم نے فوراً جواب دے دیا کہ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہنے لگی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اب جب اس نے یہ بات کی تو حضرت زکریا علیہ السلام کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی تو آپ کے دل میں بات آئی اے اللہ آپ اگر مریم کو بے موسم کے پھل دے سکتے ہیں تو اس بڑھاپے میں کیا مجھے آپ بیٹا عطا نہیں فرما سکتے۔هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے بیٹا عطا فرما فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے سے خوشخبری دے دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرما دیا۔تو حضرت زکریا علیہ السلام کا دھیان اسباب کی طرف گیا اور یہ کوئی بری چیز نہیں انسان کی طبیعت پر اسباب کا ماحول کا اثر ہوتا ہے۔

انبیاء کرام پر اسباب کا اثر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام وقت کے نبی ہیں لیکن اژدھا کو دیکھا تو خوف طاری ہو گیا۔ یہ مقام نبوت کے منافی نہیں ہوا کرتیں بلکہ طبعی چیزیں ہوتی ہے۔وقت کے نبی ہیں اور جا رہے ہیں اور دعائیں مانگ رہے ہیں۔ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اب یہ کوئی مقام توکل کے منافی بات نہیں ہے یہ ایک طبعی چیز ہے فطری چیز ہے۔اس لئے شعیب علیہ السلام نے ان کو تسلی دی نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ بہر حال اسباب کے اثرات ہوتے ہیں۔ہم عالم اسباب میں زندگی گزارتے ہیں اس لئے ہم پر بھی اثرات ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مولانا الیاسؒ کا ارشاد:

اس لئے مولانا الیاسؒ نے فرمایا تم ایک چھٹانک محنت اگر مخلوق پر کرو تو ایک من محنت اپنے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق پر کیا کرو۔ اور جب کبھی باہر وقت لگانے جاتے تھے تو واپس آ کر اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ وہ اعتکاف کیا چیز تھی؟ وہی اعتکاف ہم خانقاہوں میں بٹھاتے ہیں۔ اس سے توجہ الی اللہ بنتی ہے۔

اس لئے علماء کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں تو وہ اپنی بیٹری کو چارج رکھنے کے لئے روزانہ کچھ وقت تخلیہ میں اپنے رب کے ساتھ گزارا کریں۔ تب اپنی بیٹری چارج رہے گی ورنہ ڈسچارج ہو جائے گی۔

مریمؑ پر اسباب کا اثر:

وہ مریمؑ جو تخلیہ میں وقت گزار رہی تھی۔ اور جس کا یقین اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل تھا۔ اب اسی مریمؑ نے جب خود گھر کی زندگی گزارنی شروع کر دی تو ان کا اپنا کیا حال بنا کہ جب غسل کرنے کے لئے مشرق کی جانب گئیں تو جبریلؑ پہنچ گئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا** ہم نے اسے بھرپور جوان مرد کی شکل میں بھیجا اب جب بی بی مریمؑ نے دیکھا کہ ایک غیر مرد ہے تو فوراً ڈر گئیں اور کہنے لگیں کہ **اِنِّي اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا** میں رحمان کی پناہ مانگتی ہوں جب جبریلؑ نے دیکھا کہ ڈر گئی ہیں تو انہوں نے کہا **اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ** میں آپ کے رب کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں **لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا** تاکہ آپ کو ستھرا بیٹا، ملے نیک بیٹا ملے۔ اب مریم اور پریشان ہو گئی کہ اس کا آنا ایک مصیبت تھی اس کا اگلی بات کہنا اس سے بڑی مصیبت کہ میں تو ابھی شادی شدہ نہیں تو میرا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ مریمؑ چونکہ اسباب کی زندگی گزار رہی تھیں اس لئے وہ جانتی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھیں کہ بیٹا پیدا ہونے کے دو سبب ہو سکتے ہیں یا تو نکاح کے ذریعے سے یا زنا کے ذریعے سے۔ اور یہ دونوں سبب موجود نہیں تو فرمانے لگیں کہ میرا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے تو اب وہ مریم کہتی ہے کہ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ میرا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ وَ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ کسی بشر نے مجھے نہیں چھوا یعنی نکاح نہیں ہوا وَ لَمْ اَکُ بَغِیًّا اور نہ میں نے کوئی بغاوت کی یعنی زنا کی مرتکب ہوئی دونوں باتیں نہیں دونوں سبب نہیں پائے جاتے میرا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ قَالَ کَذٰلِکِ فرشتے نے مہر لگا دی کہ مریم جیسے آپ کہہ رہی ہیں آپ ایسی ہی پاک دامن ہیں نہ کوئی نکاح ہوا نہ کوئی گناہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پاک دامنی کی زندگی عطا کر دی۔ قرآن نے پاک نے کَذٰلِکِ کی مہر لگا دی مگر ساتھ کہا قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ کہا آپ کے رب نے کہ میرے لئے یہ بیٹا دے دینا آسان ہے۔ تو جبریلؑ نے اس وقت یہ کہا کہ یہ بیٹا کسی زلفوں والی سرکار نے نہیں دینا، یہ رب پروردگار نے دینا ہے۔ تو اب دیکھئے کہ جو بے موسم کے پھل کھاتی تھی جب گھر کی زندگی گزاری تو اپنی توجہ اسباب کی طرف پلٹ آئی۔ تو قرآن پاک سے دلائل ملے۔ اسی لئے فرماتے ہیں کہ ہر عالم کے لئے تخلیہ کا اختیار کرنا لازمی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو کیا فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ.

اللہ سے لو لگا لو:

اب یہ رب کی طرف رغبت کے لئے وقت کیوں نہیں نکالتے اسی کو تو ہم معمولات اور تخلیہ کہتے ہیں اسی کے لئے وقت مانگتے ہیں۔ کہ روزانہ کچھ وقت فارغ کرلو نبی علیہ السلام فرماتے۔ تھے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ کہ میرا اللہ کے ساتھ ایک وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی نبی مرسل اور ملائکہ کو وہاں پر دخل کی اجازت نہیں ہوتی تو وہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت گزارا کرتے تھے ہم بھی ایسا وقت گزاریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تار جوڑ کر بیٹھا کریں محبت سے یاد کیا کریں ارے جاہل یاد کرتا ہے جہالت کی باتیں کر کے اس کی جہالت کی باتیں اللہ کو پسند آتی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کی تاریکیوں کاٹی

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

اگر جاہل کا تخلیہ میں بیٹھ کر اللہ سے لو لگانا اتنا پسند آیا، اگر کوئی صاحب علم بیٹھ کر اللہ سے لو لگائے گا تو اللہ تعالیٰ کو کتنا پسند آئے گا۔ تو ہم دن کا کچھ وقت اپنے لئے فارغ کرلیں تہجد کا وقت بہترین وقت ہے جب دنیا سوئی ہوئی ہوتی ہے اس وقت اٹھیں اور نوافل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے لو لگا کر بیٹھیں پھر بیٹھے بیٹھے دل کی کیفیت کیا بنے گی کہ

کہ مجھ کو اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں
تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

پھر دیکھنا اللہ رب العزت کی طرف سے کیسی رحمتیں آتی ہیں پھر عشق الٰہی ملے گا۔ محبت کی شراب پلائی جائے گی، پھر دل کے اندر سوز پیدا کر دیا جائے گا اور یہ سوز آپ کو تڑپائے گا۔ شاعر نے کہا تھا

لطف مے تجھ سے کیا کہوں اے زاہد!
ہائے کمبخت تو نے پی نہیں

تو میں اس کو بدلتا ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

لطف مے تجھ سے کیا کہوں اے دوست!
ہائے بے علم تو نے پی ہی نہیں

کبھی مے کا لطف پالیتے تو پھر دیکھتے بات کیا بنتی۔ یہ دلوں کوایسا تڑپاتی ہے جیسے اندرکوئی الارم اللہ نے فٹ کر دیا ہوخود بخود آنکھ کھلتی ہے۔

دو نمبر مجنوں:

اور آج پوچھیں کہ جی معمولات کرتے ہیں تو جواب آتا ہے کہ جی وقت نہیں ملتا یہ تو ایسا ہی ہے کہ مجنوں صاحب سے پوچھیں کہ لیلیٰ کو یاد کرتے ہو تو وہ کہے کہ وقت نہیں ملتا۔ عجیب بات ہے کہ مجنوں کو لیلیٰ کو یاد کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ آج ویسے تو ہر چیز تو تھی ہی نمبر دو، مجنوں بھی نمبر دو ہو گئے۔ کئی ویسے تو سالک ہیں لیکن معمولات کا وقت نہیں ملتا اور پھر کہتے ہیں کہ جی حضرت جی اثر ہی نہیں ہوتا اتنے سال سے بیعت ہیں۔ اس کے کچھ تقاضے ہیں انہیں پورے کر دیجئے پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ دلوں کی حالت کو بدلتے کیسے ہیں۔

خشیت الٰہی لقائے الٰہی کا استحضار ہے:

تو خشیت الٰہی ایک دل کی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان ہر وقت یہ محسوس کرتا ہے کہ میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوں مجھے قیامت کے دن رب کے سامنے پیش ہونا ہے۔ مجھے اپنے رب کو جواب دینا ہے۔ اس لئے قرآن پاک میں جو خشیت کی تعریف کی گئی وہ کیا تھی۔ فرمایا یہ نماز بھاری ہے سوائے ان لوگوں کے جن لوگوں کے دل میں خشیت ہوتی ہے اور خشیت کن لوگوں کے دلوں میں ہے۔ اَلَّذِیْنَ وہ لوگ یَظُنُّوْنَ جو یہ یقین کرتے ہیں اِنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ انہوں نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے وَ اِنَّهُمْ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اور انہوں نے اپنے رب کی طرف لوٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے جاتا ہے۔

سلف صالحین میں خشیت الٰہی

ہمارے سلف صالحین میں یہ خشیت الٰہی کیسی تھی۔ سبحان اللہ۔

مولانا حسین علیؒ اور خشیت الٰہی:

ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں والے۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ سے خلافت پائی۔ حالانکہ حضرت خواجہ سراج الدینؒ ان کے شاگرد تھے۔ ان سے پڑھتے تھے یہ بھی خلوص دیکھئے ہمارے اکابر میں اخلاص کی اس سے بڑی کیا مثال ہوگی کہ جس کو کتابیں پڑھا رہے ہیں خود اسی سے بیعت ہو رہے ہیں سلوک سیکھنے کے لئے۔ اکابر کے اصاغر سے فیض پانے کی بہترین مثال اس دور میں اس سے بڑی نہیں مل سکتی۔ ان سے خلافت پائی لیکن اللہ تعالیٰ نے مقام بڑا دیا تھا حضرت رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد تھے، بڑی نسبت تھی، بڑے بھاری عالم تھے۔ لیکن جب ان کا آخری وقت آیا تو حضرت کی یہ کیفیت تھی کہ جو بھی ان سے ملنے آتا وہ اس سے مصافحہ کرتے اور مصافحہ کر کے حال احوال پوچھتے اور حال احوال پوچھنے کے بعد فرماتے کہ دیکھو! میرا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے، آپ نے بھی تیاری کرنی ہوگی میں نے بھی تیاری کرنی ہے، اچھا پھر ملیں گے اور رخصت کر دیتے۔ پھر دوسرا آتا ملاقات کرتے اس کا حال پوچھتے اور پھر یہی فرماتے میرا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے میں نے بھی تیاری کرنی ہے آپ نے بھی تیاری کرنی ہوگی اچھا پھر ملیں گے کئی مہینے ان کا یہی معمول رہا۔ شوق اور اشتیاق اتنا بڑھ گیا تھا۔ سبحان اللہ، جب کوئی پرندے کو آزاد کرنے لگے تو اور پرندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھے کہ دروازہ کھلنے لگا ہے تو پرندہ پھڑکتا ہے۔ ایسی ان کی کیفیت تھی حالت تھی کہ میرا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ ہم نے کبھی اس انداز سے سوچا کہ میرا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔

آخرت کا جہیز:

دیکھیں ایک ماں جس دن بیٹی کو جنم دیتی ہے تو اس دن سے سوچنا شروع کر دیتی ہے کہ میں نے بیٹی کے لئے جہیز بنانا ہے، ایک دن اس کی شادی کرنی ہے۔ اور کئی عورتیں تو ساری زندگی جہیز بناتی ہیں کیوں کہ اگر بیٹی جہیز کے بغیر خاوند کے پاس چلی گئی تو خاوند کے پاس اس کو عزت نہیں ملے گی۔ اے ماں! تیری بیٹی کھلونوں میں کھیل رہی ہے اور تو اس بیٹی کا جہیز تیار کرتی پھر رہی ہے اور تو سوچتی ہے کہ جب بڑی ہو کر شادی ہوگی خاوند کے پاس بغیر جہیز کے جائے گی تو اسے عزت نہیں ملے گی، اپنے بارے میں کیوں نہیں سوچتی تیرے بال سفید ہو گئے، قبر میں تیری ٹانگیں پہنچ گئیں تو نے بھی اپنے رب کے سامنے جانا ہے۔ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ تو قرآن کہہ رہا ہے ایک ایک کر کے اللہ کے حضور پیش کر دیئے جاؤ گے اگر اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا میری بندی میرے پاس نیکیوں کا اعمال نامہ اور جہیز لائی یا نہیں سوچئے کہ وہاں پھر ہمارا کیا بنے گا؟! اپنے لئے نیکیوں کا جہیز بناؤ یہ دنیا کا جہیز نہ بھی ہو تو کیا فرق پڑتا ہے خواہ مخواہ کی بنی ہوئی چیزیں ہوتی ہیں لیکن اگر اللہ رب العزت کے سامنے نیکیوں کا ذخیرہ نہ ہوا تو پھر انسان بے سر و سامان خالی ہاتھ کھڑا ہوگا پھر کہے گا يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا کاش کہ میں نبیوں کے ساتھ چلا ہوتا اور فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا اس لئے خشوع اپنے دلوں میں لانے کے لئے تخلیہ کو لازم کر لیجئے ذکر کو لازم کر لیجئے اپنے مشائخ کی صحبت کو لازم

www.besturdubooks.wordpress.com

کر لیجیے۔ کیونکہ مشائخ کی صحبت سے ادب ملتا ہے، علم ملتا ہے، ایک مقناطیست ہوتی ہے جو سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے اور دلوں کو روشن کر دیتی ہے پھر انسان کے لئے اللہ رب العزت کی محبت کے ساتھ اعمال کرنا آسان ہوتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں خشیت الٰہی:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا لیکن ابوبکر کے احسانات کا بدلہ اللہ دے گا۔ ایسی زندگی تھی۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ دعا مانگتے تھے کہ اے کاش، میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا، اے کاش! مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا، کاش میں کوئی گھاس کا تنکا ہوتا۔ کس لئے کہتے تھے؟ اس لئے کہ کہیں قیامت کے دن مجھے اللہ کے سامنے کھڑا نہ ہونا پڑ جائے اس سے ڈرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے کھڑا ہوں گا۔ ان کے اندر یہ خشیت الٰہی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں خشیت الٰہی:

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کے اندر خشیت الٰہی اتنی تھی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے کہ میں آپ سے منافقین کے نام نہیں پوچھتا لیکن اتنا بتادو کہ کہیں عمر کا نام تو ان میں شامل نہیں۔ اور جب آپ کی وفات ہونے لگی تو وفات کے وقت کیا کہا اللہ اکبر عجیب بات کہی وفات کے قریب ایک صحابی کو بلایا اور اسے ایک وصیت فرمائی کہ جب میری روح نکل جائے تو مجھے دفن کرنے میں جلدی کرنا۔ اس نے پوچھا، اے امیر المومنین! جلدی کریں گے مگر اتنی تاکید کیوں کر رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، اس لئے کہ اگر اللہ رب العزت کا ارادہ میرے ساتھ خیر کا ہے تو تم خیر کی طرف مجھے پہنچانے میں جلدی کرنا اور اگر اللہ رب العزت کا ارادہ میرے ساتھ شر کا ہے تو تم

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے بوجھ کو اپنے اوپر سے جلدی اتار دینا اور عمر کے انجام کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

یہ ہوتی ہے خشیت الٰہی۔ ڈر رہے ہوتے ہیں کانپ رہے ہوتے پتہ نہیں ہمارا کیا ہوگا۔ پتہ نہیں اللہ رب العزت کے حضور پہنچیں گے تو کیا معاملہ ہوگا وہاں باز پرس ہونی شروع ہوگئی تو پھر کیا بنے گا اس لئے اللہ والے ڈر رہے ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں کہ قیامت کے دن کیا معاملہ پیش آئے گا ان کی زندگی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ڈرتے گزر جاتی ہے۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ میں خشیت الٰہی:

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ وفات کے بعد کسی کو خواب میں نظر آئے۔ اس نے کہا، حضرت! آگے کیا بنا؟ فرمایا، اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، احمد علی لاہوریؒ! تو مجھ سے اتنا ڈرتا تھا اور ہر وقت روتا رہتا تھا۔ حضرت کثیر البکاء تھے بہت رویا کرتے تھے۔ ہر وقت روتا رہتا تھا ڈرتا رہتا تھا تو جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تو ہر وقت روتا رہتا تھا ڈرتا رہتا تھا تو فرمانے لگے کہ میں تو اور ڈر گیا کہ اب تو ناراض ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمانے لگے احمد علی! تو اب بھی ڈر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اے اللہ! میں آپ کی شان اور بلندی مقام سے اب بھی ڈر رہا ہوں۔ فرمایا، اب ڈرنے کا وقت ختم ہو گیا، ہم تجھے بشارت دیتے ہیں کہ تمہیں جس قبرستان میں دفن کیا گیا ہے تمہاری برکت سے اس قبرستان کے سب مردوں کو ہم نے معاف فرما دیا۔ یہ ہوتا ہے ڈرنے والوں کا مقام۔ اللہ رب العزت سے خوف کھانے والوں کا مقام وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ان کو ڈبل ڈبل جنتیں ملتی ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور ان کو مقام ملتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک محدث میں خشیت الٰہی:

ایک محدث درس حدیث دے رہے تھے۔ ان کا رنگ پیلا ہو رہا تھا، چہرے پر خوف تھا بڑی مشکل سے درس ختم کیا۔ کسی نے پوچھا، حضرت! میں آپ کی کیفیت دیکھ رہا تھا، کیا آج آپ کو کوئی تکلیف تھی؟ فرمایا، نہیں۔ اس نے کہا، حضرت! چہرے پر خوف کے کچھ عجیب سے اثرات تھے۔ فرمایا، تم نے نہیں دیکھا۔ اس نے پوچھا، کیا؟ فرمایا، ہمارے اوپر اس وقت بادل آ گیا تھا اور میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے اوپر پتھروں کی بارش برسا دی جائے۔ پہلی امتوں پر بھی اسی طرح بادل آتے اور وہ ان کو نہیں سمجھتے تھے اور ان پر پتھروں کی بارش کر دی جاتی تھی۔ اللہ اکبر

لمحہ فکریہ:

ہم اگر علم حاصل کریں گے اور کام نہیں کریں تو اللہ تعالیٰ دین کا کام کسی اور سے لے لیں گے۔ وہ مکھی سے کام لے لیتا ہے، مچھر سے لے لیتا ہے، مکڑی سے لے لیتا ہے، جس سے چاہے وہ اپنے دین کا کام لے لیتا ہے۔

قرآن پاک کی ایک آیت یاد رہے۔ پروردگار فرماتے ہیں۔ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْا اَمْثَالَکُمْ اگر پیٹھ پھیریں گے اور ہٹیں گے دین والے کام سے تو اللہ تعالیٰ بدل دیں گے کسی قوم سے اور وہ قوم پھر ہمارے جیسی نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والی ہوگی۔ تو ہمیں اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے کہ تم نے کیا کام اور ہم اس کا جواب نہ دے سکیں۔ کہنے کو عالم ہو اور زندگی اس کی ایسی ہو جیسے کسی ظالم کی ہوتی ہے۔ اس کو حلال اور حرام کی تمیز نہ ہو۔ وہ اپنے رب کی پوجا کرنے کی بجائے وہ اپنے نفس کی پوجا کرتا پھر رہا ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لئے جب علم رنگ لاتا ہے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کے اندر پھر خشوع پیدا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مانگئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنا خشوع عطا فرمادے

قرآن کے آئینہ میں ہماری تصویر:

اگر ہم ذرا قرآن کے آئینے میں اپنی شکل دیکھیں تو قرآن پاک کی ایک آیت میں اپنی تصویر نظر آتی ہے۔ اور وہ کیا آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً عَبْدًا مَمْلُوْكًا اور اللہ تعالیٰ مثال بیان کرتا ہے ایک بندے کی جو غلام تھا لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ کسی چیز پر اس کو قدرت نہیں تھی۔ وَ هُوَ کَلٌّ عَلٰی مَوْلَاهُ اپنے مولی پر بوجھ بنا ہوا تھا اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُ لَا یَاْتِ بِخَیْرٍ کہ جدھر جاتا تھا کوئی خیر کی خبر نہ لاتا تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کہہ دیا جائے تمہاری زندگی ایسی تھی۔ یہ نہ کہیں کہہ دیا کہ تمہارا کام تو اسی عورت کی طرح کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْکَاثًا کہ وہ عورت جو ساری زندگی سوت کاتتی رہی اور آخر پر کاتے ہوئے سوت کو اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالا۔ آٹھ سال تو چٹائیوں پر بیٹھ کر پڑھتے رہے اور جب باہر نکلے تو باہر ہی نکل گئے۔ پھر کہیں ایسا نہ ہو اس لئے اپنے دل میں اس بات کو بٹھا لیجئے کہ اللہ رب العزت کے ہاں مرتبے بھی بہت زیادہ ہیں لیکن مرتبہ پانے کے لئے محنت کرنے کی ضرورت ہے فقط علم ظاہری کی بات ہو تو قیامت کے دن شیطان کی بخشش ہم سے پہلے ہو جائے گی اس لئے کہ وہ ہم سے بڑا عالم ہے۔ معلوم ہوا کہ نہیں کہ فقط الفاظ وحروف کی بات نہیں کچھ اور بھی چیز ہے اسی کو سوز علم کہتے ہیں۔ محبت الٰہی کہتے ہیں جب علم کے ساتھ محبت الٰہی مل جاتی ہے تو عمل آجاتے ہیں۔ پھر انسان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشوع پیدا ہوتا ہے پھر وہ اعمال کرتا ہے ڈرتے ہوئے۔ ایک ایک نماز ایسی پڑھتا ہے جس پر اس کے پچھلے گناہوں کی بخشش کے وعدے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کو قبول کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو دنیا میں بھی قبولیت عطا فرما دیتے ہیں اور آخرت میں بھی۔

چٹائیوں کی عزت:

ہو عالم اور تذکرے کرے کہ میرے لئے رزق کی تنگی ہے حضرت! دعا کرو کہ میں مالی مشکلات میں پھنسا ہوا ہوں، قرضوں میں جکڑا ہوا ہوں۔ ارے اللہ تعالیٰ سے توکل کہاں گئی اللہ تعالیٰ سے یقین کہاں گیا۔ ایک عالم آ کر کہنے لگے کہ حضرت! آپ بتائیں کہ میں کوئی کاروبار نہ کرلوں۔ میں نے کہا عالم ہو کر یہ بات کرتا ہے کہ میں کوئی کاروبار نہ کرلوں، میں نے کہا آٹھ سال لگانے کے بعد اگر پھر بندہ یہ سوچے کہ میں کاروبار نہ کرلوں تو پھر اس نے علم کی کیا قدر کی اس سے تو پھر مر جانا بہتر تھا کیوں وقت لگایا تھا ان چٹائیوں پر، ان چٹائیوں کی عزت تو رکھ لیتے۔

سلف صالحین کی اللہ تعالیٰ پر توکل:

ہمارے اسلاف کو کھانے کو نہیں ملتا تھا بھاگ کر فاقے کاٹ لیتے تھے انگریز ان کے قدموں میں مال دولت ڈالتے تھے ٹھوکریں لگاتے تھے دنیا دار آ کر مال پیسے پیش کرتے تھے مگر وہ ٹھکرا دیا کرتے تھے۔ ایک ایک لاکھ روپے کا چیک آیا کرتا تھا۔ واپس بھیج دیا کرتے تھے ان کی اپنے رب پر توکل ہوا کرتی تھی کہ پروردگار کھلائے گا اور پھر پروردگار نے ان کو رزق عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رزق عطا کریں گے۔

علم کا تقاضا:

لہذا علم کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا یقین اچھا کرلیں پروردگار کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں وَ اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَ مَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا

www.besturdubooks.wordpress.com

بِقَدْرٍ مَعْلُوْمٍ اس لئے میں اپنے محترم علماء سے کہا کرتا ہوں کہ آپ امامت کو ملامت نہ بنایا کرنا اگر امامت کو امامت بنائیں گے پھر اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کو امام بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائیں گے اگر عمل ہوگا اور خشوع ہوگا تو دنیا آ کر قدم پکڑے گی اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا کرے گی۔ علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو عزتیں دیں گے لیکن جب خود ہی عمل نہیں کریں گے تو پھر ہم کیوں شکوہ کرتے ہیں کہ علم کے بعد ہم فلاں پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آپ کو اس رنگ میں رنگنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

اللہ کے بندوں کی تلاش:

میرے دوستو یہ عاجز در بدر کی ٹھوکریں اس لئے کھاتا پھرتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے ایک مقبول بندے کے ذریعے سے اس عاجز کے سر پر ایک بوجھ رکھوا دیا یہ عاجز اس قابل نہیں، اب بھی نہیں، نہ اس وقت تھا مگر کام بھی اپنے حضرت کے حکم سے شروع کیا۔ حضرت پوچھا کرتے تھے کہ تم سے اب کتنے لوگ سلسلے میں داخل ہوئے مجھے جھجک ہوا کرتی تھی مگر حضرت بلا بلا کے پوچھتے تھے۔ کس لئے؟ اس لئے ان کو پتہ تھا کہ بوجھ رکھ دیا ہے اب اس نے میری دی ہوئی نعمت کو کہاں کہاں پہنچانا ہے۔ ہم تو ایک ڈاکیا بن کر اس نعمت کو دور دور تک پہنچاتے پھرتے ہیں۔ یہ بھی اللہ رب العزت کی رحمت ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ نعمت دور دور تک سینوں میں پھیلے۔ ہر بندہ اس نسبت کو حاصل کرنے والا بن جائے مگر کیا کریں برتن ناپاک نظر آتا ہے تو دودھ بھرنے کو کسی کا دل نہیں کرتا، جب دل صاف نظر نہیں آتا پھر توجہات کہاں تک اثر کریں گی، کچھ خود بھی محنت کیجئے اپنی نیت ٹھیک کر لیجئے، پھر توجہات کے اثرات ہوں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

کہاں ہیں وہ بندے جن کے دل میں خوف خدا ہو، جن کا عمل سنت نبوی کے مطابق ہو، جو رب کو تنہائیوں میں یاد کرتے ہوں، اپنے سر کو جھکاتے ہوں، اپنے مولا کو مناتے ہیں ایسے بندے اگر ہوں تو نسبت تو ہے ہی ان کے لئے پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو دنیا اور آخرت میں کیسی سعادتیں عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس نسبت کے نور سے منور فرمائے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مشائخ کے سامنے رسوا اور شرمندہ نہ فرمائے، ہمارے لئے قیامت کے دن خیر کے فیصلے فرمائے اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے ہم کہیں رسوائی کا سبب نہ بن جائیں اس لئے دعا کریں کہ پروردگار ہمارا یہاں آنا بیٹھنا قبول فرمالے اور یہاں سے واپس جاتے ہوئے زندگیوں کے رخ کو تبدیل فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

وَ آخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

◆◆◆◆◆

www.besturdubooks.wordpress.com

حقوق العباد

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلاَ تَسْتَوِیْ الْحَسَنَۃُ وَلاَ السَّیِّئَۃُ . اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ .سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اعتدال کی راہ:

دین اسلام ایک مکمل ضابطہء حیات کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ دین پر عمل کرنے والے لوگوں کی زندگی ہمیشہ متوازن ہوتی ہے۔ افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال کی راہ میں اللہ تعالیٰ نے خیر رکھی ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا میانہ روی بہترین حکمت عملی ہے۔

دو قسم کے حقوق:

انسان پر دو طرح کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا اور دوسرا اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا۔ جو شخص دونوں قسم کے حقوق ادا کرے وہی دوسروں کے لئے ماڈل ہو سکتا ہے۔ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ نے اپنی زندگی میں دونوں قسم کے حقوق ادا کر کے دکھائے۔ چنانچہ آپ کی مسجد کی زندگی بھی دیکھ لیجئے اور آپ کے گھر کی معاشرت کو بھی دیکھ لیجئے۔ پورے پورے حقوق نبی اکرم ﷺ نے ادا فرمائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ بھی مریض یہ بھی مریض:

آج کے دور میں دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ عبادت پر بہت توجہ دیتے ہیں مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ ہماری بات سے لوگوں کا دل جلتا ہے، ہمارے عمل سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، ہم بات کرتے ہیں تو لوگوں کے دلوں پر چھری پھیر رہے ہوتے ہیں، ہم دوسرے کو دکھ دے رہے ہوتے ہیں، ہم مسلمان بھائیوں کو دوسروں کے سامنے ذلیل کر رہے ہوتے ہیں۔ کئی ایسے ہیں کہ خوش اخلاقی کے تو بڑے نعرے لگاتے ہیں کہ آدمی کو ایسا اچھا کرنا چاہئے اور ایسا اچھا ہونا چاہئے مگر نماز کی فرصت نہیں، تلاوت کے لئے وقت نہیں، وہ بھی مریض اور یہ بھی مریض۔ ایک نے حقوق اللہ کا لحاظ نہ کیا تو دوسرے نے حقوق العباد کا لحاظ نہ کیا۔ یہ لوگ اگر اچھے ہوتے تو دونوں حقوق کا ایک وقت میں خیال کرتے۔ اس لئے اللہ رب العزت سے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ وہ ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرنے کی توفیق نصیب فرما دے۔

روز محشر اللہ تعالیٰ کا اعلان:

عبداللہ بن انیسؓ فرماتے ہیں کہ روز محشر اللہ تعالیٰ پکار کر فرمائیں گے کہ میں منصف بادشاہ ہوں، کوئی جنتی جنت میں اور کوئی دوزخی دوزخ میں اس وقت تک نہیں جا سکتا جب تک کہ اہل حقوق کے حقوق ان کو نہ دلا دیئے جائیں۔

بنی اسرائیل کو تنبیہ:

بنی اسرائیل میں سات سال تک قحط رہا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے مردار اور بچے بھی کھا لئے۔ پہاڑوں پر جاتے اور گڑگڑا کر التجا کرتے لیکن دعا قبول نہ ہوتی۔ آخرکار

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ انہیں کہہ دو کہ اگر وہ عبادت کرتے کرتے خشک کوڑے کی مانند ہو جائیں تو بھی میں ان کی دعا قبول نہ کروں گا جب تک کہ لوگوں کے حقوق واپس نہ کریں گے۔

دو انسانوں کا اختلاف:

معاشرے میں رہتے ہوئے انسانوں سے غلطی ہو سکتی ہے، باورچی خانے میں برتن دھوتے ہوئے برتن ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا بھی سکتے ہیں، دو آدمی بڑے تجربہ کار ڈرائیور ہیں پھر بھی ان دونوں کی گاڑیوں کا ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے۔ تو اگر تجربہ کار اور ماہر ڈرائیور سے بھی ایکسیڈنٹ ممکن ہے تو دو اچھے انسانوں کا آپس میں اختلاف کرنا بھی ممکن ہے۔ مگر ہونا یہ چاہئے کہ ایسی صورت حال میں عفو و درگزر کا معاملہ کیا جائے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو آدمی دنیا میں دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس انسان کی غلطیوں کو جلدی معاف فرما دیں گے۔

سینہ بے کینہ کا مطلب:

کوشش کیا کریں کہ دوسروں کی غلطیوں کو فوراً معاف کر دیا کریں۔ بات دل سے ہی نکال دیا کریں اس لئے کہ دل سے رنجش دور کر دینے سے انسان کے سینے میں کینہ نہیں رہتا۔ جو رنجشیں باقی رہ جاتی ہیں یہی تو کینہ بن جاتی ہیں۔ دین کی نظر میں کینہ بہت بری چیز ہے۔ سینہ بے کینہ کا مطلب ایسا سینہ ہے جس میں کسی کے خلاف نفرت نہ ہو، کسی کے خلاف دل میں غضب و غیض نہ ہو۔ مومنوں کے بارے میں دل میں کینہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے سینہ بے کینہ مانگا کریں۔ اگر کسی سے ایذا بھی پہنچے تو دل سے اس کو معاف کر دینا یہ خلق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی معاف

www.besturdubooks.wordpress.com

فرما دیا کرتے تھے۔ بلکہ امت کے اولیاء اللہ نے تو معافی کی ایسی ایسی مثالیں قائم کر دیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔

ایک عاشق رسول ﷺ کا واقعہ:

ایک بزرگ حج کے سفر پر گئے۔ایک جگہ سے گزر رہے تھے۔ان کے ہاتھ میں ایک تھیلہ تھا۔اس میں ان کے پیسے تھے۔ایک چوران کے ہاتھ سے وہ تھیلہ چھین کر بھاگ گیا۔کافی دور جا کر اس کی آنکھوں کی بینائی اچانک زائل ہوگئی۔اس چور نے رونا شروع کر دیا۔لوگوں نے پوچھا، بھائی کیا ہوا؟ کہنے لگا، میں نے ایک آدمی کا تھیلہ چھینا ہے،وہ کوئی بڑا مقرب بندہ لگتا ہے، بڑا اچھا بندہ لگتا ہے،میری آنکھوں کی بینائی زائل ہوگئی ہے، خدا کے لئے مجھے اس کے پاس پہنچاؤ تاکہ میں اس سے معافی مانگ سکوں۔لوگوں نے پوچھا، کہ یہ واقعہ کہاں پیش آیا؟ کہنے لگا کہ فلاں حجام کی دکان کے قریب پیش آیا۔لوگ اس کو اس دکان کے پاس لے کر آئے اور حجام سے پوچھا کہ بتاؤ کہ اس طرح کا آدمی یہاں سے گزرا ہے؟ آپ اسے جانتے ہو؟اس نے کہا مجھے اس کے گھر کا تو پتہ نہیں البتہ نمازوں کے لئے وہ آتے جاتے ہیں، اگلی نماز کے لئے پھر آئیں گے۔یہ لوگ انتظار میں بیٹھ گئے۔وہ بزرگ اپنے وقت پر تشریف لے آئے۔لوگ اس چور کو اس کے پاس لے کر گئے تو اس چور نے جا کر ان کے ہاتھ پکڑے، پاؤں پکڑے کہ مجھ سے غلطی ہوئی، گناہ ہوا، میں نادم ہوں، شرمندہ ہوں، میری بینائی چھن گئی، آپ اپنے پیسے واپس لے لیجئے اور مجھے معاف کر دیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ میری بینائی کو ٹھیک کر دے۔وہ بزرگ کہنے لگے کہ میں نے تو تجھے پہلے ہی معاف کر دیا ہے۔یہ بات سن کر وہ چور بڑا حیران ہوا۔کہنے لگا، حضرت! میں تو آپ کا تھیلہ چھین کر بھاگا اور آپ فرماتے ہیں کہ معافی مانگنے سے پہلے ہی آپ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے معاف فرما دیا۔ وہ فرمانے لگے کہ ہاں میرے دل میں کوئی بات آ گئی تھی۔ فرمانے لگے کہ میں نے ایک حدیث پڑھی، جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن جب میری امت کا حساب پیش کیا جائے گا تو میں اس وقت تک میزان کے قریب موجود رہوں گا جب تک کہ میرے آخری امتی کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر میں نے اس چور کو معاف نہ کیا تو قیامت کے دن یہ مقدمہ پیش ہوگا اور جتنی دیر میرے اس مقدمے کا فیصلہ ہونے میں لگے گی اللہ کے محبوب ﷺ کو اتنی دیر جنت سے باہر رہنا پڑے گا۔ میں نے معاف کر دیا کہ نہ تو مقدمہ پیش ہوگا نہ ہی میرے محبوب ﷺ کو جنت جانے میں دیر لگے گی۔ وہ جلدی جنت میں تشریف لے جائیں گے۔

شکریہ ادا کرنے کی اہمیت:

اگر کوئی بھلا کرے تو اس کا شکریہ ادا کیا کریں۔ آج کے دور میں معلوم نہیں ہم مسلمانوں کو کیا ہوا ہم کسی کا شکریہ تو ادا کرتے ہی نہیں الا ماشاءاللہ۔ حالانکہ ہمیں فرمایا گیا مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اپنے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ تو ہمیں تعلیم اتنی دی گئی تھی مگر ہم اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ حقوق العباد پر بھی پوری توجہ رکھی جائے تاکہ انسان ایک متوازن زندگی گزارنے والا بنے۔

غصہ پینے کی فضیلت:

اگر کبھی کسی سے تکلیف پہنچے تو یوں سمجھے کہ اس نے کوتاہی کر لی، چلو میں معاف کرتا ہوں، اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دیں گے۔ اگر کبھی کسی کی بات پر غصہ آئے تو غصے کے گھونٹ کو پی لیا کریں۔ یہ کڑوا گھونٹ ہوتا ہے مگر ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس بندے نے اپنے غصے کے گھونٹ کو پیا، جب کہ وہ غصے کو پورا کرنے کی حالت میں تھا، یعنی اس کے پاس ایسے وسائل تھے کہ وہ چاہتا تو غصہ اتار سکتا تھا، اس کا بدلہ لے سکتا تھا، مگر اس نے اللہ کے لئے اس غصے کے گھونٹ کو پی لیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر ہر گھونٹ کے بدلے میں اس بندے کو اپنا مشاہدہ عطا فرما دیں گے۔ وہ پروردگار کے جلوے دیکھے گا۔ اب دیکھیے کہ کون سا سودا اچھا ہے۔ دنیا میں غصے کا اظہار کر دینا، یا اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کا دیدار کرنا۔

عقل کی زکوۃ:

مومن جب ان باتوں کو سامنے رکھتا ہے تو پھر اس کے اندر حلم پیدا ہو جاتا ہے۔ حلم کہتے ہیں دوسرا نادانی سے کوئی بات کر بھی لے تو بندہ اسے معاف کر دے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ نادانوں کی بات پر تحمل مزاجی انسان کی عقل کی زکوۃ ہوا کرتی ہے۔ لکھے پڑھے عقل مند لوگوں کو چاہئے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کے اوپر دلوں میں روگ نہ پال لیا کریں۔ دوسرے کی غلطی کو معاف کر دینا اور تکلیف برداشت کر لینا انسان کی عقل کی زکوۃ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے عقل مند بنایا ہے تو عقل کی زکوۃ بھی تو دیا کرو۔ مگر آج دیکھا گیا ہے کہ آدمی خود تو چاہتا ہے کہ میرے بڑے بڑے قصوروں کو معاف کر دیا جائے مگر دوسرں کی چھوٹی چھوٹی غلطی کو بھی معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

انسانوں کی دو قسمیں:

انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کچھ شہد کی مکھی کی مانند ہوتے ہیں اور کچھ گندی مکھی کی مانند۔ شہد کی مکھی تو شہد بناتی ہے مگر گندی مکھی نجاست کے اوپر بیٹھی ہوتی ہے۔ ان دونوں کے اندر ایک بنیادی فرق ہے۔ گندی مکھی کے دماغ میں نجاست کی بو ہوتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ گندی چیزوں کی تلاش میں ہوتی ہے جہاں گندگی دیکھے گی وہیں بیٹھے گی، جسم پر بھی بیٹھی تو جہاں پر زخم ہوگا، پیپ ہوگی یہ وہاں بیٹھے گی۔ لہذا گندی مکھی کی سوچ گندی، اس کی تلاش گندگی، اس کی پسند گندی، وہ ہر وقت گندی چیزوں کے ہی ارد گرد گھومتی پھرتی ہے، وہیں اس کا ڈیرہ اور بسیرا ہوتا ہے جب کہ شہد کی مکھی کے دماغ میں خوشبو رچی ہوتی ہے۔ وہ ڈھونڈتی ہے تو پھول کو، وہ بیٹھتی ہے تو پھلوں پر، وہ اگر چوستی ہے تو پھلوں کے جوس کو، شہد کی مکھی چمن کو ڈھونڈے گی، گلستان ڈھونڈے گی، پھول اور پھلوں کو ڈھونڈے گی۔ اس کی سوچ اچھی ہوتی ہے اور یہ ہر وقت اچھی اور خوشبودار چیزوں کی تلاش میں رہتی ہے۔

اس مثال کو سامنے رکھ کر سوچیں تو انسانوں کی بھی دو قسمیں ہوتی ہے۔ کچھ لوگ شہد کی مکھی کی مانند ہوتے ہیں ان کے اپنے اندر بھی خیر ہوتی ہے اور وہ دوسرے کے اندر بھی خیر کو تلاش کرتے ہیں۔ وہ دوسروں کو خیر کی طرف بلاتے ہیں۔ وہ دوسروں پر نظر ڈالتے ہیں تو انہیں دوسروں میں خیر نظر آتی ہے۔ ان کی نظر میں دنیا کے سب لوگ اچھے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے اپنے اندر اچھائی ہوتی ہے۔ اور کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی اپنی سوچ گندی ہوتی ہے ان کے اپنے اندر خباثت بھری ہوتی ہے۔ وہ وہاں بیٹھتے ہیں جہاں انہیں برے لوگوں کی محفل نظر آئے۔ وہ ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جو برے ہوتے ہیں، وہ ایسے لوگوں سے اپنا آنا جانا رکھتے ہیں جن میں برائی غالب ہوتی ہے، وہ اگر کسی بندے پر نظر ڈالیں گے تو ان کی نگاہ برائیاں ڈھونڈے گی، ان کو بندے کی اچھائیاں نظر نہیں آتیں، ان کو بندے کی برائیاں نظر آتی ہیں، اسی لئے وہ کہیں گے کہ آج تو کوئی بھی اچھا نہیں ہے، نہ وہ علماء سے راضی ہوں گے، نہ وہ پیروں سے راضی ہوں گے، نہ وہ حکام سے راضی ہوں گے، نہ ماں

www.besturdubooks.wordpress.com

باپ سے راضی ہوں گے، دنیا میں وہ کسی سے راضی ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ کئی تو ایسے منحوس ہوتے ہیں جو اپنے پروردگار پر بھی اعتراض کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں نہیں سنیں اور ہماری دعائیں قبول نہیں کیں، ایسا بندہ گندی مکھی کی مانند ہے۔ یہ جہاں بیٹھے گا بری باتیں کرے گا، جب بھی سنے گا بری باتیں سنے گا، جہاں اس کی نگاہ پڑے گی یہ برائی کی طرف توجہ کرے گا۔ لہٰذا اس کے دماغ میں ہر وقت برائی پھیلی رہے گی۔ اللہ رب العزت سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں شہد کی مکھی کی مانند اچھا انسان بنادے تاکہ ہم اچھائی کی تلاش میں رہیں۔

کمینے آدمی کی مثال:

کمینے آدمی سے کبھی دوستی نہیں کرنی چاہئے کہ اس کی مثال کوئلہ کی مانند ہوتی ہے۔ کوئلہ اگر ٹھنڈا ہو تو ہاتھوں کو کالا کرتا ہے اور اگر گرم ہو تو ہاتھوں کو جلا دیتا ہے، نہ ٹھنڈا اچھا نہ گرم اچھا۔ اسی طرح کمینے آدمی کی دوستی بھی بری اور کمینے آدمی کی دشمنی بھی بری۔ ایسے انسان سے ہمیشہ اپنے آپ کو دور رکھنے کی ضرورت ہے۔ اچھے لوگوں سے دوستی کرنی چاہئے، اچھے لوگوں سے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ اگر معاشرے میں رہنا ہے تو انسان دوسروں کا ادب واحترام بھی سیکھے، انسان دوسروں کے ساتھ اچھے تعلقات بنا کر رکھے۔ دیکھیں دیوار کا ہر پتھر اپنی قیمت رکھتا ہے اگر چہ وہ کتنا چھوٹا کیوں نہ ہو اسی طرح گھر کا ہر فرد اپنی ایک حیثیت اور قیمت رکھتا ہے۔ وہ چاہے بڑا ہو یا چاہے چھوٹا ہو۔ تو ہمیں دوسروں کی بھی قدر کرنی چاہئے اور ان کی قدر و قیمت کا احساس رکھنا چاہئے۔

میاں سے بیوی کے شکوے:

عام طور پر دیکھا میاں بیوی زندگی گزار رہے ہیں تو بیوی اپنے خاوند سے بیزار

www.besturdubooks.wordpress.com

نظر آئے گی کہے گی، میں نے تیرے گھر میں آ کے دیکھا ہی کیا ہے۔ میں تو ڈولے میں آئی تھی اور کھٹولے کے ذریعے تیرے گھر سے قبرستان چلی جاؤں گی اور تیرے گھر میں رہتے ہوئے مجھے مصیبتیں ہی دیکھنی تھیں، مجھے تم نے کیا دیا، اگر کچھ کرتے بھی ہو تو اپنے بچوں کے لئے کرتے ہو، میرے لئے کیا کرتے ہو؟ اب یہ بیچاری ہر وقت اپنے خاوند سے شکوہ کرتی رہے گی۔ اسے خاوند میں کوئی اچھائی نظر نہیں آئے گی۔

مگرمچھ کے آنسو:

کسی دن اس کو خبر مل جائے کہ ایکسیڈنٹ سے خاوند کی وفات ہوگئی، اب وہی بیٹھی رو رہی ہوگی۔ دوسری عورتیں روئیں گی چند مہینے اور یہ روئے گی کئی سال۔ پانچ سال گزرنے کے باوجود بھی یاد کر کے بیٹھی ہوگی کہ میرا خاوند تو بڑا اچھا تھا۔ خدا کی بندی! اپنے خاوند کو جیتے جاگتے زندگی میں کیوں نہ بتایا کہ تم اچھے بندے ہو، آج مرنے کے پانچ سال بعد کیوں رو رہی ہو؟ مچھ کے آنسو کیوں بہا رہی ہو؟ کاش! اس کی قدر و قیمت کا احساس تمہیں اس کی زندگی میں ہو جاتا۔ تیری اپنی زندگی بھی جنت بنتی اور تیرے خاوند کی زندگی بھی جنت بنتی۔

انسان کی قدر:

مگر ہم جیتے بندے کی قدر نہیں کرتے، مرنے کے بعد قدر آتی ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں کہ بندے کی قدر آتی ہے ''مر گیاں یا ٹر گیاں'' جو آدمی چلا جائے، جدا ہو جائے تب اس کی قدر آتی ہے، یا آدمی اگر فوت ہو جائے تب اس کی قدر آتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم جیتے جاگتے بندوں کی قدر کرنا سیکھیں۔ اپنے گرد گھر میں جتنے لوگ ہیں ان میں خیر ہے، ان میں نیکی ہے، ہم ان کی قدر اپنے دل میں پیدا کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا نہ ہو کہ ہم ناقدری کرنے والے بن جائیں۔

ایک عجیب واقعہ:

مولانا رومؒ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک عطار نے ایک طوطی پالی ہوئی تھی۔ اس کی دکان پر جب گاہک آتے تو اس کی طوطی سلام کرتی، جیسے مینا سلام کرتی ہے اور آنے والے سے پوچھتی کہ تیرا کیا حال ہے؟ چنانچہ لوگ دور دور سے آتے کہ ہم نے عطر تو لینا ہی ہے لہذا کسی اور سے لینے کی بجائے فلاں دکان پر چلتے ہیں، تھوڑی دیر طوطی سے بھی باتیں کریں گے، لطف اندوز بھی ہوں اور خوشبو بھی خرید کر لائیں گے۔ چنانچہ اس عطار کی دکان پر گاہکوں کا رش زیادہ ہونے لگ گیا۔ لوگ اس کے پاس دور دور سے آتے، کئی دفعہ بچے ماں باپ کو ضد کر کے کہتے کہ وہاں چلو۔ چنانچہ وہ بچوں کو لے کر وہاں آتے۔ یوں عطار کا کام خوب چل رہا تھا۔

ایک دن اس عطار نے اپنی دکان تو بند کر دی مگر اس طوطی کو پنجرے میں بند کرنا بھول گیا۔ رات کو طوطی بیٹھی ہوئی تھی۔ کہیں سے اس نے بلی کی آواز سنی۔ جب میاؤں کی آواز سنی تو اس طوطی پر خوف طاری ہوا۔ وہ پھڑ پھڑائی اور کبھی ادھر گری کبھی ادھر۔ ہر طرف شیشے کی چیزیں اور شیشے کا سامان رکھا ہوا تھا۔ شیشیاں ایک دوسرے پر گریں تو ٹوٹ گئیں۔ شور پیدا ہونے سے طوطی اور گھبرائی۔ اڑی تو ادھر ادھر ٹکرائی جس سے مزید شیشیاں گریں۔ چنانچہ کافی زیادہ نقصان ہوا۔ صبح کے وقت جب عطار نے آ کر دیکھا کہ اس کی دکان کا بہت سا مال ضائع ہو گیا تو اس کو بڑا افسوس ہوا۔ اس نے طوطی کو پکڑ کر اس کے سر کے اوپر اتنے جوتے مارے کہ اس کے سر کے کچھ بال اتر گئے اور وہ گنجی ہو گئی۔

اب جب طوطی کو محسوس ہوا کہ اس نے تو مجھے بہت مارا ہے تو طوطی چپ ہو گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عطار نے حسب معمول اپنا کام شروع کر دیا۔ لیکن اب ایک فرق تھا کہ جب کوئی گاہک آتا تو عطار چاہتا کہ یہ طوطی گفتگو کرے۔ مگر طوطی گفتگو نہ کرتی، بڑا زور لگایا اور بڑی کوشش کی کہ کسی طرح یہ طوطی باتیں کرے تاکہ لوگ آئیں اور یہ ان کا دل لبھائے مگر طوطی کلام ہی نہیں کرتی تھی۔ جب کلام ہی نہ کیا تو کچھ مہینوں کے بعد لوگوں نے آنا چھوڑ دیا۔ آہستہ آہستہ گاہک کم ہو گئے۔ حتیٰ کہ کاروبار بالکل ٹھپ ہو گیا۔ اب اس کو احساس ہو کہ او ہو مجھے تو اس کی قدر نہ تھی، میں نے تو ذرا سی بات پر اس کو مارا حتیٰ کہ اس کے سر کے بال بھی اکھڑ گئے، یہ گنجی ہو گئی، اس نے بولنا چھوڑ دیا، میرا تو کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ اب عطار نفل پڑھتا اور دعائیں مانگتا کہ اے اللہ! طوطی کو بلا دے، طوطی کو بلا دے۔ مگر طوطی تو بولتی نہیں تھی۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

اس مثال کو اپنی زندگی میں دیکھیے، کہیں خاوند اپنے بیویوں کو تنگ کرتے پھرتے ہیں۔ جب وہ ذرا ناراض ہوتی ہیں تو دل کو کچھ ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ بول پڑے۔ کئی عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں کو ناراض کرتی ہیں۔ جب وہ بولنا بند کر دیتا ہے تو پھر روتی پھرتی ہیں، تعویذ لیتی پھرتی ہیں، حضرت! تعویذ دیں ہمارا خاوندہ ہمارے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔ بھائی اس طوطی کی پہلے قدر کیوں نہ کی؟ خیر یہ تو درمیان میں بات آ گئی۔ تو مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی بڑی دعائیں مانگتا مگر طوطی بات ہی نہ کرتی۔ اسی طرح وقت گزرتا رہا تاہم اس نے سبق سیکھا کہ مجھے اس طوطی کی پہلے ہی قدر کرنی چاہئے تھی۔ میں نے اس کی ناقدری کی اور اس وجہ سے آج میرا کاروبار ٹھپ ہو گیا۔

ایک دن ایک فقیر آیا جس کے سر پر بال نہ تھے۔ طوطی نے اس فقیر کو دیکھا تو فوراً

www.besturdubooks.wordpress.com

بول اٹھی۔ کہنے لگی، کیا آپ نے بھی اپنے مالک کے شیشوں کو توڑا تھا؟ تو وہ طوطی اپنے ہی پر قیاس کرنے لگی کہ میں نے چونکہ اپنے مالک کے شیشوں کو توڑا اور مجھے گنجا بنا دیا گیا تو یہ جو سامنے گنجا فقیر ہے شاید اس نے بھی اپنے مالک کے شیشوں کو توڑا ہوگا۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ اس سے ایک سبق اور ملا کہ ہر آدمی دوسرے کو اپنے پر قیاس کرتا ہے۔ جو اپنے دل میں بات ہوتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ شاید کہ دوسرے کے دل میں بھی یہی بات ہے اور اکثر آپ دیکھیں گے کہ یہی چیز جھگڑوں کا باعث بن جاتی ہے۔

غلط فہمی کا نقصان:

بعض اوقات انسان بات کچھ کر رہا ہوتا ہے اور دوسرے کے دماغ میں کچھ اور ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اس کا مفہوم کچھ اور سمجھ لیتا ہے۔ پھر غلط فہمی کی وجہ سے آپس میں جھگڑے ہو جاتے ہیں۔ حقوق العباد کے معاملے میں ہمیشہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ کبھی بھی شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو ایسا نہ ہو کہ انسان دوسرے کی ناقدری کر بیٹھے یا انسان غلط فہمی کی وجہ سے کسی کے حقوق کا خیال نہ رکھے۔ اگر ہم آج حقوق کا خیال نہیں رکھیں گے تو کل قیامت کے دن ہمیں اس کا جواب دینا پڑے گا۔

پہلوان کون ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، تم جانتے ہو کہ پہلوان کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا، جو لوگوں کو کشتی میں گرا دے۔ فرمایا، نہیں۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ ہی بتا دیجیے۔ فرمایا، پہلوان تو وہ ہے کہ جس کو غصہ آئے اور وہ اس غصے کو پی جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بانجھ عورت کون ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ بانجھ عورت کون ہے؟ عرض کیا کہ، جس کا کوئی بیٹا بیٹی نہ ہو۔ فرمایا، نہیں۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ ہی بتا دیجئے کہ بانجھ عورت کون ہے؟ فرمایا، جس عورت کا کوئی بیٹا یا بیٹی بچپن کی حالت میں فوت نہ ہوا ہو وہ بانجھ عورت ہے۔ کیونکہ کل قیامت کے دن یہ معصوم بچے ماں باپ کی شفاعت کریں گے اور اس کی تو کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا لہذا یہ بانجھ عورت ہے۔ یہ گویا تسلی کے لئے بات کر دی کہ جس عورت کا چھوٹا بچہ فوت ہو دکھ تو اس کو بھی ہوتا ہے۔ مگر اس کو تسلی ہو جاتی ہے کہ چلو میں اس بچے کی لڑکپن یا جوانی نہیں دیکھ سکی لیکن قیامت کے دن یہ میری شفاعت تو کرے گا۔

غریب کون ہے؟

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بتاؤ کہ غریب کون ہے؟ صحابہؓ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! جس کے پاس مال نہ ہو۔ فرمایا، نہیں۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ بتا دیجئے۔ فرمایا، غریب وہ ہے جس نے دنیا میں نیکیاں تو بہت زیادہ کی ہوں مگر کسی کو برا کہا ہو، کسی کو ذلیل کہا، کسی کو کمینہ کہا، کسی کا حق پامال کیا۔ قیامت کے دن وہ ایسے حال میں کھڑا ہوگا کہ حق والے اس سے حق مانگیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے حق کے بدلے اس کی نیکیاں دلواتے رہیں گے، دلواتے رہیں گے، حتیٰ کہ نیکیاں ختم ہو جائیں گی لیکن حق لینے والے ابھی بھی کھڑے ہوں گے۔ وہ کہیں گے کہ ہمیں بھی حق دلوائیں۔ اللہ تعالیٰ ان حق والوں کے گناہوں کو لے کر اس بندے کے سر پر ڈالنا شروع کر دیں گے حتیٰ کہ گناہوں کا پہاڑ اس کے سر پر ہوگا۔ فرمایا، غریب تو وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ جس نے نیکیاں تو بہت کمائیں مگر حقوق العباد کا خیال نہ کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن نیکیاں دینی پڑ گئیں اور لوگوں کے گناہ اپنے سر پر لینے پڑ گئے۔ فرمایا حقیقت میں تو غریب یہ انسان ہے۔

زبان کی بے احتیاطی:

محترم جماعت! آج کسی کو الٹی سیدھی بات کہہ دینا آسان ہے مگر کل قیامت کے دن اس کا جواب دینا مشکل کام ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اتنے جلال میں ہوں گے کہ اللہ کے انبیاءؑ بھی تھر کتے ہوں گے، اس دن نفسا نفسی کا عالم ہوگا، تو ایسے وقت میں اگر ہم سے پوچھ لیا گیا کہ بتاؤ کہ تم نے فلاں کو کمینہ کیوں کہا تھا؟ فلاں کو ذلیل کیوں کہا تھا؟ فلاں کو تم نے بے ایمان کیوں کہا تھا؟ تو سوچئے تو سہی کہ اللہ رب العزت کی عدالت میں ہمیں ان باتوں کی صفائی دینی کتنی مشکل ہوگی؟ آج زبان سے یہ الفاظ نکالنے آسان ہیں مگر کل ان کا جواب دینا بڑا مشکل کام ہے۔

موت کے بعد انسان کے پانچ حصے:

علمانے لکھا ہے کہ موت کے بعد انسان کے پانچ حصے بن جاتے ہیں، ایک تو روح جس کو ملک الموت لے کر چلا جاتا ہے، دوسرا انسان کا جسم کہ اسے کیڑے کھا جاتے ہیں، تیسرے اس کا مال کہ یہ اس کے وارث لے جاتے ہیں، چوتھا اس کی ہڈیاں کہ جن کو مٹی کھا جاتی ہے اور پانچواں اس کی نیکیاں کہ جن کو اس کے حق دار لے جاتے ہیں۔ لہذا حسرت ہے اس انسان پر کہ قیامت کے دن نیکیوں کے انبار لائے گا مگر اپنی بد احتیاطیوں کی وجہ سے نیکیاں دے بیٹھے گا اور گناہوں کے پہاڑ سر پر لینے پڑ جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حسد کا وبال:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اَلْحَسَدُ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے اسی طرح حسد انسان کی نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ یعنی جو نیکیاں ہم کر چکے ہوتے ہیں، اگر ہم کسی کے ساتھ حسد کریں گے تو اس کی وجہ سے ہماری کی ہوئی نیکیاں ایسے ضائع ہوں گی جس طرح کہ آگ لکڑیوں کو کھا جایا کرتی ہے۔

غیبت کا وبال:

اسی طرح جب کوئی انسان کسی کی غیبت کرتا ہے تو جس کی غیبت ہو رہی ہو اس کے گناہ دھل رہے ہوتے ہیں اور اس کے سر پر وہ گناہ چڑھ رہے ہوتے ہیں۔ تو ہم حقیقت میں اپنے کسی مخالف کی غیبت کر کے اس کو اپنی نیکیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے غیبت بہت خطرناک ہوتی ہے۔

خیر خواہی......ایک پسندیدہ صفت:

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں کچھ چیونٹیاں چل رہی تھیں۔ ان میں سے ایک چیونٹی نے دوسروں سے کہا یَا اَیُّھَا النَّملُ ادْخُلُوْا مَسَاکِنَکُمْ کہ اے چیونٹیو! تم اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں حضرت سلیمانؑ کا لشکر اپنی بے خیالی میں تمہیں روندتا ہوا نہ گزر جائے۔ چنانچہ یہ بات اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا تذکرہ اپنے قرآن میں بھی کیا اور چیونٹی کے نام پر ایک سورت کا نام ''النمل'' رکھا۔ اے میرے پروردگار! اگر ایک چیونٹی دوسری چیونٹیوں کی خیر خواہی کرتی ہے تو آپ اتنا خوش ہوتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس واقعہ کو اپنے کلام کا حصہ بنا لیتے ہیں تو اگر کوئی انسان دوسرے انسان کی خیر خواہی کرے گا تو رب کریم آپ اس سے کس قدر راضی ہوں گے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کریں۔

مسلمانوں کے تین حقوق:

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر تین حقوق ہیں۔ پہلا حق یہ ہے کہ فائدہ نہ دے سکو تو نقصان نہ دو، اور دوسری بات کہی کہ اگر کسی مسلمان کو خوشی نہ دے سکو تو اس کو رنج بھی نہ دیا کرو۔ اول تو ہمیں چاہئے کہ ہم دوسروں کو خوشیاں تقسیم کریں، خوشیاں بانٹنے والے ہوں اور اگر خوشیاں بانٹنا ہماری قسمت میں نہیں تو کم از کم ہم دوسروں کو رنج تو نہ پہنچایا کریں۔ آج کل حالت یہی ہے کہ خوشی تو ہم نے کیا دینی ہم تو دوسروں کو رنج ہی پہنچا رہے ہوتے ہیں، کسی نہ کسی کو زبان سے کڑوی بات کرتے رہتے ہیں۔ تیسری بات کہ اگر تم اس کی تعریف نہ کر سکو تو پھر اس کی بد تعریفی بھی نہ کیا کرو۔ یہ مسلمان کا حق ہے۔ حق تو یہ بنتا ہے کہ ہم دوسروں کی تعریفیں کرتے رہا کریں اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ یہ میرے محبوب ﷺ کا امتی ہے، یہ میرے مالک کا بندہ ہے۔ ہم اس بات کو سوچ کر ان کی تعریفیں کرتے رہا کریں اور اگر زبان سے تعریف نہیں بھی نکلے تو کم از کم کسی کی غیبت تو نہ کیا کریں۔

دل جلانے کی باتیں:

آج کل عورتیں اکثر یہ کہتی ہیں میں نے ایسی بات کی کہ اب تو فلاں عورت جلتی رہے گی۔ یہ جلانے والا لفظ آج کل گفتگو میں عام ہوتا جا رہا ہے۔ اے بہن! تو اسے نہیں جلا رہی ہوتی بلکہ اس بات کرنے کی وجہ سے تو خود جہنم کی آگ میں اپنے جلنے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

بندوبست کر رہی ہوتی ہے۔قرآن پاک میں آتا ہے کہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ بربادی ہے ہر عیب جو کے لئے اور عیب گو کے لئے۔ یہ دو علیحدہ علیحدہ خامیاں ہیں۔ عیب کی تلاش کرنے والے کو ”عیب جو“ کہتے ہیں اور جب عیب کا پتہ چل جائے تو لوگوں میں باتیں کرنے والے کو ”عیب گو“ کہتے ہیں۔عیب جوئی بھی گناہ ہے، عیب گوئی بھی گناہ۔ پروردگار عالم نے اس جگہ دونوں کے بارے میں فرمایا کہ اس کے لئے بربادی ہے جو لوگوں کے عیبوں کو تلاش کرتا پھرے، یا لوگوں کے عیبوں کو آگے بتاتا پھرے۔ چونکہ لوگوں کی غلطیوں اور خامیوں کو ڈھونڈنے اور آگے پہنچانے سے لوگوں کے دلوں کو تکلیف ہوتی ہے۔لہذا اللہ رب العزت نے فرمایا، ایسا بندہ جو عیب جو اور عیب گو ہوگا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس کو جہنم کے اندر آگ کے بنے ہوئے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا جائے تاکہ یہ ہل نہ سکے اور پھر جہنم کی آگ کو حکم ہوگا کہ اس کی شعاعیں اس کی طرف بڑھیں۔اس کی لپٹیں اس کی طرف بڑھیں گی اور وہ اس کے دل کو جلائیں گی۔فرمایا نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ جہنم کی آگ اس بندے کے دل کو جلائے گی جس طرح ویلڈنگ کی آگ ہوتی ہے کہ اس کو اگر لوہے کے اوپر کہیں رکھ دیں تو اس جگہ کو جلا کے سوراخ کر دیتی ہے بالکل اسی طرح جہنم کی خاص آگ ہوتی ہے جو اس عام آگ سے بھی زیادہ گرم ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس آگ سے جہنمی کے دل کو جلائیں گے اور کہا جائے گا کہ اے میری بندی! تو دنیا میں اپنے منہ سے ایسی باتیں نکالتی تھی۔ کہتی تھی کہ میں نے فلاں عورت کو جلایا ہے، میں نے فلاں کو خوب سڑایا ہے، میں نے ایسی بات کی کہ وہ سڑتی رہے گی۔آج دیکھ اس کا اجر، آج دیکھ اس کا حشر، تیرے دل کے اوپر جہنم کی آگ کا قبضہ ہے۔آج یہ تجھ پر مسلط ہے، یہ تیرے دل کو جلائے گی تو نے

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگوں کے دلوں کو جلایا، اللہ رب العزت کل جہنم کے اندر تیرے دل کو جلائیں گے۔ اب سودا تو خود ہم دیکھیں کہ کون سا اچھا ہے۔ یا تو دنیا میں دوسروں کی غلطیوں کو معاف کریں تا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمیں معاف کردے، یا پھر دنیا میں لوگوں کو جلاتے پھریں۔ کل قیامت کے دن ہمارا جسم تو جل ہی رہا ہوگا پھر دل بھی جلے گا اور وہاں پر کوئی فریاد سننے والا بھی نہیں ہوگا۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اب پچھتائے کیا ہوت:

سوچیئے تو سہی جب وہاں ستون کے ساتھ رسیوں اور زنجیروں سے بندھے ہوئے ہوں گے اور دل جل رہا ہوگا پھر یہ عورت چیخے گی، چلائے گی مگر اس کے رونے کا فائدہ نہیں ہوگا۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ ان گناہوں کی معافی زندگی میں مانگنے کی ضرورت تھی، جب زندگی میں نہ مانگی تو قیامت کے دن رونے کا کیا فائدہ۔ جہنمی روتے رہیں گے، پروردگار کو ترس نہیں آئے گا۔

دنیا کی شرمندگی آسان ہے:

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم جیتے جاگتے اپنے جھگڑوں کو سمیٹ لیا کریں۔ دنیا میں معافی مانگنی آسان ہے، دنیا میں دو آنسو بہا لینے آسان ہیں، کسی کے پاؤں پکڑ لینے آسان ہیں، کسی سے معافی مانگنے کے لئے دو باتیں کہہ لینی آسان ہیں، کسی ایک بندے کے سامنے شرمندگی برداشت کر لینا آسان ہے، لیکن اگر ہم نے ان جھگڑوں کو نہ سمٹایا اور اسی طرح ان کو لے کر قبر میں چلے گئے تو آگے پھر معاملہ مشکل ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت کی عدالت میں یہ مقدمے کھولے جائیں گے، وہاں کوئی ایک دیکھنے والا نہیں ہوگا بلکہ ساری انسانیت دیکھے گی۔ انبیاء بھی دیکھیں گے، اولیاء بھی دیکھیں گے، عوام الناس بھی دیکھیں گے، پروردگار بھی دیکھیں گے۔ جب سب کے سامنے کچا چٹھا کھلے گا تو پھر سوچئے کہ اس وقت ہمیں کتنی ندامت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ دے ہم اپنی زندگی میں اس قسم کے معاملات کو خود سمیٹ لیں۔

خیر خواہی کا فائدہ:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو آدمی دوسروں کی خیر خواہی کرے گا اللہ رب العزت اس کی خیر خواہی فرمائیں گے۔ مثلاً ایک آدمی دوسروں کی خدمت میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے کاموں کو سنوارنے میں لگے رہتے ہیں۔ یہ انسان دوسروں کی مدد کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرما رہے ہیں۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا وَ اَمَّا مَنْ یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ جو شخص دوسرے انسانوں کی نفع رسانی کے لئے زندگی گزارتے ہیں ان کو نفع پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں جما دیتے ہیں۔ جو خیر خواہ لوگ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قبولیت دیتے ہیں۔

اللہ والوں سے پیار کا معاملہ:

کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ والوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے، ان کے دلوں میں اللہ کی محبت ایسی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی مخلوق سے محبت کرتے ہیں اور پھر مخلوق ان کے اوپر قربان ہوئی جاتی ہے۔ جس طرح کسی شمع کے اوپر پروانے جان فدا کرنے کو تیار ہوتے ہیں اسی طرح اللہ والوں پر سالکین اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت پر قربان، مخلوق خدا ان پر قربان، یہ اللہ سے محبت کرتے ہیں لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان سے محبت کرتے ہیں، یہ اللہ کے چاہنے والے بنتے ہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کا چاہنے والا بنا دیتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں لوگ ان کی خدمت کے لئے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ وہ مقام عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ لوگوں کی خیر خواہی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پھر ان کی خیر خواہی کروا دیتے ہیں۔ اس لئے کئی ایسے بھی لوگ ہوئے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ محبوب العالم بنا دیتا ہے، جہاں جاتے ہیں محبتیں ملتی ہیں، الفتیں ملتی ہیں، جہاں جاتے ہیں ان کو قدرت کی طرف سے لوگوں کے دلوں کا پیار ملتا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ ان کے دل میں اللہ کی محبت اس طرح رچ بس جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں اس کا پیار رکھ دیتے ہیں۔

دلیل:

اس کی دلیل حدیث پاک میں ہے کہ جب بندہ نوافل کے ذریعے اپنے اللہ کا برگزیدہ بندہ بن جاتا ہے **يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ عَبْدِىْ بِالنَّوَافِلِ** میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا اتنا قرب پالیتا ہے **حَتّٰى اُحِبُّهٗ** حتی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو **دعا جبریل** اللہ تعالیٰ جبریل کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں جبریل! میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ جبریل آسمان پر فرشتوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اے فرشتو! اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں لہذا سارے فرشتے اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر جبریل زمین پر آتے ہیں اور ایک جگہ کھڑے ہو کر زمین میں اعلان کرتے ہیں اے لوگو! اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں **ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِي الْاَرْضِ** یہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ اس بندے کے لئے دنیا میں قبولیت رکھ دیتے ہیں۔

وہ جہاں جاتا ہے مقبول بنتا ہے، وہ جہاں جاتا ہے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں، پیار کرتے ہیں، وہ دشمنوں میں چلا جائے تو وہ دوست بن جائیں، وہ غیروں میں چلا جائے لوگ اپنے بن جائیں، وہ جنگل میں چلا جائے وہاں منگل کا سماں بن جائے، سبحان اللہ جس کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے اللہ رب العزت اس کو زندگی میں بھی یوں محبتیں عطا فرما دیتے ہیں۔

محبت الٰہی میں کمی کا وبال:

آج چونکہ دلوں میں محبت الٰہی کی کمی ہے اس لئے آج کا ایک عام انسان یوں سمجھتا ہے کہ فلاں مجھ سے نفرت کرتا ہے، بہو سمجھتی ہے کہ ساس مجھ سے نفرت کرتی ہے، ساس سمجھتی ہے کہ بہو مجھ سے نفرت کرتی ہے، لڑکی سمجھتی ہے کہ فلاں میری کزن مجھ سے نفرت کرتی ہے، فلاں میری نند مجھ سے نفرت کرتی ہے، فلاں میری خالہ زاد میرے اوپر عمل کرتی پھرتی ہے، یہ سب اسی قسم کی باتیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے دل میں محبت الٰہی کی کمی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے اندر یہ خیال ہوتا ہے کہ لوگ مجھے اچھا نہیں سمجھتے، لوگ میری غیبت کرتے ہوں گے، فلاں نے فلاں کو بگاڑا ہوگا، فلاں میرا برا چاہنے والا ہے، اس کو سب برائی چاہنے والے نظر آتے ہیں۔ کاش! ہم اپنی سوچ کو بدل لیتے، اپنے دل میں اللہ رب العزت کی محبت کو بھر لیتے۔ پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کے دل میں ہماری محبتوں کو بھر دیتے اور زندگی کتنی اچھی گزرتی۔

؎ فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لئے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

نفرت ہو تو کفار سے:

معلوم نہیں کہ لوگ اس مختصری زندگی میں نفرت کے لئے کہاں سے وقت نکال لیتے ہیں۔فلاں سے نفرت، فلاں سے نفرت۔نہیں خدا کے بندے اگر نفرت ہو تو کفار سے ہو، نفرت ہو تو اللہ کے دشمنوں سے ہو۔لیکن جو ایمان والے ہیں، جو کلمہ گو ہیں ان کے ساتھ محبت ہونی چاہئے۔اللہ رب العزت ہمیں اپنی بھی محبت نصیب فرمادے اور اپنی زندگی میں دوسروں کی خیر خواہی کرنے کی رب کریم توفیق نصیب فرمادے اور جو ہم اب تک گناہ کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ موت سے پہلے پہلے ان کی معافی مانگنے کی توفیق نصیب فرمادے۔

دل کی پکار:

آج کی عورتیں اکثر کہتی ہیں کہ جی کیا کریں ہمارے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ تو ہماری سنتا ہی نہیں۔میری بہن! اللہ تعالیٰ سنتے تو سب کی ہیں مگر بات یہ ہے کہ اللہ تو دل کی پکار سنتے ہیں۔تو زبان سے پکارتی پھرتی ہے۔اس لئے تیری پکار وہاں پہنچتی نہیں۔اگر تیرا دل کلام کرتا تو رب تو دل کی باتیں سنتے ہیں۔تیرا دل خاموش، تیرا دل پتھر، تیرا دل سیاہ، پھر تیری زبان سے نکلی ہوئی باتیں وہاں تک کیسے پہنچیں گی۔یاد رکھیں کہ پروردگار سب کی سنتے ہیں مگر لوگوں کے دل گونگے ہوتے ہیں، ان کے دل باتیں نہیں کرتے، اگر تیرا دل گونگا نہ ہوتا، تیرا دل اللہ سے باتیں کرتا تو تجھے کبھی شکوہ نہ ہوتا کہ پروردگار تو میری سنتے نہیں۔وہ جن کے دل اپنے اللہ سے باتیں کرتے ہیں، اپنے اللہ کی یاد میں رہتے ہیں، ان کو ان شکووں کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، ان کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں، پھر پروردگار قبول کر لیتے ہیں۔تو رب کا شکوہ کیوں کرتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، اپنے دل کے گونگے ہونے کا شکوہ کیوں نہیں کرتی؟ یہ پتھر بن گیا، بے جان بن گیا، آج اس کے اندر وہ کیفیت نہیں جو ہونی چاہیے تھی۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

ہم اپنے اندر بھی تو جھانک کر دیکھیں کہ ہمارے دل کی حالت کیا بنی ہوئی ہے۔ یہ ہمارے گناہ ہیں جن کی وجہ سے ظلمتیں ہوتی ہیں، دلوں کے اندر سختی آجاتی ہے۔

اپنی سیرت کو خوبصورت بنایئے:

آج کی عورتیں جتنا وقت روزانہ اپنے ظاہری جسم کو خوبصورت بنانے کے لئے صرف کرتی ہیں کاش! کہ اس سے آدھا وقت اپنے باطن کو خوب سیرت بنانے کے لئے صرف کر دیتیں تو میرے اندازے میں جہنم سے بچ کر جنت کی مستحق بن جاتیں۔ اپنے ظاہر کو خوبصورت بنانے کے لئے ہر وقت سوچتی پھر رہی ہوتی ہیں مگر اپنے باطن کی شکل کیا ہے؟ جس کو پروردگار دیکھتا ہے اس کی طرف غور نہیں ہوتا۔

وہ سراپا جس پر بندوں کی نظریں پڑتی ہیں میری بہن! تو اسے اتنا سنوارتی پھرتی ہے جب کہ تیرے دل پر تیرے رب کی نگاہیں پڑتی ہیں تجھے اس کے سنوارنے کی پروانہیں۔ جس گھر کے اندر تیرے دنیا کے مہمان آتے ہیں تو نے اس کو نگینے کی طرح چمکا کے رکھا اور تیرے دل میں تیرا پروردگار مہمان بن کے آتا ہے اور تجھے اس گھر کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہاں خواہشات ہوتی ہیں، شہوات ہوتی ہیں، وہاں نجاست کی بدبو ہوتی ہے اور ہمیں پروانہیں ہوتی کہ ہمارے دل کی کیا حالت بن گئی۔ لہذا اپنے سراپا کو ضرور خوبصورت بنایئے مگر اس سے بھی زیادہ اپنی سیرت کو خوبصورت بنایئے۔ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کی نظر انسان کی سیرت پر ہوتی ہے۔

میری بہن! میری باتیں ذرا دل کی توجہ سے سن لینا۔ یاد رکھنا کہ قد بغیر اونچی ہیل کے بھی بڑا نظر آ سکتا ہے اگر انسان کی اپنی شخصیت میں بلندی ہو، انسان کی آنکھیں بغیر سرمے کے بھی خوبصورت لگ سکتی ہیں اگر ان آنکھوں میں حیا ہو، انسان کی پلکیں بغیر مسکارے کے بھی دلفریب بن سکتی ہیں اگر وہ پلکیں شرم سے جھکی ہوئی ہوں، انسان کی پیشانی بغیر بندیا کے بھی خوبصورت لگتی ہے اگر اس پر سجدوں کے نشان ہوں۔ تو کیوں نہ تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے، رب کے محبوب ﷺ کی سنتوں پر عمل کر لے، اللہ رب العزت تجھے لوگوں میں محبوبیت عطا فرما دیں گے، لوگ تیرے سامنے بچھتے پھریں گے، تجھے دنیا میں بھی عزت اور آخرت میں بھی عزت ملے گی۔ رب کریم ہمیں عزتوں بھری زندگی نصیب فرما دے۔ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما کر ہمیں اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

و اخر دعونا ان الحمدلله رب العلمين۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علم، عمل اور اخلاص

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخَر اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ او كما قال عليه الصلوة و السلام. سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

ہر انسان دنیا میں عزت کی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔اس عزت کی تلاش میں اسے دن رات محنت کرنا پڑے تو بھی نہیں گھبراتا، اپنے آرام کو قربان کرنا پڑے تو بھی پیچھے نہیں ہٹتا۔

عزت ملنے کے دو ذرائع:

اس کے دل کی ایک تڑپ اور تمنا ہوتی ہے کہ مجھے عزت کی زندگی نصیب ہو۔ دنیا میں عزت دو طرح سے ملتی ہے۔ایک مال کے ذریعے اور دوسری نیک اعمال کے ذریعے۔مگر دونوں عزتوں میں فرق ہے۔ مال جس طرح خود عارضی چیز ہے، ڈھلتی چھاؤں ہے، اس سے ملنے والی عزت بھی ناپائیدار ہوتی ہے۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

نیک اعمال چونکہ باقی رہنے والے ہوتے ہیں، باقیات الصالحات میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں۔ تو یہ طے شدہ بات ہے کہ علم کو مال پر کئی وجوہات کی بنا پر فضیلت حاصل ہے۔ علم سے انسان عمل کرتا ہے اور اعمال کی وجہ سے اسے دنیا و آخرت میں عزتیں ملتی ہیں۔ اس لئے جو عزت انسان کو نیکی کی بناء پر ملتی ہے وہ دائمی عزت ہوا کرتی ہے۔ فرمایا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عزت اللہ رب العزت کے لئے، اس کے رسول ﷺ کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے۔

علم کی فضیلت مال پر:

1- علم انبیائے کرام کی میراث ہے اور مال قارون اور فرعون کی میراث ہے۔

2- علم کے حاصل ہونے سے انسان کے دوست بڑھتے ہیں اور مال کے حاصل ہونے سے انسان کے حاسد بڑھتے ہیں۔

3- علم کو چوری کا خطرہ نہیں ہوتا اور مال کو کبھی امن نصیب نہیں ہوتا۔

4- علم تو سینے کا نور ہے انسان جہاں جائے گا ساتھ ہوگا جب کہ مال تو تجوری میں ہوتا ہے ہر وقت اس کے ساتھ نہیں ہوتا۔

5- علم جتنا بھی پرانا ہوا تنا راسخ ہوتا ہے اس کا مرتبہ اور مقام بڑھتا چلا جاتا ہے اور مال جتنا پرانا ہو جائے یہ اپنی قیمت گھٹا بیٹھتا ہے۔ آج سے پچاس سال پہلے روپے کی جو قیمت تھی آج آپ کو روپے کی آدھی بھی قیمت نہیں ملے گی۔

6- علم کی محبت سے انسان کریم ہوا کرتا ہے جب کہ مال کی محبت سے انسان بخیل ہوا کرتا ہے۔

7- علم کو جتنا خرچ کیا جائے اتنا بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور مال کو جتنا خرچ کیا جائے وہ اتنا گھٹتا چلا جاتا ہے۔

8- علم کی محبت دل میں ہو تو انسان کے دل میں نور آتا ہے جب کہ مال کی محبت دل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ہو تو انسان کے دل میں اندھیرا آتا ہے۔

9- علم انسان کی حفاظت کرتا ہے جب کہ مال کی حفاظت انسان کو کرنا پڑتی ہے۔

10- علم سے انسان مال تو کما سکتا ہے مگر مال سے انسان علم کو نہیں خرید سکتا۔

11- مال کی کثرت کی وجہ سے فرعون نے کہا تھا انا ربکم الاعلی یعنی خدائی کا دعویٰ کیا تھا، مال نے اس میں تکبر پیدا کر دیا تھا جب کہ علم کی کثرت کی وجہ سے اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ نے فرمایا ما عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبادَتِکَ وَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ تو علم نے عاجزی اور تواضع پیدا کر دی۔

مال کی بے ثباتی:

عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ مال ہوگا تو سب کام سنور جائیں گے۔ مثل مشہور ہے کہ مال ہو تو انسان شیرنی کا دودھ بھی خرید سکتا ہے۔ یہ محض دھوکا ہے۔ مال سے بہت سارے کام ٹھیک ہو جاتے ہیں مگر ہر کام ٹھیک نہیں ہوتا۔ آپ خود سوچیے کہ

1- مال سے انسان عینک تو خرید سکتا ہے، بینائی تو نہیں خرید سکتا۔

2- مال سے انسان کتاب تو خرید سکتا ہے، علم تو نہیں خرید سکتا۔

3- مال سے انسان نرم بستر تو خرید سکتا ہے، میٹھی نیند تو نہیں خرید سکتا۔

4- مال سے انسان اچھے کپڑے تو خرید سکتا ہے، حسن و جمال تو نہیں خرید سکتا۔

5- مال سے انسان گھر میں نوکر تو لا سکتا ہے، نیک بیٹا تو نہیں لا سکتا۔

6- مال سے انسان دوائیں تو خرید سکتا ہے، اچھی صحت تو نہیں خرید سکتا۔

7- مال سے انسان خضاب تو خرید سکتا ہے، شباب تو نہیں خرید سکتا۔

8- مال سے انسان لوگوں کی خوشامد تو خرید سکتا ہے، کسی کے دل کی محبت تو نہیں خرید سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

9- مال سے ہر کام دنیا میں بھی نہیں ہوتے اور روز محشر تو مال بالکل ہی کام نہیں آئے گا۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے فرمایا یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۔روز محشر نہ مال کام آئے گا اور نہ ہی بیٹے مگر جو شخص سنورا ہوا دل لایا وہ دل اس کے کام آئے گا۔

علم اور جہالت کا تقابل قرآن کی روشنی میں:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ آپ فرما دیجئے کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں سات چیزوں کو کہا گیا کہ وہ سات چیزوں کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ جیسے اس آیت میں علم کے بارے میں فرمایا گیا کہ علم والا اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے۔

دوسری جگہ فرمایا قُلْ لَا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ کہ پاکیزہ چیز اور ناپاک چیز برابر نہیں ہو سکتی۔ فرمایا لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ جنت والے اور آگ والے برابر نہیں ہو سکتے۔ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُ بینا اور نابینا برابر نہیں ہو سکتے۔ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ظلمت اور روشنی برابر نہیں ہو سکتی۔ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ دھوپ اور چھاؤں برابر نہیں ہو سکتی۔ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے۔

امام غزالیؒ فرماتے تھے ان آیات میں سات چیزوں سے مراد علم ہے اور ان کے مقابل کی سات چیزوں سے مراد جہالت ہے۔ لہذا علم، طیب، جنت، بصارت، نور، دل اور حیات سارے کے سارے الفاظ اللہ رب العزت نے علم کے لئے استعمال

فرمائے اور دوسرے الفاظ اللہ رب العزت نے جہالت کے لئے استعمال فرمائے۔

علم کی فضیلت قرآن مجید سے

اس دنیا میں حقیقی عزت ملی انبیائے کرام کو اور وہ دائمی عزت تھی۔ اور یہ وہ لوگ تھے جو اللہ رب العزت کے پسندیدہ اور چنے ہوئے لوگ تھے۔ جن کی زندگی انسانیت کے لئے نمونہ تھی۔ دنیا دار الاسباب ہے، سبب کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو انبیائے کرام کو دنیا کی عزتیں ملنے کا جو سبب بھی بنا وہ علم بنا۔ آیئے قرآن پاک سے ہم چند مثالیں دیکھیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی مثال:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے مسجود الملائکہ بنایا، ملائکہ کو حکم دیا کہ تم آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، مگر اس سجدہ کرنے کا سبب ان کا علم بنا۔ فرمایا وَ عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور ہم نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا کر دیا۔ تو جو چیز سبب بن رہی ہے وہ ایسا علم تھا جو فرشتوں کو نہیں معلوم تھا لہٰذا فرمایا تم سجدہ کرو۔ تو جب اشیاء کے علم ہونے کی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام مسجود الملائکہ بنے تو یہاں عارفین نے ایک نکتہ لکھا، اے انسان! جب اشیاء کے ناموں کا علم ہو تو انسان مسجود الملائکہ بن جاتا ہے تو جس انسان کو اللہ رب العزت کے ناموں کا علم اور اس کی معرفت ہو گی پھر اس کے مقامات کتنے بلند کر دیے جائیں گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی مثال:

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے دنیا میں بڑی سلطنت عطا فرمائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کا سبب کیا بنا؟ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا وَ عَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ اور ہم نے ان کولوہے کی زرہ بنانے کا علم عطا کر دیا تھا۔ وَ عَلَّمْنٰهُ اور ہم نے عطا کر دیا تھا۔ نسبت اپنی طرف فرمائی، اور ہم نے ان کولوہے کی زرہ بنانے کا علم عطا کر دیا تھا۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کو بڑی سلطنت عطا کر دی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مثال:

حضرت سلیمان علیہ السلام کو دنیا کی بھی شاہی ملی اور دین کی شاہی بھی۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ان جیسی دنیا کی شاہی نہ پہلے کبھی کسی کو ملی تھی نہ پھر ملے گی۔ ایسی شاہی ملی کہ انسانوں کے بھی بادشاہ، جنوں کے بھی، پرندوں کے بھی، حیوانوں کے بھی، درندوں کے بھی، خشکی کی مخلوق کے بھی اور تری کی مخلوق کے بھی بادشاہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر ان کو شاہی عطا فرمائی تھی۔ اللہ رب العزت نے ان کو ملکہ سبا پر غلبہ عطا کیا۔ اب ان کی فتح اور غلبے کا واقعہ قرآن مجید میں بیان کیا تو اس کی وجہ کیا بتائی گئی؟ انہوں نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ اے انسانو! مجھے اللہ رب العزت نے پرندوں کی بولی کو سمجھنے کا علم عطا کر دیا۔ دنیا کے اندر ایسی شاہی ملنے کا اور غلبہ نصیب ہونے کا سبب ان کا علم بنا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال:

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے غلامی کی حالت سے نکال کر تخت کے اوپر بٹھایا۔ فرش پر تھے عرش پر بٹھا دیے گئے۔ ایک وہ وقت بھی تھا کہ جب مصر کے بازار میں بک رہے تھے، ان کے بھاؤ اور دام لگ رہے تھے اور لوگ ان کو خریدنے کے لیے آ رہے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے لوگ قیمتیں لگا رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے، لیکن یہ علم کے حصول سے پہلے کا وقت تھا۔ فرمایا فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا دیکھئے اب علم عطا ہو رہا ہے اور پھر علم کے بعد اللہ رب العزت نے ان کو شاہی عطا فرمائی، ان کو دنیا کا تخت ملا، خزانے کی چابیاں ملیں۔ فرمایا اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ مجھے خزانوں کا والی بنا دو۔ اب یہ جو چابیاں ان کے حوالے ہو رہی ہیں اس کا سبب "خواب کی تعبیر" کا علم بنا۔ بادشاہ وقت نے خواب دیکھا، کوئی تعبیر دینے والا نہ تھا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہا گیا کہ آپ تعبیر بتائیے۔ قرآن پاک میں ہے وَ كَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَ یُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ اور اللہ رب العزت نے مجھے خواب کی تعبیر کا علم عطا کیا۔ آپ نے خواب کی تعبیر دی۔ بادشاہ وقت نے سوچا کہ یہی ہستی ہمیں اس فقر و فاقہ اور تنگدستی سے بچا سکتی ہے۔ لہذا اس نے خزانوں کی چابیاں ان کے حوالے کر دیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے دنیا کی شاہی نصیب ہونے کا سبب علم بنا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں اپنی والدہ سے تہمت کو دور کیا اپنے علم کی وجہ سے قرآن گواہی دیتا ہے وَ یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ دیکھیے ان کو بھی علم عطا کیا گیا۔

حضرت خضر علیہ السلام کی مثال:

حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اولیاء میں سے بڑا مقام رکھنے والے ہیں۔ انہیں ایک نبی علیہ السلام کا استاد بننے کا شرف نصیب ہوا اور نبیؑ بھی کتنی شان والے کہ، کلیم اللہ۔ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ان کو استاد بننے کا جو مقام نصیب ہوا اس کی وجہ ان کا علم بنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ

www.besturdubooks.wordpress.com

اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۔ ہم نے اسے اپنے پاس سے علم عطا کر دیا۔ تو علم سبب بن رہا ہے ایک ولی کے لئے کہ وہ اللہ رب العزت کے پیغمبر کا بھی اس وقت استاد بنا۔

حضور اکرم ﷺ کی مثال:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے کونین کی شاہی عطا فرمائی تھی۔ سید الاولین والآخرین بنایا اور ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم میں ممتاز فرمایا وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا اور آپ کو وہ علم دیا جو آپ کے پاس نہ تھا اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا۔

ان تمام ہستیوں کے لئے دنیا میں عزتیں، شرافتیں اور غلبہ ملنے کا سبب جو چیز بن رہی ہے وہ ان کا علم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ علم سے جو عزتیں ملتیں ہیں وہ دائمی ہوا کرتی ہیں اور مال کے ذریعے سے جو عزتیں ملتی ہیں وہ عارضی ہوتی ہیں۔ صبح کے وقت تخت پر ہوتے ہیں اور شام کے وقت تختے پر ہوا کرتے ہیں، رات کو وزیر ہیں صبح کو اسیر ہیں، رات کو صدر ہیں صبح کو ملک بدر ہیں، رات کو امیر ہیں صبح کو فقیر ہیں۔ مال سے ملنے والی ایسی عارضی عزت کا کیا فائدہ۔

عقلمند انسان:

عقلمند انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو زیور علم سے آراستہ کرے۔ جو اپنے دل کو علم کے نور سے منور کرے تاکہ وہ دنیا کے اندر عزتوں والی زندگی اور کامیابیوں والی زندگی اختیار کر سکے۔

انمول باتیں:

حضرت سفیان ثوریؒ ایک بڑے فقیہہ گزرے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

نیک نیت ہوتو طالب علم سے افضل کوئی نہیں ہوتا۔ سچی بات یہی ہے کہ جس گھر میں کوئی اہل علم نہ ہو تو وہ گھر جانوروں کا ڈربہ ہوا کرتا ہے۔ اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ وہ تو جانور ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ اُولٰئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر انسان راستے سے واقف ہوتو وہ اپنے لنگڑے گدھے کو بھی منزل پہ پہنچا لیتا ہے اور جس کو راستے کا پتہ نہ ہو اس کا موٹا تازہ گدھا بھی راستے میں کھڑا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر علم ہوتو انسان اپنی زندگی میں منزل مقصود پر پہنچ جایا کرتا ہے۔ علم کی اہمیت اس لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔

عمل کی ضرورت:

ایک نکتہ سمجھئے کہ جس طرح چراغ جلے بغیر روشنی نہیں دیتا اسی طرح علم بھی عمل کے بغیر فائدہ نہیں دیتا۔ عمل کے بغیر علم معلومات کہلاتا ہے۔ اسی لئے تو قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے بے عمل پیروں کو کتوں سے تشبیہ دی گئی اور بے عمل علما کو گدھے کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ بلعم باعور کے بارے میں فرمایا گیا فَمَثَلُهٗ کَمَثَلِ الْکَلْبِ اس کی مثال کتے کی سی ہے۔ اور بے عمل علما کے بارے میں فرمایا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا یہ تو گدھے ہیں جن کے اوپر بوجھ لادا ہوا ہے۔ اس لئے علم کا فائدہ بھی تبھی نصیب ہوتا ہے جب انسان اس کو عمل کی شکل میں ڈھال لیتا ہے۔ اسی لئے ضرب المثل ہے کہ علم عمل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، کھل جائے تو موجود رہتا ہے ورنہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتا ہے۔

اخلاص کی ضرورت:

علم کے بعد ایک قدم اور ہے جس کو اخلاص کہتے ہیں۔ یہ تین چیزیں جب اکٹھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جاتی ہیں (علم، عمل اور اخلاص) تو پھر یہ ایک قوت بن جاتی ہیں، ایک طاقت بن جاتی ہیں۔ جس انسان کے اندر علم بھی ہوگا عمل بھی ہوگا، اخلاص بھی ہوگا تو اب یہ الفاظ اور حروف نہیں بلکہ اب یہ ایک طاقت ہے ایک قوت ہے۔ اور اس قوت کی وجہ سے اسے اللہ رب العزت دنیا اور آخرت میں عزتیں دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے اندر اخلاص پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

آصف بن برخیا کے علم، عمل اور اخلاص کی برکت:

دیکھئے، دنیا کے اندر بھی انسان ایسے کام کر دکھاتا ہے جو جن بھی نہیں کر پاتے۔ پڑھئے قرآن پاک کہ جب ملکہ بلقیس کا تخت منگوانا تھا تو حضرت سلیمانؑ نے اپنی پارلیمنٹ کے ممبروں کو کہا تھا۔ یا یھا الملاء اے میرے امراء! مشیرو! وزیرو! اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ تم میں سے کون ہے جو ملکہ بلقیس کا تخت مجھ تک لے آئے اس سے پہلے کہ بلقیس مجھ تک آ پہنچے، قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ جنوں میں سے ایک عفریت نے کہا، (عفریت کہتے ہیں بڑے جن کو، جنوں میں سے بھی پہلوان جن کو)۔ اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو بڑی دیر ہے کہ مجلس کے ختم ہونے سے پہلے لاؤ گے، مجھے اس سے پہلے چاہئے۔ اب وہاں پر جن بھی بے بس ہو گئے۔ اللہ کا ایک بندہ آصف بن برخیا اس وقت کھڑا ہوتا ہے۔ کہتا ہے اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ میں اسے لا سکتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اپنی پلک جھپکیں۔ بھلا یہ کون تھا؟ قرآن میں اس کے بارے میں فرمایا قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ کہا اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ جہاں عفریت بھی کوئی کام

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے سے بے بس ہو جاتے ہیں وہاں ایک اہل علم کھڑا ہوتا ہے قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ اور جب انہوں نے پلک جھپک کر دیکھا فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ فرمایا یہ تو میرے رب کا فضل ہے۔ اس لئے علم، عمل اور اخلاص جب تین چیزیں اکٹھی ہو جائیں تو پھر یہ قوت اور طاقت بن جایا کرتی ہیں۔ پھر یہ ایمانی قوت اور طاقت انسان کو دنیا اور آخرت میں عزتیں دیا کرتی ہے۔

حضرت عمرؓ کے علم، عمل اور اخلاص کی برکات:

سیدنا عمر ابن الخطابؓ کے پاس علم، عمل اور اخلاص سے ملنے والی قوت اور طاقت موجود تھی اور اسی قوت اور طاقت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے دنیا کے فرمانرواؤں اور بادشاہوں کے تاج ان کے قدموں میں لا کر ڈال دیئے۔ فقیرانہ زندگی تھی۔ لیکن وقت کے بڑی بڑی سپر پاور والے بادشاہ قیصر اور کسریٰ بھی تھرایا کرتے تھے۔ نام سن کر کانپتے تھے، لرزہ براندام ہو جاتے تھے۔ اس لئے کہ ان کے پاس علم، عمل اور اخلاص کی قوت موجود تھی۔

ہوا پر حکم:

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا یا ساریۃ الجبل اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے دھیان رکھنا۔ ہوا ان کے پیغام کو زبان سے لے کر اس کے امیر لشکر تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ ان کا ہوا پہ حکم چل رہا ہے۔

زمین پر حکم:

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ میں زلزلہ آیا۔ سیدنا عمرؓ نے زمین پر

www.besturdubooks.wordpress.com

ایڑی ماری، فرمایا، اے زمین تو کیوں ہلتی ہے؟ کیا عمر ؓ نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ زمین کا زلزلہ اسی وقت رک جاتا ہے۔

آگ پر حکم:

ایک مرتبہ مدینہ کے باہر ایک آگ نکلتی ہے اور مدینہ طیبہ کی طرف بڑھنا شروع کر دیتی ہے۔ سیدنا عمر ؓ ایک صحابی کو بلا کر حکم دیتے ہیں کہ اس آگ کو پیچھے اس کے اپنے مخرج کی طرف دھکیل دیجئے۔ وہ اپنی چادر کو کوڑے کی مانند بنا کر اس آگ کی طرف مارنا شروع کرتے ہیں۔ آگ ہٹتے ہٹتے جہاں سے نکلی تھی وہاں پر واپس چلی جاتی ہے۔ سبحان اللہ، آگ پر حکم چل رہا ہے، ہوا پر حکم چل رہا ہے، زمین پر حکم چل رہا ہے۔ دریاؤں کے پانی پر حکم چل رہا ہے۔

پانی پر حکم:

حضرت عمر ؓ کو ایک مرتبہ مصر کے امیر لشکر نے لکھا، اے امیر المومنین! دریائے نیل کے پانی کے جاری ہونے کے لئے ہر سال ایک جوان لڑکی کی قربانی دی جاتی ہے۔ تو آپ نے جوابی خط لکھا کہ اسے دریا میں ڈال دو۔ اس خط میں لکھا تھا اے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو مت چل۔ لیکن اگر تو اللہ رب العزت کے حکم سے چلتا ہے تو امیر المومنین عمر ابن الخطاب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو چلنا شروع کر۔ دریائے نیل کا پانی آج بھی چل رہا ہے اور عمر ابن الخطاب ؓ کی عظمتوں کے پھریرے لہرا رہا ہے۔

بیت المقدس کیسے فتح ہوا؟

بیت المقدس کی فتحیابی کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں نے وہاں پر چڑھائی کی۔ وہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لوگوں نے کہ کہا کہ آپ اپنے خلیفہ کو ہماری طرف بھیجئے۔ ہمارے پاس ان کی نشانیاں ہیں، ہم دیکھیں گے کہ اگر وہ نشانیاں موجود ہوئیں تو بغیر کسی لڑائی کے ہم چابیاں ان کی جھولی میں ڈال دیں گے۔ حضرت عمرؓ کی ظاہری زندگی یہ تھی کہ اپنے کرتے پر بھی چمڑے کے پیوند لگے ہوئے ہیں۔ عدل وانصاف اتنا کہ اگر غلام ساتھ ہے تو کچھ فاصلہ خود سواری پر بیٹھتے اور وہ پیدل چلتا اور کچھ فاصلہ آپ پیدل چلتے ہیں اور اس کو سواری پر بٹھاتے ہیں اور جب آخری وقت آیا تو وہ منزل آپ کے پیدل چلنے کی تھی اور غلام کے سواری پر بیٹھنے کی تھی۔ مسلمانوں کا امیر المومنین اس حال میں دشمن کے سامنے پیش ہوتا ہے کہ اس نے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی ہے، غلام اوپر بیٹھا ہوا ہے، کپڑے میں پیوند لگے ہیں مگر ان کے چہرے پہ وہ جاہ وجلال تھا، وہ ہیبت تھی، اللہ نے رعب کے ذریعے ان کی ایسی مدد کی کہ جب کفار نے دیکھا تو ان کے پتے پانی ہوگئے۔ کہنے لگے کہ یہ وہی شخصیت ہے جس کی نشانیاں کتابوں میں ہیں۔ بیت المقدس کی چابیاں ان کی جھولی میں ڈال دی جاتی ہیں۔ یہ عزتیں کیسے مل رہی ہیں؟ صرف قوت ایمانی کے سبب جو انسان کو علم، عمل اور اخلاص کی وجہ سے نصیب ہوتی ہیں۔

چراغ علم جلاؤ:

تو آج اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ طالبات جو آج سندات لے کر فارغ ہوئیں اور جن کو اللہ رب العزت نے یہ خوشی کا موقع فراہم کیا کہ علم کی نسبت نصیب ہوئی وہ اس علم پر عمل کر کے خود بھی نیک بنیں اور جہاں رہیں وہاں بھی علم کی روشنی کو پھیلائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چراغ علم جلاؤ بڑا اندھیرا ہے

آج ضرورت ہے اس بات کی جہاں جہاں جو بچی جائے وہ علم کے چراغ کو جلائے تاکہ امت کے اندر جو جہالت کا اندھیرا آچکا یہ روشنی میں تبدیل ہو جائے اور یہ روشنی مینارۂ نور بن جائے اور لوگوں کی زندگیوں کو منور کرنے لگ جائے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جو دین کی محنت کی اور دین ہم تک پہنچایا اس دین کی حفاظت کرنے والی جماعت میں آپ بھی شامل ہو جائیں۔ جب آپ علم پر عمل کریں گی اور اس عمل کی روشنی کو پھیلائیں گی تو آپ اس دین کی حفاظت کرنے والوں کے گروہ میں اور جماعت میں شامل ہو جائیں گی۔

نبی اکرم ﷺ کی بہترین دعا:

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے فرمایا نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَءً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاھَا وَ اَدَّاھَا کَمَا سَمِعَھَا اللہ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے کہ جس نے میری بات کو سنا، اس پر عمل کیا پھر اس کو محفوظ کیا اور لوگوں تک اس کو ایسے پہنچایا جیسے اس کو سنا۔ اے بیٹی! اگر اللہ کے محبوب ﷺ فرماتے ہیں، اللہ اس کے چہرے کو تروتازہ رکھے، کتنی پیاری دعا دی، معلوم ہوا کہ جو بچی دین کا کام کرے گی اللہ تعالیٰ اس کی شکل وصورت پر بھی ایسا نور دیں گے جو اس کے چہرے کی زیبائش ہوگا، چہرے پر جاذبیت ہوگا۔ چونکہ محبوب ﷺ نے فرمایا اللہ اس کے چہرے کو تروتازہ رکھے۔ اس لئے اللہ اس کو پریشانیوں سے غموں سے خود بچائیں گے تاکہ اس کے چہرے پر کبھی شکن نہ آئے، کسی پریشانی کی وجہ سے کسی خوف کی وجہ سے اس کے چہرے پر اثرات نہ ہوں۔ اس لئے دین کے کام کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رزق کی تنگی سے بچائیں گے اور دنیا کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ذلت و رسوائی سے بچائیں گے اور اس کے چہرے کو ترو تازہ رکھیں گے۔اللہ رب العزت ہمیں زندگی کے اوقات کی قدر و قیمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

لمحہء فکریہ:

آج بھی جو انسان چاہے کہ مجھے یہ عزتیں نصیب ہوں تو راستہ وہی ہے کہ علم حاصل کرے اس کو عملی جامہ پہنائے اور عمل فقط اللہ رب العزت کی رضا کے لئے کرے۔اپنی شخصیت کے اندر عمل کو پیدا کر لیجئے پھر دیکھئے اللہ رب العزت دنیا میں کیسی عزتیں عطا فرما دیتے ہیں۔ہم گناہوں کی زندگی گزار کر عزتوں کے طلبگار بنتے پھرتے ہیں۔یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم نفس و خواہشات والی زندگی گزاریں اور پھر سوچیں کہ عزتوں بھری زندگی ملے گی۔اس لئے عزت والی زندگی اس انسان کو ملتی ہے جس کی زندگی کی بنیاد سچ پر ہوتی ہے۔یاد رکھئے! ایک گناہ کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا پڑے گا اور ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے کئی جھوٹ بولنا پڑیں گے۔بعض اوقات جھوٹ پر ہی زندگی کی بنیاد ہوتی۔اس لئے طالبات اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیں کہ انہوں نے علم کی جو نسبت پائی،کیا فقط لوگوں کو دکھانے کے لئے ہے۔اگر ساری دنیا ہمیں نیک کہتی رہی مگر اللہ رب العزت کے ہاں نیکوں میں شمار نہ ہوا تو یہ دنیا کی تعریفیں کس کام کی اور اگر ساری دنیا ہمیں برا کہتی رہی لیکن اللہ رب العزت کے ہاں ہم نیک لوگوں میں گنے گئے تو ہمیں دنیا کی یہ بدتعریفی کیا نقصان پہنچا سکے گی۔

لوگ سمجھیں مجھے محروم و قار و تمکیں
وہ نہ سمجھیں کہ میری بزم کے قابل نہ رہا

اگر اللہ رب العزت کے دفتر میں ہمارا نام کذاب لکھا گیا کہ یہ جھوٹا ہے،بات بات میں جھوٹ بولنا،بات بدل کے کرنا،الفاظ بدل کے بولنا،بات کچھ تھی انداز کسی

اور میں پیش کرنا، ہر ایک کے سامنے انی طرح کی باتیں۔ جب جھوٹ ہماری زندگی کی بنیاد ہوگا تو بھلا انسان کوسکون کیسے مل سکتا ہے۔ یاد رکھئے گناہ انسان کو کسی نہ کسی صورت پریشان ضرور رکھتا ہے۔ کوئی انسان ایسا نہ ملے گا جو گناہوں والی زندگی گزارے اور اس کا دل آپ کو مطمئن نظر آئے، اس کا دل ہمیشہ پریشان ہوگا۔ حتیٰ کہ کامیابی سے گناہ کرنے والے جنہوں نے اپنے قریبی عزیزوں کی آنکھوں پہ پٹیاں باندھیں، ان کی آنکھوں میں دھول جھونک دی، کسی کو پتہ نہ چلنے دیا، اس طرح کامیابی سے گناہ کرتے رہنے والے کے دل کو جھانک کر دیکھیں ان کے دلوں میں بھی آپ بے سکونی پائیں گے۔ وہ مجرم ہوتے ہیں اللہ رب العزت کے بھی اور اپنے ضمیر کے بھی۔ ان کا ضمیر انہیں ہر دن میں ملامت کر رہا ہوتا ہے۔ وہ آنکھیں بند کرتے ہیں تو اپنے آپ کو مجرم کھڑا پاتے ہیں۔ جیسے ضمیر کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہیں اور انہیں ضمیر پکار کر کہہ رہا ہے کہ تم اپنی اوقات کو تو پہچانو، دنیا تمہیں کیا سمجھتی ہے اور تم اپنے من میں جھانک کر دیکھو تمہاری اوقات کیا ہے؟ حقیقت کیا ہے؟ تم اللہ کو کیا چہرہ دکھاؤ گے۔

کتنی عجیب بات ہے کہ صبح بستر سے اٹھتے ہیں منہ دھوئے بغیر لوگوں کے سامنے نہیں جاتے کہ میلا منہ لے کر کیسے جائیں گے۔ ارے! جس چہرے کو دنیا نے دیکھا اس کو دھوئے بغیر تم سامنے نہیں جاتے، جس چہرے کو پروردگار نے دیکھنا ہے جب اس پر گناہوں کی میل لگ گئی تو پھر پروردگار کو وہ چہرہ کیسے دکھائیں گے۔

گناہوں کی معافی کس طرح مانگیں:

ہم اب تک زندگی میں جو گناہ کر چکے ہمیں چاہئے کہ آج کی اس محفل میں اللہ رب العزت سے پکی معافی مانگیں، دل میں ارادہ کریں، رب کریم! جو ہو چکا وہ تو گزر چکا، ہم اس پر نادم ہیں، شرمندہ ہیں، رب کریم! جو وقت زندگی کا آئندہ باقی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اس میں نیکوکاری کی زندگی نصیب فرمادے۔ اے اللہ! آپ نے ہمیں دنیا میں علم کی نسبت دے دی، اللہ! اس نسبت کو نبھانے کی توفیق عطا فرما۔ ایسا نہ ہو کہ ہم علم کی بدنامی کا سبب بنیں، علم کے نام پر بٹہ لگنے کا ذریعہ بن جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسی کوتاہی کر بیٹھیں، کوئی ایسا گناہ کر بیٹھیں، کوئی ایسی غلطی کر بیٹھیں کہ لوگ یوں کہیں کہ دیکھو علم پڑھنے والوں کی زندگی ایسی ہوتی ہے۔ ارے! علم والے تو بڑی شان والے گزرے۔ ان کی زندگیاں تو بالکل پاکیزہ زندگیاں تھیں جن پر پھولوں کی پاکیزگی بھی قربان کردی جائے، ان کے دامن اتنے صاف ہوتے تھے۔ آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے اگر آج کے دور میں علم کی یہ نسبت عطا کی تو ہمیں بھی اپنے دامن کو گناہوں سے بچا کر زندگی گزارنی ہے، پاکدامنی کی زندگی، پرہیزگاری کی زندگی، نیکوکاری کی زندگی، جب اس طرح احتیاط کی زندگی گزاریں گے تو اللہ رب العزت کی رحمتیں برسیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر مہربانی فرمائیں گے۔

آپ اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگیں۔ اصرار کے ساتھ، تکرار کے ساتھ، بار بار التجا کر کے معافی مانگیں۔ ایک چھوٹا بچہ ماں سے کچھ مانگتا ہے، ماں انکار کر دیتی ہے، بچہ باز نہیں آتا وہ پھر مانگتا ہے، ماں جھڑک بھی دیتی ہے، وہ پھر پیچھے نہیں ہٹتا، بچہ چھوٹا سہی مگر اس راز کو جانتا ہے کہ بار بار مانگنے سے میرا کام بنے گا اور بالآخر امی مجھے چیز دے دی گی۔ کبھی تو ماں اس کو تھپڑ بھی لگا دیتی ہے وہ رو بھی پڑتا ہے مگر ماں کی طرف لپکتا ہے۔ جب ایک چھوٹا بچہ ماں کے سامنے اتنی استقامت کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی طرف بڑھتا ہے کہ ماں کو بھی پیار آتا ہے بچے کو اٹھا کے وہ سینے سے لگا لیا کرتی ہے۔ ہم بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے در کو پکڑ لیں۔ معافی مانگیں اور بار بار مانگیں، اپنی ندامت کا اظہار کریں، اپنے دل کے اندر اپنے آپ کو مجرم سمجھتے ہوئے گنہگار سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے معافی مانگیں۔ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

کریم! ہم پر مہربانی فرما کہ ہمیں تو نے علم کی نسبت عطا فرمائی، اللہ! اس نسبت کی لاج رکھ لینا۔

عمل کی اپنے اساس کیا ہے
بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت
میرا تو بس آسرا یہی ہے

اللہ رب العزت نے جس طرح ظاہر میں علم کے ساتھ یہ نسبت دی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی طلباء علماء کے قدموں میں جگہ عطا فرمادے۔ یہی ہمارے لئے مغفرت کا سبب بن جائے گی۔

اپنی ''میں'' کو مٹالیجئے:

کبھی کبھی انسان کی '' میں ،، اس کے راستے کی رکاوٹ بن جاتی ہے، اس '' میں'' کو مٹا دیجئے۔ نفس کو اللہ کے لئے پامال کر دیجئے اور مٹ کر اللہ کے دین کا کام کیجئے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ جو اللہ کے لئے تواضع کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عزتیں عطا فرماتے ہیں۔

رب کریم کا دروازہ:

ہم سچے دل سے معافی مانگیں، بار بار پروردگار کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ جو انسان بار بار دروازہ کھٹکھٹاتا ہے بالآخر اس کے لئے وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ مگر دل کے اندر پکا یقین ہو کہ ہمیں اگر رحمتیں ملتی ہیں تو اسی دروازے سے، مغفرت ملتی ہے تو اسی دروازے سے، ہمیں بخشش ملتی ہے تو اسی دروازے سے، ہمیں عزتیں ملتی ہیں تو اسی دروازے سے۔ اللہ رب العزت کے محبوب نے ہمیں یہ در دکھایا اور ساتھ یہ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

بتا دیا کہ اس در کے سوا کوئی در نہیں ہے۔

اللہ کو راضی کرلیں:

اللہ رب العزت کو اس وقت تک مناتا ہے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائے۔ اس دروازے کو پکڑے رہیے، دن رات دعائیں کیجیے، تہجد پڑھ کر، نفل پڑھ کر اپنی تنہائیوں میں بیٹھ کر اللہ کے سامنے سر جھکا کر، سجدے میں سر ڈال کر معافیاں مانگئے، اس رب کو منانے کی کوشش کر لیجیے۔ اے اللہ! تو راضی سارا جگ راضی۔ اگر پروردگار راضی ہو گئے تو انسان کو دنیا میں بھی عزتیں ملیں گی۔ اس کے دروازے کے اوپر استقامت کے ساتھ جمے رہیے حتی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے خیر کے فیصلے فرما دے۔

ایک اعرابی کی عجیب دعا:

مجھے ایک اعرابی کی بات یاد آئی۔ دیہات کے رہنے والے تھے۔ صحابی تھے، آ گئے مسجد نبوی ﷺ میں، دعا مانگتے ہیں اور کیا کہتے ہیں۔ **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ فَاِنَّکَ لَا تَغْفِرْ فَاغْفِرْ** اے اللہ! مجھے معاف کر دے، اے اللہ! مجھے معاف کر دے اور اگر تو نے میری مغفرت نہیں بھی کرنی تو پھر بھی مغفرت فرما دے۔ بار بار یہی دعا کر رہے تھے۔ سوچیے کہ جب اتنی عاجزی کے ساتھ اتنی انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا کہ، اے اللہ، میری بخشش فرما دے اگر بخشش نہیں بھی کرنی تو پروردگار! پھر بھی بخشش فرما دے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں کیوں نہیں آئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہیں۔ قرآن ہمیں پکار رہا ہے۔ **قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ** میرے بندوں کو کہہ دو جو گناہوں میں ڈوبے پھرتے ہیں کہ تم میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ **اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ**

www.besturdubooks.wordpress.com

الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۔ سبحان اللہ،

اللہ رب العزت اپنی رحمتیں فرمائے، ہماری زندگی کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور جو وقت باقی ہے اللہ تعالیٰ اس کو علم عمل اور اخلاص کے ساتھ گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

و اخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

www.besturdubooks.wordpress.com

نصائح دلپذیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ o و قال الله تعالیٰ فی مقام اخر اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ o سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

انسانی زندگی میں تین دنوں کی اہمیت:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ انسانوں کے حساب کا دن قریب آ گیا وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ اور وہ اپنی غفلت میں روگردانی کرتے پھر رہے ہیں۔ انسانی زندگی کے تین دن بڑے اہم ہوتے ہیں۔ ایک وہ دن جب انسان اس دنیا میں آتا ہے، اس دن اس کے بارے میں چند باتیں طے کر دی جاتی ہیں۔ اسے دنیا میں کتنا رہنا ہے، کتنا رزق پانا، وہ شقی ہوگا یا سعید۔ اللہ رب العزت اپنے ازلی علم کی وجہ سے اس کو پہلے ہی لکھوا دیتے ہیں۔ اللہ کرے کہ وہ دن زندگی کا اچھا دن ہو کہ ہر آنے والا بچہ اچھے نصیب لے کر دنیا میں آئے۔ دوسرا دن وہ ہے جب انسان اس دنیا سے قبر میں جائے گا، روئے زمین سے زیر زمین چلا جائے گا۔ وہ دن انسان کی زندگی کا بڑا اہم

www.besturdubooks.wordpress.com

دن ہے۔ تیسرا وہ دن ہے جب انسان اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہوگا یعنی قیامت کا دن۔ اللہ تعالیٰ اس دن کو ہماری زندگی کے دنوں میں سے بہترین دن بنا دے۔اس لئے حضرت عیسیٰؑ نے یہ دعا مانگی۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا

سب سے بڑا دھوکا:

زندگی ایک مہلت ہے جو ہمیں آخرت کی تیاری کے لئے دی گئی ہے۔ ہم آخرت کی تیاری کرنے کی بجائے دنیا کے غم اور خوشی میں الجھ جاتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ ہمیں ایسا وقت ملے جب ہمارے اوپر کوئی غم اور کوئی پریشانی نہ ہو۔ ہر کام مرضی کے مطابق چل رہا ہو پھر ہم سکون اور تسلی کے ساتھ عبادت کریں گے۔اسی کو قرآن مجید کی زبان میں دھوکا کہا گیا ہے۔اور یہ دھوکا فقط جاہل کو ہی نہیں عالم کو بھی لگتا ہے۔سوچتے رہتے ہیں کہ نیک بنیں گے اور اچھے کام کریں گے، اچھے وقت کے انتظار میں رہتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ وقت ہاتھوں سے نکلا جا رہا ہوتا ہے۔ہم موت کو بھول جاتے ہیں لیکن موت ہمیں نہیں بھولتی۔ ہماری زندگی کا ہر آنے والا دن ہمیں اپنی موت کے قریب سے قریب تر کر رہا ہوتا ہے۔ جو کر گزرنے والے ہوتے ہیں وہ زندگی کے اسی وقت میں کر لیا کرتے ہیں۔

الجھے سلجھے اسی کا کل میں گرفتار رہو

غم ہو یا خوشی ہر حال میں آخرت کی تیاری کرتے رہیں۔خوشی کے لمحات ہوں تو اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں اور غم کے لمحات ہوں تو صبر کریں۔شکر کرنے والا بھی جنتی اور صبر کرنے والا بھی جنتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مواسم عمر:

انسان کی زندگی کی مختلف منازل ہوتی ہیں ،مختلف موسم ہوتے ہیں جنہیں مواسم العمر کہتے ہیں۔ جب انسان بچہ ہوتا ہے تو اسے کھیلنے کا شوق ہوتا ہے،اس کا سارا کا سارا وقت کھیل کود میں گزرتا ہے۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی کیفیات مختلف ہوتی رہتی ہیں۔ نجم الدین نسفیؒ نے لکھا ہے کہ ہر آٹھ سال کے بعد بندے کی کیفیت بدلتی رہتی ہے۔ پہلے آٹھ سال لَعِب پھر لَهو پھر زینۃ،اس کے بعد وَ تَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ اور پھر وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ یہ پانچ مواسم عمر ہوئے۔ آٹھ آٹھ سال اگر یہ ہوں تو چالیس سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور واقعی چالیس سال کے بعد پھر انسان کو ہوش آتی ہے۔ کہ میں دنیا میں آیا کس لئے تھا۔

کامیاب انسان:

جو لوگ ذکر و سلوک کی زندگی گزارتے ہیں ان کو ہر جگہ یہی تعلیم دی جاتی ہے کہ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں نبی علیہ السلام کی فرمان لازم پکڑو۔ جس نے اپنی زندگی ان دو چیزوں کے تحت گزاری وہ انسان کامیاب انسان ہوگا۔

جنت دو قدم:

جس آدمی کا پہلا قدم اس کے نفس پہ جائے گا اس بندے کا دوسرا قدم جنت میں پہنچے گا۔ اللہ رب العزت نے مخلوق کو ثواب کے لئے پیدا کیا ہے عذاب کے لئے نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے نیک اعمال کریں اور مجھ سے میری نعمتوں کو پائیں۔ لیکن ہمارا طرز زندگی بدل جاتا ہے بعض اسی دنیا میں سب کچھ مانگتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ آخرت میں مانگتے ہیں۔ منكم من يريد الدنيا و منكم

www.besturdubooks.wordpress.com

من یرید الآخرۃ

برے لوگوں کی نشانی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں وہ شخص نہ بتاؤں جو سب سے زیادہ برا ہو۔ عرض کیا گیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا، کہ جو اکیلا کھائے اور اپنے غلام کو مارے۔ اکیلا کھانے سے مراد یہ کہ مل جل کے رہنے کی عادت نہ ہو اور اپنے ماتحتوں پر سختی کرنے والا ہو۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں ایک شخص بتاؤں جو اس سے بھی برا ہو۔ عرض کیا گیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! وہ بھی بتا دیجئے۔ ارشاد فرمایا، کہ جو آدمی لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ اس سے بغض رکھیں ایسا آدمی اس سے بھی برا ہے۔ پھر فرمایا کہ میں تمہیں ایک شخص بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ برا ہو۔ عرض کیا گیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! بتا دیجئے۔ فرمایا کہ، ایسا بندہ کہ نہ اس سے نیکی کی امید ہو اور نہ اس کے شر سے بندے کو امن ہو۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں ایک اور ایسا بندہ بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ برا ہو۔ عرض کیا گیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کون ہے؟ فرمایا کہ جو کسی کی لغزش سے درگزر نہ کرے اور کسی بھی بندے کی معذرت کو قبول نہ کرے۔ یہ معاملہ تو پروردگار نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اگر انسانوں کے بس میں بات ہوتی تو یہ تو جیتے جاگتے بندے کو جہنم میں پھینک دیتے۔

محبت ہو تو ایسی:

مخلوق میں سے ماں وہ ہستی ہے جو اپنے بدکار اور گنہگار بچے سے بھی محبت کرتی ہے۔ اولاد نیک بنے پھر بھی محبت ہے اور اولاد نیک نہ بنے تو اس کو پھر بھی محبت ہے۔ وہ محبت کے ہاتھوں مجبور ہوتی ہے اور اپنے نیک اور بد ہر طرح کے بچے سے وہ محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتی ہے۔ اور ایک اللہ رب العزت کی ذات ہے کہ جس بندے نے بھی کلمہ پڑھ لیا اللہ رب العزت اس بندے سے محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ رحمان بھی ہے رحیم بھی، حنان بھی ہے منان بھی، جواد بھی ہے اور کریم بھی۔ انسان نیکی میں بڑھنے والا ہو یا بہت زیادہ گنہگار ہو پھر بھی اس سے نفرت نہیں فرماتے، پھر بھی اس کو اپنے در سے مایوس نہیں کرتے۔ اس لئے برائی سے نفرت ہونی چاہئے بروں سے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

سب سے برا شخص:

ایک حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے لوگ بھی آئیں گے جو رنگ برنگ کے کھانے کھائیں گے، طرح طرح کی چیزیں پئیں گے، قسم قسم کے کپڑے پہنیں گے اور خوب باتیں بنائیں گے۔ وہ میری امت کے سب سے برے لوگ ہوں گے۔

آج جس انسان کو خوشی کا وقت مل گیا وہ دوسرے آدمیوں کو اپنے سے حقیر سمجھتا ہے۔ اس بات کو بھول جاتا ہے کہ آزمائش میرے اوپر بھی آسکتی ہے، دن بدلتے دیر نہیں لگا کرتی۔

اتنی سخت وعیدیں......!!!

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو آدمی کسی مسلمان کی مصیبت پر خوش ہوا اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک موت نہیں دیتے جب تک وہ خود اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہو جاتا۔ ایک دوسری حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کسی انسان نے کوئی گناہ کیا لیکن اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت کے حضور سچی توبہ کرلی اب توبہ کرنے کے بعد بھی اگر کوئی آدمی اس کو اس گناہ کا طعنہ دیتا ہے تو اللہ رب العزت اس کو اس وقت تک موت نہیں دیتے جب تک خود اس گناہ میں ملوث نہیں فرما دیتے۔ کسی کو پریشانی اور مصیبت میں دیکھ کر خوش ہوئے تو ذرا دھیان سے، اور کسی بندے کی غلطی اور عیب کا پتہ چلے تو اس کو طعنہ نہ دے، ممکن ہے وہ اپنے دل میں سچی توبہ کر چکا ہو۔

تہجد کی نماز سے محرومی کی وجہ:

سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک گناہ کیا، جس کی وجہ سے پانچ ماہ کے لئے مجھے تہجد کی نماز سے محروم کر دیا گیا۔ کسی نے پوچھا، حضرت! کونسا گناہ کیا تھا؟ فرمایا، کہ ایک آدمی بیٹھا دعا مانگتے ہوئے رو رہا تھا۔ میں نے اپنے دل میں سمجھا کہ یہ ریا کار ہے۔ میرے اس بدگمانی کے گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پانچ مہینے کے لئے تہجد کی نماز سے محروم کر دیا۔ جن کا کام ہی صبح و شام بدگمانی ہو، جن کا کام ہی صبح و شام بدزبانی ہو تو ایسی حالت میں پھر اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔

اپنی فکر کیجئے:

محترم جماعت! اس رات کو یاد کیجئے جس کی صبح کو قیامت کا دن ہوگا۔ جب ہمیں اللہ رب العزت کے حضور پیش ہونا ہوگا۔ کُلُّ امْرِءٍ بِمَا کَسَبَ رَهِيْن ہر بندہ اپنے اعمال کے بدلے میں رہن میں رکھا ہوا ہے۔ اپنے اپنے عملوں کا ہر بندے کو حساب دینا ہوگا۔ ہمارے حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے "آپنی پوی تے پرائی بھل ونجی" اور آج ہمیں اپنی فکر نہیں ہوتی دوسروں کے پیچھے پڑے ہوئے ہوتے ہیں، آنکھیں کھلی رہتی ہیں، گردن تنی رہتی ہے، نگاہیں دوسروں کے چہروں پر پڑتی ہیں، اور اپنے من میں جھانک کر نہیں دیکھتے کہ ہمارے اپنے اندر کیا کچھ موجود ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر الٰہی کی اہمیت:

ذکر کی کثرت سے انسان کے فکر کی گندگی دور ہوتی ہے۔ یہ بات دل میں بٹھا لیجئے کہ فکر کی گندگی ہمیشہ ذکر سے دور ہوتی ہے۔ جو لوگ شیطانی وساوس، ذہنی الجھنوں اور پریشانیوں کا شکار ہوں وہ اس بات کو پلے باندھ لیں کہ ہماری ان تمام پریشانیوں کا حل اللہ تعالیٰ کی یاد میں موجود ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے۔

ایک علمی نکتہ:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب کوئی پرندہ ذکر سے غافل ہوتا ہے تو شکاری اس کو اپنا نشانہ بنا لیتا ہے، اس کو شکار کر لیتا ہے۔ اب یہاں طلباء کے لئے ایک نکتہ ہے اگر پرندہ غافل ہوا، اس کو اللہ رب العزت نے شکاری کے ہاتھ میں پہنچا دیا تو اگر کوئی بندہ اللہ سے غافل ہوگا اللہ رب العزت اس کو جہنم کے فرشتوں کے ہاتھ پہنچا دیں گے۔ تو مقصد یہی ہے کہ ہم یہاں چند دن گزار کر اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی یاد کو بسائیں۔ روزمرہ کی بات چیت میں ہم ایسے الفاظ استعمال کیا کریں کہ جن سے ہمارے دل میں اللہ رب العزت کی یاد رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معارف

بسم اللہ کو تسمیہ کہتے ہیں۔ یہ ہر چھوٹے بڑے کو یاد ہے لیکن ہمیں اپنے ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی عادت نہیں ہوتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانی ستر کا پردہ:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے کپڑے بدلنا چاہے، پہلے اتار کر دوسرے پہننا چاہے تو اگر وہ بسم اللہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے اوپر اور اس کے درمیان ایک آڑ بنا دیتے ہیں۔ جنات ہوں یا فرشتے ہوں وہ اس انسان کے بدن کو بے لباس نہیں دیکھ سکتے۔ اب یہاں ایک نکتہ ملا کہ اگر بسم اللہ کا پڑھنا جنات اور فرشتوں کے درمیان آڑ بن جاتا ہے تو اگر ہم زندگی کے ہر کام میں بسم اللہ پڑھنے کی عادت ڈالیں گے تو یہ جہنم کے فرشتوں اور ہمارے درمیان آڑ بن جائے گا۔

جہنم سے بچنے کا مطلب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف ہیں، اور جہنم کے فرشتے بھی ۱۹ ہیں۔ ان کو داروغہ کہا جاتا ہے۔ ۱۹ حروف بسم اللہ کے اور ۱۹ فرشتے جہنم کے نگران، ہر ہر حرف ہر فرشتے سے بچنے کا سبب بن جائے گا۔ اس لئے بسم اللہ کو اکثر پڑھنے کی عادت ڈالئے۔

گناہوں کا کفارہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ چار الفاظ ہیں اور چار ہی طرح کے گناہ ہوتے ہیں۔ یا تو انسان ظاہر میں کرتا ہے، یا چھپ کر کرتا ہے، یا دن میں کرتا ہے اور یا رات میں کرتا ہے۔ ہر ہر لفظ مختلف گناہوں کے لئے کفارہ بنے گا۔

تین قسموں کے گناہوں سے نجات:

بسم اللہ کے اندر اللہ رب العزت نے اپنے تین نام استعمال فرمائے۔ ایک نام اللہ، دوسرا رحمان اور تیسرا رحیم۔ اور تین ہی گناہوں کے درجات یا اقسام ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلی قسم کفر وشرک سے بچنا اور ایمان قبول کرنا، دوسری قسم کبائر کو چھوڑ کر اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کی زندگی اختیار کرنا اور تیسری قسم کہ وساوس سے نجات پا کر یکسوئی کے ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت کرنا۔ لہذا جو بندہ اپنے ہر کام کی ابتداء بسم اللہ سے کرے گا اللہ تعالیٰ تینوں گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کی دلیل:

جب کوئی آدمی کسی کو خط لکھے تو خط کی ابتداء سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ اس آدمی کی طبیعت کیسی تھی، کیا یہ راضی تھا یا ناراض تھا۔ تو خط کے ابتدائی الفاظ اس بندے کی رضا یا اس کی ناراضگی کا پتہ بتا دیتے ہیں۔ قرآن مجید کی ابتداء میں بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اب یہ بسم اللہ کی آیت ہی ہمیں بتا رہی ہے کہ اللہ رب العزت ہم سے راضی ہیں۔ وہ یوں بھی فرما سکتے تھے کہ بِسْمِ اللّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ۔ وہ اس میں اپنے قہار اور جبار ہونے کا لفظ بھی استعمال کر سکتے تھے مگر پروردگار عالم نے اپنے ان صفاتی ناموں کو شامل نہیں کیا۔ اگر کیا تو کن ناموں کو کیا؟ وہ دو نام جو رحمت کی دلیل ہیں یعنی الرحمان اور الرحیم۔ تو معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کی ابتداء ہمیں بتا رہی ہے کہ اللہ رب العزت کا ارادہ ہمارے بارے میں خیر کا ہے۔ وہ بندے کو عذاب نہیں دینا چاہتے وہ بندے کو ثواب دینا چاہتے ہیں۔ عذاب تو ہم اپنے ہاتھوں سے خریدتے ہیں، اس کو دعوت دیتے ہیں اپنی طرف۔ اس لئے اپنے ہر کام کی ابتداء میں بسم اللہ کہنے کی عادت ڈالئے اللہ تعالیٰ ہر کام کے اندر برکت عطا فرمائیں گے۔

نعمتوں کی قدر دانی:

الحمدللہ مختصر سے الفاظ ہیں۔ اپنی گفتگو میں اس کو کہنے کی عادت ڈالئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت کی نعمتوں پر جس نے الحمدللہ کہہ دیا اس نے گویا نعمت کا شکر ادا کر دیا۔

ایک اصولی بات یاد رکھئے کہ نعمتوں کی قدردانی کے لئے نعمتوں کے چھن جانے کا انتظار نہ کیا کریں۔ اکثر لوگوں کو دیکھا، میاں بیوی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں تو آپس میں جھگڑے، خاوند فوت ہوا اب وہی عورت بیٹھی رو رہی ہے اور اپنے خاوند کی صفتیں بیان کر رہی ہے۔ جو خاوند ہر وقت بیوی سے نالاں رہتا تھا اس کی بیوی فوت ہوئی اب اس کو بیوی کی خوبیاں سمجھ میں آ رہی ہیں۔ بھائی کے ساتھ زندگی میں تو دشمنی کا معاملہ تھا، اب بھائی فوت ہوا تو اس کے احسان یاد آ رہے ہیں۔ تو یاد رکھئے نعمتوں کی قدردانی کے لئے نعمتوں کے چھن جانے کا انتظار نہ کیا کریں۔ اس سے پہلے پہلے ان کی قدر کر لیا کریں۔

الحمدللہ کہنے پر انعامات:

جو انسان اپنی زندگی میں الحمدللہ کثرت سے کہتا ہے علما نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دو انعام عطا فرماتے ہیں۔ پہلا انعام یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے سختی میں سے آسانی نکال دیا کرتے ہیں، محتاج ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تونگری عطا فرماتے ہیں، دنیا سے نجات فرما دیتے ہیں۔ اس لئے اپنے اکثر کاموں کو شروع کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھے اور پھر آخر پر الحمدللہ کہنے کی عادت ڈالیے۔ الحمدللہ کے اندر آٹھ حروف ہیں اور علما نے لکھا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ گویا ہر ہر حرف جنت کے ہر دروازے کے لئے کنجی کی مانند ہوگا۔ تو جس بندے کو الحمدللہ کثرت سے کہنے کی عادت ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازوں کو کھول دیں گے۔

کلمہ طیبہ میں چھ نکات:

لا الہ الا اللہ وہ کلمہ ہے جس کو پڑھ کر انسان کفر و شرک سے توبہ تائب ہوتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اللہ رب العزت کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہوتا ہے۔ اکثر اپنی زبان پر اس کا ذکر رکھیں۔ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں لا الہ الا اللہ تو ایک مستقل سبق ہے جس کو تہلیل لسانی کہتے ہیں۔ اس میں لا الہ الا اللہ کی کثرت کی جاتی ہے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے لا الہ الا اللہ کا سبق دیا جاتا ہے۔ یہ الفاظ عجیب حکمتوں بھرے اور برکات سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

پہلا نکتہ:

لا الہ الا اللہ کے حروف کو اگر آپ گنیں تو یہ ۱۲ حروف بنتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ کے حروف کو گنیں تو وہ بھی ۱۲ حروف بنیں گے۔ تو لا الہ الا اللہ کا جو ذکر کثرت سے کرے گا اس کے ۱۲ حروف بندے کے لیے ۱۲ مہینوں کے گناہوں کی بخشش کی ذریعہ بنیں گے۔

دوسرا نکتہ:

دن رات کے اندر ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمدٌ رسولُ اللہ کے بھی ۲۴ حروف ہیں۔ تو اللہ رب العزت ہر ہر گھنٹے کے گناہوں کو معاف فرمائیں گے۔

تیسرا نکتہ:

اس کلمہ کے اندر ۷ الفاظ ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمدٌ رسولُ اللہ یہ سات الفاظ بنتے ہیں اور انسان سات اعضاء سے ہی گناہ کرتا ہے۔ آنکھ سے، کان سے، زبان سے، ہاتھ سے، پاؤں سے، شرمگاہ سے اور پیٹ میں کھا کے۔ جو انسان ان سات الفاظ کا ذکر کثرت سے کریں گے تو ساتوں اعضاء کے گناہوں کو اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت معاف فرمادیں گے۔ اور جہنم کے بھی سات دروازے ہیں لھا سبعة ابواب تو معلوم ہوا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسولُ اللہ کا ایک ایک لفظ جہنم کے ہر ہر دروازے سے بچاؤ کا سبب بن جائے گا۔

چوتھا نکتہ:

اس کلمہ کے اندر عجیب حکمتیں ہیں کہ آپ کو کوئی بھی لفظ نقطے والا نہیں ملے گا۔ یہ دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں ہمیں واحدانیت کا پیغام دے رہے ہیں کہ میرے دربار میں شرک کی کوئی گنجائش نہیں۔

پانچواں نکتہ:

حروف ہی ایسے استعمال کیے کہ جو نقطوں سے پاک تھے۔ تو اس لئے کلمہ ہمیں توحید کی دعوت دیتا ہے۔

چھٹا نکتہ:

ایک نکتہ جو طلبا کے لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے تمام وہ حروف استعمال کیے جو جوف دھن سے نکلتے ہیں۔ حروف مختلف طرح کے ہوتے ہیں، کچھ حروف حلقی کہلاتے ہیں وہ حلق سے نکلتے ہیں، کچھ شفوی کہلاتے ہیں کہ ہونٹوں سے نکلتے ہیں، کچھ جوف دھن سے نکلتے ہیں یعنی منہ کا جو درمیان کا حصہ ہے اس میں سے نکلتے ہیں۔ پروردگار عالم نے لا الہ الا اللہ محمد رسولُ اللہ کا جو پہلا حصہ تھا لا الہ الا اللہ اس میں تمام حروف وہی رکھے جو حروف جوف دھن سے نکلتے ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ جس طرح یہ حروف تمہارے منہ کے اندر سے نکل رہے ہیں اسی طرح یہ کلمہ بھی تمہارے دل کے اندر سے نکلے گا تب اللہ رب العزت کے یہاں قبول ہوگا۔ تو ہم ان

www.besturdubooks.wordpress.com

اذکار کو کثرت کے ساتھ کریں۔ جو مسنون دعائیں نبی اکرم ﷺ سے صبح اور شام منقول ہیں اور شجرہ کے اندر دی گئیں ان کو اپنا معمول بنالیں۔

مسنون دعاؤں کے دو بڑے فائدے:

دو باتیں ذہن میں رکھئے جو آدمی مسنون دعاؤں کو اپنے اپنے وقت پر پڑھنے کی عادت بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے وقوف قلبی کا رکھنا آسان فرمادیں گے۔ بعض حضرات کو نسبت کا نور اسی طرح سے ملا کہ وہ مسنون دعاؤں کو اپنے وقت پر پابندی سے پڑھا کرتے تھے۔ ان کا اور کوئی مجاہدہ نہیں تھا صرف مسنون دعاؤں کے اہتمام سے اللہ تعالیٰ نے دل میں اتنا نور عطا فرمایا کہ وہ لوگ صاحب نسبت بن گئے۔ دوسری بات کہ جو آدمی مسنون دعاؤں کو پڑھنے کی عادت بنائے گا اس آدمی کو پھر کسی دم، تعویذ اور اس قسم کے عمل کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔ پروردگار خود اس کا محافظ بن جائے گا اور ہر طرح کی پریشانیوں سے اس کو محفوظ فرمائے گا۔ اس لئے دعا مانگنی چاہئے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْمُعَافَاتِ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے عافیت کا طلبگار ہوں۔

عافیت کا مطلب:

عافیت کہتے ہیں کہ انسان کو پرسکون زندگی ملے۔ ہمارے مشائخ نے عافیت کی تین نشانیاں بتائی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس بندے کی زندگی ایسی ہو کہ اس کو حاکم کے پاس جانے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ دوسری بات اس کو طبیب اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ اور تیسری بات کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے کسی بھائی کا محتاج نہ ہو۔ تو جو آدمی حاکم، طبیب اور بھائی کی مدد سے بے نیاز ہو گیا گویا اللہ رب العزت نے اس کو عافیت کی زندگی عطا فرمادی۔ بعض نے کہا کہ جس آدمی کو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے گھر عطا کر دیا، روزی عطا کر دی اور اللہ تعالیٰ نے گھر میں اس کو نیک موافقت رکھنے والی بیوی عطا کر دی اس آدمی کو زندگی کی عافیت نصیب ہو گئی۔

روزہ اور باطنی ترقی:

وقتاً فوقتاً روزے کا رکھنا انسان کے لئے باطنی ترقی کا سبب بنتا ہے۔ جن سالکین کا سبق لطیفہ روح کا ہو وہ جتنا اپنے پیٹ کو خالی رکھتے ہیں اتنا ان کی باطنی ترقی زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ کھانا پینا کثافت سے تعلق رکھتا ہے اور لطیفہ روح کا تعلق لطافت کے ساتھ ہے۔ بھوکا رہنے سے انسان کے اندر لطافت پیدا ہوتی ہے اور آج کل اکثر احوال و کیفیات جو وارد نہیں ہوتے اس کی چند وجوہات ہیں۔ ایک تو معمولات نہیں کرتے اور دوسرا ہمیشہ پیٹ بھری حالت میں رہتے ہیں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو دن میں دو مرتبہ کھائے اس کو تو بھوک کا پتہ ہی نہیں کہ بھوک کیا ہوتی ہے۔ اور ہم تو ماشاء اللہ دن میں تین مرتبہ کھانے والے ہیں۔ تو پیٹ کو بھوکا رکھنا یہ بھی ذکر کی نورانیت ملنے کا سبب ہوتا ہے۔ بلکہ نوجوان تو روزہ رکھیں تب ان کے خیالات میں یکسوئی رہے گی۔

انبیائے کرام علیہم السلام اور نفلی روزے:

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سارا مہینہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان ہر مہینے کے شروع میں تین دن روزہ رکھتے، درمیان میں تین دن روزہ رکھتے اور آخر میں تین دن روزہ رکھتے۔ بی بی مریم اللہ رب العزت کی نیک بندی تھیں۔ ان کا معمول یہ تھا کہ وہ دو دن روزہ رکھتی تھیں اور تیسرے دن افطار کیا کرتی تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی عادت تھی کہ وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن افطار کیا کرتے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

www.besturdubooks.wordpress.com

مبارکہ تھی کہ آپ ہر مہینے میں ایام بیض (13,14,15) تاریخ کے روزے رکھا کرتے تھے۔ یہ روشن دن کہلاتے ہیں کہ چاند کی بھی پوری روشنی کے دن ہوتے ہیں اور ان دنوں میں روزہ رکھنے والے کے دل کو بھی اللہ تعالیٰ روشن فرما دیتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اور ایام بیض کے روزے:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو اپنی بھول کے غم کی وجہ سے ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا۔ اب اللہ رب العزت نے ان کو مہینے کے تین دن روزہ رکھنے کے بارے میں فرمایا تو ان تین دنوں کے روزے رکھنے کی وجہ سے ان کے چہرے کی سیاہی ان کے چہرے کے نور میں تبدیل ہو گئی۔ لہذا جو انسان ایام بیض کے روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو تر و تازہ رکھیں گے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی احتیاط:

ہمیں ہر کام شریعت و سنت کے مطابق کرنا چاہئے خواہ وہ کام چھوٹا ہو یا بڑا۔ صحابہ کرامؓ اتنے محتاط تھے کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ وہ فجر کی نماز پڑھتے اور پڑھنے کے بعد جلدی اپنے گھر چلے جاتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فجر کی محفل میں نہیں بیٹھتے تھے۔ کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ پتہ نہیں کس حال میں ہے کہ جلدی چلا جاتا ہے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم جلدی کیوں چلے جاتے ہو؟ تو وہ کہنے لگے اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ہمسائے کے گھر میں ایک درخت ہے جس پر پھل لگے ہوئے ہیں۔ مگر اس کی کچھ شاخیں میرے گھر پر آتی ہیں اور جب رات ہوتی ہے تو شاخوں سے پھل میرے گھر میں گر جاتے ہیں۔ میں فجر کی نماز پڑھ کے جلدی جاتا ہوں تاکہ ان پھلوں کو اٹھا کر اس آدمی کے گھر میں واپس ڈال دوں۔ ایسا نہ ہو کہ میرے بچے جاگ جائیں اور بلا

www.besturdubooks.wordpress.com

اجازت دوسرے کے پھل کھانے کے گناہ میں ملوث ہو جائیں۔ اتنی چھوٹی سی بات میں شریعت کا خیال رکھتے تھے۔

خیر خواہی کی اہمیت:

ہر کام میں ہم دوسری کی خیر خواہی کریں۔ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ دین سراسر خیر خواہی ہے۔ یاد رکھنا کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بدخواہ بن گیا تو پھر دین نہ بچا۔ دین کی دھجیاں اڑ گئیں۔ یاد رکھیں کہ مومن ہمیشہ خیر خواہ ہوتا ہے۔

خیر خواہی کی ایک عمدہ مثال:

ایک مرتبہ دو حضرات نے آپس میں کوئی شراکت سے کام کیا۔ ایک بوڑھے تھے اور دوسرے نوجوان تھے۔ جب وہ اپنی چیزوں کو تقسیم کرتے تو ان میں سے دونوں دیکھتے کہ ہر بندے کا حصہ جتنا ملا ہوتا وہ تھوڑے دنوں بعد اس سے زیادہ ہوتا۔ وہ بڑے حیران ہوتے کہ حصہ تو مجھے تھوڑا ملا یہ زیادہ کیسے ہو گیا؟ وقت گزرنے کے ساتھ پتہ چلا کہ جو نوجوان تھے وہ حصہ ملنے کے بعد اپنے حصے میں سے اپنے دوسرے بھائی کے حصے میں کچھ شامل کر دیتے کہ اس کے اہل و عیال زیادہ ہیں، عمر زیادہ ہے، اس کو زیادہ مال پیسے کی ضرورت ہے۔ جب کہ بوڑھا آدمی اپنے مال میں سے کچھ لے کر اس نوجوان کے مال میں شامل کر دیتے اور ان کی نیت یہ ہوتی کہ اس کی عمر تھوڑی ہے، اس نے زیادہ عرصہ دنیا میں زندگی گزارنی ہے، میں تو بوڑھا ہوں مر کھپ جاؤں گا لہٰذا میرا بھائی اس کا زیادہ حق دار ہے۔ جوان بوڑھے کے مال میں پیسے شامل کر دیتا اور بوڑھا جوان کے مال میں پیسے شامل کر دیتا۔ ان دونوں کا ایک دوسرے کے اکرام کا یہ معاملہ تھا۔ کیسی خیر خواہی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں میں بھری ہوئی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اصحاب کہف کا کتا جنت میں:

آج کے دور میں جس انسان کو نیک صحبت نصیب ہوگئی وہ انسان خوش نصیب ہے۔اس سے انسان فتنوں سے بچا رہتا ہے، نفس و شیطان کے مکر و فریب سے بچا رہتا ہے۔اچھی صحبت کا انسان پر اثر ہوتا ہے۔ دیکھئے قرآن پاک میں اصحاب کہف کے کتے کا بھی تذکرہ ہے اور احادیث میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن اس سے جنت کا وعدہ فرمایا۔ کتا ہے لیکن اولیاء اللہ کے ساتھ رہا، اللہ تعالیٰ کو اولیاء کا ساتھ دینا اتنا پسند آیا کہ اس کے لئے بھی جنت کا وعدہ فرما دیا۔ ہم اگر اپنی زندگی میں نیکوں کا ساتھ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بھی خیر کا فیصلہ فرما دیں گے۔

محبت الٰہی میں ایک احتیاط:

جس انسان کے دل میں اللہ رب العزت کی شدید محبت ہے وہ انسان خوش نصیب ہے۔ خاص طور پر جو حضرات سلسلے میں داخل ہیں اور اللہ رب العزت کی محبت کے طلبگار ہیں وہ ہر وقت اس چیز کو اپنے ذہن میں دیکھتے ہیں کہ ایسا تو نہیں کہ دل میں کسی غیر کی محبت آرہی ہے، اس کی طرف میلان بڑھ رہا ہے، یا توجہ ہو رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی محبت سے محروم فرما دیں گے۔ اس کی کئی مثالیں قرآن و حدیث میں ملتی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا محبت الٰہی میں مقام:

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنے ہاں بیٹا ہونے کی بڑی چاہت تھی جس کے لئے اکثر دعائیں مانگتے تھے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرما دیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو انہوں نے ایک دفعہ محبت بھری نظر سے دیکھا۔ اب مقربین کا یوں

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت بھری نظر سے کسی کو دیکھنا اللہ رب العزت کو اچھا نہیں لگتا کیونکہ محبت کا رشتہ ہوتا ہی بڑا نازک ہے۔ چنانچہ محبت کی نظر بیٹے پر ڈالنا اللہ تعالیٰ کو اچھا نہ لگا۔ لہٰذا حکم دیا کہ اے میرے ابراہیم خلیل اللہ! آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر دیجئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو ذبح کرنے کی تیاری کر لی۔ جب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہیں تو ثابت ہو گیا کہ بیٹے کی محبت غالب نہیں بلکہ محبت میری ہی غالب ہے۔ چنانچہ باپ ذبح کرنا چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے بیٹے کو محفوظ فرما لیا کیونکہ ذبح کروانا مقصود نہیں تھا، مقصد تو یہ تھا کہ ہم دیکھیں کہ بیٹے کی محبت زیادہ ہے یا ہماری محبت زیادہ ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا محبت الٰہی میں مقام:

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ پروردگار عالم نے ان کے بیٹے کو کنویں میں ڈلوایا۔ باپ بیٹا جدا ہو گئے اور والد کی بینائی کو بھی سلب فرما لیا۔ بیٹا بھی جدا اور بینائی بھی گئی۔ ایک وقت وہ آیا کہ اپنے بیٹوں کو یوسف علیہ السلام کا پتہ کرنے کے لئے بھیجتے تھے لیکن بیٹے کی خبر نہیں دی گئی۔ ایک مرتبہ وہ تلاش کرنے گئے تو انہوں نے آ کر کہا کہ آپ کا بیٹا اب آپ کو نہیں مل سکتا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا فصبر جمیل کہ میں تو اب صبر کر لیتا ہوں۔ جب یعقوب علیہ السلام نے صبر کرنے کے الفاظ ادا کر لئے تو اب پتہ چل گیا کہ بیٹے کی محبت دل سے نکل گئی ہے پھر اللہ رب العزت نے بینائی بھی عطا فرما دی، بیٹا بھی عطا فرما دیا اور ملاقات بھی کروا دی۔

ایک اصولی بات:

اصول یاد رکھیں کہ محبت کے اس راستے میں انسان کے لئے غیر کی طرف تھوڑا سا

www.besturdubooks.wordpress.com

میلان بھی بہت زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔عوام الناس کی ان چیزوں سے کوئی پکڑ نہیں ہوتی۔اس لئے کہ ان سے تو توقع ہی نہیں کی جاتی لیکن جو محبت کے میدان میں قدم بڑھانے والے ہوں اور پروردگار سے اس کی محبت کے طلبگار ہوں اب اگر ان کے دل غیر کی طرف متوجہ ہوں گے تو محبوب بڑا غیور ہے۔اس لئے حدیث پاک میں فرمایا کہ میں سب سے زیادہ غیور ہوں، مجھ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں۔تو جب انسان پسند کی اور چاہت کی نظر کسی غیر پر ڈال دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عبادت کی لذت سے محروم فرما دیتے ہیں۔تو اس راستے میں اس کا بڑا خیال رکھیں کہ دل کے کسی کونے میں آپ ماسوا کے لئے کوئی جگہ خالی مت چھوڑیئے۔اس دل کو اللہ رب العزت کی محبت سے لبریز فرما لیجئے۔اصل میں ہمارے سامنے اللہ رب العزت کے حسن و جمال کے جلوے نہیں کھلے جس کی وجہ سے مخلوق کی طرف دھیان چلا جاتا ہے ورنہ جو لوگ اللہ رب العزت کی محبت کا مزہ پا لیتے ہیں پھر ان کے سامنے دنیا کی یہ شکلیں اور صورتیں بے معنی ہو جاتی ہیں۔پھر وہ ان میں نہیں الجھتے،ان کا معاملہ اس سے بلند تر ہو جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیدار الٰہی:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت سے محبت تھی۔چاہتے تھے کہ دیدار ملے اور کہہ بھی دیا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے اللہ! میں آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔فرمایا لَنْ تَرَانِیْ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔اب فرمایا کہ تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اللہ رب العزت نے پہاڑ پر ستر ہزار پردوں میں سے تجلی ڈالی۔ستر ہزار پردوں میں سے اتنا نور تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر گئے۔اب بتایئے کہ جب کسی چیز پر اللہ رب العزت تجلی ڈالے بندہ اس چیز کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اس دنیا میں اللہ رب العزت کا دیدار کیسے کر سکتا ہے؟ ہم اس کے حسن و جمال کے جلوے اس دنیا میں نہیں دیکھ سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آخرت میں دیدار کا وعدہ فرما دیا ہے۔

ایک علمی نکتہ:

ایک نکتہ یاد رکھئے کہ جب اللہ رب العزت کے محبوب معراج سے واپس آ رہے تھے تو حدیث پاک میں آیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تھی، واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام انتظار میں تھے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کب واپس آئیں گے اور میں ان سے ملاقات کروں گا، بات کروں گا۔ یہاں علماء نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ واپسی پر باقی انبیاء میں سے تو کسی سے ملاقات نہیں ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ تو آخر کیا وجہ تھی؟ فرماتے ہیں اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کے دیدار کے طلبگار تھے، دنیا میں ان کو دیدار نہ مل سکا۔ جب انہیں پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو دیدار کے لئے بلایا تو وہ واپسی پر راستے میں منتظر بیٹھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا دیدار خود تو نہیں کر سکا، جو دیدار کر کے آ رہے ہیں کاش کہ میں ان کا دیدار حاصل کر لوں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا بار بار ان کو دیدار نصیب ہوا۔ وہ بتاتے رہے کہ نمازیں اور گھٹا دیجئے۔ نبی اکرم ﷺ پھر اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوتے، پھر واپس آتے۔ تو انہوں نے اللہ کا دیدار کرنے والوں کا بار بار دیدار کیا۔

توحید کا سبق:

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے تھے کہ مجھے تو ایک عورت نے توحید سکھا دی۔ کسی نے پوچھا کہ، حضرت! وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ میرے پاس ایک عورت آئی جو

www.besturdubooks.wordpress.com

پردے میں تھی، کہنے لگی کہ میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے آپ یہ فتویٰ لکھ کر دیں کہ اس کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے سمجھایا کہ اللہ کی بندی! اگر وہ اپنی ضرورت کے تحت دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو شریعت نے چار تک کی اجازت دی ہے۔ میں کیسے لکھ کے دے سکتا ہوں؟ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ کہا تو اس عورت نے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگی کہ حضرت! شریعت کا حکم راستے میں رکاوٹ ہے ورنہ اگر اجازت ہوتی اور میں آپ کے سامنے چہرہ کھول دیتی اور آپ میرے حسن و جمال کو دیکھتے تو آپ اس بات کو لکھنے پر مجبور ہو جاتے کہ جس کی بیوی اتنی خوبصورت ہو اس کو اب دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ تو یہ بات کہہ کر چلی گئی مگر میرے دل میں یہ بات آئی کہ اے اللہ! آپ نے ایک عورت کو عارضی حسن و جمال عطا کیا اس کو اپنے حسن پر اتنا ناز ہے کہ وہ کہتی ہے کہ جس کی بیوی میں ہوں اب اس کو محبت کی نظر دوسری کی طرف ڈالنے کی اجازت نہیں۔ تو پروردگار! تیرے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہے......!!! آپ کہاں پسند کریں گے کہ آپ کے ہوتے ہوئے کوئی بندہ محبت کی نظر کسی غیر کی طرف اٹھا سکے۔

مجنوں کے جذبات:

کسی شاعر نے مجنوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔

وَلَوْ اَنَّ لَیْلٰی اَبْرَزَتْ حُسْنَ وَ جْهِهَا
لَهَا مِنْهَا اَلْوَامُ مِثْلَ خَیَامِیْ
وَلٰكِنَّ هَا اَخْفَتْ مَحَاسِنَ وَجْهِهَا
فَوَلُّوْا جَمِیْعًا عَنْ حُضُوْرِ مَقَامِیْ

(اگر لیلیٰ اپنے حسن و جمال کو کھول دیتی اور اس کے جمال کو سب دیکھ لیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو وہ بھی میری طرح دیوانے بن جاتے۔ مگر اس لیلیٰ نے اپنے جمال کو پوشیدہ کرلیا اس لئے لوگوں کو ابھی اس کے ساتھ وہ تعلق نہیں جو ہونا چاہئے تھا۔)

تو ہمارے سامنے جب اللہ رب العزت کی ذات کے جمال اور کمال کی تفصیل کھلے گے پھر اللہ رب العزت سے بے پناہ محبت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کے دل کو اپنی یاد کے لئے وقف کرلیا ہے۔

پرندوں کے انڈے اور معرفت کے موتی:

یہ بات ذہن میں رکھئے کہ کچھ پرندے ایسے ہیں جو انڈے دے دیتے ہیں اور پھر دور چلے جاتے ہیں اور اپنی توجہ انڈوں کی طرف رکھتے ہیں اور ان کی توجہ کی وجہ سے انڈوں میں سے بچے نکل آتے ہیں، مرغی کی طرح ان کو انڈوں پر بیٹھ کر گرمی پہنچانے کی ضرورت نہیں۔ کچھوے کے بارے میں حیات الحیوان میں لکھا ہے کہ یہ انڈے تو دیتا ہے مگر انڈوں کو مرغی کی طرح سیتا نہیں بلکہ انڈوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ اس کے دیکھنے کی تاثیر کی وجہ سے انڈوں میں سے بچے نکل آتے ہیں۔ اب اگر کچھوے نے انڈوں کو دیکھا اور اس کی وجہ سے اس میں سے بچے نکل آئے اگر اللہ رب العزت کسی بندے کے دل کو محبت کی نظر سے دیکھیں گے تو کیا اس میں سے علوم و معارف کے موتی نہیں نکلیں گے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے تو پروردگار ہم سے محبت کریں گے۔

شیطان سے بچنے کا ہتھیار:

دیکھئے بیت اللہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ ابرہہ نے چاہا تھا کہ اس گھر کے اوپر قبضہ جمائے مگر اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو مسلط کردیا۔ انہوں نے کنکریاں مار مار کر اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پورے لشکر کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح بنا دیا تھا۔ بالکل اسی طرح انسان کا دل بھی اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اگر شیطان اس کی طرف قدم بڑھانا چاہے آپ لا الـــہ الا اللـــہ کی ضربوں سے اور اللہ اللہ کے الفاظ سے اس کے اوپر تیروں کی بوچھاڑ کیجئے، پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شیطان سے محفوظ فرمالیں گے۔ اس لئے قرآن پاک میں فرمایا اِنَّ الَّـذِیْـنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّیْطَانِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُبْـصِـرُوْنَ کہ جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں جب ان پر شیطان کی جماعت حملہ آور ہوتی ہے تو وہ ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ذکر کی وجہ سے انہیں شیطان سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔

دل کی کنجی:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ میں نے انسان کے نفس کو اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ اب نفس کی قیمت تو جنت لگا دی لیکن دل کی قیمت اللہ تعالیٰ نے اپنا مشاہدہ رکھا۔ لہذا جو انسان اپنا دل اپنے رب کے حوالے کر دے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَه۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ہوں گے جو کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور دیکھ کر مسکرائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھ کر مسکرائیں گے۔ یہ کیسے خوش نصیب لوگ ہوں گے کہ جو قیامت کے دن اچھے حال کے اندر کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا تو اس کی کنجی رضوان (جنت کے نگران فرشتہ) کو دے دی، جہنم کو بنایا تو اس کی کنجی اللہ تعالیٰ نے مالک (جہنم کے نگران فرشتہ) کو دے دی، اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو اپنا گھر بنایا اور اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کنجی بنی شیبہ کے حوالے فرمادی کہ ان کے پاس رہے گی کسی اور کے پاس نہیں جاسکتی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کا دل بنایا مگر اس کی کنجی اپنے دست قدرت میں رکھی۔ وہی دلوں کو پھیرنے والے ہیں، وہ جسے چاہتے ہیں الٹ پھیر دیتے ہیں۔ گویا ہمارے دل کا تالا اگر کھل سکتا ہے تو اللہ رب العزت کی رحمت کے ساتھ کھل سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگا کریں، اللہ تعالیٰ سے طلب کیا کریں اور فریاد کیا کریں کہ رب کریم! جب ہمارے دلوں کا معاملہ آپ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے تو دل کے تالے کو کھول دیجئے تا کہ ہم بھی آپ کی محبت بھری زندگی کو اختیار کرسکیں۔

محبت الٰہی کا غلبہ:

کچھ ایسے بھی لوگ دنیا میں گزرے جن کو اللہ رب العزت نے اپنی ایسی محبت عطا کی تھی کہ وہ دنیا کے اندر کسی غیر کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے تھے۔ ایسی ان کو اللہ تعالیٰ نے محبت عطا کی تھی۔ چنانچہ ہمارے اکابرین علمائے دیوبند میں سے ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کو اللہ رب العزت نے ذکر میں اتنا غلبہ عطا کر دیا تھا کہ ان کا داماد ان کی خدمت میں دو سال تک رہا اور ان کو اپنے داماد کا نام یاد نہ ہوا۔ جب ان کے سامنے ان کا داماد آتا تو وہ پوچھتے، ارے میاں! تم کون ہو؟ وہ کہتا، حضرت! میں اللہ بندہ ہوں۔ اس کا نام اللہ بندہ تھا۔ حضرت فرماتے، بھائی! سب ہی اللہ کے بندے ہیں۔ تم کون ہو؟ وہ کہتا، حضرت! میں آپ کا داماد اللہ بندہ ہوں۔ پھر وہ فرماتے اچھا اچھا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر سامنے سے گزرتا پوچھتے، ارے میاں! تم کون ہو؟ عرض کرتے، حضرت! میں اللہ بندہ ہوں، حضرت پھر فرماتے، ارے میاں! سب ہی اللہ کے بندے ہیں، تم کون ہو؟ عرض کرتے، حضرت! میں آپ کا داماد اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بندہ ہوں۔ دو سال وہ بندہ حضرت کی خدمت میں رہا مگر دو سال میں اس کا نام یاد نہ ہوا۔ ایک نام نے دل پر ایسا غلبہ کر لیا تھا کہ اب کسی دوسرے نام کی گنجائش نہ رہی تھی۔

حضرت معروف کرخیؒ پر محبت الٰہی کا غلبہ:

کتابوں میں لکھا ہے کہ سری سقطیؒ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا اور انہیں قیامت کا منظر دکھایا گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ قیامت کا دن ہے، لوگ اللہ رب العزت کے حضور کھڑے ہیں اور ان میں ایک آدمی ہے جو اللہ کی محبت میں مست ہے اور دیوانہ ہے اور دیوانوں کی طرح اللہ رب العزت کی یاد میں لگا ہوا ہے۔ پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ تو اللہ رب العزت نے فرمایا، اے اہل موقف! اے یہاں کھڑے ہونے والے لوگو! تم اس بندے کو حیران ہو کر دیکھ رہے ہو، یہ میرا بندہ معروف کرخی ہے۔ اس پر میری محبت کا جذبہ طاری ہے۔ اس کو اس وقت تک سکون نہیں ملے گا جب تک کہ میرا دیدار نہیں کر لے گا۔ لہذا اللہ رب العزت ان کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے تب ان کے جسم میں سکون پیدا ہو گا۔

برکتوں والا نام:

ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے لئے لازم کر لیں پھر دیکھئے اس کے اثرات زندگی میں کیا ہوتے ہیں؟ یاد رکھئے ہمارا مشائخ کی صحبت میں آنے کا مقصد اللہ رب العزت کا ذکر سیکھنا اور پابندی کے ساتھ کرنا ہے۔ اللہ کا نام بڑی برکتوں والا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ برکت والا نام ہے تیرے رب کا۔ لہذا جو آپ تین دن یہاں گزاریں گے یا علماء جو بقیہ ایام گزاریں گے۔ اس دوران سیاست کی یا دنیاداری کی کوئی بات آپ کی زبان پر نہ ہو۔ حالات حاضرہ پر تبصرہ مت کیجئے بلکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان دنوں کو آپ امانت سمجھیے، اپنے وقت کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگا لیجئے، ہر وقت دل میں اللہ کا دھیان ہو اور مراقبہ کیجئے، اپنے اوقات میں زیادہ سے زیادہ توجہ الی اللہ رکھنے کی کوشش کیجئے تاکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ ہمارے دل کی گرہ کو کھول دیں اور واپس جانے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی اپنی محبت عطا فرمادیں۔

''الف'' اور ''با'' کے معارف:

ایک علمی بات ابھی ذہن میں آئی طلباء کے لئے فائدے مند ہے۔ دیکھئے ''الف'' کے بارے میں کہتے ہیں کہ کھڑی کھڑی ہوتی ہے اور ''با'' کے بارے میں کہتے ہیں کہ لیٹی لیٹی ہوتی ہے۔ تو ''الف'' کھڑی کھڑی تھی اور ''با'' لیٹی لیٹی تھی لیکن یہاں سے کسی عارف نے دو نکتے نکالے۔ اس نے کہا کہ ''الف'' جو کھڑی کھڑی ہوتی ہے وہ خالی ہوتی ہے، اس پر نقطہ نہیں ہوتا ''الف'' خالی ہوتی ہے تو اس میں نکتہ نکالا کہ جس بندے کی زندگی کے اندر تکبر ہوگا وہ علوم و معارف سے خالی رہ جائے گا۔ ''با'' کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لیٹی لیٹی ہوتی ہے اور لکھا بھی ایسا ہی جاتا ہے لیکن ایک عجیب بات ہے کہ جب ''با'' کو بسم اللہ کے شروع میں لکھتے ہیں تو آپ نے دیکھا کہ ''با'' کو ذرا اونچا کر کے لکھتے ہیں، بسم اللہ کی شروع کی ''با'' کے لکھنے کا انداز بدل جاتا ہے، وہ لیٹی لیٹی نہیں ہوتی بلکہ اسم کے ساتھ ''با'' لگی تو اللہ تعالیٰ نے ''با'' کے حرف کی شان بڑھا دی اور اس کو بلندی عطا فرمادی۔ اے مومن! اگر تیرے دل کو اللہ کے نام کے ساتھ نسبت ہوگی پھر اللہ رب العزت تجھے کیوں نہیں بلندی عطا فرمائیں گے۔ لیٹا ہوا حرف اگر اللہ کے نام کے ساتھ لگ جاتا ہے اللہ اس کو بلندی دے دیتے ہیں تو ہم بھی عاجز مسکین بندے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ منسلک ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بلندی عطا فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ آپ کا جتنا وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی یہاں سے اللہ تعالیٰ آپ کو ذکراذکار میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ایک دوسرے کے ساتھ کم سے کم بات کیجئے ،کوشش کیجئے کہ آپ کا وقت ذکرواذکار میں گزرے۔

و اخر دعونا ان الحمدلله رب العلمين .

مکتبہ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- دارالعلوم جھنگ، پاکستان 0471-622832,625707
- مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ فیصل آباد 041-618003
- معہد الفقیر گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دارالہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- عبدالوہاب، پنجاب کالونی، نزد رضوان مسجد کراچی 021-5877306
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

الله جل جلاله

خطباتِ فقیر

جلد ششم

- معیتِ الٰہی
- فضائلِ سیدنا صدیق اکبر
- علمائے دیوبند کا تاریخی پس منظر
- اصلاحی باتیں
- برکت یا کثرت
- حفاظتِ قرآن
- تائیدِ غیبی
- خوفِ خدا

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر
جلد 6

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب
محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطباتِ فقیر جلد ششم

از افادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ——— جولائی 2001ء

اشاعت گیارہ ——— دسمبر 2009ء

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

تعداد ——— 1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	11
1	**معیت الٰہی**	15
	معیت الٰہی	15
	علم اور استحضار میں فرق	15
	اوراد و وظائف کی خصوصیت	16
	سلسلہ نقشبندیہ میں معیت الٰہی کا حصول	16
	نگاہ نبوت کا فیضان	16
	مراقبہ کیا ہے	17
	معیت الٰہی کی استعداد پیدا کرنے کا طریقہ	17
	اوراد و وظائف کا مقصد	18
	ایک مثال سے وضاحت	18
	اولیائے کرام اور حفاظت خداوندی	19
	تصوف و سلوک کا مقصد	19
	مقام فنائیت	19
	فنائیت حاصل کرنے کا طریقہ	20
	مراقبہ اصل چیز ہے	21
	ہزار سال سے آزمودہ محنت	21
	سب سے بڑی معصیت	22
	گناہ کی نجاست کا وبال	22
	منزل کے سامنے جھکنے والا مسافر	23
	گناہوں سے کیسے بچا جائے	23
	امریکہ میں چوری کا سد باب	24
	انسانی سوچ پر ماحول کا اثر	24
	مسبب الاسباب کی یاد	25
	حضرت ذکریاؑ اور مریمؑ پر ماحول کا اثر	25
	ایمان کو مضبوط سے مضبوط کرنے کا طریقہ	27
	انگلی پکڑ کر منزل پر پہنچانے والے	28
	افضل ایمان	28
	فکر کی گندگی کا علاج	29
	طمع دل کے روگ کی علامت ہے	29
	اللہ کی رضا کا مطلب	30
	حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ اور رضائے الٰہی	30
	سیدنا حضرت علیؓ اور رضائے الٰہی	31
	ایک چرواہے کے دل میں معیت الٰہی کا استحضار	31
	ایک لڑکی کے دل میں معیت الٰہی کا استحضار	32
	ایک لڑکے کے دل میں معیت الٰہی کا استحضار	33
	خبردار اللہ دیکھ رہا ہے	33
	حضرت خواجہ بہاؤ الدین ذکریاؒ اور معیت الٰہی	34
	منکرین تصوف اور مقام احسان	35
	اللہ والوں پر یاد الٰہی کا غلبہ	35
	خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ اور معیت الٰہی	37
	ایک بادشاہ کی سبق آموز داستان	38
2	**فضائل سیدنا صدیق اکبرؓ**	43
	صادقین سے مراد	43
	صادقین کا دوام	43
	صادقین کی تلاش	44
	برکت ہی برکت	44
	برکت کے حصول کی ایک شرط	44
	مادے سے پار دیکھنے والی نگاہیں	45
	تکبیر تحریمہ سے پہلے بیت اللہ کی زیارت	45
	نبی اکرم ﷺ کی ایک دعا	46
	لعنت ایسے پیر پر	46
	ایک ذاتی واقعہ	46
	دلوں کے جاسوس	47

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	سپردگی اور شفقت	47
	سلسلہ نقشبندیہ کی وجہ تسمیہ	47
	صدیقی نسبت ایک مضبوط نسبت	48
	نسبت اور خلافت	48
	سیدنا صدیق اکبرؓ کی فضیلت کی اصل وجہ	49
	فضائل و مناقب	49
	بلا تامل قبول اسلام	49
	صحابہ کرامؓ کی سب سے بڑی خوبی	50
	امت میں بلند و بالا ہستی	50
	عشق رسول ﷺ اور صدیق اکبرؓ	51
	حضرت امیر حمزہؓ کا قبول اسلام	52
	جنت کی خوشخبری	52
	فضائل صدیقؓ اور احادیث نبوی ﷺ	53
	لفظ "ابوبکرؓ" کی لغوی تحقیق	53
	اولیات صدیقؓ	54
	سفر ہجرت کی چند جھلکیاں	54
	در صدیقؓ پر آمد رسول ﷺ	54
	حلیہ نبوی ﷺ	55
	غار ثور میں خدمت نبوی ﷺ	55
	حضرت اسماءؓ کی سمجھداری	56
	استقامت ہو تو ایسی	57
	صدیق اکبرؓ کو خراج تحسین	57
	وفا کی انتہا	58
	حضرت علیؓ کی پیشکش	58
	محبوب ﷺ کی حفاظت	59
	امام بوصیریؒ کا اظہار عقیدت	59
	حسن رسول ﷺ اور عشق صدیقؓ کا حسین امتزاج	60
	عشق رسول ﷺ کی ایک لاجواب مثال	61
	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا خراج عقیدت	62
	ایک اہم نکتہ	63
	گلاب کے پھول پر شبنم	63
	لعاب نبوی ﷺ کے معجزات	64
	نوری رفیق اور بشری رفیق کے مقامات	65
	منزل مقصود تک رفاقت	65
	ایک اور نکتہ	65
	مرتبے میں سب سے آگے	66
	امانت الٰہی کی حفاظت	66
	قبر کا ساتھ	66
	معیت الٰہی کی خوشخبری	67
	ثانی اثنین کا لقب	68
	حضرت عمرؓ کے نزدیک تین راتوں کا مقام	68
	ستاروں سے بھی زیادہ نیکیاں	69
	حضرت ابوبکرؓ کے ایمان کا وزن	69
	صدیق اکبرؓ کے سینہ میں انوارات نبوت	69
	نسبت کی برکات	69
	صدیق اکبرؓ اور فنائے کامل	70
	صدیق اکبرؓ اور تجلی خاص	70
	نسبتوں کا احترام	71
	سلسلہ نقشبندیہ کا خاصہ	71
	سبز درخت میں سے آگ	72
	نسبتوں کی برکت کا ایک حیرت انگیز واقعہ	72
	خاتمہ بالخیر کی بشارت	75
	صدیق اکبرؓ کی بات ہی کچھ اور ہے	75
	نسبت کے کھرے ہونے کی دلیل	75
	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا مقام	76

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	فرمانبرداری والی زندگی اپنانا	76
	حصول نسبت کے ذرائع	77
	خاموش خدمت	77
	صدیق اکبرؓ کی عجیب وصیت	79
	صدیق اکبرؓ اور خشیت الٰہی	79
	لمحہ فکریہ	79
	علمائے دیوبند کا تاریخی پس منظر	83
	ظاہری اور باطنی علوم کا سنگم	83
	علمی ورثہ کی حفاظت	84
	فرنگی تہذیب کے خلاف کاروائیاں	84
	ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنیاد	84
	انتظامی امور میں مداخلت	85
	شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت	85
	اکتساب علم	86
	شاہ ولی اللہ کے بیٹے	86
	انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ	86
	فتویٰ کا نتیجہ	87
	معرکہ سرنگا پٹم	87
	جنگ پلاسی	87
	رنجیت سنگھ کی تعیناتی	88
	رنجیت سنگھ کے مظالم	88
	سید احمد شہیدؒ کا جہاد	89
	شاہ اسماعیل شہیدؒ کا جہاد	89
	سید احمد شہیدؒ کا دوٹوک جواب	89
	دو جرنیلوں کی شہادت	90
	شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کرامت	90
	شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کتب	91
	انگریز کے خلاف علمائے دیوبند کا مشورہ	91
	جنگ آزادی	92
	تین بڑی رکاوٹیں	92
	علمائے کرام کا قتل عام	93
	مولانا احمد اللہ گجراتی کا جواب	94
	ظلم کی انتہا	94
	جذبہ جہاد ختم کرنے کی ناکام کوشش	96
	دس ہزار مدارس بند	96
	دارالعلوم دیوبند کا قیام	97
	شاہ حسین احمدؒ کا تقویٰ	97
	دارالعلوم دیوبند کا فیض	97
	جبال علم	99
	دارالعلوم دیوبند بمقابلہ علی گڑھ کالج	100
	شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی علی گڑھ آمد	100
	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا علمی فیض	101
	شورش کشمیری کا اظہار عقیدت	101
	مولانا محمد قاسم نانوتوی اور عشق رسول ﷺ	102
	اتباع سنت	103
	مولانا رشید احمد گنگوہی اور عشق رسول ﷺ	104
	حضرت شیخ الہندؒ اور خوف خدا	105
	تشدد کی انتہا	105
	مولانا اشرف علی تھانوی کا علمی مقام	108
	کتابوں کی تعداد	109
	حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کا بے مثال حافظہ	110
	ہندوؤں کا قبول اسلام	110
	حضرت مدنیؒ اور عشق رسول ﷺ	111
	جرأت ہو تو ایسی	111
	حقدمین کا قافلہ	112
	اللہ تعالیٰ کی طرف چناؤ	112
	ہم ٹپکے کے آم نہیں فوری بدلہ	114
	مقدس علمی رشتہ	115

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ذکر کا بنیادی مقصد	116
	علوم و معارف کی بارش	116
	اصلاحی باتیں	121
	زمین اور پہاڑوں کی معذرت	121
	انسان کی دو خفیہ صفات	121
	روحانیت بنانے کی جگہ	122
	ایک اہم نکتہ	123
	رحمتوں کے فیصلے	123
	ایک گرانقدر ملفوظ	124
	مسخر کرنے کا مطلب	124
	جسم پر دل کا حکم	125
	مقام تسخیر	125
	خواجہ عبدالمالک صدیقی اور مقام تسخیر	125
	مقام تسخیر اور تسلیم و رضا	126
	سید احمد دربندی اور مقام تسخیر	126
	تاتاری شہزادے کا قبول اسلام	127
	زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی لاج	128
	بوریا نشینی میں لذت	128
	فاقوں کے مزے	129
	دلوں میں اتنا سکون	129
	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام	129
	شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی قیمت	130
	اطاعت ہی اطاعت	131
	سیدنا عمر ابن الخطابؓ اور مقام تسخیر	131
	بربر قوم کا قبول اسلام	132
	ہمت کی کوتاہی	132
	بار امانت کے بارے میں باز پرس	133
	تین بنیادی گناہ	133
	پہلا گناہ	133
	جاہ اور مال کے پھندے	134
	خانقاہوں کا بنیادی مقصد	135
	ذکر کے ماحول کی ضرورت	135
	دل جاری ہونا	136
	اوراد و وظائف کی اہمیت	136
	سالک کی کیفیات پر شیخ کی نظر	137
	شیطان کا چکر	137
	لیٹ کر مراقبہ کرنا	138
	قرب الٰہی کا چور دروازہ	139
	علم کا اجر بھی، ذکر کا اجر بھی	139
	ذکر الٰہی...... ہر حال میں ضروری ہے	139
	شیطان کی ایک عجیب چال	140
	ایک تجربہ شدہ بات	140
	ایک گھنٹہ کی صحبت کا فیض	141
	بیعت کے ساتھ ہی اجازت و خلافت	141
	شیخ کے احسان کا بدلہ	142
	شیخ کی توجہ کا سالکین پر اثر	142
	عقائد کا فساد	142
	..... تو پھر قصور کس کا	143
	سزا کے درجے	143
	دوسرا گناہ	144
	تیسرا گناہ	144
	تینوں گناہوں کے نقصانات	144

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	تینوں کا گناہوں کا انجام	145
	حسد بری بلا ہے	146
	وساوس شیطانیہ	147
	حسد کی پیدا کردہ خرابیاں	147
	آنکھوں کی حفاظت	147
	زنا کا پہلا قدم	148
	یوسفؑ وزلیخا اور نظر کی حفاظت	148
	اماں حوا سے بھول ہونے کی وجہ	149
	شیخ کی نظر	149
	جمال اور مال سے نظر ہٹانے کا حکم	149
	عام عورتوں میں یہودیوں کی تین صفات	150
	نیک عورت کے اجر وثواب میں اضافہ	150
	چرخے کی آواز پر اللہ اکبر کہنے کا ثواب	151
	خاوند کا لباس مہیا کرنے پر اجر	151
	ایک عجیب بات	152
	ایک بہت بڑی غلط فہمی	152
	گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا	152
	ستر سال کے گناہ معاف	153
	اعتدال کا راستہ	153
	الٹے کام	153
	ایک علمی نکتہ	154
	رابعہ بصریہؒ اور خوف خدا	154
	انعام میں دو جنتیں	155
	مغفرت کا عجیب انداز	155
	رحمت خداوندی کا عجیب واقعہ	156

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	برکت یا کثرت	161
	ایک غلط فہمی کا ازالہ	161
	مسائل جوں کے توں	162
	ایک خاتون کی پریشانی	163
	برکت سے مسائل کا حل	164
	حضرت مولانا قاسم نانوتوی کے رزق میں برکت	165
	ہماری حالت	166
	ایک چپاتی کھانے کا بدلہ	167
	غیروں کی محتاجی	167
	مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت میں برکت	168
	محافظت وضو	168
	صحت میں برکت	169
	عمر میں برکت کا عجیب واقعہ	170
	کروڑوں پتی لوگوں کے قرضے	171
	حضرت ابو ہریرہؓ کے حافظہ میں برکت	171
	عبداللہ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ	172
	امام العسال رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ	172
	حضرت ابوزرعہ کا حافظہ	173
	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق عبادت	174
	روزانہ تیس پاروں کی تلاوت	175
	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بے مثال حافظہ	175
	حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ	177
	ایک دینار کی برکت	178
	ایک سبق آموز واقعہ	179
	برکت میں کمی	182
	ایک عبرتناک واقعہ	183

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	رزق کی برکت کی ایک عجیب مثال	184
	اسلاف کی زندگیوں میں برکت	185
	صحابہ کرامؓ کے رزق میں برکت	185
	حضرت انسؓ کے رزق اور اولاد میں برکت	185
	برکتوں کا حصول کیسے ممکن ہے	186
	پریشانیوں کی بارش	187
	برکت مانگنے کا طریقہ	187
	دعا مانگنے کی شرائط	188
	حفاظت قرآن	191
	قرآن مجید کے دو ذاتی نام	191
	دو طریقوں سے قرآن مجید کی حفاظت	192
	تاتاری فتنہ میں مسلمانوں کا قتل عام	192
	نور کا خزینہ	192
	عیسائی اور یہودی عالم کی شکست	193
	ایک پادری کا شوق	194
	پانچ سالہ حافظ قرآن	195
	نو سال کی عمر میں حفظ قرآن	195
	فوری بدلہ	196
	ایک عجیب واقعہ	196
	خود پسندی کی سزا	197
	ایک مثالی مدرسہ کا ہونہار طالبعلم	199
	عالمی ریکارڈ میں اندراج	200
	خدائی فوج	200
	حافظ قرآن کی شفاعت	200
	ایک مثال سے وضاحت	200
	اولاد کے لئے مدرسی لائحہ عمل	202
	پی ایچ ڈی ڈاکٹر کی پریشانی	203
	دوگنا عذاب اور لعنتوں کی بارش	203
	تائید غیبی	207
	ضدین کا مجموعہ	207
	روح کی حیثیت	207
	روح کی مثال	208
	روح کے بغیر جسم کی حیثیت	209
	اسلام کے بغیر گھر کی حیثیت	209
	قرآن پاک کا اعجاز	210
	دین اسلام کا غلبہ	211
	اللہ تعالیٰ کی حفاظت	213
	جنگ احزاب کا واقعہ	214
	قرآن پاک سے گواہی	215
	اللہ کی مدد کا وعدہ	217
	حضرت موسیٰؑ اور اللہ تعالیٰ کی مدد	218
	نبی علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کی مدد	219
	کافر کا قبول اسلام	219
	ظاہری اسباب اکٹھا کرنے کا حکم	220
	کفار کی کاسہ لیسی	221
	سپر پاور کی پوجا	22[illegible]
	کافروں کو عذاب	222
	ایمان والوں کا اللہ تعالیٰ پر یقین	222
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ	223
	اللہ تعالیٰ کی مدد کا عجیب واقعہ	226
	کفار کی ناانصافی	227
	ایٹمی تجربہ کرنے پر اجر	228

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	اسلام کی فتح	228
	جدید دور کی ترقی	229
	ہمت مرداں مدد خدا	230
	خوف خدا	233
	خوف اور امید کا مفہوم	233
	امید اور خوف کب ہونا چاہیے	233
	مومن اور فاسق کی کیفیت	234
	ایک عبرتناک واقعہ	235
	گناہوں سے بچنے کی ایک صورت	236
	حزن اور خوف میں فرق	236
	دودھ کے پیالے کی حفاظت	237
	پاکیزہ ہستیاں	238
	خوف خدا کے لئے مسنون دعا	238
	ایک چرواہے کے دل میں خوف خدا	238
	ایک سبق آموز واقعہ	239
	خوف خدا کے درجات	240
	عوام الناس کا خوف	240
	صالحین کا خوف	240
	عارفین کا خوف	241
	کاملین کا خوف	242
	اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کا خوف	242
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے دل میں خوف خدا	243
	حضرت عمرؓ اور خوف خدا	243
	امام احمد بن حنبلؒ کا خوف خدا	244
	حضرت حسن بصریؒ اور خوف خدا	244
	رابعہ بصریہؒ اور خوف خدا	245
	حضرت حنظلہؓ اور خوف خدا	245
	منافقت کا ڈر	245
	لمحہ فکریہ	245
	ایک الہامی بات	246
	سب سے اونچے درجے کا خوف	246
	آخر خوف کب تک	247
	خوف خدا مانگنے کا طریقہ	248
	مقام خوف	248
	ملائکہ پر خوف خدا کا اثر	248
	جبرئیل امین اور خوف خدا	249
	عرش پر اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کا اثر	249
	مخلوقات عالم کی تسبیح	250
	مخلوقات عالم اور ارکان نماز کی تقسیم	250
	درخت کا رکوع اور سجدہ	251
	اونٹ کے دل میں خوف خدا	251
	عبداللہ بن مبارک اور خوف خدا	253
	اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا طریقہ	254
	ایک عجیب واقعہ	254
	ایک درد بھری دعا	256

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

سب تعریفیں اللہ جل شانہ عم نوالہ کے واسطے ہیں جو اپنے بندوں سے کام لے لیتے ہیں ۔ الحمد للہ کہ عاجز کو خطبات فقیر کی چھٹی جلد مرتب کرنے کی توفیق نصیب ہوئی ۔ یہ سب مرشدی و مربی محبوب العلما و الصلحا حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی ما دامت النہار و اللیالی کی دعاؤں اور توجہات کی وجہ سے ممکن ہوا ۔ ورنہ کاروبار حیات کے دوران کام میں اتنی رکاوٹیں آتی ہیں کہ تعجیل کی تمام تر کوششیں تاخیر پر منتج ہوتی ہیں ۔ بہر جلد ششم آپ کے ہاتھوں میں ہے اور امید غالب ہے کہ بتوفیق الٰہی سالانہ اجتماع 2001ء تک ایک اور جلد منظر عام پر آ سکے گی ۔ انشاء اللہ

یہ جلد کل آٹھ خطبات حکمت و معرفت کا مجموعہ ہے ۔ ہر بیان بے شمار فوائد و ثمرات کا حامل ہے ۔ ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں ۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے ۔ کسی بھی تحریر کے مطالعہ کے دوران دل کی تاروں کا مرتعش ہو جانا صاحب کلام کے فیض کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے کتاب کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

باعث ہوگا۔

عاجز نے خطبات بابرکات کی پرکشش تزئین وترتیب کے لئے اپنی طرف سے حتی الوسع کوشش کی ہے تاہم قارئین کرام اگر کوئی کمی بیشی پائیں تو نشاندہی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

عاجز اس کتاب میں معاونت کرنے والے خوش نصیب حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہے بالخصوص ادارہ مکتبۃ الفقیر کا جس نے اس کی طباعت واشاعت کا کام بحسن وخوبی سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ میرے ان تمام معاونین کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ہمیں تاحیات اشاعت کے اس کام کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم، اے۔ بی ایڈ

موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

معیت الٰہی

www.besturdubooks.wordpress.com

.... جب کچھ لوگ اس طرح چوری کرتے ہوئے پکڑے گئے تو باقی لوگوں نے چوری کرنے سے توبہ کر لی کیونکہ سب کو یہ احساس رہتا کہ ہمیں کیمرے کی آنکھ سے دیکھا جا رہا ہے۔ اگر کیمرے کی آنکھ دیکھ رہی ہوتی ہے اور بندے کو اتنا ڈر لگا ہوتا ہے تو جس بندے کو یہ استحضار نصیب ہو کہ میرا پروردگار دیکھ رہا ہے تو وہ گناہوں کی جرأت کیسے کرے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

معیت الٰہی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی . اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ ○ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○

وَ سَلٰمٌ علی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

معیت الٰہی کا علم:

ارشاد باری تعالٰی ہے ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وہ (اللہ تعالٰی) تمہارے ساتھ ہے، تم جہاں کہیں بھی ہو۔ اللہ تعالٰی کی معیت کا علم ہر مسلمان کو ہے۔ ہم اسے اپنی رگ جان سے بھی زیادہ قریب سمجھتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے فرمایاوَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد کہ ہم ان کی رگ جان سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور دوسری جگہ فرمایا کہ جہاں تین افراد ہوتے ہیں وہاں چوتھا وہ ہوتا ہے اور جہاں پانچ ہوتے ہیں وہاں چھٹا وہ ہوتا ہے۔

علم اور استحضار میں فرق:

ایک ہے کسی چیز کا علم ہونا اور دوسرا ہے کسی چیز کا استحضار ہونا۔ ''علم ہونا'' کا مطلب ہے جاننا اور استحضار اس کو کہتے ہیں کہ وہ چیز یاد رہے اور مستحضر رہے۔ علم کی حد تک تو ہم میں سے ہر ایک کو پتہ ہے کہ اللہ رب العزت ہمارے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں مگر یہ چیز ذہنوں میں حاضر نہیں رہتی اور دلوں میں ہر وقت اس کی یہ کیفیت موجود نہیں رہتی۔

اوراد و وظائف کی خصوصیت:

مشائخ طریقت بیعت کے بعد جو اوراد و وظائف بتاتے ہیں ان اوراد و وظائف کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ انسان کو اللہ رب العزت کی معیت کا استحضار نصیب ہو جاتا ہے جو اصل مقصود ہے۔ اگر انسان کو اوراد و وظائف کرنے کے باوجود بھی معیت الٰہی کا استحضار نصیب نہ ہو تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ سلسلہ کے آداب و شرائط کی پابندی نہیں کر رہا۔

سلسلہ نقشبندیہ میں معیت الٰہی کا حصول:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پینتیس (35) اسباق ہیں۔ ان میں سے پندرہ (15) اسباق کے بعد سولہواں سبق "مراقبہ معیت" کہلاتا ہے۔ جو آدمی آداب و شرائط کے ساتھ پندرہ اسباق کرے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اسے سولہویں سبق پر معیت الٰہی کی کیفیت کا استحضار نصیب نہ ہو۔ مثلاً جب کوئی بچہ سکول میں داخلہ لیتا ہے تو پہلے پرائمری پاس کرتا ہے، پھر میٹرک کا امتحان دیتا ہے، پھر ایف اے، بی اے کر کے کالج سے نکلتا ہے اور پھر ایم اے یا ایم ایس سی کر کے ماسٹرز کی ڈگری حاصل کر لیتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی اسی طرح ہے کہ سولہویں سبق پر سالک کو معیت الٰہی کی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے۔

نگاہ نبوت کا فیضان:

صحابہ کرام ﷺ کا حال جدا تھا۔ ان کو "معیت الٰہی" کی یہ کیفیت نبی علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

الصلوۃ والسلام کی پہلی ملاقات میں ہی حاصل ہو جاتی تھی۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
وہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

وہ مردہ حالت میں در نبوی ﷺ پر جایا کرتے تھے اور محبوب ﷺ کی ایک ہی نظر کیمیا اثر ان کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیتی تھے اور انہیں ''معیت الٰہی'' کی کیفیت حاصل ہو جاتی تھی۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ نگاہ نبوت کا فیضان کوئی اور چیز ہے۔ آج اس سے چودہ سو سال بعد کا دور ہے۔ آج اگر کوئی آدمی چاہے کہ مجھے یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو اسے محنت کرنا پڑے گی۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی محنت کرے؟ اسے چاہئے کہ ذکر اور مراقبہ کرے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اندر مراقبہ بتاتے ہیں۔

مراقبہ کیا ہے؟

مراقبہ کیا ہے؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''القول الجمیل'' میں فرماتے ہیں اَلْمُرَاقِبَۃُ اَنْ تلازِمْ قَلْبَکَ لِعِلْمِ اَنَّ اللہَ نَاظِرٌ اِلَیْکَ مراقبہ یہ ہوتا ہے کہ تو اپنے دل پر اس بات کو لازم کر لے کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف دیکھ رہا ہے۔ یہ کیفیت انسان کو مشق کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔

معیت الٰہی کی استعداد پیدا کرنے کا طریقہ:

جو حضرات بخاری شریف کا دورہ کرتے ہیں انہیں جو علم پہلے سات سال میں پڑھایا جاتا ہے وہ ان کو بخاری شریف اور دوسری کتب حدیث پڑھنے اور ان کو سمجھنے کی استعداد پیدا کرنے کے لئے پڑھایا جاتا ہے۔ سات سال پڑھنے کے بعد طالب علم اتنی استعداد حاصل کر لیتا ہے کہ وہ احادیث کی تمام کتابیں پڑھ سکتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اور ان احادیث کی گہرائی تک اتر سکتا ہے۔ اسی طرح ہمارے مشائخ بھی ''معیت الٰہی'' والا سولہواں سبق کرنے کے لئے پندرہ اسباق کی محنت کرواتے ہیں

اوراد و وظائف کا مقصد:

ہمارے مشائخ فقط ثواب حاصل کرنے کے لئے یہ نہیں بتاتے کہ آپ صبح و شام یہ اوراد و وظائف اور مراقبہ کیا کریں۔ ثواب کے لئے بتانا ہوتا تو اور بڑے کام تھے۔ وہ تو یہ باتیں باطن کی صفائی کے لئے بتاتے ہیں، تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے لئے بتاتے ہیں۔ ذکر کرنے سے باطن کی گندگی دور ہوتی ہے اور اللہ رب العزت کی معیت کا استحضار نصیب ہو جاتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں ایسی جم جاتی ہے کہ

بھلانا بھی چاہو تو بھلا نہ سکو گے

ایک مثال سے وضاحت:

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ اگر کسی ماں کا بیٹا فوت ہو جائے اور اسے دوسرے دن یہ کہا جائے کہ تم آج اپنے بچے کو یاد نہ کرنا تو یہ بات اس کے بس میں نہیں ہوگی۔ وہ بھلانا بھی چاہے گی تو بھی اسے ہر وقت بچہ یاد آئے گا۔ اسے محسوس ہوگا جیسے وہ بچہ اس کے سامنے ہے۔ وہ کھانا کھاتے ہوئے بھی اسے یاد کرے گی، بات کرتے ہوئے بھی اسے یاد کرے گی، اٹھتے بیٹھتے بھی اسے یاد کرے گی حتیٰ کہ رات کو بستر پر سوتے ہوئے بھی اسے یاد کرے گی۔ جیسے وہ ماں کہتی ہے کہ بچے کو بھولنا میرے بس میں نہیں اسی طرح جو انسان یہ اسباق کر لیتا ہے اور اسے ''معیت الٰہی'' کی کیفیت مل جاتی ہے اللہ رب العزت کو بھولنا اس کے بس میں ہی نہیں ہوتا۔ اب اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ ولایت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سب مقامات طے کر چکا ہوتا ہے۔نہیں بلکہ وہ بندہ اللہ رب العزت کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔

اولیائے کرام اور حفاظت خداوندی:

انبیائے کرام معصوم ہوتے ہیں اور اولیائے کرام محفوظ ہوتے ہیں ۔یعنی اللہ رب العزت اپنے اولیا کو گناہوں کی ذلت میں سے نکال لیتے ہیں ۔جیسے باپ اگر اپنے بیٹے کو غلط قسم کے لوگوں میں کھڑا دیکھے تو اس کا ذرا بھی جی نہیں چاہتا کہ وہ ان لوگوں میں رہے بلکہ اس کی یہ کوشش ہوگی کہ وہ اسے فوراً اس ماحول سے نکالے۔بالکل اسی طرح اللہ رب العزت بھی ایسے بندے کو نفس اور شیطان کے غلبے سے نکال کر اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں کیونکہ اس نے ذکر و عبادت کے ذریعے اپنے پروردگار کو راضی کر لیا ہوتا ہے۔

تصوف وسلوک کا مقصد:

تصوف وسلوک کا مقصد نہ رنگوں کو دیکھنا، نہ مقدموں کا فتح ہونا، نہ دشمنوں پہ غالب آنا، نہ دعاؤں کا قبول ہونا، نہ رزق میں برکت ہونا اور نہ عبادات میں سرور حاصل ہونا ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ استقامت کے ساتھ شریعت پر عمل نصیب ہو جائے۔سالک جب یہ مقصد حاصل کر لیتا ہے تو وہ شریعت کے مطابق عمل کر کے سکون پالیتا ہے۔جیسے بچہ ماں کی گود میں آ کر پرسکون ہو جاتا ہے اسی طرح وہ بندہ مصلے پر آ کر پرسکون ہو جاتا ہے کیونکہ اسے اللہ کے ذکر میں لطف اور مزہ آ رہا ہوتا ہے۔

مقام فنائیت:

مراقبہ معیت کرنے سے انسان اللہ رب العزت کو ہر وقت یاد کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے مشائخ نے یہ بات ان الفاظ میں سمیٹ دی اَلْفَانِیُ لَا یُرَدُّ کہ فانی واپس نہیں لوٹتا۔ فانی کا کیا مطلب؟ فانی اس انسان کو کہتے ہیں جو ماسویٰ کی یاد کو بھلا بیٹھے۔ اللہ رب العزت کی یاد میں ڈوب جائے، اللہ کے رنگ میں رنگ جائے اور اللہ کی یاد اس کی طبیعت کا حصہ بن جائے۔ ایسا شخص ذکر میں فنائیت حاصل کر لیتا ہے جس کی وجہ سے اسے فانی کہا جاتا ہے۔

''فانی آدمی واپس نہیں لوٹتا'' کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی بالغ ہونے کے بعد دوبارہ نابالغ نہیں ہوسکتا اور پھل پکنے کے بعد دوبارہ کچا نہیں ہوسکتا اسی طرح فانی آدمی ذکر کر کے اپنے روحانیت کو اس درجے پر پہنچا دیتا ہے کہ پھر اللہ رب العزت اس کو واپس نہیں لوٹنے دیتے اور اسے اپنے پیارے بندوں میں شامل کر لیتے ہیں۔ یہ چیز ہمیں حاصل ہونی چاہئے

فنائیت حاصل کرنے کا طریقہ:

فنائیت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تخلیہ (تنہائی) میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کو یاد کیا جائے۔ انسان ساری دنیا سے ہٹ کٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں ڈوب جائے۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ اکثر لوگوں کی عادت خلوت میں بیٹھنے کی نہیں ہے۔ ان کو باتوں کا چسکا ہوتا ہے اور چپ رہنے سے طبیعت گھبراتی ہے۔ محفل میں بیٹھنے کا ٹھرک ہوتا ہے اور اکیلے بیٹھنے سے طبیعت میں وحشت ہوتی ہے۔ جب کہ ہمارے مشائخ یہ کہتے ہیں کہ سد حواس ظاہر سے فتح حواس باطن ہوا کرتا ہے۔ یعنی جب انسان ظاہر کے حواس کو بند کر لیتا ہے تب اس کے باطن کے حواس کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

چشم بند ، گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سر حق برما بخند

(تو اپنی آنکھ کو غیر سے بند کر لے، کان کو بند کر لے، اور اپنے لبوں کو بند کر لے پھر بھی اگر تمہیں محبوب کی یاد مزہ نہ دے تو پھر میرے او پر ہنسی کرتے پھرنا)۔ ہمارے لئے یہ کام سب سے مشکل ہے۔

مراقبہ اصل چیز ہے:

اگر پوچھیں کہ کیا آپ مراقبہ کرتے ہیں؟ تو جواب ملتا ہے کہ جی وقت نہیں ملتا۔ جی میں درود شریف اور استغفار کی تسبیحات تو کر لیتا ہوں مگر مراقبہ نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جی میں پانی، نمک، مرچ اور گھی ملا لیتا ہوں مگر میرے پاس سبزی اور گوشت نہیں ہوتا۔ تو جس آدمی کے پاس سبزی اور گوشت نہ ہو کیا وہ یہ باقی چیزیں ملا کر سالن تیار کر لے گا۔ ہرگز نہیں۔ اور اگر اس کے پاس نمک، مرچ، اور گھی نہ ہو تو کیا فقط سبزی یا گوشت ابال لینے سے وہ سالن بنا لے گا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح ''مراقبہ کرنا'' جو اصل چیز ہے وہ تو کرتے نہیں اور پھر کہتے ہیں کہ جی اثر نہیں ہوتا۔

ہزار سال سے آزمودہ محنت:

یاد رکھیے کہ ہمارے مشائخ کی یہ محنت کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ یہ بڑی مقبول ہستیوں کی بتائی ہوئی محنت ہے۔ انہوں نے اللہ رب العزت کی پسندیدہ زندگی گزاری اور اس کے سامنے سالہا سال تہجد کے وقت رو رو کے مانگا کہ اے مالک! ہمیں وہ طریقہ بتا دے جس سے ہمارے دلوں میں تیری یاد بیٹھ جائے۔ ان کی تقویٰ وطہارت کی زندگیوں پر خوش ہو کر پروردگار نے ان کے سامنے یہ ذکر کے طریقے کھول دیئے۔ ہزار سال سے پہلے کے مشائخ نے یہ محنت کی اور پھر انہوں نے تصدیق کی کہ جو آدمی اس طرح سے محنت کرے گا اسے یہ نعمت مل جائے گی۔

جس طرح آج اگر کسی آدمی کو کوئی گولی کھانے سے صحت مل جاتی ہے تو وہ ہر ایک کو بتاتا پھرتا ہے اسی طرح ہمارے مشائخ کو جس محنت کے کرنے سے روحانی بیماریوں سے شفا ملی انہوں نے بھی اس محنت کا طریقہ بتا دیا۔ اگر کوئی آدمی آج بھی اس محنت کو کرے گا تو اللہ رب العزت اس کی باطنی بیماریوں کو دور کریں گے۔

سب سے بڑی مصیبت:

آج کے دور کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ گناہوں سے سو فیصد تو بہ نہیں کرتے۔ الا ماشاء اللہ۔ پانچوں انگلیاں برابر بھی نہیں ہوتیں۔ قدسی روحیں بھی موجود ہیں۔ لیکن فرض کریں کہ اگر تمام گناہوں کی تعداد سو ہے تو آج کوئی پچاس فیصد گناہوں سے بچ رہا ہے، کوئی ساٹھ فیصد بچ رہا ہے، کوئی ستر فیصد بچ رہا ہے، کوئی اسی فیصد بچ رہا ہے، دیندار کہلانے والے نوے فیصد بچ رہے ہیں اور اس سے اوپر جو ذکر اذکار کی محنت کرنے والے ہیں وہ بھی نوے اور پچانوے فیصد بچ رہے ہیں۔ آخری پانچ فیصد گناہوں میں نفس کہیں نہ کہیں دھوکا دے جاتا ہے۔ کسی کی آنکھ قابو میں نہیں، کسی کی زبان قابو میں نہیں، کسی نے دل کو کسی ارمان میں پھنسا رکھا ہے اور کسی نے اپنے آپ کو کسی کاروبار میں الجھا رکھا ہے۔ کوئی نہ کوئی ایسا گناہ سرزد ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بندہ اللہ رب العزت سے دور رہتا ہے۔

گناہ کی نجاست کا وبال:

اللہ رب العزت پاک ہیں اور پاک چیز کو ہی پسند کرتے ہیں۔ جب کہ گناہ نجاست ہے۔ اسی لئے تو مشرک بندے کو ان الفاظ میں نجس کہا گیا۔ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ۔ ایک مشرک ستر مرتبہ بھی اگر غسل کر کے آ جائے تو وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پاک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ایک ظاہری نجاست ہوتی ہے اور ایک حکمی نجاست ہوتی ہے۔ اور مشرک بندہ شرک کی وجہ سے نجاست حکمی میں ملوث ہوتا ہے۔ جب تک وہ شرک والے گناہ کو نہیں چھوڑے گا تب تک وہ اس نجاست سے پاک نہیں ہو سکتا۔ چونکہ گناہ نجاست کی مانند ہے اس لئے اگر ہمارا ایک عضو بھی گناہ کی نجاست سے لتھڑا ہوا ہو تو ہم اللہ تعالیٰ سے واصل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اس پاک پروردگار کے ساتھ وصل حاصل کرنے کے لئے گناہوں کی ذلت اور گندگی سے نکلنا ضروری ہے۔

منزل کے سامنے تھکنے والا مسافر:

یوں سمجھئے کہ کلمہ پڑھ کر سو گناہوں کو چھوڑنا تھا۔ کسی نے نوے قدم اٹھا لئے، کسی نے پچانوے قدم اٹھا لئے، کوئی اللہ تعالیٰ سے دس قدم دور کھڑا ہے، کوئی پانچ قدم دور کھڑا ہے۔ لیکن جس نے سو فیصد گناہوں کو چھوڑا ہے وہ بندہ اللہ سے واصل ہو گیا ہے۔ اب ہماری زندگی پر کتنا افسوس ہے کہ ہم پچانوے قدم تو اٹھا چکے ہیں اور آخری پانچ قدم نہ اٹھانے کی وجہ سے ہم واصل نہیں ہو رہے ہیں۔

حسرت ہے اس مسافر مضطر کے حال پر
جو تھک کے رہ گیا ہو منزل کے سامنے

منزل بھی سامنے ہے اور ہر کام شریعت و سنت کے مطابق کرتے ہیں مگر کوئی ایک آدھ گناہ ایسا ہے جس نے الجھایا ہوا ہے۔

گناہوں سے کیسے بچا جائے؟

معزز جماعت! ان باقی ماندہ گناہوں سے بھی توبہ کر کے اپنے پروردگار سے واصل ہو جائیے اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم پورے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پورے سلامتی میں داخل ہو جاؤ۔ گویا وہ چاہتے ہیں کہ تم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک گناہوں کی ذلت سے نکل جاؤ اور طاعات کی عزت پا جاؤ۔ اور گناہوں سے بچنا تب ہی آسان ہے جب دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا استحضار رہے گا۔

امریکہ میں چوری کا سد باب:

ہم نے یورپ و امریکہ میں دیکھا کہ وہاں بڑے بڑے سٹور ہوتے ہیں۔ لوگ وہاں پر چیزیں خریدنے تو جاتے ہیں مگر کوئی بندہ بھی وہاں پر پڑی کسی چیز کو اٹھا کر جیب میں نہیں ڈالتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کچھ کیمرے لگائے ہوئے ہوتے ہیں اور لوگوں کو پتہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی بھی چیز چرائی تو کیمرے کی سکرین پر محفوظ ہو جائے گی۔ سکیورٹی گارڈ بیٹھے دیکھ رہے ہیں وہ آ کر اسے پکڑیں گے اور اس سے کہیں گے کہ آپ نے چوری کی ہے۔ اگر کوئی چور وہاں پر کہے کہ میں نے چوری نہیں کی تو وہ سکیورٹی گارڈ وہ چیز جہاں اس نے ڈالی ہوتی ہے وہ نکال کر بھی دکھائیں گے اور سکرین کے اوپر اس کو چوری کرتا ہوا بھی دکھا دیں گے۔ جب کچھ لوگ اس طرح چوری کرتے پکڑے گئے تو باقی لوگوں پر ایسا خوف بیٹھ گیا کہ کافر اور دغا باز ہونے کے باوجود وہاں جا کر چوری کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ کیونکہ ہر ایک کو احساس ہوتا ہے کہ مجھے دیکھا جا رہا ہے۔ اگر کیمرے کی آنکھ دیکھ رہی ہوتی ہے اور بندے کو اتنا ڈر لگا ہوتا ہے تو جس بندے کو یہ استحضار نصیب ہو کہ میرا پروردگار مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ گناہوں کی جرأت کیسے کرے گا۔

انسانی سوچ پر ماحول کا اثر:

آدمی جس ماحول میں رہتا ہے اس پر ویسی ہی سوچ غالب آ جاتی ہے مثلاً

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر ایک آدمی کسی ڈسپنسری میں بیٹھا ہوا ور وہ ڈسپنسر سے کہے کہ میرے سر میں درد ہے تو وہ اسے فوراً کہے گا کہ تم پیناڈول کی گولی کھالو۔ اور اگر کوئی آدمی مسجد میں علما کے پاس بیٹھا ہو اور کہے کہ جی مجھے سر درد ہے تو ساتھ والا کہے گا کہ حضرت صاحب سے دم کروالو۔ ڈسپنسری کے ماحول میں گولی کھانے کی طرف دھیان چلا گیا اور مسجد کے ماحول میں دم کی طرف دھیان چلا گیا۔ گویا جیسا ماحول تھا بندے کی سوچ بھی ویسی ہی بن گئی۔

مسبب الاسباب کی یاد:

چونکہ ہم عالم اسباب میں رہتے ہیں اس لئے اسباب ہم پر غالب آ جاتے ہیں۔ ہماری سوچ ماتحت الاسباب ہوتی ہے۔ مگر یہ بات ضروری ہے کہ ہم کچھ دیر مسبب الاسباب کی یاد میں گزاریں تا کہ ہماری توجہ اسباب سے بالاتر ہو جائے۔ تب ہمارا دھیان اللہ رب العزت کی طرف جائے گا۔ ورنہ اسباب میں پھنسے رہیں گے۔

حضرت ذکریا علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام پر ماحول کے اثرات:

حضرت زکریا علیہ السلام دعوت و تبلیغ کے کام کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں لوگوں سے ملتے رہے، تبلیغ کرتے رہے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ لوگوں کے ساتھ ملنے کی وجہ سے عالم اسباب میں زندگی گزرتی رہی۔ چونکہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ جیسا ماحول ملے ویسی سوچ غالب آ جاتی ہے اس لئے جب واپس آنے لگے تو ذہن میں خیال آیا کہ مریم کے پاس کھانے پینے کی چیزیں کچھ کم تھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ختم ہی ہو گئی ہوں۔ اسے لا کر دینے والا تو اور کوئی نہیں ہے اور مجھے بھی دیر ہو گئی ہے۔ یہ سوچ کر ذرا تیزی سے چلے کُلَّمَا

www.besturdubooks.wordpress.com

دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا جب محراب میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مریم بیٹھی ہوئی بے موسم کے پھل کھا رہی تھی۔

وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے اَنّٰى لَكِ هٰذَا مریم! یہ پھل تجھے کس نے لا کر دیئے۔ چونکہ مریم ذکر و عبادت اور تخلیہ میں وقت گزار رہی تھی اور انابت الی اللہ کی کیفیت پکی ہو چکی تھے اس لئے وہ کہنے لگی هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اسے بغیر حساب رزق عطا فرما دیتے ہیں۔

جب مریم علیہا السلام نے یہ بات کی تو حضرت زکریا علیہ السلام کی توجہ اس طرف گئی کہ واقعی اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس وقت دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر آپ مریم کو بے موسم کے پھل عطا کر سکتے ہیں تو مجھے بھی تو طیب (پاکیزہ) بیٹا عطا فرما دے۔ اللہ رب العزت نے موقع محل کے مناسب مانگی ہوئی دعا فوراً قبول فرما لی۔

حضرت زکریا علیہ السلام اونچی شان والے ہیں مگر چونکہ وہ لوگوں سے مل ملا کر آ رہے تھے اس لئے ان کی سوچ اسباب کے تحت تھی اور مریم چونکہ تخلیہ میں بیٹھی تھی اس لئے اس کی توجہ اسباب سے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف تھی۔

مگر یہی مریم جو بے موسم کے پھل کھاتی تھی جب اس نے خود گھر کی زندگی گزارنی شروع کر دی تو اس کی سوچ بھی ماتحت الاسباب ہو گئی۔

ایک مرتبہ مریم علیہا السلام غسل کرنے کے لئے گھر کی مشرقی جانب گئیں تو پردہ کر لیا فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جبرئیل علیہ السلام کو بھیج دیا۔ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا جبرئیل علیہ السلام بھرپور نوجوان کی شکل میں سامنے آئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب وہ بھرپور مرد کی شکل میں سامنے آئے تو مریم آج کے دور کی کوئی بگڑی ہوئی بیگم تو نہیں تھی کہ وہ تنہائی میں غیر محرم کو دیکھ کر مسکراہٹوں سے استقبال کرتی۔ وہ تو عفیفہ تھیں۔ انہوں نے جب انہیں تنہائی میں دیکھا تو فوراً ڈر گئیں اور گھبرا کر کہنے لگیں۔ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا کہ میں رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں۔ جب ڈر کر کہا کہ میں رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں تو جبرئیل علیہ السلام سمجھ گئے کہ مریم خوفزدہ ہوگئی ہے لہٰذا اب اسے بات بتا دینی چاہیے۔ چنانچہ فرمانے لگے کہ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں۔ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا تاکہ تجھے نیک بیٹا دیا جائے۔

چونکہ اب مریم اسباب کے تحت زندگی گزار رہی تھیں لہٰذا سوچنے لگیں کہ بیٹا ہونے کے تو دو سبب ہوتے ہیں۔ یا تو انسان نکاح کرے یا پھر گناہ کرے۔ نہ میں نے نکاح کیا اور نہ میں نے گناہ کیا۔ جب دونوں سبب موجود نہیں ہیں تو پھر میرا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا قَالَ کَذٰلِکِ مریم! جیسے تم کہہ رہی ہو ایسا ہی ہے۔ نہ آپ نے نکاح کیا نہ آپ سے گناہ ہوا۔ کَذٰلِکِ کے لفظ نے بی بی مریم کی پاکدامنی پر مہر لگا دی۔ قرآن مجید قیامت تک ان کی پاکدامنی کی گواہی دیتا رہے گا۔ اللہ ایسی بیٹیاں ہر ایک کو نصیب فرمائے آمین۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ کہ آپ کے رب نے کہا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے۔ آپ کو یہ بیٹا کسی زلفوں والی سرکار نے نہیں دینا بلکہ آپ کو یہ بیٹا پاک پروردگار نے دینا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کو بیٹا دے دیا۔

ایمان کو مضبوط سے اضبط کرنے کا طریقہ:

ہمارے مشائخ یہی فرماتے ہیں کہ ہم روزانہ کچھ وقت تخلیہ میں گزاریں

www.besturdubooks.wordpress.com

مصلے پر بیٹھیں یا مسجد کے کونے میں بیٹھیں یا تنہائی میں بیٹھیں۔ اس وقت ساری دنیا سے ہٹ کٹ جائیں۔ یہ سوچیں اور فکریں جنہوں نے ہمیں بوڑھا کر دیا ہے اس وقت ان کو اپنے ذہنوں سے نکال پھینکا کریں اور اپنے دماغ کو خالی کر کے اپنے مولا کی یاد میں لگا دیا کریں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان ہوگا تو ایمان مضبوط سے اضبط ہوتا چلا جائے گا۔ یہ کونسی ایسی بات ہے جو سمجھ میں نہیں آسکتی۔

انگلی پکڑ کر منزل پر پہنچانے والے:

بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ جی بیعت کیوں کی جاتی ہے؟ پیر کی کیا ضرورت ہے؟ بھئی! اس لئے بیعت ہوتے ہیں کہ وہ مشائخ اللہ رب العزت کی معیت حاصل کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ جس راستے سے ہم نے گزرنا ہوتا ہے وہ اس راستے سے گزر چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ انگلی پکڑ کر منزل تک پہنچا دیتے ہیں۔

افضل ایمان:

جس بندے کے اندر معیت الٰہی کا استحضار پیدا ہو جاتا ہے وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتا ہے۔ اس کو حدیث پاک میں افضل الایمان کہا گیا ہے۔ حضرت عبادہ ابن صامتؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اَفْضَلُ الایمان اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ اللّٰہَ مَعَکَ حِیْنَ مَا کُنْتَ ۔ افضل ایمان یہ ہے کہ تو اس بات کو جان لے کہ اللہ رب العزت تیرے ساتھ ہیں تو جہاں کہیں بھی ہے۔ اس افضل ایمان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا احفظ اللہ یحفظک ، احفظ اللہ تجدک تجاھک تو اللہ کی حفاظت کر، تو اللہکو اپنے سامنے پائے گا، گویا ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے گا۔

فکر کی گندگی کا علاج:

اس چیز میں آج عوام الناس کا تو کیا کہنا علما اور طلبا بھی وہ محنت نہیں کر رہے جو کرنی چاہیے تھی۔ اسی لئے نفسانیت سے جان نہیں چھوٹتی۔ طلبا اکثر شکوہ کرتے ہیں کہ حضرت! نظر قابو میں نہیں رہتی ، حضرت! وسوسوں پہ قابو نہیں رہتا، حضرت! جو پڑھتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں۔ سب کا لب لباب فکر کی گندگی ہے۔ اور فکر کی گندگی ہمیشہ ذکر سے دور ہوا کرتی ہے۔ آپ ذرا توجہ سے ذکر کیجئے پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ فکر کو کیسے پاک فرما دیتے ہیں۔ سوچ بھی پاک ہو جاتی ہے اور انسان کے اندر سے ہوس بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی نگاہ کی حفاظت ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی طبیعت میں سکون پیدا کر دیتے ہیں۔ آج ہمیں ہماری ہوس نے پریشان کر رکھا ہے۔ جس کی شادی نہیں ہوئی وہ بھی پریشان ہے اور جس کی ہو چکی ہے وہ اس سے بھی زیادہ پریشان ہے۔ اس بیماری سے جان چھڑانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کا باقاعدہ علاج کروایا جائے۔ اور یاد رکھئے کہ اس کا علاج ذکر سے ہوگا۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ ذِکْرُ اللّٰهِ شِفَاءُ الْقُلُوْب اللہ کا ذکر دلوں کی شفا ہے۔

دل کے روگ کی علامت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا، اے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بیویو! اگر کسی سے گفتگو کرنے کا موقع آئے تو تم پردے کے پیچھے سے گفتگو کرو اور ذرا سختی سے بات کرو، ایسا نہ ہو کہ اگر تم نرمی سے بولو فیطمع الذی فی قلبه

www.besturdubooks.wordpress.com

مرض تو طمع کرے وہ بندہ جس کے دل میں مرض ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیرمحرم سے بات کر کے اور غیرمحرم کی طرف دیکھ کر جو بندہ دل میں طمع کرتا ہے اس کے بارے میں قرآن کی گواہی ہے کہ اس کے دل میں مرض ہوتا ہے۔اگر آج طمع کی نظر ادھر ادھر اٹھتی ہے یا بات کر کے طبیعت کے اندر طمع پیدا ہوتا ہے تو یہ اس بات کی پکی دلیل ہے کہ ہمارے دلوں کے اندر مرض موجود ہے۔اسی لئے مشائخ ذکر کرواتے ہیں جس سے یہ طمع ختم ہو جاتا ہے اور طبیعت کے اندر سکون آ جاتا ہے۔

اللہ کی رضا کی طلب:

جس آدمی کو معیت الٰہی کی کیفیت کا استحضار نصیب ہو جائے اس کے لئے گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ ہر کام کرتے وقت وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں اس لئے وہ ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کر رہا ہوتا ہے۔

مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور رضائے الٰہی:

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اکابرین میں سے تھے۔ایک مرتبہ وہ کسی بچے کو کسی غلطی پر سزا دینے لگے۔اسے دو چار تھپڑ لگائے۔ جب بچے کو تھپڑ لگے اور اسے درد ہوا تو رو کر کہنے لگا، حضرت! مجھے اللہ کے لئے معاف کر دیں۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، او خدا کے بندے! میں تجھے اللہ کے لئے ہی تو مار رہا ہوں۔ معلوم ہوا کہ ان کا غصہ کے وقت بھی کسی کو مارنا اللہ کے لئے ہوا کرتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور رضائے الٰہی:

ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک کافر کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ قریب تھا کہ اس کے سینے میں خنجر گھونپ دیتے۔ مگر اس کمینے نے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ انور پر تھوک دیا۔ جب تھوک دیا تو بجائے اس کو ذبح کرنے کے آپ رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگا، علی! آپ نے مجھے مارا کیوں نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں تجھے اللہ کی رضا کے لئے مارنا چاہتا تھا مگر جب تو نے میرے چہرے پر تھوکا تو پھر میرا ذاتی غصہ بھی شامل ہو گیا اور میں اپنے ذاتی غصے کی وجہ سے کسی کو قتل نہیں کر سکتا۔

ایک چرواہے کے دل میں معیت الٰہی کا استحضار:

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جنگل میں پڑاؤ ڈالا۔ ایک نوجوان اپنی بکریوں کو چراتا ہوا قریب سے گزرا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا، آؤ بھئی! کچھ کھالو۔ وہ کہنے لگا، اَنَا صَائِم کہ میں روزہ دار ہوں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو آپ بڑے حیران ہوئے کہ جنگل کی تنہائی ہے اور کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے اور یہ نوجوان روزہ رکھے ہوئے ہے اور پھر سخت گرمی میں بکریاں چرا رہا ہے اور کوئی تعریف کرنے والا بھی نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اس کو ذرا آزمانا چاہئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر کے بعد اسے اپنے پاس بلایا اور فرمایا، بھئی! ایک بکری تم ہمیں دے دو، ہم اس کو ذبح کر کے کھائیں گے اور تم بھی افطاری کے وقت ہمارے ساتھ کھا لینا۔ وہ نوجوان کہنے لگا، جی یہ بکریاں میری نہیں ہیں یہ تو میرے مالک کی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اتنی بکریوں میں سے ایک بکری کا تیرے مالک کو کیا پتہ چلے گا؟ جب یہ فرمایا تو کہنے لگا، اگر میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

مالک کو پتہ نہیں چلے گا تو فَاَیْنَ اللّٰہ تو پھر اللہ کہاں ہے؟ اس کو تو پتہ چل جائے گا۔ آپ ؓ یہ واقعہ سناتے اور فرماتے کہ اللہ رب العزت نے اس نوجوان کے دل میں کیسا ایمان رکھ دیا تھا کہ وہ جنگل میں بھی کہتا تھا فَاَیْنَ اللّٰہ کہ پھر اللہ کہاں ہے؟

ایک لڑکی کے دل میں معیت الٰہی کا استحضار:

ایک مرتبہ سیدنا عمر ؓ رات کو گلی میں چکر لگا رہے تھے۔ ایک گھر سے ایک بوڑھی ماں اپنی بیٹی سے باتیں کر رہی تھی۔ حضرت عمر ؓ نے غور کیا تو پتہ چلا کہ وہ بڑھیا اس لڑکی سے پوچھ رہی تھی کہ کیا بکری نے دودھ دے دیا؟ اس نے کہا، جی ہاں دے دیا۔ پھر پوچھا کہ کتنا دودھ دیا ہے؟ لڑکی نے کہا، تھوڑا سا دیا ہے۔ وہ کہنے لگی، کہ مانگنے والے تو پورا مانگیں گے اس لئے تم اس میں پانی ملا دو۔ اس نے کہا، امیر المومنین نے پانی ملانے سے منع کیا ہوا ہے اس لئے میں نہیں ملاتی۔ وہ بڑھیا کہنے لگی، کونسا امیر المومنین ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ لڑکی نے کہا، اماں! اگر امیر المومنین نہیں دیکھ رہے تو امیر المومنین کا پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔

حضرت عمر ؓ نے ان کا یہ مکالمہ سنا اور گھر آئے۔ آپ ؓ نے صبح اس بڑھیا کو بھی بلوایا اور اس لڑکی کو بھی۔ اس بڑھیا کو آپ نے تنبیہ فرمائی۔ اس کے بعد آپ ؓ نے اس لڑکی کی عمر پوچھی تو پتہ چلا کہ وہ بالغہ تھی۔ آپ ؓ نے اس لڑکی کے تقویٰ کی بنیاد پر اسے اپنی بہو کے طور پر پسند فرما لیا۔ چنانچہ آپ ؓ نے اس کا رشتہ مانگا اور وہ آپ ؓ کی بہو بن گئی۔ یہ وہی لڑکی تھی جو بعد میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نانی بنی۔ یہ ایمان ہوتا ہے جس کی تاثیر اللہ تعالیٰ اولادوں اور نسلوں میں چلا دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بچے کے دل میں معیتِ الٰہی کا استحضار:

کہتے ہیں کہ ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ جب وہ انگوروں کے ایک باغ کے قریب سے گزرے تو باپ کا دل للچا پڑا اور اس نے چاہا کہ کچھ انگور کھاؤں۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے کو ایک جگہ کھڑا کیا اور کہا، بیٹا! تم یہاں کھڑے ہو کر ادھر ادھر جھانکنا تاکہ کوئی آنے لگے تو پتہ چل جائے۔ جب وہ انگور توڑنے کے لئے گیا تو وہ ابھی درخت کے قریب ہی پہنچا تھا کہ بچے نے شور مچا دیا۔ کہنے لگا یا ابیْ یا ابیْ احدٌ یَرانیْ اے ابا جان! اے ابا جان! ایک ہمیں دیکھ رہا ہے۔ جب اس نے یہ کہا تو باپ ڈر کر پیچھے کی طرف بھاگا۔ اس نے بچے کے پاس آ کر ادھر ادھر دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ کہنے لگا، کون دیکھ رہا ہے؟ بیٹے نے کہا، ابا جان اگر کوئی بندہ نہیں دیکھ رہا تو بندوں کا پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔

خبردار! اللہ دیکھ رہا ہے:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی۔ کیا یہ (کافر مشرک گنہگار) نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ ان الفاظ کو پڑھ کر حیران ہوتے ہیں۔ اب بتائیے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی نگاہوں کے سامنے گناہ کریں گے تو پھر کل قیامت کے دن ہمیں کتنی شرمندگی اور ذلت ہوگی۔ اس لئے آج موقع ہے کہ ہم اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اپنے اندر "معیت" کی یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ہم محنت کے لئے ہی تو پیدا ہوئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ تحقیق

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کو محنت کے لئے پیدا کیا گیا۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور معیت الٰہی:

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ گئے۔ بیعت ہوئے اور انہوں نے تیسرے دن انہیں خلافت دے دی۔ جب ان کو تیسرے دن خلافت ملی تو وہاں کے جو مقامی لوگ تھے وہ کہنے لگے، حضرت! یہ دور سے آیا اور تین دنوں میں اس کو یہ نعمت مل گئی مگر ہم لوگ بھی تو مدتوں سے آپ کی خدمت میں پڑے ہیں، ہم پر بھی نظر کرم فرما دیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اچھا آپ کو سمجھائیں گے۔

دوسرے دن انہوں نے بہت ساری مرغیاں منگوائیں اور ان تمام لوگوں کو دیں جنہوں نے اعتراض کیا تھا اور ایک بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دی اور سب سے فرمایا کہ اس مرغی کو ایسی جگہ پر ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ چنانچہ کوئی درخت کی اوٹ میں ذبح کر کے لایا، کوئی کمرے میں ذبح کر کے لایا اور کوئی دیوار کے پیچھے ذبح کر کے لایا۔ سب نے ذبح کر کے لا دیں اور حضرت کو دکھائیں۔ مگر بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی دیر کے بعد آئے اور رونا شروع کر دیا۔ حضرت نے پوچھا، بھئی! تم کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگے، حضرت! آپ نے فرمایا تھا کہ کسی ایسی جگہ پر ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو مگر میں جہاں بھی گیا، وہاں میرا پروردگار مجھے دیکھ رہا تھا جس کی وجہ سے میں ذبح نہ کر سکا اور یوں آپ کے حکم پر عمل نہیں ہو سکا۔

اس وقت حضرت نے اپنے دوسرے مریدین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، دیکھو! میں نے اس کی اس کیفیت کی وجہ سے اسے یہ نعمت جلدی دے دی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

منکرین تصوف اور مقام احسان:

محترم جماعت! ہمارے دل میں ہر وقت یہ کیفیت رہنی چاہئے کہ ہم اللہ رب العزت کے سامنے ہیں۔ اس کو "مقام احسان" کہتے ہیں۔ جو لوگ تصوف کے مخالف ہیں وہ ذرا بتائیں کہ وہ مقام احسان کیسے حاصل کرتے ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا، مَا الْاِحْسَانُ؟ اے اللہ کے محبوب ﷺ! احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جی! آپ ہی بتا دیجئے۔ وہ کہنے لگے، اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ تو اللہ کی عبادت ایسے کر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ اور اگر یہ کیفیت نہیں تو تو اللہ کی عبادت ایسے کر جیسے وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ یعنی اول تو مشاہدے کی کیفیت ہو اور اگر وہ نہیں تو پھر مراقبے کی کیفیت ہو۔

ان لوگوں سے پوچھیں کہ اگر نہ مراقبے کی کیفیت ہو اور نہ مشاہدے کی کیفیت ہو تو پھر نمازیں کیسی پڑھتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ تصوف بدعت ہے اور یہ ایک عجمی چیز ہے۔ بھئی! اگر تصوف کو عجمی چیز مانتے ہو تو احسان کو تو عربی چیز مانو گے ناں۔ بتاؤ، احسان کیسے حاصل کر سکتے ہو؟ کیا آپ میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جو کھڑا ہو کر یہ کہے کہ مجھے احسانی کیفیت حاصل ہے۔ آپ ہزاروں میں سے ایک بندہ بھی نہیں دکھا سکتے۔ اور الحمد للہ، ہم ذکر اذکار کرنے والے کتنے ہی ایسے بندے پیش کر سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی ذلت سے محفوظ کیا ہوتا ہے۔

اللہ والوں پر یاد الٰہی کا غلبہ:

بنیادی طور پر یہ چیز دیکھنی ہوتی ہے کہ کس کو ایمان کی وہ اعلیٰ کیفیت حاصل

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے؟" معیت الٰہی کا استحضار کس کو نصیب ہو گیا ہے؟ جس کو یہ نعمت نصیب ہو جاتی ہے وہ گناہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ بلکہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر ایسے بندے کو ہزار سال کی مہلت دی جائے اور وہ ہزار سال کوشش کرے کہ میں اللہ کو دل سے بھلا بیٹھوں تو وہ پھر بھی اللہ تعالیٰ کو دل سے بھلا نہیں سکے گا۔

بھلانا بھی چاہو بھلا نہیں سکو گے

اللہ کی یاد دل میں ایسی رچ بس جاتی ہے۔ جیسے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جی رشتے سے تو انکار ہو گیا ہے لیکن کیا کریں کہ اس کو دل بھول ہی نہیں رہا۔ یہ بھی کہہ رہے ہوتے ہیں کہ رشتے سے انکار ہو گیا ہے اور اس کے ماں باپ رشتہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مگر ساتھ ہی کہہ رہے ہوتے ہیں کہ بس دل ایسا پھنسا ہے کہ وہ دل سے بھول ہی نہیں رہی۔ او خدا کے بندے! اگر ایک مخلوق کے حسن و جمال کا تیرے دل پہ یہ اثر ہے کہ تو بھلانا بھی چاہتا ہے مگر بھلا نہیں پاتا، تو جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کے نقوش بیٹھ جاتے ہیں کیا ان کو یہ کیفیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ والے اللہ کے متوالے ہوتے ہیں ان کے دلوں میں ہر وقت یہ کیفیت رہتی ہے کہ

لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ اللہ اللہ

ان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ یاد رہتے ہیں

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

وہ ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بارے میں فرماتے ہیں رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کہ یہ میرے وہ بندے ہیں جن کو تجارت اور خرید وفروخت بھی میری یاد سے غافل نہیں کر پاتی۔ نیز فرماتے ہیں کہ یہ میرے وہ ہمت والے بندے ہیں الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ جو کھڑے بھی مجھے یاد کرتے ہیں، لیٹے بھی مجھے یاد کرتے ہیں، اور بیٹھے بھی مجھے یاد کرتے ہیں۔ جب انسان کو یہ کیفیت مل جائے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتا۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اور معیت الٰہی:

حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ، خود مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دوسرے خانا اکٹھے بیٹھے تھے۔ اس دوران میں خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مذاق کی کچھ باتیں سنانا شروع کر دیں۔ یعنی خوش طبعی کی ایسی باتیں سنانا شروع کر دیں کہ لوگوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔۔۔ سچی باتیں بھی خوش طبعی والی ہو سکتی ہیں۔ بعض اوقات نبی علیہ الصلوۃ والسلام بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خوش طبعی کی باتیں فرما لیتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایک دوسرے سے خوش طبعی فرما لیتے تھے۔ ضروری نہیں ہوتا کہ جھوٹے لطیفے سنا کر ہی خوش کرنا ہوتا ہے۔ اللہ والوں کے پاس ایسے لطائف علمیہ ہوتے ہیں کہ بات بھی سچی کرتے ہیں اور دوسرے کھلکھلا کر ہنس بھی رہے ہوتے ہیں۔۔۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں کچھ دیر ایسی باتیں سنائیں کہ ہم ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ ہم نے ان سے کہا کہ اب تو پیٹ میں بل پڑنے لگے ہیں، اب آپ یہ باتیں نہ سنائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس بات کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو اس تمام مجلس کے دوران ایک لمحہ بھی اللہ سے غافل نہیں ہوا۔ فرماتے ہیں کہ ایک ایسا عجیب سا سوال تھا کہ تمام دیوان رہ گئے۔ پھر فرمانے لگے کہ میں تمہیں اتنی دیر ہنساتا رہا مگر اس دوران میں ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ سے غافل نہیں ہوا۔ جس انسان کو معیت الٰہی کی کیفیت حاصل ہو چکی ہوتی ہے وہ ایسی باتیں سن کر ہنس بھی رہا ہوتا ہے مگر اس کا باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے۔

ایک بادشاہ کی سبق آموز داستان:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور فقیہہ کے دور کا واقعہ ہے کہ وقت کا بادشاہ اپنی بیوی کے ساتھ تخلیہ میں تھا۔ اس کی بیوی کسی وجہ سے اس سے ناراض تھی۔ بادشاہ چاہتا کہ محبت و پیار میں وقت گزاریں اور بیوی جلی بیٹھی تھی اور وہ چاہتی تھی کہ اس کی شکل ایک آنکھ بھی نہ دیکھوں۔ ادھر سے اصرار اور ادھر سے انکار۔ جب بہت دیر گزر گئی تو بادشاہ نے محبت میں کچھ اور بات کر دی۔ جب اس نے بات کر دی تو اس نے آگے سے کہا، جہنمی! دفعہ ہو یہاں سے۔ جب اس نے اتنی بڑی بات کہہ دی تو بادشاہ کو بھی غصہ آ گیا۔ چنانچہ کہنے لگا۔ اچھا! اگر میں جہنمی ہوں تو تجھے بھی تین طلاق۔ اب اس نے بات تو کر دی۔ مگر وہ دونوں پوری رات متفکر رہے کہ آیا طلاق ہوئی بھی ہے یا نہیں۔

خیر صبح اٹھے تو ان کے دماغ ٹھنڈے ہو چکے تھے۔ چنانچہ فتویٰ لینے کے لئے متفکر ہو گئے۔ چنانچہ کسی مقامی عالم کے پاس پہنچے اور ان کو پوری صورتحال بتائی اور کہا۔ بتائیں کہ طلاق واقع بھی ہوئی یا نہیں کیونکہ مشروط تھی۔ انہوں نے کہا، میں اس کا فتویٰ نہیں دے سکتا کیونکہ میں نہیں جانتا کہ تم جہنمی ہو یا نہیں۔ کئی اور علما

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بھی پوچھا گیا۔ مگر ان سب نے کہا کہ ہم اس کا فتویٰ نہیں دے سکتے کیونکہ بات مشروط ہے۔

بادشاہ چاہتا تھا کہ اس قدر خوبصورت اور اچھی بیوی مجھ سے جدا نہ ہو۔ مگر مسئلہ کا پتہ نہیں چل رہا تھا کہ اب حلال بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ بڑا مسئلہ بنا۔ بلکہ بادشاہ کا مسئلہ تو اور زیادہ پھیلتا ہے۔ بالآخر ایک فقیہہ کو بلایا گیا اور ان سے عرض کیا گیا کہ آپ بتائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں جواب تو دوں گا مگر اس کے لئے مجھے بادشاہ سے تنہائی میں کچھ پوچھنا پڑے گا۔ اس نے کہا، ٹھیک ہے، پوچھیں۔ چنانچہ انہوں نے بادشاہ سے علیحدگی میں پوچھا کہ کیا آپ کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا موقع آیا ہے کہ آپ اس وقت گناہ کرنے پر قادر ہوں مگر آپ نے اللہ کے خوف سے وہ کبیرہ گناہ چھوڑ دیا ہو۔

بادشاہ سوچنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا، ہاں ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔ پوچھا، وہ کیسے؟ وہ کہنے لگا، ایک مرتبہ جب میں آرام کے لئے دوپہر کے وقت اپنے کمرے میں گیا تو میں نے دیکھا کہ محل میں کام کرنے والی لڑکیوں میں سے ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی میرے کمرے میں کچھ چیزیں سنوار رہی تھی۔ جب میں کمرے میں داخل ہوا تو میں نے اس لڑکی کو کمرے میں اکیلے پایا۔ اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر میرا خیال برائی کی طرف چلا گیا۔ چنانچہ میں نے دروازے کی کنڈی لگا دی اور اس کی طرف آگے بڑھا۔ وہ لڑکی ایک نیک، عفیفہ اور پاکدامنہ لڑکی تھی۔ اس نے جیسے ہی دیکھا کہ بادشاہ نے کنڈی لگا لی ہے اور میری طرف خاص نظر کے ساتھ قدم اٹھا رہا ہے تو وہ فوراً گھبرا گئی۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو وہ کہنے لگی یَا مَلِکُ! اِتَّقُوا اللّٰہ اے بادشاہ! اللہ سے ڈر۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اس نے یہ الفاظ کہے تو اللہ کا نام سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور اللہ کا جلال میرے اوپر غالب آ گیا۔ چنانچہ میں نے اس لڑکی سے کہا، اچھا، چلی جا۔ میں نے دروازہ کھولا اور اسے کمرے سے بھیج دیا۔ اگر میں گناہ کرنا چاہتا تو میں اس وقت اس لڑکی سے گناہ کر سکتا تھا، مجھے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا مگر اللہ کے جلال، عظمت اور خوف کی وجہ سے میں نے اس لڑکی کو بھیج دیا اور گناہ سے باز آ گیا۔

اس فقیہ نے فرمایا کہ اگر تیرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا تو میں فتویٰ دے دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے اور تیری طلاق واقع نہیں ہوئی۔

اب دوسرے علما نے کہا، جناب! آپ کیسے فتویٰ دے سکتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا، جناب! میں نے اپنی طرف سے فتویٰ نہیں دیا بلکہ یہ فتویٰ تو قرآن دے رہا ہے۔ وہ حیران ہو گئے کہ قرآن نے فتویٰ کہاں دیا۔ انہوں نے جواب میں قرآن کی آیت پڑھی۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى کہ جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات میں پڑنے سے بچا لیا تو ایسے بندے کا ٹھکانہ جنت ہوگی۔ پھر انہوں نے بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا، چونکہ تم نے اللہ کے خوف کی وجہ سے گناہ کو چھوڑا تھا اس لئے میں لکھ کر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت عطا فرما دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں معیت کا یہ استحضار نصیب فرما دیں، ہمیں گناہوں کی ذلت سے محفوظ فرما دیں اور بقیہ زندگی گناہوں سے پاک ہو کر گزارنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

فضائل

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی کرنیں سب سے پہلے اس عمارت پر پڑتی ہیں جو سب سے بلند و بالا ہوتی ہے اسی طرح جب نبوت کا سورج طلوع ہوا تو اس کی پہلی کرنیں اس ہستی پر پڑیں جو امت میں سب سے بلند و بالا تھی وہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی ذات تھی

www.besturdubooks.wordpress.com

فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ٥ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ٥ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ٥ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

صادقین سے مراد:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور سچوں کے ساتھ رہو۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ صادقین سے مراد مشائخ صوفیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دے رہے ہیں کہ ہم ایسے صاحب نسبت لوگوں کی صحبت اختیار کریں۔

صادقین کا دوام:

آج دنیا کہتی ہے کہ جنید اور بایزید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تو اب نہیں ہیں۔ سچے آدمی تو ملتے نہیں، کیا کریں؟ یہ بات غور طلب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا کہ اے ایمان والو! تم سچوں کی صحبت اختیار کرو، تو یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔ اس لئے جب تک ایمان والے موجود رہیں گے تب تک صادقین بھی موجود رہیں گے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ صادقین ختم ہو جائیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کرنا ناممکن ہو جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید کی کوئی آیت ناقابل عمل ہو جائے۔ اگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قیامت تک قرآن مجید قابل عمل کتاب ہے تو ہمیں یہ بات بھی ذہن نشین کرنی چاہئے کہ صادقین کی جماعت بھی ہر دور اور ہر زمانے میں رہے گی۔

صادقین کی تلاش:

البتہ صادقین کی جماعت تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اسے ڈھونڈنا ہماری ذمہ داری ہے۔ دنیا کے معاملات میں ہم کتنی چیزوں کو ڈھونڈتے ہیں جب کہ یہ تو ہمارا اللہ رب العزت سے تعلق کا معاملہ ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اس معاملہ میں بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اور اگر زندگی میں کوئی ایسا آدمی مل جائے تو اس کی صحبت کو کیمیائے امری مانند سمجھیں کیونکہ ان بزرگوں کی نظر تریاق ہوتی ہے اور ان کی توجہ میں دل کی شفا ہوتی ہے۔

برکت ہی برکت:

نسبت ایک نور ہے۔ وہ نور جب کسی کے سینے میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سراپا برکت بنا دیتے ہیں۔ اس کے دیکھنے میں برکت، بولنے میں برکت، اس کے عمل میں برکت، اس کے فیصلے میں برکت، اور وہ جہاں بیٹھتے ہیں اس جگہ پر برکتیں آ جاتی ہیں۔ بلکہ کچھ تو ایسے ہوتے ہیں جو سراپا تبرک بن جاتے ہیں۔ وہ جس شہر سے گزر جائیں وہاں ان کی برکتیں اثر انداز ہو جاتی ہیں۔

برکت کے حصول کی ایک شرط:

ان برکتوں کو حاصل کرنے کی ایک شرط ہے وہ یہ کہ انسان ان صاحب نسبت لوگوں کے ساتھ محبت پیدا کرے۔ جتنی محبت راسخ ہوگی اتنا ہی فیض کا اجرا جلدی

ہوگا۔ جتنا تعلق مضبوط سے مضبوط ہوگا اتنا ہی یہ برقی رو جلدی دوڑے گی۔ اور کبھی بھی تو ایک لمحہ کی توجہ بھی بندے کی زندگی کا مقصد پورا کردیتی ہے۔ لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہوتا ہے۔

مادے سے پار دیکھنے والی نگاہیں:

اللہ والے اپنی مرضی سے توجہ نہیں ڈالتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں باتیں ڈالتے ہیں۔ خواجہ عبد المالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں توجہ دوں تو ایک ہی لمحہ میں پورے مجمع کو تڑپا کے رکھ دوں مگر اوپر سے مجھے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ رب العزت ان کو بصیرت دے دیتے ہیں اور ان کی نگاہیں مادے سے پار دیکھتی ہیں۔

تکبیر تحریمہ سے پہلے بیت اللہ کی زیارت:

خواجہ عبد المالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اکوڑہ خٹک کے مدرسہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں علما کا پندرہ روزہ تربیتی پروگرام تھا۔ ایک عالم نے ان سے سوال کیا کہ حضرت! میں نے یہ نوٹ کیا ہے کہ آپ جب بھی نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، اقامت ہو جاتی ہے مگر آپ جلدی نیت نہیں باندھتے، تھوڑا سا ٹھہر کر نیت باندھتے ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ آپ لوگ تو علما ہیں، آپ کی توجہ الی اللہ کی کیفیت ہر وقت بنی رہتی ہے مگر میں تو فقیر آدمی ہوں، نماز پڑھانے کے لئے مصلے پر کھڑا ہوتا ہوں تو جب تک مجھے سامنے بیت اللہ نظر نہیں آتا میں اس وقت تک نماز کی نیت نہیں باندھا کرتا۔ جن کو نسبت کا نور نصیب ہو جاتا ہے تو پھر وہ ایسی نمازیں پڑھا کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی ایک دعا:

یہ وہ نعمت ہے جس کے بارے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ اے اللہ! ہمیں چیزوں کی حقیقت دکھا دیجئے جیسے کہ وہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو چیزوں کی حقیقت دکھا دیتے ہیں اور ان کے سامنے انسان کے دل بھی کھل جاتے ہیں۔ وہ انسانوں کے دلوں کو یوں پڑھ رہے ہوتے ہیں جیسے ہم کھلی ہوئی کتاب کو پڑھتے ہیں۔

لعنت ایسے پیر پر:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کراچی میں تھے۔ ایک صاحب ان کو وہاں ملنے کے لئے آئے۔ کسی دوسرے آدمی نے کہا، حضرت! یہ شخص دل میں دنیا لے کر آپ کے پاس آیا ہے۔ حضرت نے جب اس کی یہ بات سنی تو اسے ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ میں لعنت بھیجتا ہوں ایسے پیر پر جس کے پاس کوئی مرید آئے اور اسے پتہ بھی نہ چلے کہ یہ کس مقصد کے لئے آیا ہے۔

ایک ذاتی واقعہ:

یہ عاجز ایک مرتبہ ایک عالم کو لے کر حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چکوال حاضر ہوا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اتنے بڑے عالم میرے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ میں ان کے بارے میں حضرت کو کچھ بتا دوں۔ چنانچہ ہم جیسے ہی حضرت سے ملے، میں نے عرض کیا، حضرت! یہ ایک بڑے عالم ہیں جو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت فرمانے لگے ''چپ کر میں اسے پہلے ہی پڑھ چکا ہوں''۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت نے یہ الفاظ مسجد میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمائے۔

دلوں کے جاسوس:

اللہ والے جواسیس القلوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال ان پر کھول دیتے ہیں۔ اس لئے بندہ جب ان کی صحبت میں بیٹھے تو اپنے دل کو سنبھال کر بیٹھے۔ کہتے ہیں کہ جب کسی حاکم کی صحبت میں بیٹھو تو اپنی نگاہوں کو سنبھال کر بیٹھو، کیونکہ حاکم کے علاوہ ادھر ادھر دیکھو گے تو وہ اپنا ڈنڈا چلائے گا اور اپنا اختیار استعمال کرے گا۔ اگر علما کی صحبت میں بیٹھو تو اپنی زبان کو سنبھال کر بیٹھو، اس لئے کہ اگر کوئی لفظ آگے پیچھے ہو گیا تو مفتی حضرات فتویٰ لگا دیں گے اور اگر اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھو تو اپنے دلوں کو سنبھال کر بیٹھو۔

سپردگی اور شفقت:

دل متوجہ ہوں تو توجہ بھی ان پر اثر کرتی ہے۔ اس لئے جب بھی آدمی اپنے شیخ کی محفل میں بیٹھے ہمہ تن متوجہ ہو کر بیٹھے۔ ایک طرف سے محبت اور سپردگی ہو، دوسری طرف سے شفقت اور عنایت ہو تو اللہ تعالیٰ بندے کا کام بنا دیا کرتے ہیں۔ اس لئے شیخ کے ساتھ محبت کی نسبت کو اور زیادہ مضبوط کیجئے۔

سلسلہ نقشبندیہ کی وجہ تسمیہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نسبت اتحادی نصیب تھی۔ ہمارا یہ سلسلہ نقشبندیہ صدیقی نسبت رکھنے والا ہے۔ اس سلسلہ کا نام ابتدا میں ''صدیقیہ سلسلہ'' تھا۔ لیکن خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس سلسلہ کا نام ''سلسلہ نقشبندیہ'' مشہور ہو گیا۔ کیونکہ ان سے ...

www.besturdubooks.wordpress.com

تیں آ تا تے ۔ جب وہ سالکین سے دلوں پر اللہ اللہ کی ضرب لگا تے تھے تو کہا ن یـنـقـش اسـم اللّٰه علٰی قلوب السّالکین وہ سالکین کے دلوں پر اسمہ کا نام نقش کر دیتے تھے۔

صدیقی رضی اللہ عنہ نسبت ایک مضبوط نسبت:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کمالات ولایت سب سے زیادہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حاصل کئے اور کمالات نبوت سب سے زیادہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاصل کئے۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ مضبوط نسبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی۔ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنا تعلق تھا کہ اگر ان کے حالات زندگی کو پڑھا جائے تو بالکل ایک جیسے حالات نظر آتے ہیں۔ آج اس محفل میں بات کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ آپ کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ہماری نسبت صدیقی نسبت ہے جو کہ ایک مضبوط ترین نسبت ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے تمام کمالات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں منتقل ہوئے اور ان کے سینے سے قیامت تک یہ مشائخ کے سینوں میں منتقل ہوتے رہیں گے۔

نسبت اور خلافت:

نسبت کو تمنا بنا کر مانگنا عبادت ہے کیونکہ نسبت حاصل ہو جانے سے انسان کی عبادت کی کیفیت میں حضوری آ جاتی ہے۔ نماز بہتر ہو جاتی ہے، تلاوت قرآن کی کیفیت بہتر ہو جاتی ہے، غفلت ختم ہو جاتی ہے، اور معصیت سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ البتہ خلافت کی تمنا دل میں رکھنا تصوف کی دنیا میں شرک کہلاتا ہے۔ خلافت کا مل جانا کوئی اور چیز ہے۔ وہ تو ایک انتظامی امور کی بات ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور نسبت کے حصول کی تمنا رکھنا اور چیز ہے۔ اس لئے یہ تمنا دل میں ہو کہ اے اللہ! ہمیں نور نسبت عطا فرما تا کہ ہم اپنی عبادت میں یکسوئی اور حضوری پیدا کر سکیں اور ہماری زندگی سے معصیت ختم ہو جائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی اصل وجہ:

اس نسبت کی عظمت ہر وقت دل پر حاوی رہنی چاہئے کہ یہ صدیقی نسبت ہے۔ جو کیفیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک کی تھی وہی منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ان کی اہلیہ فرماتی تھیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دوسروں پر فضیلت نماز اور روزوں کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ دل کے اس درد اور غم کی وجہ سے تھی جو اللہ نے ان کو عطا کر دیا تھا۔

فضائل ومناقب

اب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چند فضائل آپ کے سامنے بیان کئے جاتے ہیں تا کہ ان کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور یہ واضح ہو جائے کہ یہ کتنی عظیم نسبت ہے جو ہمارے مشائخ کے ذریعے سے منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔

بلا تامل قبول اسلام:

- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے بغیر تذبذب کے نبی علیہ السلام پر ایمان قبول فرما لیا۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے، نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے جس پر بھی ایمان کو پیش کیا ہر ایک نے کچھ سوچ و بچار کیا سوائے ابو بکر کے کہ جیسے ہی میں نے اس پر اسلام کو پیش کیا اس نے بغیر تذبذب

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اسلام کو قبول کر لیا۔ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جب اسلام کو پیش کیا تو انہوں نے بھی کہا کہ میں مشورہ کروں گا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو مرنے مارنے پر تل گئے تھے۔ یہ شان صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی کہ انہوں نے بغیر تذبذب کے اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر ان کی وجہ سے کئی جلیل القدر صحابہ نے اسلام قبول کیا۔ جن میں سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ اب سوچئے کہ کتنی بابرکت نسبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی وجہ سے اسلام قبول کرنے والے بن گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سب سے بڑی خوبی:

محترم جماعت! جب تاریخ بن جاتی ہے تو پھر تو دشمن بھی مان لیا کرتے ہیں، لطف اور مزے کی بات یہ ہے کہ انسان تاریخ بننے سے پہلے اس کو تسلیم کر لے۔ آج تو آپ کو ایسے ہندو بھی ملیں گے جنہوں نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں نعتیں کہیں، ایسے سکھ بھی ملیں گے جنہوں نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں کتابیں لکھیں، بلکہ اب تو ساری دنیا مانتی ہے۔ لیکن جب نبی علیہ السلام نے نبوت کا اظہار فرمایا تھا اس وقت ابھی تاریخ نہیں بنی تھی۔ جنہوں نے اس وقت بغیر پس و پیش کے اس کو قبول کر لیا اللہ کے نزدیک وہ ہستیاں بڑی عظیم تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے تاریخ کو اس وقت مان لیا تھا جب کہ ابھی تاریخ نہیں بنی تھی۔

امت میں بلند و بالا ہستی:

جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی کرنیں سب سے پہلے اس عمارت پہ پڑتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں جو سب سے بلند و بالا ہوتی ہے اسی طرح جب نبوت کا سورج طلوع ہوا تو اس کی پہلی کرنیں اس ہستی پر پڑیں جو امت میں سب سے بلند و بالا تھی۔ وہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی ذات تھی۔

عشق رسول ﷺ اور صدیق اکبرؓ:

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ حرم شریف میں تھے۔ کفار نے آ کر نبی علیہ الصلوۃ و السلام کو ایذا پہنچانی شروع کر دی۔ ایک کافر کہیں باہر نکلا۔ اس نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو دیکھا اور کہنے لگا۔ اَدْرِکْ صَاحِبَکَ کہ تو اپنے دوست کا خیال کر کہ اس کو تو کفار ایذا پہنچا رہے ہیں۔ آپ بھاگے ہوئے مسجد میں پہنچے اور مجمع کو چیر کر اندر گئے اور فرمانے لگے۔ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ کیا تم اس ہستی کو مارنا چاہتے ہو جو یہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے۔ اب کافروں نے نبی علیہ السلام کو چھوڑ کر ان کو مارنا شروع کر دیا۔ روایات میں آیا ہے کہ صدیق اکبرؓ زبان سے صرف اتنا کہہ رہے تھے تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَام کفار نے اتنا مارا کہ بے ہوش ہو گئے۔ اس وقت ان کے قبیلے کے لوگ وہاں پہنچے اور ان کو اٹھا کر گھر لے آئے۔۔ بہت دیر تک ہوش میں نہ آئے، رات گزر گئی۔

جب ہوش میں آئے تو والدہ نے کہا، بیٹا! کچھ کھا لو۔ اس وقت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی والدہ سے پوچھا، اماں! مجھے یہ بتاؤ کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کس حال میں ہیں؟ اس نے کہا، بیٹے! تیرا اپنا یہ حال ہے کہ جسم زخموں سے چور چور ہو چکا ہے، تم اب بھی پوچھ رہے ہو کہ ان کا کیا حال ہے؟ فرمایا، ہاں! جب تک مجھے ان کے حال کا پتہ نہیں چلے گا میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ ان کی والدہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہا کہ مجھے تو نہیں پتہ کہ وہ کس حال میں ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ نے ام جمیل ؓ کا نام بتایا اور فرمایا کہ ان کے پاس جایئے وہ آپ کو بتائیں گی۔ چنانچہ ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی علیہ السلام دار ارقم میں ہیں۔ جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا پتہ چلا تو سیدنا صدیق اکبر ؓ اپنی والدہ کے ساتھ دار ارقم پہنچے۔ روایت میں آیا ہے کہ جب صدیق اکبر ؓ دار ارقم پہنچے تو صدیق اکبر ؓ کی اس کیفیت کو دیکھ کر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ابوبکر کا بوسہ لیا اور اس کے بعد سب صحابہ کرام ؓ نے صدیق اکبر ؓ کا بوسہ لیا۔ سبحان اللہ۔

حضرت امیر حمزہ ؓ کا قبول اسلام:

جس دن حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو یہ ایذا دی گئی اس کے بعد اسی دن حضرت امیر حمزہ ؓ ایمان لے آئے۔ چنانچہ کتابوں میں علما نے لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے دعا مانگی تو عمر ابن الخطاب ؓ ایمان لے آئے اور ادھر ابوبکر ؓ نے قربانی دی تو حضرت امیر حمزہ ؓ ایمان لے آئے۔ ان کی قربانی بھی اتنی عظیم قربانی تھی کہ جس کی وجہ سے ایک جلیل القدر ہستی ایمان لے آئی۔

جنت کی خوشخبری:

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، آج روزہ دار کون ہے؟ صحابہ کے پورے مجمع سے ابوبکر صدیق ؓ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا، آج جنازے کے پیچھے کون چلا؟ اس پر بھی ابوبکر صدیق ؓ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پوچھا، آج محتاج کو کھانا کس نے کھلایا؟ اس کے جواب میں بھی ابوبکر صدیق ؓ کھڑے ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا، آج بیمار کی عیادت کس نے کی؟ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

پر بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ جب چاروں مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے اندر یہ چار اوصاف موجود ہوں میں اس کو جنت کی خوشخبری دیتا ہوں۔

فضائل صدیق رضی اللہ عنہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ایک سو اکیاسی (181) احادیث موجود ہیں اور اٹھاسی (88) احادیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں کے فضائل میں موجود ہیں، سترہ (17) احادیث ایسی ہیں جن میں خلفا ثلاثہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا ذکر ہے۔ اور چودہ احادیث ایسی ہیں جن میں خلفائے اربعہ کے فضائل موجود ہیں۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان مبارک سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کس قدر بیان ہوئے ہیں۔

لفظ ''ابو بکر'' کی لغوی تحقیق:

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''ابو بکر'' بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر میدان میں دوسروں سے آگے کر دیا۔ وہ کیسے؟ طلبا جانتے ہیں کہ جس لفظ کا مادہ ب، ک، ر، ہو یعنی فا کلمہ، ع کلمہ، اور ل کلمہ ب، ک، ر ہو تو اس مادہ سے جو لفظ بنتا ہے اس کا ترجمہ ''سب سے پہلی چیز'' بنتا ہے۔ مثال کے طور پر بکرۃ، کل صبح، گویا دن کا پہلا حصہ۔ اسی طرح بکور اس پھل کو کہتے ہیں جو موسم کا پہلا پہلا پھل ہو۔ باکرہ کنواری لڑکی کو کہتے ہیں جس نے خاوند نہ دیکھا اور شادی ہو کر پہلی مرتبہ خاوند کے پاس آئے۔ تو ب، ک، ر جس لفظ کا مادہ ہو وہ اپنے میدان میں سب سے آگے ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے ''

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوبکرؓ' رکھوایا لہٰذا ہر میدان میں دوسروں سے آگے رہے۔

اوّلیات صدیقیؓ:

دیکھئے، مردوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے، اس میں بھی وہ اوّل۔ قرآن مجید کا نام انہوں نے سب سے پہلے ''مصحف'' رکھا۔ اس میں بھی وہ سب سے اوّل۔ آپؓ خلیفہ راشد بنے، اس میں بھی سب سے اوّل۔ انہوں نے سب سے پہلے خلافت کا ولی عہد متعین کیا، اس میں بھی سب سے اوّل۔ ان کا لقب عتیق پڑا، اس میں بھی سب سے اوّل۔ ان کو لقب ''صدیق'' ملا اس میں بھی سب سے اوّل، انہوں نے قرآن مجید کو جمع کیا اس میں بھی سب سے اوّل، ان کو اپنے باپ کی زندگی میں خلافت ملی اس میں بھی سب سے اوّل، انہوں نے بیت المال قائم کیا اس میں بھی سب سے اوّل۔ ان کا لقب خلیفۃ الرسول بنا اس میں بھی سب سے اوّل۔ اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ میری امت میں سے صدیق اکبرؓ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے، اس میں بھی سب سے اوّل۔ ان کو ''اوّلیات صدیقی'' کہا جاتا ہے۔

سفرِ ہجرت کی چند جھلکیاں

ان کے ہجرت کے سفر کے بھی چند نکات سن لیجئے۔ آپ حضرات گوش ہوش سے سنئے گا۔

درِ صدیقؓ پر آمدِ رسول ﷺ:

ہجرت کا سفر جب ہونا تھا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام صدیق اکبرؓ کے گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

پہنچے۔ پہلے دوپہر کے وقت تشریف لائے اور پورے سفر کی تیاری کر لی گئی۔ پھر واپس تشریف لے گئے اور سفر پر روانہ ہونے کے لئے رات کو تشریف لائے۔ جب رات کو تشریف لائے تو ابھی دروازے پر تشریف لا کر کھڑے ہی ہوئے تھے کہ معمولی سی آہٹ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً باہر نکل آئے۔ پوچھا، ابوبکر! تم جاگ رہے تھے؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! جی ہاں جاگ رہا تھا۔ پوچھا، کیا تم سوئے نہیں؟ عرض کیا، جی نہیں سویا۔ پوچھا، ابوبکر! کیوں نہیں سوئے؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! مجھے یہ خیال رہا کہ آپ تشریف لائیں گے، ایسا نہ ہو کہ آپ تشریف لائیں اور میں سویا ہوا ہوں، آپ کو انتظار میں چند لمحے کھڑا ہونا پڑے، اس خیال کے آنے کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نیند ہی نہیں آئی، میں آپ کی راہ تکتا رہا۔

تخلیہ نبوی ﷺ:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، مجھے تخلیہ کی ضرورت ہے۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میری دو بیٹیاں ہیں اور اہل خانہ ہیں ان کے علاوہ گھر میں اور کوئی نہیں ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، بہت اچھا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، سفر کی تیاری کرو۔ سامان میں سے کسی چیز کو باندھنے کی ضرورت تھی۔ آپ کی بڑی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس ایک دوپٹہ تھا۔ انہوں نے کپڑے کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ایک میں سامان باندھ دیا اور دوسرا اپنے سر پر لے لیا۔

غار ثور میں خدمت نبوی ﷺ:

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کے سب لوگوں کے ذمے کام

www.besturdubooks.wordpress.com

لگائے۔ اپنے بیٹے عبدالرحمن ﷛ سے کہا کہ تم سارا دن قریش مکہ کی باتیں سننا اور ہمیں رات کے وقت غار ثور میں آ کر حالات بتا دینا، بیوی سے کہا کہ گھر میں کھانا بنا دینا، اپنی بیٹی اسماء ﷝ سے کہا کہ تم چھوٹی ہو، تم یہ کھانا ہمیں غار ثور میں پہنچا دینا، اور اپنے غلام سے کہا کہ تم بکریاں چرانے کے بہانے ہمیں دودھ پلا جانا۔ گویا پورے گھرانے کو ہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت کے لئے مشغول کر دیا اور خود بھی ساتھ چلے گئے۔

حضرت اسماء ﷝ کی سمجھداری:

سیدنا صدیق اکبر ﷛ کے پاس چالیس ہزار درہم و دینار تھے جن میں سے پانچ ہزار بچ گئے تھے، جاتے ہوئے صدیق اکبر ﷛ وہ بھی ساتھ لے گئے کہ ممکن ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو ان کی بھی ضرورت پیش آ جائے۔ جب وہ سب رقم لے کر چلے گئے تو ان کے بعد ان کے والد ابو قحافہ ﷛ آ گئے۔ انہوں نے پوچھا، ابو بکر کہاں ہے؟ جواب ملا کہ وہ تو سفر پر چلے گئے۔ وہ پریشان ہو گئے کہ پتہ نہیں کہ وہ گھر میں کچھ چھوڑ کر بھی گئے ہیں یا نہیں۔ حضرت اسماء ﷝ بڑی سمجھدار تھیں۔ انہوں نے کپڑے میں بہت سے پتھر بھر دیئے اور اپنے دادا کے سامنے رکھ کر کہا دادا جان! اس کپڑے میں کتنا کچھ ہے جو پیچھے چھوڑ چھوڑ گئے ہیں۔ وہ آنکھوں سے نابینا تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے اوپر سے ہاتھ لگایا تو انہیں کوئی سخت چیز محسوس ہوئی۔ وہ سمجھے کہ اس میں مال پیسہ ہے۔ کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں اگر وہ سفر پر چلے گئے ہیں تو ہمارے لئے بھی تو کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بچوں کے ایمان کو بھی اتنا مضبوط کر دیا تھا کہ انہوں نے اپنے دادا کو تسلی دے دی اور یہ کہہ دیا کہ اگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہمارے ابو سفر پر

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے پیچھے ضائع نہیں فرمائیں گے۔

استقامت ہو تو ایسی:

حضرت اسماءؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے دن کھانا پہنچا آئیں۔ جب دوسرے دن پہنچانے کے لئے گئیں تو روایت میں آیا ہے کہ ان کے ماتھے پر زخم تھا اور کچھ مغموم سی تھیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تو پوچھا، اسماء! آج مجھے تم پریشان اور غم زدہ نظر آتی ہو۔ جب آپ ﷺ نے پوچھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ پوچھا، اسماء! کیا بات ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! کل جب میں آپ کو کھانا دے کر واپس گئی تو راستے میں ابوجہل مل گیا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا۔ کہنے لگا، ابوبکر کی بیٹی! تجھے پتہ ہو گا کہ تیرے والد کہاں ہیں اور تمہارے پیغمبر کہاں ہیں؟ میں نے جواب میں کہہ دیا کہ ہاں مجھے پتہ ہے۔ وہ کہنے لگا، مجھے بتاؤ۔ میں نے کہا میں نہیں بتاؤں گی۔ اس نے مجھے دھمکایا، ڈرایا اور کہنے لگا کہ اگر تم نہیں بتاؤ گی تو میں تمہیں بہت ماروں گا، سخت سزا دوں گا۔ میں نے کہا، میں ہرگز نہیں بتاؤں گی۔ اے اللہ کے محبوب ﷺ! اس نے مجھے یک دم زوردار تھپڑ لگایا تو میں نیچے گری، پتھر پر میری پیشانی لگی، اس میں سے خون نکل آیا اور میری آنکھوں میں سے آنسو نکل آئے، پھر اس نے مجھے بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور کہا کہ بتا ورنہ تجھے اور ماروں گا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے اسے کہا، ابوجہل! میری جان تو تیرے حوالے مگر میں محمد عربی ﷺ کو تیرے حوالے نہیں کروں گی۔

صدیق اکبرؓ کو خراج تحسین:

یہ وہ وقت تھا جب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ابوبکر! میں نے دنیا میں

www.besturdubooks.wordpress.com

سب کے احسانات کے بدلے چکا دیئے مگر تیرے احسان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ دے گا۔ سبحان اللہ۔ احسان کرنے والے نے بھی کیا حد کر دی کہ محبوب ﷺ کو ان الفاظ میں تعریف کرنا پڑی۔

وفا کی انتہا:

جب غار ثور میں پہنچنے کے لئے پہاڑ پر چڑھنے کا وقت تھا تو نبی اکرم ﷺ پاؤں کے پنجے لگا رہے تھے اور ہاتھوں کے بل اوپر چڑھ رہے تھے۔ پورا پاؤں نہیں لگا رہے تھے۔ اس طرح چڑھنے کا مقصد یہ تھا کہ قدموں کے نشان نہ لگیں تا کہ دشمن قدموں کے نشان دیکھ کر پیچھے نہ آ جائیں۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ محبوب ﷺ زمین پر پورے پاؤں نہیں لگا رہے فقط پنجے لگا رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! ابوبکر حاضر ہے، مہربانی فرمایئے، آپ میرے کندھوں پر سوار ہو جایئے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے کندھوں پر سوار ہوئے اور وہ نبی اکرم ﷺ کو لے کر غار ثور تک پہنچے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشکش:

جب مکہ فتح ہوا تو اس وقت بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ان بتوں کو توڑ دیا جائے۔ کچھ بت اونچے لٹکے ہوئے تھے۔ ان کو توڑنے کے لئے اونچائی کی ضرورت تھی۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں یہاں رکوع کی حالت میں کھڑا ہوتا ہوں، آپ میری پیٹھ کے اوپر چڑھ کر ان بتوں کو توڑ دیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اِنَّکَ لَا تَسْتَطِیْعُ حَمْلَ ثِقْلِ نُبُوَّۃٍ عَلِی! تو نبوت کا بوجھ اپنی پیٹھ کے اوپر نہیں اٹھا سکتا۔ سبحان اللہ، جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پیش کش

www.besturdubooks.wordpress.com

کی تو محبوب ﷺ نے یہ فرما کر انکار کر دیا لیکن جب صدیق اکبر ؓ نے کہا تو محبوب ﷺ ان کے کندھوں پر سوار ہوئے اور انہوں نے اس بوجھ کو اٹھا کر غار ثور تک پہنچا دیا۔

محبوب ﷺ کی حفاظت:

نبی اکرم ﷺ اور صدیق اکبرؓ جونہی غار میں داخل ہوئے مکڑی نے آ کر غار کے منہ پر جالا بن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے تاکہ اگر دشمن قریب بھی آ ئیں تو وہ یہ سمجھ کر واپس ہو جائیں کہ یہاں تو کوئی بھی نہیں اور ہوا بھی یہی کہ جب دشمن غار کے دہانے پر پہنچے تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ غار کے اندر تو کوئی بھی نہیں ہوگا کیونکہ مکڑی نے جالا بنا ہوا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ رب العزت کی طرف سے اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت کے لئے ہو رہا تھا۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت:

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کی یوں منظر کشی کی ہے۔

فالصدق فی الغار و الصدیق لم یربا
و هم یقولون ما بالغار من ارم
ظنوا الحمام و ظنوا العنکبوت علی
خیر البریة لم تنسج و لم تحم
وقایة الله اغنت عن مضاعفة
من الدروع و عن عال من الاطم

کسی نے ان اشعار کا اردو زبان میں کیا ہی خوب منظوم ترجمہ کیا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

صدق اور صدیق اکبرؓ غار ہی میں تھے چھپے
غار میں کوئی نہیں کفار کہتے تھے بہم
دیکھ کر انڈے کبوتر کے ادھر مکڑی کا جال
تھا گماں کفار کو واں تو نہیں شاہ امم
کی حفاظت آپ کی ایسی خدائے پاک نے
زرہ اور قلعوں سے مستغنی ہوئے شاہ امم

حسن رسول ﷺ اور عشق صدیق رضی اللہ عنہ کا حسین امتزاج:

جب غار کے اندر داخل ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوری غار میں نظر دوڑائی۔ انہیں غار میں کچھ سوراخ نظر آئے۔ انہوں نے سب سوراخ کپڑے سے بند کر دیئے مگر ایک سوراخ کو بند کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس طرح بیٹھے کہ انہوں نے اپنا پاؤں سوراخ کے اوپر رکھ دیا۔ اب نبی اکرم ﷺ ہیں اور ان کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ بھی عجیب منظر ہوا۔ دنیا نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ محب بھی ہے اور محبوب بھی ہے اور اس غار کی تنہائی بھی ہے، عشاق کی تمنا ہوتی ہے کہ

ہم ہی ہم ہوں تری محفل میں کوئی اور نہ ہو

سبحان اللہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے یہ موقع عطا فرما دیا۔ اللہ رب العزت نے ان کو یہ نعمت دی کہ ایک طرف حسن رسول ﷺ ہے اور دوسری طرف عشق صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ سبحان اللہ، کسی شاعر نے اس منظر کو عجیب الفاظ میں کہا

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ حسن ساتھ عشق کے کیا لاجواب ہے
رکھی ہوئی رحل پہ خدا کی کتاب ہے

یعنی یوں لگتا تھا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی گود مبارک رحل کی مانند ہے اور نبی علیہ السلام کا چہرۂ مبارک اس رحل میں رکھے ہوئے قرآن کی مانند ہے۔ یہ تو ابوبکر صدیقؓ کے بخت ہیں۔ معلوم نہیں کہ انہوں نے وہاں اس قرآن کو کتنا پڑھا ہوگا۔ جی بھر کے محبوب ﷺ کا دیدار کیا ہوگا۔ عاشقوں کے امام کو اللہ تعالیٰ نے کتنا بلند مقام عطا فرمایا کہ تنہائی ہے اور محبوب ﷺ کا چہرۂ اقدس ان کی گود میں ہے اور ابوبکر صدیقؓ کی نگاہیں محبوب ﷺ کے چہرے پر لگی ہوئی ہیں۔ آج تو عشق والے کہتے ہیں کہ ہم کوئی کتاب پڑھنے بیٹھیں تو ہمیں کتاب کی بجائے محبوب کا چہرہ نظر آتا ہے مگر اے عاشقوں کے امام! تیری عظمت کو سلام، کہ تو اپنے محبوب ﷺ کے چہرۂ اقدس کو کتاب کی طرح پڑھ رہا ہے۔ کہنے والے نے کہا

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

جس کو محبت ہو اس کو تو عام کتاب میں بھی محبوب کا چہرہ دکھائی دیتا ہے اور وہاں تو عشق حقیقی کا معاملہ تھا۔ اس وقت صدیق اکبرؓ کی عجیب کیفیت ہوگی۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو جی بھر کر ٹھنڈا کیا ہوگا۔ سبحان اللہ

عشق رسول ﷺ کی ایک لاجواب مثال:

دیدار رسول ﷺ کی یہ حسرت تو صحابہ کرامؓ کو رہا کرتی تھی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک صحابیؓ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی مجالس میں حاضر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے تھے۔ وہ خاموشی سے آتے، بیٹھے رہتے اور پھر چلے جاتے تھے۔ انہوں نے کبھی کوئی سوال نہیں پوچھا تھا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ان کی اس بات پر حیران ہوئے اور ایک دن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے میرے صحابی! تم آتے ہو اور محفل میں خاموش بیٹھ کر چلے جاتے ہو، تم نے کبھی کوئی بات نہیں پوچھی، آخر کیا وجہ ہے؟ وہ کہنے لگے، اے محبوب ﷺ! میں ایک مقصد لے کر آتا ہوں اور اس مقصد کو پورا کر کے چلا جاتا ہوں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا، تمہارے آنے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں گھر سے چلتے ہوئے دل میں یہ مقصد لے کر آتا ہوں کہ میں جاؤں گا اور اللہ کے محبوب ﷺ کے چہرہ کا دیدار کر کے آؤں گا۔ لہٰذا میں جتنی دیر آپ ﷺ کی صحبت میں بیٹھتا ہوں بس آپ ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھتا رہتا ہوں۔ اس طرح میرا مقصد پورا ہو جاتا ہے اور پھر میں واپس چلا جاتا ہوں۔ جب اس صحابیؓ نے یہ کہا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، اچھا اگر تم اس مقصد کے لئے آتے ہو کہ میرا دیدار کر کے جاؤ تو پھر سن لو کہ جس نے محبت کی نظر کے ساتھ میرے چہرے کا دیدار کر لیا اللہ اس بندے پر جہنم کی آگ حرام فرما دیتے ہیں۔

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت:

حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تنہائی میں دیدار کے مزے لے رہے ہیں۔ اسی لئے حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ بات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "اے ابوبکر! میں جب تصور کی آنکھ سے دیکھتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ تیری گود ایک رحل

www.besturdubooks.wordpress.com

کی مانند ہے اور میرے محبوب ﷺ کا چہرۂ اقدس قرآن کی مانند ہے، اے ابوبکر! تو مجھے قاری نظر آتا ہے جو اس غار کی تنہائی میں بیٹھا اس قرآن کو پڑھ رہا ہے''۔ سبحان اللہ، اس وقت کیا فیض ملا ہوگا، کیا نور سینے میں آیا ہوگا، یہ تو صدیق اکبر ؓ ہی جانتے ہیں۔

ایک اہم نکتہ:

یہاں ایک نکتہ نکلا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے مخلوق کو سجدہ کروانا ہوتا تو پھر کملی والے ﷺ سے زیادہ حسین خدا کوئی نہ ہوتا اور ابوبکر ؓ غار کی تنہائی میں کملی والے ﷺ کو سجدہ کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ مخلوق کے لئے نہیں بلکہ سجدہ خدا کے لئے ہے۔

گلاب کے پھول پر شبنم:

اس دوران یہ ہوا کہ جس سوراخ پر سیدنا صدیق اکبر ؓ نے پاؤں رکھا ہوا تھا اس میں ایک سانپ تھا۔ اس نے آپ ؓ کے پاؤں مبارک پر کاٹ لیا۔ جیسے ہی سانپ نے کاٹا، ابوبکر صدیق ؓ کو تکلیف ہوئی اور زہر نے اثر کیا۔ ادب کی وجہ سے زبان سے کوئی لفظ نہ نکالا کہ کہیں میرے محبوب ﷺ کی نیند میں خلل نہ آ جائے، لیکن درد کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ سعادت بھی اللہ تعالیٰ نے سیدنا صدیق اکبر ؓ کو دینی تھی کہ جب آنسو گرا تو زمین پر نہیں بلکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے رخسار مبارک پر گرا۔ چہرۂ اقدس پہ آنسو پڑتے ہی نبی اکرم ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا مَا یُبْکِیْکَ یَا اَبَابَکْرٍ اے ابوبکر! تو کیوں روتا ہے؟ ارے رحمۃ اللعالمین تو تیری گود میں ہیں، اس حال میں بھی تو رو رہا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ سیدنا صدیق اکبر ؓ کی آنکھوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

آنسو تھے اس لئے بتا دیا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرا پاؤں اس سوراخ پر تھا، کسی موذی چیز نے پاؤں پر کاٹ لیا ہے جس کے زہر کی وجہ سے آنسو نکل آئے۔ اور آنسو بھی گرے تو کہاں گرے؟ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے چہرۂ انور پر گرے۔ کسی شاعر نے اس پر بھی مضمون باندھ دیا

آنسو گرا ہے روئے رسالت مآب ﷺ پر
قربان ہونے آئی ہے شبنم گلاب پر

سبحان اللہ۔ صدیق اکبرؓ کا آنسو شبنم کی مانند اور میرے محبوب ﷺ کا رخسار گلاب کے پھول کی مانند۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا، ابوبکر! کیوں روتے ہو؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اس زہر کی وجہ سے تکلیف زیادہ ہے اس لئے میں رو رہا ہوں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس زخم کے اوپر لگایا جس کی وجہ سے تکلیف بھی جاتی رہی اور زخم بھی ٹھیک ہو گیا۔

لعاب نبوی ﷺ کے معجزات:

میرے محبوب ﷺ کا لعاب دہن وہ مبارک لعاب ہے جو نمکین پانی کے کنویں میں پڑتا ہے تو اس کنویں کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ جو سیدنا علی المرتضیٰؓ کی مبارک آنکھوں پر لگتا ہے تو بیمار آنکھیں ٹھیک ہو جاتی ہیں، جو چودہ آدمیوں کے کھانے میں پڑتا ہے تو چودہ سو آدمیوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے، ابوسفیانؓ کی نکلی ہوئی آنکھ پر پڑتا ہے تو وہ آنکھ دوبارہ ٹھیک ہو جاتی ہے، وہ لعاب مبارک اگر جبرئیل امین علیہ السلام کو بھی مل جاتا تو وہ بھی اس کو آنکھوں کا سرمہ بنا لیتا، ابوبکرؓ! تیری قسمت بھی عجیب ہے کہ محبوب ﷺ خود اپنا لعاب مبارک تیرے پاؤں پر لگا رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نوری رفیق اور بشری رفیق کے مقامات:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک معراج کا سفر ہے اور ایک ہجرت کا۔ معراج کے سفر میں بھی رفیق سفر ہیں اور ہجرت کے سفر میں بھی رفیق سفر ہیں۔ مگر دونوں میں ایک بات بڑی عجیب ہے کہ جو معراج کے سفر میں رفیق تھا وہ فرشتوں کا امام بنا اور جو ہجرت کے سفر میں رفیق تھا وہ صحابہؓ کا امام بنا۔ یعنی جو معراج کے سفر کا رفیق تھا اسے اللہ رب العزت نے ملائکہ کی امامت کا تاج پہنا دیا اور جو ہجرت کے سفر کا رفیق تھا اللہ رب العزت نے اس کو صحابہؓ میں خلافت کا تاج پہنا دیا۔

منزل مقصود تک رفاقت:

لیکن ایک فرق اور بھی ہے کہ جو معراج کے سفر کے رفیق تھے۔ وہ ساتھ تو چلے مگر ایک جگہ پر پہنچ کر انہوں نے کہہ دیا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! اس سے آگے میں نہیں جا سکتا۔ چنانچہ اسی جگہ رک گئے اور اس سے آگے نبی علیہ الصلوۃ والسلام خود ہی کیلئے تشریف لے گئے۔ مگر جو ہجرت کے سفر کے رفیق تھے وہ جہاں سے چلے، وہاں سے لے کر منزل پر پہنچنے تک محبوب ﷺ کے ساتھ رہے۔ پنجابی زبان میں کہتے ہیں" اک موڑ دا ساتھ تے اک توڑ دا ساتھی" یعنی کوئی ساتھی تو تھوڑا سا ساتھ دیتا ہے اور کوئی ساتھی منزل مقصود تک ساتھ دیتا ہے۔

ایک اور نکتہ:

یہاں پر ایک نکتہ اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ جب نبی اکرم ﷺ معراج کی شب سفر پر تشریف لے گئے تو رفیق سفر بلانے کے لئے آپ ﷺ کے در اقدس پر ام ہانیؓ کے گھر حاضر ہوا لیکن جب ہجرت کا سفر درپیش تھا تو بلانے کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

محبوب ﷺ اپنے رفیق کے گھر خود تشریف لائے۔

مرتبے میں سب سے آگے:

ایک بات اور بھی ذہن میں رکھئے کہ جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام ابھی بچے تھے اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر لے جانے لگیں تو اس کی سواری اگر چہ پہلے بیمار سی تھی، سب سے پیچھے رہ گئی تھی، لیکن جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام اس پر سوار ہوئے تو وہ سواری اتنی تیز دوڑنے لگی کہ سب سواریوں سے آگے نکل گئی۔ یہاں سے ایک نکتہ یہ نکلا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جس سواری پر سوار ہوئے وہ دوسری سواریوں سے آگے نکل گئی اور ہجرت کے سفر میں نبی اکرم ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سوار ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے مرتبے میں سب سے آگے نکل گئے۔

امانت الٰہی کی حفاظت:

ہجرت کی رات نبی اکرم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ لوگوں کی میرے پاس کچھ امانتیں ہیں جو انہیں لوٹانی ہیں، آپ وہ امانتیں اپنے پاس رکھ لیجئے اور صبح یہ لوگوں کو پہنچا دینا۔ یہاں سے علما نے ایک نکتہ نکالا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی امانتیں ان تک پہنچانے کے لئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چن لیا کہ اے علی! لوگوں کی امانتیں ان تک پہنچا دینا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چن لیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ! تم میری امانت کو مکہ سے مدینہ پہنچا دینا۔

قبر کا ساتھ:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم میری چارپائی پر

www.besturdubooks.wordpress.com

سو جانا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت ملی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی چارپائی پر آدھی رات تک آرام کیا۔ لیکن جو رفیق سفر بنے ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات سے لے کر قیامت تک اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کی توفیق عطا فرمادی۔

معیت الٰہی کی خوشخبری:

ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ غار حرا میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو نبوت کی خوشخبری ملی تھی اور غار ثور میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معیت الٰہی کی خوشخبری ملی۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یہاں پر بعض لوگ یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کہنا پڑا کہ لَا تَحْزَنْ گھبراؤ نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کمزور دل ہونے کی وجہ سے جلدی ڈر گئے تھے۔ علما نے اس کا یہ جواب دیا کہ ان کا یہ حزن اور غم اپنی ذات کے لئے نہیں تھا بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کفار آجائیں اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ایذا پہنچائیں۔ اس کی دلیل قرآن پاک سے ملتی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کو فرماتے ہیں کہ تم تو چاہتے ہو کہ تم یوسف کو لے جاؤ مگر اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَکَلَهُ الذِّئْبُ کہ مجھے ڈر ہے کہ تم اسے لے کر جاؤ اور اس کو بھیڑیا کھا جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس وقت کس چیز کا غم تھا؟ اپنا غم تھا یا حضرت یوسف علیہ السلام کا تھا؟ حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے غم تھا۔ تو معلوم ہوا کہ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے حزن تھا اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی نبی علیہ السلام کی وجہ سے حزن تھا کہ ان کو کہیں کوئی تکلیف نہ پہنچا دے

ایک اور مثال پر غور کریں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

السلام کی موجودگی میں کہا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔ لیکن میرے محبوب ﷺ نے اپنے رفیق سفر کی موجودگی میں یہ نہیں کہا کہ میرا رب میرے ساتھ ہے بلکہ فرمایا إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس سے ان کو معیت الٰہی کی بشارت نصیب ہوئی۔ اس کو ''معیت کبریٰ'' کہتے ہیں۔ یہ خوشخبری اللہ تعالیٰ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی اور اس کا اظہار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان فیض ترجمان سے کروایا گیا۔

ثانی اثنین کا لقب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین کہا گیا۔ یعنی دو میں سے دوسرا۔ کیونکہ جہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے بنے وہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوسرے بنے۔ ایمان لانے میں دوسرے، غار ثور میں دوسرے، خلافت ملنے میں دوسرے، تبلیغ کرنے میں دوسرے، روضہ اقدس میں دفن ہونے میں دوسرے، محشر کے دن کھڑے ہونے میں دوسرے اور قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے میں دوسرے ہوں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تین راتوں کا مقام:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے کہ آپ میری ساری زندگی کی نیکیاں لے لیجئے اور مجھے غار ثور والی تین راتوں کی نیکیاں دے دیجئے کیونکہ مجھے ان تین راتوں کی نیکیاں اپنی ساری زندگی کی نیکیوں سے زیادہ نظر آتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ستاروں سے بھی زیادہ نیکیاں:

ایک دفعہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ آرام فرما رہی تھیں۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے، ان کے دل میں خیال آیا کہ آسمان پر جتنے ستارے ہیں اتنی نیکیاں بھی کسی کی ہوں گی؟ انہوں نے یہی سوال نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا کہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر بھی ہوں گی۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں عمرؓ کی ہوں گی۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہؓ خاموش ہوگئیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے خود پوچھا، عائشہ! تم سوچ رہی ہوگی کہ میرے والد کا نام نہیں لیا۔ کہنے لگیں، جی ہاں بالکل یہی سوچ رہی تھی۔ فرمایا، عائشہ! ان کی بات کیا سوچتی ہو، ان کی تو غارِ ثور میں گزری ہوئی ایک رات کی نیکیاں آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ سبحان اللہ

حضرت ابوبکرؓ کے ایمان کا وزن:

بیہقی شریف کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر پوری امت کے ایمان کو ابوبکرؓ کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکرؓ کا ایمان بڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا ایمان عطا فرما دیا تھا۔

صدیق اکبرؓ کے سینہ میں انوارات نبوت:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مَا صَبَّ اللّٰهُ فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا وَ قَدْ صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَكْرٍ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں جو کچھ بھی ڈالا ہے میں نے اسے ابوبکرؓ کے سینے میں ڈال دیا ہے

نسبت کی برکات:

اس نسبت کی قدر کیجئے کیونکہ یہ نسبت بہت ہی مضبوط نسبت ہے۔ اس لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

دلوں کو بدلنے میں اس کی عجیب تاثیر ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ سلسلہ میں بیعت ہونے سے پہلے کئی لوگ غفلت میں پڑے ہوتے ہیں مگر بیعت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی صبح و شام کو بدل دیتے ہیں۔ ان کے کردار، ان کی گفتار حتیٰ کہ ان کی رفتار میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔ یہ نسبت کی برکتیں ہوتی ہیں۔ جیسے کوئی بنجر زمین کو پانی دے کر دانہ ڈال دے تو پھر اس میں سے پھل پھول نکلنا شروع ہو جاتے ہیں، یہ نسبت بھی اسی طرح ہے کہ جس بندے کو بھی تعلق نصیب ہوتا ہے اس بندے میں سے نیک اعمال کے پھل پھول نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

صدیق اکبرؓ اور فنائے کامل:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَيِّتٍ يَّمْشِىْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى اِبْنِ اَبِىْ قُحَافَةَ کہ جو آدمی چاہے کہ وہ زمین پر چلتی ہوئی لاش کو دیکھے تو اس کو چاہیے کہ وہ ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکرؓ کو دیکھ لے۔ یعنی ان کی فنا اتنی کامل تھی کہ وہ سطح زمین پر تو چل رہے ہوتے تھے مگر ان کو دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو انقطاع عن الخلوق اتنا کامل عطا کیا ہوا تھا کہ وہ چل تو فرش پہ رہے ہوتے تھے مگر دل عرش والے کے ساتھ اٹکا ہوا ہوتا تھا۔

صدیق اکبرؓ اور تجلی خاص:

حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اسناد کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَتَجَلّٰى لِلْخَلْقِ عَامَّةً وَّ لٰكِنْ لِّاَبِىْ بَكْرٍ خَاصَّةً قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے لئے عام تجلی فرمائیں گے لیکن ابو بکرؓ کے لئے خاص تجلی فرمائیں گے۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے کہ ابو بکرؓ نے اللہ کے محبوب ﷺ کا ساتھ دیا۔ خاص تجلی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ کو مسکرا کر محبت بھری نظر سے دیکھیں گے۔ سبحان اللہ، اس لئے قیامت کے دن کچھ ایسے بھی خوش نصیب ہوں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر مسکرائیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ کر مسکرائیں گے۔

نسبتوں کا احترام:

ہم تمام نسبتوں کا احترام کرتے ہیں کیونکہ جو بھی صاحب نسبت مشائخ ہوتے ہیں چاہے وہ کسی سلسلہ کے بھی ہوں ان کا اکرام کرنا لازمی اور ضروری ہوتا ہے۔ جس طرح نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر تو ایمان لائے مگر ہم تمام انبیا کی بھی عزت کرتے ہیں کیونکہ کسی کے بارے میں بھی کوئی گستاخی کرے گا تو اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اسی طرح ہم تمام صاحب نسبت مشائخ کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے مشائخ کا رنگ ہی کچھ اور ہے۔

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

(ہر پھول کا رنگ اور اس کی خوشبو جدا ہوتی ہے)

سلسلہء نقشبندیہ کا خاصہ:

ہمارے اس سلسلہء عالیہ میں مشائخ کے اندر اتباع سنت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی اتباع سنت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان میں محبوبیت رکھی ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں ہو ہا نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت زیادہ شعر اشعار اور نعرے بازی ہمارے مشائخ میں نہیں ہوتی بلکہ خاموشی ہوتی ہے۔ لیکن خاموشی کے بعد دلوں کے اندر ایک ابال آ رہا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سبز درخت میں سے آگ:

ہمارے سلسلہء عالیہ کے ایک بزرگ کے پاس ایک سالک آیا اور کہنے لگا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ بہت ٹھنڈے ہوتے ہیں، بس چپ چاپ سے رہتے ہیں، ذکر کرتے ہیں تو پتہ ہی نہیں چلتا۔ انہوں نے اس کی طرف دیکھا اور صرف قرآن مجید کی آیت پڑھ دی۔ فرمایا، هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا وہ ذات جس نے تمہارے لئے سبز درخت میں سے آگ نکال دی۔ مطلب یہ تھا کہ جس طرح اللہ تعالٰی سبز درخت میں سے آگ نکال سکتا ہے اسی طرح وہ دیکھنے میں ان ٹھنڈے بزرگوں میں سے بھی فیض کی آگ نکال سکتا ہے۔ ان حضرات کی توجہ بہت قوی ہوتی ہے۔

نسبتوں کی برکت کا ایک حیرت انگیز واقعہ:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا محمد اسماعیل واڈی دامت برکاتہم انگلینڈ میں ہیں۔ انہوں نے خود ایک واقعہ سنایا۔ چونکہ انہوں نے یہ واقعہ خود سنایا اس لئے یہ عاجز بھی آپ حضرات کو سنانے کی جرأت کر رہا ہے۔ یہ واقعہ سنتے ہوئے نسبت کی برکت کا خیال رکھئے گا۔

فرمانے لگے کہ میرا ایک بیٹا محمد قاسم ہے، (اس عاجز کی ان سے بھی ملاقات ہوئی)۔ کہنے لگے کہ وہ انگریزی پڑھ کر یونیورسٹی میں پروفیسر بن گیا۔ پروفیسر بننے کے بعد اس کے خیالات دہریت کی طرف چلے گئے۔ جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے تو پھر نماز روزہ تو دور کی بات ہوتی ہے۔ جس کو وجود باری تعالٰی میں ہی شک پڑ جائے، دین میں ہی شک پڑ جائے تو پھر اعمال کرنا تو دور کی بات رہ جاتی ہے۔ گھر کے سارے بچے حافظ، قاری اور عالم اور بیٹیاں بھی حافظہ، عالمہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فاضلہ۔ مگر ان کا یہ بیٹا دوسروں سے ذرا انوکھا بنا کیونکہ یونیورسٹی کے ماحول میں تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ ڈاروِن تھیوری کے پیچھے لگ گئے جس کی وجہ سے ان کو وجود باری تعالیٰ کے بارے میں شک پڑ گیا اور زندگی میں غفلت آ گئی۔

فرمانے لگے کہ میں نے ایک دن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا، حضرت! سارا گھرانہ علما کا ہے، بچیاں بھی عالمہ فاضلہ ہیں، مگر یہ بچہ گھر میں ایسا بن گیا ہے کہ اس کا عجیب حال ہے، ہمارے دل میں ہر وقت دکھ اور غم ہے، اس کی والدہ بھی روتی ہے اور میں بھی روتا ہوں۔ مہربانی فرما کر کوئی ایسی دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو بدل دے۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ وہ مجھ سے بیعت کر لے۔ اب اس کو والد صاحب نے سمجھایا کہ بیٹا! تم بیعت کر لو۔ اس نے جواب دیا کہ جب میں نے نماز ہی نہیں پڑھنی تو مجھے بیعت ہونے کا کیا فائدہ؟ مولانا نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پھر عرض کیا کہ حضرت! میرا بیٹا کہتا ہے کہ میں نے جب نہ نماز پڑھنی ہے اور نہ قرآن پڑھنا ہے تو پھر بیعت کا کیا فائدہ؟ حضرت نے فرمایا، کیا میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ نماز پڑھے اور قرآن پڑھے۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ بیعت کر لے۔ یہ ایک عجیب سی بات ہے جو عام بندے کو سمجھ نہیں آتی۔

اگلے دن اس کے والد نے پھر کہا، بیٹا! یہ بزرگ ہمارے ہاں تشریف لاتے ہیں، تمہاری سب بہنیں اور بھائی ان سے بیعت ہیں، میں بھی بیعت ہوں، تم بھی بیعت ہو جاؤ، اس طرح ہمارے گھر کے سب افراد بیعت ہو جائیں گے۔ اس نے کہا، ابو! میں نے کرنا تو کچھ ہے نہیں۔ باپ نے کہا، بیٹا! تم کچھ نہ کرنا، صرف بیعت ہو جاؤ۔ اس نے دل میں سوچا کہ چلو ابو راضی ہو جائیں گے اس لئے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بیعت ہو ہی جاتا ہوں۔ اب اس نوجوان کو کیا پتہ تھا کہ کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر جو چند کلمات پڑھ لئے جاتے ہیں وہ بندے کے دل کی دنیا بدل کر رکھ دیا کرتے ہیں۔ وہ اس راز سے واقف نہیں تھا۔ چنانچہ کہنے لگا، اچھا جی میں بیعت ہو جاتا ہوں۔ اس نے اگلے دن حضرت کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

بیعت ہونے کے بعد اس کے دل کی سوچ بدلنا شروع ہو گئی۔ اس نے حضرت کی صحبت میں بیٹھنا شروع کر دیا، حضرت سے محبت ہونا شروع ہو گئی، نمازیں بھی شروع ہو گئیں، تلاوت بھی شروع ہو گئی، زندگی کے لیل ونہار بدلنا شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس نے علم پڑھنا شروع کر دیا، تہجد گزار بن گیا، اتنا ذاکر شاغل بنا کہ اس کو چند سالوں کے بعد ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا فرما دی۔ وہ نوجوان جو دہریہ تھا اور خدا بیزار ذہنیت کا مالک تھا اس پر صرف بیعت کے چند کلمات پڑھنے کا اتنا اثر ہوا کہ اس کے دل میں عشق الٰہی کا ایسا شعلہ پیدا ہوا کہ بالآخر ہمارے حضرت رحمۃ الہ علیہ نے اس کو اجازت و خلافت عطا فرمادی۔ اس عاجز کی ان سے ملاقات ہوئی اور وہاں ری یونین میں لوگوں نے بتایا کہ ان کی وجہ سے سینکڑوں نوجوان کفر سے توبہ کر کے اسلام کے اندر داخل ہو چکے ہیں۔

میرے دوستو! جو لوگ کلمہ بھی نہیں پڑھے ہوتے ان کے دلوں پر ان کلمات کا اتنا اثر ہوتا ہے تو جو کلمہ گو ہوں اور دل میں طلب اور تڑپ رکھنے والے ہوں، گھروں سے چل کر آئے ہوئے ہوں، اگر وہ یہ کلمات پڑھیں گے اور وہ نسبت کا تعلق حاصل کریں گے تو اللہ رب العزت ان کے دل کی دنیا کو کیسے بدلیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خاتمہ بالخیر کی بشارت:

ہمارے دادا پیر حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس دل پر یہ انگلی لگ گئی اس کو کلمہ کے سوا موت نہیں آ سکتی۔ کیونکہ یہ صدیقی نسبت ہے اس کی بڑی برکات ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بڑا مقام ہے۔ میرے دوستو! آج کا انسان دوست کے گھر کے کتے کا بھی لحاظ کر جاتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کا لحاظ نہیں فرمائیں گے۔

صدیق اکبرؓ کی بات ہی کچھ اور ہے:

ہم تمام مشائخ کا اکرام کرتے ہیں مگر صدیقی نسبت کا رنگ ہی کچھ اور ہے۔ جس طرح پھول تو سب خوشنما ہوتے ہیں مگر گلاب کی بات ہی کچھ اور ہے، چاندی تو خوشنما ہوتی ہے مگر سونے کی بات ہی کچھ اور ہے، موتی تو سب کے سب قیمتی ہوتے ہیں مگر سرخ یاقوت کی بات ہی کچھ اور ہے، دن تو سارے اچھے ہوتے ہیں مگر جمعۃ المبارک کی بات ہی کچھ اور ہے، مہینے تو سب اچھے ہوتے ہیں مگر رمضان المبارک کی بات ہی کچھ اور ہے، راتیں تو سب عبادت کے لئے ہیں مگر لیلۃ القدر کی بات ہی کچھ اور ہے، فقہا تو سارے بزرگ ہیں مگر امام اعظم کی بات ہی کچھ اور ہے، شہر تو سارے اچھے ہیں مگر مکہ اور مدینہ کی بات ہی کچھ اور ہے، فرشتے تو سب اللہ کے مقرب ہیں مگر جبرئیل امین کی بات ہی کچھ اور ہے، انبیا تو سب شان والے ہیں مگر نبی اکرم ﷺ کی بات ہی کچھ اور ہے اسی طرح صحابہؓ تو سب اللہ کے پیارے ہیں مگر صدیق اکبرؓ کی بات ہی کچھ اور ہے۔

نسبت کے کھرے ہونے کی دلیل:

میرے دوستو! جو اذکار بتائے جاتے ہیں ان کو پابندی کے ساتھ کیجئے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر دیکھئے کہ یہ فیض آپ کے سینے تک پہنچتا ہے یا نہیں پہنچتا۔ البتہ ایک آدمی ڈاکٹر سے نسخہ تو لکھوا لے مگر استعمال نہ کرے اور پھر کہے کہ فائدہ نہیں ہوا تو اس میں ڈاکٹر کا نہیں بلکہ اس مریض کا قصور ہوتا ہے۔ آپ سینکڑوں میں سے نہیں بلکہ ہزاروں میں سے کوئی ایک بندہ ایسا دکھا دیں جو کہے کہ میں معمولات کرتا ہوں اور مجھے اپنے اندر تبدیلی نظر نہیں آتی۔ اس نسبت کے کھرے ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ آپ زندگی کے اوقات سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔ اب جتنا بھی وقت باقی ہے اس میں اپنے دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھیں۔ گناہوں سے سچی توبہ کی نیت کریں اور آئندہ نیکوکاری کا ارادہ لے کر جایئے، پھر دیکھنا کہ نسبت کی برکتیں آپ کے اوپر کیسے آئیں گے اور سینوں کو کیسے منور کریں گی۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ایک مرتبہ کہہ دیا، حضرت! حاجی صاحب کو اللہ نے اس لئے بڑی شان عطا فرمائی کہ آپ جیسے بڑے بڑے علما ان سے بیعت تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا، تمہاری عقل الٹی ہے اور تم نے الٹی بات کہہ دی ہے، ارے! حاجی صاحب کی شان ہماری وجہ سے نہیں بڑھی بلکہ حاجی صاحب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی شان بڑھا دی ہے، ورنہ قاسم کو کون پوچھتا اور رشید احمد گنگوہی کو کون پوچھتا، یہ حاجی صاحب کی نسبت تھی جس کی وجہ سے اللہ نے ان کو شان عطا فرما دی۔

فرمانبرداری والی زندگی اپنانا:

ہمیں چاہئے کہ ہم نسبت کے حصول کے لئے دعائیں بھی مانگیں، تقویٰ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

اختیار کریں، معصیت سے بھی جان چھڑائیں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والی زندگی کو بھی اختیار کریں تا کہ زندگی کے آنے والے دن ہم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت کے مطابق گزار جائیں۔

حصول نسبت کے ذرائع:

ہمیں چاہئے کہ ہم صدیق اکبرؓ کی روش کو اپنائیں۔ وہ اعمال کرنے میں سب سے آگے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بڑے قدردان ہیں، یہ نسبت اثر کئے بغیر نہیں رہتی، اگر پتھر دل بھی ہو تو وہ اس سے پار کر جاتی ہے اور بالآخر اپنا راستہ بنا لیا کرتی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے اس نسبت کی عجیب برکتیں دیکھی ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم پابندی سے معمولات کریں، اپنا رابطہ رکھیں اور اتباع سنت کریں۔ ان تین کاموں کے کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کے سینے میں نور نسبت عطا فرما دیتے ہیں۔ اس کے اعمال کی کیفیت پہلے سے بہتر ہو جاتی ہے، تواضع آ جاتی ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرتا ہے۔

خاموش خدمت:

صدیق اکبرؓ نے اپنے دور خلافت میں غریبوں، ناداروں، اور بیواؤں کی خدمت کرنے کے لئے آدمیوں کو مقرر کیا ہوا تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے وہ فہرست دیکھی تو ایک بڑھیا کے نام کے سامنے اس کی خدمت کرنے کے لئے کسی کا نام نہیں لکھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ سمجھے کہ شاید یہ کام کسی نے ذمہ نہیں لیا۔ انہوں نے دل میں سوچا کہ ان کا کام میں کردوں گا۔ چنانچہ اگلے دن فجر پڑھ کر اس عورت کے گھر گئے تو دیکھا کہ جھاڑو بھی دیا ہوا ہے اور پانی بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھرا ہوا ہے۔ پوچھا، اماں! یہ خدمت کون کر گیا ہے؟ کہنے لگی کہ کوئی آتا ہے اور وہ پانی بھی بھر جاتا ہے اور جھاڑو بھی دے جاتا ہے، مجھے آج تک اس کے نام کا پتہ نہیں ہے۔ نہ میں نے پوچھا اور نہ کبھی اس نے بتایا ہے۔

انہوں نے سوچا کہ اچھا میں اگلی دفعہ فجر سے پہلے جاؤں گا۔ جب فجر سے پہلے گئے تو دیکھا کہ سب کام ہوا پڑا ہے۔ پھر انہوں نے سوچا کہ میں اب تہجد پڑھتے ہی آ جاؤں گا۔ چنانچہ تہجد کے وقت آئے تو دیکھا کہ جھاڑو بھی دیا ہوا ہے اور پانی بھی بھرا ہوا ہے۔ وہ بھی عمر ابن الخطابؓ تھے، کہنے لگے کہ اچھا میں کل دیکھوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اگلے دن عشا کی نماز پڑھی اور راستے میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ دیکھ سکوں کہ بڑھیا کے گھر میں کون جاتا ہے۔

جب آدھی رات کا وقت ہوا اور اندھیرا گہرا ہو گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی جس کے پاؤں میں جوتے نہیں تھے، ننگے پاؤں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس بڑھیا کے گھر جا رہا ہے۔ حضرت عمرؓ اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے مَنْ اَنْتَ تو کون ہے؟ جواب ملا، میں ابوبکر ہوں۔ حضرت عمرؓ حیران ہو کر پوچھنے لگے، اے امیر المومنین! رات کی تاریکی اور تنہائی میں کیا آپ اس بڑھیا کی خدمت کرنے جا رہے ہیں اور پھر پوچھا کہ آپ کے پاؤں میں تو جوتے بھی نہیں، اس طرح ننگے پاؤں کیوں چل رہے ہیں؟ آپؓ نے جواب دیا، عمر! میں نے اس لئے جوتے نہ پہنے کہ ایسا نہ ہو کہ میرے پاؤں کے جوتے کی آواز سے کسی سونے والے کی نیند میں خلل آ جائے اور کسی کو میرے اس عمل کا پتہ چل جائے۔ میرے عزیز دوستو! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی جو کام کریں خالصتاً لوجہ اللہ کریں۔ پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر کس طرح مہربانی فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صدیق اکبرؓ کی عجیب وصیت:

جب صدیق اکبرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے اپنی بیٹی عائشہ صدیقہؓ کو بلایا اور وصیت فرمائی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میری انہی دو چادروں کو دھو کر میرا کفن بنا دینا ۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے کہا، ابا جان! ہم اتنے بھی نہیں کہ آپ کے کفن کی چادریں بھی نہ خرید سکیں ؟ مگر آپؓ فرمانے لگے، نئی چادریں تو مردہ بندے کی نسبت زندہ بندے کے لئے زیادہ بہتر ہیں ۔ اندازہ کیجئے کہ دل میں کتنی تواضع ہے کہ اپنے کفن کے لئے پرانی چادروں کی وصیت کر کے جا رہے ہیں ۔

صدیق اکبرؓ اور خشیت الٰہی:

ان کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے جنت کی بشارتیں دی ہوئی تھیں مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی جلالت شان سے ڈرتے تھے ۔ بیٹھ کر کہتے تھے کہ اے کاش! مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا، میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا، میں پرندہ ہوتا، میں گھاس کا کوئی تنکا ہوتا ۔ ہمارے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہئے تا کہ ہم گناہوں سے بچ کر نیکی کی زندگی گزار سکیں ۔

لمحہ فکریہ:

میرے عزیز دوستو! ہم اپنی پہلی زندگی جیسے گزار چکے سو گزار چکے ۔ وہ وقت کب آئے گا جب ہم بھی توبہ کریں گے ۔ اپنے مالک کے سامنے اپنے دل کے اندر سے یہ عہد کریں گے کہ پروردگار! آج ہم تمام گناہوں سے بری ہوتے ہیں، توبہ کرتے ہیں، معافی چاہتے ہیں، میرے مالک! سر پہ بہت بوجھ اکٹھے کر

www.besturdubooks.wordpress.com

چکے ہیں۔ اللہ! آج ہم سچے معنوں میں توبہ کر کے آپ سے معافی کے طلبگار ہیں۔ میرے مالک! ہم گھروں کے اندر گناہوں بھری زندگی گزارتے رہے، یہ تیرے نیک بندوں کی محفل ہے، کوئی اپنی زندگی کی تہجد لے کر آیا، کوئی مراقبہ لے کر آیا، تہلیل لسانی اور تہلیل خفی لے کر آیا، ان کی برکت سے ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ یا اللہ! اس محفل میں بعض وہ دوست بھی ہیں جو خطوط لکھتے ہیں کہ حضرت! ستائیس سال سے اوابین کبھی قضا نہیں ہوئی، وہ لوگ بھی ہیں جن کی گیارہ گیارہ سال سے تہجد کبھی قضا نہیں ہوئی، وہ لوگ بھی ہیں جن کا روزانہ دس ہزار مرتبہ کلمہ کا ذکر کرنا معمول بنا ہوا ہے، بلکہ ایک خوش نصیب ایسے بھی ہیں جنہوں نے خط میں لکھا، حضرت! میرا کوئی بھی ہفتہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے دیدار سے خالی نہیں گزرتا۔ یا رب کریم! ان حضرات کی برکت سے ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے۔

اگر آج کی اس محفل میں ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے تو ہماری بگڑی بن جائے گی۔ گھر جا کے معافی مانگیں گے تو ایک ملزم معافی مانگ رہا ہوگا، معلوم نہیں کہ اتنے گناہوں کو معاف کریں گے یا نہیں کریں گے لیکن یہاں تو نیک لوگ موجود ہیں، نیکوں کی بستی میں چل کر جانے والا اگر راستے میں مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بھی مغفرت کر دیتے ہیں اور ہم تو چل کر یہاں پہنچ چکے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم دل کی گہرائیوں سے کہیں کہ اے میرے مولا! ہماری اس حاضری کو قبول کر لیجئے اور ہماری اس توبہ کو قبول فرما کر ہمیں آئندہ نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی نصیب فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

علمائے دیوبند کا
تاریخی پس منظر

www.besturdubooks.wordpress.com

اس عاجز کو اللہ رب العزت نے 40 سے زائد ممالک میں سفر کرنے کا موقع عطا کیا۔ مشرق بھی دیکھا، مغرب بھی دیکھا، امریکہ بھی دیکھا، افریقہ بھی دیکھا، ایسی جگہ پر بھی گیا جہاں حکومت وقت نے لکھا ہوا تھا کہ یہ دنیا کا آخری کنارہ ہے۔ ایسے علاقوں میں بھی حاضر ہوا جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوا کرتی ہے۔ اتنا سفر کرنے کی توفیق ملی مگر ایک بات مشاہدے میں آئی کہ ہر جگہ جہاں پر عاجز پہنچا کوئی نہ کوئی علمائے دیوبند کا روحانی فرزند بیٹھا کام کرتا نظر آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علمائے دیوبند کا تاریخی پس منظر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد . فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَ الرَّبّٰانِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارِ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰہِ وَ کَانُوْا عَلَیْہِ شھداء o وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخر ان یخشی اللّٰہُ من عبادِہ العلماء o وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخر یرفع اللہ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوْ الْعِلْم دَرَجٰت o سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

ظاہری اور باطنی علوم کا سنگم:

علمائے کرام کے اس اجتماع میں اپنے اسلاف سے متعلق باتیں کرنے کا ارادہ ہے۔ جس طرح ہمارا روحانی رشتہ سینہ بہ سینہ نبی علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور شجرہ کہلاتا ہے اسی طرح ہمارا علمی تسلسل بھی ہے جو اکابرین علمائے دیوبند سے ہوتا ہوا نبی علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ ہمارے اکابرین علمائے دیوبند علمی اور روحانی دونوں نسبتوں کے حامل کامل تھے۔ جب درس حدیث دینے بیٹھتے تو عسقلانی اور قسطلانی نظر آرہے ہوتے تھے اور جب کبھی مسند ارشاد پر بیٹھتے تھے تو جنید اور بایزید نظر آتے تھے۔ اللہ رب العزت نے ان کو دونوں علوم سے نوازا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ وہ حقیقت میں ''مرج البحرین'' تھے۔ وہ ظاہری علوم اور باطنی علوم کا سنگم تھے۔ ان کی قربانیوں کی وجہ سے انگریز کے دور میں بھی دین محفوظ رہا ہے۔ اسی بنا پر ہم آج اس دین پر عمل کرنے کے قابل ہیں۔

علمی ورثہ کی حفاظت:

دنیا کے دوسرے ممالک کو دیکھئے البانیہ، بوسنیا اور کوسووا جہاں پر غیر مسلموں نے غلبہ کیا وہاں مسلمانوں کی زندگیوں میں سے علم بالکل ختم ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ وہاں لوگوں کو کلمہ پڑھنا بھی نہیں آتا تھا۔ جب کہ اس برصغیر میں انگریز کی دو سو سال کی حکومت بھی ہم سے علمی ورثہ نہ چھین سکی۔ یہ دین والی نعمت باقی رہی اور الحمدللہ آج ہم اس دین کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں۔

فرنگی تہذیب کے خلاف کاروائیاں:

یہ حفاظت بھلا کیسے ہوئی؟ اس کے پیچھے لاکھوں علما کی قربانیاں موجود ہیں۔ کچھ عشاق تو وہ تھے جو جان کے نذرانے پیش کر گئے اور کچھ وہ تھے کہ جنہوں نے فرنگی تہذیب کے خلاف زندگی گزار کر یا پابند سلاسل ہو کر مشکلات میں زندگی گزاری مگر دین کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ چٹائیوں پر بیٹھنے والے ان حضرات نے اپنے لئے بھی غربت برداشت کی اور اپنی اولاد کے لئے بھی مگر دین کی حفاظت کر گئے۔ ہر طالبعلم کو اپنے اسلاف کی اس تاریخ کا علم ہونا ضروری ہے۔ علما حضرات تو پہلے ہی جانتے ہیں تاہم اپنا سبق یاد کرنے کی خاطر یہ عاجز آج اپنے ان اسلاف کی باتیں عرض کرے گا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنیاد:

1601 عیسوی میں انگریزوں کا ایک قافلہ واسکوڈے گاما کی سربراہی میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بمبئی کے ساحل پر اترا اور اس نے مغل بادشاہوں سے کہا کہ ہم یہاں پر تجارت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی مادی ترقی نے وقت کے حکمرانوں کو بڑا متاثر کیا۔ چنانچہ انہوں نے دل کھول کر ان کو خوش آمدید کہا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر ایک فرم بنی۔ جس کے دفاتر مختلف علاقوں میں کھولے گئے۔ 100 سال کے عرصے میں اس کی تجارت اتنی چمکی کہ اکثر و بیشتر تجارتی معاملات اس کی مٹھی میں آ گئے۔

انتظامی امور اور مداخلت:

جب انگریز نے دیکھا کہ تجارت پر اس نے قابو پا لیا ہے تو اس نے انتظامی امور میں بھی عمل دخل شروع کر دیا۔ چنانچہ 1701ء تک ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے پرچم لہرا رہے تھے۔ انگریز چھوٹے چھوٹے علاقوں کا نظام اپنے ہاتھ میں لے رہا تھا۔ ظاہر میں تجارت تھی لیکن اندر نیت یہ تھی کہ ہم نے بالآخر اس ملک پر قابض ہونا ہے۔ فرنگی ان کاموں کو اتنی چالاکی، عیاری اور ہوشیاری سے کر رہا تھا کہ وقت کے حکمرانوں نے اس کا ادراک نہ کیا۔ 1740ء تک انگریز چار مختلف صوبوں کا گورنر بن چکا تھا۔ قدرت کے کچھ فیصلے ہوتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ولادت:

ایک طرف فرنگی کوششیں اتنی زیادہ ہو رہی تھیں تو رب کریم نے دوسری طرف ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ایک بندے کو پیدا کیا۔ چنانچہ دہلی کے ایک بزرگ عالم شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک بیٹا ہوا۔ جن کا نام انہوں نے ولی اللہ رکھا۔ 1702ء میں شاہ ولی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ انگریزوں کے اس ملک میں آنے کے پورے ایک سو سال بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

اکتساب علم:

جب اپنی جوانی کی عمر کو پہنچے تو مقامی علما سے جو علم حاصل کرنا تھا وہ حاصل کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور انہوں نے وہاں شیخ ابو طاہر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ شاہ ولی اللہ وہ عالم دین ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ جن کی کتابیں ''حجۃ اللہ البالغہ، تفہیمات الہیہ، فیوض الحرمین'' اکثر علما کی نظروں سے گزری ہوں گی۔ انہوں نے حرمین شریفین سے واپس ہندوستان آکر باقاعدہ دین کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے:

اللہ رب العزت نے انہیں فرزندار جمند عطا کیے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ سب آفتاب اور ماہتاب تھے۔ ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است'' کے مصداق تھے۔ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے اردو زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ 1762ء میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی وفات ہوئی۔

انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ:

اس کے بعد ان کے بڑے فرزند شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ان کی مسند پر بیٹھے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے فراست مومنانہ عطا کی تھی۔...... اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ...... انہوں نے محسوس کر لیا کہ فرنگیوں کے ارادے خطرناک ہیں۔ یہ ہم سے فقط ہماری دنیا ہی نہیں لینا چاہتے بلکہ ہمارا دین بھی چھیننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ 1772ء میں شاہ عبدالعزیز

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمۃ اللہ نے فرنگیوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دے دیا کہ ان کو ملک سے نکالو اور آزادی حاصل کرو کیونکہ یہ مسلمانوں کے اوپر فرض ہو چکا ہے۔

فتویٰ کا نتیجہ:

چنانچہ 1772ء کے اس فتوے کے بعد جتنی بھی آزادی کی تحریکیں چلیں وہ دراصل اس فتویٰ کا نتیجہ تھا۔ تحریک ریشمی رومال، جنگ آزادی، تحریک ترک موالات اور تحریک بالاکوٹ یا اس طرح کی جتنی بھی کوششیں تھے وہ سب کی سب شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ کے فتوی کا نتیجہ تھیں۔ مسلمانوں کے اندر ایک شعور پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ فرنگی لوگ فقط اپنی تجارت ہی نہیں چمکانا چاہتے بلکہ اپنی تہذیب کو بھی یہاں پر ٹھونس کر اپنا طرز زندگی بھی دینا چاہتے ہیں۔ اس شعور کے پیدا ہونے کے بعد دوسرے علمائے کرام نے بھی اس حقیقت کو محسوس کیا کہ ہمیں فرنگی سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔

معرکہ سرنگا پٹم:

چنانچہ 1792ء میں سرنگا پٹم میں حیدر علی کے بیٹے سلطان ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف جنگ لڑی۔ یہ دل میں دین کا درد رکھنے والا بندہ تھا۔ وہ اپنے کئی فوجیوں کو لے کر انگریز کے ساتھ نبرد آزما ہوا مگر اس کی فوج کے اندر ایک منافق بھی تھا جس کا نام میر صادق تھا۔ انگریزوں نے میر صادق کو 900 مربع زمین دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ میر صادق کی منافقت کی وجہ سے سلطان ٹیپو کو شہادت نصیب ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب نہ ہو سکی۔

جنگ پلاسی:

جب انگریزوں نے میسور پر قبضہ کر لیا تو وہ بڑے مطمئن ہوئے کہ چلو مسئلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حل ہو گیا۔ مگر اس کے کچھ عرصہ بعد نواب سراج الدین الدولہ نے انگریز کے ساتھ پلاسی کی جنگ لڑی۔ اس کی فوج میں بھی ایک منافق تھا جس کا نام میر جعفر تھا۔ اس کو انگریز نے حسب عادت مال و دولت کا لالچ دیا تو اس نے سارے راز ان کو بتلا دیئے۔ چنانچہ 22 گھنٹے کے اندر یہ جنگ پلاسی بھی اپنے منطقی انجام کو پہنچی اور انگریز اس میں بھی غالب رہا۔

رنجیت سنگھ کی تعیناتی:

جب انگریز نے میسور اور پلاسی کی یہ جنگیں جیت لیں تو اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ یہ تحریکیں کیوں کھڑی ہو رہی ہیں، ان کا کچھ پکا بندوبست کرنا چاہیے تا کہ آئندہ ہمارے خلاف کوئی تحریک کھڑی ہی نہ ہو سکے۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں کے اوپر اپنا شکنجہ کسنا شروع کر دیا۔ لیکن اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ اگر میں مسلمانوں پر بلا واسطہ مظالم ڈھاؤں گا تو وہ انگریزوں کے اور زیادہ مخالف بن جائیں گے۔ چنانچہ 1824ء میں اس نے رنجیت سنگھ کو پنجاب کا گورنر بنا دیا۔

رنجیت سنگھ کے مظالم:

رنجیت سنگھ نے انگریز کے اشارے پر مسلمانوں کا وہ برا حشر کیا کہ جس کو پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ علما کو قتل کیا، مسلمانوں کی عورتوں کو بے آبرو کیا، ان کی جائیدادیں اور املاک کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ جس طرح سے بھی وہ مسلمانوں کو پریشان کر سکتا تھا اس نے کرنے میں کوئی کمی نہ کی۔ 2 سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا جہاد:

بالآخر دل میں دین کا درد رکھنے والے ایک بزرگ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اب کسی نہ کسی کو قربانی دینا ہوگی تاکہ مسلمانوں کو ان مصیبتوں سے نجات مل سکے۔ لہٰذا وہ اور ان کے شاگرد شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جن کے ساتھ تقریباً 900 کے قریب مجاہدین اور 100,00 مریدین تھے۔ انہوں نے انگریز کے خلاف قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا اور درہ خیبر کے راستے پشاور کے اندر داخل ہوئے۔ پہلے حملے میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے پشاور کو فتح کر لیا۔

شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کا جہاد:

اس کے بعد شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے پشاور کے چوک میں کھڑے ہو کر شریعت کے نفاذ کا اعلان کیا، شراب کی بندش کا اعلان کیا۔ یہ یکم مئی اتوار کا دن تھا۔۔۔ عجیب بات یہ ہے کہ 1972ء میں حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جو انہی کے روحانی فرزند تھے جب اللہ رب العزت نے ان کو وہاں کا چیف منسٹر بنایا تو انہوں نے بھی پشاور کی اسی جگہ پر شراب کی بندش کا اعلان کیا۔ وہ بھی یکم مئی اور اتوار کا دن تھا۔۔۔ پشاور پر فتح حاصل کرنے کے بعد سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قافلہ آگے بڑھا۔ شنکیاری اور اکوڑہ خٹک کو فتح کرتے ہوئے بالا کوٹ کی طرف بڑھا۔

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا دوٹوک جواب:

پنجاب کے گورنر رنجیت سنگھ نے پیغام بھیجا کہ اٹک سے ادھر کا علاقہ تم سنبھالو اور ادھر کا علاقہ ہم سنبھالتے ہیں۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

زمین کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے لوگوں کے دین کی ضرورت ہے۔ میں تو دین کی حفاظت کے لئے یہ قدم اٹھا چکا ہوں۔ میں اپنے قدم بڑھاؤں گا یا تو مجھے فتح نصیب ہوگی یا پھر مجھے شہادت نصیب ہوگی۔

دو جرنیلوں کی شہادت:

چنانچہ انگریز کے ایما پر رنجیت سنگھ اپنی فوج لے کر وہاں مقابلے کے لئے آ گیا۔ بالاکوٹ کے قریب سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ انگریز نے مقامی دیہاتیوں کو لالچ دے کر ان سے معلومات حاصل کیں اور تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا۔ 5 مئی کو سید احمد شہید رحمۃ اللہ کی شہادت ہوئی تو شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے پھر انگریز سے جنگ کرنی شروع کر دی۔ چار دن یہ معرکہ ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ 9 مئی کو شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کی قبور آج بھی بالاکوٹ میں موجود ہیں۔

شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:

تاریخ میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہوا ہے کہ جب شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ چاروں طرف سے گھیر لئے گئے تو ایک سکھ نے نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہیا ور دوسرے نے ان کے اوپر تلوار تان لی۔ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں عشق رسالت کی ایسی کیفیت تھی کہ آپ ان نازیبا الفاظ کو سن کر تڑپ اٹھے اور آپ نے قسم کھائی کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک کہ میں تیرا کام تمام نہیں کرلوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کے اوپر خنجر لہرایا مگر دوسرے سکھ نے آپ پر تلوار کا وار کیا آپ کا سر آپ کے تن سے جدا ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

کر گر گیا۔ عجیب بات ہے کہ بدن چونکہ حرکت میں آ چکا تھا اور ہاتھ میں خنجر تھا لہٰذا بدن بغیر سر کے اس کے پیچھے بھاگتا رہا۔ جب سکھ نے دیکھا کہ بغیر سر کے یہ بدن میری طرف بھاگ رہا ہے تو وہ ڈر کے مارے پیچھے گرا۔ آپ اس کے اوپر گرے اور آپ کا خنجر اس کے سینے میں پیوست ہو گیا۔ اس طرح آپ کی قسم اللہ رب العزت نے پوری فرما دی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت کے ہاں ان کا وہ مقام ہوتا ہے کہ جب وہ قسم کھا لیا کرتے ہیں تو اللہ رب العزت ان کی قسم کو پورا کر دیا کرتے ہیں۔ لو اقسم علی اللہ لابرہ۔

شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی کتب:

چنانچہ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' اور ''منصب امامت'' آپ کے یقین کامل کی نشانیاں ہیں۔ آپ کا نعتیہ کلام ''سلک نور'' اب چھپ چکا ہے اور آپ کے دل میں جو عشق رسول ﷺ تھا اس کا اندازہ اس نعتیہ کلام کو پڑھ کر ہوتا ہے۔

انگریز کے خلاف علمائے دیوبند کا مشورہ:

جب انگریز اس میدان میں بھی غالب آ گیا تو بقیہ علما نے 1856ء میں آپس میں مشورہ کیا کہ انگریز کے خلاف ہمیں کوئی اور قدم اٹھانا چاہئے۔ چنانچہ اس میں مولانا جعفر تھانیسری، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا قاسم نانوتوی وغیرھم حضرات موجود تھے۔ مشورے میں یہ بات آئی کہ ہماری افرادی قوت بہت کم ہے، ہم انگریز کے خلاف کیسے لڑ سکتے ہیں۔ اس موقع پر حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ نے کھڑے ہوکر کہا کہ کیا ہماری تعداد غازیان بدر سے بھی تھوڑی ہے؟ آپ کے ان الفاظ سے دوسرے علما کے اندر بھی شہادت کا جذبہ جاگ اٹھا چونکہ یہ 313 کی تعداد سے تو زیادہ تھے۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ جو مرضی ہو ہمیں انگریز کے خلاف جہاد کرنا ہے۔

جنگ آزادی:

سال بھر اس مشورہ پر عمل درآمد کی تیاری ہوتی رہی۔ چنانچہ 1857ء میں جنگ آزادی لڑی گئی۔ اس کے دو محاذ بنائے گئے ایک محاذ انبالہ میں جس کے قائد مولانا جعفر تھانیسری تھے اور دوسرا محاذ شاملی میں جس کے سپہ سالار حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تھے۔ مقابلہ ہوا حافظ ضامن رحمۃ اللہ کو شہادت بھی ملی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ کو زخم بھی آئے چونکہ انگریز تعداد میں بہت زیادہ تھا۔ اس لئے انگریز کا پلہ بھاری رہا اور علما کو پھر بھی فتح نصیب نہ ہوسکی

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

تین بڑی رکاوٹیں:

جب یہ مختلف واقعات پیش آئے تو وائسرائے سے برطانیہ کے حکمران نے یہ پوچھا کہ آخر کیا بات ہے کہ کچھ دنوں کے بعد کوئی نہ کوئی تحریک شروع ہو جاتی ہے۔ مجھے اس کی وجوہات بتاؤ تاکہ اس کو ہمیشہ کے لئے ختم کیا جاسکے۔ چنانچہ انہوں نے برطانیہ سے اپنے مبصرین اور تجزیہ نگار بلائے جنہوں نے آکر حالات کا جائزہ لیا اور کہا کہ اس وقت تک تحریکیں اٹھتی رہیں گی جب تک ان تین چیزوں کو ختم نہ کردیا جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

- سب سے پہلے قرآن مجید کو ختم کرنا چاہیے۔
- علمائے کرام کو ختم کرنا چاہیے۔
- جذبہ جہاد کو ختم کرنا چاہیے۔

یہ تین باتیں لب لباب تھیں۔

علمائے کرام کا قتل عام:

چنانچہ انگریز نے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا تین سال کے اندر قرآن پاک کے تین لاکھ نسخے نذر آتش کر دیئے اور **14000** علمائے کرام کو پھانسی دی گئی۔

تھامسن اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ دہلی سے لے کر پشاور تک جرنیلی سڑک کے دونوں طرف کوئی بڑا درخت ایسا نہیں تھا جس پر کسی عالم کی لاش لٹکتی نظر نہ آ رہی ہو۔ بادشاہی مسجد میں پھانسی کا پھندہ لٹکایا گیا اور دیگر مسجدوں کے اندر علمائے کرام کو پھانسی دی گئی۔

تھامسن اپنی یادداشت میں لکھتا ہے کہ میں دہلی گیا تو کیمپ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ مجھے وہاں انسانی گوشت کے جلنے کی بدبو محسوس ہوئی۔ میں پریشان ہو کر اٹھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جب کیمپ کے پیچھے جا کر دیکھا تو کچھ انگریزوں نے انگارے جلائے ہوئے تھے اور چالیس علما کو بے لباس کر کے ان انگاروں کے پاس کھڑا کیا ہوا تھا اور انہیں یہ کہا جا رہا تھا کہ تم ہمیشہ کے لئے ہمارا ساتھ دینے کا وعدہ کرو نہیں تو تمہیں انگاروں پر لٹا دیں گے۔ انہوں نے انکار کیا تو چالیس علما کو انگاروں پر لٹا دیا گیا۔ یہ ان کے گوشت جلنے کی بدبو تھی جو خیموں میں بھی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ اسی طرح چالیس علما شہید ہو گئے۔ تو پھر چالیس اور علما

www.besturdubooks.wordpress.com

کو بھی اسی طرح اوپر لٹایا گیا۔

مولانا احمد اللہ گجراتی کا جواب:

مولانا احمد اللہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم تھے۔ ایک انگریز نے ان سے کچھ عربی سیکھی تھی وہ انگریز اس وقت ان لوگوں میں سے تھا جو مسلمان علما کو پھانسی دے رہے تھے۔ اس نے مولانا احمد اللہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ میرے استاد ہیں آپ صرف زبان سے کہہ دیں کہ میں اس تحریک آزادی میں شریک نہ تھا۔ میں آپ کا نام پھانسی دینے والوں میں سے نکال دوں گا۔ احمد اللہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں یہ بات کر کے اللہ رب العزت کے دفتر سے نام نکلوانا نہیں چاہتا۔ سبحان اللہ۔ تو ان حضرات نے اپنی جان کے نذرانے تو پیش کر دیئے مگر انگریز کا ساتھ دینے پر تیار نہ ہوئے۔

ظلم کی انتہا:

مولانا تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تاریخ کالا پانی'' میں لکھتے ہیں کہ ہم کئی علما تھے جن کو گرفتار کر کے امرتسر جیل میں رکھا گیا پھر فیصلہ کیا گیا کہ ان کو لاہور بھیج دیا جائے۔ جب لاہور بھیج دیا گیا تو یہاں کے حکمرانوں نے فیصلہ کیا کہ ان کو سزا دی جائے تا کہ ان کی وجہ سے دوسروں کو بھی عبرت حاصل ہو۔ وہاں کا انگریز حکمران اتنا ظالم تھا کہ اس نے لوہے کے پنجرے بنوائے جن کے چاروں طرف اس نے لوہے کی کیلیں لگوائیں اور اس کے اندر جگہ اتنی تھوڑی تھی کہ اس میں ایک آدمی فقط بیٹھ سکتا تھا۔ جب آدمی اندر بیٹھتا تو اس کی چاروں طرف کیلیں ہوتیں۔ علمائے کرام کو ان پنجروں کے اندر بند کر کے ریل کے ڈبے میں ان پنجروں کو رکھ دیا گیا۔ اس طرح ان کو لاہور سے ملتان پہنچایا گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں کہ ریل کے ڈبے کو جھٹکے لگتے تو ہم کبھی ادھر گرتے کبھی ادھر گرتے تو ہمارے کبھی اس طرف کیلیں چبھتیں اور کبھی اس طرف۔ جسم کے چاروں طرف کیلوں کی وجہ سے زخم بن گئے جن میں سے خون جاری رہتا۔

تین مہینے کے اندر ہمیں لاہور سے ملتان پہنچایا گیا۔ کئی کئی ہفتے یہ بوگیاں کھڑی رہتیں اور ہماری پرواہی نہ کی جاتی ہم گرمی میں پسینے کی وجہ سے پریشان ہوتے۔ کبھی گرمی میں پیاس کی شدت کی وجہ سے تڑپتے اور کبھی اپنے زخموں کی وجہ سے پریشان ہوتے۔ لگانے کے لئے مرہم بھی کوئی نہیں ہوتی تھی اور ہمیں اتنی تکلیف میں رکھا گیا کہ ہم اس کی حقیقت الفاظ میں بیان ہی نہیں کر سکتے۔

تین مہینے ان کیلوں والے پنجروں میں رہ کر آخر ہم ملتان پہنچے وہاں ہمیں انگریز نے نکالا اور بتا دیا کہ ہمارے لئے پھانسی کا حکم ہو چکا ہے۔ جب ہم نے پھانسی کا حکم سنا تو ہمارے چہروں کے اوپر تازگی آ گئی کہ الحمد للہ اب منزل قریب ہے۔

اگلے دن جب انگریز آیا تو اس نے دیکھا کہ علمائے کرام کے چہروں پر بڑی تازگی، بڑی رونق اور بڑا اطمینان ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے آج تمہارے چہرے بڑے پرسکون نظر آ رہے ہیں۔ ایک عالم نے کہا، اس لئے کہ ہماری شہادت کا وقت قریب ہے۔ جب انگریز نے یہ سنا تو وہ سوچنے لگ گیا۔ چنانچہ اس نے فوراً اپنے افسر سے رابطہ کیا کہ ان کو پھانسی دیں گے تو اس پر یہ خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور ہم ان علما کو خوش نہیں دیکھ سکتے۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کو ساری عمر کے لئے کالا پانی کے اندر نظر بند کیا جائے۔ چنانچہ اعلان ہوا کہ پھانسی کا فیصلہ واپس لیا جاتا ہے۔ اس موقع پر مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب شعر لکھا

ے
مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا
کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

کہ اگر شہادت نصیب ہو جاتی تو رہائی ہو جاتی۔ سبحان اللہ، شہادت کی خاطر کتنا تڑپنے والے لوگ تھے۔

جذبہء جہاد ختم کرنے کی ناکام کوشش:

چنانچہ انگریز نے علما کو پھانسی دینے کے بعد تیسرا کام یہ کیا کہ اس ملک کے اندر کچھ ایسے فرقے دین کے نام پر پیدا کئے جنہوں نے فتویٰ دیا کہ انگریز کے خلاف جہاد کرنا حرام ہے۔ اس تاریخ کے پس منظر میں یہ سب باتیں سمجھنی آسان ہو جائیں گی کہ انگریز کا ساتھ دینے والے کون تھے؟ یعنی میر جعفر اور میر صادق کون تھے جنہیں مربعے الاٹ ہو گئے۔ آپ کو بڑے بڑے زمیندار ملیں گے جن کی تاریخ انگریزوں تک ملے گی اور جو حضرات قربانیاں دینے والے ملیں گے ان کی تاریخ ہمارے اسلاف کے ساتھ جا کر ملے گی چنانچہ انگریز نے ان تینوں باتوں پر عمل درآمد کیا۔ قرآن مجید کے نسخے ضائع کئے، علمائے کرام کو شہید کیا اور اس امت سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے جہاد کی حرمت پر فتوے جاری کروائے۔

دس ہزار مدارس بند:

مختلف مدارس اس وقت وقف کی جائیداد سے چلا کرتے تھے۔ چنانچہ انگریز نے وقف کی تمام املاک کو اپنے قبضے میں لے لیا اور یوں گویا مدارس کی شہ رگ کو کاٹ دیا گیا۔ چنانچہ فقط دہلی شہر میں ایک ہزار مدارس بند ہو گئے۔ بڑے بڑے مدارس کی تعداد دس ہزار تھی جن کو بند کر دیا گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ رحیمیہ پر بلڈوزر پھیر دیا گیا۔ اور بالکل

www.besturdubooks.wordpress.com

برابر کر دیا گیا۔ انگریز اپنی طرف سے پورا بندوبست کر چکا تھا۔ اس میں اس کو کئی سال لگے۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام:

1861ء میں پھر اللہ کے ایک مقبول بندے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ مسلمانوں سے ان کی دنیا تو چھین لی گئی، یہ کوئی اتنا بڑا نقصان نہیں ہے لیکن مسلمانوں سے تو اب ان کا دین چھینا جا رہا ہے۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے لہٰذا اس کی تلافی کی کوئی صورت ہونی چاہیے۔ ان کے سسرال دیوبند میں تھے اور یہ چھوٹی سی بستی تھی۔ چنانچہ 1867ء میں انہوں نے اس چھوٹی سی بستی میں ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ چھوٹی بستی کو اس لئے منتخب کیا کہ بڑے شہر کی سرگرمیاں حکومت وقت کی نظر میں فوراً آ جاتی ہیں، چھوٹی بستی سے کام شروع کریں گے تو کسی کی نظر میں ہی نہیں آئیں گے۔ واقعی ان کی بات سچی نکلی۔ 1867ء میں جب انہوں نے یہ کام شروع کیا تو 30 مئی کا دن تھا اور پندرہ محرم الحرام کی تاریخ بنتی تھی جب دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ انار کے ایک درخت کے نیچے ایک استاد اور ایک شاگرد، پڑھانے والے کا نام ملا محمود رحمۃ اللہ علیہ اور پڑھنے والے کا نام محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ پہلا قدم جو اٹھایا گیا ہے بالآخر اس نے کتنا بڑا علمی مرکز بنا ہے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں کے دلوں کو علمی معارف سے سیراب کرنا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا جب سنگ بنیاد رکھا جانے لگا تو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اعلان فرمایا کہ میں آج دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد ایک ایسی ہستی سے رکھواؤں گا جس نے اپنی زندگی میں کبیرہ گناہ تو کیا کرنا،

www.besturdubooks.wordpress.com

دل میں کبھی کبیرہ گناہ کرنے کا مصمم ارادہ بھی نہیں کیا۔

شاہ حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ:

مولانا اصغر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں شاہ حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ منے شاہ کے نام کے مشہور تھے۔ ان کا قد دیکھنے میں اتنا بڑا نہیں تھا مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا تھا۔ وہ گھاس کاٹتے اور بیچ کر اپنی زندگی گزارتے تھے۔ وہ تھوڑے پیسے روزانہ بچاتے رہتے۔ پورے سال میں ان کے پاس اتنے پیسے جمع ہو جاتے تھے کہ دارالعلوم دیوبند کے تمام اساتذہ کی ایک مرتبہ وہ اپنے گھر میں دعوت کرتے تھے۔ اساتذہ لکھتے ہیں کہ ہم سارا سال ان کی دعوت کے منتظر رہتے کیونکہ جس دن ہم ان کے گھر کا کھانا کھاتے تھے چالیس دن تک ہمیں اپنی نمازوں کی حضوری میں اضافہ محسوس ہوتا تھا۔ ایسے پرہیزگار انسان نے دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد رکھا۔

عابد کے یقین سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل

یہ اخلاص کا ایسا تاج محل بنا دیا کہ دنیا میں کوئی اس کی مثال نہیں ملتی۔

یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جن کے ہاتھوں سے رکھی ہوئی اینٹ میں اتنی برکت پیدا ہوئی کہ اس دارالعلوم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی یونیورسٹی بنایا کہ آج مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب غرض ہر طرف دارالعلوم دیوبند کا فیض نظر آتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا فیض:

اللہ رب العزت نے اس عاجز کو دین کی نسبت سے دنیا کے چالیس سے زیادہ ملکوں میں سفر کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اس جگہ بھی گئے جہاں چھ مہینے دن

www.besturdubooks.wordpress.com

اور چھ مہینے رات ہوتی ہے، سائبیریا میں بھی گئے جہاں ہر طرف یخ بستہ ہوائیں اور برف ہی برف نظر آئی، ہم نے برف پر نمازیں پڑھیں، ایسی جگہ بھی دیکھی جس کو End of the world (دنیا کا آخری کنارہ) کہتے ہیں۔حکومت نے یہ بات وہاں لکھی ہوئی ہے۔کیونکہ جون کے مہینے میں ایک ایسا دن آتا ہے جب وہاں پر تقریباً ایک لاکھ سیاح اکٹھے ہوتے ہیں۔وہاں پر ایک دلچسپ منظر یہ ہوتا ہے کہ سورج غروب ہونے کے لئے سمندر کے پانی کے قریب آتا ہے اور غروب ہونے کی بجائے دوبارہ طلوع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔اس لئے دنیا کے سائنسدان اس جگہ کو دنیا کا آخری کنارہ کہتے ہیں۔افریقہ کے جنگل بھی دیکھے اور امریکہ کی دنیا بھی دیکھی، لیکن ایک بات عرض کردوں کہ یہ عاجز جہاں بھی گیا، آبادی تھی یا جنگل تھا، پہاڑوں کی چوٹیاں تھیں یا زمین کی پستیاں تھیں، وہاں پر دارالعلوم دیوبند کا کوئی نہ کوئی روحانی فرزند بیٹھا دین کا کام کرتا نظر آیا۔دارالعلوم دیوبند کو اتنی قبولیت حاصل ہو چکی ہے۔

جبالِ علم:

الحمدللہ یہ قبولیت عنداللہ ہے۔کہ دنیا کے کونے کونے میں اس مادر علمی کے روحانی فرزند بیٹھے ہوئے دین کا کام کر رہے ہیں اور لوگوں کے سینوں کو نور سے بھر رہے ہیں۔بہر حال علما دیوبند نے علمی کام جو شروع کیا تو یہاں سے نکلنے والے طلبا جبال علم بن گئے۔ایک ایک طالبعلم ایسا تھا کہ جو اپنے وقت کا آفتاب اور ماہتاب ثابت ہوا۔یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا حتی کہ حضرت شیخ الہند محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسلاف کے اس علمی و عملی تسلسل کو جاری رکھا۔انگریز کے خلاف جہاد کی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دارالعلوم دیوبند بمقابلہ علی گڑھ کالج:

مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد تھے ۔ ایک کا نام تھا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ۔انہوں نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور ایک کا نام تھا احمد خان جو سر سید احمد خان کے نام سے مشہور ہوا۔ بعد میں اس نے ایک کالج کی بنیاد رکھی ۔علی گڑھ میں اسی نے انگریزی زبان سکھانے کو زیادہ ترجیح دی جب کہ دارالعلوم دیوبند میں خالصتاً دینی علوم کو پڑھانے پر زیادہ توجہ دی گئی ۔تو یہ دونوں بڑی درسگاہیں اس وقت کی تھیں ۔علی گڑھ نے کلرک پیدا کیے لیکن دیوبند نے محدثین ومفسرین پیدا کیے اور منبر ومحراب کو سلامت رکھا۔

شیخ الہند رحمہ اللہ کی علی گڑھ آمد:

1920ء میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ علی گڑھ تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں جا کر اپنے اسلاف کی اس تاریخ کو بیان کیا۔ اس کو سن کر علی گڑھ کے طلبا میں دین کا درد پیدا ہوا اور اس کے بعد پھر وہاں سے مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شوکت علی اور شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیتیں پیدا ہوئیں ۔ یہ اصل میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا وہ جذبہ جہاد تھا جس نے طلبا کے دلوں کو سوز عشق سے بھر دیا تھا۔ جب آپ نے تقریر کر لی تو چند طالبعلموں نے ایک سوال پوچھا کہ آپ انگریز کے ساتھ صلح کیوں نہیں کر لیتے ؟ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر ایک عجیب شعر پڑھا

ہائے یہ صرف تمنا کی زبان سے دوریاں
اس قدر یہ سختیاں دشواریاں مجبوریاں

www.besturdubooks.wordpress.com

یاد ایام جفا آخر بھلائیں کس طرح
دل فرنگی سے لگائیں تو لگائیں کس طرح

اس کے بعد ان طلبا کو پتہ چلا کہ ہمارے راستے جدا ہیں ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا ہونا مشکل ہے۔ انکا دین اور ہے اور ہمارا دین اور ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا علمی فیض:

دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی جلیل القدر شخصیت کا علمی فیض بہت زیادہ تھا۔ شاہ جہان پور میں ایک مباحثہ ہوا کرتا تھا جس میں ہندو اور عیسائی سب مذاہب کے لوگ آتے تھے۔ حضرت نے وہاں جا کر اسلام کے عنوان پر بیان کیا۔ حتیٰ کے غیر مسلموں کو لا جواب کر دیا۔ آج کل مباحثہ شاہ جہاں پور کے نام سے بازاروں میں چھوٹا سا پمفلٹ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فلسفہ اور منطق کا وہ علم دیا تھا کہ کوئی ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا۔

شورش کشمیری رحمہ اللہ کا اظہار عقیدت:

شورش نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا

شافع کون و مکان کی راہ دکھلاتا رہا
گمراہان شرک کو توحید سکھلاتا رہا
اس صدی میں عصر حاضر کا فقیہہ بے مثال
سنت خیرالورا کے زمزمے گاتا رہا
پرچم اسلام ابر درخشاں کے روپ میں
بتکدوں کی چاردیواری پہ لہراتا رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر تھا کہ ان کا نعتیہ کلام پڑھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کی شان میں عجیب اشعار لکھتے ہیں

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے
نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نور سے مانگ کر روشنی
بزم کون و مکاں کو سجایا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی
حسن فطرت کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی
ظاہرا امیوں میں اٹھایا گیا

نبی علیہ السلام کی شان میں عجیب اشعار کہا کرتے تھے۔ حج پر حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنے جوتے اتار دیئے۔ نازک بدن تھے کسی نے کہا، حضرت! آپ کے پاؤں زخمی ہو جائیں گے۔ فرمایا، ہاں میں نے جوتے اس لئے اتار دیئے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ جس جگہ پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم لگے ہوں قاسم نانوتوی کا جوتوں والا پاؤں عین اسی جگہ پر پڑ جائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں نام میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

www.besturdubooks.wordpress.com

سبحان اللہ، عشق رسول ﷺ سے ان کا دل بھرا ہوا تھا۔
ایک مرتبہ روضہ انور پر تشریف لے گئے تو وہاں جا کر عجیب شعر کہے

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر
چمکتی رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذب ابوذرؓ
ہمیں بھی عطا ہو وہ روح بلالیؓ

ایک مرتبہ آپ کو حجرہ مبارک کے اندر جانے کا موقع ملا جب حجرہ مبارک کے اندر گئے تو واپسی پر آپ کے اوپر ایک عجیب کیفیت تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ بڑا پُرانوار چہرہ اور عجیب کیفیت ہے تو کسی شاگرد نے پوچھا کہ حضرت! اندر کیفیت کیا تھی؟ تو حضرت نے اشعار میں جواب دے دیا۔ فرمایا

میرے آقا کا مجھ پر تو اتنا کرم تھا
بھر دیا میرا دامن پھیلانے سے پہلے
یہ اتنے کرم کا عجب سلسلہ تھا
نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے

جب مدینہ طیبہ سے واپس ہونے لگے اور آخری وقت آپ نے روضہ انور پر نظر ڈالی تو اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھا

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا
جو بس چلتا تو مر کر بھی نہ میں تجھ سے جدا ہوتا

اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کی محبت ان کے دل میں سمائی ہوئی تھی۔

اتباع سنت:

نبی علیہ السلام کی اس محبت کی وجہ سے ایک ایک سنت پر ان کا عمل تھا۔ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی موت کے وارنٹ جاری کر دیئے گئے۔ جب پتہ چلا تو آپ روپوش ہو گئے۔ روپوش ہونے کے پورے 3 دن بعد آپ باہر نکل آئے۔ کسی نے کہا کہ حضرت! انگریز آپ کو ڈھونڈ رہا ہے اور آپ کی موت کے وارنٹ جاری ہیں۔ آپ نے فرمایا، میں نے اپنے آقا کی زندگی پر غور کیا مجھے غار ثور میں روپوشی کے تین دن نظر آتے ہیں۔ لہٰذا میں بھی تین دن غائب رہا۔ اس کے بعد باہر نکل آیا ہوں۔ انگریز اگر پکڑ لیں گے تو میں اپنی جان کا نذرانہ اللہ کے سپرد کر جاؤں گا۔ سنت کا اتنا لحاظ اور خیال رکھا کرتے تھے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس دارالعلوم دیوبند کے دوسرے سپوت تھے۔ اپنے وقت کے بے مثال فقیہہ تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ اکثر علما کی نظروں سے گزرتا رہتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ان کو قطب الارشاد بنا دیا۔ چالیس سال تک حدیث پاک کا درس دیا اور اتنی محبت کے ساتھ درس دیا کہ ایک مرتبہ طلبا کو درس حدیث پڑھا رہے تھے کہ اچانک بارش شروع ہو گئی۔ طلبا نے فوراً اپنی کتابیں بغل میں دبائیں اور اپنے کمروں کی طرف بھاگے۔ ان کے جوتے وہیں رہ گئے۔ حضرت نے اپنے رومال کو وہیں بچھایا اور ان طلبا کے جوتے اس رومال کے اندر رکھے، گٹھڑی بنائی اور اپنے سر پر اٹھا کر کمرے میں لے آئے۔ جب طلبا نے دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ کہنے لگے، حضرت! آپ ہمارے جوتے اٹھا کر لے آئے۔ ہم خود اٹھا لیتے۔ آپ نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ جو لوگ قال اللہ اور قال الرسول پڑھتے ہیں میں ان کے جوتے نہیں اٹھاؤں گا تو پھر اور کیا کروں گا۔ اندازہ لگایئے کہ ان حضرات کو نبی کریم

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ کے ساتھ کیسی محبت تھی۔

کسی نے مسجد نبوی کی تھوڑی سی مٹی لا کر دی اور کہا کہ حجرے کی صفائی کرتے ہوئے میں یہ مٹی لے کر آیا ہوں تو آپ نے اس کو اپنی سرمہ کی شیشی میں ڈال دیا۔ فرمایا، اچھا اگر یہ روضہ انور کی مٹی ہے تو ہم اسے اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا لیں گے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کی چند کھجوریں ملیں۔ آپ نے شاگرد سے کہا کہ میرے جتنے دوست ہیں ان کی فہرست بناؤ۔ اور ان کھجوروں کے اتنے حصے کرو تا کہ سب کو ہدیہ بھیجیں۔ اس نے کہا حضرت! یہ کھجور کا ٹکڑا تو بہت ہی چھوٹا ہے۔ فرمایا، اگر شریعت میں اجازت ہوتی تو میں تجھ سے بولنا چھوڑ دیتا۔ اس لئے کہ مدینہ کی کھجور کے ٹکڑے کو تو نے چھوٹا کہہ دیا۔ یہ چھوٹے کا لفظ ہی استعمال کیوں کیا۔ اتنی محبت تھی۔ چنانچہ جب کھجور کھا لیتے تو گٹھلی کو پیس کر اس کا برادہ منہ میں لے کر اوپر سے پانی پی لیا کرتے تھے۔ تا کہ وہ بھی جزو بدن بن جائے۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور خوفِ خدا:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ وہ دارالعلوم دیوبند کے تیسرے سپوت تھے جنہوں نے انگریز کے خلاف آزادی حاصل کرنے کے لئے بہت نمایاں کام کیا۔ ان کے بارے میں شورش کشمیری لکھتے ہیں

؎ گردش دوراں کی سنگینی سے ٹکراتا رہا
مالٹا میں نغمہ مہر و وفا گاتا رہا

مالٹا میں آپ کو قید کر دیا گیا۔ پابند سلاسل رہے۔ ان کے کچھ اور شاگرد حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا عزیز گل وغیرہ بھی ساتھ تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انگریز نے ان پر بہت سختیاں کیں۔ مگر یہ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔

ایک عجیب واقعہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ جب انگریز نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ان کو پھانسی دے دی جائے تو یہ اطلاع ملنے کے بعد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ پر بہت گریہ طاری رہتا تھا۔ آپ نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا۔ آپ کے شاگرد حیران ہوتے کہ ہمیں پھانسی کا حکم ہو گیا ہے تو یہ خوشی کی بات ہے لیکن جب اپنے شیخ کو دیکھتے تو وہ خوب کثرت کے ساتھ روتے اور گریہ و بکا صبح و شام کرتے نظر آتے ہیں۔ دل اتنا نرم ہو چکا تھا کہ ذرا ذرا سی بات پر رونے لگ جاتے حتیٰ کہ حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا عزیز گل رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں سوچا کہ ہم کسی وقت حضرت کی خدمت میں عرض کریں گے کہ حضرت اتنا رونے کی کیا وجہ ہے۔ اگر پھانسی کا حکم آ چکا ہے تو یہ خوشی کی بات ہے۔ اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔

چنانچہ ایک موقع پر کھانے سے پہلے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ آج کل بہت زیادہ روتے ہیں، آپ کے اوپر بہت زیادہ گریہ طاری ہوتا ہے آخر کیا وجہ ہے۔ پھانسی کا حکم صادر ہو چکا ہے تو یہ تو خوشی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جان کو اپنے راستے میں قبول کر لیں گے۔ یہ تو کوئی ایسی رونے والی بات نہیں ہے۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت ان کو ذرا رعب بھری نظروں سے دیکھا۔ کہتے ہیں کہ ہمارے تو اس وقت پسینے چھوٹ گئے کہ حضرت اتنے جلال سے ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد فرمایا کہ تم کیا سمجھتے ہو میں موت کے خوف سے یا پھانسی کے خوف سے نہیں روتا بلکہ میرے ذہن میں کوئی اور بات ہے۔ انہوں نے عرض کیا، حضرت! پھر کچھ ہمیں بھی بتا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا، میرے دل میں یہ بات آ گئی کہ اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت بے نیاز ہیں، میں اس کی شان بے نیازی کی وجہ سے روتا ہوں۔ اس لئے کہ کبھی کبھی وہ بندے سے جان بھی لے لیا کرتا ہے اور اس کی جان کو قبول بھی نہیں کیا کرتا۔ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ اے اللہ! اگر تو نے جان لینے کا فیصلہ کرلیا ہے تو میرے مولا! اس کو قبول بھی فرمالینا۔

تشدد کی انتہا:

حکیم اجمل خان آپ کے مریدین میں سے تھا۔ آپ بیمار تھے اور اس کے ہاں علاج معالجہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ وہیں 1920ء میں آپ کی وفات ہوئی اور وہیں سے جنازہ اٹھایا گیا۔ جب ان کو غسل دیا جانے لگا تو غسل دینے والے نے دیکھا کہ آپ کی پشت کے اوپر گہرے زخم کے نشان موجود ہیں۔ ایسی پشت کبھی دیکھی نہیں تھی۔ لوگ پریشان تھے کہ آخر یہ بات کیا تھی۔ کہ آپ کی پشت پر اتنے گہرے گہرے نشان ہیں۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کلکتہ میں تھے۔ وہ بھی وفات کی خبر سن کر وہاں پہنچے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت راز فاش کیا۔ اور کہا کہ اصل میں مالٹا میں ان کو آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا اور انگریز کہتا کہ تم ہمارے ساتھ وفاداری کا عہد کرو اور ہمارے حق میں فتویٰ دو۔ ورنہ ہم تمہیں آگ کے انگاروں پر لٹائے رکھیں گے۔ حضرت کے خون سے آگ کے انگارے بجھتے، اتنی تکلیف اٹھاتے مگر انگریز سے کہتے رہتے، انگریز! میں کبھی تیرے حق میں فتویٰ نہیں دے سکتا۔ ارے، میں بلال رضی اللہ عنہ کا وارث ہوں، جن کو ریت کے اوپر لٹایا جاتا تھا اور سینے پر چٹانیں رکھ دی جاتی تھیں۔ میں تو خبیب رضی اللہ عنہ کا وارث ہوں جن کی کمر کے اوپر زخموں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

نشانات تھے۔ میں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا وارث ہوں جن کے چہرے پر سیاہی مل کے ان کو مدینہ بھر میں پھرایا گیا تھا۔ میں تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وارث ہوں جن کا جنازہ جیل سے نکلا تھا۔ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا وارث ہوں جن کو ستر کوڑے لگائے گئے تھے۔ میں علمی وارث ہوں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا، میں روحانی فرزند ہوں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ کا، بھلا میں تمہاری اس بات کو کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ چنانچہ سب تکالیفوں کو برداشت کر لیتے تھے۔ مگر زبان سے انگریز کے حق میں کوئی بات نہیں کہتے تھے۔ یہ ان کی قربانیاں تھیں بالآخر انگریز کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ انگریز نے پہلے فیصلہ کیا تھا کہ ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے بالآخر اس نے فیصلہ کیا کہ پھانسی نہیں دیتے چلو چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ انگریز کو فیصلہ بدلنا پڑا۔ اللہ رب العزت نے ان کی عزم و استقامت کی وجہ سے ان کو کامیابی عطا فرمادی۔ کتنی عجیب بات کہی

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے جو ستارہ تو زمین پہ نہیں گرتا
گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا
لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا

آپ تو سمندر تھے بھلا دریا میں کیسے گر سکتے تھے۔ آپ کے اس عزم و استقامت کو سلام کرنا چاہیے۔ اس وجہ سے اللہ رب العزت نے آپ کو یہ عظمت عطا فرمائی کہ الحمد للہ آپ کا علمی فیض خوب پھیلا۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی مادر علمی کے فرزند ارجمند تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت نے ان کو علم کا وہ مقام عطا فرمایا تھا کہ ایک ہی وقت میں مفسر بھی تھے، فقیہہ بھی تھے اور صوفی بھی تھے۔ اللہ رب العزت نے دین کے ہر شعبے میں ان کو بلند مقام عطا فرمایا تھا۔ زمانہ طالبعلمی سے آپ کے اندر علمی جواہر نظر آ رہے تھے۔ چنانچہ فارغ التحصیل ہوئے تو دارالعلوم کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ ان طلبا کی دستار بندی کی جائے۔ آپ اپنے چند اور طلبا ساتھیوں کو ساتھ لے کر حضرت شیخ الہند کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ حضرت ہم ایک فریاد لے کر آئے ہیں۔ آپ اسے پورا کر دیجئے۔ پوچھا، کونسی بات ہے؟ عرض کرنے لگے کہ حضرت! ہم نے کتابیں تو مکمل کر لیں، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مدرسہ کی انتظامیہ ہماری دستار بندی کروانا چاہتی ہے۔ ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہم اس قابل نہیں، اگر ہماری دستار بندی کروادی گئی تو دارالعلوم کی بدنامی ہو جائے گی کہ ایسے نالائق طلبا کی دستار بندی کروادی ہے۔ آپ مہربانی فرمایئے اور دستار بندی نہ کروایئے۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آ گیا، فرمایا، اشرف علی! تم اپنے اساتذہ کے سامنے رہتے ہو اس لئے تمہیں اپنا آپ نظر نہیں آتا، جب ہم نہیں ہوں گے تو پھر تم ہی تم ہو گے۔ اور واقعی وہی ہوا کہ جب یہ اساتذہ فوت ہو گئے تو پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کا ڈنکا بجا کرتا تھا۔ سبحان اللہ، تھانہ بھون کی خانقاہ اصلاح کے لئے اپنی مثال آپ تھی۔

کتابوں کی تعداد:

ایک صاحب نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے اوپر پی ایچ ڈی کی۔ اس نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی 2800 کتابوں کی فہرست بنائی۔ جنہیں آپ نے اپنی زندگی میں خود لکھا یا ہدایات دے کر اپنے شاگردوں سے لکھوائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بے مثال حافظہ:

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ان کو وہ قوت حافظہ عطا کی تھی کہ اس کی مثال اس قریب کے دور میں کہیں نہیں ملتی۔ مرزائیوں نے بہاولپور میں جب انگریز کی عدالت کے اندر مقدمہ لڑا اس وقت انہوں نے ایک تحریر پیش کی جس تحریر سے ان کے حق میں کوئی بات ثابت ہوتی تھی۔ اس تحریر کو پڑھ کر یہی محسوس ہوتا تھا کہ ان کی بات سچی ہے۔ انگریز جج نے حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ تو جو بات کر رہے ہیں اس کی دلیل بھی دے رہے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا، کہ ذرا یہ کتاب مجھے دکھا دیں۔ آپ نے کتاب دیکھی اور فرمایا کہ یہ لوگ دھوکہ دینا چاہتے ہیں، میں دھوکے میں آنے والا نہیں۔ میں نے آج سے 27 سال پہلے یہ کتاب دیکھی تھی۔ اور مجھے عبارت آج بھی یاد ہے۔ انہوں نے درمیان سے ایک سطر کو حذف کر دیا ہے لہٰذا دوسرا نسخہ منگوایا جائے۔ چنانچہ دوسرا نسخہ منگوایا تو اس میں وہ سطر واقعی موجود تھی۔ جس سے مطلب مسلمانوں کے حق میں آتا تھا۔ اور ان مرزائیوں کی دھوکہ دہی بے نقاب ہوگئی۔ لوگ حیران ہوئے کہ 27 سال پہلے دیکھی ہوئی کتاب کا متن اس وقت بھی زبان یاد تھا۔ اللہ رب العزت نے بے مثال قوت حافظہ ان کو عطا فرمائی تھی۔

ہندوؤں کا قبول اسلام:

چند ہندو آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ لوگوں نے ہندوؤں سے کہا کہ تم مسلمان کیوں ہو گئے تو انہوں نے حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ ہم نے یہ چہرہ دیکھ کر اسلام

www.besturdubooks.wordpress.com

قبول کرلیا ہے۔ اللہ رب العزت نے ایسا کمال عطا کیا تھا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اللہ رب العزت نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب بھر دیا تھا۔ ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ذی الحجہ کے جب پہلے دس دن آتے تو ان کی طبیعت کے اندر بے قراری آتی۔ چنانچہ ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں جسم یہاں ہوتا مگر دل وہاں ہوتا۔ سارا دن وہیں کے بارے میں سوچتے رہتے حتیٰ کہ دستر خوان پر روٹی کھانے بیٹھتے تو بعض اوقات روٹی کھاتے اٹھ جاتے اور کھڑے ہو کر کہتے، معلوم نہیں عشاق کیا کر رہے ہوں گے۔ کوئی غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعائیں مانگ رہا ہوگا، کوئی مقام ابراہیم پر سجدہ ریز ہوگا، تو آپ ان کا تصور ذہن میں لا کر کہتے معلوم نہیں عشاق کیا کر رہے ہوں گے۔ اس طرح آپ کو کھانا اچھا نہ لگتا، کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر کہتے، معلوم نہیں عشاق کیا کر رہے ہوں گے۔

اللہ رب العزت کو یہ بات پسند آئی تو اللہ تعالیٰ نے حرمین شریفین کا دروازہ ان کے لئے کھول دیا۔۔۔ ایک مرتبہ آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ آپ ہندوستان کے ان برگزیدہ علما میں سے ہیں جن کو اٹھارہ سال مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درس حدیث دینے کی توفیق نصیب ہوئی۔۔۔ سبحان اللہ۔ وہاں حدیث پڑھاتے ہوئے ادھر گنبد خضراء کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے قال ھذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جرأت ہو تو ایسی:

اللہ رب العزت نے دل میں جرأت اتنی دی تھی کہ جب وینہ ہال کراچی میں انگریز نے ان کو عدالت کے اندر حاضر کیا تو انگریز نے کہا، کہ حسین احمد!

تمہیں پتہ ہے کہ تم نے ہمارے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ ہاں مجھے پتہ ہے۔ اس نے کہا، کیا پتہ ہے؟ آپ نے اپنے کندھے کی سفید چادر اس کو دکھا دی۔ انگریز نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا، کہ یہ میرا کفن ہے جو میں اپنے کندھے پر لئے پھرتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ میری موت کا حکم صادر ہو جائے گا۔ مجھے پھانسی چڑھا دی جائے گی تو مجھے کسی سے اپنا کفن مانگنے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ورثۃ الانبیا ہونے کا حق ادا کر دیا تھا۔

متقدمین کا قافلہ:

علمائے دیوبند کے بارے میں شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''صحابہ کرام کا ایک قافلہ جا رہا تھا ان میں سے چند ارواح کو اللہ تعالیٰ نے پیچھے روک لیا۔ یہ وہی روحیں تھیں جن کو اس دور کے اندر پیدا کر دیا تاکہ بعد میں آنے والے متاخرین متقدمین کی زندگی کے نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں''۔

اور واقعی ان کی اتباع سنت کو دیکھیں، ان کے تقویٰ کو دیکھیں تو یہی نظر آتا ہے کہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک یہ حضرات نبی علیہ السلام کی سنتوں سے سجے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے چناؤ:

یہ کوئی اتفاقی باتیں نہیں تھیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چناؤ معلوم ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ دیکھیے ایک روایت میں آتا ہے کہ ہر صدی کے آخر پر اللہ تعالیٰ ایک بندے کو پیدا فرماتا ہے جو مجدد ہوتا ہے، جو دین کی تجدید کا کام کرتا ہے، جو شرک و بدعات و رسومات کو ختم کر دیتا ہے اور نبی علیہ السلام کی سنتوں کو دوبارہ زندہ کر دیتا ہے تو 100 سال کے بارے میں حدیث پاک میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ تو علمائے دیوبند چنے ہوئے لوگ تھے اگر ان کی زندگیوں کا جائزہ لیں تو ان کی زندگیوں میں عجیب تناسب نظر آتا ہے۔ آپ کے سامنے دو تین مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

آپ ذرا غور کیجیے گا کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 1239ھ میں ہوئی اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 1337ھ میں ہوئی۔ تقریباً سو سال کا فرق ہے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی مجاہد تھے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ بھی مجاہد تھے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دے دیا تھا اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتویٰ کے اوپر عمل کر کے دکھا دیا تھا۔ تقریباً ایک سو سال کے بعد ان کی وفات ہو رہی ہے۔ 100 سال کا یہ وقفہ اتفاقی بات نہیں تھی۔ بلکہ یہ قدرت کا چناؤ نظر آتا ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 1246ھ میں ہوئی اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 1346ھ میں ہوئی۔ حضرت مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شرک و بدعت کو ختم کیا تو شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے تقویۃ الایمان لکھ کر شرک کی جڑیں کاٹ کے رکھ دیں۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بدعات کا قلع قمع کر دیا تھا۔ ان دونوں کی وفات میں بھی پورے 100 سال کا فرق بنتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علامہ شامی رحمۃ اللہ کی وفات 1252ھ میں ہوئی تو علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 1352ھ میں ہوئی۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی علم کے سمندر تھے اور حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی علم کے سمندر تھے۔ یوں لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک چناؤ ہے۔ ایک بندہ جب دنیا سے رخصت ہوتا تھا اللہ دوسرے بندے کو پیدا فرما دیتے ہیں اور آنے والے 100 سال میں وہ بندہ کام کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے علمائے اہلسنت دیوبند سے دین کا کام لیا تو ہمارا ان کے ساتھ روحانی علمی تعلق ہے۔ الحمدللہ آج ان حضرات کے علمی فرزند موجود ہیں۔ جن حضرات نے نبی علیہ السلام کی ایک ایک سنت پر عمل کیا اور انہوں نے دین کے پرچم لہرا دیئے۔ انگریز کے خلاف جہاد کیا جس کی وجہ سے آج ہم آزادی کا سانس لے رہے ہیں۔ ہمارا علمی رشتہ ان سے لے کر نبی ﷺ تک پہنچتا ہے۔

ہم ٹپکے کے آم نہیں:

ہم کوئی ٹپکے کے آم نہیں ہیں۔ آپ نے یہ الفاظ پہلے بھی سنے ہوں گے کہ آم کا باغ ہوتا ہے تو اس میں مختلف نسل کے آم ہوتے ہیں۔ باغ کا مالی جس درخت سے وہ آم توڑتا ہے تو وہ ٹوکری میں ڈال کر نام لکھ دیتا ہے کہ یہ فلاں نسل کے آم ہیں۔ چنانچہ منڈی میں آ کر آم نسل کے نام سے بکتے ہیں۔ نام سے بکنے کی وجہ سے ان کی قیمت زیادہ لگتی ہے۔ لیکن کچھ آم ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو پرندے خود توڑ کے پھینک دیتے ہیں وہ بہت سارے آپس میں مل جاتے ہیں تو ان کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ کس نسل کے ہیں۔ ان کو باغ والا آدمی ٹوکری میں بھر دیتا ہے اور لکھ دیتا ہے کہ یہ ٹپکے کے آم ہیں۔ مجھے ان کی نسل کا پتہ نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹھیکے کے آم خریدنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا۔

مقدس علمی رشتہ:

ہم رات کے اندھیرے میں نہیں بلکہ دن کی روشنی میں کہتے ہیں کہ ہم ٹھیکے کے آم نہیں ہیں بلکہ ہمارا علمی رشتہ نبی علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ علما دیوبند کو اللہ رب العزت نے جو علمی کمالات عطا کیے الحمد للہ ان علمی کمالات کا رشتہ نبی علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ علما دیوبند کے سرخیل امام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

- حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا ابوطاہر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت شیخ ابوطاہر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا ربیع بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت ربیع ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا ابواسحاق مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت ابواسحاق مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا امام محدث یحيٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت امام محدث یحيٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے
- حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

❁ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دین سیکھا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ہماری یہ علمی اور روحانی نسبت نبی علیہ السلام کے ساتھ جا کر ملتی ہے۔

ذکر کا بنیادی مقصد:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ ذکر کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان کے رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ جو اذکار بتلائے جاتے ہیں اور تزکیہ نفس کی جو محنت کروائی جاتی ہے اس کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اس ذکر کے کرنے سے اندر ایسی کیفیت آ جاتی ہے کہ دل منور ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ علوم و معارف کی بارشیں کر دیا کرتے ہیں۔

علوم و معارف کی بارش:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ ہم شیخ الہند سے جلالین شریف پڑھا کرتے تھے اور میں تکرار کے وقت طلبا کا مانیٹر تھا۔ میرے ذمے تکرار ہوتی تھی۔ ایک دفعہ تکرار کرتے ہوئے ایک اشکال وارد ہوا جو رفع ہی نہیں ہوتا تھا۔ سب طلبا نے سوچا مگر کسی کے ذہن میں جواب نہیں آیا۔ بالآخر سب طلبا نے کہا کہ تم چونکہ ذمہ دار ہو اس لئے کل کے درس سے پہلے حضرت سے اس کا جواب پوچھ لو۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ اگلے دن میں نے جلالین شریف اپنی بغل میں لی اور فجر کے لئے مسجد میں آ گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سردی کا موسم تھا میں نے فجر کی نماز پڑھتے ہی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے قریب جانے کی کوشش کی۔ مسجد کے ساتھ ہی ان کا حجرہ تھا۔ میرے جانے سے پہلے وہ حجرے میں تشریف لے گئے اور دروازے کی کنڈی بند کر لی۔ میں دیر سے پہنچا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اشرف علی! تجھے اپنے نفس کو سزا دینی چاہئے کہ نکلنے میں تاخیر کیوں ہوئی۔ چنانچہ سردی کے موسم میں میں دروازے کے باہر کھڑا ہو گیا کہ جب حضرت اشراق پڑھ کر نکلیں گے تو میں حضرت سے ان کا جواب پوچھ لوں گا۔ فرماتے ہیں کہ میں سردی سے ٹھٹھر رہا تھا۔ لیکن ذرا کان جو لگائے تو اندر حضرت بیٹھے لا الہ کا ذکر کر رہے تھے۔ فرمایا ذکر تو حضرت کر رہے تھے لیکن سن کر مزہ مجھے آ رہا تھا۔ اللہ رب العزت نے ان کو وہ ذوق عطا کیا تھا کہ لا الہ الا اللہ کی ضربوں سے سننے والوں کو وجد آ جاتا تھا۔

حضرت نے اشراق پڑھی تو اس کے بعد دروازہ کھولا، میں حیران ہوا کہ سردی کے موسم میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے تھے۔ ذکر کی حرارت پیشانی پر پسینے کی شکل میں ظاہر ہو رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر فرمایا، اشرف علی! تم یہاں کیسے کھڑے ہو؟ میں نے کہا، حضرت! ایک بات پوچھنی ہے۔ میں نے کتاب کھول دی۔ حضرت نے دیکھا تو اس کے متعلق تقریر فرمانی شروع کر دی کہتے ہیں کہ حضرت تقریر فرماتے رہے، الفاظ بھی میرے لئے غیر مانوس تھے اور معانی بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہے تھے۔ حضرت نے تقریر فرما کر کہا، اشرف علی! تم سمجھ گئے ہو۔ میں نے کہا، حضرت! کچھ سمجھ نہیں آئی۔ میں نے دل میں کہا، حضرت! کچھ نزول فرمائیے۔ تاکہ مجھے بھی بات سمجھ آ سکے۔ حضرت نے دوبارہ تقریر کرنی شروع کر دی۔ دوبارہ جب تقریر کی تو الفاظ تو مجھے کچھ مانوس محسوس ہوتے تھے، سنے ہوئے تھے لیکن مطلب پھر بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ حضرت نے تقریر

www.besturdubooks.wordpress.com

مکمل کی۔ دوسری مرتبہ فرمایا، اشرف علی! اب تمہیں بات سمجھ آئی۔ میں نے کہا، حضرت! اب بھی سمجھ نہیں آئی۔ حضرت نے فرمایا، اشرف علی! میری اس وقت کی باتیں تمہارے فہم وادراک سے بالا ہیں لہذا کسی اور وقت میں مجھ سے پوچھ لینا۔

الحمدللہ ہم ان اساتذہ کے شاگرد ہیں جو اللہ رب العزت کا ذکر کرتے تھے تو علوم ومعارف کی اتنی بارش ہوتی تھی کہ ایک ہی مضمون کو کئی کئی انداز سے بیان کرتے تھے مگر سمجھنے والوں کے فہم وادراک سے بالا ہوا کرتی تھیں۔

اُوْلٰئک آبائی فجئنی بمثلھم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

اللہ رب العزت ہمیں ان اسلاف کے نقش قدم پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادے، ہمیں اپنے آپ پر محنت کرنے اور اپنے علم پر عمل کرنے کی، اپنے اندر سے دورنگی ختم کرنے کی اور اپنے اندر سے معصیت ختم کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

www.besturdubooks.wordpress.com

اصلاحی باتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

جو انسان زمین اور آسمان کے درمیان زندگی گزارتے ہوئے حقیقی معنوں میں انسان نہ بن سکے گا یا اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کرے گا اور وہ بنے بغیر اللہ رب العزت کے حضور پہنچے گا تو وہاں جا کر اس کی روحانیت نہیں بن سکے گی چونکہ زمین و آسمان کا پیٹ روحانیت بنانے کی جگہ ہے اس لئے ہم میں سے ہر بندہ کیا چھوٹا کیا بڑا، کیا مرد کیا عورت ہر ایک کو اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے

www.besturdubooks.wordpress.com

اصلاحی باتیں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ !
فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّا
عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ
يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَاالْاِنْسَانُ ○ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا
جَهُوْلًا ○ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى
الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

زمین اور پہاڑوں کی معذرت:

قرآن پاک میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ اس قرآن کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا گیا، انہوں نے اس بارِ امانت کو اٹھانے سے معذرت کی اور اس سے ڈر گئے کہ یہ بوجھ بہت بڑا ہے اس لئے ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے ۔لیکن انسان نے اس بوجھ کو اٹھا لیا. اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا وہ بڑا ظالم اور جاہل تھا۔

انسان کی دو خفیہ صفات:

یہاں پر دو لفظ استعمال کیے گئے ایک ظَلُوْمًا اور دوسرا جَهُوْلًا ۔ یہ دونوں

www.besturdubooks.wordpress.com

مبالغے کے صیغے ہیں۔ ظَلُوْمًا باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ہے اور جَهُوْلاً باب مَنَعَ یَمْنَعُ سے ہے۔ ظاہراً نظر آتا ہے کہ ان الفاظ کے استعمال سے انسان کی برائی بیان کی گئی ہے لیکن اس کے اندر انسان کی دو صفات چھپی ہوئی ہیں کیونکہ جو انسان ظالم ہو سکتا ہے وہ اگر اپنے آپ کو سنوار لے تو وہی عادل بھی بن سکتا ہے۔ اور جو انسان جاہل ہے وہ اگر اپنے آپ پر محنت کرے تو وہی عالم بھی بن سکتا ہے۔ گویا اس آیت میں انسان کے اندر عدل اور علم حاصل کرنے کی استعداد کا اشارہ کیا گیا ہے۔

روحانیت بنانے کی جگہ:

کوئی بھی انسان ماں کے پیٹ سے بن سنور کر نہیں آتا۔ بلکہ اس دنیا میں آکر بنتا ہوتا ہے۔ ماں کا پیٹ انسان کے جسم کے بننے کی جگہ ہے اور زمین و آسمان کا پیٹ انسان کی روحانیت بننے کی جگہ ہے۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی بچہ اس حالت میں پیدا ہو کہ اس کی آنکھیں ٹھیک نہیں تو دنیا میں آکر اس کی آنکھیں ٹھیک نہیں ہو سکتیں۔ ڈاکٹر جتنا مرضی زور لگالیں وہ بالآخر یہی کہیں گے کہ یہ ایک پیدائشی نقص ہے اس لئے یہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جو انسان زمین اور آسمان کے درمیان زندگی گزارتے ہوئے حقیقی معنوں میں انسان نہ بن سکے گا یعنی اپنے اوپر محنت نہیں کرے گا یا اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کرے گا اور بنے بغیر وہ اللہ رب العزت کے حضور پہنچے گا تو وہاں جا کر قیامت کے دن اس انسان کی روحانیت نہیں بن سکے گی۔ چونکہ زمین و آسمان کا پیٹ روحانیت بنانے کی جگہ ہے اس لئے ہم میں سے ہر بندہ کیا چھوٹا، کیا بڑا، کیا مرد، کیا عورت ہر ایک کو اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک اہم نکتہ:

اللہ رب العزت نے امانت کا بوجھ بندے کے سر پر رکھا تو بندے نے اٹھا لیا۔ غور کرنے والی بات یہ ہے کہ بوجھ اٹھانے والے کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے گدھے کو بوجھ اٹھانے کے لئے پیدا کیا تو اس کا گوشت کھانا حرام قرار دے دیا تاکہ انسان اس کے گلے پر چھری نہ چلا سکے۔ اسی طرح اگر کسی کی باندی حاملہ ہو جائے تو اس مالک کو اختیار نہیں ہوتا کہ وہ اسے بیچ سکے کیونکہ وہ ایک بوجھ اٹھا چکی ہوتی ہے۔ اب اس ام ولد باندی کا اس بندے پر حق ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اسے اپنے پاس رکھے یا آزاد کر دے گا، وہ اسے بیچ نہیں سکے گا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ گدھے نے بوجھ اٹھایا تو اس کا حق تسلیم کیا گیا، باندی نے بوجھ اٹھایا تو اس کا حق تسلیم کیا گیا اسی طرح جو انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کے بار امانت کو اٹھائے گا اللہ رب العزت قیامت کے دن اس کے حق کو تسلیم فرمالیں گے اور اسے جہنم کا ایندھن نہیں بنائیں گے۔

رحمتوں کے فیصلے:

اگر ہم اپنے گھر میں کام کرنے کے لئے کوئی مزدور لائیں جو سارا دن کام کرے اور پسینہ بہائے تو شام کو جاتے ہوئے ہم اس کو مزدوری ضرور دیتے ہیں حالانکہ ہمارے اندر سینکڑوں بیماریاں موجود ہوتی ہیں۔ حرص بھی ہے، طمع بھی ہے، بخل بھی ہے، لیکن اس سب کچھ کے باوجود تھوڑی سے شرافت نفس رکھی ہوئی ہے اس کی وجہ سے دل نہیں چاہتا کہ جس بندے نے سارا دن ہماری خاطر پسینہ بہایا ہم اس بندے کو مزدوری دیئے بغیر بھیج دیں۔ تو کیا خیال ہے کہ جو بندہ ساری زندگی اس بار امانت کو اٹھانے کی محنت کرے گا کیا قیامت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دن اللہ رب العزت اس کو اجر و ثواب عطا نہیں فرمائیں گے۔ لہٰذا جس بندے کی زندگی شریعت و سنت کے مطابق بن جائے گی اللہ رب العزت کی طرف سے اس بندے کے لئے رحمتوں کے فیصلے ہو جائیں گے۔

ایک گرانقدر ملفوظ:

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو عذاب کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ ثواب کے لئے پیدا کیا ہے۔ عذاب تو ہم خود خرید رہے ہوتے ہیں۔ یہ ہماری نادانی ہوتی ہے کہ ہم اپنے آپ کو گناہوں کے اندر دھنسا دیتے ہیں جس کی وجہ سے مصیبتیں آجاتی ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگی کو اپنی فطرت اور شریعت و سنت کے مطابق گزاریں تو اللہ رب العزت ہمیں دنیا کے اندر بھی عزتیں دیں گے اور آخرت کے اندر بھی ہمیں عزتیں عطا فرمائیں گے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ، (تمہیں سست ہونے کی ضرورت نہیں، تمہیں غم کھانے کی ضرورت نہیں، تم ہی اعلیٰ و بالا ہو گے اگر ایمان والے ہو گے)۔ گویا اگر ہم اپنے آپ پر محنت کریں گے تو دنیا میں بھی راج ملے گا۔

مسخر کرنے کا مطلب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (جو کچھ بھی آسمان اور زمین میں ہے ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے)۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ''المفردات القرآن'' میں لکھتے ہیں کہ مسخر کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ کسی جانور کی لگام کو پکڑ کر اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ گویا اللہ رب العزت نے زمین و آسمان کے اندر جو کچھ بھی ہے اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

لگام انسان کے ہاتھ میں تھما دی ہے۔اب اگر ہم صحیح معنوں میں انسان بن جائیں اور ہمارے جسم پر اللہ تعالیٰ کا حکم چلے تو ہم یقیناً کائنات کو مسخر کر لیں گے۔

جسم پر دل کا حکم:

بندے کے دل کا حکم اس کے جسم پر چلتا ہے۔مثلاً ایک آدمی کسی کی طرف دیکھتا ہی نہیں، اگر کوئی اس سے پوچھے کہ آپ میری طرف دیکھتے ہی نہیں۔تو وہ کہتا ہے کہ میرا دل نہیں کرتا۔حالانکہ دیکھنا تو آنکھوں کا کام ہے۔لیکن جواب یہ ملتا ہے کہ دل نہیں کرتا۔اسی طرح ایک آدمی کسی کی بات ہی نہیں سنتا اگر کوئی آدمی اس سے کہے کہ بھئی! تم تو میری بات ہی نہیں سنتے۔تو وہ کہتا ہے کہ میرا دل ہی نہیں کرتا۔معلوم ہوا کہ اگر دل چاہے تو آنکھ اور کان عمل کرتے ہیں اور دل نہ چاہے تو آنکھ اور کان عمل نہیں کرتے۔گویا جسم پر دل کا راج ہے۔لہٰذا جس دل میں اللہ رب العزت کا راج آجاتا ہے اللہ رب العزت اس کو زمین و آسمان کی درمیانی چیزوں پر راج عطا فرما دیتے ہیں۔

مقام تسخیر:

مقام تسخیر یہ ہوتا ہے کہ زبان سے بات نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بات کو پورا کر دیا کرتے ہیں۔جی ہاں، جو صحیح معنوں میں انسان بنتا ہے اللہ رب العزت اس کی لاج رکھ لیتے ہیں۔مگر اللہ والے مشیت خداوندی کو دیکھتے ہیں اس لئے ایسی کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے جو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف ہو۔

خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور مقام تسخیر:

امام العلما والصلحا حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مجمع میں

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو ایک لمحہ میں اس مجمع کو تڑپا کر رکھ دوں مگر مجھے اوپر سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مقام تسخیر اور تسلیم ورضا:

جب تاتار کا فتنہ اٹھا تو خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ملی کہ تاتاری اس شہر پر حملہ بولنے والے ہیں۔ انہوں نے اٹھ کر دعا مانگی، اے اللہ! ہمیں اس فتنہ سے محفوظ فرما۔ جو لشکر شہر کی طرف چلا تھا وہ اس دعا کی برکت سے راستہ بھول گیا اور کسی دوسری طرف کو جا نکلا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پورے شہر کو محفوظ فرمالیا۔ اگلے سال تاتاریوں نے پھر اس شہر کا رخ کیا تو اس مرتبہ خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں ارادہ کیا کہ میں دعا مانگوں، مگر الہام کر دیا گیا کہ میرے بندے! یہ میری مشیت ہے، اب تمہیں سر جھکانا پڑے گا۔ آپ نے پہلے دعا مانگی تھی جسے ہم نے قبول کرلیا، اب مت ہاتھ اٹھانا، یہ قضا و قدر کے فیصلے ہیں، اسے ہو کر رہنا ہے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا نہ مانگی اور نتیجہ یہ نکلا کہ تاتار آئے اور پورے شہر کو تہس نہس کر دیا۔ اسی دوران خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

سید احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ اور مقام تسخیر:

تاتاری فوج ایک شہر ''دربند'' میں پہنچی۔ وہاں ایک بزرگ سید احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ تاتاریوں کی آمد کی خبر سنتے ہی مسلمانوں نے سارے شہر کو خالی کر دیا۔ فقط شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ایک خلیفہ مسجد کے اندر موجود رہے۔ تاتاری شہزادے نے کہا کہ جاؤ پتہ کرو کہ کوئی انسان اس شہر کے اندر موجود ہے یا نہیں۔ بتایا گیا کہ دو بندے مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔اس نے کہا کہ گرفتار کر کے اور بیڑیاں پہنا کر میرے سامنے پیش کرو۔حکم کے مطابق ان کو گرفتار کر کے شہزادے کے سامنے پیش کیا گیا۔تاتاری شہزادے نے پوچھا، کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ میں آ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ پتہ تھا۔ شہزادے نے کہا، جب سارے مسلمان چلے گئے تھے تو پھر تم کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم اپنے پروردگار کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس گھر سے ہمیں کوئی نہیں نکال سکتا۔شہزادے نے کہا کہ تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ ہم نے تمہیں نکالا، ہم نے تمہیں بیڑیاں پہنائیں اور ہم نے تمہیں مجرم کی طرح سامنے کھڑا کر دیا ہے۔شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ یہ بیڑیاں کیا چیز ہیں؟ چنانچہ شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت زور سے کہا ''اللہ'' ان کا یہ کہنا تھا کہ زنجیریں ٹوٹ کر نیچے گر گئیں۔

تاتاری شہزادے کا قبول اسلام:

یہ دیکھ کر تاتاری شہزادے کے دل میں ہیبت بیٹھ گئی۔کہنے لگا کہ میں آپ کو اس شہر میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔چنانچہ شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شہر میں رہنا شروع کر دیا۔تاتاری شہزادہ کبھی کبھی ان سے خفیہ ملاقات کرنے کے لئے آتا۔اللہ تعالیٰ نے نور فراست سے شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ کو بتا دیا کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ یہ شہزادہ پورے ملک کا حکمران بنے گا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادے سے کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔اس نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو بھی جاؤں تو اپنے ایمان کا اظہار نہیں کر سکتا، اگر کروں گا تو مجھے قتل کر دیا جائے گا۔شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اپنے ایمان کا اس وقت اظہار کر دینا جب اللہ تعالیٰ تمہیں حکمران بنا دیں گے۔شہزادے نے حیران ہو کر

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا، کیا مجھے حکومت بھی ملے گی؟ فرمایا، ہاں میرے باطن کا نور بتاتا ہے کہ تمہیں حکومت ملے گی۔ چنانچہ شہزادے نے وعدہ کر لیا کہ جس وقت مجھے حکومت ملے گی میں اپنے اسلام لانے کا اعلان کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ تیس سال کے بعد اس شہزادے کو حکومت ملی تو اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اس طرح پوری دنیا میں خلافت وحکومت دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئی۔ اسی پر علامہ اقبال نے کہا۔

ہے عیاں شورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی لاج:

معزز سامعین! جس بندے کے چند فٹ جسم پر اللہ رب العزت کا حکم لاگو ہو جائے تو اللہ رب العزت اس بندے کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی لاج رکھ لیتے ہیں۔ ہمیں اگر کسی سے دوستی ہو تو ہم اس کی بات کو رد نہیں کرتے۔ خاوند پیار کی وجہ سے بیوی کی بات کو رد نہیں کرتا اور ماں پیار کی وجہ سے بیٹے کی بات کو رد نہیں کرتی۔ اسی طرح اللہ رب العزت کو اپنے جن بندوں سے پیار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان بندوں کی باتوں کو بھی رد نہیں فرمایا کرتے۔ چونکہ ہم نے ایسی زندگیاں ابھی قریب سے نہیں دیکھیں اس لئے اندازہ نہیں ہوتا۔

بوریا نشینی میں لذت:

یہ مثالیں تو آپ نے پڑھی ہوں گی کہ لوگ تخت وتاج کو چھوڑ کر بوریا نشین بن گئے مگر آپ نے آج تک ایسی کوئی ایک مثال بھی نہیں پڑھی ہوگی کہ کسی بوریا

www.besturdubooks.wordpress.com

نشین نے تخت و تاج کو قبول کر لیا ہو۔ معلوم ہوا کہ اس بوریا نشینی میں کوئی ایسی لذت ہے کہ جو تخت و تاج میں بھی نصیب نہیں ہوتی۔

فاقوں کے مزے:

ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فاقوں کی فضیلت بیان کر رہے تھے۔ ایک آدمی نے کہا، حضرت! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ بھوک اور فاقے بھی کوئی فضیلت والی چیزیں ہیں۔ فرمایا، اے بھائی! تمہیں ان کی قدر کا کیا پتہ، ہم سے پوچھو جنہوں نے بلخ کی بادشاہی دے کر ان فاقوں کو خریدا ہے۔

دلوں میں اتنا سکون:

ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر وقت کے بادشاہوں کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دلوں میں کتنا سکون ہے تو وہ اپنی فوجیں لے کر ہمارے اوپر چڑھائی شروع کر دیں۔ ظاہراً نظر آتا ہے کہ ان اللہ والوں کے لباس معمولی ہیں، یہ بوریا نشین ہیں اور دنیا میں ان کی کوئی حیثیت نہیں مگر اللہ رب العزت کے ہاں ان کا بڑا مقام ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کسی حجام کے پاس بال کٹوانے کے لئے گئے، اس نے دیکھا کہ آپ نے میلے سے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اسی دوران کوئی خوش لباس، دنیا دار سا بندہ اس کے پاس بال کٹوانے آیا۔ حجام کو توقع تھی کہ ادھر سے زیادہ پیسے ملیں گے۔ چنانچہ اس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بال کاٹنے سے انکار کر دیا کہ میں تو پہلے اس کے بال کاٹوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ نے اپنے غلام سے پوچھا، بتاؤ تمہارے پاس کچھ پیسے ہیں؟ عرض کیا، جی تین سو دینار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، یہ پیسے اس کو ویسے ہی دے دو۔ حالانکہ بال کٹوانے کے ایک یا دو دینار لگتے ہوں گے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ویسے ہی تین سو دینار دیئے اور بال بھی نہ کٹوائے تو وہ بڑا حیران ہوا۔ وہ کہنے لگا، میں تو سمجھا تھا کہ آپ کے اوپر فقط گدڑی ہے مگر سچ تو یہ ہے کہ گدڑی میں لعل چھپا ہوا تھا۔ اس کی بات سن کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ باہر نکل آئے اور تاریخی شعر ارشاد فرمائے

علی ثیاب لو یباع جمیعها

بفلس لکان الفلس منهن اکثرا

(اگر تم میرے جسم کے کپڑوں کی قیمت کا اندازہ لگاؤ گے تو ان کی قیمت تو ایک درہم بھی نہیں بنے گی لیکن اگر ان کپڑوں میں چھپے بندے کی قیمت لگاؤ گے تو پوری دنیا بھی مل کر اس بندے کی قیمت نہیں بن سکتی)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی قیمت:

ایک مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کی جامع مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا، او مغل بادشاہو! تمہارے خزانے ہیرے اور موتیوں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن ولی اللہ کے سینے میں ایک ایسا دل ہے کہ تمہارے سارے خزانے مل کر بھی اس دل کی قیمت نہیں بن سکتے۔ اس لئے کہ اس کے دل میں اللہ سمایا ہوا ہے، اس کے دل میں اللہ آیا ہوا ہے بلکہ اس کے دل میں اللہ چھایا ہوا ہے۔ سبحان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اطاعت ہی اطاعت:

جب انسان کے جسم پر اللہ تعالیٰ کے احکام لاگو ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے حکم کو مخلوق پر لاگو کر دیتے ہیں۔ ایسے بندے کی اطاعت ہوا کرتی ہے، ایسے بندے کی اطاعت پانی کرتا ہے، ایسے بندے کی اطاعت زمین کرتی ہے، ایسے بندے کی اطاعت جنگل کے جانور کرتے ہیں۔ ارے! انسانوں کی کیا بات، اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو ان کا ماتحت بنا دیتے ہیں۔

سیدنا عمر ابن الخطاب ﷛ اور مقام تسخیر:

سیدنا عمر ابن الخطاب ﷛ منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلْ اور ہوا اس پیغام کو سینکڑوں میل دور تک پہنچا رہی ہے۔ آپ ﷛ نے دریائے نیل کو رقعہ لکھا تو اس کے پانی نے چلنا شروع کر دیا۔ آج بھی دریائے نیل چل رہا ہے اور عمر ابن الخطاب ﷛ کی عظمتوں کی گواہی دے رہا ہے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آتا ہے۔ آپ ﷛ پاؤں کی ٹھوکر مار کر زمین کو فرماتے ہیں کہ اے زمین! تو کیوں ہلتی ہے؟ کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ اسی وقت زمین کا زلزلہ رک جاتا ہے۔ مدینہ منورہ کے قریبی پہاڑ سے ایک آگ نکلتی ہے جو مدینہ منورہ کی طرف بڑھتی ہے۔ حضرت عمر ابن الخطاب ﷛ تمیم داری ﷛ کو بھیجتے ہیں کہ جا کر اسے بجھائیے۔ انہوں نے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر اپنے کپڑے کو ایسے بنایا جیسے کسی جانور کو مارنے کا چابک ہوتا ہے، اس کے ساتھ آگ کو مارتے رہے آگ پیچھے ہٹتی رہی حتیٰ کہ جس غار سے نکلی تھی اسی غار میں واپس داخل ہو گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بربر قوم کا قبول اسلام:

صحابہ کرام ﷺ جب افریقہ کے جنگلوں میں پہنچے تو بربر قوم کہنے لگی کہ یہاں پر تو خطرناک درندے ہیں وہ رات کے اندھیرے میں تمہاری تکہ بوٹی کر دیں گے۔ ایک صحابی ﷺ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا، اے جنگل کے درندو! آج یہاں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے غلاموں کا بسیرا ہے اس لئے جنگل خالی کر دو۔ یہ اعلان ہونا تھا کہ صحابہ کرام ﷺ نے دیکھا کہ شیرنی بچوں کو لے کر جا رہی ہے اور ہاتھیوں کے غول جا رہے ہیں اور سارے درندے جنگل کو خالی کر کے جا رہے ہیں۔ مقامی لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے یہ کام کیسے سیکھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پیارے محبوب ﷺ نے ہمیں ایسی زندگی گزارنے کے طریقے سکھائے۔ وہ کہنے لگے کہ پھر آپ ہمیں بھی اپنے جیسا بنا لیجئے۔ چنانچہ وہ افریقن قوم جنگل کے درندوں کی اطاعت کو دیکھ کر بغیر کسی لڑائی کے مسلمان ہو گئی۔

ہمت کی کوتاہی:

اللہ رب العزت نے ہر مومن کو مقام تسخیر عطا کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ مگر ہمارے راستے میں ہمارا چھ فٹ کا جسم رکاوٹ ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ '' اے دوست! تیرے راستے میں رکاوٹ تیرا چھ فٹ کا جسم ہے، یعنی تیرا نفس ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ یہ چھ فٹ کی دیوار اتنی اونچی نہیں، ذرا ہمت کر کے اسے پھلانگ جا''۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم پوری زندگی اس چھ فٹ کی دیوار کو نہیں پھلانگ سکتے، یہ ہمارے اور ہمارے پروردگار کے راستے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں رکاوٹ بنی ہوئی ہوتی ہے، ہم اس کے اوپر پاؤں رکھ کے آگے نہیں جا سکتے۔

نہ شاخ گل ہی اونچی تھی نہ دیوار چمن بلبل!
تیری ہمت کی کوتاہی تیری قسمت کی پستی ہے

دراصل ہمت کوتاہ ہوتی ہے لیکن ہم کہتے ہیں قسمت پست ہے۔ یاد رکھیے کہ جو بلند ہمت ہوتے ہیں اللہ رب العزت ان کے لئے راستے ہموار کر دیا کرتے ہیں۔

بارِ امانت کے بارے میں باز پرس:

اللہ رب العزت کا تعلق حاصل کرنے کے لئے ہمیں اس دنیا میں محنت کرنی ہے۔ اسی مقصد کے لئے ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بارِ امانت ہمارے سر پر رکھ دیا گیا ہے۔ مرد ہو یا عورت، ہم میں سے ہر ایک نے اس کو اٹھانا ہے۔ اگر اس کو اٹھانے میں کوئی کمی کوتاہی کی تو قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا اور جس نے اٹھالیا، اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی طرف سے اجر اور بدلہ عطا فرمائیں گے۔

تین بنیادی گناہ

انسان کی زندگی میں تین گناہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

① پہلا گناہ

پہلا گناہ شہوت ہے۔ شہوت کا لفظ نکلا ہے اشتہا سے۔ عربی زبان میں اشتہا

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی چیز کی طلب اور بھوک کو کہتے ہیں۔ جب انسان بھوکا ہوتا ہے تو گویا اس کو روٹی کی شہوت ہوتی ہے، پیاسے بندے کو پانی پینے کی شہوت ہوتی ہے، کئی لوگوں کو اچھے کھانے کی شہوت ہوتی ہے، کئی لوگوں کو اچھے سے اچھا لباس پہننے کی شہوت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب انسان جوانی کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے بیوی کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے لئے بھی شہوت کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح شہوت کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے۔ بچوں کے اندر میٹھی چیزیں کھانے کی شہوت ہوتی ہے۔ ان کو ماں باپ چیونگم اور ٹافی کھانے سے منع بھی کرتے رہیں تو پھر بھی وہ چھپ چھپ کر کھاتے رہتے ہیں۔ ان کے اندر میٹھی چیزوں کی اشتہا رکھ دی گئی ہے۔ کچھ لوگوں کو کھانے پینے کی اشتہا اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ بیچارے کھانے کے چٹورے بنے پھرتے ہیں۔ ان کو ہر وقت کھانے پینے کی فکر درپیش رہتی ہے۔ ایک دن اچھا مل جائے تو اسی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو دنیا میں حکومت کرنے کی اشتہا ہوتی ہے، وہ بیچارے اس کی خاطر زندگی برباد کر بیٹھتے ہیں۔ کچھ تو پا لیتے ہیں اور کچھ محروم رہتے ہیں۔

جمال اور مال کے پھندے:

نوجوان مردوں کے اندر عورت کی شہوت زیادہ ہوتی ہے جب کہ عورت کے دل میں کپڑوں وغیرہ کی نمائش کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ ہر ایک کے اندر علیحدہ علیحدہ بیماریاں ہوتی ہے۔ آج کل کے مردوں کو جمال نے برباد کر دیا ہے اور عورتوں کو مال نے برباد کر دیا ہے۔ گویا پوری دنیا کے مسلمان مال اور جمال کے ہاتھوں برباد ہوئے پڑے ہیں۔ مرد نیک ہو، شریف ہو یا صوفی ہو، جمال اس کی کمزوری ہے اسی لئے آنکھیں قابو میں نہیں رہتیں۔ اس مرض سے چھٹکارا

www.besturdubooks.wordpress.com

پانے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ کتابیں بھی پڑھ لیتے ہیں اور نیکی کے دوسرے کام بھی کرتے رہتے ہیں لیکن آنکھوں پر قابو پانے کے لئے کہیں آ کر ضربیں لگانی پڑتی ہیں، کہیں آ کر رگڑے کھانے پڑتے ہیں تب جا کر فکر کی گندگی دور ہوتی ہے۔

خانقاہوں کا بنیادی مقصد:

یاد رکھیں! کہ فکر کی گندگی ذکر سے دور ہوتی ہے۔ جب ہم ذکر ہی نہیں کریں گے تو فکر پاک ہی نہیں ہوگی۔ پھر بھلے ہم دین کا یا دنیا کا جو کام بھی کرتے پھریں گے، لیکن ہمارے اندر کا انسان اور ہوگا اوپر کا انسان اور ہوگا۔ ہم دورنگی کی زندگی گزار رہے ہوں گے۔ اگر ہم چاہیں کہ یہ قیل اور قال کا فرق ختم ہو جائے یا قال اور حال کا فرق ختم ہو جائے تو اس کے لئے کسی کے زیر سایہ رہ کر تربیت حاصل کرنی پڑے گی۔ ان خانقاہوں کا بنیادی مقصد یہی ہے۔

ذکر کے ماحول کی ضرورت:

جب ایک آدمی بسکٹ بناتا ہے وہ ساری چیزوں کو ملا کر ایک خاص درجہ حرارت پر رکھ دیتا ہے اس طرح بسکٹ تیار ہو جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بسکٹ کتنا مزے دار بن جاتا ہے اسی طرح جب انسان کے دل کو ذکر [illegible] میں کچھ وقت کے لئے رکھا جاتا ہے تب اس کا دل بھی بسکٹ کی مانند لذیذ بن جاتا ہے اور اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت پا لیتا ہے۔ اس لئے ذکر کے ماحول میں ہر سالک کو رہ کر محنت کرنا پڑتی ہے تاکہ اسے اپنے اوپر قابو آ جائے اور اس کی زندگی میں شریعت وسنت کے احکام لاگو ہو جائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل جاری ہونا:

اسی کو بعض مشائخ نے ''دل کا جاری ہونا'' کہا ہے۔ بعض سالک سمجھ لیتے ہیں کہ دل کا جاری ہونا دل کی کوئی ظاہراً دھڑکن ہوتی ہے۔ جی ہاں، دل کی اللہ اللہ بھی محسوس ہوتی ہے مگر فقط اللہ اللہ کی کیفیت مطلوب نہیں جب تک کہ اعضا اس کا ثبوت نہیں دیتے۔ اگر کوئی سالک کہے کہ مجھے اللہ اللہ کی کیفیت تو حاصل ہے مگر وہ اپنے جسم سے شریعت و سنت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کی اس اللہ اللہ والی کیفیت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ تصوف کی ابتدا یہ ہے کہ انسان کو اپنے دل سے اللہ اللہ کا ادراک محسوس ہو اور اس کی انتہا یہ ہے کہ اس کے جسم پر اللہ رب العزت کے احکام جاری ہو جائیں۔ گویا اس کا جسم اس کے دل کے قابو میں آجائے۔ پھر یہ کہا جائے گا کہ اس بندے کا قلب جاری ہو گیا یعنی اس بندے کے قلب کا حکم جسم کے اعضا پر جاری ہو گیا ہے۔

اوراد و وظائف کی اہمیت:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان کی رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ آج کل کے اکثر سالکین معمولات میں سستی کرتے ہیں، مراقبے کے متعلق پوچھیں تو کہتے ہیں کہ جی پانچ یا دس منٹ کرتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس دل کو بگاڑنے میں عمر گزر گئی وہ پانچ یا دس منٹ میں تو نہیں سنورے گا۔ لہٰذا ہر سالک کو اپنے معمولات کی پابندی کرنی ضروری ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا مَنْ لَّا وِرْدَ لَهُ لَا وَارِدَ لَـهُ جو آدمی ورد و ظائف نہیں کرے گا اس کے اوپر کوئی واردات اور

www.besturdubooks.wordpress.com

کیفیات نہیں آ سکتیں۔ سالکین مراقبہ تو کرتے نہیں اور سمجھتے ہیں کہ شیخ کی دعا سے ہی دل جاری ہو جائیں گے ۔عجیب بات ہے کہ دنیا کے سارے کام ہم خود کرتے پھرتے ہیں جب کہ دین کا یہ کام ہم نے دوسرے لوگوں کے ذمے لگایا ہوتا ہے۔

سالک کی کیفیات پر شیخ کی نظر:

شیخ کا یہ فرض منصبی ہوتا ہے کہ سالک کے اوپر جو کیفیات ہوں ان کے بارے میں اس کی رہبری کرے۔ اچھی طرح واضح کرے کہ تمہاری یہ کیفیت رحمانی اور یہ کیفیت شیطانی ہے۔ کیونکہ شیطان بھی تو کیفیتیں بنا بنا کر انسان کو دھوکہ دیتا رہتا ہے۔

شیطان کا چکر:

ایک مرتبہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں مراقبہ کر رہے تھے۔ اچانک ایک نور ظاہر ہوا جس نے ماحول کو منور کر کے رکھ دیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے تو آواز آئی، اے عبدالقادر جیلانی! ہم تیری عبادت سے اتنے خوش ہیں کہ ہم نے تم سے قلم اٹھا لیا، اب تو جو چاہے کر، تیرے گناہ تیرے نامہ اعمال میں نہیں لکھے جائیں گے۔ جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو آپ نے اس بات کو قرآن اور حدیث پر پیش کیا جو سچے گواہ ہیں۔ ایک آیت سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ، اے محبوب ﷺ! آپ عبادت کرتے رہئے حتیٰ کہ آپ اسی حال میں دنیا سے پردہ فرما جائیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ نبی اکرم ﷺ کو تو یہ حکم دیا گیا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر عبدالقادر جیلانی کی یہ مجال کہاں کہ اس سے قلم ہٹا لی جائے۔ لہٰذا سمجھ گئے کہ یہ تو شیطان کا چکر ہے۔ انہوں نے فوراً پڑھا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ یہ کلمات شیطان کے لئے توپ کے گولے کی طرح ہیں۔ چنانچہ جب یہ گولہ لگا تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ مگر بھاگتے ہوئے دوسرا فائر کر گیا، کیونکہ وہ بڑا خطرناک دشمن ہے۔ کہنے لگا، عبدالقادر جیلانی! میں نے اپنے اس حربے سے ہزاروں اولیا کو دھوکے دیئے مگر تو اپنے علم کی وجہ سے بچ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہ او مردود! میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بچا بلکہ میں اپنے پروردگار کے فضل کی وجہ سے بچا ہوں۔

محترم سامعین! جب اتنے بڑے بڑے اولیائے کرام پر بھی شیطان وار کرنے سے باز نہیں آتا تو پھر ہم ذکر پر وقت لگائے بغیر اس پر کیسے قابو پائیں گے۔ اس لئے یہ بات ذہن میں بٹھا لیجیے کہ ہمیں صبح و شام ذکر الٰہی کرنا ہے کیونکہ فرمان خداوندی ہے کہ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ۔ ذکر الٰہی کو ہمیں اسی طرح اپنی زندگی کا جزو لازم بنانا چاہئے جس طرح ہم اپنے لئے کھانا کھانا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ کھانے کو قربان کر دیجیے مگر مراقبے کو قربان نہ ہونے دیجیے۔

لیٹ کر مراقبہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے بڑی آسانی کر دی ہے کہ اگر آدمی دفتر سے تھکا ہوا آئے اور بیٹھ نہ سکے تو صوفے پر ٹیک لگا کر مراقبہ کر سکتا ہے۔ اگر اس طرح بھی مراقبہ نہیں کر سکتے تو چلو لیٹ کر ہی کر لیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم جب لیٹ کر مراقبے کی نیت کرتے ہیں تو نیند آ جاتی ہے۔ ہمارے مشائخ نے لکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ جو آدمی لیٹ کر مراقبے کی نیت کرے گا، اسے جتنی دیر نیند آئے گی، اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اتنی دیر مراقبہ کرنے کا اجر وثواب لکھیں گے۔

قرب الٰہی کا چور دروازہ:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں وقوف قلبی کی جو تعلیم دی جاتی ہے اس کا بنیادی مقصد یہی ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ وقوف قلبی اللہ رب العزت تک پہنچنے کا چور دروازہ ہے۔ وقوف قلبی یہ ہوتا کہ انسان کی توجہ ہر وقت اللہ رب العزت کی طرف رہے۔

علم کا اجر بھی، ذکر کا اجر بھی:

یہاں ایک نکتہ سمجھ لیجئے۔ علما اور طلبا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں اس لئے ہمیں ذکر کا وقت نہیں ملتا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات معصومیہ میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی طالب علم مطالعہ کرنے کے لئے بیٹھے تو بیٹھنے سے چند لمحے پہلے وہ اپنی توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف یکسو کرلے۔ اس کے بعد جتنا وقت مطالعہ کرے گا وہ علم کا اجر بھی پائے گا اور اسے ذکر کا اجر بھی دیا جائے گا۔

ذکر الٰہی...... ہر حال میں ضروری ہے:

ہم نے ذکر ہر حال میں کرنا ہے، چاہے ہمارے اوپر خوشی کی حالت ہو یا غم کی حالت ہو۔ اگر خوشی اور غمی کے انتظار میں رہیں گے کہ جی خوشی کا وقت گزار کر پھر ذکر کرنا شروع کریں گے یا کوئی بندہ کہے کہ جی کچھ غم کی کیفیت ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

کاروبار کی پریشانی ہے، اس کو گزار کر ذکر کریں گے۔ یاد رکھنا! کہ آپ خود گزر جائیں گے مگر غم اور خوشی کے حالات نہیں گزریں گے۔ ہر حال میں ہمیں اللہ رب العزت کو یاد کرنا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بندہ دل میں ٹھان لے کہ ہر حال میں اللہ کو یاد کرنا ہے تو پھر اس کو وقت بھی مل جاتا ہے۔

شیطان کی ایک عجیب چال:

اکثر اوقات شیطان دل میں یہ فریب ڈالتا ہے کہ تم نے مراقبہ تو کرنا ہے مگر فلاں کام ٹھیک ہو لے پھر کر لینا۔ یعنی وہ کام سے منع نہیں کرتا بلکہ کام میں رکاوٹ ڈال دیتا ہے۔ بندہ اس موقع کے انتظار میں رہتا ہے جب کہ اللہ رب العزت اس موقع سے پہلے ملک الموت کو موقع عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ہر حال میں اپنے پروردگار کو یاد رکھنا ہے۔

الجھے سلجھے اسی کاکل کے گرفتار رہو

ہم جس حال میں بھی رہیں اللہ رب العزت کی یاد میں رہیں

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار

لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

ایک تجربہ شدہ بات:

اللہ تعالیٰ کا ذکر دل میں راسخ کرنے کے لئے شیخ سے رابطہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ اگر بندہ باقاعدگی کے ساتھ ذکر و مراقبہ کرے تو پھر اگر اسے پورے سال میں ایک دن شیخ کی صحبت مل جائے تو اس کے دل کو زندہ کرنے کے لئے وہ ایک دن کی صحبت بھی کافی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک گھنٹہ کی صحبت کا فیض:

اس عاجز کی پہلی بیعت حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں مقیم تھے اور ہم فقرا انجنیئر نگ یونیورسٹی لاہور میں پڑھتے تھے ۔سال میں صرف ایک مرتبہ مسکین پور شریف کے اجتماع کے موقع پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوتی تھی ۔ وہاں پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اجتماع کی مصروفیات بھی ہوتی تھیں اس لئے یونیورسٹی کے طلبا کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک گھنٹہ عنایت فرماتے تھے ۔ اس ایک گھنٹہ میں اگر کوئی فقیر ایک سوال پوچھ لیتا تو اس سوال کا اتنا تفصیلی جواب ارشاد فرماتے تھے کہ پورا گھنٹہ گزر جاتا تھا ۔ وہ ایک دن کی صحبت ایسی ہوتی تھی جو ہمیں پورا سال جگائے بلکہ تڑپائے رکھتی تھی ۔ جی ہاں ، اگر پہلے ہی سے زمین کو تیار کیا گیا ہوتو ایک دن کی صحبت بھی کافی ہوتی ہے اور اگر زمین تیار نہیں کی گئی تو کئی دن کی صحبت بھی اثر نہیں دکھائے گی ۔

بیعت کے ساتھ ہی اجازت وخلافت:

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا ۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک دن اپنے پاس رکھا ،توجہات دیں اور دوسرے دن اس کو اجازت وخلافت دے دی ۔ جو لوگ سالہا سال سے رہ رہے تھے وہ کہنے لگے ،حضرت ! ہم تو آپ کی خدمت میں کئی کئی سالوں سے موجود ہیں لیکن آپ کی مہربانی اس پر ہوگئی ۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ، ہاں ، وہ اپنے تیل اور بتی کو ٹھیک کر کے آیا تھا ، میں نے تو فقط اس کے چراغ کو روشن کیا ہے ۔ آج کل کے سالک تو ایسے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ تیل بھی پیر ڈالے اور بتی بھی پیر لائے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارا یہ احسان کافی ہے کہ ہم نے بیعت کر لی ہے۔

شیخ کے احسان کا بدلہ:

یاد رکھیں! کہ اگر آپ ساری زندگی اپنے شیخ کی خدمت کرتے رہیں تو آپ اس کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتے کیونکہ وہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے۔ آداب المریدین میں بھی یہی لکھا ہے اور یا ادب با نصیب میں بھی مشائخ سے منقول یہی بات لکھی گئی ہے۔ ہم کسی کی وجہ سے ایک قدم بھی اللہ رب العزت کے قریب ہو جائیں تو بھلا اس کی کوئی قیمت ہو سکتی ہے؟ اس کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی۔

شیخ کی توجہ کا سالکین پر اثر:

ذکر سے انسان کی فکر کی گندگی دور ہوتی ہے اور اسے احوال و کیفیات نصیب ہوتی ہیں۔ سورج تو ایک ہی ہے مگر سورج کی گرمی سے پھل کے اندر ذائقہ بڑھ رہا ہوتا ہے اور لذت بھی پیدا ہو رہی ہوتی ہے، پھول کے اندر اچھا رنگ پیدا ہو رہا ہوتا ہے اور سبزی کی جسامت بڑھ رہی ہوتی ہے۔ سورج تو ایک ہے مگر پھل نے اپنے نصیب کا حصہ پایا، پھول نے اپنے نصیب کا اور سبزی نے اپنے نصیب کا۔ اسی طرح شیخ کی توجہ تمام سالکین کے دلوں پر ایک ہی وقت میں پڑ رہی ہوتی ہے مگر ہر آدمی اپنی طلب اور اخلاص کے بقدر ان سے حصہ پا رہا ہوتا ہے۔

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے سبھی پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

عقائد کا فساد:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ خواجہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے تھے کہ میں بعض اوقات اپنے شہر کے متعلقین کے دلوں پر توجہ ڈالتا ہوں تو کچھ دلوں میں تو وہ توجہ چلی جاتی ہے لیکن کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے دلوں سے وہ نور اور فیض ٹکرا کر واپس آ جاتا ہے اور مجھے آواز آتی ہے کہ ہمارے لئے اس دل کے اندر کوئی جگہ نہیں ہے۔ دراصل وہ لوگ عقائد کے فساد میں مبتلا ہوتے ہیں۔

......تو پھر قصور کس کا؟

اگر ہم دل کی زمین کو ٹھیک کر لیں گے تو ہم جہاں بھی ہوں گے ہمیں مشائخ کا فیض پہنچے گا، کیفیات ملیں گی اور اللہ رب العزت کا قرب ملے گا۔ آپ ایک ہی شیخ کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ ہیں کسی کی گیارہ سال سے تہجد قضا نہیں ہوئی، کسی کی آٹھ سال سے قضا نہیں ہوئی اور اگر کسی بندے کو تکبیر اولیٰ بھی نصیب نہیں ہوتی تو معلوم ہوا کہ قصور اس کا اپنا ہے۔ ورنہ اگر دوسروں کو اللہ تعالیٰ نے استقامت عطا کی ہے تو آپ کو بھی استقامت مل سکتی ہے۔ لیکن ایسے لوگ محنت ہی نہیں کرتے اور اوراد و وظائف کو معمولی سمجھتے ہیں۔

سزا کے درجے:

ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ عام مومن کو اس وقت سزا ملتی ہے جب وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، سالک کو اس وقت سزا دی جاتی ہے جب وہ اپنے اوراد و وظائف کو چھوڑ دیتا ہے اور مقربین کو اس وقت سزا دی جاتی ہے جب ان کے دل میں ذرا سا بھی غیر کی طرف میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ط کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے لئے گناہوں کی مانند ہوتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

② دوسرا گناہ

دوسرا بنیادی گناہ ''غضب'' ہے یعنی غصہ۔ یہ گناہ بھی اکثر لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ غصہ آگ کی مانند ہوتا ہے۔ ایک صاحب کسی بوڑھے کے پاس گئے، کہنے لگے، بڑے میاں! تھوڑی سی آگ دے دیں۔ اس نے کہا، میرے پاس نہیں ہے۔ پھر کہنے لگا، بس تھوڑی سی آگ لینے آیا ہوں۔ وہ غصے میں کہنے لگا ارے! تو سنتا نہیں۔ کہنے لگا، بڑے میاں! میں دھواں تو سلگتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ وہ کہنے لگا، میرے کہنے پر تجھے یقین نہیں آتا۔ کہنے لگا! بڑے میاں تھوڑی تھوڑی آگ بھی جلتی دیکھ رہا ہوں۔ کہنے لگا، تو بے وقوف ہے، تجھے میری بات سمجھ نہیں آتی۔ کہنے لگا بڑے میاں! اب تو انگارے بھی بننا شروع ہو گئے ہیں۔ بڑے میاں نے غصہ میں آ کر کہا، نکل جا یہاں سے، دفع ہو جا۔ وہ کہنے لگا، حضرت! یہی تو وہ آگ تھی جس کی میں آپ کو خبر دینے کے لئے آیا تھا۔

③ تیسرا گناہ

تیسرا بنیادی گناہ ''ہوا پرستی'' ہے۔ تینوں گناہوں کے اپنے اپنے برے اثرات ہوتے ہیں۔

تینوں گناہوں کے نقصانات:

یاد رکھیں کہ

- شہوت کی وجہ سے بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔
- غصہ کی وجہ سے بندہ دوسروں پر ظلم کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ اور ہوا پرستی کی وجہ سے انسان اسلام کی حدود سے خارج ہو کر کفر اور شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

اسی لئے

✪ جس میں شہوت ہوگی اس کے اندر بخل اور حرص بہت زیادہ ہوگا۔

✪ جس کے اندر غصہ زیادہ ہوگا اس کے اندر خود بینی ہوگی یعنی وہ کسی کو بھی اپنے جیسا نہیں سمجھے گا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھے گا۔

✪ اور جس کے اندر ہوا پرستی ہوگی اس بندے کے اندر بدعات کی طرف رجحان ہوگا۔ وہ طبعاً بدعات کو پسند کرے گا، وہ بدعات کا وکیل بن کر زندگی گزارے گا۔ اگر اس کے سامنے بدعت کا رد کر دیا جائے تو اسے دکھ ہوگا۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بدعتی کو آتا دیکھو تو تم راستہ ہی بدل کر چلے جاؤ۔ فرمایا، جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کی دیوار کو گرانے میں مدد کی اور فرمایا کہ جو قوم کسی بدعت پر عمل کر لیتی ہے اللہ رب العزت اس بدعت کے مقابلے کی ایک سنت کو اٹھا لیتے ہیں اور قیامت تک ان لوگوں کو وہ سنت دوبارہ عطا نہیں فرماتے۔

تینوں گناہوں کا انجام:۔

ان تینوں گناہوں کا انجام دیکھ لیجئے۔ شہوت کی وجہ سے جو گناہ کئے جائیں گے وہ جلدی معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ جب شہوت غالب ہوتی ہے اس وقت عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ (ان لوگوں کی توبہ کو قبول کرنا اللہ رب العزت کے ذمے ہے جو جہالت کی وجہ سے گناہ کا کام کر بیٹھتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں)۔ یہاں مفسرین نے لکھا ہے کہ جب کسی کے اوپر جذبات اور خواہشات کا غلبہ ہوگا تو اس آدمی کو اس وقت جاہل کہا جائے گا۔ اس لئے جو شہوات کی وجہ سے گناہ ہوں گے اگر انسان توبہ کرے گا تو اللہ رب العزت بہت جلدی ان گناہوں کی معافی عطا فرما دیں گے۔

غضب کی وجہ سے سرزد ہونے والے گناہ چونکہ حقوق العباد سے متعلق ہوتے ہیں اس لئے فقط معافی مانگنے سے یہ گناہ معاف نہیں ہوں گے بلکہ جن کے حقوق کو پامال کیا ان لوگوں سے بھی معافی مانگنی پڑے گی یا ان کے حقوق کو ادا کرنا پڑے گا پھر وہ گناہ معاف ہوں گے۔

اور ہوا پرستی کے گناہ نا قابل معافی ہوں گے۔ اس لئے جو انسان کفر اور شرک کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگا قیامت کے دن اس کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حسد بری بلا ہے:

جب یہ تینوں گناہ مل جاتے ہیں تو اس معجون مرکب کا نام ''حسد'' بنتا ہے۔ ایسے آدمی کے اندر حسد بہت زیادہ ہوگا۔ ہر قسم کے کاموں میں حسد پیدا ہو جاتا ہے۔ حسد ایسی بری بلا ہے کہ اگر کسی کے بارے میں پیدا ہو جائے تو پھر اس بندے کی نیکی بھی اچھی نہیں لگتی اور اس کی نیک نامی بھی اچھی نہیں لگتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے کام کرے گا تو یہ اس پر بھی پریشان ہوگا کہ وہ کیوں کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ا... جتنے شر رکھے ان تمام کا مجموعہ حسد بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ...رۃ فلق میں اس کا یوں تذکرہ فرمایا وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے حسد ...) انسان کو اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے یوں حسد سے بچنے کی تعلیم ارشاد فرمادی۔

وساوس شیطانیہ:

شیطان کی طرف سے جو حملے ہوتے ہیں ان کو ''وساوس شیطانیہ'' کہا جاتا ہے۔ شیطان کے اندر جتنا بھی شر ہے اس کا نتیجہ وساوس کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آخری سورۃ میں اس کا بھی تذکرہ فرمادیا۔ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۔ حسد اور وساوس ہی دو چیزیں ہیں جو انسان کی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ وساوس شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور حسد انسان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں طرح کے دشمنوں سے محفوظ فرمالیں۔

حسد کی پیدا کردہ خرابیاں:

آج عملیات کا جتنا کاروبار چمک رہا ہے اور عدالتوں میں جتنی بھیڑ ہوتی ہے اس کے پیچھے حسد کارفرما ہوتا ہے۔ سب ایک دوسرے کے ساتھ حسد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ یہ سب مقدمے بازیاں عداوتیں حسد کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

آنکھوں کی حفاظت:

یہ اصول یاد رکھیں کہ دل کی حفاظت کے لئے آنکھوں کی حفاظت ضروری ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان آنکھ سے دیکھتا ہے، دل اس کی طمع کرتا ہے اور پھر شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے۔ اس لئے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ شہوات والے گناہ کی ابتدا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیشہ آنکھ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا جو بندہ اپنی نگاہ کو نیچی رکھنے اور غیر محرم سے اپنی نگاہ کو بچانے کا عادی ہوگا وہ اللہ رب العزت کی حفاظت میں آ جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کی کبیرہ گناہوں سے حفاظت فرمالیں گے۔

زنا کا پہلا قدم:

یاد رکھئے کہ آنکھ کا گناہ پہلا قدم ہے۔ اس سے آگے زنا کے راستے ہموار ہوتے ہیں۔ اس لئے اس پہلے قدم کو ہی روک لیجئے۔ جو انسان یہ کہے کہ میں فقط ادھر ادھر دیکھتا ہوں اور عمل بالکل نہیں کرتا، یہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ جب آنکھ دیکھے گی تو جی چاہے گا اور پھر جسم اس پر عمل کرے گا۔ اس لئے سالک پر لازمی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کو غیر محرم عورتوں سے محفوظ رکھے۔ ہمارے مشائخ نے تو یہاں تک کہہ دیا

؎ چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

(یعنی تو اپنی آنکھوں کو بند کر لے، کانوں کو بند کر لے اور زبان کو بند کر لے، پھر بھی اگر تجھے حق کا راز نہ ملے تو میرے اوپر ہنسی اڑاتے پھرنا)۔

ہم یہ تینوں کام نہیں کرتے، نہ آنکھ بند ہوتی ہے، نہ کان بند ہوتے ہیں اور نہ زبان بند ہوتی ہے۔ جب ہم سے یہ تینوں کام نہیں ہوتے تو پھر ہمیں حق کا راز کیسے ملے؟

یوسف علیہ السلام و زلیخا اور نظر کی حفاظت:

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی نظر کی حفاظت کی تو اللہ رب العزت نے ان کو کامیاب فرما دیا اور زلیخا اپنی نظر کی حفاظت نہ کر سکی جس کی وجہ سے شیطان نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو گناہ میں پھنسا دیا۔

اماں حوا سے بھول ہونے کی وجہ:

اماں حوا اگر شجر ممنوعہ کی طرف نگاہ نہ کرتی تو ان سے کبھی بھول نہ ہوتی۔ چونکہ انہوں نے اس درخت کی طرف دیکھ لیا تھا اس لئے شیطان کو ورغلانے کا موقع مل گیا۔

شیخ کی نظر:

معلوم ہوا کہ یہ نظر ہی ہے جو انسان کی گراوٹ کا سبب بنتی ہے اور پھر شیخ کی نظر ہی ہے جو انسان کی ترقی کا ذریعہ بن جایا کرتی ہے۔

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

جب ہم غیر محرموں پر نظر ڈالنے سے بچیں گے تو پھر شیخ کی نظر ہم پر اثر کرنا شروع کر دے گی۔ شیخ کی نظر بھی کیا اثر کرے جب اپنی ہی نظریں ہوس کے ساتھ ادھر ادھر پڑ رہی ہوں۔

جمال اور مال سے نظر ہٹانے کا حکم:

طلبا توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو چیزوں کی طرف نظر کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ پہلی چیز غیر محرم کی طرف نظر اٹھانا ہے۔ یہ تو آپ اکثر سنتے ہی رہتے ہیں اور ایک دوسری چیز کی طرف نظر کرنے سے بھی منع فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتے ہیں، اے میرے محبوب! وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (آپ ان کفار کی ظاہری چمک دمک اور مال و دولت کی طرف نگاہ ہی نہ کریں کیونکہ ان کو تو دنیا کا تھوڑا سا حصہ دیا گیا) معلوم ہوا کہ ہمیں دو چیزوں سے نگاہ ہٹانی ہے، ایک جمال سے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرا مال سے۔ کیونکہ یہی چیزیں انسان کی بربادی کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔ مردوں کی نظر جمال سے نہیں ہٹتی اور عورتوں کی نظر مال سے نہیں ہٹتی۔ یہ بہت ہی عجیب فتنے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ شیطان نے ہر ہر بندے کو الجھایا ہوا ہے۔ مشائخ عظام ان گناہوں کو واضح کر کے سامنے کرتے ہیں تاکہ انسان کے لئے ان سے بچنا اور توبہ کرنا آسان ہو جائے۔

عام عورتوں میں یہودیوں کی تین صفات:

علما نے لکھا ہے کہ عام عورتوں میں تین باتیں یہودیوں والی ہوتی ہیں۔

1. پہلی بات یہ کہ خود ظلم کرتی ہیں مگر لوگوں کے سامنے مظلوم بن جاتی ہیں۔ زیادتی ان کی اپنی ہوتی ہے مگر کہانی ایسی بنا لیتی ہیں کہ فریادی نظر آتی ہیں۔
2. دوسری بات یہ کہ مجرم ہوتی ہیں مگر دوسروں کی یقین دہانی کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتی رہتی ہیں۔
3. تیسری بات یہ کہ کسی بات کے لئے دل سے آمادہ ہوتی ہیں مگر زبان سے ناں ناں کر رہی ہوتی ہیں۔ خود اپنا بھی دل چاہ رہا ہوتا ہے کہ خاوند یہ کام کر لے مگر زبان سے نہیں نہیں کہتی رہیں گی۔ اس لئے کہ اگر کام ٹھیک ہو گیا تو میں خاموش رہوں گی اور اگر کام الٹ ہو گیا تو کہوں گی کہ دیکھا میں نے مشورہ نہیں دیا تھا۔

یہ تینوں باتیں یہودیوں میں پائی جاتی تھیں جو آج کل کی عام عورتوں میں آ چکی ہیں۔

نیک عورت کے اجر و ثواب میں اضافہ:

اگر یہی عورت ذکر فکر کر کے نیک بن جائے تو اللہ رب العزت کے ہاں اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کا بڑا درجہ ہوتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں نیک عورت کے بڑے فضائل بیان کیئے گئے ہیں۔ یہاں تک فرمایا گیا کہ جو عورت گھر کے اندر پڑی ہوئی کسی بے ترتیب چیز کو ترتیب سے رکھ دیتی ہے اللہ رب العزت اس کو ایک نیکی عطا کرتے ہیں اور ایک گناہ معاف فرما دیا کرتے ہیں۔ عورتیں روزانہ کتنی بے ترتیب چیزوں کو ترتیب سے رکھتی ہیں۔

چرخے کی آواز پر اللہ اکبر کہنے کا ثواب:

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ راوی ہیں کہ جب کوئی عورت اپنے چرخے کو کاتتی ہے اللہ رب العزت اس چرخے کی آواز پر اللہ اکبر کہنے کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھواتے ہیں۔ اب جتنی دیر تک چرخہ کات رہی ہوتی ہے اتنی دیر تک اللہ اکبر کہنے کا اجر اس کے نامہ اعمال میں لکھا جا رہا ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں تو چرخہ ہوتا تھا۔ آج کے دور میں مشینیں آ گئی ہیں۔

خاوند کو لباس مہیا کرنے پر اجر:

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ جو عورت اپنے کاتے ہوئے سوت سے کپڑا بنا کر اپنے خاوند کو لباس پہنائے اللہ رب العزت ہر ہر دھاگے اور تار کے بدلے اس کو ایک لاکھ نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔ آج کل گھروں میں کپڑا بن تو نہیں سکتا لیکن گھروں میں آ کر سل تو سکتا ہے یا جن عورتوں کو یہ سینے کا فن بھی نہیں آتا اور وہ اپنی محبت کی وجہ سے سلوا کے دے دیتی ہیں تو وہ بھی اس اجر و ثواب میں شامل ہو جاتی ہیں۔ دیکھئے کہ گھر کے اندر محبت و پیار کی زندگی گزارنے پر انسان کو کتنا اجر مل رہا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک عجیب بات:

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات لکھی ہے کہ جو عورت نماز پڑھے لیکن وہ نماز میں اپنے خاوند کے لئے دعا نہ مانگے اس کی نماز اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شرف قبولیت ہی نہیں پاتی ۔ گویا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہتے تھے کہ جو عورت نماز پڑھے گی اور اس نماز میں اپنے خاوند کے لئے دعا مانگے گی اللہ رب العزت اس کی نماز کو قبول فرمالیں گے۔

ایک بہت بڑی غلط فہمی:

یہ نہیں کہ ایسے کام فقط عورت ہی نے کرنے ہیں مردوں کے ذمے بھی کچھ کام ہیں۔ آج کل کے صوفیوں میں ایک عجیب بیماری دیکھی گئی ہے کہ ذرا ذکرو اذکار کرنے شروع کویں تو گھر کے کاموں سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں اور اسے توکل کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔

گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کے پیغمبر ہیں۔ ان کی اہلیہ امید سے تھیں۔ وہ ان کے لئے آگ ڈھونڈنے کے لئے نکلے اور اپنی اہلیہ سے فرمایا اٰتِیْکُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی جب وقت کے نبی علیہ السلام بھی اپنی بیوی کے لئے آگ ڈھونڈتے پھرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ کام کرنا مرد کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے اور اس پر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملا کرتا ہے۔ نبی علیہ السلام بھی گھر کے کاموں میں شریک ہوا کرتے تھے کبھی بکری کا دودھ دوہ لیتے اور کبھی آٹا گوندھ دیتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ستر سال کے گناہ معاف:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو مرد اپنے اہل خانہ کے لئے کوئی چیز خریدتا ہے اور لا کر اپنے گھر کے اندر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اس کے ستر سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

اعتدال کا راستہ:

شریعت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا بلکہ انہی گلی کوچوں بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔ یاد رکھیں کہ ذکر اذکار کے ذریعے کسی کو لولہا لنگڑا نہیں بنانا ہوتا کہ نہ ہاتھ کام کریں اور نہ پاؤں کام کریں۔ اللہ رب العزت ہمارے مشائخ کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، انہوں نے ہمیں اعتدال کا ایسا راستہ دکھایا جو افراط و تفریط سے بچ کر سیدھا اللہ رب العزت کی طرف پہنچنے والا ہے۔

الٹے کام:

گناہوں سے بچنا اور ذکر کرنا دونوں کام ہم پر لازم ہیں۔ آج کل ہم الٹ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جو کام کرنا ہے وہ کرتے نہیں اور جو کام نہیں کرنا چاہیے وہ کر رہے ہوتے ہیں۔ ہماری مثال اس بیمار کی سی ہے جو دوائی تو کھا نہیں رہا ہوتا اور نزلہ و زکام کا مریض ہونے کے باوجود اچار کھا رہا ہوتا ہے۔ اس آدمی کا نزلہ کیسے ٹھیک ہوگا۔ اوراد و وظائف کا معمول بنائیے اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچائیے پھر دیکھنا کہ اللہ رب العزت کی رحمت کیسے جوش مارے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک علمی نکتہ:

ایک علمی نکتہ ذہن میں رکھیۓ کہ قرآن پاک میں انسان کے لئے تین الفاظ استعمال ہوتے ہیں ایک ظالم دوسرا ظلوم اور تیسرا ظلام۔ ان تینوں الفاظ کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے تین نام ہیں۔ ظلوم کے مقابلے میں غفور، ظالم کے مقابلے میں غافر اور ظلام کے مقابلے میں غفار۔ معلوم ہوا کہ اگر ہم ظلم کی کسی بھی حیثیت میں ہیں، ظالم ہیں، ظلام ہیں یا ظلوم ہیں کسی بھی درجہ میں ہیں، پھر بھی ہمارے گناہ اللہ رب العزت کی رحمت سے زیادہ نہیں ہیں۔ پروردگار کی رحمت زیادہ ہے جس نے ہر ہر درجے کے مقابلے میں اپنا نام بتا دیا کہ میرے بندے! تو ظالم ہے تو میں غافر ہوں، تو ظلوم ہے تو میں غفور ہوں، تو ظلام ہے تو میں غفار ہوں، آ کے توبہ کر لے میں تیرے گناہوں کو معاف فرما دوں گا۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اور خوف خدا:

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ایک دفعہ کہیں بیٹھی تھیں۔ قریب ہی ایک آدمی بھنا ہوا گوشت کھا رہا تھا۔ انہوں نے جب اسے دیکھا تو رونا شروع کر دیا۔ وہ آدمی سمجھا کہ انہیں بھوک لگی ہے اور یہ چاہتی ہیں کہ مجھے بھی کھانے کو دیا جائے۔ اس نے پوچھا کہ، کیا آپ بھی کھائیں گی؟ فرمانے لگیں، نہیں۔ میں اس لئے نہیں رو رہی بلکہ میں کسی اور بات پہ رو رہی ہوں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کونسی بات ہے؟ فرمانے لگیں کہ میں اس بات پر رو رہی ہوں کہ جانوروں اور پرندوں کو آگ پر بھوننے سے پہلے انہیں مار دیا جاتا ہے اور ذبح کئے ہوئے جانور کو بھونتے ہیں، میں قیامت کے دن کو سوچ رہی ہوں کہ جب زندہ انسانوں کو آگ میں ڈال کر بھون دیا جائے گا۔ میں نے بھنے ہوئے مرغ کو دیکھا تو مجھے قیامت کا دن یاد آ گیا، مجھے وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رات یاد آ گئی کہ جس کی صبح کو قیامت ہوگی۔ اے بندے! تو بھنے مرغ کھانے کا عادی ہے، کباب اور تکے منگوا منگوا کے کھاتا ہے۔ سوچا کریں کہ ہم جو اس گوشت کو بھون بھون کر کھا رہے ہیں اسے تو ذبح کر کے بھونا گیا، اگر ہم گناہ کریں گے تو فرشتے ہم زندوں کو بھونیں گے۔ اس لئے ہمیں گناہوں سے ضرور بچنا چاہئے۔

انعام میں دو جنتیں:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں)۔ ان دو جنتوں کی تفصیل بھی بڑی عجیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا ایک گھر جنت میں اور ایک گھر جہنم میں بنایا ہے۔ چاہے مسلمان ہو چاہے کافر۔ لیکن مسلمان ہوگا تو جنت والے گھر میں جائے اور اگر کافر ہوگا تو جہنم والے گھر میں جائے گا۔ اس لئے کافر کو موت کے وقت جنت کا گھر دکھاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اگر تو ایمان والا ہوتا تو تیرے لئے یہ گھر تھا لیکن اب تجھے یہ گھر نہیں دیا جائے گا۔ پھر اسے جہنم کا گھر دکھاتے ہیں۔ چونکہ ایمان والوں کو جنت میں گھر ملیں گے اور کافروں کو جہنم میں ملیں گے لہٰذا ان کافروں کے جنت کے جو مکان بچیں گے اللہ تعالیٰ کفار کے ان مکانوں کو ایمان والوں میں تقسیم فرما دیں گے۔ اس طرح ایمان والوں کو جنت میں دو گھر مل جائیں گے۔ دنیا میں انسان کی دو کوٹھیاں ہوں تو وہ خوش ہوتا ہے کہ جی میری فلاں جگہ بھی کوٹھی ہے اور فلاں جگہ بھی۔ اسی طرح جب جنت میں ایمان والوں کو دو گھر ملیں گے تو وہ بھی بہت خوش ہوں گے۔

مغفرت کا عجیب انداز:

یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا، حضرت! آگے کیا بنا؟ فرمایا کہ اللہ رب العزت کے حضور میری پیشی ہوئی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یحییٰ! تم میرے پاس کیا لائے ہو؟ میں نے کہا، اے اللہ! میرے پاس اعمال کا ذخیرہ تو کچھ نہیں البتہ ایک حدیث مبارکہ میں نے سنی ہوئی ہے۔ پوچھا، کونسی حدیث؟ عرض کیا، اے اللہ! میں نے اپنے استاد معمر سے سنا، انہوں نے زہری سے سنا، انہوں نے عروہ سے سنا، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا، انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے سنا اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میرا وہ بندہ جو کلمہ گو ہو اور اس کے بال سفید ہو جائیں اور اس حال میں وہ میرے سامنے پیش کر دیا جائے تو اس کے سفید بالوں کو دیکھ مجھے حیا آتی ہے اور میں ایسے بندے کو عذاب نہیں دیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بھی ٹھیک سنا، معمر نے بھی ٹھیک کہا، زہری نے بھی ٹھیک کہا، عروہ نے بھی ٹھیک کہا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی ٹھیک کہا، میرے محبوب ﷺ نے بھی ٹھیک کہا، جبرئیل نے بھی ٹھیک کہا اور ہم نے بھی سچ کہا، مجھے سفید بالوں والے مومن سے واقعی حیا آتی ہے۔ یحییٰ! تیرے سفید بالوں کو دیکھ کر میں نے جہنم کی آگ کو تیرے اوپر حرام کر دیا۔

رحمت خداوندی کا عجیب واقعہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بڑا ہی گناہگار آدمی تھا۔ اس نے کبھی نیکی نہیں کی تھی۔ وہ ہر وقت جوانی والے شہوانی کاموں میں لگا رہتا تھا۔ یعنی دن رات نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں لگا رہتا تھا۔ گویا دن رات وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان بن کر کام کرتا رہتا تھا۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا تھا۔ وہ اپنی خواہشات میں اتنا مست تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! فلاں بندے کو جا کر میرا پیغام دے دو کہ تمہیں میں نے دنیا میں بندگی کے لئے بھیجا تھا مگر تم نے دنیا میں جا کر نافرمانی کی، تم نے اتنے گناہ کئے کہ گناہوں نے تمہارا احاطہ کر لیا، اب میں تم سے ناراض ہوں، اس لئے میں تمہیں نہیں بخشوں گا اور قیامت کے دن میں تمہیں جہنم کا عذاب دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ پیغام سنایا کہ تو نے اتنے گناہ کئے، اتنے گناہ کئے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے بندے! میں تجھ سے غضبناک ہوں، تو نے قدم قدم پر میرے حکموں کو توڑا اور میرے پیغمبر کی سنتوں کو چھوڑا، لہٰذا میں تجھ سے خفا ہو گیا ہوں، اب میں تجھے نہیں بخشوں گا اور تجھے جہنم میں ڈالوں گا۔ اس بندے نے جب یہ بات سنی تو اس بندے کے دل میں ایک عجیب طرح کی کیفیت پیدا ہوئی۔ وہ سوچنے لگا کہ اوہو! میں اتنا تو گنہگار ہوں کہ پروردگار مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کے ذریعے پیغام بھیج دیا کہ میں تجھ سے خفا ہوں، تجھ سے راضی نہیں ہوں گا اور تجھے جہنم کی آگ میں ڈالوں گا۔

وہ یہی باتیں سوچتے سوچتے جنگل کی طرف نکل گیا، وہ ویرانے میں جا کر اپنے پروردگار سے مناجات کرنے لگا کہ اے اللہ! میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، میں نے بڑے گناہ کئے، کوئی وقت نہیں چھوڑا، دن میں بھی کئے رات میں بھی کئے، محفل میں بھی کئے تنہائی میں بھی کئے، اے اللہ! میں نے گناہ میں کوئی کسر

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں چھوڑی، میں نے سر پر گناہوں کے بڑے بڑے بوجھ لاد لئے ہیں۔ مگر اے پروردگار! اگر میرے پاس گناہوں کے بوجھ ہیں تو تیرے پاس بھی عفو و درگزر کے خزانے ہیں، اللہ! کیا میرے گناہ اتنے ہوگئے کہ تیرے عفو و درگزر کے خزانوں سے بھی زیادہ ہیں، میرے مولا! اگر تو کسی کو پیچھے دھکیلے گا تو پھر کون ان کا غمگسار ہوگا، اے بے کسوں کے دستگیر! میں تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں، تو مجھے مایوس نہ فرما، تیری رحمت میرے گناہوں سے زیادہ ہے اور میرے گناہ تیری رحمت سے تھوڑے ہیں۔ بالآخر اس نے یہاں تک کہہ دیا، اے پروردگار! اگر میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ بخشش کے قابل نہیں ہیں تو پھر میری ایک فریاد سن لے کہ تیری جتنی بھی مخلوق ہے اس سب مخلوق کے گناہ تو میرے سر پر ڈال دے، مجھے قیامت کے دن عذاب دے دینا مگر اپنے باقی بندوں کو معاف کر دینا۔

اس کے الفاظ اللہ تعالیٰ کو پسند آگئے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی کہ اے میرے پیارے پیغمبر علیہ السلام! اس بندے کو بتا دیجئے کہ جب تم نے میری رحمت کا اتنا سہارا لیا تو سن لے کہ میں حنان ہوں، منان ہوں، رحیم ہوں، کریم ہوں لہٰذا میں نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا، بلکہ تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیا۔

میرے دوستو! جو رب کریم اتنا مہربان ہو تو ہم کیوں نہ ان محفلوں میں بیٹھ کر اپنے اس پروردگار کی رحمتوں سے حصہ پائیں، اپنے گناہوں کو بخشوائیں اور آئندہ نیکوکاری و پرہیزگاری کی زندگی گزارنے کا ارادہ کریں۔ پروردگار ہمیں سچی توبہ کی توفیق نصیب فرما دے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

www.besturdubooks.wordpress.com

برکت یا کثرت

www.besturdubooks.wordpress.com

آج کا عام انسان اس غلط فہمی کا شکار ہے کہ میرے مسائل کا حل کثرت میں ہے۔کوئی حکومت والا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ عوام کی کثرت میرے ساتھ ہوگی تو مسئلے حل ہو جائیں گے،کوئی مال والا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ مال کی شرح آمدن زیادہ ہوگی تو مسئلے حل ہو جائیں گے،کوئی فیکٹری والا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ پروڈکشن زیادہ ہوگی تو مسئلے حل ہو جائیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کثرت سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ برکت سے مسائل حل ہوا کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

برکت یا کثرت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ○ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

عربی زبان کے دو الفاظ اردو زبان میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ایک کثرت دوسرا برکت۔ کثرت کہتے ہیں مقدار کی زیادتی کو مثلاً ایک آدمی کے پاس مال بہت زیادہ ہو، عمر بڑی لمبی ہو، اولاد زیادہ ہو یہ اولاد کی کثرت، مال کی کثرت اور عمر کی کثرت کہلائے گی۔ برکت کا یہ مطلب ہے کہ چیز ضرورت کے لئے کافی ہو جائے۔ دونوں الفاظ کی حقیقت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

آج کل ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری پریشانیوں کا حل کثرت میں ہے۔ ہمارے پاس مال زیادہ ہوگا تو مسئلے حل ہو جائیں گے، عمر لمبی ہوگی تو ہمارے مسئلے حل ہو جائیں گے، اولاد زیادہ ہوگی تو مسئلے حل ہو جائیں گے۔ ہمیں اپنی پریشانیوں کا حل کثرت میں نظر آتا ہے حالانکہ یہ ہماری بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ اگر کثرت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں مسائل کا حل ہوتا تو لاکھوں پتی، کروڑوں پتی اور اربوں پتی لوگوں کی زندگی میں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے تھی۔ وہ سب کے سب مطمئن زندگی گزارنے والے ہوتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مزدور درخت کے سائے تلے میٹھی نیند سو رہا ہوتا ہے جب کہ امراء کو ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں بھی نیند نہیں آتی، مزدور آدمی زمین کے اوپر بغیر بستر کے آرام کی نیند سو لیتا ہے لیکن ان کو نرم گدوں کے اوپر بھی نیند نہیں آتی۔ جو شخص دال ساگ کھاتا ہے وہ اطمینان کی زندگی گزارتا ہے، جب کہ ان من مرضی کی غذائیں کھانے والوں کو ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ہے۔

مسائل جوں کے توں:

آج کل ایک ایسی روٹین بن گئی ہے کہ ہر بندہ کثرت مانگتا ہے۔ جس کی تنخواہ پانچ ہزار ہو وہ سمجھتا ہے کہ چھ ہزار ہوتی تو مسئلے حل ہو جاتے، اگر چھ ہزار ہو جائے تو سمجھتا ہے کہ سات ہزار ہو جاتی تو مسئلے حل ہو جاتے، دس ہزار ہو تو وہ کہتا ہے کہ پندرہ ہزار ہوتی تو مشکلات ختم ہو جاتیں، جس کی بیس ہزار ہو وہ کہتا ہے کہ پچیس ہزار ہوتی تو پریشانیاں ختم ہو جاتیں۔ اسی لئے دعائیں بھی کرواتے ہیں کہ دعا کرو میری تنخواہ بڑھ جائے، اگلا گریڈ مل جائے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہمارے مسئلے حل ہو جائیں گے حالانکہ مسئلے جوں کے توں رہتے ہیں کیونکہ تنخواہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ مصارف بھی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ ہمارے مشائخ نے اس بات کو اچھی طرح سمجھایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کثرت میں مسائل کا حل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو پیسے جتنے دیں گے پریشانیاں اسی حساب سے بڑھا کر دیں گے جس کی وجہ سے وہ بیچارہ ہر وقت پریشان رہے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک خاتون کی پریشانی:

ایک مرتبہ فیصل آباد سے ایک خاتون آئی، میری اہلیہ نے مجھے کہا کہ اس کی بات ضرور سنیں، بڑی پریشان ہے اور جب سے آئی ہے رو رہی ہے۔ اس کو ٹائم دیا۔ پردے میں بیٹھ کر بات کرنے لگی کہ میرا خاوند بڑا مل مالک ہے، امیر آدمی ہے، کھلا پیسہ ہے، شادی کے سات آٹھ سالوں میں اولاد کوئی نہیں ہے مگر یہ پریشانی کی بات نہیں کیونکہ خاوند میرے ساتھ خوشی کی زندگی گزار رہا ہے۔ ہم دونوں کو اس کی وجہ سے کوئی پریشانی نہیں ہے، قسمت میں ہوئی تو ہو جائے گی، نہیں تو جو اللہ کو منظور۔ خاوند مجھے بہت چاہتا ہے، محبتوں والی زندگی گزار رہے ہیں، گھر کا سارا خرچ خاوند نے اپنے ذمے لیا ہوا ہے۔ نوکروں کا خرچہ، باورچی کا خرچہ، گارڈ کا خرچہ، مالی کا خرچہ، یہ تمام اخراجات میرا خاوند خود ادا کرتا ہے۔ جتنے گھر کے بل آتے ہیں، ٹیلی فون، بجلی، گیس وغیرہ کے وہ سب میرا خاوند ادا کرتا ہے۔ گاڑیاں ہیں، ڈرائیور ہیں، کاریں ہیں، بہاریں ہیں، روٹی ہے، بوٹی ہے، اللہ نے یوں تو زندگی میں ہر سہولت دی ہے۔ میری پریشانی یہ ہے کہ میرا خاوند مجھے میرے ذاتی خرچ کے لئے ہر مہینے صرف پچاس ہزار روپیہ دیتا ہے اور میرے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ یہ کہہ کر وہ عورت رونے لگ گئی کہ شاید میرے جیسا پریشان دنیا میں کوئی نہیں ہوگا۔ وہ ایسے زار و قطار رو رہی تھی جیسے کسی کی وفات پر کوئی رویا کرتا ہے۔

اس عورت کو اس عاجز نے یہ بات سمجھائی کہ آپ کی پریشانی ختم ہونے والی نظر نہیں آتی۔ آپ کا خاوند آپ کو پچاس ہزار کی بجائے ایک لاکھ روپے ماہانہ بھی دینا شروع کر دے پھر بھی آپ کی پریشانی ختم نہیں ہوگی، دو لاکھ بھی دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دے پھر بھی ختم نہیں ہوگی، پانچ لاکھ بھی ہر مہینے دے دے پھر پریشانیاں ختم نہیں ہوں گی۔ وہ بڑی حیران ہو کر کہنے لگی کہ پیر صاحب! آپ مجھے بات سمجھائیں کیونکہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ عاجز نے کہا کہ، بی بی! جس راستے سے آپ پریشانیوں کا حل ڈھونڈنا چاہتی ہیں اس راستے سے پریشانیوں کا حل ہوتا ہی نہیں۔ کہنے لگی کہ چاہتی تو ہوں کہ پریشانیاں ختم ہوں۔ عاجز نے کہا کہ، اگر آپ چاہتی ہیں تو اپنی زندگی کو شریعت کے مطابق ڈھالیں، معصیت سے خالی زندگی اختیار کریں، آپ نے گناہوں بھری زندگی سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیا ہے۔ آئندہ آپ سنت والی زندگی کو اختیار کر کے اپنے خالق کو راضی کر لیں، آپ کے مال میں برکت آئے گی، تب آپ کی پریشانیاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ آپ کثرت مانگ رہی ہیں کہ وہ پچاس ہزار دیتا ہے تو ایک لاکھ دینا شروع کر دے لیکن یاد رکھنا کہ پھر بھی پریشانیاں رہیں گی۔

خیر عاجز نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے بات میں برکت رکھ دی۔ لہٰذا کہنے لگی کہ میں بچی توبہ کرنا چاہتی ہوں۔ عاجز نے اس کو توبہ کے کلمات پڑھا کے رخصت کیا۔ الحمد للہ تین چار مہینوں کے بعد اس نے فون کیا، کہنے لگی کہ اب تو میں نماز کی پابند ہو گئی ہوں، برقعہ میں نے کر لیا ہے، ٹی وی چھوڑ دیا ہے۔ وہ عورت کہنے لگی کہ اب تو میں اچھی خاصی مولوی بن گئی ہوں، لیکن ایک بات بڑی عجیب ہے کہ اب میرے مہینے کے خرچے پندرہ ہزار میں پورے ہو جاتے ہیں اور میری باقی رقم یتیموں اور بیواؤں کے اوپر خرچ ہوتی ہے۔

برکت سے مسائل کا حل:

آج کا عام انسان اس غلط فہمی کا شکار ہے کہ میرے مسائل کا حل کثرت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ کوئی حکومت والا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ عوام کی کثرت میرے ساتھ ہوگی تو مسئلے حل ہو جائیں گے، کوئی مال والا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ مال کی شرح آمدن زیادہ ہوگی تو مسئلے حل ہو جائیں گے، فیکٹری والا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ پروڈکشن زیادہ ہوگی تو مسئلے حل ہو جائیں گے۔ کثرت سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ برکت سے مسائل حل ہوا کرتے ہیں۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے رزق میں برکت:

ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں برکت تھی۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ سے تین روپے ماہانہ مشاہرہ ملا کرتا تھا۔ اس زمانے میں بہاولپور کے نواب صاحب نے ایک بڑا جامعہ بنایا، یونیورسٹی بنائی۔ علما سے مشورہ کیا تو علما نے کہا، بلڈنگ آپ بنا دیں پھر آپ کو ہم ایک شخصیت بتائیں گے، اس شخصیت کو اگر آپ یہاں لے آئے تو جامعہ آباد ہو جائے گا۔ اس نے کہا، ٹھیک ہے ہیرا تم چن لینا دام میں لگا دوں گا۔ کیونکہ نواب صاحب کو اپنے خزانے پر بڑا مان تھا۔

جب یونیورسٹی بن گئی تو اس نے علما کو بلایا اور کہا کہ آپ کس عالم کو اس جامعہ کا سربراہ بنانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو جو کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان کا وہاں کتنا مشاہرہ ہوگا؟ کہنے لگے کہ مدرسے میں تو تین روپے ہے۔ کہنے لگا کہ وفد بن کر جائیں اور میری طرف سے جا کر کہیں کہ یہاں آپ کو رہنے سہنے اور اٹھنے بیٹھنے کی ہر سہولت موجود ہوگی اور آپ کا ہر مہینے کا مشاہرہ 100 روپے ہوگا۔ 33 گناہ مشاہرہ بڑھ جائے گا، یوں سمجھئے کہ جیسے کوئی تین سو لے رہا ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اسے کہہ دیا جائے کہ آج سے آپ کی تنخواہ تین لاکھ ہو جائے گی۔ علما کہنے لگے کہ نواب صاحب! اب تو ہم انہیں کسی نہ کسی طرح لے ہی آئیں گے۔ چنانچہ علما بڑے شوق اور دل کی خوشی کے ساتھ وہاں سے چلے کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر ہی آئیں گے، بس ہمارے بتانے کی دیر ہوگی۔ وہاں گئے، ملے، بیٹھے اور کہنے لگے، حضرت! ہم ایک عظیم مقصد کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ پوچھا، کیا مقصد ہے؟ عرض کیا کہ نواب صاحب نے ایک جامعہ بنایا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ کم از کم ایک لاکھ کتابوں کی لائبریری بنا دوں گا۔ آپ کو علم سے بڑا شغف ہے، اتنی کتابیں تو اور کہیں ایک جگہ مل بھی نہیں سکتیں، آپ کو کل اختیار ہوگا اور آپ کا مشاہرہ بھی 100 روپیہ ہوگا۔

حضرت نے بات سنی تو فرمایا، میں تو بالکل ہی نہیں آ سکتا۔ انہوں نے پوچھا، حضرت! وہ کیوں؟ حضرت نے فرمایا، کہ تین روپے اس وقت میرا دارالعلوم میں مشاہرہ ہے اور تین میں سے دو روپے میں اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روپیہ میں یتیموں، بیواؤں اور غریبوں پر خرچ کرتا ہوں۔ اس ایک روپیہ کے مستحق لوگوں کو ڈھونڈنے پر بھی مجھے وقت لگانا پڑتا ہے اگر میں بہاولپور آ گیا اور میرا مشاہرہ 100 روپے بن گیا تو میرا تو خرچہ دو روپے ہی رہے گا اور مجھے 98 روپے لوگوں پر خرچ کرنے پڑیں گے۔ اس طرح تو مجھے سارا مہینہ ضرورت مندوں کو ڈھونڈنے میں لگ جائے گا، اس لئے میں وہاں نہیں آ سکتا۔ ایسا جواب دیا کہ پھر ان کو بات کرنے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ سبحان اللہ

ہماری حالت:

آخر کیا وجہ تھی ان کے سامنے 100 روپے کی نوکری آئی تھی تو انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

دھکے دے دیئے جب کہ ہم رو رو کر دعا مانگ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ! دو روپے دیئے ہیں اب مجھے تین روپے دینا شروع کر دیجئے۔ اس طرح نہ تو پیسے ملتے ہیں نہ ہی مسئلے حل ہوتے ہیں۔ کہیں نہ کہیں فرق ضرور ہے۔ ہمارے دماغوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ کثرت سے مسئلے حل ہوں گے اور یہ غلط فہمی ہے۔ جب تک یہ غلط فہمی ذہن سے نہیں نکلے گی تب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نہیں آئیں گی۔

ایک چپاتی کھانے کا بدلہ:

چنانچہ دنیا میں ایک بڑا امیر آدمی تھا۔ اس کی بیوی بیمار ہوگئی اور بیماری ایسی تھی کہ ڈاکٹر نے اس کو روٹی کھانے سے منع کر دیا۔ اس کے گھر میں کھانے پکتے تھے، گھر کے اندر مہمان نوازیاں ہوتی تھیں، دعوتیں ہوتی تھیں، سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتی تھی مگر کھا نہیں سکتی تھی۔ اس نے اخبار میں خبر لگوائی کہ میں اتنے کروڑ روپے اس ڈاکٹر کو دوں گی جو میرا اتنا علاج کرے کہ میں دال چپاتی دن میں ایک مرتبہ کھا لیا کروں۔

غیروں کی محتاجی:

ہم ہر چیز کی کثرت مانگتے ہیں مثلاً ہم کہتے ہیں کہ شالا عمر دراز ہووی (اللہ کرے آپ کی عمر لمبی ہو جائے)۔ اچھا، اگر اللہ تعالیٰ عمر تو دے ایک سو سال کی مگر پچاس سال کی عمر میں گھٹنوں کا درد شروع ہو جائے تو باقی پچاس سال کیسے گزریں گے۔ کئی ایسے ہوتے ہیں کہ پچاس برس کی عمر میں ہی رکوع سے اٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہ کی جگہ ان کے منہ سے ''اوئی اللہ'' نکلتا ہے۔ اس شخص نے عمر مانگی 100 سال کی مگر پچاس سال میں جوڑوں کے درد کا مریض بن گیا۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

طرح پچاس سال کے لئے دوسروں کا محتاج ہوگیا۔ عمر ہوئی 100 سال مگر 70 سال کی عمر میں فالج ہوگیا، اپنا ستر ڈھانپنے میں بھی دوسرے کا محتاج ہوجائے گا۔ اس 100 سال کو کیا کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ کثرت میں ہمارا حل نہیں برکت میں ہمارا حل ہے۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت میں برکت:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے ایسی صحت عطا فرمائی تھی کہ ہم جیسے لوگ ان کے سامنے چوزے لگتے تھے۔ نوے سال کی عمر میں نگاہ اتنی تیز تھی کہ اگر خط پڑھنا ہوتا تھا تو عینک ہٹا کر پڑھا کرتے تھے۔ نزدیک کی بینائی اتنی صحیح تھی، نوے سال کی عمر میں ساعت کے لئے کوئی آلہ نہیں لگایا کرتے تھے، کمرے کے کونے میں بھی اگر کوئی کانا پھوسی کرتا تو حضرت سن لیا کرتے تھے، نوے سال کی عمر میں آپ کے بتیس دانتوں میں سے ایک دانت بھی نہیں گرا تھا، طاقت ایسی تھی کہ کبھی کندھے پر ہاتھ رکھ دیتے تو ہم دباؤ کی وجہ سے نیچے بیٹھتے تھے۔ کئی مرتبہ فرماتے تھے کہ مجمع میں ہے کوئی میری عمر والا۔ اکثر مجالس میں تو کوئی اتنی عمر کا ہوتا ہی نہیں تھا اگر کبھی کوئی ہوتا بھی تھا تو اس کی نہ بینائی، نہ شنوائی بلکہ کمر ٹیڑھی ہوئی ہوتی۔ حضرت فرماتے، دیکھو۔ اور عجیب بات کہ حضرت کو شوگر کی بیماری تھی۔

محافظت وضو:

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک کے ایام مری میں گزارا کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ روزہ افطار کیا، کھانا کھایا اور کھانا کھانے کے بعد مسجد میں تشریف لے آئے وہاں عشا کی نماز پڑھی، لمبی

www.besturdubooks.wordpress.com

تراویح تھی۔ نماز کے بعد کچھ قراء حضرات آئے ہوئے تھے انہوں نے قرآن سنانا تھا۔ ایک مصلیٰ وہاں ایسا تھا کہ جس کے بارے میں بتایا گیا کہ اس مصلے پر 36 سال گزر گئے آج تک کسی قاری کو کوئی متشابہ نہیں لگا۔ ایسے ایسے حضرات وہاں قرآن پڑھنے آتے تھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو پھر قرآن پاک کے عاشق تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نفل کی نیت سے پیچھے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ سحری کا وقت ہو گیا۔

مسجد میں سحری کا کھانا کھایا گیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب کے ساتھ مل کے کھانا تناول کیا۔ کھانا کھا کے ہم لوگ تو بھاگے اور وضو کر کے جلدی آ گئے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! فجر کی نماز میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی ہے آپ وضو تازہ فرما لیجیے۔ فرمانے لگے، میرا وضو کوئی کچا دھاگہ ہے۔ شوگر کی بیماری کے باوجود مغرب کے بعد کھانا کھا کر وضو کیا اور سحری کے کھانے کے بعد فرمایا کہ میرا وضو کوئی کچا دھاگہ ہے۔ اسی وضو سے فجر کی نماز پڑھی، پھر اسی وضو سے درس قرآن دیا، اتنا لمبا درس قرآن کہ اشراق کا وقت ہو گیا۔ اسی وضو سے اشراق کی نماز پڑھی اور نماز کے بعد ہوٹل کے کمرے میں آ کر وضو کی تجدید فرمائی۔

صحت میں برکت:

اس عاجز نے ایک مرتبہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! آپ کی یہ صحت ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کچھ اس بارے میں ہمیں بھی فرمادیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے، کہ میں نے ایک مرتبہ لیلۃ القدر پائی اور دعا مانگی کہ اے اللہ! میری عمر میں برکت عطا فرما دے۔ یہ برکت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے جس نے زندگی کے آخری حصے میں بھی میری صحت کو اچھا کر دیا ہے۔

معزز سامعین ! آپ بتائیں کہ ہمیں کثرت چاہئے یا برکت ؟ اگرچہ 70 سال کی عمر ہو مگر ایسی صحت ہو کہ بندہ کسی کا محتاج نہ ہو اور عبادت میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔

عمر میں برکت کا عجیب واقعہ:

ہم لوگ ایک مرتبہ قزاقستان گئے تو ہمارے ساتھ امریکہ کے بھی کچھ دوست تھے۔ ایک جگہ میزبان نے علما کو دعوت دی۔ اس نے ایک بکرا ذبح کر کے اس کا گوشت بھون کر سب کے سامنے رکھا۔ اب بھنا ہوا گوشت کھانا اچھا تو بڑا لگتا ہے مگر چربی ساتھ تھی۔ چربی سے تو آج کل کے نوجوان بھی گھبراتے ہیں اور ڈاکٹر بھی منع کرتے ہیں۔ ہم لوگ تو چن چن کے وہ بوٹیاں ڈھونڈتے جن کے ساتھ چربی بالکل نہ ہوتی۔ ہمارے ساتھ ایک عالم آ کر بیٹھ گئے جن کی عمر ماشاء اللہ کہیں 95 سال تھی اور وہ صرف چربی کھا رہے تھے۔ ہم لوگ جو چربی اتار کے رکھتے وہ اس کو اٹھا کے کھا لیتے۔ ہمارے لئے اس بات کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا کہ اتنی چربی؟ جب ہم پریشان ہو گئے تو انہوں نے چمچ اٹھائی اور جو چربی نیچے شوربے میں تھی وہ بھر بھر کے پینا شروع کر دی۔ چربی کی بوٹی کھاتے اور اوپر سے چربی کی چمچ پی لیتے۔ یا اللہ! اب تو ہمارے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا۔ اس عاجز نے پہلے ان سے سلام دعا تو کیا ہی تھا اب ذرا تھوڑی سی بات بڑھائی اور ان سے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ کہنے لگے، 95 سال۔ عاجز نے پوچھا کہ صحت ٹھیک رہتی ہے؟ فرمانے لگے کہ پچانوے سال کی عمر میں آج تک میں نے اپنے ہاتھوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک گولی بھی اپنے منہ میں نہیں ڈالی، میں نے آج تک کسی ڈاکٹر کو اپنا ہاتھ نہیں دکھایا۔ ہم لوگ ان کا منہ تکتے رہ گئے۔ یہ عمر میں برکت ہے۔

کروڑوں پتی لوگوں کے قرضے:

جب اللہ تعالیٰ مال میں برکت دیتا ہے تو جتنا مال ہوتا ہے تھوڑا یا زیادہ وہ اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کئی لوگوں کو دیکھیں گے کہ چھ سات بچے ہیں، دو تین ہزار روپے کماتے ہیں لیکن انہوں نے کسی کا قرضہ نہیں دینا ہوتا۔ دوسری طرف بعض کروڑوں پتی ہیں مگر انہوں نے بنکوں کے کروڑوں کے قرضے بھی دینے ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حافظہ میں برکت:

آج قوت حافظہ ہے تو سہی مگر قوت حافظہ کی برکت نہیں ہے۔ ہمارے اسلاف کو اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ میں برکت عطا فرما دی تھی۔ چنانچہ مروان بن حکم نے ایک مرتبہ سوچا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کثرت سے احادیث کی روایت فرماتے ہیں تو ہم بھی ان سے کچھ احادیث سنیں۔ اس نے دعوت دی اور دعوت کے بعد حضرت رضی اللہ عنہ جہاں بیٹھے ہوئے تھے اس نے دو بندوں کو کاغذ قلم دے کر پردے کے پیچھے بٹھا دیا اور کہا کہ ہم کچھ احادیث سنیں گے آپ دونوں وہ تمام احادیث کاغذ پر لکھ لینا۔ دو آدمی اس لئے بٹھائے کہ لکھنے والے کو بھی غلطی پیش نہ آئے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس محفل میں سو سے زیادہ احادیث سنائیں اور واپس تشریف لے گئے۔

ایک سال گزرنے کے بعد اس نے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی۔ کھانے کے بعد پھر اسی طرح بٹھایا اور جن لوگوں نے پچھلے سال لکھا تھا ان کو کہہ

دیا کہ اب پھر لکھیں گے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمائش کی کہ ہم تو وہی احادیث سنیں گے جو آپ نے پچھلے سال سنائی تھیں۔ حضرت نے وہی ایک سو احادیث سنائیں۔ دو بندوں نے کاغذوں پر لکھی ہوئی احادیث کے ساتھ ان کو ملایا ایک حرف کا بھی کہیں فرق نظر نہ آیا۔

یہ قوت حافظہ میں برکت ہے حالانکہ یہ جنگ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور شروع شروع میں بھول جایا کرتے تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اے محبوب ﷺ! میں بھول جاتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ چادر پھیلاؤ اور پھر اپنے دست مبارک سے ایسے اشارہ کیا جیسے کوئی چیز ڈالی، پھر کپڑے کو ایسے کیا جیسے کوئی گٹھڑی باندھ لیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے محبوب ﷺ سے علم کے دو برتن حاصل کئے۔ یہ برکت تھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے قوت حافظہ میں عطا فرمائی تھی۔

عبداللہ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ:

یہی قوت حافظہ کی نعمت محدثین کو نصیب ہوئی۔ عبداللہ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اصفہان پہنچے تو وہاں کے علما نے ایک بڑے محدث کا بیٹا سمجھ کر ان کا استقبال کیا اور پھر کہا کہ ہمیں کچھ احادیث سنا دیجئے۔ چنانچہ محفلیں جاری رہیں اور انہوں نے اپنی یادداشت سے 35 ہزار احادیث ان کو سنا دیں۔

امام العسال رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ:

امام العسالؒ رجال الحدیث میں سے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے قرآن پاک کی قرأت و تجوید سے متعلق 50 ہزار روایتیں زبانی یاد ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت ابو ذرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ:

ابو ذرعہ رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث گزرے ہیں۔ ان کی محفل میں ایک شاگرد آیا کرتا تھا۔ اس کی نئی نئی شادی ہوئی۔ ایک دن محفل ذرا لمبی ہوگئی تو اس کو گھر جانے میں دیر ہوگئی۔ جب وہ رات دیر سے گھر پہنچا تو بیوی الجھ پڑی کہ میں انتظار میں تھی تم نے آنے میں کیوں دیر کی؟ اس نے سمجھایا کہ میں وقت ضائع نہیں کر رہا تھا میں تو حضرت کے پاس تھا۔ وہ کچھ زیادہ غصے میں تھی۔ غصے میں کہہ بیٹھی کہ تیرے حضرت کو کچھ نہیں آتا، تجھے کیا آئے گا۔ استاد کے بارے میں بات سن کے تو یہ نوجوان بھی بھڑک اٹھا۔ نوجوان لوگ ہوتے تو آگ ہی ہیں، تیلی لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے ماچس کی ڈبیا ہوتی ہے بس رگڑ لگنے کی دیر ہوتی ہے آگ تو پہلے سے اندر ہوتی ہے۔ نوجوانوں کا نفس بھی ایسا ہوتا ہے کہ بیچارے بازار سے گزرتے ہیں آنکھ اٹھتے ہی بس رگڑ لگتی ہے اور شہوت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

آمدم برسر مطلب جب بیوی نے یہ کہا کہ تیرے استاد کو کچھ نہیں آتا تجھے کیا آئے گا تو یہ سن کر نوجوان کو بھی غصہ آیا اور کہنے لگا کہ اگر میرے استاد کو ایک لاکھ احادیث یاد نہ ہوں تو تجھے میری طرف سے تین طلاق ہیں۔ اب غصے میں فائرنگ تو دونوں طرف سے ہوگئی۔ ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے گئے۔

صبح اٹھ کر ذرا دماغ ٹھنڈے ہوئے تو سوچنے لگے کہ ہم نے تو بہت بڑی بے وقوفی کی۔ بیوی نے خاوند سے پوچھا کہ میری طلاق مشروط تھی اب بتائیں کہ یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ تو استاد صاحب سے پوچھنا پڑے گا۔ اس نے کہا کہ جائیں پتہ کر کے آئیں۔ چنانچہ یہ نوجوان اپنے استاد کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس پہنچا اور کہا کہ رات یہ واقعہ پیش آیا، اب آپ بتایئے کہ نکاح سلامت رہا یا طلاق واقع ہو چکی ہے۔ ان کے استاد یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمانے لگے کہ جاؤ تم میاں بیوی والی زندگی گزارو۔ کیونکہ ایک لاکھ احادیث مجھے اس طرح یاد ہیں کہ جس طرح لوگوں کو سورۃ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔ سبحان اللہ۔ یہ قوت حافظہ میں برکت تھی۔ علم کی برکت تھی جو اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی تھی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق عبادت:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں منیٰ کے بازار میں تھا۔ ایک بوڑھے آدمی نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا کہ تجھے اللہ کا واسطہ، تو میری دعوت کو قبول کر لے۔ فرماتے ہیں کہ میں نوجوان تھا، اٹھتی جوانی تھی، میں نے دعوت قبول کر لی۔ اس بوڑھے نے اسی وقت اپنی گٹھڑی کھولی اور اس میں جو کچھ بھی گڑ وغیرہ تھا اٹھا کے دستر خوان پر رکھ دیا۔ کہنے لگا کہ کھائیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بے تکلفی سے کھانا شروع کر دیا۔ وہ بڑے میاں تھوڑی دیر مجھے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے، لگتا ہے کہ تو قریشی ہے۔ میں نے کہا، ہوں تو سہی لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا۔ کہنے لگا کہ قریشی لوگ دعوت دینے میں بھی بے تکلف ہوتے ہیں اور قبول کرنے میں بھی بے تکلف ہوتے ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔

میں نے کھانے کے دوران ان سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ کہنے لگے، مدینہ سے حج کرنے آئے ہیں۔ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں پوچھیں، انہوں نے کچھ سنائیں۔ جب انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں میرا شوق اور جذبہ دیکھا تو مجھے کہنے لگے، کیا آپ چاہتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کریں؟ میں نے کہا، ہاں۔ کہنے لگے کہ یہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

زرد رنگ کا اونٹ کھڑا ہے یہ خالی ہے۔ ہم نے کل مدینے جانا ہے، اگر آپ چاہتے ہیں تو یہ اونٹ ہم آپ کے حوالے کر دیتے ہیں، آپ آرام سے مدینے پہنچ جائیں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی ارادہ کر لیا۔ میں اس اونٹ پر سوار ہو کر مدینے کی طرف روانہ ہوا۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے میں ہمیں سولہ دن لگے اور سولہ دن میں میرے سولہ قرآن مجید مکمل ہو گئے۔ آج کل کئی لوگوں کو پریشانی ہوتی کہ ایک دن میں ایک قرآن کیسے پڑھ لیا۔

روزانہ تیس پاروں کی تلاوت:

قریب کے زمانے کی بات سن لیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے خود ''یادِ ایام'' میں اپنے بارے میں لکھوایا ہے کہ جن دنوں محراب (مصلّیٰ) سناتا تھا یعنی تراویح پڑھاتا تھا تو میرا معمول تھا کہ جو پارہ پڑھنا ہوتا میں اسے دن میں تیس مرتبہ پڑھ لیا کرتا تھا۔ اس طرح ایک قرآن پاک کی تلاوت کے برابر تلاوت ہو جاتی۔ یہ تو قریب کے زمانے کے لوگ ہیں جن کی ان گنہگار آنکھوں نے بھی زیارت کی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا بے مثال حافظہ:

آج کل تو حاجی حضرات آٹھ دن مسجد نبوی میں گزار کے آتے ہیں اور ایک قرآن پاک پڑھ کے محبوب ﷺ کو تحفہ دے کر نہیں آتے۔ بے عملی کا یہ حال ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں مسجد نبوی پہنچا تو دیکھا کہ نماز کے بعد ایک بڑی عمر کے آدمی ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے ایک چادر باندھی ہوئی تھی دوسری اوپر لپیٹی ہوئی تھی۔ انہوں نے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کہنا شروع کر دیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دن تھے جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ احادیث کی املا کروا رہے تھے، میں بھی بیٹھ گیا۔ میرے پاس لکھنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ میں نے سننا شروع کر دیا۔ مجھے اپنے سامنے ایک تنکا پڑا نظر آیا تو میں نے تنکا اٹھا لیا اور تنکے سے اپنی ہتھیلی کے اوپر وہی الفاظ لکھنے شروع کر دیئے۔ دوسرے لوگ تو قلم کے ساتھ کاغذوں پر لکھ رہے تھے اور میں اس تنکے کے ساتھ اپنی ہتھیلی پر لکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی میں وہ تنکا زبان سے لگا لیتا جیسے کہ قلم کو دوات میں ڈال کر سیاہی لگاتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے 127 احادیث اس محفل میں لکھوائیں حتیٰ کہ اگلی نماز کا وقت قریب ہو گیا تو انہوں نے محفل موقوف کر دی۔ میں چونکہ ان کے قریب بیٹھا تھا اور میرے اوپر ان کی نظر بھی تھی اس لئے انہوں نے مجھے اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ جب میں قریب آیا تو پوچھا، نوجوان! آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ مکہ مکرمہ سے آیا ہوں۔ میرا نام محمد ابن ادریس ہے۔ پوچھنے لگے کہ آپ ہتھیلی پہ کیا لکھ رہے تھے؟ عرض کیا کہ حدیث پاک۔ کہنے لگے، دکھاؤ۔ جب ہتھیلی دیکھی تو صاف، کچھ بھی نظر نہ آیا۔ کہنے لگے کہ اس پر تو کچھ نہیں لکھا ہوا۔ میں نے کہ میں تو اپنے منہ سے نمی لے کر اس کے ساتھ لکھ رہا تھا۔ فرمانے لگے کہ یہ تو حدیث پاک کے ادب کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت! بات یہ ہے کہ میں مسافر ہوں، میرے پاس نہ کاغذ ہے نہ قلم۔ میں ظاہراً ایک عمل کر رہا تھا کہ جیسے املا کر رہا ہوں مگر حقیقت میں تو میں اپنے دل پر لکھ رہا تھا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، یہ تو تب مانیں جب ان میں سے دس احادیث صحیح متن اور سند کے ساتھ سنا دو۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پہلی حدیث سے سنانا شروع کیا ایک سو ستائیس

www.besturdubooks.wordpress.com

احادیث متن، سند اور اسی ترتیب کے ساتھ ساتھ ان کو سنا ڈالیں۔ تو یہ کیا چیز تھی؟ یہ قوت حافظہ میں برکت تھی۔ ایک مرتبہ سننے سے ہی احادیث زبانی یاد ہوگئیں۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ:

قریب کے زمانے میں ہمارے اکابرین علما دیوبند ارجمند کے علوم میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت عطا کی تھی۔ ایک مرتبہ شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ بارش کا موسم ابھی ختم ہوا ہے اور بارش کے موسم میں کتابوں کو نمی کی وجہ سے دیمک لگنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے تو بہتر ہے کہ ہم یہ کتابیں باہر دھوپ میں رکھ دیں، اچھی طرح دھوپ لگ جائے گی تو اندر رکھ دیں گے۔ اگر کسی کی جلد خراب ہوئی اور صفحہ درست نہ ہوا تو اسے بھی ٹھیک کر دیں گے۔ چنانچہ وہ شاگرد یہ کام کرنے لگ گیا۔

اس زمانے میں زیادہ کتابیں مخطوطہ ہوتی تھیں۔ شاگرد نے ایک کتاب نکالی اور کہنے لگا، حضرت! اس کے تو پانچ چھ صفحے دیمک نے چاٹ لئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس جگہ پانچ چھ صفحے سفید لگا دو۔ اس نے سفید کاغذ لگا کے دھوپ میں رکھ دیا۔ جب خشک ہوگئے تو کہنے لگا، حضرت! اب کیا کروں؟ فرمانے لگے، بھئی! جو عبارت موجود نہیں ہے وہ اس پر لکھ دو۔ اس نے کہا، حضرت! میں نے تو یہ کتاب پچھلے سال پڑھی تھی، مجھے تو زبانی یاد نہیں۔ فرمانے لگے، اچھا! پچھلے سال پڑھی ہوئی کتاب زبانی یاد نہیں۔ بتاؤ کونسی کتاب ہے؟ اس نے کہا میبذی۔ حالانکہ یہ کتاب چھوٹی سی ہے، لیکن مشکل کتابوں میں سے ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہاں سے کتاب کی عبارت منقطع ہوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے؟ اس نے آخری لفظ بتایا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آگے لکھوانا شروع کر دیا۔ اسی جگہ بیٹھے ہوئے عبارت کچھ صفحے اپنی یادداشت سے زبانی لکھوا دیئے۔ یہ علم کی برکت تھی ۔کتاب پڑھے ہوئے سالوں گزر جاتے تھے مگر عبارت یاد رہتی تھی۔

ایک دینار کی برکت:

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید بڑا پریشان ہو کر کہنے لگا حضرت! حج کا ارادہ ہے لیکن کچھ بھی پاس نہیں۔ فرمایا، حج پر جاؤ اور میری طرف سے یہ دینار لے کر جاؤ۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دینار لے کر باہر نکلا۔ ابھی بستی کے کنارے پر ہی تھا تو دیکھا کہ ایک قافلہ جا رہا تھا۔ اس نے بھی قافلے والوں کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پوچھا، بھئی! بتاؤ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ حج پر جا رہے ہیں۔ اس نے کہا، میں بھی حج پر جا رہا ہوں مگر میں تو پیدل چلوں گا۔ وہ کہنے لگے کہ ایک آدمی نے ہمارے ساتھ جانا تھا وہ بیمار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ پیچھے رہ گیا ہے، اس کا اونٹ خالی ہے، آپ اس پر سوار ہو جائیے۔ یہ شخص اونٹ پر بیٹھ گیا۔ اب جہاں قافلے والے رکتے اور کھانا پکاتے اس کو مہمان سمجھ کر ساتھ کھلاتے۔ پورا حج کا سفر اس نے اسی طرح طے کیا ۔آخر کار ان کے ساتھ حج کر کے واپس آیا اور بستی کے کنارے پر انہوں نے اسے اتارا۔ اس کو کہیں بھی پیسہ خرچ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا، حضرت! عجیب حج کیا، میں تو مہمان ہی بن کر پھرتا رہا اور اب یہاں پہنچ گیا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارا کچھ خرچ ہوا؟ عرض کیا، کچھ بھی خرچ نہیں ہوا۔ فرمانے لگے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ، میرا دینار واپس کر دو۔ اللہ والوں کا ایک دینار بھی خرچ نہیں ہوتا۔ برکت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دینار کو خرچ ہی نہیں ہونے دیتے۔ یہ مال میں برکت تھی جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی تھی۔

ایک سبق آموز واقعہ:

حضرت خواجہ محمد عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ چوک قریشی والے اپنے آپ کو بکریوال کہا کرتے تھے۔ بہت بڑے شیخ تھے۔ انہوں نے یہ واقعہ مسجد میں بیٹھ کر باوضو سنایا اور اس عاجز نے مسجد میں بیٹھ کر باوضو سنا۔ اب مسجد میں باوضو آپ حضرات کو سنا رہا ہوں، پوری ذمہ داری کے ساتھ، الفاظ میں تبدیلی تو ہوسکتی ہے مفہوم میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ سمجھ گئے تو یہ روایت بالمعنی ہے کہ مفہوم بالکل وہی ہوگا الفاظ اپنے ہوں گے۔

فرمانے لگے کہ میں اللہ اللہ کیا کرتا تھا اور اپنے شیخ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ بکریاں خود بھی کھاتیں اور میں بھی گھاس توڑ توڑ کر ان کو کھلاتا۔ جب بکریاں واپس آتیں تو میں شام کو گھاس کی ایک گٹھڑی بھی سر پر لے آتا تاکہ رات کو بھی بکریاں گھاس کھائیں۔ میرے دوست احباب تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھتے اور میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

ایک دفعہ خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ تم عبدالمالک کو خلافت دے دو۔ فرماتے ہیں کہ جب خلافت ملی تو میں بہت حیران ہوا کہ میں تو اس قابل نہیں تھا۔ ایک دو گھنٹہ تو روتا ہی رہا۔ دوسرے خلفا نے تسلی دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک بوجھ سر پر رکھا ہے تو اٹھانے کی توفیق بھی دیں گے۔ کہنے لگے کہ میں نے اپنے دل میں نیت کرلی کہ میں تو کچھ بھی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں۔ اگر چہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ امانت دے دی ہے۔مگر میں یہ آگے کسی کو دینے کا اہل نہیں اس لئے میں کسی شخص کو بیعت نہیں کروں گا۔اسی طرح حضرت کی خدمت میں ایک سال گزر گیا۔

ایک دفعہ سردیوں کے موسم میں آگ سینک رہے تھے کہ میری طرف غصے سے دیکھا۔میرے تو پاؤں کے نیچے سے زمین ہی نکل گئی۔میں نے پوچھا حضرت! خیریت تو ہے؟ فرمانے لگے کہ ابھی ابھی مجھے کشف میں نبی ﷺ کا دیدار نصیب ہوا ہے۔محبوب ﷺ نے فرمایا ہے کہ عبدالمالک سے کہو کہ اس نعمت کو تقسیم کرے ورنہ ہم اس نعمت کو واپس لے لیں گے، اور چونکہ محبوب ﷺ کی طرف سے یہ حکم ہے اس لئے تم اپنا بستر اٹھاؤ اور جیسے ہی اندھیرا ختم ہوا اپنے گھر جاؤ۔وہاں جا کے لوگوں کو اللہ اللہ سکھاؤ۔میں تو روتا رہ گیا اور حضرت نے میرا سامان میرے سر پر رکھا اور خانقاہ سے رخصت کر دیا۔فرمانے لگے کہ میں نے نکلتے نکلتے کہا حضرت! میں اب کوئی کام کرنے کے قابل نہیں ہوں کیونکہ اتنے سال ذکر اذکار میں گزار دیئے، اس لئے میرے لئے رزق کی دعا فرمادیں۔فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے) میرے قریبی تعلق داروں اور رشتہ داروں میں کوئی ایک رشتہ گھر والوں نے پہلے ہی طے کیا ہوا تھا۔چنانچہ گھر آتے ہی ماں باپ نے میری شادی کر دی۔شادی بھی عجیب کہ اس کے بعد کھانے کے لئے ہمارے پاس کچھ ہوتا ہی نہیں تھا۔بیوی مجھے ایسی صابرہ ملی کہ وہ مجھے کہتی کہ آپ درخت کے پتے ہی لے آئیں۔میں درخت کے پتے لاتا وہ بھی کھا لیتی میں بھی کھا لیتا اور ایک وقت کا گزارہ کر لیتے۔

ایک دن میرا ایک پیر بھائی میرے گھر آیا۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا ہوا تھا۔ جب وہ آنے لگا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک چھوٹی سی دس کلو گندم کی بوری دی اور ایک رقعہ دیا اور فرمایا کہ یہ عبدالمالک کو دے دینا۔

وہ دوپہر کو میرے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ پسینے میں شرابور بوری سر پر اٹھائی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا، سناؤ بھئی! کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا، خانقاہ شریف۔ وہ یہ سمجھا کہ پوچھ رہے ہیں کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ اب میں کچھ پوچھ رہا تھا وہ کچھ بتا رہا تھا۔ میں نے اسے بٹھایا کہ یہ خانقاہ شریف جا رہا ہے اور لنگر کے لئے یہ گندم لے کر جا رہا ہے۔ گھر آ کر بیوی سے کہا کہ مہمان کے لئے کھانا دو۔ اس نے کہا کہ گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر بیوی سمجھ دار تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ اگر وہ حضرت کی خانقاہ کے لئے گندم لے کے جا رہا ہے تو اس سے جا کے اجازت مانگ لو کہ ہم اس گندم میں سے تھوڑی سی پیس لیں۔ پھر اس آٹے کی روٹی پکا کر اس کو کھلا دیتے ہیں۔ کہنے لگے کہ اس میں بھلا کونسی شرم کی بات ہے۔ میں نے اسے کہا کہ اگر اجازت ہو تو اسی گندم میں سے تھوڑی سے روٹی بنا دی جائے۔ وہ فرمانے لگے کہ میں یہ سمجھا کہ گندم تو گھر میں بھی پڑی ہے لیکن چونکہ آپ میرے حضرت سے لائے ہیں تو برکت کے لئے ہم اسی میں سے روٹی پکا دیتے ہیں۔ کہنے لگے کہ ہاں اسی میں سے پکا دیں۔ میں نے اس میں سے تھوڑی سی گندم لی، بیوی کو دی، اس نے چکی میں ڈالی اور آٹا نکال کر اور چکی کے پاٹوں کو اچھی طرف صاف کر کے پورے آٹے کی روٹی پکا کر سامنے رکھ دی۔

جب مہمان نے روٹی کھالی تو ہم نے اسے لسی پلا کے سلا دیا۔ سونے کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

جب وہ اٹھا تو اس نے ایک رقعہ دیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بھی حضرت نے دیا ہے۔ تب بات سمجھ میں آئی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وہ گندم کی چھوٹی سی بوری اس عاجز کی خانقاہ کے لئے دی تھی۔ کہنے لگے کہ میں خانقاہ کا لفظ سن کے حیران ہوا۔ خود کھانے کو ملتا نہیں اور لنگر کے لئے گندم آئی ہے۔ میں نے بیوی کو جا کر بتایا۔ کہنے لگی کہ پڑھو تو سہی لکھا کیا ہے۔ میں نے پڑھا تو لکھا ہوا تھا کہ عبدالمالک! تم اللہ اللہ کرو اور کراؤ اور اس گندم کو کسی بند جگہ میں ڈال دو اور اس رقعے کو بھی اسی میں ڈال دینا اور ایک سوراخ بنا لینا اور اس میں سے تم گندم نکال کر استعمال کرنا، یہ تمہارے لنگر کے لئے ہے۔ نیچے لکھا ہوا تھا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰابِرِیْن ○ (اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

میری بیوی نے ایک بند جگہ میں وہ گندم ڈال دی۔ اوپر سے ڈھکنا اچھی طرح بند کر دیا۔ میری بیوی نے اس کے نیچے گندم نکالنے کے لئے سوراخ بنا دیا۔ وقتاً فوقتاً وہ اس میں سے کچھ گندم نکالتی اور استعمال کرتی۔ الحمدللہ آج اس گندم کو استعمال کرتے ہوئے ہمیں چالیس سال گزر گئے ہیں۔ آج بھی میری خانقاہ میں دو تین سو سالکین تک کا روزانہ مجمع رہتا ہے اور سال کے آخر پر ہزار سے زیادہ لوگ اجتماع میں شریک ہوتے ہیں۔ چالیس سال سے ہم لوگ اسی گندم کو استعمال کر رہے ہیں۔

برکت میں کمی:

آج برکت کی کمی کی وجہ سے ہم مارے مارے پھرتے ہیں۔ ہمارے اعمال میں اور مال میں برکت نہیں ہوتی۔ بعض لوگ اپنے کاروبار کی بات کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت! پیسہ آنے کا تو پتہ چلتا ہے مگر جانے کا پتہ نہیں چلتا، سمجھ نہیں آتی۔ حضرت! پہلے تو مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے تو سونا بن جاتی تھی اور اب تو سونے کو ہاتھ لگاتے ہیں مٹی بن جاتا ہے۔ ایک وقت تھا لاکھوں روپے لوگوں سے لینے تھے مگر آج لاکھوں دینے ہیں۔

ایک عبرتناک واقعہ:

ایک آدمی کو اللہ نے اتنی زرعی زمین دی کہ تین ریلوے اسٹیشن اس کی زمین میں بنے ہوئے تھے۔ یعنی پہلا ریلوے اسٹیشن بھی اس کی زمین میں دوسرا بھی اس کی زمین میں اور تیسرا بھی اُس کی زمین میں تھا۔ اتنی جاگیر کا مالک کروڑوں پتی بندہ تھا۔ ایک مرتبہ دوستوں کے ساتھ شہر کے مرکزی چوک میں کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا۔ دوستوں نے کہا کہ کاروبار کی کچھ پریشانیاں ہیں۔ وہ ذرا موڈ میں آ کے کہنے لگا ''او! بھوکے ننگو، تمہارے پلے ہے ہی کیا''۔ کبھی کبھی جب پیٹ بھر کھانے کو مل جاتا ہے نا تو بندہ خدا کے لہجے میں بولنا شروع کر دیتا ہے۔ اس نے دوستوں کو کہا کہ تم پریشان رہتے ہو کہ آئے گا کہاں سے اور میں تو پریشان پھرتا ہوں کہ لگاؤں گا کہاں پہ۔ بس یہ عجب کا بول اللہ تعالیٰ کو ناپسند آ گیا۔ بیمار ہو گیا اور چند مہینوں کے بعد خود تو دنیا سے رخصت ہوا اور ایک بیٹا پیچھے چھوڑا۔ جوان العمر بیٹا جب سر پر باپ نہیں اور کروڑوں کا سرمایہ ہاتھ میں ہے تو پھر اس کے کئی الٹے سیدھے دوست بن گئے۔ اس کو انہوں نے شراب اور شباب والے کاموں میں لگا دیا۔ اب جوانی بھی لٹ رہی ہے، مال بھی لٹا رہا ہے، وہ اپنی مستیاں اڑا رہا ہے۔ کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اس کو یہاں سے لاہور کا راستہ دکھا دیا، پھر کسی نے لاہور سے کراچی کا راستہ دکھا دیا، کسی نے اس کو جوئے خانے کا راستہ دکھا دیا۔ کسی نے کہا کہ کیا تم پاکستان میں پڑے ہو چلو باہر کسی ملک چلتے ہیں۔ اس نے اسے بنکاک کا راستہ دکھا دیا۔ پانی کی طرح اس نے پیسہ بہایا اور جوئے میں تو پھر کروڑوں ہارے۔ حتیٰ کہ جتنا بنک میں تھا سارا لگ گیا۔ زمینیں بکنا شروع ہوگئیں۔ آہستہ آہستہ ایک ایک مربع زمین بکتی گئی اور وہ لگاتا گیا۔ ایک وہ وقت آیا جب ساری زمینیں بک گئیں، پھر وہ وقت آیا کہ وہ نوجوان جس گھر میں رہتا تھا اس کو وہ گھر بھی بیچنا پڑا۔ اب اس کے پاس اپنا گھر نہیں تھا، کھانے کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ جس جگہ پر اس کے باپ نے بڑا بول بولا تھا اس کا بیٹا اسی جگہ پر آکر کھڑا ہوتا اور لوگوں سے بھیک مانگا کرتا تھا۔ اللہ اکبر کبیراً

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔

رزق کی برکت کی ایک عجیب مثال:

اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہمارے مسائل کا حل برکت میں ہے۔ مال کی برکت، رزق کی برکت، عمر کی برکت، وقت کی برکت، علم میں برکت غرض جس چیز میں بھی اللہ تعالیٰ برکت دے دیں گے وہ چیز اس کی ضرورت سے زیادہ ہو جائے گی۔ چنانچہ ہمارے ایک بزرگ تھے ان کے بیٹے نے کہا کہ ابا جی! برکت کا لفظ تو بڑا سنتے رہتے ہیں مجھے وضاحت سے سمجھائیں کہ یہ برکت ہے کیا؟ فرمانے لگے کہ ادھر آؤ۔ چنانچہ وہ اسے لے گئے اور اپنے گھر کا گیزر دکھایا۔ فرمانے لگے کہ یہ برکت ہے۔ وہ گیزر دیکھ کے بڑا حیران ہوا، کہنے لگا ابا جی! یہ برکت کیسے ہوگئی۔ وہ کہنے لگے کہ بیٹا! آپ کی عمر بیس سال ہے اور آپ کی پیدائش سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے میں نے یہ گیزر لگوایا تھا۔ آج تک اس میں خرابی نہیں آئی۔ اسی کو رزق میں برکت کہتے ہیں۔ تیس تیس سال تک چیزیں خراب ہی نہیں ہوتیں، ڈاکٹر کے پاس جانا بندے کو یاد ہی نہیں ہوتا، کبھی سر میں بھی درد نہیں ہوتا۔ یہ رزق کی برکت ہوتی ہے۔

اسلاف کی زندگیوں میں برکت:

ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں برکت تھی۔ اسی لئے ان کو دو روپے کافی ہوتے تھے اور تیسرا روپیہ جو مدرسے سے ملتا تھا وہ بھی غریبوں میں صدقہ کر دیتے تھے یا وہ بھی اسی دارالعلوم میں واپس دے دیا کرتے تھے۔ اور آج تو سلیمان علیہ السلام کی مچھلی کی طرح ہم نے منہ کھولے ہوئے ہیں بس رزق ڈالا جا رہا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ هَلْ مِنْ مَّزِيْد (اور ہے، اور ہے)

صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کے رزق میں برکت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مال میں اللہ رب العزت نے اتنی برکت دی تھی کہ ایک بندہ مدینہ میں اپنے مال کی زکوۃ لے کر نکلتا کہ میں کسی مستحق کو دے سکوں۔ سارا دن مدینے میں پھرتا، لوگوں سے پتہ کرتا مگر اسے ایک بندہ بھی زکوۃ کا مستحق نظر نہیں آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سب کے رزق میں برکتیں دے رکھی تھیں۔ سب لینے کی بجائے دینے والے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے رزق اور اولاد میں برکت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے دعا دی کہ اللہ! اس کے رزق اور اولاد میں برکت عطا فرما۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ایسی

www.besturdubooks.wordpress.com

پوری ہوئی کہ میرے پاس اتنا مال تھا کہ سونے کی اینٹوں کو میں لکڑی کاٹنے والے کلہاڑے سے توڑا کرتا تھا۔ ماشاء اللہ۔ فرماتے تھے کہ میرے گھر میں درہم ودینار کا اتنا ڈھیر لگ جایا کرتا تھا کہ اس کے پیچھے بندہ چھپ جایا کرتا تھا۔ اللہ تیری شان، اولاد اتنی کہ میں نے اپنی زندگی میں ایک سو سے زیادہ پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ سبحان اللہ۔

برکتوں کا حصول کیسے ممکن ہے؟

اگلا سوال یہ ذہن میں آتا ہے کہ یہ برکت ہماری زندگی میں کیسے آئے گی؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا (اگر یہ بستی والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے) لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ (ہم آسمان اور زمین سے ان کے لئے برکتوں کے دروازوں کو کھول دیتے)۔ تو معلوم ہوا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری سے انسان کی زندگی میں برکتیں آتی ہیں اور جب انسان پرہیزگاری کی بجائے گناہگار بن جاتا ہے تو پھر برکتوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اب اس دروازے کو کھولنے کا سوچ ہمارے ہاتھ میں ہے، اس دروازے کو کھولنے کی کنجی ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم اگر گناہوں والی زندگی گزاریں گے تو دروازہ بند ہو جائے گا اور اگر ہم پرہیزگاری والی زندگی گزاریں گے تو دروازہ کھل جائے گا۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

شکوے اللہ تعالیٰ کے کرتے پھرتے ہیں اور یہ پتہ نہیں کہ برکتوں کو تو ہم نے روکا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ برکتیں دیتے ہیں لیکن گناہ ان برکتوں کو پیچھے ہٹا دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔

پریشانیوں کی بارش:

یوں سمجھئے کہ پریشانیوں کی بارش ہو رہی ہے اور اللہ رب العزت کی رحمت کی چادر نے ہمیں پریشانیوں کی اس بارش سے بچایا ہوا ہے۔ لیکن جب ہم گناہ کرتے ہیں تو اس چادر میں ایک سوراخ ہو جاتا ہے۔ جتنے گناہ کرتے ہیں اتنے سوراخ ہوتے جاتے ہیں۔ اتنے سوراخوں سے پریشانیاں ہمارے اوپر آتی ہیں۔ کئی لوگوں نے تو اس کو چھلنی بنایا ہوا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ پریشانیوں کی بارش بڑی تیز ہے۔ حضرت! اللہ تعالیٰ ہماری دعا سنتا نہیں، پریشانیوں کے اندر ہم تو ہر وقت ڈوبے پڑے ہیں۔

برکت مانگنے کا طریقہ:

انسان سچی توبہ کرے، اپنے گناہوں سے معافی مانگے، پروردگار عالم کے در پہ آ کے روئے، معافی مانگے کہ رب کریم! مجھ سے خطا ہوئی، میں بھولا رہا، میرے مالک! مجھے معاف کر دیجئے، میں بہت پریشان حال ہوں، میں کس کس کو اپنے دکھڑے سناؤں گا، میرے پروردگار! مخلوق کے سامنے ذلیل ہونے سے بچا لیجئے اور اپنے در پر ہی سب کچھ مجھے عطا فرما دیجئے۔ جب انسان اس طرح توجہ کے ساتھ اور محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیں گے تاکہ آئندہ اس کی زندگی میں برکت عطا فرمائیں گے۔

ہمیں اللہ رب العزت کے سامنے آج کی اس محفل میں سچی توبہ کرنی ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

معافی مانگنی ہے تاکہ ہم دین کا کام کریں، نیکی کا کام کریں، تقویٰ اور طہارت کی زندگی گزاریں، اپنے رب کی یادوالی زندگی گزاریں اور در در کے دھکے کھانے سے ہماری جان چھوٹ جائے۔

دعا مانگنے کی شرائط:

مانگنے کی بھی کچھ شرائط ہوتی ہیں۔ اگر ایک آدمی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا دے اور اپنا منہ دوسری طرف کر لے تو وہ کچھ دے گا؟ نہیں بلکہ اس کے منہ پر ایک تھپڑ مارے گا۔ ہمارا حال یہی ہوتا ہے کہ ہم دعا پڑھ رہے ہوتے ہیں اور دل کی توجہ کہیں اور ہوتی ہے۔ یاد رکھیں! دعائیں پڑھنے سے قبول نہیں ہوتیں دعائیں مانگنے سے قبول ہوا کرتی ہیں۔ آج ہم میں سے اکثر دعائیں پڑھنے والے ہیں۔

دعا مانگنا اسے کہتے ہیں جب دل سے نکل رہی ہو۔ یاد رکھنا! اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَا (میرا پروردگار دعا کو یقینی بات ہے کہ سنتا ہے)۔ بلکہ زبان سے نکلے الفاظ کو ہی نہیں وہ دل سے نکلی دعا کو بھی سنا کرتا ہے۔ پروردگار سنتا ہے خدا کے بندو! انسانوں کے دل گونگے ہوتے ہیں وہ پروردگار سے کچھ مانگتے ہی نہیں۔ جب دل مانگے گا پروردگار اسی وقت عطا کرے گا۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

حفاظت قرآن

www.besturdubooks.wordpress.com

''قرآن'' کتاب کو کہتے ہیں جو بار بار پڑھی
جاتی ہو جبکہ ''کتاب'' ایسے کلام کو کہتے ہیں جو
کہ کاغذ کے اوپر لکھا ہوا کتابی شکل میں محفوظ ہو
قرآن مجید کی حفاظت بھی انہی دو طریقوں سے
ہوگی۔ ایک بار بار پڑھنے سے سینے میں قرآن
محفوظ ہوگا۔ دوسرا لکھا ہوا قرآن کتاب کے
سفینوں میں محفوظ ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حفاظت قرآن

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ . فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

قرآن مجید کے دو ذاتی نام:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ (اس نصیحت نامے کو ہم نے نازل کیا اور اس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں)۔ علمائے کرام نے قرآن مجید کے پچپن صفاتی نام گنوائے ہیں مگر قرآن مجید کے دو نام ذاتی ہیں جو قرآن ہی سے ثابت ہیں۔ ایک نام قرآن جیسے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ اور دوسرا نام کتاب ہے ذٰلِکَ الْکِتٰبُ ۔قرآن مجید کے یہ دو ذاتی نام ہیں۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ایک ہی آیت میں ان دونوں ناموں کو اکٹھا بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ ۝ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ ۝ لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔قرآن مجید کے یہ دونوں نام ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ اس کی حفاظت کے دو طریقے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوطریقوں سے قرآن مجید کی حفاظت:

''قرآن'' ایسی کتاب کو کہتے ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہو، بہت زیادہ پڑھی جاتی ہو ،جس کا تعلق پڑھنے سے ہو۔ جب کہ ''کتاب'' ایسے کلام کو کہتے ہیں جو کاغذ کے اوپر لکھا ہوا کتابی شکل میں محفوظ ہو۔ قرآن مجید کی حفاظت بھی انہی دوطریقوں سے ہوگی۔ ایک بار بار پڑھنے سے سینوں میں قرآن محفوظ ہوگا اور دوسرا لکھا ہوا قرآن کتاب کے سفینوں میں محفوظ ہوگا۔

تاتاری فتنہ میں مسلمانوں کا قتل عام:

اس امت میں قرآن مجید شروع سے لے کر آج تک محفوظ رہا ہے۔ اس دوران مسلمانوں پر زوال کا وہ وقت بھی آیا کہ جب پوری دنیا میں ان کے پاس حکومت نہیں تھی۔ تاتاری فتنے کے دوران بغداد کے اندر ایک دن میں دو لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو ذبح کیا گیا۔ دریاؤں کے پانی کا رنگ سرخ ہوگیا تھا۔ دریائے فرات اور دریائے دجلہ میں اتنی کتابیں ڈالی گئیں کہ ایک مہینہ تک پانی کالے رنگ کا ہو کر چلتا رہا۔ اتنی کتابیں ڈالی گئیں کہ کتابوں کا ایک پل بن گیا جس کے اوپر سے ان کی سواریاں گزرا کرتی تھیں۔ دریا میں کتابوں کا پل بن جانا کوئی چھوٹی سی بات تو نہیں، کتنی ہی کتابیں ڈالی گئی ہوں گی۔

نور کا خزینہ:

اس دوران کفار نے بڑی کوشش کی کہ مسلمانوں سے ان کی کتاب (قرآن مجید) کو چھین لیا جائے۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب کو تو انہوں نے دریا میں ڈال دیا مگر سات سال کا ایک بچہ کھڑا ہوا، اس نے بسم

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ سے پڑھنا شروع کر دیا اور والناس تک پڑھتا چلا گیا۔ اب ان کو پریشانی ہوئی کہ بچے کے سینے سے اس قرآن مجید کو کیسے نکالیں؟ بچے کا سینہ نور کا خزینہ بن چکا تھا۔

عیسائی اور یہودی عالم کی شکست:

اس عاجز کو بیرون ملک میں ایسی جگہوں پر بیٹھنے کا موقع ملا جہاں عیسائیوں کا پادری بھی بیٹھا ہوتا تھا، یہودیوں کا ربائی بھی ہوتا تھا اور ہندوؤں کا پنڈت بھی ہوتا تھا۔ گویا مختلف مذاہب کے عالم ہوتے تھے اور ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کے بارے میں بات کرنی ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ ایک عیسائی نے پوچھا کہ آئندہ جب ہماری محفل ہوگی تو ہمیں اس وقت کیا کرنا چاہئے؟ اس عاجز نے کہا کہ ہر ہر مذہب والے کے پاس جو ''اللہ کا کلام'' ہے اس کی تلاوت کرنی چاہئے اور پڑھ کر سمجھانا بھی چاہئے کہ اس کا خلاصہ کیا ہے۔ اس بات پر سب آمادہ ہو گئے۔

چنانچہ جب اگلی دفعہ پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے مجھے ہی کہا کہ آپ ہی ابتدا کریں۔ اس عاجز نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اس کا خلاصہ بھی انہیں سمجھایا کیونکہ یہ فاتحۃ الکتاب ہے۔ عاجز کے بعد عیسائی کی باری تھی۔ اس نے بائبل پڑھنی شروع کی۔ جب اس نے بائبل پڑھی تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے ایک بات کی وضاحت مطلوب ہے۔ وہ کہنے لگا، کیا وضاحت مطلوب ہے؟ میں نے کہا، آپ بائبل کس زبان میں پڑھ رہے ہیں؟ کہنے لگا، انگریزی زبان میں۔ میں نے کہا، آپ اللہ کا کلام پڑھیں، اللہ کا کلام انگریزی زبان میں تو نازل نہیں ہوا تھا، چونکہ یہ بات طے ہوئی تھی کہ ہر مذہب والے کے پاس جو اللہ کا کلام ہے

وہ پڑھیں گے اس لئے آپ اللہ کا کلام پڑھیں۔ وہ کہنے لگا، جی وہ تو ہمارے پاس نہیں ہے، ہمارے پاس تو فقط اس کا انگلش ترجمہ ہے جو کہ انسانوں کے الفاظ ہیں۔ آگے یہودی بیٹھا تھا وہ کہنے لگا کہ پھر تو ہمارے پاس بھی اللہ کا کلام نہیں ہے۔ میں نے پوچھا، کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ جس زبان میں ہماری یہ کتاب نازل ہوئی آج وہ زبان بھی دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے، اس زبان کو پڑھنے اور سمجھنے والے ہی موجود نہیں تو وہ کتاب کیسے پڑھیں۔

بالآخر سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ پوری دنیا کے ادیان میں سے صرف دین اسلام والے لوگ ایسے ہیں جن کے پاس اللہ رب العزت کا کلام اصل شکل میں آج تک موجود ہے۔ جب اس عاجز نے انہیں بتایا کہ اس کتاب کے ہمارے ہاں حافظ بھی موجود ہیں تو وہ بڑے حیران ہوئے۔ عاجز نے کہا کہ آپ کی کتاب کے کسی ایک صفحے کا کوئی حافظ ہو تو مجھے دکھائیں، اول تو کتاب ہی محفوظ نہیں اور جو کچھ موجود ہے اس کے ایک صفحے کا بھی کوئی حافظ نہیں۔ یہ شرف اللہ تعالیٰ نے دین اسلام ہی کو بخشا ہے۔

ایک پادری کا شوق:

ایک پادری صاحب تھے۔ ان کو شوق ہوا کہ میں قرآن مجید کا حافظ دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ اس عاجز کا بیٹا حبیب اللہ بھی وہاں پہنچا ہوا تھا۔ عاجز نے اسے بتایا کہ یہ بچہ اس وقت تک آدھے قرآن مجید کو حفظ کر چکا ہے اور بقیہ آدھا قرآن بھی حفظ کر لے گا۔ وہ بڑا حیران ہو کر دیکھنے لگا۔ بالآخر اس نے کہا کہ میں سننا چاہتا ہوں کہ یہ کیسے پڑھتا ہے۔ عاجز نے حبیب اللہ سے کہا کہ تم دو رکعت میں ایک پارہ پڑھ کر سناؤ۔ چنانچہ بچے نے دو رکعت کی نیت

www.besturdubooks.wordpress.com

باندھی اور اس نے ایک پارہ دو رکعت کے اندر پڑھا۔

اس پادری کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ وہ دونوں میاں بیوی حیران ہو کر دیکھتے رہے کہ یہ تو کتاب کو بالکل ہی نہیں دیکھ رہا، اس کے تو ہاتھ میں بھی کچھ نہیں ہے، اس کے باوجود بڑی روانی سے پڑھ رہا ہے۔ ان کو سمجھ ہی نہ آئے کہ کس طرح ایک بچہ بن دیکھے پورے کے پورے ایک پارے کی نماز کے اندر تلاوت کر رہا ہے۔ اس وقت احساس ہوا کہ واقعی دین اسلام کی کیسی برکت ہے کہ اگرچہ وہ لوگ اپنے مذہب کے پادری تھے مگر اس کے باوجود گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے۔

پانچ سالہ حافظ قرآن:

ہارون الرشید کے زمانے میں ایک پانچ سالہ بچے کو پیش کیا گیا۔ ان کے باپ نے بتایا کہ یہ بچہ قرآن مجید کا حافظ ہے۔ ہارون الرشید خود بھی قرآن مجید کا حافظ تھا۔ اس نے کہا کہ میں بچے سے قرآن مجید سنوں گا۔ چنانچہ باپ نے بیٹے سے کہا، بیٹا! قرآن سناؤ۔ وہ بچہ اتنا چھوٹا تھا کہ ضد کرنے لگا کہ ابو! پہلے میرے ساتھ وعدہ کریں کہ آپ مجھے گڑ لے کر دیں گے۔ اس زمانے میں گڑ ہی چیونگم ہوتا تھا۔ بیٹے کے اصرار پر باپ نے وعدہ کیا کہ ہاں میں تمہیں گڑ کی ڈلی لے کر دوں گا۔ اس نے کہا، اچھا سناتا ہوں۔ ہارون الرشید نے پانچ جگہوں سے اس سے قرآن پاک سنا اور اس نے پانچوں جگہوں سے قرآن پاک صحیح صحیح سنا دیا۔ سبحان اللہ

نو سال کی عمر میں حفظ قرآن:

ایک صاحب کا اس عاجز کے ساتھ تعلق ہے۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا۔ وہ اس عاجز کو فرمانے لگے کہ دستار بندی آپ نے کروانی ہے۔ یہ عاجز ان کے حکم پر وہاں پہنچ گیا۔ جب ان کی دستار بندی

www.besturdubooks.wordpress.com

کروائی تو عاجز نے ان کے سر کے بال، ان کی داڑھی کے بال، ان کی بھوؤں، پلکوں، مونچھوں، بازوؤں اور ہاتھوں کے بالوں کو دیکھا، عاجز کو ان کے پورے جسم پر کہیں کوئی کالا بال نظر نہیں آ رہا تھا۔ نوے سال کی عمر میں تو بندہ دنیا کی کئی باتیں بھول جاتا ہے مگر اس عمر میں بھی وہ بوڑھا قرآن مجید کا حافظ بن گیا۔

فوری بدلہ:

جو بندہ قرآن مجید حفظ کر لے اسے فخر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو عجب بہت ناپسند ہے۔ کسی اور گناہ کا فوری بدلہ ملے نہ ملے، قرآن مجید کا حافظ اگر عجب کرے گا یعنی ''میں'' دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تو فوراً ہی بدلہ دے دیں گے۔

ایک عجیب واقعہ:

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب ''تراشے'' میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک عالم فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے دو کام ایسے ہوئے کہ کوئی بھی نہیں کر سکتا، ایک اچھا اور ایک برا۔ اچھا کام ایسا ہوا کہ کوئی کر نہیں سکتا اور برا کام بھی ایسا ہوا کہ کوئی کر نہیں سکتا۔ لوگوں نے پوچھا، کونسے کام؟ وہ کہنے لگے کہ ایک دفعہ علما کی محفل میں تذکرہ ہوا کہ فلاں حافظ، فلاں حافظ، فلاں حافظ اور میرے بارے میں کہا کہ یہ عالم تو بڑا بھاری ہے مگر حافظ نہیں ہے۔ میں نے یہ سنا تو مجھے خیال آیا کہ میں آج سے ہی حفظ شروع کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت میں نے قرآن پاک کے پاروں کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ الحمدللہ، میں نے تین دن کے اندر قرآن پاک کا حفظ مکمل کر لیا۔

یہ خیر کا کام ایسا ہوا کہ کوئی ایسا کر نہیں سکتا اور ایک برا کام بھی مجھ سے ہوا۔ وہ یہ کہ ایک دفعہ محفل میں بیٹھے تھے۔ بیٹھے بیٹھے میرے بارے میں بات چل پڑی

کہ یہ بڑے عقلمند ہیں اور چند خوبیوں کا ذکر ہوا۔ یہ سن کر میرے اندر بھی خود پسندی آ گئی کہ ہاں واقعی میرے جیسا تو کوئی عقلمند ہے ہی نہیں۔ میرے اندر جو خود پسندی اور عجب کی تھوڑی سی کیفیت آئی اس کا نتیجہ مجھے یہ ملا کہ جمعہ کا دن تھا، میں جمعہ کی تیاری کرنے کے لئے گھر گیا۔ تیاری کے دوران خیال آیا کہ میں اپنے بال اور ناخن کاٹوں۔ جب میں نے ناخن کاٹ لئے تو میں نے سوچا کہ میری داڑھی کے بال کافی بڑھ گئے ہیں میں ان کو سنت کے مطابق نیچے سے برابر کر دوں۔ چونکہ ایک مٹھی کے برابر بال رکھنا سنت ہے۔ اس سے بڑے بال ہو جائیں تو کاٹے جا سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ میں ایک مٹھی بھر اپنے بال پکڑ کر کاٹنے لگا تو بے دھیانی میں نیچے سے کاٹنے کی بجائے اوپر سے کاٹ بیٹھا۔ جب میں مسجد میں آیا تو مجھے بہت شرمندگی ہوئی۔ ہر بندہ پوچھ رہا تھا اور میں بتا رہا تھا کہ میں بھول گیا ہوں۔ جس بندے کے تین دن میں قرآن مجید حفظ کرنے کے چرچے دنیا میں تھے اس کی بیوقوفی کی یہ بات اس قدر مشہور ہوئی کہ ہر جگہ اس کی بدنامی ہوئی۔

خود پسندی کی سزا:

اس عاجز کی اپنی زندگی کا ایک واقعہ ہے۔ ہمارے محلہ کی مسجد میں ایک حکیم صاحب تھے۔ کونے پر ان کی دکان تھی۔ ان کا نام احمد بخش تھا۔ وہ قرآن پاک کے بڑے اچھے حافظ تھے اور خوب پڑھتے تھے۔ ہم اس وقت چھوٹے چھوٹے تھے۔ رمضان المبارک کا دن تھا۔ کسی نے ان سے کہا کہ آج ستائیس کی رات ہوگی، اگر آج رات پورا قرآن سنا دیں تو بڑا مزہ آئے گا۔ ان کا حفظ بھی بڑا پکا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ اچھا میں آ ؤں گا۔ مسجد کوثر میں انہوں نے سنانا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت عاجز کی عمر 9 سال کے قریب تھی۔ عاجز بھی وہاں پہنچ گیا۔ حافظ صاحب نے دو رکعت کی نیت باندھ لی۔ انہوں نے ایک رکعت میں 29 پارے پڑھے۔ ان 29 پاروں میں ان کی کوئی غلطی بھی نہ آئی۔ پیچھے آٹھ دس حافظ کھڑے تھے وہ سب چپ رہے۔ کہیں کوئی اٹکن بھی پیش نہ آئی کہ پیچھے سے کوئی لقمہ مل جاتا۔ پڑھتے چلے گئے۔ 29 پاروں کے بعد انہوں نے رکوع کیا۔ پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ انہوں نے آخری پارہ بھی کافی پڑھ لیا۔ جب سورۃ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے لگے تو بھول گئے، کوئی متشابہ لگ گیا۔ اب وہ اس سورۃ سے نکلنا چاہتے ہیں مگر نکل نہیں پاتے۔ جب دو تین دفعہ اس کو لوٹایا اور آگے نہ نکل سکے تو اس وقت ایک غیر حافظ بندے نے ان کو لقمہ دیا اور حافظ نے غیر حافظ سے لقمہ لے کر سورۃ اخلاص مکمل کی۔

نماز کے بعد لوگ بڑے خوش تھے مگر قاری صاحب کو پسینہ آیا ہوا تھا۔ جب اٹھ کر جانے لگے تو کسی نے پوچھا کہ حضرت! کیا بنا؟ کہنے لگے، نہ پوچھو، 29 پارے پڑھ لئے تو بڑی خوشی ہوئی۔ جب سورۃ اللّٰھَبِ پڑھ رہا تھا تو اس وقت دل میں خود پسندی کی کیفیت پیدا ہوئی کہ اس وقت میرے جیسا بندہ پورے شہر میں کوئی نہیں ہوگا جو دو رکعت میں قرآن سنا سکے۔ میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ اخلاص میں متشابہ لگوا دیا۔ یہ بتا دیا کہ یہ تیرا کمال نہیں یہ تو میرا کمال ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا کمال ہوتا ہے کہ وہ اپنے بندے کے لئے قرآن پاک کا یاد کرنا آسان فرما دیتا ہے اس لئے حفاظ کو اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا چاہئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مثالی مدرسہ کا ہونہار طالبعلم:

پاکستان کے ایک تحفیظ القرآن کے مدرسے کے اساتذہ، ناظم اور مہتمم کا اس عاجز سے تعلق ہے۔ انہوں نے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ ان کے مدرسے کے بارے میں مشہور ہے کہ جو بچہ وہاں گردان کر لیتا ہے وہ ساری زندگی قرآن پاک نہیں بھولتا۔ ان کی اپنی ایک ترتیب ہے جس سے وہ یاد کرواتے ہیں۔ خیر جب وہاں گئے تو دیکھا کہ وہاں کے بچوں کے چہروں پر واقعی قرآن کا نور تھا۔

عاجز نے ان سے پوچھا کہ آپ بچوں کا امتحان کیسے لیتے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہمارے ہاں تو سادہ سا دستور ہے۔ ہم بچوں کا امتحان لینے کے لئے پانچ استاد بٹھا دیتے ہیں اور ہر ایک کے پاس اپنا رجسٹر ہوتا ہے۔ بچے کو سامنے بٹھا کر کہتے ہیں کہ بچہ! ہمیں پورا قرآن سناؤ۔ چھوٹا سا سوال پوچھتے ہیں۔ بچہ جب سنانا شروع کرتا ہے تو بھی ٹائم نوٹ کیا جاتا ہے اور جب ختم کرتا ہے تب بھی ٹائم نوٹ کیا جاتا ہے۔ جہاں اٹکتا ہے وہ بھی لکھتے ہیں اور جہاں متشابہ لگتا ہے وہ بھی لکھتے ہیں۔ وہ ہر ہر چیز لکھ رہے ہوتے ہیں۔ پورے قرآن پاک کا ریکارڈ بن رہا ہوتا ہے۔ عاجز نے کہا، اچھا کوئی ریکارڈ دکھائیں۔ انہوں نے ریکارڈ دکھایا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک بچہ دکھایا جس کی عمر آٹھ نو سال ہوگی۔ وہ کہنے لگے کہ اس بچے نے ابھی چند دن پہلے قرآن مجید سنایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اس بچے نے الحمد سے پڑھنا شروع کیا اور ایک محفل کے اندر پڑھتے پڑھتے 4 گھنٹے اور 35 منٹ میں اس نے پورا قرآن مجید پڑھ دیا اور پورے قرآن مجید میں اس کی ایک غلطی بھی نہیں آئی۔ پانچ استاد دل کر بیٹھے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ان میں سے کوئی استاد بھی اس کی ایک غلطی بھی نہ نکال سکا۔ سبحان اللہ۔

عالمی ریکارڈ میں اندراج:

Genns book of record میں ایک بچے کا ریکارڈ درج ہے کہ اس نے 6 گھنٹے اور کچھ منٹوں میں قرآن مجید پڑھا تھا۔ اس کتاب میں اگر اس بچے کا نام آ سکتا ہے تو 4 گھنٹے اور 35 منٹ میں پڑھنے والے بچے کا نام کیوں نہیں آ سکتا۔ عالمی ریکارڈ میں اس کا اندراج بھی ہونا چاہیے۔

خدائی فوج:

یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس امت میں اس نے اس طرح کے بچے پیدا کر دیئے۔ یہ خدائی فوج ہے، یہ حزب الرحمٰن ہے۔ اسی لئے فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنا دیا جو ہمارے چنے ہوئے بندے تھے)۔ جو ہمارے پیارے تھے، جو بڑے لاڈلے تھے۔ یہ قرآن پاک کے حافظ بچے اللہ تعالیٰ کے فوجی ہیں جنہوں نے قرآن پاک کو اپنے سینوں کے اندر محفوظ کیا۔

حافظ قرآن کی شفاعت:

حافظ قرآن کو روز محشر دس ایسے آدمیوں کی شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جانے کے قابل ہوں گے۔ اس کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم سے نکال کر جنت عطا فرما دیں گے۔

ایک مثال سے وضاحت:

اس کی مثال آپ یوں سمجھیں کہ آپ نے حج پہ جانے کے۔ اپنی بکنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

کروالی ہو لیکن آپ کو جہاز کی سیٹ نہ مل رہی ہو اور ایک دن باقی رہ جائے اور پتہ چلے کہ کل آخری جہاز جائے گا۔ آپ بھاگ دوڑ کرتے ہیں کہ بھئی کہیں سے مجھے بھی جہاز کی سیٹ مل جائے۔ آپ منیجر کے پاس پہنچیں مگر وہ کہے کہ سیٹ تو کوئی بھی خالی نہیں۔ آپ کا کتنا دل کرے گا کہ میں کسی طرح پہنچ جاؤں۔ کیونکہ پیسے بھی دے دیئے ہیں، ٹکٹ بھی بنوائی ہوئی ہے۔ جہاز میں سیٹ نہ ملنے کی وجہ سے میں تو حج سے محروم ہو جاؤں گا۔ اب ایسے میں اگر وہ منیجر کہہ دے کہ وہ جو فلاں بڑا افسر بیٹھا ہے اس کے اختیار میں دس سیٹیں ہیں وہ اپنی مرضی سے دس بندوں کو بھیج سکتا ہے، تم اس کی منت کرلو، وہ تمہیں بھیج سکتا ہے۔ اب یہ بندہ جب اس کے پاس جائے گا تو کتنی منت سماجت کرے گا، وہ اس کے پاؤں پکڑنے سے بھی دریغ نہ کرے گا۔ اس کو اگر بتا دیا جائے کہ جناب! وہ آپ کا بیٹا ہے تو اس کے دل میں کتنی خوشی ہوگی کہ اچھا میرے بیٹے کے پاس دس سیٹیں ہیں، پھر تو مجھے آسانی سے سیٹ مل جائے گی۔

اب قیامت کے دن کا تصور کیجئے کہ جب آدمی کو آنکھوں سے نظر آ رہا ہوگا کہ ابھی مجھے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے سامنے اعمال کھلے ہوئے ہوں گے، بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہوگی اور وہ جہنمیوں کا عبرتناک انجام دیکھ رہا ہوگا، ایسے وقت میں جب اس سے کہا جائے گا کہ تیرے بیٹے کے پاس دس بندوں کو بخشوانے کی گنجائش موجود ہے تو اس وقت اس کے دل میں بیٹے کی کیا قدر آئے گی۔ تب اسے احساس ہوگا کیونکہ چیز کی اس وقت قدر آتی ہے جب اس کی ضرورت پڑتی ہے، جب ضرورت نہیں ہوتی تو اس کی قدر بھی نہیں آتی۔ جب آگ سامنے دیکھے گا، جہنمیوں کو جلتا دیکھے گا اور فرشتوں کو دیکھے گا اور کہے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہاں وہ مجھے جہنم میں ڈالنے کے لئے پکڑ کر لے جا رہے ہیں اور ایسے وقت میں اسے وہ بیٹا نظر آئے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے دس بندوں کی شفاعت کی اجازت دی ہوگی اور وہ شفاعت کرے گا کہ یہ میرے ابو ہیں، ان کو جنت میں جانے کی اجازت دی جائے۔ اس وقت کتنا بڑا غم ہٹ جائے گا اور کتنی بڑی مصیبت کٹ جائے گی۔ اس وقت بندہ احساس کرے گا کہ کاش! میرے سارے بچے حافظ ہوتے۔

اولاد کے لئے تدریسی لائحہ عمل:

جن لوگوں نے اپنے بچوں کو دنیا کا علم تو پڑھایا لیکن دین سے بے بہرہ رکھا وہ حسرت اور افسوس کے ساتھ ہاتھ ملیں گے کہ کاش! ہم نے بھی کسی بیٹے یا بیٹی کو حافظ بنایا ہوتا، ہم نے بھی آگے کا کوئی انتظام کیا ہوتا۔ لہٰذا آج وقت ہے اپنے بچے کو حافظ یا بچی کو حافظہ بنائیں۔ ہم کب کہتے ہیں کہ ان کو انگریزی سکولوں میں نہ بھیجو، یا کالجوں میں نہ پڑھاؤ۔ اتنا کہتے ہیں کہ ان کو پہلے مسلمان بناؤ، پھر بے شک جس کام پر مرضی لگاؤ۔ یہ تو کوئی دستور نہیں ہے کہ بچے کو اسلام اور دین سکھانے کی بجائے ہم شروع سے ہی ٹٹ مٹ سکھانی شروع کر دیں، یہ تو ناانصافی کی بات ہے۔

آپ اپنے بچوں کو پانچ جماعتیں پڑھایئے اور اس کے بعد ہمارے مدارس میں بھیجئے۔ ہمارے پاس وہ بچے دو سال یا کم وبیش عرصہ میں قرآن پاک کے حافظ بن جاتے ہیں۔ ذہین بچے اس سے پہلے بھی بن سکتے ہیں اور کمزور ہوگا تو اس سے کچھ زیادہ وقت لے گا۔ عام طور پر بچے دو سال میں حافظ بن جاتے ہیں۔ جب پانچ جماعت پاس بچہ دو سال میں حافظ بن جائے گا تو تیسرے سال

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اس بچے کو ساتھ ساتھ آپ ٹیوشن پڑھا دیں تو وہ اپنے سکول کے ساتھیوں کے ساتھ مڈل کا امتحان پاس کر لے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حافظے کی قوت کو بڑھا دیا ہوگا۔ پھر اس کو میٹرک کروانے کے بعد دوبارہ ہمارے مدرسے میں بھیجیں تاکہ ہم اس کو ابتدائی علوم پڑھا سکیں۔ دن میں وہ بے شک سکول جائے اور شام کو ہمارے پاس آئے۔ دو سال تک کالج میں بھی پڑھے اور مدرسے میں بھی پڑھے۔ پھر آپ اس کو چار سال کے لئے فارغ کر دیں یہ چار سال مدرسہ میں لگا کر بخاری شریف تک درس نظامی کا کورس کر سکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ پاکستان کے قانون کے مطابق اگر وہ بی۔اے کی انگلش کا امتحان دے دے تو اس کا وفاق المدارس کا سرٹیفکیٹ ایم۔اے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح ایم۔اے کی تعلیم بھی مکمل ہو جائے گی اور آپ کا بیٹا عالم بھی بن جائے گا۔ آپ اس طرح اپنے بچے کو دین بھی سکھاتے رہیں۔

پی ایچ ڈی ڈاکٹر کی پریشانی:

ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر صاحب اپنے باپ کا جنازہ پڑھنے لگے تو وہ بہت رو رہے تھے۔ کسی نے کہا، کیوں اتنا روتے ہیں؟ کہنے لگے کہ باپ نے مجھے پی ایچ ڈی ڈاکٹر تو بنایا مگر روتا اس بات پر ہوں کہ مجھے اس کا جنازہ پڑھنا بھی نہیں آتا تھا۔ میں اپنے سگے باپ کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھ سکا۔ اگر آپ بھی بچے کو پی ایچ ڈی کروالیں گے اور وہ آپ کا جنازہ بھی نہیں پڑھ سکے گا تو پھر کیا فائدہ ہوگا۔

دوگنا عذاب اور لعنتوں کی بارش:

وہ بچے جن کو آپ دنیا کے لئے بھیجیں گے، دین نہیں سکھائیں گے تو پھر کل قیامت کے دن وہ آپ پر مقدمہ دائر کریں گے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے حضور کھڑے ہو کر کہیں گے رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلاَ (اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے بڑوں کی پیروی کی اور انہوں نے ہمیں راستے سے گمراہ کر دیا)، انہوں نے کہا تھا انجینئر بنا، ڈاکٹر بنا، پائلٹ بنا، ہم نے بن کے دکھا دیا، ہمیں تو دین کی طرف کسی نے موڑا ہی نہیں تھا، اے اللہ! یہ ان کا قصور ہے، اگر یہ دین کی طرف موڑتے تو ہم لگ جاتے۔ رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ (اے پروردگار! ہمارے ان ماں باپ کو دگنا عذاب دیجئے)۔ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (اور ان پر بہت زیادہ لعنتوں کی بارش کر دیجئے)۔ یوں اولاد ماں باپ پر مقدمہ کرے گی کہ اے اللہ! ہمیں انہوں نے بھٹکایا تھا، ہمیں یہ سیدھے راستے پر ڈالتے تو ہم لگ جاتے، مگر انہوں نے دنیا کمانے پر لگایا اور دین سے بے بہرہ رکھا، آپ انہیں دگنا عذاب بھی دیجئے اور ان پر لعنتوں کی بارش بھی برسایئے۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے لِكُلٍّ ضِعْفٌ تم سب کو دگنا عذاب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے اور اپنی اولادوں کو انگریزی تہذیب کی بھٹی میں جھونکنے کی بجائے دین اسلام کی خدمت میں لگانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

تائید غیبی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم اگر اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں گے تو رب کریم ہماری بھی مدد فرمائیں گے۔ یاد رکھئے دنیا کی کوئی طاقت ہماری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتی۔ ان کفار کی گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ ڈر تب لگتا ہے جب دل میں چور ہوتا ہے۔ ...... تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ایمان والے قلت میں تھے یا کثرت میں تھے، امیر تھے یا غریب تھے، گورے تھے یا کالے تھے، پہاڑ کی چوٹیوں میں رہتے تھے یا زمین کی پستیوں میں، جس حال میں بھی تھے رب کریم نے ان کو ہمیشہ کامیاب فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تائید غیبی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ○ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ○وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

ضدین کا مجموعہ:

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہے، بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے۔ انسان کو اللہ رب العزت نے ایسے اعضا سے بنایا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مثلاً آنکھ دیکھ سکتی ہے یعنی بینا ہے بقیہ پورا جسم نابینا ہے، یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے، کان سن سکتے ہیں بقیہ پورا جسم سن نہیں سکتا یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے، زبان بول سکتی ہے بقیہ پورا جسم بول نہیں سکتا یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے، دماغ سوچ سکتا ہے باقی جسم سوچ نہیں سکتا یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ تو یہ انسان ضدین کا مجموعہ ہے۔ گویا انسان ایسے اعضا سے مل کر بنا ہے کہ ہر ہر عضو کی اپنی انفرادیت ہے اور ان تمام کے ملنے سے انسان بنتا ہے۔

روح کی حیثیت:

اس ضدین کے مجموعے میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی چیز کو پیدا فرمایا ہے جسے روح کہتے ہیں۔ اس روح کی بدولت یہ سب ضدین ایک بن کر کام کرتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ اعضا اپنی ذات و صفات میں ایک دوسرے کے مخالف سہی مگر روح کی موجودگی میں یہ جسمِ واحد بن کر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کسی انسان کو سر میں درد محسوس ہو رہا ہو تو پاؤں کبھی ڈاکٹر کے پاس چل کر جانے سے انکار نہیں کریں گے۔ آنکھ کبھی یہ نہیں کہے گی کہ میں تو سو رہی ہوں یہ میرا پرابلم نہیں یہ تو سر کا پرابلم ہے۔ زندہ انسان کے سر میں تکلیف ہوگی مگر پورا جسم بے آرام ہوگا۔ پورا جسم اس کی بے چینی کو محسوس کر رہا ہوگا۔

اگر کوئی دشمن سر پر وار کرنے کی کوشش کرے گا تو ہاتھ فوراً مدافعت کے لئے اٹھیں گے، پاؤں بھاگ کر جان بچانے کی کوشش کریں گے، ہاتھ اور پاؤں کبھی سر کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے کہ یہ ہمارا پرابلم نہیں، یہ تمہارا پرابلم ہے۔ اگرچہ جسم مختلف اعضا سے مل کر بنا جو ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر روح نے سب کو متحد کر دیا ہے حتیٰ کہ اس کو جسمِ واحد کہا جاتا ہے۔

روح کی مثال:

اگر اس مثال کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور ہم اپنے گھر کو دیکھیں تو ہمارا گھر ایسے افراد سے مل کر بنتا ہے جو اپنی حیثیت کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ مثلاً گھر میں جو باپ کا مقام ہے وہ کوئی دوسرا نہیں پا سکتا، باپ اپنے بیٹے کا باپ ہے، بیٹے کا بھائی یا بیٹے کا بیٹا نہیں بن سکتا۔ بیٹا اپنے باپ کا بیٹا ہے، باپ، کا کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جو پوزیشن باپ کے پاس ہے وہ بیٹے کی نہیں اور جو بیٹے کے پاس ہے وہ باپ کے پاس نہیں اسی طرح جو حیثیت ماں کے پاس ہے وہ بیٹی کے پاس نہیں، اور جو بیٹی کے پاس ہے وہ ماں کے پاس نہیں، جو بھائی کے پاس ہے وہ بہن کے پاس نہیں، جو بہن کے پاس ہے وہ بھائی کے پاس نہیں۔ اپنی حیثیت کے اعتبار سے یہ سب ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے سے منفرد ہیں یا ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مگر اللہ نے ان کے اندر بھی ایک ایسی روح کو اتار دیا ہے کہ اس روح کی موجودگی میں یہ سارے افراد اسی طرح ایک بن کر کام کرتے ہیں جس طرح روح کی موجودگی میں جسم کے سب اعضا ایک بن کر کام کرتے ہیں اور اس روح کا نام ''اسلام'' ہے۔

روح کے بغیر جسم کی حیثیت:

آپ اگر جسم سے روح کو نکال دیں تو سارے اعضا ایک دوسرے سے اجنبی بن جائیں گے۔ اب اس کے منہ سے آپ زبان کھینچ کر ٹکڑے بھی کر دیجئے مگر آنکھوں سے ایک آنسو نہیں آئے گا۔ اس کے سر پر چوٹ رسید کیجئے پاؤں بھی حرکت نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ جس روح کے دم قدم سے ان میں جان تھی اور یہ ایک تھے وہ روح نکل چکی ہے۔ اب یہ بے جان جسم ہے۔ اسی طرح جس گھر کے اندر اسلام زندہ ہوگا اس گھر کے تمام افراد زندہ جسم کی مانند ہوں گے۔ دلوں میں محبتیں ہوں گی اور اگر گھر کا ایک فرد بیمار ہوگا تو دوسرے راتوں کو جاگ کر تیمارداری کر رہے ہوں گے۔ ایک آدمی کا غم سب کا غم بنے گا۔ ایک کی خوشی سب کی خوشی بنے گی۔ آپس میں محبتیں ہوں گی اور دل ایک دوسرے سے پیوستہ ہوں گے۔ یہ جسمِ واحد کی مثال ہیں اور جب دین اس گھر سے نکال دیا جائے گا تو افراد خانہ اس طرح ایک دوسرے سے بے تعلق ہو جائیں گے جس طرح جسم کے اعضا بے جان ہو کر ایک دوسرے سے اجنبی بن جاتے ہیں۔

اسلام کے بغیر گھر کی حیثیت:

ایک آدمی کے جسم سے روح نکال لی جائے اور اس کے ناک کو بند کر کے اس کے منہ کے ذریعے ہوا پمپ کر دی جائے تو کیا اس ہوا کے بھر جانے سے وہ جسم زندہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ لاش جلدی گل سڑ تو سکتی ہے مگر زندہ نہیں ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

سکتی۔ اسی طرح اگر کسی گھر سے اسلام کو نکال لیا جائے اور کسی ازم کو یا انسان کے بنے ہوئے کسی طریقہ حیات کو گھر میں داخل کر لیا جائے تو کیا اس گھر کے اندر وہ محبتیں اور الفتیں زندہ ہو سکتی ہیں؟ کبھی نہیں ہو سکتیں۔ ممکن ہی نہیں کہ انسان کا بنا ہوا کوئی بھی ازم گھر کے افراد کے اندر وہ محبتیں پیدا کر دے جو اللہ رب العزت کا دین پیدا کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے" یہ جو صحابہ کے دلوں کے اندر محبتیں پیدا کر دیں یہ اللہ رب العزت کا کرم اور احسان ہے۔ اے محبوب ﷺ! آپ ساری دنیا کے مال و دولت کو خرچ کر دیتے تو بھی دلوں میں محبتیں پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ یہ محبتیں تو فقط اللہ نے پیدا فرما دی ہیں"

قرآن پاک کا اعجاز:

دین ہمارے معاشرے کے ہر گھر کے لئے روح کی مانند ہے۔ جس گھر سے دین کے احکام نکل گئے یوں سمجھئے کہ اس گھر سے انسانیت کی روح نکل گئی۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو بھیجا اور وہ کتاب ہدایت لے کر آئے۔ وہ نسخہ شفا لے کر آئے، ایسی کتاب جو صداقتوں کا مجموعہ، حقیقتوں کا خزانہ اور سچائیوں سے بھری ہوئی ہے۔ Ultimate realities of the Universe اس کتاب کے اندر پروردگار نے سچائیاں بھر دیں۔ اس کتاب کو قرآن کہا جاتا ہے۔ یہ حقائق سے بھری ہوئی کتاب ہے جو انسانوں کو راستہ دکھانے کے لئے آئی ہے۔ فرمایا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل کیا کہ آپ انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں)

یہ اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب، یہ بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب، یہ قعرِ مذلت میں پڑے ہوؤں کو اوج ثریا پر پہنچانے والی کتاب اور یہ رب کریم سے بچھڑے ہوؤں کو اپنے پروردگار سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ملانے والی کتاب ہے، سبحان اللہ۔

میرے شیخ فرمایا کرتے تھے ''یہ انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، انسانیت کے لئے ضابطہ حیات ہے، انسانیت کے لئے منشور حیات ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لئے آب حیات ہے''۔

اس کتاب کو دیکھنا بھی عبادت ہے، اسے چھونا بھی عبادت ہے، اسے پڑھنا بھی عبادت ہے، اسے سننا بھی عبادت ہے، اسے سمجھنا بھی عبادت ہے اور اس کتاب پر عمل کرنا بھی عبادت ہے۔ یہ عجیب کتاب ہے۔ جیسے دنیا میں لوہے کو کھینچنے کا مقناطیس ہوتا ہے کہ وہ لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح یہ قرآن پاک درحقیقت اللہ رب العزت کی رحمتوں کو کھینچنے کا مقناطیس ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اِذَا قُرِیءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم سنو اسے اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحمتیں برسائی جائیں)

معلوم ہوا کہ جس جگہ پر قرآن پڑھا جاتا ہے وہاں پر رحمتیں برستی ہیں۔ اس کو اللہ رب العزت نے بھیجا اور مقصد خود بتلا دیا۔ فرمایا هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (وہ ذات جس نے اپنے رسول کو بھیجا ہدایت دے کر اور سچا دین دے کر تا کہ اس کو تمام ادیان کے اوپر غالب کر دے)۔ تو دین اسلام دنیا میں بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس نے غالب آ کر رہنا ہے۔

دین اسلام کا غلبہ:

ابتدا میں کفار یوں سمجھتے تھے کہ یہ چند مسلمان کونپل کی مانند ہیں ہم جب چاہیں گے اکھاڑ پھینکیں گے۔ یہ شمع سی جل اٹھی ہے جب چاہیں گے پھونک مار کے بجھا دیں گے۔ بڑے مان تھے ان کے دلوں میں اپنی طاقت، دانائی اور تدبیروں کا بڑا مان تھا۔ وہ سوچتے تھے کہ ہم ان کے ساتھ نرمی کر رہے ہیں، نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

تو جب چاہتیں گے ہم ان کی گدی دبا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (یہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جلائے ہوئے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں گے اور اللہ نے اس نور کو مکمل اور کامل کرنا ہے اگرچہ کافروں کو یہ بات اچھی نہ لگے)۔

ے نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

چنانچہ رب کریم صحابہ کرامؓ پر احسان جتلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَ اَیَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ (تم یاد کرو اس وقت کو جب تم تھوڑے تھے زمین میں، کمزور تھے، تم ڈرتے تھے، کہ انسان کہیں تم کو اچک نہ لیں۔ اس نے تمہیں ٹھکانہ دیا، اپنی مدد سے تمہیں مضبوط کیا، کھانے کو پاکیزہ رزق دیا تاکہ تم اس کا شکر ادا کرتے رہو)۔

صحابہ کرامؓ پر بھی ایسا وقت آیا کہ ابتدا میں کمزوری تھی۔ رب کریم نے ان کی کمزوریوں کو ان کی قوتوں سے بدل کے رکھ دیا۔ کافروں نے بڑی تدبیریں کیں، روپ بدل بدل کے آئے، رنگ بدل بدل کے آئے، لنگوٹ باندھ باندھ کے بار بار میدان میں اترے، چاہتے تھے کہ ایمان والوں کو ختم کر کے رکھ دیں۔ مگر پروردگار عالم کی مدد ایسی تھی کہ ہر جگہ مدد فرمائی۔ آیئے ذرا جائزہ لیں کہ کفار کیسی تدبیریں کرتے تھے۔ اسلام کے خلاف کیسی سازشیں کرتے تھے، خود قرآن پاک میں گواہی ہے اس بارے میں۔ فرمایا وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ (ایسی تدبیریں کرتے تھے کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جاتے)۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کی حفاظت:

خود نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بھی کفار نے تدبیر کی۔ کہنے لگے کہ سارے قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی کو چن لو، صبح کے وقت گھر کے گرد گھیرا کر کے کھڑے ہو جائیں گے۔ جب یہ باہر آئیں تو سب مل کر ان کو شہید کر دیں گے، نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بنسری۔ پھر یہ کس کس سے بدلہ لیں گے اور آپس میں سوچنے لگے کہ کیسی زبردست پلاننگ کی۔ بہت خوش ہو رہے تھے۔ کہنے لگے اچھا اب اس پلان پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ رات کو گھر کے گرد گھیرا کر کے کھڑے ہیں۔ رب کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو ان کے درمیان میں سے نکال دیا۔ ایسی مت ماردی کہ ان کو پتہ ہی نہ چلا۔ فرمایا وَ اِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُاللّٰہ ۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْن (میرے محبوب ﷺ! یاد کرو اس وقت کو جب آپ کے ساتھ تدبیر کی تھی ان کافروں نے کہ آپ کو حبس بیجا میں رکھیں یا آپ کو شہید کر دیں یا آپ کو دیس نکالا دے دیا جائے۔ انہوں نے بھی تدبیر کی اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہتر ہے سب تدبیر کرنے والوں سے)۔

دیکھا یوں اللہ تعالیٰ تدبیر فرماتے ہیں۔ دنیا والوں کی تدبیریں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ رب کریم تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں قَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَاَتَی اللّٰہُ بُنْیَانَھُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْھِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِھِمْ وَ اَتٰھُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْن (میرے محبوب ﷺ! ان سے پہلے والوں نے بھی تدبیر کی پھر اللہ نے ان کی تدبیروں کی دیوار کو جڑ سے اکھاڑ دیا ان کی چھتیں ان پر آ گریں۔ ان پر ایسا عذاب آیا جس کا شعور ہی نہیں رکھتے تھے)۔

ان کفار کی تدبیریں سب دھری کی دھری رہ جائیں گی جب ہمارے پلڑے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اللہ رب العزت کی مدد کا وزن آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام تدبیروں کو Null and void (صفر کے برابر) کردیں گے۔

جنگ احزاب کا واقعہ:

ایک ایسا وقت آیا کہ جب مکہ سے لے کر مدینہ تک کے تمیں ہزار کفار نے مل کر چڑھائی کی۔ اسے جنگ احزاب کہتے ہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ اب تو بس مسلمان چند دن کے مہمان ہیں۔ چونکہ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ کفار نے ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ انجام کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا (اور اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا ان کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ۔ ان کے پلے کچھ نہیں آیا)

دل میں بڑے ارادے لے کر آئے تھے مگر کچھ ان کے ہاتھ نہیں آیا اور پھر مومنوں کو تسلی دے دی۔ فرمایا وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ (اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو) اسے پتہ ہے کہ تمہارے دشمن کون ہیں۔ اور فرمایا وَ لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا (اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز کافروں کو مسلمانوں تک پہنچنے کا راستہ نہیں عطا کرے گا)

اب بتایئے جب رب کریم اتنی تسلیاں دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو ہرگز ہرگز مسلمانوں تک آنے کا راستہ نہیں دے گا۔ اگر ہم اس کا اپنی زبان میں مفہوم ادا کریں تو جیسے کہتے ہیں نا ''حیلو! تم تک کوئی آئے گا تو میری لاش سے گزر کر آئے گا'' بالکل یہی مفہوم اس آیت کا بن رہا ہے۔

''ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں تک آنے کا راستہ نہیں دے گا''

کیا مقصد؟ کہ پہلے جو مجھ سے نبٹے گا تو اے ایمان والو! پھر وہ تم تک آئے گا تو رب کریم کتنی مدد کے وعدے فرماتے ہیں۔ فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

آمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (ہمارے ذمہ ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی اس دنیا کی زندگی میں اور جس دن کہ گواہیاں دی جائیں گی)۔

اللہ رب العزت اپنے اوپر ذمہ لے رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ پر تو کچھ ذمہ نہیں ہے کچھ فرض نہیں ہے مگر اس آیت کا مفہوم یوں بن رہا ہے جیسے یوں کہنا چاہتے ہیں

''ہمارے اوپر فرض ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی''

اب بتایئے جب رب کریم مدد کے ایسے وعدے فرما رہے ہوں تو پھر ایمان والوں کو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے فرمایا وَلَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (تم سست نہ ہو اور تم گھبراؤ بھی نہیں، تم ہی اعلیٰ اور بالا ہو گے اگر تم ایمان والے ہو گے)

مومن کے ساتھ غلبے کا وعدہ ہے قرآن میں
تو مومن ہے اور غالب نہیں تو نقص ہے تیرے ایمان میں

تو دیکھا! اللہ رب العزت یوں مدد کے وعدے فرماتے ہیں۔ اللہ رب العزت ایمان والوں کو غلبے کے وعدہ فرما رہے ہیں۔ کافروں کی کثرت کو نہ دیکھنا، ان کی طاقت کو نہ دیکھنا، فرمایا تمہاری نگاہیں پروردگار کی ذات پر رہیں گی اور اس کے ساتھ تمہارا ایمان ویقین کامل ہوگا تو رب کریم ہر میدان میں تمہیں کامیاب فرما دے گا۔

قرآن پاک سے گواہی:

قرآن مجید کی آیت ہے، سنیے اور ذرا دل کے کانوں سے سنئے فرمایا۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

(کتنی بار ایسا ہوا ایک چھوٹی جماعت ایک بڑی جماعت کے اوپر غالب آ گئی۔ اللہ تو صبر وضبط والوں کے ساتھ ہے)

اگر سمجھنے کی خاطر اس آیت کا مفہوم اپنی زبان میں ادا کرنا چاہیں تو یہ بنے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

''کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ نے چڑیوں سے باز مروا دیئے ، اللہ صبر ضبط والوں کے ساتھ ہے''۔

اللہ تعالیٰ چڑیوں سے باز مروا دیتا ہے اس لئے مومنو! کیا ضرورت ہے گھبرانے کی جب اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ سبحان اللہ، اسی لئے جس دن قرآن مجید کی آخری آیات اتر رہی تھیں فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی) اسی دن یہ آیتیں بھی اتریں۔ فرمایا اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ (آج کے دن یہ کافر تمہارے دین سے ناامید ہو چکے)

پہلے ان کے دلوں میں بڑا جوش تھا کہ ہم غالب آ کے رہیں گے اور ان کے نام و نشان کو مٹا کے رکھ دیں گے، تذکروں میں ان کا تذکرہ باقی نہیں رہے گا، لیکن آج یہ حالت ہو چکی ہے کہ ان کافروں کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ یہ ان تو لوہے کے چنے ہیں انہیں چبانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ فرمایا فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِیْ (تم نے ان سے نہیں ڈرنا، ایک میری ذات سے تم نے ڈرنا ہے)

تو جس کے دل میں اللہ رب العزت کا ڈر ہو اور پھر ہدایت کے رستے پر اس کا قدم ہو اس کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت مدد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے وعدہ فرما رہے تھے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (بے شک وہ ذات جس نے قرآن کو فرض کیا وہ تمہیں لوٹائے گا تمہاری اصل جگہ کی طرف)۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو وہاں لوٹا کے دکھا دیا۔ اور جب لوٹے تو نبی علیہ السلام کس شان میں تھے، سواری پہ سوار ہیں، عجز کی وجہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

گردن اتنی جھکی ہوئی ہے کہ سواری کے گردن کے بالوں سے پیشانی لگی جا رہی ہے اور زبان پہ ایک عجیب ترانہ ہے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (سب تعریف اس ایک اللہ کے لئے جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اس اکیلے نے ساری کی ساری دشمنوں کی جماعت کو شکست عطا کر دی)۔

اللہ کی مدد کا وعدہ:

ہمارے لئے بھی وہی پیغام ہے۔ ہم اگر اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں گے تو رب کریم ہماری بھی مدد فرمائیں گے۔ یاد رکھئے، دنیا کی کوئی طاقت ہماری طرف آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھ سکتی، ان کفار کی گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں، ڈر تب لگتا ہے جب اپنے اندر چور ہوتا ہے، جب خود عمل نہیں ہوتا، جب نام کے مسلمان ہوتے ہیں، نکھٹو، نالائق اور اسلام کے دعوے بڑے بڑے۔ اس وقت پھر کافروں کو جرأت ہو جاتی ہے۔ جب دلوں میں ایمان و یقین ہو اور پروردگار کی مدد کے وعدے ہوں تو پھر یہ تھوڑے بھی ہوں گے تو جدھر بھی قدم اٹھائیں گے کامیابی ان کے قدم چومے گی، تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ایمان والے قلت میں تھے یا کثرت میں تھے، امیر تھے یا غریب تھے، گورے تھے یا کالے تھے، پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہتے تھے یا زمین کی پستیوں میں رہتے تھے جس حال میں بھی تھے رب کریم نے ایمان والوں کو ہمیشہ کامیاب فرمایا۔

اللہ رب العزت کے وعدے ایمان والوں کے ساتھ ہیں تو ہمیں چاہئے کہ اپنے دل کے اس نور کو اپنے نیک اعمال کے ساتھ اللہ کی یاد کے ساتھ زیادہ بڑھانے کی کوشش کریں، اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کی پیاری سنتوں سے مزین کریں، دل میں نور بھرتا چلا جائے گا اور پھر پروردگار عالم اپنی حفاظت عطا فرما دیں گے اور جب رب کریم کی مدد آتی ہے تو اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ کشتی ہمیشہ کنارے لگ جایا کرتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اللہ تعالیٰ کی یاد آتی ہے تو اس کی پہچان یہ ہے کہ کشتی بیچ دریا کے ہچکولے نہیں کھاتی پھرتی بلکہ کشتی ہمیشہ کنارے لگ جایا کرتی ہے۔ رب کریم کی مدد ہمیشہ ایسی ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کی مدد:

دیکھیے اللہ تعالیٰ نے مومنین سے جب بھی مدد کے وعدے کیے سبحان اللہ عجیب انداز سے پورے کر دکھائے۔ ایک مثال پیش خدمت ہے۔ ایک ایسا بھی وقت تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے سامنے کفر کی بڑی قوت ہے۔ طاقت ہے اللہ رب العزت ان دونوں حضرات کو فرعون کی طرف بھیج رہے ہیں۔ فرمایا اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (جایئے فرعون کے پاس وہ باغی طاغی بنا ہوا ہے)

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ بات آئی کہ ہم دو اتنے بڑے نظام سے ٹکرانے جارہے ہیں تو رب کریم نے فرمایا فَاذْهَبَا لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَكُمْ ا (تم دونوں جاؤ، تم دونوں مت ڈرو، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں) اِسْمَعُ وَ اَرٰی (دیکھنے سننے والا) فرعون جو کہے گا میں سنوں گا، جو عمل کرے گا، جو حرکت کرے، اسے میں دیکھوں گا بھی سہی اور جب میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ جایئے کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

پھر کیا ہوا؟ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر ایک جگہ کھڑے ہیں، آگے پانی کا دریا اور پیچھے فرعون کی فوج کا دریا، دو دریاؤں کے درمیان ایسے وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی گھبرا گئے۔ کہا قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ نے کہا کہ اب تو ہم پکڑے گئے) جب انہوں نے یہ بات کہی ایک یقین بھری آواز اٹھی۔ حضرت موسیٰ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

السلام نے فرمایا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ (ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ ضرور راستے کی راہنمائی فرمائے گا)

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل میں سے پار کروا دیا جب کہ فرعون اور اس کے لشکر کو دریا میں غرق کر دیا گیا۔

نبی علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کی مدد:

دیکھئے نبی علیہ السلام مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جا رہے ہیں۔ پورا مکہ مکرمہ آپ ﷺ کی تلاش میں چڑھ دوڑا۔ رب کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو ایک غار کے اندر پہنچا دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس غار کے دروازے پر مکڑی نے جالا بنا دیا۔ اب مکڑی کا جالا کتنا کمزور ہوتا ہے یہ قرآن نے خود کہہ دیا اِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ (گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا جالا ہوتا ہے)

دیواروں میں سب سے کمزور دیوار مکڑی کا جالا ہوتی ہے۔ غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا تان دیا گیا۔ سارا مکہ مل کر نبی علیہ السلام تک نہ پہنچ سکا۔ رب کریم نے اپنی قدرت اور اپنی طاقت کا اظہار فرما دیا کہ لوگو! اگر میں تمہارے سامنے مکڑی کے کمزور جالے کی دیوار بھی تان دوں گا ساری دنیا مل کر اس دیوار کو نہیں توڑ سکے گی۔ تو جب رب کریم اپنی مدد کے وعدے فرماتے ہوں تو پھر ایمان والوں کو گھبرانے اور ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک اللہ کا ڈر دل میں ہو چنانچہ یہی سبق ہمیں دیا گیا۔

کافر کا قبول اسلام:

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں۔ ایک کافر نے دیکھا کہ تلوار لٹک رہی ہے اور آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ اس نے سوچا کہ اچھا موقع ہے، کچھ کام کر دکھاؤں۔ اس نے آگے بڑھ کر تلوار کو ہاتھ میں لے لیا۔ اسی دوران نبی علیہ السلام بیدار ہو گئے تو وہ پوچھتا ہے مَنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

یَمْنَعُکَ مِنِّی یَا مُحَمَّد (اے محمد! اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟)۔
نبی علیہ السلام نے فرمایا، اللہ۔ مگر اس اللہ کے لفظ میں کوئی ایسی تاثیر تھی کہ اس کافر کے دل پر ایک ہیبت طاری ہوئی۔ اتنا کانپا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گرگئی۔ آپ ﷺ نے تلوار لے لی، فرمایا مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّی اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔
وہ کافر منتیں کرنے لگا کہ آپ تو کریم ہیں، آپ تو بڑے اچھے ہیں، فلاں ہیں اور فلاں ہیں۔ آپ مجھے معاف کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنی رحمت اللعالمینی کا ثبوت دیا کہ اچھا تو ایسے نبی سے معافی مانگ رہا ہے جسے رحمت اللعالمین کہا گیا۔ فرمایا، جا تجھے میں نے معاف کر دیا۔ کہنے لگا، حضور ﷺ! آپ نے تو مجھے معاف کر دیا اب ذرا کلمہ بھی پڑھا دیجئے تاکہ مجھے اللہ تعالیٰ بھی معاف فرما دیں۔ میں آج سے آپ کے غلاموں میں شامل ہوتا ہوں۔
دیکھئے یوں اللہ رب العزت مدد فرماتے ہیں، اللہ کی مدد پر بھروسہ کر کے مومن جب قدم اٹھا لیتے ہیں تو رب کریم ہمیشہ کامیاب فرماتے ہیں۔

ظاہری اسباب اکٹھا کرنے کا حکم :

ایک بات یہ ذہن میں رکھئے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں حکم دیا کہ تم میرے حکموں کی پابندی کرو اور دوسرا دارالاسباب میں رہتے ہو، اس دارالاسباب میں رہتے ہوئے جتنے وسائل اکٹھے کر سکتے ہو اس میں کمی نہ کرو۔ دونوں باتوں کا حکم دیا ہے ایمان پر محنت کرو، مضبوط بناؤ اور جتنے وسائل اکٹھے کر سکتے ہو کرو۔ کیونکہ دنیا دارالاسباب ہے تم اسباب کو اکٹھا کرنے میں کمی نہ کرو۔ اس محفل کے آغاز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے حضرت قاری صاحب پڑھ رہے تھے وَ اَعِدُّوْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّة (جتنی تمہارے اندر استطاعت ہے تم اسی قدر اپنے اندر طاقت اور قوت کو پیدا کر لو)۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب کوئی حد متعین نہیں کی گئی۔ فرمایا مَا اسْتَطَعْتُمْ (جتنی استطاعت ہے) گویا جتنا زور لگا سکتے ہو لگا لو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف زمین کی بات ہی نہیں خلا کے دروازے بھی کھول دیئے، بڑھتے رہیے، بھلے تمہیں خلاؤں میں سے گزر کر کہکشاؤں تک جانا پڑے۔ تمہارا قدم چاند پر پڑ سکتا ہے تو چاند پر جایئے، مریخ پر پڑ سکتا ہے تو مریخ پر جایئے، جتنی تمہارے اندر استطاعت ہے اتنا اپنے آپ کو مضبوط کر لیجئے۔ سبحان اللہ آگے مقصد بیان فرمادیا تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ (ایسی قوت ہو تمہارے پاس کہ اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن اس طاقت سے ڈرتے جائیں)۔

کفار کی کاسہ لیسی:

اے ایمان والو! تمہیں ایسی قوت حاصل کرنی چاہئے کہ جس سے کافر کانپ اٹھیں۔ اس لئے دیکھئے کہ کفر کبھی اسلام کے ہاتھ میں طاقت کو دیکھ نہیں سکتا۔ ڈرتے ہیں، منتیں کرتے ہیں کہ طاقت کہیں مسلمانوں کے پاس نہ آئے، کہتے ہیں ہم پہ بھروسہ کرلو، ہمیں خدا بنالو، ہم تمہاری حفاظت کریں گے، ہم اپنے خزانوں کے دروازے کھول دیں گے، تم ہم پہ بھروسہ کرنا، ہم سے سوال کرنا، مشکل پڑے ہماری طرف رجوع کرنا، یعنی تم آج کے بعد اپنا خدا ہمیں بنا لینا، اپنا پروردگار آج کے بعد ہمیں بنالینا۔ کفر پریشان ہو کر یوں کاسہ لیسی کرتا ہے۔

سپر پاور کی پوجا:

کسی دور میں پتھر کے بت ہوتے تھے آج کے دور میں بتوں کی ہیئت تبدیل ہوگئی۔ آج کی یہ بڑی بڑی سپر پاور بت بن گئی ہیں۔ دنیا انہیں اس طرح پوجتی ہے جس طرح پہلے کسی وقت میں لات ومنات کو پوجا جاتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کافروں کو عذاب:

اللہ تعالیٰ کی طاقت کے سامنے کسی کی کیا حیثیت ہے۔ وہ رب کریم جب حکم دیتا ہے تو انسان کو تگنی کا ناچ نچا دیتا ہے۔ ماضی میں بڑے بڑے فرعون گزرے۔ ان کو اپنی طاقت کا بڑا نشہ تھا بڑی قومیں گزریں کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً (ہم سے کون ہے زیادہ طاقت میں) اور رب کریم نے ان کی وہ حالت خراب کر دی، مٹی پلید کر دی۔ فرمایا کہ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا (ہم نے ہوا کا عذاب بھیجا) ایسی ہوا کہ ایمان والوں کے لئے تو وہ بڑی مزیدار تھی لیکن کافر کے لئے اتنی سخت تھی کہ ان کو پٹخ پٹخ کے زمین پر مارتی تھی۔ اگلے دن ان کی لاشیں زمین پر ایسے پڑی تھیں کہ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (جیسے کھجور کے تنے زمین کے اوپر بکھرے ہوئے پڑے ہیں)

کھجور کے تنوں کی طرح زمین پر لٹا دیا اور کیسی طاقتور قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا (پہاڑوں کو کھود کے گھر بناتی تھی) اور رب کریم بھی فرماتے ہیں لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (ایسی طاقتور قوم پھر شہروں میں پیدا ہی نہیں ہوئی) ایسی طاقتور قوم جب اللہ تعالیٰ کے سامنے نافرمان بن کر کھڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام ونشان مٹا دیا هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا (ہے کسی کی آواز آتی، تمہیں کسی کا بول ہے سمجھ میں آتا، کہاں گئے وہ لوگ)

ایمان والوں کا اللہ تعالیٰ پر یقین:

اے ایمان والو! تم ان کافروں سے ڈرتے ہو، جو اندھیروں سے ڈرنے والے ہیں، ان کافروں سے ہم ڈریں۔ آج کے کافر ملک مسلمان ممالک کو ڈراتے ہیں کہ اگر شریعت نافذ کی تو ہم پابندیاں لگا دیں گے، تم بھوکے مرجاؤ

www.besturdubooks.wordpress.com

گے، ان بیچاروں کو کیا پتہ کہ ہمارا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ سبحان اللہ، اور پروردگار نے رزق پہنچاتا ہے وہ ہمیں پہنچا کے رہے گا۔ اگر یہ پابندیاں لگا دیں گے تو لگائیں پابندیاں۔ اچھی بات ہے کچھ ہمیں سبق مل جائے گا، ہمیں جینے کا سلیقہ آ جائے گا۔ ہم تو آج تک غلطی میں رہے کہ ان کی طرف نگاہیں اٹھا کے دیکھتے رہے۔ شکر ہے آج تمہاری طرف سے نگاہیں ہٹی ہیں اور رب کی طرف دیکھا ہے۔ دعا ہے، رب کریم! مدد فرما۔ اپنے ان کمزور بندوں کو دنیا میں کامیاب و کامران فرما۔ وہ کمزوروں کا پروردگار ہے وہ اپنے بندوں کی بغیر اسباب کے مدد کرتا ہے۔ ہمیں اللہ رب العزت کے وعدوں پر بھروسہ ہے۔ سبحان اللہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بھروسہ کر لیا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ ذرا یہ واقعہ مختصر سا سن لیجئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَ اَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ. فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ. (ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو کہ آپ اس بچے کو دودھ پلایئے اور اگر آپ کو اس کے بارے میں ڈر لگ جائے (کہ فرعون کے سپاہی کہیں پکڑ کے نہ لے جائیں اور ذبح نہ کر دیں) تو اس کو پھر پانی میں ڈال دینا) اور ارشاد فرمایا فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ (پھر اس کا وہ تابوت ساحل پر آ لگے گا۔ اس کو وہ پکڑے گا جو میرا بھی دشمن ہے اس کا بھی دشمن ہے

اب جائیے عقل سے پوچھیں عقل چیخے گی، چلائے گی، کہے گی پروردگار! آپ نے حفاظت بھی کرنی ہے تو یہ بچہ ان سپاہیوں کو نظر ہی نہ آئے، وہ سپاہی ادھر آ ہی نہ سکیں، مجھے فرما دیں میں کہیں غار میں چھپا آتی ہوں، چھت پہ لٹا دیتی ہوں۔ رب کریم یہ کیا بات ہے کہ اس کو دریا میں ڈالیں۔ بچہ ہے، تابوت بنا کے ڈالنا

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑے گا۔ تابوت میں ڈالیں تو پانی بھرنے کا اندیشہ اور اگر پانی سے بچانے کے لئے واٹر ٹائٹ بنائیں تو ہوا بھی بند ہو جائے گی، ہوا بند ہونے سے مرے گا۔ سمجھ نہیں آتی کہ کیا کریں؟ ہوا کے لئے سوراخ رکھیں تو پانی جانے کا خطرہ اور پانی سے بچانے کی کوشش کریں تو ہوا بند ہونے کا خطرہ۔ عقل کہتی ہے کہ یہ بچہ بچتا نہیں ہے۔ مگر رب کریم کیا فرماتے ہیں وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (تم نے خوف بھی نہیں کھانا اور تم نے ڈرنا بھی نہیں ہے ہم اسے لوٹائیں گے تمہارے پاس اور ہم نے تو اسے رسولوں میں سے بنانا ہے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اس بات پر یقین کر لیا۔ چنانچہ بیٹے کو دریا میں ڈال دیا۔ اس کو فرعون کے کارندوں نے پکڑ لیا۔ اب جب کھول کے دیکھا تو اس میں بچہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ (ہم نے آپ پر محبت ڈال دی)۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں اتنی دلکش تھیں، جاذب نظر تھیں کہ جیسے ہی فرعون اور اس کی بیوی نے دیکھا تو وہ اپنا دل دے بیٹھے۔ فرعون کی بیوی کہنے لگی لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (تم نے اسے قتل نہیں کرنا، ہم اس کو اپنا بیٹا بنائیں گے، ہمیں نفع ہوگا)

فرعون کہنے لگا، ٹھیک ہے۔ لہٰذہ شاہی فرمان جاری ہوئے کہ ہم نے اسے بیٹا بنا لیا۔ فرعون کی مت ماری گئی۔ ہزاروں بچوں کو ذبح کروانے والا اب اپنا دل دے بیٹھا ہے کہتا ہے ٹھیک ہے اسے قتل نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (ہم نے ان پر باقی عورتوں کے دودھ کو حرام کر دیا)۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام دودھ نہیں پیتے تو فرعون خود پریشان ہوتا ہے کہ بچہ دودھ نہیں پیتا، کیا بنے گا؟ چنانچہ عورتوں کو بلوایا، جو عورت آتی ہے بچہ دودھ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں پیتا۔اسی حال میں رات گزر گئی۔ادھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی حالت بھی عجیب تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ کَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا (وہ تو اپنی بات کا اظہار کر ہی بیٹھتی اگر ہم نے اس کے دل پر گرہ نہ ڈال دی ہوتی) بیچاری رو بیٹھتی۔آخر ماں تھی۔رات گزر گئی سوچتی تھی کہ کیا پتہ میرا بیٹا کس حال میں ہے؟ رو رہا ہے یا خوش ہے۔جاگ رہا ہے کہ سویا ہوا ہے، کس کے ہاتھ میں ہے، کس کے ہاتھ میں نہیں۔ماں تھی۔ان خیالات نے بہت پریشان کیا ہوا تھا۔چنانچہ مضطرب ہو کر اپنی بیٹی سے کہا، جاؤ ذرا بھائی کی خبر لاؤ۔وہ بھاگی گئی، جا کر منظر دیکھتی ہے کہ بہت ساری عورتیں دودھ پلانے آ رہی ہیں مگر وہ بچہ کسی کا دودھ ہی نہیں پیتا۔وہ آگے بڑھی اور فرعون سے کہا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓی اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ (میں تمہیں بتاؤں ایسے گھر والوں کے بارے میں جو اسے دودھ بھی پلائیں گے اور اس کے بڑے خیر خواہ ہوں گے)

مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون کو بات کھٹکی۔کہنے لگا کون ہوں گے جو اس کے بڑے خیر خواہ ہوں گے۔وہ بھی نبی کی بہن تھی، کہنے لگی، ہم آپ کی رعایا ہیں، اگر ہم آپ کی خیر خواہی نہیں کریں تو کون کرے گا۔فرعون کہنے لگا، بات سمجھ آ گئی۔اچھا لے آؤ۔چنانچہ بہن آئی اور والدہ کو لے گئی۔انہوں نے دودھ پلایا۔جب بچے نے دودھ پی لیا تو فرعون بہت خوش ہوا، کہنے لگا، بی بی اس بچے کو اپنے گھر لے جاؤ وہاں جا کر اسے دودھ پلانا اور دودھ پلانے کی تنخواہ ہم اپنے خزانے سے بھیج دیا کریں گے۔رب کریم فرماتے ہیں۔فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓی اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم زدہ نہ ہو اور وہ جان لے کہ اللہ کے وعدے سچے ہیں لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے)

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھا، اللہ رب العزت کے وعدے کیسے سچے ہیں۔ اس لئے فرمایا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچی بات کہنے میں) سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ کی مدد کا عجیب وعدہ:

وہ رب کریم ایسا سچا ہے کہ بے سروسامان بندوں کی مدد کر کے ان کو کامیاب کر دیتا ہے۔ آپ دیکھئے صحابہ کرامؓ پر ایسا وقت بھی آیا کہ جب ان کے سامنے کچھ ایسے قلعے تھے کہ جن کو سمجھتے تھے کہ ہم ان کو فتح نہیں کر سکتے۔ صحابہ کرامؓ خود بھی یہ سمجھتے تھے کہ ہم ان کو فتح نہیں کر سکتے اور ان کافروں اور یہودیوں کا بھی یہی گمان تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کام کو بھی مسلمانوں کے لئے آسان بنا دیا۔ ذرا اس آیت کو دل کے کانوں سے سن لیجئے۔ بنو قریظہ کے یہودی قلعہ کے اندر زندگی گزار رہے تھے، بڑی اونچی اونچی دیواریں بنائی ہوئی تھیں اور دل میں ان کے یہ بات جم گئی تھی کہ مسلمان ان قلعوں کو فتح نہیں کر سکتے اور مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ گمان تھا کہ ان قلعوں کو فتح کرنا بڑا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے ایک تدبیر کی۔ ان کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا کر دیا۔ کفار آپس میں مل بیٹھے اور مشورہ کرنے لگے کہ مسلمان جہاں جاتے ہیں کامیابی ان کے قدم چومتی ہے ایسا نہ ہو کہ ہماری طرف بھی آ جائیں تو پھر کیا بنے گا؟ کہنے لگے، کہ بہتر ہے کہ ہم پہلے ہی یہاں سے کسی محفوظ جگہ چلے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا سامان باندھا اور خود ہی اس جگہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هُوَ الَّذِیْ (وہ ذات) هُوَ الَّذِیْ کے الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنا تعارف فرما رہے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ . مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ . فَاَتٰهُمُ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَ قَذَفَ فِي قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ . يُخْرِجُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَار

(تمہیں گمان ہی نہیں تھا کہ تم ان کافروں کو یہاں سے نکال سکو گے اور ان کا اپنا بھی یہی گمان تھا۔ ان کے یہ قلعے اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔ پھر اللہ ایسی طرف سے آیا کہ جس کا ان کو گمان ہی نہیں تھا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا کر دیا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کرنے لگے۔ ایمان والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی ان کے بھاگنے میں مدد کی اور آنکھوں والو! تم عبرت حاصل کرو)

میں جب چاہتا ہوں ایسے مضبوط قلعوں میں رہنے والوں کو نہتے لوگوں کے ہاتھوں سے بھگا دیا کرتا ہوں۔ تو دیکھا اللہ کے وعدے کیسے پورے ہوئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے اس راستہ پر چلیں جس راستہ پر قرآن نے ہمیں چلایا اور قرآن کیا کہتا ہے؟ ''اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ''

کفار کی ناانصافی:

سپر پاورز کی ناانصافی دیکھئے کہ اگر کوئی کام کافر ملک کرتا ہے تو کہتے ہیں اچھا تو نہیں مگر اب کیا کریں کر جو لیا اور وہی کام مسلمان ملک کرتا ہے تو انصاف کے علمبردار کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں، کہ تمہارا جینا حرام کر دیں گے۔ مسلمان ملکوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ تم خود اپنا دفاع مضبوط نہ کرو۔ کہتے ہیں تم صبر کرو، تم ہمارے اوپر انحصار کرنا تاکہ ہم جب چاہیں گے تو تمہارے دو نہیں چار ٹکڑے کر دیں گے۔ جب چاہیں گے تمہیں اس وقت زمین کے ساتھ ملا دیں گے۔ کہتے ہیں بس ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ غیور قومیں ایسے نہیں کرتیں، کافروں پہ بھروسہ نہیں کرتیں، ہم بھروسہ اپنے خدا پر کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایٹمی تجربہ کرنے پر اجر:

دیکھئے اللہ نے ایمان والوں کو کہا ہے کہ تم جتنی طاقت حاصل کر سکتے ہو حاصل کرو اور ایمان والوں کو چاہئے کہ آج سائنس کا دور ہے اس سائنس کے دور میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ کریں اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

یاد رکھیے مصلے پر بیٹھ کر نفلی تلاوتیں، نفلی عبادتیں، اور نفلی تسبیحات کرنے والے کو عبادت کا وہ اجر نہیں ملے گا جو کسی لیبارٹری کے اندر بیٹھ کر کسی سائنسدان کو ایٹمی تجربہ کرنے پر نصیب ہو جائے گا۔

اسلام کی فتح:

الحمد للہ ہمارے ملک کے سائنسدان اسلام کی شان وشوکت کا سبب بن گئے ہیں۔ سبحان اللہ، معلوم نہیں اللہ رب العزت ان کو کیا اجر عطا کرے گا۔

ہر میدان کے اندر آگے بڑھنے کی کوشش کیجئے۔ ان کافروں سے ڈرنے اور گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ دیکھئے حدیث پاک سے ہمیں خود معلوم ہوتا ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا اور آپ ﷺ نے اس بات کو اچھا جانا کہ مومن مادی اعتبار سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس کی دلیل حدیث پاک سے ملتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی میں زمینی جنگیں لڑی ہیں مگر صاف فرما دیا، (میں جنت کی خوشخبری دیتا ہوں ان ایمان والوں کو جو سب سے پہلے بحری جہاد اسلام کے لئے کریں گے)

مطلب یہ تھا کہ میں نے تو زمینی جنگیں لڑی ہیں میرے بعد آنے والے جو سب سے پہلے بحری جہاد کریں گے ان بحری جہاد کرنے والوں کو میں اللہ کا پیغمبر جنت کی بشارت دے رہا ہوں۔ ماشاء اللہ، تو کیا پتہ چلتا ہے کہ اگر دین کو اس انداز سے بھی پھیلانا پڑے اور کفر کا راستہ بحری جہازوں کے ذریعے سے جا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

روکنا پڑے تو جو اس کا راستہ روکے گا تو میں اللہ کا پیغمبر اس کو جنت کی بشارت دے رہا ہوں، خوشخبری دے رہا ہوں۔ سبحان اللہ

اس لئے کام کیجئے، محنت کیجئے، ہم نے مسلمان ماؤں کے دودھ پیئے ہیں، میرے دوستو! اللہ کی قسم ہم چھوٹے تھے ماں دودھ پلانے لگتی تھی تو بسم اللہ پڑھتی تھی، ماں پنگھوڑا ہلانے لگتی تھی تو لا الہ الا اللہ پڑھتی تھی، ماں ہمیں بستر پر سلانے لگتی تھی تو وہ اللہ اکبر، سبحان اللہ پڑھا کرتی تھی، کبھی حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل، کبھی حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰه مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰه پڑھتی تھی۔

ارے! یہ ترانے ہم نے اپنے بچپن میں ماؤں سے سنے ہیں۔ اے کافرو! ان لوگوں کے بارے میں کہتے ہو کہ تم نہتے بن کے رہو اور ہم تمہاری حفاظت کریں گے، کیا ہم اپنی حفاظت کرنا نہیں جانتے۔ جی ہاں، الحمدللہ اللہ رب العزت جزائے خیر دے ان حضرات کو جنہوں نے محنت کی اور عالم اسلام کے لئے شان وشوکت کا ذریعہ بنے۔ آپ کے ہاتھ میں بھی اگر کوئی چیز ہوگی تو کفار ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں گے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ایٹم بم چلانے ہی ہوتے ہیں۔ نہیں، اللہ نہ کرے کوئی ایسا وقت آئے کہ جب انسان ایسی خطرناک چیزوں کو استعمال کرے مگر جب کفر اپنے ہاتھوں میں ان چیزوں کو لے چکا تو اب مسلمانوں کو نہتے کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں، ان کے ہاتھ میں بھی ان سے بڑھ کر ایسے اسباب ہونے چاہئیں۔

جدید دور کی ترقی:

آج دیکھیے سائنسدانوں نے گندم پر محنت کی۔ ایک دور تھا جب زمین میں دانہ ڈالتے تھے تو دس دانے ملتے تھے۔ پھر پندرہ دانے ملنے لگے، پھر تیس دانے ملے۔ مکسی پاک (MaxiPak) گندم آئی تو لوگوں نے کہا جی ایک کے بدلے بتیس دانے مل گئے۔ بڑا کمال کرلیا۔ بھئی، ایک کے بدلے بتیس دانے، کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کمال کیا؟ قرآن تو مثال دے رہا ہے کہ تم ایک دانہ ڈالو گے تو اس کے اوپر سات بالیں ہوں گی۔ ہر ایک میں خوشہ ہوگا، خوشے میں سو دانے ہوں گے۔ یوں ایک دانے کے بدلے رب کریم سات سو دانے بنا دیں گے۔

تو ہم تو ابھی 32 دانوں تک پہنچے ہیں اور قرآن بتا رہا ہے کہ ہم سات سو تک پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا ایگریکلچر میدان میں آگے بڑھیے اور ویسے بھی یہ ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ (Agrecultcur Reserch Institute) ہے سبحان اللہ۔

تو ابھی تک تو آپ بمشکل پچاس دانوں تک پہنچے ہوں گے۔ سوچئے آپ کا سفر کتنا لمبا ہے۔ قرآن نے ٹارگٹ کتنا دیا ہے اور آپ نے کتنا دور پہنچنا ہے۔ لہٰذا اپنے فرض منصبی کا خیال کیجئے اور امانت و دیانت کے ساتھ زندگی گزاریئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام اور کاروبار میں برکت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی سرخروئی نصیب فرما دیں گے۔

ہمت مرداں مدد خدا:

ہاں وقتی طور پر کچھ مشکلات آتی ہیں، وہ قوموں کی زندگی میں پہلے بھی آتی رہی ہیں۔ قوموں کے لئے یہ باتیں آسان ہوا کرتی ہیں لیکن جب ہم اس راستے میں قدم اٹھائیں گے اور سب کے سب عہد کریں گے کہ آج کے بعد ہم اپنے فرض منصبی کو پورا کریں گے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو پورا کریں گے۔ اسلام کی شان و شوکت کے لئے زندگی گزاریں گے تو رب کریم ہماری مدد فرمائیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ فَبِعِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ . لَا اُخْذِیْکُمْ وَ لَا اُفْضِحُکُمْ بَیْنَ اَصْحٰبِ الْحُدُوْد ان میرے مومنوں کو کہہ دیجئے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! میں تمہیں کافروں اور فاسقوں کے سامنے ذلیل ورسوا نہیں کروں گا اللہ رب العزت ہمیں دین و دنیا کی سرخروئی نصیب فرما دے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

www.besturdubooks.wordpress.com

خوفِ خدا

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت نے اپنے ایک پیارے بندے کی طرف الہام فرمایا کہ اے میرے پیارے! لوگوں سے کہہ دو کہ جب تم گناہ کرنے لگتے ہو تو تم ان تمام دروازوں کو تو بند کر لیتے ہو جن دروازوں سے مخلوق دیکھتی ہے اور اس دروازے کو بند نہیں کرتے جہاں سے میں پروردگار دیکھتا ہوں۔ کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں سے سب سے کم درجے کا تم مجھے سمجھتے ہو؟

www.besturdubooks.wordpress.com

خوف خدا

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى o وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخَر. وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ o سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

خوف اور امید کا مفہوم:

مومن کے دل میں دو مختلف کیفیتیں ہوتی ہیں۔ کبھی اس پر امید غالب ہوتی ہے اور کبھی اس پر خوف غالب ہوتا ہے۔ امید کا یہ مطلب ہے کہ اللہ رب العزت کی رحمت سے یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے گا اور ہمارا انجام بہتر ہوگا۔ خوف اسے کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی جلالت شان کی وجہ سے اس کی عظمت دل میں ایسا بیٹھ جائے کہ انسان گناہوں سے دور ہو جائے اور اس کے رگ رگ اور ریشہ ریشہ سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَ الرَّجَا۔ یعنی ایمان امید اور خوف کے درمیان ہوتا ہے۔

امید اور خوف کب ہونا چاہئے؟

انسان کے دل میں امید کب ہونی چاہئے اور خوف کب ہونا چاہئے؟ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بارے میں مشائخ نے بڑی تفصیل لکھی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جوانی کی عمر میں انسان پر خوف غالب رہنا چاہئے تا کہ نفس کا زور ٹوٹے اور یہ شخص گناہوں سے بچ جائے اور بڑھاپے کے اندر امید غالب ہونی چاہئے تا کہ آدمی اللہ رب العزت کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائے۔ صحت کے زمانے میں خوف غالب ہونا چاہئے اور بیماری کے زمانہ میں انسان پر امید غالب ہونی چاہئے۔ خوشی کی حالت میں انسان پر خوف غالب ہونا چاہئے اور غم کی حالت میں اس کے دل میں امید غالب رہنی چاہئے۔

مومن اور فاسق کی کیفیت:

نوجوانوں کو چاہئے کہ اللہ رب العزت سے اس کا خوف مانگا کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جس کے حاصل ہونے پر انسان نیکی کا ہر کام کرتا ہے اور گناہ سے بچتا ہے۔ جس انسان کے دل میں خوف خدا نہیں رہتا اس کے لئے گناہوں سے بچنا ممکن ہی نہیں ہوتا۔ مومن بندہ گناہ کو یوں سمجھتا ہے جیسے کوئی پہاڑ سر کے اوپر ہے اور ابھی سر پر گر جائے گا اور فاسق گناہ کو یوں سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی بیٹھی ہوئی تھی جو اڑا دی گئی۔ ہمارے معاشرے میں گناہ کو بہت ہلکا سمجھا جاتا ہے۔ جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، چغلی کھانا اور بدنظری کرنا بالکل عام ہو گیا ہے۔ حلال اور حرام کے درمیان کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مسجد میں نماز بھی پڑھتے ہیں اور باہر جا کر حرام کام بھی کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دل خوف خدا سے خالی ہے۔ زبان سے کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت بڑے ہیں مگر اس کی بڑائی کا دل میں استحضار موجود نہیں ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اے دوست! تو یہ نہ دیکھ کہ گناہ چھوٹا ہے یا بڑا، بلکہ اس ذات کی عظمت کو دیکھ کہ جس کے حکموں کی تو نافرمانی کر رہا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ نافرمانی اور پروردگار عالم کی !!! اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نافرمانی کبھی چھوٹی نہیں ہوتی۔ یہ تو اس کی رحمت ہے کہ وہ درگزر فرما دیتا ہے۔

ایک عبرتناک واقعہ:

بنی اسرائیل میں ایک بزرگ داموس رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک دفعہ وہ اپنی بستی سے باہر نکلے۔ سامنے پہاڑ پر نظر پڑی تو سارے پہاڑ خشک نظر آئے۔ اس پر سبزہ نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کتنا اچھا ہوتا کہ ان پر سبزہ ہوتا، آبشاریں ہوتیں، مرغزاریں ہوتی اور خوب صورت منظر ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے دل میں الہام فرمایا کہ اے میرے پیارے! تو نے بندگی چھوڑ دی اور اب تو میرا مشیر بن گیا ہے، اب تجھے میری تخلیق میں کمی کوتاہی نظر آتی ہے۔

جب یہ الہام ہوا تو وہ گھبرا گئے اور انہوں نے اپنے دل میں ایک نیت کر لی کہ جب تک اللہ رب العزت کی طرف سے میرے دل میں واضح طور پر یہ بات نہیں آئے گی کہ میری کوتاہی کو معاف کر دیا گیا ہے، میں اس وقت تک اپنے آپ کو سزا دوں گا۔ یہ اللہ والوں کا طریقہ رہا ہے کہ اگر کبھی کوئی کوتاہی ہو جاتی تو وہ اپنے آپ کو سزا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ داموس رحمۃ اللہ علیہ نے سزا کے طور پر دل میں تہیہ کر لیا کہ جب تک میری غلطی معاف نہیں ہو جاتی نہ تو کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی پانی پیوں گا۔ بس روزہ کی حالت میں رہوں گا۔ یہ بندے اور اللہ کا اپنا معاملہ ہوتا ہے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ بندے سے اگر کوئی گناہ ہو جائے تو وہ اپنے اوپر کوئی سزا مقرر کر سکتا ہے۔ مثلاً میں اتنا پیسہ صدقہ دیا کروں گا یا میں اتنے نفل پڑھا کروں گا، یا کوئی ایسا کام کہ جس سے انسان کے نفس پر بوجھ پڑے اور وہ گھبرائے۔ انہوں نے بھی یہی کیا کہ دل میں سزا کے طور پر فیصلہ کر لیا۔

داموس رحمۃ اللہ علیہ دو چار دن کے بعد ایک قریبی بستی میں گئے۔ وہاں کوئی تقریب منعقد ہو رہی تھی، بستی والوں نے کھانا وغیرہ پکایا ہوا تھا۔ جب دسترخوان لگا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ بھی کھانا کھائیں۔ انہوں نے معذرت چاہی مگر کچھ لوگ پیچھے ہی پڑ گئے کہ جی آپ ضرور کھائیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں مجھے کھانا نہیں کھانا۔ ان میں سے ایک نے پوچھا کہ آخر وجہ کیا ہے؟ انہوں نے وجہ بتا دی کہ مجھ سے یہ کوتاہی ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگا، جناب! یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں، ہم سب بستی والے مل کر اس گناہ کا عذاب بھگت لیں گے، آپ کھانا کھا لیجئے۔ کہنے والے نے جیسے ہی یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً داموس رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ الہام فرمایا کہ میرے پیارے! آپ اس بستی سے فوراً نکل جائیں۔ چنانچہ جیسے ہی وہ نکلے اللہ رب العزت نے اس بستی والوں کو زمین کے اندر دھنسا دیا۔

گناہوں سے بچنے کی ایک صورت:

انسان کو دنیا کی پولیس گناہوں سے نہیں روک سکتی اور نہ ہی کوئی دوسرے انسان گناہوں سے روک سکتے ہیں۔ مگر خوف خدا وہ نعمت ہے کہ انسان تنہائی میں بھی گناہوں سے بچ رہا ہوتا ہے۔ آپ سوچئے کہ جس انسان کے لئے پھانسی پر چڑھنے کا حکم صادر ہو چکا ہو وہ کال کوٹھڑی میں بیٹھ کر فحش کاموں کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ اس کے دل پر غم سوار ہوتا ہے کہ صبح مجھے سولی پر لٹکا دیا جائے گا جس کی وجہ سے اس کا فحش کاموں کی طرف میلان ہی نہیں ہوتا۔ جس طرح پھانسی کے خوف سے وہ گناہوں کی طرف مائل نہیں ہوتا بالکل اسی طرح اللہ والے اللہ رب العزت کے خوف کی وجہ سے گناہوں کی طرف مائل نہیں ہوتے۔

حزن اور خوف میں فرق:

مشائخ نے لکھا ہے کہ ایک حزن ہوتا ہے اور دوسرا خوف۔ حزن کہتے ہیں اندر کے غم کو اور خوف کہتے ہیں باہر کے ڈر کو۔ جب انسان کا دل محزون ہوتا ہے تو انسان کا کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے۔ آپ نے غور کیا ہوگا کہ جس ماں کا بیٹا فوت ہو جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

،کئی دن تک روٹی کھانے کو اس کا دل نہیں کرتا۔ جو بچہ امتحان میں فیل ہو جائے اس کا روٹی کھانے کو دل نہیں کرتا، یا کاروباری آدمی جب کوئی ایسی بری خبر سنے جس سے دل مغموم ہو جائے تو کھانا کھانے کو دل نہیں کرتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب دل میں حزن ہوتا ہے تو انسان کا کھانا پینا ختم ہو جاتا ہے اور جب انسان کے دل پر اللہ کا خوف ہوتا ہے تو پھر اس کے جسم سے گناہوں کا صدور ختم ہو جاتا ہے۔

دودھ کے پیالے کی حفاظت:

ایک شخص ایک بزرگ کے پاس حاضر ہوا۔ وہ کہنے لگا، حضرت! میں بازار میں کام کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں اپنی نگاہوں کو غیر محرم عورتوں سے نہیں بچا سکتا۔ کوشش بھی بہت کرتا ہوں کہ بدنظری نہ ہو، مگر پھر بھی گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہوں۔ سمجھ نہیں آتی کہ میں اس گناہ سے کیسے بچوں۔ انہوں نے فرمایا، اچھا، آپ کو سمجھا دیتے ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے اس نوجوان کو فرمایا کہ میں آپ کو دودھ کا ایک پیالہ دیتا ہوں، وہ پیالہ بازار سے گزر کر فلاں بزرگ کو پہنچانا مگر شرط یہ ہے کہ میں ایک بندہ آپ کے ساتھ بھیجوں گا، اگر اس پیالے میں سے دودھ کہیں گرا تو وہ وہیں پر تمہیں جوتے لگائے گا۔ اس نے کہا، ٹھیک ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک پیالہ دودھ سے لبریز کر کے اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ وہ پیالے کو لے کر چل بھی رہا تھا اور اس پیالے پر نظریں بھی جمائے ہوئے تھا کہ کہیں گر نہ جائے۔ اس کے ساتھ جو بندہ تھا وہ بھی ماشاء اللہ لحیم وشحیم تھا۔

اس نوجوان نے خدا خدا کر کے بازار سے گزر کر منزل مقصود پر دودھ پہنچایا اور خوشی خوشی واپس آ کر بتایا کہ حضرت! میں دودھ پہنچا آیا ہوں۔ حضرت نے پوچھا، بتاؤ بھئی! تم نے بازار میں کتنے چہرے دیکھے؟ وہ کہنے لگا، حضرت! ادھر تو دھیان ہی نہیں گیا۔ حضرت نے پوچھا، دھیان کیوں نہیں گیا؟ وہ کہنے لگا، حضرت!

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے ڈر تھا کہ اگر دودھ نیچے گر گیا تو یہ بندہ بھرے بازار میں مجھے رسوا کر دے گا۔

اس کا یہ جواب سن کر حضرت فرمانے لگے کہ اللہ والوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ ان کے دل ایمان سے لبریز ہوتے ہیں، ان کو اس کی حفاظت کی ہر وقت فکر ہوتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ معصیت کریں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق کے سامنے کھڑا کر کے رسوا فرما دیں۔ اللہ والے ڈر رہے ہوتے ہیں کیونکہ اس دن کی رسوائی بہت بڑی اور بہت بری ہے۔

پاکیزہ ہستیاں:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں ایسی پاکیزہ ہستیاں بھی گزری ہیں کہ چالیس چالیس سال تک گناہ لکھنے والے فرشتوں کو ان کا گناہ لکھنے کا موقع نصیب نہ ہوا۔ مکروہات شرعیہ ان کے لئے مکروہات طبعیہ بن گئی تھیں۔ شریعت کے خلاف کوئی کام کرنے کی سوچ ان کے دماغ میں نہیں آتی تھی۔ وہ اللہ رب العزت کی عظمتوں کو سمجھتے تھے، وہ اللہ رب العزت کی جلالت شان کو سمجھتے تھے اور اللہ رب العزت کا خوف ان کے دلوں پر حاوی تھا۔

خوف خدا کے لئے مسنون دعا:

حدیث پاک میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ تعلیم دی کہ ہم اللہ رب العزت سے اس کا خوف مانگیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بِہٖ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ مَعْصِیَتِیْ (اے اللہ! میں آپ سے ایسی خشیت (خوف) مانگتا ہوں جو میرے اور میرے گناہوں کے درمیان آڑ بن جائے)۔

ایک چرواہے کے دل میں خوف خدا:

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنگل میں بیٹھے تھے۔ ایک چرواہا دہار

www.besturdubooks.wordpress.com

آ پہنچا۔ آپ نے انہیں سے فرمایا، آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ وہ کہنے لگا۔ اَنَـا صَائِمٌ میں روزہ دار ہوں۔ آپ حیران ہوئے کہ جنگل اور ویرانے میں دھوپ پر سارا دن پھرنے والا اور بکریوں کو چرانے والا یہ نوجوان روزے سے ہے۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ اسے آزماتے ہیں۔ آپ نے اسے فرمایا کہ ایک بکری ہمارے ہاتھ پر بیچ دو، ہم تمہیں پیسے دے دیتے ہیں، اس کو ذبح کریں گے اور گوشت بھونیں گے، ہم بھی کھالیں گے اور تم بھی شام کو کھالینا۔ وہ کہنے لگا، جناب! یہ بکریاں میری نہیں ہیں، یہ تو میرے مالک کی ہیں۔ آپ نے فرمایا، تمہارا مالک یہاں تو نہیں ہے، کہہ دینا کہ بھیڑیا کھا گیا ہے۔ جیسے ہی آپ نے یہ کہا، وہ نوجوان فوراً آپ کو کہنے لگا کہ اگر میرا مالک اس وقت موجود نہیں تو فَاَيْنَ اللّٰه اللہ کہاں ہے۔ یعنی اگر میرا مالک موجود نہیں ہے تو اس مالک کا مالک تو موجود ہے۔ صحابہ کرام ﷸ کے دل میں خوف خدا والی یہ نعمت ایسی جاگزیں تھی، تنہائیوں میں بھی ان کے دلوں میں ہر وقت یہ استحضار رہتا تھا کہ اللہ رب العزت ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے وہ گناہوں سے بچتے تھے۔

ایک سبق آموز واقعہ:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گلیوں کے اندر پہرہ دے رہے تھے۔ صبح صادق کا وقت قریب ہوگیا۔ ایک گھر سے عورتوں کے بولنے کی آواز آئی۔ آپ قریب ہوکر آواز سننے لگے۔ آپ نے محسوس کیا کہ ایک بوڑھی عورت اپنی کم عمر لڑکی سے کہنے لگی کہ بیٹی! کیا بکری نے دودھ دے دیا ہے؟ اس نے کہا، جی دے دیا ہے۔ پوچھا، کتنا دیا ہے؟ جواب ملا، تھوڑا دیا ہے۔ اس بوڑھی عورت نے کہا، لینے والے آئیں گے تو وہ تو پورا مانگیں گے۔ لڑکی نے کہا کہ بکری نے تو تھوڑا دیا ہے۔ بوڑھی عورت کہنے لگی، اچھا، پھر اس

www.besturdubooks.wordpress.com

میں پانی ملا دو تا کہ مقدار پوری ہو جائے ۔لڑکی نے کہا، میں کیوں پانی ملاؤں؟ بڑھیا نے کہا، کونسا عمر دیکھ رہا ہے ۔ اس لڑکی نے جواب دیا کہ اماں! اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ نہیں دیکھ رہے تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو بہت خوش ہوئے اور واپس آ گئے ۔صبح ہوتے ہی آپ نے ان دونوں کو بلایا تو پتہ چلا کہ وہ لڑکی جوان العمر تھی ۔آپ نے اپنے بیٹے کے لئے اس کو پسند کر لیا اور اسے اپنی بہو بنا لیا۔ یہی لڑکی بڑی ہو کر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نانی بنی۔

خوف خدا کے درجات

خوف خدا کے مختلف درجات ہیں ۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بڑی تفصیل لکھی ہے۔

(1) عوام الناس کا خوف

آپ فرماتے ہیں کہ خوف خدا کی جو سب سے پہلی سطح ہوتی ہے اسے عوام الناس کا خوف کہتے ہیں ۔عوام الناس کا خوف یہ ہوتا ہے کہ میں فلاں کرتوت کرتا ہوں، گناہ کرتا ہوں جس کی وجہ سے مجھے مار پڑے گی ۔آپ فرماتے ہیں کہ اس کی مثال ایسے بچے کی مانند ہے جس نے کوئی نقصان کیا ہو یا امی کی کوئی بات نہ مانی ہو، اور اس کو پتہ ہو کہ جب ابو آئیں گے تو مار پڑے گی۔

(2) صالحین کا خوف

ایک خوف اس سے ذرا اوپر کے درجے کا ہے جسے ''صالحین کا خوف'' کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ اپنی طرف سے تو نیکی کرتے ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ ہم نے جتنی نیکی کرنی تھی اتنی کر نہیں سکے، پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ نمازیں قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ گویا نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور ڈرتے بھی ہیں مثلاً کسی نے کہا کہ آپ حج کر کے آئے ہیں، آپ کو مبارک ہو۔ تو وہ کہتا ہے جی بس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں۔ نیکی بھی کرتے ہیں اور دل میں ایک خوف بھی ہوتا ہے کہ جس کے لئے نیکی کی ہے پتہ نہیں اس کو قبول ہو کہ نہ ہو۔ جیسے ایک لڑکی کی شادی تھی تو اسے دوسری لڑکیاں دلہن کے طور پر سجا رہی تھیں۔ جب انہوں نے سجا لیا تو ایک سہیلی نے کہا کہ تو بڑی خوبصورت لگ رہی ہے، تعریفیں شروع کر دیں تو اس دلہن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سب نے کہا کہ تو اتنی خوبصورت لگ رہی ہے پھر بھی رو رہی ہے، کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ تم سب سہیلیاں تو تعریفیں کر رہی ہو لیکن جس کے لئے تم مجھے سجا رہی ہو اگر میں اس کے پاس پہنچی اور اسے پسند نہ آئی تو میرا یہ حسن کس کام کا ہوگا۔ اصل تو یہ ہے کہ میں اسے پسند آ جاؤں۔ یہی صالحین کے خوف کی مثال ہے کہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، تلاوت بھی کرتے ہیں، مگر دل میں ڈر ہوتا ہے کہ اے اللہ! بس تو اسے قبول کر لے۔

(3) عارفین کا خوف

ایک اس سے بھی اوپر کے درجے کا خوف ہوتا ہے۔ اسے ''عارفین کا خوف'' کہتے ہیں۔ انسان نیکی اور عبادت تو کرتا ہے مگر یہ سمجھتا ہے میری نیکی اللہ رب العزت کی عظمتوں کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور جب حرم شریف تشریف لے گئے تو وہاں مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگی ما

www.besturdubooks.wordpress.com

عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ ۔ (کہ اے اللہ! جیسے تیری عبادت کرنی چاہیے تھی ویسی کر نہیں سکے اور جیسے تیری معرفت حاصل کرنی چاہیے تھی وہ معرفت حاصل نہیں کر سکے)۔

4 کاملین کا خوف

ایک اس سے بھی بلند درجے کا خوف ہوتا ہے۔ اسے ''کاملین کا خوف'' کہتے ہیں۔ وہ کیا؟ کہ وہ حضرات سب اعمال کرتے ہیں مگر اس کے باوجود ڈر رہے ہوتے ہیں، گھبرا رہے ہوتے ہیں کہ کہیں اللہ رب العزت کی بے نیازی والی نظر ہماری طرف نہ اٹھ جائے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہماری عبادتیں اس کی شان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ جب اس کی بے نیازی والی نگاہ اٹھتی ہے تو بلعم باعور کی چار سو سال کی عبادتوں کو ٹھوکر لگا دیتے ہیں۔ ہمارے پلّے تو چالیس سال کی عبات بھی نہیں ہے۔ وہ اس بات سے ڈر رہے ہوتے ہیں کہ کہیں اللہ رب العزت کی کوئی خفیہ تدبیر سامنے نہ آجائے اور موت کے وقت ایمان کا دامن کہیں ہمارے ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت میں ایک ایسا وقت آئے گا جب تم دیکھو گے کہ ایک آدمی صبح اٹھے گا تو ایمان والا ہوگا اور شام کو سونے کے لئے بستر پر جائے گا تو وہ ایمان سے خالی ہوگا۔ آج ہم ایسے زمانے میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کا خوف:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے تھے۔ کسی نے پوچھا، جی آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ بس اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے پوچھا، کیا کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے؟ ان صحابی ﷛ نے گندم کا ایک دانہ جو سامنے پڑا ہوا تھا، وہ اٹھا کر دکھایا اور کہنے لگے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری زندگی کے گناہوں کا وزن گندم کے اس دانہ کے برابر بھی نہیں ہے میں تو اس لئے روتا ہوں کہ کہیں پروردگار آخری وقت میں توحید سے محروم نہ کر دے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ ﷝ کے دل میں خوف خدا:

یہی وجہ ہے کہ محبوبہ محبوب خدا، مخدومۃ المسلمین، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ﷝ نے پوری رات یہ آیت پڑھ کر گزار دی۔ وَ بَدَا لَهُم مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا معاملہ پیش آئے گا جس کا ان کو گمان ہی نہیں ہوگا۔ اگرچہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے لیکن آپ ﷝ اس کو پڑھ کر رو رہی تھیں کہ کہیں میرے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آ جائے۔

حضرت عمر ﷛ اور خوف خدا:

ایک مرتبہ حضرت عمر ﷛ نے پینے کے لئے پانی مانگا تو ان کو پانی کی بجائے شربت دے دیا گیا۔ آپ شربت پینے لگے تو آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ کسی نے کہا، اے امیر المومنین! آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا، مجھے قرآن پاک کی ایک آیت رلا رہی ہے، ایسا نہ ہو کہ عمر ابن الخطاب کو کہہ دیا جائے اِذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔ کہ تم اپنی نعمتیں دنیا کے اندر لوٹ چکے ہو، تم نے خوب مزے اڑائے۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے جو یہ نعمتیں مل رہی ہیں یہ میری نیکیوں کا اجر کہیں دنیا ہی میں نہ مل رہا ہو۔ آپ اتنا روتے تھے کہ آنسوؤں کے چلنے کی وجہ سے رخسار پر لکیریں پڑ گئی تھیں۔ حالانکہ آپ مراد مصطفےٰ تھے، عشرہ مبشرہ میں سے تھے، مگر اس کے باوجود کثیر البکاء تھے۔ جب تک انسان اس دنیا سے چلا نہیں جاتا اس وقت تک شیطان کے ہتھکنڈوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ آپ کا آخری وقت تھا۔ شاگردوں نے کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت آگے سے پڑھتے ہیں ''لا'' مزید کچھ نہیں پڑھتے بار بار یہی معاملہ ہوتا رہا۔ شاگرد بڑے حیران ہوئے کہ پورا کلمہ زبان پر کیوں نہیں جاری ہو رہا۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور آپ کچھ سنبھل گئے۔ طلباء نے پوچھا، حضرت! جس وقت سب کلمہ پڑھ رہے تھے اس وقت آپ پورا کلمہ نہیں پڑھ رہے تھے۔ فرمانے لگے، اس وقت میرے سامنے شیطان آیا اور کہنے لگا، احمد بن حنبل! تو ایمان بچا کے دنیا سے چلا گیا اور میں اسے کہہ رہا تھا'' لا ''نہیں، اے مردود! جب تک میری روح نکل نہیں جاتی اس وقت تک میں تجھ سے امن میں نہیں ہوں۔ وہ حضرات جنہوں نے دین کی خاطر زندگیاں لگا دیں اور جن کو قرآن مجید کے مخلوق ہونے نہ ہونے پر اتنے کوڑے مارے گئے کہ اگر ہاتھی کو لگائے جاتے تو وہ بلبلا اٹھتا، ایسی عظیم قربانیاں دینے والے آخری وقت میں اتنا ڈر رہے ہیں کہ پتہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ بنے گا؟ پھر بھلا غور کیجئے کہ ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور خوف خدا:

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے تین ادوار ایسے ہیں کہ ان لوگوں میں خشوع زیادہ غالب ہوتا تھا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ چل کے آتے تو طبیعت پہ ایسا غم ہوتا تھا کہ جیسے وہ آدمی آ رہا ہے جس نے ابھی ابھی اپنے باپ کو قبرستان میں دفن کیا ہو۔ جب بیٹھتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ وہ مجرم ہے جس کے لئے پھانسی کا حکم صادر ہو چکا ہے۔ آپ اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں کا پانی زمین پر بہہ پڑتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اور خوف خدا:

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے متعلق کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ خوف خدا سے اتنا روتی تھیں کہ آنسوؤں کے قطرے زمین پر گرنے لگتے تو اتنے آنسو گرتے کہ بعض مرتبہ زمین پر گھاس اگ آتی تھی۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اور خوف خدا:

ہمارے اکابرین جب ذرا سی کیفیت بدلتی دیکھتے تو فوراً رو پڑتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے اور کہنے لگے نَافَقَ حَنْظَلَةُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی صحبت میں جو کیفیت ہوتی ہے وہ گھر میں نہیں ہوتی۔ پس حنظلہ تو منافق ہو گیا۔

منافقت کا ڈر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا، بھائی حذیفہ! اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو منافقین کے نام بھی بتا دیئے اور منع بھی فرما دیا کہ آپ وہ نام کسی اور کو نہ بتائیں، اب میں آپ سے وہ نام تو نہیں پوچھنا چاہتا، صرف اتنا بتا دو کہ کہیں عمر کا نام تو ان میں شامل نہیں ہے۔

لمحہ فکریہ:

میرے دوستو! یہ واقعات معمولی نہیں ہیں کہ ہم پڑھ کر آگے گزر جائیں یا ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں بلکہ یہ ہمیں کچھ سبق دے رہے ہیں کہ ہمارے دل بھی اللہ رب العزت کا خوف ہونا چاہئے، اس کی جلالت شان ہمارے سامنے ہونی چاہئے تا کہ ہم گناہوں سے بچ سکیں۔ آج کل تو گناہوں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ارتکاب کرنا اتنا معمولی سا نظر آتا ہے جیسے کسی تنکے کو توڑ دینا۔ حیرت کی بات ہے کہ اگر دو چار سال کا بچہ بھی پاس ہو تو کوئی نوجوان فحش حرکات نہیں کرے گا لیکن جب محسوس کرے گا کہ تنہا ہوں تو معلوم نہیں کہ کیا کیا حرکات کرنے لگ جائے گا۔ اللہ رب العزت نے اپنے ایک پیارے بندے کی طرف الہام فرمایا کہ اے میرے پیارے! لوگوں سے کہہ دو کہ جب تم گناہ کرنے لگتے ہو تو تم ان تمام دروازوں کو تو بند کر لیتے ہو جن دروازوں سے مخلوق دیکھتی ہے اور اس دروازے کو بند نہیں کرتے جہاں سے میں پروردگار دیکھتا ہوں۔ کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں سے سب سے کم درجے کا تم مجھے سمجھتے ہو۔

ایک الہامی بات:

ہم کھاتے بھی اللہ تعالیٰ کا ہیں اور شکوے بھی اسی کے کرتے ہیں اور اس کی عبادت بندگی اور شکر ادا کرنے میں سستی کر جاتے ہیں۔ عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک مرتبہ الہام فرمایا کہ اے میرے پیارے! جب تجھے کوئی ذرا سی تکلیف پہنچتی ہے تو تم فوراً لوگوں میں بیٹھ کر میرے شکوے کرنا شروع کر دیتے ہو، جب کہ تمہارا نامہء اعمال گناہوں سے بھرا ہوا میرے پاس آتا ہے مگر میں فرشتوں میں بیٹھ کر تمہارے شکوے تو نہیں کرتا۔

(5) سب سے اونچے درجے کا خوف

سب سے اونچے درجے کا خوف یہ ہے کہ انسان اپنی طرف سے کوئی بھی گناہ نہ کرے، اس کے باوجود ڈرے کہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آ جائے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ایک دودھ پیتے بچے کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ ﷺ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! اس کو قبر اور جہنم

www.besturdubooks.wordpress.com

کے عذاب سے محفوظ فرما دینا۔ صحابہ کرام ؓ یہ سن کر بڑے حیران ہوئے اور پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ تو چھوٹا سا بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا ہے ناں لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔ جیسے آگ جلانے کے لئے لکڑی ڈالی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ بچوں کو اسی طرح پیدا کر کے جہنم کو بھر دے تو یہ بھی اس کا عین انصاف ہے، اس کو اختیار ہے، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پروردگار عالم نے یہ کیوں کیا۔ وہ خالق ہے اور خالق کو اس کا اختیار رہتا ہے۔ ایک آدمی لکڑیاں خرید کر لائے اور اگلے دن ان کو آگ میں ڈال دے تو اس کو کون پوچھنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے، خالق ہے، وہ اتنے بچے کو بھی جہنم میں ڈال دے تو اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ کسی معصوم بچی کا جنازہ پڑھنے کے لئے نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے۔ واپسی پر گھر میں سے کسی عورت نے کہا کہ یہ عصافیر جنت میں سے ایک عصفورہ تھی۔ یعنی جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ قیامت کے دن اس کا انجام کیا ہوگا؟

آخر خوف کب تک......؟

جب تک مومن پلصراط سے پار نہیں ہو جاتا تب تک وہ خوف سے امن میں نہیں ہے۔ یہ مسئلہ باقاعدہ طور پر علما نے لکھا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا جو کوئی بھی تم میں سے ہے اس کو جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا یہ تیرے رب کے نزدیک حتمی اور فیصلہ شدہ بات ہے ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا پھر ہم متقی لوگوں کو نجات دے دیں گے۔ وَ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا اور جو ظالم گنہگار رہوں گے ان کو اوندھے منہ جہنم میں گرا دیں گے۔ ثابت یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا کہ جب تک انسان پلصراط سے نہیں گزرے گا وہ خوف سے امن میں نہیں ہوگا۔ البتہ جس لمحے پلصراط سے گزر جائے گا پھر خوف ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا اور ہمیشہ کے لئے خوشی کا دور شروع ہو جائے گا۔

خوف خدا مانگنے کا طریقہ:

ہم اللہ سے جہاں دنیا کی اور بہت ساری نعمتیں مانگتے ہیں ہم اس سے خوف والی نعمت بھی مانگیں کیونکہ یہ وہ نعمت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کی گناہوں سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ اس لئے دعا مانگتے ہوئے کہے کہ اے اللہ! میں آپ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جس کی وجہ سے میرے اندر سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔

مقام خوف:

انسانوں اور جنوں کے علاوہ ساری مخلوق کو مقام خوف حاصل ہے۔ اے انسان! تو اشرف المخلوقات ہے مگر تیرے دل میں خوف خدا نہیں۔ بہتر تو یہ تھا کہ اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجے کا خوف خدا تیرے دل میں ہوتا۔

ملائکہ پر خوف خدا کا اثر:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو آپ ﷺ نے ایسے فرشتوں کو دیکھا جو سجدے میں پڑے ہوئے تھے اور ان کے قد اتنے تھے کہ ان کے کندھوں کے درمیان کئی میل کا فاصلہ تھا۔ ان کے کئی کئی پر تھے، مگر وہ سجدے میں پڑے ہوئے کانپ رہے تھے اور کانپنے کی وجہ سے ان کے جسموں سے ایک آواز نکل رہی تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا، اے جبرئیل! یہ کیا معاملہ ہے کہ یہ فرشتے سجدے کی حالت میں بھی ہیں اور ان کے جسموں سے آوازیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی آ رہی ہیں؟ کہنے لگے، اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ جب سے پیدا ہوئے اسی وقت سے سجدے کی حالت میں ہیں اور قیامت کے دن تک سجدے ہی میں رہیں گے مگر ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کے خوف کا ایسا اثر ہے کہ اس کی عظمت کی وجہ سے یہ تھرا رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کے جسموں سے آواز نکل رہی ہے۔

جبرئیل امین اور خوف خدا:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک مرتبہ جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا، اے جبرئیل! کیا تجھے بھی میری رحمۃ اللعالمینی سے حصہ ملا ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! جی ہاں، مجھے بھی آپ کی رحمۃ اللعالمینی سے حصہ ملا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، وہ کیسے؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! جب آپ دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے اس وقت میں اپنے انجام کے بارے میں ڈرا کرتا تھا۔ میرے سامنے کئی نیک لوگوں کے انجام برے ہوئے۔ میں نے شیطان کا انجام بھی دیکھا تھا جس کی وجہ سے میں بھی ڈرتا تھا کہ پتہ نہیں میرا انجام کیا ہوگا۔ لیکن جب آپ ﷺ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر ایک آیت اتار دی اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ٥ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ٥ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ٥ یہ آیت چونکہ میرے بارے میں ہے اور اس سے مجھے اپنے اچھے انجام کا پتہ چل گیا اس لئے میرے دل پر جو غم سوار رہتا تھا آپ کی رحمۃ اللعالمینی کے صدقے مجھے اب اس غم سے نجات نصیب ہوگئی ہے۔ سبحان اللہ

عرش پر اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کا اثر:

معراج والی حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ عرش سے اوپر جانے لگے تو آپ ﷺ نے عرش کے اندر سے ایک آواز سنی۔ جیسے کسی چیز پر بہت زیادہ وزن ہو تو اس میں سے آواز آتی ہے۔ مثلاً کوئی بھاری آدمی کرسی پر بیٹھے تو اس میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

آواز نکلتی ہے اسی طرح عرش میں سے آواز نکل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا، جبرئیل! یہ آواز کیسی ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! اس عرش پر اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کا ایسا اثر ہے کہ اللہ کا عرش بھی اس کی ہیبت سے سہما جا رہا ہے۔

مخلوقات عالم کی تسبیح:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے سوا اللہ کی جتنی مخلوق ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ جو کوئی بھی چیز ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح بیان کرتی ہے وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔

مخلوقات عالم میں ارکان نماز کی تقسیم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کل قد علم صلاته و تسبیحه (ہر چیز کو اپنی نماز اور تسبیح کا پتہ ہے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کو قیام کی حالت میں پیدا کیا، وہ ساری زندگی قیام کی حالت میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کو رکوع کی حالت میں پیدا فرمایا، وہ ساری زندگی رکوع کی حالت میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیڑوں کو سجدے کی حالت میں پیدا کیا، وہ ساری زندگی سجدے میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو التحیات کی شکل میں پیدا کیا، وہ ساری زندگی التحیات کی شکل میں رہتے ہیں۔

اے انسان! مخلوق کو فقط ایک ایک عمل ملا اور وہ ساری زندگی اسی عمل پر زندگی گزار رہی ہے، تجھے اللہ تعالیٰ نے تمام اعمال کا مجموعہ عطا فرما دیا، تو قیام کرتا ہے تو تجھے درختوں کی عبادت کے ساتھ ایک مناسبت مل جاتی ہے، رکوع کرتا ہے تو چوپایوں کی عبادت کا اجر بھی تجھے مل جاتا ہے، سجدہ کرتا ہے تو تجھے کیڑوں کی عبادت کا بھی اجر عطا کر دیا جاتا ہے اور قعدہ میں بیٹھ کر عبادت کرتا ہے تو تجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

پہاڑوں کی عبادت کا بھی اجرمل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتنا بڑا اکرم کر دیا کہ اس نے تجھے ایک کامل عبادت عطا کر دی۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو نماز کی حالت میں بھی تو دنیا کے خیالات میں گم ہوتا ہے۔

درخت کا رکوع اور سجدہ:

حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی بھی کسی سایہ دار اور پھل دار درخت کے نیچے پیشاب پاخانہ نہ کرے۔ صحابہ کرام ﷺ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اس میں کیا حکمت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، درخت کا سایہ جب گھٹتا و بڑھتا ہے تو یہ درخت اللہ تعالیٰ کے سامنے رکوع اور سجدہ کر رہا ہوتا ہے۔

اونٹ کے دل میں خوف خدا:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک صحابی ﷺ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں آپ کی خدمت میں ایک بات عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ پوچھا، کیا بات ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا ایک اونٹ ہے، میں سارا دن محنت مزدوری کرتا ہوں، اس اونٹ پر سامان لادتا ہوں اور میں اس کے دانے پانی کا پورا پورا خیال رکھتا ہوں لیکن جب میں رات کو آ کر سوتا ہوں تو کبھی کبھی وہ ایسی درد ناک آوازیں نکالتا ہے کہ میری آنکھ نہیں لگتی۔ اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ دعا فرما دیجئے کہ اونٹ مجھے رات کو سونے دیا کرے۔

نبی اکرم ﷺ نے جب یہ بات سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے مدعی کی بات سن لی ہے، اب ہم مدعا علیہ کو بھی بلائیں گے۔ چنانچہ اس اونٹ کو بلانے کا حکم دیا گیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ جب اونٹ کو پیغام دیا گیا تو اونٹ بڑے ادب و احترام کے ساتھ چلتا ہوا بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ وہ نبی اکرم ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے سامنے آ کر التحیات کی شکل میں بیٹھ گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اونٹ سے ارشاد فرمایا کہ تیرا مالک تیری شکایت بیان کر رہا ہے کہ وہ تیرے دانے پانی کا خیال رکھتا ہے لیکن تو اس کا خیال نہیں رکھتا اور رات کو ایسی آوازیں نکالتا ہے کہ جس سے تیرے مالک کی نیند خراب ہوتی ہے، یہ کیا معاملہ ہے؟

یہ سن کر اونٹ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! معاملہ یہ ہے کہ ہم دونوں سارا دن محنت مزدوری کرتے ہیں، یہ میرا خیال رکھتے ہیں اور میں ان کا خیال رکھتا ہوں، یہ بوجھ لادتے ہیں اور میں لے کے پہنچاتا ہوں، یہ مجھے دانہ پانی بھی دیتے ہیں، ہم دونوں ایک دوسرے کے اچھے ساتھی ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اچھے ساتھی ہو تو پھر اس کو سونے کیوں نہیں دیتے؟ وہ کہنے لگا، اے اللہ کے نبی ﷺ! معاملہ یہ ہے کہ کئی مرتبہ یہ تھکے ہوئے گھر آتے ہیں، مغرب کے بعد کھانا کھاتے ہیں، اس وقت کبھی کبھی ان پر نیند غالب آ جاتی ہے تو دل میں سوچتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر کے لئے کمر سیدھی کرلوں، پھر میں اٹھ کر عشاء کی نماز پڑھ لوں گا۔ لیکن جب کمر سیدھی کرنے کے لئے لیٹتے ہیں تو نیند گہری ہو جاتی ہے، انہوں نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی ہوتی، رات کو کافی دیر ہو جاتی ہے، چونکہ میں قریب ہوتا ہوں اس لئے مجھے نیند نہیں آتی کہ اگر ان کی نماز قضا ہوگئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں کہ تو نے اپنے ساتھی کو کیوں نہیں جگایا تھا تاکہ وہ میرے حکم کی پابندی کر لیتا۔ اے محبوب ﷺ! میرے اوپر بھی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہوتا ہے مگر میں اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کی وجہ سے ڈرتا ہوں اور دردناک آوازیں نکالتا ہوں کہ میرے مالک! اٹھ جا اور اپنے مالک کی بندگی کر لے۔

اے انسان! ایک جانور کے دل میں تو خوف خدا کا یہ حال ہے کہ اللہ کا حکم

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹوٹ رہا ہے اور اس کو نیند نہیں آ رہی اور تو اشرف المخلوقات ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو توڑتا پھرتا ہے۔ تیرے گھر میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کو ذبح کیا جاتا ہے مگر تجھے احساس نہیں ہوتا، تیری اولاد تیری آنکھوں کے سامنے اللہ کے حکم کو توڑتی ہے لیکن تو اپنے سینے میں مغموم نہیں ہوتا۔ آخر کوئی تو وقت آئے گا جب ہمیں اپنے دل میں اللہ کا خوف پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔

عبداللہ بن مبارک اور خوف خدا:

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی حدیث پڑھائی۔ یہاں تک کہ ایک وقت میں چالیس چالیس ہزار شاگردان سے حدیث پڑھا کرتے تھے۔ جب وہ فوت ہونے لگے تو اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ مجھے چارپائی سے اٹھا کر زمین پر لٹا دو۔ نیچے نہ کوئی قالین تھا، نہ کوئی فرش تھا اور نہ ہی کوئی سنگ مرمر لگا ہوا تھا۔ تاہم شاگردوں نے تعمیل حکم میں ان کو زمین پر لٹا دیا۔ یہ دیکھ کر طلبا کی چیخیں نکل گئیں کہ اتنے بڑے محدث اپنی داڑھی کو پکڑ کر اپنے رخسار کو زمین پر رگڑنے لگ گئے اور روتے ہوئے دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرمانا...... اللہ اکبر...... جس نے ساری زندگی حدیث پڑھائی اس نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! میں نے حدیث کے درس دیئے، میں نے لوگوں کو دین کی طرف بلایا، میں نے لوگوں کو نیکی کی طرف راغب کیا، کوئی عمل اس قابل نہیں سمجھا جو اللہ کے حضور پیش کر سکیں، بالآخر عاجزی کر رہے ہیں کہ اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما۔ وہ اپنے سفید بالوں کو پیش کرتے تھے کہ اے اللہ! کوئی عمل ایسا نہیں جو آپ کے سامنے پیش کر سکیں، آپ ہی مجھ پر رحم فرمائیے۔ ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہئے کہ ہم بھی اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے نادم ہوں اور اس کا خوف طلب کریں تاکہ گناہوں سے بچ

www.besturdubooks.wordpress.com

ملنا ہے، اس در سے ہٹ کر ہم جائیں گے تو ہمیں کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ سکیں۔ اس طرح مانگیں کہ جیسے ہمیں جو کچھ بھی ملنا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے در سے ہی ملنا ہے، اس در سے ہٹ کر ہم جائیں گے تو ہمیں کچھ بھی نہیں مل سکتا۔

اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا طریقہ:

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ جس طرح ایک بچے کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اپنی ماں سے مانگتا ہے، ماں جھڑک دیتی ہے تو بچہ پھر مانگتا ہے، ماں پھر جھڑک دیتی ہے حتیٰ کہ تھپڑ بھی لگا دیتی ہے مگر بچہ روتے ہوئے پھر اپنی امی سے لپٹ جاتا ہے اور اسی کا دامن پکڑ کر کہہ رہا ہوتا ہے کہ امی! اب تو دے دے۔ بچے کو یقین ہوتا ہے کہ امی کو ہی مناتا ہے اور اسی سے ہی میری ضرورت پوری ہونی ہے۔ ہم سے تو وہ چھوٹا بچہ اچھا ہے جو اس معرفت کو سمجھ لیتا ہے اور رو رو کر اپنی ماں کو منا لیتا ہے، مگر افسوس کہ ہم رو کر پروردگار کو نہیں منا سکتے۔ ہم معافی تو مانگتے ہیں مگر معافی ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت دل میں ندامت بھی پوری طرح نہیں ہوتی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں بلکہ اصرار کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، عاجزی اور انکساری کے ساتھ معافی مانگیں کہ اے پروردگار! آپ کے میرے جیسے اربوں کھربوں بندے ہیں مگر میرا تو تیرے جیسا کوئی معبود نہیں۔ رب کریم! تو مہربانی فرما کر میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔

ایک عجیب واقعہ:

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک گلی میں جا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک گھر کا دروازہ کھلا۔ ایک ماں اپنے بچے کو مار رہی تھی۔ اس بچے کی عمر سات آٹھ سال تھی۔ جب دروازہ کھلا تو ماں نے بچے کو دھکا دے کر باہر پھینکا اور کہا کہ تو نافرمان بن گیا ہے، تو میری کوئی بات بھی نہیں مانتا، میں تجھے اس گھر میں نہیں دیکھنا چاہتی۔ یہ کہہ کر ماں نے دروازہ بند کر دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر کے لئے کھڑا ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ کچھ دیر تک تو روتا رہا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے وہ گلی کے موڑ تک پہنچا تو وہاں تھوڑی دیر کھڑا سوچتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ قدموں سے واپس آنے لگا اور اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ کر بیٹھ گیا۔ وہ تھکا ہوا تھا۔ نیند غالب آئی۔ اس نے دروازے کی دہلیز پر سر رکھا اور سو گیا۔

کافی دیر کے بعد کسی کام کے لئے اس کی والدہ نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتی ہے کہ بیٹا دروازے کی دہلیز پر سر رکھے ہوئے سو رہا ہے۔ ماں کا غصہ ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ ماں نے اسے بالوں سے پکڑ کر پھر غصہ سے اٹھایا اور کہا کہ تو دفع کیوں نہیں ہو جاتا، یہاں کیوں پڑا ہوا ہے۔ بچے کی آنکھوں سے پھر آنسو آ گئے۔ وہ کہنے لگا امی! جب آپ نے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا تھا تو میرے دل میں خیال آیا تھا کہ میں کہیں چلا جاتا ہوں، میں بازار میں کھڑا ہو کر بھیک مانگ لوں گا یا پھر کسی کے جوتے صاف کر لوں گا۔ یہ سوچ کر میں گلی کے موڑ تک تو چلا گیا لیکن امی! وہاں جا کر میرے دل میں خیال آیا کہ اے بندے! تجھے دنیا میں کھانا پینا تو مل جائے گا مگر تجھے ماں کی محبت تو کہیں سے نہیں مل سکے گی، ماں کی محبت اگر تجھے ملے گی تو وہ صرف اسی گھر سے ملے گی۔ امی! یہ سوچ کر میں واپس آ گیا، اب میں اسی در پہ پڑا ہوں، امی! اب اگر تو دھکے بھی دے تو میں کہیں نہیں جا سکتا کیونکہ امی! تیرے جیسی محبت مجھے کوئی نہیں دے سکتا۔

جب ماں نے یہ بات سنی تو اس کا دل موم ہو گیا، اس نے کہا، بیٹے! جب تیرے دل میں یہ احساس ہے کہ تجھے مجھ جیسی محبت کوئی نہیں دے سکتا تو اب تمہارے لئے اس گھر کے دروازے کھلے ہیں، آ اور اس گھر میں اپنی زندگی گزار لے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کو بھی چاہئے کہ اسی طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت سے معافی مانگے اور کہے کہ پروردگار! یہی تو در ہے جہاں سے معافی ملتی ہے، اے اللہ! دوسرا کوئی در ایسا نہیں ہے، میں تیرے در کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ جب انسان اس طرح معافی مانگے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی معافی کو قبول فرما کر اس کے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

ایک درد بھری دعا:

کسی نے کیا ہی پیاری بات کہی کہ

اِلٰهِی عَبْدُکَ الْعَاصِیْ اَتَاکَ
مُقِرٌّ بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاکَ
فَاِنْ تَغْفِرْ فَاَنْتَ لِذَاکَ اَهْلٌ
وَاِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ یَّرْحَمْ سِوَاکَ

(اے اللہ! آپ کا گنہگار بندہ آپ کے در پر حاضر ہے، اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے اور آپ سے دعائیں مانگتا ہے، اگر تو مغفرت کر دے تو تجھے یہ بات بڑی سجتی ہے، اگر تو ہی دھکے دے دے تو پھر کون ہے کوئی دوسرے در والا کہ میں وہاں چلا جاؤں)۔

میرے دوستو! آج کی اس محفل میں ہم اپنی زندگی کے پچھلے تمام گناہوں سے معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے اس کا ایسا خوف مانگیں جو ہمیں گناہوں سے بچا لے تاکہ ہم بھی اپنی زندگی کے کچھ دن گناہوں سے پاکیزہ گزار کر اپنے پروردگار کے حضور پہنچ جائیں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد ہفتم

- فاذکرونی اذکرکم
- رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
- نورِ نسبت
- اسلاف کے حیرت انگیز واقعات

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ، فیصل آباد
+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد ہفتم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

مرتب
محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطبات فقیر جلد ہفتم

از افادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ———— محمد حنیف نقشبندی

ناشر ———— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ———— اکتوبر 2001ء

اشاعت بارہ ———— فروری 2010ء

تعداد ———— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— فقیر شاہد محمود نقشبندی غفرلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	13
پیش لفظ	15
① ذکر ولی اکرم	17
ذکر کے معانی	19
خواص کے نزدیک ذکر کی حیثیت	19
محسن حقیقی	20
ہمارا سب سے بڑا دشمن	20
شیطان کا تسلط	20
شیطان کے داؤ سے بچنے کا طریقہ	21
دل کی صفائی کا ذمہ دار کون	22
رحمان کا بسیرا	22
شیطان کے لئے خطرناک ترین ہتھیار	22
شیطان کا فرائض پر حملہ	23
نماز میں بھی نماز سے غفلت	23
نماز میں گناہ کبیرہ کا منصوبہ	24
کیسی نماز سے سکون ملتا ہے؟	24
اولیائے کرام جیسی نماز پڑھنے کی تمنا	25
شیخ کی قدر	25
اطمینان قلب کا واحد نسخہ	26
اللہ کے نام کی برکتیں	26

عنوان	صفحہ نمبر
یاد کا مقام	27
ذکر میں دوام	27
دو آدمیوں کی قلبی کیفیت	28
ایک اشکال کا جواب	.8
ذکر خفی کی فضیلت	29
توجہ الی اللہ پیدا کرنے کا ذریعہ	29
اللہ اللہ کا ذکر کرنے کا شرعی ثبوت	30
اللہ اللہ کرنے کا مزہ	30
بوڑھی بیٹا کو دوٹوک جواب	31
فکر کے اسباق	32
لا الہ الا اللہ کا ذکر	33
تجلی ذاتی برقی اور تجلی ذاتی دائمی	33
نمبر دو مجنوں	34
ذکر قلبی کا ثبوت	35
اللہ اللہ کرنے کا حکم	35
عبد منیب اور قلب منیب	35
ہر حال میں اللہ کا ذکر	36
ذکر سے غفلت کی سزا	37
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو ذکر کی ہدایت	38

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت علی زین العابدینؒ کا فرمان	38
میدان جنگ میں ذکر اللہ کی تلقین	39
فاذکرونی اذکرکم کا ایک مفہوم	39
ایک الہامی بات	40
فاذکرونی اذکرکم کا دوسرا مفہوم	40
جنت کے ساتھی سے ملاقات	41
فاذکرونی اذکرکم کا تیسرا مفہوم	42
نسبت کا احترام	42
بے ادبی کی انتہاء	43
لمحہ فکریہ	43
مسجد میں داخل ہونے کے لئے قرآنی اصول	44
فاذکرونی اذکرکم کا چوتھا مفہوم	45
حضرت یوسف علیہ السلام تخت شاہی پر	46
حسن بمقابلہ علم	46
فاذکرونی اذکرکم کا پانچواں مفہوم	47
ایک سبق آموز واقعہ	47
تین اصول موتی	48
پریشانیاں دور کرنے کا آسان نسخہ	49
عزم کا طواف	50
گردوپیش کی مثالیں	51
روز محشر کی مثال	51
فاذکرونی اذکرکم کا چھٹا مفہوم	51
ہمارے لئے پھل کا پیٹ	52
فاذکرونی اذکرکم کا ساتواں مفہوم	53
ذکر الٰہی کا مقصود	54
۲ رحمۃ للعالمین	55
رحمۃ للعالمین	57
نبی رحمت ﷺ کی شفقت	57
دو بے مثال نعمتیں	58
عورت کے دل میں بچے کی محبت	59
ایک عجیب مقدمہ	59
ہر کام امت کے لیے رحمت	59
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھول...... ایک رحمت	60
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیند...... ایک رحمت	60
بددعا کے رحمت بننے کی دعا	61
نبی رحمت کی رحمت کی تقسیم	61
ماں کا حصہ	61
بیٹی کا حصہ	62
بیوی کا حصہ	62
خاوند کا حصہ	63
چھوٹے بڑوں کا حصہ	63

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
علمائے کرام کا حصہ	63
طالبعلموں کا حصہ	64
مجاہد کا حصہ	64
تاجر کا حصہ	65
مزدور کا حصہ	66
پڑوسی کا حصہ	66
یتیم کا حصہ	66
یتیم...... نبی اکرم ﷺ کی نظر میں	67
سائل اور محروم کا حصہ	68
ہنرمندوں کا حصہ	68
غلاموں اور باندیوں کا حصہ	69
جانوروں کا حصہ	69
جنات کا حصہ	69
درختوں کا حصہ	70
مُردوں کا حصہ	70
حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حصہ	71
تیری چھاؤں بھی گھنی ہے	71
امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نوازشات	72
امت کے غم میں نبی اکرم ﷺ کا رونا	75
نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کا حصار	76
نبی اکرم ﷺ کا خصوصی امتیاز	77
ہر نبی علیہ السلام کے لئے ایک دعا کا اختیار	77

عنوان	صفحہ نمبر
روز محشر امت محمدیہ کی پہچان	77
بلاحساب جنت میں داخلہ	78
میراث آدم علیہ السلام سے نبی اکرم ﷺ کا پسری حصہ	79
روز محشر امت محمدیہ ﷺ کو سجدے کا حکم	79
امت کے غم کی انتہا	79
روز محشر اولاد آدم کی کسمپرسی	82
حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	83
حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	84
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	85
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	86
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں درخواست	87
شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں درخواست	87
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حساب کتاب	88
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیشی	89

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت عثمان غنی ؓ کا حساب کتاب	90
حضرت علی ؓ کا حساب کتاب	90
پل صراط کا سفر	91
نبی اکرم ﷺ کا جنت میں داخلہ	91
مسلمانوں کو جہنم میں کفار کا طعنہ	92
جہنمی مسلمانوں سے جبریل امین کی ملاقات	92
شفیع اعظم کے نام گنہگاروں کا پیغام	93
شفاعت کبریٰ	93
عتقاء الرحمٰن	94
عتقاء الرحمٰن کی فریاد	95
شفاعت کی دعا	96
③ نور نسبت	97
نور اور ظلمت کا مفہوم	99
نورانی اور تاریک سینے	100
مکروہات شرعیہ کا مکروہات طبعیہ بننا	100
کبیرہ گناہ سے پاک شخصیت	100
رزق حلال کے انوارات	101
نور بھرے سینے کی برکات	101
نور سے محروم لوگوں کی کسمپرسی	101
نور حاصل کرنے کی منڈی	102
شگفتہ چہروں کا راز	102
حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی	

عنوان	صفحہ نمبر
مقبولیت	103
اسلام قبول کرنے کی عجیب وجہ	103
جنگل میں منگل	104
حضرت مرشد عالمؒ کا مقام عبودیت	104
پانچ قسم کا نور	105
نور نسبت کا ادراک	106
ایک خاتون کا قبول اسلام	106
دین اسلام کی جاذبیت	107
نسبت کی برکتیں	107
مسجد کی عظمت	107
ایک درخت سے جنت کا وعدہ	108
کتے کا جنت میں داخلہ	108
اونٹنی جنت میں	108
تابوت سکینہ کا تذکرہ	109
امام احمد بن حنبلؒ کے جبہ میں برکت	109
لمس نبوی ﷺ کی برکات	110
کپڑے میں برکت	111
ایمان کی نسبت کی برکات	112
نسبی ولایت کی برکات	113
مفسرین کی رائے	114
محبت والوں کا ملاپ	114
نسبت نقشبندیہ کی برکت	115
قبولیت دعا میں نسبت کا مقام	115

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی کیفیت	116
فاحشہ عورت پر نسبت کا اثر	116
حضرت شبلیؒ پر نسبت کی برکات	117
دیدار الٰہی کی تمنا	119
حضرت پیر مہر علی شاہؒ اور نسبت کی برکات	120
نعت رسول مقبول ﷺ	120
اللہ کے نام کی برکت	122
ایک عجیب نکتہ	122
امام رازیؒ کے نزدیک بسم اللہ کی برکت	124
ہماری کل کائنات	124
نزع کے وقت نسبت کی برکت	125
خواجہ فضل علی قریشیؒ کا فرمان	126
امام رازیؒ کے ایمان کی حفاظت	126
مجوسی کا ہاتھ کیوں نہ جلا؟	127
پورے قبرستان والوں کی بخشش	128
دعاؤں کا پہرہ	129
دیکھنے کا فرق	130
جیسا گمان ویسا معاملہ	131
ایک اور واقعہ	132
سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن	133
نوجوان اور کنگن	134

عنوان	صفحہ نمبر
دو پیغمبروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عجیب معاملہ	134
نیت درست کر لیجیے	136
فقیر کا کام	137
ایک دلچسپ نکتہ	137
اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام	138
عقلمند بیوی	139
(۲) اسلاف کے حیرت انگیز واقعات	141
اللہ کے لشکر	143
دارالعلوم دیوبند کا فیض	144
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	144
اتباع سنت	146
ایک ماہ میں حفظ	146
علمی کمال کی پانچ وجوہات	146
استاذ کا ادب	147
پیر کے ہم وطن آدمی کا احترام	147
ادب کی انتہاء	147
توجہ کا اثر	148
حضرت نانوتویؒ کی ہیبت	148
نرمی سے نصیحت	149
تقلید کی ضرورت	149
شان مسکنت	150
شان استغنا	150

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
تواضع	150
فنِ تعبیر میں مہارت	151
ایک سوال دو جواب	151
خدام کی خدمت	152
مطبع میں ملازمت	152
حضرت گنگوہیؒ سے بے تکلفی	153
حجرِ اسود کسوٹی ہے	153
اسلام کی محبت سے خاتمہ بالخیر	154
طلب صادق ہو تو ایسی	154
تکبیرِ اولیٰ کے فوت ہونے پر افسوس	155
عاجزی وانکساری	155
حصولِ علم کی ایک عجیب صورت	156
کھانے میں تواضع	156
مطالعہ میں دلچسپی	156
کلمہ طیبہ کی برکت	156
کمالِ استغنا	157
تکلف سے اجتناب	158
قصہ و ذہانت	158
بچپن کا ایک خواب	159
کھیل میں سب سے اوّل	159
دین کا فیض جاری ہونے کی بشارت	160
عشقِ رسول ﷺ	160
اسلام کا بول بالا	161
آریہ سماج کے فتنے کا تدارک	161
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	162
صحبت کی برکت	164
کسرِ نفسی اور اس کی وضاحت	164
بادشاہوں جیسی شان	165
دوسروں کو اپنے سے افضل سمجھنا	165
تصوف کا حاصل	165
گناہ ہو جائے تو توبہ کر لو	166
توسل کا مسئلہ	167
پائیدار رونق کی علامت	167
حبِ جاہ کا نقصان	167
بے ادبی تصوف میں رہزن ہے	168
صاحبِ کشف کو دعا سے عار	168
حضرت شاہ ولی اللہؒ کی اولاد کا مقام	169
صبر ہو تو ایسا	169
مساکین کا تبرک	170
تواضع	171
ایک ڈاکو کی حکایت	171
بیعت ہونے کی برکت	172
شیخ کی معرفت	173
حیلہ اور گرو بننے کی تمنا	173
سادگی	173
دین و دنیا کا نقصان	174

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
نماز میں گریہ وزاری	175
نماز قضا کرنا گوارا نہ کیا	175
ریاضت ومجاہدہ	176
مرشد کی جانب سے ایک امتحان	176
کسی کے لئے کبھی بددعا نہ کی	177
عاجزی وانکساری	177
کسب حلال کے لئے کوشش	178
تواضع اور مروت	178
حضرت کا رعب	179
اتباع سنت	180
حساس طبیعت	180
نماز کا شوق اور غیبی حفاظت	182
حضرت کے ہاتھ میں شفا	183
ثابت قدمی	183
سمجھانے کا دلچسپ انداز	184
طلب ہو تو ایسی	185
چائے میں برکت	186
دھوپ گھڑی ملانے کا واقعہ	186
حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ	187
علم میں پختگی	189
عاقبت کا خوف	189
عیسائی پادری سے مناظرہ	190
دو اہم ترین سبق	190
محبوب شے کی قربانی	191
اتباع سنت	192
معمولات کی پابندی	192
دنیاداروں سے بے رغبتی	193
تواضع اور انکساری	193
محبت شیخ	194
علامہ محمد انور شاہ محدث کشمیریؒ	194
علمی استفادہ	196
بے مثال حافظہ	196
مسئلے کا فوری حل	197
حافظہ کی دعا	198
علم کی قبر......!!!	198
علم کا ادب	199
ایک پیر کی توجہ کا واقعہ	199
چہرے پر انوارات	200
تنہائی میں ملاقات سے انکار	201
متانت وسنجیدگی کا واقعہ	201
منور صورت	202
چہرے سے اسلام کی دعوت	203
نگاہوں کی پاکیزگی	204
کسب حرام سے حفاظت	205
علم کی عظمت	206
حقیقت پسندی	206

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
کتابوں کا ادب	206
اساتذہ کا ادب	207
دولتمندوں سے اعراض	208
علمی وقار کا اظہار	208
استاذ کی خدمت	209
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی	210
استاد کی خدمت	212
خدمت کی برکت	213
ختم بخاری کی مجلس	214
احوال وواقعات	214
مخلوق سے استغنا	215
دست بکار دل بیار	216
سادگی وبے تکلفی	217
رعب اور دبدبہ	218
اخلاق حمیدہ	218
قناعت	219
استغنا	220
والدین کی اطاعت	220
مخلوق خدا کی خدمت	221
ادلے کا بدلہ	222
گرفتاری	222
کھانے میں برکت	223
ایثار وقربانی	224

عنوان	صفحہ نمبر
استقامت	224
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا	225
حضرت گنگوہیؒ سے محبت	226
بچوں کی تربیت	227
زندگی بھر کی مصروفیت	227
قرآن مجید کی تلاوت	228
اکابر سے محبت	228
تعلیمی انہماک	229
دنیا سے بے رغبتی	230
ایثار کی انتہا	230
مجلس شعر وسخن	230
تصنیف وتالیف کا ذوق	231
مال سے قلبی انقطاع	231
تبلیغی احباب سے محبت	232
تقویٰ کی مثال	233
تصوف وسلوک کی حقیقت	233
مرشد کی تنبیہ	234
حضرت اقدس تھانویؒ کا ارشاد	234
مشکوٰۃ شریف کا آغاز	235
اکابر کی راحت کا خیال	235
اکابر کا تقویٰ	236
عجز وانکساری	237
فقر وفاقہ	238

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
درسِ حدیث کی پابندی	238
حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	239
تعلیم وتہذیب	241
ایک نواب کا اقرار بدتہذیبی	242
ایک رئیسہ کا علاج	243
انگریز کی دعوت	245
توکل علی اللہ	245
سفرِ آخرت کی فکر	246
معمولات کی پابندی	246
توکل وقناعت	247
فکرِ آخرت	247
اذکار واشغال کی ترتیب	248
امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	249
سامعین کو نصیحت	250
کھانے پینے کا معمول	251
ہدیہ قبول کرنے کی شان	251
ایفائے عہد	251
حقیقت کا اظہار	252
جیل جانے کی وجہ	252
تقریر کا اثر	253
شاگردوں پر شفقت	253
احباب سے تعلق	254
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ	254
انہماک مطالعہ	256
کیفیات میں قوت	256
مجلس کا واقعہ	257
محبت شیخ	257
زیب وزینت کا معیار	258
عشق نبوی ﷺ	259
عاجزی وانکساری	259
رقم کی فراہمی	260
شفقت کا واقعہ	261
حضرت مولانا الیاسؒ	261
دعوت وتبلیغ	263
اعمال کا دارومدار	264
عاجزی وانکساری	265
آخرت کا استحضار	266
دعوت دیئے جاؤ	266
موقع ومحل کے مناسب بات	267
لایعنی سے اجتناب	267
علالت وبیماری	268
نماز باجماعت کا اہتمام	268
دعا کے وقت کیفیت	270
لمحۂ فکریہ	270

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم و معارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء مطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ ساتویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت و معرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرم راز درون خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم و حکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے ہیں، انہیں

موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحر معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تا زیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

فقیر شاہد محمود نقشبندی غفرلہ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اله و اصحابه اجمعین . اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام ﷺ صف اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اهتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحۂ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغۂ عصر شخصیت، شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرقع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند، سرمایہ خاندان نقشبند حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی مادامت النہار واللیالی ہیں۔ آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئے نظر آتے ہیں۔آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے فائدہ کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحہ قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔الحمد للہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب وتزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہوسکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد وثمرات کا حامل ہے۔ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں ۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سے کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم اے۔ بی ایڈ

موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاذکرونی اذکرکم

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جوانسان اللہ رب العزت کی یاد سے آنکھیں چرالیتا ہے، اللہ رب العزت اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں۔ اس سے بڑی کوئی سزا نہیں ہوسکتی۔ یوں سمجھئے کہ اس کو دشمن کے حوالے کر دیتے ہیں۔ جیسے کوئی آدمی اگر کسی دشمن سے راہ رسم رکھے تو وہ اسے دشمن کے ہی حوالے کر دیتا ہے کہ تو جان اور تیرا کام۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فاذکرونی اذکرکم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُا

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَ اشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْن

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

ذکر کے معانی:

''ذکر'' عربی زبان کا لفظ ہے جو قرآن مجید میں کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔سب سے پہلے تو یہ لفظ قرآن مجید کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰافِظُوْن ۔ بیشک ہم نے ہی اس نصیحت نامے کو نازل کیا اور اس کی حفاظت کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں۔ یہاں ذکر کا لفظ قرآن مجید کے لئے استعمال ہوا ہے۔اس کا دوسرا معنی ''اللہ تعالیٰ کی یاد'' ہے۔ آج کی محفل میں جو ذکر کا لفظ استعمال ہوگا وہ اللہ رب العزت کی یاد کے معنی میں استعمال ہوگا۔

خواص کے نزدیک ذکر کی حیثیت:

اللہ رب العزت کی یاد ایک ایسا عمل ہے جس کو آج کے دور میں ایک نفلی کام

سمجھا جاتا ہے اس کی اہمیت دلوں سے نکلتی جا رہی ہے۔ عوام کا تو کیا کہنا، آج خواص بھی ذکر کے بارے میں غفلت برتتے ہیں، اس لئے زندگیاں ذکر کی برکات سے خالی ہوتی جا رہی ہیں۔

محسن حقیقی:

اللہ تعالیٰ ہمارے محسن ہیں، خالق ہیں، مالک ہیں اور رازق ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اس محسن کے ساتھ سچے دل سے محبت کریں، اس کی نعمتیں یاد کر کر کے اس کا شکر ادا کریں۔ اسی کے عشق میں اپنی زندگیاں بسر کریں، اسی کے سامنے اپنی فریادیں پیش کریں اور اسی کی محبت کے گیت گایا کریں۔

ہمارا سب سے بڑا دشمن:

شیطان ہمارا اتنا بڑا دشمن ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ بتا دیا إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا (الفاطر:۶) بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن بنا کے رکھو اور جو غفلت کی وجہ سے شیطان کے چکر میں آ گئے ان کو تنبیہ فرمائی۔ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ الشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ اے بنی آدم! کیا ہم نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی نہیں کرو گے۔ یہ تمہارا ظاہر باہر دشمن ہے۔ وَأَنِ اعْبُدُونِى اور تم صرف میری عبادت کرو گے۔ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ یہ ہے سیدھا راستہ۔ اللہ رب العزت کی بات ماننے والے حزب الرحمٰن ہیں اور شیطان کی پیروی کرنے والے حزب الشیطان ہیں۔

شیطان کا تسلط:

جو آدمی اللہ رب العزت کی یاد سے آنکھیں چرا لیتا ہے۔ اللہ رب العزت اس

پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں۔ اس سے بڑی سزا کوئی نہیں ہو سکتی۔ یوں سمجھئے کہ اس کو دشمن کے حوالے کر دیتے ہیں۔ جیسے ایک آدمی اگر کسی کے دشمن سے راہ و رسم رکھے تو وہ اس کو دشمن کے حوالے کر دیتا ہے کہ تو جان اور تیرا کام جانے۔ چنانچہ قرآن عظیم الشان میں فرمایا گیا وَ مَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ اور جو رحمٰن کی یاد سے آنکھ چرائے۔ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں۔ فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (زخرف: ۳۶) اور وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ قرآن مجید سے معلوم ہوا کہ ایسا بندہ شیطان کے پنجے میں پھنس جاتا ہے اور اس کا پیروکار بن جاتا ہے۔

شیطان کے داؤ سے بچنے کا طریقہ:

شیطان کے داؤ سے بچنے کے لئے ہمارے پاس سب سے بڑی چیز "اللہ کا ذکر" ہے۔ ذکر کریں گے تو شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچ جائیں گے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا۔ بے شک جو پرہیزگار اور متقی لوگ ہیں، جب شیطان کی ایک جماعت ان کے اوپر حملہ آور ہوتی ہے تو وہ اللہ رب العزت کو یاد کرتے ہیں اور اللہ رب العزت انہیں شیطان کے ہتھکنڈوں سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔

ایک مثال سنئے کہ ابرہہ نے اپنے لشکر کے ساتھ بیت اللہ پر حملہ کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ابابیلوں کو بھیج دیا۔ انہوں نے کنکریاں برسائیں اور ابرہہ کے پورے لشکر کا بھوسہ بنا کر رکھ دیا۔ بالکل اسی طرح یہ دل بھی اللہ رب العزت کا گھر ہے۔ اے بندے! یہ شیطان جب ابرہہ بن کر تیرے دل کے گھر پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو تو بھی لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگا، یہ وہ کنکریاں بن جائیں گی جو شیطان ابرہہ کے لشکر کو برباد کر کے رکھ دیں گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کی صفائی کا ذمہ دار کون؟

یہاں ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ جب دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتے بھی ہیں کہ دل صاف ہو تو وہ خود ہی دل کو صاف کیوں نہیں فرما دیتے؟ علما نے اس کا جواب لکھا ہے کہ یہ دل اللہ رب العزت کا گھر ہے۔ ہم میزبان ہیں اور اللہ رب العزت مہمان ہیں لہٰذا گھر کی صفائی کی ذمہ داری میزبان پر ہوا کرتی ہے مہمان پر نہیں۔ اس لئے یہ بندے کی ذمہ داری ہے کہ وہ دل کو صاف کرے تا کہ مہمان اس میں تشریف لا سکے۔

رحمان کا بسیرا:

اللہ رب العزت بھی حیران ہوتے ہوں گے کہ اے میرے بندے! میں نے تیری وجہ سے شیطان کو تیرے گھر یعنی جنت سے نکال دیا، کیا تو میری وجہ سے شیطان کو میرے گھر یعنی اپنے دل سے نہیں نکال سکتا؟ جب شیطان دل سے کوچ کر جائے گا تو پھر اس میں رحمان کا بسیرا ہو گا۔

شیطان کے لئے خطرناک ترین ہتھیار:

ایک عام دستور ہے کہ جب آدمی اپنے دشمن پر قابو پا لیتا ہے تو وہ اس سے سب سے پہلے وہ چیز چھینتا ہے سب سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے مثلاً جب فوجی کسی دشمن کو قابو کریں تو اسے کہتے ہیں ''ہینڈز اپ''۔ ہینڈز اپ کا یہ مطلب ہے کہ تمہارے ہاتھ میں خطرناک چیز ہو گی، تم ہاتھ اوپر کر لو تا کہ میں اس خطرے کی چیز سے بچ جاؤں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان بھی جب کسی بندے پر غالب آتا ہے تو اس کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے کیونکہ انسان کے پاس شیطان سے بچنے کے لئے سب سے بڑا ہتھیار اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرمایا، اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ شیطان ان پر چڑھ آیا اور اس نے ان کو اللہ کی یاد سے بھلا دیا۔ اس نے ان سے وہ ہتھیار چھینا جو سب سے زیادہ خطرناک تھا۔

شیطان کا فرائض پر حملہ:

جب شیطان انسان کو اللہ کی یاد سے بھلا کر اپنے قدم آگے بڑھاتا ہے تو پھر انسان کی نمازیں اور دوسرے فرائض بھی چھوٹ جاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ذکر کا تذکرہ نماز سے بھی پہلے فرمایا، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ۔ دیکھیں کہ یہاں نماز کا تذکرہ بعد میں اور ذکر کا تذکرہ پہلے کیا کیونکہ اس کا پہلا وار ہی ذکر پر ہوتا ہے۔ جب شیطان انسان کو ذکر سے غافل کر دیتا ہے تو گویا پہلی باؤنڈری لائن ٹوٹ جاتی ہے اس کے بعد دوسری چوٹ انسان کے فرائض اور عبادات پر پڑتی ہے۔ اس لئے جو انسان اپنی نمازوں کو بچانا چاہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ کی یاد کے ذریعے ان فرائض کے گرد ایک حصار قائم کر لے کیونکہ عقلمند انسان وہی ہوتا ہے جو اپنے دشمن کو اپنی باؤنڈری سے دور ہی رکھے۔

نماز میں بھی نماز سے غفلت:

جب شیطان انسان کا پیچھا کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں ہے تو وہ پھر اس کی نماز میں بھی وسوسے ڈالتا ہے۔ پھر قیام میں کھڑے ہونے کی حالت میں بھی التحیات پڑھ رہے ہوتے ہیں اور التحیات کی حالت میں سورۃ فاتحہ پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ نماز کے اندر ہوتے ہوئے بھی نماز سے باہر

ہوتے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ سارا دن ہم دکان کے اندر ہوتے ہیں اور جب نماز شروع کرتے ہیں تو دکان ہمارے اندر ہوتی ہے۔ یہ فقط حاضری ہوتی ہے، حضوری نہیں ہوتی۔ جب کہ اللہ رب العزت کو دونوں مطلوب ہیں۔ اس لئے حاضری بھی دی جائے اور حضوری کے ساتھ دی جائے کیونکہ فرمایا لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ کہ حضور قلب کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مسجد تو نمازیوں سے بھری ہوئی ہوگی لیکن ان کے دل اللہ رب العزت کی یاد سے غافل ہوں گے۔

نماز میں گناہ کبیرہ کا منصوبہ:

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے۔ ایک نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا، حضرت! میں نماز بھی پڑھ رہا تھا اور کبیرہ گناہ کرنے کا پروگرام بھی بنا رہا تھا۔ نماز کی یہ حالت ذکر سے غفلت کی وجہ سے بنی۔ شیطان کو پیچھے نہیں روکا جاتا اس لئے وہ گھر پر حملہ آور ہوتا ہے۔

کیسی نماز سے سکون ملتا ہے؟

نماز کا اصلی مقصد بھی اللہ رب العزت کی یاد ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ میری یاد کی خاطر نماز قائم کر اور جب انسان تعدیل ارکان کے ساتھ نماز پڑھے، نماز میں خشوع وخضوع اور توجہ الی اللہ ہو تو اسے ایسی نماز سے سکون ملتا ہے۔ اس کے من کی دنیا روشن ہوتی ہے۔ پھر انسان گناہوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے اسی لئے تو فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ اور اگر ہماری نماز ہمیں گناہوں سے نہیں روک رہی تو معلوم ہوا کہ ابھی نماز بنی ہی نہیں ہے۔ جب نماز نماز بن جائے گی تو پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ برے کاموں سے روک کر رکھ دے گی۔

اولیائے کرام جیسی نماز پڑھنے کی تمنا:

ہمیں اپنی نماز پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر انسان نماز پر محنت کرے تو نماز کی کیفیت یقیناً بہتر بن جاتی ہے۔ اسی مقصد کے لئے لوگ اللہ والوں سے بیعت ہوتے ہیں، ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان کی صحبت میں رہتے ہیں۔ ہمارے اکابرین میں سے ایک بزرگ کے پاس ایک عالم آئے اور کہنے لگے، حضرت! میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے اولیائے کرام جیسی ایک نماز پڑھا دیجئے۔ آج تو لوگ شیخ کے پاس تعویذ لینے کے لئے آتے ہیں، کاروبار کے لئے دعائیں کروانے آتے ہیں، کہتے ہیں جی بیوی بات نہیں مانتی، بچہ نہیں مانتا، فلاں بیمار ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس مقصد کے لئے کون آتا ہے کہ میری نماز بن جائے، میرے رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ کاش! کوئی اس کی بھی طلب لے کر آتا۔

شیخ کی قدر:

ایک آدمی نے کسی بزرگ کو بتایا کہ میرے شیخ بڑے کامل بزرگ ہیں۔ انہوں نے پوچھا، وہ کیسے؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے ان کو آزما لیا ہے، وہ واقعی اللہ والے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم نے کیسے آزما لیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ ایک دفعہ میری بیوی روٹھ کر میکے چلی گئی، میں نے اپنے سسرال والوں کی بڑی منت سماجت کی، لیکن وہ اپنی بیٹی کو میرے ساتھ بھیجنے سے انکار ہی کرتے رہے۔ بالآخر میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا معاملہ عرض کر دیا۔ انہوں نے مجھے ایک ایسا عمل بتایا کہ میں نے جیسے ہی وہ عمل کیا اور بیوی کو لینے گیا تو انہوں نے بغیر کسی حیل و حجت

کے اسے میرے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ بات سن کر وہ بزرگ افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تو نے اپنے شیخ کی قدر ہی نہیں کی۔ وہ کہنے لگا، حضرت! میرے دل میں اپنے شیخ کی قدر ہے، اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ بڑے کامل بزرگ ہیں۔ حضرت نے فرمایا، تمہیں تو اپنے شیخ سے اللہ کے قرب کا سوال کرنا چاہیے تھا لیکن افسوس کہ تم نے تو بیوی کا قرب مانگا۔

اطمینان قلب کا واحد نسخہ:

جو انسان پابندی کے ساتھ ذکر کرتا ہے اللہ رب العزت اس کو پریشانیوں سے بچا لیتے ہیں۔ اسی لئے قرآن عظیم الشان میں فرمایا گیا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:۲۸) جان لو کہ اللہ رب العزت کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے۔ کسی شاعر نے کہا،

؎ کتنی تسکین ہے وابستہ تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

ایک اور شاعر کہتے ہیں

؎ نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

اللہ کے نام کی برکتیں:

اللہ کے نام میں بڑی عجیب لذت اور برکت ہے۔ کسی شاعر نے کہا،

؎ ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

جب انسان اللہ رب العزت کا ذکر کرتا ہے تو پھر اللہ کے نام سے بھی انسان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت ہو جاتی ہے۔اس نام کو لیتے ہوئے دل میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ہست نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

یہ اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے کہ اس کو لینے سے میرا جسم ایسے بن جاتا ہے جیسے دودھ کے اندر شکر کو ملا دیا جاتا ہے۔

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
عاشقوں کا مینا اور جام ہے

یاد کا مقام:

انسان کے جسم میں یاد کا مقام اس کا دل ہے۔کیا کبھی کسی ماں نے اپنے بیٹے کو خط لکھا ہے کہ بیٹا! میری ہتھیلی تجھے بہت یاد کرتی ہے، میری آنکھ تجھے یاد کرتی ہے، میری زبان تجھے یاد کرتی ہے؟ نہیں، بلکہ وہ یہی لکھتی ہے کہ میرا دل تجھے بہت یاد کرتا ہے۔ثابت ہوا کہ یاد کرنے کا مقام انسان کا دل ہے۔اس لئے اللہ رب العزت کی یاد بھی دل میں ہوتی ہے۔جب دل میں اللہ رب العزت کی یاد رچ بس جاتی ہے تو پھر اگر انسان کام کاج میں بھی مشغول ہو تو اس کا دل پھر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔اس کی زندگی ''دست بکار دل بیار'' کا مصداق بن جاتی ہے۔

ذکر میں دوام:

اللہ والوں کی زندگی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔کسی شاعر نے کیا خوب کہا،

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

پھر انسان کو وہ مقام مل جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھلانا بھی چاہے تو بھلا نہیں سکتا۔

دو آدمیوں کی قلبی کیفیت:

حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیت اللہ شریف حاضر ہوا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ غلاف کعبہ پکڑ کر دعا مانگ رہا ہے۔ میں اس کے دل کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے دل میں یہ خیال تھا کہ جو میرے ساتھی آئے ہوئے تھے وہ مجھے دیکھ لیں کہ میں تو غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگ رہا ہوں۔

اس کے بعد مجھے منیٰ جانا پڑا۔ وہاں میں نے ایک دکاندار کو دیکھا کہ اس کے گرد گاہکوں کا ہجوم تھا۔ جب میں اس کے دل کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ اس کا دل ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں تھا۔

ایک اشکال کا جواب:

اگر کوئی صاحب یہ پوچھیں کہ اللہ والے اللہ تعالیٰ کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوتے۔ اس کی وضاحت کریں تو اس کے جواب کے لئے ایک مثال عرض کر دیتا ہوں۔

فرض کریں کہ آپ کے بھائی کو گارڈ کی خالی آسامی کے لئے انٹرویو کے لئے بلایا جائے تو جیسے ہی پتہ چلے گا سب گھر والے بیٹھ کر مشورہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب آپ سے یہ پوچھیں تو یہ جواب دینا، جب یہ پوچھیں تو یہ کہنا۔ جب انٹرویو دینے کے لئے وہ جا رہا ہوگا تو آپ اسے سمجھائیں گے کہ ذرا خیال رکھنا، وقت پہ پہنچنا۔ اب وہ تو انٹرویو دینے چلا جائے گا۔ لیکن آپ اپنے دفتر بھی جا رہے ہوں

گے اور اپنے بھائی کے لئے دعائیں بھی کر رہے ہوں گے کہ میرا بھائی ٹھیک جواب دے۔ یوں آپ کا دل گارڈ کے دفتر میں اٹکا ہوا ہوگا۔ آپ دفتر میں پہنچ جائیں گے مگر دل میں یہی خیال چھایا رہے گا۔ بالآخر آپ سوچیں گے کہ اب تو ٹائم ہو گیا ہے، میرا بھائی گھر پہنچ گیا ہوگا، پھر آپ فون کریں گے۔ آپ اپنی امی سے سب سے پہلے یہی پوچھیں گے کہ بھائی کا کیا بنا ہے؟ اگر آپ کے آٹھ گھنٹے اپنے بھائی کی سوچ میں گزر سکتے ہیں تو اللہ والوں کے دل بھی ہر وقت اللہ کی یاد میں رہ سکتے ہیں۔ وہ دنیا کے کام کاج بھی کرتے ہیں، کھاتے پیتے بھی ہیں، سوتے جاگتے بھی ہیں، چلتے پھرتے بھی ہیں مگر ان کے دل اللہ کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہو پاتے۔

ذکرِ خفی کی فضیلت:

ذکر جہری اور ذکر خفی دونوں احادیث سے ثابت ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ فرشتے جس ذکر کو سنتے ہیں یعنی جو زبان سے کیا جاتا ہے اس سے وہ ذکر جس کو وہ نہیں سنتے یعنی جو دل سے کیا جاتا ہے ستر گنا فضیلت رکھتا ہے۔ اسے ذکر قلبی، ذکر سری، ذکر خالی اور ذکر خفی کہتے ہیں۔ اسی کو رجوع الی اللہ، انابت الی اللہ، اور توجہ الی اللہ بھی کہتے ہیں۔

توجہ الی اللہ پیدا کرنے کا ذریعہ:

توجہ الی اللہ پیدا کرنے کے لئے ابتدا میں سالک کو کہا جاتا ہے کہ تم اللہ اللہ کرو۔ جیسے قرآن مجید پڑھنے والے بچے کو شروع میں نورانی قاعدہ پڑھاتے ہیں۔ اب کوئی شخص کہے کہ نورانی قاعدہ کا تذکرہ تو حدیث شریف میں کہیں نہیں۔ اس کو کہیں گے، ارے بے وقوف انسان! یہ نورانی قاعدہ بچے کو سمجھانے کے لئے تعلیم کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک ذریعہ ہے، اگر یہ نہیں پڑھائیں گے تو بچے کو اعراب کی پہچان کیسے ہو گی۔ اسے یہ پڑھانے کے بعد قرآن پاک پڑھانا آسان ہو گا۔ اسی طرح یہ جو اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں یہ ذکر بھی انسان کے قلب میں توجہ الی اللہ پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے گویا شروع میں مبتدی کو اللہ اللہ کا ذکر ورد کے طور پر کرایا جاتا ہے۔

اللہ اللہ کا ذکر کرنے کا شرعی ثبوت:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اللہ کا ذکر کسی حدیث سے تو ثابت نہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں واضح لفظوں میں فرمایا گیا لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ۔ اب یہاں دو دفعہ اللہ کا لفظ آیا ہے۔ اگر حدیث شریف میں صرف ایک دفعہ آتا کہ حَتّٰی یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ تو پھر تو چلو کوئی بات نہیں تھی مگر حدیث میں اللہ اللہ آیا ہے۔ چونکہ نبی علیہ السلام نے دو دفعہ فرمایا اللہ اللہ، اس لئے اگر میں بھی بار بار دو دو دفعہ یہی کہہ دوں، اللہ اللہ، اللہ اللہ، اللہ اللہ تو اس میں کونسا اشکال ہے۔ اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں کہ اللہ اللہ کیوں کہتے ہیں۔

اللہ اللہ کرنے کا مزہ:

دیکھئے کہ بچہ جب روتا ہے تو وہ رو کر کیا کہتا ہے؟ وہ امی! امی! امی! ہی کہتا ہے ناں یا کوئی اور لفظ کہتا ہے؟ کیا آپ نے کبھی کسی چھوٹے بچے کو سنا ہے کہ وہ کہے، اے میری پیاری امی! اے میری خوبصورت امی! اے میری بڑی اچھی امی! وہ تو فقط امی امی ہی کہتا ہے۔ اللہ اللہ کہنے کی نوعیت یہی ہے جبکہ الحمد للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر، صفات الٰہی کا تذکرہ ہے۔ بچہ جب امی امی پکارتا ہے تو بچے کی زبان سے امی والا محبت سے نکلا ہوا یہ لفظ ماں کے کانوں تک پہنچتا ہے تو اس کے دل کے تار چھڑ جاتے ہیں۔ وہ جتنے بھی ضروری کام میں مصروف ہو، جتنی دور ہو، وہ نام سنتے ہی بچے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اس کو سینے سے لگا لیتی ہے۔ بالکل اسی طرح جب

www.besturdubooks.wordpress.com

بندہ اللہ اللہ کہتا ہے تو وہ اللہ کی آغوش محبت میں پہنچ جاتا ہے۔ دراصل ہمیں اللہ کہنے کا مزہ ہی نہیں آیا۔ جن کو مزہ آتا ہے ان کے منہ میں مٹھاس آجاتی ہے۔ غور کریں کہ مٹھائی اور کھٹائی دو الفاظ ہیں۔ اگر ان لفظوں کو زبان پر لایا جائے تو منہ میں پانی آجاتا ہے تو کیا اللہ کے لفظ سے دل میں مزہ نہیں آتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ اچار کا نام لیں تو منہ میں پانی آجاتا ہے، اللہ کا نام کیا، اتنا اثر بھی نہیں رکھتا کہ اس سے دل میں ٹھنڈک پڑ جائے۔

بوعلی سینا کو دوٹوک جواب:

خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی صحبت میں بوعلی سینا آئے وہ بڑے مفکر آدمی تھے۔ حضرت نے اللہ اللہ کے ذکر کے فضائل گنوائے کہ اس سے انسان کے دل کو سکون ملتا ہے، پریشانیاں دور ہوتی ہیں، آفات سے انسان محفوظ ہوتا ہے، ایمان مضبوط ہوتا ہے، صحت ملتی ہے، رزق میں برکت ہوتی ہے، عمر میں برکت ہوتی ہے، علم میں برکت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں آتی ہیں۔ انہوں نے اس عنوان پر اتنے فضائل گنوائے کہ بوعلی سینا بڑے حیران ہوئے۔ بوعلی سینا نے بعد میں پوچھا، حضرت فقط ایک لفظ کا ذکر کرنے سے اتنی ساری فضیلتیں ملتی ہیں؟

یہ حضرات بھی نباض ہوتے ہیں۔ چنانچہ خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اسی بھری محفل میں فرمایا، اے خر! تو چہ دانی، یعنی اے گدھے! تجھے کیا پتہ۔ جب بھری محفل میں گدھے کا لفظ سنا تو حکیم صاحب کو تو پسینہ آگیا کہ اتنا مشہور و معروف بندہ ہوں اور مجھے لوگوں کے سامنے گدھا کہہ کر رسوا کر دیا گیا ہے۔ جب اسے پسینہ آیا اور اس کی حالت بدلی تو حضرت نے پوچھا، حکیم صاحب! آپ کی تو حالت ہی بدل گئی ہے، کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا، جی آپ نے لفظ ہی ایسا بولا

ہے۔حضرت نے فرمایا، میں نے گدھے کا لفظ بولا ہے اور اس گدھے کے لفظ نے تیری حالت کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ کیا اللہ کا نام تیری حالت کو نہیں بدل سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ کے ذکر کی لذت سے نا آشنا ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ سوال دل میں پیدا ہوتے ہیں۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

جب طبیعت میں کچھ تعلق ہوتا ہے تو نام سن کر کان کھڑے ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے۔ آج تو بچے بچی کی منگنی ہو تو چھیڑنے کے لئے ایک دوسرے کا نام لے لیتے ہیں۔ کیا نام لینے سے اثر ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ مرد ہو یا عورت، نام لے تو بھی طبیعتوں پر اثر ہوتا ہے۔ ارے! یہ معمولی سا تعلق ہے اور اس کا اتنا اثر ہوتا ہے، اللہ رب العزت سے تو انسان کا بہت گہرا تعلق ہوتا ہے اس کا نام لینے سے بھی بندے کے دل پر اثر ہوتا ہے اور جب وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو پھر پروردگار کی طرف سے بندے کے اوپر شفقت اور رحمت آتی ہے۔

فکر کے اسباق:

جب انسان کو توجہ الی اللہ نصیب ہو جاتی ہے تو وہ فکر بن جاتی ہے جو کہ ذکر سے افضل ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے وہ لوگ جنہوں نے اسباق کئے ہوئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ساتویں سبق تک تو ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد تہلیل کے دو سبق ہیں۔ یہاں پر اللہ اللہ کا ذکر ختم ہو جاتا ہے اور فکر کے اسباق شروع ہو جاتے ہیں۔ چونکہ انسان کا دل مخلوق میں اٹکا ہوا ہوتا ہے اس لئے مخلوق سے اس کا دل چھڑانے کے لئے مشائخ مبتدی کو اللہ اللہ کے ذکر پر لگاتے ہیں حتیٰ کہ اس بندے کی زبان پر اور دل میں فقط اللہ کی یاد ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ ہر طرف سے کٹ کر اللہ کے ساتھ جڑ جاتا ہے پھر اس کو بھی دھونے کے لئے لا الہ الا اللہ کا ذکر کرواتے ہیں اور جب بالکل وصل جاتے ہیں پھر مراقبہ کرواتے ہیں۔ جس میں اسے کسی نام کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی لہذا دسویں سبق سے لیکر (۳۵) پینتیسویں سبق تک جتنے مراقبے ہیں ان میں نام کا ذکر نہیں کیا جاتا۔

لا الہ الا اللہ کا ذکر:

ہمارے سلسلہ عالیہ میں ایک بزرگ تھے ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا، لا الہ الا اللہ کا ذکر کسی حدیث میں نہیں ملتا۔ حضرت نے اسے فرمایا، قریب آؤ۔ جب وہ قریب آیا تو حضرت نے فرمایا، کیا یہ بات حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی آدمی مرنے لگے تو تلقین کرنے کی غرض سے اس کے پاس لا الہ الا اللہ اونچی آواز سے پڑھا جائے تاکہ وہ بھی سن کر پڑھ لے۔ اس نے کہا، جی ہاں یہ تو حدیث پاک میں آیا ہے اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو مرنے کے قریب پاتا ہوں اس لئے ہر لمحہ اسے تلقین کرنے کی نیت سے لا الہ الا اللہ کہتا ہوں۔

تجلی ذاتی برقی اور تجلی ذاتی دائمی:

یہ بات بھی ذہن میں رکھنا کہ جو انسان صفاتی ناموں کا ذکر زیادہ کرتا ہے مثلاً سبحان اللہ، الحمد للہ، یا حی یا قیوم کا ذکر کرتا ہے تو جب اس کو فنا کے مقام پر اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل ہوتا ہے۔ تو چونکہ اس کے من میں صفاتی ناموں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار نصیب ہوتا ہے اور پھر اس کے اوپر صفات کے پردے آجاتے ہیں۔ ایسا سالک اللہ تعالیٰ کو اس کی صفات کے پردوں میں سے دیکھتا ہے...... اور جو سالک فقط اللہ اللہ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو وصل عریانی نصیب ہو جاتا ہے۔ یعنی جب اس کو دیدار نصیب ہوتا ہے تو صفات کے پردے نہیں آتے...... اس لئے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بڑے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک Term (اصطلاح) استعمال کی ہے کہ جو لوگ صفات کا ذکر کرتے ہیں جب ان کو اللہ کی تجلی نصیب ہوتی ہے تو انہیں ''تجلی ذاتی برقی'' نصیب ہوتی ہے۔ یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی برق (بجلی) کی مانند ہوتی ہے اور اس کے بعد صفات کے پردے آ جاتے ہیں۔ گویا دلہن نے کپڑا ہٹا کر جلوہ دکھایا اور پھر نقاب ڈال لیا...... لیکن جو ذاتی نام (اللہ اللہ) کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں ان کو ''وصل عریانی'' نصیب ہوتا ہے۔ یعنی ایک دفعہ چہرے سے جمال کے لئے نقاب ہٹا دیتے ہیں تو ہمیشہ چہرے کا دیدار سالک کو نصیب ہوتا رہتا ہے۔ اس کو ''تجلی ذاتی دائمی'' کہتے ہیں۔

اب عام آدمی تو یہی کہتا ہے کہ یہ نقشبندیہ حضرات سبحان اللہ، الحمد للہ اور یا حی یا قیوم کیوں نہیں کہتے؟ بھئی! آپ کو یہ معرفت کیسے سمجھائیں یہ تو وہ لوگ جانتے ہیں جو اپنے دل کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے ہیں اور ان کو پتہ چلتا ہے کہ اسماء وصفات کے جو پردے اوپر آ جاتے ہیں اس وقت وہ انسان کے لئے کتنی الجھن کا باعث بنتے ہیں۔ اسی لئے ہمارے مشائخ نے فقط اللہ کے ذکر کے بارے میں کہا، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ۔

نمبر دو مجنوں:

آج ہمارے دل پریشانیوں سے بھرے پڑے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم ذکر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جس سے پوچھیں کہ کیا معمولات کرتے ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ حضرت! وقت نہیں ملتا۔ یہ عجیب بات ہے کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں کھانا اس لئے نہیں کھاتا کہ وقت نہیں ملتا۔ کھانا باقاعدگی سے کھائیں گے، اگر کوئی کام نہ

کر سکیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ مجنوں سے اگر کوئی پوچھے کہ کیا تم لیلیٰ کو یاد کرتے ہو اور وہ جواب دے کہ مجھے وقت نہیں ملتا تو آپ کیا کہیں گے کہ یہ کیسا مجنوں ہے، وہ تو پھر دو نمبر مجنوں ہوا۔ آج ہم بھی نمبر دو مجنوں ہیں۔

ذکر قلبی کا ثبوت:

ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ رب العزت کی یاد ہر وقت دل میں بسی رہے۔ بلکہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم ہر وقت ذکر میں مشغول رہیں۔ امر کا صیغہ ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں وَ اذْكُرْ رَبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ ذکر کر تو اپنے رب کا اپنے نفس میں۔ اَىْ فِىْ قَلْبِكَ یعنی اپنے دل میں، اپنی سوچ میں، اپنے دھیان میں، اپنے من میں اللہ کو یاد کر۔ اے اللہ! کیسے یاد کریں؟ فرمایا، تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً گڑگڑاتے ہوئے اور بہت ہی خاموشی کے ساتھ ۔ معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً کے الفاظ سے ذکر قلبی کا ثبوت ملتا ہے۔ گویا ہمیں ذکر قلبی کا حکم ملا ہے۔

اللہ اللہ کرنے کا حکم:

ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ ہمارے رب کا کیا نام ہے تو ہم جواب دیں گے؟ اللہ۔ اللہ تعالیٰ قرآن عظیم الشان میں ارشاد فرماتے ہیں وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور ذکر کر تو اپنے رب کے نام کا۔ رب کا نام چونکہ اللہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ تم اللہ کا ذکر کرو۔ معلوم ہوا کہ اللہ اللہ کا ذکر کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

عبد منیب اور قلب منیب:

ہمیں ہر وقت اپنے دل میں اللہ کا دھیان رکھنا چاہیے۔ اس کو "انابت الی اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

''کہتے ہیں۔ایسے قلب کو''قلب منیب''اور ایسے بندے کو''عبد منیب'' کہتے ہیں۔
چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَ اتَّقُوْهُ ایک اور جگہ فرمایا

أَفَلَمْ يَنظُرُوْا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَهَا وَ زَيَّنَّهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَ الْأَرْضَ مَدَدْنَهَا وَ أَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرَى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝ (ق:۶-۸)

دیکھا جب دل میں اللہ کی یاد ہوتی ہے تو پھر بندہ عبد منیب بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی دل چاہتے ہیں۔اسی لئے فرمایا

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ وَ أُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۝ (ق:۳۰-۳۳)

پروردگار کو ایسا قلب منیب مطلوب ہے۔یعنی اللہ رب العزت کو ایسا دل مطلوب ہے جس میں اللہ رب العزت ہی آیا ہوا ہو، اللہ رب العزت ہی سمایا ہوا ہو بلکہ یوں کہوں کہ جس میں اللہ رب العزت ہی چھایا ہوا ہو۔

ہر حال میں اللہ کا ذکر:

ایسے لوگ جو لیٹے بیٹھے اور چلتے پھرتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کریں انہیں عقلمند کہا گیا ہے۔جوانمرد کہا گیا، چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور:۳۷) کہ میرے جوانمرد بندے وہ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ وَ إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ إِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْأَبْصَارُ ۔اور ایک جگہ فرمایا اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وہ لوگ جو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے اللہ رب العزت کو یاد کرتے ہیں۔اب دیکھئے کہ بنیادی

www.besturdubooks.wordpress.com

طور پر انسان کی تین حالتیں ہی ہوتی ہیں یا کھڑا ہوگا، یا بیٹھا ہوگا، یا پھر وہ لیٹا ہوگا۔ یہاں فرمایا کہ جو تینوں حالتوں میں اللہ کو یاد کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یوں کہنا چاہیے ہیں کہ جو لوگ ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اولوا الالباب یعنی عقلمند اور دانشمند بندے کہتے ہیں۔ اور واقعی جب دل میں لگی ہوئی ہو تو پھر انسان اٹھتے بیٹھتے آہیں بھرتا ہے اور یہ آہیں محبت کی وجہ سے نکلتی ہیں۔ اٹھتے ہوئے بھی اللہ، بیٹھے ہوئے بھی اللہ، لیٹے ہوئے بھی اللہ۔ بس اللہ اس کے دل میں بس رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی زبان پر بھی اسی کا ذکر ہوتا ہے۔

ذکر سے غفلت کی سزا:

عوام الناس کا تو کیا کہنا آج کل خواص کو بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ ذکر کو فقط ایک نفلی کام سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی معمولات کر رہا ہو تو علماء اور طلباء اس کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ تو بس تسبیح پھیر رہا ہے۔ یعنی ان کے دلوں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ حالانکہ قرآن پاک میں اس کی اتنی اہمیت بتائی گئی ہے کہ شیطان سے بچاؤ نصیب ہوتا ہے اور جو مختلف آیات آپ کے سامنے پیش کیں ان میں مذکور تمام نعمتیں انسان کو ذکر کرنے کے صدقے ملتی ہیں۔ اور جو ذکر نہیں کرے گا اسے اللہ رب العزت کی طرف سے سزا بھی ملے گی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا، وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا (الجن: ۱۷) اور جو اللہ رب العزت کی یاد سے اعراض کرے گا اس کو چڑھتا ہوا عذاب ملے گا۔ یہ نہیں کہ من مرضی کی بات ہے بلکہ اگر غفلت برتیں گے تو سزا ملے گی۔ پروردگار عالم ناراض ہوں گے کہ میری یاد سے غفلت میں کیوں زندگی گزاری۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نہ باشی
شاید کہ نگاہ کند آگاہ نہ باشی

اے دوست! تو ایک لحہ کے لئے بھی اس شاہ سے غافل نہ ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ تیری طرف نگاہ کرے اور تو اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ محنت کرنے سے انسان کو یہ چیز نصیب ہو جاتی ہے۔ جس طرح دنیا کا ہر کام محنت کرنے سے آسان ہو جاتا ہے اسی طرح ذکر بھی محنت کرنے سے آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو ذکر کی ہدایت:

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور فرعون کی طرف بھیجا۔ لیکن بھیجتے وقت ہدایت فرمائی کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِیْ وَ لَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ۔ آپ اور آپ کا بھائی جائیں میری نشانیوں (معجزوں) کو لے کر لیکن تم دونوں میری یاد سے غافل نہ ہونا۔ اب بتائیے کہ جب اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کو فرما رہے ہیں کہ میرے ذکر سے غافل نہ ہونا تو پھر اگر طلبا ذکر سے غافل پھریں گے تو وہ ورثۃ الانبیا میں کیسے شامل ہوں گے۔ دعوت و تبلیغ کا کام کرو گے اور ذکر سے غافل ہو کر کرو گے تو پھر یہ کیسے کار نبوت بنے گا۔ اس کی بڑی اہمیت ہے۔

حضرت مفتی زین العابدین ؒ کا فرمان:

اس عاجز نے حضرت مفتی زین العابدین دامت برکاتہم سے یہ بات رائیونڈ کے سالانہ اجتماع میں خود سنی اور یہ عاجز کم و بیش انہی الفاظ میں نقل کر رہا ہے۔ اور اس جگہ پر بیٹھ کر کوئی آدمی جھوٹ بولنے کا بوجھ اپنے سر پہ نہیں لے سکتا۔ فرمایا "جب تک تم سیکھ کر ذکر نہیں کرو گے، اس وقت تک تمہیں تبلیغ میں جوتیاں چٹخانے کے سوا کچھ نہیں ملے گا"۔ معلوم ہوا کہ ذکر کے ساتھ اس کام کی برکت بڑھ جاتی ہے اور اللہ رب العزت کی نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میدان جنگ میں ذکر اللہ کی تلقین:

کسی کو وعظ و نصیحت کرنا دعوت الی اللہ کا پہلا قدم ہے اور اس کا انتہائی قدم یہ ہوتا ہے کہ جب سامنے والا دعوت کو قبول نہیں کرتا اسلم تسلم پر عمل نہیں کرتا تو پھر انسان کہتا ہے کہ تلوار ہمارا اور تمہارا فیصلہ کرے گی۔ یہ آخری نقطہ ہوتا ہے جس پر انسان اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ دیکھئے کہ وہ مجاہدین جو جان کی بازی لگا رہے ہیں ان کو عین حالت جہاد میں اللہ رب العزت ذکر کا حکم فرما رہے ہیں۔ قرآن عظیم الشان میں فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے ایمان والو! اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا جب تمہارا کافروں کی کسی جماعت کے ساتھ آمنا سامنا ہو تو تم ڈٹ جاؤ۔ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا تم اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ایسا کرنے سے کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ اب بتائیے کہ جب گردنیں کٹ رہی ہیں، خون کے فوارے چھوٹ رہے ہیں اور جان کی پڑی ہوئی ہے اس وقت بھی فرمایا کہ کثرت سے اللہ کو یاد کرو۔ اگر بالفرض والتقدیر یوں فرماتے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تو معانی کے اعتبار سے فقرہ مکمل ہو جاتا مگر نہیں درمیان میں ذکر کی بات رکھی۔ معلوم ہوا کہ ہمیں ذکر کے بغیر کسی میدان میں بھی کامیابی نہیں مل سکے گی۔

فاذکرونی اذکرکم کا ایک مفہوم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ تم مجھے فرش پہ یاد کرو میں تمہیں عرش پہ یاد کروں گا۔ اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ اگر میرا بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس بندے کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اب ذرا سوچیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آدمی اپنے محبوب کا تصور کر کے کتنا خوش ہوتا ہے کہ جب میں اسے یاد کروں تو میرا محبوب بھی مجھے یاد کر رہا ہے۔ اگر دنیا میں کسی سے تعلق ہو تو پوچھتے ہیں کہ ہمیں بھی کبھی یاد کیا یا نہیں۔ ارے! دنیا کے لوگوں سے تو پوچھنا پڑتا ہے کہ ہمیں کبھی یاد کیا ہے یا نہیں۔ لیکن میرا مولا ایسا کریم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو بتلا دیا کہ اگر تم مجھے اپنے دل میں یاد کرو گے تو میں بھی تمہیں اپنے دل میں یاد کروں گا وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْہُ اگر وہ مجلس میں بیٹھ کر مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں بیٹھ کر اسے یاد کرتا ہوں۔ وَ اِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَہ اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر جاتی ہے۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کے لفظوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جیسے کہتے ہیں ناں کہ دو لفظوں میں بات سمجھا دی، ایسے ہی سمجھئے کہ اللہ رب العزت نے ان دو لفظوں میں بات سمجھا دی۔

ایک الہامی بات:

ہماری یہ حالت ہے کہ ہمیں اگر کوئی تھوڑی سی بھی تنگی اور پریشانی آئے تو اسی وقت ہم پروردگار کے شکوے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ رب العزت نے الہام فرمایا کہ میرے ان بندوں سے کہہ دو کہ اگر ان کو رزق میں ذرا تنگی آتی ہے تو یہ فوراً اپنے دوستوں کی محفل میں بیٹھ کر میرے شکوے کرنا شروع کر دیتے ہیں اور تمہارے نامہء اعمال روزانہ گناہوں سے بھرے ہوئے آتے ہیں لیکن میں فرشتوں میں بیٹھ کر تمہارے شکوے تو نہیں کیا کرتا۔

فاذکرونی اذکرکم کا دوسرا مفہوم:

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کا ایک اور مفہوم بھی بنتا ہے کہ اگر تم میری اطاعت کرو

گے تو میں مخلوق کو تمہاری اطاعت کا حکم دوں گا۔ واقعی ایسا ہی ہوتا ہے تابعین میں سے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جب بھی اللہ رب العزت کے حکموں کی نافرمانی کی، میں نے اس کا فوری اثر اپنی بیوی میں، اپنے بچوں میں، اپنے ماتحتوں میں یا اپنی سواری کے جانور میں دیکھا۔ یعنی میں نے اللہ رب العزت کی نافرمانی کی اور میرے ماتحت لوگوں نے میری نافرمانی کی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے مطیع بن جاؤ، میں اپنی مخلوق کو تمہارا مطیع بنا دوں گا۔ یہی وجہ ہے کہ وہی باتیں بندہ کتاب میں پڑھتا ہے تو اس پر اثر نہیں ہوتا، لیکن وہی بات اگر کسی اللہ والے کی زبان سے سن لیتا ہے تو اسے عمل کی توفیق مل جاتی ہے۔ چونکہ ان میں عمل ہوتا ہے اس لئے یہ اس کی برکت ہوتی ہے کہ ان کی بات سنتے ہی انسان کو عمل کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

جنت کے ساتھی سے ملاقات:

شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! آپ نے جس کو جنت میں میرا ساتھی بنانا ہے، دنیا میں ہی میری اس سے ملاقات کروا دیجئے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ حبشہ کی رہنے والی ایک عورت میمونہ ہے جو جنت میں تمہاری ساتھی بنے گی۔ چنانچہ میں اس بستی کی طرف چل پڑا۔ جا کر بستی والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ تو بکریاں چراتی ہے اور اس وقت وہ باہر کہیں بکریاں چرا رہی ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ میں اس طرف چل پڑا۔ جب میں نے بستی سے باہر نکل کر دیکھا تو حیران ہوا کہ بکریاں ایک ہی جگہ پر چر رہی ہیں اور ادھر ادھر بھاگتی نہیں ہیں۔ اور ایک عورت درخت کے نیچے کھڑی نماز پڑھ رہی ہے۔ جب میں نے غور کیا تو میں نے یہ دیکھا کہ جہاں بکریاں چر رہی تھیں اس چراگاہ کے کنارے پر مجھے کچھ بھیڑیے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ ان

بھیڑیوں کی وجہ سے وہ بکریاں کہیں باہر بھی نہیں بھاگ رہی تھیں اور ایک ہی جگہ پر چر رہی تھیں۔ جب اس عورت نے سلام پھیرا اور مجھے دیکھا تو کہنے لگی، عبدالواحد! اللہ رب العزت نے ملاقات کی وعدہ گاہ تو جنت بنائی ہے، اس لئے تم دنیا میں کیسے آ گئے؟ میں نے کہا کہ میں نے دعا مانگی تھی جو اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہو گئی۔ البتہ اب میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایسا منظر تو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہی تھیں، بکریاں چر رہی تھیں اور بھیڑیئے بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بکریوں کو کچھ کہہ بھی نہیں رہے تھے۔ مجھے اس راز کی سمجھ نہیں آ رہی۔ وہ کہنے لگی، عبدالواحد! یہ بات سمجھنی آسان ہے کہ جس دن سے میں نے اپنے پروردگار سے صلح کر لی ہے اس دن سے بھیڑیوں نے میری بکریوں سے صلح کر لی ہے۔......تو معلوم ہوا کہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کا ایک مطلب یہ بنا کہ اے بندو! تم مجھ سے صلح کر لو میں مخلوق کی تمہارے ساتھ صلح کروا دوں گا۔

فاذکرونی اذکرکم کا تیسرا مفہوم:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ تم میری عزت کرو میں تمہیں عزتیں عطا کروں گا۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں چلتے ہوئے انہوں نے کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا جس پر اللہ رب العزت کا نام لکھا ہوا تھا۔ جب دیکھا تو فوراً متوجہ ہوئے۔ لہٰذا اسے اٹھا کر صاف کیا اور اس کو اوپر کسی جگہ پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں الہام فرمایا، اے بشر حافی! تم نے میرے نام کو پاؤں سے اپنے سر تک بلند کیا اب میں تمہارے نام کو فرش سے عرش تک بلند کر دوں گا۔

نسبت کا احترام:

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت سے جس چیز کی نسبت ہو اس چیز کا بھی احترام

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنا چاہیے۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام دل میں ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے محبوب ہیں۔ اسی طرح کلام اللہ۔ قرآن مجید کا ادب کرنا بھی ضروری ہے لیکن افسوس کہ بعض جگہوں پر تو یہ بھی دیکھا گیا کہ وہ مسجد کے اندر قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں اور آیت سجدہ پڑھ کر قرآن مجید کو پاؤں کے قریب رکھ لیتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں آج کل کی نئی روشنی کے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں استاد کی ضرورت ہی نہیں، بے استادے، ان کی یہ حالت ہے۔

بے ادبی کی انتہاء:

بیت اللہ شریف کی نسبت بھی چونکہ اللہ رب العزت سے ہے اس لئے اس کا ادب کرنا بھی ضروری ہے۔ بات کرتے ہوئے اس عاجز کو ڈر بھی لگ رہا ہے مگر چونکہ بات سمجھانا مقصود ہے اس لئے کر رہا ہوں۔ زیارت حرمین شریفین کے موقع پر حرم شریف میں سے گزرتے ہوئے ایک آدمی کو ہمارے دوست نے دیکھا کہ وہ سر کے نیچے قرآن مجید کو رکھ کر سو رہا تھا۔ (استغفر اللہ)، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے لوگوں کو علماء نے ادب سکھایا ہوا ہے لہٰذا یہاں کے لوگ ایسی صورتحال دیکھ کر تڑپ جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی دیکھ کر تڑپا اور اس نے سوئے ہوئے شخص کو جا کر جگایا اور کہا، تم نے اللہ کے کلام کو سر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا، میں نے قرآن مجید کو سر کے نیچے رکھا ہے پاؤں کے نیچے تو نہیں رکھا۔ (استغفر اللہ) ایسے بے ادبوں اور غیر مقلدوں سے اللہ کی پناہ۔

لمحہ فکریہ:

یہ مسجد بھی اللہ کا گھر ہے، اس کا بھی ادب ہونا چاہیے۔ آج کل کے نوجوان مسجدوں میں ننگے سر شوق سے آتے ہیں اور جب کہتے ہیں کہ آپ سر پر ٹوپی، عمامہ یا

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی اور چیز لے کر آیا کریں تو کہتے ہیں کہ یہ کونسا ضروری ہے۔ یہ زہر بھرا لفظ عام ہوتا جارہا ہے۔ کبھی سوچا کریں کہ میرا جنت میں جانا کونسا ضروری ہے۔ آج تو ہم یہ طریقہ اپناتے ہیں اور اگر ہمیں ہی یہ جواب دے دیا جائے کہ اے بندے! جب تو نے شعائر اللہ کا ادب ضروری نہ سمجھا تو پھر تیرا جنت میں جانا کونسا ضروری ہے؟ تو پھر کیا بنے گا؟ اور کئی تو ایسے ہوتے ہیں کہ سردی کی وجہ سے ٹوپی پہن کر مسجد میں آتے ہیں اور پھر ٹوپی اتار کر نماز پڑھنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سنت ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

مسجد میں داخل ہونے کے لئے قرآنی اصول:

آیئے، قرآن کی طرف رجوع کیجئے۔ قرآن مجید نے ہمیں ایک اصول بتایا ہے، فرمایا، نیک لوگ جب مسجدوں میں داخل ہوتے ہیں تو اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَآئِفِيْنَ۔ کہ ان کو نہیں زیب دیتا کہ مسجدوں میں داخل ہوں مگر خوفزدہ ہو کر۔ ایسے محسوس کریں کہ جیسے کسی شہنشاہ کے دربار میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو قرآن مجید تو ہمیں بتا رہا ہے کہ ہم مسجد میں اس انداز سے داخل ہوں کہ ہمارے دل اللہ کی عظمت شان کی وجہ سے مرعوب ہو رہے ہوں۔ لیکن ہم ننگے سر آ رہے ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ شعائر اللہ کا ادب کرنا حقیقت میں دل کے تقویٰ کی دلیل ہے۔ ادب کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ با ادب با نصیب ہے بے ادب بے نصیب ہے۔ آج کے زمانے میں علم پڑھنے سے زیادہ ادب سیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ زندگیوں سے ادب نکلتا جا رہا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فاذکرونی اذکرکم کا چوتھا مفہوم:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کا ایک معنی یہ بھی بنا کہ تم معصیت سے بچنے کے لئے مجھے یاد کرو گے تو میں مصیبت کے موقعوں سے نکالنے کے لئے تمہیں یاد کروں گا۔ دیکھیں کہ سیدنا یوسف علیہ السلام پر امتحان آیا وہ جس گھر میں رہتے تھے اس گھر کی عورت نے گناہ کی دعوت دی۔ یہاں پر قرآن پاک کا حسن دیکھئے کہ یہ نہیں کہا گیا کہ عزیز مصر کی بیوی نے ان کو گناہ کی طرف بلایا۔ اگر نام لے کر کہتے تو یہ غیبت ہوتی اور شریعت نے غیبت کو حرام قرار دیا ہے۔ اس لئے جب پروردگار نے کلام فرمایا تو کسی کا نام نہیں لیا بلکہ فرمایا وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا (یوسف: ۲۳) زیادہ الفاظ تو استعمال کر لئے مگر نام نہیں لیا۔ یہاں سے ہمیں بھی ایک بات ملی کہ جب پروردگار عالم گناہوں پر یوں رحمت کی چادر ڈال دیتا ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اپنے دوستوں کی غلطیوں پر چادر ڈال دیا کریں۔ اس عورت نے جب گناہ کی دعوت دی تو سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ کو یاد کیا تو وہ عورت اپنے خاوند کو کہنے لگی کہ یہ مجھے گناہ کی طرف بلا رہا تھا۔ اب اس کا حل یہ ہے کہ اس کو جیل کے اندر بھیج دیجئے۔ اب یہاں پر تفسیر کا ایک اور نکتہ سمجھ آیا کہ جن کی محبتیں نفسانی ہوتی ہیں جب ان پر کچھ بنتی ہے تو وہ اپنے محبوب کو اس وقت مصیبت کے نیچے دبا دیا کرتے ہیں۔ یہ جھوٹی محبت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس سے پہلے محبت کے بلند بانگ دعوے ہوتے ہیں اور جب اپنے پر کچھ بننے لگتی ہے تو پھر سب مصیبت اس کے سر پر ڈال دیتے ہیں۔ یہی کام اس عورت نے کیا کہ جب خاوند کو پتہ چل گیا تو کہنے لگی، اس نے مجھے بلایا تھا اس لئے اس کو جیل بھیج دو۔ بالآخر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھجوا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام تختِ شاہی پر:

ایک عرصہ تک حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں رہے۔ بالآخر اللہ رب العزت نے ان کو جیل سے رہائی عطا فرمائی تو پھر ان کو پہلے کی طرح غلام نہیں رہنے دیا، بلکہ ملک کا والی بنا دیا۔ جب آپ عزیزِ مصر کے سامنے آئے اور خوابوں کی تعبیر بتائی تو اس نے کہا اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ (یوسف:۵۴)۔ آپ نے فرمایا، اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ (یوسف:۵۵) مجھے خزانوں کی ذمہ داری سونپ دیجئے۔ چنانچہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔ آپ نے گناہ سے بچنے کے لئے اپنے رب کو یاد کیا، اللہ رب العزت نے اس کے بدلے آپ کو مصیبت سے نکالا، تختہ سے نکالا اور دنیا کا تخت عطا فرما دیا، اس سے پہلے مصر کے بازاروں میں بک رہے تھے۔ جس شہر کے بازاروں میں بک رہے تھے، جب معصیت سے بچنے کے لئے اللہ رب العزت سے ڈر گئے تو اللہ رب العزت نے انہیں اسی شہر کا حاکم بنا دیا۔ اللہ اکبر

حسن بمقابلہ علم:

یہاں ایک اور بات بھی دل میں آئی، عرض کرتا چلوں۔ وہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مادری حسن تھا۔ یعنی بچپن سے حسین پیدا ہوئے تھے۔ لیکن بھائیوں نے بیچا تو کتنے میں بکے؟ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ (یوسف:۲۰) چند کھوٹے سکے...... کتنی عبرت کی بات ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر کسی کے پاس فقط حسن ہو تو اللہ کی نظر میں اس حسن کی قیمت چند کھوٹے سکوں کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ پھر اس حسن کے بعد ان کو علم ملا فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف:۲۲) جب علم ملا اور اللہ تعالیٰ نے عمل کی توفیق

عطا فرمادی تو باہر نکلنے پر اللہ نے ان کو تخت وتاج عطا فرما دیئے۔

فاذکرونی اذکرکم کا پانچواں مفہوم:

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ کا ایک مطلب یہ بھی بنتا ہے کہ اے بندو! جب تم اپنی راحت کے لمحات میں مجھے یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہاری زحمت کے لمحات میں تمہیں یاد کروں گا۔ یعنی اگر تم مجھے اپنی خوشی کے لمحات میں یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہارے غم کے لمحات میں تمہیں یاد کروں گا۔

ایک سبق آموز واقعہ:

بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر جنگل میں سے گزر رہی تھی۔ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس نے اس عورت پر حملہ کر دیا۔ جب بھیڑیئے نے حملہ کیا تو وہ کمزور دل عورت گھبرا گئی۔ جس کی وجہ سے اس کا بیٹا اس کے ہاتھ سے نیچے گر گیا۔ اس بھیڑیئے نے بچے کو اٹھایا اور بھاگ گیا۔ جب ماں نے دیکھا کہ بھیڑیا میرے بیٹے کو منہ میں ڈال کر لے جا رہا ہے تو ماں کی ممتا نے بھی جوش مارا اور اس کے دل سے ایک آہ نکلی۔ جیسے ہی اس کی آہ نکلی تو اس نے دیکھا کہ ایک جوانمرد سا آدمی درخت کے پیچھے سے اس بھیڑیئے کے سامنے آیا اور بھیڑیئے نے جب اچانک کسی کو اپنے سامنے دیکھا تو وہ بھی گھبرا گیا جس کی وجہ سے بچہ بھیڑیئے کے منہ سے نیچے گر گیا اور وہ بھاگ گیا۔ اس نوجوان نے بچے کو اٹھایا اور لا کر اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔

وہ ماں کہنے لگی، تو کون ہے؟ جس نے میرے بچے کی جان بچا دی؟ اس نے کہا، میں اللہ رب العزت کا فرشتہ ہوں۔ مجھے پروردگار نے آپ کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ ایک دفعہ آپ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہی تھی عین اسی وقت کسی

سائل نے آپ کے دروازے پر روٹی کا ٹکڑا مانگا، آپ کے گھر میں اس وقت وہی روٹی تھی جو آپ کھا رہی تھی۔ آپ نے اس وقت سوچا کہ میں اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی کیسے بھیجوں۔ تم نے اپنے منہ کا لقمہ نکال کر سائل کو دے دیا تھا۔ آج پروردگار نے بھیڑیے کے منہ کا لقمہ نکال کر آپ کے حوالے کر دیا ہے۔

تین انمول موتی:

تین باتیں لوہے پر لکیر کی مانند ہیں، ان کو لکھ لیجئے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو انسان جس قدر اللہ رب العزت سے محبت کرے گا اللہ رب العزت کی مخلوق اسی قدر اس سے محبت کرے گی۔ یہ طے شدہ بات ہے۔ آپ دیکھتے ہیں ناں کہ ہمارے دلوں میں اللہ والوں کی محبت ہوتی ہے، ہمیں اللہ والے مل جائیں تو ہم ان کو دیکھنا اور ان سے ملنا اپنے لئے خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اللہ اپنی مخلوق کے دل میں ان کی محبت ڈال دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو انسان جس قدر اللہ رب العزت کی عبادت کرے گا اللہ کی مخلوق اسی قدر اس کی خدمت کرے گی۔ لوگوں کو ماؤں نے آزاد جنا ہے مگر وہ اللہ والوں کے جوتے اٹھانا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نواب صاحب نے اپنی ریاست میں آنے کی دعوت دی۔ جب آپ تشریف لے گئے تو بگھی پر جہاں گھوڑا جوتا جاتا ہے وہاں پر خود نواب صاحب بیٹھے اور ان کو لے کر اپنے گھر تک پہنچے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو انسان جس قدر اللہ رب العزت سے ڈرے گا اللہ کی مخلوق اسی قدر اس سے مرعوب رہے گی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اللہ والوں کی محفل میں ایک رعب ہوتا ہے۔

؎ نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے رعب کی نعمت عطا فرمائی تھی۔آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے نصرت بالرعب کہ اللہ نے رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ آپ ﷺ جہاں چلتے تھے آپ ﷺ کا رعب مسیرۃ شھر یعنی ایک مہینہ کی مسافت آپ ﷺ سے آگے چلتا تھا۔

شیر جنگل کا بادشاہ ہے اس کا ایک رعب ہوتا ہے۔وہ پنجرے میں بھی ہو تو باہر سے دیکھنے والا آدمی مرعوب ہوتا ہے۔ایسے ہی جو لوگ اللہ کے شیر ہوتے ہیں ان کا بھی ایک رعب ہوتا ہے۔

پریشانیاں دور کرنے کا آسان نسخہ:

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ اگر ہم اللہ رب العزت کو یاد کریں گے اور اپنی زندگی اس کے حکموں کے مطابق بنالیں گے تو پروردگار عالم ہماری تمام مصیبتوں، پریشانیوں اور مشکلات میں ہمارے لئے کافی ہو جائیں گے۔اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا الیس اللہ بکاف عبدہ کہ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ تو ہمارے پاس ایک آسان سا نسخہ یہ ہے کہ ہم اپنے دل میں اللہ رب العزت کی یاد بسالیں اور اللہ رب العزت کی نافرمانی کرنا چھوڑ دیں۔یاد رکھیں کہ جو انسان علم اور ارادے سے اللہ رب العزت کی نافرمانی کرنا چھوڑ دیتا ہے پروردگار اس کے نام کو صدیقین میں شمار فرمالیتے ہیں۔آج کی اس محفل میں دلوں میں یہ مصمم ارادہ کریں کہ رب کریم! آج کے بعد ہم اپنے علم اور ارادے سے گناہ نہیں کریں گے، اے اللہ! اس میں کامیاب ہونے کے لئے آپ ہماری مدد فرما دیجئے کیونکہ ہمارے لئے گناہوں سے بچنا مشکل ہے لیکن اے اللہ! آپ کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں گناہوں سے بچانا آسان ہے۔ جب اس طرح پکا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے نیکوکاری اور پرہیزگاری کی زندگی آسان فرمادیں گے۔

عزم کا طواف:

آج ہر طرف پریشانی اور پریشانی کے شکوے ہیں لیکن اس ماحول میں بھی جو لوگ اللہ کی یاد والی زندگی گزارنے والے ہیں ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سکون عطا فرمادیتے ہیں۔ دیکھیں ایک ہوتا ہے پریشانی کا ماحول اور ایک ہوتا ہے دل کا پریشان ہونا۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ اللہ والوں کے اردگرد بھی ایسا ماحول ہو سکتا ہے کہ پریشانی والا ہو مگر ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی آدمی شیشے کے کمرے میں بیٹھا ہو اور باہر آندھی چل رہی ہو تو اردگرد تو جھکڑ چل رہا ہوتا ہے لیکن اس آدمی کو آندھی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اسی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری والی زندگی گزارتے ہیں ان کے اردگرد کا ماحول اگرچہ پریشانی والا ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں سکون عطا فرمادیتے ہیں۔ کسی شاعر نے عجیب شعر کہا:

طوفان کر رہا تھا میرے عزم کا طواف
دنیا سمجھ رہی تھی کہ کشتی بھنور میں ہے

دنیا والے سمجھتے ہیں کہ ان کی کشتی بھنور میں ہے لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ طوفان ان کا طواف کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ایک عجیب بات لکھی ہے کہ جس کا اللہ سے تعلق ہے پھر اس کا بے چینی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اردگرد کے لوگ اگرچہ پریشان پھر رہے ہوتے ہیں مگر اللہ رب العزت اس کو پرسکون زندگی عطا فرمادیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گردو پیش کی مثالیں:

ہم نے کئی بار ایسا دیکھا ہے یہ بات عقلی طور پر بھی ممکن ہے۔ کئی بار دیکھنے میں آیا ہے کہ آدھے صحن میں بارش ہوئی اور آدھے صحن میں نہیں ہوئی۔ ایک درخت کو دیکھا، اس کی ایک شاخ خشک ہے اور دوسری شاخ پر پھل لگے ہوئے ہیں۔ ایک ہی بھینس یا بکری ہے اس کے ایک تھن سے دودھ آ رہا ہے اور دوسرے تھن سے خون آ رہا ہے۔ ایک ہی سمندر ہے لیکن ادھر کا پانی میٹھا ہے اور ادھر کا پانی کڑوا ہے۔ اسی طرح ایسا ہی ہوگا کہ اگر چہ ارد گرد پریشانی بھی ہوگی، لیکن اگر ہمارے دل میں اللہ رب العزت کی یاد ہوئی تو اللہ تعالیٰ ہمیں پریشانی سے نجات عطا فرما دیں گے۔

روز محشر کی مثال:

یہی حال قیامت کے دن بھی ہوگا۔ ایمان والے جب اٹھیں گے تو اس وقت منافق ان کو کہیں گے اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ ذرا ہماری طرف توجہ کیجئے تاکہ ہم تمہارے ایمان کی روشنی سے فائدہ اٹھالیں۔ مگر کہا جائے گا کہ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا۔ تم جاؤ واپس دنیا میں، یہ نور تو وہاں سے ملتا تھا۔ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ۔ اللہ تعالیٰ منافقوں اور مومنوں کے درمیان ایک دیوار بنا دیں گے۔ اور فرمایا بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ اس دیوار کے اندر رحمت ہوگی اور اس کے باہر عذاب ہوگا۔ تو بس یوں سمجھیں کہ اللہ والوں کے گرد رحمت کی ایک چادر ہوتی ہے، اس کے باہر لوگ پریشانی کا عذاب بھگت رہے ہوتے ہیں اور اس کے اندر باطن میں رحمت ہوتی ہے۔

فاذکرونی اذکرکم کا چھٹا مفہوم:

فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ کا ایک مفہوم یہ بھی بنتا ہے کہ اے میرے بندو! تم مجھے معذرت سے یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہیں مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ سیدنا

www.besturdubooks.wordpress.com

یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگل لیا تو مچھلی ان کو سمندر کی تہہ میں لے گئی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے وہاں لا الہ الا اللہ کی آوازیں سنیں۔ پوچھا، پروردگار عالم! یہ کیا ہے؟ اللہ رب العزت نے فرمایا، اے میرے پیارے یونس علیہ السلام! اس سمندر کی تہہ کی کنکریاں کلمہ پڑھ رہی ہیں اور میرے نام کی تسبیح کر رہی ہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر چیز اللہ کے نام کی تسبیح کرتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَ لٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ (الاسراء:۴۴) ۔ جو کوئی بھی چیز ہے وہ اللہ کے نام کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے کنکریوں کو یہ پڑھتے ہوئے سنا تو ان کی توجہ اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی۔ اس لئے انہوں نے بھی مچھلی کے پیٹ میں پڑھنا شروع کر دیا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ غور کیجئے کہ انہوں نے اللہ رب العزت کو معذرت کے ساتھ یاد کیا اور پھر اللہ رب العزت نے ان کو مغفرت کے ساتھ یاد کیا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے بھی نجات عطا فرمائی اور ان کو اپنی قوم کا نبی اور بادشاہ بھی بنا دیا۔

ہمارے لئے مچھلی کا پیٹ:

محترم جماعت! ایک اور بات بھی ذہن میں رکھئے کہ ہمارے لئے بھی مچھلی کا پیٹ ہے۔ ہر بندے کی مچھلی مختلف ہوتی ہے اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ کسی کی دکان اس کے لئے مچھلی کا پیٹ بنی ہوئی ہے، اس دکان نے اسے اپنے اندر گھیرا ہوا ہے، باندھا ہوا ہے، بلکہ گرفتار کیا ہوا ہے۔ وہ بیچارہ اس سے آزاد نہیں ہو سکتا، کسی کی بیوی اس کے لئے مچھلی کا پیٹ بنی ہوئی ہے، کسی کی اولاد اس کے لئے مچھلی کا پیٹ بنی ہوئی ہے، اور کسی نوجوان کے لئے کوئی لڑکی مچھلی کا پیٹ بنی ہوئی ہے...... اگر ہم

محسوس کرتے ہیں کہ ہم اس طرح مخلوق میں گرفتار ہیں اور ہم اس ماحول سے نہیں نکل پا رہے تو ہمارے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ رب العزت کو معذرت کے ساتھ یاد کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مغفرت کے ساتھ یاد کر کے ان کو نجات عطا فرما دی تھی، اسی طرح ہم بھی اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگیں، پروردگار ہمیں بھی اس ماحول سے نجات عطا فرما دے گا۔ اللہ رب العزت نے قرآن عظیم الشان میں فرمایا لَوْ لَا اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ (الصافات:۱۴۳) اگر یونس علیہ السلام ہماری تسبیح بیان نہ کرتے لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (الصافات:۱۴۴) تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ تو معلوم ہوا کہ ہم بھی جس ماحول کی مچھلی کے پیٹ میں پھنسے پڑے ہیں ہم جب تک اللہ کو یاد نہیں کریں گے، گناہوں کی معافی نہیں مانگیں گے تو پھر ہم اپنی موت تک اسی ماحول میں پھنسے رہیں گے۔

فاذکرونی اذکرکم کا ساتواں مفہوم:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ کا ایک مطلب علمائے کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ فاذکرونی فی مھدکم اذکرکم فی لحدکم کہ تم اپنے نرم بستروں میں مجھے یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہاری قبروں میں تمہیں یاد کروں گا۔ سبحان اللہ، ان دو لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے زندگی کی حقیقت سمجھا دی۔ اور کتنے دلنشین انداز میں فرمایا کہ تم مجھے یاد کرو گے میں تمہیں یاد کروں گا، تم مجھ سے محبت کرو گے میں تم سے محبت کروں گا، تم مجھے چاہو گے میں تمہیں چاہوں گا، تم مجھے مناؤ گے میں تمہیں مناؤں گا، اگر تم میری اطاعت کرو گے تو مخلوق کو تمہاری اطاعت پر لگا دوں گا، اگر تم میری عبادت کرو گے تو میں مخلوق کو تمہاری خدمت پر لگا دوں گا، تم میری عزت کرو گے میں دنیا میں تمہیں عزتیں دوں گا، تم مجھے خوشی میں یاد کرو گے میں تمہارے غم میں تمہیں یاد

www.besturdubooks.wordpress.com

کروں گا، تم مجھے معذرت کے ساتھ یاد کرو گے میں تمہیں مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا، او میرے بندو! تم میرے بن جاؤ گے میں پروردگار تمہارا بن جاؤں گا۔ تم اپنے دل و دماغ میں مجھے بسا لو گے تو میں پروردگار تمہاری آنکھیں بن جاؤں گا جن سے تم دیکھو گے، میں وہ کان بن جاؤں گا جن سے تم سنو گے اور وہ ٹانگیں بن جاؤ گا جن سے تم چلو گے۔ تو معلوم ہوا کہ من کان للہ کان اللہ لہ جو اللہ رب العزت کا ہو جاتا ہے پھر اللہ رب العزت اس کے ہو جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنا بنا لے، ہمیں اطاعت اور فرمانبرداری کی زندگی نصیب فرما دے اور ہمیں گناہوں کی ذلت سے محفوظ فرما دے۔ (آمین)

ذکر الٰہی کا مقصود:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ذکر کا منتہائے مقصود یہ ہے کہ انسان کے رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ ہم نے فقط تسبیح ہی نہیں پڑھنی ایسا نہ ہو کہ اوپر سے تسبیح اور اندر سے میاں کسبی۔ اوپر سے لا الہ اور اندر سے کالی بلا، ایسی تسبیح کو ہم نے کیا کرنا ہے۔ ہمارے پاس ذکر کا پیمانہ یہ ہے کہ ہماری زندگی شریعت و سنت کے بالکل مطابق ہو جائے اور ہم اللہ رب العزت کی معصیت کو چھوڑ دیں۔ جب ایسی زندگی بن جائے گی تو گویا ہمیں ذکر کی برکات نصیب ہو جائیں گی۔ اس لئے ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ دوستو! نہ ہم نے رونا ہے، نہ رلانا ہے، نہ اڑنا ہے، نہ اڑانا ہے، ہم نے تو فقط روٹھے یار (اللہ) کو منانا ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنی یاد کی توفیق نصیب فرما دے اور ہم عاجز مسکینوں کے لئے اس یاد کو آسان فرما دے۔

و اخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحمۃ للعالمین

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوۃ والسلام تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کر آئے اور اپنی اس گنہگار امت کیلئے خصوصی طور پر رحمت بن کر آئے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ہر کام امت کیلئے رحمت بنا۔ حتیٰ کہ آپ کا سونا بھی رحمت اور آپ کا بھولنا بھی رحمت بنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمۃ للعالمین

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥
وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ٥ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥
وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

نبیء رحمت ﷺ کی شفقت:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کل جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔آپ امت کے لئے بہت ہی شفیق اور مہربان تھے۔قرآن مجید میں ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ (توبہ:۱۲۹)۔جب مسلمانوں پر کوئی مشکل آتی ہے تو وہ ان کے نزدیک بوجھل ہوتی ہے اور وہ اس بات کے طلبگار ہوتے ہیں کہ ایمان والوں کو زیادہ سے زیادہ رحمتیں ملیں اور وہ ان کے ساتھ بڑے رؤف اور رحیم ہیں۔دوسری طرف امتیوں کے دلوں میں ان کی محبت کا یہ مقام ہے کہ النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم۔نبی علیہ الصلوۃ والسلام مومنوں سے ان کی اپنی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔یعنی ان کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی جان سے بھی زیادہ محبت ہے۔

دو بے مثال نعمتیں:

اللہ رب العزت کی دو نعمتیں بے مثال ہیں۔ پہلی نعمت ''اسلام'' ہے۔ کوئی آدمی کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، اگر وہ اسلام قبول کر لے تو اسلام اس کے پہلے والے تمام گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ الاسلام یھدم من کان قبلہ اسلام اپنے سے پہلے والے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس نعمت خداوندی کا قرآن مجید میں یوں تذکرہ کیا گیا، اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کہ آج کے دن میں نے تم پر دین کو مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کامل کر دی۔ اس آیت مبارکہ میں دین کو اللہ تعالیٰ نے نعمت قرار دیا۔

دوسری نعمت ''نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات بابرکات'' ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اربوں کھربوں نعمتیں عطا فرمائیں اور یہاں تک فرما دیا کہ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن نہیں سکو گے، اتنی نعمتیں دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے احسان نہیں جتلایا، آنکھیں دیں مگر احسان نہیں جتلایا، زبان دی مگر احسان نہیں جتلایا، دل و دماغ دیئے مگر احسان نہیں جتلایا، رزق دیا مگر احسان نہیں جتلایا زمین کے لئے سورج، چاند اور ستارے بنائے مگر احسان نہیں جتلایا، البتہ ایک ایسی نعمت بھی دی کہ دینے والے کو بھی مزہ آ گیا اور اس دینے والے نے بھی فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان میں اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اللہ رب العزت کی طرف سے ایسی نعمت ہیں کہ یہ اس کا بندوں پر احسان ہے۔ ان دونوں نعمتوں کا کوئی نعم البدل نہیں۔

عورت کے دل میں بچے کی محبت:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے عورت کے دل میں بچے کے ساتھ محبت کا ہونا فطری چیز ہے اس کو ہر بچے کے ساتھ عمومی محبت ہوتی ہے اپنے بیٹے کے ساتھ خصوصی محبت ہوتی ہے۔ اگر کچھ مرد حضرات کسی جگہ موجود ہوں اور ان کے سامنے کوئی بچہ روئے تو وہ اتنے زیادہ متوجہ نہیں ہوں گے لیکن اگر کوئی عورت قریب ہوگی تو اس کا دل فوراً پسیج جائے گا اور اٹھ کر معلوم کرے گی کہ بچہ کیوں رو رہا ہے۔

ایک عجیب مقدمہ:

ایک بچے پر دو عورتوں نے مقدمہ کر دیا۔ ایک کہتی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے اور دوسری کہتی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ وقت کے قاضی نے کہا، اچھا دلائل سے تو یوں پتہ نہیں چل رہا کہ یہ بچہ کس کا ہے لہٰذا ہم بچے کے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو بچے کے دو ٹکڑے کروانے پر تیار ہوگئی مگر دوسری نے کہا کہ بچے کے ٹکڑے نہ کریں، بچہ اسی عورت کو دے دیں، چلو میں اس کو کبھی کبھی تو دیکھ لیا کروں گی۔ اس بات سے قاضی نے اندازہ لگا لیا کہ ان دونوں میں سے وہ بچہ کس کا ہے۔ یوں گویا ماں خود تو قربان ہو جاتی ہے مگر اس سے بچے کی تکلیف نہیں دیکھی جا سکتی۔

ہر کام امت کے لئے رحمت

نبی علیہ الصلوۃ والسلام تمام جہانوں کے لئے عمومی طور پر رحمت بن کر تشریف لائے اور اپنی اس گنہگار امت کے لئے خصوصی طور پر رحمت بن کر آئے۔ چنانچہ نبی

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر کام رحمت بنا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھول......ایک رحمت:

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر یا عصر کی نماز میں چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا۔ صحابہ کرامؓ کے اندر اتنا ادب تھا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ نے چار رکعتوں کی بجائے دو رکعتیں پڑھیں بلکہ یوں پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آج کے بعد اس نماز کی دو رکعتیں ہوگئی ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، نہیں چار رکعتیں ہی ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ نے تو دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لَا نَسِیتُ بَلْ نُسِّیتُ کہ میں بھولا نہیں بلکہ بھلایا گیا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھلایا ہے کہ اس بھول کی وجہ سے امت کے لئے سجدۂ سہو کا مسئلہ واضح ہو جائے۔ سبحان اللہ، جس محبوب ﷺ کا بھول جانا بھی امت کے لئے رحمت ہو اس محبوب ﷺ کا حالت ہوش اور بیداری میں ہونا امت کے لئے کتنی بڑی رحمت ہوگا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیند......ایک رحمت:

ایک مرتبہ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ جہاد سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ دیر ہوگئی، رات کے وقت آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو فرمایا کہ آپ پہرہ دیں اور پھر فجر کی نماز کے لئے سب کو جگا دینا۔ سب حضرات آرام فرمانے لگے اور حضرت بلالؓ پہرہ دینے لگے۔ پہرہ دیتے دیتے حضرت بلالؓ نے ایک جگہ ٹیک لگائی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی نیند مسلط فرما دی۔ حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی۔ جب سورج کی شعاعوں

نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخسار مبارک کے بوسے لئے تو آپ ﷺ بیدار ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا، بلال! تم بھی سو گئے اور ہمیں بھی نہ جگایا۔ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! جس ذات نے آپ پر نیند طاری کر دی اسی پروردگار نے مجھے بھی سلا دیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اس لئے نیند طاری فرمادی کہ یہ نماز قضا ہو اور تم لوگوں کے سامنے قضا نماز کو ادا کرنے کا مسئلہ واضح ہو جائے۔ یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس نبی رحمت کا سو جانا بھی امت کے لئے رحمت ہو ان کا جاگنا امت کے لئے کتنی بڑی رحمت ہوگا۔

بددعا کے رحمت بننے کی دعا:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا مانگی، اے اللہ! اگر میں کسی کے لئے بددعا کروں، اور کسی کو ماروں تو اے اللہ! میری بددعا کو اور میرے برے کلمہ کہنے کو اس شخص کے حق میں رحمت بنا دینا اور اسے اپنا قرب عطا فرما دینا۔ جس محبوب ﷺ کی زبان سے بالفرض بددعا نکلے اور وہ بھی رحمت بن جائے تو اس محبوب ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے جو دعائیں نکلیں وہ کتنی بڑی رحمت بنی ہوں گی۔

نبی رحمت ﷺ کی رحمت کی تقسیم

نبی رحمت کی رحمت اللعالمینی سے ہر ایک نے حصہ پایا۔

ماں کا حصہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی سے ماں نے حصہ پایا، دنیا کو ماں کے مقام کا ابھی اتنا پتہ نہیں تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر وضاحت فرمائی کہ

الجنۃ تحت اقدام الامہات تمہارے لئے جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی آ کر بتایا کہ جو بیٹا یا بیٹی اپنی ماں کے چہرے پر محبت و عقیدت کی ایک نظر ڈالے اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے اسے ایک حج یا عمرے کے برابر اجر عطا فرمائیں گے۔

بیٹی کا حصہ:

آپ ﷺ کی رحمت سے بیٹی نے حصہ پایا۔ چنانچہ وہ عرب لوگ جو اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور جو بیٹی کی پیدائش کے بارے میں سنتے تھے تو ان کے چہروں پر سیاہی آ جاتی تھی، ان عربوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تعلیم دی کہ جس گھر میں دو بیٹیاں ہوں اور باپ ان کی اچھی تربیت کرے حتیٰ کہ ان کی شادی کر دے تو وہ جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ، بیٹی کو کتنا بلند مقام ملا۔ اسی لئے فقہاء نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ہاں بیٹا بھی ہو اور بیٹیاں بھی ہوں اور وہ کوئی چیز گھر میں لے کر آئے تو اس باپ کو چاہئے کہ وہ پہلے اپنی بیٹی کو چیز دے اور بعد میں بیٹے کو دے۔ سبحان اللہ، بیٹی کو ایک بلند مقام ملا اور لوگوں پر واضح ہوا کہ بیٹی زحمت نہیں بلکہ بیٹی رحمت ہے۔

بیوی کا حصہ:

آپ ﷺ کی رحمت للعالمینی سے بیوی نے بھی حصہ پایا۔ عربوں میں بیویوں کو ایسی مصیبت میں ڈال دیا جاتا تھا کہ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا تھا۔ نہ ان کو وراثت میں کوئی حق ملتا تھا، خاوند اپنی بیوی کو نہ طلاق دیتے تھے اور نہ انہیں اچھی طرح اپنے پاس رکھتے تھے۔ وہ انہیں درمیان میں ہی معلق کر دیتے تھے۔ ان کا کوئی حق بھی تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریف لا کر بیوی

کو حقوق دلوائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا خیر کم خیر کم لاهله تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ دنیا ایک متاع ہے اور بہترین متاع نیک بیوی ہے۔ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا، مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ ان میں سے ایک چیز نیک بیوی فرمائی۔ گویا آپ ﷺ نے ان تعلیمات کے ذریعے معاشرے میں بیوی کے مقام کو واضح فرمایا۔

خاوند کا حصہ:

آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے خاوند نے بھی حصہ پایا۔ خاوند کے مقام کا کسی کو پتہ نہیں تھا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ رب العزت کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ خاوند کو یہ مقام اللہ رب العزت نے محبوب ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے عطا فرمایا۔

چھوٹے بڑوں کا حصہ:

آپ ﷺ کی ذات بابرکات کے صدقے چھوٹے بڑوں نے حصہ پایا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے تعلیم دی من لم یرحم صغیرنا و لم یؤقر کبیرنا فلیس منا کہ جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے ہی نہیں۔

علمائے کرام کا حصہ:

آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے علما نے بھی حصہ پایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا العلماء ورثة الانبیاء علما انبیا کے وارث ہیں۔ اور بعض روایات

میں فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند اٹھائے جائیں گے۔ اور فرمایا کہ جس نے کسی عالم باعمل کے پیچھے نماز پڑھی ایسا ہی ہے جیسے اس نے میرے پیچھے نماز پڑھی۔ کیونکہ جب کام بڑا ہوتا ہے تو پھر مقام بھی بڑا ملتا ہے۔ حتیٰ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد کہ ہزار عبادت گزار ہوں تو بھی ایک عالم ان سے زیادہ بھاری ہے۔

طالبعلموں کا حصہ:

تاجدار مدینہ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے طالب علموں نے بھی حصہ پایا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، من کان فی طلب العلم کانت الجنۃ فی طلبہ جو انسان علم کی طلب میں ہوتا ہے جنت اس بندے کی طلب میں ہوتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی طالب علم اپنے گھر سے علم حاصل کرنے کے لئے قدم نکالتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ یوں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی کی وجہ سے طالب علم کو عزت اور شرف بخشا گیا۔

مجاہد کا حصہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی سے مجاہد نے بھی حصہ پایا۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی انسان اللہ کے راستے میں نکلتا ہے اور اسے کوئی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو اسے ہر چھوٹی بڑی تکلیف پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر نصیب ہوتا ہے۔ ذلک بانھم لا یصیبھم ظما ولا نصب و لا مخمصۃ فی سبیل اللہ و لا یطؤن موطئا یغیض الکفار ولا ینالون من عدوا نیلا الا

www.besturdubooks.wordpress.com

کتب لھم بہ عمل صالح. اللہ کی طرف سے ان کے لئے ہر ہر بات پر اجر لکھا جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجاہد جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے تو ابھی اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر نہیں گرتا کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کے دس گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جب لوگوں کی روح قبض کرنے کا وقت آتا ہے تو ان کی روح کو ملک الموت قبض کرتے ہیں، لیکن جب مجاہد کے شہید ہونے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا ضابطہ بدل لیتے ہیں اور ملک الموت کو ارشاد فرماتے ہیں، اے ملک الموت! میرا یہ بندہ میرے نام پر اپنی جان دے رہا ہے، اب اس کی روح لینے کا وقت ہے، اب تو پیچھے ہٹ جا، اس کی روح میں خود لوں گا۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہد کی روح کو خود جسم سے جدا کرتے ہیں......

اصول تو یہ تھا کہ ولی ہو، ابدال ہو، قطب ہو یا کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اگر وہ فوت ہو جائے تو چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اس لئے اس کو نہلا دیا جائے، پہلے کپڑے اتار دیئے جائیں اور کفن کے کپڑے پہنا دیئے جائیں تاکہ یہ ایک یونیفارم میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو۔ لیکن جب مجاہد کا معاملہ آیا تو پروردگار عالم نے اس کی محبت کے صدقے اپنے ضابطے بدل دیئے اور فرمایا کہ اس کو نہلانا بھی نہیں کیونکہ یہ تو اب خون میں نہا چکا ہے، اب اسے پانی سے نہلانے کی کیا ضرورت ہے؟ اسے کفن پہنانے کی بھی ضرورت نہیں، اس کے کپڑوں پر جو خون کے داغ لگے ہیں یہ تو مجھے پھولوں کی طرح محبوب ہیں، میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن یہ انہی خون آلود کپڑوں میں میرے سامنے کھڑا کر دیا جائے۔ سبحان اللہ۔

تاجر کا حصہ:

اللہ کے محبوب ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے تاجر کو حصہ ملا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ارشاد فرمایا سچا تاجر قیامت کے دن اللہ رب العزت کے نزدیک انبیا کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا۔ سبحان اللہ

مزدور کا حصہ:

مزدور کو بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی سے حصہ ملا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک صحابیؓ آئے۔ انہوں نے مصافحہ کیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ ان کی ہتھیلی پر گٹے پڑے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ہتھیلی سخت تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ کہنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں پتھر توڑتا ہوں جس کی وجہ سے میرے ہاتھ سخت ہو گئے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا الکاسب حبیب اللہ کہ ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے۔ گویا ملازمین اور محنت مزدوری کرنے والوں کو بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے عظمت عطا ہوئی۔

پڑوسی کا حصہ:

پڑوسی کو بھی سید الانبیا ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے حصہ ملا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی کے حقوق کے بارے میں جبرئیل امین علیہ السلام اتنی دفعہ میرے پاس آئے کہ مجھے یہ محسوس ہونے لگا کہ شاید بندے کے مرنے کے بعد اس کے پڑوسی کو بھی اس کی وراثت میں شامل کر لیا جائے گا۔ اندازہ لگائیے کہ پڑوسی کے حقوق کا کتنا اہتمام فرمایا گیا۔

یتیم کا حصہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے یتیم نے بھی حصہ پایا۔ معاشرے میں عام طور پر یتیم کو کوئی بھی کچھ حق دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا مگر نبی

اکرم ﷺ نے آکر یتیم کے حقوق بھی متعین فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا انا و کافل الیتیم ھکذا جو آدمی کسی یتیم کی کفالت کرنے والا ہوگا وہ جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جس طرح ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں۔

یتیم...... نبی اکرم ﷺ کی نظر میں:

مشہور روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام عید کے دن گھر سے مسجد کی طرف تشریف لانے لگے راستے میں آپ ﷺ نے کچھ بچوں کو کھیلتے دیکھا۔ انہوں نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ بچوں نے سلام عرض کیا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جواب ارشاد فرمایا، اس کے بعد آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے آگے چل کر دیکھا تو ایک بچے کو خاموشی کے ساتھ اداس بیٹھا دیکھا۔ آپ ﷺ اس کے قریب رک گئے۔ آپ ﷺ نے اس بچے سے پوچھا، تمہیں کیا ہوا ہے، کیا وجہ ہے کہ تم اداس اور پریشان نظر آرہے ہو؟ اس نے روکر کہا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں یتیم مدینہ ہوں، میرے سر پر باپ کا سایہ نہیں ہے جو میرے لئے کپڑے لا دیتا، میری امی مجھے نہلا کر نئے کپڑے پہنا دیتی، اس لئے میں یہاں اداس بیٹھا ہوں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے فرمایا کہ تم میرے ساتھ آؤ۔

آپ ﷺ اسے لے کر واپس اپنے گھر تشریف لائے اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا، حمیرا! انہوں نے عرض کیا، لبیک یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم اس بچے کو نہلا دو۔ چنانچہ اسے نہلا دیا گیا۔ اتنے میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی چادر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ کپڑے کا ایک ٹکڑا اسے تہبند کی طرح باندھ دیا گیا اور دوسرا اس کے بدن پر لپیٹ دیا گیا۔ پھر اس کے سر پر تیل لگا کر کنگھی کی گئی۔ حتیٰ کہ جب وہ بچہ تیار ہوگیا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ چلنے لگا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نیچے بیٹھ گئے اور اس

www.besturdubooks.wordpress.com

بچے کو فرمایا، آج تو پیدل چل کر مسجد میں نہیں جائے گا بلکہ میرے کندھوں پر سوار ہو کر جائے گا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس یتیم بچے کو اپنے کندھوں پر سوار کرلیا اور اسی حالت میں اس گلی میں تشریف لائے جس میں بچے کھیل رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ معاملہ دیکھا تو وہ رو کر کہنے لگے کہ کاش! ہم بھی یتیم ہوتے اور آج ہمیں بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کندھوں پر سوار ہونے کا شرف نصیب ہو جاتا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ منبر پر بیٹھ گئے تو وہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اشارہ کر کے فرمایا، کہ تم آج زمین پر نہیں بیٹھو گے بلکہ میرے ساتھ منبر پر بیٹھو گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس بچے کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے گا اور محبت و شفقت کی وجہ سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے گا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اتنی نیکیاں لکھ دے گا۔

سائل اور محروم کا حصہ:

نبی رحمت کی رحمۃ للعالمینی سے سائل اور محروم کو بھی حصہ ملا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ یعنی امیر لوگوں کے مالوں میں سائلین کا بھی حصہ ہوتا ہے۔

ہنرمندوں کا حصہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی سے ہنرمندوں نے بھی حصہ پایا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، کہ ہنرمند مومن بے ہنر مومن سے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت کو زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس طرح گویا ہنر سیکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے حصہ مل رہا ہے۔

غلاموں اور باندیوں کا حصہ:

سید الاولین والآخرین ﷺ کی رحمۃ اللعالمینی سے غلاموں اور باندیوں کو بھی حصہ ملا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو اس وقت آپ ﷺ نے امت کو بھی نصیحت فرمائی الصلوۃ الصلوۃ و ما ملکت ایمانکم نماز کا دھیان رکھنا، نماز کا دھیان رکھنا اور جو تمہارے ماتحت، غلام یا باندیاں ہیں تم ان کے حقوق کی بھی رعایت کرنا۔

جانوروں کا حصہ:

انسان تو انسان ہی ہیں، جانوروں کو بھی آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے حصہ ملا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جیسے زمانہ جاہلیت میں جانوروں کو تکلیف دی جاتی تھی تم ان کو اس طرح تکلیف مت دو۔

زمانہ جاہلیت میں جب بارش نہ ہوتی تو ایک جانور کی دم کے اوپر کوئی چیز باندھ کر اس کو آگ لگا دی جاتی تھی۔ جب آگ لگتی اور جانور کی دم جلتی تو وہ تڑپتا اچھلتا تو وہاں کے لوگ ہنستے مسکراتے اور سمجھتے تھے کہ جانور کے اس تڑپنے کی وجہ سے بارش آئے گی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی بری حرکتوں سے منع فرما دیا۔ بلکہ اگر آدمی اپنی سواری کا جانور رکھے تو اس کے دانے پانی کا خیال رکھنے کا بھی حکم فرمایا ہے اور یہ بھی تعلیم دی ہے کہ تم اس کو بلاوجہ تکلیف نہ دو۔

جنات کا حصہ:

جنات کو بھی نبی اکرم ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے حصہ ملا۔ چنانچہ نبی علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے لئے ویرانے میں بیٹھے تو وہ بسم اللہ پڑھ لے۔ بسم اللہ پڑھ لینے سے اس کے جسم کے گرد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پردہ آ جائے گا اور اگر وہاں جن موجود ہوں گے تو ان کو بے پردگی کا کوئی مسئلہ پیش نہیں آئے گا۔ پھر فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت سے فارغ ہو تو ہڈی وغیرہ سے پاخانہ کو صاف نہ کرو کیونکہ ہڈیاں جنوں کی غذا ہوتی ہیں۔ جنات کے حقوق کی رعایت فرماتے ہوئے تعلیم دی کہ ایسا کام نہ کرنا جس سے جنات کو تکلیف پہنچے۔

درختوں کا حصہ:

درختوں کو بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی سے حصہ ملا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو بلا مقصد درخت کے پتے کو بھی نہیں توڑنا چاہئے۔ اس لئے کہ جو سرسبز پتہ درخت کے ساتھ لگا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم پھلدار درختوں کے نیچے پیشاب پاخانہ نہ کیا کرو۔ صحابہ ﷺ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اس میں کیا حکمت ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم دیکھتے ہو کہ جب سورج بلند ہوتا ہے تو اس کی دھوپ کے ساتھ درخت کا سایہ بھی گھٹتا اور بڑھتا ہے۔ صحابہ ﷺ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! جی ہاں، ایسا ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب درخت کا سایہ گھٹتا اور بڑھتا ہے تو اس وقت درخت بھی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے تم اس کی عبادت میں دخل نہ دیا کرو۔

مُردوں کا حصہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمۃ للعالمینی سے جہاں انسانوں، جنوں، نباتات

اور جمادات کو حصہ ملا وہاں مُردوں کو بھی حصہ ملا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، اذکروا محاسن موتاکم کہ تم اپنے مُردوں کی اچھائیاں بیان کیا کرو۔ اگر اس میں کوئی غلطی، کوتاہی اور خامی بھی تھی تو اس کے تذکرے سے منع فرما دیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حصہ:

محبوب خدا ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے فرشتوں نے بھی حصہ پایا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا، جبرئیل! کیا تمہیں بھی میری رحمۃ للعالمینی سے کچھ حصہ ملا؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! جی ہاں۔ پوچھا، وہ کیسے؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، وہ اس طرح کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے میں نے اپنی آنکھوں سے شیطان کا برا انجام دیکھا تھا، اس لئے مجھے اپنے بارے میں ڈر لگا رہتا تھا کہ پتہ نہیں کہ میرا کیا معاملہ بنے گا، لیکن جب آپ ﷺ تشریف لائے تو اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں میرے بارے میں ارشاد فرمایا اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ۔ ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ۔ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۔ ان الفاظ کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ نے میرا تذکرہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا انجام اچھا ہوگا۔ لہٰذا آپ کی رحمۃ للعالمینی سے میں نے بھی حصہ پالیا ہے۔

تیری چھاؤں بھی گھنی ہے......:

اب اس سے اندازہ لگایئے کہ وہ نبی رحمت ﷺ جو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ان کی رحمۃ للعالمینی سے ہر ایک نے کتنا حصہ پایا۔ اسی لئے کسی شاعر نے کہا:

وہ جو شیریں سخنی ہے میرے مکی مدنی
تیرے ہونٹوں سے چھنی ہے میرے مکی مدنی
تیرا پھیلاؤ بہت ہے تیرا قامت ہے بلند
تیری چھاؤں بھی گھنی ہے میرے مکی مدنی
دست قدرت نے تیرے بعد پھر ایسی تصویر
نہ بنائی نہ بنی ہے میرے مکی مدنی
نسل در نسل تیری ذات کے مقروض ہیں ہم
تو غنی ابن غنی ہے میرے مکی مدنی

امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نوازشات

❁ نبی ورحمت ﷺ کی مبارک اور مقبول دعاؤں سے اس گنہگار امت نے بھی وافر حصہ پایا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے بہت ساری سختیوں کو دور فرما دیا۔ یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام سے ایک بھول ہوئی تھی اور اس بھول پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ معاملہ ہوا تھا کہ ان کو جنت سے زمین پر بھیج دیا گیا۔ انہوں نے جنت کی جو پوشاک پہنی ہوئی تھی وہ بھی اتروالی گئی۔ قرآن مجید میں بھی ان کی بھول کا تذکرہ فرما دیا گیا۔ لیکن امت محمدیہ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عجیب معاملہ ہے کہ اگر امت محمدیہ ﷺ کا آدمی بھولنے کی بجائے جان بوجھ کر بھی گناہ کرے تو اللہ رب العزت اس کے جان بوجھ کر گناہ کرنے کی وجہ سے اس کو اپنے دربار سے نہیں نکالتے بلکہ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی جسم سے کپڑے اتار کر گناہ کرے تو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ اپنی رحمت سے دوبارہ اس کو کپڑے واپس لوٹا دیتے ہیں۔ اگر کوئی گھر سے نکل کر گناہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو واپس گھر پہنچا دیتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں سے اگر کوئی آدمی چھپ کر گناہ کیا کرتا تھا تو اس کے دروازے پر لکھ دیا جاتا تھا کہ فلاں آدمی نے چھپ کر گناہ کیا ہے۔ گویا لوگوں کے سامنے اس کی رسوائی ہوا کرتی تھی لیکن اللہ رب العزت نے اس گنہگار امت کے ساتھ پردہ پوشی کا معاملہ فرمایا۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو چھپ چھپ کر گناہ کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اتنے کریم ہیں کہ پھر بھی لوگوں کی زبانوں سے ان کی تعریفیں کروا دیتے ہیں۔ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہونے والے اور اپنے پروردگار کے حکموں کو پس پشت ڈالنے والے جو سزا کے مستحق تھے ان پر بھی پروردگار کی طرف سے یہ رحمت ہوئی کہ اللہ رب العزت نے ان کو دنیا کے اندر رسوا کرنے کی بجائے اپنی رحمت کی چادر میں چھپا دیا، اس لئے کہ ممکن ہے یہ کسی وقت بھی توبہ کرلے تو یہ میرے اور بندے کے درمیان معاملہ ہے۔ میں پروردگار اس کی توبہ کو قبول فرمالوں گا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب بنی اسرائیل کے لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کی قبولیت کے لئے فرمایا کہ تم باہر نکلو، میں ایک بادل کے ذریعے اندھیرا کردوں گا، تم میں سے جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی وہ اپنے ہاتھوں میں چھریاں پکڑلیں اور ان لوگوں کو ماریں جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کی۔ فاقتلوا انفسکم تم قتل کرواپنی جانوں کو۔ تو اس وقت توبہ کی قبولیت پر ایسی کڑی شرائط لگائی جاتی تھیں۔ لیکن امت محمدیہ ﷺ کے لئے پروردگار نے ان سختیوں کو دور فرمادیا۔ چنانچہ سو سال کا کافر اور مشرک بھی کوئی ہو، اگر وہ کسی دن اللہ کے حضور بیٹھ کر سچے دل سے توبہ کرلے تو پروردگار اس کی توبہ کو قبول فرمالیتے ہیں۔

پہلی امتوں کے بارے میں کتابوں میں یہ بات ملتی ہے کہ جب ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

کپڑوں پر ناپاکی لگ جاتی تھی ،منی اور پیشاب پاخانہ وغیرہ تو انہیں اس کپڑے کو کاٹنا پڑتا تھا،لیکن امت محمدیہ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسانی فرمادی کہ اگر کسی طرح کی ناپاکی بھی جسم کے ساتھ لگے تو اس کو دھونے اور پاک کرنے کے لئے صرف تین چلو پانی کافی ہوجاتا ہے۔اگر کسی کپڑے پر ناپاکی لگے اور وہ اسے تین بار دھولے تو وہ کپڑا اس کے لئے دوبارہ قابل استعمال ہوجائے گا۔

❁ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ تم نے جس عضو سے گناہ کیا،تم اپنے اس عضو کو کاٹو گے تو ہم تمہاری توبہ کو قبول کریں گے۔لیکن اللہ رب العزت نے امت محمدیہ کے لئے اس سختی کو اٹھالیا اور آسانی فرمادی۔

❁ بنی اسرائیل کے لوگ جب زکوٰۃ دیتے تھے تو ان کو حکم تھا کہ وہ اپنی زکوٰۃ کے مال کو پہاڑ کی چوٹی پر جا کر رکھیں ، پھر ایک آگ آئے گی اور اس مال کو جلا دے گی ، اگر وہ جل گیا تو تمہاری زکوٰۃ قبول ہو جائے گی ، لیکن اگر اس میں کسی کا حرام کا مال ہوتا تو آگ اس کو نہ جلاتی اور پوری قوم کو پتہ چل جاتا کہ کسی کے پاس حرام کا مال ہے۔ بالآخر تفتیش شروع ہوتی اور یوں حرام مال والے کی رسوائی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے اس سختی کو دور فرما دیا۔کتنی عجیب بات ہے کہ ایک بھائی جو امیر ہے،اگر وہ زکوٰۃ نکالنا چاہتا ہے تو وہ اس بھائی کو دے سکتا ہے جو غریب ہے،قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو بھی دے سکتا ہے۔انسانوں کا مال آگ جلائے اور وہ کسی کے کام نہ آئے ،اس کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اس مال کو قابل استعمال بنا دیا۔ اس مال میں اگر اونچ نیچ والا مال بھی ہوا تو وہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے آخرت پر چھوڑ دیا۔دنیا میں رسوا نہیں فرمایا۔

❁ اللہ رب العزت نے نبی رحمت ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے اس امت کو چند اور خاص نعمتیں بھی عطا فرمائیں۔نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے پوری زمین کو مصلے بنا دیا ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میری امت کی شکلوں کو مسخ نہ فرما دینا، اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو بھی قبول فرمالیا۔ جب کہ پہلی امتیں اگر گناہ کرتی تھیں تو ان کی شکلوں کو مسخ کر دیا جاتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ کہ تم پھٹکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی دعا مانگی کہ اے اللہ! ان پر کوئی ایسا ظالم مسلط نہ کر دینا جو میری پوری امت کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا دے۔ اللہ رب العزت نے اس دعا کو بھی قبول فرمالیا۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ خاص دعائیں مانگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری وہ دعائیں بھی قبول ہوئی ہیں۔ مثلاً

① جو آدمی طاعون کی حالت میں مرے گا اسے قیامت کے دن شہیدوں کی قطار میں کھڑا کیا جائے گا۔

② جو شخص پیٹ کی بیماری میں مرے گا وہ بھی قیامت کے دن شہیدوں میں شمار کیا جائے گا۔

③ جو شخص جل کر مرے گا قیامت کے دن وہ بھی شہیدوں میں شامل کیا جائے گا۔

④ جو شخص مکان گرنے سے دب کر مرے گا یعنی ایکسیڈنٹ کی وجہ سے اچانک مرے گا اس کو قیامت کے دن شہیدوں میں شامل کر دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی عورت بچے کی ولادت کے وقت فوت ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو بھی قیامت کے دن شہیدوں میں شامل فرما دیں گے۔

امت کے غم میں نبی اکرم ﷺ کا رونا:

احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تہجد کی نماز میں تلاوت قرآن مجید فرماتے اور ان آیات میں پہلے والی قوموں کا تذکرہ پڑھتے یعنی

ایسی آیات پڑھتے جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان قوموں کے ساتھ یہ معاملہ کیا

وَعَادًا وَّثَمُودَا وَّ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ۔ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا (الفرقان:۳۸)

جب ان قوموں کے حالات کا تذکرہ ہوتا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فوراً اپنی گنہگار امت کا خیال آتا اور آپ ﷺ ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے رو پڑتے۔

نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کا حصار:

آپ ﷺ کی ریش مبارک میں چند سفید بال آگئے تو کسی نے پوچھا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ کے بال مبارک جلدی سفید ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے سورۃ ھود اور اس طرح کی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ تو جب آپ پہلی امتوں کا تذکرہ پڑھتے تو آپ اپنی امت کے بارے میں فکرمند ہو جاتے اور دعا کرتے کہ اے اللہ! میری امت کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمانا۔ یہ دعائیں مانگتے ہوئے آپ ﷺ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور سینہ مبارک پر بھی آنسو گرتے اور کبھی کبھی پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ کھانا کھانے کے دوران جب آپ ﷺ کو اپنی امت کا خیال آتا تو آپ ﷺ کھانا چھوڑ دیتے اور امت کے لئے دعا کرنے میں مشغول ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں نے اس امت کا چاروں طرف سے احاطہ کیا ہوا ہے۔ جو اس امت کی حفاظت کر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانیاں پیدا ہونے کا سبب بن رہی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی اکرم ﷺ کا خصوصی امتیاز:

یاد رکھنا کہ امت کے غم میں رونا ہم نے کتابوں میں پہلے والے انبیا کے بارے میں نہیں پڑھا۔ امت کے غم میں رونا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک امتیاز ہے۔ آپ ﷺ کی یہ خصوصی شان ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کے غم میں روتے ہوئے یا رب امتی ، یا رب امتی فرمایا کرتے تھے۔ پہلے انبیاء کے ساتھ تو یہ معاملہ ہوا کہ اگر ان کی قوموں نے ان کی دعوت کو قبول نہ کیا تو انہوں نے بددعائیں کر دیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے تو یہاں تک کہہ دیا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۔اے پروردگار! اس دھرتی پر کافروں کا کوئی ایک گھر بھی باقی نہ چھوڑنا مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کچھ اور ہی معاملہ تھا آپ ﷺ رات کے وقت اٹھتے اور اپنی گنہگار امت کے لئے دعائیں مانگتے۔

ہر نبی علیہ السلام کے لئے ایک دعا کا اختیار:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک ایسا اختیار دیا کہ وہ جو بھی دعا مانگیں اس دعا کو اسی طرح قبول کر لیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا ہر نبی نے دعا مانگی ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہاں۔ صحابہ کرامؓ پھر پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ نے بھی دعا مانگی ؟ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا، نہیں بلکہ میں نے اس دعا کو اپنے لئے ذخیرہ بنا دیا ہے۔ اب قیامت کے دن میں وہ دعا مانگوں گا اور اپنی امت کے گنہگاروں کی بخشش کا سبب بن جاؤں گا۔ سبحان اللہ۔

روز محشر امت محمدیہ کی پہچان:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ان کے لئے شفاعت کروں گا۔ اسے شفاعت کبریٰ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شفاعت کی وجہ سے ان کو معاف فرمادیں گے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! وہاں تو اتنے انسان اکٹھے ہوں گے، آپ ان میں سے اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے امتیوں کے جو وضو کے اعضاء ہوں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو نورانی بنادیں گے۔ جس کی وجہ سے وہ تمام انسانوں میں ممتاز نظر آئیں گے۔ اس طرح میں اپنی امت کے لوگوں کو پہچان لوں گا۔

بلا حساب جنت میں داخلہ:

ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت قیامت کے دن میری امت کے ستر ہزار لوگوں کو بلا حساب کتاب جنت عطا فرمائے گا اور ایسا ہر جنتی اپنے ساتھ ستر ہزار گنہگاروں کو لے کر جنت میں جائے گا۔ مثال کے طور پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کے ستر ہزار لوگوں کو بلا حساب جنت ملے گی پھر ایسے ہر فقیہ کو اپنی پیروی کرنے والے ستر ہزار لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر جنت میں جانے کا موقع ملے گا۔ اگر ستر ہزار کو ستر ہزار سے ضرب دیں تو اس امت کے ایک ارب چالیس کروڑ انسان بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے جب یہ وعدہ ہو گیا تو اللہ کے محبوب ﷺ پھر دعائیں مانگتے رہے کہ اے اللہ! یہ تو صرف اتنے ہی لوگ بلا حساب کتاب جنت میں جائیں گے، ان کے علاوہ اور بھی تو ہوں گے تو پروردگار عالم نے وعدہ فرمایا، اے میرے نبی رحمت ﷺ! آپ کی دعاؤں کو اور آپ کے رونے کو میں نے قبول کر لیا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں آپ کی امت کے لوگوں میں سے تین لپیں بھر کر جہنم سے نکال دوں گا اور ان کو اپنی رحمت

سے جنت عطا کر دوں گا۔

میراث آدم علیہ السلام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسری حصہ:

محبوب خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ قیامت کے دن تمام انسانوں کی (120) ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے (80) اسی صفیں میری امت کی بنائیں گے اور (40) چالیس صفیں باقی انبیا کی امتوں کی بنیں گی۔ سبحان اللہ، دیکھیں کہ جب باپ کی میراث تقسیم ہوتی ہے تو دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو ملتا ہے۔ اسی طرح جب حضرت آدم علیہ السلام کی میراث تقسیم ہوئی تو سب انبیا کو ملنے والا حصہ دختری حصہ بنا اور محبوب ﷺ کو پسری حصہ ملا۔

روز محشر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے کا حکم:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت کو سجدہ کرنے کا حکم دے گا۔ لہذا میرا جو بھی امتی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس سجدے کی وجہ سے اس کو جنت عطا فرمائیں گے۔

امت کے غم کی انتہا:

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ جبرئیل علیہ السلام کچھ غمزدہ سے لگ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، جبرئیل! کیا معاملہ ہے کہ میں آج آپ کو غمزدہ دیکھتا ہوں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، اے محبوب کل جہاں! میں اللہ کے حکم سے آج جہنم کا نظارہ کر کے آیا ہوں۔ اس کو دیکھنے کی وجہ سے میرے اوپر غم کے اثرات ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا، جبرئیل! بتاؤ جہنم کے کیا حالات ہیں؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جہنم کے اندر سات

درجے ہوں گے۔ ان میں سے جو سب سے نیچے ہوگا اس کے اندر اللہ تعالیٰ منافقوں کو رکھیں گے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اس سے اوپر والے (چھٹے) درجے میں اللہ تعالیٰ مشرک لوگوں کو ڈالیں گے۔ اس سے اوپر پانچویں درجے میں اللہ تعالیٰ سورج اور چاند کی پرستش کرنے والوں کو ڈالیں گے، چوتھے درجے میں اللہ تعالیٰ آتش پرست لوگوں کو ڈالیں گے اس سے اوپر تیسرے درجے میں یہودیوں کو ڈالیں گے، دوسرے درجے میں اللہ تعالیٰ عیسائیوں کو ڈالیں گے۔ یہ کہہ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ محبوب ﷺ نے پوچھا، جبرئیل! آپ خاموش کیوں ہو گئے ہیں؟ بتاؤ کہ پہلے درجے میں کون ہوں گے؟ عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! سب سے اوپر والے یعنی پہلے درجے میں اللہ تعالیٰ آپ کی امت کے گنہگاروں کو ڈالیں گے۔

جب آپ ﷺ نے یہ سنا کہ میری امت کے گنہگاروں کو بھی جہنم میں ڈالا جائے گا تو آپ ﷺ بہت غمگین ہوئے اور آپ ﷺ نے اللہ کے حضور دعائیں کرنا شروع کر دیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ تین دن ایسے گزرے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لاتے، نماز پڑھ کر حجرے میں تشریف لے جاتے، حجرہ بند کر لیتے اور حجرے کے اندر پروردگار کے سامنے آہ وزاری میں مشغول ہو جاتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران ہوتے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر یہ کیا خاص کیفیت ہے کہ کسی سے بات چیت بھی نہیں کرتے اور نماز پڑھنے کے بعد حجرے کی تنہائی کو اختیار فرما لیتے ہیں، گھر بھی تشریف نہیں لے جا رہے۔ یہ کیا معاملہ بنا؟

جب تیسرا دن ہوا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہو سکا۔ وہ آپ ﷺ کے حجرہ شریف کے دروازے پر آئے اور دستک دی اور کہا السلام علیکم،

www.besturdubooks.wordpress.com

لبیك یا رسول اللہ یعنی اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں حاضر ہوں، لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ جب کوئی جواب نہ ملا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے اور انہوں نے روتے ہوئے جا کر حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا، عمر! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت میرے سلام کا جواب عطا نہیں فرمایا، لہٰذا آپ جائیں ممکن ہے کہ آپ کو سلام کا جواب مل جائے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجرہ مبارک کے دروازے پر آئے اور انہوں نے بھی اونچی آواز سے تین مرتبہ سلام کیا مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جواب کی آواز اونچی نہ آئی۔ چنانچہ وہ بھی یہی سمجھے کہ ابھی دروازہ کھلنے کی اجازت نہیں ہے لہٰذا وہ بھی واپس تشریف لے گئے۔ واپسی پر ان کی ملاقات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، سلمان! آپ کے بارے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا السلمان منا اهل البیت کہ سلمان تو میرے اہل بیت میں سے ہے۔ اس لئے آپ جائیں ہوسکتا ہے کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دروازہ کھلنے کا سبب بنا دیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی آ کر سلام کیا۔ لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا جب ان سے کہا گیا تو انہوں نے سوچا کہ میں اس کے بارے میں کوئی اور حل کیوں نہ کروں۔ چنانچہ وہ خود دروازے پر جانے کی بجائے اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تین دن سے ایسی کیفیت ہے کہ آپ ﷺ حجرے کی تنہائی میں ہیں، جب مسجد میں تشریف لاتے ہیں تو چہرۂ انور پر غم کے آثار ہوتے ہیں، آنکھیں آبدیدہ محسوس ہوتی ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کسی سے کلام بھی نہیں فرماتے، لہٰذا آپ جائیں اور دروازہ کھٹکھٹائیں، ہوسکتا ہے کہ آپ کی وجہ سے دروازہ کھول دیا جائے۔ چنانچہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عنہا تشریف لائیں اور انہوں نے بھی آ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا۔ بالآخر محبوب ﷺ نے ان کی آواز پر دروازہ کھولا اور اپنی بیٹی کو اندر بلا لیا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء ؓ نے پوچھا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ پر یہ کیا کیفیت ہے کہ تین دن سے آپ مجلس میں بھی تشریف فرما نہیں ہوتے، حجرے کی تنہائی کو اختیار کیا ہوا ہے اور چہرۂ انور پر بھی غم کے آثار ہیں۔ اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پوری بات بتائی کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے آ کر بتایا کہ میری امت کے کچھ گنہگار لوگ جہنم میں جائیں گے، فاطمہ! مجھے اپنی امت کے ان گنہگاروں کا غم ہے اور میں اپنے مالک سے فریاد کر رہا ہوں کہ وہ ان کو جہنم کی آگ سے بری فرما دے۔ یہ کہہ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر لمبا سجدہ فرمایا حتیٰ کہ اس سجدے کے اندر بھی روتے رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ آ گیا کہ اے محبوب! وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا عطا کر دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے لہٰذا وہ قیامت کے دن مجھے راضی کرے گا اور میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا آخری امتی بھی جنت میں نہیں چلا جائے گا۔ اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لائے۔

روزِ محشر اولادِ آدم علیہ السلام کی کسمپرسی

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن سورج دس گنا زیادہ تیز ہوگا اور ہر آدمی کو یوں محسوس ہوگا کہ سورج زمین سے چند گز کے فاصلے پر ہے۔ دھوپ کی سختی کی وجہ سے لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ سات قسم کے آدمیوں کو عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق

www.besturdubooks.wordpress.com

دھوپ اور پیاس کی وجہ سے تڑپ رہی ہوگی اور کوئی پرسان حال نہیں ہوگا اسی حالت میں کئی ہزار سال گزر جائیں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں درخواست:

بالآخر سب لوگ پریشان ہوکر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوں گے اور کہیں گے یا ابانا قدم معنا اے ہمارے ابا جان! آپ ہمارے ساتھ آگے قدم بڑھایئے اور اللہ کے حضور عرض کیجئے کہ اے اللہ! اس سختی کو برداشت کرنا مشکل ہے آپ ہم سے حساب لے لیجئے تاکہ ہم نے جہاں جانا ہے وہاں جلدی پہنچ جائیں۔ یہ تنگی تو ہماری برداشت سے باہر ہے، مگر حضرت آدم علیہ السلام اس وقت یہ کہتے ہوئے انکار فرمادیں گے کہ نہیں، میں نے بھول کی وجہ سے ایک دانہ کھالیا تھا اور اس دانہ کے کھانے پر میں تین سو سال تک رو رو کر معافیاں مانگتا رہا،...... حدیث پاک میں آیا ہے کہ پورے انسانوں کے جتنے آنسو ہیں وہ سارے کے سارے دسواں حصہ ہیں اور نو حصے آنسو حضرت آدم علیہ السلام کے ان تین سو سالوں میں نکلے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔ اتنا روئے اور معافیاں مانگنے کے بعد اور توبہ قبول ہو جانے کے بعد بالآخر انہوں نے بیت اللہ شریف بنایا، اور تمیں حج پیدل چل کر کیے۔ مگر قیامت کے دن وہ پھر بھی فرمائیں گے کہ نہیں، مجھے اللہ رب العزت کے سامنے جانے میں شرمندگی محسوس ہو رہی ہے۔ غور کیجئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا بھی فیصلہ آچکا ہے۔ لیکن بندہ اپنے کیے پر پشیمان تو ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن ہمارے جدامجد کا یہ حال ہوگا تو ہم لوگ جب اپنے گناہوں کو لے کر جائیں گے اور بغیر توبہ کے مرجائیں گے تو ہمارے لئے قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے کھڑا ہونا کتنا مشکل ہوگا۔ اسی لئے قرآن مجید میں آتا ہے وَلَوْ تَرٰی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ

رَبِّهِمْ کہ اگر آپ اس منظر کو دیکھیں، جس دن مجرم اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو شرم کی وجہ سے ان کے سر جھکے ہوئے ہوں گے۔ جب قیامت کے دن اتنی شرم محسوس ہوگی تو بہتر ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے آج ہی توبہ کر لیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں درخواست:

اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کو کہیں گے کہ آپ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلے جائیں۔ لہٰذا ساری مخلوق حضرت نوح علیہ السلام کی تلاش میں لگ جائے گی۔ جب حضرت نوح علیہ السلام ملیں گے تو مخلوق عرض کرے گی۔ اے آدم ثانی! آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کر دیجئے اور ہمیں اللہ کے سامنے پیش کر دیجئے۔ حضرت نوح علیہ السلام ان کو فرمائیں گے کہ نہیں، میں نے اپنے بیٹے کے لئے ایک دعا کر دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ اے نوح! ایسی دعا نہ کیجئے کہ کہیں آپ کو مرتبہ نبوت سے اتار نہ دیا جائے۔ اس لئے مجھے تو اس فرمان سے ڈر لگتا ہے کہ میں وہ دعا ہی کیوں کر بیٹھا، میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور فوراً معافی مانگی تھی، لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش نہیں ہو سکتا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا اصل نام عبد الغفار تھا مگر وہ اس دعا کے مانگنے کے بعد اتنا روئے کہ ان کا نام نوح پڑ گیا۔ نوح کا مطلب ہے نوحہ کرنے والا یعنی رونے والا۔ اتنا رونے کے باوجود قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے جانے سے جب ان کو بھی اتنا ڈر لگے گا تو سوچنا چاہئے کہ ہم تو اپنے گناہوں پہ روتے بھی نہیں بلکہ جب گناہ کرتے ہیں تو خوشی خوشی دوسروں کو بتاتے ہیں کہ میں نے فلاں گناہ کیا ہے۔ سوچئے تو سہی کہ قیامت کے دن ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کیسے پیش ہوں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں درخواست:

حضرت نوح علیہ السلام سب انسانوں کو فرمائیں گے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جائیں۔ ساری انسانیت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ڈھونڈ کر ان سے عرض کرے گی کہ اے اللہ تعالیٰ کے خلیل! آپ ہمیں اللہ رب العزت کے حضور پیش کر دیجئے۔ لیکن وہ فرمائیں گے کہ نہیں آج مجھے اللہ رب العزت کے پاس جاتے ہوئے گھبراہٹ ہو رہی ہے کیونکہ میری زندگی میں تین باتیں ایسی تھیں جو مصلحت کی بنا پر تو ہوئیں لیکن خلاف واقعہ تھیں، آج مجھے ان تین باتوں پر شرمندگی ہے۔ ان میں سے پہلی بات یہ تھی کہ ایک مرتبہ ان کو ان کی قوم کہیں لے کر جانا چاہتی تھی مگر انہوں نے کہہ دیا تھا کہ میں بیمار ہوں۔ واقعی ان کافروں اور مشرکوں کے ساتھ جانے میں تو روحانی بیماری ہی تھی۔ اس لئے انہوں نے ان کو عذر پیش کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ انہوں نے فرمایا تھا فقال انی سقیم کہ میں بیمار ہوں۔ انہوں نے یہاں بیماری کا عذر تو کیا لیکن واقعہ کے خلاف تھا۔ اس لئے فرمائیں گے کہ مجھے اللہ رب العزت کے سامنے حاضر ہونے سے شرم محسوس ہو رہی ہے۔

دوسری بات یہ کہ ایک مرتبہ وہ اپنی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مصر کے قریب سے گزرے۔ وقت کا بادشاہ ایک ظالم انسان تھا۔ اس نے پولیس والوں کو کہا ہوا تھا کہ تم جہاں کہیں بھی کسی خوبصورت عورت کو دیکھو تو اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ اس طرح وہ اس کی بے حرمتی کر کے گناہ کا مرتکب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو حسن و جمال کا مرقع بنایا تھا۔ چنانچہ پولیس والوں نے جب ان کو دیکھا تو انہیں بھی پکڑ کر لے گئے۔ اس کا دستور یہ تھا کہ اگر اس عورت کے ساتھ اس کا شوہر ہوتا تو وہ اسے قتل کروا دیتا اور اگر بھائی یا والد ہوتا تو پھر وہ ان کو قتل نہیں کرواتا تھا البتہ برائی کا مرتکب ہوتا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہنچے تو ان سے بھی اس نے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا کہ تم کون ہو اور اس عورت کے کیا لگتے ہو؟ آپ نے اپنی جان کی حفاظت کے پیش نظر کہہ دیا کہ یہ میری بہن ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں انما المومنون اخوۃ کہ بیشک ایمان والے بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے ایمان کی نسبت سے مومن مرد اور مومنہ عورت کو دینی بھائی اور بہن کہہ دیا جاتا ہے۔ آپ نے بھی اسی نسبت سے حضرت سارہ ؑ کو بہن کہہ دیا، کیونکہ وہ اسی دین پر تھی جس پر آپ تھے۔ یہ بات سو فیصد شریعت کے مطابق جائز تھی۔ جان بچانے کے لئے تو حرام چیز بھی حلال ہو جاتی ہے مگر اس کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھجک محسوس ہو گی۔

تیسری بات یہ کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ؑ نے بتوں کو توڑا تھا جب کافروں نے آ کر ان سے پوچھا کہ ہمارے اصنام کو کس نے توڑا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ تم اس سے پوچھو جو تمہیں ان بتوں میں سے بڑا نظر آتا ہے۔ حضرت ابراہیم ؑ نے بتوں کو توڑ کر کلہاڑا سب سے بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا تھا اس لئے بڑے بت سے پوچھنے کا فرمایا۔ اب ظاہراً یہ کوئی اتنی بری بات تو نہیں تھی، کافروں کو سمجھانے کے لئے ایسا کیا تھا کہ وہ پوچھیں گے تو بت انہیں جواب نہیں دیں گے لیکن بات تو حقیقت سے مختلف تھی۔ لہٰذا اس بات پر بھی اتنا افسوس ہوگا کہ اللہ کا خلیل ہونے کے باوجود انہیں اللہ کے سامنے جاتے ہوئے شرمندگی محسوس ہو رہی ہو گی۔

اس پر ہم لوگ سوچیں جو دن رات جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں، جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں، لوگوں کے سامنے اپنی غلطیوں پر پردے ڈالنے کے لئے اور اپنے آپ کو دنیا کی شرمندگی سے بچانے کے لئے جھوٹی باتیں کرتے پھر رہے ہیں۔ قیامت کے دن ہمیں اللہ رب العزت کے حضور جاتے ہوئے کتنی شرمندگی ہو گی۔

حضرت موسیٰ ؑ کی خدمت میں درخواست:

حضرت ابراہیم ؑ فرمائیں گے کہ آپ سب لوگ موسیٰ کلیم اللہ ؑ کے

پاس چلے جائیں وہ آپ کی شفاعت کریں گے۔ چنانچہ ساری انسانیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے گی اور کہے گی، اے کلیم اللہ! آپ ہماری شفاعت فرما دیجئے۔ مگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ فرمائیں گے کہ نہیں، میں آپ کی شفاعت کرنے سے قاصر ہوں کیونکہ ایک مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ میرے مخالفین میں سے ایک آدمی میری اتباع کرنے والے ایک آدمی سے جھگڑ رہا تھا اور میں نے نصیحت کی خاطر اس کو ایک مکا مارا تھا تاکہ اسے سمجھ آجائے لیکن اس کو وہ مکا ایسا لگا کہ وہ مر گیا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے میری معافی کا اعلان بھی فرما دیا مگر پھر بھی وہ میرا مکا لگنے سے مرا تو تھا اس لئے مجھے اس بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتے ہوئے آج شرم محسوس ہو رہی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں درخواست:

حضرت موسیٰ علیہ السلام ساری انسانیت کو فرمائیں گے کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جائیں۔ ساری انسانیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے گی مگر وہ بھی کہیں گے کہ نہیں مجھے اللہ رب العزت کے سامنے جاتے ہوئے اس لئے ڈر لگ رہا ہے کہ میری امت نے مجھے اور میری ماں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنا دیا تھا، آج اللہ تعالیٰ مجھ سے کہیں یہ نہ پوچھ لیں کہ کیا آپ نے تو نہیں کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے ساتھ شریک بنا لو۔ اس لئے آج مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے۔

شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں درخواست:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پاس جائیں۔ چنانچہ سب لوگ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے۔ ترغیب و ترہیب میں حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات لکھی ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام کے منبر لگوائیں گے اور تمام انبیائے کرام اپنے اپنے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے بھی منبر پیش کیا جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ منبر پر نہیں بیٹھیں گے کیونکہ اس وقت آپ ﷺ کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس منبر کے اوپر بیٹھ جاؤں اور یہ اڑ کر جنت میں چلا جائے اور میری امت کے گنہگار پیچھے رہ جائیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا جائے گا، اے میرے محبوب ﷺ! آپ منبر پر کیوں نہیں بیٹھے؟ آپ ﷺ عرض کریں گے، اے اللہ! میری امت کے گنہگاروں کا تو ابھی فیصلہ نہیں ہوا میں اس منبر پر ابھی کیسے بیٹھوں۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر ایک خاص تجلی فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس تجلی فرمانے پر اللہ تعالیٰ مجھے ''مقام محمود'' عطا فرما دیں گے۔ میں وہاں جا کر ایک سجدہ کروں گا اور اس سجدے میں اللہ تعالیٰ کی وہ تعریفیں کروں گا جو نہ پہلے کسی نے کیں اور نہ بعد میں کوئی کرے گا۔ رونے کی حالت میں سجدہ کروں گا، اللہ رب العزت میرے اس سجدے کو قبول فرمائیں گے اور مجھ سے پوچھیں گے، اے میرے پیارے محبوب ﷺ! آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں عرض کروں گا، اے اللہ! آپ اپنے بندوں کا حساب لے لیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اچھا تم لوگوں کو حساب کے لئے پیش کرو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حساب کتاب:

روایت میں آیا ہے کہ جب اجازت مل جائے گی تو اس وقت نبی علیہ الصلوۃ و السلام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہاتھ سے پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا چاہیں گے کہ آپ جائیے تا کہ حساب کتاب شروع ہو جائے۔ یہ سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی آنکھوں میں سے آنسو آجائیں گے اور وہ کہیں گے کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اپنی عمر کے آخری حصے میں مسلمان ہوا تھا، میری عمر کا زیادہ حصہ اسلام سے پہلے کا ہے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں آگے نہ پیش کیا جاؤں۔ مگر اللہ کے محبوب ﷺ فرمائیں گے، ابوبکر! تجھے آگے جانا ہوگا۔ چنانچہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھیں گے تو وہ وہی کام کریں گے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ وہ بھی آگے قدم بڑھا کر اللہ رب العزت کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں گے اور رونے لگ جائیں گے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اتنا روئیں گے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے محبوب ﷺ کے یار غار! کیوں روتے ہو؟ سجدے سے سر اٹھاؤ کیا چاہتے ہو؟ چنانچہ اللہ رب العزت ان کے سجدے کو قبول فرمائیں گے اور ان پر ایک خاص تجلی فرمائیں گے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ان الله يتجلى للخلق عامة و لكن لابی بکر خاصة قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر عام تجلی فرمائے گا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوپر خاص تجلی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے اس یار سے اتنے خوش ہو جائیں گے کہ خاص تجلی فرمائیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیشی:

ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے السلام علیك یا عمر! اے عمرؓ! تجھ پر سلامتی ہو۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ اول من یسلم علیه رب عمر قیامت کے دن جس پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سلام فرمائیں گے وہ عمر ہوں گے۔ انہوں نے ایسی صاف ستھری زندگی گزاری ہوگی کہ ان کے اعمال کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں گے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب کتاب:

پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پیش کریں گے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کا حساب بہت ہی جلدی لے لیں گے۔ وہ اس لئے کہ ایک مرتبہ عید کا دن تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عید کی نماز کے لئے تشریف لے جانے لگے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! کچھ دے دیجئے تا کہ ہم کچھ پکالیں، مدینہ کی بیوائیں اور یتیم بچے امید لے کر آئیں گے، میں ان کو کچھ دے سکوں گی۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

جب واپس آئے تو دیکھا کہ گھر میں سب کچھ پکا ہوا ہے اور مدینہ کی بیوائیں اور یتیم لے لے کر جا رہے ہیں۔ محبوب ﷺ نے پوچھا، یہ کہاں سے آیا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ جب آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف لے گئے تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سامان سے لدا ہوا ایک ایک اونٹ آپ کی سب ازواج کو ہدیہ کے طور پر بھیجا ہے۔ یہ سن کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل اتنا خوش ہوا کہ آپ ﷺ نے دعا مانگی **یا رحمن سهل الحساب على العثمان** اے رحمٰن! تو عثمان رضی اللہ عنہ کا حساب آسان فرما دینا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا قبول ہوگی اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب کتاب بہت جلدی لے لیا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حساب کتاب:

ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ **اسرع المحاسبة يوم القيامة حساب علی** کہ

قیامت کے دن سب سے آسان اور جلدی حساب علی ﷺ کا لیا جائے گا۔

پل صراط کا سفر:

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں یار پیش ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کا جلال اس کے جمال میں تبدیل ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ اے مجرمو! میرے نیک بندوں سے آج جدا ہو جاؤ۔ لہٰذا کافروں اور مشرکوں کو ایک طرف کر دیا جائے گا اور دوسری طرف نیک بندوں کو کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جہنم کے اوپر بنی ہوئی پل صراط سے گزر کر یہ نیک لوگ جنت میں چلے جائیں۔ چنانچہ جب مومن بندے پل صراط کے اوپر سے گزرنے لگیں گے تو کچھ ایمان والے ایسے بندے ہوں گے جو بجلی کی تیزی سے گزر جائیں گے، کچھ ہوا کی تیزی سے، کچھ گھوڑے کی تیز رفتاری کے ساتھ، کچھ بھاگتے ہوئے آدمی کی رفتار کے ساتھ، کچھ چلتے ہوئے آدمی کی رفتار کے ساتھ اور کچھ رینگتے ہوئے آدمی کی رفتار کے ساتھ گزر جائیں گے۔ جو لوگ بھی پل صراط سے آگے گزر جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو جنت عطا فرما دیں گے۔ پل صراط کے اوپر سے ہر ایک کو گزرنا پڑے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيۡنَ فِيۡهَا جِثِيًّا جو گنہگار رہوں گے وہ کٹ کٹ کر جہنم کے اندر گرتے جائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ کا جنت میں داخلہ:

جب پل صراط سے آگے چلے جائیں گے تو اللہ کے محبوب ﷺ یہ سمجھیں گے کہ میری امت کے سارے لوگ میرے ساتھ آ گئے ہیں اور جہنم سے پار ہو چکے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔لہذا آپ ان سب لوگوں کو لے کر جنت میں تشریف لے جائیں گے حتیٰ کہ جنت میں رہتے ہوئے بہت عرصہ گزر جائے گا۔

مسلمانوں کو جہنم میں کفار کا طعنہ:

روایت میں آیا ہے کہ جو لوگ پل صراط سے گزرتے ہوئے جہنم میں گریں گے انہیں عذاب ہوگا۔جہنم کے سب سے اوپر کے درجے میں ایمان والے گنہگار ہوں گے جب بہت عرصہ گزر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے ان کے اور کافروں مشرکوں کے درمیان کی آگ کو شیشے کی مانند بنا دیں گے۔کافر اور مشرک جب مسلمان گنہگاروں کو دیکھیں گے کہ وہ بھی جہنم کی آگ میں جل رہے ہیں تو وہ مسلمانوں کو طعنہ دیں گے کہ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کا انکار کیا جس کی وجہ سے ہم جل رہے ہیں لیکن آپ تو خدا کو مانتے تھے، رسول ﷺ کو مانتے تھے اور اس کے باوجود آپ بھی ہماری طرح جل رہے ہو، آپ کا خدا آپ کے کس کام آیا؟

جہنمی مسلمانوں سے جبرئیل امین کی ملاقات:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب جہنمی کافر مسلمان گنہگاروں کو طعنہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو بلائیں گے اور فرمائیں گے کہ اے جبرئیل! آج ہمارے ماننے والوں کو طعنہ دیا جا رہا ہے کہ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہو رہا ہے جو نہ ماننے والوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔جاؤ ذرا جہنم سے حالات معلوم کر کے آؤ۔چنانچہ جبرئیل علیہ السلام جہنم میں جائیں گے، جہنم کے دروازے پر اس کے داروغہ مالک کھڑے ہوں گے، وہ دروازہ کھول کر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اندر داخل کریں گے۔جب گنہگار مسلمان ان کو دیکھیں گے تو وہ فرشتوں سے پوچھیں گے کہ یہ کون ہیں؟ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت ان کو بتایا جائے گا کہ یہ وہ فرشتے ہیں جو تمہارے پیغمبر ﷺ کے پاس وحی لے کر جاتے تھے۔

شفیع اعظم کے نام گنہگاروں کا پیغام:

جب ان کے پاس نبی رحمت ﷺ کا تذکرہ کیا جائے گا تو اس وقت گنہگار لوگوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد آئے گی۔ اور وہ کہیں گے وا محمداہ وا محمداہ جہنمی لوگ ان الفاظ میں جبرئیل ؑ کو روکر کہیں گے کہ اے جبرئیل! آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اللہ کا پیغام لے کر جاتے تھے آج ہم گنہگاروں کا پیغام بھی ہمارے سردار ﷺ کو پہنچا دینا کہ آقا! آپ تو ہمیں بھول ہی گئے، ہم جہنم کی آگ میں جل رہے ہیں اور آپ ﷺ جنت کے اندر ہیں۔ جبرئیل ؑ ان کے ساتھ وعدہ کریں گے کہ میں آپ کا پیغام اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو ضرور پہنچاؤں گا۔

شفاعت کبریٰ:

چنانچہ جب جبرئیل ؑ جہنم سے باہر آئیں گے تو اللہ رب العزت فرمائیں گے جبرئیل! آپ نے میرے محبوب ﷺ کے گنہگار امتیوں سے جو وعدہ کیا ہے، اس وعدے کو نبھانا ضروری ہے۔ لہٰذا جبرئیل ؑ جنت میں جائیں گے۔ اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت الفردوس میں انبیا کی مجلس میں منبر پر تشریف فرما ہوں گے۔ جبرئیل ؑ کو جب آپ ﷺ دیکھیں گے تو فرمائیں گے، جبرئیل! آج کیسے آنا ہوا؟ جبرئیل ؑ عرض کریں گے کہ میں آج آپ کی امت کے گنہگاروں کا پیغام آپ کے پاس لے کر آیا ہوں۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سنیں گے کہ

میری امت کے کچھ گنہگار ابھی بھی جہنم میں ہیں تو آپ ﷺ حیران ہوں گے کہ اچھا، مجھے تو خیال ہی نہیں تھا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی وقت اللہ رب العزت کے حضور سجدہ فرمائیں گے اور اللہ رب العزت کے سامنے کہیں گے، اے پروردگار! میری امت کے گنہگاروں کو معاف فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ''شفاعت کبریٰ'' کی اجازت فرمائیں گے کہ اے میرے محبوب ﷺ! آپ جس کے بارے میں چاہیں شفاعت فرمایئے، ہم اس کو جہنم سے نکال دیں گے۔

شفاعت کبریٰ کی یہ خوشخبری سن کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جہنم کی طرف چلیں گے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام ایک اعلان کر دیں گے کہ اے جنتیو! نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام جہنمیوں کی شفاعت کے لئے جا رہے ہیں، تم بھی ساتھ چلو۔ چنانچہ اس دولہے کے ساتھ شفاعت کرنے کے لئے ایک بارات چلے گی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام شفاعت فرمائیں گے، دیگر انبیائے کرام بھی شفاعت فرمائیں گے، سارے جنتی شفاعت فرمائیں گے، جس کا جو بھی واقف ہوگا ہر اس بندے کو جہنم سے نکال لیا جائے گا، حتیٰ کہ اگر کسی نے دنیا میں کسی مومن کو ایک پیالہ پانی پلایا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس عمل کی برکت سے اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے۔

عتقاء الرحمٰن:

جب سب لوگ شفاعت کر چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اے میرے پیارے محبوب ﷺ! میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کی امت کے تین لپ بھر کر جہنم سے نکالوں گا۔ چنانچہ اللہ رب العزت اپنی قدرت کے دونوں ہاتھوں سے جہنم سے تین لپ بھر کر نکالیں گے۔ یعنی جیسے آدمی دونوں ہاتھوں سے آٹا نکال

لیتا ہے اس لپ میں اس امت کے کھرب ہا کھرب لوگ ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جہنم سے نکال دیں گے۔

ان کے جسم جل جل کر کوئلے کی طرح کالے ہو چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ ان کو نہر حیات سے غسل دیا جائے۔ چنانچہ جب ان کو غسل دیا جائے گا تو ان کے جسم ٹھیک ہو جائیں گے۔ لیکن ان کے ماتھے پر عتقاء الرحمٰن کا نام لکھ دیا جائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ رحمٰن نے اپنی رحمت سے ان کی بخشش کر دی ہے۔ اس کے بعد ان کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ اب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا کوئی گنہگار بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ سب کے سب بخش دیئے جائیں گے۔

عتقاء الرحمٰن کی فریاد:

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب یہ لوگ جنت میں زندگی گزارنے لگیں گے تو وہ جنتی جو پہلے سے جنت میں ہوں گے جب ان کو دیکھیں گے تو مذاق کیا کریں گے اور کہیں گے کہ دیکھو، ہم پر تو اللہ کی رحمت ہو گئی اور اس نے ہمارے عملوں کو قبول فرما لیا لیکن آپ لوگ تو رعایتی پاس ہیں، آپ کے ماتھے پر تو عتقاء الرحمٰن کا نام لکھا ہوا ہے، ان جنتیوں کے ساتھ پہلے والے جنتی اس طرح سے خوش مزاجی کریں گے۔ جن جنتیوں کے ماتھوں پر عتقاء الرحمٰن لکھا ہوگا ان کو یہ بات محسوس ہوگی لہٰذا ایک مرتبہ وہ سب جنتی اللہ رب العزت کے حضور دعا کریں گے کہ اے اللہ! آپ نے ہمیں جہنم سے نجات تو دے دی لیکن ماتھے پر ایک مہر بھی لگا دی۔ جس کی وجہ سے سب پہچان رہے ہیں کہ ہم خود اس قابل نہیں تھے بلکہ رعایتی پاس ہو کر آ گئے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اس سے بچا لیجئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس فریاد کو قبول کریں گے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں گے کہ ہم نے خود یہ مہر لگائی تھی تاکہ تمہارے اپنے دل میں یہ کیفیت پیدا ہو اور تم ہم سے مانگو اور ہم تمہیں عطا کر دیں۔ چنانچہ ان کی فریاد پر اللہ رب العزت ان کے ماتھوں سے عتقاء الرحمٰن کی اس مہر کو بھی ہٹا دیں گے۔

شفاعت کی دعا:

محترم جماعت! کاش کہ ہم بھی ان رعایتی پاس لوگوں میں قیامت کے دن شمار ہو جائیں۔ اپنے عمل تو اس قابل نہیں ہیں مگر اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کی شفاعت نصیب ہو جائے، دوسرے انبیاء کی شفاعت، اللہ کے نیک بندوں کی شفاعت نصیب ہو جائے، کاش کہ اللہ کا کوئی ایسا نیک بندہ ہو جو دنیا میں ہمیں بھی پہچاننے والا ہو۔ ہم بھی کسی کی پہچان میں آنے والے بن جائیں جو قیامت کے دن ہمیں جہنم میں جلتا دیکھے تو اتنا تو کہہ دے کہ اے اللہ! یہ مجھ سے تعلق رکھنے والا تھا، یہ میری عزت کرتا تھا اور میرے ساتھ رابطہ رکھنے والا تھا کاش کہ کوئی ایسا کہہ کر ہمیں بھی جہنم سے نکالنے والا بن جائے۔

رب کریم! سے دعا ہے کہ پروردگار عالم ہمیں اپنی رحمت سے قیامت کے دن ان رعایتی پاس لوگوں میں شامل فرمالے۔ ہمارے اپنے اعمال تو اس قابل نہیں البتہ اللہ رب العزت کی رحمت ہی کا سہارا ہے اور محبوب ﷺ کو جو اللہ رب العزت نے رحمۃ للعالمین بنا دیا، دل میں تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نبی رحمت ﷺ کے صدقے ہمیں شرمندہ ہونے والوں میں شامل نہ فرمائے بلکہ ہمیں اپنی رحمت میں سے حصہ پانے والوں میں شامل فرما دے۔ آمین ثم آمین

و اخر دعونا ان الحمدلله رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نورِ نسبت

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت محبوب العلماء والصلحاء

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ جب کسی کے سینے کو دین کیلئے کھول دیتے ہیں تو اسے نور سے بھر دیتے ہیں۔ اس بندے کیلئے شریعت مطہرہ پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے مکروہات شرعیہ اس کیلئے مکروہات طبعیہ بن جاتی ہیں۔ اس کی سوچ اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق ڈھل جاتی ہے۔ اگر انسان اس پر محنت کرتا رہے تو وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ اپنی سوچ میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارادہ نہیں کرتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نور نسبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ .

و قال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ .

و قال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر

وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ .

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

نور اور ظلمت کا مفہوم:

''نور'' عربی زبان کا ایک لفظ ہے۔ جس کا مطلب ''روشنی'' ہے۔ اس کے بالمقابل ''ظلمت'' کا لفظ آتا ہے۔ جس کا مطلب ''اندھیرا'' ہے۔ جب بھی کوئی بندہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو اس عمل کی وجہ سے اس کے سینے کے اندر روشنی آتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مومن نیک اعمال کرتا ہے تو ہر ہر نیک عمل کے بدلے اس کے سینے میں روشنی آتی ہے۔ اس کے بالمقابل جب بھی کوئی آدمی گناہ کرتا ہے تو اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دل پر اس عمل کی وجہ سے سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر انسان توبہ کر لے تو داغ مٹ جاتا ہے اور اگر گناہوں پہ گناہ کرتا رہے تو داغوں پہ داغ لگتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ انسان کا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں روشنی کے لئے نور کا لفظ استعمال ہوا ہے جب کہ اندھیرے کے لئے ظلمت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

نورانی اور تاریک سینے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَ مَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ اس آیت کی رو سے جس طرح بینا اور نابینا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اندھیرا اور روشنی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا جس انسان کے سینے کے اندر نور اور جس انسان کے سینے کے اندر ظلمت ہو، وہ دونوں بھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

مکروہات شرعیہ کا مکروہات طبعیہ بننا:

اللہ تعالیٰ جب کسی کے سینے کو دین کے لئے کھول دیتے ہیں تو اسے نور سے بھر دیتے ہیں۔ النور اذا دخل الصدر انفتح کہ جب نور سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینے کو کھول دیتا ہے۔ اس بندے کے لئے شریعت مطہرہ پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ مکروہات شرعیہ اس کے لئے مکروہات طبعیہ بن جاتی ہیں۔ اس کی سوچ اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق ڈھل جاتی ہے۔ اگر انسان اس پر محنت کرتا رہے تو وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ جہاں وہ اپنی سوچ میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارادہ نہیں کرتا۔

کبیرہ گناہ سے پاک شخصیت:

جب دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد رکھا جانے لگا تو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ آج میں اس دارالعلوم کا سنگ بنیاد ایک

ایسی شخصیت سے رکھواؤں گا جس نے کبیرہ گناہ تو کیا کرنا کبھی کبیرہ گناہ کرنے کا دل میں ارادہ ہی نہیں کیا۔

رزق حلال کے انوارات:

حضرت مولانا اصغر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں شاہ حسین احمد "منے شاہ" کے نام سے مشہور تھے۔ دیکھنے میں ان کا قد چھوٹا تھا لیکن اللہ رب العزت کے ہاں ان کا قد بہت بڑا تھا۔ ان کی زندگی اقتصادی لحاظ سے بہت معمولی سی تھی۔ وہ گھاس کاٹ کر بیچتے تھے اور روزانہ تھوڑے تھوڑے پیسے بچاتے رہتے۔ حتیٰ کہ پورے سال میں اتنے پیسے بچ جاتے کہ وہ ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ کی دعوت کرتے تھے۔ اساتذہ فرماتے تھے کہ ہم سارا سال ان کی دعوت کے منتظر رہتے کیونکہ ہم جس دن ان کے گھر سے کھانا کھا لیتے اس کے بعد چالیس دن تک ہماری نماز کی حضوری کے اندر اضافہ ہو جاتا تھا۔ سبحان اللہ، اتنا حلال اور پاکیزہ مال تھا۔

نور بھرے سینے کی برکات:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے کہ اس امت میں ایسے ایسے پرہیزگار اولیاء گزرے ہیں کہ جن کے بیس بیس سال تک گناہ لکھنے والے فرشتوں کو ان کا گناہ لکھنے کا موقع نصیب نہیں ہوا۔ سبحان اللہ، یہ نور بھرے سینے کی برکات ہیں۔

نور سے محروم لوگوں کی کسمپرسی:

قیامت کے دن بھی نور انسان کے سامنے ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم
اس دن ان کا نور ان کے سامنے اور دائیں طرف ہوگا اور وہ اس نور کی روشنی میں

قدم بڑھا رہے ہوں گے۔ منافقین بھی اس وقت قریب ہوں گے اور ایمان والوں سے کہیں گے اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ذرا ہماری طرف بھی توجہ کیجئے تاکہ ہم بھی آپ کے نور سے فائدہ اٹھالیں۔ راستے پر چلتے ہوئے اگر ایک آدمی کے پاس ٹارچ ہو تو دوسرے اس سے کہتے ہیں کہ ذرا روشنی اس طرف کرنا تاکہ ہمیں بھی راستہ نظر آجائے۔ وہاں بھی ہو بہو یہی حال ہوگا۔ لیکن قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا انہیں کہا جائے گا تم واپس دنیا میں جاؤ، یہ نور تو اس منڈی سے ملا کرتا تھا، تمہیں یہ نور وہاں سے لے کر آنا چاہیے تھا۔

نور حاصل کرنے کی منڈی:

میرے دوستو! یہ دنیا نور حاصل کرنے کی منڈی ہے اس لئے یہاں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کیجئے۔ سچ بولئے، سچ کی زندگی گزاریے، نماز پڑھئے، تلاوت کیجئے، اخلاق حمیدہ کو اپنا لیجئے اور ہر کام شریعت وسنت کے مطابق کیجئے، اس طرح ہر دن سینے کے نور میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ مثال کے طور پر ایک زیرو واٹ کا بلب بھی ہوتا ہے، پانچ اور دس واٹ کا بھی ہوتا ہے، سو، دوسو، پانچ سو اور ہزار واٹ کا بلب بھی ہوتا ہے۔ پاور بڑھتی چلی جاتی ہے تو روشنی میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ بات سمجھئے کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ روشنی عطا فرمادی۔ اب یہ شخص نیک اعمال میں جتنا بڑھتا چلا جائے گا اسی قدر اس کے ایمان کی پاور میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

شگفتہ چہروں کا راز:

اللہ والے اپنے ایمان کو اتنا مضبوط کر لیتے ہیں کہ ان کے سینے روشن ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو روشن کر دیتا ہے۔ ان کے چہرے اَلَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ کے مصداق بن جاتے ہیں۔ دیکھنے والے جب ان کے شگفتہ

چہرے کو دیکھتے ہیں تو ان کو اللہ یاد آ جاتا ہے۔ ان کے چہروں پر بہار کی سی رونقیں نظر آتی ہیں۔ ان کے سینے کا نور ان کے چہرے پر عکس ڈالتا ہے۔ اجنبی لوگوں کو بھی بتانے اور تعارف کرانے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ٹرین پر سفر کرتے اور کسی اسٹیشن پر ٹرین رکتی اور وہ معلوم کرنا چاہتے کہ یہ کونسا اسٹیشن ہے تو گاڑی کی کھڑکی میں سے ذرا سا جھانک کر باہر دیکھتے تو پلیٹ فارم پر جو انجان لوگ آ جا رہے ہوتے تھے وہ ان کا چہرہ دیکھ کر ان سے ملتے اور ان سے باتیں کرنا شروع کر دیتے تھے۔ ناواقف لوگ ہوتے تھے مگر چہرے کو دیکھ کر ان کی مسیحائی کا اندازہ ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ کوئی کلام کئے بغیر لوگ آتے اور سلام کرنے کے بعد کہتے کہ حضرت! میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ سبحان اللہ

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

اسلام قبول کرنے کی عجیب وجہ:

کچھ ہندوؤں نے حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ دوسرے ہندوؤں نے انہیں کہا کہ تم کیسے نکلے اپنے آباؤ اجداد کے راستے سے ہٹ کر مسلمان بن گئے۔ انہوں نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگے کہ ذرا اس شخص کے چہرے کو دیکھو، یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا چہرہ نظر نہیں آتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جنگل میں منگل:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اس عاجز سے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے میرا یہ حال کر دیا ہے کہ میں جنگل میں جا کر بھی بیٹھ جاؤں تو اللہ تعالیٰ وہاں بھی منگل بنا دے۔ اور پھر پنجابی میں ایک بات کہی، فرماتے لگے "ہن تے میڈی پٹھیاں وی سدھیاں تھی ویندیاں ہن" یعنی اب تو اگر الٹا قدم بھی اٹھا لوں تو اللہ تعالیٰ الٹے کو بھی سیدھا کر دیا کرتے ہیں اور واقعی ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو پورا کر دیتے ہیں۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا مقام عبودیت:

ایک دفعہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ پتہ نہیں کہ اس عاجز کے دل میں کیا بات آئی کہ عرض کیا کہ حضرت! آپ کو گھر سے تشریف لائے ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے آپ وضو تازہ کرنے کے لئے تشریف لے جائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر دیکھا اور گھر تشریف لے گئے۔ اگلے دن بیٹھے ہوئے تھے پتہ نہیں کیا بات ہوئی کہ اس عاجز نے عرض کیا، حضرت! کافی وقت ہو گیا ہے، آپ نے کھانا بھی نہیں کھایا، آپ کھانا کھا لیجئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پھر مسکرا پڑے اور گھر تشریف لے گئے۔ تیسرے دن پھر کوئی ایسی بات ہو گئی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجھے فرمانے لگے کہ دیکھو! ایک ایسا وقت آتا ہے کہ بندے کے دل میں کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کے سامنے زبان سے سوال بھی نہیں کرنے دیتے بلکہ مخلوق کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور وہ خود ان کو کہتے ہیں کہ آپ ہماری اس چیز کو قبول فرما لیجئے۔ پھر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسا وقت دے دیا ہے کہ اب مجھے مخلوق کے سامنے کسی چیز کو کہنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ سبحان اللہ، اللہ رب العزت سے مانگتے مانگتے بندے پہ ایک ایسا وقت آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو مخلوق سے مانگنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ فرماتے ہیں کہ جس کا سر بھی کسی غیر کے سامنے نہیں جھکا میں اپنے اس بندے کا ہاتھ کسی غیر کے سامنے کیسے پھیلنے دوں۔ سبحان اللہ۔

پانچ قسم کا نور:

قیامت کے دن نیکیوں کا نور انسان کے ساتھ ساتھ ہوگا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ یہ نور پانچ قسم کا ہوگا۔ یوں سمجھئے کہ ایک کمرہ نور سے بھرا ہوا ہے اور مختلف جگہ پر بلب لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح روزِ محشر انسان کے پانچ طرف نور رہوگا۔ علماء نے لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا نور اپنے خاص رنگ اور شان کے ساتھ انسان کے آگے ہوگا۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے ٹیوب لائٹ کی بھی روشنی ہوتی ہے اور بلب کی بھی روشنی ہوتی ہے۔ پھر بلبوں میں کچھ پیلی روشنی کے بھی بلب ہوتی ہیں۔ روشنی تو سب میں ہے مگر ہر ایک کی اپنی شان ہے اور اپنا رنگ ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن مختلف اعمال کا نور مختلف رنگ کا ہوگا۔ اللہ اکبر کا جتنا ورد کیا ہوگا اس کا نور اس کی دائیں طرف ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ اکبر میں اللہ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ اب عظمت کا تقاضا ہے کہ یہ نور انسان کے دائیں طرف آئے۔ اس لئے کہ دائیں طرف کمال کی نشانی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ، کا نور انسان کی بائیں جانب ہوگا۔ اس لئے کہ سبحان اللہ میں تنزیہہ ہے اور بائیں طرف عیب سے پاک ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سبحان اللہ کے نور کو انسان کی بائیں طرف کردیں گے۔ الحمد للہ کے ورد کا نور انسان کے پیچھے ہوگا اور یہ بندے کی قیامت کے دن پشت پناہی کر رہا ہوگا۔ اور ایمان کا نور انسان کے سر کے اوپر ہوگا اور یہ بندہ ان نوارات کی روشنی میں اپنے پروردگار کی طرف جا رہا ہوگا۔ اور اسے کہا جائے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ (اے اطمینان پانے والی جان! لوٹ اپنے رب کی طرف) فرشتے اس کو اس روشنی کے ساتھ جنت کے اندر لے جائیں گے۔

نور نسبت کا ادراک:

ذکر کرنے والے بندے کی ذات میں اللہ تعالیٰ ذکر کی تاثیر رکھ دیتے ہیں۔ آپ دیکھئے کہ اگر کوئی لطیف طبیعت والا آدمی کسی سگریٹ پینے والے کے قریب سے گزر جائے تو اس فوراً ادراک ہو جاتا ہے کہ یہ آدمی سگریٹ پینے والا ہے۔ اگر سگریٹ پینے والے بندے کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کا احساس ہو جاتا ہے تو اسی طرح نور نسبت کی ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ قریب سے گزرنے والے بندے کو بھی اس کا ادراک ہو جاتا ہے۔

ایک خاتون کا قبول اسلام:

ایک مرتبہ ہم امریکہ میں نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے۔ سامنے مین روڈ تھا۔ ہم دو آدمی آپس میں بات چیت کر رہے تھے سامنے سڑک پر ایک خاتون تیزی کے ساتھ کار چلاتی ہوئی گزری۔ لیکن چند میٹر آگے جا کر اس نے بریک لگا دی۔ اس نے گاڑی موڑی اور ایک دومنٹ میں اس نے ہمارے قریب آ کر گاڑی کھڑی کر دی۔ وہاں پر عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جس منزل پر جا رہا ہو اس کے پاس اس کا پورا ایڈریس نہ ہو تو اسے پوچھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چنانچہ ہم نے سوچا کہ ممکن ہے کہ یہ امریکن عورت راستہ بھول گئی ہو اور ہم سے کوئی پتہ معلوم کرنا چاہتی ہو۔

اس عاجز نے اپنے ساتھ والے دوست سے کہا کہ آپ جائیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا آپ کو ڈائریکشن کی ضرورت ہے؟ جب اس نے جا کر پوچھا تو وہ کہنے لگی، نہیں، میں تو اپنے گھر جا رہی ہوں اور گھر کی ڈائریکشن تو ہر ایک کو آتی ہے۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے گھر کی بجائے اصلی گھر کا راستہ دکھانا چاہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔اس نے جب کہا کہ میں اپنے گھر جا رہی ہوں تو ہمارے دوست نے پوچھا کہ پھر آپ نے یہاں کیوں بریک لگائی؟

اس کے جواب میں وہ کہنے لگی کہ یہ بندہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بندہ مسلمان ہے۔ وہ کہنے لگی کہ اس سے پوچھو کہ کیا یہ مجھے بھی مسلمان بنا سکتے ہیں۔ نہ نام کا پتہ اور نہ ہی ایڈریس کا پتہ، فقط نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنتوں کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایسی تاثیر ڈال دی کہ وہیں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے اس نے کلمہ پڑھ لیا۔اس عاجز نے اسے اپنا رومال دے دیا جس کو اس نے اپنا دوپٹہ بنا لیا اور پھر اپنے گھر کو روانہ ہو گئی۔ سبحان اللہ۔

دین اسلام کی جاذبیت :

اللہ تعالیٰ ایسے بھی ہدایت کا نور عطا فرما دیتے ہیں کہ بندے صرف شکل دیکھ لیتے ہیں اور کلمہ پڑھ کر اسلام کے دامن میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس میں کسی کا کمال نہیں بلکہ اس میں سنت کا کمال ہے۔ یہ جاذبیت اس دین کے اندر ہے کہ اس دین کو جب کوئی مجسم حالت میں دیکھتا ہے تو وہ خود بخود اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔

نسبت کی برکتیں

نسبت کی برکتیں بڑی عجیب ہیں۔ اس سلسلہ میں چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

مسجد کی عظمت:

دیکھیے، زمین تو سب کی سب اللہ تعالیٰ نے بنائی لیکن پوری زمین کو اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے جنت میں داخل کرنے کا وعدہ نہیں فرمایا۔ البتہ زمین کا وہ ٹکڑا جسے ہم مسجد بنا دیں ، وہ اللہ کا گھر بن جائے ، زمین کے اس ٹکڑے کو اللہ کے نام کے ساتھ نسبت ہو جائے تو علماء نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کی تمام مسجدوں کو بیت اللہ میں شامل کر کے بیت اللہ کو جنت کا حصہ بنا دیا جائے گا۔ حالانکہ یہ وہی زمین تھی جس پر مسجد بننے سے پہلے لوگ جوتوں سمیت گزرتے تھے اور جانور گزرتے ہوئے پیشاب ، پاخانہ کر دیتے تھے۔ مگر اللہ کے نام کے ساتھ نسبت مل جانے کی وجہ سے اس کی عظمت بڑھ گئی۔ آخرت میں یہ جنت کا حصہ بن جائے گی۔

ایک درخت سے جنت کا وعدہ:

استوانہ حنانہ ایک درخت ہے۔ اس کو نبی علیہ السلام کے ساتھ محبت تھی۔ اس وجہ سے چونکہ اس درخت کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ نسبت ہو گئی تھی اس لئے اس کے ساتھ جنت کا وعدہ کر دیا گیا۔

کتے کا جنت میں داخلہ:

اصحاب کہف کے ساتھ ایک کتا چل پڑا تھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے انسانی شکل عطا کریں گے اور جنت عطا فرما دیں گے۔ نیکوں کے ساتھ نسبت حاصل ہونے سے اگر کتے کو جنت مل سکتی ہے تو اگر مومن اللہ والوں کے ساتھ نسبت پکی کرے گا تو نجات کیوں نہیں ہوگی۔

اونٹنی جنت میں:

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے بارے میں بھی مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بھی جنت عطا فرمائیں گے۔ حالانکہ دنیا کے دوسرے اونٹ جنت میں نہیں جائیں گے مگر اس کو چونکہ حضرت صالح علیہ السلام سے نسبت ہے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے اس کو بھی جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمادیا۔

تابوت سکینہ کا تذکرہ:

اللہ والوں کے زیر استعمال جو چیزیں رہتی ہیں ان کے اندر بھی نسبت کی برکتیں آجاتی ہیں۔ اس کی دلیل قرآن عظیم الشان سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دو فرشتے ایک بہت بڑا صندوق لے کر حضرت طالوت علیہ السلام کے پاس آئے۔ سورۃ بقرہ میں اس کا تذکرہ ہے۔ فرمایا کہ فیہ سکینۃ اس میں سکینہ تھی۔ سکینہ اس رحمت، برکت اور نور کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں انزل اللہ سکینۃ علی رسولہ کہ اللہ نے اپنے رسول کے اوپر سکینہ کو نازل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس صندوق کے لئے سکینہ کا لفظ استعمال کیا۔ اور ارشاد فرمایا فیہ سکینۃ و بقیۃ مما ترك ال موسیٰ و ال ھارون تحملہ الملئکۃ کہ اس میں رحمت، برکت اور نور تھا اور آل موسیٰ اور آل ہارون کی جو بچی ہوئی چیزیں تھیں وہ اس میں موجود تھیں۔ معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کے بچے ہوئے تبرکات میں اللہ تعالیٰ نے سکینہ کو رکھ دیا تھا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو چیزیں بزرگوں کے زیر استعمال رہتی ہیں اگر ان میں بھی برکتیں آجاتی ہیں تو پھر ان بزرگوں کے اپنے دلوں کی برکتوں کا کیا عالم ہوگا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے جبہ میں برکت:

کتابوں میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر خلق قرآن کے مسئلہ کے بارے میں کچھ آزمائشیں آئیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمادیں گے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شاگرد کو بھیجا

کہ جاؤ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خواب سنا دو۔ چنانچہ اس شاگرد نے جا کر خواب سنا دیا کہ خلق قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں آئیں گی اور اللہ تعالیٰ اس آزمائش میں آپ کو کامیاب فرما دیں گے۔ اب ظاہر میں تو تکالیف پہنچنے والی بات تھی مگر اللہ والے تو یہ دیکھتے ہیں کہ اس آزمائش میں ہم کامیاب ہوں گے یا نہیں۔ اس خواب میں تو بشارت بھی تھی کہ کامیاب ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ کی یہ سنت ہے کہ اگر کوئی خوشخبری لائے تو خوشخبری لانے والے کو کچھ ہدیہ پیش کر دیا جائے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کا اپنا ایک جبہ پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ جبہ اس آنے والے بندے کو ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔ جب شاگرد نے واپس جا کر امام شافعی کو کارگزاری سنائی تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جبہ حاصل کرنے کی فرمائش ظاہر کی۔ شاگرد نے امام شافعی کے حوالے کر دیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس جبے کو پانی میں ڈبو کر رکھتے اور وہ پانی بیمار کو پلا دیتے تو اللہ تعالیٰ بیمار کو شفا عطا فرما دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے جبہ میں اتنی برکت رکھ دی تھی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیت اس جبہ سے برکت حاصل کرتی تھی۔

لمس نبوی ﷺ کی برکات:

ایک مرتبہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں۔ اسی اثناء میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کو اپنی صاحبزادی سے بہت محبت تھی۔ بیٹیاں تو ویسے ہی لخت جگر ہوتی ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تو فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا! ایک روٹی میں بھی بنا دوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بھی آٹے کی ایک روٹی بنا دی اور فرمایا کہ تنور میں لگا دو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ روٹی تنور میں لگا دی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جب روٹیاں لگا کر فارغ ہو گئیں تو کہنے لگیں، ابو جان! سب روٹیاں پک گئی ہیں مگر ایک روٹی ایسی ہے کہ جیسے لگائی گئی تھی ویسے ہی لگی ہوئی ہے۔ اس پر آگ نے کوئی اثر نہیں کیا۔ نبی علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا کہ جس آٹے پر میرے ہاتھ لگ گئے ہیں اس پر آگ اثر نہیں کرے گی۔ سبحان اللہ۔

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت انسؓ کے گھر گیا۔ میں کھانا کھا رہا تھا۔ انہوں نے اپنی باندی سے کہا کہ تولیہ لاؤ۔ جب وہ تولیہ لائیں تو دیکھا کہ میلا کچیلا تھا۔ حضرت انسؓ نے اس کو غصے کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ جاؤ اسے صاف کر کے لاؤ۔ فرماتے ہیں کہ وہ بھاگ کر گئی اور جلتے ہوئے تنور کے اندر تولئے کو پھینک دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے وہ تولیہ تنور سے باہر نکالا تو بالکل صاف ستھرا تھا۔ وہ گرم گرم تولیہ میرے پاس لائی۔ میں نے ہاتھ تو صاف کر لئے مگر حضرت انسؓ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ مسکرائے اور کہنے لگے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میرے گھر دعوت پر تشریف لائے تھے۔ میں نے یہ تولیہ محبوب ﷺ کو ہاتھ مبارک صاف کرنے کے لئے دیا تھا۔ جب سے محبوب ﷺ نے ہاتھ مبارک صاف کیے آگ نے اس تولیے کو جلانا چھوڑ دیا ہے، جب یہ تولیہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے تنور میں ڈال دیتے ہیں، آگ میل کچیل کو کھا لیتی ہے اور ہم صاف تولیے کو باہر نکال لیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

کپڑے میں برکت:

سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ طیبہ میں ایک مرتبہ آگ لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت تمیم داریؓ کو بھیج دیا۔ انہوں نے اپنے رومال کو چابک کی طرح بنا لیا اور اس رومال کو آگ پر مارنا شروع کر دیا۔ آگ اس طرح پیچھے ہٹنے لگی جیسے چابک کے لگنے سے جانور بھاگ رہا ہوتا ہے۔ چونکہ محبوب ﷺ

کی ان کو دعائیں تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کپڑے میں ایسی تاثیر رکھ دی کہ اس کی برکت سے آگ پیچھے ہٹتی ہٹتی جہاں سے نکلی تھی بالآخر وہیں پہنچ گئی۔

ایمان کی نسبت کی برکات:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کذاب نے مشہور تابعی حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی طرح گرفتار کر لیا اور کہا کہ تم میری نبوت کا اقرار کر لو۔ وہ کہنے لگے، ہرگز نہیں۔ وہ کہنے لگا، میں تجھے آگ میں ڈلوا دوں گا۔ فرمانے لگے، فاقض ما انت قاض تو جو کر سکتا ہے کر لے۔ کیونکہ پہلے سے ہی ایسا ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ اس نے آگ جلوائی اور ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو آگ میں ڈلوا دیا۔ انہوں نے اللہ اکبر اور بسم اللہ کے الفاظ پڑھے اور آگ میں چھلانگ لگا دی مگر آگ نے ان پر کوئی اثر نہ کیا۔

جب مسیلمہ کذاب نے دیکھا کہ آگ نے ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی اثر نہیں کیا تو وہ پریشان ہو گیا اور ڈر گیا کہ کہیں اس بندے کی وجہ سے مجھ پر پکڑ نہ آ جائے۔ چنانچہ کہنے لگا، اچھا، میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔ لہٰذا انہیں آزاد کر دیا گیا۔ یہ واقعہ یمامہ میں پیش آیا۔ اور یہ خبر پھیلتے پھیلتے حضرت سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی۔

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ مجھے نبی علیہ السلام کا دیدار کرنے کے لئے جانا چاہئے۔ جھوٹے نبی نے تو مجھے جلانا چاہا مگر میرے مالک نے مجھے محفوظ فرما دیا۔ اب کیوں نہ میں سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضری دے آؤں۔ چنانچہ یمامہ سے مدینہ حاضر ہوئے، مسجد نبوی میں دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہی تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قریب آئے۔ انہوں نے اجنبی شخص کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کہنے لگے کہ ابو مسلم خولانی ہوں۔ پوچھا، کہاں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

آئے ہو؟ کہنے لگے کہ میں یمامہ سے آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ یمامہ میں ایک آدمی کو مسیلمہ کذاب نے آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا، کیا تم نے بھی اس کے بارے میں سنا ہے؟ فرمانے لگے، جی ہاں۔ وہ آدمی تو میں ہی ہوں جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ حضرت عمرؓ بڑے خوش ہوئے۔ فرمانے لگے کہ چلو میں آپ کو خلیفہ رسول ﷺ کے پاس لے کر جاؤں۔ چنانچہ انہیں صدیق اکبرؓ کے پاس لے کر آئے اور کہنے لگے، امیر المومنین! آج اللہ تعالیٰ نے اس امت میں ایسے شخص کو کھڑا کر دیا ہے کہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کی یادیں تازہ کر دی ہیں۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے ایمان کی نسبت سے ان کو دنیا کی آگ میں جلنے سے محفوظ فرما دیا۔ بالکل اسی طرح جب ایمان والوں کو قیامت کے دن جہنم کے اوپر سے گزارا جائے گا تو جہنم کی آگ کہے گی اسرع یا مومن ان نورك اطفاء ناری اے مومن! جلدی چل کہ تیرے نور نے تو میری آگ کو بجھا ڈالا ہے۔

نسبی ولایت کی برکات:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام ایک بستی میں گئے جہاں دو ایسے بچے تھے جن کے گھر کی دیوار گری ہوئی تھی۔ فرمایا گیا وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کہ اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ اس دیوار کو دوبارہ بنانے کا حکم کس لیے دیا گیا؟ اس لئے کہ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا کہ ان کا باپ بڑا نیک تھا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے لفظ تو ابو کا استعمال ہوا ہے مگر اس سے مراد ان کا دادا پردادا یا اوپر کی پشت میں اللہ کا کوئی بڑا ولی گزرا تھا۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی کئی نسلوں کے بعد بچوں کی جائیداد کی بھی حفاظت فرما دی۔ نہ صرف ظاہری سرمایہ کی ہی حفاظت کی جاتی ہے بلکہ اولیاء اللہ کی آنے والی اکیس اکیس نسلوں کے ایمان کی بھی

اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔ وَاتَّبَعَتْهُمْ وَ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اور پھر ان کی اولاد نے بھی ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ تو ہم ان کی اولادوں کو بھی ان کے ساتھ قیامت کے دن اکٹھا کر دیں گے۔ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَیْءٍ۔اور ان کے عملوں میں سے کچھ بھی ضائع نہ کریں گے۔

مفسرین کی رائے:

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ جب اللہ والے اس دنیا سے چلے جائیں گے اور ان سے تعلق رکھنے والے، ظاہری اولاد ہوں یا باطنی اولاد ہوں، ان کے راستے پر چلنے کی کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جتنی ہمت دی ہوگی وہ اس راستے پر چلیں گے۔ اگرچہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے بہت پیچھے کے مقام پر ہوں گے اور ان کے روحانی مشائخ بہت بلند مقام پر ہوں گے لیکن چونکہ انہوں نے اسی راستے پر قدم اٹھایا ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت کے ساتھ ان اولادوں کو بھی ان کے بڑوں کے ساتھ ملا دیں گے۔

محبت والوں کا ملاپ:

علماء نے کتابوں میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اگر دو بندوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت ہوگی اور ان دو میں اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو تقویٰ میں بلند مقام عطا فرمایا ہوگا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ مقرب بن جائے گا اور دوسرا بندہ اس راستے پر قدم بھی اٹھائے گا مگر پست پرواز ہوگا۔ اتنا آگے نہیں بڑھ سکے گا، دل میں محبت رکھتے ہوئے عمل کرنے کی کوشش میں لگا رہے گا جب مرے گا تو المرء

مع من احب کہ بندہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی۔اس خوشخبری کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ اس کم مرتبہ والے بندے کو بھی اس سے محبت رکھنے کی وجہ سے اس دوسرے بلند مرتبہ بندے کا مقام عطا فرما دیں گے۔

نسبت نقشبندیہ کی برکت:

اس حدیث پاک پر غور کیجئے کہ قیامت کے دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں ہوں گے اللہ تعالیٰ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی محبت رکھنے کی وجہ سے ان کے ساتھ کر دیں گے۔پھر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور ان کے ساتھ ایک خاص نسبت کا تعلق پایا،ان کو بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیں گے۔بعد میں آنے والوں کو بھی انہیں کے بڑوں کے ساتھ کرتے جائیں گے حتیٰ کہ سب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے۔معلوم ہوا کہ جن مشائخ کے ساتھ ہماری باطنی نسبت ہے جب ان کو قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے قدموں میں جگہ ملے گی تو ہمیں بھی اپنے مشائخ کے ساتھ سچی محبت رکھنے کی وجہ سے اور ان کی بتائی ہوئی تعلیمات پر حتی المقدور عمل کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے قدموں میں جگہ مل جائے گی۔سبحان اللہ۔

قبولیت دعا میں نسبت کا مقام:

اللہ تعالیٰ نسبت کی برکات سے بندے کی دعائیں قبول کرتے ہیں۔اس کی دلیل یہ ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام دنیا میں اتارے گئے تو آپ نے دو سو سال یا تین سو سال تک اللہ رب العزت کے حضور بہت عاجزی اور زاری کی اتنا روئے کہ اگر آنسوؤں کو جمع کر دیا جائے تو وہ پانی ندی اور نالے کی طرح بہنا شروع کر دے۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

www.besturdubooks.wordpress.com

کا واسطہ دیا اور عرض کیا، اے اللہ! میں آپ کے محبوب ﷺ کی نسبت سے دعا مانگتا ہوں یا اللہ! میری توبہ قبول فرمالیجیے۔ پروردگار عالم نے توبہ تو قبول فرمالی مگر ساتھ ہی پوچھا، اے میرے پیارے آدم! آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ میرے اتنے مقرب اور محبوب ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، اے اللہ! جب میں جنت میں تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ میں پہچان گیا کہ جس ہستی کا نام آپ کے نام کے ساتھ ہے وہ آپ کی محبوب ہستی ہوگی۔ اس لئے میں نے آپ کی اس محبوب ہستی کا تصور کر کے آپ سے دعا مانگی ہے۔ سبحان اللہ، اس کے بعد وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور تمہاری اولاد میں سے ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کیے جاتے۔

جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اس نسبت کی برکت کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی چاہت ہوگی کہ مجھے آدم کی بجائے ان (نبی آخرالزماں ﷺ) کی نسبت سے پکارا جائے۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ''ابو محمد ﷺ'' کی کنیت سے پکارا جائے گا۔ سبحان اللہ، ان کے دل کی تمنا ہوگی کہ میری اولاد میں سے جس کی نسبت کی برکت سے میری توبہ قبول ہوئی مجھے جنت میں اسی کے نام کے ساتھ پکارا جائے۔

فاحشہ عورت پر نسبت کا اثر:

اللہ تعالیٰ اس نسبت کی برکت سے بندے کے ایمان اور اعمال کی حفاظت فرماتے ہیں اور اسے امتحانوں سے محفوظ فرمالیا کرتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک بڑا متکبر آدمی تھا۔ اس کے پاس بہت زیادہ مال و

www.besturdubooks.wordpress.com

دولت بھی تھا اور خوبصورت باندیاں بھی تھیں۔ اسے اپنے شباب اور شراب کے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملا کرتی تھی۔ کسی نے اس کے سامنے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نیکی کا تذکرہ کر دیا۔ وہ کہنے لگا، اچھا، میں اس کی آزمائش کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اپنی باندیوں میں سے جو سب سے زیادہ خوبصورت اور رشک قمر باندی تھی اسے بلایا اور کہا کہ بن سنور کر ان کے پاس جانا اور ان سے ایک مسئلہ پوچھتے ہوئے یکدم اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دینا۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ تمہاری خوبصورتی کو دیکھ کر بھی گناہ سے بچتا ہے یا نہیں بچتا۔

باندی بن سنور کر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچی۔ وہ ان کے سامنے بیٹھ کر مسئلہ پوچھنے لگی، مسئلہ پوچھتے پوچھتے اس نے یکدم اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا اور خوبصورت چہرے اور سراپا کے ساتھ ان کے سامنے آئی اور مسکرا دی۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اچانک اس پر پڑ گئی اور آپ کی زبان سے فوراً ''اللہ'' کا لفظ نکلا۔ یہ اللہ کا لفظ ایسی تاثیر رکھتا تھا کہ اس باندی کے دل کے اندر پیوست ہو گیا۔ اب اس نے شرم کی وجہ سے سر پر دوبارہ نقاب لے لیا۔

جب واپس گئی تو اس کے دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ وہ مالک سے جا کر کہنے لگی، اب آپ کے ساتھ میرا گزارا نہیں ہو سکتا۔ میں نے اللہ کا لفظ سنا ہے۔ اس لفظ کی وجہ سے میرے دل میں اللہ کی محبت ایسے آئی ہے کہ اب میں اسی کی عبادت میں زندگی گزاروں گی۔ چنانچہ وہ دن کو روزہ رکھتی اور رات کو عبادت کرتی اور وہ متکبر آدمی اپنے دوستوں میں بیٹھ کر کہتا تھا کہ میں نے جنید بغدادی کا کیا بگاڑا تھا کہ اس نے میری خوبصورت باندی کو کچھ کر دیا ہے کہ اب وہ میرے کام کی نہیں رہی۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر نسبت کی برکات:

اللہ تعالیٰ نسبت کی وجہ سے بندے کو اپنا نازنین بنا لیتے ہیں۔ حضرت شبلی رحمۃ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو چکے تھے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ان کو مجنون سمجھ کر کسی نے پتھر مارا۔ جس کی وجہ سے خون نکل آیا۔ ایک آدمی دیکھ رہا تھا۔ اس نے جب خون نکلتا دیکھا تو کہا کہ چلو میں پٹی باندھ دیتا ہوں۔ لہٰذا اس نے بچوں کو ڈرا دھمکا دیا اور ان کے قریب ہوا۔ وہ دیکھ کر حیران ہوا کہ جو قطرہ بھی خون کا نکلتا ہے وہ زمین پر گرتے ہی اللہ کا لفظ بن جاتا ہے۔ وہ حیران ہوا کہ اس بندے کے رگ و ریشے میں اللہ تعالیٰ کی کتنی محبت سمائی ہوگی کہ خون کا جو قطرہ بھی گرتا ہے وہ اللہ کا لفظ بن جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے زخم پر پٹی باندھ دی۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اتنی محبت تھی کہ جب کوئی ان کے سامنے اللہ کا نام لیتا تھا تو وہ جیب میں ہاتھ ڈالتے تھے اور جیب سے مٹھائی نکال کر اس بندے کے منہ میں ڈال دیتے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں کہ لوگوں کے منہ میں مٹھائی ڈالتے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے میں اس منہ کو شیرینی سے نہ بھر دوں تو پھر اور کیا کروں۔

ایک مرتبہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ وضو کر کے گھر سے نکلے۔ راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا، شبلی! ایسا گستاخانہ وضو کر کے تو میرے گھر کی طرف جا رہا ہے۔ چنانچہ وہ سہم گئے اور پیچھے ہٹنے لگے۔ جب وہ پیچھے ہٹنے لگے تو دوبارہ الہام ہوا، شبلی! تو میرا گھر چھوڑ کر کہاں جائے گا؟ وہ پھر ڈر گئے اور زور سے ''اللہ'' کی ضرب لگائی۔ جب ''اللہ'' کا لفظ کہا تو الہام ہوا، شبلی! تو ہمیں اپنا جوش دکھاتا ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر دبک کر بیٹھ گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد الہام ہوا، شبلی! تو ہمیں اپنا صبر دکھاتا ہے۔ بالآخر کہنے لگے، اے اللہ! میں تیرے ہی سامنے فریاد کرتا ہوں۔ اصل میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کے ساتھ ذرا محبت کی باتیں کرنا چاہتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مرتبہ عجیب کیفیت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں الہام فرمایا، شبلی! کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے عیب لوگوں پر کھول کر ظاہر کر دوں تاکہ تجھے دنیا میں کوئی منہ لگانے والا نہ رہے۔ وہ بھی ذرا ناز کے موڈ میں تھے لہٰذا جب یہ الہام ہوا تو وہ اسی وقت اللہ رب العزت کے حضور کہنے لگے، اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی رحمت کھول کھول کر لوگوں پر ظاہر کر دوں تاکہ آپ کو دنیا میں کوئی سجدہ کرنے والا نہ رہے۔ جیسے ہی یہ بات کہی اوپر سے الہام ہوا، شبلی! نہ تو میری بات کہنا نہ میں تیری بات کہتا ہوں۔

سوچئے تو سہی کہ نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے ساتھ کس طرح راز و نیاز اور محبت و شفقت کی باتیں کرتے ہیں۔

دیدار الٰہی کی تمنا:

ایک مرتبہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا۔ وہ کہنے لگا، حضرت! ذکر و اذکار اور عبادات میں عمر گزر گئی ہے مگر میرا دل ایک تمنا کی وجہ سے جل رہا ہے۔ جی چاہا کہ آج آپ کے سامنے وہ تمنا ظاہر کر دوں۔ آپ نے پوچھا، کونسی تمنا ہے؟ کہنے لگا، حضرت! امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں سو مرتبہ اللہ کا دیدار ہوا تھا، میرا بھی جی چاہتا ہے کہ مجھے بھی اپنے خالق کا دیدار نصیب ہو جائے۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حاذق طبیب تھے لہٰذا اس نے یہ بات کہی تو فرمانے لگے، اچھا، تم پھر آج عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے ہی سو جانا۔ اس میں بھی حکمت تھی مگر وہ بندہ سمجھ نہ سکا۔ وہ گھر آیا جب مغرب کے بعد کا وقت ہوا تو سوچنے لگا کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ تم عشاء کی نماز پڑھے بغیر ویسے ہی سو جانا لیکن فرض تو بالآخر فرض ہیں۔ چلو میں فرض پڑھ کر سنتیں چھوڑ کر سو جاؤں گا اور بعد میں پڑھ لوں

گا۔ چنانچہ وہ فرض پڑھ کر سو گیا۔

رات کو خواب میں اسے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا ''تم نے فرض تو پڑھ لیے مگر سنتیں کیوں نہ پڑھیں'' اس کے بعد اس کی آنکھ کھل گئی۔ صبح آ کر اس نے حاجی صاحب کو بتایا۔ حاجی صاحب نے فرمایا، او اللہ کے بندے! تو نے اتنے سال نمازیں پڑھتے گزار دیئے، بھلا اللہ تیری نماز قضا ہونے دیتے، کبھی ایسا نہ ہوتا بلکہ وہ تیرے عملوں کی حفاظت فرماتے، اگر تو مغرب کے بعد سو جاتا تو خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ہوتا وہ تجھے جگا بھی دیتے اور تجھے عشاء کی توفیق بھی عطا فرما دیتے۔ مگر تو راز کو نہ سمجھ سکا۔ تو نے فقط سنتیں چھوڑیں اور محبوب ﷺ کا دیدار ہوا اگر تو فرض چھوڑ دیتا تو تجھے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جاتا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور نسبت کی برکات:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک مشہور واقعہ ہے۔ وہ ایک مرتبہ حج پر تشریف لے گئے۔ وہ تھکے ہوئے تھے۔ حضرت نے عشاء کی نماز کے صرف فرض پڑھے اور سو گئے۔ خواب میں نبی علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مہر علی! تو نے فرض پڑھ لیے اور سنتیں نہ پڑھیں۔ جب آپ ہماری سنتیں چھوڑ دیں گے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ بیدار ہوئے تو حضرت پر گریہ طاری ہو گیا۔ اس کے بعد عشاء کی نماز مکمل کی اور پھر بعد میں یہ مشہور نعت لکھی۔

نعت رسول مقبول ﷺ:

اج سک متراندی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری ہے

لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر لاثانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تو شاناں سب بنیاں
ایہا صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہو گزر
سب کھوٹیاں تھیسن تد کھریاں
انہاں سکدیاں تے کرلاندیاں تے
لکھ واری صدقے جاندیاں تے
اتے بردیاں مفت وکاندیاں تے
شالا وت پیاں آون ایہہ گھڑیاں
سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک

www.besturdubooks.wordpress.com

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

اللہ کے نام کی برکت:

اب ایک چھوٹی سی علمی بات کرتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ طلبا بھی یہ بات مزے سے سنیں۔ ''ب'' کے حرف کو دیکھیں وہ آپ کو لیٹا ہوا نظر آئے گا۔ اور الف (ا) کو دیکھیں وہ آپ کو کھڑا نظر آئے گا۔ بچے بھی پڑھتے ہیں کہ الف (ا) کھڑی نظر آتی ہے اور ''ب'' لیٹی لیٹی نظر آتی ہے۔ عام حالت میں تو ''ب'' کا حرف لیٹا ہوا ہوتا ہے لیکن عجیب بات ہے جب بھی اس کو حرف کی شکل میں لکھیں گے تو لیٹی ہوئی شکل میں لکھیں گے۔ لیکن جب اسی حرف کو اللہ کے نام کے ساتھ ملا کر لکھیں گے یعنی جب بسم اللہ کے اندر ''ب'' کو لکھیں گے تو لیٹا ہوا نہیں بلکہ ''ب'' کو کھڑا ہوا لکھیں گے۔ ارے! ''ب'' کا حرف اگر اللہ کے نام کے ساتھ منتھی ہو جاتا ہے تو اسے کھڑا کر دیا جاتا ہے، اے مومن! تو بھی اگر اللہ کے نام کے ساتھ نسبت حاصل کرلے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے بھی لیٹا نہیں رہنے دیں گے بلکہ پروردگار تجھے بھی کھڑا کر دیں گے۔ جب اللہ رب العزت کے نام کی نسبت کی اتنی برکتیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات کی نسبت کی کتنی برکتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذات کے ساتھ نسبت عطا فرمادے۔

ایک عجیب نکتہ:

مفسرین نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے کہ مومن کے مال کو اگر چور پڑ جائیں اور یہ اس کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو حدیث پاک میں آیا ہے کہ یہ بندہ شہید ہے۔ عجیب بات ہے کہ اپنے مال کی خاطر یہ مرا ہے اور اس کو شہادت کا رتبہ دے دیا گیا۔ عقل حیران ہوتی ہے کہ (مال کی خاطر مرنے والا) جس مال کے بارے میں کہا

گیا کہ اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ، دل میں اس کی محبت نہیں ہونی چاہئے ، اللہ کے ہاں اس کا مکھی کے پر کے برابر بھی رتبہ نہیں ۔ اس مال کی خاطر اگر مومن جان دے دیتا ہے تو یہ شہید ہے ۔ سبحان اللہ ۔ اسی طرح فقہا نے لکھا ہے کہ اگر ہنڈیا پک رہی ہو اور آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور درمیان میں اسے یہ ڈر پیدا ہو جائے کہ ہنڈیا ابل جائے گی اور ضائع ہو جائے گی اور مجھے کھانے کو کچھ اور نہیں ملے گا تو وہ نماز توڑ دے ۔ ہنڈیا کی حفاظت پہلے کرے اور نماز کو بعد میں پھر لوٹا دے ۔ عقل حیران ہوتی ہے کہ اللہ کی عبادت میں کھڑا تھا اور ادھر ہنڈیا کی بات تھی ، حالانکہ اس کی کوئی اتنی قدر و قیمت نہیں تھی مگر کہا کہ نہیں ، تم پہلے اس کی حفاظت کرو ، نماز پھر پڑھ لینا ۔

ارے ! مال تھا ، اس کی کوئی ویلیو نہیں تھی ، مگر مال کی خاطر یہ قتل کر دیا گیا ، شریعت کہتی ہے کہ شہید ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟ طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کا رتبہ کیوں دیا ؟ کیونکہ اس نے کوئی کافروں سے جنگ نہیں لڑی اور نہ ہی اس نے دین کی سربلندی کے لئے کام کیا ہے ، فقط اپنے مال کی وجہ سے لڑا جس کی کوئی ویلیو ہی نہیں تھی ۔ یہاں محدثین نے ایک نکتہ لکھا ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے ۔ من قتل دون مالہ فھو شھید کہ جو بندہ اپنے مال کی وجہ سے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے ۔ اس حدیث پاک کو سامنے رکھ کر وہ فرماتے ہیں کہ مال کی تو کوئی حیثیت نہیں تھی مگر حدیث پاک میں مالہ کے لفظ میں ''ہ'' کی ضمیر نے مال کو مومن کے ساتھ نسبت دے دی ہے ۔ لہٰذا اب یہ فقط مال نہیں بلکہ یہ مومن کا مال ہے ۔ لہٰذا مومن کے مال کی حفاظت کرتے ہوئے اگر مومن مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کا رتبہ عطا فرما دیتے ہیں ۔ ارے ! مال کو اگر مومن کے ساتھ نسبت ہو جائے تو مال کی قدر بڑھ جاتی ہے ۔ اگر مومن کو اللہ سے نسبت مل جائے تو مومن کی شان کیوں نہ بڑھ جائے گی ۔ اللہ اکبر کبیرا ۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بسم اللہ کی برکت:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات لکھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایمان والوں کو کشتی میں لے کر بیٹھو، اور اس کے بعد پڑھنا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا۔ لہٰذا جب کشتی کو چلانا ہوتا تو وہ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا پڑھتے اور کشتی چل پڑتی اور جب روکنا ہوتا تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ مُرْسٰھَا اس سے کشتی رک جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن پاک کی آیت بنادیا۔ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَ مُرْسٰھَا اس آیت کے تحت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب نکتہ لکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ پڑھ کر اس کشتی کو چلاؤ بھی اور روکو بھی۔ لہٰذا بسم اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کشتی کو چلاتے بھی تھے اور اتنے بڑے طوفان سے اس کشتی کی حفاظت بھی فرمائی۔ وہ یہاں فرماتے ہیں کہ سوچنے کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو "بسم اللہ" کے دو لفظ عطا فرمائے اور ان دو لفظوں کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی سرپرستی میں ان کی پوری امت کو اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے طوفان سے محفوظ فرمالیا تو ہم بھی امید کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی سرپرستی میں امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے جو پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عطا کردی۔ اس کی برکت سے جہنم کی آگ سے بچا کر جنت عطا فرمادیں گے۔ سبحان اللہ، چونکہ نبی علیہ السلام کے ساتھ امت کو ایک نسبت حاصل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس امت کی بھی حفاظت فرمائیں گے۔

ہماری کل کائنات:

میرے دوستو! دنیا داروں کی پراپرٹی ان کا مال ہوتا ہے اور ہماری پراپرٹی نسبت مع اللہ اور نسبت مع اہل اللہ ہے۔ یعنی اللہ سے نسبت اور اللہ والوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

نسبت۔ یہ ہماری کل کائنات ہے۔

عمل کی اپنے اساس کیا ہے
بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت
میرا تو بس آسرا یہی ہے

نزع کے وقت نسبت کی برکت:

قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ میں یہ بات لکھی ہے کہ ایک عورت ان سے بیعت ہوئی۔ اس کے بعد اس کا حضرت سے رابطہ بھی نہ رہا۔ البتہ وہ ان کے بتائے ہوئے معمولات پر حتی المقدور عمل کرتی رہی۔ بیس سال کے بعد اس پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوئی تو وہ اچانک کہنے لگی، وہ دیکھو، حضرت آ رہے ہیں۔ پھر کہنے لگی، وہ دیکھو، حضرت میرے پاس آ گئے۔ پھر کہنے لگی، حضرت مجھے کچھ پڑھا رہے ہیں۔ اس نے خود ہی پوچھا، حضرت! آپ مجھے کیا پڑھا رہے ہیں؟ پھر خود ہی کہنے لگی، حضرت! کیا آپ مجھے کلمہ پڑھا رہے ہیں؟ پھر کہنے لگی، اچھا، میں پڑھتی ہوں۔ چنانچہ اس نے پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

اندازہ کیجئے کہ بیس سال پہلے بیعت ہوئی تھی۔ اس دوران میں کوئی رابطہ نہ ہوا۔ مگر اس کے دل میں محبت تھی۔ ظاہر کے رابطے میں تو رکاوٹیں ہو سکتی ہیں مگر دل کے رابطے میں تو دنیا رکاوٹیں پیدا نہیں کر سکتی۔ بیس سال کے بعد موت کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک منظر دکھا دیا، شیخ سے نسبت کی برکت ظاہر فرما دی۔ اس نے اپنے شیخ کے کسی لطیفہ کو دیکھا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رجال میں سے کسی بندے کو اس شکل میں کھڑا کر دیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے نسبت کی برکت سے اس عورت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان کی حفاظت فرمادی۔

خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس دل پر یہ اللہ اللہ کی انگلی لگ جاتی ہے اس دل کو ذکر کیے بغیر موت نہیں آسکتی۔ یعنی نسبت کی برکت کی وجہ سے اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان کی حفاظت:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اللہ والے گزرے ہیں۔ آپ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں سو دلائل جمع کیے۔

جب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیطان آپ کو پھسلانے کے لئے آپ کے پاس آیا۔ نزع کے وقت شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے تاکہ مرتے وقت وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ شیطان نے آکر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم نے ساری زندگی اللہ کی عبادت میں گزار دی۔ کیا تم نے اللہ کو پہچانا بھی ہے؟ آپ نے فرمایا، ''بے شک اللہ ایک ہے''۔ شیطان کہنے لگا، کوئی دلیل دو۔ آپ نے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں ایک دلیل دی۔ شیطان نے چونکہ انسانیت کو گمراہ کرنے کی قسمیں کھائی ہوئی تھیں۔ اور معلم الملکوت رہ چکا تھا اس لئے اس نے آپ کی بتائی ہوئی دلیل رد کردی۔ آپ نے دوسری دلیل دی۔ اس نے وہ بھی رد کردی۔ یہاں تک کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سو دلائل دیے مگر اس نے سب دلائل رد کر دیے۔ اب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بہت پریشان ہوئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت آپ کے پیرو مرشد شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ دور دراز کسی جگہ پر وضو فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی پریشانی کے بارے میں کشفاً مطلع فرما دیا۔ انہوں نے غصہ میں آ کر وہ لوٹا جس سے وضو فرما رہے تھے دیوار پر مارا اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو پکار کر کہا کہ تو یہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔ اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا غصہ سے بھرا چہرہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل سامنے تھا۔ سبحان اللہ، نسبت کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔

مجوسی کا ہاتھ کیوں نہ جلا؟

ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ان کو ایک آدمی ملا۔ انہوں نے پوچھا، تم کون ہو؟ کہنے لگا، میں آتش پرست (آگ کی پوجا کرنے والا) ہوں۔ دونوں نے مل کر سفر شروع کر دیا۔ راستہ میں وہ آپس میں بات چیت کرنے لگے۔ اس بزرگ نے اس کو سمجھایا کہ آپ خواہ مخواہ آگ کی پوجا کرتے ہیں، آگ تو خدا نہیں، خدا تو وہ ہے جس نے آگ کو بھی پیدا کیا ہے۔ وہ نہ مانا۔ آخرکار اس بزرگ کو بھی جلال آ گیا۔ انہوں نے فرمایا، اچھا، اب ایسا کرتے ہیں کہ آگ جلاتے ہیں اور دونوں اپنے اپنے ہاتھ آگ میں ڈالتے ہیں۔ جو سچا ہوگا آگ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوگا اور جو جھوٹا ہوگا آگ اس کے ہاتھ کو جلا دے گی۔ وہ بھی تیار ہو گیا۔

انہوں نے اس جنگل میں خوب آگ جلائی۔ آگ جلانے کے بعد مجوسی گھبرانے لگا۔ جب اس بزرگ نے دیکھا کہ اب پیچھے ہٹ رہا ہے تو انہوں نے اس کا بازو پکڑ لیا اور اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھام کر آگ میں ڈال دیا۔ بزرگ کے دل میں تو پکا یقین تھا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ تعالیٰ میری حقانیت کو ضرور ظاہر

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں گے جس سے دین اسلام کی شان و شوکت بھی واضح ہو جائے گی۔ لیکن اللہ کی شان، کہ نہ اس بزرگ کا ہاتھ جلا اور نہ اس آتش پرست کا۔ وہ آتش پرست بڑا خوش ہوا اور یہ بزرگ دل ہی دل میں بڑے رنجیدہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔

چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ! میں سچے دین پر تھا، آپ نے مجھ پر تو رحمت فرما دی کہ میرے ہاتھ کو محفوظ فرما لیا، یہ آتش پرست تو جھوٹا تھا، آگ اس کے ہاتھ کو جلا دیتی۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات القا فرمائی کہ میرے پیارے! ہم اس کے ہاتھ کو کیسے جلاتے جب کہ اس کے ہاتھ کو آپ نے پکڑا ہوا تھا۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نسبت کی یوں لاج رکھ لیتے ہیں۔ مجوسی تو پکا کافر تھا مگر اس کے ہاتھ کو وقتی طور پر ایک اللہ والے کے ہاتھ کے ساتھ سنگت نصیب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی آگ سے محفوظ فرما دیا۔

پورے قبرستان والوں کی بخشش:

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا تو خوشبو آتی تھی۔ اب لوگ حیران ہوتے ہیں کہ قبر سے خوشبو کیسے آئی۔ او خدا کے بندے! اس میں تعجب کی کونسی بات۔ اگر پھول زمین پر پڑا ہو تو مٹی کے اندر خوشبو آ جاتی ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ حضرات بھی پھول کی مانند تھے۔

بگفتا من گلے ناچیز بودم
و لیکن مدت باگل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

وہ گل تھے، اس پھول کی خوشبو مٹی میں سما گئی تھی اور پھر مٹی میں سے انسانوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

محسوس ہونے لگ گئی تھی۔کافی عرصہ کے بعد حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلفا میں سے کسی کو خواب میں نظر آئے۔اس نے پوچھا، حضرت! آگے کیا معاملہ بنا؟ حضرت نے فرمایا، اللہ رب العزت کے حضور میری پیشی ہوئی۔(حضرت کثیر البکاء تھے، ان کی طبیعت غمزدہ رہتی تھی) حضرت نے خواب میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، احمد علی! تو مجھ سے اتنا کیوں ڈرتا تھا؟ یہ سن کر میں اور زیادہ ڈر گیا کہ مجھ سے پوچھا جا رہا ہے۔ جب میں اور زیادہ ڈر گیا تو مجھے فرمایا، احمد علی! تم اور ڈر گئے۔آج تمہارے ڈرنے کا دن نہیں، بلکہ انعام پانے کا دن ہے، ہم نے تمہارا اکرام کرنا ہے لہٰذا ہم نے تمہاری بھی مغفرت کی اور جس قبرستان میں تمہیں دفن کیا گیا ہم نے وہاں کے بھی تمام مُردوں کی مغفرت فرما دی۔سبحان اللہ، نسبت بڑی عجیب چیز ہے۔

دعاؤں کا پہرہ:

اللہ والوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں میل دور ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ مشائخ کی دعاؤں اور توجہات کے صدقے وہاں بھی ان کے ایمان اور اعمال کی حفاظت فرما دیتے ہیں۔کئی لوگ فتنوں میں پڑنے لگتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ یوں بچا لیتے ہیں جیسے مکھن میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔بھٹکنے لگتے ہیں مگر کوئی تھام لیتا ہے، پھسلنے لگتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ حفاظت فرما دیتے ہیں۔ہوتا یہ ہے کہ ہمارے بڑوں کی دعائیں ہمارے گرد پہرہ دیا کرتی ہیں۔بندہ ایسی آزمائشوں سے جو بچ نکلتا ہے وہ اصل ہم میں سے کسی کی ہمتیں ہوتی ہیں۔کہنے والے نے کیا خوب کہا:

دور بیٹھا کوئی تو دعائیں دیتا ہے
میں ڈوبتا ہوں سمندر اچھال دیتا ہے

اس لیے ہمیں نورِ نسبت تمنا بنا کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے کیونکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نسبت مصطفیٰ بھی بڑی چیز ہے جس کو نسبت نہیں اس کی عزت نہیں
خود خدا نے نبی سے یہ فرما دیا جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

دیکھنے کا فرق:

حدیث قدسی ہے انا عند ظن عبدی بی کہ میں بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ پر جب گمان رکھتا ہے اسی طرح اس کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر شیخ کے بارے میں یہ گمان رکھے کہ یہ کامل ہیں اور مجھے اللہ تعالیٰ ان سے ہدایت کا نور عطا فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرما دیتے ہیں اور جو شخص اپنے شیخ کو ایک عام بندے کی سی نظر سے دیکھنا شروع کر دے تو شیخ اس کو عام بندہ ہی نظر آتا ہے۔ دیکھئے شیر اور شِیر دو الفاظ ہیں۔ یہ دیکھنے میں تو ایک جیسے ہیں مگر ایک لفظ جنگل کے بادشاہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دوسرے لفظ کا مطلب دودھ ہے۔ جس طرح یہ دونوں الفاظ لکھنے میں اور دیکھنے میں ایک جیسے ہیں مگر حقیقت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ایک اور مثال پر غور کیجئے۔ کہ مُلک، مَلَک، مِلک، مَلِک چار الفاظ ہیں۔ یہ بھی چاروں الفاظ لکھنے اور دیکھنے میں ایک جیسے ہیں مگر حقیقت میں ہر ایک کا مطلب اور مفہوم جدا ہے۔ جاننے والا آدمی جب کسی جملے میں اعراب کے بغیر ان میں سے کوئی بھی لفظ پڑھتا ہے تو ٹھیک پڑھتا ہے اگر ایک لفظ کی جگہ دوسرا پڑھ دے تو مفہوم الٹ بن جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام کا چہرۂ انور تو وہی تھا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر جب آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر پڑی تو انہوں نے آپ ﷺ کو ”محمد رسول اللہ“ کی نظر سے دیکھا اور مقام صدیقیت حاصل کر لیا۔ لیکن آپ ﷺ کے چچا ابولہب اور ابوجہل نے آپ ﷺ کو فقط محمد بن عبداللہ کی نظر سے دیکھا جس کی وجہ سے جہنم کی غذا بنے۔ معلوم ہوا کہ یہ دیکھنے والے کی نظر ہوتی ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھنے والا کس عقیدت اور محبت سے دیکھ رہا ہے۔لہٰذا جو سالک اپنے شیخ کے بارے میں یہ یقین رکھے کہ اللہ رب العزت نے ان کو نسبت کا نور دیا ہوا ہے اور ان کے صدقے اللہ تعالیٰ میرے سینے کو بھی روشن فرمائیں گے۔تو اللہ تعالیٰ اس کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرمائیں گے۔

جیسا گمان ویسا معاملہ:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تین پیر بھائی تھے۔ہم تینوں کا اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علیحدہ علیحدہ گمان تھا۔فرماتے ہیں کہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ خاموش طبع تھے۔لہٰذا کم بات کرنے کی وجہ سے ہمارے ایک پیر بھائی سمجھتے تھے کہ میرے شیخ کامل تو ہیں مگر صاحب ارشاد نہیں ہیں۔دعوت وارشاد میں اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو قطب ارشاد بنا دیتے ہیں اور ان کے بیانات اور کلمات سے اللہ تعالیٰ ہزاروں انسانوں کے دلوں کی دنیا کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ان میں سے دوسرے کا گمان یہ تھا کہ میرے شیخ خود تو کامل ہیں مگر وہ دوسروں کو کامل نہیں بنا پاتے۔کیونکہ کم بولتے تھے۔کسی نے ایک دفعہ ان سے کہا،حضرت! آپ بات کیا کریں تاکہ لوگوں کو فائدہ ہو۔حضرت نے عجیب بات کہی،فرمایا،جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا۔

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اللہ تعالیٰ اپنے بعض اولیا کی ایسی حالت بنا دیا کرتے ہیں کہ وہ من عرف ربہ طال لسانہ کا مصداق بن جاتے ہیں اور ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ من عرف ربہ قل لسانہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت ملتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے تو اللہ تعالیٰ کے دیدار میں ایسے مست ہو جاتے ہیں کہ ان کی مخلوق کے ساتھ کلام کرنے کی کیفیت کم ہوتی ہے اور پروردگار عالم کی طرف ان کے رجحان کی نسبت زیادہ رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار میں ہی مست رہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تیسرا میں تھا اور میرا اپنے شیخ کے بارے میں گمان یہ تھا کہ میرے شیخ اتنے کامل ہیں کہ اس سے پہلے اگر اس امت میں کسی کو کوئی کامل شیخ ملا ہے تو وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام ملے ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کسی کو کوئی کامل شیخ ملا ہے تو پھر مجھے میرے شیخ ملے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھی تو پتہ نہیں کہ کدھر گئے مگر میرے اس گمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مجدد الف ثانی بنا دیا۔ یعنی مجھے دوسرے ہزار سال کا مجدد بنا دیا۔

ایک اور واقعہ:

تین آدمی ایک ہی راستے پر جا رہے تھے۔ ان کا آپس میں تعارف ہوا۔ پھر ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کہاں جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا رہا ہوں۔ سنا ہے کہ وہ بڑا ولی ہے اس لئے میں اسے آزمانے جا رہا ہوں کہ وہ ولی بھی ہے یا نہیں۔ دوسرے سے پوچھا کہ بھئی! آپ کس لئے جا رہے ہیں؟ وہ کہنے لگا کہ میں بہت زیادہ مصیبتوں میں پھنسا ہوا ہوں، اس لئے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کروانے جا رہا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے میری مصیبتیں دور فرما دیں۔ تیسرے نے پوچھنے پر جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے کامل ولی ہیں، اس لئے میں ان کو ولی سمجھ کر ان کے جوتوں میں کچھ دن گزارنے جا رہا ہوں۔

وہ تینوں آدمی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور سلام کر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بیٹھ گئے۔ ان میں سے جو آدمی کہتا تھا کہ میں تو آزمانے جا رہا ہوں، حضرت نے اس سے حال احوال پوچھے اور اسے واپس بھیج دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ بندہ اپنی زندگی میں مرتد ہوا اور بالآخر کفر پر اس کی موت آئی۔ کیونکہ اس کے دل میں اولیاء اللہ کا استخفاف تھا اور ان کے بارے میں ادھر ادھر کی باتیں کرتا پھرتا تھا۔ ان میں سے جس نے کہا تھا کہ میں مصیبتوں میں گھرا ہوا ہوں اور دعا کروانے جا رہا ہوں حضرت نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کو واپس بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مصیبتیں دور کر دیں اور تیسرا بندہ جس نے کہا تھا کہ میں ان کے قدموں میں کچھ وقت گزارنے جا رہا ہوں، وہ ان کے پاس رہا حتیٰ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا میں شامل ہوا۔

سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن:

اگر کوئی آدمی نیک نیتی کے ساتھ اللہ کے لئے دنیا کی کوئی قربانی دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ دنیا میں بھی دیں گے اور آخرت میں بھی دیں گے۔ حدیث پاک سے اس کی دلیل ملتی ہے۔ جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام ہجرت کے سفر میں تھے اس وقت آپ کے پیچھے ایک کافر آ گیا۔ جس کا نام سراقہ تھا۔ جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو آپ ﷺ کی دعا سے اس کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ پھر نبی علیہ السلام نے دعا فرمائی اور اس کے پاؤں کو زمین نے چھوڑ دیا۔ جب وہ جانے لگا تو ڈر تھا کہ کہیں وہ جا کر پھر نہ بتا دے۔ اس وقت اس نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے کلمہ پڑھا دیجئے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے اسے کلمہ پڑھا دیا۔ لیکن اس سے پہلے نبی علیہ السلام نے اس کو بشارت دے دی تھی کہ سراقہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تو تیرے ہاتھوں یا تیرے بازوؤں میں کسریٰ کے کنگن عطا فرما دیئے ہیں۔ اس کو نبی علیہ السلام کی مخبری کرنے پر سو یا دو سو اونٹوں کا انعام ملنا تھا جو

کفار نے اعلان کر دیا تھا لیکن اس نے اللہ کی نسبت سے سو یا دو سو اونٹوں کے انعام کی قربانی دے دی کہ میں اس دنیاوی فائدہ کو چھوڑتا ہوں اور اب واپس جا کر ان کے بارے میں کفار کو نہیں بتاؤں گا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے اس کی اس قربانی کی قدر دانی فرمائی اور دو سو اونٹوں کے بدلے میں کسریٰ جیسے بادشاہ کے کنگن اس کے بازوؤں میں عطا فرما دیئے۔ سبحان اللہ، جو بندہ اللہ کی نسبت سے دنیا کی قربانی دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا سے محروم نہیں کرتے بلکہ دنیا کو کئی گنا کر کے اس کے قدموں میں ڈال دیا کرتے ہیں۔

دیکھئے، میرے اور آپ کے لئے سونا پہننا حرام ہے لیکن سراقہ رضی اللہ عنہ کے لئے سونا پہننا حلال ہو گیا۔ دنیا میں ہی ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن سجے۔ جب کہ ہمارے ہاتھوں میں تو جنت میں سجیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہاں پہنچا دے۔ (آمین)

نوجوان اور کنگن:

کچھ نوجوان کنگن کا نام سنتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنت میں مرد لوگ سونے کے کنگن پہنیں گے۔ جب کہ ان کا اپنا یہ حال ہوتا ہے کہ راڈو کی گھڑی پہن کر ہاتھ ہلاتے ہیں اور لوگوں کو دکھاتے ہیں کہ دیکھو میں نے راڈو کی گھڑی پہنی ہوئی ہے۔ او خدا کے بندے! یہ تو دنیا کی ایک گھڑی ہے، جب یہ تیرے ہاتھ پہ سجی ہے تو تو لوگوں کو دکھاتا پھر رہا ہے، اگر اللہ تعالیٰ بھی جنت کے اندر مردوں کے بازوؤں میں سونے کی گھڑیاں اور سونے کے کنگن سجا دیں تو اس میں کونسی اچنبھے کی بات ہے۔

دو پیغمبروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عجیب معاملہ:

آپ کے سامنے ایک علمی بات پیش کرتا ہوں۔ جو علما اور طلبا کے لئے بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

مزے کی بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے دو پیغمبر ایسے ہیں جن کا قرآن مجید میں بھی تذکرہ ہے اور ان دونوں نے مُردوں کے زندہ ہونے کے بارے میں سوال کیا۔ مگر سوال کا انداز مختلف تھا۔ ایک حضرت عزیر علیہ السلام تھے انہوں نے جب مُردوں کو دیکھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے پروردگار اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا اللہ اس کو کس طرح زندہ کرے گا اس کے مرنے کے بعد۔ انہوں نے پوچھا مگر اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے انہی کو موت دے دی اور وہ ایک سو سال تک اسی حالت میں رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ فرما دیا۔

دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ انہوں نے بھی مردوں کے زندہ ہونے کے بارے میں سوال کیا۔ ان کا سوال پوچھنے کا انداز یہ تھا کہ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى اے اللہ! آپ مردوں کو کیسے زندہ فرمائیں گے۔ انہوں نے اَنّٰى کا لفظ استعمال کیا اور ادھر كَيْفَ کا لفظ استعمال کیا گیا۔ كَيْفَ کے لفظ میں سوالیہ بات ہے، اس میں کوئی تعجب ظاہر نہیں ہوتا کہ جی ان کو کیسے زندہ کریں گے۔ بلکہ فقط ایک سوال پوچھا۔ اسی لئے جب پوچھا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کہ کیا آپ اس بات پر ایمان نہیں لائے تو جواب میں فوراً عرض کیا قَالَ بَلٰى اے اللہ! مانتا ہوں، ایمان ہے وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ میں نے تو اپنے دل کے اطمینان کے لئے سوال کیا ہے۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیف کے لفظ کے ساتھ سوال پوچھا اس لئے پروردگار عالم نے کسی غیر پر موت کو طاری کیا اور پھر اس کو زندہ کر کے ان کے سامنے معجزہ دکھا دیا۔ جب کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے سوال پوچھتے ہوئے تعجب کے ساتھ پوچھا، جیسے اس بات پہ بڑے حیران ہو رہے ہوں کہ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا چونکہ تعجب پایا جاتا تھا اس لئے پروردگار نے غیر پر موت طاری کرنے کی بجائے انہی پر موت طاری کر دی اور سو سال تک آرام سے سلا دیا۔ پھر زندہ کر کے پوچھا کہ اے میرے پیغمبر اب

www.besturdubooks.wordpress.com

بتایئے۔

اس ساری تفصیل کا حاصل یہ نکلا کہ ایک لفظ کی تبدیلی سے دونوں کے ساتھ معاملہ علیحدہ علیحدہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جیسا گمان کرے گا پروردگار کا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ ہوگا۔

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی چونکہ سوال تو پوچھا تھا اس لئے سوال پوچھنے کی کوئی تو قیمت دینی پڑنی تھی۔ کیونکہ باقی انبیاء بھی تو تھے جنہوں نے سوال ہی نہیں پوچھا تھا۔ اس لئے تمام انبیاء میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی سے وہ قربانی نہ مانگی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مانگی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے پیارے خلیل! میں نے مُردوں کو زندہ تو کر کے آپ کے سوال کا جواب دے دیا لیکن چونکہ سوال پوچھا تھا اس لئے اس کی قیمت بھی دیتے جایئے۔ اب آپ کو اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر کے دکھانا پڑے گا۔

نیت درست کر لیجئے:

چونکہ حدیث قدسی میں ہے کہ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے۔ لہٰذا آپ میں سے جو دل میں یہ گمان لے کر آیا کہ میں ایک ایسی جگہ پر جا رہا ہوں جہاں ذکر کرنے والے اللہ کے نیک بندے ہوں گے، میں وہاں جاؤں گا اور میرے گناہ بخشے جائیں گے، میری مشکلات دور ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ میرے دین ایمان میں ترقی عطا فرما دیں گے۔ جو اس نیت کے ساتھ چل کر آیا ہوگا اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے ساتھ یہی معاملہ فرمائیں گے اور جو کہے گا کہ ہم تقریریں سننے جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو تقریریں تو سنوا دیں گے مگر باطن کی نعمت سے محروم لوٹا دیں گے۔ اب یہ معاملہ ہم پر ہے۔ کئی مرتبہ دور سے آنے والے جھولیاں بھر کے جاتے ہیں اور قریب رہنے والے محروم رہ جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لئے میرے دوستو! ہم میں سے ہر بندہ طالب صادق بن کر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طلب کے مطابق اس کو اجر اور بدلہ عطا فرما دیں گے۔

فقیر کا کام:

میرے دوستو! ہم تو سائل ہیں، محتاج ہیں، مانگنے والے ہیں، اور فقیر ہیں۔ ہمیں تو قرآن مجید نے خطاب دے دیا یا ایھا الناس انتم الفقراء لہٰذا ہم تو ہیں ہی فقیر، اور فقیر کا کام مانگنا ہوتا ہے۔ لہٰذا مانگنے سے کیا شرمانا۔ اللہ تعالیٰ کے پاس تو زمین و آسمان کے خزانے ہیں اس لئے دل کھول کر مانگنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہے کہ مانگنے والے کو ہمیشہ اپنے دامن کی کوتاہی کا شکوہ رہا اور دینے والے کے خزانے ہمیشہ امیدوں سے بھی زیادہ نکلے۔

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے
بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف و کرم کے کیا کہنے
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

ایک دلچسپ نکتہ:

ایک اور علمی نکتہ سنئے امید ہے کہ وہ بات جان کر آپ کو مزہ آئے گا۔ بندہ دنیا میں جب تہجد کے لئے جاگتا ہے تو آنکھیں نیند کو ترستی ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ جی میری آنکھیں نیند کو ترس گئیں۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ میرا جسم نیند کو ترس گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ شب بیداری کرتے ہیں۔ ن کی آنکھیں نیند کو ترستی ہیں لہٰذا جہاں پروردگار عالم نے اپنے شب زندہ دار لوگوں کو اجر اور بدلہ دینے کا تذکرہ فرمایا وہاں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا تذکرہ فرمایا۔ فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم

www.besturdubooks.wordpress.com

مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ بھی تو کوئی لفظ استعمال کر سکتے تھے مثلاً یوں بھی فرما سکتے تھے کہ ان کے دلوں کی تسکین کے لئے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے۔ یا یہ بھی فرما سکتے تھے کہ ان کے جسموں کی لذت کے لئے اللہ نے کیا بنا رکھا ہے۔ مگر نہیں چونکہ تتجافی جنوبھم عن المضاجع ان کے پہلو ان کے بستروں سے جدا رہے اور ان کی آنکھیں نیند کو ترستی رہیں اس لئے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے سامان کر دیا گیا۔ میرے مولا! آپ کتنا اجر اور بدلہ دینے والے ہیں کہ جن کی آنکھیں نیند کو ترستی رہیں ان کے لئے آپ نے وہ وہ نعمتیں بنائیں جن کو دیکھ دیکھ کر ان بندوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام:

اللہ تعالیٰ جس بندے سے راضی ہوتے ہیں اس کو اپنا قرب عطا فرما دیتے ہیں۔ اور یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے سب سے بہترین انعام اس کا قرب ہے۔ اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے۔ جب فرعون نے جادوگروں کو بلایا اور کہا کہ تم موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرو تو جادوگر بھی سمجھدار لوگ تھے۔ وہ فرعون سے پوچھنے لگے کہ جناب! ہم مقابلہ تو کرتے ہیں اور مقابلہ بھی شاہی مقابلہ ہے، کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں ہے لہٰذا آپ بتائیے کہ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو پھر ہمیں جیتنے کے نتیجے میں کیا انعام ملے گا۔ فرعون نے جواب دیا کہ اگر تم جیت گئے تو اِنَّکُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ کہ اس کے نتیجے میں تم میرے مقربین میں شامل ہو جاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ مقربین میں شامل ہو جانا سب سے بڑا انعام ہوتا ہے اور سارے انعامات اس انعام میں شامل ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عقلمند بیوی:

سبکتگین بادشاہ اپنی ایک بیوی سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کی دوسری بیویوں نے اس سے کہا کہ آپ اپنی فلاں بیوی سے زیادہ محبت رکھتے ہیں حالانکہ حسن میں ہم اس سے زیادہ ہیں، سمجھداری میں بھی ہم ان سے زیادہ ہیں آخر ان میں کونسی ایسی خاص بات ہے، ہمیں تو اس کے اندر کچھ نظر نہیں آتا۔ مگر آپ کی محبت کی نگاہیں جو اس پر اٹھتی ہیں وہ کسی دوسری بیوی پر نہیں اٹھتیں، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ بادشاہ نے کہا، اچھا، میں بھی اس بات کا جواب دے دوں گا۔ اس کے بعد اس کی بیویاں یہ بات بھول گئیں۔

ایک دن سبکتگین نے اپنے گھر کے صحن میں بیٹھ کر کہا کہ آج میں بڑے اچھے موڈ میں ہوں اس لئے آج میں چاہتا ہوں کہ میں تم میں سے ہر ایک کو اچھے اچھے انعام سے نوازوں۔ وہ یہ بات سن کر خوش ہو گئیں کہ آج ہمیں شاہی خزانے سے انعام ملے گا۔ صحن میں سونے چاندی اور جواہرات کے ڈھیر لگا دیئے گئے۔ بادشاہ نے ان سب کو بلا کر کہا کہ اس صحن میں جو چیزیں پڑی ہوئی ہیں ان میں سے جس چیز پر جو بیوی بھی ہاتھ رکھ لے گی اس کو وہ چیز انعام کے طور پر دے دی جائے گی۔ چنانچہ جس وقت میں اشارہ کروں تم دوڑ کر اپنی پسند کی چیز پر ہاتھ رکھ لینا۔ بیویاں تیار ہو گئیں اور انہوں نے اپنی اپنی پسند کی چیزوں پر نگاہیں جما لیں۔ کسی نے یاقوت کے اوپر، کسی نے ہیرے کے اوپر، کسی نے سونے کے اوپر اور کسی نے چاندی کے اوپر۔ بادشاہ نے اشارہ کیا تو بیویوں نے دوڑ کر اپنی اپنی پسندیدہ چیزوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ لیکن وہ بیوی جس پر اس کی محبت کی خاص نظر رہتی تھی وہ اپنی جگہ کھڑی رہی۔ جب سب نے دیکھا کہ ہم نے قیمتی چیزوں پر ہاتھ رکھ لئے ہیں مگر اس نے کسی چیز پر ہاتھ نہیں رکھا تو وہ ہنسنے لگیں اور بادشاہ سے کہنے لگیں، بادشاہ سلامت! ہم کہا کرتی تھیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ یہ بے وقوف ہے اور اس کے اندر عقل کی کمی ہے، اور آج اس کی عقل کی کمی کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ یہ تو بس سوچتی ہی رہی لہٰذا آج اس کے پلے کچھ نہیں آئے گا۔

بادشاہ نے اس سے پوچھا، اے اللہ کی بندی! تو نے کسی چیز پر ہاتھ کیوں نہ رکھے؟ وہ کہنے لگی بادشاہ سلامت! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے یہی کہا ہے ناں کہ جو جس چیز پر ہاتھ رکھ لے گی وہ چیز اسی کی ہو جائے گی۔ بادشاہ نے کہا، ہاں یہی تو میں نے کہا ہے۔ اس نے یہ سنا تو آگے بڑھی اور بادشاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیے۔ وہ کہنے لگی، بادشاہ سلامت! جب آپ میرے ہو گئے تو پھر سارا خزانہ میرا بن گیا۔

بادشاہ نے اس کی یہ بات سن کر اپنی دوسری بیویوں سے کہا کہ دیکھو، اس کی اس عقلمندی اور محبت کی وجہ سے میں اس کے ساتھ زیادہ محبت کرتا تھا۔

اگر ایک باندی یہ سمجھتی ہے کہ میں بادشاہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ لوں تو وہ میرا بن جائے گا اور اس طرح سب کچھ میرا ہو جائے گا۔ اللہ والے بھی اسی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے ہو گئے تو پھر تمام چیزیں ہماری ہو جائیں گی۔ اسی لئے فرمایا گیا من کان للہ کان اللہ لہ کہ جو اللہ کا بن جایا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کے بن جاتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیں اور من کان للہ کے مصداق بن جائیں، پھر اللہ تعالیٰ ہمارے بن جائیں گے۔ اور جب اللہ تعالیٰ ہمارے ہو جائیں گے تو پھر ہمیں زندگی گزارنے کا سلیقہ آ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی ذات سے نسبت عطا فرما دے۔ اس کی قدر دانی کی توفیق عطا فرما دے اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہمیں سرخروئی نصیب فرما دے۔

و اخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلاف کے
حیرت انگیز واقعات

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کیلئے کونسا نسخہ اکسیر ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا اولیاء اللہ کے احوال و واقعات کا پڑھنا، یہ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں، ہر دور اور ہر زمانے میں پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلاف کے حیرت انگیز واقعات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ .

و قال رسول اللہ ﷺ اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اللہ کے لشکر:

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کے لئے کونسا نسخہ اکسیر ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا، اولیاء اللہ کے احوال واقوال کا پڑھنا۔ یہ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں، ہر دور اور ہر زمانے میں پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیائے کرام کا وجود نہیں ہوگا اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے جس کی وجہ سے ہم لغویات سے دور رہ سکیں۔ آپ نے فرمایا، اولیائے کرام کے حالات کا ایک جز روزانہ پڑھ لیا کرنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج علم وعمل کی تنزلی کا دور ہے۔ ہر شخص کاروبار حیات میں اس قدر مصروف ہوگیا ہے کہ مشائخ کی صحبت میں جانے اور طاعت وعمل کی زندگی کو اپنانے میں سو طرح کے عذر کرتا ہے۔ ان حالات میں اگر اللہ والوں کی زندگی کے حالات و واقعات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ غافل دلوں کو جگانے کا ایک ذریعہ بن سکتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا فیض:

پہلے کسی محفل میں دارالعلوم دیوبند کا تاریخی پس منظر بیان کیا تھا۔ اس ضمن میں ان حالات وواقعات کا ذکر کیا تھا جن کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کام کے لئے کچھ قربانیاں دی گئی ہوں اور اس کے کرنے والوں میں خلوص بھی انتہاء درجے کا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے ثمرات بھی ایسے ہی دکھاتے ہیں۔ چنانچہ اس دارالعلوم سے بہت سی ایسی شخصیات فیض یاب ہوکر نکلیں کہ جن کے تقویٰ، خلوص عمل اور علمی کارنامے سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ جی چاہتا تھا کہ کسی محفل میں دارالعلوم دیوبند کی فیض یافتہ ان شخصیات کے واقعات سنائے جائیں تا کہ ہمیں پتہ چلے کہ ہماری روحانی نسبت کن اسلاف سے جا کر ملتی ہے۔ چنانچہ آج اپنے اکابرین کے انہی واقعات کا تذکرہ کیا جائے گا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام خورشید حسن تھا۔ آپ 1248ھ میں ضلع سہارنپور کے قصبے نانوتہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد اسد علی بن غلام شاہ نہایت پرہیزگار اور صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ آپ بچپن سے ہی سعادت مند، ذہین، اور محنتی تھے۔ ابتدائی تعلیم قصبہ دیوبند میں حاصل کی پھر 1260ھ میں مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ

ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم حدیث کی تکمیل کی۔ بعدازاں آپ شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور تصوف وسلوک کی منازل طے کرتے ہوئے خلعت خلافت حاصل کی۔ اس روحانی نسبت نے آپ کے باطنی جوہروں کو خوب نکھار دیا۔ آپ خوش مزاج اور عمدہ اخلاق کے مالک تھے، حد درجہ منکسر المزاج، شہرت سے گریزاں، ریاء سے کوسوں دور تھے۔ علم وعمل، زہد وتقویٰ کے پہاڑ تھے اور بہت بڑے مناظر تھے۔ باطل قوتوں سے متعدد مناظرے کیے اور ہمیشہ کامیاب رہے۔ آپ اپنے دور کے ایک عظیم محدث اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔

آپ نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اپنے رفقائے کار مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، مولانا شیخ محمد تھانویؒ اور حافظ ضامن شہیدؒ سے مل کر انگریزوں کے خلاف جہاد میں بھی حصہ لیا۔ انجام کار آپ کے کئی ساتھی شہید ہوئے اور کئی گرفتار ہوگئے۔

جنگ آزادی کی شکست کے بعد آپ نے احیائے دین کا کام دوسرے انداز میں شروع کیا اور دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی جہاں سے بے شمار تشنگان علم نے فیض پایا۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام تاریخ کا ایک ایسا روشن باب ہے جو علم وعمل کی دنیا میں ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ اس دارلعلوم کے فضلاء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہزاروں مشاہیر شخصیات نکلیں جنہوں نے ایک عالم کو اپنے فیض سے منور کیا۔ بالآخر علم وعمل کا یہ آفتاب 4 جمادی الاول 1297ھ بروز جمعرات ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اتباعِ سنت:

1857ء میں جب گورنمنٹ کی طرف سے گرفتاریاں ہوئیں تو آپ صرف تین دن روپوش رہے۔ اس کے بعد لوگوں کے اصرار کے باوجود انکار فرما دیا کہ تین دن سے زیادہ روپوش رہنا خلاف سنت ہے۔ حضور اکرم ﷺ بھی غار ثور میں تین دن ہی مقیم رہے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ڈوش کے سپاہیوں سے مسجد میں ہی ملاقات ہوگئی تو انہوں نے آپ ہی سے پوچھا، مولانا قاسم نانوتوی صاحب کہاں ہیں؟ آپ نے دو قدم پیچھے ہٹ کر اسی جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، ابھی تو یہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دین کا بڑا کام لینا تھا اس لئے ہاتھ نہ آئے۔

ایک ماہ میں حفظ:

ایک مرتبہ آپ قطب عالم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حج کے لئے جا رہے تھے۔ قافلے میں کوئی حافظ نہ تھا۔ رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا۔ آپ روزانہ ایک پارہ حفظ کر کے رات کو تراویح میں سنا دیتے۔ کسی کو پتہ بھی نہ چلا اور صرف ایک ماہ کی مختصر مدت میں پورا قرآن پاک حفظ بھی کر لیا۔

علمی کمال کی پانچ وجوہات:

حصول علم میں ادب اور تقویٰ کو بڑا دخل ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے مولانا محمد یعقوب نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وہی کتابیں پڑھی تھیں جن کو سب پڑھتے ہیں پھر ان کو اتنا علم کہاں سے آیا؟ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں کئی چیزوں کو دخل ہے ایک تو مولانا طب کی رو سے معتدل مزاج تھے، دوسرے یہ کہ ان کو استاد بڑے کامل ملے یعنی مولانا مملوک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا علم و فضل کسی سے مخفی نہیں، تیسری یہ بات کہ متقی اعلیٰ

درجہ کے تھے، چوتھی بات یہ کہ ان میں استاد کا ادب بہت زیادہ تھا، پانچویں بات یہ کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے کامل پیر ملے۔

استاذ کا ادب:

ادب کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا ذوالفقار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بیماری میں آپ کے پاس آتے تو آپ اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب نے دریافت کیا، حضرت! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو فرمایا، حضرت! اس لئے کہ آپ میرے استاذ ہیں۔ انہوں نے کہا، میں کہاں استاذ ہوں؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا مملوک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی کام میں مصروف تھے تو آپ سے فرمایا تھا کہ ذرا ان کو کافیہ کا سبق پڑھا دو۔ اس لئے آپ میرے استاذ ہوئے۔

پیر کے ہم وطن آدمی کا احترام:

تھانہ بھون کے ایک شخص کو اہل علم سے محبت تھی۔ اس نے حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ ایک دفعہ میں دیوبند میں مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ مولانا نے فارغ ہو کر پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا، تھانہ بھون سے آیا ہوں۔ یہ سن کر گھبرا کر فرمایا کہ بے ادبی ہوئی، وہ تو میرے پیر کا وطن ہے۔ آپ آئے اور میں بیٹھا رہا آپ مجھ کو معاف کیجئے۔

ادب کی انتہاء:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کا ذکر فرماتے تھے کہ میں نے اپنا ایک مسودہ مولانا کو نقل کے لئے دیا۔ ایک مقام پر املا میں غلطی ہو گئی تھی۔ مولانا اس مسودہ کو نقل کر کے لائے تو اس لفظ کی جگہ بیاض میں

خالی چھوڑ دی۔ صحیح بھی نہیں لکھا کیونکہ یہ تو شیخ کے کلام کی اصلاح تھی اور غلط بھی نہیں لکھا کہ یہ علم کے خلاف تھا اور عمداً خطا کی اور آ کر فرمایا کہ اس جگہ پڑھا نہیں گیا۔ غلطی کی نشاندہی نہیں کی۔ غرض یہ تھی کہ دیکھ کر غلطی درست کر دیں۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحب ؒ نے اپنے قلم سے کاٹ کر درست کر دیا۔

توجہ کا اثر:

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے حضرت نانوتوی ؒ کے علم کے بارے میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، ایک دفعہ میں صبح کی نماز میں سورۂ مزمل پڑھ رہا تھا کہ اچانک علوم کا اتنا عظیم الشان دریا میرے قلب کے اوپر سے گزرا کہ میں تحمل نہ کر سکا۔ قریب تھا کہ میری روح پرواز کر جائے مگر وہ دریا جیسا ایک دم آیا ویسے ہی ایک دم نکل گیا۔ نماز کے بعد غور کرنے پر منکشف ہوا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ ان ساعتوں میں میرٹھ میں میری طرف متوجہ ہوئے تھے۔ یہ ان کی توجہ کا اثر تھا۔ پھر فرمایا، اللہ اکبر، جس شخص کی توجہ کا یہ اثر ہے کہ علوم کے دریا قلب میں موجیں مارنے لگیں اور تحمل دشوار ہو جائے تو خود اس شخص کے اپنے قلب کی وسعت وقوت کا کیا حال ہوگا کہ جس میں وہ خود علوم سمائے ہوئے ہیں۔

حضرت نانوتوی ؒ کی ہیبت:

ایک دفعہ حضرت نانوتوی ؒ نے حضرت اقدس تھانوی ؒ سے دریافت فرمایا، کونسی کتابیں پڑھتے ہو؟ حضرت تھانوی ؒ پر اس قدر رعب غالب ہوا کہ کتابوں کے نام بھول گئے۔ پھر آپؒ نے دوسری باتیں شروع کیں تاکہ ہیبت کا اثر کم ہو جائے اور حضرت تھانوی ؒ کی طبیعت کھل جائے۔ چنانچہ بعد میں فرمایا کہ ایک ہوتا ہے پڑھنا دوسرا ہوتا ہے رسوخ حاصل کرنا۔ محض پڑھنا کافی نہیں بلکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رسوخ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر ایک مثال بیان فرمائی۔ ایک حافظِ ہدایہ تھے مگر سمجھ کر نہ پڑھی تھی۔ ایک دوسرے عالم تھے جنہوں نے سمجھ کر پڑھی تھی، ان سے کہا کہ ایک مسئلہ ہدایہ میں ہے۔ حافظ ہدایہ نے انکار کیا کہ یہ مسئلہ ہدایہ میں نہیں ہے میں تو ہدایہ کا حافظ ہوں۔ مگر جب دوسرے نے کتاب کھول کر عبارت پڑھ کر استنباط کیا تو حافظِ ہدایہ حیران رہ گئے۔ اتنا فرما کر حضرت حکیم الامت تھانوی ﷫ سے فرمایا یہ فرق ہے پڑھنے اور رسوخ حاصل کرنے میں۔

نرمی سے نصیحت:

ایک خان صاحب حضرت نانوتوی ﷫ کے بڑے دوست تھے مگر لباس ان کا خلاف شریعت تھا۔ وہ جمعہ کے دن آپ کے پاس آ کر غسل کرتے، کپڑے بدلتے اور پھر نماز جمعہ پڑھتے۔ ان کے انداز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سخت طبیعت کے آدمی ہیں کہنے سے نہیں مانیں گے۔ حضرت نانوتوی ﷫ نے ایک جمعہ کو ان سے فرمایا کہ میاں آج دو جوڑے لیتے آیئے۔ جب ہمارے دلوں میں محبت اتنی ہے تو پھر ہم بھی تمہاری وضع کا لباس پہنیں گے۔ وہ صاحب بے حد متاثر ہوئے اور عرض کیا کہ خدا نہ کرے آپ مجھ خبیث کی وضع پر رہیں۔ آپ ہی مجھ کو ایک جوڑا دیجئے میں اس کو پہنوں گا۔ اس شخص نے ہمیشہ کے لئے اس لباس سے توبہ کر لی۔

تقلید کی ضرورت:

ایک غیر مقلد نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی ﷫ کی تقریر سن کر کہا کہ آپ مجتہد ہو کر تقلید کرتے ہیں۔ مولانا ﷫ نے فرمایا کہ مجھ کو اس سے زیادہ اس پر تعجب ہے کہ آپ غیر مجتہد ہو کر تقلید نہیں کرتے۔ اس بات سے اس شخص نے تقلید کی ضرورت سمجھ لی کہ جب اتنا بڑا شخص مقلد ہے تو ہم کس شمار میں ہیں؟ معلوم ہوا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جس قدر علم بڑھتا ہے تقلید کی ضرورت اور زیادہ محسوس ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے سامنے ایسے مواقع بہت آتے ہیں جہاں اپنی رائے کام نہیں دیتی۔

شانِ مسکنت:

ایک طالب علم نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شرط پر منظور ہے کہ خود کچھ مت پکانا، گھر میں جو تمہاری روٹیاں مقرر ہیں وہی ہم کو بھی کھلا دینا۔ اس نے منظور کر لیا۔ یہ ہے شان مسکنت اور غربت وانکساری اور عاجزی کہ اتنا بڑا شخص اور اس طرح اپنے کو مٹائے ہوئے تھا۔

شانِ استغنا:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو بریلی کے ایک رئیس نے غالباً چھ ہزار روپیہ پیش کیا کہ کسی نیک کام میں لگا دیجئے۔ فرمایا کہ لگانے کے بھی تم ہی اہل ہو تم ہی خرچ کر دو۔ اس نے عرض کیا کہ میں کیا اہل ہوتا۔ فرمایا، میرے پاس اس کی دلیل ہے وہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اہل سمجھتے تو مجھ کو ہی عنایت فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ امرا کو استغنا کی چھری سے ذبح کرتے تھے۔

تواضع:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ میرٹھ میں مثنوی شریف پڑھاتے تھے۔ ایک مجذوب بھی شریک ہوتے تھے۔ وہ کئی روز تک مثنوی سن کر کہنے لگے، مولانا اگر مجذوب ہوتے تو کیا اچھا ہوتا۔ ایک مرتبہ انہوں نے محبت سے کہا، حضرت! میں آپ کو توجہ دینا چاہتا ہوں ذرا بیٹھ جائیے۔ ان کی نیت یہ تھی کہ کیفیت محمودہ کا آپ پر القا کریں۔ آپ متواضع بن کر بیٹھ گئے وہ متوجہ ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں گھبرا کر کہنے لگے، حضرت! بڑی گستاخی ہوئی، معاف کیجئے، مجھ کو کیا خبر تھی کہ آپ کتنی

بلندی پر پہنچے ہوئے ہیں۔

فن تعبیر میں مہارت:

ایک زمانہ میں مولانا محمد منیر صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکاری سکول میں ملازمت کے لئے گورنمنٹ کے یہاں درخواست دے رکھی تھی۔ اسی زمانے میں خواب دیکھا کہ بریلی سے کچھ بطخیں ان کے مکان کی طرف آ رہی ہیں۔ یہ خواب مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا، اگر مٹھائی کھلاؤ تو اور تعبیر ہے اور مٹھائی نہ کھلاؤ تو اور تعبیر ہے۔ انہوں نے مٹھائی کھلانے کا وعدہ کیا تو فرمایا جاؤ تم بریلی میں بیس روپے کے ملازم ہو جاؤ گے۔ اس کی حقیقت پوچھنے پر فرمایا کہ لفظ بط کے عدد فارسی کے اعتبار سے گیارہ ہیں۔ ب کے دو اور ط کے نو عدد ہیں۔ مگر اس میں ط مشدد ہے۔ میں نے اس کو مکرر لے کر بیس سے تعبیر دی۔ چنانچہ مولانا منیر کو بیس روپے کی ملازمت مل گئی۔

ایک سوال دو جواب:

ایک صالح شخص کو لوگوں نے کسی عورت کے حسن و جمال کا تذکرہ کر کے اس کا عاشق بنا دیا۔ اس شخص نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا کہ میں اس عورت سے نکاح کر لوں یا نہیں؟ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہرگز نکاح نہ کرو تم شریف خاندانی ہو اور وہ بازاری عورت ہے۔ اس سے نسل پر برا اثر پڑے گا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مشورہ دیا کہ نکاح کر لو۔ مولانا اس شخص کی حالت سے متاثر ہو گئے اور یہ سمجھے کہ اس کی یہ بے قراری تب زائل ہو گی جب اس سے نکاح کرے گا۔ دونوں کامل الاخلاق تھے اور دونوں اس کی حالت سے متاثر ہوئے مگر ایک غالب الاخلاق تھے ایک

مغلوب الاخلاق تھے۔ اور یہ امر غیر اختیاری ہے۔ اس میں کسب کو دخل نہیں۔ حق تعالیٰ جس کو چاہیں غالب الاخلاق کر دیتے ہیں اور جس کو چاہیں مغلوب الاخلاق کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ ایک ہی شخص ایک خلق پر غالب اور دوسرے خلق سے مغلوب ہوتا ہے۔ یہ بھی غیر اختیاری ہے اگرچہ کمال یہ ہے کہ سالک غالب الاخلاق ہو۔

خدام کی خدمت:

ایک دفعہ ایک درویش حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں درویشی کا امتحان لینے بڑے تزک واحتشام سے آئے۔ بہت سے گھوڑے اور خادم بھی ساتھ تھے۔ حضرتؒ نے سب کی دعوت کی۔ شاہ صاحب کے نوکروں اور خادموں کو اپنے ہاتھ سے اسی شان کے برتنوں میں کھانا کھلایا جیسے برتنوں میں خود کھاتے تھے۔ وہ درویش حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ انکسار اور خلق دیکھ کر آپ کے کمال کے قائل ہو گئے۔

مطبع میں ملازمت:

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ﷫ کو ایک شخص نے پرنٹنگ پریس میں ملازمت کی درخواست پیش کی۔ آپ نے فرمایا، علمی لیاقت تو مجھ میں ہے نہیں، البتہ قرآن مجید کی تصحیح کر لیا کروں گا، اس میں دس روپے دے دیا کرو۔ اللہ اللہ کیا ہی تواضع اور زہد ہے۔ اسی زمانے میں ریاست بہاولپور سے تین سو روپیہ ماہوار کی نوکری کی پیش کش ہوئی۔ مولانا نے جواب میں لکھا کہ

"آپ کی یاد فرمائی کا شکر گزار ہوں مگر مجھے یہاں دس روپے ملتے ہیں جس میں پانچ روپے تو میرے اہل وعیال کے لئے کافی ہو جاتے ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

باقی پانچ روپے بچ جاتے ہیں۔ آپ کے یہاں سے جو تین سو روپیہ ملیں گے ان میں سے پانچ روپے تو خرچ ہوں گے اور دو سو پچانوے روپے جو بچیں گے میں ان کا کیا کروں گا؟ مجھ کو ہر وقت ہی فکر لگی رہے گی کہ ان کو کہاں خرچ کروں؟ لہٰذا میں آنے سے معذور ہوں''۔ غرض آپ تشریف نہیں لے گئے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بے تکلفی:

ایک مرتبہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جتنی محبت پیروں کے ساتھ مریدوں کو ہوتی ہے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجھ کو اتنی نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر ادھر ادھر کی باتیں کر کے فرمایا کہ اب تو ماشاء اللہ آپ کی حالت باطنی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بہت آگے بڑھ گئی ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لا حول ولا قوۃ استغفر اللہ بھلا کہاں حضرت اور کہاں میں......!!!

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پھر فرمایا، کہ مجھے اس بات سے بڑی تکلیف ہوئی اور بڑا صدمہ ہوا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خیر آپ ان سے بڑھے ہوئے نہ سہی لیکن میں پوچھتا ہوں کہ یہ تکلیف آپ کو کیوں ہوئی؟ آپ تو کہتے تھے مجھے حضرت سے محبت نہیں ہے۔ اگر محبت نہیں تھی تو یہ صدمہ کیوں ہوا؟ ویسے ہی اپنی فضیلت کی نفی کر دیتے۔ بس یہی محبت ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی تم بڑے استاذ ہو۔ دونوں حضرات میں آپس میں بہت بے تکلفی پائی جاتی تھی۔

حجر اسود کسوٹی ہے:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حجر اسود کسوٹی ہے اس کو

چھوٹے سے انسان کی اصلی حالت ظاہر ہوتی ہے اگر واقعی فطرتاً صالح ہے تو حج کے بعد اعمال صالحہ کا غلبہ ہوگا اور اگر فطرت طالح ہے، محض تصنع سے نیک بنا ہوا ہے تو حج کے بعد اعمال سیئہ کا غلبہ ہوگا۔ اس لئے حاجی کی حالت خطرناک ہے اور اس خطرہ کا علاج یہ ہے کہ حاجی زمانہ حج میں اللہ تعالیٰ سے اپنی اصلاح کی خوب دعا کرے اور دل سے اعمال صالحہ کے شوق کی دعا کرے اور حج کے بعد اعمال صالحہ کا خوب اہتمام کرے۔

اسلام کی محبت سے خاتمہ بالخیر:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک ہندو بنیا رہتا تھا اس کی دکان سے آپ کے یہاں سودا بھی آتا تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خواب میں دیکھا کہ جنت میں گشت کر رہا ہے۔ پوچھا، لالہ جی! تم یہاں کیسے پہنچے؟ تم تو ہندو تھے بت کی پوجا کرتے تھے، جنت تو مسلمان کے لئے ہے۔ اس نے کہا، مولوی جی! آپ کی صحبت سے مجھے اسلام سے محبت ہو گئی پھر جب میں مرنے لگا تو لوگوں نے کہا، اُن کی ہی کہہ لے جان آسانی سے نکل جائے گی۔ اب تک فرشتے سامنے نہیں آئے تھے۔ میں نے دل میں کلمہ پڑھ لیا۔ پھر وہ قبول ہو گیا اور میں جنت میں پہنچ گیا۔

طلب صادق ہو تو ایسی:

ایک صاحب تھے دیوان جی ''اللہ دیا''۔ انہوں نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا گنگوہ جا کر حضرت گنگوہی سے بیعت ہو جاؤ۔ عرض کیا، بہت اچھا۔ گنگوہ پہنچے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے پھر واپس دیوبند آئے اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پھر بیعت کی درخواست کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرتؒ نے فرمایا، میں نے تو تم سے کہا تھا کہ گنگوہ جا کر حضرت گنگوہیؒ سے بیعت ہو جاؤ۔ عرض کیا، میں بیعت ہو آیا ہوں اور جہاں جہاں آپ فرمائیں گے وہاں جا کر بیعت ہو آؤں گا۔ مگر دل سے تو آپ ہی سے بیعت ہوں گا۔ کیا ہی ٹھکانہ ہے اس تعلق و محبت کا۔ آخر حضرت نانوتویؒ نے اس کو بیعت فرما لیا۔ دیکھئے کیا لطیف ادب و اطاعت ہے۔

تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے پر افسوس:

تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ دیو بند کے جلسہ دستار بندی میں جب مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو غالباً عصر کی نماز میں ایک دن ایسا اتفاق پیش آیا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھانے کے لئے مصلے پر جا کر کھڑے ہوئے۔ مخلوق کے اژدحام اور مصافحہ کی کثرت کے باعث باوجود عجلت کے جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ جماعت میں شریک ہوئے تو قرأت شروع ہو گئی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد دیکھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اداس سے تھے اور چہرہ پر اضمحلال برس رہا تھا۔ اور آپ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ افسوس بائیس برس کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی۔

عاجزی و انکساری:

ارواح ثلاثہ میں مولانا امیر الدین صاحب کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک دفعہ بھوپال سے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو ملازمت کی پیشکش ہوئی اور پانچ سو روپے تنخواہ مقرر کی گئی۔ جب آپ سے جانے کے لئے اصرار کیا گیا تو فرمایا وہ مجھے صاحب کمال سمجھ کر بلاتے ہیں اور اسی بنا پر وہ پانچ سو روپے دیتے ہیں مگر میں اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا۔ پھر کس بنا پر جاؤں گا۔ بہت اصرار کے باوجود تشریف نہیں

لے گئے۔

حصولِ علم کی ایک عجیب صورت:

ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حیدر آباد کے دو نواب زادے پڑھنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضرت کبھی کبھی ان سے پاؤں دبوایا کرتے تھے ایک بار فرمایا۔ مجھے تو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ان سے پاؤں دبواؤں مگر علم اسی طرح آتا ہے۔

کھانے میں تواضع:

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے طالبعلمی کے زمانہ میں مکان میں تنہا ایک جگہ رہتے تھے۔ روٹی کبھی پکوا لیتے تھے تو کئی کئی وقت تک کھا لیتے تھے۔

مطالعہ میں دلچسپی:

تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ آپ اس قدر محنتی تھے کہ شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں شاید سات آٹھ گھنٹے بمشکل سونے کھانے اور دیگر ضروریات میں خرچ ہوتے ہوں گے اور اس کے علاوہ سارا وقت ایسی حالت میں گزرتا تھا کہ کتاب نظر کے سامنے اور خیال مضمون کی تہہ میں ڈوبا جاتا تھا۔ مطالعہ میں آپ اس درجہ محو ہوتے تھے کہ پاس رکھا ہوا کھانا کوئی اٹھا کر لے جاتا تو آپ کو خبر نہ ہوتی۔ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ کتاب دیکھتے دیکھتے آپ سو گئے۔ صبح کو معلوم ہوا کہ رات کھانا نہیں کھایا تھا۔ مدرسہ کو آتے جاتے آپ کبھی ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے، لپکے ہوئے جاتے تھے اور جھپٹے ہوئے آتے تھے۔

کلمہ طیبہ کی برکت:

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جب میں گنگوہ حاضر ہوا تو

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی سہ دری میں ایک پیالہ رکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو اٹھا کر کنویں سے پانی کھینچا اور اس میں بھر کر پیا تو پانی کڑوا پایا۔ ظہر کی نماز کے وقت حضرت سے ملا اور قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کنویں کا پانی تو کڑوا نہیں بلکہ میٹھا ہے۔ میں نے وہ پیالہ پیش کیا۔ حضرت نے بھی پانی چکھا تو بدستور تلخ تھا۔ آپ نے فرمایا، اچھا اس کو رکھ دو۔ نماز کے بعد حضرت نے سب نمازیوں سے فرمایا کہ کلمہ طیبہ جس قدر ہو سکے پڑھو اور حضرت نے بھی پڑھنا شروع کر دیا۔ بعد میں حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگ کر ہاتھ منہ پر پھیر لئے۔ اس کے بعد پیالہ اٹھا کر پانی پیا تو شیریں تھا۔ اس وقت مسجد میں بھی جتنے نمازی تھے سب نے چکھا تو کسی قسم کی تلخی نہ تھی۔ بعد میں حضرت نے فرمایا کہ اس پیالے کی مٹی اس قبر کی ہے جس پر عذاب ہو رہا تھا۔ الحمدللہ کلمہ کی برکت سے عذاب الٰہی رفع ہو گیا۔

کمالِ استغنا:

ایک مرتبہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ کی مسجد کے متصل حجرہ کے سامنے حجامت بنوا رہے تھے کہ شیخ عبدالکریم رئیس میرٹھی آپ سے ملنے کے لئے دیوبند آئے۔ حضرت نے ان کو دور سے آتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ قریب آئے تو ایک تغافل کے ساتھ رخ دوسری طرف پھیر لیا گویا کہ دیکھا ہی نہیں۔ وہ آکر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہاتھ میں رومال میں بندھے ہوئے بہت سے روپے تھے۔ جب انہیں کھڑے ہوئے بہت دیر گزر گئی تو حضرتؒ نے ان کی طرف رخ کر کے فرمایا۔ آہا! شیخ صاحب ہیں، مزاج اچھا ہے۔ انہوں نے سلام عرض کیا اور قدم چوم لئے اور وہ روپیہ بندھا ہوا قدموں میں ڈال دیا۔ حضرتؒ نے اسے قدموں سے الگ کر دیا۔ تب انہوں نے ہاتھ باندھ کر منت سماجت کی کہ قبول فرمالیں۔ بالآخر

www.besturdubooks.wordpress.com

بہت سے انکار کے بعد انہوں نے تمام روپیہ حضرتؒ کی جوتیوں میں ڈال دیا۔ حضرت جب اٹھے تو نہایت استغنا کے ساتھ جوتے جھاڑے اور روپیہ سب زمین پر گر گیا۔ حضرت نے جوتے پہن لئے اور حافظ انوار الحق سے ہنس کر فرمایا کہ حافظ جی! ہم بھی دنیا کماتے ہیں اور اہل دنیا بھی دنیا کماتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ہم دنیا کو ٹھکراتے ہیں اور وہ قدموں میں پڑتی ہے اور دنیا دار اس کے قدموں میں گرتے ہیں اور وہ انہیں ٹھکراتی ہے۔ یہ فرما کر روپیہ وہیں تقسیم فرما دیا۔

تکلف سے اجتناب:

مولانا احمد حسن صاحب فرماتے ہیں کہ ایک جولاہے نے مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔ اتفاق سے اس روز بارش ہوگئی۔ اور وہ جولاہا وقت پر بلانے نہ آیا تو مولانا خود اس جولاہے کے یہاں تشریف لے گئے۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت! چونکہ آج بارش ہوگئی تھی اس لئے میں دعوت کا انتظام نہ کر سکا۔ مولانا نے فرمایا، انتظام کیا ہوتا ہے۔ تمہارے یہاں کچھ پکا بھی ہے؟ اس نے کہا، جی ہاں، وہ تو موجود ہے۔ فرمایا کہ بس وہی کھالیں گے۔ چنانچہ جو کچھ معمولی کھانا ساگ وغیرہ اس کے یہاں تیار تھا وہ بخوشی تناول فرما کر تشریف لے آئے اور فرمایا بس جی یہ تمہاری دعوت ہوگئی۔

قصہ ذہانت:

ایک انگریز حساب دان نے اشتہار دیا تھا کہ کوئی شخص مثلث کے زاویہ کو تین حصوں میں دلیل سے ثابت اور منقسم کر دے تو ڈیڑھ لاکھ روپے انعام ہے۔ اس پر مظفر نگر کے ایک جج صاحب نے بڑی کاوش اور محنت سے اس کو ثابت کیا اور کئی ماہرین ہندسہ نے جج صاحب کو مشورہ دیا کہ اس کو شائع کر دیں اور ڈیڑھ لاکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

روپے کا انعام وصول کر لیں۔ مگر جج صاحب کا اصرار تھا کہ حضرت نانوتوی صاحب ﷺ اگر ملاحظہ فرما کر تصدیق کر دیں تو شائع کروں گا۔ اتفاق سے حضرت مظفر نگر تشریف لے گئے اور واپسی میں ریل پر سوار ہونے کے لئے جب اسٹیشن پر تشریف لائے تو گاڑی میں دس بارہ منٹ باقی تھے۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب نے جو حضرت گنگوہیؒ کے بعد میں خاص خدام ہو گئے تھے۔ جج صاحب کی تمنا ظاہر کی۔ انہیں خیال تھا کہ حضرت اس تحریر کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت نے گاڑی کے انتظار میں کھڑے کھڑے سرسری نظر سے اسے دیکھا اور فرمایا کہ اس کا فلاں مقدمہ نظری ہے حالانکہ اقلیدس کے تمام مقدمات کی انتہا بدیہات پر ہوتی ہے۔ چونکہ وہ صاحب فن تھے فوراً سمجھ گئے اور اشتہار دینا ملتوی کر دیا۔

بچپن کا ایک خواب:

آپ نے ایام طفلی میں یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوں تو ان کے دادا نے جو خواب کی تعبیر کے ماہر تھے یہ تعبیر بتائی کہ تم کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائیں گے اور بہت بڑے عالم ہو گے۔

کھیل میں سب سے اوّل:

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے پڑھنے میں سب سے بڑھ کر رہتے تھے ہر کھیل میں خواہ ذہانت کا ہو خواہ محنت کا ہو سب سے اوّل اور غالب رہتے تھے۔ اس زمانہ میں ایک کھیل جوڑ توڑ کے نام سے کھیلا جاتا تھا۔ بہت پرانے مشاق لوگ کھیلتے تھے جب کہ نئے کھیلنے والے مات کھا جاتے تھے۔ حضرت نے جب اس کا قاعدہ معلوم کر لیا تو پھر کسی سے مات نہ کھائی۔ بہت ہوا تو دونوں برابر ہو گئے۔ ہر کھیل میں جو مرتبہ کمال ہوتا تھا وہاں تک پہنچ کر اس کو چھوڑتے تھے۔

دین کا فیض جاری ہونے کی بشارت:

ایام طالب علمی میں آپ نے ایک اور خواب دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور میرے جسم سے نکل کر ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں۔ اپنے استاذ حضرت مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

ہندوستان میں بعض حضرات سبز رنگ کا جوتا بڑے شوق سے پہنتے تھے اور اب بھی پہنتے ہیں۔ لیکن حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا جوتا مدت العمر کبھی نہیں پہنا اور اگر کوئی ہدیہ میں لا دیتا تو اس کے پہننے سے اجتناب کرتے۔ صرف اس لئے کہ سرور کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضرا کا رنگ سبز ہے۔ پھر ایسے رنگ کے جوتے پاؤں میں کیونکر استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

"تمام عمر سبز رنگ کا جوتا اس وجہ سے نہ پہنا کہ قبر مبارک سبز رنگ کی ہے اور اگر کوئی ہدیہ لے آیا تو آگے کسی دوسرے کو دے دیا"

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ سے کئی میل دور ہی سے ننگے پاؤں چلنا شروع کر دیا۔ آپ کے ضمیر نے یہ اجازت نہ دی کہ جوتا پہن کر چلیں۔ حالانکہ وہاں سخت نوکیلے اور چبھنے والے پتھروں کی بھرمار تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی، جناب مولانا حکیم منصور علی خانؒ صاحب کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں جو اس سفر حج میں حضرت نانوتویؒ کے رفیق سفر تھے کہ

"مولانا مرحوم مدینہ منورہ تک کئی میل پہلے سے شب تاریک میں اسی طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

چل کر پاؤں برہنہ پہنچ گئے"

اسلام کا بول بولا:

شاہجہاں پور میں اہل اسلام اور مختلف باطل فرقوں کا مناظرہ اور مباحثہ طے ہوا۔ جس میں ہندوؤں کے بہت سے رہنما اور اہل اسلام کی طرف سے متعدد علمائے حق اور مشاہیر اس وقت اس مقام پر موجود تھے۔ مگر مناظرہ پادریوں اور مسلمانوں کا ہوا۔ اس میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مناظر تھے۔ انہوں نے عقلی و نقلی رنگ میں ایسی صحیح اور قطعی دلیلیں پیش فرمائیں کہ پادری صاحبان سے ان کا کوئی معقول جواب ہی نہ بن پڑا اور اسلام کا بول بالا ہوا۔

آریہ سماج کے فتنے کا تدارک:

انگریزوں کے چہیتے، ہندوؤں اور آریاؤں کے کرتا دھرتا سوامی دیانند جو اپنے منطقیانہ اور فلسفیانہ دلائل میں مشہور تھا۔ اس نے اپنی ایک کتاب میں قرآن کریم کی بسم اللہ سے لے کر والناس تک کی تمام سورتوں پر اعتراضات کیے اور ان کی کمی و خامی بتلائی ہے۔ (العیاذ باللہ) وہ ہر مقام پر اہل اسلام کو جواب کے لئے للکارتا تھا۔ چنانچہ اپنا تبلیغی دورہ کرتا ہوا رڑکی جا پہنچا۔ وہاں اسلام کے خلاف دل کھول کر زہر اگلتا رہا۔ اس کے اعتراضات کے جواب حضرت شیخ الہند اور مولانا حافظ عبدالعدل صاحبؒ نے کئی روز سر بازار دیئے اور پنڈت جی اور ان کے حواریوں کو غیرت دلائی۔ ان کے مذہب پر اعتراضات کیے کہ اب جواب دو۔ مگر پنڈت جی اور ان کے شاگردوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ ان کو ایسا سانپ سونگھ گیا کہ وہ ملنے سے ہی رہے۔ آخر حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ اچھا پنڈت جی بمع اپنے شاگردوں اور معتقدوں کے میرا وعظ ہی سن لیں۔ مگر وہ وعظ میں تو کیا آتے رڑکی

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بھی چل دیئے اور ایسے گئے کہ پتہ بھی نہ چلا۔ بالآخر حضرت نے تین روز تک برسر بازار وعظ فرمایا۔ وہ دلائل مذہب اسلام کے حق ہونے پر بیان فرمائے کہ سب حیران تھے۔ اہل جلسہ پر سکتہ کا عالم تھا۔ ہر شخص متاثر معلوم ہوتا تھا۔ پنڈت جی کے اعتراضات کے وہ دندان شکن جوابات دیئے کہ مخالف بھی مان گئے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سعادت ضلع سہارنپور کے قصبہ گنگوہ میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام مولانا ہدایت احمد ہے اور آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اور عربی و فارسی کی تعلیم گنگوہ میں ہی حاصل کی۔ ۱۲۶۱ھ میں دہلی میں کا سفر کیا اور مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی پہنچ چکے تھے، یوں علم وفضل کے یہ دونوں شمس وقمر اکٹھے ہو گئے اور تاحیات ایک ساتھ رہے۔ حضرت مولانا مملوک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان دونوں سے خاص محبت تھی۔ ذہانت و ذکاوت میں یہ دونوں حضرات دہلی میں مشہور ہو گئے۔ علم حدیث آپ نے خاندان ولی اللہی کے آخری چشم و چراغ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ 21 سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم وفنون میں تعلیم مکمل کر لی اور وطن واپس ہوئے۔

ایک مرتبہ آپ تھانہ بھون تشریف لے گئے تو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے دل میں بیعت کا ارادہ بن گیا۔ حضرت سے درخواست

www.besturdubooks.wordpress.com

کی تو انہوں نے پہلے تو انکار فرمایا بعد ازاں حضرت حافظ ضامن شہیدؒ کی سفارش پر بیعت کر لیا۔ بیعت کے بعد ذکر و شغل شروع کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "پھر تو میں مر مٹا"۔ حضرت حاجی صاحب نے آٹھویں دن ہی بلا کر فرمایا

"رشید احمد جو نعمت حق تعالیٰ نے مجھے دی تھی وہ میں نے آپ کو دے دی آئندہ اس کو بڑھانا آپ کا کام ہے"

بیالیس دن حضرت کی خدمت میں رہنے کے بعد آپ نے وطن واپسی کی اجازت چاہی حضرت حاجی صاحبؒ نے آپ کو خلافت اور اجازت بیعت دے کر رخصت کیا۔ گنگوہ واپس آ کر آپ نے خانقاہ شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کو جو تین سو سال سے ویران اور خستہ حال پڑی تھی مرمت کر کے آباد کیا۔ آپ رات دن ذکر و فکر میں مشغول رہتے، راتوں کو رویا کرتے تھے اور جو لحاف آپ اوڑھا کرتے تھے باران اشک سے داغدار ہو جاتا۔

آپ اپنے وقت کے فقہ و حدیث کے امام تھے۔ آپ کے علمی و روحانی کمالات کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ آپ کے فیض صحبت سے شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم رائپوریؒ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے نیر اعظم ہوئے ہیں۔

جب 1857ء کی جنگ آزادی کا واقعہ پیش آیا تو حکومت برطانیہ نے آپ کو بھی شبہ میں گرفتار کر لیا لیکن کوئی ثبوت نہ ملنے پر رہا کر دیا چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دین کا کام لینا تھا اس لئے حکومت آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکی۔ آپ نے تمام عمر دین کی خدمت میں گزاری۔ فتاویٰ رشیدیہ آپ کا علمی شاہکار ہے اور بھی کئی تصانیف لکھیں اور ہزاروں علماء و مشائخ آپ کے فیض علمی اور روحانی سے مستفید ہوئے۔ 9 جمادی الثانی 1323ھ مطابق 11 اگست

www.besturdubooks.wordpress.com

1905ء کو واصل بحق ہوئے۔

صحبت کی برکت:

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں یہ اثر تھا کہ کیسی ہی پریشانی کیوں نہ ہو جونہی آپ کی صحبت میں بیٹھتے قلب میں ایک خاص قسم کا سکون اور ایسی جمعیت حاصل ہوتی کہ سب کدورتیں رفع ہو جاتی تھیں۔ اسی وجہ سے آپ کے تمام مریدوں میں عقائد کی درستگی اور دین کی پختگی خصوصاً حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کا بدرجہ کمال مشاہدہ کیا جاتا تھا۔ یہ سب برکت آپ کی صحبت ہی کی تھی۔

کسر نفسی اور اس کی وضاحت:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ قسم کھائی کہ مجھ میں کوئی کمال نہیں ہے محض احباب کا حسن ظن ہے جو میرے ساتھ ہے۔ بعض مخلص لوگوں کو اس میں شک ہوگا کہ حضرت میں کمال کا ہونا تو ظاہر ہے لیکن اس قول سے آپ کا جھوٹ بولنا لازم آتا ہے۔ پھر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے قول کی تفسیر میں فرمایا کہ بزرگوں کو آئندہ کمالات کی طلب میں موجودہ کمالات پر نظر نہیں ہوتی۔ پس حضرت نے اپنے کمالات موجودہ کو کمالات آئندہ کے سامنے نفی خیال فرماتے تھے۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کسی شخص کے پاس ایک ہزار روپے ہیں وہ لکھ پتیوں کے سامنے مالدار نہیں ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہ کی بڑی عظیم الشان اور بے مثال درگاہ ہے۔ یہاں سے جو کچھ عطا ہو آگے کی ہوس کرنا چاہیے۔ کسی ایک مقام پر بس نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مقام سے زیادہ قرب کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور جد وجہد نہ چھوڑنی چاہیے کیونکہ اس کے خزانہ میں کمی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا

بادشاہوں جیسی شان:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان تھی کہ کوئی بھی پاس بیٹھا ہوتا آپ اشراق یا چاشت کا وقت آنے پر وضو کر کے وہیں نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے۔ یہ بھی نہیں کہ کچھ کہہ کر اٹھیں کہ میں نماز پڑھ لوں یا اٹھنے کی اجازت لیں۔ جہاں کھانے کا وقت آیا عصا لیا اور چل دیئے چاہے کوئی نواب ہی کا بچہ بیٹھا ہو۔ بادشاہوں کی سی شان تھی۔ اول تو بات ہی کم کرتے تھے اور اگر کچھ مختصر سی بات کہنی ہوتی تو جلدی سے ختم کر کے تسبیح لے کر ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ کسی نے کوئی بات پوچھی تو جواب دے دیا اور اگر نہ پوچھی تو کوئی گھنٹوں بیٹھا رہے آپ خاموش رہتے

دوسروں کو اپنے سے افضل سمجھنا:

ایک بار حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ایک بات پر بڑا رشک آیا ہے کہ آپ کی نظر فقہ پر بہت اچھی ہے۔ ہماری نظر ایسی نہیں۔ بولے، جی ہاں! ہمیں کچھ جزئیات یاد ہو گئیں تو آپ کو رشک ہونے لگا اور آپ مجتہد بنے بیٹھے ہیں ہم نے کبھی آپ پر رشک ہی نہیں کیا۔ اس طرح کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ انہیں اپنے سے بڑا سمجھتے اور یہ انہیں بڑا سمجھتے۔

تصوف کا حاصل:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہم کو پہلے سے خبر ہوتی کہ تصوف میں اخیر کیا چیز حاصل ہوتی ہے تو میاں ہم کچھ بھی نہ کرتے۔ مدتوں کے بعد معلوم ہوا کہ جس کے لئے اتنے مجاہدات و ریاضت کئے تھے وہ ذرا سی بات تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرتؒ نے تو عالی ظرفی کی وجہ سے اس ذراسی بات کو نہیں بتلایا میں اپنی کم ظرفی کی وجہ سے بتلاتا ہوں کہ وہ ذراسی چیز کیا ہے جس کے حاصل ہونے کے لئے اتنی محنتیں کرنی پڑتی ہیں۔ وہ یہی ہے کہ یہ تبدیلی تعلق مع اللہ پیدا کرنے والی ہے اور تعلق مع اللہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور تعلق مع اللہ کو بڑھانے والی ہے

گناہ ہو جائے تو توبہ کرلو:

حضرت حافظ ضامن صاحب ﷫ کے ایک خلیفہ تھے۔ ان کے یہاں ایک مرتبہ چوری ہوگئی۔ ان صاحب کا رئیسانہ مزاج تھا مگر اہل نسبت تھے۔ ان کے سامنے کسی نے ایک جولاہے کا نام لے دیا۔ وہ غازی تھا مگر کم وقعت تھا۔ ان صاحب نے اس کو بلایا، وہ ڈر گیا اور باتیں دریافت کرتے وقت خوف کی وجہ سے اس کے کلام میں لغزش ہوئی۔ اس وجہ سے اس پر کچھ شبہ ہوا اور ان صاحب نے اس کو مارا۔ وہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حقیقت حال بتائی۔ حضرت کو بہت ناگوار گزرا۔ آپؒ نے ان صاحب کو رقعہ لکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ سے سوال کریں کہ آپ نے اس غریب کو کس حجت شرعیہ سے مارا تو آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ اس جواب کو آپ تیار کرلیں۔

اس رقعہ کو پڑھ کر ان صاحب کا سر سے پاؤں تک سناٹا نکل گیا۔ پس گنگوہ پیدل پہنچے۔ حضرت اس وقت حجرے میں لیٹے تھے۔ باہر ایک طالبعلم بیٹھے تھے۔ ان صاحب نے اس طالب علم سے کہا کہ حضرت کو اطلاع کردو کہ ایک ناپاک کتا آیا ہے اگر منہ دکھانے کے قابل ہو تو منہ دکھائے ورنہ کسی کنوئیں میں ڈوب مرے تاکہ یہ عالم پاک ہو۔ طالب علم نے اطلاع کی۔ حضرت نے بلا لیا۔ ان صاحب نے کہا، حضرت! میں تو تباہ ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا، کیوں قصہ پھیلایا ہے؟ گناہ ہو گیا ہے تو توبہ کرلو یہی علاج ہے۔

توسل کا مسئلہ:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے توسل کے مسئلہ میں اشکال تھا۔ اس کو حل کرنے کے لئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گنگوہ حاضر ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی نہ رہی تھی۔ سلام کے بعد میں نے اس خیال سے کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کی آواز سے مجھے پہچان لیا ہوگا عرض کیا کہ توسل۔ کے مسئلہ میں کچھ پوچھنا ہے۔ فرمایا کہ کون پوچھتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اشرف علی۔ فرمایا کہ تعجب ہے۔ بس اتنی گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد مجھے بھی کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور تھانہ بھون واپس آ گیا۔ مگر اس مسئلہ میں ایسا شرح صدر ہوا کہ کوئی اشکال باقی نہ رہا۔ میں نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ تصنیف کیا اس میں مسئلہ توسل کو خوب شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔

پائیدار دوستی کی علامت:

آج کل دوستی کا نام ہی رہ گیا ہے۔ ورنہ حقیقت تو قریب قریب مفقود ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حافظ محمد احمد صاحبؒ اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحبؒ حاضر تھے۔ جن کی دوستی مشہور ومعروف تھی۔ حضرتؒ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کبھی تم میں اور ان میں لڑائی بھی ہوئی ہے۔ عرض کیا کہ حضرت کبھی کبھی ہو جاتی ہے۔ فرمایا یہ دوستی پائیدار ہے۔ درخت وہ مستحکم ہوتا ہے کہ جس پر آندھی آ چکی ہو پھر اپنی جڑوں کو نہ چھوڑا ہو۔ بس دوستی بھی وہی ہے کہ باہم لڑائی بھی ہو جائے اور پھر تعلقات بھی باقی رہیں۔

حب جاہ کا نقصان:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شیخ اور مرید کا قصہ سنایا کہ مرید بہت عبادت و

www.besturdubooks.wordpress.com

ریاضت کرتا تھا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ شیخ نے بہت وظائف تبدیل کیے اور تدبیریں اختیار کیں لیکن اس کے باطنی حالات درست ہوتے نظر نہ آئے۔ پھر ایک تدبیر کی جو حب جاہ اور ظاہری عزت کے خلاف تھی۔ وہ یہ کام نہ کرسکا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ طالب جاہ تھا۔ یہی طلب جاہ اس کے راستے کی رکاوٹ بن گئی تھی۔

بے ادبی تصوف میں رہزن ہے:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ بیان فرماتے تھے کہ ایک عالم حضرت میاں نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کچھ گستاخانہ الفاظ کہا کرتے تھے۔ آخر کار تنبیہ ہوئی۔ انہوں نے توبہ کی اور حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کرلیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد تنہائی میں ان سے فرمایا کہ میاں اس طریق کی بنیاد اخلاص پر ہے۔ اس لئے تم سے بات چھپانا نہیں چاہتا۔ بات یہ ہے کہ جب میں تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہوں تو تمہارے وہ سب کلمات جو تم نے پہلے کہے تھے میرے سامنے آکر حائل ہوجاتے ہیں۔ ہر چند تمہیں نفع پہنچانے کی کوشش کرتا ہوں مگر اس کی صورت نہیں بنتی۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم کسی اور سے بیعت کرلو۔ میں تمہاری سفارش کردوں گا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان کے نزدیک یہ کوئی حسد و کینہ نہیں بلکہ غیر اختیاری امر ہوتا ہے۔ جس کا انسان مکلف نہیں۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہونے کے بعد ہدایت فرمائی کہ تم میرے سامنے نہ آیا کرو۔ مجھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا صدمہ تازہ ہوجاتا ہے۔ وہ تمہارے لئے مضر ہوگا۔

صاحب کشف کو دعا سے عار:

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حج کی غرض سے جس جہاز

www.besturdubooks.wordpress.com

میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سوار تھے اس میں ایک شخص اور بھی سوار تھا جو کئی مرتبہ پہلے بھی حج کو گیا تھا مگر اس کو حج نصیب نہ ہوا تھا۔ وہ شخص جہاز میں سوار تو ہو گیا مگر خبر ملی کہ حج کا وقت آخر ہو گیا ہے۔ اگر جہاز نے راستے میں پڑاؤ کیا تو وقت پر نہ پہنچ سکے گا۔ یہ سن کر وہ شخص وہیں اتر پڑا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ حج ضرور مل جائے گا۔ مگر وہ شخص پھر بھی دوبارہ سوار نہ ہوا۔ کسی نے کہا اس کے لئے دعا فرمائیں کہ اس کو بھی حج کی توفیق نصیب ہو جائے۔ فرمایا، جی نہیں چاہتا اور دعا نہ فرمائی۔ جب جہاز کامران کے قریب پہنچا تو لوگوں نے جہاز کے کپتان سے کہا کہ اگر جہاز کامران میں کھڑا کیا تو ہم تم کو قتل کر دیں گے اور چھرا نکال کر خوب ڈرایا۔ کپتان نے ڈر کر جہاز سیدھا جدہ جا کر لگایا۔ کپتان پر اس وجہ سے کئی ہزار روپیہ جرمانہ ہوا۔ حجاج کو اتار دیا گیا کہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس جہاز میں نہ آتے تو اہل جہاز میں سے کسی کو بھی حج نصیب نہ ہوتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا مقام:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرض موت میں مبتلا ہوئے تو بمقتضائے بشریت بچوں کی صغرسنی کا تردد ہوا۔ چنانچہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کس لئے فکرمند ہو جیسی تمہاری اولاد ویسی ہی میری اولاد۔ چنانچہ آنکھ کھلنے پر آپ کو اطمینان نصیب ہو گیا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد عالم ہوئی اور بڑے مرتبے پر پہنچی اور تمام بیٹے بڑے صاحب کمال ہوئے۔

صبر ہو تو ایسا:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے جوان صاحبزادے کا انتقال ہو گیا۔ لوگ تعزیت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے آتے تو چپ بیٹھے رہتے کہ کیا کہیں؟ اہل اللہ کا رعب ہوتا ہے، کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ کچھ کہے اور آخر کہتے بھی تو کیا کہتے؟ اگر کہتے رنج ہوا تو اس کے اظہار کی کیا ضرورت تھی؟ اگر کہتے صبر کیجئے تو وہ خود صبر کئے بیٹھے تھے۔ آخر ہر جملہ خبریہ کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ہونی چاہئے۔ بڑی دیر کے بعد آخر ایک نے ہمت کر کے کہا کہ حضرت بڑا رنج ہوا۔ فرمایا معلوم ہے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر سارا مجمع چپ ہو گیا۔ لوگ آتے تھے اور چپ ہو کر بیٹھ کر چلے جاتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا صدمہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر ہوا تھا کہ دست لگ گئے تھے اور کھانا موقوف ہو گیا تھا لیکن کیا مجال کہ کوئی ذکر کر دے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس موقع پر حاضر ہوا۔ اب میں متحیر تھا کہ کیا کہوں؟ آخر چپ ہو کر بیٹھ رہا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر اتنے بڑے صدمات پڑے لیکن کیا مجال کہ کسی معمول میں ذرا سا فرق آ جائے۔ چاشت، تہجد، اوابین، کوئی معمول قضا تو کیا کبھی مؤخر بھی نہیں ہونے پایا۔ یہاں تک کہ کھانا سامنے آیا تو اسے بھی اللہ کی نعمت سمجھ کر کھا لیا۔ یہ شان تھی کہ کسی طرز سے پتہ نہ چلتا تھا کہ چہرہ سے، نہ زبان سے، وہی معمولات وہی اذکار، وہی تعلیم و تلقین۔ کسی معمول میں ذرا فرق نہیں آتا تھا۔ واللہ یہ تعلق مع اللہ کی قوت ہے۔ انسان کو وہ استقامت بن جاتا ہے۔

مساکین کا تبرک:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے۔ جب تندرست ہوئے تو آپ کے صاحبزادے نے شکریہ میں بہت سے لوگوں کی دعوت کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خاص خادم سے فرمایا کہ جب غریب لوگ کھانا کھا چکیں تو ان کے سامنے کا بچا ہوا کھانا میرے پاس لے آنا کہ وہ تبرک کھاؤں گا اور یہ خیال نہ کرنا کہ ان کا بدن صاف نہیں، ان کے کپڑے صاف نہیں اور اس کو تبرک اس لئے قرار دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ وہ لوگ مومن ہیں، خدا کے محبوب ہیں، حدیث میں آیا ہے یا عائشۃ قربی المسکین۔ چنانچہ وہ کھانا حضرت کے پاس لایا گیا اور حضرت نے اسے رغبت سے کھا لیا۔اس سے ان کی تواضع اوراتباع سنت کی نشاندہی ہوتی ہے۔

تواضع:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ان کے ہاں ایک بڑے عہدیدار شخص مہمان آئے۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو حضرتؒ نے اپنے ساتھ ان کو بٹھلایا۔ چونکہ وہ بڑے آدمی سمجھے جاتے تھے اس کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر دوسرے غریب طلبہ مہمان پیچھے ہٹے۔حضرت نے فرمایا، صاحبو! آپ لوگ کیوں ہٹ گئے کیا اس وجہ سے کہ ایک عہدیدار میرے ساتھ بیٹھا ہے۔خوب سمجھ لیجئے کہ آپ لوگ میرے عزیز ہیں میں جس قدر آپ کو معزز سمجھتا ہوں اس کے سامنے ان کی کچھ بھی وقعت نہیں چنانچہ سب غریب طلبا کو بھی ساتھ بٹھلا کر کھانا کھلایا۔

ایک مرتبہ حضرت حدیث شریف کا درس دے رہے تھے۔ ابر ہو رہا تھا کہ اچانک بوندیں پڑنا شروع ہوگئیں۔ جس قدر طالب علم شریک درس تھے سب کتابوں کی حفاظت کے لئے کتابیں اٹھا کر بھاگے اور سہ دری میں پناہ لی۔ پھر کتابیں رکھ کر جوتے اٹھانے چلے۔صحن کی طرف رخ کیا تو دیکھتے ہیں کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سب کے جوتے جمع کر کے لا رہے ہیں۔طلبا نے کہا کہ حضرت! آپ نے یہ کیا کیا؟ فرمایا، جو لوگ قال اللہ اور قال الرسول پڑھتے ہوں رشید احمد ان کے جوتے نہ اٹھائے تو اور کیا کرے؟

ایک ڈاکو کی حکایت:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ڈاکو کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ کسی بستی میں

www.besturdubooks.wordpress.com

لب دریا اپنا بھیس بدل کر جھونپڑی ڈال کر اللہ اللہ کرنے لگا۔ لوگوں کو اس سے عقیدت ہوئی اور اس کے پاس آنے لگے۔ بعضے مرید ہو کر وہیں ذکر و شغل میں مصروف ہو گئے۔ اللہ کی قدرت کہ بعضے ان میں صاحب مقام بھی ہو گئے۔ ایک دن ان پیر صاحب کے بعض مرید مراقب ہوئے کہ دیکھیں اپنے پیر کا مقام کیا ہے؟ مگر وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ ہر چند مراقبہ کیا مگر کچھ ہوتا تو نظر آتا۔ ناچار ہو کر اپنے شیخ سے کہا۔ شیخ میں چونکہ ذکر اللہ کی برکت سے صدق کی شان پیدا ہو چکی تھی اس نے سب قصہ صاف کہہ دیا کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ ایک ڈاکو ہوں۔ سب نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ کو بھی صاحب مقام بنا دیا۔

بیعت ہونے کی برکت:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک گاؤں کا رہنے والا آدمی مرید ہونے کے لئے آیا۔ حضرتؒ نے کلمات بیعت پڑھا دیئے۔ جن کا حاصل معاصی سے توبہ ہے۔ جب توبہ کر لی تو کہتا ہے، مولوی جی! افیون سے تو توبہ کرائی نہیں؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، مجھے کیا خبر کہ تو افیم کھاتا ہے۔ اچھا یہ بتلا کہ کتنی کھاتا ہے؟ جس قدر کھاتا ہے میرے ہاتھ پر رکھ دے۔ مگر اس نے جیب سے افیون کی ڈلی نکال کر دور پھینکی کہ مولوی جی! توبہ ہی جب کر لی تو اب کیا کھائیں گے؟ گھر گیا تو دست شروع ہو گئے۔ اس کی خبر حضرت گنگوہیؒ کو پہنچی۔ مرتے مرتے بچا مگر اچھا ہو گیا۔ تندرست ہو کر دوبارہ حضرتؒ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؒ نے پوچھا کون؟ کہا میں ہوں افیون کھانے والا۔ اور سارا قصہ بیان کیا۔ اس کے بعد دو روپے پیش کئے۔ حضرت نے کسی قدر عذر کے بعد دلجوئی کے لئے قبول فرما لئے۔ وہ دیہاتی نوجوان کہنے لگا، اجی مولوی جی! یہ تو آپ نے پوچھا ہی نہیں یہ کیسے روپے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا، بھائی! خود ہی بتلا دو۔ کہنے لگا، یہ روپے افیون کے ہیں۔ حضرتؒ نے پوچھا،

افیون کے کیسے؟ کہا کہ دو روپے کی افیون مہینہ میں کھاتا تھا جب توبہ کر لی تو نفس بڑا خوش ہوا کہ دو روپے ماہوار بچت ہوگی۔ مگر میں نے نفس سے کہا کہ یاد رکھ تیرے پاس یہ رقم نہ چھوڑوں گا۔ بلکہ توبہ کے وقت ہی نیت کر لی تھی کہ جتنے روپوں کی افیون کھاتا تھا وہ روپے حضرت کو دیا کروں گا۔ یہ بیعت کی برکت ہے کہ ایک دیہاتی شخص کو دین کی سمجھ ایسی آئی کہ دین دنیا کی آمیزش کو سمجھ گیا۔

شیخ کی معرفت:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص میرے ایک مرید کو ہٹا دے تو فی مرید ایک آنہ اور مولوی کو ہٹانے پر فی مولوی چار آنے لے لے۔ غرض یہ تھی کہ جو شخص نادان ہے اس کو شیخ سے بھی برائے نام محبت ہوگی۔ نادان کی دوستی رہ نہیں سکتی وہ معمولی بات کو بھی بزرگی کے خلاف سمجھے گا اور غیر معتقد ہو جائے گا۔ اس کی نظر جہل کے سبب عیوب کی طرف زیادہ ہوگی اور کمالات کو تو وہ جانتا ہی نہیں۔ ان پر تو اس کی نظر کیا ہوتی سچی محبت اسی کو ہوگی جس کو شیخ کی معرفت ہوگی اور شیخ کی معرفت اس کی اتباع سے ہوگی۔

چیلہ اور گرو بننے کی تمنا:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، آج کل لوگ مرید نہیں بنتے، گرو بنتے ہیں۔ فرمایا، ایک شخص ایک گرو کے پاس گیا اور کہا مجھے اپنا چیلہ بنا لو۔ اس نے کہا چیلہ بننا بڑا مشکل ہے تو اس نے کہا پھر گرو ہی بنا لو۔

سادگی:

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدل سفر کر کے اس وقت گنگوہ پہنچے کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ اور نماز شروع ہونے کو تھی۔ لوگوں نے دیکھ

کر خوشی میں کہا، مولانا آ گئے، مولانا آ گئے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مصلے پر پہنچ چکے تھے یہ سن کر نگاہ اٹھا کر مولانا کو دیکھا تو مصلے سے واپس آ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور حضرت مولانا محمد یعقوبؒ سے نماز پڑھانے کے لئے فرمایا۔ مولانا سیدھے مصلے پر پہنچے، چونکہ پیدل سفر کر کے تشریف لائے تھے اس لئے پاجامہ کے پائنچے چڑھے ہوئے تھے اور پاؤں گرد آلود تھے۔ جب حضرت گنگوہی ﷫ کی جگہ پر پہنچے تو حضرتؒ نے صف میں سے آگے بڑھ کر اپنے رومال کے ساتھ پہلے ان کے پاؤں کی گرد صاف کی پھر پائنچے اتارے اور فرمایا، اب نماز پڑھایئے اور خود واپس آ کر صف میں کھڑے ہو گئے۔ مولانا یعقوب صاحب ﷫ نے نماز پڑھائی۔ حضرت گنگوہی ﷫ نے بعد میں کسی سے فرمایا کہ مجھے اس سے بے حد مسرت ہوئی کہ مولانا نے انکار نہیں فرمایا بلکہ میری درخواست قبول فرمائی۔

دین و دنیا کا نقصان:

۔ حضرت گنگوہی ﷫ سے ایک مرید نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے روشنی نظر آتی ہے اور اس میں سنہری حروف سے کچھ لکھا ہوتا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا، تم علاج کراؤ اور ذکر و شغل وغیرہ چھوڑ دو، تمہارے دماغ میں خشکی ہے اور یہ مقدمہ ہے جنون کا۔ اس نے کہنا نہ مانا، نہ علاج کرایا اور نہ کام کو چھوڑا۔ آخر خشکی بڑھی اور جنون ہو گیا بلکہ برہنہ مارے مارے پھرتے تھے۔ نہ نماز رہی نہ روزہ۔ حضرت نے ان کو وصیت فرمائی تھی کہ کھایا پیا کرو اس سے قوت آئے گی اور یہ فرمایا تھا، دیکھو! حدیث میں آیا ہے کہ

المومن القوی خیر من المومن الضعیف و فی کل خیر

(یعنی مومن قوی، مومن ضعیف سے بہتر ہے اور ہر ایک میں خیر ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز میں گریہ وزاری:

حق تعالیٰ کی عظمت اور جلالت شان چونکہ آپ کی رگ رگ میں پیوست تھی اس لئے آپ جب اپنے آقا و مالک حقیقی کے حضور میں دست بستہ کھڑے ہوتے اور نوافل میں قرأت قرآن مجید شروع فرماتے تو عموماً آپ پر گریہ طاری ہو جاتا اور پڑھتے پڑھتے رک جاتے تھے۔ سسکیاں آپ کا حلق تھام لیتی تھیں اور آہ و بکا پر مجبور کرنے والی حالت آپ کو ساکت و صامت بنا دیا کرتی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہتے اور مصلے پر موتیوں کی طرح گرتے۔ مولوی عبدالرحمان صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں گنگوہ حاضر ہوا۔ رمضان کا مہینہ تھا اور تراویح میں کلام اللہ شریف حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سنایا کرتے تھے۔ ایک شب آپ نے تراویح شروع کی میں بھی جماعت میں شریک تھا۔ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے آپ اس رکوع پر پہنچے جس میں خوف وخشیت دلایا گیا تھا۔ حالانکہ جماعت میں نصف سے کم لوگ عربی زبان سمجھنے والے تھے اور باقی سب ناواقف تھے۔ مگر آپ کی قرأت سے اس رکوع کی خشیت کا اثر سب پر پڑ رہا تھا۔ کوئی روتا تھا اور کسی کے بدن پر لرزہ طاری تھا۔ اس رکوع کے بعد جب آپ نے دوسرا رکوع شروع کیا تو اس میں رحمت خداوندی کا بیان تھا۔ اس وقت دفعتاً تمام جماعت پر سرور طاری ہو گیا اور پہلی حالت یکلخت تبدیل ہو گئی خشیت والی کیفیت انس میں بدل گئی۔

نماز قضا کرنا گوارا نہ کیا:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی اخیر عمر میں آنکھوں میں نزول آب ہو گیا تھا۔ خدام نے آنکھ بنوانے پر اصرار کیا مگر آپ نے انکار فرما دیا۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے وعدہ کیا کہ حضرت کی کوئی نماز قضا نہ ہونے دوں گا۔ فجر اول وقت اور ظہر آخر وقت میں

پڑھ لیں البتہ چند روز تک سجدہ زمین پر نہ فرمائیں بلکہ اونچا تکیہ رکھ کر اس پر کر لیں۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ چند دن کی نمازیں تو بہت ہوتی ہیں ایک سجدہ بھی اس طرح کرنا گوارا نہیں۔

ریاضت و مجاہدہ:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت و مجاہدہ کی یہ حالت تھی کہ دیکھنے والوں کو رحم آتا اور ترس کھاتے تھے۔ چنانچہ اس پیرانہ سالی میں، جب کہ آپ ستر سال کی عمر سے متجاوز ہو گئے تھے، کثرت عبادت کا یہ عالم تھا کہ دن بھر کا روزہ اور بعد مغرب 20 رکعت صلوٰۃ الاوابین پڑھا کرتے تھے۔ جس میں اندازاً دو پارے سے کم تلاوت نہیں ہوتی تھی۔ پھر اس کے ساتھ رکوع اور سجدہ اتنا طویل کہ دیکھنے والوں کو سہو کا گمان ہو۔ نماز سے فارغ ہو کر مکان تک آنے جانے اور کھانا کھانے کے لئے مکان پر ٹھہرنے میں کئی پارے تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

مرشد کی جانب سے ایک امتحان:

تھانہ بھون کے قیام کے دوران حضرت حاجی صاحب ﷫ نے آپ کے صبر وتحمل اور ضبط کا امتحان لیا۔ جس کے متعلق حضرت گنگوہی ﷫ خود ہی فرماتے ہیں کہ تھانہ بھون میں مجھ کو رہتے ہوئے چند روز گزرے تو میری غیرت نے حضرت حاجی صاحبؒ پر کھانے کا بوجھ ڈالنا گوارا نہ کیا۔ آخر میں نے یہ سوچ کر کہ دوسری جگہ انتظام کرنا بھی دشوار اور ناگوار ہوگا۔ رخصت چاہی مگر حاجی صاحب ﷫ نے اجازت نہ دی اور فرمایا، کہ چند روز اور ٹھہرو۔ میں خاموش ہو گیا۔ قیام کا قصد تو کر لیا مگر اس کے ساتھ یہ فکر ہوا کہ کھانے کا انتظام کسی دوسری جگہ کرنا چاہیے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حاجی صاحبؒ مکان پر تشریف لے جانے لگے تو میرے وسوسہ پر مطلع

ہو کر فرمایا، میاں رشید احمد! کھانے کی فکر مت کرنا۔ ہمارے ساتھ کھائیو۔ دوپہر کو کھانا مکان سے آیا تو ایک پیالہ میں نہایت لذیذ کوفتے تھے اور دوسرے پیالے میں معمولی سالن تھا۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دستر خوان پر بٹھایا مگر کوفتوں کا پیالہ مجھ سے دور ہی رکھا۔ اتنے میں حضرت حافظ محمد ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ کوفتوں کا پیالہ مجھ سے دور رکھا دیکھ کر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا، بھائی صاحب! رشید احمد کو اتنی دور ہاتھ بڑھانے میں تکلیف ہوتی ہے، اس پیالہ کو ادھر کیوں نہیں رکھ لیتے۔ حاجی صاحب نے جواب دیا، اتنا بھی غنیمت ہے کہ اپنے ساتھ کھلا رہا ہوں، جی تو چاہتا تھا کہ چوڑھوں چماروں کی طرح الگ ہاتھ پر روٹی رکھ دیتا۔ اس فقرہ پر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے چہرے پر نظر ڈالی کہ کچھ تغیر تو نہیں آیا مگر الحمد للہ میرے قلب پر بھی اس کا کچھ اثر نہ تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ حقیقت میں جو کچھ آپ فرما رہے ہیں سچ ہے۔ اس دربار کی روٹی کا ملنا کیا تھوڑی نعمت ہے، جس طرح بھی ملے بندہ نوازی ہے۔ اس کے بعد حضرتؒ نے کبھی امتحان نہ لیا۔

کسی کے لئے کبھی بددعا نہ کی:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک صاحب سے تکلیف پہنچی اس پر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس احتمال سے کہ کہیں حضرت بددعا نہ کر دیں۔ حضرت سے عرض کیا کہ حضرت! بددعا نہ کیجئے گا۔ اس پر حضرت گھبرا گئے اور فرمایا توبہ توبہ مسلمان کے لئے کہیں بددعا بھی کیا کرتے ہیں۔ استغفر اللہ!!!

عاجزی وانکساری:

ایک دفعہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام بدن دبا رہے تھے کہ ایک بے

تکلف دیہاتی نے سوال کیا۔ کہ مولوی جی آپ تو بہت ہی دل میں خوش ہوتے ہوتے ہوں گے کہ لوگ خوب خدمت کر رہے ہیں۔ فرمایا، بھائی جی! جی تو خوش ہوتا ہے کیونکہ راحت ملتی ہے لیکن الحمدللہ بڑائی دل میں نہیں آتی۔ یہ دل میں نہیں آتا کہ میں بڑا ہوں اور یہ چھوٹے ہیں اور خدمت کر رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ دیہاتی بولا، اجی مولوی جی! اگر یہ دل میں نہیں آتا تو بس پھر خدمت لینے میں کچھ حرج نہیں۔ اس دیہاتی نے صحیح نتیجہ اخذ کر لیا۔

کسب حلال کے لئے کوشش:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ زمانہ طالب علمی کے بعد اپنا بار کسی دوسرے پر ڈالنا نہیں چاہتے تھے کہ اسی دوران میں ایک جگہ سے قرآن شریف کے ترجمہ پڑھانے کی ملازمت سات روپے میں آئی۔ آپ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت چاہی۔ انہوں نے منع فرما دیا۔ اور کہا کہ اس کو منظور نہ کرو اور زیادہ کی آوے گی۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ سہارنپور کے رئیس نواب شائستہ خان نے اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے دس روپے تنخواہ پر بلایا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تو دنیا کی نگاہ میں بہت اونچے تھے مگر اپنی نگاہ میں چھوٹے تھے۔ اس لئے دس روپوں کو اپنے حیثیت سے زیادہ سمجھ کر قبول کر لیا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا، اگر صبر کرتے تو اور زیادہ کی آتی۔ آپ نے چھ ماہ یہ ملازمت اختیار فرمائی تاکہ کسب حلال کا فریضہ بھی ادا ہو جائے اور بعد والوں کے لئے تعلیم پر اجرت لینے کا راستہ بھی کھل جائے۔

تواضع اور مروت:

ایک مرتبہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے لئے ایک عالم مولوی

وہاج الدین صاحب رائے پور آئے۔رات زیادہ ہو چکی تھی۔سفر کی تکان بہت تھی۔ایک طرف لیٹ کر سو گئے۔ذرا دیر بعد آنکھ کھلی دیکھا تو ایک شخص پاکٹی پر بیٹھا آہستہ آہستہ ان کے پاؤں دبا رہا ہے مگر اس احتیاط سے کہ آنکھ نہ کھل جائے۔اول تو یہ سمجھے کہ شاید حضرتؒ نے کسی خادم کو بھیج دیا مگر پھر غور کی نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ یہ تو خود حضرتؒ ہیں۔یہ گھبرا کر اٹھے اور کود کر چارپائی سے نیچے آئے کہ حضرت! یہ کیا غضب کیا؟ فرمایا، بھائی! اس میں حرج کیا ہے، آپ کو تکان ہو گیا تھا بس آپ لیٹے رہئے، آرام مل جائے گا۔انہوں نے کہا، بس حضرت! معاف فرمائیے، باز آیا ایسے آرام سے کہ آپ سے پاؤں دبواؤں۔

حضرت کا رعب:

مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک کلکٹر گنگوہ آیا اور کسی سے یہ خواہش ظاہر کی کہ شاملی کے میدان میں مولانا گنگوہی ﷫ نے جہاد کیا، میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔وہ اپنے بنگلہ سے چلا ادھر حضرت اپنی سہ دری سے اٹھ کر کمرہ میں تشریف لے گئے اور کواڑ بند کر لئے۔کلکٹر آیا اور کچھ دیر سہ دری میں بیٹھا رہا۔پھر اٹھ کر چلا گیا۔تب حضرت حجرہ سے باہر تشریف لائے۔کچھ مدت کے بعد پھر وہی کلکٹر گنگوہ آیا۔بعض خدام نے عرض کیا کہ حکومت دارالعلوم دیوبند کی طرف سے بہت بدظن ہے، حضرت! کلکٹر سے ملاقات فرمالیں تو دارالعلوم کے لئے مفید ہے اور خطرات سے حفاظت کی توقع ہے۔فرمایا، بہت اچھا۔پالکی میں سوار ہوئے اور کلکٹر کے بنگلہ پر تشریف لے گئے۔علمائے عصر بھی اس پالکی کو اٹھا کر لے جانے والے تھے۔جب پالکی بنگلہ پر پہنچی تو کلکٹر خود ہی بنگلہ سے باہر آیا۔سامنے آ کر مصافحہ کے لئے خود ہی ہاتھ بڑھایا۔حضرت قدس سرہ نے بھی مصافحہ فرمایا۔مگر نگاہ نیچی رکھی، اوپر نہیں اٹھائی اور اس کی صورت نہیں دیکھی۔کلکٹر نے کہا کہ ہمیں کچھ

نصیحت کرو۔ حضرت نے فرمایا کہ انصاف کرو اور مخلوق خدا پر رحم کرو۔ یہ کہہ کر پالکی میں سوار ہوئے اور واپس تشریف لے آئے۔ کلکٹر نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون آدمی تھا؟ ہمارا دل اس کو دیکھ کر کانپ رہا تھا۔ اس کو بتلایا گیا کہ یہ وہی مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں جن کی زیارت کا آپ کو شوق تھا۔

اتباعِ سنت:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ کی اتباعِ سنت ضرب المثل ہے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ مسجد سے بایاں پاؤں نکالنا اور جوتا سیدھے پاؤں میں پہننا سنت ہے۔ دیکھیں حضرت ان دونوں کو کیسے جمع فرماتے ہیں، لوگوں نے اس کا اندازہ کیا۔ جب حضرت مسجد سے نکلنے لگے تو آپ نے پہلے بایاں پاؤں نکال کر جوتے پر رکھا پھر سیدھا پاؤں نکالا تو جوتے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد بائیں پاؤں میں جوتا پہنا۔

حساس طبیعت:

تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ آپ تمام حواس کے اعتبار سے نہایت ذکی تھے۔ بیسیوں تعجب انگیز قصے آپ کے کمالِ ادراک کے مشہور ہیں۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بھائی عبدالرحمٰن صاحب فرماتے تھے کہ مجھے چائے کا بہت شوق تھا اور اپنے ہاتھ سے پکایا کرتا تھا۔ حضرت نے جب بھی چائے پی تو فرمایا، چائے میں کچے پانی کا ذائقہ آتا ہے۔ عبدالرحمٰن صاحب نے ایک روز دل میں کہا کہ اچھا، آج اس قدر پکاؤں گا کہ پانی بھاپ بن جائے۔ چنانچہ کئی گھنٹے تک پکا کر تیار ہوئی اور حضرت کو پلائی تو فرمایا کہ کچے پانی کا ذائقہ اس میں بھی ہے۔ انہوں نے عرض کیا، حضرت! یہ وہم کا درجہ ہے۔ پھر خیال ہوا کہ اس میں کچھ دودھ گھر سے لا کر ڈالا تھا جو ابلا ہوا تھا۔ پوچھ کر آتا ہوں کہ کہیں اس میں تو پانی نہیں تھا۔

آخر گھر جا کر معلوم ہوا کہ گھر کے لوگوں نے اس میں کچھ پانی ڈال دیا تھا۔

جن ایام میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی حضرت کے لئے چائے پکایا کرتے تھے، کئی دن ایسا قصہ پیش آیا کہ جب حضرت کو چائے پلائی، حضرت نے فرمایا کچے پانی کی بو آتی ہے۔ ہر چند مولوی صاحب نے چائے کو جوش دینے کی کوشش کی مگر ہر دفعہ حضرت نے یہی فرمایا کہ کچے پانی کی بو آتی ہے۔ آخر بڑے پریشان ہوئے کہ بات کیا ہے؟ پانی کو بہت پکاتا ہوں پانی ابال کر ڈالتا ہوں پھر کچا پانی کیسا؟ آخر بہت غور کے بعد پتہ چلا کہ جس پیالی میں چائے ڈالی جاتی ہے اس کو دھو کر خشک نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ اگلے دن پیالی کو دھو کر خشک کر کے چائے ڈالی اور حضرت کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت نے چائے پی اور فرمایا آج کچے پانی کی بو نہیں ہے۔

حضرت کے مہمان سہ دری میں بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ فراغت پر دسترخوان اٹھا کر بوریہ بستر جھاڑ دیا جاتا تھا۔ مگر حضرت تشریف لاتے تو جو کھانا کھایا جا چکا ہوتا تھا اس کا نام لے کر فرماتے کہ فلاں کی خوشبو ہے۔ ایک مرتبہ کھانا کھاتے ہوئے فرمایا، اس میں کوتھمیر کی خوشبو آتی ہے۔ ہر چند غور کیا مگر مجمع میں سے کسی کو احساس نہ ہوا۔ تحقیق کی تو پتہ چلا کہ پکی ہوئی ہنڈیا میں چار پانچ پتے ڈال دیئے گئے تھے۔

آپ کے ادراک کے متعلق ایسے ایسے عجیب اور حیرت انگیز قصے لوگوں نے دیکھے کہ بغیر دیکھے کہنے والے کی بات کا یقین بھی نہ آتا۔ ایک مرتبہ جمعہ کے بعد مجمع کثیر آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ مولوی محمد یحیٰی صاحب ﷫ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد الیاس ؒ جن کی عمر اس وقت دس گیارہ برس کی تھی، دبے پاؤں آئے اور چپکے ہی سے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ اچانک حضرت نے گردن اوپر اٹھائی اور فرمایا بچے کی سانس ہے۔ اسی وقت کسی نے کہا، حضرت! محمد الیاس آئے ہیں۔

ایک بار نمبردار فضل حق کا لڑکا اکرام الحق بعد نماز مغرب حاضر خدمت ہوا۔ حضرت کو خبر نہ تھی کہ کون کون موجود ہیں۔ جب کھانا کھانے کو مکان پر جانے لگے اور اکرام الحق کے قریب پہنچے تو حضرت ٹھہر گئے اور فرمایا نمبردار کی سی بو آتی ہے۔ تب کسی نے کہا کہ نمبردار کا لڑکا اکرام کھڑا ہے۔

نماز کا شوق اور غیبی حفاظت:

حضرت گنگوہی ﷫ کے بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ آپ کی عمر ساڑھے چھ سال تھی کہ آپ سے ایک ایسی کرامت حسیہ اور استقلال وتوکل کا ظہور ہوا کہ جس سے آپ کے مقبول بارگاہ خداوندی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ آپ بچپن ہی میں نماز کے پابند تھے۔ عام نمازوں کے اوقات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک دن شام کو ٹہلتے ٹہلتے قصبہ سے باہر نکل گئے وہاں غروب آفتاب کا وقت ہو گیا تو احساس ہوا کہ مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ پھولوں کی دو چھڑیاں ہاتھ میں لئے واپس گھر آئے اور والدہ کو چھڑیاں پکڑائیں کہ یہ رکھو میں نماز پڑھنے جاتا ہوں۔ جلدی سے مسجد میں داخل ہوئے تو جماعت کھڑی تھی۔ وضو کے لئے لوٹوں کی طرف بڑھے تو خالی پایا۔ دیر میں دیر ہوئی گھبرا کر پانی کھینچنے والے کنوئیں میں ڈول ڈالا، ڈول وزنی تھا۔ گھبراہٹ میں رسی پاؤں میں الجھ گئی اور ہاتھ پاؤں جماعت فوت ہونے کی وجہ سے پھولے ہوئے تھے۔ لہٰذا ذرا سا جھٹکا لگا اور آپ کنوئیں میں گر گئے۔ نمازیوں کو محسوس ہوا کہ کوئی کنویں میں گر گیا ہے۔ امام صاحب نے جلدی سے نماز پوری کرائی۔ تمام نمازی کنوئیں کی طرف لپکے اب ہر ایک کنوئیں میں جھانکنے لگا۔ اندر سے آواز آتی ہے ''گھبراؤ نہیں میں آرام سے بیٹھا ہوں'' قدرت حق تعالیٰ کی یہ ہوئی کہ ڈول الٹا پانی میں گرا۔ جب آپ گرے تو حواس مجتمع کر کے فوراً اس پر بیٹھ گئے۔ جب آپ کو باہر نکالا گیا تو معلوم ہوا کہ پاؤں کی چھوٹی انگلی میں معمولی سی

خراش آئی تھی۔

حضرت کے ہاتھ میں شفا:

ایک بار حضرت گنگوہی ﷬ کی والدہ صاحبہ کی خالہ بیمار ہوئیں اور سخت تکلیف کا سامنا ہوا۔ معدہ میں درد تھا جس نے بے چین کر رکھا تھا۔ حکیم مولوی محمد تقی صاحب اپنی خالہ کے معالج تھے۔ دوائیں پلاتے اور تدبیریں کرتے کئی روز گزر گئے۔ مگر مریضہ کو کوئی فائدہ محسوس نہ ہوا۔ حضرت کی عمر مبارک اس وقت کم وبیش 22 سال تھی۔ نانی جان نے آپ سے شکایت کی کہ ''مجھے محمد تقی کی دوا سے فائدہ نہیں ہوتا، بیٹے! تو بھی بڑا عالم فاضل ہے تو ہی کچھ کر اور کوئی ایسی دوا بتا جس سے میری تکلیف رفع ہو''۔ حضرت گنگوہی ﷬ نے اس وقت سکوت فرمایا اور کچھ جواب نہ دیا مگر نانی جان کی بے حد تکلیف پر دل میں خیال ضرور پیدا ہو گیا کہ اس طرف توجہ کروں۔ چنانچہ آپ وہاں سے اٹھے اور میزان الطب میں معدہ کی بحث نکال کر مطالعہ شروع فرمایا۔ غرضیکہ حضرت ﷬ نے نانی صاحبہ کا علاج فرمایا حکم خدا سے وہ صحت یاب ہو گئیں۔ اس سے مستورات میں چرچا ہو گیا اور پرانے پرانے مریض ٹوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دست مبارک میں شفا رکھ دی۔ جو مریض آتا آپ ''اکسیر اعظم'' اور ''میزان الطب'' کو غور سے دیکھ کر اس کی تشخیص و تجویز فرماتے۔ نتیجتاً اس کو آرام آ جاتا۔ آپ نے مطب کو بھی بطور پیشہ کے اختیار نہ کیا بلکہ خدمتِ خلق کا رجوع دیکھ کر انسان دوستی، خدا ترسی اور شفقت کی نگاہ سے اس کو کرتے تھے۔

ثابت قدمی:

مظفر نگر کے جیل خانہ میں آپ کو تقریباً چھ ماہ رہنے کا اتفاق ہوا اور اس زمانہ

میں آپ کے استقلال، عزم، ہمت اور ارادوں میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی۔ ابتدا سے لے کر انتہا تک آپ کی نماز ایک وقت بھی قضا نہیں ہوئی۔ حوالات کے دوسرے قیدی آپ کے معتقد ہو گئے تھے۔ ان میں سے بہت سے آپ کے مرید ہوئے۔ جیل خانہ کی کوٹھڑی میں با جماعت نماز ادا کرتے تھے۔ دعوت و ارشاد ظاہری و باطنی سے آپ کسی دن غافل نہیں ہوئے۔ وعظ و نصیحت کے ساتھ قرآن مجید کا ترجمہ لوگوں کو سناتے اور وحدانیت کا درس دیا کرتے تھے۔ جب عدالت میں جاتے تو جو دریافت کیا جاتا بے تکلف اس کا جواب دیتے۔ آپ نے کبھی کوئی کلمہ دبا کر یا زبان موڑ کر نہیں کہا۔ کسی وقت جان بچانے کی کوشش نہیں کی۔ جو بات کہی سچ کہی اور جس بات کا جواب دیا خدا کو حاضر ناظر جان کر واقعات اور حقیقت حال کے مطابق دیا۔ پوچھا گیا کہ تم نے سرکار کے مقابلے میں ہتھیار اٹھائے تم نے مفسدوں کا ساتھ دیا۔ کبھی حاکم دھمکاتا کہ ہم تجھے پوری سزا دیں گے۔ آپ فرماتے، کیا مضائقہ ہے؟ بالآخر چھ ماہ بعد آپ کی جیل سے رہائی ہوئی۔

سمجھانے کا دلچسپ انداز:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھاتے ہوئے ترجمہ اور معنی سلیس اور عام فہم الفاظ میں بیان فرماتے۔ طلبہ کے اعتراضات پر ذرا بھی چیں بجبیں نہ ہوتے۔ ایک دفعہ ایک طالب علم قرأت کر رہا تھا۔ ''عطارہ'' کا لفظ آیا۔ اس نے سمجھ لیا کہ یہ عطر سے مشتق ہے اور اس کا فلاں معنی ہے۔ بلا تکان آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک پٹھان طالب علم کو سمجھ نہ آیا اس نے قاری کے کہنی ماری اور کہا کہ ٹھہرو ہم نہیں سمجھا۔ چہ معنی عطارہ؟ ہم نہیں سمجھا۔ آپ نے فرمایا عطر فروش کی بیوی'' قاری پھر پڑھنے لگا، پٹھان نے تیسری دفعہ کہنی ماری اور تیز نظر سے دیکھا اور کہا ٹھہرو ہم نہیں سمجھا اس کا معنی۔ اس مرتبہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اونچی آواز سے فرمایا ''عطر بیچنے والے کا جورو''

www.besturdubooks.wordpress.com

اب پٹھان خوش ہوا اور کہا ''ہاں اب سمجھا'' ہاں بھائی آگے چلو''۔ سوالات کرنے والوں سے حضرت ﷫ خفا نہیں ہوتے تھے۔

طلب ہو تو ایسی:

حضرت گنگوہی ﷫ غربت وتنگدستی کے دور میں حرمین شریفین کی حاضری کے لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہے۔ آپ کی اقتصادی حالت اس قدر کمزور تھی کہ بمشکل اہل وعیال کی گزران ہوتی تھی۔ لیکن طلب سچی ہو تو اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرما دیتے ہیں۔

ڈپٹی عبدالحق رامپوری کا قصد حج کا ہوا۔ انہوں نے اپنے اہل وعیال اور متعلقین کا ایک جم غفیر ساتھ لیجانا چاہا۔ حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوری جو حضرت حافظ ضامن شہید ﷫ کے خلیفہ مجاز تھے اور ڈپٹی صاحب کے احباب میں سے تھے۔ ڈپٹی صاحب نے حکیم صاحب کو بھی ساتھ لیا۔ حکیم صاحب حضرت گنگوہی ﷫ کے عشاق میں سے تھے کیونکہ انہیں علم تھا کہ میرے پیر ومرشد نے حضرت گنگوہی ﷫ کے زانو پر جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ حکیم صاحب نے حضرت گنگوہی ﷫ کا ذکر کیا تو ڈپٹی صاحب بلا ادنیٰ تامل کے مان گئے بلکہ اس پر خوشی کا اظہار کیا کہ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت گنگوہی ﷫ جیسا محب رسول ﷺ و متبع سنت ہمارے قافلے میں شریک ہو۔ مولوی ابوالنصر جو حضرت گنگوہی ﷫ کے ماموں زاد بھائی، بچپن کے ساتھی اور جانثار رفیق تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ حضرت سفر حج پر جا رہے ہیں تو انہوں نے اپنا اثاثہ اونے پونے بیچ کر مع اہلیہ معیت اختیار کی۔ اُن دنوں سفر حج انتہائی دشوار تھا اور فریضہ حج کی ادائیگی سب فرائض سے مشکل تھی۔ ایسا بھی ہوتا کہ دخانی کشتیاں تین تین چار چار ماہ سمندر میں ہچکولے کھاتی رہتیں۔ آپ کے بحری سفر کے دوران سخت طوفان آیا۔ تمام مسافر گھبرا گئے۔ مگر آپ نہایت پر

سکون اور مطمئن تھے۔ لوگوں کی گھبراہٹ پر انہیں یہ کہہ کر تسلی دی کہ ’’بھئی! کوئی مرے گا نہیں، ہم تو کسی کے بلائے ہوئے جا رہے ہیں، خود نہیں جا رہے‘‘۔ اور جہاز جب اصلی حالت پر آیا تو کپتان نے گھڑی دیکھ کر بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طوفان کی وجہ سے ہمیں آٹھ دن کی مسافت تین دن میں طے کروا دی ہے۔ اللہ اکبر!

چائے میں برکت:

مولوی شریف حسین مدراسی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت کے دیوبند تشریف لانے پر وہ ایک برتن میں بڑی عمدہ چائے بنا کر لائے۔ دیکھا تو بیٹھک اشخاص سے بھری ہوئی تھی۔ سوچتے رہے کہ کس کو دوں اور کس کو نہ دوں۔ آخر یہ سوچ کر کہ خاص خاص حضرات کو پلا دیتا ہوں، دہلیز پر بیٹھ گئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا، مولوی شریف حسین! ایک طرف سے پلانا شروع کر دو۔ وہ پریشان تو ہوئے لیکن تعمیلِ ارشاد میں داہنے ہاتھ سے تقسیم کرنا شروع کر دی۔ تقریباً 25 آدمی مجمع میں موجود تھے سب نے چائے پی لی تو برتن کھول کر دیکھا تو اس میں ابھی چائے موجود تھی اور یہ برتن صرف چھ پیالی کا تھا۔

دھوپ گھڑی ملانے کا واقعہ:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ روزانہ 12 بجے دوپہر کو حجرہ کی گھڑیاں دھوپ گھڑی سے ملاتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ متواتر کئی دن ابر محیط رہا اور دھوپ نہ نکلی۔ جس دن دھوپ نکلی تو اس طرح کہ کبھی دھوپ کبھی بادل۔ حضرت بارہ بجے سے کچھ قبل گھر سے تشریف لائے اور مولوی علی رضا سے کہا کہ جب بارہ بجیں تو مجھے خبر کرنا اور خود قریب ہی ایک جگہ لیٹ گئے۔ جب وہ آئے تو دھوپ تھی لیکن جس وقت سایہ (12 بجے کے) خط کے قریب پہنچنے لگا تو دفعتاً ایک بہت بڑا بادل سورج

پوچھا گیا۔ گھبرا کر عرض کیا گیا کہ حضرت دھوپ چھپ گئی۔ آپ اٹھ کر دھوپ گھڑی کے پاس آ گئے۔ آپ کا آنا تھا کہ بادل درمیان سے پھٹ گیا اور آپ نے گھڑی ملالی۔

حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن قدس سرہ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی ۱۲۶۸ھ بمطابق 1851ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا ذوالفقار علی صاحب ایک جید عالم تھے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت عثمان غنی سے جا کر ملتا ہے۔

آپ نے قرآن پاک کا کچھ حصہ اور ابتدائی کتابیں مولانا عبداللطیف صاحب سے پڑھیں۔ ابھی آپ قدوری تہذیب وغیرہ پڑھ رہے تھے کہ ۱۲۸۳ھ میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی نے دارالعلوم دیوبند قائم کیا۔ آپ اس مدرسہ کے پہلے طالب علم بنے۔ ۱۲۸۶ھ میں آپ کتب صحاح ستہ کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ حدیث میں آپ کو مولانا قاسم نانوتوی، مولانا یعقوب نانوتوی کے علاوہ قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا شاہ عبدالغنی سے بھی اجازت حاصل ہے۔ آپ کو فارغ التحصیل ہونے سے پہلے ہی دارالعلوم دیوبند کا معین مدرس بنا دیا گیا۔ ابتدا میں آپ کے سپرد ابتدائی تعلیم پڑھانے کا کام کیا گیا۔ لیکن بہت جلد آپ کی علمی استعداد اور ذہانت ظاہر ہونے لگی اور رفتہ رفتہ آپ مسلم شریف اور بخاری شریف کی تدریس تک جا پہنچے۔ آپ کا زمانہ تدریس چوالیس سال سے زائد ہے۔ اس عرصہ میں اطراف اکناف عالم میں آپ کے تلامذہ پھیل گئے جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ آپ کے ممتاز تلامذہ میں مولانا اشرف علی

تھانوی ؒ، علامہ محمد انور شاہ کشمیری ؒ، علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ، مولانا حسین احمد مدنی ؒ، مفتی کفایت اللہ دہلوی ؒ، مولانا اصغر حسین دیوبندی ؒ، مولانا عبید اللہ سندھی ؒ، مولانا اعزاز علی ؒ، مولانا حبیب الرحمن عثمانی ؒ اور مولانا عبدالسمیع ؒ جیسے مشاہیر علم وفضل شامل ہیں۔

آپ شروع سے ہی نیک نیت اور نیک فطرت تھے۔اس کے ساتھ مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ کی محبت اور صحبت اور مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ کی توجہات نے آپ کو روحانیت کے عرش پر بٹھا دیا تھا۔شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ نے آپ کے کمالات علمیہ وروحانیہ سے خوش ہو کر دستار خلافت اور اجازت نامہ بیعت عنایت فرمایا۔دربار رشیدیہ سے بھی آپ کو یہ نعمت حاصل ہوئی۔حاصل یہ کہ آپ علم نبوت، شریعت، طریقت اور روحانیت کے مجمع البحرین ہی نہیں بلکہ مجمع البحار تھے۔آپ اگرچہ اکثر اوقات تعلیم وتعلم اور تصنیف وتالیف اور مطالعہ کتب میں مصروف رہتے لیکن اوراد و وظائف، ذکر ومراقبہ، اور صلوۃ اللیل پر بھی ہر حالت سفر وحضر حتیٰ کہ مالٹا کی طوفانی برفباری میں بھی آپ کے معمولات میں فرق نہ آتا تھا۔

انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کے مشن کو آپ نے کافی آگے تک بڑھایا۔آپ عسکری بنیادوں پر مسلمانوں کو منظم کر کے انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا چاہتے تھے۔اس ضمن میں آپ نے تحریک ریشمی رومال شروع کی جس کا مرکز آپ نے کابل کو بنایا۔اپنوں کی شازشوں اور ریشہ دوانیوں سے یہ تحریک کامیاب نہ ہو سکی تاہم اس نے مسلمانوں میں بیداری کی روح پھونک دی۔۱۳۳۵ھ میں انگریزوں نے آپ کو گرفتار کر کے مالٹا پہنچا دیا۔۱۳۳۸ھ میں وہاں سے رہا ہوئے اور ہندوستان آئے ان دنوں تحریک خلافت عروج پر تھی۔ باوجود عمر میں زیادتی اور بیماری کے آپ نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا لہٰذہ بیماری میں اور اضافہ ہو گیا۔آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو دیوبند میں انتقال فرمایا۔ اللہ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

علم میں پختگی:

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ واد آباد کے جلسہ میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے وعظ کے لئے اصرار کیا۔ حضرت نے عذر کیا کہ مجھے عادت نہیں مگر لوگوں نے نہ مانا۔ آخر آپ کھڑے ہوگئے اور حدیث فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد پڑھی اور اس کا ترجمہ یہ کیا ''ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے'' وہاں ایک مشہور عالم تھے وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ ترجمہ غلط ہے اور جس کو صحیح ترجمہ بھی کرنا نہ آئے تو اس کو وعظ کہنا جائز نہیں۔ پس مولانا فوراً بیٹھ گئے اور فرمایا، میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ مجھے وعظ کی لیاقت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، خیر اب میرے عذر کی دلیل ہوگئی یعنی آپ کی شہادت۔ مگر ان لوگوں نے عذر نہ مانا اور وعظ کا اصرار کیا۔ چنانچہ آپ نے پرتاثیر وعظ فرمایا۔ فراغت پر حضرت نے ان صاحب سے بطرز استفادہ پوچھا، غلطی کیا ہے؟ تاکہ آئندہ بچوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اشد کا ترجمہ اثقل نہیں بلکہ اضر آتا ہے۔ مولانا نے فوراً فرمایا کہ حدیث وحی میں ہے۔ یاتینی مثل صلصلة الجرس و ھو اشد علی۔ (وحی مجھ پر مثل گھنٹی کی آواز کے نازل ہوتی ہے اور وہ مجھ پر بھاری ہوتی ہے۔) کیا یہاں بھی اضر کے معنی ہیں؟ اس پر وہ عالم دم بخود رہ گئے۔

عاقبت کا خوف:

حضرت شیخ الہند جس وقت مالٹا میں قید تھے ایک روز بیٹھے ہوئے رو رہے تھے۔ ساتھیوں نے پوچھا، کیا حضرت گھبرا گئے ہیں؟ یہ لوگ سمجھے کہ گھر بار یاد آ رہا ہوگا، یا

www.besturdubooks.wordpress.com

جان جانے کا خوف ہوگا؟ لیکن آپ نے ان کو جواب میں فرمایا کہ

"میں گھر بار یاد آنے کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں یہ مقبول بھی ہے یا نہیں"۔

عیسائی پادری سے مناظرہ:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک انگریز عیسائی مناظر دیوبند آیا۔ دیوبند کے اسٹیشن کے قریب ایک باغ میں اس کا قیام ہوا۔ حضرت شیخ الہند کو علم ہوا تو آپ مناظرے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ عیسائی مناظر کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ تھے۔ مولانا نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ کلمۃ اللہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کونسی قسم میں داخل تھے؟ بس اس کے ہوش و حواس اڑ گئے۔ بار بار یہی کہتا جاتا تھا کہ کلمۃ اللہ تھے۔ مولانا فرماتے کونسا کلمہ؟ کلمہ تو بہت قسم کا ہوتا ہے۔ جب یہ نہ بتا سکا اور اس کی میم صاحبہ نے خیمہ میں سے دیکھا کہ یہ جواب نہیں دے سکتا تو پرچہ بھیج دیا کہ مناظرہ بند کر دو۔ یہ عورتوں کے تابع ہوتے ہیں۔ مناظرہ چھوڑ کر چلا گیا۔ حضرت نے مزاحاً فرمایا کہ یہ لوگ مادیات ہی میں چلتے ہیں، نریات میں خاک بھی نہیں چلتے۔

دو اہم ترین سبق:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مالٹا کی قید سے واپس آنے کے بعد ایک رات بعد نماز عشا دارالعلوم دیوبند میں تشریف فرما تھے۔ علما کا بڑا مجمع سامنے تھا۔ اس وقت فرمایا کہ "ہم نے تو مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں یہ الفاظ سن کر سارا مجمع ہمہ تن گوش ہوگیا کہ اس استاذ العلماء درویش نے 80 سال علماء کو درس دینے کے بعد آخر عمر

میں جو سبق سیکھے ہیں وہ کیا ہیں؟ فرمایا، میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر لحاظ سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔

1. ان کا قرآن مجید کو چھوڑ دینا
2. آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔

اس لئے میں وہاں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اسی کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم اور بڑوں کو عمومی درسِ قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآن کی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو ہرگز برداشت نہ کیا جائے''۔ قرآن پر عمل ہو تو خانہ جنگی کی نوبت نہیں آئے گی۔

محبوب شے کی قربانی:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے نام پر جہاں تک ہو سکے عمدہ جانور ذبح کرو جس کو ذبح کر کے کچھ تو دل دکھے۔ جیسا کہ اپنی جان کو پیش کرتے یا بیٹے کو ذبح کرتے تو دل دکھتا۔ اب تو ویسا کہاں دکھے گا؟ لیکن کچھ تو مال ایسا ہو کہ جس کو ذبح کر کے دل پر کچھ چوٹ لگے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں لن تنالو البر حتی تنفقوا مما تحبون کامل نیکی تم کو اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک کہ محبوب اشیا کو خرچ نہ کرو۔

انفاق محبوب کی صورت ایسی ہوتی ہے کہ جیسے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار قربانی کی تھی۔ آپ نے قربانی سے کئی مہینے پہلے ایک گائے خریدی۔ اس کو خوب کھلایا پلایا اور عصر کے بعد جنگل میں اپنے ساتھ لے جا کر دوڑایا کرتے تھے۔ قربانی

تک وہ اتنی تیار ہوگئی کہ ارزانی کے اس زمانے میں بھی قصائی اس کی قیمت 80 روپے دے رہے تھے۔ مگر مولانا نے کسی کو نہ دی اور قربانی کے دن ذبح کیا۔ جب ذبح ہوئی تو مولانا کے دل پر اثر ہوا اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کچھ عرصہ تک ساتھ رکھنے کی وجہ سے اور پرورش کرنے کی وجہ سے اس کے ساتھ آپ کو محبت ہوگئی تھی۔ چنانچہ آپ نے محبوب چیز کی قربانی دے کر نیکی کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا۔

اتباع سنت:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تھے۔ کسی شاگرد نے عرض کیا، حضرت! بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ثواب تو آدھا ہے۔ حضرت نے فرمایا، ہاں، بھائی! یہ تو مجھے معلوم ہے مگر بیٹھ کر پڑھنا حضور ﷺ سے ثابت ہے اس لیے سنت عمل کو اپنایا ہے۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا معمول رمضان میں تراویح کے بعد سے صبح تک قرآن پاک سننے کا تھا۔ حافظ بدلتے رہتے اور حضرت اخیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے جس کی وجہ سے کبھی کبھی پاؤں پر ورم بھی آ جاتا تھا۔ تو اس پر خوش ہوتے کہ حتی بتورمت قدماہ کی سنت کی موافقت نصیب ہوگئی۔

معمولات کی پابندی:

زمانہ نظر بندی میں حضرت اکثر توجہ الی اللہ میں خاموش رہتے یا تسبیح اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے، عشا کی نماز کے بعد تھوڑی دیر اپنے وظائف پڑھتے پھر آرام فرماتے اور دو بجے کے قریب سخت سردی میں اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے نماز تہجد میں مصروف ہو جاتے۔ نماز تہجد کے بعد اپنی چارپائی پہ بیٹھ کر صبح صادق تک مراقبہ اور ذکر خفی میں مشغول رہتے جب کہ مالٹا کی سردی مشہور و معروف ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیاداروں سے بے رغبتی:

حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ کے متعلق حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اور کمالات کے علاوہ ایک عجیب بات یہ تھی کہ امراء سے ذرہ برابر دلچسپی نہ تھی۔ جب تک کوئی امیر پاس بیٹھا رہتا اس وقت تک حضرت کے دل پر انقباض رہتا۔ نواب یوسف علی خان صاحب کو میں بعضے بزرگوں کی طرف زیادہ متوجہ کرتا تھا۔ مگر ان کو حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف زیادہ میلان تھا۔ میں نے ایک روز نواب صاحب سے دریافت کیا کہ میں آپ کو اور بزرگوں کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور آپ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہو گئے ہیں۔ اس کی کیا خاص وجہ ہے؟ کہنے لگے کہ جس جگہ میں جاتا ہوں تو وہ میرے جانے سے خوش ہوتے ہیں اور بہت زیادہ خاطر تواضع کرتے ہیں لیکن جب شیخ الہند کے پاس جاتا ہوں تو مولانا مجھ سے طبعاً ایسی نفرت کرتے ہیں جیسے کسی کو گندگی سے بو آتی ہو۔ میں اس سے یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں دین ہے اور خالص دین ہے، دنیا بالکل نہیں ہے، اس لئے میں ان کا معتقد ہوں۔

تواضع اور انکساری:

مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ایک واقعہ سنایا کہ جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سفر حجاز کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور وہاں سے گرفتار ہو کر مالٹا گئے تو اس وقت کی بات ہے کہ ہمارے مکان پر تشریف لائے۔ دادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا (اہلیہ محترمہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں عرض کیا کہ اماں جی میں نے آپ کی کوئی خدمت نہیں کی، بہت شرمندہ ہوں، اب سفر پر جا رہا ہوں، ذرا حضرت

نانوتوی ﷫ کا جوتا دے دیجئے۔ انہوں نے پس پردہ سے جوتا آگے بڑھا دیا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لیکر اپنے سر پر رکھا اور روتے رہے اور کہتے رہے کہ یا اللہ! میری کوتاہیوں کو معاف فرما دیجئے۔

محبت شیخ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ﷫ پان نہیں کھایا کرتے تھے لیکن اگالدان پاس رہتا تھا۔ کبھی کبھار کھانسی وغیرہ کی وجہ سے بلغم اس میں ڈالتے تھے جو سوکھ بھی جاتا تھا۔ حضرت شیخ الہند ﷫ نے ایک مرتبہ اس اگالدان کو بہت چپکے سے کہ کوئی نہ دیکھے، اٹھایا اور باہر لے جا کر اس کو دھو کر پی لیا۔ حضرت شیخ الہند ﷫ کو اپنے شیخ سے وہ عاشقانہ اور والہانہ تعلق تھا جس کو ترقی باطن میں ہزار اذکار اور ریاضتوں کے زیادہ دخل ہے۔ اس ضمن میں آپ کی کیفیت یہ تھی کہ

؎ انبساط عید دیدن روئے تو
عیدگاہ ما غریباں کوئے تو

علامہ محمد انور شاہ محدث کشمیری قدس سرہٗ

امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری 27 شوال المکرم 1292ھ کو بوقت صبح اپنے علاقہ لولاب، کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا معظم شاہؒ بڑے عالم ربانی، زاہد و عابد اور کشمیر کے مشہور خاندانی پیر و مرشد تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ﷫ کے خاندان سے جا کر ملتا ہے۔

آپ نے چار پانچ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا اور چھ برس کی عمر تک قرآن پاک کے علاوہ متعدد فارسی رسائل بھی ختم

کر لیے۔ پھر مولانا غلام محمد صاحب رحمہ اللہ سے فارسی و عربی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ بچپن میں ہی بے حد ذہین اور فطین تھے۔ تین سال تک آپ ہزارہ و سرحد کے متعدد علماء وصلحاء کی خدمت میں رہ کر علوم عربیہ کی تکمیل فرماتے رہے۔ پھر جب علوم وفنون کی پیاس وہاں بجھتی نظر نہ آئی تو ہندوستان کے مرکز علم دارالعلوم دیو بند کی شہرت سن کر ۱۳۰۷ھ میں ہزارہ سے دیو بند تشریف لے آئے۔ چار سال وہاں رہ کر آپ نے وہاں کے مشاہیر علماء کرام سے علمی، عملی اور باطنی فیض حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ کرام میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ، مولانا اسحاق امرتسری مہاجر مدنی رحمہ اللہ اور مولانا غلام رسول ہزاروی رحمہ اللہ جیسی شخصیات شامل ہیں۔ دیو بند سے فارغ ہونے کے بعد قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں گنگوہ پہنچے۔ وہاں سے سند حدیث حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ فیوضات باطنی بھی حاصل کیے۔ پھر تین چار سال دہلی میں مدرسہ امینیہ میں مدرس اول رہے بعد ازاں کشمیر واپس تشریف لے گئے وہاں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۳۲۳ھ میں آپ نے کشمیر کے بعض مشاہیر علماء کی رفاقت میں حج بھی کیا۔ سفر حج میں طرابلس، بصرہ، اور مصر وشام کے جلیل القدر علماء نے آپ کی بہت عزت کی اور سب نے آپ کی خداداد لیاقت واستعداد کو دیکھ کر سندات حدیث عطا کیں۔ تین سال کشمیر رہنے کے بعد آپ دارالعلوم دیو بند تشریف لائے اور وہاں مدرس مقرر ہوئے۔ سالہا سال وہاں تدریسی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ اس دوران آپ نے وہاں کے اساتذہ کرام اور مدرسین کے ساتھ عجیب علمی اور تحقیقی ماحول قائم کیا۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ کے حجاز مقدس تشریف لے جانے کے بعد آپ وہاں کے صدر مدرس مقرر ہوئے ۱۳۴۵ھ تک آپ دارالعلوم دیو بند کے صدر مدرس کی حیثیت سے درس حدیث دیتے رہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ ۱۳۵۱ھ تک وہیں درس حدیث دیتے رہے۔ 2 صفر 1352ھ کو آخری شب ساٹھ سال کی عمر میں آپ نے دیوبند میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

علمی استفادہ:

ایک مرتبہ حضرت علامہ انور شاہ محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ انجمن خدام الدین کے کسی سالانہ اجتماع میں شرکت کی غرض سے لاہور تشریف لائے تو ڈاکٹر علامہ اقبال صاحب خود ملاقات کے لئے حضرت موصوف کی قیام گاہ پر آئے اور انہیں اپنے ہاں کھانے پر مدعو کیا۔ دعوت کا صرف بہانہ تھا ورنہ اصل مقصد علمی استفادہ کرنا تھا۔ ڈاکٹر علامہ اقبال کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی اسلامی مسئلہ پر کسی بڑے عالم سے گفتگو کرتے تھے تو بالکل ایک طالبعلمانہ انداز سے کرتے تھے، مسئلہ کے ایک ایک پہلو کو سامنے لاتے اور اس پر اپنے شکوک وشبہات کو بے تکلفانہ بیان کرتے تھے، چنانچہ کھانے سے فراغت پا کر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت شاہ صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے شکوک وشبہات اور اعتراضات کو بڑے صبر وسکون کے ساتھ سنا اور اس کے بعد ایک ایسی جامع اور مدلل تقریر کی کہ ڈاکٹر صاحب کو ان دو مسئلوں پر کلی اطمینان نصیب ہو گیا اور کچھ بھی خلش ان کے دل میں باقی نہ رہی۔ اس کے بعد انہوں نے ختم نبوت پر وہ لیکچر تیار کیا جو ان کے چھ لیکچرز کے مجموعہ میں شامل ہے اور قادیانی تحریک پر وہ ہنگامہ آفرین مقالہ سپرد قلم فرمایا جس نے انگریزی اخبارات میں شائع ہو کر پنجاب کی فضا میں تلاطم برپا کر دیا تھا۔

بے مثال حافظہ:

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو قدرت نے بے نظیر حافظہ عطا فرمایا تھا۔ کسی فن کی کسی

کتاب کو شروع سے آخر تک ایک دفعہ مطالعہ کر لیتے اور جب کبھی سالہا سال کے بعد اس کے متعلق کوئی بات چھڑتی تو اس کتاب کے مندرجات کو اس طرح حوالوں کے ساتھ بیان فرمادیتے کہ سننے والے ششدر و حیران رہ جاتے۔ ایک کتاب کے اگر پانچ پانچ یا دس دس حواشی بھی ہوتے تو وہ آپ کو یاد ہوتے تھے۔ حوالہ جات کتب صحیحہ مع جلد وصفحات آپ کو ایک ہی دفعہ مطالعہ سے ذہن نشین ہوجاتے تھے اور جس وقت کسی اہم علمی مسئلہ پر تقریر فرماتے تھے تو بے شمار کتابوں کے حوالے بلا تکلف دیتے۔ آپ کی قوت حافظہ آن منکرین حدیث کے لئے گویا زندۂ جاوید ثبوت تھا جو محدثین کے حافظہ پر اعتماد نہ کرتے ہوئے ذخیرہ حدیث کو مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے "میں جب کسی کتاب کا سرسری نظر سے مطالعہ کرتا ہوں اور اس کے مباحث کو محفوظ رکھنے کا ارادہ بھی نہیں ہوتا تب بھی پندرہ سال تک اس کے مضامین مجھے محفوظ ہوجاتے ہیں"۔

مسئلے کا فوری حل:

کشمیر میں ایک دفعہ علماء کے درمیان اختلاف ہوا اور ہر ایک کا جواب دوسرے سے مختلف رہا۔ اسی دوران میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی کشمیر تشریف لائے۔ فریقین شاہ صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور دونوں نے مختلف فیہ مسئلہ کو آپ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں نے فتاویٰ عماریہ کے "مخطوطہ" کا دارالعلوم کے کتب خانہ میں مطالعہ کیا ہے، اس میں یہ عبارت ہرگز موجود نہیں۔ یہ لوگ تصحیف کر رہے ہیں یا تدلیس اس پر حاضرین متحیر ہوئے اور مستدلین مبہوت ہو کر رہ گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حافظہ کی دعا:

کئی ایک بزرگوں سے سنا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کعبۃ اللہ کے غلاف کو پکڑ کر دعا کر رہا تھا کہ خداوند تعالیٰ! مجھے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ عطا فرما۔ اس کی دعا قبول کی گئی۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال نے فرمایا کہ یہ شخص خود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ بات بطور تحدیث نعمت ان کی زبان پر آجاتی تھی۔ مگر اپنے نام کا اخفا کر جاتے تھے۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم دیوبندی ہمیشہ حضرت شاہ صاحب کو چلتا پھرتا کتب خانہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا میاں اصغر حسین ؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جب مسئلہ فقہ میں کوئی دشواری پیش آتی ہے تو کتب خانہ دارالعلوم کی طرف رجوع کرتا ہوں اگر کوئی چیز مل گئی تو فبہا ورنہ پھر حضرت سے رجوع کرتا ہوں۔ شاہ صاحب جو جواب دیتے میں اسے آخری اور تحقیقی پاتا ہوں اور اگر حضرت شاہ صاحب نے کبھی یہ فرمایا کہ میں نے کتابوں میں یہ مسئلہ نہیں دیکھا تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ اب یہ مسئلہ کہیں نہیں ملے گا اور تحقیق کے بعد ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔

علم کی قبر......!!!

مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ فرماتے تھے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جو ایک مرتبہ دیکھ لیا یا ایک مرتبہ سن لیا وہ ضائع ہونے سے محفوظ اور مامون ہو گیا گویا کہ اپنے زمانہ کے زہری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ کے بازار سے گزرتے تو کانوں میں انگلیاں دے لیتے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے کانوں میں جو

داخل ہو جاتا ہے وہ نکلتا نہیں۔ اس لئے بازار سے گزرتے وقت کانوں میں انگلیاں دے لیتا ہوں تاکہ بازار کی خرافات میرے کانوں میں داخل نہ ہوسکیں۔ مولانا ابو الکلام آزاد ایک دفعہ دیوبند کے قبرستان میں پھر رہے تھے فرمایا کہ میں علم کی قبر کے پاس پھر رہا ہوں۔ یہ قبر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ مطالعہ کے سلسلہ میں فنون عصریہ، فلسفہء جدید، ہیئت جدید حتیٰ کہ فن رمل اور جفر کی کتابوں کو بھی بغیر مطالعہ کے نہ چھوڑا۔

علم کا ادب:

حضرت کے ادب علم کا یہ عالم تھا کہ خود ہی فرمایا کہ میں کتاب کو مطالعہ کے وقت اپنے تابع کبھی نہ کرتا بلکہ ہمیشہ خود کتاب کے تابع ہو کر مطالعہ کرتا ہوں۔ مطلب یہ کہ اگر کسی کتاب پر حاشیہ ٹیڑھا یا ترچھا ہوتا تو بجائے اس کے کہ کتاب کو حاشیہ کے مطابق پھیر لیں کتاب کو بغیر ہلائے آپ اس طرح گھوم جاتے تھے جیسے پروانہ شمع کے گرد گردش کر رہا ہو۔ چنانچہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ لیٹ کر مطالعہ کرتے ہوں، یا کتاب پر کہنی ٹیک کر مطالعہ میں مشغول ہوں۔ بلکہ کتاب کو سامنے رکھ کر مؤدب انداز سے بیٹھتے۔ گویا کسی شیخ کے آگے بیٹھے ہوئے استفادہ کر رہے ہوں۔ گویا مشہور مقولہ کے مطابق کہ ”علم اپنا بعض بھی کسی کو نہیں دیتا جب تک اپنا کل اس کے حوالے نہ کر دیا جائے“۔ ایک دفعہ فرمایا کہ ”میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے اب تک دینیات کی کسی کتاب کا مطالعہ بے وضو نہیں کیا“۔ سبحان اللہ۔

ایک پیر کی توجہ کا واقعہ:

اپنے بارے میں حضرت نے ایک واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کشمیر سے چلا، راستہ میں کافی مسافت گھوڑے پر سوار ہو کر طے کرنا پڑتی تھی۔ راستہ میں ایک صاحب کا ساتھ ہو گیا۔ یہ پنجاب کے ایک مشہور پیر صاحب کے مرید تھے۔ یہ مجھ سے اپنے پیر کے کمالات و کرامات کا تذکرہ کرتے رہے۔ ان کی خواہش اور ترغیب یہ تھی کہ میں بھی ان پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں اور اتفاق سے وہ مقام میرے راستے میں ہی پڑتا تھا۔ میں نے بھی ارادہ کر لیا۔ جب ہم دونوں پیر صاحب کی خانقاہ پر پہنچے تو ان صاحب نے کہا کہ نئے آدمیوں کو اندر حاضر ہونے کے لئے اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اندر تشریف لے گئے اور ان بزرگ نے اطلاع پا کر خود اپنے صاحبزادے کو مجھے لینے کے لئے بھیجا اور اکرام سے پیش آئے۔ خود ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی سب مریدین و طالبین نیچے فرش پر تھے۔ مگر مجھے اصرار سے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا، کچھ باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد اپنے مریدین کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے طریقہ پر ان پر توجہ ڈالنی شروع کی۔ اور اس کے اثر سے وہ بے ہوش ہو ہو کر لوٹنے اور تڑپنے لگے، میں یہ سب دیکھتا رہا۔ پھر میں نے کہا، میرا جی چاہتا ہے کہ اگر مجھ پر بھی یہ حالت طاری ہو سکے تو مجھ پر بھی توجہ فرمائیں۔ انہوں نے توجہ دینا شروع کی۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے ایک اسم پاک کا مراقبہ کر کے بیٹھ گیا۔ بے چاروں نے بہت زور لگایا اور بہت محنت کی لیکن مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ کچھ دیر بعد انہوں نے خود ہی فرمایا کہ آپ پر اثر نہیں پڑ سکتا۔

چہرے پر انوارات:

حضرت مولانا محمد انوریؒ فرماتے تھے کہ حضرت کشمیری بہاولپور شہر میں جامع مسجد و دیگر مقامات پر قادیانیت کے خلاف تقریر کرنے کے لئے علماء کو بھیجتے رہتے تھے۔ دو دفعہ اس احقر کو بھی بھیجا۔ ان ایام میں اس قدر حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک پر انوار کی بارش ہوتی رہتی تھی۔ ہر شخص اس کو محسوس کرتا تھا۔ احقر

نے بارہا دیکھا کہ اندھیرے کمرے میں مراقبہ فرما رہے ہیں لیکن روشنی ایسی جیسے بجلی کے قمقمے روشن ہوں حالانکہ اس وقت بجلی گل ہوتی تھی۔

تنہائی میں ملاقات سے انکار:

ایک مرتبہ حیدر آباد کے مولوی نواب فیض الدین صاحب ایڈووکیٹ نے حضرت شاہ صاحب کو اپنی لڑکی کی شادی میں بلایا۔ چونکہ نواب صاحب اور ان کے خاندان کو علمائے دیوبند کے ساتھ قدیم رابطہ اور قلبی علاقہ تھا اس لئے دوران قیام میں بعض لوگوں نے چاہا کہ حضرت شاہ صاحب اور نظام کی ملاقات ہو جائے۔ حضرت کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا ''مجھ کو ملنے میں عذر نہیں ہے لیکن اس سفر میں نہیں ملوں گا۔ کیونکہ اس سفر کا مقصد نواب صاحب کی بچی کی تقریب میں شرکت تھا۔ اور میں اس کو خالص ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ ہر چند لوگوں نے کوشش کی اور ادھر نظام صاحب کا بھی ارادہ تھا مگر شاہ صاحب رضامند نہیں ہوئے۔ اسی قیام حیدر آباد کے زمانے میں ایک روز سر اکبر حیدری کا فون آیا (جو بعد میں آسام کے گورنر بنے) کہ میں مولانا انور شاہ صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ''کہ انہیں کہہ دیں کہ میں یہیں ہوں آ جائیں'' حیدری صاحب کو پیغام پہنچایا گیا تو انہوں نے کہا بہت اچھا میں حاضر ہوتا ہوں۔ مگر میرے آنے پر حاضرین مجلس کو اٹھا دیا جائے۔ میں تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت کو پیغام دیا گیا تو فرمایا کہ ناممکن ہے کہ میں حیدری صاحب سے باتیں کرنے کے لئے حاضرین مجلس کو چھوڑ کر الگ جا بیٹھوں یا ان لوگوں سے میں کہوں کہ چلے جائیں۔

متانت وسنجیدگی کا واقعہ:

''اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی'' کے مصداق حضرت شاہ صاحب رحمۃ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ علیہ اعلان حق کرنے کے لئے نیز قضیہء زمین برسر زمین کی خاطر کئی دفعہ قادیان تشریف لے گئے اور وہاں پبلک جلسہ کر کے اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ مرزائیوں نے حکام سے مل کر بہت کوششیں کی کہ ان جلسوں پر پابندی لگائی جائے مگر آپ جلسے میں جس متانت اور سنجیدگی کے ساتھ جلوہ گر ہوتے تھے اس کی بنا پر پابندی کا کوئی جواز نہیں تھا۔ جب قادیانی جلسہ بند کرانے میں کامیاب نہ ہو سکے تو پھر جلسہ سے قبل حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دھمکی آمیز خطوط لکھا کرتے کہ اگر تم یہاں آئے تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور واپس نہ جا سکو گے۔ یہ صرف دھمکی ہی نہ ہوتی تھی بلکہ کئی دفعہ عملاً کوشش کی گئی مگر

؎ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

منور صورت:

مولانا محمد انوری فیصل آبادی ﷫ اپنی تالیف ''کمالات انوری'' میں رقم طراز ہیں کہ ایک بار صبح کا اجالا پھیلنے سے پہلے آپ وزیر آباد کے اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں تشریف رکھتے تھے۔ تلامذہ اور معتقدین کا ہجوم ارد گرد جمع تھا۔ وزیر آباد اسٹیشن کا ہندو اسٹیشن ماسٹر ہاتھ میں بڑا لیمپ لئے ہوئے ادھر سے گزرا۔ حضرت کشمیری پر نظر پڑی تو رک گیا اور غور سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا کہ جس مذہب کا یہ عالم ہے وہ مذہب جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ حضرت کشمیری ﷫ کے ہاتھ پر کفر سے توبہ کی اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہوا۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ پنجاب میں ہی پیش آیا کہ آپ کی منور صورت دیکھ کر ایک غیر مسلم کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی، سبحان اللہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چہرے سے اسلام کی دعوت:

مولانا محمد علی مونگیری کی دعوت پر ایک مرتبہ حضرت کشمیریؒ قادیانیت کی تردید کے لئے مونگھ تشریف لے گئے تو چند روز اجتماع میں آپ کے مسلسل بیانات ہوئے تو علاقہ کا ایک بڑا ہندو سادھو پابندی سے ان اجتماعات میں شرکت کرتا۔ آخری دن اس کی زبان پر یہ کلمات بے اختیار جاری تھے کہ یہ شخص اپنے چہرے سے اسلام کی دعوت دیتا ہے۔

دارالعلوم کے صدر مدرس مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بلیاوی کہتے تھے کہ ایک بار جمعہ کے روز سردی کے زمانہ میں حضرت شاہ صاحب سبز پوشاک میں ملبوس دارالعلوم سے جامع مسجد کے لئے روانہ ہوئے۔ میری نظریں آپ پر پڑیں تو اپنے بارے میں خود اندیشہ ہوا کہ کہیں شاہ صاحب کو نظر نہ لگ جائے۔

''حیات انور'' میں مولانا منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میں اور میرے ساتھ طلبا کی ایک بڑی تعداد درس حدیث میں حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کے ساتھ ساتھ ان کے حسن و جمال سے بھی آنکھیں ٹھنڈی کرتے۔

مظفر نگر کے مشہور طبیب حکیم فتح محمد صاحب جو علاقہ کے ایک نہایت تجربہ کار حکیم اور خاندانی رئیس تھے ان کا بیان ہے کہ میں بھرپور شباب میں جب کہ میرا جمال و رعنائی عروج پر تھی دلی میں طب پڑھنے کے لئے گیا۔ حکیم اجمل صاحب کے والد سے بعض کتابیں پڑھنے کا پروگرام تھا۔ ملاقات ہوئی تو حکیم صاحب نے عربی میں میری قابلیت و استعداد کے متعلق کچھ سوالات کئے۔ ہیئت میں مزید کچھ کتابیں پڑھنے کے لئے حکم فرمایا اور یہ بھی کہ مولانا نذیر احمد صاحب محدث دہلوی سے پڑھوں۔ میں محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوا تو موصوف نے اپنی کبرسنی کا عذر کرتے ہوئے بتایا کہ دہلی میں ایک تو وارد عالم مولانا انور شاہ کشمیری سنہری مسجد میں

پڑھاتے ہیں۔ یہاں ان کتابوں کا درس صرف وہی دے سکیں گے۔ میں سنہری مسجد میں شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میری درخواست پر کچھ وقت عنایت فرمایا۔ سبق کے لئے حاضر ہوتا تو آپ نظریں نیچی کئے ہوئے پڑھاتے۔ دو تین سال میں میری یہ تمنا کبھی پوری نہ ہوسکی کہ حضرت شاہ صاحب نظر اٹھا کر مجھے دیکھیں۔ مرض الوفات میں مولانا مفتی عتیق الرحمان صاحب حضرت شاہ صاحب کی نبض دکھانے کے لئے دیوبند لے گئے۔ میں اس تصور کے ساتھ حاضر ہوا کہ چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے اور دوران تعلیم آپ نے مجھے کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا اب پہچاننے کا کیا سوال؟ لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حاضری پر آپ نے میرا نام، سکونت اور دہلی میں پڑھنے کی تفصیلات سنائیں۔ متحیر ہوکر میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ نے مجھے کیسے پہچانا؟ فرمایا کہ آواز سے آپ کو پہچان لیا۔ حضرت کشمیری کا تقویٰ اس قدر تھا کہ امارد سے بھی نظروں کی حفاظت فرماتے تھے۔

نگاہوں کی پاکیزگی:

مشہور عارف باللہ مولانا عبدالقادر رائے پوری ﷫ فرماتے ہیں حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ مہینوں مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے اور کبھی ضرورت کے لئے باہر نکلنا ہوتا تو چہرے پر رومال اس طرح ڈال لیتے کہ سوائے راستہ کے گردو پیش کے کوئی چیز نظر نہ آتی۔ یہ اہتمام اس لئے تھا کہ کسی غیر محرم عورت پر نظر نہ پڑ جائے۔

اتفاقاً ایک روز مہتمم صاحب کی والدہ ہمارے گھر میں تشریف رکھتی تھیں۔ مرحوم تشریف لائے اور زنان خانہ میں آنے کی اجازت چاہی۔ والدہ کو سہو ہوا اور اجنبیہ کی موجودگی کا خیال دل سے نکل گیا۔ اندر آنے کی اجازت دی۔ حضرت نے

زنان خانہ میں قدم رکھا تو ان اجنبیہ پر نظر پڑنے کے ساتھ ہی استغفار پڑھتے ہوئے الٹے پاؤں باہر لوٹ گئے۔ اس اتفاقی حادثہ کی تکلیف جو کچھ آپ کو ہوئی وہ ایک مدت تک کے لئے اہلیہ مرحومہ سے ناراضگی کی شکل اختیار کر گئی بلکہ اپنے سبق میں طلبا کے سامنے غمگین لہجہ میں فرمایا کہ بھائی! بالغ ہونے کے بعد کل بلا ارادہ مولانا طیب صاحبؒ کی والدہ پر نظر پڑ گئی جس کی تکلیف سوہان روح کی طرح محسوس کرتا ہوں۔

کسب حرام سے حفاظت:

آپ کے نامور شاگرد مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ثم مہاجر مدنی فرماتے ہیں کہ ایک بار آپ دیوبند سے سفر فرما رہے تھے اور رفیق سفر کی حیثیت سے میں آپ کے ساتھ تھا۔ ریل کے جس ڈبہ میں سوار ہوئے اس میں دو خوش رو عورتیں بھی تھیں۔ حضرت شاہ صاحب جب گاڑی میں تشریف رکھتے تو اپنے منور چہرہ کی وجہ سے مرکز نگاہ بن جاتے۔ یہ عورتیں برابر آپ کو دیکھتی رہیں اور آپ حسب دستور کتاب کے مطالعہ میں مستغرق رہے۔ دونوں عورتوں کے ساتھ ایک بڑا پاندان تھا۔ انہوں نے پان لگایا اور طشتری میں رکھ کر مجھے دیا کہ ان بزرگوں کو پیش کروں۔ دونوں کا اصرار اتنا بڑھا کہ ان سے پان لینے اور شاہ صاحب کو پیش کرنے کے سوا میرے لئے کوئی چارہ نہ رہا۔ میں نے طشتری آپ کے سامنے کر دی۔ استغراق مطالعہ میں آپ نے بھی بے تکلف پان منہ میں رکھ لیا ابھی چند منٹ نہ گزرے تھے کہ آپ پر مسلسل متلی کی کیفیت شروع ہو گئی۔ پہلے تو مجھے خیال ہوا کہ کوئی قے آور چیز تو پان میں نہیں دے دی گئی۔ لیکن ان کے پاس موجود دوسرے پان کو خوب دیکھنے کے بعد یہ بدگمانی بھی جاتی رہی۔ میرٹھ کے اسٹیشن پر معلوم ہوا کہ دونوں عورتوں کا تعلق طوائفوں سے تھا۔ اب معلوم ہوا کہ اس پاکیزہ باطن انسان کا معدہ حرام کسب کے پان کو بھی گوارہ کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اللہ اکبر مردان خدا کے ساتھ خدائے حفیظ وحافظ کا یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حفاظتی معاملہ ہوتا ہے۔

علم کی عظمت:

مولانا بدر عالم راوی ہیں کہ ایک مرتبہ ڈابھیل کے زمانہ قیام میں میں نے عرض کیا، آپ صاحب اہل وعیال ہیں اگر بخاری شریف کی شرح یا قرآن مجید کی تفسیر تصنیف فرمائیں تو آپ کے علوم کی حفاظت کے ساتھ آئندہ بچوں کے لئے بھی ان تصانیف سے کچھ انتظام ممکن ہے۔ اس گزارش پر آپ کا جواب یہ تھا کہ عمر بھر حدیث بیچ کر گزراوقات کی، مولوی صاحب! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میرے بعد بھی میرا علم فروخت ہوتا رہے؟

حقیقت پسندی:

دیوبند سے ''مہاجر'' کے نام سے ایک اخبار نکلتا تھا۔ اس اخبار میں نظام حیدر آباد اور آپ کی ملاقات کی خبر اس جلی سرخی کے ساتھ شائع کی جا رہی تھی

''بارگاہ خسروی میں علامہ جلیل مولانا انورشاہ کشمیری کی باریابی''

اخبار چھپا نہیں تھا کہ کسی طرح آپ کو عنوان کی اطلاع ہوگئی۔ اخبار کے منتظمین کو بلا کر خفگی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہر چند کہ میں ایک فقیر بے نوا ہوں مگر اتنا گیا گزرا ہوا بھی نہیں کہ اس طرح کے عنوانات کو برداشت کروں۔ کیسی بارگاہ خسروی؟ اور کہاں کی باریابی؟ صرف اتنا لکھئے ''نظام حیدر آباد سے انورشاہ کی ملاقات''۔

کتابوں کا ادب:

حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کا بیان ہے کہ بارہا حضرت سے سنا کہ میں نے

سات سال کی عمر کے بعد دین کی کسی کتاب کو بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگایا اور مطالعہ کے دوران کبھی کتاب کو اپنے تابع نہیں کیا۔ اگر کتاب میرے سامنے رکھی ہوئی ہے اور حاشیہ دوسری جانب ہے تو ایسی کبھی نوبت نہیں آئی کہ حاشیہ کی جانب کو گھما کر اپنے سامنے کر لیا بلکہ اٹھ کر اس جانب جا بیٹھا ہوں جس جانب حاشیہ ہوتا۔

کتابوں کا ادب اور تواضع کی یہ برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ اپنے اساتذہ کرام کا احترام اور ان کے سامنے آپ پر تواضع و انکسار اس درجہ غالب رہتا کہ مولانا اعزاز علی صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو شاہ صاحب ہوئے تو اس قدر جھک جاتے کہ آپ کے گرنے کا اندیشہ ہوتا۔

اساتذہ کا ادب:

مولانا مشیت اللہ صاحب کے بڑے صاحبزادے حکیم محبوب الرحمٰن فاضل دیوبند کا بیان ہے کہ میں جب دیوبند پڑھتا تھا تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے رہائشی کمرہ میں میرا قیام تھا۔ حضرت کو پان کی عادت تھی۔ ایک روز میں نے پان لگا کر پیش کیا تو آپ نے منہ میں رکھا ہی تھا کہ مجھے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سامنے سے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے جو کسی ضرورت سے اپنے شاگرد کے پاس تشریف لا رہے تھے۔ شاہ صاحب کو حضرت کے آنے کی اطلاع کی گئی۔ میں اس اضطراب کو بھول نہیں سکتا جو اس وقت شاہ صاحب پر اپنے استاد کی آمد اور منہ سے پان نکالنے کی عجلت کی صورت میں طاری تھا۔ تیزی کے ساتھ اپنے منہ کو صاف کیا اور کمرے کے دروازے پر ایک سراپا انکسار خادم کی حیثیت سے اپنے آقا کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔

دولتمندوں سے اعراض:

مولانا میاں محمد سملکی جنہیں والد مرحوم کی زندگی میں عقیدتمندانہ نیاز کا خاص مقام حاصل تھا۔ وہ اپنے ماضی میں ایک بڑے مالدار باپ کے بیٹے تھے اپنی زندگی میں تعمیر کردہ کارخانوں کے مالک اور افریقہ میں سونے کی کان کے ٹھیکیدار رہے تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد جب اپنی عقیدت کی بنا پر انہوں نے علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طویل مدت تک رفاقت اختیار کی تو مولانا بدر عالم کا بیان ہے کہ میری وساطت سے حضرت شاہ صاحب نے مولانا سملکی کو یہ پیغام پہنچایا کہ ان صاحب سے کہہ دیجئے کہ ہمارے پاس سے رخصت ہو جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھ تعلق کو عام لوگ ان کی دولتمندی کا نتیجہ گردان لیں۔

علمی وقار کا اظہار:

حضرت مولانا انظر شاہ صاحب فرزند ارجمند حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مولانا محمد میاں سملکی جب دیوبند میں پڑھتے تو میری ہمشیرہ راشدہ خاتون جن کی عمر اس زمانہ میں سات آٹھ سال کی تھی اور بچیوں کے عام دستور کے مطابق اپنی گڑیا کی تقریب شادی کے انتظامات میں مصروف تھی۔ مولانا سملکی نے بازار سے کچھ بیش قیمت کپڑوں کے ٹکڑے گڑیا کے لئے خرید کر دیئے۔ عصر کا وقت تھا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت معمولاً اپنے مخصوص کمرہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ وضو کر رہے تھے کہ ہمشیرہ کپڑوں کا یہ تحفہ لئے ہوئے سامنے سے گزریں۔ اشارہ سے بلا کر تحقیق حال کی اور معصوم بچی سے پوری کیفیت سننے کے بعد شدید غصہ کا اظہار فرمایا۔ الفاظ کچھ یہ تھے کہ

"یہ صاحب کیا اپنی دولت سے ہمارا علم خریدنا چاہتے ہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

استاذ کی خدمت:

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ فیصل آبادی کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحب ﷫ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے جو اس علمی درسگاہ کا سب سے بڑا عہدہ ہے۔ اسی زمانہ میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ رہائی کے بعد دیوبند پہنچے۔ مجھے حضرت شاہ صاحب ﷫ کی زیارت کا اب تک موقع نہیں ملا تھا۔ لیکن آپ کی علمی عظمت کا احساس آپ کے سینکڑوں تلامذہ سے سن کر دل و دماغ پر غالب تھا۔ دیوبند پہنچنے کے بعد میرے والد مجھے لے کر آستانہ شیخ الہند پر پہنچے۔ گرمی کا زمانہ تھا اور ظہر کی نماز ہو چکی تھی۔ حضرت کی مردانہ نشست گاہ میں ایک ہجوم حضرت کو چہار طرف سے گھیرے ہوئے بیٹھا تھا۔ چھت سے لٹکے ہوئے پنکھے کو ایک صاحب کھینچ رہے تھے جن کے پر انوار چہرہ کی معصومیت و نورانیت، شکوہ علم اور جلالت علمی کی ملی جلی کیفیت دعوت نظارہ دے رہی تھی۔ ایک صاحب نے مجھے چپکے سے کہا کہ یہ پنکھا کرنے والے حضرت مولانا انور شاہ دارالعلوم کے صدر مدرس ہیں۔ یہ سن کر میرے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی کہ جس ذات گرامی کی علمی شہرتوں سے عالم گونج رہا ہے اور جس کے خود اپنے شاگردوں کا اس مجلس میں ہجوم ہے کس عقیدت و احترام کے ساتھ اپنے استاد کی خدمت میں مصروف ہیں۔

مالٹا سے تشریف لانے کے بعد دوپہر کو معمولاً حکیم صفت احمد صاحب کی حاضری حضرت شیخ الہند ﷫ کے یہاں ہوتی۔ حضرت اس وقت کچھ آرام فرماتے اور حکیم صاحب آپ کا بدن دباتے۔ ایک روز حضرت چادر اوڑھے ہوئے استراحت فرما رہے تھے اور حکیم صاحب حسب دستور بدن دبا رہے تھے کہ اچانک حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آنے کو تو آ گئے لیکن یہ دیکھ کر کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں بڑی تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ کچھ لمحات ایسے گزرے کہ اپنی

سانس روکے رہے۔ اس طرح کہ جیسے آپ زندہ ہی نہ ہوں۔ ساری کوشش اس لئے تھی کہ حضرت استاد کو کسی تیسرے کی موجودگی کا احساس ہو کر آرام میں خلل نہ آئے"۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی تاریخ ولادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ ہے۔ آپ کا آبائی وطن موضع اللہ داد پور قصبہ ٹانڈہ ضلع فیض آباد ہے۔ آپ کے والد ماجد سید حبیب اللہ صاحب حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے خلیفہ خاص تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اور قرآن پاک اپنے والد ماجد سے پڑھا۔ 13 سال کی عمر میں آپ دیوبند تشریف لے گئے اور اپنے بڑے بھائی مولانا صدیق احمد صاحب اور شفیق استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی تعلیم پاتے رہے۔ آپ کے آثار سعادت، جذبہ خدمت، قابلیت اور استعداد کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر خصوصی توجہ دی لہٰذا درس نظامی کی ۶۷ کتابیں آپ نے ساڑھے چھ سال کی مدت میں ختم کر ڈالیں۔ اور علم نبوت کے نیر اعظم بن کر دارالعلوم کے در و دیوار کو منور کرنے لگے۔ اساتذہ غایت شفقت و محبت نیز کم عمر ہونے کی وجہ سے آپ کو مستوراتی منشی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اساتذہ کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی خدمت کرنے میں آپ نے کبھی عار محسوس نہ کیا۔

آپ ۱۳۱۶ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے۔ فراغت کے بعد آپ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گنگوہ شریف حاضر ہوئے اور حضرت سے بیعت ہوگئے۔ اس وقت آپ کا ارادہ مکہ مکرمہ جانے کا تھا۔ لہٰذا

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت گنگوہیؒ نے آپ سے فرمایا کہ میں نے تمہیں بیعت تو کر لیا ہے مکہ مکرمہ میں شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں ان سے ذکر سیکھنا۔ چنانچہ آپ مکہ مکرمہ میں پہنچے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو اپنی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور ان کے ارشاد کردہ فرمان کے بارے میں بتایا۔ اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ذکر تلقین فرمایا اور فرمایا کہ صبح آ کر یہاں بیٹھا کرو اور اس ذکر کو کرتے رہو۔ ان کی توجہات باطنیہ سے آپ کی روحانی تربیت ہوتی رہی۔ اور جب آپ مکہ سے مدینے روانہ ہوئے تو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ مدینہ منورہ پہنچے تو عرصہ دراز تک درس حدیث دیتے رہے اور ذکر و مراقبہ میں مشغول رہے جس کی وجہ سے متعدد رویائے صالحہ اور بشارات آپ کو حاصل ہوئیں۔

جس وقت آپ ہندوستان سے چلے تھے تو استاد مکرم حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ آپ کو مدینہ منورہ رخصت کر رہے تھے تو ارشاد فرمایا کہ پڑھانا ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے ایک دو ہی طالب علم ہوں۔ چنانچہ آپ نے استاد کی اس نصیحت کو ایسا گرہ میں باندھا کہ آخر دم تک پڑھاتے رہے۔ مدینہ منورہ کی فاقہ کشی کی زندگی، ہندوستان کی قید و بند کی زندگی میں برابر اس نصیحت پر عمل پیرا رہے اور اشتغال بالعلم رکھا اور علم کے دریا بہا دیئے اور مرکز علم مدینہ منورہ میں وہ خصوصیت حاصل کی کہ عرب کی حدود سے نکل کر آپ ممالک غیر میں بھی شیخ حرم نبوی مشہور ہو گئے۔ عرصہ دراز تک حرم نبوی میں پڑھانے کے بعد ۱۳۲۶ھ میں آپ ہندوستان تشریف لائے اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شرکت فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند کی شوریٰ نے آپ کو دیوبند میں مدرس رکھ لیا۔ دو سال بعد آپ دوبارہ مدینہ شریف لے گئے اور اسارت مالٹا تک وہیں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ مالٹا سے واپسی کے بعد

آپ کو حضرت شیخ الہندؒ نے اپنی خدمت کیلئے بلا لیا۔ کچھ دنوں کے بعد کلکتہ سے مولانا ابوالکلام آزاد نے مدرسہ عالیہ کی صدر مدرسی کے لئے حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں عریضہ بھیجا تو حضرت شیخ الہندؒ کے حکم پر آپ کلکتہ تشریف لے گئے اور تقریباً چھ سال تک وہاں رہے پھر آپ اس کی مدرسی سے بوجہ گرفتاری اور جیل علیحدہ ہوئے۔ پھر آپ سلہٹ کے جامعہ اسلامیہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے آخری دم تک پڑھاتے رہے اس 31 سالہ زمانہ تدریس میں ہزاروں افراد آپ کے فیض علمی سے مستفید ہوئے۔

اسلام کی خاطر سیاسی میدان میں بھی آپ نے بے انتہا خدمات سرانجام دیں۔ ہندوستان کی آزادی کیلئے آپ تمام عمر جان کو ہتھیلی پر رکھ کر تحاریک آزادی میں حصہ لیتے رہے اور کئی بار قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور بالآخر انگریزوں کو ملک آزاد کرنا پڑا۔ تحریک آزادی میں اگرچہ آپ کے اور بعض علماء کے موقف میں اختلاف رہا اور آپ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کو ان کے حقوق دلوانا چاہتے تھے۔ بہرحال آپ اپنے اجتہاد میں مخلص تھے۔

آپ ساری زندگی ملک وملت کی خدمت میں مصروف رہے اور بالآخر علمائے دیوبند کی اس عظیم نشانی نے ۱۳ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ بروز جمعرات بعد نماز عصر داعی اجل کو لبیک کہا۔

استاد کی خدمت:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے رفقاء حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ گرفتار کر کے جزیرہ مالٹا میں بھیج دیا گیا۔ یہ حضرات وہاں چار سال مقید رہے۔ ان حضرات کے تقویٰ و زہد اور صبر و استقامت کا دوسرے قیدیوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ کئی قیدی جرمن تھے وہ تو بندہ بے دام بن

گئے۔حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسیری کے دوران قرآن پاک حفظ کیا اور حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ شب و روز گزار کر کندن بن گئے۔آپ نے اپنے استاد شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بے مثال خدمت کی کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی ۔حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ضعیف العمر اور مریض تھے۔ٹھنڈا پانی استعمال کرنے سے تکلیف ہوتی تھی اور مالٹا میں بلا کی سردی پڑتی تھی مگر گرم پانی کہاں سے آتا۔حضرت استاد کو گرم پانی مہیا کرنے کے لئے مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نماز عشاء اور دیگر ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد برتن میں پانی بھر لیتے اور اسے پیٹ سے لگا کر سجدہ کی حالت میں ساری رات اوپر پڑے رہتے ۔پھر تہجد کے وقت بکمال ادب و احترام استاد محترم کی خدمت میں گرم پانی پیش کر دیتے تھے۔

خدمت کی برکت:

مولوی ہدایت اللہ ساکن میاں چنوں ضلع خانیوال راوی ہیں کہ میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دفعہ پوچھا کہ حضرت! آپ ساڑھے چار سال حضرت شیخ کی خدمت میں رہے۔آپ کی اس صحبت میں کوئی دوسرا حائل ہونے والا نہیں تھا۔آپ نے اس دوران بہت کچھ حاصل کیا ہوگا تو آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے،مولوی صاحب! میں نکما تھا کہ کچھ حاصل نہیں کر سکا۔میں نے پھر بار بار عرض کیا تو فرمایا،ہاں اتنا ضرور ہوا کہ میں نے نیند پر قابو پا لیا تھا۔اب جب خیال آئے سو جاتا ہوں اور جس وقت اٹھنا چاہوں بیدار ہو جاتا ہوں۔پانچ دس منٹ کے لئے بھی سو سکتا ہوں۔ارادہ کروں تو نیند آجاتی ہے۔اس قسم کی بہت سی حکایتیں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہیں کہ کسی جگہ گئے وہاں پانچ دس منٹ فرصت ملی، سو گئے اور خود بخود اٹھ کھڑے ہوئے۔بہر حال نہ صرف نیند پر قابو پانا استاد کی خدمت کرنے سے حاصل ہوا بلکہ معرفت کے وہ دریا ہضم کئے ہوئے تھے جس کا

ایک گھونٹ بھی بے خود کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

ختم بخاری کی مجلس:

اصح الکتب بعد کتاب اللہ یہ لقب بخاری شریف کا ہے کہ یہ کتاب اللہ کے بعد دنیا میں صحیح ترین کتاب ہے۔ صحیح بخاری شریف کے ختم کے موقع پر جب آپ اپنے مخصوص لہجہ میں آخری حدیث کی تلاوت شروع فرماتے تو قلوب پر رقت طاری ہونے لگتی تھی۔ آپ حاضرین پر روحانی توجہ فرماتے تو تمام لوگ زاروقطار رونے لگتے تھے اور دل کانپ جاتے تھے۔ لوگ توبہ استغفار اس طرح سے کرتے تھے کہ جیسے دربار خداوندی میں حاضر ہیں اور رو رو کر اپنے گناہوں سے معافی چاہ رہے ہیں۔ اس موقع پر جو دعا مانگی جاتی تھی وہ ایسے تھی کہ آنکھیں اشکبار، دل مضطرب، زبان لڑکھڑاتی ہوئی، جسم کا رواں رواں کانپتا تھا۔ غرض ہر شخص ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تھا اور توبہ استغفار کرتا تھا۔

احوال وواقعات:

ماضی قریب کے اس درویش کامل کی شان عجیب تھی۔ عبادت وریاضت میں وہ جنید وشبلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تھے، علم وفضل میں بخاری ورازی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تھے۔ اصلاح وتجدید میں وہ ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی صف میں کھڑے نظر آتے تھے اور خدمت خلق میں وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی معلوم ہوتے تھے۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بے حد متواضع اور خاکسار تھے۔ سفروں میں جاڑے کی راتوں میں پلیٹ فارم پر کسی کونہ میں مصلے پر کھڑے ہو کر تہجد میں مشغول ہوتے۔ خدام عرض کرتے تھے کہ حضرت ویٹنگ روم میں کیوں نہ کھڑے ہو گئے۔ تو جواب ملتا ہے

کہ مسافروں کی نیند خراب ہوتی ہے۔ مجھ جیسے شیخی خور اور روسیاہ انسان کو کیا حق ہے کہ وہ خدا کے بندوں کو پریشان کرے۔

بعض اوقات رات کو 12 بجے بخاری شریف کا درس دے کر فارغ ہوتے تھے۔ سیدھے مہمان خانے میں تشریف لاتے اور مہمانوں کے بستر اور تکیوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دیہاتی مہمان کو تکلیف میں پایا تو بذات خود اس کی تکلیف رفع کرنے میں لگ گئے۔ حق تعالیٰ کی طرف توجہ کا یہ حال کہ ایک قدم بھی شریعت وسنت کے خلاف نہیں اٹھتا تھا۔ بندگی کا اتنا گہرا رنگ کہ اگر کوئی عقیدت کے جوش میں ہاتھ چومنے کے لئے ذرا جھکتا تو ہاتھ کھینچ لیتے۔ کسی کو پیر دبانے کی اجازت نہیں تھی۔ اور خود رات کو سوتے میں اپنے مہمانوں کے پاؤں دباتے رہتے۔ پھر توجہ الی الخلق کا یہ عالم کہ بندگان الٰہی کو انگریزی سامراج کے ظلم کی چکی میں پستا ہوا دیکھا تو پوری قوت سے آزادی وطن کے لئے میدان میں اتر آئے۔ اور انسانیت سوز مظالم اور برطانوی سامراج کے مذموم ارادوں کی مذمت میں تقاریر فرما کر کمزوروں میں حریت وآزادی کی تڑپ پیدا کر دی۔ ذکر الٰہی اور محبت رسول ﷺ پر وعظ فرماتے تو دلوں کو نور ایمان سے روشن کر دیتے۔

مخلوق سے استغنا:

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند سے فراغت پاتے ہی اپنے والدین کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ وہاں پہلے سے نہ کوئی جائیداد تھی، نہ وہاں اپنا کوئی کاروبار چل رہا تھا اور نہ ہی کوئی ذریعہ معاش تھا۔ عام لوگ ہجرت کر کے جاتے تھے حکومت سے وظیفہ پانے کے خواہشمند ہوتے تھے۔ مگر حضرت مدنیؒ اور ان کے والد محترم نے اسے پسند نہ کیا۔ حضرت مدنیؒ ایک مدرسہ کی خدمت کرنے لگ گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کتابیں بھی نقل کیں۔ آپ کے والد محترم نے ایک چھوٹی سی دکان کھول لی۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کا بیان ہے کہ ان کے والد ماجد ڈاکٹر رفاقت علی صاحب نے جو مدینہ طیبہ کے کامیاب ڈاکٹر تھے، حد درجہ اصرار کیا کہ مولانا حسین احمد مدنیؒ مولانا عبدالحق کو بطور ٹیوشن تعلیم دیں۔ لیکن عین اس زمانہ میں جب کہ فاقہ کی یہ حالت تھی کہ گھر کے تیرہ افراد تین پاؤ مسور کے پانی پر قناعت کرتے تھے۔ ٹیوشن لینا گوارا نہ کی۔ البتہ اس کے لئے آمادہ تھے کہ بلا معاوضہ جیسا کہ حرم شریف میں طلبہ کو درس دیتے ہیں، مولانا عبدالحق کو بھی درس دیتے رہیں گے۔ طرفین سے یہ اصرار عجیب تھا اور اس میں تقریباً چھ ماہ گزر گئے۔ بالآخر ڈاکٹر صاحب کو پسپا ہونا پڑا۔ کتنا عرصہ بغیر کسی معاوضہ کے پڑھاتے رہے۔ اتنی بے تکلفی اور یگانگت کے باوجود ان حضرات کو یہ علم نہ ہو سکا کہ گھر میں اکثر فاقے ہوتے ہیں۔ معلوم اس وقت ہوا جب تنگدستی خوشحالی میں بدل چکی تھی۔

دست بکار دل بیار:

جب آپ نماز میں مشغول ہوتے تو صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ بندہ سارے عالم سے دستبردار ہو کر اپنے معبود کے ساتھ سرگوشی میں مشغول ہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں باریابی حاصل کر رہا ہے۔ جو آیت بھی نماز میں تلاوت فرماتے سننے والوں کو یوں محسوس ہوتا تھا گویا قرآن اب اتر رہا ہے اور وہ کیفیت طاری ہوتی کہ جس کا بیان دشوار ہے۔ بارہا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سفر میں ہیں یا سفر کی مشقت برداشت کر کے ابھی آئے ہیں اور پھر سفر کرنا ہے مگر جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو ایسی شان اور وقار کے ساتھ پڑھتے کہ گویا نہ پہلے کوئی تھکن ہے نہ آئندہ کوئی سفر کرنا ہے۔ ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے اور "دست بکار دل بیار" کے پورے مصداق تھے۔ اس کا اندازہ اس وقت ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا جب انتہائی سوز وگداز کے ساتھ یا حي یا قیوم برحمتك استغیث بار بار پڑھتے تھے۔ وصال سے ایک روز قبل کوئی صاحب دم کر وا رہے تھے کہ حضرت نے انتہائی بے قراری سے بار بار یہی پڑھا۔ حاضرین میں سے کسی نے پوچھا، حضرت! کیا کوئی تکلیف ہے؟ ارشاد فرمایا کہ یہی تکلیف کیا کم ہے کہ آپ حضرات مشغول ہیں اور میں بے کار پڑا ہوں؟ عرض کیا گیا، حضرت! آپ نے تو بہت کام کیا ہے۔ اتنا تو ایک جماعت بھی نہیں کر سکتی۔ ارشاد فرمایا، میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

سادگی و بے تکلفی:

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سادگی اور بے تکلفی میں یکتائے روزگار تھے۔ شیخ طریقت اور عالم ربانی ہونے کے علاوہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری شخصیت ایک بڑے سیاسی رہنما کی تھی اور ہر سیاسی لیڈر مسلم ہو یا غیر مسلم، ملکی ہو یا غیر ملکی، آپ کے آستانہ پر حاضری کو ضروری اور باعث فخر سمجھتا تھا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی ﷺ کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ سنت کے موافق چمڑے کا تکیہ استعمال کرتے تھے اور چمڑے کا گول دستر خوان استعمال ہوتا تھا۔ جس پر ہمیشہ ایک سالن ہوتا تھا اور دائرے کی شکل میں کم از کم دس بارہ آدمی دستر خوان کے گرد بیٹھ کر ایک ہی برتن میں کھاتے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت بھی ہوتے تھے اور ساتھ مل کر کھاتے تھے۔ صبح کو ناشتے میں باسی روٹی اور مرچ کا اچار ہوتا تھا۔ یہی حضرت کا اور تمام مہمانوں کا ناشتہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت نے کھانے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا، ہم آپ حضرات کے ہاں جاتے ہیں تو آپ مرغ اور حلوے کھلاتے ہیں اور یہاں باسی روٹی اور مرچ کھانا پڑتی ہے۔ اس پر مولانا احتشام الحق کاندھلوی

نے فرمایا کہ حضرت! باسی روٹی اور اچار مرغ سے زیادہ مزیدار ہیں۔

رعب اور دبدبہ:

انتہائی خاکساری کے باوجود حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ وقار و تمکنت کا کوہ طور یا کوہ نور رہتے۔ ایک خاص نوع کا ہیبت وجلال چہرے پر عیاں تھا۔ باوجود یہ کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہنس ہنس کر باتیں فرمایا کرتے تھے مگر مخاطب کا دل اندر سے لرزتا رہتا تھا اور بمشکل بات کی جا سکتی تھی۔ مولانا احتشام الحسن کاندھلوی فرماتے تھے کہ میرا حال بھی یہی تھا حالانکہ کہ میں اپنی نالائقی کی وجہ سے تمام بزرگوں سے بات کرنے کا عادی تھا۔ حتیٰ کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی بے دھڑک جو جی میں آتا تھا کہہ دیتا تھا اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے کبھی ناگواری کا اظہار نہیں ہوا تھا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر ہم عصر بزرگ فرماتے کہ '' حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ڈر لگتا ہے''۔ بارہا ایسا ہوا کہ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کسی خاص مقصد اور بات کے لئے دیوبند گئے، وہاں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بے تکلف ملاقات ہوئی اور ہنس ہنس کر باتیں ہوئیں۔ مگر مقصد کی بات زبان پر نہ لا سکے اور واپسی کے بعد فرمایا حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بات کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی۔

اخلاق حمیدہ:

ہندوستان کے مشہور کیمونسٹ لیڈر ڈاکٹر محمد اشرف حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ 1946 میں کیمونسٹ پارٹی کو مسلمانوں کے تاریخی پس منظر پر سوچنا پڑا اور مجھے اس کام پر مقرر کیا گیا کہ اس کے بارے میں رپورٹ پیش کروں۔ میں اس مواد کی فراہمی کے لئے دیوبند حاضر

ہوا۔خلوت میں مطالعہ کتب کا بھی موقع ملا۔مولانا کے یہاں تقریباً سبھی لوگ
قیام اللیل کے عادی تھے۔ایک دن تو میں رات کو بمشکل ایک گھنٹہ سویا تو فجر کے
وقت تکبیر بالجہر سے اٹھ بیٹھا۔دوسرے دن بھی یہی کیفیت ہوئی تو حضرت سے
عرض کیا کہ حضور کے ساتھ رہنے سے میری عاقبت تو درست ہوتی ہو میری صحت کو
خطرہ ضرور لاحق ہو جائے گا۔حضرت نے تبسم فرمایا اور علیحدہ کمرہ میں بندوبست
کروادیا۔ دیوبند کے قیام کی غالباً چوتھی شام تھی کہ میں اپنے بستر پر دراز
تھا۔رات کے دس بج چکے تھے۔گھومنے پھرنے کی وجہ سے کچھ تھکن زیادہ تھی۔
چنانچہ لیمپ گل کیا اور سونے لگا۔دروازہ کھلا رہتا تھا۔ مجھے کچھ غنودگی سی ہوئی
کہ میں نے ایک ہاتھ ٹخنے پر محسوس کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے کسی نے میرے
پاؤں دبانا شروع کردیئے۔میں چوکنا ہو گیا۔دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا بنفس
نفیس اس گنہگار کے پاؤں دبانے میں مصروف ہیں۔میں نے جلدی سے پاؤں
سکیڑ لئے اور بڑے ادب ولجاجت سے حضرت کو روکا۔مولانا نے حسرت سے
فرمایا، آپ مجھے اس ثواب سے کیوں محروم کرتے ہیں؟ کیا میں اس قابل بھی
نہیں کہ آپ جیسے مہمان کی خدمت کرسکوں۔ مجھ پر اس ارشاد کے بعد جو گزری
میرے لئے اس کا بیان کرنا مشکل ہے۔یہ ان کے اخلاق اور فراخدلی کا ادنیٰ سا
نمونہ تھا۔

قناعت:

حضرت مولانا کو برٹش حکومت نے ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے لئے
پانچ سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پر بلایا مگر آپ نے پیشکش کو قبول نہ کیا۔حکومت مصر نے
جامع الازہر میں شیخ الحدیث کی مسند کے لئے ایک ہزار روپے ماہوار مشاہرہ،
مکان، موٹر اور سال میں ایک دفعہ ہندوستان آنے جانے کا کرایہ دینے کی پیش کش

کی مگر مولانا نے وہاں تشریف لے جانے سے صاف انکار فرما دیا اور دیوبند کی معمولی سی تنخواہ پر قناعت کر لی۔

استغنا:

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے زہد وتقویٰ کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ دارالعلوم کی مدت سے خدمت کر رہے تھے۔ پانچ سال کا طویل عرصہ دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں گزار دیا۔ مگر ان دنوں کے علاوہ جن میں پڑھاتے بقیہ ایام کی تنخواہ نہ لیتے تھے۔ مرض الوفات میں ایک مہینہ کی رخصت بیماری وغیرہ اور اس کے علاوہ کچھ چھٹیاں جو قانوناً آپ کا حق تھا نہیں لی تھیں۔ وہ بیماری میں شمار ہوئیں۔ ان سب دنوں کی تنخواہ جو ایک ہزار روپے سے کچھ زیادہ ہوتی تھی مدرسہ نے بھیجی تو یہ فرما کر واپس کر دی کہ جب میں نے پڑھایا نہیں تو تنخواہ کیسی؟

والدین کی اطاعت:

''نقش حیات'' جو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خودنوشت سوانح ہے، اس سے بڑی مختصر تحریر میں اور بڑے بے تکلف انداز میں اپنی زندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بسا اوقات میں مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھا ہوا کتاب پڑھا رہا ہوتا تھا اور آدمی آ کر کہتا کہ والد صاحب بلا رہے ہیں۔ طلبہ کو رخصت کر کے حاضر ہوتا تو فرماتے کہ اینٹ مٹی اٹھانے والا مزدور نہیں آیا تم اس کام کو انجام دو۔ بحالت مجبوری تمام دن یہ کام کرنا پڑتا اور تمام اسباق کو معطل کرنا پڑتا۔ بسا اوقات ایک ایک دو دو ہفتہ اسباق کو معطل کر کے تمام اوقات اسی تعمیری خدمات میں صرف کرنے پڑتے''۔

مخلوق خدا کی خدمت:

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ آخری حج سے تشریف لا رہے تھے تو ہم لوگ اسٹیشن پر شرف زیارت کے لئے گئے۔ حضرت کے متوسلین میں سے ایک صاحبزادہ محمد عارف جو کہ ضلع جھنگ سے تعلق رکھتے تھے، دیوبند تک ساتھ گئے۔ ان کا بیان ہے کہ ٹرین میں ایک ہندو جنٹلمین بھی تھے جن کو فراغت کا تقاضہ ہوا۔ وہ رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں گئے اور الٹے پاؤں بادل نخواستہ واپس ہوئے۔ حضرت مدنی سمجھ گئے۔ فوراً چند سگریٹ کی ڈبیاں ادھر ادھر سے اکٹھی کیں اور لوٹا لے کر لیٹرین میں گئے، اچھی طرح صاف کیا اور ہندو دوست سے فرمانے لگے کہ جائیے لیٹرین بالکل صاف ہے۔ وہ بڑا متاثر ہوا اور بھرپور عقیدت کے ساتھ عرض کرنے لگا یہ حضور کی بندہ نوازی ہے جو سمجھ سے باہر ہے۔

اس واقعہ کو دیکھ کر اسی ڈبہ میں موجود خواجہ نظام الدین تونسوی نے ایک ساتھی سے پوچھا کہ یہ کھدر پوش کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ مولانا حسین احمد مدنی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اس وقت بے اختیار ہو کر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں کو چھولیا اور پاؤں سے لپٹ کر رونے لگے۔ حضرت نے جلدی سے پاؤں چھڑا لئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ تو خواجہ صاحب نے کہا سیاسی اختلافات کی وجہ سے میں نے آپ کے خلاف بہت فتوے دیئے اور برا بھلا کہا۔ اگر آج آپ کے اس اعلیٰ کردار کو دیکھ کر تائب نہ ہوتا تو شاید سیدھا جہنم میں جاتا۔

حضرت نے فرمایا، میرے بھائی! میں نے تو حضور ﷺ کی سنت پر عمل کیا ہے اور وہ سنت یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ہاں ایک یہودی مہمان نے بستر پر پاخانہ کر دیا تھا۔ صبح جلدی اٹھ کر چلا گیا۔ جب اپنی بھولی ہوئی تلوار واپس لینے آیا

تو دیکھا کہ حضور ﷺ بنفس نفیس اپنے دست مبارک سے بستر کو دھو رہے ہیں۔
یہ دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔

ادلے کا بدلہ:

مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ لاہور کے دہلی مسلم ہوٹل میں بہت مدت تک خطیب رہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قیام کیا۔ ایک روز جب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے گیا تو میں نے آپ کا جوتا اٹھا لیا۔ آپ اس وقت تو خاموش رہے لیکن دوسرے وقت جب ہم نماز پڑھنے کے لئے گئے تو آپ نے میرا جوتا اٹھا کر سر پر رکھ لیا۔ میں پیچھے بھاگا۔ مولانا نے تیز چلنا شروع کر دیا میں نے کوشش کی کہ جوتا لے لوں مگر نہیں لینے دیا۔ میں نے کہا کہ خدا کے لئے سر پر تو نہ رکھئے۔ فرمایا کہ عہد کرو کہ آئندہ حسین احمد کا جوتا نہ اٹھاؤ گے۔ میں نے عہد کر لیا۔ تب جوتا سر پر سے اتار کر نیچے رکھا۔

گرفتاری:

1936ء میں جمعیت علماء ہند کی طرف سے آپ کو کہا گیا کہ دہلی جا کر سول نافرمانی کرنا اور گرفتار ہونا آپ پر لازم ہے۔ آپ کی طبیعت سخت علیل تھی۔ ٹانگوں میں زخم تھے اور چلنا پھرنا دشوار تھا۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے مقصد روانگی کا علم ہوا تو کہلا بھیجا کہ اس حالت میں سفر نہ کریں اور تاریخ بدل دیجئے۔ مگر حضرت نے گوارا نہ فرمایا اور اسی حالت میں روانہ ہو گئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکا تھا۔ دیوبند اسٹیشن پر کثرت ہجوم کے باعث پولیس کو جرأت نہ ہوئی۔ دیوبند سے اگلے اسٹیشن پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے وہ نوٹس پیش کیا۔ آپ نے فرمایا، میں انگریزی نہیں جانتا۔ اس نے کہا، قلم دیجئے تاکہ اردو میں ترجمہ کر دوں۔ حضرت نے فرمایا کیا خوب، اپنے ذبح کرنے کے لئے اپنا ہتھیار تمہیں دے دوں۔ وہ خاموش ہو گیا اور گاڑی چل پڑی۔ وہ افسر مظفر نگر اسٹیشن پر ترجمہ کر کے لایا۔ اس میں لکھا تھا کہ حاکم سہارنپور کی طرف سے آپ کو نوٹس جاری کیا جاتا ہے کہ آپ آگے نہ جائیں ورنہ اپنے آپ کو گرفتار سمجھیں۔ فرمایا کہ اب میں سہارنپور کی حدود سے آگے ہوں لہٰذا یہ نوٹس قابل قبول نہیں۔ افسران یہ جواب سن کر حیران رہ گئے۔ بعد میں مجسٹریٹ نے جو ساتھ ہی تھا کہا کہ آپ کو اپنے خصوصی اختیارات کی بنا پر نوٹس دوں گا۔ چنانچہ اس نے اسی اسٹیشن پر دوسرا تحریری نوٹس پیش کیا اور گرفتاری عمل میں آئی۔ حضرت کی یہ حالت تھی کہ گاڑی سے اتر کر دو قدم بھی چلنا دشوار تھا۔ اسی جگہ تھوڑی دیر کے لئے کرسی رکھ دی گئی اور اس پر حضرت بیٹھ گئے۔ ان تمام تکالیف کے باوجود فریضہ جہاد آزادی کو چھوڑنا یا ملتوی کرنا گوارا نہیں فرمایا۔

کھانے میں برکت:

حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند نے مشکوٰۃ شریف کے درس کے دوران کتاب المعجزات کے ضمن میں حضرت کا ایک واقعہ قسم کھا کر سنایا۔ اس موقع پر سو سے زیادہ طالب علم موجود تھے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے ایک روز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔ اتفاق سے اس وقت مہمان تھوڑے تھے۔ حضرت شیخ نے دعوت قبول فرمالی۔ جب کھانے کا وقت آیا تو مہمان زیادہ آگئے۔ حضرت شیخ تمام مہمانوں کو لے کر تشریف لے آئے۔ مہمانوں کی کثرت دیکھ کر مجھے پریشانی ہوئی۔ حضرت نے محسوس فرما لیا اور مجھے علیحدہ لے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ تھوڑی دیر ٹھہریں میں اور انتظام کر لوں۔ حضرت نے

فرمایا، یہی کھانا کافی ہو جائے گا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق تمام روٹی اور ترکاری آپ کے پاس لا کر رکھ دی گئی اور روٹیوں پر کپڑا ڈھک دیا گیا۔ اب حضرت شیخ نے اپنے ہاتھ سے نکال کر کھانا دینا شروع کیا۔ وہی کھانا کافی ہو گیا۔ گھر والوں نے بھی کھا لیا اور کچھ بچ بھی گیا۔

ایثار و قربانی:

شیخ العرب والعجم کا معمول تھا کہ عشا کے بعد سے بارہ بجے تک حدیث کی سب سے بڑی مہتم بالشان کتاب بخاری شریف کا درس دیتے تھے۔ مولانا فیض اللہ لالٹین اٹھانے پر مامور تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک رات آپ نصف شب کو سردی کے موسم میں مہمان خانہ میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ ایک خستہ حال مہمان بوسیدہ کپڑے میں ملبوس چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان سے پوچھیں کہ کیوں بیٹھے ہیں؟ اور پھر خود ہی جا کر پوچھا تو اس مہمان نے جواب دیا کہ کسی صاحب نے مجھے دستر خوان سے اٹھا دیا ہے اور میرے پاس لحاف بھی نہیں ہے۔ حضرت پر اس کا بڑا اثر ہوا اور بار باران دستر خوان سے اٹھانے والے کا نام پوچھا مگر پتہ نہ چلا فوراً اندر تشریف لے گئے اور کھانا لے کر خود باہر تشریف لائے۔ جب تک اس مہمان نے کھانا نہیں کھایا آپ باہر ہی بیٹھے رہے۔ سارے مہمان اور اہل خانہ سو چکے تھے۔ حضرت اندر گئے اور اپنا بستر اٹھا لائے۔ اس کو بچھا دیا اور خود ساری رات عبا اوڑھ کر گزار دی۔ مولانا فیض اللہ کا بیان ہے کہ میں نے بہت اصرار کیا اور چاہا کہ اپنا بستر لے آؤں اور حضرت آرام فرمائیں مگر اس پیکر سنت نے اس کو گوارا نہ کیا۔

استقامت:

ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا کہ سیاسی اختلافات کی وجہ سے علما میں ترک تعلق نہ

ہونا چاہئے۔ ایک دوسری مجلس میں فرمایا کہ جب میں کراچی جیل سے 1923ء میں رہا ہو کر آیا تھا تو اس وقت بنگال کونسل کے ایک ممبر نے کہا کہ چالیس ہزار روپیہ نقد اور ڈھاکہ یونیورسٹی میں پانچ سو روپیہ ماہانہ کی پروفیسری آپ کے لئے حاضر ہے، اس کو منظور فرمالیں۔ میں نے کہا کام کیا کرنا ہوگا؟ ممبر صاحب نے فرمایا کچھ نہیں، آپ صرف تحریکات میں خاموش رہیں۔ میں نے کہا، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جس راستہ پر لگا گئے ہیں میں اس سے نہیں ہٹ سکتا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فرزند ارجمند اور حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ بانی تبلیغی جماعت کے بھتیجے ہیں۔ آپ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کو کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔ اول تا آخر تمام تعلیم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حاصل کی۔ ۱۳۴۴ھ میں دورہ حدیث کر کے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری، آپ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد یحییٰؒ، حضرت مولانا محمد الیاسؒ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا عبد اللطیف صاحبؒ قابل ذکر ہیں۔

فراغت تعلیم کے بعد مظاہر العلوم سہارنپور میں ہی مدرس مقرر ہوئے اور بہت جلد اپنی اعلیٰ صلاحیت کی وجہ سے صدر مدرس مقرر ہوئے۔ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو شیخ الحدیث کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ نے روحانی اور اصلاحی تعلق حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ سے قائم فرمایا اور علم ظاہر کے ساتھ ساتھ علم باطن میں بھی خوب فیض حاصل کیا اور خلافت سے نوازے گئے۔

حضرت سہارنپوری کے وفات بعد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ سے تعلق قائم کیا اور ان سے بھی خلافت حاصل کی۔ ساری زندگی درس و تدریس اور تبلیغ و اصلاح میں بسر کی۔ آپ ایک بڑے عالم باعمل، متبع سنت اور حق وصداقت کا پیکر تھے۔ تواضع وانکساری میں اسلاف کی عظیم یادگار رہتے۔ بڑے بڑے علماء آپ کے تلمیذ و مرید تھے۔ آپ نے بہت سی شاہکار کتب تصنیف کیں جو علماء اور عوام میں بہت مقبول ہوئیں۔ اپنی زندگیکے آخری دن آپ نے مدینہ منورہ میں گزارے۔ آپ نے 24 مئی 1962ء کو مدینہ منورہ میں ہی جان جان آفریں کے سپرد کی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت:

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچپن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان دنوں والد محترم کا قیام حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مستقل طور پر گنگوہ میں رہا کرتا تھا۔ میری عمر ابھی ڈھائی سال کی تھی۔ حضرت گولر کے درخت کے نیچے چارزانو بیٹھے ہوتے تھے۔ میں حضرت کے پیروں پر کھڑا ہو کر حضرت سے خوب لپٹتا۔ فرماتے ہیں کہ جب میں کچھ اور بڑا ہو گیا تو راستہ میں کھڑا ہو جاتا، جب حضرت سامنے سے گزرتے تو میں بڑی قرأت سے اور بلند آواز سے کہتا، السلام علیکم۔ حضرت بھی از راہ محبت و شفقت اسی لہجے میں جواب مرحمت فرماتے۔ حضرت شیخ مزید فرماتے ہیں کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں کھیلنا، حضرت کے گھٹنوں پر پاؤں رکھنا اور گردن میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہونا، حضرت کے ساتھ عیدین کے موقع پر پالکی میں بیٹھ کر عیدگاہ آنا جانا ہوتا تھا جس کے اٹھانے والے بڑے بڑے علما اور مشائخ ہوتے تھے۔ اور بسا اوقات حضرت کے ساتھ کھانا کھانا اور حضرت کے پس خوردہ کا تن تنہا وارث بننا اب بھی آنکھوں کے سامنے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

بچوں کی تربیت:

اس زمانے کے بزرگ بچوں کی اخلاقی تربیت اور ان کی ذہنی نشوونما کے لئے بعض خاص قسم کے طریقے اختیار کرتے تھے۔ مولانا یحییٰ صاحب کو خاص طور پر اس کا اہتمام تھا۔ شیخ الحدیث نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جب میری عمر 13 سال تھی، والد صاحب نے کاندھلہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ میں خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتا تھا۔ وہاں جانے کے لئے دن گننے لگا اور عید کے چاند کی طرح اس کا انتظار کرنے لگا۔ چند دن کے بعد والد صاحب نے یہ ارادہ ملتوی فرما دیا۔ مجھے اس پر تعجب بھی ہوا اور ملال بھی۔ ایک روز فرمایا کہ تجھے کاندھلہ جانے کی بے حد خوشی تھی اور تجھ پر اس کا شوق اتنا غالب آ گیا کہ میں نے اسی وجہ سے اس کو ملتوی کر دیا کیونکہ اس پر اتنا خوش ہونا اور اس کا اتنا شوق و ارمان رکھنا ٹھیک نہیں ہے۔

زندگی بھر کی مصروفیت:

حضرت شیخ الحدیث کے والد محترم نے سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا لیکن شیخ کی سات برس کی عمر تک بسم اللہ بھی نہیں ہوئی۔ اس عمر تک تعلیم شروع نہ ہونے پر خاندان کے بزرگوں کو تعجب تھا۔ دادی صاحبہ جو کہ خود حافظہ قرآن تھیں انہوں نے اپنے لائق فرزند سے ایک دفعہ فرمایا ''یحییٰ! اولاد کی محبت میں اندھے نہیں ہوتے، تو نے تو سات برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا، یہ اتنا بڑا بیل پھر رہا ہے آخر اس سے جوتے گھسوائے گا یا کیا کرائے گا''؟ مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ صاحبہ کی اس بات کے جواب میں فرمایا ''جب تک کھیلتا ہے اس کو کھیل لینے دیجئے۔ جس دن یہ کولھو میں سر دے گا تو قبر میں جا کر ہی دم لے گا''۔

قرآن مجید کی تلاوت:

قرآن مجید کا حفظ کرنا اس خاندان کا خصوصی شعار اور تعلیم کا پہلا ضروری مرحلہ تھا۔ اسی کے مطابق حفظ کا سلسلہ شروع کرایا گیا۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب کا تعلیم و تربیت کا نرالا ہی دستور تھا۔ وہ ایک صفحہ کا سبق دے دیتے اور فرماتے کہ اس کو سو مرتبہ پڑھ لو پھر دن بھر چھٹی ہے۔ فطرت انسانی اور تقاضائے عمر سے بڑے بڑے ہونہار بچے بھی مستثنیٰ نہیں ہوتے۔ شیخ فرماتے کہ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ ایک صفحہ سو مرتبہ پڑھنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ میں بہت جلدی آ کر کہہ دیتا کہ سو مرتبہ پڑھ لیا۔ والد صاحب اس پر زیادہ جرح قدح نہ فرماتے تھے۔ اگلے دن کا سبق یاد کرنے کے بعد آ کر کہتا کہ کل تو بس ایسے ہی پڑھا تھا، آج ٹھیک ٹھیک سو مرتبہ پڑھا ہے۔ فرماتے کہ آج کے سچ کی حقیقت تو کل معلوم ہوگی۔ سہارنپور آ جانے اور عربی شروع ہو جانے کے بعد بھی یہ حکم ہوتا تھا کہ ایک پارہ کو اتنی مرتبہ پڑھ لو۔ مغرب کے بعد ایک صاحب اس کو سنتے تھے، اس میں خوب غلطیاں نکلتی تھیں۔ اس پر سہارنپور کے مشہور وکیل مولوی عبداللہ جان صاحب نے جن کو اس خاندان سے بڑا گہرا تعلق تھا، مولانا محمد یحییٰ صاحب سے ایک روز کہا کہ زکریا کو تو قرآن یاد نہیں۔ مولانا نے بڑے اطمینان سے فرمایا کہ ہاں اسے قرآن بالکل یاد نہیں۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا کہ کیا بات ہے؟ حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ اسے عمر بھر کرنا ہی کیا ہے؟ قرآن ہی پڑھنا ہے یاد ہو جائے گا۔

اکابر سے محبت:

مولانا محمد یحییٰ صاحب کی تربیت کے نرالے انداز اور ان کی ذہانت اور سلامت فہم کے عجیب واقعات ہیں۔ ایک دفعہ جب شیخ کی فقہ کی تعلیم شروع ہوئی تو

اس افتتاح کے موقع پر مولانا نے شیخ کو بیس روپے انعام کے طور پر عطا فرمائے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ان کا کیا کرو گے؟ شیخ نے جواب دیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اکابر اربعہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی، حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری، حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پانچ پانچ روپے کی مٹھائی پیش کروں۔ بڑی مسرت کے ساتھ اس کی تصویب فرمائی۔ پھر دریافت فرمایا کہ کون سی مٹھائی؟ شیخ نے متفرق مٹھائیوں کے نام لئے۔ فرمایا لا حول ولا قوۃ ان میں سے کون ایسا ہے جو مٹھائی کھائے گا؟ تمہاری خاطر ایک آدھ ٹکڑا چکھ لیں گے اور باقی سب دوسروں کی نذر ہو جائے گی۔ ایسا کرو کہ پانچ روپے کی مصری خرید کر حضرت کی خدمت میں پیش کردو ایک مہینہ تک تمہاری ہی مصری کی چائے نوش فرمائیں گے۔ چنانچہ تعمیل کی گئی۔ بقیہ اکابر ثلاثہ کی خدمت میں پانچ پانچ روپے نقد مختلف اوقات میں پیش کیے گئے۔ ان سب حضرات نے بڑی مسرت سے قبول فرما کر دعائیں دیں۔

تعلیمی انہماک:

حضرت شیخ الحدیث ﷫ فرماتے تھے کہ طالب علمی کے دنوں میں ایک دفعہ میرا اپنا جوتا کسی نے اٹھالیا۔ تقریباً چھ ماہ تک مجھے دوسرا جوتا خریدنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس مدت میں مجھے مدرسہ سے باہر قدم نکالنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

مدرسہ ہی کی مسجد میں جمعہ ہوتا تھا اور مدرسہ کے بیت الخلا میں ایک دو جوتے جو کسی کے پرانے ہو جاتے وہاں رکھ دیئے جاتے تھے جو ابھی تک دستور چلا آ رہا ہے۔ بیت الخلاء کے لئے وہی پرانے جوتے استعمال کر لیتا تھا مجھے کسی بھی اور ضرورت کے واسطے مدرسہ کے دروازہ سے نہ تو باہر قدم رکھنا پڑا اور نہ ہی جوتے کی

ضرورت ہوئی۔

دنیا سے بے رغبتی:

حضرت شیخ کو چاٹگام یا ڈھاکہ کے مدرسہ عالیہ سے شیخ الحدیث کے منصب کی پیش کش ہوئی۔ جس کی بارہ سو روپے تنخواہ تھی اور صرف ترمذی شریف اور بخاری شریف پڑھانا تھی۔ پہلے خط آیا، پھر ارجنٹ تار آیا کہ خط کے جواب کا سخت انتظار ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ تار کے جواب میں تو میں نے صرف یہ لکھ دیا کہ معذوری ہے۔ خط میں مفصل لکھا کہ جن دوستوں نے میرا نام آپ کو دیا ہے، انہوں نے محض حسن ظن سے کام لے کر غلط روایات پہنچائی ہیں۔ یہ ناکارہ اس کا اہل نہیں ہے۔

ایثار کی انتہا:

حضرت کے ایثار کا ایک حیرت انگیز واقعہ جو اس زمانہ کے لحاظ سے ناقابل قیاس اور بہت سے لوگوں کے لئے ناقابل یقین ہوگا وہ یہ ہے کہ ایک ایسے بزرگ عالم کے انتقال پر کہ جن کے ساتھ مل کر شیخ نے بہت عرصہ کام کیا تھا، ور جن سے کچھ تلمذ کا رشتہ بھی تھا، جب ان کے ترکہ کی تقسیم کے وقت اور قرض کے تصفیہ کے لئے ان کی ورثاء اور اہل تعلق جمع ہوئے تو ورثا نے قرض کی ادائیگی کا ذمہ لینے سے جو غالباً پانچ ہزار کی مقدار میں تھا، صاف معذرت کر دی۔ شیخ نے بے تکلف اس کو اپنے ذمہ لے لیا اور ادا فرما دیا۔

مجلس شعر و سخن:

حضرت کا شعری و ادبی ذوق نہایت پاکیزہ اور لطیف تھا۔ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آغاز جوانی میں ایک دوسرے قصبے میں شب کو جانا ہوا۔ وہاں کچھ بے تکلف دوست جمع تھے۔ وہاں عشا کے بعد بیت بازی شروع ہوئی جو

www.besturdubooks.wordpress.com

اس زمانہ کے مہذب، زندہ دل نوجوانوں اور قصبات کے شرفاء کا محبوب و مفید مشغلہ تھا۔ اس میں ایسا انہماک ہوا کہ کچھ پتہ نہ چلا کہ کتنی رات چلی گئی۔ اچانک اذان کی آواز آئی تو خیال ہوا کہ کسی نے بے وقت اذان کہہ دی ہے ابھی تو بیٹھے ہی تھے۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ صبح صادق ہوگئی ہے اور یہ فجر کی ہی اذان تھی۔

تصنیف و تالیف کا ذوق:

درس و تدریس کے انہماک، ذکر و نوافل کی یکسوئی، مہمانوں کی کثرت اور واردین و صادرین کے ہجوم کے باوجود شیخ کی طبیعت میں شروع ہی سے تصنیفی ذوق اور تحریری کام میں انہماک ودیعت تھا۔ اور جب پہلی دفعہ مشکوٰۃ پڑھا رہے تھے تو 22 ربیع الاول کی شب میں 12 بجے حجۃ الوداع پر لکھنا شروع کیا اور ایک دن ڈیڑھ رات میں شنبہ کی صبح کو پورا کرلیا۔

مال سے قلبی انقطاع:

حضرت شیخ فرماتے ہیں، میری عمر تین چار سال کی تھی، ابھی اچھی طرح سے چلنا بھی نہیں سیکھا تھا، سارا منظر خوب یاد ہے اور ایسی باتیں اوقع فی الذہن ہوا کرتی ہیں۔ میری والدہ نور اللہ مرقدھا کو مجھ سے عشق تھا۔ ماؤں کو بیٹوں سے محبت تو ہوا ہی کرتی ہے مگر جتنی محبت ان کو مجھ سے تھی اللہ ان کو بہت بلند درجے عطا فرمائے۔ اس وقت انہوں نے میرے لئے ایک بہت ہی خوبصورت چھوٹا سا تکیہ سیا تھا۔ وہ ایک بالشت چوڑا اور ڈیڑھ بالشت لمبا تھا اس کی ہیئت بھی کبھی نہیں بھولوں گا۔ اس کے اوپر گوٹہ ٹھپہ، گوکھرو، کرن بنت وغیرہ کبھی کچھ جڑا ہوا تھا۔ نیچے لال قند کا غلاف اور اس کے اوپر سفید جالی کا جھالر بہت ہی خوشنما لگتا تھا۔ وہ مجھے اتنا محبوب تھا کہ بجائے سر کے نیچے رکھنے کے اسے میں اپنے سینے کے اوپر رکھتا تھا۔ کبھی اس کو پیار کرتا، کبھی

www.besturdubooks.wordpress.com

سینے سے چمٹایا کرتا۔ والد صاحب نے آواز دے کر فرمایا کہ زکریا! مجھے تکیہ دے دو۔ مجھے پدری محبت نے جوش مارا اور اپنے نزدیک انتہائی ایثار اور گویا دل پیش کر دینے کی نیت سے میں نے کہا "میں اپنا تکیہ لے آؤں"؟ فرمایا کہ ادھر آؤ۔ میں انتہائی ذوق وشوق میں کہ ابا جان اس نیاز مندی اور سعادت مندی پر بہت خوش ہوں گے، دوڑا ہوا گیا۔ انہوں نے بائیں ہاتھ سے میرے دونوں ہاتھ پکڑے اور داہنے ہاتھ سے منہ پر ایسا زور سے تھپڑ رسید کیا کہ آج تک تو اس کی لذت نہیں بھولا۔ اور مرتے وقت تک امید نہیں کہ بھولونگا اور یوں فرمایا کہ "ابھی سے باپ کے مال پر یوں کہتا ہے کہ اپنا لاؤں، کچھ کما کر ہی کہنا کہ اپنا لاؤں"۔ اللہ کا ہی فضل وکرم ہے اور محض اس کا ہی لطف واحسان ہے کہ اس کے بعد جب بھی یہ واقعہ یاد آ جاتا ہے تو دل میں یہ مضمون پختہ ہوتا چلا جاتا ہے کہ اپنا تو اس دنیا میں کوئی مال نہیں ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ دن بدن یہ مضمون پختہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔

تبلیغی احباب سے محبت:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعتوں اور دوسرے مہمانوں کی مدارات میں ذرہ برابر فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ ہر ایک کی چائے اور طعام کا خیال رکھنا اور ہر ایک سے نہایت تپاک سے ملنا آپ کا خصوصی جوہر تھا۔ ایک مرتبہ ایک تبلیغی بھائی نے مصافحہ کیا اور دعا کے لئے عرض کیا تو فرمایا، بھائی! آپ لوگ بڑا کام کر رہے ہیں، دین کے لئے ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں، میرا کیا ہے میں یہاں ایک ہی جگہ بیٹھا رہتا ہوں، آپ لوگ میرے لئے دعا کریں۔

ایک مرتبہ ایک تبلیغی بھائی نے محبت سے دو روپے پیش کئے آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا، ہرگز نہیں۔ آپ حضرات اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں مجھے ہی آپ حضرات کی مدد کرنا چاہئے نہ یہ کہ آپ میری مدد کریں۔ میں آپ حضرات کی کچھ بھی خدمت

نہیں کر پاتا۔

تقویٰ کی مثال:

حضرت شیخ نے خود اپنے والد ماجد نور اللہ مرقدہ کے بارے میں لکھا ہے کہ میرے والد صاحب قدس سرہ کے زمانے میں مدرسہ کا مطبخ جاری نہیں ہوا تھا۔ مدرسہ کے قریب کسی طباخ کی دوکان تھی، گھر والوں کے نہ ہونے کے زمانے میں جامع مسجد کے قریب کی ایک طباخ کی دکان سے کھانا آیا کرتا تھا۔ سردی کے زمانے میں وہاں سے آتے آتے خصوصاً شام کو ٹھنڈا کھانا ہو جاتا تھا تو سالن کے برتن کو مدرسہ کی مسجد کے حمام کے سامنے رکھوا دیتے تھے۔ اس کی تپش سے وہ تھوڑی دیر میں گرم ہو جاتا تھا تو یہ فرما کر دو تین روپے ہر ماہ چندہ میں داخل فرمایا کرتے تھے کہ مدرسہ کی آگ سے انتفاع ہوا ہے۔

تصوف و سلوک کی حقیقت:

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اوپر اپنے کمرے میں نہایت مشغول تھے۔ مولوی نصیر نے اوپر جا کر کہا کہ رئیس احرار آئے ہیں۔ رائے پور جا رہے ہیں، صرف مصافحہ کرنا ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جلدی بلا دے۔ مرحوم اوپر چڑھے اور زینے پر چڑھتے ہی سلام کے بعد مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا، رائے پور جا رہا ہوں اور ایک سوال آپ سے کر کے جا رہا ہوں۔ پرسوں صبح ہی واپسی ہے اس کا جواب واپسی میں لوں گا۔ سوال یہ ہے کہ تصوف کیا بلا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ کرتے کرتے جواب دیا کہ "صرف تصحیح نیت، اس کے سوا کچھ نہیں۔ جس کی ابتدا" انما الاعمال بالنیات سے ہوتی ہے اور انتہاء ان تعبد اللہ کانک تراہ ہے۔ اسی کو نسبت کہتے ہیں، اسی کو یادداشت کہتے ہیں اور اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

کو حضوری کہتے ہیں۔

حضوری گر ہمی خواہی از و غافل مشو حافظ
متی ما تلق من تھوی دع الدنیا و اہلھا

حضرت شیخ نے کہا مولوی صاحب! سارے پاپڑ اسی لئے بیلے جاتے ہیں، ذکر بالجہر بھی اور مجاہدہ و مراقبہ بھی اسی واسطے ہے اور جس کو اللہ جل شانہ کسی بھی طرح سے یہ دولت عطا کر دے اس کو کہیں بھی اور جانے کی ضرورت نہیں۔

مرشد کی تنبیہ:

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ پاک کے قیام میں جب یہ ناکارہ بذل لکھا کرتا تھا اور صبح کی چائے بعد سے مسلسل چھ گھنٹے حضرت کی خدمت میں حاضری ہوتی تو ایک مرتبہ یہ نابکار، ناپاک، سیہ کار بذل لکھتے ہوئے نہ معلوم کن کن خرافات اور واہی تباہی خیالات میں مستغرق تھا۔ میرے حضرت قدس سرہ نے عبارت لکھواتے ہوئے نہایت تند و تیز لہجے میں ارشاد فرمایا "من بتو مشغول وتو با عمرو زید"۔ میں حضرت کے اس ارشاد پر پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا کرتا اور پاجامہ تک بھیگ گیا۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت شیخ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا بڑا قلق رہتا تھا کہ تھانہ بھون میں رہتے ہوئے بھی حضرت کی خدمت میں حاضری کا وقت نہیں ملتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ بہت قلق کے ساتھ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ لوگ بہت دور دور سے حاضر ہوتے ہیں لیکن یہ ناکارہ یہاں رہ کر بھی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ حضرت

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا جواب مرحمت فرمایا کہ میری مسرت کے لئے مرنے تک کافی ہے۔ حضرت نے فرمایا، مولوی صاحب! اس کا آپ بالکل فکر مت کریں۔ آپ اگرچہ میری مجلس میں نہیں ہوتے مگر میں ظہر سے عصر تک آپ ہی کی مجلس میں رہتا ہوں۔ میں بار بار آپ کو دیکھتا رہتا ہوں اور رشک کرتا ہوں کہ کام تو یوں ہوتا ہے۔ میں آپ کو ظہر سے عصر تک اوراق سے سر اٹھاتے نہیں دیکھتا۔

مشکوٰۃ شریف کا آغاز:

حضرت شیخ اپنے آغاز مشکوٰۃ کا قصہ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ 7 محرم الحرام 1332ھ کو ظہر کی نماز کے بعد میری مشکوٰۃ شریف شروع ہوئی۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی ظہر کی امامت بھی کی تھی کہ اس زمانے میں نماز آپ ہی پڑھاتے تھے۔ نماز کے بعد غسل فرمایا اور دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر مشکوٰۃ شریف کی بسم اللہ اور خطبہ مجھ سے پڑھوایا اور اس کے بعد قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر پندرہ بیس منٹ تک بہت دعائیں مانگیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیا کیا دعائیں مانگیں۔ لیکن میں ان کی معیت میں اس وقت صرف ایک ہی دعا کرتا رہا کہ یا اللہ! حدیث پاک کا سلسلہ بہت دیر سے شروع ہوا ہے اس کے ساتھ مجھے مرنے تک وابستہ رکھیے۔ اللہ جل شانہ نے میری ناپاکیوں، گندگیوں اور سیئات کے باوجود ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ 1332ھ سے 1390ھ تک اللہ کے فضل سے کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا کہ جس میں حدیث پاک کا مشغلہ نہ رہا ہو۔

اکابر کی راحت کا خیال:

ایک مرتبہ سہارنپور میں تبلیغی جماعت کا اجتماع ہو رہا تھا تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رائے پوری قدس سرہ سے فرمایا کہ حضرت جی! جون کا مہینہ ہے گرمی کی

شدت بھی ہے اور ہمارے ہاں راحت کی کوئی جگہ نہیں، اور یہ تبلیغ والے رات کو جلسے میں تھوڑی دیر کے لئے (برکت کے واسطے) شرکت کی خواہش اور درخواست مجھ سے کرائیں گے۔ پرسوں جلسہ ختم ہو جائے گا۔ ظہر کے وقت میں اور عزیز یوسف رائے پور حاضر ہوں گے۔ دو دن قیام کریں گے۔ دو دن تک رائے پور سے ہر آنے والے سے سنتا رہا کہ حضرت اقدس نے خوب دعائیں دیں اور ہر آنے والے سے فرماتے کہ میرا تو (سہارنپور میں) دو دن قیام کا ارادہ تھا مگر شیخ نہ مانا۔ محبت اسی کا نام ہے۔ میری راحت کو اپنی خواہش پر غالب کر کے رکھا اللہ تعالیٰ بہت بلند درجے عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کو بھی ایسی ہی راحت دے۔

اکابر کا تقویٰ:

مظاہر العلوم کا جب سالانہ جلسہ ہوتا تھا تو اکابر مدرسین وملازمین میں سے کسی کو جلسہ کا کھانا کھاتے یا چائے پیتے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ جملہ مدرسین حضرات وقت ملنے پر اپنا کھانا کھاتے تھے۔ البتہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ مہمانوں کے ساتھ کھاتے تھے۔ لیکن حضرت کے مکان سے دس بارہ آدمیوں کا کھانا آتا تھا جو متفرق مہمانوں کے سامنے رکھ دیا جاتا تھا۔ اسی میں سے حضرت نوش فرماتے تھے۔ مولانا عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ شب و روز مدرسہ کے اندر رہتے تھے آپ ظہر کے وقت اور رات کو بارہ بجے اپنے دفتر کے کونے میں بیٹھ کر اپنا ٹھنڈا اور معمولی کھانا تنہا کھا۔ تے تھے۔

مولانا ظہور الحق صاحب مدرس مدرسہ اس زمانے میں مطبخ کے منتظم ہوتے تھے لیکن سالن چاول وغیرہ کا نمک کسی طالب علم سے چکھواتے تھے، خود نہیں چکھتے تھے۔ جب وقت ملتا اپنے گھر جا کر کھانا کھاتے تھے۔ ان سب احتیاطوں کے باوجود حضرت سہارنپوری قدس سرہ جب مستقل قیام کے ارادہ سے حجاز تشریف لے گئے تو

اپنا ذاتی کتب خانہ یہ فرما کر مدرسہ کے لئے وقف کر گئے تھے کہ نہ معلوم مدرسہ کے کتنے حقوق ذمہ رہ گئے ہوں۔

عجز وانکساری:

شوال 1333ھ میں جب حضرت اقدس سہارنپوری حجاز مقدس میں طویل قیام کے ارادے سے جا رہے تھے اور بکثرت لوگ بیعت ہو رہے تھے تو حضرت شیخ الحدیث زکریا رحمہ اللہ نے ان سے بیعت ہونے کا ارادہ کرلیا آپ نے اپنے مربی و آقا حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ مجھے بیعت فرمالیں۔ اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب مغرب کے بعد نوافل سے فارغ ہو جاؤں تو آجانا۔ اس کے بعد بیعت ہو گئے۔

حضرت اقدس سہارنپوری رحمہ اللہ نے بڑے اہتمام سے چاروں سلسلوں میں بیعت وارشاد کی آپ کو اجازت مرحمت فرمائی اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر کلاں حضرت مولانا سید احمد فیض آبادی رحمہ اللہ کو دیا تاکہ وہ حضرت شیخ کے سر پر باندھ دیں۔ جب وہ عمامہ سر پر باندھا گیا تو شیخ کی شدت گریہ سے چیخیں نکل گئیں۔ حضرت پیر ومرشد سہارنپوری بھی آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ اس موقع پر بھی موجود تھے اور ان کو اس پورے واقعہ کی اطلاع بھی تھی۔ ہندوستان میں تشہیر ہو جانے کے خوف سے حضرت شیخ رحمہ اللہ نے حضرت رائے پوری کے پاؤں پکڑے اور ان سے اس بات کا عہد لینا چاہا کہ وہ ہندوستان پہنچ کر اس اجازت وخلافت کی اطلاع نہ کریں مگر حضرت رائپوری رحمہ اللہ اس حقیقت کے اخفاء پر تیار نہ ہو سکے اور آپ کے ذریعے اس کی تشہیر ہوگئی۔ پھر بھی حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے عرصہ تک بیعت لینے سے پہلوتہی فرماتے رہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فقر و فاقہ:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے اکابر و اسلاف نے کیسے افلاس و فقر اور صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزاری۔ اس سلسلہ میں اپنے چچا جان حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے چچا جان نور اللہ نے مجھے ایک مرتبہ کارڈ لکھا کہ کئی دن سے تم کو ایک ضروری خط لکھنے کا تقاضا تھا مگر میرے پاس کوئی پیسہ نہیں تھا۔ قرض لینے کو دل نہ چاہا۔ آج اللہ نے پیسے عطا فرمائے ہیں تو تم کو خط لکھ رہا ہوں۔

درس حدیث کی پابندی:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بہت انہماک و دلسوزی اور نشاط و سرگرمی کے ساتھ حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ کے ایک شاگرد رشید فرماتے ہیں ایک بار موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ تمام سڑکوں پر گھٹنوں گھٹنوں پانی بھر رہا تھا میں سوچ رہا تھا کہ بارش کا زور ختم ہو تو سبق میں حاضر ہوں۔ حضرت مولانا اسعد اللہ اس وقت دفتر نظامت میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا حضرت شیخ الحدیث آج بھی درس میں تشریف لے گئے ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس طوفانی بارش میں تو بظاہر مشکل محسوس ہوتا ہے۔ باہر جا کر معلوم کر لو۔ چنانچہ میں نے مدرسہ کے دروازے پر آ کر سائبان میں بیٹھے ہوئے پھل فروشوں سے معلوم کیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت تو دیر ہوئی تشریف لے گئے جب کہ حضرت کے مکان سے دارالحدیث کا فاصلہ زیادہ ہے۔ سڑک پر پانی بہہ رہا تھا۔ میں بھی دارالحدیث میں حاضر ہوا۔ وہاں بجلی غائب تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا مگر درس شروع ہو چکا تھا۔ میں چپکے سے بیٹھ گیا کہ مبادا حضرت شیخ کی نظر پڑ

جائے مگر آپ نے دیکھ لیا اور فرمایا، جانتے ہو، کیسے آیا ہوں؟ اپنے مکان سے روانہ ہوا تو ایک ہاتھ میں بخاری شریف کا پارہ اور دوسرے میں چھتری تھی۔ جوتے ہاتھ میں نہیں لے سکتا تھا نصف راستے تک آیا تو ایک رکشہ والا مل گیا اس نے باصرار مجھے رکشہ پر سوار کر لیا اور یہاں پہنچانے کے بعد میرے پیروں اور پاجامہ کے نچلے حصہ کو دھویا یہ ناکارہ سن کر پانی پانی ہو گیا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 5 ربیع الثانی 1280ھ کو ہوئی خاندانی اعتبار سے آپ فاروقی النسل شیخ ہیں اور ایک بہت بڑے رئیس شیخ عبدالحق صاحب تھانوی کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی پرورش بہت ناز و نعمت میں ہوئی اور قدرت نے آپ کو عجیب مزاج سے نوازا تھا۔ عربی کی ابتدائی کتابیں مولانا فتح محمد صاحب سے تھانہ بھون رہ کر پڑھیں اور 1295ھ میں آپ حصول تعلیم کیلئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور 1301ھ میں فارغ التحصیل ہوئے آپ کے مربی اور شفیق اساتذہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور مولانا سید احمد صاحبؒ وغیرہ شامل ہیں۔

دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ 1301ھ میں کانپور تشریف لے گئے اور مدرسہ فیض عام میں پڑھانا شروع کیا۔ چودہ سال تک وہاں درس و تدریس، افتاء اور واعظ و تبلیغ کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ 1315ھ میں آپ کانپور سے تھانہ بھون واپس تشریف لائے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی

خانقاہ کو آباد کیا اور ایک مدرسہ اشرفیہ قائم کیا جہاں آخر دم تک دینی علمی اور روحانی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد آپ دل میں تزکیہ باطن کی تڑپ پیدا ہوئی۔ آپ ابتداء میں حضرت گنگوہی سے بیعت ہونا چاہتے تھے مگر جب آپ کے والد ماجد حج پر تشریف لے گئے تو آپ بھی ہمراہ تھے اور مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے خدام میں داخل ہو گئے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور ان کے تلقین کردہ ذکر و فکر میں مشغول ہو گئے۔ ان کے ذوق وشوق اور مزاج کو دیکھتے ہوئے حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے بس میاں اشرف علی پورے میرے طریقہ پر ہے۔ اور جب حضرت حکیم الامت کی کوئی تحریر دیکھنے یا تقریر سننے کا اتفاق ہوتا تو خوش ہو کر فرماتے جزاکم اللہ تم نے تو میرے سینے کی شرح کر دی۔

یوں تو چشم فلک نے بڑی بڑی عالم فاضل ہستیاں، بڑے بڑے عابد اور زاہد انسان اور بڑے بڑے متقی و تہجد گزار بندے اس خطہ ارضی میں دیکھے ہوں گے مگر شریعت و طریقت کا ایسا حسین امتزاج شائد ہی کسی نے دیکھا ہو جیسے کہ آپ تھے۔ کوئی صرف عالم ہوتا ہے اور طریقت سے کورا، کوئی محض صوفی ہوتا ہے اور علوم شرعیہ سے نا آشنا۔ حضرت حکیم الامت ایک ہی وقت میں صوفی بھی تھے، عالم بے بدل بھی، رومی عصر بھی تھے اور رازی، وقت بھی۔ آپ نے جس طرح شریعت ظاہرہ کو جہالت وضلالت کی تاریکیوں سے نکالنے کا کام کیا اسی طرح طریقت باطنہ کو بھی افراط و تفریط کی بھول بھلیوں سے نجات دلائی۔ دراصل حضرت تھانوی قدس سرہ کے یہاں طریقت کا خلاصہ یہی تھا کہ انسان بنو اور آدمیت سیکھو، چنانچہ آپ فرماتے تھے بھائی میں اپنی محفل کو بزرگوں کی محفل نہیں بنانا چاہتا، آدمیوں کی محفل بنانا چاہتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو دور حاضر کے مجدد کے منصب پر فائز فرمایا تھا اس لئے حضرت تھانوی نے مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی میں بڑھتے ہوئے انحطاط کو دیکھ کر سینکڑوں ہزاروں میل کا سفر طے کر کے اپنے مواعظ حسنہ ملفوظات اور عام مجالس کے ذریعے لوگوں کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کیا وہاں آپ نے اپنی عظیم تصنیفات کے ذریعے عوام وخواص کی رہبری فرمائی اوران کو صحیح دین سے آشنا کیا۔نشرواشاعت کے اس دور میں حضرت تھانوی کا یہ ایک عظیم اورامتیازی کارنامہ ہے کہ ڈیڑھ ہزار سے زائد تصانیف آپ کے قلم سے رقم ہوئیں۔ ہرعلم وفن پر تصانیف اس قدر تالیف فرمائیں کہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ متقدمین ومتاخرین میں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

آپ نہایت لطیف مزاج اور اصول وضوابط کے پابند تھے۔مزاج کے اعتبار سے آپ کو مرزا مظہر جان جاناں ثانی کہا جا سکتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ مترتب المزاج اوراصول وضوابط کے پابند نہ ہوتے تو اصلاح مسلمین کے اتنے عظیم کارنامے اور ہزاروں تصنیف وتالیف کے کام کو ہرگز پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکتے۔ بلا شبہ آپ حکیم الامت اور مجدد ملت تھے اور آپ نے ساری زندگی خدمت اسلام میں گزاری۔آپ 16 رجب المرجب 1362 مطابق 20 جولائی 1943ء اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔آپ کی عمر 83 سال تھی۔

تعلیم وتہذیب:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نفسیات کے بڑے ماہر تھے اور مدعیان تہذیب جدید سے منٹوں میں بدتہذیبی کا اقرار کرا لینے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔آپ کی ناگواری ،ناراضی اورسختی اپنی ذات کے لئے نہیں ہوتی تھی بلکہ مناسب موقع پر تعلیم وتہذیب کے لئے ہوتی تھی اور آپ دعویٰ سے فرماتے تھے کہ جس کو اسلامی تہذیب کے مقابلہ

میں اپنی جدید تہذیب کا دعویٰ ہو کچھ دن میرے پاس رہ کر دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کہتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ خود ہی اس کے منہ سے کہلوا دوں گا کہ واقعی ہم بدتہذیب ہیں اور حقیقی تہذیب وہی ہے جس کی شریعت مقدسہ نے تعلیم فرمائی ہے۔

ایک دفعہ مظفر نگر کے سفر میں آپ کو ایک ایسے ہی رئیس سے پالا پڑا جو بڑے بے باک، زبان دراز یہاں تک کہ بڑے بڑے حکام سے بھی نہ ڈرنے والے اور ان کے سامنے نہ جھکنے والے تھے۔ چونکہ ان کی عادت ہی ایسی بن چکی تھی اس لئے انہوں نے کوتاہ اندیشی سے حضرت سے بھی بے ڈھنگی باتیں شروع کر دیں جس سے آپ کو از حد تکلیف ہوئی۔ آپ نے انہیں مناسب الفاظ میں تنبیہ بھی فرمائی مگر ریاست کے نشہ میں وہ کچھ نہ سمجھ سکے۔ اور نوبت ناگواری تک پہنچ گئی۔ حضرت نے انہیں مجلس سے اٹھ جانے کے لئے فرمایا مگر وہ بیٹھے رہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ اگر آپ نہیں اٹھتے تو میں خود اٹھ جاتا ہوں۔ میں ایسے شخص کے ساتھ ہم نشینی بھی گوارا نہیں کرتا۔ بس آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ دست بستہ کہنے لگے، حضرت! آپ بیٹھے رہیں میں خود ہی چلا جاتا ہوں اور اٹھ کر چلے گئے۔ بعد ازاں انہوں نے حافظ صغیر احمد سے کہا کہ میرا تو عمر بھر کے لئے علاج ہو گیا۔ میں علماء اور ملازموں کو بہت ذلیل سمجھا کرتا تھا اب ہر ایک مولوی اور ملا کا ادب و لحاظ کرتا ہوں۔ میں بڑے بڑے حکام سے بھی مرعوب نہیں ہوتا اس روز مولانا سے اتنا مرعوب ہوا کہ ڈانٹ پڑنے کے بعد ایک لفظ بھی میرے منہ سے نکل ہی نہ سکا۔

ایک نواب کا اقرار بدتہذیبی:

ایک خاندانی، مقتدر، ذی وجاہت، رئیس اور نواب نے مبلغ دو سو روپے مدرسہ دارالعلوم تھانہ بھون کی امداد کے لئے بھیجے جو کسی چندہ کے بغیر توکلاً علی اللہ حضرت کی

سرپرستی اور نگرانی میں خاص خانقاہ کے اندر قائم تھا۔ اس عطیہ کے ساتھ انہوں نے تشریف آوری کی درخواست بھی بھیج دی۔ حضرت نے یہ لکھ کر روپے واپس کر دیئے کہ اگر اس روپیہ کے ساتھ بلانے کی درخواست نہ ہوتی تو مدرسہ کے لئے روپے لے لئے جاتے۔ اب یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ شاید مجھ کو متاثر کرنے کے لئے یہ رقم بھیجی گئی ہے۔ آپ کی یہ غرض نہ سہی لیکن میرے اوپر تو طبعی طور پر اس کا یہی اثر ہوگا کہ میں آزادی کے ساتھ اپنے آنے نہ آنے کے متعلق رائے قائم نہ کرسکوں گا۔ کیونکہ انکار کرتے ہوئے شرم آئے گی۔

نواب صاحب بڑے فہمیدہ اور جہاں دیدہ تھے۔ فوراً سمجھ گئے کہ عطیہ اور درخواست اکٹھی نہ بھیجنی تھی۔ چنانچہ فوراً معذرت نامہ لکھا کہ آپ کے متنبہ کرنے سے اب یہ معلوم ہوا کہ واقعی مجھ سے یہ سخت بدتہذیبی ہوئی۔ میں اب اپنی درخواست آوری واپس لیتا ہوں اور روپیہ مکرر ارسال کرتا ہوں۔ براہ کرم مدرسہ کے لئے قبول فرمالیا جائے۔ حضرت نے بخوشی قبول فرماتے ہوئے نواب صاحب کو لکھا کہ ابھی تک آپ میری ملاقات کے مشتاق تھے اور اب آپ کی تہذیب اور شرافت نے خود مجھ کو آپ کی ملاقات کا مشتاق بنا دیا ہے۔ کچھ مدت کے بعد آپ اس شرط پر نواب صاحب کے ہاں تشریف لے گئے کہ کسی قسم کا کوئی ہدیہ پیش نہ کیا جائے۔

ایک رئیسہ کا علاج:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بحالت سفر چونکہ مختلف المزاج لوگوں سے سابقہ پڑتا تھا اس لئے ہر ایک کے مرض کا علاج روحانی بھی مختلف ہوتا تھا۔ ایک دین دار رئیسہ نے دارالطلبہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور تیار کرایا اور اس کے افتتاحی جلسہ کی تاریخ مقرر کر کے مہتمم صاحب کو لکھا کہ اپنے مدرسہ کے سرپرستوں اور دیگر اراکین کو

اطلاع کر دیں کہ اس تاریخ پر مدرسہ میں آ جائیں۔ مہتمم صاحب نے اس اطلاع کے ساتھ حضرت کو بھی شرکت کی دعوت دی تو آپ نے بایں وجہ شرکت فرمانے سے انکار کر دیا کہ ان کو اس حاکمانہ لہجے میں بلانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اس طرح حکم نامہ بھیج کر بلانا خلاف تہذیب ہے۔ یہ بھی کوئی بلانے کا طریقہ ہے، میں نہیں آؤں گا۔ کیا وہ کسی رئیس کو ایسے دعوت دے سکتی تھیں مہتمم صاحب نے مدرسہ کی مصالح کی بنا پر تاویلاً اصرار کیا کہ یہ ان رئیسہ کا فعل نہیں ان کے میر منشی کا ہے۔ اس پر حضرت نے لکھا پھر بھی شکایت ہے کہ اس معاملہ کو بالکل میر منشی پر کیوں چھوڑ دیا، خود مسودہ دیکھ کر منظوری دیتیں، جس طرح حکام کے دعوت ناموں میں اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان کے بلانے پر تو میں اب نہیں آؤں گا البتہ آپ اگر حکم دیں تو جوتیاں چٹخاتا ہوا سر کے بل حاضر ہوں گا۔ مگر رئیسہ سے نہیں ملوں گا نہ اس سے کوئی گفتگو بلا واسطہ یا بالواسطہ کروں گا۔

مہتمم صاحب نے اس مشروط شرکت کو بھی غنیمت سمجھا۔ اور حضرت کو تشریف آوری کے لئے لکھا۔ چنانچہ حضرت وہاں تشریف لے گئے۔ بڑا پر اثر وعظ فرمایا جس سے رئیسہ بھی متاثر ہوئیں۔ آپ وعظ فرمانے کے فوراً بعد بغیر کسی کو ملے یہاں تک کہ حضرت مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ملے بغیر چلے آئے تاکہ کسی کو کچھ کہنے سننے کا موقع ہی نہ ملے اور نہ ہی اصرار کرے۔ رئیسہ کو بھی اس واقعہ کا علم ہو گیا اور اس نے محسوس کیا کہ علما میں بھی خوددار لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے مدرسہ میں جو مٹھائی تقسیم کی تھی اس میں سے اپنا حصہ حضرت کو اسٹیشن پر یہ کہلا بھیجا کہ یہ مٹھائی عام تقسیم کی نہیں خود میرے حصے کی ہے اس لئے ضرور قبول فرمالیں۔ چونکہ اس کو اپنے امراض باطنی کا احساس ہو گیا تھا اس لئے حضرت نے وہ مٹھائی قبول فرمالی۔ اور اس طرح حضرت نے نہایت خوش اسلوبی سے علما کو بنظر حقارت دیکھنے والی کا ایسا علاج فرمایا کہ وہ پھر علما کی بڑی عزت کرنے لگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انگریز کی دعوت:

الافاضات الیومیہ میں حضرت کا ارشاد درج ہے کہ مجھے اکثر اوقات انگریزوں کے ساتھ بھی سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ مگر کبھی کوئی شریر نہیں ملا۔ ایک مرتبہ ایک دوست کے اصرار پر کلکتہ سے سیکنڈ کلاس میں سوار ہوا۔ اس ڈبہ میں ریلوے کا ایک انگریز افسر بھی سوار ہوا، جسے اوپر کے تختے پر جگہ ملی۔ کہنے لگا کہ ہم کو نیچے کے تختے پر تھوڑی سی جگہ کھڑکی کی طرف آپ دے دیں، ہم کو بار بار ریلوے کے انتظام کے لئے باہر آنا جانا پڑتا ہے۔ میں نے کہا، بہت اچھا، ہمارا کوئی حرج نہیں، آپ بیٹھ جائیں، وہ بیٹھ گیا۔ جب کھانے کا وقت آیا میں نے ان دوست کے ذریعہ سے دریافت کیا کہ آپ کھانا کھائیں گے؟ کہا، مجھ کو کیا عذر ہے؟ ہم نے کھانا بازار سے خریدا تھا جو پتوں پر ملا تھا۔ ہم نے اس کو بھی اس خیال سے کہ کون برتنوں کو دھوتا پھرے گا، انہی پتوں پر کچھ کھانا رکھ کر دے دیا۔ جو اس نے بڑی خوشی سے لے کر کھایا۔ ایک صاحب پوچھنے لگے کہ برتن میں کھانا کیوں نہ دیا؟ میں نے کہا چونکہ پڑوسی تھا اس لئے حق جوار ادا کر دیا، حق احترام ادا نہیں کیا کیونکہ اسلام سے محروم تھا۔ وہ جب اسٹیشن پر اترا تو شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آپ کو بہت تکلیف ہوئی ہماری وجہ سے اور ہم کو آپ کی وجہ سے بہت آرام ملا۔ ایک اور رفیق سفر کہنے لگے، اگر آپ برتنوں میں کھانا دیتے تو زیادہ شکریہ ادا کرتا۔ میں نے کہا یہ بھی ممکن تھا کہ شکریہ تو ادا نہ کرتا بلکہ اپنے کو بڑا سمجھتا کہ ہمارا احترام کیا گیا ہے۔ پھر شکریہ کی ضرورت ہی کیا محسوس ہوتی۔

توکل علی اللہ:

ایک سفر میں کسی چھوٹے اسٹیشن پر بارش کی وجہ سے اسٹیشن ماسٹر نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو گودام میں ٹھہرا دیا۔ جب رات ہوئی تو ریلوے کے کسی

ملازم کو اس میں لالٹین جلانے کا حکم بھی دے دیا۔ حضرت کو شبہ ہوا کہ کہیں ریلوے کمپنی کی لالٹین نہ ہو۔ لیکن اس خیال سے منع فرمانے میں بھی تامل ہوا کہ یہ ہندو ہے دل میں کہے گا کہ اسلام میں ایسی تنگی اور سختی ہے۔ اس کشمکش میں دل ہی دل میں دعا شروع فرمادی کہ یا اللہ! آپ ہی اس سے بچائیے۔ اس کے بعد ہی بابو نے ملازم سے پکار کر کہا کہ دیکھو اسٹیشن کی نہیں ہماری لالٹین جلانا۔ حضرت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ان سے فرمایا کہ اسٹیشن کی لالٹین تھوڑا ہی جلنے دیتا اور اندھیرے ہی میں بیٹھا رہتا۔

سفر آخرت کی فکر:

ایک مرتبہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور سے کانپور تشریف لے جارہے تھے کچھ گنے ساتھ تھے۔ ان کو محصول ادا کرنے کی غرض سے اسٹیشن پر تلوانا چاہا مگر کسی نے نہ تولا بلکہ ازراہ عقیدت ریلوے کے غیر مسلم ملازمین نے بھی کہہ دیا کہ آپ یوں ہی لے جایئے ہم گارڈ سے کہہ دیں گے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، گارڈ کہاں تک جائے گا؟ کہا، غازی آباد تک۔ فرمایا، غازی آباد سے آگے کیا ہوگا؟ کہا گیا کہ یہ گارڈ دوسرے گارڈ سے کہہ دے گا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اس کے آگے کیا ہوگا؟ کہنے لگا، وہ گارڈ کانپور تک لے جائے گا اور وہاں آپ کا سفر ختم ہو جائے گا۔ فرمایا، نہیں وہاں سفر ختم نہ ہوگا ایک اور سفر آخرت بھی ہے وہاں کیا انتظام ہوگا۔ یہ سن کر سب دنگ رہ گئے اور بہت متاثر ہوئے۔

معمولات کی پابندی:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ انضباط اوقات جبھی ہو سکتا ہے اگر اخلاق و مروت سے مغلوب نہ ہو اور ہر کام کو اپنے وقت اور موقع پر کرے۔ اور تو

اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے استادِ محترم حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار مہمان ہوئے۔ حضرت والا نے راحت کے سبب ضروری انتظام کرتے رہے۔ جب تصنیف کا وقت آیا تو باادب عرض کیا، حضرت! میں اس وقت کچھ لکھا کرتا ہوں اگر حضرت اجازت دیں تو کچھ دیر لکھ کر بعد میں حاضر ہو جاؤں گا۔ فرمایا، ضرور لکھو۔ میری وجہ سے اپنا حرج نہ کرو۔ گو اس روز حضرت کا لکھنے میں دل نہیں لگا لیکن ناغہ نہ ہونے دیا تاکہ بے برکتی نہ ہو۔ چنانچہ تھوڑا سا لکھ کر پھر حاضرِ خدمت ہو گئے۔

توکل وقناعت:

حضرت حکیم الامت قدس سرہ جب جامع العلوم کانپور میں مدرس اول بن کر تشریف لے گئے تو حضرت کی تنخواہ پچیس روپے تھی۔ لیکن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کو زائد ہی سمجھتے رہے وہ خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں طالب علمی کے زمانہ میں جب کبھی اپنی تنخواہ سوچا کرتا تھا تو زیادہ سے زیادہ دس روپے سوچتا تھا۔ پانچ روپے اپنی ضروریات کے لئے اور پانچ روپے گھر کے خرچ کے لئے بس اس سے زیادہ تنخواہ پر کبھی نظر ہی نہیں جاتی تھی نہ اس سے زیادہ کا اپنے آپ کو مستحق سمجھتا تھا۔

فکرِ آخرت:

سفر سے آپ خود بھی عبرت پکڑتے تھے اور اس کی مثال دے کر دوسروں کو درسِ عبرت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سفر کے وقت اکثر یہ خیال آیا کرتا ہے کہ اے نفس! ضرورت کی چیزیں تو بس اتنی ہی نہیں جتنی اس وقت سفر میں ساتھ ہیں کہ دو چار کپڑوں کے جوڑے ہیں، بستر اور لوٹا ہاتھ میں ہے، اب مجھے سفر کئے ہوئے دو ماہ ہوئے ہیں، ان چیزوں کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی جو گھر میں بھری

ہوتی ہیں بلکہ سفر میں بھی جب بعض چیزیں غیر ضروری معلوم ہوئیں تو گھر بھیج دی گئیں لیکن میں کیا کروں میں تو بہت بچنا چاہتا ہوں کہ زیادہ بکھیڑا جمع نہ ہو مگر حق تعالیٰ میرے پاس بہت کچھ بھیجتے ہیں۔ میرے دوست احباب کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں وہ بھی بہت سی چیزیں بھیج دیتے ہیں جن کو واپس کرتا ہوں تو ان کا دل برا ہوتا ہے اور واپس نہ کروں تو خود بوجھ محسوس کرتا ہوں اس لئے میں اپنی مملوکہ چیزوں کا جائزہ لیتا رہتا ہوں اور غیر ضروری اسباب کو نکالتا رہتا ہوں۔

اذکار واشغال کی ترتیب:

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں رہتا تھا تو حضرت کی خدمت میں حاضری کے سوا اور اوقات میں تمام ضیاء القلوب کے اذکار واشغال کو بہ ترتیب روزانہ عمل میں لاتا تھا اور سمجھتا تھا کہ ان سب کا پورا کرنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ ایک روز حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ قصہ عرض کیا۔ حضرت ہنسے اور فرمایا یہ سبق نہیں ہے بلکہ اس کی تو ایسی مثال ہے کہ طبیب کی دوکان پر اقسام مختلفہ کی ادویہ رکھی ہوئی ہیں تو ان کے رکھنے سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ ہر مریض ان سب ادویہ کو استعمال کرے بلکہ غرض یہ ہے کہ جس مریض کے لئے جو دوا مناسب ہوگی وہ اس کو دی جائے گی سو اسی طرح بہت سے طرق جمع کر دیئے ہیں اور ہر طالب کے لئے جو شغل مناسب ہوتا ہے وہ اس کو بتلایا جاتا ہے۔ پھر ہمارے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دستر خوان پر مختلف کھانے رکھے جاتے ہیں اس لئے نہیں کہ سب کھانوں کو سب ہی کھائیں بلکہ اس لئے کہ جو کھانا جس کو پسند ہو وہ اس کو کھالے۔ اصلی غرض عقلاء کی متعدد اطعمہ سے یہی ہے۔ گو اہل عرف اس کی حقیقت نہ سمجھیں اور فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے یہ تحقیق نصیب ہوئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری 14 ربیع الاول 1310ھ بروز جمعہ پٹنہ صوبہ بہار (بھارت) میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد صاحب کا نام حافظ ضیاء الدین تھا۔آپ کا سلسلہ نسب چھتیسویں پشت میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔ابتدائی تعلیم اور قرآن پاک کا حفظ آپ نے اپنے نانا جان سے کیا۔قرات قاری سید عمر عاصم عرب سے سیکھی۔پٹنہ سے پنجاب منتقل ہوئے تو راجووال میں قاضی عطا محمد صاحب کے مدرسہ میں پڑھتے رہے اس کے بعد 1914ء میں امرتسر آ گئے اور وہاں مولانا نور احمد امرتسری سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھی، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی سے حاصل کی۔ حدیث کی تعلیم حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری بانی جامعہ اشرفیہ لاہور سے حاصل کی۔

آپ سب سے پہلے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف والوں سے بیعت ہوئے،ان کے وصال کے بعد آپ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دوبارہ بیعت ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔حضرت رائپوریؒ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔

آپ ہندوستان کے ایک شعلہ بیان مقرر،عظیم مجاہد اور تحریک آزادی کے نامور کارکن تھے۔ہندوستان و پاکستان کا کوئی شہر ایسا نہیں تھا جہاں آپ نے اپنی سحر آفریں خطابت سے سوئے ہوئے جذبات کو جگا نہ دیا ہو۔انگریز حکومت کے خلاف جلیانوالہ باغ کا واقعہ آپ کو سیاست کے میدان میں لے آیا۔شاہ جی ملک وملت کے ایک عظیم خطیب اور قائد بن گئے اور ہمیشہ انگریز کو ناک چنے چبواتے

رہے۔فرنگی کے خلاف شاہ جی کی زبان الفاظ نہیں شعلے برساتی تھی۔ان کی آنکھیں گہری سرخ ہوتیں اور سننے والے ہر لب پر صدائے تحسین اور ہر آنکھ میں آنسو ہوتے تھے۔

آپ نے چالیس برس تک شرک و بدعت، رسومات اور تمام سماجی برائیوں کے خلاف مسلسل جہاد کیا۔آپ نے مرزائیت کی بیخ کنی اور عقیدہ ختم نبوت کو بھی اپنا میدان بنایا اور اس میدان میں مرزائیت کو شکست فاش دی۔آزادی وطن کے حصول اور ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جو شاہراہ کار انہوں نے متعین کی تھی آخری سانس تک اسے نبھاتے رہے اور بالآخر یہ مرد حق 9 ربیع الاول 1381ھ مطابق 21 اگست 1961 کو اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سامعین کو نصیحت:

حضرت شاہ جی ؒ نے فرمایا چالیس برس تک لوگوں کو قرآن سنایا، پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ ان کی سختی بھی نرمی میں بدل جاتی، غاروں سے ہمکلام ہوتا تو جھوم اٹھتے، چٹانوں کو جھنجھوڑتا تو چلنے لگتیں، سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بلند ہو جاتے، درختوں کو پکارتا تو وہ دوڑنے لگتے، کنکریوں سے کہتا تو وہ لبیک کہہ اٹھتیں، مرمر سے گویا ہوتا تو وہ صبا ہو جاتی، دھرتی کو سناتا تو وہ اس کے سینہ میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے، جنگل لہرانے لگتے، صحرا سرسبز ہو جاتے، میں نے ان لوگوں کو خطاب کیا جن کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں، جن کے ہاں دل و دماغ کا قحط ہے، جن کے ضمیر عاجز آ چکے ہیں، جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں، جن کی پستیاں انتہائی خطرناک ہیں، جن کے پاس ٹھہرنا المناک اور جن سے گزر جانا طربناک ہے، جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔

کھانے پینے کا معمول:

حضرت شاہ صاحب مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں سوچتے تھے۔ ہر چیز کو اللہ کے تابع سمجھتے۔ حال سے بس اتنا ہی تعلق تھا کہ اس کو جھنجھوڑتے اس پر کڑھتے یا کبھی کبھار اس پر قہقہے لگاتے تھے۔ البتہ وہ ماضی کے انسان تھے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا، کھانا پینا، سونا جاگنا، سوچنا سمجھنا اور بولنا ہنسنا سب ماضی کا مرہون اثر تھا۔ وہ تہبند اس لئے باندھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تہبند باندھا کرتے تھے۔ وہ کسی بھی غذا کے عادی نہ تھے، ساگ، ستو جو ملا خدا کا شکر کیا اور کھا لیا۔ میں نے ہری مرچوں کی رغبت کے سوا ان میں کسی شے کے لئے رغبت نہیں پائی۔ انہیں بغیر پکائے بھی کھا لیتے اور قیمے میں بھون کر بھی کھا لیتے۔ ہمیشہ پہننے میں موٹا کپڑا ہی استعمال کرتے تھے۔ اکثر فرش پر ہی بستر کھول کر سو جاتے اور ٹھنڈا پانی بکثرت پیتے تھے۔

ہدیہ قبول کرنے کی شان:

بظاہر حضرت کا کوئی کاروبار نہ تھا ان کے خاص معتقدین مدد فرماتے تھے۔ مگر نہ تو کبھی چھپ کر ہدیہ قبول فرماتے اور نہ اس پر پردہ پوشی ہی کے قائل تھے۔ جب کوئی مٹھی بند کر کے کچھ دینا چاہتا تو مٹھی کھول دیتے کہ چھپاتے کیوں ہو؟ کیا چوری کا مال ہے؟ جماعت سے ایک چونی بھی نہ لیتے۔ یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے کسی جماعت سے کبھی نہ کرایہ وصول کیا نہ وظیفہ لیا نہ قرض حسنہ اور نہ امانت قبول کی۔ ان کے مداح انہیں خود ہی بے نیاز رکھتے تھے۔

ایفائے عہد:

حضرت شاہ جی اگر کسی سے وعدہ کرتے تو اس کو پورا کرتے تھے۔ سال کے 365 دنوں میں 330 دن تقریریں فرماتے لیکن وقت کی پابندی ان کے بس کا روگ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ تھا۔ جلسہ میں دیر سے پہنچے اور جس کے ہاں جا کر ملنا ہوتا وہاں وقت مقررہ سے دو چار گھنٹے اوپر ہو جانا معمولی بات تھی۔ مولانا آزاد سے ملنے کا وقت طے کیا۔ وہ سیکنڈوں پر نگاہ رکھنے والے تھے۔ وہاں بھی کوئی دو گھنٹے لیٹ پہنچے۔ وقت ہو رہا تھا دوستوں نے متوجہ کیا مگر قیلولہ کرنے لگے۔ مسٹر گاندھی سے بھی یہی کہا۔ مولانا حبیب الرحمٰن کہا کرتے تھے کہ شاہ جی نے انگریزوں کے خلاف اتنا جہاد کیا ہے کہ کئی انسانوں کا مجموعہ بھی یہ نہیں کر سکتا۔ مگر وقت کے اسراف کا یہ حال ہے کہ آج اگر انگریز یہ کہیں کہ فلاں روز ٹھیک اتنے بج کر اتنے منٹ پر شاہ جی کو فلاں جگہ بھجوا دو تو ہم آزادی کا پروانہ دیں گے تو آزادی کبھی نہیں ملے گی۔ کیونکہ شاہ جی اور وقت کی پابندی دو بہت متضاد چیزیں ہیں۔

حقیقت کا اظہار:

پاکستان بن جانے کے فوراً بعد راولپنڈی میں کسی دینی جماعت کا ایک جلسہ تھا۔ شاہ جی بھی مدعو تھے۔ راجہ غضنفر علی خان وزیر تھے۔ جلسہ کے صدر نے شاہ جی کو تقریر کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ شاہ جی جس لیگ کے مخالف تھے اسی لیگ نے انہیں پناہ دی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ جملہ طنزیہ تھا۔ شاہ جی نے اٹھتے ہی جواب دیا، ہاں بھائی! یہ پناہ آج سے نہیں مل رہی اس کی بڑی لمبی تاریخ ہے۔ میرے ابا کو بھی پٹنے کے بعد تمہارے ابا کے گھر میں پناہ ملی تھی۔ یہ سن کو مجمع پر یکا یک سناٹا چھا گیا۔

جیل جانے کی وجہ:

ختم نبوت کی تحریک کے دنوں میں شاہ جی کسی جیل میں محبوس تھے۔ ایک بہت بڑا سرکاری افسر آیا۔ باتوں باتوں میں کہنے لگا، شاہ جی اب اسلامی حکومت ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے جیل جاتے تھے تو لوگ قدر کرتے تھے، اب تو وہ دن نہیں رہے، لوگ بھول جائیں گے، چھوڑیئے اس قضیے کو باہر کوئی اور کام کیجئے۔ فرمایا، ٹھیک ہے بھائی، لیکن میں کبھی لوگوں کے لئے جیل نہیں گیا۔ میں تو اسلام اور آزادی کے لئے جیل جاتا رہا ہوں، رہا اسلامی حکومت کا سوال تو مجھے تم سے اتفاق ہے۔ مگر یہ نہ بھولو کہ اسلامی حکومتوں میں بھی کچھ لوگ جیل میں رہا کرتے تھے۔

تقریر کا اثر:

خان غلام محمد خان نے سنایا کہ میں نے نہ تو شاہ جی کو دیکھا ہوا تھا اور نہ ہی میرا سیاسی مسلک ان جیسا تھا۔ ایک دفعہ عشاء کے وقت دلی دروازہ کے باہر سے گزرا تو شاہ جی تقریر کر رہے تھے۔ میں بڑے ضروری کام میں تھا۔ اس خیال سے رک گیا کہ جس مقرر کی اتنی شہرت ہے اسے پانچ منٹ سن تو لوں۔ میری عادت یہ ہے کہ جلسہ میں ایک ساتھ بیٹھنا میری فطرت میں نہیں۔ میں پانچ منٹ تک شاہ جی کی تقریر کی لذت لیتا رہا۔ پھر سوچا تھوڑی دیر اور سن لوں، ان کا سحر تھا کہ کھڑے کھڑے بیٹھ گیا۔ پھر لیٹ گیا، اور ساری رات لیٹے ہوئے تقریر سنتا رہا اور ایسے حواس گم ہوئے کہ اپنا کام ہی بھول گیا، یہاں تک کہ صبح کی اذان بلند ہوئی، شاہ جی نے تقریر کے خاتمہ کا اعلان کیا تو مجھے خیال آیا کہ اوہو، ساری رات ختم ہوگئی، یہ شخص تقریر نہیں بلکہ جادو کر رہا تھا۔

شاگردوں پر شفقت:

1950ء میں سفر حج میں آپ کے ایک شاگرد رشید بھی ساتھ تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں دوستوں اور وہاں کے علماء سے ملنے چلا جاتا یا کسی اجتماع میں شرکت ہوتی۔ ظہر کے بعد جب حرم شریف سے خلوت میں حاضر خدمت ہوتا تو دیکھتا

حضرت کے پاس کھانا رکھا ہے اور حضرت منتظر ہیں، بڑی شفقت سے فرماتے کہ تمہیں تو کھانے کا بھی ہوش نہیں ہے۔ دیکھو تمہارے لئے یہ روٹیاں رکھی ہیں، یہ کھانا تمہاری صحت کے مطابق ہے۔

احباب سے تعلق:

حضرت شاہ صاحب ﷫ خصوصی اہل تعلق کے آنے سے بڑے مسرور ہوتے، کبھی فرماتے کہ تم نے حد کر دی بڑا انتظار کرایا۔ کبھی کسی سے رخصت ہونے پر فرماتے کہ دیکھئے اب کب ملاقات کے لمحے نصیب ہوتے ہیں۔ ایک خادم کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مراد آباد سے رخصت ہونے لگا، حضرت شاہ جی نے مولوی عبدالستان صاحب سے فرمایا کہ اسٹیشن جا کر گاڑی پر سوار کرانا اور سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ خرید کر دینا۔ چلتے وقت دیکھا تو آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ تحمل و ضبط کہتا ہے کہ چھلکنے نہ پائیں اور محبت کہتی ہے کہ کیا حرج ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری ﷫

آپ کی ولادت باسعادت 1295ھ میں موضع ڈھڈیال ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت حافظ احمد ایک نیک سیرت بزرگ تھے اور آپ کا خاندان ایک دینی و علمی خاندان تھا۔ آپ نے قرآن مجید اپنے تایا جان مولانا کلیم اللہ صاحب کے پاس حفظ کیا اور فارسی کے چند رسالے بھی ان سے پڑھے۔ صرف و نحو کی کتابیں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے تلمیذ مولانا محمد رفیق صاحب سے پڑھیں۔ اس کے بعد ہندوستان کے مختلف مدارس عربیہ میں رہ کر درس نظامی کی متفرق کتب پڑھیں اور درس نظامی کی تکمیل کی۔ آپ کو منطق و فلسفہ میں بہت

مہارت حاصل تھی۔ حدیث کی کتب مدرسہ عبدالرب دہلی میں مولانا عبدالعلیؒ سے پڑھیں۔ دہلی قیام کے دوران امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی شریف کے چند اسباق کی سماعت بھی کی۔

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ نے طب یونانی کی باقاعدہ تحصیل کی اور ضلع بجنور کے ایک قصبہ افضل گڑھ میں مطب بھی کیا۔ کچھ عرصہ بریلی میں قرآن وحدیث کا درس بھی دیتے رہے۔ لیکن آپ کی بے چین طبیعت کسی کام میں لگتی نہ تھی۔ آخر کار تلاش حق میں دیوانہ وار نکل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ شیخ العالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور پہلی ہی ملاقات میں اس قدر متاثر ہوئے کہ ہمیشہ کیلئے انہی کا ہو کر رہنے کی تمنا کا اظہار کیا۔ ہر چند کہ حضرت اقدس رائپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو گنگوہ حاضر ہونے کا مشورہ دیا لیکن آپ نے اصرار کیا کہ میری طبیعت آپ کی طرف ہی مائل ہے۔ انہوں نے آپ کو بیعت فرمالیا اور ذکر اذکار کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد آپ زندگی بھر یاد حق اور خدمت شیخ میں مصروف رہے۔ اپنا وقت ریاضت مجاہدہ اور ذکر اذکار میں گزارتے تھے۔ آپ کے شیخ معظم آپ سے آخری دم تک راضی رہے۔ اور بوقت وصال آپ ہی کو اپنا خلیفہ وجانشین بنایا اور رائپور میں ہی قیام رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اسی نسبت سے آپ رائپوری کہلائے۔

آپ شیخ کے رحلت کے بعد مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور پورے پینتالیس سال تک تلقین ارشاد کا کام کرتے رہے۔ اپنے عمل واخلاص سے خلق محمدی ﷺ کو عام کیا۔ لاکھوں مسلمانوں کو فسق وفجور سے توبہ کروائی اور سینکڑوں علماء کو روحانی منازل طے کروائیں اور بہت سے حضرات کو خلافت سے نوازا۔ ساری زندگی طالبین حق کی اصلاح وتربیت اور گم گشتگان بادہ ضلالت کی رہنمائی کے بعد یہ آفتاب حکمت وہدایت زندگی کی نوے منزلیں طے کر کے 14 ربیع الاول 1382

www.besturdubooks.wordpress.com

ہ کو ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔

انہماک مطالعہ:

حضرت شاہ صاحب کو کتاب سننے کا بہت شوق تھا۔ کسی زمانے میں اس معمول میں اتنی ترقی اور انہماک ہو جاتا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو کتاب سنے بغیر چین نہیں آتا۔ بھٹ ہاؤس سہارنپور کے قیام میں اکثر دیکھا گیا کہ نماز فجر کے بعد جو آرام فرمانے کا معمول تھا۔ اس سے بیدار ہو کر فوراً آزاد صاحب کی طلبی ہوتی۔ فتوح الشام یا صحابہ کرامؓ کے حالات کی کوئی کتاب پڑھنے کا حکم ہوتا۔ آزاد صاحب کسی ضرورت سے اٹھتے، دوبارہ ان کی طلبی ہوتی۔ خاموش ہوتے تو فرمایا جاتا کہ کیوں خاموش ہوئے۔ کتابوں کے ذوق کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ راقم السطور نے اکتوبر 60ء میں اپنے وطن رائے بریلی سے اطلاع دی کہ تاریخ دعوت وعزیمت کے تیسرے حصے کے سلسلہ میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ مرتب ہو گیا ہے۔ اس خط کے کچھ عرصہ بعد رائے پور حاضری دی۔ مصافحہ کے ساتھ ہی کتاب کا مسودہ طلب فرمایا اور اسی وقت پڑھنے کا حکم ہوا۔ نماز کے وقفے کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا اور جب تک کتاب ختم نہ ہو گئی کوئی دوسرا کام ان وقتوں میں نہیں ہوا۔

کیفیات میں قوت:

رائے پور میں ہر نووارد کو سب سے پہلے جو چیز متوجہ کرتی تھی وہ ذکر کی کثرت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پتہ پتہ سے اللہ کے نام کی آواز اور صدا آ رہی ہے۔ دن اور رات کے کم اوقات ذکر کی آواز سے خالی نظر آتے۔ رائے پور کی فضا اور حضرت کے دامن عاطفت میں کم سے کم استعداد والے آدمی کو بھی یہ بات محسوس ہوتی کہ

سکون و اطمینان کی ایک چادر پوری فضا اور ماحول پر تنی ہوئی ہے وہاں پہنچ کر ہر غم غلط اور ہر تردد اور فکر فراموش ہو جاتی تھی۔ اہل نظر و اصحاب بصیرت کو صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ حضرات نقشبندیہ کی نسبت سکینت ہے جو پورے ماحول پر محیط اور غالب ہے۔ اس میں حضرت سے جتنا قرب ہوتا اتنا ہی اس کیفیت و احساس میں قوت پیدا ہوتی۔ گویا مرکز سکینت وہ ذات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نفس مطمئنہ اور یقین و رضا کی دولت سے نوازا ہے۔

مجلس کا واقعہ:

حضرت شاہ صاحب کی مجلس کا ایک واقعہ سناتے ہوئے ایک حاضر خانقاہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خیال آیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ بزرگوں کی مجلس میں حال طاری ہو جاتا ہے مگر میں نے تو کچھ نہیں دیکھا۔ یہ میرے قیام کا اخیر دن تھا۔ دوسرے روز واپسی تھی۔ مغرب کے بعد جب ذکر میں بیٹھا تو بیٹھتے ہی عجب حالت شروع ہو گئی۔ گریہ اور محویت اور توجہ الی اللہ ایسی ہی کہ گویا اللہ تعالیٰ سامنے ہے اور حضرت میرے جانب ہیں اور میری تسلی فرما رہے ہیں۔ تمام ذاکرین پر عجب حالت طاری تھی۔ اس حالت میں میں نے ذکر بڑی دقت سے پورا کیا اور آخر مجبوراً چھوڑ کر حاضر خدمت ہوا۔ راؤ عطا الرحمٰن خان نے عرض کیا کہ حضرت! آج تو عجب حالت تھی۔ آزاد صاحب نے تو قوالی ہی شروع کر رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا او ہو، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ بس تمام حالت دگرگوں ہو گئی۔

محبت شیخ:

حضرت کے خمیر میں شروع سے محبت و عشق کی چنگاری تھی۔ اور یہ ان کا فطری ذوق اور حال تھا۔ اس لئے مشائخ اور بزرگوں میں بھی جن کو یہاں عنصر نمایاں اور

غالب نظر آتا تھا ان سے خصوصی مناسبت اور عقیدت تھی۔ اسی بنا پر محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا سے عشق کا سا تعلق تھا۔ اور ان کے حالات سے خاص شغف تھا۔ اور کسی طرح ان کے حالات سے سیری نہیں ہوتی تھی۔ لاہور کے دوران قیام 1959ء میں حاجی متین احمد صاحب کی کوٹھی پر کسی دوست کی تحریک وتذکرہ پر تذکرہ مولانا فضل الرحمٰن عصر کے بعد کی مجلس میں پڑھایا جانے لگا۔ اس وقت تک کتاب چھپی بھی نہیں تھی اور میرے پاس اس کا ناقص مسودہ تھا کتاب شروع ہوئی اور مولانا کے سادہ لیکن دل کو تڑپا دینے والے حالات و واقعات پڑھے جانے لگے تو ساری مجلس پر ایک کیف سا طاری ہو گیا۔ جو درحقیقت حضرت کی کیفیت باطنی کا عکس تھا۔ زبان حال گویا کہہ رہی تھی،

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق
سامان صد ہزار نمکداں کئے ہوئے

بعض اہل مجلس نے بیان کیا کہ ایسا کیف مجلس میں اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "بڑی پیاری باتیں ہیں" پھر فرمایا "پیاروں کی باتیں پیاری ہی ہوتی ہیں"۔

زیب وزینت کا معیار:

ایک مرتبہ حضرت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے۔ اس خادم نے عرض کیا کہ حضرت! اس مسجد میں بعد کے لوگوں نے بڑی زیب و زینت پیدا کر دی اور قیمتی قالین بچھا دیئے، کاش! یہ مسجد اپنی پہلی سادگی پہ ہوتی۔ معلوم نہیں اس وقت حضرت کس حال میں تھے۔ یہ سن کر حضرت کو جوش آ گیا اور فرمایا "دنیا میں جہاں کہیں زیب وزینت ہے انہی کا صدقہ تو ہے"۔

عشق نبوی ﷺ:

مرض وفات میں مدینہ طیبہ کا ذکر سن کر بے اختیار رقت طاری ہو جاتی۔ اور بعض اوقات بلند آواز سے رونے لگتے۔ مولانا محمد صاحب انوری عمرہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔ حضرت سے رخصت ہونے کے لئے آئے۔ مدینہ طیبہ کا ذکر ہوا تو حضرت دھاڑیں مار کر روئے۔ مولانا محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی حضرت اقدس کو اس سے پہلے بلند آواز سے روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ بابو عبدالعزیز صاحب آئے تو ان سے فرمایا کہ دیکھو، یہ مدینہ جا رہے ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت کی چیخیں نکل گئیں۔

عاجزی وانکساری:

ایک مرتبہ فیصل آباد کے قیام میں اس بارے میں خدام اور احباب میں بڑی کشمکش تھی کہ حضرت رمضان کہاں کریں۔ فیصل آباد کے اہل تعلق فیصل آباد کے لئے کوشاں تھے، لاہور کے لاہور کے لئے اور قریشی صاحب راولپنڈی کے لئے عرض کرتے تھے۔ حضرت نے ایک روز سحری کے وقت تینوں گروہوں کے خاص خاص اشخاص کو بلایا اور فرمایا کہ بھائی دیکھو میں ایک غریب کاشتکار کا لڑکا ہوں۔ میرے گھر میں ایسی غربت تھی کہ میں جب طالب علمی میں آیا کرتا تھا تو میری والدہ کو فکر ہوتی تھی کہ گیہوں کی روٹی کا انتظام کس طرح کریں۔ غبی بھی ہوں، اول تو کچھ پڑھا ہی نہیں جو کچھ تھوڑا بہت پڑھا تھا وہ بھی بھول گیا۔ اب تم مجھے جو کھینچے کھینچے پھرتے ہو اور کوئی ادھر لے جانا چاہتا ہے کوئی ادھر تو یہ محض اس کی برکت ہے کہ کچھ روز اللہ کا نام لیا۔ آپ خود بھی اخلاص کے ساتھ اللہ کا نام کیوں نہیں لیتے اور کیوں مجھے شرمندہ کرتے ہیں۔ باتوں میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ بعض حضرات کی آنکھوں

میں آنسو آ گئے۔

سخاوت کا واقعہ:

حضرت شاہ صاحب کو غیب سے ضرورت کی اشیاء پہنچتی تھیں اور فوری طور پر صرف بھی ہو جاتی تھیں۔ روپیہ کا رات کو رکھنا اور اس پر رات گزرنا طبیعت پر بڑا بوجھ تھا۔ خدام کچھ پیش فرماتے تو فوراً دوسرے خدام خانقاہ، اہل حاجت اور آنے والوں کو پیش کر دیتے تھے۔ حاجی فضل الرحمٰن خان کہتے ہیں کہ صرف میرے ہاتھوں سے کئی لاکھ روپے حضرت نے دوسروں کو دلائے ہیں۔ بعض اہل علم کو کرایہ کے نام سے سو دو سو کی رقم عطا فرمانے کا عام دستور تھا۔ ایک خادم جو سفر حج میں تھے حجاز سے مصر و شام چلے گئے تھے ان کے ایک رفیق کو ایک ہزار کی رقم عنایت کی اور فرمایا کہ ان کو بھیج دو اور لکھ دو کہ تمہاری صحت بحری سفر کی متحمل نہیں لہٰذا تم ہوائی جہاز سے سفر کرنا۔ غرض رقم کسی سے وصول کرتے تو فوراً آگے کسی کے حوالے کر دیتے۔

رقم کی فراہمی:

ایک دفعہ مجمع لگا ہوا تھا۔ بہت سے حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے مصافحہ کرتے وقت بے تکلف عرض کیا، حضرت! دس روپیہ کی ضرورت تھی۔ حضرت نے فرمایا، اللہ سے دعا کرو۔ پھر خاموش ہو گئے، تھوڑی دیر میں ایک شخص آیا سو روپیہ کا نوٹ حضرت کے ہاتھ پر رکھا۔ حضرت نے آواز دے کر فرمایا، ارے بھائی! وہ شخص کہاں گیا جو دس روپیہ مانگ رہا تھا۔ وہ بولا! حضرت! میں یہاں ہو۔ فرمایا، یہ دس روپیہ لے لو۔ اس نے عرض کیا، حضرت! یہ تو سو روپیہ ہے۔ فرمایا لے جا تیری موج ہو گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شفقت کا واقعہ:

حضرت کی شفقت ومحبت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ایسے شفیق تھے کہ ماؤں کی شفقتیں ان پر قربان۔ میں نے اپنی باون سالہ عمر اور ستائیس سالہ تعلق میں نہ کسی کی ماں اور نہ کوئی استاد، نہ ہوئی دوست، نہ کوئی بزرگ ایسا مہربان دیکھا۔ مہمانوں میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو حضرت کو تمام رات نیند نہیں آتی تھی۔ حضرت کے ملنے والے تمام حضرات فردا فردا یہ سمجھتے تھے کہ حضرت کو جتنی مجھ سے محبت ہے اوروں سے نہیں۔ سب سے زیادہ محبت مجھ ہی سے ہے۔ آپ کے اندر کوئی ایسی بجلی کی سی محبت تھی کہ جتنا بھی کوئی مصیبت زدہ اور فکر مند ہوتا حضرت کو دیکھ کر تمام تکلیفیں دور ہو جاتیں۔

ایک دوسرے صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی تمام عمر میں ایسا شفیق شخص نہیں دیکھا، کوئی شخص اپنے بیٹوں سے اتنی محبت نہیں کر سکتا جتنی حضرت ہم لوگوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کھانے کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت نے کچھ بھی نہیں کھایا۔ حضرت نے کمال شفقت سے فرمایا کہ تم کھاتے ہو تو میں ہی کھاتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد الیاسؒ

آپ 1303ھ میں قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر یو پی میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ اس زمانے میں دہلی کی نواحی بستی نظام الدین میں رہتے تھے۔ وہ حافظ قرآن اور فارغ التحصیل عالم تھے۔ عابد و زاہد اور شب بیدار بزرگ تھے، ذکر وعبادت ان کا مشغلہ اور کلام الٰہی کی تدریس ان کا مقصد

حیات تھا۔ انہیں قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص تعلق تھا۔

مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ قرآن کی دولت اپنے والد ماجد سے پائی، فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں بھی اپنے والد سے پڑھیں پھر ان کے بڑے بھائی مولانا محمد یحیٰی صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ انہیں اپنے ساتھ گنگوہ لے گئے۔ یہ قصبہ ان دنوں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات عالی صفات کے سبب علماء وصلحاء کا مرکز بنا ہوا تھا۔ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ میں آٹھ نو برس رہے یہاں ان کی بہترین اخلاقی اور دینی تربیت ہوئی۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ 1326ھ میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شرکت کے لئے دیوبند پہنچے وہاں ترمذی اور بخاری شریف کی سماعت کی۔ اس کے بعد برسوں اپنے بھائی مولانا محمد یحیٰی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھتے رہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سلوک کی تکمیل کی اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس ہو گئے۔ 1334ھ میں آپ نے حج کیا۔ ایک سال بعد بڑے بھائی مولانا یحیٰی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو آپ بستی نظام الدین میں مستقل قیام کیلئے دہلی آگئے۔

بستی نظام الدین میں ایک چھوٹی سے پختہ مسجد، ایک کچا مکان اور ایک حجرہ تھا۔ درگاہ نظام الدین اولیاء کے جنوب میں ایک مختصر سی آبادی تھی، چند میواتی اور غیر میواتی طالبعلم آپ سے پڑھا کرتے۔ طلباء کو چھوٹے بڑے اسباق بڑی کاوش سے پڑھاتے تھے۔ درس حدیث بھی ہوتا تھا۔ آپ کا سب سے عظیم کارنامہ تبلیغ کی تحریک شروع کرنا تھا۔ اس کا آغاز میوات سے ہوا۔ یہاں کے لوگ برائے نام مسلمان تھے، معاشرت زیادہ ہندوؤں سے ملتی جلتی تھی، حضرت نے شب وروز محنت کر کے اس علاقے میں بہت سے مکتب قائم کیے اور آہستہ آہستہ اصلاح و تبلیغ کا

www.besturdubooks.wordpress.com

کام پھیلنے اور اثر دکھانے لگا۔ پھر آپ نے عمومی دعوت وتبلیغ کا منصوبہ بنایا اور تبلیغی گشت شروع کیے۔ مولانا نے دوسروں کو بھی دعوت دی کہ عوام میں نکل کر دین کے اولین اصول وارکان یعنی کلمہ توحید اور نماز کی تبلیغ کریں۔ پھر انہوں نے جماعتیں بنا کر مختلف علاقوں میں تبلیغ کے لئے بھیجنی شروع کیں، چند برس کے اندر اندر اس کام میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ دور دور تک تبلیغ جماعتیں جانے لگیں اور پورے برصغیر میں اصلاح وتبلیغ کا کام ہونے لگا۔

آپ نہایت متواضع، منکسر المزاج اور بہت ضعیف، کمزور تھے اور علم وفضل اور زہد وتقویٰ کے پیکر تھے۔ آخری عمر تک جس دعوت وتبلیغ کو لے کر اٹھے تھے اس کے لئے کوششیں کرتے رہے اور ہزاروں ایسے افراد پیدا کر دیئے جو آپ کے بعد آپ کی دعوت کو آپ کے نشان راہ پر چلا سکیں۔ آپ 13 جولائی 1944ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

دعوت وتبلیغ:

مولانا کے نزدیک عاجز وضعیف اور مشغول انسان کے لئے اس محدود اور مختصر زندگی میں اپنی مجبوریوں اور کمزوریوں کے ساتھ طویل ترین، کثیر ترین اور مسلسل اجر وثواب اور ذخیرہ عمل کی صورت اخلاص واحتساب کے ساتھ اس دلالت علی الخیر اور تبلیغ میں مشغولی کے سوا کچھ نہ تھی۔ اگر کوئی شخص دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر نفلیں اور ایک قرآن مجید روزانہ ختم کرے یا لاکھوں روپے روزانہ صدقہ وخیرات کرے تو بھی کثرت میں، نورانیت میں اور قبولیت میں ان لوگوں کے اجر کو نہیں پہنچ سکتا جن کو ان کی دلالت علی الخیر کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی فرض نمازوں، ارکان اور ایمان کا ثواب رات دن کے ہر لمحہ میں پہنچ رہا ہے اور ان کی روح پر اجر وانعام اور انوار وبرکات کی صدیوں سے مسلسل بارشیں ہو رہی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک شخص کا عمل، اس کی طاقت اور اس کے اخلاص سینکڑوں آدمیوں کے عمل و طاقت اور اخلاص وشغف وانہماک کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مولانا شخصی عبادت ونوافل پر (ان میں پورے طور پر خود منہمک رہنے اور ان کی انتہائی حرص وشوق رکھنے کے باوجود) اس متعدی خیر اور دلالت علی الخیر کو ترجیح دیتے تھے اور اس کو زیادہ امید کی چیز سمجھتے تھے۔ ایک بزرگ جو اپنی عمر میں بڑے بڑے کام کر چکے تھے اور اب جسمانی انحطاط وتنزل کے دور میں تھے ان کے ایک دوست کے ذریعے اس کا مشورہ دیا کہ اب آپ میں خود کرنے زیادہ طاقت نہیں رہی۔ وقت کم اور کام بہت زیادہ ہے، اس لئے مصلحت اندیشی اور وقت شناسی کا تقاضا اور تفقہ اور حکمت دین یہ ہے کہ دوسروں کے اعمال کا ذریعہ بننے کی کوشش کریں۔ تقریر وتحریر، خطوط و ترغیب کے ذریعہ اپنے دوستوں اور بات ماننے والوں کو اس دعوت وتبلیغ کی طرف متوجہ کریں اور ان کے اجر وثواب میں شریک ہو جائیے۔

اعمال کا دارومدار:

مشکل سے کوئی قدم ثواب کی نیت اور دینی نفع کی توقع کے بغیر اٹھتا ہوگا اور کوئی کام محض نفس کے تقاضے سے ہوتا ہوگا گویا لا یتکلم الا فیما رجا ثوابہ آپ کا حال تھا۔ ان کی ہر نقل وحرکت دلچسپی اور شرکت کا محرک اور باعث اجر اور دینی نفع کی امید اور طمع تھی۔ اسی لئے گفتگو فرماتے تھے، اسی لئے تقریبوں میں شرکت کرتے تھے اور اسی بناء پر غصہ آتا تھا اور پھر اسی لئے راضی ہو جاتے تھے، جو چیز اس مقصد اور اس امید سے خالی ہو اس سے ان کو دلچسپی اور تعلق نہیں ہوتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے روزمرہ کے کاموں میں بھی یہی حال تھا۔

بقول مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمہ اللہ کے شاید بغیر نیت کے ایک چائے کی پیالی بھی نہیں پیتے تھے اور نہ کسی کو پیش کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عاجزی وانکساری:

آپ اتنے باریک بین اور حاضر دماغ تھے کہ ایک ہی کام میں الگ الگ نیتوں کے ذریعہ ہر شخص کی سطح کے مطابق خصوصی فائدہ اور اجر وثواب کی رہنمائی کرتے تھے۔ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لطیف واقعہ لکھا ہے جس سے اس کا اندازہ ہوگا۔

اخیر زمانہ علالت ہی میں جب کہ حضرت اٹھ بیٹھ نہیں سکتے تھے ایک روز دوپہر میں بستی نظام الدین پہنچا، ظہر کی نماز کے لئے بعض میواتی خدام حضرت کو وضو کرا رہے تھے اس وقت مجھ پر حضرت کی نظر پڑی۔ اشارہ سے بلایا اور فرمایا، مولوی صاحب! حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے باوجود یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برسوں وضو فرماتے ہوئے دیکھا تھا اور ایسے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا تھا پھر بھی وہ معلمانہ طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو فرماتے ہوئے دیکھتے تھے۔

حضرت کا یہ اشارہ سننے کے بعد جب اس نظر سے میں نے حضرت کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا تو محسوس کیا کہ فی الحقیقت ایسی بیماری کی حالت میں وضو کے لئے حضرت کے وضو سے ہمیں بہت کچھ سبق حاصل ہوسکتا ہے۔

حضرت کو جو تین چار خادم وضو کرا رہے تھے، یہ سب میواتی تھے ان کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ بیچارے مجھے وضو کراتے ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ تم لوگ اللہ کے لئے مجھ سے محبت اور میری خدمت کرتے ہو اور تمہارا یہ گمان ہے کہ میں نماز اچھی پڑھتا ہوں، جیسی تم نہیں پڑھ سکتے، لہٰذا مجھے وضو اس نیت سے کرا دیا کرو کہ اے اللہ! ہمارا گمان ہے کہ تیرے اس بندہ کی نماز اچھی ہوتی ہے جیسی کہ ہماری نہیں ہوتی۔ اس لئے ہم اس کے وضو میں مدد دیتے ہیں تاکہ تو اس نماز کے اجر میں ہمارا بھی حصہ کر دے اور میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! تیرے یہ

سادے اور بھولے بندے میرے متعلق ایسا گمان کرتے ہیں، ان کے گمان کی لاج رکھ لے اور میری نماز کو قبول فرما کر انہیں بھی اس میں شریک فرمادے۔

پھر فرمایا اگر میں سمجھنے لگوں کہ میری نماز ان سے اچھی ہوتی ہے تو اللہ کے یہاں مردود ہو جاؤں۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اللہ پاک اپنے ان سادہ دل بندوں ہی کی وجہ سے میری نمازوں کو رد نہ فرمائے گا۔

آخرت کا استحضار:

اسی قبیل کی ایک چیز یہ تھی کہ قیامت کا استحضار اور آخرت کا تصور (آنکھوں کے سامنے تصور کی طرح رہتا) ایسا بڑھا ہوا تھا کہ اکثر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول یاد آ جاتا تھا کہ الھم رای عین کہ صحابہ کرامؓ کے سامنے آخرت ایسی رہتی تھی گویا آنکھوں دیکھی چیز ہے۔ ایک مرتبہ ایک میواتی سے دریافت فرمایا کہ دہلی کیوں آئے؟ سادہ دل میواتی نے جواب دیا کہ دہلی دیکھنے کے لئے۔ پھر مولانا کے انداز سے اس کو اپنی غلطی محسوس ہوئی فوراً کہا کہ جامع مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے۔ پھر بدل کر کہا کہ آپ کی زیارت کے لئے۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ دہلی اور جامع مسجد کی جنت کے سامنے کیا حقیقت ہے اور میں کیا ہوں جس کی زیارت کے لئے تم آئے۔ سڑ گل جانے والا ایک جسم، پھر جنت کا جو ذکر کرنا شروع کیا تو یہ معلوم ہوا کہ جنت سامنے ہے۔

دعوت دیئے جاؤ:

مجلسوں میں جب تک مولانا کو اپنی دعوت کے پیش کرنے کا موقع ملنے کی امید نہیں ہوتی ان میں شرکت پسند نہ کرتے۔ محض رسماً اخلاقاً شرکت بہت گراں گزرتی۔ فرماتے تھے کہ اگر کہیں جاؤ تو اپنی بات لے کر جاؤ اور اس کو پیش کرو۔ اپنی

دعوت کو غالب رکھو۔

ایک مرتبہ میں نے مولانا سید سلیمان صاحب کا ایک فقرہ سنایا جو انہوں نے ایک جلسہ سے واپس آ کر فرمایا تھا کہ اپنی ایک بات کہنے جاؤ تو دوسروں کی دس باتیں (مروتاً) سننی پڑتی ہیں۔ مولانا دیر تک اس کا لطف لیتے رہے اور فرمایا کہ بڑے درد سے کہا ہے۔

موقع ومحل کے مناسب بات:

ایک دفعہ دلّی میں کسی مخلص کے یہاں شادی میں آپ کو شرکت کرنی پڑی۔ آپ نے شادی کی خاص مجلس میں بھرے مجمع میں فریقین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، آج آپ کے یہاں یہ خوشی کا دن ہے جس دن میں کمینوں تک کو خوش کیا جاتا ہے۔ گوارا نہیں ہوتا کہ گھر کی بھنگن بھی ناخوش رہے۔ بتلایئے حضور ﷺ کے خوش کرنے کی بھی کوئی فکر آپ لوگوں کو ہے۔ پھر آپ نے تبلیغ اور حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین کو سرسبز کرنے کی کوشش کو حضور ﷺ کی خوشی کا سب سے بڑا ذریعہ بتلاتے ہوئے اس کے لئے حاضرین کو دعوت دی۔

لایعنی سے اجتناب:

لایعنی (جو بات دینی حیثیت سے مفید اور دنیاوی حیثیت سے ضروری نہ ہو) سے بڑی نفرت اور اجتناب تھا اور اس کی دوسروں کو بھی وصیت فرماتے اور تبلیغ میں نکلنے والوں کو بالخصوص تاکید فرماتے۔ فرماتے تھے "لایعنی میں اشتغال کام کی رونق کو کھو دیتا ہے"۔ جس کام میں دین کا فائدہ نہ دیکھتے اس کو تضیع اوقات سمجھتے۔ ایک مرتبہ میں چبوترہ کے پاس کھڑا ہوا ذوق وشوق کے ساتھ مولوی سید رضا حسن صاحب سے کوئی پرانا واقعہ اور کسی تبلیغی سفر کی روداد سن رہا تھا مولانا نے سنا اور فرمایا

کہ یہ تو تاریخ ہوئی کچھ کام کی بات کیجئے۔

روح کی غذا:

مولانا نے ایک مرتبہ عشق کی یہ تعریف کی تھی "آدمی کی لذتیں اور دلچسپیاں جو دنیا کی بہت سی چیزوں میں بٹی ہوئی ہیں سب نکل کر کسی ایک چیز میں سمٹ آئیں، یہی عشق ہے"۔ مولانا کی یہ تعریف دین کے بارہ میں خود ان پر صادق تھی۔ اس سے ان کی روح کو عشق ہو گیا تھا جس کے سامنے تمام حسی لذتیں اور تاثرات ماند پڑ گئے تھے اور یہ روحی لذت ان کے لئے بالکل حسی اور طبعی لذت بن گئی تھی۔ اس سے ان کو وہ قوت، توانائی اور نشاط و تازگی حاصل ہوتی تھی جو لوگوں کو غذا، دوا سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک کارکن کو جنہوں نے خانہ نشینی کی حالت میں اپنی بے چینی کی شکایت لکھی تھی جواب میں یہی حقیقت لکھی تھی جو کسی اور کے متعلق صحیح ہو یا نہ ہو ان کے متعلق بالکل صحیح تھی۔

"میرے محترم یہ تبلیغی کام، درحقیقت انسان کی روح کی غذا ہے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو اس غذا سے بہرہ ور فرمایا۔ اب اس کے عارضی فقدان یا کمی پہ بے چینی لازمی شے ہے آپ اس سے پریشان خاطر نہ ہوں"۔

بارہا ایسا ہوا کہ کسی خوشخبری کو سن کر یا کسی ایسے آدمی سے مل کر جس کو وہ اپنی دعوت کے لئے مفید سمجھتے تھے وہ اپنی بیماری بھول گئے۔ طبیعت کو اتنی قوت حاصل ہوئی کہ وہ مریض پر غالب آ گئی۔ دفعۃً صحت ترقی کر گئی۔ اس کے برعکس کسی تشویش یا فکر سے ان کی صحت گر گئی۔ ان کی تمام فکریں ایسی فکر میں گم ہو گئیں تھیں جیسا کہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ طبیعت میں سوائے تبلیغی درد کے اور خیریت ہے۔

علالت و بیماری:

آخری علالت میں ضعف کی وجہ سے بعض مرتبہ ایسی کسی خوشی کا تحمل نہ ہوتا۔ جنوری 1944ء میں جب لکھنوء کی جماعت گئی تو ایک دن صبح کی نماز کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آنے کے بعد تو کانپور میں کام ختم ہو گیا ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ لکھنوء سے ایک جماعت گئی تھی اور الحمدللہ کام پھر شروع ہو گیا ہے۔ حاجی ولی محمد صاحب کی طرف میں نے اشارہ کیا کہ یہ بھی اسی جماعت میں تھے۔ مولانا نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے اور ان کے ہاتھ چوم لئے اور فرمایا کہ میرا خوشی سے سر دکھ گیا، مجھے اب بہت خوش بھی نہ کیا کیجئے۔ مجھ میں خوشی کا تحمل نہیں رہا ہے۔

مولانا کی کیفیت یہی تھی کہ ان کی کوششوں میں ان کو جنت کا مزہ آتا تھا۔ اس راستہ میں گرم ہوا بھی ان کے لئے نسیم سحری سے زیادہ خوشگوار اور فرحت بخش تھی۔ ایک دفعہ مئی کی کسی آخری تاریخ میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب، مولوی اکرام الحسن صاحب ایک کار پر قطب صاحب گئے۔ لو کے سخت جھونکے آ رہے تھے۔ کسی نے کہا، لو آ رہی ہے، کھڑکیاں بند کر دو۔ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جی ہاں! اس وقت گرمی زیادہ ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ اللہ کے راستے کی گرم ہوا نسیم سحر سے زیادہ خوشگوار ہے۔

نماز باجماعت کا اہتمام:

ایک مرتبہ دو دوست ریل میں سفر کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے تو نماز پڑھ لی مگر دوسرے کو ہجوم کی وجہ سے نماز پڑھنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ حضرت نے ان سے ملتے ہی دریافت فرمایا، نماز پڑھ لی؟ ایک دوست نے عرض کیا کہ میں نے تو پڑھ لی ہے البتہ میرے رفیق پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر بڑا افسوس کیا اور

اس سلسلہ میں فرمایا کہ میں جب سے اس کام میں لگا ہوں (تقریباً بیس سال سے) ریل پر کوئی نماز جماعت کے بغیر نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تراویح بھی پڑھوا دی۔ اگرچہ بعض اوقات تراویح کی دو ہی رکعت پڑھنے کی نوبت آئی لیکن کلیۃً ترک نہیں ہوئی۔

دعا کے وقت کیفیت:

مولانا بڑی دیر تک اور بڑی بے قراری اور اضطرار کی کیفیت کے ساتھ دعا فرماتے تھے اور دعا کی حالت میں اکثر ان پر خود فراموشی کی سی کیفیت طاری ہو جاتی اور عجیب عجیب مضامین وارد ہوتے۔ پانچوں وقت کی نمازوں کے بعد خصوصاً میوات کے سفروں میں بڑی پر اثر دعائیں فرماتے اور اکثر وہ مستقل تقریریں ہوتیں۔ وہ اللہ سے دل کھول کر مانگتے اور مانگتے وقت اپنی طرف سے کمی نہ کرتے۔ تقریروں کے درمیان یہ فقرہ ابھی تک سننے والوں کے کانوں میں گونج رہا ہے ''مانگو اللہ سے''۔

لمحہ فکریہ:

میرے دوستو! یہ تھیں ہمارے اسلاف کی زندگیاں جو رہتی دنیا تک علم و عمل کے آسمان پر سورج بن کر چمکتی رہیں گی۔ آج ذرا ہم اپنے کردار پر بھی نظر ڈالیں کہ ہم ان کے روحانی بیٹے کہلاتے ہیں۔ لیکن ہمارے کردار اور ان کے کردار میں کوئی تھوڑی سی بھی مماثلت ہے؟ آج ہمارے علم و عمل میں فرق ہے، قال اور حال میں فرق ہے، جلوت اور خلوت میں فرق ہے، اتباع سنت ہم میں پوری نہیں بس کچھ ظاہر داری کر لیتے ہیں، تنہائی میں ہماری شخصیت کچھ اور ہوتی ہے اور باہر کچھ اور ہوتی ہے۔ دل سے پوچھیں دل کہتا ہے کہ دو چہرے ہیں۔ ایک چہرہ وہ جو لوگوں کو

دکھانے کیلئے ہے اور ایک وہ چہرہ جو تیرا پروردگار جانتا ہے۔ نہ جانے ہمارے اندر سے یہ دورنگی کب ختم ہوگی؟ اور ہم اپنے آپ کو اپنے اسلاف جیسے اخلاق حسنہ سے کب مزین کریں گے؟ اگرچہ آج بھی کچھ اللہ والے ایسے ہیں جو ذکر الٰہی اور تقویٰ و پرہیزگاری سے اپنی زندگیوں کو آباد کر رہے ہیں لیکن عمومی طور پر ہماری حالت پست سے پست تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

اپنے ظاہر کو سنت نبوی ﷺ سے اور باطن کو معرفت الٰہی سے سجا لیجئے۔ تقویٰ کو اپنے شعار بنائیں اور رضائے الٰہی کو زندگی کا مقصد بنائیں، پھر قدم اٹھائیں گے تو اللہ قدموں میں برکتیں ڈال دیں گے، فتوحات کے دروازے کھلیں گے، اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں ایسا وقار قائم کریں گے کہ کفر اپنے محلات میں بیٹھے بیٹھے کانپ رہا ہوگا۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمادے اور آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے آمین ثم آمین

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 0477-625454
- معہد الفقیر گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دار الہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دار المطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بارزار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی 051-5771798
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- حافظ جنرل سٹور بازار پرانی سبزی منڈی گوجرانوالہ 0431-230644
- دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- مکتبہ علمیہ، دوکان نمبر 12 اسلامی کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4918946
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار سرائے نورنگ 09261-350364 PP
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعہ الصالحات، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی 051-5462347

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد ہشتم

- واشکروا لی
- علم کی فضیلت
- علم اور علما کی شان
- ایمان کی عظمت
- اسلام کے محافظ
- استقامت کی فضیلت
- وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
- اخلاق حمیدہ

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطبات فقیر

جلد ہشتم

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب

محمد حنیف نقشبندی مجددی

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	———	خطبات فقیر جلد ہشتم
از افادات	———	[redacted]
مرتب	———	مولانا محمد حنیف نقشبندی مجددی
ناشر	———	مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
اشاعت اول	———	ستمبر 2002ء
اشاعت دوم	———	جولائی 2003ء
اشاعت سوم	———	اگست 2004ء
اشاعت چہارم	———	جون 2005ء
اشاعت پنجم	———	جون 2006ء
اشاعت ششم	———	اپریل 2007ء
اشاعت ہفتم	———	فروری 2008ء
اشاعت ہشتم	———	ستمبر 2009ء
اشاعت نہم	———	مئی 2009ء
اشاعت گیارہ	———	اگست 2010ء
تعداد	———	1100
کمپیوٹر کمپوزنگ	———	فقیر شاہ محمد مسعود نقشبندی

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	عرض ناشر	13
	پیش لفظ	15
1	**واشکرولی**	17
	دور حاضر میں مادی نعمتوں کی بہتات	19
	ناشکری میں اضافہ	20
	زیادہ کھا کر مرنے والے	21
	اللہ تعالیٰ کا حلم	21
	پہلی بڑی نعمت	21
	صحیح سالم اعضاء	22
	لمحہ فکریہ	23
	دوسری بڑی نعمت	23
	تیسری بڑی نعمت	24
	نعمتوں کا شمار	25
	بہترین نظام عصبی	25
	غذا کی نالی کا والو	27
	لیٹنے سے محروم ہونے والے ڈاکٹر	27
	آنکھ کا وائپر	28
	دمہ کے مریضوں کی بے چینی	29
	پیالہ بھر پانی کی قیمت	29
	اولاد والی نعمت	30

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	بھکاری عورتوں کا مقدر	31
	اپنی اوقات کو نہ بھولیں	32
	ایک بے ادب کی سرزنش	32
	ایک سبق آموز حکایت	32
	تکبر کا بول	36
	میز کے دوسری طرف	36
	ایک زریں اصول	37
	تکبر کی سزا	37
	شکر کا مفہوم	39
	احساس شکر پیدا کرنے کی ضرورت	40
	لسانی شکر	41
	جسمانی شکر	42
	نعمتوں کی بقا کا آسان طریقہ	42
	قوم سبا کا عبرتناک انجام	43
	بھوک ننگ اور خوف کا لباس	44
	ہمارے شکووں کا علاج	45
	شکوے کی پٹی	46
	میاں بیوی کے شکوے	47
	شکر کرنے والے سائل کی دلجوئی	47
	شکر کرنے والی بیوی کا مقام	48

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک دلچسپ نکتہ	50
	حج کے موقع پر اظہار تشکر	50
	ہمارے دلوں میں اسباب کی اہمیت	52
	حضرت موسیٰ اور شکر الٰہی	52
	رزق پہنچانے والا ڈاکیا	53
2	**علم کی فضیلت**	55
	عارضی اور دائمی زندگی	55
	سیدنا آدمؑ کی فرشتوں پر برتری	56
	سیدنا آدم علیہ السلام کا انعام	57
	سجدہ کرنے میں حضرت اسرافیلؑ کی پہل	57
	دو اہم باتیں	57
	علم کا مقام	58
	سیدنا آدمؑ اور صنعت وحرفت کا علم	59
	سیدنا ادریسؑ اور کتابت کا علم	59
	سیدنا نوحؑ اور حلال وحرام کا علم	60
	لباس شریعت کی تکمیل	60
	انبیائے کرام اور تخصیص علوم	61
	حضرت ابراہیمؑ اور علم مناظرہ	61
	سیدنا یوسفؑ اور خوابوں کی تعبیر	63
	ایک اہم نکتہ	64
	سیدنا داودؑ اور زرہ بنانے کا علم	66
	سیدنا سلیمانؑ اور پرندوں سے ہمکلام ہونے کا علم	67
	ہدہد پرندے میں علم کی وجہ سے جرأت	68
	آصف بن برخیا کا مقام	68
	حضرت خضر علیہ السلام اور امور تکوینیہ کا علم	69
	عبادات کی تکمیل	70
	عالم کا مقام	70
	علمائے کرام کا فرض منصبی	72
	علم کا مقصود	73
	اخلاص کا تاج محل	73
	فیض کے چلنے کی ایک اہم شرط	74
	حضرت مولانا محمود الحسنؒ کا فیض	74
	حضرت مولانا غلام رسولؒ پونٹوری کا مقام	75
	حضرت خواجہ عبداللہ بہلویؒ کا فیضان	77
	محنت کی چکی	78

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	احسان خداوندی	78
	خیر کے فیصلے	79
	شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کی استقامت	80
3	**علم اور علماء کی شان**	85
	قدرت کا شاہکار	87
	مقصد زندگی	88
	ولایت کی درجات	88
	علم وعمل کی سعادتیں	89
	حصول علم کی فطری جذبہ	89
	اعضاء کی تقسیم	90
	طالب علم کی فضیلت	91
	علماء کی شان	92
	عصری تعلیم اور دینی تعلیم	92
	علم پر عمل	94
	دنیا کا سورج اور علم کا سورج	94
	عالم کی عابد پر فضیلت	95
	جنت میں بھی علما کی سرداری	96
	عالم کی نیند بھی عبادت	96
	عالم کی شہید پر فضیلت	97
	علمی سوال کی فضیلت	99
	حصول علم کیلئے مجاہدہ ضروری ہے	101
	اکابر کا شغف علمی	102
	امام شافعی کا علمی شغف	102
	امام مسلمؒ کا مطالعہ میں استغراق	103
	حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا علمی انہماک	103
	آج کے طلباء کی حالت	104
	وحدت مطلب	105
	اساتذہ کی قدر	106
	سچے طالب بنیں	108
	ایک عالم اور عام آدمی کی توبہ میں فرق	109
	اللہ کے لاڈلے	109
	علم کو عمل کے سانچے میں ڈھالیں	110
	اکابر کا علم پر عمل	110
	ایک چھوٹی بچی کی نصیحت	113
4	**ایمان کی عظمت**	115
	ایمان لانے والوں کو ایمان لانے کا حکم	117

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	اقرار لسانی اور تصدیق قلبی	118
	کردار کے غازی بننے کی ضرورت	118
	ایمان کی نشاندہی	119
	معاملات ہوں تو ایسے	119
	لمحۂ فکریہ	120
	ایمان کا مقام	121
	ایک دلچسپ حکایت	122
	ایمان اور مشاہدہ میں فرق	122
	ایک سبق آموز حکایت	123
	سب سے زیادہ عجیب ایمان	126
	استقامت کی اہمیت	128
	زندگی گزارنے کے دو طریقے	128
	پہلی مثال	129
	دوسری مثال	130
	تیسری مثال	131
	اللہ کے حکموں کے ساتھ چمٹ جائیں	132
	انسان اور آزمائش	132
	ہر حال آزمائش کا حال	133
	اولتے بدلتے دن	133

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	آزمائش میں ڈالنے کا مقصد	134
	ایمان کا امتحان	134
	رزق کے دروازے بند ہونے کی اصل وجہ	135
	آزمائش کو خندہ پیشانی سے قبول کیجئے	135
	سیدنا موسیٰ کی والدہ کا ایمان افروز واقعہ	136
	دوگنا انعام	141
	ایمان کی حفاظت	141
	اللہ والوں کی استقامت	141
	صنف نازک کی استقامت	143
	سب سے قیمتی دولت	145
	ایک نوجوان کی استقامت	146
	صحابہ کرامؓ کے نزدیک ایمان کی قدر	147
	وقت کی ایک اہم ضرورت	148
	شک سے بچنے کی ضرورت	148
	ایمان کے اظہار کرنے کا طریقہ	149
	مضبوط ایمان کی نشانی	149

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایمان جیسے چٹان	150
	قلت اور کثرت کا چکر	151
	اسلام اور ایمان کی کیفیات میں فرق	151
	منافقین کا احسان جتلانے کا واقعہ	152
5	**دین اسلام کے محافظ**	153
	سعادتوں کا مخزن	155
	انحطاط کا دور	155
	صحابہ کرامؓ کی گواہی	155
	نبی علیہ السلام کے علم وعمل کے محافظ	156
	آقا اور غلام میں حیران کن مماثلت	157
	حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور اتباع سنت	157
	فرمان نبوی ﷺ کا لحاظ	158
	ایک حبشی صحابیؓ اور اتباع سنت	159
	ہمارا علمی شجرہ	159
	علمائے کرام کا فرض منصبی	160
	نوجوان نسل	161
	بی اے پاس لڑکی کی زبوں حالی	162
	ماں باپ کے خلاف مقدمہ	163
	حفاظت دین کی اصل وجہ	164
	نبی اکرم ﷺ کی دلداری	164
	ابوجہل کو دعوت اسلام	165
	صبر کی انتہا	165
	بیٹی ہو تو ایسی	166
	حضرت بلالؓ پر ظلم وستم	167
	سیدہ زنیرہؓ پر ظلم وستم	167
	دشمنان دین کے سامنے سیسہ پلائی دیواریں	168
	حضرت سعید بن جبیرؒ کی استقامت	168
	امام اعظم ابوحنیفہؒ پر ظلم وستم	169
	امام مالکؒ کی جرأت	169
	امام احمد بن حنبلؒ پر ظلم وستم	169
	چراغ ایمان کی ضوفشانی	170
	برصغیر میں فرنگیوں کے ظلم وستم کی انتہاء	170

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک پر تشدد سفر	172
	ایک صبر آزما لمحہ	174
	تعلیم نسواں کی اہمیت	175
	لڑکوں کے بگاڑ کی وجہ	175
	تعلیم نسواں میں ایک بڑی رکاوٹ	175
	وراثت نبوی علیہ ﷺ کی حفاظت	176
	مسلمانوں کی کمزوری	176
	حفاظت دین کے قلعے	177
6	**استقامت کی فضیلت**	179
	شریعت پر چلنے میں تین رکاوٹیں	181
	استقامت کا مفہوم	183
	مشائخ کے ساتھ نسبت کی برکات	183
	درخت کے ساتھ ایک عجیب مکالمہ	184
	نبی اکرم ﷺ کو استقامت کا حکم	185
	قرآن اور عزت	186
	صحابہ کرامؓ اور اسباب	186
	صحابہ کرامؓ کی آزمائش	187
	گرتے وقت تھامنے والی ذات	187
	استقامت کے سامنے پہاڑ کی حیثیت	188
	صحابہ کرامؓ کی فتوحات کا راز	189
	اللہ تعالیٰ کی مدد آنے کی نشانی	190
	غزوۂ احزاب میں کفار کی رسوائی	190
	ایمان کی جانچ پڑتال کا وقت	191
	حضرت خالد بن ولیدؓ کی جوانمردی	193
	''فتوح الشام'' کا مقام	193
	علمائے کرام کی ذمہ داری	194
	لوہے کے چنے	196
	اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ	196
	حضرت ضرار بن ازورؓ کا جہاد	197
	حضرت خولہؓ کی بہادری	198
	گھوڑے کی استقامت	200
	نصرت الٰہی کے وعدے	201

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	چٹان بننے کی ضرورت	201
	حضرت مشاطہؓ کی استقامت	202
	حضرت آسیہؓ کی استقامت	203
	حضرت مشاطہؓ کا انعام	206
	حضرت آسیہؓ کا انعام	207
	رحمت الٰہی کا سہارا	208
7	**وہ جو بیچتے تھے دوائے دل**	209
	ایک عظیم صدمہ	212
	رحمت الٰہی کا پہرہ	212
	حفاظت کیلئے ایک مسنون دعا	212
	شیخ کی جدائی کا غم	213
	محبت ہو تو ایسی......!!!	213
	ایمان کی بقا کا ذریعہ	213
	پیر اور مرید کی لازوال محبت	214
	حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم	215
	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ پر شیخ کی وفات کا اثر	216
	نابغۂ عصر شخصیت	216
	حضرت مرشد عالمؒ کے لیل ونہار کی ایک جھلک	217
	صحابہ کرامؓ پر وصال نبوی ﷺ کا اثر	217
	اسوۂ رسولؐ اپنانے کی تلقین	218
	انقلاب لانے والی شخصیات کا طرز عمل	219
	سیدنا صدیق اکبرؓ کا بصیرت آموز خطاب	219
	ہماری ذمہ داری	221
	حضرت مرشد عالمؒ کے آخری لمحات کی ایک جھلک	224
	قرآن سے تعلق جوڑیں	224
	حضرت مرشد عالمؒ کی تعلیمات کا نچوڑ	225
	دل کے زخم کے لئے مرہم	227
8	**اخلاق حمیدہ**	229
	اچھے اخلاق والے انسان کا مقام	231
	اچھے اخلاق کمال ایمان کی علامت ہیں	232

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	سب سے بہترین چیز	233
	کردار کی فتح	233
	اخلاق کے مراتب	234
	پہلا مرتبہ	234
	دوسرا مرتبہ	234
	تیسرا مرتبہ	235
	دین اسلام کا حسن	236
	دنیا میں بھائی کی اہمیت	237
	آخرت میں بھائی کی اہمیت	237
	ہماری سردمہری	238
	جھگڑوں کا خاتمہ	238
	صلہ رحمی کا حکم	239
	قطع رحمی کا انجام	239
	بے مثال کردار	241
	خیر خواہی کی تعریف	241
	دین اور خیر خواہی کا تلازم	242
	مؤمن اور خیر خواہی	242
	عبداللہ بن مبارک کے پڑوس کی قیمت	243
	بندہ مؤمن کا مقام	244

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	غلطیوں کی تلاش	245
	ستر پوشی کی فضیلت	246
	مؤمن کے دل کو خوش کرنے کی فضیلت	246
	زبان کی آفتیں	247
	بدزبانی کا انجام	248
	غصہ پینے کی فضیلت	248
	بیوی سے حسن سلوک کا بدلہ	249
	تربیت کا فقدان	249
	صحبت کا اثر	250
	غور طلب بات	252
	خواجہ نظام الدین اولیاء کی نصیحت	252

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ ولی المومنین

www.besturdubooks.wordpress.com

عرضِ ناشر

الحمد للہ لولیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین ۔ اما بعد!

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء میں شروع کیا تھا اور اب یہ آٹھویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلندتر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت ومعرفت کا ہے۔ جس بیان کو بھی پڑھیں گے ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہو گا۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطاب یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔

الحمد للہ کہ ادارہ مکتبۃ الفقیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کے ان بیانات کو کتابی صورت میں استفادہ عام کے لئے شائع کرتا ہے۔ ہر بیان کو احاطہ تحریر میں لانے کے بعد حضرت دامت برکاتہم سے اصلاح کروائی جاتی ہے، پھر کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی عرق ریزی سے کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہے اور آخر پر پرنٹنگ اور بائینڈنگ کا پیچیدہ اور تکنیکی مرحلہ آتا ہے، یہ تمام مراحل بڑی توجہ اور محنت طلب ہیں جو کہ مکتبۃ الفقیر کے زیر اہتمام سرانجام دیئے جاتے ہیں پھر کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بارگاہ ایزدی میں یہ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ہمیں حضرت دامت برکاتہم کے ان بیانات کی بازگشت پوری دنیا تک پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اله اصحابه اجمعین . اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام ﷺ صف اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں ہر سپاہی الصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اهتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحہ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغہ عصر شخصیت شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرقع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند، دامت برکاتہم العالی مادامت النہار واللیالی ہیں۔ آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے فائدہ کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحہ، قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ الحمد للہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب و تزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہو سکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد و ثمرات کا حامل ہے۔ ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سے کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثمہ آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم اے۔ بی ایڈ

موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

واشکرولی

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی اوقات کو یاد رکھے۔ یاد رکھنا کہ جو بندہ اپنی اوقات بھول جاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈال دیتے ہیں۔ اس بات کا استحضار رہے کہ ہم کیا تھے اور کیا بنے پھرتے ہیں۔ ذرا بتائیں کہ جب ہم دنیا میں آئے تھے اس وقت کیا مال ہمارے پاس تھا؟ لباس تھا؟ مکان تھا؟ کیا بیوی بچے تھے؟ نہیں، کچھ بھی نہیں تھا، سب کچھ دنیا میں ملا۔ یہ سب کچھ کس نے دیا؟ اللہ رب العزت نے دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

واشکرولی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَ اشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْن .
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ
وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَ اشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْن (البقرۃ:۱۵۲) اس آیت کے اول حصے میں ذکر کے بارے میں مضمون ہے اور دوسرے حصے میں شکر کا بیان ہے۔ ذکر کے متعلق تو اکثر بیانات ہوتے رہتے ہیں لہذا ارادہ ہے کہ آج شکر کے عنوان پر بات کی جائے۔

دور حاضر میں مادی نعمتوں کی بہتات

مادی اعتبار سے اللہ رب العزت کی جتنی نعمتیں آج ہیں اتنی اس سے پہلے نہیں تھیں۔ آج کا عام بندہ بھی پہلے وقت کے بادشاہوں سے کئی معاملات میں بہتر زندگی گزار رہا ہے۔ پہلے وقت کے بادشاہوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جلتے تھے جبکہ آج کے غریب آدمی کے گھر میں بھی بجلی کا قمقمہ جلتا ہے۔ ایسی روشنی پہلے وقت کے بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں تھی۔ بادشاہوں کے خادم ان کو ہاتھ سے پنکھا کیا کرتے تھے جبکہ آج کے غرب آدمی کے گھر میں بھی بجلی کا پنکھا موجود ہے۔ جو ٹھنڈا پانی آج ایک عام آدمی کو حاصل ہے وہ پہلے وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بادشاہوں کو بھی حاصل نہیں تھا۔ اس پر قیاس کرتے جایئے کہ پہلے وقت کے بادشاہ اگر سفر کرتے تھے تو ان کو گھوڑوں پر سفر کرنا پڑتا تھا اور انہیں ایک ایک مہینہ سفر میں لگ جاتا تھا۔ آپ گھوڑے پر سوار کر پشاور سے کراچی چلیں تو یہ ایک مہینے کا سفر بنے گا۔ لیکن آج کا ایک عام انسان اگر ریل گاڑی پر بیٹھ کر کراچی جانا چاہے تو یہ ایک دن سوار ہوگا اور دوسرے دن سورج ڈوبنے سے پہلے کراچی پہنچ چکا ہوگا۔ پہلے وقت کے بادشاہوں کو صرف موسم کے پھل ملتے تھے جبکہ آج ایک عام غریب آدمی کو بھی بے موسم کے پھل نصیب ہیں۔ پہلے علاقائی پھل ملا کرتے تھے جبکہ آج آدمی کو دوسرے ملکوں کے پھل بھی حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ مزے سے کھا رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے یہ نعمتیں عام کر دی ہیں

ناشکری میں اضافہ

گویا مادی اعتبار سے نعمتوں کی جتنی بارش آج ہے اتنی پہلے کبھی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی جتنی ناشکری آج ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔ جس کی زبان سے سنو، اسی کی زبان پر ناشکری ہے۔ ہر بندہ کہے گا کہ کاروبار اچھا نہیں، گھر میں مشکلات ہیں اور صحت خراب ہے ہزاروں میں سے کوئی ایک بندہ ہوگا کہ جس سے بات کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے گا۔ آخر وجہ کیا ہے؟ کھانے پینے کی بہتات کا یہ عالم ہے کہ آج کا فقیر اور بھکاری بھی روٹی نہیں مانگتا بلکہ سگریٹ پینے کے لئے دو روپے مانگتا ہے اسلئے کہ اسے نشہ کرنا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ کھا کر مرنے والے

آج کے زمانے میں زیادہ کھا کر مرنے والوں کی تعداد فاقوں سے مرنے والوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ ذرا بتائیے کہ جو دل کی شریانیں بند ہوتی ہیں وہ فاقے سے بند ہوتی ہیں یا چکنائی زیادہ کھانے سے بند ہوتی ہیں؟ شوگر کی بیماری زیادہ کھانے سے ہوتی ہے یا فاقے کرنے سے ہوتی ہے؟ بلڈ پریشر کی بیماری زیادہ کھانے سے ہوتی ہے یا فاقے کرنے سے ہوتی ہے؟ یقیناً زیادہ کھانے سے یہ بیماریاں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے آج اکثر لوگ مر رہے ہیں۔ کھا کھا کر مر رہے ہیں لیکن پھر بھی زبان پر اللہ تعالیٰ کے شکوے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حلم

عطاؒ بن ابی رباح اللہ کے ایک نیک بزرگ گزرے ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات القا فرمائی کہ اے عطا! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر ان کو رزق کی تھوڑی سی تنگی پہنچے تو یہ فوراً محفل میں بیٹھ کر میرے شکوے کرنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ ان کے نامہ اعمال گناہوں سے بھرے ہوئے میرے پاس آتے ہیں مگر میں فرشتوں کی محفل میں ان کی شکایتیں تو بیان نہیں کرتا۔

پہلی بڑی نعمت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس اللہ رب العزت کی سب سے بڑی نعمت تو یہ ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا۔ اگر وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہتا تو گدھا بنا دیتا۔ کسی نے ہمارے اوپر بوجھ لادا ہوتا اور وہ ڈنڈے لگا رہا ہوتا۔ ہم ڈنڈے بھی کھا رہے ہوتے اور سامان بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے۔ اگر وہ ہمیں بندر بنا دیتا تو کسی نے ہمارے گلے میں لگام ڈالی ہوتی وہ ہمیں گلیوں میں نچا رہا ہوتا اور ہم ناچ رہے ہوتے۔ پروردگار کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں بن مانگے انسانیت کی خلعت سے نوازا اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں اتنا کم ہے۔

صحیح سالم اعضاء

اللہ رب العزت نے ہمیں اشرف المخلوقات بنا کر صحیح سالم اعضاء دیئے۔ اگر وہ انسان تو بنا دیتا مگر عقل نہ دیتا تو پاگلوں کی بھی کوئی زندگی ہوتی ہے؟ اگر وہ انسان تو بنا دیتے مگر آنکھیں نہ دیتے تو ہم گلیوں میں ٹھوکریں کھا رہے ہوتے، جس کو ہم ماں باپ کہتے ہیں ان کے چہرے کو دیکھنے سے بھی ترس رہے ہوتے، پروردگار عالم اگر زبان نہ دیتا تو ہمارے اندر جذبات تو ہوتے لیکن ہم اپنی محبت کے جذبات کو اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے سامنے بیان بھی نہ کر سکتے۔ اگر وہ سماعت نہ دیتے تو لوگ اشاروں سے بات کرتے اور ہم ان کی باتیں اشاروں سے سمجھا کرتے۔ اگر وہ ٹانگیں نہ دیتے تو ہم کیسے پیدل چل سکتے؟ اگر ہاتھ نہ دیتے تو ہم کیسے کام کر سکتے تھے؟ پروردگار عالم نے یہ سب نعمتیں ہمیں بن مانگے عطا فرمائیں۔ اگر کوئی آدمی آپ کو ایک لاکھ روپیہ دے اور کہے کہ ذرا آپ دونوں آنکھیں نکال دیجئے تو کون تیار ہوگا؟ کوئی بھی تیار نہیں ہوگا۔ بھئی آپ کو ایک لاکھ روپیہ دے دیتے ہیں آپ اپنی زبان کاٹ کر دے دیجئے، کوئی بھی تیار نہیں ہوگا۔ یہ اللہ رب العزت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنی بڑی نعمتیں ہیں جنہیں کوئی بندہ پیسوں سے بھی خرید نہیں سکتا اور ہم دینے کو تیار بھی نہیں ہوتے۔

لمحہ فکریہ

میرے دوستو! اللہ رب العزت اگر ہمیں عقل نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے، اگر بینائی نہ دیتے تو ہم اندھے ہوتے، اگر سماعت نہ دیتے تو ہم بہرے ہوتے، اگر گویائی نہ دیتے تو ہم گونگے ہوتے، اگر صحت نہ دیتے تو ہم بیمار ہوتے، اگر گھر نہ دیتے تو ہم بے گھر ہوتے، اگر اولاد نہ دیتے تو ہم لاولد ہوتے، اگر اللہ رب العزت ہمیں مال نہ دیتے تو ہم بھکاری ہوتے اور اگر وہ ہمیں عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے۔ سبحان اللہ یہ عزتوں بھری زندگی جو گزار رہے ہیں یہ اس مالک کا احسان ہی تو ہے۔

دوسری بڑی نعمت

اللہ رب العزت کا دوسرا بڑا انعام یہ ہے کہ اس نے ایمان عطا فرمایا۔ پروردگار نے مسلمانوں کے گھروں میں پیدا کر دیا۔ ہمیں ابھی دائیں اور بائیں کا بھی پتہ نہیں تھا کہ جب ہمارے ایک کان میں اذان کہی گئی اور دوسرے میں اقامت۔ یوں ہمارے کانوں میں اللہ کا نام پہنچایا گیا۔ ماں ہمیں سلانے کے لئے تھپکیاں دیتی تھی تو حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ کی لوریاں سنایا کرتی تھی۔ بہن جھولا جھلایا کرتی تھی تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اللہ کی لوریاں سناتی تھی جب ہم ذرا بڑے ہوئے تو ہمارے والد جمعہ کے دن ہاتھ پکڑ کر مسجد کی طرف لے جاتے اور اس طرح انہوں نے ہمیں اللہ کے گھر کا راستہ دکھایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذرا سوچئے کہ اتنی چھوٹی سی عمر میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نعمتیں عطا فرمائیں جس کی وجہ سے آج ہم مسلمان ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا کرم ہے۔

تیسری بڑی نعمت

اس سے بڑھ کر یہ نعمت عطا فرمائی کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی امت میں سے بنایا یہ وہ فضیلت ہے جسے حاصل کرنے کے لئے پہلے وقت کے انبیائے کرام بھی تمنائیں کیا کرتے تھے۔ اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور وہ قرب قیامت میں دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور اس امت میں آ کر زندگی گزاریں گے .... امتی ہونے کے ناطے روز محشر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنتیوں کے تین حصے بنائے جائیں گے ان میں سے دو حصے میری امت کے ہوں گے اور ایک حصہ باقی تمام انبیاء کی امتوں کا ہوگا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے ہر نبی علیہ السلام کو ایک ایک دعا مانگنے کا اختیار دیا جسے من وعن قبول کر لیا جائے گا چنانچہ سب انبیاء نے دعائیں مانگیں اور اللہ رب العزت نے قبول فرمائیں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے محبوب ﷺ! کیا آپ نے بھی کوئی دعا مانگی؟ ارشاد فرمایا، میں نے اپنی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنالیا، میں نے دعا نہیں مانگی، میں قیامت کے دن وہ دعا مانگوں گا اور اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک میرا آخری امتی بھی جنت میں داخل نہیں ہو جائے گا تو یہ اللہ رب العالمین کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں رحمۃ للعالمین ﷺ کی امت میں سے پیدا فرمادیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نعمتوں کا شمار

اچھا آپ مجھے بتائیں کہ کیا کوئی آدمی بارش کے پانی کے قطروں کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا۔ ساری دنیا کی ریت کے ذرات کو گن سکتا ہے؟ نہیں گن سکتا لیکن اسکے باوجود یہ عاجز کہتا ہے کہ آسمان کے ستاروں کو گننا ممکن ہے، بارش کے قطروں کو گننا ممکن ہے، ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کا گننا ممکن ہے، ساری دنیا کے ریت کے ذرات کو گننا تو ممکن ہے لیکن اللہ رب العزت کی جو نعمتیں ہم پر برس رہی ہیں ان نعمتوں کو گننا ہمارے لئے ناممکن ہے کیونکہ قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے فرمادیا:

وَاِنْ تَعُدُّوْ انِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراہیم:۳۴)

(اور اگر تم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو گننا بھی چاہو تو تم اسکو گن بھی نہیں سکتے)

بہترین نظام عصبی

ڈاکٹروں نے لکھا ہے کہ انسان کے دماغ کو پورے جسم سے ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ اطلاعات مل رہی ہوتی ہیں اور دماغ ان کو کنٹرول کررہا ہوتا ہے۔ اب سوچئے کہ دماغ کا سلامت رہنا اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دماغ سے جسم کے اعضاء کو کنٹرول کروایا، اس کے لئے وائرنگ کروائی اسے نروس سسٹم کہتے ہیں۔ اس وائرنگ کے ذریعے دماغ اعضاء کو سگنل بھیجتا ہے اور اسی سگنل پر اعضاء کام کرتے ہیں۔ یہ سب سگنلز دماغ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ریڑھ کی ہڈی میں جاتے ہیں اس کو سپائنل کارڈ کہتے ہیں اور پھر وہاں سے پورے جسم میں جاتے ہیں...... میں کوئی ہوائی باتیں نہیں کر رہا بلکہ ذمہ داری کے ساتھ پکی باتیں کر رہا ہوں..... انسان کے جسم میں کتنی نروز ہیں بک آف سائنس میں ڈاکٹروں نے یہ بات لکھی ہے کہ ہر انسان کے اندر اتنی وائرنگ استعمال ہوئی ہے کہ اگر ایک نرو کو دوسری نرو سے جدا کر دیا جائے اور سب نروز کو ایک دوسرے کے ساتھ گانٹھ باندھتے چلے جائیں تو یہ اتنی لمبی ہوں گی کہ پوری دنیا کے گرد اس کے دو چکر آ سکتے ہیں۔ اتنی وائرنگ ایک بندے میں کام کر رہی ہوتی ہے۔ یہ ساری وائرنگ ٹھیک کام کرتی ہے تو ہماری صحت ٹھیک رہتی ہے اور کہیں سرکٹ شارٹ ہو جائے تو بندہ بیمار ہو جاتا ہے، کہتے ہیں کہ اس کو Misthenia Gravous کی بیماری ہے، اس کو فلاں بیماری ہے، اس کو فلاں بیماری ہے، یوں بندے کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ جس طرح ہمارے گھروں میں بجلی کے تاروں پر پی وی سی انسولیشن چڑھی ہوتی ہے اسی طرح ہمارے جسم میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہر نرو کو دوسری نرو سے (Insulate) انسولیٹ کیا ہوا ہے۔ ایک نرو دوسری نرو سے شارٹ سرکٹ نہیں ہو سکتی۔ اب آپ سوچئے کہ یہ کتنا Complicated System (پیچیدہ نظام) ہے جو ہمارے جسم میں ٹھیک کام کر رہا ہے۔ کبھی ہم نے اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کیا ہے؟

یاد رکھیں کہ کچھ چیزوں کا ہونا انسان کے لئے نعمت ہے اور کچھ چیزوں کا نہ ہونا انسان کے لئے نعمت ہے۔ مثال کے طور پر ہم اگر کوئی چیز کھائیں تو وہ آرام سے پیٹ میں چلی جاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ لیکن کچھ ایسے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ ہوتے ہیں جو ہر چیز نہیں کھا سکتے۔ایک خاتون نے فون پر دعاؤں کے لئے کہا وہ لاہور رہتی ہے وہ کہنے لگی کہ پورے سات سال گذر گئے ہیں، میں سیون اپ یا کوئی جوس وغیرہ پینے کے علاوہ اور چیز روٹی وغیرہ کھا نہیں سکتی۔اگر کھانے کی کوشش کروں تو فوراً قے آ جاتی ہے۔کہنے لگی کہ میں سات سال سے گھر والوں اور رشتہ داروں کے لئے دعوتوں کے کھانے پکاتی ہوں مگر خود ان کھانوں کے کھانے سے محروم ہوں۔میں تو کھانے کو ترس گئی ہوں۔ اب بتائیے کہ وہ تو سات سال سے کھانا نہیں کھا سکی۔اگر ہم صبح، دوپہر، شام کھاتے ہیں۔کبھی ہم نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ اللہ کی نعمت ہے کہ آسانی سے اندر چلا جاتا ہے اور اندر کا کھانا باہر نہیں آتا۔

غذا کی نالی کا والو

غذا کی نالی کے اندر ایک والو ہے۔وہ ایسا والو ہے کہ انسان جو کھانا کھاتا ہے وہ اس کو اندر تو جانے دیتا ہے لیکن وہ اس کو باہر نہیں آنے دیتا۔ وہ Non-return volve ہے۔یعنی جب غذا اندر جاتی ہے تو وہ کھل جاتا ہے اور جب باہر نکلنے لگتی ہے تو بند ہو جاتا ہے اور غذا کو واپس نہیں آنے دیتا۔اس لئے آپ ابھی روٹی کھائیں اور ابھی سر کے بل الٹے کھڑے ہو جائیں تو آپ کے منہ سے کھانا نہیں نکلے گا۔

لیٹنے سے محروم ہونے والے ڈاکٹر

امریکہ میں ہمارے ایک دوست ڈاکٹر ہیں۔وہ خود ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔اللہ کی شان کہ ان کا یہ والو خراب ہو گیا۔نتیجہ یہ نکلا کہ جو کچھ معدے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے وہ ذرا بھی الٹے ہوں تو وہ سب کچھ منہ سے باہر نکلتا ہے۔ ان کی پریشانی حد سے بڑھ گئی۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ لہٰذا آپ کو اپنی باقی زندگی بیٹھ کر گزارنا پڑے گی۔ آپ لیٹ بھی نہیں سکتے۔ چنانچہ جب وہ ہمیں ملنے کے لئے آتے ہیں تو سب لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں لیکن وہ بیچارے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر پاؤں لمبے کر کے بیٹھے ہوتے ہیں اور اسی حالت میں ان کو نیند آ جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لیٹ کر سونے والی نعمت چھین لی ہے۔ ان کو دیکھ کر ہمیں یہ احساس ہوا کہ اے مالک! لیٹ کر بستر پر آرام سے سو جانا آپ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

آنکھ کا وائپر

ایک آدمی کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ ان کی آنکھ کا پپوٹا کٹ گیا۔ ان کی ایک آنکھ پر پردہ تھا اور دوسری پر نہیں، جیسے مچھلی کی آنکھ ہوتی ہے۔ چند دنوں میں ان کا زخم تو ٹھیک ہو گیا لیکن پریشانی یہ تھی کہ ہر دو تین گھنٹوں کے بعد آنکھ کی بینائی دھندلی ہو جاتی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ ہوا میں مٹی کے چھوٹے چھوٹے ذرات ہوتے ہیں، وہ آنکھ پر جم جاتے ہیں۔ اس لئے آپ کو بار بار آنکھ دھونا پڑے گی۔ چنانچہ اسے ہر دو گھنٹے بعد آنکھ دھونا پڑتی۔ آپ جانتے ہیں کہ جب آدمی پانی میں زیادہ دیر نہائے یا کپڑے یا برتن دھوئے تو ہاتھ کیسے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ بار بار آنکھ کو دھونے لگے تو ان کے رخسار کے اوپر زخم سا بن گیا۔ اس کے بعد پانی لگنے سے انہیں جلن محسوس ہونے لگی۔ وہ پریشان تھے۔ ڈاکٹروں کو بتایا تو وہ کہنے لگے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ایک دن وہ بڑا روئے اور ڈاکٹروں سے کہا کہ اس کا کوئی حل نکالیں۔ مگر ڈاکٹروں نے کہا کہ بات

www.besturdubooks.wordpress.com

دراصل یہ ہے کہ انسان کی آنکھ کو صاف رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنکھ کا یہ پردہ بنایا ہے اور اس پردے کو وائپر بنا دیا ہے۔ جو انسان کی آنکھ کی سکرین کو خود بخود صاف کرتا رہتا ہے۔ ہم کھانا کھا رہے ہوتے ہیں، پانی پی رہے ہوتے ہیں، بات کر رہے ہوتے ہیں، مگر ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا اور پلک خود بخود جھپک رہی ہوتی ہے۔ اب آپ کی آنکھ کا وائپر ختم ہو چکا ہے اس لئے آپ کو یہ آنکھ بار بار صاف کرنا پڑے گی۔ ڈاکٹر کی بات سن کر وہ کہنے لگے، اے اللہ! پلک کا جھپکنا تیری کتنی بڑی نعمت تھی۔

دمہ کے مریضوں کی بے چینی

آپ ذرا اس آدمی کو دیکھیں جو Asthma (دمہ) کا مریض ہو۔ ہم نے ایسے مریضوں کو دیکھا ہے۔ ان بیچاروں کی اندر کی سانس اندر اور باہر کی باہر رہتی ہے۔ ان کی حالت بالکل ایسے ہوتی ہے جیسے مرغ نیم بسمل کی تڑپتے وقت ہوتی ہے، سانس ان کے قابو میں نہیں ہوتی۔ گویا سانس کا آرام سے اندر چلے جانا اور پھر اندر سے آرام سے باہر آ جانا اللہ رب العزت کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ایسے مریضوں نے اپنے پاس پمپ رکھے ہوتے ہیں۔ ذرا سی گرد یا مٹی آ جائے تو پمپ لگا لیتے ہیں اور کہتے ہیں جی کہ کیا کریں، سانس اکھڑ جاتا ہے۔

پیالہ بھر پانی کی قیمت

ایک مرتبہ سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ وقت کا بادشاہ ہارون الرشید اس وقت ان کے دربار میں موجود تھا۔ ہارون الرشید کو پیاس

www.besturdubooks.wordpress.com

لگی۔اس نے اپنے خادم سے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ۔خادم ایک گلاس میں ٹھنڈا پانی لے کر آیا۔جب بادشاہ نے گلاس ہاتھ میں پکڑ لیا تو سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کہا کہ بادشاہ سلامت! ذرا رک جائیے۔وہ رک گئے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک بات بتائیے کہ جیسے آپ کو ابھی پیاس لگی ہے ایسے ہی آپ کو پیاس لگے اور پوری دنیا میں اس پانی کے سوا کہیں اور پانی نہ ہو تو آپ یہ بتائیں کہ آپ اس پیالے کو کتنی قیمت میں خریدنے پر تیار ہو جائیں گے؟ہارون الرشید نے کہا، میں تو آدھی سلطنت دے دوں گا۔پھر سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر آپ یہ پانی پی لیں اور یہ آپ کے پیٹ میں چلا جائے،لیکن اندر جا کر آپ کا پیشاب بند ہو جائے اور پھر وہ نکل نہ پائے اور پوری دنیا میں صرف ایک ڈاکٹر یا حکیم ہو جو اسے نکال سکتا ہو تو بتایئے کہ اس کو نکالنے کی فیس کتنی دیں گے؟سوچ کر ہارون الرشید نے کہا،بقیہ آدھی سلطنت بھی اس کو دے دوں گا۔وہ کہنے لگے،بادشاہ سلامت!ذرا غور کرنا کہ آپ کی پوری سلطنت پانی کا ایک پیالہ پینے اور پیشاب بن کر نکلنے کے برابر ہے۔اللہ اکبر کبیرا

اگر ہم اللہ رب العزت کی نعمتوں پر غور کریں تو پھر دل سے یہ آواز نکلے گی کہ ہمیں اپنے رب کا بہت زیادہ شکر ادا کرنا چاہئے۔ہم پر تو اس کی بڑی نعمتیں ہیں۔ہم تو واقعی ان کا شکر ادا ہی نہیں کر سکتے۔

اولاد والی نعمت

جن کے پاس اولاد ہے وہ ذرا اس بندے سے بات کر کے دیکھیں جس کو اولاد نہیں ملی۔ہم نے لوگوں کو اولاد کے لئے روتے ہوئے دیکھا ہے۔عورتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بیچاری رو رو کر اللہ سے اولاد مانگتی ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اولاد والی نعمت عطا فرما مگر اولاد نہیں ملتی۔ ڈاکٹروں کو فیس بھی دیتی ہیں، چیک اپ بھی کرواتی ہیں، اور سارا کچھ کرنے کے بعد پھر بھی رو کر دعائیں مانگ رہی ہوتی ہیں۔ پروردگار نے ہمیں جو اولاد عطا فرمائی ہے وہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا کرم ہے۔

بھکاری عورتوں کا مقدر

آپ نے بڑے شہروں میں دیکھا ہوگا کہ وہاں لڑکیاں اور عورتیں مانگنے والی پھر رہی ہوتی ہیں۔ کئی مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ آپ سٹاپ پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اچانک کوئی شیشہ کھٹکھٹاتا ہے، آپ دیکھتے ہیں تو مانگنے والی عورت نظر آتی ہے۔ جب کوئی مانگنے والی عورت دروازہ کھٹکھٹاتی ہے تو میرا دل کانپ جاتا ہے اور ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ اے اللہ! یہ بھی تو کسی کی بیٹی ہوگی، کسی کی بہن ہوگی اور کسی کی ماں ہوگی۔ آپ نے اس کا کیا مقدر بنایا کہ یہ غیر مردوں کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتی پھرتی ہے، دھوپ میں دھکے کھاتی پھرتی ہے، کبھی اس کے پاس کبھی اس کے پاس۔ اس پر کیسی کیسی نگاہیں پڑتی ہیں، اسے کیسی کیسی باتیں سننا پڑتی ہیں، کوئی دے دیتا ہے کوئی ٹھکرا دیتا ہے اور یہ مانگ مانگ کر ٹکڑے کھا رہی ہوتی ہے۔ آپ نے ہماری عورتوں کو گھر کے اندر پردے میں رہ کر من مرضی کی غذائیں پکا کر کھانے کی جو نعمت دی، ہم تو اس نعمت کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے۔ اگر خدانخواستہ ہماری عورتوں کو بھی روٹی کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑتا تو کیا بنتا؟ یہ غیرتیں کدھر جاتیں۔ ہماری عزتیں اس لئے محفوظ ہیں کہ گھر بیٹھے رزق مل جاتا ہے، ہم اپنی من پسند کے کھانے کھاتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ صبح اٹھ کر عورتیں میاں سے پوچھتی ہیں کہ آج کیا پکانا ہے یعنی اللہ رب العزت نے اتنا دیا ہوا ہے کہ جو چاہیں پکا سکتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے۔ ہمیں اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اپنی اوقات کو نہ بھولیں

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی اوقات کو یاد رکھے۔ یاد رکھنا کہ جو بندہ اپنی اوقات بھول جاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈال دیتے ہیں۔ اس بات کا استحضار رہے کہ ہم کیا تھے اور کیا بنے پھرتے ہیں۔ ذرا بتائیں کہ جب ہم دنیا میں آئے تھے اس وقت کیا مال ہمارے پاس تھا؟ کیا مکان ہمارے پاس تھا؟ کیا بیوی بچے تھے؟ نہیں، کچھ بھی نہیں تھا، سب کچھ دنیا میں ملا۔ یہ سب کچھ کس نے دیا؟ اللہ رب العزت نے دیا۔

ایک بے ادب کی سرزنش

ایک بے ادب اور گستاخ آدمی مجھے کہنے لگا کہ یہ سب کچھ ہم نے اپنی عقل سے کمایا، اچھے فیصلے کیے اور محنت سے کمایا۔ میں نے کہا، اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں عقل کس نے دی؟ وہ کہنے لگا، اللہ نے۔ میں نے کہا، تمہیں محنت کرنے کی توفیق کس نے دی؟ وہ کہنے لگا، اللہ نے۔ میں نے کہا کہ پھر معلوم یہ ہوا کہ رزق تو پھر اللہ نے ہی دیا۔

ایک سبق آموز حکایت

حضرت مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ ترجمان السنہ میں ایک حدیث نقل

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیلکے تین آدمی تھے۔ان میں سے ایک آدمی برص کا مریض تھا۔اس کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا کہ بھئی! کیا آپ کی کوئی پریشانی ہے؟اس نے کہا، میں کونسی پریشانی آپ کو بتاؤں؟ایک تو میں برص کا مریض ہوں جس کی وجہ سے لوگ میری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے اور دوسرا رزق کی بڑی تنگی ہے۔اس آدمی نے کہا،اچھا اللہ تعالیٰ آپ کی بیماری بھی دور کردے اور آپ کے رزق میں برکت بھی عطا فرما دے۔نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بیماری بھی دور کر دی اور اللہ تعالیٰ نے اسے ایک اونٹنی عطا فرمائی۔اس اونٹنی کی نسل اتنی بڑھی کہ وہ ہزاروں اونٹوں اور اونٹنیوں کے ریوڑ کا مالک بن گیا۔جس کی وجہ سے وہ بڑا امیر آدمی بن گیا اور رہائش کے لئے محلات بنالئے۔

دوسرا آدمی گنجا تھا۔وہ آدمی اس گنجے کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا تمہاری کوئی پریشانی ہے؟ اس نے کہا، جناب میرے سر پر تو بال ہی نہیں ہیں۔جس کے پاس بیٹھوں وہی مذاق کرتا ہے، جو کاروبار کرتا ہوں ٹھیک نہیں چلتا۔اس نے کہا،اچھا اللہ تعالیٰ تجھے سر پر خوبصورت بال بھی عطا کرے اور تجھے اللہ تعالیٰ رزق بھی دے دیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک گائے عطا کی۔اس گائے کی نسل اتنی بڑھی کہ وہ ہزاروں گائیوں کے ریوڑ کا مالک بن گیا۔وہ بھی عالیشان محل میں بڑی ٹھاٹھ کی زندگی گزارنے لگ گیا۔

تیسرا آدمی آنکھوں سے اندھا تھا۔وہ آدمی اس اندھے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا، بھئی! آپ کو کوئی پریشانی تو نہیں؟اس نے کہا، جی میں تو دربدر کی ٹھوکریں کھاتا ہوں۔لوگوں کے گھروں سے جا کر مانگتا ہوں، ہاتھ پھیلاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں، میری بھی کوئی زندگی ہے، ٹکڑے مانگ مانگ کر کھاتا پھرتا ہوں، میں نہ اپنی ماں کو دیکھ سکتا ہوں اور نہ باپ کو، اس کے علاوہ رزق کی تنگی بھی ہے۔ اس آدمی نے اس کی بینائی کے لئے اور رزق کی فراخی کے لئے دعا کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بینائی بھی دے دی ا۔ اس کو ایک بکری دی۔ اس بکری کا ریوڑ اتنا بڑھا کہ وہ ہزاروں بکریوں کا مالک بن گیا۔ اس طرح وہ بھی عالیشان محل میں عزت کی زندگی گزارنے لگ گیا۔ کئی سالوں کے بعد وہ تینوں اپنے وقت کے سیٹھ کہلانے لگے۔

کافی عرصہ گزرنے کے بعد وہی آدمی پہلے کے پاس آیا۔ اس نے اسے کہا کہ میں ایک محتاج ہوں، اللہ کے نام پر مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ اسی اللہ نے آپ کو سب کچھ دیا، آپ کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا، آج اتنا کچھ آپ کے پاس ہے، آپ اس میں سے اسی اللہ کے نام پر مجھے بھی کچھ دے دیں۔ جب اس نے سنا کہ تمہارے پاس کچھ بھی نہیں تھا تو اس کا پارہ چڑھ گیا اور کہنے لگا، ذلیل قسم کے لوگ مانگنے کے لئے آجاتے ہیں، خبردار! آئندہ ایسی بات نہ کرنا، میں امیر، میرا باپ امیر اور میرا پر دادا امیر تھا۔ ہم تو جدی پشتی امیر ہیں، تم کون ہو بات کرنے والے کہ تمہارے پاس کچھ بھی نہیں تھا، چلے جاؤ یہاں سے ورنہ میں جوتے لگواؤں گا۔ چنانچہ اس نے کہا، اچھا میاں! ناراض نہ ہونا، تم جیسے تھے اللہ تمہیں ویسا ہی کر دے۔ وہ جب یہ کہہ کر چلا گیا تو اس کے جانوروں میں ایک بیماری پڑ گئی اور اس کے سب اونٹ وغیرہ مر گئے اور برص کی بیماری بھی دوبارہ لگ گئی، گویا وہ جس پوزیشن میں تھا اسی پوزیشن میں دوبارہ لوٹ آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے بعد وہ دوسرے شخص کے پاس گیا اور اسے کہا کہ میں محتاج ہوں، میں اسی اللہ کے نام پر مانگنے آیا ہوں جس نے آپ کو سب کچھ دیا ہے، آپ کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا، آج اتنا کچھ ہے۔ جب اس نے یہ بات کی تو وہ بڑا غصے میں آ گیا اور کہنے لگا، تم تو مفت خورے ہو، ہم نے کما کر اتنا کچھ بنایا ہے، میں نے فلاں سودا کیا تو اتنی بچت ہوئی اور فلاں سودا کیا تو اتنے کمائے، لوگ مجھے بڑا بزنس مائنڈڈ کہتے ہیں۔ میری تو یہ خون پسینے کی کمائی ہے، ایسے ہی درختوں سے توڑ کر نہیں لائے اور نہ یہ چوری کا مال ہے۔ اب چلا جا یہاں سے ورنہ دو تھپڑ لگاؤں گا۔ جب اس امیر آدمی نے خوب ڈانٹ ڈپٹ کی تو اس نے کہا، بھئی! ناراض نہ ہونا، تم جیسے پہلے تھے اللہ تمہیں دوبارہ ویسے ہی کر دے۔ چنانچہ اس کے سر کے بال بھی غائب ہو گئے اور اللہ رب العزت نے اس کی گائیوں میں ایک ایسی بیماری پیدا کر دی جس سے سب گائیں مر گئیں۔ اس طرح وہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی بن گیا۔

اس کے بعد وہ آدمی تیسرے کے پاس گیا اور اسے کہا، بھئی! میں اللہ کے نام پر مانگنے آیا ہوں محتاج ہوں، آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، اللہ نے آپ کو سب کچھ دیا، اب اسی اللہ کے نام پر مجھے بھی کچھ دے دو۔ جب اس نے یہ بات کی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ کہنے لگا، بھئی! تم نے بالکل سچ کہا، میں تو اندھا تھا، لوگوں کے لئے تو رات کو اندھیرا ہوتا ہے اور میرے لئے تو دن میں بھی اندھیرا ہوا کرتا تھا، میں تو در در کی ٹھوکریں کھاتا تھا، لوگوں سے مانگ مانگ کر زندگی گزارتا تھا، میری بھی کوئی حالت تھی؟ کوئی خدا کا بندہ آیا، اس نے مجھے دعا دی، اللہ نے مجھے بینائی بھی دے دی اور اتنا رزق بھی دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا۔ آج آپ اس اللہ کے نام پر مانگنے کے لئے آئے ہیں تو میاں! ان دو پہاڑوں کے درمیان ہزاروں بکریاں پھر رہی ہیں، جتنی چاہو تم اللہ کے نام پر لے جاؤ۔ جب اس امیر ادمی نے یہ بات کی تو مخاطب کہنے لگا، مبارک ہو، میں تو اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تین بندوں کی طرف آزمائش بنا کر بھیجا تھا، دو تو اپنی اوقات کو بھول گئے ہیں مگر تم نے اپنی اوقات کو یاد رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے مال میں اللہ زیادہ برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ وہ آدمی بنی اسرائیل کا سب سے بڑا امیر کبیر آدمی تھا۔ ثابت ہوا کہ بندہ اگر اپنی اوقات اور بنیاد کو یاد رکھے تو اللہ تعالیٰ برکت دے دیتے ہیں۔

تکبر کا بول

آپ نے کئی لوگوں کو دیکھا ہوگا، ان کا کام بڑا اچھا ہوتا ہے، پھر یک دم سب نیچے آ جاتے ہیں۔ پھر آ کر کہتے ہیں کہ حضرت! پہلے لاکھوں لینے تھے، اب لاکھوں دینے ہیں۔ پہلے ہم مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے تو سونا بن جاتا تھا اور اب سونے کو ہاتھ لگاتے ہیں تو مٹی بن جاتا ہے، پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ یا تو وہ اپنی اوقات کو بھول کر ناشکری کرتے ہیں یا پھر کوئی تکبر کا بول بولتے ہیں۔ تکبر کا بول اللہ تعالیٰ کو بڑا ناپسند ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ رب العزت ان سے نعمتیں واپس لے لیتے ہیں۔

میز کے دوسری طرف

میرے دوستو! یہ بات یاد رکھنا کہ جو پروردگار دینا چاہتا ہے وہ پروردگار لینا بھی جانتا ہے۔ بندے کو بندگی اور عاجزی ہی سجتی ہے۔ لیکن جو بندہ ''میں''

www.besturdubooks.wordpress.com

دکھائے اور اس میں بڑا پن آ جائے تو پھر اللہ رب العزت اس کے حالات کا رخ بدل دیتے ہیں۔

He can put us on the other side of the table.

وہ جب چاہے ہمیں میز کے دوسری طرف بٹھا سکتا ہے۔ آج اس نے دینے والا بنایا ہے، اگر وہ چاہے تو کل ہمیں لینے والا بھی بنا سکتا ہے۔ پھر ہم مانگتے پھر رہے ہوں گے۔

ایک زریں اصول

میرے دوستو! ایک اصول یاد رکھنا کہ نعمتوں کی قدر دانی کے لئے نعمتوں کے چھن جانے کا انتظار نہ کرنا، بلکہ اس سے پہلے پہلے نعمتوں کی قدر کر لینا۔ کیونکہ نعمتوں کے چھن جانے کے بعد تو یہ ضرب المثل صادق آتی ہے ''اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت'' آج کے اس پورے بیان کا خلاصہ جو یہ عاجز آپ کو سمجھانا چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ نعمتوں کی موجودگی میں نعمتوں کی قدر دانی کرنا سیکھئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نعمتوں میں اور زیادہ اضافہ فرما دیں گے اور اگر ہم تکبر کی باتیں کریں گے تو یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تکبر کو ناپسند فرماتے ہیں۔

تکبر کی سزا

ہمارے شہر میں ایک بڑا زمیندار آدمی تھا۔ انگریزوں کی حکومت نے اسے اتنی زمینیں دیں کہ ریل گاڑی چلتی تو اگلا سٹیشن اسی کی زمین میں آتا تھا، پھر ریل گاڑی چلتی تو دوسرا اسٹیشن بھی اس کی زمین ہی میں آتا تھا، پھر ریل گاڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

چلتی تو تیسرا اسٹیشن بھی اس کی زمین میں آتا تھا۔ گویا ریل گاڑی کے تین اسٹیشن اس کی زمینوں میں آتے تھے۔ وہ اربوں پتی آدمی تھا۔ اس کا عالیشان گھر تھا، خوبصورت بیوی تھی اور ایک ہی بیٹا تھا۔ اس کی زندگی ٹھاٹھ کی گزر رہی تھی۔ وہ ایک مرتبہ اپنے دوستوں کے ساتھ شہر کے ایک چوک میں کھڑا آئس کریم کھا رہا تھا۔ اسی دوران اس کے دوستوں نے کہا کہ آج کل کاروبار اچھا نہیں ہے، کچھ پریشانی ہے اور ہم مصروف رہتے ہیں۔ یہ سن کر اس کے اندر ''میں'' آئی اور وہ کہنے لگا، یار! تم بھی کیا ہو، ہر وقت پریشان پھرتے ہو کہ آئے گا کہاں سے؟ لیکن میں تو پریشان پھرتا ہوں کہ لگاؤں گا کہاں پہ۔ میری تو اکیس نسلوں کو بھی کمانے کی پروا نہیں ہے۔

جب اس نے تکبر کی یہ بات کی تو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند آئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ چھ مہینوں کے اندر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ پیچھے اس کا نوجوان بیٹا تھا۔ اس کی عمر سترہ اٹھارہ سال تھی۔ وہ اس کی ساری جائیداد کا وارث بن گیا۔ اٹھتی جوانی تھی اور پیسہ بھی بے حدوحساب تھا۔ اسی طرح کے اس کے دوست بھی بن گئے جنہوں نے اس کو غلط راستے پر ڈال دیا۔ اس کو شباب اور شراب والے کام سکھا دیئے۔ اٹھتی جوانی میں یہ جنسی گناہ بڑے Attractive (پرکشش) ہوتے ہیں۔ آدمی چاہتا ہے کہ کھانا ملے یا نہ ملے البتہ یہ گناہ کرنے کا موقع ضرور ملنا چاہئے۔ چنانچہ اس کو روزانہ نئے مہمان مل جاتے۔ اس طرح وہ پیسہ پانی کی طرح بہانے لگ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے بڑے شہروں کا رخ کر لیا۔ اس نے چند سالوں میں خوب جی بھر کر عیاشی کی۔ اسے کوئی ایسا دوست ملا جس نے اسے کہا کہ آؤ ذرا ہم تمہیں باہر ملک کی سیر کرواتے ہیں۔ وہ اسے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھائی لینڈ لے گیا۔ وہاں پر اس نے چٹی چمڑی (گورے رنگ والی لڑکیوں) سے اس کا تعارف کروا دیا۔ وہاں کے کلبوں میں بھی دریا کی طرح پیسہ بہایا۔ وہاں اس نے ساری ساری رات عیاشی کرنے میں گزار دی۔ حتیٰ کہ سارا بنک بیلنس ختم ہو گیا۔

اب نہ صحت رہی اور نہ پیسہ رہا۔ ایک وہ وقت بھی آیا کہ واپس آ کر اس کو گھر بھی بیچنا پڑ گیا۔ چنانچہ جب گھر بھی بک گیا تو اس نے فٹ پاتھ پر سونا شروع کر دیا اور جس چوک میں کھڑے ہو کر اس کے باپ نے تکبر کی بات کی تھی اسی چوک میں اس کا یہ بیٹا کھڑے ہو کر بھیک مانگا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ تمہیں ہم نے جو اتنا دیا ہے اس پر تکبر کرتے ہو، کہتے ہو کہ میں پریشان ہوں کہ لگاؤں گا کہاں پہ اور تم کہتے ہو کہ میری اکیس نسلوں کو بھی کمانے کی پروا نہیں۔ نہیں، جہاں تم کھڑے ہو، یہیں تمہارا بیٹا کھڑا ہو کر بھیک مانگا کرے گا۔ میرے دوستو! ہو سکتا ہے کہ باقی گناہوں کی سزا فقط آخرت میں ملے، لیکن تکبر وہ گناہ ہے کہ جس کی آخرت میں سزا تو ملے گی ہی سہی، اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا میں بھی ضرور دیا کرتے ہیں۔

شکر کا مفہوم

لفظ ''شکر'' کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟ اپنے محسن کے احسانات کو یاد کرتے ہوئے اس کی تعریفیں کرنا، اس کی بات کو مان لینا اور اس کی نافرمانی کرنے سے شرما جانا شکر کہلاتا ہے۔

احسانات کو یاد کر کے اس کی تعریف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آج کوئی سیون اپ پلا دے تو اسے **Thankyou** کہہ دیتے ہیں۔ جو سوڈے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بوتل پلا دے اس کا تو شکریہ ادا کرتے ہیں اور جو روز صبح دو پہر شام کھانا کھلائے اس کا شکر ادا کرنا یاد ہی نہیں ہوتا۔ جس نے بیٹے کی نوکری لگوادی اس کی تعریفیں کرتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ جی اس نے میرے بیٹے کی نوکری لگوائی ہے اور جو سارے گھر والوں کو رزق دینے والی ذات ہے اس کی تعریف زبان سے نکلتی ہی نہیں ہے۔ محسن کی بات کو مان لینا بھی اس کا شکر ہی ہوتا ہے۔ اور اس کی نافرمانی کرنے سے شرمانا، کہ بھئی! اس کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں، اس کی تو مجھ پر بڑی نوازشات ہیں جن کی وجہ سے میں انکار نہیں کر سکا، یہ بھی شکر ہے۔ عام دستور بھی ہے کہ آدمی کہتے ہیں کہ فلاں کے پاس مجھے جانا ہے، اس نے کام کہا تھا، اس کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں، میں اگر اب اس کا کام نہیں کروں گا تو وہ مجھے کیا کہے گا۔

احساس شکر پیدا کرنے کی ضرورت

ہمیں چاہئے کہ ہم تینوں طرح سے اللہ کا شکر ادا کریں۔ ایک تو زبان سے اپنے رب کی تعریفیں ڈٹ کر کریں۔ جتنی تعریفیں کر سکتے ہیں خوب کریں۔ مگر آج تو یہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا دیا ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ساتھ دس اور گھروں کی بھی آسانی سے کفالت کر سکتا ہے، مگر جب اس سے پوچھیں کہ کاروبار کا کیا حال ہے تو وہ کہتا ہے کہ جی بس گزارہ ہے۔ میرے دوستو! اس سے بڑا ناشکری والا لفظ اور کونسا ہے؟ زبان چھوٹی کیوں ہوگئی؟ کیوں نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری اوقات سے بڑھ کر عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے کاموں میں برکت عطا کی ہوئی ہے۔ پروردگار نے مجھے جتنا کچھ دیا ہوا ہے میں تو اس کے قابل نہیں تھا۔ میں تو اللہ کی نعمتوں کا شکر بھی ادا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کر سکتا۔ اگر میں زندگی بھر سجدے میں سر ڈالے رکھوں تو میں پھر بھی اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکرادا نہیں کر سکتا۔ میرا تو اگر بس چلے تو میں تو اللہ کے نام پر قربان ہو جاؤں ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ جیسے بے قدرے کو بھی نعمتیں دے دی ہیں۔ اگر ہم سوچیں تو ہم واقعی بے قدرے ہیں ۔ ہمارا پروردگار کتنا بلند و بالا ہے۔ جو بے قدروں کو بھی نعمتیں دے دیتا ہے۔ یوں احساس شکر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

لسانی شکر

ہمیں چاہئے کہ ہم ہر وقت اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کریں ۔ مثال کے طور پر جب ہم ٹھنڈا پانی پئیں تو الحمد للہ کہیں اور گرم روٹی کھائیں تو الحمد للہ کہیں ۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس بندے نے کسی نعمت پر الحمد للہ کہہ دیا گویا اس نے اس نعمت کا شکرادا کر دیا۔ بیٹے پر نظر پڑے تو الحمد للہ کہیں، گھر پر نظر پڑے تو الحمد للہ کہیں، دکان پر جا کر بیٹھیں تو الحمد للہ کہیں ۔ اللہ کا شکر ادا کریں کہ اے اللہ! ایک مکان کی چھت ہے اور ایک اس کے اوپر نیلی چھت ہے، تو نے دو چھتوں کے نیچے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دی ۔ وہ بھی تو ہیں جو نیلی چھت کے نیچے پڑے ہوتے ہیں ۔ ان کے پاس سردی گرمی سے بچنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہوتی ۔

میرے دوستو! اپنے گھروں میں الحمد للہ کہنے کی عادت خوب ڈالیں ۔ ہمارے ماحول معاشرے میں بہت کم لوگ الحمد للہ کہتے ہیں ۔ یہ بات عورتوں کو سکھانی چاہئے تا کہ وہ اپنے بچوں کو سکھائیں ۔ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں کہا کریں کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیابی دے دی ۔ الحمد للہ خوب کہا کریں ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرا سبحان اللہ بار بار کہا کریں۔ تیسر الفظ اللہ اکبر ہے، ایک اور لفظ لا الہ الا اللہ ہے اگر یہ الفاظ اکثر زبان پر رکھیں گے تو گویا یہ لسانی شکر ادا ہو جائے گا۔

جسمانی شکر

کوشش کیا کریں کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی فرمانبرداری کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا اے ایمان والو! تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو۔ چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں اسی لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اس کی عبادت بھی خوب کریں۔ یہ جسمانی شکر ہوگا۔

نعمتوں کی بقا کا آسان طریقہ

اللہ رب العزت فرماتے ہیں لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ (ابراہیم: ۷)
اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتیں ضرور بالضرور اور زیادہ عطا کریں گے۔ گویا شکر ایک ایسا عمل ہے کہ جس کی وجہ سے نعمتیں باقی بھی رہتی ہیں اور بڑھتی بھی چلی جاتی ہیں۔ نعمتوں کو باقی رکھنے کے لئے آسان طریقہ یہی ہے۔

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے
بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف و کرم کا کیا کہنا
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ مانگنے والوں کو اپنے مانگنے میں کمی کا شکوہ رہا جب کہ دینے والے کے خزانے بہت زیادہ ہیں اور مانگنے والوں کے دامن چھوٹے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں جو جلدی بھر جاتے ہیں۔

قوم سبا کا عبرتناک انجام

میرے دوستو! اگر ہم ناشکری کریں گے یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریفیں بھی نہ کریں اس کے حکموں کی فرمانبرداری بھی نہ کریں اور گناہوں سے بھی نہ بچیں تو پھر اللہ رب العزت اپنی نعمتوں کو واپس لے لیں گے۔ اس لئے کفران نعمت سے بچنے کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید میں ایک قوم کا تذکرہ موجود ہے۔ جسے قوم سبا کہتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں ان کے راستے کے دونوں طرف باغات ہوتے تھے۔ پھلوں کی اتنی بہتات ہوتی تھی کہ اگر کوئی آدمی خالی ٹوکری لے کر باغات میں سے گزرتا تو گرنے والے پھلوں سے اس کی ٹوکری بھر جایا کرتی تھی۔ پھل توڑنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔ ان کے ہاں یہ بھی دستور تھا کہ جہاں سے بھی کوئی پھل توڑنا چاہتا تھا توڑ سکتا تھا۔ کوئی پابندی نہیں ہوتی تھی، اس طرح وہ ہر وقت پھل کھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے فرمایا، كُلُوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ میرے بندو! میری دی ہوئی نعمتیں کھاؤ اور میرا شکر ادا کرو۔ مگر وہ ناشکرے نکلے۔ اور کہنے لگے، اے اللہ! ہر طرف سبزہ ہے، باغات اور پھل ہیں ہم تو ان کو دیکھ دیکھ کر تنگ آ گئے ہیں۔ ہم ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کرتے ہیں تو پتہ ہی نہیں چلتا کیونکہ ہر طرف درخت ہوتے ہیں اور دوسرا شہر آ جاتا ہے، درمیان میں اگر کوئی ویرانہ ہوتا تو پتہ چلتا کہ ہم ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا رہے ہیں۔ جب انہوں نے ناشکری کی یہ بات کی تو اللہ تعالیٰ نے زمین کے اندر کے پانی کو خشک کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب پانی خشک ہو گیا تو سب باغات کے درخت سوکھ گئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم کر دیے گئے اور کھانے کو بھی ترسنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ میرے دوستو! قیامت کے دن آپ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ ہمیں کوئی قرآن سنانے والا نہیں آیا تھا جو ہمیں کھول کھول کر بتاتا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ (سبا:۱۵) قوم سبا کے گھروں میں بڑی نشانیاں ہیں۔ وہ جن راستوں پر چلتے تھے ان کے دائیں طرف بھی باغ ہوتے تھے اور بائیں طرف بھی باغ ہوتے تھے۔ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ○ (سبا:۱۵) اور فرمایا کہ میرا دیا ہوا رزق کھاؤ اور میرا شکر ادا کرو، کتنا پاکیزہ شہر ہے۔ اگر تم سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو معافی مانگ لینا، تمہارا پروردگار تو مغفرت کرنے والا ہے۔ مگر وہ اس نعمت کی قدر نہ کر سکے اور کہنے لگے رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا (سبا:۱۹) اے اللہ! درمیان میں کوئی کھلی جگہ اور ویرانے ہوتے تا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے ہوئے پتہ چلتا کہ سفر کیا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے باغات کو ختم فرما دیا اور پھر آخر پر فرمایا ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَ هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سبا:۱۷) انہوں نے نعمتوں کی ناقدری کی اور ہم نے ان کو نعمتوں کی ناقدری کا یہ بدلہ دیا۔ اور ناشکروں کا تو یہی بدلہ ہوتا ہے۔

بھوک ننگ اور خوف کا لباس

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایک اور بستی والوں کے بارے میں فرماتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ اس بستی والوں کے پاس امن بھی تھا اور اطمینان بھی تھا۔ مطلب یہ ہے کہ باہر کے دشمن کا کوئی خوف نہیں تھا بلکہ امن تھا، اور اندر کا کوئی غم نہیں تھا بلکہ اطمینان تھا۔ اور ان پر چاروں طرف سے رزق کی بہتات ہوتی تھی۔ لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناقدری کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ان کو خوف اور بھوک ننگ کا لباس پہنا دیا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے لباس کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس کے بارے میں مفسرین نے عجیب نکتہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس طرح لباس بندے کے پورے جسم پر آتا ہے۔ اسی طرح بھوکے آدمی کا پورا جسم نحیف ہوتا ہے۔ گویا وہ بھوک کا لباس ہے۔ اور جو بندہ ڈر جاتا ہے اس کا پورا جسم پیلا پڑ جاتا ہے۔ گویا وہ پیلاہٹ بھی پورے جسم کا لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ گویا یہ فرمارہے ہیں کہ جس طرح لباس پورے جسم پر پہنا دیتے ہیں اسی طرح ہم نے ان کو بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا۔ سنئے قرآن عظیم الشان وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً (النحل:۱۱۲) اور اللہ مثال بیان فرماتا ہے ایک بستی والوں کی جن کے پاس امن بھی تھا اور اطمینان بھی تھا۔ يَاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ ان پر چاروں طرف سے رزق کی بارش تھی مگر فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کی۔ پھر کیا ہوا؟ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (النحل:۱۱۲) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا کیونکہ وہ کرتوت ہی ایسے کیا کرتے تھے۔

ہمارے شکووں کا علاج

میرے دوستو! آج ہم اپنی زندگیوں کو دیکھیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ بھوک

www.besturdubooks.wordpress.com

تنگ اور خوف کا لباس ہمیں بھی پہنا دیا گیا ہو۔ لگتا تو یہی ہے کہ آج ہمیں بھی بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا گیا ہے کیونکہ ہر بندہ شکوہ کرتا پھر رہا ہے، کاروبار والا بھی شکوہ کر رہا ہے اور ملازم بھی شکورہ کر رہا ہے۔ آج کا امیر بھی شکوہ کر رہا ہے اور غریب بھی شکوہ کر رہا ہے۔ خوف بھی ہر بندے کے دل میں ہے کہ کہیں یہ نہ ہو جائے، وہ نہ ہو جائے، فلاں نے حملہ کر دیا تو کیا بنے گا، یوں لگتا ہے کہ ہماری نعمتوں کی ناقدریوں کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ہمیں بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہم کثرت سے استغفار کریں اور اپنے روٹھے ہوئے رب کو منانے کی کوشش کریں۔

شکوے کی پٹی

رابعہ بصریہؒ ایک مرتبہ کہیں کھڑی تھیں۔ ان کے قریب سے ایک نوجوان گزرا۔ اس نے اپنے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔ انہوں نے پوچھا، بیٹا! کیا ہوا؟ اس نے کہا، اماں! میرے سر میں درد ہے جس کی وجہ سے پٹی باندھی ہوئی ہے، پہلے تو کبھی درد نہیں ہوا۔ انہوں نے پوچھا، بیٹا! آپ کی عمر کتنی ہے؟ وہ کہنے لگا، جی میری عمر تیس سال ہے۔ یہ سن کر وہ فرمانے لگیں، بیٹا! تیرے سر میں تیس سال تک درد نہیں ہوا تو نے شکر کی پٹی تو کبھی نہ باندھی، تجھے پہلی دفعہ درد ہوا ہے تو تو نے شکوے شکایت کی پٹی فوراً باندھ لی ہے۔ ہمارا حال بھی یہی ہے کہ ہم سالہا سال اس کی نعمتیں اور سکون کی زندگی گزارتے ہیں، ہم اس کا تو شکر ادا نہیں کرتے اور جب ذرا سی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً شکوے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میاں بیوی کے شکوے

میاں اپنی بیوی کو پوری زندگی سکون مہیا کرے اور کبھی ذرا سی تنگی آئے تو وہ کہنے لگتی ہے کہ میں نے تیرے گھر میں آکر دیکھا ہی کیا ہے۔ آپ جو کچھ کرتے ہیں اپنے بچوں کے لئے کرتے ہیں کونسا میرے لئے کرتے ہیں۔ ایسے ہی ناشکری کے بول بولنا شروع کر دیتی ہے۔ یہی حال خاوندوں کا ہے۔ بیویاں تو گھر میں باندیوں کی طرح رہتی ہیں اور پاکدامن زندگیاں گزارتی ہیں مگر وہ ان کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اگر وہ بات کرنا چاہیں تو وہ ان کی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ یہ بھی ناشکری کرنے والے ہیں۔

شکر کرنے والے سائل کی دلجوئی

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک سائل آیا۔ اس نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں محتاج ہوں اس لئے اللہ کے لئے مجھے کچھ دے دیجئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک کھجور تھی۔ آپ ﷺ نے وہ کھجور اٹھا کر اس سائل کو دے دی۔ اس سائل نے کھجور تو لے لی مگر اس کو اطمینان نہ ہوا اور وہ مزید کا طلبگار رہا۔ بالآخر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بھیج ہی دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک اور سائل آیا۔ اس نے بھی سوال کیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک کھجور اس کو بھی دے دی۔ وہ کھجور لے کر بہت ہی خوش ہوا کہ مجھے اللہ کے محبوب ﷺ کے ہاتھوں سے کھجور ملی ہے۔ وہ آپ ﷺ کا شکر ادا کرنے لگا اور کہنے لگا کہ آپ کا بڑا احسان ہے کہ آپ نے مجھے یہ کھجور

www.besturdubooks.wordpress.com

عطا کر دی۔ جب اس نے نعمت کی قدر دانی کی تو اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنی خادمہ سے کہا کہ ام سلمیٰؓ کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ کیا اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے کچھ موجود ہے؟ وہ گئی اور ام سلمیٰؓ نے اس کے ہاتھ چالیس دینار بھیجے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے وہ چالیس دینار بھی اس دوسرے سائل کو عطا فرما دیئے۔

شکر کرنے والی بیوی کا مقام

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو مکہ مکرمہ میں چھوڑ گئے۔ اس وقت وہ ایک ایسی وادی تھی جہاں سبزہ کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام جب جوان ہوئے تو ان کا نکاح قبیلہ بنو جرہم کی ایک لڑکی سے ہوا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار کرنے جاتے تھے اور اس سے جو کچھ ملتا تھا اسی سے گزر بسر ہوتا تھا۔ شکار ایک ہوائی روزی ہوتی ہے لہٰذا کبھی شکار ملتا اور کبھی نہ ملتا۔

ایک مرتبہ حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار کو گئے ہوئے تھے کہ پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام ملنے ان کے گھر آئے۔ انہوں نے اپنی بہو سے پوچھا کہ سناؤ کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگی، بس زندگی گزر رہی ہے۔ کبھی شکار ملتا ہے اور کبھی نہیں ملتا، بہت تنگی کا وقت گزر رہا ہے بہر حال گزارا ہو رہا ہے۔ اس نے اس طرح ناشکری کے الفاظ کہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ دیر انتظار کیا اور پھر فرمایا، اچھا مجھے واپس جانا ہے، جب تمہارے شوہر آئیں تو انہیں میرا سلام دینا اور ان سے کہہ دینا کہ تمہارے گھر کی چوکھٹ اچھی نہیں ہے اسے بدل لینا۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے، وہ عورت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات نہ سمجھ سکی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر واپس آئے تو ان کی بیوی نے انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پورا پیغام سنا دیا۔ وہ فرمانے لگے کہ وہ تو میرے والد گرامی تھے۔ میری ان سے ملاقات تو نہیں ہو سکی البتہ وہ مجھے ایک پیغام دے گئے ہیں کہ گھر کی چوکھٹ اچھی نہیں ہے اسے بدل دینا۔ یعنی تمہاری بیوی ناشکری ہے اسے بدل دینا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اس بیوی کو طلاق دے کر اسے فارغ کر دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک اور قبیلہ کی لڑکی کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی ہوئی۔ اب یہ عورت بڑی صابرہ شاکرہ تھی۔ سال دو سال کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے۔ اب کی بار بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر پر موجود نہیں تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بہو سے پوچھا، سناؤ کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے مجھے اتنا نیک خاوند عطا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنے اچھے اخلاق والا، اچھے کردار والا، متقی اور پرہیزگار اور محبت کرنے والا خاوند دیا ہے، میں تو اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کھانا پینا کیسا ہے؟ کہنے لگیں، رزق تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، جو ملتا ہے ہم دونوں کھا لیتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کر لیتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو صبر کر لیتے ہیں۔ جب اس نے شکر کی اچھی اچھی باتیں کیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل خوش ہو گیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، اچھا میں اب چلا ہوں، تم اپنے خاوند کو میری طرف سے سلام دینا اور کہنا کہ تمہارے گھر کی چوکھٹ بڑی اچھی ہے لہٰذا تم اس کی حفاظت کرنا۔ یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس چلے گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس گھر تشریف لائے تو ان کی بیوی نے ان کو پیغام دیا۔ جب حضرت اسماعیل نے پیغام سنا تو وہ بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ وہ میرے والد گرامی تھے اور وہ مجھے پیغام دے گئے ہیں کہ تم ایک اچھی بیوی ہو، مجھے تمہاری قدر کرنی ہے اور تجھے زندگی بھر اپنے ساتھ رکھنا ہے۔ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وہ بیوی تھیں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں اور ان کی نسل اس عورت سے آگے چلی۔

ایک دلچسپ نکتہ

علماء نے یہاں ایک نکتہ لکھا ہے کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل کو آگے چلانا تھا اور اس نسل میں سے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا ہونا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے پسند نہ کیا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں کوئی ناشکری عورت ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ناشکری عورت کو طلاق دلوادی اور شکر کرنے والی عورت گھر میں لائی گئی اور اس سے آگے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمادیا۔ سبحان اللہ

حج کے موقع پر اظہار تشکر

حضرت سید نفیس شاہ صاحب دامت برکاتہم نے حج کے موقع پر شکر کے بارے میں عجیب اشعار لکھے۔ وہ آپ کو بھی سنا دیتا ہوں۔

شکر ہے تیرا خدایا، میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا
اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

گرد کعبے کے پھرایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زم زم کا پلایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
ڈال دی ٹھنڈک مرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
بھاگیا میری زبان کو ذکر الااللہ کا
یہ سبق کس نے پڑھایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا مجھے
یوں نہیں در در پھرایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
پر نہیں تو نے بھلایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
میں کہ تھا بے راہ تو نے دستگیری آپ کی
تو ہی مجھ کو در پہ لایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
عہد جو روز ازل میں نے کیا تھا یاد ہے
عہد وہ کس نے نبھایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضراء کا سایہ ، میں تو اس قابل نہ تھا
میں نے جو دیکھا سو دیکھا بارگاہ قدس میں
اور جو پایا سو پایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
بارگاہ سید الکونین میں آکر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا ، میں تو اس قابل نہ تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے دلوں میں اسباب کی اہمیت

کتنی عجیب بات ہے کہ وہ دکان اور دفتر جس سے انسان کو سبب کے طور پر رزق ملتا ہے۔ وہاں وہ روزانہ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے۔ اے انسان! جس سبب سے تجھ کو رزق ملتا ہے اس سبب پہ محنت کرنے میں روزانہ آٹھ گھنٹے لگاتا ہے اور مسبب الاسباب جہاں سے بغیر سبب کے رزق ملتا ہے اس کے سامنے دامن پھیلانے کی تجھے آٹھ منٹ کی بھی فرصت نہیں ہے۔ کیا کبھی کسی نے آٹھ منٹ تہجد کے وقت اللہ کے سامنے دامن پھیلایا؟ وہاں تو سبب کے بغیر ڈائریکٹ مل رہا ہوتا ہے۔ ارے! واسطے کے ذریعے لینے پر آٹھ گھنٹے اور جہاں سے بلا واسطہ ملتا ہے وہاں آٹھ منٹ بھی نہیں دیتے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم تنہائی میں اللہ رب العزت کے سامنے بیٹھیں اور اپنے سب احوال اسی کے سامنے بیان کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ بندہ ہر چیز اسی سے مانگے اور ہر وقت اسی سے مانگے اور نعمتیں ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور شکر الٰہی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ رب العزت سے عرض کیا کہ اے اللہ! کیف اشکرک میں آپ کا شکر کیسے ادا کروں کیونکہ آپ کی ایک ایک نعمت ایسی ہے کہ میں ساری زندگی بھی عبادت میں لگا رہوں تو میں صرف ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا، اور آپ کی تو بے انتہا نعمتیں ہیں۔ میں ان سب نعمتوں کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہوں۔ جب انہوں نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت ان پر وحی نازل فرمائی اور فرمایا کہ اے موسیٰ! اگر آپ کے دل کی یہ آواز ہے کہ آپ ساری زندگی شکرادا کریں تو پھر بھی شکرادانہیں کر سکتے تو سن لے کہ الآن شکرتنی اب تو آپ نے میرا شکرادا کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔سبحان اللہ۔

رزق پہنچانے والا ڈاکیا

میرے دوستو! بعض اوقات اللہ تعالیٰ نے انسان کو رزق کی فراوانی اس لئے بھی زیادہ دی ہوتی ہے کہ وہ رزق اس کا اپنا نہیں ہوتا بلکہ وہ طلباء، غرباء اور اللہ کے دوسرے مستحق بندوں کا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لئے دیا ہوتا ہے تا کہ وہ ان تک یہ پہنچا دے۔مگر جب وہ اللہ کے راستے پر خرچ نہیں کرتا اور ڈاک نہیں پہنچاتا تو اللہ تعالیٰ اس ڈاکیے کو معزول کر دیتے ہیں۔اور اس کی جگہ کسی اور کو ذریعہ بنا دیتے ہیں۔چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو کھلا رزق دیتا ہے جو ان کے اپنے رزق سے زیادہ ہوتا ہے۔کس لئے؟ اس لئے وہ حق داروں تک صدقہ و خیرات کی شکل میں وہ مال پہنچا دے۔اور جب وہ مال حق داروں تک نہیں پہنچاتے تو اللہ تعالیٰ ان کو اس نعمت سے محروم فرما دیتے ہیں اور ان کی جگہ کسی اور کو وہ رزق دے دیتے ہیں جو صحیح صحیح اس کے مستحق بندوں تک پہنچا دیا کرتے ہیں۔

اس لئے جب اللہ تعالیٰ ضرورت سے زیادہ رزق دے تو سمجھیں کہ اس میں صرف میرا ہی حق نہیں ہے بلکہ وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ. لِلسَّائِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (المعارج: ۲۴،۲۵) کے مصداق اس میں اللہ کے بندوں کا بھی حق ہے۔یہ بھی اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکر ہے۔رب کریم ہمیں اپنی نعمتوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمادیں اور ہمیں محرومیوں سے محفوظ فرمادیں۔ کفار کے سامنے ذلیل و رسوا ہونے سے محفوظ فرمالیں اور جس طرح پروردگار نے ہمارے سر کو غیر کے سامنے جھکنے سے بچالیا وہ پروردگار ہمارے ہاتھوں کو بھی غیر کے سامنے پھیلنے سے محفوظ فرمالے۔ (آمین ثم آمین)

و اخر دعونا ان الحمدلله رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

علم کی فضیلت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ وَالرَّبّٰانِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ وَ کَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ (مائدہ:۴۴). وقال اللّٰه تعالیٰ فی مقام اخر کُوْنُوْا رَبّٰانِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ٥ (آل عمران:۷۹) وقال رسول اللّٰه ﷺ العلماء ورثة الانبیاء.

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

عارضی اور دائمی زندگی

دنیا میں ہر انسان عزت بھری زندگی چاہتا ہے۔ عزت دو طرح سے ملتی ہے۔ ایک مال سے اور دوسری نیک اعمال سے۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو عزت مال سے ملتی ہے وہ مال کی طرح فانی اور عارضی ہوتی ہے۔ بقول شخصے:

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اسی لئے مال کی بنیاد پر عزتیں پانے والے دنیا کے اندر بہت جلدی جوتوں میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ ہم نے کئی بار مشاہدہ کیا ہے کہ ایک آدمی آج صدر ہے کل ملک بدر ہے، آج امیر ہے کل فقیر ہے، آج وزیر ہے کل اسیر ہے، آج وزیر اعظم ہے کل کو اسیرِ اعظم ہے۔ لہذا مال سے ملنے والی عزت

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈھلتی چھاؤں کی مانند ہے۔ اس کے بالمقابل جو عزت نیک اعمال سے ملتی ہے وہ دائمی ہوتی ہے کیونکہ نیک اعمال باقیات الصالحات میں سے ہوتے ہیں۔ نیک اعمال کے لئے انسان کو علم کی ضرورت ہوتی ہے گویا جو انسان علم حاصل کرتا ہے وہ دنیا اور آخرت کی عزتیں پاتا ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر برتری

اللہ رب العزت نے جب اس کائنات کو سجانا پسند فرمایا تو فرشتوں سے فرمایا:

اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (البقرہ:۳۰)

(میں زمین میں اپنا ایک نائب بنا رہا ہوں)

فرشتوں نے عرض کیا، پروردگار عالم! آپ ایسے آدمی کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد مچائے گا اور خون بہائے گا۔ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ہم آپ کے نام کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں، یعنی جب ہم عبادت کرتے ہیں تو پھر کسی اور کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالاَ تَعْلَمُوْنَ فرشتو! میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کو علم عطا کیا۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا (البقرۃ:۳۱)، اللہ تعالیٰ نے ان کو علم الاسماء یعنی علم الاشیاء عطا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ وہ کہنے لگے سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ○ (البقرہ:۳۲) یعنی ہم تو ان چیزوں کے نام نہیں جانتے۔ اس کے بعد اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اسی وقت ان چیزوں کے نام بتا دیئے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کا انعام

سیدنا آدم علیہ السلام اس امتحان میں پاس ہو گئے۔ یہ دستور ہے کہ جب بھی کوئی امتحان میں پاس ہوتا ہے تو اسے انعام ملا کرتا ہے۔ بلکہ دنیا والے کوشش کرتے ہیں کہ ایسا انعام دیا جائے جو کہ مدتوں یاد رہے۔ وہ اس مقصد کے لئے سرٹیفکیٹ اور شیلڈ بنا کر دیتے ہیں۔ تا کہ وہ طالبعلم انہیں یادگار کے طور پر اپنے گھر میں لگائے اور پھر پوری زندگی یاد رکھے کہ میں نے نمایاں کامیابی حاصل کیا تھی۔ پروردگار عالم نے بھی سیدنا آدم علیہ السلام کو امتحان میں پاس ہونے پر جو انعام دیا اسے رہتی دنیا یاد کرے گی۔ وہ انعام یہ تھا کہ اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو ''مسجود الملائکہ'' بنا دیا۔ اتنا بڑا انعام!!! یہ حق تو اللہ رب العزت کا تھا مگر مالک کو اختیار ہے۔ چنانچہ فرشتوں کو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔

سجدہ کرنے میں حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پہل

حدیث پاک میں آیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے اس کے بعد دوسرے فرشتوں نے سجدہ کیا۔ لیکن شیطان مردود نے انکار کیا اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (البقرہ:۳۴) اس نے تکبر کیا اور کافر بن گیا۔

دو اہم باتیں

یہاں پر دو باتیں سمجھنے کے قابل ہیں۔ چونکہ روایات میں آتا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سب سے پہلے سجدہ کیا اس لئے ان کو یہ اعزاز ملا کہ اللہ رب العزت نے ان کی پیشانی پر پورے قرآن مجید کو لکھوا دیا۔ اسی بنا پر علماء نے لکھا ہے کہ علم ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ عالم کو تو عزتیں ملتی ہی ہیں جو شخص کسی عالم کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بھی انعام کا مستحق بن جاتا ہے۔ ایک انعام حضرت آدم علیہ السلام کو علم کی وجہ سے ملا تھا جو کہ بہت بڑا انعام تھا۔ اور جنہوں نے عالم (حضرت آدم علیہ السلام) کا اکرام کرتے ہوئے سب سے پہلے سجدہ کیا اللہ رب العزت نے ان کو بھی انعام سے نواز دیا۔ اور جس نے عالم کا اکرام نہ کیا وہ عزازیل تھا۔ اس نے دنیا کے چپے چپے پر سجدہ کیا۔ اس کی زندگی اتنی عبادت سے بھری ہوئی تھی مگر اس نے ایک عالم (حضرت آدم علیہ السلام) کی بے ادبی کی اور مقابلہ پر آ گیا اور کہنے لگا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ (الاعراف:۱۲) میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ میں آگ سے بنا ہوا ہوں اور یہ مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ رب العزت نے اسے پھٹکار دیا اور وہ ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ بن گیا۔ فرمایا اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ (ص:۷۸) بے شک تمہارے اوپر قیامت تک میری لعنت برستی رہے گی۔

علم کا مقام

اللہ رب العزت کے ہاں علم کا بڑا مقام ہے۔ کہاں آدم علیہ السلام جو مٹی سے بنے اور کہاں فرشتے جو نور سے بنے۔ اور نور سے بننے والی بھی وہ مخلوق جو ہر وقت اللہ رب العزت کی عبادت میں مشغول ہے۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ. یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ۔ اللہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس جو بھی فوق العرش مخلوق ہے وہ ہر وقت اللہ رب العزت کی تسبیح بیان کر رہی ہے، ان کے ہاں افطار نہیں ہے۔ سبحان اللہ، کہاں یہ خاک اور کہاں وہ عالمِ پاک۔ مگر علم ایک ایسی نعمت تھی جس نے اس خاک کو اس عالم پاک کا بھی مسجود بنا دیا۔ دستور یہ ہے کہ اندھیری رات میں جگنو کی روشنی بھی اچھی لگتی ہے۔ علم کتنی لاجواب نعمت ہے کہ تھوڑی سی بھی ہو تو پلہ بھاری رہتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ حضرت آدمؑ کو علم الاسماء یعنی علم الاشیاء حاصل ہوئے پھر یہ انعام ملا تو پھر جس انسان کو اسماء الحسنٰی کی معرفت نصیب ہوگی اسے قیامت کے دن کیا انعام ملے گا۔ اللہ اکبر کبیراً

سیدنا آدم علیہ السلام اور صنعت وحرفت کا علم

یہ کائنات زمین سے لے کر آسمان تک یعنی فرش سے لیکر عرش تک علم الٰہی کا مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ کے سب سے پہلے معلم سیدنا آدم علیہ السلام تھے۔ روایات میں آیا ہے کہ وہ اس دنیا میں زراعت اور صنعت وحرفت کا علم لے کر آئے۔ حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کو زراعت اور صنعت وحرفت کا علم سکھایا اور معلم اول بنے۔

سیدنا ادریس علیہ السلام اور کتابت کا علم

ان کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام آئے۔ احادیث میں آیا ہے کہ انہوں نے دنیا میں علم کو قلم کے ذریعہ پھیلایا۔ علم بالقلم انہوں نے اس کی سب سے پہلے خدمت کی۔ ان سے پہلے علم زبانی کلامی تو دوسروں تک پہنچتا تھا لیکن قلم سے مدد نہیں لی جاتی تھی۔ لہٰذا کلام کو ضبط تحریر میں لانے کا علم سب سے پہلے دنیا میں حضرتِ ادریس علیہ السلام لائے۔ انہوں نے عبرانی اور سریانی زبان اور بعض

www.besturdubooks.wordpress.com

روایات میں آیا ہے کہ عربی زبان کی بنیاد ڈالی۔ سب سے پہلے حروف بنے، پھر الفاظ اور پھر پتھروں پر لکھنا شروع کیا گیا۔

سیدنا نوح علیہ السلام اور حلال وحرام کا علم

ان کے بعد سیدنا نوح علیہ السلام تشریف لائے۔ اللہ رب العزت نے ان کو لکڑی سے چیزیں بنانے کا علم دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کشتی بنائی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حلال اور حرام کا علم دے کے بھیجا۔ دنیا میں سب سے پہلے حلال وحرام کا علم حضرت نوح علیہ السلام لے کر آئے۔ گویا وہاں سے حلال وحرام کی ابتدا ہوئی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ (النساء:۱۶۳) اس آیت میں سیدنا نوح علیہ السلام کا نام خاص طور پر آیا ہے۔

لباسِ شریعت کی تکمیل

گویا شریعت کی ابتداء حضرت نوح علیہ السلام سے ہوئی۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جیسے چھوٹا بچہ پیدا ہوتا ہے تو پہلے دن ہی اس کو لباس نہیں پہنا دیتے کیونکہ چھوٹا سا ہوتا ہے۔ بس ایک کپڑا سا باندھ دیتے ہیں تاکہ گندگی نہ پھیلے۔ شروع میں اس کا جسم ایسے ہی بغیر لباس کے رہتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا ایک چھوٹا سا لباس بنایا جاتا ہے۔ جیسے اس کی عمر بڑھتی رہتی ہے ویسے ہی اس کا لباس بھی نیا بنانا پڑتا ہے۔ قد بڑھنے کے ساتھ ساتھ لباس کا سائز بھی بڑھتا رہتا ہے۔ عموماً تیس پینتیس سال کی عمر میں انسان کا جسم اتنی قد وقامت اختیار کر لیتا ہے کہ اس کے بعد اس کا لباس پوری عمر کیلئے اسی سائز کا چلتا رہتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہی انسانیت کی مثال ہے کہ شروع میں انسان کو کسی چیز کا پتہ ہی نہیں تھا اس لئے اسے زراعت کا علم دیا، صنعت وحرفت کا علم دیا اور علم کو قلم کے ذریعے ضبط کرنے کا علم دیا اس کے بعد ایک وقت آیا کہ جب اسے حلال وحرام کا علم دیا۔ گویا یہ سب سے پہلا لباس شریعت تھا جو انسانیت پہن رہی تھی۔ پھر انبیاء تشریف لاتے رہے تو اس لباس شریعت کا سائز بڑھتا گیا، شریعت اور زیادہ کامل ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے تو انسانیت اپنی جوانی تک پہنچ چکی تھی۔ اس لئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام شریعت کا ایک ایسا لباس لائے کہ قیامت تک اس کا سائز بدلنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ لہٰذا دین اسلام قیامت تک آنے والی انسانیت کیلئے کافی وافی اور شافی ہے۔

انبیائے کرام اور تخصیصِ علوم

دنیا میں انبیائے کرام مختلف علوم وفنون لائے۔ یوں سمجھئے کہ جیسے ایک ہی سکول میں مختلف مضامین کے استاد ہوتے ہیں۔ انہوں نے علم تو سارا پڑھا ہوتا ہے مگر کسی ایک مضمون میں تخصص کیا ہوتا ہے۔ کوئی ریاضی کا اسپیشلسٹ ہوتا ہے، کوئی انگریزی کا، کوئی اسلامیات کا، کوئی سائنس اور کوئی اردو کا ہوتا ہے۔ اسی طرح مختلف انبیائے کرام شریعت کا علم تو لائے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی نہ کسی ایک علم میں تخصیص عطا فرما دی۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور علم مناظرہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا میں علم مناظرہ لے کر آئے۔ مناظر کے لئے تین باتیں بڑی اہم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں غور وفکر کرنے کی عادت ہو،

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری یہ کہ اس کا اپنا دل مطمئن ہو اور تیسری یہ کہ جب مخالف کوئی بات کرے تو ایسا مسکت جواب دے کہ اس کی زبان بند ہو جائے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام میں تینوں خوبیاں تھیں۔ ان کے اندر غور و فکر کی اتنی عادت تھی کہ جب ستاروں کو دیکھا تو کہنے لگے، ھٰذَا رَبِّیْ کہ یہ میرا رب ہے لیکن جب دیکھا کہ وہ غروب ہو گئے تو فرمانے لگے کہ غروب ہونے والا تو پروردگار نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا یہ رب نہیں ہے۔ اس کے بعد چاند طلوع ہوا اسے دیکھ کر فرمانے لگے ھٰذَا رَبِّیْ کہ یہ میرا رب ہے۔ جب وہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا، یہ بھی پروردگار نہیں ہے۔ پھر سورج پر نظر پڑی تو فرمانے لگے ھٰذَا رَبِّی ھٰذَآ اَکْبَرُ کہ یہ میرا رب ہے کیونکہ یہ بڑا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَتْ جب وہ بھی غروب ہوا تو فرمانے لگے کہ میں غروب ہونے والے کو پروردگار نہیں مانتا۔ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الانعام:۷۹)، میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والی ہے۔

مناظر کی دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر چیز میں غور و فکر کر کے اطمینانِ قلب حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ رب العزت نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو یہ نعمت بھی عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے پوچھا، اے اللہ! کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی آپ مردے کو کیسے زندہ فرمائیں گے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا، اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا آپ اس بات پر ایمان نہیں رکھتے؟ عرض کیا، اے پروردگار! اس بات پر میرا پکا ایمان ہے۔ وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ میں تو صرف دل کے اطمینان کے لئے پوچھ رہا ہوں، چنانچہ اللہ رب العزت نے چند مردہ پرندوں کو زندہ کر کے دکھا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اطمینان آ گیا تو اکیلے ہونے کے باوجود نمرود کے دربار میں مناظرہ کرتے ہیں اور اسے چپ کرا دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ نمرود نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور پوچھا کہ تم مجھے خدا کیوں نہیں مانتے؟ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، میرا خدا تو وہ ہے جو زندوں کو مار دیتا ہے اور مرے ہوؤں کو زندہ کر دیتا ہے۔ نمرود تو بہت ہی کم عقل انسان تھا، اگر عقل تھی بھی سہی تو اس نے سنبھال کے رکھی ہوئی تھی استعمال نہیں کرتا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ کام تو میں بھی کر لیتا ہوں۔ چنانچہ ایک بے گناہ آدمی کو بلا کر اس نے قتل کروا دیا اور ایک گنہگار کو بلا کر اسے معاف کر دیا، اور کہنے لگا، یہ زندہ اور مردہ کرنے والا کام تو میں نے بھی کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ گھی ٹیڑھی انگلی سے نکالنا پڑے گا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا، اچھا اِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ میرا پروردگار وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے، اگر تیرا کچھ اختیار ہے تو سورج کو مغرب کی طرف سے طلوع کر کے دکھا، یہ سن کر نمرود بالکل ہی مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اس کے پاس کوئی جواب بھی نہ تھا۔

سیدنا یوسف علیہ السلام اور خوابوں کی تعبیر کا علم

سیدنا یوسف علیہ السلام اس دنیا میں علم تعبیر الرؤیا لے کر آئے۔ جسے خوابوں کی تعبیر کا علم کہتے ہیں۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں تھے اس وقت آپ نے دو آدمیوں کے خوابوں کی تعبیر بتائی۔ تعبیر کے مطابق ان میں سے ایک قتل ہو گیا اور دوسرے کو معافی مل گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک دفعہ بادشاہ نے خواب دیکھا۔ اسے اس خواب کی تعبیر بتانے والا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ ایک آدمی نے بادشاہ سے کہا، بادشاہ سلامت! جیل میں ایک آدمی ہے میں اس سے اس خواب کی تعبیر پوچھتا ہوں۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس خواب کی ایسی تعبیر بتائی جو بادشاہ کے دل کو بھا گئی۔ حتیٰ کہ ایک ایسا وقت آیا کہ بادشاہ نے اپنا تخت و تاج حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔

ایک اہم نکتہ

یہاں پر ایک نکتہ غور طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو دو چیزوں میں امتیاز عطا کیا تھا۔ ایک حسن میں اور دوسرا علم التعبیر میں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بھائی یوسف صبیح تھے۔ اتنے خوبصورت اور گورے چٹے تھے کہ زنانِ مصر دیکھ کر کہنے لگیں مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (یوسف:۳۱) کہ یہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی مکرم فرشتہ ہے۔ جو دیکھتا تھا دل دے بیٹھتا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو علم عطا کیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا (یوسف:۲۲) جب وہ بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچے تو ہم نے ان کو علم عطا کیا۔ اس میں کونسا علم خصوصیت کے ساتھ تھا؟ قرآن مجید میں ہے تاویل الاحادیث خوابوں کی تعبیر کا علم تھا۔

یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب ان کو بھائیوں نے کنویں میں ڈالا اور وہ نکالے گئے تو نکالنے والوں نے ان کو بیچا۔ اس وقت ان کے پاس ان دو نعمتوں

www.besturdubooks.wordpress.com

میں سے ایک نعمت تھی ۔حسن و جمال والی نعمت ۔ان کو حسن و جمال ماں کے پیٹ سے ملا تھا اور جب اٹھتی جوانی ہو تو پھر تو حسن اور بھی دلکش ہوتا ہے۔ان کے پاس حسن کی انتہا تھی ۔اس وقت ان کو بیچا گیا۔ان کی قیمت بھلا کتنی لگی؟ قرآن مجید نے اس سوال کا جواب یوں دیا۔ وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ (یوسف:۲۰) چند کھوٹے سکے۔معلوم ہوا کہ جب حسن علم سے علیحدہ ہوتا ہے تو اپنی قدر کھو دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے ہاں نمٹ حسن کی کوئی قیمت نہیں۔ حسن والوں کے لئے کتنی عبرت کی بات ہے کہ حسنِ یوسف کی قیمت دو تین کھوٹے سکے لگ رہی تھی ۔حسن کی پوجا کرنے والے چند کھوٹے سکے کی متاع کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں۔عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو علم عطا فرمادیا تو ان پر امتحان آیا۔ بالآخر اللہ رب العزت نے ان کو اس آزمائش میں کامیاب فرمادیا۔جیل میں بھی گئے اور بالآخر ایک وہ وقت بھی آیا جب ان کو جیل سے نکالا گیا اور پوچھا گیا کہ اب قحط آئے گا تو آپ ہی بتائیں کہ ہم اس آزمائش کا سامنا کیسے کریں۔فرمایا اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَائِنِ الْاَرْضِ (یوسف:۵۵) مجھے آپ فنانس منسٹر یعنی خزانوں کا والی بنادیں۔ چنانچہ ان کو فنانس منسٹر بنادیا گیا۔اب دیکھیں کہ اللہ رب العزت علم کے ذریعے عزت دے رہے ہیں۔عزت بھی کیا ملی کہ تخت پر بیٹھ کر خزانے تقسیم کر رہے ہیں۔

ایک وہ وقت بھی آیا جب بھائی غلہ لینے کے لئے آئے ۔حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک حیلے سے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا۔پھر دوبارہ بھائی آئے تو کہنے لگے، يَآ اَيُّهَا الْعَزِيْزُ اے عزیز مصر! مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگدستی نے بے حال کر دیا ہے۔ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰتٍ ہم ایسی قیمت لائے ہیں جو پوری بھی نہیں۔ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ آپ ہمیں غلہ پورا دے دیں۔ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا۔ اور ہم پر صدقہ و خیرات کر دیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتے ہیں۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ میں بھی نبی علیہ السلام کا بیٹا ہوں اور یہ بھی نبی کے بیٹے ہیں اور یہ میرے سامنے کھڑے بھیک مانگ رہے ہیں تو اس وقت انہوں نے ان سے پوچھا مَا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ تم نے یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ یہ سن کر ان کی آنکھیں کھل گئیں اور پوچھنے لگے ءَ اِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ کیا آپ یوسف (علیہ السلام) ہیں؟ انہوں نے فرمایا اَنَا يُوْسُفُ ہاں میں یوسف ہوں وَ هٰذَا اَخِىْ اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے۔ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمادیا۔ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف:۹۰) کہ جو انسان اپنے اندر تقویٰ اور صبر وضبط کو پیدا کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے۔

ہر دور اور ہر زمانے میں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح نفس کا پجاری بنے گا اللہ تعالیٰ اسے فرش پر کھڑا کریں گے اور جو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح تقویٰ والی زندگی گزارے گا اللہ تعالیٰ اسے عرش (تخت) پر بٹھائیں گے۔

سیدنا داؤد علیہ السلام اور زرہ بنانے کا علم

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لوہے سے زرہ بنانے کا علم عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ (سباء: ۱۰) کہ ہم نے ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ وہ لوہے کی کڑیاں بناتے تھے۔ پھر ان کو جوڑ کر زرہ بناتے تھے جو اس دور میں جنگ میں کام آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ خاص علم دیا تھا جس کا تذکرہ اللہ رب العزت نے قرآن میں یوں فرمایا وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ (الانبیاء:۸۰) کہ ہم نے ان کو لباس (زرہ) بنانے کا علم دیا۔ اس علم کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کو شاہی عطا فرمائی۔ حالانکہ حضرت داؤد علیہ السلام کے والد تو بادشاہ نہیں تھے۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام اور پرندوں سے ہمکلام ہونے کا علم

ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ بنے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام بھی تھے اور وقت کے بادشاہ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی شاہی دی جو دنیا میں نہ کسی کو پہلے ملی اور نہ بعد میں ملے گی۔ ان کی شاہی انسانوں پر بھی، جنوں پر بھی، پرندوں پر بھی، مچھلیوں پر بھی، اور ہوا پر بھی تھی۔ ان کو بھی ایک خاص علم دیا گیا تھا۔ انہوں نے لوگوں کو فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ (النمل:۱۶) اے انسانو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں پرندوں کے ساتھ ہمکلام ہونے کا علم عطا فرمایا ہے۔

ایک دفعہ انہوں نے اپنے لشکر میں دیکھا کہ ہدہد نہیں تھا۔ یہ ہدہد پرندہ اپنی چونچ سے زمین میں سوراخ کر کے بتاتا تھا کہ وہاں پانی سطح زمین سے قریب ہے یا نہیں۔ جب انہوں نے اسے غیر حاضر پایا تو فرمایا کہ یا تو یہ کوئی معقول وجہ بتائے یا پھر اسے سزا ملے گی۔ اتنے میں ہدہد آ گیا۔ اس نے آ کر کہا کہ جی میں آپ کے پاس قوم سبا کی ایک شہزادی کی خبر لے کر آیا ہوں۔ وہ سورج کی پرستش کرتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہدہد پرندے میں علم کی وجہ سے جرأت

اب یہاں پر ذرا غور کیا جائے کہ کہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان اور کہاں چھوٹا سے ہدہد پرندہ۔ چونکہ اس کے پاس علم تھا اس لئے وہ بڑھ بڑھ کر بول رہا تھا۔ اس نے کہا اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ (النمل:۲۲) میں وہ جانتا ہوں جو آپ نہیں جانتے اور میں قوم سبا کی ایک ٹھوس خبر لایا ہوں۔ اس پرندے کی کیا اوقات تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے بولے۔ مگر علم اس کو جرأت دے رہا تھا۔ چنانچہ اس کی خبر پر خطوط بھیجے گئے۔ بالآخر وہ وقت آیا کہ ملکہ بلقیس خود آنے لگی۔

آصف بن برخیا کا مقام

جب ملکہ بلقیس آ رہی تھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا جی چاہا کہ میں اس کے آنے سے پہلے اس کا تخت منگوالوں۔ چنانچہ جب دربار لگا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ (النمل: ۳۸) کہ تم میں سے کون ہے جو اس کا تخت اس کے پہنچنے سے پہلے میرے پاس لا کر حاضر کر دے؟ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ جنوں میں سے عفریت نامی ایک جن تھا، وہ کھڑا ہوا اور اس نے کہا، اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ (النمل:۳۹) میں وہ تخت آپ کی محفل برخاست ہونے سے پہلے آپ کے پاس پہنچا دیتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یوں تو بہت دیر ہو جائے گی، مجھے تو پہلے چاہئے۔ اس بات پر جن بھی چپ ہو گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پھر پوچھا کہ کیا کوئی اور ہے جو یہ کام کر کے دکھائے۔

بالآخران کی محفل سے آصف بن برخیا نامی ایک آدمی کھڑا ہوا۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ کہا اس شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ علم کی شاہی دیکھیے، علم کی طاقت دیکھیے۔ وہ کہنے لگا اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے وہ تخت آپ کے پاس پہنچا دیتا ہوں۔ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ (النمل: ۴۰) حضرت سلیمان علیہ السلام نے پلک جھپک کر دیکھا تو تخت موجود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے۔ اس سے علم کی طاقت کا اندازہ کیجئے کہ جو کام جن بھی نہ کر سکے وہ ایک عالم نے کر دکھایا۔

حضرت خضر علیہ السلام اور امور تکوینیہ کا علم

علم میں اتنی عظمت ہے کہ ایک غیر نبی کو ایک نبی علیہ السلام کا استاد بننے کا شرف نصیب ہوتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں محدثین نے لکھا ہے کہ وہ نبی تو نہیں تھے البتہ بڑے اولیاء میں سے تھے۔ ان کی نبوت میں اختلاف ہے مگر ان کی ولایت پر اتفاق ہے۔ وہ غیر نبی تھے مگر ان کے پاس ایک علم تھا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکھف: ۶۵) ان کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا کر دیا تھا۔ جو کہ تکوینی امور کے بارے میں تھا۔ ایک شریعت کا علم ہوتا ہے اور دوسرا تکوینی علم ہوتا ہے۔ تکوینی علم حاصل کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ یہ علم کائنات کا نظام چلنے سے متعلق ہے۔ ہمیں تو صرف شریعت کا علم حاصل کرنا ہے۔ انبیائے کرام شریعت کا علم لاتے رہے لیکن حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تکوینی علم تھا۔ ایک ایسا وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بھیجا کہ آپ ذرا جا کر ان سے ملئے۔ یہاں یہ نکتہ غور طلب ہے کہ ایک نبی علیہ السلام ایک غیر نبی کے پاس علم پانے کے لئے تشریف لے گئے۔

عبادات کی تکمیل

پہلی شریعتوں میں عبادات جزوی طور پر تھیں جب کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہ عبادات کامل ہو گئیں۔ مثلاً نماز پہلے بھی پڑھتے تھے مگر مکمل نماز نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مکمل نماز دے دی۔ روزے وہ بھی رکھتے تھے مگر مکمل نہ تھے۔ اس امت کو مکمل روزے مل گئے۔ ایک مثال ذرا وضاحت سے سنئے کہ توحید کے قائل تو وہ بھی تھے لیکن ان میں تعظیمی سجدہ جائز تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ماں باپ نے تعظیمی سجدہ کیا۔ اس امت کو بھی توحید کا سبق ملا لیکن اس کی تکمیل ہو گئی۔ یعنی وہ تمام چیزیں جن میں توحید کے خلاف کسی بات کا شک ہو سکتا تھا شریعت نے اس کو بھی بند کر دیا۔ مثلاً تصویر بنانا حرام قرار دے دیا تا کہ بت نہ بنائے جا سکیں اور تعظیمی سجدہ حرام کر دیا گیا تا کہ غیر کی عبادت نہ ہو سکے۔ گویا ہر وہ چیز جو توحید کے خلاف ہو سکتی تھی شریعت نے ان کی مبادیات کو بھی بند کر دیا۔ یہ ہے تکمیل جس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدۃ:۳) (آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی)

عالم کا مقام

میرے دوستو! اس دنیا میں علم کی شاہی ہے۔ بلکہ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس دنیا میں علم کا راج ہے جب کہ علم پر میرے پروردگار کا راج ہے۔ **و فوق کل ذی علم علیم** چونکہ دنیا میں علم کا راج ہے اس لئے انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عزتیں بخشیں۔ یہ سلسلہء نبوت تو نبی علیہ السلام پر آ کر مکمل ہو گیا مگر چونکہ یہ نعمت قیامت تک جاری و ساری رہنی ہے اس لئے جو لوگ اس علم کو حاصل کریں گے اور آگے دوسروں تک پہنچائیں گے وہ علماء نبی علیہ السلام کے وارث کہلائیں گے۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ **العلماء ورثة الانبياء** انہوں نے وہی کام کرنا ہے جو نبی علیہ السلام نے دنیا میں آ کر کیا۔ اس نسبت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کی شان بڑھا دی۔ کام بھی بڑا اور مقام بھی بڑا۔ مقام اتنا بڑا بخشا کہ **فقیه واحد اشد على الشيطان من الف عابد** ہزار عبادت گزار ہوں تو بھی ایک عالم ان سے زیادہ بھاری ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہزار عابد لوگوں کی بات ہو رہی ہے۔ آخر وہ بھی عبادت گزار تو ہیں ناں، فاسق و فاجر تو نہیں ہیں۔ ہزار عبادت گزار ایک طرف اور ایک عالم ایک طرف۔ یہ بات بندے کو تھوڑی دیر کے لئے حیران کرتی ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے مگر سمجھنی آسان ہے۔

غور کیجئے کے علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ رب العزت شہنشاہ حقیقی ہیں۔ لہٰذا جس میں علم والی صفت آ گئی اس میں شاہوں والی صفت آ گئی۔ اور عبادت غلاموں کا کام ہوتا ہے۔ اگر غلاموں کی تعداد ایک ہزار بھی ہو تو کیا وہ ایک بادشاہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **فضل العالم على العابد كفضلي على ادنكم** عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ شخص پر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

علمائے کرام کا فرض منصبی

علمائے کرام کا فرض منصبی اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے وَ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ ربانیون یعنی رب والے، جنہیں ہم اللہ والے کہتے ہیں۔ احبار، حبر کی جمع ہے جس کا مطلب ہے علماء۔ ان دونوں کا فرض منصبی کیا ہے؟ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰهِ (المائدہ:۴۴) ان کا کام کتاب اللہ کی حفاظت کرنا ہے۔ گویا علماء اور صلحاء نے قرآن مجید کی ہر ہر آیت پر ڈیرے ڈالنے ہیں اور ان کو محفوظ کرنا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ اس کے پیغام کو دنیا کے ہر ہر بندے تک پہنچانا ہے اور کسی شریر کو اس میں اپنی مرضی شامل نہیں کرنے دینی۔ اس لئے علمائے کرام ہر اس بندے کے شر کو واضح کر دیتے ہیں جو تفسیر اور احادیث میں اپنی رائے کو شامل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ حق کو باطل سے واضح کر دیتے ہیں۔ علماء اور صلحاء کو پوری زندگی اس میں گزرنی چاہئے۔ لیکن اس کام میں تب آسانی ہوگی جب اخلاص کے ساتھ کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا کونوا ربنیین یہ امر کا صیغہ ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ علماء کو فرما رہے ہیں کہ تم اللہ والے بن جاؤ۔ کیوں؟ اس لئے کہ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ (آل عمران:۷۹) تم کتاب (قرآن مجید) پڑھاتے ہو اور تم تدریس کا یہ کام کرتے ہو، اس لئے تمہیں چاہئے کہ تم اللہ والے بھی بن جاؤ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علم کا مقصود

علمائے کرام جب بھی اخلاص کے ساتھ دین کا کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر وہی برکتیں نازل فرمائیں گے جو انبیائے کرام کی زندگیوں میں نازل ہوا کرتی تھیں۔ علم کا مقصود اخلاص ہے اور اخلاص کے بغیر کام نہیں چلتا۔ دین کا کام خلوص سے چلتا ہے فلوس (پیسے) سے نہیں چلتا۔

اخلاص کا تاج محل

اکابرین علمائے دیوبند اللہ رب العزت کے چند مخلص لوگوں کی ایک جماعت کا نام ہے۔ ان کے دل میں دین کا درد تھا۔ انہوں نے ایسا کام کیا کہ ان کا فیض اس وقت پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔

محترم جماعت! اللہ رب العزت کی رحمت اور اس کی مہربانی سے اس عاجز کو دین کی نسبت سے دنیا کے چالیس سے زیادہ ملکوں میں سفر کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ امریکہ بھی دیکھا، افریقہ بھی دیکھا، ملائشیا کے جنگلات بھی دیکھے اور رشیا میں سائبیریا کا علاقہ بھی دیکھا، وہ جگہیں بھی دیکھیں جہاں پر چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے، اور وہ جگہ بھی دیکھی جس کو End of the world (دنیا کا آخری کنارہ) کہا جاتا ہے۔ وہاں پر حکومت نے لکھ کر لگایا ہوا ہے کہ یہ دنیا کا آخری کنارہ ہے۔ وہ اس طرح کہ سال میں ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہاں سمندر کے کنارے پر دنیا کے لاکھوں ٹورسٹ (سیاح) موجود ہوتے ہیں۔ وہاں سورج غروب ہونے کے لئے آتا ہے تو غروب ہوتے ہوتے غروب نہیں ہوتا بلکہ پھر طلوع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ لاکھوں سیاح یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نظارہ وہاں پر دیکھتے ہیں اس لئے اس جگہ کو دنیا کا آخری کنارہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو اس جگہ پر بھی پہنچنے کی سعادت عطا فرمائی لیکن ایک بات عرض کرتا ہوں کہ یہ عاجز جہاں بھی گیا، مشرق ہو یا مغرب، شمال ہو یا جنوب، پہاڑ تھے یا میدان، جنگل تھے یا صحرا، جہاں بھی گیا اس عاجز نے علمائے دیوبند کا کوئی نہ کوئی روحانی فرزند وہاں دین کا کام کرتے دیکھا۔

یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں ایک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
عابد کے یقین سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل
کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

فیض کے چلنے کی ایک اہم شرط

دین کا کام ہو ہی تب سکتا ہے جب دل میں خلوص ہو۔ فلوس کی نیت سے کریں گے تو فیض نہیں چلے گا۔ اللہ کی رضا کے لئے کریں گے تو اللہ تعالیٰ فیض چلا دیں گے۔ فیض کا چلنا برکت کا دوسرا نام ہے۔ ہر بندے کا فیض بھی نہیں چلتا۔ صرف اسی کا فیض چلتا ہے جس کی اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت ہو جاتی ہے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کا فیض

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ اکابرین علمائے دیوبند کے ایک فرد فرید

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔ اللہ رب العزت نے ان کو دین کا درد دیا تھا۔ انہوں نے دین کا کام کیا اور اس کے لئے قربانیاں دیں۔ اللہ رب العزت نے ان قربانیوں کی وجہ سے ان کو ایسے شاگرد دیئے جنہوں نے آگے دین کا خوب کام کیا۔ آپ شیخ الہندؒ کا کوئی بھی ایسا شاگرد نہیں دکھا سکتے جس نے اپنی زندگی میں دین کا کام نہ کیا ہو۔ ان کے شاگردوں میں سے حضرت سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، اور حضرت محمد اشرف علی تھانویؒ زیادہ مشہور ہوئے۔ شیخ الہندؒ کے شاگردوں میں سے ایک غیر معروف شخصیت کا تذکرہ آج آپ کے سامنے کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو کچھ نئی باتیں معلوم ہوں۔

حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ کا مقام

ملتان سے آگے شجاع آباد کے علاقہ میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ جن کا نام حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ تھا۔ پونٹہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے وہ اس گاؤں سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے شیخ الہندؒ سے دورۂ حدیث کیا۔ ان کو شیخ الہندؒ سے ایسی والہانہ محبت تھی کہ حضرت جس راستے سے دارالحدیث میں آیا کرتے تھے یہ رات کو چھپ کر اس راستے کو اپنے عمامہ کے ساتھ جھاڑو کیا کرتے تھے۔ وہ اس لئے چھپتے تھے تاکہ دوسرے طلباء ان کو دیکھ نہ لیں۔

ایک مرتبہ شیخ الہندؒ نے ان کو عمامے سے جھاڑو دیتے ہوئے دیکھ لیا۔ انہوں نے پوچھا، غلام رسول! یہ کیا کر رہے ہو؟ بالآخر بتانا پڑا۔ شیخ الہندؒ نے خوش ہو کر ان کو دعا دے دی۔ بس استاد کی دعا شاگرد کے کام آ گئی۔

ایک ہوتا ہے دعائیں کروانا اور ایک ہوتا ہے دعائیں لینا۔ ان دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ دعائیں کروانا تو یہ ہوا کہ بیٹا کہے، امی! میرے لئے دعا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں، ابو! میرے لئے دعا کر دیں، حضرت! میرے لئے دعا کر دیں۔ اور دعا لینا یہ ہوتا ہے کہ انسان اتنا نیک اور مؤدب بنے کہ اس کی نیکی کو دیکھ کر اس کے بڑوں کے دل سے دعائیں نکل رہی ہوں۔ آج کے دور میں دعائیں کروانے والے بڑے ہوتے ہیں مگر دعائیں لینے والے بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ تین صحابہ کرامؓ تھے۔ تینوں کی اٹھتی جوانیاں تھیں اور تینوں کا نام عبداللہ تھا۔ یہ ایسے عباداللہ تھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں علم حاصل کرنے کے لئے اور آپ کی خدمت کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کے شوق اور جذبے کو دیکھ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل اتنا خوش ہوتا کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز میں ان کا نام لے لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں فرماتے تھے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کی دعائیں ایسی قبول ہوئیں کہ ان تینوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اندر امتیازی شان عطا کی۔ ان میں سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ امام الفقہاء بنے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ امام المفسرین بنے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ امام المحدثین بنے۔

حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ نے بھی شیخ الہندؒ سے دعا لی اور ان کا فیض چلا۔ شجاع آباد سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر ان کا گاؤں پونٹہ تھا۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "شرح مائۃ عامل پونٹوی" ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ علماء کی نظر سے وہ کتاب گزری ہو۔ طلباء شجاع آباد شہر میں بس سے اترتے اور تیس کلومیٹر پیدل چل کر اپنا بستر اور سامان اپنے سروں پر رکھ کر پونٹہ جایا کرتے تھے۔ ان کے پاس تقریباً ساڑھے تین سو شاگرد ہوتے تھے۔ ان کا بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

خوب فیض پھیلا۔

ان کے دو شاگردوں کا نام عبداللہ تھا۔ ایک عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حافظ الحدیث تھے اور دوسرے حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو شجاع آباد کے شیخ تھے۔ وہ ہزاروں علماء کے شیخ تھے۔ ان کا درس قرآن بہت معروف تھا۔

حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ ایک مرتبہ خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے۔ اس وقت پاکستان کے بڑے بڑے علماء موجود تھے۔ اس وقت حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے ان کو شمس النحاۃ کے لقب سے پکارا۔ اتنے علماء کی محفل میں جن کو شمس النحاۃ کہا جائے ان کے علم کا کیا عالم ہوگا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر پوری دنیا سے شرح جامی کو ضبط کر لیا جائے اور کوئی بندہ میرے پاس آ کر کہے کہ حضرت! مجھے شرح جامی کی ضرورت ہے تو میں شرح جامی کو متن اور اس کے حاشیہ کے ساتھ دوبارہ لکھوا سکتا ہوں۔

حضرت خواجہ عبداللہ بہلویؒ کا فیضان صحبت

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ عبداللہ بہلویؒ کا فیض علماء میں بہت زیادہ جاری فرمایا۔ وہ رمضان المبارک میں دورۂ تفسیر کروایا کرتے تھے۔ تین تین سو علماء ان کے پاس رہ کر تربیت پاتے تھے اور دورۂ تفسیر کیا کرتے تھے۔ ان کے فیض صحبت کا یہ عالم تھا کہ ایک عالم ان سے بیعت تھے وہ خود کہنے لگے کہ میں حضرت کو ملنے کے لئے گیا۔ میں نے تھوڑی دیر کے بعد اجازت مانگی۔ حضرت فرمانے لگے کہ اگرچہ آپ درس تدریس میں مشغول ہیں، پھر بھی کچھ وقت آپ میرے پاس بھی رہیں۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ جب میرے شیخ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہنے کے لئے فرما رہے ہیں تو چلو میں رہ لیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے کہا، حضرت! میں تین دن رہتا ہوں۔ شیخ فرمانے لگے، بہت اچھا۔ میں تین دن ان کی صحبت میں رہا، اس کی برکت سے میرے اوپر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ جب واپس گھر کو لوٹا تو تین سال میں ایک بار بھی تہجد قضا نہ ہوئی۔ حالانکہ اس سے پہلے میں نے تین دن متواتر کبھی تہجد نہیں پڑھی تھی۔

محنت کی چکی

دین کے لئے انسان کو محنت کرنی پڑتی ہے۔ چکی پیسنی پڑتی ہے۔ اس کو پیسے بغیر کسی کا فیض جاری نہیں ہوا۔ آپ کسی بھی بزرگ کے حالات زندگی پڑھ کر دیکھ لیجئے جتنا مجاہدہ زیادہ کیا ہوگا اللہ رب العزت نے اتنا ہی فیض زیادہ جاری کیا ہوگا۔ مثل مشہور ہے کہ جتنا گڑ ڈالیں گے اتنا ہی میٹھا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس راہ میں جتنا مجاہدہ کریں گے اپنی آسائش اور آرام کو دین کے تقاضوں پر قربان کریں گے اتنے ہی اس کے ثمرات ملیں گے۔

رب لئی تج کرنا پیندا ہے آسائشاں نوں آراماں نوں
کنڈیاں تے چلنا پیندا ہے گلبدناں نوں گلفاماں نوں

اللہ کے دین کے لئے آسائش و آرام کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ اور بڑے بڑے نازنینوں کو بھی کانٹوں پر چلنا پڑتا ہے۔

احسان خداوندی

آپ حضرات جوان پہاڑوں کے اندر علم کا چراغ جلائے بیٹھے ہیں یہ اللہ رب العزت کی بڑی مہربانی ہے۔ بلکہ یہ عاجز تو کہے گا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لاڈلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا (فاطر:۳۲) پھر ہم نے کتاب کا وارث بنادیا اپنے بندوں میں سے ان کو جو ہمارے چنے ہوئے تھے، جو ہمارے پسندیدہ تھے، جو ہمارے لاڈلے تھے۔ محترم علماء کرام اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ کمال والے کا کمال ہے کہ اس نے ہم جیسے لوگوں کو یہ کام عطا فرمادیا۔

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت ازو شناس کہ در خدمت گذاشتت

اے مخاطب! بادشاہ پہ احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے۔ ارے! اس کی خدمت کرنے والے لاکھوں ہیں، یہ اس کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے اپنی خدمت کے لئے قبول فرمالیا ہے۔ اب یہ ہمارے ذمے ہے کہ ہم احسان شناسی کا مظاہرہ کریں۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کریں۔

خیر کے فیصلے

آپ دین کے کام کو اخلاص کے ساتھ کریں۔ ایک ایک بچے پر محنت کریں، دن میں اسے پڑھائیں اور رات کو اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہی سنت ہے۔ اگر اس طرح کریں گے تو اللہ تعالیٰ خیر کے فیصلے فرمادیں گے۔ یہی ہمارے اکابرین کا طریقہ ہے۔ اور اسی طریقہ سے ان کو فیض آگے پھیلا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کی استقامت

حضرت شیخ الہندؒ کو دین کے لئے بڑی قربانیاں دینی پڑیں۔ ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ جب ان کی وفات حکیم محمد اجمل کی کوٹھی پر ہوئی، غسل دینے والے نے دیکھا کہ ان کی پیٹھ پر زخموں کے بڑے بڑے نشان ہیں۔ اس نے رشتہ داروں سے پوچھا۔ انہوں نے گھر والوں سے پوچھا، لیکن کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ سب حیران تھے اہل خانہ سے بھی اس بات کو چھپائے رکھا، آخر یہ کیا معاملہ ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اس وقت کلکتہ گئے ہوئے تھے۔ ان کو شیخ الہندؒ کی وفات کا پتہ چلا تو وہاں سے جنازہ میں شرکت کے لئے آئے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ بتائیے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت مدنیؒ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمانے لگے، یہ ایک راز تھا اور حضرت نے منع فرما دیا تھا کہ میری زندگی میں تم نے کسی کو نہیں بتانا، اس لئے یہ امانت تھی اور میں بتا نہیں سکتا تھا، اب تو حضرت وفات پا گئے ہیں لہٰذا اب تو میں بتا سکتا ہوں۔ وہ فرمانے لگے کہ جب ہم مالٹا میں قید تھے، اس وقت حضرتؒ کو اتنی سزا دی جاتی، اتنی سزا دی جاتی کہ جسم پر زخم ہو جاتے تھے۔ اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ فرنگی انگارے بچھا دیتے اور حضرت کو اوپر لٹا دیتے تھے۔ جیل کے حکام کہتے کہ محمود! صرف اتنا کہہ دو کہ میں فرنگیوں کا مخالف نہیں ہوں۔ آپ کو ہم اتنا کہنے پر چھوڑ دیں گے۔ مگر حضرت فرماتے کہ نہیں، میں یہ الفاظ نہیں کہہ سکتا۔ وہ ان کو بہت زیادہ تکلیف دیتے تھے۔ حضرت جب اپنی جگہ پر رات کو سونے کے لئے آتے تو سو بھی نہیں سکتے تھے۔ نیند نہ آنے کی وجہ سے بھی تکلیف اور ادھر سے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

اذیتیں۔ہم لوگ حضرت کی حالت دیکھ کر پریشان ہو جاتے۔ہم نے ایک دن رو کر کہا، حضرت! آخر امام محمدؒ نے ''کتاب الحیل'' لکھی ہے لہٰذا کوئی ایسا حیلہ ہے کہ آپ ان کی سزا سے بچ جائیں۔حضرت نے فرمایا، نہیں۔ا۔ ن پھر حضرت کو سزا دی گئی۔جب کئی دن متواتر یہ سزا ملتی رہی تو ایک دن ایک فرنگی کھڑا ہو کر کہنے لگا، تجھے ہے کیا، تو یہ کیوں نہیں کہنا چاہتا کہ میں فرنگیوں کا مخالف نہیں ہوں؟ اس وقت حضرتؒ نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں کہنا چاہتا کہ میں اللہ کے دفتر سے نام کٹوا کر تمہارے دفتر میں نام نہیں لکھوانا چاہتا۔

حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرتؒ آئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کو اذیت ناک سزا دی گئی ہے۔ہم حضرت کے ساتھ تین چار شاگرد تھے۔ہم نے مل کر عرض کیا، حضرت! کچھ مہربانی فرمائیں۔اب جب حضرت نے دیکھا کہ مل کر بات کی تو ان کے چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے۔فرمانے لگے، حسین احمد! تم مجھے کیا سمجھتے ہو، میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلالؓ کا، میں روحانی بیٹا ہوں حضرت خبیبؓ کا، میں روحانی بیٹا ہوں حضرت سمیہؓ، میں روحانی بیٹا ہوں امام مالکؒ کا جنہیں منہ پر سیاہی مل کر مدینہ کے اندر پھرایا گیا، میں روحانی بیٹا ہوں امام ابو حنیفہؒ کا کہ جن کی لاش جیل سے باہر نکلی، میں روحانی بیٹا ہوں امام احمد بن حنبلؒ کا کہ جن کو اتنے کوڑے مارے گئے کہ اگر ہاتھی کو بھی مارے جاتے تو وہ بھی بلبلا اٹھتا، میں روحانی بیٹا ہوں مجدد الف ثانیؒ کا کہ جن کو دو سال کے لئے گوالیار کے قلعے میں قید رکھا گیا تھا، میں روحانی بیٹا ہوں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا کہ جن کے ہاتھوں کو کلائیوں کے قریب سے توڑ کر بیکار بنا دیا گیا تھا، حسین احمد! کیا میں ان فرنگیوں کے سامنے شکست تسلیم کر لوں، نہیں، یہ میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں مگر دل سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان نہیں نکال سکتے۔ سبحان اللہ، جب ایسی استقامت ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فیض بھی جاری فرما دیتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہمیں بھی استقامت اور اخلاص کے ساتھ دین کا کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

و آخر دعونا ان الحمدلله رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

علم اور علماء
کی شان

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت کے ہاں اہل علم کی بڑی شان ہے اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا العلم نور علم ایک روشنی ہے۔ اور یہ بات ذہن میں رکھئے کہ علم کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ افضل ہوتی ہے کیونکہ سورج تو کچھ حصے کیلئے چمکتا ہے پھر ڈوب جاتا ہے صرف دن کو روشنی دیتا ہے رات کو روشنی نہیں دیتا لیکن علم کا سورج وہ سورج ہے جو دن کو بھی چمکتا ہے اور رات کو بھی چمکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل علم حضرات کی محفلیں راتوں کو بھی لگی رہتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علم اور علماء کی شان

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ. وقال اللہ تعالٰی فی مقام اٰخر: وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا.
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ
وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

قدرت کا شاہکار

انسان اللہ رب العزت کی قدرت کا شاہکار ہے یہ اس دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اس کا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ اللہ رب العزت نے یہ ساری کائنات انسان کیلئے بنائی جبکہ انسان کو اللہ رب العزت نے اپنے لئے بنایا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا" ان الدنیا خلقت لکم وانتم خلقتم للاخرۃ " کہ یہ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تمہیں آخرت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ کسی شاعر نے اسی مضمون کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیا کے واسطے
بحر و بر شمس و قمر ماہ و شما کے واسطے
یہ جہاں تیرے لئے ہے تو خدا کے واسطے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو یہ سارا جہان اللہ رب العزت نے ہمارے لئے پیدا کیا اور ہمیں اس نے اپنی بندگی کیلئے پیدا کیا۔

مقصد زندگی

انسان کو اس دنیا میں آخرت کی تیاری کیلئے بھیجا گیا ہے۔ اگر اللہ رب العزت چاہتا تو اپنے بندوں کو عالم ارواح میں ہی اپنا ولی بنا دیتا۔ لیکن اس پروردگار نے حصول ولایت کے لئے انسان کو دنیا میں بھیجا تا کہ ہم یہاں پر محنت کریں اور اللہ رب العزت کا قرب حاصل کر سکیں۔

ولایت کی درجات

ولایت کے دو درجے ہیں ایک ولایت عامہ ہے۔ جس بندے نے بھی کلمہ پڑھا اس کو ولایت عامہ کا رتبہ مل گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا)۔ ولایت کا یہ درجہ ہر کلمہ گو کو نصیب ہے اور ایک ولایت خاصہ ہوتی ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے انسان کو تقویٰ اور پرہیز گاری کو اختیار کرنا پڑتا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

(جان لو کہ اللہ رب العزت کے دوستوں پر نہ تو کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی حزن ہوتا ہے) (یونس: ۶۲)

خوف باہر کے ڈر کو کہتے ہیں اور حزن اندر کے غم کو کہتے ہیں یعنی نہ ان کو کوئی باہر کا ڈر ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اندر کا غم ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ (یونس: ۶۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

(جو ایمان لائے اور انہوں نے تقویٰ کو اختیار کیا)

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ

(ان کے لئے دنیا اور آخرت میں بشارتیں اور مبارکیں ہیں)

علم و عمل کی سعادتیں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان تقویٰ کیسے اختیار کرے؟ اس کے لئے پہلا قدم علم کا حاصل کرنا ہے اور دوسرا قدم اس علم پر عمل کرنا ہے۔ یہ دونوں بڑی نعمتیں ہیں۔ دینا جہاں کی سعادتوں کی کنجیاں علم و عمل کے اندر ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جن پر اللہ رب العزت نے خاص رحمتیں نازل کیں وہاں پر یہ بھی فرمادیا کہ یہ وہ لوگ ہیں

مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (النساء:٦٩)

(جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں)

ان چار حضرات میں سے پہلے دو حضرات کی نسبت علم کے ساتھ زیادہ پکی ہے کیونکہ انبیائے کرام اللہ رب العزت کی طرف سے پیغام لے کر آئے اور صدیقین وہ ہیں جنہوں نے اس کی تصدیق کی۔ ان پر علم کی نسبت غالب ہے اور شہداء اور صالحین کی نسبت عمل کے ساتھ زیادہ پکی ہے اس آیت سے یہی معلوم ہوا کہ جہان کی سعادتیں علم و عمل کے اندر موجود ہیں۔

حصول علم کا فطری جذبہ

علم حاصل کرنے کا جذبہ ہر انسان کے اندر فطرتاً موجود ہے۔ جس طرح ہر انسان کو فطرتاً بھوک لگتی ہے، پیاس لگتی ہے اور نیند آتی ہے کیونکہ یہ اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بدن کی ضرورتیں ہیں۔ اسی طرح علم حاصل کرنے کا جذبہ بھی ہر انسان کے اندر فطرتاً رکھ دیا گیا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر آپ سفر کر رہے ہوں اور راستے میں کوئی مجمع نظر آئے تو مجمع کو دیکھ کر ہر آدمی پوچھے گا، بھئی! یہاں کیا ہوا ہے؟ دیکھئے یہ جو دل میں اک جذبہ اٹھا کہ یہاں کیا ہوا ہے یہ اصل میں علم حاصل کرنے کا جذبہ ہے۔ اسی طرح کئی لوگوں کو اخبار پڑھنے کا شوق ہوتا ہے لہٰذا صبح اٹھتے ہی وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں، سناؤ بھئی! کوئی نئی خبر ہے؟ یہ نئی خبر جاننے کا جذبہ دراصل علم حاصل کرنے کا جذبہ ہے۔

اعضاء کی تقسیم

انسان کے جسم میں مختلف اعضاء ہیں ان اعضاء کی تقسیم تین طرح سے ہے

(۱) کچھ اعضائے علم ہیں جن سے انسان علم حاصل کرتا ہے جیسے آنکھ، کان، دماغ یہ سب ذرائع علم ہیں۔

(۲) کچھ اعضائے عمل ہوتے ہیں جیسے ہاتھ، پاؤں۔ ہاتھ اور پاؤں نے دماغ کی ہدایات کے مطابق عمل کرنا ہوتا ہے۔

(۳) کچھ اعضائے مال ہوتے ہیں وہ کچھ چیزوں کے خزینے ہوتے ہیں جیسے انسان کا دل، پھیپھڑے اور معدہ وغیرہ

اللہ رب العزت کی تقسیم دیکھئے کہ ہاتھ اور پاؤں جن کو مزدور قسم کے اعضاء کہا جا سکتا ہے ان کو سب سے نیچے رکھا۔ جو اعضائے مال تھے ان کو درمیان میں رکھا اور اعضائے علم کو اللہ تعالیٰ نے سب سے اوپر رکھا۔ یعنی انسان کے جسم میں علماء کی بستی سب سے اوپر بسائی گئی پھر اہل مال کی اور اس کے بعد اہل محنت کی بستی بسائی گئی۔ گویا دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اعضائے علم کو شرافت بخشی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ ذرائع جو علم حاصل کرنے کا سبب بنتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو شرافت بخش رہے ہیں تو جو انسان خود عالم بن جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو کیسی شرافت بخشیں گے؟

طالب علم کی فضیلت

حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر نیت ہو تو طالب علم سے افضل کوئی نہیں ہوتا۔

حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ

من کان فی طلب العلم کانت الجنۃ فی طلبہ

(جو انسان علم کی طلب میں ہوتا ہے جنت اس بندے کی طلب میں ہوتی ہے)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع۔ جو شخص علم دین حاصل کرنے کیلئے نکلا وہ واپس آنے تک اللہ کے راستے میں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مجاہدین اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے نکلتے ہیں تو راستے میں ان کو جو بھی تکالیف آتی ہیں اور مشقتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں اس کا ان کو اجر دیا جاتا ہے۔اسی طرح طالب علم جب گھر سے طلب دین کیلئے نکلتا ہے تو واپس آنے تک اس کا ہر ہر لمحہ اللہ کی راہ میں شمار ہوتا ہے۔اور اسے گھر کے آرام وسکون کو خیر باد کہہ کر جو بھی مجاہدے کرنے پڑتے ہیں اس پر اجر ملے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عالم کی شان

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب اللہ رب العزت کسی عام بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی عالم سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے لئے جنت میں شہر آباد کر دیا کرتے ہیں۔ جیسے دنیا میں نوابوں کی اپنی اپنی ریاستیں ہوتی ہیں اسی طرح اللہ رب العزت جنت میں علماء کا اکرام فرماتے ہوئے ان کی بستیاں آباد کریں گے۔

اللہ تعالیٰ علم حاصل کرنے والوں کو بڑی شان بخشتے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ ڈنگروں اور جانوروں جیسی زندگی گزارا کرتے کیونکہ حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ العم نور "علم ایک نور ہے"۔ گویا اللہ کے محبوب ﷺ نے العلم نور ارشاد فرما کر جہالت سے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے حتیٰ کہ جب پہلی وحی اتری تو اس میں پہلا لفظ اقراء تھا اس کا مطلب ہے "پڑھ" یعنی اس امت کو اللہ رب العزت کی طرف سے جو پہلا پیغام ملا اس میں پڑھنے کی تلقین تھی۔ پھر فرمایا

اِقْرَاءْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُo (العلق: آیت ۳)

(آپ پڑھئے اللہ رب العزت آپ کو عزتیں بخشنے والا ہے)

اس پیغام خداوندی سے علم کی اہمیت سامنے آتی ہے

عصری تعلیم اور دینی تعلیم

لہٰذا ہم میں سے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ علم دین حاصل کرے۔ یاد

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھیں کہ ایک عصری علم ہے جو سکولوں اور کالجوں میں حاصل کیا جاتا ہے۔ وہ علم دنیا میں اچھی زندگی گزارنے کے لئے انسان کی ضرورت ہے۔ اس سے انسان کو کام کرنے کے لئے اچھا شعبہ مل جاتا ہے، اچھا عہدہ مل سکتا ہے، انسان بزنس کر سکتا ہے اور دنیا کی مشکلات حل کرنے کے لئے مال کما سکتا ہے۔ پس عصری تعلیم انسان کی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس علم دین انسان کیلئے مقصد کے درجے میں ہے۔ یہ مقصد زندگی ہے کہ ہم علم حاصل کریں کیونکہ علم سے اللہ رب العزت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ فارسی میں کہتے ہے۔

بے علم نتواں خدا را شناخت

(کہ بے علم آدمی اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا)

چونکہ علم دین مقصد زندگی ہے اس لئے اس کی عظمت بہت زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو حکم دیا گیا:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة

(علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

پھر اس کے حصول کے لئے عمر کی بھی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ یہ بھی نہیں کہا گیا کہ تم لڑکپن میں علم حاصل کرو، یہ بھی نہیں کہا گیا کہ جوانی میں علم حاصل کرو۔نہیں، بلکہ فرمایا کہ اطلبو العلم من المهد الی اللحد تم علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسان پوری زندگی طالب علم بن کر رہے۔ اس لئے ہم نے پوری زندگی علم حاصل کرنا ہے اور آگے بڑھنا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علم پر عمل

علم اور عمل سے انسان کو اللہ رب العزت کے ہاں درجات ملتے ہیں۔شروع میں قرآن پاک کی دو آیتیں تلاوت کی گئیں۔پہلی آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اہل علم کو درجات ملیں گے اور دوسری آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اہل عمل کو درجات ملیں گے۔یعنی علم وعمل ہی وہ نسبتیں ہیں جن کی وجہ سے بندے کو درجات ملیں گے۔پہلی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل علم کو درجات عطا کریں گے دوسری میں فرمایا کہ لوگ جتنا عمل کریں گے اتنے ہی ان کے درجے بڑھیں گے۔حقیقت میں یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن سے انسان کے درجات بڑھتے ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب بنتا ہے اس لئے ہمیں علم بھی حاصل کرنا ہے اور اس پر عمل بھی کرنا ہے۔علم کے بغیر عمل نہیں ہوسکتا اور عمل کے بغیر علم بے کار ہے۔

دنیا کا سورج اور علم کا سورج

اللہ رب العزت کے ہاں اہل علم کی بڑی شان ہے اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا العلم نور علم ایک روشنی ہے۔اور یہ بات ذہن میں رکھیئے کہ علم کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ افضل ہوتی ہے کیونکہ سورج تو کچھ حصے کیلیئے چمکتا ہے پھر ڈوب جاتا ہے صرف دن کو روشنی دیتا ہے رات کو روشنی نہیں دیتا لیکن علم کا سورج دن کو بھی چمکتا ہے اور رات کو بھی چمکتا ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ اہل علم حضرات کی محفلیں راتوں کو بھی لگتی رہتی ہیں۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جن دنوں تحریک آزادی کیلیئے کوششیں کر

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے تھے ان دنوں آپ کبھی رات کے ایک بجے جلسہ سے فارغ ہو کر واپس دارالعلوم آتے اور کبھی دو بجے آتے۔ اس لئے طلباء نے دارالعلوم دیوبند کے دربان کو کہا ہوا تھا کہ جب بھی حضرت تشریف لاتے ہیں تو وضو کر کے تہجد کی نماز مسجد میں پڑھتے ہیں جیسے ہی وہ وضو کر کے نماز پڑھیں آپ ہمیں جگا دینا۔ جب حضرت سلام پھیرتے تو حدیث کے طلباء اپنی کتابیں لے کر حضرت کے پیچھے بیٹھ چکے ہوتے رات کے دو بجے درس حدیث ہوتا تھا اس وقت کے طلباء میں علم حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے چہرے پر ایسا نور ہوتا تھا کہ جب حضرت اوابین یا تہجد کی نماز پڑھتے تو طلبا ستونوں یا دیواروں کے پیچھے سے حضرت کے چہرے کو دیکھتے رہتے تھے۔ یوں اللہ تعالیٰ ان کے چہرے پر انوارات کی بارش برسایا کرتے تھے۔

عالم کی عابد پر فضیلت

حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جو تم میں سے کسی عام آدمی پر مجھے کو حاصل ہے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مجلس فقیه خیر من عبادة ستین سنة فقیہ کی ایک مجلس اختیار کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ علم کا ایک باب سیکھنا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے مثلاً تیمم کرنے کا طریقہ سیکھنا علم کا ایک باب ہے۔ یہ سیکھنے پر بھی ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بھی زیادہ اجر ملتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت میں بھی علماء کی سرداری

یہ بات یاد رکھیں کہ دنیا اور آخرت میں سرداری اہل علم ہی کی ہوگی۔ کنز العمال کی چوتھی جلد میں حضرت جابرؓ سے ایک روایت ہے کہ جب لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کو جنت میں مزے اڑاتے ہوئے بڑا عرصہ گزر جائے گا تو اللہ رب العزت پوچھیں گے، اے میرے بندو! کیا اب بھی تمہیں کسی اور چیز کی ضرورت ہے؟ وہ کہیں گے، اے اللہ! ہر چیز تو موجود ہے اور ہم مزے کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اچھا، تم اپنے علماء سے پوچھو۔ چنانچہ جنتی لوگ علماء کی طرف رجوع کریں گے اور کہیں گے کہ پروردگار عالم نے یہ فرمایا ہے، اب آپ بتائیے۔ علماء فرمائیں گے، ہاں، پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا وَلَدَیْنَا مَزِیْد کہ تمہیں مزید بھی عطا کیا جائے گا، یعنی اپنا دیدار اور مشاہدہ نصیب کیا جائے گا، ابھی تک ہمیں جنت کی نعمتیں تو ملی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ لہٰذا علماء کا جواب سن کر جنتی فریاد کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ جنتیوں کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔

علماء کی نیند بھی عبادت ہے

ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا، نوم العلماء عبادة کہ علماء کی نیند بھی عبادت ہے۔ یہ ایک عجیب سی بات لگتی ہے کہ علماء کی نیند بھی عبادت ہے مگر ایک مثال سے اس کو سمجھنا آسان ہوگا...... اگر آپ کسی لکڑی کے کاریگر کو کام کرنے کیلئے گھر لاتے ہیں وہ کاریگر لکڑی کاٹتا ہے اور کام شروع کر دیتا ہے اس دوران اس کی آری کند ہو جاتی ہے تو وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر آری کو تیز کر لیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ جتنی دیر اپنے اوزار کو ٹھیک کرنے میں لگا رہا ہے اتنی دیر بھی اس کی اجرت میں شامل کی جائے گی۔ دنیا کا کوئی بندہ بھی اس کی اجرت نہیں کاٹتا..... جس طرح آج دنیا کسی مزدور کو اس کے اوزار درست کرنے کے وقت کی بھی مزدوری دیتی ہے اسی طرح اہل علم جب کام کر رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت کی بھی مزدوری دیتے ہیں اور جب ان کے جسم تھک جاتے ہیں اور وہ آرام کرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس آرام کے وقت کو بھی مزدوری میں شامل فرما لیتے ہیں۔ سبحان اللہ جاگنے کی حالت میں ان کو اجر تو مل رہا ہوتا ہے اللہ رب العزت کی کیسی مہربانی ہوتی ہے کہ ان کو سو جانے پر بھی اجر مل رہا ہوتا ہے۔ گویا ان کا سونا بھی ''سونا'' بن جاتا ہے۔ یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ علماء کرام کو جب سونے پر یہ اجر مل رہا ہوتا ہے تو ان کو جاگنے پر کیا اجر مل رہا ہوگا۔

عالم کی شہید پر فضیلت

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن علماء کی سیاہی شہیدوں کے خون سے بھی زیادہ فضیلت پائے گی۔

Ink of Scholers is precious than the blood of morters

یہ بات بڑی عجیب نظر آتی ہے کہ اُدھر تو شہید کا خون ہے اور ادھر علماء کی سیاہی ہے، یہ بات ظاہر میں تو سمجھنا مشکل ہے مگر حقیقت میں اسمیں بہت حکمتیں ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ عالم کو شہید پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ عالم کی مثال ایسے ہے جیسے بادشاہ کا بیٹا ہو، اور شہید کی مثال ایسی ہے جیسے بادشاہ کا فوجی ہو۔ تو یہ ہر بندہ جانتا ہے کہ شہزادے کو فوجی پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ علماء

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیاء کے وارث ہیں اور شہدا انبیاء کے سپاہی اور خادم ہیں جو دین کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وارث کو خادم پر فضیلت ہوا کرتی ہے۔

علماء اسکی دوسری حکمت یہ بیان کرتے ہیں کہ شہید جب شہید ہوتا ہے تو وہ اپنے خون سے زمین کو زینت بخش جاتا ہے، لیکن عالم جب علم کو پھیلاتا ہے تو اس کے علم سے انسان کو زینت نصیب ہوتی ہے کیونکہ اگر انسانوں کو علم نہ ملتا تو وہ پکے جانور ہوتے، بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہوتے۔ گویا شہید جب شہید ہوتا ہے تو وہ اپنے خون سے زمین کو زینت بخش جاتا ہے اور جب عالم دنیا سے جاتا ہے تو اپنے علم کی وجہ سے انسانوں کو زینت بخش جاتا ہے۔

تیسری حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ شہید جب شہید ہوتا ہے تو اس سے پہلے وہ کسی سے لڑ رہا ہوتا ہے۔ گویا وہ لڑنے کی وجہ سے اپنے مدمقابل کے قتل کے درپے ہوتا ہے کہ کافر کو واصل جہنم کر دوں۔ لیکن کافر ان پر ایک ایسا کامیاب وار کرتا ہے کہ وہ شہید ہو جاتے ہیں۔ لیکن عالم کا معاملہ اور ہے عالم خود بھی زندہ ہوتا ہے اور جس کو علم دیتا ہے اس کو بھی زندہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا **الناس موتی** انسانوں کی مثال مردوں کی سی ہے لیکن **اهل العلم احياء** اہل علم زندہ ہوتے ہیں۔

عالم کو شہید پر فضیلت حاصل ہونے کی چوتھی حکمت یہ بھی ہے کہ شہید جب شہید ہوتا ہے تو خود تو جنت میں چلا جاتا ہے لیکن جو اسے شہید کرتا ہے اس کے جہنم میں جانے کا سبب بنتا ہے لیکن عالم کا معاملہ کچھ اور ہے عالم جو علم پڑھاتا ہے اس علم کے صدقے وہ خود بھی جنت میں جائے گا اور جس شاگرد کو وہ علم

پڑھاتا ہے وہ اس کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔

ایک حدیث پاک میں آیا ہے روز محشر ایک عالم اور شہید پل صراط کے اوپر سے گزرنے لگیں گے۔ اس دوران شہید سے کہا جائیگا کہ ادخلو الجنۃ کہ جنت میں داخل ہو جا۔ تیرا گھر تیرے انتظار میں ہے لیکن جب عالم گزرنے لگے گا تو اس سے کہا جائیگا، قف ھھنا واشفع لمن شئت تو ادھر کھڑا ہو جا، تو شفاعت کر جس کی تو چاہتا ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ ہیں فقام مقام الانبیاء وہ اس وقت انبیاء کے مقام پر کھڑا ہو گا۔ جس طرح انبیاء نے اللہ کے بندوں کی شفاعت کی ہو گی عالم باعمل بھی اسی طرح اللہ کے بندوں کی شفاعت کرے گا۔

علمی سوال کی فضیلت

اگر کسی سائل نے مجبور ہو کر روٹی کا سوال کیا اور گھر میں خاتون خانہ نے کوئی روٹی بنائی ہوئی تھی اس نے اپنی خادمہ یا کسی بچے کو روٹی دی کہ جا کر اس سائل کو دے دو۔ تو حدیث پاک میں آیا ہے کہ وہ روٹی صدقہ کرنے پر اللہ تعالیٰ تین بندوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ سب سے پہلا وہ شخص جس نے محنت کی تھی اور اس کے پیسے سے آٹا آیا تھا۔ دوسری وہ عورت جس نے اس آٹے سے روٹی بنائی تھی اور تیسری وہ خادمہ یا کوئی بچہ جس نے وہ روٹی سائل تک پہنچائی۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت کی رحمت بھی کتنی بڑی ہے کہ جس نے اجر و ثواب میں ہمارے خادموں کو بھی شامل فرما دیا ہے۔

ایک سائل علم کا سوال پوچھنے والا بھی ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

شفاء العی السؤال کہ جہالت ایک بیماری ہے اور اس بیماری کی شفا سوال پوچھنے میں ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا حسن السوال نصف العلم اچھا سوال پوچھنا آدھا علم ہے۔ اور قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:۴۳) اگر تم نہیں جانتے تو تم اہل علم سے پوچھو۔ معلوم ہوا کہ شریعت میں علم کا سوال پوچھنا اللہ رب العزت کے ہاں ایک پسندیدہ عمل ہے۔ البتہ سوال برائے سوال نہیں ہونا چاہیئے۔ کئی دفعہ لوگ دوسروں کو تنگ کرنے کیلئے اور نیچا دکھانے کیلئے سوال کرتے ہیں ایسے سوالوں سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدہ:۱۰۱) لہٰذا ہر بات کا سوال نہیں کر دینا چاہئے بلکہ وہ سوال پوچھنا چاہئے جو معیاری اور مثبت ہو اور علم حاصل کرنے کی نیت سے ہو۔

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ العلم خزائن فسئلوا یرحمکم اللہ فانہ یوجر فیہ اربعة تم سوال پوچھا کرو، اللہ تم پر رحم فرمائے، اس لئے کہ علم کا سوال پوچھنے پر چار قسم کے بندوں کی مغفرت ہوا کرتی ہے۔ السائل والمعلم والسامع والمحب لھم پہلا وہ بندہ جو سوال پوچھنے والا ہوتا ہے، دوسرا وہ شخص جو سوال کا جواب دے رہا ہوتا ہے، تیسرا وہ شخص جو پاس بیٹھا ہوا اور ان دونوں کے سوال و جواب سن رہا ہو اور چوتھے وہ لوگ جو اس سائل اور معلم سے محبت کرنے والے اور ان کا تعاون کرنے والے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوتے ہیں اللہ رب العزت محبت کے صدقے ان کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ روٹی کا سوال کرنے پر تین بندوں کی مغفرت کا اور علم کا سوال کرنے پر چار بندوں کی مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہاں روٹی کے سوالی کیلئے مغفرت کا وعدہ نہیں کیا گیا کیونکہ اس نے روٹی کی ضرورت بیان کی تھی اس لئے اسے روٹی کی صورت میں سوال کا بدلہ مل گیا۔لیکن علم کا سوال کرنے کی شان ہی کچھ اور ہے کہ سب سے پہلے سوال کرنے والے کی مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے، دوسرا وعدہ معلم سے کیا گیا اور تیسرا وہ شخص جو اس محفل میں ان کے پاس بیٹھا ہو .... گویا جماعت میں سے سوال تو ایک طالب علم پوچھتا ہے لیکن جو طلباء پاس بیٹھ کر جواب سنتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اجر میں شامل فرما لیتے ہیں یہی نہیں کہ اب یہ سننے والے ہی اجر میں شامل ہیں بلکہ اس جماعت کو منعقد کرنے والے وہ معاونین اور مخیر حضرات جو ان کے کھانے پینے اور پڑھنے پڑھانے کا انتظام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے محنت رکھنے کے سبب ان کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

حصول علم کیلئے مجاہدہ ضروری ہے

ہمیں چاہئے کہ ہم علم حاصل کرنے میں تن من دھن کی بازی لگا دیں۔ یاد رکھئے کہ سچا پکا طالب علم وہ ہوتا ہے جو مدرسے کو اپنا وطن سمجھے اور کتاب کے کاغذ کو اپنا کفن سمجھے۔ دن رات اس کی یہی فکر ہو کہ میں کم وقت میں زیادہ سے زیادہ فائدہ کیسے حاصل کر سکتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابر کا علمی انہماک

امام شافعیؒ کا علمی شغف

امام محمدؒ امام شافعیؒ کے استاد بنے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے رات امام محمدؒ کے پاس ایک رات گزارنے کا موقع ملا۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عشاء کے بعد چراغ کے سامنے کتاب کھولی اور اس میں سے کچھ پڑھا، پھر چراغ بجھا دیا اور لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھے، چراغ جلایا، پھر کتاب دیکھی اور پھر لیٹ گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھے، چراغ جلایا کتاب دیکھی اور پھر لیٹ گئے فرماتے ہیں کہ میں ساری رات جاگا اور میں نے گنا کہ انہوں نے ایک رات میں سترہ مرتبہ اٹھ کر چراغ جلایا۔ سترہ مرتبہ کا کیا مطلب؟...... اگر آٹھ گھنٹے کی رات ہو تو ہر آدھ گھنٹے بعد چراغ جلایا، اب سوچئے کہ وہ سوئے کہاں؟ دراصل وہ چراغ بجھاتے اس لئے تھے کہ فالتو تیل نہ جلے اور اسراف (فضول خرچی) نہ ہو جائے پھر جب وہ لیٹتے تھے تو وہ نیند نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ غور وخوض اور تدبر و تفکر کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب صبح اٹھے تو میں نے عرض کیا، حضرت! آپ رات کو سترہ مرتبہ اٹھے تھے، آپ کتنا سوئے ہوں گے؟ تو امام محمدؒ نے جواب دیا کہ میں رات سویا نہیں بلکہ میں نے ایک ہزار مسائل کے جواب تلاش کر لئے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا

علم حاصل کرنے کا شوق اس طرح ہونا چاہئے کہ انسان کو نیند سے زیادہ علم حاصل کرنے میں مزہ آئے، انسان مطالعہ کرے تو ڈوب جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام مسلمؒ کا مطالعہ میں استغراق

امام مسلمؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ کوئی حدیث پاک تلاش کر رہے تھے اس وقت انہیں بھوک بھی لگی ہوئی تھی ساتھ ہی کھجوروں کی ایک تھیلی پڑی ہوئی تھی چنانچہ انہوں نے ایک کھجور منہ میں ڈالی اور کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس وقت مطالعہ کے اندر اس قدر استغراق کی کیفیت تھی کہ پتہ ہی نہ رہا کہ میں کتنی کھجوریں کھا چکا ہوں۔ چنانچہ کھاتے کھاتے جب زیادہ کھا لیں تو اس کی وجہ سے بیمار ہو گئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے۔ ان کو علم میں اتنا استغراق نصیب ہوتا تھا کہ انہیں گرد و پیش کی خبر ہی نہیں ہوتی تھی۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا علمی انہماک

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی عمر کا آخری زمانہ تھا۔ ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ نے درس قرآن کے دوران پانی مانگا ایک طالب علم بھاگ کر ان کے گھر گیا اور کہا کہ شاہ صاحب نے پانی مانگا ہے۔ جب شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے سنا تو انہوں نے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگے، افسوس! میرے خاندان سے علم کا نور اٹھا لیا گیا۔ بیوی نے کہا، جی آپ اتنی جلدی فیصلہ نہ کریں میں ابھی صورتحال معلوم کر لیتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے گلاس میں پانی ڈالا اور اس میں سرکہ ملا دیا۔ سرکہ کڑوا ہوتا ہے اور پینے میں عجیب ذائقہ محسوس ہوتا ہے۔ وہ طالب علم جب سرکہ ملا پانی لے گیا تو شاہ عبدالعزیز نے وہ پانی لے کر پی لیا اور درس قرآن دیتے رہے۔ جب درس قرآن سے

www.besturdubooks.wordpress.com

فارغ ہو کر گھر آئے تو والدہ نے پوچھا، بیٹا! تم نے پانی پی لیا تھا؟ عرض کیا، جی پی لیا تھا۔ والدہ نے پوچھا، وہ پانی کیسا تھا؟ عرض کیا، امی! مجھے یہ تو پتہ نہیں کہ کیسا تھا۔ اب انہوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے عرض کیا کہ دیکھئے کہ عبدالعزیزؒ کو پانی کی اتنی شدید پیاس تھی کہ پانی میں سرکہ کا پتہ نہیں چلا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بے ادبی کی وجہ سے نہیں پیا بلکہ اپنی ضرورت کی وجہ سے پیا جو عین جائز تھا ورنہ تو درس بھی نہ دے پاتے، اس لئے ہمارے خاندان سے ابھی ادب رخصت نہیں ہوا۔ یہ سن کر شاہ ولی اللہؒ نے اطمینان کا سانس لیا اور دعا کی، اے اللہ! میرے خاندان میں علم وادب کو ہمیشہ باقی رکھنا۔

آج کے طلباء کی حالت

آج جب ہمارے طلبا، مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی کیا حالت ہوتی ہے؟ ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ کتاب ان کے سامنے ہوتی ہے اور دل دماغ کہیں اور ہوتے ہیں۔ بقول شاعر

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

ان کو کتابوں کے ورق میں بھی کسی کا چہرہ نظر آتا ہے جیسے کوئی آدمی راستہ چلتے ہوئے دوسروں کو سلام کرتا ہے اسی طرح طلباء مطالعہ کے دوران کتاب کے الفاظ سے سلام کرتے ہوئے گزر رہے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مطالعہ ہو گیا ہے۔ اگر ہم اس طرح مطالعہ کریں گے تو ہمیں پھر علم کا کتنا نور ملے گا؟ حالانکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کتابوں سے علم حاصل کیا جائے اور پھر اس کے مطابق اپنی زندگی گزاری جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عزیز طلبا! یکسوئی کے ساتھ علم حاصل کیجئے جب جماعت میں بیٹھیں تو ہمہ تن متوجہ ہو کر بات سنیں کلاس میں استاد پڑھا رہے ہوتے ہیں اور وہ کھلی آنکھ سوئے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک نئی چیز ہے کہ آنکھیں کھلی ہوتی ہیں اور دماغ سویا ہوا ہوتا ہے یہ آجکل کے زمانے کے نئے طلبا کی نئی تحقیق ہے۔ وہ استاد کو بالکل پتہ نہیں چلنے دیتے کہ وہ سو رہے ہیں یا نہیں۔ لیکن وقت چلا جاتا ہے۔ عزیز طلبا! یہ حقیقت میں نفس اور شیطان ہیں جو ہمیں علم سے محروم کرنا چاہتے ہیں وقت کی قدر کریں۔ یاد رکھیں کہ زندگی کا یہ وقت جو آپ کو ملا ہوا ہے یہ زندگی میں دوبارہ آپ کو کبھی نہیں ملے گا

وحدت مطلب

جب اس طرح ڈوب کر کتاب پڑھیں گے تو پھر علوم و معارف کے موتی سامنے آئیں گے اور انسان کو صحیح معنوں میں علم کا نور ملے گا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم شوق و ذوق کے ساتھ علم حاصل کریں۔ ہمیں صبح و شام یہی فکر ہو ادھر ادھر کے خیالات کو ذہن میں ہرگز نہ لائیں۔ اس کو کہتے ہیں ”وحدت مطلب“ یعنی کہ انسان کو ہر وقت اپنے مقصود کی فکر لگی ہوئی ہو اور یہی چیز اس کے پیش نظر ہو کہ میں نے تو علم حاصل کرنا ہے۔

شاہ عبدالقادر رائے پوری نے اپنے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ زمانہ طالبعلمی میں جب دوران سال میرے عزیز واقارب کے خطوط آتے تھے تو میں ڈر کے مارے وہ خط ہی نہیں پڑھا کرتا تھا بلکہ ان کو تکئے میں رکھ دیتا تھا سوچتا تھا اگر کوئی خوشی کی خبر ہوگی تو گھر جانے کو دل کرے گا اور اگر کوئی غم کی خبر ہوگی تو پڑھائی میں دل نہیں لگے گا، جس کی وجہ سے میں علم سے محروم ہو جاؤں

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ میں وہ خطوط جمع کرتا رہتا تھا اور سال کے آخر میں جب میں شعبان کے شروع میں اپنے دارالعلوم کا امتحان دے کر فارغ ہو جاتا تو فارغ ہونے والے دن میں سارے خطوط نکالتا ۔انہیں پڑھتا اور ان کی فہرست بناتا ،خوشی کی خبر والے خطوط کی علیحدہ فہرست اور غمی کی خبر والے خطوط کی علیحدہ فہرست بناتا۔ پھر میں اپنے گاؤں آتا ،خوشی کی خبر والوں کو میں مبارکباد دیتا اور جن کو غم ملا ہوتا تھا ان کے سامنے تسلی وتشفی کے چند الفاظ کہہ دیتا تھا اس طرح لوگ مجھ سے خوش ہو جاتے کہ اس نے سارا سال ہماری بات یاد رکھی ،لیکن ان کو کیا پتہ کہ میں نے ان کا خط ہی اسی وقت پڑھا ہوتا تھا۔تو جن حضرات نے دنیا میں عظمتیں پائیں انہوں نے علم حاصل کرنے میں ایسی یکسوئی دکھائی ۔مگر آج کے طالب علم کو کتاب کے علاوہ خارجی باتوں کو سننے کا زیادہ شوق ہے چنانچہ جب تکرار کرنے بیٹھتے ہیں تو دو باتیں سبق کی اور تین باتیں باہر کی کرتے ہیں حتیٰ کہ کتاب پڑھتے ہوئے ملکوں کے فیصلے ہو رہے ہوتے ہیں۔اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ شیطان ان کو علم سے محروم کرنا چاہتا ہے لہٰذا باتوں میں لگا دیتا ہے۔

اساتذہ کی قدر

جن اساتذہ سے آپ اب علوم پا رہے ہیں معلوم نہیں کہ یہ اساتذہ بعد میں آپ کو کبھی ملیں گے یا نہیں ۔اس نعمت کی قدر ان سے پوچھیں جن کے اساتذہ رخصت ہو چکے ہیں اور اب ان کو اپنا آپ بے سایہ نظر آتا ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ نے تحریک ریشمی رومال کے دوران ارادہ فرمالیا کہ اب میں حرمین شریفین جاتا ہوں۔ایک دن آپ دارالعلوم دیوبند میں چارپائی پر بیٹھے دھوپ میں زمین پر پاؤں رکھے کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے ان دنوں

www.besturdubooks.wordpress.com

علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ حضرت کی عدم موجودگی میں بخاری شریف پڑھاتے تھے۔اس دوران ان کی نظر حضرت پر پڑی ۔ جب درس دے کر تھک گئے تو طلباء سے فرمایا کہ آپ تھوڑی دیر بیٹھیں میں ابھی آتا ہوں۔انہوں نے درس کو موقوف کیا اور دارالحدیث سے باہر نکل کر سیدھے حضرت کے پاس آ کر ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔اس کے بعد حضرت سے عرض کرنے لگے، حضرت! پہلے آپ یہاں تھے۔ جب ہمیں ضرورت پڑتی تھی تو ہم آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، آپ نے یہاں سے ہجرت کا ارادہ فرمالیا ہے اس طرح تو ہم بے سایہ ہو جائیں گے۔علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے یہ الفاظ کہے اور رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے بچوں کی طرح بلکنا شروع کر دیا۔حضرت شیخ الہندؒ نے بھی انہیں رونے دیا، جب ان کے دل کی بھڑاس نکل گئی تو اس وقت شیخ الہندؒ نے انہیں تسلی کی بات کہی اور فرمایا، انور شاہ! ہم تھے تو آپ ہماری طرف رجوع کرتے تھے اور جب ہم چلے جائیں گے تو پھر لوگ علم حاصل کرنے کیلئے تمہاری طرف رجوع کیا کریں گے۔ چنانچہ شاہ صاحب کو اس طرح کی تسلی کی باتیں کر کے واپس بھیج دیا۔

جب شاہ صاحب چلے گئے تو حضرت شیخ الہندؒ کے اپنے دل میں خیال آیا کہ ان کو تو اپنے استاد کی دعاؤں کی اتنی قدر ہے اور آج میں اتنے بڑے کام کیلئے جا رہا ہوں لیکن آج میرے سر پر تو استاد کا سایہ نہیں ہے جن کی دعائیں لے کر چلتا۔ چنانچہ یہ سوچتے ہی ان کو حضرت نانوتویؒ کا خیال آیا اور طبیعت میں رقت طاری ہوئی۔لہٰذا وہیں سے اٹھے اور سیدھے حضرت نانوتویؒ کے گھر گئے، دروازے پر دستک دی اور ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر آواز دی، اماں جی!

www.besturdubooks.wordpress.com

میں محمود حسن ہوں ، اگر حضرت نانوتوی کے جوتے گھر میں پڑے ہیں تو وہ بھجوادیں ۔ چنانچہ اماں جی نے ان کے جوتے ان کے پاس بھیج دیئے ۔ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے استاد کے جوتے اپنے سر پر رکھے اور اللہ رب العزت سے دعا کی ، اے اللہ ! آج میرے استاد سر پر نہیں ہیں ، میں ان کے جوتے سر پر رکھے بیٹھا ہوں ، اے اللہ ! اس نسبت کی وجہ سے تو میری حفاظت فرمالینا اور مجھے اپنے مقصد میں کامیاب فرمادینا ۔ تو استادوں کی قدر اس وقت آتی ہے جب دیکھنے کیلئے فقط ان کے جوتے باقی رہ جاتے ہیں ۔

سچے طالب بنیں

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ موقع دیا ہوا ہے کہ اپنے اساتذہ کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کر رہے ہوتے ہیں ۔ لیکن اساتذہ کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کرنے کیلئے قرآن پاک نے ایک اصول بتا دیا ہے ۔ فرمایا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اس قرآن کی باتوں میں ان کیلئے نصیحت ہے جن کے اندر دل ہو ۔ بعض اوقات سینے میں دل کی بجائے سل بھی ہوتی ہے جس پر نصیحت کی باتوں کا بالکل ہی اثر نہیں ہوتا ۔ آگے فرمایا اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ (ق: ۳۷) ہمہ تن گوش اور حاضر باش ہو ۔ گویا قرآن نے اصول بنا دیا ہے کہ قرآن سنانے والوں سے ، درس قرآن دینے والوں کی باتوں سے اور استاد کی باتوں سے نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کی باتوں سے اس بندے کو فائدہ ہوتا ہے جس کے دل میں طلب ہو وہ ہمہ تن گوش ہو اور حاضر باش ہو لہٰذا اگر آپ اپنے اساتذہ کے سامنے ان باتوں کا خیال رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو علم کے نور سے منور فرما دیں گے ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک عالم اور عام آدمی کی توبہ میں فرق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک عالم کی توبہ پر اس کے چالیس گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں جبکہ عام آدمی کے اسی طرح توبہ کرنے پر صرف ایک گناہ معاف کرتے ہیں۔ محدثین نے اس کی حکمت لکھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عام آدمی کی مثال سپاہی کی ہے اور عالم کی مثال جرنیل کی ہے ایک سپاہی بیمار ہوتا ہے اور ایک جرنیل بیمار ہوتا ہے تو کس کا صحتمند ہونا زیادہ ضروری ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ جرنیل کا۔ کیونکہ اس نے پورے لشکر کو لڑانا ہوتا ہے اور جرنیل کے بغیر لشکر بے کار ہوتا ہے۔ جس طرح جرنیل بدنی طور پر بیمار ہو جائے تو اس کا صحت مند ہونا پہلے ضروری ہوتا ہے، بالکل اسی طرح جس وقت حزب اللہ (اللہ کا گروہ) دین کا کام کر رہا ہوتا ہے تو اس میں جرنیل (عالم) کا صحتمند ہونا زیادہ اہم ہوتا ہے ... جیسے خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگایا اور اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرما دی، پھر ان کے ہاتھ جھنڈا دے کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرما دی۔ لہٰذا جب عام آدمی اللہ رب العزت کے سامنے استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک گناہ کو معاف کرتے ہیں جب کہ اتنا ہی استغفار کرنے پر اللہ تعالیٰ ایک عالم کے چالیس گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

اللہ کے لاڈلے

یہ آپ کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو قرآن وسنت کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔ آپ حضرات اللہ رب العزت کے یقیناً

www.besturdubooks.wordpress.com

پسندیدہ بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا (فاطر:۳۲) پھر ہم نے کتاب کا وارث بنادیا اپنے بندوں میں سے ان کو جو ہمارے چنے ہوئے بندے تھے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ جو ہمارے لاڈلے تھے۔

یاد رکھیں کہ آپ پر اللہ رب العزت کی رحمت کی نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دینے کا ارادہ کر چکے ہیں اور اب لینا آپ کا کام ہے طلب جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی بڑی جھولی پھیلی ہوگی اور جو جتنی بڑی جھولی پھیلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی عطا فرمائیں گے۔ وہ دینے والا بڑا کریم ہے۔ آپ کی طلب برتن کی مانند ہے اگر علم کی عام سی طلب ہے تو پھر اتنا ہی برتن بھرا جائے گا اور اگر علم کی طلب دل میں اتر چکی ہے اور ہر وقت اسی کی فکر رہتی ہے تو پھر برتن بھی بڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ طلب کے برتن بھر دیں گے اور علم کے نور سے مالا مال فرمادیں گے۔

علم کو عمل کے سانچے میں ڈھالیں

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے علم حاصل کرنا ہے اس سے بھی درجات ملتے ہیں لیکن ایک آیت اور پڑھی تھی جس کا تعلق عمل کے ساتھ تھا۔ اس علم کو عمل کے سانچے میں ڈھال لینا ہے یعنی جو پڑھنا ہے ساتھ ہی اس پر عمل کرنا ہے اگر علم پر عمل کرتے رہیں گے تو پھر علم ہمیشہ کیلئے آپ کے سینے میں جگہ پالے گا۔ یاد رکھنا کہ علم عمل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اگر کھل جائے تو باقی رہتا ہے ورنہ ہمیشہ کیلئے رخصت ہو جاتا ہے۔

اکابر کا علم پر عمل

ہمارے اکابرین علمائے دیوبند علم کے آفتاب و ماہتاب تھے۔لیکن انہوں نے جو کچھ علم حاصل کیا اس کے ایک ایک جزو کو اپنے اوپر لاگو کر کے دکھا دیا۔ وہ سنت نبوی کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ان کا سنت پر عمل اور شریعت پر استقامت کے عجیب وغریب واقعات کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی ناکام ہوگئی تو انگریزوں نے علمائے کرام کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع کیا۔اسی سلسلہ میں حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی گرفتاری کے وارنٹ بھی جاری ہوگئے۔احباب نے باہم مشورہ کر کے حضرت کو ایک گھر میں چھپا دیا۔حضرت تین دن تو روپوش رہے لیکن تین دن بعد زبردستی وہاں سے نکل آئے۔احباب نے بہت زور لگایا کہ ابھی حالات درست نہیں ہیں باہر آنا آپ کے لئے خطرناک ہے۔لیکن آپ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ اپنی زندگی میں تین دن ہی غار ثور میں چھپے تھے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی اس سنت پر عمل کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے۔سبحان اللہ

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے سنت پر عمل کے واقعات بے شمار ہیں۔خاص طور پر ان کا آخری رات تہجد کی نماز کی کیفیت عجیب ہوتی تھی۔تہجد میں عموماً دو پارے تلاوت کرتے تھے اور قرات کے دوران اس قدر خشوع اور اتنا گریہ طاری ہوتا کہ سینے سے کھولتے سانسوں کی آواز سنائی دیتی تھی۔نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بھی احادیث میں یہی لکھا ہے کہ آپ نماز ایسی پڑھتے تھے کہ آپ کے اندر سے رونے کی وجہ سے ہانڈی کے جوش مارنے کی سی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ لہٰذا آپ کی نماز میں اسی سنت کی اتباع ملتی ہے۔نماز کے بعد آپ استغفار پڑھتے اور دعا مانگتے تو روتے اور اس طرح سسکیاں اور ہچکیاں لیتے جیسے کوئی بچہ پٹ رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو۔

❁ حضرت مولانا خلیل احمد سہار نپوریؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ حج کیلئے تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں مملکت عرب میں سفر عموماً اونٹوں پر ہوتا تھا۔ سفر کی رہنمائی اور انتظامات کے سلسلے میں جیسے آج کل معلم ہوتے ہیں اس زمانے ان کو مطوف کہتے تھے۔ آپ نے اپنے مطوف سے پہلے ہی طے کر لیا کہ ہم نے حج کو سنت کے مطابق ادا کرنا ہے لہٰذا تم کوئی ایسی ترتیب نہ بنانا جو سنت کے مطابق نہ ہو۔

منیٰ میں قیام کے دوران صبح صادق سے پہلے ہی مطوف آیا اور شور مچا دیا کہ تیار ہو جاؤ عرفات کے لئے ابھی نکلنا ہے۔ اونٹ والوں نے بھی جلدی جلدی کی رٹ لگانی شروع کر دی۔ حضرت سہار نپوریؒ دو خیموں کے بیچ میں تہجد کی نماز میں مصروف قرأت قرآن سے شغل فرما رہے تھے۔ کیا مجال ہے کہ ان کے معمول پر ذرا برابر بھی فرق پڑا ہو۔ طویل قیام اور تعدیل ارکان کے ساتھ تسلی سے اپنی نماز مکمل کی۔ سلام پھیرنے کے بعد مطوف کی طرف متوجہ ہوئے اور غصے سے فرمایا تم نے تو وعدہ کر رکھا تھا کہ سنت کے خلاف کسی کام کیلئے نہ کہو گے پھر طلوع آفتاب سے پہلے چلنے کیلئے کہنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ کہنے لگا میں کیا کروں اونٹ والے نہیں مانتے۔ اور یہ اونٹ لے کر چل دیئے تو حج فوت ہو جائے گا لہٰذا سنت کی خاطر فرض کو خطرے میں ڈالنا تو اچھی بات نہیں ہے۔ اس پر حضرت کا غصہ اور تیز ہو گیا۔ فرمایا ہم نے تمہیں مطوف مانا ہے کوئی استاد اور پیر تو نہیں بنا لیا۔ جاؤ اپنا کام کرو ہم تو سورج نکلنے سے ایک منٹ پہلے نہیں اٹھیں گے۔ ہم اپنا مال اور اور وقت صرف کر کے اتنی صعوبتوں بھرا سفر کر کے آتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تا کہ سنت کے مطابق حج ادا کریں۔تمہارے جمالوں (اونٹ والے) کے غلام بننے نہیں آتے۔ جمالوں کو اپنے اونٹوں پر اختیار ہے وہ ان کو لے جائیں۔ ہمارے اوپر ان کو کوئی اختیار نہیں کہ اٹھنے پر مجبور کریں۔تم نے بے وقت شور مچا کر ہمیں پریشان کیا اور نماز بھی صحیح طریقے سے نہیں پڑھنے دی لہذا ہم تمہیں بھی آزاد کرتے ہیں تم اپنے دوسرے حاجیوں کو لے جاؤ اور ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ ہم کوئی لولے لنگے نہیں عرفات کوئی اتنا دور نہیں ہے ہم پیدل ہی انشاء اللہ سفر کرلیں گے لیکن سنت کو نہیں چھوڑیں گے۔

تو یہ ہمارے اکابر علمائے دیو بند کی شان تھی کہ کسی حال میں بھی سنت کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ جب دل میں یہ جذبہ ہو گا کہ ہم نے جو علم حاصل کرنا ہے اس پر عمل کرنا ہے اور اپنی زندگی میں سنتوں پر عمل کرنا ہے تو اللہ رب العزت علم کا نور آپ کے سینہ میں ہمیشہ کیلئے عطا فرمادیں گے۔لیکن یاد رکھیں کہ عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کریں دنیا کی شہرت کیلئے نہ کریں۔رب کریم اپنی رضا کیلئے ہمیں نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ایک چھوٹی بچی کی نصیحت

یہ بات یاد رکھیں کہ علماء کیلئے احتیاط کی زندگی گزارنا زیادہ اہم ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ایک چھوٹی بچی نے نصیحت کی جو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔کسی نے پوچھا،حضرت !کونسی نصیحت ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بارش کا موسم تھا میں نماز پڑھنے کیلئے مسجد جا رہا تھا،راستے میں پھسلن تھی سامنے سے ایک چھوٹی سی بچی آرہی تھی، گزرتے ہوئے میں نے اس بچی سے کہا، ذرا احتیاط کرنا کہ کہیں پھسل نہ جانا۔اس نے

www.besturdubooks.wordpress.com

آگے سے جواب دیا، حضرت! میں تو احتیاط کروں گی ہی سہی مگر آپ بھی احتیاط کر لینا، کیونکہ اگر میں پھسلی تو میری ذات کو نقصان ہوگا اور اگر آپ پھسل گئے تو پھر امت کا کیا بنے گا؟ ۔ ہمارے لئے بھی یہ بات ایک نصیحت ہے آپ حضرات استقامت کے ساتھ شریعت وسنت پر عمل کریں، اللہ رب العزت اس علم وعمل کے صدقے دنیا وآخرت میں آپ کو عزتیں عطا فرمائیں گے۔

پروردگار عالم آپ سب حضرات کا یہاں آنا اور علم کیلئے کوشش کرنا قبول فرمالے اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمالے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان کی عظمت

www.besturdubooks.wordpress.com

کلمہ پڑھ لینے سے کام مکمل نہیں ہوتا بلکہ کام کی ابتداء ہوتی ہے۔انسان کلمہ پڑھ کر اسلام کی حدوں میں تو داخل ہوجاتا ہے۔لیکن ایمان کامل پیدا کرنے کیلئے اعمالِ صالحہ کو اختیار کرنا ضروری ہے۔اس کو کہتے ہیں اقرار باللسان وتصدیق بالقلب اور ایمان لانے کے بعد انسان کو انہی دو باتوں کی تلقین کی جاتی ہے۔اقرار باللسان کا درجہ تو انسان کو کلمہ پڑھتے ہی نصیب ہوجاتا ہے لیکن تصدیق بالقلب میں مراتب ہیں جو جتنے نیک اعمال کرتا ہے وہ اس بات کی اتنی ہی تصدیق کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان کی عظمت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم

یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ یہ ایک عجیب آیت ہے کیونکہ خطاب بھی ایمان والوں کو ہے یہ تو نہیں کہا یایھا الذین کفروا اے کافرو! یہ بھی نہیں کہا یایھا الذین نافقوا اے منافقو! یہ بھی نہیں کہا یایھا الذین اشرکوا، اے مشرکو! بلکہ فرمارہے ہیں یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ دوسری دفعہ ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ مفسرین نے اس کی تفسیر لکھی ہے اس کا مطلب ہے اتقو یعنی تم تقویٰ اختیار کرو۔ ایک دوسرا مطلب یہ ہے کہ اے زبان سے اقرار کرنے والو! اپنے دل سے بھی اس کی تصدیق کرلو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقرار لسانی اور تصدیق قلبی

دل سے تصدیق کرنا ایک بڑا کام ہے

تو عرب ہے یا عجم ہے تیرا لا الہ الا
لغت غریب جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

کلمہ پڑھ لینے سے کام مکمل نہیں ہوتا بلکہ کام کی ابتداء ہوتی ہے۔ انسان کلمہ پڑھ کر اسلام کی حدوں میں تو داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن ایمان کامل پیدا کرنے کیلئے اعمالِ صالحہ کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس کو کہتے ہیں اقرار باللسان و تصدیق بالقلب ۔ اور ایمان لانے کے بعد انسان کو انہی دو باتوں کی تلقین کی جاتی ہے۔ اقرار باللسان کا درجہ تو انسان کو کلمہ پڑھتے ہی نصیب ہو جاتا ہے۔ ہم کلمہ پڑھنے والے جتنے بھی ہیں سب کے سب اقرار باللسان میں سو فیصد شامل ہیں۔ لیکن تصدیق بالقلب میں مراتب ہیں جو جتنے نیک اعمال کرتا ہے وہ اس بات کی اتنی ہی تصدیق کرتا ہے لہٰذا جو کامل مومن ہو گا وہ اعمال کے ذریعے اس کی سو فیصد تصدیق کرے گا اس کا کوئی عمل بھی خلاف شرع نہ ہوگا۔

کردار کے غازی بننے کی ضرورت

قول اور فعل دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ قول سے فعل تک بات پہنچانے کیلئے کچھ کر کے دکھانا پڑتا ہے۔ زبان سے بات کہہ دینا اور چیز ہے اور عمل سے اس کو ثابت کر دینا اور چیز ہے۔ آج یہی چیز تو زیادہ توجہ طلب ہے۔ ہم قال کے تو غازی ہیں مگر اعمال میں شکست کھانے والے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

علامہ اقبالؒ نے اپنے بارے میں کہا:

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ گفتار کا غازی اور چیز ہے اور کردار کا غازی اور چیز ہے۔ بلکہ علامہ اقبال اسی نظم کے مطلع میں مسلمانوں کی حالت زار پر یوں رقمطراز ہیں۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

ایمان کی نشاندہی

دراصل ایمان کی نشاندہی انسان کے اعمال سے ہوتی ہے۔ جس قدر اعمال میں پختگی ہوتی ہے اسی قدر ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ پھر انسان کا عمل ہی تبلیغ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے خاموش تبلیغ جتنی مؤثر ہے اتنی زبانی تبلیغ مؤثر نہیں ہے

معاملات ہوں تو ایسے

آپ حیران ہوں گے کہ دنیا میں پورا ملک دو صحابہ کرامؓ کے دکان بنا لینے سے مسلمان ہو گیا۔ وہ کیسے؟...... دو صحابہ کرامؓ انڈونیشیا میں گئے وہاں جا کر انہوں نے اپنی دکان بنالی، وہ دن میں پانچ مرتبہ دکان بند بھی کرتے اور جمعہ کے دن چھٹی بھی کرتے۔ جب وہ دکان سے چلے جاتے تو لوگ ان کے انتظار میں کھڑے رہتے اور قطاریں بھی لگی رہتیں لوگ کہتے کہ ہم نے یہاں معاملات

www.besturdubooks.wordpress.com

کی صفائی دیکھی ہے لہٰذا ہم تو سودا انہی سے لیں گے۔ جب طبیعتیں مانوس ہو گئیں تو لوگوں نے ان سے پوچھا، بھئی! کیا بات ہے کہ آپ درمیان میں دکان بند کر کے چلے جاتے ہیں اور لوگ پھر بھی آپ سے سودا لینا پسند کرتے ہیں۔ آپ کو دکانداری کے یہ اصول کس نے بتائے ہیں؟

لوگوں کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے ہمیں تجارت کے یہ اصول بتائے ہیں۔ جب ان لوگوں کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ ہم بھی مسلمان بننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ لوگ مسلمان ہونا شروع ہو گئے حتیٰ کہ ان دو صحابہ کرامؓ کی برکت سے پورے ملک کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ سبحان اللہ

غور کیجیے کہ آج کل تو لوگ تقریروں اور خطبوں سے مسلمان نہیں ہوتے مگر صحابہ کرامؓ کی دکانداری سے لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔ یہ ہوتی ہے قول اور فعل میں مطابقت۔

لمحہ فکریہ

آج جو ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ہم ذرا غور کریں کہ کیا ہماری آنکھیں مسلمان بن گئیں؟ اگر یہ مسلمان بن چکی ہیں تو یہ پھر غیر محرم کی طرف نہیں اٹھیں گی۔ اگر غیر محرم کی طرف اٹھ جاتی ہیں تو ابھی مسلمان نہیں بنیں۔ کیا یہ زبان مسلمان بن چکی ہے؟ اگر بن گئی ہے تو اس سے جھوٹ اور غیبت نہیں نکل سکتی اور اگر نکلتی ہے تو پھر ابھی مسلمان نہیں بنی۔ کیا ہمارے کان مسلمان بن گئے؟ اگر یہ بن چکے ہیں تو پھر اب خلافِ شرع باتیں نہیں سن سکتے۔ اگر سنتے ہیں تو پھر ابھی نہیں بنے۔ کیا ہماری شرمگاہ مسلمان بن چکی ہے؟ اگر یہ مسلمان

www.besturdubooks.wordpress.com

بن چکی ہے تو پھر اس سے خطا نہیں ہو سکتی۔ اگر خطا ہو جاتی ہے تو پھر ابھی مسلمان نہیں بنی۔ ہم اپنے ہر ہر عضو کے بارے میں سوچیں کہ ہم نے اپنے کس کس عضو کو مسلمان بنا لیا ہے اگر ہر ہر عضو گناہوں میں لتھڑا ہوا نظر آتا ہے تو سوچئے کہ مسلمانی کس چیز کا نام ہے۔ جب یہ اعضاء انفرادی طور پر ابھی مسلمان نہیں بنے تو ہم اپنے آپ کو حقیقی معنوں میں کیسے مسلمان کہہ سکتے ہیں۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ایمان کا مقام

دل ایمان کا محل ہے جو کہ ایمان سے بھرتا ہے۔ یہ بہت بڑی دولت ہے حتیٰ کہ انسان کے پاس اس کی جان سے بھی زیادہ قیمتی دولت اس کا ایمان ہے۔ اللہ رب العزت کے ہاں ایمان کی اتنی قیمت ہے کہ اگر ساری دنیا کافروں سے بھر جائے تو وہ ایک مؤمن کے برابر نہیں ہو سکتے۔ قیامت کے دن ایک آدمی ننانوے دفتر گناہوں کے لے کر آئے گا اور اس کے مقابلے میں ایک فرشتے کے پاس ایک چھوٹی سی پرچی ہوگی۔ فرشتہ اس پرچی کو نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دے گا۔ کاغذ کا وہ پرزہ اس کے گناہوں کے ننانوے دفتروں سے بھاری ہو جائے گا۔ وہ پوچھے گا، یا اللہ! یہ کیا معاملہ ہے؟ اللہ رب العزت فرمائے گا کہ یہ تیرا ایمان ہے، اس ایمان کے مقابلہ میں زمین و آسمان کو رکھ دیا جائے تو بھی ایمان بھاری ہوگا۔ ہمیں بھی یہ چیز اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ہمارا ایمان ہماری اصل دولت اور خزانہ ہے۔ کیونکہ جب انسان کو کسی چیز کی اہمیت کا پتہ نہیں ہوتا تو وہ اسے آسانی سے گنوا دیتا ہے۔ مثلاً ڈاکو ڈاکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈال لیتے ہیں اور بندے کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

ایک دلچسپ حکایت

شیخ سعدیؒ نے ایک حکایت لکھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میں چھوٹا سا تھا تو میری والدہ نے مجھے سونے کی انگوٹھی بنوا کر دی۔ میں انگوٹھی پہن کر باہر نکلا تو مجھے ایک ٹھگ مل گیا۔ اس کے پاس گڑ کی ڈلی تھی۔ اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ یہ چکھو۔ میں نے گڑ کو چکھا تو میٹھا لگا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ اب اپنی انگوٹھی کو چکھو۔ جب میں نے اپنی انگوٹھی کو چکھا تو کچھ لذت محسوس نہ ہوئی۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ یہ بے لذت چیز دے دو اور لذت والی چیز لے لو۔ میں نے اس کی باتوں میں آکر اسے سونے کی انگوٹھی دے دی اور گڑ کی ڈلی لے لی۔

ایمان اور مشاہدہ میں فرق

یہ عاجز اس بات کو سمجھانے کی خاطر آپ حضرات سے ایک سوال پوچھتا ہے آپ اس کا جواب دیجئے گا۔ کیا آپ حضرات کا ایمان ہے کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے؟ (سامعین نے بیک زبان ہو کر کہا، جی ہاں) سب حضرات فرما رہے ہیں، جی ہاں۔ حالانکہ یہ جواب غلط ہے۔ سوال یہ تھا کہ کیا آپ کا ایمان ہے کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے اور آپ دیکھ کر فرما رہے ہیں، جی ہاں۔ میرے بھائی! دیکھ کر کہنا تو مشاہدہ کہلاتا ہے، لہٰذا یہ ایمان نہیں ہے۔ اگر یہ عاجز یہ سوال کرتا کہ کیا آپ کا ایمان ہے کہ میری جیب میں قلم ہے اور آپ مجھ پر یقین کرتے ہوئے کہ منبر پر بیٹھ کر کیوں جھوٹ بولیں گے تصدیق کر دیتے تو پھر یہ ایمان ہوتا لہٰذا اب تو یہ مشاہدہ ہے۔ ایمان اور مشاہدہ کے درمیان فرق کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی ضرورت ہے۔ دیکھنا کچھ اور چیز ہے اور بن دیکھے کسی پر اعتماد کر کے کچھ مان لینا اور چیز ہے۔ ایمان یہ ہے کہ ہم نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر اعتماد کرتے ہوئے ہر اس چیز کو تسلیم کر لیا جو وہ اپنے رب کی طرف سے لے کر آئے۔ یہ بن دیکھا سودا ہے جب دیکھ لیں گے تو پھر اس کی قیمت نہیں رہے گی۔

ایک سبق آموز حکایت

کتابوں میں ایک حکایت لکھی ہے اس سے آپ کو بات ذرا جلدی سمجھ آ جائے گی۔ ہارون الرشید کے زمانے میں بہلول دانا نامی ایک بزرگ گزرے ہیں وہ مجذوب اور صاحب حال تھے۔ ہارون الرشید ان کا بڑا احترام کرتا تھا۔ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ خاتون بھی ایک نیک اور پارسا عورت تھی۔ اس نے اپنے محل میں ایک ہزار ایسی خادمائیں رکھی ہوئی تھیں جو قرآن کی حافظہ اور قاریہ تھیں۔ اب سب کی ڈیوٹیاں مختلف شفٹوں میں لگی ہوئی تھیں۔ چنانچہ اس کے محل میں چوبیس گھنٹے ان بچیوں کے قرآن پڑھنے کی آواز آ رہی ہوتی تھی۔ اس کا محل قرآن کا گلشن محسوس ہوتا تھا۔

ایک دن ہارون الرشید اپنی بیوی کے ساتھ دریا کے کنارے ٹہل رہا تھا کہ ایک جگہ بہلول دانا کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس نے کہا، السلام علیکم بہلول دانا نے جواب میں کہا، وعلیکم السلام۔ ہارون الرشید نے کہا، بہلول! کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں ریت کے گھر بنا رہا ہوں۔ پوچھا، کس لئے بنا رہے ہو؟ بہلولؒ نے جواب دیا کہ جو آدمی اس کو خریدے گا میں اس کیلئے دعا کروں گا کہ اللہ رب العزت اس کے بدلے اس کو جنت میں گھر عطا فرما دے، بادشاہ نے پوچھا، بہلول! اس گھر کی قیمت کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دینار۔ ہارون الرشید سمجھا کہ یہ ایک دیوانے کی بڑ ہے لہٰذا وہ آگے چلا گیا۔

اس کے پیچھے زبیدہ خاتون آئیں۔ اس نے بہلولؒ کو سلام کیا۔ پھر پوچھا، بہلول! کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا، میں گھر بنا رہا ہوں۔ اس نے پوچھا، کس لئے گھر بنا رہے ہو؟ بہلول نے کہا کہ جو آدمی اس گھر کو خریدے گا میں اس کیلئے دعا کروں گا کہ یا اللہ! اس کے بدلے اس کو جنت میں گھر عطا فرما دے۔ اس نے پوچھا، بہلول! اس گھر کی کیا قیمت ہے؟ بہلول نے کہا، ایک دینار۔ زبیدہ خاتون نے ایک دینار نکال کر اس کو دے دیا اور کہا کہ میرے لئے دعا کر دینا۔ وہ دعا کروا کر چلی گئی۔

رات کو جب ہارون الرشید سویا تو اس نے خواب میں جنت کے مناظر دیکھے۔ آبشاریں، مرغزاریں اور پھل پھول دیکھنے کے علاوہ بڑے اونچے اونچے خوبصورت محلات بھی دیکھے۔ ایک سرخ یاقوت کے بنے ہوئے محل پر اس نے زبیدہ کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ ہارون الرشید نے سوچا کہ میں دیکھوں تو سہی کیونکہ یہ میری بیوی کا گھر ہے۔ وہ محل میں داخل ہونے کے لئے جیسے ہی دروازے پر پہنچا تو ایک دربان نے اسے روک لیا۔ ہارون الرشید کہنے لگا، اس پر تو میری بیوی کا نام لکھا ہوا ہے اس لئے میں نے اندر جانا ہے۔ اس نے کہا، نہیں، یہاں کا دستور الگ ہے جس کا نام ہوتا ہے اسی کو اندر جانے کی اجازت ہوتی ہے، کسی اور کو اجازت نہیں ہوتی، لہٰذا آپ کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ جب دربان نے ہارون الرشید کو پیچھے ہٹایا تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسے بیدار ہونے پر فوراً خیال آیا کہ مجھے تو لگتا ہے کہ بہلول کی دعا زبیدہ کے حق میں اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہوگئی۔ پھر اسے اپنے آپ پر افسوس ہوا کہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اپنے لئے ایک گھر خرید لیتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ وہ ساری رات اسی افسوس میں کروٹیں بدلتا رہا۔ صبح ہوئی تو اس نے دل میں سوچا کہ آج پھر میں ضرور دریا کے کنارے جاؤں گا۔ اگر آج مجھے بہلول ملے تو میں بھی ایک مکان ضرور خریدوں گا۔

چنانچہ شام کو پھر بیوی کو لے کر چل پڑا۔ وہ بہلول کو تلاش کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک جگہ بہلول بیٹھا اسی طرح کے مکان بنا رہا تھا۔ اس نے کہا، السلام علیکم! بہلول نے جواب میں وعلیکم السلام کہا۔ ہارون الرشید نے پوچھا، کیا کر رہے ہو؟ بہلول نے کہا، میں گھر بنا رہا ہوں۔ اس نے پوچھا، کس لئے؟ بہلول نے کہا، جو آدمی یہ گھر خریدے گا میں اس کے لئے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدلے جنت میں گھر عطا کر دے۔ ہارون الرشید نے پوچھا، بہلول! اس کی قیمت کیا ہے؟ بہلول نے کہا، اس کی قیمت پوری دنیا کی بادشاہی ہے۔ ہارون الرشید نے کہا، اتنی قیمت تو میں دے بھی نہیں سکتا۔ کل تو ایک دینار کے بدلے دے رہے تھے اور آج پوری دنیا کی بادشاہی مانگتے ہو۔ بہلول نے کہا، بادشاہ سلامت! کل بن دیکھے معاملہ تھا اور آج دیکھا ہوا معاملہ ہے۔ کل بن دیکھا سودا تھا اس لئے سستا مل رہا تھا اور آج چونکہ دیکھ کے آئے ہو اس لئے اب اس کی قیمت زیادہ دینی پڑے گی۔

ہماری مثال ایسے ہی ہے کہ آج ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بن دیکھے مانا ہے اس لئے جنت بڑی سستی ہے۔ لیکن جب موت کے وقت آخرت کی نشانیاں دیکھ لیں گے تو اس کے بعد پھر اس کی قیمت ادا نہیں کر سکیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمَئِذٍ بِبَنِيْهِ ۝ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ۝ وَ فَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُؤْوِيْهِ ۝ وَ مَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝ (المعارج:۱۱تا۱۴)

روزِ محشر مجرم یہ تمنا کرے گا کہ کاش! میں اپنی سزا کے بدلے میں اپنا بیٹے دے دیتا، بیوی دے دیتا، خاندان والے دے دیتا، حتیٰ کہ جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب دے دیتا اور میں جہنم سے بچ جاتا۔ فرمایا، کلا ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

سب سے زیادہ عجیب ایمان

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ جہاد سے واپس تشریف لاتے ہوئے دریا کے کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔ آپ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئے اور آپ نے اسی وقت تیمم فرمالیا۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام! وہ سامنے پانی ہے۔ فرمایا، ہاں، کیا معلوم کہ یہاں سے وہاں جانے تک میری زندگی ساتھ دے گی یا نہیں دے گی۔ اس لئے میں نے احتیاطاً تیمم کرلیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے جاکر وضو فرمایا اور نماز ادا کی۔

اس کے بعد صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے میرے صحابہؓ! یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ عجیب ایمان کن کا ہے؟ صحابہؓ نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! سب سے زیادہ عجیب ایمان فرشتوں کا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، نہیں۔ فرشتے کیسے ایمان نہیں لائیں گے، وہ تو نور سے بنے ہیں، عرش کے اوپر کے جہان کو دیکھتے ہیں اور وہ اللہ کی معصیت کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم:۶) لہٰذا ان کا ایمان

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اتنا عجیب نہیں ہے۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! پھر انبیائے کرامؑ کا ایمان بڑا عجیب ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، نہیں، اس لئے کہ انبیائے کرامؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی اترتی ہے انہیں معجزات ملتے ہیں۔ اگر انبیائے کرام ہی ایمان نہیں لائیں گے تو اور کون ایمان لائے گا۔

صحابہ کرامؓ نے حیران ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اگر ان کا ایمان بھی اتنا عجیب نہیں ہے تو پھر ہمارا ایمان عجیب ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، نہیں۔ تمہارا ایمان بھی اتنا عجیب نہیں ہے کیونکہ تم نے میرا دیدار کیا ہے، تم نے جبرائیلؑ کو اترتے دیکھا ہے اور تمہارے سامنے قرآن آیا ہے، جب تم نے اتنی نشانیاں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا بھی مشاہدہ کر لیا تو پھر تمہارا ایمان بھی اتنا عجیب نہیں ہے۔

اس کے بعد صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کس کا ایمان زیادہ عجیب ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، میرے صحابہؓ! میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے، وہ میرے پردہ فرما جانے کے سینکڑوں سال بعد پیدا ہوں گے، وہ لوگ ایسے وقت میں آئیں گے جب نہ تو وہ میرا دیدار کریں گے، نہ وہ قرآن کو اترتے دیکھیں گے اور نہ فرشتوں کو اترتے دیکھیں گے، مزید برآں ہر طرف فتنے ہوں گے شکوک وشبہات پیدا کئے جائیں گے لیکن جب علماء ان کے سامنے میری باتوں کو پیش کریں گے تو وہ میری محبت میں اس بات کو بن دیکھے مان لیں گے، ان لوگوں کا ایمان اللہ رب العزت کے ہاں بڑا ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب ہوگا۔

استقامت کی اہمیت

یقیناً یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہم نے اللہ اور رسول ﷺ کو بن دیکھے مانا ہے۔ اس مشکوٰۃ نبوت کو فروزاں ہوئے چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ آج چاروں طرف فتنے ہیں، ظلمت ہے، فساد ہے، ہر طرف لوگ ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے تیار ہیں اور آج سیدھے راستے سے ہٹانے کے لئے لوگ موجود ہیں۔ اس وقت جو ایمان کے اوپر جمار ہے وہ اللہ رب العزت کے ہاں بڑا درجے والا ہے۔

زندگی گزارنے کے دوطریقے

زندگی گزارنے کے دوطریقے ہیں۔ ایک طریقہ نظر کی زندگی گزارنا، یعنی جو کچھ آنکھ دیکھتی ہے اس کو مان لینا مثلاً آنکھ دیکھتی ہے کہ رشوت لینے میں فائدہ ہے، پیسہ آرہا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے کہ دھوکہ دے کر مال کماؤ، منافع زیادہ ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے کہ ملاوٹ کرلیں تو زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔ یعنی آنکھ دیکھتی ہے کہ ان کاموں میں زیادہ فائدہ ہے اب جو بندہ اس پر عمل کرے گا وہ گویا مشاہدہ اور نظر کی زندگی گزارنے والا ہوگا اور دوسرا طریقہ ہے خبر کی زندگی گزارنا۔ مثلاً ایک آدمی اللہ رب العزت کے حکموں کو دیکھتا ہے، کہ ملاوٹ کرنے سے منع فرمادیا گیا ہے اس لئے نقصان کو دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ رشوت لینا گناہ ہے لہٰذا وہ پیچھے رک جاتا ہے۔ اسی طرح کسی کو دھوکہ دے کر مال حاصل کرنا گناہ ہے لہٰذا وہ پھر بھی پیچھے ہٹ جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔اس کو ایمان والی زندگی بھی کہتے ہیں۔

بالفاظ دیگر خبر کی زندگی سے مراد یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے جو دین ملا اس پر آنکھیں بند کر کے عمل کر لیا جائے اور جو آدمی اپنی آنکھ سے دیکھتا پھرتا ہے شرعی یا غیر شرعی ہر طریقے سے فائدے اٹھانے کی کوشش کرتا ہے وہ نظر کی زندگی گزارنے والا ہے۔ یاد رکھنا کہ ہماری کامیابی خبر کی زندگی گزارنے میں ہے نظر کی زندگی گزارنے میں نہیں ہے۔ مثالوں سے بات واضح کرنے کی کوشش کی۔

پہلی مثال

جادوگروں سے مقابلے کے دوران سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے چاروں طرف سانپ موجود ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں فقط عصا ہے۔ اگر ایسی حالت میں عقل سے پوچھیں کہ کیا کرنا چاہئے تو عقل کہے گی کہ اپنی لاٹھی کو مضبوطی سے پکڑیں اور جو سانپ آپ کے قریب آئے یہ لاٹھی اس کے سر پہ ماریں اور اسے کچل کر رکھ دیں۔ اس طرح آپ بچ جائیں گے مگر لاٹھی کو ہاتھ سے مت چھوڑنا، اگر چھوڑ بیٹھے تو امید کا آخری سہارا بھی ختم ہو جائے گا۔ اوپر پروردگار سے پوچھیں کہ اس حالت میں مجھے کیا کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آتا ہے، اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ آپ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیجئے۔ اب عقل چیختی ہے، چلاتی ہے، شور مچاتی ہے اور کہتی ہے کہ نہیں نہیں، لاٹھی کو زمین پہ نہ ڈالنا ورنہ تمہاری امید کی آخری کرن بھی ختم ہو جائے گی۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کے پیغمبر تھے، لہٰذا انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو زمین

www.besturdubooks.wordpress.com

پر ڈالا وہ عصا اژدھا بن گیا اس نے سب سانپوں کو کھا لیا اور اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کامیاب فرما دیا۔

دوسری مثال

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دریائے نیل ہے اور پیچھے فرعون کی فوج ظفر موج ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ نے دیکھا تو کہا قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰىٓ اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (الشعراء:۶۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ نے کہا کہ اب تو ہم پکڑے گئے۔ قَالَ كَلَّا فرمایا ہرگز نہیں۔ ایک یقین بھری آواز اٹھی اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔

اب ایسے موقع پر عقل سے پوچھیں کہ بندے کو کیا کرنا چاہیے۔ عقل کہے گی کہ آگے پانی کا دریا ہے اور پیچھے انسانوں کا دریا ہے اور تم دونوں کے درمیان میں ہو۔ تمہارے ہاتھ میں صرف لاٹھی ہے تم اسے مضبوطی سے پکڑنا اور دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا، ہوسکتا ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے پوچھئے کہ رب کریم! ان حالات میں کیا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ آپ اس لاٹھی کو پانی پر ماریئے۔ عقل چیختی ہے چلاتی ہے، شور مچاتی ہے اور کہتی ہے کہ پانی پر لاٹھی مارو گے تو کیا بنے گا، اگر لاٹھی مارنی ہی ہے تو فرعون کے سر پہ مارو، پانی پہ مارنے سے کیا ملے گا؟ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہی کام کیا جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا کو پانی پر مارا تو بارہ راستے بن گئے۔ اللہ رب العزت نے ان کو کامیاب فرما دیا اور فرعون اور اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی قوم کو دریا میں غرق فرما دیا۔

تیسری مثال

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر دریا سے آگے وادیٔ تیہ میں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پانی نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لوگ پانی نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوئے اور کہنے لگے، حضرت! یہاں تو پانی بھی نہیں ہے، کیا کریں؟ اس موقع پر عقل سے پوچھیں تو عقل کہتی ہے کہ آپ کے پاس اس وقت اور تو کوئی ہتھیار نہیں ہے، صرف ایک لاٹھی ہے لہٰذا آپ اس لاٹھی کی مدد سے ایک گڑھا کھودیں، ہوسکتا ہے کہ اس گڑھے میں سے پانی نکل آئے، لیکن ذرا آہستہ آہستہ احتیاط سے کھودنا تاکہ کہیں لاٹھی ٹوٹ نہ جائے، اگر لاٹھی ٹوٹ گئی تو امید کا آخری سہارا بھی ختم ہو جائے گا۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے پوچھے کہ یا اللہ! اب کیا کرنا چاہئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میرے پیارے نبی علیہ السلام! اَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ آپ پتھر پر لاٹھی ماریئے۔ جب عقل سنتی ہے کہ پتھر پر لاٹھی ماریئے تو عقل پھر حیران ہو کر کہتی ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ پتھر پر ماریں گے تو لاٹھی بھی ٹوٹ جائے گی اور امید کا آخری سہارا بھی ختم ہو جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہ السلام نے وہی کیا جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ لہٰذا جب پتھر پر مارا تو پتھر میں سے چشمے جاری ہو گئے اور اللہ رب العزت نے ان کو کامیاب فرما دیا۔ ان مثالوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نظر کے راستے پر چلنے والے ناکام ہوتے ہیں جب کہ خبر کے راستے پر زندگی گزارنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کے حکموں کے ساتھ چمٹ جائیں

کفار نظر کے راستے پر عمل کرنے والے ہیں اور مومن مسلمان خبر کے راستے پر عمل کرنے والے ہیں۔ اس لئے یہ بات ذہن میں اچھی طرح بٹھا لیجئے کہ ہم نے دنیا کے فائدوں کو نہیں دیکھنا بلکہ ہم نے اللہ رب العزت کے حکموں کو دیکھنا ہے۔ ہمیں جو مرضی سامنے نظر آئے حتیٰ کہ بہت سے فائدے بھی نظر آئیں تو ہم ان کو ٹھوکر لگا کر اللہ کے حکموں کے ساتھ چمٹ جائیں گے۔

انسان اور آزمائش

اللہ رب العزت کی طرف سے اس دنیا میں ہر انسان پر آزمائشیں آتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ خبر کے راستے پر زندگی گزارنے والوں کو ہمیشہ کامیاب فرما دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:۲) کیا انسانوں نے یہ گمان کیا کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اگر وہ کہیں گے کہ ہم ایمان لے آئے، اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تحقیق ہم نے آزمایا ان سے پہلے والوں کو بھی فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ اور اللہ تعالیٰ کھرے اور کھوٹے کو پہچان کر رہے گا۔ لہٰذا انسان یہ گمان نہ کرے کہ ہم ایمان لے آئے اور اب ہمیں آزمایا نہیں جائے گا اور بس اتنی ہی بات کافی ہو جائے گی۔ ناں ناں ناں، بلکہ اللہ تعالیٰ آزمائیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (البقرۃ:۱۵۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم ان کو مختلف طریقوں سے آزمائیں گے اور جو ان تمام آزمائشوں میں کامیابی پائیں گے ان کو آپ بشارت سنا دیجئے۔ ثابت یہ ہوا کہ اللہ رب العزت بغیر آزمائے کسی کے ایمان کو قبول نہیں کریں گے۔

ہر حال آزمائش کا حال

اللہ رب العزت ہر انسان کو آزماتے ہیں۔ جس کے پاس پیسہ وافر ہے، پیسہ اس کے لئے آزمائش ہے۔ جو غریب ہے اس کے لئے غربت آزمائش ہے، جس کو صحت ملی ہے اس کے لئے صحت آزمائش ہے، جو بیمار ہے اس کے لئے بیماری آزمائش ہے۔ اللہ رب العزت ہر آدمی کو مختلف حالات میں رکھتے ہیں اور جس حالت میں اس کو رکھا جاتا ہے وہ اس حال میں آزمایا جا رہا ہوتا ہے تاکہ پتہ چلے کہ وہ واقعی دل سے ایمان لانے والوں میں سے ہے یا نہیں۔ جو اچھے حال میں ہو اسے چاہئے کہ شکر ادا کرے جو برے حال میں ہو اسے چاہئے کہ صبر کرے۔ شکر کرنے والا بھی جنتی اور صبر کرنے والا بھی جنتی ہوگا۔

ادلتے بدلتے دن

اللہ تعالیٰ انسان کو ہمیشہ ایک ہی حال میں نہیں رکھتے بلکہ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (آل عمران: ۱۴۰) اور ہم انسانوں کے درمیان دنوں کو پھیرتے رہتے ہیں۔ آج جس گھر میں خوشیاں منائی جا رہی ہوتی ہیں کل اسی گھر میں رونا پیٹنا ہو رہا ہوتا ہے۔ جو آج جوانی کے نشے میں مخمور ہوتا ہے کل وہی بستر علالت پر صاحب فراش ہوتا ہے۔

خوشی کے ساتھ دنیا میں ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتی ہے شہنائیاں وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

آزمائش میں ڈالنے کا مقصد

یاد رکھنا! آج اگر ہم نے برتن خرید نے ہوں تو ان کو بھی ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح ایمان کے معاملے میں بندے کو ٹھونک بجا کے دیکھتے ہیں اور بندے کے ایمان کا فوراً پتہ چل جاتا ہے۔ جو کچے یقین والے ہوتے ہیں وہ پیچھے بھاگ جاتے ہیں اور فقط وہی جمے رہتے ہیں جن کا ایمان بہت مضبوط ہوتا ہے۔

ایمان کا امتحان

آزمائشیں اللہ والوں پر بھی آیا کرتی ہیں۔ پہلے زمانے میں بھی آزمائشیں تھیں اور آج کے زمانے میں بھی آزمائشیں ہیں۔ اوپر سے بارش بند ہے، نیچے سے چشمے بند ہیں اور درختوں پہ پھل نہیں ہیں۔ ایسے میں اللہ پہ یقین کیسے رکھنا۔ دوسری طرف سے امدادوں کی بھرمار لگی ہوئی ہے اور کہا جاتا ہے کہ جلدی آجاؤ اور اللہ تعالیٰ کے دفتر سے نام کٹوا کر ہمارے دفتر میں لکھواؤ۔ ایمان کا یہاں پر مظاہرہ کرنا ہے اور کہنا ہے کہ نہیں ہم نے اللہ کو اپنا پروردگار مانا ہے۔ اس لئے ہم اپنے ایمان سے ایک انچ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔ یہ ہے ایمان کا امتحان۔ ہر دور اور ہر زمانے میں امتحان کے مختلف طریقے ہوا کرتے ہیں۔ ایک طرف بھوک پیاس نظر آ رہی ہے اور دوسری طرف مال دنیا دکھایا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ آؤ اور ہماری دعوت کو قبول کر لو۔ ہم خزانوں کے منہ کھول دیں گے۔ اب فیصلہ یہ ہونا ہے کہ یہاں پر اللہ کا بندہ کون ہے اور دنیا کا بندہ کون ہے۔ یاد رکھنا کہ ہمارا پروردگار اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو

www.besturdubooks.wordpress.com

چالیس سال تک بغیر کسی محنت کے من وسلویٰ عطا کر سکتا ہے تو وہ پروردگار ہمیں بھی رزق عطا فرما سکتا ہے۔ اس لئے ہم اس کے خزانوں پر یقین رکھتے ہیں اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ یہ ہماری بداعمالیاں ہیں جنہوں نے رزق کے دروازوں کو بند کیا ہوا ہے۔

رزق کے دروازے بند ہونے کی اصل وجہ

انسانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رزق کے دروازوں کو بند کر دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (طٰہٰ: ۱۲۴) جو اللہ کی یاد سے اعراض کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں۔ اگر ہم گناہ کرنا چھوڑ دیں تو پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق کی کتنی بہتات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ (الاعراف: ۹۶) اگر یہ بستی دیسوں والے ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ اللہ ان کو وہ نعمتیں کھلاتا جو اوپر سے اترتی ہیں اور وہ نعمتیں بھی کھلاتا جو پاؤں کے نیچے (زمین) سے نکلتی ہیں۔

آزمائش کو خندہ پیشانی سے قبول کیجئے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ہر بندے کو آزمائیں گے تاکہ کھرے اور کھوٹے کی پہچان ہو جائے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہیں ۔ ہم کمزور ہیں ، آزمائش کے قابل نہیں ہیں لیکن اگر کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آزمائش آ جائے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ پروردگار جو بوجھ سر پر رکھتا ہے پھر اسے اٹھانے کی توفیق بھی عطا فرما دیتا ہے ۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ تعالیٰ کسی کی ہمت سے زیادہ اس پر بوجھ نہیں ڈالتا ۔ کیا ہم ایک بچے کے اوپر ایک من کا بوجھ کبھی ڈالیں گے؟ نہیں ڈالیں گے ناں ۔ بلکہ کسی بچے کو کچھ وزن اٹھوانا بھی ہو تو پہلے دیکھیں گے کہ یہ بچہ اتنا وزن اٹھا بھی سکے گا یا نہیں ۔ جب ہم جیسے لوگ بھی اس بات کو دیکھتے ہیں کہ اتنا بوجھ بچے پر ڈالنا مناسب نہیں تو اللہ رب العزت بھی ہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے ۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ سر پر بوجھ بعد میں ڈالتے ہیں اور اسے اٹھانے کی ہمت پہلے دے دیتے ہیں ۔ اس لئے اگر کوئی آزمائش آ بھی جائے تو اسے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیجئے ۔ اور دل میں کہیے

تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ یہ تیری دی ہوئی چیز ہے

اس لئے آزمائش پہ ثابت قدم رہیے ۔ یہ امتحان پہلے بھی ہوئے اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے ۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ایمان افروز واقعہ

آپ کو ایک ایمان افروز واقعہ سناتا ہوں ، اسے توجہ سے سنئے گا ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَ اَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو کہ تو اپنے بچے کو دودھ پلاؤ ۔ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ اور اگر تمہیں اس کے بارے میں ڈر لگے کہ فرعون کے فوجی اس کو قتل نہ کر دیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ تو تم اسے پانی میں ڈال دینا اور آگے فرمایا يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَ عَدُوٌّ لَّهُ اس کو جو پکڑے گا وہ میرا بھی دشمن ہوگا اور اس کا بھی دشمن ہوگا۔ اور ساتھ تسلی بھی دیتے ہیں کہ وَلَا تَخَافِي ڈرنا بھی نہیں ہے۔ وَلَا تَحْزَنِي اور غمزدہ بھی نہیں ہونا۔ إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ ہم اسے تیرے پاس لوٹائیں گے۔ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ (القصص:۷) اور ہم نے تو اسے رسولوں میں سے بنایا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں ایک عورت تھیں۔ وہ ذہن میں سوچ سکتی تھیں کہ اے اللہ! اگر آپ نے اس کو رسولوں میں سے بنایا ہے تو فرعون کا کوئی فوجی ادھر آ ہی نہ سکے، یا اے اللہ! میں اسے کسی غار میں رکھ آتی ہوں اور ادھر کوئی جا ہی نہ سکے، یا میں اسے گھر کی چھت پر رکھ دیتی ہوں، تاکہ بچہ محفوظ رہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بچے کو پانی میں ڈالنا۔ عقل کہتی ہے کہ پانی میں بچہ ڈوب جائے گا۔ اچھا، اس کو صندوق میں ڈالتی ہوں، صندوق میں ڈالے گی تو اس کے اندر پانی بھر جائے گا، اگر سارے سوراخ بند کریں تو ہوا کے اندر نہ جانے کی وجہ سے آکسیجن نہیں مل سکے گی۔ جس کی وجہ سے بچہ مر جائے گا۔ عقل یہ کہتی ہے کہ یا تو یہ پانی کی وجہ سے مرے گا یا ہوا نہ ہونے کی وجہ سے مرے گا۔ تیرا بچہ باقی نہیں بچے گا۔ لیکن اس عورت نے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بھروسہ کیا اور اپنے جگر گوشہ کو دریا کے اندر ڈال دیا اور واپس آ گئی۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ فرعون اپنی بیوی کے ساتھ دریا کے کنارے ٹہل رہا تھا۔ چار سو غلام اس کے آگے پیچھے اور اردگرد تھے۔ انہوں نے جب صندوق کو دیکھا تو اٹھا لیا اور فرعون کے سامنے پیش کر دیا۔ جب صندوق کھولا

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا تو اس میں بچے کو پایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ اے پیارے موسیٰ علیہ السلام! ہم نے آپ کے چہرے پر محبت کی تجلی ڈال دی تھی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرۂ اقدس کو زیبائی عطا کر کے ایسا دلکش بنا دیا تھا کہ جو بھی دیکھتا وہ دل دے بیٹھتا۔ چنانچہ جیسے ہی فرعون کی بیوی نے دیکھا تو کہنے لگی، لَا تَقْتُلُوْهُ تم نے اسے قتل نہیں کرنا عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا یا یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں گے۔ بیوی کی بات سن کر فرعون نے سوچا کہ جب ہم اسے بیٹے کی طرح پالیں گے تو پھر یہ تو ہماری حکومت ہم سے نہیں چھینے گا۔ کیونکہ ہمارا ممنونِ احسان ہوگا۔ اس نے کہا ہے ٹھیک ہے اس کو قتل نہیں کرتے۔ اس کی عقل نے اسے دھوکہ دے دیا۔ ہزاروں بچوں کو قتل کروانے والا کتنے آرام سے دھوکہ کھا رہا ہے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ فرعون کی بیوی نے جب یہ سنا تو وہ خوش ہوگئی اور کہنے لگی قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ کہ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ فرعون نے اس کے جواب میں کہا قُرَّتُ عَيْنٍ لَّكَ یہ تیری آنکھوں کی تو ٹھنڈک ہے لَا حَاجَةَ لِيْ لیکن مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ روح المعانی میں لکھا ہے کہ جب فرعون کی بیوی نے قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ کہا تھا اس وقت اگر فرعون بد بخت صرف ہاں کر دیتا تو اس ہاں کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو بھی ایمان لانے کی توفیق نصیب فرما دیتا۔

چونکہ فرعون کی بیوی (حضرت آسیہؓ) خوش ہوئی تھیں اس لئے فرعون نے اس خوشی کی وجہ سے پر وہاں پر موجود چار سو غلاموں کو آزاد کر دیا۔ تفسیر میں ایک عجیب نکتہ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی بچپن میں تھے، مگر جب وہاں پہنچے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

چار سو غلاموں کی آزادی کا سبب بن گئے۔اسی طرح اللہ والے جس آبادی میں چلے جاتے ہیں اس آبادی کے لئے نفس اور شیطان کی غلامی سے آزادی پانے کا سبب بن جایا کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو محل میں لے جایا گیا تو انہیں دودھ پلانے کے بارے میں فکر ہونے لگی۔عورتوں نے انہیں دودھ پلانا چاہا مگر انہوں نے دودھ نہ پیا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ اور ہم نے ان پر دوسری عورتوں کا دودھ حرام فرما دیا تھا۔فرعون بڑا پریشان ہوا کہ بچہ دودھ نہیں پیتا۔اس نے کہا، کچھ اور عورتوں کو بلاؤ۔چنانچہ کئی عورتوں کو بلایا گیا۔لیکن بچے نے کسی کا بھی دودھ نہ پیا۔فرعون اور زیادہ پریشان ہوا۔اسی حال میں رات گزر گئی۔

ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بہت ہی زیادہ پریشان حال تھیں۔دکھ اور غم کے ساتھ صبح کی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا اگر ہم اس کے دل پر گرہ نہ دے دیتے اس کے دل کو سکون نہ دے دیتے تو وہ اپنا راز کھول ہی بیٹھتی۔یعنی وہ رو پڑتی اور لوگوں کو پتہ چل جاتا۔گویا اللہ تعالیٰ نے ان کو ربط قلوب عطا فرما دیا۔انہوں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ جاؤ اور اپنے بھائی کا پتہ کر کے آؤ۔چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن بھاگی گئی۔اس نے فرعون کے محل میں جا کر دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گود میں لیٹے ہوئے ہیں، عورتیں ان کو دودھ پلانے کی کوشش کر رہی ہیں اور وہ دودھ نہیں پی رہے اور فرعون بہت پریشان ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے فرعون سے کہا، هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى

اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ ٥ کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جو اس بچے کو دودھ پلائیں گے۔ وہ اس کی اچھی پرورش کریں گے اور اس کے بڑے خیر خواہ ہوں گے۔ جب اس نے یہ کہا کہ وہ اس کے بڑے خیر خواہ ہوں گے تو فرعون کو بات کھٹک گئی۔ چنانچہ وہ کہنے لگا، اچھا۔ کیوں خیر خواہ ہوں گے؟ وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھی اس لئے نہایت سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگی کہ ہم آپ کی رعایا ہیں، اگر ہم ہی خیر خواہی نہیں کریں گے تو پھر آپ کی خیر خواہی کون کرے گا؟ فرعون کہنے لگا، ہاں بات تو ٹھیک ہے، اچھا، جاؤ جس کو چاہو بلا کر لاؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن دوڑتی ہوئی گھر آئی اور کہنے لگی، امی! چلیں، بھائی دودھ نہیں پی رہا۔ چنانچہ آپ کی والدہ آئیں، انہوں نے دودھ پلانا شروع کر دیا اور بچے نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ فرعون بہت خوش ہوا کہ چلو پریشانی ختم ہوگئی۔

دو تین دن تو اس نے محل ہی میں دودھ پلایا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ میں تو اپنے گھر میں جا کر رہوں گی۔ مجھ سے تو محل میں نہیں رہا جاتا۔ فرعون کہنے لگا، اچھا۔ پھر تم اس بچے کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ اپنے گھر جا کر تم اس کو دودھ پلاتی رہنا۔ میں نے خزانے سے تمہاری تنخواہ مقرر کر دی ہے۔ لہٰذا میں ہر مہینے تمہاری تنخواہ بھیج دیا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ ہم نے اسے لوٹا دیا اس کی ماں کے پاس كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ وَلَا تَحْزَنَ اور وہ غمزدہ نہ ہو۔ وَلِتَعْلَمَ اور وہ جان لے اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ کہ اللہ کے وعدے سچے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ o لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

دوگنا انعام

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرح اللہ کے وعدے پر بھروسہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوگنا انعام دیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! دوگنا انعام کیسا؟ فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو دیکھو کہ وہ اپنے ہی بیٹے کو دودھ پلاتی تھی اور اسے خزانے سے تنخواہ بھی ملا کرتی تھی۔

ایمان کی حفاظت

ہمیں اللہ رب العزت کی ذات پر مکمل بھروسہ ہونا چاہیے۔ ہم یوں ہو جائیں جیسے ہمارے پاؤں کے نیچے چٹان ہے۔ حتیٰ کہ کوئی ہمیں سولی پر چڑھا دے یا کوئی زندہ حالت میں ہمارے جسم سے کھال اتارنے کی کوشش کرے، ہم پھر بھی دل میں ایمان کو مضبوط رکھیں۔ ہم یہ کہیں کہ تو ہمارے جسم سے جان تو نکال سکتا ہے لیکن ہمارے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتا۔

اللہ والوں کی استقامت

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں دو مسلمان کافروں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ جب کافر لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ بجائے اس کے کہ آپ ان کو قتل کریں یا کوئی اور سزا دیں۔ آپ ان لوگوں کو اس طرح قائل کریں کہ یہ آپ کے دین کو اختیار کرلیں۔ کیونکہ ان کے چہروں سے ایسی

www.besturdubooks.wordpress.com

بہادری ٹپکتی ہے کہ آپ کی فوج کے سپہ سالار بن سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کوشش کی کہ ہم کسی طرح ان کو اپنے دین کی طرف مائل کرلیں۔ پہلے انہوں نے ان کو لالچ دیئے۔ لیکن جب دیکھا کہ دال نہیں گلتی تو پھر انہیں ڈرایا دھمکایا۔ حتیٰ کہ انہیں یہ کہا گیا کہ ہم تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے، بہتر یہ ہے کہ تم ہمارے دین کو قبول کرلو۔ لیکن ان کا جواب یہی تھا۔ فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (طٰہٰ:۷۲) تو جو کرسکتا ہے تو اپنا زور لگا لے، تو کیا کرلے گا، یہی ہوگا کہ تیرے اس تکلیف دینے سے ہمیں موت آجائے گی۔

جب ان کی طرف سے یہ جواب سنا تو وہ سٹپٹا اٹھے اور پریشان ہوئے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ بالآخر زچ ہوکر انہوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ ہم ایک جگہ تیل گرم کرتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک کو اس میں ڈالتے ہیں، شاید اس کی وجہ سے دوسرا ڈر جائے اور ہمارے دین کو قبول کرلے۔ چلو دونوں نہیں تو ان میں سے ایک تو ہاتھ آہی جائے گا۔ چنانچہ تیل گرم کیا گیا اور ان دونوں کو اس کے پاس بٹھا کر ڈرایا گیا کہ اگر تم ہماری بات کو قبول نہیں کرتے تو تمہیں اس تیل کے اندر ڈال دیا جائے گا۔ جب دیکھا کہ وہ اپنی بات پر جمے ہوئے ہیں تو انہوں نے ان میں سے ایک کو اٹھا کر گرم گرم تیل میں ڈال دیا۔ ذرا تصور کیجئے کہ جب تیل گرم ہو اور اس میں گوشت ڈالا جائے تو پھر کس طرح کباب بنتا ہے اور کیا نقشہ سامنے آتا ہے۔ ان میں سے ایک جب اس طرح کباب بن گئے تو لوگوں نے دوسرے کے چہرے کے تاثرات دیکھے۔ جب اسے دیکھا تو ان کی آنکھوں میں آنسو نظر آئے۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ کچھ ڈر گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ چنانچہ وہ کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ اگر تم ہماری بات مان لو گے تو ہم تمہیں کچھ بھی نہیں کہیں گے۔ چلو پہلے کے ساتھ تو جو کچھ پیش آیا، وہ تو ہو گیا، اب اگر تم ہماری بات مان لو تو ہم تمہیں تیل میں نہیں ڈالیں گے۔ اس پر انہوں نے بادشاہ کو جواب دیا کہ شاید تو سمجھتا ہے کہ میں اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ جیسے تو نے اس کو تیل میں ڈالا ہے اسی طرح تو مجھے بھی تیل میں ڈال دے گا، ہرگز ایسا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے یہ خیال آ رہا ہے کہ میری یہ ایک ہی جان ہے، جب تم مجھے ایک دفعہ تیل میں ڈالو گے تو یہ تو ختم ہو جائے گی، کاش! کہ میرے جسم کے بالوں کے برابر میری جانیں ہوتیں، تو مجھے اتنی دفعہ تیل میں ڈالتا اور میں اتنی جانوں کا نذرانہ اپنے رب کے حضور پیش کر دیتا۔

سبحان اللہ

صنفِ نازک کی استقامت

اس عاجز کو 1994ء میں سمرقند جانے کا موقع ملا تو جامع مسجد کلاں سمرقند میں خطبۂ جمعہ دیا۔ نماز جمعہ کے بعد چند نوجوان اس عاجز کے پاس آئے اور کہنے لگے، حضرت! آپ ہمارے گھر میں تشریف لے چلیں، ہماری والدہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ اس عاجز نے معذرت کر دی کہ اتنے لوگ یہاں موجود ہیں، میں ان کو چھوڑ کر وہاں کیسے جاؤں۔ مفتی اعظم سمرقند اس عاجز کے ساتھ ہی کھڑے تھے۔ وہ کہنے لگے، حضرت! آپ ان کو انکار نہ کریں، میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا، ان کے ہاں جانا ضرور ہے۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ ہم دوستوں سے ملاقات کر کے چل پڑے۔

راستے میں مفتی اعظم بتانے لگتے کہ ان نوجوان لڑکوں کی والدہ ایک مجاہدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اور پکی مومنہ ہے۔ جب کیمونزم کا انقلاب آیا تو اس وقت وہ بیس سال کی نوجوان لڑکی تھی۔ اس کے بعد اب ستر سال گزر چکے ہیں، اس طرح اس کی عمر نوے سال ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیمونزم کے دور میں اتنا مضبوط ایمان دیا تھا کہ ادھر دہریت کا سیلاب آیا اور ادھر یہ نوجوان لڑکیوں کو دین پر جمے رہنے کی تبلیغ کرتی تھی۔ ان سے گھنٹوں بحث کرتی اور ان کو کلمہ پڑھا کر ایمان پہ لے آتی۔ ہم پریشان ہوتے کہ اس نوجوان لڑکی کی جان بھی خطرے میں ہے اور یہ دہریے قسم کے فوجی اس کی عزت خراب کریں گے اور اسے سولی پر لٹکا دیں گے۔ لہٰذا ہم اسے سمجھاتے، بیٹی! تو جوان العمر ہے، تیری عزت و آبرو اور جان کا معاملہ ہے، تو اتنا کھل کر لوگوں کو اسلام کی تبلیغ نہ کیا کر۔ مگر وہ کہتی کہ میری عزت و آبرو اور جان اسلام سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔ میری جان اللہ کے راستے میں قبول ہوگئی تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ لہٰذا یہ عورتوں کو کھلے عام تبلیغ کرتی رہتی، حتیٰ کہ سینکڑوں کی تعداد میں عورتیں دہریت سے توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہوگئیں۔ ہمیں اس کا ہر وقت خطرہ رہتا، سب علماء پریشان تھے کہ پتہ نہیں اس لڑکی کا کیا بنے گا؟ پتہ نہیں کونسا دن ہوگا جب اسے سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور اس کو سارے لوگوں کے سامنے بے لباس کر کے ذلیل و رسوا کر دیا جائے گا۔ مگر یہ نہ گھبراتی، یہ ان کو دین کی تبلیغ کرتی رہتی۔ حتیٰ کہ اس نے ستر سال تک دین کی تبلیغ کی اور یہ ہزاروں عورتوں کے ایمان لانے کا سبب بن گئی۔ اب وہ بیمار ہے، بوڑھی ہے اور چارپائی پر لگی ہوئی ہے۔ اس عورت کو آپ کے بارے میں کسی نے بتایا کہ پاکستان سے ایک عالم آئے ہیں۔ اس کا جی چاہا کہ وہ آپ سے گفتگو کرے، اس لئے میں نے کہا کہ آپ انکار نہ کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس عاجز نے جب یہ سنا تو دل بہت خوش ہوا کہ جب وہ ایسی اللہ کی نیک بندی ہے تو ہم بھی ان سے دعا کروائیں گے۔

جب ہم ان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ صحن میں ان کی چارپائی پڑی ہوئی تھی اور وہ اس پر لیٹی ہوئی تھی۔ لڑکوں نے اس کے اوپر ایک پتلی سی چادر ڈال دی۔ ہم چارپائی سے تقریباً ایک میٹر دور ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اس عاجز نے جاتے ہی سلام کیا۔ سلام کرنے کے بعد عاجز نے عرض کیا، اماں! ہمارے لئے دعا مانگئے۔ ہم آپ کی دعائیں لینے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ جب اس عاجز نے عرض کیا تو اس نے اس چادر کے اندر ہی اپنے ہاتھ اٹھائے اور بوڑھی آواز میں سب سے پہلے یہ دعا مانگی ''خدایا! ایمان سلامت رکھنا'' یقین کیجئے کہ ہماری آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ اس دن احساس ہوا کہ ایمان کتنی بڑی نعمت ہے کہ ستر سال تک ایمان پر محنت کرنے والی عورت اب بھی جب دعا مانگتی ہے تو پہلی بات کہتی ہے ''خدایا! ایمان سلامت رکھنا''۔

سب سے قیمتی دولت

ایمان کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ یہ بڑی دولت ہے جو پروردگار نے ہمیں عطا کر دی ہے۔ اس لئے ہمیں اس کی حفاظت کی ہر وقت فکر رہنی چاہئے۔ ہم اس ایمان کو قیمتی سمجھیں اور اس کے مقابلہ میں کوئی بھی چیز آئے تو اس کو ٹھوکر لگا دیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ رب العزت سے اس نعمت کی حفاظت مانگا کریں کہ اے اللہ! ہمیں اس نعمت کی حفاظت کی توفیق نصیب فرما۔ جان اتنی قیمتی نہیں، عزت اتنی قیمتی نہیں بلکہ ایمان سب سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ پر پکا ایمان رکھیں۔ ہمیں اللہ کے محبوب ﷺ نے جو کچھ بتایا، ہم اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اوپر ٹپکے رہیں۔ اس سے انسان اللہ رب العزت کے مقبول بندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

ایک نوجوان کی استقامت

سمرقند کے اسی سفر میں ایک عالم ایک نوجوان کو اس عاجز سے ملانے کے لئے لائے اور بتایا کہ یہ وہ خوش نصیب نوجوان ہے جو روسی انقلاب کے زمانے میں پانچ مرتبہ اذان دے کر کھلے عام نمازیں پڑھتا تھا۔ یہ سن کر اس عاجز کو حیرت ہوئی اور پوچھا، وہ کیسے؟ اس نوجوان نے اپنی پیٹھ پر سے کپڑا اٹھا دیا۔ ہم نے دیکھا تو اس کی پیٹھ کے ایک ایک انچ جگہ پر زخموں کے نشانات موجود تھے۔ اس عاجز نے پوچھا، یہ کیا معاملہ ہے؟

اس نے اپنی داستان بیان کرنا شروع کی۔ وہ کہنے لگا، جب میں نے پہلی مرتبہ اذان دی تو پولیس والے مجھے پکڑ کر لے گئے اور خوب مارا۔ میں جان بوجھ کر اس طرح بن گیا جس طرح کوئی پاگل ہوتا ہے۔ وہ جتنا زیادہ مارتے میں اتنا ہی زیادہ ہنستا۔ ایک وقت میں کئی کئی پولیس والے مارتے مارتے تھک جاتے مگر میں اللہ کے نام پر مار کھاتے کھاتے نہ تھکتا۔ مجھے بجلی کے جھٹکے بھی لگائے گئے مگر میں نے برداشت کر لئے۔ مجھے کئی کئی گھنٹے برف پر لٹایا گیا، مجھے پوری پوری رات الٹا لٹکایا گیا، مجھے گرم چیزوں سے داغا گیا، میرے ناخن کھینچے گئے مگر میں اس طرح محسوس کرواتا جیسے کوئی پاگل ہوتا ہے۔ میں جان بوجھ کر پاگلوں والی حرکتیں کرتا تھا۔ پولیس والوں نے ایک سال میری پٹائی کرنے کے بعد مجھے پاگل خانے بھجوا دیا۔ وہاں بھی میں نے ایک سال اسی طرح گزارا۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر نے لکھ کر دے دیا کہ یہ شخص پاگل ہے، اس کا ذہنی توازن خراب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا، یہ اپنے آپ میں ہی مگن رہتا ہے۔ لہٰذا اب اس کو دوبارہ گرفتار نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس ڈاکٹر کی رپورٹ پر مجھے آزاد کر دیا گیا۔ جب میں باہر آیا تو میں نے ایک جگہ پر چھوٹی سی مسجد نما جگہ بنائی، میں وہیں دن میں پانچ مرتبہ اذانیں دیتا اور پانچ نمازیں کھلے عام پڑھا کرتا تھا۔

اس عاجز نے بڑھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں ہوتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

یہ عاجز اس نوجوان کے چہرے کو بار بار دیکھتا اور اس کی ثابت قدمی پر رشک کرتا رہا۔

ازل سے رچ گئی ہے سربلندی اپنی فطرت میں
ہمیں کٹنا تو آتا ہے مگر جھکنا نہیں آتا

صحابہ کرامؓ کے نزدیک ایمان کی قدر

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو ایمان کی نعمت نصیب فرمائی تو انہوں نے اس کی قدر کی اور اس کی حفاظت کے لئے ہر وقت متفکر رہتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے **تعلمنا الایمان ثم تعلمنا القرآن** ہم نے پہلے ایمان سیکھا اس کے بعد پھر ہم نے قرآن سیکھا۔ میرے دوستو! وہ ایمان جو صحابہ کرامؓ نے بدر والے دن تلواروں کے سایہ کے نیچے پایا تھا آج ہم اس ایمان کو پنکھوں کی ٹھنڈی ہوا کے نیچے ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ کیا اس طرح ایمان مل جائے گا؟ نہیں بلکہ اس کے لئے محنت کرنا پڑتی ہے۔ دین کی خاطر جان مال اور سب کچھ قربان کرنا پڑتا ہے تب انسان کو ایمان کی حرات نصیب ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت کی ایک اہم ضرورت

یادرکھئے کہ آج کے دور میں اتنے فتنے موجود ہیں کہ جن لوگوں کے دلوں میں احد پہاڑ جیسا ایمان ہے وہ بھی ایسے لرزاں اور ترساں نظر آتے ہیں جیسے انہیں ہر لمحے اپنے مرتد ہو جانے کا خوف ہو۔ اور عجیب بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں ذرہ برابر ایمان ہے وہ اس کی حفاظت سے بھی غافل ہیں اور انہیں اس بات کا احساس ہی نہیں کہ ہمارے پاس کتنی بڑی دولت موجود ہے۔ اس لئے ایمان کی اہمیت کا دل میں ہونا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

شک سے بچنے کی ضرورت

کفار کی طرف سے اسلامی ملکوں میں جو تنظیمیں آتی ہیں وہ سب سے پہلے مسلمانوں کے دلوں میں شک پیدا کر دیتی ہیں۔ اور شک ایک ایسی خطرناک اور بری چیز ہے جو ایمان کی بنیاد کو ہلا کے رکھ دیتی ہے۔ اس لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی اور شرک سے پہلے شک سے پناہ مانگی،

اللھم انی اعوذبک من الشک و الشرک و الشقاق و النفاق و سوء الاخلاق

(اے اللہ! میں شک سے، شرک سے، شقاق سے، نفاق سے اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں)

اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اب یہاں غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے لا ریب فیه پہلے کہا اور ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ٥ (البقرۃ:۲) بعد میں کہا۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے کہ اگر شک رہ گیا تو ہدایت نہیں پا سکو گے۔ یہی وجہ ہے کہ جو کفر کی تحریکیں چل رہی ہیں وہ ایمان والوں کے دلوں میں شک پیدا کر دیتی ہیں اور شک پیدا کرنے سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

ایمان کے اظہار کرنے کا طریقہ

اگر آپ سے کوئی یہ پوچھے کہ کیا آپ مؤمن ہیں تو اسے جواب دیجئے انا مومن حقا میں پکا مؤمن ہوں۔ اس لئے کہ یہ اللہ رب العزت کی رحمت ہے کہ اس نے ہمیں کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس میں شک والی کیا بات ہے۔ کوئی ڈھل مل بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام شافعیؒ نے جو یہ فرمایا ہے کہ انا مومن انشاء اللہ تو انہوں نے اپنے انجام اور خاتمے پر نظر رکھ کر بات کی ہے۔ یہ علماء کا مقام ہے جب کہ ہم عوام الناس ہیں، ہمیں ایک ہی بات کرنی چاہئے کہ انا مومن حقا۔ اور یہ بات کرتے ہوئے پاؤں کے نیچے چٹان ہونی چاہئے۔

مضبوط ایمان کی نشانی

امام رازیؒ نے وجود باری تعالیٰ پر سو دلائل جمع کئے۔ ایک مرتبہ ان کی شیطان سے ملاقات ہوگئی۔ وہ شیطان سے کافی دیر مناظرہ کرتے رہے۔ اس دوران انہوں نے فرمایا کہ اے ابلیس! میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑا پکا ہے تو مجھے بہکا نہیں سکتا۔ ابلیس نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ یہ سامنے دیہاتی کھیت میں ہل چلا رہا ہے اس کا ایمان آپ سے زیادہ پکا ہے۔ آپ نے پوچھا، وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ ابھی تماشا دیکھیں۔ چنانچہ شیطان ایک اجنبی شخص کی صورت میں اس

www.besturdubooks.wordpress.com

دیہاتی کے سامنے پہنچا اور کہنے لگا کہ خدا موجود نہیں ہے۔ اس نے دو بڑی بڑی گالیاں دیں اور پاؤں سے جوتی نکالی کہ اس کی پٹائی کرے۔ ابلیس وہاں سے بھاگا اور امام رازی سے کہنے لگا، دیکھا۔ اس کا ایمان اتنا قوی ہے کہ وہ سننا گوارا ہی نہیں کرتا کہ کوئی خدا کے وجود کا انکار کرے۔ مرنے مارنے پر تل گیا۔ آپ سے میں نے بحث شروع کی آپ نے دلائل دینے شروع کیے۔ گویا یہ بات سن لی کہ خدا موجود نہیں۔ اب رہی دلائل کی بات تو میں قوی دلائل دے دوں گا تو آپ پھسل جائیں گے۔ آپ کے دل میں ذرا شک پیدا ہو گیا تو آپ ایمان سے محروم ہو جائیں گے۔

ایمان جیسے چٹان

یاد رکھنا، کہ جو چیزیں ہلکی ہوتی ہیں وہ پانی کے ساتھ بہہ جاتی ہیں۔ جیسے لکڑی، گھاس، تنکے، کاغذ وغیرہ۔ کیا چٹانیں بھی پانی کے ساتھ بہتی ہیں؟ نہیں، بلکہ وہ پانی کے رخ کو موڑ دیا کرتی ہیں۔ میرے دوستو! آج بے راہ روی، فحاشی اور عریانی کا دریا بہہ رہا ہے، آپ چٹان بن جایئے اس کے ساتھ بہنے کی بجائے اس کے رخ کو موڑ دیجئے۔

یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

الحمد للہ ہم مؤمن ہیں اس میں ہمارا کمال نہیں ہے بلکہ یہ اس کمال والے پروردگار کا کمال ہے کہ اس نے ہمیں یہ نعمت عطا کر دی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس نعمت پر پکے ہو جائیں اور پوری زندگی اسی ایمان کی محنت پر لگا دیں، پھر دیکھنا کہ اللہ رب العزت کی طرف سے کیسی مدد اور رحمت نصیب ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قلت اور کثرت کا چکر

ایمان قلت اور کثرت کو نہیں دیکھتا۔ ابھی ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ ہم بہت تھوڑے ہیں، ارے تھوڑے لوگوں کا کیا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ o (البقرۃ:۲۴۹) جب اللہ رب العزت کی مدد شامل حال ہوتی ہے تو اللہ رب العزت چڑیوں سے باز مروادیا کرتے ہیں۔ اس لئے تعداد اور وسائل کو نہ دیکھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کو دیکھیں، جب مدد اترآئے گی تو انشاءاللہ کامیابی حاصل ہوجائے گی۔

اسلام اور ایمان کی کیفیت میں فرق

اسلام لانے کا مطلب فرمانبرداری کے لئے تیار ہوجانا ہے۔ ایک منافق آدمی اگر ظاہراً کلمہ پڑھتا ہے تو اس کو مسلمان کہا جاتا ہے لیکن درحقیقت وہ ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ اسلام اور ایمان میں فقط کیفیت کا فرق ہے۔ اسلام کا تعلق ظاہر سے ہے اور ایمان کا تعلق باطن سے ہے۔ جو کوئی آدمی ریاکاری یا دھوکہ دینے کی نیت سے کلمہ پڑھے تو شرع شریف میں اس کو مسلمان سمجھا جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مومن نہیں ہوگا۔ جیسے کہ منافقین کہتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے لیکن وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْآ اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ o (البقرہ:۱۴) جب وہ اپنے شیطان دوستوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم مسلمانوں سے مذاق کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

منافقین کا احسان جتلانے کا واقعہ

بنو اسد نامی ایک قبیلہ تھا۔ اس قبیلے کے لوگوں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں آکر کلمہ پڑھا اور حضور اکرم ﷺ کے سامنے اپنے ایمان لانے کا احسان جتلانے لگے۔ درحقیقت وہ دل سے مسلمان ہوئے ہی نہیں تھے۔ مال دنیوی کی منفعت حاصل کرنا ان کا مقصد تھا۔ لہٰذا وہ کہنے لگے کہ یہ دوسرے قبیلے والے آپ سے لڑائیاں لڑتے رہے اور بعد میں مسلمان ہوئے، لیکن ہم لوگ بغیر لڑائی کے مسلمان ہو گئے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں۔ وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ اور ابھی تمہارے دلوں میں ایمان کامل پیدا نہیں ہوا وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اور اگر تم اطاعت کرو گے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تو لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـًٔا وہ کمی نہ کرے گا تمہارے کاموں میں کچھ بھی اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ (الحجرات:۱۴) بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ چیز بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے زبانی دعووں کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال سے اپنے آپ کو کیا ظاہر کرتے ہیں۔ زبان سے تو ہم دوسروں کو بھی نصیحت کر رہے ہوتے ہیں لیکن ہمارے عمل سے کتنے لوگ نصیحت پاتے ہیں۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

www.besturdubooks.wordpress.com

دین اسلام
کے محافظ

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ دین تابعین نے سیکھا اور تابعین سے تبع تابعین نے سیکھا۔ یہ ایک علمی تسلسل ہے۔ ہم تک جو دین پہنچا ہے یہ تواتر کے ساتھ پہنچا ہے۔ ہم رات کی تاریکی میں نہیں بلکہ دن کی روشنی میں بات کر رہے ہیں کہ ہمارا ایک علمی شجرہ ہے۔ یہ ایک ایسا علمی تعلق ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چلتا ہے اور ہمارے ان اساتذہ تک پہنچتا ہے جن سے ہم نے دین سیکھا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دین اسلام کے محافظ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ○

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

سعادتوں کا مخزن

نبی علیہ الصلوۃ والسلام اس دنیا میں دو چیزیں لے کر آئے۔ ایک روشن کتاب اور دوسری چیز روشن دل۔ ایک چمکتا ہوا دل اور دوسرا دمکتے ہوئے اخلاق، ایک علم کامل اور دوسرا عمل کامل۔ کائنات کی جتنی بھی سعادتیں ہیں وہ علم اور عمل کے اندر ہی رکھی گئی ہیں۔

انحطاط کا دور

آج کا دور علم اور عمل کے انحطاط کا دور ہے۔ ہماری نوجوان نسل علمی طور پر اور عملی طور پر دین سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ ہر آنے والا دن یہ فاصلے بڑھاتا جا رہا ہے۔ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گواہی

نبی علیہ الصلوۃ والسلام اللہ رب العزت کی طرف سے جو دین لے کر آئے

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ نے اس کو ٹھیک ٹھیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچا دیا۔ حتیٰ کہ جب حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع سے گواہی مانگی تو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم نے تصدیق کی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا، اے اللہ! گواہ ہو جایئے۔ اے اللہ! گواہ ہو جایئے۔

نبی اکرم ﷺ کے علم و عمل کے محافظ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محبوب ﷺ سے اس دین کو سیکھا اور اس کو عملی جامہ پہنایا۔ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و عمل دونوں کے محافظ بنے۔ انہوں نے دین کو اپنے دماغ میں بھی محفوظ کیا اور اپنے اعضاء و جوارح میں عمل کی شکل میں بھی محفوظ کیا۔ گویا علم سینوں میں بھی محفوظ ہوا اور سفینوں میں بھی محفوظ ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کی محافظ تھی۔ وہ عشاق کا مجمع تھا، اللہ تعالیٰ کی چنی ہوئی جماعت تھی۔ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کچھ کرتے دیکھتے تھے وہ خود بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنتوں پر عمل کرنے کا اس حد تک شوق ہوتا تھا کہ ان کی چال ڈھال اور گفتار رفتار ہر چیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک طریقے کے مطابق ہوتی تھی۔ باہر ملکوں سے تجربہ کار اور جہاں دیدہ قسم کے لوگ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کیلئے آتے تھے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محفل میں تشریف فرما ہوتے تھے مگر سب لوگ اپنے ظاہر اعمال و افعال، گفتار و رفتار اور شخصیت میں اس قدر ایک جیسے ہوتے تھے کہ ان کو پوچھنا پڑتا تھا کہ آپ میں سے اللہ کے نبی ﷺ کون ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ نقل اصل کے اتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

قریب ہو چکی تھی اور تابع اپنے متبوع کے اتنا قریب ہو چکے تھے کہ دونوں کے درمیان فاصلے سمٹ چکے تھے جس کی وجہ سے لوگوں کو پہچان نہیں ہوتی تھی۔

آقا اور غلام میں حیران کن مماثلت

ہجرت کے موقع پر جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ جاتے ہیں تو وہاں کے دیدہ ودانش رکھنے والے لوگ دونوں حضرات کو آتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ پہچان نہیں کر پاتے کہ ان میں آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔ کیونکہ وہ دونوں ظاہری رفتار و گفتار اور کردار میں ایک جیسے نظر آ رہے تھے۔ حتیٰ کہ مدینے کے لوگ آگے بڑھ کر سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ بھی مصافحہ کرتے رہے کیونکہ انہوں نے سوچا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تھکے ہوئے ہیں اس لئے ان کو مزید نہ تھکنا پڑے۔ پھر جب سورج نکلا اور اس کی کرنوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک کے بوسے لئے تب وہ لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ جس کو وہ اللہ کا نبی سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے وہ اٹھے اور انہوں نے اپنی چادر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے اوپر تان دی۔ تب پتہ چلا کہ آقا کون تھا اور غلام کون تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اتباع سنت

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حج کے سفر پر چلے۔ راستے میں انہوں نے اپنی سواری کو ایک جگہ پر روکا، نیچے اترے اور ویرانے میں ایک طرف کو اس طرح گئے جیسے کوئی آدمی قضائے حاجت کے لئے جاتا ہے، پھر ایک جگہ پر بیٹھ گئے۔ لگتا یوں تھا کہ فراغت حاصل کرنے کے لئے بیٹھے ہیں، مگر وہ فارغ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہوئے بلکہ ایسے ہی واپس آ گئے اور اونٹ پر بیٹھ کر آگے چل پڑے۔ ساتھیوں نے پوچھا، حضرت آپ کے اس عمل کی وجہ سے ہمیں رکنا پڑا ہے حالانکہ آپ کو فراغت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ فرمانے لگے کہ میں اس لئے نہیں رکا تھا کہ مجھے ضرورت تھی۔ بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ میں نے ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ اسی راستے سے سفر کیا تھا۔ اسی جگہ پر میرے محبوب ﷺ رکے تھے اور آپ ﷺ نے اس جگہ پر جا کر قضائے حاجت سے فراغت حاصل کی تھی۔ میرا جی چاہا کہ میں بھی محبوب ﷺ کے اس عمل کے مطابق اپنا عمل کرلوں۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ وہ نبی علیہ السلام کی اداؤں کے کتنے محافظ تھے۔ وہ جو کچھ بھی محبوب ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا ان کو کرتے ہوئے دیکھتے تھے۔ اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔

فرمان نبوی ﷺ کا لحاظ

مسجد نبوی ﷺ کا ایک دروازہ تھا۔ جہاں سے اکثر عورتیں آیا کرتی تھیں اور جب عورتیں نہیں ہوتی تھیں تو کبھی کبھی مرد بھی اس دروازے سے آجایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، کتنا اچھا ہوتا کہ اس دروازے کو عورتوں کے لئے چھوڑ دیا جاتا۔ یہ سن کر مردوں نے اس دروازے سے آنا چھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان الفاظ کو سننے کے بعد پوری زندگی میں کبھی بھی اس دروازے سے مسجد نبوی ﷺ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ سبحان اللہ، ان کا ایک ایک کام نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اداؤں کا مظہر ہوا کرتا تھا۔ اللہ رب العزت نے ان کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ایسا عشق عطا فرمایا تھا کہ ان کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ہر ہر بات یاد رہتی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے اپنے دماغوں میں بھی اس علم کو یاد رکھا اور اپنے جسم کے اعضاء پر بھی اس علم پر عمل کے ذریعے سے یادیں تازہ رکھیں۔

ایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ اور اتباع سنت

ایک صحابی رضی اللہ عنہ حبشہ کے رہنے والے تھے۔ وہ جب بھی نہا کر نکلتے تو ان کا جی چاہتا تھا کہ میں بھی اپنے سر میں اسی طرح درمیان میں مانگ نکالوں جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نکالا کرتے ہیں۔ لیکن حبشی نژاد ہونے کی وجہ سے ان کے بال گھنگھریالے، چھوٹے اور سخت تھے اس لئے ان کی مانگ نہیں نکل سکتی تھی۔ وہ اس بات کو سوچ کر بڑے اداس سے رہتے تھے کہ میرے سر کو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک سر کے ساتھ مشابہت نہیں ہے۔ ایک دن چولہا جل رہا تھا۔ انہوں نے لوہے کی ایک سلاخ لے کر اس آگ میں گرم کی اور اپنے سر کے درمیان میں اس سلاخ کو پھیر لیا۔ گرم سلاخ کے پھرنے سے ان کے بال بھی جلے اور جلد بھی جلی۔ اس سے زخم بن گیا۔ جب زخم درست ہوا تو ان کو اپنے سر کے درمیان میں ایک لکیر نظر آتی تھی۔ لوگوں نے کہا، تم نے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی؟ وہ فرمانے لگے کہ میں نے تکلیف تو برداشت کر لی ہے لیکن مجھے اس بات کی اب بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ میرے سر کو اب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سر کے ساتھ مشابہت نصیب ہوگئی ہے۔

ہمارا علمی شجرہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ دین تابعین نے سیکھا اور تابعین سے تبع تابعین نے سیکھا۔ یہ ایک علمی تسلسل ہے۔ ہم تک جو دین پہنچا ہے یہ تواتر کے ساتھ پہنچا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ ہم رات کی تاریکی میں نہیں بلکہ دن کی روشنی میں بات کر رہے ہیں کہ ہمارا ایک علمی شجرہ ہے۔ یہ ایک ایسا علمی تعلق ہے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چلتا ہے اور ہمارے ان اساتذہ تک پہنچتا ہے جن سے ہم نے دین سیکھا ہے۔

علمائے کرام کا فرض منصبی

اللہ رب العزت نے دین متین کی حفاظت کی ذمہ داری امت کے علماء اور مشائخ کے کندھوں پر ڈال دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ رب والے یعنی اللہ والے و الاحبار حبر کی جمع ہے۔ جس کا معنی ہے علماء یعنی عالم باللہ اور عالم بکتاب اللہ۔ ان کا فرض منصبی کیا ہے بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ (المائدہ: ۴۴)۔ انہوں نے اللہ رب العزت کی کتاب کی حفاظت کرنی ہے۔ چنانچہ جیسے دریا کے پل کے اوپر چوکیاں بنی ہوئی ہوتی ہیں اور وہ پولیس اس کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح ان علماء نے قرآن پاک کی ہر آیت پر ڈیرے ڈالے ہیں، جھگیاں بنائی ہیں اور تن من دھن کی بازی لگا کر ان کی حفاظت کی ہے۔

علمائے کرام کسی آدمی کو نہ تو کسی بھی آیت کی ظاہری حالت میں تبدیلی کرنے کی اجازت دیں گے اور نہ ہی اس کے معانی غلط لینے کی اجازت دیں گے۔ اگر کوئی ایسی ناپاک جسارت کرے گا تو یہ احقاق حق اور ابطال باطل کر کے دکھائیں گے۔ یہ ان علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اوپر والوں سے علم سیکھیں اور آنے والوں تک پہنچائیں۔ اسی طرح یہ دین اس امت میں چلتا رہا ہے۔ الحمدللہ اس علمی تسلسل کا ایک بہت بڑا پس منظر ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نوجوان نسل

مدارس میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ آج کی کوئی نئی اختراع نہیں ہے۔ یہ انہی اکابرین سے سیکھی ہوئی باتیں ہیں جو آنے والی نسلوں کو پڑھائی جاتی ہیں۔ اس لئے ہر مؤمن پر دو طرح کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک تو خود دین سیکھنا اور دوسرا اپنی آنے والی نسل کو دین سکھانا۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ آج یہ امت اپنی نوجوان نسل کو فرنگی تہذیب کی بھٹی میں جھونک چکی ہے۔ آپ صبح کے وقت دیکھتے ہوں گے کہ سینکڑوں بچے اور بچیاں شگفتہ اور تر و تازہ چہروں کے ساتھ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جا رہے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کتنے فیصد طلباء ایسے ہوتے ہیں جو مدارس میں تفسیر یا حدیث کا علم سیکھنے کے لئے جا رہے ہوتے ہیں۔ کوئی نسبت بھی نہیں بنتی۔ ہم اپنی اولادوں کو انگریزی تعلیم کیوں دلواتے ہیں؟ اس لئے کہ یہ ضرورت زندگی ہے اور ہم نے ان کو دینی تعلیم کیوں دلوانی ہے؟ اس لئے کہ یہ مقصد زندگی ہے۔ لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ ضرورت زندگی کے لئے پوری قوم اپنے بچوں کو روزانہ باقاعدگی کے ساتھ بھیجتی ہے اور بچوں کو مقصد زندگی سکھانے کے لئے کبھی توجہ ہی نہیں دیتے۔

دنیاوی تعلیم تو ہر گھر کے بچے سکولوں کالجوں، گرائمر سکولوں، انگلش سکولوں اور سائنس کالجز میں باقاعدگی سے حاصل کرتے ہیں لیکن باقاعدہ دینی تعلیم نہیں سیکھ پا رہے۔

ہماری نوجوان نسل کا دین سنا سنایا ہوتا ہے۔ یاد رکھیں کہ سنے سنائے دین کی جڑیں گہری نہیں ہوتیں۔ ان کو اگر کوئی زیادہ باتونی بندہ مل جائے گا تو وہ ان کا رخ پھیر دے گا۔ اسی وجہ سے نوجوان وہ فتنوں میں الجھ جاتے ہیں اور ہمیشہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔ یہ آفت ان پر اس لئے آن پڑتی ہے کہ انہوں نے دین با قاعدہ سیکھا نہیں ہوتا۔

انہوں نے دیں کہاں سیکھا بھلا جا جا کے مکتب میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

لوگ دین دنیا برابر برابر کا نعرہ تو لگا دیتے ہیں لیکن عملی طور پر پوری اولاد کو دنیا کی تعلیم سکھا رہے ہوتے ہیں۔ دینی تعلیم کے لئے بچپن میں ناظرہ قرآن پاک پڑھانے کو کافی سمجھتے ہیں۔ اللہ اللہ خیر صلیٰ۔ اس طرز عمل کا نتیجہ انتہائی ناگفتہ بہ نکلتا ہے۔

بی اے پاس لڑکی کی زبوں حالی

ہمارے جامعہ میں ایک لڑکی آئی۔ اس وقت اس کی عمر بائیس سال تھی۔ وہ بی اے کر چکی تھی۔ اس نے جامعہ کی پرنسپل صاحبہ سے کہا کہ میری امی میری شادی کرنا چاہتی ہے۔ میں آپ کے پاس اس لئے آئی ہوں کہ آپ مجھے غسل کے مسائل سمجھا دیں۔ انہوں نے پوچھا، کہ آپ تو تقریباً پندرہ سال کی عمر میں جوان ہوئی ہوں گی؟ اس نے کہا، جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ پندرہ سال کی عمر سے لے کر اب تک آپ ہر مہینے غسل بھی کرتی ہوں گی۔ اس نے کہا نہیں میں با قاعدہ غسل تو نہیں کیا کرتی تھی۔ بس جیسے دوسرے نہاتے تھے ویسے ہی میں بھی نہا لیتی تھی۔ مجھے تو یہ نہیں پتہ تھا کہ غسل بھی کرنا ہوتا ہے۔ اب اس نوجوان لڑکی کے نو سال جو ناپاکی میں گزرے اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں گی اور تلاوت بھی کی ہو گی۔ لیکن جب غسل ہی ٹھیک نہیں تھا تو یہ گناہ کس کو ہوا ہو گا؟ یقیناً اس کے ماں باپ کو ہوا ہو گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ماں باپ کے خلاف مقدمہ

اس لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم خود بھی اپنی اولاد کے سامنے عملی نمونہ بن کر دکھائیں اور انہیں بھی دین سیکھنے پر لگائیں۔ اگر دین سیکھنے پر نہیں لگائیں گے تو وہ قیامت کے دن ہم پر مقدمہ دائر کر دیں گے قرآن عظیم الشان گواہی دیتا ہے کہ روز محشر جب ان بچوں کو عذاب کے لئے بھیجا جائے گا تو وہ کہیں گے رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ اے پروردگار! ہم نے اپنے بڑوں کی پیروی کی ...... مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں ماں باپ کی طرف اشارہ ہے۔ بیٹی کہے گی کہ اے پروردگار! میرے ماں باپ نے کہا تھا کہ بیٹی! کمپیوٹر کے کورس کرلو، میں نے کر لئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا، بیٹی! لیڈی ڈاکٹر بن کے دکھادو، میں بن گئی تھی۔ انہوں نے کہا تھا، بیٹی! تم اب ایم اے کر چکی ہو لہٰذا اب ایم ایڈ بھی کر کے دکھادو، میں نے کرلیا تھا۔ اے اللہ! انہوں نے جو لائن دی تھی ہم نے وہ پوری کر کے دکھائی۔ اگر یہ دنیا کے علوم کی لائن دے سکتے تھے تو یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ بیٹی! تم قرآن پاک ترجمے کے ساتھ پڑھ کے دکھاؤ، تم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کا علم حاصل کر کے دکھاؤ۔ اے اللہ! اگر وہ ہمیں یہ کہتے تو ہم کر کے دکھاتے۔ انہوں نے ہی ہمیں راستے سے بھٹکا دیا تھا۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ اے اللہ! ان کو دوگنا عذاب دیجئے۔ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (الاحزاب: ۶۸) اور اے اللہ! ان پر لعنتوں کی بارش برسا دیجئے۔ کیونکہ وہ خود بھی ڈوبے تھے اور ہمیں بھی لے ڈوبے تھے۔ اب بتایئے کہ جب اولاد کہہ رہی ہوگی کہ اے اللہ! ہمارے ماں باپ کو دوگنا عذاب دیجئے اور ان پر لعنتوں کی بارش برسا دیجئے تو پھر ہماری

www.besturdubooks.wordpress.com

نمازیں کس کام آئیں گی۔ اس لئے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دین خود بھی سیکھیں اور اپنی آنے والی نسلوں تک دین کو پہنچائیں۔

حفاظت دین کی اصل وجہ

ہر دور میں دین پر بڑے حملے ہوئے کبھی کفار کی طرف سے اور کبھی اندر کے منافقین کی طرف سے۔ لیکن جہاں سے بھی حملہ ہوا علماء کی جماعت نے ان تمام سوراخوں کو بند کر دیا۔ انہوں نے جانی اور مالی قربانی دے کر دین کی حفاظت فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ آج چودہ سو سال کا طویل عرصہ گذرنے کے بعد بھی دین اپنی اصلی حالت میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ یہ دین ہم تک حلوے کھا کھا کر نہیں پہنچا بلکہ قربانیوں کے ذریعے پہنچا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی دلداری

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ تک جو دین پہنچایا اس میں محبوب ﷺ کو کتنی قربانی دینی پڑی۔ ذرا کتابیں کھول کے دیکھ لیجئے۔ ہمارے آقا ﷺ کو راتوں کو نیند ہی نہیں آتی تھی۔ سینہ گھٹتا محسوس ہوتا تھا اور خود اللہ رب العزت ان کو تسلیاں دیتے تھے۔ فرماتے تھے۔ وَ اصْبِرْ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا محبوب ﷺ! آپ صبر فرما لیجئے۔ آپ ہمارے آنکھوں کے سامنے ہیں۔ وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ اپنے رب کے لئے آپ صبر کر لیجئے، وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ وَ لَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○ (النحل: ۱۲۸،۱۲۷) کیونکہ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کی حالت یہ ہوتی تھی کہ راتوں کو روتے رہتے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور مبارک آنسوؤں کی لڑیاں موتیوں کی طرح نیچے گرتی چلی جاتی تھیں۔ نہ صرف یہی بلکہ لمبے لمبے سجدے فرمایا کرتے تھے۔

ابوجہل کو دعوت اسلام

کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ ابوجہل کے گھر تین ہزار مرتبہ چل کر تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ بارش اور طوفان تھا، لوگ ڈر کے مارے گھروں میں دبکے پڑے تھے۔ ابوجہل کے دروازے پر دستک ہوئی۔ دستک سن کر ابوجہل نے اپنی بیوی سے کہا، لگتا ہے کہ آج کوئی بڑا ہی ضرورت مند اس برے موسم میں ہمارے گھر کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے، اچھا پتہ کرتا ہوں کہ کون ہے؟ میں اس کا سوال پورا کردوں گا۔ ابوجہل باہر نکلا تو دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ کھڑے تھے۔ اس نے پوچھا، آپ اس وقت میں آئے......!!! اللہ کے محبوب ﷺ فرمانے لگے کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کو اب دین کے لئے موم کردیا ہو۔

صبر کی انتہاء

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ کے بازار میں سے گزر رہے تھے۔ چند نوجوانوں نے اللہ کے محبوب ﷺ کو دیکھا اور کہا، اچھا۔ یہی وہ آدمی ہیں جو ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کے محبوب ﷺ کو گھیر لیا۔ ان میں سے کسی بدبخت نے آپ ﷺ کے عمامہ مبارک کو کھینچا، کسی شقی القلب نے آپ ﷺ کے موئے مبارک کو کھینچا، کسی نے کپڑے کو کھینچا۔ انہوں نے اللہ کے محبوب ﷺ کو بہت پریشان کیا، مکہ کے ان کمینوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ایک کمینے نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور پر تھوک دیا۔ اس کو دیکھ کر دوسرے نے تھوکا، حتیٰ کہ سب کمینوں نے تھوکا۔ انہوں نے اسی پر بس نہ کی بلکہ ان میں ایک بدبخت نے مٹی لے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور پر پھینک دی۔ جس کی وجہ سے والضحیٰ والے چہرۂ انور پر کیچڑ سا بن گیا۔ اتنا پریشان کرنے کے بعد جب وہ تھک گئے تو وہ کہنے لگے، اچھا ہم دوبارہ آپ سے پوچھیں گے کہ آپ ہمارے لات ومنات کو کیسے برا کہتے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ خبیث چلے گئے۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کو پتہ چلا تو وہ پیالے میں پانی لے کر آئیں۔ جب انہوں نے ابا حضور کے چہرۂ انور پر کیچڑ بنا ہوا دیکھا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو تسلی دی اور فرمایا، بیٹی! آپ رونہیں، جس دین کو تیرا باپ لے کر آیا ہے، ایک وقت آئے گا کہ وہ ہر کچے اور پکے مکان میں پہنچ کر رہے گا۔

بیٹی ہو تو ایسی......!!!

اللہ کے محبوب ﷺ فاقے برداشت فرمایا کرتے تھے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ اپنے گھر میں کھانا کھا رہی تھیں۔ انہیں کوئی خیال آیا اور آدھی روٹی لپیٹ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے تشریف لائیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ سے ملیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا، بیٹی فاطمہ! کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں نے روٹیاں پکائی تھیں، سب کے حصے میں ایک ایک روٹی آئی تھی، جب میں روٹی کھانے لگی تو میرے دل میں خیال آیا، فاطمہ! تو خود تو کھا رہی ہے، پتہ نہیں کہ تیرے والد گرامی کو کچھ

www.besturdubooks.wordpress.com

کھانے کو ملا ہوگا یا نہیں۔ لہٰذا میں نے آدھی روٹی کھائی ہے اور بقیہ آدھی روٹی آپ کو ہدیہ کے طور پر پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ سبحان اللہ! ایسی بیٹی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو عطا فرمائے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روٹی کے اس آدھے حصے کو لیا اور اور ایک ٹکڑا اپنے مبارک منہ میں ڈال کر فرمایا، فاطمہ! مجھے قسم ہے اس رب ذوالجلال کی جس کے قبضہء قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، تین دن سے میرے منہ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا نہیں گیا۔ اللہ اکبر! اللہ کے محبوب ﷺ نے یوں مشقتوں سے دین پہنچایا۔

حضرت بلالؓ پر ظلم وستم

صحابہ کرامؓ کو بھی بے حد تکلیفیں دی گئیں۔ حضرت بلالؓ کو کتنی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ سخت گرمی کے موسم میں تپتی ریت پر لٹا کر اوپر چٹان رکھ دی جاتی تھی۔ مگر اتنے ظلم وستم کے باوجود بھی احد احد کہتے تھے۔

سیدہ زنیرہؓ پر ظلم وستم

سیدہ زنیرہؓ کو بڑھاپے کی حالت میں اتنا مارا گیا کہ ان کی بینائی چلی گئی۔ ابوجہل نے کہا، دیکھا! لات اور منات نے تمہاری بینائی کو چھین لیا۔ سیدہ زنیرہؓ نے پہلے تو اس تکلیف کو برداشت کرلیا تھا لیکن جب ابوجہل نے کہا کہ لات نے تمہاری بینائی کو چھین لیا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئیں۔

وہ روتے روتے کمرے میں چلی گئیں اور سجدے میں سر ڈال کر پروردگار عالم سے فریاد کرنے لگیں کہ پروردگار! انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ میری بینائی زائل ہوگئی۔ میں نے آپ کی خاطر ہر تکلیف کو برداشت کرلیا، اب یہ مجھے طعنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دے رہے ہیں کہ لات نے تیری بینائی کو زائل کر دیا ہے۔ اے مالک! جب بینائی نہیں تھی تب بھی آپ نے ہی دی تھی اور جب تھی تو آپ نے ہی واپس لی تھی۔ میرے مولا! میری بینائی واپس عطا فرما دیجئے۔ ابھی انہوں نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بینائی دوبارہ عطا فرما دی۔ سبحان اللہ

دشمنان دین کے سامنے سیسہ پلائی دیواریں

یہ دین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ کرامؓ تک پہنچا اور صحابہ کرامؓ سے آگے ہم تک پہنچا۔ یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ ہر دور اور ہر زمانے میں چلتا رہا۔ وقت کے بادشاہوں اور مفاد پرست لوگوں نے اس دین کے خزانے پر ڈاکے ڈالنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اس کو اپنی من مرضی کے مطابق موڑنے کی کوشش کی کہ یہ دین ہماری خواہشات کا مجموعہ بن جائے، مگر اللہ رب العزت ان علمائے کرام کو جزائے خیر دیں جو ان کے سامنے چٹان بن کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم تمہیں دین کے احکام میں ردو بدل کرنے کی اجازت دیں۔ اس مشن میں انہیں بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑیں۔

حضرت سعید بن جبیرؒ کی استقامت

ایسا بھی ہوا کہ حجاج بن یوسف کے سامنے حضرت سعید بن جبیرؒ کھڑے ہیں۔ حجاج کہتا ہے کہ میں ابھی تمہیں فنا فی النار کرتا ہوں۔ مگر استقامت کے پہاڑ سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ میں تجھے دوزخ اور جنت کا مالک نہیں سمجھتا۔ جی ہاں وہ ایسے تھے جو نڈر ہو کر جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام اعظم ابو حنیفہؒ پر ظلم وستم

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل کے اندر سے نکلا۔ ان کو Slow Poison دی گئی۔ کیونکہ حکام دیکھ رہے تھے کہ ان کے شاگردوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لہٰذا انہیں خدشہ تھا کہ کہیں وہ ہمارے لئے Threat (خطرہ) نہ بن جائیں۔

امام مالکؒ کی جرأت

امام مالکؒ سے فتویٰ پوچھا گیا انہوں نے حکام کی مرضی کے مطابق فتویٰ نہ دیا۔ ان کو سزا کے طور پر گدھے پر بٹھایا گیا اور ان کے چہرے پر سیاہی مل دی گئی۔ پھر وقت کے حاکم نے حکم دے دیا کہ انہیں مدینہ میں پھراؤ۔ لہٰذا مدینہ منورہ کے امام اور فقیہہ کے چہرے کو سیاہ کر دیا گیا اور گدھے پر بٹھا کر پھرایا گیا۔ اب حضرت امام مالکؒ کی جرأت دیکھئے کہ کہ فرمانے لگے، لوگو! تم میں سے جو پہچانتا ہے کہ میں امام مالک ہوں وہ تو پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا ہو بھی سن لے میں انس کا بیٹا مالک ہوں۔ ولا یخافون لومۃ لائم دین کے معاملے میں انہوں نے ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پرواہ نہ کی۔

امام احمد بن حنبلؒ پر ظلم وستم

امام احمد بن حنبلؒ کو مسئلہ خلق قرآن میں ایسے سخت کوڑے لگائے گئے کہ وہ کوڑے ہاتھی کو بھی لگائے جاتے تو وہ بھی بلبلا اٹھتا۔ ان کے جسم پر جہاں کوڑے لگے وہاں کا گوشت مردہ ہو گیا۔ اس گوشت کو قینچی کے ساتھ کاٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

کر وہاں مرہم لگایا گیا۔ وہ دین کی حفاظت کے لئے یوں استقامت کے ساتھ ڈٹے رہے۔

چراغ ایمان کی ضوفشانی

دین کو مٹانے کے لئے کفر کی اتنی آندھیاں چلیں مگر اللہ رب العزت نے پھر بھی ایمان کے چراغ کو جلائے رکھا۔

شکستہ دل سے جو آہ نکلے تو فرش کیا عرش کانپ اٹھے گا
درِ قفس جو وا نہ ہوگا تو ایک دن ٹوٹ کر رہے گا
کسی کے روکے سے حق کا پیغام کب رکا ہے جو اب رکے گا
چراغ ایمان تو آندھیوں میں جلا کیا ہے جلا کرے گا

انگریز کے دور میں مسلمانوں کے پاس وسائل نہیں تھے۔ علماء نے چٹائیوں پہ بیٹھ کر زندگی گزار دی۔ محترم جماعت! انسان اپنی غربت تو برداشت کر لیتا ہے مگر اولاد کی غربت کو دیکھنا بہت مشکل ہے...... مگر ان علماء نے خود بھی چٹائیوں پر زندگی گزار دی اور اپنی اولادوں کو بھی اسی طرح مشقتوں سے نمٹنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کیا، گویا ان کے لئے بھی انہی چٹائیوں کو پسند کیا۔ یہ کوئی معمولی قربانی نہیں ہے۔ انہوں نے قدم قدم پر عوام الناس کو بتایا کہ ہم اس دین کو سینے سے لگائے رکھیں۔

برصغیر میں فرنگیوں کے ظلم وستم کی انتہاء

جب 1857ء کی جنگ آزادی انگریز نے جیتی تو اس نے مسلمانوں کے گرد شکنجہ کس دیا۔ انہوں نے مبصرین کو بلوایا اور ان سے کہا کہ تجزیہ کر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں بتاؤ کہ مسلمانوں کی تحریکیں کیسے ختم کریں۔ ان مبصرین نے تجزیہ کر کے تین باتیں بتائیں اور کہا کہ اگر تم یہ تین کام کر لو تو مسلمانوں کی تحریک ختم ہو جائے گی۔

(۱) مسلمانوں سے قرآن چھین لو

(۲) علماء کو ختم کر دو۔

(۳) عوام الناس کو انگریزی تعلیم اس انداز سے دو کہ انہیں اپنے رنگ میں رنگ لو۔

چنانچہ انگریز نے سب سے پہلے قرآن مجید کے لاکھوں نسخے ضبط کر لئے۔ پھر انہوں نے علماء کے لئے باقاعدہ تحریک چلائی۔ اور چودہ ہزار علماء کو پھانسی دی۔ ''انگریز کے باغی مسلمان'' کتاب میں لکھا ہے کہ دہلی سے لے کر پشاور تک جی ٹی روڈ کے اردگرد پیپل اور بڑ کے بڑے بڑے درختوں کے اوپر پھندا لٹکایا گیا۔ علماء کو ان پر پھانسی دی جاتی اور ان کی لاشوں کو لٹکنے دیا جاتا۔ کوئی اتارنے والا نہیں ہوتا تھا۔ کئی کئی دنوں تک لاشیں لٹکتی رہتی تھیں تاکہ عوام الناس کے دلوں میں یہ خوف بیٹھ جائے کہ ہم جو مرضی بنیں مگر عالم نہیں بنیں گے۔

بادشاہی مسجد کے دروازے پر پھانسی کا پھندا لٹکایا گیا۔ ڈیوٹی بدل بدل کر علماء کو یکے بعد دیگرے چوبیس گھنٹے پھانسی دی جاتی تھی۔ ایک عالم کو لٹکایا جاتا، جب تک اس کی لاش پھڑکتی رہتی اس وقت تک لوگ منظر دیکھتے رہتے۔ جب اس کی لاش ٹھنڈی ہو جاتی تو پھر دوسرے عالم کو لٹکایا جاتا۔

باغ (آزاد کشمیر) میں منگ کے علاقے میں اب بھی ایک ایسا درخت موجود ہے جس پر دو حضرات سبز علی اور رملی کو لٹکا کر ان کے زندہ جسم سے کھال

www.besturdubooks.wordpress.com

اتار لی گئی تھی۔اس عاجز کو بعض علماء نے جا کر وہ درخت دکھایا بھی ہے۔

ایک پر تشدد سفر

مولانا جعفر تھانیسریؒ اپنی کتاب ''تاریخ کالا پانی'' میں لکھتے ہیں کہ ہمارا علماء کا ایک قافلہ تھا۔انگریز نے اس قافلے کو دہلی سے لاہور بھیجا۔مگر جس انگریز نے دہلی سے لاہور بھیجا اس نے ہمیں فقط ہتھکڑیاں لگائیں لہٰذا ہم بڑے اطمینان سے اللہ اللہ کرتے ہوئے دہلی سے لاہور پہنچ گئے۔لیکن لاہور جیل کا انچارج بہت ہی جابر اور متشدد قسم کا آدمی تھا۔اس نے کہا، یہ مولوی آرام کے ساتھ سفر کر کے یہاں آگئے !!! اب میں ان کو سبق سکھاؤں گا کہ یہ ہمارے ساتھ کیسے غداری کرتے ہیں اور ہمارے نمک حرام بنتے ہیں۔چنانچہ اس نے ریل گاڑی کے اندر چھوٹے چھوٹے کیبن بنوائے اور ہر کیبن میں چاروں طرف کیل لگوائے۔وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے بیٹھنے کی جگہ کے چاروں طرف ایک ایک دو دو انچ کے فاصلے پر کیل لگے ہوئے تھے۔ان کیبنوں میں ہمیں بٹھایا گیا۔جب ریل گاڑی چلتی اور پیچھے جھٹکا لگتا تو ہمارے جسم پر پیچھے کیل چبھ جاتے۔جب دائیں طرف جھٹکا لگتا تو دائیں طرف کیل چبھ جاتے، جب بائیں طرف جھٹکا لگتا تو بائیں طرف کیل چبھ جاتے۔چلتی ہوئی گاڑی پر ہمیں پتہ نہیں ہوتا تھا کہ بریک لگنی ہے یا نہیں۔جب یکدم بریک لگتی تو ہمارے ان زخموں پر پھر کیل چبھتے۔فرماتے ہیں کہ وہیں پسینہ بھی نکلتا اور خون بھی بہتا۔سو بھی نہیں سکتے تھے۔ہمیں انہوں نے لاہور سے ملتان بھیجنا تھا۔یہ تکلیف دہ سفر ایک ماہ میں طے ہوا۔اور ہم پورا مہینہ دن کو بھی بیٹھے رہتے اور رات کو بھی بیٹھے رہتے۔اسی جگہ پر ہمارا پیشاب پاخانہ بھی نکل جاتا تھا۔مگر ہمارے لئے پانی

www.besturdubooks.wordpress.com

وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوتا تھا جس کی وجہ سے بدبو بھی بہت زیادہ تھی۔ اتنی سخت سزا اس لئے دی کہ ہم تنگ آ کر کہہ دیں کہ جی آپ جو کچھ کہتے ہیں ہم مان لیتے ہیں۔ مگر قربان جائیں ان کی عظمتوں پر کہ انہوں نے یہ تکلیف تو برداشت کر لی مگر انہوں نے فرنگی کی بات کو ماننا پسند نہ کیا۔

فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ کے اتنے پر مشقت سفر کے بعد جب ہم ملتان پہنچے تو وہاں پر موجود حاکم نے کہا کہ ان لوگوں کو ہم کل پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیں گے۔ جب ہم نے پھانسی کی خبر سنی تو ہمارے دل خوش ہوئے کہ اب ہمیں اپنا مقصود نصیب ہو جائے گا۔

اگلے دن وہ جب ہمیں پھانسی دینے کے لئے آیا تو اس نے دیکھا کہ ہمارے چہروں پر رونق تھی۔ کیونکہ تھکاوٹ ختم ہو چکی تھی۔ ہمارے تر و تازہ چہروں کی رعنائی دیکھ کر وہ کہنے لگا، او ملاؤ! تمہارے چہرے پر مجھے تازگی کیوں نظر آ رہی ہے؟ ہم میں سے ایک نے جواب دیا کہ ہمارے چہرے اس لئے تر و تازہ ہیں کہ آپ ہمیں پھانسی دیں گے تو ہمیں شہادت نصیب ہو جائے گی۔ جب اس نے یہ بات سنی تو وہ وہیں سے واپس اپنے دفتر چلا گیا اور اس نے اپنی بڑی اتھارٹیز سے رابطہ کیا اور بتایا کہ یہ تو خوش ہیں کہ ان کو پھانسی دے دی جائے۔

چنانچہ اس نے واپس آ کر اعلان کیا کہ او ملاؤ! تم خوش ہو کر موت مانگتے ہو لیکن ہم تمہیں موت بھی نہیں دینا چاہتے، ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں کالا پانی بھیج دیا جائے۔ اس جگہ پر پہنچ کر مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر لکھا۔ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا
کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے رہ گئی

ایک صبر آزما لمحہ

فرماتے ہیں کہ اس سے بھی بڑی قربانی کا وقت وہ آیا جب وہ ہمیں کالا پانی بھیج رہے تھے اس وقت انہوں نے منصوبہ بندی کے تحت ہمارے بیٹوں، بیٹیوں، بیویوں اور باقی چھوٹے بڑوں کو بلوالیا اور ہمیں زنجیروں میں باندھ کر اور بیڑیاں پہنا کر ان کے سامنے پیش کیا اور ان سے کہا کہ تم انہیں منالو، اگر یہ کہہ دیں کہ ہم فرنگی کے غدار نہیں ہیں تو ہم انہیں ابھی تمہارے ساتھ گھر بھیج دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اب بیوی بھی رو رہی تھی، بیٹی بھی رو رہی تھی، میرا ایک چھوٹا بیٹا بھی رو رہا تھا اور میرے ساتھ لپٹ کر کہہ رہا تھا کہ ابو! آپ یہ کہہ کیوں نہیں دیتے، بس آپ کہہ کر ہمارے ساتھ گھر چلیں۔ فرماتے ہیں کہ میرے لئے اس سے بڑا صبر آزما لمحہ کوئی نہیں تھا۔ جب میرا بیٹا بہت زیادہ رویا تو میں نے اپنی بیوی کو اشارہ کیا کہ بچے کو سینے سے لگاؤ اور اس بچے سے کہا، بیٹا! اگر زندگی رہی تو تمہارا باپ تمہیں دنیا میں آ کر ملے گا اور اگر نہ رہی تو پھر قیامت کے دن حوض کوثر پر ہماری ملاقات ہوگی۔

میں سلام کرتا ہوں ان علماء کی عظمت کو، میں سلام کرتا ہوں ان کی استقامت کو جنہوں نے اس قدر قربانیاں دے کر دین کی کشتی کو بحر ظلمات کے بھنور سے محفوظ رکھا اور الحمدللہ ہمارے پاس آج یہ دین محفوظ حالت میں موجود ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تعلیم نسواں کی اہمیت

آج نوجوان نسل کو دین پہنچانے کا سب سے بہترین طریقہ اپنی بیٹیوں کو دینی تعلیم دلوانا ہے۔ یہ عاجز ذمہ داری سے کہتا ہے کہ اگر کسی بندے کے دو بچے ہوں، ایک بیٹا ہو اور ایک بیٹی ہو اور اس کے وسائل اتنے ہوں کہ وہ ان دو میں سے کسی ایک کو پڑھا سکتا ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹی کو دین کی تعلیم پہلے دلوائے، اس لئے کہ

''مرد پڑھا فرد پڑھا، عورت پڑھی خاندان پڑھا''

جب ایک بچی دین کی تعلیم حاصل کر لیتی ہے تو پھر پورے گھر کے ماحول پر اس کا اثر ہوا کرتا ہے۔

لڑکوں کے بگاڑ کی وجہ

آج چونکہ گھروں میں عورتوں میں دینی تعلیم کی کمی ہوتی ہے اس لئے بچے بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ آج کا باپ بیٹیوں کو آنکھ دکھا کر گھر کا پابند بنا لیتا ہے مگر اپنے بیٹوں پر اس کا کوئی حکم نہیں چلتا۔ جس گھر کو بھی دیکھیں لڑکے باپ کے نافرمان نظر آئیں گے۔ پھر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ پڑھ سکے، نہ نوکریاں کرتے ہیں نہ بات مانتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کو دین نہیں پڑھایا گیا۔

تعلیم نسواں میں ایک بڑی رکاوٹ

آج اگر مدارس میں پڑھنے کے لئے بیٹیاں تیار ہوتی ہیں تو ماں باپ

رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ یونیورسٹی کے ہاسٹل میں ان کو اکیلا رکھتے ہیں حالانکہ وہاں کسی قسم کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی کہ وہاں اس کا کیا معاملہ بنے گا۔ اس کے برعکس پرہیزگاری کے ماحول میں جہاں عورتیں پڑھاتی ہیں وہاں بیٹی کو لانے کے لئے رکاوٹیں ڈالتے ہیں کہ جی لوگ کیا کہیں گے کہ بیٹی کو مدرسے بھیجتے ہیں۔ یہ فقط اپنے اندر کا روگ ہوتا ہے۔ شیطان ایسا کام نہیں کرنے دیتا۔

وراثت نبوی ﷺ کی حفاظت

ہمیں چاہئے کہ ہم اس وقت یہ نیت کر لیں کہ اپنی اولادوں کو باقاعدہ دین کی تعلیم دلوائیں گے۔ اس سے ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس لائی ہوئی نعمت کی حفاظت میں شریک ہو جائیں گے جس کی خاطر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک آنسو بہائے تھے۔ اور جس کی خاطر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک خون بہا۔ اس نعمت کی حفاظت کی وجہ سے ہم بھی قیامت کے دن سرخرو ہو جائیں گے۔

مسلمانوں کی کمزوری

ہم نہ صرف اپنی اولادوں کو دین کی تعلیم دلائیں بلکہ ان کو دین آگے پہنچانے کی بھی تعلیم دیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، بدء الاسلام غریباً و سیعود غریبا اسلام ابتدا میں بھی بے یارومددگار تھا اور قرب قیامت میں یہ ایک بار پھر بے یارومددگار ہو جائے گا۔ لوگ اس کا یہ معنی سمجھ لیتے ہیں کہ اسلام کمزور ہو جائے گا۔ نہیں نہیں اسلام کمزور نہیں ہے بلکہ اسلام آج بھی اتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی طاقتور ہے مگر مسلمان کمزور ہیں...... جو اسلام کا رونا روتا ہے وہ دراصل اپنی مسلمانی کا رونا روتا ہے...... اسلام یقیناً اسی طرح مضبوط اور محفوظ ہے جیسے صحابہؓ کے دور میں محفوظ تھا۔ آج الحمدللہ ہمارے پاس قرآن بھی ہے، ت بھی ہے، حدیث بھی ہے، اور ہر چیز محفوظ بھی ہے۔ لیکن آج یہ چیزیں بے یارومددگار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزی تعلیم کی سرپرستی کے لئے نیچے سے اوپر تک حکومتی لوگ سب تیار ہیں، لیکن مدارس کے لئے کوئی پلاننگ نہیں۔ اب بتایئے کہ دین بے یارومددگار ہو چکا ہے یا نہیں۔ مسلمانوں کے اپنے گھروں میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنتوں کو ذبح کیا جاتا ہے اور اس پر دکھ کھانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ بیٹا اگر کسی مضمون میں فیل ہو جائے تو باپ اس کو گھر سے نکالنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اگر وہی بیٹا سنت نہیں رکھتا یا فرض نماز نہیں پڑھتا یا مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے نہیں جاتا تو باپ اس کو گھر سے نہیں نکالے گا۔ جو بیٹا کما کر لاتا ہے، حلال یا حرام، وہ ماں باپ کی آنکھ کا تارا ہوتا ہے۔ آج ہماری یہ حالت ہے۔ اس لئے ہم اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے خود بھی دین سیکھیں اور دوسروں کو بھی دین سیکھنے کی ترغیب دیں۔

حفاظت دین کے قلعے

یہ جامعات آج کے دور میں دین کی حفاظت کے قلعے ہیں، بچوں کے ہیں یا بچیوں کے، ان جامعات سے رابطہ رکھئے اور دینی تعلیم پانے کے لئے اپنی اولادوں کو بھیجئے۔ ان کی ہر طرح سے معاونت کیجئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے

www.besturdubooks.wordpress.com

قدموں کو جما دے گا۔ کیا مطلب؟ معاذ اللہ، کیا اللہ تعالیٰ کے خزانے کو چور اور ڈاکو پڑ گئے ہیں جو مدد کی ضرورت پڑی نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو جما دے گا۔ آج ہر بندہ اللہ کی مدد کو اترتے محسوس نہیں کر رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم دین کی مدد نہیں کر رہے۔ اگر یہ دین کی مدد کرتے تو قرآن کہتا ہے کہ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ کہ وہ تمہارے قدموں کو زمین میں جما دیتے۔ تو ہمارے لئے دین و دنیا کی کامیابی اسی میں ہے کہ ہم خود بھی دیندار بنیں اور اپنے بچوں کو بھی دیندار بنانے کی کوشش کریں۔

اللہ رب العزت ہم سب کا یہاں آنا قبول فرمالے اور اس کے بدلے ہمیں اپنے بخشش کیے ہوئے گناہگاروں میں شامل فرمالے۔ (آمین ثم آمین)

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

استقامت کی
فضیلت

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ چیزیں وزن میں اتنی ہلکی ہوتی ہیں کہ وہ پانی
کے ساتھ بہہ جاتی ہیں مثلاً کاغذ، لکڑی اور گھاس
پھوس وغیرہ۔ لیکن کچھ چٹانیں ہوتی ہیں جو پانی
کے ساتھ بہتی نہیں ہیں بلکہ وہ پانی کا رخ موڑ دیتی
ہیں۔ ہم مومن ہیں اس لئے ہم گھاس پھوس اور
تنکے نہ بنیں بلکہ ہم چٹان بن جائیں اور بہتے
ہوئے پانی کا رخ پھیر دیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

استقامت کی فضیلت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ. نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ○

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

شریعت پر چلنے میں تین رکاوٹیں

شریعت وسنت کے راستے پر چلتے ہوئے انسان کو تین قسم کی رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ سب سے پہلے نفس کی طرف سے رکاوٹ ہوتی ہے۔ نفس چاہتا ہے کہ میری ہر خواہش پوری ہو۔ جس طرح چھوٹا بچہ ضد کرتا ہے کہ میری ہر بات پوری ہونی چاہئے اسی طرح انسان کا نفس بھی ہر کام میں ضد کرتا ہے کہ میری چاہت پوری ہونی چاہئے۔

دوسری رکاوٹ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ بھی نیکی کے راستے سے ہٹا کر انسان کو گناہ کے راستے پر لگاتا ہے۔ وہ روڑے اٹکاتا ہے اور گناہوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ رشوت لینے والے کے دل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈالتا ہے کہ تم یہ رشوت اپنے لئے تو نہیں لے رہے، آخر بیوی بچوں کا پیٹ پالنا بھی تو فرض ہے، گویا اس کے سامنے وہ گناہ کو ہلکا کر کے پیش کرتا ہے۔ انسان جھوٹ بولتا ہے مگر وہ انسان کے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تو نے مصلحتاً جھوٹ بولا ہے۔ یہیں سے آدمی کی ''مصلحتاً'' جھوٹ بولنے کی عادت بن جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کا نام'' جھوٹوں کے دفتر'' میں لکھوا دیتے ہیں۔ شیطان کے گُر ہر بندے کی مناسبت سے ہوتے ہیں۔ دنیادار کے لئے اس کی مناسبت سے اور دیندار کے لئے اس کی مناسبت سے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ شیطان ایک ایسا دشمن ہے جو نہ تو رشوت قبول کرتا ہے اور نہ ہی کوئی سفارش قبول کرتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ شیطان کو رشوت دے دیں اور وہ آپ کی جان چھوڑ جائے یا آپ تھوڑی دیر کے لئے اس کی خوشامد کر لیں اور وہ کہے کہ اچھا، آج کے بعد میں آپ کو تنگ نہیں کروں گا۔

تیسری رکاوٹ انسانوں کی طرف سے آتی ہے۔ کبھی رشتہ دار دین کے راستے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ کسی کی شخصیت یا اس کی شکل وصورت اچھی لگی اور وہ دل میں بس گیا۔ اب سارا دن اسی کی سوچیں غالب رہتی ہیں۔ روگ پالا ہوتا ہے اور دن رات اسی خیال میں مر رہے ہوتے ہیں۔ کسی کو خواہشات نفسانی کی وجہ سے بھائی بنایا مگر وہ قصائی ہوتا ہے۔ کبھی اہل خانہ دین کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ کئی نوجوان چاہتے ہیں کہ ہم سنت کے مطابق اپنا چہرہ بنائیں مگر ان کی بیوی رکاوٹ بن جاتی ہے۔ کئی ماں باپ نہیں چاہتے کہ گھر میں ٹی وی ہو لیکن بچے ٹی وی نکالنے ہی نہیں دیتے۔ یہ انسان کو ظاہر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بہت ہی قریبی ہوتے ہیں، جگر کے ٹکڑے ہوتے ہیں، آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ دشمنی کررہے ہوتے ہیں کیونکہ شریعت کے خلاف عمل پر آمادہ کررہے ہوتے ہیں۔

ان تینوں رکاوٹوں کو دور کر کے شریعت پر عمل کرتے رہنے کا نام ''مجاہدہ'' ہے۔ یہ مجاہدہ مومن کو ساری زندگی کرنا پڑتا ہے۔

استقامت کا مفہوم

''استقامت'' مطلب ہے ''کسی بات پر ڈٹ جانا، جم جانا، ٹھہر جانا'' اللہ رب العزت کو استقامت بہت زیادہ پسند ہے۔ استقامت تو یہ ہوگئی کہ مسجد میں بیٹھ کر توبہ کی، پھر مسجد کے باہر قدم رکھا تو بھلے بازار میں شکلیں اور صورتیں نظر آرہی ہوں مگر وہ ان کی طرف دھیان ہی نہ دے اور سوچے کہ میں نے اب سچی پکی توبہ کر لی ہے اس لئے میری آنکھ اب کسی نامحرم کی طرف نہیں اٹھے گی۔ اسی طرح ارادہ کرلیا کہ جھوٹ نہیں بولنا، اب ہر مصلحت کو ایک طرف رکھ دے اور جھوٹ نہ بولے۔ شیطان کہتا ہے کہ مصلحت ہے، جھوٹ بولو گے تو فائدہ ہوگا جب کہ رحمٰن کا وعدہ یہ ہے کہ سچ بولو گے تو فائدہ ہوگا۔

مشائخ کے ساتھ نسبت کی برکت

آج اس استقامت کی کمی ہے۔ سالکین اکثر اپنے حالات سناتے ہیں کہ توبہ تو کرتے ہیں مگر وہ توبہ چند دن بھی ساتھ نہیں دیتی۔ بار بار توبہ ٹوٹتی رہتی ہے۔ یہ بھی ایک اچھی علامت ہے کہ بار بار توبہ تو کرتے ہیں۔ یہ مشائخ کے ساتھ نسبت کی برکت ہوتی ہے کہ کہ بار بار توبہ کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیونکہ چنگاری اندر ہی اندر سلگ رہی ہوتی ہے، انہیں گناہ میں سکون نہیں ملتا، ان کا ضمیر ملامت کررہا ہوتا ہے کہ میں جو کچھ کررہا ہوں برا کررہا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی شاخ ہری ہے۔ جس طرح زمین میں لگا ہوا پودا ہرا ہو تو امید ہوتی ہے کہ اس کی کونپلیں پھوٹ آئیں گی، بالکل اسی طرح جس کا رابطہ اپنے مشائخ کے ساتھ پکا ہو اس کی شاخ ہری ہوتی ہے۔ اس پر کسی وقت بھی کونپل پھوٹ سکتی ہے، استقامت کی زندگی گزارنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی مدد اترتی ہے۔ یاد رکھیں کہ جس آدمی میں استقامت نہیں ہوتی وہ اللہ کی نظر میں مردود ہوتا ہے۔

درخت کے ساتھ ایک عجیب مکالمہ

ایک مرتبہ حضرت سری سقطیؒ جا رہے تھے، دوپہر کا وقت تھا، انہیں نیند آئی۔ وہ قیلولہ کی نیت سے ایک درخت کے نیچے سو گئے۔ کچھ دیر لیٹنے کے بعد جب ان کی آنکھ کھلی تو انہیں ایک آواز سنائی دی۔ انہوں نے غور کیا تو پتہ چلا کہ اس درخت میں سے آواز آ رہی تھی جس کے نیچے وہ لیٹے ہوئے تھے۔ جی ہاں، جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو ایسے واقعات رونما کر دیتے ہیں۔ درخت انہیں کہہ رہا تھا، یا سری ! کن مثلی، اے سری! تو میرے جیسا ہو جا۔ وہ یہ آواز سن کر بڑے حیران ہوئے۔ جب پتہ چلا کہ یہ آواز درخت سے آ رہی ہے تو آپ نے اس درخت سے پوچھا، کیف اکون مثلک کہ اے درخت! میں تیرے جیسا کیسے بن سکتا ہوں؟ درخت نے جواب دیا، ان الذین یرمونني بالاحجار فارمیھم بالاثمار اے سری! جو لوگ مجھ پر پتھر پھینکتے ہیں میں ان لوگوں کی طرف اپنے پھل لوٹاتا ہوں۔ اس لئے تو بھی میرے جیسا بن

www.besturdubooks.wordpress.com

جا۔ وہ اس کی یہ بات سن کر اور بھی زیادہ حیران ہوئے۔ مگر اللہ والوں کو فراست ملی ہوتی ہے لہٰذا ان کے ذہن میں فوراً خیال آیا کہ اگر یہ درخت اتنا ہی اچھا ہے کہ جو اسے پتھر مارے، یہ اسے پھل دیتا ہے تو پھر اللہ رب العزت نے درخت کی لکڑی کو آگ کی غذا کیوں بنایا؟ لہٰذا انہوں نے پوچھا کہ اے درخت! اگر تو اتنا ہی اچھا ہے تو فکیف مصیرک الی النار؟ یہ بتا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے آگ کی غذا کیوں بنا دیا؟ اس پر درخت نے جواب دیا، اے سری! میرے اندر خوبی بھی بہت بڑی ہے مگر اس کے ساتھ ہی ایک خامی بھی بہت بڑی ہے۔ اس خامی نے میری اتنی بڑی خوبی پر پانی پھیر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو میری وہ خامی اتنی ناپسند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگ کی غذا بنا دیا۔ میری خامی یہ ہے کہ فاملیت بالھوا ھکذا جدھر کی ہوا چلتی ہے میں ادھر کو ہی ڈول جاتا ہوں، یعنی میرے اندر استقامت نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کو استقامت کا حکم

کئی لوگ تو اس بات کے مصداق ہوتے ہیں

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

وہ بیچارے رسم و رواج کے مطابق چل رہے ہوتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے استقامت کی زندگی گزاریں۔ شریعت ہمیں اسی چیز کا حکم دیتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حم سجدہ: ۳۰) پھر وہ اس بات پر جم گئے۔ نہ صرف یہی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو فرماتے ہیں فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَکَ آپ اس بات

www.besturdubooks.wordpress.com

پر ڈٹ جایئے جس کا آپ کو حکم دیا، اور جو آپ کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں وہ بھی ڈٹ جائیں۔

قرآن اور عزت

جو بندہ استقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل پیرا ہونے کے لئے ڈٹ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پشت پناہی فرماتے ہیں۔ قرآن عظیم الشان ہماری عزتوں اور غلبے کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ لہذا جو فرد قرآن مجید پر عمل کرے گا وہ فرد عزتیں پائے گا اور جو جماعت اس پر عمل کرے گی وہ جماعت عزتیں پائے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسباب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس اسباب میں سے بہت ہی معمولی چیزیں پاس ہوتی تھیں۔ مگر کتنی عجیب بات ہے کہ وہ دشمن کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار کھڑے ہوتے تھے۔ پورے لشکر کے پاس دو تلواریں تھیں، کچھ ایسے بھی تھے جن کے ہاتھوں میں درختوں کی ٹہنیاں تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ بدر کے میدان میں جب ہم نے کفار کے نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے تو ہمیں یوں محسوس ہوا کہ ہمیں تو موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا ہے۔ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ (الانفعال:٦) لیکن اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلے پست نہ کئے بلکہ استقامت کے ساتھ لڑنے کی توفیق عطا فرمائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرامؓ کی آزمائش

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو بہت زیادہ آزمایا۔ علماء نے لکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی آزمائش پہلی امتوں کی آزمائشوں سے بہت زیادہ تھی۔ اسی لئے پھر ان کو انعام بھی پہلی امتوں کی نسبت زیادہ ملا۔ عام دستور بھی یہی ہے کہ جب پیپر سخت ہوتا ہے تو پھر انعام بھی بڑا ہوتا ہے۔ پہلی امتوں پر جو آزمائشیں آئیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کو اتنا آزمایا گیا کہ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ (البقرہ:۲۱۴) ان پر تنگ دستی اور پریشانی اتنی آئی اور اتنا جھنجھوڑا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے ساتھ جو ایمان لانے والے تھے وہ سب پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ جان لو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ یعنی ان کو اتنا آزمایا گیا کہ ان کے لئے زُلْزِلُوْا کا لفظ استعمال کیا گیا۔

ایک آزمائش صحابہ کرامؓ پر بھی آئی اس آزمائش کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مؤمنوں پر ایک ایسا وقت آیا کہ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا۔ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی آزمائش پہلی امتوں کی آزمائش کی نسبت زیادہ تھی۔ کیونکہ ان کے لئے ایک لفظ زلزلوا استعمال کیا گیا مگر صحابہ کرامؓ کے لئے تین الفاظ استعمال کئے گئے چونکہ صحابہ کرامؓ کا امتحان بھی بڑا تھا اس لئے ان کو انعام بھی بڑا ملا۔

گرتے وقت تھامنے والی ذات

استقامت کے ساتھ شریعت مطہرہ پر عمل کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ کیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

مدد فرماتے ہیں؟ اسے ایک مثال سے سمجھئے۔ ایک چھوٹے سے بچے کو والد کھڑا کر کے کہتا ہے کہ بیٹے! میرے پاس آیئے۔ والد کو پتہ ہے کہ یہ کمزور ہے اور کم عمر ہے۔ اسے یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ یہ گر جائے گا۔ لہٰذا والد تیار ہوتا ہے کہ اگر یہ قدم اٹھائے گا اور میری طرف آنے کی کوشش کرے گا تو میں اس کو گرنے نہیں دوں گا۔ اس لئے جب بچہ قدم اٹھاتا ہے اور گرنے لگتا ہے تو والد اس کو فوراً اٹھا کر سینے سے لگا لیتا ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت بھی بندے کو اپنی طرف بلاتے ہیں کہ شریعت کے راستے پر چلتے ہوئے میرے پاس آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کہ اس راستے میں تین رکاوٹیں بھی ہیں اور ان رکاوٹوں کی وجہ سے بندہ گر بھی سکتا ہے لیکن اگر یہ میری طرف آنے کی نیت ٹھیک کر لے گا اور پھر نیک نیتی کے ساتھ قدم اٹھائے گا تو پھر میں اس بندے کو گرنے نہیں دوں گا بلکہ گرنے سے پہلے پہلے اپنے اس بندے کو اپنا وصل عطا فرما دوں گا۔

استقامت کے سامنے پہاڑ کی حیثیت

ہمارا کام نیک نیتی کے ساتھ شریعت کے راستے پر قدم اٹھانا ہے۔ اگر ہمارے راستے میں رکاوٹوں کے پہاڑ بھی آئیں گے تو اللہ رب العزت ان پہاڑوں کو بھی ہٹا دیں گے۔ ایک آدمی نے خواب دیکھا، اسے کہا گیا کہ اگر تم اللہ کے راستے میں نکلو اور تمہیں جو چیز سب سے پہلے نظر آئے اور اگر تم اسے کھا لو تو تمہیں بڑے درجات مل جائیں گے۔ اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اس کی نیت کر لی۔ لہٰذا جب وہ صبح اٹھ کر شہر سے باہر نکلا تو اس کی پہلی نظر پہاڑ پر پڑی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ میں پہاڑ کو تو نہیں کھا سکتا لیکن خواب میں شرط یہ تھی کہ جو چیز پہلی دفعہ نظر آئے اگر اس کو کھاؤ گے تو تمہیں بڑے درجات

www.besturdubooks.wordpress.com

ملیں گے۔ کبھی تو اس کے دل میں خیال آتا کہ میں پہاڑ کو کھا ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا مجھے آگے جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور کبھی خیال آتا کہ نہیں، جانا میرا کام ہے، اللہ تعالیٰ آسان کر دیں گے۔ چنانچہ وہ آدمی چلتا رہا، چلتا رہا لیکن اللہ کی شان کہ وہ جیسے جیسے پہاڑ کی طرف قدم اٹھاتا رہا ہر قدم پر پہاڑ چھوٹا ہوتا گیا حتیٰ کہ جب یہ شخص قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہاں گڑ کی ایک چھوٹی سی ڈلی پڑی ہوئی تھی۔ اس نے اسے اٹھا کر منہ میں ڈال لیا...... تو استقامت کے ساتھ قدم اٹھانے پر اللہ تعالیٰ پہاڑ کو بھی گڑ کی ڈلی بنا دیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فتوحات کا راز

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں یہ بات اتر چکی تھی کہ رکاوٹوں کو دور کرنے والی ذات ہمارے ساتھ ہے اس لئے وہ رکاوٹوں کو رکاوٹیں ہی نہیں سمجھا کرتے تھے۔ ان کا کام بس اللہ کے راستے میں قدم اٹھانا ہوتا تھا۔ اسی لئے ان کو پھر کامیابیاں بھی ملتی تھیں۔

بات کیا تھی کہ نہ قیصر و کسریٰ سے دبے
چند وہ لوگ کہ اونٹوں کو چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ
بن گئے دنیا کی تقدیر بدلنے والے

اس لئے کہ ان کو اللہ کے وعدوں پر پورا یقین تھا

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے

اسی استقامت کی وجہ سے فتوحات کے دروازے کھلے اور اللہ تعالیٰ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو فاتح عالم بنا دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد آنے کی نشانی

میرے دوستو! آج بھی وہی قرآن ہے اور وہی اللہ کا فرمان ہے۔ اگر ہم شریعت پر استقامت کی زندگی گزاریں گے تو اللہ رب العزت ہمیں بھی کامیابیاں عطا فرمائیں گے۔ کفار کی یہ گیدڑ بھبکیاں ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتیں۔ جب اللہ رب العزت کی مدد کسی پلڑے میں آتی ہے تو پھر اس پلڑے کو پوری دنیا سے بھاری بنا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے آنے کی نشانی یہ ہے کہ جب اس کی مدد آتی ہے تو پھر کشتی کو دریا کی لہروں کے بے رحم تھپیڑوں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑ دیتے بلکہ اس کشتی کو کنارے لگا دیتے ہیں۔ لہٰذا ایمان والوں کو چاہئے کہ عضوا علیہ بالنواجز کے مصداق شریعت کے راستے پر ڈٹ جائیں اور اپنے دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ اس کو تھام لیں۔ لوگ کہیں گے کہ بھوکے مر جاؤ گے، آپ ان سے کہیں کہ ہرگز نہیں، ہمیں رزق دینے والا بھی اللہ ہے اور مدد دینے والا بھی اللہ ہے، اگر پوری دنیا کے کفار بھی اکٹھے ہو کر آ جائیں تو وہ ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مارنے والوں سے بچانے والا بڑا ہے۔

غزوۂ احزاب میں کفار کی رسوائی

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانے میں غزوۂ احزاب میں بھی ایسا ہی ہوا۔ مکہ والے مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے چلے اور راستے میں جو قبیلہ ملتا اسے ساتھ لے لیتے۔ اسے کہتے کہ ہمارے ساتھ چلو، اگر نہیں چلو گے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر ہم تم سے بھی جنگ کریں گے۔ اس لئے لوگ ڈر کی وجہ سے ساتھ چل پڑتے۔ اس طرح بہت سے قبائل ان کے ساتھ مل گئے۔ ادھر جب مدینہ منورہ میں رہنے والے یہودیوں نے سنا تو وہ مسلمانوں کی خواہ مخواہ خیر خواہی کے لئے انہیں آ کر مشورے دیتے کہ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ (آل عمران:۱۷۳) لوگ تمہارے لئے جمع ہو کر آ رہے ہیں یعنی عالمی برادری جمع ہو کر آ رہی ہے، کچھ سوچ لو ورنہ وہ تمہارا نام ونشان تک مٹا دیں گے اور تمہارے لئے زمین تنگ کر دیں گے۔ مگر صحابہ کرام ؓ نے جب سنا تو پریشان ہونے کی بجائے ان کے ایمان بڑھ گئے۔ قرآن مجید اس کی گواہی دیتا ہے کہ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا (الاحزاب:۲۲)

کفار مکہ نے آ کر صحابہ کرام ؓ کا گھیراؤ کر لیا۔ حتیٰ کہ ایک مہینہ تک گھیراؤ رکھا۔ ان کے دلوں میں غیض وغضب کی یہ حالت تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ ہم مسلمانوں کو کچا چبا جائیں۔ جیسے آج بھی کافر کہتے ہیں کہ تمہیں ہمارے غیض و غضب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس وقت بھی وہ اسی طرح غیض وغضب لے کر آئے تھے۔ لیکن کیا ہوا؟ اللہ رب العزت قرآن پاک میں بڑے عجیب انداز میں فرماتے ہیں رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ (الاحزاب:۲۵) اور اللہ نے ان کافروں کو ان کے غیض وغضب کے ساتھ ناکام واپس لوٹا دیا۔ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ان کے پلے ٹھینگا بھی نہیں آیا۔

ایمان کی جانچ پڑتال کا وقت

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ ہم اپنے دشمنوں کو نہیں جانتے مگر اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ارشاد فرماتے ہیں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

(النساء: ۴۵) اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو جانتے ہیں۔ ہمیں کیا پتہ کہ کون ظاہر میں ہمارا دوست بن رہا ہے اور اندر اندر سے ہماری جڑیں کاٹ رہا ہے اور ہمیں ہی چاروں طرف سے گھیر رہا ہے۔ اس آیت کے ساتھ ہی ایک خوشخبری سنادی، فرمایا، وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (النساء: ۱۴۱) اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں تک پہنچنے کا راستہ ہرگز نہیں دیں گے۔ جیسے بچے کو کوئی مار رہا ہو اور اوپر سے اس کا باپ آ جائے تو وہ کہتا ہے کہ پہلے مجھ سے بات کرو، پھر بچے کو ہاتھ لگانا۔ اللہ تعالیٰ بھی یہاں یہی فرما رہے ہیں کہ اے ایمان والو! تمہارا دشمن پہلے مجھ سے بات کرے گا۔ آج کل لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم ادھر جاؤ گے تو میری لاش سے گزر کر جاؤ گے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے میں تمہارا مقابلہ کروں گا، پھر تمہارا قدم آگے بڑھ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ کافر تمہاری طرف آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے تک پہنچنے کا راستہ ہرگز نہیں عطا کریں گے۔ تو جب اللہ تعالیٰ ہمیں تسلیاں دے رہے ہیں تو پھر ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہی تو ایمان کی جانچ پڑتال کا وقت ہوتا ہے۔ جو کمزور یقین والے ہوتے ہیں وہ کفار کی گیدڑ بھبکیوں سے ڈر جاتے ہیں اور جو ایمان والے ہوتے ہیں وہ ان کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے خوش نصیب مجاہدین کے لئے ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف: ۴) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو اللہ کے راستے میں ایسے قتال کرتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جوانمردی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے حالات پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ ان کی جوانمردی پر عش عش کر اٹھنے کو دل کرتا ہے۔ ایک مرتبہ مشورہ ہونے لگا کہ اتنے کافروں کے مقابلہ میں کتنے مسلمانوں کو جانا چاہئے۔ کسی نے کہا، ستر چلے جائیں، کسی نے کہا، چالیس چلے جائیں۔ کسی نے کہا، دس چلے جائیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ مجھے اکیلے کو بھیج دیں۔ یہ سن کر کسی نے کہا، خالد رضی اللہ عنہ! اس بات سے تو تکبر کی بو آتی ہے۔ وہ فرمانے لگے، ہرگز نہیں کیونکہ میری مثال باز کی سی ہے اور کافروں کی مثال ایسے ہے جیسے جال میں پھنسے ہوئے پرندوں کی سی ہوتی ہے۔ اب پھنسی ہوئی چڑیاں باز کا کیا بگاڑ سکتی ہیں؟ پھر وہ فرمانے لگے کہ کافر مردہ ہے اور مومن زندہ ہے، اس لئے لاکھوں مردے مل کر بھی ایک زندہ آدمی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ واقعی ان پر ایسی مدد اتری کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیاب فرما دیا۔

”فتوح الشام“ کا مقام

علامہ واقدی کی ایک کتاب کا نام ”فتوح الشام“ ہے۔ اب تو اردو زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ آج کل کے ہر نوجوان کو یہ کتاب پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اس میں صحابہ کرام کے ایسے عظیم الشان واقعات بیان کئے گئے ہیں کہ ان کو پڑھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ ایمان کا پتہ چل جاتا ہے کہ ایمان کہتے کس کو ہیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ کی مدد کے واقعات پڑھ کر اللہ کے وعدوں پر

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کا یقین مضبوط ہو جاتا ہے۔ حیران ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ان حضرات کی کیسے مدد فرمائی۔ اس حوالے سے ''فتوح الشام'' کی کتاب کو بڑا مقام حاصل ہے۔

علمائے کرام کی ذمہ داری

میرے دوستو! اس راستے میں رکاوٹیں آتی ہیں لیکن ان رکاوٹوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قدم آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ کوئی بھی ایمان والوں کا راستہ نہیں روک سکتا۔ ہمارا کام ہے ہمت کے ساتھ قدم آگے بڑھانا اور اللہ کے وعدوں پر بھروسہ رکھنا۔ ایک طرف دنیا کے خزانوں کے منہ کھل رہے ہیں اور دوسری طرف اللہ کا وعدہ ہے کہ رزق میرے ذمے ہے اور دنیا بھی میں نے رزق دینا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم دنیا کے پیچھے نہ بھاگیں بلکہ اپنے پروردگار کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ حالات کچھ بھی پلٹا کھا سکتے ہیں مگر علماء کا یہ کام ہے کہ وہ خود بھی شریعت پر جمے رہیں اور لوگوں کو بھی شریعت پر جمے رہنے کی تلقین کریں۔ کیونکہ اگر علماء کے اندر استقامت ہوگی تو پھر عوام کے اندر بھی استقامت پیدا ہو جائے گی۔ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

پہلے بھی جب امت پر ایسا وقت آیا تو علماء نے ہی قدم اٹھایا اور اللہ رب العزت نے ان کی برکتوں سے امت کو آزمائشوں میں سے نکالا۔ جو آزمائشیں اب آرہی ہیں ان آزمائشوں میں بھی اللہ تعالیٰ علماء کو ہی سبب بنائیں گے۔ یہی قدم اٹھائیں گے اور ہمارے لئے ان مشکلات سے نجات کا سبب بن جائیں گے۔ اس لئے علماء کو چاہئے کہ وہ قرآن وسنت کو سامنے رکھیں۔ کیونکہ قرآن کی رو سے ان پر یہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وَ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ

www.besturdubooks.wordpress.com

بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۔ اللہ والوں اور علماء جن کو حکم دیا گیا تھا کتب اللہ کی حفاظت کا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (آل عمران:۱۴۸) کہ کتنے ہی انبیاء ایسے گزرے جن کے ساتھ مل کر علماء صلحا نے قتال کیا۔ پھر نتیجہ یہ نکلا کہ فَمَا وَهَنُوْا نہ ان کے اندر وہن پیدا ہوا وَ مَا ضَعُفُوْا اور نہ ہی ان کے اندر کمزوری پیدا ہوئی۔ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ایسے صبر والوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں۔

علماء کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ استقامت کا مظاہرہ بھی کریں اور راتوں کو اللہ کے حضور معافیاں بھی مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں یہی تو فرمایا ہے۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:۱۴۷)
(اور نہیں تھی ان کی بات سوائے اس کے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں بخش دے اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرمادے اور ہمیں کافرین پر غلبہ عطا فرمادے)

یوں اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگیں کہ اے اللہ! ہمارے کسی گناہ کے سبب یہ مدد رک نہ جائے۔ گویا دن کے وقت سب علماء لشکر غزیٰ بن جائیں اور رات کے وقت لشکر دعا بن جائیں تاکہ کفر کو پتہ چل جائے کہ اس کو ایمان والوں سے واسطہ پڑا ہے۔ بلکہ اسے پتہ چل جائے کہ اسے نر بندوں سے واسطہ پڑا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے موقعوں پر زنانہ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ایمان والے اللہ سے مانگیں گے تو

فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (آل عمران:۱۴۸)

(اللہ تعالیٰ دنیا کا حصہ بھی عطا فرما دیں گے اور آخرت کا بھی اور اللہ تعالیٰ تو نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں)

علمائے کرام کی محترم جماعت! ایسے حالات میں اللہ رب العزت کی ذات پر نظر رکھئے۔

لوہے کے چنے

جس دن قرآن پاک کی آخری آیتیں اتریں اسی وقت یہ آیتیں بھی اتریں کہ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ (المائدہ:۳) آج کے دن یہ کفار تمہارے دین سے ناامید ہو چکے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ یوں فرمانا چاہتے ہیں کہ آج کے دن ان کفار کو یہ پتہ چل گیا کہ یہ مسلمان لوہے کے چنے ہیں اور ان کو چبانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تَخْشَوْهُمْ ان سے نہیں ڈرنا وَاخْشَوْنِیْ بلکہ ایک مجھ سے ڈرتے رہنا۔ جب ہمارے دل میں ایک اللہ کا ڈر ہوگا تو اللہ تعالیٰ دنیا کے ڈر ہمارے دل سے نکال دیں گے۔ جس بندے کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں ہوتا وہ پھر اپنے سائے سے بھی ڈرتا ہے، اندھیرے سے بھی ڈرتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ رات کو اگر کھڑکی کا پردہ ہل جائے تو اس سے بھی ڈرتا ہے بلکہ وہ بیچارہ تو بلی کی میاؤں سے بھی ڈر جاتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائیں گے۔ ہم ایمان والے ہیں، یاد رکھئے کہ جو ایمان والوں کو آنکھیں دکھائے گا وہ اللہ سے مقابلہ کرنے جائے گا۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں من عادلی ولیا فقد اذنته للحرب کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس کے ساتھ میرا اعلان جنگ ہے۔ اب جو کوئی ایمان والوں کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے گا اللہ اس کی آنکھ نکال دیں گے اور جو انگلی اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اس کے بازو کو ختم فرما دیں گے۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کا جہاد

فتوح الشام میں ایک صحابی حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے بڑے عجیب واقعات ہیں۔ میرے خیال میں وہ اس کتاب کے ہیرو ہیں۔ ان کے بارے میں کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ انہیں مسلسل آٹھ گھنٹے جہاد کرنا پڑا بالآخر کفار کے گھیرے میں آ گئے۔ مسلسل آٹھ گھنٹے جہاد کرنے کی وجہ سے ان کا گھوڑا بھی تھک چکا تھا۔ وہ گھوڑے کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ آگے نہیں جاتا تھا۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ میرا گھوڑا تھک چکا ہے تو انہوں نے سوچا کہ اب تو میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ کتاب میں لکھا ہے کہ وہ اس وقت اپنے گھوڑے پر جھکے اور اس کی پیشانی پر محبت کا ہاتھ پھیر کر گھوڑے سے کہا، اے گھوڑے! تو تھوڑی دیر کے لئے میرا ساتھ دے دے، ورنہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے پر جا کر تیری شکایت کروں گا۔ جب انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ الفاظ کہے تو وہ گھوڑا ہنہنایا اور ایسے دوڑا جیسے کوئی تازہ دم گھوڑا دوڑتا ہے۔ اس طرح وہ گھوڑا ان کو کفار کے نرغے سے نکال کر باہر لے گیا۔ سبحان اللہ۔

کچھ وقت کے بعد وہ گرفتار ہو گئے۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ گرفتار ہو چکے ہیں تو وہ بڑے حیران ہوئے۔ اتنے میں کچھ سوار ان کے پاس آ کر کہنے لگے کہ ہمیں ضرار کے پیچھے جانا چاہیے تاکہ ہم ان کو آزاد کروا کے لائیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

اسی نیت سے وہ چلے ہی تھے کہ انہوں نے گھوڑے پر سوار ایک ایسے مجاہد کو دیکھا جس نے اپنے چہرے کو چھپایا ہوا ہے۔ اس کے پاس تلوار بھی ہے، نیزہ بھی اور اس کے پاس تازہ دم گھوڑا بھی ہے۔ وہ بھاگ کر کبھی ادھر جاتا اور کبھی ادھر۔ اس کی جوانمردی کو دیکھ کر مجاہد حیران رہ گئے۔

جب یہ سب حضرات دشمنوں کے پاس پہنچے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس تھکے ہوئے لشکر کے ساتھ دشمن پر دوبارہ حملہ کیا۔ انہوں نے کافروں کو گاجر اور مولی کی طرح کترا۔ لیکن انہیں حضرات ضرار رضی اللہ عنہ کا پتہ نہ چلا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کئی مرتبہ کافروں کے نرغے میں آیا لیکن جیسے ہی میں کافروں کے نرغے میں آتا تو میں اس سوار کو دیکھتا کہ وہ دوڑ کر میری طرف آتا اور کافروں کے اس نرغے کو توڑ کر مجھے نکالنے میں مدد کرتا اور کبھی میں اس کو کافروں کے نرغے میں سے نکالتا۔ حتیٰ کہ اس نے تو ایسی بہادری دکھائی کہ میں حیران ہونے لگا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایسا کون سا مجاہد ہے جو اتنی بہادری اور دلیری سے لڑ رہا ہے؟ فرماتے ہیں کہ کافی دیر

www.besturdubooks.wordpress.com

قتال کے بعد جب ہم پھر پیچھے ہٹے تا کہ ہم دیکھیں کہ ضرار ﷜ کا پتہ چلا ہے یا نہیں چلا تو ہم نے دیکھا اس مجاہد کا گھوڑا خون آلود تھا۔ اس نے اتنے کافروں کو قتل کیا کہ اس کا گھوڑا بھی خون سے لت پت تھا، اس کا نیزہ اور تلوار بھی خون آلود تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے جوانمرد! تو کون ہے؟ آج تو میں سیف اللہ بھی تیری بہادری پر حیران ہوں؟ لیکن اس مجاہد نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا مگر پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے پھر تیسری مرتبہ کہا کہ میں امیر لشکر ہوں، میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ تو کون مجاہد ہے، تو نے تو ہمیں حیران کر دیا ہے؟

جب تیسری مرتبہ پوچھا تو جواب میں ایک عورت کی آواز آئی۔ وہ کہنے لگی، میں ضرار ﷜ کی بہن خولہ ہوں۔ جب مجھے پتہ چلا کہ میرا بھائی گرفتار ہو چکا ہے تو میں نے آپ سے اس لئے اجازت نہ مانگی تا کہ کہیں آپ انکار نہ کر دیں۔ میں نے تلوار اور نیزہ اٹھایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چپکے سے آپ کے لشکر میں شامل ہو گئی۔ جب بھائیوں پر مصیبت آتی ہے تو پھر بہنیں ان کے کام آیا کرتی ہیں۔ میں اس لئے قتال کرنے کے لئے نکل آئی۔ اب میں آپ سے اجازت چاہتی ہوں تا کہ میں اس جنگ میں آپ کے ساتھ جا کر لڑ سکوں۔

میرے دوستو! جس قوم کی پردے میں بیٹھنے والی عورتوں کی جوانمردی کا یہ عالم ہو، اس قوم کے جوانوں کا کیا حال ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایمان بڑی نعمت ہے۔ جب ایمان کو سامنے رکھ کر بندہ قدم اٹھا لیتا ہے تو پھر اللہ رب العزت مدد فرما دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گھوڑے کی استقامت

اگر ایک مجاہد کسی گھوڑے کو اس لئے پالتا ہے کہ میں اس پر بیٹھ کر جہاد کروں گا تو وہ گھوڑا پہچانتا ہے کہ مجھے اس لئے کھلایا پلایا گیا تھا کہ میں نے جہاد میں شریک ہونا ہے۔ لہٰذا جب اس کا مالک زرہ پہن کر اس پر سوار ہو جاتا ہے اور تلوار ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسے دشمن کے سامنے لا کر کھڑا کرتا ہے تو وہ گھوڑا اگرچہ جانور ہے مگر اس میں اتنی فہم ضرور ہوتی ہے کہ اب اس وعدے کو پورا کرنے کا وقت آ چکا ہے جس کے لئے میرے مالک نے میری خدمت کی تھی۔ چنانچہ گھوڑا تیار ہو جاتا ہے۔ اس کو اپنے سامنے تلواریں اور تیر نظر آ رہے ہوتے ہیں مگر وہ گھوڑا گھبراتا نہیں ہے۔ لہٰذا جب اس کا مالک اسے بھاگنے کے لئے ایڑھی کا اشارہ کرتا ہے تو وہ گھوڑا بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ بڑھتا چلا جاتا ہے، سامنے دشمن تیر برساتا ہے، مگر تیر و تفنگ اور دشمن کے وار سے اس کے جسم سے خون کے فوارے بھی چھوٹ رہے ہوں تو وہ اس بات کی پروا کئے بغیر دشمن کی صفوں میں گھستا چلا جاتا ہے۔ وہ اپنی جان تو قربان کر دیتا ہے مگر وہ اپنے مالک کے اشارے کی لاج رکھ لیتا ہے۔ اللہ رب العزت کو گھوڑے کی یہ استقامت اتنی پسند آئی کہ اس گھوڑے کے پاؤں سے اڑنے والی مٹی کی بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں قسمیں کھائی ہیں۔ چنانچہ فرمایا، وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا . فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا . فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ○ سبحان اللہ، اے مجاہد! تیری عظمت کو سلام کہ تیرے گھوڑے کے قدموں سے اٹھنے والی مٹی کی بھی میرا پروردگار قسمیں کھا رہا ہے۔ جس پروردگار کو گھوڑے کی جوانمردی اور شجاعت اس قدر پسند آئی کہ وہ قسمیں کھا کر قرآن میں اس کے تذکرے فرماتے ہیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

جب مومن شجاعت کا اظہار کریں گے تو اللہ رب العزت کو یہ بات کتنی پسند آئے گی۔

نصرت الٰہی کے وعدے

میرے دوستو! ہمیں بھی اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کر کے قدم آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ دین اسلام کی نصرت کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا وعدے فرمائے ہیں۔ کہیں ارشاد فرمایا، اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (محمد:٦) کہیں ارشاد فرمایا، اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن:٥١) اور ایک مقام پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں و من اصدق من اللہ قیلا کہ کون ہے اللہ سے زیادہ سچی بات کہنے والا۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں۔ وہ پروردگار یقیناً ہمیں کامیاب فرمائے گا۔

چٹان بننے کی ضرورت

کچھ چیزیں وزن میں اتنی ہلکی ہوتی ہیں کہ وہ پانی کے ساتھ بہہ جاتی ہیں۔ مثلاً کاغذ، لکڑی اور گھاس پھوس وغیرہ۔ لیکن کچھ چٹانیں ہوتی ہیں جو پانی کے ساتھ بہتی نہیں ہیں بلکہ وہ پانی کا رخ موڑ دیتی ہیں۔ ہم مومن ہیں اس لئے ہم گھاس پھوس اور تنکے نہ بنیں بلکہ ہم چٹان بن جائیں اور بہتے ہوئے پانی کا رخ پھیر دیں۔ کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

آج کفر اور بے حیائی کا سیلاب بڑھ رہا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم استقامت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ساتھ ڈٹ جائیں اور شریعت وسنت کے مطابق زندگی گزاریں۔

حضرت مشاطہ رضی اللہ عنہا کی استقامت

فرعون کے محل میں ''مشاطہ'' نامی ایک عورت فرعون کی بیٹیوں کے بال سنوارا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ وہ فرعون کی بیٹی کے بال سنوار رہی تھی اسی دوران اس کے ہاتھ سے کنگی نیچے گر گئی۔ جب وہ کنگھی اٹھانے لگی تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پروردگار کا نام لیا۔ جب مشاطہ نے اللہ رب العزت کا نام لیا تو فرعون کی بیٹی سمجھ گئی کہ یہ تو میرے والد کو معبود نہیں مانتی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ پر ایمان رکھتی ہے۔ چنانچہ اس لڑکی نے مشاطہ سے پوچھا، کیا تم میرے والد کو الٰہ نہیں مانتی ہو؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ میرا خدا تو وہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پروردگار ہے۔

جب لڑکی نے مشاطہ کا دوٹوک جواب سنا تو وہ بھاگ کر اپنے باپ کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ آپ کے محل میں آپ کے زیر سایہ رہنے والی عورت آپ کو خدا نہیں مانتی۔ بیٹی کی لگی لپٹی باتیں سن کر فرعون غصے میں آ گیا۔ چنانچہ وہ کہنے لگا، اچھا میں دربار میں جا کر اس عورت کو ایسی عبرتناک سزا دیتا ہوں کہ یا تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو الٰہ کہنے سے باز آ جائے گی یا پھر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔

فرعون جب اپنے دربار میں پہنچا تو اس نے اس عورت کو اپنے پاس بلوایا اور کہا، تم موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو الٰہ کہنا چھوڑ دو۔ وہ کہنے لگی، ہرگز نہیں۔ اس نے مشاطہ کو بڑا ڈرایا دھمکایا۔ مگر وہ کہنے لگی، کہ اب تم جو کچھ کر سکتے ہو کر لو، میں پیچھے نہیں ہٹ سکتی فاقض ما انت قاض۔ اس کا یہ دلیرانہ جواب سن کر فرعون

www.besturdubooks.wordpress.com

نے انا کا مسئلہ بنالیا۔

چنانچہ فرعون نے کہا کہ اس کو زمین پر لٹا دیا جائے۔ اسے زمین پر لٹا دیا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں گاڑ دی گئیں تا کہ وہ حرکت نہ کر سکے۔ اسی دوران وزیر آیا اور اس نے فرعون سے کہا کہ اس کی ایک دودھ پیتی چھوٹی سی بچی بھی ہے، اگر اس کی اس بیٹی کو اس کے سامنے قتل کر دو، یہ اپنی ماممتا سے مجبور ہو کر آپ کی بات مان جائے گی۔ چنانچہ فرعون نے اس کی دودھ پیتی معصوم بچی کو گھر سے بلوایا اور اسے اس کے سینے پر لٹا دیا۔ وہ بچی ماں کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگ گئی۔ بچی ابھی دودھ پی ہی رہی تھی کہ فرعون نے کہا کہ میں تمہاری اس بچی کو تمہارے ہی سینے پر قتل کر دوں گا۔ وہ اتنی بڑی دھمکی سن کر بھی کہنے لگی کہ اب میرے دل میں اتنا ایمان بھر چکا ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے بیٹی کو خون میں لت پت تڑپتا تو دیکھ سکتی ہوں مگر میں اپنے ایمان کا خون نہیں کر سکتی۔ چنانچہ مشاطہ کے سینے پر ہی اس کی معصوم بچی کی گردن کاٹ دی گئی۔ جس ماں کے سینے پر بیٹی کا خون بہہ رہا ہو اس ماں کے دل پر کیا گزرتی ہے۔ جب بیٹی ٹھنڈی ہو گئی تو فرعون نے کہا کہ اب ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا، تم جو مرضی کر لو، میں پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔ بالآخر اس عورت کو بھی شہید کر دیا گیا۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی استقامت

فرعون اس کو شہید کروا کر جب گھر پہنچا تو اپنی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگا، آج یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ میں نے ایک عورت کو عبرتناک سزا دے دی ہے۔ اس کی بیوی نے کہا، تیرا ناس ہو، تو نے ایک معصوم بچی کی جان بھی لی

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ایک بے گناہ عورت کا بھی قتل ناحق کیا۔ فرعون نے کہا، میں نے اس کو اس لئے عبرتناک سزا دی کہ وہ مجھے خدا نہیں مانتی تھی۔ یہ سن کر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خدا تو میں بھی تجھے نہیں مانتی، بلکہ تو ایک عام انسان ہے۔

جب فرعون نے یہ سنا تو وہ حیران رہ گیا کیونکہ اسے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے بڑی محبت تھی۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حسن و جمال عطا کیا تھا۔ فرعون نے اسے پوری قوم کی عورتوں سے چن کر اس کے حسن کی وجہ سے اپنی بیوی بنایا تھا اس وجہ سے وہ اس سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ چنانچہ فرعون کہنے لگا، تم کیسی باتیں کر رہی ہو؟ وہ کہنے لگیں، میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں کہ تو جھوٹا ہے، پروردگار تو وہی ہے جس کا پیغام لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔ فرعون نے یہ بات سنی تو اسے بہت غصہ آیا۔ لہذا کہنے لگا کہ میں تمہارا بھی وہی حشر کراؤں گا جو میں نے مشاطہ کا کروایا ہے۔ وہ کہنے لگیں، تو جو چاہتا ہے کر لے، میرے ساتھ میرا پروردگار ہے، اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اپنے پروردگار کو نہیں چھوڑ سکتی، البتہ تیری ہر چیز کو لات مار سکتی ہوں۔

جب اس نے یہ باتیں سنیں تو وہ پھر دربار میں آیا۔ اب پھر اس نے لوگوں کو بلوا لیا اور کہنے لگا، دیکھو! یہ کتنی بڑی سازش ہو گئی ہے، موسیٰ (علیہ السلام) نے میری بیوی کو بھی بہکا لیا ہے۔ آج میں اس عورت کو یا تو مار ڈالوں گا یا پھر وہ اپنی بات سے ہٹ جائے گی۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو گرفتار کروا کر دربار میں بلوا لیا۔ وہ تو ملکہ تھی اور اس کے اشارے پر نوکر چاکر بھاگ بھاگ کر کام کرتے تھے۔ لوگ احترام کی وجہ سے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔آج وہ فرعون کے دربار میں ملزمہ بن کر کھڑی ہے۔فرعون نے اسے کہا کہ تو اتنے عالیشان محل میں رہتی ہے، اتنی نعمتوں میں پلی ہے، میں نے تجھے اپنی محبوبہ بنایا ہوا ہے، تجھے اب محل والی ناز ونعمت والی زندگی سے محروم ہونا پڑے گا، بہتر ہے تو اب بھی باز آجا اور مجھے الٰہ مان لے۔وہ کہنے لگی، اب میں نے ایمان قبول کرلیا ہے لہٰذا میں اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔چنانچہ فرعون نے فیصلہ کرلیا کہ میں اسے بھی سزا دوں گا۔

فرعون نے سب سے پہلے سزا کے طور پر اسے رسوا کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس نے کہا کہ سب سے پہلے اس عورت کے جسم سے لباس اتار دیا جائے۔اب بتایئے کہ اگر کسی مرد کو کہا جائے کہ تجھے لوگوں کے درمیان بے لباس کردیں گے، مرد کو اتنی شرم آتی ہے، وہ چاہتا ہے کہ زمین پھٹ جائے اور میں اندر اتر جاؤں۔وہ تو بالآخر عورت تھی اور عورت کے اندر تو اللہ تعالیٰ نے شرم وحیا رکھی ہوتی ہے......فرعون نے اس کے جسم سے لباس اتروا دیا۔آپ سوچئے کہ وہ اب کتنی عجیب صورتحال کا شکار ہے۔ایک طرف ایمان ہے اور دوسری طرف امتحان ہے۔وہ ڈٹی رہی۔فرعون نے کہا، اچھا اگر اب بھی نہیں مانتی تو میں تجھے اور طرح کا عذاب دوں گا۔چنانچہ فرعون نے کہا کہ اس کا منہ میرے محل کی طرف کر کے لٹا دو تا کہ آخری وقت بھی اس کی نگاہیں میرے محل پر لگی رہیں اور اس کے ذہن میں یہ بات رہے کہ میں ان نعمتوں کو ٹھکرا کر ذلیل و خوار ہو کر مر رہی ہوں۔لہٰذا اسے فرعون کے حکم کے مطابق لٹا دیا گیا۔اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی کیلیں گاڑ دی گئیں تا کہ ہل نہ سکے۔

اس کے بعد فرعون نے لوگوں کو بلا کر کہا کہ اس کے جسم سے کھال کو جدا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنا شروع کر دو...... اب بتایئے کہ وہ زندہ عورت ہے اور اس کے جسم سے کھال اتاری جا رہی ہے، نازک بدن ہے مگر اس کو برداشت کر رہی ہے، اسے اللہ کے نام پر تکلیف دی جا رہی ہے...... اس طرح اس کے جسم سے کھال اتار دی گئی۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ وہ ابھی تک زندہ تھی، مگر جسم زخم زخم بن چکا تھا۔

فرعون کا دل ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ وہ کہنے لگا، مرچیں لاؤ اور اس کے پورے جسم پر چھڑک دو۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر مرچیں ڈال دی گئیں تو وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگ گئیں۔ اس تڑپنے کی حالت میں انہوں نے اللہ رب العزت کے حضور ایک دعا مانگی کہ اے اللہ! فرعون کا محل سامنے ہے، یہ کہتا ہے کہ ہم نے تمہیں اس محل سے نکال دیا ہے، آج کے بعد تم اس محل میں نہیں جا سکو گی۔ اس لئے رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ اے پروردگار! مجھے اس محل کے بدلے میں جنت میں آپ کے پاس ایک گھر چاہئے وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِہٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (التحریم:11) اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات عطا فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی حال میں ان کو شہادت کے مرتبہ پر فائز فرما دیا۔ سبحان اللہ۔

حضرت مشاطہ رضی اللہ عنہا کا انعام

اللہ رب العزت بھی کیسے قدردان ہیں کہ ان دو عورتوں نے اللہ کے نام پر قربانی دی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو قابل رشک اجر دیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ معراج کے وقت جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کی طرف سفر کر رہے تھے تو راستے میں ایک وادی میں سے خوشبو آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا، جبرئیل! جو خوشبو میں یہاں سے سونگھ رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں وہ تو بڑی انوکھی خوشبو ہے، یہ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! فرعون کے محل میں "مشاطہ" نامی جو ایک نوکرانی تھی، یہاں اس کی قبر ہے۔ یہ خوشبو اس کی قبر سے آ رہی ہے اور آپ کو محسوس ہو رہی ہے۔ سبحان اللہ

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا انعام

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو کیا انعام ملا؟ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ان کی اہلیہ صاحبہ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا جب آخری لمحات میں تھیں تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، خدیجہ! آپ اللہ تعالیٰ کے پاس جا رہی ہیں، جب جنت میں جاؤ تو وہاں میری بیویوں کو سلام کہنا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حیران ہو کر پوچھا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں آپ کی پہلی بیوی ہوں، مجھ سے پہلے آپ کی کونسی بیویاں جنت میں ہیں؟ میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا، دنیا میں آپ میری پہلی بیوی ہیں مگر مریمؑ اور آسیہؓ آپ سے پہلے جنت میں پہنچ چکی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی میری بیویاں بنا دیا ہے۔ سبحان اللہ

دیکھئے کہ اللہ رب العزت کتنے قدر دان ہیں کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کے محل اور اس کی نعمتوں کو لات مارتی ہیں تو اللہ رب العزت ان کو اپنے محبوب ﷺ کی بیوی بنا دیتے ہیں۔ پروردگار! آپ کتنے بڑے قدر دان ہیں کہ جو بندہ آپ کے راستے میں قربانی دیتا ہے آپ اس کی اوقات سے بڑھ کر اسے انعام عطا فرما دیتے ہیں۔ کہاں وہ دنیا میں فرعون کی بیوی تھی اور جنت میں کہاں وہ اللہ کے محبوب ﷺ کی بیوی بن کر زندگی گزارے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمت الٰہی کا سہارا

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی دین اسلام کی سربلندی کے لئے استقامت کے ساتھ قدم آگے بڑھائیں۔ اس طرح اللہ رب العزت کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں آزمائشوں سے محفوظ فرمائے کیونکہ ہم بہت کمزور ہیں۔ اگر ہم اپنے آپ کو دیکھیں تو واقعی ڈر لگتا ہے۔ اے اللہ! ہمارے پلے کچھ نہیں ہے، بس تیری رحمت کا ہی سہارا ہے، ہم نے تو فقط کلمہ پڑھا ہے، اے اللہ! تو اسی کلمہ کی لاج رکھ لینا۔ اے اللہ! یہ تیرے چند بندے جنہوں نے تیری دھرتی پر دین کا نظام قائم کیا آج پوری دنیا ان بے سرو سامان بندوں کو ڈرا دھمکا رہی ہے کہ تمہارا نام ونشان مٹا کے رکھ دیں گے۔ اے اللہ! ان کے پاس تو تیرے سوا کوئی سہارا نہیں، میرے مولا! آپ ان کی پشت پناہی فرما دیجئے اور اپنی مدد کے ساتھ ان کو استقامت نصیب فرما دیجئے۔ پروردگار عالم! ہماری زندگیوں کو بھی دین کے لئے قبول فرما لے، جب تک ہم زندہ رہیں ہم دین پر ہی جمے رہیں اور جب موت کا وقت آئے تو ہمیں بھی شہادت کی موت آئے۔ (آمین ثم آمین)

و اخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ جو بیچتے تھے
دوائے دل

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ ہستی آج دنیا سے چلی گئی ہے جن کی دعائیں ہمارے گرد پہرہ دیا کرتی تھیں۔ جس طرح بھیڑ بکریوں کے گلہ کے لئے ایک نگہبان اور محافظ ہوتا ہے اور اس کی موجودگی میں بھیڑیا یا کوئی اور جنگلی جانور ان بھیڑ بکریوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اسی طرح شیخ کی موجودگی میں مریدین کے قلوب پر بھی اللہ رب العزت کی رحمت کا پہرہ ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا، سایہء مرشد بہتر است از ذکر حق۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ. وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ○لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ و قال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ○ و قال رسول اللہ ﷺ المرء مع من احب او کما قال علیه الصلوۃ و السلام.

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک عظیم صدمہ

آج ہم ایک ایسی مجلس میں یہاں اکٹھے ہیں کہ سب کے دلوں پر ایک صدمہ ہے۔ یہ ایک ایسا صدمہ ہے کہ زندگی میں شاید ایسا شدید جھٹکا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ آج ہمارے دلوں میں ایک ایسا غم ہے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو شاید ان کے لئے بھی اٹھانا مشکل ہو جائے۔

رحمت الٰہی کا پہرہ

وہ ہستی آج دنیا سے چلی گئی ہے جن کی دعائیں ہمارے گرد پہرہ دیا کرتی تھیں۔ جس طرح بھیڑ بکریوں کے گلہ کے لئے ایک نگہبان اور محافظ ہوتا ہے اور اس کی موجودگی میں بھیڑیا یا کوئی اور جنگلی جانور ان بھیڑ بکریوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اسی طرح شیخ کی موجودگی میں مریدین کے قلوب پر بھی اللہ رب العزت کی رحمت کا پہرہ ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا، سایہء مرشد بہتر است از ذکر حق (مرشد سایہ ذکر حق سے بہتر ہے)

حفاظت کے لئے ایک مسنون دعا

حضرت مرشد عالم" کی شخصیت رحیم و شفیق ذات تھی۔ ہر آدمی یوں سمجھتا تھا کہ ان کا مجھ ہی سے سب سے زیادہ تعلق ہے۔ ان کے خصائل و فضائل ایک محفل میں تو بیان نہیں کئے جا سکتے البتہ اتنی بات عرض کرتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ ہم اس پر صبر کریں اللھم لا تحرمنا اجرہ و لا تفتنا بعدہ اس مسنون دعا کے پڑھنے سے اللہ رب العزت ہماری حفاظت

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں گے۔

شیخ کی جدائی کا غم

مرید کو شیخ کے ساتھ عشق و محبت کا جتنا تعلق ہوتا ہے اسے شیخ کی جدائی کا غم اس کے بقدر ہوتا ہے۔اس سلسلہ میں ہر آدمی کی کیفیت جدا ہوتی ہے۔سلف صالحین جب اس دنیا سے جاتے تھے تو ان کے مریدین و متوسلین پر بھی یہی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ان کے لئے یہ غم برداشت کرنا مشکل ہوتا تھا۔تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

محبت ہو تو ایسی......!!!

حضرت عمرؓ کی وفات پر حضرت صہیب رومیؓ شدت غم کی وجہ سے اونچی آواز میں رو پڑے اور کہنے لگے واعمراہ ، واحبیباہ ، وااخاہ دوسرے صحابی نے انہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے کہا ، جی صبر کریں ، ایسا نہیں کرنا چاہئے۔انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں عمر کی موت پر نہیں رو رہا بلکہ میں اسلام کے ضعف پر رو رہا ہوں۔

ایمان کی بقا کا ذریعہ

بعض ایسی ہستیاں ہوتی ہیں کہ جن کا وجود لاکھوں انسانوں کے ایمان کی بقا کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ایسے آدمیوں کا دنیا سے اٹھ جانا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ایسی شخصیات تو دنیا میں انقلاب کی مانند ہوتی ہیں۔لیکن

جو بادہ خواہ تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کے چلے جانے سے زمین کے وہ ٹکڑے روتے ہیں جہاں پر وہ بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جہاں سے ان کیلئے رزق اتارا جاتا تھا۔ ان حضرات کی جدائی دل پر ایسا زخم کر جاتی ہے جسے کوئی بھی مرہم مندمل نہیں کر سکتی۔

جب خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی وفات ہوئی تو امیر خسروؒ نے ہندی زبان میں چند اشعار لکھے۔ ان میں سے ایک مصرعہ بہت مشہور ہوا۔ فرمایا

چل خسرو گھر آپنے سانج پئی سب دیس

اے خسرو! سارے دیس میں ایک تاریکی معلوم ہوتی ہے، تو چل اپنے گھر کی طرف۔

پیر اور مرید کی لازوال محبت

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ پیر تھے اور امیر خسروؒ ان کے مرید تھے۔ ان دونوں میں اتنی محبت تھی کہ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ یوں فرماتے تھے کہ اگر شرع شریف کی اجازت ہوتی تو میں یہ وصیت کر جاتا کہ مجھے اور امیر خسرو کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جائے۔

دوسری طرف امیر خسروؒ کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں ایک سائل آیا۔ اس نے سوال کیا، اس وقت حضرت کے پاس کچھ نہ تھا۔ لہٰذا حضرتؒ نے اپنے جوتے اسے دے دیئے اور کہا کہ یہی جوتے ہی لے جاؤ۔ جی ہاں جو سخی ہوتے ہیں وہ اپنے در سے کسی کو خالی نہیں جانے دیا کرتے۔

وہ شخص حضرت کے جوتے لے کر جس راستے سے جا رہا تھا امیر خسروؒ اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

راستے سے خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے پاس آ رہے تھے۔ وہ جوتے اس سائل کے پاس دیکھ کر پہچان گئے کہ آج اس سائل کو حضرت کے دربار سے یہ نیاز ملی ہے۔ چنانچہ کہنے لگے، بھائی! کیا تم میرے ساتھ یہ سودا کرنے کے لئے تیار ہو کہ یہ جوتے مجھے دے دو اور میں کچھ پیسے تمہیں دے دیتا ہوں۔ وہ سمجھ گیا چنانچہ کہنے لگا کہ نہیں، بلکہ میں اس کے بدلے آپ سے اتنی زیادہ قیمت لوں گا۔ امیر خسروؒ نے اس کی من مرضی کی قیمت اس کو دے دی اور اپنے شیخ کے جوتے لے کر سر پر رکھے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

امیر خسروؒ اپنے شیخ کی محبت میں کہتے تھے

من تو شدم تو من شدی من تن شدن تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(کہ میں تو ہو جاؤں اور تو میں ہو جائے اور میں تن بن جاؤں اور تو روح بن جائے تاکہ بعد میں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں)

حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم

حضرت مرشد عالمؒ کی شفقتیں اور عنایتیں زندگی بھر رلاتی رہیں گی اسی لئے کسی عارف نے کہا:

حال من در ہجر حضرت کم تر از یعقوب نیست
اوں پسر گم کردہ بود و من پدر گم کردہ ام

(کہ میرا حال حضرت یعقوب علیہ السلام کے حال سے مختلف نہیں ہے کیونکہ اگر ان کا بیٹا ان سے جدا ہو گیا تھا تو میرے تو باپ مجھ سے جدا ہو گئے)

www.besturdubooks.wordpress.com

غور تو کیجیے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پر کیا کیفیت گزری تھی، قرآن مجید گواہ ہے کہ و ابیضت عینٰہ من الحزن (یوسف:۸۴) رو رو کر ان کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں کہنے والے نے گویا یوں کہا کہ اگر وہ بیٹے کی جدائی میں اتنا رو سکتے تھے تو باپ کی جدائی میں کوئی کتنا روئے گا۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ پر شیخ کی وفات کا اثر

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ جب فوت ہوئے تو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو پندرہ دن تک خون کے اسہال آتے رہے۔ ان کو شیخ کے فوت ہونے پر اتنا صدمہ ہوا۔ یقیناً یہ ایک فطری بات ہے کہ جس کا جتنا تعلق زیادہ ہو اس پر جدائی کا اثر بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔

نابغہء عصر شخصیت

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہزاروں خصائل و فضائل والی ذات ہزاروں سالوں میں کوئی پیدا ہوتی ہوگی۔ ان کے تقویٰ، زہد اور علم و عرفان پہ عالم اسلام کے مشائخ اور علماء نے مہر ثبت کر دی تھی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا میں قبولیت عامہ اور قبولیت تامہ نصیب کر دی تھی۔ ایسی ہستیاں بار بار دنیا میں نہیں آیا کرتیں۔

سرود رفتہ باز آید کہ ناید
نسیم از حجاز آید کہ ناید
سرآمد روزگار آں جیتے
دگر دانائے راز آید کہ ناید

معلوم نہیں کہ ایسی نابغہ،عصر شخصیتؒ کوئی اور ہو گی یا نہیں ۔ اسی مضمون کو ایک اور شاعر نے یوں بیان کیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت مرشد عالمؒ کے لیل ونہار کی ایک جھلک

میرے پیر ومرشد ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی انی دعوت قومی لیلا و نهارا کے مصداق اللہ رب العزت کے دین کی سربلندی کے لئے لگا دی ۔ ان کے سارے دن کا پروگرام رضائے الٰہی کا حصول ہوتا تھا۔ ان کی ہر وقت کی سوچ ہی یہی ہوا کرتی تھی ۔ ان کی سالکین پر ہر وقت نظر ہوتی تھی ۔ ہر ایک پر نظر رکھتے تھے ۔ روک ٹوک کے ساتھ تربیت کرتے تھے ۔ غلطی پر ڈانٹتے بھی تھے اور عیب کی ستر پوشی بھی کرتے تھے ۔ ان کے کمالات ایک محفل میں نہیں گنے جا سکتے ۔ اگر وہ آج اس محفل میں رونق افروز ہوتے تو محفل کا رنگ ہی جدا ہوتا۔ ان کے منور اور روشن چہرے کو دیکھ کر ہمیں تازگی نصیب ہوتی ۔ رحمتیں اور فیوضات نصیب ہوتے ۔

صحابہ کرامؓ پر وصال نبوی ﷺ کا اثر

محترم جماعت ! یہ صدمہ فقط ہمیں ہی پیش نہیں آیا بلکہ بڑوں کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں لما كان اليوم الذى دخل فيه رسول الله ﷺ المدينة اضاء منها كل شئى و لما كان اليوم الذى مات فيه اظلم منها كل شئى کہ جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں داخل ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز منور ہوگئی اور جس دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو مدینہ منورہ کی ہر چیز پر ظلمت نازل ہونے لگی۔ پھر آگے ایک اور بات کہی فرمایا و ما تقضاایدینا عن التراب و انا لفی دفنه ﷺ حتی انکرنا قلوبنا اور ہم نے ابھی رسول اللہ ﷺ کی دفن کی مٹی سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کی کیفیت کو بدلتے دیکھ لیا۔ یعنی وہ انوارات و فیوضات نبوت جو حیات مبارکہ میں نصیب ہوتے تھے ان میں تبدیلی آ گئی۔ آج ہمارے اوپر بھی یہی کیفیت ہے یہ ایک فطری امر ہے۔

اسوۂ رسول ﷺ اپنانے کی تلقین

جب کوئی مفسر یا محدث یا فقیہ فوت ہوتے اور ان کے مریدین اکٹھے ہوتے تو وہ بیٹھتے اور ایک دوسرے سے ملتے وقت یہ آیت پڑھتے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ میں بہترین نمونہ ہے۔ اس پر ایک شاعر نے شعر لکھے۔ وہ فرماتے ہیں

اصبر لکل مصیبة و تجلد
و اعلم بان المرء غیر مخلد
و اصبر کما صبر الکرام فانها
نوب تنوب الیوم تکشف فی غد
فاذا اتتک مصیبة یشجی بها
واذکر مصابک بالنبی محمد

{ کہ تجھ پر کوئی بھی مصیبت اور پریشانی آئے تو تو اس پر صبر کر اور تو جان لے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی بھی انسان ہمیشہ رہنے والا نہیں بنا اور تو صبر کر کہ جیسا کہ اکرام اور بزرگی والے لوگ صبر کرتے رہے اس لئے کہ مصیبت اگر آج آتی ہے تو بالآخر کل یہ چلی جائے گی اور اے مخاطب! اگر تجھ پر کوئی ایسی مصیبت آجائے جس کی وجہ سے منہ کھلا کا کھلا رہ جائے تو یاد کر اس مصیبت کو جو حضرت محمد ﷺ کی وفات کی وجہ سے (صحابہ کو) پیش آئی۔ رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے غم سے بڑا کوئی غم بھی مومن کو پیش نہیں آسکتا}

انقلاب لانے والی شخصیات کا طرزِ عمل

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس جدائی میں رو رو کر برا حال کرلیں؟ کیا آنسو بہاتے چلے جائیں۔ کیا آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برستی چلی جائیں؟ اور کیا ہم اسی طرح مغموم حالت میں اپنا وقت گزارتے رہیں؟ نہیں بلکہ ہمیں اس غم پر صبر کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے شیخ نے ہمیں کیا تعلیمات دی ہیں۔ دنیا میں جو بھی ہستیاں دنیا کو سنوارنے والی ہوتی ہیں ان کی محنتیں اور کوششیں محض انفرادی نہیں ہوا کرتیں بلکہ انقلاب لانے والی یہ شخصیتیں لوگوں کو ایک لائحہ عمل دیا کرتی ہیں۔ اور ان کے اندر اس محنت کی جڑیں اتنی گہری کر دیتے ہیں کہ جب وہ اس دنیا میں نہیں بھی رہتے تو ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے اس راستے کے اوپر گامزن رہا کرتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا بصیرت آموز خطاب

یہی بات تھی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایسی تربیت کی کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام اس غم کی وجہ سے حواس کھو

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹھے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی ہاتھ میں تلوار لے کر کہنے لگے کہ جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضور ﷺ تو اپنے آقا سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی تعلیمات بھی ان کے سامنے تھیں، ایک راستہ متعین کر دیا گیا تھا۔ ایک دستور العمل تھا جس کی جڑیں بہت گہری تھیں۔ اسی لئے سیدنا صدیق اکبرؓ کھڑے ہوئے اور حضرت عمرؓ کی اس کیفیت پر اس طرح غلبہ پایا کہ اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگے، لوگو، سنو! اگر تم رسول اللہ ﷺ کی عبادت کرتے تھے تو محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور اگر تم اللہ کی عبادت کرتے تھے تو اللہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ اکبر

فرمایا وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاءِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔

صحابہ کرامؓ فرماتے تھے کہ یہ آیت ہم پہلے بھی پڑھتے تھے لیکن بر موقع اور بر محل اس کی تلاوت سے ہمیں یوں معلوم ہوا جیسے قرآن کی یہ آیات آج ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف
ترے وجود پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

جب تک کتاب نازل ہونے والی کیفیت نہ بنا کرے تب تک یہ گرہ نہیں کھلا کرتی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے نائب ہونے کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے جب یہ آیات پڑھیں تو وہ حضرات غم کی اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کیفیت سے نکل گئے جس نے ان کے حواس کو دور کر دیا تھا۔

ہماری ذمہ داری

آج ہمارے اوپر بھی جدائی کا ایک غم ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے دو باتیں ہیں۔ یا تو یہ کہ اس جدائی کے غم سے ہم نا امید ہو کر بیٹھ جائیں اور دوسرا رستہ یہ ہے کہ حضرت مرشد عالمؒ نے اپنی تعلیمات میں جس طرح ہمیں برانگیختہ کیا اور پوری زندگی دین پر کاربند رہونے کے لئے مستعد رہنے کی تعلیمات دیں ہم ان تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نئے عزم کے ساتھ اس پر قدم اٹھائیں۔ ہمیں اس راستے پر نئے عزم اور ہمت کے ساتھ چلنا ہے۔ اللہ رب العزت ہمارے اس غم اور بوجھ کے صدمے کو جانتے ہیں اور یاد رکھنا کہ مومن پر جب کوئی صدمہ گزرتا ہے تو اس کی زندگی کی کتنی ہی خطاؤں کو بخش دیا جاتا ہے۔ اگر اس میں ہم نے صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا اور اپنے لائحہ عمل کو اپناتے ہوئے اپنی زندگی کو تقویٰ اور پرہیزگاری کے مطابق گزارا تو یقیناً ہم اس دنیا میں بھی کامیاب ہو جائیں گے اور آخرت میں بھی اللہ رب العزت کی رضا نصیب ہوگی۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے المرء مع من احب بندہ روز محشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کو محبت ہوگی۔ میرے دوستو! ہمیں حضرت مرشد عالمؒ سے بے پناہ محبت تھی، اگر یہ محبت آئندہ بھی ہمارے دلوں میں رہے گی اور ہم ان کے ارشادات و فرمودات پر پوری جان و دل کے ساتھ عمل کرتے رہیں گے تو یقیناً یہ محبت رنگ لائے گی، جیسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کا ساتھ نصیب کیا۔ حوض کوثر پر بھی ہمیں ان کا ساتھ نصیب فرمائیں گے۔ یقیناً یہ صحیح بات ہے...... ہم ان کی توقعات پر پورا اتریں۔ ان کی توقعات تھیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہم بھی ایسی محنت کریں کہ ہمیں بھی معرفت الٰہی کے جام بھر بھر کے پلائے جائیں کیونکہ مالی جب ایک پودا لگاتا ہے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ اس کو پھلتا پھولتا دیکھے۔ ہم اگر شریعت وسنت کے مطابق زندگی گزاریں گے اور اللہ رب العزت کی رضا جوئی کے لئے تن من دھن کی بازی لگادیں گے تو حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کو خوشی ہوگی۔ آج ہم نے اس بات کا عہد کرنا ہے بلکہ یوں سمجھیں کہ تجدید عہد کرنی ہے کہ جو معمولات حضرت نے بتائے اور جو پیغام وہ دن رات سنایا کرتے تھے، بھلے ہم سے پہلے غفلت ہوئی، ہم نے وقت کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہئے تھی، لیکن آج وہ زخم تازہ ہورہے ہیں، آج اندر کا انسان جاگ رہا ہے، چوٹ لگنے سے اس کی آنکھ کھلی ہے، ہم آئندہ زندگی ان کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کا ارادہ کریں اور اس کے لئے جان و دل سے کوشش کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائیں گے اور ہمیں ہمارے ان ارادوں میں کامیاب فرمادیں گے۔ **وما ذلک علی اللہ بعزیز** اور اللہ پر یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ کوشش بندے کے ذمے ہے۔ اسی لئے کسی نے ایک عجیب بات کہی کہ دنیا کا سب سے لمبا سفر ایک قدم اٹھانے سے شروع ہوجاتا ہے۔ ہم دل میں یہ ارادہ کر کے قدم اٹھائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں منزل نصیب فرمائیں گے۔ اس کا مشاہدہ، اس کی رضا اور اس کی لقا نصیب ہوگی۔

اللہ رب العزت کی رحمت کے اترنے کی پہچان یہ ہے کہ جب وہ آجاتی ہے تو ہمیشہ بندے کی کشتی کو کنارے لگادیا کرتی ہے۔ ہم سے اب تک جو غلطیاں ہوتی رہیں یا آئندہ بھی ہوں تو ان پر حسرت اور افسوس کرتے ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

نفس کے ہاتھوں شکست نہ کھائیں بلکہ منزل کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ جیسے دو پہلوان آپس میں لڑتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کوئی نیچے بھی آ جائے تو وہ نیچے آنے سے دلبرداشتہ نہیں ہوتا بلکہ نیچے آ کر بھی اس کوشش میں رہتا ہے کہ میں اوپر والے کو نیچے لے آؤں۔ اس کے لئے وہ داؤ آزماتا ہے، عقل کا نور استعمال کرتا ہے، کوشش اور فن کو استعمال کر کے نیچے آنے والا فتح پانے والا بن جاتا ہے۔ اگر کبھی ہم ٹھوکر بھی کھائیں تو دوبارہ سنبھل جائیں اور توبہ تائب ہو کر منزل کو سامنے رکھتے ہوئے قدم اٹھاتے چلے جائیں۔ اسی لئے ایک بزرگ نے کیا ہی پیاری بات فرمائی۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ گرالے کبھی تو گرالے

اگر کسی موقع پر نفس ہمیں دباتا ہے تو ہم بھی کسی دوسرے موقع پر نفس کو دبالیں۔ جیسے پہلوان کھیلتے ہیں اور ایک کے دوسرے سے سکور زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن وہ پر امید رہتے ہیں کہ نہیں، انشاءاللہ ہم جیتیں گے۔ اسی طرح اس نفس کی جنگ میں ہم اپنی طرف سے کوشش کرتے رہیں اور دل میں یہ تمنا رکھیں کہ جیسے ہمارے حضرتؒ کامیاب و کامران گئے، ان کے فیوض و برکات سے اس نفس کی جنگ میں انشاءاللہ آخری فتح ہماری ہوگی۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ انشاءاللہ ہمیں بھی کلمے پر موت آئے گی اور یہی ہماری فتح ہوگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مرشد عالم کے آخری لمحات کی ایک جھلک

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی موت بھی کتنی پیاری تھی۔ نواسے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں، وہ یہ آیت پڑھتے ہیں یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ (البقرۃ:۱۵۳) جب وہ یہ آیت پڑھتے ہیں، حضرت ان کو دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں۔ انہوں نے آگے پڑھا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ حضرت نے یہ الفاظ سنے، چہرے پر مسکراہٹ طاری ہوئی اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

میں تمہیں مرد مؤمن کی پہچان بتا دوں کہ جب اس پر موت آتی ہے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے۔ کل آپ اور ہم سب نے دیکھ لیا کہ حضرت کس طرح مسکراتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔ ان کا کیسا کھلا ہوا چہرہ تھا، نہلاتے وقت بدن نرم و نازک محسوس ہوتا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ بس تھوڑی دیر کے لئے آرام کر رہے ہیں۔ میرے دوستو! ہمارے لئے ایک راستہ متعین ہے ہم دل میں یہ عہد کریں کہ جو باغ انہوں نے لگایا ہے، ہم اس میں کھلنے والے پھول بنیں گے اور ہم اپنی خوشبو سے اس باغ کو مہکائیں گے۔

قرآن پاک سے تعلق جوڑیں

آپ اپنے آخری وقت میں قرآن سنتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنی زندگی میں بھی قرآن پاک کو حرز جاں بنائے رکھا۔ اپنی معمول کی گفتگو

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بھی اکثر آیات قرآنی ہی کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اپنے بیانات میں وہ آیات کو اپنے مطالب کے ساتھ اتنی روانی اور تسلسل سے پڑھتے تھے کہ لگتا تھا کہ علوم ومعارف کا ایک دریا ہے جو بہا چلا جارہا ہے۔ آپ نے اپنے متعلقین اور مریدین کو بھی ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ قرآن سے اپنا تعلق مضبوط کرلیں اسی میں ہماری نجات ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

"ہمیں کہتا ہے یہ قرآن،
او میرے ماننے والے مسلمان!
تیرے ہاتھ میں ہو قرآن پھر تو دنیا میں رہے پریشان
تیرے ہاتھ میں ہو قرآن پھر تو دنیا میں ہو ناکام
تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں بنے غلام
غلامی نفس کی ہو شیطان کی ہو یا کسی انسان کی ہو، ناں ناں ناں......
ہمیں کہتا ہے یہ قرآن، او میرے ماننے والے مسلمان!
اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ تو پڑھ قرآن تیرا رب کرے گا تیرا اکرام
تیرا رب تجھے عزت و وقار دے گا، تیرے ظاہر و باطن کو نکھار دے گا

حضرت مرشد عالمؒ کی تعلیمات کا نچوڑ

فقیر اس موقع پر وہ تین آیتیں پڑھتا ہے جو حضرتؒ اکثر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ وہ آیتیں ہمیں اپنی تعلیمات کے نچوڑ کے طور پر سناتے تھے لیکن اس وقت بات سمجھ میں نہیں آتی تھی، کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں آج سمجھنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

پہلی آیت یہ ارشاد فرماتے تھے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ

www.besturdubooks.wordpress.com

یَجْعَلْ لَکُمْ فُرْقَانًا (الانفال: ۲۹) یہ آیت ہمارے لئے ایک بہت بڑا بھروسہ ہے اور دل کے لئے تقویت کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ کو اختیار کرو گے تو اللہ رب العزت تمہیں قوت فارقہ نصیب کرے گا۔ جس سے تمہیں حق و باطل کی پہچان رہے گی۔ اس لئے ہم اگر پرہیزگاری کو اپنائیں گے اور سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک تقویٰ و طہارت والی زندگی گزاریں گے تو اللہ کے قرآن کے مطابق ہمیں یہ قوت فارقہ نصیب ہو جائے گی اور اپنی آئندہ زندگی حق و باطل کی پہچان کرتے ہوئے گزار پائیں گے۔

دوسری آیت یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ هُوَ مَوْلٰکُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ o (الحج: ۷۸) تم نماز ادا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ (جب پکڑ لو گے تو) وہ تمہارا سرپرست بن جائے گا، وہ کتنا بہترین مولیٰ ہے اور کتنا اچھا مددگار ہے۔

حضرتؒ اپنی مجالس کے اختتام پر اکثر یہ آیت بھی پڑھا کرتے تھے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا اے ایمان والو! تم اپنے اندر صبر وضبط پیدا کرو۔ میں یہ وہی الفاظ نقل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جو حضرت فرمایا کرتے تھے۔ اے ایمان والو! تم اپنے فرض منصبی پر مرمٹو وَ صَابِرُوْا اور دوسروں کو مر مٹنے کی تلقین کرتے رہو وَ رَابِطُوْا اور تم اپنے آخری دم تک اس پر ڈٹے رہو وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اگر تم پرہیزگاری کو اختیار کرو گے تو لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (آل عمران: ۲۰۰) پھر کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کے زخم کے لئے مرہم

اللہ رب العزت ہمیں تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ حضرت مرشد عالمؒ کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کی محبت کو دل میں ہمیشہ بہتر سے بہترین بنانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان کو عمر نوح نصیب فرمائے ، یہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یادگاریں ہیں، ان کے کندھوں پر اس وقت بڑا بوجھ ہے، اللہ رب العزت ان کو اس بوجھ سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔الولد سر لابیہ الحمدللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمی مدظلہ العالی ہمارے درمیان موجود ہیں ۔ جیسے باپ فوت ہو جائے تو چھوٹے بھائی بڑے بھائی کو دیکھ کر کچھ صبر اور سکون حاصل کر لیا کرتے ہیں، آج اس محفل میں وہ ہمارے بڑے بھائی کی حیثیت سے ہیں، وہ ہمارے والد کی جگہ ہیں، ان کو دیکھ کر پھر بھی کچھ ڈھارس بندھ جاتی ہے ۔ بلکہ دل کے زخم پر مرہم آ جاتی ہے ۔ اللہ رب العزت ان کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھیں ۔ ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرمائیں اور ہمارے محافظ اور نگہبان کے چلے جانے کے بعد اللہ رب العزت ہمیں بے سہارا نہ بنادیں اور اللہ رب العزت ہمیں نفس و شیطان کے حوالے نہ کر دیں ۔ ہم اس کی رحمت کے طلبگار ہیں، اس سے اس کی برکتیں مانگتے ہیں، اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی چاہتے ہیں کہ اے اللہ ! تیرے ایک مقبول بندے کی دعائیں ہمارے شامل حال ہوتی تھیں ، ہماری غلطیاں چھپ جاتی تھیں ، اے اللہ ! آج وہ دعائیں نہیں ہیں ، لیکن تو ہمیں وہی حفاظت عطا فرما دینا اللھم لا تحرمنا اجرہ و لا تفتنا بعدہ اے اللہ ! اپنے اس مقبول بندے کے بعد ہمیں کسی فتنے میں نہ ڈال دینا ۔ اے اللہ ! ہم ناپ

www.besturdubooks.wordpress.com

تول کے قابل نہیں، کہیں ہماری آزمائش نہ کر لینا، اگر تو نے ناپ تول کرنا شروع کر دی تو ہم میزان پر پورے نہیں اتر سکیں گے۔ رحمت کا معاملہ فرمانا۔ ہمارے حضرت نے بھی شفقت کا معاملہ فرمایا، ہم پہلے بھی فضلی رہے، تیرا فضل رہا اور اس سے کام چلتا رہا، اے اللہ! اب بھی رحمت فرما دینا اور ہمارے بیڑے کو بھی پار کر دینا۔ (آمین ثم آمین)

و اخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاق حمیدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھے اخلاق کا دوسرا نام "اچھا کردار" ہے۔ یاد رکھنا کہ کردار دیکھنے میں ایک بے قیمت سی چیز نظر آتی ہے لیکن انسان اس کے ذریعے بڑی سے بڑی قیمتی چیز کو خرید لیا کرتا ہے۔ دنیا تلوار کا تو مقابلہ کر سکتی ہے مگر کردار کا مقابلہ کبھی نہیں کر سکتی۔ ہمیشہ کردار کی فتح ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاق حمیدہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ . و قال رسول الله ﷺ الدین النصیحه او کما قال علیه الصلوٰۃ و السلام .

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اچھے اخلاق والے انسان کا مقام

ایک عام دستور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان اپنے اخلاق سے پہچانا جاتا ہے۔ جس درخت کا پھل اچھا اور میٹھا ہو، خوبصورت بھی ہو اور ذائقے میں بھی لذیذ ہو، لوگ اس درخت کی حفاظت بھی کرتے ہیں اور اسے پانی بھی پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح جس انسان کے اخلاق اچھے ہوں، جس کے پاس بیٹھیں تو وہ فائدہ پہنچائے اور جو مصیبت میں دوسروں کے کام آئے، ایسے بندے کو بھی دوسرے لوگ پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد: ۱۷) اور جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زمین میں جما دیتے ہیں۔ دین اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے اس میں اچھے اخلاق پر بہت زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، کہ ایمان لانے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بعد سب سے افضل عمل خوش خلقی ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں فرمایا گیا اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا ایمان والوں میں سے کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ گویا اللہ رب العزت کے پاس یہ بندے کو تولنے کا ایک معیار ہے۔ اس معیار کے ذریعے بندہ خود بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ میں کتنے پانی میں ہوں۔ اچھے اخلاق والے آدمی کو لوگ بھی پسند کرتے ہیں اور پروردگار عالم بھی اسے پسند فرماتے ہیں۔ لہٰذا جس انسان کو خوش خلقی نصیب ہو جاتی ہے اسے اللہ رب العزت کی طرف سے بڑی نعمت نصیب ہو جاتی ہے۔ اچھے اخلاق کو انسان کی سیرت کہا جاتا ہے۔ جس طرح خوب صورت انسان کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں اسی طرح خوب سیرت انسان کے ملنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیک سیرت انسان سے ہر بندہ محبت کرتا ہے اور جب کسی انسان سے محبت ہوگی تو یقیناً اس کی خیر خواہی دل میں آئے گی۔ وہ پھر اس کی پشت پیچھے بھی اس کی خیر خواہی کرے گا۔

اسی لئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

الھم حسنت خلقي فحسن خلقي

(اے اللہ! جس طرح تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے تو میرے اخلاق کو بھی اچھا کر دے)

اچھے اخلاق کمال ایمان کی علامت ہیں

کسی بھی مؤمن کے ایمان کا اس کے اخلاق پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔ اگر اس کا ایمان مضبوط ہے تو اس کے اخلاق خود بخود سنور جائیں گے۔ کیونکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خوف خدا اس کو ہر قسم کی بد خلقی کو ترک کرنے پر مجبور کر دے گا۔ وہ ہمیشہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے گا اور دوسروں کو راحت پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "مؤمنین میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہے" سبحان اللہ کیسا معیار بتایا ہے کہ کمال ایمان کی نشانی کثرت عبادات نہیں بلکہ اخلاق کا اچھا ہونا ہے۔ ایک اور حدیث پاک میں آیا ہے ان المؤمن لیدرک بحسن خلقه درجة قائم الليل و صائم النهار بے شک مؤمن بندہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے راتوں رات نماز میں کھڑے رہنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے آدمی کا درجہ پالیتا ہے۔

سب سے بہترین چیز

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سب سے بہترین چیز کونسی ہو سکتی ہے جو کسی کو عطا کی گئی ہو۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ایسی چیز حسن اخلاق ہے۔

تو اچھے اخلاق سب بڑی نعمت، سب سے بڑی دولت اور سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ جس کے پاس بھی یہ ہوتا ہے اس سے بہت نفع اٹھاتا ہے۔

کردار کی فتح

اچھے اخلاق کا دوسرا نام "اچھا کردار" ہے۔ یاد رکھنا کہ کردار دیکھنے میں ایک بے قیمت سی چیز نظر آتی ہے لیکن انسان اس کے ذریعے بڑی سے بڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

قیمتی چیز کو خرید لیا کرتا ہے۔ دنیا تلوار کا تو مقابلہ کر سکتی ہے مگر کردار کا مقابلہ کبھی نہیں کر سکتی۔ ہمیشہ کردار کی فتح ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی تھیں فتحت المدینۃ بالاخلاق کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ کو اخلاق کے ذریعے فتح فرمایا تھا۔

اخلاق کے مراتب

اخلاق کے تین مراتب ہیں

پہلا مرتبہ

اخلاق کا ایک مرتبہ وہ ہے جو یہودیوں کو ملا اسے اخلاق حمیدہ کہتے ہیں۔ وہ یہ تھا کہ تم لوگوں کے ساتھ برابری کا معاملہ رکھو۔ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنِ بِالْعَيْنِ (المائدہ: ۴۵) جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ جتنا کوئی تمہیں تکلیف پہنچاتا ہے اپنا بدلہ لینے کے لئے تم بھی اتنی ہی تکلیف پہنچا سکتے ہو۔ البتہ اس سے زیادہ تکلیف نہ پہنچانا۔

دوسرا مرتبہ

اخلاق کا ایک مرتبہ عیسائیوں کو بھی ملا۔ ان کو یہودیوں سے بلند مرتبہ کا اخلاق ملا'' جسے'' اخلاق کریمانہ کہتے ہیں۔ وہ اخلاق یہ تھے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو تم اس کو معاف کردو۔ اسی لئے نصاریٰ جو پہاڑی کا وعظ

www.besturdubooks.wordpress.com

دہراتے ہیں اس میں وہ کہتے ہیں کہ اگر تمہارے ایک رخسار پر کوئی تھپڑ لگائے تو تم اپنا دوسرا رخسار بھی اس کے سامنے پیش کر دو۔ وہ اسے اخلاق کا بڑا مرتبہ سمجھتے ہیں۔

تیسرا مرتبہ

اخلاق کا ایک مرتبہ امت مسلمہ کو بھی ملا جسے ''اخلاق عظیمہ'' کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا، اے محبوب ﷺ! وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (ن:۴) اور آپ تو اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں۔ اخلاق عظیمہ یہ ہیں فَاعْفُ عَنْهُمْ اے محبوب ﷺ! انہیں معاف کر دیجئے۔ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اور ان کے لئے اللہ کے حضور استغفار کیجئے۔ وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ (ال عمران:۱۵۹) اور ان کو اپنے مشورے میں شامل بھی فرمالیجئے۔ یعنی اپنے بھائی کی غلطی کو فقط معاف ہی نہیں کرنا بلکہ اس کے لئے اللہ کے حضور استغفار بھی کرنی ہے اور پھر پہلے والے تعلقات کو بحال بھی رکھنا ہے۔ اور انہیں اپنے مشوروں میں شامل بھی رکھنا ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے ایمان والوں کی صفت قرآن میں ارشاد فرمائی کہ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران:۱۳۴) وہ غصے کو پی جانے والے ہوتے ہیں اور وہ انسانوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں۔ گویا ہم نے دوسروں کو فقط معاف ہی نہیں کرنا بلکہ ہم نے ان کی غلطیوں کے باوجود ان کو اپنے قریب کرنا ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا، وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ تم برائی کو اچھائی کے ساتھ دھکیلو۔ جب تم برائی کا بدلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھائی کے ساتھ دو گے تو نتیجہ یہ نکلے گا فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (حم سجدہ: ۳۴) کہ تمہارے اور جس کے درمیان دشمنی ہے وہ بندہ پھر تمہارا جگری یار بن جائے گا۔ یوں دشمنی دوستی میں بدل جائے گی اور نفرتوں کی بجائے دلوں میں محبتیں پیدا ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ اور جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زمین میں جما دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قدم زمین میں جما دیا کرتے ہیں۔ یہ ایک خدائی قانون ہے کہ جو بندہ دوسروں کے فائدے کے لئے زندگی گزارے گا اللہ تعالیٰ اس کے اپنے قدم زمین میں جما دے گا۔

دین اسلام کا حسن

ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ کے بندوں سے اللہ کے لئے محبت کریں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ الخلق عیال اللہ کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔ یاد رکھنا کہ جو اللہ تعالیٰ کی عیال سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء تم رحم کھاؤ جو زمین پر ہے، تم پر وہ رحم کرے گا جو پروردگار آسمانوں میں ہے۔ اس لئے اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں تو پھر ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ کے بندوں پر رحم کریں۔ اللہ کے بندوں سے اللہ کی نسبت سے محبت رکھیں۔ دین اسلام کا حسن دیکھئے کہ ایک تو مومن سے محبت کرنا ہوتی ہے، یہ تو بڑی بات ہے، یہ تو ہونا ہی چاہئے، عام انسانوں سے بھی رحم سے پیش آنے کی تلقین کی گئی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں بھائی کی اہمیت

ایمان والوں سے محبت اس لئے بھی ہونی چاہئے کہ قرآن مجید میں ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:۱۰) مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ یاد رکھنا کہ دنیا اور آخرت میں بھائی ہی کام آتے ہیں۔ قرآن عظیم الشان سے ایک دلیل سن لیجئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے میرے پیارے موسیٰ! اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (النّٰزعٰت:۳۰) کہ آپ کے فرعون کے پاس جائیں کیونکہ وہ باغی طاغی بنا پھرتا ہے۔ فرعون اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ایک منظم بادشاہ تھا۔ اس کی اپنی گورنمنٹ تھی۔ چونکہ اس کی گورنمنٹ کے نظام سے ٹکرانا تھا اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ میں اکیلا ہوں۔ اس لئے میرا بھی کوئی مددگار ہونا چاہئے۔ اب مددگار تلاش کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پہلی نظر اپنے بھائی پر پڑی۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں فرمایا گیا رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ. وَ يَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ. وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ. يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ. وَ اجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ. هَارُوْنَ اَخِيْ. (طٰهٰ: ۲۵ تا ۳۰) یعنی دنیا میں بھی جب سر پر بوجھ پڑتا ہے تو بھائی کام آتا ہے...... یہ تو دنیا کا معاملہ ہے اب آخرت میں دیکھتے ہیں کہ وہاں بھائی کیسے یاد آئے گا۔

آخرت میں بھائی کی اہمیت

قیامت کے دن جب انسان پر اللہ رب العزت کی طرف سے عذاب آئے گا اور اس ہیبتناک اور وحشتناک دن کی حقیقت اس کے سامنے کھلے گی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر انسان پناہ گاہ ڈھونڈے گا۔ وہاں بھی مجرم بندہ اپنے بھائی کی طرف رجوع کرے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ (عبس: ۳۴) وہ اپنے بھائی کی طرف رجوع کرے گا۔ گویا دنیا اور آخرت میں بھائی ہی کام آئے گا۔

ہماری سرد مہری

لیکن عجیب بات یہ ہے کہ آج ہم جب سب سے پہلے چھری چلاتے ہیں تو بھائی کے رشتے پر چھری چلاتے ہیں۔ آج ہم مسلمانوں کے گھروں میں بھی یہی حال ہے۔ چھوٹی چھوٹی اور معمولی معمولی باتوں پر رشتوں ناطوں کو توڑ دیتے ہیں۔

جھگڑوں کا خاتمہ

ایک حدیث مبارک ایسی ہے، اگر اس پر عمل کرلیا جائے تو دنیا کے، سب جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه

(قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے (مؤمن) بھائی کیلئے وہی پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے)

اب بتائیں جب ہر بندہ دوسروں کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ رکھے گا جیسا وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے تو پھر تعلقات کشیدہ ہونے کی نوبت آئے گی؟ بالکل نہیں آئے گی۔ آج جو بھائیوں کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی ہو جاتی ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دوسروں کی عزت نفس کا خیال رکھا جاتا ہے نہ اس کے حقوق کی پرواہ کی جاتی۔

صلہء رحمی کا حکم

دین اسلام نے ہمیں صلہ رحمی کا درس دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا **صل من قطعک** تو اس سے جوڑ جو تجھ سے توڑے **و اعف عن من ظلمک** اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کر دے **و احسن من عصا الیک** اور جو تجھ سے برائی کرے تو اس سے اچھا سلوک کرے۔ ہمارے پیارے محبوب ﷺ نے ان تین باتوں کے ذریعے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے جو شخص ان تین باتوں پر عمل کر لے اس کی زندگی سنور سکتی ہے۔ سبحان اللہ، کیا ہی جوامع الکلم ہمارے محبوب ﷺ کو عطا کر دیئے گئے کہ اگر ان میں سے کسی ایک بات پر عمل کر لیا جائے تو انسان کی ہدایت کے لئے وہ کافی ہو جائے۔

قطع رحمی کا انجام

جو لوگ رشتوں ناطوں کو توڑ دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو بڑے ناپسند ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ رب العزت شب قدر میں بڑے بڑے مجرموں کو معاف فرما دیتے ہیں لیکن چند بندے ایسے بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ شب قدر میں بھی معاف نہیں کرتے، ان میں سے ایک بندہ وہ بھی ہے جو قطع رحمی کرنے والا ہو۔ مگر آج تو حالت یہ کہ بہن بہن سے نہیں بولتی، بھائی بھائی سے نہیں بولتا، بچے ماں باپ سے ناراض پھرتے ہیں اور وہ رشتے جن کو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا آج لوگ ان کو توڑ کر خوش ہوتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ یہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ نوجوان اپنے دوست کے ساتھ رہ کر خوش ہوگا اور اپنے ماں باپ کے ساتھ رہ کر وہ تنگی محسوس کرے گا۔ آج کے نوجوان کا یہی حال ہے۔ کسی نوجوان سے پوچھ لیں کہ آپ کی کیا پریشانی ہے؟ تو وہ کہے گا جی بس گھر والے پابندیاں لگاتے ہیں، امی کہتی ہے کہ تمہیں دس بجے سے پہلے گھر آنا چاہئے، ابو کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے لئے پابندی سے اٹھنا چاہئے، بس ان کو تو ان پابندیوں کے لگانے کے سوا کوئی اور کام ہے ہی نہیں۔ اور جب دوستوں کی محفل میں جاتے ہیں تو وہ دوست انہیں آزادی سکھاتے ہیں اس لئے نوجوان اپنی فلاح اسی میں سمجھتے ہیں کہ گھر کی پابندیوں سے ہماری جان چھوٹے اور دوستوں میں زندگی گزاریں۔ یاد رکھئے کہ اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ بازو یہ سوچنے لگے کہ میں تو جسم کے ساتھ بندھا ہوا ہوں۔ کچھ کر ہی نہیں سکتا اس لئے میری فلاح اس میں ہے کہ میں جسم سے جدا ہو جاؤں۔ اگر بازو جسم سے جدا ہو جائے گا تو اس میں کیڑے پڑیں گے، اس کو کتے چبائیں گے، بھنبھوڑیں گے اور گھسیٹیں گے کیونکہ یہ بے جان ہو چکا ہوگا۔ اس کی زندگی اس میں ہے کہ یہ جسم کے ساتھ مل کر رہے۔ اسی طرح اولاد کی بھی زندگی اس میں ہے کہ وہ ماں باپ کے ساتھ مل کر رہے۔ کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، البرکۃ مع اکابرکم تمہارے لئے برکت بڑوں کے ساتھ رہنے میں ہے۔ اس لئے ہم بڑوں کے ساتھ مل کر رہنے میں اپنی عافیت سمجھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بے مثال کردار

اچھے اخلاق پیدا کرنے کے لئے محنت کرنا پڑتی ہے۔ زبانی باتیں کرنا آسان ہے لیکن کردار کو پیش کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ سابقہ انبیاء جب دنیا میں تشریف لائے تو ان کی قوموں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی حقانیت کی کیا دلیل ہے تو انہوں نے اپنے معجزے پیش کیے۔ کسی نے اونٹنی کو پیش کیا اور کسی نے کہا کہ میں مادرزاد اندھوں کو بینا کر سکتا ہوں۔ لیکن جب نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کی نبوت کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے درمیان اپنی زندگی نہیں گزاری؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں جوانی کی زندگی تمہارے درمیان گزار چکا ہوں، عجیب بات ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجنون اور جادوگر تو کہا گیا مگر کسی کو جھوٹا کہنے کی جرأت نہ ہوئی یا یہ کہ معاذ اللہ ان کی نگاہ میلی تھی یا ان کے کردار کی یہ بات کچی تھی۔ نہیں، کافر ان کے دشمن تھے، مجنون اور ساحر تو کہتے رہے مگر محبوب ﷺ کا کردار اتنا کھلا ڈھلا اور صاف تھا کہ جانی دشمنوں کو بھی آپ ﷺ کے کردار پر بات کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

خیر خواہی کی تعریف

ایمان والوں کو چاہئے کہ ان کی سوچ ہمیشہ مثبت ہو۔ منفی سوچ سے بچیں۔ دوسروں کی برائیوں کو بھی نظر انداز کر دیا کریں اور اپنی طرف سے ان کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کریں۔ اس کو خیر خواہی کہتے ہیں۔ ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کو بڑا پسندیدہ ہوتا ہے جو دوسروں کی خیر خواہی کرتا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ و

www.besturdubooks.wordpress.com

السلام نے ارشاد فرمایا الدین النصیحہ کہ دین سراسر خیر خواہی ہے۔ جیسے کہتے ہیں ناں کہ فلاں بندے نے تو دو لفظوں میں بات سمجھا دی۔ اسی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دو لفظوں میں پورا دین سمجھا دیا۔

دین اور خیر خواہی کا تلازم

عربی میں ایک مبتداء ہوتا ہے اور ایک خبر ہوتی ہے۔ عام طور پر ایک معرفہ ہوتا ہے اور دوسرا نکرہ۔ لیکن یہاں پر عجیب معاملہ ہے لفظ الدین بھی معرفہ ہے اور النصیحہ بھی معرفہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جب دونوں کو معرفہ لایا جائے تو وہ لازم وملزوم ہوا کرتے ہیں اور ان میں چولی دامن کا ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اس کا یہ معنی بنے گا کہ جو دین ہے وہ سراسر خیر خواہی ہے۔ اور جو کچھ خیر خواہی ہے وہ سراسر دین ہے۔ آپ کو جہاں دین ملے گا وہاں آپ کو خیر خواہی ملے گی اور جہاں آپ کو خیر خواہی ملے گی سمجھ لینا کہ وہاں دین موجود ہے۔ اور جہاں آپ کو مسلمان دوسرے مسلمان کا بدخواہ نظر آئے تو سمجھ لینا کہ دین درمیان میں سے نکل چکا ہے

مؤمن اور خیر خواہی

مؤمن کا تو کام ہی یہ ہے کہ ساری دنیا کی خیر خواہی کرے، ہر ایک کو اس سے فائدہ پہنچے۔ بجائے کسی کو تکلیف پہنچانے کے ان کے دکھ درد میں کام آئے۔ اس کا طرز زندگی ایسا ہو کہ اس کے عزیز رشتہ دار، پڑوسی، محلہ دار، دوست احباب۔ سب کو یقین ہو کہ یہ ایسا بااخلاق انسان ہے کہ ہمیں اس سے تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے اور ان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تم میں سے اچھا کون ہے اور برا کون ہے؟ سب خاموش رہے۔ آپ نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا۔ پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جس سے لوگ خیر کی امید رکھتے ہوں اور شر سے اطمینان رکھتے ہوں۔ اور بدترین شخص وہ ہے جس سے لوگ خیر کی توقع نہ رکھتے اور اس کے شر سے خوف کھاتے ہوں۔

دیکھیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کس قدر جامع انداز میں یہ بات کی۔ یہ نہیں فرمایا کہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ بلکہ فرمایا کہ اپنا طرز زندگی ایسا رکھو کہ لوگوں کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ ساری دنیا سے ہمیں نقصان ہو سکتا ہے لیکن اس بندے سے ہمیں نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

عبداللہ بن مبارکؒ کے پڑوس کی قیمت

''ہمبرگ'' جرمنی کا ایک شہر ہے۔ وہاں ہمارے ایک دوست رہتے ہیں۔ وہ جرمن ائیر لائن میں کام کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کے گھر ٹھہرنا ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مسجد یہاں سے ایک گھنٹہ کے فاصلے پر ہے، آپ نے مسجد سے اتنا دور کہاں گھر لے لیا؟ وہ کہنے لگا، یہاں ہمسائے بہت اچھے ہیں، بڑے پڑھے لکھے جرمن لوگ رہتے ہیں اور وہ مسلمانوں کو یہاں کرایہ پر بھی مکان کیوں نہیں دیتے۔ بس مجھے یہاں مکان مل گیا ہے اور یہیں رہتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ یہ لوگ مسلمانوں کو کرایہ پر مکان کیوں نہیں دیتے؟ کہنے لگے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمان دوسروں کے حقوق کا خیال نہیں کرتے اور جس جگہ یہ

مکان بنا لیتے ہیں وہ پوری کمیونٹی کا گندہ پوائنٹ بن جاتا ہے، اس لئے وہ ان کو کرایہ پر مکان نہیں دیتے۔

میں نے کہا، اب میں آپ کو ایک بات بتاؤں؟ کہنے لگے، بتائیے۔ میں نے کہا کہ جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے اس وقت یہ حالت تھی کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اسے مکان بیچنے کی ضرورت پیش آئی۔ ایک آدمی خریدنے کے لئے آیا تو اس نے پوچھا کہ آپ یہ مکان کتنے کا دیں گے؟ وہ یہودی کہنے لگا، دو ہزار دینار کا۔ اس نے کہا، جی اس جیسا مکان تو یہاں ایک ہزار دینار کا ملتا ہے۔ یہودی اس کے جواب میں کہنے لگا کہ واقعی ایک ہزار دینار تو اس مکان کی قیمت ہے اور دوسرا ہزار دینار عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس کی قیمت ہے۔ سبحان اللہ

بندۂ مومن کا مقام

ابو داؤد شریف کی ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف فرما رہے تھے۔ طواف کرتے ہوئے آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا، اے کعبہ! تجھے اللہ تعالیٰ نے بڑی شان عطا کی ہے لیکن حرمۃ المؤمن ارجح من حرمۃ الکعبۃ مومن کا احترام اللہ کے نزدیک تیرے احترام سے زیادہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ نے مومن کو ایک مقام عطا کیا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ ہم کعبہ کی طرف تو منہ کر کے سجدے کریں اور کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر دعائیں بھی مانگیں اور بوسے بھی دیں، لیکن مومن سے نفرت کریں، اسے ایذا پہنچائیں اور اس کی بدخواہی کرتے پھریں تو پھر ہمارا ایمان کیسا ہوگا؟ مومن اپنوں اور پرایوں سب کا خیرخواہ ہوتا ہے۔ ہم دین کو

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھنے کی کوشش کریں کہ دین ہم سے چاہتا کیا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا،

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میر شود ایں مقام
کہ با دوستاں ہست پیکار جنگ

کہ اللہ والوں کے بارے میں ہم نے سنا کہ وہ تو دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ نہیں کیا کرتے تھے، تجھے یہ مقام کہاں سے نصیب ہوا، تو اپنوں سے برسر پیکار ہے۔ ہم اپنوں کو دکھ دیتے پھرتے ہیں۔

غلطیوں کی تلاش

چنانچہ حالت یہ ہوتی ہے کہ بیوی نے اپنے میاں کی غلطیوں پر دوربین فٹ کی ہوتی ہے اور میاں نے اپنی بیوی کی غلطیوں پر خوردبین فٹ کی ہوتی ہے۔ کہنے کو تو وہ میاں بیوی ہوتے ہیں اور زندگی کے ساتھی ہوتے ہیں مگر حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کی غلطیوں کی تلاش میں ہے اور وہ اس کی غلطیوں کی تلاش میں ہے۔ وہ اس کو نیچا دکھانے کے درپے ہے اور وہ اس کو نیچا دکھانے کے درپے ہے۔ کیا مسلمانی باقی رہی؟ جن کو اللہ تعالیٰ نے لباس کہا ان کی یہ حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (البقرۃ: ۱۸۷) وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ لباس انسان کی بدصورتی کو خوبصورتی میں بدل دیتا ہے اور جسم کے عیبوں کو چھپا دیتا ہے۔ جس کو اللہ نے لباس کہا ہم اس کے نقائص ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ جو ہم سے زیادہ قریب ہوتا ہے اتنا ہی ہم سے زیادہ تنگ ہوتا ہے۔ یہ کتنی عجیب

www.besturdubooks.wordpress.com

بات ہے

ستر پوشی کی فضیلت

میرے دوستو! شریعت مطہرہ نے معاف کر دینے کو بہت پسند فرمایا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو انسان جتنا جلدی دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرے گا اللہ رب العزت اتنا ہی جلدی قیامت کے دن اس کی غلطیوں کو معاف فرمائیں گے۔اور جو انسان دوسروں کے عیبوں کی ستر پوشی کرے گا اللہ رب العزت قیامت کے دن اس کے عیبوں کی ستر پوشی فرمائیں گے۔ یہ باتیں آج دلوں میں بٹھانے کے قابل ہیں۔

مؤمن کے دل کو خوش کرنے کی فضیلت

ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی مؤمن کے دل کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں۔ وہ فرشتہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتا رہتا ہے اور اس کے ذکر کا ثواب اس بندے کے نامہء اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے کسی امتی کی حاجت پوری کی تاکہ اس کا دل خوش کرے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

ان احادیث کے پڑھنے کے بعد ہم اپنے اوپر بھی غور کریں کہ کیا ہم نے کبھی کوئی کام فقط اس لئے کیا ہے کہ میرے مؤمن بھائی کا دل خوش ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے دوسرے بھائیوں کی چھوٹی سے چھوٹی ضرورتوں کا پورا کرنا بندے کے عمر بھر کے گناہوں کی بخشش کا سبب بن سکتی ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا کہ جب کوئی مؤمن اپنے مؤمن بھائی کے کام کیلئے کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے تین خندقیں دور کر دیتے ہیں اور خندق کی چوڑائی زمین آسمان کے درمیان میں فاصلہ کے برابر ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے کسی پریشان حال کی مدد کی خدا اس کیلئے تہتر مغفرتیں لکھ دے گا، ان میں سے ایک میں اس کے سب کام بن جائیں گے اور بہتر قیامت کے دن اس درجے بلند کرنے کے لئے ہوں گی۔ سبحان اللہ

زبان کی آفتیں

میرے دوستو! اگر ہم کسی کے دل کو خوش نہیں کر سکتے تو اس کے دل کو رنج بھی نہ پہنچایا کریں۔ یاد رکھنا کہ بیماریوں میں سے سب سے بری دل کی بیماری ہے اور دل کی بیماریوں میں سے سب سے بری دل آزاری ہے۔ مگر ہم بڑی دیدہ دلیری سے دوسروں کی دل آزاری کر رہے ہوتے ہیں۔ خاوند بیوی کو کوئی ایسی بات کر دیتا ہے کہ وہ بیچاری سارا دن روتی رہ جاتی ہے اور بیوی خاوند کو ایسی بات کہہ دیتی ہے کہ اس بیچارے کا سکون برباد ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ تلوار کے زخم تو مندمل ہو جاتے ہیں مگر زبان کے زخم مندمل نہیں ہوا کرتے۔ یہ زبان ان رشتوں کو بھی توڑ دیتی ہے جن رشتوں کو انسان تلوار کے ذریعے بھی نہیں توڑ سکتا۔ آج ہمیں زبان چلانے کی بڑی عادت ہے، ہر وقت ہی بولتے رہتے ہیں، سننے کی عادت نہیں ہے فقط بولنے کی عادت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بدزبانی کا انجام

ایک مرتبہ ایک شخص نے آ کر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں ایک عورت ہے جو نماز، روزہ اور صدقہ کثرت سے کرتی ہے۔لیکن وہ اپنے پڑوسیوں سے بدزبانی کرتی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ عورت دوزخ میں جائے گی۔پھر اس شخص نے عرض کیا کہ ایک عورت ہے وہ نفل روزے، نمازیں اور صدقات کم ادا کرتی ہے لیکن دوسروں کو اپنی زبان سے ایذاء نہیں دیتی، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت جنت میں جانے والی ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ بدخلقی کس قدر بری چیز ہے کہ دوسروں سے بدزبانی کرنے اور ایذاء دینے والے کی نفلی عبادتیں بھی اس کے کام نہیں آتیں۔

غصہ پینے کی فضیلت

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس بندے کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ اس کا بدلہ بھی لے سکتا ہو مگر وہ اللہ کے لئے معاف کردے اور غصے کا گھونٹ پی جائے تو اس غصے کے گھونٹ کو پینے پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کو اپنے چہرے کا دیدار عطا فرمائیں گے۔سبحان اللہ، یہ کتنے نفع کا سودا ہے۔اس لئے ہم اللہ کے لئے اللہ کے بندوں کو معاف کردیا کریں۔ہم بدلہ لے بھی سکتے ہوں تو نہ لیا کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی سے حسن سلوک کا بدلہ

حضرت اقدس تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی کی بیوی سے غلطی ہوگئی۔ اتنا بڑا نقصان تھا کہ اگر وہ چاہتا تو اسے طلاق دے دیتا۔ کیونکہ وہ حق بجانب تھا۔ لیکن اس نے اسے اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی وفات ہوگئی۔ کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا، سناؤ بھئی! آگے کیا بنا؟ کہنے لگا کہ بس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مہربانی فرمادی اور میرے گناہوں کو معاف کر دیا۔ اس نے پوچھا، کس وجہ سے آپ کی معافی ہوئی؟ وہ کہنے لگا کہ ایک ایسی بات تھی جو میں بھول ہی گیا تھا۔ ہوا یہ تھا کہ ایک مرتبہ میری بیوی سے کوئی غلطی ہوگئی تھی، میں اگر چاہتا تو سزا دیتا، طلاق دے دیتا مگر میں نے اسے اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیا۔ پروردگار نے کہا، تو نے اسے میری بندی سمجھ کر معاف کر دیا تھا آج میں نے تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف کر دیتا ہو یا۔

تربیت کا فقدان

بلکہ کئی دفعہ تو یہ بھی دیکھا کہ دو بندے بحث کر رہے ہوتے ہیں اور وہ دونوں بول رہے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات کوئی بھی نہیں سن رہا ہوتا۔ یوں لگتا ہے کہ ہمیں کسی نے زندگی گزارنے کا سلیقہ ہی نہیں سکھایا۔ تعلیم تو سکولوں اور کالجوں سے پا لیتے ہیں مگر ہم تربیت کس سے لیتے ہیں؟ کسی سے بھی نہیں۔

میرے دوستو! تربیت اللہ والوں سے ملتی ہے۔ آج اللہ والوں کے پاس

www.besturdubooks.wordpress.com

آتے نہیں اور تربیت پاتے نہیں اس لئے انسان نہیں بن پاتے اور اللہ کے بندوں کو دکھ پہنچاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی بات بتاتا ہوں۔ ایم اے پاس بندہ گاڑی چلا رہا ہوتا ہے، اسے پتہ ہوتا ہے کہ پھاٹک بند ہے، وہ بجائے لائن میں کھڑا ہونے کے ادھر سے موڑ کر آنے والی ٹریفک کے راستے میں گاڑی کو کھڑا کر دے گا۔ تیرے ایم اے پاس ہونے کا کیا فائدہ؟ تجھے تو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ جب پھاٹک کھلے گا تب ہی گاڑی آگے جائے گی۔ پھر جب پھاٹک کھلتا ہے تو ایک دوسرے کیلئے ہارن بجا رہے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ہم میں اتنی بھی اہلیت نہیں ہے کہ اتنی تعلیم کے بعد ہم محسوس کر سکیں کہ دوسروں کے حقوق کیا ہوتے ہیں۔ یہ تربیت اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر ملتی ہے۔ آج اس تعلق کو اختیار کرنا بڑا برا سمجھتے ہیں کیونکہ اس کے بعد کوئی روک ٹوک کرے گا اور سمجھائے گا۔ جب کہ ہمارا نفس تو نہیں چاہتا کہ کوئی ہمیں سمجھائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سمجھے سمجھائے پیدا ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہم معاشرے میں دوسروں کو سکھ پہنچانے کی بجائے الٹا دکھ پہنچا رہے ہوتے ہیں۔

صحبت کا اثر

ہم ساتویں آٹھویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ میرا ایک کلاس فیلو ایک دیہات سے آتا تھا۔ وہ ہمیں دیہات کے بارے میں باتیں سنایا کرتا تھا کہ گندم ایسے اگتی ہے، ایسے ہل چلاتے ہیں، ایسے پانی لگاتے ہیں اور ایسے کنویں ہوتے ہیں۔ ہم نے یہ چیزیں کبھی دیکھی نہیں تھیں کیونکہ شہری زندگی گزارنے والے تھے اس لئے ہمیں اس کی باتیں بڑی عجیب لگتی تھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ اس نے ہمیں دعوت دی اور کہا کہ جولائی اور اگست دو مہینے کی سکول میں چھٹیاں ہو رہی ہیں، آپ چھٹیوں میں ہمارے ہاں آنا، ہم آپ کو دیہات دکھائیں گے۔ ہم نے دعوت قبول کر لی۔ چنانچہ ہم نے گھر آ کر تذکرہ بھی کر دیا کہ ہمارا ایک اچھا کلاس فیلو ہے، اس نے ہمیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ہے اور ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ ہم جا کر دیہات دیکھیں۔ بھائی نے کہا، بہت اچھا۔ ہم کسی دن آپ کو لے جائیں گے۔ چنانچہ ایک دن بھائی لے گئے۔ ہم دیہات میں خوب گھومے پھرے۔

وہاں پر جب ہم ایک کھیت میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں گوبر پڑا ہوا ہے۔ ہماری سمجھ سے یہ بات باہر تھی کہ خشک گوبر کا ڈھیر کھیت میں کیوں پڑا ہے۔ ہم نے ایک کسان کو دیکھا کہ وہ اس گوبر کو مٹی میں ملا رہا تھا۔ اب ہمیں اور بھی زیادہ عجیب بات لگی۔ لہٰذا ہم نے حیران ہو کر اس کسان سے پوچھا، جی آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس نے کہا، یہاں میں سبزی بیجوں گا۔ ہم نے کہا، ادھر تو آپ سبزی کا بیج ڈالیں گے اور ادھر آپ یہ گندگی اور بدبودار چیز مٹی میں ملا رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا، آپ شہر کے رہنے والے ہیں، آپ کی نظر میں تو یہ گندی اور بدبودار نجاست ہے لیکن حقیقت بات یہ ہے کہ ہم اس کو زمین میں اس لئے ملاتے ہیں کہ جب اس کے بعد ہم زمین میں سبزی بوئیں گے تو یہ سبزی کو فائدہ دے گی، گویا ہمارے لئے یہ کھاد کا کام دیتی ہے۔

اس وقت میری چھوٹی عمر تھی۔ لہٰذا بات کو پوری طرح نہ سمجھ سکا۔ آج کبھی کبھی لڑکپن کا وہ واقعہ یاد آتا ہے تو تب یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اے بندے! جسے ہم گندگی کہتے ہیں اور اس سے نفرت کرتے ہیں اگر اس گندگی کو بھی کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

کھیتی میں ڈال دیتے ہیں تو وہ بھی ساتھ والی کھیتی کو فائدہ دیتی ہے۔ تو مومن ہو کر بھی اگر ساتھ رہنے والے کو فائدہ نہیں دیتا تو معلوم ہوا کہ تو گندگی اور نجاست سے بھی گیا گزرا ہے۔

غور طلب بات

آج ہم ذرا اپنے معاشرے پر نظر ڈالیں۔ دن بدن ہماری اخلاقی حالت گرتی جارہی ہے۔ وہ مہر و محبت اور وفائیں نہیں رہیں جو پہلے ہوا کرتی تھیں۔ رنجشیں اور کدورتیں ہمارے معاشرے میں کچھ اس طرح سرایت کر گئی ہیں کہ بغض وعناد اور جھگڑا فساد اب معمول کی باتیں ہوگئیں ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطعہ رحمی کرنے والا موجود ہو۔ آج ہمارے معاشرے میں بھی بے برکتی اسی وجہ سے ہے کہ ہماری قوم میں اتحاد و یگانگت کی بجائے کینہ وحسد اور نا اتفاقی کا دور دورہ ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا ظرف بڑا کریں اور دوسروں کی خیرخواہی کرنا سیکھیں۔ اس کیلئے ہمیں اپنے آپ سے پہل کرنا ہوگی اور بدخلقی کا جواب خوش خلقی سے دینا ہوگا۔

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی نصیحت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے آپ کے سامنے اپنے بھائی کی شکایتیں شروع کر دیں کہ جی وہ مجھے بڑا تنگ کرتا ہے اور ہر وقت وہ میرے راستے میں کانٹے بوتا رہتا ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس سے بدلہ لوں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے یہ سن کر اس کو نصیحت فرمائی کہ اے بھائی! اگر تیرے راستے میں کوئی کانٹے بچھائے تو تو اس کے راستے میں کانٹے نہ بچھانا ورنہ پوری دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔

اللہ رب العزت ہمیں اچھے اخلاق والی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

و اخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

دل مغموم کو مسرور کر دے
دل بے نور کو پرنور کر دے
فروزاں دل میں شمع طور کر دے
یہ گوشہ نور سے معمور کر دے
مرا ظاہر سنور جائے الٰہی
مرے باطن کی ظلمت دور کر دے
مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کر دے
نہ دل مائل ہو میرا ان کی جانب
جنہیں تیری ادا مغرور کر دے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا اس کو بے مقدور کر دے
دل مغموم کو مسرور کر دے
دل بے نور کو پرنور کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

آہ جاتی ہے فلک پر اثر لانے کیلئے
بادلو! ہٹ جاؤ دیدو راہ جانے کے لئے

اے دعا! عرض کر عرش الٰہی تھام کر
اے خدا! اب پھیر دے رخ گردش ایام کے

صلح تھی کل جن سے اب وہ برسر پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں درپئے آزار ہیں

ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزش غم کے لئے
کر رہے ہیں زخمی دل فریاد مرہم کے لئے

رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن تیرے محبوب کی امت میں ہیں

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

(آغا شرر)

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- دار العلوم جھنگ، پاکستان 0471-622832,625707
- مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ فیصل آباد 041-618003
- معہد الفقیر گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دار الہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دار المطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انار کلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی
- عبد الوہاب، پنجاب کالونی، نزد رضوان مسجد کراچی 021-5877306
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطبات فقیر

جلد نہم

- ترکِ دنیا
- شیطان کے ہتھکنڈے
- مخلوق کی محبت
- اصلاحِ نفس
- رمضان المبارک کے فضائل

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ، فیصل آباد

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر جلد نہم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب

محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطباتِ فقیر جلد نہم

از افادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ———— محمد حنیف نقشبندی

ناشر ———— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ———— جولائی 2003ء

اشاعت دوم ———— اپریل 2004ء

اشاعت سوم ———— جنوری 2005ء

اشاعت چہارم ———— دسمبر 2005ء

اشاعت پنجم ———— نومبر 2006ء

اشاعت ششم ———— جون 2007ء

اشاعت ہفتم ———— جون 2008ء

اشاعت دہم ———— [illegible] 2010ء

تعداد ———— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— فقیر شاہد محمود نقشبندی

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	۱۰
مشاہدات	۱۲
عرض مرتب	۱۵
① ترک دنیا کی حقیقت	۱۹
دنیا داروں کیلئے لفظ جناب کا تحفہ	۱۹
لفظ دشمن کی وجہ ترکیب	۲۰
امام غزالیؒ کے نزدیک دنیا کی مثال	۲۱
امت محمدیہ کے فقراء کا مقام	۲۳
دنیا اور آخرت میں آسائش کا معاملہ	۲۴
فقرائے مدینہ کی پریشانی	۲۴
تمام برائیوں کی جڑ	۲۶
ترک دنیا کا مطلب	۲۶
ایک بچے کی عملی نصیحت	۲۸
خطرناک جادوگرنی	۲۹
ایک انمول نصیحت	۳۰
عقل معاش اور عقل معاد	۳۱
اچھی سنگت کا انعام	۳۲
سانپوں کا منتر	۳۲
دنیا کا منتر	۳۳
سیدنا حضرت عمرؓ کے دل میں آخرت کی فکر	۳۴
سیدنا حضرت عمرؓ کا زہد	۳۴
سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا زہد فی الدنیا	۳۶
سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی سخاوت	۳۶
فرمان نبوی ﷺ پر ہزار درختوں کی قربانی	۳۸
مالدار یا مال کے چوکیدار	۴۲
دنیا پانی کی مانند ہے	۴۲
پہلی قدر مشترک	۴۳
دوسری قدر مشترک	۴۴
تیسری قدر مشترک	۴۴
چوتھی قدر مشترک	۴۴
علمی نکتہ	۴۵
دنیا کھیل تماشا ہے	۴۶
دنیا مردار کی مانند ہے	۴۸
دور حاضر کا سب سے بڑا فتنہ	۵۱
دنیا کیا ہے؟	۵۱
دو آدمیوں کی قلبی کیفیت	۵۲
نور نسبت کے طالب کے لئے ایک سنہری اصول	۵۳

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
باطنی سفر میں آسانیاں	۵۳
خواہشات پوری کرنے کی جگہ	۵۴
خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کی شان استغناء	۵۵
سومنات کی فتح	۵۷
خانقاہ کی مٹی کا ادب	۵۹
حضرت سالمؒ کی شان استغناء	۶۰
اللہ رب العزت کیا چاہتے ہیں؟	۶۰
اعتدال والا راستہ	۶۱
مال ایمان کے لئے ڈھال ہے	۶۲
مرغابی کی طرح بنئے	۶۳
بہترین خادم اور بدترین آقا	۶۴
لاجواب کر دینے والا سوال	۶۴
منافع کی تجارت	۶۵
دو چیزیں قیام کا سبب ہیں	۶۶
اشعار مراقبہ	۶۸
(۲) شیطان کے ہتھکنڈے	۷۱
دوسرا بڑا دشمن	۷۱
شیطان کے مکر و فریب سمجھنے کی ضرورت	۷۲
شیطان کی کہانی قرآن کی زبانی	۷۲
حضرت آدمؑ اور اماں حوا کی ملاقات	۷۷
عورت کی کمزوری	۷۸
شیطان کے ساتھ دشمنی پیدا کرنے کا ایک اچھوتا انداز	۷۸
ذاتی دشمن کے لئے ذاتی نام کا استعمال	۸۰

عنوان	صفحہ نمبر
شیطان کو پیدا کرنے میں حکمتیں	۸۱
شیطان پر الزامات کی بوچھاڑ	۸۲
شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنے کا حکم	۸۳
رحمان اور شیطان کے درمیان مکالمہ	۸۴
ناقابل معافی گناہ سے حفاظت	۸۴
شیطان کی اولین کوشش	۸۵
شیطان کے لئے سب سے مہلک ہتھیار	۸۵
فرسٹ ڈیفنس لائن کی حفاظت	۸۶
ذکر کثیر کسے کہتے ہیں	۸۷
ایک نادیدہ دشمن سے لڑائی	۸۸
شیطانی اور نفسانی وساوس کی پہچان	۸۹
شیطان نے تہجد کے لئے جگا دیا	۹۰
کہیں شہادت کا رتبہ نہ مل جائے	۹۱
ازدواجی زندگی کو برباد کرنے میں شیطان کا کردار	۹۲
شیطان کی انگلی کا فساد	۹۳
غصہ میں شیطان کا کردار	۹۳
علم سے روکنے میں شیطان کا کردار	۹۴
نبی کریم ﷺ کا شیطان مسلمان ہو گیا	۹۵
اللہ تعالیٰ کا بندے سے شکوہ	۹۵
دل کی صفائی کا ذمہ دار کون ہے؟	۹۶
سالکین کو بہکانے کے دو طریقے	۹۶
مؤمن اور فاسق کی گناہ کرتے وقت کیفیت	۹۷
سالک کے لئے سب سے بڑا فتنہ	۹۸

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
طریقت کی نمازوں کا واویلا	۹۸
شیطان کا ساتھ	۹۸
ایمان کا ڈاکو	۹۸
ضدی دشمن	۹۹
دوخطرناک روحانی بیماریاں	۱۰۰
شیطان کے تجربات کا نچوڑ	۱۰۱
شیطان کی رسیاں	۱۰۲
برصیصا راہب کی گمراہی اور اس کا عبرتناک انجام	۱۰۳
حضرت عمرؓ کی احتیاط	۱۱۵
شیطان کی سواری	۱۱۵
لمحہ فکریہ	۱۱۷
بے دین بنانے کی آخری کوشش	۱۱۷
تکبیر اولیٰ اور مسواک کی پابندی پر انعام الٰہی	۱۱۸
امام رازیؒ پر شیطان کا حملہ	۱۱۸
ڈاکٹر موت کے وقت نشے کا ٹیکہ نہ لگائیں	۱۱۹
مرنے والے پر ظلم مت کریں	۱۲۰
مریض کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کرنے کا طریقہ	۱۲۰
نسبت نقشبندیہ کی برکت کا واقعہ	۱۲۰
امام احمد بن حنبلؒ پر شیطان کا حملہ	۱۲۲
امام رازیؒ کا فرمان	۱۲۳
شیطان کی مکاری کی انتہا	۱۲۳

عنوان	صفحہ نمبر
شیطان کے مختلف ہتھکنڈے	۱۲۴
شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنے کے طریقے	۱۲۷
حضرت عمرؓ سے شیطان کا ڈرنا	۱۲۸
شیطان ہڈیوں کا ڈھانچہ کیسے بنا؟	۱۲۹
شیطان کا ننگے پھرنا	۱۲۹
شیطان کس چیز سے ڈرتا ہے	۱۳۰
ایک عابد کی شیطان سے کشتی	۱۳۰
شیطان سے بڑھ کر شیطان	۱۳۲
شیطان کی فریاد	۱۳۳
شیطان کا ذلیل وخوار ہونا	۱۳۴
اولاد آدم علیہ السلام کو بہکانے کا عزم اور اس کا جواب	۱۳۴
دومحفوظ سمتیں	۱۳۵
③ مخلوق کی محبت	۱۳۹
تیسرا بڑا دشمن	۱۳۹
مخلوق کی محبت میں حد فاصل	۱۴۰
تکمیل ایمان	۱۴۱
محبت فی اللہ کا مقام	۱۴۲
تین منفرد احکام	۱۴۳
شعاعوں کے ذریعے علاج	۱۴۶
تعارف کی اہمیت	۱۴۷
بے وفائی کا زمانہ	۱۴۸
دوستی میں وضعداری کی اہمیت	۱۴۹

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
دوستی کے آداب	۱۴۹
بیوی بچوں کی محبت	۱۵۲
محبت قابل مذمت کب بنتی ہے؟	۱۵۲
مال اور اولاد کے ذریعے آزمائش	۱۵۳
مسلمان بننے میں رکاوٹ	۱۵۶
نبی اکرمؐ کا اپنے اہل خانہ سے برتاؤ	۱۵۸
مسکراہٹ محبت کا سرچشمہ ہے	۱۶۰
اللہ کی محبت کی چھتری	۱۶۱
محبت یا نفسانیت	۱۶۳
شہوانی محبت کا جنون	۱۶۴
محبت مجازی کی پہچان	۱۶۶
شریعت مطہرہ کا حسن و جمال	۱۶۶
زنا کے لئے سب سے پہلا قدم	۱۶۷
دوزخ کے ساتھ بات چیت	۱۶۸
بات کرنے کے بعد ملاقات کی تمنا	۱۶۹
پاکیزگی کے لئے دو چیزوں کی حفاظت	۱۶۹
آیت کے معارف	۱۷۰
غیر محرم کو دیکھنے کا عذاب	۱۷۱
نوجوانوں کی نجات کی ایک صورت	۱۷۲
ایک شیطانی دھوکا	۱۷۳
فحش کام حرام ہیں	۱۷۳
شیطان کے بندے	۱۷۴
زنا کرنے کے چھ نقصانات	۱۷۴
تین محروم آدمی	۱۷۵
غیر محرم سے نظریں ہٹانے کے فضائل	۱۷۶
ایک سنہری اصول	۱۷۷
ایک عبرتناک واقعہ	۱۷۷
جنت کی ضمانت	۱۷۸
سلیمان بن یسارؒ کا تقویٰ	۱۷۸
ایک طالب علم کی سبق آموز داستان	۱۷۹
محبت مجازی کا علاج	۱۸۲
پہلا علاج	۱۸۲
دوسرا علاج	۱۸۲
ایک سالک کی اصلاح کا واقعہ	۱۸۳
حضرت اقدسؒ کا ذاتی معمول	۱۸۴
چوتھا علاج	۱۸۵
ایک نوجوان کی حکایت	۱۸۵
دل پر مصیبتیں آنے کی وجہ	۱۸۷
اللہ کی غیرت سے ڈرتے رہیں	۱۸۷
بدنظری کا وبال	۱۸۸
(۴) اصلاح نفس	۱۹۱
چوتھا بڑا دشمن	۱۹۲
تزکیہ نفس کی اہمیت	۱۹۲
فلاح کا مطلب	۱۹۳
فلاح کے لئے تین چیزوں کی ضرورت	۱۹۳
تخلیق انسانی اور عناصر اربعہ کے اثرات	۱۹۵
باطنی بیماریاں اور نفس	۱۹۷
روحانی ترقی اور روحانی ترقی	۱۹۸
بیمار دل کی علامات	۱۹۹

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
نفس اور شیطان کے مکر	۲۰۱
اچھی اور بری خواہش	۲۰۲
خواہشات نفسانی کا خمیر	۲۰۳
ازلی نافرمانیوں میں نفس کا کردار	۲۰۳
لذتوں کا خوگر	۲۰۵
بادشاہ کی بے بسی	۲۰۶
سب سے زیادہ خطرناک دشمن	۲۰۷
نفس انسانی اتنا خطرناک کیوں؟	۲۰۸
نفس کو کنٹرول کرنے کے طریقے	۲۰۹
حضرت تھانویؒ اور اصلاح نفس	۲۱۱
پہلا کام	۲۱۲
تربیتی سلسلہ کی ابتداء	۲۱۵
حضرت مرشد عالمؒ کے انداز تربیت کی ایک جھلک	۲۱۶
دوسرا کام	۲۱۷
تیسرا کام	۲۱۸
روحانی پہلوان بننے کے لوازمات	۲۱۸
ولایت کی قسمیں	۲۲۰
ولایت عامہ	۲۲۰
ولایت خاصہ	۲۲۱
اصلاح نفس کے لئے سب سے بہترین کام	۲۲۱
مستقل مزاجی کی ایک جھلک	۲۲۳
شریعت کی لگام	۲۲۴
شریعت کی خادمہ	۲۲۴

عنوان	صفحہ نمبر
تلوین احوال	۲۲۴
نفس کی مکاریاں	۲۲۵
بیعت کی ضرورت واہمیت	۲۲۷
خواہشات کا محور ومرکز	۲۲۸
کیموزم اور نفس کی کارفرمائی	۲۳۰
حقیقی مجاہد	۲۳۰
پروردگار عالم کی ستاری کی تعریف	۲۳۱
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی	۲۳۲
زنا کے اثرات	۲۳۲
ایک عجیب معمول	۲۳۳
خواہشات کی پیاس	۲۳۴
یورپ میں زنا بالجبر......!!!	۲۳۴
بہن سے نکاح	۲۳۵
ہم جنس پرستی......ایک نفسیاتی دھوکا	۲۳۵
اصلاح نفس کا آسان طریقہ	۲۳۶
محبت الٰہی کی کسوٹی	۲۳۶
ٹوٹے دلوں کی فضیلت	۲۳۷
ایک دلچسپ واقعہ	۲۳۷
قرآنی فیصلہ	۲۳۹
ایمان کی حفاظت	۲۴۰
جنت دو قدم ہے	۲۴۰
قابل لاحول ماحول	۲۴۱
برے خیالات کی وجہ سے سزا	۲۴۲
اصلاح نفس کے لئے دعا	۲۴۲

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
تہجد کے لئے توفیق کی دعا	۲۴۳
اللہ تعالیٰ کی قدردانی	۲۴۳
ایک علمی نکتہ	۲۴۴
اصلاح نفس کا مطلب	۲۴۵
مبتدی اور منتہی کے مقام میں فرق	۲۴۶
نام اور کام میں تضاد	۲۴۸
ایک مہتم بالشان عمل	۲۴۸
⑤ رمضان المبارک کے فضائل	
''رمضان'' کا لغوی مفہوم	۲۵۱
روزہ کا لغوی اور اصطلاحی مطلب	۲۵۲
روزہ کی نیت کرنے کا وقت	۲۵۳
امام جعفر صادقؒ کی تحقیق	۲۵۴
رمضان المبارک پانے کے لئے مسنون دعا	۲۵۴
رمضان المبارک کے لئے اتنا اہتمام.....!!!	۲۵۵
پورے سال کا قلب	۲۵۵
قبولیت دعا کا اشارہ	۲۵۵
عبادت کا مہینہ	۲۵۶
عبادت کا مفہوم	۲۵۷
روزہ داروں کا اکرام	۲۵۸
روزہ دار کے لئے دو خوشیاں	۲۵۹
ایک خفیہ معاہدہ	۲۵۹
بے مثال اور بے ریا عبادت	۲۶۰
روزہ ڈھال ہے	۲۶۱
روزہ اور قرآن کی شفاعت	۲۶۲
نیکیوں کا سیزن	۲۶۲
مغفرت کا موسم	۲۶۲
اعمال میں جمعیت حاصل کرنے کا سنہری موقع	۲۶۴
اعتکاف کا لغوی و اصطلاحی معنی	۲۶۵
اعتکاف کا اصل مقصد	۲۶۵
عشرہ اخیر میں نبی اکرم ﷺ کا مجاہدہ	۲۶۵
لیلۃ القدر کی فضیلت	۲۶۶
زندگی کے بہترین لمحات	۲۶۷
رمضان المبارک کمانے والے خوش نصیب	۲۶۸
ایک سبق آموز واقعہ	۲۶۹
نیکیوں کی چیک بک	۲۷۰
رمضان المبارک اور حضرت یوسف علیہ السلام کی باہمی نسبت	۲۷۱
مجالس اعتکاف کا مقصد	۲۷۱
ایک بددعا پر نبی رحمت کا آمین کہنا	۲۷۲
عید یا وعید	۲۷۳
اجتماعی عمل کی فضیلت	۲۷۴
اشعار مراقبہ	۲۷۶

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کوشائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ نوویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ دورانِ بیان رخِ انور پر فکر کے گہرے سائے زبان حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے بھی اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کی اس فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے۔ الحمد للہ کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ادارہ مکتبۃ الفقیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کے ان بیانات کو کتابی صورت میں استفادۂ عام کے لئے شائع کرتا ہے۔ ہر بیان کو احاطہ تحریر میں لانے کے بعد حضرت دامت برکاتہم سے اصلاح کروائی جاتی ہے، پھر کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی عرق ریزی سے کیا جاتا ہے اور آخر پر پرنٹنگ اور بائینڈنگ کا پیچیدہ اور تکنیکی مرحلہ آتا ہے۔ یہ تمام مراحل بڑی توجہ اور محنت طلب ہیں جو کہ مکتبۃ الفقیر کے زیر اہتمام سرانجام دیئے جاتے ہیں پھر کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بارگاہ ایزدی میں یہ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ہمیں حضرت دامت برکاتہم کے بیانات کی بازگشت پوری دنیا تک پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہٗ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

مشاہدات

اللہ رب العزت کا بہت ہی فضل وکرم اور احسان ہے کہ فقیر کو گزشتہ تین سال سے ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں حضرت کی معیت میں زیمبیا (افریقہ) میں اعتکاف کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ محترم محمد حنیف صاحب کی گرانقدر کاوش سے حضرت کے زیمبیا میں ہونے والے بیانات کا یہ پہلا مجموعہ ''خطبات فقیر جلد نہم'' تیار ہوا تو انہوں نے فقیر سے کہا کہ قارئین کرام کے استفادے کیلئے کچھ وہاں کے چشم دید حالات تحریر فرمادیں، قارئین جب ان بیانات کو پڑھیں گے اور پس منظر کا ماحول اور شرکاء کی کیفیت بھی ان کے پیش نظر ہوگی تو گویا ان محفلوں میں ان کی غائبانہ شرکت ہو جائے گی۔ عاجز تحریر کی لائن کا آدمی تو نہیں بس جو حالات بھی وہاں دیکھتا رہا سادہ الفاظ میں بلا کم وکاست پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

یوں تو حضرت کے بیانات کا سلسلہ افریقہ کی بہت سی ریاستوں میں وقتاً فوقتاً چلتا رہتا ہے۔ تاہم رمضان المبارک میں حضرت اقدس اطراف کے بعض ممالک مثلاً موزمبیق، زمبابوے، ساؤتھ افریقہ، ملاوی وغیرہ کا دورہ کرنے کے بعد آخری عشرے کا اعتکاف لوساکا (زیمبیا) میں فرماتے ہیں۔ محترم یونس سلیمان صاحب کو ہر سال میزبان بننے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت کی آمد کے

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت وہاں کے شہریوں کا جوش وخروش دیدنی ہوتا ہے۔ علماء وصلحاء کی بڑی تعداد استقبال کیلئے ایئرپورٹ پہنچتی ہے۔ بعض حضرات کے تو بچے بھی ہمراہ ہوتے ہیں جو حضرت کو گلدستے پیش کرتے ہیں۔ یہ بچے سنت لباس میں ملبوس، جبہ وعمامہ میں بہت بھلے لگتے ہیں۔ ایک دفعہ تو ایئرپورٹ پر کام کرنے والی ایک خاتون نے پوچھ ہی لیا کہ حضرت! یہ آپ کے پوتے ہیں؟ فرمایا ''جی ہاں'' کہنے لگی'' اتنے سارے؟'' فرمایا'' اور بھی ہیں''۔ وہ ایک بچے کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگی کہ یہ مجھے دے دیں بہت پیارا ہے، فرمایا'' اتنے فالتو بھی نہیں''......

اعتکاف کا انتظام جامع مسجد نورلوساکا میں کیا جاتا ہے۔ مستقل معتکفین کی تعداد سو سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ ان میں عوام الناس کے علاوہ علماء صلحاء اور بعض دیگر مشائخ طریقت کے خلفاء کی بڑی تعداد موجود ہوتی ہے۔ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، وسط ایشیائی ریاستوں اور افریقی ریاستوں سے بھی علماء کی جماعتیں شریک ہوتی رہتی ہیں۔ مستقل معتکفین کے علاوہ بہت سے مقامی لوگ بھی اپنی معاشی سرگرمیوں کے حساب سے جزوی طور پر اعتکاف کرتے ہیں۔

روزانہ تین نشستیں ہوتی ہیں،

(۱) مستورات کیلئے ڈیڑھ دو گھنٹے کی مستقل نشست صبح دس بجے ہوتی ہے جس میں کم وبیش ایک ہزار مستورات دور دراز کا سفر کرکے شریک ہوتی ہیں۔

(۲) عصر کے بعد مرد معتکفین حضر
ات کیلئے خصوصی نشست ہوتی ہے۔

(۳) عشاء کے بعد ڈھائی گھنٹے کی عمومی نشست ہوتی ہے جس میں شہر کے اطراف سے کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے علاوہ اتوار کے دن ظہر کے بعد نوجوانوں کیلئے بھی ایک خصوصی نشست ہوتی ہے۔

بیانات کے دوران مائیک کو ریڈیو ٹرانسمیٹر سے بھی منسلک کر دیا جاتا ہے جس سے دور دراز کے لوگ بھی براہ راست ان بیانات سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

ان محفلوں میں ہونے والے حضرت کے بیانات نہایت پر مغز، پر حکمت، اور جامع ہوتے ہیں اور پھر حضرت کی روحانی توجہات انہیں دو آتشہ بنا دیتی ہیں۔ چنانچہ حاضرین پر رقت قلب کی وجہ سے گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ دعا کے دوران آہ و فغاں کا منظر عجیب ہوتا ہے۔ بلا مبالغہ اس ایک عشرے میں پیدا ہونے والی روحانی واردات و کیفیات کو حاضرین سارا سال محسوس کرتے رہتے ہیں۔

یہ کتاب حضرت کے انہی بیانات حکمت و معرفت کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے جنہوں نے ان بیانات کو محفوظ کرنے میں، ترتیب دینے میں اور شائع کرنے میں اپنا مقدور بھر حصہ ڈالا۔ خصوصاً محترم محمد حنیف صاحب، ڈاکٹر شاہد محمود صاحب اور حاجی صدیق صاحب کا جماعت پر بہت احسان ہے کہ وہ حضرت شیخ کے خطبات کی اشاعت میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائیں اور انہیں اجر جزیل عطا فرمائیں۔ آمین

مولانا حبیب اللہ

ناظم دار العلوم جھنگ (پاکستان)

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اله اصحابه اجمعین . اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اهتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحۂ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغۂ عصر شخصیت، شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرنبع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند، سرمایۂ خاندان نقشبند حضرت اقدس مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالی مادامت النہار والیالی ہیں۔ آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دل موم ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے فائدہ کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحہء قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ الحمد للہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب و تزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہو سکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد و ثمرات کا حامل ہے۔ ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات با برکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سے کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرما لیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم اے۔ بی ایڈ

موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

حُبُّ الدُّنیا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ

ترکِ دنیا کی حقیقت

یہ بیان ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو زیمبیا میں ہوا۔ مخاطبین میں علماء، صلحاء اور عوام الناس کی کثیر تعداد تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

مال کی مثال پانی کی سی ہے۔ کشتی کے چلنے کے لئے پانی ضروری ہے۔ مگر کشتی تب چلتی ہے جب پانی کشتی کے نیچے ہوتا ہے۔ اور اگر نیچے کی بجائے پانی کشتی کے اندر آجائے تو یہی پانی اس کے ڈوبنے کا سبب بن جائے گا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اے مؤمن! تیرا مال پانی کی طرح ہے اور تو کشتی کی مانند ہے، اگر یہ مال تیرے نیچے رہا تو یہ تیرے تیرنے کا ذریعہ بنے گا اور اگر یہاں سے نکل کر تیرے دل میں آگیا تو پھر یہ تیرے ڈوبنے کا سبب بن جائے گا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ اگر مال جیب میں ہو تو وہ بہترین خادم ہے اور اگر دل میں ہو تو بدترین آقا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ترک دنیا کی حقیقت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (بنی اسرائیل:۱۹)

وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَ مَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَ لَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ

او كما قال عليه الصلوة والسلام

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

دنیا داروں کے لئے لفظ ''جناب'' کا تحفہ:

اردو زبان کے کچھ الفاظ ایسے ہیں کہ ان کا ہر ہر حرف بڑا بامعنی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ پر کچھ انگریزی خواں لوگ تھے۔ وہ دینی طلبہ کو بہت تنگ کرتے تھے۔ وہ عربی مدارس کے طلباء کو کبھی قربانی کا مینڈھا کہتے، کبھی کچھ کہتے کبھی کچھ کہتے، ایک دن وہ سب طلباء مل بیٹھے اور کہنے لگے کہ ان انگریزی خواں

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگوں کے لئے کوئی ایسا لفظ بنائیں جس میں ان کی ساری صفات آ جائیں۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ ان میں ہوتا کیا کچھ ہے۔

ایک نے کہا کہ ان میں بڑی جہالت ہوتی ہے۔

دوسرے نے کہا کہ یہ لوگ بڑے نالائق ہوتے ہیں۔

تیسرے نے کہا کہ یہ بڑے احمق ہوتے ہیں۔

چوتھے نے کہا یہ تو بڑے بے وقوف ہوتے ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ سب باتیں ٹھیک ہیں، ہم ان چاروں الفاظ کے پہلے پہلے حرف کو لے کر ایک لفظ بناتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک لفظ بنایا ''جناب''

''ج'' سے جاہل

''ن'' سے نالائق

''الف'' سے احمق اور

''ب'' سے بے وقوف

اس کے بعد انہوں نے ہر انگریزی خواں کو جناب کہنا شروع کر دیا۔ یہ لفظ ایسا مشہور ہوا کہ آج کسی کو پتہ ہی نہیں کہ یہ بنا کیسے تھا۔ سب ایک دوسرے کو جناب کہتے پھرتے ہیں۔ آج عرف عام میں جناب بمعنی بارگاہ ہے جیسا کہ حضرت بمعنی بارگاہ ہے۔ جناب اور حضرت یہ دونوں الفاظ اعزازی بن گئے ہیں۔

لفظ دشمن کی وجہ ترکیب

جس طرح اس لفظ کا ہر ہر لفظ بامعنی ہے اسی طرح لفظ ''دشمن'' کا بھی ہر ہر حرف بامعنی ہے۔ جناب کا لفظ تو طلباء نے شرارت کی وجہ سے بنایا مگر دشمن کا لفظ

www.besturdubooks.wordpress.com

اہل اللہ نے دلوں کی طہارت کی نیت سے بنایا۔ دشمن کے لفظ میں بھی چار حروف ہیں اور انسان کے دشمن بھی چار ہیں۔

''د'' سے دنیا

''ش'' سے شیطان

''م'' سے مخلوق

''ن'' سے نفس

آئندہ کی محفلوں میں ان چاروں دشمنوں کے بارے میں تفصیل بیان کی جائے گی۔ اس لئے کہ جب تک انسان کو اپنے دشمن کا پتہ ہی نہ ہو وہ اس وقت تک اس کے وار سے بچ نہیں سکتا۔ دشمن اس کو ہلاک کر دے گا۔ کیونکہ دوستی کے رنگ میں دشمنی کرنے والے بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ چونکہ دنیا، شیطان، مخلوق اور نفس انسان کی آخرت کے دشمن ہیں اس لئے یہ دشمن اور بھی زیادہ بڑے اور خطرناک دشمن ہیں۔

آج کا عنوان ہے ''دنیا''۔ یعنی ترک لذات دنیا۔ دنیا کی لذتیں ہمیں اپنے پیچھے ایسے لگا لیتی ہیں کہ ہمیں اپنے رب سے غافل کر دیتی ہیں۔ انسان دنیا کی لذتوں میں پڑ کر اس بات کو بھول جاتا ہے کہ میں کیا ہوں اور کیا نہیں ہوں۔

امام غزالیؒ کے نزدیک دنیا کی مثال

امام غزالیؒ نے یہ بات بڑے اچھے انداز میں سمجھائی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جا رہا تھا۔ ایک شیر اس کے پیچھے بھاگا۔ اس کے قریب کوئی درخت بھی نہیں تھا کہ جس پر وہ چڑھ جاتا۔ اسے ایک کنواں نظر آیا۔ اس نے سوچا کہ میں کنویں میں چھلانگ لگا دیتا ہوں، جب شیر چلا جائے گا، تو میں بھی کنویں سے باہر نکل آؤں

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ جب اس نے نیچے چھلانگ لگانے کے لئے دیکھا تو اسے کنویں میں پانی کے اوپر ایک کالا ناگ تیرتا ہوا نظر آیا۔ اب پیچھے شیر تھا اور نیچے کنویں میں کالا ناگ تھا۔ وہ اور زیادہ پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ اب میں کیا کروں۔ اسے کنویں کی دیوار پر کچھ گھاس اگی ہوئی نظر آئی۔ اس نے سوچا کہ میں اس گھاس کو پکڑ کر لٹک جاتا ہوں، نہ اوپر رہوں کہ شیر کھا جائے اور نہ نیچے جاؤں کہ سانپ ڈسے، میں درمیان میں لٹک جاتا ہوں جب شیر چلا جائے گا تو میں بھی باہر نکل آؤں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک کالا اور ایک سفید چوہا دونوں اسی گھاس کو کاٹ رہے ہیں جس گھاس کو پکڑ کر وہ لٹک رہا تھا۔ اب اسے اور زیادہ پریشانی ہوئی۔ اس پریشانی کے عالم میں جب اس نے اِدھر اُدھر دیکھا تو اسے قریب ہی شہد کی مکھیوں کا ایک چھتہ نظر آیا۔ اس پر مکھیاں تو نہیں تھیں مگر وہ شہد سے بھرا ہوا تھا۔ یہ چھتہ دیکھ کر اسے خیال آیا کہ ذرا دیکھوں تو سہی کہ اس میں کیسا شہد ہے۔ چنانچہ اس نے ایک ہاتھ سے گھاس کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی انگلی پر جب شہد لگا کر چکھا تو اسے بڑا مزہ آیا۔ اب وہ اسے چاٹنے میں مشغول ہو گیا۔ نہ اسے شیر یاد رہا نہ ناگ یاد رہا اور نہ ہی اسے چوہے یاد رہے، سوچیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔

یہ مثال دینے کے بعد امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

اے دوست! تیری مثال اسی انسان کی سی ہے۔

ملک الموت شیر کی مانند تیرے پیچھے لگا ہوا ہے،

قبر کا عذاب اس سانپ کی صورت میں تیرے انتظار میں ہے،

کالا اور سفید چوہا، یہ تیری زندگی کے دن اور رات ہیں،

گھاس تیری زندگی ہے جسے چوہے کاٹ رہے ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

اور یہ شہد کا چھتہ دنیا کی لذتیں ہیں جن سے لطف اندوز ہونے میں تو لگا ہوا ہے، تجھے کچھ یاد نہیں، سوچ کہ تیرا انجام کیا ہوگا۔

واقعی بات یہی ہے کہ انسان دنیا کی لذتوں میں پھنس کر اپنے رب کو ناراض کر لیتا ہے۔ کوئی کھانے پینے کی لذتوں میں پھنسا ہوا ہے اور کوئی اچھے عہدے اور شہرت کی لذت میں پھنسا ہوا ہے، یہی لذتیں انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہیں۔ اس لئے جہاں ترک دنیا کا لفظ آئے گا اس سے مراد ترک لذات ہوگا۔

امت محمدیہ ﷺ کے فقراء کا مقام

ہمارے مشائخ نے دنیا کے بارے میں عجیب عارفانہ کلام فرمایا کہ

حَلَالُهَا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا وَبَالٌ

(اس دنیا کا حلال ہو تو اس کا حساب دینا ہوگا اور اگر حرام ہو تو وہ انسان کے لئے وبال ہوگا)

اسی لئے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے فقراء میری امت کے امیر لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ ان کو دنیا میں تھوڑا رزق دیا گیا اور انہوں نے صبر و شکر سے وقت گزارا جبکہ دوسروں کو خوب مال ملا اور من پسند کے کھانے کھائے۔

یاد رکھیں کہ آخرت کا ایک دن دنیا کے ستر ہزار سالوں کے برابر ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ پچاس ہزار سالوں کے برابر ہے۔ اب اگر ایک دن پچاس ہزار سالوں کے برابر بھی ہو اور فقراء پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کیے جائیں گے تو اس دن امیر لوگ یہ تمنا کریں گے، کاش! ہم بھی دنیا میں فقیر ہوتے۔

فطوبیٰ للغرباء.

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا اور آخرت میں آسائش کا معاملہ

بعض اوقات مال کی وجہ سے انسان میں ''مَیں'' آجاتی ہے۔ اس کی آواز میں مال کی جھنکار شامل ہو جاتی ہے۔ کئی امیر لوگ تو فرعون بن جاتے ہیں اور وہ خدا کے لہجے میں بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر کوئی مال دار ہونے کے باوجود عاجزی کرے گا اور وہ اللہ رب العزت کے قرب کے حصول کے لئے نیک بنے گا تو وہ غریبوں پر بھی فضیلت پا جائے گا۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ کئی لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا میں نرم بستروں پر رہتے ہوں گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے بچھونے عطا فرما دیں گے۔

فقرائے مدینہ کی پریشانی

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے پاس فقرائے مدینہ آئے۔ فقرائے مدینہ سے مراد اصحاب صفہ ہیں جن میں سے کسی کے جسم پر پورا کپڑا ہوتا تھا اور کسی کے جسم پر پورا کپڑا بھی نہیں ہوتا تھا، فقط ستر چھپانے کا کپڑا ہوتا تھا۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کی اوٹ میں بیٹھتے تھے تاکہ ہمارے ننگے بدنوں پر محبوب ﷺ کی نظر نہ پڑ جائے۔

ان فقراء نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ رب العزت نے ہمیں جس حال میں رکھا ہے ہم اس پر راضی ہیں مگر ہم فکرمند ہیں کہ مالدار صحابہ اعمال میں ہم سے آگے بڑھ گئے۔ کیونکہ وہ مالی عبادات کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی آخرت کے بڑے درجات ملیں اور ان سے آگے بڑھ جائیں، اس لئے ہمیں کچھ بتا دیجئے۔ نبی علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، ان کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں آخرت میں بلند مرتبے عطا فرمادیں گے۔

صحابہ کرامؓ آخرت میں بلندی ء درجات کا یہ نسخہ پا کر بڑے خوش ہوئے۔ اب انہوں نے نمازوں کے بعد چپکے چپکے سبحان اللہ ، الحمدللہ ، اللہ اکبر پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ امیر صحابہؓ جن کو اللہ تعالیٰ نے فراخی عطا فرمائی تھی ان کا بھی اللہ رب العزت کی طرف رجوع تھا۔ انہوں نے جب دیکھا کہ کوئی ادھر بیٹھ کر پڑھ رہا ہے اور کوئی ادھر، تو سوچا کہ آخر کوئی بات تو ہے۔ چنانچہ کھود کرید کرنے کے بعد انہیں پتہ چل گیا اور انہوں نے بھی عمل کرنا شروع کر دیا۔

جب ان فقراء صحابہؓ کو پتہ چلا کہ ان امراء صحابہ نے بھی عمل کرنا شروع کر دیا ہے تو وہ سوچ میں پڑ گئے کہ ہم ان امراء سے کیسے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ پھر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ نے بلندی ء درجات کا جو نسخہ ہمیں ارشاد فرمایا تھا وہ تو امیر لوگ بھی کر رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (الجمعہ:۴)

(یہ تو پھر اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عطا کر دے)

گویا نیکی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ زیادہ رزق عطا فرمائیں تو یہ اس کا فضل ہوتا ہے۔ اور اگر یہ مال دنیاداری، تکبر، شہرت اور ریاکاری کا سبب بنے تو پھر انسان کے لئے وبال ہے۔ اس لئے اس عنوان کو کھول کر بیان کرنا بہت ضروری ہے تاکہ انسان افراط وتفریط سے بچ جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تمام برائیوں کی جڑ

حدیث پاک میں فرمایا گیا:

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ (دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے)

ہمارے مشائخ نے مطلب سمجھانے کی خاطر اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے چند الفاظ اور بڑھا دیئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَ تَرْکُھَا مِفْتَاحُ کُلِّ فَضِیْلَۃٍ

(دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور اس کا ترک کردینا ہر فضیلت کی کنجی ہے)

ترک دنیا کا مطلب

دنیا کو ترک کردینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیوی، بچوں اور ماں باپ کو چھوڑ کر غار میں مصلے بچھا کر عبادت شروع کردی جائے۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے:

لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے)

اور بنی اسرائیل نے جو رہبانیت اختیار کی تھی اس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ (الحدید:۲۷)

(اور رہبانیت تو بدعت تھی جو ان عیسائیوں نے گھڑ لی تھی ہم نے فرض نہیں کی تھی)

یعنی انہوں نے اپنی مرضی سے رہبانیت کو اختیار کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ اس سے پتہ چلا کہ رہبانیت کو ترک دنیا نہیں کہتے، بلکہ وہ تو کام چور لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ ان کا کام کرنے کو دل نہیں کرتا اور وہ کہتے ہیں کہ ہم توکل

www.besturdubooks.wordpress.com

پر زندگی گزار رہے ہیں۔ترک دنیا کا مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا کی لذتوں کو ہیچ سمجھے اور یقین جانے کہ لذتوں کو پورا کرنے کی جگہ آخرت ہے۔جس نے دنیا کو بقدر ضرورت استعمال کیا وہ انسان کامیاب رہا اور جو لذتوں اور شہوتوں کے پیچھے پڑ گیا وہ برباد ہو گیا۔اس لئے انسان دنیا میں تو رہے مگر دنیا کا طلبگار نہ بنے۔اور وہ سوچے کہ

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

ہم دنیا کے بازار سے تو گزریں مگر دنیا کے خریدار نہ بنیں۔انسان بازار سے تو گزرتا ہے مگر وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔سو طرح کی ٹریفک ہوتی ہے مگر وہ ان کی طرف کان بھی نہیں دھرتا، وہ فقط گزر رہا ہوتا ہے اسی طرح ہم جب بازار سے گزر رہے ہوتے ہیں تو کبھی پیلا چہرہ نظر آتا ہے، کبھی نیلا چہرہ نظر آتا ہے، پھنسانے کے لئے شیطان کے کئی پھندے راستے میں موجود ہوتے ہیں، شیطان کے چلتے پھرتے کئی جال نظر آتے ہیں۔ہم اس دنیا میں تو رہیں مگر شیطان کے جالوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔

ترک لذات دنیا کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ انسان اچھے کھانے چھوڑ دے بلکہ اسے اللہ رب العزت کی طرف سے جو رزق ملے وہ اسے استعمال کرے مگر اس کے دل میں مال و دولت جمع کرنے کی ہوس نہ ہو۔اسے جو مل جائے وہ اسے اللہ کی نعمت سمجھ کر استعمال کرے گا۔حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ ہم نے اپنے اکابر سے یہ معرفت والا سبق ترک دنیا کے ذریعے سیکھا تسبیحات کے ذریعے نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بچے کی عملی نصیحت

ایک بزرگ کی خدمت میں ایک آدمی اپنے بیٹے کو لایا اور عرض کیا، حضرت! اس کے لئے دعا فرمادیں...... یہ ایک اچھی عادت ہے۔ پہلے زمانے میں بھی لوگ اپنی اولاد کے لئے اللہ والوں سے دعا کرواتے تھے۔ اللہ کرے کہ ہمیں بھی اللہ والوں کی دعا لگ جائے۔ یہ اور بات ہے کہ کئی مرتبہ لوگ اپنے بیٹوں کو لے کر دعائیں کروانے کے لئے آتے ہیں مگر باپ کی اپنی حالت ایسی ہوتی ہے کہ پہلے اس کے لئے دعا کرنے کو دل کرتا ہے کہ اللہ اس کو ہدایت دے...... خیر، ان اللہ والوں نے اس کے بیٹے کے لئے دعا کر دی۔ ان کے پاس جیب میں کوئی میٹھی چیز تھی۔ انہوں نے نکال کر اس بچے کو دینا چاہی۔ جب انہوں نے وہ چیز بچے کی طرف بڑھائی تو بچے نے منہ پھیر لیا اور اپنے والد کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ حالانکہ بچپن میں بچے کے اندر میٹھی چیز کھانے کا شوق شدید ہوتا ہے۔ ان بزرگوں نے پھر ارشاد فرمایا، لے لو۔ بچے نے پھر اس چیز سے نظریں ہٹا کر اپنے باپ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کے والد نے اسے کہا، بیٹا! حضرت آپ کو چیز دے رہے ہیں لے لو۔ جب باپ نے اجازت دے دی تو بچے نے ہاتھ بڑھایا اور وہ چیز لے لی۔

جب بچے نے وہ چیز لے لی تو ان بزرگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ آدمی حیران ہو کر پوچھنے لگا، حضرت! آپ کیوں روئے؟ وہ فرمانے لگے کہ ہم سے تو یہ بچہ اچھا ہے کہ میں نے اس کو ایسی چیز دی جس کی طلب اس کے اندر شدید ہے لیکن اس نے اس چیز کو نہیں دیکھا بلکہ آپ کی طرف دیکھا کہ میرا ابا مجھے کیا کہتا ہے، اے کاش! ہم جو گلیوں میں چلتے ہیں اور ہماری نظروں کے سامنے بھی جاذب

www.besturdubooks.wordpress.com

نظر شخصیتیں آتی ہیں، ہم بھی ادھر سے نظر پھیر کر دیکھتے کہ رب تعالیٰ ہمیں کیا کہتے ہیں۔

خطرناک جادوگرنی

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنْیَا اَسْحَرُ مِنْ ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ . کَانَ سِحْرُ ھَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ یُفَرِّقُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِہٖ.وَھٰذِہِ السَّحَارَۃُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَرَبِّہٖ .

(دنیا ہاروت اور ماروت سے بھی بڑی جادوگرنی ہے۔ہاروت اور ماروت کا جادو میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا تھا اور دنیا ایسی جادوگرنی ہے جو بندے اور پروردگار کے درمیان جدائی ڈال دیتی ہے)

ہاروت اور ماروت دو فرشتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانوں کی آزمائش کے لئے جادو کا علم دے کر بھیجا مگر انسانوں کو اس کے سیکھنے اور استعمال کرنے سے منع فرما دیا۔ان کے پاس جو بھی جادو کا علم سیکھنے کے لئے آتا وہ ان کو بتا دیتے کہ یہ نقصان دہ ہے،لیکن غافل لوگ پھر بھی سیکھتے تھے۔اس جادو کے ذریعے وہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے تھے۔نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ دنیا ایسی جادوگرنی ہے جو بندے اور پروردگار کے درمیان جدائی ڈال دیتی ہے۔کسی باخدا شاعر نے کیا خوب کہا:

لِکُلِّ شَیْءٍ اِذَا فَارَقْتَہٗ عِوَضٌ
وَ لَیْسَ لِلّٰہِ اِنْ فَارَقْتَ مِنْ عِوَضٍ

(تو دنیا کی جس چیز سے بھی جدا ہو گا تیرے لئے ہر چیز کا بدل موجود ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن اگر تو اللہ سے جدا ہوا تو تیرے لئے کوئی بدل موجود نہیں ہوگا)

ایک انمول نصیحت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں ۔ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعدان کا نام آتا ہے۔ وہ آتش پرست کے بیٹے تھے ۔ وہ کئی اساتذہ سے ہوتے ہوئے بالآخر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی علیہ السلام نے ان کو اصحاب صفہ کا مانیٹر (نگران) بنا دیا۔ نبی علیہ السلام کو ان سے اتنی محبت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

السلمان منا اهل البيت (سلمان تو میرے اہل بیت میں سے ہے)

جب نبی علیہ السلام نے ہجرت مدینہ کے بعد صحابہ کرام کی مواخات کروائی اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنے حالات سنایا کرتے تھے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیت المقدس چلے گئے اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔ انہوں نے وہاں سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور یہ تحریر فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَنِیْ فِیْ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسِ وَاٰتَانِیَ اللّٰهُ مَالاً وَّ اَوْلَادًا.

(سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے مقدس جگہ پر وارد ہونے کی توفیق بخشی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مال بھی خوب دیا ہے اور اولاد بھی خوب عطا فرمائی ہے)

جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا تو آپ نے اس خط کے جواب میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

فاعلم یا ابا الدردا ان الارض المقدس لا تقدس الانسان و لٰکن تقدس الانسان باالاعمال الصالحه و الاخلاق الفاضلة فیلیت اعطاک الله بدل المال علما نافعا و بدل الاولاد عملا صالحا.

(اے ابو الدرداؓ! آپ اس بات کو جان لیجئے کہ مقدس جگہ کی وجہ سے انسان مقدس نہیں بنا کرتا بلکہ انسان کا تقدس تو نیک عمال اور اچھے اخلاق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اے کاش! اللہ تعالیٰ تجھے مال کے بدلے علم نافع عطا فرما دیتا اور اولاد کے بدلے عمل صالح عطا فرما دیتا)

اس بات سے آپ اندازہ لگا لیجئے کہ صحابہ کرامؓ کی نظر کس چیز پر رہتی تھی۔ وہ دنیا کی ان چیزوں کی طرف نہیں بھاگتے تھے بلکہ ان کی نظر ہمیشہ آخرت کی طرف رہتی تھی۔

عقل معاش اور عقل معاد

اہل اللہ کے مطابق عقل دو طرح کی ہوتی ہے۔

(۱) عقل معاش

(۲) عقل معاد

عقل معاش وہ عقل ہوتی ہے جو دنیا کے فائدے سوچنے والی ہو۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کچھ لوگ دنیا کے معاملے میں بڑے تیز ہوتے ہیں مگر وہ دین کے معاملے میں کہتے ہیں کہ ہمیں تو کچھ سمجھ ہی نہیں ہے۔ عقل معاد اس عقل کو کہتے ہیں جو ہر چیز میں آخرت کی طرف رجوع کرنے والی ہو۔ انبیائے کرام علیہم السلام دنیا میں عقل معاد لے کر تشریف لائے، اور پھر ان کے صدقے ایمان والوں کو بھی عقل

www.besturdubooks.wordpress.com

معاد نصیب ہوئی۔ یہی وجہ ہے اللہ والوں کے پاس بھی عقل معاد ہوتی ہے اور وہ بھی ہر چیز کو آخرت کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں، ایک مثال سے بات واضح ہو جائیگی۔

اچھی سنگت کا انعام

ایک آدمی سنگترے بیچ رہا تھا اور آواز لگا رہا تھا۔ ''چنگے سنگترے، چنگے سنگترے'' ایک اللہ والے ان کے قریب سے گزرنے لگے۔ انہوں نے جب اس کی آواز سنی تو ان پر عجیب حال طاری ہوا۔ وہ اونچی آواز سے اللہ، اللہ، اللہ کہنے لگے۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو کسی نے پوچھا، حضرت! کیا بنا؟ حضرت نے فرمایا، کیا تم نے نہیں سنا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا؟ اس نے کہا، حضرت! وہ تو سنگترے بیچ رہا تھا اور وہ سنگترے بیچتے ہوئے آواز لگا رہا تھا۔ ''چنگے سنگترے چنگے سنگترے''۔ حضرت نے فرمایا، نہیں تم سمجھے ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا ''چنگے سنگ ترے'' یعنی جو اچھوں کے سنگ لگ گئے وہ تر گئے۔ یا یوں سمجھیں کہ جو نیکوں کے ساتھ جڑ گئے ان کی کشتی کنارے لگ گئی۔

یہیں سے فرق دیکھ لیجئے کہ دنیا دار نے اس چیز سے دنیا کو سوچا اور اللہ والوں نے اس چیز سے آخرت کو سوچا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والے ہوتے تو دنیا میں ہیں لیکن وہ دنیا سے دھوکا نہیں کھاتے۔ ان پر دنیا کا مکر وفریب واضح ہو چکا ہوتا ہے۔

سانپوں کا منتر

جن لوگوں کو سانپ کا منتر آتا ہے وہ سانپ پکڑ لیتے ہیں مگر سانپ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔ ہم نے خود اس بات کا مشاہدہ کیا ہے۔ ہمارا ایک واقف

www.besturdubooks.wordpress.com

آدمی تھا۔ وہ قریب ہی رہتا تھا۔ اسے سانپ پکڑنے کا فن آتا تھا۔ اللہ کی شان کہ وہ ایک ایک میٹر کالے سانپ پکڑ کر لے آتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک سانپ سویا پڑا تھا۔ وہ آدمی اپنے ایک دوست کے ساتھ مل کر اس کے قریب سے گزرنے لگا۔ اس کے دوست نے کہا، یہ سانپ پڑا ہے۔ وہ کہنے لگا، یہ سویا ہوا ہے، سوئے ہوئے کو کیا پکڑنا۔ لہٰذا اس نے جا کر سانپ کو جگایا اور جب سانپ بھاگنے لگا، اس وقت اس نے اسے پکڑا۔ اس کا دوست کہنے لگا، تم نے تو سانپ کو پکڑ ہی لیا لیکن ہم تو سائیکل چلانے کیلئے نکلے تھے۔ اس نے کہا، بہت اچھا۔ اس نے سانپ کو لپیٹ کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ پھر اس نے زندہ سانپ جیب میں ڈال کر سائیکل چلائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو سانپ کا منتر آتا ہے سانپ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

دنیا کا منتر

یوں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے نبی علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر دنیا کا منتر سیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ دنیا میں تو رہے مگر دنیا نے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر دنیا کا منتر سیکھیں۔ پھر ہم دنیا میں تو رہیں گے مگر یہ ہمیں نقصان نہیں دے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کئی دفعہ محراب میں کھڑے ہو کر کہتے، یَا صفرآء یا بیضآء غری غیری (اے سونا! اے چاندی! کسی اور کو دھوکا دے) یعنی میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں ہوں۔ حضرت اقدس تھانویؒ نے ایک عجیب بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عامۃ المسلمین تو یہ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا لشکر دریا میں سے بحفاظت گزر گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر اہل علم کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ ان کے سامنے فتوحات کے دروازے کھلے تو دنیا کا دریا بہنے لگا اور وہ اپنے ایمان کو اس دنیا کے دریا سے بحفاظت بچا کر لے گئے۔

سیدنا حضرت عمرؓ کے دل میں آخرت کی فکر

حضرت عمرؓ کو اس قدر فکر آخرت تھی کہ ایک دفعہ انہوں نے پینے کے لئے پانی مانگا تو کسی نے شربت لا کر پیش کر دیا۔ وہ مشروب پیتے ہوئے رونے لگ گئے۔ کسی نے پوچھا۔ حضرت! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے کہ مجھے قرآن مجید کی آیت یاد آ گئی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو کہہ دیں گے:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا (الاحقاف:۲۰)

(تم نے تو دنیا کی لذتیں دنیا میں سمیٹ لی تھیں، وہ تمہیں مل گئی تھیں، آج تمہارے لئے میرے پاس کوئی حصہ نہیں ہے)

اب سوچیں کہ انہوں نے پانی مانگا اور اس کے بدلے میں شربت ملا تو اس کو پیتے ہوئے رونے لگ گئے کہ ایسا تو نہیں کہ آخرت کی لذتیں دنیا میں ہی مل رہی ہوں۔

سیدنا حضرت عمرؓ کا زہد

حضرت عمرؓ کی گزران بہت مشکل تھی۔ حضرت علیؓ اور چند دوسرے صحابہ کرامؓ بھی تھے انہوں نے مل کر مشورہ کیا کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کو بیت المال سے بہت کم مشاہرہ ملتا ہے، اسے بڑھانا چاہیے۔ سب نے مشورہ کرلیا کہ اتنا بڑھانا چاہیے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوا کہ امیر المؤمنین کو کون بتائے۔ اس کے لئے کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

تیار نہ ہوا۔ مشورے میں طے پایا کہ ہم ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس مشورہ سے آگاہ کر دیتے ہیں اور وہ اپنے والد محترم کو یہ بات بتا دیں گی۔ چنانچہ انہوں نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنا مشورہ بتا دیا۔ یہ بھی کہا کہ ہمارے ناموں کا علم امیر المؤمنین کو نہ ہو۔

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ موقع پا کر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ابا جان! کچھ حضرات نے یہ سوچا ہے کہ آپ کا مشاہرہ کچھ بڑھا دینا چاہیے۔ کیونکہ آپ کا وقت تنگی میں گزر رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یہ کس کس نے مشورہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ان کا نام نہیں بتاؤں گی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حفصہ! اگر تو مجھے نام بتا دیتی تو میں ان کو ایسی سزا دیتا کہ ان کے جسموں پر نشان پڑ جاتے کہ یہ لوگ مجھے دنیا کی لذتوں کی طرف مائل کرنا چاہتے ہیں۔ اور پھر فرمایا، حفصہ! تو مجھے بتا کہ تیرے گھر میں نبی علیہ السلام کی گزران کیسی تھی؟

سیدہ حفصہؓ نے جواب میں کہا کہ میرے آقا ﷺ کے پاس پہننے کے لئے ایک ہی جوڑا تھا۔ دوسرا جوڑا گیرو رنگ کا تھا جو کبھی کسی لشکر کے آنے پر یا جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے، کھجور کی چھال کا ایک تکیہ، ایک کمبل تھا جسے سردیوں میں آدھا اوپر اور آدھا نیچے لے لیتے تھے اور گرمیوں میں چار تہہ کر کے نیچے بچھا لیتے تھے، میرے گھر میں کئی دنوں تک چولہے میں آگ بھی نہیں جلتی تھی، میں نے ایک مرتبہ گھی کے ڈبے کی تلچھٹ سے روٹی کو چپڑ دیا تو نبی علیہ السلام نے خود بھی اسے شوق سے کھایا اور دوسروں کو بھی شوق سے کھلایا۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حفصہؓ! نبی علیہ السلام نے ایک راستے پر

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی گزاری، ان کے بعد امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی راستے پر زندگی گزاری اور وہ اپنے محبوب ﷺ سے مل گئے ہیں، اگر میں بھی اسی راستے پر چلوں گا تو پھر میں ان سے مل سکوں گا اگر میرا رستہ بدل گیا تو منزل بھی بدل جائے گی...... سبحان اللہ...... ان حضرات کو یہ حقیقت سمجھ میں آ چکی تھی کہ یہ دنیا وی زندگی ختم ہونے والی ہے اس لئے وہ ضرورت کے بقدر دنیاوی نعمتیں حاصل کرتے تھے اور لذتوں کو آخرت پر چھوڑ دیتے تھے۔

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زہد فی الدنیا

ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے دل میں بڑی تمنا تھی کہ گھر میں کوئی سویٹ ڈش تیار کریں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کچھ پیسے دیں۔ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس پیسے تو نہیں ہیں۔ ان کی اہلیہ نے سوچا کہ مجھے روزانہ کا جو تھوڑا تھوڑا خرچہ ملتا ہے میں اس میں سے بچاتی رہتی ہوں جب مناسب رقم جمع ہوگئی تو کوئی میٹھی چیز بنالوں گی۔ چنانچہ انہوں نے ایک دن سویٹ ڈش بنائی، خود بھی کھائی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی پیش کی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یہ پیسے کہاں سے آئے؟ کہنے لگیں کہ آپ مجھے جو روزانہ کا خرچہ دیتے ہیں میں نے اس میں سے تھوڑا تھوڑا بچا کر کچھ پیسے اکٹھے کئے اور آج یہ سویٹ ڈش بنائی ہے۔ آپ نے فرمایا، بہت اچھا، ثابت ہوا کہ یہ خرچہ ہماری ضرورت سے زیادہ ہے لہٰذا آپ نے اتنی مقدار آئندہ ماہ بیت المال سے لینا بند کر دی۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت

اللہ رب العزت نے جن صحابہ کرام کو دنیا کا مال دیا وہ دونوں ہاتھوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے تھے تا کہ اللہ کے ہاں زیادہ سے زیادہ رتبے پائیں۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے خوب مال دیا تھا لیکن ان کے دل میں مال کی محبت نہیں تھی۔ وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ بئر رومہ ایک کنواں تھا جو ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ اس وقت مسلمانوں کو پانی حاصل کرنے میں کافی مشکل کا سامنا تھا، وہ اس یہودی سے پانی خریدتے تھے۔ جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کو پانی حاصل کرنے میں کافی دشواری کا سامنا ہے تو وہ یہودی کے پاس گئے اور اسے فرمایا کہ یہ کنواں فروخت کر دو۔ اس نے کہا، میری تو بڑی کمائی ہوتی ہے میں تو نہیں بیچوں گا۔ یہودی کا جواب سن کر سیدنا عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ آپ آدھا بیچ دیں اور قیمت پوری لے لیں۔ وہ یہودی سمجھ نہ سکا...... اللہ والوں کے پاس فراست ہوتی ہے ...... یہودی نے کہا، ہاں ٹھیک ہے کہ آدھا حق دوں گا اور قیمت پوری لوں گا۔ چنانچہ اس نے قیمت پوری لے لی اور آدھا حق دے دیا اور کہا کہ ایک دن آپ پانی نکالیں اور دوسرے دن ہم پانی نکالیں گے۔

جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے پیسے دے دیئے تو آپ نے اعلان کروا دیا کہ میری باری کے دن مسلمان اور کافر سب بغیر قیمت کے اللہ کے لئے پانی استعمال کریں۔ جب لوگوں کو ایک دن مفت پانی ملنے لگا تو دوسرے دن خریدنے والا کون ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ یہودی چند مہینوں کے بعد آیا اور کہنے لگا، جی آپ مجھ سے باقی آدھا بھی خرید لیں۔ آپ نے باقی آدھا بھی خرید کر اللہ کے لئے وقف کر دیا۔

ایک مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سامان سے لدے ہوئے ایک ہزار اونٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ جنگ کے موقع پر سامان خورد ونوش کی ضرورت تھی اور قحط بھی تھا۔ صحابہ کرامؓ بڑی مشکل کے حالات میں تھے۔ انہی دنوں سیدنا عثمان غنی ﷛ کے ایک ہزار اونٹ سامان سے لدے ہوئے شام سے آئے۔ مدینہ کے سب تاجر خریدنے کے لئے پہنچ گئے۔ وہ کہنے لگے کہ آپ جتنا منافع لینا چاہتے ہیں لے لیں۔ آپ نے پوچھا۔ کتنا منافع دو گے؟ ایک نے کہا کہ میں سو فیصد منافع دے دوں گا یعنی جتنے کا آپ نے یہ مال خریدا ہے اس سے دوگنا دینے کے لئے تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا، نہیں تھوڑا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ میں اس سے بھی دوگنا منافع دیتا ہوں، تیسرے نے اس سے بھی بڑھ کر کہا اور چوتھے نے اس سے بھی بڑھ کر کہا مگر آپ نے کہا کہ میں نہیں دیتا۔ ہاں البتہ اس سے زیادہ کوئی دے سکتا ہے تو بتائے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے زیادہ تو کوئی نہیں دے سکتا۔

سیدنا عثمان غنی ﷛ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک ایسا گاہک ہے جس نے دس گنا کی تو پکی گارنٹی دی ہے، ویسے اس نے ستر گناہ بھی کہا ہے اور سات سو گنا بھی کہا ہے، بلکہ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَاب اور اس نے کہہ دیا ہے کہ میں بغیر حساب کے اس کا اجر دوں گا، چنانچہ یہ کہہ کر آپ نے سارا مال اسی وقت اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ سبحان اللہ۔

فرمان نبوی ﷺ پر ہزار درختوں کی قربانی

وہ صحابہ کرامؓ جو نئے نئے مسلمان ہوتے تھے نبی علیہ السلام ان کی تالیف قلب کے لئے ان سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی جو نیا نیا مسلمان ہوا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ کہنے لگا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا ایک باغ ہے اور میرے ساتھ ایک اور مسلمان کا باغ ہے، وہ مسلمان بوڑھا ہو چکا ہے، اگر میرے درختوں کی لائن سیدھی ہو تو اس میں اس کے دس درخت آجاتے ہیں، اس طرح میں حفاظت کے لئے دیوار بھی بنا سکتا ہوں۔ میں نے اس بوڑھے مسلمان سے کہا ہے کہ یہ دس درخت مجھے دو لیکن وہ بیچنے پر آمادہ نہیں ہے، لہٰذا آپ مہربانی فرما کر یہ درخت دلوا دیں۔

نبی علیہ السلام نے اس بوڑھے صحابی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ...... اچھا' بوڑھوں کی سمجھ بعض اوقات اپنی ہی ہوتی ہے کیونکہ عمر ہی ایسی ہوتی ہے۔ بوڑھا آدمی تو بتا بھی نہیں سکتا کہ اس کو کیا کیا تکلیف ہے۔ ایک بوڑھا آدمی کسی ڈاکٹر کے پاس گیا تو اس نے ڈاکٹر صاحب سے کہا، جی مجھے بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا، بابا جی! یہ بڑھاپا ہے۔ بوڑھا آدمی پھر کہنے لگا، ڈاکٹر صاحب میرے سب دانت گر گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا، جی یہ بڑھاپا ہے۔ بوڑھے آدمی نے پھر کہا، ڈاکٹر صاحب! مجھے کھانا ہضم نہیں ہوتا، ڈاکٹر صاحب نے کہا، جی یہ بڑھاپا ہے۔ وہ پھر کہنے لگا، ڈاکٹر صاحب! میں چلتا ہوں تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا، جی یہ بڑھاپا ہے۔ بوڑھا آدمی بڑھاپے والا جواب بار بار سن کر تنگ آچکا تھا اور غصے میں کہنے لگا، یہ کیا بات ہوئی کہ ہر چیز بڑھاپا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے، بابا جی! یہ بھی بڑھاپا ہے...... خیر آپ ﷺ نے اس صحابی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ آپ کا یہ بھائی چاہتا ہے کہ اگر آپ اپنے دس درخت ان کو دے دیں تو ان کی لائن سیدھی ہو سکتی ہے۔ وہ بوڑھے صحابی رضی اللہ عنہ آگے سے پوچھتے ہیں، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ آپ کا حکم ہے یا آپ کا مشورہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ میرا حکم نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بلکہ مشورہ ہے، تمہیں فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ وہ جواب میں کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نہیں دینا چاہتا۔ جب اس بوڑھے صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں دینا چاہتا تو نیا مسلمان کچھ مایوس سا ہوا۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اسے نہیں دینا چاہتے تو میں اسے خریدنا چاہتا ہوں لہٰذا مجھے دے دو۔ انہوں نے پھر پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ آپ کا حکم ہے یا مشورہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، مشورہ ہے۔ وہ کہنے لگے میں نہیں دیتا۔ یہ کہہ کر وہ صحابی رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے لئے روانہ ہونے لگے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سنو! تمہیں جنت کے درخت اس کے بدلے ملیں گے اور میں جنت میں بڑا باغ دلوانے کی ضمانت دیتا ہوں، اور تمہیں جنت میں گھر بھی ملے گا۔ لیکن وہ کہنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! لا حاجة لی (اب مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے)، یہ کہہ کر چلے گئے۔

یہ بات ایک ایسے صحابی رضی اللہ عنہ نے سنی جن کا ایک ہزار درختوں کا باغ تھا۔ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ نے جو خوشخبری اسے دی ہے کہ اگر تم یہ دس درخت دے دو تو تمہیں جنت میں باغ بھی ملے گا اور گھر بھی ملے گا، کیا یہ وعدہ اسی کے ساتھ تھا یا میرے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تم خرید کر دے دو تو یہ وعدہ تیرے ساتھ بھی ہے۔ وہ کہنے لگے، بہت اچھا۔

وہ صحابی رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے اور کچھ دیر کے بعد بوڑھے میاں کے گھر پہنچ گئے۔ انہوں نے بوڑھے میاں کو سلام کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں۔ وہ کہنے لگے، نہیں آپ ہی بتا دیں۔ کہنے لگے میں قبا کا فلاں

www.besturdubooks.wordpress.com

امیر آدمی ہوں جس کا ایک ہزار درختوں کا باغ ہے۔ بوڑھے میاں کہنے لگے، ہاں ہاں اس کی تو میں نے بڑی شہرت سنی ہے۔ اچھا آپ وہی ہیں، آپ کے باغ میں تو بڑی اعلیٰ کھجوریں ہیں اور بہت زیادہ پھل دیتی ہیں۔ وہ کہنے لگے، اچھا آپ نے بھی میرے باغ کا تذکرہ سنا ہوا ہے۔ اب میں آپ کے ساتھ ایک سودا کرنے آیا ہوں۔ بوڑھے میاں کہنے لگے، وہ کیا؟ انہوں نے کہا، آپ کے جو یہ دس درخت ہیں یہ مجھے دے دیں اور میرا ہزار درختوں والا باغ آپ لے لیں۔ یہ سن کر ان کی آنکھوں میں چمک آ گئی...... وہ بوڑھے میاں تھے اور انہی پر ان کی گزران تھی اس لئے وہ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے...... لیکن جب انہوں نے یہ سنا کہ اس کے بدلے میں ایک ہزار درختوں کا باغ ملے گا تو وہ کہنے لگے، ٹھیک ہے میں تیرے ساتھ سودا کر لیتا ہوں۔ چنانچہ طے پا گیا کہ بوڑھے میاں نے ہزار درختوں کے بدلے دس درخت بیچ دیئے ہیں۔

وہ صحابی رضی اللہ عنہ یہ سودا کر کے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے وہ درخت مل گئے ہیں، اور اب میں وہ درخت آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس کے بدلے تمہیں جنت میں مکان بھی ملے گا اور باغ بھی ملے گا۔

نبی علیہ السلام کی مبارک زبان سے جنت کی ضمانت کی خوشخبری سن کر وہ ہزار درختوں کے باغ کے کنارے پر واپس آئے، باغ کے اندر داخل نہ ہوئے۔ وہیں کنارے پر کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز دی اور کہا، اے فلاں کی امی! اے فلاں کی امی!... بیوی نے کہا، کیا بات ہے آپ اندر کیوں نہیں آتے۔ وہ کہنے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگے، میں اس باغ کا سودا کر چکا ہوں، اب یہ باغ میرا نہیں ہے بلکہ میں نے اسے جنت کے باغ کے بدلے میں اللہ کے ہاں فروخت کر دیا ہے، سامان اور بچوں سمیت باہر آ جا، میں ادھر ہی انتظار کروں گا۔ بیوی نے جب یہ سنا تو کہنے لگیں، میں تجھ پر قربان ہو جاؤں تو نے زندگی میں پہلی دفعہ اچھا سودا کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنا سامان اور بچوں کو لے کر باغ سے باہر آ گئی اور انہوں نے وہ باغ اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا..... سبحان اللہ جن کا مال ایسا ہو کہ اللہ کے لئے آخرت کمانے کے لئے وہ اسے لگا رہے ہوں تو وہ مال تو ان کے لئے بہترین سواری ہے اور اگر مال لذت دنیا کی خاطر ہو تو پھر وہ نقصان دہ ہے۔

مالدار یا مال کے چوکیدار

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ کچھ لوگ مال دار ہوتے ہیں اور کچھ لوگ مال کے چوکیدار ہوتے ہیں۔ مال دار تو وہ ہوتے ہیں کہ جن کے پاس مال ہو اور اللہ کے راستے میں خوب لگا رہے ہوں اور مال کے چوکیدار وہ ہوتے ہیں جو روزانہ بینک بیلنس چیک کرتے ہیں۔ وہ گنتے رہتے ہیں کہ اب اتنے ہو گئے اب اتنے ہو گئے۔ وہ بیچارے چوکیداری کر رہے ہوتے ہیں، خود تو چلے جائیں اور ان کی اولادیں عیاشیاں کریں گی۔

دنیا پانی کی مانند ہے

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

(اور ان کو بتا دیں کہ دنیا کی زندگی کی ایسے ہے جیسے ہم نے اتارا پانی

www.besturdubooks.wordpress.com

آسمان سے) (الکھف: ۴۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زندگی کی مثال پانی سے دی ہے۔ دنیا اور پانی میں آپ کو کئی چیزیں مشترک نظر آئیں گی۔ اس سلسلہ میں چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

پہلی قدر مشترک

پانی کی صفت ہے کہ وہ ایک جگہ پر کبھی نہیں ٹھہرتا۔ اسے جہاں بہنے کا موقع ملے بہتا ہے۔ جس طرح پانی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا اسی طرح دنیا بھی کبھی ایک جگہ نہیں ٹھہرتی۔ جہاں موقع ملتا ہے دنیا ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ جو بندہ یہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس دنیا ہے اس کے پاس سے دنیا روزانہ کھسک رہی ہوتی ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ آہستہ آہستہ کھسکتی ہے۔ کسی کے پاس سے پچاس سال میں کھسکتی ہے، کسی کے پاس سے ستر سال میں کھسکتی ہے اور کسی کے پاس سے سو سال میں کھسکتی ہے۔ مگر بندے کو پتہ نہیں چلتا۔ یہ ہر بندے کے پاس جاتی ہے مگر یہ کسی کے پاس ٹھہرتی نہیں ہے۔ اس نے کئی لوگوں سے نکاح کئے اور ان سب کو رنڈوا کیا۔ ایک بزرگ نے ایک مرتبہ خواب میں دنیا کو ایک کنواری لڑکی کی مانند دیکھا۔ انہوں نے پوچھا، تو نے لاکھوں نکاح کیے اس کے باوجود کنواری ہی رہی؟ کہنے لگی، جنہوں مجھ سے نکاح کیے وہ مرد نہیں تھے اور جو مرد تھے وہ مجھ سے نکاح کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوئے۔

اس لئے اللہ والے دنیا کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ ان کی نظر میں مطلوب حقیقی اللہ رب العزت کی ذات ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کی توجہ اسی کی طرف ہوتی ہے۔ وہ آخرت کی لذتوں کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ بلکہ جب ان کو دنیا کی

www.besturdubooks.wordpress.com

لذتیں ملتی ہیں تو وہ اس بات سے گھبراتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ نیک اعمال کا اجر آخرت کی بجائے کہیں ہمیں دنیا ہی میں نہ دے دیا جائے۔

دوسری قدر مشترک

دوسری قدر مشترک یہ ہے کہ جو آدمی بھی پانی میں داخل ہوتا ہے وہ تر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اسی طرح دنیا بھی ایسی ہے کہ جو آدمی بھی اس میں گھسے گا وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔

تیسری قدر مشترک

تیسری قدر مشترک یہ ہے کہ پانی جب تک ضرورت کے مطابق ہو فائدہ مند ہوتا ہے۔ اور جب ضرورت سے بڑھ جائے تو نقصان دہ ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیا بھی اگر ضرورت کے مطابق ہو تو بندے کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے اور جب ضرورت سے بڑھ جائے تو پھر یہ نقصان پہنچانا شروع کر دیتی ہے۔ پانی کا سیلاب جب آتا ہے تو بند بھی توڑ دیتا ہے کیونکہ وہ ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے پاس بھی ضرورت سے بہت زیادہ مال ہوتا ہے وہ عیاشیاں کرتے ہیں اور شریعت کی حدود کو توڑ دیتے ہیں۔ جو لوگ جوئے کی بازیاں لگاتے ہیں اور ایک ایک رات میں لاکھوں گنواتے ہیں۔ وہ ان کی ضرورت کا پیسہ تھوڑا ہوتا ہے۔ انہیں تو بالکل پرواہ ہی نہیں ہوتی۔

چوتھی قدر مشترک

ایک تفسیر میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پانی کے ساتھ مشابہت اس لئے دی ہے کہ پانی کثیر مقدار میں ہو تو پاک ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اس کا ذائقہ، اس کا رنگ اور بو نہ بدلے۔ اگر اس کا ذائقہ، رنگ یا بو بدل جائے تو وہ سارے کا سارا پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ جس پانی کا ذائقہ، رنگ اور بو نہ بدلے وہ پاک بھی ہوتا ہے اور پاک کرنے والا بھی ہوتا ہے۔

علمی نکتہ

وضو میں چہرے کا دھونا ضروری ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ہاتھ بھی دھوتے ہیں، کلی بھی کرتے ہیں اور ناک میں بھی پانی ڈالتے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وضو کی ترتیب میں سنت کو فرض پر مقدم کیوں کیا ہے، جبکہ حق یہ بنتا ہے کہ سنت پر فرض کو مقدم کیا جاتا اور سنتیں بعد میں ہوتیں۔ فقہا نے اس کا یہی جواب دیا ہے کہ جب کوئی آدمی پانی کے ساتھ وضو کرنے لگے گا اور وہ اپنے ہاتھ میں پانی لے گا تو اسے آنکھوں سے دیکھ کر پانی کے رنگ کا پتہ چلے گا، جب منہ میں ڈالے گا تو ذائقہ کا پتہ چلے گا اور جب ناک میں ڈالے گا تو اسے بو کا پتہ چل جائیگا۔ اس طریقہ سے جب اسے تسلی ہو جائے گی کہ پانی کا رنگ بھی ٹھیک ہے، اس کا ذائقہ بھی ٹھیک ہے اور اس کی بو بھی ٹھیک ہے تو وہ شریعت کا حکم پورا کرنے کیلئے چہرے کو دھوئے گا۔

اسی طرح کسی کے پاس جتنا بھی مال کیوں نہ ہو، اگر حرام کی وجہ سے اس کا ذائقہ نہیں بدلا، اگر مشتبہات کی وجہ سے اس کا رنگ نہیں بدلا اور اگر زکوۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس کی بو نہیں بدلی تو وہ سب کا سب مال پاک ہوگا۔ یعنی جس بندے کے اندر حرام مال آئے، مشتبہ مال آئے یا اگرچہ حلال مال آئے مگر اس میں تکبر اور میں بھی آ جائے تو پانی کی مانند یہ دنیا بھی ناپاک ہو جائے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کھیل تماشا ہے

اللہ رب العزت ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ط وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (عنکبوت:۶۴)

[اور یہ دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل تماشا اور آخرت کی زندگی تو ہمیشہ رہنے والی ہے کاش یہ جان لیتے]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زندگی کو کھیل تماشے کے ساتھ تشبیہ دی اس کی کئی وجوہات ہیں۔

◎ دنیا میں سب سے جلدی ختم ہونے والی چیز کھیل تماشا ہے۔ جتنے بھی کھیل تماشے ہیں وہ چند گھڑیوں کے ہوتے ہیں۔ سکرین پر تماشا دیکھیں تو بھی چند گھڑیوں کا ہوتا ہے اور سرکس کا تماشا بھی چند گھڑیوں کا ہوتا ہے، ریچھ بندر کا تماشا بھی چند گھڑیوں کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی دنیا کو کھیل تماشے کے ساتھ تشبیہ دی ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ دنیا گھڑی دو گھڑی کا معاملہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن کہیں گے:

مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ (الروم:۵۵)

(وہ نہیں کھڑے مگر ایک گھڑی)

حتیٰ کہ کچھ تو یہاں تک کہیں گے

لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا (النٰزعٰت:۴۶)

(وہ دنیا میں نہیں رہے مگر صبح کا تھوڑا سا وقت یا شام کا تھوڑا سا وقت)

سو سال کی زندگی بھی تھوڑی سی نظر آئے گی۔ گویا

www.besturdubooks.wordpress.com

''خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا''۔

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ تھی۔ نوسو پچاس سال تو تبلیغ کی عمر تھی۔ پھر اس کے بعد عذاب آیا اور عذاب کے بعد بھی ساٹھ سال زندہ رہے۔ روایات میں آیا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو اللہ رب العزت نے ان سے پوچھا، اے میرے پیارے نبی! آپ نے دنیا کی زندگی کو کیسے پایا؟ انہوں نے جواب دیا، اے اللہ! مجھے یوں محسوس ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے تھے، میں ایک میں سے داخل ہوا اور دوسرے میں سے نکل آیا۔ تو جب ایک ہزار سال کی زندگی یوں نظر آئے گی تو پھر دنیا کی سو سالہ زندگی کا کیا بھروسہ ہے۔

مرنے والے کو یہی محسوس ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی تھوڑی دیر کی بات تھی۔ آپ خود تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ آپ ذرا پرائمری سکول کی زندگی کو یاد کریں، آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ کل کی بات ہے حالانکہ اس وقت کو گزرے ہوئے پچاس سال گزر گئے ہوں گے۔

- دنیا کو کھیل تماشے سے تشبیہ دینے میں دوسری بات یہ تھی کہ عام طور پر کھیل تماشا دیکھنے کے بعد بندے کو افسوس ہی ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ بس پیسے بھی ضائع کیے اور وقت بھی ضائع کیا۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جو لوگ کھیل تماشا دیکھتے ہیں وہ بھی بعد میں کہتے ہیں کہ بس ہم ایسے ہی چلے گئے، ہمارے کئی ضروری کام رہ گئے ہیں۔ دنیا دار کا بھی بالکل یہی حال ہوتا ہے کہ اپنی موت کے وقت افسوس کر رہا ہوتا ہے کہ میں نے تو اپنی زندگی ضائع کر دی۔
- ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آج کل کے کھیل تماشے عام طور پر سائے کی مانند ہوتے ہیں۔ سکرین پر تو نظر آتا ہے کہ بندے چل رہے ہیں مگر حقیقت میں ان کا سایہ چل رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے۔اور جوان کے پیچھے بھاگتے ہیں وہ سائے کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ دنیا کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔جو اس کے پیچھے بھاگتا ہے وہ بھی سایہ کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہے۔اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

دنیا مردار کی مانند ہے

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُوْھَا کِلَابٌ

(دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے ہیں)

یہ حدیث بڑی قابل غور ہے کہ نبی علیہ السلام جو امت پر اتنے شفیق اور مہربان ہیں، ان کے یہ الفاظ ہیں کہ دنیا مردار ہے اس کے طلب کرنے والے کتے ہیں۔

حدیث پاک میں کوے کا لفظ استعمال نہیں ہوا بلکہ کتے کا لفظ استعمال ہوا ہے حالانکہ جس طرح کتا مردار کھاتا ہے کوا بھی مردار کھاتا ہے۔اس کے پیچھے کچھ حقائق ہیں۔

پہلا نکتہ مثال کے طور پر کوّے کو جہاں کہیں کوئی مردار ملتا ہے تو وہ اسے اکیلا نہیں کھاتا بلکہ وہ مردار دیکھ کر شور مچاتا ہے اور اپنی سب برادری اور قوم کو بلا لیتا ہے اور پھر وہ سب مل کر کھاتے ہیں۔لیکن کتا مردار کو ہمیشہ اکیلا کھاتا ہے۔وہ کسی دوسرے کتے کی بھی شراکت پسند نہیں کرتا۔اس کے سامنے اس کے قد سے بھی پانچ گنا بڑا مردار پڑا ہوتا ہے، وہ خود اکیلے اس کو کھا بھی نہیں سکتا مگر وہ دوسرے کو کبھی برداشت نہیں کرے گا۔بلکہ اگر کوئی دوسرا کتا آجائے تو وہ مردار کو چھوڑ کر اس کتے کے ساتھ لڑنا شروع کر دے گا۔ اور پھر جو زیادہ طاقتور ہوگا وہی اس کو کھائے گا۔یہی حال دنیا دار کا ہے۔وہ بھی دنیا کا

www.besturdubooks.wordpress.com

سارا فائدہ خود لینا چاہتا ہے۔ اگر چند بندے مل کر کام کریں تو ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح میرے کھاتے میں زیادہ آ جائے۔ وہ بھی دوسروں کو دینا پسند نہیں کرتا بلکہ سارے کا سارا خود لینا چاہتا ہے۔ گویا اس کے اندر بھی کتے جیسی صفت ہے کہ جس طرح کتا اکیلا مردار کو کھانا چاہتا ہے اسی طرح یہ بھی ساری دنیا کے خزانوں کو اکیلا سمیٹنا چاہتا ہے۔

دوسرا نکتہ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ کوا کبھی کسی مردہ کوے کو نہیں کھاتا۔ بلکہ اگر کہیں پر مردہ کوا پڑا ہو تو کوے وہاں پر آنے سے کتراتے ہیں اور خوب شور مچاتے ہیں۔ جب کہ کتے کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر اسے کسی مردار کتے کی ہڈیاں مل جائیں تو وہ ان کو بھی چبا لیتا ہے۔ یہی حال دنیا دار کا ہے کہ وہ دنیا سے تو دھوکا کرتا ہی ہے، اگر اس کا کوئی بھائی بھی اس کے ساتھ کام کرے تو وہ اس کو بھی دھوکا دینے سے باز نہیں آتا۔ اس کمینی دنیا کی خاطر اپنا بن کر اپنوں کو دھوکا دیتا ہے۔ قریبی رشتہ دار آپس میں کام کرتے ہیں مگر دھوکا دے جاتے ہیں۔ گویا ان کے اندر بھی وہی بات ہوتی ہے جو کتے کے اندر ہوتی ہے

تیسرا نکتہ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ کوا دوسرے کووں سے عبرت پکڑتا ہے۔ اگر کوئی آدمی کسی کوے کو مار کر لٹکا دے تو کوے قریب آنا چھوڑ دیں گے۔ وہ اس جگہ سے عبرت پکڑیں گے کہ اس نے جب ایک کوے کو مار ڈالا ہے تو ہم بھی اگر ادھر گئے تو ہمیں بھی مار ڈالے گا، لیکن کتا دوسرے کتوں سے عبرت نہیں پکڑتا۔ یہی حال دنیا دار کا ہوتا ہے۔ اس کے سامنے روزانہ دنیا دار مر رہے ہوتے ہیں اور ان کا برا انجام ہو رہا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود دنیا دار یہ چاہتا ہے کہ مجھے بھی دنیا مل جائے۔ ایک کرسی کو چھوڑتا ہے اور اسے سولی پر لٹکا دیا جاتا ہے مگر دوسرا تیار رہتا ہے کہ کرسی مجھے دے دی جائے۔ یہ تو روز کا

www.besturdubooks.wordpress.com

تماشا ہے۔ آپ سنتے ہی ہیں کہ

رات کو امیر ہیں صبح کو فقیر ہیں،

رات کو وزیر ہیں صبح کو اسیر ہیں،

رات کو وزیر اعظم ہیں صبح کو اسیر اعظم ہیں،

رات کو صدر ہیں صبح کو ملک بدر ہیں،

لیکن عبرت کوئی نہیں پکڑتا۔ ایک جاتا ہے اور کئی تیار ہوتے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم سے پہلے والے کا کیا انجام ہوا۔

چوتھا نکتہ ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اگر کوا مردار کھاتا ہے تو وہ نرم گوشت کھاتا ہے اور ہڈیوں کو چھوڑ دیتا ہے لیکن کتا گوشت بھی کھاتا ہے اور ہڈیوں کو بھی چچوڑتا ہے۔ یہی حال دنیا دار کا ہے کہ وہ پہلے جائز منافع کماتا ہے اور پھر سود در سود بھی کھاتا ہے۔ گویا ہڈیاں بھی چچوڑتا ہے۔

پانچواں نکتہ ایک نکتہ اور بھی ہے کہ اگر کسی جگہ پر مردار پڑا ہوا ور کوا اس میں سے کچھ کھائے بھی تو وہ رات کو اپنے گھونسلے میں چلا جاتا ہے۔ وہ رات کو اس مردار کے پاس نہیں ٹھہرتا۔ وہ دن میں اسے کھائے گا اور رات کو واپس چلا جائے گا۔ لیکن کتے کی عادت اور ہے۔ وہ دن میں اسے کھائے گا اور رات کو اس پر بیٹھ کر پہرہ دے گا تاکہ کوئی اور کتا اس پر قابض نہ ہو جائے۔ یہی حال دنیا دار کا ہے۔ وہ سارا دن دکان کے اندر ہوتا ہے اور رات کو دکان اس کے اندر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ نماز بھی پڑھ رہا ہوتا ہے تو دکان اس کے اندر ہوتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ دنیا کا طلبگار کتے کی سی عادات رکھتا ہے۔ صدق رسول اللہ ﷺ

اللہ رب العزت ہمیں دنیا کا طلبگار بننے سے محفوظ فرمائیں (آمین ثم آمین)

www.besturdubooks.wordpress.com

دورِ حاضر کا سب سے بڑا فتنہ

آج کے دور کا سب سے بڑا فتنہ دنیا کی محبت ہے۔ ہر بندے کے دل کی تمنا ہے کہ

یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ لا اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ o (القصص:۷۹)

(کاش! ہمارے پاس اتنا ہو جتنا کہ قارون کو دیا گیا ہے بیشک اس کی بڑی قسمت ہے)

ہر بندے کی یہی تمنا ہے، الا ماشاءاللہ۔

دنیا کیا ہے؟

اتنا کچھ سننے کے بعد دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر دنیا ہے کیا؟ مولانا رومؒ نے ایک جگہ پر بہت اچھے انداز میں یہ بات سمجھائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(دنیا کیا ہے؟ اللہ رب العزت سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے۔ مال، پیسے، بچے اور بیوی کا نام دنیا نہیں ہے)

گویا جو چیز بھی انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے وہی دنیا ہے۔ خواہ کوئی چیز بھی ہو...... اگر وہ بیوی ہے تو وہ بھی وہ دنیا میں شامل ہوگی، اگر وہ بچے ہیں تو وہ بھی دنیا میں شامل ہوں گے، اگر وہ کاروبار ہے تو وہ بھی دنیا میں شامل ہوگا، مکان ہے تو وہ بھی دنیا میں شامل ہوگا اور اگر کوئی اور کام ہے تو وہ بھی دنیا میں شامل ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی مصلے پر بیٹھا ہوا بھی دنیا دار ہو۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ کوئی آدمی دکان پر بیٹھا ہوا بھی دین دار ہو۔ یہ دل کی حالت پر منحصر ہے۔

دو آدمیوں کی قلبی کیفیت

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے لکھا ہے کہ میں حج پر گیا۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک آدمی غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعائیں مانگ رہا تھا جب میں اس کے دل کی طرف متوجہ ہوا تو اس کا دل اللہ سے غافل تھا۔ وہ اس لئے کہ اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی حج پر آئے ہوئے تھے، دعا مانگتے وقت اس کے دل میں یہ تمنا پیدا ہو رہی تھی کہ کاش میرے دوست مجھے دیکھتے کہ میں کیسے رو رو کر دعائیں مانگ رہا ہوں۔ وہ آدمی یہ عمل اللہ کے لئے نہیں کر رہا تھا بلکہ دکھاوے کے طور پر کر رہا تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد منیٰ میں آیا اور میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان اپنا مال فروخت کر رہا تھا۔ اس کے ارد گرد اتنا ہجوم تھا کہ وہ لوگوں کے جھرمٹ میں گھرا ہوا تھا۔ فرماتے ہیں کہ جب میں اس کے دل کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے اس کے دل کو ایک لحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں پایا۔ یہی مقصود زندگی ہے کہ ہم اپنے کاروبار میں ہوں یا جہاں کہیں بھی ہوں، ہمارا دل ہر وقت اللہ رب العزت کی یاد میں لگا ہوا ہو۔ یعنی دست بہ کار دل بہ یار، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ٥ (النور:۳۷)

(وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے، ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں)

www.besturdubooks.wordpress.com

نور نسبت کے طالب کے لئے ایک سنہری اصول

لذات دنیا اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ ہمارے مشائخ نے یہ فرمایا ہے کہ سالن دراصل گوشت اور سبزی سے مل کر بنتا ہے گھی اور مرچ مصالحہ زوائد میں سے ہیں۔ اگر کسی کے پاس یہ زائد چیزیں نہ بھی ہوں اور صرف سبزی ہی ابال لے تو سبزی سے ہی کام چل جائیگا۔ اور اگر صرف گوشت ہو اور وہ اسی گوشت کو ابال لے تو بھی کام چل جائیگا۔ لیکن اگر کسی کے پاس سبزی یا گوشت نہ ہو بلکہ فقط پانی گھی اور نمک مرچ ہو تو ان سے بھوک نہیں مٹ سکے گی۔ اوراد و وظائف کی مثال نمک، مرچ اور دوسری زائد چیزوں کی مانند ہے اور ترک لذات دنیا اور ترک خواہشات نفسانی کی مثال سبزی اور گوشت کی مانند ہے۔ لہٰذا جو آدمی چاہتا ہے کہ مجھے نسبت کا نور ملے تو اسے چاہئے کہ وہ دنیا کی لذات سے اجتناب کرے۔ طلب چھوڑ دے۔ کیونکہ اللہ نے جو رزق پہنچانا ہے وہ ضرور پہنچ کر رہے گا، دل میں دنیا کی ہوس اور اشتہا نہ رہے۔ حسن بصریؒ فرماتے تھے، ہم نے اپنے اکابر سے یہ معرفت والا سبق ترک دنیا کے ذریعے سیکھا تسبیحات کے ذریعے سے نہیں۔

باطنی سفر میں آسانیاں

ہمارے مشائخ کسی سے روزگار یا نوکری نہیں چھڑواتے تھے۔ اس لئے آج ہم بھی آپ سے فارغ وقت مانگتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ آج کا مسلمان اگر فارغ وقت بھی دین پر لگانا شروع کر دے تو اللہ رب العزت اس کی بھی بگڑی بنا دیں گے۔ کیونکہ روحانی مدارج طے کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت آسانیاں پیدا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دی ہیں۔ ذرا یہ بتائیں کہ پروردگار عالم نے ظاہری سفر میں آسانیاں کی ہیں یا نہیں؟ پہلے اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر ہوتا تھا جبکہ آج کل کے زمانہ میں لوگ بسوں، ٹرینوں، اور ہوائی جہازوں میں سفر کرتے ہیں۔ پہلے ایک ہزار میل کا سفر کرنا ہوتا تھا تو انسان کو ایک مہینہ لگتا تھا۔ گھوڑے اور اونٹ پر لوگ ایک دن میں بیس میل کا سفر کرتے تھے۔ یہ ان کے ہاں ایک متفقہ منزل طے تھی۔ وہ بیس بیس میل کا سفر طے کر کے پڑاؤ ڈال دیتے تھے۔ اور آج کل کے دور میں اگر ہزار میل کا سفر کرنا ہو تو ایک گھنٹہ درکار ہوتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو پروردگار اتنا مہربان ہے کہ اس نے بندوں کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے ان کے ظاہری سفر میں آسانیاں پیدا فرما دی اس نے باطنی سفر میں کتنی آسانیاں پیدا کر دی ہوں گی؟ اس لئے آج کے دور میں باطن کا سفر کرنا بہت آسان ہے۔ ہر بندہ یہ سفر کر سکتا ہے۔ کوئی بندہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تو باطنی سفر کر ہی نہیں سکتا۔ بلکہ بیمار بھی یہ سفر کر سکتا ہے، کام والا بھی طے کر سکتا ہے، بوڑھا بھی طے کر سکتا ہے اور جوان بھی طے کر سکتا ہے۔

خواہشات پوری کرنے کی جگہ

ہمارے بزرگ دنیا کی لذتوں سے دور بھاگتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ان میں لگیں گے تو انکی کوئی حد نہیں ہوگی۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ضرورت کی ایک حد ہوتی ہے جبکہ خواہشات کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم دنیا میں اپنی ضروریات کو پورا کرو اور تمہاری خواہشات کو پورا کرنے کے لئے میں نے جنت بنا دی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (حٰم السجدہ:۳۱)

(اور تمہارے لئے اس جنت میں وہ کچھ ہوگا جو تمہارا جی چاہے گا اور وہ کچھ ملے گا جو تم مانگو گے)

اس لئے یہ بات ذہن میں بٹھا لیجئے کہ خواہشات جنت میں پوری ہوں گی۔ لہٰذا دنیا میں اپنی ضروریات پوری کیجئے اور اپنی زندگی گزارتے چلے جایئے۔

خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کی شان استغناء

ہمارے مشائخ اللہ رب العزت کی یاد میں لگے رہتے تھے۔ ان کی نظر میں انسان کی عظمت اس کے دین کی وجہ سے ہوتی تھی اور دنیا کی وجہ سے ان کے ہاں انسان کی عظمت نہیں ہوتی تھی۔

خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں میں سے تھے۔ وہ ایک فقیر آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قبولیت عامہ تامہ دی ہوئی تھی۔ ان کی خانقاہ پر وقت کے امیر کبیر لوگ بھی آتے تھے۔

ایک مرتبہ انہوں نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ آج ساری خانقاہ کی صفائی کرو۔ اس زمانہ میں چپس کے فرش تو نہیں ہوتے تھے بلکہ کچی مٹی ہوتی تھی۔ جمعہ کا دن تھا۔ اس لئے کچھ لوگ نہانے دھونے میں لگ گئے اور کچھ خانقاہ کی صفائی کرنے میں مصروف ہو گئے۔

حضرتؒ کے سر کے بال لمبے لمبے تھے۔ انہیں سر میں کھجلی سی محسوس ہونے لگی۔ سر میں کھجلی کبھی تو جوؤں کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی زیادہ دن نہ نہانے کی وجہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی خارش سی ہوتی ہے۔ حضرتؒ کو خارش سی محسوس ہوئی تو آپ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ ذرا میرے بالوں میں دیکھو کہ جوؤں کی وجہ سے خارش ہو رہی ہے یا کسی اور وجہ سے۔ اس نے کہا، جی بہت اچھا۔ اب حضرت بیٹھ گئے اور اس خادم نے جوئیں ڈھونڈنا شروع کر دیں۔ باہر لوگوں نے جھاڑو دینا شروع کر دیا۔ خوب مٹی اڑنے لگی۔

اللہ کی شان کہ عین اسی وقت سلطان محمود غزنوی حضرتؒ کی ملاقات کے لئے پہنچ گیا۔ جب مریدوں نے دیکھا کہ بادشاہ سلامت آ گئے ہیں تو وہ گھبرائے کہ یہاں تو مٹی اڑ رہی ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک بھاگا کہ میں حضرت کو بادشاہ کے آنے کی اطلاع دے دوں۔ اس نے اندر آ کر عجیب منظر دیکھا کہ حضرتؒ تو سر جھکا کر بیٹھے ہیں اور ایک خادم آپ کے بالوں میں سے جوئیں تلاش کر رہا ہے۔ اس مرید نے خادم کو اشارہ کیا کہ وہ بادشاہ سلامت آ رہے ہیں۔ جب اسے معلوم ہوا کہ بادشاہ سلامت آ رہے ہیں تو وہ خادم بھی گھبرا سا گیا اور اسی حالت میں اس نے کہا، حضرت! حضرت!...... حضرت نے اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو وہ پھر کہنے لگا، حضرت! وہ بادشاہ سلامت آ رہے ہیں۔ حضرت یہ سن کر فرمانے لگے ''اوہو! میں سمجھا کہ تیرے ہاتھ میں کوئی بڑی سی جوں آ گئی ہے'' اس سے اندازہ لگایئے کہ ان کے دل میں دنیا کی کیا حقیقت ہوتی تھی۔

جب سلطان محمود غزنوی حضرت ابو الحسن خرقانیؒ کے پاس آیا تو حضرتؒ بیٹھے رہے۔ وہ خود آ کر حضرتؒ سے ملا۔ اس نے ملنے کے بعد ایک تھیلی میں کچھ پیسے حضرتؒ کو ہدیے کے طور پر پیش کئے مگر حضرتؒ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر تھیلی پیش کی۔ حضرتؒ کے پاس اس وقت ایک خشک روٹی پڑی ہوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی۔ آپ نے اس تھیلی کے بدلے وہ خشک روٹی پیش کی اور فرمایا، اسے کھائیے۔ اب اس نے روٹی کا لقمہ تو منہ میں ڈال لیا لیکن خشک لقمہ اس کے گلے کے نیچے اتر نہیں رہا تھا، بلکہ وہ لقمہ اس کے گلے میں پھنس گیا۔ حضرتؒ نے جب دیکھا کہ اس کے گلے میں لقمہ پھنس چکا ہے تو پوچھا، کیا بات ہے، لقمہ نیچے اتر نہیں رہا؟ اس نے کہا، جی ہاں، نہیں اتر رہا۔ حضرتؒ نے فرمایا، آپ کی یہ تھیلی بھی اسی طرح میرے گلے سے نیچے نہیں اتر رہی۔ سبحان اللہ، ایسی نصیحت کی۔

بادشاہ جب حضرت کی محفل میں بیٹھا تو اس نے اثر قبول کیا۔ اس لئے جب وہ اٹھ کر جانے لگا تو حضرتؒ اٹھ کر اس کے ساتھ خانقاہ کے دروازے تک گئے اور وہاں سے رخصت کیا۔ ایک مرید نے بعد میں حضرتؒ سے سوال پوچھا کہ حضرت! جب بادشاہ سلامت آئے تو آپ بیٹھے رہے لیکن جب وہ جانے لگے تو آپ ان کو دروازے تک چھوڑ کر آئے، اس میں کیا راز ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا، جب وہ یہاں آیا تھا تو وہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھ کر آیا تھا اور اس کے دل میں تکبر تھا، اس لئے ہم جہاں بیٹھے تھے وہیں بیٹھے رہے۔ پھر ہم نے اس کے تکبر کا علاج کیا۔ جب وہ کچھ دیر میرے پاس رہا تو اس کے دل میں اہل اللہ کی محبت پیدا ہو گئی تھی، جس کی وجہ سے اس کے اندر عاجزی آ چکی تھی، لہٰذا میں نے اس عاجزی کی قدر کرتے ہوئے اس کو خانقاہ کے اس دروازے تک جا کر چھوڑا۔

سومنات کی فتح

اسی ملاقات کے دوران بادشاہ نے کہا' حضرت! میں نے سومنات پر حملے کا ارادہ کیا ہے۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے مقابلہ سخت ہے۔ مہربانی

www.besturdubooks.wordpress.com

فرما کر دعا فرما دیں کہ اللہ ہمیں کامیابی عطا فرمائے۔ جب سلطان محمود غزنوی نے دعا کے لئے عرض کیا تو حضرت کے پاس ایک جبہ پڑا ہوا تھا، انہوں نے وہ اٹھا کر بادشاہ کو دے دیا اور فرمایا کہ اسے اپنے ساتھ لے جائیں اور جب آپ ضرورت محسوس کریں تو آپ اس جبہ کو سامنے رکھ کر دعا مانگنا کہ اے اللہ! اگر اس جبہ والے کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے تو اس کی برکت سے میرے اس معاملہ کو حل فرما دے۔ اس نے کہا، بہت اچھا۔ وہ جبہ لے کر چلا گیا۔

واپسی پر سلطان محمود غزنوی نے تیاری کر کے سومنات پر حملہ کیا۔ اس وقت ہندو اور دوسرے مذاہب کے لوگ سب مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑتے تھے۔ اس لئے کفار کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کے لشکر میں کمزوری آ رہی ہے تو اسے یاد آیا کہ حضرت نے تو مجھے ایک جبہ دیا تھا۔ چنانچہ اس نے اس آڑے وقت میں اس جبہ کو سامنے رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے بیٹھ گیا کہ اے مالک! اگر اس جبہ والے کا تیرے ہاں کچھ مقام ہے اور وہ تیرے دوستوں میں سے ہے تو اس کی برکت سے تو مجھے سومنات کا فاتح بنا دے۔ چنانچہ جنگ کا پانسہ پلٹا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو سومنات کا فاتح بنا دیا۔

سومنات کی فتح کے کافی عرصہ بعد سلطان محمود غزنوی نے سوچا کہ میں حضرت کے پاس جا کر ان کا شکریہ بھی ادا کروں اور ان کو خوشخبری بھی سناؤں۔ چنانچہ وہ حضرتؒ کو ملنے کے لئے آیا۔ اس نے حضرت کو سارا واقعہ سنایا۔ حضرتؒ نے اس سے پوچھا، آپ نے جبہ سامنے رکھ کر کیا دعا مانگی تھی؟ بادشاہ نے کہا، حضرت! دعا یہ مانگی تھی کہ اے اللہ! اگر اس جبہ والے کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے اور وہ تیرے دوستوں میں سے ہے تو مجھے سومنات کا فاتح بنا دے۔ حضرت نے سن کر فرمایا،

www.besturdubooks.wordpress.com

''تو نے بہت سستا سودا کر لیا، اگر تو یہ دعا مانگتا کہ اے اللہ! اس کی برکت سے تو مجھے پوری دنیا کا فاتح بنا دے تو تجھے اللہ تعالیٰ پوری دنیا کا فاتح بنا دیتے''

جی ہاں، ان اللہ والوں کا اللہ کے ہاں ایک مقام ہوتا ہے۔ چونکہ انہوں نے زندگی نیکی اور تقوی پر گزاری ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی لاج رکھ لیا کرتے ہیں۔

خانقاہ کی مٹی کا ادب

سلطان محمود غزنوی کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔ وہ جنت کی سیر کر رہا تھا۔ اس نے کہا، بھئی آپ تو دنیا کے بادشاہ تھے، اور آخرت میں تو بادشاہوں کا بڑا برا حال ہوتا ہے، ان کا تو لمبا چوڑا حساب کتاب ہوتا ہے اور آپ کو میں جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے جواب میں کہا، ہاں میرا ایک چھوٹا سا عمل تھا لیکن پروردگار کو وہی عمل پسند آ گیا جس کی وجہ سے میری مغفرت کر دی گئی۔ اس نے پوچھا، وہ کونسا عمل ہے؟ کہنے لگا، میں ایک دفعہ ابوالحسن خرقانیؒ کی خانقاہ پر گیا تھا، وہاں لوگ جھاڑو دے رہے تھے جس کی وجہ سے مٹی اڑ رہی تھی، میں نے اس مٹی میں سے گزرتے ہوئے اس مٹی کو اس نیت سے چہرے پر مل لیا تھا کہ اللہ والوں کے کپڑوں اور بستروں کی مٹی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ تو نے میرے راستے میں نکلنے والے درویشوں کی مٹی کی قدر کی اس لئے اس کی برکت سے تیرے چہرے کو جہنم کی آگ سے بری فرما دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت سالمؒ کی شان استغناء

ہمارے اکابرین پر ایسے ایسے واقعات پیش آئے کہ انہیں وقت کے بادشاہوں نے بڑی بڑی جاگیریں پیش کیں مگر انہوں نے اپنی ذات کے لئے کبھی قبول نہ کیں۔ حضرت عمر ابن الخطاب ؓ کے پوتے حضرت سالمؒ ایک مرتبہ حرم مکہ میں تشریف لائے۔ مطاف میں آپ کی ملاقات وقت کے بادشاہ ہشام بن عبد الملک سے ہوئی۔ ہشام نے سلام کے بعد عرض کیا، حضرت! کوئی ضرورت ہو تو حکم فرمائیں تاکہ میں آپ کی کوئی خدمت کر سکوں۔ آپ نے فرمایا، ہشام! مجھے بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر غیر اللہ سے حاجت بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ ادب الٰہی کا تقاضا ہے کہ یہاں فقط اسی کے سامنے ہاتھ پھیلایا جائے۔ ہشام لاجواب ہو گیا۔ قدرتاً جب آپ حرم شریف سے باہر نکلے تو ہشام بھی عین اسی وقت باہر نکلا۔ آپ کو دیکھ کر وہ پھر قریب آیا اور کہنے لگا، حضرت! اب فرمائیے کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، ہشام! بتاؤ میں تم سے کیا مانگوں، دین یا دنیا؟ ہشام جانتا تھا کہ دین کے میدان میں تو آپ کا شمار وقت کی بزرگ ترین ہستیوں میں ہوتا ہے، لہٰذا کہنے لگا، حضرت! آپ مجھ سے دنیا مانگیں۔ آپ نے فوراً جواب دیا کہ دنیا تو میں نے کبھی دنیا کے بنانے والے سے بھی نہیں مانگی بھلا تم سے کہاں مانگوں گا۔ یہ سنتے ہی ہشام کا چہرہ لٹک گیا اور وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

اللہ رب العزت کیا چاہتے ہیں؟

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَ مَا وَالَاہُ

(دنیا ملعونہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ کی یاد کے، اور جو اس کے قریب ہے)۔

یعنی ذکر کرنے والے اور جو ذکر کے قریب ہے یعنی اس کے اسباب، ان کو چھوڑ کر باقی ساری دنیا ملعونہ ہے۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت کیا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم ذکر کے ذریعے اپنی زندگی کو آخرت کی زندگی بنا لیں اور دنیا سے اپنی زندگی کو ہم علیحدہ کر لیں۔ یہ چیز انسان کو علم اور ذکر سے نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا بنائی، اس نے کبھی بھی اس کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے دنیا سے دل لگانے کی بجائے آخرت سے دل لگائیں۔ اس لئے ہمارے اسلاف کو دنیاوی زندگی تھوڑی دیر کی بات نظر آتی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ یہاں کی عارضی لذتوں کے پیچھے کیا لگنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے ہمیں آخرت کی لذتوں سے محروم کر دیا جائے۔ اگر کسی نوجوان کے دل میں یہ بات آجائے تو سوچیے کہ اس کے لئے اپنے نفس کو کنٹرول کرنا کتنا آسان ہوگا۔ کیا وہ نفسانی لذتوں کے پیچھے بھاگے گا؟ نہیں، بلکہ اگر اسے گناہ کی پیشکش بھی ہوگی تو وہ بچے گا اور وہ کہے گا کہ میں فانی لذت کے پیچھے نہیں جاؤں گا کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے بدلے میں آخرت کی لذتوں سے محروم کر دیا جاؤں۔

اعتدال والا راستہ

مومن کا کام یہ ہے کہ وہ رزق حلال کی کوشش کرے اور معاملہ اللہ تعالیٰ پہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوڑ دے۔ اگر اللہ تعالیٰ بہت عطا فرماتے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر اللہ تعالیٰ اسے تنگ رزق دیں تو صبر کرے، شکر کرنے والا بھی جنتی اور صبر کرنے والا بھی جنتی۔ مومن کے لئے دونوں طرف جنت ہے۔ یاد رکھیں کہ نتائج ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کی تقسیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ (الزخرف:۳۲)

(ہم نے ان کے درمیان رزق تقسیم کیا)

ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہیں کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس بندے کو دنیا میں تھوڑا رزق ملے گا اور وہ اس کے باوجود بھی اللہ رب العزت سے راضی رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن فرمائیں گے، اے میرے بندے! تو میرے دیئے ہوئے تھوڑے رزق پر راضی ہو گیا تھا، آج میں تیرے تھوڑے عملوں پر راضی ہو جاتا ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرما دیں گے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کھلا رزق دیں تو وہ شکر ادا کرے اور اگر وہ کسی کو تنگ رزق دے تو وہ صبر کرے، ایسا نہ ہو کہ رزق تنگ ہونے کی صورت میں رہ جھوٹ بولنا شروع کر دے یا دھوکا دینا شروع کر دے اور دوسرں کا مال غلط طریقہ سے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور اگر مال زیادہ مل جائے تو اللہ کو بھول بھی نہ جائے۔ دیکھو، اسلام نے کیسا اعتدال کا راستہ دکھایا ہے کہ آدمی کے پاس مال بھی ہو اور اس کے ساتھ عجز بھی ہو۔

مال ایمان کے لئے ڈھال ہے

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ دنیا کتنی اچھی ہے جو انسان کی آخرت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بنانے میں استعمال ہو جائے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ساری دنیا بری نہیں ہے کیونکہ جو مال آخرت کے سنورنے کا ذریعہ بنتا ہے وہ انسان کے پاس اللہ کی نعمت ہوا کرتا ہے۔ بلکہ یہ فقیر تو کہتا ہے کہ آج کے دور میں مال انسان کے ایمان کے لئے ڈھال ہے۔ کیونکہ

حدیث پاک میں آیا ہے:

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا

(قریب ہے کہ کہیں تنگدستی تجھے کفر میں نہ پہنچا دے)

یقین کیجئے کہ ہم نے لوگوں کو کفر کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ تنگدستی کی وجہ سے چند پیسوں کی خاطر اپنا مسلمانوں والا نام بدل کر کفار والا نام اپنا لیتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہی ہے کہ کئی ملکوں میں بڑھتی ہوئی آبادیوں میں مشنریز کام کر رہی ہیں اور چند پیسوں کا ماہانہ وظیفہ دینے کے بدلے ان کا نام مسلمانوں سے عیسائیوں والا کروا کر دین کی دولت سے محروم کر دیتی ہیں۔

یاد رکھیں کہ ہم آزمائشوں کے قابل نہیں ہیں اس لئے تنگدستی سے اللہ رب العزت کی پناہ مانگیں اور جو اللہ رب العزت نے اچھے حال میں رکھا ہوا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

مرغابی کی طرح بنئے

مرغابی ایک پرندہ ہے۔ اس پرندے کی یہ صفت ہے کہ وہ پانی میں بیٹھتا ہے۔ لیکن جب بھی اس کے لئے اڑنے کا وقت آتا ہے تو وہ پانی سے ہی اڑ جاتا ہے۔ اسے اڑنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ علماء نے لکھا ہے کہ اسے اڑنے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لئے رکاوٹ نہیں ہوتی کہ مرغابی پانی میں تو بیٹھتی ہے مگر اس کے پر اتنے ملائم ہوتے ہیں کہ وہ پانی میں بھیگتے نہیں ہیں، لہٰذا وہ اڑنے کے وقت فوراً اڑ جاتی ہے۔ مؤمن کو بھی چاہیے کہ وہ مرغابی کی طرح بنے کہ اگر مال پانی کی طرح ہے تو یہ پانی کے اندر رہے مگر اپنے پروں کو بھیگنے نہ دے جب موت کا وقت آ جائے تو یہ مرغابی کی طرح اڑان لگا کر اپنے اصلی گھر کی طرف چلا جائے۔

بہترین خادم اور بدترین آقا

مال کی مثال پانی کی سی ہے۔ کشتی کے چلنے کے لئے پانی ضروری ہے۔ مگر کشتی تب چلتی ہے جب پانی کشتی کے نیچے ہوتا ہے۔ اور اگر نیچے کی بجائے پانی کشتی کے اندر آ جائے تو یہی پانی اس کے ڈوبنے کا سبب بن جائے گا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اے مؤمن! تیرا مال پانی کی طرح ہے اور تو کشتی کی مانند ہے، اگر یہ مال تیرے نیچے رہا تو یہ تیرے تیرنے کا ذریعہ بنے گا اور اگر یہاں سے نکل کر تیرے دل میں آ گیا تو پھر یہ تیرے ڈوبنے کا سبب بن جائے گا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ اگر مال جیب میں ہو تو وہ بہترین خادم ہے اور اگر دل میں ہو تو بدترین آقا ہے۔

لاجواب کر دینے والا سوال

ہم نے دیکھا ہے کہ جو انسان اللہ کے راستے میں جتنا زیادہ خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ دیتے ہیں۔ آپ میں سے کئی ذی حیثیت لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ آپ کوئی ایک بندہ ایسا بتا دیں جس نے دین کے کاموں میں بہت زیادہ مال خرچ کیا ہو اور وہ بینکر پٹ ہو گیا ہو۔ کیا آپ کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں؟ آپ کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی مثال پیش نہیں کر سکتے کیونکہ میں نے دنیا کے کئی ملکوں میں یہ بات پوچھی مگر آج تک کوئی بھی اس کا جواب نہیں دے سکا۔ لیکن میں آپ کو ان لوگوں کی مثالیں دیتا ہوں جنہوں نے خوب دنیا کمائی اور دنیا کے اللے تللے میں پڑے رہے حتی کہ بینکر پٹ ہو گئے۔ سینکڑوں مثالیں دی جا سکتی ہیں کہ کروڑوں پتی بینکر پٹ ہو گئے۔ جو لوگ دنیا کما کر دنیا پہ لگا دیتے ہیں ان کو تو بینکر پٹ ہوتے دیکھا ہے لیکن دین کی خاطر بینکر پٹ ہونے والا کوئی ایک نہیں دیکھا۔ معلوم ہوا کہ جو بندہ دین کے لئے جتنا بھی خرچ کرتا ہے پروردگار عالم اسے اتنا ہی زیادہ عطا فرما دیتے ہیں۔

منافع کی تجارت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک آدمی تھا۔ وہ بیچارہ بہت ہی غریب تھا، وہ نان شبینہ کو ترستا تھا۔ ایک دفعہ ان کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ وہ کہنے لگا، حضرت! آپ کلیم اللہ ہیں اور کوہ طور پر جا رہے ہیں، آپ میری طرف سے اللہ تعالیٰ کی خدمت میں یہ فریاد پیش کر دینا کہ میری آنے والی زندگی کا سارا رزق ایک ہی دم دے دیں تاکہ میں چند دن تو اچھی طرح کھا پی کر جاؤں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی فریاد اللہ رب العزت کی خدمت میں پیش کر دی۔ پروردگار عالم نے اس کی فریاد قبول فرمائی اور اسے چند بکریاں، گندم کی کچھ بوریاں اور جو چیزیں اس کے مقدر میں تھیں وہ سب عطا فرما دیں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے کام میں لگ گئے۔

ایک سال کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال آیا کہ میں اس بندے کا پتہ تو کروں کہ اس کا کیا بنا۔ جب اس کے گھر پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ اس نے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

عالیشان مکان بنایا ہوا ہے، اس کے دوست آئے ہوئے ہیں، ان کے لئے دستر خوان لگے ہوئے ہیں، ان پر قسم قسم کے کھانے لگے ہوئے ہیں اور سب لوگ کھا پی کر مزے اڑا رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سارا منظر دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ جب کچھ دنوں کے بعد کوہ طور پر حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی ہوئی تو عرض کیا، اے پروردگار عالم! آپ نے اسے جو ساری زندگی کا رزق عطا فرمایا تھا وہ تو تھوڑا سا تھا اور اب تو اس کے پاس کئی گنا زیادہ نعمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! اگر وہ رزق اپنی ذات پر استعمال کرتا تو اس کا رزق تو وہی تھا جو ہم نے اس کو دے دیا تھا، لیکن اس نے ہمارے ساتھ نفع کی تجارت کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے اللہ! اس نے کونسی تجارت کی؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، کہ اس نے مہمانوں کو کھانا کھلانا شروع کر دیا اور میرے راستے میں خرچ کرنا شروع کر دیا، اور میرا یہ دستور ہے کہ جو میرے راستے میں ایک روپیہ خرچ کرتا ہے میں اس کو کم از کم دس گنا دیا کرتا ہوں، چونکہ اس کو تجارت میں نفع بہت زیادہ ہوا ہے اس لئے اس کے پاس مال و دولت بہت زیادہ ہے۔

دو چیزیں قیام کا سبب ہیں

ایک اہم نکتہ سنئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کو قیام کا سبب بتایا ہے۔ ایک بیت اللہ شریف کو اور دوسرا مال کو۔ جہاں کعبہ کو قیام کا سبب بتایا وہاں فرمایا

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ (المائدہ:۹۷)

(اللہ نے کر دیا کعبہ کو جو کہ گھر ہے بزرگی والا قیام کا باعث لوگوں کے لئے)

www.besturdubooks.wordpress.com

اور جہاں مال کو انسانوں کے لئے قیام کا سبب بتایا، وہاں ارشاد فرمایا:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا

(اور تم اپنا مال بے وقوفوں کے سپرد نہ کرو، جس کو ہم نے تمہارے قیام کا سبب بنایا ہے) (النساء: ۵)

یہاں مفسرین نے یہ نکتہ لکھا ہے کہ بیت اللہ انسان کی روحانی زندگی کے قیام کا سبب ہے اور مال انسان کی جسمانی زندگی کے قیام کا سبب ہے، اس لئے اگر کسی کو اللہ نے مال دیا ہے تو وہ اس کو اللہ رب العزت کی نعمت سمجھے اور اس کو اپنی آخرت کے بنانے میں لگا دے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت والا رزق عطا فرما دیں۔ ایسا مال عطا فرمائیں جو وبال سے خالی ہو اور ہم مال کو اپنی آخرت سنوارنے میں خرچ کریں۔ اللہ رب العزت ہمیں دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ہر لمحہ آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرما دیں اور قیامت کے دن ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالے (آمین ثم آمین)

وآخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العلمين

www.besturdubooks.wordpress.com

اشعار مراقبہ

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
من کی دنیا من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق
تن کی دنیا تن کی دنیا سود و سودا مکر و فن
من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ

شیطان کے ہتھکنڈے

یہ بیان ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۹ دسمبر ۲۰۰۱ء کو مسجد نور لوساکا (زیمبیا) میں ہوا۔ مخاطبین میں علماء، صلحاء اور عوام الناس کی کثیر تعداد تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ شیطان ہمارا ایسا دشمن ہے جو کبھی رشوت قبول نہیں کرتا۔ باقی دشمن ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی ہدیے، تحفے اور رشوت دے دے تو وہ نرم پڑ جائیں گے اور مخالفت چھوڑ دیں گے اور اگر خوشامد کی جائے تو اسے بھی وہ مان جائیں گے مگر شیطان وہ دشمن ہے جو نہ تو رشوت قبول کرتا ہے اور نہ خوشامد قبول کرتا ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہم ایک دن بیٹھ کر اس کی خوشامد کرلیں گے اور یہ ہماری جان چھوڑ جائے گا۔ یہ ہرگز نہیں چھوڑے گا کیونکہ یہ ایمان کا ڈاکو ہے اور اس کی ہر وقت اس بات پر نظر ہے کہ میں کس طرح انسان کو ایمان سے محروم کردوں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کے ہتھکنڈے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا (الفاطر:٦)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

دوسرا بڑا دشمن

اگر انسان کو اپنے دشمنوں کا پتہ ہو تو وہ ان کے حملوں سے بچ سکتا ہے۔ چھپے ہوئے جسمانی دشمن تو نقصان دہ ہوتے ہی ہیں مگر روحانی دشمن ان سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اگر جان چلی جائے تو انسان موت کے منہ میں چلا جاتا ہے اگر روح پر حملہ ہو تو انسان جہنم کے منہ میں چلا جائے گا۔ انسان کا پہلا بڑا دشمن ''دنیا کی محبت'' ہے۔ اس کا تذکرہ پہلی نشست میں ہو چکا ہے۔ اور آج کی محفل میں دوسرے بڑے دشمن ''شیطان'' کے بارے میں تفصیل بیان کی جائے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کے مکروفریب سمجھنے کی ضرورت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (الفاطر:۶)

(بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن بنا کے رکھو)

شیطان ایسا بد بخت اور مردود ہے کہ وہ خدا کا بھی دشمن ہے اور خدا کے بندوں کا بھی دشمن ہے۔ ہمیں اس دشمن کے مکروفریب کا اچھی طرح پتہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ جب چور کو پتہ چل جاتا ہے کہ مالک مکان کو میرا پتہ چل گیا ہے تو پھر وہ اس گھر میں آنا چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح جب شیطان کو پتہ چل جاتا ہے کہ اب یہ میرے مکروفریب سمجھ چکا ہے تو وہ بھی اس سے ناامید ہونے لگ جاتا ہے۔ پھر اس کے جال کام نہیں کرتے۔ اس لئے علماء نے اس پر مستقل کتابیں لکھیں۔ ایک کتاب کا نام ہے "تلبیس ابلیس"۔ یہ امام جوزیؒ کی تصنیف ہے۔ اس کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ لے کر پڑھنی چاہیے تاکہ پتہ چلے کہ شیطان کیسے کیسے ورغلاتا ہے۔

شیطان کی کہانی قرآن کی زبانی

قرآن مجید میں شیطان کی پوری ہسٹری بیان کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

كَانَ مِنَ الْجِنِّ (الکھف:۵۰)

(وہ جنوں میں سے تھا)

اس نے بڑی عبادت کی، زمین کے چپے چپے پر سجدے کیے۔ حتیٰ کہ اس کو بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

قرب ملا۔ کثرت عبادت کی وجہ سے اس کا نام طاؤس الملائکہ پڑ گیا۔

جب اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور فرمایا کہ یہ دنیا میں میرے خلیفہ ہوں گے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (الاعراف:١١)

(آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو)

تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا، لیکن شیطان نے سجدہ نہیں کیا۔

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (البقرہ:٣٤)

(اس شیطان نے انکار کیا، تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا)

اللہ رب العزت نے پوچھا، تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو کہنے لگا،

اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ج خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ o (الاعراف:١٢)

(میں اس سے زیادہ بہتر ہوں، مجھے آپ نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا)

اس نے اپنے بہتر ہونے کی یہ توجیہ پیش کی کہ آپ نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور آگ کے شعلے اوپر کو اٹھتے ہیں، گویا ان میں بلندی کی طرف رجوع ہوتا ہے، جبکہ اس آدم علیہ السلام کو تو نے مٹی سے بنایا ہے اور مٹی میں پستی ہوتی ہے، اس لئے میں بلند مرتبہ ہونے کے باوجود پست مرتبہ چیز کو سجدہ کیوں کروں۔

سجدے کا انکار کر کے شیطان نے دو کام کئے۔ پہلا کام تو یہ کیا کہ اس نے اجماع کی مخالفت کی اور پوری دنیا میں اجماع کا پہلا مخالف بنا۔ دوسرے لفظوں میں وہ پوری دنیا میں سب سے پہلا غیر مقلد بنا۔ سارے فرشتے ایک طرف تھے اور وہ اکیلا ایک طرف تھا۔ اس نے کہا کہ آپ نے تو فرما دیا ہے کہ میں آدم علیہ السلام کو

www.besturdubooks.wordpress.com

سجدہ کروں مگر نہیں، میں کسی کی کیوں مانوں، میں نہیں مانتا، میں تو وہ کام کروں گا جو میرے دل میں آئے گا۔ اور اس نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس نے برا قیاس کیا۔ اس نے قیاس کیا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ حالانکہ بہتر تو وہ ہوتا ہے جسے پروردگار بہتر کہے۔ مگر وہ دھوکا کھا گیا۔ یہاں سوچنے کی بات ہے کہ اسے اس وقت کس چیز کا نشہ چڑھا ہوا تھا؟ اسے اس وقت ''میں'' کا نشہ تھا۔ شراب کا نشہ چھوٹا ہوتا ہے اور ''میں'' کا نشہ اس سے بڑا ہوتا ہے۔

جب شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو پروردگار عالم نے فرمایا:

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ (الحجر:۳۴)

(نکل جا میرے دربار سے، پس تو مردود ہے)

اور ساتھ ہی ایک اور بات بھی کہہ دی، فرمایا:

إِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ (ص:۷۸)

(قیامت تک تیرے اوپر میری لعنتیں برسیں گی)

جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اپنے دربار سے پھٹکار دیا تو اس کے برے انجام سے فرشتے تھر تھر کانپنے لگے...... شیطان بد بخت اور مردود ہے، وہ اس وقت بھی یہ باتیں سن رہا ہوگا اور اسے غصہ بھی آ رہا ہوگا، ہم تو چاہتے ہیں کہ اسے غصہ آئے، جب ہم نے پروردگار کی پناہ مانگی ہے تو پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے...... وہ اتنے بڑے عبرتناک انجام کے باوجود کہنے لگا، اے اللہ! آپ نے مجھے اپنے دربار سے پھٹکار تو دیا ہے، اب میری دعائیں تو قبول کر لیجیے۔

یہاں علماء نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ چونکہ شیطان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل تھی اس لئے اس کو یہ نکتہ معلوم تھا کہ اللہ رب العزت کی ایک صفت رحمت بھی ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک صفت غضب بھی ہے اور دونوں اس سے جدا نہیں ہوتیں، عین غصہ کے عالم میں بھی اللہ تعالیٰ رحیم ہوتے ہیں، لہٰذا اگرچہ وہ اس وقت مجھ سے غصے اور جلال میں ہیں مگر رحمت کی صفت بھی ہے۔ چنانچہ اس نے دعا مانگی:

رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (الحجر:۳۶)

(اے پروردگار! مجھے قیامت تک مہلت دے دیجئے)

رب کریم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ (الحجر:۳۷)

(بے شک قیامت تک کے لئے تجھے مہلت دے دی گئی ہے)

یہاں علماء نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ اگر اللہ رب العزت شیطان جیسے مردود کو غصے اور جلال کے عالم میں مہلت دے دیتے ہیں تو اے امت محمدیہ کے غلام! تو اگر اللہ سے خوشی کی حالت میں مہلت مانگے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے مہلت کیوں نہیں عطا فرمائیں گے۔

شیطان نے سوچا کہ آدم کو تو جنت میں جگہ مل گئی ہے اور میں راندۂ درگاہ بن گیا ہوں، اس لئے کسی نہ کسی طرح ان کو جنت میں سے نکلوانا چاہیے۔ چنانچہ وہ اس کوشش میں لگ گیا۔ اس کے پاس وقت کی تو کوئی کمی نہ تھی، اسے بس ایک ہی کام تھا۔ اس نے سوچا کہ میں کس طریقہ سے ان کو جنت سے نکلوا سکتا ہوں تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تو یقین دلانا مشکل ہے لیکن ان کی اہلیہ تو ایک عورت ہیں۔ میں ان کے سامنے جا کر قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتا ہوں

اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ تم دونوں اس جنت میں رہو گے مگر فلاں درخت کا پھل نہ کھانا۔ شیطان اماں حوا کے پاس گیا اور ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دل میں یہ بات ڈالی کہ میں آپ کو ایک ایسا کام بتاؤں جس کو کرنے سے آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہیں گی، کوئی آپ کو نکال ہی نہیں سکے گا اور تمہیں ایسی شاہی ملے گی جو کبھی واپس نہیں لی جائے گی۔ شیطان نے جب یہ خیال دل میں ڈالا تو انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا نہیں، رب کریم نے ہمیں منع فرمایا ہے اس لئے ہم نہیں کھائیں گے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت کا پھل کھانے سے انکار کر دیا تو شیطان پیچھے نہ ہٹا بلکہ ایک اور پوائنٹ لے کر آیا۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے آکر کہنے لگا کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا اس وقت آپ فلاں درخت کے قریب کھڑے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تو خاص اس درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا ایسے تو اور کئی درخت ہیں، آپ خاص اس درخت سے نہ کھائیں بلکہ اور درخت سے کھالیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، نہیں ہم نہیں کھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَقَاسَمَهُمَا (الاعراف:۲۱)

(اور اس نے ان دونوں کے سامنے قسمیں کھائیں)

جب کوئی قسمیں کھا کر بات کرے تو دوسرے بندے کو یقین آجاتا ہے کہ اب تو وہ قسمیں کھا رہا ہے۔ لہٰذا جب اس نے بار بار قسمیں کھائیں تو اماں حوا کے دل میں یہ بات آئی کہ یہ جنت ہے اور یہاں اللہ کا قرب ہے، اگر ہم اس درخت کا پھل کھالیں گے تو ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ کا قرب نصیب رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ وقت آیا جب حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا نے اس درخت کا پھل کھالیا۔ اس وقت ان کے ذہن میں

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ بالکل نہیں تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ خاص اس درخت کا پھل کھانا نافرمانی ہے، اس کے علاوہ اور درختوں سے پھل کھانا نافرمانی نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرمادیا:

وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰہٰ:۱۱۵)

(ہم نے آدم کے اندر معصیت کا ارادہ نہیں پایا)

یعنی ان کے دل میں یہ بات نہ تھی کہ یہ ہے بھی اللہ کی نافرمانی اور میں نے کرنی بھی ضرور ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کی ملاقات

جب اس درخت کا پھل کھا بیٹھے تو پروردگار عالم نے فرمایا۔ اے آدم علیہ السلام! اب آپ کو اس سے نیچے اترنا پڑے گا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا دونوں کو زمین پر اتار دیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سری لنکا کی ایک پہاڑی پر اتارا گیا وہ پہاڑی سرسبز تھی اور اس پر باغات بھی تھے۔ اور اماں حوا کو افریقہ کے ممالک میں اتارا گیا، وہ جگہ بنجر تھی کیونکہ وہ اس ممنوعہ درخت کا پھل کھانے کا سبب بنیں۔ دونوں کو ایک دوسرے کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ وہ جدائی میں روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہے۔ احادیث مبارک میں آیا ہے کہ وہ دونوں تین سو سال تک روتے رہے۔ بالآخر ادھر سری لنکا سے حضرت آدم علیہ السلام چلے اور افریقہ سے اماں حوا چلیں، میدان عرفات کے ایک پہاڑ ''جبل رحمت'' پر ایک طرف سے حضرت آدم علیہ السلام اوپر چڑھے اور دوسری طرف سے اماں حوا اوپر چڑھیں۔ اس پہاڑی پر دونوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی۔ اس پہاڑ کو جبل رحمت اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کی توبہ کو قبول فرمائی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب ان کی توبہ قبول ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ بیت اللہ شریف کی طرف چلیں۔ چنانچہ جب وہ دونوں عرفات سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے تو انہیں مزدلفہ میں رات آئی...... مزدلفہ چادر کو کہتے ہیں۔ اس وقت ان کے پاس ایک بڑی چادر تھی اور دونوں میاں بیوی اس ایک ہی چادر کے اندر سوئے تھے، اس وجہ سے اس جگہ کا نام مزدلفہ پڑ گیا...... اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کا گھر بنایا۔ ادھر ہی اماں حوا کی وفات ہوئی۔ جس جگہ پر ان کی وفات ہوئی اس شہر کا نام جدہ پڑ گیا، جَدَّۃ دادی کو کہتے ہیں۔ اماں حوا کی قبر جدہ شہر میں اس وقت بھی موجود ہے۔

اتنی تفصیل بتانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ شیطان ہمارا بھی دشمن ہے اور ہمارے باپ دادا کا بھی دشمن ہے۔ ہماری اس سے خاندانی دشمنی ہے۔

عورت کی کمزوری

ایک اور بات بھی سمجھ لیں کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے نہیں بہکایا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ وہ میری باتوں میں نہیں آئیں گے، اس لئے پہلے اماں حوا کو کہا...... عورت کے اندر یہ کمزوری ہے کہ یہ بے چاری پھسلتی بھی جلدی ہے اور پھسلاتی بھی جلدی ہے۔

شیطان کے ساتھ دشمنی پیدا کرنے کا ایک اچھوتا انداز

اللہ رب العزت کو شیطان سے ذاتی دشمنی ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا بھی دشمن ہے اور میرا بھی دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں شیطان کے ساتھ نفرت پیدا کرنے کے لئے قرآن مجید میں بڑے

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب انداز میں تذکرہ فرمایا۔قرآن عظیم الشان کا یہ حسن و جمال ہے کہ جہاں اثر پیدا کرنا ہوتا ہے وہاں ایسے نکات لائے جاتے ہیں۔

◉ اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلانے تھے تو بھی عجیب انداز اپنایا گیا۔فرعون کے بنی اسرائیل پر ہونے والے مظالم کی داستانیں مشہور ہیں۔وہ بچیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا اور چھوٹے بچوں کو ذبح کر دیتا تھا۔لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد لائے تو فرمایا:

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاءَ كُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَ كُمْ (البقرہ:۴۹)

(وہ فرعون تمہارے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتا تھا)

یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ تو چھوٹے بچوں کو قتل کرتا تھا اور چھوٹی بچیوں کو زندہ چھوڑتا تھا مگر قرآن مجید میں بچوں کی بجائے بیٹوں اور بچیوں کی بجائے عورتوں کا لفظ استعمال کیا گیا۔اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی کو یوں کہیں کہ اس نے تمہارے مردوں کو مارا تو اتنا غصہ نہیں آتا اور اگر کہیں کہ تمہارے معصوم بیٹے کو مارا تو طبیعت میں زیادہ غصہ آتا ہے کہ اچھا وہ معصوموں کو قتل کرتا تھا۔اسی طرح اگر یوں کہیں کہ اس نے تمہاری معصوم بچی کو زندہ رکھا تو اتنا غصہ نہیں آتا اور اگر کہیں کہ اس نے تمہاری عورتوں کو زندہ رکھا تو عورت کی عزت، حرمت، عصمت اور غیرت فوراً آپ کے ذہن میں آتی ہے کہ ہماری عورتوں کو اس نے زندہ رکھا۔اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بچے کے لئے ابن کا لفظ استعمال کیا تاکہ اس کے دل میں غیرت آئے اور بچی کے لئے بنت کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے عورت کا لفظ استعمال کیا تاکہ ان کی غیرت ابھرے۔

◉ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں شیطان کے ساتھ دشمنی پیدا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنی تھی تو قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔

كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ (الاعراف:۲۷)

(جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا)

اور دوسری جگہ پر فرمایا:

يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا (الاعراف:۲۷)

(اتروائے ان سے ان کے کپڑے)

شیطان کے ساتھ دشمنی پیدا کرنے کا یہ ایک اچھوتا انداز ہے۔ یہی بات آپ کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں تاکہ بات سمجھ میں آ جائے۔ فرض کریں کہ آپ کے والدین کسی کے گھر میں ہوں اور کوئی بندہ آ کر گھر والوں سے کہتا ہے کہ ان کو باہر نکال دو اور آپ کو پتہ چلے کہ فلاں نے تو میرے ماں باپ کو گھر سے دھکے دلوا کے باہر نکلوا دیا ہے تو سن کر آپ کو کتنا غصہ آئے گا۔ اور اس سے بھی زیادہ غصہ اس بات پر آتا ہے کہ اگر کسی کے ماں باپ کو کوئی پکڑے اور کوئی بندہ آ کر ان سے کہے کہ ان کو بے لباس کر دو، اب اگر کسی کو بتایا جائے کہ تیرے ماں باپ کو دشمن نے پکڑا تو تھا لیکن اس آدمی نے مشورہ دیا تھا کہ ان کا لباس بھی اتار دو تو بتائیں کہ اس کے بارے میں اس کو کتنا غصہ آئے گا۔ ان آیات میں اللہ رب العزت نے دونوں باتیں بتلا دیں تاکہ معلوم ہونے پر طبیعت میں غصہ کی لہر دوڑ جائے اور میرے بندے میرے بن کر رہیں اور شیطان کے قریب بھی نہ جائیں۔

ذاتی دشمن کے لئے ذاتی نام کا استعمال

چونکہ اللہ رب العزت کو شیطان سے ذاتی عداوت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے شیطان سے اپنی ذات کے ساتھ پناہ مانگنے کے لئے جو تعوذ ہمیں سکھایا اس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

صفاتی نام استعمال نہیں کیے بلکہ اس میں فقط اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تعوذ میں ذاتی نام اس لئے استعمال کیا کہ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ اے میرے بندے! شیطان مردود میرا ذاتی دشمن ہے، جب تمہیں اس سے پناہ مانگنی ہوگی تو تم میرا ذاتی نام لے کر پکارنا، میں تمہیں اس سے بچا کے دکھاؤں گا۔

اگر کوئی آدمی صبح کے وقت دس مرتبہ تعوذ پڑھے تو شام تک اور اگر شام کو دس مرتبہ تعوذ پڑھے تو صبح تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

شیطان کو پیدا کرنے میں حکمتیں

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیطان نے اتنا ہی بڑا دشمن بننا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا ہی کیوں کیا؟ تو سنئے کہ

فعل الحكيم لا يخلو عن الحكمة

(دانا کا کوئی کام بھی دانائی سے خالی نہیں ہوتا)

اللہ رب العزت نے جو شیطان کو پیدا فرمایا اس میں بھی بہت سی حکمتیں تھیں۔

(۱) ایک حکمت یہ تھی اگر حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کے اوپر باطل کی طرف بلانے والا کوئی نہ ہوتا تو حق کی طرف آنے پر اللہ تعالیٰ اجر کیسے عطا فرماتے۔ اصول بھی یہی ہے کہ اگر کوئی Negative Force (منفی طاقت) ہو تو اس کے خلاف کرنے پر کہا جاتا ہے کہ اچھا بھائی! شاباش تو انعام کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی شیطان کو اس لئے پیدا کیا کہ یہ آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم کو میرے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے مگر وہ اس کی بات ماننے کی بجائے میری بات مانیں اور جب

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے پاس آئیں تو میں اپنی بات ماننے پر ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت کی نعمتیں عطا فرما دوں۔

(۲) دیکھیں کہ اگر آگ نہ ہوتی تو عود کی خوشبو کیسے ظاہر ہوتی۔عود کو آگ کے اوپر جلاتے ہیں اور خوشبو پیدا ہوتی ہے۔جس طرح آگ کے پیدا ہونے سے ہمیں عود کی خوشبو کا پتہ چلا اسی طرح شیطان کے پیدا ہونے سے ہمیں نیکی کرنے کے اجر کا پتہ چلا۔یہ دوسری حکمت ہے۔

(۳) علماء نے شیطان کے پیدا کرنے کی ایک حکمت یہ بھی لکھی ہے کہ اگر انسان دنیا میں آتا اور شیطان نہ ہوتا اور یہ اپنے نفس کی وجہ سے برائی کرتا تو پھر اس کی معافی کے چانس ختم ہو جاتے اور کہا جاتا کہ اس نے خود برائی کی اس لئے اب معافی نہیں ہو سکتی۔اور اب چونکہ شیطان پیدا ہو چکا ہے اور وہ بھی ورغلاتا ہے اس لئے اللہ رب العزت قیامت کے دن جن جن کو معاف کرنا چاہیں گے ان کا سارا بوجھ شیطان کے سر پر ڈال دیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے ان بندوں کو شیطان نے بہکایا تھا،لہٰذا اب میں ان کو معاف کر کے جنت میں داخل کر دیتا ہوں۔

شیطان پر الزامات کی بوچھاڑ

اسی لئے اگر آپ قرآن مجید میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی اپنے نیک بندوں کا تذکرہ فرمایا اور ان سے کوئی اونچ نیچ بات ہو گئی تو اس کو شیطان کی طرف نسبت دی۔چند مثالوں پر غور کیجئے۔

◉ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا (البقرہ:۳۶)

(پس شیطان نے ان کو بہکا دیا)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کی طرف نسبت نہیں کی بلکہ شیطان کو موردِ الزام ٹھہرایا۔

◉ اسی طرح ایک جگہ فرمایا:

وَمَا اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ (الکھف:۶۳)

(اور شیطان نے مجھے بھلا دیا)

◉ ایک اور جگہ فرمایا:

مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ (یوسف:۱۰۰)

(اس کے بعد شیطان نے جھگڑا ڈالا)

ان آیات میں دیکھیں کہ اگرچہ گناہ انسانوں سے سرزد ہوئے مگر اللہ رب العزت نے ان کو موردِ الزام ٹھہرانے کی بجائے شیطان کو ٹھہرا دیا۔

شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنے کا حکم

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (یٰس:۶۰،۶۱)

(اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہہ رکھا تھا کہ تم شیطان کی بندگی نہ کرنا بیشک وہ تمہارا ظاہر باہر دشمن ہے، اور صرف میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے)

◉ ایک اور جگہ پر فرمایا:

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ (القصص :۱۵)

(بیشک وہ کھلا بہکانے والا دشمن ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

⑮ کہیں فرمایا:

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (فاطر:۵)

(اور تمہیں اللہ کے ساتھ دھوکا دینے والا دھوکا نہ دے)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خوب واضح کر دیا کہ تم نے شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنا ہے اور میرا بندہ بن کر زندگی گزارنی ہے۔

رحمان اور شیطان کے درمیان مکالمہ

جب شیطان کو مہلت مل گئی تو وہ کہنے لگا:

رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (الحجر:۳۹)

(اے میرے رب! جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ان کے لئے زمین میں چیزیں مزین کر کے دکھاؤں گا اور میں ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا)

پھر کہنے لگا:

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (الاعراف:۱۷)

(اور تو اکثر کو ناشکرا پائے گا)

اللہ رب العزت نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر:۴۲)

(جو میرے بندے ہوں گے ان پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا)

ناقابل معافی گناہ سے حفاظت

کیا اس سے یہی مراد ہے کہ نیک لوگوں سے گناہ ہو ہی نہیں سکتے؟ نہیں بلکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مفسرین نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو میرے بندے ہوں گے ان سے تو کوئی ایسا گناہ نہیں کروا سکتا جو نا قابل معافی ہو۔ لہٰذا اگر ایمان والے غفلت کی وجہ سے کوئی گناہ کریں گے بھی سہی تو وہ قابل معافی ہوں گے، توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوتا ہے، جب بھی وہ توبہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے سب گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

شیطان کی اولین کوشش

حدیث پاک میں آیا ہے،

شیطان ابن آدم کے قلب کی طرف اپنا منہ کر کے بیٹھا ہوتا ہے، جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کا دل ذکر کر رہا ہے تو وہ پیچھے ہٹا رہتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ دل غافل ہو چکا ہے تو پھر وہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان کی اولین کوشش یہ ہوتی ہے کہ جیسے ہی بندہ غافل ہو وہ اسے برائی پہ لگا دے۔

شیطان کے لئے سب سے مہلک ہتھیار

دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے کسی دشمن پر قابو پاتا ہے تو وہ اسے ہینڈز اپ کرا دیتا ہے تا کہ اگر اس وقت اس کے پاس کوئی مہلک چیز ہے جس سے وہ نقصان پہنچا سکتا ہے تو وہ اس کے ہاتھوں سے چھین لے اور اس کے ہاتھ خالی ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ (المجادلہ :١٩)

(شیطان ان پر غالب آیا اور اس نے انہیں اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا)

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر اللہ شیطان کے لئے ایک مہلک ہتھیار ہے اس لئے جب اسے موقع ملتا ہے وہ بندے کو ذکر اللہ سے غافل کر دیتا ہے۔

فرسٹ ڈیفنس لائن کی حفاظت

بلکہ شیطان بندے کو نماز سے بھی پہلے اللہ کے ذکر سے غافل کرتا ہے سنئے قرآن عظیم الشان، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِی الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ وَیَصُدَّکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ .

(المائدہ:۹۱)

(بے شک شیطان یہ ارادہ کرتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے دشمنی اور بغض ڈالے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے)

یہاں اللہ تعالیٰ نے ذکر کا تذکرہ پہلے کیا اور نماز کا بعد میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان پہلے اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے اور بعد میں نمازوں سے غافل ہوتا ہے۔ اس لئے عقلمند بندہ وہ ہوتا ہے جو دشمن کو اپنی باؤنڈری لائن سے پرے رکھے۔ ہر ملک کی ایک فرسٹ ڈیفنس لائن ہوتی ہے اور ایک سیکنڈ ڈیفنس لائن ہوتی ہے۔ کوشش یہ ہوتی ہے کہ دشمن فرسٹ ڈیفنس لائن سے ہی پیچھے رہے۔ اور اگر وہ فرسٹ ڈیفنس لائن سے آگے آ گیا تو پھر وہ دوسری لائن کے پاس بھی پہنچ جائے گا۔

ذکر اللہ ہمارے لئے فرسٹ ڈیفنس لائن ہے۔ اگر ہم اللہ کا ذکر کثرت سے کریں گے تو شیطان مردود ویسے ہی ہم سے دور رہے گا اور اگر ہم غافل بن گئے تو فرسٹ ڈیفنس لائن کو کراس کر کے دوسری ڈیفنس لائن (نماز) کے پاس آ جائے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ہمیں نماز سے بھی غافل کرنا شروع کر دے گا۔اس لئے کوشش کیجئے کہ اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کریں تاکہ ذکر کی برکت کی وجہ سے ہم شیطان کے مکروفریب سے بچ سکیں۔اور یقیناً ایسا ہوتا ہے۔اس کی دلیل کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی جا سکتی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ. (الاعرف: ۲۰۱)

(بے شک میرے جو بندے متقی ہیں جب ان پر شیطان کی ایک پلٹن حملہ آور ہوتی ہے تو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچا لیتے ہیں)

معلوم ہوا کہ مؤمن کے پاس شیطان سے بچنے کا ہتھیار اللہ کا ذکر ہے۔اسی لئے اللہ رب العزت نے ذکر کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب: ۴۱)

(اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو)

ذکر کثیر کسے کہتے ہیں

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذکر کثیر کسے کہتے ہیں؟ اس کے لئے ایک موٹی سی بات ارشاد فرما دی۔فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آل عمران: ۱۹۱)

(وہ بندے جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے مجھے یاد کرتے ہیں)

ذکر کثیر کی یہی تفسیر ہے کہ ہم کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کریں اور اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

دل میں اللہ کا دھیان جمائیں ۔ جب دل میں اللہ کی یاد آجائے گی تو پھر انسان کا دل شیطان کے وار سے محفوظ ہو جائے گا۔

ایک نادیدہ دشمن سے لڑائی

شیطان تو انسان کو دیکھتا ہے مگر انسان شیطان کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہاں ایک طالبعلم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر دو بندوں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے تو پہلوان ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں۔لیکن بندوں کا شیطان سے عجیب مقابلہ ہے کہ شیطان تو بندوں کو دیکھتا ہے لیکن بندے اسے نہیں دیکھ سکتے۔ وہ مردود ہمیں اب بھی دیکھ رہا ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہیں اور اس کے سینے پر مونگ دلی جارہی ہے۔ وہ سوچ رہا ہوگا کہ میں نے ان کو اتنا بہکایا کہ اس سال نہیں بلکہ اگلے سال اعتکاف بیٹھ جانا لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی اور اسی سال بیٹھ گئے۔

علماء نے اس طالبعلمانہ سوال کا جواب یہ لکھا کہ چونکہ یہ ہمیں دیکھتا ہے اور ہم اسے نہیں دیکھ سکتے ، اس لئے ہمارے نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد ہمارے ساتھ شامل فرمادی۔ اگر ہم بھی دیکھ سکتے تو پھر مقابلہ ایک جیسا ہوتا۔ اور ہمیں اس کے ساتھ لڑائی کرنی پڑ جاتی۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ انسان کو اس کے دیکھنے کی طاقت ہی نہ دی۔ بس اتنا ہی کہہ دیا کہ جب اس مردود سے بچنا ہو تو مجھے پکار لینا ،تم اس سے کیا لڑو گے میں تمہاری اس سے حفاظت کر کے دکھاؤں گا۔ جیسے چھوٹے بچے کو ماں لڑنے کے لئے ہاتھ میں ڈنڈا نہیں دیتی بلکہ وہ اسے کہتی ہے، بیٹا! اگر کوئی تجھے کچھ کہے تو مجھے بتانا۔ اللہ نے بھی یہی معاملہ فرمایا کہ بندے کو اس کو دیکھنے کی طاقت سے محروم کر دیا۔ پھر اس کو بہانہ بنا دیا کہ میرے بندے! تو تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو دیکھ نہیں سکتا اور وہ تجھے دیکھتا ہے اور وار کرتا ہے اس لئے جب تو نے اس مردود سے بچنا ہو تو مجھے پکار لینا، میں پروردگار تمہیں شیطان سے محفوظ فرمادوں گا۔ اس لئے جب ہم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھتے ہیں تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔ بلکہ بھاگتے وقت اس کی ہوا بھی نکل رہی ہوتی ہے۔

دو دوست تھے۔ ایک دوسرے سے ملنے آیا تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ لہٰذا وہ چلا گیا۔ بعد میں جب ایک دوسرے سے ملے تو اس نے کہا، یار! میں آپ سے ملنے آیا تھا مگر آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ آپس میں بڑے بے تکلف تھے۔ اس نے کہا، پھر آپ چلے کیوں گئے میں کونسا لاحول و لاقوۃ پڑھ رہا تھا۔

ہمیں چاہیے کہ جب بھی گناہ کا وسوسہ دل میں آئے ہم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھیں۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا:

قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ [کہا، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں] (یوسف: ۲۳)

ہم بھی اسی طرح فوراً اللہ کی پناہ چاہیں، اللہ رب العزت ہمیں محفوظ فرمادیں گے۔ گویا شیطان کے وسوسوں سے بچنے کا آسان گر یہ ہے کہ جیسے ہی ذہن میں وسوسہ آئے، اسے ذہن میں جمنے نہ دیں بلکہ فوراً لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ لیں، شیطان اسی وقت بھاگ جائے گا اور وسوسہ ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لینے سے بھی شیطان بھاگ جاتا ہے اور وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔

شیطانی اور نفسانی وساوس کی پہچان

یہاں ایک علمی نکتہ سنتے چلیں، انسان کے دل میں جو گناہ کے خیال آتے ہیں وہ کبھی کبھی تو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی نفس کی طرف سے ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں...... یہ نفس بھی بڑا گرو گھنٹال ہے بلکہ یہ مہا بدمعاش ہے۔ اس کی بھی باری آئے گی تاہم آج تو شیطان کی باری ہے...... سوچنے کی بات ہے کہ بندے کو کیسے پتہ چلے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے یا نفس کی طرف سے؟ اس کو پرکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی وسوسہ دل میں آئے اور انسان تعوذ پڑھ لے یا لاحول پڑھ لے، اگر وہ شیطانی وسوسہ ہوگا تو فوراً رخصت ہو جائے گا اور اگر اس کو پڑھنے کے باوجود بھی دل میں گناہ کا خیال رہے تو سمجھ لے کہ یہ شیطان کی طرف سے نہیں بلکہ اندر کے نفس کی طرف سے وسوسہ ہوگا۔

شیطان کے عجیب وغریب ہتھکنڈے ہیں جن سے وہ انسان کو بہکاتا ہے۔ جب آپ کو پتہ چل جائے گا تو پھر آپ کو سمجھنا آسان ہو جائے گا کہ شیطان مجھے بہکا رہا ہے یا نہیں۔ پھر آپ دھوکا نہیں کھائیں گے، کم از کم یہ ضرور پتہ ہوگا کہ کیا ہو رہا ہے۔ تاہم اس کا ایک گر یہ ہے کہ یہ انسان کو بڑی نیکی سے ہٹا کر چھوٹی نیکی پر لے آتا ہے۔ مثلاً اگر کسی کو نیکی کا ایک کام کرنے پر ایک لاکھ نیکیاں ملنی تھیں تو وہ اسے کسی ایک سو نیکیوں والے کام پر لگا دے گا تاکہ اسے زیادہ فائدہ نہ ہو۔

شیطان نے تہجد کے لئے جگا دیا

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک رات ان کی تہجد کی نماز قضا ہو گئی۔ انہوں نے اس کے افسوس کی وجہ سے صبح اٹھ کر اللہ کے سامنے گڑگڑا کر معافی مانگی۔ کچھ دنوں کے بعد پھر وہ رات کو سوئے ہوئے تھے۔ اس رات جہاد کی وجہ سے بہت زیادہ تھکاوٹ تھی۔ تہجد کے قضا ہونے کا وقت قریب تھا۔ کوئی آدمی آیا اور اس نے انہیں پکڑ کر جگایا اور کہنے لگا، جی آپ اٹھیں اور جلدی سے نماز پڑھ لیں تہجد کا وقت جا رہا ہے۔ وہ بزرگ اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے تو تو میرا بڑا خیر خواہ ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عین وقت پر جگا دیا ہے تمہاری مہربانی، یہ تو بتا کہ تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا، میں شیطان ہوں۔ انہوں نے کہا، شیطان تو کسی کو تہجد کے لئے نہیں جگاتا تو نے مجھے کیسے جگا دیا، تم تو کسی کا بھلا نہیں چاہتے۔ وہ کہنے لگا، میں آپ کا بھلا آج بھی نہیں چاہ رہا۔ وہ بزرگ بڑے حیران ہوئے اور فرمایا کہ تو نے مجھے تہجد کے لئے جگایا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں بھلا نہیں چاہ رہا۔ وہ مردود کہنے لگا، وجہ یہ ہے کہ جب آپ کی پہلے تہجد کی نماز قضا ہوئی تھی تو اس وقت آپ اتنا روئے تھے کہ آپ کو اس رونے پر اتنا اجر ملا کہ سالوں کی تہجد پر بھی اتنا اجر نہیں مل سکتا۔ آپ آج بھی سو گئے تھے، تہجد کا وقت جا رہا تھا میں نے سوچا کہ اگر آپ آج بھی اتنا روئے تو آپ کو آج پھر اتنا اجر مل جائے گا، اس لئے میں نے بہتر سمجھا کہ آپ کو جگا دوں تاکہ آپ کو صرف ایک رات کی تہجد کا اجر ملے۔

کہیں شہادت کا رتبہ نہ مل جائے

ایک بزرگ دیوار کے ساتھ چارپائی بچھا کر سوئے ہوئے تھے۔ ان کے پاس شیطان آیا اور انہیں جگا دیا۔ انہوں نے پوچھا، کیا ہوا؟ وہ تیزی کے ساتھ کہنے لگا، یہ دیوار گرنے والی ہے بس تو ایک طرف ہٹ جا۔ جب انہوں نے جلدی میں سنا تو وہ ایک طرف ہٹ گئے۔ جیسے ہی وہ ایک طرف ہٹے دیوار نیچے گر گئی۔ وہ بزرگ کہنے لگے، بھئی! تیرا بھلا ہو، تو میرا کتنا خیر خواہ ہے، تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا، میں شیطان ہوں، انہوں نے فرمایا، شیطان تو کبھی کسی کی خیر خواہی نہیں کرتا، تو نے کیسے خیر خواہی کی؟ وہ کہنے لگا، میں نے اب بھی کوئی خیر خواہی نہیں کی۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگے، یہ خیر خواہی ہی تو ہے کہ تو نے مجھے دیوار کے نیچے دبنے سے بچا لیا۔ شیطان کہنے لگا، یہی تو میرا فن تھا، اگر آپ وہیں لیٹے رہتے اور دیوار گر جاتی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اچانک دیوار کے نیچے دبنے کی وجہ سے آپ کو شہادت کی موت آتی، میں نے آپ کو پہلے ہی جگا دیا تاکہ کہیں آپ کو شہادت کا رتبہ نہ مل جائے۔

ازدواجی زندگی کو برباد کرنے میں شیطان کا کردار

شیطان خوشگوار ازدواجی زندگی کو قطعاً ناپسند کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میاں بیوی میں رنجش پیدا ہو اور ازدواجی تعلقات میں خرابی پیدا ہو۔ وہ خاص طور پر خاوندوں کے دماغ میں فتور ڈالتا ہے۔ لہٰذا خاوند باہر دوستوں کے اندر گلاب کا پھول بنا رہتا ہے اور گھر کے اندر کریلا نیم چڑھا بن جاتا ہے۔ نوجوان آ کر کہتے ہیں، حضرت! پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ گھر میں آتے ہی دماغ گرم ہو جاتا ہے۔ وہ اصل میں شیطان گرم کر رہا ہوتا ہے۔ وہ میاں بیوی کے درمیان الجھنیں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

شیطان پہلے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ڈلوا کر خاوند کے منہ سے طلاق کے الفاظ کہلواتا ہے۔ جب اس کی عقل ٹھکانے آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ تو میں نے غصے میں طلاق کے الفاظ کہہ دیئے تھے۔ چنانچہ وہ بغیر کسی کو بتائے میاں بیوی کے طور پر آپس میں رہنا شروع کر دیں گے۔ وہ جتنا عرصہ اسی حال میں ایک دوسرے سے ملتے رہیں گے تب تک انہیں زنا کا گناہ ملتا رہے گا۔ اب دیکھیں کہ کتنا بڑا گناہ کروا دیا، یہ ایسے کلیدی گناہ کرواتا ہے......!!!

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ خاوند اپنی بیویوں کو طلاق دیں گے اور پھر بغیر نکاح اور رجوع کے ان کے ساتھ اسی طرح اپنی زندگی گزاریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کی انگلی کا فساد

ایک مرتبہ ایک آدمی نے شیطان کو دیکھا۔ اس نے کہا، مردود! تو بڑا ہی بدمعاش ہے، تو نے کیا فساد مچایا ہوا ہے، اگر تو آرام سے ایک جگہ بیٹھ جاتا تو دنیا میں امن ہو جاتا۔ وہ مردود جواب میں کہنے لگا، میں تو کچھ نہیں کرتا، صرف انگلی لگاتا ہوں۔ اس نے پوچھا' کیا مطلب؟ شیطان کہنے لگا، ابھی دیکھنا۔

قریب ہی ایک حلوائی کی دکان تھی۔ وہاں کسی برتن میں شیرہ پڑا ہوا تھا۔ شیطان نے انگلی شیرے میں ڈبوئی اور دیوار پر لگا دی۔ مکھی آکر شیرے پر بیٹھ گئی۔ اس مکھی کو کھانے کے لئے ایک چھپکلی آ گئی۔ ساتھ ہی ایک آدمی کام کر رہا تھا۔ اس نے چھپکلی کو دیکھا تو اس نے جوتا اٹھا کر چھپکلی کو دے مارا۔ وہ جوتا دیوار سے ٹکرا کر حلوائی کی مٹھائی پر گرا۔ جیسے ہی جوتا مٹھائی پر گرا تو حلوائی اٹھ کھڑا ہوا اور غصہ میں آکر کہنے لگا، اوئے! تو نے میری مٹھائی میں جوتا کیوں مارا؟ اب وہ الجھنے لگ گئے۔ ادھر سے اس کے دوست آگئے اور ادھر سے اس کے دوست پہنچ گئے، بالآخر ایسا جھگڑا مچا کہ خدا کی پناہ۔ اب شیطان اس آدمی سے کہنے لگا، دیکھ! میں نہیں کہتا تھا کہ میں تو صرف انگلی لگاتا ہوں۔ جب اس کی ایک انگلی کا یہ فساد ہے تو پھر پورے شیطان میں کتنی نحوست ہوگی۔

غصہ میں شیطان کا کردار

واقعی شیطان ایسے کام کرواتا ہے جس سے انسان کے اندر غصہ پیدا ہو۔ اس کے بعد باقی سارے کام انسان کا اپنا نفس کرتا ہے۔ اس لئے مؤمن کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر صبر و تحمل پیدا کرے اور اپنے آپ پر قابو پانا سیکھے۔ کیونکہ جب کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان غصے کی حالت میں ہوتا ہے تو شیطان اس کی رگوں کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب انسان غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ ایسے کھیلتا ہے جیسے کوئی بچہ گیند کے ساتھ کھیل رہا ہوتا ہے۔ آجکل کے نوجوانوں کی سب سے بڑی بیماری ہی "غصہ" ہے۔ ان بیچاروں سے تو غصہ برداشت ہی نہیں ہوتا، ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ غصہ میں شیطان ان سے کیا کچھ کروالیتا ہے۔

علم سے روکنے میں شیطان کا کردار

حدیث پاک میں آیا ہے کہ شیطان کا تخت سمندر کی سطح پر لگتا ہے۔ وہ وہاں اپنا دربار لگاتا ہے اور اپنے چیلوں چانٹوں کو بلاتا ہے اور ان سے دن بھر کی کارگزاری سنتا ہے۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے یہ برا کام کروایا، یہ برا کام کروایا۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی میں طلاق دلوادی۔ وہ اسے کہتا ہے، Well done (شاباش) تو نے بہت اچھا کام کیا، وہ اسے اپنے قریب بٹھالیتا ہے۔ جب سب اپنی اپنی کارگزاری سنالیتے ہیں تو وہ دیکھتا ہے کہ ایک چھوٹا سا شطونگڑا ایک طرف بیٹھا ہوا ہے۔ وہ اس سے پوچھتا ہے کہ تو نے کیا کیا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے تو چھوٹا سا کام کیا ہے۔ اس نے پوچھا، وہ کونسا؟ وہ کہنے لگا کہ ایک چھوٹا سا طالبعلم گھر سے نکلا تھا، اسے ماں نے پڑھنے کے لئے مدرسے بھیجا اور میں نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پڑھنے کیا جانا ہے، چلیں فلاں گراؤنڈ میں جا کر کھیلتے ہیں، لہٰذا وہ مدرسے جانے کی بجائے کھیلنے میں لگ گیا اور وہ وہیں وقت گزار کر واپس چلا گیا۔ شیطان نے جب یہ سنا کہ اس نے اس بچے کو پڑھنے سے ہٹایا ہے تو کہنے لگا، واہ! تو نے تو وہ کام کیا جو کسی دوسرے نے نہیں کیا۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان اس شطونگڑے کو انعام میں ایک تاج پہنا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ علم سے روکنا شیطان کے نزدیک سب سے بڑا کام ہے۔ کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ اگر اس کو علم حاصل ہو گیا تو پھر میرے ہتھکنڈوں سے بچ جائے گا۔ اس لئے جو دوست علم حاصل کرتے ہیں اور نیکی کی زندگی گزارتے ہیں وہ اللہ رب العزت کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا شیطان مسلمان ہو گیا

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، ہاں میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے لیکن میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے...... اللہ کرے کہ ہمارا شیطان بھی مسلمان ہو جائے۔ (آمین) اللہ کے حضور یہ دعائیں مانگا کریں۔

اللہ تعالیٰ کا بندے سے شکوہ

حدیث قدسی میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

یا ابن آدم ما انصفتنی

(اے ابن آدم! تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا)

وہ کیوں؟ اس لئے کہ اے ابن آدم! شیطان تمہارا دشمن تھا، میں نے تمہارے دشمن کو جنت سے جو تمہارا گھر تھا دھتکار کر باہر نکال دیا، لیکن یہ شیطان میرا دشمن ہے، تم اسے میرے گھر یعنی اپنے دل سے کیوں نہیں نکالتے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم شیطان کو اللہ کے گھر سے دھکیل کر نکال دیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کی صفائی کا ذمہ دار کون ہے؟

یہاں ایک طالبعلمانہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں آتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ شیطان اس میں سے نکل جائے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اسے نکال دیں۔ علماء نے اس کا جواب لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اے انسان! تیری حیثیت میزبان کی سی ہے اور پروردگار کی حیثیت مہمان کی سی ہے، اور گھر کی صفائی میزبان کے ذمہ ہوا کرتی ہے مہمان کے ذمہ نہیں۔ اس لئے دل کو صاف کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ جب یہ دل صاف ہو جائے گا تو پھر اللہ رب العزت انسان کے قلب پر تجلیات عطا فرما دیں گے۔

سالکین کو بہکانے کے دو طریقے

شیطان سالکین کو دو طرح سے بہکاتا ہے۔

(۱) شہوات کے ذریعے

(۲) شبہات کے ذریعے

شہوات سے مراد چیزوں یا غیر محرم کی محبت ہے۔ کئی سالک تو ان زنجیروں میں الجھے ہوئے ہوتے ہیں، وہ کچھ کرنا بھی چاہتے ہوں تو کچھ نہیں کر سکتے۔ اور جن سالکین کی طبائع زیادہ سلیم ہوتی ہیں اور مخلوق کی طرف التفات نہیں کرتیں، فقط اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھتی ہیں، ان کو شیطان شبہات کے ذریعے راستے سے ہٹاتا ہے۔ مثلاً دین کی باتوں میں کوئی شبہ پیدا کر دیتا ہے، تصوف وسلوک کے بارے میں کوئی شبہ پیدا کر دیتا ہے، پیر کے بارے میں شبہ پیدا کر دیتا ہے اور کبھی ذکر اذکار کے طریقہ کار کے بارے میں کوئی شبہ پیدا کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ انسان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بہکانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔حتی کہ بعض اوقات تو یہ حالت ہوتی ہے کہ سالکین کے ذہن میں عبادات کرتے ہوئے بھی اتنے گندے خیالات ہوتے ہیں کہ پریشان ہو جاتے ہیں۔آپ یہ بات سن کر حیران ہونگے کہ مجھے ایک طالبعلم نے لکھا،حضرت! میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ رہا تھا اور میں استاد کی موجودگی میں اس درس کے دوران بیٹھا کبیرہ گناہ کا پلان (منصوبہ) بنا رہا تھا۔

مؤمن اور فاسق کی گناہ کرتے وقت کیفیت

شیطان انسان کے سامنے گناہوں کو ہلکا کر کے پیش کرتا ہے۔لہٰذا وہ کبیرہ گناہ بھی کرے گا تو اسے بھی چھوٹا سمجھے گا۔حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ مؤمن کی یہ شان ہے کہ وہ کبیرہ گناہ کو یوں سمجھتا ہے جیسے سر کے اوپر کوئی پہاڑ آ گرا ہو اور فاسق آدمی گناہ کو یوں سمجھتا ہے جیسے مکھی بیٹھی ہوئی تھی جسے اڑا دیا۔

سالک کے لئے سب سے بڑا فتنہ

شیطان انسان کے سامنے اعمال کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔اس لئے آپ کو ایسے سالکین بھی ملیں گے جو ورد وظیفہ بھی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی زندگی میں شریعت کی پابندی بھی نہیں ہوتی اور وہ اس کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو سالک سمجھ رہے ہوتے ہیں۔اس سے بڑا فتنہ کیا ہو سکتا ہے کہ شریعت کے کاموں کی نافرمانی بھی کی جائے اور پھر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بھی سمجھا جائے۔ یعنی

اوپر سے لا الٰہ اور اندر سے کالی بلا

www.besturdubooks.wordpress.com

طریقت کی نمازوں کا واویلا

اس لئے شیطان نے بعض لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ جو لوگ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں وہ شریعت کی نمازیں ہیں اور ہم تو طریقت کی نمازیں پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں۔

تہاڈی پنج ویلے ساڈی ہر ویلے

یہ سب کفر والحاد والی باتیں ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے تک پہنچنے کے سب راستوں کو بند کر دیا سوائے اس راستہ کے جس پر نبی ﷺ چلے۔ جو آدمی اس راستے پر چلے گا وہی اپنے رب کا قرب حاصل کر سکے گا اور اگر اس راستے سے ہٹے گا تو اس کی منزل بھی بدل جائے گی۔

شیطان کا ساتھ

شیطان بہت برا ساتھی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا (النساء: ۳۸)

(اور شیطان جس کا ساتھی ہوا، یہ بہت برا ساتھی ہے)

اللہ رب العزت ہم سب کو اس کا ساتھی بننے سے اور اس کے ہتھکنڈوں سے محفوظ فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

ایمان کا ڈاکو

شیطان انسان کے ایمان کا ڈاکو ہے۔ اس لئے یہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس بات کی دلیل ہمیں اس سے ملتی ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان کی جان کی حفاظت فرشتوں کے ذمے لگائی اور اس کے ایمان کی حفاظت خود اپنے ذمہ

www.besturdubooks.wordpress.com

لی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس طرح دنیا میں انسان چلتے پھرتے ہیں اسی طرح کئی جگہوں پر جن بھی ہوتے ہیں۔ جنوں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو وہ انسانوں کو جان سے مار دیں مگر اللہ رب العزت نے ہر انسان کے ساتھ فرشتے متعین کر دیئے ہیں جو ان کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کی وجہ سے جن انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اسی طرح یہ بھی فرشتوں کی طرف سے حفاظت ہی ہوتی ہے کہ انسان ایکسیڈنٹ سے بال بال بچ جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ایمان کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے اس لئے معلوم ہوا کہ ایمان کی حفاظت جان کی حفاظت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ شیطان ہماری سب سے قیمتی متاع ''ایمان'' کا ڈاکو ہے اس لئے اس کے ہتھکنڈوں سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

ضدی دشمن

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ شیطان ہمارا ایسا دشمن ہے جو کبھی رشوت قبول نہیں کرتا۔ باقی دشمن ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی ہدیے، تحفے اور رشوت دے دے تو وہ نرم پڑ جائیں گے اور مخالفت چھوڑ دیں گے اور اگر خوشامد کی جائے تو اسے بھی وہ مان جائیں گے مگر شیطان وہ دشمن ہے جو نہ تو رشوت قبول کرتا ہے اور نہ خوشامد قبول کرتا ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہم ایک دن بیٹھ کر اس کی خوشامد کر لیں گے اور یہ ہماری جان چھوڑ جائے گا۔ یہ ہرگز نہیں چھوڑے گا کیونکہ یہ ایمان کا ڈاکو ہے اور اس کی ہر وقت اس بات پر نظر رہتی ہے کہ میں کسی طرح انسان کو ایمان سے محروم کر دوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو خطرناک روحانی بیماریاں

جب حضرت نوح علیہ السلام اپنے امتیوں کو لے کر کشتی میں بیٹھے تو انہیں کشتی میں ایک بوڑھا نظر آیا۔ اسے کوئی پہچانتا بھی نہیں تھا۔ آپ علیہ السلام نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا کشتی میں بٹھایا تھا مگر وہ اکیلا تھا۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ یہ بوڑھا کون ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے پوچھا، بتاؤ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا، جی میں شیطان ہوں۔ آپ نے سن کر فرمایا، تو اتنا چالاک بدمعاش ہے کہ کشتی میں آ گیا۔ کہنے لگا، جی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اب آپ مجھے معاف فرما دیں۔ آپ نے فرمایا، تمہیں ہم ایسے ہی نہیں چھوڑیں گے، تو ہمیں اپنا گر بتاتا جا جس سے تو لوگوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ کہنے لگا، جی میں سچ سچ بتاؤں گا البتہ آپ وعدہ کریں کہ آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، ٹھیک ہے ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ وہ کہنے لگا، میں دو باتوں سے انسان کو زیادہ نقصان پہنچاتا ہوں۔

(۱) حسد

(۲) حرص

وہ پھر کہنے لگا کہ حسد ایک ایسی چیز ہے کہ میں خود اس کی وجہ سے برباد ہوا اور حرص وہ چیز ہے جس کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتار دیا گیا۔ اس لئے میں انہی دو چیزوں کی وجہ سے انسانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہوں۔

واقعی یہ دونوں ایسی خطرناک بیماریاں ہیں جو تمام بیماریوں کی بنیاد بنتی ہیں۔ آج کے سب لڑائی جھگڑے یا تو حسد کی وجہ سے ہیں یا حرص کی وجہ سے۔ حاسد انسان اندر ہی اندر آگ میں جلتا رہتا ہے۔ وہ کسی کو اچھی حالت میں دیکھ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

سکتا۔ دوسرے انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوتی ہیں اور حاسد کے اندر مروڑ پیدا ہوتے ہیں کہ وہ اچھی حالت میں کیوں ہے۔

شیطان کے تجربات کا نچوڑ

ایک دفعہ شیطان کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا، تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا، میں شیطان ہوں۔ انہوں نے فرمایا، تم لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بڑے ڈورے ڈالتے پھرتے ہو، تمہارے تجربے میں کونسی بات آئی ہے؟ وہ کہنے لگا، آپ نے تو بڑی عجیب بات پوچھی ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں آپ کو اپنی ساری زندگی کا تجربہ بتا دوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، پھر کیا ہے بتا دے۔ وہ کہنے لگا، تین باتیں میرے تجربات کا نچوڑ ہیں۔

- پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ صدقہ کرنے کی نیت کرلیں تو فوراً دے دیں کیونکہ میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ نیت کرنے کے بعد بندے کو بھلا دوں۔ جب میں کسی کو بھلا دیتا ہوں تو پھر اسے یاد ہی نہیں ہوتا کہ میں نے نیت کی تھی یا نہیں۔
- دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کریں تو اسے فوراً پورا کردینا کیونکہ میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ میں اس وعدے کو تڑوا دوں۔ مثلاً کوئی وعدہ کرے کہ اے اللہ! میں یہ گناہ نہیں کروں گا تو میں خاص محنت کرتا ہوں کہ وہ اس گناہ میں ضرور مبتلا ہو۔
- تیسری بات یہ ہے کہ کسی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا کیونکہ میں مرد کی کشش عورت کے دل میں پیدا کردیتا ہوں اور عورت کی کشش مرد کے دل میں پیدا کردیتا ہوں۔ میں یہ کام اپنے چیلوں سے نہیں لیتا بلکہ میں بذات خود

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ کام کرتا ہوں۔

شیطان کی رسیاں

حدیث پاک میں آیا ہے:

اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطٰنِ (عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں)

عورتیں شیطان کا ایسا جال ہیں جس میں آدمی پھنس ہی جاتا ہے۔ بعض کتابوں میں شیطان کا قول نقل کیا گیا ہے کہ عورت میرا وہ تیر ہے جو کبھی خطا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان نے مردوں کو عورتوں کے ذریعے تباہ کر رکھا ہے اور عورتوں کو مال کے ذریعے۔ تزکیہ نفس نہ ہو تو نوجوان اور بوڑھے سب بدنظری کے مریض ہوتے ہیں۔ بلکہ فاسق وفاجر قسم کے لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اولاد تو اپنی اچھی لگتی ہے مگر بیوی دوسرے کی اچھی لگتی ہے۔ (العیاذ باللہ) ہمارے اسلاف عورت کے فتنہ سے بہت بچتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ بوڑھے ہو گئے اور بال بھی سارے سفید ہو گئے تو اس وقت بھی یہ دعا مانگتے تھے، اے اللہ! مجھے قتل اور زنا سے محفوظ فرمانا۔ کسی نے دعا سنی تو پوچھا۔ آپ اس بڑھاپے میں بھی ایسی دعا مانگ رہے ہیں؟ فرمانے لگے کہ میرا شیطان ابھی تک میرے ساتھ موجود ہے ابھی پیچھے ہٹا تو نہیں ہے۔

ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ حضرت خواجہ عبدالمالکؒ چوک قریشیاں والے ایک مرتبہ کسی مرید کے گھر تشریف لے گئے۔ مرید کی بیوی نے حضرت سے پردہ نہ کیا۔ حضرت نے مرید کو بلا کر ڈانٹا اور کہا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرا شیطان تو بوڑھا نہیں ہوا۔ لہٰذا مرید کو یہ بات سن کر عقل آئی اور پردے کا انتظام کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

برصیصا راہب کی گمراہی اور اس کا عبرتناک انجام

شیطان کے مکروفریب کے بارے میں حدیث پاک میں بہت ہی عجیب واقعہ آیا ہے۔ ابن عامر نے عبید بن یسار سے لے کر نبی ﷺ تک اس واقعہ کی سند پہنچائی ہے۔ یہ واقعہ تلبیس ابلیس میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل میں برصیصا نامی ایک راہب تھا۔ اس وقت بنی اسرائیل میں اس جیسا کوئی عبادت گزار نہیں تھا۔ اس نے ایک عبادت خانہ بنایا ہوا تھا۔ وہ اسی میں عبادت میں مست رہتا تھا۔ اسے لوگوں سے کوئی غرض نہیں تھی۔ نہ تو وہ کسی کو ملتا تھا اور نہ ہی کسی کے پاس آتا جاتا تھا۔ شیطان نے اسے گمراہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

برصیصا اپنے کمرے سے باہر نکلتا ہی نہیں تھا۔ وہ ایسا عبادت گزار تھا کہ اپنا وقت ہرگز ضائع نہیں کرتا تھا۔ شیطان نے دیکھا کہ جب دن میں کچھ وقت یہ تھکتے ہیں تو کبھی کبھی اپنی کھڑکی سے باہر جھانک کر دیکھ لیتے ہیں۔ ادھر کوئی آبادی نہیں تھی۔ اس کا اکیلا صومعہ تھا۔ اس کے ارد گرد کھیت اور باغات تھے۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ دن میں ایک یا دو مرتبہ کھڑکی سے دیکھتے ہیں تو اس مردود نے انسانی شکل میں آ کر اس کھڑکی کے سامنے نماز کی نیت باندھ لی...... اس نے نماز کیا پڑھنی تھی، فقط شکل بنا کر کھڑا تھا...... اب دیکھو کہ جس کی جو لائن ہوتی ہے اس کو گمراہ کرنے کے لئے اس کے مطابق (دلکش) بہروپ بناتا ہے۔

چنانچہ جب اس نے کھڑکی میں سے باہر جھانکا تو ایک آدمی کو قیام کی حالت میں دیکھا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ جب دن کے دوسرے حصے میں اس نے دوبارہ ارادتاً باہر دیکھا تو وہ رکوع میں تھا۔ بڑا لمبا رکوع کیا۔ پھر تیسری مرتبہ سجدے کی حالت میں دیکھا۔ کئی دن اسی طرح ہوتا رہا۔ آہستہ آہستہ برصیصا کے دل میں یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بات آنے لگی کہ یہ تو کوئی بڑا ہی بزرگ انسان ہے جو دن رات اتنی عبادتیں کر رہا ہے۔ وہ کئی مہینوں تک اسی طرح شکل بنا کر قیام، رکوع اور سجدے کرتا رہا۔ یہاں تک کہ برصیصا کے دل میں یہ بات آنے لگی کہ میں اس سے پوچھوں تو سہی کہ یہ کون ہے۔

جب برصیصا کے دل میں یہ بات آنے لگی تو شیطان نے کھڑکی کے قریب مصلے بچھانا شروع کر دیا۔ جب مصلے کھڑکی کے قریب آ گیا اور برصیصا نے باہر جھانکا تو اس نے شیطان سے پوچھا، تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا، آپ کو مجھ سے کیا غرض ہے، میں اپنے کام میں لگا ہوا ہوں، مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔ وہ سوچنے لگا کہ عجیب بات ہے کہ کسی کی کوئی بات سننا گوارا ہی نہیں کرتا۔ دوسرے دن برصیصا نے پھر پوچھا کہ آپ اپنا تعارف تو کروائیں۔ وہ کہنے لگا، مجھے اپنا کام کرنے دو۔

اللہ کی شان کہ ایک دن بارش ہونے لگی۔ وہ بارش میں بھی نماز کی شکل بنا کر کھڑا ہو گیا۔ برصیصا کے دل میں بات آئی کہ جب یہ اتنا عبادت گزار ہے کہ اس نے بارش کی بھی کوئی پروا نہیں کی تو کیوں نہ میں ہی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کروں اور اس سے کہوں کہ میاں! اندر آ جاؤ۔ چنانچہ اس نے شیطان کو پیشکش کی کہ باہر بارش ہو رہی ہے، تم اندر آ جاؤ۔ وہ جواب میں کہنے لگا، ٹھیک ہے، مؤمن کو مؤمن کی دعوت قبول کر لینی چاہیے، لہٰذا میں آپ کی دعوت قبول کر لیتا ہوں۔ وہ تو چاہتا ہی یہی تھا۔ چنانچہ اس نے کمرے میں آ کر نماز کی نیت باندھ لی۔ وہ کئی مہینوں تک اس کے کمرے میں عبادت کی شکل بناتا رہا۔ وہ دراصل عبادت نہیں کر رہا تھا، فقط نماز کی شکل بنا رہا تھا، لیکن برصیصا یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کو نماز سے کیا غرض تھی، وہ تو اپنے مشن پر تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب کئی مہینے گزر گئے تو برصیصا نے اسے واقعی بہت بڑا بزرگ سمجھنا شروع کر دیا اور اس کے دل میں اس کی عقیدت پیدا ہونا شروع ہو گئی۔ اتنے عرصے کے بعد شیطان برصیصا سے کہنے لگا کہ اب میرا سال پورا ہو چکا ہے لہٰذا میں اب یہاں سے جاتا ہوں، میرا مقام کہیں اور ہے۔ روانہ ہوتے وقت ویسے ہی دل نرم ہو چکا ہوتا ہے لہٰذا وہ برصیصا سے کہنے لگا، اچھا میں آپ کو جاتے جاتے ایک ایسا تحفہ دے جاتا ہوں جو مجھے اپنے بڑوں سے ملا تھا۔ وہ تحفہ یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی بھی بیمار آئے تو اس پر یہ پڑھ کر دم کر دیا کرنا، وہ ٹھیک ہو جایا کرے گا۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کوئی آیا تھا اور تحفہ دے گیا تھا۔ برصیصا نے کہا، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ہمیں یہ نعمت طویل مدت کی محنت کے بعد ملی ہے، میں وہ نعمت تمہیں تحفے میں دے رہا ہوں اور تم انکار کر رہے ہو، تم تو بڑے نالائق انسان ہو۔ یہ سن کر برصیصا کہنے لگا، اچھا جی، مجھے بھی سکھا ہی دیں۔ چنانچہ شیطان نے اسے ایک دم سکھا دیا اور یہ کہتے ہوئے رخصت ہو گیا کہ اچھا پھر کبھی ملیں گے۔

وہ وہاں سے سیدھا بادشاہ کے گھر گیا۔ بادشاہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ شیطان نے جا کر اس کی بیٹی پر اثر ڈالا اور وہ مجنونہ سی بن گئی۔ وہ خوبصورت اور پڑھی لکھی لڑکی تھی لیکن شیطان کے اثر سے اسے دورے پڑنا شروع ہو گئے۔ بادشاہ نے اس کے علاج کے لئے حکیم اور ڈاکٹر بلوا لئے۔ کئی دنوں تک وہ اس کا علاج کرتے رہے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جب کئی دنوں کے علاج کے بعد بھی کچھ افاقہ نہ ہوا تو شیطان نے بادشاہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں سے علاج کروا لیا ہے، اب کسی دم والے سے ہی دم کروا کر دیکھ لو۔ یہ خیال آتے ہی اس نے سوچا کہ ہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی دم والے کو تلاش کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے اپنے سرکاری ہرکارے بھیجے تاکہ وہ پتہ کر کے آئیں کہ اس وقت سب سے زیادہ نیک بندہ کون ہے۔ سب نے کہا کہ اس وقت سب سے زیادہ نیک آدمی تو برصیصا ہے اور وہ تو کسی سے ملتا ہی نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر وہ کسی سے نہیں ملتا تو ان کے پاس جا کر میری طرف سے درخواست کرو کہ ہم آپ کے پاس آجاتے ہیں۔

کچھ آدمی برصیصا کے پاس گئے۔ اس نے انہیں دیکھ کر کہا کہ آپ مجھے ڈسٹرب کرنے کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ کی بیٹی بیمار ہے، حکیموں اور ڈاکٹروں سے بڑا علاج کروایا ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، بادشاہ چاہتے ہیں کہ آپ بیشک یہاں نہ آئیں تاکہ آپ کی عبادت میں خلل نہ آئے، ہم آپ کے پاس بچی کو لے کر آجاتے ہیں، آپ یہیں اس بچی کو دم کر دینا، ہمیں امید ہے کہ آپ کے دم کرنے سے وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ ہاں میں نے ایک دم سیکھا تو تھا، اس دم کو آزمانے کا یہ اچھا موقع ہے، چلو یہ تو پتہ چل جائے گا کہ وہ دم ٹھیک بھی ہے یا نہیں، چنانچہ اس نے ان لوگوں کو بادشاہ کی بیٹی کو لانے کی اجازت دے دی۔

بادشاہ اپنی بیٹی کو لے کر برصیصا کے پاس آگیا، اس نے جیسے ہی دم کیا وہ فوراً ٹھیک ہو گئی۔ مرض بھی شیطان نے لگایا تھا اور دم بھی اسی نے بتایا تھا لہٰذا دم کرتے ہی شیطان اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ بادشاہ کو پکا یقین ہو گیا کہ میری بیٹی اس کے دم سے ٹھیک ہوئی ہے۔

ایک ڈیڑھ ماہ کے بعد اس نے پھر اسی طرح بچی پر حملہ کیا اور وہ اسے پھر برصیصا کے پاس لے آئے۔ اس نے دم کیا تو وہ پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ حتی کہ دو

www.besturdubooks.wordpress.com

چار دن کے بعد بادشاہ کو پکا یقین ہو گیا کہ میری بیٹی کا علاج اس کے دم میں ہے۔ اب برصیصا کی بڑی شہرت ہوئی کہ اس کے دم سے بادشاہ کی بیٹی ٹھیک ہو جاتی ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد اس بادشاہ کے ملک پر کسی نے حملہ کیا۔ وہ اپنے شہزادوں کے ہمراہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کرنے لگا۔ اب بادشاہ سوچ میں پڑ گیا کہ اگر جنگ میں جائیں تو بیٹی کو کس کے پاس چھوڑ کر جائیں۔ کسی نے مشورہ دیا کہ کسی وزیر کے پاس چھوڑ جائیں اور کسی نے کوئی اور مشورہ دیا۔ بادشاہ کہنے لگا کہ اگر اس کو دوبارہ بیماری لگ گئی تو پھر کیا بنے گا، برصیصا تو کسی کی بات بھی نہیں سنے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے کہا کہ میں خود برصیصا کے پاس اپنی بیٹی کو چھوڑ جاتا ہوں...... دیکھو، شیطان کیسے جوڑ ملا رہا ہے...... بادشاہ اپنے تینوں بیٹوں اور بیٹی کو لے کر برصیصا کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ ہم جنگ پر جا رہے ہیں، زندگی اور موت کا پتہ نہیں ہے، مجھے اس وقت سب سے زیادہ اعتماد تمہی پر ہے اور میری بیٹی کا علاج بھی تمہارے ہی پاس ہے، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہ بچی تمہارے پاس ہی ٹھہر جائے۔ برصیصا کہنے لگا، توبہ توبہ!!! میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں کہ یہ اکیلی میرے پاس ٹھہرے۔ بادشاہ نے کہا، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، بس آپ اجازت دے دیں، میں اس کے رہنے کے لئے آپ کے عبادت خانے کے سامنے ایک گھر بنوا دیتا ہوں اور یہ اسی گھر میں ٹھہرے گی۔ برصیصا نے یہ سن کر کہا، چلو ٹھیک ہے۔ جب اس نے اجازت دی تو بادشاہ نے اس کے عبادت خانے کے سامنے گھر بنوا دیا اور بچی کو وہاں چھوڑ کر جنگ پر روانہ ہو گئے۔

اب برصیصا کے دل میں بات آئی کہ میں اپنے لئے تو کھانا بناتا ہی ہوں، اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

بچی کا کھانا بھی میں ہی بنا دیا کروں تو اس میں کیا حرج ہے کیونکہ وہ اکیلی ہے پتہ نہیں کہ اپنے لئے کھانا پکائے گی بھی یا نہیں پکائے گی۔ چنانچہ وہ کھانا بناتا اور آدھا خود کھا کر باقی آدھا کھانا اپنے عبادت خانے کے دروازے سے باہر رکھ دیتا اور اپنا دروازہ کھٹکھٹا دیتا۔ یہ اس لڑکی کے لئے اشارہ ہوتا تھا کہ وہ اپنا کھانا اٹھالے۔ اس طرح وہ لڑکی کھانا اٹھا کر لے جاتی اور کھا لیتی۔ کئی مہینوں تک یہی معمول رہا۔

اس کے بعد شیطان نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ دیکھو، وہ لڑکی اکیلی رہتی ہے، تم کھانا پکا کر اپنے دروازے کے باہر رکھ دیتے ہو اور لڑکی کو وہ کھانا اٹھانے کے لئے گلی میں نکلنا پڑتا ہے۔ اگر کبھی کسی مرد نے دیکھ لیا تو وہ تو اس کی عزت خراب کر دے گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ کھانا بنا کر اس کے دروازے کے اندر رکھ دیا کرو تا کہ اس کو باہر نہ نکلنا پڑے۔ چنانچہ برصیصا نے کھانا بنا کر اس کے دروازے کے اندر رکھنا شروع کر دیا۔ وہ کھانا رکھ کر کنڈی کھٹکھٹا دیتا اور وہ کھانا اٹھا لیتی۔ یہی سلسلہ چلتا رہا۔

جب کچھ اور مہینے بھی گزر گئے تو شیطان نے اس کے دل میں ڈالا کہ تم خود تو عبادت میں لگے ہوتے ہو، یہ لڑکی اکیلی ہے، ایسا نہ ہو کہ تنہائی کی وجہ سے اور زیادہ بیمار ہو جائے، اس لئے بہتر ہے کہ اس کو کچھ نصیحت کر دیا کرو تا کہ یہ بھی عبادت گزار بن جائے اور اس کا وقت ضائع نہ ہو۔ یہ خیال دل میں آتے ہی اس نے کہا کہ ہاں، یہ بات تو بہت اچھی ہے لیکن اس کام کی کیا ترتیب ہونی چاہیے۔ شیطان نے اس بات کا جواب بھی اس کے دل میں ڈالا کہ اس کو کہہ دو کہ وہ اپنے گھر کی چھت پر آجایا کرے اور تم بھی اپنے گھر کی چھت پر بیٹھ جایا کرو اور اسے وعظ و نصیحت کیا کرو، چنانچہ اس نے اسی ترتیب سے وعظ و نصیحت کرنا شروع کر دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے وعظ کا اس لڑکی پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے نمازیں اور وظیفے شروع کر دیئے۔ اب شیطان نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ دیکھ، تیری نصیحت کا اس پر کتنا اثر ہوا۔ ایسی نصیحت تو ہر روز ہونی چاہیے۔ چنانچہ اس نے روزانہ نصیحت کرنا شروع کر دی۔

اسی طرح کرتے کرتے جب کچھ وقت گزر گیا تو شیطان نے پھر اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم اپنے گھر کی چھت پر بیٹھتے ہو اور وہ اپنے گھر کی چھت پر بیٹھتی ہے، راستے میں سے گزرنے والے کیا باتیں سوچیں گے کہ یہ کون باتیں کر رہے ہیں، اس طرح تو بہت ہی غلط تاثر پیدا ہو جائے گا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ چھت پر بیٹھ کر اونچی آواز سے بات کرنے کی بجائے تم دروازے سے باہر کھڑے ہو کر تقریر کرو اور وہ دروازے کے اندر کھڑی ہو کر سن لے، پردہ تو ہوگا ہی سہی۔ چنانچہ اب اس ترتیب سے وعظ و نصیحت شروع ہو گئی۔ کچھ عرصہ تک اسی طرح معمول رہا۔

اس کے بعد شیطان نے پھر برصیصا کے دل میں خیال ڈالا کہ تم باہر کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہو، دیکھنے والے کیا کہیں گے کہ پاگلوں کی طرح ایسے ہی باتیں کر رہا ہے، اس لئے اگر تقریر کرنی ہی ہے تو چلو کواڑ کے اندر کھڑے ہو کر کر لیا کرو۔ وہ دور کھڑی ہو کر سن لیا کرے گی۔ چنانچہ اب اس نے دروازے کے اندر کھڑے ہو کر تقریر کرنا شروع کر دی۔ جب اس نے اندر کھڑے ہو کر تقریر کرنا شروع کر دی تو لڑکی نے اس کو بتایا کہ اتنی نمازیں پڑھتی ہوں اور اتنی عبادت کرتی ہوں۔ یہ سن کر اسے بڑی خوشی ہوئی کہ میری باتوں کا اس پر بڑا اثر ہو رہا ہے۔ اب میں اکیلا ہی عبادت نہیں کر رہا ہوتا بلکہ یہ بھی عبادت کر رہی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کئی دنوں تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔

بالآخر شیطان نے لڑکی کے دل میں برصیصا کی محبت ڈالی اور برصیصا کے دل میں لڑکی کی محبت ڈالی۔ چنانچہ لڑکی نے کہا کہ آپ جو کھڑے کھڑے بیان کرتے ہیں، میں آپ کے لئے چارپائی ڈال دیا کروں گی، آپ اس پر بیٹھ کر بیان کر دیا کرنا اور میں دور بیٹھ کر سن لیا کروں گی۔ اس نے کہا، بہت اچھا۔ لڑکی نے دروازے کے قریب چارپائی ڈال دی۔ برصیصا اس پر بیٹھ کر نصیحت کرتا رہا اور لڑکی دور بیٹھ کر بات سنتی رہی۔ اس دوران شیطان نے برصیصا کے دل میں لڑکی کے لئے بڑی شفقت و ہمدردی پیدا کر دی۔ کچھ دن گزرے تو شیطان نے عابد کے دل میں بات ڈالی کہ نصیحت سنانی تو لڑکی کو ہوتی ہے، دور بیٹھنے کی وجہ سے اونچا بولنا پڑتا ہے، گلی سے گزرنے والے لوگ بھی سنتے ہیں، کتنا اچھا ہو کہ یہ چارپائی ذرا آگے کر کے رکھ لیا کریں اور پست آواز میں گفتگو کر لیا کریں۔ چنانچہ برصیصا کی چارپائی لڑکی کی چارپائی کے قریب تر ہوگئی اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رہا۔

کچھ عرصہ اسی طرح گزرا تو شیطان نے لڑکی کو مزین کر کے برصیصا کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا اور وہ یوں اس لڑکی کے حسن و جمال کا گرویدہ ہوتا گیا۔ اب شیطان نے برصیصا کے دل میں جوانی کے خیالات ڈالنا شروع کر دیئے۔ حتیٰ کہ برصیصا کا دل عبادت خانے سے اچاٹ ہو گیا اور اس کا زیادہ وقت لڑکی سے باتیں کرنے میں گزر جاتا۔

سال گزر چکا تھا۔ ایک دفعہ شہزادوں نے آکر شہزادی کی خبر گیری کی تو شہزادی کو خوش خرم پایا اور راہب کے گن گاتے دیکھا۔ شہزادوں کو لڑائی کے لئے دوبارہ سفر پر جانا تھا اسلئے وہ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ اب شہزادوں کے جانے کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان نے اپنی کوششیں تیز تر کر دیں۔ چنانچہ اس نے برصیصا کے دل میں لڑکی کا عشق پیدا کر دیا اور لڑکی کے دل میں برصیصا کا عشق بھر دیا۔ حتی کہ دونوں طرف برابر کی آگ سلگ اٹھی۔

اب جس وقت عابد نصیحت کرتا تو سارا وقت اس کی نگاہیں شہزادی کے چہرے پر جمی رہتیں۔ شیطان لڑکی کو ناز و انداز سکھاتا اور وہ سراپا نازنین رشک قمر اپنے انداز و اطوار سے برصیصا کا دل لبھاتی۔ حتیٰ کہ عابد نے علیحدہ چارپائی پر بیٹھنے کی بجائے لڑکی کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر بیٹھنا شروع کر دیا۔ اب اس کی نگاہیں جب شہزادی کے چہرے پر پڑیں تو اس نے اسے سراپا حسن و جمال اور جاذب نظر پایا۔ چنانچہ عابد اپنے شہوانی جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور اس شہزادی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ شہزادی نے مسکرا کر اس کی حوصلہ افزائی کی۔ یہاں تک کہ برصیصا زنا کا مرتکب ہو گیا۔ جب دونوں کے درمیان سے حیا کی دیوار ہٹ گئی اور زنا کے مرتکب ہوئے تو وہ آپس میں میاں بیوی کی طرح رہنے لگ گئے۔ اس دوران شہزادی حاملہ ہو گئی۔

اب برصیصا کو فکر لاحق ہوئی کہ اگر کسی کو پتہ چل گیا تو کیا بنے گا، مگر شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا کہ کوئی فکر کی بات نہیں، جب وضع حمل ہو گا تو نومولود کو زندہ درگور کر دینا اور لڑکی کو سمجھا دینا، وہ اپنا بھی عیب چھپائے گی اور تمہارا عیب بھی چھپائے گی۔ اس خیال کے آتے ہی ڈر اور خوف کے تمام حجاب دور ہو گئے اور برصیصا بے خوف و خطر ہوس پرستی اور نفس پرستی میں مشغول رہا۔

ایک وہ دن بھی آیا جب اس شہزادی نے بچے کو جنم دیا۔ جب بچے کو وہ دودھ پلانے لگی تو شیطان نے برصیصا کے دل میں ڈالا کہ اب تو ڈیڑھ دو سال گزر گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور بادشاہ اور دیگر لوگ جنگ سے واپس آنے والے ہیں۔ شہزادی تو ان کو سارا ماجرا سنا دے گی۔ اس لئے تم اس کا بیٹا کسی بہانے سے قتل کر دو تاکہ گناہ کا ثبوت نہ رہے۔

چنانچہ ایک دفعہ شہزادی سوئی ہوئی تھی۔ اس نے بچے کو اٹھایا اور قتل کر کے گھر کے صحن میں دبا دیا۔ اب ماں تو ماں ہی ہوتی ہے۔ جب وہ اٹھی تو اس نے کہا، میرا بیٹا کدھر ہے؟ اس نے کہا، مجھے تو کوئی خبر نہیں۔ ماں نے ادھر ادھر دیکھا تو بیٹے کا کہیں سراغ نہ ملا۔ چنانچہ وہ اس سے خفا ہونے لگی۔ جب وہ خفا ہونے لگی تو شیطان نے برصیصا کے دل میں بات ڈالی کہ دیکھو، یہ ماں ہے، یہ اپنے بچے کو ہرگز نہیں بھولے گی، پہلے تو نہ معلوم یہ بتاتی یا نہ بتاتی اب تو یہ ضرور بتا دے گی لہٰذا اب ایک ہی علاج باقی ہے لڑکی کو بھی قتل کر دو۔ تاکہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بنسری۔ جب بادشاہ آکر پوچھے گا تو بتا دینا کہ بس وہ بیمار ہوئی تھی اور مر گئی تھی۔ جیسے ہی اس کے دل میں یہ بات آئی کہنے لگا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے لڑکی کو بھی قتل کر دیا اور لڑکے کے ساتھ ہی صحن میں دفن کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی عبادت میں لگ گیا۔

کچھ مہینوں کے بعد بادشاہ سلامت واپس آگئے۔ اس نے بیٹوں کو بھیجا کہ جاؤ اپنی بہن کو لے آؤ۔ وہ برصیصا کے پاس آئے اور کہنے لگے، جی ہماری بہن آپ کے پاس تھی، ہم اسے لینے آئے ہیں۔ برصیصا ان کی بات سن کر رو پڑا اور کہنے لگا کہ آپ کی بہن بہت اچھی تھی، بڑی نیک تھی اور ایسے ایسے عبادت کرتی تھی، لیکن وہ اللہ کو پیاری ہو گئی تھی، یہ صحن میں اس کی قبر ہے۔ بھائیوں نے جب سنا تو وہ رو دھو کر واپس چلے گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گھر جا کر جب وہ رات کو سوئے تو شیطان خواب میں بڑے بھائی کے پاس گیا اور اس سے پوچھنے لگا، بتاؤ تمہاری بہن کا کیا بنا؟ وہ کہنے لگا، ہم جنگ کے لئے گئے ہوئے تھے، اسے بڑھیا کے پاس چھوڑ کر گئے تھے، وہ اب فوت ہو چکی ہے۔ شیطان کہنے لگا، وہ تو فوت نہیں ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا کہ اگر فوت نہیں ہوئی تھی تو پھر کیا ہوا تھا؟ وہ کہنے لگا بڑھیا نے خود یہ یہ کرتوت کیا ہے اور اس نے خود اسے قتل کیا ہے اور فلاں جگہ اسے دفن کیا اور بچے کو بھی اس نے اسی کے ساتھ دفن کیا تھا۔ اس کے بعد وہ خواب میں ہی اس کے درمیانے بھائی کے پاس گیا اور اس کو بھی یہی کچھ کہا اور پھر اسکے چھوٹے بھائی کے پاس جا کر بھی یہی کچھ کہا۔

تینوں بھائی جب صبح اٹھے تو ایک نے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے، دوسرے نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے اور تیسرے نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ سب کو ایک جیسا خواب آیا ہے۔ سب سے چھوٹے بھائی نے کہا، یہ اتفاق کی بات نہیں ہے بلکہ میں تو جا کر تحقیق کروں گا۔ دوسروں نے کہا، چھوڑو بھائی یہ کونسی بات ہے، جانے دو۔ وہ کہنے لگا، نہیں میں ضرور تفتیش کروں گا۔ چنانچہ چھوٹا بھائی غصہ میں آ کر چل پڑا۔ اسے دیکھ کر باقی بھائی بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ انہوں نے جا کر جب زمین کو کھودا تو انہیں اس میں بہن کی ہڈیاں بھی مل گئیں اور ساتھ ہی چھوٹے سے بچے کی ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی مل گیا۔

جب ثبوت مل گیا تو انہوں نے بڑھیا کو گرفتار کر لیا۔ اسے جب قاضی کے پاس لے جایا گیا تو اس نے قاضی کے روبرو اپنے اس گھناؤنے اور مکروہ فعل کا اقرار کر لیا اور قاضی نے بڑھیا کو پھانسی دینے کا حکم دے دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب برصیصا کو پھانسی کے تختے پر لایا گیا اور اس کے گلے میں پھندا ڈالا گیا اور پھر پھندا کھینچنے کا وقت آیا تو پھندہ کھینچنے سے عین دو چار لمحے پہلے شیطان اس کے پاس وہی عبادت گزار کی شکل میں آیا۔ وہ اسے کہنے لگا، کیا مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ برصیصا نے کہا، ہاں میں تمہیں پہچانتا ہوں، تم وہی عبادت گزار ہو جس نے مجھے وہ دم بتایا تھا۔ شیطان نے کہا، وہ دم بھی آپ کو میں نے بتایا تھا، لڑکی کو بھی میں نے اپنا اثر ڈال کر بیمار کیا تھا، اسے قتل بھی میں نے تجھ سے کروایا تھا اور اگر اب تو بچنا چاہے تو میں ہی تمہیں بچا سکتا ہوں۔ برصیصا نے کہا، اب تم مجھے کیسے بچا سکتے ہو؟ وہ کہنے لگا، تم میری ایک بات مان لو میں تمہارا یہ کام کر دیتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ میں آپ کی کون سی بات مانوں؟ شیطان نے کہا کہ بس یہ کہہ دو کہ خدا نہیں ہے۔ برصیصا کے تو حواس باختہ ہو چکے تھے۔ اس نے سوچا کہ چلو، میں ایک دفعہ یہ کہہ دیتا ہوں، پھر پھانسی سے بچنے کے بعد دوبارہ اقرار کر لوں گا۔ چنانچہ اس نے کہہ دیا، خدا موجود نہیں ہے۔ عین اس لمحہ میں کھینچنے والے نے رسہ کھینچ دیا اور یوں اس عبادت گزار کی کفر پر موت آ گئی۔

اس سے اندازہ لگایئے کہ یہ کتنی لانگ ٹرم پلاننگ کر کے انسان کو گناہ کے قریب کرتا چلا جاتا ہے اس سے انسان نہیں بچ سکتا، اللہ ہی اس سے بچا سکتا ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت کے حضور یوں دعا مانگنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ.

(اے اللہ! ہمیں شیطان مردود کے شر سے محفوظ فرما۔ اے پروردگار! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں)۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمرؓ کی احتیاط

انسان کو چاہیے کہ نہ تو وہ اپنی عبادت پہ ناز کرے اور نہ ہی اپنے آپ پر اعتماد کرے۔ ایک دفعہ کسی نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ اپنے دروازے کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے انہیں سلام کیا اور آگے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر واپسی پر اسی راستے سے گزرنے لگا تو دیکھا کہ ابھی تک حضرت عمرؓ دروازے کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگا، اے امیر المؤمنین! آپ دروازے پر اس وقت سے بیٹھے ہوئے ہیں؟ آپ فرمانے لگے، میری بیٹی حفصہ ام المؤمنین ہے، وہ آج گھر آئی ہوئی ہے اور میری بیوی گھر پر نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ گھر میں اکیلی ہے اس لئے میں نے گھر میں اس کے پاس اکیلے بیٹھنے کی بجائے یہاں دروازے پر بیٹھنا پسند کیا ہے...... اللہ اکبر...... ہمارے اسلاف شیطان مردود کے شر سے اس قدر بچتے تھے۔ اس مردود کی چالوں کو اس وقت تک سمجھنا ممکن ہی نہیں ہے جب تک اللہ رب العزت کی مدد شامل حال نہ ہو۔

شیطان کی سواری

ایک آدمی کی بڑی تمنا تھی کہ شیطان سے میری ملاقات ہو اور اس سے باتیں کروں۔ ایک دفعہ اس کی ملاقات شیطان سے ہوگئی۔ اس کے پاس بڑے جال تھے۔ اس آدمی نے پوچھا، تم کون ہو؟ کہنے لگا، شیطان ہوں۔ اس نے جال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا، یہ سارا کچھ کیا ہے، کس لیے لیے پھرتے ہو؟ کہنے لگا کہ یہ پھندے اور جال ہیں جن سے میں لوگوں کو پکڑتا ہوں۔ اس نے پوچھا، میرے لئے کون سا جال ہے؟ شیطان کہنے لگا کہ تیرے لیے کسی جال کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس نے کہا، واہ! میں ایسا بھی نہیں ہوں کہ جال کے بغیر تیرے ہاتھ آجاؤں، شیطان نے کہا، اچھا، دیکھ لینا۔ خیر بات آئی گئی ہوگئی۔

اس کے بعد وہ آدمی اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک دریا تھا۔ جب وہ دریا کے کنارے پہنچا تو کشتی جا چکی تھی۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کرلیا کہ دریا عبور کر کے جاتا ہوں۔ کنارے پر ہی ایک بڑھیا، فتنے کی پڑیا، جو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی تھی، لاٹھی لے کر بیٹھی رو رہی ہے۔ اس نے پوچھا، اماں! کیا ہوا؟ کہنے لگی، میں نے دریا کے اس پار جانا تھا، کشتی جا چکی ہے اور میں اکیلی ہوں، میں یہاں رہ بھی نہیں سکتی، میرے بچے گھر میں اکیلے ہیں، تو مجھے بھی کسی طرح ساتھ لے جا، میں تیرے بچوں کو دعائیں دوں گی۔ اس نے کہا، میں تجھے کیسے لے کر جاؤں؟ کہنے لگی، تم خود تو جاؤ گے ہی، میں تو ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوں، مجھے بھی کندھوں پہ اٹھا کر لے جانا۔ اس نے کہا نہیں، میں نہیں لے جاتا۔ اس نے اسے بڑی دعائیں دیں اور کہا کہ تمہارا بھلا ہوگا، میرے بچے اکیلے ہیں، میں گھر پہنچ جاؤں گی تو وہ بھی آپ کو دعائیں دیں گے۔ اس کے دل میں اس بڑھیا کے بارے میں ہمدردی آگئی۔ چنانچہ اس نے کہا، اچھا، چلیں میں آپ کو اٹھا لیتا ہوں۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ میں اسے کمر پہ اٹھا لیتا ہوں، پھر کہنے لگا کہ کہیں پھسل نہ جائے لہٰذا کہنے لگا کہ چلو میرے کندھوں پہ بیٹھ جاؤ۔

وہ بڑھیا کو کندھوں پر بٹھا کر دریا کے اندر داخل ہوگیا۔ چلتے چلتے جب وہ دریا کے بالکل درمیان میں پہنچا تو بڑھیا نے اس کے بال پکڑ کر کھینچے اور کہنے لگی، اے میرے گدھے! تیزی سے چل۔ وہ آدمی حیران ہو کر پوچھنے لگا، تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں وہی ہوں جس نے تجھے کہا تھا کہ تجھے قابو کرنے کے لئے کسی بھی جال

www.besturdubooks.wordpress.com

کی ضرورت نہیں ہے، اب دیکھ کہ تجھے میں نے بغیر جال کے کیسے پھنسالیا، تجھے نظر نہیں آرہا تھا کہ میں غیر محرم ہوں تو نے مجھے کندھوں پر کیسے بٹھالیا تھا۔

لمحہ فکریہ

شیطان کا سب سے بڑا حملہ موت کے وقت ہوتا ہے۔ میرے دوستو! ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ یہ مردود تو ہمیں زندگی میں جیتے جاگتے بہکا دیتا ہے، موت کے وقت جب ہوش وحواس بھی پورے نہیں ہوتے اس وقت اس کے لئے ہمیں بہکانا کتنا آسان ہوگا۔ اس لئے ہمیں اپنے خاتمے کے بارے میں فکرمند ہونے کی بہت ضرورت ہے۔ ہمارے اسلاف رورو کر دعائیں مانگتے تھے کہ اے اللہ! ہمارا خاتمہ بالخیر فرما دینا۔

بے دین بنانے کی آخری کوشش

حدیث پاک میں آیا ہے کہ شیطان موت کے وقت فوت شدہ رشتہ داروں مثلاً ماں، باپ یا بھائی کی شکل میں آتا ہے اور چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور اسے بے دین بنانے کے لئے نصیحت کرنا شروع کر دیتا ہے۔ مثلاً ماں کی شکل میں آتا ہے تو بیٹے کو پیار کرتا ہے، اسی طرح بولتا ہے جیسے ماں بولتی تھی، کہتا ہے، بیٹا! میں اسلام پر مری تھی اور مجھے آگے عذاب ہوا ہے، اب تیرے مرنے کا وقت ہے، میں تمہیں نصیحت کرنے کے لئے آئی ہوں تا کہ تو بھی کہیں جہنم میں نہ چلا جائے، تو میری بات مان لے اور خدا کا انکار کر دے۔ مرنے والا چونکہ سامنے ماں کی شکل دیکھ رہا ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی بات مان کر دہریہ بن جاتا ہے۔ اس طرح وہ کسی کو نصرانی بننے کی تعلیم کرتا ہے اور کسی کو یہودیت اپنانے کی نصیحت کرتا ہے۔ اب بتایئے کہ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان ان محبت والی شخصیتوں کی شکل میں آ کر ڈورے ڈالے گا تو پھر اس کے شر سے بچنا کتنا مشکل ہو گا۔ اس لئے ایمان کے معاملہ میں بہت محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

تکبیر اولیٰ اور مسواک کی پابندی پر انعام الٰہی

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو انسان تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز کی پابندی کرتا ہے اور مسواک کی پابندی کرتا ہے اس کے پاس موت کے وقت اللہ تعالیٰ جب ملک الموت کو بھیجتے ہیں تو ملک الموت تین کام کرتا ہے۔

(۱) شیطان کو مار کر اس بندے سے دور بھگا دیتا ہے۔

(۲) اس بندے کو بتا دیتا ہے کہ اب تیرے مرنے کا وقت قریب ہے۔

(۳) اسے کلمہ یاد دلا دیتا ہے۔

چنانچہ وہ بندہ کلمہ پڑھتا ہے اور ملک الموت اس کی روح کو قبض کر کے لے جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة

(جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا)

اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم یہ دعا مانگا کریں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے اوپر کوئی بھروسہ نہیں ہے فقط تیری ذات پر بھروسہ ہے، موت کے وقت تو ملک الموت کو فرما دینا کہ وہ ہمیں کلمہ یاد کرا دے۔

امام رازیؒ پر شیطان کا حملہ

امام رازیؒ ایک بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے وجود باری تعالیٰ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بارے میں ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں سو دلیلیں دیں۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیطان نے آ کر کہا، رازی! خدا تو موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا، نہیں، خدا موجود ہے۔ وہ کہنے لگا، دلیل پیش کرو۔ انہوں نے ایک دلیل دی۔ شیطان نے اس دلیل کو توڑ دیا۔ انہوں نے دوسری دلیل دی مگر اس نے اس کو بھی توڑ دیا، انہوں نے تیسری دلیل دی اور اس نے اس کو بھی توڑ دیا۔ بالآخر انہوں نے اپنی جمع کردہ سو دلیلیں دیں اور اس نے ان سو دلیلوں کو توڑ ڈالا۔ اب امام رازیؒ گھبرا گئے۔ لیکن چونکہ ان کے دل میں اخلاص تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی حفاظت کا انتظام فرما دیا۔

اس وقت آپ کے پیر و مرشد شیخ نجم الدین کبریٰؒ دور دراز کسی جگہ وضو فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں امام رازیؒ کی پریشانی کے بارے میں کشفاً مطلع فرما دیا۔ انہوں نے غصہ میں آ کر وہ لوٹا جس سے وضو فرما رہے تھے دیوار پر دے مارا اور امام رازیؒ کو پکار کر کہا، اے رازی! تو یہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔ اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کا غصہ بھرا چہرہ امام رازیؒ کے بالکل سامنے تھا۔ جب امام رازیؒ نے یہ کہا تو شیطان ان سے دور ہو گیا۔

ڈاکٹر موت کے وقت نشے کا ٹیکہ نہ لگائیں

جب آپ دیکھیں کہ کسی کی موت کا وقت قریب ہے تو اسے ڈاکٹروں سے بچائیں۔ اللہ ان ڈاکٹروں کو ہدایت دے کہ وہ موت کی علامات ظاہر ہونے کے بعد بھی اسے نشے کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں۔ نشے کا ٹیکہ لگنے کی وجہ سے اس بیچارے کو کلمہ پڑھنے کی توفیق ہی نہیں ملتی اور وہ اسی طرح دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اس لئے جب

www.besturdubooks.wordpress.com

پتہ چل جائے کہ اب موت کا وقت قریب ہے تو ڈاکٹر کو ڈانٹ کر کہیں کہ خبردار! اسے نشے کا ٹیکہ مت لگانا، کیونکہ ہم مسلمان ہیں، اور مؤمن مرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوتا ہے۔ اسے کہہ دیں کہ جناب! آپ اپنی طرف سے اس کا علاج کر چکے ہیں، اب چونکہ موت کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں اس لئے اسے اللہ کے حضور پہنچنے کے لئے تیاری کرنے دیں اور اسے ہوش میں رہنے دیں تاکہ آخری وقت میں کلمہ پڑھ کر دنیا سے رخصت ہو۔

مرنے والے پر ظلم مت کریں

اگر مریض ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو اس کے ساتھ بار بار باتیں مت کریں اور اس کا آخری کلام کلمہ ہی رہنے دیں۔ یہ نہ ہو کہ بہن آکر کہے، مجھے پہچان رہے ہو میں کون ہوں۔ اس وقت اسے اپنی پہچان مت کروائیں اور خاموش رہیں تاکہ اس کا پڑھا ہوا کلمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جائے۔ یہ چیزیں صاحب دل لوگوں کے پاس بیٹھ کر سمجھ میں آتی ہیں ورنہ اکثر رشتہ دار اس پر ظلم کرتے ہیں اور اسے اس وقت کلمہ سے محروم کر دیتے ہیں۔ اللہ کرے کہ موت کے وقت کوئی صاحب دل پاس ہو جو بندے کو اس وقت کلمہ پڑھنے کی تلقین کر دے۔

مریض کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کرنے کا طریقہ

مریض کو ہرگز نہ کہا جائے کہ آپ کلمہ پڑھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بیماری کی وجہ سے نہ پڑھ سکے یا انکار کر دے تو......!!!! اس کا طریقہ یہ ہے کہ قریب بیٹھ کر اونچی آواز سے خود کلمہ پڑھنا شروع کر دیں تاکہ وہ ان کی آواز سن کر کلمہ پڑھ لے۔

نسبت نقشبندیہ کی برکت کا واقعہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اب آپ کو راز کی ایک بات بتاتا ہوں...... ویسے میری عادت ایسی باتیں کرنے کی نہیں ہے، اس وقت وہ بات قدرتاً یاد آ گئی، بتا دیتا ہوں، شاید کسی کا فائدہ ہو جائے...... ہمارے ایک پرانے دوست ہیں۔ وہ میرے ہم عمر بھی ہیں اور کلاس فیلو بھی۔ ان کے والد صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو یہ عاجز بیرون ملک میں تھا۔ واپسی پر اس دوست نے یہ واقعہ مسجد میں باوضو کھڑے ہو کر خود سنایا۔

وہ کہنے لگے کہ میرے والد صاحب پر موت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ ہم سب بہن بھائی قریب بیٹھ گئے۔ کسی نے سورۃ یٰسٓ پڑھنا شروع کر دی اور کسی نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا، کہنے لگے کہ میں اپنے والد کے چہرے کے بالکل قریب ہو کر بیٹھ گیا اور اونچی آواز سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ میں پندرہ منٹ ان کے چہرے پر ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا اور کلمہ پڑھتا رہا۔ مگر میرے والد کے ہونٹ گویا سلے ہوئے تھے اور کچھ حرکت نہ کی۔

اتنے میں بہن نے اشارہ کیا کہ ابو کے پاؤں پہلے کھڑے تھے اب وہ ڈھلک گئے ہیں، اس سے ہمیں یوں محسوس ہوا کہ پاؤں کی طرف سے روح نکلنا شروع ہو گئی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ والد صاحب کے گھٹنے جو پہلے کھڑے تھے وہ بھی ڈھیلے پڑ گئے۔ ابھی تک سانس تیز ہو کر اکھڑی نہیں تھی، لیکن اب پہلے کی نسبت سانس تیز ہونا شروع ہو گئی۔ ہمیں صاف پتہ چل رہا تھا کہ اب چند منٹوں کی بات ہے۔ کہنے لگے کہ جب میں نے گھٹنوں کو ڈھلکتے ہوئے دیکھا تو اس وقت میرے دل میں بات آئی کہ میں پندرہ منٹ سے ابو کے چہرے کی طرف دیکھ رہا ہوں، میں نے ان کے ہونٹ ہلتے نہیں دیکھے، کیا میرے والد صاحب کلمہ

پڑھے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے؟ یہ سوچ کر میں زاروقطار رونے لگا اور دعائیں مانگنے لگا۔ کہنے لگے کہ اچانک میرے دل میں ایک خیال آیا اور دعا مانگتے ہوئے میں نے یہ دعا مانگی، ''اے اللہ! میرے والد کا تعلق شیخ ذوالفقار احمد دامت برکاتہم کے ساتھ ہے، ان کا تعلق اپنے شیخ کے ساتھ ہے، اوپر چلتے چلتے یہ روحانی تعلق نبی اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے، اے اللہ! اگر اس نسبت کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے تو اس کی برکت سے میرے والد کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرما دے۔'' کہنے لگے کہ میں نے پلک جھپکنے کی دیر میں دعا مانگی اور میرے والد نے ہونٹ کھول کر پانچ مرتبہ کلمہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ سبحان اللہ،

اللہ رب العزت کے ہاں اس نسبت کا بڑا مقام ہے ہمارے اسلاف کی زندگیاں تقوی سے بھری ہوئی تھیں، ہم تو مفت خورے ہیں، ہماری اپنی محنت تو ہے ہی نہیں، لیکن ہمارے بڑے واقعی اللہ کے مقبول بندے تھے۔

امام احمد بن حنبلؒ پر شیطان کا حملہ

جب امام احمد بن حنبلؒ کا آخری وقت آیا تو طلبا نے ان کے سامنے کلمہ طیبہ کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ ان کی آواز سن کر امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا، **لا** ۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آواز نکال کر کہا، **لا** ۔ ان کے شاگرد بڑے حیران ہوئے کہ پورا کلمہ پڑھنے کی بجائے فقط **لا** پڑھ رہے ہیں۔ جب تھوڑی دیر کے بعد ان کی طبیعت سنبھلی اور ہوش میں آئے تو کچھ باتیں بھی کرنے لگے۔ اس دوران ایک طالبعلم نے پوچھا، حضرت! جب ہم کلمہ پڑھ رہے تھے تو آپ پورا کلمہ پڑھنے کی بجائے صرف **لا** کہہ رہے تھے، اس کی کیا وجہ تھی؟ امام صاحب نے فرمایا، اس وقت شیطان میرے سامنے تھا اور وہ مجھے کہہ رہا تھا، احمد بن حنبل! تو ایمان بچا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا سے جا رہا ہے اور میں اس مردود سے کہہ رہا تھا، لا، ابھی نہیں، ابھی نہیں، بلکہ جب تک میری روح نکل نہیں جاتی اس وقت تک میں تجھ سے امن میں نہیں ہوں۔

امام رازیؒ کا فرمان

امام رازیؒ فرماتے تھے۔

''اے بندے! شیطان فارغ ہے اور تو مشغول ہے۔ شیطان تجھے دیکھتا ہے اور تو اسے نہیں دیکھ سکتا۔ تو اسے بھول جاتا ہے مگر وہ تجھے نہیں بھولتا اور تیرے اندر سے تیرا نفس اس کا مددگار ہے اس لئے لازمی ہے کہ شیطان کے حملوں سے اپنا بچاؤ کر لے ورنہ یہ اس جنگ کے اندر تمہیں شکست دے کر ایمان سے محروم کر دے گا''

شیطان کی مکاری کی انتہا

نبی ﷺ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی اور سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی۔ پڑھتے پڑھتے آپ اس آیت پر پہنچے

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى o وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى o (النجم:۱۹،۲۰)

(کیا رائے ہے تمہاری لات اور عزّی کے بارے میں اور پچھلے تیسرے منات کے بارے میں)

جب آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں تو سانس لینے کے لئے رکے۔ اس وقفے کے دوران صحابہ کرامؓ کو یہ محسوس ہوا کہ نبی علیہ السلام نے چند الفاظ یہ بھی پڑھے کہ

وَ اِنَّ شَفَاعَتُهُنَّ لَتُرْتَجٰى (ان سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے)

مشرکین بھی تلاوت سن رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ آیت بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھی ہے تو انہوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر سجدہ کیا اور خوش ہوئے کہ آج کے بعد جھگڑا ختم ہوا۔

صحابہ کرامؓ کے دل بڑے ڈوبے۔ حتیٰ کہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا، اے اللہ کے نبی! کیا یہ آیت نئی اتری ہے۔ فرمایا، نہیں۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم نے یہ آیت نئی سنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں نے تو نہیں پڑھی۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آگئے اور انہوں نے بتایا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! جب آپ نے لات، منات اور عزیٰ والی آیت پڑھ کر وقف کیا تو شیطان نے ایسی آواز بنائی کہ صحابہ کو پہچان نہ ہو سکی کہ کون پڑھ رہا ہے اور وہ سمجھے کہ شاید آپ کی طرف سے یہ آیت پڑھی گئی ہے، شیطان نے ان کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی موجودگی میں جب کہ جماعت ہو رہی تھی اور خشوع والی نماز تھی، اس وقت یہ شیطان فتنہ ڈالنے سے باز نہ آیا تو پھر ہمیں تو یہ آسانی سے فتنے میں ڈال سکتا ہے۔

شیطان کے مختلف ہتھکنڈے

شیطان مختلف طریقوں سے فتنہ میں ڈالتا ہے۔

(۱) علماء نے لکھا ہے کہ یہ سب سے پہلے انسان کو طاعات سے روکتا ہے۔ یعنی انسان کے دل سے طاعات کی اہمیت نکال دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے بندہ کہتا ہے کہ اچھا، میں نماز پڑھ لوں گا، حالانکہ دل میں پڑھنے کی نیت نہیں ہوتی۔

(۲) اگر انسان شیطان کے کہنے سے بھی نیکی سے نہ رکے اور وہ نیت کر لے کہ میں نے یہ نیکی کرنی ہے تو پھر وہ دوسرا ہتھیار استعمال کرتا ہے کہ وہ اس نیک کام کو ٹالنے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً کسی کے دل میں یہ بات آئی کہ میں توبہ کر لیتا ہوں تو یہ اس کے دل میں ڈالتا ہے کہ اچھا، پھر کل سے توبہ کر لینا، کسی کے دل میں یہ بات آئی کہ میں نماز پڑھوں گا تو وہ کہتا ہے کہ کل سے نماز شروع کر دینا۔ یوں شیطان اسے نیکی کے کام سے ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یاد رکھیں کہ جو کام ٹال دیا جاتا ہے وہ کام ٹل جایا کرتا ہے۔

(۳) اگر کوئی بندہ شیطان کے اکسانے پر بھی نیک کام کرنے سے نہ ٹلے اور وہ کہے کہ میں نے یہ کام کرنا ہے تو پھر وہ دل میں ڈالتا ہے کہ جلدی کر لو۔ مثلاً کسی جگہ پر کھانا بھی کھاتا ہو اور نماز بھی پڑھنی ہو تو دل میں ڈالتا ہے کہ جلدی سے نماز پڑھ لے پھر تسلی سے کھانا کھا لینا۔ نہیں بھئی نہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بھئی! جلدی جلدی کھانا کھا لو، پھر تسلی سے نماز پڑھیں گے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں میں جلد بازی جائز ہے اور ان پانچ چیزوں کے علاوہ باقی چیزوں میں جلدی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

- جب لڑکی جوان ہو جائے تو جتنا جلدی اس کا رشتہ مل سکے اتنا اچھا ہے، جب مل جائے تو پھر اس کی شادی میں جلدی کرنی چاہیے۔
- اگر کسی کے ذمہ قرض ہو تو اس قرض کو ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔
- جب کوئی بندہ فوت ہو جائے تو اس مردہ کو دفن کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔
- جب کوئی مہمان آ جائے تو اس کی مہمان نوازی میں جلدی کرنی چاہیے۔ اس لئے ہم نے وسط ایشیا کی ریاستوں میں دیکھا کہ جیسے ہی مہمان گھر میں آتا ہے تو وہ فوراً کم از کم پانی تو ضرور ہی مہمان کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد مشروبات اور کھانے پیش کیے جاتے ہیں۔ یادرکھیں کہ پانی پلانا بھی مہمان نوازی میں شامل ہے لہٰذا جس نے مہمان کے سامنے پانی کا کٹورا بھر کر رکھ دیا اس نے گویا مہمان نوازی کر لی۔

◉ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے توبہ کرنے میں جلدی کرو۔

ان پانچ چیزوں کے علاوہ باقی سب چیزوں میں جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

④ اگر کوئی آدمی جلدی میں کوئی نیک کام کر لیتا ہے تو پھر وہ اس میں ریاء کرواتا ہے۔ اور یوں وہ ریاء کے ذریعے اس کے کیے ہوئے عمل کو برباد کروا دیتا ہے۔ وہ دل میں سوچنے لگتا ہے کہ ذرا دوسرے بھی دیکھ لیں کہ میں کیسا نیک عمل کر رہا ہوں۔

⑤ اگر اس میں کام کرتے وقت ریاء پیدا نہ ہو تو وہ اس کے دل میں عجب ڈال دیتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ میں دوسروں سے بہتر ہوں۔ مثلاً یہ کہتا ہے کہ میں تو پھر بھی نمازیں پڑھ لیتا ہوں لیکن فلاں تو نمازیں ہی نہیں پڑھتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں تو آخر پڑھا لکھا ہوں، حافظ ہوں، قاری ہوں، عالم ہوں اور میں نے اتنے حج کیے ہیں۔ جب اس طرح اس میں ہوا بھر جاتی ہے تو یہی عجب اس کی بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔

⑥ اگر اس کے دل میں عجب بھی پیدا نہ ہو تو وہ آخری حربہ یہ استعمال کرتا ہے وہ اس کے دل میں شہرت کی تمنا پیدا کر دیتا ہے۔ وہ زبان سے شہرت پسندی کی باتیں نہیں کرے گا بلکہ اس کے دل میں یہ بات ہوگی کہ لوگ میری تعریفیں کریں اور جب لوگ اس کی تعریفیں کریں گے تو وہ خوش ہوگا۔

شیطان ان چھ ہتھکنڈوں سے انسان کے نیک اعمال کر برباد کر دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنے کے طریقے

شیطان کے ان ہتھکنڈوں سے بچنے کے تین طریقے ہیں۔

(1) ہمارے مشائخ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایک آدمی اپنے دوست کو ملنے کے لئے جائے اور اس کے صحن میں ایک پالتو کتا ہو اور وہ بھونکے اور بندے کو کاٹنے کے لئے آئے تو اس سے بچنے کے لئے تین طریقے ہیں۔

☆ ایک تو یہ کہ وہ واپس اپنے گھر کو آ جائے۔ اس طرح اسے اپنے دوست کا وصل بھی حاصل نہ ہوگا۔

☆ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کتے کے ساتھ لڑنا جھگڑنا شروع کر دے۔ اس سے بھی وہ نقصان اٹھائے گا۔

☆ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس وقت اپنے دوست کو پکارے کہ ذرا کتے کو آواز دے دیں۔ جب اس کا دوست کتے کو اشارہ کر دے گا تو وہ دبک کر کونے میں بیٹھ جائے گا۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ شیطان اسی کتے کی مانند ہے۔ اگر ہم شیطان سے الجھ پڑیں گے تو ہم اپنا وقت برباد کریں گے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کے مالک کو پکاریں کہ اے پروردگار! اس مردود سے ہمیں محفوظ فرما۔ اللہ رب العزت کا اشارہ ہوگا تو یہ مردود دبک کر کونے میں بیٹھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ فرما دیں گے۔ اس لئے اس کے فتنے سے بچنے کے لئے روزانہ دعا کیا کریں۔ ہمارے مشائخ کا یہ معمول تھا کہ وہ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے روزانہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم عاجز اور مسکین ہیں، تو ہمارے ایمان کی حفاظت فرما دینا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) اس کے ہتھکنڈوں سے بچنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے سنت کی اتباع کرے۔اس لئے کہ جب انسان ہر کام سنت کے مطابق کرتا ہے تو شیطان کو دخل اندازی کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔گویا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے ہر وہ کام کیا جس سے شیطان کے راستوں کو بند کیا جا سکتا ہے۔اس کے برعکس آپ جہاں بھی سنت چھوڑیں گے آپ وہاں پر شیطان کو دخل اندازی کا موقع دیں گے۔اس لئے سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت کو اپنا لینا شیطان کے راستے کو بند کر دیتا ہے۔

(۳) اس کے فتنوں سے بچنے کا تیسرا طریقہ ذکر اللہ کی کثرت کرنا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ ذکر اللہ کی کثرت کرنے سے اللہ تعالیٰ شیطان سے حفاظت فرما دیتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان کا ڈرنا

ہمارے اسلاف نے ایسی پاکیزہ زندگیاں گزاریں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شیطان مردود کے شر سے محفوظ فرما دیا تھا۔حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھی ڈرتا ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جس راستے سے گزرتا ہے شیطان اس راستے کو بھی چھوڑ جاتا ہے۔ اللہ اکبر، اللہ رب العزت کے ہاں ایسی قبولیت اور محبوبیت تھی کہ شیطان ہی بھاگ جاتا تھا۔یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ ان کا ہر ہر کام سو فیصد نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہوتا تھا۔

روایت میں آیا ہے کہ شیطان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ الجھنے کی کوشش کی اور انہوں نے اسے تینوں دفعہ زمین پر پٹخ دیا اور تیسری مرتبہ انہوں نے اس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

کندھا پکڑ کر کہا کہ تو کتنا بودا اور ضعیف ہے۔ اس وقت کے بعد شیطان ان کا راستہ ہی چھوڑ گیا۔

شیطان ہڈیوں کا ڈھانچہ کیسے بنا؟

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے فضائل ذکر میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے شیطان کو دیکھا۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا تھا اور اس کا برا حال تھا۔ اس نے پوچھا، یہ کیا ہوا؟ کہنے لگا، کیا بتاؤں کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے میرے جگر کے کباب بنا دیئے ہیں اور انہوں نے مجھے ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیا ہے۔ اس نے کہا، وہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگا کہ وہ جو شونیزیہ کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ آدمی فوراً شونیزیہ کی مسجد میں گیا۔ جب وہ اس مسجد میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہاں کچھ متقی، پرہیزگار اور باخدا انسان بیٹھے اللہ کو یاد کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بھی یہ بات القا کر دی۔ چنانچہ جیسے ہی وہ مسجد میں داخل ہوا تو انہوں نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ اس مردود کی باتوں پر اعتماد نہ کرنا۔

شیطان کا ننگے پھرنا

ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے۔ انہوں نے شیطان کو ننگا دیکھا۔ انہوں نے کہا، او مردود! تجھے آدمیوں کے درمیان اس طرح چلتے شرم نہیں آتی۔ وہ کہنے لگا، خدا کی قسم! یہ آدمی نہیں ہیں، اگر یہ آدمی ہوتے تو میں ان کے ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں، آدمی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے ذکر اللہ کے ذریعے میرے بدن کو بیمار کیا ہوا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کس چیز سے ڈرتا ہے

شیطان ذاکر شاغل آدمی سے اس کے دل کی نورانیت کی وجہ سے ڈر رہا ہوتا ہے کیونکہ وہ دل تجلیات ربانی کی گزرگاہ بن چکا ہوتا ہے۔ ابوسعید خرازؒ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے جواب میں ایک لکڑی اٹھائی اور اسے مارنا شروع کر دیا۔ اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس وقت غیب سے آواز آئی کہ یہ مردود اس لکڑی سے نہیں ڈرتا بلکہ یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے۔ گویا جس کا دل جتنا زیادہ نورانی ہوگا شیطان اتنا ہی اس بندے سے ڈرے گا۔

ایک عابد کی شیطان سے کشتی

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد رہتا تھا۔ وہ ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ ایک مرتبہ ان کے پاس چند لوگ حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے، حضرت! یہاں ایک ایسی قوم رہتی ہے جو ایک درخت کی پوجا کرتی ہے اگر ہو سکے تو ان لوگوں کو اس درخت کی پرستش سے کسی طرح روک دیا جائے۔ یہ سن کر ان کو غصہ آیا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر اس درخت کو کاٹنے کے لئے چل دیئے۔

راستہ میں انہیں شیطان ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں ملا۔ اس مردود نے ان سے پوچھا، جی آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا، فلاں درخت کو کاٹنے کے لئے جا رہا ہوں۔ شیطان نے کہا، تمہیں اس درخت سے کیا واسطہ، تم اپنی عبادت میں مشغول رہو، ایک فضول کام کی خاطر اپنی عبادت کیوں چھوڑتے ہو۔ عبادت

www.besturdubooks.wordpress.com

گزار نے کہا، یہ بھی عبادت ہے۔ شیطان نے کہا میں تمہیں وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔ بالآخر دونوں میں مقابلہ ہوا۔ وہ عابد بہت جلد اس پر غالب آ گیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

شیطان نے اپنے آپ کو بے بس دیکھ کر ایک اور چال چلی۔ وہ کہنے لگا، اچھا ایک بات سن لے۔ عابد نے اسے چھوڑ دیا۔ شیطان کہنے لگا کہ اللہ نے تجھ پر یہ فرض تو نہیں کیا، تیرا اس سے کوئی نقصان نہیں ہے، تو تو اس کی پرستش بھی نہیں کرتا، اللہ کے بہت سے نبی آئے اگر اللہ چاہتا تو وہ کسی نبی کے ذریعے اس کو کٹوا دیتا، اس لئے میں یہی کہتا ہوں کہ تو اس کو کاٹنے کا ارادہ ترک کر دے۔ لیکن عابد نے عزم صمیم کے ساتھ کہا کہ نہیں میں تو اس کو ضرور کاٹوں گا۔ یہ سن کر شیطان نے پھر اس سے لڑائی شروع کر دی اور وہ عابد پھر عزم صمیم کی برکت سے اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔

اب شیطان نے ایک اور پینترا بدلا۔ وہ کہنے لگا کہ تو ایک غریب آدمی ہے، دنیا والوں پر بوجھ بنا ہوا ہے، اب میں فیصلہ کن بات کہتا ہوں کہ تو اس کام سے باز آ جا، میں تجھے روزانہ تین دینار دے دیا کروں گا جو روزانہ تجھے اپنے سرہانے سے مل جایا کریں گے، اس رقم سے تیری اپنی ضروریات بھی پوری ہوں گی، نادار لوگوں کی مدد بھی کرنا اور اپنے رشتہ داروں پر احسان بھی کرتے رہنا۔ اس طرح تمہیں بہت زیادہ ثواب ملے گا جبکہ درخت کاٹنے سے صرف درخت کو کاٹنے کا ہی ثواب ملے گا اس سے زیادہ نہیں۔

اس عابد نے شیطان کی یہ بات مان لی۔ چنانچہ اسے اپنے تکیے کے نیچے سے روزانہ تین دینار ملنا شروع ہو گئے۔ چند دنوں کے بعد وہ دینار ملنا بند ہو گئے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اسے پھر شیطان پہ غصہ آیا اور پھر کلہاڑا اٹھا کر درخت کو کاٹنے کے لئے چل دیا۔ راستے میں وہی بوڑھا پھر ملا اور پوچھا کہ اب کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ عابد نے کہا کہ اسی درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ اس بوڑھے (شیطان) نے کہا کہ تو اس کو نہیں کاٹ سکے گا۔ چنانچہ اب پھر دونوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ اب کی بار وہ بوڑھا غالب آ گیا اور عابد کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ عابد نے حیران ہو کر اس سے پوچھا، کیا بات ہے کہ اس مرتبہ تم مجھ پر غالب آ گئے۔ شیطان نے کہا پہلی مرتبہ تیرا غصہ خالصتاً اللہ کے لئے تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے غالب رکھا اور اب چونکہ اس میں دیناروں کے لالچ کی آمیزش شامل تھی اس لئے میں تجھ پر غالب آ گیا۔

شیطان سے بڑھ کر شیطان

آج کے دور میں ہمیں اپنے اوپر زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ پہلے زمانے میں تو فتنے پیدل آیا کرتے تھے اور آج کے دور میں فتنے سواریوں پر سوار ہو کر آ رہے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے شیطان کو فارغ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس نے کہا، کیا بات ہے آج تو چھٹی منا رہے ہو، کہنے لگا' اب تو انسانوں میں بھی میرے بہت چیلے ہو گئے ہیں اس لئے اب مجھے اتنا کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ میرا کام خود ہی کرتے رہتے ہیں۔ اس نے حیران ہو کر کہا، اچھا وہ تیرا کام کرتے رہتے ہیں......!!! کہنے لگا، ہاں میرے چیلے بڑے پکے ہیں، پہلے میں انہیں گناہوں کے طریقے سکھاتا تھا اور وہ ایسے بن گئے ہیں کہ میں ان سے گناہوں کے طریقے سیکھتا ہوں۔ واقعی جب انسان بگڑتا ہے تو شیطان سے بڑھ کر شیطان بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کی فریاد

شاعر مشرق علامہ اقبال کا کلام دلوں میں بہت زیادہ تاثیر پیدا کرتا ہے۔ اس کا فارسی کا کلام اس کے اردو کے کلام سے بہت بہتر ہے۔ جن کو اللہ نے فارسی کی سمجھ دی ہے وہ اس بات کا بخوبی ادراک کر سکتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ اس کا فارسی میں ایسا عجیب کلام ہے کہ وہ واقعی پیر رومی کا شاگرد ہندی ثابت ہوا۔ اس نے فارسی میں ایک عجیب نظم لکھی، جس کا نام ''نالہء شیطان'' ہے۔ یعنی شیطان کی فریاد۔ وہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے ایک مرتبہ مجلس قائم کی اور اس نے اللہ سے یوں فریاد کی:

ابن آدم چیست یک مشت خس است
مشت خس را یک شرر از من بس است

(اے اللہ! ابن آدم کیا ہے؟ پس تنکوں کی ایک مٹھی ہے۔ تنکوں کی ایک مٹھی کو جلانے کے لئے تو میری طرف سے ایک ہی شرر کافی ہے)

اندریں عالم اگر جذ خس نہ بود
ایں قدر آتش مرا دادن چہ سود

(اے اللہ! اگر اس خس کے علاوہ دنیا میں اور کچھ نہیں تھا تو مجھے جو آپ نے اتنی آگ دی ہے مجھے وہ آگ آپ نے کس لئے عطا کی)

اے خدا! یک زندہ مرد حق پرست
لذتے شاید کہ یابم در شکست

(اے اللہ! کوئی ایک باخدا مجھے بھی ملا دیجئے تا کہ میں بھی شکست کھانے کی لذت پاسکوں)

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کا ذلیل وخوار ہونا

اللہ رب العزت کا یہ بہت بڑا کرم ہے کہ شیطان انسان سے جتنے بھی گناہ کرواتا ہے، بندہ جب نادم ہو کر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں اور یہ مردود اس وقت اپنے سر میں مٹی ڈالتا ہے۔ اس لئے وقوف عرفہ کے وقت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شیطان کو جتنا ذلیل وخوار ہوتے بدر کے دن دیکھا یا عرفہ کے دن دیکھا، اس سے زیادہ ذلیل وخوار ہوتے میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔ اس کے بال کھلے ہوئے ہوتے ہیں، سر میں مٹی ڈال رہا ہوتا ہے اور رو رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے سالہا سال محنت کی ہوتی ہے اور مقام عرفات پر آ کر وہ توبہ کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں کو معاف فرما دیتے ہیں، اور توبہ ایک ایسی چیز ہے کہ

It can change our minus into plus.

یہ ہمارے گناہوں کو ہماری نیکیوں میں بدل سکتی ہے۔

اولاد آدم کو بہکانے کا عزم اور اس کا جواب

جب شیطان نے یہ کہا کہ اے اللہ! مجھے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے دھتکارا گیا ہے، فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْن مجھے تیری عزت کی قسم! اب میں اولاد آدم کو بہکاؤں گا، ورغلاؤں گا اور ان میں سے اکثر بندے تیرے ناشکرے ہوں گے تو اس وقت اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور پروردگار عالم نے فرمایا، او شیطان بدبخت! تو میری قسم کھا کر کہتا ہے کہ تو میرے بندوں کو بہکائے گا، ورغلائے گا اور میرا نافرمان بنا دے گا تو ذرا میری بات بھی سن لے کہ میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے بتقاضائے بشریت گناہ کرتے پھریں گے، کرتے پھریں گے، کرتے پھریں گے، اگر وہ اپنی موت سے پہلے پہلے میرے در پر آ کر معافی مانگ لیں گے فَبِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا سْتَغْفَرُوْنِیْ ! مجھے اپنی عزت کی قسم مجھے اپنے جلال کی قسم ! میں ان کی توبہ کو قبول کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے...... شیطان نے بہکانے کے لئے ایک قسم کھائی اور رحمان نے بخشنے کے لئے دو قسمیں کھائی ہیں...... اس لئے ہمیں چاہیے کہ شیطان نے ہم سے جو جو گناہ کروائے ہم ان سے سچی پکی توبہ کریں۔

دو محفوظ سمتیں

جب شیطان نے کہا کہ اے اللہ! میں اولاد آدم پر دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے چاروں طرف سے حملے کروں گا تو فرشتے یہ سن کر بڑے حیران ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے فرشتو! اتنے متعجب کیوں ہو رہے ہو؟ فرشتوں نے کہا، اے اللہ! اب تو ابن آدم علیہ السلام کیلئے مشکل بن گئی ہے، وہ تو اس مردود کے ہتھکنڈوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ پروردگار عالم نے فرمایا، تم اتنے متعجب نہ ہو، اس نے چار سمتوں کا تو نام لیا ہے مگر اوپر اور نیچے والی دو سمتوں کو بھول گیا ہے، اس لئے میرا گنہگار بندہ جب بھی نادم اور شرمندہ ہو کر میرے در پہ آ جائے گا اور اپنے ہاتھ دعا مانگنے کے لئے اٹھائے گا تو چونکہ اس کے ہاتھ اوپر کی سمت کو اٹھیں گے اور شیطان اثر انداز نہیں ہو سکے گا اس لئے ابھی میرے بندے کے ہاتھ نیچے نہیں جائیں گے کہ میں اس سے پہلے اس کے گناہوں کو معاف فرما دوں گا۔ اور اگر کبھی میرا بندہ نادم وشرمندہ ہو کر میرے در پہ آ کر اپنے سر کو جھکا دے گا تو چونکہ سر نیچے کی سمت کو جھکائے گا اور شیطان نیچے کی سمت سے اثر انداز نہیں ہو سکے گا اسلئے میرا بندہ ابھی

www.besturdubooks.wordpress.com

سجدہ سے سر نہیں اٹھائے گا کہ اس سے پہلے میں اس کے گناہوں کو معاف فرمادوں گا۔

میرے دوستو! اوپر اور نیچے کی سمتیں محفوظ ہیں اس لئے پروردگار عالم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیجئے۔ تنہائیوں میں ہاتھ اٹھا کر معافی مانگئے، سجدے میں سر ڈال کر مانگئے۔ پروردگار عالم کی رحمتوں کی مہینہ ہے، بلکہ مغفرت کا عشرہ ہے اور آپ حضرات یہاں اللہ کے در کی چوکھٹ کو پکڑ کر بیٹھے ہیں، کیا بعید ہے کہ ہم میں کسی کی ندامت اللہ کو پسند آئے اور اس کے اخلاص کی برکت سے اللہ تعالیٰ سب کی توبہ کو قبول فرمالے۔

رب کریم! ہمیں آنے والی زندگی میں شیطان کے ہتھکنڈوں سے محفوظ فرمالے اور موت کے وقت ایمان کی حفاظت عطا فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ

مخلوق کی محبت

یہ بیان ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۲۰۰۱ء کو مسجد نور لوساکا (زیمبیا) میں ہوا۔ مخاطبین میں علماء، صلحاء اور عوام الناس کی کثیر تعداد تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ جب کوئی چیز حد سے بڑھ جاتی ہے تو وہ نقصان دہ بن جاتی ہے۔ بیوی بچوں کی محبت محمود ہے بشرطیکہ انسان شریعت کی حدود کے اندر رہ کر اس سے تعلق رکھے۔ جب یہ تعلق انسان کو غیر شرعی کاموں پر مجبور کردے تو پھر وہ مذموم بن جاتا ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو بیوی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے رشوت لیتے ہیں، دھوکا دیتے ہیں اور معلوم نہیں کہ کون کونسے پاپڑ بیلتے ہیں۔ علاوہ ازیں اولاد کا بہانہ بنا کر ناجائز مال کماتے ہیں۔ اگر ایسی صورتحال ہے تو بیوی بچوں کا یہ پیار ان کے لئے قابل اجر نہیں بلکہ قابل مذمت ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

مخلوق کی محبت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط (البقرہ:۱۶۵)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ اٰخَرِ ....

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ (التغابن:۱۴)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

تیسرا بڑا دشمن

دشمن کے لفظ میں تیسرا حرف ''میم'' ہے۔اس سے مراد ''مخلوق'' ہے۔ یہ بھی ہماری دشمن ہے کیونکہ مخلوق کئی مرتبہ بندے اور اللہ کے درمیان ایک رکاوٹ بن جاتی ہے۔ کچھ محبتیں ایسی ہیں جن کے کرنے کا اللہ رب العزت کی طرف سے حکم ہے اور کچھ محبتیں ایسی ہیں جن سے منع کر دیا ہے۔اس لئے مخلوق کے ساتھ شرعی

www.besturdubooks.wordpress.com

حدود کے اندر رہتے ہوئے محبتوں کو رکھنا ایک نازک مسئلہ ہے۔ اگر تعلق گھٹے تب بھی مؤاخذہ ہوگا اور اگر ضرورت سے زیادہ تعلق بڑھے تب بھی مؤاخذہ ہوگا۔ چونکہ انسان ''انس'' سے بنا ہے اس لئے ان کی طبیعتیں آپس میں مانوس ہو جاتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کے قریب رہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کئی مرتبہ جب دو بندے اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان کی خیر اکٹھی ہو جاتی ہے اور کئی مرتبہ دو بندے اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان کا شر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ گویا وہ ڈبل شر ہو جاتا ہے جو کہ دونوں کے لئے فتنہ کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے اس مضمون کو اچھی طرح سمجھنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ انسانوں کو انسانیت کی معراج تک پہنچانے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے میں ایک بڑی رکاوٹ اس کی ماسوی سے گرفتاری ہے۔

مخلوق کی محبت میں حد فاصل

اس میں حد فاصل یہ ہے کہ انسان مخلوق سے کٹ جائے اور اللہ رب العزت سے جڑ جائے اور پھر اللہ رب العزت کی نسبت کے ساتھ مخلوق سے تعلق قائم کر لے۔ یعنی کسی انسان سے بھی اپنی نفسانی خواہش کی بنیاد پر تعلق نہ ہو بلکہ اللہ رب العزت کی نسبت سے ہو۔ اس لئے تصوف وسلوک کی کتابوں میں اس کو انقطاع عن الخلوق کہہ دیتے ہیں۔ جو بندہ انقطاع عن الخلوق حاصل نہیں کر سکتا اس کو اللہ رب العزت کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اب انقطاع عن الخلوق سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ لوگوں سے بالکل ہٹ کٹ کر کسی غار میں جا کر چھپ جائیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ سالک کے دل میں اس کے تعلق کے اثرات نہ ہوں۔ یہ انقطاع عن الخلوق تبتل بھی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ○ (المزمل:۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

(اور ذکر کر اپنے رب کے نام کا اور اس کی طرف تبتل اختیار کر)

یعنی مخلوق سے توڑ اور اللہ سے جوڑ، پھر اللہ کی نسبت سے مخلوق سے تعلق قائم کر۔ اسی لئے انسان

......اپنے ماں باپ سے محبت کرتا ہے اللہ رب العزت کی وجہ سے۔

......پیر استاد سے محبت کرتا ہے اللہ رب العزت کی وجہ سے۔

......بیوی سے محبت کرتا ہے اللہ رب العزت کی وجہ سے۔

......بچوں سے محبت کرتا ہے اللہ رب العزت کی وجہ سے۔

......مسلمان بھائیوں سے محبت کرتا ہے اللہ رب العزت کی وجہ سے۔

اگر یہ تمام محبتیں اللہ رب العزت کی نسبت سے ہیں تو یہ سب جائز ہیں اور ان پر اجر ملے گا اور اگر ان محبتوں کی وجہ سے اللہ رب العزت کی نسبت دب گئی اور نفس کی نسبت قائم ہو گئی تو پھر یہ مذموم ہو جائے گی۔ اس لئے آج یہ بیان کیا جائے گا کہ جائز محبتیں کونسی ہیں اور ناجائز محبتیں کونسی ہیں۔

تکمیل ایمان

چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰی لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِاسْتَكْمَلَ الْاِیْمَانَ

(جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اللہ کے لئے کسی سے بغض رکھا، اللہ کے لئے کسی کو عطا کیا اور اللہ کے لئے ہی روکا، تحقیق اس نے ایمان کو مکمل کر لیا)

یہ حب فی اللہ سب سے پہلا قدم ہے جو کہ محمود اور مطلوب ہے۔ اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سات قسم کے لوگ اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن عرش کے سایہ کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے دو وہ ہوں گے جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے۔

محبت فی اللہ کا مقام

محبت فی اللہ کا اللہ رب العزت کے ہاں بڑا مقام ہے۔ اسی لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا'

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

(قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہوگی)

صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ جب ہم نے یہ حدیث نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی تو ہمیں جتنی خوشی اس حدیث کو سن کر ہوئی اتنی خوشی ہمیں زندگی میں کبھی نہیں ہوئی تھی۔ ان کو نبی علیہ السلام سے سچی محبت تو پہلے ہی تھی اس لئے جب یہ حدیث مبارک سنی کہ انسان آخرت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہوگی تو ان کو گارنٹی مل گئی کہ قیامت کے دن محبوب ﷺ کے قدموں میں جگہ نصیب ہو جائے گی، اس لئے وہ خوش ہو گئے۔

آج بھی یہ چیز اسی طرح موجود ہے۔ اگر آج بھی کسی کو اللہ والوں سے اللہ کے لئے محبت ہو تو یہ حدیث پاک ان پر بھی صادق آ سکتی ہے کیونکہ یہ حدیث پاک اب بھی انہی فضائل کے ساتھ موجود ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہی کا ساتھ عطا فرمائیں گے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (الطور:۲۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

(اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور ان کی اولادوں نے ان کی اتباع کرنے کی کوشش کی تو ہم ان کی اولادوں کو قیامت کے دن ان کے ساتھ اکٹھا کر دیں گے اور ان کے اعمال کی کمی کو پورا کر کے ان کو وہی درجہ عطا فرمادیں گے)

اس آیت کے تحت مفسرین نے ایک بات تو یہ لکھی کہ جو علما اور مشائخ کی اولاد ہے ان کے لئے اس آیت میں خوشخبری ہے کہ اگر ان کی اولاد اپنے والدین کی طرح تقویٰ وطہارت کی زندگی اختیار کرنے کی کوشش کریں گی تو اللہ تعالیٰ ان پر نرمی فرمادیں گے اور ان کو ان کے ماں باپ کے ساتھ ملادیں گے۔ اور دوسری بات یہ لکھی کہ اس آیت میں اساتذہ اور مشائخ کے شاگردوں کے لئے خوشخبری ہے کیونکہ وہ بھی ان کی روحانی اولاد ہوتی ہے۔ اگر ان کو اپنے اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ سچی محبت ہوگی تو ان کا بھی اپنے اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ حشر فرمادیا جائے گا۔

علماء نے تفاسیر کے اندر لکھا ہے کہ جن دو بندوں کو اللہ کے لئے محبت ہوگی اگر ان میں سے ایک اپنے تقویٰ کی وجہ سے بڑا بلند پرواز ہوگا اور اونچے مقامات پائے گا اور دوسرا کوشش تو کرے گا مگر پست پرواز ہوگا، اگر ان کو اسی محبت پر موت آئی ہوگی تو اللہ رب العزت قیامت کے دن اس پست پرواز کو بھی اس کے بلند پرواز ساتھی کا مقام عطا فرمادیں گے۔ سبحان اللہ، اللہ کے لئے کی جانے والی محبت کا اللہ کے ہاں بڑا مقام ہے، اس محبت کے سلامت رہنے کی دعا کیا کریں، کیا معلوم کہ کس بھائی کے ساتھ قائم کیا ہوا دینی تعلق قبول ہو جائے اور ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب یہاں سے پتہ چلا کہ جس بندے کو اپنے شیخ کے ساتھ سچی اور کھری محبت کا تعلق ہوگا وہ قیامت کے دن اپنے شیخ کے ساتھ ہوگا، اس کے شیخ کو اپنے شیخ کے ساتھ محبت تھی وہ ان کے ساتھ، اس طرح یہ بھی اوپر پہنچ گیا، ان کو اپنے شیخ سے محبت تھی، وہ اوپر پہنچے تو یہ بھی پہنچ گیا۔ اسی طرح چلتے چلتے سب کو بالآخر صحابہ میں سے کسی صحابیؓ سے محبت ہوگی، یہ سب اس صحابیؓ کے ساتھ مل جائیں گے، پھر اس صحابیؓ کو نبی علیہ السلام سے محبت ہوگی، جب وہ نبی علیہ السلام کے ساتھ ملیں گے تو اس کو بھی نبی علیہ السلام کا ساتھ نصیب ہو جائے گا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ساتھ محبت کرنے والوں کو قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے قدموں میں جگہ نصیب ہو جائے گی۔

تین منفرد احکام

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ایک چیز پر نظریں جمانے کا حکم دیا اور دو چیزوں سے نظریں ہٹانے کا حکم دیا۔ جس چیز پر نظر میں جمانے کا حکم دیا اس کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ (الکہف:۲۸)

(اور تو اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ تھمی رکھ جو صبح وشام اللہ کی رضا جوئی کے لئے اس کو یاد کرتے ہیں اور تو اپنی نگاہیں ان کے چہروں سے اِدھر اُدھر مت ہٹا)

اب دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نگاہیں جمانے کا حکم دے رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ اللہ کرنے والے اللہ رب العزت کے ہاں اتنا بلند مقام پا لیتے ہیں کہ پروردگار

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہتے ہیں کہ ان کے چہرے پر نظر پڑے تو جمی رہے۔ اگر نظر ہٹالی تو تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کے مصداق ہم دنیاوی زیب و زینت کو چاہنے والے بن جائیں گے۔

یہاں دل میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے چہروں پر نظریں جمانے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے چہروں کو دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔ انسان اپنی شکل کو ان کے آئینہ میں دیکھتا ہے جس کی وجہ سے احساس ندامت پیدا ہوتا ہے اور دھیان اللہ رب العزت کی طرف جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ بات پسند فرمائی کہ میرے پیارے بندوں کو لوگ محبت کی نظر دیکھتے رہیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے ایک شاگرد تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی میرے دل پر ظلمت آتی تھی تو میں جا کر اپنے شیخ کے چہرے پر نظر ڈالتا تھا اور میرے دل کی گرہ کھل جاتی تھی۔ یہ اللہ والوں کی زیارت کی تاثیر ہوتی ہے جس کی وجہ سے دل نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ان کی صحبت میں رہ کر دنیا بھول جاتی ہے۔ جتنی دیر بھی ان کے پاس بیٹھا جائے دنیا کا خیال نہیں آتا۔ ان کے دلوں سے دنیا ایسے نکل چکی ہوتی ہے کہ جو بندہ ان کے پاس بیٹھ جائے اس کو بھی دنیا یاد نہیں آتی۔ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اس قدر اتر چکی ہوتی ہے کہ جو بھی ان کے پاس بیٹھ جائیں ان کے دل بھی اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جاتے ہیں۔

اور جن دو چیزوں سے نظریں ہٹانے کا حکم دیا ہے ان میں سے ایک غیر محرم ہے، فرمایا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:۳۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

(آپ ایمان والوں کو فرما دیجئے کہ آپ اپنی نظریں نیچی رکھیں)

یعنی غیر محرموں سے اپنی نگاہوں کو ہٹالیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو مال پیسہ مل جاتا ہے، مسلمان ہو یا کافر، ان کو دوسرے لوگ دیکھ دیکھ کر للچاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی نظریں ہٹانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ فرمایا،

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ (الحجر:۸۸)

(اور اے محبوب! ان کو جو کچھ بھی ملا ہے آپ اس پر نگاہ نہ ڈالئے)

کیونکہ یہ چند دن کی بات ہے۔ گویا فرمایا کہ چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات۔

چونکہ جمال اور مال دونوں بندے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اس لئے اللہ رب العزت نے دونوں پر نظریں جمانے سے منع فرما دیا ہے۔ ان دونوں پر نظریں جمانے کی بجائے اللہ والوں پر نظریں جماؤ، تمہیں اللہ کی محبت نصیب ہو جائے گی۔

شعاعوں کے ذریعے علاج

یہ نظر بھی بڑی قیمتی چیز ہے۔ اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک روحانی قوت دی ہوتی ہے...... دیکھیں کہ سائنس کی دنیا مقناطیس کی شعاعوں کو مانتی ہے۔ ظاہر میں تو مقناطیس دور پڑا ہوتا ہے لیکن لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ حقیقت میں اس کی شعاعیں لوہے کو اپنی طرف کھینچ رہی ہوتی ہیں...... جس طرح مقناطیس کی شعاعیں لوہے کو کھینچتی ہیں اسی طرح اللہ والوں کے دلوں کی شعاعیں بھی سالکین کے دلوں کو کھینچ رہی ہوتی ہیں اور لوگ کشش محسوس کر رہے ہوتے ہیں...... آج کئی بیماریوں کا شعاعوں سے علاج ہوتا ہے۔ مثلاً لوگ ہاسپٹل میں جا کر کینسر کا علاج شعاعوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ذریعے کرواتے ہیں...... اگر شعاعوں کے ذریعے بدن کی ظاہری بیماریاں ختم ہو سکتی ہیں تو کیا نگاہوں کی شعاعوں سے بدن کی باطنی بیماریاں دور نہیں ہو سکتیں۔ یاد رکھیں کہ جب بروں کی نظر پڑتی ہے تو لوگ بیمار ہو جاتے ہیں اور جب نیکوں کی نظر پڑتی ہے تو لوگ شفا پا جاتے ہیں۔ اس لئے علامہ اقبال نے کہا،

عقل کے پاس خرد کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

اللہ کرے کہ ہم بھی کسی کی نظر میں رہنا سیکھیں۔ کہنے والوں نے کہا،

کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

آنکھوں میں بس گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

جو کسی اللہ والے کی نظر کے سامنے چند دن گزار لیتا ہے تو وہ نظر ایسی تاثیر پیدا کر دیتی ہے کہ اس کی اپنی نظر بھی کام کرنا شروع کر دیتی ہے۔ سبحان اللہ۔

اللہ والوں کی محبت انسان کے لئے ضروری ہوتی ہے تاکہ اس کی باطنی بیماریاں دور ہوں اور اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت سما سکے۔

تعارف کی اہمیت

ایمان والوں کے ساتھ بھائی چارہ اور دوستی انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ اگر معاشرہ میں رہتے ہوئے انسان سلام، کلام اور پیغام کا سلسلہ نہ رکھے تو زندگی کیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

گزرے گی۔اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

اکثروا من معرفة الناس فان لکل مومن شفاعة

(تم لوگوں سے زیادہ تعارف کیا کرو کیونکہ ہر مؤمن کو شفاعت کا حق حاصل ہے)

ہوسکتا ہے کہ جب کل قیامت کے دن تمہارا مؤاخذہ ہو رہا ہو تو کوئی ایسا واقف بندہ مل جائے جس کی بخشش ہو چکی ہو، وہ شفاعت کرے اور تمہاری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔اس لئے ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعارف کیا کریں۔اللہ تعالیٰ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (الحجرات:۱۳)

(اور ہم نے تمہارے قبیلے اس لئے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ تعارف کرسکو)

ہم نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان کو لوگوں کے ساتھ تعارف کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔اگر چہ یہ چیز مطلوب نہیں ہے لیکن اگر کہیں موقع ملے تو بات چیت کر کے پوچھ لینا چاہیے کہ آپ کون ہیں، کہاں سے ہیں، کیونکہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ایک تعلق ہے۔

بے وفائی کا زمانہ

ان تعلقات کو اگر ہم شرعی حدود کے اندر رہ کر مضبوط کریں گے تو اللہ کے ہاں اس کا فائدہ ہوگا۔لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ایسی بے وفائی کا زمانہ آچکا ہے کہ سالوں کی رشتہ داریوں کو لمحوں کے اندر توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔خون اتنے سفید ہو گئے ہیں کہ سگا بھائی سگے بھائی سے نہیں بولتا۔یہ کہاں کی انسانیت ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کہاں کی مسلمانی ہے۔ان کے درمیان ''میں'' اور حسد کی وجہ سے ایسی جنگ چل رہی ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی گردن مار دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ چیز پسند نہیں ہے۔

دوستی میں دینداری کی اہمیت

دینی بھائیوں کی اپنی اہمیت ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:۱۰)

(بے شک ایمان والے بھائی ہیں)

دینی رشتہ خونی رشتہ سے بھی زیادہ گہرا رشتہ ہوتا ہے۔اس رشتہ کی اپنی ایک مٹھاس اور کشش ہے۔ البتہ انسان جس کو بھی دوست بنائے چاہیے کہ اس کی دینداری کی بنیاد پر اسے دوست بنائے۔کیونکہ اگر فاسق کو دوست بنائے گا تو خود بھی فاسق بن جائے گا اور اگر نیک آدمی کو دوست بنائے گا تو وہ خود بھی نیک بن جائے گا۔اسی لئے فرمایا گیا'

اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِکَ

[آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر کوئی دیکھے کہ وہ کس کو خلیل (دوست) بنا رہا ہے]

عام مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اگر دوستی کی بنیاد نیکی اور تقویٰ پر ہو تو پھر یہ تعلق اچھا چلتا ہے اور اگر فقط اغراض دنیوی کی بنا پر تعلق ہو تو الٹا وبال بن جاتا ہے۔

دوستی کے آداب

امام باقرؒ نے اپنے بیٹے امام جعفر صادقؒ کو نصیحت کی ''اے بیٹے! پانچ بندوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ساتھ ہرگز دوستی نہ کرنا، بلکہ راستے میں چلتے ہوئے اگر وہ تمہارے ساتھ چلیں تو ان کے ساتھ بھی نہ چلنا''۔ امام جعفر صادقؒ نے پوچھا، ابا جان! وہ کونسے پانچ بندے ہیں؟ وہ فرمانے لگے کہ:

ایک جھوٹا انسان ہے۔ پوچھا، کیوں؟ انہوں نے فرمایا کہ جھوٹا انسان دور کو قریب ثابت کرے گا اور قریب کو دور ثابت کرے گا۔ اس طرح وہ تجھے دھوکا دے گا۔

دوسرا انسان فاسق وفاجر ہے۔ فاسق اس آدمی کو کہتے ہیں جس کو اللہ کے حکموں کی پرواہ نہ ہو۔ جب اپنی مرضی ہو تو عمل کر لے اور مرضی نہ ہو تو عمل نہ کرے۔ پوچھا، وہ کیوں؟ فرمایا، اس لئے کہ فاسق انسان تمہیں ایک لقمے یا ایک لقمے سے کم کی قیمت میں بیچ ڈالے گا۔ بلکہ وہ سودا بھی کر دے گا اور بھاؤ کا پتہ بھی نہیں چلنے دے گا۔ بیٹے نے پوچھا، ابو! ایک لقمے کی تو سمجھ آتی ہے لیکن ایک لقمے سے کم کا کیا مطلب ہے؟ فرمانے لگے، ایک لقمے سے کم سے مراد یہ ہے کہ وہ تجھے ایک لقمہ ملنے کی امید پر بیچ دے گا۔

تیسرا بے وقوف انسان ہے۔ پوچھا بے وقوف سے دوستی کیوں نہ کریں؟ فرمایا، اس لئے کہ وہ تجھے فائدہ پہنچانا چاہے گا لیکن نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ بے وقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہوتا ہے۔

چوتھا انسان بخیل ہے۔ اس کنجوس اور مکھی چوس بندے سے بھی دوستی نہ کرنا۔ پوچھا، وہ کیوں؟ فرمایا، اس لئے کہ وہ تجھے اس وقت چھوڑ دے گا جب تجھے اس کی بہت زیادہ ضرورت ہوگی یعنی جب تو اس کا محتاج ہوگا تو وہ تجھے دھوکا دے جائے گا

پانچویں نمبر پر فرمایا کہ جو انسان رشتے ناتے توڑنے والا ہو اس سے بھی دوستی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ کرنا اس لئے کہ قرآن میں اس پر اللہ کی لعنت آئی ہے۔

سبحان اللہ، پہلے زمانے میں ماں باپ نے علم سیکھا ہوتا تھا اس لئے وہ اپنے تجربات کا نچوڑا اپنے بچوں کو بتایا کرتے تھے۔ آج ہے کوئی ایسا باپ جو بچوں سے کہے کہ میں نے معرفت کی یہ چند باتیں سیکھی ہیں، ان کو تم ذہن میں رکھنا۔ اس قسم کی کوئی نصیحت کرتے ہی نہیں، بچوں سے کیا گلہ کریں کہ وہ مانتے نہیں۔ یہ ہماری کمزوری ہے کہ ہم ان کو آداب سکھاتے ہی نہیں۔

حضرت سلطان باہوؒ پاکستان میں ہمارے ہی ضلع (جھنگ) میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کو سلطان العارفین کہا جاتا ہے۔ وہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے پہلے دور کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ ان کے پنجابی کے اشعار بڑے ہی معروف ہیں۔ وہ دوستی کے آداب کے بارے میں فرماتے ہیں۔

نال کسنگی سنگ نہ کریئے کنڑ نوں لاج نہ لایئے ہو
کوڑے کھوہ کدیں مٹھے نہ ہوندے بھانویں لکھ مناں گڑ پایئے ہو
کانواں دے بچے کدیں ہنس نہیں بندے بھانویں موتی چوگ چگایئے ہو
سپاں دے پتر متر نہ ہوندے بھانویں چلیاں دودھ پلایئے ہو
تمے کدیں تربوز نہ ہوندے بھانویں توڑ مکے لے جایئے ہو

(برے آدمی کے ساتھ دوستی نہ کریں اور اپنے نسب کو دھبہ نہ لگائیں، کڑوے کنویں کبھی میٹھے نہیں ہوسکتے چاہے تم اس میں لاکھوں من گڑ ڈال دو۔ کوے کے بچے کبھی ہنس نہیں بنا کرتے چاہے تم اس کو موتیوں کی غذا کھلاتے رہو، سانپ کے بچے وفادار نہیں ہوسکتے چاہے چلو میں دودھ لے کر اس کو وہ پلاتے رہیں اور حنظل کبھی تربوز نہیں بنتا چاہے اس پھل کو تم مکے ہی کیوں نہ لے کر چلے جاؤ)

www.besturdubooks.wordpress.com

بات تو بالکل ٹھیک ہے، کچھ لوگ واقعی ایسے ہوتے ہیں جن پر نیکی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر ایسا دوست ہو تو اس سے بچنے کی ضرورت ہے، وہ کڑوے کنویں کی مانند ہے، سانپ کے بچے کی مانند ہے، کوے کے بچے کی مانند ہے اور وہ حنظل کے پھل کی مانند ہے۔ اس سے جدا رہنا، ورنہ اس کی محبت تجھے بھی برا بنا دے گی۔ جو آدمی بروں کی دوستی بھی اختیار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا دوست تو واقعی برا ہے لیکن مجھ پر اس کی برائی کا کوئی اثر نہیں ہوتا وہ جھوٹ بولتا ہے۔ یقین جانئے کہ وہ ایسے یقین سے جھوٹ بولتا ہے جیسے یقین سے اللہ کے ولی دین کی دعوت دیتے ہیں۔

بیوی بچوں کی محبت

انسان کی زندگی میں بہت سارے تعلقات جذبات کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ بالخصوص بیوی بچوں کیساتھ بہت ہی جذباتی تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے انسان ان کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھتا ہے اور ان کے غم کو اپنا غم سمجھتا ہے۔ اسے ان کے ساتھ اتنا پیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی تکلیف تو برداشت کر جاتا ہے لیکن اس سے ان کی تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ یہ محبت شرعی محبت ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا،

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَ ھْلِہٖ

(تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہے)

محبت قابل مذمت کب بنتی ہے؟

ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ جب کوئی چیز حد سے بڑھ جاتی ہے تو وہ نقصان دہ بن جاتی ہے۔ بیوی کی محبت محمود ہے بشرطیکہ انسان شریعت کی حدود کے اندر رہ کر اس سے تعلق رکھے۔ جب یہ تعلق انسان کو غیر شرعی کاموں پر مجبور کر دے تو پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ مذموم بن جاتا ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو بیوی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے رشوت لیتے ہیں، دھوکا دیتے ہیں اور معلوم نہیں کہ کون کونسے پاپڑ بیلتے ہیں علاوہ ازیں اولاد کا بہانہ بنا کرنا جائز مال کماتے ہیں۔ اگر ایسی صورتحال ہے تو بیوی بچوں کا یہ پیار ان کے لئے قابل اجر نہیں بلکہ قابل مذمت ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ (التغابن:۱۴)

(اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولادوں میں سے تمہارے دشمن ہیں، ان سے بچ کر رہنا)

بتانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ محبت بڑی اچھی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کو پسند بھی ہے۔ لیکن اس محبت کی رو میں اتنا نہ بہہ جانا کہ اللہ رب العزت کے حکم ٹوٹنے لگ جائیں اور اس کے محبوب ﷺ کی سنتیں چھوٹنے لگ جائیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر یہ تعلقات شرعی حدود کے اندر ہیں تو قابل اجر ہیں اور اگر حدود سے نکل جائیں تو قابل مذمت ہیں کیونکہ ہمارے پاس کسوٹی شریعت محمدی ﷺ ہی ہے۔

مال اور اولاد کے ذریعے آزمائش

ایک اور جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن: ۱۵)

(بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں)

یہاں یہ بات ذہن میں رکھنا کہ یہ فتنہ کا لفظ اردو زبان کا لفظ نہیں بلکہ عربی کا لفظ ہے۔ بسا اوقات ایک ہی لفظ مختلف زبانوں میں استعمال ہوتا ہے مگر معانی

www.besturdubooks.wordpress.com

مختلف ہوتے ہیں۔مثلاً ''ذلیل'' کا لفظ اردو میں بہت ہی نچلے درجے کے انسان کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ عربی میں کمزور آدمی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں ایمان والوں کے لئے فرمایا گیا۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (آل عمران:۱۲۳)

(اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے)

اسی طرح دلّا کا لفظ عربی زبان میں Common (عام) ہے۔حج وعمرہ کیلئے جائیں تو لوگوں کو وہاں کے مقامی لوگوں کی شرٹوں کے پیچھے ''دلّا'' کمپنی کا نام لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ جدہ میں ایک ٹاور کا نام بھی دلّا ٹاور ہے۔ وہاں یہ لفظ بالکل معیوب نہیں ہے۔جبکہ یہی دلّا کا لفظ اگر اردو میں بولا جائے تو اس کا بہت ہی برا معنٰی بنتا ہے، بلکہ اگر کوئی آدمی کسی کو دلّا کہہ دے تو اسے گالی کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

ہم ۱۹۸۵ء میں جب واشنگٹن گئے تو اس وقت وہاں سعودی عرب کی طرف سے بندر بن سلطان سفیر تھے۔ہم بیٹھ کر سوچتے تھے کہ پتہ نہیں اس کے والد اس کی پیدائش پر ناراض تھے جس کی وجہ سے اس کا نام بندر رکھا۔ بالآخر پتہ چلا کہ عربی زبان میں بندر خوبصورت انسان کو کہتے ہیں۔اس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ یہ اردو کے بندر نہیں بلکہ عربی کے بندر ہیں۔

اسی طرح اموال اور اولاد عربی زبان کا فتنہ ہیں اردو کا فتنہ نہیں۔عربی زبان میں فتنہ آزمائش کو کہتے ہیں اور اردو زبان میں فساد مچانے والے کو فتنہ کہتے ہیں۔

ایک عالم تھے۔ان کے گھر میں جھگڑا رہتا تھا۔بالآخر ہمیں سلجھانا پڑا۔جھگڑا یہ تھا کہ وہ عالم اپنے بچوں کو فتنہ کہہ دیتے تھے اور بیوی کہتی تھی کہ آپ پڑھے لکھے

ہونے کے باوجود اولاد کو فتنہ کیوں کہتے ہیں۔ جب ہمیں پتہ چلا اور ہمارے سامنے مسئلہ پیش ہوا تو پھر ہم نے ان کی اہلیہ صاحبہ کو سمجھایا کہ آپ بھی ٹھیک کہتی ہیں اور وہ بھی ٹھیک کہتے ہیں۔ آپ اسے اردو زبان کے معانی میں سمجھ رہی ہیں اور وہ اسے عربی زبان کے معانی میں کہہ رہے ہیں کیونکہ اولاد آزمائش ہوتی ہے۔ ویسے بھی بندے کو اپنی اولاد سے پیار ہوتا ہے اور پیار میں بندہ پتہ نہیں اپنی اولاد کو کیا کچھ کہہ دیتا ہے۔ اتنی باتیں کرنے کے بعد وہ جھگڑا ختم ہوا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولاد آزمائش کیسے ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اولاد پیاری ہوتی ہے۔ اگر بچہ اتنی عمر کو پہنچ جائے کہ اس پر نماز پڑھنا ضروری ہو جائے تو اسے باپ ایک ہی دفعہ جگاتا ہے، محبت کی وجہ سے بار بار نہیں جگاتا تاکہ اس کی نیند ڈسٹرب نہ ہو۔ حالانکہ وہ بالغ ہونے کے بعد نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے گنہگار ہو رہا ہوتا ہے۔ باپ محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر گناہ کروا رہا ہوتا ہے۔ فرض چھوٹ رہے ہوتے ہیں اور باپ اس گناہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ اس لئے اولاد کو آزمائش کہا گیا۔ اسی طرح بیوی کو بعض اوقات اس لئے بات نہیں کرتا کہ ناراض نہ ہو جائے۔

شریعت نے بیوی بچوں سے محبت رکھنے کا بھی حکم دیا ہے اور حدود بھی متعین کر دی ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بیوی بچوں کے ساتھ شریعت کی حدود کے اندر رہ کر تعلق رکھیں۔

دینداری کے ساتھ حسن سلوک کی ضرورت

کچھ ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ جب وہ دین میں آگے بڑھتے ہیں تو ان کا بیوی بچوں سے برتاؤ بہت ہی نامناسب ہوتا ہے۔ یہ چیز بھی بہت غلط ہے۔ جو دین

www.besturdubooks.wordpress.com

دار بن جائے اس کو تو چاہیے کہ بیوی بچوں پر اور زیادہ مہربان ہو جائے۔ ایسا ہرگز نہ بنیں کہ ان کی بیویاں ان کی دینداری سے توبہ توبہ کریں اور کہیں کہ ایسی دینداری سے تو اللہ کی پناہ۔

کچھ لوگ تو عالم اور سمجھدار ہونے کے باوجود ایسے ہوتے ہیں کہ اگر بیوی نماز میں سستی کر جائے تو ایک دفعہ اسے نماز کے لئے اٹھاتے ہیں۔ اس سے پہلے تو نماز نہ پڑھنے پر ٹوکتے نہیں تھے اور اب وہ ضد کر جاتی ہے۔ پیر صاحب سے بیعت کر کے اگر خود کچھ جاگتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بیوی بھی فوراً جاگ جائے...... وہ اتنے سالوں سے سوئی ہوئی ہے وہ کیسے جاگے گی۔ اس کو تو جاگنے میں ٹائم لگے گا...... وہ صبح جگانے سے بھی نہیں جاگتی تو اب صوفی صاحب کا پارہ چڑھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ سوئی پڑی ہے، اسے شرم نہیں آتی، مردار بن کے پڑی ہوئی ہے اور حرام کھاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ بھی آگے سے ضد کرے گی۔ اس سے کام الٹا بگڑے گا۔ اس لئے جو لوگ دینی وضع قطع کو اختیار کریں ان کو چاہیے کہ اس کی ایسی لاج رکھیں کہ اس کے بچے اور بیوی خوشی محسوس کریں کہ ہم ایک دین دار شخصیت کے زیر سایہ زندگی گزار رہے ہیں۔ ورنہ ہم نے ایسی اولاد بھی دیکھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر دینداری یہی ہے جیسی ہمارے ابو میں ہے تو ہم اس سے باز آئے۔ اس میں دین کی کسی قسم کی کمزوری کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ ذاتی کمزوریاں ہوتی ہیں، مگر چونکہ گھر والے بھگت رہے ہوتے ہیں اس لئے وہ ایسی باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔

مسلمان بننے میں رکاوٹ

بیرون ملک میں ایک صاحب ہمارے دوست تھے۔ انہوں نے اہل کتاب

www.besturdubooks.wordpress.com

میں شادی کی...... نام اہل کتاب کا ہوتا ہے جبکہ چٹی چمڑی کی محبت ہوتی ہے...... وہ کہنے لگے کہ جی میں نے اہل کتاب میں شادی کر لی ہے۔ ہم سمجھ گئے اور کہا کہ ٹھیک ہے، جو کتاب آپ نے پڑھنی ہے وہ آپ کو مل گئی ہے۔

وہ ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں اور میری بیوی کچھ وقت لے کر آنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا، بہت اچھا۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کو لے کر آئے۔ ان کی بیوی کو پردے میں بٹھا دیا گیا۔ اس نے کہا، میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا، ضرور پوچھیں۔ اس نے اسلام کے بارے میں کچھ سوال پوچھے۔ اس عاجز نے ان کے جوابات دیئے۔ دس پندرہ منٹ کے بعد وہ مطمئن ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس نے کہہ بھی دیا کہ میں اسلام سے بہت ہی Satisfied (مطمئن) ہوں۔ یہ سن کر میں نے کہا، پھر آپ مسلمان کیوں نہیں بن جاتیں۔ وہ اپنے خاوند کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی کہ اس بندے سے پوچھیں کیونکہ اس کی وجہ سے میں مسلمان نہیں بن رہی۔ وہ خاوند کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگی کہ نام اس کا عبداللہ ہے اور اس کے کام شیطانوں والے ہیں، جس دن یہ سیدھا ہو جائے گا میں بھی اس دن کلمہ پڑھ لوں گی۔ وہ بندہ اپنی بیوی کے لئے دین میں آنے میں رکاوٹ بنا ہوا تھا۔

وہ طبیعت کا تو اچھا تھا مگر اصل رکاوٹ یہ تھی کہ اس میں غصہ بہت تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آ جاتا اور بیوی کو ایسی ایسی گالیاں دیتا تھا کہ اللہ کی پناہ۔ وہ کہتی تھی کہ یہ انسان تو نہیں ہے بلکہ ایک جانور کی طرح ہے...... ویسے بھی جو آدمی معمولی سی باتوں پر غصہ میں آ کر برتن توڑنے پر آ جائے اور خونخوار نظر آئے اس کو انسان کون کہے گا؟ تو انسان ایسا بھی دیندار نہ بنے کہ اس کی دینداری کو دیکھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ دین میں آنے سے رک جائیں۔ اسے چاہیے کہ دین کی لاج رکھتے ہوئے ان کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کرے کہ وہ خوشی کے ساتھ دین میں داخل ہو جائیں۔

نبی اکرم ﷺ کا اپنے اہل خانہ سے برتاؤ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہت ہی محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ

(میں تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لئے سب سے بہتر ہوں)

ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لائے۔ اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہؓ پیالے میں پانی پی رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے دور سے فرمایا، حمیرا! میرے لئے بھی کچھ پانی بچا دینا۔ ان کا نام تو عائشہ تھا لیکن نبی علیہ السلام ان کو محبت کی وجہ سے حمیرا فرماتے تھے۔ اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ ہر خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کا محبت میں کوئی ایسا نام رکھے جو اُسے بھی پسند ہو اور اِسے بھی پسند ہو۔ ایسا نام Symbol of Love (محبت کی علامت) ہوتا ہے۔ اور جب اس نام سے بندہ اپنی بیوی کو پکارتا ہے تو بیوی Closeness (قرب) محسوس کرتی ہے۔ یہ سنت ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فرمایا کہ حمیرا! میرے لئے بھی کچھ پانی بچا دینا تو سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے کچھ پانی پیا اور کچھ پانی بچا دیا۔ نبی علیہ السلام ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے پیالہ حاضر خدمت کر دیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے وہ پیالہ ہاتھ میں لیا اور آپ ﷺ پانی پینے لگے تو آپ ﷺ رک گئے اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا، حمیرا! تو نے کس جگہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے منہ لگا کے پانی پیا تھا؟ انہوں نے نشاندہی کی کہ میں نے یہاں سے پانی پیا تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اپنے مبارک لب اسی جگہ پر لگا کر پانی نوش فرمایا۔ جب خاوند اپنی بیوی کو ایسی محبت دے گا تو وہ کیونکر گھر آباد نہیں کرے گی۔

اب سوچئے کہ رحمۃ للعالمین تو آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ آپ سید الاولین والآخرین ہیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے اپنی اہلیہ کا بچا ہوا پانی پیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آپ ﷺ کا بچا ہوا پانی وہ پیتیں، مگر یہ سب کچھ محبت کی وجہ سے تھا۔

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا، حمیرا! تم مجھے مکھن اور چھوہارے ملا کر کھانے سے زیادہ محبوب ہو۔ وہ مسکرا کر کہنے لگیں، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے آپ مکھن اور شہد ملا کر کھانے سے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا، حمیرا! تیرا جواب میرے جواب سے زیادہ بہتر ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں جتنی خشیت الٰہی تھی اس کا تو ہم اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ مگر آپ ﷺ کا اپنے اہل خانہ کے ساتھ موانست، پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ یہ چیز عین مطلوب ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس چیز کو پسند کرتے ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی گھر تشریف لاتے تھے تو ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ تشریف لاتے تھے۔ اس حدیث پاک کے آئینہ میں ذرا ہم اپنے چہرے کو دیکھیں کہ جب ہم اپنے گھر آتے ہیں تو تیوریاں چڑھی ہوتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مسکراہٹ محبت کا سرچشمہ ہے

کراچی کے ایک صاحب کا ہمارے ساتھ تعلق تھا۔ ایک مرتبہ وہ میاں بیوی دونوں ملنے آئے۔ وہ کہنے لگے، حضرت! ہماری شادی کو چار سال ہو چکے ہیں اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اب ہمارا گزارہ مشکل ہے، کہ ہم دونوں آپ سے بیعت ہیں، حاضر اس لئے ہوئے ہیں کہ آپ سے اجازت بھی لے لیں اور نصیحت بھی لے لیں تاکہ آپ ناراض بھی نہ ہوں کہ تم نے تو بتایا ہی نہیں۔ یہ میاں صاحب کے الفاظ تھے۔

اب انہوں نے آکر کچھ باتیں تو بتائیں۔ ایسے حالات میں پیروں کا کام یہ ہوتا ہے کہ Read in between the line (بین السطور اصل حقیقت کو سمجھیں)۔ کچھ تو مرید آکر بتاتے ہیں اور کچھ ان کو پڑھنا پڑتا ہے کہ اندر کی بات کیا ہے۔ خیر اندر کی بات کا پتہ چل گیا کہ ان دنوں خاوند کا کاروبار کچھ مشکل سا بنا ہوا ہے اور وہ جب گھر آتے ہیں تو وہی تفکرات اور وہی سوچیں انہیں گھیرے رکھتی ہیں۔ بیوی اس وقت کھانا کھاتی ہے جب وہ گھر آتے ہیں اور جب وہ گھر آتے ہیں تو ان کا موڈ بنا ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں تو گھر میں محبت والا ماحول پیدا نہیں کیا جا سکتا۔

میں نے ان سے کہا کہ آپ جس فیصلہ کن نتیجے پر پہنچے ہیں اس کے لئے آپ چھ مہینے انتظار کریں۔ وہ کہنے لگے، جی بہت اچھا۔ میں نے کہا، خاوند یہ وعدہ کرے کہ وہ ایک کام کرے گا۔ اس نے کہا، جی حضرت! میں ضرور کروں گا۔ میں نے کہا کہ وعدہ یہ لینا ہے کہ آپ جب بھی گھر آئیں گے، آپ اپنی اہلیہ کو دیکھ کر مسکرائیں گے۔ ان کو یہ چھوٹی سی بات نظر آئی۔ وہ کہنے لگا، جی حضرت! بہت اچھا۔ وہ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت اس بات کی حقیقت کو نہ پا سکے۔

اب بتائیں کہ بیوی انتظار میں ہو، مل کر کھانا کھانا چاہتی ہو، خاوند کے لئے دروازہ کھولے اور خاوند کی اس پر نظر پڑے اور وہ مسکرائے تو بہاریں شروع ہو جاتی ہیں یا نہیں۔

میں نے ان کو چھ مہینے کی مہلت دی تھی۔ انہوں نے اس نصیحت پر عمل شروع کر دیا۔ چنانچہ چھ مہینے تو کیا ایک مہینے کے بعد فون آیا کہ حضرت! جتنی محبت کی زندگی ہم اب گزار رہے ہیں ہم نے اس کے بارے میں کچھ سوچا بھی نہیں تھا...... ذرا سوچئے کہ ایک مسکراہٹ نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کی زندگی تلخ ہو کر رہ گئی تھی جہاں نبی علیہ السلام کی ایک سنت کے چھوٹنے پر گھر اجڑنے کی نوبت آرہی تھی وہاں وہی سنت زندہ کرنے پر گھر جنت کا منظر پیش کرنے لگا۔

اللہ کی محبت کی چھتری

آدمی کو چاہیے کہ بچوں کی محبت کی وجہ سے شریعت مطہرہ کے احکام کو پس پشت نہ ڈال دے۔ مثلاً بچے یہ ضد کریں کہ ابو ہمیں تو آپ ٹی وی لے کر دیں۔ بچوں کی ایسی ضد کوئی اچھی چیز نہیں ہے کیونکہ شریعت کے خلاف ہے۔ ایسے لوگ نام تو بچوں کا لیتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنی دلی مراد پوری کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بچے ہمسایوں کے گھر میں جا کر ٹی وی دیکھتے تھے اس لئے ہم نے کہا کہ اس سے تو بہتر ہے کہ اسے اپنے ہی گھر میں لا کر دے دیں۔ یہ تو ایسے ہی ہوا کہ

فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ قَامَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ

(بارش سے بھاگا پرنالے کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا)

بَنٰى قَصْرًا وَّهَدَمَ مِصْرًا

www.besturdubooks.wordpress.com

(محل بنا دیا اور شہر اجاڑ دیا)

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ گھر میں ٹی وی لا کر رکھتے ہیں وہ ایمان کی ٹی بی لا کر رکھتے ہیں۔ جس طرح جس انسان کے اندر ٹی بی کے جراثیم آ جائیں تو وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اسی طرح جس گھر میں ٹی وی کے جراثیم آ جائیں وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

شریعت میں ایسی باتیں مطلوب نہیں ہیں۔ اس لئے یہ بات ذہن میں رکھئے کہ ان محبتوں کی ایک حد ہے کہ یہ سب محبتیں اللہ رب العزت کی محبت کے نیچے رہنی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں قرآن کا فیصلہ سنئے۔

قُلْ اِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (التوبہ:۲۴)

اگر ان تمام چیزوں کی محبت اللہ کی محبت، اس کے رسول ﷺ کی محبت اور اس کے راستے میں جہاد کرنے کی محبت سے زیادہ بڑھ گئی تو پھر انتظار کرو، حتی کہ اللہ تمہارے اوپر اپنے عذاب کا کوڑا کھینچ لے گا۔ یہ سب محبتیں اللہ کی محبت کی چھتری کے نیچے رہنی چاہئیں۔ اگر اللہ کی محبت کی چھتری ہٹ گئی تو یہ سب محبتیں ناجائز ہو جائیں گی۔ یہاں اللہ تعالیٰ بتانا یہ چاہتے ہیں کہ یہ محبتیں ٹھیک ہیں لیکن جب یہ اللہ کی محبت کے راستے میں رکاوٹ بننے لگ جائیں تو پھر تمہیں چاہیے کہ تم ان محبتوں کو پاؤں کے نیچے ڈال کر آگے قدم بڑھاؤ کیونکہ تمہاری منزل کوئی اور ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت یا نفسانیت

ایک محبت انسانوں کے درمیان نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ایسی محبت کو شریعت میں حرام کہا گیا ہے۔اس محبت کا تعلق شہوت کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے محبت کا لفظ استعمال کرنا ہی نہیں چاہئے کیونکہ وہ تو حقیقت میں نفسانیت اور شیطانیت ہے۔وہ محبت انسان کو مجبور کرتی ہے کہ دوسروں کے ساتھ خلاف شرع تعلقات بنائے۔ایسے تعلق کی انتہا یہ ہے کہ جب آدمی کی شہوت پوری ہو جاتی ہے تو یہ تعلق بھی ختم ہو جاتا ہے۔انسان کے اندر کی گندگی اسے ایسے تعلقات کے لئے مجبور کرتی ہے۔ان شہوانی محبتوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

ایسے لوگ مختلف شکلیں پسند کرتے پھرتے ہیں۔ارے! دنیا میں تو مختلف ٹھپے چل پھر رہے ہوتے ہیں،تم کس کس ٹھپے کو پسند کرو گے۔شریعت نے فرمادیا ہے کہ جو چیز تمہارے لئے حلال ہے اس سے محبت کرنا مستحسن عمل ہے اور جس چیز سے منع کر دیا ہے اسے تم آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔گویا **Nip the evil in the bud** (برائی کو شروع میں ہی دبادو) کے مصداق سمجھا دیا کہ تم ایسی چیزوں کو دیکھ بھی نہیں سکتے۔لیکن کئی مرتبہ انسان ایسے تعلقات میں پھنس جاتا ہے۔بلکہ سچ کہوں کہ ایسے تعلقات میں دھنس جاتا ہے۔پھنسنے اور دھنسنے میں فرق ہوتا ہے۔پھنسا ہوا بندہ خود زور لگائے تو نکل آتا ہے لیکن دھنسا ہوا بندہ خود اس میں سے نہیں نکل پاتا،وہ جتنا زور لگاتا ہے وہ اتنا ہی اور زیادہ دھنستا ہے،اسے کوئی نکالنے والا چاہئے۔

ایسے موقع پر اللہ والے کام آتے ہیں۔وہ ان کے لئے اللہ کے حضور دعائیں مانگتے ہیں،ان کی طرف سے معافی مانگتے ہیں،رو رو کر اللہ کو مناتے ہیں،ان کو توجہات دیتے ہیں اور انہیں سمجھاتے ہیں۔بالآخر اس بندے کے لئے اس دلدل

www.besturdubooks.wordpress.com

سے نکلنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور وہ گناہوں کی دلدل میں دھنسا ہوا بندہ باہر نکل آتا ہے۔

شہوانی محبت کا جنون

انسان میں شہوانی محبت جنون کی حد تک پیدا ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس محبت میں پاگل ہو جاتا ہے۔ عرب میں قیس نامی ایک آدمی تھا۔ اس کو کسی خاتون سے تعلق ہو گیا۔ اگرچہ وہ خاتون رات کی طرح کالی تھی اور اس کے ماں باپ نے بھی اس کا نام لیلیٰ رکھ دیا تھا لیکن قیس اس کی محبت میں دیوانہ ہو گیا۔

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آپس میں صلح ہوئی۔ حدیث پاک میں بھی ان دونوں کے لئے فرمایا گیا، فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ اگلے دن سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جا رہے تھے کہ راستے میں ان کو قیس مل گیا۔ اس کو سلام کیا۔ پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا، قیس! یہ میں نے اچھا کیا ہے نا کہ میں نے حکومت انہی کے سپرد کر دی ہے جو اس کے زیادہ اہل تھے۔ قیس خاموش رہا۔ انہوں نے پھر پوچھا، قیس! تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ قیس کہنے لگا، جی سچی بات تو یہ ہے کہ حکومت لیلیٰ کو بجتی ہے۔ یہ سن کر سیدنا حضرت حسنؓ نے فرمایا، اَنْتَ مَجْنُوْنٌ (تو پاگل ہے) اس وقت سے اس کا نام مجنون پڑ گیا۔ اس کا یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ اس کے اصل نام سے بہت لوگ واقف ہیں۔

مجنون کے والد نے ایک مرتبہ اسے کہا، تیری وجہ سے میری بڑی بدنامی ہوتی ہے، چل تجھے بیت اللہ شریف لے جاتا ہوں اور وہاں جا کر اس تعلق سے توبہ کراتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنے والد کے ساتھ مقام ابراہیم پر پہنچ گیا۔ وہاں کھڑے ہو کر

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے والد نے اسے کہا کہ اب دعا کرو کہ اے اللہ! میں لیلیٰ کی محبت سے توبہ کرتا ہوں۔اس نے والد کے کہنے پر ہاتھ تو اٹھا لیے مگر دعا کرتے ہوئے کہنے لگا،

الٰہی تبت من کل المعاصی
و لکن حب لیلیٰ لا اتوب

(اے اللہ! میں سب گناہوں سے توبہ کرتا ہوں لیکن لیلیٰ کی محبت سے توبہ نہیں کرتا)

جب اس نے یہ کہا تو اس کے والد نے غصے سے اس کی طرف دیکھا اور جب والد نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے دوسری دعا مانگی

الٰہی لا تسلبنی حبها ابدا
و یرحم اللہ عبدا قال آمیناً

(اے اللہ! اس کی محبت کبھی بھی میرے دل سے سلب نہ کرنا اور جو بندہ اس دعا پر آمین کہہ دے اس کی بھی مغفرت کر دینا)

ایک آدمی نے سوچا کہ لیلیٰ کا بڑا نام سنا ہے، ذرا دیکھوں تو سہی کہ وہ حور پری کون سی ہے جس کی مجنوں کے ساتھ اتنی باتیں مشہور ہیں۔اس نے دیکھا تو وہ عام عورتوں سے بھی گئی گزری تھی۔لہٰذا اس نے دیکھتے ہی اسے کہا،

از دگر خوباں تو افزوں نیستی

(اے خاتون! کیا بات ہے کہ تو دوسری حسین عورتوں سے بڑھی ہوئی تو نہیں ہے)

وہ کہنے لگی،

گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

www.besturdubooks.wordpress.com

(اس نے کہا، تو چپ ہو جا کیونکہ تو مجنوں نہیں ہے)

یعنی اگر تو مجھے مجنوں کی نظر سے دیکھے گا تو ساری دنیا کی حسین عورتوں سے زیادہ میں تجھے حسین نظر آؤں گی۔ ایسی محبت کو محبت نہیں کہتے بلکہ پاگل پن کہتے ہیں۔

ایک دفعہ مجنوں کتے کو بیٹھا چوم رہا تھا۔ کسی نے کہا، ارے مجنوں! تو کتے کو چوم رہا ہے۔ کہنے لگا، ہاں میں اسے اس لیے چوم رہا ہوں کہ یہ اس دیار سے ہو کر آیا ہے جہاں لیلیٰ رہتی ہے۔

محبت مجازی کی پہچان

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے دوسرے صحابہؓ کی نسبت بڑے مزے کے سوال پوچھتے تھے۔ اس سے بات سمجھنے کے لئے ہمارے لیے بڑی آسانی ہو گئی ہے۔ انہوں نے ایک مرتبہ نبی علیہ السلام سے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! لوگوں کے دلوں میں جو مخلوق کی محبت آ جاتی ہے اس کی پہچان کیا ہے؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

سهر الليالي و ارسال للالي

(انسان راتوں کو جاگتا ہے اور موتی بہاتا ہے)

یعنی اس کا دل اس کے بس میں نہیں ہوتا اور یہ تعلق اس کو اتنا مجبور کر دیتا ہے کہ اسے راتوں کو نیند نہیں آتی۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں گرتی رہتی ہیں۔

شریعت مطہرہ کا حسن و جمال

ان مصیبتوں سے انسان کیسے بچ سکتا ہے؟ اگر انسان شریعت و سنت کا ہار گلے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں پہن لے تو وہ ان مصیبتوں سے بچ سکتا ہے۔ شریعت مطہرہ کا حسن و جمال دیکھئے کہ اس میں گناہ کا شروع ہی سے راستہ روک دیا گیا ہے۔ پہلی شریعتوں کی نسبت دین اسلام کو مکمل شریعت کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شریعت میں جس کام سے روکنا تھا اس کی مبادیات سے بھی روک دیا گیا۔

مثال کے طور پر شرک سے روکنا تھا تو شریعت نے تصویر بنانے سے ہی روک دیا۔ کیونکہ شرک اس وقت ہوتا ہے جب انسان بت بناتا ہے۔ تصویر میں بت پرستی کی ابتدا ہے اور بت میں اس کی انتہا ہے۔ گویا جس منزل پر جانے سے روکنا تھا اس منزل کی طرف پہلا قدم اٹھانے سے بھی روک دیا۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ جس راستے پر جانا نہیں اس کا فاصلہ کیا پوچھنا۔

اسی طرح شریعت نے زنا سے منع کرنا تھا تو مطلقاً یہ نہیں کہا کہ زنا نہ کرنا بلکہ فرمایا:

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی (بنی اسرائیل:۳۲)

(اور تم زنا کے قریب بھی نہ جانا)

یہاں قریب بھی نہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی اجنبی نامحرم کے ساتھ تنہائی میں بھی نہ بیٹھنا اور گفتگو بھی نہ کرنا۔ کیونکہ یہ زنا کی ابتدا ہے۔ جب ابتدا ہی سے روک دیا جائے گا تو آگے بات ہی نہیں چلے گی۔

زنا کے لئے سب سے پہلا قدم

میں پھر کہہ رہا ہوں کہ زنا کے لئے سب سے پہلا قدم اجنبیہ سے بات کرنا ہے۔ یہ اصول یاد رکھنا۔ کیونکہ قرآن عظیم الشان کا یہی فیصلہ ہے۔ اسی لئے شریعت نے عورتوں کو حکم دیا کہ تم اگر کسی غیر محرم کے ساتھ کسی ضرورت کے تحت بات کرو تو

www.besturdubooks.wordpress.com

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ (الاحزاب:۳۲)

(پس تم اپنے لہجے میں نرمی نہ رکھو)

یعنی لہجے میں تھوڑی سی سختی رکھو، نپے تلے الفاظ استعمال کرو، ایسے الفاظ کہو کہ اس آدمی کو اگلی بات پوچھنے کا موقع ہی نہ ملے، وہ جو بات پوچھنا چاہتا ہے وہ بھی آدھی پوچھے اور پھر بات کرنا بند کر دے۔ کیونکہ بات یہیں سے آ کر سمٹتی ہے کہ گناہ کا راستہ وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں عورت غیر محرم سے نرم لہجے میں بات کرتی ہے۔ اس لئے شریعت نے نرم لہجے میں بات کرنے سے بھی منع کر دیا۔ گویا شیطان جن راستوں سے گزر سکتا تھا شریعت نے وہ سب راستے بند کر دیئے۔ لہٰذا جو انسان شریعت کے مطابق زندگی بسر کرے گا وہ شیطان کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔

دوزخ کے ساتھ بات چیت

آج تو یہ حالت ہو چکی ہے کہ نوجوان کزنوں سے اور اجنبی عورتوں سے بات کرنے کے مواقع ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم صرف بات ہی کرتے ہیں۔ یہ شیطان کا بڑا دھوکا اور اس پر جلتی کا کام Cell phone نے کر دیا ہے۔ آج کل کے ماں باپ بچوں اور بچیوں کو خود خرید کر دیتے ہیں اور وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتے ہیں۔ میں نے کئی ملکوں میں بچوں کے پاس سیل فون دیکھے ہیں۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ تمہارے پاس Cell phone نہیں بلکہ تمہارے پاس Hell phone ہے کیونکہ غیر محرموں سے بے تکلفانہ بات چیت کرنا دوزخ کے ساتھ بات چیت کرنا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کرنے کے بعد ملاقات کی تمنا

ایک بات یاد رکھیے کہ جب بے تکلفانہ باتیں ہوں گی تو پھر ملاقات کرنے کو بھی جی چاہے گا۔ اس کی دلیل قرآن عظیم الشان سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرامؑ دنیا میں بھیجے۔ ان تمام انبیائے کرام میں سے صرف ایک نبی علیہ السلام ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کہا،

رب ارنی انظر الیک (الاعراف: ۱۴۳)

(اے پروردگار! مجھے اپنا آپ دکھا دیجئے تا کہ میں آپ کو دیکھوں)

یہ مطالبہ کرنے والے موسیٰ کلیم اللہؑ تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کیا کرتے تھے۔ گویا جن کو باتیں کرنے کا موقع ملا، ملاقات کرنے کے لئے بھی انہی کا دل چاہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں بات شروع ہوتی ہے وہاں دیکھنے کا قدم بھی لازمی اٹھتا ہے اور جب دیکھیں گے تو پھر تیسرا قدم بھی اٹھے گا۔

؎ نہ تو خدا ہے نہ میرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انساں ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں

پاکیزگی کے لئے دو چیزوں کی حفاظت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ . (النور: ۳۰)

(اے محبوب! ایمان والوں کو فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اس میں ان کیلئے خوب پاکیزگی ہے اور اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں)

گویا پاکیزگی کے لئے نگاہوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کی ضرورت ہے۔

آیت کے معارف

اس آیت کے اندر کچھ معارف ہیں لہٰذا انہیں دل کے کانوں سے سنئے گا۔

◎......اللہ رب العزت نے اس آیت کو قُلْ سے شروع کیا۔یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو واسطہ بنایا، ڈائریکٹ حکم پاس نہیں کیا جیسے روزے کا حکم ڈائریکٹ دیا تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ اے میرے محبوب ﷺ! جب میرے احکام آپ پہنچائیں گے اور یہ آپ کی زبان مبارک سے سنیں گے تو یہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے، اگر عمل نہیں کریں گے تو دنیا اور آخرت میں آپ کے سامنے شرمندہ ہوں گے۔کوئی بندہ نبی کریم ﷺ کے سامنے شرمندہ ہو تو یہ چھوٹی بات ہے اور اگر اسے ڈائریکٹ اللہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا تو یہ اس سے بھی اونچی بات ہوگی۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے امت کے اوپر شفقت کی وجہ سے اس حکم کو نبی علیہ السلام کی وساطت سے دلوایا تاکہ میرے محبوب ﷺ میرا حکم *Pass On* کریں اور پھر بھی یہ کوتاہی کر گئے تو میں اپنی رحمت کے ساتھ ان کے ساتھ معافی کا معاملہ کر دوں گا لیکن اگر حکم بھی میں نے دیا اور میرے ہی حکم کو توڑیں گے تو پھر وہ میری رحمت کے مستحق کیسے ہوں گے اس لئے قُل کہہ کر حکم پہنچایا۔جیسے باپ نے اگر بیٹے کو کوئی کام کہنا ہو تو بعض دفعہ صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ آپ ہی بیٹے کو کہہ دیں۔جیسے اس کے اس طرح کہنے میں حکمت ہوتی ہے اسی طرح اس آیت کو قل کے ساتھ شروع کرنے بھی یہ حکمت تھی۔

◎......دوسری بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اس آیت میں لِلْمُؤْمِنِيْن

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا۔ یہاں لبنی آدم یا للناس نہیں فرمایا، کہ بنی آدم سے کہہ دیں یا انسانوں سے کہہ دیں بلکہ یہ فرمایا کہ ایمان والوں سے کہہ دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو! یہ کفار تو ہیں ہی جہنمی، ان کو اس بات کے کہنے کا فائدہ ہی نہیں ہے اور تم تو ہو ہی جنتی، اس لئے گویا یوں فرمایا کہ اے جنت میں جانے والو! ہم تمہیں ایک حکم اس توقع پر دے رہے ہیں کہ تم اس حکم کو جلدی پورا کر دو گے۔

غیر محرم کو دیکھنے کا عذاب

حدیث پاک میں آیا ہے:

جس نے کسی اجنبی غیر محرم عورت کی طرف دیکھا تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں کے اندر پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ اس کی آنکھ میں قیامت کے دن انگارے ڈالے جائیں گے۔ اور ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ اس کی آنکھ میں قیامت کے دن فرشتے لوہے کی سلاخیں ڈالیں گے۔

محدثین نے ان تینوں حدیثوں کو جمع کر لیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ کسی کو یہ عذاب ہوگا، کسی کو یہ عذاب ہوگا اور کسی کو یہ عذاب ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ تینوں عذاب بھی ہو سکتے ہیں اور تینوں میں سے کوئی ایک بھی ہو سکتا ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

جس بندے نے اس جگہ پر ایک نگاہ ڈالی جس پر ڈالنے سے اس کو منع کیا گیا تھا اس ایک نظر کے بدلے میں اسے جہنم میں چالیس سال تک جلنا پڑے گا۔

یعنی ہر ایک نظر کے بدلے چالیس سال تک جہنم میں جلنا پڑے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا:

اَلنَّظْرُ بِالشَّهْوَةِ سَهْمٌ مَسْمُوْمَةٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ

(شہوت کی ایک نظر ابلیس کے تیروں میں سے زہر سے بجھا ایک تیر ہوتا ہے)

شہوت بھری نظر زہر والا ایک تیر ہوتا ہے جو سیدھا بندے کے دل پر آ کر لگتا ہے اور بندے پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ہمارے اسلاف فرماتے تھے کہ

اَلْعَيْنُ عَيْنُ الْمَعَاصِيْ

(آنکھ گناہوں کا چشمہ ہے)

اور بعض نے فرمایا:

اَلنَّظْرُ اَسَاسُ الذُّنُوْبِ

(انسان کی نظر گناہوں کی بنیاد ہے)

نوجوانوں کی نجات کی ایک صورت

ایک دفعہ ایک نوجوان صحابی ﷛ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! كيف النجاة ؟ ہم نوجوانوں کے لئے نجات کس میں ہے؟

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

اِحْفَظْ عَيْنَكَ

(اپنی آنکھوں کی حفاظت کر)

معلوم ہوا کہ نوجوانوں کی نجات اس بات میں ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کی حفاظت کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک شیطانی دھوکا

جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ ہم غیر محرم کو دیکھتے ہیں مگر ہم پر اثر نہیں ہوتا، وہ بڑے دھوکے میں ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں مردوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا اور عورتوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (الاحزاب:۵۳)

(اس میں خوب پاکیزگی ہے تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے)

تو معلوم ہوا کہ جب قرآن یہ کہہ رہا ہے تو جو کہتا ہے کہ میرے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ جھوٹ بول رہا ہوتا ہے۔ اگر کوئی عورت یہ کہے کہ مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو وہ بھی جھوٹ بول رہی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں مذکر اور مونث دونوں کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔

فحش کام حرام ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ

(لاعراف:۳۳)

(اے میرے محبوب ﷺ! آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے فحش کاموں کو حرام فرما دیا جو ظاہر میں ہیں یا باطن میں)

علماء نے لکھا ہے کہ جو ظاہر میں ہیں ان سے مراد زنا کرنا ہے اور جو باطن میں ہیں ان سے مراد یہ ہے کہ پوشیدہ طور پر اپنی شہوت کو پورا کرنا، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسم کے فحش کاموں کو حرام فرما دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کے بندے

اللہ تعالیٰ نے جہاں عباد الرحمٰن کی بات ارشاد فرمائی، وہاں اس کے بعد الا کا لفظ استعمال کیا۔ یعنی رحمان کے ان بندوں کے علاوہ بندوں کی بات کرتے ہوئے ان بندوں کا تذکرہ فرمایا جو زنا کرتے ہیں۔ مفسرین نے یہاں نکتہ لکھا ہے کہ اسلوب قرآن بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو زنا کار ہوتے ہیں وہ رحمان کے بندے نہیں ہوا کرتے بلکہ وہ شیطان کے بندے ہوا کرتے ہیں۔

زنا کرنے کے چھ نقصانات

حدیث پاک میں آیا ہے کہ زنا کرنے کے تین نقصانات دنیا میں ہوتے ہیں اور تین آخرت میں ہوتے ہیں۔ دنیا میں تین نقصانات یہ ہوتے ہیں:

(۱) اس بندے کے چہرے کا نور زائل ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے سے پھٹکار اور نحوست برستی ہے۔

(۲) اس کے رزق کو تنگ کر دیا جاتا ہے۔ وہ ہر وقت قرضوں میں جکڑا رہتا ہے۔

(۳) اللہ رب العزت اس کی عمر کو کم کر دیتے ہیں۔

اور آخرت کے تین نقصانات یہ ہیں

(۱) اللہ رب العزت اس بندے کے ساتھ قیامت والے دن غصے کے ساتھ پیش آئیں گے۔

(۲) اس کا حساب اللہ تعالیٰ سختی کے ساتھ لیں گے۔

(۳) اس کو جہنم میں بڑی لمبی مدت کے لئے رہنا پڑے گا۔ چنانچہ اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرماتے ہیں۔ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۔اور قرآن مجید میں ایک جگہ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا کے الفاظ آتے ہیں۔ یہاں مفسرین فرماتے ہیں کہ گویا خـلـدیـن کا لفظ استعمال کیا مگر وہ کافر مشرک اور منافق کی طرح اگرچہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہیں گے البتہ وہ بڑی لمبی مدت کے لئے جہنم میں رہیں گے۔

اس لئے موت سے پہلے پہلے اس گناہ سے توبہ کرنی چاہیے تاکہ ہم اللہ رب العزت کے ہاں بخشش کیے ہوئے گنہگاروں میں شامل ہو جائیں۔

تین محروم آدمی

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے نہ تو کلام کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا۔

(۱) جھوٹ بولنے والا بادشاہ

(۲) بوڑھا زانی

(۳) فقیر متکبر

ایک اور حدیث پاک سند کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ یہ حدیث میں نے کتاب میں پڑھی اور باقاعدہ اس کی تصدیق کی۔ وہ حدیث یہ ہے کہ جو عورت اس لئے بنے سنورے کہ اسے کوئی غیر محرم محبت کی نظر سے دیکھے، اللہ رب العزت فیصلہ کر لیتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اس کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھوں گا۔ اور یہی چیز مرد کے لئے بھی ہے کہ جو مرد اس لئے بنے سنورے کہ اسے کوئی غیر عورت محبت کی نظر سے دیکھے اسے بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محبت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔ اس لئے کہ یہ کوئی چھوٹا سا گناہ نہیں ہے۔ اس سے سچی توبہ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ضرورت ہے۔ اللہ نے جو حلال کیا اس کو حلال سمجھیں اور اللہ کے حرام کو حرام سمجھیں،

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ (الطلاق: ۱)

(یہ اللہ کی حدود ہیں)

غیر محرم سے نظریں ہٹانے کے فضائل

آنکھوں کو غیر محرموں سے روکنے کے بہت سے فضائل ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے:

مَنْ غَضَّ بَصَرَہٗ عَمَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ

(جس نے حرام چیز سے اپنی آنکھ کو بند کر لیا اللہ رب العزت اس کے بدلے اس پر جہنم کی آگ حرام فرما دیں گے)

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ

مَنْ تَعَشَّقَ وَ کَتَمَ عِشْقَہٗ فَھُوَ شَھِیْدٌ

(جس نے عشق کیا اور اس نے اپنے عشق کو چھپایا وہ شہید ہے)

یعنی کسی آدمی کی کسی کے حسن و جمال پر نظر پڑ گئی اور اسے اس کا حسن اچھا لگا، لیکن اس نے اس بات کو دل میں رکھا، کسی پہ ظاہر نہیں کیا اور کوئی قدم نہیں اٹھایا، اگر وہ بندہ اسی حال میں فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن شہیدوں کی قطار میں شامل فرما دیں گے۔

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ تین بندوں کو اگر جہنم میں ڈال بھی دیا جائے تو جہنم کی آگ ان پر کوئی اثر نہیں کرے گی۔

(۱) کثرت کے ساتھ تلاوت کرنے والا

(۲) کثرت سے مہمان نوازی کرنے والا

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) زنا سے بچنے والا

ایک سنہری اصول

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ اگر ہم اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کریں گے اور غیروں کی عزتوں کو ہوس کی نظروں سے دیکھیں گے تو غیر بھی ہماری عورتوں کو ایسی ہی ناپاک نگاہوں سے دیکھیں گے۔

ایک آدمی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے اپنی بیوی کی طرف سے بھروسہ نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، تو اپنی نگاہیں غیروں کی عورتوں سے محفوظ کر لے اللہ تعالیٰ تیری بیوی کی حفاظت فرما دیں گے۔ اس لئے انسان اپنی نگاہوں کو پاک کر لے، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس کے اہل خانہ کو پاکیزگی عطا فرما دیں گے۔

قرآنی فیصلہ ہے کہ

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ط (فاطر: ۴۳)

(اور برائی کا داؤ الٹے گا انہی داؤ والوں پر)

ایک عبرتناک واقعہ

ایک سنار کی بیوی جوان تھی۔ وہ خوش شکل تھی۔ ایک دن وہ سنار جب گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی بیٹھی رو رہی ہے۔ وہ کہنے لگا، آپ کو کیا ہوا؟ اس نے کہا، یہ بچہ جو دو تین سال کا تھا اور اسے ہم نے گھر میں بیٹے کی طرح پالا تھا، اب سولہ سترہ سال کا ہو چکا ہے، اسے میں نے سبزی لینے بھیجا تھا، جب وہ سبزی لے کر واپس آیا اور میں اس سے سبزی لینے لگی تو اس نے سبزی دیتے ہوئے میرے ہاتھ کو پکڑ کر دبا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا، اس وقت میں نے اس کی نگاہوں کو برا محسوس کیا، مجھے یوں لگا کہ اس نے میرے ہاتھ کو بری نیت سے دبایا ہے، مجھے اس پر بہت افسوس ہوا جس کی وجہ سے میں رو رہی ہوں۔

جب بیوی نے یہ بات سنائی تو خاوند کی آنکھوں میں سے بھی آنسو آ گئے۔ بیوی پوچھنے لگی، جی آپ کیوں رو رہے ہیں؟ وہ کہنے لگا، یہ اس کا قصور نہیں ہے بلکہ میرا قصور ہے۔ اس نے کہا، آپ کا قصور کیسے؟ وہ کہنے لگا میں سنار ہوں، آج ایک عورت چوڑیاں لینے آئی، اس نے چوڑیاں خریدیں، اس نے وہ چوڑیاں خود پہننے کی کوشش کی، جب وہ نہ پہن سکی تو وہ مجھے کہنے لگی کہ ذرا یہ چوڑیاں مجھے پہنا دیں۔ چنانچہ جب میں اسے پہنانے لگا تو مجھے اس کے ہاتھ خوبصورت اور ملائم لگے، میں نے اس کے ہاتھوں کو شہوت سے دبایا، اس کے بدلے میرے نوکر نے میری بیوی کے ہاتھوں کو شہوت سے دبا دیا۔

جنت کی ضمانت

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی غیر محرم عورت پر قادر ہو اور اس کے باوجود وہ زنا نہ کرے میں اس کے لئے جنت میں جانے کی ضمانت دیتا ہوں۔ یعنی کسی کو کوئی ایسا موقع ملے کہ اس کے پاس غیر محرم عورت ہو اور وہ اس سے اپنی ہوس پوری کر سکتا ہو مگر اللہ کے ڈر کی وجہ سے باز آ جائے تو اس کے لئے جنت کی ضمانت ہے۔

سلیمان بن یسارؒ کا تقویٰ

الحمد للہ، اس امت میں ایسے ایسے اولیاء گزرے جنہوں نے پاکدامنی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ سلیمان بن یسارؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کے پاس کثرت سے آتے جاتے تھے۔ ان کا شمار وقت کے محدثین اور صوفیا میں ہوتا تھا۔ وہ بہت ہی خوبصورت تھے۔

ایک مرتبہ کسی عورت نے ان کی طرف گناہ کا پیغام بھیجا اور کہا کہ میں آپ کی خوبصورتی کی وجہ سے آپ پر فریفتہ ہوں، اب موقع ہے لہٰذا آپ میرے گھر آ جائیں تا کہ میں اپنی حسرت پوری کرسکوں۔ انہوں نے جواب میں کہا:

معاذ اللہ (میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)

جب وہ رات کو سوئے تو انہیں خواب میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا، سلیمان بن یسار! میں تو اللہ کا نبی تھا، میرے ساتھ اللہ کی حفاظت تھی، جب میرے سامنے گناہ پیش ہوا تو میں نے کہا تھا، معاذ اللہ، لیکن نبوت کی حفاظت کے ساتھ کہا تھا، کمال تو تو نے دکھایا کہ ولی ہو کر وہ کام کیا جو وقت کا نبی کیا کرتا ہے۔

ایک طالب علم کی سبق آموز داستان

شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگردوں میں ایک نوجوان تھا۔ وہ بہت ہی خوبصورت اور نیک سیرت تھا۔ وہ روزانہ ایک راستے سے گزر کر مدرسہ جاتا تھا۔ ایک عورت اسے روزانہ دیکھتی تھی۔ اس عورت کی نیت میں فتور آ گیا۔ اس سے رہا نہ گیا۔ چنانچہ اس نے ایک دن اپنے گھر کی نوکرانی کو بھی ساتھ ملایا اور کہا کہ اس کو کسی بہانے گھر لے آؤ۔ اس دن جب وہ وہاں سے گزرنے لگا تو وہ نوکرانی اس کے سامنے آ کر کہنے لگی کہ اس گھر میں ایک مریض ہے، اس کو تو دم کر دیجئے...... یہ بھی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرض ہی ہوتا ہے...... وہ طالب علم سمجھ نہ سکا۔ لہٰذا وہ گھر میں داخل ہو گیا۔ پیچھے سے نوکرانی نے دروازے بند کر دیئے۔ اب وہ عورت اس کے سامنے آ گئی اور کہنے لگی کہ میں آپ کو اتنی مدت سے اپنے گھر کے سامنے سے گزرتے ہوئے دیکھتی تھی۔ آپ مجھے بہت ہی اچھے لگتے تھے، سوچتی تھی کہ کسی طرح آپ کو بلا کر اپنی حسرت پوری کروں۔ جب وہ بے حجاب سامنے آئی اور یہ باتیں کیں تو وہ طالب علم گھبرا گیا۔ جب وہ گھبرایا تو وہ کہنے لگی کہ آج تو گھر میں کوئی نہیں ہے۔

جس کا تھا ڈر، وہ نہیں ہے گھر، اب جو چاہے کر

جب اس نے دیکھا کہ معاملہ بالکل ہی الٹ ہو چکا ہے تو وہ اس سے کہنے لگا، اچھا میں تیری مراد پوری کروں گا، لیکن مجھے قضائے حاجت کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا، اچھا، پھر آپ بیت الخلاء چلے جائیں۔ چنانچہ وہ بیت الخلاء میں چلا گیا...... اس وقت کے بیت الخلاء آج کے دور کے بیت الخلاء تو نہیں ہوتے تھے کیونکہ یہاں تو ہر چیز گم ہو جاتی ہے...... جب وہ بیت الخلاء میں گیا تو وہاں گندگی پڑی دیکھی۔ اس نے وہ گندگی اٹھا کر اپنے ہاتھوں پہ لگا لی۔ جب وہ باہر نکلا تو اس سے بدبو آ رہی تھی۔ اب وہ بدبو جب اس عورت نے سونگھی تو اسے اس سے نفرت آئی اور کہنے لگی کہ مجھے کیا پتہ تھا کہ تو اتنا گندہ ہے۔ دفع ہو جا یہاں سے۔ جب اس نے اسے کہا کہ دفع ہو جا یہاں سے تو وہ طالب علم اپنا ایمان بچا کر وہاں سے نکل گیا۔

باہر نکل کر دیکھا تو اسے وہ گندگی کپڑوں پر بھی لگی نظر آئی۔ اس نے سوچا کہ اب تو لوگوں کو بھی بو آئے گی۔ لہٰذا وہ تیزی سے مدرسہ کی جانب چلا تا کہ جلدی

www.besturdubooks.wordpress.com

سے پہنچ کر اپنے کپڑوں اور بدن کو پاک کرے۔ جب مدرسہ پہنچا تو سیدھا غسل خانہ کی طرف گیا۔ وہ وہاں نہایا، کپڑے دھوئے، انہیں نچوڑا اور پہن کر درسگاہ کی طرف جانے لگا۔ وہ پریشان تھا کہ کبھی بھی سبق کا ناغہ نہیں ہوا تھا، مگر آج تو سبق میں دیر ہو گئی ہے۔ لہٰذا وہ چپکے سے درس گاہ میں داخل ہوا اور کلاس میں سب سے آخر میں بیٹھ گیا۔

ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا: ارے! تم میں سے کون ہے جس نے اتنی تیز خوشبو لگائی ہوئی ہے۔ جب شاہ صاحبؒ نے پوچھا تو سب طلباء حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ ایک طالب علم جو اس کے قریب بیٹھا تھا کہنے لگا، حضرت! اس کے کپڑوں سے خوشبو آ رہی ہے۔ وہ تو پہلے ہی ڈر رہا تھا، جب استاد نے بلایا تو اور زیادہ پریشان ہوا۔ شاہ صاحب نے پوچھا، آج تم آئے بھی دیر سے ہو اور خوشبو بھی اتنی لگائی ہوئی ہے۔ کیا وجہ ہے؟ اس وقت اس طالب علم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بالآخر اس نے بتا دیا کہ حضرت! میرے ساتھ تو یہ واقعہ پیش آ گیا تھا، میں نے تو گندگی لگائی تھی تاکہ میرے جسم سے بدبو آئے اور میں گناہ سے بچ جاؤں، اب میں نے گندگی کو دھو دیا ہے۔ لیکن میں اللہ کی رحمت پہ حیران ہوں کہ میں نے جس جس جگہ پر گندگی لگائی تھی، میری اس جگہ سے اب تک خوشبو آ رہی ہے۔ اللہ اکبر

وہ نوجوان جب تک زندہ رہا اس کے جسم سے خوشبو آتی رہی۔ اس وجہ سے اس کا نام 'خواجہ مشکی' پڑ گیا، تو جو انسان اللہ کے حکم کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے ڈرتا ہے، پھر اللہ رب العزت اس کی قدر دانی بھی فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت مجازی کا علاج

اگر کوئی انسان اس مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو اس کا علاج کیا ہے؟ اس سلسلہ میں چند علاج آپ کو بتا دیتے ہیں۔

پہلا علاج

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے مشائخ نے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک ذکر بتایا ہے جسے ہم نے ہزاروں لوگوں پر آزمایا اور سو فیصد نتیجہ پایا۔ ایسے بندے کو آپ بھی یہ تسبیحات بتا سکتے ہیں آپ سب کو میری طرف سے اجازت ہے چونکہ یہ گناہ عام ہو رہا ہے اس لئے اس کا سدباب بھی عام کرنا چاہیے۔ وہ ذکر یہ ہے۔

لَا مَرْغُوْبِیْ اِلَّا اللّٰہ . لَا مَطْلُوْبِیْ اِلَّا اللّٰہَ . لَا مَحْبُوْبِیْ اِلَّا اللّٰہَ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ کلمات ایک سو مرتبہ صبح پڑھے اور ایک سو مرتبہ شام کو پڑھے۔ اللہ اس کی برکت سے اس کے دل سے غیر اور ماسوی کی محبت کو نکال دیں گے۔

دوسرا علاج

دوسری بات یہ ہے کہ وہ یہ بات ذہن میں رکھے کہ میں فانی محبت میں گرفتار ہوں اور میں اس کے بدلے اس ہمیشہ رہنے والے کی محبت سے محروم ہو رہا ہوں۔ کیونکہ محبوب جو بھی ہے وہ بالآخر انسان ہے۔ اگر آج حسین ہے تو کل ایسی شکل بن جائے گی کہ دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک سالک کی اصلاح کا واقعہ

حضرت اقدس تھانویؒ نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک سالک صاحب اپنے شیخ کے پاس ذکر سیکھنے کے لئے آئے۔ اللہ کی شان کہ وہ عورت جو صفائی کرنے کے لئے آیا کرتی تھی وہ اچھی شکل کی تھی اور وہ سالک صاحب اسے دیکھا کرتے تھے۔ اس عورت نے شیخ کو بتا دیا کہ جی یہ جو آپ کا نو وارد مہمان ہے اس کی نگاہیں بدلی ہیں۔ جب اس نے شیخ کو یہ بات کی تو اسے قدرتاً اسہال کی شکایت ہوگئی اور اسے اس دن کئی مرتبہ بیت الخلاء میں جانا پڑا۔

اگلے دن اس کی بڑی بری حالت تھی۔ لیکن چونکہ اس نے کام پر جانا تھا اس لئے وہ پھر آگئی۔ جب اس کی نظر اس پر پڑی تو دیکھا کہ اس کی ہڈیاں نکلی ہوئی تھیں اور پہلے والی چمک نہیں تھی۔ لہٰذا اس نے دیکھتے ہی اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ اور اس سے کہا کہ جلدی سے یہاں سے چلی جا۔ اس نے جا کر شیخ کو یہ بھی بتا دیا۔ انہوں نے کہا، بہت اچھا، اب تو چلی جا۔ چنانچہ وہ چلی گئی۔

اب انہوں نے اس کو بلوا لیا۔ جب وہ آیا تو شیخ اس سے فرمانے لگے کہ میں نے تجھے اس لئے بلوایا ہے کہ آپ اپنے محبوب کو جا کر دیکھ لیجئے۔ اس نے کہا، حضرت! کہاں ہے؟ فرمایا، بیت الخلاء میں۔ جب وہ وہاں گیا تو دیکھا کہ وہاں تو نجاست ہی نجاست ہے۔ وہ کہنے لگا، حضرت! بدبو آرہی ہے۔ فرمانے لگے کہ کل وہی خاتون تھی تو اسے تم للچائی نظروں سے دیکھ رہے تھے اور آج بھی وہی خاتون ہے اور وہ لالچ نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا تجھے لالچ تھا وہ اس سے جدا ہوگئی ہے، اور وہ یہی (نجاست) ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ تجھے اسی چیز کے ساتھ عشق تھا اس لئے ہم نے چاہا کہ آپ کو اپنے محبوب سے ملوا دیا جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرا علاج

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ایسے بندے کو مسلسل روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ پیٹ خالی رکھنے سے سب مستیاں ہوا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے وہ نوجوان جو مجرد (غیر شادی شدہ) ہیں اور شیطانی، شہوانی اور مستانی خیالات سے پریشان ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ وہ روزے رکھیں۔ وہ روزے رکھے بغیر گناہوں سے نہیں بچ سکیں گے۔

حضرت اقدس کا ذاتی معمول

الحمدللہ، ہم نے اس نسخہ کو تیر بہدف پایا۔ اس عاجز کو یاد ہے کہ ابتدائے جوانی سے لے کر جس دن تک شادی نہیں ہوئی تھی چوبیس گھنٹوں میں ایک وقت کھانا کھایا کرتا تھا۔ زندگی کے تیرہ سال یہی معمول رکھا۔ روزے میں تو لوگ پھر بھی دو دفعہ کھانا کھا لیتے ہیں اور عاجز کا ایک وقت کھانے کا معمول تھا۔ اور وہ بھی اتنا کہ کمر سیدھی رہے...... فقط تین لقمے...... اس جوانی کو محفوظ رکھنا آسان کام نہیں ہے۔ میں تو حیران ہوتا ہوں کہ لوگ اسے کیسے محفوظ رکھ لیتے ہیں۔ وہ تو بڑے حوصلے والے لوگ ہوتے ہیں...... ایک دن میں تین لقمے کھانے کا فائدہ یہ ہوا کہ الحمدللہ نگاہ پاک ہوگئی جس کی وجہ سے دل میں یہ خیال بھی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ کوئی پیلا ہے، کوئی نیلا ہے یا کوئی کالا ہے، جو بھی ہے اپنے لئے ہے ہمارا اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ الحمدللہ دل بے طمع ہو گیا تھا...... جب شادی ہوئی تو اس دن سے دو مرتبہ کھانا کھانے کا معمول بنایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چوتھا علاج

اس مصیبت سے جان چھڑانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ایسے بندے کو اللہ کی محبت سے آشنا کر دیا جائے۔ مشائخ کے ہاں عام طور پر یہی معمول ہے۔ جب لوگ ان کے پاس آتے ہیں تو وہ ان کو توجہات دیتے ہیں، ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں، ان کی طرف سے استغفار کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی محبت سے آشنا کر دیتے ہیں۔ جب انہیں عشق مولیٰ کا نشہ چڑھتا ہے تو وہ عشق لیلیٰ بھول جاتے ہیں۔

؎ دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

ایک نوجوان کی حکایت

حضرت اقدس تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شہزادی تھی۔ کسی نے اس کے ساتھ تعلق جوڑنے کی کوشش کی۔ اس شہزادی نے کہا، میاں! یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ میں اس سلسلہ میں آپ کو ایک ترکیب بتاتی ہوں کہ میرے والد صاحب اللہ والوں سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور ان کے پاس آنا جانا رکھتے ہیں، آپ بھی کہیں جا کر یہی بھیس بنالیں تو پھر شاید مجھے بھی آپ کے پاس آنے کا موقع مل جائے۔ اس نے کہا، بہت اچھا، چنانچہ اس نے شہر سے باہر جا کر خیمہ لگا لیا اور اللہ ہی اللہ، اللہ ہی اللہ، اللہ ہی اللہ، کرنے لگا۔

کچھ عرصہ کے بعد لوگوں میں اس کی دھوم ہونا شروع ہوگئی۔ وہ دعا کروانے جاتے اور وہ دعا کر دیتا، وہ اسے ہدیے دیتے مگر وہ ہدیے نہ لیتا۔ اس کی اور بھی زیادہ مشہوری ہوگئی کہ وہ تو ہدیہ بھی نہیں لیتا۔ اڑتے اڑتے بات بادشاہ تک بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

پہنچی۔ جب اس نے سنا تو وہ بھی کہنے لگا کہ اگر وہ واقعی اللہ والا ہے تو ہم بھی ملتے ہیں چنانچہ بادشاہ بھی اس کے پاس گیا اس نے بھی دعا کی درخوست کی۔ اس نے اس کے لئے بھی دعا کر دی پھر اس نے اسے ہدیہ دیا تو وہ کہنے لگا کہ ہم فقیروں کو کیا ضرورت ہے، لے جایئے۔ جب اس نے بادشاہ کو بھی ہدیہ واپس کر دیا تو اسے بھی تسلی ہوگئی کہ یہ پکا بندہ ہے کوئی دکاندار نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا آنا جانا شروع ہوگیا۔

بیٹی کو بھی پتہ چل گیا کہ میرے ابو بھی اس فقیر کے پاس آتے جاتے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اس نے بادشاہ سے کہا، ابو! آپ تو اس فقیر کے پاس جاتے ہیں، کیا مجھے بھی اس کے پاس جا کر دعائیں کروانے کی اجازت ہے؟...... یعنی میں چاہتی ہوں کہ میں بھی اپنے مرض کی دوا لے کر آؤں...... اس نے کہا، چلی جاؤ۔

اب وہ بن سنور کر اس کے خیمے میں گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ نماز اور تلاوت وغیرہ میں لگا ہوا ہے۔ وہ اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور اسے کہنے لگی کہ میں فلاں ہوں، آپ پاس آئی ہوں۔ وہ نماز ہی پڑھتا رہا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو اس نے کہا کہ میں بادشاہ کی بیٹی ہوں اور آپ سے ملنے آئی ہوں، تجھے یہ گر میں نے ہی تو بتایا تھا۔ وہ پھر عبادت میں لگا رہا۔ جب کافی دیر ہوگئی تو اس کو فکر ہوئی کہ میں نے پیچھے بھی جانا ہے لہٰذا اسے کہنے لگی کہ تو کر کیا رہا ہے؟ اس نے جواب میں کہا، جناب! جب میں آپ کی خدمت کے قابل تھا اس وقت آپ سے ملاقات نہ ہو سکی، اب میں آپ کی خدمت کے قابل نہیں رہا، اب مجھے مولا کی خدمت کا مزہ آگیا ہے۔ اب مجھے اللہ کی محبت کا مزہ آگیا ہے، اب آپ جیسی سینکڑوں بھی آجائیں تو مجھے کوئی پروانہیں ہے۔ سبحان اللہ، وہ نقلی طور پر اللہ اللہ کرنے بیٹھا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے اصلی محبت کا مزہ چکھا دیا۔ اسی طرح اللہ والے بھی یہ کام کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ جن کے دل میں دنیا کی محبت کا نشہ ہوتا ہے ان کو اللہ کی محبت سے آشنا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ دنیا کی محبتیں بھول جایا کرتے ہیں۔

دل پر مصیبتیں آنے کی وجہ

صحیح بات یہ ہے کہ حرام کاری سے بچنے کے لئے انسان اپنی آنکھوں کو محفوظ کرے۔ یادرکھیں کہ

اگر اماں حوا پھل کو نہ دیکھتیں تو آزمائش میں مبتلا نہ ہوتیں،

اگر قابیل ہابیل کی بیوی کو نہ دیکھتا تو بھائی کے قتل کا مرتکب نہ ہوتا،

اگر زلیخا یوسف علیہ السلام کو نہ دیکھتی تو قرآن میں اس کے یوں تذکرے نہ ہوتے یہ سب مصیبتوں میں اس لئے پھنسے کہ ان کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ ہمارے مشائخ نے بھی یہی فرمایا کہ انسان کی نگاہوں کی وجہ سے اس کے دل پر مصیبتیں آیا کرتی ہیں۔

اللہ کی غیرت سے ڈرتے رہیں

جب انسان کسی کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا اتنا عذاب بتایا گیا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَنَا اَغْيَرُ وُلْدَ آدَمَ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّىْ

(میں بنی آدم میں سے سب سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے)

چونکہ اللہ رب العزت غیرت والے ہیں اس لئے جب اس کا بندہ اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بجائے کسی اور کی طرف محبت کی نظر اٹھا رہا ہوتا ہے تو بسا اوقات اللہ رب العزت کو غیرت آجاتی ہے۔ اور جب اللہ رب العزت کو غیرت آتی ہے تو پھر بندے کو پھٹکار کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس لئے ڈرتے رہیں کہ کیا پتہ کہ یہی وہ لمحہ نہ ہو کہ جب میرے مالک کو غیرت آجائے اور ایمان سے محروم کر دیا جاؤں۔

بدنظری کا وبال

حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک مرید تھا۔ اس نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا۔ وہ کہنے لگا، حضرت! یہ لڑکا غیر مسلم ہے، کیا یہ بھی جہنم میں جائے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ لگتا ہے کہ تو نے اسے بری نظر سے دیکھا ہے، اب اس کا وبال تجھ پر ضرور پڑے گا۔ وہ حافظ قرآن تھا۔ اس ایک نظر کی وجہ سے ان کا وہ مرید قرآن مجید بھول گیا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ اب تک جو گناہ ہو چکے وہ معاف فرما دیں اور آئندہ گناہوں سے محفوظ فرما دیں۔ اے مالک! ہم کمزور ہیں، ہمیں اپنی مدد عطا فرما دیجئے اور ہمیں نفس اور شیطان کے مقابلے میں کامیاب فرما دیجئے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین.

www.besturdubooks.wordpress.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی. وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی

اصلاح نفس

یہ بیان ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۲۰۰۱ء کو مسجد نور لوساکا (زیمبیا) میں ہوا۔ مخاطبین میں علماء، صلحاء اور عوام الناس کی کثیر تعداد تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اگر شیطان کے پیچھے بھاگتے پھریں گے تو فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ نفس اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اگر ہم اس (نفس) کو ٹھیک کر لیں گے اور یہ اس کے ساتھ تعاون چھوڑ دے گا تو پھر شیطان ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ لہٰذا ان دونوں میں سے زیادہ خطرناک انسان کا نفس ہے۔ جیسے کہتے ہیں نا "دھوبی پٹڑا لگانا" یعنی گرتے کا پتہ نہیں چلتا، اسی طرح یہ نفس بھی ایسا دھوبی پٹڑا لگاتا ہے کہ یہ آدمی کو گرا دیتا ہے۔ اس لئے اس سے بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اصلاح نفس

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّابَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ○ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ○ (الاعلیٰ:۱۵-۱۴)

.....................وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر.....................

وَنَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰھَا ○ فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا○ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا○ (الشمس:۱۰-۷)

.....................وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر.....................

وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِہٖط وَ اِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ (فاطر:۱۸)

.....................وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اٰخر.....................

فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی (النجم:۳۲)

.....................وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اٰخر.....................

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ (النور:۲۱)

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (العنکبوت:۶۹)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

چوتھا بڑا دشمن

انسان کا چوتھا اور سب سے بڑا دشمن ''نفس'' ہے۔ یہ سب سے بڑا گرو گھنٹال ہے، بلکہ مہا بدمعاش ہے۔ آج کی اس محفل میں اس کے شرور اور پھر ان سے بچنے کے طریقے بتائے جائیں گے۔ سب کارستانیاں اسی نفس کی ہیں، اسی نفس نے عزازیل کو طاؤس الملائکہ سے ابلیس اور شیطان بنایا اور اسی نفس نے ہی قابیل کو ہابیل کے قتل پر آمادہ کیا۔

تزکیہ نفس کی اہمیت

قرآن مجید میں کسی بات کو بیان کرتے ہوئے اتنی قسمیں نہیں کھائی گئیں جتنی قسمیں تزکیہ نفس کے بارے میں کہتے ہوئے کھائی گئی ہیں...... بڑے آدمی کا تو کہہ دینا ہی کافی ہوتا ہے، اگر وہ کوئی بات قسم کھا کر کہے تو وہ بات اور زیادہ اہم ہو جاتی ہے...... یہاں انسانوں کی بات تو کیا، پروردگار عالم کا شاہی فرمان ہے، فقط ایک بار کہہ دینا ہی کافی تھا مگر رب کریم نے اس کے بارے میں سات قسمیں کھائیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا ٥ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا ٥ وَالنَّھَارِ اِذَا جَلّٰھَا ٥ وَ الَّیْلِ اِذَا یَغْشٰھَا ٥ وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰھَا ٥ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰھَا ٥ وَ نَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا ٥ فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَ تَقْوٰھَا ٥ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

زَکّٰھَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا o (الشمس:۱۔۱۰)

ان آیات میں اللہ رب العزت نے لگاتار سات چیزوں کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ جو بندہ ستھرا ہوا وہ فلاح پا گیا اور جو انسان ستھرا نہ ہوا وہ خائب وخاسر ہو گیا۔

فلاح کا مطلب

عربی زبان میں فلاح کا مطلب ہے ''کسی پوشیدہ شے کا کھلنا''۔ اسی لئے کسان کو فلاح کہتے ہیں......اسی طرح وہ بندہ جس کا نچلا ہونٹ کھلا ہوا سے عربی زبان میں رجل افلح کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بندے جن کا اجر اور بدلہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے ہاں کھلے گا...... گویا فلاح کا مطلب ہے۔

☆ ایسی کامیابی کہ جس کے بعد ناکامی نہ ہو،

☆ ایسی عزت کہ جس کے بعد ذلت نہ ہو، اور

☆ اللہ رب العزت کا ایسا قرب کہ جس کے بعد دوری نہ ہو۔

فلاح کے لئے تین چیزوں کی ضرورت

قرآن مجید میں فلاح کو تین چیزوں کے ساتھ وابستہ کیا گیا۔

(۱)......پہلی چیز توبہ ہے، چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o

(النور:۳۱)

(اور توبہ کرو اللہ کے سامنے سب مل کر اے مؤمنو! تاکہ تم بھلائی پاؤ)

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)......دوسری چیز تزکیہ نفس ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی (الاعلیٰ:۱۴)

(فلاح پا گیا وہ بندہ جو ستھرا ہوا)

(۳)......اور تیسری چیز نماز ہے جس کے ساتھ فلاح کو وابستہ کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ.

(المؤمنون:۱،۲)

(تحقیق فلاح پا گئے وہ مؤمن جو اپنی نمازوں میں جھکنے والے ہیں)

نتیجہ یہ نکلا کہ فلاح کا اعلیٰ درجہ پانے کے لئے ان تینوں چیزوں کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ انسان پہلے گناہوں سے توبہ کرے، اس کے بعد تزکیہ نفس کی محنت کر کے جب نماز پڑھے گا تو اسے فلاح کا سب سے اعلیٰ رتبہ نصیب ہو جائے گا۔ اسی لئے جنت میں جانے والے سب فلاح پانے والے ہوں گے۔ وہاں صرف وہ لوگ جائیں گے جن کا تزکیہ ہو چکا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ پر جنت کے تذکرے فرمائے اور نچوڑ یہ نکالا کہ

وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَکّٰی (طٰهٰ: ۷۶)

[اور یہ بدلہ ہے اس بندے کا جو ستھرا ہوا]

تخلیق انسانی اور عناصر اربعہ کے اثرات

ہمارے مشائخ نے ارشاد فرمایا:

خلق الانسان من اربعة اشياء من ماء ونار وطين وريح

[انسان کو چار اشیاء (عناصر) سے پیدا کیا گیا، (یعنی) پانی، آگ، مٹی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ہواؤ سے]

ان چاروں عناصر کے انسان کے اندر اپنے اپنے اثرات ہیں۔ کسی آدمی میں ایک جزو غالب ہوتا ہے تو کسی میں دوسرا، لیکن ہر ایک کی پہچان بتا دی گئی ہے کہ

☆ فان کثر ماءہ فھو لبیبٌ

(پس اگر پانی کا عنصر غالب ہوگا تو وہ بندہ بڑا عقلمند اور دانا ہوگا)

ایسا بندہ سیلانی طبیعت کا مالک ہوتا ہے۔ سیلانی طبیعت کا مطلب یہ ہے کہ وہ بڑا تیز طرار بنتا ہے، اس کے اندر عیاری اور مکاری ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بڑا عقلمند آدمی سمجھتا ہے۔

☆ وان کثر نارہ فھو حریص

(اگر آگ کا جزو غالب ہوگا تو وہ آدمی حریص ہوگا)

حریص اور آگ میں آپ کو کچھ مناسبت نظر آئے گی۔ حریص بھی وہی چاہتا ہے جو آگ چاہتی ہے۔ آگ یہ چاہتی ہے کہ میں ہر چیز کو جلا کر بھسم کر دوں یعنی کھالوں۔ اسی طرح حریص بندے کا پیٹ بھی کبھی نہیں بھرتا، اس کا بھی یہی جی چاہتا ہے کہ جو کچھ دوسروں کے پاس ہے وہ سب کچھ میرے پاس آجائے۔

☆ وان کثر طینہ فھو متواضع

(اور اگر مٹی کا جزو غالب ہوگا تو اس کے اندر عاجزی آجائے گی)

ایسا بندہ دوسروں کے سامنے بچھتا پھرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو چھپا کر اور مٹا کر رکھتا ہے۔ زمین کے اندر کتنی تواضع ہے۔ ہم سب اپنے پاؤں سے زمین کو روندتے ہیں لیکن یہ کتنی اچھی ہے کہ یہ پھر بھی ہمیں پھل پھول دیتی ہے۔ جیسے ماں بچے کو پالتی ہے اسی طرح یہ زمین بھی ماں کی طرح انسان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرتی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہے۔ اللہ رب العزت کے ہاں تواضع اور عاجزی کی اتنی قدر و منزلت ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

(جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتے ہیں)

☆ وان کثر ریحه فهو متکبر

(اور اگر ہوا کا جزو غالب ہوگا تو وہ آدمی متکبر ہوگا)

ویسے ہی متکبر بندہ ہوا میں اڑتا ہے جس کی وجہ سے اس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے اور وہ فٹ بال کی طرح اچھلتا پھرتا ہے۔ فٹ بال میں ہوا زیادہ بھر دو تو وہ ذرا سے اشارے پر بھی خوب اچھلتا ہے۔ اسی طرح ذرا سی بات پر ہی متکبر آدمی کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ ویسے بڑے صوفی صافی بنے پھرتے ہوتے ہیں لیکن اگر بھائی کوئی بات کر دے یا کوئی دوست کوئی بات کر دے یا گھر میں بیوی کوئی بات کر دے تو ملمع کاری کا چڑھایا ہوا خول فوراً اتر جاتا ہے اور اندر جو گند بھرا ہوتا ہے وہ سب کھل کر باہر آجاتا ہے۔ پھر تبع شریعت وسنت چہروں والے گالیاں بکتے ہیں۔ اس وقت وہ انسان نہیں بلکہ حیوان نظر آرہے ہوتے ہیں۔

جو انسان یہ چاہے کہ اس کی زندگی کا بیلنس (توازن) برقرار رہے اسے چاہیے کہ وہ کسی روحانی طبیب کی خدمت میں رہے کیونکہ انہی چار چیزوں کے کم یا زیادہ ہونے کی وجہ سے انسان میں مختلف قسم کی روحانی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔

باطنی بیماریاں اور نفس

تمام باطنی بیماریوں کا تعلق نفس کے ساتھ ہے۔ اس بات کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مثال کے طور پر

☆ شہوات کا تعلق نفس کے ساتھ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيَ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ

(حٰمٓ السجدہ:۳۱)

(اور تمہارے لئے وہاں وہ ہے جو تمہارے دل کی چاہت ہے اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو گے)

☆ خواہشات بھی انسان کے نفس کے اندر جنم لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (النّٰزعٰت:۴۰)

(اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا)

☆ سفاہت کا تعلق بھی انسان کے نفس کے ساتھ ہے۔اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ (البقرہ:۱۳۰)

(مگر وہی کہ جس نے احمق بنایا اپنے آپ کو)

☆ بخل کا تعلق بھی انسان کے نفس کے ساتھ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ (النساء:۱۲۸)

(اور نفوس کے سامنے موجود ہے حرص)

☆ حسد کا تعلق بھی نفس کے ساتھ ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

حَسَدًا مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ (البقرہ:۱۰۹)

(بسبب حسد کے جو ان کے نفوس میں ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ تکبر کا تعلق بھی نفس کے ساتھ ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ (الفرقان:۲۱)

(تحقیق بہت تکبر رکھتے ہیں اپنے نفوس میں)

غور کیجئے کہ یہاں ان تمام باطنی بیماریوں کے ساتھ نفس کا لفظ استعمال ہوا ہے قلب کا نہیں۔اس لئے معلوم ہوا کہ ان باطنی بیماریوں کا تعلق انسان کے نفس کے ساتھ ہی ہے۔

روحانی ترقی اور روحانی ترٹی

یہ بات ذہن میں رکھئے کہ جس چیز میں نفس کی زندگی ہے اس میں دل کے لئے موت ہے اور جس چیز میں دل کے لئے زندگی ہے اس میں نفس کے لئے موت ہے۔یعنی جس چیز سے نفس پر چوٹ پڑے گی اس سے دل کو روحانی ترقی مل رہی ہوگی اور جس چیز سے نفس کو لذتیں مل رہی ہوں گی اس سے انسان کی روحانی ''ترٹی'' ہو رہی ہو گی ۔ اس لئے جو آدمی اپنے نفس کی پوجا کرے اور اپنی خواہشات کو پورا کرتا پھرے وہ بندہ باطنی طور پر انسانی مقام سے گر کر کبھی کبھی حیوانوں کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔اب فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم روحانی ترقی چاہتے ہیں یا روحانی ترٹی چاہتے ہیں۔

بیمار دل کی علامات

انسان کو کیسے پتہ چلے کہ اس کا دل بیمار ہے؟ اس سلسلہ میں حافظ ابن قیمؒ نے کچھ علامات بتائی ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلی علامت:

پہلی علامت یہ ہے کہ جب انسان فانی چیزوں کو باقی چیزوں پر ترجیح دینے لگے تو وہ سمجھ لے کہ میرا دل بیمار ہے۔ مثلاً دنیا کا گھر اچھا لگتا ہے مگر آخرت کا گھر بنانے کی فکر نہیں ہے۔ دنیا میں عزت مل جائے مگر آخرت کی عزت یا ذلت کی سوچ دل میں نہیں۔ دنیا میں آسانیاں ملیں مگر آخرت کے عذاب کی پروا نہیں۔

دوسری علامت:

دوسری علامت یہ ہے کہ جب انسان رونا بند کر دے تو وہ سمجھ لے کہ دل سخت ہو چکا ہے۔ کبھی کبھی انسان کی آنکھیں روتی ہیں اور کبھی کبھی انسان کا دل روتا ہے۔ دل کا رونا آنکھوں کے رونے پر فضیلت رکھتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آنکھ سے پانی کا نکلنا ہی رونا کہلاتا ہے، بلکہ اللہ کے کئی بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے دل رو رہے ہوتے ہیں۔ گو ان کی آنکھوں سے پانی نہیں نکلتا مگر ان کا دل سے رونا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے اور ان کی توبہ کے لئے قبولیت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ تو دل اور آنکھوں میں سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور روئے۔ اور بعض کی تو دونوں چیزیں رو رہی ہوتی ہیں۔ آنکھیں بھی رو رہی ہوتی ہیں اور دل بھی رو رہا ہوتا ہے۔

تیسری علامت:

تیسری علامت یہ ہے کہ مخلوق سے ملنے کی تو تمنا ہو لیکن اسے اللہ رب العزت سے ملنا یاد ہی نہ ہو تو سمجھ لے کہ یہ میرے دل کے لئے موت ہے۔ لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ ایسے تعلقات ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک دوسرے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ملنے کی تمنا ہوتی ہے۔ وہ اداس ہوتے ہیں اور انہیں انتظار ہوتا ہے مگر انہیں اللہ کی ملاقات یاد ہی نہیں ہوتی۔

چوتھی علامت:

چوتھی علامت یہ ہے کہ جب انسان کا نفس اللہ رب العزت کی یاد سے گھبرائے اور مخلوق کے ساتھ بیٹھنے سے خوش ہو تو یہ بھی دل کی موت کی پہچان ہے۔ اللہ کی یاد سے گھبرانے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کا دل تسبیح پڑھنے اور مراقبہ کرنے سے گھبرائے۔ اس کے لئے مصلے پر بیٹھنا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ یہ علامت کئی لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ایک موٹا سا اصول سمجھ لو کہ اگر بندے کا اللہ کے ساتھ تعلق دیکھنا ہو تو اس کا مصلے پر بیٹھنا دیکھ لو۔ ذاکر شاغل بندہ مصلے پر اسی طرح سکون کے ساتھ بیٹھتا ہے جس طرح بچہ ماں کی گود میں سکون کے ساتھ بیٹھتا ہے اور جس کے دل میں کجی ہوتی ہے اس کے لئے مصلے پر بیٹھنا مصیبت ہوتی ہے۔ وہ سلام پھیر کر مسجد سے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ کئی تو ایسے ہوتے ہیں کہ مسجد میں آنے کے لئے ان کا دل آمادہ ہی نہیں ہوتا۔ مسجد کی بنی ہوئی دکانوں میں کرایہ دار ہوتے ہیں مگر افسوس کہ جماعت کی نمازوں سے محروم ہوتے ہیں ...... پوچھا جائے کہ کیا آپ مراقبہ کرتے ہیں؟ تو کہتے ہیں کہ جی بس تھوڑا سا کرتا ہوں۔ جی پانچ منٹ کرتا ہوں۔ جی مراقبہ کا وقت ہی نہیں ملتا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے مجھے کھانے کا وقت نہیں ملتا۔ جس آدمی کو کھانے کا وقت نہ ملے تو وہ کتنے دن زندہ رہے گا؟ اسی طرح جسے مراقبہ کرنے کا وقت نہیں ملتا اسے بھی بہت جلدی روحانی موت آجاتی ہے۔

ہمارے مشائخ تو مراقبہ کے لئے وقت ڈھونڈا کرتے تھے اور دعائیں مانگا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے تھے کہ ہمیں اللہ رب العزت کی یاد میں بیٹھنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔ حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچراں والے کے بارے میں سنا ہے کہ ان کی خانقاہ میں جب عشاء کے بعد مراقبہ کی محفل ہوتی تو اس کی اختتامی دعا نہیں ہوتی تھی۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ حضرت کی طرف سے اجازت تھی کہ جو بندہ مراقبہ میں تھک جائے یا جس پر نیند غالب آ جائے وہ بے شک چلا جائے۔ کوئی آدھے گھنٹے بعد جاتا، کوئی ایک گھنٹے بعد جاتا اور کوئی دو گھنٹے بعد جاتا، اس طرح لوگ اٹھ کر جاتے رہتے۔ حتی کہ جب سب لوگ چلے جاتے تو حضرت اٹھ کر تہجد کی نیت باندھ لیتے تھے۔ اس مراقبہ کی اختتامی دعا ہی نہیں ہوتی تھی۔

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے

نفس اور شیطان کے مکر

انسان دو دشمنوں کے درمیان گھرا ہوا ہے۔ ایک نفس اور دوسرا شیطان۔ شیطان بیرونی دشمن ہے اور نفس اندرونی دشمن ہے۔ شیطان دانا دشمن ہے اور نفس بھولا اور ضدی دشمن ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں کید شیطان کو ضعیف کہا اور کید نفس کو عظیم کہا، فرمایا

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا (النساء:۷۶)

(بے شک شیطان کا مکر کمزور ہے)

اور کید نفس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (یوسف:۲۸)

(بے شک تمہارا مکر بہت بڑا ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں شیطان کے مکر کو ضعیف کہا اور نفس انسانی کے مکر کو عظیم کہا، اس سے پتہ چلا کہ انسان کے نفس کا مکر بہت بڑا ہے۔ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ شیطان انسان سے مطلقاً گناہ کرواتا ہے۔یعنی گناہ ضرور کرے خواہ کوئی سا ہو۔لیکن نفس انسانی انسان سے مخصوص گناہ کرواتا ہے۔مشائخ نے اس کی پہچان لکھی ہے کہ جب انسان کے دل میں گناہ کا وسوسہ آئے اور انسان اپنے خیال کو دوسری طرف لگالے لیکن بار بار اسی گناہ کا تقاضا پیدا ہوتا رہے تو یہ پہچان ہے کہ یہ خواہش انسان کے نفس کی طرف سے ہے۔اور اگر یہ خواہش شیطان کی طرف سے ہوگی تو جب انسان اس وسوسہ کو پیچھے ہٹائے گا تو شیطان اس کے دل میں کسی دوسرے گناہ کا خیال ڈال دے گا کہ چلو یہ نہیں کرتے تو یہ کرلو اور اگر یہ بھی نہیں کرتے تو پھر یہ کرلو، اس طرح وہ کہیں نہ کہیں بندے کو گناہ میں الجھانے کی کوشش کرے گا۔

اچھی اور بری خواہش

اللہ تعالیٰ نے انسانی نفس کو خواہشات سے بھر دیا ہے۔اچھی ہوں یا بری۔ مثلاً اچھی خواہشات تو یہ ہیں کہ میں تہجد گزار بن جاؤں، میں حافظ قرآن بن جاؤں، میں اللہ کا ولی بن جاؤں، میں مستجاب الدعوات بن جاؤں۔ ہیں تو یہ بھی خواہشات، لیکن اچھی خواہشات ہیں۔ان کے علاوہ دوسری قسم کی خواہشات بھی ہیں۔مثلاً میرے ہاتھ میں سب اختیارات آجائیں، میرا ڈنڈا چلے، لوگوں میں میری شہرت ہو، میری تعریفیں ہوں۔ایسی خواہشات بری خواہشات کہلاتی ہیں۔ گویا نفس سے ہی بری خواہشات کی لہریں نکلتی ہیں اور گناہ کا بیج یہیں سے پھوٹتا ہے۔

خواہشات نفسانی کا خمیر

جس طرح پانی میں آٹا گوندھتے وقت نمک ملا دیتے ہیں اور وہ نمک پورے آٹے کے اندر سما جاتا ہے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے انسان کی مٹی کو گوندھا تو خواہشات نفسانی کو اس مٹی میں ملا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں نفسانی خواہشات رچی بسی ہوتی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ نمک کی وجہ سے ہی روٹی اچھی لگتی ہے۔ لہٰذا اگر اس نفس پر محنت کر لی جائے تو اسی کی وجہ سے انسان کو ترقی مل جاتی ہے۔ اگر یہ بگڑے تو انسان کو جانور کی طرح بنا دے اور اگر سنور جائے تو انسان کو فرشتوں سے بھی اونچا اٹھا دے۔

ازلی نافرمانیوں میں نفس کا کردار

روز ازل سے جتنی نافرمانیاں ہوئیں، وہ یا تو نفس نے اکیلے کیں یا پھر نفس نے شیطان کے ساتھ مل کر کروائیں۔

☆ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی پہلی نافرمانی عرش پر ہوئی۔ وہ نافرمانی شیطان نے کی۔ پروردگار عالم نے حکم دیا کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو) یہ فرمان الٰہی سن کر سب فرشتے سجدے میں چلے گئے لیکن شیطان نے انکار کیا، تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیطان نے ایسا کیوں کیا؟ اس وقت تو شیطان نہیں تھا، وہ کس کا نام لگائے کہ مجھ سے کس نے گناہ کروایا؟ کیا وہ یہ کہے کہ مجھ سے فلاں شیطان نے کام کروایا تھا؟ اصل بات یہ ہے کہ شیطان سے اس کے نفس نے گناہ کروایا تھا۔ اسی لئے نفس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مہا بدمعاش ہے۔ کیونکہ اس نے طاؤس الملائکہ کو بھی ابلیس اور

www.besturdubooks.wordpress.com

مردود بنا ڈالا۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ شیطان مردود نے اسی ہزار سال تک عبادت کی مگر نفس نے بھٹکا دیا اور اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ○ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ○ (الحجر: ۳۴،۳۵)

(پس تو یہاں سے دفع ہو جا، تو مردود ہے، تجھ پر قیامت کے میری لعنتیں برستی رہیں گی)

اسی ہزار سال رحمتوں کے کام کرنے کے بعد اس کے نفس نے اسے قیامت تک کے لئے لعنتوں کا مستحق بنا دیا۔

☆ اللہ رب العزت کی دوسری نافرمانی جنت میں ہوئی۔ شیطان نے اماں حوا کو یقین دہانی کروائی کہ اگر آپ اس درخت کا پھل کھالیں گے تو آپ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہیں گی، قرآن مجید میں ہے کہ وہ دونوں کے سامنے قسمیں کھا کھا کر یہ بات کہتا تھا۔ شیطان کی طرف سے بار بار یقین دہانیوں کی وجہ سے اماں حوا کے اندر حرص پیدا ہوئی کہ ہم اسی جگہ پر رہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ شیطان اماں حوا کے دل میں درخت کے پتے کھانے کی خواہش کو پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لہٰذا انہوں نے خود اپنے لئے دو پتے توڑے اور حضرت آدم علیہ السلام کے لئے ایک پتہ توڑا۔ یہی راز ہے کہ اس میں میراث الٹی تقسیم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بیٹے کو ڈبل دلواتے ہیں اور بیٹی کو سنگل۔ کیونکہ اماں حوا نے جنت میں عمل ہی ایسا کیا تھا۔ چنانچہ حرص کے پیدا ہونے پر ان سے بھول ہو گئی اور انہوں نے اس درخت کا پھل کھالیا۔ یہاں غور کیجئے کہ ان کی بھول کا سبب کیا ہوا؟ اس کا سبب بھی انسان کا نفس بنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ اللہ رب العزت کی تیسری نافرمانی زمین پر ہوئی۔ وہ زمین پر سب سے پہلی نافرمانی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے جن کا نام ہابیل اور قابیل تھا۔ ہابیل کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔ جب اس پر قابیل کی نظر پڑی تو وہ اس پر فریفتہ ہو گیا۔ لہذا اس کے دل میں طلب پیدا ہوئی کہ میں اس سے شادی کروں۔ اسی ہوس میں آکر وہ اپنے سگے بھائی کو کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے ہابیل کو قتل کر دیا...... قیامت تک دنیا میں جتنے بھی قتل ہوں گے ان سب کا بوجھ قابیل کے سر پر ہو گا....... اس کے نفس نے اس کو زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا نافرمان بنایا۔

لذتوں کا خوگر

ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ

النفس کا لطفل

(نفس کی مثال بچے کی سی ہے)

یعنی جیسے بچے کے ذہن میں جو کوئی چیز آجائے تو وہ ضد کرتا ہے کہ بس مجھے تو یہی چیز چاہیے۔ وہ اس مقصد کے لئے روتا ہے اور ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ اس شور و غل کرنے میں وہ چاہتا ہے کہ بس میرا مطلب پورا ہو جائے۔ اگر اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ یہ کھلونا لینا ہے تو پھر جو ہو جائے وہ اپنی ضد پوری کروائے گا۔ اب وہ ہوتا بھی پیارا ہے اور ضد بھی کر رہا ہوتا ہے۔ اس طرح بندہ مشکل میں پھنس جاتا ہے۔ بعض اوقات تو انسان اس کی خواہش کو پورا کر دیتا ہے لیکن ہر خواہش تو پوری نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح نفس بھی لذتوں کا خوگر ہے لیکن اس کو بھی ہر لذت نہیں پہنچائی جا سکتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بادشاہ کی بے بسی

ایک بادشاہ کے ہاں بیٹا نہیں تھا۔ انہوں نے اپنے وزیر سے کہا، بھئی! کبھی اپنے بیٹے کو لے آنا۔ اگلے دن وزیر اپنے بیٹے کو لے کر آیا۔ بادشاہ نے اسے دیکھا اور پیار کرنے لگا۔ بادشاہ نے کہا، اچھا، اس بچے کو آج کے بعد رونے نہ دینا۔ اس نے کہا، بادشاہ سلامت! اس کی ہر بات کیسے پوری کی جائے۔ بادشاہ نے کہا، اس میں کونسی بات ہے، میں سب کو کہہ دیتا ہوں کہ بچے کو جس جس چیز کی ضرورت ہو، اسے پورا کر دیا جائے اور اسے رونے نہ دیا جائے۔

وزیر نے کہا، ٹھیک ہے، جی اب آپ اس بچے سے پوچھیں کہ کیا چاہتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے بچے سے پوچھا، تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا، ہاتھی۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ تو بڑی آسان فرمائش ہے۔ چنانچہ اس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ ایک ہاتھی لا کر بچے کو دکھاؤ۔ وہ ہاتھی لے کر آیا۔ بچہ تھوڑی دیر تو کھیلتا رہا لیکن بعد میں پھر رونا شروع کر دیا۔ بادشاہ نے پوچھا، اب کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا، ایک سوئی چاہیے۔ بادشاہ نے کہا، یہ تو کوئی ایسی بات نہیں۔ چنانچہ ایک سوئی منگوائی گئی۔ اس نے سوئی کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس بچے نے پھر رونا شروع کر دیا۔ بادشاہ نے کہا، ارے! اب تو کیوں رو رہا ہے؟ وہ کہنے لگا، جی اس ہاتھی کو سوئی کے سوراخ میں سے گزاریں...... جس طرح بچے کی ہر خواہش پوری نہیں کی جا سکتی اسی طرح نفس کی بھی ہر خواہش پوری نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا کوئی علاج ہونا چاہیے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

اصلاح ہو جائے۔

سب سے زیادہ خطرناک دشمن

شیطان ہمارا بیرونی دشمن ہے۔ وہ ہر وقت ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ نہ تو اس کو کھانے پینے کی مصروفیت ہے اور نہ ہی سونے کی۔ ہم اسے بھول جاتے ہیں لیکن وہ ہمیں نہیں بھولتا۔ اس کا ایک ہی پراجیکٹ ہے۔ کئی مرتبہ تو اس کے ساتھ اس کے معاون شطونگڑے بھی ہوتے ہیں۔ گویا بندے کے اوپر ایک ٹیم کام کر رہی ہوتی ہے اور اندر سے یہ نفس ان کو خبریں دے رہا ہوتا ہے۔ گویا اندر کی سی آئی ڈی کرنا نفس کے ذمہ ہے۔ اب بتائیں کہ کام کتنا مشکل ہو چکا ہے...... جب بھی پتہ چلے کہ دشمن سے ہماری جنگ ہے مگر اس کے مخبر ہمارے اندر چھپے ہوئے ہیں تو ہر عقلمند آدمی یہ فیصلہ کرے گا کہ اندر والوں کو پہلے ٹٹولا جائے اور ان کو پہلے گرفتار کر لیا جائے تا کہ وہ بیرونی دشمنوں کو کچھ بتا نہ سکیں۔ جب یہ کوئی خبر ہی نہیں دے سکیں گے تو پھر ہمارے لئے لڑنا آسان ہوگا...... ہمارے مشائخ نے بھی یہی کہا ہے کہ اگر شیطان کے پیچھے بھاگتے پھریں گے تو فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ نفس اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اگر ہم اس (نفس) کو ٹھیک کر لیں گے اور یہ اس کے ساتھ تعاون چھوڑ دے گا تو پھر شیطان ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ لہٰذا ان دونوں میں سے زیادہ خطرناک انسان کا نفس ہے۔ جیسے کہتے ہیں نا ''دھوبی پٹڑا لگانا'' یعنی گرتے کا پتہ نہیں چلتا، اسی طرح یہ نفس بھی ایسا دھوبی پٹڑا لگاتا ہے کہ یہ آدمی کو گرا دیتا ہے۔ اس لئے اس سے بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جب انسان کا نفس یادِ الٰہی سے گھبرائے اور مخلوق کے ساتھ باتیں کرنے سے خوش ہو تو انسان سمجھ لے کہ اب اس کے علاج کی بہت ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نفس انسانی اتنا خطرناک کیوں؟

نفس انسانی کے خطرناک ہونے کی دو وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ:

پہلی وجہ یہ ہے کہ نفس گھر کا چور ہے۔ جب چور گھر کے اندر رہتا ہو تو وہ زیادہ خطرناک ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس زیادہ چانسز ہیں۔ وہ جب بھی موقع پائے گا نقصان پہنچائے گا۔ اسی لئے کہتے ہیں ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے''۔

دوسری وجہ:

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ انسان کا محبوب دشمن ہے۔ یعنی نفس ایک ایسا دشمن ہے جس کے ساتھ انسان کو محبت ہوتی ہے۔ جب کسی انسان کو اپنے دشمن سے محبت ہو جائے تو انسان بڑے آرام سے وار کھا لیتا ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ جب کوئی محبوب ہوتا ہے تو اس کی کوتاہیاں بھی نظر نہیں آتیں۔ کیونکہ محبت نام ہی اسی چیز کا ہے کہ محبوب کے عیب محب کی نگاہوں میں ختم ہو جاتے ہیں اور اسے اس کی ہر چیز اچھی نظر آتی ہے۔

چونکہ نفس گھر کا بھیدی اور محبوب دشمن ہے اس لئے یہ زیادہ خطرناک ہے۔ اسی لئے ہمارے مشائخ نے فرمایا:

نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

نفس کو مارنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نفس کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ ایسا تو کبھی نہ ہو گا، بلکہ نفس کو مارنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو شریعت کی لگام ڈال کر قابو

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کرلیا جائے۔ اسی کو نفس کشی کہتے ہیں۔

اب مسئلہ بڑا نازک ہے کہ ایک طرف تو نفس کے لئے اتنی قوت ہونا ضروری ہے کہ یہ نیک کام کر سکے اور دوسری طرف یہ اتنا کمزور ہو جائے کہ گناہ نہ کر سکے۔ اسی بیلنس کو رکھنے کا نام تزکیۂ نفس ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ اس کو قوت بھی چاہیے تاکہ یہ نیکی کر سکے لیکن اگر ذرا سی بھی قوت ملے گی تو گناہوں پہ جرأت کرے گا۔ اس لئے ضروری ہوگا کہ یہ اتنا کمزور بھی ہو تاکہ گناہ نہ کر سکے۔

نفس کو کنٹرول کرنے کے طریقے

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ نفس کو کنٹرول کرنے کی تین طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ:

نفس کو کنٹرول کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس کو شہوات سے روکا جائے ..... آجکل کے نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ شہوت کا لفظ فقط Sex (جنس) کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے بلکہ عربی زبان میں یہ لفظ عام ہے۔ شہوت کا لفظ ''اشتہا'' سے بنا ہے۔ اور اشتہا کسی بھی چیز کی ہو سکتی ہے۔ مثلاً بعض لوگوں کو کھانے پینے کی بہت اشتہا ہوتی ہے۔ ان کا جی ہر وقت یہ چاہتا ہے کہ یہ چیز کھائیں وہ چیز کھائیں، یہ چیز بنائیں وہ چیز بنائیں۔ کچھ لوگوں کو اچھے کپڑے پہننے کی شہوت ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہر وقت بن ٹھن کر اور سنور کر رہیں۔ اچھی گاڑی ہو اور اکڑ فوں میں چلیں۔ بعض لوگوں میں اپنی خواہشات نفسانیہ پوری کرنے کی شہوت ہوتی ہے ...... تو پہلا کام شہوات کو توڑنا ہے۔ یعنی جب انسان یہ محسوس کرے کہ کسی چیز میں رغبت زیادہ ہو رہی ہے اور وہ شریعت کے راستے میں رکاوٹ بن رہی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے تو پھر اس کو لگام ڈالیں۔ جتنا ہم خواہشات کو پورا کریں گے اتنا ہی نفس موٹا ہوگا اور جتنا اپنی خواہشات کو توڑیں گے اتنا ہی نفس کمزور ہوگا۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے گھوڑا قابو میں نہ آتا ہو تو لوگ اس کو تھوڑا چارہ دیتے ہیں۔ جب اسے کئی دن بھوک ملتی ہے تو وہ پھر کمزور ہو جاتا ہے، پھر وہ سوار کو اپنے اوپر بیٹھنے بھی دیتا ہے اور سواری بھی کرنے دیتا ہے۔ اسی طرح نفس کے گھوڑے پر سواری کے لئے ضروری ہے کہ اسے خواہشات کی غذا تھوڑی دیں۔

دوسرا طریقہ:

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نفس کے اوپر عبادات کا بوجھ خوب لاد دیں۔ یعنی بندہ اپنا معمول بنالے کہ وہ اپنے آپ کو نیکی میں مصروف رکھے۔ کیونکہ

An idle man's brain is devil's workshop.

(فارغ آدمی کا ذہن شیطان کی ورکشاپ ہوتی ہے)

اس لئے نفس کو فارغ نہ رکھے۔ جب کوئی گدھا قابو میں نہ آئے تو سب سے پہلے اس کو بھوکا رکھتے ہیں، پھر وہ لگام ڈالنے دیتا ہے، اس کے بعد اس پر ٹکا کر بوجھ لاد دیتے ہیں۔ پھر وہ بوجھ اٹھا کر آرام سے چلتا رہتا ہے۔ اسی طرح جب نفس پر عبادات کا بوجھ لادیں گے تو یہ خود بخود دین کے راستے پر گامزن رہے گا۔

۔ لہٰذا اگر پہلے پانچ نمازیں پڑھتے ہیں تو اب تہجد بھی شروع کر دیجئے۔

۔ اشراق بھی شروع کر دیجئے۔

۔ چاشت بھی شروع کر دیجئے۔

۔ اوابین بھی شروع کر دیجئے۔

۔ پہلے قرآن پاک کا ایک پارہ پڑھتے ہیں تو اب دو پارے پڑھنا شروع کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیجیے۔

۔تسبیحات کا وقت بڑھا دیجیے۔

۔مراقبے کا وقت بڑھا دیجیے۔

تیسرا طریقہ:

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت سے دعا مانگتے رہیں کیونکہ نفس کی اصلاح اللہ رب العزت کی رحمت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جیسے قرآن عظیم الشان میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوْٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ

(یوسف:۵۳)

(اور میں پاک نہیں کہتا اپنے نفس کو۔ بے شک نفس تو برائی سکھاتا ہے مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے)

یہاں مَا رَحِمَ رَبِّي کے الفاظ انسانیت کے نام رب رحمٰن کا یہ بہت بڑا پیغام ہیں کہ جس پر اللہ رب العزت کا رحم ہوگا اس کا نفس اس کے قابو میں آئے گا۔

معلوم ہوا کہ پہلے دو کام کرنے کے بعد انسان ہاتھ اٹھائے اور اللہ رب العزت کے حضور دعا مانگے کہ اے میرے مالک! جو میں کر سکتا تھا میں نے اس کی کوشش کی ہے، اب تو رحمت فرما دے اور میرے نفس کو نفس مطمئنہ بنا دے۔

حضرت تھانویؒ اور اصلاح نفس

حضرت اقدس تھانویؒ نے فرمایا کہ نفس کی اصلاح کے لئے تین کام کرنے ضروری ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلا کام:

سب سے پہلا کام یہ کرے کہ مرشد کامل کی خدمت میں رہے کیونکہ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ انسان کا نفس اس کو کیسے ورغلاتا ہے۔ انسان مرشد کے سامنے اپنے آپ کو اس طرح پیش کر دے جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ وہ ان کو عرض کر دے کہ حضرت! آپ جو حکم کریں میں حاضر ہوں۔ یا جیسے کوئی اندھا اپنی لاٹھی کسی دوسرے کے ہاتھ میں پکڑا کر کہتا ہے کہ اسے پکڑ کر مجھے میرے گھر میں پہنچا دو۔ اسی طرح انسان اپنے آپ کو باطنی اعتبار سے اندھا سمجھے اور اپنی لاٹھی اپنے مرشد کے ہاتھ میں پکڑا دے۔ کیونکہ مرشد کامل ایک ایسی شخصیت ہوتی ہے جس نے اپنی زندگی عبادت الٰہی میں گزاری ہوتی ہے، وہ جانتے ہیں کہ راستے میں گڑھے کہاں کہاں آتے ہیں۔ اس لئے وہ آسانی سے ہمیں ہماری منزل تک پہنچا دیں گے۔

آپ نے اکثر تجربہ کیا ہوگا کہ اگر آپ کسی دوست کے گھر جائیں اور وہ آپ کو Directions (سمتیں) لکھوا دے تو آپ کو اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے کئی مرتبہ رکنا پڑتا ہے اور پوچھنا پڑتا ہے، حتیٰ کہ گم ہونا پڑتا ہے، مشکل سے جا کر پہنچتے ہیں، اور کبھی دیر سے پہنچنے کی وجہ سے فنکشن ہی رہ جاتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ کے اگلی سیٹ پر کوئی ایسا دوست بیٹھ جاتا ہے جو گھر کو جانتا ہے تو آپ کو اس وقت کوئی فکر نہیں ہوتی، نہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت پڑتی ہے، نہ گھبراہٹ ہوتی ہے اور نہ دیر ہو جانے کی فکر ہوتی ہے، بس وہ آپ کو بتا دیتا ہے کہ اب یہاں سے دائیں مڑ جائیں اور یہاں سے بائیں طرف مڑ جائیں، حتیٰ کہ ایک جگہ جا کر کہہ دیتا ہے کہ بس اب یہاں بریک لگا دیں کیونکہ سامنے گھر آ گیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جو مرشد کامل ہوتا ہے اس کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ چونکہ اس نے معرفت الٰہی کا یہ راستہ کسی شیخ کامل کی خدمت میں رہ کر طے کیا ہوتا ہے اور اس کی اونچ نیچ کو دیکھا ہوتا ہے اس لئے وہ سالک کو دونوں دشمنوں (نفس اور شیطان) سے بچا کر چلتا ہے اور اسے اس کی منزل (معرفت الٰہی) تک پہنچا دیتا ہے۔

کچھ لوگوں کو یہ بات بھی سمجھ نہیں آتی۔ وہ کہتے ہیں کہ مرشد کی کیا ضرورت ہوتی ہے؟ جس طرح استاد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح مرشد کی ضرورت ہوتی ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

ہر آں کارے کہ بے استاد باشد
یقین دانی کہ بے بنیاد باشد

(ہر وہ کام جو بے استاد ہوتا ہے یقین کرلو کہ وہ بے بنیاد ہوتا ہے)

ایک اور مثال سے آپ کو یہی بات سمجھاتے ہیں۔ ایک طالبعلم امتحان کے پیپر دے رہا ہے۔ جب وہ اپنا پیپر حل کر لیتا ہے تو اس طالبعلم کی نظر میں وہ سو فیصد ٹھیک ہوتا ہے...... اگر اسے پتہ ہو کہ میں غلط لکھ رہا ہوں تو وہ لکھے ہی کیوں۔ وہ تو بیچارہ ساری ساری رات جاگ کر پڑھتا رہا، وہ اپنی دانست میں کیوں غلط لکھے گا، وہ تو چاہے گا کہ مجھے نمبر ملیں...... وہ جب پیپر ممتحن کے حوالے کر رہا ہوتا ہے تو اس کے خیال میں وہ پیپر سو فیصد ٹھیک ہوتا ہے لیکن وہی پیپر جب استاد کے ہاتھ میں جاتا ہے تو وہ کاٹے لگانا شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے یہ بھی غلط لکھا، یہ بھی غلط لکھا، یہ بھی غلط لکھا، حتی کہ وہ تسلیم کرتا ہے کہ واقعی مجھ سے بڑی غلطیاں ہوئی ہیں۔

بالکل اسی طرح جب انسان اپنے عملوں کو دیکھتا ہے تو اس کی نظر میں اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

تمام اعمال سو فیصد ٹھیک ہوتے ہیں لیکن جب وہ شیخ کے پاس جاتا ہے تو وہ اسے بتاتا ہے کہ میاں! تمہارے اس عمل میں عجب تھا، اس میں تکبر تھا اور اس میں ریا تھی۔ پھر انسان تسلیم کرتا ہے کہ ہاں میرے اندر یہ سب چیزیں موجود تھیں۔ اسی لئے جب ڈاکٹر بیمار ہوتے ہیں تو وہ اپنا علاج خود نہیں کرتے بلکہ کسی دوسرے ڈاکٹر سے علاج کرواتے ہیں...... گویا انسان اگر اپنا معالج خود بن جائے تو اس کا اللہ ہی حافظ ہوتا ہے۔ اس لئے مرشد کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کو سمجھائے۔ کیونکہ نفس اپنے ہر کام میں کوئی نہ کوئی Justification (دلیل) دے گا۔ وہ کوئی الٹا کام بھی کرے گا تو اسے وہ درست ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ شیخ اس کو شریعت وسنت کے مطابق مشورے دے گا، اس پر نظر رکھے گا اور روک ٹوک کرتا رہے گا جس کی وجہ سے وہ معرفت کی منازل طے کرتا چلا جائے گا۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بس ہم برکت کے لئے بیعت ہوئے ہیں۔ نہیں، بلکہ اس بیعت کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ شیخ نے اس کی تربیت اور اصلاح کرنی ہوتی ہے۔ جب انسان ان کے ساتھ رابطہ ہی نہیں رکھے گا اور اپنے حالات بتائے گا ہی نہیں تو اس کی اصلاح کیسے ہوگی۔ اس لئے شیخ کے ساتھ رابطہ رکھنے پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اپنے شیخ کے سامنے اپنی کتاب کو کھولیں تاکہ وہ آپ کو گائیڈ کرسکیں کہ کیا کرنا ہے۔

آج تو حالت یہ ہے کہ سالکین شیخ کو آکر خواب سناتے ہیں تو خواب کا وہ حصہ سنا دیتے ہیں جو نسبتاً زیادہ اچھا ہوتا ہے اور برے حصے کو گول کر جاتے ہیں۔ اگر ایک مریض ڈاکٹر سے اپنے مرض کو چھپائے اور خوش ہو کہ میں نے ڈاکٹر کو مرض کا پتہ ہی نہیں چلنے دیا تو نقصان کس کا ہوگا؟ نقصان اسی مریض کا ہوگا اور وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مرجائے گا، ڈاکٹر کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اس لئے اپنی جو بھی کیفیت ہو، اچھی یا بری، اپنے شیخ کے سامنے بلا کم و کاست کہہ دینی چاہیے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جس طرح بیٹی سے غلطی ہو جائے تو وہ اپنا سب کچھ اپنی ماں کے سامنے کھول دیتی ہے اسی طرح مرید کو چاہیے کہ وہ اپنا سب کچھ اپنے شیخ کے سامنے کھول دے کیونکہ ایک تو وہ اس کو سمجھائیں گے اور دوسرا وہ اللہ رب العزت کے حضور دعا بھی کریں گے اور ان کی دعا کی برکت سے اللہ رب العزت اس کو ان گناہوں سے محفوظ فرما دیں گے۔ اس لئے شیخ کی روک ٹوک پر دل تنگ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی کبھی کبھی انٹی بائیوٹک دے دیتے ہیں...... صبح، دوپہر، شام۔ اس کے بغیر بخار نہیں اترتا۔ ہمارے مشائخ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر بغیر کسی غلطی کے شیخ انسان کو چورا ہے میں کھڑا کر کے جوتے مارے تو مرید کا حق بنتا ہے کہ پھر جوتا اٹھا کر اپنے شیخ کے حوالے کرے۔ اس طرح اپنے آپ کو پیش کرے، پھر دیکھیں گے کہ اصلاح ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ دین کے جتنے بھی بڑے بڑے حضرات گزرے انہوں نے اپنے مشائخ کی صحبت میں اسی طرح بیٹھ کر تربیت پائی۔

تربیتی سلسلہ کی ابتداء

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تربیت اللہ رب العزت نے کی اور صحابہ کرامؓ کی تربیت نبی علیہ السلام نے کی۔ اس سے پتہ چلا کہ تربیت کا یہ سلسلہ اوپر سے چلا آرہا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے پاس ایک عورت آئی۔ وہ چھوٹے قد کی عورت تھی۔ جب وہ چلی گئی تو انہوں نے بتانا تھا کہ وہ چھوٹے قد کی ہے تو انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا۔ اور کہا کہ وہ جو اتنی سی ہے۔ نبی علیہ السلام نے ان کی اصلاح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، عائشہ! تو نے ایک ایسی بات کہی کہ اگر اس بات کو

www.besturdubooks.wordpress.com

سمندر کے پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ سارے سمندر کو کڑوا بنا دے........ یہ تربیت ہے........ مشائخ بھی اسی طرح آدمی کی تربیت کرتے ہیں۔

حضرت مرشد عالمؒ کے انداز تربیت کی ایک جھلک

ہمارے سلسلہ میں مشائخ ''چپ شاہ'' نہیں ہوتے۔ لیکن بعض جگہوں کے مشائخ چپ شاہ ہوتے ہیں۔ بس وہ بیٹھے رہتے ہیں اور ان کے مرید جو مرضی آئے کرتے پھریں وہ چپ ہی رہتے ہیں۔ اور ہمارے ہاں تو ویسے ہی ڈنڈا ہاتھ میں ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مرشد عالمؒ مکہ مکرمہ میں تھے۔ وہاں ایک انجنیئر صاحب کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب حضرتؒ حرم شریف سے نکلے تو حضرتؒ نے انہیں فرمایا کہ آگے چلو اور بتاؤ کہ کدھر جانا ہے۔ مگر انہوں نے کہا، حضرت! آپ ہی آگے چلیں، میں پیچھے سے آپ کو بتاتا رہوں گا۔ حضرتؒ نے آگے چلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر دوراستے آگئے۔ پھر حضرت نے پوچھا، بھئی! بتاؤ کدھر جانا ہے؟ انہوں نے کہا، حضرت! ادھر جانا ہے۔ حضرت نے فرمایا، تم آگے چلو۔ وہ کہنے لگے، نہیں حضرت! میں یہیں ٹھیک ہوں آپ آگے چلیں۔ اس دفعہ حضرت نے اکرام کرلیا۔ ذرا آگے چل کر پھر یہی صورتحال پیش آئی اور حضرت نے پوچھا، بھئی! کدھر جانا ہے؟ تو وہ کہنے لگے، حضرت! بائیں طرف جانا ہے۔ حضرت نے فرمایا، بھئی آگے چلو۔ وہ کہنے لگے، نہیں نہیں حضرت! میں پیچھے ہی ٹھیک ہوں آپ آگے چلیں۔ حضرتؒ کے پاس ڈنڈا تھا، حضرت نے اسے دکھاتے ہوئے فرمایا:

''تو میڈا پیر ایں یا میں تیڈا پیر آں''

(تم میرے شیخ ہو یا میں تمہارا شیخ ہوں)

www.besturdubooks.wordpress.com

تب جا کر کہیں اس کا دماغ سیدھا ہوا۔ پھر حضرت نے انہیں سمجھایا کہ بعض اوقات پیچھے چلنا ادب ہوتا ہے اور بعض اوقات آگے چلنے میں ادب ہوتا ہے۔

دوسرا کام:

دوسرا کام یہ ہے کہ انسان اپنے دشمنوں اور حاسدوں سے سبق سیکھے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ بندے کے اوپر تھانیدار مقرر کر دیتے ہیں۔ وہ تھانیدار اس پر ہر وقت تنقید کرتے رہتے ہیں کہ یہ بھی ٹھیک نہیں، یہ بھی ٹھیک نہیں، یہ بھی ٹھیک نہیں، یہ بندے کو لگتا تو برا ہے لیکن وہ اسے رکھتے ٹھیک ہیں۔ اگر یہ تھانیدار نہ ہوں تو بندہ بگڑ جائے۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔ انسان جتنا زیادہ فضل وکمال والا ہوگا اسکے حاسد اتنے زیادہ ہوں گے۔ حضرت اقدس تھانویؒ کو اللہ نے کیا ہی فضل وکمال عطا کیا تھا، لوگ ان پر تنقید کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کو کتنا زیادہ فضل وکمال عطا کیا تھا، ان پر بھی لوگ تنقید کرتے تھے۔ اس دنیا میں سب سے زیادہ فضل وکمال نبی علیہ السلام کو حاصل ہوا اور دنیا میں سب سے زیادہ حاسد بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تھے۔ اتنے حاسد تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ان حاسدین کے شر سے پناہ مانگنے کے لئے طریقہ بھی بتا دیا اور فرمایا،

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ط

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے حاسدین سے سیکھے۔ جب وہ کوئی تنقید کریں تو وہ اس تنقید سے سبق سیکھے اور اپنی اصلاح کرے۔ وہ اس طرح کہ جب وہ تنقید کریں تو وہ سوچے کہ انہوں نے مجھ پر جو تنقید کی ہے، اگر اس میں حقیقت ہے تو مجھے اپنی اصلاح کر لینی چاہیے۔ ہماری یہ حالت ہے کہ ہم ہر اس بندے کو پسند کرتے ہیں جو ہماری ہر بات کو ٹھیک کہے۔ گویا ہمیں Yes man اچھا لگتا ہے۔ اور جس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے بھی کہہ دیا کہ یوں نہیں بلکہ یوں کرلیں، ہمیں اسی پر غصہ آ جاتا ہے۔

تیسرا کام:

تیسرا کام یہ ارشاد فرمایا کہ انسان دوسرے لوگوں سے عبرت حاصل کرے۔ مثلاً کسی نے کوئی غلطی کی اور اس کی وجہ سے ذلت اور شرمندگی اٹھائی، اس سے آدمی سبق سیکھے کہ اس نے جب یہ کام کیا تھا تو اسے ذلیل ہونا پڑا تھا اس لئے میں یہ کام نہیں کروں گا۔ جو بندہ دوسروں سے عبرت پکڑتا ہے اس کی اصلاح جلدی ہو جاتی ہے اور جو بندہ دوسروں کے حالات وواقعات سے عبرت نہیں پکڑتا، کچھ دنوں کے بعد وہ خود تماشا بن جاتا ہے۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جب انسان ان تین کاموں کو اپنائے گا تو اللہ رب العزت اس کے نفس کی اصلاح فرما دیں گے۔

روحانی پہلوان بننے کے لوازمات

یہ طے شدہ بات ہے کہ ماں کا پیٹ انسان کے جسم بننے کی جگہ ہے۔ اگر ماں کے پیٹ میں انسان کے جسم میں کوئی نقص رہ جائے اور بچہ ویسے ہی پیدا ہو جائے تو پوری دنیا کے ڈاکٹر مل کر بھی اس نقص کو دور نہیں کر سکتے۔ مثلاً جو بچہ ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہو، دنیا کے ڈاکٹر اسے بینا نہیں کر سکتے۔ ماں کے پیٹ میں اگر ایک بچے کی انگلیاں نہ بنیں تو دنیا کے ڈاکٹر اس کی انگلیاں نہیں بنا سکتے........اسی طرح یہ زمین اور آسمان کا پیٹ انسان کی روحانیت کے بننے کی جگہ ہے، اگر اس میں کمی رہ گئی تو وہ قیامت کے دن پوری نہیں ہو سکے گی۔ اس لئے جب روز محشر منافق مرد اور عورتیں دیکھیں گے کہ ایمان والوں کے سروں پر ایمان کا نور ہے تو وہ ان سے

www.besturdubooks.wordpress.com

نور طلب کریں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ (الحدید:۱۳)

(منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ذرا ہماری طرف توجہ کیجئے تاکہ ہمیں بھی تمہاری اس روشنی سے فائدہ مل جائے)

مگر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا (الحدید:۱۳)

(ان سے کہا جائے گا کہ تم جاؤ اپنے پیچھے دنیا میں، پھر یہ نور تلاش کرو)

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ (الحدید:۱۳)

(پھر ان کے درمیان ایک دیوار بنادی جائے گی جسمیں ہوگا دروازہ)

ثابت ہوا کہ جس طرح جسمانی کمی دنیا میں آکر پوری نہیں ہوتی اسی طرح روحانیت میں جو کمی رہ جائے گی وہ آخرت میں جا کر پوری نہیں ہوگی۔

اس وقت ہم زمین اور آسمان کے درمیان ہیں، یہ پیٹ ہماری شخصیت اور روحانیت بننے کی جگہ ہے اس لئے کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے اندر سے اخلاق رذیلہ نکل جائیں اور ان کی جگہ اخلاق حمیدہ پیدا ہو جائیں۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جس طرح آدمی ارادہ کرے کہ جی میں پہلوان بنوں گا اور اس کے بعد وہ اپنے آپ کو اس کام کے لئے فارغ کرلے، روزانہ ورزش کرے، اور اچھا کھائے پیے تو روزانہ کی ورزش اور اچھی خوراک کے استعمال کے ایک دو سال بعد وہ آدمی پہلے سے زیادہ مضبوط اور صحتمند ہو جائے گا۔ اسی طرح انسان محنت کے ذریعے

www.besturdubooks.wordpress.com

ولایت بھی حاصل کرسکتا ہے۔ اگر ایک آدمی نیت کرلے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا ولی بننا ہے اور اس کے بعد وہ لوہے کا لنگوٹ باندھ لے۔

......اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے،

......اپنی زبان کی حفاظت کرے،

......اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے،

......اپنے دل ودماغ کی حفاظت کرے اور

......جن جن اعضاء سے گناہ سرزد ہوتے ہیں ان کی حفاظت کرے

تو یقیناً کچھ عرصہ کے بعد وہ انسان روحانی طور پر پہلوان بن جائے گا، بلکہ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ وہ اللہ کا ولی بن جائے گا۔

ولایت کی قسمیں

یادرکھیں کہ ولایت ایک کسبی چیز ہے اور نبوت وہبی چیز ہے۔ کسبی چیز اس چیز کو کہتے ہیں جو محنت کرکے حاصل کی جاسکے اور وہبی چیز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے فضل وکرم سے بندے کو عطا ہو جائے۔ کوئی بھی بندہ اگر اللہ کا ولی بننا چاہے تو وہ بن سکتا ہے۔

ولایت دو طرح کی ہوتی ہے۔

◉ ولایت عامہ:

ولایت عامہ ہر کلمہ پڑھنے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ یعنی جس نے بھی کلمہ پڑھا ہے وہ اللہ کا دوست ہے۔ چنانچہ قرآنی فیصلہ ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (البقرۃ:۲۵۷)

(اللہ دوست ہے ایمان والوں کا)

مثال کے طور پر اگر یہ پوچھا جائے کہ اس مجمع میں اللہ کا دشمن کون ہے تو کوئی بھی کھڑا نہیں ہوگا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں اللہ کا دشمن کوئی نہیں بلکہ سب اللہ کے دوست ہیں۔

ولایت خاصہ:

ولایت خاصہ یہ ہوتی ہے کہ انسان کے جسم سے گناہ سرزد نہ ہوں اور اس کے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک پورے جسم پر اللہ رب العزت کے احکام لاگو ہو جائیں۔ جو انسان ایسا متقی بن جائے اس کے متعلق قرآن عظیم الشان کا فیصلہ ہے:

اِنْ اَوْلِیَآءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال:۳۴)

(اس کے ولی وہی ہوتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں)

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ولایت خاصہ عطا فرما دیتے ہیں۔ جیسے انسان کے بہت سے واقف کار ہوتے ہیں لیکن جگری یار قسم کے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں، اسی طرح جس آدمی نے کلمہ پڑھ لیا وہ سب کے سب اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہو جاتے ہیں، لیکن جو لوگ متقی اور پرہیزگار بن جاتے ہیں ان کو ولایت خاصہ حاصل ہو جاتی ہے، یہ ولایت خاصہ حاصل کرنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس محنت کا نام تزکیۂ نفس ہے۔

اصلاح نفس کے لئے سب سے بہترین کام

یہ بات نوٹ کر لیں کہ سب مجاہدوں سے بڑا مجاہدہ ہر حال میں شریعت پر عمل کرنا ہے۔ انسان جو مجاہدے اپنی مرضی سے کرتا ہے وہ اس کے نفس کے لئے بڑے آسان ہوتے ہیں لیکن ہر حال میں شریعت کی پابندی کرنا نفس پر بہت بوجھل

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب اس عاجز سے ملنے کے لئے آئے۔ وہ جوان تھے۔ وہ پچھلے بائیس سالوں سے متواتر صائم الدھر (روزانہ روزہ رکھنے والے) تھے۔ جب انہوں نے عاجز کو بتایا تو پاس بیٹھنے والے متعلقین بڑے حیران ہوئے۔ میں نے کہا، یہ کام آسان ہے۔ وہ کہنے لگے، جی وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ ان سے کہیں کہ ایک دن روزہ رکھے اور دوسرے دن افطار (ناغہ) کرے۔ جب انہوں نے ان سے یہ بات کی تو وہ کہنے لگے کہ جی کام مشکل ہے۔ پھر میں نے انہیں سمجھایا کہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا سنت ہے، اسی لئے اس کو مشکل نظر آرہا ہے کیونکہ صائم الدھر رہنا آسان ہے اور ایک دن کے وقفہ سے روزہ رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ جس طرح لوگ صبح وشام کھانے کی عادت بنا لیتے ہیں اسی طرح اس نے سحری اور افطاری کے وقت کھانے کی عادت بنالی تھی، اس لئے اس کے لئے آسان تھا۔ لہٰذا یہ اصول ذہن نشین کرلیں کہ ہر حال میں سنت وشریعت پر عمل کرنے سے زیادہ بوجھل کام نفس کے لئے کوئی نہیں ہوتا۔ لہٰذا نفس کی جتنی اصلاح اس کام سے ہوتی ہے اور کسی کام سے اتنی اصلاح نہیں ہوتی۔ اسی لئے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے لکھا ہے کہ دوپہر کے وقت سنت کی نیت سے تھوڑی دیر قیلولہ کی نیت سے سوجانے پر وہ اجر ملتا ہے جو کروڑہا نفلی شب بیداریوں پر بھی نہیں مل سکتا۔ تو اصول یہ بنا کہ اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے جو ہر حال میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتا ہے۔ یقیناً اس بندے کی طبیعت سنت کے مطابق ڈھل جاتی ہے۔ عام آدمی کو سنت پر عمل کرنے کے لئے تکلف کرنا پڑتا ہے لیکن اللہ والوں کو کوئی تکلف نہیں کرنا پڑتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مستقل مزاجی کی ایک جھلک

ایک صاحب پوچھنے لگے، حضرت! کیا آپ میٹھی چیز استعمال نہیں کرتے۔ میں نے کہا، جی ہاں میں زیادہ بھاگ دوڑ نہیں سکتا، ورزش نہیں کرسکتا اس لئے ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ آپ پرہیز کریں، اس لئے میں پرہیز کرتا ہوں۔ وہ کہنے لگے، پھر تو آپ کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہوگا، میں نے کہا، اللہ بھلا کرے ہمارے مشائخ کا کہ انہوں نے ایسی محنت کرنے کا سلیقہ سکھا دیا کہ جب سے ڈاکٹروں نے کہا میٹھی چیز استعمال نہیں کرنی اس کے بعد سے کبھی دل میں طلب بھی پیدا نہیں ہوئی۔ تصوف وسلوک کی محنت انسان کو ایسا مستقل مزاج بنا دیتی ہے۔ گویا ذکر کی محنت سے مشائخ نفس کو لگام ڈال دیتے ہیں۔ پھر انسان لذتوں کا خوگر نہیں بنتا بلکہ سنت ہی ہر وقت اس کے پیش نظر رہتی ہے، اس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا، پھرنا ہر چیز سنت کے مطابق ہو جاتی ہے۔ یہ سدھایا ہوا انسان اللہ کا ولی کہلاتا ہے۔ جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ولی وہ ہوتا ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ حالانکہ کرامتوں کا صادر ہونا تو بڑا آسان کام ہوتا ہے۔ یہ کام تو جوگی اور ہندوؤں سے بھی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کالے علم والے بھی کیا کیا شعبدے دکھا دیتے ہیں۔ یہ سب کام آسان ہیں مگر ان میں ظلمت ہوتی ہے اور اس سے ایمان کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ جب وہ پھنستے ہیں تو پھر ہمارے پاس آتے ہیں۔ ہمیں آج تک کبھی جن کا عمل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ بلکہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں کہ کیسے کرتے ہیں۔ جنوں کے عامل پھنس کر ہمارے ہاں آجاتے ہیں۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ آدمیوں کے جن ہمارے پاس آکر کیسے نکل جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے:

"کامل بننا، عامل نہ بننا"

ایسی چیزیں تو اس تصوف وسلوک والے راستے کی گری پڑی چیزیں ہیں اور اصل چیز یہ ہے کہ ہر حال میں شریعت وسنت کے مطابق زندگی بسر ہو رہی ہو۔ یہی اصل مقصود ہے۔

شریعت کی لگام

ذکر وسلوک کا مقصد ذکر کی لذتیں حاصل کرنا نہیں ہے۔ ہمارے مشائخ ہمیں عبداللطف نہیں بناتے بلکہ عبداللطیف بناتے ہیں۔ وہ ہمیں لذتوں کا خوگر نہیں بناتے بلکہ سنتوں کی پیروی کرنے والا بناتے ہیں۔ گویا وہ ہمیں سکھاتے ہیں کہ نفس ایک منہ زور گھوڑا ہے اس کو شریعت کی لگام دے دو۔ جب اسے شریعت کی لگام مل جائے گی تو سمجھنا کہ اب یہ قابو میں آچکا ہے.....اب اس پر سواری کرو اور اللہ کے قرب کے مقامات کی سیر کرو۔

شریعت کی خادمہ

جو انسان یہ سمجھے کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت اور چیز ہے وہ پکا جاہل ہے۔ دل کے کان کھول کر سن لیں کہ جو کچھ بھی ہے وہ شریعت میں ہے۔ طریقت تو شریعت کی خادمہ ہے۔ یہ غلط فہمی دور کر لینی چاہیے۔ آجکل تو لوگ اسی بندے کو ولی سمجھتے ہیں جو انہیں کوئی الٹا سیدھا کام کر کے دکھا دے۔

تلوینِ احوال

ایک عام آدمی اور اللہ کے ولی میں یہ فرق ہوتا ہے کہ عام آدمی بھی بڑے بڑے کام کر جاتا ہے لیکن اس کو استقامت نصیب نہیں ہوتی۔ لہٰذا ایک وقت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی نماز پڑھے گا جیسی وقت کا ابدال پڑھتا ہے اور اگلی نماز ایسی پڑھے گا جیسی وقت کا فاسق فاجر پڑھ رہا ہوتا ہے۔اس کی کیفیات میں بڑی اونچ نیچ ہوتی ہے۔کبھی تو اس کی تو اللہ تعالیٰ سے ایسی لو لگی ہوتی ہے کہ اس کے سامنے گڑگڑا کر مناجات کر رہا ہوتا ہے اور آدمی کو اس پر رشک آتا ہے اور کبھی وہی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے۔تو مبتدی سالک کی کیفیات ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔اس کو ''تلوین احوال'' کہتے ہیں۔لیکن صاحب نسبت لوگ ''صاحب تمکین'' ہوتے ہیں۔ان کو استقامت حاصل ہوتی ہے۔وہ ہر حال میں ایک ہی راستہ پر چل رہے ہوتے ہیں، دیس یا پردیس اور خوشی یا غمی کے حالات ان کے معمولات میں رکاوٹ نہیں بنتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم الشان میں فرمایا:

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حٰمٓ السجدہ:۳۰)

(بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے)

استقامت اللہ رب العزت کو بہت پسند ہے۔اور یہ استقامت اصلاح نفس کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

نفس کی مکاریاں

اگر نفس کی اصلاح نہ کی جائے تو یہ نفس انسان کے ساتھ اسی طرح کھیلتا ہے جیسے بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ یہ الٹے کام کر Justifications (حجتیں) پیش کرتا ہے۔ایک صاحب رشوت لیتے تھے۔کسی نے اس سے کہا، بھئی! رشوت کیوں لیتے ہو؟ وہ کہنے لگا، جی میں اپنے لئے تو نہیں لیتا، میں نے تو دو روٹیاں ہی کھانی ہوتی ہیں، میں یہ سب کچھ بچوں کے لئے کرتا ہوں کیونکہ ان کے لئے بھی تو کچھ لانا فرض ہے نا، اب دیکھو کہ نفس نے اسے کیسے بہکایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر معاملہ نفس پر چھوڑ دیا جائے تو پھر آدمی جو بڑے سے بڑا گناہ کر رہا ہوتا ہے اس کے لئے بھی نفس کوئی نہ کوئی Logic (دلیل) پیش کر دے گا۔ خود چور کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم ساری رات جاگے اور بہت زیادہ خوف اور ڈر کے ساتھ چوری کی اس لئے ہماری بھی تو محنت کی کمائی ہے نا۔

دو طالبعلم تھے۔ ایک عمر میں بڑا تھا اور دوسرا چھوٹا۔ استاد نے بڑے سے پوچھا، تمہیں کس نے پیدا کیا؟ وہ کہنے لگا، ماں باپ نے۔ پھر استاد نے چھوٹے سے پوچھا کہ تمہیں کس نے پیدا کیا؟ اس نے کہا، اللہ نے۔ استاد اس پر بڑا خوش ہوا اور بڑے کو شرم دلائی کہ تو بڑا ہے، چھوٹے نے تو صحیح جواب دیا لیکن تو نے غلط۔ وہ کہنے لگا، جی اصل میں میں پہلے پیدا ہوا تھا اور یہ ابھی ابھی پیدا ہوا ہے، اس لئے اس کو یاد رہا اور میں بھول گیا ہوں۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ نفس انسان کو کوئی نہ کوئی Logic (دلیل) پیش کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور نفس اسے کہہ رہا ہوگا کہ نہیں تو ٹھیک کر رہا ہے نوجوان توبہ تائب ہوتے ہیں وہ خود آکر بتاتے ہیں کہ ہم گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہہ رہے ہوتے ہیں کہ دنیا کی محبت گندی ہوتی ہے اور ہماری محبت تو سچی ہے۔

یہ ایک بری سی مثال ہے لیکن سمجھانے کے لئے بتا رہا ہوں۔ کالج کے ایک پروفیسر صاحب تھے۔ Co-education (مخلوط تعلیم) کی وجہ سے کسی لڑکی کے ساتھ اس کے تعلقات بن گئے۔ ان ناجائز تعلقات کی وجہ سے وہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ اس کی بڑی بدنامی ہوئی۔ کسی اور پروفیسر نے اس کو شرم دلائی کہ اگر تو نے بدکاری کرنی ہی تھی تو احتیاط ہی کر لیتا، عزل ہی کر لیتا تاکہ حمل نہ ٹھہرتا۔ وہ کہنے لگا

www.besturdubooks.wordpress.com

،ہاں، خیال تو مجھے بھی آیا تھا لیکن بعض علما نے اس کو مکروہ لکھا ہے۔

بیعت کی ضرورت واہمیت

نفس کی ان مکاریوں سے بچنے کے لئے اس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ اور اس کی اصلاح حاصل کرنے کے لئے انسان کو کسی نہ کسی مربی کے ساتھ تعلق جوڑنا پڑتا ہے، جسے بیعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہوں پر لِمَ کا لفظ استعمال کیا، اس کا مطلب ہے ''کیوں''۔ اللہ تعالیٰ نے یہ لِمَ کا لفظ ارشاد فرما کر نبی علیہ السلام کی تربیت فرمائی۔

جہاں نبی علیہ السلام کے لئے لِمَ کا لفظ استعمال ہوا، وہاں اس لفظ سے یا تو پہلے مغفرت کا اعلان فرمایا یا بعد میں۔ جیسے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (التحریم:۱)

(اے محبوب! آپ نے اپنے اوپر اس چیز کو کیوں حرام کر لیا جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا)

یہاں وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ کے الفاظ کے ذریعے معافی کا اعلان ساتھ ہی کر دیا۔

اور کہیں پر پہلے معافی کا اعلان فرمایا اور بعد میں لِمَ کا لفظ ارشاد فرمایا:

عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ (التوبہ:۴۳)

(اللہ آپ کو معاف کر دے، آپ نے کیوں اجازت دی)

پہلے یا بعد میں معافی کا اعلان اس لئے فرمایا کہ اللہ رب العزت جانتے تھے کہ محبوب ﷺ کے دل میں عظمت الٰہی اور خشیت الٰہی اتنی ہے کہ اگر معافی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اعلان کے بغیر لِمَ کے لفظ سے خطاب کیا تو محبوب کے لئے شاید برداشت کرنا مشکل ہو جائے گا۔

اور جہاں ایمان والوں کی تربیت کے لئے قرآن مجید میں لِمَ کا لفظ استعمال فرمایا وہاں معافی کا اعلان نہیں فرمایا گیا۔ مثلاً

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصّف:۲،۳)

(اے ایمان والو! کیوں کرتے ہو جو کرتے نہیں۔ بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے ہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو)

اس لئے کہ اگر مانو گے تو رحمت کا حصہ ملے گا اور اگر نہیں مانو گے تو پھر تمہاری پٹائی کی جائے گی......ان آیات سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ انسان کو تربیت حاصل کرنی چاہیے ورنہ خواہشات انسان پر غالب آجاتی ہیں۔ حتیٰ کہ انسان اپنے بس میں نہیں رہتا۔

خواہشات کا محور و مرکز

کسی کتاب میں میں نے پڑھا کہ کسی سے پوچھا گیا کہ تمہاری پسندیدہ آیت کونسی ہے؟ اس نے کہا:

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا (المرسلٰت:۴۳)

(کھاؤ اور پیو)

اس نے پھر پوچھا کہ تمہاری پسندیدہ دعا کونسی ہے؟ وہ کہنے لگا،

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (المائدۃ:۱۱۴)

(اے ہمارے پروردگار! ہمارے اوپر آسمان کے خوان نازل فرما)

www.besturdubooks.wordpress.com

اس نے پھر سوال کیا کہ اچھا، تم یہ بتاؤ کہ تمہاری پسندیدہ سنت کونسی ہے؟ وہ کہنے لگا، کھانے کی پلیٹ کو اچھی طرح صاف کرنا۔

اس نے پھر کہا کہ تم اللہ کا کوئی پسندیدہ حکم بھی سنا دو۔ وہ کہنے لگا کہ میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ حکم یہ ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:۳)

(پس تم نکاح کروان عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں)

جی ہاں، جب انسان نفس کے ہاتھوں کھلونا بنتا ہے تو اس کی خواہشات بھی اسی طرح کی بن جاتی ہیں۔ اس کی خواہشات کا محور و مرکز دنیاوی لذات بن جاتی ہیں۔

مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اپنی کتاب ''تراشے'' میں ''اشعب طامع'' نامی شخص کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کا غلام تھا۔ اس کے اندر طمع بہت زیادہ تھا۔ وہ اپنے زمانے کا نامی گرامی طامع تھا۔ حتی کہ اس کی یہ حالت تھی کہ اس کے سامنے اگر کوئی آدمی اپنا جسم کھجاتا تھا تو وہ سوچ میں پڑ جاتا تھا کہ شاید یہ کہیں سے کچھ دینار نکال کر مجھے ہدیہ کر دے گا....... وہ خود کہتا تھا کہ جب میں دو بندوں کو سرگوشی کرتے دیکھتا تھا تو میں ہمیشہ یہ سوچا کرتا تھا کہ ان میں سے شاید کوئی یہ وصیت کر رہا ہو کہ میرے مرنے کے بعد میری وراثت اشعب کو دے دینا۔

جب وہ بازار میں سے گزرتا اور مٹھائی بنانے والے لوگوں کو دیکھتا تو ان سے کہتا کہ بڑے بڑے لڈو پیڑے بناؤ۔ وہ کہتے کہ ہم بڑے لڈو کیوں بنائیں؟ وہ کہتا کہ کیا پتہ کہ کوئی خرید کر مجھے ہدیے میں ہی دے دے۔

ایک مرتبہ اس کو لڑکوں نے گھیر لیا۔ حتی کہ اس کے لئے جان چھڑانا مشکل ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا۔ بالآخر اس کو ایک ترکیب سوجھی۔ وہ لڑکوں سے کہنے لگا، کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ سالم بن عبداللہ کچھ بانٹ رہے ہیں، تم بھی ادھر جاؤ شاید کچھ مل جائے۔ لڑکے سالم بن عبداللہ کی طرف بھاگے تو پیچھے سے اس نے بھی بھاگنا شروع کر دیا۔ جب سالم بن عبداللہ کے پاس پہنچے تو وہ تو کچھ بھی نہیں بانٹ رہے تھے۔ لڑکوں نے اشعب سے کہا کہ آپ نے تو ہمیں ایسے ہی غلط بات کر دی۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے تو جان چھڑانے کی کوشش کی تھی۔ لڑکوں نے کہا کہ پھر تم خود ہمارے پیچھے پیچھے کیوں آ گئے؟ کہنے لگا کہ مجھے خیال آیا کہ شاید وہ کچھ بانٹ ہی رہے ہوں۔

کمیونزم اور نفس کی کارفرمائی

یہ جو "کمیونزم" دنیا میں آیا اس کے پیچھے بھی انسان کا نفس کارفرما تھا۔ نعرہ یہ لگا کہ روٹی، کپڑا، مکان غریبوں کو دیں گے۔ اس نعرے کی وجہ سے ایک نظام بنایا گیا، جس کا مقصد یہ تھا کہ ہم ہمیشہ کے لئے حاکم اور تم ہمیشہ کے لئے محکوم۔ ان کو غریب اور امیر کا فرق ختم کرنے کے لئے مساوات قائم کرنی تو ضرور نظر آئی مگر خود ساری زندگی حاکم بننے کے مستحق رہے........ دیکھیں کہ نفس نے کیسا دھوکا دیا .... نتیجہ یہ نکلا کہ ستر سال کے بعد اس نظام کو خود اس کے ماننے والوں نے دنیا سے ختم کر دیا۔

حقیقی مجاہد کون؟

حدیث پاک میں آیا ہے کہ کسی نے نبی علیہ السلام سے پوچھا، مجاہد کون ہے؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

(مجاہدہ وہ ہوتا ہے جو اللہ کی اطاعت کے معاملہ میں اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے)

یہ مجاہدہ ہر ایک کو کرنا پڑتا ہے۔ اپنی پسند کی چیزیں چھوڑ کر ہر حال میں شریعت وسنت پر عمل کر کے دل کی ایسی کیفیت حاصل کر لینا ضروری ہے جس میں شریعت پر چلنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

- اس کی ایک سادہ سی مثال یوں سمجھئے کہ جو لوگ نمازی ہوتے ہیں اور مسجد میں آنے جانے کے عادی ہوتے ہیں، ان کو اگر کہیں کہ زمین پر بیٹھ جائیں تو ان کیلئے زمین پر بیٹھنا بڑا آسان ہے، بلکہ ان کو اگر آپ صوفے پر بیٹھنے کو کہیں تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں زمین پر بیٹھنا اچھا لگتا ہے۔ لیکن اگر کسی غیر مسلم انگریز سے کہیں کہ جی زمین پر بیٹھ جائیں تو اس کو جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ وہ زمین پر بیٹھ ہی نہیں سکے گا۔
- ہمیں کئی مرتبہ ایسے تجربے ہوئے۔ ایک مرتبہ کچھ ایسے ہی لوگ ہمیں ملنے آئے، ہم نے ان کو پیشکش کر دی کہ ہم نیچے بیٹھے ہیں آپ بھی یہیں بیٹھ جائیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم بیٹھ ہی نہیں سکتے کیونکہ ہماری ٹانگیں اس طرح بیٹھنے کی عادی ہی نہیں ہیں۔ تو میرے دل میں بات آئی کہ اللہ والے شریعت پر عمل کر کے ایسے بن جاتے ہیں کہ ان کو شریعت پر عمل کرنے میں راحت محسوس ہوتی ہے۔

پروردگار عالم کی ستاری کی تعریف

میرے دوستو! اگر گناہوں سے بو آیا کرتی تو شاید کوئی آدمی بھی ہمارے پاس آ کر نہ بیٹھتا۔ یہ تو پروردگار کی طرف سے ستر پوشی ہے کہ اس نے ہماری اصلیت کو

www.besturdubooks.wordpress.com

چھپا دیا ہے۔ ایک بزرگ بہت ہی پیاری بات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ مجھے وہ بات بہت اچھی لگتی ہے۔ فرماتے تھے کہ اے دوست! جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی جس نے تجھے چھپایا ہوا ہے اور تیری گندگیوں کے باوجود لوگ تیری تعریفیں کرتے پھرتے ہیں۔ لہٰذا جو ہماری تعریفیں کر رہا ہوتا ہے وہ ہماری تعریفیں نہیں کر رہا ہوتا بلکہ وہ اس پروردگار کی صفت ستاری کی تعریفیں کر رہا ہوتا ہے۔ یہ تو پروردگار کی رحمت ہے کہ اس نے پردے ڈالے ہوئے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فائدہ اٹھائیں اور قبل اس کے کہ یہ مہلت ختم ہو جائے اپنے نفس کی اصلاح کر لیں۔ ورنہ جو صاحب نظر ہوتے ہیں وہ بندے کی باطنی کیفیت کو محسوس کر لیتے ہیں۔

سیدنا عثمان غنی ؓ کی فراست ایمانی

ایک مرتبہ سیدنا عثمان غنی ؓ تشریف فرما تھے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی ان کے پاس آیا۔ آپ نے اسی وقت فرمایا:

لوگوں کو کیا ہو گیا کہ بے محابہ ہمارے پاس چلے آتے ہیں اور ان کی نگاہوں سے زنا ٹپکتا ہے۔

یہ سن کر آنے والے نے تسلیم کیا کہ حضرت! واقعی مجھ سے راستے میں بدنظری ہو گئی تھی .... جی ہاں، اللہ والوں کو تو اعضاء سے بھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ نجس ہیں، کیونکہ جس عضو سے بھی گناہ ہوتا ہے وہ نجس ہو جاتا ہے۔

زنا کے اثرات

ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے ایک نوجوان کو غسل کرتے ہوئے دیکھا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو محسوس ہوا کہ اس کے مستعمل پانی میں زنا کے اثرات دھل کر جا رہے ہیں۔ وہ آدمی تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس کسی وجہ سے آیا۔ آپ نے اس کو اچھے انداز سے سمجھایا اور تنبیہ کی۔ اس نے کہا، واقعی مجھ سے گناہ ہوا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور آج سے میں سچی توبہ کرتا ہوں۔ اس دن کے بعد امام صاحب نے فتویٰ دے دیا کہ مستعمل پانی سے وضو کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ جب انسان وضو کرتا ہے تو اس وقت اس کے گناہ جھڑتے ہیں۔ اللہ والوں کو ان گناہوں کے اثرات نظر آ جاتے ہیں۔ اسی طرح جب انسان غسل جنابت کرتا ہے تو اللہ والوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ کہیں اس کے پانی میں گناہوں کے اثرات تو نہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اللھم ارنا حقائق الاشیاء کما ھی

(اے اللہ! ہمیں چیزوں کی حقیقت دکھا دیجئے جیسا کہ وہ ہے)

اسی طرح اللہ والوں کو بھی اللہ رب العزت چیزوں کی حقیقت دکھا دیتے ہیں۔

ایک عجیب معمول

کتابوں میں لکھا ہے کہ علامہ ابن دقیقؒ اور شیخ تاج الدین سبکیؒ کی یہ عادت تھی کہ جب وہ اپنے گھر سے مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے جاتے تھے تو اپنے چہرے پر پردہ ڈال لیتے تھے۔ لوگ بڑے حیران ہوتے تھے کہ یہ ان کی عجیب عادت ہے۔ ایک دن ایک آدمی نے پوچھ ہی لیا کہ حضرت! کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی چادر سے اپنے چہرے کو ڈھانپ کر آتے ہیں؟ یہ سن کر انہوں نے اپنی وہ چادر اس کے اوپر ڈال دی۔ اس کے بعد جب اس نے ادھر ادھر دیکھا تو لوگ اسے بگڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئی شکلوں میں نظر آئے۔ کسی کی شکل کتوں جیسی، کسی کی بندروں جیسی اور کسی کی خنزیروں جیسی تھی۔

خواہشات کی پیاس

میرے دوستو! انسانی نفس لذتوں کا خوگر ہے کیونکہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ نفس بچے کی مانند ہے۔ جس طرح بچہ ایک چیز کے بعد دوسری چیز مانگتا ہے اور دوسری کے بعد تیسری چیز مانگتا ہے، وہ مانگتا رہتا ہے، اس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اسی طرح نفس کا بھی یہی حال ہے۔ اس لئے اگر کوئی بندہ یہ سوچے کہ اگر میں نفس کی خواہش کو پورا کرلوں تو وہ نفس مطمئن ہو جائے گا تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ نفس ہرگز مطمئن نہیں ہوگا بلکہ ایک خواہش دوسری خواہش کو جنم دے گی، دوسری خواہش تیسری کو جنم دے گی اور تیسری خواہش چوتھی خواہش کا دروازہ کھولے گی۔ یہ پیاس کبھی نہیں بجھتی۔

یورپ میں زنا بالجبر......!!!

یورپ کے اندر ایسے کلب بنے ہوئے ہیں جن میں گناہ کرنے کے مواقع عام ہیں لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ وہاں زنا بالجبر ہوتا ہے۔ جب ان سے انٹرویو لیا گیا کہ تم ایسا کام کیوں کرتے ہو حالانکہ تمہیں ہر تقاضا پورا کرنے کے لئے جگہیں میسر ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم رضامندی سے خواہش کو پورا کر کر کے اکتا گئے ہیں، چنانچہ ہم نے سوچا کہ روٹین سے ہٹ کر کوئی کام کرنا چاہیے، اس لئے زنا بالجبر کے مرتکب ہوئے۔ اس سے پتہ چلا کہ انسان کا نفس تو کچھ نہ کچھ ڈھونڈتا ہی رہتا ہے۔ اس لئے اس نفس کی اصلاح ہی اس کا علاج ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بہن سے نکاح

نفس انسان کو بڑے دھوکے دیتا ہے۔''قرامطیہ'' نامی ایک فرقہ گزرا ہے۔ اس کے بانی کا نام عبدالرحمٰن تھا۔اس کا ایسا دماغ خراب ہوا کہ اس نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ تم اپنی بہن سے نکاح کر سکتے ہو۔اس پر وہ یہ دلیل دیتا تھا کہ بہن چونکہ بچپن سے لے کر بڑے ہونے تک ایک ساتھ رہتی ہے اور جتنا وہ بندے کی زندگی کو جانتی ہے اتنا اور کوئی نہیں جانتی اس لئے بیوی بننے کی وہ زیادہ اہل ہے۔آپ ذرا عقل کے ذریعے اس دلیل کو توڑ کر دکھائیں، ہرگز نہیں توڑ سکتے۔ ہاں،اگر شریعت کے ذریعے اس دلیل کو توڑنا چاہیں تو شریعت بتائے گی کہ کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں جہاں انسان کی حیوانیت ختم ہو کر فقط انسان کی انسانیت باقی رہتی ہے۔ ماں اور بہن وغیرہ کا رشتہ ایسا رشتہ ہوتا ہے جہاں انسان کی نظر پاک ہوتی ہے۔اگر سب پر ایک ہی طرح کی نظر پڑے گی تو دنیا سے شرم وحیا ختم ہو جائے گی۔

ہم جنس پرستی......ایک نفسانی دھوکا

جن ملکوں میں ہم جنس پرستی کے بل پیش ہوئے اور لوگوں نے پڑھے لکھے ہونے کے باوجود ان کو پاس کر دیا، ان کے دماغ کو کیسا دھوکا لگا کہ انہوں نے ایک غیر فطری عمل کو زندگی کا قانون بنا دیا۔ان کے نفس نے ان کو یہ دھوکا دیا۔

یہ سب مثالیں ہمیں بتا رہی ہیں کہ نفس انسانی اپنی لذتوں اور من مانیوں کی خاطر انسان کو دھوکے دیتا ہے۔ان دھوکوں سے بچنے کے لئے ہمارے سامنے شریعت کی راہ موجود ہے کہ ہم اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزاریں۔آپ ﷺ کے ان طریقوں کو زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اپنانا مجاہدہ کہلاتا ہے۔ اور جو انسان نفس کے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے اللہ رب العزت اس کے لئے راستے کھول دیتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (العنکبوت:۶۹)

اصلاح نفس کا آسان طریقہ

ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ نفس کی اصلاح کا آسان طریقہ یہ ہے کہ چونکہ نفس لذتوں کا خوگر ہے اس لئے تم اپنے نفس کو عبادت کی لذتوں سے آشنا کردو۔ یہ خود بخود سنور جائے گا۔ جی ہاں، عبادت کی اپنی ایک لذت ہوتی ہے گو ہم اس سے واقف نہ ہوں۔ جس طرح دسترخوان پر پڑی ہوئی چیزوں کا اپنا اپنا مزہ ہوتا ہے اسی طرح ذکر کا مزہ اور ہے، تلاوت قرآن کا مزہ اور ہے، تہجد کا مزہ اور ہے، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا مزہ اور ہے، اللہ کے راستے میں نکل کر دعوت دینے کا مزہ اور ہے، نبی علیہ السلام پر درود پاک پڑھنے کا مزہ کچھ اور ہے رات کے آخری پہر میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونے کا مزہ کچھ اور ہے۔ لیکن ہر بندہ ان مزوں سے واقف نہیں ہوتا۔ اور جو واقف ہوتے ہیں وہ عشا کے وضو سے فجر کی نمازیں پڑھا کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ سب کچھ آسان ہو جاتا ہے۔ ذرا آپ اس طرح کر کے تو دکھائیں۔

محبت الٰہی کی کسوٹی

کیا مصلے پر بیٹھنا آسان کام ہے؟ مصلے پر بیٹھنا آسان کام نہیں ہے۔ وہی

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹھتا ہے جس کا دل اپنے پروردگار سے اٹکا ہوا ہوتا ہے، ورنہ تو مصلے پر بیٹھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیا آپ نوجوانوں کو نہیں دیکھتے کہ ان کو پکڑ دھکڑ کر مسجد میں لے کر آتے ہیں اور وہ سلام پھیر کر فوراً باہر بھاگتے ہیں اور قمیص ٹھیک کر کے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے کسی جیل خانے سے باہر نکل آئے ہوں۔ اس سے پتہ چلا کہ مصلے ر بیٹھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے کہ مصلے پر بیٹھنا اس بات کی کسوٹی ہے کہ ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کتنی ہے۔ جو بندہ سکون سے نماز پڑھے، سکون سے تلاوت کرے، سکون سے تسبیحات کرے اور مسجد کے اندر اس کا دل لگے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس بندے کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت موجود ہے۔

ٹوٹے دلوں کی فضیلت

میرے دوستو! اپنی خواہشات کو قابو کرنے کی عادت ڈالیے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ فرماتے تھے کہ تصوف وسلوک کا نچوڑ یہ ہے کہ خواہشات نفسانی کو کچل دیا جائے۔ جب انسان اپنی خواہشات کو کچل دیتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت آتی ہے۔ جب دل ٹوٹتا ہے تو اللہ رب العزت کی طرف سے رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اسی لئے تو فرمایا، اَنَا عِنْدَ مُنْكَسِرَةِ الْقُلُوْبِ مجھے ڈھونڈنا ہو تو ٹوٹے دلوں میں دیکھو، میں ٹوٹے دلوں میں ہوتا ہوں۔ جب انسان کی امیدیں ٹوٹتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو ترس آجاتا ہے۔

ایک دلچسپ واقعہ

کتابوں میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک خاتون نہایت ہی پاکدامن اور

www.besturdubooks.wordpress.com

نیک تھی ۔ وہ چاہتی تھی کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہو ۔ وہ درود شریف بھی بہت پڑھتی تھی لیکن زیارت نہیں ہوتی تھی ۔ ان کے خاوند بڑے اللہ والے تھے ۔ ایک دن انہوں نے اپنے خاوند سے اپنی یہی تمنا ظاہر کی کہ میرا دل تو چاہتا ہے کہ مجھے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو، لیکن کبھی یہ شرف نصیب نہیں ہوا، اس لئے آپ مجھے کوئی عمل ہی بتا دیں جس کے کرنے سے میں خواب میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی سعادت حاصل کرلوں ۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کو عمل تو بتاؤں گا لیکن آپ کو میری بات ماننا پڑے گی ۔ وہ کہنے لگی کہ آپ مجھے جو بات کہیں گے میں وہ مانوں گی ۔ وہ کہنے لگے کہ اچھا تم بن سنور کر دلہن کی طرح تیار ہو جاؤ ۔ اس نے کہا، بہت اچھا، چنانچہ اس نے غسل کیا، دلہن والے کپڑے پہنے، میک اپ کیا، زیور پہنے، اور دلہن کی طرح بن سنور کر بیٹھ گئی ۔

جب وہ دلہن کی طرح بن سنور کر بیٹھ گئی تو وہ صاحب ان کے بھائی کے گھر چلے گئے اور جا کر اس سے کہا کہ دیکھو، میری کتنی عمر ہو چکی ہے اور اپنی بہن کو دیکھو کہ وہ کیا بن کر بیٹھی ہوئی ہے ۔ جب بھائی گھر آیا اور اس نے اپنی بہن کو دلہن کے کپڑوں میں دیکھا تو اس نے اسے ڈانٹنا شروع کر دیا کہ تم کو شرم نہیں آتی، کیا یہ عمر دلہن بننے کی ہے، تمہارے بال سفید ہو چکے ہیں، تمہاری کمر سیدھی نہیں ہوتی اور بیس سال کی لڑکی بن کر بیٹھی ہوئی ہے ۔ اب جب بھائی نے ڈانٹ پلائی تو اس کا دل ٹوٹا اور اس نے رونا شروع کر دیا ۔ حتی کہ وہ روتے روتے سو گئی ۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ اللہ رب العزت نے اسے اسی نیند میں اپنے محبوب ﷺ کی زیارت کروا دی ۔ سبحان اللہ ۔

وہ زیارت کرنے کے بعد بڑی خوش ہوئی، لیکن خاوند سے پوچھنے لگی کہ آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے وہ عمل بتایا ہی نہیں جو آپ نے کہا تھا اور مجھے زیارت تو ویسے ہی ہوگئی ہے۔ وہ کہنے لگے، اللہ کی بندی! یہی عمل تھا۔ کیونکہ میں نے تیری زندگی پر غور کیا، مجھے تیرے اندر ہر نیکی نظر آئی، تیری زندگی شریعت وسنت کے مطابق نظر آئی البتہ میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ میں چونکہ آپ سے پیار محبت کی زندگی گزارتا ہوں اس لئے آپ کا دل کبھی نہیں ٹوٹا، اس وجہ سے میں نے سوچا کہ جب آپ کا دل ٹوٹے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اترے گی اور آپ کی تمنا کو پورا کر دیا جائے گا۔ اسی لئے تو میں نے ایک طرف آپ کو دلہن کی طرح بن سنور کر بیٹھنے کو کہا اور دوسری طرف آپ کے بھائی کو بلا کر لے آیا، اس نے آکر آپ کو ڈانٹ پلائی جس کی وجہ سے آپ کا دل ٹوٹا اور اللہ رب العزت کی ایسی رحمت اتری کہ اس نے آپ کو اپنے محبوب ﷺ کی زیارت کروادی۔ اللہ اکبر۔

قرآنی فیصلہ

میرے دوستو! خواہشات کو کچلنے والا کام ہم میں سے ہر ایک کو کرنا ہے۔ یہ بہت ہی اہم کام ہے۔ یہ کوئی فضائل کا کام نہیں ہے بلکہ فرائض کا کام ہے۔ اسی کو تزکیہ نفس کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا. وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشمس:۹،۱۰)

(جس نے تزکیہ حاصل کیا وہ فلاح پا گیا اور نامراد ہوا وہ شخص جس نے اس کو خاک میں ملا چھوڑا)

اس آیت میں تزکیہ نفس کی فرضیت کے بارے میں قرآنی فیصلہ نازل ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ کام ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان کی حفاظت

جب بندے کو اپنی چیز کی اہمیت کا پتہ ہو تو وہ اس کی حفاظت کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے، کیونکہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ میری ضرورت کی چیز ہے۔ اسی طرح ایمان کو بچانا ہماری ضرورت ہے...... ہم سے تو وہ اندھا اچھا تھا...... ذرا واقعہ سن لیجئے...... ایک اندھا تھا۔ وہ اپنے سر کے اوپر پانی کا گھڑا رکھ کر جا رہا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ رات کی تاریکی میں وہ اندھا اپنے ہاتھ میں ایک چراغ بھی لئے جا رہا تھا۔ کسی دوسرے آدمی نے اسے دیکھا تو وہ بڑا حیران ہوا۔ وہ کہنے لگا کہ آپ کو تو قدموں کے حساب سے راستوں کا ویسے ہی پتہ ہے، آپ کو تو اس روشنی کی ضرورت ہی نہیں، اس لئے آپ ہاتھ میں چراغ لئے کیوں جا رہے ہیں؟ وہ اندھا کہنے لگا کہ آپ نے سچ کہا، مجھے واقعی چراغ کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ میں نے راستے اپنے قدموں سے اتنے ماپے ہوئے ہیں کہ میں قدموں سے پہچان کر سیدھا منزل پر پہنچ جاؤں گا، البتہ میں جو یہ چراغ لئے پھرتا ہوں یہ آنکھوں والوں کے لئے ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی آنکھوں والا اندھیرے میں چل رہا ہو، اسے نظر نہ آئے اور وہ مجھ سے ٹکرائے اور میرا گھڑا ٹوٹ جائے اس لئے میں اپنے گھڑے کی حفاظت کی خاطر آنکھوں والوں کو چراغ دکھاتا پھر رہا ہوں۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی قیمتی متاع ''ایمان'' کی حفاظت کریں۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے ایمان کی حفاظت کی توفیق عطا فرما دیں تاکہ ہم اپنے نفس کو شریعت کی لگام ڈال کر اس کو اللہ رب العزت کا مطیع اور فرمانبردار بنا لیں۔

جنت دو قدم ہے

حضرت بایزیدؒ نے خواب میں اللہ رب العزت کی زیارت کی اور عرض کیا،

www.besturdubooks.wordpress.com

یا اَللّٰہ! کَیۡفَ اَصِلُ اِلَیۡکَ

(اے اللہ! میں آپ تک کیسے پہنچ سکتا ہوں)

پروردگار عالم نے فرمایا، اے میرے پیارے!

دَعۡ نَفۡسَکَ وَ تَعَالَ

(تو اپنا پہلا قدم نفس پر رکھ لے، تیرا دوسرا قدم مجھ تک پہنچ جائے گا)

یہی وجہ ہے کہ بایزید بسطامیؒ فرمایا کرتے تھے،

''جنت دو قدم ہے، جنت دو قدم ہے''

کسی نے عرض کیا، حضرت! دو قدم کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا، تم اپنا پہلا قدم نفس پر رکھ لو۔ تمہارا دوسرا قدم جنت میں چلا جائے گا۔

قاتلِ لاحول ماحول

آجکل کا ماحول عملی اعتبار سے خراب ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ ''آجکل کا ماحول قاتل لاحول''

اگر گھروں کا ماحول اچھا بھی بنا لیا جائے تو سکولوں اور کالجوں میں جانے کی وجہ سے وہ کمی پوری ہو جاتی ہے۔ سکول تک تو بچے چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے پھر بھی ٹھیک رہتے ہیں لیکن جب کالج میں جاتے ہیں تو ان بیچاروں کو روحانی فالج ہو جاتا ہے۔ وہاں ان کے خیالات ان کے قابو میں نہیں رہتے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبا آکر پوچھتے ہیں کہ حضرت! کیا کریں جب کتاب کھول کر بیٹھتے ہیں تو ہمیں تو لفظوں کی بجائے کتاب میں تصویر نظر آ رہی ہوتی ہے۔

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

برے خیالات کی وجہ سے سزا

یاد رکھیں کہ دماغ میں پیدا ہونے والے ایسے خیالات کی وجہ سے بھی انسان کو سزا ملے گی۔ اسی لئے قرآن مجید میں جو مختلف سزائیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک سزا یہ بھی ہے کہ جہنمیوں کے سروں پر اللہ کے فرشتے ابلتا ہوا پانی ڈالیں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيْمُ (الحج:١٩)

(ڈالا جائے گا ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی)

سر پر گرم پانی اس لئے ڈالیں گے کہ اس دماغ کے اندر نفسانی، شیطانی اور شہوانی خیالات کا ہجوم رہتا تھا اور یہ بندہ ان خیالات کو ذہن میں جماتا تھا۔ اللھم احفظنا منہ

اصلاح نفس کے لئے دعا

نفس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ سلطان باہوؒ نے فرمایا:

"نفس پلیت پلیت چا کیتا اے کوئی اصل پلیت تاں ناہے ہو"

اس کو قابو کرنے کے لئے اللہ رب العزت سے دعا مانگنی ہوتی ہے۔ جن کو اس بات کی فکر لگی ہوتی ہے ان کی رات کے آخری پہر میں خود بخود آنکھ کھلتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اے رب کریم! اس نفس کو قابو کرنے میں ہماری مدد فرما دیجئے ...... یاد رکھیں کہ جب یہ امت راتوں کو اٹھ کر رویا کرتی تھی تو دن کو ہنسا کرتی تھی مگر آج یہ راتوں کو سوتی ہے اور پورا دن یہ روتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تہجد کے لئے توفیق کی دعا

ایک نکتہ ذہن میں رکھ لیجئے کہ اگر تھکے ہوئے ہیں، نیند غالب ہے اور اٹھ نہیں سکتے، تو کئی مرتبہ انسان کی رات کو آنکھ ضرور کھلتی ہے۔ کسی تقاضے کی وجہ سے کروٹ لیتے ہوئے آنکھ ضرور کھلتی ہے۔ جن حضرات کو تہجد کی توفیق نہیں ملتی وہ جب کروٹ لینے کے لئے بیدار ہوں تو اس ایک لحہ میں اللہ رب العزت سے تہجد کی توفیق کی دعا ضرور مانگ لیا کریں۔ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن اس کا آپ کو یہ فائدہ ہوگا کہ اس لمحے کی مانگی ہوئی دعا بھی آپ کو اللہ رب العزت کا مقبول بنا دے گی۔ ہمارے مشائخ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جو عورتیں فجر کی اذان سے پہلے اٹھ کر گھروں میں جھاڑو دیتی ہیں یا لسی بلو لیتی ہیں وہ بھی اللہ کی رحمت سے فائدہ پا لیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدردانی

اللہ رب العزت بڑے قدردان ہیں۔ وہ کسی کے کئے ہوئے عمل کو ضائع نہیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدردانی کا قرآنی ثبوت بھی سنئے۔ ارشاد فرمایا:

اِنِّی لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی (آل عمران: ۱۹۴)

(مرد ہو یا عورت، میں کسی کے بھی کئے ہوئے عمل کو ضائع نہیں کروں گا)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مثال بھی قرآن میں موجود ہے۔

فرعون اللہ رب العزت کا ایسا دشمن تھا جس نے خود الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ کہتا تھا،

اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (النزعٰت: ۲۴)

(میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں)

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ اتنا بڑا دشمن تھا۔ لیکن اتنے بڑے دشمن نے بھی موت کے قریب جب
سامنے کے حالات کو دیکھ لیا تو کہنے لگا،

اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰی وَ هٰارُوْنَ

قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ (یونس:۹۰)

(اس نے کہا کہ میں ایمان لایا کہ اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں، جس پر بنی
اسرائیل ایمان لاچکے ہیں)

مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ رب العزت اتنے قدردان ہیں کہ اتنے بڑے دشمن نے ایک چیز کے ظاہر ہونے پر ظاہری ایمان قبول کیا تھا، اللہ رب العزت نے اس کے بدلے اس کے ظاہری جسم کو محفوظ فرمادیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا کہ اگر تو بن دیکھے ایمان لاتا تو تیرے ایمان کو محفوظ کر دیتے، اب چونکہ ہر چیز ظاہر ہو چکی تھی اور تو نے ظاہر کو دیکھ کر یہ کلمات پڑھے، لہٰذا تیرا یہ عمل بھی ہم ا[ب] قبول کر لیتے ہیں کہ

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ (یونس:۹۲)

(سو آج ہم بچادیتے ہیں تمہارے جسم کو)

جو پروردگار اتنے بڑے دشمن کے ظاہری الفاظ کو سبب بنا کر بدن کو محفوظ کر دیں وہ مؤمن کے غائب پر عمل کو سبب بنا کر اس کے ایمان کو محفوظ کیوں نہیں فرمائیں گے۔

ایک علمی نکتہ

نفس کسی وقت بھی انسان پر وار کرسکتا ہے۔ اس کا کوئی وقت متعین نہیں ہے اس لئے اس سے ہر وقت خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ اس کو استقامت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ انسان کو ڈٹ جانا چاہیے...... ایک علمی نکتہ بھی سن لیجئے...... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، اے چچا جان! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج رکھ دیں اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو بھی میں اس پیغام کو پہنچانے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا جس کو میں لے کر آیا ہوں۔ ہم جیسے سطحی ذہن رکھنے والے لوگوں کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ چاند بہت بھاری ہے اور سورج اس سے بھی زیادہ بھاری ہے، اس بھاری ہونے کی وجہ سے یہ مثال دی گئی ہے، مگر عارفین علما نے اس کی اور وجوہات لکھی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے چاند اور سورج کی مثال اس لئے دی ہے کہ

☆ چاند وہ ہے جس سے نظر ہٹتی نہیں اور سورج وہ ہے جس پر نظر جمتی نہیں۔
☆ چاند سے ٹھنڈک ملتی ہے اور سورج سے تپش ملتی ہے۔
☆ چاند میں جمال ہے اور سورج میں جلال ہے۔

چاند اور سورج کی خصوصیات بیان کرنے کے بعد علما فرماتے ہیں کہ جو یہ فرمایا کہ ''اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج رکھ دیں'' تو اس فرمانے سے مقصود یہ تھا کہ

''اے چچا جان! اگر یہ مجھے ڈرائیں دھمکائیں یعنی جلال دکھائیں گے یا مجھے عورت سے نکاح کرنے کا لالچ دیں گے یعنی جمال دکھائیں گے تو میں ان کے جلال اور جمال کے ہتھکنڈوں کی وجہ سے اس پیغام کو پہنچانے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا جس کو میں لے کر آیا ہوں''۔ سبحان اللہ

اصلاح نفس کا مطلب

جب نفس کی اصلاح ہو جاتی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ ہوا میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اڑنا شروع کر دیتا ہے یا اس کو بھوک لگنا بند ہو جاتی ہے۔نہیں بلکہ وہ رہتا پھر بھی انسان ہے،ضروریات اس کے ساتھ لگی رہتی ہیں۔مگر فرق یہ ہوتا ہے کہ اس کی زندگی شریعت وسنت کے مطابق ہو جاتی ہے۔اس کی سوچ،رفتار،کردار،گفتار،حتی کہ اس کا ہر عمل نبی علیہ السلام کے مبارک طریقوں کے مطابق ہو جاتا ہے،اس لئے عام لوگوں کے لئے مبتدی اور منتہی کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔عام لوگ تو بیچارے کرامات کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں۔کوئی عامل یا جادوگر ان کو کوئی شعبدہ بازی دکھادے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

مبتدی اور منتہی کے مقام میں فرق

سلوک کی ایک بات یاد رکھنا کہ جس بندے کا نزول کامل ہوگا اس کی ظاہری زندگی ایک عام بندے کی سی نظر آئے گی مگر اس کا باطن ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ متعلق ہوگا۔اس کو ہر وقت رجوع الی اللہ کی کیفیت حاصل رہتی ہے،اس کے دل میں اللہ کی یاد ہر وقت رہتی ہے اور اس کا کوئی کام بھی شریعت وسنت کے خلاف نہیں ہوتا۔ان کی ظاہری زندگی عام انسانوں جیسی نظر آتی ہے۔اس لئے ظاہر میں لوگوں کو دھوکا لگ جاتا ہے۔اس سے پتہ چلا کہ اولیاء اللہ کی پہچان بھی ہر بندہ نہیں کرسکتا۔ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے،

"یا اللہ!یہ راز کیا راز ہے کہ جس بندے سے تو خوش ہوتا ہے تو اس کو اپنے اولیاء کی پہچان دے دیتا ہے اور جس سے تو ناراض ہوتا ہے تو اس کے دل سے اولیاء کی پہچان نکال دیا کرتا ہے"۔

اس بات کو ایک مثال سے سمجھ لیجئے۔ایک دریا کے دو کنارے ہیں۔مبتدی پہلے کنارے پر ہے اور منتہی اس دریا کو عبور کر کے دوسرے کنارے پر ہے۔اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

کنارے کی ظاہری حیثیت کو دیکھیں تو دونوں کنارے پر ہیں، لیکن مقام کو دیکھیں تو دونوں میں بڑا فرق ہے، ایک نے ابھی دریا کو عبور کرنا ہے اور دوسرا دریا کو عبور کر چکا ہے۔ یہی مبتدی اور منتہی کا فرق ہے کہ وہ دیکھنے میں تو ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن مقام میں فرق ہوتا ہے۔ ایک نفس کا تزکیہ کر کے اسے شریعت کی لگام دے چکا ہوتا ہے جبکہ دوسرا ابھی ابتدا میں ہوتا ہے۔

کافر لوگ اسی بات سے دھوکا کھاتے تھے۔ وہ نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی کو دیکھتے تھے تو وہ سوچتے تھے کہ نبی تو ان کو ہونا چاہیے جن کے ساتھ فرشتے ہوتے، سج دھج سے آتے اور پتہ چلتا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ لوگ نبی علیہ السلام کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے:

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ (الفرقان:۷)

(یہ کیسے رسول ہیں جو کھانا کھاتے ہیں اور گلی بازاروں میں چلتے ہیں)

ان کافروں کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی عام سی نظر آتی تھی۔ آپ ﷺ کی زندگی اتنی سادہ ہوتی تھی کہ آنے والوں کو پوچھنا پڑتا تھا من منکم محمداً ﷺ ''آپ میں سے محمد کون ہیں؟''

علما نے لکھا ہے کہ نماز میں سجدۂ سہو مبتدی کو بھی پیش آتا ہے اور منتہی کو بھی پیش آتا ہے۔ البتہ دونوں کی وجوہات مختلف ہوتی ہیں۔ مبتدی کو سجدۂ سہو نفسانی، شیطانی اور شہوانی خیالات کی وجہ سے پیش آتا ہے جبکہ منتہی کو سجدۂ سہو توجہ الی اللہ میں استغراق کی وجہ سے پیش آتا ہے۔ یعنی توجہ الی اللہ میں استغراق کی وجہ سے یہ بات ذہن سے نکل جاتی ہے کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ دونوں کے سجدۂ سہو کی حقیقت میں یہ فرق ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نام اور کام میں تضاد

آج کی اس محفل میں ہم دل میں پکا عہد کریں کہ ہم نے اپنے نفس کی خواہشات کو توڑنا ہے، عبادات کا بوجھ اس پر زیادہ ڈالنا ہے اور اس کو شریعت کی لگام دے کر رکھنا ہے۔ ورنہ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ

☆ نام پوچھو تو ابراہیم اور اگر تکبر دیکھو تو نمرود سے بڑھ کر

☆ نام پوچھو تو موسیٰ اور ظلم دیکھو تو فرعون سے بڑھ کر

☆ نام پوچھو تو غلام رسول اور عمل دیکھو تو ابوجہل سے بڑھ کر

ایک مہتم بالشان عمل

آج یہ حالت ہے کہ لوگ خواب دیکھ کر اپنے معتقد بن جاتے ہیں۔ اور خیال یہ کرتے ہیں کہ جو خواب ہمیں آتے ہیں وہ سچے ہوتے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ بندے کو دوسروں کی برائیوں کا شک ہوتا ہے اور ان سے نفرت کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اپنے عیبوں کا یقین ہوتا ہے پھر بھی اپنے نفس سے محبت کرتا ہے۔ اس لئے نفس کی اصلاح ایک مہتم بالشان عمل ہے۔

رب کریم ہمیں تزکیۂ نفس حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما دے اور یہ جو وقت لے کر ہم سب اکھٹے ہوئے ہیں پروردگار عالم اس وقت کو آداب کے ساتھ، ذکر اذکار کے ساتھ اور توجہ الی اللہ کے ساتھ گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس کو سبب بنا کر ہماری اصلاح فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العٰلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

رمضان المبارک کے فضائل

یہ بیان ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ دسمبر ۲۰۰۱ء کو مسجد نور رلوسا کا (زیمبیا) میں ہوا۔ مخاطبین میں علماء، صلحاء اور عوام الناس کی کثیر تعداد تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

حدیث پاک میں ہے کہ رمضان پورے سال کا قلب ہے۔ اگر یہ درست رہا تو پورا سال درست رہا۔ اسی لئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں اتنی برکت کا نزول ہوتا ہے کہ بقیہ پورے سال کی برکتوں کو رمضان المبارک کی برکتوں کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

رمضان المبارک کے فضائل

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ: ۱۸۵)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

''رمضان'' کا لغوی مفہوم

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ: ۱۸۵)

(رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا)

رمضان کا لفظ رَمَضَ سے نکلا ہے۔اس کے لفظی معنی تیزی اور شدت کے ہیں۔جیسے

- عربی میں کہتے ہیں رَمِضَ يَوْمُنَا اَىِ اِشْتَدَّ حَرُّهٗ کہ آج تو بہت گرمی ہے۔
- اسی طرح جب کوئی پرندہ بہت زیادہ پیاسا ہو اور پیاس کی وجہ سے لمبے لمبے سانس لے رہا ہو تو اسے عربی میں رَمِضَ الطَّائِرُ کہتے ہیں۔یعنی پرندے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بہت پیاس لگی ہوئی ہے۔

◉ چاشت کی نماز جو عام طور پر دن کے دس بجے ادا کی جاتی ہے اس کے بارے آتا ہے صَلٰوۃُ الضُّحیٰ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ یعنی یہ وہ نماز ہے کہ جس کے پڑھنے کے وقت اونٹنی کے بچے کے پاؤں بھی گرم ہو جاتے ہیں۔

◉ مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں

شَکَوْنَا اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ :اَلصَّلٰوۃُ فِیْ رَمْضَاءِ

ہم نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے شکایت کی کہ نماز کے وقت میں بڑی گرمی ہے۔

گویا ظہر کی نماز کے بارے میں یوں کہا کہ اے اللہ کے نبی! ظہر کے وقت تو بڑی گرمی ہے۔

رَمَضَان کا لفظ فَعَلَان کے وزن پر اسم جنس ہے۔ اور بعض علما نے کہا ہے کہ باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے رَمِضَ یَرْمَضُ اسم مصدر ہے۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ گناہوں کی تپش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آتا ہے۔ گویا رمضان کا لفظ اپنا معنی خود بتا رہا ہے کہ لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے، ان گناہوں کی شدت سے آگ جل رہی تھی اور رمضان المبارک کا مہینہ اس آگ کی شدت کو ختم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

روزہ کا لغوی اور اصطلاحی مطلب

روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں۔ اس کا لغوی معنی ہے رک جانا، ٹھہر جانا۔

◉ جب بی بی مریم نے بولنا بند کیا تو قوم نے کہا کہ آپ بات کریں تو انہوں نے اشارہ سے کہا،

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنِّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (مریم: ۲۶)

(بے شک میں نے رحمان کے لئے روزہ مان لیا ہے)

ان کا یہ صوم کھانے پینے سے رکنا نہیں تھا بلکہ اس کا مطلب بولنے سے رک جانا تھا۔

- اسی طرح اگر کوئی گھوڑا چلتے چلتے رک جائے اور تھکاوٹ کی وجہ سے نہ چل سکے تو عربی میں اس کو صائم کہتے ہیں۔
- عرب لوگ اپنے گھوڑوں کو جہاد کے لئے تیار کیا کرتے تھے۔ چونکہ جہاد کے وقت ان کے لئے چارہ اور دانہ پانی میسر نہیں ہوسکتا تھا اس لئے وہ ان کو گرمی کے موسم میں یہ چیزیں نہیں دیتے تھے تاکہ ان کی مشق ہو سکے۔ جن گھوڑوں کو تربیت کی خاطر بھوکا پیاسا رکھا جاتا ہے ان کو عربی میں صائم کہتے ہیں۔

شرعی اصطلاح میں طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنے کو روزہ کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے روزہ کی تعریف یہ لکھی ہے

وَفِیْ الشَّرْعِ اِمْسَاکٌ مَخْصُوْصٌ فِیْ زَمَنٍ مَخْصُوْصٍ عَنْ شَیْءٍ مَخْصُوْصٍ بِشَرَائِطِ مَخْصُوْصَةٍ

(مخصوص وقت میں مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص چیزوں سے رکنے کا نام روزہ ہے)

روزہ کی نیت کرنے کا وقت

روزہ کے لئے نیت کا ہونا شرط ہے۔ اگر کوئی آدمی بغیر نیت کے بھوکا پیاسا رہے گا تو اس کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔ چونکہ مؤمن کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

رمضان کے روزے رکھنے ہیں اس لئے وہ نیت سارے رمضان کے لئے کافی ہوتی ہے ۔علما نے لکھا ہے کہ روزے کی نیت کرنے کا بہترین وقت وہ ہے جب پہلے روزے کو افطار کیا جائے تو اسی وقت اگلے روزے کی نیت کر لی جائے ۔یعنی اسی وقت دل میں یہ نیت کر لی جائے کہ میں نے کل کا روزہ رکھنا ہے۔اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ رات کو کھانا پینا بند ہو جائے گا،نہیں، بلکہ سحری تک کھا پی سکتا ہے۔

امام جعفر صادقؒ کی تحقیق

یہ وہ مہینہ ہے جس کی پہلی رات میں جنت کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں ۔
قزوینی کی کتاب عجائب المخلوقات میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ امام جعفر صادقؒ فرماتے تھے کہ ہر رمضان المبارک کا جو پانچواں دن ہوتا ہے وہ آنے والے رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے۔انہوں نے یہ ایک قانون بتا دیا۔وہ فرماتے ہیں کہ اس بات کو پچاس سال تک ہر رمضان المبارک میں دیکھا گیا اور اسے ٹھیک پایا گیا۔آج دنیا سائنس دان بنتی پھرتی ہے، دیکھیں ہمارے مشائخ نے کیسی کیسی باتیں بتا دیں۔آپ بھی اس چیز کو آزما کر دیکھ لیجئے کہ اس رمضان المبارک کا جو پانچواں دن تھا وہی آئندہ رمضان المبارک کا پہلا دن ہوگا۔

رمضان المبارک پانے کے لئے مسنون دعا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام دعا فرماتے تھے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا اِلٰی رَمَضَانَ

(اے اللہ! رجب اور شعبان میں ہمیں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا)

www.besturdubooks.wordpress.com

آج بہت کم دوست ایسے ہیں جو رمضان المبارک سے ایک دو مہینے پہلے یہ دعا مانگنا شروع کر دیں۔ آپ ذرا اپنے دل سے پوچھئے کہ کتنے لوگوں نے یہ دعا مانگی تھی۔ افسوس کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت ختم ہوتی جا رہی ہے۔

رمضان المبارک کے لئے اتنا اہتمام.....!!!

ابن الفضل" مشہور تابعی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں رمضان المبارک کا اتنا اہتمام ہوتا تھا کہ۔

كَانُوْ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ اَنْ يُّبَلِّغَهُمْ رَمَضَانَ ثُمَّ يَدْعُوْنَهٗ سِتَّةَ اَشْهُرٍ اَنْ يَّتَقَبَّلَهٗ مِنْهُمْ .

(ہم چھ مہینے اللہ رب العزت سے دعا مانگتے تھے کہ وہ ہمیں رمضان تک پہنچا دے اور جب رمضان المبارک گزر جاتا تھا تو چھ مہینے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم سے رمضان کو قبول فرما لے)

پورے سال کا قلب

حدیث پاک میں ہے کہ رمضان پورے سال کا قلب ہے۔ اگر یہ درست رہا تو پورا سال درست رہا۔ اسی لئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں اتنی برکت کا نزول ہوتا ہے کہ بقیہ پورے سال کی برکتوں کو رمضان المبارک کی برکتوں کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔

قبولیت دعا کا اشارہ

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی عُتَقَاءَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّ لَیْلَۃٍ یَعْنِیْ فِیْ رَمَضَانَ. وَ اِنَّ لِکُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَ لَیْلَۃٍ دَعْوَۃً مُسْتَجَابَۃً.

[اللہ رب العزت رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات میں جہنم سے جہنمیوں کو بری کرتے ہیں اور رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات میں اللہ رب العزت ہر مؤمن کی کوئی نہ کوئی دعا قبول فرما لیتے ہیں]

اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اللہ رب العزت سے کتنا مانگتے ہیں۔ قبولیت کا اشارہ دے دیا گیا ہے۔ ہمیشہ مانگنے والے کو اپنے دامن کو چھوٹے ہونے کا شکوہ رہا ہے مگر دینے والے کے خزانے بہت بڑے ہیں۔

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے
بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف وکرم کے کیا کہنے
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

یہ تو مانگنے والے پر منحصر ہے، جیسی فریاد کرے گا ویسا ہی انعام ملے گا۔ اللہ کے بندو! دنیا دار لوگ بھی فقیروں کے بھیس کا لحاظ رکھتے ہیں، اگر رمضان المبارک میں کوئی بندہ نیکوں کا بھیس بنا کر اللہ سے مانگے گا تو اللہ تعالیٰ کیوں لحاظ نہیں فرمائیں گے۔

عبادت کا مہینہ

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

اِنَّ ھٰذَا الشَّھْرَ قَدْ حَضَرَکُمْ وَ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَ لَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُوْمٌ

(اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے جو بندہ اس کی خیر سے محروم ہوا وہ ساری ہی خیر سے محروم ہوا اور اس کی خیر سے وہی بندہ محروم ہوتا ہے جو حقیقت میں محروم ہوتا ہے)

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ يَغْشَاكُمُ اللّٰهُ فِيْهِ فَيُنْزِلَ الرَّحْمَةَ وَ يَحُطُّ الْخَطَايَا وَ يَسْتَجِيْبُ فِيْهِ الدُّعَاءَ يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى تَنَافُسِكُمْ فِيْهِ (رواہ الطبرانی)

(رمضان تمہارے اوپر آ گیا ہے جو برکت والا مہینہ ہے، اس میں اللہ رب العزت تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور تم پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں، تمہاری خطاؤں کو معاف کرتے ہیں، دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں اور اس میں تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں)

تنافس کہتے ہیں نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کو۔ اس لئے ہر بندہ یہ کوشش کرے کہ میں زیادہ عبادت کرنے والا بن جاؤں۔ جیسے کلاس میں امتحان ہوتا ہے تو ہر بچے کی کوشش ہوتی ہے کہ میں فرسٹ آ جاؤں اسی طرح رمضان المبارک میں ہماری کوشش یہ ہو کہ ہم زیادہ عبادت کرنے والے بن جائیں۔

عبادت کا مفہوم

ایک صحابیؓ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا دل چاہتا ہے کہ میں سب سے زیادہ عبادت گزار انسان بن جاؤں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے جسم سے گناہ کرنا

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوڑ دے تو انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا۔ لمبی لمبی نفلیں پڑھنے کا فائدہ تب ہی ہوگا جب اپنے من کو صاف کریں گے، یہ نہ ہو کہ اوپر سے اللہ اللہ اور اندر سے کالی بلا۔ تسبیح بھی پھیرتے ہیں لیکن جھوٹ بھی نہیں چھوڑتے اور لوگوں کے دلوں کو تکلیف بھی پہنچاتے رہتے ہیں۔ کسی ذرا سی بات پہ دماغ گرم ہوتا ہے تو گھر کے اندر تہلکہ مچا دیتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر میں صوفی صافی بنے پھرتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ عبادت صرف لمبی لمبی نفلیں پڑھنے اور تسبیح پھیرنے کا نام ہی نہیں ہے بلکہ اپنے جسم سے گناہوں کو چھوڑ دینے کا دوسرا نام عبادت ہے۔ ایسا بندہ اللہ رب العزت کو بڑا محبوب ہوتا ہے۔

روزہ داروں کا اکرام

امام بخاریؒ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابٌ يُقَالُ لَهُ رَيَّان يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ . فَيَقُوْمُوْنَ لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ وَ اِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ وَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدًا.

(جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ قیامت کے دن اس میں سے روزہ دار لوگ گزریں گے۔ ان کے سوا کوئی بندہ اس دروازے میں سے نہیں گزر سکتا۔ آواز دی جائے گی کہ روزہ رکھنے والے کہاں ہیں؟ روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے، ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہو سکے گا اور جب وہ داخل ہو جائیں گے، تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا)

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب لوگ اس دروازے میں سے داخل ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے تو فرشتے ان کو یہ آیت پڑھ کر سنائیں گے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا ۢ بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (الحاقۃ: ۲۴)

(تم کھاؤ پیو۔ یہ بدلہ ہے ان ایام کا جو تم نے اللہ کی عبادت میں گزارے تھے)

مقصد یہ ہے کہ رمضان میں تم بھوکے پیاسے رہتے تھے، اب تم اس دروازہ میں سے داخل ہوئے ہو، اب تمہیں اللہ کی نعمتیں ملیں گی، لہٰذا تم ان نعمتوں کو کھاؤ اور پیو۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

بخاری شریف کی ایک روایت ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَ اِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ.

(روزہ دار آدمی کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اس وقت بھی اس کو خوشی ملتی ہے۔ اور قیامت کے دن وہ جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت بھی خوشی عطا کریں گے)

ایک خفیہ معاہدہ

روزہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ.

(روزہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ بھی میرے ذمہ ہے)

چنانچہ باقی ہر قسم کی عبادت کا ثواب فرشتے لکھتے ہیں، مگر روزہ کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں فرشتے یہ لکھتے ہیں کہ اس نے روزہ رکھا۔ اس کا اجر اور بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دیں گے۔

اس میں ایک نکتہ ہے۔ اس کو خوب سمجھ لیں کہ ہر دینے والا اپنے مقام کے مطابق دیتا ہے۔ فرض کریں کہ اگر کوئی سائل آ کر مجھ سے مانگے تو میں اپنی حیثیت کے مطابق اسے ایک روپیہ دے دوں گا۔ اور اگر وہی آدمی ملک کے کسی امیر آدمی سے مانگے تو وہ ایک روپیہ دیتے ہوئے شرمائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اسے ایک ہزار روپیہ دے دے۔ اور اگر وہی آدمی سعودی عرب کے بادشاہ سے جا کر مانگے تو وہ ایک ہزار بھی دیتے ہوئے شرمائے گا، وہ اسے ایک لاکھ روپیہ دے گا۔ بلکہ ہم نے سنا ہے کہ وہاں کروڑوں چلتے ہیں، اس سے کم کی بات ہی نہیں ہوتی۔ جب دنیا کے بڑے لوگ اپنے مقام اور حیثیت کے مطابق دیتے ہیں تو یہاں سے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ قیامت کے دن جب روزے کی عبادت کا اجر اللہ تعالیٰ دیں گے تو وہ بھی اپنی شان کے مطابق عطا فرمائیں گے۔ بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حدیث پاک کے الفاظ تو یہی ہیں، مگر اعراب میں فرق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اُجْزٰی بِہٖ.

(روزہ میرے لئے اور روزہ کا بدلہ بھی میں خود ہوں)

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزہ کے بدلے اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔

بے مثال اور بے ریا عبادت

حدیث پاک میں آیا ہے

عَلَیْکَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَا مِثْلَ لَہٗ .

www.besturdubooks.wordpress.com

(تمہارے اوپر روزہ لازم ہے کیونکہ اس کی کوئی مثل نہیں)

لہٰذا روزہ کے بارے میں دو باتیں ذہن نشین کر لیں۔ ایک تو یہ کہ یہ ایک بے مثال عبادت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک بے ریا عبادت ہے۔ روزہ میں ریا ہوتی ہی نہیں۔ آپ پوچھیں گے، وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ روزہ دار آدمی جب وضو کرتا ہے تو اس وقت کلی کرنے کے لئے منہ میں پانی ڈالتا ہے، اب اگر وہ آدھا پانی اندر لے جائے اور آدھا باہر نکال دے تو کسی کو کیا پتہ چلے گا۔ پیاس ہونے کے باوجود جب وہ منہ میں گئے ہوئے پانی کو نکال دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے لئے روزہ رکھ رہا ہوتا ہے۔ ورنہ مخلوق کو کیا پتہ۔ اس لئے روزہ میں ریا نہیں ہے۔ اور چونکہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اس لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اس کا بدلہ بھی میں خود ہوں۔

روزہ ڈھال ہے

ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا:

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ (روزہ ڈھال ہے)

روزہ تین چیزوں سے ڈھال ہے۔

(۱) نفس اور شیطان کے مکروفریب سے ڈھال ہے۔ لہٰذا جس انسان کو خواہشات نفسانیہ تنگ کریں روزہ اس کے لئے تیر بہدف علاج ہے۔ جو وساوس شیطانیہ میں ہر وقت گرفتار رہتا ہو، وہ ذرا بھوکا رہ کر دیکھے، جوانی کا نشہ ہرن ہو جائے گا۔

(۲) دنیاوی پریشانیوں اور مصائب سے ڈھال ہے۔ اس لئے جو انسان کثرت کے ساتھ روزہ رکھنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے مصائب اور پریشانیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے محفوظ فرمادیں گے۔

(۳) قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے ڈھال ہوگا۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت

حدیث پاک میں آیا ہے۔

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

(روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی شفاعت کریں گے)

روزہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے یہ شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! اس بندے کو اپنی رضا عطا فرما دیجئے اور قرآن مجید بھی شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! یہ بندہ میری تلاوت کرتا تھا اس لئے اس سے عذاب کو ہٹا دیجئے اور اس کو جنت عطا فرما دیجئے۔

نیکیوں کا سیزن

آپ نے دنیا میں دیکھا ہوگا کہ مختلف کاروباروں کے سیزن ہوتے ہیں۔ جب کسی چیز کا سیزن ہو وہ تاجر اپنے آپ کو ہر طرف سے فارغ کر کے سیزن کماتا ہے۔ اس کو پتہ ہوتا ہے کہ میں چند مہینے کام کروں گا اور اس کا نفع پورا سال مجھے فائدہ دے گا۔ رمضان المبارک کا مہینہ نیکیوں کے سیزن کے مانند ہے۔ اس لئے اس مہینہ میں ہمارے مشائخ خوب ڈٹ کر عبادت کیا کرتے تھے۔

مغفرت کا موسم

موسموں میں ایک بہار کا موسم بھی ہوتا ہے۔ جب وہ موسم آتا ہے تو ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے، پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔ ان کی خوشبو سے فضا معطر

www.besturdubooks.wordpress.com

رہتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ مغفرت کا موسم ہے۔ اس میں اللہ رب العزت بندے کی مغفرت کا منظر سجاتے ہیں۔ روزہ رکھنے والے کیلئے پانی کے اندر مچھلیاں، بلوں کے اندر چیونٹیاں اور ہوا کے اندر پرندے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ روزہ دار آدمی اللہ رب العزت کو اتنا پسند ہے کہ اس کا سونا بھی عبادت ہے۔ جب وہ سانس لیتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا اجر وثواب دیا جاتا ہے اور افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

ایک بات پر غور کیجئے کہ بالفرض اللہ کا کوئی بہت ہی نیک اور برگزیدہ بندہ ہو اور وہ آدمی آپ کو کسی وقت بتا دے کہ ابھی مجھے خواب کے ذریعے بشارت ملی ہے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے، تم جو کچھ مانگ سکتے ہو، اللہ رب العزت سے مانگ لو۔ اگر وہ آپ کو بتائے گا تو آپ کیسے دعا مانگیں گے؟ بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ رو رو کر اللہ رب العزت سے سب کچھ مانگ لیں گے کیونکہ دل میں یہ استحضار ہوگا کہ اللہ کے ایک ولی نے ہمیں بتا دیا ہے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔ جب ایک ولی بتائے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے تو ہم اتنے شوق کے ساتھ دعا مانگیں گے اب ذرا سوچئے کہ ولیوں اور نبیوں کے سردار اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار آدمی کی افطار کے وقت اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتے ہیں تو ہمیں افطاری کے وقت کتنے شوق اور لجاجت سے اور پر امید ہوکر اللہ رب العزت سے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ ویسے بھی دستور یہ ہے کہ اگر آپ کسی آدمی کو مزدوری کرنے گھر لائیں اور وہ سارا دن پسینہ بہائے، اور شام کے وقت گھر جاتے ہوئے آپ سے مزدوری مانگے تو آپ اس کی مزدوری کبھی نہیں روکیں گے، حالانکہ ہمارے اندر کتنی خامیاں ہیں۔ بغض ہے، کینہ ہے، حسد ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

بخل ہے، لیکن جو ہمارے اندر تھوڑی سی شرافت نفس ہے وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ جس بندے نے سارا دن محنت کی ہے ہم اس کو شام کے وقت مزدوری دیئے بغیر خالی بھیج دیں۔ اگر ہمارا دل یہ نہیں چاہتا تو جس بندے نے اللہ کے لئے بھوک اور پیاس برداشت کی اور افطاری کے وقت اس کا مزدوری لینے کا وقت آئے تو کیا اللہ تعالیٰ بغیر مزدوری دیئے اس کو ٹرخا دیں گے۔

اعمال میں جمعیت حاصل کرنے کا سنہری موقع

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک انسان کے آنے والے سال کا ایک نمونہ ہوتا ہے۔ اس لئے جس بندے نے جمعیت کے ساتھ رمضان المبارک گزارا اس کا آنے والا سال بھی جمعیت کے ساتھ گزرے گا اور جس کا رمضان المبارک تفرقہ کے ساتھ گزرا اس کا آنے والا سال بھی تفرقہ کے ساتھ گزرے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ مجھے تہجد کی پابندی نصیب ہو وہ رمضان المبارک میں پورا مہینہ تہجد کی پابندی کر لے، آنے والے سال میں اللہ رب العزت اپنی مدد فرمائیں گے اور اس کو تہجد کا دوام عطا فرما دیں گے۔ اگر کسی کو یہ شکوہ ہے کہ میری آنکھ میرے قابو میں نہیں ہے تو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔ وہ پورا رمضان المبارک اپنی نظروں کی حفاظت کر لے تو اللہ رب العزت اسے آئندہ پورے سال میں نگاہوں پر کنٹرول عطا فرما دیں گے۔ اسی طرح جو آدمی جھوٹ سے نہیں بچ سکتا وہ پورے رمضان المبارک میں جھوٹ سے بچے، اللہ رب العزت اسے آنے والے سال میں جھوٹ سے محفوظ فرما دیں گے۔ گویا ہم جس طرح اپنا رمضان المبارک گزاریں گے ہمارا آنے والا سال اسی طرح گزرے گا۔ پورا رمضان المبارک باقاعدگی سے تلاوت کریں اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

آنے والے سال میں باقاعدگی سے تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمادیں گے۔

اعتکاف کا لغوی واصطلاحی معنی

اعتکاف عُکُوْف سے نکلا ہے۔اورعکوف کا معنی ہے جم جانا، بیٹھ جانا،شرعی اصطلاح میں رمضان المبارک کے آخری دس دن سنت کی نیت کے ساتھ مسجد کے اندراپنے آپ کو پابند کرلینا اعتکاف کہلاتا ہے۔البتہ اس دوران انسان اپنی حوائج ضروریہ (وضووغیرہ) کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔

اعتکاف کا اصل مقصد

اعتکاف کا اصل مقصد اللہ رب العزت کے در کی چوکھٹ کو پکڑ کر بیٹھ جانا ہے۔آپ جانتے ہیں کہ جوسخی لوگ ہوتے ہیں ان کا دروازہ بند ہوتا ہے تو فقیر لوگ وہاں ڈیرہ لگا لیتے ہیں۔ان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ دروازہ بندنہیں رہ سکتا، یہ ضرور کھلے گا۔اور جب کھلے گا اور میں سامنے ہوں گا تو مجھے اس کا قرب ضرور ملے گا۔اسی طرح معتکف بھی اللہ رب العزت کی رحمت کے دروازے کے سامنے امید لگا کر بیٹھ جاتا ہے۔ان راتوں میں شب قدر تلاش کرنی ہوتی ہے۔آپ یہ نیت کریں کہ ہم ان دس دنوں میں اللہ رب العزت کی محبت، اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا مجاہدہ

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ (مسلم)

(نبی علیہ السلام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اتنا مجاہدہ فرمایا کرتے تھے کہ اتنا مجاہدہ سال کے دوسرے حصوں میں نہیں کرتے تھے)

بخاری شریف کی روایت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَ اَحْيٰى لَيْلَهٗ وَ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ.

[حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب آخری عشرہ داخل ہوتا تھا تو نبی کریم ﷺ اپنے ازار کو کس کر باندھ لیتے تھے، راتوں کو جاگ کر گزار دیتے تھے اور راتوں میں اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے تھے]

لیلۃ القدر کی فضیلت

یہ سب کچھ تعلیم امت کے لئے تھا۔ اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے۔

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.
(بخاری ومسلم)

[جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں]

اس میں ایک نکتہ ہے کہ جو آدمی یہ چاہے کہ اللہ رب العزت مجھے معاف کر دے، اس کو چاہیے کہ اپنے دل سے وہ سب لوگوں کے بارے میں غصہ نکال دے۔ وہ اپنے سینے کو بے کینہ کر لے اور سب کو اللہ کے لئے معاف کر دے۔ یہ وہ موتی اور ہیرا ہے جو اللہ والوں کی محفلوں سے اس عاجز نے پایا ہے۔ جو آدمی ان آخری راتوں میں جاگ کر عبادت کرے اور اپنے سینے سے سب کے بارے میں غصہ نکال دے تو روز محشر اللہ رب العزت اسی کو بہانہ بنا کر معاف فرما دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی کے بہترین لمحات

اس لئے یہ وقت آپ کی زندگی کے بڑے ہی قیمتی اوقات میں سے ایک ہے۔اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے آپ اپنے لمحات کو ذکر، عبادت اور تلاوت میں صرف کیجئے۔ مسجد میں رہ کر دنیا کی باتیں کرنا ویسے ہی ممنوع ہے۔اس لئے اعتکاف کی حالت میں بہت زیادہ پرہیز کیجئے۔وقت کو ایسے گزاریں کہ ہر بندے کو اپنی فکر لگی ہوئی ہو۔ یہ نہ ہو کہ لوگ عبادت کر رہے ہوں تو میں بھی عبادت کروں اور جب لوگ سو جائیں تو میں بھی سو جاؤں، نہیں بلکہ ہر ایک کا اپنا ظرف ہے اور ہر ایک کی اپنی ہمت ہے۔اس میں خوب ہمت لگائیں۔ البتہ جو اجتماعی اعمال ہیں۔مثلاً جب بیان یا تعلیم کا وقت ہو اس میں پابندی کرنا ضروری ہوگا۔اس سلسلہ میں ہم نے ایک نظام الاوقات بنا دیا ہے۔انشاءاللہ اس محفل کے آخر میں وہ نظام الاوقات تقسیم کر دیا جائے گا۔آپ اس کو اپنے پاس رکھیں اور اس کے مطابق وقت کی پابندی کریں۔ یہ نہ ہو کہ جب بیان کا وقت ہو اس وقت آپ سو جائیں اور جب سونے کا وقت ہو اس وقت آپ تبادلہ خیالات فرمائیں۔اگر آپ اس نظام الاوقات کی ترتیب سے چلیں گے تو فائدہ ہوگا۔اتنی بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ آج اپنے دلوں کی کیفیت دیکھ لیجئے۔اگر زندگی رہی تو جب اعتکاف سے اٹھ کر جانے لگیں گے تو اس وقت بھی آپ دل کی کیفیت کو دیکھ لیجئے گا۔یہ ہمارے مشائخ کی نسبت کوئی کچی چیز نہیں ہے بلکہ ایک پکی اور ٹھوس چیز ہے۔ان دس دنوں میں آپ کو اپنے دل کی حالت میں واضح تبدیلی نظر آئے گی۔ آپ یوں محسوس کریں گے کہ جیسے آدمی کسی دوسرے جہان میں چلا گیا تھا اور بہت عرصہ کے بعد دوبارہ اس دنیا میں واپس آیا ہے۔اللہ والوں کی صحبت کی یہ تاثیر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے کہ دلوں سے دنیا کی محبت نکال دیتے ہیں اور اللہ رب العزت کی محبت دلوں میں بھر دیتے ہیں۔ آپ آداب کے ساتھ یہ وقت گزاریئے گا۔ سادہ سی باتیں ہوں گی...... ہم نے کوئی زمین وآسمان کے قلابے نہیں ملانے، کوئی انوکھے مضامین بیان نہیں کرنے، مقصد فقط یہ ہے کہ اپنا وقت بھی اللہ رب العزت کی رضا کے لئے گزر جائے اور آپ کا یہاں آنا بھی قیمتی بن جائے۔

رمضان المبارک کمانے والے خوش نصیب

آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو خوب عبادت کرتے ہیں۔

- ایک جوان عالم ہیں۔ ان کی داڑھی کے سب بال سیاہ ہیں۔ ان کا اس عاجز سے بیعت کا تعلق ہے۔ وہ پچھلے رمضان المبارک کے بعد فرمانے لگے۔ حضرت! الحمدللہ، اللہ کی توفیق سے یہ رمضان المبارک ایسا گزرا کہ میں نے ہر دن میں ایک قرآن مجید کی تلاوت مکمل کی۔ گویا تیس دنوں میں تیس قرآن مجید مکمل کیے۔
- ایک صاحب نے لکھا کہ حضرت! اس رمضان المبارک میں روزانہ دس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

اگر لوگوں کے معمولات آپ حضرات کو بتانے لگوں۔ جو وہ خطوط لکھ کر بتاتے ہیں تو آپ محسوس کریں گے کہ ہم تو کچھ کر ہی نہیں رہے۔ یہ لوگ اس وقت بھی اسی دنیا میں ہیں۔ ان کے لئے بھی دن چوبیس گھنٹے کا ہے۔ ان کے بیوی بچے بھی ہیں، کاروبار بھی ہیں، ضروریات بھی ہیں، بیماریاں بھی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ رمضان المبارک کماتے ہیں۔ ہم اگر پچھلے بیس دنوں میں کچھ نہیں کر سکے تو کوئی بات نہیں، اب اللہ رب العزت نے جو دس دن دے دیئے ہیں، ان دس دنوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

قیمتی بنانے کی کوشش کیجئے۔ جو دوست احباب اپنے کاروبار یا ملازمت یا کسی اور وجہ سے سنت اعتکاف نہیں بیٹھ سکے ان کو چاہیے کہ وہ نفلی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہیں۔ یہیں سے وہ کپڑے بدل کر دفتر جائیں اور وہاں سے سیدھے مسجد میں آجائیں۔ اس طرح ان برکتوں سے ان کو بھی حصہ مل جائے گا۔

ایک سبق آموز واقعہ

آپ دل میں رمضان المبارک کا احترام رکھیں۔ اللہ رب العزت کو رمضان المبارک کا احترام بہت پسند ہے۔ ''نزہۃ المجالس'' کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مجوسی تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمان غالب تھے مگر کفار ان کے درمیان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ مجوسی کے بیٹے نے رمضان المبارک کے دنوں میں کھانا کھایا۔ جب اس نے کھلے عام کھانا کھایا تو اس مجوسی کو بہت غصہ آیا۔ اس نے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تجھے حیا نہیں آتی کہ یہ مسلمانوں کا مقدس مہینہ ہے، وہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور تو دن میں اس طرح کھلے عام کھا رہا ہے۔ خیر بات آئی گئی ہوگئی۔

اس مجوسی کے پڑوس میں ایک بزرگ رہتے تھے۔ جب اس مجوسی کا انتقال ہو گیا تو ان بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجوسی جنت کی بہاروں میں ہے۔ وہ بڑے حیران ہوئے۔ اس سے پوچھنے لگے کہ آپ تو مجوسی تھے اور میں آپ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ جواب میں کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میرے بیٹے نے رمضان المبارک میں کھلے عام کھانا کھایا تھا اور میں نے رمضان المبارک کے ادب کیوجہ سے اس کو ڈانٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ موت کے وقت مجھے کلمہ پڑھنے کی توفیق نصیب فرما دی، اس طرح مجھے اسلام پر موت آئی اور اب

www.besturdubooks.wordpress.com

میں جنت کے مزے لے رہا ہوں۔

سوچنے کی بات ہے کہ جو بندہ ادب کی وجہ سے بچے کو تنبیہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل بھی پسند آجاتا ہے تو جو بندہ اس کا حقیقی معنوں میں ادب کرے گا اور اس میں اعمال کو اسی طرح اپنائے گا جیسے اپنانے کا حق ہے تو اللہ رب العزت اس پر کیوں نہیں مہربانی فرمائیں گے۔ لہٰذا ان دس راتوں کو زندگی کی قیمتی راتیں سمجھیں اور یوں سوچیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے گھر میں لا کر بٹھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم مانگیں جو مانگنا چاہتے ہیں۔

نیکیوں کی چیک بک

آپ رمضان المبارک کی مثال یوں سمجھیں جیسے بنک کی چیک بک ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گویا ہمیں تیس چیک والی چیک بک دی ہے کہ تم اس کے اندر جتنی چاہو رقم لکھ لو۔ وہ تمہارے لئے آخرت میں جمع ہوتی جائے گی۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے خالی چیک بھیج دیئے اور کچھ بھی نہیں لکھا، ان کے دن ایسے ہی گئے، کئی ایسے ہوں گے جو ایک لاکھ لکھیں گے، کئی ایک ملین لکھیں گے اور کئی بلین لکھیں گے، ہر کوئی اپنی اپنی پسند اور نصیب کے مطابق لکھے گا۔ ہمارے بیس چیک جمع ہو چکے ہیں اور دس چیک باقی ہیں۔ ان چیکوں پر لکھنا ہمارا کام ہے۔ جتنی رقم لکھیں گے آخرت کے خزانے میں اتنی ہی نیکیاں جمع ہوتی جائیں گی۔ اس لئے ان دنوں اور راتوں کو خوب عبادت میں گزاریئے۔ دل میں یہ نیت رکھیے کہ اے اللہ! میں آپ سے آپ ہی کو چاہتا ہوں اس لئے میں آپ کے گھر میں آکر بیٹھتا ہوں۔ جب آپ یوں نیت کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ آسانی فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑے قدر دان ہیں، جب انسان سچے دل کے ساتھ اس کی چوکھٹ پر پڑ جاتا ہے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ ضرور رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے امت محمد ﷺ کو عذاب دینا ہوتا تو وہ اس امت کو سورۃ اخلاص اور رمضان المبارک کا مہینہ عطا نہ فرماتے۔

رمضان المبارک اور حضرت یوسف علیہ السلام کی باہمی نسبت

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے رمضان المبارک کو باقی مہینوں کے ساتھ وہ نسبت ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں سے تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت یوسف علیہ السلام تھے اور ایک یوسف علیہ السلام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے باقی گیارہ بیٹوں کی غلطی اور جرم کو معاف فرما دیا تھا۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ سال کے بارہ مہینے ہیں۔ اس میں رمضان المبارک کا مہینہ حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند ہے اس ایک مہینے کی برکت سے اللہ تعالیٰ گیارہ مہینوں کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں

مجالس اعتکاف کا مقصد

آپ کی خدمت میں مختلف مجالس میں تربیت کے عنوان پر کچھ باتیں پیش کی جاتی رہیں گی۔ ان کا مرکزی خیال تربیت ہوگا۔ سارے مضامین اس طرح کے ہوں گے کہ انسان میں نیکی کا شوق آئے گا۔ اخلاق اچھے پیدا ہوں گے۔ انسان گناہوں سے باز آئے گا۔ اور آخرت کی طرف رجوع نصیب ہوگا۔ آپ طلب لے کر بیٹھیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یہاں آنا اور بیٹھنا قبول فرمائیں گے اور ہم عاجز مسکینوں پر ترس فرما دیں گے۔

ایک بد دعا پر نبی رحمت ﷺ کا آمین کہنا

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بددعا کی۔

بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْ لَهٗ (رواہ الحاکم)

(برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس نے اپنی مغفرت نہ کروائی)

اس میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اول تو جبرئیل علیہ السلام بددعا کر نہیں سکتے۔ کیونکہ قرآنی فیصلہ ہے کہ

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (التحریم:۶)

(نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو، اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے حکم تھا اور منشائے خداوندی تھی کہ جاؤ اور بددعا کرو کہ برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی۔ لیکن اس بددعا پر نبی علیہ السلام کا آمین کہہ دینا بہت ہی عجیب بات ہے...... آپ ذرا کسی ماں کے سامنے اس کے بیٹے کو بدبخت کہہ کر تو دیکھیں یا کسی ماں کے سامنے اس کے بیٹے کو بددعا دے کر کے تو دیکھیں۔ وہ ایک لفظ بھی اپنے بیٹے کے خلاف نہیں سن سکے گی۔ وہ کہے گی کہ میرے بیٹے کو بددعا دی جا رہی ہے۔ کوئی ایسا تصور نہیں کر سکتا کہ کوئی بیٹے کو بددعا دے اور ماں اس پر آمین کہہ دے...... اگر ماں محبت کی وجہ سے آمین نہیں کہہ سکتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو بالمومنین رؤف الرحیم ہیں۔ مؤمنین کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آنے والے ہیں انہوں نے کیسے جبرئیل علیہ السلام کی بددعا پر آمین کہہ دی؟۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے مشائخ نے جواب میں لکھا ہے کہ وجہ یہ تھی کہ رمضان المبارک میں اللہ رب العزت گناہوں کو اتنا جلدی معاف کر دیتے ہیں کہ جو بندہ تھوڑی سی بھی کوشش کرلے اللہ تعالیٰ اس کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں، اور جو اتنی بھی کوشش نہ کرے وہ پکا محروم ہے، اللہ کے محبوب ﷺ نے یہی فرمایا کہ جو رمضان کا اتنا بھی لحاظ نہیں کرتا کہ اللہ سے گناہوں کی مغفرت کروالے تو وہ پکا محروم ہے اس کا تو برباد ہو جانا ہی بہتر ہے، اس لئے آمین کی مہر لگا دی۔

عید یا وعید

رمضان المبارک کے بعد یا تو ہمارے لئے عید ہوگی یا پھر ہمارے لئے وعید ہوگی ہم دونوں میں سے ایک حال میں ہوں گے۔ عید کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں کہ خوشی کو کہتے ہیں۔ اور وعید سزا کو کہتے ہیں۔ جن لوگوں کی رمضان المبارک میں مغفرت ہوگی ان کی اس رمضان کے بعد عید ہوگی اور جن کی رمضان میں مغفرت نہ ہو سکی ان کے لئے رمضان کے بعد وعید ہوگی۔ ایک مرتبہ عید قریب تھی۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا، حضرت! عید کب ہوگی؟ وہ فرمانے لگے، ”جب دید ہوگی تب عید ہوگی“۔ مطلب یہ ہے کہ جب محبوب کی دید ہوگی تب ہماری عید ہوگی۔ کیونکہ عاشق کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے۔ اس کے لئے تو محبوب کا وصل ہی اصل عید ہوتی ہے۔ اس لئے آپ ان راتوں میں یہ دعا مانگئے کہ اے اللہ! ہمیں اپنا قرب عطا فرما تاکہ ہماری عید صحیح معنوں میں عید بن سکے۔

اجتماعی عمل کی فضیلت

یہ ذہن میں رکھیے گا کہ جب کوئی کام جماعتی طور پر کیا جاتا ہے تو اس جماعت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں سے اگر کسی ایک کا بھی کوئی عمل قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس ایک کی برکت سے سب کا عمل قبول فرما لیتے ہیں۔ اسی لئے فرض نماز کی جماعت کا یہ مسئلہ ہے کہ جتنے نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں ان میں سے کسی ایک کی نماز قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے سب کی نماز قبول فرما لیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ بعید ہے کہ سب لوگ اکٹھا کام کریں، ان میں سے ایک کا تو وہ قبول کر لے اور دوسروں کو پیچھے ہٹا دے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب سب نے مل کر کام کیا۔ ان میں سے ایک کا عمل قبولیت کے درجے تک پہنچ گیا تو چلو اس کی برکت سے سب کا قبول کر لیتے ہیں۔ جب نماز اور حج اس طرح قبول ہو جاتے ہیں تو اعتکاف کا مسئلہ بھی اسی طرح ہے۔ ہم سب یہاں مل کر بیٹھے ہیں، اب آخر اتنے بندوں میں سے کسی کی فریاد تو اللہ تعالیٰ کو پسند آئے گی۔ کسی کا رونا، کسی کی تہجد، کسی کا سجدہ اور کسی کی توبہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوگی۔ جس کا بھی کوئی عمل قبول ہوگا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم عاجز مسکینوں کے اعتکاف کو بھی قبول فرما لیں گے۔ اس لئے آپ حسن ظن کے ساتھ بیٹھئے گا کہ میں جو یہاں بیٹھا ہوں، بس مجھے اللہ نے کچھ نوازنے کے لئے یہاں پہنچا دیا ہے۔ میرا کام ہے اس وقت کو عبادت کے ساتھ گزارنا۔ اللہ رب العزت میرا یہ اعتکاف ضرور بالضرور قبول فرمائیں گے اور اسے میرے لئے آخرت میں نجات کا سبب بنائیں گے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پابندی کے ساتھ ان مجالس میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اصلاح فرما دے۔ ہم سب جس مقصد کے لئے یہاں مل کر بیٹھے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم سب اپنی اصلاح چاہتے ہیں۔ اس لئے دل میں اپنی اصلاح کی نیت کر لیجئے کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ سے جو امید لگاتا ہے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ اس امید کو پورا فرما دیتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس اعتکاف کو ہماری اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ ہمارے دلوں میں اپنی محبت پیدا فرمائے اور ان دس دنوں میں ہمیں لیلۃ القدر کی عبادت کا شرف نصیب فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

اشعار مراقبہ

دل مغموم کو مسرور کر دے
دل بے نور کو پر نور کر دے
فروزاں دل میں شمع طور کر دے
یہ گوشہ نور سے معمور کر دے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا! اس کو بے مقدور کر دے
مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کر دے
میرا ظاہر سنور جائے الٰہی!
میرے باطن کی ظلمت دور کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

انڈیا سے شائع ہونے والی نایاب کتاب

دوائے دِل

شیخ العصر فخر الاماثل محبوب العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

کے ارض ہند پر ہونے والے بیانات کا مجموعہ

اپنے منفرد موضوعات کے ساتھ

اپنا دل سنواریے

مخلص اور باعمل عالم بنئے

اللہ کا پیغام انسانیت کے نام

تزکیہ کی اہمیت

دنیا تماشہ گاہ نہیں

ذکر کی تاثیر

صالح بندہ کیسے بنیں؟

فکر سفر آخرت

لذت قرآن

رب غفار کا گناہ گاروں سے پیار

مقام خوف کی سیر

آج ہی طلب فرمائیں

برائے رابطہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-618003
+92-041-631539

لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

ایک اللہ والے کا روس کی آزاد ریاستوں کا سفرنامہ
جو لوگوں کے دلوں کو تاراج کرتا ہوا کریملین پیلس تک جا پہنچا۔

چلیے قدم بقدم فقیر کے سنگ

- دریائے آمو کے اُس پار ———
- تین شین پہاڑوں کے دامن میں ———
- فرغانہ کی وادیوں میں ———
- سائبریا کی یخ بستہ ہواؤں میں ———
- کوہ قاف کے دیس میں ———
- دُنیا کے شمالی کنارے پر ———
- سمرقند و بخارا کے مدارس میں ———
- علماء و مشائخ کے مزارات پر ———

بہت سے تاریخی اور سبق آموز واقعات پر مبنی
ایک دلچسپ خود نوشت

ناشر

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-618003
+92-041-631539

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد دہم

- عشق الٰہی کی حقیقت
- علم نافع کی برکات
- قرآن مجید کی برکات
- سکون کی تلاش
- گناہوں کی نحوست
- غصہ اور اس کا علاج
- دعاؤں کی رات

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

23

003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر جلد دہم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب

محمد حنیف نقشبندی

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطبات فقیر جلد دہم

از افادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ———— مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر ———— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ———— فروری 2004ء

اشاعت دوم ———— نومبر 2004ء

اشاعت سوم ———— اگست 2009ء

اشاعت چہارم ———— جولائی 2006ء

اشاعت پنجم ———— مئی 2007ء

اشاعت ششم ———— اپریل 2008ء

اشاعت ہفتم ———— مئی 2009ء

اشاعت نہم ———— اگست 2010ء

تعداد ———— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— فقیر شاہ محمود نقشبندی

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	۱۰
پیش لفظ	۱۱
① عشق الٰہی کی حقیقت	۱۵
مخلوقات عالم میں محبت کی تقسیم	۱۵
لوہے میں مقناطیس کی محبت	۱۶
سورج مکھی کی سورج سے محبت	۱۶
مچھلی میں پانی کی محبت	۱۷
پروانے میں شمع کی محبت	۱۸
چکوری کی چاند سے محبت	۱۹
بلبل کی پھول سے محبت	۱۹
انسانوں میں محبت کا جذبہ	۱۹
سبق آموز اشعار	۲۰
فانی عشق کا عبرتناک انجام	۲۱
لوہے کا انجام	۲۱
مچھلی کا انجام	۲۳
پروانے کا انجام	۲۳
محبت الٰہی میں دھوکا کھانا	۲۴
چکوری کا انجام	۲۴
حسن ظاہری کی حیثیت	۲۵
اللہ تعالیٰ کا حسن وجمال	۲۶
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی الٰہی کا اثر	۲۸

عنوان	صفحہ نمبر
تجلی الٰہی کی برکات	۳۰
اللہ تعالیٰ کی ناقدری	۳۰
رسول اللہ ﷺ کی ناقدری	۳۱
کلام اللہ کی ناقدری	۳۲
حسن لیلیٰ کی حیثیت	۳۲
عشق کے تین امتحان	۳۳
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق	۳۳
بے آب وگیاہ وادی میں	۳۵
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی	۳۶
ماں ہو تو ایسی	۴۳
ذکر الٰہی کی اہمیت	۴۴
صنم خانوں کی صفائی	۴۷
خلاصۂ کلام	۴۷
② علم نافع کی برکات	۵۱
علم اور عشق کے برتن	۵۱
تین واضح تبدیلیاں	۵۲
فلاسفروں اور انبیائے کرام کے اصول وضوابط میں فرق	۵۳
انسان کانیں ہیں	۵۶
سمجھ کب بیدار ہوتی ہے	۵۹

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
خانقاہ سے کیا مراد ہے؟	۵۹
یونیورسٹیوں اور خانقاہوں کی تعلیمات میں فرق	۶۰
خانقاہوں کا سب سے بڑا فائدہ	۶۱
خانقاہوں میں کیا تربیت دی جاتی ہے	۶۲
صحابہ کرامؓ کی تربیت	۶۳
علومِ دینیہ کے اثرات	۶۴
ایمان والوں کی دو نشانیاں	۶۶
رحمتوں کے جھرمٹ میں رحمت سے محرومی	۶۷
سورۃ زلزال سننے کی تمنا	۶۹
اتنا خوفِ خدا	۶۹
حدیث جبرئیل کی وضاحت	۷۰
نمازوں پر محنت کرنے کی ضرورت	۷۲
ماسویٰ کی مداخلت کیسے دور ہوئی؟	۷۳
کیفیاتِ نبوی کے وارث	۷۴
علم عمل کی نیت سے حاصل کیا جائے	۷۵
جوتیاں سیدھی کرنے سے تکبر کا خاتمہ	۷۶
تکبر ایک ایٹمی گناہ ہے	۷۷
مشائخ کو اپنی تربیت کی فکر	۷۸
اگر کسی کو ناز ہے تو	۷۹
اللہ والے بن جاؤ	۸۰
نور کی کرنیں	۸۱
نبی علیہ السلام کی دعوت	۸۲
طالب علم کی دعا کی برکت	۸۲
ہر ہفتے نبی علیہ السلام کی زیارت	۸۴
ان کا رونا پسند آ گیا	۸۴
حضرت ابوہریرہؓ کی پذیرائی	۸۵
یادداشت ہو تو ایسی	۸۵
علم دوستی ہو تو ایسی	۸۶
چار مردوں کا جہنم میں داخلہ	۸۷
دورۂ حدیث کے بعد دورۂ حدیث	۸۸
اخباری جمعہ کی مذمت	۸۹
مطالعہ کی اہمیت	۸۹
کتابوں کا خزینہ	۹۰
قوتِ حافظہ کا کمال	۹۰
عصیان نسیان کا موجب ہے	۹۱
علم کی نسبت	۹۲
شریعت کی قطعی	۹۲
رجال اللہ کی اہمیت	۹۳
انسان ناشکرا ہے	۹۳
کتے کی نصیحت	۹۴
ایک ناصحانہ کلام	۹۵
۳ قرآن مجید کی برکات	۹۹
اندھیروں سے روشنی کی طرف	۹۷
کتاب ہدایت	۱۰۰
رحمتِ الٰہی کو کھینچنے کا مقناطیس	۱۰۱
معرفتوں بھری کتاب	۱۰۱
ایک ایمان افروز واقعہ	۱۰۱
ڈیپریشن کا لفظ کہاں سے آیا؟	۱۰۳

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
ایک روسی عورت قرآن کی تلاش میں	۱۰۵
ایک ہندو گھرانے کے اسلام لانے کا واقعہ	۱۰۶
قرآن مجید کا سب سے بڑا اعجاز	۱۱۲
سینہ بہ سینہ قرآن کا فیض	۱۱۳
یہ کہاں کا انصاف ہے؟	۱۱۶
قرب قیامت کی ایک علامت	۱۱۷
لمحہ فکریہ	۱۱۷
گناہ اور ناپاکی	۱۱۸
اشعار مراقبہ	۱۲۰
④ سکون کی تلاش	۱۲۳
سکون قلب کا لاجواب نسخہ	۱۲۳
دو لامحدود چیزیں	۱۲۴
امام اعظمؒ کی امام ابو یوسفؒ کو نصیحت	۱۲۵
مغربی دنیا سکون کی تلاش میں	۱۲۶
سویڈن میں ایک ماہر نفسیات کا اعتراف	۱۳۲
ذکر الٰہی سے سکون ملنے کی وجہ	۱۳۷
میں آپ جیسا بننا چاہتا ہوں	۱۳۸
ایک ایس پی کی باطنی اصلاح	۱۴۱
ایک ایم این اے پر نسبت کی برکات	۱۴۲
سلسلہ نقشبندیہ کی وجہ تسمیہ	۱۵۰
قلب پر انگلی لگنے کا فائدہ عالم نزع میں	۱۴۷
زندگیوں کے بدلنے کا سلسلہ	۱۵۲

عنوان	صفحہ نمبر
اصلاحی تعلق کی برکت	۱۵۳
دس دن اعتکاف کے اثرات	۱۵۴
اظہار تشکر	۱۵۴
نیک خاوند عورت کا مرشد ہوتا ہے	۱۵۵
مستورات کی قابل صد آفرین محنت	۱۵۵
آئندہ سال اعتکاف کرنے کی دعوت	۱۵۶
مقامی احباب سے گزارش	۱۵۶
اعتراف حقیقت	۱۵۷
⑤ گناہوں کی نحوست	۱۶۱
گناہ چھوڑنے کا حکم	۱۶۱
گناہوں کے نقصانات کا علم	۱۶۲
علم کے باوجود گمراہی	۱۶۶
نیکی اور گناہ میں فرق	۱۶۷
نورِ قلبی کی حفاظت	۱۶۷
معصیت سے بچنے کا انعام	۱۶۷
گناہ نجاست کی مانند ہے	۱۷۱
نیکی کی خوشبو	۱۷۳
قبر میں بدن خراب ہونے یا نہ ہونے کی وجہ	۱۷۶
ایک حیران کن منظر	۱۷۸
قبر کیا سلوک کرتی ہے؟	۱۷۹
قبر میں عذاب الٰہی کے مناظر	۱۸۰
مٹی میں پھول	۱۸۳
ایک مسلمہ حقیقت	۱۸۵

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
گناہوں کے مضر اثرات	۱۸۷
ادلے کا بدلہ	۱۸۹
گناہوں کو ہلکا نہ سمجھیں	۱۹۲
سوچنے کی بات	۱۹۳
دین کی برکت سے ایمان کی سلامتی	۱۹۴
اہلِ نظر کی دعاؤں کی برکات	۱۹۶
خوف خدا ہو تو ایسا	۱۹۶
اتنی پاکباز ہستیاں	۱۹۸
توبہ کرنے کے دو فائدے	۱۹۹
شرمندگی کی آگ میں جلنا بہتر ہے	۲۰۱
جہنم سے خلاصی کا ایک عجیب سبب	۲۰۳
گناہ کے موقع سے بچنے کی دعا	۲۰۳
دو عجیب دعائیں	۲۰۴
توبہ کرتے وقت رونے کی فضیلت	۲۰۵
ایک عورت کی لاجواب توبہ	۲۰۵
اطاعتِ الٰہی پر انعامِ الٰہی	۲۰۷
(۶) غصہ اور اس کا علاج	۲۱۱
تربیت کی ضرورت	۲۱۱
انسان کے تین برتن	۲۱۲
جذبات کا برتن	۲۱۲
خیالات کا برتن	۲۱۲
خیالات کی ٹریفک	۲۱۴
خیالات کے آنے پر کب پکڑ ہوتی ہے؟	۲۱۴
ایمان کی علامت	۲۱۵
خواہشات کا برتن	۲۱۵
باطنی اصلاح کے دو طریقے	۲۱۶
سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ نقشبندیہ میں بنیادی فرق	۲۱۶
انبیائے کرام کی محنت کا میدان	۲۱۷
تین برتن اور تین نعمتیں	۲۱۸
شہوت اور غضب کو کنٹرول کرنے میں مشائخ کا کردار	۲۱۹
ایک صحابیؓ کی باطنی اصلاح کا واقعہ	۲۲۱
انتقالِ فیض	۲۲۲
نفس کے دھوبی پٹڑے سے بچیں	۲۲۳
مشائخ کا اصول	۲۲۴
اورنگ زیب عالمگیرؒ کی فراستِ ایمانی	۲۲۴
''غضب'' کا عنوان	۲۲۵
غصہ نکالنے کا وبال اور پی جانے کا فائدہ	۲۲۵
غصہ کے وقت نبی اکرم ﷺ کی کیفیت	۲۲۶
اولیاءاللہ کا غصہ	۲۲۷
دوزخ میں جانے کا سبب	۲۲۸
کمزوری کی نشانی	۲۲۸
اچھا انسان کون ہے؟	۲۲۹
حضرت مرشد عالم اور خوفِ خدا	۲۳۰
جذبۂ انتقام	۲۳۰
نبی کریم کا عفو و درگزر	۲۳۱

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
معاف کردینے میں عزت ہے	۲۳۵
سب سے زیادہ بدترین شخص	۲۳۶
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا عفو و درگزر	۲۳۷
امام زین العابدین کا عفو و درگزر	۲۳۷
امام اعظم ابوحنیفہ کے حاسدین	۲۳۸
امام اعظم کا صبر	۲۳۸
حضرتِ اقدس تھانویؒ کی تحمل مزاجی	۲۳۹
اللہ کے لئے شاگرد کو سزا دینا	۲۳۹
شاگرد کو سزا دینے کی شرعی حیثیت	۲۴۰
عفو و درگزر کے فضائل	۲۴۱
حضرت یوسف علیہ السلام کا عفو و درگزر	۲۴۲
حوض کوثر سے محرومی	۲۴۲
چاردانگ عالم میں خوش خلقی کا اعلان	۲۴۳
صدیقہء کائنات کو سرور دو عالم ﷺ	۲۴۳
کی پیار بھری نصیحت	۲۴۴
جنت میں پہنچانے والا عمل	۲۴۴
ایک آفیسر کا سبق آموز واقعہ	۲۴۴
ذوالنون مصریؒ کی شفقت بھری دعا	۲۴۷
ابراہیم ادھمؒ کا عفو و درگزر	۲۴۷
رحم کی تلقین	۲۴۹
سلسلہ نقشبندیہ کی برکت سے غصے کا خاتمہ	۲۴۹
غصے کو کنٹرول کرنے کے طریقے	۲۵۰
⑦ دعاؤں کی رات	۲۵۵
رجب، شعبان اور رمضان کے فضائل	۲۵۵
رحمتوں کی ابتداء	۲۵۷
بجٹ بننے کی رات	۲۵۷
پندرہ شعبان کا روزہ	۲۵۸
قبولیتِ دعا کے اسباب	۲۶۰
سراپا سوالی بن کر دعا مانگیں	۲۶۱
دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں	۲۶۲
خیر کا ارادہ	۲۶۳
جماعتی طور پر دعا مانگنے کی فضیلت	۲۶۴
خیر کے دریا	۲۶۵
تین چیزیں تین چیزوں میں	۲۶۵
اتنے انسانوں کی بخشش	۲۶۶
مغفرت کا اعلان	۲۶۷
شب براءت میں عطائے نبوت	۲۶۸
پتھر دل بھی پیش کردیں	۲۶۸
تقدیرِ معلق اور تقدیرِ مبرم	۲۶۸
دو محروم بندے	۲۷۱
اچھے گمان سے دعا مانگیں	۲۷۲
قبولیتِ دعا کے واقعات	۲۷۳
رحم کی اپیل	۲۷۴
استغفار اور صفتِ ربوبیت	۲۷۵
گناہوں کو بخشوانے کا وقت	۲۷۷

www.besturdubooks.wordpress.com

عرضِ ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پرمبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ دسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلندتر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ دورانِ بیان رخِ انور پر فکر کے گہرے سائے زبان حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطباتِ فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے بھی اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کی اس فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے۔ الحمد للہ کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ادارہ مکتبۃ الفقیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کے ان بیانات کو کتابی صورت میں استفادۂ عام کے لئے شائع کرتا ہے۔ ہر بیان کو احاطۂ تحریر میں لانے کے بعد حضرت دامت برکاتہم سے اصلاح کروائی جاتی ہے، پھر کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی عرق ریزی سے کیا جاتا ہے اور آخر پر پرنٹنگ اور بائینڈنگ کا پیچیدہ اور تکنیکی مرحلہ آتا ہے۔ یہ تمام مراحل بڑی توجہ اور محنت طلب ہیں جو کہ مکتبۃ الفقیر کے زیر اہتمام سرانجام دیئے جاتے ہیں پھر کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بارگاہ ایزدی میں یہ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ہمیں حضرت دامت برکاتہم کے بیانات کی بازگشت پوری دنیا تک پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہٗ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اله و اصحابه اجمعین ۔ اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام ؓ صف اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اهتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعدازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحۂ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغہ عصر شخصیت شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرقع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصۂ خاصان نقشبند، سرمایۂ خاندان نقشبند، حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی مادامت النہار والیالی ہیں۔ آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلودار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے فائدہ کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحۂ قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ الحمد للہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب وتزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہو سکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد وثمرات کا حامل ہے۔ ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم اے۔ بی ایڈ

موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

عشق الٰہی کی حقیقت

یہ بیان حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ساتویں سالانہ اجتماع پر ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۱ کو جامع مسجد مدینہ جھنگ میں ارشاد فرمایا۔ اجتماع میں اندرون و بیرون ملک سے ہزاروں سالکین شریک تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جب انسان کے دل میں آشنائی کی لذت آجاتی ہے
تو دنیا سے انقطاع ہو جاتا ہے اور انسان کی نگاہیں اللہ رب
العزت کی ذات پر جم جایا کرتی ہیں۔ اسی طرح اس کی توجہ
کا قبلہ ایک بن جایا کرتا ہے۔ وہ لا کی تلوار سے ماسوٰی پر
چھری پھیر دیتا ہے۔ اس کے دل میں اللہ آجاتے ہیں،
اس کے دل میں اللہ سما جاتے ہیں، بلکہ اس کے دل میں
اللہ رب العزت چھا جاتے ہیں۔ اس کو فنائے قلب کہتے
ہیں۔ اسی کو حاصل کرنے کیلئے میں اور آپ اس کے طلب
گار ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق الٰہی کی حقیقت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:۱۶۵)

وقالَ اللّٰه تعالىٰ فى مَقامٍ اٰخر

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍنَّاضِرَةٌ o اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ o (القیٰمۃ:۲۲۔۲۳)

وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَo

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

مخلوقات عالم میں محبت کی تقسیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:۱۶۵)

(اور ایمان والوں کو اللہ رب العزت سے شدید محبت ہوتی ہے)

اور جو حدیث قدسی بیان کی گئی ہے اس میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

(میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے اس بات کو پسند کیا کہ مجھے پہچانا جائے، پس میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا)

گویا مخلوق کے پیدا ہونے کا سبب محبت بنی۔ چونکہ محبت وہ پہلی چیز ہے جو مخلوق کے پیدا ہونے کا سبب بنی اس لئے مخلوق میں سے ہر ایک قسم نے اپنی استعداد کے مطابق اس محبت میں سے حصہ حاصل کیا۔ مخلوقات عالم میں معدنیات بھی ہیں اور نباتات بھی، حیوانات بھی ہیں اور انسان بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کو ''محبت'' میں سے حصہ عطا فرمایا۔ اس کی مثالیں ہر جگہ دیکھی جا سکتی ہیں کیونکہ محبت ہر جگہ جلوہ گر ہے۔

لوہے میں مقناطیس کی محبت

معدنیات میں دیکھئے، لوہا مقناطیس کا عاشق ہے۔ وہ بے اختیار اس کی طرف کھنچتا چلا جاتا ہے۔ مقناطیس جہاں بھی ہوگا وہ اس کی طرف فوراً اپنا رخ کرے گا۔ وہ مقناطیس کے عشق میں اتنا سچا ہے کہ اس کی صحبت میں رہ کر اس کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ یعنی جب لوہا مقناطیس کے پاس رہتا ہے تو اس کے اپنے اندر بھی کچھ مقناطیسیت آ جاتی ہے۔ گویا وہ اس کی مقناطیسیت والی صفت اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔

سورج مکھی کے پھول کی سورج سے محبت

سورج مکھی ایک پھول ہے وہ وہ ہر وقت اپنا رخ سورج کی طرف رکھتا ہے۔ گویا کہ وہ سورج کا عاشق ہے۔ اسی لئے اس کا نام بھی سورج مکھی پڑ گیا ہے۔ جب سورج مشرق کی طرف ہوتا ہے تو اس کا رخ بھی مشرق کی طرف ہوتا ہے اور جیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

جیسے سورج چڑھتا ہے اس کی سمت بھی اس کے ساتھ ساتھ بدلتی ہے حتیٰ کہ سورج جب غروب ہونے لگتا ہے تو اس کی رخ بھی مغرب کی طرف ہو جاتا ہے۔ اس کو سورج کے ساتھ کچھ ایسی وارفتگی ہوتی ہے کہ سورج جس طرف بھی ہو یہ ادھر گھوم جاتا ہے۔ اگر انسان کا بھی یہی حال ہو جائے کہ اس کے دل کی تمام تر تمناؤں اور امیدوں کا محور ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہو جائے تو اسے ایمان ابراہیمی نصیب ہو جائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا

[میں اسی کی طرف اپنا رخ کرتا ہوں جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، خالص ہو کر] (الانعام:۷۹)

مچھلی میں پانی کی محبت

حیوانات میں دیکھیے، مچھلی پانی کی عاشق ہے۔ اسے پانی میں رہ کر سکون ملتا ہے۔ وہ پانی کے بغیر تڑپتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کی جدائی میں تڑپ تڑپ کر جان بھی دے دیتی ہے۔ حالانکہ وہ کھاتی پیتی تو کچھ اور چیزیں ہے مگر پانی کے ساتھ اس کا عشق اس قدر راسخ ہے کہ جب پانی سے نکالا جائے تو وہ اپنی جان بھی دے دیتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کا تڑپنا ضرب المثل بن گیا ہے کہ فلاں تو ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ مچھلی کا پانی میں پر سکون ہونا نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بھی ثابت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ فِی الْمَسْجِدِ کَالسَّمَکِ فِی الْمَاءِ

(مؤمن کو مسجد میں ایسے سکون ملتا ہے جیسا کہ مچھلی پانی کے اندر پر سکون ہوتی ہے)

مچھلی کا دل پانی سے کبھی نہیں بھرتا اگرچہ وہ پورے سمندر کا پانی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ تھک کر کبھی سمندر سے باہر نہیں نکلتی۔ سمندر میں رہنا ہی اس کی زندگی ہے۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے عشق میں اتنی فنا ہے کہ اگر کوئی بندہ اس کو کھا لے تو کھانے والے کو بھی پانی کا طالب بنا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو آدمی مچھلی کے کباب کھاتا ہے وہ بھی تھوڑی دیر کے بعد پانی مانگتا ہے۔

پروانے میں شمع کی محبت

پروانہ شمع کا عاشق ہے۔ وہ ہر وقت اس کے گرد طواف کرتا رہتا ہے۔ اس کی پرواز کبھی ختم ہی نہیں ہوتی۔ وہ محبت میں اتنا آگے بڑھا کہ لوگوں نے اس کی مثالیں دینی شروع کر دیں۔

اس کے پاس عدد اور گنتی کا تصور نہیں ہے کہ شمع کے گرد سات چکر لگانے ہیں۔ اگر اس کو چوبیس گھنٹے شمع ملے تو وہ چوبیس گھنٹے اس کا طواف کرے گا۔ گویا شمع کے گرد طواف کرنا ہی اس کی زندگی ہے۔ وہ تھک ہار کر اسی شمع کے اندر گر جاتا ہے اور اپنی جان دے دیتا ہے۔ اس کی محبت کا اندازہ کیجئے کہ جب وہ جلتا ہے تو آواز بھی نہیں نکالتا۔ اسی مضمون کو کسی شاعر نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:

کمال یہ ہے کہ آواز تک نہیں آتی
وفور شوق میں یوں جل رہے ہیں پروانے

عربی میں ایک مثل مشہور ہے جس کا معنی یہ ہے کہ فلاں آدمی نے تو پروانے کی مانند خاموشی سے جان دے دی۔ اسی لئے حضرت شیخ سعدیؒ نے کہا،

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

اے مرغ سحر! تو ذرا پروانے سے عشق کا سبق سیکھ کہ وہ اپنی جان دے دیتا ہے اور واویلا نہیں مچاتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چکوری کی چاند سے محبت

پرندوں میں چکوری ایک پرندہ ہے۔ اسے چاند سے عشق ہے۔ چاند اور چکوری مثال بن گئی۔ چکوری چاندنی رات میں اپنے آپ میں نہیں رہتی۔ وہ جیسے ہی چاند کو دیکھتی ہے اس کی محبت میں چہکنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کے نغمے الاپتی ہے۔ وہ نغمے الاپتے الاپتے چاند کی طرف پرواز بھی کرتی ہے۔ اس کے نغمے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ وہ چہچہاتی ہے تو چاند کی محبت میں، ترستی ہے تو اس کی محبت کو اور پھڑکتی ہے تو اس کی محبت میں۔

بلبل کی پھول سے محبت

بلبل کے دل میں پھول کا عشق ہے۔ جہاں بھی محبت کا تذکرہ کیا جائے وہاں بلبل اور پھول کی مثال ضرور دی جاتی ہے۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا۔

؎ آ عندلیب مل کر کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

جہاں بھی باغ اور پھول کا نام آئے گا وہاں بلبل کا نام ضرور آئے گا۔ وہ پھولوں کے نغمے الاپتی رہتی ہے۔ چمن کے مختلف پھولوں کے پاس بیٹھنا اور ان کی تعریفیں کرنا اس کی زندگی کا کام ہے۔ بلبل اور پھول کے عشق کی داستانیں کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔

انسانوں میں محبت کا جذبہ

جہاں مخلوقاتِ عالم کے درمیان محبت رکھی گئی ہے وہاں اشرف المخلوقات انسان کے دل میں بھی محبت کا جذبہ ودیعت کیا گیا ہے۔ چنانچہ دنیا کا کوئی انسان ایسا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں جس کے دل میں محبت نہ ہو۔کوئی بندہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے دل میں کسی کی محبت نہیں ہے کیونکہ

دل بحرِ محبت ہے محبت یہ کرے گا
لاکھ اس کو بچا تو یہ کسی پر تو مرے گا

یہ اور بات ہے کہ محبت خالق کی ہو یا مخلوق کی۔

پتھر سے ہو خدا سے ہو یا پھر کسی سے ہو
آتا نہیں ہے چین محبت کیے بغیر

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کمرے میں یا تو روشنی ہوگی، اگر روشنی نہیں تو اندھیرا ضرور ہوگا۔اسی طرح یا تو دل میں اللہ رب العزت کی محبت کی روشنی ہوگی اور اگر اللہ رب العزت کی محبت کی روشنی نہیں تو مخلوق کی محبت کا اندھیرا ضرور ہوگا۔

یاد رکھئے کہ محبت کا جذبہ ایک مقدس جذبہ ہے اس لئے اس کو مخلوق کے اوپر برباد کرنا کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے۔ چنانچہ انبیائے کرام علیہم السلام نے آکر ایک اصولی بات سمجھائی کہ

''لوگو! فانی محبوب کا عشق بھی فانی ہے اور باقی محبوب کا عشق بھی باقی ہے۔ جو انسان مخلوق سے محبت کرے گا وہ ایک نہ ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جو انسان اللہ رب العزت سے محبت کرے گا وہ ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا''۔

سبق آموز اشعار:

زیب النساء مخفی اپنے اشعار میں کہتی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

مرغ دل را گلستاں بہتر زکوئے یار نیست
طالب دیدار را ذوق گل و گلزار نیست
گفت از عشق بتاں اے دل چہ حاصل کردہ ای
گفت مارا حاصل جز نالہائے زار نیست
چند قطرہ خون دل مخفی برائے مہوشاں
ریختن برخاک دل ایں شیوۂ عطار نیست

(دل کے مرغ کیلئے یار کی گلی سے بہتر گلشن کوئی نہیں اور دیدار کے طالب کو گل و گلزار سے کوئی ذوق نہیں کیونکہ محبوب کے دیدار سے بہتر کوئی نعمت نہیں ...... میں نے پوچھا، اے دل! تو نے ان فانی محبوبوں کے عشق سے کیا پایا کہنے لگا، مجھے سوائے رونے دھونے کے اور کچھ نہیں ملا ...... اے مخفی! یہ دل جو خون کے چند قطرے ہیں اس کو مخلوق کیلئے گرادینا کوئی عقلمندوں کا کام نہیں ہے)

فانی عشق کا عبرتناک انجام

فانی عشق کا انجام ہمیشہ عبرتناک ہوتا ہے۔اس کی کتنی ہی مثالیں ہیں۔انہی مثالوں پر غور کر لیجئے جو ابھی آپ کو دی ہیں۔

لوہے کا انجام

لوہا مقناطیس کا عاشق بنا۔اس کی غیر پرستی کا یہ انجام ہوا کہ اسے رنگ کالا ملا۔ اسے آگ میں پگھلایا جاتا ہے۔اسی پر بس نہیں بلکہ جب آگ سے نکلتا ہے اور نرم ہوتا ہے تو اس کے سر پر ہتھوڑے لگائے جاتے ہیں یوں اس کو مخلوق کے ساتھ محبت کرنے کا مزہ چکھایا جاتا ہے۔اس کا انجام دنیا میں بھی برا ہوا اور آخرت میں بھی اسے جہنم کا حصہ بنا دیا جائے گا۔چنانچہ جہنمیوں کو لوہے کے طوق اور زنجیریں پہنائی

www.besturdubooks.wordpress.com

جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ (الحاقۃ: ۳۰-۳۲)

(پس تم پکڑو اس کو پس قید کردو اس کو، پھر جہنم میں اس کو داخل کردو۔ اور پھر ستر گز لمبی زنجیر میں اس کو باندھ دو)

تو لوہے کے طوق اور زنجیریں آخرت میں کہاں ہوں گی؟ جہنم میں ہوں گی۔ جنتیوں کو لوہے کی زنجیریں کوئی نہیں پہنائے گا۔ ان کے لئے سونا، چاندی، موتی اور ہیرے ہوں گے۔

ہمیں یہاں ایک علمی نکتہ سمجھنا چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ لوہے کو مقناطیس کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔ اس کے سامنے آپ لعل و جواہر بھی رکھ دیں تو یہ ان کی طرف ہرگز توجہ نہیں کرے گا۔ اے انسان! لوہا ایک مخلوق ہے اور اسے مخلوق کی محبت میں اتنی یکسوئی حاصل ہے کہ اپنے محبوب کے سوا کسی دوسری طرف توجہ نہیں کرتا، تو اپنے پروردگار کا کیسا عاشق ہے کہ رب کریم زندہ موجود ہے اور حی لا یموت ہے اور تو اس پروردگار کو چھوڑ کر غیروں کی طرف محبت کی نگاہیں ڈالتا پھرتا ہے۔

لوہے کو اگر شیشے میں بند کر دیا جائے تو اس کی توجہ میں پھر بھی فرق نہیں آتا۔ اگر قطب نما گھڑی بنادی جائے تو شیشے میں گھر جانے کے باوجود بھی لوہے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کی توجہ کا قبلہ پھر بھی مقناطیس ہی رہتا ہے۔ اس میں ہمارے لئے عبرت ہے کہ دیکھو، یہ مخلوق ہے اور مخلوق سے محبت کرتا ہے، اس کا انجام بھی برا ہوتا ہے لیکن اسے محبت میں اتنی یکسوئی حاصل ہے کہ شیشے میں گھر جانے کے باوجود بھی اپنے مقصود سے پیچھے نہ ہٹا، اے انسان! تو کیسا اپنے مالک کا بندہ ہے کہ اگر تجھے پریشانیوں کے حالات گھیر لیتے ہیں تو تو اپنے رب سے رخ پھیر لیتا ہے۔ کاروبار

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ذرا سی پریشانی آجائے تو مسجد کا دروازہ بھول جاتا ہے اور باجماعت نمازیں چھوٹ جاتی ہیں۔ ہمارا محبوب تو محبوبِ حقیقی ہے، ہمیں تو چاہیے تھا کہ ہم زیادہ بہتر انداز میں اپنے رب سے محبت کرتے۔

مچھلی کا انجام

مچھلی کو پانی سے عشق ہے۔ چونکہ اسے پانی کے ساتھ اس قدر والہانہ محبت ہے کہ اس کی جدائی میں تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کے اندر بدبو پیدا کر دی ہے۔ غیر پرستی کی وجہ سے اس کے جسم میں اتنا تعفن ہوتا ہے کہ جن ہاتھوں میں جاتی ہے ان ہاتھوں کو متعفن بنا دیتی ہے، جس برتن میں جاتی ہے اس برتن کو متعفن بنا دیتی ہے، جس منہ سے کھائیں اس منہ میں اس کی بدبو آنا شروع ہو جاتی ہے اور جس گھر میں پہنچے اس گھر میں بدبو مچا دیتی ہے۔ کسی اور جاندار میں اتنی بدبو نہیں ہوتی جتنی مچھلی میں ہوتی ہے۔ اگر اسے پورے دریا کے پانی سے بھی دھو ڈالیں تو پھر بھی اس کی بدبو ختم نہیں ہوگی۔

پروانے کا انجام

پروانے نے شمع سے عشق کیا، جس کا انجام یہ ہوا کہ اسے جان دینی پڑ گئی اور اس کا نام "بے عقل" مشہور ہو گیا۔ عربی میں پروانے کے لئے ایک لفظ استعمال ہوتا ہے جس کا معنی ہے "بے عقل"۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو پروانے کی طرح بے عقل انسان ہے۔ پروانہ شمع کے گرد طواف کر کر کے اپنی جان بھی دے دیتا ہے مگر شمع کو اس کے حال کی خبر تک نہیں ہوتی۔ اردو میں کہتے ہیں:

"اندھے کے سامنے روئے اپنے نین کھوئے"

محبت الٰہی میں دھوکا کھانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ اپنے غلاموں میں سے کسی کو اچھے انداز سے نماز پڑھتے دیکھتے تو وہ اس غلام کو آزاد کر دیا کرتے تھے۔ جب آہستہ آہستہ غلاموں کو پتہ چلا تو ہر غلام نے یہی وطیرہ اپنا لیا۔ غلام اچھی طرح نماز پڑھ کر دکھا دیتے اور وہ انہیں آزاد کر دیتے۔ کسی نے کہا، حضرت! آپ کے غلام ریاکاری کرتے ہیں، وہ آپ کے سامنے بنا سنوار کر نماز پڑھ لیتے ہیں اور آپ ان کو آزاد کر دیتے ہیں، وہ تو آپ کو اس طرح دھوکا دیتے ہیں۔ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

"میں اللہ کی محبت میں سچا کیسے ہو سکتا ہوں جب تک کہ اس کی محبت میں دھوکا نہ کھا جاؤں"۔

چکوری کا انجام

چکوری کو چاند سے محبت ہوتی ہے۔ وہ چاندنی رات میں اڑتی ہے اور بالآخر تھک کر گر جاتی ہے اور اسے موت آ جاتی ہے۔ اسے چاند کا وصل بھی نصیب نہیں ہوتا اور گمنامی کی موت بھی آ جاتی ہے۔ یوں مخلوق کی محبت کا انجام لاحاصل رہتا ہے۔ انسانوں کا بھی یہی حال ہے۔ جس کسی انسان نے اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے مخلوق سے محبت کی اس کا انجام بھی ہمیشہ برا ہوا اور جس نے محبت کے اس مقدس جذبے کو اللہ کے لئے استعمال کیا یا اللہ کی نسبت سے اللہ کے بندوں سے نیکی اور تقویٰ کا تعلق رکھا اس کا انجام ہمیشہ اچھا ہوا۔ محبت کا یہ جذبہ ہم میں سے ہر بندے کو نصیب ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس جذبے کو اللہ رب العزت کے لئے ہی استعمال کریں اور اپنے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت کو بڑھائیں۔ یہ محبت کا بڑھانا

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔

حسن ظاہری کی حیثیت

دنیا میں مخلوق کے پاس جو بھی حسن و جمال ہے وہ سب میرے مولا کی دین ہے۔ فقط ظاہری حسن کے پیچھے بھاگنے والا انسان ہمیشہ نقصان اور خسارے میں رہتا ہے۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام مادر زاد حسین تھے۔ آپ اتنے حسین تھے کہ حسن یوسف آج دنیا میں ضرب المثل بن چکا ہے۔ جب ان کو کنویں میں ڈالا گیا اور پھر نکال کر بیچا گیا تو ان کی کیا قیمت لگی؟ قرآن مجید میں فرمایا گیا،

وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍ م بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ج (یوسف:۲۰)

(اوران کو چند کھوٹے سکوں کے عوض بیچ دیا گیا)

معلوم ہوا کہ مخلوق کے ظاہری حسن کی قیمت اللہ رب العزت کی نظر میں چند کھوٹے سکے ہوا کرتی ہے۔ حسن کے پیچھے بھاگنے والے عبرت حاصل کریں کہ وہ کتنی بے قیمت چیز کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ط وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ o (یوسف:۲۲)

(اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو، ہم نے اس کو حکم اور علم دیا اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی کرنے والوں کو)

اس کے بعد ان کے اوپر امتحان آئے لیکن اللہ رب العزت نے ان کو امتحان میں کامیاب فرما دیا۔ بالآخر اسی حسن و جمال کی وجہ سے ان کو قید میں جانا پڑا۔ نو سال تک قید کی مشقت اٹھائی۔ نہ تو ان کے پاس بہن بھائی تھے اور نہ ہی ماں

www.besturdubooks.wordpress.com

باپ۔ نو سال گزارنے کے بعد جب قید سے باہر نکلے تو اپنے حسن کی وجہ سے نہیں نکلے بلکہ اپنے علم کی وجہ سے نکلے۔ اسی لئے جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ملک کی کیسے حفاظت کریں گے تو فرمانے لگے،

اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ج اِنِّی حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ o (یوسف:۵۵)

(مجھے خزانوں پر نگران مقرر کر دیجئے، میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم والا ہوں)

یہ نہیں کہا کہ مجھے خزانوں کا والی بنا دیجئے کیونکہ انی حسین جمیل میں بڑا خوبصورت ہوں۔

اس سے پتہ چلا کہ عزتیں خوبصورتی کی وجہ سے نہیں ملتیں بلکہ علم کی وجہ سے ملتی ہیں۔ یاد رکھئے کہ انسان کی شکل وصورت کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَ لٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ

(بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری صورتوں کو اور نہ تمہارے مال پیسے کو، بلکہ وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو)

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دل اللہ کی محبت سے بھر لیں۔ محبت والوں کے پاس بیٹھنے سے یہ محبت بڑھ جاتی ہے اور غفلت میں پڑ جانے سے یہ محبت گھٹ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حسن و جمال.......!!!

یاد رکھئے کہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو دیا گیا۔ لیکن اس حسن کو اللہ رب العزت کے حسن کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

یوسف علیہ السلام کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے کہ ان کو ساری مخلوق کے برابر کا حسن دیا گیا۔ یعنی اللہ نے مخلوق میں جتنا حسن تقسیم کیا اس میں سے ساری مخلوق کو آدھا حصہ ملا اور باقی آدھا حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا۔ نصف حصے کے پانے کے بعد ان کو ایسا حسن ملا تھا کہ دیکھنے والیوں نے جب دیکھا تو وہ کہہ اٹھیں،

حَاشَ لِلّٰهِ مَاهٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ○ (یوسف:۳۱)

(یہ انسان نہیں، یہ تو ہمیں کوئی مقدس فرشتہ نظر آتا ہے)

مخلوق کے حسن کا اختتام یہ ہے کہ دیکھنے والوں نے اسے کوئی فرشتہ سمجھا۔ اب اللہ کے حسن کے ساتھ بھلا فرشتوں کے حسن کو کیا نسبت ہے۔ اللہ کا حسن تو بے مثال ہے۔ وہ پروردگار جس نے حسن کو پیدا کیا بھلا اس کے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہو گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے:

اَللّٰهُ جَمِيْلٌ (اللہ رب العزت خوبصورت ہیں)

اللہ رب العزت کے جمال کے جلوے کیا ہوں گے، یہ تو قیامت کے دن جنت میں جا کر ایمان والوں کو نظر آئیں گے۔ دنیا میں تو ہم ان جلووں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ البتہ اتنی بات آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں کہ جنتی جب جنت میں جائیں گے اور حور و غلمان کے حسن و جمال کو دیکھیں گے تو اتنے حیران ہوں گے کہ ان کو پانچ سو سال تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ جائیں گے پھر جب جنتی جنت میں رہنا شروع کریں گے اور بالآخر اللہ رب العزت جنتیوں کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے تو حدیث پاک میں آیا ہے کہ دیدار الٰہی کے وقت جنتیوں کے اوپر نور کی آندھی چلے گی۔ جیسے دنیا میں آندھی چلتی ہے تو مٹی کی تہہ ہر انسان کے چہرے پر آ جاتی ہے اسی طرح جنت میں بھی نور کی آندھی چلے گی اور نور کی ایک تہہ جنتیوں کے چہرے پر

www.besturdubooks.wordpress.com

آ جائے گی۔ اس نور کی وجہ سے جنتیوں کے چہرے کا حسن اتنا بڑھ جائے گا کہ جب یہ جنتی لوٹ کر اپنے گھروں میں آئیں گے تو ان کی حوریں اور غلمان ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر پانچ سو سال تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ جائیں گے۔ مالک! تیرے حسن و جمال کا بھی کیا عالم ہوگا کہ جو آپ کا دیدار کرے گا جنتی مخلوق بھی پانچ سو سال تک اس کے حسن و جمال کو تعجب کے ساتھ دیکھتی رہ جائے گی اور ان کو وقت گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلیٔ الٰہی کا اثر

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو وہاں پر چالیس دن ٹھہرے اور انہیں اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوا۔ اس وقت اللہ رب العزت نے ستر ہزار پردوں میں سے تجلی ڈالی۔ اس کے باوجود کوہ طور جل کر سرمہ کی مانند بن گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ان کو نہ آگ لگی اور نہ ہی موت آئی کیونکہ استعداد میں فرق تھا۔ آپ کے قلب کے اندر اللہ رب العزت کی محبت کی اور تجلیات کو قبول کرنے کی استعداد تھی اور اس پہاڑ کے اندر استعداد نہیں تھی اس لئے وہ جل گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فقط غشی کی سی کیفیت طاری ہوئی۔

تفسیر درمنثور میں لکھا ہے،

لَمَّا كَلَّمَ مُوْسٰى رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ مَكَثَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا لَا يَرَاهُ اَحَدٌ اِلَّا مَاتَ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ

[جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا تو چالیس دن تک ٹھہرے رہے، (اس کے بعد) کوئی بھی ان (کے چہرے) کو نہیں دیکھ سکتا تھا، اگر کوئی دیکھتا تھا تو دیکھتے ہی اس آدمی کو موت آجاتی تھی]

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے چہرے کو چھپائے رکھتے تھے۔ حتی کہ ان کی اپنی بیوی بھی ان کا چہرہ دیکھنے کو ترستی تھی اور وہ نہیں دیکھنے دیتے تھے۔ اس لئے کہ ان کی آنکھوں میں وہ حسن اور نور آ گیا تھا کہ اس تجلی کو دیکھنے کے بعد دیکھنے والا ان کے حسن کی تاب نہ لا کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا تھا۔ سبحان اللہ! جس نے پروردگار کے حسن و جمال کو ستر ہزار پردوں میں دیکھا اس کے چہرے کا حسن اتنا بڑھ گیا کہ مخلوق اس کا بھی دیدار کرنے کی استعداد نہیں رکھتی تھی۔

دار قطنی میں طبرانی کی روایت ہے کہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا کَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالیٰ مُوْسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامَ کَانَ یُبْصِرُ النَّمل عَلَی الصَّفَا فِی اللَّیْلَةِ الْمُظْلِمَةِ

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت کا دیدار کیا تو ان کی آنکھوں میں ایسی بینائی آ گئی کہ کالی رات میں چلنے والی چیونٹی کو بھی صاف طور پر دیکھ لیا کرتے تھے)

جمال یوسف کی تجلی تو ہزاروں مرتبہ دنیا میں ہوئی مگر دنیا میں کوئی فرق نہ آیا اور جمال مولیٰ کی تجلی تو ایک ہی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کوہ طور سرمہ کی مانند بن گیا۔ جن لوگوں نے حسن یوسف کا نظارہ کرنے والیوں کو دیکھا ان پر کوئی اثر نہ پڑا لیکن اے مالک! تیرے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا کہ جن پر آپ کی تجلی کوہ طور سے منعکس ہو کر پڑی ان کا حسن اتنا بڑھ گیا کہ کوئی دوسرا ان کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور ان کی بینائی ایسی بڑھ گئی تھی کہ اندھیرے میں بھی چلتی ہوئی کالی چیونٹی کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ آنکھ جتنی تیز روشنی کو دیکھتی ہے اتنی زیادہ بینائی کی قوت متاثر ہو کر زائل ہوتی جاتی ہے۔ لیکن یہ تجلی حسن الٰہی کا معجزہ تھا کہ بینائی اور زیادہ ہو گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تجلیٔ الٰہی کی برکات

اللہ رب العزت نے جب کوہ طور پر اپنی تجلی ڈالی تو اس وقت کی کیفیت روح البیان میں یوں لکھی ہوئی ہے:

عذب کل ماء وافاق کل مجنون وبرأ کل مریض و زال الشرک عن الاشجار واخضرت فی الارض واظهرت وحمنت نیران المجوس وخرت الاصنام بوجوههن وانقطعت اصوات الملئکة وجعل الجبل ینهدم و ینحال.

(ہر کھارا پانی میٹھا ہو گیا، ہر مجنون آدمی کا جنون ختم ہو گیا، ہر مریض کی بیماری کو شفا مل گئی، کانٹے درختوں سے نیچے گر گئے، زمین ساری کی ساری سر سبز ہو گئی اور خوبصورت ہو گئی، مجوسیوں کی آگ بجھ گئی، دنیا کے سارے بت اپنے منہ کے بل زمین پر گر گئے، ملائکہ کی آوازیں رک گئیں اور پہاڑ اپنی جگہ پر لرز گئے)

اللہ رب العزت کے جمال کے وقت مخلوق کی یہ کیفیت تھی۔ جس محبوب کا جمال ایسا ہو پھر ہمیں اس محبوب کے دیدار کے لئے کوششیں کیوں نہیں کرنی چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ کی ناقدری

کئی مرتبہ بندہ اللہ رب العزت کے دیدار کی لذت کی بجائے مخلوق کے دیدار کے پیچھے پریشان پھر رہا ہوتا ہے۔ ہم نے حسن باقی کے بدلے حسن فانی کو چنا تو ہم نے گویا اللہ رب العزت کی ناقدری کی۔ حیرت اور غیرت کا مقام ہے کہ لوہا لعل بدخشاں کی طرف بھی توجہ نہیں کرتا اور ہم اللہ رب العزت جیسی خوبصورت ہستی کو چھوڑ کر دنیا کے مختلف چہروں کی طرف محبت بھری نگاہیں ڈال رہے ہوتے ہیں۔

میرے دوستو! جنہوں نے پروردگار کی قدردانی کی پروردگار نے ان کو عزتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں۔ آج ہم لوگ اللہ رب العزت کی طرف سے توجہ ہٹا کر مخلوق کی طرف کئے پھرتے ہیں۔ اس لئے زندگی سے پریشانیاں ختم نہیں ہوتیں۔ جس طرح کولہو کا بیل چل رہا ہوتا ہے اس طرح ہم بھی پریشانیوں کا پٹہ ڈالے زندگی گزارتے پھر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہمیں بتا رہا ہے کہ ہمیں اپنی توجہ کا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔ لوگوں نے ہر چیز کی قدر کی، اگر ناقدری کی تو اپنے پروردگار کی کی۔ یہ کتنی عبرت کی بات ہے کہ اللہ رب العزت جیسی ہستی کو فرمانا پڑا۔

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (الزمر:۶۷)

(اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی)

جی ہاں، محبت والوں کو یہ چیز بہت بری لگتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ناقدری

سچی بات تو یہ ہے کہ ہم نے نہ تو اللہ رب العزت کی قدر کی اور نہ ہی اس کے رسول ﷺ کی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بڑے عجیب انداز میں فرماتے ہیں:

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

(حسرت ہے بندوں پر، ان کے پاس کوئی ایسے رسول نہیں آئے کہ انہوں نے ان کا مذاق نہ اڑایا ہو) (یٰسٓ:۳۰)

پہلے دور میں انبیائے کرام کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور آج کے زمانے میں ان کی سنتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ آج کسی گھر میں کوئی نوجوان اپنے چہرے پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کا نور سجا لے

......ذرا اس کی ماں کے تاثرات سن لیجئے

......اس کی بہنوں کے فقرات سن لیجئے

www.besturdubooks.wordpress.com

......اس کے دوسرے رشتہ داروں کی ہرزہ سرائی سن لیجئے

حالانکہ یہ سارے کلمہ گو ہوں گے۔ہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کی کیا قدر کی؟

کلام اللہ کی ناقدری

انسان تو ایسا ناقدرا ہے کہ یہودی تھوڑے سے مال کی خاطر پروردگار کے کلام کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔وہ جانتے تھے کہ اللہ کا صحیح کلام یہ ہے لیکن دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر اللہ کے کلام کو بدل دیتے تھے۔اے انسان! ایک ہندو عورت اپنے مردہ خاوند کے پیچھے مر کر جان دے دیتی ہے مگر تیرے لئے زندہ خدا کے پیچھے اپنی جان کو دے دینا کیوں مشکل ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے پروردگار پر قربان ہو جائیں۔

حسن لیلیٰ کی حیثیت

مجنوں کو لیلیٰ کے ساتھ ایک تعلق تھا۔لیلیٰ کا نام لیلیٰ اس لئے تھا کہ وہ لیل (رات) کی طرح کالی تھی۔ایک مرتبہ مجنوں کے سامنے ایک خوبصورت عورت پیش کی گئی،اس نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔سوچنے کی بات ہے کہ مجنوں کالی عورت کی محبت میں ایسا پھنسا کہ وہ خوبصورت گوری عورتوں کو بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا اور ہم اللہ رب العزت کے کیسے عاشق ہیں کہ اللہ رب العزت جیسی حسن و جمال والی ہستی کو چھوڑ کر کالی کلوٹی شخصیتوں کے پیچھے نظریں دوڑاتے پھر رہے ہوتے ہیں۔بھلا حسن مولیٰ کے ساتھ حسن لیلیٰ کو کیا نسبت ہو سکتی ہے؟

......کوئی زمین اور آسمان کی مثال دے تو وہ ہرگز ٹھیک نہیں ہے،

......کوئی دونوں میں عرش اور فرش کا فرق بیان کرے تو وہ بھی بعید از قیاس ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

.....کوئی قطرہ اور سمندر کی مثال دے تو وہ بھی کہانی غلط ہے۔اور
.....آفتاب اور ذرہ کی نسبت ٹھہرائے تو وہ بھی درست نہیں ہے۔

مخلوق کے حسن و جمال کو اللہ رب العزت کے حسن و جمال کے ساتھ کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم پروردگار حقیقی کے طالب بن کر زندگی گزارنے لگ جائیں۔

عشق کے تین امتحان

عشق الٰہی کے میدان میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے راسخ قدم رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان کو آزمایا تو وہ اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے۔ اسی حقیقت کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا۔

وَ اِذِابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ط (البقرۃ:۱۲۴)

(اور یاد کرو اس وقت کو جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں، اور وہ اس میں کامیاب ہوا)

ہمارے حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے کہ فَاَتَمَّھُنَّ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس میں Cent per cent (سوفیصد) کامیاب ہوئے۔ اب آپ کی خدمت میں ان چند باتوں کی تفصیل پیش کرتا ہوں۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

کتابوں میں لکھا ہے کہ

اوحی اللہ تعالیٰ الی نبیہ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا ابرھیم انک لی خلیل فاحذر ان اطلع علی قلبک فاجد مشغولا بغیری فیقطع حبک منی فانی انما اختار لحبی من لو احرقتہ بالنار لم

www.besturdubooks.wordpress.com

يلتفت قلبه عني.

(اللہ رب العزت نے اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے ابراہیم! آپ میرے خلیل ہیں، اس بات سے پرہیز کرنا کہ میں آپ کے قلب کی طرف توجہ کروں اور میں آپ کے قلب کو کسی غیر کے ساتھ مشغول پاؤں، اس لئے کہ جس کو میں اپنی محبت کے لئے چن لیتا ہوں تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کو آگ بھی جلا دے تو بھی اس کا قلب میری طرف سے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا)

چنانچہ زندگی میں وہ وقت بھی آیا جب نمرود نے آپ کو آگ میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ تفاسیر میں اس آگ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ان لکڑیوں کو ایک ہی وقت میں آگ لگائی گئی۔ جب ساری لکڑیاں جلنے لگیں تو نمرود اس سوچ میں پڑ گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں کیسے ڈالے۔ بالآخر شیطان نمرود کے پاس آیا اور اس نے سمجھایا کہ ایک جھولا بنا لیجئے اور اس میں بٹھا کر ان کو آگ مین پھینک دیجئے، اس طرح یہ آگ کے وسط میں جا کر گریں گے۔ چنانچہ اس نے جھولا بنوالیا اور آپ کو اس میں بٹھا کر آگ میں پھینک دیا گیا۔

ابھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جھولا ہوا میں ہی تھا کہ فرشتے تعجب سے کہنے لگے، اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام کے دل میں آپ کی کتنی محبت ہے، آپ کی محبت کیوجہ ت آگ میں ڈالے جا رہے ہیں، انہوں نے اسباب کی کوئی پروانہیں کی، اے اللہ! ان کی مدد فرما دیجئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا،

''تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ اور اپنی مدد پیش کرلو، پھر میرا خلیل قبول کر لے تو تم مدد کر دینا، ورنہ خلیل جانے اور خلیل کا رب جلیل جانے، کیونکہ یہ میرا اور میرے خلیل کا معاملہ ہے''۔

چنانچہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر مدد کی پیش کش کی مگر آپ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

السلام نے ان کی بات سن کر فرمایا،

لَا حَاجَةَ لِیْ اِلَیْکُمْ (مجھے تمہاری کوئی حاجت نہیں)

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور امداد پیش کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا، جبرائیل! کیا آپ اپنی مرضی سے آئے ہیں یا اللہ رب العزت نے بھیجا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں آیا تو اللہ کی مرضی سے ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر وہ مدد کو قبول کریں تو مدد کر دینا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، نہیں، جب میرے اللہ کو میرے حال کا پتہ ہے تو پھر مجھے یہی کافی ہے کہ پروردگار جانتا ہے کہ ابراہیم کس حال میں ہے، میرا مالک اور میرا محبوب جانتا ہے کہ مجھے اس کے نام پر آگ میں ڈالا جا رہا ہے لہٰذا میں آگ میں جانا ہی پسند کروں گا۔

جب فرشتے واپس چلے گئے تو اللہ رب العزت نے آگ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا

یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ (الانبیاء:۶۹)

(اے آگ! میرے ابراہیم پر سلامتی والی ٹھنڈک والی بن جا)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو گل وگلزار بنا دیا۔

بے آب وگیاہ وادی میں

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوگئی تو اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا،

''اے میرے پیارے خلیل! آپ اپنی بیوی کو بے برگ وگیاہ وادی کے اندر چھوڑ آیئے''۔

چنانچہ آپ اپنی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

کو بیت اللہ کے قریب جہاں پانی اور سبزہ کا نام ونشان بھی نہیں تھا چھوڑ دیتے ہیں۔ کوئی بات بھی نہیں کرتے اور پھر واپس ملک شام جانے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں..... یہ کوئی آسان کام نہیں تھا، ذرا تصور کر کے دیکھئے کہ اپنی بیوی کو اکیلے مکان میں چھوڑ کر آنے کے لئے بندے کا دل آمادہ نہیں ہوتا حالانکہ شہر کے اندر ہوتا ہے۔ پھر اپنی بیوی اور بچے کو ایسے ویرانہ میں چھوڑ دینا جہاں پینے کو پانی بھی نہ ملے اور ہر طرف پتھر ہی پتھر نظر آئیں، کتنی بڑی آزمائش ہے..... جب اللہ کے حکم سے ان کو چھوڑ کر واپس آنے لگے تو بیوی نے پوچھا، آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ مگر آپ علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوبارہ پوچھا کہ آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ مگر پھر بھی آپ علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بھی آخر نبی علیہ السلام کی صحبت یافتہ تھیں، چنانچہ تیسری بار پوچھنے لگیں، کیا آپ ہمیں اللہ کے حکم سے یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ نے جواب دینے کی بجائے سر ہلا دیا کہ ہاں میں اللہ کے حکم سے آپ کو یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب اس نیک بیوی نے یہ سنا تو کہنے لگیں، اگر آپ ہمیں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے۔ پھر آپ علیہ السلام اپنی بیوی کو چھوڑ کر وہاں سے واپس ملک شام چلے گئے۔

سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

اپنی جان دینا آسان ہوتا ہے لیکن اپنے سامنے اپنے بچے کو مرتے دیکھنا اس سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔ اسی لئے تو بچے کو بچانے کے لئے ماں باپ آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے ہمیں مارو پھر بچے کو ہاتھ لگانا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالے جانے والا امتحان ایک درجہ پیچھے تھا اور اولاد کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا اس سے بھی ایک درجہ آگے تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کو ملنے کے لئے ملک شام سے مکہ مکرمہ آئے۔ آپ علیہ السلام نے آٹھ ذوالحج کی رات کو خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں۔ آپ صبح اٹھے تو سوچنے لگے کہ شاید قربانی مطلوب ہے۔ چنانچہ آپ نے ستر اونٹ اللہ کے راستے میں قربان کر دیئے۔ پھر نویں کی شب کو پھر وہی خواب دیکھا۔ چنانچہ دوسرے دن بھی ستر اونٹ قربان کر دیئے۔ لیکن دسویں کی رات کو پھر وہی خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو اللہ کے نام پر قربان کر رہا ہوں۔ جب تیسری بار یہی خواب دیکھا تو واضح طور پر سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کو میرے بیٹے کی ہی قربانی مطلوب ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اب میں نے اپنے سات سالہ بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا ہے۔

چنانچہ جب صبح ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچے کو پیار کیا اور کہا، بیٹا! میرے ساتھ چلو۔ بیوی نے پوچھا، کہاں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا، کسی بڑے کی ملاقات کرنی ہے..... نام نہ بتایا کیونکہ وہ بالآخر ماں ہے، ممکن ہے کہ قربانی کا نام سن کر اس کا دل پسیج جائے اور اس کی آنکھوں سے آنسو آ جائیں اور صبر و ضبط میں کچھ فرق پڑ جائے۔ چنانچہ موٹی سے بات کر دی کہ کسی بڑے کی ملاقات کے لئے جانا ہے..... بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہلا دیا، سر پر تیل بھی لگایا اور کنگھی بھی کر دی۔ لیکن ان کو معلوم نہیں تھا کہ آج میرا بیٹا کس آزمائش میں جا رہا ہے۔ البتہ روانہ ہوتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو کہہ دیا، بیٹا! ایک رسی اور چھری بھی لے لو۔ اس نے پوچھا، ابا جان! رسی اور چھری کس لئے لینی ہے؟ فرمایا، بیٹا! جب بڑے سے ملاقات ہوتی ہے تو پھر قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں۔ بیٹا سمجھا کہ شاید کسی جانور کو قربان کریں گے۔ یوں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لختِ جگر کو

www.besturdubooks.wordpress.com

قربان کرنے کے لئے گھر سے چل پڑے۔

جب وہ اپنے گھر سے چلے گئے تو پیچھے شیطان ملعون بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہنے لگا، تجھے پتہ بھی ہے کہ آج تیرے بیٹے کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ انہوں نے پوچھا، کیا؟ وہ کہنے لگا، تیرا خاوند تیرے بیٹے کو ذبح کر دے گا۔ انہوں نے کہا، بوڑھے! تیری عقل چلی گئی، کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ وہ کہنے لگا، ہاں، ان کو اللہ کا حکم ہوا ہے۔ جب اس نے یہ کہا کہ ہاں ان کو اللہ کا حکم ہوا ہے تو بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں، اگر اللہ کا حکم ہوا ہے تو میرے بیٹے کو قربان ہونے دو کیونکہ اگر میرے بارے میں اللہ کا حکم ہوتا تو میں بھی اس کے راستے میں قربان ہونے کے لئے تیار ہو جاتی۔

جب شیطان کا بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کوئی بس نہ چلا تو وہ راستے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے پوچھا، سناؤ! تم کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا، کسی بڑے کی ملاقات کے لئے جا رہا ہوں۔ وہ کہنے لگا، ہرگز نہیں، تجھے ذبح کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا، یہ کیسے ہو سکتا ہے، کوئی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ کہنے لگا، ہاں اللہ کا حکم ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے، اگر اللہ کا حکم ہے تو میں حاضر ہوں۔ چنانچہ شیطان پھر ناکام ہوا۔

پھر راستے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا، بیٹے کو کیوں ذبح کرتے ہو، کبھی خواب کے پیچھے بھی کوئی اپنی اولاد کو ذبح کرتا ہے، دیکھئے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا لیکن آج تک اس کا نام رسوائے زمانہ مشہور ہے، اگر آپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کر دیں گے تو کہیں آپ کا نام بھی ایسے ہی برا نہ مشہور ہو جائے، لہٰذا ایسا کام ہرگز نہ کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، ارے بدبخت! معلوم ہوتا ہے کہ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان ہے، قابیل نے تو اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے بندے کو مارا تھا اور میں تو رحمانی خواب کو پورا کرنے کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کرنا چاہتا ہوں، میرے خواب کا اس کے عمل کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ بھی نہیں ہے، قابیل تو عورت کا وصل چاہتا تھا اور میں پاک پروردگار کا وصل چاہتا ہوں، لہٰذا میں آج اپنے بیٹے کی قربانی دے۔ ۔ دکھاؤں گا۔

اس کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگے بڑھے تو شیطان آکر راستے میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، میں نہیں جانے دیتا۔ اس وقت انہوں نے سات کنکریاں اٹھا کر شیطان کو ماریں اور اللہ تعالیٰ نے وہاں سے شیطان کو بھگا دیا۔ جہاں اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کنکریاں ماریں اس جگہ کا نام جمرۂ اولیٰ پڑ گیا۔ پھر دوسری جگہ پر جا کر راستہ روکا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام علیہ السلام نے وہاں بھی اس کی رمی جمار کی۔ شیطان پھر بھاگ گیا۔ اس جگہ کا نام جمرۂ وسطیٰ پڑ گیا۔ پھر تیسری جگہ بھی اس کو کنکریاں لگیں اور اس جگہ کا نام جمرۂ عقبہ پڑ گیا۔

جمرۂ عقبہ سے آگے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا، ابا جان! آپ نے فرمایا کہ بڑے کی ملاقات کے لئے جانا ہے، بتائیے کہ اس بڑے کی ملاقات کب ہوگی؟ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ساری بات بتائی کہ

يٰبُنَيَّ اِنِّي اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّي اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ط

(اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، بتا تیری کیا رائے ہے؟) (الصّٰفّٰت:۱۰۲)

بیٹا بھی جدالانبیاء کے گھر کا چشم و چراغ تھا اور بعد میں منصب رسالت پر فائز ہونے والا تھا، اس لئے کم سنی کے باوجود سر تسلیم خم کرتے ہوئے نہایت ہی ادب

www.besturdubooks.wordpress.com

سے عرض کرنے لگے،

يَٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِينَ ○

(اے ابا جان! کر گزر ریئے جس بات کا آپ کو حکم ہوا ہے، آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے) (الصفت:۱۰۲)

سبحان اللہ! جب باپ کے دل میں محبت الٰہی کا جذبہ موجزن ہوتا ہے تو پھر گھر کے دوسرے افراد کے اندر بھی اس کے نمونے نظر آتے ہیں.... جب بیٹے نے یہ جواب دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے،

''ابا جان! میں آپ سے چار باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، میرے بیٹے! تم مجھے بتاؤ کہ تم اس وقت مجھے کیا کہنا چاہتے ہو؟ عرض کیا، ابا جان! پہلی بات تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ چھری کو اچھی طرح تیز کر لیجئے، ایسا نہ ہو کہ چھری کند ہو اور مجھے ذبح کرنے میں زیادہ وقت لگ جائے۔ میں نے جب اللہ کے نام پر ہی جان دینی ہے تو چھری تیز ہونے کی وجہ سے میری جان جلدی نکلے گی اور میں جلدی اللہ سے واصل ہو جاؤں گا''

یہ بات سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری اور بھی تیز کر لی اور پوچھا، بیٹا! دوسری بات کونسی ہے؟ بیٹے نے عرض کیا،

''ابا جان! میں چھوٹا ہوں، آپ مجھے رسی سے باندھ دیجئے''۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو رسی سے باندھ دیا اور پوچھا، بیٹا! تیسری بات کون سی ہے؟ بیٹے نے عرض کیا،

''ابا جان! جب آپ مجھے ذبح کریں گے تو آپ میرا چہرہ اوپر آسمان کی طرف نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنا، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے سجدہ کی حالت میں موت آئے۔ ویسے بھی جب آپ کی طرف میری پیٹھ ہوگی تو آپ کے دل میں محبت پدری بھی جوش نہیں مارے گی"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، بیٹا! میں یہ بھی کردوں گا۔ آپ اور کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟ عرض کیا،

"ابا جان! جب آپ مجھے ذبح کر چکیں تو آپ میرے کپڑے میری والدہ کو دکھا دینا اور کہنا کہ آپ کا بیٹا اللہ کے نام پر کامیاب ہو گیا ہے"۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی چوتھی بات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام رو پڑے اور اللہ رب العزت سے فریاد کی،

"اے اللہ! آپ نے مجھے بڑھاپے میں اولاد دی اور اب اس معصوم بچے کی قربانی مانگتے ہیں، اے اللہ! اپنے خلیل پر رحم فرمانا اور اس بچے پر بھی رحم فرما دینا جو قربانی کے لئے تیار ہے"۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اوندھے منہ لٹا کر ان کے گلے پر چھری رکھ دی۔ وہ ان کو ذبح کرنا چاہتے ہیں مگر چھری ان کو ذبح نہیں کرتی۔ اللہ رب العزت نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا،

"اے جبرائیل! جاؤ اور چھری کو تھام لو، اگر رگوں میں سے کوئی رگ کٹ گئی تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام نکال دوں گا"۔

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام آ کر چھری کو تھام لیتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام چھری کو چلانے کی پھر کوشش کرتے ہیں۔ لیکن چھری نہیں چلتی۔ پھر اپنا پورا بوجھ اس کے اوپر ڈال دیتے ہیں مگر چھری نے بچے کو پھر بھی ذبح نہ کیا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غصے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آ کر چھری سے کہتے ہیں، اے چھری! تو کیوں نہیں چلتی؟

چھری نے جواب میں پوچھا،

''اے ابراہیم خلیل اللہ! جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو آپ کو آگ نے کیوں نہیں جلایا تھا''؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا،

''آگ کو اللہ کا حکم تھا کہ میرے ابراہیم کو نہیں جلانا''۔

پھر چھری کہنے لگی،

''اے ابراہیم خلیل اللہ! آپ مجھے ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ گلے کو کاٹو اور اللہ تعالیٰ مجھے ستر مرتبہ کہہ رہے ہیں کہ ہرگز نہیں کاٹنا، اب بتائیں کہ میں گلا کیسے کاٹ سکتی ہوں''۔

اللہ رب العزت کی شان دیکھئے کہ اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زندہ بچا لیا اور ان کی بجائے ایک مینڈھا قربان ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ نے ان کے بیٹے کو محفوظ بھی فرما لیا اور فرمایا

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ (الصفت:۱۰۷)

(اس کی جگہ ہم نے ایک بڑی قربانی دے دی)

مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''عظیم'' کا لفظ اس لئے ارشاد فرمایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیشانی میں دو نبوتوں کا نور تھا۔ ایک اپنی نبوت کا اور ایک سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ (الصفت:۱۰۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

(بے شک یہ بہت بڑی آزمائش تھی)

پھر فرمایا،

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ (الصّٰفّٰت:۱۰۹)

(اے ابراہیم! تجھ پر سلامتی ہو)

یعنی اے ابراہیم! تجھے شاباش ہو۔ ابراہیم! تو جیتا رہے کہ تو نے ایسی قربانی کر کے دکھائی۔

اللہ رب العزت نے اپنے خلیل کی اتنی حوصلہ افزائی فرمائی کہ فرمایا:

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ (الصّٰفّٰت:۱۰۸)

(اور ہم نے آنے والوں میں اس عمل کو جاری کر دیا)

یعنی اے ابراہیم! ہمیں تیرا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ ہم تیرے اس عمل کو قیامت تک سنت بنا کر جاری کر دیں گے...... دیکھیے، جو عشق حقیقی میں کامیاب ہوتے ہیں اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو یوں عزتیں ملتی ہیں،........ آج بھی ایمان والوں کی زندگیوں میں محبت الٰہی کے آثار نظر آتے ہیں۔ کتنی مائیں ہیں جو آج کے دور میں بھی اپنے بیٹوں کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے میدان جہاد میں بھیجتی ہیں اور کہتی ہیں کہ جائیے اور اپنی جان قربان کر دیجئے۔

ماں ہو تو ایسی

ہمارے اسی شہر (جھنگ) سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان چند دن پہلے میدان جہاد میں شہید ہوا۔ جب اس کا جنازہ پڑھایا جانے لگا تو اس کی والدہ نے کہا،

''میرا ایک بیٹا شہید ہوا ہے، تین بیٹے اور بھی موجود ہیں' میرا جی چاہتا ہے کہ باقی تین بھی اللہ کے راستے میں شہید ہو جائیں''۔

دیکھیے ایمان والوں کے دل میں اللہ رب العزت کی کیسی محبتیں ہیں کہ آج بھی ایمان

www.besturdubooks.wordpress.com

والی عورتیں تمنائیں کرتی ہیں کہ ہمارے بیٹے اللہ کے دین کی خاطر جان دے دیں۔

ذکر الٰہی کی اہمیت

میرے عزیز دوستو! اس ذکر اللہ سے ذاتِ الٰہی کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس ذکر کا مطلب فقط گنتی کر کے عدد پورے کرنا نہیں بلکہ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے۔

اشتیاق حق بود ذکر دلت
کوشش تا گردد ترا ایں حاصلت

(حق کا عشق تیرے دل کا ذکر ہے۔ پس کوشش کر کہ یہ تجھے حاصل ہو جائے)

جب محبت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے تو پھر انسان کے لئے عبادات آسان ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے قربانیاں دینا آسان ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کو لگام دینی آسان ہو جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا،

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:۱۶۵)

(اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے)

محبت الٰہی وہ نعمت ہے جو اللہ کے محبوب ﷺ نے اللہ سے مانگی۔ آپ ﷺ تہجد کی نماز میں فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّکَ

(اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور جو آپ سے محبت کرتے ہیں میں ان کی بھی محبت کا سوال کرتا ہوں)

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اللہ رب العزت سے اس کی محبت کا سوال کیا کریں۔ یاد رکھئے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

جب انسان کے دل میں آشنائی کی لذت آجاتی ہے تو دنیا سے انقطاع ہو جاتا ہے اور انسان کی نگاہیں اللہ رب العزت کی ذات پر جم جایا کرتی ہیں۔ اسی طرح اس کی توجہ کا قبلہ ایک بن جایا کرتا ہے۔ وہ لا کی تلوار سے ماسوی پر چھری پھیر دیتا ہے۔ اس کے دل میں اللہ آجاتے ہیں، اس کے دل میں اللہ سما جاتے ہیں، بلکہ اس کے دل میں اللہ رب العزت چھا جاتے ہیں۔ اس کو فنائے قلب کہتے ہیں۔ اسی کو حاصل کرنے کیلئے میں اور آپ اس کے طلب گار ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت سے یوں مانگیں کہ رب کریم! ہمیں اپنی ایسی یاد عطا فرما دے جس کی وجہ سے ہماری پوری زندگی اس کے حکموں کے مطابق ہو جائے۔

یاد رکھیں کہ جو طلب کرتا ہے وہ پالیتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرماتے ہیں
''سالک جب تک ہالک نہ بنے، کام نہیں ہوتا''۔
یعنی سالک اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے درپے ہو جائے۔
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسان پر ذکر کی کوئی بندش نہیں لگائی۔ بلکہ فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ (الاحزاب:۴۱)
(اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو)

دوسری جگہ فرمایا،

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ (الاحزاب:۳۵)
(اور کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں)

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اپنے ذکر کے لئے کثرت کا لفظ ارشاد فرمایا۔ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

کثرت اس کو نہیں کہتے کہ ہم پانچ منٹ یا دس منٹ کا مراقبہ کریں۔ جب منٹوں کے چکر سے نکل جائیں گے اور ذکر الٰہی کو زندگی کا مقصد بنا لیں گے تو پھر اللہ رب العزت بھی ہم پر رحمت فرما دیں گے۔ جس طرح شیخ صاحب☆ دامت برکاتہم نے کتنی عجیب بات ارشاد فرمائی کہ

''بادشاہ اپنے دیدار کے لئے انتظار کروایا کرتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مراقبہ کی شکل میں اس انتظار کی روزانہ توفیق عطا فرما دے۔ اگر آج ہم نے یہ بات دل میں پکی کر لی تو گویا ہمارا یہاں آنے کا مقصد پورا ہو گیا۔ انسان اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت کا یوں سوال کرے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْکَ

(اے اللہ! میں آپ سے آپ ہی کو چاہتا ہوں)

اگر انسان کے دل میں یہ طلب پیدا ہو جائے تو پھر دیکھنا کہ عبادات کی کچھ اور ہی کیفیت ہو گی۔

زندگی میں سے گناہ ختم ہو جائیں گے

اور اللہ رب العزت کی اطاعت آ جائے گی

محبت الٰہی تو کسی نہ کسی درجے میں ہر کلمہ گو کے اندر موجود ہوتی ہے مگر پروردگار عالم نے ''اشد'' کا لفظ استعمال فرمایا، کہ جب تک یہ محبت ''اشد'' کے مرتبہ تک نہیں پہنچے گی اس وقت تک گویا ایمان کامل کی لذت نہیں ملے گی۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت سے اس کی محبت کی شدت مانگیں اور کہیں۔

''اے اللہ! ہمیں اپنی محبت میں دیوانہ بنا دیجئے، مستانہ بنا دیجئے، ہر وقت ہماری آپ کے ساتھ تار جڑی رہے اور ہر وقت ہمارے دل میں آپ کا بسیرا ہو جائے''۔

☆ شیخ بہاء الدین صاحب دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی عارف نے کیا ہی اچھی بات کہی کہ

مجھ کو نہ اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں
تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

ہم بھی پروردگار عالم کی خاطر راتوں کو جاگنے والے بن جائیں، تہجد پابندی سے پڑھنے والے بن جائیں اور ہر وقت وقوف قلبی رکھنے والے بن جائیں۔

صنم خانوں کی صفائی

محبت الٰہی کی شدت حاصل کرنے کے لئے دل کو صاف کرنا پڑتا ہے۔ جب انسان دل میں پڑے ہوئے بتوں کو توڑ دیتا ہے تو پھر اللہ رب العزت اس کے اوپر تجلی فرماتے ہیں۔ آج میلی جگہ پر کوئی انسان بیٹھنا پسند نہیں کرتا، پاک پروردگار عالم گندی جگہ پر آنا کیسے پسند فرمائیں گے۔ وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ اپنے دلوں کو صاف کرلو اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم معبودان باطل سے اپنی توجہ کو ہٹالیں، چاہے وہ انفسی ہوں، چاہے وہ آفاقی ہوں اور چاہے وہ خیالی ہوں۔ جی ہاں، کئی بت ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو انسان اپنے دماغ میں پوجتا ہے۔ ایسے سب صنم خانوں کی صفائی کرنی پڑتی ہے۔

خلاصۂ کلام

میرے دوستو! ہماری عبادتیں اور مجاہدے یقیناً اس قابل نہیں کہ ان کے بدلے ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت جیسی لازوال دولت مل جائے۔ مگر ہم تو سوالی ہیں۔ سوالی کا کام تو سوال کرنا ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ میں اس بات کے قابل ہوں یا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں۔ہم بھی اللہ تعالیٰ سے یہی کہیں کہ اے اللہ! اگر چہ ہم بھی اس قابل نہیں ہیں، آپ ہی عطا فرما دیجئے، قابل بھی تو آپ ہی بناتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَازَكٰى مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اَبَدًا

(اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی انسان کبھی ستھرا نہ ہوتا) (النور:۲۱)

معلوم ہوا کہ معاملہ ہماری محنت پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر موقوف ہے۔ہاتھ پاؤں بچہ مارتا ہے اور ماں باپ کو ترس آجاتا ہے، تزکیہ کا بھی یہی معاملہ ہے، ہاتھ پاؤں سالک مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہاتھ پاؤں مارنے پر ترس آجاتا ہے۔اس طرح وہ خود تزکیہ کر دیا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مہربانی فرما کر اپنے بندوں کی عاجزی کو قبول فرما لیتے ہیں۔جیسے باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے، بیٹا! میری طرف آؤ۔حالانکہ وہ جانتا ہے کہ بچہ کمزور ہے اور وہ نہیں آسکتا، گر جائے گا مگر باپ کو پتہ ہوتا ہے کہ میں نے اسے گرنے نہیں دینا، صرف یہ دیکھنا ہے کہ میری طرف آتا ہے یا نہیں آتا۔اسی طرح ہم بھی راستے پر قدم آگے بڑھائیں گے۔اگر چہ ہم کمزور اور نادان ہیں اور اہلیت وطاقت بھی نہیں ہے، مگر جب قدم آگے بڑھائیں گے اور کسی جگہ پر ڈولنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی تو دیکھ رہے ہوں گے، وہ اپنی رحمت کے ساتھ ہمیں فتنوں میں پڑنے سے بچا لیں گے۔جس طرح باپ بیٹے کو سینے سے لگا لیتا ہے اسی طرح اللہ رب العزت بھی ہمیں اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عطا فرما دیں گے۔

پروردگار عالم سے دعا ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے اور ہمیں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ کا مصداق بنادے۔(آمین ثم آمین)

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین .

www.besturdubooks.wordpress.com

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

علم نافع کی برکات

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے یہ بیان ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق یکم جولائی ۲۰۰۲ء بروز سوموار ملاوی کے شہر لیلونگو میں فرمایا جس میں کثیر تعداد میں علماء وطلباء وعوام الناس موجود تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

......اگر کسی کو فلسفہ و منطق پر ناز ہے تو وہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو اپنی قوتِ حافظہ پر ناز ہے تو وہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو اپنی فقاہت پر ناز ہے تو وہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو اپنی اقامتِ دین کی کوششوں پر ناز ہے تو وہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو تبلیغِ دین پر ناز ہے تو وہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو اپنی تحریر پر ناز ہے تو وہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

علم نافع کی برکات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ

تَدْرُسُوْنَ ○(ال عمران : ۷۹)

.........وقا ل الله تعا لیٰ فی مقام اٰخر ....

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا.(فاطر : ۲۸)

..............وقال رسول الله ﷺ ....

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَ نْبِيَاءِ . اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ والسَّلام

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

علم اور عشق کے برتن

پروردگار عالم نے ہر انسان کو دو خاص نعمتوں سے نوازا ہے۔ ایک پھڑ کتا ہوا دماغ اور دوسرا دھڑ کتا ہوا دل۔ پھڑ کتا ہوا دماغ علم الٰہی کا برتن ہے اور دھڑ کتا ہوا دل محبتِ الٰہی کا برتن ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ ان دونوں برتنوں کو بھرا رکھے۔ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

دل عشقِ الٰہی سے بھر جائے لیکن دماغ علم سے خالی ہو تو انسان پھر بھی گمراہ ہو جاتا ہے۔ عشق انسان کو بدعات سکھاتا ہے جبکہ علم اس کے اندر توازن پیدا کرتا ہے۔اور اگر دماغ علم سے بھر جائے اور دل عشق سے خالی ہو تو پھر بھی انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ وہ خود پسندی اور تکبر کا شکار ہو جاتا ہے۔شیطان کے پاس علم تھا مگر کیوں گمراہ ہوا؟اس لئے کہ اس میں ''میں'' تھی اور اس نے کہا تھا کہ

اَنَاخَیْرٌ مِّنْهُ (ص:۷۶) (میں اس سے بہتر ہوں)

شیطان کو اسی عجب اور خود پسندی نے راندۂ درگاہِ بارگاہِ الٰہی بنا دیا تھا۔

تین واضح تبدیلیاں

پہلے دور کے لوگوں میں اور آج کے دور کے لوگوں میں تین واضح تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔

(۱) ..... پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے اسلاف اللہ رب العزت کی معرفت کے حصول کے لئے دن رات فکر مند رہتے تھے جبکہ آج کا انسان کائنات کی معرفت حاصل کرنے کے لئے فکر مند رہتا ہے۔ سائنسدان کمپیوٹر سکرین کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں تاکہ Galaxies (کہکشاؤں)، Solar System (نظامِ شمسی) اور Planets (سیاروں) کے بارے میں کائنات کی معرفت پا سکیں۔

(۲) ..... دوسری تبدیلی یہ دیکھنے میں آ رہی ہے کہ ہمارے اسلاف جتنی محنت اپنی آخرت کو بنانے کے لئے کرتے تھے آج کا انسان اس درجے کی محنت اپنی دنیا کو بنانے کے لئے کر رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کے پیچھے بھاگتا پھر رہا ہے۔ دنیا اس کے دل میں ایسی رچ بس چکی ہے کہ دن میں تو انسان دکان کے اندر ہوتا ہے لیکن رات کے وقت دکان انسان کے اندر ہوتی ہے۔ انہی سوچوں اور خیالوں میں اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی رات بسر ہو جاتی ہے۔

(۳)۔تیسری تبدیلی یہ نظر آ رہی ہے کہ ہمارے اسلاف اپنی روح کو غذا بہم پہنچانے کے لئے جتنی محنت کرتے تھے آج کا انسان اپنے جسم کو غذا پہنچانے کے لئے اتنی محنت کر رہا ہے۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روح کمزور ہوتی جا رہی ہے اور جسم کو غذا ضرورت سے زیادہ مل رہی ہے۔پہلے زمانے میں لوگ کم کھانے کی وجہ سے مرتے تھے اور آج کے دور میں انسان زیادہ کھانے کی وجہ سے مرتا ہے۔سب بڑی بڑی بیماریاں زیادہ کھانے کی وجہ سے جنم لیتی ہیں۔افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ عورتوں کا اتنا وقت مصلے پر نہیں گزرتا جتنا کچن مین کیک اور دیگ بنانے میں گزر رہا ہوتا ہے۔

فلاسفروں اور انبیائے کرام کے اصول وضوابط میں فرق

دنیا میں مختلف تہذیبوں کے جتنے سکالرز گزرے ہیں انہوں نے بھی انسانیت کی فلاح و بہبود کے اصول وضوابط بنائے اور اللہ کے انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو انہوں نے بھی اصول وضوابط بنائے۔سکالرز کا وہ طبقہ تھا جس نے اپنی عقل کی بنیاد پر زندگی گزارنے کے اصول وضع کیے۔عقل کو جہاں فائدہ نظر آیا اس کام کو کرلیا اور جہاں عقل کو نقصان نظر آیا اس کام سے پیچھے ہٹ گئے۔دوسرے لفظوں میں وہ عقل کے پجاری ثابت ہوئے۔اب انسانیت کا ایک طبقہ ان فلاسفروں اور سکالروں کے پیچھے چل رہا ہے اور ایک وہ کلمہ گو طبقہ ہے جو انبیاء کرام کے راستے پر چل رہا ہے۔اس دوسرے طبقے کے لوگ وہ تھے جنہوں نے اپنے قلوب پر محنت کی اور ان کو ایمانِ حقیقی اور محبتِ الٰہی سے اور اپنے دماغ کو وحی کے علوم سے بھرلیا۔انہوں نے اللہ رب العزت کی منشا کے مطابق زندگی گزاری۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب بات یہ ہے کہ ان دونوں طریقہ ہائے زندگی میں تین نمایاں فرق نظر آتے ہیں

(۱) ...وہ لوگ جو عقل کے پجاری بنے اور فلسفہ کے پیچھے چلے ان میں ایک بات تو یہ دیکھی گئی کہ انہوں نے انسانیت کی فلاح کے لئے جو اصول مرتب کئے ان کے ہم عصر لوگوں نے ان کی مخالفت کی۔ چنانچہ ایک فلاسفر کے اصول کچھ اور ہوتے تھے اور دوسرے کے کچھ اور۔ گویا کہ ہر ایک کا اپنا اپنا نظریہ تھا۔ لیکن انبیاء کرام جب تشریف لائے تو ان سب نے ایک ہی بات کہی کہ تم اللہ رب العزت کی عبادت کرو۔ قرآن عظیم الشان سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ (هود: ۸۴)

(اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو، فرمایا اے میری قوم! بندگی کرو اللہ کی)

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ (هود: ۶۱)

(اور ثمود کی طرف بھیجا ان کا بھائی صالح، بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی)

گویا سب انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے سے پہلے نبیوں کی تصدیق کی کہ جس نظریے کا پرچار وہ کرتے تھے ہم بھی اسی نظریے پر کاربند ہیں۔

(۲)......دوسرا واضح فرق یہ ہے کہ جن فلاسفروں نے اصول وضوابط پیش کئے ان کے شاگردوں نے اپنے استادوں کی باتوں کو رد کر کے انہیں ناقابلِ عمل بنا دیا۔ جیسے کمیونزم ایک طریقہ زندگی تھا لیکن ستر سال کے بعد خود کمیونزم پر چلنے والے لوگوں نے ہی لینن کے مجسمے کو سڑکوں پر گھسیٹا کہ اس آدمی نے ہمیں غلط راستے پر لگا دیا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری طرف جتنے بھی انبیائے کرام تشریف لائے ان سب کے شاگردوں نے پوری زندگی ان کی تصدیق کی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ اللہ رب العزت کی طرف سے لے کر آئے سب صحابہؓ نے اس کی تصدیق کی۔ یہاں تک کہ ابوجہل نے کہا، ابوبکر! کیا کوئی بندہ رات کے وقت مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک جا سکتا ہے؟ فرمایا، جا تو نہیں سکتا۔ وہ مردود کہنے لگا، تمہارے دوست کہتے ہیں کہ میں گیا ہوں۔ فرمایا، اگر وہ کہتے ہیں تو وہ اللہ کے نبی ہیں اور سچ کہہ رہے ہیں۔ سبحان اللہ، فوراً تصدیق کر دی۔

(۳)...... ایک تیسرا فرق یہ نظر آتا ہے کہ جن لوگوں نے عقل کی بنیاد پر اصول بنائے انہوں نے جب بھی کوئی اصول بنایا اور سمجھایا تو انہوں نے اپنے آپ کو آگے پیش کیا اور کہا،

...... میں نے یہ سوچا

...... میں اس نتیجے پر پہنچا

...... میری ریسرچ یہ بتاتی ہے

...... میرا تجربہ یہ کہتا ہے

...... میرے ذہن میں یہ خیال آیا

...... میں نے یہ فیصلہ کیا ہے

گویا ان کی پوری بات کا نچوڑ ''میں'' ''میں'' اور ''میں'' نکلا...... جبکہ انبیائے کرام علیہم السلام جو تعلیمات لے کر آئے ان سب نے انسانیت کی توجہ اللہ رب العزت کی طرف دلائی۔ انہوں نے اپنی بات کو مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ کے پیغام کو مقدم کیا اور فرمایا،

www.besturdubooks.wordpress.com

......اللہ رب العزت نے یہ فرمایا

......اللہ رب العزت نے یہ نازل فرمایا

......میری طرف اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام آیا

......اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا

یعنی ان تمام تعلیمات میں انبیائے کرام نے انسانیت کو اللہ کے در پر پہنچایا۔

الحمد للہ، ثم الحمد للہ، جس دین پر ہم کاربند ہیں یہ تمام ادیانِ عالم کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ جیسے دودھ سے مکھن کو نکال کر کہتے ہیں کہ یہ سارے دودھ کا نچوڑ ہے اسی طرح یوں سمجھئے کہ شریعتِ محمدی ﷺ بھی تمام شریعتوں کا نچوڑ ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ......(المائدہ:۳)

(آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور میں نے یہ نعمت تم پر مکمل کر دی)

سبحان اللہ، خود پروردگارِ عالم نے اسے نعمت قرار دیا......قربان جائیں اس پروردگار کی فیاضی پر کہ اس نے ہم عاجز مسکینوں کو اس شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔ یاد رکھیں کہ یہ ایک کامل شریعت ہے، اس شریعت کو جاننے کے لئے علم حاصل کرنا پڑتا ہے۔ علم کے بغیر شریعت کا پتہ نہیں چلتا۔

انسان کانیں ہیں

محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ (انسان کانیں ہیں)

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بہت ہی قیمتی بات ارشاد فرمائی ہے۔ لوگ تو دنیا میں کسی کی اچھی بات کو سن کر کہہ دیتے ہیں کہ فلاں نے تو لاکھ روپے کی بات کہی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے اس فرمان کو اس سے تشبیہ دی ہی نہیں جا سکتی۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اس کو ملین اور بلین ڈالر سے بھی تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔

کان زمینی خزانے کو کہتے ہیں۔ کہیں سونے کی کان ہوتی ہے، کہیں تانبے کی کان ہوتی ہے، کہیں لوہے کی کان پائی جاتی ہے، کہیں یورینیم کی کان پائی جاتی ہے۔ ان کانوں سے چیزیں نکال کر طرح طرح کے فائدے حاصل کئے جاتے ہیں۔ ...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسانوں کو کانوں کے ساتھ اس لئے مشابہت دی کہ ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے استعداد اور صفات کے خزانے رکھ دیئے ہیں۔ جیسے کانوں میں سے چیز خود نکالنی پڑتی ہے اسی طرح انسان اپنی محنت سے ان چھپی ہوئی صفات اور صلاحیتوں کو بیدار کر سکتا ہے...... چونکہ ہر بندے میں یہ صلاحیتیں ہوتی ہیں اس لئے کسی بندے کو بھی کم نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ حدیثِ پاک میں آیا ہے،

خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا فَقِهُوْا

(تم میں سے اسلام میں وہ بندہ بہتر ہے جو جاہلیت میں بہتر تھا۔ جب وہ دین کی سمجھ حاصل کریں)

جب وہ اسلام کی طرف آ کر نیک بنیں گے تو وہ دین میں بھی تم سے آگے نکل جائیں گے اور ان کو فقاہت (سمجھ) مل جائے گی۔ اس لئے کہ ابتدا میں جو ڈاکوؤں کا لیڈر ہوگا، جب توبہ کرے گا تو وہ نیکیوں میں بھی دوسروں سے آگے بڑھ جائے گا، کیونکہ اس کے اندر Leadership (قیادت) کی Capability (صلاحیت)

www.besturdubooks.wordpress.com

موجود ہوتی ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک بیج کے اندر درخت بننے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ بڑ کا درخت کتنا بڑا ہوتا ہے لیکن اس کا بیج مٹر کے دانے سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ اتنے چھوٹے سے بیج میں اتنا بڑا درخت بننے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، لیکن ہر بیج درخت نہیں بنتا۔ صرف وہ بیج درخت بنتا ہے جس کو زرخیز زمین، پانی اور حفاظت کرنے والا مالی ملتا ہے، ورنہ کئی بیج زمین میں پڑے پڑے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انسانوں کی یہ خوابیدہ صلاحیتیں تب بیدار ہوتی ہیں جب ان کو نیک صحبت مل جائے اور کوئی اچھا استاد اور مربی مل جائے جو اسے موقع بہ موقع گائیڈ کرتا رہے۔

شاہ بھیکؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے ہندی زبان میں ایک عجیب شعر لکھا...... اس شعر کی بنیاد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی یہ بات بنی کہ انہوں نے فرمایا کہ ہر انسان ولی بالقوّہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اتنی صلاحیتیں دے رکھی ہیں کہ اگر وہ ان کو بروئے کار لائے تو وہ اللہ رب العزت کا ولی بن سکتا ہے۔ مگر ولی بالفعل بننے کے لئے محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ محنت کوئی بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے کوئی کوئی اللہ کا خاص ولی بنتا ہے۔...... شاہ بھیکؒ اپنا تخلص بھیکا لکھتے تھے۔ انہوں نے یہ شعر لکھا،

بھیکا بھکھا کوئی نہیں ہر دی گٹھڑی لعل
گرہ کھول نہ جاندے تے ترت پھرن کنگال

بھیکا! کوئی بھی بھوکا نہیں ہے ہر ایک کے پاس **Pearl and Diamond** (لعل و جواہر) ہیں۔ یہ اپنی گٹھڑی کی گرہ کو کھولنا نہیں جانتے اسلئے بیچارے کنگال

www.besturdubooks.wordpress.com

پھرتے ہیں...... واقعی اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر صلاحیتیں رکھی ہیں، ہم ان صلاحیتوں کو بیدار نہیں کرتے اس لئے کنگال زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔

ان خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے۔ اس لئے دین اسلام کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم کر دیا گیا ہے۔

۔ فرائض کا علم حاصل کرنا فرض ہے

۔ واجبات کا علم حاصل کرنا واجب ہے

۔ سنن کا علم حاصل کرنا سنت ہے۔

علم حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ انسان کے ساتھ ہر وقت تو مفتی نہیں ہوتا کہ اس سے پوچھ کر کام کرے گا۔ ضروریاتِ دین کا علم تو ہر صورت حاصل کرنا چاہئے۔ البتہ اگر کوئی مکمل دین کا علم حاصل کر لے تو وہ نورٌ علیٰ نور ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی نعمت ہے جس کو چاہے عطا کر دے۔

سمجھ کب بیدار ہوتی ہے؟

انسان کی سمجھ کب بیدار ہوتی ہے اور اس میں فقاہت کب پیدا ہوتی ہے؟ ...... اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس کا دل سنورتا ہے تب اس کے اندر فقاہت اور سمجھ پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے قرآن عظیم الشان میں فرمایا گیا،

لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ (الحج: ۴۶)

(ان کے دل ہوتے جو ان کو عقل سکھاتے۔)

گویا عقل کو قلب کا تابع بنایا گیا ہے۔

خانقاہ سے کیا مراد ہے؟

ہمارے معاشرے میں دل سنورنے کی جو درسگاہیں ہیں، ان کو خانقاہیں کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں ۔ یہ خانقاہ کسی عمارت کا نام نہیں ہوتا بلکہ یہ شخصیات کا نام ہوتا ہے ۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے مشائخ کی خدمت میں وقت گزارا اور ان سے تربیت پائی، پھر ان مشائخ نے ان کے علم اور عمل کے اندر جوڑ اور ظاہر و باطن کے اندر فرق کو ختم کرتے دیکھا تو انہوں نے تصدیق کر دی کہ

......اب یہ بندہ سچ کی زندگی گزار رہا ہے

......اب یہ بندہ تربیت پا چکا ہے اور

......اب یہ دوسروں کو اللہ اللہ سکھانے کے قابل ہے۔

اس شخصیت کا نام خانقاہ ہوتا ہے۔

یونیورسٹیوں اور خانقاہوں کی تعلیمات میں فرق

آج یونیورسٹیوں میں بھی تعلیم ملتی ہے اور خانقاہوں میں بھی تعلیم ملتی ہے، مگر دونوں میں فرق ہے۔ یونیورسٹی عمارت کا نام ہوتا ہے اور خانقاہ کوئی عمارت نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک چلتی پھرتی یونیورسٹی ہوتی ہے ...... یونیورسٹیوں میں ایک خاص وقت کے لئے تعلیم دی جاتی ہے لیکن ان خانقاہوں میں چوبیس گھنٹے تعلیم ہوتی ہے اور جو طلباء ان خانقاہوں میں آ کر رہتے ہیں وہ چوبیس گھنٹے کے سٹوڈنٹ ہوتے ہیں۔ دن ہو یا رات، وہ اپنے شیخ سے دین سیکھ رہے ہوتے ہیں ...... یونیورسٹیوں کا کورس چند سالوں کا ہوتا ہے، مثلاً ڈاکٹر چند سالوں میں ڈاکٹر بن جاتا ہے اور اسے چھٹی ہو جاتی ہے۔ لیکن خانقاہوں کا کورس ایسا ہے کہ ساری عمر چھٹی نہیں ملتی، انسان کو یہ کورس پوری زندگی میں یعنی اپنی قبر میں جانے تک کرنا پڑتا ہے۔

مکتبِ عشق کے انداز نرالے دیکھے
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر کوئی محنت کر کے اپنے آپ کو بناتا ہے تو پھر مشائخ اس کو بیٹھنے نہیں دیتے، بلکہ وہ اسے آگے دوسروں کی خدمت (اصلاح) میں لگا دیتے ہیں۔

خانقاہوں کا سب سے بڑا فائدہ

یہ خانقاہیں ایسی ہیں کہ انسان کو فائدہ مند علوم سے فائدہ حاصل کرنے والا بنا دیتی ہیں اور ان کا جو نقصان دہ پہلو ہوتا ہے اس سے بچا لیتی ہیں۔ جیسے جسم کے اندر معدہ...... جو غذا ہم کھاتے ہیں اس میں کچھ غذا تو وہ ہوتی ہے جو جسم کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے اور معدہ اس غذا کو خون بنا کر جسم کے مختلف اعضاء کو بھیج دیتا ہے لیکن جو چیزیں نقصان دہ ہوتی ہیں ان کو پیشاب پاخانہ بنا کر خارج کر دیتا ہے۔ گویا غذا کا وہ پہلو جو فائدہ مند تھا اس کو حاصل کر لیا اور جو نقصان دہ تھا اس سے بچا لیا۔ خانقاہوں میں بھی یہی ہوتا ہے۔ انسان جو علم حاصل کرتا ہے اس کا فائدہ مند پہلو یہ ہے کہ اس کے دل کے اندر

......عبادات کا شوق پیدا ہو جائے

......اخلاص پیدا ہو جائے

......خشوع وخضوع پیدا ہو جائے اور

......نماز کو اچھے انداز کے ساتھ پڑھنے والا بن جائے۔

یہ سب فائدے اسے حاصل ہو جاتے ہیں مگر اس کا ایک نقصان دہ پہلو بھی ہے کہ جب کسی بندے کے اندر علم آتا ہے تو پھر اس کے اندر ''میں'' آجاتی ہے۔ پھر وہ خود پسندی اور تکبر کا شکار ہو کر اپنی علمیت کو منوانے کی کوشش کرتا ہے۔ ''ہم چو ماں دیگرے نیست'' کے مصداق اس کے ذہن میں یہ بات آجاتی ہے کہ میرے جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ یہود کے اندر علم زیادہ تھا اسی لئے انہوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ (المائدہ:۱۸)

(ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں)

انہوں نے یہ بات تکبر کی وجہ سے کہی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا،

(سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰیٰتِیَ الَّذِیۡنَ یَتَکَبَّرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ

(الاعراف:۱۴۶)

(میں پھیر دونگا ان کو اپنی آیتوں سے جو تکبر کرتے ہیں۔ زمین میں ناحق)

چونکہ تکبر ایک نقصان دہ چیز ہے اس لئے خانقاہوں میں علم کے فائدہ مند پہلو کو تو انسان پر لاگو کر دیا جاتا ہے مگر اس تکبر اور خود پسندی کو اس کے اندر سے نکال دیا جاتا ہے جس سے انسان کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ تکبر اور خود پسندی کا نکلنا بہت مشکل ہے۔ آج تو لوگ ایک اچھا خواب دیکھ کر اپنے معتقد بن جاتے ہیں اور فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم بڑے پہنچے ہوئے ہیں، حالانکہ وہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ شیطان اس کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی طرف ان کی توجہ نہیں دلاتا بلکہ انہیں اپنا معتقد بنا دیتا ہے۔ انسان اللہ والوں کی خدمت میں آ کر اس نقصان دہ پہلو سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

خانقاہوں میں کیا تربیت دی جاتی ہے؟

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے لکھا ہے کہ انسان مدنی الطبع پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی یہ اکیلے رہنا پسند نہیں کرتا بلکہ مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے۔ جب مل جل کر رہیں گے تو پھر ایک دوسرے کے حقوق بھی لاگو ہوں گے۔ اس لئے انسان دوسروں کے ساتھ ایسی معاشرت رکھے کہ وہ حسد، کینہ، تکبر اور دیگر اخلاق رذیلہ سے بچ جائے۔ اس مقصد کے لئے اسے تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یاد رکھیں کہ اچھی

www.besturdubooks.wordpress.com

صفات خود بخود انسان کے اندر آتی نہیں اور بری صفات خود بخود جاتی نہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ آج فیصلہ کر لیں کہ آج کے بعد مجھے جھوٹ نہیں بولنا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آج کے اس فیصلے کے بعد آپ کو یہ چیز حاصل ہو گئی ہے۔ نہیں، بلکہ چونکہ عادت بنی ہوئی ہے اس لئے بے اختیار زبان سے جھوٹ نکل جائے گا۔ ایک چھوٹی سی بات بتاتا ہوں۔ مثلاً کوئی آدمی فون پر یہ کہہ دے کہ ''میں ایک سیکنڈ میں آیا'' یہ حقیقت میں جھوٹ ہے لیکن انسان اس کو خود نوٹ نہیں کرتا۔ اچھا اگر وہ کسی کی نشاندہی پر نیت کر بھی لے کہ آئندہ میں نہیں کہوں گا تو وہ پھر بھی کہہ بیٹھے گا کیونکہ اس کی عادت بن چکی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو چیزیں عادت بن چکی ہوتی ہیں ان کو چھوڑنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ اس لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے سمجھائے کہ اس وقت آپ یہ غلطی کر رہے ہیں۔ اسی تربیت کا نام ''تزکیہ'' ہے اور خانقاہوں میں یہی تربیت دی جاتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی تربیت

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی تربیت فرمائی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کی تربیت فرمائی۔ نبی علیہ السلام کے تربیت کرنے کے مختلف انداز تھے۔

☆ ...... کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی ناپسندیدہ بات سرزد ہو جاتی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوتے تھے جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ لیتے تھے۔

☆ ...... بسا اوقات نبی علیہ السلام کوئی بات دیکھتے تھے تو خاموشی اختیار فرما لیتے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاموشی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے برداشت

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنا مشکل ہو جاتی تھی۔

☆......بعض اوقات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبان مبارک سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اصلاح فرمایا کرتے تھے۔

کبھی خاموش رہ کر تربیت فرمائی اور کبھی بات بتا کر تربیت فرمائی۔ ایک صحابیؓ نے کوئی سوال پوچھا، اس کے بعد پھر سوال پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اس وقت تک نہ پوچھو جب تک میں تم سے نہ کہوں، تم سے پہلی قوموں پر اسی لئے عذاب اترا کہ وہ اپنے انبیاء سے کثرت سے سوال پوچھتے تھے۔

☆......کبھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درخت کی ٹہنی ہلائی اور جب پتے گرے تو سمجھایا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح پت جھڑ کے موسم میں درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

☆......کبھی کسی کو نہر کی مثال دے کر سمجھایا کہ اگر کسی کے گھر کے سامنے نہر ہو اور وہ اس میں پانچ دفعہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر میل کچیل رہے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، نہیں۔ فرمایا کہ جو شخص پانچ وقت وضو کرتا ہے وہ بھی گناہوں کی میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے۔

علومِ دینیہ کے اثرات

اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام انبیائے کرام کے دلوں پر نازل فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ (البقرۃ:۹۷)

(بے شک اس نے اس قرآن کو نازل کر دیا آپ کے قلب پر)

تو وحی کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے، عقل کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اس لئے جو علوم

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کو قلب کے ذریعے سے ملے ہیں وہ ٹھوس اور پکے ہیں اور جو علوم انسان کو عقل کے ذریعے سے ملتے ہیں وہ پختہ نہیں ہوتے۔ ایک بات کے بعد عقل دوسری بات سوچتی ہے، پھر تیسری بات سوچتی ہے، لہٰذا انسان عقل کے اوپر اپنی زندگی کی بنیاد نہیں باندھ سکتا۔

انبیائے کرام علیہم السلام نے علومِ دینیہ دوسرے انسانوں کو سکھائے۔ انہوں نے اس پیغامِ خداوندی کی وضاحت فرمائی۔

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل: ۴۴)

(تاکہ آپ بیان کر دیں۔ وہ جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا)

اس لئے یہ علوم صداقتوں اور سچائیوں پر مبنی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں تک پہنچائے ہیں۔ ان سچائیوں کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے والے لوگ ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں۔ ان الہامی علوم سے فائدہ اٹھانے کے لئے انسان کو اپنے آپ کو ستھرا کرنا پڑتا ہے تاکہ گناہوں کی میل کچیل اتر جائے۔ جب تک انسان کا من ستھرا نہ ہو اسے یہ علوم فائدہ نہیں دیتے۔ چنانچہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو آپ ﷺ کے مقاصد میں سے ایک یہ مقصد بھی تھا،

وَ يُزَكِّيْهِمْ (البقرة: ۱۲۹)

(اور آپ ان کو ستھرا فرمائیں گے)

اسی حکم کی بنا پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تزکیہ فرمایا۔ یہ تزکیہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جب انسان کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو پھر یہ علوم انسان کے اندر اپنے اثرات چھوڑتے ہیں۔

......قلب کے اندر ایمان بڑھتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

... محبتِ الٰہیہ بڑھتی ہے

... خوفِ خدا بڑھ جاتا ہے اور

.... اس کا دل سنور جاتا ہے۔

ایسا ہی انسان کامیاب زندگی گزارتا ہے۔

ایمان والوں کی دو نشانیاں

قرآن مجید کی ایک آیت میں ایمان والوں کی دو نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ اب ہم ان نشانیوں کو اپنی زندگی مین تلاش کریں۔

پہلی نشانی...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (الانفال:۲)

[بے شک ایمان والے بندے وہ ہیں کہ جن کے سامنے اللہ رب العزت کا تذکرہ کیا جائے تو ان کے دل پھڑک اٹھتے ہیں]

جیسے محبوب کا نام سن کر بندہ متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کی کیفیت بدل جاتی ہے اس طرح مؤمن بھی اللہ رب العزت کا نام سن کر پھڑک اٹھتا ہے۔ ع

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی جب تیرا کسی نے نام لیا

اب ہم یہ نشانی اپنی زندگی میں تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جب ہمارے سامنے اللہ رب العزت کا نام لیا جاتا ہے تو کیا ہم اپنے قلب میں اسکی حرارت محسوس کرتے ہیں؟ اور اگر پرواہی نہیں ہوتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اندر وہ کیفیت ابھی کامل درجے کی نہیں پیدا ہوئی۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ جس بندے نے بھی کلمہ پڑھا اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ضرور ہے۔ لیکن اس محبت کو بڑھا کر ہم نے شدید تر بنانا ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ:۱۶۵)

[اور ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے]

دوسری نشانی...... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا (الانفال:۲)

[اور جب ان کے سامنے قرآن پاک کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے]

کیا یہ کیفیت بھی ہمیں حاصل ہے کہ جب ہم قرآن پاک کی آیات پڑھیں یا سنیں تو ہمارے اوپر بھی یہ اثرات ہوں؟

رحمتوں کے جھرمٹ میں رحمت سے محرومی

یہ بات بڑے افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ ایک قاری صاحب اپنے حالات بتاتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ حضرت! جب میں بچوں کو پڑھا رہا تھا تو عین سبق سننے کی حالت میں میری شہوت بھری نظر ایک بچے پر پڑ رہی تھی۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ جہاں قرآن پڑھا جائے وہاں رحمت اترتی ہے۔ اب وہ بندہ جس نے فجر سے پہلے کلاس لینی شروع کی اور پھر فجر کے بعد سے لے کر عشاء تک مختلف وقفوں سے بچوں کو اللہ کا قرآن پڑھایا، خود بھی پڑھا، بچوں سے بھی سنا اور ایک وقت میں درجنوں بچوں کی قرآن پڑھنے کی آواز اس کے کانوں میں جاتی رہی تو وہ تو دن کے بارہ چودہ گھنٹے اللہ کی رحمتوں کے جھرمٹ میں بیٹھا رہا۔ ایسے بندے کا دل تو بالکل ڈھل جانا چاہیے تھا، اس پر نفس و شیطان نے غلبہ کیوں کیا اور اس پر قرآن مجید کی تلاوت کا اثر کیوں نہ ہوا؟ ہمارے مشائخ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اللہ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمتوں کے اترنے میں تو کوئی شک ہی نہیں مگر اس کا دل ان رحمتوں کو جذب نہیں کر رہا ہوتا۔

ایک مثال سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے گی ...... جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اگر آپ اس کو پہلے دن بھینس کا دودھ پلا دیں تو اس کا معدہ اسے برداشت نہیں کر سکے گا۔ اس کا پیٹ خراب ہو جائے گا اور اسے اسہال کی تکلیف ہو جائے گی۔ اس لئے بچے کو یا تو ماں کا دودھ پلایا جائے یا بکری کا دودھ پلایا جائے۔ چونکہ بکری کا دودھ بہت ہلکا اور پتلا ہوتا ہے اس لئے بچہ اسے برداشت کر لے گا اور جوان ہو کر بھینس کا ایک کلو دودھ بھی برداشت کر لے گا ...... کیا مطلب؟ ...... مطلب یہ ہے کہ شروع میں اس کی استعداد کمزور تھی اس لئے اسے کسی ہلکی پھلکی چیز کی ضرورت تھی، جب ہلکی غذا ملتی رہی اور وہ پرورش پاتا رہا تو پھر اس کے اندر استعداد بڑھتی گئی، حتیٰ کہ اس کے اندر گائے کا دودھ جذب کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی۔ پھر جب بڑھتے بڑھتے وہ جوان ہو گیا تو اب اس کے اندر بھینس کا دودھ برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ...... بالکل اسی طرح قرآن مجید کے انوارات ثقیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا (المزمل:۵)

[ہم عنقریب آپ پر ایک بھاری بات نازل کریں گے]

اس لئے اس کے انوارات کو برداشت کر لینا ہر بندے کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ کے انوارات بہت لطیف ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اس کا قلب گناہوں کی میل کی وجہ سے جتنا بھی گندہ ہو ذکر کے انوارات کو قبول کر لیتا ہے۔ اس ذکر اللہ سے اس کے قلب کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نورانیت بڑھتی رہتی ہے، حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کا قلب لا الہ الا اللہ کے انوارات قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے کرتے انسان کی ایک ایسی کیفیت بن جاتی ہے کہ جب وہ قرآن مجید کے انوارات سے بھی فیض پانا شروع کر دیتا ہے۔ اب اس کے قلب کی روحانیت اتنی بن چکی ہوتی ہے کہ یہ قرآن سن کر پھڑک اٹھتا ہے۔

سورۃ زلزال سننے کی تمنا

ہمارے مشائخ کے کانوں میں جب قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آجاتی تھی تو ان کی کیفیت بدل جاتی تھی۔ وہ آیات سن کر پھڑک اٹھتے تھے۔ کئی تو ایسے حضرات بھی تھے کہ وہ یہ دعائیں مانگتے تھے کہ اے اللہ! ہم سورۃ زلزال پوری سن سکیں۔ ابھی شروع کی جاتی تھی تو چند آیات کے بعد ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی، وہ غش کھا کر گر جاتے تھے اور کئی دنوں کے بعد انھیں ہوش آتا تھا۔

اتنا خوفِ خدا......!!!

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ تہجد کی نماز میں ایک آیت پڑھی،

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًاO وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا

[البتہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور عذاب دردناک] (المزمل: ۱۲،۱۳)

آپ ﷺ کے پیچھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ انہوں نے یہ آیت سنی اور اسی وقت گر کر اپنی جان دے دی۔ ان حضرات کو اتنا خوفِ خدا ہوتا تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پوری رات یہ آیت پڑھتی رہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ بَدَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمۡ يَكُوۡنُوۡا يَحۡتَسِبُوۡنَ ○ (الزمر: ۴۷)

[اور نظر آئے ان کو اللہ کی طرف سے جو خیال بھی نہ رکھتے تھے]

وہ حضرات قرآن مجید کے انوارات سے فیض پاتے تھے۔ پھر ان کے آنسو جاری ہو جاتے تھے اور قرآن مجید اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ فرمایا،

وَ اِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَى الرَّسُوۡلِ تَرٰۤى اَعۡيُنَهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَـقِّ (المائدہ: ۸۳)

[اور جب سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول پر تو دیکھے ان کی آنکھیں کہ ابلتی ہیں آنسوؤں سے اس بات سے کہ انہوں نے پہچان لیا حق بات کو]

کیا آج ہماری بھی یہ کیفیت ہوتی ہے؟ اگر یہ ہماری کیفیت نہیں ہے تو یہ اس بات کی نشاندہی ہے کہ ہمیں ابھی محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر قرآن پڑھتے سنتے ہوئے ہمارے اندر سے شہوات زائل نہیں ہو رہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہمیں بھی اپنے دل کو صاف کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی روحانی ڈاکٹر سے اپنا چیک اپ کروانے کی ضرورت ہے۔ اگر نہیں کروائیں گے تو ان نجاستوں کو اپنے ساتھ قبر میں لے کر جائیں گے۔

حدیثِ جبرئیل کی وضاحت

سیدنا عمر ؓ حدیثِ جبرائیل کے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے۔ ان کے کپڑے سفید تھے اور بال کالے تھے، چہرہ تر و تازہ تھا۔ وہ آ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس طرح بیٹھ گئے کہ انہوں نے اپنے گھٹنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھٹنوں کے ساتھ التحیات کی شکل میں بیٹھ کر ملا دیئے۔ انہوں نے آ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال پوچھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ پہلے پوچھا، ما الایمان ؟ ایمان کیا ہے؟'' نبی علیہ السلام نے اس کا جواب دے دیا۔ پھر وہ کہنے لگا: ''صدقت'' کہ اے نبی علیہ السلام! آپ نے سچ فرمایا۔ ہمیں حیرانی ہوئی کہ ایک تو سوال پوچھ رہا ہے اور پھر جواب ملنے پر جواب کی تصدیق بھی کر رہا ہے۔ جیسے پہلے ہی جواب کا پتہ ہے۔

☆ پھر دوسرا سوال پوچھا، ''ما الاسلام ؟ اسلام کیا ہے؟'' نبی علیہ السلام نے اس کا بھی جواب دیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ ہمیں اور حیرانی ہوئی۔

☆ پھر تیسرا سوال پوچھا، ''ما الاحسان ؟ احسان کیا ہے؟'' نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

اَنْ تَعْبُدَا للّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يراك

[یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو ایسا نہیں دیکھ سکتا تو یوں سمجھ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔]

انہوں نے اس جواب کی بھی تصدیق کی اور چلے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی گفتگو سے حیران تھے کہ یہ بندہ قریب کا ہی لگتا ہے کیونکہ اس کے کپڑوں اور بدن کے آثار دور سے آنے والے کے نہیں تھے مگر چونکہ ہم میں سے اسے کوئی جانتا نہیں اس لئے یہ قریبی کیسا؟ اور اگر یہ دور سے آیا ہے تو اس کے کپڑوں اور چہرے پر گرد کے نشان کیوں نہیں؟...... وہ یہی سوچ رہے تھے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ

[یہ جبرئیل تھے، یہ اس لئے آئے تھے کہ یہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں]

غور کیجئے کہ جبرائیل علیہ السلام آ کر تین سوال پوچھتے ہیں اور پھر نبی علیہ الصلوۃ

www.besturdubooks.wordpress.com

والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جبرائیل تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔

......اب اس حدیث میں چند باتیں قابلِ توجہ ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اپنی مرضی سے نہیں آئے ہوں گے کیونکہ فرشتوں کی یہ صفت ہے کہ

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○ (التحریم: ۶)

[اللہ ان کو جو حکم کرتا ہے۔ اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے]

معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام خود نہیں آئے تھے بلکہ انہیں پروردگار نے بھیجا تھا۔

دوسری بات یہ کہ یہ سوال بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خود نہیں پوچھے بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے سوال پچھوائے۔ پروردگارِ عالم نے پسند کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان باتوں کا پتہ چل جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو ایک ذریعہ بنا دیا۔

تیسری بات یہ کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تمہیں تمہارا دین سکھانے لئے آئے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں سوال دین ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ما الاحسان والی کیفیت کا حاصل کرنا بھی دین ہے۔ یہ دین سے باہر کی کوئی چیز نہیں ہے۔ جو اسے دین سے باہر کی چیز سمجھے گا اس کا دین ادھورا رہ جائے گا۔ دین اس وقت کامل ہوگا جب ایمان، اسلام اور احسان تینوں کی کیفیات حاصل ہوں گی۔

نمازوں پر محنت کرنے کی ضرورت

اب آپ اپنی نمازوں پر غور کر لیجئے۔ حدیثِ پاک میں دو کیفیتیں بیان کی گئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ یا تو اس طرح عبادت کرو کہ جیسے تم اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہو یا پھر یوں کرو کہ جیسے اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھتے ہیں۔ اگر ہماری نماز میں نہ تو پہلی کیفیت ہے اور نہ ہی دوسری کیفیت ہے تو پھر ہم کیسی نمازیں پڑھتے پھر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہماری نمازیں نہ پہلی حالت والی ہیں اور نہ ہی دوسری حالت والی ہیں، پھر یہ تیسری حالت والی نمازیں کیسے قبول ہوں گی جو دنیا کے خیالات سے بھری ہوئی ہوں گی۔ ہمیں اپنی نمازوں پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ یا تو ہمیں مشاہدہ کی کیفیت حاصل ہو جائے اور اگر وہ حاصل نہیں ہوتی تو کم از کم مراقبہ کی کیفیت ہی حاصل ہو جائے۔ اسی لئے ہمارے اسلاف اپنی نمازوں پر محنت کیا کرتے تھے۔

نماز میں ماسوی کی مداخلت کیسے دور ہوئی؟

شاہ اسماعیل شہیدؒ نے ایک مرتبہ سو رکعتیں صرف اس لئے پڑھیں تاکہ ماسوی کے خیال کے بغیر اللہ کی نماز ادا کر سکیں۔ مگر انہیں ہر دفعہ کوئی نہ کوئی خیال آ جاتا۔ سو رکعتیں ادا کرنے کے بعد بڑے متفکر ہوئے کہ میں نے سو نفل بھی پڑھے اور میں ایک دوگانہ بھی ایسا نہ پڑھ سکا جس میں باہر کا کوئی خیال نہ آیا ہو۔ چنانچہ سید احمد شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، حضرت! میں نے سو رکعتیں اس نیت سے پڑھیں کہ مجھے کم از کم ایک دوگانہ ایسا نصیب ہو جائے جس میں کسی غیر کے بارے میں کوئی خیال نہ آئے مگر مجھے ہر دفعہ کوئی نہ کوئی خیال آتا رہا، اب میں پریشان ہوں کہ میری نماز نماز کیسے بنے گی۔ شاہ صاحب نے فرمایا، اچھا، تم تہجد میں ہمارے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ لینا۔ چنانچہ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے سید احمد شہیدؒ کے مصلے کے قریب آ کر تہجد کی نیت باندھ لی، ان کی صحبت کا یہ اثر تھا کہ ابھی پہلی رکعت کا سجدہ ادا نہیں کیا تھا کہ ان کی طبیعت میں رقت پیدا ہو گئی، پھر وہ اتنا روئے کہ ان کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز کا سلام پھیرنا مشکل ہو گیا ۔۔ سو رکعتیں اپنے طور پر پڑھیں تو کچھ نہ بنا اور طبیب کے پاس آ کر دو رکعت کی نیت باندھی تو ایسا گریہ طاری ہوا کہ سلام پھیرنا مشکل ہو گیا...... تو یہ حضرات زندگی کے اعمال کو بنانا سکھاتے ہیں ۔ سبحان اللہ

کیفیاتِ نبوی کے وارث

علمائے کرام علوم نبوی کے وارث ہیں اور مشائخ حضرات کیفیاتِ نبوی کے وارث ہیں ۔ مثلاً اگر کسی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توکل دیکھنی ہو تو وہ کتابوں سے تھوڑا ملے گی، اس کو مشائخ کی زندگی میں دیکھنا پڑے گا...... اگر زہد کو دیکھنا ہو...... اگر انقطاع عن المخلوق کو دیکھنا ہو...... اگر محبتِ الٰہیہ کی کیفیت کو دیکھنا ہو...... اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلبِ اطہر کی کیفیات کا کوئی نمونہ دیکھنا چاہے گا تو اسے مشائخ کی صحبت اختیار کرنی پڑے گی...... کچھ ایسے بھی خوش نصیب حضرات ہوتے ہیں جو علوم کے بھی وارث ہوتے ہیں اور کیفیات کے بھی وارث ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کو حامل کامل بنا دیتے ہیں ۔ ہمیں ایسا بننا ہے تاکہ ہمیں بھی نبی علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے انابت الی اللہ کی کیفیت نصیب ہو جائے ۔ یہ محنت کرنی ہمارے لئے ضروری ہے ۔ ہم جو مدارس میں آئے تو ہمارا اصل مقصد یہی ہے ۔ ہم نے یہاں سے فقط الفاظ پڑھ کر نہیں جانا ۔ فقط علم پر مغفرت ہوتی تو پھر شیطان کی مغفرت ہم سے پہلے ہو جاتی، اس لئے کہ وہ ہم سے بڑا عالم ہے ۔ معلوم ہوا کہ فقط علم کی بات نہیں ہے، اس علم پر عمل کی بات ہے اور عمل پر اخلاص کی بات ہے، تب جا کر علم کا اصل مقصود حاصل ہوتا ہے ۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب ہم اساتذہ کے سامنے پڑھنے بیٹھیں تو اس نیت سے بیٹھیں کہ ہم نے جو کچھ پڑھنا ہے اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنا ہے ۔ ہم جو کچھ آج سنیں گے اس پر عمل کریں گے ۔ یہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہم سارا علم پڑھ کر عالم بن لیں اور پھر اکٹھا عمل کریں گے۔ اگر یہ نیت کر لیں گے تو شیطان کے بہکاوے میں آجائیں گے اور پھر شیطان عمل کی توفیق نہیں ہونے دے گا۔

علم عمل کی نیت سے حاصل کیا جائے

کسی شخص نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال پوچھا، حضرت! دین کی جو کتابیں آپ نے پڑھیں وہی کتابیں آپ کے دوسرے ساتھیوں نے بھی پڑھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ آپ کو دیا ہے وہ کسی اور کو نہیں دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے عجیب جواب دیا کہ میرے ساتھیوں نے قرآن مجید کو اس نیت سے پڑھا کہ ہم معارفِ قرآن کو جان لیں اور حقائقِ قرآن مجید سے واقف ہو جائیں، اسلئے ان کو وہ حقائق تو مل گئے مگر وہ نعمت نہ ملی جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کر دی۔ اس نے پوچھا، حضرت! آپ کو یہ نعمت کیسے ملی؟ فرمانے لگے کہ میں نے جب بھی قرآن کو پڑھا، ہمیشہ اس نیت سے پڑھا کہ اے اللہ! تیرا غلام حاضر ہے، تیرا حکم جاننا چاہتا ہے کہ جس کو یہ اپنی زندگی میں عمل میں لے آئے...... سبحان اللہ۔ یہی چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھی۔ سیدنا صدیقِ اکبر ﷺ نے اڑھائی سال کے اندر سورۃ بقرہ مکمل کی۔ حالانکہ عربی زبان تو ان کی مادری زبان تھی۔ اس لئے ان کو تو صرف ونحو کی ضرورت ہی نہیں تھی، پھر اڑھائی سال کیسے لگے؟ معلوم ہوا کہ وہ حضرات ایک ایک آیت پڑھتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ ادھر ان کی سورۃ مکمل ہوتی تھی اور ادھر ان کا عمل اس سورۃ پر مکمل ہوتا تھا۔ کیا کبھی ہم نے اس نیت سے قرآن مجید کو کھولا؟ اس محنت کو کرنا چاہیے، اس محنت کو کیے بغیر وہ کمال حاصل نہیں ہو سکے گا جو ہمارے اسلاف کو حاصل تھا زندگی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر یہ نعمتیں حاصل کرنے کے لئے محنت کرنا تزکیہ اور احسان کی محنت کہلاتا ہے۔

جوتیاں سیدھی کرنے سے تکبر کا خاتمہ

قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی حسین وجمیل تھے۔ ان کی طبیعت میں نفاست بھی بہت تھی۔ وہ اچھے اور صاف کپڑے پہنتے تھے۔ دیکھنے والے حیران ہو کر کہتے تھے کہ

مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ○ (یوسف:۳۱)

[یہ تو کوئی انسان نہیں بلکہ معزز فرشتہ ہے]

وہ اپنا واقعہ خود لکھتے ہیں کہ میں چھوٹی عمر میں ہی مہتمم بن گیا تھا...... چھوٹی عمر اور مہتمم ...... اس کی وجہ سے ان میں کچھ خود پسندی سی آ گئی تھی ...... یہ مہتمم کا لفظ هم سے بنا۔ یہ هم عربی زبان کا ہے اردو کا نہیں۔ اردو کے ہم کا مطلب ہوتا ہے ''ہم ہی ہم ہیں'' اور عربی کے هم کا مطلب ''غم'' ہوتا ہے...... چونکہ ان کی عمر چھوٹی تھی اس لئے ان میں غم والے هم کی بجائے ''ہم ہی ہم'' والا ہم تھا۔

ان کی بیعت کی نسبت حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ میرے اندر خود پسندی آ گئی ہے تو انہوں نے حضرت اقدس تھانویؒ کو خط لکھا کہ حضرت! میں اپنے اندر یہ چیز محسوس کرتا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، سب کچھ چھوڑ کر ہمارے پاس آ جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اہتمام کو چھوڑا اور حضرت کے پاس آ گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لئے علاج تجویز فرمایا...... دیکھو، جو حاذق طبیب ہوتا ہے وہ بندے کی بیماری کے مطابق دوا دیتا ہے...... انہوں نے ان کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی کہ خانقاہ میں جو لوگ آتے ہیں وہ اپنے جوتے اتار کر مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ آپ نے ان کے جوتوں کو سیدھا کرنا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے......اب نوجوان اور اتنے اختیارات کے مالک اور اتنے علم والے......ان کو جوتے سیدھے کرنے پر لگا دیا۔ شروع میں طبیعت کو ناگواری تو محسوس ہوئی مگر شیخ کے حکم پر جوتے سیدھے کرنے شروع کر دیئے۔

حضرت تھانویؒ نے ان پر نظر رکھی کہ کیسے جوتے سیدھے کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرتؒ نے دیکھا کہ جو نئے نئے جوتے ہیں ان کو بالکل سیدھا کر کے رکھتے ہیں اور جو گندے اور پرانے ہیں ان کو بس تھوڑا سا ہاتھ لگاتے ہیں۔ حضرت سمجھ گئے کہ ابھی اندر سے تکبر نہیں نکلا۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ پرانے جوتوں کو پہلے ٹھیک کرو۔ فرماتے ہیں کہ بس حضرت کا یہ حکم ہونا ہی تھا کہ میرے اندر سے عجب اور تکبر سب کچھ نکل گیا، چند دن جوتیاں سیدھی کرنے نے میرے من کے اندر سے تکبر کو بالکل ختم کر دیا۔

تکبر ایک ایٹمی گناہ ہے

یہ لفظ جس کا مادہ ک، ب، ر ہے یہ بڑی بری بیماری ہے۔ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا

لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ

[وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کے دل میں ذرہ کے برابر بھی تکبر ہوگا]

مثقال ذرہ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ تکبر ایک ایٹمی گناہ ہے۔ جیسے لوگ ایٹمی اسلحہ سے بڑا ڈرتے ہیں اسی طرح اس گناہ سے بھی انسان کو بچتے رہنا چاہیے کیونکہ جس طرح ایٹمی اسلحہ بہت زیادہ تباہی پھیلاتا ہے اسی طرح تکبر بھی انسان کو اتنا نقصان دیتا ہے کہ اس کا سارا کیا کرایا تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس لئے مشائخ اس پر محنت کرتے ہیں تاکہ انسان کے اندر سے یہ بیماری نکل جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑے بڑے مشائخ کو اپنی تربیت کی فکر

بڑے بڑے مشائخ نے اپنے آپ کو تربیت کے لئے پیش کیا۔

☆ ...... حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری رحمۃ اللہ علیہ مظاہر العلوم کے شیخ الحدیث تھے۔ وہاں وہ بخاری شریف پڑھاتے تھے۔ بخاری شریف پڑھانے میں ان کا اتنا بڑا شہرہ تھا کہ لوگ ہزاروں میل دور سے انکے پاس بخاری شریف پڑھنے کے لئے مظاہر العلوم میں جاتے تھے۔ عین اسی وقت جب وہ بخاری شریف کے استاد تھے انہوں نے حضرت اقدس تھانویؒ کو خط لکھا اور اپنے آپ کو بیعت کے لئے پیش فرما دیا...... آخر کوئی نعمت تو تھی جس کی تلاش میں ان کو بھی اپنے آپ کو پیش کرنا پڑا

☆ ...... سید سلیمان ندویؒ بہت بڑے عربی دان تھے لیکن وہ بھی حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے۔

☆ ...... حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیو بند سے پڑھا اور دارالعلوم دیو بند میں ہی پڑھانے لگ گئے۔ مفتی اور استاذِ حدیث تھے مگر محسوس کرتے تھے کہ جو کیفیات اندر ہونی چاہئیں وہ نہیں ہیں۔ چنانچہ اسی فکر کے ساتھ حضرت اقدس تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے انہوں نے بیعت کی اور حضرت کے اجل خلفاء میں سے ہوئے۔

☆ ...... خود حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی سینکڑوں کتابیں ہیں۔ ان کی یہ کتابیں علمی اعتبار سے ایک مقام رکھتی ہیں۔ حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کو منع فرمایا کرتے تھے کہ اردو زبان کی کتابیں مت پڑھا کرو کیونکہ ان میں علم نہیں ہوتا، بلکہ عربی کے اصل ماخذ کی طرف رجوع کیا کرو۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن حضرت انور شاہ کشمیریؒ کی نظر سے

www.besturdubooks.wordpress.com

گزری تو آ کر درس میں طلبا کو فرمایا کہ میں اب تک تمہیں اردو زبان میں لکھی ہوئی کتابوں سے منع کرتا تھا کیونکہ ان میں اتنا علم نہیں ہوتا بلکہ اصل ماخذ اور مراجع کی طرف رجوع کیا کرو، لیکن میں نے جب سے تفسیر بیان القرآن کا مطالعہ کیا ہے تب سے پتہ چلا ہے کہ اردو زبان میں بھی علم موجود ہے...... ان کی کتابوں میں ایسا علم تھا کہ جس کی تصدیق حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرما دی...... حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اتنے کمالات کے باوجود حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی خدمت میں وہ کیفیات اور واردات حاصل کرنے کے لئے گئے جن سے انسان کے اندر ایمان بڑھتا ہے اور اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ٹھاٹھیں مارتی ہے۔ اسی کا نام تربیت ہے۔

اگر کسی کو ناز ہے تو......

یاد رکھئے کہ

......اگر کسی کو فلسفہ ومنطق پر ناز ہے تو وہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو اپنی قوتِ حافظہ پر ناز ہے تو وہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو اپنی فقاہت پر ناز ہے تو وہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو اپنی اقامتِ دین کی کوششوں پر ناز ہے تو وہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو تبلیغِ دین پر ناز ہے تو وہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......اگر کسی کو اپنی تحریر پر ناز ہے تو وہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو اپنی تقریر پر ناز ہے تو وہ امیرِ شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔

......اگر کسی کو عربی دانی پر ناز ہے تو وہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے

......اگر کسی کو اپنی تدریس پر ناز ہے تو وہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے کہ انہوں نے اٹھارہ سال تک مدینہ منورہ میں درسِ حدیث دیا اور بالآخر تربیت پانے کے لئے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ جتنے اکابر کے نام لئے، وہ اپنے اپنے فن کے مشاہیر تھے مگر انہوں نے تربیت پانے کے لئے مشائخ سے بیعت کی اور باقاعدہ ان کی صحبت میں وقت گزارا۔ اگر ان حضرات کو مشائخ کی صحبت میں وقت گزارنا پڑا تو اگر ہم بھی ان نعمتوں کو چاہتے ہیں تو ہمیں بھی اپنے آپ پر محنت کے لئے کچھ وقت گزارنا پڑے گا۔

اللہ والے بن جاؤ

علما اور طلبا کو خاص طور پر ان مشائخ کی صحبت میں رہ کر تربیت پانی چاہیے کیونکہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں :

كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ o

[تم بن جاؤ رب والے کیوں کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور درس و تدریس کا کام کرتے ہو] (ال عمران:۷۹)

یہ کونوا امر کا صیغہ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ حکماً ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن پڑھنے والو! اے میری کتاب کے وارث بننے والو! تم اللہ والے بن جاؤ۔ معلوم ہوا کہ درس و تدریس کا کام کرنے والوں کو بہت زیادہ اس کی محنت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ پروردگارِ عالم نے ان کو مخاطب کر کے حکم دیا ہے کہ تم اللہ والے بن جاؤ۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اندر اخلاص پیدا کرلیں اور ہم اپنے علم کا رنگ اپنے اوپر چڑھالیں تاکہ جو کچھ ہم نے پڑھا وہ چیز ہمارے اوپر اپنا رنگ ڈال دے اور ہم اللہ کے رنگ میں رنگے جائیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ہر معاملے میں اللہ کی طرف رجوع کریں اور یہ رجوع بے اختیار ہونا چاہیے۔ جیسے چھوٹے بچے کو ماں مارے تو وہ ''اماں'' پکارتا ہے، اگر اسے کوئی غیر مارے تو وہ ''اماں'' پکارتا ہے، اگر اس نے کوئی چیز مانگنی ہو تو وہ ''اماں'' پکارتا ہے، اگر کوئی اس سے کوئی چیز چھینے تو وہ ''اماں'' پکارتا ہے، اگر وہ گر پڑے تو وہ ''اماں'' پکارتا ہے۔ جیسے اس بچے کے ذہن میں ماں کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ وہ ہر غم اور خوشی میں اپنی ماں کو یاد کرتا ہے، مؤمن کو چاہیے کہ اس کا اللہ رب العزت کے ساتھ بھی ایسا تعلق ہو کہ وہ ہر خوشی اور غمی میں، ہر قدم پر اور ہر موڑ پر اس کی زبان پر اللہ کا ذکر جاری ہو اور وہ ہر وقت اپنے رب کی طرف رجوع کر رہا ہو۔

نور کی کرنیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں حج پر گیا، جب میں مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے لئے مواجہہ شریف پر حاضر ہوا تو میں نے خود دیکھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب اطہر سے ایک نور آرہا تھا اور اس نور کی کرنیں باریک سنہری دھاگوں کی شکل میں ان لوگوں کے دلوں پر پڑ رہی تھیں جو حدیثِ پاک کی

www.besturdubooks.wordpress.com

خدمت کرتے تھے۔ سبحان اللہ...... چونکہ یہ نبی علیہ السلام کے وارث ہیں اس لئے تھوڑی محنت پر بھی ان کی زیادہ پذیرائی ہوتی ہے اور انہیں جلدی قبولیت نصیب ہو جاتی ہے۔

نبی علیہ السلام کی دعوت

سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا دستر خوان بہت وسیع ہوتا تھا۔ وہ اللہ کی رضا کے لئے اللہ کی مخلوق کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ انکی طرف سے اذنِ عام تھا کہ جو آئے کھانا کھائے۔ چنانچہ غریب، یتیم، مسکین اور نادار لوگ آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے تھے۔ ان کو ایک مرتبہ خواب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، توکل شاہ! تم اللہ تعالیٰ کی دعوت تو روزانہ کرتے ہو لیکن تم نے ہماری دعوت کبھی نہیں کی۔ اسکے بعد ان کی آنکھ کھل گئی۔

وہ بڑے پریشان ہوئے کہ اس خواب کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ انھوں نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ پروردگارِ عالم! اس خواب کی حقیقت کو واضح فرما دے۔ بالآخر ان کے دل میں ڈالا گیا کہ تم اللہ کی مخلوق کو اللہ کیلئے ہر روز کھلاتے ہو مگر تم نے میرے نبی علیہ السلام کے وارثوں یعنی علماء، طلباء اور قراء کو اپنے دستر خوان پر اہتمام کے ساتھ کبھی نہیں بلایا۔ اس لئے فرمایا کہ تم نے ہماری دعوت کبھی نہیں کی۔ چنانچہ انہوں نے شہر بھر کے علماء طلباً اور قراء کی دعوت کی اور پھر یہ سمجھے کہ گویا میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت فرما دی ہے۔

طالبِ علم کی دعا کی برکت

سلطان محمود غزنوی کے دل میں تین باتیں کھٹکتی تھیں۔

(۱) ایک بات تو یہ دل میں کھٹکتی تھی کہ میں سبکتگین کا بیٹا ہوں اور سبکتگین تو پہلے بادشاہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں تھا بلکہ ایک فوجی تھا، پھر بادشاہ بنا۔ کیا میری نسبت صحیح ہے یا کچھ اور ہے۔

(۲) دوسری بات یہ دل میں کھٹکتی تھی کہ دین کے مختلف شعبے ہیں لیکن سب سے افضل اور بہتر شعبہ کون سا ہے، یعنی امت میں سے جو سب سے اعلیٰ لوگ ہیں وہ کون ہیں؟

(۳) تیسری بات یہ دل میں کھٹکتی تھی کہ مجھے بڑے عرصے سے نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب نہیں ہوئی اس لیے مجھے زیارت نصیب ہو جائے۔

ایک مرتبہ وہ گلی میں راؤنڈ کر رہے تھے۔ انہوں نے باہر آ کر ایک طالبعلم کو کسی روشنی میں پڑھتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم مسجد میں کیوں نہیں پڑھتے؟ اس نے کہا کہ مسجدوں کے اندر روشنی کا انتظام نہیں ہے۔ یہ ایک بندے کے گھر کے باہر روشنی جل رہی ہے اس لئے میں یہاں بیٹھ کر مطالعہ کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا، بچے! تم جاؤ اور میں آج کے بعد تمہارے لئے روشنی کا انتظام کروادوں گا۔ جب طالب علم نے روشنی دیکھی تو اس نے دعا کر دی کہ اے اللہ! اس بندے کی مرادیں پوری کر دے۔ چنانچہ جب سلطان محمود غزنوی گھر آئے تو ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

''اے سبکتگین کے بیٹے! تو نے میرے وارث کی عزت کی، اللہ تعالیٰ تجھے دنیا اور آخرت میں عزتیں عطا فرمائے۔''

سبحان اللہ! اس طالب علم کی دعا کی برکت سے سلطان محمود غزنوی کی تینوں مرادیں پوری ہو گئیں۔

......ایک تو انھیں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہو گئی۔

......دوسرا ان کے دل میں اپنے نسب کے بارے میں جو چھوٹی موٹی باتیں تھیں وہ ختم ہو گئیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......تیسرا ان کو یہ پتہ چل گیا کہ علمائے کرام ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں اور یہی لوگ دوسروں سے افضل ہیں۔

ہر ہفتے نبی علیہ السلام کی زیارت

ہمارے ایک تعلق والے دوست ہیں۔ وہ الحمدللہ حافظ الحدیث ہیں۔ ایک دفعہ وہ اپنے اسباق اور اپنی کیفیات کے بارے میں بیٹھے بتا رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ بخاری شریف کے حافظ ہیں، کیا آپ نے ان احادیث مبارکہ کی برکات کا بھی مشاہدہ کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے، حضرت! میں اس بات پر حیران ہوں کہ حفظِ حدیث کے بعد میرے اوپر اللہ کا ایسا فضل ہوا کہ میرا کوئی ہفتہ بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے خالی نہیں گزرتا۔ کم از کم ایک بار اور کبھی کبھی ایک سے زیادہ بار مجھے نبی علیہ السلام کی زیارت ہوتی رہتی ہے...... الحمدللہ! آج بھی وہ اسوقت دنیا میں زندہ ہیں۔ حدیث پاک کی محبت نے انہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایسا قرب عطا کر دیا کہ انہیں ہر ہفتے میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ سبحان اللہ

ان کا رونا پسند آ گیا

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث پاک کی خدمت کی وجہ سے بہت زیادہ نبی علیہ السلام کی زیارت ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ کچھ ہفتوں کے لئے ان کو زیارت ہونا بند ہو گئی تو حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو غم کی وجہ سے اسہال لگ گئے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسی غلطی اور کوتاہی نہ ہو گئی ہو جس کی وجہ سے سزا کے طور پر مجھے اس نعمت سے محروم کر دیا گیا ہو۔ چنانچہ خوب

www.besturdubooks.wordpress.com

روئے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا رونا پسند آ گیا اور اللہ رب العزت نے اس نعمت کو واپس لوٹا دیا۔ سبحان اللہ...... تو یہ علما اور طلبا جب ذرا آگے قدم بڑھاتے ہیں تو پھر ان کے اوپر اللہ رب العزت کی خاص رحمت ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پذیرائی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو اس وقت ان کی بڑھاپے کی عمر شروع ہو چکی تھی۔ وہ اکثر بھول جایا کرتے تھے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے محبوب! میں آپ کی باتیں سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، اپنی چادر پھیلاؤ۔ انہوں نے چادر پھیلا دی۔ نبی علیہ السلام نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں سے ایسا اشارہ فرمایا جیسے کسی کی گٹھڑی میں کچھ ڈال رہے ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! اب چادر کی گٹھڑی باندھ لو۔ چنانچہ انہوں نے گٹھڑی باندھ لی۔ اللہ رب العزت نے ان کو ایسا حافظہ دیا کہ اس کے بعد وہ کوئی بات نہیں بھولتے تھے۔ سبحان اللہ! علم کے حصول کے لئے انہوں نے قدم بڑھایا اور استاد نے دعائیں دیں، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو یوں پذیرائی عطا فرمائی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ''مولوی'' قسم کے صحابی تھے، وہ احادیث اکٹھی کرنے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ اسی لئے اسب سے زیادہ روایات بھی انہی کی ہیں۔ سبحان اللہ۔

یادداشت ہو تو ایسی......!!!

ایک مرتبہ عبدالملک نے سوچا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ احادیث کی

www.besturdubooks.wordpress.com

روایت کرتے ہیں، کیا یہ روایات من وعن انہی الفاظ کی ہیں جو نبی علیہ السلام کے تھے یا روایت بالمعنیٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ان کی دعوت کی۔ اور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا گیا۔ اس نے ایک پردہ لٹکا کر اس کے پیچھے دو کاتب حضرات کو بٹھا دیا اور انہیں کہا کہ ابو ہریرہ ﷺ جو بولیں گے آپ لوگوں نے لکھنا ہے۔ دو بندے اس لئے بٹھائے کہ آپس میں بھی تطبیق ہو سکے۔

جب محفل شروع ہوئی تو عبدالملک کہنے لگا، حضرت! آپ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت باتیں سنیں، آپ مہربانی فرما کر ہمیں بھی ان کی کچھ باتیں سنا دیجئے۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ نے اس محفل میں ایک سو احادیث روایت فرمائیں اور لکھنے والوں نے لکھ لیں مگر کسی کو کچھ پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد محفل برخاست ہوگئی۔

ایک سال کے بعد اس نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ کو دوبارہ دعوت دی۔ اس بار اس نے پھر پردے کے پیچھے انہی دو آدمیوں کو بٹھا دیا اور کہا کہ اپنے گزشتہ نوٹس نکالنا اور ملاتے جانا، میں ان سے درخواست یہ کروں گا کہ آپ نے جو احادیث پچھلی مرتبہ سنائیں ان کا بڑا مزہ آیا، آپ مہربانی فرما کر وہی حدیثیں آج پھر سنا دیجئے۔ چنانچہ جب محفل لگی تو اس نے کہا، حضرت! جو حدیثیں آپ نے پچھلے سال سنائی تھیں وہ سن کر بڑا مزہ آیا تھا، آپ وہی حدیثیں آج پھر سنائیں۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ نے پھر وہی ایک سو احادیث سنائیں۔ دونوں کاتب ورطہء حیرت میں پڑ گئے کہ کہیں ایک حرف کا بھی فرق نہ آیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ان کو **Photographic memory** عطا فرمائی تھی۔

علم دوستی ہو تو ایسی......!!!

ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ وقت کے بادشاہ نے ان

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کوئی فتویٰ مانگا مگر انہوں نے فتویٰ نہ دیا۔ اسے غصہ آیا اور ان کو قید کروا دیا۔ جب تین دن گزرے تو بادشاہ اپنے دربار میں بیٹھا تھا۔ اس وقت ایک ایسا نوجوان جس کی اٹھتی جوانی تھی، اس کے چہرے پر نورانیت اور معصومیت کا حسین امتزاج تھا۔ وہ نوجوان زاروقطار رو رہا تھا۔ جس نے بھی اسے دیکھا اس کا دل پسیج گیا اور ہر بندے نے توقع کی کہ بادشاہ سلامت اس طالب علم کی مراد ضرور پوری کریں گے۔ جب بادشاہ نے دیکھا تو اس نے بھی وعدہ کیا کہ اے نوجوان! تو کیوں اتنا رو رہا ہے، تو ڈر نہیں، تو جو بھی کہے گا ہم تیری بات ضرور پوری کریں گے۔ جب اس نے یہ وعدہ کیا تو طالبعلم نے فریاد پیش کی کہ بادشاہ سلامت! آپ مجھے قید خانے میں بھیج دیجئے۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا کہ قید خانے میں جانے کے لئے تو کوئی اس طرح نہیں روتا۔ چنانچہ اس نے پوچھا کہ آپ قید خانے میں جانے کے لئے اتنا کیوں رو رہے ہیں۔ طالب علم نے کہا،

"بادشاہ سلامت! آپ نے میرے استاد کو تین دنوں سے قید خانے میں بند کر رکھا ہے جس کی وجہ سے میرا سبق قضا ہو رہا ہے، اگر آپ مجھے قید میں ڈال دیں گے تو میں قید و بند کی مشقتیں تو برداشت کرلوں گا مگر اپنے استاد سے سبق تو پڑھ لیا کروں گا۔"

یوں پہلے وقتوں میں شاگرد اپنے اساتذہ سے علم حاصل کیا کرتے تھے۔ جبکہ آج تو علم دوستی نکلتی جا رہی ہے۔ ہم نے ٹی وی کو دوست بنا لیا ہے اور باقاعدگی کے ساتھ اس پر تماشے دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرآن کو کھول کر بیٹھنے کی بہت کم فرصت ملتی ہے۔ کئی گھر ایسے ہوتے ہیں جن کے اندر قرآن مجید کھولا ہی نہیں جاتا۔ الا ماشاء اللہ

چار مردوں کا جہنم میں داخلہ

مرد سمجھتے ہیں کہ عورتوں کو تو دینی تعلیم کی ضرورت ہی نہیں۔ ان کو تو بس کچن کا

www.besturdubooks.wordpress.com

کام آنا چاہیے۔کھانا بھی بنائیں، مٹھائیاں بھی بنائیں اور سویٹ ڈشز بھی بنائیں۔ ہمارے معاشرے میں آج وہ عورت ہنر مند سمجھی جاتی ہے جو کچن ورک کی ماہر ہو ...... یاد رکھیں کہ یہ بوجھ مردوں کی گردن پر ہوگا ...... وہ عورتیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور عذر پیش کریں گی کہ انہوں نے ہمارے لئے دین کے راستے بند کئے تھے۔ نہ وہ خود گھر میں نیکی کی تلقین کرتے تھے اور نہ ہی ہمیں ایسی مجالس میں لے کر جاتے تھے جہاں ہم نیکی کی باتیں سن پاتیں، اس وجہ سے ہم نیک نہ بن سکیں ...... چنانچہ ان عورتوں کی وجہ سے ان مردوں کا مؤاخذہ ہوگا۔ اسی لئے روایت میں آتا ہے کہ ایک جہنمی عورت اپنے ساتھ چار نیک مردوں کو لے کر جہنم میں جائے گی۔

(۱) باپ کو (۲) میاں صاحب کو (۳) بھائی جان کو (۴) بیٹے کو

وہ کہے گی کہ میں گھر کی دھوبن اور باورچن بنی رہتی تھی، یہ کام کرتی تھی تو سارے مجھ سے خوش تھے، میں دین پر عمل نہیں کرتی تھی مگر مجھے کوئی پوچھتا ہی نہیں تھا کہ تو نے دین پر عمل کیوں نہیں کیا۔

دورۂ حدیث کے بعد دورۂ حدیث

جو علم کے قدردان ہیں وہ ساری زندگی اپنے آپ کو علم میں بڑھاتے ہیں۔ اور آج یہ گزارش علمائے کرام کی خدمت میں بھی کرنی ہے کہ وہ بھی مدرسے سے نکلنے کے بعد اپنے علم میں اضافہ کرتے رہیں اور اپنے علم کو تازہ بھی رکھیں۔ ذرا پوچھیں کہ کتنے علماء ہیں جنہوں نے دورۂ حدیث کے بعد حدیثِ پاک کا دورہ کیا ہو۔ یعنی ایک دورہ تو وہ جو استادوں سے کیا، اس کے بعد بھی کبھی حدیث کا دورہ کیا۔ یاد رکھیں کہ ہمارے اسلاف جس طرح قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے اسی طرح احادیث کی کتب کی باقاعدہ روزانہ تلاوت کرتے تھے۔ جیسے ہم کچھ وقت کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کا ختم کرتے ہیں اسی طرح وہ اپنے نفع کے لئے بخاری شریف، مسلم شریف اور دوسری کتب حدیث کا ختم کیا کرتے تھے جس سے ان کا علم تازہ رہتا تھا۔حتیٰ کہ علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ جس علاقے میں قحط پڑ جاتا تھا یا کوئی نا گہانی مصیبت آجاتی تو وہاں بخاری شریف کا ختم کروایا جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ اس شہر سے مصیبت کو دور فرما دیا کرتے تھے۔آج تو علما کی زندگیوں میں بھی یہ چیز نہیں پائی جاتی۔البتہ کبھی کبھی وعظ و نصیحت اور بیان کے لئے پڑھ لیتے ہیں اور بس۔

اخباری جمعہ کی مذمت

بعض جگہوں پر تو ''اخباری جمعہ'' ہوتا ہے۔کہتے ہیں کہ جی میں نے جمعہ پڑھانا ہے دو چار اخبار لے آو۔اب اخباری جمعہ سے قوم کی تقدیر کیا بدلے گی۔پہلے وقتوں میں جمعہ پڑھانے کے لئے تفسیروں کا مطالعہ کیا جاتا تھا اور آج اخبار بینی کی جاتی ہے۔گویا علم دوستی نکلتی چلی جارہی ہے۔پہلے ہمارے اکابرین اس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک کہ وہ کچھ وقت کے لئے مطالعہ نہیں کر لیتے تھے اور آج اس وقت تک نہیں سوتے جب تک آپس میں مل کر گپیں نہیں لگا لیتے۔ہمارے اکابرین صبح اٹھتے ہی شوق سے تلاوت کیا کرتے تھے اور آج کے حضرات دن کی ابتدا اخبار کی تلاوت سے کرتے ہیں۔

مطالعہ کی اہمیت

مطالعہ کرنے کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا پیغام علم حاصل کرنے کے لئے دیا تھا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترنے والی پہلی وحی کا پہلا لفظ تھا ''اقــراء'' اسکا مطلب ہے''پڑھ''

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر افسوس کہ ہمارے دلوں میں اس پہلے لفظ کی محبت پیدا نہیں ہوتی۔ حق تو یہ ہے کہ بندہ مؤمن کو پوری زندگی علم میں آگے بڑھنا چاہیے اور اس علم سے مراد دین کا علم ہے۔ علم میں ہر روز ترقی ہونی چاہیے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے کے دو دن ایک جیسی حالت میں گزرے وہ انسان مغبون یعنی گھاٹے میں ہے۔ یعنی دو دن بھی ایک جیسے نہیں ہونے چاہئیں بلکہ ہر روز بندے کے علم اور عمل میں ترقی ہونی چاہیے۔ ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے بہتر ہونا چاہیے۔ اور برابر تو کیا ہمارا ہر آنے والا دن پہلے دن سے تنزلی والا ہوتا ہے اور اعمال کے اعتبار سے گر رہے ہوتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ جب ہم علم دوست بنیں گے تو امت کے اندر علم آئے گا اور عمل کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔ انبیائے کرام کے طریقے پر علم پڑھنے والے اور اپنی اولادوں کو علم پڑھانے والے علم دوست ہوتے ہیں۔

کتابوں کا خزینہ

آپ جتنا علم پڑھ سکتے ہیں پڑھ لیں اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ ہم نے اپنی عمر میں جتنا علم حاصل کیا ہمارے اکابر اتنا علم حاصل کر کے شاید بھول ہی جایا کرتے تھے۔ یعنی ہمارے اکابر اتنا علم حاصل کرتے تھے کہ ان کا بھولا ہوا علم ہمارے حاصل کردہ علم سے زیادہ ہوتا تھا۔ یقین جانیں کہ ان کے دماغ میں کتابیں ہوتی تھیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ان کا دماغ کتابوں کا خزینہ ہوتا تھا۔

قوتِ حافظہ کا کمال

جب بہاولپور میں ختمِ نبوت کے سلسلے میں مقدمہ ہوا تو حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ مخالفین نے وہاں ایک کتاب پیش کی۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کتاب کا ترجمہ مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف بنتا تھا۔ وہ کتاب بھی مسلمانوں کے اکابرین کی تھی۔ جج بڑا حیران ہوا۔ اس نے کہا کہ دیکھو یہ تو تمہاری اپنی کتاب پیش کر رہے ہیں جو تمہاری ہی جڑیں کاٹ رہی ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذرا وہ کتاب مجھے دکھائی جائے۔ جج نے کتاب دکھائی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے صفحے کا مطالعہ کیا اور فرمانے لگے کہ جس کاتب نے یہ کتاب لکھی ہے اس سے اصل کتاب سے لکھتے ہوئے درمیان میں سے ایک سطر چھوٹ گئی ہے۔ ...... اس وقت تو مطبوعہ کتابیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ مخطوطہ کتابیں ہوتی تھیں ...... اس سطر کے چھوٹ جانے کی وجہ سے جب پچھلی عبارت کو اگلی عبارت سے ملا کر پڑھتے تو معانی مخالف بن جاتے۔ لہٰذا حضرت نے فرمایا کہ اسی کتاب کا ایک نسخہ اور منگوایا جائے۔ چنانچہ ایک اور نسخہ منگوایا گیا۔ جب دونوں نسخوں کو ملایا تو علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بات بالکل ٹھیک نکلی۔ چنانچہ اس طرح مخالفین کے جھوٹ کا پول کھل گیا۔ لیکن بعد میں علما نے کہا، حضرت! آپ کو تو توقع ہی نہیں تھی کہ وہ اس کتاب کا حوالہ پیش کریں گے، آپ کو کیسے یاد رہا کہ درمیان سے ایک سطر چھوٹی ہوئی ہے؟ فرمایا، ہاں! میں نے ستائیس سال پہلے یہ کتاب دیکھی تھی، الحمدللہ کہ مجھے اس وقت سے یہ بات یاد ہے۔ سبحان اللہ

عصیان نسیان کا موجب ہے

یاد رکھنا کہ بندہ عصیان سے نسیان کا مریض بنتا ہے ...... یہ بات لوہے پر لکیر کی مانند ہے ...... آج کل طالب علم جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت! دعا فرمائیں میں بھول جاتا ہوں۔ یہ سب گناہوں کا وبال ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

تو انہوں نے مجھے نصیحت کی کہ گناہ کرنا چھوڑ دے۔ اسلئے کہ علم اللہ رب العزت کا نور ہے اور اللہ کا نور کسی گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا۔

علم کی نسبت

ہمارے پاس علم تو ہوتا ہے لیکن علم کی نسبت نہیں ہوتی۔ نسبت اس نور کو کہتے ہیں جو نبی علیہ السلام کے اقوال، اخبار اور افعال کو اپنانے کی وجہ سے بندے کے سینے میں منتقل ہوتا ہے۔ اگر وہ نسبت کا نور آ جائے تو واضح فرق نظر آئے گا۔ جس کو اس نسبت کا نور مل گیا اسے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبولیت نصیب ہو گئی۔

شریعت کی قلعی

ہم لڑکپن میں برتن قلعی کرنے والے کو بیٹھ کر دیکھا کرتے تھے۔ ہمیں خوشی ہوتی تھی کہ برتن چمکدار بن جاتے ہیں۔ وہ صدا لگاتا تھا کہ ''برتن قلعی کرالو'' ہم بھی امی کو اصرار کے ساتھ کہتے تھے کہ امی! آپ بھی برتن قلعی کروالیں۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہم بھی دیکھیں کہ وہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ ہم اس کے پاس برتن لے کر جاتے تھے۔ وہ آگ کی بھٹی میں رکھ کر برتنوں کو گرم کرتا تھا۔ پھر ان کے اوپر نوشادر لگا کر ان کا میل اتارتا تھا۔ اس کے پاس قلعی ہوتی تھی۔ وہ میل اتارنے کے بعد ان کے اوپر ہلکی سی قلعی پیچ کر کے ایک لائن لگاتا اور بعد میں وہ پورے برتن پر اس قلعی کو ایسے پھیرتا کہ اس کی ایک تہہ برتن پر چڑھ جاتی تھی...... مشائخ بھی ایسا ہی کرتے ہیں کہ وہ سالک کو مجاہدے کی بھٹی میں ڈال کر ذکر کے ذریعے اس کا تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ گویا وہ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَ صِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ کے مصداق ذکرِ الٰہی کا نوشادر لگاتے ہیں، جس سے اس کے دل کا برتن صاف ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد جب

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ اس کے اوپر شریعت کی قلعی پھیرتے ہیں تو پھر اس کی پوری شخصیت شریعت کے مطابق بن جاتی ہے۔

رجال اللہ کی اہمیت

یہ تزکیہ کسی شیخ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اگر انسان اپنا تزکیہ خود کر سکتا ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کو نہ بھیجتے، فقط کتاب بھیج دیتے اور بندوں سے کہہ دیتے کہ اس کے مطابق عمل کرو۔ ایسا تو ہوا کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے اور کتاب نہ آئی لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کتاب آئی ہو اور نبی علیہ السلام تشریف نہ لائے ہوں۔ کتاب اللہ کو سمجھنے کے لئے رجال اللہ کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے جب بندہ کسی شیخ کی صحبت میں رہ کر محنت کرتا ہے تو اس کے اوپر علم کی نسبت کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ اسی لئے کسی عارف نے کہا،

؎ قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کاملے پامال شو

[علم قال کو چھوڑ کر علم حال کے بندے بن جاؤ اور اپنے آپ کو ایک کامل ولی کے سامنے پامال کر دو]

؎ صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

[سو کتابوں اور سو اوراق کو آگ میں ڈال دو اور اپنے جان و دل کو دلدار کے حوالے کر دو]

انسان ناشکرا ہے

میرے دوستو! جتنا ناقدرا انسان ہے اتنا ناقدرا کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا،

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌo وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌo

[بے شک انسان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے اور یہ خود بھی اس ناشکری کے اوپر گواہ ہے] (العدیت: ۶، ۷)

اگر ہم اپنے دل کو جھانک کر دیکھیں تو دل گواہی دے گا کہ ہم واقعی ناشکرے ہیں۔ ذرا سی تنگی آئے تو سب سے پہلے عبادتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ ہماری استقامت کا یہ حال ہے۔ کہتے ہیں جی کہ کاروبار کی پریشانی ہے، یہ ختم ہولے پھر نماز پڑھیں گے۔ استغفر اللہ۔ تو سب سے پہلے رب کا دروازہ چھوٹتا ہے۔

کتے کی نصیحت

ایک متوکل صاحب اللہ پر توکل کرنے کی محنت کر رہے تھے۔ وہ ایک ویرانے میں عبادت کر رہے تھے۔ انہیں اللہ کی رحمت سے روزانہ کھانا مل جاتا تھا۔ ان کو تین سال تک کھانا ملتا رہا۔ ایک مرتبہ انہیں کھانا ملنا بند ہو گیا۔ تین دن کا فاقہ ہونے کی وجہ سے لاچار ہو گئے۔ چنانچہ کہنے لگے کہ کسی بندے سے جا کر کھانا لانا پڑے گا۔ لہٰذا وہاں سے گئے اور کسی بندے کے در پر جا کر سوال کیا۔ ان بندے نے اس کو تین روٹیاں دے دیں۔

وہ روٹیاں لے کر آ رہے تھے کہ راستے میں ایک کتا ان کے پیچھے لگ گیا۔ وہ اس قدر شدت سے بھونک رہا تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ مجھے کھا ہی جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے جان چھڑانے کے لئے کتے کو ایک روٹی پھینک دی۔ کتے نے وہ روٹی کھالی اور پھر ان کے پیچھے بھاگا۔ پھر انہوں نے جان چھڑانے کے لئے دوسری روٹی بھی ڈال دی۔ اس نے وہ روٹی بھی کھالی اور پھر ان کے پیچھے دوڑا۔ ابھی

www.besturdubooks.wordpress.com

منزل پر نہیں پہنچے تھے کہ کتا پھر ان کے پاس پہنچ گیا۔ چنانچہ انہوں نے جان چھڑانے کے لئے تیسری روٹی بھی پھینک دی۔ کتے نے تیسری روٹی بھی کھالی۔ جب انہوں نے تیسری روٹی ڈالی تو ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تم کتنے ظالم ہو کہ میرے لئے ایک روٹی بھی نہ بچائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کتے کو بات کرنے کی توفیق عطا فرمادی ...... جی ہاں، جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو بلوا دیتے ہیں ...... کتے نے ان سے کہا،

''میں ظالم نہیں ہوں بلکہ تم ظالم ہو''

انہوں نے کہا، ''وہ کیسے؟''

کتا کہنے لگا، ''وہ اس طرح کہ آپ کا مالک آپ کو تین سال تک ایک ہی جگہ بٹھا کر رزق دیتا رہا، پھر تین دن روٹی نہ ملی تو آپ نے رب کا در چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر جا کر دستک دے دی۔ اور مجھے دیکھو کہ میرا مالک مجھے کئی کئی دن روٹی نہیں ڈالتا، میں بھوکا تو رہ لیتا ہوں مگر مالک کا در کبھی نہیں چھوڑتا۔''

ایک ناصحانہ کلام

بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا پنجابی زبان میں ایک کلام ہے۔ آپ شاید کہ سمجھ تو نہیں پائیں گے تاہم میں اس کا ترجمہ کردوں گا۔ سنئے ذرا:

راتیں جاگیں تے شیخ سدادیں راتیں جاگن کتے تیتھوں اتے
رکھا سکھا ٹکڑا کھا کے دنیں جا رکھاں وچ ستے تیتھوں اتے
تو ناشکرا اتے پلنگاں اوہ شاکر روڑیاں اتے تیتھوں اتے
در مالک دا مول نہ چھوڑن بھانویں مارے سو سو جتے تیتھوں اتے
اٹھ بلھیا توں یار منا لے نہیں تے بازی لے گئے کتے تیتھوں اتے

[تو رات کو جاگتا ہے اور اپنے آپ کو شیخ کہلواتا ہے، رات کو تو کتے بھی جاگتے

ہیں، کتے تجھ سے بہتر ہیں...... وہ روکھی سوکھی روٹی کھا لیتے ہیں اور ساری رات جاگ جاگ کر مالک کے گھر کا پہرہ دیتے ہیں اور صبح کے وقت ان کے لئے نرم بستر نہیں ہوتے بلکہ کسی دیوار یا درخت کی اوٹ میں بغیر بستر کے زمین پر لیٹ کر سو جاتے ہیں، کتے تجھ سے بہتر ہیں.... تو پلنگوں پر سونے کے بعد بھی ناشکری کرتا ہے اور وہ روڑیوں یعنی غلاظت کے ڈھیروں پر بھی سو کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کتے تجھ سے بہتر ہیں...... کتے اپنے مالک کا در کبھی نہیں چھوڑتے چاہے ان کا مالک انہیں سو سو جوتے مارے اور تو تو ذرا سی بات پر مالک کا در چھوڑ کر چلا جاتا ہے، کتے تجھ سے بہتر ہیں......او بلھیا! اٹھ تہجد کا وقت ہے تو اپنے پروردگار کو راضی کر لے ورنہ تجھ سے بازی لے جائیں گے]

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنے مالک کا وفادار بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمادے، ہم سب کو علم کی نسبت کا نور عطا فرمائے اور اس نسبت کو مضبوط سے اضبط کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور موت سے پہلے پہلے موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمادے۔

وآخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

الٓر. کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ. (القرآن)

قرآن مجید کی برکات

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے یہ بیان زمبیا میں ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۲۰۰۱ء کو اعتکاف کے دوران فرمایا۔ مخاطبین میں معتکفین اور عوام کی بڑی تعداد موجود تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

قرآن مجید فرقان حمید

.....انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب

.....بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب

.....قعر مذلت میں پڑے ہوؤں کو اوج ثریا پر پہنچانے والی کتاب اور

.....اللہ سے بچھڑے ہوؤں کو اللہ سے ملانے والی کتاب ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کی برکات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَاالْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًاo (الاحزاب:۷۲)

وقال الله تعالیٰ فی مقام آخر

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ لا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِo (ابراہیم:۱)

وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم

خیر کم من تعلم القرآن وعلمه (صحاح ستہ)

او کماقال علیه الصلوٰة والسلام

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَo وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اندھیروں سے روشنی کی طرف

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

www.besturdubooks.wordpress.com

(یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی تا کہ اس کے ذریعے آپ انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں)

گویا قرآن مجید فرقان حمید

..... انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب

..... بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب

..... قعرِ مذلت میں پڑے ہوؤں کو اوجِ ثریا پر پہنچانے والی کتاب اور

..... اللہ سے بچھڑے ہوؤں کو اللہ سے ملانے والی کتاب ہے۔

قرآن مجید کی فضیلتوں میں سے سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ شہنشاہِ حقیقی کا کلام ہے۔ اس کو دوسرے کلاموں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو اللہ رب العزت کو اپنی مخلوق پر حاصل ہے۔

کتاب ہدایت

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے..... اللہ رب العزت نے اسے کتاب عبادت نہیں کہا کہ یہ مصلے کی عبادت بتاتی ہے بلکہ یہ کتاب ہدایت بچے کے پیدا ہونے سے لے کر اس کے مرنے، حشر کے دن اٹھنے اور جنت کے اندر پہنچنے تک قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہے....... اس لئے زندگی میں کوئی بھی معاملہ پیش آئے تو اس کتاب کی طرف رجوع کیجیے، آپ کو اس میں ہر بیماری کا علاج ملے گا اور اس میں ہر مسئلے کا حل ملے گا۔

قرآن مجید بسم اللہ کی ''با'' سے شروع ہوتا ہے اور والناس کی ''س'' پر مکمل ہوتا ہے۔ ''با'' اور ''س'' کو ملائیں تو ''بس'' کا لفظ بنتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن پڑھ لیا اس کو اب کسی اور ہدایت کی ضرورت نہیں..... اس کے لئے بس

یہی کافی ہے۔

رحمت الٰہی کو کھینچنے کا مقناطیس

لوہا جہاں بھی ہو مقناطیس اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید اللہ رب العزت کی رحمتوں کو کھینچنے کا مقناطیس ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ عَلَیْھِمُ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ

(اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمتوں کی بارش کی جائے) (الاعراف: ۲۰۴)

معرفتوں بھری کتاب

قرآن مجید معرفتوں بھری کتاب ہے، یہ حقیقتوں کا خزانہ ہے، سچائیوں کا مجموعہ ہے، بلکہ سچی بات ہے کہ یہ Ultimate realities of the universe ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں کائنات کی صداقتوں کو یکجا فرما دیا ہے۔ یہ اب ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کو پڑھیے، اس پر عمل کیجئے اور دنیا و آخرت کی عزتیں پائیے۔ یاد رکھیں کہ جو بندہ دنیا میں اس قرآن کی قدر نہیں پہچانے گا آخرت میں قرآن اس سے ناآشنا بن جائے گا اور اس طرح وہ بندہ قرآن عظیم الشان کی شفاعت سے محروم ہو جائے گا۔

ایک ایمان افروز واقعہ

1987ء میں یہ عاجز واشنگٹن میں ورجینیا کے قریب مقیم تھا۔ ہمیں اطلاع ملی کہ یہاں مختلف مذاہب کے لوگوں نے اپنے ملنے کا ایک دن متعین کیا ہوا ہے۔ وہاں ہر

www.besturdubooks.wordpress.com

مذہب کے لوگ آتے ہیں لیکن وہاں اسلام کی نمائندگی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے دل میں اسلام کے بارے میں جو الٹی سیدھی باتیں آتی ہیں وہ کہتے رہتے ہیں۔ چنانچہ دوست احباب نے اس عاجز کو قربانی کا بکرا بنا دیا کہ آپ ہی وہاں جائیں۔ لہٰذا فقیر نے وہاں جانا شروع کر دیا۔ مہینے میں ایک بار ان کی میٹنگ ہوتی تھی۔ کبھی کوئی بات زیر بحث آتی اور کبھی کوئی بات۔ ہمارا فرض منصبی یہ تھا کہ مسلمان ہونے کے ناتے اگر اسلام کے بارے میں کوئی بات ہو تو اس کو ہم Watch (مشاہدہ) کریں۔ چنانچہ اگر ان کو کوئی Confusion (الجھن) ہوتی تھی تو ہم اس کو Clarify (دور) کر دیتے تھے۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو یہ سعادت سالہا سال نصیب فرمائی۔ کسی کرسی پر عیسائیوں کا پادری بیٹھا ہوتا تھا، کسی کرسی پر یہودیوں کا ربائی Rabai (یہودیوں کا مذہبی پیشوا) بیٹھا ہوتا تھا، کسی کرسی پر ہندوؤں کا پنڈت بیٹھا ہوتا تھا، اور جو کرسی اسلام کے نام پر رکھی ہوتی تھی اس پر اس عاجز کو بیٹھنے کی توفیق ملتی تھی۔ اس کے علاوہ ادیان عالم کے اور بھی نمائندے بیٹھے ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ اس عاجز نے ایک پوائنٹ اٹھایا کہ آئندہ کی میٹنگ کا جو ایجنڈا بنایا جا رہا ہے اس میں یہ پوائنٹ رکھا جائے کہ ہر ہر دین والا اپنی اپنی آسمانی کتاب کا کچھ حصہ اس میٹنگ میں تلاوت کرے اور اس کی سمری (خلاصہ) بھی پیش کرے۔ اس پر وہ سب آمادہ ہو گئے...... اس میں ایک راز تھا جس کو وہ بالکل نہ سمجھ سکے۔

جب اگلے مہینے میٹنگ ہوئی تو انہوں نے اس عاجز سے کہا کہ چونکہ یہ آپ ہی کی یہ Suggestion (تجویز) تھی اس لئے آپ ہی شروع فرمائیں۔ چنانچہ ہم نے فاتحۃ الکتاب (سورۃ فاتحہ) کی ان کے سامنے تلاوت کی اور اس کے معانی ٹوٹی

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوٹی انگریزی میں ان کے سامنے بیان کر دیے.....اس لئے کہ ہم نے پڑھا تھا کہ تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ قرآن مجید میں آچکا ہے اور پورے قرآن مجید کا نچوڑ سورۃ فاتحہ میں ہے۔لہٰذا ہم نے سوچا کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھ لینا گویا پورے قرآن کو ان کے سامنے پیش کر دینے کے مترادف ہے.....اس کے بعد انہوں نے چند سوالات کئے ا ر وہ ان کے جوابات سن کر مطمئن ہو گئے۔

میر ے بعد قدرتاً یہودی بیٹھا تھا۔وہ مجھے ہمیشہ بڑے غور سے دیکھتا رہتا تھا۔ہر بار عمامہ بھی ہوتا، ہر بار جبہ بھی ہوتا اور ہر بار ہاتھ میں عصا بھی ہوتا تھا.....اب اس کے دل کو محسوس تو ہوتا تھا کہ عصا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وراثت تھی مگر ہے ان کے ہاتھ میں.......حتیٰ کہ وہ بیچارہ ایک دن بول ہی پڑا۔کہنے لگا،

You always come with a different respective look

(آپ ہمیشہ ایک منفرد اور قابل قدر شخصیت کے روپ میں تشریف لاتے ہیں)

سبحان اللہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کی برکت ہے۔یہ الفاظ یہودیوں کے ایک بڑے عالم کے ہیں۔''جی ہاں، جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے''

خیر، جب اس عاجز نے تلاوت اور ترجمہ مکمل کیا تو اس کے بعد اس یہودی ربائی نے انگریزی کی کتاب کھولی اور اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔جب اس نے وہ کتاب پڑھنا شروع کی تو میں نے کہا کہ میں ایک پوائنٹ ریز کرنا چاہتا ہوں۔اس نے کہا، وہ کیا؟ میں نے کہا، جی آپ مجھے یہ بتائیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب ''تورات'' نازل ہوئی تھی وہ کس زبان میں ہوئی تھی؟ اس نے کہا، وہ تو حبرون (عبرانی) زبان میں نازل ہوئی۔میں نے کہا، ابھی تو آپ انگریزی پڑھ رہے تھے، جبکہ طے یہ ہوا تھا کہ جو آسمانی کتاب نازل ہوئی اس میں سے پڑھا جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ جب میں نے یہ کہا تو مجمع میں سناٹا چھا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد عیسائیوں کا پادری بولا کہ ''جی آپ کے سامنے کھری سی بات کرتا ہوں کہ اس وقت دنیا میں جتنے بھی ادیان موجود ہیں ان کے ماننے والوں میں سے فقط مسلمان ہی ایسے ہیں جن کے پاس الہامی کتاب (قرآن مجید) Original (اصلی) حالت میں موجود ہے، باقی سب کے پاس فقط ترجمے ہیں''۔ سب نے اس کی تائید کی۔

اللہ اکبر! اس وقت ایمان بہت مضبوط ہوا کہ اس وقت دنیا کے جتنے بڑے بڑے مذاہب ہیں ان کے چنے ہوئے بندے موجود ہیں اور سب اقرار کر رہے ہیں کہ فقط مسلمان ہی ایسے ہیں جن کے پاس ''کلام الٰہی'' اپنی اصلی شکل میں موجود ہے، باقی کسی کے پاس کلام الٰہی موجود نہیں ہے...... الحمد للہ ثم الحمد للہ..... یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ قرآن مجید پکڑ کر فرماتے تھے:

هٰذا كلام ربي ، هٰذا كلام ربي

(یہ میرے پروردگار کا کلام ہے، یہ میرے پروردگار کا کلام ہے)

ڈیپریشن کا لفظ کہاں سے آیا؟

آجکل تو قرآن کو ماننے والے بھی کہہ رہے ہوتے ہیں کہ بس کچھ ڈیپریشن سی ہے۔ یہ ''ڈیپریشن'' کا لفظ ہم مسلمانوں کا لفظ نہیں ہے۔ ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں یہ نہیں ہوتا تھا۔ اسی لئے اس لفظ کا اردو میں ترجمہ کرنے کیلئے کوئی لفظ ہی نہیں ہے۔ اسی طرح عربی زبان میں بھی اس کے ترجمہ کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ڈیپریشن کو اردو میں بھی بولنا ہو تو ڈیپریشن ہی کہتے ہیں۔ نہ تو یہ لفظ اردو میں تھا اور نہ ہی عربی میں، لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لفظ کہاں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

آیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جن کی زبان کا لفظ ہے انہی کی زندگیوں میں ڈیپریشن ہوتا تھا اور وہیں سے ادھر ہمارے ہاں آیا ہے۔ قرآن مجید سے روگردانی کی وجہ سے یہ لفظ ہماری زندگیوں میں بھی آ گیا۔

''جس کا اللہ سے واسطہ ہو اس کا پریشانیوں سے کیا واسطہ''

غور سے سنئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُo (الرعد:۲۸)

(جان لو کہ اللہ کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے)

جب دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہوتی ہے تو پھر انسان کے ذہن میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ یہ ہاتھوں کی کمائی ہے، قرآن موجود ہے مگر پڑھتے نہیں، اور کہتے ہیں کہ جی ہمیں اسے پڑھنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے پاس یہ نعمت موجود نہیں ہے۔

ایک روسی عورت قرآن کی تلاش میں

مجھے 1992ء میں تاشقند جانے کا موقع ملا۔ وہاں ایک جگہ سے گزر رہا تھا کہ ایک جوان عورت ذرا تیز تیز چلتی ہوئی قریب آئی اور کہنے لگی،

Are you Muslim?

(کیا آپ مسلمان ہیں؟)

میں نے کہا، ہاں میں مسلمان ہوں۔

وہ کہنے لگی،

Do you have Quran?

www.besturdubooks.wordpress.com

(کیا آپ کے پاس قرآن مجید ہے؟)

میں نے کہا، ہاں، میرے پاس ہے۔ سفر میں ایک چھوٹا نسخہ سینے سے لگا کر رکھتے ہیں۔

اس نے کہا، کیا میں دیکھ سکتی ہوں؟

میں نے کہا، آپ ضرور دیکھ سکتی ہیں۔

جب اس نے میرے ہاتھ سے قرآن پاک لیا تو وہ قرآن پاک کو چوم کر کبھی ایک آنکھ سے لگانے لگی کبھی دوسری آنکھ سے لگانے لگی اور کبھی سینے سے لگاتی۔ عجیب دیوانوں والی اس کی حالت تھی۔ کچھ دیر تو میں انتظار میں رہا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا، کیا وجہ ہے کہ ابھی تک آپ نے مجھے قرآن واپس نہیں کیا؟

وہ کہنے لگی، ''میں بھی مسلمان ہوں، میری عمر اس وقت انتالیس (39) سال ہے اور میں اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ قرآن مجید کی زیارت کر رہی ہوں''۔

اس وقت احساس ہوا کہ اے اللہ! یہ تیری کتنی بڑی نعمت ہے کہ ہم مسجد میں جائیں تو وہاں بھی قرآن مجید موجود ہوتا ہے، مدرسہ میں جائیں تو وہاں بھی موجود ہوتا ہے، گھروں میں جائیں تو وہاں بھی موجود ہوتا ہے حتی کہ دکانوں میں جائیں تو وہاں بھی موجود ہوتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اس کی برکات سے نہ صرف مسلمان ہی فائدہ اٹھا رہے ہیں بلکہ یہ غیر مسلموں کی زندگیوں میں بھی انقلاب برپا کر رہا ہے۔

ایک ہندو گھرانے کے اسلام لانے کا واقعہ

ہمارے ملک پاکستان کے صوبہ سندھ میں ایک ہندو گھرانے کے اسلام لانے کا ایک عجیب واقعہ پیش آیا...... ایک جوان کا تعلق ہندو گھرانے سے تھا۔ اسے کینسر کا مرض لاحق ہوا۔ ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے کر ہاسپٹل سے گھر بھیج دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی عمر چالیس بیالیس سال تھی۔ وہ گھر آ کر بڑا اداس اور پریشان رہنے لگا۔ اسے رہ رہ کر یہ خیال آتا کہ میں تو بس چند دنوں کے بعد مر جاؤں گا۔

ایک دن اس کی بیوی اس کے پاس بیٹھی تھی۔ وہ اس کے ساتھ محبت بھری باتیں کر رہا تھا۔ اس دوران وہ کہنے لگا، اب تو میں اور آپ جدا ہو جائیں گے کیونکہ اب میری صحت کے بحال ہونے کا کوئی چانس باقی نہیں ہے۔

بیوی نے کہا، اگر آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ میں جو بھی کہوں گی آپ میری بات مانیں گے تو اس شرط پر میں آپ کو ایک چیز پلاتی ہوں، آپ بالکل صحتمند ہو جائیں گے۔

اس نے جواب دیا، جب ہاسپٹل میں میرے علاج کے لئے دوائیاں نہیں ہیں تو آپ کے پاس کونسی چیز آ گئی ہے؟

وہ کہنے لگی، کیا آپ کو مجھ سے محبت ہے؟

اس نے کہا، جی ہاں بہت محبت ہے۔

بیوی نے کہا، اگر آپ کو مجھ سے واقعی محبت ہے تو پھر وعدہ کریں...... آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے، پھر ہم اکٹھے لمبی زندگی گزاریں گے، بس آپ وعدہ کریں کہ جو بات میں کہوں گی آپ ضرور مانیں گے۔

اس نے کہا، میں تو آپ کی باتیں ویسے ہی مانتا ہوں...... پہلے زمانے میں تو جانور کو رسی ڈال کر پیچھے لے کر چلتے تھے لیکن آجکل کے نوجوان ایسے سدھائے ہوئے ہیں کہ ویسے ہی پیچھے چل رہے ہوتے ہیں۔

خیر میاں نے وعدہ کر لیا کہ آپ جو بات بھی کہیں گی میں مانوں گا۔ اس کے بعد اس کی بیوی اس کے پاس کرسی ڈال کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے پاس ایک جگ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی بھی رکھ لیا۔ وہ کچھ پڑھ پڑھ کر اس پانی پر پھونکتی رہی۔ جب وہ فارغ ہوئی تو اس نے میاں کو اس میں سے کچھ پانی پلا دیا۔ پھر جب بھی اس کو پیاس محسوس ہوتی وہ اسی جگ میں سے اسے پانی پلا دیتی۔

اللہ کی شان دیکھئے کہ اس نے ابھی چند دن ہی وہ پانی پیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو Healthy (صحت مند) محسوس کرنے لگا۔ اس نے جا کر لیبارٹری ٹیسٹ کروایا تو پتہ چلا کہ اس کے اندر کا بلڈ کینسر ختم ہو چکا تھا۔ اس کو یقین نہ آیا۔ جب اس نے ساری صورتحال اپنی بیوی کو بتائی تو اس نے کہا کہ کسی دوسری لیبارٹری سے چیک کروالیں۔ چنانچہ وہ دوسری لیبارٹری میں چلا گیا۔ وہاں سے بھی یہی رپورٹ ملی کہ بلڈ کینسر ختم ہو چکا ہے۔ وہ بڑا حیران ہوا۔

جب وہ دوسری رپورٹ لے کر گھر آیا تو بیوی سے کہنے لگا، میری بیماری تو واقعی ختم ہو چکی ہے اور میں بھی اپنے آپ کو بہتر محسوس کر رہا ہوں، مگر سچ بتائیں کہ آخر یہ معاملہ ہے کیا؟

بیوی کہنے لگی، پہلے تو آپ وہ وعدہ پورا کریں جو میرے ساتھ کیا تھا، پھر بتاؤں گی۔ اس نے کہا، ٹھیک ہے، آپ مطالبہ کریں، آپ جو بات بھی کہیں گی میں پوری کروں گا۔ وہ کہنے لگی،

”آپ کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جائیں“

جب اس کی بیوی نے یہ کہا تو وہ ہندو جوان حیران رہ گیا۔ وہ اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھ کر بولا، آپ کیا کہہ رہی ہیں؟

بیوی نے کہا، میں آپ کی بیوی ہوں، اب آپ کو صحت مل چکی ہے، آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے، لہٰذا اب آپ اپنا وعدہ نبھائیں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائیں۔

اس نے کہا، میں تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آپ مجھ سے یہ کہیں گی۔

بیوی نے کہا، جی آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے، لیکن اب جو کہہ دیا ہے وہ پورا کریں۔

اس نے پوچھا، کیا آپ مسلمان ہیں؟

بیوی کہنے لگی، ہاں میں مسلمان ہوں۔

اس نے کہا، تمہارا باپ تو اتنا پکا ہندو ہے کہ وہ تو اوروں کو بھی ہندو بناتا ہے، اگر اسے آپ کے بارے میں پتہ چل گیا تو وہ تو آپ کا گلا کاٹ دے گا، تم ایسے گھر کی لڑکی ہو، پھر تم کیسے مسلمان بن گئی؟

بیوی نے کہا، یہ لمبی کہانی ہے پھر سناؤں گی، آپ پہلے کلمہ پڑھیں اور مسلمان بن جائیں۔ میاں اب اچھی طرح قابو آچکا تھا اس لئے اسے کلمہ پڑھنا ہی پڑا۔ الحمد للہ وہ مسلمان بن گیا۔ اس کے بعد اس نے بیوی سے کہا کہ اب بتاؤ کہ اصل میں معاملہ ہوا کیا تھا؟ اب اس نے اسے یہ کہانی سنائی جواب میں سنا رہا ہوں۔

بیوی نے کہا کہ جب میں چھوٹی عمر میں سکول پڑھتی تھی اس وقت میری کلاس میں ایک مسلمان لڑکی بھی تھی۔ وہ میری سہیلی بن گئی۔ وہ ہمارے پڑوس میں ہی رہتی تھی۔ میں شام کے وقت اس کے گھر کھیلنے کے لئے جاتی تھی۔ اس کی والدہ مسلمان بچوں کو قرآن مجید پڑھاتی تھی۔ میری وہ سہیلی بھی اپنی والدہ سے قرآن مجید پڑھتی تھی۔ چونکہ وہ میری سہیلی تھی اس لئے جب وہ اپنا سبق یاد کرتی تو میں بھی اس کے پاس بیٹھ جاتی تھی۔ میں بھی ذہین تھی۔ اسے بھی سبق یاد ہو جاتا اور مجھے بھی اس کا سبق یاد ہو جاتا۔ جب وہ اپنی امی کو سناتی تو میں بھی ان سے کہتی کہ خالہ! میں بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

سناتی ہوں۔ اس طرح وہ مجھ سے بھی سبق سن لیتی تھیں۔

جب خالہ نے چند دنوں میں میرا یہ شوق دیکھا تو انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ بیٹی! تم روزانہ ہی تو آتی ہو، تم بھی اس کے ساتھ ساتھ روزانہ یاد کرتی رہو۔ چونکہ میری کلاس فیلو تھی اس لئے میں نے کہا، جی ٹھیک ہے۔ جب میں نے یہ کہا تو خالہ کہنے لگی، بیٹی! یہ کسی کو نہ بتانا۔ میں نے کہا، جی میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔ اس طرح میں دو سال تک ان کے گھر جاتی رہی اور سبق بھی پڑھتی رہی۔ جس طرح ان کی بیٹی نے ناظرہ قرآن پاک مکمل کیا اسی طرح میں نے بھی اس کے ساتھ قرآن پاک مکمل کرلیا۔

میں نے جب قرآن پاک مکمل پڑھ لیا تو میں نے خالہ سے کہا، خالہ! باقی بچے تو گھر میں پڑھتے ہیں لیکن میں تو گھر میں نہیں پڑھ سکتی۔ انہوں نے کہا، قرآن مجید میں الم نشرح ایک سورت ہے۔ یہ سورت پڑھ کر اگر کسی مریض پر دم کردیں یا پانی پر دم کر کے اسے پلادیں تو اس کو صحت مل جاتی ہے، یہ عمل مجھے کسی بزرگ نے بتایا تھا، اب یہی عمل میں آپ کو بتارہی ہوں، اسے یاد رکھنا، یہ کبھی نہ کبھی تیرے کام آئے گا ......وہ مجھے اس قسم کی باتیں سناتی رہتی تھیں......

جب میں جوان ہوئی اور میری شادی ہونے لگی تو چند دن پہلے میں ان کے پاس گئی اور ان کے پاس بیٹھ کر بہت روئی۔ میں نے کہا، خالہ! آپ کی بیٹی میری سہیلی تھی، اس کی وجہ سے میں آپ کے گھر میں آیا کرتی تھی، اسی بہانے سے میں نے قرآن پاک بھی پڑھ لیا تھا اور آپ نے مجھے کلمہ بھی پڑھا دیا تھا، اندر سے تو میں مسلمان ہو چکی ہوں، لیکن اب جہاں میری شادی ہو رہی ہے وہاں تو میں نہ اپنے ایمان کا اظہار کر سکتی ہوں اور نہ ہی میرے پاس قرآن مجید ہوگا، وہاں میرا کیا بنے گا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

خالہ نے کہا، بیٹی! تم پریشان نہ ہونا۔ میں کسی نہ کسی طرح تمہارے ساتھ جہیز میں قرآن مجید بھیج دوں گی۔ میں نے کہا، یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ چنانچہ خالہ نے میری والدہ کو پیغام بھجوایا کہ آپ کی بیٹی میری بیٹی کی سہیلی ہے، میری بیٹی اسے ہدیے کے طور پر جہیز کے کچھ کپڑے دینا چاہتی ہے، اگر اجازت ہو تو میں بھی کپڑے بنوا دوں..... میرے والدین کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی۔ انہوں نے سوچا کہ یہ دونوں پرائمری سے لے کر کالج تک کلاس فیلوز ہیں اور آپس میں محبت بھی رکھتی ہیں، اس لئے انہوں نے اجازت دے دی کہ ٹھیک ہے آپ بھی کچھ جوڑے بنوا دیں ..... چنانچہ انہوں نے جواب بھیجا کہ ہم اس کو جہیز میں سات جوڑے بنوا کر دیں گے۔

اس خالہ نے میرے لئے بہت ہی قیمتی جوڑے بنوائے، انہوں نے ان کپڑوں کو بہت ہی خوبصورت طریقے سے گفٹ پیک کروایا اور ان کے درمیان میں قرآن مجید بھی گفٹ پیک کر کے ہمارے گھر پہنچا دیا۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم نے اس کے کپڑے گفٹ پیک کیے ہیں، آپ اسے یہاں اپنے گھر نہ کھولنا بلکہ آپ کی بیٹی اپنے نئے گھر میں جا کر کھولے گی تاکہ اس کا خاوند بھی دیکھ کر خوش ہو۔

میرے والدین کو ان کی یہ بات بہت اچھی لگی۔ چنانچہ انہوں نے بھی کہا کہ یہ گفٹ پیک واقعی بہت خوبصورت ہے، بہتر یہی ہوگا کہ دلہن اسے اپنے گھر میں جا کر ہی کھولے۔

میں جب آپ کے گھر میں آئی تو میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ جس کمرے میں میری رہائش تھی، میں نے قرآن پاک نکال کر اس میں کہیں چھپا دیا۔ جب آپ روزانہ دفتر چلے جاتے تو میں پیچھے قرآن پاک کھول کر پڑھ لیتی اور جب آپ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

واپس آنے کا وقت قریب ہوتا تو میں اسے اچھی طرح چھپا کر رکھ دیتی تا کہ آپ اس کو دیکھ نہ لیں، زندگی کے اتنے سال میں نے آپ سے اپنا ایمان چھپائے رکھا۔ بالآخر آپ بیمار ہو گئے اور دوائیوں نے کام نہ کیا۔ میرے دل میں پکا یقین تھا کہ جہاں دوائیاں کام نہیں آتیں وہاں اللہ کا کلام کام آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسی کلام میں فرماتے ہیں۔

شَفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ

[(یہ قرآن مجید) سینے (دل) کی بیماریوں کے لئے شفا ہے]

وہ کہنے لگی کہ جب آپ اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے اور آپ نے مجھے کہا کہ اب میں مرنے کے قریب ہوں تو پھر میں نے آپ سے کہا کہ وعدہ کریں کہ جو میں کہوں گی آپ اسے پورا کریں گے تو میں آپ کو کچھ پانی پلاتی ہوں، آپ نے میری بات مان لی اور میں نے وہی سورت آپ کو پانی پر دم کر کے دی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرما دی...... میں نے بھی کلمہ پڑھا ہوا تھا اور اب آپ بھی مسلمان بن چکے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اب آپ کو نئی زندگی دی ہے، اب آپ اس زندگی کو اللہ کے دین کی خدمت میں صرف فرما دیجئے۔ اللہ اکبر۔

قرآن مجید کا سب سے بڑا اعجاز

میرے دوستو! ہم قرآن مجید کی برکتوں سے واقف نہیں ہیں۔ اگر ہمیں اس کی برکتوں پر یقین ہو تو ہم اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں دنیا میں اپنی یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے جو ہمارے پاس ہر وقت موجود ہے۔ اس کا بڑا اعجاز ہے۔ اس کا حفظ ہو جانا اللہ رب العزت کی بڑی رحمت ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اسے یاد کر لیتے ہیں۔ پوری دنیا میں کوئی اور کتاب ایسی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہے جس کے حافظ دنیا میں موجود ہوں۔

سینہ بہ سینہ قرآن کا فیض

ہمارے ایک دوست سٹیل مل کراچی میں انجینئر تھے۔ وہ ایک نیک سیرت اور متشرع مسلمان تھے۔ چونکہ سٹیل مل روس کے تعاون سے لگی تھی اس لئے وہ 1973ء میں ٹریننگ لینے کے لئے گیسٹ (مہمان) بن کر ماسکو گئے۔ یہ وہ دور تھا جب وہاں کمیونزم کا طوطی بولتا تھا۔ بلکہ دنیا تو یہاں تک کہتی تھی کہ بس اب پورا ایشیا سرخ ہونے والا ہے۔

انہوں نے یہ واقعہ خود سنایا کہ چند دنوں کے بعد وہاں جمعہ کا دن آیا اور میں نے دوستوں سے کہا کہ مجھے تو مسجد جانا ہے، میں جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں تو مسجدوں کو گودام بنا دیا گیا ہے، ایک دو مسجدوں کو ٹورسٹ (سیاحوں) کے لئے کھلا رکھا گیا ہے اور باقی سب مسجدوں کو ان کے کھلے کھلے ہال کی وجہ سے گودام بنا دیا گیا ہے، اور جو دو مسجدیں کھلی رکھی ہوئی ہیں وہ بھی کبھی کھلتی ہیں اور کبھی بند ہوتی ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ مجھے ان مسجدوں کا پتہ بتائیں۔

خیر، میں پتہ کر کے ایک مسجد کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں پتہ چلا کہ اس مسجد کے پڑوس میں ایک آدمی کے پاس اس مسجد کی چابی ہے اور وہی اس کو کھولا کرتا تھا۔ چنانچہ میں اس آدمی کے پاس گیا اور کہا کہ مسجد کھولو، مجھے نماز پڑھنی ہے۔ اس نے کہا کہ میں کھول تو دیتا ہوں، آگے آپ جو کچھ کریں گے آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔ اگر آپ کو پولیس پکڑ کر لے گئی تو میں ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ میں نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں، میں کوئی بھاگ کر یہاں نہیں آیا ہوا، بلکہ میں یہاں گیسٹ (مہمان) ہوں۔ میں اپنے ملک میں بھی مسلمان تھا اور یہاں بھی مسلمان ہوں، وہاں بھی نمازیں

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھتا تھا اور یہاں بھی پڑھوں گا، مجھے کون روک سکتا ہے؟

میری باتیں سن کر وہ بڑا حیران ہوا اور مسجد کھول دی۔ میں نے مسجد کی صفائی کی۔ مسجد میں کوئی اور آدمی نہیں تھا جس کی وجہ سے میں جمعہ کی نماز تو پڑھ ہی نہیں سکتا تھا، فقط ظہر کی نماز پڑھنی تھی۔ لہٰذا جب ظہر کا وقت ہوا تو میں نے خوب اونچی آواز سے اذان دی۔ جب اذان دی تو قریب کے مکانوں سے مرد، عورتیں اور بچے مسجد میں آ گئے۔ وہ یہ سارا ماجرا حیران ہو کر دیکھ رہے تھے۔ میں نے نماز پڑھی اور وہ مجھے دور دور سے اس طرح دیکھتے رہے جیسے کوئی نیا کام دیکھ رہے ہوں۔

جب نماز سے فارغ ہو کر میں جانے لگا تو ان میں سے ایک بچہ آ کر کہنے لگا کہ آپ ہمارے گھر چائے پینے کیلئے آئیں۔ میں نے ان کے خلوص کو دیکھتے ہوئے دعوت قبول کر لی۔ وہ مجھے اپنے مہمان خانے میں لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ دستر خوان لگا ہوا ہے، اس پر میوے لگے ہوئے ہیں، عورتیں کھانا لے کر آ گئیں اور چائے بھی فوراً آ گئی...... میرے وہاں جانے پر اس گھر میں عید کی سی خوشی کا سماں تھا۔ بچے، مرد اور عورتیں سب خوش تھے..... میں نے کچھ کھانا کھایا، مردوں نے بھی ساتھ کھایا۔ اس کے بعد ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے میرے آگے آگے بیٹھ گئے، ان کے پیچھے مرد بیٹھ گئے اور ان کے پیچھے عورتیں آ کر کھڑی ہو گئیں۔

ایک چھوٹا سا بچہ میرے قریب بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا، بچہ! تم قرآن مجید پڑھے ہوئے ہو؟ بچے نے اشارے سے ہاں میں جواب دیا۔ میری جیب میں چھوٹے سے سائز کا قرآن مجید تھا، میں نے وہ کھول کر اس کے سامنے کیا اور میں نے کہا کہ یہاں سے پڑھو۔ وہ بچہ کبھی قرآن مجید کی طرف دیکھتا اور کبھی میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

چہرے کی طرف۔ میں بڑا حیران ہوا کہ کہتا بھی ہے کہ میں پڑھا ہوا ہوں اور پڑھتا بھی نہیں۔ تیسری مرتبہ میں نے اس سے کہا کہ پڑھو نا یہاں سے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:۶)

وہ کہنے لگے کہ جب میں نے یہ چند الفاظ پڑھے تو بچے نے پڑھنا شروع کر دیا اور وہ قرآن مجید کی طرف دیکھے بغیر پڑھتا چلا جا رہا تھا۔ میں اور زیادہ حیران ہوا۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اس کے جواب میں اس کے والد مسکرائے اور کہنے لگے، دراصل ہمارے پاس قرآن مجید موجود نہیں ہے۔ اگر کسی گھر میں قرآن پاک کا ایک ورق بھی نکل آئے تو گھر کے چھوٹے بڑے سب لوگوں کو پھانسی دے دی جاتی ہے۔ اس لئے ہم اپنے پاس قرآن مجید رکھ ہی نہیں سکتے۔ میں نے پوچھا کہ پھر آپ کیا کرتے ہیں؟ کہنے لگے کہ جو ہمارے پُرانے حافظ ہیں ان میں سے کوئی درزی کا کام کرتا ہے اور کوئی اور کام، ہم یہ کرتے ہیں کہ بچوں کو درزی وغیرہ کا کام سکھانے کیلئے شاگرد بنا کر بھیج دیتے ہیں، وہ بچے کو جہاں کپڑا کاٹنا، سلائی کرنا اور بٹن لگانا سکھاتے ہیں وہاں ساتھ ہی ساتھ بچے کو دو تین آیتیں زبانی سبق بھی روزانہ دے دیتے ہیں اور اس طرح بچہ نابینا بچے کی طرح یاد کر رہا ہوتا ہے۔ بالآخر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہ قرآن مجید کا حافظ تو بن جاتا ہے لیکن اسے قرآن مجید ناظرہ پڑھنا نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے قرآن پاک کھول کر اسے کہا کہ یہاں سے پڑھو تو اس کو تو پتہ نہیں تھا کہ کہاں سے پڑھنا ہے کیونکہ اس نے تو قرآن مجید دیکھا ہی نہیں ہے اور جب آپ نے آیت پڑھی تو اس کو پتہ چل گیا کہ یہاں سے پڑھنا ہے، اگر آپ کہتے تو بچہ قرآن مجید کے اختتام تک پڑھتا چلا جاتا۔ سبحان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ کہنے لگے کہ میں نے قرآن مجید کا معجزہ دیکھا کہ جہاں پر لوگ قرآن مجید پر پابندی لگا چکے ہیں، لوگ قرآن مجید کو دیکھ نہیں سکتے، وہاں قرآن مجید کو ناظرہ پڑھنے والے تو نہیں ہوتے مگر قرآن مجید کے حافظ وہاں بھی موجود ہوتے ہیں۔ اللہ اکبر

انہوں نے بتایا کہ میں نے دل میں کہا،

''لوگو! تم نے قرآن مجید کی اس کتاب پر تو پابندی لگا دی لیکن جو سینوں میں قرآن مجید ہے تم اس پر پابندی کہاں لگا سکتے ہو؟''

واقعی یہ قرآن مجید کا کھلا معجزہ ہے کہ جن ملکوں کے لوگ قرآن مجید رکھ نہیں سکتے تھے ان کی نسلوں میں قرآن مجید پھر بھی حفظ کے طور پر سینوں سے سینوں میں چلتا رہا۔

یہ کہاں کا انصاف ہے؟

ہم یقیناً خوش نصیب ہیں کہ اس پروردگار نے ہمیں یہ نعمت گھر میں دی ہوئی ہے، ہم جب بھی پڑھنا چاہیں اس قرآن مجید کو پڑھ سکتے ہیں۔ ہم اللہ رب العزت کے اس احسان کا شکر ادا کریں اور اس قرآن مجید کو روزانہ پڑھنا اپنا فرض منصبی سمجھیں۔ کوئی دن بھی اس کی تلاوت کے بغیر نہ گزرے۔

مثال کے طور پر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے پیر و مرشد کا بیٹا آپ کے گھر مہمان آئے اور آپ کسی دن اس کا حال ہی نہ پوچھیں تو آپ محسوس کریں گے کہ میرے شیخ کیا کہیں گے اور یہ بچہ کیا کہے گا کہ میری خیر خبر بھی نہیں لی۔ اور اگر وہ کئی دنوں تک آپ کے گھر میں رہے اور آپ اس سے نہ ملیں اور نہ ہی حال پوچھیں تو پھر آپ اور زیادہ عجیب محسوس کریں گے کہ بچہ ہمارے گھر مہمان کے طور پر آیا ہوا ہے اور میں نہ تو اس سے مل ہی سکا ہوں اور نہ ہی حال پوچھا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

او خدا کے بندو! اگر پیر و مرشد کا بیٹا گھر آئے اور ہم اس سے حال نہ پوچھ سکیں تو اپنے آپ کو مجرم سمجھتے ہیں، یہ قرآن مجید ہمارے پروردگار کا کلام ہے اور ہمارے پاس مہمان ہے مگر پورا دن گزر جاتا ہے اور ہم اس مہمان کا حال تک نہیں پوچھتے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔

قرب قیامت کی ایک علامت

یہ اللہ رب العزت کا احسان سمجھئے کہ اس نے ابھی تک ہمارے اندر اپنا قرآن رکھا ہوا ہے۔ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ قرآن مجید کو اٹھا لیا جائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ اس وقت سے پہلے پہلے اس قرآن کی قدر کرلیں..... پروردگار عالم کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں رمضان المبارک میں قرآن مجید سننے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم پروردگار کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

لمحہ فکریہ

معزز سامعین! یہ آج ۲۹ رمضان المبارک کی رات ہے۔ کیا معلوم کہ یہ رمضان المبارک کی آخری رات ہو۔ اگر یہ آخری رات ہے تو پھر ہمیں اس حدیث پاک کے مضمون کے بارے میں سوچنا پڑے گا جس میں فرمایا گیا ہے کہ برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی۔

کیا ہم نے اللہ تعالیٰ سے سچی معافی مانگ لی.........!!!

کیا ہم نے گناہ بخشوا لئے.........!!!

اگر ابھی تک گناہ نہیں بخشوا سکے تو ہمارے لئے تو خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے۔ وقت تو ہمارے ہاتھوں سے جا رہا ہے۔ جس طرح ۲۸ دنوں کے گزرنے کا پتہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہا ان برس اگلے ۲۸ گھنٹوں کے گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔ یہ اس رمضان المبارک کی آخری طاق رات ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس مبارک رات میں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور اپنے رب سے صلح کر لیں۔ ہم نے اپنے پروردگار کی بہت نافرمانیاں کیں، بھاگ بھاگ کر گناہ کیے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ''ہم نے گناہ کئے بڑھ بڑھ کے اور پروردگار نے پریشانیاں بھیج بھیج کر پھر مسجد بلا لیا''۔

ویسے تو بندے کو مسجد یاد ہی نہیں آتی۔ لیکن

کاروبار میں کمی کر دی...... مسجد کی طرف بھاگا،

بیوی کو بیمار کر دیا....... مسجد کی طرف بھاگا،

کوئی غم پریشانی دے دی.......... مسجد کی طرف بھاگا،

پاک ہے وہ پروردگار جو پریشانیوں کی رسیوں میں باندھ باندھ کر ہمیں اپنے گھر کی طرف کھینچ رہا ہوتا ہے....... پریشان کرنے کا مقصد ستانا نہیں ہوتا بلکہ اپنے گھر کی یاد دلانا مقصود ہوتا ہے۔

بہر حال اللہ کی رحمت سے ہمیں رمضان المبارک میں اس گھر کی حاضری نصیب ہوتی رہی، ہم نے تراویح بھی پڑھی اور قرآن مجید بھی سنا۔ اب یہ آخری رات ہے۔ اس رات میں اللہ رب العزت سے صلح کر لیجیے اور اپنے گناہوں کو بخشوا لیجیے۔

''یا تو یہ رات ہمارے لئے گولڈن چانس ہوگی یا پھر ہمارے لئے لاسٹ چانس ہوگی''

گناہ اور ناپاکی

ایک بات یاد رکھنا کہ گناہ ناپاکی کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبہ: ۲۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

(مشرک نجس ہوتے ہیں)

اگر مشرک ستر دفعہ بھی غسل کر کے آئے تو وہ نجس ہی رہے گا۔ حالانکہ اس کے جسم سے نجاست کی بدبو نہیں بلکہ پرفیوم کی خوشبو آ رہی ہوتی ہے......قرآن اس کو نجس کہہ رہا ہے......کیوں؟......اس لئے کہ شرک کو نجاست سے تعبیر فرمایا۔

بالکل اسی طرح جتنے بھی گناہ ہم کرتے ہیں ہر ہر گناہ نجاست کی مانند ہے۔ جس عضو سے بھی گناہ کرتے ہیں وہ عضو گناہ کرنے سے نجس ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ گناہ انسان کو ناپاک کر دیتے ہیں اس لئے اس ناپاک انسان کو اللہ رب العزت کی پاک ہستی کا وصل حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اگر ہم سو فیصد گناہوں سے سچی توبہ کریں گے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل ہو سکے گا۔

یہ ختم قرآن کی محفل تھی اس عاجز نے بغیر کچھ تیاری کئے آپ کے سامنے بیان کر دیا۔ عاجز نے شروع میں نیت بھی یہی کی تھی کہ یا اللہ! جو باتیں مجمع کے لئے زیادہ فائدہ مند ہوں وہی کہلوا دیجئے۔ لہٰذا چند باتیں آپ کے سامنے پیش کر دیں ہیں ......اللہ رب العزت ہمیں قرآن مجید کا قاری بنا دے، قرآن مجید کا حافظ بنا دے، قرآن مجید کا عالم بنا دے، قرآن مجید کا عامل بنا دے، قرآن مجید کا داعی بنا دے، قرآن مجید کا ناشر بنا دے، قرآن مجید کا عاشق بنا دے، بلکہ قرآن مجید کو ہمارا اوڑھنا بچھونا بنا دے۔ (آمین بحرمۃ سید المرسلین)

اللہ رب العزت ہمیں سچی پکی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ (آمین)

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اشعار مراقبہ

بناؤں گا اپنے نفس سرکش کو اب تو یارب غلام تیرا
میں چھوڑ کر کاروبار سارے کروں گا ہر وقت کام تیرا
کیا کروں گا بس اب الٰہی میں ذکر ہی صبح و شام تیرا
جماؤں گا دل میں یاد تیری رٹوں گا دن رات نام تیرا
ہر دم کروں گا اے میرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

میں اے خدا دم بھروں گا تیرا بدن میں جب تک کہ جاں رہے گی
پڑھوں گا ہر وقت کلمہ تیرا دہن میں جب تک زباں رہے گی
کوئی رہے گا نہ ذکر لب پر تری ہی بس داستاں رہے گی
نہ شکوہ دوستاں رہے گا نہ غیبت دشمناں رہے گی
ہر دم کروں گا اے میرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

رہا میں دن رات غفلتوں میں عبث یونہی زندگی گزاری
کیا نہ کچھ کام آخرت کا کٹی گناہوں میں عمر ساری
بہت دنوں میں نے سرکشی کی مگر ہے اب سخت شرمساری
میں سر جھکاتا ہوں میرے مولا میں توبہ کرتا ہوں میرے باری
ہر دم کروں گا اے میرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

الا بذکرِ اللہِ تطمئنُ القلوب

سکون کی تلاش

یہ بیان یکم شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۲۰۰۱ء (عیدرات) کو مسجد نور لوسا کا (زیمبیا) میں اعتکاف کے بعد ہوا۔ مخاطبین میں معتکفین، علماء، صلحاء اور عوام الناس کی کثیر تعداد تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ کے ذکر کے اندر ایک فنائیت ہے اور اسی فنائیت کے ذریعے انسان کے غم دور ہوتے ہیں جس سے اس کے دل کو سکون ملتا ہے اور وہ اللہ رب العزت کی محبت میں آگے بڑھتا رہتا ہے۔ اسی لئے ذکر کرنے کی بار بار تاکید کی جاتی ہے۔ اگر ہم اللہ کا ذکر کثرت اور باقاعدگی کے ساتھ کریں گے تو ہمیں دین اور دنیا دونوں میں فائدہ ہوگا۔ اب تو یہ بات سائنس سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ذِکْرُ اللّٰہِ شِفَاءُ الْقُلُوْب (اللہ کی یاد دلوں کے لئے شفا ہے)

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

سکون کی تلاش

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًاo وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًاo

(الاحزاب:۴۱_۴۲)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَر

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ لا اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًاo (الاحزاب: ۳۵)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

سکون قلب کا لاجواب نسخہ

کتنی تسکین وابستہ ہے ترے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

اللہ رب العزت کی یاد میں کچھ ایسا لطف اور مزہ ہے کہ انسان کی سب پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمادیا گیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:۲۸)

(جان لو کہ اللہ رب العزت کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے)

کسی شاعر نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا:

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

دو لامحدود چیزیں

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔ (۱) تقویٰ (۲) ذکر اللہ

تقویٰ کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی۔ بس اتنا کہہ دیا کہ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن:۱٦)

(پس تم تقویٰ اختیار کرو جتنی تمہارے اندر استطاعت ہے)

یعنی میدان کھلا ہے اس میں جتنا دوڑ سکتے ہو دوڑ کے دکھاؤ۔ انسان ساری عمر تقویٰ میں بڑھ سکتا ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔

اسی طرح ذکر اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب:۴۱)

(اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو)

اب اس ذکر کثیر کی یہ ہے تفسیر کہ

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آل عمران:۱۹۱)

(وہ بندے جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے ہیں)

انسان کی تین حالتیں ممکن ہیں۔ یا تو وہ کھڑا ہوگا، یا بیٹھا ہوگا یا لیٹا ہوگا۔ گویا

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کو ان تینوں حالتوں میں ذکر کرنے کا حکم دیا گیا۔ بالفاظ دیگر ہر حالت میں بندے کو ذکر کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کی کوئی حد نہیں۔ انسان جتنا گڑ ڈالے گا اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ ان دو چیزوں کے برعکس باقی تمام چیزوں کی حد مقرر کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر

......نماز کی حد مقرر ہے کہ پانچ فرض نمازیں پڑھنی ہیں۔

......روزے کی حد ہے کہ تیس روزے رکھنے ہیں۔

......زکوٰۃ کی حد ہے کہ اتنی دینی ہے۔

......حج کی حد ہے کہ زندگی میں ایک بار فرض ہے۔

امام اعظمؒ کی امام ابو یوسفؒ کو نصیحت

ذکر اللہ کی اتنی اہمیت ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو جسٹس بنا کر بھیجا تو انہیں نصیحتیں فرمائیں۔ علماء جانتے ہیں کہ ''وصایا امام اعظم'' کے نام سے کتابیں بھی ملتی ہیں .... دیکھیں ایک آدمی کو چیف جسٹس کا عہدہ مل رہا ہے اور اس کا استاد اس کو نصیحتیں کر رہا ہے۔ ہدایت دیتے ہوئے چاہیے تو یہ تھا کہ وہ فرماتے کہ اصول فقہ کو سامنے رکھنا، قرآن و حدیث اور اجماع و قیاس پر نظر رہے..... لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا:

''اے یعقوب ☆! تم لوگوں میں بیٹھ کر کثرت کے ساتھ ذکر کرنا تا کہ لوگ تم سے سیکھ کر ذکر کریں''۔

معلوم ہوا کہ علم کا کوئی بھی میدان ہو، ذکر کے بغیر رنگ نہیں چڑھتا۔ جس طرح ذکر کرنے سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آتی ہے اسی طرح ذاکرین کی

☆ اصل نام یعقوب تھا اور کنیت ابو یوسف تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحبت میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت آتی ہے۔

مغربی دنیا سکون کی تلاش میں

1985ء کی بات ہے کہ ہمارے واشنگٹن کے دوستوں نے ایک محفل کا انتظام کیا جس میں انہوں نے دنیا کے بڑے پڑھے لکھے اور Talented (باصلاحیت) لوگوں کو خاص طور پر بلایا۔ کئی ایمبیسیڈرز تھے، کئی پی ایچ ڈی اور کئی میڈیکل ڈاکٹر تھے۔ اس عاجز نے ان کے سامنے انگریزی میں بیان کیا۔ اس کے بعد معمول کے مطابق ان کو مراقبہ کروایا اور پھر دعا کروا کے محفل ختم کر دی۔

دعا کے بعد ایک آدمی اس عاجز سے ملنے کے لئے آئے۔ ان کے ساتھ چار پانچ آدمی اور بھی آ گئے۔ ان کا تعارف کروایا گیا کہ یہ ایک مسلمان ڈاکٹر ہیں اور یہ ملک کے Top twenty significant doctors (بیس عظیم ڈاکٹروں) میں سے ایک ہارٹ سپیشلسٹ ہیں۔ بہرحال یہ سن کر خوشی ہوئی کہ یہ مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کسی نہ کسی شعبے میں عزت بخشی ہے۔

مختصر سے تعارف کے بعد وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر کیا کروایا ہے؟ میں نے کہا، مراقبہ۔ وہ کہنے لگے، آپ نے یہ کہاں سے سیکھا ہے؟ میں نے کہا، اپنے بڑوں سے۔ وہ پھر کہنے لگے، ایشیا سے سیکھا ہے یا یورپ سے؟ میں نے کہا، یہاں تو میں ابھی آیا ہوں، میں نے مراقبہ کرنا ایشیا سے ہی سیکھا ہے۔ وہ کہنے لگے، کیا اس کا تذکرہ کہیں ہے؟ میں نے کہا، بالکل ہے۔ یہ سن کر وہ تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ بالآخر کہنے لگا کہ اسلام بڑا سچا دین ہے۔ ہم نے پوچھا، آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ اسلام بڑا سچا دین ہے، وجہ کیا بنی؟ اس کے جواب میں اس نے یہ تفصیل بتائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ کہنے لگے، یہاں گولیاں کھا کر جو لوگ سوتے ہیں ان کی تعداد پچھلے چند سالوں میں بڑھ گئی تھی۔ اس کے نتیجے میں گورنمنٹ کے سامنے ڈیمانڈ آئی کہ یا تو فیکٹریوں کی پروڈکشن بڑھانے کی اجازت دو یا کوئی ایسی صورت ہو کہ بندوں کو کھانی ہی نہ پڑیں۔ یہ سن کر ہمارے ''بڑے'' پریشان ہوئے کہ پوری قوم کو گولیاں کھا کر سونا پڑتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پورے ملک سے ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو اکٹھا کیا۔ میں بھی ان میں سے ایک تھا۔ انہوں نے ان ڈاکٹروں کی ایک کمیٹی بنادی اور کہا کہ اس بات پر ریسرچ کرو کہ لوگ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے ماحول میں وہ جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں، جو چاہتے ہیں پیتے ہیں، جہاں چاہتے ہیں سوتے ہیں، کلبوں میں جاتے ہیں، ڈانس کرتے ہیں، ان پر کسی چیز کی پابندی ہے ہی نہیں، جب ان کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے تو پھر یہ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔

حکومت نے تمام ڈیپارٹمنٹس میں ایک آفس آرڈر کر دیا کہ یہ کمیٹی نیشنل لیول کا ایک کام کر رہی ہے اس کو جہاں بھی سپورٹ چاہیے ہوگی تمام ڈیپارٹمنٹس ان کو سپورٹ دیں۔ وہ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ ہمارے تو وارے نیارے ہو گئے۔ سپر کمپیوٹرز ہمارے اختیار میں تھے، جس ادارے سے بھی ہمیں Documents (دستاویزات) یا Research Paper (ریسرچ پیپر) چاہیے ہوتا تھا، ہمیں مل جاتا تھا، ہر لائبریری ہمارے سامنے تھی۔ ہر طرح کی سہولیات ہمیں میسر تھیں۔

ہم نے آپس میں سوچا کہ آخر بندہ پریشان کیوں ہوتا ہے؟ کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔ کافی Discussion (بحث وتمحیص) کے بعد یہ فائنل ہوا کہ ہمیں سوچنا چاہیے کہ دماغ کا وہ کونسا حصہ ہے جس کے ساتھ خوشی اور غمی کا تعلق ہے۔ خوش

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کے دماغ میں بھی کوئی چیز ہوگی اور پریشان بندے کے دماغ میں بھی۔ ان دونوں کے درمیان میڈیکلی کوئی فرق ہوگا۔ ہم نے کہا، اسی بات پر ریسرچ کرتے ہیں۔

ہم نے اس کا طریقہ یہ اپنایا کہ ہم نے خوش بندوں کو مشین میں بٹھا کر ان کی Brain scanning کی۔ ان کے Brain (دماغ) کا جتنا Data (مواد) تھا اس کو Digitise (ہندسی صورت) کر کے ہم نے کمپیوٹر میں Feed (داخل) کر دیا۔ اور جو پریشان تھے ان کو بھی اسی طرح Scan کیا اور Data کمپیوٹر میں Feed کر دیا۔ اور پھر ہم نے کمپیوٹر کو ایک پروگرام بنا کر دے دیا جس میں کہا کہ کچھ یہ بندے ہیں اور کچھ یہ بندے ہیں، ان کے دماغوں کا آپس میں تقابل کر کے بتاؤ کہ فرق کہاں پر ہے؟ جب کمپیوٹر کو ایسی Assignment (مشق) دی جائے تو وہ تو دماغ کے ایک ایک سیل کے اوپر جا کر فرق بتاتا ہے۔

وہ کہنے لگے کہ ہم نے کئی ہزار خوش بندوں کے اور کئی ہزار ڈپریشن والے بندوں کے ٹیسٹ لیے۔ بالآخر دو تین مہینے کی ورکنگ کے بعد سپر کمپیوٹر نے دماغ کے ایک سیل کو Encircle (نشان زدہ) کر دیا۔ گویا اس نے بتا دیا کہ اس سیل میں فرق ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس سیل پر چارج ہوتا ہے تو بندہ Tension (بے چینی) محسوس کرتا ہے، اس کا موڈ آف ہو جاتا ہے، بات کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ اور ہم کہتے ہیں کہ دماغ گرم ہو گیا ہے۔ جب اس جگہ سے چارج ختم ہو جاتا ہے تو بندہ مزے میں ہوتا ہے، ہنس بھی رہا ہوتا ہے، [illegible] ہوتا ہے۔

ہم سوچنے لگے کہ یہ تو بہت بڑی ریسرچ ہو گئی کہ ہم نے اس سیل کو ڈھونڈ لیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ پھر ہم نے خیال کیا کہ اس کا کاؤنٹر ٹیسٹ لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے سوچا کہ ہم ایسے بندے کو مشین میں بٹھاتے ہیں جو واقعی بڑی Tension (بے چینی) میں ہو اور مصنوعی طور پر مشین کے ذریعے اس کے اس سیل کے چارج کو ڈسچارج کر دیتے ہیں۔ جب اس کا وہ سیل ڈسچارج ہو جائے گا تو وہ بندہ خوش ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے کہ ہم نے ایسے ہی بندے کو مشین میں بٹھایا جو واقعی پریشان تھا اور ہم نے اس کے دماغ کے اس ٹشو سے چارج کو ختم کر دیا جس کی وجہ سے وہ مسکرانے لگا اور ہمارے ساتھ یوں باتیں کرنے لگا جیسے وہ پریشان ہی نہیں تھا۔ اس کے بعد ہم نے ایک بہت ہی خوش بندے کو مشین میں بٹھایا۔ ہم نے اس کے دماغ کے اس ٹشو میں مصنوعی طور پر چارج Inject (داخل) کر دیا۔ بس چارج Inject کرنا ہی تھا کہ اس کا پارہ ہی چڑھ گیا۔ وہ ہم سے ہی جھگڑنے لگ گیا۔

ہم نے اس طرح ہزاروں ٹیسٹ لے کر تسلی کر لی کہ اگر اس جگہ چارج ہو تو بندہ پریشان ہوتا ہے اور اگر اس جگہ سے چارج ختم ہو جائے تو بندہ خوش ہو جاتا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے ریسرچ کر کے خوشی غمی کا پتہ کر لیا ہے۔

وہ کہنے لگے کہ ہم نے حکومت کو رپورٹ پیش کر دی۔ جب پڑھنے والوں نے ہماری رپورٹ پڑھی تو انہوں نے کہا، Well done (شاباش) تم نے بہت اچھا کام کیا، لیکن ہم ساری قوم کو مشینوں میں تو نہیں بٹھا سکتے۔ آپ نے ابھی تک آدھا کام کیا ہے اور دوسرا آدھا کام یہ ہے کہ اب یہ سوچو کہ یہ چارج بغیر مشین میں بیٹھے کیسے ختم ہو سکتا ہے چنانچہ وہ کہنے لگے کہ یہ Second assignment مل گئی اور ہم یہ سوچنے میں لگ گئے کہ یہ چارج مشین میں بیٹھے بغیر کیسے ختم ہو سکتا ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے پہلے بڑی Discussions (بحثیں)

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئیں۔ پھر ریسرچ ورک شروع کیا۔ بالآخر دل میں ایک بات آئی کہ ایک بندہ جو بڑا ہی غمزدہ ہوتا ہے، اگر اسے دو چار گھنٹے کی نیند آ جائے تو نیند کے بعد جب وہ اٹھتا ہے تو اس کو پہلے جیسا غم نہیں ہوتا بلکہ طبیعت بحال ہو چکی ہوتی ہے۔ ہمارے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ دو چار گھنٹے کی نیند سے آخر کیا فرق پڑتا ہے؟ چنانچہ یہ معلوم کرنے کے لئے ایک پریشان بندے کو سونے سے پہلے بھی مشین میں بٹھایا اور ایک دو گھنٹے کی نیند کے بعد بھی مشین میں بٹھایا تو ہم نے یہ دیکھا کہ اس کے چارج کی Intensity (شدت) کم ہو چکی تھی۔ پہلے اس کی Intensity زیادہ تھی اور بعد میں کم ہو گئی۔ ہم نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جلدی Decay (زائل) ہو جاتا ہے۔ جب بندہ سو جاتا ہے تو اس کا دماغ Off load (آف لوڈ) ہو جاتا ہے یعنی دماغ کا بوجھ اتر جاتا ہے۔ آف لوڈ ہونے کی وجہ سے چارج جلدی زائل ہو جاتا ہے۔

وہ کہنے لگے کہ ہمارے ذہن میں خیال آیا کہ اگر یہ چارج سو جانے سے جلدی Decay (زائل) ہو جاتا ہے تو کیوں نہ ہم کوئی ایسی Exercise (مشق) ڈھونڈیں جس سے یہ جلدی Decay (زائل) ہو جائے۔ چنانچہ ہم نے سوچا کہ ہم دماغ کو آف لوڈ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ایک بندے کو بٹھا کر کہا جائے کہ وہ بالکل سوچنا چھوڑ دے۔ جب وہ سوچنا چھوڑ دے گا تو دماغ پر لوڈ کم ہو جائے گا۔ وہ کہنے لگے کہ جب ہم نے ایک پریشان بندے کو اس طرح بٹھایا تو آدھے پونے گھنٹے کے بعد اس کا چارج واقعی جلدی Decay (زائل) ہو گیا۔ اس طرح ہم نے کئی ٹیسٹ لئے۔ بالآخر ہم نے ارباب اقتدار کو آ کر بتا دیا کہ جناب! یہ Exercise (مشق) کرنے سے بندے کی پریشانی جلدی ختم ہو جاتی ہے اور وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خوش ہو جاتا ہے۔

حکومت نے اس Exercise (ورزش) کا نام "Meditation" (مراقبہ) رکھا۔ اور حکم دے دیا کہ پورے ملک کے ہر شہر کے مختلف حصوں میں میڈیٹیشن کلب بنا دو۔ وہ کہنے لگے کہ اب تو ہر جگہ میڈیٹیشن کلب بنے ہوئے ہیں، لوگ اپنے دفتروں سے تھکے ماندے اور پریشان حال آتے ہیں اور وہ کلب کے اندر چلے جاتے ہیں۔ کلب کے اندر انسٹرکٹر موجود ہوتے ہیں۔ وہ ان کو کہتے ہیں، یہاں بیٹھ جایئے، ہر چیز کو بھول جایئے، بالکل سوچنا چھوڑ دیجئے۔ اس طرح کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے آپ کو بہت ہی Light (ہلکا پھلکا) Feel (محسوس) کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ سمجھتے ہیں کہ Tension (بے چینی) ختم ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ یہ Meditation (میڈیٹیشن) تو یہاں عام ہو چکی ہے۔ لیکن جو ریسرچ یہاں آج ہوتی ہے وہ پاکستان اور ہندوستان میں تو کہیں بیس سال کے بعد پہنچتی ہے، اسی لئے میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ آپ نے یہ میڈی ٹیشن کہاں سے سیکھ لی ہے۔

اب میں نے ان کو سمجھایا کہ بھئی! یہ میڈی ٹیشن نہیں بلکہ یہ تو اللہ کا ذکر ہے جس کا حکم قرآن مجید میں یوں آیا ہے:

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ (الاعراف:۲۰۵)

(اور ذکر کر اپنے رب کا اپنے دل میں)

ہم نے مراقبہ کر کے تو قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کیا ہے۔ خیر اس کی پھر بڑی تسلی ہوئی۔ وہ کہنے لگے کہ یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ اسلام بڑا سچا دین

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ جس نے چودہ سو سال پہلے ہمیں بتا دیا تھا کہ اگر ہم ذکر قلبی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے دل کی تمام پریشانیوں کو دور فرما دیں گے۔ دنیا آج ریسرچ کرنے کے بعد جس نتیجے پر پہنچ رہی ہے ہمیں چودہ سو سال پہلے ویسے ہی بتا دیا گیا تھا۔

سویڈن میں ایک ماہر نفسیات کا اعتراف

اس واقعہ کے پانچ سال کے بعد 1990ء میں ایک اور واقعہ پیش آیا۔ اس وقت فقیر بھی کسی ''Second largest industrial group of the country'' (ملک کے دوسرے بڑے صنعتی گروپ) کے جنرل منیجرز کا ڈائریکٹر ٹیکنیکل تھا۔ سویڈن میں پلاننگ کے بارے میں ایک کورس ہوا۔ اس کورس کا نام Project Management (پراجیکٹ مینجمنٹ) تھا۔ کورس کی انتظامیہ نے مختلف ملکوں کے لوگوں کو Select (منتخب) کیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ پورے ملک (پاکستان) سے اس عاجز کا نام Select (منتخب) ہو گیا، الحمدللہ کہ پھر ہم نے بھی Representation (نمائندگی) کی۔ اس کورس میں دنیا کے ۲۷ ملکوں کے لوگ شامل تھے۔ اس میں ہم نے چالیس دن کمپیوٹر پر کام کیا۔

اللہ کی شان دیکھئے کہ جب اس کورس کا امتحان ہوا تو یہ عاجز ان ۲۷ ملکوں کے لوگوں میں بھی Top (ٹاپ) کر گیا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ میرے ساتھ والے بڑے اچھے تھے اور مجھ پر اتنے مہربان تھے کہ انہوں نے مجھے فرسٹ آنے کا موقع دے دیا۔

آخری دن ان لوگوں نے اپنے ملک کے سات ماہرین نفسیات کو بلایا۔ ان میں سے چار مرد اور تین عورتیں تھیں۔ یہ ان کے ملک کے چنے ہوئے لوگ تھے۔ انہوں نے لیکچر دینا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آج کا عنوان ''Human

Stresses'' (انسانی پریشانیاں) ہے۔ وہ کہنے لگے کہ جس طرح ٹربائن کا روٹر بناتے ہوئے سٹریس آجاتے ہیں اور پھر ان کو ریلیز کرنا پڑتا ہے اسی طرح سائنسی دنیا میں جو منیجر اور ڈائریکٹر ہوتے ہیں ان کے دماغ میں بھی ہر وقت سٹریس پڑ رہے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات وہ چاہتے ہیں کہ کچھ کام ہو جائیں لیکن وہ نہیں ہو پاتے اور کبھی وہ چاہتے ہیں کہ کچھ کام نہ ہوں لیکن وہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ان کے ذہن پر ہر طرف سے Tension (بے چینی) ہو جاتی ہے۔ اگر اس Tension (بے چینی) کو ختم نہ کیا جائے تو اس بندے کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس لیکچر کا نام Human Stresses (انسانی پریشانیاں) رکھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ ہمارے لوگ اسی بات کو ان سادہ لفظوں میں بیان کر دیتے ہیں کہ

''پریشانیاں انسان کو بوڑھا کر دیتی ہیں''

لیکن وہ اسی بات کو سائنس کی زبان میں کھڑے سمجھا رہے تھے کہ پہلے Medically (طبی طور پر) یوں ہوتا ہے، پھر یوں ہوتا ہے، پھر بندے پر اثر پڑتا ہے اور پھر واقعی بندہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

جب انہوں نے اس بات کو Medically (طبی طور پر) ثابت کر لیا تو وہ کہنے لگے کہ آپ ۲۷ ملکوں کے لوگ ہیں، ہم آپ کو ایک Exercise (مشق) کروانا چاہتے ہیں۔ اس Exercise کے ذریعے آپ کی Tension (بے چینی) ختم ہو جایا کرے گی۔ یہ سن کر وہ بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے، جی ہاں آپ ہمیں ضرور Exercise کروائیں۔

انہوں نے ہمیں ایک ہال میں Circle (دائرے) کی شکل میں بٹھایا ہوا تھا۔ سامنے سٹیج پر وہ سب اپنا لیکچر دے رہے تھے۔ وہ کمپیوٹرز اور دوسرے سمعی بصری

www.besturdubooks.wordpress.com

معاونات کی مدد سے اپنی Documentaries (سائنسی فلمیں) دکھا رہے تھے۔ جب انہوں نے سارا کچھ دکھا دیا تو وہ کہنے لگے کہ اب ہم آپ کو وہ Exercise (ورزش) سکھانا چاہتے ہیں تا کہ آپ روزانہ اپنی Tension بھی ریلیز کر لیا کریں اور دوسروں کو بھی سکھائیں تا کہ ان کی Tension بھی ختم ہو سکے۔ ہم نے کہا، بہت اچھا، آپ ضرور سکھائیں۔

آپ حیران ہوں گے کہ انہوں نے کہا،

Shut the doors. (دروازے بند کردو)

ایک آدمی نے جا کر دروازے بند کر دیے۔

Switch off the lights. (لائٹیں بجھادو)

چنانچہ لائٹ بھی بند کر دی گئی۔

Close the eyes. (آنکھیں بند کرلو)

ہم سب نے اپنی آنکھیں بند کر لیں

Bend your heads. (اپنے سروں کو جھکالو)

ہم نے سروں کو جھکا لیا۔ پھر وہ کہنے لگا،

Forget everything. Feel relaxe.

(ہر چیز کو بھول جاؤ۔ سکون محسوس کرو)

ہم اسی طرح بیٹھے رہے اور وہ برابر یہی جملے کہتے رہے تھے:

Forget everything. Feel relaxe

Forget everything. Feel relaxe

پانچ سات منٹ کے بعد ان کے چیئر مین نے کہا،

www.besturdubooks.wordpress.com

"The exercise is over" (ورزش ختم ہو گئی ہے)

اب لائٹیں آن ہو گئیں اور دروازے کھول دیئے گئے۔

اس کے بعد ان میں سے ایک نے کہا کہ اب ہم آپ سے باری باری پوچھیں گے کہ آپ نے اس Exercise (ورزش) کو کیسے Feel (محسوس) کیا۔ چنانچہ انہوں نے پوچھنا شروع کر دیا۔

جمیکا کی ایک لڑکی نے کھڑے ہو کر کہا،

I am feeling elevated (میں ہلکا پھلکا محسوس کر رہی ہوں)

اس کے بعد انڈونیشیا کا ایک لڑکا کھڑا ہو کر کہنے لگا،

I am feeling satisfied ، I am feeling satisfied

(میں اطمینان محسوس کر رہا ہوں، میں اطمینان محسوس کر رہا ہوں)

اب ہم بھی درمیان میں بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے ہم سے Comments (تاثرات) پوچھے تو ہم نے کہا کہ بات یہ ہے کہ آپ نے ہمیں جو کچھ کروایا ہے وہ تو ادھورا کام ہے، جبکہ ہم تو پورا کام روزانہ کرتے ہیں۔ اس نے کہا، آپ کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا، آپ نے ہمیں کہا،

Forget everything. Forget everything

(ہر چیز کو بھول جاؤ، ہر چیز کو بھول جاؤ، ہر چیز کو بھول جاؤ)

یہ آدھا کام ہے۔ ہم اس کے علاوہ بھی کچھ کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ

"ہر چیز کو بھول جاؤ اور اللہ کی یاد میں ڈوب جاؤ"

یہ جو Second half (دوسرا آدھا حصہ) ہے یہ تو آپ نے نہیں کروایا، جبکہ ہم تو یہ بھی کرتے ہیں۔ جب میں نے اس سے یہ بات کہی تو اس نے مجھ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا،

Are you Muslim? (کیا آپ مسلمان ہیں؟)

میں نے کہا،

Yes, I am. (ہاں میں مسلمان ہوں)

جب میں نے یہ کہا تو اس وقت اس نے انگلش کا ایک فقرہ بولا۔ میں نے وہ فقرہ ہو بہو یاد کرلیا، اب میں وہی فقرہ آپ کو سنا رہا ہوں۔ اس نے کہا،

You learnt it by wisdom one thousand and five hundred(1500) years ago but we have just learnt it by science.

(آپ نے اس عمل کو وحی کے ذریعے پندرہ سو سال پہلے سیکھ لیا تھا اور ہم نے اسے ابھی سائنس کے ذریعے سیکھا ہے)

اس نے یہ بات ۲۷ ملکوں کے لوگوں کے سامنے تسلیم کی ۔ میں نے کہا، الحمدللہ، یہ دین اسلام کتنا خوبصورت دین ہے کہ یہ لوگ Research (تحقیق) کر کے بالآخر وہاں پہنچتے ہیں جہاں ہمارے محبوب ﷺ نے تعلیم دی۔ سبحان اللہ، ایک عام بندہ جس کو دین کا کچھ پتہ نہیں اگر وہ بھی اللہ کی یاد میں بیٹھتا ہے تو وہ بھی اس کے فائدے حاصل کر رہا ہوتا ہے۔

میرے دوستو! نعمتیں ہمارے پاس ہیں اور لوگ ان سے دنیا کے فائدے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ لیکن جب مسلمانوں سے کہا جائے کہ اے خدا کے بندو! تم جو پریشان پھرتے ہو، تمہاری اس پریشانی کا علاج گولیاں کھانے میں نہیں بلکہ اللہ کی یاد میں ہے تو وہ اس طرف آتے ہی نہیں۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ وہ اسے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

فالتو کام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر و مراقبہ کہاں سے آ گیا۔ وہ خود تو ساری دنیا کا ذکر کرتے پھرتے ہیں اور اگر ہم اللہ کا ذکر کریں تو یہ انہیں برا لگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس بندے کو اللہ رب العزت سے محبت ہوتی ہے اس کو اس کا نام لینے میں مزہ آتا ہے۔

ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

اگر محبت الٰہی والی یہ کیفیت کسی کو نہ ملی ہو اور اللہ نے اس کو اس سے محروم رکھا ہو تو پھر ہم اس کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

ذکر الٰہی سے سکون ملنے کی وجہ

اللہ کے ذکر کے اندر ایک فنائیت ہے اور اسی فنائیت کے ذریعے انسان کے غم دور ہوتے ہیں جس سے اس کے دل کو سکون ملتا ہے اور وہ اللہ رب العزت کی محبت میں آگے بڑھتا رہتا ہے۔ اسی لئے ذکر کرنے کی بار بار تاکید کی جاتی ہے۔ اگر ہم اللہ کا ذکر کثرت اور باقاعدگی کے ساتھ کریں گے تو ہمیں دین اور دنیا دونوں میں فائدہ ہوگا۔ اب تو یہ بات سائنس سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ذِكْرُ اللهِ شِفَاءُ الْقُلُوْبِ

(اللہ کی یاد دلوں کے لئے شفا ہے)

آپ ذرا لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے ہر وقت اپنے دل میں اللہ رب العزت کی یاد رکھیں پھر اس کی برکتیں دیکھنا۔ ہمارے مشائخ جو ذکر کرواتے ہیں وہ ایسے ہی تسبیح نہیں پھرواتے اور نہ ہی عدد پورے کرواتے ہیں بلکہ اس سے سالک کا دل بدل رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے۔ہم نے اس نسبت کی بہت زیادہ برکتیں دیکھی ہیں۔

میں آپ جیسا بننا چاہتا ہوں......!!!

ایک مرتبہ یہ عاجز کسی ائر پورٹ پر فلائٹ کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ایک نو جوان سامنے سے گزرا۔وہ شراب پی رہا تھا۔ایک مرتبہ تو وہ سامنے سے گزر گیا۔تھوڑی سی دور جا کر وہ پھر لوٹا اور آ کر مجھے ہیلو ہائے کرنے کے بعد کہنے لگا،

I want to be like you. (میں آپ جیسا بننا چاہتا ہوں)

جب میں نے اسے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل بھی ہے تو میں یہ سمجھا کہ اس کو یہ پگڑی اور لباس اچھا لگا ہوگا......ہم سے جب باہر ملک میں لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ نے یہ لباس کیوں پہنا ہوا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ "کیوٹ" لباس ہے۔ان کافروں کو ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ سنت ہے کیونکہ کیا پتہ کہ وہ آگے سے کیا بکواس کردیں۔اور کیوٹ والا ایسا لفظ ہے کہ جب ہم ان کو جواب میں یہ کہتے ہیں تو وہ آگے بول ہی نہیں سکتے۔

خیر جب اس نے کہا کہ میں آپ جیسا بننا چاہتا ہوں تو میں نے اس سے کہا،

Do you like this turban and this white dress?

(کیا آپ یہ پگڑی اور سفید لباس پسند کرتے ہیں؟)

وہ کہنے لگا،

No, I want to be like you because I am seeing some light on your face .

(نہیں، میں آپ کی طرح اس لئے بننا چاہتا ہوں کہ مجھے آپ کے چہرے پر نور نظر آرہا ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اس نے یہ الفاظ کہے تو مجھے فوراً احساس ہوا کہ کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا،

O brother! then you can be better than me

(اے بھائی! آپ تو مجھ سے بھی بہتر بن سکتے ہیں)

وہ کہنے لگا،

Are you sure? (کیا سچ مچ ایسا ہی ہے؟)

میں نے کہا، Yes (جی ہاں)

وہ کہنے لگا،

Ok, I am just comming. (ٹھیک ہے، میں ابھی آرہا ہوں)

وہ یہ کہہ کر سامنے واش روم میں چلا گیا۔ اس نے میرے دیکھتے ہی شراب کی بوتل پھینکی اور واش بیسن پر کلی کر کے چہرہ دھویا۔ وہ تازہ دم ہو کر دوبارہ میرے ساتھ والی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

وہ کہنے لگا،

Let me to introduce myself.?

(کیا میں آپ کو اپنا تعارف کراؤں؟)

میں نے کہا، جی ہاں کرائیں۔

اب اس نے اپنا تعارف کرایا کہ میرا یہ نام ہے اور میں نے ٹوکیو (جاپان) کی یونیورسٹی سے ایم ایس سی کمپیوٹر سائنسز کیا ہوا ہے اور میں اس وقت فلاں بڑی کمپنی کے اندر منیجر ہوں۔ اس نے پھر وہی بات دوہرائی کہ۔

I want to be like you. (میں آپ جیسا بننا چاہتا ہوں)

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے بھی کہا،

You can be better than me.

(آپ تو مجھ سے بھی بہتر بن سکتے ہیں)

وہ کہنے لگا، یہ کیسے ممکن ہے جبکہ میں نوجوان ہوں۔

میں نے کہا، تو کیا ہوا؟ نوجوان ہی تو بن سکتے ہیں۔

وہ کہنے لگا، نہیں، میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ میری **Personality** (شخصیت) کو بھی دیکھ رہے ہیں کہ میں کتنا خوبصورت ہوں، میرا **Status** (عہدہ) اور **Pay** (تنخواہ) بھی آپ کے سامنے ہے مجھے اس ملک میں ہر دن کہیں نہ کہیں سے گناہ کی دعوت ملتی ہے اور میں ''ان'' کا مہمان ہوتا ہوں۔ آج اِدھر عیاشی کر رہا ہوتا ہوں تو کل اُدھر، میرے گاہک نت نئے ہوتے ہیں، جب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے تو مجھے بتائیں کہ میں گناہ سے کیسے بچ سکتا ہوں۔

میں نے کہا، بھئی اگر آپ کے لئے گناہوں سے بچنا مشکل ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے تو آپ کو گناہوں سے بچا دینا آسان ہے۔

وہ کہنے لگا، ہاں، یہ تو ہے۔

میں نے کہا، ہم نے گناہوں سے بچنے کے لئے اپنے بڑوں سے ایک نسخہ سیکھا ہوا ہے، میں آپ کو وہ سکھا دیتا ہوں، پھر اس کی برکت خود دیکھنا۔

وہ کہنے لگا، جی بتائیں۔

میں نے اسی جگہ پر بیٹھے ہوئے اس آدمی کو بیعت کے کلمات پڑھائے اور اس کو مراقبہ کرنے کا طریقہ بتایا۔ اس نے کہیں اور جانا تھا اور میں نے کہیں اور۔ البتہ ہم نے ایڈریس ایکسچینج کر لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی شان کہ تین ماہ کے بعد اس نوجوان نے انگلش میں خط لکھا۔ اس خط کو میں نے Preserve (محفوظ) کیا ہوا ہے۔ اس نے اس خط میں دو باتیں لکھی:

☆...... پہلی بات یہ لکھی کہ "میں پانچ وقت کی نماز تو پڑھتا ہی ہوں، کبھی کبھی مجھے تہجد کی نماز بھی مل جاتی ہے"۔

☆...... دوسری بات یہ لکھی کہ "میں اس بات پہ حیران ہوں کہ میں گناہوں کے سمندر میں رہتے ہوئے گناہوں سے بچا ہوا کیسے ہوں؟

میں نے اس کو جواب میں لکھا کہ

"ہمارے بڑوں کی دعائیں ہمارے گرد پہرہ دیا کرتی ہیں"۔

دور بیٹھا کوئی تو دعائیں دیتا ہے
میں ڈوبتا ہوں سمندر اچھال دیتا ہے

ایک ایس پی کی باطنی اصلاح

ایک مرتبہ ملتان میں بیان کیا۔ کچھ لوگ بیعت ہوئے۔ ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ وہ دوسرے آدمی کو کہہ رہا تھا، بیعت ہو جاؤ، بیعت ہو جاؤ۔ لیکن وہ بیعت ہونے کے لئے تیار نہیں ہو رہے تھے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ ان کو مجبور کیوں کرتے ہیں، یہ تو خوشی کا سودا ہے، جس کا جی چاہے گا وہ بیعت ہو جائے گا۔ اب وہ بندہ جس کو وہ مجبور کر رہا تھا وہ ذرا آگے بڑھ کر کہنے لگا، حضرت! بات یہ ہے کہ میں اس علاقے کا سپرنٹنڈنٹ پولیس (S.P.) ہوں اور یہ میرے بڑے بھائی ہیں، انہوں نے آپ سے بیعت کی ہوئی ہے اور اب مجھے بھی مجبور کر رہے ہیں کہ آپ بھی بیعت ہو جائیں۔ چونکہ میں پولیس کے محکمے میں ہوں اس لئے میرا کھانا بھی حرام، میرا پینا بھی حرام اور میرا پہننا بھی حرام، حتیٰ کہ آپ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ سوچ سکتے ہیں وہ گناہ میں نے کیے ہوئے ہیں، اس لیے بیعت کرنے سے میری کونسی اصلاح ہوگی۔

میں نے کہا، بھلے آپ کی زندگی جیسی بھی ہے، بیعت ہونے کی اپنی برکتیں ہیں۔آپ نے بدعملیوں کی ظلمت کو دیکھا ہے اور ہم نے اس عمل (بیعت) کے نور کو دیکھا ہے، آپ ذرا آزمالیں کہ کچھ ہوتا بھی ہے یا نہیں ہوتا۔اس نے کہا، اچھا، جی بیعت کر لیتا ہوں۔عاجز نے اسے بھی بیعت کیا اور اس کے دل پر بھی انگلی رکھ کر اللہ اللہ کی ضرب لگادی۔

چار پانچ ماہ کے بعد پھر اسی شہر میں پروگرام کے سلسلہ میں جانا ہوا۔اللہ کی شان کہ عصر کی نماز کے بعد جب یہ عاجز کھڑا ہوا تو کسی آدمی نے پیچھے سے آکر ''جپھی'' ڈالی۔میں بڑا حیران ہوا کہ میری تو کسی سے ایسی **Frankness** (بے تکلفی) نہیں ہے کہ کوئی آکر پیچھے سے یوں ''جپھی'' ڈالے۔تھوڑی دیر کے بعد اس نے چھوڑا۔جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے وہ سپرنٹنڈنٹ پولیس نظر آئے۔اس کی مسنون داڑھی تھی۔میں نے دیکھ کر کہا، او سپرنٹنڈنٹ صاحب! کیا حال ہیں؟ کہنے لگا،

''حضرت! وہ سپرنٹنڈنٹ تو اسی دن مرگیا تھا بس آپ کا غلام زندہ ہے''۔

اس کے بعد اس نے بھرے مجمع میں کہا،

''حضرت! میری لائف اتنی بدل گئی ہے کہ میں تہجد کی نماز گھر میں پڑھتا ہوں اور اس مسجد میں آکر فجر کی اذان دیتا ہوں''

ایک ایم این اے پر نسبت کی برکات

بھانیاں منڈی میں ہمارا ایک مدرسہ ''جامعہ رحمانیہ'' ہے۔وہاں کے مہتمم، ناظم

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اساتذہ سلسلہ عالیہ میں بیعت ہیں۔ اس تعلق کی بنا پر اسے ہم اپنا مدرسہ کہتے ہیں۔ اس جامعہ میں بخاری شریف کے افتتاح یا اختتام پر اس عاجز کو لازمی جانا پڑتا ہے کیونکہ علماء کی محفل ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ اختتام بخاری شریف کی محفل میں شمولیت کے لئے انہوں نے عاجز کو شرکت کا حکم دیا۔ اس عاجز نے حکم کی تعمیل کی۔ جب بیان سے فارغ ہوئے تو حاجی عزیز الرحمٰن صاحب میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا، حضرت! میرا ایک فرسٹ کزن ہے اور وہ ایم این اے (ممبر نیشنل اسمبلی) ہے۔ وہ ایک بڑا ہی اچھا انسان ہے۔ اس نے لندن سے تعلیم حاصل کی اور وہ وہیں کے رنگ میں رنگ گیا۔ وہ اس وقت کروڑوں پتی انسان ہے۔ اس نے یہاں بھی اپنی وہی لائف رکھی جو وہاں تھی۔ اس کی اتنی زیادہ جائیداد ہے کہ اس کی زمین بکی اور پورا شہر آباد ہوا۔

انہوں نے کہا کہ وہ پچھلے ۳۵ سالوں سے متواتر ایم این اے بن رہا ہے۔ ایک گورنمنٹ آئے تو بھی وہ ایم این اے بن جاتا ہے اور دوسری گورنمنٹ آئے تب بھی وہ ایم این اے بن جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سارا سال وہاں کے لوگوں کے کام کرتا ہے۔ چونکہ اس کو پیسے کا لالچ نہیں ہے اس لئے وہ بے لوث ہو کر غریبوں کے کام کرتا ہے اور ان کی پریشانیوں میں ان کا ساتھ دیتا ہے۔ اس لئے لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کو ووٹ دیں گے۔ بلکہ وہ اپنے حلقے میں اتنا مقبول اور ہر دلعزیز ہے کہ اگر وہ اپنی جگہ کسی کھمبے کو بھی کھڑا کر دے تو لوگ اس کھمبے کو بھی ووٹ دے کر ایم این اے بنا دیں گے۔ وہ اپنے حلقہ میں اتنا مقبول اور ہر دلعزیز ہے۔ شہر کے ڈپٹی کمشنر، اسسٹنٹ کمشنر، ایس ایچ او اور دیگر افسران اس کے ساتھ اچھی Equation بنا کر رکھتے ہیں کیونکہ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ اس نے تو پھر ایم این اے

www.besturdubooks.wordpress.com

بن جاتا ہے، اگر ہم اس سے بگاڑیں گے تو یہ ہمیں یہاں سے اکھاڑ کر کسی اور صوبے میں بھجوا دے گا اور ہم خواہ مخواہ مصیبت میں پڑ جائیں گے۔

اس کا کام یہ ہے کہ وہ سارا دن اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھا رہتا ہے، غریب آ رہے ہوتے ہیں اور وہ ان کی پریشانیاں دور کرنے میں مدد کر رہا ہوتا ہے، کسی کو نوکری دلواتا ہے، اور کسی کی بیٹی کی شادی کا مسئلہ ہو تو اس کو پیسے دے دیتا ہے۔ اس طرح وہ سارا دن لوگوں کے کام سنوارتا رہتا ہے۔ اس لحاظ سے لوگ اس سے بہت خوش ہیں۔ لیکن اس کی زندگی کا ایک افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اس کا رجحان دین کی طرف اتنا زیادہ نہیں ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ عید پڑھنے کے لئے بھی مشکل سے ہی آتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ وہ دین کے قریب آ جائے۔ میں نے کہا، بہت اچھا۔ وہ کہنے لگے، جی پھر کیا کرنا چاہیے۔ میں نے کہا، اب تو گاڑی میں سامان رکھ دیا گیا ہے اور میں جا رہا ہوں۔ آپ اتنا کام کرنا کہ ان کے پاس چلے جانا اور جا کر یہ کہنا کہ میرے پیر صاحب نے آپ کو سلام دیا ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔

میں تو یہ بات بھول ہی گیا تھا، لیکن اللہ کی شان دیکھئے کہ جب اگلے سال پھر بخاری شریف کے اختتام کے موقع پر وہاں پہنچے تو حاجی عزیز الرحمٰن صاحب خوشی خوشی میرے پاس آئے اور کہنے لگے، حضرت! میں نے اپنے کزن کو پچھلے سال آپ کا سلام دیا تھا، کچھ دیر تو وہ سوچتا رہا اور بعد میں کہنے لگا کہ جب آپ کے پیر صاحب آئیں تو میری ملاقات کروانا، اس لئے میں اب ان کو آپ کی ملاقات کروانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا، اچھا آپ اس کے پاس جائیں اور اس سے کہیں کہ ہمارے بڑوں نے کہا ہے:

بئس الفقیر علی باب الامیر ونعم الامیر علی باب الفقیر

www.besturdubooks.wordpress.com

(فقیروں میں سے سب سے برا فقیر وہ ہوتا ہے جو کسی امیر کے دروازے پر چل کر جائے اور امیروں میں سے بہترین امیر وہ ہوتا ہے جو کسی فقیر کے دروازے پر چل کر جائے)

اس لئے اس فرمان کے مصداق اگر میں تمہارے پاس چل کے آؤں گا تو بئس الفقیر بن جاؤں گا اور اگر آپ ملنے آئیں گے تو نعم الامیر بن جائیں گے، اب بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟

اس کے بعد حاجی صاحب ان کے پاس چلے گئے۔ جب انہوں نے ان سے بات کی تو اللہ کی شان دیکھئے کہ اس نے اپنی پجارو گاڑی نکالی اور جس مدرسہ میں ہم بیٹھے ہوئے تھے وہ ایم این اے صاحب وہاں پہنچ گئے۔ جب وہ آکر چٹائی پر بیٹھ گئے تو لوگ بڑے حیران ہوئے کہ وہ بندہ جو پوری زندگی کبھی مدرسہ میں آیا نہیں تھا وہ بھی آکر چٹائی پر بیٹھا ہوا ہے۔ سلام کرنے کے بعد وہ کہنے لگے کہ میں آپ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس عاجز نے دوسرے حضرات کو باہر بھیج کر دروازہ بند کر دیا۔

دروازہ بند کرنے کے بعد انہوں نے حال احوال پوچھے۔ اس کے بعد عاجز نے توبہ کے عنوان پر چند آیات اور احادیث جو اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالیں ان کے سامنے بیان کیں۔ سننے کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ حضرت! توبہ تو وہ کرے جس کے کچھ گناہ ہوں اور کچھ نیکیاں، اور جس کے گناہ ہی گناہ ہوں، اس نے کبھی نیکی کی ہی نہ ہو، وہ کیسے توبہ کرے، مجھے تو یاد ہی نہیں پڑتا کہ میں نے کبھی نماز بھی پڑھی ہو گی، میرا دماغ یورپ میں جا کر ایسا خراب ہوا کہ مجھے وہاں ''پینے پلانے'' کی عادت پڑ گئی جس کی وجہ سے میں اپنے آپ میں مست ہوتا ہوں، میں اس عادت کو چھوڑ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں سکتا۔ کیا میرے جیسا بندہ بھی بدل سکتا ہے؟ میں نے کہا، ہاں، بدل سکتا ہے۔ وہ کہنے لگے، جی میرے پاس تو نیک اعمال نہیں ہیں۔ میں نے کہا، نہیں نہیں، آپ کے بہت سے نیک اعمال ہیں۔ جب میں نے کہا کہ آپ کے بھی نیک اعمال بہت سے ہیں تو وہ حیران ہونے لگے۔ میں نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر کہا کہ آپ نماز نہیں پڑھتے نا۔ کہنے لگے، ہاں۔ میں نے کہا، مسجد میں بھی نہیں جاتے؟ وہ کہنے لگے، ہاں۔ میں نے کہا کہ یہ گناہ ہی ہے جو آپ کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ نیکیاں بھی کرتے ہیں مثلاً جب کوئی دکھی آتا ہے تو کیا آپ اس کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں؟ کہنے لگے، ہاں۔ میں نے پوچھا، کیا آپ غریبوں پر رحم کھاتے ہیں؟ کہنے لگے، ہاں۔ جو لوگ مشکل میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں کیا ان کی مشکل دور کرنے کے لئے مدد کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگے، جی ہاں میں تو ایسے کام بہت زیادہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا، یہ سب خیر خواہی کے کام ہیں نیکی کے کام ہیں، اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نامہء اعمال کے ذخیرہ میں نیکیاں بھی بہت زیادہ لکھی ہوئی ہیں۔ اب ان کو بھی تسلی ہوگئی کہ میں جو سارا دن فلاحی کام کرتا ہوں یہ بھی نیکی کے ہی کام ہیں۔

اس کے بعد میں نے انہیں سمجھایا کہ دوسروں کے کام آنا تو اللہ رب العزت کے ہاں بڑے اجر والا کام ہے۔ وہ یہ سن کر کہنے لگے کہ اب میں کیا کروں؟ میں نے کہا کہ میں آپ کو کچھ کلمات پڑھا دیتا ہوں ان کی برکت سے تمہارے پچھلے گناہوں کی فائل بند ہو جائے گی اور ایک نئی فائل شروع ہو جائے گی۔ اس کو بات سمجھ آ گئی۔ چنانچہ کہنے لگے، جی ٹھیک ہے۔ میں نے ان کو بیعت کے کلمات پڑھا دیئے، پھر مراقبہ کروا کر رخصت کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد میں حاجی صاحب نے باقی یہ واقعہ سنایا کہ جب یہ صاحب اپنے گھر گئے تو اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں شراب کی جتنی بوتلیں پڑی ہیں سب توڑ دو۔ اس نے سب بوتلیں توڑ دیں...... پہلے دور میں شرابی کو شراب سے توبہ کروانا ولایت کبریٰ کے مقام کے بزرگوں کا کام ہوتا تھا اور اللہ کی رحمت دیکھئے کہ اس دور میں ہم جیسے کو اللہ تعالیٰ سبب بنا رہے ہیں۔ اس کی رحمت کتنی عام ہے...... انہوں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ میری پہلی سوسائٹی کے لوگ اب ہمارے گھر نہیں آئیں گے۔ پھر کہنے لگے کہ اب نماز بھی پڑھوں گا اور نیکی کے دوسرے کام بھی کروں گا۔ اس نے کہا، میں اور کیا چاہتی ہوں، اگر آپ کی زندگی ایسی ہو جائے تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ بیوی یہ سب دیکھ کر حیران ہوتی جا رہی تھی کہ اس کو اچانک کیا ہو گیا ہے۔

خیر' انہوں نے ابھی ایک آدھ ہی نماز پڑھی ہوگی کہ انہوں نے ٹی وی میں خبریں سنیں کہ آجکل حاجیوں کے قافلے حج کے لئے جا رہے ہیں۔ خبریں سن کر انہوں نے بیوی سے کہا کہ میں درجنوں دفعہ امریکہ اور یورپ ہو آیا ہوں لیکن آج تک مجھے عمرہ یا حج کے لئے جانے کی توفیق نہیں ملی جبکہ حج کرنا تو مجھ پر فرض ہے، اس لئے میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں بھی حج کروں۔ بیوی نے کہا، ضرور کریں۔ چنانچہ انہوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے Minister of religious affairs (مذہبی امور کے وزیر) کو فون کیا کہ میں حج پر جانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا۔ جناب ایم این اے صاحب! آپ کل ہی آجائیے، ہم آپ کو سپیشل سیٹ پر بھجوا دیں گے، اس میں تو کوئی مسئلہ ہی نہیں، آپ تو مسلسل ۳۵ سالوں سے ایم این اے بن رہے ہیں، اس وجہ سے آپ کی اپنی ایک حیثیت ہے، آپ جس وقت بھی تشریف لائیں گے ہم اسی وقت آپ کو بھجوا دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ ایک سوٹ کیس لے کر وہاں پہنچ گئے ......اب ہوا یہ کہ دفتر والے جب حاجیوں کے گروپ تشکیل دیتے ہیں تو ان میں سے کسی مجبوری کی بنا پر کبھی کبھی کچھ سیٹیں خالی ہو جاتی ہیں مثلاً کوئی بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے یا فوت ہونے کی وجہ سے کوئی سیٹ خالی ہو جائے ......انہوں نے ان کو ایسی ہی ایک سیٹ پر ایڈجسٹ کر کے گروپ لیڈر بنا کر بھیج دیا۔

اللہ کی شان دیکھئے کہ انہوں نے حج کے دوران اپنے گروپ کے لوگوں کی خوب خدمت کی۔ وہ کھانا بھی لے کر آتے اور دسترخوان بھی ان کے سامنے لگاتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ ہم حیران ہوتے تھے کہ یہ وہی شہزادہ تھا جو کسی کی بات تک نہیں سنتا تھا اب اس قدر بچھا بچھا جاتا ہے۔ خیر حج مکمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ریش والی سنت اپنانے کی بھی توفیق عطا فرمادی۔

حج سے واپس آنے کے بعد جب شہر کے علما کو پتہ چلا کہ اب وہ واپس آ چکے ہیں تو انہوں نے آپس میں سوچا کہ پہلے تو ہماری ان سے بنتی نہیں تھی، لیکن چونکہ اب یہ نیک بن چکے ہیں اس لئے ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم سب جا کر ان کو مبارکباد دیں۔ چنانچہ انہوں نے طے کر لیا کہ ہم بیس پچیس علما عصر کے بعد جا کر ان کو مبارکباد دیں گے۔

ادھر وہ عصر کی نماز پڑھ کر گھر آئے، سر پر ٹوپی تھی، ہاتھ میں تسبیح تھی جو مدینہ منورہ سے لائے تھے۔ ہم نے گھنٹی بجائی تو انہوں نے آدمی کو بھیجا کہ پتہ کرو کہ باہر کون ہے۔ اس نے آ کر بتایا، جی شہر کے علماء آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کو گیسٹ روم (مہمان خانہ) میں بٹھاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔ جب وہ علماء کے پاس پہنچے تو سب سے ملے ...... یہ پہلا موقع تھا کہ وہ شہر کے علما سے گلے مل رہا تھا...... ملنے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بعد ان سے کہنے لگے کہ آپ تشریف رکھیں، میں ابھی آپ کے لئے آبِ زم زم اور کھجوریں لاتا ہوں اور آپ کو میں حج کی باتیں سناتا ہوں۔ علما نے ان کے چہرے پر داڑھی، سر پر ٹوپی اور ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو بڑے خوش ہوئے کہ اللہ کی شان کہ یہ وقت بھی اس کی زندگی میں آنا تھا۔

اندر گئے اور بیوی سے کہا کہ شہر کے علماء آئے ہیں، آپ ان کے لئے زم زم اور کھجوریں دیں اور میں اپنی تسبیح پوری کرلوں۔ وہ زم زم اور کھجوریں لینے کے لئے اندر گئی اور وہ اپنی تسبیح پوری کرنے لگے۔ جب وہ اندر سے زم زم اور کھجوریں لے کر واپس ان کے پاس آئی تو دیکھا کہ وہ اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اللہ اکبر......!!!

جب انہیں موت آئی تو

......حج کر کے آئے تھے،

......چہرے پر سنت کا نور تھا،

......سر پر ٹوپی تھی،

......ہاتھ میں تسبیح تھی،

......نماز پڑھ کر بیٹھے تھے،

......باوضو تھے، اور

......دل میں علمائے کرام کو ہدیہ دینے کی نیت تھی۔

یہ کیا چیز تھی؟ یہ نسبت کی برکت تھی۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ذکر والے کیا کرتے رہتے ہیں ان بیچاروں کو اصل میں حقیقت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ عام دستور ہے کہ الناس اعداء لما جهلوا

(لوگوں کو جس چیز کا پتہ نہیں ہوتا وہ اس کے دشمن بن جاتے ہیں)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہی وجہ ہے کہ ذکر کرنے والوں پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کی وجہ تسمیہ

ہمارے مشائخ بیعت ہونے والے سالک کے قلب پر انگلی رکھ کر اللہ اللہ کی ضرب لگاتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ بخارا کے علماء سے پوچھا کہ مشائخ قلب کے اوپر انگلی رکھ کر جو اللہ اللہ کی ضرب لگاتے ہیں یہ کیا معاملہ ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا، جی آپ کو پتہ ہے کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام ''بہاؤ الدین'' تھا، لیکن نقشبند کے نام سے مشہور ہو گئے، ہمارا سلسلہ سیدنا صدیق اکبر ؓ سے چلا تو شروع شروع میں ''صدیقیہ سلسلہ'' کہلاتا تھا، پھر خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بعض جگہوں پر اس کا نام ''طیفوریہ سلسلہ'' پڑ گیا لیکن نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اس کا نام ''نقشبندیہ سلسلہ'' پڑ گیا، یہ نام زیادہ مشہور ہو گیا۔ حتی کہ جس سے پوچھتے کہ اصلاحی تعلق کہاں ہے تو جواب ملتا نقشبند سے۔ اس طرح اس سلسلہ کا نام ''نقشبندیہ'' ہی مشہور ہو گیا۔ جیسے لوگ اپنے آپ کو علوی کہنا شروع کر دیتے ہیں تو وہ نسباً علوی مشہور ہو جاتے ہیں، حتی کہ یہی نام پہچان کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔ بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے راویوں کے نام لکھے اور ساتھ عَلَوِیًّا، عُثْمَانِیًّا بھی لکھا۔ جب بخاری شریف میں بھی علوی اور عثمانی نسبت کا ثبوت ملتا ہے تو معلوم ہوا کہ پہچان کے لئے ایسا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نقشبندی ہیں تو اس ایک لفظ سے پتہ چل جاتا ہے کہ ان کا کن بزرگوں کے ساتھ تعلق ہے...... کہنے لگے، آپ اپنے ہاتھ کی انگلیاں دیکھئے، یہ ہاتھ کی انگلیاں ''اللہ'' کے لفظ کی شکل بن رہی ہیں۔ خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی انگلیوں سے ''اللہ'' کے نام کی شکل بناتے تھے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو جو روحانی طاقت دی تھی، اس روحانی طاقت کے ساتھ بندے کے قلب پر انگلی رکھ کر ''اللہ'' کا لفظ کہتے تھے،

كان ينقش اسم الله على قلوب السالكين

(وہ سالکین کہ دلوں پر اللہ کا نام نقش کر دیا کرتے تھے)

واقعی سالکین کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے انہوں نے ان کے دلوں پر اللہ کا نام نقش کر دیا ہو۔ وہ چونکہ اللہ کے نام کا نقش سالکین کے دلوں میں پر نقش کر دیتے تھے اس لئے وہ نقشبند کے نام سے مشہور ہو گئے۔

قلب پر انگلی لگنے کا فائدہ عالم نزع میں

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ عجیب بات ارشاد فرمائی۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

''جس قلب پر یہ انگلی لگ گئی اس کو کلمے کے بغیر موت نہیں آ سکتی''۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بڑے ہی خوشگوار موڈ میں تھے، عاجز بھی اس وقت خدمت میں تھا، اس لئے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے میں نے عرض کیا، حضرت! یہ تو بڑی Strong statement ہے۔ جب میں نے اتنی بات کہی تو حضرت میرا مقصد سمجھ گئے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہیں بات سمجھاتا ہوں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب شیخ قلب پر انگلی رکھ کر اللہ اللہ کی ضرب لگاتا ہے تو ایک نور اس بندے کے قلب کے اندر آ جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر اس کا تعلق شیخ کے ساتھ نہ بھی رہے، اس نے معمولات نہ بھی کیے اور اسی طرح غفلت کی زندگی گزارتا رہا تو بھی موت کے وقت جب بالکل آخری وقت آنے لگتا ہے تو اس وقت ایک لمحہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب اس آدمی کی آنکھوں کے سامنے آخرت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مناظر بھی کھلنے لگتے ہیں اور دنیا بھی اس کے سامنے ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ دنیاوی چیزیں اوجھل ہو رہی ہوتی ہیں اور آخرت کے مناظر سامنے آ رہے ہوتے ہیں مگر ایک لمحہ ایسا بھی ہوتا ہے جب آخرت کا منظر بھی آ جاتا ہے اور دنیا کے بھی اثرات ابھی موجود ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا لمحہ ہوتا ہے کہ ادھر تو موت کے مناظر کھل کر سامنے آ چکے ہوتے ہیں اور ادھر ابھی کچھ یاد باقی ہوتی ہے، عین اس وقت جبکہ وہ بندہ جس نے کسی شیخ سے اللہ اللہ کی ضرب لگوائی تھی، جب وہ باوجود غفلت کی زندگی وہ اس لمحے کو پہنچتا ہے تو بزرگوں کے اللہ اللہ کہنے کا نور واضح ہو جاتا ہے اور اس نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے کلمے پر موت عطا فرما دیتے ہیں۔

زندگیوں کے بدلنے کا سلسلہ

اس لئے جو معمولات آپ کو بتائے جاتے ہیں ان کو آپ باقاعدگی کے ساتھ کریں اور خود اس کی برکات دیکھیں۔ ڈاکٹر کو تو یہ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کہ تم ٹھیک ہو رہے ہو، یہ تو مریض خود بتاتا ہے کہ اب میں ٹھیک ہو رہا ہوں۔ ہمارے مشائخ کا بھی یہی طریقہ ہے، وہ خود کچھ نہیں کہتے ہیں بلکہ منسلک ہونے والے خود بتاتے ہیں کہ اب میری زندگی میں تبدیلی آ رہی ہے، میں اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ اچھا محسوس کرتا ہوں، میرے اندر اب نیکی کا شوق زیادہ ہے اور میں فلاں فلاں گناہ چھوڑ چکا ہوں۔ اس لئے خانقاہوں میں مشائخ جو اللہ اللہ کرواتے ہیں اس کے بارے میں یہ ذہن میں نہ رکھیں کہ یہ تسبیح پڑھواتے ہیں اور عدد پورے کرواتے ہیں، نہیں، ظاہراً تو عدد پورے ہوتے نظر آ رہے ہوتے ہیں جبکہ حقیقت میں زندگیوں کے بدلنے کا سلسلہ چل رہا ہوتا ہے۔ رہی بات یہ کہ جی بہت سی خانقاہوں پر آجکل رسمی پیری مریدی کا سلسلہ چل رہا ہے تو پھر یہ تو ہر شعبے میں ہی ہے۔ پہلے

www.besturdubooks.wordpress.com

زمانے میں جیسے عالم تھے کیا آجکل کے دور میں ان جیسے عالم ملتے ہیں؟ کوئی کوئی کہیں کہیں ملتا ہے،اسی طرح پہلے زمانے میں جیسے مشائخ تھے ویسے ہر جگہ تھوڑا ملیں گے۔ یہ قحط الرجال کا دور ہے۔ بہت کم ایسے بندے ہوں گے جو شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی گزار رہے ہوں گے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم متبع شریعت وسنت مشائخ کے ساتھ خود بھی منسلک ہوں اور اپنی اولادوں کو بھی منسلک کریں۔

اصلاحی تعلق کی برکت

یہ عاجز آپ سے ایک بات کہہ دینا چاہتا ہے، آپ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے کہ آپ کی اولاد میں سے جو بچہ سب سے زیادہ نافرمان ہے آپ اس کو کسی صاحب نسبت شیخ سے بیعت کروا دیجئے، اگر نسبت پکی ہوئی تو اس کی زندگی میں یقیناً تبدیلی آئے گی۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ الحمدللہ یہ نسخہ ہزاروں پر آزمایا ہوا ہے۔ ہمارے مشائخ جو توبہ کے کلمات پڑھاتے ہیں ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی بدلے اور وہ غفلت والی زندگی کو چھوڑ کر شریعت وسنت والی زندگی پہ آجائے۔ اس لئے ایسے حضرات کے ساتھ منسلک ہونا، ان سے اللہ اللہ سیکھنا اور اپنی زندگی کو ایک ترتیب سے گزارنا انسان کی شخصیت کے نکھار کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے اس کو ''اصلاحی تعلق'' کہتے ہیں۔ یادرکھیں کہ ہم نے سالکین کو تسبیح کا کبھی نہیں بنانا ہوتا بلکہ اصلاح مقصود ہوتی ہے تاکہ دل میں دین کی محبت آجائے۔ جو سالک نیک نیتی کے ساتھ آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی کو بدل دیتے ہیں۔

آج کی یہ محفل اختتامی محفل تھی اس لئے یہ چند باتیں بیعت کے بارے میں بھی بتادی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ بعض دوست ایسے بھی ہوں جنہوں نے خانقاہوں کا نام بھی نہ سنا ہو، جب نام ہی نہیں سنا ہوگا تو ان کے مقاصد کا کیا پتہ ہوگا۔ یادرکھیں کہ تصوف

www.besturdubooks.wordpress.com

دین ہی کا شعبہ ہے۔

؎ خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہ
کہ در وے بود قیل وقال محمد

دس دن اعتکاف کے اثرات

آپ نے اعتکاف میں یہاں چند دن گزارے ہیں، یہ دیکھنے کو تو دس دن ہی ہیں لیکن آپ ان کے اثرات انشاء اللہ ثم انشاء اللہ پورا سال محسوس کریں گے۔ اگلے رمضان المبارک تک آپ کا دل آپ کو گواہی دے گا کہ آپ اس کے اثرات محسوس کر رہے ہیں۔ یہ کوئی ظاہری چیز نہیں ہے جس کی آپ کوئی گٹھڑی باندھ کر لے جائیں گے بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو سینے سے سینے میں منتقل ہوتی ہے، یہ بغیر کہے اور بغیر بتائے اپنا اثر دکھا رہی ہوتی ہے۔ اس کو ''فیض'' اور ''نور'' کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اس نور کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بالخصوص جو احباب اعتکاف میں بیٹھے ان کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کی ترتیب کو بدلیں، جس طرح وہ اب اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کر چکے ہیں، وہ آئندہ پورا سال اسی طرح گناہوں سے بچ کر گزارنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہو گا اور انشاء اللہ اس معاملہ میں ان کے لئے آسانیاں ہوں گی۔

اظہار تشکر

مقامی احباب جنہوں نے دعوت دی اور یہاں پر اتنے اچھے انتظامات کیے، یہ عاجز اعتکاف والوں کی طرف سے اور اپنی طرف سے ان سب کا شکر یہ ادا کرتا ہے۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہ

(جو بندوں کا شکرادا نہیں کرتا وہ اپنے پروردگار کا بھی شکرادا نہیں کرتا)

ان حضرات نے بہت ہی فراخدلی، بشاشت قلب اور محبت کے ساتھ ہم عاجز مسکینوں کو یہاں آنے کی دعوت دی، ہمیں یہاں ہر اعتبار سے سہولت رہی اور الحمدللہ خوش دلی کے ساتھ اب یہاں سے رخصت ہوں گے اور یہ دعا دے کر جائیں گے کہ اے اللہ! آپ کے ان بندوں نے اس عاجز مسکین کا دل خوش کیا، اس کے بدلے ان سب کے دلوں کو خوش فرمادے۔

نیک خاوند عورت کا مرشد ہوتا ہے

مستورات میں سے جنہوں نے بیعت کی ان کے مردوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ ان کو معمولات کے لئے یاددہانی کرواتے رہیں........بلکہ یاد رکھیں کہ اگر خاوند نیک ہو تو عورت کا مرشد وہی ہوتا ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ آجکل کے خاوند الٹا اس کی دینداری میں رکاوٹ بنے ہوتے ہیں.......اگر بیعت ہونے والی مستورات پہلے پردہ نہیں کرتی تھیں اور اب انہوں نے پردہ کرنے کا ارادہ کیا ہے تو ان کے لئے رکاوٹ نہ بنیے گا، ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے لئے رکاوٹ بنیں۔ اب تو وہ بیانات سن کر یہ ارادہ کر چکی ہیں اس لئے اب ان کو آپ کی سپورٹ چاہیے، لیکن اگر آپ نے ہی کوئی ادھر ادھر کے Comments (تاثرات) پاس کر دیئے تو شیطان محنت کرے گا اور اس کو بگاڑنے کے لئے پورا ایک سال مل جائے گا۔ اس ایک سال میں وہ اس عورت کو Pull down (پست) کر دے گا۔

مستورات کی قابل صد آفرین محنت

جن مستورات نے گھروں میں کھانے بنائے، راتوں کو جاگیں اور دنوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بیانات کے لئے بھاگ دوڑ کی ان کو بھی اللہ رب العزت جزائے خیر عطا فرمائے کیونکہ اتنے مہمانوں کو رمضان المبارک کے دنوں میں سحری وافطاری کا کھانا پہنچانا واقعی قابل صد آفرین بات ہے۔ اور صرف ایک ہی کھانا نہیں بلکہ ماشاء اللہ کئی کئی کھانے ہوتے تھے۔ اس میں مزے تو ہم مہمانوں کے تھے، مقامی احباب تو فقط چائے سے افطاری کرتے تھے اور باقی سب کچھ ہمارے لئے ہوتا تھا اور ہم بھی بڑے خوش تھے۔ ایسے اچھے میزبان کہاں ملیں گے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، جس جس نے جس نیت کے ساتھ جو جو خدمت کی اللہ تعالیٰ ان سب کی نیک نیتوں کے مطابق ان کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمادے اور جو ماں باپ اپنی اولاد کے بارے میں فکرمند ہیں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں کو نیک بنائے اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ (آمین)

آئندہ سال اعتکاف کرنے کی دعوت

اس سال ہمارے مختلف عنوانات ایک ترتیب سے چلے۔ دوست احباب آئندہ کے لئے بھی فرما رہے ہیں کہ آپ نے حاضری دینی ہے اور یہ عاجز بھی ارادہ کر چکا ہے کہ اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ آئندہ سال بھی حاضری دیں گے۔ انشاء اللہ آئندہ سال ان عنوانات کے علاوہ دوسرے اصلاحی عنوانات کو کھولا جائے گا۔ جو کچھ آپ نے اس دفعہ یہاں سے سنا ہے اس کے نوٹس بنا لیں اور سال بھر میں کبھی کبھی مطالعہ کرتے رہیں تاکہ یہ باتیں تازہ رہیں۔

مقامی احباب سے گزارش

مقامی احباب جو آئندہ سال کے لئے دعوت دے رہے ہیں ان کی خدمت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں گزارش ہے کہ وہ آئندہ سال کے پروگرام کے بارے میں دوسرے احباب کو ضرور خبر دیجئے گا کیونکہ پچھلے سال اعتکاف کے بعد مجھے ماریشس، زمبابوے اور مختلف جگہوں کے دوستوں نے کہا کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا ورنہ ہم بھی آتے اور اس دفعہ بھی باہر ملکوں میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی، اس لئے آئندہ سال یہ ضرور کیجئے گا کہ سال کے دوران اگر آپ کی ملاقات قریب قریب کے علماء اور عزیز واقارب سے ہو تو ان کو یہ اطلاع بہت پہلے سے دے دیجئے گا تاکہ جو لوگ اس میں شامل ہونا چاہیں وہ بھی شامل ہو جائیں اور زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھائیں، جتنے زیادہ لوگ فائدہ اٹھائیں گے اتنا ہی زیادہ آپ کو فائدہ ہوگا۔

اعترافِ حقیقت

باقی یہ کہ ہم سب نے جو کچھ کیا ہے اللہ کی رضا کے لئے کیا ہے۔ تاہم ہمیں اس موقع پر کثرت سے استغفار کرنی چاہیے کیونکہ ہمیں اعتکاف کے دوران جن آداب کی رعایت کرنی چاہیے تھی یقیناً ہم سے کوتاہی ہوئی ہوگی، ہم حق ادا نہیں کر سکے، ہمیں اس موقع کو زیادہ فائدہ مند بنانا چاہیے تھا۔

ہر چہ گیرد علتی علت شود

(علتی جو کرتا ہے اس میں علت ہی ہوتی ہے)

بہر حال ہم اپنی سستی اور نالائقی کا اعتراف کرتے ہوئے احساسِ ندامت کے ساتھ پروردگارِ عالم کے سامنے استغفار کرتے ہیں، ہمارے کسی قول و فعل سے کسی کا دل دکھا ہو یا اگر کوئی گناہ سرزد ہوا ہو یا کوئی بات اللہ کو ناپسند آئی ہو تو ہم ان سب سے توبہ کرتے ہیں اور اس وقت یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری کوتاہیوں پر نظر نہ ڈالئے گا بلکہ اپنی رحمت کے خزانوں کو دیکھئے گا اور ہماری خالی جھولیوں کو دیکھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو بھر دیجئے گا،...... دنیا کا بھی دستور ہے کہ جب مزدور مزدوری کرتا ہے تو گھر کا مالک جاتے ہوئے اسے کچھ نہ کچھ دیتا ہے، جب عام دنیا دار مالک بھی کچھ نہ کچھ دے کر بھیجتا ہے تو پھر آپ سب حضرات نے تو اللہ کے در کو پکڑا اور اسی کی رضا کے لئے یہاں بیٹھے، اس لئے ہم دعا گو ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت بھی ہماری جھولیوں کو بھر دے،...... آپ اس وقت اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو کر جو دل میں آئے اپنے رب سے مانگئے، اپنے لئے اور پوری امت کے لئے دعائیں کیجئے کہ اللہ رب العزت ہماری ان دعاؤں کو قبول فرمالے اور آئندہ بھی ہمیں اسی طرح سنت وشریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمادے۔ (آمین بحرمة سید المرسلین)

واخر دعونا ان الحمدلله رب العٰلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ

گناہوں کی نحوست

حضرت اقدس دامت برکاتہم کا یہ بیان ۲۶ جنوری ۲۰۰۲ء کو مدرسہ عربیہ اسلامیہ اسکاؤٹ کالونی گلشن اقبال کراچی میں ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (النساء:۱۲۳)

[جس نے بھی برائی کی اس کو اس کی سزا ملے گی]

یہاں یہ قرآنی اصول سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جس نے بھی گناہ کیا اس گناہ کا وبال اس پر ضرور آئے گا۔

...... برف ہو اور ٹھنڈی نہ لگے۔

...... آگ ہو اور گرم نہ لگے۔

...... گناہ ہو اور اس کے برے اثرات نہ ہوں۔

یہ کیسے ممکن ہے؟

یاد رکھیں کہ گناہوں کی سزا ضرور ملتی ہے، خواہ ہمیں اس کا احساس ہو یا نہ ہو۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کی نحوست

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ط (الانعام: ۱۲۰)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ اٰخَر ....

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ اٰخَر ....

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (النساء: ۱۲۳)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَo

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

گناہ چھوڑنے کا حکم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ط (الانعام: ۱۲۰)

[اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ اور چھپا ہوا]

گناہ اللہ رب العزت کی نافرمانی کرنے کو اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

www.besturdubooks.wordpress.com

مبارک سنتوں سے روگردانی کرنے کو کہتے ہیں۔ گناہ میں انسان کے لئے دنیاوی نقصانات بھی ہیں اور اخروی نقصانات بھی ہیں۔

گناہوں کے نقصانات کا علم

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عالم شخص وہ ہوتا ہے جس پر گناہوں کے نقصانات اچھی طرح واضح ہو جائیں۔ گویا جو شخص گناہوں کے نقصانات سے جتنا زیادہ واقف ہوگا وہ اتنا ہی بڑا عالم ہوگا...... یہ بات بہت کام کی ہے...... وجہ یہ ہے کہ جب انسان کسی چیز کے نقصانات سے واقف ہو تو وہ اس سے بچتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے۔ مثال کے طور پر......

(۱)...... انسان زہر کے نقصانات سے واقف ہوتا ہے اس لئے وہ اس سے بچتا ہے۔ اگر اسے یہ بتا دیا جائے کہ آپ کے سامنے جو ایک ہزار بسکٹ پڑے ہیں ان میں سے نوسو ننانوے بالکل ٹھیک ہیں صرف ایک بسکٹ میں زہر ہے، آپ کھا لیجئے تو کیا وہ اسے کھا لے گا؟ وہ انسان اسے کھانے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوگا۔ وہ کہے گا کہ کیا پتہ جس کو میں کھا رہا ہوں اسی میں زہر ہو۔ چونکہ ہمیں پتہ ہے کہ زہر کے کھا لینے سے انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے اس لئے نہیں کھاتے لیکن ایک بچہ جو اس سے واقف نہیں ہے، اس بچے کو ایک بسکٹ پکڑائیں اور اس سے کہیں کہ یہ زہر والا ہے، تم کھا لو، تو وہ بچہ اسے منہ میں ڈال لے گا۔ اس لئے کہ وہ اس کے نقصان سے واقف نہیں ہے۔ اس مثال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب انسان کسی چیز کے نقصان سے واقف ہوتا ہے تو وہ اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتا اور ہر ممکن طریقے سے بچتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے نقصان ہو جائے گا۔

(۲)...... اسی طرح ہم سانپ کے نقصان سے واقف ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کو پتہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ اگر سانپ کاٹ لے تو انسان مر جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی پلاسٹک کا بنا ہوا سانپ بھی دکھا دے تو لوگ ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ بڑا سانپ تو کیا اگر سانپ کا کوئی چھوٹا سا بچہ بھی کسی گھر میں نظر آ جائے تو عورتیں شور مچا دیتی ہیں۔ جب تک اس کو مار نہ لیا جائے تب تک وہ چین سے نہیں بیٹھتیں۔ وہ کہتی ہیں کہ چونکہ گھر میں بچے ہیں اس لئے اس کو مارنا ضروری ہے۔ چونکہ ہم سانپ کے نقصانات سے واقف ہیں اس لئے اس کا وجود اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتے۔

(۳)...... ہم جانتے ہیں کہ بعض لوگ رات کو ڈاکے ڈالتے ہیں، وہ لوگوں کے گھروں کو لوٹ بھی لیتے ہیں اور بعض اوقات ان کو جان سے بھی مار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ کئی درندہ صفت ڈاکو عزتیں بھی خراب کر دیتے ہیں۔ اسلئے بندے کے دماغ میں ڈاکوؤں کا ایک ڈر سا رہتا ہے۔ اگر کوئی بھی ناواقف بندہ رات کے وقت آپ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹائے گا تو آپ کبھی کھولنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ آپ اسے کہیں گے کہ پہلے اپنا تعارف کراؤ۔ جب تک آپ اس کا مکمل تعارف نہیں کر لیتے اس وقت تک اس اجنبی آدمی کے لئے دروازہ نہیں کھولتے۔ اگر وہ کہے کہ باہر سردی ہے دروازہ جلدی کھولو تو آپ کہیں گے کہ میں دروازہ نہیں کھول سکتا۔ اگر وہ آپ کی منت سماجت بھی کرے گا تو آپ اس کے لئے دروازہ نہیں کھولیں گے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ ڈاکو ہی ہو۔ چونکہ آپ ڈاکو کے نقصانات سے واقف ہیں اس لئے آپ اجنبی شخص کے لئے اپنے گھر کا دروازہ رات کے وقت نہیں کھولیں گے۔

جب یہ مثالیں سمجھ میں آ گئیں تو یہ باتیں بھی ذہن میں رکھئے کہ......

☆...... نفس کی خواہش ہمارے لیے زہر کی مانند ہے۔ نفس ہمارے من میں گناہوں کے جو جو خیالات پیدا کرتا ہے وہ زہر کی مانند ہیں۔ جس طرح انسان زہر سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بچتا ہے اسی طرح وہ نفس کے ان زہریلے خیالات سے بھی بچتا ہے جو اسے گناہ پر برانگیختہ کرتے ہیں۔ جس طرح انسان زہر یلےبسکٹ کی دعوت قبول نہیں کرتا اسی طرح گناہوں کے جو بسکٹ نفس پیش کرتا ہے کہ یہ بھی کرلو، یہ بھی کرلو، تو آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کی بھی وہ بات قبول نہ کرے، وہ یہی سوچے کہ اس خواہش کے پورا کرنے میں زہر ہے۔ لہٰذا اگر میں پوری کروں گا تو روحانی موت مرجاؤں گا۔

☆......اسی طرح برے دوست کی مثال سانپ کی طرح ہوتی ہے۔ اسی لئے ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ ''یارِ بد'' ''مارِ بد'' سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔ یعنی برا دوست سانپ سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اگر مارِ بد (برے سانپ) نے کاٹ لے تو انسان کی جسمانی موت واقع ہوجاتی ہے اور اگر یارِ بد نے کاٹ لے تو انسان کی روحانی موت واقع ہوجاتی ہے...... عاجز تو یہاں تک کہتا ہے کہ برا دوست شیطان سے بھی زیادہ برا ہے۔ وہ اس لئے کہ شیطان انسان کے دل میں فقط گناہ کا ارادہ یا خیال ڈالتا ہے مجبور نہیں کرتا لیکن برا دوست نہ صرف گناہ کا خیال ہی دل میں ڈالتا ہے بلکہ ہاتھ پکڑ کر انسان سے گناہ بھی کروالیتا ہے۔ تو برا دوست سانپ اور شیطان دونوں سے زیادہ برا ہوتا ہے۔

☆...... چونکہ ہم ڈاکو کے نقصانات سے واقف ہوتے ہیں، اس لئے اس کے کہنے پر گھر کا دروازہ نہیں کھولتے۔ شیطان کی مثال ہمارے ایمان کے ڈاکو کی مانند ہے۔ جیسے ڈاکو موقع کی تلاش میں ہوتا ہے کہ میں اس کے گھر میں ایسے وقت میں پہنچوں جب میں گھر کا صفایا کردوں اور اسے پتہ ہی نہ چلے۔ شیطان بھی اسی انتظار میں ہوتا ہے۔ وہ ابنِ آدم کے قلب کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جب وہ بندے کو ذکر

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا دیکھتا ہے تو وہ پیچھے ہٹا رہتا ہے اور جیسے ہی وہ اس کو غافل پاتا ہے تو اسی وقت قلب کے اندر اپنے وار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جب ہم شیطان کے نقصانات سے واقف ہوں گے تو پھر ہم شیطانی وساوس کے لئے اپنے دل کے دروازے نہیں کھولیں گے۔ بلکہ دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد رکھیں گے تاکہ ہم شیطان کے وساوس سے بچ سکیں۔

پتہ چلا کہ ہم گناہوں کے نقصانات سے جتنا زیادہ وقف ہوں گے اتنا ان سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ ہم نے ڈاکٹر لوگوں کو دیکھا ہے کہ اگر ان کو چربی والے کھانے یا پراٹھے دیئے جائیں تو وہ انکو کھانے سے پرہیز کرتے ہیں، حالانکہ ان کو کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ اگر کوئی پوچھے کہ کیوں نہیں کھاتے تو وہ کہتے ہیں، جی ہمیں اس کے نقصانات کا پتہ ہے اور جس بندے کو اس کے نقصانات کا پتہ نہیں ہوتا کہ اس سے دل کی شریانیں بند ہو جاتی ہیں وہ صبح، دوپہر، شام پراٹھے کھاتا ہے۔ وہ خوب چپلی کباب کھاتا ہے خواہ دل کی شریانیں بند ہی ہو جائیں...... اسی طرح ڈاکٹر جب باہر کے علاقے میں جاتے ہیں تو نلکے کا پانی بھی نہیں پیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں کئی بیماریوں کے جراثیم ہوتے ہیں جن سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم تو بوتل کا صاف پانی پئیں گے...... حتیٰ کہ ڈاکٹر جب ہسپتال میں مریضوں کے پاس جاتے ہیں تو دستانے بھی پہنتے ہیں اور ناک پر ماسک بھی لگاتے ہیں۔ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ بیمار کے قریب رہ رہ کر کوئی بیماری دوسرے کو لگ سکتی ہے لہٰذا وہ احتیاط کرتے ہیں۔

کھمبے سے بجلی کی تار جا رہی ہو اور آپ کسی الیکٹریکل انجینئر سے کہیں کہ جناب! ذرا اس کو ہاتھ تو لگائیں تو وہ کہے گا، جناب! میں بے وقوف نہیں ہوں۔ اگر کہیں کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ لگا دیں تو وہ کہے گا، بجلی ایک دفعہ بھی معاف نہیں کرتی وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بجلی [illegible] ہے۔ انجینئر تو سمجھتا ہے کہ اس کے اندر وولٹیج ہے اور اس سے جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے لیکن عام آدمی دھوکا کھا جائے گا کیونکہ اسے نظر نہیں آرہا ہوتا۔ اسی طرح عام آدمی چونکہ گناہوں کے نقصانات سے واقف نہیں ہوتا اس لئے وہ پرہیز نہیں کرتا۔ لیکن عالم سمجھتا ہے کہ گناہوں میں ایسی نحوست ہے اور ان کے مرتکب ہونے سے انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے اس لئے وہ گناہوں کے قریب نہیں جاتا۔

علم کے باوجود گمراہی

جس انسان کے نزدیک نیکی اور گناہ میں فرق ہی نہیں ہوتا وہ ایک طرف گناہ بھی کر رہا ہوتا ہے اور دوسری طرف تسبیح بھی پھیر رہا ہوتا ہے، اس کے پاس علم ہے ہی نہیں۔ اور اگر علم ہے تو وہ علمِ نافع سے محروم ہے۔ قرآن عظیم الشان میں ہے

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

[کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا ہے، اللہ نے علم کے باوجود اس کو گمراہ کر دیا] (الجاثیہ: ۲۳)

علم کے باوجود گمراہی کا کیا مطلب؟......

آپ نے دیکھا ہوگا کہ کچھ لوگوں کو سگریٹ پینے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ...... سگریٹ نوشی مضرِ صحت ہے...... حتیٰ کہ بنانے والی کمپنی بھی لکھ دیتی ہے کہ سگریٹ نوشی مضرِ صحت ہے...... پینے والا بھی لوگوں کو کہتا ہے کہ ہم تو پیتے ہیں تم نہ پینا...... معلوم ہوا کہ وہ اسکے نقصانات کو جانتا ہے مگر پھر بھی پیتا ہے۔ کھانا کھا کر اس کی طبیعت میں ایسی طلب اٹھتی ہے کہ وہ پھر سگریٹ پیتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں علم کے باوجود گمراہ ہونا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی طرح انسان جانتا ہے کہ غیر محرم کو دیکھنا گناہ کبیرہ ہے مگر اس کی نگاہیں قابو میں نہیں ہوتیں۔ وہ بیمار ہوتا ہے، اس کا اپنے اوپر بس نہیں چلتا۔ اس کا نفس اس گھوڑے کی طرح بے قابو ہوتا ہے جو اپنے سوار کی بات نہیں مانتا اور بھاگتا ہی رہتا ہے۔ جس انسان کو علمِ نافع نصیب ہو جائے اور وہ گناہوں کے نقصانات کو اچھی طرح پہچان لے وہ آدمی پھر گناہوں کے قریب بھی نہیں جاتا اور ہر ممکن اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

نیکی اور گناہ میں فرق

نیکی اور گناہ کا وہی فرق ہے جو روشنی اور اندھیرے کا ہوتا ہے۔ اگر کسی جگہ اندھیرا ہو تو وہاں انسان کو سانپ اور بچھو نظر ہی نہیں آتے اور وہ ان سے بچ نہیں سکتا۔ جیسے ہی روشنی آتی ہے سانپ بچھو کا پتہ چل جاتا ہے۔ اول تو وہ خود بھاگ جاتے ہیں ورنہ انسان ان کو مار دیتا ہے۔ اسی طرح جس انسان کے پاس علم کا نور ہوتا ہے اس نور کے آتے ہی گناہوں کے سانپ بچھو اس کے سامنے واضح ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ انسان ان سانپ بچھوؤں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

نورِ قلبی کی حفاظت

یہ ایک موٹی سی بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ عام لوگوں میں اور اولیاء اللہ میں بنیادی فرق گناہوں سے بچنے کا ہے۔ ہم عام لوگ تو کبھی کبھی ایسی نیکیاں کر لیتے ہیں جیسی بڑے بڑے اولیاء اللہ کرتے ہیں ...... خوب رجوع الی اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور دل میں نور آجاتا ہے۔ مگر جب مسجد سے باہر نکلتے ہیں تو گھر پہنچنے سے پہلے پہلے جتنا نور آیا تھا سب ختم ہو جاتا ہے ...... جیسے کچا گھڑا ہوتا ہے، اگر اس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی ڈال دیں تو چند گھنٹوں کے بعد وہ خالی ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں سے پانی قطرہ قطرہ کر کے ٹپکتا رہتا ہے۔ اسی طرح ہمارا حال ہوتا ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر عبادت کی تو دل میں نور بھر گیا لیکن جیسے ہی مسجد سے باہر گئے اور لوگوں سے ملے تو دوسروں کی غیبت کرنے کی وجہ سے اور بدنظری وغیرہ کی وجہ سے وہ نور ٹپکنا شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح ہم اس نور کو ضائع کر بیٹھتے ہیں، اس کی حفاظت نہیں کرتے۔

میں نے خود ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بیت الخلاء میں بالٹی پڑی تھی۔ اس کے اوپر والی ٹونٹی بند تھی مگر لیک تھی اور اس میں سے ایک ایک قطرہ پانی ٹپک رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد پوری بالٹی بھر گئی۔ وہاں ایک لوٹا بھی رکھا ہوا تھا اور وہ ٹونٹی کے قریب سے پھٹا ہوا تھا۔ اس کو بھرنے کے لئے ٹونٹی کھولی تو وہ بھرتا ہی نہیں تھا۔ میں دونوں چیزوں کو دیکھ کر حیران ہوا کہ بالٹی کے اندر کوئی سوراخ نہیں ہے اور اوپر بند ٹونٹی سے ایک ایک قطرہ پانی ٹپک رہا ہے مگر چونکہ پانی محفوظ ہو رہا ہے اس لئے تھوڑی دیر کے بعد پوری بالٹی بھر گئی۔ اور جس لوٹے کو سوراخ تھا اس کے اوپر ہم نے ٹونٹی پوری کھول دی مگر وہ بھرا ہی نہیں...... یہی مثال ہماری اور ایک ولی کی ہوتی ہے۔ ہم لوگ اس لوٹے کی مانند ہیں جس میں سوراخ تھا۔ اس لئے جتنا نور بھی اندر آتا ہے وہ ضائع ہوتا رہتا ہے اور اللہ کے ولی کی مثال اس بالٹی کی مانند ہے ان کے اندر قطرہ قطرہ نور بھی آئے تو وہ اس نور کو محفوظ کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے دل کی بالٹی نور سے بھری رہتی ہے۔

معصیت سے بچنے کا انعام

شریعتِ مطہرہ میں اس بات کو پسند کیا گیا ہے کہ انسان لمبی عبادتیں کرنے کی بجائے گناہوں سے زیادہ بچے۔ مثلاً ایک آدمی تہجد نہیں پڑھتا، لمبے لمبے اذکار نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا، نفلی روزے نہیں رکھتا، بھلے نفل اعمال کچھ نہ کرے مگر گناہوں سے بچے تو وہ اللہ کا ولی ہے کیونکہ اس کی زندگی میں معصیت نہیں ہے ...... ہمارے سلسلے میں بھی گناہوں سے بچنا سکھایا جاتا ہے...... طلبا کو اس بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ ہمارے وجود سے کوئی بھی کام شریعت کے خلاف صادر نہ ہو۔ ہم اپنے علم اور ارادہ سے کوئی گناہ نہ کریں۔ اگر یہ بات آپ نے پالی تو سمجھ لیجئے کہ آپ کو ولایت کا مقام حاصل ہو گیا ہے۔ یاد رکھیں کہ ولایت کے لئے......

۔ ہوا میں اڑنا شرط نہیں۔

۔ پانی پر چلنا شرط نہیں۔

۔ کوئی کرامت کے واقعات کا پیش آجانا شرط نہیں۔

بلکہ ولی اس کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو گناہوں سے بچا لیتا ہو۔ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کہہ دیا:

اِنْ اَوْلِيَآءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال:۳۴)

[اس کے ولی وہ ہوتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں]

یہ بھی یاد رکھیں کہ تقوی کچھ کرنے کا نام تقویٰ نہیں بلکہ کچھ نہ کرنے کو تقوی کہتے ہیں۔ یعنی وہ باتیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں انکو نہ کرنا تقوی کہلاتا ہے۔ موٹے الفاظ میں سمجھ لیجئے کہ تقوی یہ ہے کہ آپ ہر اس کام سے بچیں جس کو کرنے سے کل قیامت کے دن کوئی آپ کا گریبان پکڑنے والا ہو۔ لہٰذا اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا لمبی لمبی نفلی عبادتیں کرنے سے زیادہ اہم ہے۔ اب ایک آدمی لمبی لمبی عبادتیں کرتا ہے مگر ساتھ ساتھ غیبت بھی کرتا ہے اور لوگوں کا دل بھی دکھاتا ہے تو وہ بے چارہ تو فقیر ہے۔ کل قیامت کے دن جب وہ پیش ہوگا تو یہ حق والے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی ساری عبادتیں لے کر چلے جائیں گے بلکہ ان کے گناہ الٹا اس کے سر پر رکھ دیئے جائیں گے۔ حدیث پاک میں ہے:

اَلْوِقَایَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الْعِلَاجِ

(پرہیز علاج سے بہتر ہے)

ایک آدمی کو نزلہ زکام ہو، وہ دوائی بھی کھائے اور ساتھ ساتھ آئس کریم بھی کھائے تو اس کی بیماری ٹھیک نہیں ہوگی۔ ڈاکٹر کہیں گے پہلے پرہیز کرو تب دوائی فائدہ دے گی۔ اسی لئے مشائخ کہتے ہیں کہ گناہوں سے پہلے بچو تب ذکر اذکار کا فائدہ ہوگا۔ آج کا عنوان بھی یہی ہے کہ ہم اپنے جسم کو گناہوں سے بچائیں اور اللہ رب العزت کی نافرمانی نہ کریں۔ اس بات پر ہماری ہر وقت نظر رہے کہ ہم کسی گناہ کا بھی ارتکاب نہ کریں۔ ہم صبح اٹھیں تو دل میں یہ نیت ہو کہ میں نے آج کوئی گناہ نہیں کرنا۔ پھر صبح سے شام تک اس کوشش میں لگے رہیں کہ

......آنکھ سے کوئی گناہ نہ ہو،

......زبان سے کوئی گناہ نہ ہو،

......کان سے کوئی گناہ نہ ہو،

......شرمگاہ سے کوئی گناہ نہ ہو،

......ہاتھ پاؤں سے کوئی گناہ نہ ہو

خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سلسلہ کے بزرگ تھے۔ انہوں نے ایک بڑی ہی پیاری بات لکھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس بندے نے کوئی دن گناہوں کے بغیر گزارا ایسا ہی ہے کہ جیسے اس نے وہ دن نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی معیت میں گزارا...... سبحان اللہ ...... اسلئے آپ روزانہ اٹھ کر صبح کو اللہ سے دعائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

مانگا کریں کہ اے مالک! میں آج کا دن ایسا گزارنا چاہتا ہوں کہ تیرے حکم کی نافرمانی نہ ہو۔اس کو تمنا بنا کر مانگیں۔اگر کوئی ایک دن بھی ہماری زندگی میں ایسا ہوا تو ہم امید کر سکتے ہیں کہ اس دن کی برکت سے قیامت کے دن ہم پر اللہ کی رحمت ہو جائے گی۔

گناہ نجاست کی مانند ہے

امید ہے کہ یہاں تک بات آپ کے ذہن نشین ہو چکی ہوگی۔ یہاں تک تو تمہید تھی۔اب یہ عاجز اصل مضمون سمجھانا چاہتا ہے...... لہٰذا سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے...... گناہ باطنی اعتبار سے نجاست کی مانند ہوتا ہے۔چنانچہ ہم جس عضو سے بھی گناہ کرتے ہیں ہمارا وہ عضو باطنی طور پر ناپاک ہو جاتا ہے۔گویا

......آنکھ نے غلط دیکھا تو آنکھ ناپاک ہوگئی،

......زبان سے جھوٹ بولا تو زبان ناپاک ہوگئی،

......کان سے غیبت سنی تو کان ناپاک ہو گئے،

......ہاتھوں سے چوری کی تو ہاتھ ناپاک ہو گئے،

......پاؤں سے غلط کام کے لئے چل کر گئے تو پاؤں ناپاک ہو گئے،

......شرمگاہ سے بدکاری کی تو شرمگاہ ناپاک ہوگئی،

لیکن اگر سراپا گناہ میں مبتلا ہو کر بھی توبہ تائب ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی پاک فرما دیں گے۔

گناہ کی بدبو

نجاست کے اندر بدبو ہوتی ہے۔لہٰذا انسان جن اعضا سے گناہ کرتا ہے ان

www.besturdubooks.wordpress.com

اعضا سے باطنی طور پر بدبو آتی ہے۔اس کی دلیل حدیث پاک میں ملتی ہے۔مثال کے طور پر......

(۱)......حدیث پاک میں آیا ہے کہ انسان جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کے منہ سے بدبو نکلتی ہے حتیٰ کہ فرشتے اس سے تکلیف محسوس کرتے ہیں اور اس بندے سے دور ہو جاتے ہیں۔

(۲)......حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب آدمی کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو ملک الموت کے ساتھ آنے والے دوسرے فرشتے اس آدمی کے اعضاء کو سونگھتے ہیں، جن جن اعضا سے اس نے گناہ کئے ہوتے ہیں ان اعضاء سے ان کو بدبو محسوس ہوتی ہے...... جیسے بچے ہوئے کھانے کو عورتیں سونگھ کر پتہ لگا لیتی ہیں کہ یہ ٹھیک ہے یا خراب۔ ذرا سی مہک محسوس ہو تو وہ کہتی ہیں کہ کھانا خراب ہے...... بالکل اسی طرح فرشتے موت کے وقت انسان کے اعضاء کو سونگھتے ہیں، اگر ان میں گناہوں کی بدبو ہو تو انہیں پتہ چل جاتا ہے اور وہ اس بندے کی پٹائی شروع کر دیتے ہیں۔اور جو توبہ تائب ہونے والا نیکوکار انسان ہوتا ہے اس کے اعضاء گناہوں سے پاک ہوتے ہیں لہٰذا ان سے بدبو محسوس نہیں ہوتی۔

(۳)......سیدنا عثمان غنی ﷛ کے پاس ایک صاحب آئے اور آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ ہماری محفلوں میں بے مہابہ چلے آتے ہیں اور انکی نگاہوں سے زنا ٹپکتا ہے...... اس سے پتہ چلا کہ بسا اوقات گناہوں کی بدبو بعض لوگوں کو دنیا میں بھی محسوس ہو جاتی ہے۔

یاد رکھیں کہ گناہوں کی یہ بدبو صرف دنیاوی زندگی میں اور موت کے وقت ہی فرشتوں کو محسوس نہیں ہوتی بلکہ جہنم میں پڑنے کے بعد بھی ان کے اعضا سے بدبو

www.besturdubooks.wordpress.com

محسوس ہو گی۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو انسان زنا کار ہیں جہنم میں ڈالنے کا باوجود ان کی شرمگاہوں سے ایسی بدبودار ہوا نکلے گی کہ سارے جہنمیوں کو پریشان کر دے گی اور وہ بڑے غصے کے ساتھ اس جہنمی کو دیکھ کر کہیں گے کہ تیرے جسم سے کیسی بدبو نکلی جس نے جہنم کے اندر ہماری تکلیف میں اضافہ کر دیا۔

نیکی کی خوشبو

نیکی میں خوشبو ہوتی ہے، لہٰذا نیک لوگوں کے اعضا سے خوشبو آتی ہے۔ اگر ہم نیکوکار بن جائیں گے تو ہمارے جسم سے بھی باطنی طور پر خوشبو آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے بعض حضرات کے اندر تو نیکی کی خوشبو اتنی بڑھا دی کہ وہ لوگوں کو ظاہر میں بھی محسوس ہوتی تھی۔ مثال کے طور پر......

(۱)......خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک پسینے سے اتنی خوشبو آتی تھی کہ امِ سلیم رضی اللہ عنہا بچوں کو بھیج کر محبوب ﷺ کے پسینے کے قطروں کو شیشیوں میں جمع کرواتی تھیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا، ام سلیم! تم ایسا کیوں کرتی ہو؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم اس مبارک پسینے کے قطروں کو جب خوشبو میں ملا لیتی ہیں تو خوشبو کی مہک میں اضافہ ہو جاتا ہے......مدینہ طیبہ کی دلہنیں بھی وہ پسینہ بطور خوشبو استعمال کیا کرتی تھیں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی شادی تھی۔ ان کے پاس پیسے نہیں تھے۔ ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسینے کے چند قطرے عنایت فرما دیئے۔ جب ان کی بیٹی نے جسم پر لگائے تو اس سے خوشبو آنے لگی۔ بلکہ انہوں نے اس میں سے کچھ قطرے اپنے گھر میں رکھ لئے۔ اس گھر میں بھی خوشبو آنا شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں وہ گھر ''خوشبوؤں والوں کا گھر'' مشہور ہو گیا......اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام جس راستے سے چل کر جاتے تھے اس راستے سے خوشبو آتی تھی۔

(۲)......سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے محفوظ کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے ان کے جسم سے بھی خوشبو آیا کرتی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

كَانَ رِيْحُ اَبِىْ بَكْرٍ اَطْيَبُ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

[ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جسم سے ایسی خوشبو آتی تھی جو مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہوا کرتی تھی]

(۳)......امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ جب مسجد نبوی میں جاتے تھے تو وہاں قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ انکے منہ سے خوشبو آیا کرتی تھی۔ کسی نے پوچھا، حضرت! کیا آپ منہ میں الائچی رکھتے ہیں یا کوئی اور چیز رکھتے ہیں، ہم نے اتنی خوشبو کبھی کہیں نہیں سونگھی۔ وہ کہنے لگے، نہیں، بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ عاصم! تو اتنی محبت کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے کہ مجھے بہت پسند آتا ہے، آؤ میں تمہارے منہ کو بوسہ دے دوں، جب سے نبی علیہ السلام نے خواب میں میرے منہ کا بوسہ لیا اس وقت سے میرے منہ سے خوشبو آتی ہے۔ سبحان اللہ۔

(۴)......شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل درود شریف میں لکھا ہے کہ ایک آدمی رات کو سونے سے پہلے روزانہ درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں اسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا، اپنا منہ میرے قریب کرو جس سے تم مجھ پر درود پڑھتے ہو، میں اس کا بوسہ لینا چاہتا ہوں۔ اس نے اپنا رخسار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کر دیا۔ چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ نے اس کے چہرے کا بوسہ لیا اور اس کی،

www.besturdubooks.wordpress.com

آنکھ کھل گئی۔ جیسے ہی آنکھ کھلی پورا گھر مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ اس کے بعد آٹھ دن تک اسکے رخسار سے مشک کی خوشبو آتی رہی۔

(۵)..... انڈیا میں ایک بزرگ خواجہ مشکی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کے جسم سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔ لوگ حیران ہو کر پوچھتے تھے کہ آپ کیسی خوشبو لگاتے ہیں کہ آپ کے کپڑے ہر وقت معطر محسوس ہوتے ہیں۔ کسی نے ایک مرتبہ بہت مجبور کیا تو وہ فرمانے لگے کہ میں تو کوئی خوشبو نہیں لگاتا۔ اس نے کہا کہ پھر آپ کے کپڑوں سے خوشبو کیسی آتی ہے؟

انہوں نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں کسی گلی میں سے گزر رہا تھا۔ ایک مکان کے دروازے پر ایک بوڑھی عورت کھڑی تھی۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ گھر میں کوئی بیمار ہے، تم نیک بندے نظر آتے ہو، اس کو کچھ پڑھ کے پھونک دو، ہوسکتا ہے کہ ٹھیک ہو جائے۔ میں نے اس پر اعتماد کیا اور گھر کے اندر چلا گیا۔ جب اندر گیا تو اس نے تالا لگا دیا۔ اس کے بعد گھر کی مالکہ سامنے آئی۔ اسکی نیت میرے بارے میں بری تھی۔ وہ کہنے لگی کہ میں روزانہ تجھے گزرتے ہوئے دیکھتی تھی، میرے دل میں برائی کا خیال پیدا ہو گیا چنانچہ میں نے آج تجھے اس بوڑھی عورت کے ذریعے گھر بلایا ہے، لہٰذا اب میں گناہ کرنا چاہتی ہوں۔ جب اس نے اپنی نیت کا اظہار کیا تو میں بہت پریشان ہوا۔ میں نے اس کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا اور باہر نکلنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن وہ کہنے لگی کہ اب تالا لگ چکا ہے، اگر نہیں مانو گے تو میں شور مچاؤں گی اور بہتان لگا کر سنگسار کرواؤں گی، اب دو باتوں میں سے ایک بات کا انتخاب کر لو۔ یا تو سنگسار ہونا پسند کر لو یا پھر میرے ساتھ گناہ کا ارتکاب کر لو۔ اس کی یہ باتیں سن کر میں بہت پریشان ہوا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں تجویز

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈالی تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے بیت الخلاء میں جانے کی ضرورت ہے، لہٰذا میں فارغ ہوکر تم سے بات کروں گا۔ اس عورت نے سوچا کہ چلو آمادہ تو ہو گیا ہے، تاہم اس نے مجھے بیت الخلاء کی جگہ دکھادی۔ میں وہاں گیا تو مجھے بیت الخلاء میں جو گندگی اور نجاست نظر آئی میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے اپنے جسم پر اور اپنے کپڑوں پر مل لیا۔ جب میں باہر نکلا تو میرے جسم سے سخت بدبو آرہی تھی۔ چنانچہ جب اس عورت نے مجھے دیکھا تو اس کے دل کے اندر میرے نفرت پیدا ہوگئی اور وہ کہنے لگی کہ یہ تو کوئی پاگل ہے، نکالو اس کو یہاں سے، یوں میں اپنا ایمان بچا کر اس گھر سے نکل آیا۔ اس کے بعد مجھے پریشانی ہوئی کہ میرے بدن اور کپڑوں سے لوگوں کو بدبو آئے گی۔ لہٰذا میں جلدی سے غسل خانے میں پہنچا اور میں نے اپنے بدن کو اور کپڑوں کو دھویا اور پاک کیا۔ جب گیلے کپڑے پہن کر میں باہر نکلا تو اس وقت میرے جسم سے خوشبو آنے لگی...... اللہ اکبر...... ان کا اصل نام تو کوئی اور تھا لیکن چونکہ ان کے جسم سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی اسلئے لوگ انھیں خواجہ مشکی کہہ کر پکارا کرتے تھے...... تو ایک موٹی سی بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ نیکی سے جسم سے خوشبو آتی ہے اور گناہ سے جسم سے بدبو آتی ہے۔

قبر میں بدن خراب ہونے یا نہ ہونے کی وجہ

اب ایک اور بات بھی آپ سمجھ لیجئے...... یہ چیز آپ کو فائدہ دے گی...... وہ یہ کہ کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو گلنے والی ہوتی ہیں۔ مثلاً آپ چاول پکائیں اور گرم گرم چاول کسی برتن میں ڈھانپ کر رکھ دیں تو ان میں بدبوسی پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے کہ آپ نے گرم گرم ڈال دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ سفر میں کھانا لے کر جاتے ہیں لیکن وہ جب کھولتے ہیں تو اس میں سے بدبوسی محسوس ہوتی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ او ہو، بیوی نے کھانا پکایا تو تھا مگر گرم گرم ڈال دیا جس کی وجہ سے اس کے اندر بدبو آ گئی۔ یہاں یہ بات سمجھنے والی ہے کہ وہ کھانا اس لئے خراب ہوا کہ اس میں خراب ہونے والی چیز موجود تھی...... آپ اپنے پاس چینی یا گڑ کو بند کر لیں اور ایک سال بعد ڈبہ کھولیں تو اس کی مہک ٹھیک ہوگی کیونکہ اس میں خراب ہونے والی کوئی چیز نہیں تھی۔ ایک سال کے بعد بھی چینی چینی ہی ہوگی اور گڑ گڑ ہی ہوگا...... اب یہ بات بھی آپ کو معلوم ہوگئی کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن میں خراب ہونے کا مادہ موجود ہوتا ہے اور وہ چند گھنٹوں میں ہی خراب ہو جاتی ہیں اور کچھ چیزوں میں خراب ہونے کا مادہ نہیں ہوتا لہٰذا وہ سالوں پڑی رہیں تو بھی خراب نہیں ہوتیں۔ اب جب یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی تو اس عاجز نے آپ کو جو اصل بات بتانی تھی وہ یہ ہے کہ گناہ کے اندر خراب کرنے کا مادہ ہوتا ہے کیونکہ وہ نجاست کی مانند ہوتا ہے اور نجاست بدبو ہی پھیلاتی ہے جس سے چیزیں خراب ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے گناہوں کے اثرات کی وجہ سے قبروں کے اندر بدن خراب ہو جاتے ہیں اور کیڑوں کی غذا بنتے ہیں۔ او رنیکی کے اندر خوشبو ہوتی ہے اور خوشبو کو آپ جتنا عرصہ ڈھانپ کر رکھیں وہ خوشبو ہی رہے گی۔ لہٰذا اب ایک بات سامنے آئی کہ جو انسان دنیا میں توبہ تائب ہو کر مرے گا اس کے اوپر گناہوں کے اثرات نہیں ہوں گے۔ یہ بندہ قبر میں بھی چلا گیا تو اس کا جسم قبر میں بھی نہیں گلے سڑے گا۔ کیونکہ اس کے اندر گناہوں کے اثرات ہی نہیں ہیں۔ اس لئے بعض حضرات نے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے جسم قبروں میں بالکل صحیح سالم دیکھے۔ ایک مرتبہ ہمارے شہر کے قبرستان میں قبر کے لئے زمین کو کھودا گیا تو ایک قبر کھل گئی۔ لوگ دیکھ کر حیران ہوئے کہ میت کا جسم تو کیا کفن کا کپڑا بھی بالکل صحیح سالم تھا۔ اس لئے کہ وہ بندہ توبہ تائب ہو کر مرا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے گناہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ایسے پاک کیا تھا کہ اس کے بدن پر گناہوں کا کوئی اثر نہیں تھا۔ اس لئے اس کا جسم زمین کے اندر خراب ہی نہیں ہو رہا تھا۔

ایک حیران کن منظر

پندرہ بیس سال پہلے کی بات ہے کہ میں کسی کام کے سلسلے میں لاہور گیا ہوا تھا۔ وہاں ایک دوست نے مجھے کہا، حضرت! اگر آپ کے پاس وقت ہو تو آپ کو ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں۔ میں نے پوچھا، کونسی چیز؟ وہ کہنے لگا، حضرت! آپ وہ چیز دیکھ کر یقیناً خوش ہوں گے لہٰذا اگر آپ کے پاس وقت ہے تو میں آپ کو لئے چلتا ہوں۔ میں نے کہا، ٹھیک ہے چلیں۔ اس نے مجھے اپنی گاڑی پر بٹھا لیا اور تقریباً دس کلو میٹر کا سفر طے کرنے کے بعد اس نے بریک لگا دی۔ وہ خود بھی گاڑی سے نیچے اتر آیا اور مجھے بھی کہا، حضرت! آپ بھی اتر آئیں۔ چنانچہ میں بھی اتر گیا۔

اس نے مجھے وہاں سڑک کے کنارے پر برگد کا ایک ایسا درخت دکھایا جو سخت آندھی کی وجہ سے جڑوں سے اکھڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ اس درخت کی کیا خوبی ہے۔ وہ کہنے لگا، حضرت! آپ ذرا اس کے قریب ہو کر اس کی جڑوں کے اندر دیکھیں۔ چنانچہ جب میں نے قریب ہو کر دیکھا تو میں حیران رہ گیا کہ اس درخت کی جڑوں کے درمیان والی مٹی میں نورانی چہرے والے ایک باریش آدمی کی میت دفن تھی۔ اس میت کو درخت کی جڑوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ درخت کے اکھڑنے کی وجہ سے اس کی جڑوں میں سے مٹی گر گئی جس کی وجہ سے اس کی میت نظر آ رہی تھی اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس کا جسم اور کفن بالکل صحیح سلامت تھے۔ سبحان اللہ۔

بعد میں ہم نے غور کیا کہ یہ درخت تقریباً ایک سو سال پہلے لگایا گیا تھا۔ جوں

www.besturdubooks.wordpress.com

جوں درخت بڑھتا گیا اس کی جڑیں اس آدمی کی میت کو چاروں طرف سے گھیرتی گئیں۔ معلوم نہیں کہ اس آدمی کو اس درخت کے لگنے سے کتنا پہلے دفن کیا گیا تھا۔

قبر کیا سلوک کرتی ہے؟

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جنازہ پڑھنے گئے ...... اب ذرا غور کیجئے گا کیونکہ یہ عاجز جو نکتہ آپ کے ذہن میں بٹھانا چاہتا ہے وہ فوراً آپ کے ذہن میں آجائے گا ...... جنازہ پڑھنے کے بعد قبرستان میں ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر انھوں نے رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا، حضرت! آپ تو اس جنازہ کے سرپرست تھے آپ پیچھے کیوں کھڑے ہو گئے؟ فرمانے لگے کہ مجھے اس قبر میں سے ایسے آواز محسوس ہوئی جیسے یہ میرے ساتھ ہمکلامی کر رہی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ قبر نے آپ کے ساتھ کیا ہمکلامی کی؟ فرمایا کہ قبر نے مجھ سے یہ ہم کلامی کی کہ اے عمر بن عبد العزیز! تو مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتا کہ جو بندہ میرے اندر آتا ہے تو میں اس کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں؟ میں نے کہا، بتادو۔ قبر کہنے لگی کہ میں اسکے ساتھ یہ سلوک کرتی ہوں کہ

۔ اس کے گوشت کو کھا جاتی ہوں

۔ اس کی انگلیوں کے پوروں کو اس کے ہاتھوں سے جدا کر دیتی ہوں

۔ اس کے ہاتھوں کو اس کے بازوؤں سے جدا کر دیتی ہوں

۔ اس کے بازوؤں کو اس کے جسم سے جدا کر دیتی ہوں

۔ یوں اس کی ہڈیوں کو جدا کر کے ان کو بھی کھا جاتی ہوں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ جب قبر نے یہ بات کہی تو مجھے رونا آ گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قبر میں عذابِ الٰہی کے مناظر

یہ واقعہ اس عاجز نے ایک مرتبہ ایک ملک میں سنایا۔ اس محفل میں پی ایچ ڈی ڈاکٹر، ایم بی بی ایس ڈاکٹر اور سائنسدان قسم کے لوگ بلائے گئے تھے۔ محفل کے اختتام پر ایک سائنسدان صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے، حضرت! کیا آپ نے یہ واقعہ کسی کتاب میں سے پڑھا ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل صدقات میں بھی نقل فرمایا ہے۔ جب ایسے مستند بزرگ کوئی واقعہ نقل کریں تو وہ صحیح ہوتا ہے۔

وہ کہنے لگے، حضرت! کیا آپ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہیں گے؟ میں نے کہا، بھئی! آپ کا کیا مطلب؟ وہ کہنے لگے، حضرت! یہ چیز یہاں ایک جگہ آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے۔ میں اس کی بات سن کر بڑا حیران ہوا۔ وہ کہنے لگے، حضرت! آپ تین گھنٹے فارغ کریں اور میں آپ کو لے جا کر یہ سب منظر آنکھوں سے دکھاؤں گا۔ مجھے اور حیرانی ہوئی۔ میں نے کہا، ٹھیک ہے کل چلیں گے۔

اگلے دن وہ ڈاکٹر صاحب وقت پر ہی آ گئے اور ہمیں ایک میوزیم (عجائب گھر) میں لے گئے۔ اس عجائب گھر کے اندر ان کافروں نے حنوط شدہ لاشیں رکھی ہوئی تھیں...... اس سٹیج پر بیٹھ کر میں یہ بات بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں، میں باوضو ہوں، مسجد میں بیٹھا ہوں اور سو فیصد صحیح بات کہہ رہا ہوں...... انہوں نے اس عجائب گھر میں شیشے کے کمرے بنائے ہوئے تھے۔

جب پہلے کمرے میں گئے تو اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ جب انسان مرتا ہے تو اس کی حالت یہ ہوتی ہے۔ جب ہم اندر گئے تو ہمیں ایک لاش نظر آئی جس

www.besturdubooks.wordpress.com

پر انھوں نے کیمیکل لگا کر اسے ہر چیز سے بچایا ہوا تھا...... اس کو حنوط شدہ لاش کہتے ہیں ۔ انگلش میں اس کو Mummy (ممّی) کہتے ہیں...... انہوں نے کہا کہ جب کوئی بندہ مرتا ہے تو وہ اس حالت میں ہوتا ہے، ہم نے اس کو کیمیکل لگا کر یہاں رکھ دیا ہے۔ ہم اس لاش کو دیکھ کر حیران ہوئے۔

وہ دوسرے کمرے میں لے کر گیا۔ وہاں ایک پلیٹ پر لکھا ہوا تھا کہ یہ آدمی مرا، ہم نے اسے قبر میں ڈالا اور چند دنوں کے بعد ہم نے قبر کو کھولا اور جس حالت میں اس کی لاش کو پایا، ہم نے اسی حالت میں اس پر کیمیکل چھڑک کر یہاں رکھ دیا۔ ہم نے جب اس بندے کو دیکھا تو اس کا باقی سارا جسم ٹھیک تھا مگر اس کی دونوں آنکھوں کے ڈھیلے ڈھلک کر اس کے رخساروں پر آ چکے تھے اور ان میں کیڑے پڑ چکے تھے...... معلوم ہوا کہ قبر کے اندر بندے کے جسم میں جو سب سے پہلی تبدیلی آتی ہے وہ یہ ہے کہ آنکھوں کے ڈھیلے ڈھلک کر رخساروں پر آ جاتے ہیں اور ان میں کیڑے پڑ جاتے ہیں...... جن آنکھوں سے غیر اللہ کو محبت کی نظر سے دیکھتا تھا ان پر سب سے پہلے کیڑے چمٹتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے تیری آنکھیں قابو میں نہیں تھیں، تو غیر اللہ کو چاہتوں اور محبتوں سے دیکھتا تھا مگر یہ حق تیرے پروردگار کا تھا لیکن تجھے غیر محرموں کے چہرے اچھے لگتے تھے۔ تو جو آنکھیں غیر محرم کو محبت کی نظر سے ہوس کے ساتھ دیکھتی پھرتی ہیں قبر میں سب سے پہلے انہی آنکھوں کو کیڑے کھائیں گے۔

اس کے بعد ہم تیسرے کمرے میں گئے۔ اس کمرے میں پڑی ہوئی لاش کی آنکھوں کے ڈھیلوں کو بھی کیڑوں نے کھا لیا تھا مگر اب اس کے ہونٹوں کو بھی کیڑے کھا چکے تھے۔ صرف دانتوں کی بتیسی نظر آ رہی تھی۔ اس کے علاوہ باقی لاش

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹھیک تھی.... تو دوسری تبدیلی یہ آئی کہ اس کے منہ میں کیڑے پڑ گئے اور کیڑوں نے اس کے ہونٹوں کو کھا لیا۔ جس کی وجہ سے دور سے اس کے دانت نظر آ رہے تھے ......معلوم ہوا کہ جس زبان سے انسان اللہ کے شکوے کرتا ہے اور لوگوں کے ساتھ غلط محبت بھری باتیں کرتا ہے اب دوسرے نمبر پر اس زبان کو کیڑوں نے کھا لیا۔

پھر ہم چوتھے کمرے میں گئے۔ ہم نے وہاں بھی دیکھا کہ آنکھوں سے ڈھیلے نکلے ہوئے تھے اور ان کو کیڑوں نے کھا لیا تھا اور زبان کو بھی کیڑوں نے کھا لیا تھا۔ اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ اس کا پیٹ پیالے کی طرح بنا پڑا ہے اور اس پیالے کے اندر کیڑے پڑے ہوئے ہیں ......جس پیٹ میں حرام ڈالتا تھا اب اس میں کیڑے پڑ چکے تھے اور اسے کھا رہے تھے۔

پھر اگلے کمرے میں دیکھا کہ کیڑوں نے پھیلنا شروع کر دیا تھا۔ بالآخر ایک ایسے کمرے میں گئے جہاں کیڑوں نے جسم کا پورا گوشت کھا لیا تھا فقط ہڈیاں موجود تھیں ...... پھر اگلے کمروں میں ہڈیوں کے بوسیدہ ہونے کی حالت کا مشاہدہ کیا۔ ......اور جب ہم آخری کمرے میں پہنچے تو وہاں لکھا ہوا تھا کہ جب ہم نے اس قبر کو کھودا تو فقط ریڑھ کی ہڈی کا اتنا سا حصہ باقی تھا، باقی سب ہڈیوں کو بھی مٹی نے کھا لیا تھا۔

یہ سب معاملات انسان کو قبر کے اندر پیش آتے ہیں۔ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا تھا اور اس ملک کے کافروں نے قبر میں جو تبدیلی دیکھی اسے حنوط شدہ لاشوں کی صورت میں لوگوں کے لئے Display (نمائش) بنایا ہوا تھا۔ مگر وہ کونسی لاشیں ہوتی ہیں جن کو مٹی اور کیڑے کھاتے ہیں؟ یہ ان لوگوں کی لاشیں ہوتی ہیں جو گناہ کرتے ہیں۔ چونکہ ان کے اندر گناہوں کے اثرات ہوتے ہیں اس لئے مٹی اور کیڑے ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کی لاشوں کو کھاتے ہیں۔ اور جو لوگ گناہوں سے بچتے ہیں اور اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں، چونکہ انہوں نے اپنے علم اور ارادے سے گناہ نہیں کیا ہوتا اس لئے ان کی لاشیں قبروں میں محفوظ رہتی ہیں۔ انبیائے کرام کے بارے میں تو حدیث پاک میں آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا، اسی طرح جو انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور وہ گناہوں سے اپنے جسموں کو بچاتے ہیں، چونکہ ان کے جسموں میں گناہوں کی نجاست نہیں ہوتی اس لئے جب ان کے جسموں کو قبروں میں رکھ دیتے ہیں تو اللہ کی زمین ان کے جسموں کو بھی نہیں گلا سکتی اور کیڑے بھی ان کے جسموں میں نہیں پڑ سکتے۔ اسی لئے بعض اولیاء اللہ کے جسم قبرستان کی کھدائی کے وقت بالکل صحیح سالم پائے گئے کیونکہ ان کے جسم میں گناہوں کے اثرات نہیں تھے۔

مٹی میں پھول......!!!

کئی ایسے نیکوکار بھی ہوتے ہیں کہ قبر کی مٹی نے انکے جسموں میں کیڑے تو کیا ڈالنے، ان کے جسم کی خوشبو قبر کی مٹی کو بھی خوشبودار بنا دیتی ہے۔

(۱)...... آپ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ تو سنا ہوگا کہ جب ان کو قبر میں دفن کیا گیا تو قبر کی مٹی سے خوش بو آتی رہی۔ وہ سمرقند سے تقریباً بائیس میل کے فاصلے پر خرتنگ نامی گاؤں میں مدفون ہیں۔ اس عاجز کو وہاں جا کر چند دن گزارنے کا موقع ملا۔ ان کا مزار مہمان خانے اور مسجد کے درمیان تھا۔ لہٰذا ہم جب بھی مہمان خانے سے مسجد کی طرف جاتے تو ان کے مزار کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک عجیب طرح کی خوشبو محسوس کرتے۔ میں نے امام صاحب سے پوچھا کہ کیا لوگ یہاں آ کر عطر چھڑکتے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ کوئی ایک بندہ بھی عطر نہیں چھڑکتا، آپ دیکھیں کہ اردگرد ہر جگہ ماربل ہے، یہاں کوئی کچھ نہیں کر سکتا، البتہ میں اتنے سالوں سے امام

www.besturdubooks.wordpress.com

اور خطیب ہوں، میں جب بھی اس جگہ سے گزرتا ہوں مجھے ہمیشہ اس جگہ سے خوشبو آتی ہے۔ اللہ اکبر۔

وہ کہنے لگے کہ لوگ یہاں خوشبو سونگھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا، حضرت! مجھے تو کوئی حیرانی نہیں ہو رہی۔ کہنے لگے، کیا آپ حیران نہیں ہو رہے کہ وہاں سے گزرتے ہوئے خوشبو آتی ہے؟ میں نے کہا، نہیں مجھے حیرانی نہیں ہو رہی۔ کہنے لگے کہ آپ اس بات سے کیوں حیران نہیں ہو رہے؟ میں نے کہا، اس لئے کہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم تو مشکے یا عنبرے
کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم
و لیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

[ایک دن خوشبودار مٹی مجھے حمام میں اپنے محبوب کے ہاتھ سے ملی میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ میں تیری دل آویز خوشبو سے مست ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں ایک کم قیمت مٹی ہوں لیکن کچھ وقت ایک پھول کے ساتھ رہ چکی ہوں۔ اپنے ہمنشین کے جمال نے مجھ پر اثر کیا ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں]

(۲)......ایک مرتبہ انڈیا میں طاعون کی بیماری پھیلی۔ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ اسی طاعون میں انہیں شہادت

www.besturdubooks.wordpress.com

ملے گی...... حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو طاعون کی بیماری میں مرا وہ شہیدِ آخرت میں سے ہے...... جب ان کو دفن کیا گیا تو ان کی قبر کی مٹی میں سے بھی خوشبو آتی تھی۔

(۳)...... حضرت مولانا احمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور میں میانی شریف کے قبرستان میں دفن کیا گیا تو ان کی قبر کی مٹی میں سے بھی خوشبو آیا کرتی تھی۔ بعد میں ان کے لواحقین نے دعا مانگی کہ اے اللہ! اس خوشبو کو دور فرما دیجئے ورنہ لوگ مٹی اٹھا کر گھر لے جائیں گے...... عوام الناس کا تو یہی حال ہوتا ہے...... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کی وجہ سے اس خوشبو کو لوگوں پر ظاہر ہونا ختم فرما دیا۔ البتہ ہم یقین کرتے ہیں کہ ان کی قبر کے اندر اب بھی خوشبو موجود ہو گی...... یہ خوشبو کیوں ہوتی ہے؟ یہ حقیقت میں نیکیوں کی خوشبو ہوتی ہے۔

ایک مسلمہ حقیقت

عزیز طلباء! ہم جب بھی گناہ کرتے ہیں ہم سمجھ لیں کہ ہم اس وقت اپنے اوپر نجاست مل رہے ہوتے ہیں۔ اگر ان نجاستوں کو ہم توبہ کیے بغیر اپنے ساتھ لے کر قبر میں چلے گئے تو وہاں یہ نجاست ضرور بدبو پھیلائے گی اور بدبو سے کیڑے پیدا ہوں گے۔ بلکہ نجاست میں تو ویسے ہی کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر ہمارے جسم کو کیڑے ہی کھائیں گے اور کیا ہو گا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم گناہوں سے بچیں اور اپنے جسم میں نیکی کی خوشبو پیدا کریں۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی خوشبو کے اثرات دکھائیں گے اور آخرت میں بھی انشاء اللہ اس کے اثرات ملیں گے۔ تاہم یہ بات ایک مسلمہ حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے کہ جب تک ہم اپنے دل سے گناہوں کا میل کچیل نہیں اتاریں گے اس وقت تک ہمیں اللہ رب العزت کا وصل نصیب نہیں ہو سکے گا۔ اس کی ایک مثال سن لیجئے...... ایک مرتبہ ہمیں مسکین پور

www.besturdubooks.wordpress.com

شریف جانے کا موقع ملا۔ وہاں ایک چھوٹی سی دیوار تھی ۔ اسے طلباء اونچا کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ سیمنٹ کی ایک بوری لے آئے ۔اینٹیں بھی منگوالیں اور خود ہی مسالہ بنا کر ذرا اونچی دیوار بنادی ۔مگر کچھ عرصے کے بعد اوپر کی بنی ہوئی دیوار خود بخود گر گئی ۔ وہ اینٹیں آپس میں تو مضبوطی سے جڑی ہوئی تھیں مگر پہلے والی دیوار کے ساتھ اس کا جوڑ ٹھیک نہ لگ سکا تھا۔طلباء پھر پریشان ہوئے ۔ پھر انھوں نے کچھ عرصے کے بعد دوبارہ پیسے جمع کیے اور سیمنٹ خرید کر دوبارہ دیوار بنائی ۔مگر وہی ہوا جو پہلے ہوا تھا۔ یہ عاجز وہاں گیا ہوا تھا تو ان میں سے کچھ طلباء نے کہا کہ سنا ہے آپ انجینئر ہیں لہٰذا آپ بتا دیجئے کہ ہم کہاں غلطی کر رہے ہیں ۔اس عاجز نے ان سے عرض کیا کہ آپ مسالہ بھی ٹھیک بنا رہے ہیں، پانی بھی پورا ڈال رہے ہیں، اینٹوں کو بھی گیلا کر رہے ہیں مگر ایک کوتاہی بھی کر رہے ہیں ۔ وہ کوتاہی یہ ہے کہ پرانی دیوار کے اوپر مٹی جمی ہوئی ہے، آپ لوگوں نے موٹی موٹی مٹی اتار دی ہے لیکن اس کو اچھی طرح صاف نہیں کیا لہٰذا آپ لوہے کا برش لے کر اس کو پرانی دیوار کی اینٹوں پر اچھی طرح رگڑیں حتیٰ کہ ان پر مٹی اور میل کچیل ختم ہو جائے۔ چنانچہ طلباء نے ایسا ہی کیا۔انہوں نے اچھی طرح رگڑ رگڑ کر دیوار کے اوپر کی سطح کو بالکل صاف کر دیا اور پھر سیمنٹ کی مدد سے دیوار بنادی ۔ وہ دیوار بالکل صحیح دیوار کی طرح مضبوط اور یک جان بن گئی ۔طلبا بڑے حیران ہوئے ۔اس وقت اس عاجز نے موقع غنیمت جانتے ہوئے ان طلبا کو سمجھایا کہ یہاں سے معرفت کی ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب تک پرانی اینٹیں میلی رہیں ان کا نئی اینٹوں کے ساتھ جوڑ پکا نہ ہو سکا یہی حالت ہمارے قلب کی ہے، جب تک قلب کے اوپر گناہوں کی میل مٹی رہے گی تب تک اس دل کا تعلق اللہ رب العزت کی پاک ذات کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ عزیز

www.besturdubooks.wordpress.com

طلبا! ہمیں چاہئے کہ ہم گناہوں سے سچی پکی توبہ کریں۔ جب تک ہم گناہوں کی جان نہیں چھوڑیں گے اس وقت تک پریشانیاں ہماری جان نہیں چھوڑیں گی۔

گناہوں کے مضر اثرات

یادرکھنا کہ اگر ہم گناہ کریں گے تو گناہوں کے اثرات سے نہیں بچ سکیں گے۔

کیونکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ (النساء:۱۲۳)

[جس نے بھی برائی کی اس کو اس کی سزا ملے گی]

یہاں یہ قرآنی اصول سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جس نے بھی گناہ کیا اس گناہ کا وبال اس پر ضرور آئے گا۔ اس میں کوئی استثناء نہیں ہے کہ طالب علموں کو چھوڑ دیا جائے گا یا علما کو چھوڑ دیا جائے گا یا صوفیوں کو چھوڑ دیا جائے گا، نہیں، ضرور اثرات پڑیں گے۔

...... برف ہو اور ٹھنڈی نہ لگے۔

...... آگ ہو اور گرم نہ لگے۔

...... گناہ ہو اور اس کے برے اثرات نہ ہوں، یہ کیسے ممکن ہے؟

یادرکھیں کہ گناہوں کی سزا ضرور ملتی ہے، خواہ ہمیں اس کا احساس ہو یا نہ ہو۔ بعض اوقات تو واقعی ہمیں پتہ بھی نہیں ہوتا کہ ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے کن کن نعمتوں سے محروم ہو رہے ہیں ...... گناہوں کے کیا کیا برے اثرات ہوتے ہیں؟

...... اب ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں:

(۱) ...... گناہوں کی وجہ سے انسان کی قوتِ حافظہ کم ہو جاتی ہے۔ اکثر طالب علم یہی شکایت کرتے ہیں کہ حضرت! مجھے باتیں یاد نہیں رہتیں، مطالعہ کرتا ہوں تو بھول

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہوں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے استاد سے یہی سوال کیا تھا۔ پھر اس کو شعر کی صورت میں یوں لکھا:

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من الٰھی
و نور اللہ لا یعطی لعاصی

[میں نے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے حافظے کی کمی کی شکایت کی، انہوں نے وصیت کی کہ اے طالب علم! گناہوں سے بچ جاؤ کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور کسی گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا]

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ گناہوں سے بچنے کی وجہ سے انسان کی قوتِ حافظہ اچھی ہوتی ہے۔ لہٰذا جو طلبا پوچھتے ہیں کہ حضرت! قوتِ حافظہ اچھی ہونے کا کوئی وظیفہ بتائیں وہ سن لیں کہ قوتِ حافظہ بڑھانے کا سب سے بڑا وظیفہ یہ ہے کہ گناہوں سے بچ جایئے۔ قوتِ حافظہ میں خودبخود اضافہ ہو جائے گا۔ یاد رکھیں کہ جیسے معتکف کو ہر وقت ثواب مل رہا ہوتا ہے اسی طرح مدرسے میں رہتے ہوئے طالب علم کو بھی ہر وقت ثواب مل رہا ہوتا ہے...... کھانے پر بھی ثواب...... سونے پر بھی ثواب...... لیٹنے پر بھی ثواب...... پڑھنے پر بھی ثواب...... حتیٰ کہ ہر ہر عمل پر طالب علم کو ثواب مل رہا ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے۔ اس لئے طالب علموں کو چاہئے کہ وہ گناہوں سے بچیں ورنہ گناہوں کا وبال ضرور آئے گا۔

(۲)...... انسان گناہوں کی وجہ سے جسمانی قوت کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ آ کر کہتا ہے کہ حضرت! میں کمزور ہو گیا ہوں، نظر بھی کمزور ہو گئی ہے، اٹھتا ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہے، ہاضمہ خراب ہو گیا ہے، وضو قائم نہیں رہتا۔ ایسے حضرات کو چاہئے کہ وہ من چاہی زندگی کو چھوڑ کر رب چاہی زندگی کو اختیار کریں اور لوہے کا لنگوٹ کس کر باندھ لیں، انشاء اللہ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمادیں گے اور اس کی یہ پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔

(۳)..... گناہ کا اگر کسی اور کو پتہ چل جائے تو عزت کی بجائے الٹا ذلت ملتی ہے۔ عورتوں کے سروں سے دوپٹے اتر جاتے ہیں، مردوں کے سروں سے پگڑیاں اچھل جاتی ہیں، بلکہ سر میں جوتے بھی پڑتے ہیں اور اگر کامیاب طریقے سے چھپ چھپ کر بھی گناہ کر لیا تو بھی گناہوں کے برے اثرات سے نہیں بچ سکے گا۔

(۴)..... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم دوسروں کی عورتوں سے پرہیزگاری کا معاملہ کرو گے تو تمہاری اپنی عورتوں کے ساتھ بھی پرہیزگاری کا معاملہ کیا جائے گا..... اس اصول کو مدِ نظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ جو بندہ دوسروں کی عزت خراب کرتا ہے اس کی خود اپنی عزت بھی خراب ہوتی ہے۔

ایک سنار تھا۔ اس کی بیوی نہایت خوب صورت اور خوب سیرت تھی۔ ایک دن وہ دوپہر کے وقت کھانا کھانے گھر گیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی زاروقطار رو رہی تھی۔ اس نے پوچھا، اللہ کی بندی! کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ یہ چھوٹا سا یتیم بچہ جو ہم نے گود میں لے کر پالا تھا اب سترہ سال کا ہو چکا ہے۔ آج میں نے اسے سبزی لینے بازار بھیجا۔ جب واپس آ کر سبزی دینے لگا تو اس نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر دبا دیا۔ مجھے اس کی نیت میں فتور نظر آیا۔ مجھے بہت زیادہ صدمہ ہوا ہے کہ میں اس کے لئے ماں کی حیثیت رکھتی ہوں اور اس کی میرے بارے میں یہ سوچ ہے، میں اسی صدمے کی وجہ سے بیٹھی رو رہی ہوں کہ وفا دنیا سے اٹھ گئی ہے۔ یہ بات سن کر سنار کی

www.besturdubooks.wordpress.com

آنکھوں میں سے بھی آنسو آ گئے۔ بیوی کہنے لگی، اب آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ اس بچے کی کوتاہی نہیں بلکہ یہ میری اپنی کوتاہی ہے۔ اس نے پوچھا، وہ کیسے؟ وہ کہنے لگا کہ آج میرے پاس عورتیں چوڑیاں خریدنے کے لئے آئیں۔ ان میں سے ایک عورت چوڑی پہننا چاہتی تھی مگر اس سے پہنی نہیں جارہی تھی، اس نے مجھے کہا کہ آپ مجھے چوڑی پہنادیں۔ جب میں نے اسے چوڑی پہنائی تو مجھے اس کے ہاتھ اچھے لگے اس لئے میں نے چوڑی پہنانے کے دوران اس کے ہاتھوں کو شہوت کے ساتھ دبادیا تھا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میری بیوی کا ہاتھ کسی اور نے شہوت کے ساتھ دبادیا۔

یہاں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اگر ہم اپنی نظریں ادھر ادھر کرتے پھریں گے تو کیا ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں دوسروں کی ہوس بھری نظروں سے محفوظ رہیں گی۔ خاوند کیا سمجھتے ہیں کہ ہم جس پر چاہیں نظروں کے تیر پھینکتے رہیں اور ہماری بیویاں بچی رہیں گی۔ ہرگز نہیں، کیونکہ قرآن عظیم الشان میں فرمادیا گیا ہے کہ

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ (فاطر:۴۳)

[اور برائی کا داؤ الٹے گا انہی داؤ والوں پر]

(۵)...... گناہوں کی وجہ سے انسان مناجات کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔

...... بنی اسرائیل کا ایک عالم تھا۔ اس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا۔ ایک مرتبہ وہ دعا مانگتے ہوئے کہنے لگا، اے اللہ! میں نے تو آپ کی نافرمانی کی مگر آپ نے مجھ پر اپنی نعمتیں برقرار رکھیں، یہ تیرا کتنا بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بات ڈالی کہ تمہیں اس کی سزا مل رہی ہے مگر چونکہ تمہاری آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس لئے تمہیں وہ سزا نظر نہیں آرہی۔ اس نے فوراً دعا مانگی کہ اے اللہ! آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

واضح فرما دیجئے کہ مجھے گناہوں کی سزا کیسے مل رہی ہے؟ اللہ رب العزت نے دل میں بات ڈالی کہ کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ جب سے تم نے یہ گناہ شروع کیا ہے ہم نے اسی دن سے تمہیں اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیا ہے

(۶)......گناہوں کی وجہ سے تہجد کی پابندی چھین لی جاتی ہے۔ ایک آدمی دعا مانگتے ہوئے رو رہا تھا۔ کسی دوسرے آدمی نے دیکھ کر سوچا کہ یہ ریاکاری کی وجہ سے رو رہا ہے۔ اس کی اس بدگمانی کی وجہ سے اسے چھ ماہ تک تہجد کی پابندی سے محروم کر دیا گیا۔

(۷)......اللہ تعالیٰ گناہوں کی وجہ سے انسان کو تکبیرِ اولیٰ کی پابندی سے محروم کر دیتے ہیں۔ ہم سے سنتیں چھوٹ رہی ہوتی ہیں اور ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم کتنی بڑی نعمت سے محروم ہو رہے ہیں۔ ہم سے مختلف اوقات کی مسنون دعائیں دانستہ طور پر چھوٹ رہی ہوتی ہیں اور ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم اپنا کتنا نقصان کر رہے ہوتے ہیں۔

(۸)......گناہوں کی کثرت کی وجہ سے دل میں گناہ کا گھناؤنا پن کم ہو جاتا ہے اور انسان گناہ کو ہلکا سمجھ کر کرتا رہتا ہے۔ مؤمن مرد گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے سر پر پہاڑ آ گیا ہو جو ابھی آ کر گرے گا اور فاسق سمجھتا ہے کہ مکھی بیٹھی تھی اڑا دی۔......اب اگر طالب علم کی بھی یہی حالت ہو کہ اسے گناہ مکھی کی مانند ہلکا نظر آئے تو یہ کتنی بڑی نعمت سے محرومی ہے۔

(۹)......گناہوں کی وجہ سے علوم و معارف سمجھنے کی توفیق سلب ہو جاتی ہے اور بندے کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔

(۱۰)......گناہوں کی کثرت کی وجہ سے علم پر عمل کرنے کی توفیق چھین لی جاتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

......اس عاجز کے پاس دورۂ حدیث کے ایک طالب علم کو اس کا والد لے کر آیا اور کہنے لگا، حضرت! میرا یہ بیٹا دورۂ حدیث کا طالب علم ہے، یہ پابندی سے نمازیں نہیں پڑھتا۔ آپ دعا فرما دیں کہ یہ پابندی سے پانچ وقت کی نمازیں پڑھنی شروع کر دے۔

(۱۱)......گناہوں کی وجہ سے علم کا فیض جاری نہیں ہوتا اور انسان ابتر یعنی روحانی طور پر لاولد بن جاتا ہے۔

(۱۲)......گناہوں کی وجہ سے انسان کی بات کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج واعظِ خوش الحان تو مل جاتے ہیں مگر ان کی باتیں سر سے گزر جاتی ہیں۔

(۱۳)......اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے اس انسان کے ماتحت لوگ اس کی نافرمانی کرتے ہیں......مجاہد بن عوض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب کبھی مجھ سے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں کوتاہی ہوئی میں نے اس کا اثر یا تو اپنی بیوی میں دیکھا، یا باندی میں دیکھا یا سواری کے جانور میں دیکھا گویا جب انہوں نے اپنے رب کا حکم ماننے میں کوتاہی کی تو ان کے ماتحتوں نے ان کا حکم ماننے میں کوتاہی کی۔

(۱۴)......گناہوں کی وجہ سے انسان ہر وقت Tension (پریشانی) کا شکار رہتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان گناہ کا ارتکاب بھی کرے اور اسے ہمیشہ کا سکون بھی نصیب ہو جائے۔ آج لوگ گناہ کے راستے سے سکون کے متلاشی نظر آتے ہیں جب کہ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ سکون اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب کہ اللہ کی رضا والے کام کیے جائیں۔

گناہوں کو ہلکا نہ سمجھیں

عزیز طلبا! یاد رکھیں کہ کبھی کسی گناہ کو ہلکا نہ سمجھیں۔ حافظ ابنِ قیمؒ فرماتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اے دوست! گناہ کرتے ہوئے یہ نہ دیکھ کہ چھوٹا ہے یا بڑا بلکہ اس پروردگار کی عظمت کو دیکھ کہ جس کی تو نافرمانی کر رہا ہے۔ کبھی کسی نے چھوٹے بچھو کو اس لئے ہاتھ نہیں لگایا کہ یہ چھوٹا ہے۔ کبھی کسی نے چھوٹے سانپ کو اس لئے ہاتھ نہیں لگایا کہ یہ چھوٹا ہے اور نہ ہی کبھی کسی نے چھوٹے انگارے کو ہاتھ لگایا ہے کہ چھوٹا ہے۔ سب چھوٹے بچھو سے بھی ڈرتے ہیں، چھوٹے سانپ سے بھی ڈرتے ہیں اور چھوٹے انگارے سے بھی ڈرتے ہیں کیونکہ وہ نقصان دہ ہوتے ہیں۔ لیکن اگلی بات بھی سن لیں کہ بچھو، سانپ اور انگارے کا نقصان پھر بھی کم ہوتا ہے اور گناہ کا وبال اس سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔

سوچنے کی بات

میری یہ باتیں سادی سی ہیں مگر ثوابی بھی ہیں۔ لہٰذا ان کو خوب سمجھنے کی کوشش کریں...... یہ آپ کو فائدہ دیں گی ...... جو کتابیں آج کے طالب علم پڑھتے ہیں ہو بہو یہی کتابیں ہمارے اکابر نے بھی پڑھیں۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی صحاح ستہ پڑھیں، اس وقت کی صحاح ستہ کوئی جدا نہیں تھیں۔ اسی قرآن پاک کی تفسیر پڑھی ان کے پاس کوئی علیحدہ انوکھا قرآن نہیں تھا، جو احادیث آج دورہ حدیث کا طالب علم پڑھ رہا ہوتا ہے ان حضرات نے بھی یہی کچھ پڑھا، جب سب کتابیں ایک جیسی ہیں تو پھر

...... ہر طالب علم قاسم نانوتوی کیوں نہیں بنتا؟

...... ہر طالب علم انور شاہ کشمیری کیوں نہیں بنتا؟

...... ہر طالب علم شیخ الہند محمود الحسن کیوں نہیں بنتا؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابیں تو انہوں نے بھی یہی پڑھیں مگر انہوں نے کتابوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچ کر تقوی والی زندگی گزاری اور ان علوم کے انوارات اپنے سینوں میں بھر لیے۔ یوں ان کے سینے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے خزینے بن گئے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آج طلباء کے دلوں پر تالے کیوں لگے ہوئے ہیں؟ دلوں میں محبتِ الٰہی کی کیفیات کیوں نہیں آتیں؟ حالانکہ انہوں نے گھر چھوڑا، دیس چھوڑا، وطن چھوڑا، عزیز و اقارب چھوڑے اور سارا دن قرآن مجید اور حدیث مبارکہ پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں، اگر اب بھی ان کے دلوں میں معرفت کی لذت نہیں آتی تو پھر کب آئے گی؟ اور اگر نہیں آتی تو کیوں نہیں آتی؟...... جواب یہ ہے کہ وہ سارا دن اپنے دل میں قرآن و حدیث کا نور اکٹھا کرتے ہیں اور عصر سے مغرب تک کے وقفے میں بازاروں میں نکل جاتے ہیں، وہاں بدنظری کے مرتکب ہوکر اور ہنسی مذاق کی الٹی سیدھی باتیں کر کے اس نور پر جھاڑو پھیر دیتے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت مولانا یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر طالب علم کو دوستی لگانے کا مرض ہے تو وہ کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو اس کی کشتی کبھی نہ کبھی بیچ دریا کے ڈوب جائے گی اور اگر طالب علم کتنا ہی غبی اور کند ذہن کیوں نہ ہو اگر اس کو دوستی لگانے کا مرض نہیں ہے تو کبھی نہ کبھی اس کی کشتی کنارے ضرور لگ جائے گی ...... اب آپ حصولِ علم کی غرض سے یہاں اساتذہ کے قدموں میں پہنچ چکے ہیں، آپ اپنے اس آنے کی قدر کریں اور ہر قسم کے گناہوں سے بچیں۔

دین کی برکت سے ایمان کی سلامتی

عزیز طلبا! آپ بڑے خوش نصیب ہیں۔ آپ حضرات نے دین پڑھ کر بڑا اچھا سودا

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا ہے۔ اس دین کی برکت سے آپ کا ایمان سلامت رہے گا ... انشاء اللہ
... ایک مرتبہ کسی محفل میں کالج یونیورسٹی کا پڑھا ہوا ایک شخص ملا۔ وہ داڑھی منڈا تھا، مگر مسلمان تھا۔ اس نے ایسی عجیب بات کی کہ جس سے مجھے شک پڑ گیا کہ خدا جانے اس کا ایمان محفوظ بھی ہے یا نہیں...... نقل کفر کفر نہ باشد...... وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ میں بڑی Favouritism (جانبداری) ہے۔ استغفراللہ۔

......ایک مرتبہ ہم ساؤتھ افریقہ میں تھے۔ وہاں ایک ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان کا Life Style (طرز زندگی) انگریزوں والا تھا۔ وہ بڑی خوشی سے بتانے لگے کہ میں بھی ڈاکٹر ہوں، میرے تین بیٹے بھی ڈاکٹر ہیں، پھر ان کی بیویاں بھی ڈاکٹر ہیں، ہماری فیملی میں آٹھ نو ڈاکٹر ہیں۔ کوئی انگلینڈ میں ہے، کوئی امریکہ میں ہے اور کوئی فلاں جگہ پر ہے۔ اب سوچئے کہ ان کو فقط اس بات پر ناز ہے کہ ان کے خاندان میں آٹھ نو میڈیکل ڈاکٹر ہیں اور اس بات کی پروا بھی نہیں کہ ان میں سے کون دین پر ہے اور کون دین پر نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی پر خوش ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑا اچھا کام کر لیا ہے، حالانکہ یہ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ○ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا○

(الکھف: ۱۰۳، ۱۰۴)

[کہہ دیجئے کہ میں آپ کو اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارہ پانے والوں کے بارے میں نہ بتاؤں، وہ لوگ جن کی تمام کوششیں دنیا کیلئے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت اچھا کام کر رہے ہیں]

www.besturdubooks.wordpress.com

اہلِ نظر کی دعاؤں کی برکات

جب انسان اللہ والوں کی نگاہوں میں آتا ہے تو گناہوں کی دلدل سے نکل جاتا ہے۔ایک نوجوان سلسلۂ عالیہ میں بیعت ہوئے۔ وہ کہنے لگے کہ میں پاکستان کے وفاق المدارس میں مسلسل تین سالوں سے فرسٹ آرہا تھا مگر گناہ کبیرہ سے نہ بچ سکا، بیعت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمادی۔

......جی ہاں، یہ نسبت کا نور ہوتا ہے جو سینوں میں منتقل ہوتا ہے۔ یہ بڑوں کی دعائیں ہوتی ہیں جو انسان کے گرد پہرہ دیتی ہیں۔

؎ دور بیٹھا کوئی تو دعائیں دیتا ہے
میں ڈوبتا ہوں سمندر اچھال دیتا ہے

یہ اہلِ نظر کی دعائیں اور اہلِ ہم کی ہمتیں ہوتی ہیں۔ وہ تہجد کے اندر گڑگڑا رہے ہوتے ہیں اور ان کے لئے دعا مانگ رہے ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کہاں کہاں کس کس کی دعاؤں کے صدقے گناہوں سے حفاظت فرما رہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم گناہوں کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں، ہم ترکیبیں ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں، ہم گناہوں کا موقع تلاش کر رہے ہوتے ہیں مگر ہماری کوشش کے باوجود ہمیں گناہوں کا موقع نہیں ملتا۔ اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں ہے، یہ اللہ والوں کی دعاؤں کا کمال ہوتا ہے جو وہ تہجد کے وقت سالکین کی ترقی کے لئے مانگ رہے ہوتے ہیں۔

خوفِ خدا ہو تو ایسا......!!!

آج ہم گناہ کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں گناہ کا موقع نہیں ملتا، اس لئے گناہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کر پاتے۔ جب کہ ہمارے اسلاف ایسے متقی اور پرہیزگار ہوتے تھے کہ ان کو اگر گناہ کا موقع بھی ملتا تھا تو وہ خوفِ خدا کی وجہ سے اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھاتے تھے۔ مثال کے طور پر......

ایک تابعی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو عیسائی بادشاہ نے قید کروادیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان کو قتل کروادے مگر اس کے وزیر نے کہا کہ نہیں، اس کے اندر بہادری اتنی ہے کہ اگر یہ کسی طرح ہمارے مذہب پر آجائے تو یہ ہماری فوج کا کمانڈر انچیف بنے گا، ایسا بندہ آپ کو کہاں سے مل سکے گا۔ اس نے کہا اچھا میں اس کو اپنے مذہب پر لانے کی کوشش کرتا ہوں...... اس کا خیال تھا کہ میں اس کو لالچ دوں گا...... چنانچہ اس نے ان کو لالچ دیا کہ ہم تجھے سلطنت دیں گے تم ہمارا مذہب قبول کرلو۔ مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی، جب انہوں نے کوئی توجہ ہی نہ دی تو وہ پریشانی کے عالم میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔ اس دوران اس کی نوجوان بیٹی نے پوچھا، ابا جان! آپ پریشان کیوں بیٹھے ہیں؟ اس نے کہا، بیٹی! یہ معاملہ ہے۔ وہ کہنے لگی، ابا جان! آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کو Track (راستہ) پر لاتی ہوں۔

چنانچہ بادشاہ نے انہیں ایک کمرے میں بند کروادیا اور اس لڑکی سے کہا کہ تم اسے Track (راستہ) پر لے آؤ۔ اب وہ لڑکی اس کے لئے کھانا لاتی اور بن سنور کر سامنے آتی۔ اس کا یہ سب کچھ کرنے کا مقصد انہیں اپنی طرف مائل کرنا تھا۔ وہ لڑکی اس طرح چالیس دن تک کوشش کرتی رہی مگر انہوں نے اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ چالیس دن گزرنے کے بعد وہ ان سے کہنے لگی کہ آپ کیسے انسان ہیں، دنیا کا ہر مرد عورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور میں اس قدر خوبصورت ہوں کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں۔ اور میں تمہارے لئے روزانہ بن سنور کر آتی رہی،

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر تم نے تو کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو مرد نہیں ہے یا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں نے آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔

اس لڑکی نے کہا کہ جب تمہیں پروردگار کے ساتھ اتنی محبت ہے تو پھر ہمیں بھی کچھ تعلیمات دو۔ چنانچہ انہوں نے اس لڑکی کو دین کی باتیں سکھانی شروع کر دیں۔ ......شکار کرنے کو آئے شکار ہو کے چلے...... بالآخر وہ لڑکی اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوگئی لہٰذا انہوں نے اس کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیا۔ وہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگی کہ اب میں مسلمان ہوں لہٰذا اب میں یہاں نہیں رہوں گی۔ بعد میں اس نے خود ہی ایک ترکیب بتائی جس کی وجہ سے ان تابعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قید سے نجات مل گئی اور وہ لڑکی خود بھی محلات کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ چلی گئی...... اللہ اکبر......

حیرت کی بات ہے کہ ایک جوان لڑکی ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے چالیس دن تک تنہائی میں کوشش کرتی رہی مگر انہوں نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا...... یا اللہ! ہمیں تو حیرانی ہوتی ہے...... فرشتوں کو بھی تعجب ہوتا ہوگا...... یہ کس لئے تھا؟ اس لئے کہ ان کا تزکیہ ہو چکا تھا اور نفس کے اندر سے گندگی نکل چکی تھی...... مگر آج نوجوانوں کی حالت ایسی ہے کہ وہ گناہ اس لئے نہیں کر پاتے کہ کوئی گناہ کے لئے تیار نہیں ہوتا ورنہ اگر کوئی گناہ کا اشارہ کر دے تو گناہ کے لئے ابھی تیار ہو جائیں۔

اتنی پاکباز ہستیاں......!!!

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اس امت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی ایسی پاکباز ہستیاں بھی گزری ہیں جن کے گناہ لکھنے والے فرشتے کو بیس بیس سال تک گناہ لکھنے کا موقع ہی نہیں ملا اللہ اکبر..... جب یہ حضرات ایسے نامہ اعمال کو لے کر اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوں گے اور دوسری طرف ہم ہوں گے کہ گناہ سے کوئی دن خالی نہیں ہوتا۔ حالانکہ سالک کے دل میں تو ہر وقت یہ غم ہونا چاہیے کہ میں نے اپنے وجود سے اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی نہیں کرنی۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم رات کے وقت رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اے مالک! میں گناہوں سے نہیں بچ سکتا آپ چاہیں تو مجھے بچا سکتے ہیں، آپ میری حفاظت فرما لیجیے۔

توبہ کرنے کے دو فائدے

اگر آپ نے اس محفل میں اپنے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ رب کریم! آج میں نے اپنے سب گناہوں سے توبہ کر لی تو سمجھ لیجیے کہ ہم نے اپنے دل کو دھو لیا اور ہم نے اپنے آپ کو اللہ رب العزت کے قریب کر دیا۔ جب تک گناہوں کو نہیں چھوڑیں گے اس وقت تک اللہ رب العزت کا وصل نصیب نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخ کے پاس جب بھی کوئی آتا ہے تو وہ سب سے پہلا کام ہی یہ کرواتے ہیں کہ بھئی! اپنے گناہوں سے توبہ کرو.... اچھا، بعض اوقات شیطان دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تو فلاں گناہ نہیں چھوڑ سکتا، تو بھئی! اپنے آپ کو سمجھائیں کہ اگر ہم گناہ نہیں چھوڑ سکتے تو اللہ تعالیٰ تو ہم سے گناہ چھڑوا سکتے ہیں کیونکہ ہمارے دل ان کی انگلیوں کے درمیان میں ہیں۔

يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ

(اللہ تعالیٰ جیسے چاہتے ہیں دلوں کو پھیر دیتے ہیں)

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر اللہ تعالیٰ نے دلوں کو پھیر دیا تو پھر گناہوں کو چھوڑنا آسان ہو جائے گا۔ اس لئے توبہ کرنے کی پکی نیت کر لیجئے اور گناہ و چھوڑنے کا ارادہ کر لیجئے۔ بھلے کوئی بندہ روز گناہ کرتا ہے، پھر بھی وہ توبہ کی نیت کر لے اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک فائدہ تو یہ کہ اس توبہ کی وجہ سے آج تک جتنے گناہ کئے وہ تو معاف ہو جائیں گے اور پچھلا حساب بے باق ہو جائے گا۔ یہ تو فائدہ ہے ہی سہی اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت مدد فرما کر آئندہ بھی حفاظت فرما دیں گے۔ اول تو دو فائدے ملیں گے ورنہ ایک فائدہ تو لازمی ملے گا۔ لہٰذا توبہ ایک ایسا عمل ہے جو ہر وقت کرتے رہنا چاہیے تا کہ اس توبہ سے ہمارے سابقہ سب گناہ معاف ہو جائیں۔ ورنہ شیطان نئی دفعہ ورغلاتا ہے اور کہتا ہے کہ "نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی" شیطان طلباء کے ذہن میں ایسی بات ڈال دیتا ہے کہ میں تو روزانہ گناہ کرتا ہوں، میں کیسے توبہ کر سکتا ہوں۔ بھئی! سچی بات یہ ہے کہ نو سو چوہے تو کیا ہزار چوہے کھا کر بھی حج کو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ ہزار کو بھی معاف فرما دیں گے کیونکہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

میرے بندے! سو دفعہ توبہ کی سو دفعہ توڑ بیٹھا تو اب بھی میرے در پہ آجا میرا در کھلا ہے۔ تو توبہ کرے گا تو میں تیری توبہ قبول کر لوں گا۔

ہم تو ایسے سوچنا شروع کر دیتے ہیں کہ جیسے ہم نے بخشنا ہوتا ہے۔ اگر ہم نے کسی کو بخشنا ہوتا تو پھر واقعی ہم تو اتنی سی غلطی بھی معاف نہ کرتے۔ او خدا کے بندے! اللہ تعالیٰ نے بخشنا ہے اور اللہ رب العزت کی ذات بڑی رحیم و کریم ہے۔ بندے سے معافی مانگنی ہوتی تو یہ بڑا مشکل کام تھا۔ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ البتہ جو حقوق بندوں کے تلف کیے ہیں وہ تو بندوں سے ہی بخشوانے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ نے کسی کا دل دکھایا ہے اور کسی کا حق مارا ہے تو اس بندے سے معافی مانگ لیجئے کیونکہ دنیا کی شرمندگی تھوڑی ہے اور آخرت کی شرمندگی بڑی اور بری ہے۔

ایک آدمی دکان پر اکاؤنٹ کا کام کرتا ہے۔ اس کو پتہ بھی ہے کہ آڈٹ والوں نے چیک کرنے آنا ہے اور وہ اپنی کتاب کو چیک ہی نہیں کرتا تو جس دن آڈٹ والے آئیں گے تو وہ جوتے ہی کھائے گا۔ لہٰذا اس کو چاہیے کہ وقت سے پہلے ہی اپنا حساب کتاب دیکھ لے کہ Figures (ہندسے) ایک دوسرے کے ساتھ ملتی بھی ہیں یا نہیں۔ جس طرح دکاندار وقت سے پہلے اپنے آڈٹ کے لئے تیار ہوتا ہے اسی طرح ہم بھی اپنے قبر کے آڈٹ سے پہلے اپنے آپ کو تیار کر لیں۔ اور یہ بڑا آسان کام ہے کیونکہ توبہ کرتے وقت کوئی Exercise (ورزش) تو نہیں کرنی ہوتی ...... اگر کوئی Exercise (ورزش) ہوتی کہ تم نے ڈنڈ بیٹھکیں نکالنی ہیں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی عذر کرتا کہ میں تو کمزور ہوں لہٰذا نکال نہیں سکتا۔ ...... بھئی! توبہ کا تعلق تو دل کی نیت کے ساتھ ہے، اگر کوئی بندہ دل ہی میں نادم ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ کے مصداق دل کی ندامت پر ہی اس کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

شرمندگی کی آگ میں جلنا بہتر ہے

اب ایک مسئلہ سن لیجئے ...... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ آیت مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً ا یُّجْزَ بِهٖ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو گناہ کرے گا اس کو اس کی سزا ملے گی۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ یا تو سزا

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں ملے گی یا پھر آخرت میں ملے گی۔ دنیا کی سزا یہ ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ گناہوں کی وجہ سے اس پر پریشانیاں ڈال دیں گے اور پھر گناہ کو معاف کر دیں گے اور اگر پریشانیاں نہ ڈالیں تو پھر اگر وہ بندہ خود توبہ تائب ہو جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیں گے۔ یہ بھی تو ایک قسم کی سزا ہی ہے کہ ایک بندہ اپنے دل میں نادم و شرمندہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جس بندے نے بھی گناہ کیا اس کو دو میں سے ایک آگ میں جلنا پڑے گا۔ یا تو دنیا میں ندامت اور شرمندگی کی آگ میں جلے، اندر ہی اندر کڑھن ہو، ندامت ہو، معافی مانگ رہا ہو اور توبہ کر رہا ہو۔ اگر وہ دنیا میں ندامت کی آگ میں جلے گا تو اللہ تعالیٰ آخرت کی آگ سے محفوظ فرما لیں گے اور اگر دنیا میں نادم اور شرمندہ نہیں ہو گا تو ان گناہوں کی وجہ سے آخرت کی آگ میں جلنا پڑے گا۔

اب آسان طریقہ کون سا ہے؟...... دنیا میں نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لینا زیادہ آسان ہے کیونکہ ہم آخرت کی آگ میں جلنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہم تو ناز و نعمت کے پلے ہوئے بندے ہیں، ہم تو دھوپ کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے بھلا جہنم کی گرمی کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ اسلئے عزیز طلباء! ہمیں چاہئے کہ ہم اسی وقت اپنے تمام گناہوں سے پکی سچی توبہ کر لیں اور دل میں شرمندگی ہو کہ اے میرے مالک! میں اب تک گناہ کرتا رہا، اب مجھے بات سمجھ میں آئی ہے کہ یہ گناہ تو نجاست ہیں اور انہوں نے میرے جسم کے اعضا کو نجس بنا دیا ہے...... اور واقعی اگر اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کی بدبو کو ظاہر فرما دیتے تو ہمارے پاس تو کوئی بیٹھنا بھی پسند نہ کرتا۔ یہ تو پروردگار کی رحمت ہے کہ اس نے پردے ڈال دیئے ہیں...... اس لئے یہی دعا مانگیں کہ رب کریم! جس طرح آپ نے ہماری ظاہری

www.besturdubooks.wordpress.com

نجاستوں کے اوپر پردے ڈال دیئے ہیں اسی طرح ہماری باطنی نجاستوں پر بھی پردے ڈال دیجئے۔

جہنم سے خلاصی کا ایک عجیب سبب

یادرکھیں کہ اگر مکھی کے سر کے برابر بھی بندے کی آنکھوں میں سے آنسو اللہ کے خوف کی وجہ سے نکلے گا تو وہ اس بندے کے لئے کبھی نہ کبھی جہنم سے نکلنے کا سبب بن جائے گا..... جہنم میں ایک جہنمی جل رہا ہوگا۔ وہ دیکھے گا کہ جنتی آئے ہیں اورانہوں نے اپنے واقف لوگوں کی سفارشیں کی ہیں اور جہنمیوں کو نکال دیا گیا ہے۔اس بندے کا کوئی بھی ایسا واقف نہ ہوگا جو اس کی سفارش کرے۔ وہ اپنی بے بسی دیکھ کر پریشان ہوگا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی بھی اس کی سفارش نہیں کرے گا تو اس بندے کی پلکوں کا ایک بال اللہ رب العزت کے سامنے فریاد کرے گا اور کہے گا کہ اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بندہ ایک مرتبہ آپ کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوتے اپنے گناہوں کو یاد کر کے رویا تھا اور اس کی آنکھ سے اتنا چھوٹا سا آنسو نکلا تھا کہ میں اس سے تر ہو گیا تھا، لہٰذا آپ میری گواہی کو قبول کر لیجئے کہ یہ آپ سے ڈرنے والا بندہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرمائیں گے کہ تم اعلان کر دو کہ ہم نے اس بال کی گواہی کو قبول کر کے اس بندے کو جہنم سے بری فرما دیا ہے۔ سبحان اللہ۔

گناہ کے موقع سے بچنے کی دعا

عزیز طلباء! اللہ کے حضور دعا مانگا کریں کہ اے اللہ! ہمیں گناہوں کے موقع سے بھی بچا لیجئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

غم حیات کے سائے محیط نہ کرنا
کسی غریب کو دل کا غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولا
مجھے گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا

یہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں گناہوں سے بچا سکتے ہیں۔

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي

|اور میں پاک نہیں کہتا اپنے نفس کو بے شک نفس تو سکھاتا برائی مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے| (یوسف:۵۳)

رب کا رحم کب ہوتا ہے؟...... جب بندہ خود بچنے کی کوشش کرے اور معاملہ اس کے سر سے اوپر پہنچ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو بچا لیتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب گناہ کی دعوت ملی تھی تو انہوں نے فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس گناہ سے بچا لیا۔

دو عجیب دعائیں

آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کریں کہ اے اللہ! شیطان مردود کو ہم سے دور کر دیجئے۔ چونکہ اللہ والے دعائیں مانگتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرما دیا کرتے ہیں۔ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتی تھیں تو دو عجیب دعائیں مانگتی تھیں۔

(۱)...... اے اللہ! رات آ گئی، ستارے چھٹک چکے، دنیا کے بادشاہوں نے دروازے بند کر لیے، اللہ! تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے، میں تیرے در پر مغفرت کا سوال کرتی ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)......اے اللہ! جس طرح آپ نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے اسی طرح شیطان کو میرے اوپر مسلط ہونے سے روک دیجئے۔

جب انسان اس طرح اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت بھی فرماتے ہیں۔

توبہ کرتے وقت رونے کی فضیلت

یاد رکھیں کہ توبہ کرتے وقت رونے کو معمولی نہ سمجھیں بلکہ کوشش کریں کہ آنکھوں میں سے آنسو موتیوں کی طرح گرنے شروع ہو جائیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نبی علیہ السلام کا وعظ سن رہے تھے۔ وعظ سنتے ہوئے ایک صحابی زار و قطار رونے لگ گئے۔ ان کی حالت دیکھ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ آج اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح روئے ہیں کہ ان کی وجہ سے یہاں پر موجود سب لوگوں کے گناہوں کو معاف فرما دیا گیا ہے۔...... سچی بات عرض کروں کہ اگر نیکوں پر گنہگاروں کی توبہ کا اجر واضح ہو جائے تو وہ بھی گنہگاروں پر رشک کرنے لگ جائیں کہ انہوں نے اتنے بڑے بڑے گناہ کیے تھے مگر ایسی توبہ کی کہ اللہ نے ان کے گناہوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل فرما دیا۔ بلکہ کئی خوش نصیب لوگ ایسے خلوص سے توبہ کرتے ہیں کہ اگر ان کی توبہ کے ثواب کو پورے شہر کے گنہگاروں پر تقسیم کر دیا جائے تو اللہ رب العزت سب گنہگاروں کی مغفرت فرما دیں۔

ایک عورت کی لاجواب توبہ

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں ایک عورت کبیرہ گناہ کا ارتکاب کر بیٹھی۔ کسی کو اس کا پتہ بھی نہیں تھا۔ یہ معاملہ اس کے اور اس کے پروردگار کے

www.besturdubooks.wordpress.com

درمیان تھا۔مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ احساس ڈالا کہ دنیا کی تکلیف تھوڑی ہے اور آخرت کی زیادہ ہے اور دنیا کی ذلت تھوڑی ہے اور آخرت کی زیادہ ہے۔ لہٰذا مجھے چاہیے کہ میں اپنے اس گناہ کو دنیا میں ہی پاک صاف کروا جاؤں۔ چنانچہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے دوسری طرف سے آکر کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے پھر اپنا رخ پھیر لیا۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے چار مختلف اطراف میں رخ کیا اور اس نے چاروں طرف سے آکر بتایا کہ مجھ سے گناہ کبیرہ سرزد ہوا ہے..... اب چار مرتبہ کیوں رخ پھیرا؟..... اس لئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے چار مرتبہ گواہی لینا چاہتے تھے۔ کیونکہ اس وقت تک حد جاری نہیں ہو سکتی جب تک گواہی نہ ہو۔

اس عورت نے اقرار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے گناہ کیا ہے اور وہ گناہ میرے پیٹ میں پل رہا ہے۔ اب میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھ پر حد جاری کر کے مجھے اس گناہ سے پاک فرما دیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ابھی جاؤ اور جب وضع حمل ہو جائے تو پھر آنا۔ چنانچہ وہ چلی گئی۔

جب بچے کی پیدائش ہو گئی تو وہ بچے کو لے کر پھر آئی اور پھر عرض کرنے لگی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! اب آپ مجھ پر حد جاری کیجئے۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی اس بچے کو دودھ پلاؤ۔ چنانچہ وہ پھر واپس چلی گئی۔

دو سال دودھ پلانے کے بعد وہ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی، اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ مجھ پر حد جاری

www.besturdubooks.wordpress.com

کر دیجئے۔ اب کی بار جب وہ آئی تو بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا جسے وہ کھا رہا تھا.... وہ بتانا چاہتی تھی کہ اب یہ میرے دودھ کا محتاج نہیں رہا .....اب اس پر حد جاری کی گئی۔

غور کیجئے کہ اس نے وضع حمل سے پہلے اپنے گناہ کا اقرار کیا، پھر دو سال دودھ پلانے کے بھی گزرے۔ مگر اس میں ایسی استقامت تھی کہ وہ بار بار آتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کہ میں دنیا میں ہی اس بوجھ سے پاک ہو جاؤں۔ چنانچہ اس کو سنگسار کر دیا گیا.....سنگسار کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے اس کے بارے میں کوئی سخت بات کہہ دی مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''عمر! اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ کے اجر و ثواب کو شہر والوں پر تقسیم کر دیا جائے تو شہر کے سب گنہگاروں کی مغفرت ہو جائے۔''

سبحان اللہ۔

اطاعتِ الٰہی پر انعامِ الٰہی

عزیز طلبا! جب ہم بھی اللہ رب العزت کے حضور اپنے گناہوں کا یوں اقرار کریں گے تو رب کریم ہمارے گناہوں کو معاف بھی فرما دیں گے اور آئندہ گناہوں سے ہماری حفاظت بھی فرما دیں گے۔ پھر دیکھنا کہ سینے میں علم کی معرفت کی ایسی شمع جلے گی کہ اللہ رب العزت اس کے نور سے پوری دنیا کو منور فرما دیں گے......جی ہاں، جب کوئی کاریگر کوئی ماسٹر پیس تیار کرتا ہے تو وہ سب لوگوں کو دکھانے کے لئے اسے بطور Symbol (نشان) اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جو گناہوں سے توبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کر کے اپنے من میں اللہ رب العزت کی محبت کو اتار چکے ہوتے ہیں۔ وہ ایسے Symbol (نشان) بن جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو پوری دنیا کے انسانوں کو دکھانے کے لئے قبول کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے دنیا کے ملکوں کو محلے بنا دیتے ہیں، پھر وہ پوری دنیا میں پھرتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ پوری دنیا کے انسانوں کو یہ بتاتے ہیں کہ ان کو دیکھو .....

..... میرے یہ بندے Symbol (نشان) بنے ہوئے ہیں

..... انہوں نے دل سے ماسوٰی کو کیسے نکالا

..... اور یہ کیسے میرے بنے۔

آج اس وقت گناہوں سے سو فیصد بچنے والی قدسی ہستیاں بہت کم ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم کوشش کرنے والے بن جائیں۔

حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے سو فیصد بچنے کی اور اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّةً کے مصداق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین .

www.besturdubooks.wordpress.com

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ط اِنْ تَكُوْنُوْا
صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝

دعاؤں کی رات

یہ بیان ۱۵ شعبان ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۲ء (بر موقع سالانہ نقشبندی اجتماع) کو جامع مسجد مدینہ جھنگ میں بعد از عشاء ہوا، یہ شب برأت تھی اور حاضرین میں سالکین اور عوام الناس کی کثیر تعداد موجود تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

علماء نے لکھا ہے کہ چار راتوں میں اللہ تعالیٰ خیر کے دریا بہادیتے ہیں۔

(۱) لیلۃ القدر میں

(۲) شب عرفہ (عرفات کی رات) میں

(۳) لیلۃ البراءۃ (شب براءت) میں

(۴) لیلۃ الجائزہ (عید الفطر کی رات) میں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس طرح انسانوں کی عیدیں ہوتی ہیں اسی طرح شب برأت فرشتوں کی عید ہوتی ہے......

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

غصہ اور اس کا علاج

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَo

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

تربیت کی ضرورت

"تعلیم وتربیت" دو الفاظ شروع ہی سے اکٹھے رہے ہیں۔ تعلیم تو انسان مدارس سے، سکولوں سے، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے حاصل کرتا ہے مگر وہاں تربیت مفقود ہے۔ پہلے وقتوں میں لڑکپن میں ماں باپ تربیت کرتے تھے اور جوان ہونے کے بعد پیر استاد کرتے تھے۔ لیکن آج وقت کچھ اور ہے۔ آج کل کے لڑکے ماں باپ سے کوئی اصلاحی بات سننا پسند ہی نہیں کرتے۔ ان کو باپ اچھا نہیں لگتا کیونکہ وہ روکتا ہے، البتہ ماں اچھی لگتی ہے کیونکہ وہ ہر چیز کی اجازت دے دیتی ہے۔ بلکہ بعض نوجوان باپ سے ایسے نفرت کرتے ہیں جیسے پاپ سے نفرت کی جاتی ہے۔ انہیں روک ٹوک اچھی نہیں لگتی۔ نفس اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مجھے کسی بات سے

www.besturdubooks.wordpress.com

روکا جائے۔ اور جو کوئی اسے روکے وہ اسے اچھا نہیں لگتا۔ اگر کوئی بڑا سمجھائے تو اس سے بولنا چھوڑ دیتے ہیں۔ بڑا بھائی سمجھا دے تو چھوٹا اس سے بولنا چھوڑ دیتا ہے اور اگر باپ سمجھا دے تو وہ نوجوان اپنے والد کے سامنے آتا ہی نہیں۔ خون اتنے سفید ہو چکے ہیں۔ گویا جو خواہشات پوری کرنا سکھائے اسے دوست سمجھتے ہیں اور جو نفس کی مکاریاں بتلائے اسے دشمن سمجھتے ہیں۔ یہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔

انسان کے تین برتن

اللہ رب العزت نے انسان کو تین برتن عطا کیے ہیں۔

جذبات کا برتن

ان میں سے پہلا برتن انسان کا دل ہے۔ یہ جذبات کا سرچشمہ ہے۔ انسان میں جتنے بھی جذبات ہوتے ہیں ان کا تعلق دل سے ہے۔ محبت کا جذبہ، نفرت کا جذبہ، بہادری کا جذبہ، بزدلی کا جذبہ، سخاوت کا جذبہ، بخیلی کا جذبہ۔ ان سب جذبات کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ ایمان اور کفر کا تعلق بھی انسان کے دل کے ساتھ ہی ہے۔

خیالات کا برتن

دوسرا برتن عقل ہے۔ یہ خیالات کا برتن ہے۔ یہ انسان کے جسم میں آنے والے اچھے اور برے سب خیالات کا برتن ہے۔ سب خیالات کا محور اور مرکز عقل ہے۔ جس طرح کمپیوٹر کے اندر ایک Math Co.processor ہوتا ہے۔ پروگرام میں جہاں کہیں Mathematically equation آ جائے تو وہ سیدھی Math

www.besturdubooks.wordpress.com

Co.processor کی طرف ریفر کر دی جاتی ہے، اسی طرح انسان کے دماغ میں جتنے بھی خیالات Process ہو رہے ہوتے ہیں وہ انسان کے دماغ میں ہوتے ہیں۔

یوں سمجھئے کہ انسان کا دماغ خیالات کا موٹروے ہے۔ جیسے موٹروے پر کاریں بھی ہوتی ہیں، بسیں بھی ہوتی ہیں اور بڑے بڑے ٹریلر بھی ہوتے ہیں اسی طرح انسان کے دماغ کی موٹروے کے اوپر بھی ہر طرح کے خیالات آ جا رہے ہوتے ہیں۔ کبھی دنیا سے متعلق، کبھی دین سے متعلق، کبھی اپنے متعلق اور کبھی غیروں کے متعلق۔ یہ خیالات بار بار آ رہے ہوتے ہیں۔ خیالات کا بار بار آنا بھی اللہ کی رحمت ہے۔ اگر یہ خیالات بار بار نہ آتے تو ہماری زندگی میں مشکل پیدا ہو جاتی۔

فرض کریں کہ ایک صوفی صاحب سے اس کی بیوی نے کہا دوپہر کو مہمانوں نے آنا ہے، آپ سبزی لا کر دے دیں کھانا بنانا ہے۔ گھر سے نکلے اور ان کو دس پندرہ سال کے بعد پرائمری سکول کے دوست مل گئے۔ اب اس سے باتیں کرنے لگ گئے۔ اگرچہ وہ بات کر رہے ہوں گے لیکن ان کے دماغ میں ہٹ ہٹ کر خیال آئے گا کہ میں نے گھر میں سبزی پہنچانی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا آٹومیٹک سسٹم ہے۔ اگر فرض کریں کہ اس کو یہ خیال ہی نہ آتا کہ میں نے گھر میں سبزی پہنچانی ہے اور دوپہر کو مہمان آ جاتے اور یہ دوست کے ساتھ وقت گزار کر شام کو گھر آ رہے ہوتے تو پھر گھر کے اندر کیا تماشا بنتا۔

اسی طرح انسان ایک وقت میں دو خیال ذہن میں رکھ سکتا ہے۔ ایک کام کر رہا ہوتا ہے اور دوسرے کام کا خیال اس کے ذہن میں آ رہا ہوتا ہے۔ مثلاً امام صاحب نے نماز پڑھانی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ آیتیں بھی تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ آیتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں اور وقفے وقفے سے گھڑی کی طرف بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

خیالات کی ٹریفک

اگر موٹر وے پر ٹریفک آ بھی رہی ہو اور جا بھی رہی ہو تو پھر فکر کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ فکر کی بات تب ہوتی ہے جب ٹریفک بلاک ہو جائے۔ اسی طرح اگر خیالات آئیں اور جائیں تو فکر کی کوئی بات نہیں، لیکن جب کوئی خیال آ جائے اور جم جائے تو وہ ٹریفک کو بلاک کر دیتا ہے۔ اب اس کا خیال رکھنا پڑے گا۔ جیسے پولیس والا چوراہے پر کھڑا ہو کر دائیں طرف کی ٹریفک کو بائیں طرف اور بائیں کو دائیں طرف، سامنے والی ٹریفک کو پیچھے اور پیچھے والی ٹریفک کو سامنے کی طرف چلاتا رہتا ہے اسی طرح انسان بھی اپنی عقل کے چوراہے پر خیالات کی آنے والی ٹریفک کو چالو رکھتا ہے۔ جس طرح ٹریفک جام ہو جائے اور چوک میں بھیڑ لگ جائے تو اس سپاہی کی وردی اتار لی جاتی ہے اسی طرح جس بندے کے دماغ کے چوک میں شہوانی خیالات کی ٹریفک جم جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندے کی انسانیت والی وردی اتار دیتے ہیں۔

خیالات کے آنے پر پکڑ کب ہوتی ہے؟

ایک اصول ذہن نشین کر لیجیے کہ خیالات کا آنا برا نہیں بلکہ خیالات کا لانا اور ان کو دل میں جمانا برا ہے۔ گندے سے گندا خیال بھی آ سکتا ہے، لیکن یہ آئے اور چلا جائے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اولیاء کو بھی ایسے خیالات آ سکتے ہیں...... کئی دفعہ نوجوان لذتیں لینے کی خاطر دل میں عجیب وغریب طرح کے خیالات سوچتے ہیں یاد

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھیں کہ اگر ارادے کے ساتھ کوئی ایسا خیال باندھا تو اس پر پکڑ ہوگی اور اگر خود بخود کوئی خیال آجائے تو اس کو جھٹک دیجئے۔ اس سے روحانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ایمان کی علامت

صحابہ کرامؓ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ایسے ایسے خیالات آتے ہیں کہ ہم تو سمجھتے ہیں کہ ان خیالات کو ہٹانے کی نسبت آگ میں پڑ جانا بہتر ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بتاؤ کہ وہ خیال آنے سے تمہیں خوشی ہوتی ہے یا دل تنگ ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! بہت دل تنگ ہوتا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ذٰلِکَ عَلَامَۃُ الْاِیْمَانِ یعنی اگر دل تنگ ہوتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ تمہارے دل میں ایمان موجود ہے۔ اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ خیالات کسی طرح کے بھی آسکتے ہیں مگر سالک کو چاہیے کہ وہ ان خیالات کو ذہن میں جمنے نہ دے۔ جب کبھی ایسے خیالات آئیں ان کو فوراً جھٹک دے۔ اس کے بارے میں ہرگز نہ سوچے۔ یاد رکھیں کہ جب کسی خیال کی سوچ شروع ہوگئی تو یوں سمجھئے کہ اس کی ظلمت دل پر ضرور آئے گی۔

خواہشات کا برتن

تیسرا برتن نفس ہے اور یہ خواہشات کا برتن ہے۔ خواہشات جتنی بھی ہیں ان کا تعلق نفس کے ساتھ ہے۔ یہ خواہشات اچھی بھی ہوتی ہیں اور بری بھی۔ مثلاً ''میں تہجد گزار بن جاؤں'' یہ اچھی خواہش ہے۔ اور ''دنیا میں میری شہرت اور بڑا اونچا

www.besturdubooks.wordpress.com

نام ہو' یہ بری خواہش ہے۔

باطنی اصلاح کے دو طریقے

انسان کی اصلاح کے دو طریقے ہیں۔ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان نفس کے اوپر محنت کرے اور اس کی خواہشات کو کچل دے حتیٰ کہ اس کی خواہشات شریعت کے مطابق ہو جائیں ۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دل پر محنت کی جائے اور اس کے جذبات کو بدل دیا جائے حتیٰ کہ اللہ رب العزت کی محبت غالب آ جائے۔ جب انسان کو اللہ رب العزت کی محبت کا جذبہ حاصل ہو جائے گا تو اس کے خیالات اور خواہشات بھی اس کے مطابق ہو جائیں گے۔دل پر محنت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کثرت سے ذکر و مراقبہ کیا جائے۔

سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ نقشبندیہ میں بنیادی فرق

مشائخ چشت نفس کے مجاہدات سے روحانی تربیت کا کام شروع کرواتے ہیں اور مشائخ نقشبند قلب کے ذکر سے۔منزل دونوں کی ایک ہے۔لیکن ہر پھول کا اپنا اپنا رنگ اور اپنی اپنی خوشبو ہے۔نفس پر جو کام کرنا ہوتا ہے اس میں مجاہدہ زیادہ کرنا پڑتا ہے۔متقدمین نے یہی طریقہ اپنایا کیونکہ یہ ان کے حالات کے عین مطابق تھا۔ اسی لئے اسے ''متقدمین کا سلسلہ'' کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کا فیض شروع سے ہی جاری فرما دیا تھا۔اس سلسلہ نقشبندیہ کو ''متاخرین کا سلسلہ'' کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانے میں اپنے بندوں کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے یہ ایک آسان راستہ بتا دیا ہے کہ دل پر محنت کرواور ذکر و مراقبہ کرو تا کہ دل میں اللہ رب العزت کی محبت آ جائے۔یہ ان دونوں سلسلوں میں بنیادی فرق ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیائے کرام کی محنت کا میدان

انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی انسان کے قلب کو محنت کا میدان بنایا۔ انہوں نے عقل پر محنت نہیں کی بلکہ انہوں نے دل بدلے کیونکہ دل کے بدلنے سے اعضاء و جوارح سے سرزد ہونے والے اعمال بدل جاتے ہیں اور دل کے بگڑنے سے سب کچھ بگڑ جاتا ہے۔

؎ دل کے بگاڑ ہی سے بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنوار لیا وہ سنور گیا

اسی حقیقت کو کھولتے ہوئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِی الْجَسَدِ بَنِیْ اٰدَمَ لَمُضْغَۃً اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَ اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ

(بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ بگڑتا ہے تو پورے جسم کے اعمال بگڑ جاتے ہیں اور جب وہ سنورتا ہے تو پورے جسم کے اعمال سنور جاتے ہیں، جان لو کہ وہ انسان کا دل ہے)

اس حدیث مبارک سے پتہ چلا کہ دل انسان کے جسم کے تمام اعضاء کا حاکم ہے۔ حتی کہ عقل بھی انسان کے دل کے تابع ہوتی ہے۔ قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَا اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ۝

(اے کاش! ان کے دل ہوتے جو انہیں عقل سکھاتے، ان کے کان ہوتے جن سے وہ ہدایت کی بات سنتے، آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، یہ تو سینوں کے اندر دل

www.besturdubooks.wordpress.com

اندھے ہو جاتے ہیں)

تین برتن اور تین نعمتیں

زندگی گزارنے کے لئے انسان کو نفع دینے والی چیزیں حاصل کرنی پڑتی ہیں اور نقصان دینے والی چیزوں سے بچنا پڑتا ہے۔ نفع دینے والی چیزوں کو حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک قوت دی ہے جس کا نام ''شہوت'' ہے۔ شہوت اشتہا کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی چیز کی طلب ہونا اور اس کو حاصل کرنے کی دل میں تڑپ ہونا۔ یہ جنت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو نمونے کے طور پر اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی تاکہ ان نعمتوں کی ایک جھلک انسان دنیا میں بھی محسوس کر لیں۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے نقصان سے بچنے کیلئے بھی انسان کو ایک قوت عطا فرمائی جسے ''غضب'' کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے ''غصہ''...... نقصان دہ چیزوں سے بچنے کیلئے انسان کا غصہ کام آتا ہے۔ اگر انسان میں غصہ ہوتا ہی نہ تو اس میں شرم حیا بھی نہ رہتی۔ انسان غصہ کی وجہ سے کئی نقصان دہ چیزوں سے بچ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی لڑکے کو اپنی گلی میں کھڑے دیکھا، اس کی نظریں میلی معلوم ہوئیں جس سے پتہ چلا کہ اس کا یہاں کھڑا ہونا مناسب نہیں تو اس پر غصہ تو آئے گا۔ لہٰذا اس لڑکے کو پاس بلا کر اگر کوئی سمجھائے کہ بچہ! آج کے بعد تم مجھے اس گلی میں نظر نہ آنا تو اس غیرت ایمانی کی وجہ سے بندے کی عزت بچ جائے گی۔

شہوت اور غضب کے درمیان اعتدال رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے عقل کو حکمت عطا کی۔ لہٰذا انسان اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے ان دونوں چیزوں کو کنٹرول میں رکھ سکتا ہے۔

تین برتن تھے اور تین ہی نعمتیں عطا ہوئیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

o شہوت کا تعلق ...... نفس کے ساتھ

o غضب کا تعلق ...... قلب کے ساتھ

o حکمت کا تعلق ...... دماغ کے ساتھ

یہ تینوں چیزیں انسان کے کام آتی ہیں۔

شہوت اور غضب کو کنٹرول کرنے میں مشائخ کا کردار

یاد رکھیں کہ کئی چیزیں اگر حدود میں رہیں تو فائدہ مند ہوتی ہیں اور اگر حدود سے زیادہ ہو جائیں تو نقصان دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر پانی کو لیجیے۔ پانی اگر کہیں ملے ہی نہ تو وہ بھی نقصان دہ ہے اور اگر اتنا ہو کہ بند توڑ کر شہروں میں آ جائے تو وہ بھی نقصان دہ ہے...... بالکل اسی طرح اگر شہوت انسان کے اندر بالکل ہی نہ ہو تو وہ بھی نقصان دہ ہے، ایسے نامرد انسان سے اولاد کا سلسلہ آگے کیسے چلے گا۔ اس لئے شہوت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر یہ اتنی بڑھ جائے کہ اس کو حلال و حرام کی تمیز ہی نہ رہے تو یہ بھی نقصان دہ ہے۔ معلوم ہوا کہ اس نعمت کو ایک حد کے اندر ہونا چاہیے پھر یہ انسان کے لئے فائدہ مند ہوگی۔

یہی معاملہ غضب (غصہ) کا ہے۔ اگر کسی بندے کے اندر غصہ بالکل ہو ہی نہ تو وہ بڑا دیوث اور بے غیرت بن جاتا ہے۔ اس کے سامنے اس کی عزت خراب کی جائے یا اس کے سامنے دین کا مذاق اڑایا جائے تو اسے کوئی احساس ہی نہیں ہوتا۔ گویا اس کے اندر سے حمیت جاتی رہتی ہے۔ بے غیرت انسان کے لئے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بے غیرت انسان جنت میں نہیں جائے گا“ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

اَنَا اَغْيَرُ وَلَدِ اٰدَمَ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّي

www.besturdubooks.wordpress.com

(میں بنی آدم میں سب سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہیں)

اگر کسی انسان کے اندر غصہ نہ ہو تو اس میں غیرت بھی نہیں رہے گی۔ جدید تہذیب نے جو بے غیرتی کا بازار گرم کر رکھا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ نئی تہذیب کے میاں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے دوست کو بیوی دکھاتا ہے، اسے اپنی بیوی کا تعارف کراتا ہے، ان کے پاس بیٹھ کر گفت و شنید کرتا ہے بلکہ اب تو مصافحہ بھی ہونے لگا ہے۔ نہ اسے غصہ آتا ہے اور نہ غیرت آتی ہے۔

اور اگر یہ ضرورت سے زیادہ بڑھ جائے تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ بھڑکنا شروع کر دے گا، اس لئے اس کا ایک حد سے زیادہ بڑھ جانا بھی نقصان دہ ہے...... آپ نے بخار میں ایک گولی تین مرتبہ کھانی ہوتی ہے، صبح، دوپہر، شام، تو وہ فائدہ دیتی ہیں۔ اگر آپ صبح بھی تین کھائیں اور شام کو بھی تین کھائیں تو وہی گولی جس نے صحت کا سبب بننا تھا، الٹا بیماری کے بڑھنے کا سبب بن جائے گی۔ اسی طرح غصہ بھی فائدے کی چیز ہے لیکن جب اپنی مقدار یعنی حد سے بڑھ جاتا ہے تو پھر یہ نقصان دہ بن جاتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہوت اور غضب دونوں کو اعتدال میں کیسے لایا جا سکتا ہے؟...... اس کا جواب یہ ہے کہ اس کام کے لئے کسی ڈاکٹر (معالج) کی ضرورت پڑتی ہے۔ جسے ''شیخ'' کہتے ہیں۔ مشائخ جو محنت کرواتے ہیں اس سے انسان کی شہوت اور اس کا غضب کنٹرول میں آجاتا ہے۔ ذکر و مراقبہ کا مقصد ہی یہی ہے۔ جب تک کسی شیخ سے تعلق نہ ہو انسان کی ان دونوں چیزوں میں اعتدال نہیں آسکتا۔ اس لئے کسی نہ کسی شیخ سے اصلاحی و تربیتی تعلق استوار کرنا ضروری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب شہوت کنٹرول میں نہ ہو تو آنکھ قابو میں نہیں ہوتی۔ انسان اپنے دل میں جھانک کر دیکھے کہ کیا اس کی آنکھ قابو میں ہے۔ اگر دل سے آواز آئے کہ قابو میں نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شہوت اپنی حد سے بڑھی ہوئی ہے...... اسی طرح اگر غیر محرم کو دیکھ کر طبیعت للچاتی ہے تو یہ بھی اس بات کی علامت ہے کہ شہوت حد سے بڑھی ہوئی ہے اور اس کا علاج کروانا ضروری ہے۔ ایسے شخص کو شیخ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اسے گائیڈ کرے، کچھ پڑھنے کو بتائے، اسے زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھائے اور اس کے لئے نظام الاوقات مرتب کرے تاکہ اس کی شہوت اس کے قابو میں آجائے۔ جس کی شہوت اس کے قابو میں آجائے وہ انتہائی پاکدامن انسان ہوتا ہے اور پاکدامن انسان اللہ رب العزت کا پسندیدہ انسان ہوتا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی باطنی اصلاح کا واقعہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک نوجوان آیا۔ اس نے بلاواسطہ آکر عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے زنا کی اجازت دے دیجیے...... اس کے جواب کا ایک طریقہ تو یہ تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ غصے میں آجاتے اور فرماتے کہ تم حرام کو حلال کروانے آگئے، تمہیں شرم نہیں آتی...... لیکن نہیں، بلکہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ کوئی تمہاری والدہ سے یہ حرکت کرے۔ کہنے لگا، نہیں۔ پوچھا، بیوی سے کرے؟ کہنے لگا نہیں۔ بہن سے کرے؟ کہنے لگا، نہیں۔ بیٹی سے کرے؟ کہنے لگا، نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم جس سے زنا کرو گے وہ یا تو کسی کی ماں ہوگی، یا کسی کی بیوی ہوگی، یا کسی کی بہن ہوگی یا کسی کی بیٹی ہوگی، اگر تم اس کو پسند نہیں کرتے تو دوسرے لوگ بھی تو اسے پسند نہیں کرتے...... جب اتنا سمجھایا تو اس کے ذہن میں بات آگئی...... لیکن فقط سمجھانے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بات سمجھ میں نہیں آتی. کیونکہ دل کے اندر جذبات کا طوفان ہوتا ہے، عقل سمجھ بھی لے تو کیا فائدہ جب تک کہ جذبات قابو میں نہ آئیں۔ اس کیلئے اللہ کے نبی ﷺ نے پھر نسخہ آزمایا۔

نسخہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے اس نوجوان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا،

''اے اللہ! اس نوجوان کے دل کو پاک فرما دیجئے''

وہ صحابی ؓ فرماتے ہیں کہ میرے سینے پر ہاتھ رکھنے سے اور اس دعا کی برکت سے میرے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس کے بعد مجھے جتنی نفرت زنا سے تھی اتنی نفرت مجھے دنیا میں کسی گناہ سے نہیں تھی ..... یہ کیا تھا؟ ..... یہ فیض تھا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس صحابی ؓ کے سینے میں منتقل ہوا ..... اللہ والے جو سینے سے لگاتے ہیں یہ بھی فیض کے ایک سینے سے دوسرے سینے میں منتقل ہونے کا ذریعہ ہے۔

انتقالِ فیض

حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس وحی لے کر آئے اور کہا، اِقْرَأْ (اے اللہ کے نبی! پڑھئے)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں)۔ بخاری شریف میں ہے کہ نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ کہا تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر سینے سے لگا لیا اور خوب دبایا حتی کہ مجھے تنگی محسوس ہونے لگی، پھر اس کے بعد چھوڑ دیا اور دوبارہ کہا، اِقْرَأْ (پڑھئے) میں نے پھر کہا، مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں)، جبرائیل علیہ السلام نے مجھے دوبارہ سینے سے لگایا اور پھر دبایا۔ پھر جب تیسری مرتبہ سینے سے لگا کر چھوڑا اور پڑھنے کو کہا تو میں نے یہ پڑھنا شروع کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○ (العلق: آیت:۱تا۵)

غور کریں کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام ایسا کیوں کر رہے تھے؟...... کوئی کھیل تماشا تھا؟...... نہیں بلکہ اس میں حکمت تھی۔ یہ فیض تھا جو منتقل ہو رہا تھا۔ اسی کو تو توجہ کہتے ہیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ اسی اثنا میں جبرائیل امین ایک صحابی حضرت وحیہ کلبی ؓ کی شکل میں آئے اور نبی علیہ السلام کے سامنے اس طرح بیٹھ گئے کہ

رُکْبَةً اِلٰی رُکْبَتَیْهِ

(انہوں نے اپنے گھٹنے نبی علیہ السلام کے گھٹنوں کے ساتھ لگا دیئے)

اس کے بعد سوال پوچھے...... سوال پوچھنے کے لئے تو شاگرد کو پیچھے ادب سے بیٹھنا چاہیے، مگر اس کی کیا وجہ تھی کہ جبرائیل علیہ السلام اتنا قریب آ کر بیٹھ گئے کہ گھٹنوں سے گھٹنے مل گئے...... اس کا ایک ہی جواب ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی طرف سے جو برکات اور تجلیات لے کر آئے تھے وہ نبی علیہ السلام تک پہنچنی تھیں اور اس کی اس وقت یہی صورت تھی۔ دوسرے لفظوں میں یہ فیض کا انتقال تھا۔

نفس کے دھوبی پٹڑے سے بچیے

بات یہ چل رہی تھی کہ شہوت اور غضب کو کنٹرول کرنے کے لئے شیخ کی ضرورت ہوتی ہے۔ البتہ اگر آپ یہ کہیں کہ میں اپنی شہوت اور غضب کو خود کنٹرول کرلوں گا تو بہت اچھی بات ہے۔ اگر آپ خود کنٹرول کر سکتے ہیں تو پھر واقعی آپ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

شیخ کی ضرورت نہیں ہے، کون کہتا ہے کہ پیر و مرشد سے اصلاحی تعلق قائم کرنا فرض ہے، اللہ کرے کہ فرشتوں والی یہ صفت آپ کو بغیر استاد کے حاصل ہو جائے۔ لیکن یاد رکھنا کہ نفس آپ کو ایسا دھوبی پٹڑا لگائے گا کہ آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ میں اپنا علاج کر رہا ہوں اور حقیقت اس وقت کھلے گی جب معاملہ کہیں کا کہیں پہنچ چکا ہو گا۔ یہ نفس انسان کی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھتا ہے کہ اس کو کچھ ہوش ہی نہیں رہتا۔

مشائخ کا اصول

مشائخ کا یہ اصول نہیں ہوتا کہ ہر آنے والے کو ایک ہی دوائی دے دی جائے۔ بلکہ ہر آنے والے کی طبیعت کو دیکھ کر اس کے مطابق دوائی تجویز کرتے ہیں۔ اس لئے شیخ کی ضرورت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ کی فراستِ ایمانی

اورنگ زیب عالمگیرؒ کے پاس دو بندے لائے گئے۔ ان دونوں نے ایک جیسا ہی گناہ کیا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے ان میں سے ایک کے بارے میں فرمایا کہ اس کو دس جوتے لگاؤ۔ چنانچہ اس کو جوتے لگائے گئے۔ پھر دوسرے کو بلا کر اس کی طرف غصے کی نظر سے دیکھا اور فرمایا، آپ نے بھی یہ کیا...... اس کے بعد فرمایا کہ چلے جاؤ یہاں سے۔ وہ چلا گیا۔

بعد میں لوگوں نے اورنگ زیب عالمگیرؒ سے کہا کہ آپ کا عدل تو بڑا مشہور ہے۔ ان دونوں کا ایک جیسا جرم تھا مگر آپ نے ایک کو تو جوتے لگوائے اور دوسرے کو فقط تنبیہ کر کے بھیج دیا، آپ کا یہ عمل ایسا ہے کہ جس میں ظاہراً انصاف نظر نہیں آتا۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا، ایسا کرو کہ تم ان دونوں کے گھر جاؤ اور دیکھو کہ ان

www.besturdubooks.wordpress.com

دونوں کا کیا حال ہے۔ جو دس جوتے کھا کے گیا تھا جب اس کے گھر گئے تو دیکھا کہ وہ گھر میں بیٹھا قہقہے لگا رہا تھا۔ اسے بالکل پرواہی نہیں تھی۔ اور جس کو فقط غصے کی نظر دیکھا تھا، اس کی طبیعت حساس تھی، وہ بخار کے ساتھ بستر پر پڑا ہوا تھا۔

مشائخ بھی بندے کی طبیعت کو دیکھ کر علاج کرتے ہیں۔ کسی کو غصے سے دیکھ لینا کافی ہوتا ہے اور کسی کو اچھی طرح ڈانٹ پلانی پڑتی ہے۔

''غضب'' کا عنوان

شہوت کے بارے میں تو آپ کئی دنوں سے سنتے آرہے ہیں کہ نفس اور شیطان شہوت کو بھڑکاتے ہیں اور انسان سے برے کام کرواتے ہیں۔ آج کا عنوان ''غضب'' ہے۔ ویسے بھی یہ غضب کا عنوان ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ یہی کہتے ہیں کہ جی دماغ بہت گرم رہتا ہے۔ لہٰذا دماغ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آج سپیشل دوائی دی جائے گی۔ دوائی بھی وہی اچھی ہوتی ہے جو بیماری کے مطابق ہو۔ یہ تو مناسب نہیں ہے نا کہ آدمی کو تو نزلہ زکام ہو اور ڈاکٹر اسے قولنج کی دوائی دے رہا ہو۔

یہ ایک خطرناک باطنی بیماری ہے جو آج کل عام ہو چکی ہے اس کے بارے میں اکثر دوست خط کے ذریعے بھی پوچھتے ہیں، ٹیلیفون کے ذریعے بھی پوچھتے ہیں، حتیٰ کہ بالمشافہ گفتگو کے دوران بھی کہتے ہیں، حضرت! مجھے غصہ جلدی آتا ہے اور میں اپنے قابو میں نہیں رہتا۔ کیا بچہ، کیا بڑا، کیا مرد، کیا عورت، سب کی یہی حالت ہے۔

غصہ نکالنے کا وبال اور پی جانے کا فائدہ

حدیث پاک میں آیا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

''غصہ ایمان کو ایسے خراب کرتا ہے جیسے شہد کو سرکہ خراب کر دیتا ہے۔''

اس لئے جو انسان اپنے غصے کو پی لیتا ہے وہ اللہ رب العزت کے ہاں بڑا مقبول بندہ ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا گیا،

''طاقت کے باوجود غصے کو پی جانے والا انسان قیامت کے دن اللہ رب العزت کی رضا کو حاصل کرنے والا ہوگا''۔

یعنی اس کے اندر بدلہ لینے کی طاقت بھی ہے اور غصہ نکال بھی سکتا ہے، لیکن اس کے باوجود غصہ نہیں نکالتا اور برداشت کر جاتا ہے تو اللہ رب العزت اس بندے کو قیامت کے دن اپنی رضا اور خوشنودی کا پروانہ عطا فرما دیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص انتقام کی قدرت کے باوجود اپنے غصے کو دبا لے اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو امن و ایمان سے بھر دیتے ہیں۔''

غصہ کے وقت نبی اکرم ﷺ کی کیفیت

غصہ انبیائے کرام علیہم السلام میں بھی ہوتا تھا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے بارے میں ارشاد فرمایا،

اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ

(مجھے بھی ایسے ہی غصہ آتا ہے جیسے بشر کو آتا ہے)

لیکن آپ ﷺ کا غصہ اللہ کے لئے ہوتا تھا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ تورات کے کاغذ مل گئے۔ انہوں نے لا کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

دیر بعد انہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

''عمر! تمہیں تیری ماں روئے، کیوں نہیں دیکھتا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے کی طرف''۔

جب انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی طرف دیکھا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور غصے کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا...... اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی بات پر غصہ آتا تھا تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا...... جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے غصے میں ہیں تو پھر اسی وقت انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگی۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

''اگر آج خود موسیٰ علیہ السلام بھی ہوتے تو میری اتباع کے بغیر ان کی بھی نجات نہ ہوتی''۔

اولیاء اللہ کا غصہ

غصہ اولیاء اللہ کو بھی آتا ہے۔ اسی لئے تو وہ اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہیں۔ ورنہ تو ان کی بیٹیاں بھی بے پردہ باہر پھریں، بلکہ وہ ساتھ ہی لے کر جائیں اور ان کو بالکل پرواہ نہ ہو، جیسے آجکل کے برے ماحول میں غافل قسم کے مسلمان خود کرتے ہیں۔ بعض جگہوں پر بیویاں تو پردہ کرنا چاہتی ہیں مگر خاوند کرنے نہیں دیتے۔

''پچھلے دنوں ایک عالمہ لڑکی کو اس لئے طلاق ہوئی کہ اس کا خاوند کہتا تھا کہ تو نے بے پردہ ہو کر میرے ساتھ چلنا ہے''۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التحریم:۹)

(جہاد کیجئے کفار اور منافقین سے اور ان پر سختی کیجئے)

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کی یہ آیت بتا رہی ہے کہ جہاں ایمانی معاملہ آئے وہاں انسان کے پاس غضب کا ہونا ایک رحمت ہے۔ اولیاء اللہ اسی وجہ سے غیر شرعی امور پر غصہ کا اظہار فرماتے ہیں۔

دوزخ میں جانے کا سبب

ایک حدیث پاک میں آیا ہے:

''اکثر لوگوں کے دوزخ میں جانے کا سبب ان کا غصہ ہوگا''۔

اس کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً

غصہ کی وجہ سے دوسرے کی دل آزاری ہوتی ہے۔ یعنی غصے میں کوئی ایسی بات کر دی کہ دوسرے کا دل دکھ گیا۔ اور کسی کے دل کو دکھ پہنچانے سے بڑا کوئی اور گناہ نہیں ہے۔

کئی مرتبہ تو ایسا ہوتا ہے کہ غصے میں طلاق دے دیتے ہیں اور جب تھوڑی دیر کے بعد دماغ ٹھنڈا ہوتا ہے تو بیوی کو کہہ دیتے ہیں کہ کسی کو نہ بتانا، اس کے بعد میاں اور بیوی دونوں بغیر نکاح کے اسی طرح باقی زندگی گزار دیتے ہیں اور اولاد بھی ہو رہی ہوتی ہے...... یہ قرب قیامت کی علامت میں سے ہے...... حدیث پاک میں ہے کہ قرب قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے گا اور پھر وہ بغیر نکاح کے اسی کے ساتھ اپنی بقیہ زندگی گزارے گا...... گویا غصہ ایسا گناہ کرواتا ہے کہ پھر وہ ساری زندگی گناہ میں ملوث رہتا ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر غصہ کا کنٹرول میں ہونا انتہائی ضروری ہے۔

کمزوری کی نشانی

علماء نے لکھا ہے کہ غصہ کا جلدی آنا کمزور ہونے کی نشانی ہے۔ مثال کے طور پر

......صحت مند بندے کی نسبت بیمار کو جلدی غصہ آتا ہے۔

......جوان کی نسبت بوڑھے میں غصہ جلدی آتا ہے۔ اور اسی طرح

......مرد کی نسبت عورت میں غصہ جلدی آجاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ پہلوان کون ہے، عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! جو دوسروں کو گرادے، وہ پہلوان ہے۔فرمایا، نہیں۔صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ آپ فرمادیجئے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا،'' پہلوان وہ ہے جو اپنے غصہ پر قابو پالے۔''

یاد رکھئے کہ غصہ پر قابو پالینا مردانگی اور ہمت کی بات ہوتی ہے۔آج یہ ہمت ختم ہوگئی ہے۔ چنانچہ چھوٹی چھوٹی باتیں غصے پر قابو نہ ہونے کی وجہ سے بات کا بتنگڑ بن جاتی ہیں۔ گھروں میں لڑائی جھگڑے کا بنیادی سبب غصہ بنتا ہے۔ایک صاحب آکر کہنے لگے، حضرت! میں غصے میں بیوی کو طلاق دے بیٹھا ہوں۔ میں نے کہا، بتاؤ کسی نے خوش ہوکر بھی اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، کبھی کسی نے کہا ہے کہ میں آپ کی خدمت سے بہت خوش ہوں اور انعام کے طور پر آپ کو طلاق پیش کرتا ہوں۔

اچھا انسان کون ہے؟

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اچھا انسان وہ ہے جس کو غصہ دیر سے آئے لیکن وہ جلدی راضی ہو جائے اور برا انسان وہ ہے جسے غصہ جلدی آئے اور بڑی دیر کے ساتھ جائے۔ آج ہماری اس بیماری کی کیٹیگری یہی ہے کہ ہمیں غصہ آتا تو جلدی ہے لیکن جاتا دیر سے ہے۔اس لئے ہمیں چاہئے کہ اگر کسی وجہ سے غصہ آئے بھی تو اگر دوسرا فریق معافی مانگ لے تو دل سے فوراً ناراضگی دور کر دینی چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مرشدِ عالم اور خوفِ خدا

جس سال ہمارے مرشدِ عالم کی وفات ہوئی، یہ اسی سال کا واقعہ ہے۔ حضرت مرشدِ عالمؒ فرماتے ہیں کہ میں وضو کر رہا تھا اور میری اہلیہ صاحبہ گرم پانی سے مجھے وضو کرا رہی تھیں۔ وضو کرواتے وقت وہ کوئی چیز رکھنے لگیں تو ان کی توجہ دوسری طرف ہوگئی۔ میں نے انہیں غصے سے ڈانٹ پلائی کہ پہلے مجھے تو وضو کرا لو۔ جب میں نے غصے سے کہا تو وہ خاموش رہیں اور برداشت کر گئیں اور میں نے وضو کر لیا۔ وضو کرنے کے بعد مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے جا رہا تھا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حالت تو یہ ہے کہ معمولی سی بات کر کے بیوی کا دل توڑا ہے اور اب رب کے سامنے جا کر سجدے کرو گے تو سجدے کہاں قبول ہوں گے؟ فرمانے لگے کہ یہ خیال آتے ہی میں واپس لوٹا، واپس آ کر اپنی اہلیہ سے معافی مانگی۔ انہوں نے بشاشتِ قلب سے کہا کہ میں نے اسی وقت ذہن سے بات نکال دی تھی یعنی میں نے معاف کر دیا تھا۔ فرمانے لگے کہ معافی مانگنے کے بعد تب میں مسجد میں آیا اور میں نے نماز ادا کی اس امید کے ساتھ کہ میرے مولا اب میری عبادت قبول فرمالیں گے۔

جذبۂ انتقام

غصے کی وجہ سے انسان کے اندر ''انتقام'' کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ شریعت ہمیں یہ کہتی ہے کہ ہم دوسروں سے انتقام لینے کی بجائے ان کو معاف کر دیا کریں، یہ اللہ رب العزت کو زیادہ محبوب ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل لوگ کہتے ہیں کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ یعنی جتنی زیادتی اس نے کی ہے ہم اس سے کئی گناہ بڑھ کر زیادتی کریں گے۔ اسی کو انتقام کہتے ہیں۔ یہی جذبۂ

www.besturdubooks.wordpress.com

انتقام انسان کو برباد کر دیتا ہے۔

نبی کریم کا عفو و درگزر

- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ حتیٰ کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اور اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فاتح بن کر مکہ مکرمہ جا رہے تھے اس وقت آپ اپنی سواری کے بالوں کو پکڑ کر یہ فرما رہے تھے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

(سب تعریفیں اس ایک اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اس اکیلے نے تمام دشمنوں کی جماعتوں کو شکست عطا فرما دی)

اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر فخر نہیں تھا بلکہ سر جھکا جا رہا تھا، سواری کی گردن کے بالوں کے ساتھ پیشانی لگ رہی تھی اور اللہ کے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کر رہے تھے۔ جب صحابہ کرامؓ بھی مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو ایک صحابی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے،

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ، اَلْيَوْمَ نَسْتَحِلُّ الْكَعْبَةَ

(آج کا دن تو جنگ کا دن ہے، آج ہم کعبہ کے اندر قتال کو حلال کریں گے)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف فتح کے دن کے لئے مکہ مکرمہ میں قتال حلال کر دیا تھا اور بعد میں قیامت تک کیلئے حرمت قائم کر دی گئی ...... جب ان صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو ابو سفیان، جو کہ اس وقت ایمان نہیں لائے تھے، نے اعتراض کیا کہ آپ کے فوجی کیا کہہ رہے ہیں۔ اس اعتراض پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے کو دے دیا اور فرمایا،

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَرْحَمَةِ

(آج کا دن تو رحمت کا دن ہے)

چنانچہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم شریف میں داخل ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدھا بیت اللہ شریف کی طرف گئے اور وہاں جا کر طواف اور نماز وغیرہ میں مشغول ہو گئے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کی ہر جوان عورت کو یقین تھا کہ آج میری عزت برباد ہو جائے گی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں کو اتنی تکلیفیں دی ہوئی ہیں کہ آج جب یہ فاتح بن کر آئے ہیں تو یہ ایک ایک سے اپنا بدلہ لیں گے۔ لیکن جب عشاء کے بعد کا وقت ہو گیا اور کوئی ان کے گھروں کے دروازوں تک بھی نہ آیا تو عورتیں بڑی حیران ہوئیں۔ انہوں نے اپنے مردوں سے پوچھا کہ دیکھو تو سہی کہ مسلمان کہاں ہیں؟ پتہ تو کرو، ہو سکتا ہے کہ وہ آپس میں کوئی ترکیب کر رہے ہوں یا کسی وقت کے انتظار میں ہوں۔ لہٰذا مردوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم جا کر پتہ کرتے ہیں۔ چنانچہ مردوں نے ہمت کی اور وہ اپنے گھروں سے باہر نکلے۔ جب وہ حرم شریف کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا کہ سارے کے سارے مسلمان عبادت میں مصروف ہیں۔ کوئی اللہ کے گھر کا طواف کر رہا ہے، کوئی مقام ابراہیم پہ سجدے کر رہا ہے، کوئی بیت اللہ شریف سے لپٹ کر دعائیں مانگ رہا ہے اور کسی نے غلاف کعبہ کو پکڑا ہوا ہے۔

وہ یہ منظر دیکھ کر حیران ہو گئے کہ یہ لوگ فاتح بن کر داخل ہوئے ہیں اور بجائے انتقام لینے کے اللہ رب العزت کی عبادت میں مشغول ہیں...... دیکھئے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ان سے انتقام نہیں لیا، حالانکہ وہ جانی دشمن تھے۔ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنی تکالیف پہنچائی تھیں کہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد

فرمایا،

"مجھے دین کی خاطر اتنی تکلیفیں پہنچائی گئیں کہ کسی نبی کو اتنی تکلیفیں نہیں پہنچائی گئیں"۔

اگلے دن آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرما دیا اور فرمایا کہ جو بھی آ کر کلمہ پڑھ لے گا اس کو معافی ہے۔ یہاں تک کہ چند گھروں کا نام لے کر فرمایا کہ جوان گھروں میں چلا جائے گا ان کیلئے بھی معافی ہے۔ سبحان اللہ

◉ ایک اور مزے کی بات سنئے۔ جب انسان کسی پر کنٹرول پاتا ہے تو وہ عام طور پر دو کام کرتا ہے۔ وہ پہلا کام تو یہ کرتا ہے کہ وہ مخالفین کو کچل کے رکھ دیتا ہے، اور دوسرا کام یہ کرتا ہے کہ وہ اپنے متعلقین کو خوب نوازتا ہے۔ آج دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جس کو بھی پاور ملتی ہے اس کی پہلی تمنا یہ ہوتی ہے کہ اپنے مخالفین کو کچل کے رکھ دوں اور دوسری تمنا یہ ہوتی ہے کہ میں اپنے متعلقین کو جتنا نواز سکتا ہوں نواز دوں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں چاہتوں کو پورا نہیں کیا۔ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ کے فاتح بنے تو آپ انتقام لے سکتے تھے مگر آپ ﷺ نے انتقام نہیں لیا۔ نہ ہی مخالفین کو کچلنے کی پالیسی پر عمل کیا ہے اور نہ ہی اپنوں کو نوازا۔

◉ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب آپ ﷺ ہجرت کے وقت مدینہ منورہ جانے لگے تو بیت اللہ شریف کی چابی بردار عثمان بن طلحہ کو فرمایا تھا کہ اس بیت اللہ کو کھول دو، میرا دل چاہتا ہے کہ میں اندر جا کر تھوڑی دیر اللہ کی عبادت کروں مگر اس نے جواب دیا کہ میں نہیں کھولتا۔ آپ ﷺ نے اس وقت بڑی حسرت سے فرمایا،

"اچھا، کیا تو واقعی نہیں کھولتا؟ اس دن کیا ہوگا جب میں جس جگہ کھڑا ہوں یہاں تو کھڑا ہوگا اور جہاں تم کھڑے ہو وہاں چابی لے کر میں کھڑا ہوں گا۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

اس نے آگے سے الٹی سیدھی باتیں کرنا شروع کر دیں کہ تمہارے ہاتھ میں چابی کیسے آسکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فاتح بن کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو بنوشیبہ کا وہی بندہ چابی بردار تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بلایا۔ جب وہ آیا تو محبوب ﷺ نے فرمایا، چابی مجھے دو۔ اس نے چابی دے دی۔ جب آپ ﷺ نے وہ چابی لے لی تو آپ ﷺ نے اسے یاد دلاتے ہوئے فرمایا،

''تم اس وقت کو یاد کرو جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ جہاں میں کھڑا ہوں وہاں تم کھڑے ہو گے اور جہاں اس وقت تم کھڑے ہو وہاں چابی لے کر میں کھڑا ہونگا ،کیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کر دیا ہے یا نہیں؟

اس نے کہا، جی اللہ کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے چابی لیکر بیت اللہ شریف کا تالا کھولا۔ آپ ﷺ بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اس کے بعد جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور تالا لگایا تو اس وقت قریش کے مختلف قبائل کے لوگ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہو گئے۔ ان میں سے ہر ایک کی تمنا تھی کہ ہمیں چابی بردار بنا دیا جائے۔ چنانچہ سب کی نظریں محبوب ﷺ پر جمی ہوئی تھیں کہ اللہ کے نبی ﷺ ہمیں چابی دے دیں۔ مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے تالا لگایا اور آپ ﷺ نے جس کافر سے چابی لی تھی آپ ﷺ نے وہ چابی اسی کافر کے حوالے فرما دی اور فرمایا،

''تم اس چابی کو اپنے پاس رکھو، یہ چابی قیامت تک تمہارے خاندان کے اندر چلتی رہے گی''۔ اللہ اکبر

www.besturdubooks.wordpress.com

جب آپ ﷺ نے اس پر یہ احسان فرمایا تو اس کافر کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے اور کہنے لگا،

''اے اللہ کے محبوب ﷺ! کلمہ پڑھا کر مجھے مسلمان بنا دیجئے''۔

معاف کر دینے میں عزت ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان فرمائی۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ
(آل عمران:۱۳۴)

[(مؤمن لوگ) غصہ کو پی جانے والے ہوتے ہیں، لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں اور اللہ ایسے نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں]

چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ

''معاف کر دینے سے انسان کی عزت بڑھتی ہے''

اس سے پتہ چلا کہ انتقام لینے سے عزت ہرگز نہیں بڑھتی۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن منادی اعلان کرے گا کہ جس انسان کا اللہ کے ذمے حق ہے اسے چاہئے کہ وہ کھڑا ہو اور بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہو جائے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''جو لوگ دنیا میں اللہ کے لئے لوگوں کو معاف کرنے والے ہوں گے ان کا اللہ پر حق ہوگا، یہی لوگ کھڑے ہوں گے اور بغیر حساب کتاب جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے''۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لئے جو آدمی غلطی کرنے کے بعد آ کر کہے کہ بھئی! مجھے اللہ کے لئے معاف کر دو تو معاف کر دیا کریں کیونکہ اس معاف کر دینے کا اللہ کے ہاں بڑا مقام ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو کسی انسان کی لغزش سے دنیا میں درگزر کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں سے درگزر فرمائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو انسان دنیا میں دوسروں کی خطاؤں کو جتنا جلدی معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنا ہی جلدی اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ اس لئے اگر کوئی شخص معافی کا کوئی عذر پیش کر دے تو اس کا وہ عذر جلدی قبول کر لینا چاہیے۔

سب سے زیادہ بدترین شخص

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا میں تمہیں برے لوگوں سے آگاہ نہ کروں؟ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ انسان بہت برا ہے جو اکیلا کھائے، اپنے غلام کو کوڑے مارے اور بخشش و رحمت کو روک دے۔

پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدترین انسان بتا دوں۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! بتا دیجئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس سے بھی برا انسان وہ ہے جو لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ اس سے بغض رکھیں۔

اس کے بعد پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدترین انسان کا پتہ بتا دوں؟ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتا دیجئے۔ فرمایا،

وہ انسان جس سے نیکی کی امید نہ ہو اور اس کے سر سے انسان کو امن نہ ہو۔

پھر خاموش رہنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا میں تمہیں اس سے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

بدترین انسان بتا دوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! بتا دیجئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

"جو بندہ کسی کی لغزش کو معاف نہ کرے اور کسی کی معذرت کو قبول نہ کرے وہ سب سے زیادہ بدترین انسان ہوتا ہے"

ذرا ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ کیا ہم کسی کی معذرت قبول کرتے ہیں؟ بیوی سے غلطی ہو جائے اور وہ جتنی مرضی معافیاں مانگے، ہم کہتے ہیں کہ ہم تو سزا دے کے رہیں گے۔ اگر کسی آدمی سے غلطی ہو جائے تو ہم معاف نہیں کرتے بلکہ اسے دکھاتے ہیں کہ کیسے رگڑا ہوتا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا عفو و درگزر

ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ میرے ایک کان میں گالی نکالے اور دوسرے کان میں معافی مانگ لے تو میں اسی وقت اس کے گناہ کو معاف کر دوں گا۔ ان کا والعافین عن الناس پر ایسا عمل تھا۔

امام زین العابدین ؒ کا عفو و درگزر

☆......ایک مرتبہ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو ان کی غیبت کر رہا تھا آپ نے اسے فرمایا،

"اے دوست! اگر تو سچا ہے تو خدا مجھے بخش دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھے بخش دے"۔

سبحان اللہ، کتنا آسان جواب ہے۔ بات ہی سمیٹ دی۔

☆......ایک اور شخص نے ایک مرتبہ آپ کی غیبت کی تو آپ نے اسے فرمایا، "اے

www.besturdubooks.wordpress.com

دوست! جتنا تجھے میرے عیبوں کا پتہ ہے اس سے بہت زیادہ عیب ایسے ہیں جن کا ابھی تجھے پتہ ہی نہیں ہے''۔

اس کے بعد آپ نے اس بندے کو ایک ہزار دینار ہدیہ کے طور پر پیش کئے۔ جب اس بندے نے آپ کا یہ حسن سلوک دیکھا تو اسے شرم آئی۔ چنانچہ اس نے معافی مانگی اور کہنے لگا،

''میں تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نواسہء رسول کے بیٹے ہیں''۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حاسدین

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حاسد بہت زیادہ تھے۔ جب انسان میں کمال آتا ہے تو حاسد بھی بن جاتے ہیں۔ اب بھی ایسے لوگ ہیں جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نہ کسی انداز سے نشانہ بناتے ہیں۔ دشمن دو طرح کے ہوتے ہیں، انجان یا حاسد۔ انجان اپنی ناواقفیت کی وجہ سے بندے کی خوبیوں سے نابلد ہوتا ہے۔ انجان تو کسی تعارف کے بعد دوست بن جاتے ہیں، البتہ حسد کرنے والے کا کیا کریں۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا، اے خراسانی! یہ ابوحنیفہ کون ہے جو دین میں نئی نئی باتیں گھڑتا رہتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الرہن'' لا کر دی۔ انہوں نے اس کتاب کو پڑھا تو کہنے لگے، عبداللہ! یہ نعمان کون ہے؟ یہ تو بڑا عالم ہے۔ اگر تم علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کی صحبت اختیار کرو۔ ان کو پہلے تعارف نہیں تھا۔ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، حضرت! یہی وہ ابوحنیفہ ہیں جنہیں آپ بدعتی کہہ رہے تھے۔

امام اعظم کا صبر

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ذہنی اذیت دینے کے لئے مجمع

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کہنے لگا، آپ کی والدہ بیوہ ہیں، آپ ان کا میرے ساتھ نکاح کر دیں۔ اب یہ کتنا غصہ دلانے والی بات تھی کہ بوڑھی والدہ کے لئے نکاح کا پیغام بھیج رہا ہے...... آپ نے بڑی نرمی سے جواب دیا، میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں، ان سے پوچھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔ وہ شخص وہاں سے رخصت ہو کر آگے جا کر گر پڑا، گردن ٹوٹ گئی اور وہیں مر گیا۔ اس پر آپ نے فرمایا، ابو حنیفہ کے صبر نے ایک آدمی کی جان لے لی۔ سبحان اللہ

حضرتِ اقدس تھانویؒ کی تحمل مزاجی

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں سٹیج پر انہیں ایک چٹ ملی۔ اس پر لکھا تھا،

''اشرف علی! آپ کافر ہیں، ولد الزنا ہیں اور ذرا سنبھل کر بات کرنا''

آپ نے یہ پڑھ کر بڑی محبت سے جوب دایا،

''بھائی! یہ پرچی آئی ہے۔ سارے مجمع کو پڑھ کر سنا دی اور پھر کہا کہ اگر میں کافر ہوں تو لو اب کلمہ پڑھ لیتا ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور جو دوسری تہمت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حسن اتفاق سے اس مجمع میں میرے والد کے نکاح کے گواہ موجود ہیں، ان سے پوچھ لیں۔ اور تیسری بات، ذرا سنبھل کر بات کرنے کی ہے تو نہ میں چندہ مانگنے آیا ہوں اور نہ رشتہ مانگنے آیا ہوں، میں سنبھل کر بات کیوں کروں، میں تو اپنا حق بیان کروں گا۔''

اللہ کے لئے شاگرد کو سزا دینا

حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ایک شاگرد کو مار رہے تھے۔ اس نے زور سے کہا، اللہ کے لئے مجھے معاف کر دیں۔ آپ نے ایک اور ماری اور فرمایا،

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے بندے! میں تجھے اللہ کے لئے ہی تو مار رہا ہوں۔ یہ غصہ حقیقت میں آگ ہوتی ہے تبھی تو چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔

شاگرد کو سزا دینے کی شرعی حیثیت

بعض اوقات غصہ بہت ہی نقصان کا باعث بن جاتا ہے۔ شاگرد کو سمجھانے کی خاطر شریعت نے اجازت دی ہے کہ استاد اسے تین تھپڑ یا مکے لگا لے، وہ بھی چہرے پر نہیں بلکہ پیٹھ پر۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ استاد صاحب کا غصہ ان کے قابو میں نہیں رہتا۔ مدارس میں ڈنڈے رکھے ہوتے ہیں اور بچے کو انتقامی طور پر قصائی کی طرح مارا جاتا ہے اور یہ پٹائی تربیت کے لئے نہیں ہوتی، وہ ان کو اس لئے مارتے ہیں کہ ان کا اپنا غصہ قابو میں نہیں ہوتا۔ اس بچے کا کیا قصور ہے کہ منزل سناتے وقت غلطی ہو گئی۔ عین اسی وقت وہ منزل اگر استاد سے سنی جائے تو ایک کی بجائے دو غلطیاں نکل آئیں گی۔

جب دیکھیں کہ بچہ جان بوجھ کر وقت ضائع کر رہا ہے یا بدنیتی کر رہا ہے تو اب اصلاحِ احوال کے لئے آپ اسے سزا دے سکتے ہیں۔ شریعت نے اس بات کی اجازت دی ہے۔ اگر ہم حدودِ شریعت سے بڑھ کر سزا دیں گے تو قیامت کے دن جواب دہ ہونا پڑے گا۔

ایک قاری صاحب فرمانے لگے، حضرت! پہلے اچھے بچے تھے کہ جب آنکھ دکھاتے تھے تو وہ مان لیتے تھے، پھر وہ وقت آ گیا کہ مکا لگاتے تھے تو مان لیتے تھے اور آج ڈنڈوں سے مارتے ہیں اور پھر بھی نہیں مانتے۔ حضرت! کیا کریں کہ ڈنڈوں سے بھی مارتے ہیں پھر بھی نہیں مانتے؟ میں نے کہا، ''قاری صاحب! اب تو صرف ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے کہ جس کی غلطی نکلے اسے گولی مار دیا کرو۔''

حضرتِ اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر استاد کو کسی طالب علم پر غصہ آئے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو استاد کو چاہئے کہ وہ اس وقت غصے کو پی جائے اور بعد میں بناوٹی غصہ بنا کر مارے۔ جب بناوٹی غصہ بنا کر مارے گا تو زیادہ نہیں مارے گا بلکہ تھوڑا مارے گا۔ یاد رکھیں کہ جب انسان کے اندر غصہ آ جاتا ہے تو پھر اس کے اندر انسانیت نہیں بلکہ حیوانیت آ جاتی ہے۔

یورپ کے کسی سکول اور کالج میں کوئی استاد کسی بچے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ حتیٰ کہ ماں باپ بھی ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہاں بچے پڑھتے کیسے ہیں؟ وہاں استاد سمجھاتے ہیں۔ ایک اصول یاد رکھیں کہ جب استاد نے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھالیا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے کہ میں زبانی طور پر بچے کو نہیں سمجھا سکتا۔ غصے کو پینے کے لئے ایک بہترین اصول یہ ہے کہ بندہ غصے کے وقت یہ سوچے کہ جتنا اختیار مجھے اس بندے پر ہے اللہ رب العزت کو اس سے زیادہ اختیار میرے اوپر ہے۔ اگر میں اس پر بے جا غصہ کروں گا تو اس کے جواب میں اگر اللہ رب العزت نے مجھ پر غصہ کیا تو میرا کیا بنے گا۔

عفو و درگزر کے فضائل

☆......ایک روایت میں ہے کہ

جو شخص غصہ نکال سکتا ہو مگر وہ اس غصے کو دبا جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلا کر فرمائیں گے کہ تم جتنی حورعین لینا چاہتے ہو اتنی تمہیں دی جاتی ہیں۔ (ابوداؤد۔ترمذی)

☆......ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ

اے موسیٰ علیہ السلام! کیا آپ کو ایسا عمل بتاؤں کہ جس کے کرنے سے جن چیزوں پر سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں وہ سب چیزیں آپ کے لئے مغفرت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا کریں؟

انہوں نے عرض کیا،

اے اللہ! وہ کونسا عمل ہے؟ ضرور ارشاد فرمائیے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

''اگر مخلوق سے پہنچنے والی ایذا پر صبر کرو گے تو پھر سب چیزیں تمہاری مغفرت کے لئے دعا کریں گی''۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا عفو و درگزر

مفسرین نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب بھائیوں سے ملے تو انہوں نے قید سے نکلنے کا تو اللہ تعالیٰ کے حضور شکر ادا کیا لیکن کنویں سے نکلتے ہوئے شکر ادا نہیں کیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ علماء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو کنویں میں ان کے بھائیوں نے ڈالا تھا اور وہ اپنے دل میں بھائیوں کو معاف کر چکے تھے، چونکہ معاف کرنا اس کو کہتے ہیں کہ جب انسان اشارتاً کنایتاً بھی اس کا شکوہ نہ کرے، لہٰذا اگر وہ کنویں سے نکلتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کرتے تو ادھر تو شکر ادا ہو رہا ہوتا لیکن حقیقت میں بھائیوں کا شکوہ ہو رہا ہوتا، اس لئے انہوں نے کنویں سے نکلتے ہوئے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

حوض کوثر سے محرومی

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس کے پاس آ کر کوئی انسان معذرت کرے، چاہے وہ انسان حق پر ہو یا باطل پر، اور پھر دوسرا بندہ اس کی معذرت کو قبول نہ کرے، اس انسان کو حوض کوثر پر جانا نصیب نہیں ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چار دانگ عالم میں خوش خلقی کا اعلان

ایک شخص نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سے آ کر سوال کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، خوش خلقی۔ پھر وہ دائیں طرف سے آ کر کہنے لگا، اے اللہ کے نبی ﷺ! سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، خوش خلقی۔ پھر وہ بائیں طرف سے آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے نبی ﷺ! سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، خوش خلقی۔ پھر وہ صحابی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پیٹھ کی طرف سے آیا اور پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ اس کی طرف پھرے اور فرمایا،

"تمہیں کیا ہو گیا، کیوں نہیں سمجھ رہا، وہ عمل خوش خلقی ہے، اور خوش خلقی اس کو کہتے ہیں کہ دوسروں پر غصہ نہ کیا کر"۔

اس صحابی رضی اللہ عنہ نے چاروں سمتوں سے آ کر سوال کیا، اور اللہ کے محبوب ﷺ نے چاروں سمتوں سے جواب دیا، اس میں حکمت یہ تھی کہ اللہ کے محبوب ﷺ کا یہ پیغام دنیا کی ہر سمت میں پہنچ جائے کہ سب سے افضل عمل خوش خلقی ہے۔

صدیقہء کائنات کو سرورِ دو عالم ﷺ کی پیار بھری نصیحت

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جب کبھی ازواجِ مطہرات کی باتوں کی وجہ سے میرے اندر حمیت آ جاتی اور غصہ آ جاتا تھا تو کبھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا کان پکڑ کر اس کو پیار سے آہستہ آہستہ ملتے اور کبھی میری ناک پر انگلی رکھ کر یوں فرماتے،

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے منی سی عائشہ! تو یہ دعا پڑھ کہ اے محمد ﷺ کے رب! میرے گناہ بخش دیجئے میرے دل کا غصہ دور کر دیجئے اور بہکانے والے فتنوں سے مجھے بچا لیجئے''۔

جنت میں پہنچانے والا عمل

طبرانی شریف کی روایت ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس کے کرنے سے مجھے جنت مل جائے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

''غصہ نہ کیا کر، اللہ رب العزت اس عمل کی وجہ سے تجھے جنت عطا فرما دیں گے''۔

ایک آفیسر کا سبق آموز واقعہ

ایک آدمی گورنمنٹ کے کسی محکمہ کا آفیسر تھا۔ اس نے اپنی زندگی کی داستان میں اپنا ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ لکھا ہے، میں آپ کو وہ واقعہ سنا دیتا ہوں۔

وہ ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اسے ایک مرتبہ کسی سرکاری دورے پر ایک شہر سے دوسرے شہر جانا تھا۔ اسے ریل گاڑی کے ذریعے جانا تھا۔ چنانچہ وہ اسٹیشن پر پہنچا اور اس نے ٹکٹ خریدا۔ گاڑی جس لائن پر کھڑی تھی اسے وہاں پہنچنا تھا۔ اس نے سامان اٹھانے کیلئے قلی کو بلایا اور اسے کہا کہ بھئی! میرا سامان فلاں پلیٹ فارم پر پہنچا دو۔ اس نے کہا، جی بہت اچھا۔ اور سامان اٹھا لیا۔ چونکہ وقت بہت کم تھا اس لئے وہ تیزی سے پلیٹ فارم کی طرف چلا۔ پیچھے سے قلی بھی سامان اٹھا کر بھاگا، وہ آدمی تیز تیز چل کر پلیٹ فارم پر بوگی کے دروازے پر جلدی پہنچ گیا لیکن بھیڑ زیادہ ہونے کی وجہ سے قلی وقت پر نہ پہنچ سکا۔ اس وقت اس کو بہت غصہ آیا۔ یہاں تک کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

گارڈ نے وِسل دے دی اور گاڑی چلنا شروع ہو گئی۔ وہ اس پر چڑھ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کا سامان پیچھے تھا۔ بالآخر اسے گاڑی چھوڑنا پڑی۔

جب وہ گاڑی سے رہ گیا تو اسے بہت افسوس ہوا کہ میرا پروگرام مس ہو گیا ہے۔ جب گاڑی چل دی اور مسافروں کو الوداع کہنے والے لوگ بھی چلے گئے تو اس وقت وہ قلی پسینے سے شرابور سامان اٹھائے ہوئے اس کے پاس آیا۔ اس کے چہرے پر بڑی ندامت اور شرمندگی تھی۔ وہ کہنے لگا، صاحب! مجھے معاف کر دیں، میں نے یہاں پہنچنے کی بڑی کوشش کی لیکن راستے میں اتنی بھیڑ تھی کہ راستہ بھی نہیں مل رہا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اب گاڑی تو جا چکی ہے، اب اگر میں اس بیچارے پر غصہ کروں گا بھی تو مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ چنانچہ اس نے اسے پیار سے کہا، کوئی بات نہیں، اللہ کو ایسا ہی منظور تھا، چلو میں کل چلا جاؤں گا۔ جیسے ہی اس نے یہ کہا، اس قلی کے چہرے پر بشاشت آ گئی اور کہنے لگا، اچھا میں آپ کا سامان آپ کی گاڑی میں پہنچا دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اس کا سامان گاڑی تک پہنچا دیا۔ اس نے وہ رات وہیں گزاری۔

اگلے دن وہ وقت سے کچھ زیادہ پہلے اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ جب وہ پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہی قلی پہلے سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے دیکھا تو وہ اس سے ایسے گرمجوشی سے ملا جیسے کوئی بڑا ہی عزیز ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس قلی نے اس کا سامان سر پر اٹھا لیا اور کہنے لگا، صاحب! آج تو ابھی رش نہیں ہوا لہٰذا آج تو آپ کو پہنچا ہی دوں گا۔ جب قلی نے اس کا سامان پلیٹ فارم پر پہنچا دیا اور اس نے اسے پیسے دینے چاہے تو وہ کہنے لگا، نہیں صاحب! میں پیسے نہیں لوں گا کیونکہ میری ہی غلطی کی وجہ سے آپ کی ٹرین مس ہوئی تھی۔ اس نے پیسے دینے کی بڑی کوشش کی لیکن قلی

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اس کی منت سماجت کرنی شروع کر دی کہ اگر آپ مجھے پیسے نہیں دیں گے تو میں زیادہ خوش ہوں گا۔ بالآخر اس نے پیسے نہ لیے۔

قلی نے اسے گاڑی پر بٹھایا اور بوگی کے باہر آ کر اس کے ساتھ والی کھڑکی کھول کر کھڑا ہو گیا اور گاڑی کے چلنے کے وقت تک وہ اسے بڑی احسان مندانہ نظروں سے دیکھتا رہا۔ اور جب گاڑی چلنے لگی تو اس قلی نے اسے ایسی محبت سے الوداع کیا کہ اسے پوری زندگی میں کبھی بھی کسی رشتہ دار نے اتنی گرمجوشی کے ساتھ الوداع نہیں کیا تھا۔

اس نے اس واقعہ کے بعد لکھا کہ لیٹ ہونے کا جو غم تھا وہ تو رات کو ہی ختم ہو گیا تھا لیکن اس کی محبت بھری الوداعی نظر آج بیس سال گزرنے کے بعد بھی میرے دل میں ٹھنڈک پیدا کر دیتی ہے۔

اب دیکھئے کہ وہ بندہ دو گالیاں دے کر اپنے دل کا غصہ ٹھنڈا بھی کر سکتا تھا اور وہ سن کر گھر چلا جاتا' لیکن اس نے معاف کر دیا۔ اور اس معاف کرنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس نے احسان مانا۔ اس دن بھی اس کا سامان پہنچایا اور اگلے دن بھی سامان پہنچایا۔ حتیٰ کہ جب تک وہ روانہ نہ ہوا وہ پلیٹ فارم پر ہی کھڑا رہا، اس کے لئے دعائیں بھی کرتا رہا اور اسے محبت بھری نظروں سے الوداع بھی کیا۔ جی ہاں! جب انسان دوسروں کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے تو ان کی غلطیوں کی تکلیف تو یاد نہیں ہوتی لیکن معاف کر دینے کا مزہ اسے زندگی بھر نصیب ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے جب کبھی کوئی معافی مانگنے آئے تو سب سے پہلے اپنی آخرت کے بارے میں سوچیں کہ اگر میں نے آج اس کو معاف نہ کیا تو پھر میں قیامت کے دن اللہ رب العزت سے کس منہ سے معافی مانگوں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذوالنون مصریؒ کی شفقت بھری دعا

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ دریا میں ایک اور کشتی بھی چل رہی تھی۔ اس میں نوجوان مرد، عورتیں اور لڑکیاں سفر کر رہی تھیں۔ وہ لوگ کچھ کھا پی بھی رہے تھے اور ہنسی مذاق میں قہقہے بھی لگا رہے تھے۔ لگتا یوں تھا کہ وہ گندے رنگ تھے اور انہوں نے گندی محفل لگائی ہوئی تھی۔

جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کشتی کے لوگوں نے ان کو دیکھا تو انہیں بڑا غصہ آیا اور ان میں سے ایک بندہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا، حضرت! دیکھئے، ان کو خدا کا خوف نہیں ہے، یہ دریا کے پانی کے اندر بھی اس قسم کی گندی حرکتیں کرنے کیلئے آئے ہوئے ہیں، پی پلا رہے ہیں اور قہقہے لگا رہے ہیں، لہٰذا آپ بددعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کشتی کو غرق کر دے۔ آپ پہلے خاموش رہے لیکن جب لوگوں نے بار بار کہا تو آپ نے اس کشتی والوں کو دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی،

”اے اللہ! جیسے آپ نے ان کو دنیا کی خوشیاں عطا کی ہیں اسی طرح ان کو آخرت کی خوشیاں بھی عطا فرما دیں“۔

جب انہوں نے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس کشتی والوں کو توبہ کی توفیق عطا فرما دی۔ اللہ اکبر......!!!

ابراہیم ادھمؒ کا عفو و درگزر

ایک مرتبہ ابراہیم ادھمؒ نے حلق کروایا۔ یعنی ٹنڈ کروائی۔ وہ کشتی پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے......اس وقت کشتیاں اتنی بڑی ہوتی تھیں کہ ان میں دو تین سو بندے

www.besturdubooks.wordpress.com

آسانی سے بیٹھ سکتے تھے...... آپ کشتی میں ذکر واذکار میں مشغول ہو گئے۔ جب چھوٹے بچوں نے چمکتی ہوئی ٹنڈ دیکھی تو ان کو اچھی لگی ..... چھوٹوں کو کیا وہ تو بڑوں کو بھی اچھی لگتی ہے، ٹنڈ کروائیں تو اس پر ہاتھ پھیرنے کا اپنا مزہ ہوتا ہے...... ایک بچے نے پاس آ کر ان کے سر کے اوپر ہاتھ پھیرا تو اس کو بڑا مزہ آیا۔ دوسرے بچے نے بھی ہاتھ پھیرا تو اسے بھی مزہ آیا۔ اس نے تیسرے کو بتایا، حتی کہ بچے باری باری آتے رہے اور ان کی ٹنڈ پر ہاتھ پھیر کر جاتے رہے۔ ان میں سے ایک بچہ کچھ زیادہ ہی شرارتی تھا۔ جب وہ آیا تو اسے شرارت سوجھی اور اس نے ہاتھ پھیرنے کے بعد ایک تھپڑ سا لگا دیا۔ اس کے بعد دوسرے بچے نے بھی تھپڑ لگا دیا، اس کے بعد تیسرے نے بھی لگا دیا۔ بچے ان کو تھپڑ لگاتے رہے اور بڑے ان کو دیکھ کر ہنستے رہے۔ کشتی کے سب آدمی ان کا مذاق اڑانے لگے۔ حتی کہ عجیب طوفان بدتمیزی بپا ہوا۔

جب انہوں نے اللہ کے ایک ولی کو اس طرح بہت زیادہ ایذا پہنچائی تو پھر اللہ رب العزت کی غیرت بھی جوش میں آ گئی۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کو الہام فرمایا،

> ''اے ابراہیم ادھم! انہوں نے طوفان بدتمیزی بپا کرنے میں حد کر دی ہے، اگر اس وقت تو دعا کرے تو میں اس کشتی کو الٹ دوں تا کہ یہ سب کے سب غرق ہو جائیں''۔

جیسے ہی ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ الہام ہوا تو انہوں نے فوراً ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی،

> ''اے اللہ! اگر آپ کشتی کو الٹنا ہی چاہتے ہیں تو یہ جتنے بندے موجود ہیں، ان سب کے دلوں کی کشتی کو الٹ کر ان کو نیک بنا دیجئے''۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دعا قبول ہو گئی۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ کشتی میں جتنے بندے بھی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو مرنے سے پہلے ولایت کا مقام عطا فرما دیا۔

رحم کی تلقین

حدیث پاک میں آیا ہے کہ

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ

(تم زمین والوں پر رحم کرو آسمانوں والا تم پر رحم کرے گا)

اگر ہم دنیا میں اپنے غصے پورے کریں گے تو پھر قیامت کے دن اللہ رب العزت کے غصے کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

سلسلہ نقشبندیہ کی برکت سے غصے کا خاتمہ

ہمارے اکابر نے فرمایا ہے کہ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں دوسرا سبق ہے ''لطیفہ روح''۔ جب سالک اس سبق کو اچھی طرح کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غصے سے نجات دلا دیتے ہیں۔ اس کا تجربہ بھی کیا گیا ہے۔

انڈیا کے ایک عالم تھے۔ انہوں نے ایک بہت بڑے مدرسہ میں بیس سال مسلم شریف پڑھائی۔ بڑے نمایاں اساتذہ میں سے ہیں۔ مگر ان کا غصہ بھی مشہور تھا۔ جب سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے تو کہنے لگے، حضرت! میری یہ حالت ہے کہ ذرا سی بات پر غصے میں آجاتا ہوں اور یہ غصہ میرے قابو میں نہیں رہتا۔ لوگ میرے علم کی وجہ سے میرا بڑا احترام کرتے ہیں مگر میں اپنی اس باطنی بیماری سے بہت تنگ ہوں۔ انہیں یہ عرض کیا گیا کہ آپ یہ سبق کر لیں، نسخہ موجود ہے۔ انہوں نے تقریباً چھ مہینے یہ سبق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طبیعت ایسی بدلی کہ ایک دن آئے اور عرض کرنے لگے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ میری اہلیہ نے پیغام بھجوایا ہے کہ آپ مجھے غائبانہ بیعت فرمالیں۔ پھر کہنے لگے کہ پتہ ہے وہ کیوں بیعت ہونا چاہتی ہیں؟ میں نے پوچھا، کیوں؟ کہنے لگے کہ اس نے میرے ساتھ زندگی کے اتنے سال گزارے، مجھے کہتی تھی آپ چار پانچ ماہ سے بدل چکے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے اس کو نہ بتایا کہ میں بیعت ہو چکا ہوں۔ جب اس نے بار بار پوچھا تو پھر میں نے کہا، اب میں نے بیعت کر لی ہے اور میرے اندر اب وہ غصہ نہیں ہے جو پہلے تھا۔ کہنے لگے کہ جب اس نے سنا تو کہنے لگی کہ مجھے یہ نسبت سچی لگتی ہے لہٰذا میں بھی اس نسبت سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہوں۔

جب انسان یہ اسباق کرے گا تو آپ کے گھروں میں بھی دین زندہ ہوگا۔ آج تو یہ معاملہ ہے کہ خود تو صوفی صافی بنے پھرتے ہیں اور گھر والوں کو پکا بے دین بنا رکھا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے،

اوپر سے لا الہ اندر سے کالی بلا

غصے کو کنٹرول کرنے کے طریقے

غصے کو کنٹرول کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

⊙ ...... سب سے پہلا طریقہ یہ ہے کہ جب آدمی کو غصہ آئے تو وہ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھے۔ اس کی برکت سے شیطان جو رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہا ہوتا ہے اور غصے کی حالت میں بندے کے ساتھ گیند کی طرح کھیل رہا ہوتا ہے وہ بھاگ جاتا ہے اور غصہ ختم ہو جاتا ہے۔

⊙ ...... اگر اس سے بھی غصہ ختم نہ ہو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کے الفاظ سے اللہ رب العزت کی پناہ مانگے۔ اس اعوذ باللہ کے پڑھنے سے اللہ رب العزت غصے سے پناہ عطا فرما دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......اگر اس سے بھی غصہ ختم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی پوزیشن بدل لے۔مثلاً لیٹا ہوا تھا تو اٹھ کر بیٹھ جائے، بیٹھا تھا تو کھڑا ہو جائے، کھڑا تھا تو دو قدم چل کر اپنی جگہ بدل لے۔جگہ کے بدلنے سے اللہ رب العزت اس کے غصے کو ٹھنڈا فرما دیں گے۔

⊙......اگر کسی کا غصہ اس سے بھی ٹھنڈا نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ٹھنڈے پانی کے ساتھ وضو کر لے۔وضو کی برکت سے اللہ رب العزت اس کے غصے کو ختم فرما دیں گے۔

⊙......اگر وضو کرنے سے بھی غصہ دور نہ ہو تو وہ دو رکعت نماز پڑھ لے اور سجدے کی حالت میں سوچے کہ میں سجدے میں پڑا ہوا اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں، اگر آج میں کسی کی غلطی کو معاف نہیں کرتا تو کل اللہ رب العزت قیامت کے دن میری غلطیوں کو کیسے معاف کریں گے۔مشائخ نے فرمایا ہے کہ جب سجدے میں جا کر اپنی عاجزی کا تصور کریں گے تو غصہ بالکل ٹھنڈا ہو جائے گا۔

⊙......اگر اس سے بھی انسان کا غصہ ٹھنڈا نہ ہو تو حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کچھ پانی لے کر اپنی ناک میں ڈالے، اس سے اس کا غصہ جلدی ٹھنڈا ہو جائے گا۔

⊙......اگر اس سے بھی انسان کا غصہ ختم نہ ہو تو پھر وہی دعا مانگے جو سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو نبی علیہ السلام نے فرمائی تھی۔وہ دعا یہ تھی،

"اے محمد ﷺ کے رب! میرے گناہ بخش دیجئے، میرے دل کا غصہ دور کر دیجئے اور بہکانے والے فتنوں سے مجھے بچا لیجئے"۔

⊙......اور اگر اس سے بھی غصہ ٹھنڈا نہ ہو تو آخری طریقہ یہ ہے کہ چند مرتبہ نبی علیہ

الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھ لے۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ چند مرتبہ درود شریف پڑھنے سے اللہ رب العزت غصے سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عرب میں اگر دو بندے جھگڑا شروع کر دیں تو عربی لوگ فوراً کہتے ہیں،

صلوا علیٰ محمد ، صلوا علیٰ محمد

آپ ان طریقوں سے غصے کو کنٹرول کر لیا کریں اور دوسروں کو جلدی معاف کر دیا کریں تا کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت ہمیں بھی معاف فرما دیں۔

و آخر دعونا ان الحمدلله رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا
صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝

دعاؤں کی رات

یہ بیان ۱۵ شعبان ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۲ء (بر موقع سالانہ نقشبندی اجتماع) کو جامع مسجد مدینہ جھنگ میں بعد از عشاء ہوا، یہ شب برأت تھی اور حاضرین میں سالکین اور عوام الناس کی کثیر تعداد موجود تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

علماء نے لکھا ہے کہ چار راتوں میں اللہ تعالیٰ خیر کے دریا بہا دیتے ہیں۔

(۱) لیلۃ القدر میں

(۲) شب عرفہ (عرفات کی رات) میں

(۳) لیلۃ البراءۃ (شب براءت) میں

(۴) لیلۃ الجائزہ (عیدالفطر کی رات) میں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس طرح انسانوں کی عیدیں ہوتی ہیں اسی طرح شب براٴت فرشتوں کی عید ہوتی ہے......

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

دعاؤں کی رات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ ط اِنْ تَکُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّہٗ کَانَ

لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا. (بنی اسرائیل :۲۵)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَo

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

رجب، شعبان اور رمضان کے فضائل

کچھ اوقات، کچھ مقامات اور کچھ اشخاص ایسے ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں اللہ رب العزت کے ہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ان اوقات میں سے آج کی رات (شب برأت) بھی قبولیت کی رات ہے۔ احادیث میں اس کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ رجب، شعبان اور رمضان المبارک تینوں مہینے اکٹھے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان مہینوں کی بڑی اہمیت ہے۔

☆...... اللہ رب العزت نے رجب کو معراج کی رات کے ذریعے فضیلت بخشی اور رمضان المبارک کو لیلۃ القدر کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔ ان دونوں مہینوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

درمیان شعبان کا مہینہ آتا ہے۔ اسلئے یہ کریم الطرفین مہینہ کہلاتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَافِیْ رَجَبِ وَشَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ

[اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا]

☆...... نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رجب کا مہینہ اللہ رب العزت کا مہینہ ہے...... کیوں؟ اس لئے کہ عام طور پر اس مہینے میں مالدار لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں اور غریبوں کا خیال کرتے ہیں...... پھر ارشاد فرمایا کہ شعبان کا مہینہ میرا مہینہ ہے...... اور پھر ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ میری گنہگار امت کا مہینہ ہے۔

☆...... بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ رجب کا مہینہ بیج ڈالنے کا مہینہ ہے، شعبان کا مہینہ آب پاشی کا مہینہ ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ فصل کاٹنے کا مہینہ ہے۔

☆...... یا یوں سمجھئے کہ رجب کا مہینہ پتے نکلنے کا مہینہ ہے، شعبان کا مہینہ پھل لگنے کا مہینہ ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ نیکیوں کا پھل کاٹنے کا مہینہ ہے۔

☆...... اگر رجب کو ہوا کی مانند سمجھا جائے تو شعبان کا مہینہ بادل کی مانند ہے اور رمضان المبارک رحمتوں کی بارش کی مانند ہے۔

☆...... رجب کے مہینے میں انسان کے اعمال سات گنا بڑھتے ہیں، شعبان کے مہینے میں سات سو گنا اور رمضان المبارک کے مہینے میں ایک ہزار گنا بڑھ جاتے ہیں۔

☆...... رجب کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو قرآن مجید کو بقیہ آسمانی کتابوں پر، شعبان کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو نبی اکرم ﷺ کو باقی انبیا پر اور رمضان المبارک کے مہینے کو باقی مہینوں پر وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فضیلت حاصل ہے جو اللہ رب العزت کو اپنی مخلوق پر۔

☆ ...... رجب کا مہینہ گنہگاروں کی مغفرت کا مہینہ، شعبان کا مہینہ شفاعت کا مہینہ اور رمضان المبارک کا مہینہ نیکیوں کے بڑھنے کا مہینہ ہے۔

رحمتوں کی ابتدا

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کو اللہ رب العزت کے کلام کے ساتھ خصوصی مناسبت حاصل ہے۔ اس لئے کہ جتنی بھی آسمانی کتابیں اتریں وہ سب کی سب رمضان المبارک میں اتریں۔ اس مبارک مہینے کی برکتوں کی ابتداء پندرہ شعبان کی رات سے ہو جاتی ہے۔ وہ اس کی مثال اس طرح دیتے ہیں کہ سورج نکلنے کا وقت تو بہت دیر سے ہوتا ہے۔ اس سے دو گھنٹے پہلے طلوع سحر ہو جاتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ سورج نکلنے سے چند منٹ پہلے ایسے ہی روشنی ہوتی ہے جیسے سورج طلوع ہو چکا ہو۔ بعض اوقات لوگوں کو غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ سورج نکلا ہے یا نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ پندرہ شعبان کی رات رحمتوں بھرے اس مہینے کے لئے طلوع سحر کی مانند ہے۔ پھر ہر دن میں یہ نور بڑھتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ رمضان المبارک سے چند دن پہلے ایسی برکتیں نازل ہوتی ہیں جیسا کہ رمضان المبارک میں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ پھر رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو رحمتوں کا سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ گویا آج کی رات سے خصوصی برکتوں والے مہینے کی رحمتوں کی ابتداء ہو گئی ہے۔

بجٹ بننے کی رات

علما نے اس رات کو بجٹ کی رات کہا ہے۔ جیسے ہمارے ملکوں میں بجٹ بنتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور آنے والے سال کے فیصلے کیے جاتے ہیں کہ کہاں کیا خرچ کیا جائے گا اور کیا کیا کام کیے جائیں گے، اسی طرح اللہ رب العزت پندرہ شعبان کی رات فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ آئندہ سال جو واقعات ہونیوالے ہیں ان کی فہرستیں تیار کر لیں...... کس کو صحت ملنی ہے...... کس نے بیمار ہونا ہے...... کس نے زندہ رہنا ہے...... کس نے فوت ہونا ہے...... کس کا رزق تنگ کرنا ہے...... کس کا رزق کشادہ کرنا ہے...... کس کو عزت ملے گی...... کس کو ذلت ملے گی...... کس کو خوشیاں ملیں گی...... کس کو غم ملیں گے ...... کس کو ایمان ملے گا...... اور کون ایمان سے محروم کر دیا جائے گا۔...... ان تمام باتوں کے فیصلے آج کی رات ہوتے ہیں۔ ۲۷ رمضان المبارک کو یہ فہرستیں اللہ رب العزت کے حکم سے فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ گویا عمل درآمد کے لئے فہرستیں ہر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔

پندرہ شعبان کا روزہ

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں قسمت کے فیصلے ہوتے ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ جب یہ فیصلے ہوں تو میں روزہ کی حالت میں ہوں۔ چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ پندرہ شعبان کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا سنت ہے۔

ایک حدیث پاک کے راوی ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے تھے۔ جب وہ اسلام قبول کرنے کے لئے چل کر آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے دل میں القاء فرمایا کہ یہ اپنی قوم کا بڑا کریم آدمی آرہا ہے اس کی عزت کریں۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور فرمایا کہ اس چادر پر چل کر آؤ۔ لیکن وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اتنے ادب والے تھے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے چادر کو اٹھا دیا اور کہنے لگے کہ مجھے زیب نہیں دیتا کہ میں آپ کی چادر مبارک کے اوپر پاؤں رکھ کر آؤں۔ جب انہوں نے چادر کو اٹھا لیا تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اَبُوْ اُمَامَةُ كَنْزُ الْاَدَبِ وَ الصِّيَانَةِ

[ابوامامہ ادب اور صیانت کا خزانہ ہیں]

وہ ابوامامہ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ شَعْبَانِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجِنَانِ وَ غُلِّقَتْ عَلَيْهِ اَبْوَابُ النِّيْرَانِ

[جو آدمی شعبان میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت کے دروازے کھول دیتے ہیں اور جہنم کی آگ کے دروازے اس پر بند فرما دیتے ہیں]

حضرت علی ﷛ سے روایت ہے کہ پندرہ شعبان کی رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس رات غروبِ آفتاب کے بعد ہی اللہ تعالیٰ آسمان پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ

۔ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟

۔ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اسے رزق عطا کروں؟

۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کی مصیبت کو دور کروں؟

۔ ہے کوئی حاجت طلب کرنے والا کہ میں اس کی حاجت روائی کروں؟

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوں بخشش کے اعلان ہوتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ رب العزت کی رحمت کو پانے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کوشش کریں۔

قبولیتِ دعا کے اسباب

آج قبولیتِ دعا کے تمام اسباب موجود ہیں۔

(۱) وقت بھی قبولیت کا ہے۔ کیونکہ اس رات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(۲) محفل بھی قبولیت کی ہے۔ اس وقت بہت سے ایسے علماء وصلحاء موجود ہیں جو حدیث اور تفسیر پڑھانے میں اپنا وقت گزارتے ہیں، لوگوں کو اللہ اللہ سکھاتے ہیں اور اللہ کے راستے میں ان کی زندگیاں گزرتی ہیں۔ یہ ذاکرین کی محفل ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ لوگ کتنی کتنی دور سے یہاں آئے بیٹھے ہیں۔ یہ نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصیب فرمادی ہے۔

(۳) جگہ بھی قبولیت کی ہے۔ یعنی اللہ کے گھر (مسجد) میں بیٹھے ہیں۔ اگر کوئی دنیا دار کے گھر میں آ کر بیٹھ جائے تو وہ دنیادار بھی لحاظ کر لیتا ہے، ہم سب پروردگار کے گھر چل کر آئے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ لحاظ نہیں فرمائیں گے۔

ہم لوگ سارا سال لوگوں کے سامنے شکوے کرتے پھرتے ہیں اور اپنی پریشانیاں سناتے پھرتے ہیں۔ کچھ بیچارے تو عاملوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں اور کئی اربابِ اقتدار کے دروازے کھٹکھٹاتے پھرتے ہیں۔ لیکن جب دھکے کھا کھا کر کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلتا تو بالآخر کہتے ہیں کہ اللہ تو ہماری سنتا ہی نہیں۔ (معاذ اللہ)...... آج سنانے کا وقت ہے۔ جب آج فیصلے ہو رہے ہیں اور قلم چل رہا ہے تو کیوں نہ ہم پروردگار کے سامنے آج ہی رو لیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بارے میں خیر کا فیصلہ فرمادیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سراپا سوالی بن کر دعا مانگیں

ہمیں چاہیے کہ ہم مانگنے کے طریقے سے دعا مانگیں۔ کئی مرتبہ انسان دعائیں پڑھتا ہے دعائیں مانگتا نہیں ہے۔ یہ یاد رکھئے کہ دعائیں پڑھنا اور بات ہے اور دعائیں مانگنا اور بات ہے۔ دعائیں پڑھنا تو یہ ہوا کہ جلدی جلدی یہ پڑھ دیا جائے

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة ......

ربنا ظلمنا انفسنا ......

ربنا لا تزغ قلوبنا ......

چنانچہ دعائیں مانگنے کے بعد پوچھیں کہ کیا مانگا ہے تو کہتے ہیں کہ جی معلوم نہیں کہ کیا مانگا ہے۔ اسے دعائیں پڑھنا کہتے ہیں دعائیں مانگنا نہیں کہتے۔ یاد رکھیں کہ دعائیں پڑھنے سے قبول نہیں ہوتیں بلکہ مانگنے سے قبول ہوتیں ہیں...... اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دعائیں مانگنا کسے کہتے ہیں؟...... تو سنئے کہ دعائیں مانگنا اسے کہتے ہیں کہ مانگنے والا سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک سراپا سوال بن جائے۔ ذرا چشمِ تصور سے دیکھیں کہ جس فقیر نے ایک روپیہ مانگنا ہوتا ہے وہ کپڑے بھی ایسے پہنتا ہے جیسے مانگنے والا، چلتا بھی ایسے ہے جیسے پریشان حال، وہ ہاتھ بھی ایسے پھیلاتا ہے جیسے کوئی فریادی پھیلاتا ہے۔ وہ آواز بھی درد بھری نکالتا ہے۔ جس نے ایک روپیہ کسی انسان سے مانگنا ہوتا ہے اگر وہ اس طرح فریادی بن کر سوال کرتا ہے تو جس نے اللہ رب العزت سے اللہ کو مانگنا ہو تو سوچئے کہ اس کو کتنا فریادی بن کر سوال کرتا ہوگا۔

کیا ہم اس طرح دعائیں مانگتے ہیں؟ جواب ملے گا، نہیں۔ اسی لئے تو ہمیں قبولیتِ دعا میں دیر نظر آتی ہے۔ اگر صحیح طریقے سے دعا مانگیں گے تو پروردگار دیئے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں دیر نہیں کریں گے..... آپ ذرا اس مثال پر غور کریں کہ کوئی سخی آدمی دوستوں کی محفل میں بیٹھا ہوا اور اس وقت کوئی فقیر آ کر اس کے دوستوں کے سامنے کہے کہ میں نے ان سے ایک روپیہ مانگا تھا اور انہوں نے مجھے نہیں دیا تھا تو اس کو کتنا برا محسوس ہوگا کہ یہ میرے سارے دوستوں کی محفل میں دعوٰی کر رہا ہے کہ میں نے مانگا تھا اور مجھے نہیں دیا گیا حالانکہ میں اتنا سخی ہوں۔ جب دنیا کا سخی اپنے پیاروں کے سامنے یہ بات سننا گوارا نہیں کرتا تو اللہ رب العزت قیامت کے دن اپنے محبوب ﷺ اور دوسرے انبیاء کی موجودگی میں یہ کیسے پسند فرمائیں گے کہ کوئی یہ کہے کہ اے اللہ! میں نے مانگنے کے طریقے سے مانگا تھا اور مجھے محروم کر دیا گیا تھا۔ یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ اس داتا کے بارے میں کوئی یہ کہے کہ اے اللہ! میں نے مانگا تھا مجھے ملا نہیں۔

دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں

دنیا دار دیتے ہیں تو انہیں رنجش ہوتی ہے جبکہ پروردگار کا معاملہ اور ہے۔ وہ دیتے ہیں تو انہیں خوشی ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے

مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهِ يَغْضَبْ عَلَيْهِ

[جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ رب العزت اس سے ناراض ہو جاتے ہیں]

گویا پروردگارِ عالم سے جتنا مانگیں گے وہ اتنا ہی ہم سے راضی ہوں گے۔ یہ مانگنے کی رات ہے لہٰذا خوب دل کھول کر مانگئے گا اس لئے کہ دنیا دار سے نہیں مانگنا۔ دنیا دار سے تو ایک دفعہ مانگیں تو وہ دے دے گا۔ دوبارہ مانگیں تو وہ دے دے گا۔ تیسری چوتھی بار ذرا مانگیں تو وہ تیوری چڑھائے گا، پھر مانگیں گے تو آگے پیچھے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جائے گا، پھر مانگیں گے تو زبان سے صاف کہہ دے گا کہ مجھے پریشان نہ کریں، ہر وقت مانگنے آجاتے ہیں۔ دنیا داروں سے اگر بار بار مانگیں تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ بندہ ایک دفعہ مانگے تو عطا کر دیتے ہیں، دوسری دفعہ مانگے تو تب بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ بلکہ جو بندہ ہر وقت اللہ سے مانگے اور ہر چیز اللہ سے مانگے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے اولیاء میں شامل فرما لیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ میرا ولی ہے، میرے سوا کسی سے مانگتا ہی نہیں۔ ہر وقت مجھ سے مانگتا ہے اور ہر چیز مجھ سے مانگتا ہے۔

خیر کا ارادہ

ہم خوش نصیب ہیں کہ رب کریم نے ہمیں زندگی میں ایک بار پھر ایسی محفل عطا فرما دی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بیمار کر دیتے تو ہم ہسپتال میں پڑے ہوتے، اگر کوئی اور ایمرجنسی ہو جاتی تو ہم اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حالات کو اچھا رکھا اور ہمیں صحت و عافیت کے ساتھ یہاں اکٹھے مل بیٹھنے کی توفیق عطا فرما دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دینے کا ارادہ ہے، کیونکہ جب کوئی سخی اپنے در پر مانگنے والوں کو بلوائے تو اس کا ارادہ دینے کا ہوتا ہے، اس کو خالی لوٹانے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ اگر خالی بھیجنا ہوتا تو بلاتا ہی کیوں؟ بلانا اس بات کی دلیل ہے کہ ارادہ خیر کا ہے۔ اب ہم نے اس خیر کو مانگنے کے طریقے سے مانگنا ہے۔ اگر ایک بندہ کسی کے سامنے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلائے لیکن چہرہ پشت کی طرف کر لے تو دینے والا اس بندے کو کچھ نہیں دے گا۔ وہ الٹا اس سے ناراض ہو جائے گا کہ تم نے تو میری بے عزتی کی ہے کہ تم نے ادھر ہاتھ پھیلایا اور چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔ جس طرح کوئی فقیر ہاتھ پھیلائے اور اپنا رخ موڑ لے تو دینے والا ناراض ہو جاتا ہے اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرح اگر کوئی بندہ مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھائے مگر اس کا دل غافل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندے سے ناراض ہو جاتے ہیں۔لہٰذا غافل دل سے دعائیں نہ مانگنا بلکہ حاضر دل سے دعائیں مانگنا۔

جماعتی طور پر دعا مانگنے کی فضیلت

میرے دوستو! ہم محتاج اور ضرورت مند ہیں اور جس کو غرض ہوتی ہے وہ مانگتا ہے۔لہٰذا مقولہ ہے کہ

صَاحِبُ الْغَرَضِ مَجْنُوْنٌ

[جس کو غرض ہوتی ہے وہ مجنون ہوتا ہے]

کیوں نہ آج کی رات ہم اللہ رب العزت سے دیوانوں کی طرح رو رو کر مانگ لیں اور خیر کے فیصلے کروا لیں۔ یہ کتنا بہتر ہوگا کہ مخلوق کے سامنے ذلت برداشت کرنے کی بجائے آج ہی اپنے رب کے سامنے عاجزی کر لیں۔یاد رکھیں کہ رب کے سامنے جھکنا عزت ہے اور مخلوق کے سامنے جھکنا ذلت ہے۔اگر آج کی رات پروردگار کے سامنے جھکیں گے تو عزت ملے گی اور بعد میں سارا سال مخلوق کے سامنے جھکتے پھریں گے تو ذلت ملے گی۔

جماعتی طور پر دعا مانگنے کی اپنی برکت ہوتی ہے۔ممکن ہے کہ ہم اکیلے دعائیں مانگتے تو ہمارے نامۂ اعمال میں گناہ زیادہ ہونے کی وجہ سے پروردگارِ عالم کی رحمت متوجہ نہ ہوتی لیکن مجمع میں اگر ایک بندہ بھی ایسا ہو جس کی دعا قبول ہو جائے تو سب کی دعاؤں کو قبول کر لیا جاتا ہے۔اس کی کا طریقہ یہی ہے کہ اگر کوئی جماعتی طور پر دعائیں مانگے تو اگر ایک کی بھی دعا قبول ہو جائے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ سب کی دعائیں قبول فرما لیتے ہیں۔سورۃ فاتحہ میں انسان اللہ رب العزت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

تعریف سے بات شروع کرتا ہے اور پھر بعد میں دعائیں مانگتا ہے۔لیکن اگر اکیلا وہ نماز پڑھ رہا ہو تو وہ واحد کا صیغہ استعمال نہیں کرتا بلکہ جمع کا صیغہ ہی استعمال کرتا ہے۔وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہی کہتا ہے۔یہ نہیں کہ اگر اکیلے پڑھنا ہے تو اَعْبُدُ اور مل کر پڑھنا ہے تو نَعْبُدُ......اس میں کیا حکمت تھی؟......اس میں بندے کو سبق دیا گیا کہ تم اپنے دل میں سوچو کہ اگر میں اکیلا مانگوں گا تو معلوم نہیں کہ قبولیت ہوگی یا نہیں۔اگر میں اپنے آپ کو جماعت کا ایک فرد سمجھ کر دعا مانگوں گا تو اللہ رب العزت جماعت کی برکت سے میری دعائیں قبول کرلیں گے۔

خیر کے دریا

علماء نے لکھا ہے کہ چار راتوں میں اللہ تعالیٰ خیر کے دریا بہا دیتے ہیں۔

(۱) لیلۃ القدر میں

(۲) شب عرفہ (عرفات کی رات) میں

(۳) لیلۃ البراءۃ (شب براءت) میں

(۴) لیلۃ الجائزہ (عیدالفطر کی رات) میں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس طرح انسانوں کی عیدیں ہوتی ہیں اسی طرح شب برأت فرشتوں کی عید ہوتی ہے۔

تین چیزیں تین چیزوں میں

اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں چھپا دیا ہے......اگر بچے کو کوئی چیز ویسے ہی دے دی جائے تو اسے اس چیز کی اتنی قدر محسوس نہیں ہوتی لہٰذا اس کی ماں اس چیز کو کہیں چھپا کر رکھ دیتی ہے اور بچے کو کہتی ہے کہ اسے ڈھونڈو۔اس کو پتہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے کہ اگر یہ اس چیز کو ڈھونڈے گا اور ادھر اُدھر جائے گا تو اس کا شوق بڑھے گا اور اس کے دل میں اس کی قدر آئے گی...... اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی تین چیزوں کو تین چیزوں میں چھپا دیا ہے۔

(۱)...... اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں چھپا دیا ہے...... لہٰذا مؤمن بندہ ہر طرح کی نیکی کرتا ہے کہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ میری کس نیکی کی وجہ سے راضی ہو جائیں۔

(۲)...... اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی کو اپنی معصیت میں چھپا دیا ہے...... لہٰذا ایمان والا بندہ ہر قسم کے گناہ سے بچتا ہے کہ معلوم نہیں کہ میرا رب کس گناہ کی وجہ سے ناراض ہو جائے۔

(۳)...... اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو اپنی مخلوق میں چھپا دیا ہے...... اس لئے ہر ایمان والے بندے کی عزت کرنی چاہیے کہ معلوم نہیں کہ کس بندے کا اللہ کے ہاں کیا مرتبہ ہے۔

دنیا میں انسان جو کچھ مرضی کرتا پھرے قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ کھوٹا اور کھرا کون ہے۔ ایک مرتبہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سفر سے واپس آئے۔ کسی نے پوچھا، حضرت! کیسے رہے؟ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا،

؎ یہاں ایسے رہے کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اتنے انسانوں کی بخشش......!!!

ابنِ ماجہ کی روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کو بستر پر نہ پایا۔ میں آپ ﷺ کو دیکھنے کے لئے باہر

www.besturdubooks.wordpress.com

نکلی تو مجھے جنت البقیع میں سے رونے کی آواز آئی۔ میں اس آواز کی طرف آگے بڑھی تو دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ سجدے کی حالت میں رو رو کر اپنی گنہگار امت کے لئے دعائے مغفرت فرما رہے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ عائشہ! اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور آج کی رات میں بنی کلب قبیلے کی بکریوں کے بالوں کے برابر جہنمیوں کو جہنم سے بری فرما دیتے ہیں۔...... بنی کلب مدینہ طیبہ کے قریب ایک مشہور قبیلہ تھا جو بکریاں پالنے میں بڑا مشہور تھا۔ اس قبیلے کے ہر گھر کے اندر سینکڑوں بکریاں ہوتی تھیں...... اب ایک بکری کے بال ہزاروں اور اس قبیلے کے پاس بکریاں بھی ہزاروں...... اتنی تعداد میں انسانوں کی آج کی رات میں بخشش ہوگی۔

مغفرت کا اعلان

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قُمْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ لَيْلَةٌ مُبَارَكَةٌ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيهَا هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرْلَهُ

[تم پندرہ شعبان کی رات کو قیام کرو، بے شک یہ ایک مبارک رات ہے، اس میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کردوں]

ہم مغفرت کی تلاش میں تھے۔ خوش قسمتی سے آج کی رات ایسی آ گئی کہ پروردگار نے خود اعلان کر دیا ہے کہ مغفرت طلب کرنے والے مغفرت طلب کریں تا کہ میں ان کے گناہوں کو معاف کر دوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شبِ براءت میں عطائے نبوت

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت بھی اسی رات میں ملی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ صفورہ سلام اللہ علیہا کو لے کر چل رہے تھے۔ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔آپ آگ لینے کے لئے کوہِ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پیغمبری عطا فرمادی۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

پتھر دل بھی پیش کر دیں

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دعا مانگنے کو دل نہیں کرتا۔ جب یہ عاجز یہ بات سنتا ہے تو دل کانپ اٹھتا ہے۔ اس لئے کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ رب العزت جس بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو سب سے پہلے یہی کام کرتے ہیں کہ اس سے دعا کی لذت وحلاوت چھین لیتے ہیں۔ جب کوئی بندہ کہتا ہے کہ دعا مانگنے کو دل نہیں کرتا تو وہ یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ میرے رب نے مجھ سے دعا مانگنے کی لذت چھین لی ہے۔

آج کی رات اپنے دل کو حاضر کر کے دعا مانگیں۔اگر دل پتھر بھی ہے تو اس کو بھی اللہ رب العزت کے حضور پیش کر دیں اور کہیں کہ اے مالک! یہ پتھر دل آپ کے سامنے حاضر کر رہے ہیں، اس پر ایک نظر ڈال کر اس کو موم فرما دیجئے۔

تقدیر معلق اور تقدیر مبرم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

[اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں برقرار رکھتے ہیں۔ اور اسی کے پاس لوح محفوظ ہے] (الرعد:۳۹)

علمائے کرام نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱) تقدیرِ معلق

(۲) تقدیرِ مُبرم

جو تقدیر بدل سکتی ہے اسے تقدیرِ معلق کہتے ہیں۔ اس میں اللہ رب العزت کی مرضی سے ردو بدل ہوتا رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ روزانہ تین سو تیس (۳۳۰) مرتبہ لوحِ محفوظ پر توجہ فرماتے ہیں۔ پھر اس میں سے جو کچھ چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں برقرار رکھتے ہیں۔

تقدیر کا یہ حصہ مشروط ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر......

☆ اگر صدقہ کیا جائے تو بلا اور مصیبت کو ٹال دیا جاتا ہے۔

☆ اگر ماں باپ کی خدمت اور اطاعت کی جائے تو عمر بڑھ جاتی ہے۔

☆ صلہ رحمی عمر میں زیادتی کا سبب بنتی ہے۔

☆ جو کسی غریب کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت عطا فرما دیں گے۔

☆ اگر کوئی بیمار علاج کرے گا تو اللہ تعالیٰ بیماری کو دور فرما دیں گے۔

☆ مصیبت کا فیصلہ ہونا تھا، بندے نے رو رو کر عاجزی کی، اللہ تعالیٰ نے مصیبت کو دور کر دیا۔

☆ جو بندہ زنا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے عمر کی برکت چھین لیا کرتے ہیں۔

☆ دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی لئے حضرت عمر ؓ جب بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تو رو رو کر یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ! اگر آپ نے مجھے اہلِ سعادت میں سے لکھا ہے تو ان میں قائم رکھئے اور میرا نام ان کی فہرست سے نہ مٹایئے۔ اور اگر تو نے میرے لئے شقاوت (بدبختی) لکھی ہے تو میرا نام اہلِ شقاوت کی فہرست سے مٹا کر اہلِ سعادت کی فہرست میں لکھ دیجئے کیونکہ آپ جو کچھ چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں برقرار رکھتے ہیں، آپ کے پاس ہی ام الکتاب ہے۔

علما نے لکھا ہے کہ تقدیر میں جو تبدیلی کسی عمل یا دعا کی وجہ سے ہوتی ہے اس سے مراد وہ تقدیر ہوتی ہے جو فرشتوں کے علم میں ہوتی ہے۔ اس میں بعض اوقات کوئی حکم مشروط ہوتا ہے۔ اگر وہ شرط پائی جائے تو وہ حکم بھی لاگو ہوتا ہے اور اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو پھر وہ حکم بھی باقی نہیں رہتا۔ بسا اوقات فرشتوں کو اس شرط کا علم ہوتا ہے اور بسا اوقات علم بھی نہیں ہوتا، صرف اللہ رب العزت کے علم میں ہوتی ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ اس حکم کو بدل دیتے ہیں تو فرشتے بھی حیران رہ جاتے ہیں۔

ملا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹوں حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کشفاً پتہ چلا کہ ملا طاہر کی پیشانی پر "ملا طاہر لاہوری شقی" لکھا ہوا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسکا تذکرہ اپنے صاحبزادوں سے کر دیا۔ چونکہ حضرت کے صاحبزادے ملا طاہر کے شاگرد تھے اسلئے انہوں نے حضرت سے درخواست کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس شقاوت کو مٹا کر سعادت سے بدل دیں۔ چنانچہ حضرت نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ملا طاہر لاہوری کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا کر سعید کا لفظ تحریر فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا

www.besturdubooks.wordpress.com

قبول فرمالی اور ملا طاہر لاہوری کی پیشانی پر شقی کے لفظ کی بجائے سعید کا لفظ لکھ دیا گیا۔

جو تقدیر نہیں بدل سکتی اسے تقدیرِ مبرم کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اٹل قسم کے فیصلے ہوتے ہیں اور یہ فیصلے کسی عمل یا دعا کے ساتھ مشروط نہیں ہوتے۔ اس لئے ان کو بدلا نہیں جا سکتا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی تقدیر کا بیشتر حصہ مشروط ہوتا ہے، بہت تھوڑا حصہ اٹل ہوتا ہے، وہ ہو کر ہی رہتا ہے چاہے جو مرضی ہو جائے۔ میرے دوستو! جب بہت تھوڑا حصہ مشروط ہے تو کیوں نہ ہم رو دھو کر اللہ رب العزت کو منالیں۔

دو محروم بندے

حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ آج کی رات میں بڑے بڑے گناہگاروں کی مغفرت ہو جاتی ہے سوائے دو بندوں کے۔

(۱) شرک کرنے والا

(۲) دل میں کینہ رکھنے والا

ایک شرک جلی ہوتا ہے اور ایک شرک خفی ہوتا ہے۔ شرک جلی غیر اللہ کے سامنے جھکنے کو کہتے ہیں۔ مثلاً بت کے سامنے جھکنا وغیرہ۔ اور شرک خفی اپنے نفس کے سامنے جھکنے اور اس کی خواہشات کو پورا کرنے میں لگ جانے کو کہتے ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان حقیقی کی لذت اس وقت تک نصیب نہیں ہوتی جب تک کہ بندہ شرک جلی اور شرک خفی دونوں سے توبہ نہ کرے۔ اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ آج دل میں نفسانی، شہوانی اور شیطانی محبتیں بھری پڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ یہ سب نفس کی شرارتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ

[کیا دیکھا آپ نے اس کو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا]

گویا رب کو معبود ماننا چھوڑ دیا اور اپنے نفس کو معبود بنا لیا۔ اس آیت مبارکہ سے پتہ چلا کہ خواہشات کی پیروی اور پوجا کرنا شرک ہے۔ لہٰذا اگر دلوں میں نفسانی، شہوانی اور شیطانی محبتیں موجود ہیں تو ان سے آج سچی پکی توبہ کر لیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے آج کی برکت سے محروم ہو جائیں۔

دوسری بات کینہ ہے۔ کسی انسان کے دل میں رنجش اور دشمنی ہونے کو کینہ کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے انسان اس کے ساتھ مقابلہ بازی، ضد بازی اور دشمنی کرتا ہے۔ اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ بہو کے بارے میں ساس کے دل میں کینہ ہوتا ہے، ساس کے بارے میں بہو کے دل میں کینہ ہوتا ہے، کئی جگہوں پر تو میاں بیوی کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں کینہ ہوتا ہے، دوستوں کے دل میں دوستوں کے بارے میں کینہ ہوتا ہے، کئی جگہوں پر بہنوں کا آپس میں کینہ چلتا ہے، بھائیوں کا آپس میں کینہ چلتا ہے اور بہن بھائی بھی آپس میں کینہ رکھتے ہیں۔ جب تک یہ کینہ بھی دل سے نہیں نکلے گا اس وقت تک آج کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ ہم دعا مانگنے سے پہلے ان دونوں گناہوں سے سچی توبہ کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ان کی وجہ سے مغفرت سے محروم ہو جائیں۔

اچھے گمان سے دعا مانگیں

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

۔ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے ۔

اس لئے اگر آج ہمارا گمان یہ ہوا کہ پتہ نہیں میری دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں تو پھر ہماری دعا یقیناً قبول نہیں ہوگی، اگر یہ گمان ہوا کہ جی ہماری تو وہ سنتا ہی نہیں (معاذ اللہ) تو وہ یقیناً نہیں سنیں گے اور اگر یہ گمان ہوا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ یقیناً رحمت فرمائیں گے تو پھر یہ دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں یقیناً قبول ہو جائے گی۔

قبولیتِ دعا کے واقعات

کون کہتا ہے کہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ قبول ہوتی ہیں مگر اس کے لئے دل کے یقین کی ضرورت ہوتی ہے۔ یقین کیجئے کہ ہم نے اپنی زندگی میں قبولیتِ دعا کے سینکڑوں واقعات دیکھے ہیں۔ مثال کے طور پر......

☆...... ہمارے ایک دوست چیف انجینئر تھے۔ اللہ کی شان کہ وہ ایک دفعہ پاگل ہو گئے۔ حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے لا علاج قرار دے دیا۔ ہمیں کئی مہینوں کے بعد پتہ چلا۔ ہم ان سے ملنے کے لئے ان کے گھر گئے۔ ہم یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ ان کو ان کے گھر والوں نے باندھا ہوا تھا کیونکہ ان کی عقل کام نہیں کرتی تھی اور ان کو اپنے نفع نقصان کا پتہ نہیں تھا۔ ان کے بیوی بچوں کا رو رو کر برا حال تھا۔ ذکر و فکر کرنے والے چند نیک لوگ وہاں تشریف لے گئے۔ ہم بھی ان کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ اللہ کے نیک بندوں نے وہاں بیٹھ کر اللہ تو بہ کی اور پھر ان کے لئے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے وہ دعا قبول کر لی۔ اور بغیر علاج کے ان کو دوبارہ عقل کی نعمت عطا فرما دی۔ اس وقت وہ سعودی عرب میں دوبارہ چیف انجینئر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

☆...... ہمارے ایک دوست ڈاکٹر تھے۔ ایک دن وہ اپنے کلینک میں آئے۔ گاڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اترے تو اترتے ہی ان کی آنکھوں کی بینائی زائل ہوگئی۔ جب وہ کسی آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر پہنچے تو گھر میں کہرام مچ گیا۔ گھر والوں کا رو رو کر برا حال ہوگیا۔ انہوں نے ملک کے صدر کے آئی سپیشلسٹ کو بلا کر بھی چیک کروایا مگر اس نے بھی جواب دے دیا کہ یہ بینائی واپس نہیں آسکتی۔ چنانچہ وہ نا امید ہو کر بیٹھ گئے۔ اللہ کی شان کہ وہ سلسلے کے دوست تھے۔ دوستوں کو پتہ چلا تو ذکر و فکر کرنے والے دوست وہاں پہنچ گئے۔ ہم بھی ان دوستوں کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ سب نے مل کر وہاں اللہ تو بہ کی اور انکے لئے دعائیں کیں۔ الحمد للہ، ہم نے اپنی زندگی میں اس ڈاکٹر کی بینائی کو لوٹتے ہوئے دیکھا ہے۔ اللہ رب العزت نے بغیر دوائی کے ان کی آنکھوں کی بینائی لوٹا دی۔

رحم کی اپیل

دل سے غلط محبتوں کو نکال دیجئے اور سینہ صاف کر لیجئے۔ کہیں کوئی ایسا ویسا تعلق ہے تو آج اس تعلق سے سو فیصد توبہ کر لیجئے۔ دل میں کہیں گناہ کا ارادہ پھنسا ہوا ہے تو آج اس ارادے کو دل سے نکال لیجئے۔ اگر دل میں کسی کے بارے میں کینہ ہے تو آج اس کینے کو بھی دل سے نکال دیجئے، پھر دیکھئے کہ اللہ کی رحمت کیسے چھم چھم برستی ہے۔

یہ بات یاد رکھئے کہ اگر ہم پر گناہوں کا مقدمہ چلایا جائے گا تو ہم ہار جائیں گے اس لئے کہ ہم گنہگار ہیں۔ مقدمے کے بعد ایک چیز ''رحم کی اپیل'' ہوتی ہے۔ اب ہماری حالت اس بندے کی سی ہے جو مجرم ہے اور اپنے کسی بڑے کے سامنے رحم کی اپیل کر رہا ہے۔ ہم بھی اپنے پروردگار سے رحم کی اپیل کر رہے ہیں۔ اگر رحم فرما دے تو ہماری بگڑی بن جائے گی۔ وہ تو بڑا کریم اور مہربان پروردگار ہے۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار نے تو ابلیس کی بھی دعا قبول کر لی تھی۔ اس نے کہا تھا،

رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ

[اے اللہ! مجھے قیامت تک مہلت دے دیجئے]

علماء نے لکھا ہے کہ فرعون کے زمانے میں ایک مرتبہ دریائے نیل بند ہو گیا۔ وہ بڑا پریشان تھا۔ چنانچہ اس نے تنہائی میں دعا مانگی کہ اے اللہ! میں لوگوں کے سامنے تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں لیکن اب میں پریشان ہو چکا ہوں، اب اگر تو موجود ہے تو اس دریائے نیل کو پھر جاری کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مردود کی دعا قبول کر کے دریائے نیل کو جاری کر دیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ ایسے خطا کار لوگوں کی دعائیں قبول کر لیتا ہے تو پھر ایمان والوں کی دعا میں یہ قبول نہیں فرمائیں گے۔

استغفار اور صفتِ ربوبیت

طالب علموں کے لئے ایک علمی نکتہ عرض کرتا ہوں...... قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی استغفار کا لفظ آیا ہے وہاں اللہ رب العزت نے اکثر و بیشتر اپنی صفت ربوبیت کا ذکر ضرور کیا ہے۔ مثال کے طور پر......

...... فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

...... فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ

...... فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

اللہ تعالیٰ خالق اور مالک بھی ہیں۔ اور استغفار کے ساتھ اپنی خالقیت یا مالکیت والی صفت بھی بیان کر سکتے تھے۔ لیکن فقط ربوبیت والی صفت بیان فرمائی ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنی ربوبیت کا تذکرہ کیوں فرمایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رب وہ ذات ہے جو انسان اور باقی تمام

www.besturdubooks.wordpress.com

ذی روح اشیاء کی پرورش کرتی ہے، اس لئے اللہ رب العزت نے یہاں رب کا لفظ استعمال فرمایا۔ چونکہ ماں باپ مجازی طور پر بچے کی پرورش کرتے ہیں اس لئے یہ ربوبیت اور تربیت کا لفظ ان کے لئے بھی استعمال کیا گیا۔ کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا یہ قرآن مجید کے الفاظ ہیں جو ماں باپ کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

ماں باپ چونکہ بچے کی پرورش کرتے ہیں اس لئے ان کو بچے کے ساتھ ایک فطری لگاؤ ہوتا ہے۔ ماں زیادہ وقت لگاتی ہے اس لئے اسے باپ کی نسبت بچے سے زیادہ محبت ہوتی ہے...... ماں کو اپنے بچے سے کتنی محبت ہوتی ہے؟...... اگر بچہ دوسرے کمرے میں روئے تو ماں کبھی نہیں بیٹھے گی، وہ کھانا اور سب کام چھوڑ کر اور راستے کی رکاوٹ دور کر کے بچے کے پاس پہنچ جائے گی۔ اگر کوئی نہیں پہنچنے دے گا تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو جاری ہو جائیں گے اور وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگ جائے گی۔ اس لئے کہ ماں کو بچے کے ساتھ ایک جذباتی لگاؤ ہوتا ہے۔ بلکہ اگر بیٹا اپنا نہ بھی ہو، بھائی کا بیٹا پالا ہوا ہو تو اس پالنے کی وجہ سے اس بچے کے ساتھ بھی اس کو فطری محبت ہو جاتی ہے۔ وہ اسے اپنے بیٹوں سے بھی بڑھ کے پیارا لگتا ہے۔ ...... اللہ رب العزت نے جہاں استغفار کا لفظ ارشاد فرمایا وہاں اپنی صفت ربوبیت کا تذکرہ بھی فرمایا۔ گویا اللہ تعالیٰ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ،

''اے میرے بندو! ماں نے تم کو پالا ہے اور ماں کو تم سے محبت ہے، میں بھی تمہارا پالنے والا ہوں مجھے بھی تم سے محبت ہے۔ تم بچپن میں ماں کے سامنے روتے تھے تو وہ تمہاری ضرورتیں پوری کرتی تھی اور اب اگر تم میرے سامنے روؤ گے تو میں تمہارے اس رونے کو قبول کر لوں گا، مانگو گے تو میں تمہیں کبھی انکار نہیں کروں گا، میرے در پر آ کر جھکو گے تو میں تمہیں دھکے نہیں دوں گا۔ میں تمہیں بے سہارا نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کروں گا، میں تمہیں غیروں کے حوالے نہیں کروں گا، میں پروردگار ہوں، میں نے تمہیں پالا ہے، اب تم استغفار کرو اس پروردگار کے سامنے جس نے تمہیں بچپن سے پال کر جوان کیا اور جوانی سے پال کر بڑھاپے تک لے آیا''

گناہوں کو بخشوانے کا وقت

میرے دوستو! یقین کیجئے کہ ہم نے اتنے گناہ کیے ہیں کہ ہمارے سر پر پہاڑوں جیسے بوجھ ہیں۔ اگر وہ بوجھ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے کھول دیئے تو کتنی شرمندگی ہوگی۔ آج ان گناہوں کو بخشوانے کا وقت ہے۔ رب کریم وہ ذات ہے جو ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے تو اس کو کوئی پوچھنے والا بھی نہیں۔ وہ پروردگار چاہیں گے تو ہمارے مقدر کے فیصلے فرما دیں گے اور ہمیں اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں میں شامل فرما دیں گے۔ ہم جو سوچتے پھرتے ہیں کہ ہمارے دل پتھر ہیں تو آج اس پتھر کو موم کروانے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اب اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ پروردگارِ عالم ہم پر اپنی رحمت فرما دے اور ہماری دعاؤں کو قبول فرما لے۔ (آمین ثم آمین)

واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين .

www.besturdubooks.wordpress.com

اشعار مراقبہ

دل مغموم کو مسرور کر دے
دل بے نور کو پر نور کر دے
فروزاں دل میں شمع طور کر دے
یہ گوشہ نور سے معمور کر دے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا! اس کو بے مقدور کر دے
مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کر دے
میرا ظاہر سنور جائے الٰہی!
میرے باطن کی ظلمت دور کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دیگر کتب

- خطبات فقیر (بارہ جلدیں)
- مجالس فقیر (پانچ جلدیں)
- مکتوبات فقیر
- حیات حبیب (سوانح حیات)
- عشق الٰہی
- عشق رسول ﷺ
- باادب بانصیب
- لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند (سفرنامہ)
- قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز
- نماز کے اسرار و رموز
- رہے سلامت تمہاری نسبت
- موت کی تیاری
- کتنے بڑے حوصلے ہیں پروردگار کے
- پریشانیوں کا حل
- دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات
- محسنین اسلام
- حیاء اور پاکدامنی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- دارالعلوم جھنگ، پاکستان 0471-622832,625707
- مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ فیصل آباد 041-618003
- معہد الفقیر گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دارالہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارۂ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- عبدالوہاب، پنجاب کالونی، نزد رضوان مسجد کراچی 021-5877306
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب نیو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

الله جل جلاله

خطباتِ فقیر

جلد گیارہ

- اسماء الحسنیٰ کے معارف
- عشق و مستی کا سفر
- حکم خدا کی اہمیت
- محنت وریاضت
- طالب علم کی شان
- اذان کے فضائل
- روزہ اور تراویح کے جسمانی فوائد

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد ۱۱

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب

محمد حنیف نقشبندی

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطبات فقیر (جلد ۱۱)

از افادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

مرتب ———— محمد حنیف نقشبندی

ناشر ———— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ———— ستمبر 2004ء

اشاعت دوم ———— اپریل 2005ء

اشاعت سوم ———— جنوری 2006ء

اشاعت چہارم ———— دسمبر 2006ء

اشاعت پنجم ———— ستمبر 2007ء

اشاعت ششم ———— جون 2008ء

اشاعت ہفتم ———— مارچ 2009ء

اشاعت ہشتم ———— فروری 2010ء

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— فقیر شاہ پرسنز نقشبندی

تعداد ———— 1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	۱۰
پیش لفظ	۱۱
① اسماء حسنیٰ کے معارف	۱۵
محبت الٰہی فرض عین ہے	۱۵
عقل وبصیرت سے معرفت ملتی ہے	۱۶
جہنم میں جانے سے بھی بڑی سزا	۱۷
جنت میں سب سے بڑا انعام	۱۸
خوشی کے آنسو	۱۹
خائفین کا مقام	۲۱
سالک کی ایک خاص نشانی	۲۲
عشق اور فسق کی طرف بلانے والے	۲۲
قدر دانوں سے رب کی قدر پوچھو	۲۳
اسم جلالہ کے معارف	۲۴
کتاب "فتح اللہ" کا اجمالی تعارف	۲۵
قرآن مجید کا نچوڑ	۲۵
دو معرفتوں کا متحمل نام	۲۷
بے نقطہ نام ... توحید کا پیغام	۲۸
سب اشارے اللہ کی طرف	۲۸
تکمیل ایمان	۲۹
دوریاں ختم کرنے والا نام	۲۹
اسم ذات کی برکات	۳۱
اسم اعظم	۳۱
صوفی کی صفات	۳۶
یا اللہ کہہ کر پکارنے میں راز	۳۷
اسم ذات کے حروف کی معرفت	۳۸
ہاتھ کی انگلیوں سے اسم ذات کا نقش	۳۸
حضرت عبدالعزیز دباغؒ کا کشف	۳۹
اسم ذات کی انفرادیت	۴۰
اسم ذات کی برکت سے صور پھونکے میں تاخیر	۴۰
اسم ذات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعریف	۴۱
اللہ کا نام لینے سے نور بڑھتا ہے	۴۲
سورۃ مجادلہ کی ہر آیت میں اسم ذات لانے کی وجہ	۴۲
چالیس کے عدد کی برکتیں	۴۳
آہ اور اسم ذات	۴۴
اسم ذات کا استعمال	۴۵

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
اسم ذات کی مٹھاس	۵۳
سکون کی تلاش	۵۶
عین الیقین کا مقام حاصل کرنے کی ضرورت	۵۸
اللہ اللہ کرنے کی مقدار	۵۸
وہ تجلی کی تاب نہ لا سکا	۵۹
آنسوؤں سے خوشبو	۶۰
منہ سے خوشبو	۶۰
اسم ذات کے لئے انسان اور لسان کا استعمال	۶۱
پروردگار عالم کا اپنے عاشقوں سے پیار	۶۲
جنتیوں کے چار گروہ	۶۳
محبت الٰہی مانگنے کی تعلیم	۶۵
دنیا اور آخرت میں خوشخبری	۶۶
اسم ذات میں مشغولیت کی انتہا	۶۷
رحمان کی شان پر چھا جاتا ہو تو...	۶۷
پیاروں کی دلداری	۶۹
صفاتی ناموں کے معارف	۷۰
غلاف کعبہ پر صفاتی ناموں کی کثرت	۷۱
حنان کا مفہوم اور معارف	۷۱
منان کا مفہوم اور معارف	۷۲
کریم کا مفہوم اور معارف	۷۳
رحمان اور رحیم کے معارف	۷۵
رحمت الٰہی کی انتہا.....!!!	۷۷
(۲) عشق و مستی کا سفر	۸۱
کائنات کی ابتدا	۸۱
محبوب کی نشانیوں سے سکون ملتا ہے	۸۲
ستاروں کا طواف	۸۳
وہ چیزیں جن سے دل نہیں بھرتا	۸۵
انسانی دلوں کا مقناطیس	۸۷
قبول اسلام کا ایک دلچسپ واقعہ	۸۸
ملتزم کی عظمت	۹۰
محبوب حقیقی کی یاد میں گنگنانے کا انداز	۹۱
انسانی دلوں کی واشنگ مشین	۹۱
حج کا فلسفہ	۹۲
سفر حج کی دشواریوں کی ایک جھلک	۹۳
اس قدر غربت کا عالم.....!!!	۹۳
ایک بچے کے دل میں بیت اللہ شریف کی محبت	۹۵
حج محبت والوں کو نصیب ہوتا ہے	۹۵
ایک گوالے کا حج کا جذبہ	۹۶
حضرت مدنیؒ کا حج کا جذبہ	۱۰۱
حبیب بلالی ﷺ کی ضرورت	۱۰۳

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
بیت اللہ شریف کی برکت کا ایک حیرت انگیز واقعہ	۱۰۴
ایک عالم دستور	۱۱۱
حج کا تعلق اعمال سے ہے	۱۱۲
عشاق کا حج	۱۱۵
حاجی کی دعا کا مقام	۱۱۶
دو کام ضرور کیا کریں	۱۱۷
سچے جذبے سے حج کی سعادت مانگے	۱۱۷
حکم خدا کی اہمیت	۱۲۱
عاجزی کا دروازہ	۱۲۱
حکم خدا کی اہمیت	۱۲۲
جانوروں کی فرمانبرداری	۱۲۳
کتے کی وفاداری	۱۲۵
ایک نازک مسئلہ	۱۲۸
ایاز کے دل میں حکم شاہی کی قدر	۱۲۹
میں کس کا حکم توڑ رہا ہوں؟	۱۳۳
ایک شیطانی عمل	۱۳۴
معافی مانگنے میں عظمت ہے	۱۳۵
یہودیوں کا ایک بڑا جرم	۱۳۷
حقوق العباد معاف کروانے کی ضرورت	۱۳۸
گائے کا فیصلہ	۱۳۸

عنوان	صفحہ نمبر
مجاہدین کا معافی مانگنا	۱۳۰
حضرت نوح علیہ السلام کا معافی مانگنا	۱۴۰
محنت و ریاضت	۱۳۵
محنت میں عظمت	۱۳۵
ادھار کی چیز کی قدر	۱۳۶
قابلِ رشک ذوقِ عبادت	۱۳۶
حضرت جرجانیؒ کا معمول	۱۳۷
شاگرد ہوں تو ایسے	۱۳۷
ایک حدیث سے چالیس مسائل کا جواب	۱۳۸
قرب سجدے سے ملتا ہے	۱۳۹
حضرت جریریؒ کا ذوقِ عبادت	۱۳۹
نبوت کی سوچ اور اس کی پرواز	۱۵۱
اب مجھے نیند کہاں آئے......!!!	۱۵۳
ریح جاری کا مسئلہ اور شیطان سے نجات	۱۵۵
قرآن پڑھتے پڑھتے اللہ کو پیارے ہو گئے	۱۵۶
رابعہ بصریہ کا قابلِ رشک معمول	۱۵۶
محنت کی چکی	۱۵۷
حضرت شبلیؒ کے عظیم مجاہدے کی داستان	۱۵۸
مجاہدہ کسے کہتے ہیں؟	۱۶۸

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
نفس کو پالنے والے	۱۶۸
اتباع سنت سے نفس مغلوب ہوتا ہے	۱۶۹
سنت کی محبوبیت	۱۷۰
تکبیر اولیٰ کا اہتمام	۱۷۱
حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کا مجاہدہ	۱۷۲
خواجہ سراج الدینؒ کا مجاہدہ	۱۷۲
مخالفت نفس کے مجاہدے	۱۷۳
دو مجاہدوں میں مجھوت	۱۷۳
عورتوں نے خدائی کا دعویٰ کیوں نہ کیا	۱۷۵
بسیار خوری کے واقعات	۱۷۶
برکات کا ظہور	۱۸۰
⑤ طالب علم کی شان	۱۸۷
علم ایک نور ہے	۱۸۷
طالب علم کی شان	۱۸۸
حقیقی طالب علم کون؟	۱۸۹
شمع علم کے گرد پروانوں کا جمگھٹ	۱۸۹
علمی پیاس کا لاجواب اظہار	۱۹۰
علم کے مشتاق ایسے بھی تھے !!!	۱۹۰
علمی پیاس کی عمدہ دلیل	۱۹۲
امام شافعیؒ کی درخواست	۱۹۲
علمی غیرت کا حیران کن واقعہ	۱۹۳

عنوان	صفحہ نمبر
تشنگان علم کی سیرابی	۱۹۵
امام شافعیؒ امام مالکؒ کی خدمت میں	۱۹۷
امام بخاریؒ کا مجاہدہ	۱۹۸
عبدہ کی استقامت کو سلام	۱۹۸
طلب علم میں ایک شہزادے کا مجاہدہ	۲۰۱
اللہ کے ولی طلباء کی خدمت میں	۲۰۷
⑥ اذان کے فضائل	۲۱۳
اذان کی ابتداء	۲۱۳
بارگاہ نبوت کے چار مؤذن	۲۱۴
عظمت الٰہی کا پرچار	۲۱۶
(۱) آگ کی طاقت	۲۱۶
(۲) پانی کی طاقت	۲۱۷
(۳) ہوا کی طاقت	۲۱۹
(۴) مٹی کی طاقت	۲۲۱
پروردگار کی عظمت کا خیال	۲۲۶
لمحہ فکریہ	۲۲۶
اذان کا جواب	۲۲۷
خواب میں اذان دینے کی مختلف تعبیریں	۲۲۸
ایک تکبیر کا درجہ پانے والا لوہار	۲۲۹
ٹیلے کے برابر آٹا صدقہ کرنے کا اجر	۲۳۰
اذان کا ادب بخشش کا سبب بن گیا	۲۳۱

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
احادیث مبارکہ میں اذان کی فضیلت	۴۳
صحابہ کرام کے دل میں اذان دینے کا شوق	۴۳۴
اذان کا ایک دلچسپ سفر	۴۳۵
عظمت الٰہی بیان کرنے کا ایک عجیب انداز	۴۳۷
روزہ اور تراویح کے جسمانی فوائد	۴۴۳
شہنشاہ حقیقی کا براہ راست خطاب	۴۴۳
روزہ قرب الٰہی کا ذریعہ	۴۴۵
نصیحت آمیز قرآنی اسلوب	۴۴۶
سالانہ روحانی ورکشاپ	۴۴۶
حصول علم کا درخشاں تصور	۴۴۷
ایمان کی چار جگہ	۴۴۸
قرآن و حدیث میں طب کے رہنما اصول	۴۵۰
زیادہ کھانے سے پیدا ہونے والی بیماریاں	۴۵۳
کم کھانے کی عادت ڈالیے	۴۵۴
نبی اکرم ﷺ کا معمول	۴۵۴
صحت مندی کا بہترین راز	۴۵۵
پیغام عافیت	۴۵۶
حقانیت اسلام کا ایک واضح ثبوت	۴۵۶

عنوان	صفحہ نمبر
شیر کی صحت کا راز	۴۵۷
بکری بھیڑ کی صحت کا راز	۴۵۷
سستی کیوں پیدا ہوتی ہے؟	۴۵۸
مشاہیر اور ان کی خوراک	۴۵۹
وزن کم کرنے کا آسان نسخہ	۴۶۰
بھوک ختم ہونے کا احساس	۴۶۰
سلمنگ کلب جانے کی ضرورت نہیں	۴۶۲
تراویح کے جسمانی فائدے	۴۶۳
عبادت بھی ورزش بھی	۴۶۳
دائمی خوبصورتی کا راز	۴۶۵
شوگر لیول کنٹرول کرنے کا ذریعہ	۴۶۶
رمضان المبارک کے لیے پلاننگ کی ضرورت	۴۶۸
لیلۃ القدر پانے کا آسان طریقہ	۴۷۰

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ گیارھویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلندتر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ دوران بیان رخ انور پر فکر کے گہرے سائے زبان حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرم راز درون خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے بھی اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کی اس فکر سے سب کو فکرمند کیا جائے۔ الحمدللہ کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ادارہ مکتبۃ الفقیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کے ان بیانات کو کتابی صورت میں استفادہ عام کے لئے شائع کرتا ہے۔ ہر بیان کو احاطہ تحریر میں لانے کے بعد حضرت دامت برکاتہم سے اصلاح کروائی جاتی ہے، پھر کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی عرق ریزی سے کیا جاتا ہے اور آخر پر پرنٹنگ اور بائنڈنگ کا پیچیدہ اور تکنیکی مرحلہ آتا ہے۔ یہ تمام مراحل بڑی توجہ اور محنت طلب ہیں جو کہ مکتبۃ الفقیر کے زیر اہتمام سرانجام دیئے جاتے ہیں پھر کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بارگاہ ایزدی میں یہ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ہمیں حضرت دامت برکاتہم کے بیانات کی بازگشت پوری دنیا تک پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بجرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اٰله و اصحابه اجمعین ۔ اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام ﷺ صف اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اهتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحۂ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغہ عصر شخصیت، شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرجع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند، سرمایہ خاندان نقشبند حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی بادامت اشہار و الیالی ہیں۔ آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلودار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے فائدہ کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحہ قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ الحمدللہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب و تزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہو سکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد و ثمرات کا حامل ہے۔ ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ
ایم اے۔ بی ایڈ
موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

وللہ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بہا

(الاعراف: ۱۸۰)

اسماء الحسنٰی کے معارف

بیان حضرت اقدس

مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دیکھو کہ گولی سے شیر مر جاتا ہے لیکن اسی گولی کو غلیل میں رکھ کر ماریں تو شیر تو کیا چڑیا بھی نہیں مرتی۔ البتہ بندوق میں ڈال کر ماریں گے تو شیر بھی مرے گا اور ہاتھی بھی۔ اسی طرح اسم اعظم تو "اللہ" ہی ہے۔ یہ جھوٹی زبانوں سے نکلے گا تو اثر نہیں ہوگا۔ جس منہ سے انسان چغل خوری کرتا ہے بہتان لگاتا ہے، دوسروں کے بارے میں بدزبانی اور بدکلامی کرتا ہے ایسی زبان سے یہ لفظ نکلے گا تو اس کی برکتیں ظاہر نہیں ہوں گی۔ برکتوں کے ظاہر ہونے کیلئے زبان ٹھیک ہونی چاہیے۔ اسم اعظم تو اللہ ہی ہے لیکن جب کسی سچی زبان سے نکلے تو پھر اس کا اثر ہوتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اسماء الحسنیٰ کے معارف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ...... اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. (البقرۃ: ۱۶۵)

......وقال الله تعالیٰ فی مقام آخر ......

اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا (الفرقان: ۵۹)

......وقال الله تعالیٰ فی مقام آخر ......

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (الاعراف: ۱۸۰)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

محبتِ الٰہی فرضِ عین ہے

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

[اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے]

اس کا بامحاورہ ترجمہ کیا جائے تو یوں بنے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان والے اللہ رب العزت کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں!

اللہ رب العزت سے محبت کرنا فرض عین ہے۔ یہ ایمان کی بنیاد ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات فرماتے تھے کہ جس شخص نے اللہ رب العزت کو پہچانا وہ اس سے محبت کیے بغیر نہیں رہ سکتا اور جس نے دنیا کی حقیقت کو پہچانا وہ اس سے نفرت کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتب سابقین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے! میں تجھے دوست رکھتا ہوں اپنے اس حق کے سبب سے جو تجھ پر ہے اب تو بھی مجھے اپنا دوست بنا لے۔ یہ محبت کا راستہ شارٹ کٹ ہے۔

سے راہ برسوں کی طے ہوئی پل میں
عشق کا ہے بہت بڑا احسان

جو انسان عشق کے پروں سے اڑتا ہے اس کے لئے وصول الی اللہ کا راستہ بہت چھوٹا بن جاتا ہے۔

عقل و بصیرت سے معرفت ملتی ہے

سائنس کہتی ہے کہ انسان کے پانچ حواس ہیں۔ جبکہ علماء کے نزدیک چھ حواس ہیں۔ پانچ حواس تو وہ ہیں جو سائنس بھی مانتی ہے۔

(۱) قوت باصرہ...... دیکھنے کی قوت

(۲) قوت سامعہ..... سننے کی قوت

(۳) قوت شامہ..... سونگھنے کی قوت

(۴) قوت ذائقہ... چکھنے کی قوت

(۵) قوت لامسہ.... محسوس کرنے کی قوت

ایک اور حس بھی ہے جس کو "عقل و بصیرت" کہتے ہیں۔ سائنس والے نہیں مانتے، ہم مانتے ہیں۔ یہ چھٹی حس سب سے اعلیٰ حس ہے کیونکہ پانچ حواس میں تو جانور بھی شامل

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ انسان کی امتیازی شان چھٹی حس کی وجہ سے ہے۔

ہر حس کی اپنی لذتیں ہیں۔ عقل و بصیرت والی حس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت ملتی ہے اور معرفت کی لذتیں سب سے زیادہ ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک آدمی بہت ہی خوبصورت پھول دیکھتا ہے تو وہ اپنی بینائی کے بقدر اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ جس کی بینائی ٹھیک ہوگی وہ تو اس کے شیڈ کو دیکھ کر اور بھی خوش ہوگا اور جس کی بینائی ٹھیک نہ ہو، اسے پانچ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہو اور اس وقت اس کے پاس چشمہ بھی موجود نہ ہو تو اس کو پھول پوری طرح نظر نہیں آئے گا۔ پھول کی خوبصورتی وہی ہے۔ جو اس کے حسن کو باریکی سے دیکھ رہا ہوتا ہے وہ لذت پا رہا ہوتا ہے اور جس کے سامنے اس کے حسن کی حقیقت نہیں کھلی ہوتی، وہ آدمی لطف اندوز ہونے سے قاصر ہوتا ہے۔

اسی طرح جس انسان کو اللہ رب العزت کی معرفت حاصل ہو جائے اس کو وہ لذتیں ملتی ہیں جو کسی اور طریقے سے ملنا ممکن نہیں ہوتیں۔

جہنم میں بھیجنے سے بھی بڑی سزا

قیامت کے دن سب سے بڑی سزا یہ ہوگی کہ اللہ رب العزت نافرمانوں کو اپنے دیدار سے محروم فرمائیں گے۔ یہ جہنم میں بھیجنے سے بھی بڑی سزا ہے۔ اللہ رب العزت اس کے ساتھ ہم کلامی سے بھی انکار فرما دیں گے۔ چنانچہ ارشاد فرمائیں گے:

اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (المؤمنون:۱۰۸)

[پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں اور مجھ سے گفتگو مت کرو]

اس کے بعد ان میں سے کوئی بندہ اللہ رب العزت سے ہم کلامی نہیں کر سکے گا۔

ایک اور مقام پر قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (آل عمران ۷۷)

[نہ ہم کلام ہوگا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کرے گا ان کی طرف قیامت کے دن]

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کی موجودگی میں یہ آیت پڑھی

كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ. (مطففین:۱۵)

[مجرم لوگ قیامت کے دن اس حال میں ہوں گے کہ ان کے اور پروردگار کے درمیان حجاب ہوگا]

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت سنی تو آپ کو رونا آ گیا۔

جنت میں سب سے بڑا انعام

اللہ رب العزت کا کسی بندے کو اپنے دیدار سے محروم کر دینا سب عذابوں سے بڑا عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی کو اپنا دیدار کرا دینا سب انعامات سے بڑا انعام ہے۔ حدیث پاک میں بھی آیا ہے کہ جنتی لوگوں کو بڑا انعام یہی ملے گا۔ چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُونَ عَلَى الْجَبَّارِ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ فَيَقْرَءُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ.

[بے شک جنتی لوگ اللہ رب العزت کے حضور دن میں دو مرتبہ پیش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان (جنتیوں) کو خود قرآن سنائیں گے]

وہ مجلس کیسی ہوگی اور اس کے لطف اور مزے کیسے ہوں گے......!!!

آج جب کوئی اچھا قاری قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل پر عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جب اللہ رب العزت اپنا کلام خود سنائیں گے اور ایمان والے سننے والے ہوں گے تو سوچئے کہ اس وقت لذت کا کیا عالم ہوگا۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو ان میں سے بعض کو اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیمۃ:۲۲/۲۳)

[کئی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے]

قیامت کے دن مصیبت کا ان پر کوئی غم نہ ہوگا۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ

[نہ غم ہوگا ان کو بڑی گھبراہٹ میں]

تو جنت میں سب سے بڑی لذت والی چیز اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا۔اس لئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ

[بے شک متقین باغوں میں ہوں گے اور نہروں میں سچے ٹھکانے میں اقتدار والے بادشاہ کے پاس] (القمر ۵۵)

آج دنیا کے بادشاہ جلوہ افروز ہوں تو محفل سجاتے ہیں اور جب مالک الملک جلوہ افروز ہوں گے تو کیسی محفل سجی ہوگی۔اس لئے اللہ رب العزت کا قرب اور اس کے دیدار کی لذت پانے کی دعائیں اکثر کرنی چاہئیں۔رابعہ بصریہ کو کسی نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت عطا فرماوے۔انہوں نے آگے سے جواب دیا:

الجار ثم الدار [(پہلے) پڑوسی پھر گھر]

یعنی گھر کی دعا بعد میں کرنا پہلے پڑوسی کی بات کرنا کہ میرا پڑوسی کون بنے گا۔

خوشی کے آنسو

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ

[اور اللہ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے]

اللہ رب العزت کا راضی ہو جانا مومن کے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ جب انسان کو بڑی خوشی ملتی ہے تو اس کی آنکھوں سے خوشی کے بھی آنسو نکل آتے ہیں۔ کسی عارف نے ایک پتھر کو دیکھا۔ وہ رو رہا تھا۔ پوچھا، کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگا، اسلئے روتا ہوں کہ کہیں جہنم کا ایندھن نہ بنا دیا جاؤں۔ انہوں نے دعا کر دی کہ اے اللہ! آپ اس پتھر کو جہنم کا ایندھن نہ بنائیے گا۔ ان کی دعا قبول ہو گئی۔ ان بزرگوں نے اسے خوشخبری سنا دی اور آگے چلے گئے۔ جب وہ بزرگ واپس آئے تو دیکھا کہ وہ پھر رو رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پھر پوچھا کہ پہلے تو اس لئے رو رہے تھے کہ کہیں تمہیں جہنم کا ایندھن نہ بنا دیا جائے، اب کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا، حضرت! پہلے خوف کا رونا تھا اور اب خوشی سے رو رہا ہوں کہ میرا مالک مجھ سے راضی ہو گیا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بلا کر فرمایا کہ مجھے سورۃ بینۃ سناؤ۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ مجھے سورۃ بینۃ سناؤ۔ وہ بڑے سمجھدار تھے۔ چنانچہ آگے سے پوچھنے لگے، اے اللہ کے محبوب ﷺ!

أَاللّٰهُ سَمَّانِيْ؟

[کیا اللہ رب العزت نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟]

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

نَعَمْ اللّٰهُ سَمَّاكَ

ہاں، اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لے کر فرمایا ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہو کہ قرآن سنائیے۔ محبوب! آپ بھی سنیں گے اور میں پروردگار بھی سنوں گا۔ یہ سن کر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ان کا یہ رونا خوشی کا رونا تھا۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے۔ سب کچھ محبوب

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں۔ اوپر سے حضرت جبرئیل علیہ السلام اترتے ہیں۔ جبرئیل امین نے ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سلام پیش کیا اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے اللہ رب العزت نے بھیجا ہے۔ وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل سے اتنا خوش ہیں کہ انہوں نے آسمان کے سب فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ تم بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح ٹاٹ کا لباس پہنو۔ اسی لئے میں بھی ٹاٹ کا لباس پہن کر حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جاؤ، پوچھ کر آؤ کہ کیا ابوبکر اس حال میں بھی مجھ سے خوش ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے، "میں اپنے رب سے ہر حال میں راضی ہوں" اللہ اکبر۔

خائفین کا مقام

جس بندے کے دل میں یہ غم لگا ہو کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔ اس مقصد کے لئے وہ گناہوں سے بچے اور اپنے دل میں اللہ رب العزت کا خوف رکھے۔ اللہ رب العزت ایسے بندے کو جنت عطا فرمائیں گے۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى. (النازعات: ۴۰-۴۱)

[اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے آپ کو خواہشات نفس سے بچایا، بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے]

سبحان اللہ، عام مومنین کو ایک جنت اور خائفین کو اللہ تعالیٰ دو جنتیں عطا فرمائیں گے۔ لوگوں نے ایک گھر بنایا ہوتا ہے اور ایک مہمان خانہ۔ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان خائفین کو اس طرح با جماعت جنت میں جانے کی توفیق عطا فرمائیں گے کہ ان کا اپنا گھر علیحدہ ہوگا اور ان کی مہمان نوازی کا سلسلہ علیحدہ ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سالک کی ایک خاص نشانی

کسی شاعر نے کہا،

ہمہ شہر پُر ز خوباں منم خیالِ ماہے
چہ کنم کہ چشم یک بیں نہ کند بہ کس نگاہے

[سارا شہر حسینوں سے بھرا پڑا ہے۔ میں ہوں اور میرے محبوب کا خیال ہے۔ میں کیا کروں۔ کہ جو آنکھ صرف ایک کو دیکھنے کی عادی ہو وہ کسی اور کی طرف اٹھتی ہی نہیں]

سالک بھی حقیقت میں یک بیں ہو جاتا ہے..... کیا مطلب؟..... مطلب یہ ہے کہ اس کی نگاہیں فقط اپنے مطلوب پر مرکوز ہو جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت ہی اس کا مطلوب حقیقی اور مقصودِ حقیقی بن جاتا ہے۔ یہ سالک کی ایک خاص نشانی ہے۔ اس کے دل سے یہ نکلتا ہے:

"خداوندا! مقصودِ من توئی و رضائے تو مرا محبت و معرفت خود بدہ"

[یا الٰہی! تو ہی میرا مقصود ہے اور میں تیری ہی رضا کا طالب ہوں، تو مجھے اپنی محبت و معرفت عنایت فرما دے]

عشق اور فسق کی طرف بلانے والے

اس دنیا میں دو سوچیں رکھنے والے انسان ہیں۔ ایک طرف دنیا دار ہیں..... دنیا کی طرف بلانے والے..... فلموں میں کام کرنے والے..... گانا گانے والے..... دنیا کے متوالے..... کبھی ان کی شکلیں دیکھا کریں کہ ان پر کیسے نحوست برس رہی ہوتی ہے..... دوسری طرف انبیائے کرام اور ان کے غلام ہیں۔ یہ لوگ اللہ رب العزت کے عشق کی طرف بلاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ عشقِ حقیقی ہی عشق ہے اور عشقِ مجازی فسق ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیائے کرام عشق کی طرف بلاتے ہیں اور اہل دنیا فسق کی طرف بلاتے ہیں۔ اللہ والوں کے چہروں پر رحمتیں برس رہی ہوتی ہیں جب کہ دنیا والوں کے چہروں پر نحوست برس رہی ہوتی ہے۔ شیطان ان کے سامنے ان کے برے عملوں کو بھی اچھا بنا کر پیش کرتا ہے:

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا

[پس کیا وہ شخص جس کے سامنے اس کے برے عمل مزین کر دیے جائیں۔ پس وہ ان کو اچھا سمجھے]

اللہ والے کہتے ہیں کہ محنت کرو اور رب کو مناؤ، جب کہ دنیا دار کہتے ہیں کہ کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم محنت کر کے اپنے رب کو منانے کی کوشش کریں۔

قدر دانوں سے رب کی قدر پوچھو

اللہ رب العزت کی محبت کی باتیں بھی عجیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلرَّحْمٰنُ فَسْــَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا (الفرقان: ۵۹)

[رحمان کے بارے میں جاننے والوں سے پوچھو]

ایک بادشاہ نے لیلیٰ کے بارے میں سنا کہ مجنوں اس کی محبت میں دیوانہ بن چکا ہے۔ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں لیلیٰ کو دیکھوں تو سہی۔ چنانچہ جب اس نے دیکھا تو اس کا رنگ کالا تھا اور شکل بھدی تھی۔ وہ اتنی کالی تھی کہ اس کے ماں باپ نے لیل (رات) سے مشابہت کی وجہ سے اس کو لیلیٰ (کالی) کا نام دیا۔ لیلیٰ کے بارے میں بادشاہ کا تصور یہ تھا کہ وہ بڑی نازنین اور پری چہرہ ہوگی مگر جب اس نے لیلیٰ کو دیکھا تو اسے کہا،

از دگر خوباں تو افزوں نیستی

[تو دوسری عورتوں سے تو زیادہ خوبصورت تو نہیں ہے۔]

جب بادشاہ نے یہ کہا تو لیلیٰ نے آگے سے جواب دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

گفت خاموش تو چوں مجنوں نیستی

[خاموش ہو جا، تیرے پاس مجنوں کی آنکھ نہیں ہے، اگر مجنوں کی آنکھ ہوتی تو تجھے دنیا میں میرے جیسا خوبصورت کوئی نظر نہ آتا]

دیکھنے والی آنکھ ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم رب رحمان کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو تو دنیا داروں سے مت پوچھو، ان کو کیا پتہ پھول کے بارے میں کوئی پوچھنا چاہے تو بلبل سے پوچھے گدھے کو کیا پتہ، جس کے دماغ میں مردار کی بدبو بھری ہوتی ہے، اس کا پھول کی خوشبو سے کیا واسطہ...... اللہ رب العزت نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ تم رب رحمان کے بارے میں جاننے والوں سے پوچھو۔ گویا اللہ رب العزت یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ تم رب رحمان کی قدر اور شان قدر دانوں سے پوچھو۔

اسم جلالہ کے معارف

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (الاعراف:۱۸۰)

[اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیارے نام ہیں، پس تم اسے ان (ناموں سے) پکارو]

اللہ رب العزت کا ایک ذاتی نام ہے اور باقی صفاتی نام ہیں۔ ذاتی نام اللہ ہے۔ اس نام کو اسم جلالہ اور سید الاسماء بھی کہتے ہیں۔ ننانوے صفاتی نام وہ ہیں جو قرآن مجید میں بیان ہوئے اور احادیث میں ان کے علاوہ بھی کئی نام آئے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی کوئی انتہا نہیں اس لئے اس کے صفاتی ناموں کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا کی،

"اے اللہ! میں تیرے ہر اس نام سے دعا مانگتا ہوں جس کا علم تو نے اپنے رسولوں کو دیا، یا اپنے ملائک کو دیا، یا جس کا علم تو نے کسی کو نہیں دیا فقط تیرے اپنے پاس موجود ہے، اے اللہ! میں تیرے ان ناموں سے بھی تجھ سے دعا مانگتا ہوں۔"

اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے،

جس کے ناموں کی نہیں ہے انتہا
ابتدا کرتا ہوں اس کے نام سے

کتاب "فتح اللہ" کا اجمالی تعارف

اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام "اللہ" بڑی معرفتوں کا حامل ہے۔ اس پر مجھے عربی زبان میں لکھی ہوئی کتاب پڑھنے کا موقع ملا، جس کا نام "فتح اللہ" تھا۔ وہ کتاب ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے معارف بیان کئے گئے ہیں۔

قرآن مجید کا نچوڑ

اللہ کا لفظ قرآن مجید کا نچوڑ ہے... ایک علمی نکتہ ذہن میں رکھئے، قرآن مجید کی سورتوں کی تین اقسام ہیں۔ سورۃ مجادلہ کی ہر ہر آیت کے اندر اللہ تعالیٰ کا نام آتا ہے۔ دوسری وہ سورتیں ہیں جن میں ہر دوسری تیسری آیت کے اندر اللہ تعالیٰ کا نام آتا ہے۔ جیسے سورۃ الرحمٰن۔ اس سورۃ کی ہر دوسری تیسری آیت کے بعد فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ والی آیت آتی ہے۔ رب کا لفظ بار بار آیا ہے، یہ بھی اللہ کا نام ہے، جو بقیہ سورتیں ہیں اگر ان پر بھی غور کیا جائے تو ہر پانچ سات آیتوں کے بعد اللہ رب العزت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

نام آتا ہے۔

لفظ "اللہ" قرآن مجید میں چھ سو اٹھانوے (۶۹۸) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مرتبہ تعوذ میں اور ایک مرتبہ تسمیہ میں، اگر ان دو کو بھی ساتھ ملا لیا جائے تو کل سات سو مرتبہ بنتا ہے۔ الرحمٰن اور الرحیم کے الفاظ بھی متعدد بار استعمال ہوئے ہیں۔ البتہ رب کا لفظ سب سے زیادہ استعمال ہوا ہے۔ ہر چند آیتوں کے بعد آپ کو رب کا لفظ ملے گا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے نام کو ارادتاً بار بار استعمال فرمایا ہے تاکہ میرے بندوں کی زبان سے میرا نام بار بار نکلتا رہے۔ حالانکہ کئی جگہ پر آیات کا اسلوب بتاتا ہے کہ بات کسی اور انداز میں بھی ہو سکتی تھی مگر اللہ رب العزت نے ایسے طریقے سے بات کی کہ اس کا نام بھی اس میں آ گیا۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ [اور وہ لوگ عذاب کی جلدی کر رہے ہیں]

اب اس کا جواب یہ بھی دیا جا سکتا تھا کہ عذاب جلدی آئے گا مگر فرمایا،

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَ لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ (الحج:۴۷)

[اور وہ لوگ عذاب کی جلدی کر رہے ہیں۔ اور اللہ ہرگز اپنے وعدے کا خلاف نہیں کریگا]

ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ [یہ ہے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا]

اب اسلوب یہ بتا رہا ہے کہ یہ جہنم میں جائیں گے مگر جواب کیا دیا گیا،

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (الانفال:۵۱)

[یہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بے شک اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے]

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت نے یہاں بھی اپنا مبارک نام شامل فرما دیا۔

پھر ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ (یونس:۱۰۹)

[اور آپ اس کی اتباع کیجئے جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعے عطا کیا گیا اور صبر کیجئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے]

ان آیات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سنار نگینے کو فٹ کرتا ہے تو زیور کا حسن بڑھ جاتا ہے اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنے کلام کو اپنے نام کے نگینے کے ساتھ زینت بخش دی ہے۔

علماء نے یہاں ایک نکتہ لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو قرآن مجید کے ترجمے کا بالکل ہی پتہ نہ ہو مگر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے تو چونکہ اس کی زبان سے بار بار اللہ کا لفظ نکل رہا ہوتا ہے اس لئے چند صفحات پڑھنے کے بعد اس کی زبان سے اتنی بار اللہ کا نام نکل آتا ہے کہ اس کو اللہ کے ذکر کا فائدہ تو نصیب ہو ہی جاتا ہے۔

حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر بالفرض قرآن مجید کو کشید کیا جائے یعنی نچوڑا جائے تو جو ایک قطرہ نکلے گا وہ اللہ کا لفظ ہوگا۔ یعنی اللہ کا لفظ پورے قرآن مجید کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔

دو معرفوں کا متحمل نام

یہ عجیب بات ہے کہ اللہ رب العزت کے نام کے شروع میں الف لام ہے، یہ معرفہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ کسی لفظ کو معرفہ بنانے کے لئے اس کے شروع میں الف لام لگا دیتے ہیں۔ اور جس لفظ پر الف لام لگا دیا گیا ہو اس پر حرف ندا "یا" براہ راست داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ الف لام بھی معرفہ بنانے کیلئے اور یا بھی معرفہ بنانے والا ہے۔ ہاں پوری عربی زبان میں صرف اللہ کا نام ایسا ہے کہ اس پر الف

www.besturdubooks.wordpress.com

لام بھی داخل اور یا بھی داخل ہو سکتا ہے۔ گویا کہ اللہ کا نام دو معرفوں کا متحمل ہے۔

بے نقطہ نام ... توحید کا پیغام

اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے انتخاب بے عیب نام پسند کیا کہ اس نام کے کسی حرف پر نقطہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ توحید چاہتے تھے۔ اگر نام میں نقطہ آ جاتا تو شرک کرنے والے لوگ بھی کوئی جواز ڈھونڈ لیتے۔ اس لئے بتا دیا کہ اس کی ذات وصفات میں شرک کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ رب العزت کی ذات میں تم کوئی نقص نہیں نکال سکتے اور نہ کسی کو اس کی ذات میں شریک کر سکتے ہو۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے اور ہر شرک سے بالاتر ہے۔

سب اشارے اللہ کی طرف

''اللہ'' ایسا نام ہے کہ اگر اس نام کے حرفوں کو آپ جدا جدا کرتے جائیں تو بچنے والا نام بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مثال کے طور پر لفظ ''اللہ'' کا اشارہ بھی اللہ رب العزت کی طرف ہے۔ اگر شروع والی الف ہٹا دیں تو باقی لفظ کو کیسے پڑھیں گے؟'' ''للہ'' پڑھیں گے۔ اس کا اشارہ بھی اللہ رب العزت کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (البقرہ:۲۸۴)

[اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے]

اگر پہلی لام بھی ہٹا دیں تو باقی ''لہ'' بچے گا۔ اس کا اشارہ بھی اللہ رب العزت کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (البقرہ:۲۵۵)

[اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے]

اگر دوسری لام بھی ہٹا دیں تو باقی ''ہ'' بچے گا۔ اس کا اشارہ بھی اللہ رب العزت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الحشر:۲۲) نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی۔

قربان جائیں اس پروردگار پر جس نے اپنا ذاتی نام بھی وہ پسند کیا کہ اگر کوئی اس نام کے حروف کو جدا کر کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دے تو ہر بچنے والا ٹکڑا اللہ رب العزت کی طرف اشارہ کرے گا۔

تکمیل ایمان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ (الرحمن:۷۸)

[برکت والا نام ہے تیرے رب کا]

اللہ تعالیٰ خود بتا رہے ہیں کہ یہ نام برکت والا ہے۔ اسی نام کی وجہ سے ہمیں ایمان نصیب ہوتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی یوں کلمہ پڑھے،

لا الہ الا الرؤف محمد رسول اللہ

لا الہ الا الرحیم محمد رسول اللہ

لا الہ الا الرحمن محمد رسول اللہ

تو وہ مسلمان نہیں ہوتا کیونکہ صفاتی نام تو اوروں کے لئے بھی استعمال ہو سکتے ہیں مثلاً سمیع اور بصیر اوروں کے لئے بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ جب تک وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ کر ذاتی نام نہیں لے گا تب تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہوگا۔

دوریاں ختم کرنے والا نام

یہ ایسا برکت والا نام ہے کہ جہاں آ جاتا ہے وہاں فاصلے سمٹ جاتے ہیں اور دوریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک لڑکی نامحرم تھی، شریعت کہتی ہے کہ اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف دیکھنا حرام ہے اور اس کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا حرام ہے، لیکن جب اسی لڑکی کو نکاح کے ذریعے قبول کر لیتے ہیں تو وہ اجنبیہ سب اپنوں سے بڑی اپنی بن جاتی ہے حتیٰ کہ اسے زندگی کی ساتھی کہا جاتا ہے۔ قرآن عظیم الشان نے کہا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ:۱۸۷)

[وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو]

ذرا غور کریں کہ جسم کے سب سے زیادہ قریب انسان کا لباس ہوتا ہے۔ گویا بتایا گیا کہ خاوند کے سب سے زیادہ قریب اس کی بیوی اور بیوی کے سب سے زیادہ قریب اس کا خاوند ہوتا ہے..... یک جان دو قالب..... جسم دو ہیں اور دونوں کی جان ایک ہے۔ یہ اتنا قرب کا تعلق کیسے ہوا؟ اللہ کے نام کی برکت کی وجہ سے۔ قرآن عظیم الشان کہتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (النساء:۱)

[اے لوگو! ڈرو اس رب سے جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی نفس سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور پھیلائے ان دونوں میں بہت مرد اور عورتیں۔ اور ڈرتے رہو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم آپس میں سوال کرتے ہو۔ اور لحاظ کرو قرابت داری کا]

تساءل کسے کہتے ہیں؟ ایسی برکت والی ذات ہے کہ اس ذات کی برکت سے ہم آپس کی رشتہ داریاں قائم کرتے ہیں۔ اگر اس کا نام درمیان میں نہ آتا تو نکاح بھی نہ ہوتا۔ کتنا برکت والا ہے وہ نام کہ جب درمیان میں آتا ہے تو فاصلے سمٹ جاتے ہیں اور اجنبی لوگوں کو ایک دوسرے کا اپنا بنا دیتا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ جس کی طرف دیکھنا حرام تھا اس کی طرف دیکھنا کارِ ثواب بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسمِ ذات کی برکات

اس نام کی برکتیں بہت ہیں لیکن سچی بات ہے کہ ہم ان برکتوں سے واقف نہیں ہیں اس لئے کہ ہم نے کبھی آزمایا ہی نہیں۔ اگر کبھی ہم ایسے لوگوں کے پاس بیٹھ جائیں جنہوں نے اس نام کی برکتوں کو دیکھا بھالا ہوتا ہے تو وہ اس کے معارف ہمارے سامنے کھولیں گے کہ اس نام کی کیا برکت ہے۔

اسمِ اعظم

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام اسمِ اعظم ہے۔ اس نام کی برکت سے جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تحقیق کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذاتی نام ''اللہ'' ہی اسمِ اعظم ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اس پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ وہ بھی یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسم ذات اللہ ہی اسمِ اعظم ہے۔ آصف بن برخیا کو اسمِ اعظم ہی معلوم تھا جس کی وجہ سے انہوں نے ملکہ بلقیس کا تخت منگوا لیا تھا۔ لیکن یاد رکھیں کہ ہر زبان اس قابل نہیں ہوتی کہ جب وہ اس نام کو لے تو ہر دعا قبول ہو جائے، البتہ کچھ زبانیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ایسا درجہ پا لیتی ہیں کہ جب ان سے یہ اللہ کا لفظ نکلتا ہے تو پھر وہ اسمِ اعظم والا اثر دکھا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے کو کہا کرتے تھے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تو مردہ تھوڑی دیر کے لئے زندہ ہو جاتا تھا.... اگر آج ہم قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہیں تو سویا ہوا بندہ نہیں جاگتا، مرا ہوا کیا زندہ ہوگا.... یہ وہی الفاظ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام استعمال کرتے تھے اور یہی الفاظ ہم کہتے ہیں، بلکہ اگر ہم لاکھ مرتبہ بھی کہیں تو مردہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ الفاظ وہی ہیں مگر زبان بدل گئی۔ وہ نبی کی زبان تھی اور یہ ہماری جھوٹی زبان ہوتی ہے جس کی وجہ سے اثر نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھو کہ گولی سے شیر مر جاتا ہے لیکن اسی گولی کو غلیل میں رکھ کر ماریں تو شیر تو کیا چڑیا بھی نہیں مرتی۔ البتہ بندوق میں ڈال کر ماریں گے تو شیر بھی مرے گا اور ہاتھی بھی۔ اسی طرح اسم اعظم تو ''اللہ'' ہی ہے۔ یہ جھوٹی زبانوں سے نکلے گا تو اثر نہیں ہوگا۔ جس منہ سے انسان چغل خوری کرتا ہے، بہتان لگاتا ہے، دوسروں کے بارے میں بدزبانی اور بدکلامی کرتا ہے ایسی زبان سے یہ لفظ نکلے گا تو اس کی برکتیں ظاہر نہیں ہوں گی۔ برکتوں کے ظاہر ہونے کیلئے زبان ٹھیک ہونی چاہیے۔ اسم اعظم تو اللہ ہی ہے لیکن جب کسی سچی زبان سے نکلے تو پھر اس کا اثر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر

(۱)..... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک درخت کے نیچے آرام فرمارہے ہیں، تلوار لٹکی ہوئی ہے۔ ثمامہ بن اثال جو اس وقت تک ایمان نہیں لایا تھا ادھر آنکلا۔ اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو گولڈن چانس ہے، تلوار بھی ہے اور مسلمانوں کے پیغمبر بھی سوئے ہوئے ہیں، کیوں نہ اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں۔ چنانچہ وہ دبے پاؤں آیا اور اس نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی۔ وہ چاہتا تھا کہ وار کرے مگر اللہ کے محبوب ﷺ بیدار ہو گئے۔ جب اس نے آپ کو بیدار دیکھا تو کہنے لگا،

من يمنعك مني يا محمد ؟

(اے محمد ﷺ! آپ کو اب کون میرے ہاتھوں سے بچائے گا؟)

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''اللہ''۔ اس لفظ میں ایسی تاثیر تھی کہ اس پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اس نے کانپنا شروع کر دیا۔ حتی کہ اس کے ہاتھ سے تلوار نیچے گر گئی۔ پھر نبی علیہ السلام نے تلوار اٹھائی اور فرمایا،

من يمنعك مني ؟

(اب تجھے میرے ہاتھوں سے کون بچائے گا؟)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ سن کر وہ آپ ﷺ کی خوشامد کرنے لگا کہ آپ تو قریشی خاندان میں سے ہیں، بڑے اچھے اخلاق والے ہیں، دشمنوں کو معاف کر دینے والے ہیں اور بلند ہمت ہیں ..... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، جا میں نے تجھے معاف کر دیا..... جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاف فرما دیا تو ثمامہ بن اثال کھڑا رہا۔ آپؐ نے پوچھا، ثمامہ! میں نے تجھے معاف کر دیا ہے، اب تم جاتے کیوں نہیں؟ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ نے تو معاف کر دیا، اب کھڑا اس لئے ہوں کہ آپ مجھے کلمہ بھی پڑھا دیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ بھی مجھے معاف فرما دیں۔ اللہ اکبر

(۲)..... ساتویں صدی ہجری میں تاتاریوں کا ایسا فتنہ اٹھا تھا کہ انہوں نے مسلمانوں سے تخت و تاج چھین لیا تھا۔ اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کے پاس کہیں بھی حکومت نہیں رہی تھی..... تاتاری اس قدر غالب آ گئے کہ بغداد میں ایک دن میں دو لاکھ مسلمانوں کو ذبح کر دیا گیا تھا ..... مسلمانوں پر ان کا اتنا ڈر اثر انداز تھا کہ ایک تاتاری عورت نے ایک مسلمان مرد کو دیکھا تو کہنے لگی، خبردار! مت ہلنا۔ وہ وہیں کھڑا رہا، وہ عورت گھر میں گئی اور خنجر لا کر اس نے اس مسلمان مرد کو قتل کر دیا ..... تاتاری جس شہر میں جاتے تھے مسلمان وہ شہر ہی خالی کر دیتے تھے۔

دربند ایک شہر کا نام ہے۔ ایک تاتاری شہزادہ اپنے گروپ کو لے کر وہاں پہنچا اور مسلمانوں نے وہ شہر خالی کر دیا۔ وہ مسکرا کر کہنے لگا کہ ہماری بہادری دیکھو کہ مسلمان ہمارا نام سنتے ہیں اور شہر خالی کر کے بھاگ جاتے ہیں۔ پولیس نے اسے اطلاع دی کہ جناب! شہر میں ابھی تک دو بندے موجود ہیں۔ ایک سفید ریش بوڑھے آدمی ہیں اور ایک ان کا خادم لگتا ہے اور وہ دونوں مسجد میں بیٹھے ہیں۔ اس نے چونک کر کہا، کیا وہ ابھی نہیں نکلے؟ بتایا گیا کہ نہیں نکلے۔ کہنے لگا کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر میرے سامنے پیش کرو۔ پولیس گئی اور انہیں ہتھکڑیاں ڈال کر لے آئی اور انہیں شہزادے کے سامنے لا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

کھڑا کر دیا ..... ان کا نام شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ تھا اور یہ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے..... شہزادے نے کہا، تمہیں پتہ نہیں تھا کہ میں اس شہر میں آ رہا ہوں۔ فرمایا، پتہ تھا۔ کہنے لگا، پھر شہر سے نکلے کیوں نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم کیوں نکلتے، ہم تو اللہ کے گھر میں بیٹھے تھے۔ وہ طیش میں آ کر کہنے لگا، اب تمہیں میری سزا سے کون بچائے گا؟..... جب اس نے یہ کہا تو حضرت دربندیؒ نے جوش میں آ کر کہا، اللہ۔ جیسے ہی انہوں نے اللہ کا لفظ کہا، ان کے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں ٹوٹ کر نیچے گر پڑیں..... جب شہزادے نے یہ منظر دیکھا تو وہ سہم گیا اور کہنے لگا کہ یہ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ کہنے لگا، اچھا میں آپ کو اس شہر میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔

(۳)..... ہمارے علاقہ میں حضرت خواجہ غلام حسن سواگؒ نامی ایک مشہور و معروف بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا ایک بڑا مشہور واقعہ ہے۔ اس واقعہ کے سینکڑوں چشم دید گواہ موجود تھے..... ایک جگہ پر ہندو اور مسلمان اکٹھے رہتے تھے۔ ایک امیر ہندو حضرت کی توجہ سے مسلمان ہو گیا۔ ہندوؤں نے خواجہ صاحبؒ کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا کہ خواجہ صاحب ہندوؤں پر جادو کر کے مسلمان بنا دیتے ہیں۔ جج بھی ہندو تھا۔ حضرت کو جو پولیس گرفتار کر کے لائی وہ سب ہندو تھے۔ حضرت جب جج کے سامنے پیش ہوئے۔ پولیس کے سپاہی اور تھانیدار نے حضرت کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ جج نے حضرت سے پوچھا کہ تو نے اس ہندو کو کیوں مسلمان کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ نہیں میں نے تو مسلمان نہیں کیا یہ تو خود مسلمان ہوا ہے۔ جج نے اصرار کیا کہ نہیں تو نے مسلمان کیا ہے۔ آخر حضرت نے ہندو تھانیدار کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے فرمایا کیا اس کو بھی میں نے مسلمان کیا ہے، ساتھ ہی لفظ "اللہ" کے ساتھ قلبی توجہ دی تو وہ فوراً کلمہ پڑھنے لگا۔ اب دوسرے کی طرف اشارہ کیا تو وہ بھی کلمہ پڑھنے لگا۔ پھر اسی طرح آپ جس ہندو کی طرف بھی اشارہ کرتے وہ مسلمان ہو جاتا یوں وہاں کھڑے کھڑے پانچ ہندوؤں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کلمہ پڑھ لیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر جج دوسرے کمرے میں چلا گیا کہ کہیں میری طرف بھی انگلی کا اشارہ نہ ہو جائے اور وہیں سے حکم سنایا کہ خواجہ صاحب کو باعزت بری کیا جاتا ہے۔ آپ اب یہاں سے چلے جائیں..... سبحان اللہ، اللہ کے نام میں بڑی برکت ہے مگر افسوس کہ ہمیں یہ نام لینا نہیں آتا۔ سچی بات عرض کروں کہ یہ تو ایک (Blank) خالی چیک ہے، جو اس پر لکھ سکتے ہو لکھ دو۔

(۴)..... خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ وہ اسم ذات کے فضائل سنا رہے تھے، اس وقت کا مشہور فلسفی اور حکیم بوعلی سینا بھی وہاں پہنچ گیا۔ آپ فرما رہے تھے کہ اسم ذات سے انسان کی صحت میں برکت، انسان کے عمل میں برکت، انسان کے رزق میں برکت اور انسان کی عزت میں برکت ہوتی ہے۔ عقلی بندے تو عقلی ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس بیچارے کی عقل بھی پھنسی رہی۔ چنانچہ محفل کے اختتام پر اس نے حضرت سے پوچھا کہ جی اس ایک لفظ کا ذکر کرنے سے اتنی تبدیلیاں آجاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا، "اوے خرا تو چہ دانی" یعنی اے گدھے! تجھے کیا پتہ"۔ اب جب ایک مشہور آدمی کو بھرے مجمع کے سامنے گدھا کہا گیا تو اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ حضرت بھی نباض تھے۔ لہٰذا جب انہوں نے اس کے چہرے پر پسینہ اترتے ہوئے دیکھا تو پوچھا، حکیم صاحب! پسینہ آرہا ہے۔ وہ کہنے لگا، حضرت! کیا کروں، آپ نے بھرے مجمع میں لفظ ہی ایسا کہہ دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا، حکیم صاحب! میں نے بھرے مجمع میں ایک لفظ گدھا کہا اور اس کی وجہ سے تمہارے تن بدن میں تبدیلی آ گئی، کیا اللہ کے لفظ میں اتنی تاثیر بھی نہیں کہ وہ بندے کے دل میں تبدیلی پیدا کر دے۔

ہر چیز کا اثر ہوتا ہے۔ کھٹاس کا نام دو تین دفعہ لیں تو منہ میں پانی آ ہی جائے گا۔ مٹھاس کا نام لیں تو ماشاء اللہ منہ میں میٹھا پن محسوس ہوگا۔ اگر کھٹاس اور مٹھاس کے نام کی لذت بندہ محسوس کرتا ہے تو کیا اللہ کے نام کی لذت محسوس نہیں کر سکتا۔ محسوس کرتا ہے مگر

وہی جس نے محبت کی ہو۔ ہر بندے کو یہ لذت محسوس نہیں ہوتی۔ اس کی لذت ہمارے مشائخ کو ملی۔ ان کی زندگیاں ہمارے لئے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کے اتقا پہ ناز کرتی ہے مسلمانی

یہ لوگ الخلوۃ فی الجلوۃ کا مصداق بن جاتے ہیں۔ وہ جلوت میں بیٹھ کر خلوت کے مزے پاتے ہیں...... یہ الخلوۃ فی الجلوۃ کب نصیب ہوتا ہے؟..... انسان کو یہ ذکر الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جلوہ بھی اسی سے نصیب ہوتا ہے۔

صوفی کی صفات

ہمارے مشائخ نے فرمایا:

اَلصُّوْفِی کَائِنٌ بَائِنٌ

[صوفی کائن بائن ہوتا ہے]

صوفی کا لفظ اس بندے کے لئے استعمال ہوتا ہے جو اپنے دل کو صاف کرنے کا مشتاق ہو۔ صوفی کا لفظ صفا سے لیا گیا ہے...... اگر اس کی تحقیق معلوم کرنی ہو تو تصوف و سلوک کی کتاب میں ایک مستقل باب ہے وہ پڑھ لیجئے...... کائن بائن کا کیا مطلب ہے؟

کائن مع الخلق من حیث الظاهر و بائن منهم من حیث الباطن

[وہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے اور باطن میں مخلوق سے کٹا ہوا ہوتا ہے]

بعد میں فرمایا:

الصوفی غریبٌ قریبٌ ای غریب بین اهله و اصحابه من حیث توحش باطنه عنهم و قریب منهم من حیث تعلق ظاهره معهم

[صوفی دور ہوتا اور قریب ہوتا ہے۔ یعنی اپنے گھر والوں سے اور دوستوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

دور ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ اس کا باطن ان سے کٹا ہوتا ہے۔ اور ان سے قریب ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ ظاہری تعلق ان سے رہتا ہے]

یعنی ظاہر میں ان کے ساتھ الفت ہوتی ہے قریب ہوتا ہے اور باطن میں سب سے کٹا ہوا ہوتا ہے۔ ایک اللہ سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو مقامِ تبتل نصیب ہوتا ہے۔ وہ مخلوق سے کٹ جاتا ہے اور اپنے خالق سے جڑ جاتا ہے۔ اسی لئے کسی نے کہا،

الصوفی فرشیٌ عرشیٌ

[صوفی فرشی اور عرشی ہوتا ہے]

یعنی جسم کے اعتبار سے فرش پر ہوتا ہے اور اپنی روح کے اعتبار سے عرش پر ہوتا ہے۔ یا اللہ وہ نام ہے جو بندے کو فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیتا ہے۔

یا اللہ کہہ کر پکارنے میں راز

یاد رکھیں کہ یا اللہ کہہ کر پکارنے میں زیادہ مزہ ہے...... کیوں؟...... اس میں کیا حکمت اور راز ہے؟...... اگر یا رحمٰن کہہ کر پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو پکاریں گے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی باقی صفات نہیں آئیں گی۔ مثلاً ستاری اور غفاری وغیرہ کا ذکر نہیں آئے گا۔ اسی طرح اگر یا ستار کہہ کر پکاریں گے تو صرف صفتِ ستاری کی طرف اشارہ ہوگا باقی صفات کی طرف اشارہ نہیں ہوگا۔ پتہ چلا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اس کے صفاتی ناموں سے پکاریں تو صرف ایک صفت کی طرف اشارہ ہوگا لیکن جب مومن بندہ یا اللہ کہہ کر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کی طرف اشارہ ہو جاتا ہے۔ حروف ندا میں سے "یا" سب سے کامل ہے۔ یہ قریب اور بعید دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ واہ میرے مولا! ندا کا لفظ بھی ایسا ہے جو سب سے کامل ہے اور اسم ذات اللہ بھی ایسا ہے جو سب سے کامل ہے۔ گویا جب ہم یا اللہ کہتے ہیں تو اس وقت یہ بات مستحضر رکھیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو سامنے رکھ کر اسے پکار رہے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسم ذات کے حروف کی معرفت

اللہ کا لفظ لکھا جائے تو لکھنے میں چار حروف نظر آتے ہیں مگر ادا کرنے میں پانچ حروف ہیں۔ لکھنے میں الف، لام، لام اور ہا ہیں۔ لیکن حقیقت میں اس میں پانچ حروف ہیں۔ الف، لام، لام، پھر الف جو حذف ہو چکی ہے اور پھر آگے ہا۔ ہمارے اکابرین نے اس کی معرفت لکھی ہے۔

...... الف سے اللہ۔ جو اسم مسمیٰ ہے۔ جس کا یہ اسم ہے وہ کون ہے؟ وہ اپنی ذات میں یکتا ہے۔

...... پہلا لام۔ جمال کا لام ہے۔ یعنی وہ اپنے جمال میں یکتا ہے۔

...... دوسرا لام۔ جلال کا لام ہے۔ یعنی وہ اپنے جلال میں بھی یکتا ہے۔

...... آگے پھر الف آ گیا جو حذف ہو چکا ہے۔

...... آگے "ھا" ہے۔ یہ گول دائرہ بنا دیا گیا۔ یعنی اگر تم اس کی معرفت کو حاصل کرنے کے لیے ساری زندگی لگے رہو گے تو تم اس کی معرفت کی تہہ تک نہیں پہنچ سکو گے۔ اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ طوقِ عبودیت ہے۔ اس میں بندوں کے لئے اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے گلے میں اپنی بندگی کا طوق ڈال دیا ہے۔

ہاتھ کی انگلیوں سے اسم ذات کا نقش

آپ اس عاجز کی انگلیوں کی طرف دیکھیں۔ یہ اسم ذات "اللہ" بنتا ہے: الف، لام، لام اور ہا۔ اللہ کا لفظ ایسے ہی لکھا جاتا ہے۔ ہمارے مشائخ اللہ کے نام کی شکل انگلیوں سے بنا کر سالکین کے دل پر رکھتے ہیں۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاریؒ پر اللہ تعالیٰ نے یہ راز کھولا۔ وہ سالکین کے دل پر انگلی رکھ کر روحانیت سے اللہ کا لفظ لکھتے تھے۔ منقول ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

كَانَ يَنْقُشُ اسْمَ اللهِ عَلٰى قُلُوبِ السَّالِكِينَ

(وہ اللہ کا نام سالکین کے قلوب پر نقش کر دیا کرتے تھے)

سالک کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے میرے دل پر اللہ کا نام نقش کر دیا ہے۔ ان کا نام تو بہاؤ الدین تھا مگر اسی کی وجہ سے نقشبند مشہور ہو گئے۔ وہ دل میں اللہ کا نام نقش کر دیا کرتے تھے۔

اب یہ بات سمجھ میں بھی آتی ہے۔ آپ نے ویلڈنگ دیکھی ہو گی۔ جب دو ٹکڑوں میں ویلڈ کرنا ہو تو ایک راڈ ہوتا ہے جس کے وولٹیج بہت ہائی ہوتے ہیں۔ وہ جیسے ہی راڈ کو ہائی وولٹیج پر لگاتے ہیں تو Spark ہوتا ہے اور دو ٹکڑے آپس میں جڑ جاتے ہیں۔ اللہ والے بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ان کے اندر روحانیت کا ہائی وولٹیج ہوتا ہے۔ وہ انگلی کو راڈ بنا کر اللہ کی شکل بندے کے دل پر لگاتے ہیں تو اسے اللہ تعالیٰ کا تعلق نصیب ہو جاتا ہے۔ اسی لیے خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس دل پر یہ انگلی لگ گئی اس کو ایمان کے بغیر موت نہیں آ سکتی۔

حضرت عبدالعزیز دباغؒ کا کشف

اسی نام (اللہ) کے ساتھ اللہ کی ساری مخلوق ذکر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (بنی اسرائیل: ۴۴)

(اور جو بھی کوئی چیز ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہے)

اس آیت کے تحت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کشف میں اس کو سننے کی سعادت عطا فرمائی۔ میں نے سنا کہ ہر چیز کا ایک ایک ذرہ ذرہ اللہ ربی، اللہ ربی کے نام سے اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسم ذات کی انفرادیت

اللہ تعالیٰ کا یہ نام تاریخ انسانی میں کبھی بھی غیر اللہ کے لئے استعمال نہیں ہوا۔ کئی لوگوں نے خدائی کے دعوے کیے مگر اللہ کا نام کوئی بھی اپنے لئے استعمال نہ کر سکا۔ اگر استعمال ہوا ہے تو فقط اللہ رب العزت کے لئے۔ فرعون نے ربوبیت کا دعویٰ تو کیا مگر الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ میرے مالک! آپ کتنے عظیم ہیں کہ آپ نے اپنے نام کو اپنے لئے خالص فرما لیا۔

اسم ذات کی برکت سے صور پھونکنے میں تاخیر

حدیث پاک میں آیا ہے کہ دنیا اس وقت تک قائم رہے گی جب تک کہ ایک بندہ بھی اللہ اللہ کہنے والا ہوگا۔ گویا اللہ کے نام کی برکت نے دنیا کو ٹوٹ پھوٹ سے بچایا ہوا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ جب بھی تم میرے بندوں سے میرا نام سنو گے تو چالیس سال تک تم نے صور پھونکنے میں تاخیر کر دینی ہے۔ جب تک اللہ کا نام سنو، ہر بار صور پھونکنے میں تاخیر کرتے رہو۔ چنانچہ جب آخری بندہ اللہ کا نام لینے والا ہوگا تو اسرافیل علیہ السلام نام سن کر اس کے بعد چالیس سال تک انتظار کریں گے کہ ہے کوئی اللہ کا نام پکارنے والا۔ جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہیں ہوگا تو وہ صور پھونک دیں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت برپا کر دیں گے۔ یہ کیسا عجیب نام ہے کہ اس نام کو سن کر صور کا پھونکنا چالیس سال تک مؤخر کر دیا جائے گا۔ اے بندے! اگر اس نام کو سن کر فرشتے کو حکم ہے کہ تم صور پھونکنے میں تاخیر کر دینا تو اگر ہم صبح و شام اس نام کو پڑھیں گے تو کیا اللہ تعالیٰ پریشانیوں کو بھیجنے میں تاخیر نہیں فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسم ذات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعریف

امام رازی کا قول ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور انہوں نے اپنے اردگرد کے ماحول کو دیکھا تو پہلا کلام جو حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سے نکلا وہ الحمدللہ تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے اسم ذات کے ساتھ اللہ کی تعریف بیان کی۔ جب جنتی لوگ جنت میں جائیں گے تو وہ انہی کی اقتداء میں جنت میں داخل ہوتے وقت کہیں گے۔

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

[بے شک سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے]

پڑھو قرآن اور پھر سمجھو اللہ کی شان۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا (زمر:٧٣)

[اور چلایا جائے گا رب سے ڈرنے والوں کو جنت کی طرف]

فرشتے بھی اللہ کے نام سے اس کی حمد بیان کرتے ہیں۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. (زمر:٧٥)

[اور آپ دیکھیں گے کہ فرشتوں کو جو حلقہ باندھے ہوتے ہوں گے۔ عرش کے اردگرد اور پاکی بیان کر رہے ہونگے اپنے رب کی۔ اور فیصلہ ہوگا ان کے درمیان حق کا۔ اور کہا جائے گا کہ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔]

علماء نے لکھا ہے کہ جو بندہ یہ منت مانے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اللہ رب العزت کی ہر طرح سے حمد اور تعریف کروں گا اور وہ بندہ صرف الحمدللہ ہی کہہ دے تو اس کی طرف سے منت ادا ہو جائے گی۔

اللہ کا نام لینے سے نور بڑھتا ہے

اللہ رب العزت کا نام لیا جانے تو رحمتیں اور نور بڑھتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے نور کا نام استعمال فرمایا۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور۔۳۵)

[اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے]

اللہ کا نور عجیب چیز ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے:

اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله

[مومن کی فراست سے ڈرو، یہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے]

حضرت اقدس گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اگر غفلت میں بھی اللہ کا نام لیا جائے تو بھی فائدہ دیتا ہے۔ ارے! اگر کوئی غفلت سے نام لے تو اس کو بھی فائدہ ہوتا ہے تو جو انسان محبت سے نام لے گا اللہ تعالیٰ اس کو کتنی برکتیں عطا فرمائیں گے۔

سورۃ مجادلہ کی ہر آیت میں اسم ذات لانے کی وجہ

قرآن مجید میں ایک سورۃ ایسی ہے جس کی ہر ہر آیت میں اللہ کا نام آیا ہے۔ وہ سورہ مجادلہ ہے۔ اب طالب علموں کے ذہن میں سوال پیدا ہوگا کہ سورۃ یٰسین کو ''قلب قرآن'' کہا گیا اور سورۃ فاتحہ کو ''فاتحۃ الکتاب'' کہا گیا۔ ان سورتوں کی ہر ہر آیت میں اللہ کا نام ہونا چاہیے تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن پاک کی کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ اس کا آدھا ستاون (۵۷) بنتا ہے۔ سورۃ مجادلہ قرآن مجید کی اٹھاونویں سورۃ ہے۔ اس سے پہلے ستاون سورتیں ہیں۔ سورۃ فاتحہ پہلے نصف کی سورۃ ہے اور یہ پہلی ستاون سورتوں کے لئے فاتحۃ الکتاب ہے اور سورۃ مجادلہ دوسرے نصف کی پہلی سورۃ ہے اس طرح یہ سورۃ

www.besturdubooks.wordpress.com

مجادلہ دوسرے نصف حصہ کے لئے فاتحۃ الکتاب ہے۔ اللہ رب العزت نے پہلے نصف قرآن کے لئے الحمد کو پسند فرمایا کیونکہ اس میں سب کے لئے جنرل تعلیم ہے اور نماز میں اس سورۃ کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب مؤمن بندہ قرآن مجید کو پڑھتے پڑھتے آدھا قرآن پڑھ لیتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی خاص معرفت نصیب ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلا نصف حصہ شروع ہوتا ہے۔ اب اللہ نے اس سورۃ کی ہر ہر آیت میں اپنے نام کو استعمال فرما کر پیغام دے دیا کہ اے میرے بندے! تم آدھا سبق پڑھ چکے ہو اور اب اگلا آدھا سبق شروع کر رہے ہو۔ اگلے آدھے سبق کا نچوڑ یہ ہے کہ تم میرا کلام پڑھ رہے ہو۔ تم میرے کلام کی ہر ہر آیت میں میرا نام پاؤ گے۔ اب تمہیں یہ پیغام مل رہا ہے کہ تم جو بھی کام کرو گے، اگر میرا نام مقصود رہے گا تو تمہارا ہر ہر عمل مقبول ہوگا اور اگر میرا نام نہیں لیا جائے گا تو تمہارا کوئی عمل بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ مجادلہ میں چالیس مرتبہ اپنا نام استعمال فرمایا۔ اس لحاظ سے اللہ کے نام کو اور چالیس کے عدد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

چالیس کے عدد کی برکتیں

چالیس کے عدد کی برکتیں بھی بہت زیادہ ہیں ...... حضرت موسیٰ کی قوم کو چالیس روزے رکھنے کا حکم ہوا...... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ إِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (بقرۃ:۵۱)

[اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ علیہ السلام سے چالیس راتوں کا]

حضرت موسیٰ نے بھی چالیس راتیں گزاریں۔

فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (اعراف:۱۴۲)

[پس پوری ہوئی تیرے رب کی مدت چالیس راتیں]

ہمارے مشائخ نے یہیں سے چلہ اخذ کیا...... ماں کے پیٹ میں جو بچہ پرورش پا رہا

ہوتا ہے اس کی حالت ہر چالیس دن بعد بدلتی رہتی ہے...... اگر چالیس دن میں بچے کی جسمانی حالت بدل جاتی ہے تو چالیس دن اللہ کی یاد میں لگانے سے روحانی حالت بھی بدل جاتی ہے۔ ہمارے مشائخ اسی لئے چالیس چالیس دن اعتکاف کی حالت میں اللہ کی عبادت میں گزارا کرتے تھے۔ اسی کو چلہ کہتے ہیں۔ ہمارے تبلیغی بھائی بھی چلہ لگواتے ہیں۔ کیونکہ چلہ لگوانے سے واقعی انسان کے دل کی حالت بدلتی ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ جو آدمی چالیس نمازیں تکبیر اولیٰ سے ادا کرے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو پروانے ملتے ہیں۔ ایک نفاق سے بری ہونے کا اور دوسرا جہنم سے بری ہونے کا۔

آہ اور اسم ذات

ایک اور عجیب بات سنیں ۔ اللہ کے نام کے شروع میں الف اور آخر میں ھا ہے۔ الف اور ھا کو ملایا جائے تو آہ کا لفظ بنتا ہے...... حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ (التوبۃ:۱۱۴)

[بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور تحمل مزاج والے تھے]

وہ اللہ رب العزت کی محبت میں آہیں بھرتے تھے۔ جب انسان پر محبت کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر اس کے بس میں نہیں رہتا۔ عاشقوں کی پہچان بھی یہی ہے۔

آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے
آہ نکلی اور پہچانے گئے

لوگوں کو اس کی آہوں سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ دیوانہ ہے۔ رب کی یاد میں اس کی آہیں نکلتی ہیں۔ ہمیں بھی یہی کام کرنا ہے کہ اللہ رب العزت کے نام کو اتنا لینا ہے اتنا لینا ہے کہ اللہ رب العزت کے نام کی برکت سے ہمیں بھی یہ سب نعمتیں نصیب ہو جائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (الزمر:۳۶)

(کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے)

ہمیں اللہ بھی کافی ہے اور اللہ کا نام بھی کافی ہے۔ یعنی جس طرح اللہ کی ذات بندے کے لئے کافی ہے اسی طرح ذکر کے معاملے میں اللہ کا نام بھی ذکر کے لئے کافی ہے۔ ماشاء اللہ۔

رہِ حیات کی تاریک رہ گزاروں میں
تمہارا نام ہی کافی ہے روشنی کے لئے

اسمِ ذات کا استعمال

اذان اور نماز دونوں کی ابتداء بھی اللہ کے نام سے ہوتی ہے اور اختتام بھی۔

☆......اذان کی ابتداء بھی اللہ کے نام سے ہوتی ہے اور اس کا اختتام بھی اللہ کے نام پر ہوتا ہے۔ مؤذن شروع میں اللہ اکبر کہتا ہے اور آخر میں لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔

☆......اسی طرح اقامت کی ابتداء بھی اللہ تعالیٰ کے نام سے اور انتہا بھی اللہ تعالیٰ کے نام سے۔

☆......نماز کی ابتداء بھی اللہ کے نام سے اور انتہا بھی اللہ کے نام سے۔ اللہ اکبر کہہ کر تحریمہ باندھتے ہیں اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز مکمل کرتے ہیں۔

☆......انسان پر شیطان کا حملہ ہوتا ہے تو وہ اللہ سے مدد مانگتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو شیطان سے ذاتی دشمنی ہے اس لئے جب دشمن کی بات چلی تو پروردگار نے اپنے بندوں سے کہا کہ تم نے پناہ مانگنی ہے تو پناہ مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم یوں پڑھو۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

جب تم یوں کہو گے تو میں پروردگار تمہیں اس دشمن سے پناہ عطا فرما دوں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ میں بھی اپنا ذاتی نام استعمال فرمایا۔ بچپن میں استاد بتاتے ہیں کہ الف کھڑی ہوتی ہے اور ب لیٹی ہوتی ہے۔ اس لئے جب بچے ب لکھتے ہیں تو وہ لیٹی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن جب یہی ب بسم اللہ میں لکھی جاتی ہے تو کھڑی حالت میں لکھی جاتی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام میں اتنی برکت ہے کہ جب لیٹی ہوئی 'ب' اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ متصل ہو جاتی ہے تو یہ نام لیٹی ہوئی 'ب' کو بھی کھڑا کر دیتا ہے۔ اے بندے! اگر تو بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ متصل ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ گرے ہوئے بندے کو کیوں نہیں اوپر اٹھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے بہت ساری نعمتیں عطا کرنے کے لئے قرآن مجید میں اپنا ذاتی نام استعمال کیا......تھوڑی دیر کے لئے قرآن مجید کی سیر کیجئے تاکہ پتہ چلے کہ اللہ رب العزت نے کہاں کہاں اپنا ذاتی نام استعمال فرمایا ہے......مثال کے طور پر......

☆......اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے دوستوں کا تذکرہ فرمایا وہاں بھی اپنا ذاتی نام استعمال فرمایا

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (بقرۃ:۲۵۷)

[اللہ دوست ہے ایمان والوں کا]

☆......دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران:۶۸)

[اللہ مومنین کا دوست ہے]

☆......جو اچھے بندے ہیں وہ کہتے ہیں:

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

[بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی اور میری موت اللہ کیلئے ہے۔ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے] (الانعام:۱۶۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ ...اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے لئے اپنا ذاتی نام پسند فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

(الحدید ۲۱)

[یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کر دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے]

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (آل عمران:۱۵۲)

[اور اللہ مؤمنین پر فضل کرنے والا ہے]

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (النور:۲۱)

[اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تمہارے اوپر]

ایک اور مقام پر فرمایا:

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ (آل عمران:۷۳)

[کہہ دیجئے بے شک فضل تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے]

☆ ......اپنی رحمت کے لئے بھی اسم ذات کو استعمال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ [اور اللہ تعالیٰ کی رحمت]

☆ ......اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت "سکینہ" نازل ہوتی ہے۔ اس کا تذکرہ بھی اسم ذات سے فرمایا:

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ (الفتح:۲۶)

[پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر سکینہ نازل فرمایا]

☆ ......دنیا اور آخرت کے ثواب کا تذکرہ کیا تو اپنے ذاتی نام کو پسند فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ (النساء:۱۳۴)

[پس اللہ کے ہاں دنیا و آخرت کا بدلہ ہے]

☆..... جہاں بندوں کو نیک اعمال کی توفیق دینے کا تذکرہ فرمایا وہاں بھی اسمِ ذات کو استعمال فرمایا:

وَ مَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ [ہود:۸۸]

[میری توفیق صرف اللہ کی جانب سے ہے]

☆..... عبادت کا تذکرہ فرمایا تو اسمِ ذات کو پسند فرمایا:

اُعْبُدُوا اللّٰهَ [اللہ کی عبادت کرو]

☆..... کمال کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی۔ ارشاد فرمایا:

وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا [اور اللہ کا کلمہ ہی بلند ہو] (التوبہ:۴۰)

☆..... اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان جتلایا تو اسمِ ذات کو پسند فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران:۱۶۴)

[تحقیق اللہ نے احسان فرمایا مؤمنین پر]

ایک اور جگہ پر فرمایا:

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (النساء:۹۴)

[پس تم پہلے ایسے ہی تھے پس اللہ نے تم پر احسان فرمایا]

ایک اور جگہ پر فرمایا:

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (الطور:۲۷)

[پھر اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں بچایا لو کے عذاب سے]

☆..... جہاں مؤمنوں کی تعریف اور نصرت کا وعدہ فرمایا وہاں بھی ذاتی نام کو استعمال فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران:۱۳)

[اور اللہ تعالیٰ اپنی مدد سے جس کو چاہتے ہیں قوت دیتے ہیں]

☆.... جب کسی کو ملک دینے کا تذکرہ فرمایا تو ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ (البقرۃ:۲۴۷)

[اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرمادیتا ہے]

☆...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ سے مدد مانگنے کی تعلیم دی۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی ذاتی نام استعمال فرمایا:

وَقَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا

[جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے تم لوگ اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو]

☆...... اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کا امتحان لیا تو اس کا تذکرہ یوں فرمایا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى (الحجرات ۳)

[یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا اللہ نے تقویٰ کے بارے میں امتحان لیا ہے]

☆...... حدود شرعیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ [یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں] (الطلاق ۱)

☆...... تعظیم اشیاء کا تذکرہ یوں فرمایا:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ (الحج ۳۲)

[اور جو کوئی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے]

☆...... حلال اور حرام کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:

لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

[اور تم نہ کھاؤ ان جانوروں کا گوشت جن کے اوپر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو جب تک اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تب تک ذبح مکمل نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ جہاں مہر لگا دینے کا تذکرہ ہوا وہاں بھی اپنے اسم ذات کو استعمال فرمایا، فرمایا:

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ: اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔ (بقرۃ: ۷)

☆ جہاں خشیت کا تذکرہ ہوا وہاں اپنے ذاتی نام کو استعمال فرمایا، ارشاد فرمایا:

وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ (الاحزاب: ۳۹)

[اور وہ نہیں ڈرتے مگر اللہ سے]

ایک اور مقام پر فرمایا:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر: ۲۸)

[اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں]

☆..... جہاں بندوں سے کوئی وعدہ فرمایا، وہاں ارشاد فرمایا:

وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی (الحدید: ۱۰)

[اور سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اچھا وعدہ فرمایا]

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔

[اللہ کا وعدہ ہے ان لوگوں کیساتھ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لیے مغفرت ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔ (المائدۃ: ۸)

☆ جب لوگوں نے کوئی بات پوچھی اور اللہ تعالیٰ نے فتویٰ دیا تو بھی اپنے ذاتی نام کو استعمال فرمایا، ارشاد فرمایا:

یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ (النساء: ۱۷۶)

[لوگ فتویٰ پوچھتے ہیں آپ سے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ فتویٰ دے رہے ہیں۔

☆ ...... اللہ تعالیٰ روزِ محشر عدل فرمائیں گے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ (البقرۃ:۱۱۳)

[پس اللہ فیصلہ کریگا ان کے درمیان]

☆ ...... اللہ تعالیٰ نے سچائی کا تذکرہ کرتے ہوئے ذاتی نام کو استعمال فرمایا:

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ (آل عمران:۹۵)

[کہہ دیجئے کہ اللہ نے سچ فرمایا]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (النساء:۱۲۲)

[اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے؟]

☆ ...... جو اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کا تذکرہ فرمایا تو ذاتی نام کو پسند فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

[اور جو نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اس کے رسول کی طرف]

☆ ...... جب اللہ تعالیٰ نے محبت کا تذکرہ فرمایا تو وہاں بھی اپنے اسمِ ذات کو پسند فرمایا:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (آل عمران:۱۴۶)

[اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے]

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران:۱۴۸)

[اور اللہ نیک کام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (البقرۃ:۲۲۲)

[بے شک اللہ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پاکیزگی والوں کو]

☆ جہاں اپنی مخلوق کو اپنا ذکر کرنے کی تلقین فرمائی وہاں بھی اپنا ذاتی نام پسند فرمایا۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا (الاحزاب:۴۱)

[اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ (الاحزاب:۳۵)

[اور کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں]

ہمارا ذکر کرنے کا طریق بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مشائخ نقشبندیہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت اتنی پیدا کر لی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے اپنے اس پیارے نام کے معارف کھول دیئے حتیٰ کہ انہوں نے اس نام کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لی۔ انہوں نے اپنے متعلقین کو بھی اسی نام کا ذکر کرنے کی تلقین فرمائی۔ لہٰذا ہم خوش نصیب ہیں کہ "اللہ" ہمارا ہر وقت کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اب تم میرے اس نام کا ذکر کرو...... یا اللہ! کیسے کریں؟... ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ (آل عمران:۱۹۱)

[جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے ہوئے بیٹھے اور لیٹنے کی حالت میں]

یعنی تم بیٹھنا چاہو تو اللہ... کھڑے ہونا چاہو تو اللہ... تم لیٹنا چاہو تو اللہ ... تم اٹھنا چاہو تو اللہ...... تم چلنا چاہو تو اللہ ... جب ہر وقت اللہ اللہ کہتے رہو گے تو یہ اللہ کا نام تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا فرما دے گا۔ انسان اتنا ذکر کرے کہ وہ باقی سب کچھ بھول جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پہ سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تادمِ آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ!
لا الٰہ الا اللہ، لا الٰہ الا اللہ

کسی نے کیا خوب ہی کہا ہے:

؎ بتاؤں آپ کو کیا عاشقوں کا کام ہوتا ہے
دل ان کی یاد میں اور لب پہ ان کا نام ہوتا ہے

اسمِ ذات کی مٹھاس

جو بندہ اس نام کی برکتوں سے واقف ہو جاتا ہے اس کی زندگی میں بہار آجاتی ہے۔

؎ اللہ ہو کے بڑے مزے
جو بھی چاہے وہ چکھ لے

کسی نے کیا ہی اچھی بات کی:

؎ مؤمنا ذکرِ خدا بسیار گو
تا بیابی در دو عالم آبرو

[اے مؤمن! اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا کر دونوں عالم میں عزت پالے]

؎ ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکیِ دل ز ذکرِ رحمان است

[ذکر کر جب تک کہ تیرے جسم میں جان ہے۔ کیونکہ دل تو ذکر سے پاک ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

اگر دل میں محبت الٰہی ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے لذت آتی ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے، آپ یہ جو اللہ اللہ کرتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ مجھے اس وقت ایک شعر یاد آیا اور کہا، بھئی! بات یہ ہے کہ

ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

جس بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے وہ اللہ کا نام سن کر بھی تڑپ اٹھتا ہے۔ یہ مؤمن کی پہچان ہے..... قرآن عظیم الشان..... سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (الانفال:۲)

(بے شک ایمان والے بندے وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل تڑپ اٹھتے ہیں)

اس مضمون کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا:

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا

اللہ کے نام کے بارے میں شعراء نے عجیب اشعار کہے۔ ایک صاحب کہتے ہیں:

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیر دورِ جام ہے

ایک اور عارف نے تو عجیب مضمون باندھا۔ وہ فرماتے ہیں:

ہر وادیٔ ویراں میں گلستاں نظر آیا
قرباں میں تیرے نام کی لذت سے خدایا

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کے نام میں عجیب لذت ہے۔ایک شاعر نے کہا:

نامِ اُو چوں بر زبانم می رود
ہر بُنِ مو از عسل جوئے شود

(جب اس کا نام میری زبان سے نکلتا ہے تو گویا جسم کے ہر ہر انگ سے شہد کا ایک چشمہ جاری ہو جاتا ہے)

جسم کے اندر ایسی مٹھاس آ جاتی ہے۔

ایک شاعر نے کہا:

اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

کسی نے کہا:

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
جو رٹے وہ لائقِ انعام ہے

کسی نے کہا:

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
عاشقوں کا مینا ہے اور جام ہے

جیسے پینے والے جام اور صراحی سے پیتے ہیں اسی طرح یہ اللہ کا نام بھی عاشقوں کے لئے جام اور صراحی کی مانند ہے۔وہ اللہ کا نام لیتے ہیں تو ان کے دل میں مٹھاس آ جاتی ہے......اللہ اکبر......!!!

جی ہاں،اگر ہم نے اللہ کی محبت کا مزہ چکھا ہوتا تو ہمیں پتہ ہوتا کہ اس نام کے لینے میں سکون کتنا ہے۔اس نام کو لینے سے مخلوق کی محبت دل سے نکلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے۔حتیٰ کہ اگر کوئی بندہ ریاکاری کرتا ہے تو کچھ عرصے کے بعد یہ نام

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے دل میں بھی خلوص پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ایک عجیب بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی بندے نے ساری زندگی میں ایک مرتبہ اللہ کا لفظ کہا ہوگا تو یہ نام اس کے لئے کبھی نہ کبھی جہنم سے نکلنے کا سبب بن جائے گا۔

سکون کی تلاش

یاد رکھیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نام برکت والا ہے اسی طرح اس کی ذات بھی برکت والی ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ (الملک:۱)

(برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے ملک)

جب بندہ اس ذات کے ساتھ واصل ہوتا ہے تو اس بندے کی زندگی میں بھی برکتیں آجاتی ہیں۔ آج ہماری زندگی میں برکتیں نہیں۔ نہ پیسے کی کمی ہے، گھر بھی ہے، اولاد بھی ہے، کاریں بھی ہیں، بیماریں بھی ہیں مگر سکون نہیں ہے۔ سکون نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ برکت نہیں ہے۔ یہ برکت کیسے آئے گی؟..... جب ہم اپنی زندگی میں اللہ رب العزت کے نام کا کثرت سے ذکر کریں گے اور اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو شریعت کے مطابق بنا لیں گے تو پھر ہماری زندگیوں میں اللہ رب العزت کے نام کی برکت آجائے گی۔ سکون کی تلاش میں مارے مارے پھرنے والوں کے لئے یہ مژدۂ جانفزا ہے۔

عین الیقین کا مقام حاصل کرنے کی ضرورت

ایک نکتے کی بات عرض کر دیتا ہوں۔ اسے توجہ سے سنئے گا۔ یقین کے تین درجے ہیں:

(۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین

www.besturdubooks.wordpress.com

مثال سے یہ بات ذرا جلدی سمجھ میں آ جائے گی۔ آپ سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے کسی دوست کے پاس پہنچے۔ وہ کہتا ہے، میں ابھی چائے لاتا ہوں۔ جب اس نے کہا کہ چائے لاتا ہوں تو آپ کو علمی طور پر پکا یقین ہوگا کہ وہ گرم گرم چائے لائے گا۔ اس کو علم الیقین کہتے ہیں۔ اور اگر اس نے وہ چائے کا کپ آپ کے سامنے لاکر رکھ دیا اور آپ نے اس کے اندر سے بخارات اٹھتے دیکھے، اس کو عین الیقین کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے جب اس چائے کو نوش کیا تو پتہ چلا کہ واقعی وہ گرم چائے تھی، اسے حق الیقین کہتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کو حق الیقین کا مقام نصیب تھا۔ چنانچہ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جنت اور جہنم پر اتنا یقین ہے کہ اگر وہ میرے سامنے آ جائیں تو میرے یقین میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہ ہو۔ یہاں نکتے کی بات ہے ... ہمارے مشائخ نے کہا کہ موت کے وقت اس بندے کا ایمان سلامت رہتا ہے جس کو کم از کم عین الیقین کا مقام نصیب ہو، اور علم الیقین والے خطرے میں ہوتے ہیں..... وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو کاروبار تو ڈٹ کے کرتے ہیں مگر غفلت بھری زندگی گزارتے ہیں۔ وہ نماز بھی ظاہرداری کی پڑھتے ہیں۔ ان کی فقط حاضری ہوتی ہے حضوری نہیں۔ وہ سارا دن دکان کے اندر ہوتے ہیں اور جب نماز پڑھنے لگتے ہیں تو دکان ان کے اندر ہوتی ہے۔ ایسی نمازوں سے ایمان و یقین میں کمال پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے اور اللہ کے راستے میں قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ اس لئے اپنے یقین کو علم الیقین کے مقام سے اوپر اٹھا کر کم از کم عین الیقین تک پہنچایا جائے۔ اور عین الیقین کا مقام تب ملے گا جب اللہ کا ذکر کر کے اس کی برکتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ

[اے اللہ! ہمیں چیزوں کی حقیقت دکھا دیجئے جیسی کہ وہ ہیں]

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا ہمیں بھی کبھی چیزوں کی حقیقت نظر آتی ہے؟ ہر چیز ذکر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ

[اور جو کوئی بھی چیز ہے وہ اللہ کے نام کی تسبیح کر رہی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے] (بنی اسرائیل:۴۴)

کیا کبھی ہمارے دل میں تمنا پیدا ہوئی ہے کہ ہم بھی ان کی تسبیح کو سمجھ سکیں۔ ہاں جب سالک کا دل جاری ہوتا ہے تو پھر اس کو اللہ کی نشانیاں نظر آتی ہیں۔ ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ جب سالک ذکر کرتے کرتے سلطان الاذکار کے سبق پر پہنچتا ہے تو اسے اس وقت ایسا مقام نصیب ہو جاتا ہے کہ اس کے جسم کا رواں رواں اللہ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے اسے ہر چیز ذکر کرتی سنائی دیتی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے کپڑا بھی اللہ کا ذکر کرتا سنائی دیتا ہے اور ہوا بھی اللہ کا ذکر کرتی سنائی دیتی ہے۔ سبحان اللہ، انہوں نے دنیا میں اللہ کی نشانیوں کو دیکھا ہے۔ کیا ہم نے بھی کوئی نشانی دیکھی؟ کون دیکھے؟ ہمیں تو شکلیں صورتیں دیکھنے سے ہی فرصت نہیں ہے۔

اللہ اللہ کرنے کی مقدار

اگر ہم اللہ کے نام کی برکتوں سے واقف ہونا چاہیں تو ذرا اسے آزما کر دیکھیں۔ اس کو دل میں سے بار بار گزارنا پڑتا ہے، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بار گزارنا پڑتا ہے تب اس کی تاثیر دل میں پیدا ہوتی ہے۔ دیکھیں، ہر چیز کی ایک مقدار ہوتی ہے۔ قرآن عظیم الشان کہتا ہے:

وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ (الرعد:۸)

[اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کی ایک مقدار مقرر ہے]

www.besturdubooks.wordpress.com

جب ایک بندے کو بخار ہو تو ڈاکٹر اسے اینٹی بایوٹک ادویات پانچ دن تک صبح دوپہر شام کھانے کو کہتے ہیں۔ یہ ایک مستقل مقدار ہے۔ اگر کوئی آدمی پانچ دن کی بجائے دو دن کھائے تو اسے تیسرے دن پھر بخار ہو جائے گا۔ ڈاکٹر اسے نئے سرے سے پانچ دن ادویات کھانے کو کہے گا..... جس کو ہیپاٹائٹس سی ہو جاتا ہے اس کو تقریباً نوے ٹیکے لگتے ہیں اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ درمیان میں ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ایک بھی ناغہ ہو گیا تو پھر نئے سرے سے لگوانے پڑیں گے۔ نوے ٹیکے ایک مقررہ مقدار ہے، اگر یہ مقدار پوری ہو گی تو بیماری ختم ہو گی ورنہ آدمی موت کے منہ میں چلا جائے گا۔ Tuberculosis ٹی بی کے مریضوں کو متواتر نو مہینوں تک دوائی لینی پڑتی ہے۔ اگر ایک وقت بھی ناغہ ہو جائے تو کہتے ہیں کہ پہلے والی دوائی ختم۔ اب پھر نئے سرے سے شروع کی جائے گی۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت معلوم کرنی ہو تو اس کی بھی ایک مقدار ہے۔ جب ہم اللہ کے نام کو اس مقدار کے مطابق دل سے گزاریں گے تو پھر دل کی بیماریاں دور ہو جائیں گی اور اس کی برکتیں ظاہر ہو جائیں گی۔ ایک مثال عرض کیے دیتا ہوں اگر پانی کی ٹونٹی لیک ہو اور قطرہ قطرہ پانی ٹپک رہا ہو تو وہ پانی کا قطرہ چھت یا پتھر کے فرش میں بھی سوراخ کر دیتا ہے۔ اب بتائیے کہ اگر پانی کا قطرہ تواتر کے ساتھ بار بار ٹپکے تو وہ پتھر میں راستہ بنا لیتا ہے، کیا اللہ رب العزت کا نام اگر بار بار بندے کے دل پر پڑے تو کیا یہ اس کے دل میں راستہ نہیں بنا سکتا؟ جی ہاں، یہ بھی دل میں راستہ [illegible] ہے مگر ہم اس کا ذکر بار بار نہیں کرتے۔ آج کل کے سلوک سیکھنے والے بھی بڑ[illegible] مان والے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ مراقبہ کیا ہے؟ کہتے ہیں، یاد ہی نہیں رہا، [illegible]ت ہی نہیں ملتا۔

وہ تجلی کی تاب نہ لا سکا

سید احمد بدوی شہر فاس کے مشہور ولی اللہ گزرے ہیں۔ ان کے حالات زندگی میں

لکھا ہے کہ وہ گھنٹوں نہیں بلکہ دنوں تک مراقبہ کرتے تھے۔ اس مراقبے میں ان کو اللہ کی طرف سے معرفت کا وہ نور نصیب ہوا کہ ان کے چہرے پر اتنی نورانیت تھی کہ لوگ ان کے چہرے کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ چنانچہ جب وہ لوگوں میں آتے تھے تو اپنے چہرے کو چھپاتے تھے۔ عبدالمجید نامی ان کا ایک خادم تھا۔ اس نے ان کی کئی سال خدمت کی۔ ایک دن حضرت اس سے بڑے خوش ہوئے اور دعائیں دینے لگے۔ اس نے موقع پا کر عرض کیا، حضرت! آپ کے چہرے کا دیدار کیے ہوئے بہت مدت گزر چکی ہے، اب میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے چہرے کا دیدار کر لوں، آپ اس وقت خوش ہیں لہٰذا مہربانی فرما کر اپنے چہرے کا دیدار کروا دیجئے۔ اس کے کہنے پر حضرت نے نقاب اٹھا دیا۔ ان کے چہرے کا نور اتنا تھا کہ عبدالمجید اس تجلی کی تاب نہ لا سکا۔ چنانچہ وہ وہیں گرا اور اپنی جان دے دی...... اللہ اکبر!!!

آنسوؤں سے خوشبو

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو احمد سلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں اللہ کی ایسی محبت نصیب تھی کہ جب وہ اللہ کی محبت میں روتے تھے تو ان کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں سے مشک جیسی خوشبو آیا کرتی تھی...... اللہ اکبر، محبت الٰہی میں نکلے ہوئے آنسوؤں کی قدر دیکھو...... وہ فرماتے ہیں کہ لوگ خود ان کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں سے مشک کی سی خوشبو سونگھا کرتے تھے۔

منہ سے خوشبو

امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے منہ سے خوشبو آتی رہتی تھی۔ کسی نے پوچھا، حضرت! آپ کے منہ سے بڑی خوشبو آتی ہے، آپ منہ میں کیا رکھتے ہیں؟ فرمانے لگے، میں تو کچھ نہیں رکھتا۔ اس نے کہا کہ ہمیں آپ کے منہ سے عنبر سے

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ بہتر خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ فرمانے لگے، ہاں، ایک مرتبہ خواب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوا۔ میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا، عاصم! تم سارا دن اخلاص کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے ہو، کیوں نہ میں تمہارے منہ کو بوسہ دے دوں۔ چنانچہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے منہ کو بوسہ دیا تو اس وقت سے میرے منہ سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔

جی ہاں، محبت کا تعلق جوڑ کر تو دیکھیں۔ ہمیں تو نفس اور شیطان آگے بڑھنے ہی نہیں دیتے۔ ہم تو مخلوق میں ہی اٹکے پھرتے ہیں۔ ہم کیا جانیں کہ اللہ رب العزت کی محبت کا نشہ کیا ہوتا ہے۔

اسمِ ذات کے لئے انا اور نحن کا استعمال

طالب علموں کے لئے ایک علمی نکتہ عرض کرتا چلوں ...... اللہ رب العزت نے اپنی ذات کے لئے کہیں انا کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور کہیں نحن کا لفظ۔ اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ رب العزت جب مجرد ذات کا ذکر کرتے ہیں تو انا کا صیغہ استعمال فرماتے ہیں اور جب ذات اور صفات کا تذکرہ فرماتے ہیں تو نحن کا صیغہ استعمال فرماتے ہیں۔ مثال کے طور پر......

☆ ...... مجرد ذات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّنِيْ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدْنِيْ (طٰہٰ: ۱۴)

[میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں پس میری عبادت کرتے رہو]

☆ ...... اور ذات اور صفات دونوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق: ۱۶)

[اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں]

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگارِ عالم کا اپنے عاشقوں سے پیار

اللہ تعالیٰ کو اپنے عاشقین سے اتنی محبت ہے کہ جب قرآن مجید میں ان کا تذکرہ کیا تو فرمایا:

يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ:۵۴)

[اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے]

عقل کہتی ہے کہ یوں فرمانا چاہیے تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے، مگر نہیں، محبت چیز ہی کچھ اور ہے۔ پروردگارِ عالم کو اپنے عشاق سے اتنا پیار ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں يُحِبُّهُمْ [اللہ تعالیٰ ان بندوں سے محبت کریں گے] وَيُحِبُّوْنَهٗ [اور یہ بندے اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے]۔ اپنی محبت کو مقدم فرمایا۔ اسی لئے حدیث قدسی میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

الا طال شوق الابرار الیٰ لقائی وانا الیهم لا شد شوقا

[جان لو کہ نیک لوگوں کا شوق میری ملاقات کے لئے بڑھ گیا اور میں ان کی ملاقات کے لئے ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوں]

جب کہ دنیا یہ کہتی ہے کہ

الفت میں جب مزہ ہے کہ ہوں وہ بھی بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

مگر یہاں معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ عشق کی جتنی آگ سالک کے دل میں ہوتی ہے اللہ رب العزت اس سے بڑھ کر اس سے پیار فرماتے ہیں۔ اسی لئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جب میری طرف چل کر آتا ہے تو اگر وہ ایک قدم چلتا ہے تو میری رحمت دو قدم آگے بڑھتی ہے، اگر وہ ایک بالشت آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر جاتی ہے۔ پتہ چلا کہ جتنا پیار بندہ اپنے رب سے کرتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اللہ رب العزت اس سے بڑھ کر اس سے پیار کرتے ہیں۔ اس لئے خوش نصیب ہے وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر پیار کرے۔

اللہ تعالیٰ اپنے عاشقین کو دنیا میں چار انعامات عطا فرماتے ہیں۔

(۱)......سب سے پہلے ان کو بغیر خاندان کے عزت عطا فرماتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے عزت ملتی ہے۔ جو اللہ کا بن جاتا ہے، خواہ وہ معمولی ذات پات کا بھی ہو، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی ایسی محبت بٹھا دیتے ہیں کہ اس کو عزتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

(۲)......دوسرا انعام یہ ملتا ہے کہ بغیر کسب کے اللہ تعالیٰ ان کو علم عطا فرماتے ہیں۔ ایک علم کسبی ہوتا ہے جو مدارس میں درس و تدریس کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے اور ایک علم لدنی ہوتا ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکہف: ۶۵)

[پس پا لیا انہوں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ، جس کو ہم نے اپنے پاس رحمت دی تھی اور اپنے پاس سے علم دیا تھا]

(۳)......تیسرا انعام یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بغیر مال کے رزق عطا فرما دیتے ہیں۔ وہ ظاہر میں تو فقیر ہوتا ہے مگر دل کا بڑا امیر ہوتا ہے۔ امیروں کے پاس بھی ایسے دل نہیں ہوتے جو اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو عطا فرما دیتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ اپنے عاشقین کو چوتھا انعام یہ دیتے ہیں کہ بغیر جماعت کے ان کو انس عطا فرما دیتے ہیں۔

جنتیوں کے چار گروہ

گھروں میں عام لوگ مہمان آتے ہیں تو آدمی اپنے نوکر سے پوچھتا ہے کہ ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی پلاؤ لیکن جب قریبی رشتہ دار آتے ہیں تو خود جگ ہاتھ میں لے کر ان کو پلا رہا ہوتا ہے۔ یہ عزت افزائی کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح جنت میں جنتیوں کے چار گروہ ہوں گے۔

(۱)......ایک گروہ وہ ہوگا کہ جن کو جنت کے خدام مشروب پلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ (الواقعہ:۱۷)

[پھرا کرتے ہیں ان کے اردگرد لڑکے، ہمیشہ کیلئے رہنے والے]

یہ جنت کے خادم ہوں گے جو ان کو مشروب پلائیں گے۔

(۲)......پھر ایک اور جماعت ایسی ہوگی جن کو ملائکہ مشروب پلائیں گے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ

[سفید رنگ کی پینے والوں کو مزہ دینے والی]

اللہ کے فرشتے پلا رہے ہوں گے۔

(۳)......ایک جماعت ایسی ہوگی جن کو جنت کے داروغے مشروب پلائیں گے۔

وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ

[اور اس میں ملاوٹ ہے تسنیم سے]

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ رضوان جنت خود ان کو مشروب پلائیں گے۔

(۴)......ایک جماعت ایسی ہوگی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا

[ان کا پروردگار ان کو شراب طہور پلائے گا]

www.besturdubooks.wordpress.com

علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک صائم الدھر کو دیکھیں گے اور مسکرا کر فرمائیں گے،
”اے میرے عاشق! تو میری خاطر پیتا نہ تھا اب پی لے، تو کھاتا نہ تھا اب کھا لے، تو اب میرا مہمان ہے اور میں تیرا میزبان ہوں۔“

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ (حٰمٓ سجدہ: ۳۲)

[مہمانی ہے بخشنے والے مہربان کی جانب سے]

محبتِ الٰہی مانگنے کی تعلیم

اللہ کے محبوب ﷺ نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت مانگنے کی تعلیم دی ہے۔ مثال کے طور پر......

☆......نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ

[اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں اور آپ سے محبت کرنے والوں کی محبت بھی مانگتا ہوں]

☆......ایک اور موقع پر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

[اے اللہ! اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈا پانی پینے سے بھی زیادہ مرغوب بنا دے]

جب بندہ صحرا میں ریت پر چل رہا ہو، سخت گرمی ہو، پانی نہ ملے اور جان نکل رہی ہو تو اس وقت وہ ٹھنڈا پانی بڑی رغبت سے پیتا ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے دعا میں یہی عرض کیا کہ اے اللہ! جس طرح وہ بندہ رغبت اور شوق سے اس ٹھنڈے پانی کو پیتا ہے مجھے تیری محبت کی لذت اس سے بھی زیادہ نصیب ہو جائے۔

☆......حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے محبوب ﷺ نے دعا مانگی:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ شَوْقًا اِلٰی لِقَائِکَ وَلَذَّۃَ النَّظْرِ اِلٰی وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ

[اے اللہ! میں آپ سے ملاقات کا شوق مانگتا ہوں اور آپ سے آپ کے کریم چہرے کو دیکھنے کی لذت طلب کرتا ہوں]

دنیا اور آخرت میں خوشخبری

اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے عاشقوں کا بڑا مقام ہے۔ دنیا میں بھی ان کی عزت افزائی فرماتے ہیں اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں تو یہ خوشخبری سنائی کہ

ھُمْ رِجَالٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ

[یہ اللہ رب العزت کے وہ بندے ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بندہ کبھی بدبخت نہیں ہوتا]

اور آخرت میں کیسے عزت افزائی فرمائیں گے؟..... کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی۔ اس نے پوچھا، اے پروردگار عالم آپ نے مجھے کس عمل کی وجہ سے بخشا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، میرے بندے! تیرا ایک عمل تیرے نامہ اعمال میں ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ اس نے کہا، اے اللہ! میرے تو سارے اعمال ہی خراب ہیں، میں غافل اور بدکار تھا، آپ کو میرا کون سا عمل پسند آیا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، تیرے نامہ اعمال میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میرا ایک ولی بایزید بسطامی راستے میں جا رہا تھا، تمہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ کون ہے، تم نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بایزید بسطامی ہیں، تم نے پہلے سن رکھا تھا کہ وہ اللہ کے دوستوں میں شمار ہوتے ہیں، لہٰذا تم نے محبت سے میرے ولی پر نظر ڈالی تھی، میں نے اسی ایک نظر کے ڈالنے کی برکت سے تمہارے گناہوں کی بخشش فرما دی ہے۔ سبحان اللہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسم ذات میں مشغولیت کی انتہا

کوشش کریں کہ ذکر کرتے کرتے دل میں اللہ رب العزت کی ایسی محبت نصیب ہو جائے کہ اللہ رب العزت کے سوا ہر چیز کو بھول جائیں۔

ضربیں لگا کے کلمہ طیب کی بار بار
دل پہ لگا جو زنگ ہے اس کو ہٹائیے
مشغول اسم ذات میں ہوں آپ اس طرح
اس کے سوا ہر ایک کو بس بھول جائیے

بلکہ ایک بزرگ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ

عَجِبْتُ لِمَنْ یَقُوْلُ ذَکَرْتُ رَبِّی

(جب کوئی کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب کا ذکر کیا تو میں تعجب کرتا ہوں)

گویا وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ میں اللہ کو بھولتا ہی کب ہوں جو میں اسے یاد کروں۔

شربت الحب کاس بعد کاس
فما نفد الشراب و لا رویت

(میں نے محبت کی شراب پیالوں کے پیالے پی لی۔ پس نہ تو شراب ختم ہوئی اور نہ ہی میں سیر ہوا)

اللہ والوں کے عشق کا تو معاملہ ہی اور ہے کہ وہ جام بھر بھر کے پیتے ہیں اور ان کے دل بھرتے ہی نہیں۔

رحمان کی شان پوچھنا چاہو تو......

اسی لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا (الفرقان:۵۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

[رحمٰن کے بارے میں خبر رکھنے والوں سے پوچھو]

اللہ تعالیٰ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اگر تم ہمارے عشق و محبت کی داستانیں پوچھنا چاہتے ہو تو ہمارے عاشقوں سے پوچھو۔ کسی انجان سے نہ پوچھنا، ان بے چاروں کو کیا پتہ۔

...ہمارے حسن و جمال کی داستانیں ہمارے عاشقوں سے پوچھو۔

.....ہماری شان ہمارے دوستوں سے پوچھو۔

.....ہماری شوکت کیسی ہے؟

اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا

○ ......ہم کتنے غیور ہیں کہ جب کوئی بندہ کسی غیر کی طرف محبت کی نظر اٹھاتا ہے تو ہم اس سے روٹھ جاتے ہیں، نظریں ہٹا لیتے ہیں، اس کو اپنے در سے پیچھے ہٹا دیتے ہیں۔ اس بندے کو ہماری شان بے نیازی معلوم کرنی ہو تو اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ......ہم ایسے بے نیاز ہیں کہ بلعم باعور کی چار سو سال کی عبادت کو ٹھوکر لگا کر رکھ دیتے ہیں۔ مصر کے مینارے پر اذان دینے کے لئے آدمی چڑھتا ہے، وہ غیر محرم پر نظر ڈالتا ہے اور اس کا ایمان سلب کر لیا جاتا ہے، نیچے اتر کر مرتد بن جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہماری شان ہمارے عاشقوں سے پوچھو ..... اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بندو! میں سب گناہوں کو بخش دوں گا لیکن اگر تم شرک کرو گے اور میری محبت میں کسی اور کو شامل کرو گے تو میں اس بات کو قطعاً معاف نہیں کروں گا۔ کسی نے کسی محدث سے پوچھا، حضرت! جب شرک بھی ایک گناہ ہے تو پھر یہ معافی کے قابل کیوں نہ ٹھہرا؟ انہوں نے فرمایا کہ شرک گناہ بھی ہے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا معاملہ بھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب تم نے ہمارے حسن و جمال کو جان لینے کے باوجود محبت کی نظر غیر کی طرف اٹھائی تو ہم تم کو اپنے در پہ نہیں آنے دیں گے۔

○ ہم کتنے عظیم ہیں کہ ہمارے سامنے جب کوئی آدمی ناز کرتا ہے تو ہم اس کے ناز کو

www.besturdubooks.wordpress.com

توڑ دیتے ہیں۔ جب کوئی تکبر کرتا ہے تو اس کو ہم سزا دیتے ہیں۔ الکبر ردائی (بلندی اور عظمت تو ہماری چادر ہے)

o..... ہمارا حکم چلتا ہے۔ ہمارے سب بندے ہمارے سامنے سرنگوں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام چاہتے ہیں کہ میں جنت میں رہوں لیکن اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے، چنانچہ ان کو جنت چھوڑ کر زمین پر آنا پڑا۔ حکم کس کا چلا؟ اللہ رب العزت کا ..... حضرت نوح علیہ السلام چاہتے ہیں کہ میرا بیٹا بچ جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا اور ان کا بیٹا غرق ہو گیا۔ حکم کس کا چلا؟ اللہ رب العزت کا ..... حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کو چھری کے نیچے دے کر لٹائے ہوئے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ ذبح کر دیں لیکن اللہ رب العزت نے نہ چاہا۔ لہٰذا بیٹا ذبح نہ ہوا۔ حکم کس کا چلا؟ اللہ رب العزت کا ...... نبی علیہ السلام نے اپنے اوپر شہد کا کھانا منع فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما دی:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم :١)

[اے نبی! تم وہ کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے]

اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کے بعد اللہ کے محبوب ﷺ نے بھی اللہ کی مرضی پر عمل کیا۔ حکم کس کا چلا؟ اللہ رب العزت کا ...... قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (آج کس کی بادشاہت ہے) کوئی جواب دینے والا نہیں ہوگا۔ ایک ہزار سال تک خاموشی رہے گی۔ پھر اللہ رب العزت خود ہی ارشاد فرمائیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (المومن:١٦)..... اللہ اکبر ..... اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ (اللہ کے بارے میں اس کے جاننے والوں سے پوچھو)

پیاروں کی دلداری

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا، "اے میرے پیارے موسیٰ! میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ وہ سرگوشی کریں تو میں کان

www.besturdubooks.wordpress.com

لگا کر رکھتا ہوں، وہ پکارتے ہیں تو میں متوجہ ہو جاتا ہوں، وہ میری طرف آتے ہیں تو میں ان کے قریب ہو جاتا ہوں، وہ میرا تقرب ڈھونڈتے ہیں تو میں ان کو کفایت کرتا ہوں، وہ مجھے اپنا سرپرست بنا لیتے ہیں تو میں ان کی سرپرستی قبول کر لیتا ہوں، وہ خالص مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں، وہ عمل کرتے ہیں تو میں ان کو جزا دیتا ہوں، میں ان کے کاموں کا مدبر ہوں، میں ان کے قلوب کا نگہبان ہوں، ان کے احوال کا متولی ہوں، ان کی بیماریوں کا شافی ہوں، ان کے دلوں کی روشنی ہوں، ان کے دلوں کی تسکین ہوں، ان کے دلوں کی تسکین میری یاد میں ہے، ان کے دلوں کی منزل میرے پاس ہے، ان کو میرے سوا چین نہیں ملتا۔"

کاش کہ ہمیں بھی اللہ کی محبت میں وہ کیفیت نصیب ہو جائے کہ اللہ کی یاد کے سوا ہمیں چین ہی نہ آئے۔ جس طرح ایک آدمی اگر ایک وقت کھانا نہ کھائے تو وہ اگلے وقت کمی محسوس کرتا ہے، اسی طرح اگر ہم بھی ایک وقت میں اوراد و وظائف نہ کریں تو ہمیں بھی قلبی طور پر کمی محسوس ہوگی۔ ذکر کے بغیر ہمیں کھانا اور نیند اچھی ہی نہ لگے۔ جب یہ کیفیت دل میں آجائے گی تو پھر اللہ رب العزت ہمیں بھی اپنے عاشقین میں شامل فرما دیں گے۔

صفاتی ناموں کے معارف

اب تک تو آپ نے اسم جلالہ "اللہ" کی برکات سنیں۔ اب کچھ صفاتی ناموں کا ذکر کیا جائے گا۔ ان میں سے دو نام تو ایسے ہیں جن کا احادیث کے اندر ذکر آیا ہے۔ اور تین نام اسماء الحسنیٰ میں سے بیان کیے جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

غلافِ کعبہ پر دو صفاتی ناموں کی کثرت

اللہ کے دو صفاتی نام ہیں۔

(۱) حنّان

(۲) منّان

یہ دونوں نام اسماء الحسنٰی میں سے نہیں ہیں لیکن احادیث میں آئے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اگر آپ حج یا عمرہ پر جائیں تو غلافِ کعبہ پر ہر دوسری تیسری لائن پر "یا حنّان یا منّان" لکھا ہوا نظر آئے گا۔ چاروں طرف پوری پوری لائن پر یہی نام لکھے ہوئے ہیں اور بھی نام لکھے ہوئے ہیں مگر ان کی پوری پوری لائنیں نہیں ہیں۔ یہ عاجز بہت عرصہ تک یہ سوچتا رہا کہ آخر علمائے امت نے ان دو ناموں کی پوری پوری لائنیں کیوں لکھی ہوئی ہیں، جب ان کے معانی سوچنے لگے تو عجیب و غریب معانی سامنے آئے۔

حنّان کا مفہوم اور معارف

حنّان اس ہستی کو کہتے ہیں کہ اگر اس سے کوئی روٹھنا چاہے تو وہ اسے روٹھنے نہ دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے سے دور نہیں جانے دیتے..... اس لئے جب کوئی بندہ اللہ رب العزت کے در سے غافل ہوتا ہے تو وہ اس کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ کبھی اس کے کاروبار میں پریشانی، کبھی صحت میں پریشانی، کبھی کوئی اور پریشانی۔ یہ چھوٹی موٹی پریشانیاں اس لئے آتی ہیں کہ یہ جاگے اور میرے در پر آئے۔

یہاں ایک بزرگ نے نکتہ لکھا ہے کہ پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندوں کو پریشانیوں کی رسیوں میں جکڑ جکڑ کر اپنی بارگاہ کی طرف کھینچ رہا ہوتا ہے۔ جیسے مچھلی شکاری سے دور بھاگتی ہے تو وہ اس کو قریب کھینچتا ہے اسی طرح جب بندہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ سے دور ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے حالات اس طرح بنا دیتے ہیں کہ جس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی وجہ سے اسے Heat پہنچتی ہے اور وہ اللہ کے در پہ آ کر دعائیں مانگنا شروع کر دیتا ہے۔ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کتنے بہترین انداز میں فرمایا:

فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ؟ (او میرے بندو! تم کدھر جا رہے ہو؟)

ایک اور جگہ پر فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (الانفطار:۶)

(اے انسان! تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا)

جیسے ماں اپنے بیٹے کو پیار سے منا رہی ہوتی ہے کہ بیٹا! تو واپس آ جا مجھ سے روٹھ گیا، اس انداز میں فرمایا کہ تم مجھ سے کیوں روٹھ رہے ہو؟

منان کا مفہوم اور معارف

منان اس ہستی کو کہتے ہیں جو احسان تو کرے مگر اس کو احسان جتلانے کی عادت نہ ہو.... کئی لوگ احسان تو کرتے ہیں مگر جتلاتے بھی بہت ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ وہ احسان فرمانے والے ہیں کہ جو بندوں پر احسان بھی کرتے ہیں اور جتلاتے بھی نہیں ہیں.....اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہمارے اوپر کتنے احسانات ہیں۔

یاد رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں

......بینائی نہ دیتے تو ہم اندھے ہوتے۔

......گویائی نہ دیتے تو ہم گونگے ہوتے۔

......سماعت نہ دیتے تو ہم بہرے ہوتے۔

......عقل نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے۔

......صحت نہ دیتے تو ہم بیمار ہوتے۔

......مال پیسہ نہ دیتے تو ہم فقیر ہوتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

.....عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے۔ اور

.....اولاد نہ دیتے تو ہم لاولد ہوتے۔

معلوم ہوا کہ ہم جو عزتوں بھری زندگی گزار رہے ہیں یہ اس مالک کا احسان ہی تو ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں سے ایک نعمت ایسی بھی دی کہ اس نعمت جیسی اور کوئی نعمت تھی ہی نہیں، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (آل عمران:۱۶۴)

(بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کو ان میں مبعوث فرمایا)

واقعی کائنات میں کوئی دوسری نعمت ایسی ہو ہی نہیں سکتی تھی..... جیسے کسی کو اپنے ماڈل پر بڑا ناز ہوتا ہے اسی طرح یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے محبوب پر اتنا ناز تھا کہ اس نعمت کو بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ ہاں ہم نے ایمان والوں پر احسان فرمایا ہے۔

کریم کا مفہوم اور معارف

اسماء الحسنیٰ میں سے اللہ تعالیٰ کا ایک نام کریم ہے..... کریم اس ہستی کو کہتے ہیں جو کسی سائل کو آتا ہوا دیکھے تو اس کی کیفیت کا خود اندازہ لگا کر اس کے مانگنے سے پہلے اس کو عطا کر دے..... کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کچھ لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ان کے مانگنے سے پہلے ان کو کچھ دے دیتے ہیں۔ اسی طرح جب بندہ سچی توبہ کی نیت سے اپنے گھر سے چل کر اللہ کے در پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا ندامت سے چل کر آ جانا ہی کافی ہو جاتا ہے اگرچہ اس نے ابھی تک ہاتھ بھی نہ اٹھائے ہوں۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک آدمی جس نے سو آدمیوں کو قتل کیا تھا توبہ کے ارادے سے نیکوں کی بستی کی طرف چل پڑا۔ ابھی پہنچا نہیں تھا بلکہ راستے میں ہی تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اسے موت آ جاتی ہے۔ جنت کے فرشتے بھی آ جاتے ہیں اور جہنم کے بھی، اب دونوں طرف سے دلائل چلتے ہیں...... دوزخ کے فرشتوں کا دعویٰ تھا کہ سو بندوں کا قاتل ہے لہٰذا اسے ہم لے کر جائیں گے ..... جبکہ جنت کے فرشتوں کا دعویٰ تھا کہ توبہ کی نیت سے چل پڑا تھا لہٰذا ہم لے جائیں گے..... معاملہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہوا۔ پروردگار عالم نے فرمایا کہ تم زمین کی پیمائش کر لو کہ یہ کس بستی کے زیادہ قریب ہے، اگر اپنی بستی کے قریب ہے تو یہ گنہگاروں میں سے ہے اور اگر نیکوں کی بستی کے قریب ہے تو پھر یہ نیکو کاروں میں شامل ہے۔ چنانچہ زمین کی پیمائش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دے دیا کہ اے نیکوں کی طرف والی زمین! تو ذرا سکڑ جا۔ چنانچہ زمین سکڑ گئی۔ لہٰذا جب پیمائش کی گئی تو فرشتوں نے دیکھا کہ اسے دونوں طرف کے راستے کے بالکل درمیان میں موت آئی اور اس کی لاش نیکوں کی بستی کی طرف گری تھی۔ اب چونکہ اس کی لاش نیکوں کی بستی کی طرف گری، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اتنے قرب کو بھی قبول کر کے اس کا شمار نیکوں میں فرما دیا... تو اگر مرتے مرتے بھی ہماری لاش نیکوں کی طرف گر جائے گی، تو اللہ تعالیٰ پھر بھی نیکوں میں شمار کر دیں گے اور اگر ہم جیتے جاگتے ان محفلوں میں جا کر ان کی صحبت اختیار کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمارے آنے کو کیوں نہیں قبول فرمائیں گے۔

قیامت کے دن اس کریم ذات کا کرم ظاہر ہوگا۔ اسی لئے کسی عارف نے کیا ہی خوب کہا:

وَفَدْتُ عَلَى الْكَرِيْمِ بِغَيْرِ زَادٍ
مِنَ الْاَعْمَالِ وَالْقَلْبِ السَّلِيْمِ
فَاِنَّ الزَّادَ اَقْبَحُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
اِذَا كَانَ الْوُفُوْدُ عَلَى الْكَرِيْمِ

(میں کریم کی خدمت میں بغیر زاد راہ کے حاضر ہو گیا ہوں، نہ میرے پاس

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمال ہیں اور نہ سنورا ہوا دل ہے اور زادِ راہ سب سے بڑی چیز سمجھی جاتی ہے جب جانے والے نے کسی کریم کے پاس جاتا ہو]

اگر کوئی منسٹر آپ کو اپنے گھر کھانے پر بلائے اور آپ اپنا کھانا ٹفن میں لے کر جائیں تو کیا وہ اچھا سمجھے گا؟ وہ کہے گا کہ تم میری دعوت پر آئے ہو اپنا کھانا ساتھ کیوں لائے ہو؟

علماء نے کریم کا ایک معنی یہ بھی لکھا ہے کہ کریم وہ ذات ہوتی ہے جو اگر کوئی چیز دے دے تو اسے واپس لینے کی عادت نہ ہو.... اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں واپس نہیں لیتے البتہ ہم اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کی وجہ سے ان نعمتوں کو دھکے دے دے کر واپس بھیجتے ہیں۔

رحمان اور رحیم کے معارف

اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت بھی ایک عجیب صفت ہے۔ یہ عجیب اور مزے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی صفات ہیں، ہر صفت کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کی صفت ایسی ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کے دو نام ہیں۔ ''رحمٰن اور رحیم'' معلوم ہوا کہ یہ صفت باقی صفات پر غالب ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف: ۱۵۶)

(اور میری رحمت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔)

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو نام بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ رحمٰن بھی رحمت سے نکلا اور رحیم بھی رحمت سے نکلا، ایک نام ہی کافی تھا۔ لیکن غور کرنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آ جاتی ہے..... دیکھیں کہ بندے کا امیر ہونا ایک صفت ہے اور اس کا سخی ہونا دوسری صفت ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ ایک بندہ بڑا امیر ہو لیکن کنجوس مکھی چوس ہو اور ایک دمڑی بھی خرچ نہ کرتا ہو، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے اس کے دل کو کچھ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہو۔ اب یہ امیر تو ہے مگر اس میں خرچ کرنے کی صفت نہیں ہے اور ایک آدمی دل کا حاتم طائی ہو مگر اس کے پلے ہی کچھ نہ ہو تو اس کی سخاوت کا یہ جذبہ بھی کسی کام کا نہیں..... مال کا ہونا ایک علیحدہ صفت ہے اور مال کو خرچ کرنے کی عادت ایک علیحدہ صفت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ رحمت کے دو نام تجویز کیے۔ ایک رحمٰن اور ایک رحیم۔ گویا اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ اے میرے بندو! میرے پاس رحمت کے خزانے بھی بے شمار ہیں اور میری رحمت خرچ بھی بے شمار ہو رہی ہے۔

رحمٰن کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے پرائے سب پر مہربان ہے۔ مسلمانوں پر بھی مہربان ہے اور کافروں پر بھی۔ کافر بھی تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو بھی اولاد دیتے ہیں، عزتیں دیتے ہیں، ان کے کاروبار میں ترقی دیتے ہیں، انہیں دنیا میں خوشیاں دیتے ہیں اور ان کی کئی تمنائیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتے ہیں۔ اور رحیم کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن تو اس کی رحمت خالصتاً ایمان والوں کے لئے ہوگی۔ اسی لئے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا:

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (الاحزاب:۴۳)

اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کے دو حصے ہیں۔ ایک رحمانیت اور ایک رحیمیت۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کے اندر رحمانیت کی تجلی کو زیادہ رکھ دیا ہے اور عورت کے اندر رحیمیت کی تجلی کو زیادہ رکھ دیا ہے۔ اس لئے باپ بھی اولاد سے محبت تو کرتا ہے لیکن جہاں ڈسپلن کا مسئلہ آ جاتا ہے وہاں اسکو سیدھا بھی کر دیتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے نظام کو ٹھیک رکھنا تھا اس لئے اس نے باپ کی طبیعت ہی ایسی بنا دی کہ وہ نرمی بھی دکھاتا ہے اور گرمی بھی دکھاتا ہے۔ وہ اسے پیار بھی دیتا ہے اور شیر کی آنکھ سے بھی دیکھتا ہے..... اللہ تعالیٰ نے ماں کے اندر رحیمیت کی صفت کو ڈالا ہوتا ہے اس لئے دنیا میں ماں ہی تو ہے جو اپنے نیک

www.besturdubooks.wordpress.com

بچوں سے محبت کرتی ہے تو اسے برے بچوں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ باپ اپنے برے بیٹے کو کہہ دے گا کہ چلو گھر سے دفع ہو جاؤ لیکن ماں کبھی نہیں کہے گی۔ بلکہ ماں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ خود تو مار لے گی لیکن وہ کسی اور کو نہیں مارنے دے گی۔ باپ لائق سے محبت کرے گا لیکن نالائق بچوں سے بیزاری کا اظہار بھی کر دے گا مگر ماں تو ماں ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں کیا کروں، لائق اور نالائق ہونا تو مقدر کی بات ہے، میں تو اپنی ماں ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی ساری اولاد سے محبت کروں گی۔ ماں کو مال پیسے کی طلب نہیں ہوتی۔ اس کی محبت اس کے دل کے اس جذبے کی وجہ سے ہے جس سے وہ سمجھتی ہے کہ یہ میرا جگر گوشہ ہے، یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون ہے۔

رحمتِ الٰہی کی انتہا.....!!!

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تو یہ حال ہے کہ ایک آدمی جو بتوں کا پجاری تھا وہ بیٹھا "یا صنم! یا صنم! یا صنم!" کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔ وہ یا صنم کہتے کہتے رات کو تھک گیا تو اسے اونگھ آنے لگ گئی۔ جب اونگھ آئی تو اس کی زبان سے یا صنم کی بجائے یا صمد کا لفظ نکل گیا۔ جیسے ہی اس کی زبان سے یہ لفظ نکلا تو اللہ رب العزت نے فوراً فرمایا:

لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ! (میرے بندے! میں حاضر ہوں، مانگ کیا مانگتا ہے؟)

فرشتے حیران ہو کر پوچھنے لگے، اے اللہ! یہ بتوں کا پجاری ہے اور ساری رات بت کے نام کی تسبیح کرتا رہا ہے، اب نیند کے غلبہ کی وجہ سے اس کی زبان سے آپ کا نام نکل گیا ہے اور آپ نے فوراً متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے میرے بندے! تو کیا چاہتا ہے، اس میں کیا راز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے فرشتو! وہ ساری رات بتوں کو پکارتا رہا اور بت نے کوئی جواب نہ دیا، جب اس کی زبان سے میرا نام نکلا، اگر میں بھی جواب نہ دیتا تو مجھ میں اور بت میں کیا فرق رہ جاتا..... تو جو پروردگار اتنا مہربان ہو کہ بندے کی زبان سے نیند کی حالت میں بھی اگر نام نکل آئے تو پروردگار اس کو بھی قبول فرما لیتے ہیں تو اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم ہوش وحواس میں دعائیں مانگیں گے تو پروردگار ہماری دعاؤں کو کیوں نہ قبول فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ پروردگار عالم ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمادے اور موت کے وقت ہمارے پاس ایمان کی نعمت سلامت رہے اور قیامت کے دن ہم نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے کے سائے تلے حاضر ہو جائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ
مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

عشق و مستی
کا سفر

یہ بیان 10 جنوری 2003ء کو جامع مسجد دارالسلام ٹاؤن باغ (جھنگ) میں ہوا۔ جس میں سینکڑوں سالکین طریقت نے شرکت کی۔ (خطبہ جمعۃ المبارک)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے انسان کا جی نہیں بھرتا۔ جو لوگ بیت اللہ شریف کا دیدار کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب انسان بیت اللہ شریف کی طرف نظر ڈالتا ہے تو جتنی نگاہیں زیادہ پڑتی ہیں اتنا ہی اس کا حسن دوبالا ہوجاتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ اس کو بیٹھ کر دیکھتے ہی رہیں۔ وہاں نور ہی نور ہوتا ہے۔ وہاں کا منظر اتنا دلکش اور ماحول اتنا پرسکون ہوتا ہے کہ آدمی وہاں جا کر پوری دنیا کو بھول جاتا ہے۔ وہ دنیا ہی کچھ اور ہے۔ جس طرح ایک شہنشاہ کا دربار ہوتا ہے اسی طرح اس جگہ پر عظمت اور شان و شوکت دیکھنے میں آتی ہے۔ ہر بندہ دیکھ بھی نہیں سکتا مگر دیکھنے والے دیکھتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق و مستی کا سفر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ o

فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ (آل عمران: ۹۶-۹۷)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

کائنات کی ابتدا

اللہ رب العزت نے جب اس کائنات کو بنایا تو ابتدا میں ہر طرف ہر جگہ پانی ہی پانی تھا۔ اس پانی کے اوپر ایک بلبلہ نمودار ہوا جو پھیلتا چلا گیا اور یوں زمین وجود میں آئی۔ جس جگہ سے وہ بلبلہ اٹھا وہ جگہ پوری دنیا کا مرکز بنا۔ اس لئے اس جگہ کو اول عالم، مرکز عالم اور وسط عالم کہا جاتا ہے۔ اسے بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ اسے اللہ کا گھر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات ہر وقت یہاں اتر رہی ہوتی ہیں۔ یوں سمجھیں کہ وہ تجلیات ذاتیہ نور کا ایک پرنالہ ہے جو فوق العرش سے آ رہا ہے اور زمین کے نیچے

www.besturdubooks.wordpress.com

تحت الثریٰ تک جا رہا ہے۔ ہم ان کی طرف متوجہ ہو کر اپنی نماز میں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ہم نماز میں یہی نیت تو کرتے ہیں کہ

مُتَوَجِّهًا اِلٰى جِهَتِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيْفَةِ

[کعبہ شریف کی طرف منہ کیے ہوئے]

چنانچہ کوئی آدمی کرہ ہوائی کے اندر ہوائی جہاز میں سفر کر رہا ہو یا کوئی خلا باز خلا میں ہو یا کوئی سمندر میں کئی کلو میٹر نیچے چلا جائے اور وہ وہاں نماز پڑھنا چاہے تو وہ وہاں بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ کوٹھا اس کے سامنے ہو، بلکہ اگر سمت وہی ہوئی تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں پر مہربانی فرما دی کہ سمت متعین کر دی ہے۔ اگر ہمیں تعین سمت کے بغیر ہی عبادت کا حکم ہوتا تو ہم یقیناً Confuse (پریشان) ہو جاتے۔ کوئی مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا تو کوئی مغرب کی طرف۔ اس طرح نہ تو مرکزیت اور یک جہتی ہوتی اور نہ ہی طبیعتوں کو پوری طرح اطمینان ہوتا۔

محبوب کی نشانیوں سے سکون ملتا ہے

اگر بیت اللہ شریف دنیا میں نہ ہوتا تو انسان کے لئے محبت الٰہی کا جذبہ پورا کرنا مشکل بن جاتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تصور میں آ ہی نہیں سکتے۔ جب محب کو محبوب نظر نہ آئے تو وہ محبوب کی نشانیوں سے سکون پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو اپنے گھر کی نسبت عطا فرما دی لہٰذا بندہ جب دنیا میں اس گھر کا دیدار کرتا ہے تو اسے سکون ملتا ہے کہ یہ اللہ رب العزت کا گھر ہے..... مجنوں کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ کسی کتے کے پاؤں کو بوسے دے رہا تھا۔ پوچھنے والے نے پوچھا، مجنوں! یہ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یہ میرے محبوب کے گھر کے قریب سے گزر کے آیا ہے اس لئے میں اس کے پاؤں کو بھی بیٹھا بوسے دے رہا ہوں۔ چونکہ محبوب سے محبت ہوتی ہے اس لئے اس کے گھر اور گلی کوچے سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔ اور مومن چونکہ اللہ رب العزت سے محبت کرتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لئے اسے سیدنا رسول اللہ ﷺ سے بھی محبت، قرآن مجید سے بھی محبت، اہل اللہ سے بھی محبت اور شعائر اللہ سے بھی محبت ہوتی ہے کیونکہ یہ سب محبوب حقیقی کی نشانیاں ہوتی ہیں اور مؤمن بندہ ان کو دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے۔ اب اس کے لئے نماز میں یکسوئی حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

محبت چاہتی ہے کہ جس سے ہم تعلق رکھتے ہیں اگر وہ محبوب نظر نہیں آتا تو اس کے کچھ آثار ہی مل جائیں۔ اسی بات کو علامہ اقبال نے یوں بیان کیا:

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبینِ نیاز میں

ویسے بھی ہم خاکی ہیں اور ہماری طبیعتیں اس وقت مطمئن ہوتی ہیں جب ہم سامنے کچھ دیکھتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں پر یہ احسان فرمایا کہ اس نے دنیا میں ایک جگہ کو اپنے ساتھ نسبت عطا فرما دی لہٰذا اب ہمارے لئے محبتِ الٰہی کے اس جذبے کو پورا کرنا آسان ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو یوں سمجھتے ہیں جیسے ہم محبوب کے سامنے موجود ہیں۔

ستاروں کا طواف

جس طرح بیت اللہ شریف ہمارا قبلہ ہے اسی طرح آسمان پر فرشتوں کا بھی ایک قبلہ ہے جسے بیت المعمور کہتے ہیں۔ انسان بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہیں اور فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں...... یہاں ایک مزے کی بات بتاتا چلوں ......امریکہ میں خلاء سے متعلق کام کرنے والے شعبے نے ستاروں کے متعلق ایک Documentary (سائنسی فلم) بنائی ہے جس کا نام انہوں نے "THE STAR" (ستارہ) رکھا۔ جس بندے نے آ کر ہمیں اس کے بارے میں اطلاع دی اس نے کہا کہ اس میں ستاروں کے بارے میں اتنی اچھی معلومات ہیں کہ انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہو جاتا ہے۔ وہاں کچھ مسلمان علماء موجود تھے چنانچہ ان کے ساتھ اس عاجز نے بھی نیت کی کہ چلو ہم بھی ستاروں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ

[اور وہ ستاروں سے راستہ پاتے ہیں]

چنانچہ ہم چار پانچ آدمی مل کر وہاں گئے۔ وہاں ایک عجیب چیز دیکھی کہ جس کمرے میں ہمیں بٹھایا گیا اس کی چھت گولائی کی شکل میں تھی گویا انہوں نے اس چھت کو آسمان بنایا ہوا تھا۔ اس میں چاند اور ستارے نظر آ رہے تھے۔

ان کے دو بنیادی مقاصد تھے...... اگر رات میں کسی آدمی کو جنگل میں ایسی جگہ پہ چھوڑ دیا جائے جہاں اسکو نہ تو وقت کا پتہ ہو اور نہ ہی سمت کا، تو وہ آدمی اپنے راستے کا، سمت کا اور وقت کا تعین کس طرح کر سکتا ہے؟...... انہوں نے بڑے عجیب و غریب طریقے بتائے کہ اگر کوئی آدمی اس طرح کھڑا ہو تو اس کو سمت کا پتہ چل جائے گا کہ ادھر مشرق ہے، ادھر مغرب ہے، ادھر شمال ہے اور ادھر جنوب ہے...... پھر بتایا کہ اگر یہ ستارے یہاں پر ہیں تو آدھی رات کا وقت ہوتا ہے اور اگر یہ ستارے یہاں پر ہوں تو صبح صادق کا وقت ہوتا ہے۔ جب گھڑیاں نہیں ہوتی تھیں اس وقت ہمارے بڑے اسی طرح ستاروں کی لو سے صبح کا تعین کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اسی بات کو سائنسی انداز میں سمجھایا۔ بہر حال بڑی اچھی معلومات تھیں۔

انہوں نے ایک عجیب بات بتائی کہ آسمان پر جتنے ستارے ہیں وہ سب کے سب حرکت کرنے والے ہیں البتہ ایک ستارہ ایسا ہے جو حرکت نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم ان کی سپیڈ کو بڑھائیں تو آپ کو آسمان یوں نظر آئے گا۔ چنانچہ جب انہوں نے سپیڈ ذرا بڑھائی تو ہم نے دیکھا کہ ایک ستارہ چمک رہا ہے اور اپنی جگہ پر ساکن ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

باقی سب ستارے اس کے گرد گھوم رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر اچانک میرے دل میں ایک بات آئی اور میں نے ساتھ والے ایک عالم سے کہا،

"بھئی! اگر یہ بات حقیقت ہے کہ سارے ستارے اس طرح گردش کر رہے ہیں تو ممکن ہے کہ اوپر بیت المعمور ہو اور نیچے بیت اللہ ہو اور اس کے درمیان جو اللہ تعالیٰ کی تجلیات ذاتیہ وارد ہوتی ہیں وہاں آسمانوں میں یہ ستارہ درمیان میں ہو۔ اگر اسی طرح ہے تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ اوپر فرشتے طواف کرتے ہیں، نیچے بندے طواف کرتے ہیں اور درمیان میں آسمان کے سب ستارے اس ستارے کے گرد طواف کر رہے ہیں...... اور یہ واقعی اسی طرح ہے۔ سب اسی شمع کے پروانے ہیں۔"

؎ ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

وہ چیزیں جن سے دل نہیں بھرتا

علماء نے لکھا ہے کہ چند چیزیں ایسی ہیں جن سے انسان کا دل نہیں بھرتا۔ مثال کے طور پر......

(۱) آسمان کی طرف دیکھنا: ہم آسمان کی طرف روزانہ دیکھتے ہیں...... وہی بادل وہی سورج، وہی چاند اور ستارے اور وہی نیلا رنگ...... مگر اس کو دیکھنے میں ایسی جاذبیت ہوتی ہے کہ ہر روز نیا مزہ ہوتا ہے۔ آپ کو کبھی بھی کوئی ایسا بندہ نہیں ملے گا جو یہ کہے کہ میں آسمان کو دیکھ دیکھ کر تنگ آ گیا ہوں۔ بلکہ ہر بندہ جھلمل کرتے ستاروں کے دلفریب منظر کو دیکھ کر اللہ رب العزت کی حمد میں رطب اللسان ہو جاتا ہے۔

(۲) پانی پینا: پانی پینے سے انسان کا دل نہیں بھرتا۔ سو سال کے بوڑھے کے اندر بھی اس کی طلب ہوتی ہے اور وہ بھی پانی پیتا ہے۔ آپ کو کوئی بھی بندہ ایسا نہیں ملے گا جو یہ کہے کہ I am sick of it. (میں پانی پی پی کر تنگ آ گیا ہوں)

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) قرآن مجید کا پڑھنا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسی جاذبیت رکھی ہے کہ جس انسان کو قرآن مجید کے پڑھنے کا لطف نصیب ہو جاتا ہے اس کا دل قرآن مجید کے پڑھنے سے بھرتا ہی نہیں۔ یہ ہر ایک کو حاصل بھی نہیں ہوتا۔ یہ لطف ان خوش نصیب لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے دل بیماریوں سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ بار بار پڑھتے ہیں۔ وہ جتنا پڑھتے ہیں اتنا اور پڑھنے کو ان کا جی چاہتا ہے۔ جس طرح سخت گرمی کے موسم میں صحرا میں سفر کرتا ہوا مسافر ٹھنڈے پانی کے مل جانے پر بڑی رغبت اور شوق سے اسے پی رہا ہوتا ہے اسی طرح اللہ کے نیک بندے اس قرآن کو بہت رغبت اور شوق کے ساتھ پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ حفاظ اور قراء ساری زندگی قرآن مجید پڑھتے ہیں، پڑھاتے ہیں سنتے ہیں، سناتے ہیں اور ہر روز نیا مزہ پاتے ہیں۔ آپ کو دنیا میں کوئی بندہ ایسا نہیں ملے گا جو صاحب عقل ہو اور کہے کہ قرآن مجید پڑھ پڑھ کے میرا دل بھر گیا ہے۔

(۴) بیت اللہ شریف کو دیکھنا: بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے انسان کا جی نہیں بھرتا۔ جو لوگ بیت اللہ شریف کا دیدار کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب انسان بیت اللہ شریف کی طرف نظر ڈالتا ہے تو جتنی نگاہیں زیادہ پڑتی ہیں اتنا ہی اس کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ اس کو بیٹھ کر دیکھتے ہی رہیں۔ وہاں نور ہی نور ہوتا ہے۔ وہاں کا منظر اتنا دلکش اور ماحول اتنا پرسکون ہوتا ہے کہ آدمی وہاں جا کر پوری دنیا کو بھول جاتا ہے۔ وہ دنیا ہی کچھ اور ہے۔ جس طرح ایک شہنشاہ کا دربار ہوتا ہے اسی طرح اس جگہ پر عظمت اور شان و شوکت دیکھنے میں آتی ہے۔ ہر بندہ دیکھ بھی نہیں سکتا مگر دیکھنے والے دیکھتے ہیں۔

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانی دلوں کا مقناطیس

آپ نے دنیا میں لوہے کا مقناطیس دیکھا ہوگا۔ اسکی خوبی یہ ہے کہ وہ جہاں بھی ہو لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ لوہا قریب ہوتے ہوتے بالآخر مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔ اگر آپ نے دنیا میں انسانوں کے دلوں کا مقناطیس دیکھنا ہو تو بیت اللہ شریف کو دیکھ لیجئے۔ اس کو دیکھنے کے لئے ہر مومن کا دل کھنچتا ہے۔

......کیا مرد اور کیا عورت

......کیا امیر اور کیا غریب

......کیا صحت مند اور کیا بوڑھا ضعیف

جس سے بھی پوچھ لیں، اس کے پاس جانے کی گنجائش ہو یا نہ ہو اس کے دل میں تڑپ ضرور ہوگی۔ وہ تنہائیوں میں رو رو کر اللہ رب العزت کے حضور دعائیں مانگے گا کہ "مولا! کبھی مجھے بھی توفیق عطا فرما کہ میں بھی تیرے گھر کا طواف کروں۔ وہ کتنے خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جو احرام باندھ کر نکلتے ہیں۔ لبیک اللھم لبیک پڑھتے ہیں، کوئی تیرے گھر کا طواف کرتا ہے، کوئی مقام ابراہیم پر سجدے کرتا ہے، کوئی غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعائیں مانگتا ہے اور کوئی ملتزم سے جا کر لپٹ جاتا ہے۔ اے اللہ! تو میرے لئے بھی اسباب پیدا فرما تاکہ میں بھی اپنی اس دیرینہ خواہش کو پورا کرسکوں۔"

جو خوش نصیب وہاں جاتے ہیں وہ پیچھے نہیں رہ سکتے۔ وہ مسجد حرام میں پہنچتے ہیں، مطاف میں آتے ہیں، طواف کرتے ہیں اور طواف کرتے کرتے بالآخر ملتزم سے جا کر لپٹ جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ملتزم سے اس طرح لپٹتے تھے جیسے دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کے سینے سے لپٹ جاتا ہے۔ بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے دل کی دنیا میں ایک عجیب سی ہل چل مچ جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قبول اسلام کا ایک دلچسپ واقعہ

مجھے امریکہ میں ایک جگہ پر بتایا گیا کہ یہاں ایک خاتون ہے جو پہلے یہودی مذہب سے تعلق رکھتی تھی اور اب مسلمان ہو چکی ہے۔ وہ بڑی پکی مسلمان ہے۔ اس کی خاص خوبی یہ ہے کہ وہ بہت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھتی ہے جب وہ نماز پڑھتی ہے تو اس میں ڈوب ہی جاتی ہے۔ وہ اہتمام سے وضو کرتی ہے، پھر وہ اپنے خاص کپڑے پہنتی ہے جو اس نے نماز کے لئے بنائے ہوئے ہیں، پھر وہ تعدیل ارکان کے ساتھ نماز پڑھتی ہے۔ حتیٰ کہ مسلمان عورتیں اس کو دیکھ کر شرما جاتی ہیں اور صحیح معنوں میں دیندار بننے کی کوشش کرتی ہیں۔

مجھے بتایا گیا کہ وہ کچھ مسائل پوچھنا چاہتی ہے۔ میں نے کہا، بہت اچھا۔ چنانچہ وہ پردے کے پیچھے بیٹھ کر انگلش میں گفتگو کرنے لگی، وہ مسائل پوچھتی رہی، اس نے تقریباً دو گھنٹے اسلام سے متعلق بڑے اچھے اچھے سوال کیے۔ واقعی اس کے دل میں علم حاصل کرنے کی طلب تھی۔ گفتگو کے دوران میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کونسا لمحہ تھا جب آپ کے دل کی دنیا بدلی اور آپ مسلمان بن گئیں؟

وہ کہنے لگی کہ میرے خاوند کی جدہ میں ملازمت تھی اور میں بھی اس کے ساتھ وہاں رہتی تھی۔ اس سے پہلے ہم دونوں امریکہ میں ایک دفتر میں کام کرتے تھے۔ دفتر والوں نے کہا کہ ہم نے جدہ میں ایک نیا دفتر کھولا ہے، اگر کوئی وہاں جانا چاہے تو ہم تنخواہ اور سہولیات بھی زیادہ دیں گے اور انہیں ایک اور ملک دیکھنے کا موقع بھی مل جائے گا۔ ہم دونوں میاں بیوی تیار ہو گئے۔ چنانچہ اس طرح ہم جدہ میں پہنچ گئے۔ میں یہودی مذہب سے تعلق رکھتی تھی اور وہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ وہاں میں کچھ لوگوں کو دیکھتی کہ وہ سفید لباس پہن کر کہیں جا رہے ہوتے تھے، کبھی کاروں میں اور کبھی بسوں میں۔ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہوتی کہ یہ لوگ کہاں جاتے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے بارے میں اپنے خاوند سے پوچھتی۔ وہ کہتا کہ یہاں مسلمانوں کا کعبہ ہے یہ وہاں جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ ہم مسلمانوں کے کعبہ کو جا کر کیوں نہیں دیکھتے۔ وہ کہنے لگا کہ وہاں غیر مسلم نہیں جا سکتے۔ میں نے کہا کہ اگر ہم نہیں جا سکتے تو کم از کم کوشش تو کر سکتے ہیں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موقع دے دے۔ وہ کہنے لگی کہ اگلے دن میں نے مسلمان عورتوں جیسا ایک رومال لیا اور سر پر باندھ لیا اور میرے خاوند نے بھی سر پر ٹوپی کر لی اور ہم بھی اسی راستے پر چل پڑے۔ قدرتی بات ہے کہ وہ ایسا وقت تھا کہ جب ٹریفک پولیس والے کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے ایک بندہ چیک کرنے کے لئے کھڑا کیا ہوا تھا۔ ٹریفک زیادہ تھی اور وہ چیک کرنے والا ایک بندہ تھا۔ وقت بھی رات کا تھا۔ لہٰذا وہ دور سے ہی سب کو جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔ اس طرح ہم بھی اسی ٹریفک میں آگے نکل گئے اور مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ مسلمانوں کا کعبہ کہاں ہے؟ انہوں نے حرم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہاں ہے۔ چنانچہ ہم حرم میں داخل ہو گئے۔ ہم چلتے چلتے جب مطاف میں پہنچے تو ہم نے بیت اللہ شریف پر نظر ڈالی۔ ہمیں وہاں اتنی برکتیں، اتنی رحمتیں اور اتنے انوارات نظر آئے کہ ہم دونوں کی نگاہیں وہاں لگی رہ گئیں۔ میں بھی رونے لگی اور میرا خاوند بھی رونے لگا۔ کچھ دیر تک ہم دونوں وہاں کھڑے روتے رہے۔ دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ بالآخر ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہیں اس جگہ حقیقت ملی ہے اور میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں حقیقت ملی ہے تو ہم دونوں نے کہا کہ ہاں حقیقت ملی ہے۔ چنانچہ اسی لمحے ہم دونوں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ ہمیں کسی مسلمان نے نہیں کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ بلکہ ہمیں اللہ کے گھر نے مسلمان بنایا ہے... سبحان اللہ..... دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کو فقط بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ملتزم کی عظمت

بیت اللہ شریف کے اردگرد وسترہ مقامات ایسے ہیں کہ جہاں کی مانگی ہوئی دعائیں اللہ رب العزت قبول فرمالیتے ہیں۔ ان میں سے ایک "ملتزم" بھی ہے۔ ملتزم سے لپٹ کر جو دعا بھی کی جائے اللہ رب العزت قبول فرمالیتے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ جو دعا قبول نہیں ہونی ہوتی، جب بندہ وہاں دعا مانگنے کے لئے جاتا ہے تو وہ دعا ویسے ہی ذہن سے نکل جاتی ہے۔ اس کا کئی بار تجربہ کیا ہے۔ سوچتے ہیں کہ یہ بھی مانگنا ہے، یہ بھی مانگنا ہے، لیکن جب وہاں جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وہ دعا ہی ذہن سے نکال دیتے ہیں۔

وہاں ہمارے ایک دوست انجینئر تھے۔ انہوں نے وہاں دعا مانگی کہ اے اللہ! میرے بیٹے کو حافظ قرآن بنادے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں عمرہ کر کے وہاں اپنی رہائش گاہ پر پہنچا۔ جیسے ہی میں نے دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔ میں نے بھاگ کر فون اٹھایا تو فون پر میری بیوی پاکستان سے کال کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے یہ کال کیسے کی؟ وہ کہنے لگی کہ میں بڑے دنوں سے سوچ رہی تھی کہ میں اپنے بیٹے کو حافظ قرآن بناؤں، لہٰذا آج میں اس کو مدرسے میں قاری صاحب کے پاس بٹھا کر آئی ہوں اور اب میں نے آپ کو یہ اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے... سبحان اللہ..... اُدھر دعا مانگی اور اِدھر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمادی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل حج میں لکھا ہے کہ ملتزم پر دعا مانگنے کی جو حدیث ہے وہ صحابہ کرامؓ سے نیچے سند متصل کے ساتھ چلی ہے۔ مگر ہر ایک راوی نے جہاں پر یہ بات نقل کی کہ وہاں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں وہاں اپنا تجربہ بھی بتایا کہ میری بھی دعائیں قبول ہوئیں۔ پہلے اگلے راوی نے کہا کہ میری بھی دعائیں قبول ہوئیں۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جس طرح اس حدیث پاک کی روایت میں تسلسل ہے اسی طرح انہوں نے جو اپنی دعائیں قبول ہونے کی تصدیق کی اس میں بھی تسلسل ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر آخر میں فرمایا کہ میں اس کتاب میں یہ حدیث نقل کر رہا ہوں اور میں بھی تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے بھی وہاں جو دعائیں مانگیں اللہ رب العزت نے قبول فرمالی ہیں اللہ اکبر!!!

محبوب حقیقی کی یاد میں گنگنانے کا انداز

بیت اللہ شریف کے گرد طواف کرنے کا بھی عجیب سماں ہوتا ہے۔ جیسے شمع کے گرد پروانے چکر لگاتا ہے اسی طرح رب کریم نے بھی اپنے بندوں کو یہ عبادت بتائی کہ جب تم میرے گھر کے پاس آؤ تو دیوانے بن کر آؤ اور اس گھر کے گرد چکر لگانے شروع کر دو۔ اس محبوب حقیقی نے کہا کہ اب تم زیب و زینت کے سب کپڑے اتار دو اور دو چادروں میں لپٹ جاؤ، جیسے مردہ ہوتا ہے۔ اب تمہیں دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے..... جب کوئی محب اپنے محبوب کی تلاش میں نکلتا ہے تو آہیں بھی بھرتا ہے اور اس کی زبان سے محبوب کی یاد میں گنگنانے کے انداز میں محبت کے کچھ نہ کچھ کلمات بھی نکلتے ہیں..... اس لئے مؤمن سے کہا گیا کہ جب تم احرام کے کپڑے پہن کر نکلو تو

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ . لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ . إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ . لَا شَرِيْكَ لَكَ .

پڑھتے چلے جاؤ۔

انسانی دلوں کی واشنگ مشین

ایک صاحب نے اس عاجز سے پوچھا، جی! طواف کے سات چکروں کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا، بھئی! یہ عبادت ہے۔ لیکن اسے بات سمجھ میں نہ آئی۔ پھر میرے ذہن میں ایک بات آئی لہٰذا اسے تھوڑا اور انداز میں سمجھانے کی کوشش کی۔ میں نے کہا، کیا آپ کے گھر میں واشنگ مشین ہے؟ وہ کہنے لگا، جی ہاں۔ میں نے پوچھا کہ جب کپڑے گندے ہو جاتے ہیں تو تم کیا کرتے ہو؟ وہ کہنے لگا کہ گندے کپڑوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

واشنگ مشین میں ڈالتے ہیں اور پھر اس کے چند چکر دلواتے ہیں۔ جب نکالتے ہیں تو وہ کپڑے پاک صاف ہو چکے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا،

''اللہ تعالیٰ نے بھی انسانوں کے دلوں کو دھونے کی واشنگ مشین بنا دی ہے۔''

اللہ رب العزت کہتے ہیں،

''اے میرے بندو! تم دنیا میں رہ کر اپنے دلوں کو کالا کر لیتے ہو، مخلوق کی محبت میں پھنس جاتے ہو اور دنیا داری میں گرفتار ہو جاتے ہو، تم وہاں سے چھوٹ کر میلے دلوں کے ساتھ آؤ، جب میرے گھر میں پہنچو گے تو بس تمہیں سات چکر لگوائیں گے اور تمہیں بھی دھو کر نکال دیں گے۔'' سبحان اللہ۔

حج کا فلسفہ

اب ذرا حج کا فلسفہ بھی سن لیجئے.... مومن بندہ نے کلمہ پڑھ کر اللہ رب العزت کے ساتھ محبت کا دعویٰ کیا۔ اللہ رب العزت نے اس مومن کو آزمانا چاہا تو طریقہ یہ بنایا کہ پہلے اس کا مالی امتحان لیا جائے تا کہ پتہ چلے کہ وہ محبوب کے کہنے پر مال خرچ کرتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ مومن کو رجب اور شعبان میں زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا کہ جو صاحب نصاب ہیں وہ زکوٰۃ ادا کریں۔ جس جس بندے نے زکوٰۃ ادا کر دی گویا وہ اس اے پیپر (A-Paper) میں سے پاس ہو گیا۔ پھر اللہ رب العزت نے ان کا بی پیپر (B-Paper) لیا۔ وہ رمضان المبارک ہے کہ جس کے ذریعے جسمانی امتحان لیا جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے! تم نے زکوٰۃ ادا کر کے مالی امتحان میں سے کامیابی حاصل کر لی، اب تم ان اوقات میں اپنا کھانا پینا بھی چھوڑ کر دکھاؤ۔ تو جس مومن بندے نے رمضان المبارک کے روزے بھی رکھ لئے وہ بی پیپر میں سے بھی کامیاب ہو گیا۔

دستور یہ ہے کہ جب کوئی امتحان میں سے کامیاب ہوتا ہے تو پھر اس کو انعام بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ملتا ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے مؤمن بندے کو انعام دینے کے لئے اپنے گھر کی طرف بلایا۔ چنانچہ رمضان المبارک کے ختم ہوتے ہی حج کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی عید کے اگلے دن ہی حج کا احرام باندھنا چاہے تو وہ باندھ سکتا ہے...... یہ جو دن گزر رہے ہیں ان کو موسم حج کہتے ہیں۔ ویسے بھی اب تو حجاج جانا شروع ہو گئے ہیں۔ اب عشاق مختلف ملکوں اور مختلف شہروں سے جا رہے ہیں۔ کوئی ہوائی جہاز کے ذریعے اور کوئی بحری جہاز کے ذریعے۔ چونکہ سال میں یہ موقع ایک ہی بار آتا ہے اس لئے اس موقع کی مناسبت سے چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں.... تو مؤمن جب حج کے سفر پر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا کہ اب تم اپنا زیب و زینت کا لباس اتار دو، یہ امیر غریب کا فرق ختم کر دو، شاہ و گدا سب ایک بن جاؤ۔ تم سب ہمارے چاہنے والے ہو۔ لہٰذا دو چادروں میں لپٹ جاؤ اور تلبیہ پڑھتے ہوئے ہمارے گھر کی طرف آؤ۔ چنانچہ انسان اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف جاتا ہے اور وہاں جا کر طواف کرتا ہے، سعی کرتا ہے اور ارکان حج ادا کرتا ہے۔

سفرِ حج کی دشواریوں کی ایک جھلک

ہمارے اکابرین بڑی مشکلات کے ساتھ حج کا سفر کیا کرتے تھے۔ اب تو بڑی آسانیاں ہو گئی ہیں۔ جدہ اتریں تو ائر کنڈیشنڈ بسوں میں سفر کر کے ائر کنڈیشنڈ کمروں میں پہنچ جاتے ہیں۔ فقط سڑکیں ائر کنڈیشنڈ نہیں ہیں باقی سب چیزیں ائر کنڈیشنڈ ہیں، مسجدیں بھی ائر کنڈیشنڈ ہیں۔

ہمارے حضرتؒ فرماتے تھے کہ جب ہم بحری جہاز کے ذریعے حج کو جاتے تھے تو بعض اوقات ہمارا بحری جہاز لنگر انداز ہونے کے بعد ایک ایک مہینہ انتظار میں کھڑا رہتا تھا اور ہم جہاز کے اندر ہوتے تھے..... آج تو جہاز سے اترنے کے بعد دو تین گھنٹے کے اندر ائرپورٹ سے باہر ہوتے ہیں..... پھر جب جدہ سے مکہ مکرمہ جاتے تھے تو پھر اونٹوں

www.besturdubooks.wordpress.com

پیدل سفر کرنا پڑتا تھا۔ کئی مرتبہ اونٹ کا کرایہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ بہر حال ہم اپنا سامان اونٹ پر رکھتے اور خود پیدل چلتے ہوئے ہم جدہ سے مکہ مکرمہ پہنچا کرتے تھے۔ جی ہاں! پہاڑی پر پیدل چڑھتے اور پھر اترتے ..... آج تو پہاڑیوں کو کاٹ کر سیدھا راستہ بنا دیا گیا ہے۔ اب صرف ایک گھنٹہ لگتا ہے..... حضرتؒ فرماتے تھے کہ ہمیں اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی رکھنا ہوتا تھا اور وضو اور غسل کا پانی بھی ساتھ رکھنا پڑتا تھا کیونکہ راستے میں پانی نہیں ملتا تھا۔ کتنی مشقت ہوتی ہوگی۔ آسانیاں تو اب ہوئی ہیں اس سے پہلے بہت زیادہ دشواریاں ہوتی تھیں۔

اس قدر غربت کا عالم.....!!!

اس زمانے میں خود عرب میں رہنے والے لوگوں پر بڑی غربت کا عالم تھا۔ ..... اب تو اللہ رب العزت نے وہاں سونے اور تیل کے ذخائر کھول دیے ہیں جن کی وجہ سے آسانیاں ہوگئی ہیں ..... پہلے دور میں اتنی مشکلات تھیں کہ ہمارے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ جا رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو ایک بوڑھا اعرابی کہیں سے آیا۔ وہ اشارہ کرنے لگا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کچھ کھانے کو دو۔ حضرتؒ نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ ان کے لئے کھانا بنا دو۔ انہوں نے آٹا نکالا تاکہ گوندھ کر روٹیاں پکائیں۔ جب اس بوڑھے نے کچا آٹا دیکھا تو بھوک کی شدت کی وجہ سے اس سے رہا نہ گیا لہٰذا اس نے پانی کا ایک پیالہ بھرا اور اس نے کچا آٹا مٹھی میں لے کر اس میں گھول کر پی لیا اور کہنے لگا کہ اب میں روٹی پکنے کا انتظار کر سکتا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ ان دنوں جب حاجی لوگ پھل کھا کر چھلکے پھینکتے تو مقامی بچے ایک دوسرے کے ساتھ ان چھلکوں کو اٹھانے کے لئے جھگڑا کیا کرتے تھے۔ یہ ۱۹۶۰ء سے پہلے کی بات ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بچے کے دل میں بیت اللہ شریف کی محبت

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے کہ ہم حرم شریف میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک چھوٹا سا بچہ وقتاً فوقتاً ہمارے خیمے میں آتا۔ ہم اسے کھانے کے لیے روٹی دے دیتے اور وہ خوشی خوشی چلا جاتا تھا۔ اس کے بار بار آنے سے ہمیں اس کے ساتھ محبت ہوگئی اور وہ چھوٹا سا بچہ بھی ہم سے مانوس ہوگیا۔ جب ہمارا قیام پورا ہوگیا اور ہمیں آگے سفر پر جانا تھا تو میری اہلیہ نے اس بچے کو بلایا اور کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ چلو تو ہم تمہیں لے چلتے ہیں۔ اس نے کہا: ”کہاں؟“ انہوں نے کہا: ”اپنے ملک میں۔“ وہ کہنے لگا: ”وہاں کیا ہوگا؟“ انہوں نے کہا: ”وہاں گرمی بھی کم ہے، وقت پر کھانا بھی مل جاتا ہے اور پانی بھی مل جاتا ہے۔ تمہیں وہاں ہر سہولت میسر ہوگی، کوئی تنگی نہیں ہوگی، اچھا لباس بھی ملے گا، غرض ہر طرح کی نعمت ملے گی۔ انہوں نے اس کو بڑی سہولیات گنوائیں۔ وہ بچہ سب باتوں کو بڑے غور سے سنتا رہا۔ جب انہوں نے بات مکمل کرلی تو اس وقت بچے نے بیت اللہ شریف کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا کہ کیا یہ بیت اللہ شریف بھی وہاں ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو وہاں نہیں ہوگا۔ یہ سن کر بچہ کہنے لگا کہ اگر یہ وہاں نہیں ہوگا تو مجھے وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تو فقط بیت اللہ کا پڑوس چاہیے..... اللہ اکبر۔

حج محبت والوں کو نصیب ہوتا ہے

حج کا تعلق بندے کی محبت کے ساتھ ہے۔ اگر مال و دولت کی بنیاد پر بندہ حج پر جاسکتا ہوتا تو یہ دنیا کے سب مالدار حاجی بنے ہوتے۔ اکثر مالداروں کو یہ نعمت نصیب ہی نہیں ہوتی۔ بعض لوگ اتنے امیر ہوتے ہیں کہ اگر وہ یہاں سے روزانہ ٹکٹ لے کر بیت اللہ شریف کی زیارت کو جائیں اور عمرہ کرکے آئیں تو وہ روزانہ عمرہ کرسکتے ہیں، گویا وہ

سال کے تین سو پینسٹھ عمرے کر سکتے ہیں مگر ان کو توفیق ہی نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ انہوں نے زندگی میں ایک عمرہ بھی نہیں کیا ہوتا۔ اس کے برعکس کئی غریبوں کو دیکھا کہ جو پیسہ اکٹھے کر کر کے دل کی سچی تمنا کی وجہ سے وہ حج کر آتے ہیں۔ اور جو زیادہ خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس سفر کی سعادت کا سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بغیر اسباب کے بھی یہ سعادت عطا فرما دیتے ہیں۔

ایک گوالے کا سچا جذبہ

جامعہ اشرفیہ میں ایک بزرگ گزرے ہیں، مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ انہوں نے معارف القرآن بھی لکھی۔ وہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ چونکہ وہ ایک فقیہ وقت تھے اس لئے ان کا سنایا ہوا واقعہ سنانے کی جرات کر رہا ہوں۔

لاہور کا ایک گوالا تھا..... گائے بھینس کا دودھ دوہنے والے کو گوالا کہتے ہیں۔..... وہ نوجوان تھا۔ اس کے دل میں حج کرنے کی بڑی طلب تھی۔ چنانچہ جب لوگ حج کر کے واپس آتے تو وہ ان سے بڑے شوق اور محبت کے ساتھ سفرِ حج کے احوال پوچھتا تھا۔ حتیٰ کہ اس نے حج کے موسم میں لوگوں سے پوچھنا شروع کر دیا کہ لوگ حج پر کیسے جاتے ہیں؟ کسی نے اسے بتا دیا کہ حج کے لئے کراچی سے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس نے لوگوں سے پوچھنا شروع کر دیا کہ کراچی کیسے جاتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ اسٹیشن سے جاتے ہیں۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اسٹیشن کہاں سے جاتے ہیں۔ کسی نے اس کو اسٹیشن پہنچا دیا۔ اب وہاں اسٹیشن سے پوچھتا پھر رہا تھا کہ مجھے کراچی جانا ہے، کراچی کیسے جاتے ہیں۔ وہ کئی دنوں تک لاہور اسٹیشن پر پھرتا رہا۔ بالآخر ٹرین کے ایک کنڈیکٹر گارڈ نے سوچا کہ یہ بے چارہ کئی دنوں سے پھر رہا ہے لہٰذا اس کے ساتھ کچھ تعاون کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے گوالے سے کہا کہ تم میرے ساتھ ٹرین میں بیٹھ جاؤ میں تمہیں کراچی لے جاتا ہوں۔ اس طرح وہ ٹرین کے ذریعے کراچی پہنچ گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کراچی ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر اس نے پھر پوچھنا شروع کر دیا کہ مجھے حج پر جانا ہے، کیسے جاؤں۔ کسی نے اسے حاجی کیمپ جانے کا راستہ بتا دیا اور وہ حاجی کیمپ چلا گیا۔ وہاں تو پورا شہر آباد ہوتا ہے۔ لوگ روزانہ بحری جہاز پر سوار ہو کر جا رہے ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگوں کو سوار ہو کر جاتے دیکھتا تو اس کے جذبات کے سمندر میں اور زیادہ جوش آجاتا..... اگرچہ اس کے پاس سفر کے وسائل نہیں تھے، نہ ٹکٹ تھا، نہ پاسپورٹ تھا اور نہ ہی پیسے تھے مگر اس کے دل میں حج کرنے کا سچا جذبہ موجود تھا..... چنانچہ وہ وہاں بھی یہی کہتا رہا کہ مجھے حج پر جانا ہے۔

ایک دن اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ جو حاجیوں کا سامان جہاز پر لے جانے والے قلی ہیں ان کی ایک مخصوص وردی ہے اور ان کو اوپر جانے کی اجازت ہے، لہٰذا مجھے کسی قلی سے دوستی لگانی چاہیے۔ چنانچہ اس نے ایک قلی سے دوستی لگا لی اور اسے کہا، بھئی آپ اپنی وردی مجھے دے دیں میں بھی حاجیوں کا سامان اوپر پہنچاؤں گا۔ جب سامان ختم ہو جائے گا تو میں اپنے کپڑے پہن کر آپ کی وردی واپس بھیج دوں گا۔ میرا بھی کام بن جائے گا اور آپ کی وردی بھی واپس آ جائے گی۔ چنانچہ اس قلی نے اسے اپنی وردی دے دی اور وہ سامان اٹھانے کے بہانے اس جہاز پر آتا جاتا رہا۔ جب سارا سامان ختم ہو گیا تو وہ ادھر ہی کہیں چھپ گیا اور اپنے کپڑے پہن کر قلی کی وردی واپس بھجوا دی۔ اب وہ وہیں پر ادھر ادھر وقت گزارتا رہا۔ وہاں تو ایک جہاز میں ہزاروں لوگ ہوتے ہیں کیا پتہ چلے کہ کون کیا ہے..... اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت تھی کہ پاسپورٹ اور ٹکٹ کے بغیر وہ جذبات کے گھوڑے پر سوار ہو کر اللہ کا گھر دیکھنے جا رہا تھا..... لوگ تو اپنے کمروں میں بستروں پر سوتے اور وہ بے چارہ بیٹھ کر وقت گزار لیتا۔

اس نے جہاز میں ایک بندے کے ساتھ واقفیت پیدا کر لی اور اسے کہا کہ بھائی! جب جدہ آئے تو مجھے بتا دینا۔ چنانچہ جب جدہ شہر کی روشنیاں سامنے نظر آنے لگیں اور بحری جہاز ساحل کے قریب پہنچ گیا تو اس آدمی نے کہا، وہ دیکھو جدہ آ گیا ہے۔ اس آدمی

نے دیکھا کہ وہ نوجوان جہاز کے عرشے کے اوپر چڑھ اور کھڑے ہو کر اس نے سمندر کے اندر چھلانگ لگا دی۔ اسے تیرنا تو آتا نہیں تھا چنانچہ جب وہ نیچے گیا تو پھر اوپر ابھر ہی نہ سکا۔ جب اس آدمی نے دیکھا کہ یہ تو نظر ہی نہیں آ رہا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ نوجوان ڈوب گیا ہے اور اس نے دل میں سوچا کہ اچھا، اللہ کو یہی منظور تھا۔

جب اس آدمی نے حج کیا اور طواف زیارت کے بعد حرم شریف سے باہر نکل رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ گوالا بھی حرم شریف سے باہر نکل رہا ہے اور اس نے عربوں جیسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اس نے اس سے پوچھا، کیا آپ وہی ہیں جس نے سمندر میں چھلانگ لگائی تھی؟ وہ کہنے لگا، ہاں میں وہی ہوں۔ وہ وہاں ایک دوسرے کو خوب ملے۔ اس نے گوالے سے پوچھا کہ سناؤ تمہارے ساتھ کیا بیتی؟ اس نے کہا، میرے ساتھ چلو میں تمہیں آگے جا کر بتاؤں گا۔ چنانچہ وہ آدمی اس کے ساتھ چل پڑا۔ جب وہ باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک بالکل نئی کار کھڑی ہے اور ڈرائیور انتظار کر رہا ہے۔ گوالا کار کے اندر بیٹھا اور ساتھ اس آدمی کو بھی بٹھا لیا اور ڈرائیور ان کو ایک مکان کی طرف لے گیا جو بالکل نیا بنا ہوا تھا۔ اندر جا کے دیکھا کہ کوٹھی سجی ہوئی ہے۔ گوالے نے اسے ایک جگہ پر بٹھا دیا اور نوکر سے کہا کہ مہمان کے لئے کھانے پینے کی کوئی چیز لے آؤ۔ چنانچہ وہ مشروبات اور پھل لے آیا۔ اس آدمی نے حیران ہو کر پوچھا، بھئی! مجھے بتاؤ کہ قصہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں تمہیں قصہ بعد میں بتاؤں گا، پہلے یہ دیکھو کہ یہ کار بھی میری ہے، ڈرائیور بھی میرا ہے اور مکان بھی میرا ہے۔ اس نے پوچھا کہ بھئی! یہ سب کچھ تمہیں کیسے مل گیا؟

وہ کہنے لگا کہ ہے تو یہ راز کی بات، لیکن چونکہ تم میرے محرم راز ہو اس لئے میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ کہنے لگا کہ میرے دل میں اللہ کا گھر دیکھنے کا بہت شوق تھا اور اس شوق اور محبت میں میں نے یہ حیلہ کیا۔ جب میں جدہ پہنچا تو میں نے کہا، اے اللہ! بس میں تیرا گھر دیکھنے کے لئے آ گیا ہوں لہٰذا اب اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں نے چھلانگ لگا دی۔ مجھے تیرنا تو آتا نہیں تھا، بس ایسے ہی ہاتھ پاؤں مارتا

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مجھے لہریں خود ہی دھکیل دھکیل کر ساحل کی طرف لے جاتی رہیں، میرے اندر بھی پانی چلا گیا اور میرے ہوش بھی اڑ گئے۔ جب میں ساحل پر پہنچا تو نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ میں باہر نکلا اور وہیں لیٹ گیا۔ جب اٹھا تو صبح تہجد کا وقت تھا میں نے ادھر ادھر دیکھا تو باہر جانے کے سب راستے بند تھے۔ ساحل کے ساتھ گرل لگی ہوئی تھی اور آگے دروازہ بند تھا۔ میں وہیں گرل کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس گرل کے دوسری طرف کوٹھی نما ایک گھر ہے اور اس گھر کے صحن میں ایک گائے بندھی ہوئی ہے۔ دو آدمی اس گائے کا دودھ نکالنے کے لئے آئے مگر گائے ان سے مانوس نہیں تھی جس کی وجہ سے قابو میں نہیں آ رہی تھی۔ جب وہ دودھ نکالنے کے لئے بیٹھے تو گائے نے انھیں ٹکریں مار دیا۔ وہ بڑی مصیبت میں گرفتار تھے۔ ایک آدمی گائے کو پکڑتا اور دوسرا تھن کو ہاتھ لگاتا تو گائے بھاگ کر دوسری طرف چلی جاتی تھی۔ وہ تقریباً آدھا گھنٹہ اس کے ساتھ کشتی کرتے رہے۔ میرا تو کام ہی یہی تھا۔ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے انہیں اشارہ کیا کہ اگر مجھے کہو تو میں اس کا دودھ نکال دیتا ہوں...... وہ تو عربی بولتے اور میں اردو، مجھے اس لئے ان کو اشارے سے ہی دودھ نکال دینے کی پیشکش کی...... انہوں نے کہا آؤ۔ میں نے کہا کہ یہ جنگلہ ہے، میں تو نہیں آ سکتا۔

اب بعد میں پتہ چلا کہ وہ کوٹھی اس Sea Port (سی پورٹ) کے ڈائریکٹر کی تھی۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ ڈاکٹروں نے اسے ہدایت کی ہوئی تھی کہ اپنے بیٹے کو گائے کا دودھ پلایا کریں...... اس زمانے میں فیڈر کی بات نہیں ہوتی تھی...... اس نے اسپیشل اپنے بیٹے کے لئے وہ گائے رکھی ہوئی تھی۔ گائے کے اندر دودھ تو ہوتا تھا مگر وہ اسے نکالنے نہیں دیتی تھی جس کی وجہ سے ڈائریکٹر اور اس کی بیوی کو بڑی پریشانی تھی کہ بچے کو دودھ پورا نہیں ملتا...... اب جب میں نے کہا کہ میں گائے کا دودھ نکال دیتا ہوں تو ان دونوں نے جا کر ڈائریکٹر سے کہا کہ یہاں جنگلے کے اندر مسافروں میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہیں دودھ نکال دیتا ہوں۔ اس نے کہا، یہ چابی لو اور جا کر اسے سنبھال آؤ۔ وہ گیٹ کا تالا کھول کر میرے پاس آئے اور مجھے ڈائریکٹر صاحب کے پاس لے گئے۔ جب میں نے گائے کو ذرا ہاتھ پھیرا اور اسے پیار کی بات کہی تو وہ مانوس ہو گئی، میں نے نیچے بیٹھ کر اس کو تھوڑی دیر میں دودھ نکال کر دے دیا۔

جب ڈائریکٹر کی بیوی نے دیکھا تو وہ بڑی خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ آج تو میرا بیٹا سارا دن دودھ پیئے گا۔ پھر وہ کہنے لگی کہ اس بندے کو نہیں جانے دینا۔ جب ڈائریکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ میں تو پاکستان سے حج کرنے آیا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ ہم تمہیں واپس نہیں جانے دیں گے، اس لئے کہ تم اچھا دودھ نکالتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں دودھ تو نکال دیا کروں گا لیکن میں نے حج بھی کرنا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ تم فکر نہ کرو ہم تمہیں حج بھی کروا دیں گے۔ دوسرے دن اس کی بیوی نے اپنے والد کو فون کیا اور اسے ساری تفصیل بتا دی۔ اس کے والد نے دو سو گائے بھینسوں کا باڑہ بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ جب اس نے یہ بات سنی تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ہمیں تو خود ایسے ٹرینڈ بندے کی ضرورت ہے۔ بعد میں اس نے ڈائریکٹر صاحب کو فون کیا اور کہا کہ اس بندے کو میرے پاس بھیج دو۔ اس نے کہا، جی بہت اچھا، میں بھیج دیتا ہوں۔ چنانچہ ڈائریکٹر صاحب نے مجھے اپنی گاڑی میں بٹھایا اور اپنے سسر صاحب کے گھر پہنچا دیا۔ اس کے سسر نے مجھے کہا کہ میں تمہیں یہاں رکھتا ہوں، تمہارے ذمے یہ کام ہے کہ تم صبح و شام میری گائے بھینسوں کا دودھ نکال دیا کرو گے۔ جب دودھ دوہنے کا وقت آیا تو میں نے اس کو بیس پچیس گائے بھینسوں کا دودھ منٹوں کے حساب سے نکال دیا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ اتنا دودھ بھی نکل سکتا ہے۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ بس اب تم نے یہیں رہنا ہے اور میں نے اسے کہا کہ مجھے حج پر جانا ہے۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد یہی کہتا کہ بس اب تم نے یہیں رہنا ہے لیکن میں جواب میں یہی کہتا کہ مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

حج پر جانا ہے۔ میں تین دن وہاں رہا اور تینوں دن وہ مجھے بار بار یہی کہتا کہ تم نے یہیں رہنا ہے اور میں اسے کہتا کہ مجھے حج پر جانا ہے۔ تیسرے دن وہ کہنے لگا، میاں! ہم تجھے حج بھی کروائیں گے لیکن تو نے رہنا یہیں ہے۔ میں نے کہا کہ بس حج تو کروں گا لیکن باقی باتیں بعد میں کریں گے۔

اس نے مجھے حج بھی کروا دیا ہے۔ حج کرنے کے بعد میں نے اسے کہا کہ میرا حج ہو گیا ہے اب مجھے گھر واپس جانا ہے۔ وہ کہنے لگا، نہیں تو نے یہیں رہنا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے تو بیوی بچے وہاں ہیں۔ اس نے کہا، فکر نہ کرو، میں نے ایک نیا گھر بنایا ہے۔ وہ گھر میں تجھے دیتا ہوں، یہ میری نئی گاڑی ہے، یہ بھی تجھے دیتا ہوں اور یہ ڈرائیور ہے یہ بھی میں تجھے دیتا ہوں۔ اب تم اپنے بیوی بچوں کے نام اور ایڈریس بتا دو، میں پیغام بھیج دیتا ہوں اور آنے والے جہاز میں تمہارے بیوی بچے بھی پہنچ جائیں گے۔ پھر ایک حج کیا ہر سال حج کرتے رہنا۔ اب ایک ہفتے بعد میرے بیوی بچے بھی میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ میں نے حج بھی کر لیا ہے، اللہ نے گھر بھی دے دیا ہے اور گاڑی بھی دے دی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر کو دیکھنے کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی نعمتیں بھی عطا کر دی ہیں۔ اب میں یہیں رہوں گا اور ہر سال بیت اللہ شریف کا حج کروں گا..... سبحان اللہ! ہم سے تو وہ گوالا اچھا کہ اس نے دودھ نکالنے کی برکت سے بیت اللہ شریف دیکھ لیا۔ سچ ہے کہ جب جذبہ سچا ہو تو پھر بات بھی بن جاتی ہے۔

حضرت مدنیؒ کا سچا جذبہ

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے پاس سفر حج کا خرچ نہیں تھا لیکن ان کا جذبہ بہت تھا کہ میں حج کو جاؤں۔ جب ذوالحجہ کے دن شروع ہوتے تو وہ روزانہ کھانا کھاتے ہوئے یاد کرتے کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو حج پر جا چکے ہیں اور میں یہیں پر ہوں۔ یہ خیال آتے ہی ان کو کھانا اچھا نہیں لگتا تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

رات کو نیند نہ آتی۔ کئی مرتبہ آسمان کی طرف دیکھتے اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہتے معلوم نہیں عشاق کیا کر رہے ہوں گے۔ یعنی جو حج پہ جا چکے ہوتے ان کو وہ اللہ کے عاشق کہتے تھے۔ وہ بار بار یہی کہتے تھے،

۔ معلوم نہیں عشاق کیا کر رہے ہوں گے

۔ کوئی طواف کر رہا ہوگا،

۔ کوئی مقام ابراہیم پہ سجدے کر رہا ہوگا،

۔ کوئی غلاف کعبہ پکڑ کر دعا مانگ رہا ہوگا،

۔ کوئی ملتزم سے لپٹ کر اللہ کے حضور اپنی فریاد پیش کر رہا ہوگا۔

ان کے لئے ذوالحجہ کے یہ دس دن گزارنے مشکل ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ جذبہ اتنا پسند آیا کہ رب کریم نے ان کے لئے حرمین شریفین کے دروازے کھول دیئے اور انہوں نے اٹھارہ سال مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کر حدیث پاک کا درس دیا۔ کہاں جانے کو ترستے تھے اور کہاں مسجد نبوی ﷺ کے محدث بنے...... اللہ اکبر۔

مسجد نبوی میں درس حدیث دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی نسبت عطا فرمائی کہ،

...... پیدا ہوئے انڈیا میں،

...... پلے بڑھے انڈیا میں،

...... تعلیم پائی انڈیا میں،

...... خویش قبیلہ انڈیا میں،

...... زندگی گزاری انڈیا میں،

...... دفن ہوئے انڈیا میں۔

لیکن اللہ رب العزت نے حسین احمد کے ساتھ مدنی کا لفظ لگا دیا۔ آج اگر کوئی نام

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ لے اور فقط یہ کہہ دے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا تو لوگ مدنی کے لفظ سے ان کی پہچان کر لیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

محبتِ بلالی رضی اللہ عنہ کی ضرورت

اگر دل میں تڑپ ہو تو اللہ تعالیٰ سب مشکلوں کو آسان کر دیتے ہیں۔ محبت کے بغیر یہ کام آگے نہیں بڑھتا۔ اور محبت بھی بلالی چاہیے۔..... سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کیسی محبت تھی؟..... جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پردہ فرما لیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دل میں سوچا کہ پہلے اذان دیتا تھا تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا کرتا تھا، اب اگر اذان دوں گا اور دیدار نہیں کر سکوں گا تو پھر میں تو زندہ ہی نہیں رہوں گا۔ چنانچہ مدینہ طیبہ سے ہجرت کر کے شام چلے گئے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اذان دی ہے۔

(۱)..... ایک اذان تو اس وقت دی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت المقدس فتح ہوا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات آئی کہ آج سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس قبلہ اول میں سنیں۔ چنانچہ انہوں نے فرمائش کی کہ بلال! آج بیت المقدس میں اذان دیجئے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس میں اذان دی مگر صحابہ کرامؓ کی حالت یہ تھی کہ مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے۔

(۲)..... ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"بلال! یہ کتنی سرد مہری ہے کہ تم ہمیں ملنے ہی نہیں آتے۔"

یہ سنتے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے اسی وقت اپنی بیوی کو جگایا اور کہا کہ میں بس اسی وقت رات کو ہی سفر کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اپنی اونٹنی پر روانہ ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے۔ مدینہ طیبہ پہنچے تو سب سے پہلے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام پیش کیا۔ اس کے بعد مسجد نبوی میں نماز پڑھی۔ دن ہوا تو صحابہ کرامؓ کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ آج ہم بلال رضی اللہ عنہ کی اذان پھر سنیں۔ چنانچہ کئی صحابہ نے ان کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا کہ جی میں نہیں سنا سکتا کیونکہ میں برداشت نہیں کر سکوں گا۔ مگر ان میں سے بعض حضرات نے حسنین کریمینؓ سے کہہ دیا کہ آپ بلال رضی اللہ عنہ سے فرمائش کریں۔ ان کا اپنا بھی دل چاہتا تھا۔ چنانچہ شہزادوں نے فرمائش کی کہ ہمیں اپنے نانا کے زمانے کی اذان سنی ہے۔ اب یہ فرمائش ایسی تھی کہ بلال رضی اللہ عنہ کے لئے انکار کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ چنانچہ یہ دوسرا موقع تھا جب بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے لگے۔ جب انہوں نے اذان دینا شروع کی اور صحابہ کرامؓ نے وہ اذان سنی جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں سنا کرتے تھے تو ان کے دل ان کے قابو میں نہ رہے۔ حتی کہ گھروں کے اندر جو مستورات تھیں جب انہوں نے وہ آواز سنی تو وہ بھی روتی ہوئی اپنے گھروں سے باہر نکلیں اور مسجد نبوی کے باہر ہجوم لگ گیا۔ عجیب بات یہ تھی کہ ایک عورت نے بچے کو اٹھایا ہوا تھا اور وہ چھوٹا سا بچہ اپنی ماں سے پوچھنے لگا "اماں! بلال رضی اللہ عنہ تو کچھ عرصے کے بعد واپس آگئے ہیں یہ بتاؤ کہ نبی علیہ السلام کب واپس آئیں گے؟"

اس بات کو سن کر صحابہ کرامؓ مچھلی کی طرح تڑپ اٹھے..... اللہ اکبر..... یہ محبت تھی۔ جب دل میں بلالی رضی اللہ عنہ محبت ہو تو پھر اللہ رب العزت راستے ہموار کر دیا کرتے ہیں۔

بیت اللہ شریف کی برکت کا ایک حیرت انگیز واقعہ

بیت اللہ شریف کی برکت کا ایک واقعہ ابھی یاد آیا ہے۔ وہ بھی آپ کو سناتا چلوں ایک نوجوان کسی فیکٹری میں ہمارے ساتھ کام کرتا تھا۔ وہ اتنا خوبصورت تھا کہ اسے دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا تھا۔ اس کے نقش نین، اس کا قد اور اس کا ڈیل ڈول قابل دید تھا اور اس کی چھاتی ایسی باڈی بلڈر کی طرح تھی کہ اگر اس کے سینے پر پانی کا گلاس رکھتے تو

وہ بھی ٹھہر سکتا تھا۔ جب وہ چلتا تو پتہ چلتا تھا کہ ایک نوجوان چل کے آ رہا ہے۔ جہاں اس کی Personality (شخصیت) خوبصورت تھی، وہاں اللہ تعالیٰ نے اسے مال و متاع بھی بڑا دیا تھا۔ وہ کئی مربع زرعی زمین کا وارث تھا۔ اس کا ایک اور بھائی بھی تھا جو میجر تھا۔ وہ نوجوان یونیورسٹی کے ماحول میں جا کر دہریہ بن گیا تھا۔

جب ہمیں پتہ چلا کہ وہ دہریہ ہے تو ہمیں تشویش ہوئی۔ میں نے اپنے ساتھ والے انجینئرز سے کہہ دیا کہ آپ لوگوں نے اس سے کوئی بحث نہیں کرنی۔ البتہ جب بھی کوئی بات ہوئی تو یہ عاجز فقیر ہی اس سے بات کرے گا۔ چونکہ ہم دونوں کا ایک ہی Status (عہدہ) تھا اس لئے وہ میرے ساتھ ذرا حساب سے بات کرتا تھا۔

اس نے طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ کسی سے کہتا، یار! جس طرح تم اللہ سے ڈرتے ہو میں نہیں ڈرتا۔ کبھی کچھ کہتا اور کبھی کچھ..... کوئی ملازم آ کر کہتا، جی مجھے چھٹی چاہیے۔ وہ پوچھتا، کیوں؟ وہ بتاتا کہ مجھے جماعت کے ساتھ جانا ہے۔ وہ آگے سے کہتا، اچھا اچھا، تم جہالت پھیلانے جا رہے ہو۔

ایک دن اس نے آ کر انجینئرز سے یہ کہا، یار! میں آج جنازہ پڑھنے گیا تھا۔ میں نے کئی قبروں کو ہاتھ لگا کر دیکھا لیکن مجھے تو ان میں سے کوئی بھی گرم محسوس نہیں ہوئی۔ اس طرح وہ Taunt (ملامت) کرتا تھا۔ ان حالات کے پیش نظر ہم اس کی ہدایت کے لئے دعا بھی کیا کرتے تھے اور اس انتظار میں بھی تھے کہ کسی مناسب وقت میں اس سے بات کریں گے۔

ایک دن اس نے بتایا کہ میری والدہ نے میری شادی کا پروگرام بنایا ہے۔ ہم نے کہا، بہت اچھا۔ جب اس نے یہ بات ظاہر کی تو ادھر ادھر سے Proposals (تجاویز) آنی شروع ہو گئیں..... کبھی کرنل کی بیٹی کے لئے ڈیمانڈ آتی تو کبھی جرنل کی بیٹی کے لئے ..... کبھی لیڈی ڈاکٹر کے لئے ڈیمانڈ آتی تو کبھی پروفیسر کے لئے ..... ہم حیران تھے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے پاس ایک مہینے میں ایک سونو (۱۰۹) رشتے آئے کیونکہ جو بندہ بھی اس کو دیکھتا اس کا جی چاہتا کہ ہمارے قریب ہی کہیں اس کا رشتہ ہو جائے۔ اس نے مجھ سے مشورہ کیا کہ اب میں کیا کروں؟ میں نے کہا، جی آپ سب کو پڑھ لیں کہ یہ کیسے کیسے لوگ ہیں، پھر ان میں سے جو پانچ دس آپ کو مناسب نظر آئیں ان سے ملاقات کر لیں، اس کے بعد آپ کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ اس نے کہا، ٹھیک ہے۔

اسی بات چیت کے دوران میں نے اسے کہا، جی آپ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی جرأت والی گفتگو نہ کیا کریں کیونکہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ وہ کہنے لگا، آپ کہتے ہیں تو میں آئندہ ایسی کوئی بات نہیں کروں گا ویسے میں اتنا ڈرتا نہیں ہوں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو میں نے اس سے کہا، اچھا! پھر میری بات بھی سن لیں کہ اب آپ ذرا تیار ہو جائیں کیونکہ جو اللہ تعالیٰ پر اتنی جرأت کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے تگنی کا ناچ نچا دیتے ہیں...... جو باتوں سے نہیں مانتا وہ لاتوں سے مانتا ہے اور آپ تو اب باتوں کی حد کراس کر گئے ہیں ...... وہ کہنے لگا، ٹھیک ہے، آپ بھی یہیں ہیں اور میں بھی یہیں ہوں۔ میں نے بھی کہا،

فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ

[پس تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں]

دوسرے تیسرے دن ہمیں اطلاع ملی کہ وہ موٹر سائیکل پر جا رہے تھے۔ اس کا اچانک ایکسیڈنٹ ہوا ہے، اس کو چوٹیں تو آئی ہیں مگر اتنی Serious نہیں، اسی وجہ سے وہ آج چھٹی پر ہے۔ ہم اس کی طبع پرسی کے لئے اس کی رہائش گاہ پر گئے۔ ہم نے اس سے پوچھا، جی آپ کا ایکسیڈنٹ کیسے ہوا؟ وہ کہنے لگا، بس اچانک ہی ایکسیڈنٹ ہوا۔ سڑک بالکل صاف تھی، میں تو آرام سے موٹر سائیکل چلاتے ہوئے جا رہا تھا، آنکھوں کے سامنے اچانک اندھیرا سا آیا اور میری موٹر سائیکل نیچے گر گئی۔

دو چار دن بعد اطلاع ملی کہ وہ پیدل چل رہا تھا کہ اچانک نیچے گر گیا۔ اس نے

www.besturdubooks.wordpress.com

لاہور جا کر اپنا چیک اپ کروایا تو انہوں نے اس کا علاج شروع کر دیا۔ علاج کرتے کرتے کسی نے بتایا کہ اس کے Nerve System (عصبی نظام) میں کوئی خرابی ہے لہٰذا اس کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ اسکے بھائی نے تو بریگیڈیئر جنرل ڈاکٹروں کا ایک پینل بنوایا۔ وہ سب کے سب باہر سے پڑھ کر اور تجربہ کر کے آئے تھے۔ انہوں نے نوشہرہ میں ایک فوجی ہسپتال میں اس کا آپریشن کیا۔ آپریشن آٹھ گھنٹوں میں مکمل ہوا۔ جب وہ واپس آیا تو کچھ دنوں کے بعد اس کی طبیعت تھوڑی سی ٹھیک ہوئی۔ اس کے بعد پتہ چلا کہ اب اس کو بخار ہو گیا ہے۔ بخار کا افاقہ ہوا تو پھر اس نے دفتر آنا شروع کر دیا۔

ایک دن اس نے مجھے بتایا کہ مجھے تو چیزیں دو دو نظر آ رہی ہیں۔ یعنی وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میری آنکھیں ایک چیز نہیں دیکھ رہیں بلکہ ان کا Focus (مرکز) ختم ہو چکا ہے، اب ہر آنکھ علیحدہ علیحدہ چیز دیکھ رہی ہے۔ اس طرح اس کو ایک کی بجائے دو بندے نظر آنے لگے...... سلام اس کو کرے یا اس کو کرے...... ایسا بندہ کارخانے میں کس طرح کام کر سکتا تھا۔ لہٰذا وہ گویا بیٹھ ہی گیا۔

ابھی دو چار دن ہی گزرے تھے کہ اس کے ہاتھوں سے پسینہ بہنا شروع ہو گیا۔ اتنا پسینہ کہ اگر وہ ہاتھوں کا رخ نیچے کرتا تو پانی کے قطرے نیچے ٹپک رہے ہوتے تھے۔ وہ تین تین چار چار تولیے اپنے پاس رکھتا تھا۔ وہ ایسے گیلے ہو جاتے جیسے وہ دھوئے ہوں۔ ایک ابھی خشک نہیں ہوتا تھا کہ اگلا تولیہ پھر گیلا ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے لئے کسی کاغذ پر سائن کرنا مشکل ہو گیا۔ وہ عجیب مصیبت میں مبتلا تھا۔

ہم نے اسے کہا کہ یہ خدا کا ایک غیبی نظام ہے جو حرکت میں آ گیا ہے۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ اپنے رب کو تسلیم کرو اور معافی مانگو ورنہ تمہیں چھوڑوں گے۔ وہ ہنس کے ٹال دیتا اور کہتا کہ

......زندگی میں صحت بیماری تو ہوتی ہی رہتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

......کیا مسلمان بیمار نہیں ہوتے؟

......کیا کافر کی صحت نہیں ہوتی؟

ہم نے کہا ٹھیک ہے اور دیکھ لو۔

اس کے بعد اسے بخار ہو گیا اور وہ لمبی چھٹی پر گھر چلا گیا۔ ایک مہینے کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ وہ تو اپنی زندگی کے بالکل آخری لمحات میں ہے۔ ہم سر گودھا میں اس کے گھر اس کی عیادت کے لئے گئے۔ میں نے اس بندے کو جا کر دیکھا تو وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا۔ اس کا وزن چالیس کلو کے قریب رہ گیا ہو گیا...... اس کو کمزوری اتنی ہو چکی تھی کہ وہ اپنی کروٹ بھی خود نہیں بدل سکتا تھا۔ اس کی امی اس کو کروٹ بدلواتی تھی...... وہ اپنے ہاتھ سے روٹی بھی نہیں کھا سکتا تھا...... وہ اپنے کپڑے بھی نہیں بدل سکتا تھا...... ذرا سوچئے کہ وہ کیسا ہو گیا ہو گا۔ اس کی جوانی بھی ہم نے دیکھی تھی اور اس کا یہ حال بھی ہم نے دیکھا۔

اس کی حالت دیکھ کر مجھے دل میں بہت ہی دکھ ہوا۔ میں نے اس سے کہا کہ ہم آپ کے علاج کی کوئی تجویز بناتے ہیں، ہم آپ کو باہر ملک بھجوائیں گے، مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ صحت مند ہو جائیں گے، کیا آپ واپس آتے ہوئے عمرہ کر کے آئیں گے؟ اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

انڈسٹری کے جو بڑے تھے ان کے ساتھ اس عاجز کا محبت کا ایک تعلق تھا۔ چنانچہ میں نے واپس آ کر انہیں کہا، جی دیکھیں کہ وہ جوان آدمی ہے، دنیا میں جہاں کہیں بھی اس بیماری کا علاج ہو سکتا ہے آپ اس کو وہاں بھیجیں اور اس کا خرچہ ادا کریں۔ انہوں نے کہا، ٹھیک ہے، میں آپ کے ذمے کر دیتا ہوں، آپ ٹکٹیں بنوائیں اور ان کو بھیجیں، میں ساری Payment (ادائیگی) کر دوں گا۔

ہم نے فوراً World Health Organization (عالمی ادارہ صحت) کو

خط لکھا کہ یہ بیماری ہے، پوری دنیا میں اگر کہیں اس بیماری کا علاج ہو سکتا ہے تو ہمیں بتائیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس بیماری کا علاج کینیڈا میں فقط ایک ڈاکٹر کے پاس ہے اور اس کے پاس اب تک صرف نو مریض ٹھیک ہوئے ہیں۔ ہم نے ان سے رابطہ کیا۔ اس ڈاکٹر نے بتایا کہ میری بیوی بھی اس مرض میں مبتلا تھی، میں نے دن رات محنت کی اور وہ صحت مند ہو گئی۔ اس وقت تک میرے پاس نو مریض ٹھیک ہو چکے ہیں، اگر آپ بھی آنا چاہتے ہیں تو آجائیں، اتنا اتنا خرچہ ہو گا۔

ہم نے جہاں اس کی کینیڈا کے لئے ٹکٹیں بنوائیں وہاں ساتھ اس کے بھائی کی بھی بنوالیں کیونکہ وہ خود تو جا نہیں سکتا تھا۔ اللہ کی شان کہ جب اس عاجز نے ان کی ٹکٹیں بنوائیں تو واپسی سعودی عرب کے ذریعے بنوائیں۔ ہم نے اس کے بھائی سے کہہ دیا کہ دیکھو، اس نے عمرہ کرنے کے لئے ہاں کی ہوئی ہے لہٰذا آپ واپسی پر خود بھی عمرہ کرنا اور اس کو بھی ساتھ عمرہ کروانا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ جب وہ واپس آیا تو جیسے ہم توقع کر رہے تھے کہ وہ وہاں علاج کروا کے صحت مند ہو جائے گا، اسی طرح وہ کافی صحت مند واپس آیا اور ملا۔ وہ تھوڑی دیر بیٹھا تو کہنے لگا،

”نماز کا وقت ہو گیا ہے۔“

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا، خیر تو ہے۔ وہ کہنے لگا، نماز کے لئے تیاری کر لیں۔ میں نے کہا کہ نماز کے لئے تو ابھی آدھا گھنٹہ باقی ہے۔ اس وقت میں آپ ہمیں اپنے سفر کی روئیداد سنا دیں، اس کے بعد انشاء اللہ نماز بھی پڑھیں گے۔ اب اس نے اپنی روئیداد خود سنائی۔

وہ کہنے لگا کہ جب میں یہاں سے کینیڈا گیا تو ڈاکٹر نے مجھے مشین پر لٹا دیا۔ میرے ساتھ کمپیوٹر مشینیں جوڑ دیں اور لیبارٹری میں پتہ نہیں کہ کیا کچھ تھا۔ میری ہر چیز مانیٹر ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

رہی تھی ۔ Gravous Misthenea بیماری نکلی ۔ اس نے میرا پورا خون Centrifugal Machine (سینٹری فیوجل مشین) کے ذریعے نکال کر اس کو صاف کیا اور بیماری کا Plazma (پلازما) نکال کر باقی واپس کر دیا ۔ اس نے ایک دفعہ بھی ایسا کیا اور پھر کئی دن بعد دوسری مرتبہ کیا اور پھر کئی دن بعد تیسری مرتبہ کیا ۔ جب وہ تین دفعہ اس طرح کر چکا تو اس نے میرے بھائی کو بلایا اور کہا،

”بھئی! آپ کے بھائی کی زندگی کے چند دن ہی ہیں، بچنے کی امید نہیں ہے۔“

بھائی نے پوچھا، وہ کیسے؟

اس نے کہا، ”میں نے جتنے مریضوں کا علاج کیا، ان کے لئے میں نے صرف ایک ایک مرتبہ یہ طریقہ اپنایا اور وہ سب ٹھیک ہو گئے جب کہ یہاں تین دفعہ یہ طریقہ استعمال کر چکا ہوں لیکن ٹھیک نہیں ہوا۔“

میرے بھائی نے کہا، ”ڈاکٹر صاحب! جب آپ کی طرف سے جواب ہے تو بجائے اس کے کہ میں بھائی کی لاش لے کر واپس جاؤں، اسے زندہ ہی لے جاتا ہوں تا کہ بیوی بچے ایک نظر دیکھ لیں۔“

اس نے کہا، ہاں لے جاؤ...... اس طرح ہم وہاں سے بغیر علاج کے واپس آ گئے۔

جب جدہ پہنچے تو وہاں سے اگلی فلائیٹ نہیں ملتی تھی ۔ میرے بھائی نے کہا، جی میرے ساتھ مریض ہے، انہوں نے کہا، جو مرضی ہے ۔ اس وقت ساری فلائیٹس بک ہیں اور آپ لوگوں کو یہاں دو دن انتظار کرنا پڑے گا ۔ میرے بھائی نے کہا، میرے ساتھ بہت ہی Serious مریض ہے ۔ انہوں نے کہا، مریض ہے تو ہم کیا کریں، ہم اتنا کر سکتے ہیں کہ ہم آپ کو ٹرانزٹ کا ویزہ دے سکتے ہیں تا کہ آپ ائیر پورٹ سے شہر چلے جائیں اور وہاں دو دن ٹھہر کر واپس چلے جائیں ۔ وہ کہنے لگے کہ اس طرح ہم جدہ شہر میں آ گئے۔

شہر میں پہنچ کر بھائی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں آپ کو وہاں لے جاؤں جہاں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ نے ان سے وعدہ کیا تھا۔ میں نے کہا، ٹھیک ہے لے جاؤ۔ چنانچہ بھائی مجھے مکہ مکرمہ لے کر چلے گئے اور میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ بیت اللہ شریف کو دیکھا۔

وہ کہنے لگا کہ بیت اللہ شریف کو دیکھ کر میرے دل پر عجیب سا اثر ہوا۔ .. اب دیکھئے کہ وہ مسلمان نہیں تھا بلکہ دہریہ تھا اور خدا کے وجود کو نہیں مانتا تھا، اس بندے کی یہ حالت تھی...... اس نے کہا کہ میرے دل میں کچھ عجیب سی کیفیت بنی اور میں نے بیٹھے بیٹھے دعا مانگی...... ذرا توجہ فرمایئے گا......

"اللہ! اگر تو ہے تو مجھے صحت عطا فرما تا کہ میں چل پھر کر تیرے گھر کا طواف کر سکوں۔"

وہ کہنے لگا،

"اس کے بعد میرے دل میں ایک عجیب خوشی کی کیفیت آ گئی، میں نے دوائی لینا بند کر دی، اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ جب میں اگلے دن سو کر اٹھا تو صبح تر و تازہ تھا، میں بھائی کے ساتھ بیت اللہ شریف کے پاس آیا، کلمہ پڑھا اور میں نے چل کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔"...... اللہ اکبر کبیرا !!!

میرے دوستو! اگر اللہ رب العزت اس گھر میں جانے والے دہریوں کی دعائیں بھی قبول کر لیتا ہے اور ان کو ہدایت بھی دے دیتا ہے اور ان کی مرادیں بھی پوری کرتا ہے تو جو مومن یہاں سے اللہ کے گھر کے دیدار کے لئے جاتے ہوں گے وہ وہاں جا کر اللہ کی رحمتوں سے کتنا حصہ پاتے ہوں گے۔

ایک عام دستور

دنیا کا عام طور پہ یہ دستور ہے کہ آدمی جس کو اپنا سمجھتا ہے اس کو گھر بلاتا ہے۔ جس آدمی سے نفرت اور دشمنی ہو اس کو تو کوئی گلی سے بھی نہیں گزرنے دیتا بلکہ وہ کہتا ہے، میاں! تم ہمارے محلے میں بھی نظر نہ آؤ۔ اسے گھر بلانے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرح اللہ تعالیٰ بھی حج اور عمرہ کی توفیق اسی کو عطا فرماتے ہیں جس کو اپنا سمجھتے ہیں۔

حج کا تعلق اعمال سے ہے

حج کا تعلق مال کے ساتھ نہیں، اعمال کے ساتھ ہے۔ غور کیجیے گا۔ اس کی چند مثالیں دے کر اپنی بات مکمل کر دوں گا۔

☆...... آپ حیران ہوں گے کہ ایک آدمی کے بارے میں کسی نے بتایا کہ وہ اتنا بڑا کاروباری بندہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ہر مہینے دس لاکھ روپے خرچ دیتا ہے۔ ایک ملاقات میں اس عاجز نے اس سے پوچھا، بھئی! کیا آپ نے کبھی حج اور عمرہ بھی کیا ہے؟ وہ کہنے لگا، نہیں، آج تک توفیق نہیں ملی۔ اگر اس کا تعلق مال کے ساتھ ہوتا تو وہ تو سینکڑوں دفعہ عمرے کر چکا ہوتا۔ یورپ کے درجنوں چکر لگائے اور راستے میں سعودی عرب پڑتا ہے مگر توفیق نہ ملی۔

☆...... چند سال پہلے کی بات ہے کہ پاکستان میں ہی ایک ایسا مالدار آدمی تھا کہ اگر وہ چاہتا تو وہ پاکستان سے جا کر روزانہ عمرہ کر سکتا تھا۔ وہ درجنوں دفعہ یورپ اور امریکہ تو گیا لیکن اسے حج کی توفیق نہ ملی۔ وہ مجھے ملا تو میں نے پوچھا کہ آپ حج اور عمرہ سے محروم کیوں ہیں؟ خیر، اس نے حج کرنے کی آمادگی ظاہر کر دی۔ جب حج کرنے کا موقع آیا تو انکم ٹیکس میں الجھ گیا، جس کی وجہ سے نہ جا سکا۔ بعد میں ملا تو پوچھا، بھئی! حج پر کیوں نہ گئے؟ وہ کہنے لگا، جی میں انکم ٹیکس میں الجھ گیا تھا۔ میں نے کہا، الجھ نہیں گئے تھے بلکہ الجھا دیئے گئے تھے لہٰذا توبہ کرو۔

☆...... ایک سول انجینئر صاحب تھے۔ وہ ریٹائر ہوئے تو ہم نے اسے ترغیب دی کہ آپ پر حج فرض ہے کیونکہ آپ ذی حیثیت ہیں لہٰذا آپ اپنا فرض پورا کریں۔ آپ ابھی تو بڑی آسانی سے جا سکتے ہیں کیونکہ ابھی آپ کی عمر پینسٹھ سال ہے۔ چنانچہ اس نے حج کے لئے درخواست دے دی۔ اس کی درخواست منظور ہو گئی اور اسے گروپ لیڈر بنا دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا۔ اطلاع آ گئی کہ فلاں تاریخ کو آپ کی فلائٹ ہے۔ پاسپورٹ بنا، ٹکٹ بنی اور پاسپورٹ پر ویزہ لگ گیا۔

روانگی سے دو دن پہلے اس کا بڑا بھائی اسے ملنے کے لیے آیا۔ اس نے مل کر اسے کوئی ایسی زہریلی بات کہی کہ اس بندے نے حج پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ہم نے اسے بڑا سمجھایا کہ بھئی! چلے جاؤ۔ وہ کہنے لگا کہ اب تو نہیں جاؤں گا البتہ اگلے سال چلا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس کی ٹکٹ پر لکھا ہوا تھا کہ اس نے فلاں تاریخ کو جانا ہے اور فلاں تاریخ کو آنا ہے۔ وہ آدمی نہ گیا۔ لیکن جس تاریخ کو اس نے واپس آنا تھا اس تاریخ کے تین دن بعد اس کو ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ اس دنیا سے چلا گیا۔ اگر وہ حج پر چلا جاتا، جیسے ہم نے اس کو تجویز دی تھی تو اس کے پچھلے گناہ بھی معاف ہو جاتے اور حج سے واپس آ کر تین دن بعد تو اس کا جانے کا مقدر تھا ہی، اس طرح وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر دنیا سے رخصت ہو جاتا۔

☆...... ہمارے دادا پیر حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا، عبدالمالک! آپ ہم سے ملاقات کے لیے نہیں آتے۔ عرض کیا، آقا! تمنا تو بڑی ہے مگر وسائل نہیں ہیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”اچھا، ہم بھیج دیں گے۔“

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگلے سال ان کے متعلقین میں سے تین چار بندے ان کے پاس آ گئے اور عرض کرنے لگے، حضرت! میرے دل میں آ رہا ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں اور میری طرف سے حج کریں۔ دوسرے نے بھی یہی کہا، حتیٰ کہ سب نے یہی کہا۔ اب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے ایک کی طرف سے دعوت قبول کر لی۔ لہٰذا انتظام ہو گیا۔ اگلے سال دوسرے کی طرف سے، ہر سال پانچ سات بندے ایسے ہوتے تھے جو انہیں حج کے لئے کہتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ ستائیس سال تک زندہ رہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ستائیس سال ہی حج کی توفیق عطا فرمائی ... سبحان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

....محبوب ﷺ نے فرما دیا تھا کہ ہم کہہ دیں گے۔ لہٰذا اللہ نے انتظام فرما دیا۔ ایک فقیر بندہ اپنے خرچے پر ایک حج بھی نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ نے ستائیس سال حج کرنے کی سعادت نصیب فرما دی۔

☆ پچھلے سال حج کے موقع پر سعودی عرب کے اخبار میں ایک خبر آئی۔ یمن کے ایک حاجی صاحب آئے ہوئے تھے۔ ان کی تصویر بھی اخبار میں چھپی تھی۔ ان کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ انہوں نے بیان دیا کہ میں نے پہلا حج بیس سال کی عمر میں کیا اور اس مرتبہ میں زندگی کا سوواں حج کرنے کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے بیس حج سواری پر کیے اور اسی حج پیدل چل کے کیے۔

☆.....ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور سے حج کرنے چلے اور وہ اڑھائی سال میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ انہوں نے ہر قدم پر دو رکعت نفل پڑھے۔ جب وہاں پہنچے تو جا کر دعا مانگی، اے اللہ! لوگ تو تیرے گھر میں قدموں کے بل پہنچتے ہیں اور میں پلکوں کے بل چل کے آیا ہوں۔.....چنانچہ حج کا تعلق مال سے نہیں، اعمال سے ہے۔ یہ بات یاد رکھئے گا، ان شاء اللہ فائدہ ملے گا۔ محبوب ﷺ کو راضی کرنے والے اعمال اپناؤ، اللہ تعالیٰ راستہ کھول دیں گے۔

☆.....کسی ملک میں ایک ڈاکٹر صاحب ملے۔ انہوں نے اپنا واقعہ خود سنایا کہ ہم گھر والے عمرہ کرنے کے لئے گئے۔ ہم اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لے کر گئے۔ وہ بھی ڈاکٹر تھا ...کئی تو پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہوتے ہیں اور کئی صرف پی ایچ ڈی ہوتے ہیں۔ کیا مطلب؟ پی کی مطلب "پھرا" ایچ کا مطلب "ہوا" اور ڈی کا مطلب "دماغ"۔ یعنی "پھرا ہوا دماغ"۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے احرام باندھے اور مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ جب عمرہ کرنے کے لئے مسجد حرام کے دروازے پر پہنچے تو ہمارا بیٹا کہنے لگا کہ میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے لہٰذا میں اندر نہیں جاتا۔ ہم نے اسے سمجھایا لیکن وہ کہنے لگا نہیں۔ ہم نے کہا کہ پھر تم یہیں بیٹھ جاؤ تاکہ تمہاری طبیعت کچھ سنبھل جائے۔ جب ہم دونوں میاں بیوی عمرہ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے آئے تو بیٹا واپس کمرے میں آیا، کپڑے بدلے اور وہاں سے واپس اپنے ملک آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بیت اللہ شریف کے دروازے سے واپس دھتکار دیا۔ بیت اللہ کے دروازے تک پہنچ گیا لیکن بیت اللہ شریف دیکھنے کی توفیق نہ ملی۔

حسرت ہے اس مسافرِ مضطر کے حال پر
جو تھک کے رہ گیا ہو منزل کے سامنے

عشاق کا مجمع

پتہ نہیں کہ وہاں کیسے کیسے اللہ کے عشاق آتے ہیں۔ میں تو ان حاجیوں کو عشاق کا مجمع کہتا ہوں۔

اجازت ہو تو آ کر میں بھی شامل ان میں ہو جاؤں
سنا ہے کہ کل تیرے در پر ہجومِ عاشقاں ہو گا

یہ اللہ کے در پر ہجومِ عاشقاں ہوتا ہے۔ سبحان اللہ

.....کوئی اپنی تہجد لے کے آتا ہے۔

.....کوئی پاک دامنی کی زندگی لے کے آتا ہے۔

.....کوئی دین کی خدمت لے کے آتا ہے۔

.....کوئی تقویٰ و پرہیزگاری لے کے آتا ہے۔

.....کوئی عشق کی گتھیاں سلجھا کے آتا ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک جوان لڑکی کو دیکھا۔ وہ بڑے ہی عاشقانہ اشعار پڑھ رہی تھی۔ جیسے کوئی اپنے محبوب کے عشق میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور محبوب کی ملاقات کے لئے بے قرار ہوتا ہے، اسی طرح وہ بھی بے چینی میں آہیں بھر رہی تھی اور عاشقانہ اشعار پڑھ رہی تھی۔ میں نے اس لڑکی سے کہا، اے لڑکی! تو نوجوان ہے اور تجھے ایسے کھلے کھلے عاشقانہ اشعار پڑھنا زیب نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا۔ اس نے میری طرف دیکھا تو کہنے لگی، جنید! مجھے یہ بتاؤ کہ تم بیت کا طواف کررہے ہو یا رب البیت کا طواف کررہے ہو؟ یعنی کیا تم گھر کا طواف کررہے ہو یا گھر والے کا طواف کررہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں تو بیت کا طواف کررہا ہوں۔ جب میں نے یہ کہا تو وہ مسکرائی اور کہنے لگی، ہاں جن کے دل پتھر ہوتے ہیں وہ پتھر کے گھر کا طواف کیا کرتے ہیں اللہ اکبر...... کچھ وہ لوگ ہوتے ہیں جو گھر کو دیکھ کے آتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو گھر والے کی تجلیات کو دیکھ کر آتے ہیں۔ اسی لیے حج کے بعد کے طواف کا نام "طوافِ زیارت" ہے۔ جی ہاں قسمت والوں کو زیارت نصیب ہوتی ہوگی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی گھر بلائے اور ملاقات نہ کرے۔ کوئی خود آئے اور اگلا ملاقات سے انکار کردے تو اور بات ہوتی ہے۔ بلا کر تو کوئی بھی ملاقات کرنے سے انکار نہیں کرتا۔ جی ہاں، اللہ تعالیٰ نے خود ان الفاظ میں حج کے لئے بلایا،

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج: ۲۷)

[اور ان لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردو]

میرے پیارے ابراہیم! وَاَذِّنْ، کرو اعلان کہ آؤ میرے بندو حج کے لئے۔ جب اس محبوب نے بلایا ہے تو اپنا دیدار بھی عطا کرتا ہوگا۔ واہ میرے مولا! وہ بہت ہی عجیب جگہ ہے۔ وہاں پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات بارش کی طرح چھم چھم برس رہی ہوتی ہیں۔

حاجی کی دعا کا مقام

اگر وہاں جا کر ہمارے اعمال کی بنیاد پر مغفرت ہونی ہوتی تو پھر تو پتہ نہیں کہ کیا معاملہ ہوتا۔ مگر مزے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ایک دعا ایسی کردی کہ جس کا کوئی بدل ہو ہی نہیں سکتا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرفات میں جا کر دعا فرمائی:

"اے اللہ! تو حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کی مغفرت کی حاجی دعا کرے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی بھی مغفرت فرما۔"

کیا ہی رحمۃ للعالمینی کا ظہور ہے......!!!......اب جانے والے حاجی گنہگار نہ رہی بلکہ ان کے عملوں کی وجہ سے نہیں بلکہ محبوب ﷺ کی دعا کی وجہ سے اس کی مغفرت ہوتی ہے۔ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے دروازے کھول دیے۔ سبحان اللہ۔

دو کام ضرور کیا کریں

جب کوئی حاجی حج پر جا رہا ہو تو دو کام ضرور کیا کریں۔ ایک کام تو یہ کہ اس خوش نصیب کی خدمت میں یہ عرض کیا جائے کہ بھئی آپ میری مغفرت کے لئے دعا فرما دیجئے گا۔ ملتزم سے بھی لپٹ کر دعا کیجئے گا اور عرفات کے میدان میں بھی دعا کیجئے گا۔ اور دوسرا کام یہ کہ اس سے یہ کہیں کہ آپ میری طرف سے اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام ضرور پیش فرما دیجئے گا۔ آج کل یہ عجیب سرد مہری دیکھنے میں آتی ہے کہ حاجی لوگ حج پر جا رہے ہوتے ہیں لیکن لوگ ان کے ذریعے اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام کا تحفہ نہیں بھیجتے۔ اس کا ضرور اہتمام کیا کریں۔

سچے جذبے سے حج کی سعادت مانگئے

یہ تو اللہ رب العزت کا کرم ہوتا ہے۔ یہ مانگنے کا وقت ہے لہٰذا ان دنوں میں اللہ سے مانگئے۔ اس لئے کہ جب کسی کام کا ماحول ہوتا ہے تو پھر اس کے مطابق دعائیں بھی جلدی قبول ہو جاتی ہیں۔ یہ عنوان بھی آج اسی لئے چھیڑا ہے کہ آج کل اللہ کے چاہنے والے اللہ کے گھر کا دیدار کرنے کے لئے سفر پر جا رہے ہیں۔ روز خبریں آتی ہیں کہ آج اتنے حاجی چلے گئے، آج اتنے حاجی چلے گئے۔ ہم بھی اس بات کا احساس کریں اور اللہ تعالیٰ سے تنہائیوں میں، دنوں میں، راتوں میں، خلوتوں میں اور جلوتوں میں دعائیں مانگیں، اگر اللہ رب العزت راستہ کھول دیں گے تو ہمارے لئے جانا آسان ہو جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کا تعلق مال و دولت سے نہیں بلکہ اس کا تعلق جذبوں کی سچائی کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ سچائی عطا فرما دے اور ہمیں اپنی زندگی میں اپنے گھر کا بار بار دیدار عطا فرما دے..... حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب بندہ حج کر کے واپس لوٹتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر آتا ہے جس طرح اس دن پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا..... جب یہ سعادت ملتی ہے تو کیوں نہ ہم بھی اس سفر پر جائیں اور اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ جو حضرات جا چکے ہیں وہ بار بار جانے کی دل میں تمنا کریں اور جو نہیں جا سکے وہ دل میں تمنا کریں کہ اے پروردگار آپ ہمارے لئے آسان فرما دیجئے۔ شرط یہ ہے کہ ان کے دل میں سچی تڑپ ہونی چاہیے کہ اے اللہ! ہم آپ کا گھر دیکھنا چاہتے ہیں، کیونکہ

به مکه بینی از توحید نورے
بیثرب از حبیب الله ظهورے
گر ایں دو شهر مارا تو نه دیدے
چه دیدی گر دریں دنیا رسیدے

[مکہ میں توحید کا نور دیکھو اور یثرب میں اللہ کے حبیب ﷺ کا ظہور دیکھو، اگر ہم نے دنیا میں آ کر ان دو شہروں کو نہیں دیکھا تو پھر دنیا میں ہم نے دیکھا ہی کیا ہے]

یہ بات ذہن میں رکھنا کہ اگر جذبہ سچا ہو تو اللہ رب العزت اسی دنیا میں حج پر جانے کا دروازہ کھول دیں گے اور اگر دنیا میں دروازہ نہ بھی کھلا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن حجاج میں ضرور شامل فرما دیں گے۔ اللہ رب العزت ہم عاجز مسکینوں کو بار بار سفرِ حج کی سعادت نصیب فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (یوسف: ۴۰)

حکم خدا کی اہمیت

بیان حضرت اقدس

مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

علم خدا، حکم خدا ہے۔ آج کے زمانے کے فسادات میں سے ایک فساد یہ بھی ہے کہ احکام الٰہی کی عظمت دل سے نکلتی جارہی ہے۔ شریعت کے احکام جب کسی کے سامنے آتے ہیں اور وہ ان کی منشاء کے خلاف ہوتے ہیں تو ان کے نفوس تاویلات نکالنا شروع کر دیتے ہیں، فرار کی راہیں اختیار کرتے ہیں اور سوالات پوچھتے ہیں کہ شریعت میں ایسا کیوں ہے؟ ... یاد رکھئے کہ جس بندے نے کلمہ پڑھ لیا اور کہہ دیا کہ

قَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ

تو اب اس کے پاس سوال کرنے کا اختیار نہیں رہا، اب وہ یہ نہیں پوچھ سکتا کہ شریعت میں ایسا کیوں ہے؟ جب احکام قبول کر لئے تو اب فقط احکام پر عمل کرنا باقی رہ گیا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

حکم خدا کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف: ۴۰)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

عاجزی کا دروازہ

اللہ رب العزت عظمت اور کبریائی والے ہیں۔ وہ اس کائنات کے خالق اور مالک ہیں۔ زمین اور آسمان میں اسی پروردگار کا حکم چلتا ہے اور ان کے درمیان اسی کی بادشاہی کارفرما ہے۔ سب شان اور بلندی اسی کو زیبا ہے۔ اسی لئے حدیث قدسی میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ

اَلْكِبْرُ رِدَائِىْ [بلندی اور بڑائی میری چادر ہے]

بلاشبہ یہ چادر پروردگار عالم کو ہی جچتی ہے۔ اس لئے بندے کو چاہیے کہ وہ عاجزی اختیار کرے۔ عاجزی وہ نعمت ہے کہ جس کو اختیار کیے بغیر کسی بھی انسان کو اللہ رب العزت کی معرفت نصیب نہیں ہو سکتی۔ جو انسان بھی اللہ کے در تک پہنچا اسے عاجزی کے دروازے سے گزرنا پڑا۔ اس دروازے میں سے گزرے بغیر کوئی بندہ بھی اللہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

واصل نہیں ہوا۔ اس عاجزی کو پیدا کرنے کے لئے مشائخ عظام مجاہدے کرواتے ہیں، پروردگار کے در پہ جھکنا اور اس کی ماننا سکھاتے ہیں اور اس کے احکام کی عظمت دل میں پیدا کرتے ہیں۔

حکم خدا کی اہمیت

حکم خدا، حکم خدا ہے۔ آج کے زمانے کے فسادات میں سے ایک فساد یہ بھی ہے کہ احکام الٰہی کی عظمت دل سے نکلتی جا رہی ہے۔ شریعت کے احکام جب کسی کے سامنے آتے ہیں اور وہ ان کی منشاء کے خلاف ہوتے ہیں تو ان کے نفوس تاویلات نکالنا شروع کر دیتے ہیں، فرار کی راہیں اختیار کرتے ہیں اور سوالات پوچھتے ہیں کہ شریعت میں ایسا کیوں ہے؟..... یاد رکھئے کہ جس بندے نے کلمہ پڑھ لیا اور کہہ دیا کہ

قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ

[میں نے اللہ تعالیٰ (کی شریعت) کے سب احکام قبول کر لئے]

تو اب اس کے پاس سوال کرنے کا اختیار نہیں رہا، اب وہ یہ نہیں پوچھ سکتا کہ شریعت میں ایسا کیوں ہے؟ جب احکام قبول کر لئے تو اب فقط احکام پر عمل کرنا باقی رہ گیا۔

جانوروں کی فرمانبرداری

اللہ رب العزت نے جانوروں کو انسان کے تابع بنا دیا ہے۔ مثال کے طور پر......

(۱)......اونٹ اتنا بڑا جانور ہے کہ اگر ایک لات مار دے تو بندے کی جان ہی نکل جائے۔ لیکن چھوٹے سے بچے کے ہاتھ میں اس کی نکیل دے دی جائے تو اونٹ اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیتا ہے۔ حالانکہ یہ آٹھ دس سال کا بچہ ہے۔ مگر اونٹ کو اس کا بھی مطیع و فرمانبردار بنا دیا گیا۔ اس نے اپنے مالک سے کبھی جھگڑا نہیں کیا کہ میری کمر پر بوجھ نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

لا دو۔ اونٹ کی جسامت دیکھیں اور چھوٹے بچے کا معاملہ دیکھیں..... کیا کوئی تک بنتی ہے؟..... مگر نہیں، پروردگار نے اسے مطیع بنا دیا ہے، اس لئے سر جھکائے پیچھے پیچھے چل رہا ہوتا ہے۔ اس کا مالک اس کو جہاں چاہے لے جائے وہ بغیر کسی حیل و حجت کے پیچھے چلتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ سینکڑوں میل کا سفر طے کر لیتا ہے۔

(۲)..... اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو انسان کے ماتحت بنا دیا ہے اور وہ انسان کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گھوڑے سے بولنے کا اختیار بھی چھین لیا ہے۔ اگر بالفرض گھوڑے کو بولنے کی قوت مل جاتی اور وہ بھی قدم قدم پر کہتا کہ آپ نے مجھے دانہ نہیں دیا..... یا چارہ نہیں دیا یا مجھے بھی Sick Leave (بیماری کی چھٹی) چاہیے کیونکہ آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے..... تو ہمارے لئے مصیبت کھڑی ہو جاتی۔ انسان کا حال دیکھو کہ وہ سارا دن گھوڑے سے کام لیتا ہے اور شام کو اسے دانہ ڈالنا بھی بھول جاتا ہے۔ گھاس تھوڑا ملا تو جتنا تھا وہی ڈال دیا۔ اس کا پیٹ بھرے یا نہ بھرے وہ صبر شکر کے ساتھ اس کو کھا کے کھڑا ہو جاتا ہے..... سردیوں کی رات میں۔ مالک خود تو بستر میں رضائی اوڑھ کر سو گیا جبکہ وہ بسا اوقات گھوڑے کو کمرے میں باندھنا بھی بھول جاتا ہے۔ یوں گھوڑا ساری رات سردی کے اندر کھڑا رہتا ہے، اس کے لئے پلنگ، بستر ور رضائی بھی نہیں ہوتی، اسے سردی میں نیند بھی نہیں آتی اور وہ لیٹ بھی نہیں سکتا بلکہ کھڑے کھڑے سو جاتا ہے۔ وہ ساری رات اسی طرح گزار دیتا ہے۔ اگلے دن اس کے لئے Sick Leave بھی نہیں ہوتی۔ وہ مالک کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج میں کام پر نہیں جا سکتا کیونکہ آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور رات کو میری نیند بھی پوری نہیں ہوئی۔ مالک اسے دوسرے دن بھی تانگے میں جوت دیتا ہے اور پھر سارا دن بھاگتا رہتا ہے۔

کئی مرتبہ ہم نے دیکھا کہ مالک نے اپنے گھوڑے کو پانی بھی نہیں پلایا ہوتا اور کہیں آگے کھڑا کیا تو قریب ہی گندی نالی سے گھوڑے نے پانی پینا شروع کر دیا۔ وہ اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

مالک کا شکوہ بھی نہیں کر سکتا کہ آپ کے لئے تو چپس اور کوک ہے اور میرے لئے پانی بھی نہیں ہے......اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ سارا دن بھاگنے کی وجہ سے گھوڑا تھک چکا ہوتا ہے اور اسی دوران مالک کو اسٹیشن جانے والی سواریاں مل جاتی ہیں، سواریاں اسے کہتی ہیں کہ ہم آپ کو پانچ روپے زیادہ دیں گے، گھوڑے کو ذرا جلدی دوڑائیں کیونکہ ہماری گاڑی نکل رہی ہے۔ گھوڑا سارا دن کا تھکا ہوا ہوتا ہے مگر مالک اسے چابک مارنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ مالک کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تو سارا دن بھاگتا رہا ہوں، اب پانچ روپے کی خاطر مجھ پر اتنا ظلم کر رہے ہو۔ وہ بیچارہ چابک بھی کھا رہا ہوتا ہے اور بھاگ بھی رہا ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کی مجبوری دیکھئے کہ اس بھاگنے کے دوران اگر اس کو لید کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو اس کو اس ضرورت کے لئے بھی کھڑا ہونے کی فرصت نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ بھاگ بھی رہا ہوتا ہے اور لید بھی کر رہا ہوتا ہے...... آپ نے کبھی کسی کو اتنا مجبور بھی دیکھا ہے کہ اس طبعی ضرورت کے لئے بھی اس کو کھڑا ہونے کی فرصت نہیں دی جا رہی...... گھوڑا لید بھی پھینکتا جا رہا ہوتا ہے اور وہ اپنا سفر بھی کرتا جا رہا ہوتا ہے...... اگر اس کے جسم پر زخم ہو اور مالک اس پر پھر زین لگا دے تو مکھیاں اس پر بیٹھ کر اسے تنگ کرتی ہیں لیکن وہ اپنے مالک کو بتا نہیں سکتا کہ جناب! کچھ اس پر بھی لگا دیجئے۔ مالک اگلے دن پھر اس پر زین ڈال دیتا ہے جس سے اس کا پرانا زخم پھر تازہ ہو جاتا ہے۔ مگر اس کو بتانے کی اجازت نہیں ہوتی...... آپ سوچئے تو سہی کہ گھوڑا اپنے مالک کا کتنا فرمانبردار ہے کہ ہر کام میں آمین ہی کہہ رہا ہوتا ہے، اس کو آگے سے بولنے یا نافرمانی کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوتی۔

(۳)......لوگ حفاظت کے لئے اپنے گھروں میں کتے پالتے ہیں۔ کتے کو جب بھوک لگتی ہے تو وہ آ کر جوتوں میں بیٹھتا ہے۔ کبھی کسی کتے کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ دستر خوان پر چڑھے ہوئے کھانے میں سے کوئی بوٹی اٹھا کر لے جائے۔ حالانکہ اس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اگر وہ جھپٹ پڑے تو دستر خوان پر بیٹھ کر لوگوں سے روٹی بھی چھین کر لے جائے مگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ اس کے بیٹھنے کی جگہ قالین نہیں ہوتی بلکہ اس کے بیٹھنے کی جگہ جوتوں میں ہوتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں ماتحت ہوں اور میری جگہ یہی ہے۔ تو آپ اندازہ لگایئے کہ کتا اپنے مالک کے جوتوں میں بیٹھتا ہے اور جوتوں سے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرتا۔ کیوں؟..... اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ماتحت بنا دیا ہے۔ وہ ساری رات جاگ کر مالک کے گھر پہ پہرہ دیتا ہے اور صبح اس کے لئے کوئی بستر ہی نہیں ہوتا۔ کتے کا کوئی گھر ہی نہیں ہوتا، کبھی اس دیوار کے نیچے اور کبھی اس درخت کے نیچے، اس طرح وہ زندگی گزار دیتا ہے۔ اگر مالک جوتے اور ڈنڈے بھی مارے تو کتے کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے کہیں اوجھل ہو جاتا ہے اور پھر سے مالک کے دروازے پر بیٹھا ہوتا ہے۔ یہ کتنا وفادار جانور ہے کہ جوتے کھا کر بھی اپنے مالک کا گھر نہیں چھوڑتا اور ہماری یہ حالت ہے کہ ہم نعمتیں کھاتے ہوئے بھی اپنے مالک کا در یاد نہیں آتا۔

کتے کی وفاداری

کتے کی وفاداری کے بیسیوں واقعات کتابوں میں ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر

(۱)..... حیاۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ ایک شخص سفر پہ نکلا۔ راستے میں اس نے کسی جگہ پر ایک خوبصورت قبہ بنا ہوا دیکھا۔ اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ اس کی تعمیر پہ خوب خرچ کیا گیا ہے۔ اس قبہ پر لکھا ہوا تھا کہ جو شخص اس قبہ کی تعمیر کی وجہ معلوم کرنا چاہے وہ اس گاؤں میں سے جا کر معلوم کرے۔

اس آدمی کے دل میں یہ تجسس پیدا ہوا کہ گاؤں جا کر اس قبے کی تعمیر کی وجہ معلوم کرنی چاہیے۔ چنانچہ وہ اس گاؤں میں گیا اور لوگوں سے پوچھنا شروع کر دیا۔ وہ جس سے بھی پوچھتا وہ لاعلمی کا اظہار کرتا۔ بالآخر پتہ کرتے کرتے اسے ایک ایسے شخص کا علم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا جس کی عمر دو سو برس تھی۔ وہ آدمی ان کے پاس گیا اور ان سے اس قصے کے متعلق سوال کیا۔ اس ضعیف العمر شخص نے بتایا کہ میں اپنے والد سے سنا کرتا تھا کہ اس گاؤں میں ایک زمیندار رہتا تھا۔ اس کے پاس ایک کتا تھا جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا تھا اور کسی وقت بھی اس سے جدا نہیں ہوتا تھا۔

ایک دن وہ زمیندار کہیں سیر کرنے گیا اور اپنے کتے کو گھر پر ہی باندھ گیا تا کہ وہ اس کے ساتھ نہ جا سکے اور چلتے وقت اپنے باورچی کو بلا کر ہدایت کی کہ میرے لئے دودھ کا کھانا تیار کر کے رکھے۔۔۔ زمین دار وہ کھانا بڑے شوق سے کھاتا تھا زمیندار کے گھر میں ایک گونگی لونڈی بھی تھی۔ جب زمیندار باہر گیا تو وہ لونڈی اس بندھے ہوئے کتے کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر کے بعد زمیندار کے باورچی نے اس کے لئے دودھ کا کھانا تیار کیا اور اس کو ایک بڑے پیالے میں رکھ کر اس گونگی لڑکی اور کتے کے قریب لا کر اونچی جگہ پر رکھ دیا تا کہ جب زمیندار واپس آئے تو اس کو آسانی سے کھانا مل جائے۔

جب باورچی کھانا رکھ کر چلا گیا تو ایک کالا ناگ اس جگہ پر آیا اور اس اونچی جگہ پر چڑھ کر اس پیالے میں سے دودھ پی کر چلتا بنا۔ کچھ دیر کے بعد جب زمیندار واپس آیا اور اس نے اپنا پسندیدہ کھانا پیالے میں تیار رکھا ہوا دیکھا تو پیالہ اٹھا لیا اور جیسے ہی اس کو کھانے کا ارادہ کیا تو گونگی لڑکی نے بڑے زور سے تالی بجائی اور ساتھ ساتھ زمیندار کو ہاتھ کے اشارے سے بھی کہا کہ وہ اس کھانے کو نہ کھائے۔ مگر زمیندار گونگی کی بات نہ سمجھ سکا اور ایک نظر گونگی کو دیکھ کر پھر پیالے کی طرف متوجہ ہوا۔ ابھی اس نے کھانے کے لئے ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ اتنے میں کتا بہت زور سے بھونکا اور مسلسل بھونکتا رہا حتی کہ جوش میں آ کر اس نے اپنی زنجیر بھی توڑنے کی کوشش کی۔

زمیندار کو ان دونوں کی ان حرکتوں پر تعجب ہوا اور وہ سوچنے لگا کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ چنانچہ وہ اٹھا اور پیالے کو رکھ کر کتے کے پاس گیا اور اس کو کھول دیا۔ کتے نے زنجیر

www.besturdubooks.wordpress.com

سے آزادی پاتے ہی اس پیالے کی طرف چھلانگ لگائی اور جھپٹا مار کر اس پیالے کو نیچے گرا دیا۔ زمیندار یہ سمجھا کہ یہ کتا اس کھانے کی وجہ سے بے تاب تھا۔ چنانچہ اپنا پسندیدہ کھانا گرانے پر غصے میں آ کر اس نے کتے کو کوئی چیز اٹھا کر ماردی۔ لیکن کتے نے اب بھی پیالے میں کچھ دودھ بچا ہوا دیکھا تو اس نے فوراً اپنا منہ اس پیالے میں ڈال دیا اور بچا ہوا دودھ پی گیا۔ دودھ کا کتے کے حلق سے نیچے اترنا ہی تھا کہ وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور کچھ دیر کے بعد مر گیا۔

اب زمیندار کو اور بھی حیرانی ہوئی اور اس نے گونگی لڑکی سے پوچھا کہ آخر اس دودھ میں کیا بات تھی کہ کتا اس کو پیتے ہی مر گیا۔ اس وقت گونگی نے اشاروں سے زمیندار کو سمجھایا کہ اس دودھ میں سے ایک کالا ناگ کچھ دودھ پی گیا تھا جس کے زہر کی وجہ سے کتا مر چکا ہے اور وہ خود اور کتا اسی وجہ سے تم کو اس کے پینے سے روک رہے تھے۔ جب زمیندار کی سمجھ میں ساری بات آ گئی تو اس نے باورچی کو بلایا اور اس کو سرزنش کی کہ اس نے کھانا کھلا ہوا کیوں رکھا تھا۔ اس کے بعد زمیندار نے اس کتے کو دفنا کر اس کے اوپر یہ قبہ تعمیر کرا دیا...... ذرا سوچیے کہ کتے کے اندر کتنی وفاداری ہوتی ہے کہ اس نے اپنی جان دے کر اپنے مالک کی جان بچالی۔

(۲)...... عجائب المخلوقات میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے کسی کو قتل کر کے اس کی لاش کسی کنوئیں میں ڈال دی۔ مقتول کا کتا واردات کے وقت اس کے ساتھ تھا۔ وہ کتا روزانہ اس کنوئیں پر آتا اور اپنے پنجوں سے اس کی مٹی ہٹاتا اور اشاروں سے بتاتا کہ اس کا مقتول مالک یہاں ہے اور جب بھی قاتل اس کے سامنے آتا تو وہ اس کو دیکھ کر بھونکنے لگتا۔ لوگوں نے جب بار بار اس بات کو دیکھا تو انہوں نے اس جگہ کو کھدوایا۔ چنانچہ وہاں سے مقتول کی لاش برآمد ہوئی اور اس کے قاتل کو سزائے موت دی گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک نازک مسئلہ

جس طرح حیوانوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کا فرمانبردار اور ماتحت بنا دیا ہے اور وہ اس کے سامنے اپنا سر جھکا دیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنے محبوب ﷺ کا ماتحت بنا دیا ہے، لہٰذا جتنے بھی انسان ہیں ان کو چاہیے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر ہر وقت لبیک اور آمین کہا کریں۔ نہ کوئی انکار کی گنجائش ہے اور نہ ہی نبی علیہ السلام کی کسی سنت پر اعتراض کی کوئی گنجائش ہے۔ کلمہ پڑھ کر ہم نے عہد کیا ہے کہ اے اللہ! جس طرح ہمارے جانور ہمارے ماتحت ہیں اسی طرح ہم آپ کے اور آپ کے محبوب ﷺ کے ماتحت ہیں۔ اے اللہ! اگر ہم جانوروں کے مالک ہیں اور وہ ہماری اتنی فرمانبرداری کرتے ہیں تو ہمارے اصل مالک تو آپ ہیں، ہمیں بھی آپ کی فرمانبرداری کرنی چاہیے..... اسی لئے اللہ تعالیٰ کے احکام میں نکتہ چینی کرنا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں پر اعتراض کرنا ایمان سے محرومی کا سبب بن جاتا ہے۔ لہٰذا آج کے دور کا یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ آج کل کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لڑکے آپس میں بیٹھ کر یہ Topic (موضوع) چھیڑ لیتے ہیں کہ جی شریعت میں یہ کیوں ہے، یہ کیوں ہے اور ایمان جیسی دولت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ بہت نازک ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مالا بد منہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر دو بندوں میں گفتگو ہو رہی ہو اور ان میں سے ایک یہ کہہ دے کہ یار! یہ تو شریعت کی بات ہے اور سننے والا جواب میں کہہ دے کہ "رکھو پرے شریعت کو" تو فقد کفر۔ یعنی ان لفظوں کے کہنے سے وہ بندہ کافر بن جاتا ہے۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے کہ ایک بندہ شریعت کی بات کہے اور دوسرا کہے کہ "رکھو پرے شریعت کو"۔

یاد رکھیں کہ جہاں بھی سنت کا استخفاف ہوگا وہاں انسان ایمان سے محروم ہو جائے گا۔ اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے سنت پر عمل نہ کرنا الگ مسئلہ ہے، اس سے انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

گنہگار تو ضرور ہوتا ہے مگر اس سے کافر نہیں ہوتا، لیکن اگر کوئی بندہ سنت پر اعتراض کر دے یا سنت کا مذاق اڑائے یا کوئی ایسی بات کر دے جس سے سنت ہلکی اور بے وزن نظر آئے تو اس سے انسان ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہاں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اپنے دل میں حکم خدا کی عظمت بٹھا یئے۔ یاد رکھیں کہ جب تک سالک کے دل میں حکم خدا کی عظمت پیدا نہیں ہوگی اس وقت تک نفس کو لگام نہیں پڑے گی۔ نفس ہمیشہ شریعت کے اندر اپنی منشاء تلاش کرے گا۔ حتیٰ کہ عالم بھی جب قرآن پڑھے گا تو اس میں سے منشائے خداوندی تلاش کرنے کی بجائے اپنی منشاء تلاش کرے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن مجید میں اللہ رب العزت کی منشاء تلاش کریں اور یہ تب ہوتا ہے جب نفس کے گھوڑے کو لگام دے دی جائے اور حکم خدا کی عظمت دل میں آ جائے۔

ایاز کے دل میں حکم شاہی کی قدر

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑا نیک مسلمان بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے پاس ایک غلام تھا جس کا نام "ایاز" تھا۔ وہ ایک دیہاتی آدمی تھا لیکن جب وہ بادشاہ کے پاس آیا تو ایک اچھا خدمت گار ثابت ہوا۔ بادشاہ کو اس کی خدمت پسند آ گئی۔ اسی لئے بادشاہ نے اسے اپنے مقربین میں شامل فرما لیا۔

اب دوسرے مصاحبین کے دلوں میں حسد پیدا ہوا کہ اس کی اتنی عزت افزائی کیوں ہوتی ہے...... جی ہاں، جہاں فضل و کمال ہوتا ہے وہاں حاسدین بھی پیدا ہو جاتے ہیں...... اب وہ حاسدین آپس میں مشورہ کرتے رہتے کہ ہم اس کو کیسے بادشاہ کی نظر سے گرائیں تاکہ یہ یہاں سے دفع دور ہو جائے۔ چنانچہ وہ موقع کی تلاش میں رہتے تھے ..... حسد کی آنکھیں نہیں ہوتیں مگر اس کے کان بہت بڑے ہوتے ہیں، اس لئے حاسدین چھوٹی چھوٹی باتیں سن سن کر ان کا بتنگڑ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆..... ایک دن ان لوگوں نے مل کر بادشاہ سے کہا کہ بادشاہ سلامت! ہم آپ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مقرب ہیں، پڑھے لکھے ہیں، خاندانی لوگ ہیں اور امراء بھی ہیں لیکن آپ کی محبت کی جو نظر ایاز پر ہے وہ اور کسی پر نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا، ٹھیک ہے، میں آپ کو کبھی اس کا جواب دوں گا۔

ایک دن بادشاہ نے ایک پھل منگوایا جو بہت ہی کڑوا تھا۔ اس نے اس کی قاشیں بنوائیں اور ایک ایک قاش اپنے مصاحبین میں تقسیم کروا دی۔ ایک قاش ایاز کو بھی دی۔ اب جس نے بھی وہ پھل کھایا اسے بہت ہی کڑوا لگا۔ ہر ایک نے کہا کہ بادشاہ سلامت! یہ پھل تو بہت ہی کڑوا ہے۔ لیکن جب بادشاہ نے ایاز کو دیکھا تو وہ مزے سے پھل کھا رہا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا، ایاز! آپ کو پھل کڑوا نہیں لگ رہا؟ عرض کیا، بادشاہ سلامت! کڑوا تو بہت ہے۔ بادشاہ نے کہا، آپ تو بڑے آرام سے کھا رہے ہیں۔ کہنے لگا،

”مجھے خیال آیا ہے کہ آپ کے جن ہاتھوں سے میں زندگی میں سینکڑوں مرتبہ میٹھی چیزیں لے کر کھا چکا ہوں، اگر ان ہاتھوں سے آج کڑوی چیز بھی مل گئی ہے تو میں اس کو کیسے واپس کروں، لہٰذا مجھے واپس کرتے ہوئے شرم محسوس ہوئی اور میں نے کڑوی چیز بھی کھالی۔“

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کاش ہمارے اندر بھی یہ خوبی پیدا ہو جائے کہ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال کرتے ہوئے اس کی شکرگزاری بجا لائیں۔ جس پروردگار نے ہمیں ہزاروں خوشیاں عطا فرمائیں اگر کبھی کوئی غم اور تکلیف کی بات بھی پیش آ جائے تو ہمیں چاہیے کہ ہم نہ تو اللہ تعالیٰ کا شکوہ کریں اور نہ ہی اس کا در چھوڑیں۔ آج تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی انتہا نہیں اس کے باوجود ہمیں شکر کرنے کا پتہ ہی نہیں۔

☆..... ایک دوسرے واقعہ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مصاحبین نے انہیں یہ شکایت لگائی کہ بادشاہ سلامت! ایاز کی ایک الماری ہے، یہ اس الماری کو تالا لگا

www.besturdubooks.wordpress.com

کر رکھتا ہے، وہ روزانہ اس الماری کو کھول کر دیکھتا ہے اور کسی دوسرے بندے کو دیکھنے نہیں دیتا۔ ہمارا خیال ہے کہ اس نے آپ کے خزانے کے قیمتی ہیرے اور موتی اس کے اندر چھپا کر رکھے ہوئے ہیں، آپ ذرا اس کی تلاشی لیجئے۔

جب بادشاہ کو یہ شکایت لگائی گئی تو بادشاہ سلامت نے اسی وقت ایاز کو بلوایا اور کہا، ایاز! کیا تمہاری کوئی الماری ہے؟ اس نے کہا، جی ہے،

پوچھا، کیا اسے تالا لگا کر رکھتے ہو؟

اس نے کہا، جی ہاں

پوچھا، کسی اور کو دیکھنے دیتے ہو؟

عرض کیا، جی نہیں

پھر پوچھا، کیا تم خود اسے روزانہ دیکھتے ہو؟

عرض کیا، جی ہاں

پھر بادشاہ نے فرمایا کہ چابی لاؤ۔ ایاز نے چابی دے دی۔ بادشاہ نے کسی بندے کو بھیجا کہ جاؤ اور اس الماری میں جو کچھ موجود ہے وہ سب کچھ لا کر یہاں سب کے سامنے پیش کر دو...... وہ حاسدین بڑے خوش ہوئے کہ دیکھو اب اس کی حقیقت کھل جائے گی۔ جب اس کی چوری کا سامان سامنے آئے گا تو بادشاہ ابھی اس کو یہاں سے دھکے دے کر نکال دے گا۔

اللہ کی شان کہ جب وہ بندہ واپس آیا تو اس نے آکر بادشاہ کے سامنے تین چیزیں لا رکھ دیں۔ ایک پرانا جوتا، ایک پرانا تہبند اور ایک پرانا کرتا۔

بادشاہ نے پوچھا، اس میں کچھ اور نہیں تھا؟ اس نے کہا، جی نہیں۔ پھر بادشاہ نے ایاز کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا، ایاز! کیا اس میں کچھ اور نہیں ہے؟

اس نے کہا، جی نہیں، یہی کچھ تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بادشاہ نے کہا، ایاز! اس میں تو کوئی ایسی قیمتی چیز نہیں ہے جسے تم تالے میں بند کر کے رکھو اور کسی دوسرے کو دیکھنے بھی نہ دو اور کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ جسے تم روزانہ آ کر چیک کرو کہ ٹھیک ہے یا نہیں۔

اس نے کہا، بادشاہ سلامت! بات یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ بہت قیمتی ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا، بھئی! وہ کیسے؟

اس نے کہا، ''بادشاہ سلامت! وہ اس لئے کہ جب میں آپ کے دربار میں پہلی مرتبہ آیا تھا تو یہ جوتے پہنے ہوئے تھا، یہ تہبند باندھا ہوا تھا اور یہ کرتہ پہنا ہوا تھا۔ میں نے ان تینوں چیزوں کو محفوظ کر لیا تھا۔ اب میں روزانہ المماری کھول کر ان کو دیکھتا ہوں اور اپنے نفس کو سمجھاتا ہوں کہ ایاز! تمہاری اوقات یہی تھی، تم اپنی اوقات نہ بھولنا، اب تمہیں جو کچھ ملا ہے یہ سب تمہارے بادشاہ کا تم پر احسان ہے۔ لہٰذا تم اپنے بادشاہ کا احسان سامنے رکھنا۔ بادشاہ سلامت! اس طرح مجھے اپنی اوقات یاد رہتی ہے کہ میں کیا تھا اور مجھے بادشاہ کے قرب نے کیا کیا عزتیں بخشیں۔''

کاش! ہماری بھی یہی کیفیت ہو جائے کہ ہم اللہ رب العزت کی نعمتوں کا استحضار رکھتے اور اپنی اوقات کو یاد رکھتے۔ ہمیں تو ذرا سا پھول جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنی اوقات بھولتے ہیں۔

☆ ایک دن بادشاہ نے اپنے خزانے سے ایک قیمتی ہیرا منگوایا۔ پھر ایک ہتھوڑی منگوائی اور اپنے درباریوں سے کہا کہ آج میں تمہاری ذہانت کا امتحان لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا، جی بہت اچھا۔ اب اس بادشاہ نے اپنے ایک درباری کو ہیرا دیا اور ساتھ ہی ہتھوڑا بھی پکڑا دیا۔ پھر اسے کہا کہ اسے توڑ دو۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ تو ہماری عقل کا امتحان ہے۔ چنانچہ وہ کہنے لگا، بادشاہ سلامت! یہ ہیرا تو بڑا قیمتی ہے، یہ تو آپ کے خزانے میں ہی سجتا ہے لہٰذا اسے نہیں توڑنا چاہیے۔ بادشاہ نے خوش ہو کر کہا، بہت اچھا۔ وہ سمجھا کہ میرا

www.besturdubooks.wordpress.com

جواب بالکل ٹھیک ہے۔ پھر بادشاہ نے وہ ہیرا دوسرے درباری کو دیا۔ اس نے بھی توڑنے سے معذرت کر لی۔ اس کے الفاظ مختلف تھے مگر مفہوم ایک ہی تھا۔ پھر تیسرے کو دیا تو اس نے بھی معذرت پیش کر دی۔ پھر چوتھے نے بھی عذر کر دیا۔ حتیٰ کہ بھرے دربار میں جس کو بھی ہیرا دیا سب نے ہیرے کو بڑا قیمتی سمجھا اور اس کو توڑنے سے سب نے معذرت کر لی۔ آخر پر ایاز بیٹھا تھا۔ اب بادشاہ نے ہیرا اسے پکڑا دیا اور ساتھ ہی ہتھوڑا بھی دے دیا اور کہا، ایاز! اس کو توڑ دو۔ ایاز نے اسے زمین پر رکھا اور ہتھوڑا مار کے اس ہیرے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ یہ اتنا بے وقوف اور کم عقل ہے کہ اس نے شاہی خزانے کا اتنا بڑا نقصان کر دیا، آج تو بادشاہ اس کو ضرور نکال دے گا......

جب بادشاہ نے ہیرا ٹوٹا ہوا دیکھا تو پوچھا، ''ایاز! تم نے تو ہیرے کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔''

ایاز نے جواب دیا، ''بادشاہ سلامت! میرے سامنے دو صورتیں تھیں۔ یا تو میں آپ کا حکم مان کر ہیرے کو توڑ دیتا یا پھر ہیرے کو بچا کر آپ کا حکم توڑ دیتا۔ میری نظر میں آپ کا حکم ایسے ہزاروں ہیروں سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس لئے میں نے ہیرے کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا مگر میں نے آپ کا حکم نہیں توڑا۔''

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جیسی ایاز کے دل میں بادشاہ کے حکم کی قدر و قیمت تھی، کاش کہ حکمِ خدا کی وہ عظمت ہمارے دل میں بھی آ جاتی۔

میں کس کا حکم توڑ رہا ہوں؟

محترم جماعت! اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو توڑنے لگے تو سو مرتبہ سوچے کہ میں کس کا حکم توڑ رہا ہوں۔ اس لئے کہ جب بندہ اللہ رب العزت کے حکم کو اور اس کی حدود کو توڑتا ہے تو پروردگار کو اس پر اسی طرح جلال آتا ہے جیسے شیر کو اپنا شکار دیکھ کر جلال

www.besturdubooks.wordpress.com

آتا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کو جلال میں دیکھیں گے تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا ارشاد فرمایا ہے کہ

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (البقرۃ:۱۸۷)

[یہ اللہ کی بتائی ہوئی حدود ہیں تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ]

لہٰذا سالکین کو چاہیے کہ وہ اللہ رب العزت کے حکم کی عظمت اپنے دل میں پیدا کریں اور ان کو یہ احساس رہے کہ جو کچھ بھی ہو ہم نے اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں توڑنا۔ یہ تصوف کا پہلا قدم ہے۔

ایک شیطانی عمل

چونکہ آج کا انسان من پسند کی نعمتیں کھاتا پیتا ہے اس لئے پیٹ بھرا بنا پھرتا ہے اور اس کے دل میں اللہ رب العزت کی نعمتوں کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اس کی طبیعت کے اندر ضد، عناد اور ہٹ دھرمی ہے...... ہٹ دھرمی کیا ہوتی ہے؟...... ہٹ دھرمی یہ ہے کہ بات بھی غلط کرنا اور اس کے اوپر ڈٹ بھی جانا۔ بجائے شرمندہ ہونے کے تاویلیں نکالنا اور اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ یاد رکھیں کہ ہٹ دھرمی ایک شیطانی عمل ہے اس لئے دنیا میں سب سے پہلے ہٹ دھرمی شیطان نے کی تھی۔ آج یہ ہٹ دھرمی اتنی عام ہو چکی ہے کہ شاید سو میں سے نوے سے زیادہ بندے آپ کو اس کے مریض نظر آئیں گے۔ گھروں میں دیکھو کہ بیوی بات کرتی ہے تو کہتی ہے کہ بس اب تو میں نے بات کر دی ہے۔ خاوند سے لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے تو ڈٹی رہتی ہے، وہ دل میں سمجھتی بھی ہے کہ میں غلط کر رہی ہوں لیکن پھر بھی بات نہیں مانتی۔ اسی طرح خاوند بھی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں بیوی پر ظلم کر رہا ہوں اور شریعت کے حکموں کو توڑ رہا ہوں لیکن پھر بھی وہ اپنی ضد پر ڈٹا رہتا ہے۔ اسی طرح دو بھائیوں میں کوئی چھوٹی سی بات بھی ہو جائے تو وہ اپنی اپنی بات پر ڈٹ جاتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر مقدمے چلانا شروع کر دیتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

۔ اس طرح ان کے لاکھوں روپے لگ جاتے ہیں لیکن وہ اپنی اپنی بات پر ڈٹے ہوئے ہوتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اپنی غلطی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

معافی مانگنے میں عظمت ہے

میرے دوستو! ایک جملہ بہت خوبصورت اور پیارا ہے۔ کون سا جملہ ہے؟ وہ جملہ یہ ہے کہ...... ''غلطی ہو گئی ہے معاف کر دیجئے''...... اگر ہم یہ کہنا سیکھ لیں تو ہمارے کئی جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی موقع پر خاوند اپنی بیوی سے ناراض ہو جائے اور بیوی یہ کہہ دے کہ غلطی ہو گئی ہے معاف کر دیجئے تو خاوند معاف کر دے گا...... اگر بیٹے سے باپ ناراض ہو جائے اور بیٹا آگے سے کہہ دے کہ ابو! غلطی ہو گئی ہے معاف کر دیجئے تو باپ ناراض ہونے کی بجائے خوش ہو جائے گا... دوست دوست کے درمیان جھگڑا ہو گیا، اگر ان میں سے ایک کہتا ہے کہ بھئی! غلطی ہو گئی ہے، معاف کر دیجئے تو بڑے بڑے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ مگر ہمیں یہ الفاظ آج تک کسی نے سکھائے ہی نہیں۔ یہ پیرومرشد کا کام ہوتا ہے۔ یاد رکھیں کہ آج غلطیوں کی معافی ایک دوسرے سے مانگ لینا بہت آسان ہے لیکن قیامت کے دن ان فیصلوں کو نمٹانا بہت مشکل ہوگا۔ قیامت کے دن جس کو کھڑا کیا گیا کہ تم ذرا بتاؤ کہ تم نے فلاں کو کمینہ کیوں کہا تھا؟ فلاں کو ذلیل کیوں کہا تھا؟...... فلاں کو بے ایمان کیوں کہا تھا؟...... اگر وہاں ثابت نہ کر سکے تو پھر ہماری کیا درگت بنے گی؟ اسی لئے آج ایک دوسرے سے معافی مانگنے کی عادت ڈال لیں۔ یہ بہت اچھی عادت ہے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی صفت ہے اور اسی میں عظمت ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے گندم کا خوشہ کھایا تو ان پر پروردگار عالم کا عتاب نازل ہوا۔ چنانچہ پروردگار عالم نے فرمایا کہ کیا ہم نے تمہیں اس کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا۔ یعنی جب منع کیا تھا تو پھر تم نے کیوں کھایا؟..... آگے حضرت آدم علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ

اے اللہ! مجھ سے بھول ہو گئی تھی،......

…… میں سمجھا تھا کہ وہ ممنوعہ درخت اور ہو گا،

…… میں نے ارادے سے یہ کام نہیں کیا،

…… بلکہ فقط ایک سیدھی سی بات کی کہ

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

(الاعراف : ۲۳)

[اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں اور رحمت نہ فرمائیں تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے]

تو پتہ چلا کہ غلطی کو مان لینا حضرت آدم علیہ السلام کی صفت ہے۔ لہٰذا مومن بندہ وہ ہوتا ہے جو اپنی غلطی کو جلدی تسلیم کر لے۔ آج کل تو غلطی تسلیم کرنے کی بجائے اکثر جھوٹ بولتے ہیں…… سروس میں دیکھ لیجیے…… دفتر کا کلرک اپنی غلطیوں کو چھپانے کے لئے افسر کے سامنے جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ پتہ نہیں کہ جھوٹ کی ایک سیریز ہی چل پڑتی ہے۔ کیا یہ سب سے آسان نہیں ہے کہ غلطی کو تسلیم ہی کر لیا جائے۔ اگر افسر کہے کہ آپ نے یہ کام غلط کیا ہے تو وہ کہے، جی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے، میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ اس طرح وہ افسر ناراض ہونے کی بجائے الٹا اس سے راضی ہو جائے گا۔

اس کے برعکس دیکھیں کہ شیطان نے بھی غلطی کی تھی۔ جب پروردگار عالم کے حکم کے باوجود بھی ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا، اے ابلیس! تم نے سجدہ کیوں نہ کیا؟ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کر لیتا، الٹا اس کی Reason (وجہ) بتانے لگا کہ میں اس پر فضیلت رکھتا ہوں کیونکہ

خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ (ص : ۷۶)

[پروردگار! مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا]

جب ابلیس نے اپنی غلطی کے باوجود ہٹ دھرمی کا اظہار کیا تو اللہ رب العزت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا:

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ (ص: ۷۷)

[پس تو نکل جا میرے دربار سے تو مردود ہے]

دیکھا، جو خدا کے حکم کو توڑتا ہے پھر پروردگار عالم اس کا کیسا حشر فرماتے ہیں نہ صرف یہی کہ دربار سے نکال دیا بلکہ فرمادیا کہ

إِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (ص: ۷۸)

[بے شک تیرے اوپر قیامت تک میری لعنتیں برسیں گی]

تو جو بندہ بھی غلطی کرے گا اور الٹا ہٹ دھرمی کا بھی مظاہرہ کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ وہی معاملہ فرمائیں گے جو شیطان کے ساتھ کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ادب و احترام سے یاد کیا جاتا ہے جبکہ شیطان مردود سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

یہودیوں کا ایک بڑا جرم

آج ہٹ دھرمی حد سے بڑھ گئی ہے۔ چھوٹا بھائی بڑے کی بات نہیں مانتا۔ وہ آگے سے Logic پیش کر دیتا ہے..... بیٹا ماں کی بات نہیں مانتا اور آگے سے Logic پیش کر دیتا ہے..... اس ہٹ دھرمی کے گناہ سے کوئی بھی توبہ نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی صاحب علم کوئی غلط مسئلہ بیان کر بیٹھے تو پھر وہ بازنہیں آتے۔ بلکہ کتابیں تلاش کرتا ہے کہ مجھے اپنی اس بات کی کہیں سے کوئی تائید مل جائے۔ اب وہ قرآن و حدیث میں رب کی منشا تلاش کرنے کی بجائے اپنی منشا کو ڈھونڈے گا۔ یاد رکھیں کہ اس سے گمراہی بڑھتی ہے۔ یہودیوں کا بھی یہی بڑا جرم تھا کہ وہ ایک بات کر دیتے تھے اور پھر اللہ کی کتاب تورات میں سے اپنی منشا کو تلاش کرتے تھے کہ کہیں سے ہماری بات کی سپورٹ میں کوئی آیت مل

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے۔ اس سے ان کو بچنا ضروری ہے۔

حقوق العباد معاف کروانے کی ضرورت

یاد رکھیں کہ اگر اپنی غلطی کو تسلیم کر کے جلدی معافی مانگ لی جائے تو بندے کے بڑے بڑے مسئلے منٹوں میں حل ہو جائیں گے۔ اگر ہم نے اللہ رب العزت کے حقوق ضائع کئے تو اللہ تعالیٰ جلدی معاف فرما دیں گے مگر حقوق العباد اللہ کے بندوں سے معاف کروانے پڑیں گے۔ سوچیں تو سہی کہ ہم نے

......کتنوں کی غیبت کی......

......کتنوں پر بہتان لگائے......

......کتنوں سے حسد کیا......

......کتنوں کا دل دکھایا......

کتنوں سے بدگمانی کی......

......کتنوں سے بدزبانی کی

......کتنوں کو ہاتھوں سے تکلیف پہنچائی......

......کتنے رشتوں کو زبان کی تلوار سے کاٹا......

لیکن کیا ہم نے کبھی کسی سے معافی بھی مانگی ہے؟......دیکھنے میں تو صوفی بنے پھرتے ہیں لیکن یاد رکھنا کہ یہ ورد وظیفے کسی کام نہیں آئیں گے۔ جہاں حقوق العباد کا معاملہ آ جائے گا وہاں معافی مانگنی پڑے گی۔ لہٰذا آج ہی سے اس کو عادت بنا لیجئے۔ دنیا میں معافی مانگنا آسان ہے اور قیامت کے دن اس کا جواب دینا مشکل کام ہے۔

گائے کا فیصلہ

محمد شاہ مکران کا ایک بادشاہ گزرا ہے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ شکار کو

www.besturdubooks.wordpress.com

نکلا۔ بادشاہ سلامت شکار کھیل رہے تھے۔ سپاہیوں کے ہاتھ ایک بوڑھی عورت کی گائے آگئی۔ انہوں نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت بھون کر کھا لیا۔ بڑھیا نے کہا کہ مجھے کچھ پیسے دے دو تاکہ میں کوئی اور گائے خرید لوں۔ انہوں نے پیسے دینے سے انکار کر دیا۔ اب وہ بڑی پریشان ہوئی۔ اس نے کسی عالم کو بتایا کہ میرا تو روزی کا دارومدار اسی گائے پر تھا، یہ سپاہی اس کو بھی کھا گئے ہیں اور اب پیسے بھی نہیں دیتے، اب میں کیا کروں انہوں نے کہا کہ بادشاہ نیک آدمی ہے لہٰذا تم ڈائریکٹ جا کر بادشاہ سے بات کرو۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ سپاہی آگے جانے نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں ایک طریقہ بتا دیتا ہوں کہ بادشاہ نے پرسوں اپنے گھر واپس جانا ہے۔ اس کے گھر کے راستے میں ایک دریا ہے اور اس کا ایک ہی پل ہے۔ وہ اس پل پر سے لازمی گزرے گا۔ تم اس پل پر پہنچ جانا اور جب بادشاہ کی سواری وہاں سے گزرنے لگے تو اس کی سواری ٹھہرا کر تم اپنی بات بیان کر دینا۔ چنانچہ تیسرے دن بڑھیا وہاں پہنچ گئی۔

بادشاہ کی سواری پل پر پہنچی تو بڑھیا تو پہلے ہی انتظار میں تھی۔ اس نے کھڑے ہو کر بادشاہ کی سواری کو روک لیا۔ بادشاہ نے کہا، اماں! آپ نے میری سواری کو کیوں روکا ہے؟ بڑھیا کہنے لگی، محمد شاہ! میرا اور تیرا ایک معاملہ ہے، اتنا پوچھنا چاہتی ہوں کہ تو وہ معاملہ اس پل پر حل کرنا چاہتا ہے یا قیامت کے دن پل صراط پر حل کرنا چاہتا ہے؟ پل صراط کا نام سنتے ہی بادشاہ کی آنکھوں میں سے آنسو آگئے۔ وہ نیچے اترا اور کہنے لگا: ''اماں میں اپنی پگڑی آپ کے پاؤں پر رکھنے کو تیار ہوں، آپ مجھے بتائیں کہ آپ کو کیا تکلیف پہنچی ہے؟ مجھے معافی دے دو، میں قیامت کے دن پل صراط پر کسی جھگڑے کا سامنا کرنے کے قابل نہیں ہوں۔'' چنانچہ اس بڑھیا نے اپنی بات بتا دی۔ بادشاہ نے اسے ستر گایوں کے برابر قیمت بھی دے دی اور معافی مانگ کر اس بڑھیا کو راضی بھی کیا تاکہ قیامت کے دن پل صراط پر اس کا دامن نہ پکڑے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مجاہدین کا معافی مانگنا

ہمارا تو یہ حال ہے کہ غلطی بھی کرتے ہیں اور پھر معافی بھی نہیں مانگتے اور اللہ والوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ نیکیاں بھی کر رہے ہوتے ہیں اور پھر اللہ سے معافی بھی مانگ رہے ہوتے ہیں کہ اے اللہ! جیسے نیکی کرنے کا حق تھا ہم وہ حق ادا نہیں کر سکے۔..... قرآن عظیم الشان سے اس کی دلیل ملتی ہے۔ جو لوگ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں ان کے بارے میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ○

(آل عمران: ۱۴۶)

[اور بہت سے نبی گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لڑے، سو نہ انہوں نے ہمت ہاری ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں آئے اور نہ وہ کمزور پڑے اور نہ وہ دبے، اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے]

جو اتنی استقامت کے ساتھ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے تھے وہ اپنے اس عمل کو پیش کر کے احسان نہیں جتلا رہے تھے بلکہ وہ کہہ رہے تھے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا (آل عمران: ۱۴۷)

[اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو اور ہمارے حد سے نکل جانے کو معاف فرما دیجئے]

حضرت نوح علیہ السلام کا معافی مانگنا

اس سے ذرا اور اونچی بات سن لیجئے۔ سیدنا نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ کی قوم نے

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کی بہت نافرمانی کی ہے، اب ہم آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو بچالیں گے اور ان سب کو نیست و نابود کر دیں گے۔ چنانچہ آپ ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنا لیجئے اور ظالموں کے بارے میں سفارش نہ کیجئے۔

جب طوفان آیا اور ایمان والے کشتی پر سوار ہو گئے تو سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو، جس کے عمل اچھے نہیں تھے، فرمایا،

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا (هود : ۴۲)

[اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا]

مگر بیٹا کہنے لگا کہ میں اس پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا اور یہ مجھے پانی سے بچا دے گی۔ ابھی گفت و شنید ہو ہی رہی تھی کہ اسی دوران ایک موج آئی اور بیٹا باپ کی آنکھوں کے سامنے پانی میں غرق ہو گیا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کے اہل خانہ کو بچالوں گا اس لئے شفقتِ پدری نے جوش مارا اور انہوں نے پروردگار عالم سے دعا کی،

إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ (هود : ۴۵)

[اے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا، اور آپ کا وعدہ سچا ہے، اور آپ سب سے بڑے حاکم ہیں۔]

بس اتنی سی بات کہنی تھی کہ پروردگار کی طرف سے جلال بھرا خطاب آیا کہ

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (هود : ۴۶)

[اے نوح! یہ آپ کے اہل میں سے نہیں تھا، اس کے اعمال اچھے نہیں تھے]

اور آگے پروردگار نے اور بھی بات کر دی۔ ذرا دل تھام کے سن لیجئے۔ فرمایا،

فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ط إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

الْجٰهِلِيْنَ (هود: ٤٦)

[اے نوح! آپ مجھ سے وہ مت پوچھئے جس کا علم نہیں، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ آپ کہیں جاہلوں میں سے ہو جائیں]

اللہ تعالیٰ کا یہ جلال بھرا خطاب سن کر سیدنا نوح علیہ السلام نے نہ کوئی عذر پیش کیا اور نہ ہی کوئی Logic پیش کی بلکہ معافی مانگتے ہوئے فوراً عرض کیا:

رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ط وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ (هود: ٤٧)

[اے رب! میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں آئندہ آپ سے ایسی بات کا سوال کروں جس کے بارے میں نہیں جانتا۔ اور اگر آپ میری مغفرت نہیں فرمائیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرمائیں گے تو میں تباہ ہی ہو جاؤں گا]

رب کریم ہمیں بھی سمجھ عطا فرمائے اور ہمیں بھی اسی دنیا میں اپنی غلطیوں کی مانگنے کی توفیق عطا فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ۔

محنت وریاضت

یہ بیان 29 جون 2002ء بمطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
بعد نماز فجر مسجد نور لوساکا (زیمبیا) میں ہوا۔ جس میں کثیر
تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جب بندہ دین کی محنت کر کر کے تھک جائے تو اسے خوش ہونا چاہئے۔ جس دن جسم زیادہ تھکے اس دن زیادہ خوش ہو۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اتنی عبادت کرو اتنی عبادت کرو کہ خالق اور مخلوق دونوں کو تم پر ترس آنے لگ جائے۔

دستور بھی یہی ہے کہ انسان ادھاری چیز سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام نکالتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی عورت کی استری خراب ہو جائے تو وہ اپنی ہمسائی سے منگواتی ہے۔ جب اسے استری ملتی ہے تو وہ اس سے صرف اپنے میاں کے کپڑے استری نہیں کرتی بلکہ وہ اسی وقت اپنے بھی، بچے کے بھی اور بچی کے بھی کپڑے استری کر دے گی۔ اسی طرح یہ جسم ہمارے پاس ادھار کا مال ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور ہمارے پاس تھوڑے سے وقت کے لئے اس کا کنٹرول ملا ہے۔ اب ہم جتنا چاہیں اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

محنت و ریاضت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ (البلد: ۴)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○
وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

محنت میں عظمت

مقصدِ زندگی کام ہے آرام نہیں۔ آرام کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا ہے۔ اس دنیا میں دینی اعتبار سے جس بندے نے بھی عزتیں پائیں وہ محنت ہی سے پائیں۔ چونکہ محنت میں عظمت ہے اس لئے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ محنت کو اچھا سمجھیں۔ محنت سے جان چھڑانا اور جی چرانا پسندیدہ بات نہیں ہے۔ آرام طلبی اور تن آسانی جیسی چیزیں مومن کی زندگی میں نہیں ہوتیں بلکہ اس کی زندگی میں محنت، مشقت اور مجاہدہ ہوتا ہے۔ تو یہ نوٹ کرلیں کہ مقصدِ زندگی... کام، کام اور بس تھوڑا سا آرام...... اور آرام بھی اس لئے کرتا ہے کہ پھر کام کرتا ہے۔ جو کام کرنے والے لوگ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو آرام کرنے پر بھی اجر عطا فرماتے ہیں۔ اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

نوم العلماء عبادۃ (علماء کی نیند عبادت ہے)

یعنی جو علماء دین کا کام کرتے ہیں اور پھر وہ اپنے جسم کو آرام دیتے ہیں تاکہ پھر کام کر سکیں، اللہ تعالیٰ ان کے اس آرام کے وقت کو بھی کام میں شامل فرما دیتے ہیں۔

ادھار کی چیز کی قدر

جب بندہ دین کی محنت کر کر کے تھک جائے تو اسے خوش ہونا چاہیے۔ جس دن جسم زیادہ تھکے اس دن زیادہ خوش ہو۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تم اتنی عبادت کرو اتنی عبادت کرو کہ خالق اور مخلوق دونوں کو تم پر ترس آنے لگ جائے۔ دستور بھی یہی ہے کہ انسان ادھار کی چیز سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام نکالتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی عورت کی استری خراب ہو جائے تو وہ اپنی ہمسائی سے منگواتی ہے۔ جب اسے استری ملتی ہے تو وہ اس سے صرف اپنے میاں کے کپڑے استری نہیں کرتی۔ اسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ ادھار کی چیز ہے اور مجھے واپس دینی ہے۔ اس لئے وہ اسی وقت اپنے بھی، بچے کے بھی اور بچی کے بھی کپڑے استری کر لے گی...... اسی طرح یہ جسم ہمارے پاس ادھار کا مال ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور ہمارے پاس تھوڑے سے وقت کے لئے اس کا کنٹرول ہے۔ اب ہم جتنا چاہیں اس کو استعمال کر سکتے ہیں...... جب کوئی آدمی مشین لگاتا ہے تو وہ آٹھ گھنٹے کام کر کے سولہ گھنٹے کام بند نہیں کرتا، بلکہ وہ تین شفٹیں لگاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بندے تو بدلتے رہیں لیکن مشین سے کام ہوتا رہے۔ بالکل اسی طرح اللہ والوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ اس ادھار کی مشین سے دن رات عبادت کر کے خوب کام نکالتے ہیں۔

قابلِ رشک ذوقِ عبادت

ہمارے مشائخ کے دلوں میں عبادت کرنے کا بہت شوق ہوتا تھا۔ ایک بزرگ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

عمر ستر سال تھی۔ وہ ستر سال کی عمر میں روزانہ ستر طواف کیا کرتے تھے...... ہم نے زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں پانچ طواف کر لئے ہوں گے، ایک طواف کے سات چکر ہوتے ہیں، اس حساب سے ہم نے ایک وقت میں پینتیس چکر لگا لئے ہوں گے.... وہ ستر طواف میں چار سو نوے چکر لگاتے تھے اور ہر طواف کے بعد دو نفل پڑھتے تھے۔ اس حساب سے ایک سو چالیس نفل بھی بن گئے۔ اب ذرا سوچیں کہ اگر ہم اپنی زندگی میں کبھی پچاس رکعتیں پڑھ لیں تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ آخری رکعت میں "سمع اللہ کی جگہ اوئی اللہ" نکل رہا ہوگا..... طواف کے چار سو نوے چکروں کے علاوہ ایک سو چالیس نفل پڑھنا ان کا ایک عمل ہے اور باقی عبادات مثلاً تلاوت اور تسبیحات وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔ گویا کہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہمارے مشائخ نے اتنی عبادات کی ہیں کہ انہوں نے (One minute accurated develnp) یعنی کہ انہوں نے اپنی زندگی کے ایک ایک منٹ کو بھی صحیح استعمال کیا ہے۔

حضرت جرجانیؒ کا معمول

ایک دفعہ خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کو ستو پھانکتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے پوچھا، آپ ستو کیوں پھانک رہے ہیں، روٹی ہی پکا لیتے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے روٹی چبانے اور ستو پھانکنے کا حساب لگایا ہے، روٹی چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ آدمی ستر مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے، اس لئے میں نے گزشتہ چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دی ہے اور فقط ستو پھانک کر گزارا کرتا ہوں...... گویا سلف صالحین اپنی ضروریات کے وقت کو بھی کم کر کے عبادات میں لگایا کرتے تھے۔

شاگرد ہوں تو ایسے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی درس دیتے تھے اور فارغ ہو کر دوسری جگہ بھی درس دیتے تھے۔ ان کو فرصت نہیں ہوتی تھی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں شوق ہوتا تھا کہ میں فلاں کتاب بھی حضرت سے پڑھ لوں۔ جب انہوں نے اپنے شوق کا اظہار کیا تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وقت کی صورتحال تو آپ کے سامنے ہے بلکہ درس کروانے والے حضرات نے تو مجھے سواری کا انتظام کر کے دیا ہوا ہے، چنانچہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر دوسری جگہ پہنچتا ہوں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، حضرت! جب آپ گھوڑے پر سفر کر رہے ہوں گے، میں اس دوران آپ کے گھوڑے کے ساتھ دوڑتا ہوا جاؤں گا، آپ گھوڑے پر بیٹھ کر درس دیتے رہنا، میں اس حالت میں بھی آپ سے درس حدیث حاصل کروں گا۔

ایک حدیث سے چالیس مسائل کا جواب

ایک مرتبہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے وہاں رات جاگتے ہوئے گزار دی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا، آپ رات کو کیوں نہیں سوئے؟ فرمانے لگے کہ میرے سامنے ایک حدیث پاک آگئی تھی کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے ایک چھوٹے سے بچے کو جو انس رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا، فرمایا:

يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ

[اے ابو عمیر! تیرے پرندے نے کیا کیا]

اس نے ایک پرندہ رکھا ہوا تھا۔ وہ مر گیا تو جب بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے ملتے تو اس کو خوش طبعی سے فرماتے کہ تیرے پرندے نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ یعنی مر گیا اور تجھے چھوڑ گیا..... تو میں ان الفاظ پر غور کرتا رہا اور حدیث پاک کے اتنے سے ٹکڑے سے میں نے فقہ کے چالیس مسائل کا جواب نکال لیا ہے۔ جیسے

..... چھوٹے بچے کو تصغیر کے صیغے سے بلا سکتے ہیں،

..... کنیت سے کیسے پکارا جاتا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اسی لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ۔

قرب سجدے سے ملتا ہے

حدیث پاک میں آیا ہے:

یتقرب الی عبدی بالنوافل

[میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے]

اور قرآن مجید کی ایک آیت ہے:

وَ اسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (العلق:۱۹)

[اور سجدہ کر اور قرب حاصل کر]

چونکہ نوافل میں بھی سجدہ ہوتا ہے اس لئے حدیث پاک بھی بتلاتی ہے کہ قرب سجدے سے ملتا ہے۔ اور قرآن مجید کی آیت بھی بتلاتی ہے کہ قرب سجدے سے ملتا ہے، مگر ہم سجدے کرنے سے گھبراتے ہیں۔ ہمیں تو نفلوں کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ ہم تو فرضوں کے ساتھ والے نوافل بھی بڑی مشکل سے پڑھتے ہیں باقی نفل کیا پڑھیں گے۔ جب نفل ہی نہیں پڑھتے تو پھر قرب کیا ملے گا۔ نہ تو قرآن مجید کی آیت غلط ہو سکتی ہے اور نہ ہی اللہ کے محبوب ﷺ کا فرمان غلط ہو سکتا ہے۔ دونوں طرف سے ثبوت مل رہا ہے کہ قرب نفلوں سے ملے گا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا ذوقِ عبادت

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تہجد کی نماز

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھی اور اس کے بعد جب فجر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ جب مسجد میں تشریف لے جانے لگے تو آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا مصلے پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے مسجد میں آ کر فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ فجر کی قرآت لمبی فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نماز پڑھانے کے بعد مسجد میں ہی تشریف فرما ہوئے۔ صحابہ کرام ارد گرد بیٹھ گئے۔ وہ محفل کافی دیر تک منعقد رہی حتیٰ کہ چاشت کا وقت ہو گیا...... یوں سمجھئے کہ آج کل کے مطابق دن کے نو بجے کا وقت ہو گیا...... پھر اس کے بعد آپ ﷺ گھر تشریف لائے۔ جب آپ گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اسی حالت میں مصلے پر بیٹھی ذکر کر رہی ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا، جویریہ! جب میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا تو اس وقت آپ بیٹھی ذکر کر رہی تھیں، کیا آپ اس وقت سے لے کر اب تک ذکر میں ہی لگی ہوئی ہیں؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے فجر کی نماز ادا کی اور میں اس وقت سے لے کر اللہ کی یاد میں بیٹھی ہوئی ہوں...... اس سے معلوم ہوا کہ امہات المومنین کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ وہ گھنٹوں مصلے پر گزارا کرتی تھیں اور یہی عادت امت کی نیک بیبیوں کی رہی ہے۔ ان کے دلوں میں عبادت کا شوق تھا اور انہیں مصلے کے ساتھ محبت ہوتی تھی۔ یاد رکھیں کہ جو انسان یہ دیکھنا چاہے کہ میرے دل میں اللہ رب العزت کی محبت کتنی شدید ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کو مصلے پر بیٹھ کر کتنا سکون ملتا ہے۔ اگر محبت میں شدت ہوگی تو اسے مصلے پر بیٹھ کر ایسے ہی سکون ملے گا جیسے بچے کو ماں کی گود میں بیٹھ کر سکون ملتا ہے۔

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا جواب سن کر فرمایا، میمونہ رضی اللہ عنہا! میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ اگر تم ان کو تین مرتبہ صبح و شام پڑھ لو گی تو

تمہیں اتنا اجر ملے گا کہ تم نے تہجد سے لے کر اب تک جتنی عبادت کی ہے اس سے بھی زیادہ اجر ملے گا۔ جب نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا تو بڑی خوش ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! ضرور بتا دیجئے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَ رِضٰی نَفْسِہٖ وَ زِنَۃَ عَرْشِہٖ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ

[اللہ کی پاکی (اور پاکیزگی) بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف اس کی مخلوق کے برابر، اور اس کی ذات کی رضا کے موافق اور اس کے عرش کے ہم وزن اور اس کے کلمات کی سیاہی کی مقدار کے برابر۔]

نبوت کی سوچ اور اس کی پرواز

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا میں کتنی گہرائی ہے؟ اس کا اندازہ اسکے مفہوم سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔

☆..... سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ

یعنی میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرتی ہوں۔

☆..... عَدَدَ خَلْقِہٖ

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کی اتنی حمد بیان کرتی ہوں جتنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے..... سبحان اللہ..... اللہ کے محبوب ﷺ نے یہ کیسا نوعلی آ گیڈیا پیش فرما دیا ہے۔ واقعی اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کو یہ تعلیم نہ دیتے تو ہمیتوں کے دماغ کی پرواز ہی اتنی نہیں تھی کہ وہ ایسی دعائیں اپنی عقل کے بل بوتے پر مانگ سکتے۔ یہ تو محسن انسانیت کا امت پر احسان ہے کہ انہوں نے ایسی پیاری پیاری تعلیمات دیں کہ ہم تھوڑے وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کما سکتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کتنی ہے؟...... اس وقت پوری دنیا میں بلین انسان ہوں گے، جو اب تک گزر چکے ہیں وہ ٹریلین ہوں گے اور جو قیامت تک آئیں گے وہ بھی ٹریلینز ہوں گے۔ اتنی مخلوق تو انسانوں پر مشتمل ہے...... پھر پوری دنیا میں جانور کتنے ہوں گے...... پرندے کتنے ہوں گے...... پھر سمندروں اور دریاؤں میں مچھلیاں اور دوسری آبی مخلوق کتنی ہوگی...... کیڑے مکوڑے کتنے ہوں گے...... مکھیاں اور مچھر کتنے ہوں گے...... اور ذرا نیچے چلے جائیں...... پوری دنیا میں جراثیم کتنے ہوں گے...... کہتے ہیں کہ اگر زمین سے ایک گرام مٹی اٹھائی جائے تو اس میں کئی ملین جراثیم موجود ہوتے ہیں...... بیکٹیریا کتنے ہوں گے...... ہم جو سانس لیتے ہیں، ایک مرتبہ سانس لینے میں کئی ملین بیکٹیریا ہمارے اندر چلے جاتے ہیں اور اسی طرح باہر بھی نکلتے ہیں۔ اگر سانس کے اندر کئی ملین بیکٹیریا ہیں تو پوری دنیا میں کتنے بیکٹیریا ہوں گے...... پھر ہمارے اپنے جسم کے اندر کتنے بیکٹیریا ہیں...... اللہ اکبر...... اگر ان سب کو ہم شمار کرنا چاہیں تو ہم تو اس کو شمار ہی نہیں کر سکتے...... پھر جن بھی اللہ کی مخلوق ہیں...... فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں...... جنت میں حور و غلمان بھی اللہ کی مخلوق ہیں...... یہ تو ذی روح مخلوقات ہیں...... اس کے علاوہ درخت بھی مخلوق ہے، اس کے پتے بھی مخلوق ہیں...... زمین کے ذرات بھی اللہ کی مخلوق ہیں...... پانی کے قطرے بھی اللہ کی مخلوق ہیں...... اگر ہم ان سب کو گننا چاہیں تو کیا ہم گن سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (المدثر: ۳۱)

[اور اللہ کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا]

تو جب اللہ کی اتنی مخلوق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو دیکھو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنی پیاری اور جامع دعا تعلیم فرمائی ہے...... اللہ اکبر

www.besturdubooks.wordpress.com

کبیرا...... بات تو چھوٹی سی ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی کتنی حمد بیان ہوئی ہے۔

☆ وَ رِضٰی نَفْسِہٖ

یعنی اے اللہ! میں تیری اتنی تعریف کرتا ہوں کہ جس تعریف سے آپ خوش ہو جائیں...... اللہ تعالیٰ کتنی تعریف سے خوش ہوتے ہیں؟...... یہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ یہ تو ہمارے وہم وگمان سے بھی بڑی بات ہے۔

☆ وَ زِنَةَ عَرْشِہٖ

اور اے اللہ! جتنا آپ کے عرش کا وزن ہے اس وزن کے برابر میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں...... اب اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اس کے عرش کا وزن کتنا ہے۔

☆ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ

اور اے اللہ! جتنی آپ کے کلمات ہیں، ان کلمات کے بقدر میں آپ کی تعریفیں کرتا ہوں...... اب اللہ تعالیٰ کی صفات کتنی ہیں...... آیئے! قرآن پاک میں دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا (الکہف:۱۰۹)

[اے محبوب ﷺ! آپ فرما دیجئے کہ اگر ساری دنیا کے سمندروں کا پانی سیاہی بنا دیا جاتا اور اس سیاہی سے تیرے رب کی تعریفیں لکھنی شروع کی جاتیں تو ایک وقت آتا کہ یہ سیاہی ختم ہو جاتی مگر تیرے رب کی تعریفیں کبھی ختم نہ ہوتیں]

پھر اس سے آگے بڑھ کر بات کی۔ فرمایا کہ اگر ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنا دی جاتیں اور ساری دنیا کے سمندروں کا جتنا پانی ہے اتنے سات سمندر اور ہوتے، یہ سب پانی سیاہی بن جاتا اور یہ سب درخت قلمیں بن جاتے، پھر ان قلموں اور سیاہی سے تیرے رب کی تعریفیں لکھنی شروع کی جاتیں تو ایک وقت آتا کہ یہ قلمیں ٹوٹ جاتیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ سیاہی خشک ہو جاتی مگر تیرے رب کی تعریفیں کبھی ختم نہ ہوتیں۔ سبحان اللہ، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوچ کا حسن اور پرواز دیکھئے۔ واقعی یہ نبوت کی سوچ ہے جو اللہ رب العزت کی تعریف اتنے پیارے انداز میں بیان کرتی ہے۔

اب دیکھئے کہ یہ ایک چھوٹی سی دعا ہے جسے ہر بچہ یاد کر سکتا ہے، ہر عورت یاد کر سکتی ہے، جوان بھی اور بوڑھی بھی حتیٰ کہ نوے سال کی عمر کو پہنچ چکی ہو تو وہ بھی یاد کر سکتی ہے۔ اگر ہمیں علم ہو تو پھر ہم اسے صبح و شام پڑھ کر اجر کما سکتے ہیں۔ مگر آج کتنے لوگ ہیں جو اس دعا کو روزانہ پڑھتے ہیں۔ یہ سوال اپنے آپ سے پوچھ کر دیکھئے۔ جواب ملے گا کہ اکثریت اس دعا کو پڑھنے میں غفلت کر جاتی ہے۔ یاد رکھیں کہ ہم اپنے فارغ اوقات کو صرف نیکی میں ہی نہ لگائیں بلکہ نیکیاں بھی وہ کریں جنکی وجہ سے ہم تھوڑے وقت میں زیادہ اجر کما سکیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب حاصل ہو سکے۔ آج کتنے لوگ ہیں جو دل میں یہ تمنا رکھتے ہوں کہ ہم تہجد کے وقت اپنے پروردگار کے دربار میں حاضری لگوائیں۔ یاد رکھئے کہ تہجد کے وقت میں اللہ تعالیٰ اپنے چاہنے والوں کی حاضری لگواتے ہیں۔ فرشتے تہجد میں اٹھنے والے لوگوں کے نام لکھتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ رات کے آخری پہر میں اللہ کے چاہنے والوں کے ناموں کی فہرست بنتی ہے اور اللہ رب العزت کے حضور پیش کی جاتی ہے۔ ہمارے دل میں یہ تمنا ہونی چاہیے کہ کاش میرا نام بھی اللہ رب العزت کے چاہنے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائے۔

اب تجھے نیند کہاں آئے......!!!

ذکر کی لائن میں لگ کر اور بالخصوص اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر عبادت کا ذوق اتنا بڑھ جاتا ہے کہ نیندیں اڑ جاتی ہیں۔ ہم لوگ اپنے شیخ کی صحبت میں کبھی تین دن کے لئے اور کبھی پانچ دن کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اس وقت خانقاہ میں اتنا فیض ہوتا تھا کہ ہمیں نیند ہی نہیں آتی تھی۔ یہ ایک دو دفعہ کی بات نہیں بلکہ ہم نے اسے بیسیوں دفعہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آزمایا، نہ دن میں نیند آتی نہ رات کو حتیٰ کہ چوتھے پانچویں دن بدن تھک جاتا تھا مگر ذکر کی وجہ سے روح کے تو مزے ہوتے تھے۔ جب جسم تھک جاتا تو ہم عشاء کی نماز کے بعد دو نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ! آج مجھے سکون کی نیند عطا فرما دے، مگر نیند پھر بھی نہیں آتی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ میں نے اپنے شیخ کی خدمت میں عرض کیا، حضرت! پتہ نہیں کیا معاملہ ہے کہ جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، دن اور رات میں کسی وقت بھی نیند نہیں آتی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر فرمانے لگے، "ہاں، مجھے میرے شیخ نے جگایا تھا اور تجھے میں نے جگایا ہے، اب تجھے نیند کہاں آئے۔"

؎ موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو آرام
نیند بھر کے وہی سویا جو کہ جاگا ہو گا

جو دنیا میں جاگے گا وہ قبر میں میٹھی نیند سوئے گا۔ اسلئے ہمیں اپنے اندر عبادات کرنے کا شوق پیدا کرنا چاہیے۔ علماء اور طلباء بالخصوص اس طرف متوجہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر:۹۹)

[اپنے رب کی عبادت کرو حتیٰ کہ تمہیں موت آ جائے]

رمی جمار کا مسئلہ اور شیطان سے نجات

جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ پر نزع کی کیفیت طاری تھی اس وقت انہوں نے ایک شاگرد سے مسئلہ پوچھا کہ رمی جمار راکباً (سوار ہو کر) افضل ہے یا ماشیاً (پیدل) افضل ہے؟..... اس نے کہا، راکباً۔ فرمایا، لا۔ اس نے کہا ماشیاً۔ آپ نے فرمایا، لا۔ پھر بتایا کہ راکباً کب افضل ہے اور ماشیاً کب افضل ہے۔ ابھی یہی مسئلہ بتا رہے تھے کہ اسی دوران ان کی وفات ہو گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علماء نے لکھا ہے کہ آخر انہوں نے یہ مسئلہ خود کیوں چھیڑا؟ انہوں نے اس کا جواب بھی لکھا ہے کہ موت کے آخری لمحات میں بندے کے پاس شیطان آتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس وقت شیطان آیا ہو اور امام صاحب نے جیسے ہی شیطان کو دیکھا انہوں نے اسی وقت رمی جمار کا مسئلہ چھیڑ دیا ہو اور اسی رمی جمار کے مسئلہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے ان کو شیطان سے نجات عطا فرما دی۔

فتویٰ پڑھتے پڑھتے اللہ کو پیارے ہو گئے......!!!

دارالعلوم دیوبند کے ایک مفتی کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو ایک فتویٰ ان کے سینے پر پڑا ہوا تھا۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے فتویٰ پڑھنا شروع کیا اور پڑھتے پڑھتے وہ فتویٰ ہاتھ سے گر گیا اور اسی حالت میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ہمارے مشائخ نے اپنے اوقات کو اس طرح غنیمت سمجھا اور عبادات میں اپنا وقت گزارا۔

رابعہ بصریہ کا قابلِ رشک معمول

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس ایک آدمی دعاؤں کے لئے حاضر ہوا۔ وہ اس وقت ظہر کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ اس نے سوچا کہ اچھا میں بعد میں آؤں گا۔ جب وہ بعد میں آیا تو وہ نفلیں پڑھ رہی تھیں، پھر آیا تو عصر کی نماز پڑھ رہی تھیں، عصر کے بعد آیا تو وہ ذکر اذکار میں مشغول تھیں، پھر آیا تو مغرب کی نماز پڑھ رہی تھیں، پھر آیا تو وہ اوابین پڑھ رہی تھیں، پھر آیا تو وہ عشاء پڑھ رہی تھیں، جب عشاء کے بعد آیا تو دیکھا کہ لمبی رکعت کی نیت باندھی ہوئی تھی، سلام ہی نہیں پھیر رہی تھیں۔ وہ بیٹھا رہا، بیٹھا رہا، جب بہت تھک گیا تو کہنے لگا، اچھا سو جاتا ہوں اور فجر کے بعد مل لوں گا۔ پھر فجر کے وقت آیا تو وہ فجر کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ اس کے بعد وہ اشراق پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے لیٹیں تو وہ آدمی پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

آیا۔ کسی نے بتایا کہ انہوں نے ابھی اشراق کے نفل پڑھے ہیں اور ابھی لیٹی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں بس تھوڑی دیر ہی بیٹھا تھا کہ وہ گھبرا کر اٹھیں اور آنکھیں مل کر کہنے لگیں:

اللھم انی اعوذبک من عین لا تشبع من النوم

[اے اللہ! میں ایسی آنکھوں سے تیری پناہ مانگتی ہوں جو نیند سے سیر نہیں ہوتیں]

یہ کہہ کر اٹھ بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئیں۔ اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی دوپہر کو قیلولہ کی نیت سے سو جاتے تھے اور باقی پورا وقت عبادت میں گزارتے تھے۔ یہ بات پہلے سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ لیکن ذکر کی لائن میں لگنے کے بعد بالآخر سمجھ میں آگئی کہ ہمارے مشائخ کو ساری ساری زندگی عبادات کی توفیق کیسے مل جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیند کے وقت میں برکت دے دیتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر کی نیند ان کے جسم کو سکون دے دیتی ہے۔ ان کے نزدیک سونا برائے سونا تو ہوتا نہیں۔ نیند کا مقصد تو جسم کو راحت دینا ہوتا ہے کہ جسم تازہ دم ہو جائے اور پھر کام میں لگ جائے۔ اسی لئے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے: ”اب میرے لئے دن اور رات کا فرق ختم ہو گیا ہے۔“

محنت کی چکی

یاد رکھیں کہ عبادات کے شوق میں مجاہدے سے نہیں گھبرانا چاہیے بلکہ خوش ہونا چاہئے کہ یہ جسم دنیا کے لئے تو ہزاروں مرتبہ تھکا، شکر ہے کہ یہ آج اللہ رب العزت کے لئے بھی تھکا ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا:

”خدا طلبی یا طلبی؟“

یعنی اللہ کو طلب کرنا اور پھر دل میں طلب بھی نہ ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یوں سمجھو کہ

”خدا طلبی بلا طلبی“ ہے

یعنی اللہ کو طلب کرنا بلاؤں کو دعوت دینا ہے۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ مجاہدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ دل کی بات کہوں کہ اس دنیا میں انسان کو چکی پیسنی پڑتی ہے یا تو وہ دین کے لئے چکی پیس لے یا پھر اللہ دنیا کے لئے پسوائیں گے۔ پیسے بغیر گزارہ نہیں ہوگا۔ پروردگار عالم نے فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ (البلد:۴)

[بے شک ہم نے انسان کو چکی پیسنے کے لئے پیدا کیا ہے]

یہ چکی انبیائے کرام نے بھی پیسی پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیسی اور پھر اولیائے امت کو یہ چکی پیسنی پڑی۔ یاد رکھنا کہ اگر کوئی دین سے ہٹے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دفتر میں لگا دیں گے اور وہاں وہ گدھے کی طرح کام کر رہا ہوگا۔ دفتر والے بھی ماشاء اللہ اوور ٹائم میں کام کروا رہے ہوں گے اور پھر بھی خوش نہیں ہوں گے۔ سولی پہ جان لگی ہوئی ہوگی کہ آج تو باس ناراض ہے۔ جی ہاں، جسے خدا کو راضی کرنے کی فکر نہیں ہوتی اسے اللہ تعالیٰ باس کو راضی کرنے کی فکر ڈال دیتے ہیں۔ جب چکی ہر ایک کو پیسنی ہے تو بہتر ہے کہ دین کی چکی پیسی جائے تا کہ صحیح معنوں میں انسانیت کی معراج نصیب ہو سکے۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

حضرت شبلیؒ کے عظیم مجاہدے کی داستان

ولید بن عبدالملک کا زمانہ تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی حکومت دنیا کے بیشتر ملکوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے ہر ہر علاقے کے گورنر مقرر کئے ہوئے تھے۔ اس دوران آمد و رفت کا سلسلہ اتنا تیز نہیں تھا۔ مختلف جگہوں سے چھ چھ مہینوں کے بعد اطلاعات آتی تھیں۔ کہیں سے اطلاع ملتی کہ یہاں کے گورنر کا انتظام بہت اچھا ہے اور کہیں سے اطلاع ملتی کہ گورنر صاحب نے لوگوں کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ولید بہت پریشان ہوا کہ اتنا پھیلا ہوا کام ہے، میں کیا کروں۔ ان کا وزیر با تدبیر تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ بادشاہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سلامت ! آپ سب گورنروں کو ایک دفعہ بلا لیں اور ان میں سے جو اچھا کام کرنے والے ہیں ان کو انعام دے دیں اور دوسرے بھی سمجھ دار ہیں، وہ یہ سب کچھ دیکھ کر سمجھ جائیں گے کہ ہمیں بھی اپنے آپ کو انعام کا مستحق بنانا چاہیے۔ بادشاہ کو یہ مشورہ پسند آیا اور اس نے سب گورنروں کو اطلاعات روانہ کر دیں کہ تمام گورنر فلاں تاریخ کو میرے دربار میں پہنچ جائیں۔ بادشاہ کے محل کے ساتھ بہت بڑا گراؤنڈ تھا۔ اس نے کہا کہ جو مہمان آئیں وہ آ کر یہاں ٹھہرنا شروع کر دیں۔ اس زمانے میں بادشاہ کے مسافر خانے نہیں ہوتے تھے جہاں آ کر لوگ ٹھہر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سفر کرنا مشکل ہوتا تھا .... اب جس بندے نے ایک ہزار کلو میٹر سے چلنا ہے، راستے میں دیہات ہیں، ویرانے ہیں، جنگل ہیں، دریا ہیں تو اسے ایک ہزار کلو میٹر کا سفر طے کرنے میں ایک مہینہ درکار ہوتا ہے۔ ایک مہینہ آنے میں لگے گا اور ایک مہینہ جانے میں لگے گا۔ دو مہینے کا تو سفر بن گیا اور وہاں ٹھہرنا بھی ہوتا ہے۔ اس طرح ایک ہزار کلو میٹر کا سفر طے کرنے میں تین مہینے لگ جاتے تھے...... جب وہ چلتے تو اپنی فیملی کو بھی ساتھ لے کر چلتے تھے۔ جب بیوی بچے بھی ساتھ ہوتے تھے تو صاف ظاہر ہے کہ خدمت کے لئے بھی لوگ درکار ہوتے تھے۔ پھر ان کا تین مہینے کا راشن بھی ساتھ لے کر چلتے تھے...... آج کل تو اگر گاڑی میں ڈیزل ڈلوانا پڑے تو پہلے کوئی ایسی جگہ دیکھتے ہیں جہاں سے آئس کریم بھی دستیاب ہو سکے...... جب اتنے بندے ہوتے تھے تو ان کی سیکورٹی کے لئے بھی انتظام کیا جاتا تھا۔ اس کی ترتیب یہ ہوتی تھی کہ کچھ لوگ جنگل میں اونٹوں سے بھی آگے پیدل چل رہے ہوتے تھے تاکہ اگر کوئی دشمن یا جانور راستے میں چھپا ہوا ہو تو اس کا دفاع کر سکیں۔ ان کے پیچھے وہ جانور ہوتے تھے جن پر مال لدا ہوا ہوتا تھا۔ پھر اس کے بعد مہمان خصوصی اور اس کی بیگمات اور بچے ہوتے تھے۔ ان کے پیچھے پھر مال والے جانور ہوتے تھے، پھر ان کے پیچھے پیدل چلنے والے لوگ ہوتے تھے۔ اس طرح سو سو اونٹوں کا قافلہ بن جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا، اب جہاں سوا دو سو لوگوں نے آ کر مہمان بننا ہوتا تھا تو وہاں وہ کمرے تو نہیں بنا سکتے تھے، اوپن فیلڈ میں ہی ایسا ممکن تھا..... چنانچہ انہوں نے کہا کہ جو بھی مہمان آتا جائے وہ اس گراؤنڈ میں اپنے خیمے لگاتا جائے۔

مختلف علاقوں کے گورنر صاحبان پہنچنا شروع ہو گئے۔ ہر علاقے کی لباس پہننے کی عادات مختلف ہوتی ہیں۔ کہیں کوئی رنگ کہیں کوئی رنگ۔ لہٰذا جب وہ مقررہ دن آیا تو پورے علاقے میں خیمے بھی مختلف رنگوں کے لگے ہوئے تھے اور لباس بھی مختلف رنگوں اور ڈیزائنوں کے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے گلشن سجا ہوا ہو۔

جب سب لوگ آ گئے تو بادشاہ نے سب گورنروں کو اپنے دربار میں بلایا۔ جو اچھا کام کرنے والے تھے ان کو انعام دیا اور جو ڈھیلے تھے ان کی آنکھیں تنبیہ بھی ہو گئی کہ انہیں بھی اچھا کام کرنا چاہیے۔ جب محفل برخاست ہو گئی تو بادشاہ نے ہر گورنر کو ایک ایک خلعت (پوشاک) ہدیہ کی۔ جس آدمی کو بادشاہ وہ پوشاک دے دیتا تھا تو اس کو بادشاہ کے دربار میں آنے جانے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ گویا وہ اس وقت کا گرین کارڈ تھا، اسے کوئی دربان روک نہیں سکتا تھا۔ وہ جب چاہتا خلعت پہن کر بادشاہ کے ساتھ پرسنل میٹنگ کر لیتا تھا۔ وہ اس وقت کی بہت بڑی نعمت ہوتی تھی۔

بادشاہ نے پوشاکیں دے کر کہا کہ کل میں آپ کی اس خلعت دینے کی خوشی میں دعوت کروں گا۔ چنانچہ سب گورنر وہ خلعت پہن کر دعوت کے لئے آئے۔ دعوت کھانے کے بعد پھر محفل لگی۔ بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھا اور حالاتِ حاضرہ پر تبادلہ خیالات ہونے لگا۔ اس محفل کے دوران ایک گورنر کو چھینک آنا چاہی۔ اب نہ تو وہ سائنس کا زمانہ تھا اور نہ ہی ان کو امریکن چھینک آتی تھی۔ امریکی لوگ چھینکنے میں بڑے ماہر ہیں، بے شک آپ غور کر کے دیکھ لیں۔ ان کو محفل میں چھینک آتی ہے مگر پتہ ہی نہیں چلنے دیتے۔ ہمیں آج تک اس کی سمجھ نہیں آئی۔ یہ ایسی چیز ہے جو میں Learn کرنا چاہتا ہوں مگر میں

ابھی تک اس کو Learn نہیں کر سکا۔ میں مانتا ہوں کہ واقعی وہ اس میں کمال رکھتے ہیں ......وہ گورنر صاحب جتنا چھینک کو روکتے کہ نہ آئے اتنا چھینک اور آتی وہ بے چارہ اپنے اندر ہی اندر چھینک کے ساتھ Fight کر رہا تھا۔ بالآخر اس کو دو تین مرتبہ یک دم چھینکیں آئیں ...... چھینک ہے تو ایک قدرتی سی چیز مگر بندے کو اس سے بکی سی ہو جاتی ہے اور ہر بندہ اس کی طرف دیکھنے لگتا ہے ...... اب جب اس کو چھینکیں آئیں تو اس نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ اب لوگوں نے اس کی طرف دیکھا اور پھر بادشاہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اللہ کی شان کہ جب چھینک آتی ہے تو کئی مرتبہ ناک میں سے پانی بھی آجاتا ہے۔ اس کی ناک میں سے بھی پانی نکل آیا۔ نہ تو اس کے پاس ہماری طرح کا رومال تھا اور نہ کوئی اور انتظام، جس سے ناک کا پانی صاف کرتا، وہ بڑا پریشان ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے سوچا کہ اب تو سب بندوں نے توجہ ہٹالی ہوگی اس وقت اس نے پوشاک کے اوپر والے کپڑے کے ساتھ اپنی ناک صاف کر لی، جب اس نے اس خلعت کے ساتھ اپنی ناک صاف کی تو عین اسی لمحے بادشاہ نے اس کی طرف دیکھ لیا۔ بادشاہ کو بڑا غصہ آیا اور وہ کہنے لگا کہ میری دی ہوئی پوشاک کی اتنی ناقدری کہ اس کے ساتھ تو نے اپنی ناک صاف کی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے آدمیوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ اس سے پوشاک چھین لو اور بھرے دربار سے اس کو دھکا دے دو۔ کارندوں نے اس سے پوشاک چھین لی اور دربار سے باہر نکال دیا۔ اس کے بعد بادشاہ بھی Serious (سنجیدہ) ہو گیا اور باقی لوگ بھی خاموش ہو گئے۔ وزیر باتدبیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت! محفل برخاست کر دیں۔ چنانچہ بادشاہ نے محفل برخاست کرنے کا اعلان کر دیا۔ سب لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ اب دربار میں بادشاہ اور اس کا وزیر رہ گئے۔

بادشاہ غصے کی وجہ سے خاموش تھا اور وزیر یہ سوچ رہا تھا کہ میں کوئی ایسی بات کہوں کہ جس کی وجہ سے بادشاہ کا غصہ بڑھنے کی بجائے کم ہو جائے۔ ابھی وزیر باتدبیر کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں باہر سے دربان نے آ کر کہا، بادشاہ سلامت! نہاوند کے علاقے کا گورنر شرف باریابی چاہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا، پیش کرو۔ چنانچہ نہاوند کے علاقے کا گورنر بھی آ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا، کیسے آئے؟ کہنے لگا، بادشاہ سلامت! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا چھینک بندے کے اختیار میں ہے یا اختیار میں نہیں ہے۔ اس نے کہا تم مجھ سے ایسا Silly (بے وقوفی والا) سوال کرتے ہو۔ اس نے کہا، بادشاہ سلامت! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس گورنر صاحب نے جو آپ کی دی ہوئی پوشاک سے اپنی ناک صاف کی، کیا یہ ضروری تھا کہ اس کو بھری محفل میں رسوا کیا جاتا یا اس کو علیحدگی میں بھی تنبیہ کر کے اس سے خلعت لی جا سکتی تھی؟ کیا اس کی Public insult ضروری تھی؟ یہ سن کر بادشاہ آگ بگولا ہو گیا۔ پھر کہنے لگا، خبردار! تمہارے اس سوال سے محاسبے کی بو آتی ہے، اگر تم نے مزید زبان کھولی تو میں تمہارا بھی وہی حشر کروں گا۔ اس نے کہا، بادشاہ سلامت! آپ کو حشر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے خود ہی بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ کہنے لگا، تمہیں کون سی بات سمجھ میں آ گئی ہے؟ گورنر کہنے لگا کہ آپ نے بھرے دربار میں اسے رسوا بھی کیا اور دھکے دلوا کر باہر بھی نکلوا دیا۔ مجھے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے انسانیت کی پوشاک پہنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے، اگر میں اس انسانیت کی پوشاک کی Respect (قدر) نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن بھرے مجمع میں مجھے ذلیل کر کے باہر نکلوا دیں گے۔ بادشاہ سلامت، میں پہلے اس پوشاک کی قدر کر لوں، مجھے آپ کی دی ہوئی پوشاک کی ضرورت نہیں رہا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے وہ پوشاک اتاری اور بادشاہ سلامت کی طرف پھینک ماری اور یہ کہہ کر نکل گیا کہ اپنی گورنری اپنے پاس ہی رکھو، میں جا رہا ہوں۔ اس طرح اسی وقت، اس کے ہاتھ سے گورنری کا عہدہ نکل گیا۔ باہر نکل کر اس نے ساتھ آنے والے لوگوں سے کہا کہ وہ اس کے گھر والوں کو گھر پہنچا دیں اور ادھر گھر والوں کو بھی پیغام پہنچا دیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اب اس مقصدِ زندگی کو سمجھنے کے لئے جا رہا ہوں، جس کو میں اب تک بھولا ہوا تھا۔

اس زمانے میں حضرت سراج رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور بزرگ تھے۔ اس نے سوچا کہ میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ سیدھا ان کے پاس چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر حضرت سے کہنے لگا، حضرت! میں انسان بننا چاہتا ہوں اس لئے مجھے آپ انسانیت سکھا دیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، ہمارے پاس رہو، تمہیں اپنا گوہرِ مقصود مل جائے گا۔ چونکہ وہ گورنر رہا تھا اور ابھی تک اصلاحِ نفس نہیں ہوئی تھی اس لئے اس کے کاموں میں اور باتوں میں تیزی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ذرا ذرا سی بات پر تیزی دیکھ کر سوچا کہ اس بندے کو سنبھالنا آسان کام نہیں ہے۔ لہٰذا انہوں نے چند دنوں کے بعد فرمایا، بھئی! یہ خلعت تمہیں بغداد سے ملے گی۔ وہاں پر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک بزرگ ہیں تم انکے پاس چلے جاؤ۔ اس نے کہا، بہت اچھا۔ چنانچہ اس بندے نے سفر کیا اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں جا کر اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کہا، جی آپ کے پاس ایک نعمت ہے، میں اس کو لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں، اگر آپ چاہیں تو میں اس نعمت کی قیمت ادا کر دوں گا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم آپ سے قیمت لیں تو آپ دے نہیں سکتے یعنی اگر محنت کروائیں تو تم محنت نہیں کر سکتے اور اگر بغیر قیمت کے تمہیں دے دیں تو تمہیں اس کی قدر نہیں ہوگی۔ اس نے عرض کیا، حضرت! پھر کیا صورت بنے گی؟ حضرت نے فرمایا کہ یہیں رہو، دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کیا صورت پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وہیں رہنا شروع کر دیا۔

کچھ عرصہ رہنے کے بعد ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا، حضرت! میں نہاوند کے علاقے کا گورنر تھا۔ حضرت نے فرمایا، اچھا۔ اب وہ سمجھ گئے کہ اس گورنر کے دماغ میں سے "میں"

www.besturdubooks.wordpress.com

نکالنی پڑے گی کیونکہ یہ گورنر بھی چھوٹے سے خدا بنے ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ بغداد کے بازار میں جا کر گندھک کی دکان بنا لو... اب کہاں گورنر اور کہاں گندھک کی دکان۔ گندھک کی دکان میں سے عجیب طرح کی Smell (بو) آتی ہے اور اسے خریدنے والے لوگ بھی اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ ان کی Deelings بھی بہت ہی Rough قسم کی ہوتی ہیں۔ یہ ایسے ہی تھا جیسے کسی ملک کے صدر سے کہا جائے کہ تم کریانہ کی دکان بنا لو... اس زمانے میں گندھک کا استعمال زیادہ تھا۔ حتیٰ کہ کپڑے دھونے میں بھی استعمال ہوتی تھی۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے گندھک کی دکان کے بارے میں کہا تو اسے بہت ہی عجیب لگا۔ لیکن چونکہ شیخ نے فرمایا تھا اس لئے کہنے لگے کہ حضرت! ٹھیک ہے میں گندھک کی دکان کھولتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک سال تک گندھک کی دکان چلائی۔ وہ بے چارے گنتے رہے کہ کب دن پورے ہوتے ہیں۔

جب ایک سال پورا ہوا تو کہنے لگے، حضرت! آپ نے فرمایا تھا کہ ایک سال گندھک کی دکان چلاؤ، وہ ایک سال پورا ہو گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا، اچھا تم دن گنتے رہے ہو، چلو ایک سال اور یہی دکان چلاؤ۔ چنانچہ جب اس دفعہ گئے تو دن گننے چھوڑ دیئے۔

دوسرا سال گزرنے کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا، بھئی اب تو ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے، لگتا ہے تم نے دن گنتا بھی چھوڑ دیئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے واپس آ کر عرض کیا، حضرت! اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ حضرت نے انہیں ایک پیالہ پکڑایا اور فرمایا کہ بغداد کے شہر میں جا کر بھیک مانگو اور جو کچھ تمہیں ملے وہ خانقاہ کے فقیروں کو لا کر کھلا دینا، تم نے خود نہیں کھانا۔ خود روزے رکھو اور بھیک مانگو۔ ... اللہ اکبر... اب ایک حاکم کا گورنر بھیک مانگنے کے لئے کیسے تیار ہوا ہوگا ... وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

شکل وصورت سے تو بڑے پڑھے لکھے اور صحت مند لگتے تھے۔ لہٰذا سوچ میں پڑ گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اگر تمہارے دل میں اس نعمت کی طلب ہے تو جو کام کہہ دیا ہے کرو ورنہ یہاں سے چلے جاؤ۔

انہوں نے پیالہ ہاتھ میں پکڑا اور بازار جا کر صدا لگائی کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔ اب جس سے بھی وہ بھیک دینے کی درخواست کرتے، اسے وہ اچھے خاصے صحت مند لگتے تھے۔ چنانچہ وہ کہتا کہ "شرم نہیں آتی، اچھے بھلے ہوتے ہیں اور مانگنے آجاتے ہیں، کام چور کہیں کے، چلو میاں یہاں سے چلے جاؤ"۔ جب ایک ڈانٹ پلاتا تو دوسرے کے پاس چلے جاتے۔ وہ بھی ڈانٹ پلا دیتا...... شیخ کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ جب یہ مخلوق کی ڈانٹ ڈپٹ سنیں گے تو ان کو اپنی اوقات کا پتہ چلے گا کہ میں کیا ہوں...... وہ جس سے بھی بھیک مانگتے تھے وہی آگے سے کھری کھری سناتا جس کی وجہ سے ان کی خوب رسوائی ہوتی تھی۔ اسی طرح انہیں روزانہ دھتکارا جاتا اور کوئی بھی ان کو کچھ نہ دیتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد لوگوں کو بھی پہچان ہو گئی کہ یہ پھرتا رہتا ہے۔ چنانچہ وہ دور سے دیکھتے ہی اسے کوسنا شروع کر دیتے۔ اب ان کے لئے ان لوگوں کے سامنے جانا بھی مشکل ہو گیا تھا۔

ایک سال بھیک مانگنے کی وجہ سے ان کا "میں" اتنا صاف ہو گیا کہ انہیں مخلوق کے تعلق سے نجات مل گئی...... اگر شیخ کسی کو تنہائی اختیار کرنے کو کہیں یا کسی کو کہیں کہ تم فلاں شخص سے نہ ملو تو اس سے ان کی نظر میں اصل مقصود انقطاع عن المخلوق ہوتا ہے۔ اور یہ قرآنی فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل:۸)

[اور ذکر کر اپنے رب کے نام کا سب سے ہٹ کر]

ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا کر کہا کہ گورنر صاحب! آپ کا نام

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا ہے؟ عرض کیا، ابوبکر شبلی۔ فرمانے، اچھا، اب آپ ہماری محفل میں بیٹھا کریں۔ گویا تین سال کے مجاہدے کے بعد اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دی۔ چونکہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا دل پہلے ہی صاف ہو چکا تھا اس لئے اب حضرت کی ایک ایک بات سے سینے میں نور بھرتا گیا اور آنکھیں بصیرت سے مالا مال ہوتی گئیں۔ چند ماہ کے اندر اندر احوال و کیفیات میں ایسی تبدیلی آئی کہ دل محبت الٰہی سے لبریز ہو گیا۔

بالآخر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن بلایا اور فرمایا کہ شبلی! آپ نہاوند کے علاقے کے گورنر رہے ہیں، آپ نے کسی سے زیادتی کی ہو گی اور کسی کا حق دبایا ہو گا، لہٰذا آپ ایک فہرست مرتب کریں کہ آپ نے کس کس کا حق پامال کیا ہے، آپ نے فہرست بنانا شروع کر دی۔ ساتھ حضرت کی توجہات بھی تھیں، چنانچہ تین دن میں کئی صفحات پر مشتمل طویل فہرست تیار ہو گئی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ باطن کی نسبت اس وقت تک نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ معاملات میں صفائی نہ ہو۔ لہٰذا جاؤ ان لوگوں سے حق معاف کروا کے آؤ۔ چنانچہ آپ نہاوند تشریف لے گئے اور ایک ایک آدمی سے معافی مانگی۔ بعض نے تو جلدی معاف کر دیا، بعض نے کہا تم نے ہمیں بہت ذلیل کیا تھا لہٰذا ہم اس وقت تک معاف نہیں دیں گے جب تک تم اتنی دیر دھوپ میں نہ کھڑے رہو۔ بعض نے کہا کہ ہم اس وقت تک معاف نہیں کریں گے جب تک ہمارے مکان کی تعمیر میں مزدور بن کر کام نہ کرو۔ آپ ہر آدمی کی خواہش کے مطابق اس کی شرط پوری کرتے اور ان سے حق بخشواتے رہے حتیٰ کہ دو سال کے بعد واپس بغداد پہنچے۔

اب آپ کو خانقاہ میں آئے ہوئے پانچ سال کا عرصہ گزر گیا تھا۔ مجاہدے اور ریاضت کی چکی میں پس پس کر نفس مر چکا تھا۔ "میں" نکل گئی تھی۔ باطن میں تو ہی تو کے نعرے تھے۔ پس رحمت الٰہی نے جوش مارا اور ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے انہیں باطنی نسبت سے مالا مال کر دیا۔ بس پھر کیا تھا

......آنکھ کا دیکھنا بدل گیا،

...... پاؤں کا چلنا بدل گیا،

......دل و دماغ کی سوچ بدل گئی،

......غفلت کے تار پود بکھر گئے،

......معرفتِ الٰہی سے سینہ پر نور ہو کر خزینہ بن گیا اور

......آپ عارف باللہ بن گئے۔

واقعی جو بندہ اللہ رب العزت کے لئے مشقتیں برداشت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ایسی رہنمائی فرماتے ہیں کہ وہ اپنے گوہرِ مقصود کو پا لیتا ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں،

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:۶۹)

[اور جو بندے ہمارے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو نئی نئی راہیں سمجھاتے رہتے ہیں]

ویسے بھی اللہ تعالیٰ کا قرآنی فیصلہ ہے کہ

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم:۳۹)

[انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے۔]

اس عظیم مجاہدے کی وجہ سے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ رب العزت کی طرف سے انعامات کی خوب بارش ہوئی۔ ان کے دل میں اللہ رب العزت کی ایسی محبت پیدا ہوئی کہ جو شخص بھی آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا تھا آپ اس کے منہ میں شیرینی ڈال دیتے تھے۔ ایک شخص نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جو شخص میرے محبوب کا نام لے میں اس کے منہ کو شیرینی سے نہ بھر دوں تو اور کیا کروں...... جی ہاں، جن لوگوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر کندن بنایا ہوتا ہے ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔

مجاہدہ کسے کہتے ہیں؟

یاد رکھیں کہ دنیا دار المجاہدہ ہے اور آخرت دار المشاہدہ ہے..... مجاہدہ کسے کہتے ہیں؟..... اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے کے لئے اپنے نفس کی مخالفت کرنے، اپنی چاہتوں کو چھوڑنے اور اپنی خواہشات کو قربان کرنے کے لئے بندے کو جو تکلیف اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے اسے مجاہدہ کہتے ہیں۔ اسی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا،

المجاهد من جاهد نفسه في اطاعة الله

[مجاہدہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ اللہ کا حکم پورا کرنے کے لئے مجاہدہ کرتا ہے]

نفس کو پالنے والے

نفس کو لگام دینا ایک مستقل کام ہے۔ آج کل تو اکثر لوگ نفس کو لگام دینے کی بجائے نفس کو اس طرح پالتے ہیں جیسے لوگ گھوڑے کو پالتے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ لوگوں سے اپنی تعریف کروانے سے، اپنی تعریف پر خوش ہونے سے، ان کے سامنے اپنے خواب بیان کرنے سے، اپنے درجات اور کیفیات بتانے سے، من پسند کھانا کھانے سے اور دل میں پیدا ہونے والی ہر چاہت کو پورا کرنے سے نفس موٹا ہوتا ہے۔ جب یہ نفس اڑیل ٹٹو بن جاتا ہے تو پھر بندہ کہتا ہے کہ اب میرا شریعت پر عمل کرنے کو دل نہیں کرتا۔ اصل میں نفس شریعت پر عمل کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہو رہا ہوتا۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے، اے دوست! تو نفس کو پالنے میں مشغول ہے اور نفس تجھے جہنم میں دھکیلنے میں مشغول ہے۔ تو اسے پالے گا اور یہ تجھے کندھے پر اٹھا کر جہنم میں دھکا دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دے گا۔

اتباع سنت سے نفس مغلوب ہوتا ہے

اس نفس کو کس طریقے سے قابو کیا جائے؟......

اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہر کام سنت سے مطابق کیا جائے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ من گھڑت یعنی اپنے بنائے ہوئے نفلی مجاہدے کرنا نفس کے لئے آسان ہوتا ہے لیکن ہر کام سنت کے مطابق کرنا اس پر بڑا بھاری ہوتا ہے۔

۱۹۹۱ء کی بات ہے کہ ایک آدمی اس عاجز کو ملنے آیا۔ وہ سولہ سال سے مسلسل روزے رکھ رہا تھا۔ میرے دوست بڑے حیران ہوئے کہ یہ سولہ سال سے مسلسل روزے رکھ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کام اتنا مشکل نہیں ہے۔ وہ کہنے لگے کیسے مشکل کام نہیں ہے، سردی، گرمی، صحت، بیماری، سفر، حضر میں ہر وقت روزے سے رہنا بہت مشکل ہے۔ میں نے کہا، اچھا، اس سے پوچھ لیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بندے سے پوچھا کہ کیا آپ کو روزہ رکھنے میں کوئی وقت پیش آتی ہے؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ پھر وہ مجھے کہنے لگے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ اس کی عادت بن گئی ہے۔ کچھ لوگ دن میں تین دفعہ کھانا کھاتے ہیں اور کچھ لوگ صبح و شام دو دفعہ کھاتے ہیں۔ اسی طرح آپ یوں سمجھیں کہ یہ بھی دن میں دو دفعہ کھاتے ہیں، ایک دفعہ سحری کے وقت اور ایک دفع افطاری کے وقت۔ لہٰذا ان کی یہ عادت بن گئی ہے۔ میں نے کہا کہ ان سے کہیں کہ جی آپ صوم داؤدی رکھیں۔ یعنی ایک دن روزہ رکھیں اور دوسرے دن ناغہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ صوم داؤدی رکھ سکتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا، نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے پوچھا، وہ کیوں؟ وہ کہنے لگے، اس لئے کہ یہ تو میری عادت بن گئی ہے اور دن کے وقت اب میرا کچھ کھانے کو دل ہی نہیں کرتا، اگر میں ایک دن کھاؤں اور ایک دن روزہ رکھوں تو اس میں میرے نفس پر زیادہ بوجھ ہوگا، جو کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے لئے بہت مشکل ہے۔ میں نے کہا، دیکھو کہ یہ جو اپنی مرضی سے مجاہدہ کر رہا ہے وہ کام آسان ہے لیکن حدیث میں جو طریقہ آیا ہے اس کے مطابق کام کرنا اس کے لئے بہت مشکل ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ڈھونڈ ڈھونڈ کر سنتوں پر عمل کریں۔ کھانے کی، پینے کی، سونے کی، جاگنے کی اور لباس پہننے کی سنتیں اپنائیں۔ ہم نے "با ادب با نصیب" کتاب میں احادیث کے ذخیرے میں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان سنتوں کو درج کیا ہے۔ اس لئے جو بندہ چاہے کہ میری زندگی بالکل سنت کے مطابق بن جائے وہ "با ادب با نصیب" کتاب کو پڑھنا شروع کر دے اور اپنی ہر عادت کو اس کے مطابق ڈھالتا چلا جائے۔ اس طرح اس کی زندگی بالکل سنت کا نمونہ بن جائے گی۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اسے سنت پر عمل کرنا بے ساختگی کے ساتھ نصیب ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اس کا ہر کام خود بخود سنت کے مطابق ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک شخص جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نو سال تک رہا۔ ایک دن وہ کہنے لگا، حضرت! مجھے اجازت دیں میں کسی اور شیخ کے پاس جاتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا، خیریت تو ہے؟ وہ کہنے لگا، حضرت میں نو سال تک آپ کی خدمت میں رہا اور میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ حضرت نے فرمایا، آپ مجھے یہ بتائیں کہ ان نو سالوں میں مجھے کوئی کام خلاف سنت کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ فرمانے لگے، اس سے بڑی اور کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ نو سال میں ایک کام بھی نبی علیہ السلام کی سنت کے خلاف نہیں کیا۔ گویا یہ سب کرامتوں سے بڑی کرامت ہے۔

سنت کی محبوبیت

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ساری دنیا کی کرامتیں ہم

سے چھین لیں اور اتباع سنت ہمیں دے دیں تو خوش نصیبی کے سوا کچھ نہیں ہے اور اگر ساری دنیا کی کرامتیں دے دیں اور اتباع سنت چھین لیں تو ساری دنیا کی بدبختی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسی لئے ہمارے اکابرین کو اللہ تعالیٰ نے سنت والی زندگی دی۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا، بول چال، رفتار گفتار، اور سب طور طریقے سنت کے مطابق تھے۔ نبی علیہ السلام ہر ایک کے لئے سراپا رحمت تھے اور ہمارے اکابرین بھی سراپا رحمت تھے۔ نبی علیہ السلام کا دل دوسروں کی تکلیف پہ دکھتا تھا اور ان اللہ والوں کا دل بھی دکھتا ہے۔ نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہیں رہتے تھے اور ان اللہ والوں کے دل بھی ہر وقت اللہ رب العزت سے واصل رہتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے دین کے لئے دن رات ایک کر دیا تھا اللہ والے بھی دین کے لئے ہر وقت اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہوتے ہیں۔

تکبیر اولیٰ کا اہتمام

ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے سالانہ جلسے میں تشریف لائے۔ آپ نے بیان فرمایا۔ بیان کے بعد دعا ہوگئی اور ساتھ ہی نماز کے لئے اذان ہوگئی۔ حضرت باوضو تھے، آپ اسٹیج سے اٹھے تاکہ نماز کے لئے مسجد میں جائیں۔ آگے سلام کرنے والوں کا اتنا مجمع تھا کہ انہوں نے آپ کو گھیر لیا...... اب مجمع میں بندہ بعض اوقات ایسا گھر جاتا ہے کہ اسی کو پتہ ہوتا ہے، دوسرے کو پتہ نہیں ہوتا۔ بندہ سوچتا ہے کہ اب میں کروں تو کیا کروں...... اب حضرت چاہتے تھے کہ لوگ ہٹیں اور میں مسجد میں پہنچوں۔ حتیٰ کہ جب مجمع کو ہٹاتے ہوئے بڑی مشکل سے مسجد میں پہنچے تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی اور امام نے ایک رکعت پڑھا لی تھی۔ حضرت نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور بڑی حسرت کے ساتھ کہا،

"آج تئیس سال کے بعد تکبیر اولیٰ قضا ہوگئی۔"

اب اس قضا ہونے میں ان کا اپنا کوئی قصور نہیں تھا۔ جلسہ گاہ کے ساتھ ہی مسجد تھی،

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ وقت سے پہلے نماز کے لئے تیار بھی تھے اور با وضو بھی تھے، جا رہے تھے مگر اللہ کے بندے درمیان میں آ گئے۔ وہ جانے ہی نہیں دے رہے تھے۔

اللہ اکبر!!!...... تیئیس تیئیس سال تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اصل بات یہ ہے کہ جنہوں نے دنیا میں درجے پائے ہوتے ہیں، انہوں نے مجاہدے کئے ہوتے ہیں۔

حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کا مجاہدہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کا علمی فیض ایسا پھیلا کہ پورے ملک میں جہاں جائیں ان کے شاگردوں کے مدارس نظر آتے ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی خدمت کے باغ لگائے ہوئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں عمرے پر گیا تو میں جتنے دن بھی حرم شریف میں رہا، میری ہر نماز تکبیر اولیٰ کے ساتھ، پہلی صف کے اندر اور امام کے بالکل پیچھے ادا ہوتی تھی۔ ہمارے لئے تو یہ ناممکن بات ہے۔ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم نے وہاں ایک دن بھی کبھی ایسا نہیں گزارا۔ وہاں اتنا مجمع ہوتا ہے کہ ہر نماز پہلی صف میں پڑھنا مشکل ہوتی ہے، اگر آدمی اس کیلئے آگے جانا بھی چاہے تو نہیں جا سکتے۔ پھر ہر نماز پہلی صف میں پڑھنا اور وہ بھی تکبیر اولیٰ کے ساتھ اور پھر امام کے پیچھے پڑھنا کتنا دشوار ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد میں ہی رہے ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ وضو کر کے مسجد میں فجر کی نماز پڑھتے ہوں گے اور عشاء کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آتے ہوں گے...... اللہ اکبر..... جب ہمارے بزرگ ایسے ایسے مجاہدے کرتے تھے تو پھر اللہ رب العزت کی طرف سے انعام بھی پاتے تھے۔

خواجہ سراج الدینؒ کا مجاہدہ

ایک مرتبہ حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ حج پر تشریف لے گئے۔ آپ عالم

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے، جونی کی عمر تھی۔ آپ مکہ مکرمہ میں تیرہ دن رہے اور ان تیرہ دنوں میں نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ نہ آپ کو پیشاب آتا تھا اور نہ ہی پاخانہ آتا تھا۔ لوگوں نے پوچھا، حضرت! یہ کیا؟ حضرت فرماتے تھے،

"میں کالا کتا، اس پاک دیس کو کیسے ناپاک کروں۔"

آپ تیرہ دنوں میں حج کر کے وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ یہ ان کی کرامت تھی۔ مگر ایسی کرامت بھی انہی کو ملتی ہے جنہوں نے مجاہدے کئے ہوتے ہیں۔ ذرا سوچیں کہ ہم ایک دن میں کتنی مرتبہ بیت الخلاء میں چلے جاتے ہیں۔

مخالفتِ نفس کے مجاہدے

ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ مخالفتِ نفس کے لئے چار مجاہدے ہیں۔

۱..... قلتِ طعام (تھوڑا کھانا)

۲..... قلتِ منام (تھوڑا سونا)

۳..... قلتِ کلام (تھوڑا بولنا)

۴..... قلتِ اختلاط مع الانام (لوگوں سے میل جول رکھنا)

دو مجاہدوں میں چھوٹ

چونکہ ہم کمزور ہیں اس لئے آج کے دور میں دو مجاہدے باقی ہیں اور دو مجاہدوں میں چھوٹ دے دی گئی ہے۔ قلتِ طعام اور قلتِ منام میں آسانی دے دی گئی ہے۔

ہماری مشائخ نے فرمایا کہ جتنی بھوک ہو اتنا کھالو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا، حضرت! کتنا کھایا کروں؟ انہوں نے فرمایا، اچھا کھا اور کام اچھی طرح کر۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس بیل کو مالک خوب کھلائے اور وہ بیل کام بھی خوب کرے تو مالک کو خوشی ہوتی ہے اور اس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

غلط اور برا نہیں سمجھتا۔ ہماری گائیں یہاں دودھ دیتی ہیں تو دل کرتا ہے کہ ان کے منہ میں لقمے ڈالے جائیں۔ اسی طرح جو بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو اس بندے کا کھانا اللہ تعالیٰ کو بھی برا نہیں لگتا۔ ہاں، جس کا کھاتے اس کے گیت گاتے۔ اللہ کا دیا کھاتے ہیں اور اب اطاعت بھی اسی کی کریں۔

پہلے زمانے کے بزرگ متواتر ایک ایک مہینہ تک پانی کے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ اب اتنے مجاہدے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ آج کے دور میں قویٰ پہلے ہی ضعیف ہیں۔ جو اس طرح کے مجاہدے کرے گا وہ تو ہڈی بن جائے گا اور بیماریاں اس پر حملہ کر دیں گی جس کی وجہ سے وہ عبادت کرنے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔ آج کے دور میں عبادت بھی وہی کر سکتا ہے جس کے جسم میں طاقت ہے۔ اب میں دو دن بھوکا رہوں تو کیا خیال ہے کہ تیسرے دن میری آواز مجمع تک پہنچ جائے گی؟ نہیں، بلکہ آواز بھی نہیں نکلے گی۔ بلکہ آ...... آ...... آ...... کر رہا ہوں گا۔

اللہ والے کہتے ہیں کہ ضرورت کے مطابق کھاؤ۔ یہ بھی نہیں کہتے کہ دن میں پانچ مرتبہ کھانا کھاؤ اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن میں صرف ایک لقمہ کھاؤ۔ ہاں، اگر محسوس کریں کہ نفس کے اندر سرکشی زیادہ ہے اور دماغ میں ہر وقت نفسانی، شیطانی اور شہوانی خیالات بھرے رہتے ہیں اور طبیعت پر شہوت کا غلبہ رہتا ہے اور زندگی بھی ایسی ہے کہ نکاح کی صورت حال نہیں، تو اب اس کو بھوکا رکھو۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایسی صورت حال میں روزے رکھو۔ پھر دو چار روزوں سے کام نہیں بنتا بلکہ ڈٹ کر روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ ایک دن روزہ رکھیں اور دوسرے دن افطار کریں۔ روزے والے دن تو پکا روزہ ہو اور افطار والے دن بھی اتنا کھائیں کہ نام تو افطار کا ہو لیکن حقیقت میں وہ بھی روزے کی طرح ہو۔

جب نفس کو اس طرح لمبے عرصے تک بھوک دی جاتی ہے تو پھر یہ سیدھا ہو جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ کیونکہ یہ سب مستیاں پیٹ بھرے کی مستیاں ہوتی ہیں۔ ایک مرتبہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فاقے کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ کسی نے کہا، حضرت! فاقہ بھی کوئی ایسی چیز ہے جس کی فضیلت بیان کی جائے۔ فرمایا، ہاں یہ فضیلت بتانے والی چیز ہے۔ اگر فرعون کو زندگی میں فاقے آئے ہوتے تو وہ کبھی بھی خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ وہ تو بادشاہ تھا، اسے فاقے کا کیا پتہ۔ انگریزوں میں مشہور ہے کہ کسی ملک کے لوگوں نے مہنگائی اور بھوک کے خلاف ہڑتال کی اور جلوس نکالا۔ بادشاہ اور اس کی ملکہ دونوں نے جلوس دیکھا۔ ملکہ نے بادشاہ سے پوچھا کہ لوگ نعرے کیوں لگا رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ اس لئے نعرے لگا رہے ہیں کہ روٹی کھانے کو نہیں ملتی۔ وہ کہنے لگی، اچھا، اگر روٹی نہیں ملتی تو ان سے کہیں کہ وہ ڈبل روٹی کھا لیا کریں۔ اس بے چاری کی زندگی محل میں گزری تھی، اسے کیا پتہ کہ بھوک کیا چیز ہوتی ہے۔

عورتوں نے خدائی کا دعویٰ کیوں نہ کیا

ایک سمجھنے کی بات سنئے۔ جو بندہ اپنے آپ کو دوسروں سے چھوٹا سمجھے وہ کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یہ پکی بات ہے کہ خدائی کا دعویٰ وہی کرے گا جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ انسانیت میں کبھی بھی کسی عورت نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے کہ عورت اپنے آپ کو ہمیشہ مرد کے ماتحت سمجھتی ہے اور مرد کو اپنے آپ پر فوقیت دیتی ہے۔ چونکہ اس کے ذہن میں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی مرد میرا بڑا ہے مثلاً یہ میرا باپ ہے، یہ میرا خاوند ہے، یہ میرا بھائی ہے، لہٰذا کبھی کسی عورت نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔

زیادہ کھانے کی قباحت

احادیث میں کم کھانے کے فضائل اور زیادہ کھانے کی قباحت بیان کی گئی ہے۔ نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''تفکر کرنا نصف عبادت ہے اور کم کھانا پوری عبادت ہے۔'' ایک اور جگہ پر فرمایا کہ ''اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل وہ ہے جو بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے اور اللہ کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو بہت کھائے پئے اور بہت زیادہ سوئے''۔ یہ بھی فرمایا کہ ''جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے اسے آسمان کی بلندی کی طرف راستہ نصیب نہیں ہوتا'' بلکہ یہاں تک فرما دیا کہ زیادہ کھا پی کر اپنے دل کو مردہ نہ بناؤ اس لئے کہ دل کھیت کی مانند ہے اور زیادہ پانی سے بھی کھیت مرجھا جاتا ہے۔...... ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کم کھانا زیادہ پسندیدہ ہے، مگر اس کے باوجود کچھ لوگ بسیار خوری کے اتنے عادی ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

بسیار خوری کے واقعات

(۱)...... ۱۹۷۴ء میں مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں جیل بھرو تحریک چلائی تھی جس کے نتیجے میں حکومت نے مرزائیوں کو کافر قرار دیا تھا۔ لوگ خود گرفتاریاں پیش کرتے تھے۔ مسجدوں میں بریلوی، دیو بندی، اہلحدیث اور شیعہ حضرات اکٹھے ہو جاتے تھے اور سب علماء ختم نبوت کے عنوان پر تقریریں کرتے تھے۔ تقریریں کرنے کے بعد پندرہ بیس نوجوان جو گرفتاریاں پیش کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے وہ گلے میں پھولوں کے ہار ڈال لیتے، جلوس نکالا جاتا اور وہ نوجوان جلوس کے آگے آگے ہوتے اور خوب نعرے لگتے تھے اور پولیس اسی جلوس کے آگے آگے چل رہی ہوتی تھی۔ جہاں جلوس ختم ہوتا وہاں پولیس ہار پہننے والے لوگوں کو گاڑی میں بٹھا کر جیل لے جاتی تھی اور باقی لوگ گھروں کو چلے جاتے تھے۔ یہ روز کا معمول تھا۔

یہ لوگ اخلاقی مجرم تو تھے نہیں، یہ تو شرفاء تھے۔ ان میں جہاں علماء، حفاظ اور قرآء ہوتے تھے۔ وہاں دنیا کے پڑھے لکھے نوجوان بھی ختم نبوت کے جذبے سے سرشار گرفتاریاں پیش کرتے تھے۔ یہ بات پولیس بھی جانتی تھی اس لئے وہ ان کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

بدتمیزی نہیں کرتی تھی۔ وہ ان کو گاڑیوں میں بٹھا کر لے جاتی اور انکو جیل میں لے جا کر چھوڑ دیتی تھی۔ بس فرق اتنا تھا کہ وہ باہر کی بجائے جیل کے گیٹ کے اندر ہوتے تھے۔ جیل کے اندر مسجد بنی ہوتی تھی۔ وہ مسجد میں نماز بھی پڑھتے اور ادھر ادھر گھومتے پھرتے بھی تھے۔

اسی دوران ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحمن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ میں بھی گرفتاری پیش کروں۔ ......حضرت صاحبزادہ صاحب بہت ہی دلیر اور جی دار بندے تھے۔ اللہ ایسا نیک بیٹا ہر ایک کو دے...... ایک دن حضرت نے بھی گرفتاری پیش کر دی۔ پولیس نے ان کو جیل میں پہنچا دیا۔ گرفتاریاں پیش کرنے والے جو نمایاں اور خاص خاص بندے ہوتے تھے ان کو پولیس اسی شہر میں نہیں رکھتی تھی بلکہ انہیں کسی دوسرے شہر میں بھیج دیتی تھی۔ چنانچہ پولیس نے انہیں چکوال جیل میں رکھنے کی بجائے جہلم بھیج دیا۔ اس وقت وہ ضلع کا صدر مقام تھا۔

اللہ تعالیٰ کی شان کہ راولپنڈی سے ایک اور بزرگ حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ بھی گرفتار ہو کر جہلم جیل میں آئے ہوئے تھے۔ وہ شیخ القرآن کے نام سے مشہور تھے۔ جیل سپرنٹنڈنٹ نے سوچا کہ مولانا صاحب عالم ہیں اور ان کے ہزاروں شاگرد ہیں اور صاحبزادہ صاحب پیر کے بیٹے ہیں اور ان کے بھی ہزاروں مرید ہیں۔ اسلئے ان دونوں کو ایک ہی کمرے میں رکھنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے ان دونوں حضرات کے لئے ایک کمرہ مخصوص کر دیا۔

دن میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ان کی ملاقات کے لئے روزانہ پہنچے ہوتے تھے۔ مزے کی بات یہ کہ جو بھی ملاقات کے لئے آتا تو کوئی مٹھائی کا ڈبہ لاتا، کوئی کیک لاتا اور کوئی کھانے کی کوئی اور چیز لاتا۔ ان دونوں کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کا ڈھیر

www.besturdubooks.wordpress.com

لگ جاتا تھا۔ انہوں نے پروگرام بنایا کہ یہاں اتنے لوگ آئے ہوئے ہیں، اگر ہم روزانہ چنے بنالیا کریں اور یہ مٹھائی اور بسکٹ وغیرہ سے ان کو ناشتہ کروادیا کریں تو روز بروز لنگر بھی رہے گا اور مہمان نوازی بھی ہوتی رہے گی۔ چنانچہ یہ روزانہ کا معمول بن گیا۔

حضرت قاسمی صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک دن ہم آکر بیٹھے تو بات چیت کی کہ ہم نے کل کے لئے فلاں بندے کو بھی دعوت دی ہے اور فلاں کو بھی۔ چکوال کا ایک آدمی تھا۔ اس کا نام مولا بخش تھا۔ وہ بھی ختم نبوت کے شوق میں جیل آیا ہوا تھا۔ مولانا غلام اللہ خان نے فرمایا کہ میں نے مولا بخش کو بھی دعوت دی ہے۔ حضرت قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے سنا کہ مولا بخش کو بھی دعوت دے دی ہے تو میں بہت ہی پریشان ہوا۔ مولانا صاحب نے فرمایا، تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا، کیا آپ نے واقعی مولا بخش کو دعوت دی ہے۔ فرمایا کہ ہاں، میں نے اس کو بھی دعوت دے دی ہے۔ میں نے کہا، پھر تو دوسروں کے لئے کھانا کم پڑ جائے گا۔

انہوں نے فرمایا، ہم فجر کی نماز پڑھ کر پہلے مولا بخش کو بلالیں گے اور سب کچھ اس کے سامنے رکھ دیں گے۔ وہ جتنا چاہے گا کھالے گا اور جو بچے گا، اس کے حساب سے اور مہمانوں کو بلالیں گے۔ میں نے کہا کہ ہاں یہ تجویز ٹھیک ہے۔

حضرت قاسمی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے حساب لگایا تو میرے پاس دس کلو مٹھائی پڑی تھی۔ میں نے دل میں سوچا کہ اگر کوئی ایک پاؤ مٹھائی بھی کھائے تو چالیس بندوں کا ناشتہ تیار ہو جائے گا۔ عام طور پر آدھا پاؤ مٹھائی بھی مشکل سے کھائی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس فوجیوں والے بڑے بڑے مگ تھے جن میں تین کپ چائے آسکتی تھی۔ میں نے پانی کے چالیس مگ ڈالے اور اوپر سے دودھ ڈالا اور چائے بنائی۔ اندازہ تھا کہ ہر آدمی ایک مگ چائے پئے گا اور ایک پاؤ مٹھائی کھائے گا۔ فرماتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ میں نے تہجد کے بعد انتظام کر دیا تھا اور اس کے بعد نماز پڑھنے چلا گیا۔

نماز فجر کے بعد درسِ قرآن ہوا اور درسِ قرآن کے بعد مولا بخش آ گیا۔ ہم نے اس کو دستر خوان پر بٹھا دیا۔ کہتے ہیں کہ ہم اس کے سامنے مٹھائی کا ایک ایک ڈبہ کھول کر دستر خوان پر رکھتے رہے اور فوجیوں والا مگ بھی چائے سے بھر بھر کر دیتے رہے۔ وہ باتیں بھی کرتا رہا اور ادھر سے مٹھائی بھی کھاتا رہا اور چائے بھی پیتا رہا۔ حضرت قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو کہ اللہ کے اس بندے نے دس کلو مٹھائی کھائی اور چالیس مگ چائے پی۔

جب اس نے سب کچھ کھا پی لیا تو پھر اس نے ادھر ادھر بھی دیکھا۔ وہ ادھر ادھر اس لئے دیکھ رہا تھا کہ سب کچھ خیر خیریت سے سٹ گیا ہے یا نہیں۔ جب اس کو یقین ہو گیا کہ یہاں سب کچھ سٹ گیا ہے تو وہ مولانا صاحب سے کہنے لگا، اچھا مولانا! اب آپ مجھے اجازت دیجئے، میں اب یہاں سے جاتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا، بھئی! آپ بیٹھیں اور ہمارے ساتھ باتیں کریں۔ وہ کہنے لگا، نہیں حضرت! اب آپ اجازت دیں۔ جب اس نے واپسی کا اصرار کیا تو مولانا غلام اللہ خان صاحب سمجھے کہ اب اس کو پیٹ میں مروڑ اٹھ رہا ہے اس لئے اب یہ بھاگنا چاہتا ہے۔ چنانچہ مولانا صاحب نے اسے کہا، یار! تمہیں کیا جلدی ہے؟ اتنا جلدی کیوں جانا چاہتے ہو؟ وہ کہنے لگا،

"مولانا! اصل وجہ یہ ہے کہ میرا ناشتہ چوہدری ظہور الٰہی کی طرف ہے۔"

ایک دفعہ وہ ہمارے حضرت مرشدِ عالمؒ کے سامنے آیا تو حضرت اسے ڈانٹتے ہوئے کہا، "او مولا بخشا! روٹی تاں تمیں پیا کھاندا، روٹی تاں پئی کھاندی اے۔" (اے مولا بخش! تو روٹی نہیں کھا رہا بلکہ روٹی تجھے کھا رہی ہے)

یہ بات بتانے کا مقصد یہ ہے کہ کچھ لوگ بہت زیادہ کھاتے ہیں حالانکہ اتنی ضرورت نہیں ہوتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)..... حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مولانا صاحب تشریف لائے جو ایک وقت میں صرف ایک بکرا اور اس کے ساتھ روٹیوں کے دو تین بنڈل کھایا کرتے تھے۔ جب وہ آئے تو انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ دیا کہ حضرت! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور میرا کھانے کا معمول یہ ہے۔ ان کا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہاں کہیں بھوکا ہی نہ رہوں۔ لیکن اتنا کھانے کے باوجود وہ ایک پکے سالک تھے۔ وہ حافظ قرآن تھے اور ایک بکرا اور روٹیوں کے دو تین بنڈل کھا کر نوافل کی نیت باندھ لیتے اور پوری رات نوافل میں گزار دیتے تھے۔ وہ واقعی با خدا بندے تھے لیکن ان کی زیادہ کھانے کی عادت بنی ہوئی تھی۔

جب کھانا کھانے کا وقت آیا تو سب مہمانوں کے لئے ایک دیگ سے بھی کم کھانا تھا۔ ان مولانا صاحب کو پریشانی لاحق ہوئی کہ اب میرا کیا بنے گا۔ حضرتؒ نے لنگر والے خادم کو بلا کر فرمایا کہ ان کو بھی دو چپاتیاں اور شوربے میں ایک بوٹی ڈال دینا۔ مولانا صاحب حیران و پریشان تھے کہ میرا کیا بنے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ وہ مولانا صاحب دستر خوان پر بیٹھ کر روٹی اور سالن کھاتے رہے، کھاتے رہے حتیٰ کہ ان کا پیٹ بھر گیا لیکن ان سے وہ روٹیاں اور سالن ختم نہ ہوا۔ یہ حضرت کی کرامت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں اتنی برکت دی کہ وہ مولانا صاحب کھا کھا کر تھک گئے، ان کا پیٹ بھر گیا لیکن کھانا ختم نہ ہوا۔

برکات کا ظہور

حدیث پاک میں بھی اس طرح کے واقعات ملتے ہیں۔

(۱)..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ ان کی بیوی کے پاس بکری کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ خندق کھودی جا رہی تھی۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ نبی علیہ السلام کئی دنوں سے خندق کھود رہے ہیں، پتہ نہیں کہ کھانا بھی ملا ہے یا نہیں۔ لہٰذا میں گھر میں کھانا بنا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتی ہوں، اللہ کے محبوب ﷺ تشریف لے آئیں اور میرے گھر میں کھانا کھالیں اور آرام فرمالیں۔ چنانچہ اس نے اپنے خاوند کو بھیجا کہ جائیں اور اللہ کے محبوب ﷺ کو دعوت دیں کہ حضرت! آپ خود بھی تشریف لائیں اور اپنے ساتھ دو تین حضرات کو بھی لے آئیں۔ ہمارے پاس تین چار بندوں کا کھانا ہے، ہم چاہتے ہیں آپ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آکر نبی علیہ السلام کو دعوت دی۔ دعوت کا پیغام سن کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری فوج میں اعلان کروادیا کہ بھی آج جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں دعوت ہے او سب مجاہدین کھانا کھانے کے لئے ان کے گھر چلیں۔ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو تیزی سے گھر کی طرف چلے تاکہ میں جاکر بتاؤں کہ یہ مسئلہ بن گیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

"جابر! ہمارے آنے کا انتظار کرنا، ہنڈیا چولہے پر رہے اور روٹیاں چادر کے اندر چھپی رہیں، میں خود آکر شروع کرواؤں گا۔"

انہوں نے گھر جاکر بیوی سے کہا کہ اب تو سو آدمی آ رہے ہیں، ان کی بیوی بڑی سمجھ دار تھی۔ اس نے کہا، اچھا مجھے ایک بات بتاؤ کہ ان سو آدمیوں کو دعوت آپ نے دی ہے یا نبی علیہ السلام نے دی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے تو صرف نبی علیہ السلام کو دعوت دی تھی، آگے نبی علیہ السلام نے اعلان کروایا ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگی، اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔

جب کھانا تیار ہوا تو نبی علیہ السلام تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام بھی پہنچ گئے۔ نبی علیہ السلام خود تقسیم کرنے بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ روٹیاں نکال نکال کر دیتے رہے اور سالن بھر بھر کر دیتے رہے، حتیٰ کہ سو آدمیوں نے کھانا کھایا، پیٹ بھرا اور پورا لشکر پیٹ بھر کر واپس آگیا۔ بعد میں جب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو سالن بھی اتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی تھا اور روٹیاں بھی اتنی ہی تھیں۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ

(۳)..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کئی کئی دنوں تک بھوکے رہتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں بھوک کی وجہ سے اتنا تنگ تھا کہ میں نے سوچا کہ نماز عشاء پڑھ کر مسجد نبوی میں بیٹھ جاؤں گا اور کوئی اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلا دے گا۔ ..... ان حضرات کی مہمان نوازی کی عادت تھی ..... کہنے لگے کہ میں بیٹھا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے سلام تو کیا لیکن کھانے کی دعوت نہیں دی، حالانکہ ان کی عادت ایسی نہیں تھی۔ میں سمجھ گیا کہ آج ان کے گھر بھی کچھ نہیں ہے ورنہ مجھے دعوت ضرور دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے بھی سلام کیا اور چلے گئے۔ میں سمجھ گیا کہ آج ان کے گھر میں بھی فاقہ ہے۔

ان کے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ مجھے دیکھ کر پہچان گئے اور مسکرا کر فرمایا، ابوہریرہ! آؤ، تجھے کچھ کھلاتے ہیں۔ میں کئی دنوں سے بھوکا تھا لہٰذا میں خوشی خوشی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے لگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گھر میں پیغام بھجوایا کہ گھر میں کچھ کھانے کو ہے تو دو۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ کھانے کو تو کچھ نہیں البتہ پینے کے لئے دودھ کا پیالہ پڑا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، چلو وہی دے دو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے سنا کہ کھانے کو کچھ نہیں، صرف دودھ کا پیالہ ہے تو مجھے محسوس ہوا کہ ادھر بھی فاقہ ہے، پھر میں نے سوچا کہ چلو دودھ کا پیالہ تو پیتے ہیں۔

اللہ کی شان کہ جب وہ دودھ کا پیالہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں میں آیا تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا، ابوہریرہ! جاؤ، اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ اصحاب صفہ ستر آدمی تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ اگر میں ان ستر بندوں کو بلاؤں گا تو نبی علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ اب تم ان کو دودھ پلاؤ، اس کا مطلب ہے کہ میرا

www.besturdubooks.wordpress.com

نمبر آخر پر آئے گا، پتہ نہیں کہ آج میرے لئے بچے گا یا نہیں بچے گا۔ بہر حال میں گیا اور اصحاب صفہ کو بلا لایا۔

جب ستر اصحاب صفہ آ گئے تو نبی علیہ السلام نے مجھے ارشاد فرمایا، ابو ہریرہ! ان سب کو دودھ پلاؤ۔ کہتے ہیں کہ میں نے پیالہ لیا اور ایک صحابی کو پینے کیلئے دے دیا اور دیکھنے لگا کہ کچھ بچتا ہے یا نہیں۔ جب اس کا پیٹ بھر گیا تو اس نے پیالہ واپس دیدیا۔ میں نے دیکھا کہ کوئی خاص کمی نہیں آئی تھی۔ پھر میں نے دوسرے صحابی کو دیا۔ حتیٰ کہ میں نے ستر بندوں کو دودھ کا وہ پیالہ پلایا لیکن ابھی دودھ موجود تھا۔ اس کے بعد وہ پیالہ میرے ہاتھوں میں آیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے فرمانے لگے، ابو ہریرہ! اب تو پی لے۔ چنانچہ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ جب میرا پیٹ بھر گیا اور میں نے بس کر دی اور نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، ابو ہریرہ! اور پی لے، چنانچہ میں نے اور پیا حتیٰ کہ خوب پیٹ بھر گیا۔ اب جب میں نے پیالہ ہٹایا تو اللہ کے محبوب ﷺ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا، ابو ہریرہ! اور پی لے۔ میں نے پھر پیالہ منہ سے لگا لیا اور اتنا پی لیا کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ اب تو یہ باہر آ جائے گا۔ میں نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اب میرا پیٹ بھر گیا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور پھر آپ ﷺ نے وہ پیالہ لے کر اس میں سے دودھ نوش فرمایا اور وہ دودھ ختم ہو گیا۔

اب برکات کے ظہور کا ایک اور واقعہ سنا کر اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔

(۳)......ایک مرتبہ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے کھیت سے گندم نکالی گئی۔ وہی گندم پکتی تھی اور خانقاہ کے لوگ کھاتے تھے......الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاں بھی ایسا ہی سلسلہ بنا دیا ہے، ہماری اپنی زمین کی گندم نکلتی ہے اور سارا سال علماء اور طلبا وہی گندم کھاتے ہیں......انہوں نے وہ گندم لا کر مسجد کے صحن میں ڈھیر کر دی۔ اس وقت مٹی کے بھڑولے بنا کر ان میں گندم کو محفوظ کیا جاتا تھا۔ مریدین نے وہ گندم مسجد کے صحن

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اٹھا کر بھڑولے کے اندر ڈالنی شروع کر دی۔ وہ گندم اٹھاتے رہے، اٹھاتے رہے مگر ڈھیر ختم ہونے کو ہی نہیں آرہا تھا۔ وہ جتنی گندم لے جاتے تھے، اتنی پیچھے پڑی ہوتی تھی۔ وہ دو دیہاتی لوگ تھے۔ ان بے چاروں کی گردنیں بوجھ اٹھا اٹھا کر تھک گئیں۔

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بڑے عقلمند تھے۔ وہ بھی اصل حقیقت سمجھ گئے۔ چنانچہ وہ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کرنے لگے، حضرت! جو برکت یہاں ظاہر ہو رہی ہے وہ اندر جا کر ظاہر نہیں ہو سکتی۔ حضرت! نے فرمایا، بھئی! مسئلہ کیا ہے؟ عرض کیا، حضرت گندم اٹھا اٹھا کر گردنیں تھک گئی ہیں، اب تو صرف ٹوٹی رہ گئیں ہیں، لہٰذا مہربانی فرما کر توجہ فرما دیں۔ حضرت نے فرمایا، چلو، اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ ساتھ آئے اور سب نے گندم اٹھائی اور حضرت نے بھی تھوڑی سی اٹھائی اور ایک ہی مرتبہ وہ ساری گندم اندر چلی گئی۔ اللہ اکبر!!!

یہ کیا چیز تھی؟ یہ برکت تھی۔ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی دین کا کام کرے گا وہ کام ہمیشہ برکت سے چلے گا۔ برکت نہ ہو تو کام چل ہی نہیں سکتا۔ دنیا والوں کا کام بے برکتی سے چل جاتا ہے لیکن دین والوں کا کام بے برکتی سے نہیں چل سکتا۔ اللہ رب العزت کی طرف سے یہ رحمتیں اور برکتیں دین کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی اخلاص کے ساتھ دین کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس راستے میں پیش آنے والے حالات کو برداشت کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرما دیں۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

www.besturdubooks.wordpress.com

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ
كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ.

طالب علم کی شان

حضرت اقدس دامت برکاتہم کا یہ بیان ۱۹ دسمبر ۲۰۰۳ء کو بسلسلہ افتتاح بخاری شریف جامعہ دارالقرآن، مسلم ٹاؤن، فیصل آباد میں ہوا جس میں ملک بھر کے جید علماء اور طلباء کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

طالب علم اس نوجوان اور اس بوڑھے کو کہتے ہیں جس کے اندر اس نور نسبت کو حاصل کرنے کی پیاس موجود ہو۔ آپ نے اسفنج کو دیکھا ہوگا۔ جب بھی آپ اس کو پانی میں ڈالیں تو وہ پورے پانی کو چوس لیتا ہے اور اس کی نس نس میں پانی پہنچ جاتا ہے۔ علم چوس انسان کو طالب علم کہتے ہیں۔ وہ اپنے اساتذہ کی خدمت میں اس طرح بیٹھتا ہے کہ جو لفظ ان کی زبان سے نکلتا ہے وہ اس کی یادداشت کا حصہ بنتا چلا جاتا ہے۔ جیسے پیاسا انسان گرمی کے موسم میں کتنی رغبت اور طلب کے ساتھ ٹھنڈا پانی پیتا ہے، طالب علم اس سے زیادہ رغبت اور طلب کے ساتھ اپنے استاد کی باتوں کو سنتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

طالب علم کی شان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ. (المائدہ: ۴۴)

......وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ......

اَلْعِلْمُ نُوْرٌ

......او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ......

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ . وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ.

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

علم ایک نور ہے

علم ایک نور ہے جو ہدایت کے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ انبیائے کرام یہ نور لے کر دنیا میں تشریف لائے اور انہوں نے لوگوں میں اسے تقسیم کیا۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے والوں نے یہ علمی فیض پایا اور پھر اس کو آگے لوگوں تک پہنچایا۔ انبیائے کرام کی یہ علمی میراث چلتے چلتے آج بھی ان مدارس کے ذریعے سے امت کو پہنچ رہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

معلمین حضرات پڑھاتے ہیں اور طلباء پڑھتے ہیں۔ ان کا پورا سال اسی تعلیم و تعلم میں گزرتا ہے۔

سال کی ابتدا میں افتتاح بخاری کے نام سے ایک تقریب ہوتی ہے تاکہ متعلقین و متوسلین اور ادارے کے ساتھ محبت کا تعلق رکھنے والے سب لوگ اکٹھے ہوں اور اپنی دعاؤں سے تعلیمی سال کا آغاز کریں۔

طالب علم کی شان

یہ طے شدہ بات ہے کہ اللہ رب العزت جس آدمی کو علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا بندہ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (فاطر:۳۲)

[پھر ہم نے کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنایا جو ہمارے چنے ہوئے بندے تھے]

یہ طلبا جو اس وقت بخاری شریف پڑھنا چاہ رہے ہیں یا وہ طلبا جو دوسرے درجات میں پڑھ رہے ہیں، یہ سب کے سب ایک خاص مقصد کے تحت زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ رب العزت کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے۔ یہ وہ دولت حاصل کر رہے ہیں جو اللہ رب العزت نے اپنے انبیائے کرام کے ذریعے سے لوگوں تک پہنچائی۔ یہ نبیوں کی نسبت ہے اور اس کے حاصل کرنے والے بھی سچے بن جاتے ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر نیک نیت ہو تو طالب علم سے افضل کوئی نہیں ہوتا...... بعض روایات میں ہے کہ جب اللہ رب العزت کسی عام بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتے ہیں اور جب طالب علم سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے لئے جنت میں ایک شہر آباد فرما دیتے ہیں...... فرشتے بھی طلبا سے محبت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب وہ علم حاصل کرنے کے لئے چلتے ہیں تو وہ ان کے پاؤں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بچھے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

حقیقی طالب علم کون؟

طالب علم اس نوجوان اور اس بوڑھے کو کہتے ہیں جس کے اندر اس نورِ نسبت کو حاصل کرنے کی پیاس موجود ہو۔ آپ نے اسفنج کو دیکھا ہوگا۔ جب بھی آپ اس کو پانی میں ڈالیں تو وہ پورے پانی کو چوس لیتا ہے اور اس کی نس نس میں پانی پہنچ جاتا ہے۔ علم چوس انسان کو طالب علم کہتے ہیں۔ وہ اپنے اساتذہ کی خدمت میں اس طرح بیٹھتا ہے کہ جو لفظ ان کی زبان سے نکلتا ہے وہ اس کی یادداشت کا حصہ بنتا چلا جاتا ہے۔ جیسے پیاسا انسان گرمی کے موسم میں کتنی رغبت اور طلب کے ساتھ ٹھنڈا پانی پیتا ہے، طالب علم اس سے زیادہ رغبت اور طلب کے ساتھ اپنے استاد کی باتوں کو سنتا ہے۔ یہ مارے باندھے کا کام نہیں ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں ''خوشی دیاں ونگاں''۔ یہ تو خوشی کی بات ہے۔

شمع علم کے گرد پروانوں کا جھرمٹ

اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے انسان دن رات ایک کر دیتا ہے۔ اس لئے طالب علم کی نظر میں دن اور رات کا فرق ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ حضرت مدنیؒ جن دنوں فرنگی کے خلاف تحریک چلا رہے تھے ان دنوں عوام الناس میں کام کرنا ہوتا تھا۔ لہٰذا آپ رات کو بڑی دیر کے بعد دارالعلوم میں واپس تشریف لاتے تھے۔ مگر طلبا ایسے تھے کہ انہوں نے دربان سے کہا ہوتا تھا کہ حضرت کا معمول ہے کہ وہ جب بھی تشریف لاتے ہیں وضو فرما کر مسجد میں نفل ادا کرتے ہیں، جیسے ہی وہ تشریف لائیں ہمیں جگا دینا۔ ادھر حضرت نفل پڑھ کر فارغ ہوتے اور حدیث پاک کی پوری کلاس آپ کے پیچھے کتابیں لے کر موجود ہوتی تھی۔ ان کے ہاں وقت کا تعین نہیں تھا۔ جب بھی شیخ تشریف لے آتے تھے طلباء اسی وقت پروانوں کی طرح شمع کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علمی پیاس کا لاجواب اظہار

ایک مرتبہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو وقت کے حاکم نے قید کر دیا۔ چند دن گزرے تو ایک نوجوان حاکم وقت کے دربار میں آیا۔ وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ جس نے بھی اس کے چہرے کو دیکھا اس نے اس کے چہرے پر علم کا نور محسوس کیا۔ اس کا چہرہ اس آیت کا مصداق تھا۔

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح:۲۹)

[ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے اثرات ہیں]

وہاں جتنے بھی لوگ موجود تھے ان کا جی چاہا کہ یہ نوجوان جو سوال بھی لے کر آیا ہے پورا کر دیا جائے۔ حاکم وقت نے بھی اس کیفیت کو محسوس کیا۔ اس نے کہا، اے نوجوان! تم کیوں روتے ہو؟ کوئی تکلیف ہے تو ہم دور کر دیں گے، اگر کچھ چاہتے ہو تو ہم تم کو پورا دے دیں گے۔ جب حاکم وقت نے یہ بات کہی تو اس نوجوان نے رو کر کہا کہ میں یہ درخواست لے کر آیا ہوں کہ آپ مجھے جیل بھیج دیجئے۔ اب یہ عجیب سی بات تھی۔ لہٰذا حاکم وقت یہ سن کر بڑا حیران ہوا۔ اس نے پوچھا، بھئی! آپ کو جیل کیوں بھیجیں؟ اس نے جواب دیا،

"جناب! آپ نے میرے استاد کو جیل میں بھیجا ہوا ہے جس کی وجہ سے کتنے ہی دنوں سے میرے سبق کا ناغہ ہو رہا ہے، اگر اب مجھے آپ جیل بھیجیں گے تو میں جیل کی مشقتیں اور صعوبتیں تو برداشت کر لوں گا مگر اپنے استاد سے سبق تو پڑھ لیا کروں گا۔"

علم کے متلاشی ایسے بھی تھے......!!!

شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں دار العلوم میں حاضر ہوا تو اس وقت کلاس کے داخلے بند ہو چکے تھے۔ ناظم تعلیمات نے انکار کر دیا کہ ہم آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کو داخلہ نہیں دے سکتے۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ حضرت! آخر کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ ہمارے دارالعلوم میں مطبخ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی طباخ ہے بلکہ بستی والوں نے ایک ایک دو دو طالب علموں کا کھانا اپنے ذمے لیا ہوا ہے۔ اس لئے جتنے طلباء کا کھانا گھروں سے پک کر آتا ہے اتنے طالبعلموں کو داخلہ دیتے ہیں اور بقیہ سے معذرت کر لیتے ہیں، اب کوئی ایک گھر بھی ایسا نہیں ہے جو مزید ایک طالب علم کا کھانا پکانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر کھانے کی ذمہ داری میری اپنی ہو تو کیا پڑھنے کے لئے آپ مجھے کلاس میں بیٹھنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اس طرح ان کو مشروط داخلہ مل گیا۔

حضرت فرماتے ہیں کہ میں سارا دن طلباء کے ساتھ بیٹھ کر پڑھتا رہتا۔ رات کو تکرار کرتا اور جب طلباء سو جاتے تو میں اساتذہ کی اجازت کے ساتھ دارالعلوم سے باہر نکلتا۔ بستی میں سبزی یا فروٹ کی دو دوکانیں تھیں۔ اس وقت تو وہ دکانیں بند ہو چکی ہوتی تھیں۔ میں ان کے سامنے جاتا تو مجھے کہیں سے آم کے چھلکے، کہیں سے خربوزے کے چھلکے اور کہیں سے کیلے کے چھلکے مل جاتے، میں انہیں وہاں سے اٹھا کر لاتا اور دھو کر صاف کرتا اور پھر کھا لیتا۔ میرے چوبیس گھنٹے کا یہ کھانا ہوتا تھا۔ میں نے پورا سال اسی طرح چھلکے کھا کر گزارا مگر اپنا سبق قضا نہ ہونے دیا۔

یہ بھی طلباء تھے۔ ان کی زندگیوں کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے جیسے کسی چیز کے لئے کوئی ترس رہا ہوتا ہے، یہ حضرات علم کے لئے ترس رہے ہوتے تھے۔ اس لئے ان کی نظر میں استادوں کا درس سننا دنیا کی ہر چیز سے قیمتی ہوتا تھا۔ ان کے ہاں ناغہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا الا ماشاءاللہ۔ یہ طلب ہے جو انسان کے سینے کو نور سے روشن کر دیتی ہے۔ چنانچہ ہمارے علماء نے طلب علم میں وہ وہ مجاہدے کئے اور دکھ اٹھائے کہ پوری دنیا کی تاریخ اس کی مثالیں پیش نہیں کر سکتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علمی پیاس کی عمدہ دلیل

ایک محدث فرماتے ہیں کہ مجھے ایک حدیث کا پتہ چلا کہ فلاں شخص کو یہ معلوم ہے۔ وہ حدیث پاک مجھے بھی معلوم تھی مگر ان کی سند رفیع (اعلیٰ) تھی۔ ان کی روایت میں نبی علیہ السلام کے تھوڑے واسطے تھے۔ لہٰذا میں بھی اپنی اس سند کو بلند کرنے کے لئے نو سو میل سے زیادہ سفر کر کے ان کے ہاں پہنچا، ان سے حدیث پاک سنی اور اسی وقت سامانِ سفر لے کر واپس اپنے گھر آ گیا...... ایک حدیث پاک کو سننے کے لئے کم و بیش ایک ہزار میل کا سفر کرنا ان کی علمی پیاس کی کتنی عمدہ دلیل ہے۔ محدثین کرام حصول حدیث کے لئے یوں لمبے علمی سفر کیا کرتے تھے۔

امام شافعیؒ کی درخواست

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ درس دیا کرتے تھے۔ وہاں سے چند میل کے فاصلے پر ایک اور بستی تھی۔ وہاں سے بھی لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت! آپ ہمارے ہاں بھی درس دیا کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس وقت بہت کم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا، حضرت! ہم ایک سواری کا بندوبست کر دیتے ہیں، آپ درس دیتے ہی اس پر سوار ہوں اور ہماری بستی میں آ جائیں اور وہاں درس دے کر جلدی واپس آ جائیں، اس طرح پیدل آنے جانے میں جو وقت لگے گا وہی درس میں لگ جائے گا۔ آپ نے قبول فرما لیا۔

جب آپ نے وہ درس دینا شروع کیا تو یہ وہ دن تھے جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی درخواست پیش کرتے ہوئے کہا، حضرت! میں نے بھی آپ سے یہ کتاب پڑھنی ہے۔ حضرت نے فرمایا، بھئی! اب کیسے وقت فارغ کریں گے، اب مجھے یہاں بھی درس دینا ہوتا ہے اور وہاں بھی درس

www.besturdubooks.wordpress.com

دینا ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا، حضرت! جب آپ یہاں درس دینے کے بعد سواری پر بیٹھ کر اگلی بستی کی طرف جائیں گے تو آپ سواری پر بیٹھے بیٹھے درس دے دیں میں سواری کے ساتھ دوڑتا بھی رہوں گا اور آپ سے علم بھی سیکھتا رہوں گا..... تاریخ انسانیت طلب علم کی اس سے اعلیٰ مثال پیش نہیں کر سکتی۔ یہ دین اسلام کا حسن و جمال ہے۔

علمی غیرت کا حیران کن واقعہ

طلب علم کے راستے میں ہمارے اکابرین کو مجاہدے بھی کرنے پڑے۔ اس وقت کی مشقتیں اٹھانی پڑیں۔ یہ ہرگز نہیں تھا کہ ان کو سہولتیں میسر تھیں۔ مثال کے طور پر......

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ پڑھنے کے لئے ایک محدث کی خدمت میں پہنچے۔ فرماتے ہیں کہ ہم تینوں کے پاس گزر اوقات کے لئے ستو وغیرہ تھے۔ ہم اسی کو تھوڑا تھوڑا کر کے استعمال کرتے رہے۔ ہمارے سبق کے مکمل ہونے میں ابھی تین دن باقی تھے کہ ہمارے پاس کھانے کی چیزیں ختم ہو گئیں۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ بھئی! دو آدمی تو استاد کا درس سننے کے لئے جایا کریں اور تیسرا مزدوری وغیرہ کر کے کھانے کا بندوبست کرے تا کہ بقیہ دنوں کے لئے کھانے کا کچھ انتظام ہو جائے۔ ایک ایک دن سب کو کام کرنا پڑے گا اور یوں تین دن گزر جائیں گے۔

فرماتے ہیں کہ باقی دو تو درس سننے کے لئے چلے گئے اور جس آدمی نے پہلے دن مزدوری کرنی تھی وہ مسجد میں چلا گیا۔ سوچنے لگا کہ مجھے مخلوق کی مزدوری کرنے سے کیا ملے گا، کیوں نہ اپنے مالک کی مزدوری کر لوں۔ بالواسطہ لینے کی بجائے بلاواسطہ کیوں نہ حاصل کروں۔ چنانچہ انہوں نے نفلیں پڑھنی شروع کر دیں۔ وہ نفلیں پڑھتے رہے اور دعائیں مانگتے رہے۔ وہ سارا دن مسجد میں گزار کر شام کو واپس آ گئے۔ باقی دوستوں نے پوچھا، بتاؤ بھئی! کچھ انتظام ہوا؟ کہنے لگے، جناب! میں نے سارا دن ایک ایسے مالک

www.besturdubooks.wordpress.com

کی مزدوری کی ہے جو پورا پورا حساب چکاتا ہے۔ اس لئے وہ دے دے گا۔ وہ مطمئن ہو گئے۔

دوسرے دن دوسرے کی باری تھی۔ اپنی سوچ کے تحت انہوں نے بھی یہی راستہ اپنایا۔ وہ بھی مسجد میں سارا دن اللہ کی عبادت کرتے رہے اور اللہ رب العزت سے دعا مانگتے رہے۔ شام کو دوستوں نے پوچھا، بتائیں! کوئی انتظام ہوا؟ کہنے لگے کہ میں نے ایک ایسے مالک کی مزدوری کی ہے جو کسی کا قرض نہیں رہنے دیتا بلکہ پورا پورا ادا کر دیتا ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ تمہیں تمہارا اجر مل کر رہے گا۔

تیسرے دن تیسرے نے بھی یہی عمل کیا۔ اللہ کی شان کہ تیسرے دن کے بعد حاکم وقت رات کو سویا ہوا تھا۔ اس نے خواب میں ایک بہت بڑی بلا دیکھی اور اس بلا نے اپنا پنجہ اسے مارنے کے لئے اٹھایا اور کہا ”سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے ساتھیوں کا خیال کرو“ ۔

یہ منظر دیکھتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے ہر طرف ہرکارے دوڑا دیئے اور کہا کہ پتہ کرو کہ سفیان کون ہے۔ اس نے ہر ایک کو درہم و دینار سے بھری تھیلیاں بھی دے دیں اور کہا کہ یہ تو ابھی وقت ان کو دے دینا اور بعد میں جب مجھے اطلاع کرو گے تو میں خزانوں کے منہ کھول دوں گا۔ اُدھر تعلیم کا دن مکمل ہوا اور اِدھر پولیس تلاش کرتے کرتے مسجد میں پہنچی۔ پولیس والوں نے پوچھا، جی یہاں سفیان نامی کوئی بندہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ وقت کے حاکم کو یہ خواب آیا ہے اور اس نے ہمیں بھیجا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب دو دروازے ہیں۔ ایک مالک کا دروازہ اور ایک حاکم وقت کا دروازہ۔ ہم نے جو علم پڑھا ہے اس میں تو یہی سیکھا ہے کہ ہم نے مالک سے لینا ہے۔ لہٰذا ہماری علمی غیرت گوارا نہیں کرتی۔ کہ ہم چل کر حاکم وقت کے دروازے کے پاس جائیں ...... اللہ اکبر

www.besturdubooks.wordpress.com

......!!! تین دن کے بھوکے تھے مگر حاکم وقت کے پاس جانا گوارا ہی نہ کیا بلکہ اسی حالت میں انہوں نے واپس اپنے وطن کا سفر مکمل کیا۔

یہ وہ طلباء تھے جن کی نظر اللہ رب العزت کی ذات پر رہتی تھی اور وہ اس علم کو حاصل کرنے کے لئے مشقتیں برداشت کیا کرتے تھے۔ پھر اللہ رب العزت کی طرف سے ان کے لئے مدد ونصرت بھی آتی تھی۔

تشنگانِ علم کی سیرابی

دارالعلوم دیوبند کے ابتدائی ذمہ داروں میں سے ایک شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ ایک صوفی اور ذاکر شاغل بزرگ تھے۔ جب انہوں نے ذمہ داری سنبھالی تو ایک دن وہ دارالعلوم کے کنویں پر وضو کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت ایک طالب علم ان کے پاس آیا۔ اس کے پاس ایک پیالے میں پتلی سی دال تھی۔ اس نے وہ پیالہ حضرت کو دکھایا اور کہا، دیکھئے جی! آپ کی نگرانی میں دارالعلوم میں ایسا سالن پک رہا ہے جس سے وضو بھی جائز ہو جائے۔ یہ کہنے کے بعد پیالہ اس کے ہاتھ سے گرا اور الٹ گیا۔

وہ لڑکا تو بھاگ گیا لیکن جب اساتذہ کو اطلاع ملی تو ان پر بہت زیادہ شرمندہ ہوئے کہ ایک طالب علم کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ اس نے ناظم صاحب کے سامنے ایسی حرکت کی۔ اساتذہ ان کی بزرگی سے واقف تھے۔ لہٰذا وہ آئے اور کہنے لگے، حضرت! آپ محسوس نہ کریں، ہم نادم وشرمندہ ہیں کہ ایک طالبعلم نے ایسا کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا، نہیں نہیں وہ تو طالب علم نہیں ہے۔ اب استاد کہتے کہ وہ طالب علم ہے اور حضرت فرماتے کہ وہ طالب علم نہیں ہے۔ کسی نے کہا کہ مطبخ سے پتہ کرلو، وہاں اس کا نام ہوگا۔ جب وہاں سے پتہ کیا گیا تو واقعی وہاں بھی اس کا نام تھا اور وہ وہاں سے باقاعدہ کھانا لیا کرتا تھا۔ یہ معلوم کر کے وہ پھر حضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے، حضرت! وہ طالب

www.besturdubooks.wordpress.com

علم ہی ہے، اس کا نام مطبخ میں بھی لکھا ہوا ہے۔ فرمانے لگے، نہیں، وہ طالب علم نہیں ہے۔ پھر کسی نے کہا کہ کلاس کے استاد سے پتہ کریں۔ جب استاد سے پتہ کیا تو پتہ چلا کہ اس کا نام تو وہاں بھی تھا مگر وہ لڑکا پڑھنے نہیں آتا تھا بلکہ کسی طالب علم سے اس کا رابطہ تھا اور وہ طالب علم اس کی حاضری لگوا دیتا تھا، وہ صرف کھانا کھانے کے لئے مطبخ میں آتا تھا اور کھانا کھا کر واپس باہر چلا جاتا تھا۔

جب اساتذہ کو حقیقت حال کا پتہ چلا تو وہ سوچ میں پڑ گئے کہ شاہ صاحب تو کبھی کبھی آتے ہیں اور ہم ہر وقت یہاں ہوتے ہیں، ہمیں تو اس کی پہچان نہ ہوئی اور شاہ صاحب نے پہچان لیا۔ وہ اور زیادہ شرمندگی محسوس کرنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت سے معافی مانگی اور عرض کیا، حضرت! ہمیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ آپ تو طلباء سے اتنا تعلق بھی نہیں رکھتے۔ پھر آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ طالب علم ہے یا نہیں؟ اس پر انہوں نے جواب دیا،

"جب میں یہاں کا نگران بنا تو ایک دفعہ میں نے خواب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ ﷺ اسی کنویں کے اوپر کھڑے ہیں اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں پانی کا ڈول ہے۔ طالب علم لائن بنا کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ﷺ سب کے ڈول میں پانی بھرتے جاتے ہیں۔ میں نے اس وقت موجود تمام طلباء کو دیکھا لیکن اس کی شکل نہیں دیکھی تھی، اس طرح میں پہچان گیا کہ یہ دارالعلوم کا طالب علم نہیں ہے۔"

پھر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ جب دارالعلوم کے تمام اساتذہ اور طلباء حتیٰ کہ کام کرنے والے دربان درجے کے لوگ بھی صاحب نسبت یعنی اولیاء اللہ ہوا کرتے تھے۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ وجہ یہ تھی کہ وہ طلب علم میں سچے تھے۔ ان کے دلوں میں علم حاصل کرنے کا اتنا جذبہ اور شوق ہوتا تھا کہ وہ دن رات اسی کام میں منہمک رہتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام شافعیؒ امام مالکؒ کی خدمت میں

اللہ تعالیٰ نے ہمارے اسلاف کے دل میں علم حاصل کرنے کی ایسی سچی تڑپ پیدا کر دی تھی کہ جب استاد کوئی بات کہہ دیتے تھے تو وہ اسی وقت اس بات کو اپنی یادداشت کا حصہ بنا لیا کرتے تھے ... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک اونچے قد کے شخص نے بیٹھ کر کہنا شروع کر دیا۔

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

تو میں سمجھ گیا کہ یہی وہ شخص ہیں کہ جن کو امام مالک کہتے ہیں۔ اس وقت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ طلباء کو املاء کروا رہے تھے۔ سب لوگ حدیث پاک کو سن کر لکھ رہے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں چونکہ مسافر تھا اس لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ قریب ہی ایک تنکا پڑا تھا۔ میں نے وہ اٹھایا اور میں نے تنکے کے ساتھ اپنی ہتھیلی پر لکھنا شروع کر دیا تاکہ مجھے ان کے ساتھ مشابہت نصیب ہو جائے۔ کیونکہ

من تشبه بقوم فهو منهم

[جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو انہیں میں شمار ہوتا ہے]

جب اگلی نماز کا وقت ہوا تو امام صاحب نے درس حدیث موقوف کیا اور طلباء اٹھ کر نماز کی تیاری کرنے لگے۔ میں وہیں بیٹھا رہا۔ جب حضرت کی نظر مجھ پر پڑی تو مجھے پاس بلا لیا اور پوچھا، بھئی! آپ یہ کیا کر رہے تھے؟ میں نے کہا کہ میں اپنی ہتھیلی پر حدیث لکھ رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا، مجھے دکھاؤ۔ میں نے کہا، حضرت! وہ قلم تو نہیں تھا، وہ تو ایک تنکا سا تھا۔ فرمایا، بھئی! یہ تو ادب کے خلاف ہے۔ میں نے کہا، حضرت! میں بظاہر میں تو ہتھیلی پر تنکا چلا رہا تھا مگر حقیقت میں اپنے دل میں یہ مضمون لکھ رہا تھا۔ حضرتؒ نے پوچھا، کیا مطلب؟ میں نے کہا، حضرت! آپ نے جو کچھ کہا وہ مجھے سب یاد ہے۔ حضرت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا، میں نے ایک سو سے زیادہ حدیثیں املاء کروائی ہیں، ان میں سے اگر تم آدمی بھی سنا دو تو بڑی اعلیٰ بات ہے۔ فرمانے لگے کہ انہوں نے تو آدمی کہا مگر میں نے پہلے نمبر سے حدیث پاک سند اور متن کے ساتھ سنانی شروع کی، جتنی لکھوائی تھیں وہ سب کی سب زبانی یاد تھیں، لہٰذا میں نے ساری حدیثیں ان کو زبانی سنا دیں۔

امام بخاریؒ کا مجاہدہ

جو حضرات محنت و مجاہدہ کے ساتھ طلب علم میں لگتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارشیں ہوتی ہیں اور انہیں اللہ رب العزت کی طرف سے قبولیت نصیب ہو جاتی ہے۔ ان حضرات نے علم کے حصول میں ایسے مجاہدے کئے کہ انہوں نے اپنی ضروریات کو کم کر دیا تھا۔ آج تو بعض طلباء ایسے ہوتے ہیں جو اپنی خواہشات کو بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ امام بخاریؒ نے بیس سال تک یہ معمول رکھا کہ وہ چوبیس گھنٹوں میں مغز بادام کے سات دانے کھا لیتے تھے اور انہی پر ان کا پورا دن گزر جاتا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے طلب حدیث میں کوفہ کے اتنے چکر لگائے کہ وہ میری گنتی سے بھی باہر ہو گئے۔ اب آج دیکھئے کہ ان کو اللہ رب العزت نے کیا شان عطا فرمائی کہ آج بخاری شریف کے افتتاح کی محفل ہے۔ وہ حضرات علم حاصل کرنے کے لئے تڑپ رہے ہوتے تھے جس کی وجہ سے اللہ رب العزت ان کو اتنی عظمت عطا فرمایا کرتے تھے۔

علماء کی استقامت کو سلام

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اللہ کے قرآن کی اور محبوب ﷺ کے فرمان کی حفاظت کی۔ یہ حفاظت دو طرح سے ہوتی ہے۔

(۱) یادداشت کے ذریعے سے

(۲) اپنی زندگی میں لاگو کرنے کے ذریعے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ان حضرات نے شریعت کے احکام کو عملی طور پر اپنے اوپر لاگو کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ (المائدۃ: ۴۴)

[اور درویش اور علماء، اسلئے کہ وہ نگران ٹھہرائے گئے ہیں اللہ کی کتاب پر]

رب والے، جن کو ہم اللہ والے کہتے ہیں۔ احبار، حبر کی جمع۔ علم والے۔ یعنی علماء اور صلحاء۔ ان کا فرض منصبی کیا ہے؟ یہ اللہ رب العزت کی کتاب کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوا ہوگا کہ پل کی حفاظت کرنے کے لئے پولیس ہوتی ہے۔ جس طرح پولیس پل کی حفاظت کے لئے ڈیرے ڈالے ہوئے ہوتی ہے اسی طرح علماء قرآن مجید کی حفاظت کے لئے ایک ایک آیت پر ڈیرے ڈال لیتے ہیں۔ وہ کسی مفتری کو اس کے مضامین میں دخل اندازی کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر کوئی کوشش کرتا بھی ہے تو وہ حق اور باطل کو واضح کر دیتے ہیں۔ یہ ان کا فرض منصبی ہے۔

یہ چیز کب پیدا ہوتی ہے؟

جب وہ اس کتاب کو خود مضبوطی سے پکڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (مریم: ۱۲)

[اے یحییٰ علیہ السلام کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو]

اس کا کیا مطلب؟ کیا یہی مطلب ہے کہ ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ لیجئے؟ نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے کہ اس کی تعلیمات کو مضبوطی کے ساتھ اپنی زندگی کے ساتھ میں لاگو کر لیجئے۔ یہ تمسک بالکتاب ہے۔

تمسک بالکتاب والسنۃ فقط الفاظ پڑھنے سے نصیب نہیں ہوتا۔ اسی لئے جن کا عمل نہ ہو اس کے بارے میں قرآن مجید نے کہا،

www.besturdubooks.wordpress.com

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا (الجمعة : ۵)

[جیسے مثال گدھے کی کہ پیٹھ پر اٹھائے چلتا ہے کتابیں]

تو جو علم نافع ہوتا ہے وہ ایسا علم ہوتا ہے جس پر انسان کا عمل ہوتا ہے۔ اسی لئے مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ علم وہ نور ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کئے بغیر چین نہیں آتا۔ اس لئے ہمارے اکابرین کی زندگیوں کو دیکھیں تو وہ سب آپ کو اپنے علم پر عمل کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ان کی زندگیوں میں تقویٰ و پرہیزگاری، اخلاق حمیدہ اور تواضع و انکساری نظر آئے گی۔

عزیز طلباء! یہ اہل حق کا ایک قافلہ ہے۔ اس قافلے کے سرخیل امام انبیائے کرام تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے تھے۔ ان کے بعد ان کے صحبت یافتہ اور پھر ان کے بعد ان کے صحبت یافتہ علماء و صلحاء۔ یہ ایک قافلہ ہے جو اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگی گزار کے اس جہان سے اگلے جہان کی طرف جا رہا ہے۔ بہت سے لوگ دنیا میں آئے اور اپنی اخلاص بھری زندگی گزار کر چلے گئے۔ آج بھی ان مدارس میں ایسے طلباء اور علماء موجود ہیں جو فقط اللہ کی رضا کے لئے اپنی زندگیاں اس دین کی خدمت کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ چنانچہ ہمارے اکابرین میں سے کسی نے تیس سال، کسی نے پینتیس سال اور کسی نے چالیس سال تک حدیث پڑھائی۔ انہوں نے چٹائیوں پر بیٹھنا گوارا کیا اور جو روکھی سوکھی ملی اس کو کھا کر صبر شکر کر لیا۔ انہوں نے کبھی بھی حاکم وقت کی طرف نظر نہیں اٹھائی بلکہ انہوں نے یہ اللہ رب العزت کا احسان مانا اور انہی مدارس میں رہ کر حفاظت کتاب کو اپنا فرض منصبی سمجھا اور اس کی حفاظت کر کے دکھائی۔ ان حضرات کو اللہ رب العزت نے فضل اور کمال عطا کیا تھا۔ میں سلام کرتا ہوں ان علماء کی استقامت کو کہ جنہوں نے زندگی میں پیش آنے والی یہ مشقتیں برداشت تو کیں مگر حکومت کے دروازے دیکھنے کی بجائے اپنے رب کے دروازے کو دیکھا اور اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

پہ اپنی نظریں جمائے رکھیں۔

یہ کون لوگ تھے؟......

وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ (الاعراف:۱۷۰)

[اور وہ لوگ جو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں کتاب کو]

انہوں نے جانیں تو دے دیں مگر کتاب وسنت کے خلاف عمل نہ کیا۔ اگر ان کی داستانیں پڑھنی ہوں تو تاریخ علمائے دیوبند پڑھ لیجئے۔ اس کے اوراق گواہی دے رہے ہیں کہ ان حضرات نے حفاظت دین کی خاطر کتنی قربانیاں دیں۔

طلب علم میں ایک شہزادے کا مجاہدہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ عاجز اس کو اپنے الفاظ میں بیان کرے گا۔

ہارون الرشید کا ایک بیٹا تھا۔ وہ ابتدائے جوانی سے ہی بڑا نیکوکار اور پرہیزگار تھا۔ اس کے دل میں آخرت کی تیاری کا غم لگ گیا تھا۔ وہ محل میں رہتے ہوئے بھی سادہ کپڑے پہنتا اور دستر خوان پر خشک روٹی بھگو کر کھا لیتا تھا۔ اس کو دنیا کی رنگینیوں سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ گویا وہ ایک درویش آدمی تھا۔ اب لوگ باتیں بناتے کہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔ ایک دن بادشاہ کو کچھ لوگوں نے بہت ہی زیادہ غصہ دلا دیا کہ آپ اس کا خیال نہیں کرتے اور اس کو سمجھاتے نہیں لہٰذا آپ اس پر ذرا سختی کریں یہ سیدھا ہو جائے گا۔ اس نے بچے کو بلا کر کہا کہ تمہاری وجہ سے مجھے اپنے دوستوں میں ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس نے کہا، ابا جان! اگر میری وجہ سے آپ کو ذلت اٹھانی پڑتی ہے تو مجھے آپ اجازت دے دیجئے، میں علم حاصل کرنے کے لئے پہلے بھی کہیں جانا ہی چاہ رہا تھا، اگر آپ اجازت دیں تو میں وہاں چلا جاتا ہوں۔ بادشاہ نے غصے میں آکر کہہ دیا کہ چلے جاؤ۔ چنانچہ اس نے تیاری کر لی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب بادشاہ نے اپنی بیوی کو بتایا لیکن اس وقت پانی سر سے گزر چکا تھا۔ چنانچہ بچے نے کہا کہ اب تو میں نیت کر چکا ہوں لہٰذا اب نہیں رکوں گا۔ جب اس کی والدہ نے اس کا پختہ ارادہ دیکھا تو اس نے اسے ایک قرآن مجید دے دیا اور ایک انگوٹھی دے دی اور کہا، بیٹا! یہ دو چیزیں اپنے پاس رکھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور اگر تمہیں ضرورت پڑے تو انگوٹھی کو استعمال میں لے آنا۔ بچے نے وہ دونوں چیزیں اپنی والدہ سے لے لیں اور رخصت ہو گیا۔

وہ نوجوان اتنا خوب صورت تھا کہ لوگ اس کے چہرے کو دیکھا کرتے تھے۔ اس کے سامنے دنیا کی سب نعمتیں موجود تھیں۔

......اگر وہ چاہتا تو عیاشی میں اپنا وقت گزارتا

......اگر وہ چاہتا تو محلات کی سہولت بھری زندگی گزارتا

مگر نہیں،

......اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت تھی

......اس کے دل میں آخرت کا خوف تھا

......اس کے دل میں علم طلب کرنے کا شوق تھا

اس نے کہا، مجھے اس دنیاوی زندگی کی لذتیں نہیں لینی، مجھے تو دائمی لذتیں حاصل کرنی ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے محل کو چھوڑ کر چل پڑا۔ یوں وقت کے شہزادوں نے علم طلب کرنے کے لئے محلات کی زندگی کو بھی لات مار دی۔ اب اگر ان طلباء میں سے کوئی کسی امیر باپ کا بیٹا ہو تو وہ اس بات پر مان نہ کرے کہ میں اتنے بڑے گھر کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ ارے! اس راستے پر تو وقت شہزادے بھی چٹائیوں پر بیٹھے نظر آتے ہیں۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت گزاشت

www.besturdubooks.wordpress.com

[اے دوست! تو بادشاہ پر احسان نہ جتلا کہ تو اس کی خدمت کرتا ہے، اس کی خدمت کرنے والے لاکھوں ہیں، یہ بادشاہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے خدمت کرنے کے لئے قبول کر لیا]

وہ محلات کو چھوڑ کر دور ایک ایسی بستی میں پہنچا جہاں علماء رہتے تھے۔ اس نے نیت یہ کی کہ میں مسجد میں اعتکاف کی نیت سے وقت گزاروں گا، صرف پڑھنے کے لئے استاد کی خدمت میں جاؤں گا اور ان پر بوجھ نہیں بنوں گا...... اس نے گزر اوقات کے لئے یہ ترتیب بنائی کہ میں ہفتے میں ایک دن مزدوری کروں گا اور اس کے بدلے میں اتنے پیسے لوں گا جن سے چھ روٹیاں مل سکیں، میں روزانہ ایک روٹی پانی سے چبا لیا کروں گا اور یوں میرے چوبیس گھنٹے گزر جایا کریں گے، چھ دن کے بعد میں ساتویں دن پھر مزدوری کر لوں گا..... چنانچہ وہ چھ دن استادوں کے پاس جا کر سبق پڑھتا تھا، ساتویں دن چھٹی ہوتی تھی، وہ اس دن مزدوری کر کے اپنے چھ دن کے کھانے کا انتظام کر لیتا تھا۔

ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے گھر بنانا تھا۔ میں مزدور کو لینے کے لئے مزدوروں کی جگہ پر پہنچا۔ میں نے وہاں ایک خوبصورت نوجوان کو بیٹھے دیکھا۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب میں نے اس کے چہرے کو دیکھا تو دل میں کہا،

مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (یوسف: ۳۱)

[یہ کوئی آدمی نہیں یہ تو کوئی فرشتہ ہے]

وہ مزدور نہیں نظر آتا تھا بلکہ وہ دیکھنے سے اشراف کا بیٹا معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا، اے نوجوان! کیا آپ بھی یہاں مزدوری کرنے کے لئے آئے ہیں؟ اس نے جواب میں کہا، چچا جان! ہم تو دنیا میں پیدا ہی مزدوری کے لئے ہوئے ہیں۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ (البلد: ۴)

[تحقیق ہم نے انسان کو مشقت کے لئے پیدا کیا ہے]

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے کہا، مزدوری کرو گے؟ وہ کہنے لگا، جی کروں گا۔ مگر میری دو شرائط ہوں گی۔ میں نے پوچھا، کون سی؟ وہ کہنے لگا، چچا جان! میں آپ سے پورے دن کی اتنی مزدوری لوں گا۔ نہ اس سے زیادہ لوں گا اور نہ اس سے کم لوں گا...... یہ وہ مقدار تھی جس سے چھ روٹیاں آجاتی تھیں...... میں نے کہا، ٹھیک ہے، اب دوسری شرط بتایئے۔ وہ کہنے لگا، چچا جان! جب بھی نماز کا وقت ہوگا تو آپ مجھے کچھ نہیں کہیں گے میں تسلی سے نماز پڑھوں گا۔ وہ میرے مالک سے ملاقات کا وقت ہے، میں اس وقت disturbance (مداخلت) برداشت نہیں کرتا...... اگر یہ شرطیں آپ کو منظور ہیں تو میں مزدوری کے لئے حاضر ہوں۔

وہ کہنے لگا کہ میں اسے لے آیا۔ شام کو دیکھا تو اس اکیلے نے کئی آدمیوں کے برابر کام کیا تھا۔ میں بڑا حیران ہوا، میں نے اس کا کام دیکھ کر اس کو زیادہ مزدوری دینا چاہی۔ مگر اس نے کہا، چچا جان! میں نے کہا نہیں تھا کہ میں زیادہ بھی نہیں لوں گا اور کم بھی نہیں لوں گا۔ چنانچہ اس نے طے شدہ مزدوری لی اور چلا گیا۔ میں نے نیت کر لی کہ اگلے دن اسی کو لاؤں گا۔

جب میں اگلے دن پہنچا تو وہ مزدوروں کی جگہ پر نہ ملا۔ میں نے وہاں پر موجود مزدوروں سے پوچھا کہ وہ تلاوت کرنے والا مزدور کہاں ہے؟ انہوں نے کہا، جناب! وہ تو طالب علم ہے، وہ قرآن وحدیث پڑھتا ہے، ہفتے میں ایک دن اساتذہ چھٹی کرتے ہیں، اس دن وہ مزدوری کر کے اپنے چھ دنوں کے کھانے پینے کا انتظام کرتا ہے کیونکہ وہ مسجد میں اعتکاف کی نیت سے رہتا ہے، وہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ میں نے کہا، اچھا! میں ایک ہفتہ انتظار کر لیتا ہوں۔

جب میں اگلے ہفتے اسی دن پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ نوجوان پھر بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگے کہ میں اسے اپنے گھر لے آیا مگر میں نے نیت کی کہ میں دیکھوں گا کہ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نوجوان کے پاس کیا ہنر ہے کہ جس کی وجہ سے یہ تھوڑے وقت میں زیادہ آدمیوں کے برابر کام کر لیتا ہے۔ چنانچہ میں نے چھپ کر دیکھا تو ایک عجیب منظر تھا۔ لوگوں کو تو ایک ایک اینٹ رکھنے میں وقت لگتا ہے... اینٹ رکھو، پھر سیدھا کرو اور پھر جوڑو...... اس کو میں نے دیکھا کہ وہ گارا ڈال کر اینٹ رکھتا جاتا اور وہ بالکل سیدھی چڑھ جاتی تھی۔ میں نے کہا کہ اس بندے کے ساتھ واقعی اللہ کی مدد ہے الحمد للہ اب میں اپنا مکان اسی سے بنواؤں گا۔

فرماتے ہیں کہ جب اگلے ہفتے میں اسے لینے گیا تو اس کو پھر موجود نہ پایا، میں نے مزدوروں سے پوچھا، بھئی! وہ مزدور کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا، جناب! وہ بیمار ہے اور وہ مسجد میں ہی لیٹا ہوا ہے۔ میں مسجد میں چلا گیا، میں نے دیکھا کہ وہ سر کے نیچے اینٹ رکھ کر چٹائی کے اوپر لیٹا ہوا ہے اور اسے اتنا شدید بخار ہے کہ اس کی شدت کی وجہ سے اس کا جسم سرخ اور گرم ہے۔ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے محبت سے اس کے سر کے نیچے سے اینٹ ہٹا دی اور اس کے سر کو اپنی گود میں ڈال دیا۔ اس کے بعد میں نے اس سے کہنا شروع کر دیا، اے نوجوان! تو مجھے پیغام بھیج دیتا، میں تیرے لئے دوائی کا بندوبست کر دیتا۔ جب میں نے یہ کہا تو اس نے جواب دیا، چچا جان! جس طبیب نے شفا دینی تھی اسی نے تو مجھے بیمار کیا ہے۔ میں اسکا یہ جواب سن کر حیران ہوا۔ پھر میں نے کہا، ہم آپ کے لئے اچھے ٹھکانے کا بندوبست کرتے ہیں۔ اس نے کہا، نہیں، میں وہ مسافر ہوں کہ جس کی منزل قریب ہے مگر میرے پاس توشہ تھوڑا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا، آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ کہنے لگا، چچا جان! میرا وجدان بتاتا ہے کہ میرا وقت تھوڑا رہ گیا ہے، اب میں آپ سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ میرے پاس ایک امانت ہے، آپ میرے بعد پہنچا دیجئے گا۔ میں نے پوچھا، کون سی؟ کہنے لگا، یہ قرآن مجید ہے، انگوٹھی ہے۔ یہ وقت کے بادشاہ کو دے دینا۔ اس کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ سے مناجات

کرنی شروع کر دی۔ وہ مناجات میں کہنے لگا،

”اے مالک تو جانتا ہے کہ میں نے محلات کے عیش و آرام کی زندگی پر لات ماری اور میں تیری طلب میں اس جگہ پر حاضر ہوا، میں نے تیری خاطر یہ مشقتیں برداشت کیں، اب تیرے دربار میں میری حاضری کا وقت ہے، میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تو بھی مجھے رد نہ کر دے، تیرے در کے سوا میرے لئے تو کوئی دوسرا در نہیں، اے مالک! میرے اوپر رحم فرمانا، میں وہ مسافر ہوں جس کا سفر لمبا اور اس کے پاس توشہ تھوڑا ہے۔“

اس نے ایسی ایسی باتیں کیں کہ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اسی دوران اس نے کلمہ پڑھا اور اس نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی...... وہ کہنے لگے کہ تب مجھے پتہ چلا کہ جس شہزادے کی باتیں ہوتی تھیں، یہ وہی شہزادہ تھا اور علم حاصل کرنے کے لئے اتنی مشقتیں برداشت کر رہا تھا...... اللہ اکبر!!!

وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس نوجوان شہزادے کو نہلا کفنا کر دفن کر دیا اور پھر میں ہارون الرشید کے پاس گیا۔ اس وقت اس کی سواری گزر رہی تھی۔ میں نے اسے کہا، اے امیر المومنین! آپ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرابت داری کا واسطہ آپ میری ایک بات سن لیجئے۔ اس نے سواری روکی تو میں نے اسے قرآن مجید اور انگوٹھی دکھا دی۔ دیکھتے ہی اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر اس نے کہا، اچھا محل میں آ جاؤ۔ جب میں اس کے پاس محل میں پہنچا تو وہ کہنے لگا، اے اجنبی! مجھے لگتا ہے کہ تو میرے لئے کوئی غم کی خبر لایا ہے، بتا میرے بیٹے کے ساتھ کیا ہوا؟

میں نے اسے تفصیلی واقعہ سنایا کہ وہ چھ دن علم حاصل کرتا تھا اور ساتویں دن مزدوری کرتا تھا، وہ مشقت تو اٹھاتا تھا مگر کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا تھا، اور اس حال میں کہ مسجد میں چٹائی اس کے نیچے تھی اور اینٹ کا سرہانا بنایا ہوا تھا، اس نے کلمہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھا اور اللہ کے حضور پیش کیا۔

جب ہارون الرشید نے یہ باتیں سنیں تو اس کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور وہ کہنے لگا، میرے بیٹے! تو عمر میں چھوٹا تھا لیکن تو نے وہ بات سمجھی جو تیرے بوڑھے باپ کو سمجھ نہ آ سکی۔

یہی وہ لوگ تھے جن کو قیامت کے دن اس کتاب کو مضبوطی سے تھامنے والا کہہ کر اٹھایا جائے گا..... یہی وہ لوگ ہیں جن کی زندگی گواہی دیتی تھی کہ واقعی ان کے دل میں سچی طلب تھی..... درحقیقت طالب علم وہی ہوتے ہیں جو دلوں میں یہ عہد کر چکے ہوتے ہیں کہ اب ہم نے اپنی زندگی قال اللہ اور قال الرسول کے لئے وقف کر دی ہے۔ ان کو اس سے کیا غرض کہ ہمیں کھانے کو کیا ملتا ہے، رہنے کی جگہ کہاں ملتی ہے، بلکہ ان کے نزدیک یہ چیزیں عارضی بن جاتی ہیں اور مقصد اصلی بن جاتا ہے۔ ان کے نزدیک اصل چیز علم حاصل کرنا ہے۔ یہ حضرات دن رات چوبیس گھنٹے مستعد اور تیار ہوتے ہیں۔

عزیز طلباء! جو آج بخاری شریف کی ابتدا کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ آپ کی تعلیم کا عمومی طور پر آخری سال کہا جاتا ہے، اب اس سال میں ان اکابر کی مثالوں کو سامنے رکھیں اور اسی شوق اور جذبے کے ساتھ علم حاصل کریں اور اس پر عمل کرتے رہیں، پھر دیکھیں کہ اللہ رب العزت کی رحمتیں اور برکتیں کیسے اترتی ہیں۔ رب کریم ہمیں بھی ان طلباء کی برکتوں کے صدقے اپنی رحمتوں سے نوازے اور ہمارے سینوں کو علم کے نور سے منور فرمائے۔

اللہ کے ولی طلباء کی خدمت میں......!!!

ان طلباء کا اللہ رب العزت کے ہاں بڑا مقام ہوتا ہے..... حضرت خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں ان کی ایک بات ابھی ذہن میں آئی ہے، وہ اس مضمون سے ہی متعلق ہے اس لئے وہ بھی آپ حضرات کی

www.besturdubooks.wordpress.com

خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔

ایک مرتبہ خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی مرید نے کہا کہ جی ہمارے شیخ تو ایسے ہیں کہ جن کو اللہ نے ایسے ایسے مریدین عطا کیے اور یہ یہ مقامات عطا کیے، اور حضرت اس پر خاموش رہے۔ اب اتنی خاموشی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اوپر آزمائش آ گئی۔

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ

[عام نیکوں کی نیکیاں مقربین کے حق میں سیئات کا درجہ رکھتی ہیں]

جی ہاں! جب بڑوں کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے تو پھر اللہ رب العزت کے ناز بھی زیادہ ہوتے ہیں...... جی ہاں! یہ بھی خود پسندی میں شامل ہے کہ دوسرے نے تعریف کی اور آپ خاموش رہے، اسے روکا کیوں نہیں؟...... چنانچہ آزمائش کے طور پر ان پر قبض کی کیفیت آ گئی۔

سب کیفیات ختم ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے آپ کئی دن روتے رہے۔ آپ نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی کہ اے میرے مالک! میری کس غلطی کی وجہ سے یہ کیفیتیں بند ہو گئیں، آپ مجھ پر واضح فرما دیجئے۔ بالآخر آپ کو خواب میں بتایا گیا کہ یہ اس وجہ سے کیفیت پیش آئی ہے اور اب اس کا حل یہ ہے کہ آپ کے قریب ایک مدرسہ میں چھوٹے چھوٹے بچے اللہ کا قرآن پڑھتے ہیں، آپ جائیں اور ان طلباء سے دعا کروائیں، ان کی دعا کی برکت سے وہ چیزیں پھر آپ کو نصیب ہو جائیں گی۔

چنانچہ آپ صبح اٹھے اور اس مدرسے میں گئے۔ جب خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو ادب کی وجہ سے استاد بھی کھڑے ہو گئے اور شاگرد بھی کھڑے ہو گئے کہ خواجہ صاحب تشریف لائے ہیں۔ خواجہ صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمانے لگے کہ آپ مجھے اللہ کا بڑا ولی سمجھ کر کھڑے ہو رہے ہو اور میری حالت یہ ہے کہ مجھے خواب میں

حکم ہوا ہے کہ میں دعا کروانے کے لئے آپ حضرات کے پاس جاؤں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ حضرات کا بڑا مقام ہے۔

اس کے بعد چھوٹے بچوں نے مل کر دعا کی اور اللہ رب العزت نے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ کیفیات پھر واپس کر دیں۔۔۔۔ اللہ اکبر

پروردگار عالم آج کی اس محفل میں ہماری حاضری قبول فرمالے اور ہمیں بھی اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالے۔

کون مقبول ہے کون مردود ہے
بے خبر! کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر
تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

اس وقت تک ہمیں علم کو حاصل کرنے کی کوششیں کرنی ہیں اور اپنے رب کو منانا ہے۔ پروردگار ہماری ان کوششوں کو قبول فرمالے۔ (آمین ثم آمین)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
یا کوئی ہم سے گفتگو نہ کرے

دیکھ لے جلوہ تیرا جو اک بار
غیر کی پھر وہ آرزو نہ کرے

تیری چوکھٹ سے مانگنے والا
شکوے دنیا کے روبرو نہ کرے

پڑھ کے یدعو کا لفظ مومن
کیسے جنت کی آرزو نہ کرے

عشقِ نبوی ﷺ ہے جس کا سرمایہ
اتباع کیسے ہوبہو نہ کرے

رات دن نعمتیں جو پائے فقیر
تذکرے کیوں وہ چارسو نہ کرے

www.besturdubooks.wordpress.com

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ
صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ ٥

اذان کے فضائل

یہ بیان رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۰ء کو مسجد نور لوساکا (زیمبیا) میں دوران اعتکاف ہوا۔ مخاطبین میں علماء، صلحاء اور عوام الناس کی کثیر تعداد تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

پروردگار نے مؤذن کو حکم دیا کہ اے میرے بندے! تم میری مخلوق کو میرے گھر کی طرف بلاؤ اور کہو کہ آؤ اس پروردگار کی طرف.....

اللہ اکبر.... جس کی عظمت آگ اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ ہے،

اللہ اکبر.. جس کی عظمت ہوا اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ ہے،

اللہ اکبر.. جس کی عظمت پانی اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ ہے،

اللہ اکبر.... جس کی عظمت زمین اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ ہے،

اس لئے جب مؤذن اللہ اکبر کہے تو فوراً احساس پیدا ہونا چاہیے کہ ہمیں کس پروردگار کی طرف بلایا جارہا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

آذان کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. (حم السجدة : ۳۳)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

نماز دین اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے، اور اس کے لئے دن میں پانچ دفعہ آذان کی صورت میں پکارا جاتا ہے۔ آج اسی آذان سے متعلق کچھ باتیں آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔

آذان کا لغوی معنی ہے اعلان کرنا۔ اصطلاح میں آذان چند مخصوص کلمات کا نام ہے۔ جنکے ذریعے لوگوں کو نماز کیلئے بلایا جاتا ہے۔

آذان کی ابتداء

شروع شروع میں چونکہ صحابہ کرامؓ کی تعداد تھوڑی تھی، اس لئے باجماعت نماز کیلئے وقت معینہ پر جمع ہونے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی۔ البتہ جب صحابہ کرامؓ کی تعداد بڑھ

www.besturdubooks.wordpress.com

گئی تو وقت معینہ پر لوگوں کو باجماعت نماز کیلئے بلانے کے اہتمام کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اس سلسلے میں فکر مند تھے۔ اسی فکر کے تحت صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ نماز کیلئے لوگوں کو کیسے جمع کیا جائے۔ کسی نے کہا کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا بلند کر دیا جائے، جو اس کو دیکھے گا وہ دوسرے کو خبر دے گا۔ لیکن یہ تجویز آپ کو پسند نہ آئی۔ کسی نے کہا ایک نرسنگھا بجوا لیجئے جیسا کہ یہودیوں کے ہاں ہوتا ہے۔ آپ نے اس کو بھی پسند نہ فرمایا اور فرمایا کہ یہ تو یہودیوں کا طریقہ ہے۔ پھر آپ کے سامنے ناقوس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ نصاریٰ کا طریقہ۔ اسی غور وفکر میں مجلس ختم ہوئی۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں وہ گھر واپس آئے لیکن وہ اس فکر میں رہے جس میں رسول اللہ ﷺ تھے۔ ان کی اس فکر کی وجہ سے خواب میں انہیں اذان سکھا دی گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ اگلے دن صبح کو انہوں نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو خواب سے باخبر کیا اور کہا، یا رسول اللہ! میں خواب اور بیداری کی حالت میں تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے مجھے اذان سکھا دی۔ راوی کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اس سے پہلے آذان کو خواب میں دیکھ چکے تھے۔ مگر وہ چھپائے رہے اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بیس دن بعد خواب نبی علیہ السلام کے سامنے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہیں بیان کرنے سے کس چیز نے روکے رکھا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پہلے خواب بیان کر دیا۔ اس لئے بعد میں بیان کرنے میں مجھے شرم محسوس ہوئی۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال! اٹھو اور جس طرح عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بتاتے جائیں۔ تم اسی طرح کرتے جاؤ لہذا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آذان دی۔ یوں آذان کی ابتدا ہوئی۔

بارگاہِ نبوت کے چار موذن

بارگاہِ نبوت میں چار حضرات نے موذن ہونے کا رتبہ پایا۔

(۱)..... ایک حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے، ان کے بارے میں بہت سی باتیں معروف ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)......دوسرے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک مرتبہ وہ لڑکپن کی عمر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی نقل اتار کر لڑکوں کو ہنسا رہے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے قریب سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو پاس بلایا۔ چھوٹے بچے تو ڈر کے مارے بھاگ گئے اور یہ کھڑے رہے۔ نبی علیہ السلام نے قریب آ کر ان کو بالوں سے پکڑ لیا اور فرمایا، ابو محذورہ! تو جو کہہ رہا تھا اب پھر کہہ۔ انہوں نے پہلے تو تھوڑا سا تامل کیا لیکن جب دیکھا کہ بال پکڑے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں تو انہوں نے اذان کے الفاظ کہنے شروع کر دیے۔ جب انہوں نے اذان مکمل کر لی تو نبی علیہ السلام نے وہ بال چھوڑے اور فرمایا، جاؤ۔ لیکن وہ عرض کرنے لگے، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اب میں کہاں جاؤں، جہاں آپ جائیں گے ابو محذورہ بھی وہاں جائے گا۔ سبحان اللہ۔

یہاں سے علماء نے ایک مسئلہ نکالا کہ اگر کوئی کافر اپنے ارادے سے اذان دے دے تو اس کے مسلمان ہونے کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔ علمائے کرام اسی طرح قرآن و حدیث کی باتوں میں سے مسائل اخذ کرتے ہیں۔ اسی کو تفقہ کہتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ فقہاء مسائل کے جواب بناتے نہیں بلکہ مسائل کے جواب بتاتے ہیں۔ بنانا تو اس چیز کو پڑتا ہے جو پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن و حدیث کے اندر پہلے سے ہی مسائل کے جواب موجود ہوتے ہیں، فقہاء عوام الناس کو وہ جواب بتا کر ان کی پریشانیوں کا ازالہ کرتے ہیں۔ گویا وہ جوابات قرآن و حدیث کے اندر موتیوں کی طرح لپٹے ہوئے ہیں اور فقہائے امت غوطہ لگا کر ان موتیوں کو نکال دیتے ہیں۔ اسی لئے ابن داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امت پر یہ بات فرض ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعا کیا کرے۔ کیوں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اصول فقہ کو متعین کر کے اور چھ لاکھ مسائل کو اکٹھا کر کے امت کے لئے عمل کا راستہ آسان کر دیا۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ ان کے جن بالوں کو نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام نے پکڑا تھا یہ ان بالوں کو کٹوایا نہیں کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ ان بالوں کو میرے محبوب ﷺ نے تھاما تھا اس لئے یہ یادگار ہیں، لہٰذا میں ان کو پوری زندگی نہیں کٹواؤں گا۔

(۳)...... بارگاہِ نبوت کے تیسرے موذن حضرت سعد بن قرظ رضی اللہ عنہ تھے اور

(۴)...... چوتھے موذن حضرت عمر بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔

عظمتِ الٰہی کا پرچار

اذان کے ذریعے اللہ رب العزت کی عظمت بیان کی جاتی ہے۔ آپ غور کیجئے کہ اذان میں چار مرتبہ کہا گیا...... اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر..... اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے پیچھے ایک حکمت ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ کائنات چار عناصر سے مل کر بنی ہے..... آگ، پانی، ہوا اور مٹی..... آج کے دور میں ان کو عناصر کی بجائے اجزاء کہنا چاہیے۔ ان اجزاء میں سے ہر ہر جزو کی اپنی طاقت ہے۔

(۱) آگ کی طاقت

پہلا جزو آگ ہے، اس کی اپنی ایک طاقت ہے۔ جب یہ جنگلوں میں لگ کر پھیلتی ہے تو پھر انسان اس کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر......

☆..... امریکہ کے جنگلوں میں جب آگ لگتی ہے تو دو دو مہینے تک وہ آگ جلتی رہتی ہے اور کوئی اسے بجھا نہیں سکتا۔

☆..... ہمارے ایک دوست فضائی سفر کر رہے تھے۔ سمندر کے اوپر سے گزرتے ہوئے انہوں نے دیکھا کہ نیچے آگ کے بڑے بڑے شعلے تھے۔ وہ بڑے حیران ہوئے کہ آگ کہاں سے آ گئی۔ انہوں نے سٹاف سے پوچھا۔ سٹاف نے کہا کہ کیپٹن سے پوچھ کر آتے ہیں۔ جب کیپٹن سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہاں سمندر کے اندر تیل کے پٹرول

www.besturdubooks.wordpress.com

کا چشمہ ہے اور اس کے اوپر اس کی گیس ہے۔ ایک مرتبہ اس پر آسمانی بجلی گری اور اسے آگ لگ گئی۔ اب نیچے سے پٹرول سپلائی ہو رہا ہے اور اوپر سے آگ لگی ہوئی ہے۔ اسے اب اللہ ہی بجھائے گا کیونکہ یہ بندوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

☆..... ہم لوگ ترکمانستان میں سفر کر رہے تھے۔ ایک جگہ سے گزرتے ہوئے ہم نے آگ کا ایک شعلہ دیکھا جو ہمارے حساب سے کئی فرلانگ اونچا تھا۔ بس یوں لگتا تھا جیسے آگ کا ایک کالم (ستون) ہے۔ ہم نے آگ کا اتنا بڑا کالم اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے ساتھ والے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس نے کہا جی یہاں تیل کا کنواں کھودا گیا تھا۔ جب بالکل آخری مراحل میں تھا تو اس میں کسی ٹیکنیکل فالٹ (فنی خرابی) کی وجہ سے آگ لگ گئی۔ اب نیچے سے پریشر سے تیل آ رہا ہے اور اس کو آگ لگی ہوئی ہے۔ دو سال تک رشیا کی سپر پاور اس کو بجھانے کی کوشش کرتی رہی، بالآخر دو سال کے بعد تھک ہار کر انہوں نے پوری دنیا میں اعلان کروا دیا کہ اگر دنیا کا کوئی ملک اس آگ کو بجھانے میں مدد دے گا تو آگ بجھنے کے بعد جتنا تیل نکلے گا ہم اسے آدھا آدھا کر لیں گے۔ لیکن آج تک دنیا کا کوئی ملک اس کو نہیں بجھا سکا۔

(۲) پانی کی طاقت

دوسرا جزو پانی ہے۔ اس کی اپنی ایک طاقت ہے اور اس اپنی مخلوق ہے۔ اس کے اندر بڑی بڑی مچھلیاں ہوتی ہیں۔ نیو یارک کے ایک Aquarium (مچھلی گھر) میں لکھا ہوا ہے کہ ایک وہیل مچھلی جب پیدا ہوتی ہے تو ہر دن میں اس کا وزن ایک سو کلوگرام کے حساب سے بڑھ رہا ہوتا ہے..... سمندر میں اتنی بڑی بڑی مچھلیاں ہوتی ہیں کہ کئی مرتبہ چھوٹے جہاز مچھلیوں کے اوپر لنگر انداز ہو جاتے تھے..... سمندر کے اندر ایک عجیب ہی جہان ہے۔ اس عاجز کو سمندر کے اندر سیر کرنے کا موقع ملا۔ ایسے لگتا ہے کہ جتنے عجوبے زمین کے اوپر ہیں شاید اس سے زیادہ عجائب زمین سے نیچے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی کی طاقت بھی اپنی ہے۔ مثال کے طور پر......

☆...... جب چاند کی چودہ تاریخ ہوتی ہے تو اس وقت سمندر میں سب سے زیادہ ہائی ٹائیڈ ہوتا ہے۔ ہائی ٹائیڈ کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سمندر کے پانی کی لہریں بہت زیادہ اونچی ہو جاتی ہیں۔ اس وقت یہ ہوتا ہے کہ جب لہر آتی ہے اور جہاز اس کے سامنے ہوتا ہے تو وہ جہاز اسکے ساتھ ہی ۴۵ سے ۶۰ درجے زاویے پر جھک جاتا ہے اور جب لہر گزر جاتی ہے تو پھر جہاز سیدھا ہو جاتا ہے، گویا پورا جہاز ۴۵، ۶۰ ڈگری کے زاویے پر مسلسل جھول رہا ہوتا ہے۔ اس وقت بڑے بڑے جہاز بھی رک جاتے ہیں اور لہروں کے نارمل ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔

☆...... سائنسدانوں نے لکھا ہے کہ اگر ہائی ٹائیڈ ۶۰ کے زاویے سے نیچے نیچے رہے تو جہاز دوبارہ سیدھا ہو جاتا ہے اور اگر ۶۰ کے زاویے سے اوپر کی ٹائیڈ آجائے تو جہاز الٹ جاتا ہے اور جہاز میں سوار تمام افراد سمندر کے اندر چلے جاتے ہیں...... جب ہائی ٹائیڈ کی وجہ سے جہاز یوں کر... اور چاروں طرف لہریں ہی لہریں ہوں تو اس وقت کافر اور مشرک بھی دل کی گہرائیوں کے ساتھ بڑے خلوص سے اللہ ہی کو پکار کر کہتے ہیں کہ اے اللہ! اب تو ہی جان بچانے والا ہے۔ سبحان اللہ۔

☆...... دنیا کہتی تھی کہ ہم نے ٹائی ٹینک جہاز بنالیا ہے جو ڈوب ہی نہیں سکتا۔ جسے وہ ناقابل تسخیر کہہ رہے تھے اللہ رب العزت نے نہ صرف اسے بیچ سمندر کے ڈبو کے دکھایا بلکہ دو ٹکڑے بھی کر دیا۔ یوں اللہ رب العزت نے ان کے دعووں کو توڑ کر رکھ دیا...... تو سمندر کی طاقت کا اندازہ اس بندے کو ہوتا ہے جس کو سمندر میں Travel (سفر) کرنے کا موقع ملا ہو یا اس نے ہائی ٹائیڈ کا کچھ تھوڑا سا منظر دیکھا ہو

☆...... جب سیلاب آتا ہے تو شہروں کے شہر برباد ہو جاتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں جو سیلاب آیا تھا اس نے روئے زمین کے تمام مکانات کو منہدم کر دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔

(۳) ہوا کی طاقت

کائنات کے اجزائے ترکیبی میں سے تیسرا جزو "ہوا" ہے۔ اس کی بھی اپنی ایک طاقت ہے۔ چند مثالوں پر غور کیجئے۔.....

☆.....قوم عاد پر ہوا کا عذاب آیا تھا۔ ایمان والوں کو محسوس ہوتا تھا کہ خوشگوار ہوا چل رہی ہے اور کفار کے لئے وہی ہوا اتنی سخت تھی کہ ان کو اس طرح ہوا کے تھپیڑے لگتے تھے کہ وہ زمین پر آ کر گرتے تھے۔ اگلے دن ان کی لاشیں زمین پر بکھری پڑی تھیں۔ قرآن عظیم الشان میں ہے کہ

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (الحاقة : ۷)

[جیسا کہ وہ تنے ہیں کھجور کے کھوکھلے]

تفاسیر میں ان کے قد وقامت اور طاقت کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے قد ساٹھ ہاتھ تک لمبے ہوتے تھے اور ان کی چھاتیوں کی چوڑائی تیس فٹ تک ہوتی تھی۔

قرآن مجید میں آیا ہے کہ

وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا (الشعراء:۱۴۹)

[اور وہ پہاڑوں کو کھود کر گھر بناتے تھے]

اور کہتے تھے کہ

مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حم السجدة:۱۵)

[کون ہے ہم سے زیادہ طاقت والا]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو اپنی طاقت پر کتنا ناز تھا۔ واقعی ان کو اپنی طاقت پر بڑا مان تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (الفجر : ۸)

[ایسی طاقت ور قوم پھر شہروں میں پیدا نہیں کی گئی]

وہ اتنی طاقت ور قوم تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان پر ہوا کا عذاب بھیجا تو ان کو یوں الٹ دیا جیسے کھجور کے تنے بکھرے ہوئے پڑے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا (الفرقان : ۳۹-۳۸)

[اور عاد و ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور ان کے درمیان بہت سے جماعتوں کو۔ اور سب کو ہم بیان کر دیں مثالیں اور سب کو ہم نے غارت کر کے ہلاک کر دیا]

دیکھو کتنا شاہانہ کلام ہے...!!! اللہ اکبر

پھر ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا . (مریم : ۹۸)

[کیا تو آہٹ پاتا ہے ان میں سے کسی کی یا سنتا ہے ان کی بھنک]

تنبیہ..... اب بھی دنیا کی سب سے بڑی سائنسی پاور میں ہوا کے عذاب آتے ہیں۔ ان کا نام انہوں نے ٹارنیڈو رکھا ہوا ہے۔ یہ ٹارنیڈو کیا ہوتا ہے؟..... ہوا کئی سو میل کے دائرے میں گھوم رہی ہوتی ہے اور اتنی سخت ہوتی ہے کہ مکانوں کی چھتوں کو بھی اڑا کے لے جاتی ہے۔ ایک مرتبہ امریکہ کی ایک ریاست ٹیکساس میں ٹارنیڈو آیا۔ اس کی طاقت ہیں نائٹروجن بموں سے بھی زیادہ تھی۔ اس نے مکانوں کی چھتوں کو اڑا کر رکھ دیا، کاروں کو اٹھا کر سینکڑوں میل دور پھینک دیا اور یوں چند لمحوں میں خوبصورت آبادیاں ویرانوں اور کھنڈرات میں تبدیل ہو گئیں۔

ہم نے ٹارنیڈو آنے کے بعد ٹیکساس میں خود جا کر یہ مناظر دیکھے۔ وہاں ایک گھر

کی ڈائننگ ٹیبل جس پر پندرہ سولہ افراد بیٹھ کر کھانا کھا سکتے تھے وہ درخت کی شاخ کے اوپر لٹکی ہوئی تھی۔ اتنی بڑی ٹیبل تو وزنی بھی بہت ہوتی ہے، اس کو تو دس بندے بھی آسانی سے نہیں اٹھا سکتے لیکن وہ ایک درخت پر اس طرح لٹک رہی تھی جیسے کسی بچے نے Candy (ٹافی) کو دور پھینک دیا ہو۔ اللہ اکبر.....!!!

اس ٹارنیڈو نے ایک کار کو ایک جگہ سے اٹھا کر تین سو کلو میٹر دور پھینک دیا۔ اس کا پتہ اس طرح چلا کہ جب وہ ٹارنیڈو آیا تھا تو اس وقت سے دو منٹ پہلے کار والے کو ٹکٹ دی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کا نام کمپیوٹر میں آ گیا تھا۔ جب وہ چلا تو ٹھیک دو منٹ کے بعد وہ اس جگہ سے تین سو کلو میٹر دور تھا۔

جب یہ عاجز اس ریاست کے دورے پر جانے لگا تو مجھے دوستوں نے پہلے وہاں جانے کی ٹریننگ دی۔ وہ کہنے لگے، حضرت! اگر وہاں آپ کی موجودگی میں کبھی ٹارنیڈو آ جائے تو آپ کار میں سے نکل کر زمین پر لیٹ جانا، کیونکہ اگر کوئی چیز زمین کے ساتھ بالکل چپکی ہوئی ہو تو ہوا اس کو نہیں اٹھاتی، لیکن اگر اوپر ہو تو Vaccum (خلاء) ہونے کی وجہ سے اس کو ہوا کھینچتی ہے۔ اس طرح ایک ٹارنیڈو کے اندر کئی بلین ڈالر کا نقصان ہو جاتا ہے۔

(۴) مٹی کی طاقت

کائنات کا چوتھا جزو مٹی ہے۔ زمین کو مٹی کہتے ہیں۔ اس کی اپنی طاقت ہے اور ابھی ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہے۔ جب زلزلہ آتا ہے تو زمین میں تباہی مچ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر.......

☆ ......سولہویں صدی عیسوی میں چین کے صوبہ چینسی کے اندر ایک زلزلہ آیا تھا جس میں ایک دن میں آٹھ لاکھ آدمی ہلاک ہو گئے تھے۔

☆ ......۱۹۹۳ء میں میں نے کیلیفورنیا کا دورہ کیا۔ اس وقت اس ریاست کے شہر لاس

www.besturdubooks.wordpress.com

اینجلس کے چوراہوں پر کئی کئی میٹر لمبے چوڑے Metallic Boards (لوہے کے بورڈ) دیکھے جن پر OH GOD (اے خدا!) لکھا ہوا تھا۔ جب چند جگہوں پر اس طرح لکھا دیکھا تو میں نے حیران ہو کر اپنے میزبان سے پوچھا، بھئی! OH GOD کا کیا مطلب ہے؟

وہ کہنے لگے، جناب! یہاں چند دن پہلے ۱۷ جنوری ۱۹۹۴ء کو رات چار بجے تاریخ کا عبرتناک زلزلہ آیا تھا۔ اس زلزلے کا Epi centre (مرکز) سطح زمین سے نو کلو میٹر (9km) نیچے تھا۔ انجینئرنگ کے نقطہ نظر سے اس زلزلے کی

Default Probability one in ten thousand

(وقوع پذیر ہونے کی امید دس ہزار میں سے ایک تھی)

تھی۔ اس لئے زلزلے کی قبل از وقت اطلاع دینے والے آلات بھی خاموش رہے اور انجینئرز بھی مطمئن تھے کہ یہ زلزلہ کبھی نہیں آئے گا۔ لیکن جب وہ آ گیا تو سپر پاور کی ٹیکنالوجی ناکام ہو کر رہ گئی۔ وہ زلزلہ اتنا شدید تھا کہ خدا کی پناہ۔ زلزلے کا Amplitude (پھیلاؤ) سات سے زیادہ تھا۔ ۴۵ سیکنڈ کا وقت یوں لگتا تھا کہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اس وقت لوگ اپنے بستروں پر سوئے ہوئے تھے۔ ان کو اس وقت پتہ چلا جب وہ گیند کی طرح اچھل کر نیچے آ گرے۔

مزے کی بات یہ ہے کہ اس زلزلے میں پرائیویٹ پراپرٹی کا نقصان کم ہوا اور سرکاری املاک کا نقصان زیادہ ہوا۔ حالانکہ انہوں نے ان عمارتوں کو ناقابل تسخیر ڈیزائن کے ساتھ بنایا تھا۔ مثال کے طور پر.....

ہائی وے کے بڑے بڑے پل، انہوں نے ان کا Safety factor (سیفٹی فیکٹر) رکھا ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اب یہ ساری عمر کے لئے کافی ہیں۔ ہاسپٹل کی بلڈنگ، ہسپتالوں کو بھی امریکی قانون کے مطابق Long life (لانگ لائف)

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈیزائن پر تعمیر کیا جاتا ہے تاکہ بدترین صورتحال میں بھی ٹھیک رہیں۔ اگر کسی برے وقت میں ہسپتال کی بلڈنگ کو ہی نقصان پہنچ جائے تو Effected (متاثرہ) لوگوں کی دیکھ بھال کون کرے گا۔ اسی طرح پولیس اسٹیشن بھی Safety factor ten(۱۰) (سیفٹی فیکٹر ۱۰) کے تحت بنائے جاتے ہیں۔ جن کے گرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن قدرت کا کرنا یہ ہوا کہ یہ بلڈنگ سب سے پہلے گری۔ اس عاجز نے خود اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھا۔

آپ یقین کریں کہ سب سے زیادہ نقصان انہی سرکاری عمارتوں کا ہوا۔ میں نے دیکھا کہ دو دو میٹر چوڑے ستون تنکوں کی طرح ٹوٹے پڑے تھے۔ ہائی وے کے پل سو فٹ کی بلندی سے یوں نیچے جا گرے جیسے بچہ Candy (ٹافی) کو دور پھینک دیتا ہے۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ زلزلے کے Epi Centre (مرکز) سے تقریباً پچیس فٹ کے فاصلے پر ایک مسجد تھی جو بالکل محفوظ رہی۔ سبحان اللہ۔

اللہ کی شان دیکھئے کہ یہ سترہ جنوری کی وہی رات تھی جب سپر پاور نے بغداد کے مقدس مقامات پر بم گرائے تھے۔ اس زلزلے میں سرکاری نقصان کا اندازہ ۳۰ بلین ڈالرز لگایا گیا۔ اتنی ہی رقم کویت کی جنگ میں امریکہ نے کمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی جھٹکے میں حساب برابر کر دیا۔

انہوں نے بتایا کہ زلزلے کے آنے کے بعد ملک کے بڑے صاحب نے تقریر کی اور اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کہنے لگا: "مدر نیچر ہمارے ساتھ Co oprate (تعاون) نہیں کر رہی۔"

سائنسدانوں نے حکمرانوں سے کہا کہ تم اپنے پادریوں سے پوچھو کہ اگر کوئی بچا کا راستہ ہے تو ہمیں بتائیں۔ انہوں نے پوچھا، وہ کیوں؟ سائنسدانوں نے جواب دیا۔ جناب! یہ زلزلہ تو تھوڑا سا آیا تھا، ابھی کیلیفورنیا میں آٹھ سے دس لائیو فالٹس موجود ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ان میں سے ایک فالٹ بہت بڑے زلزلے کا ہے جسے ہم نے Big One (بگ ون) کا نام دیا ہے، یہ زلزلہ کسی وقت بھی آ سکتا ہے۔ اس کا Epi Centre سطح زمین سے چند میٹر نیچے ہے لہذا نقصان کا اندیشہ بے حد وحساب ہے۔ اگر یہ Big One (بگ ون) آ گیا تو وہ کیلیفورنیا اور ہالی وڈ کے علاقے کو کاٹ کر سمندر کے اندر پھینک دے گا۔ کیونکہ جو زلزلہ آیا ہے اس سے اس علاقے کے چاروں طرف ایک لکیر لگ گئی ہے۔ وہاں سے زمین پھٹ چکی ہے اور اس کے اندر ایک سوراخ ہو چکا ہے اور وہ سوراخ نیچے تک نظر آتا ہے۔..... میں نے کہا کہ میں آپ کی بات تسلیم کرتا ہوں لیکن میں خود بھی دیکھنا چاہوں گا۔ وہ اللہ کا بندہ مجھے وہاں لے گیا اور میں نے اپنی آنکھوں سے زمین کے ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے بالکل جدا دیکھا۔ جہاں تک نیچے دیکھو نظر جا رہی ہے، کتنی گہری ہے؟ اللہ جانے۔ بس یوں سمجھو کہ چھوٹا سا جھٹکا لگ کر اس پورے ٹکڑے کو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔..... جب وہ بگ ون آئے گا تو یہ پورا ٹکڑا سمندر کے اندر چلا جائے گا۔

وہ کہنے لگے کہ یہ سن کر حکومت کو پریشانی ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے پادریوں سے پوچھا کہ اب کیا کریں؟ پادریوں نے کہا کہ خدا کو یاد کریں۔ انہوں نے پوچھا کہ خدا کو کیسے یاد کریں؟ تو پادریوں نے تجویز دی کہ حکومت بڑے بڑے چوراہوں پر اللہ کا نام موٹا موٹا لکھ کر لگائے تاکہ لوگ اللہ کو یاد کریں۔ لہذا حکومت نے بڑے بڑے چوراہوں پر OH GOD (اے خدا!) لکھوا دیا تاکہ "بگ ون" نہ آئے۔ سبحان اللہ۔

ہالی وڈ کا علاقہ فلمی اداکاروں اور ہم جنس پرستوں کی آبادی کا علاقہ ہے۔ جسے Sex centre of the world (دنیا کا جنسی مرکز) کہا جاتا ہے۔ اللہ کی شان کہ ہمارے ایک دوست نے اس عاجز کا پروگرام ہالی وڈ میں رکھوا دیا۔ جب وہ مجھے لے جا رہا تھا تو میں حیران تھا کہ وہ مجھے کہاں لے کر جا رہا ہے۔ میں سائن پڑھ کر اس سے پوچھتا کہ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ وہ کہتا، حضرت! وہاں پروگرام رکھا ہوا ہے۔ اللہ کی شان کہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے وہاں بھی دین کا کام لیا۔ وہاں بھی بیان کیا۔ میرا خیال ہے کہ آنے والوں میں سے ۸۰ فیصد لوگوں نے شراب پی ہوئی تھی۔ مگر الحمد للہ کہ ان میں سے پچپن آدمیوں نے بیعت توبہ کی۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے نسبت کا نور وہاں بھی پہنچا دیا۔

اسی زلزلے کی وجہ سے وہاں ایک ہندو کی عمارت بھی گری۔ وہ ہندو انڈیا سے امریکہ پہنچا اور وہیں انجینئر بنا۔ اس نے رینٹل اسٹیٹ کا کام شروع کر دیا۔ بڑا روپیہ کمایا۔ تیس بلین ڈالرز اس کے اپنے تھے۔ اس کی پانچ منزلہ بلڈنگ تھی۔ جب زلزلہ آیا تو وہ عمارت زمین میں بیٹھ گئی۔ جو نیچے منزل تھی وہ بالکل آپس میں مل گئی...... میں نے وہ عمارت گری ہوئی خود دیکھی...... یہ وہ ہندو تھا کہ جب پیسہ ملا تو یہ اللہ کے وجود کا بھی انکار کر بیٹھا اور اپنا مذہب بھی چھوڑ کر دہریہ بن گیا۔ پیسے کے نشے نے اس کو ہر چیز بھلا کر رکھ دی۔ اس بلڈنگ کے نیچے آ کر جتنے لوگ مرے انہوں نے دعوے کر دیے۔ اس کا ٹوٹل نکالا گیا تو تیس بلین ڈالرز بنا اور وہ دوسرے دن فٹ پاتھ پر کھڑا تھا۔ امریکہ کے اخبارات میں اس کی اتنی بڑی بڑی تصویریں چھپیں کہ ایک آدمی نے جتنا کمایا ایک جھٹکے میں اس کا سب کچھ پرایا ہو گیا...... اس دنیا نے کتنے بادشاہوں کو بھیک مانگتے دیکھا اور کتنے غریبوں کے گھرانوں میں پیدا ہونے والوں کو تخت کی زینت بنتے دیکھا۔

تو بات چل رہی تھی کہ......

آگ کی اپنی مخلوق اور اپنی طاقت ہے۔

ہوا کی اپنی مخلوق اور اپنی طاقت ہے۔

پانی کی اپنی مخلوق اور اپنی طاقت ہے۔

زمین کی اپنی مخلوق اور اپنی طاقت ہے۔

جب اس طاقت کا اظہار ہوتا ہے تو پھر بندے کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کی طاقت کتنی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چار اجزاء سے کائنات کو بنایا اس لیے پروردگار نے

www.besturdubooks.wordpress.com

مؤذن کو حکم دیا کہ اے میرے بندے! تم میری مخلوق کو میرے گھر کی طرف بلاؤ اور کہو کہ آؤ اس پروردگار کی طرف

اللہ اکبر ... جس کی عظمت آگ اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ ہے۔

اللہ اکبر..... جس کی عظمت ہوا اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ ہے۔

اللہ اکبر... جس کی عظمت پانی اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ ہے۔

اللہ اکبر..... جس کی عظمت زمین اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ ہے۔

اس لئے جب مؤذن اللہ اکبر کہے تو فوراً احساس پیدا ہونا چاہیے کہ ہمیں کس پروردگار کی طرف بلایا جا رہا ہے۔

پروردگار کی عظمت کا خیال

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب مؤذن کی اللہ اکبر سنتے تھے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔ کسی نے پوچھا، حضرت! آپ اللہ اکبر سن کر بے اختیار کیوں رو پڑتے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے اپنے پروردگار کی عظمت کا خیال آجاتا ہے۔ اس کی ہیبت میرے سامنے آجاتی ہے اور میں اس کی عظمت اور ہیبت کے استحضار کی وجہ سے روتا ہوں۔

لمحہ فکریہ

اچھا، ایک بات بتائیے کہ اگر آپ کسی بندے کو پیغام بھجوائیں کہ میرے گھر آ جانا اور وہ نہ آئے تو آپ کو غصہ آئے گا یا نہیں آئے گا؟ ضرور آئے گا۔ بعینہٖ اسی طرح جب اللہ رب العزت اللہ اکبر کے ذریعے اپنے بندوں کو اپنے گھر کی طرف بلوائیں اور بندے نہ جائیں تو اللہ تعالیٰ کو بھی جلال آئے گا یا نہیں آئے گا؟ یاد رکھیں کہ شیطان نے ایک سجدے سے انکار کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دربار سے ہمیشہ کے لئے دھکا دے دیا۔ بے نمازی آدمی روزانہ چالیس سجدوں کا انکار کر رہا ہوتا ہے، اس کا کیا بنے گا؟ یہ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار کی رحمت ہے کہ اس نے محبوب ﷺ کی دعاؤں کے صدقے ہم پہ پھر بھی رحمتیں نازل کی ہوئی ہیں ورنہ تو حدیث پاک میں کہہ دیا گیا ہے کہ بے نمازی کا حشر قیامت کے دن فرعون، قارون اور ہامان کے ساتھ کیا جائے گا۔ اس لئے جب اذان کی آواز سنیں تو فوراً متوجہ ہو جائیں کہ ہمارے پروردگار کی طرف سے بلاوا آ رہا ہے۔

اذان کا جواب

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی اذان کی آواز سنے تو جیسے مؤذن اذان کہے ویسے ہی ساتھ کہتا رہے، سوائے اس کے کہ جب وہ **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** کہے تو اس کے جواب میں ساتھ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** بھی پڑھ لے تاکہ شیطان بھاگ جائے اور بندے کے لئے نماز کی طرف جانا آسان ہو جائے۔ اذان کا اس طرح جواب دینے پر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

خواب میں اذان دینے کی مختلف تعبیریں

☆...... اگر کوئی آدمی خواب میں دیکھے کہ میں بے وقت اذان دے رہا ہوں تو ابن سیرینؒ نے اس کی تعبیر لکھی ہے کہ اس آدمی کو ذلت ملے گی کیونکہ اس نے بے وقت اذان دی۔

☆...... ابن سیرینؒ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا، حضرت! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں اذان دے رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا، تجھے عزت ملے گی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی کہا کہ حضرت! مجھے خواب آیا ہے کہ میں اذان دے رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا، تجھے ذلت ملے گی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ لوگوں نے پوچھا، حضرت! یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا، قرآن مجید میں دو جگہ اذان کا لفظ ہے۔ ایک جگہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج: ۲۷)

[اور میرے خلیل! لوگوں میں حج کے لئے اعلان کردو]

آواز لگانا آپ کا کام ہے اور لوگوں تک اس آواز کو پہنچانا میرا کام ہے۔ مجھے پہلے بندے میں نیکی نظر آتی تھی اس لئے میں نے اس آیت سے اس خواب کی تعبیر لی کہ اس کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح عزت ملے گی اور دوسرے آدمی میں فسق کے آثار نظر آتے تھے اور قرآن مجید میں ایک جگہ یہ ہے:

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝ (یوسف: ۷۰)

[پھر ایک ندا دینے والے نے ندا دی کہ اے قافلے والو! تم چور ہو]

اس لئے اس آیت سے میں نے یہ تعبیر لی کہ اس آدمی کو ذلت ملے گی۔

☆...... اگر کوئی عورت خواب میں دیکھے کہ میں اذان دے رہی ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بیمار ہوگی، اس لئے کہ عورت کے لئے اذان دینا خلاف شرع ہے۔ جب بغیر اجازت ایک کام کر رہی ہے تو وہ گویا فطرت سے ہٹ کر کر رہی ہے۔ اس لئے اس کا مطلب ہے کہ اسے صحت کی بجائے بیماری ملے گی۔

☆..... ابن سیرینؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا، حضرت! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں مردوں کے منہ پر اور عورتوں کے پوشیدہ اعضاء پر مہر لگا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں نے یہ عجیب سا خواب دیکھا ہے، اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں، آپ مجھے اس کی تعبیر بتا دیں۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ لگتا ہے کہ تم مؤذن ہو۔ اس نے کہا، جی ہاں، میں مؤذن ہوں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم رمضان المبارک میں سحری کے وقت طلوع فجر سے پہلے ہی اذان دے دیتے ہو اور تمہاری اذان کی وجہ سے لوگوں کا کھانا پینا اور جماع کا معاملہ بند ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک فقیہہ کا درجہ پانے والا لوہار

ہمیں اذان کا احترام کرنا چاہیے کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف پکارا جا رہا ہوتا ہے۔ اس کا ایک ادب یہ ہے کہ اذان سنتے ہی دنیا کے کاموں کو چھوڑ کر نماز کی تیاری کرنی چاہیے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک لوہار (حداد) رہتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو بعد میں اسے کسی محدث نے خواب میں دیکھا۔ اس نے پوچھا، سنائیے آگے کیا معاملہ پیش آیا؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے درجے میں رکھ دیا گیا ہے اور اب میں ان کے ساتھ رہ رہا ہوں۔ جس محدث نے یہ خواب دیکھا، وہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ لوہار تو سارا دن لوہا کوٹتا تھا اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دین کا کام کرنے والے تھے اور مسئلہ خلق قرآن کے معاملے میں قربانیاں دینے والے اللہ کے ایک مقبول بندے تھے، اس لوہار کو ان کے برابر مرتبہ دے دیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے دوسرے محدثین کو بتایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا کوئی نہ کوئی ایسا عمل ہے جو اللہ کے ہاں پسند آ گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اچھا، اس کے اہل خانہ سے پتہ کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس لوہار کی اہلیہ سے جا کر کہا کہ میں نے تمہارے خاوند کو خواب میں بڑے اچھے درجے میں دیکھا ہے، مجھے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا کوئی عمل پسند آ گیا ہے، آپ مجھے اس کا کوئی خاص عمل بتائیں۔ اس نے جواب دیا کہ وہ ایک عیال دار اور غریب آدمی تھا، وہ سارا دن بھٹی میں لوہا کوٹتا رہتا تھا اور وقت پر نمازیں بھی پڑھتا تھا، اس کے علاوہ اس کی کوئی خاص عبادت نہیں ہوتی تھی۔ انہوں نے کہا، پھر بھی ذرا سوچ کر بتائیں۔ اس کی بیوی نے سوچ سوچ کر بتایا کہ مجھے اس کی زندگی میں دو باتیں نمایاں محسوس ہو رہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کے اندر نماز اور اذان کا اتنا ادب تھا کہ اگر لوہا کوٹتے ہوئے کبھی اس کا ہاتھ اوپر ہوتا اور ہاتھ میں ہتھوڑا ہوتا اور عین اسی لمحے اللہ اکبر کی آواز آتی تو وہ اس کو مارنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بجنے رکھ دیتا تھا کہ اب میرے مالک کے منادی نے پکارا ہے اور مجھے اب اس کے دربار میں حاضری دینی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ سارا دن محنت کر کے رات کو تھکا ہوا آتا تھا تو ہم میاں بیوی بچوں کے ساتھ اپنے گھر کی چھت پر سوتے تھے اور ہمارے پڑوس میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ساری رات اللہ کا قرآن پڑھتے ہوئے گزار دیتے تھے، یہ ان کی طرف دیکھتا اور حسرت سے ٹھنڈی سانس لیتا اور کہتا کہ میرے بچے زیادہ ہیں اور گھر میں کوئی اور بندہ ایسا نہیں ہے جو محنت کر سکے، مجھے ہی سارا دن لوہا کوٹنا پڑتا ہے اور اس محنت کی وجہ سے میں اتنا تھک جاتا ہوں کہ اللہ کی عبادت نہیں کر سکتا، اگر میری پیٹھ ہلکی ہوتی تو میں بھی امام احمد بن حنبل کی طرح قیام کرتا۔ وہ محدث یہ سن کر فرمانے لگے کہ اذان کے اس ادب اور دل میں نیکی کا یہ شوق رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا رتبہ عطا فرما دیا۔ سبحان اللہ۔

اس سے یہ پتہ چلا کہ اگر انسان کسی ایسے ماحول میں پھنس جائے کہ وہ نیکی نہ کر سکے تو کم از کم دل میں تڑپ ضرور رکھنی چاہیے کیونکہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ دل کی تڑپ پر بھی وہ نعمت اور اجر عطا فرما دیتے ہیں۔

ٹیلے کے برابر آٹا صدقہ کرنے کا اجر

ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا۔ لوگ بھوک سے مرنے لگے۔ ایک آدمی شہر سے باہر نکلنے لگا تو اس نے اپنے سامنے ریت کا ایک بڑا ٹیلہ دیکھا جو پہاڑ کی طرح تھا۔ یہ دیکھ کر اس کے دل میں بات آئی کہ اگر میرے پاس اتنا آٹا ہوتا تو میں شہر کے سارے لوگوں میں تقسیم کر دیتا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو اس وقت حکم دیا کہ جاؤ اور میرے بندے کے نامہ اعمال میں اتنا آٹا صدقہ کرنے کا اجر لکھ دو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اذان کا ادب بخشش کا سبب بن گیا

زبیدہ خاتون اللہ تعالیٰ کی ایک نیک بندی تھی، وہ فوت ہوگئی۔ کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں سیر کر رہی ہے۔ اس نے پوچھا، زبیدہ! تیرے نیک عمل تو بہت زیادہ تھے، اسی وجہ سے تمہیں جنت کے درجے ملے ہیں۔ وہ کہنے لگی نہیں۔ جن کاموں کو میں نیکیاں سمجھتی تھی ان کو تو اللہ رب العزت نے دیکھا ہی نہیں، ایک کام ایسا تھا جسے میں چھوٹا سا سمجھتی تھی، اللہ تعالیٰ کو وہ پسند آ گیا جس کی وجہ سے میری بخشش ہوگئی۔ اس نے کہا، وہ کون سا کام تھا؟ کہنے لگی، میری عادت تھی کہ جب بھی مسجد سے اذان کی آواز آتی تھی تو اللہ اکبر کی آواز سنتے ہی میں ادب کی وجہ سے اپنا دوپٹہ اپنے سر پر ٹھیک کر لیتی تھی، اللہ تعالیٰ نے اذان کے ادب کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی۔

احادیث مبارکہ میں اذان کی فضیلت

اب میں آپ کے سامنے چند احادیث مبارکہ بیان کرتا ہوں جن سے آپ کو اذان کی فضیلت کا پتہ چلے گا۔

☆...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص جنت کے ٹیلوں پر ہوں گے۔

(۱) وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے آقا کا بھی۔

(۲) وہ شخص جس نے کسی قوم کی امامت کی اور لوگ اس کی امامت سے راضی رہے

(۳) وہ آدمی جس نے ہر رات دن میں پانچ نمازوں کی اذان دی۔ (ترمذی)

☆...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن مؤذن سب سے زیادہ لمبی گردن والے ہوں گے۔ (مسلم)

☆...... حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤذن کی

www.besturdubooks.wordpress.com

اذان کی آواز جتنی مسافت تک جن وانس یا کوئی اور چیز سنے گی قیامت کے دن اس کے لئے شہادت دے گی۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ثواب کی امید سے سات برس تک اذان دی اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (ترمذی)

☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ دو باتیں ایسی ہیں کہ جن کو رد نہیں کیا جاتا یا فرمایا کہ کم رد کیا جاتا ہے۔

(۱) اذان کے وقت کی دعا

(۲) جہاد کے وقت کی دعا جب لوگ باہم دست وگریبان ہوتے ہیں۔

☆ ..... حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنو تو جو وہ کہتا ہے تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو۔ جو میرے لئے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر میرے لئے وسیلہ طلب کرو۔ وسیلہ جنت کے اندر ایک خاص مقام ہے جس پر اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندہ کو فائز کیا جائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ بندہ ہوں گا۔ پس جو میرے لئے وسیلہ ملنے کی دعا کرے گا اس کے لئے میری شفاعت لکھ دی جائے گی۔ (مسلم)

دعائے وسیلہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

[اے اللہ! اے اس دعوت کامل اور کھڑی ہونے والی نماز کے۔ رب! تو محمد ﷺ

کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما دے اور ان کو اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے کہ

☆...... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ

مریض جب تک مرض کی حالت میں رہے اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے، اس کے لئے ہر دن ستر شہیدوں کا عمل آسمان پر چڑھتا ہے پھر اگر اسے عافیت بخش دی تو گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور اگر اسی مرض میں موت واقع ہو جائے تو اسے بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

...... مؤذن اللہ تعالیٰ کا دربان ہے جسے ہر اذان پر ہزار نبیوں کا ثواب ہوتا ہے۔

...... امام اللہ تعالیٰ کا وزیر ہے جسے ہر نماز پر ہزار صدیق کا ثواب ملتا ہے۔

...... عالم اللہ تعالیٰ کا وکیل اور نمائندہ ہے جسے قیامت میں ہر حدیث پر نور عطا ہوگا اور ہر حدیث کے بدلے اس کے لئے ہزار سال کی عبادت لکھی جاتی ہے اور

...... علم سیکھنے والے مرد ہوں یا عورتیں، اللہ تعالیٰ کے خدام ہیں جن کی جزا جنت ہی ہو سکتی ہے۔

☆...... حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں پانچ قسم کے لوگوں کے لئے جنت کا ضامن ہوں:

(۱) نیک عورت جو اپنے خاوند کی تابع فرمان ہو۔

(۲) وہ بیٹا جو اپنے والدین کا فرمانبردار ہو۔

(۳) وہ شخص جو مکہ کے راستے میں فوت ہو گیا ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۴) وہ شخص جو اچھے اخلاق والا ہو۔

(۵) وہ شخص جو کسی مسجد میں نیکی سمجھ کر ثواب کی غرض سے اذان دیتا ہو۔

☆ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شہر میں مؤذن زیادہ ہوتے ہیں وہاں سردی کم پڑتی ہے۔

☆ ..... فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ضحاکؒ نے فرمایا کہ جب حضرت عبداللہ بن زید ؓ نے خواب میں اذان دیکھی اور حضرت بلال ؓ کو سکھائی تو حضور ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو حکم فرمایا کہ چھت پر چڑھ کر اذان کہیں۔ حضرت بلال ؓ نے جب اذان دینی شروع کی تو لوگوں نے مدینہ منورہ میں ایک شدید آواز محسوس کی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا، جانتے ہو کہ یہ آواز کیسی ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ تمہارے رب کے حکم سے آسمانوں کے دروازے عرش تک بلال کی اذان کے لئے کھولے گئے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے سوال کیا کہ کیا یہ خصوصیت صرف بلال ؓ کے لئے ہے یا تمام مؤذنوں کے لئے ہے؟ ارشاد فرمایا کہ تمام مؤذنوں کے لئے یہ خصوصیت ہے۔ پھر فرمایا کہ اذان دینے والوں کی روحیں شہداء کی روحوں کے ساتھ اکٹھی رہتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ مؤذن کہاں ہیں تو یہ لوگ مشک اور کافور کے ٹیلوں پر کھڑے ہو جائیں گے۔ سبحان اللہ۔

صحابہ کرامؓ کے دل میں اذان دینے کا شوق

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں اذان دینے کا بہت شوق ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر.....

☆ ..... سیدنا عمر ابن الخطاب ؓ فرماتے تھے کہ اگر میں مؤذن ہوتا تو فرض حج ادا کر لینے کے بعد کوئی حج یا عمرہ ادا نہ کرنے کی مجھے کوئی پرواہ نہ ہوتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆..... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے ایک بات کے سوا کسی بات کا افسوس نہیں کہ میں اس تمنا میں ہی رہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے بیٹوں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لئے مؤذن بننے کی درخواست کرلوں۔

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر میں مؤذن ہوتا تو کسی جہاد میں شامل نہ ہونے کی کوئی پرواہ نہ کرتا۔

☆..... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی فرماتے تھے کہ اگر میں مؤذن ہوتا تو جہاد نہ کرنے کی بھی مجھے کوئی پرواہ نہ ہوتی۔

اذان کا ایک دلچسپ سفر

اب میں آپ کو ایک دلچسپ بات بتاتا ہوں.....

کرۂ ارض پر کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں اذان کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں مؤذن بیک وقت اللہ رب العزت کی توحید اور اس کے محبوب ﷺ کی رسالت کا پرچار کر رہے ہوتے ہیں۔

اگر دنیا کے نقشے پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی ممالک میں سے انڈونیشیا ایک ایسا ملک ہے جو کرۂ ارض کے عین مشرق میں واقع ہے۔ آبادی کے لحاظ سے یہ ایک گنجان آباد ملک ہے۔ اس کی آبادی اٹھارہ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس ملک میں بے شمار جزیرے پائے جاتے ہیں جن میں سے سماٹرا، جاوا، سلیبز اور بورنیو بڑے بڑے جزیرے ہیں۔

☆... طلوع سحر سلیبز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے۔ اس وقت وہاں صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں اور عین اس وقت ڈھاکہ میں رات کے دو بج رہے ہوتے ہیں۔ طلوع سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزیروں میں اذان شروع ہو جاتی ہے اور بیک وقت ہزاروں مؤذن توحید و رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں اذان دینے کی باری آتی ہے۔ جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہاتوں میں اذانیں شروع ہونے سے پہلے ہی ملایا میں اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کے سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔ دوسری جانب یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔ سری نگر اور سیالکوٹ میں اذان فجر کا ایک ہی وقت ہے سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔

اس دوران فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹہ کا فرق پڑ جاتا ہے۔ اور اس عرصہ میں اذانیں سعودی عرب، یمن، متحدہ عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔

بغداد سے اسکندریہ تک ایک گھنٹے کا فرق ہے۔ اس دوران سوڈان، شام، مصر اور صومالیہ میں اذانیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول بلد پر واقع ہیں۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے۔ اس دوران ترکی میں توحید و رسالت کی صدا بلند ہوتی رہتی ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا دورانیہ ہے۔ اسی دوران میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یوں فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچ جاتی ہے۔

☆ .... فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ ..... ظہر کی اذانوں کا یہ سلسلہ ڈھاکہ میں شروع ہونے ہی لگتا ہے کہ مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔

☆ ..... یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹے تک بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نماز مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔

☆ ..... مغرب کی اذانیں سلیبز سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے اور مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں..... اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس وقت مغربی افریقہ میں ابھی فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ دنیا میں ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں اذان کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو..... سبحان اللہ! توحید و رسالت کی اس صدائے مسلسل سے اللہ رب العزت کا وہ فرمان بخوبی واضح ہو جاتا ہے جس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح: ۴)

[اور اے محبوب ﷺ! ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے]

مؤذنوں نے اذان کیا دی انہوں نے تو پوری دنیا کی فضا کو عظمتِ الٰہی اور رفعتِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو سے معطر کر دیا۔ سبحان اللہ

عظمتِ الٰہی بیان کرنے کا ایک عجیب انداز

شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے عظمتِ الٰہی کے بارے میں ایک عجیب مضمون باندھا ہے۔ وہ پڑھ کر بندے کو وجد آتا ہے۔ آپ حضرات بھی ذرا سنئے تا کہ آپ کو پتہ چل جائے کہ جب انسان نماز میں اللہ اکبر کہہ رہا ہوتا ہے تو اس وقت اس کی کیفیت کیا ہونی چاہیے، یہ مضمون طبیعت پر ہر وقت مستحضر رہنا چاہیے ..... وہ فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور ایک مطلب یہ ہے کہ بڑائی

www.besturdubooks.wordpress.com

صرف اللہ کے لئے ہے۔ دیکھو کہ ہمیں اللہ اکبر کے معانی بھی سمجھنے کی ضرورت ہے ورنہ ہم تو اب تک اللہ اکبر کے یہی معانی سمجھتے رہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ گویا ہم اوروں کو بھی بڑا سمجھتے رہے اور اللہ کو سب سے بڑا۔

وہ مزید فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت خالق و مالک ہے اور خالق و مالک کو بہت اختیار ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو بے علت لطف وقہر کا اختیار ہے۔

......اگر وہ چاہے تو خاک سے افلاک تک پہنچائے اور چاہے تو افلاک سے خاک پر لائے۔

......فضیل بن عیاض کو رہزنوں کے گروہ سے چنا اور ولیوں کا سردار بنایا اور بلعم باعور کو چار سو سال کی عبادت کے باوجود ولیوں کے گروہ سے نکال دیا۔

......خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بت پرستی سے نکال کر موحد بنا کر رکھ دیتے ہیں اور طاؤس الملائکہ عزازیل کو سات ہزار سال کی عبادت کے باوجود بیخ کر رکھ دیتے ہیں۔

......وہ چاہے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بت خانہ سے نکال کر صحابیت کی معراج عطا فرمائے اور چاہے تو عبداللہ بن ابی کو مسجد میں رکھ کر ذلیل بنا دے۔

......وہ چاہے تو مشرک کے دامن کے نیچے سے نبی کو پالے اور چاہے تو نبی کے دامن کے نیچے مشرک کو پیدا کر دے۔

......وہ چاہے تو کتے کو ولیوں کی صفت میں داخل کر دے اور چاہے تو ولی کو کتوں کی مانند بنا دے۔

چشم عبرت کھولو......

......آدم علیہ السلام کی حسرت

......ابراہیم علیہ السلام کی بے کسی

......نوح علیہ السلام کی فریاد

www.besturdubooks.wordpress.com

..... یعقوب علیہ السلام کی مصیبت

..... یوسف علیہ السلام کی بے بسی

..... زکریا علیہ السلام کے سر پر چلتا ہوا آرا

..... یحییٰ علیہ السلام کی گردن پر تلوار اور

..... سیدنا رسول اللہ ﷺ کا بے تاب ہو کر بار بار آسمان کی جانب دیکھنا

یہ سب اللہ رب العزت کی کبریائی کے جلوے ہیں۔

خلیل علیہ السلام کو آزر کے گھر سے نکلتا دیکھو تو یخرج الحی من المیت پڑھو اور کنعان کو نوح علیہ السلام کے گھر سے نکلتا دیکھو تو یخرج المیت من الحی پڑھو۔

کبھی لطف بے علت جوش میں آتا ہے تو کلبھم باسط کہہ کر اس کا مرتبہ بڑھا دیتے ہیں اور کبھی قہر بے علت جوش میں آتا ہے تو معلم الملکوت کا لباس اتار کر علیک لعنتی کا داغ پیشانی پر لگا دیتے ہیں۔

اگر مہربانی کی نظر ڈالے تو سب عیب ہنر ہیں

لطف الٰہی کا جھونکا چلتا ہے تو مردود کو مقبول اور بنتے اور خاک کو کیمیا بنتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔

یہ بات جہاں ڈرنے کی ہے وہاں امید افزا بھی ہے۔ اگر معاملہ استحقاق پر ہوتا تو ہم کسی گنتی میں بھی نہ آتے، شکر ہے کہ علت کو درمیان سے اٹھا دیا، جہاں پاک لوگ امیدوار ہیں وہاں ہم جیسے ناپاک بھی امیدوار ہیں۔

کوئی کتنا ہی آلودہ کیوں نہ ہو...

وہ ساحران فرعون سے زیادہ آلودہ نہیں،

نہ ہی اصحاب کہف کے کتے سے گیا گزرا ہے،

نہ طور سینا کے پتھر سے زیادہ جامد ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا سو تو اتنے حسنہ سے زیادہ بے قیمت ہے،

وہ تو حبشہ سے غلام پکڑ کر لاتے ہیں اور اسے بھی عزیمت کا تاج پہنا دیتے ہیں......

سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ !!! معلوم ہوا کہ چونکہ وہاں قابلیت کا معاملہ ہی نہیں اس لیے اگر ہم بھی اس کے در پر جھکیں گے تو ہم کھوٹے سکے بھی قبول ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری ٹوٹی پھوٹی عبادتوں کو قبول فرمالیں۔ آمین ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

www.besturdubooks.wordpress.com

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا
كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

روزہ اور تراویح کے
جسمانی فوائد

حضرت اقدس دامت برکاتہم کا یہ بیان ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو بعد نماز مغرب بسلسلہ استقبال رمضان جامع مسجد اللہ اکبر ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی (لاہور) میں ہوا جس میں دور نزدیک سے کثیر تعداد میں متوسلین اور عوام الناس نے شرکت کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

رمضان المبارک کا مہینہ مؤمنین کے لئے سالانہ ورکشاپ کی مانند ہے۔ آج کے سائنٹیفک دور میں پروفیشنل لوگ

......اپنے آپ کو اپ ڈیٹ کرنے کے لئے

......اپنے پروفیشنل نالج میں ترقی کے لئے اور

......اپنے لوگوں کی ترقی کے لئے

سالانہ کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے یہ تصور پیش کر دیا تھا کہ اے ایمان والو! تمہیں بھی اپنی جذبات اور کیفیات کو برقرار رکھنے کے لئے اور اپنے آپ کو روحانی طور پر اپ گریڈ کرنے کے لئے سال میں ایک مہینہ ایسا دیا جا رہا ہے جس میں تم قرآن مجید کی تعلیمات شروع سے لے کر آخر تک نئے سرے سے پھر سنو گے اور جذبوں کی سچائی کے ساتھ پھر عمل کا ارادہ کر لو گے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

روزہ اور تراویح کے جسمانی فوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ . (البقرہ : ۱۸۳)

......وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ......

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ ......اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

شہنشاہِ حقیقی کا براہ راست خطاب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ . (البقرہ : ۱۸۳)

[اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض کیے گئے، جیسا کہ (یہ روزے) تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ]

www.besturdubooks.wordpress.com

اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا اعلان کیا گیا۔ لیکن ذرا اس آیت کی بناوٹ پر غور کیجیے کہ اس میں ایمان والوں کو براہ راست خطاب کیا گیا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو!) یعنی اے وہ لوگو! جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کو ماننے کا اقرار کر چکے ہو۔ یہ اللہ رب العزت کا ایمان والوں سے براہ راست خطاب ہے۔

تورات میں اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کو ایک مرتبہ براہ راست خطاب کیا۔ اس پر وہ لوگ اتنے خوش ہوئے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ (المائدۃ : ۱۸)

[ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہوئے بندے ہیں]

وہ ایک مرتبہ کے خطاب پر Superiority Complex (برتری کے وہم) میں مبتلا ہو گئے، جبکہ رب العزت نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین کو قرآن مجید میں (۸۸) مرتبہ براہ راست خطاب فرمایا ہے۔

اب ذرا سوچئے تو سہی کہ وقت کا بادشاہ اگر کسی خاکروب کو بلا کر اس سے خود بات کرے تو اس خاکروب کے لیے اس میں بڑی عزت ہوتی ہے کہ V.V.I.P نے مجھ سے بات کر لی۔ یہاں تو اس سے بھی انوکھا معاملہ ہے۔ اللہ رب العزت تو پروردگار عالم ہیں اور ہم لوگ اس کے پیدا کیے ہوئے بندے ہیں۔ اگر پروردگار عالم ہمیں براہ راست خطاب فرما کر کچھ کہیں تو وہ کتنی اہمیت والی بات ہو جائے گی۔ اسی لیے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی قرآن پڑھتے ہوئے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ آئیں تو پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ متوجہ ہو جائے کہ اب شہنشاہ حقیقی اس سے براہ راست خطاب فرما رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

روزہ قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے

اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ [تم پر روزے فرض کیے گئے]

اب اس خطاب کو سن کر دل میں مختلف سوچیں آتی ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ سوچ بھی آئے کہ ہم سے ہمارے مالک و حقیقی خفا ہو گئے ہیں اس لئے سال میں ایک مہینہ ہمیں دن میں کھانے سے منع کر دیا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس سوچ کو درست کرنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ تم پر یہ روزے نہ تو سزا کی وجہ سے فرض کیے گئے ہیں اور نہ ہی اس وجہ سے کیے کہ ہمیں اپنے Resources (وسائل) کے ختم ہونے کا خطرہ ہے، بلکہ فرمایا،

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

[جیسا کہ یہ روزے تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے]

یعنی یہ تم پر کوئی نئی پابندی عائد نہیں کی جا رہی بلکہ یہ عبادت کا ایک Continuation (تسلسل) ہے اور تم سے پہلے آنے والے لوگ بھی یہ کام کرتے رہے ہیں۔ اب جب مؤمن یہ سنتا ہے کہ پہلے لوگوں پر بھی روزے فرض تھے تو دل کو تسلی ہو جاتی ہے کہ اللہ رب العزت ناراض بھی نہیں اور سزا بھی نہیں ہے بلکہ یہ ایک عبادت ہے جو اللہ رب العزت کے قرب کا ذریعہ ہے۔

پھر روزہ فرض کرنے کا Objective (مقصد) بھی بتایا گیا کہ تمہیں بھوکا پیاسا رکھ کر تمہارے مالک کو کچھ نہیں ملے گا بلکہ اس کا فائدہ بھی تمہارے لئے ہے۔ چنانچہ فرمایا:

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ]

معلوم ہوا کہ جو یہ عبادت مؤمنین پر فرض کی گئی اس کا مقصد بھی مؤمنین کے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھی صفات کا پیدا کرتا ہے۔ اب جب پوری آیت کو پڑھتے ہیں تو پھر دل کو تسلی ہو جاتی ہے اور دل میں یہ شوق پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس عبادت کو بڑے اہتمام کے ساتھ ادا کریں۔

نصیحت آموز قرآنی اسلوب

اس آیت سے ہمیں ایک اور نکتہ بھی ملا..... ہم بھی اپنے گھروں میں کبھی بیوی کو حکم دیتے ہیں اور کبھی بچے کو حکم دیتے ہیں۔ ہم سوچیں کہ کیا ہم بھی قرآنی اسلوب کو اپناتے ہیں؟..... کیا ہم اس کو پہلے پیار سے بلاتے ہیں؟..... جب اس کو کوئی بات کہتے ہیں تو کیا کبھی اس کے فوائد اور اس کی حکمتیں بھی ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ ان کا Conscious (شعور) کلیئر ہو جائے کہ یہ جو بات کی جا رہی ہے اس کے پیچھے وجہ کیا ہے۔ ہم غلطیہ کرتے ہیں کہ Straight away (فوراً) دو لفظوں میں ایک بات کہہ دیتے ہیں۔ جب سننے والے کو پوری بات Clear (واضح) ہی نہیں ہوتی تو کئی مرتبہ اس کو Comply (تسلیم) کرنے میں مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔ تو قرآن مجید نے ہمیں کتنا پیارا اسلوب بتایا ہے۔

سالانہ روحانی ورکشاپ

رمضان المبارک کا مہینہ مومنین کے لئے Annual Workshop (سالانہ ورکشاپ) کی مانند ہے۔ آج کے سائنٹیفک دور میں پروفیشنل لوگ

......اپنے آپ کو اپ ڈیٹ کرنے کے لئے

......اپنے پروفیشنل نالج میں ترقی کے لئے اور

......اپنے لوگوں کی Improvement (ترقی) کے لئے

سالانہ کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے یہ تصور پیش کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا تھا کہ اے ایمان والو! تمہیں بھی اپنی Feelings (جذبات) اور کیفیات کو Maintain (برقرار) رکھنے کے لئے اور اپنے آپ کو روحانی طور پر اپ گریڈ کرنے کے لئے سال میں ایک مہینہ ایسا دیا جا رہا ہے جس میں تم قرآن مجید کی تعلیمات شروع سے لے کر آخر تک نئے سرے سے پھر سنو گے اور جذبوں کی سچائی کے ساتھ پھر عمل کا ارادہ کر لو گے۔

واقعی رمضان المبارک میں شروع سے لے کر آخر تک قرآن مجید تراویح میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا ہوا ہے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اگر ہم سال کے دوران سستی کے مرتکب ہوئے تو ہم اس کو ایک مرتبہ پھر سنیں اور نئے سرے سے بیٹری چارج کر کے ایک نئے عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے ایک انقلابی زندگی کا آغاز کر دیں۔

حصولِ علم کا درخشاں تصور

ہمیں ایک مرتبہ ایک کورس کرنے کا موقع ملا۔ اس کا ٹاپک Effective Management تھا۔ ہمارے انسٹرکٹر ایک جرمن ڈاکٹر تھے۔ ان کا نام مسٹر براؤڈی تھا۔ وہ اتنے قابل تھے کہ وہ دنیا کی سات مختلف یونیورسٹیوں کے وزٹنگ پروفیسر تھے ...... ایک ہوتا ہے Efficient Manager (قابل منیجر) اور ایک ہوتا ہے Effective Manager (موثر منیجر) دونوں میں فرق ہے۔

Efficient Manager تو وہ ہوتا ہے جو دن رات اپنے کام میں لگا رہتا ہے خواہ آؤٹ پٹ کچھ ہو یا نہ ہو لیکن Effective Manager اس کو کہتے ہیں جو آؤٹ پٹ اور پروڈکشن دکھا رہا ہو۔

لیکچر کے دوران انہوں نے کہا کہ لوگوں کے ذہن میں ایک تصور تھا کہ لڑکپن میں پڑھتے ہیں، جوانی میں کام کرتے ہیں اور بڑھاپے میں آرام کرتے ہیں۔ اب یہ پرانا

www.besturdubooks.wordpress.com

تصور ختم ہو گیا ہے۔ اب یورپین کمیونٹی اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ہمیں لڑکپن میں بھی پڑھنا ہے اور جوانی میں بھی جاب کے ساتھ ساتھ پڑھتے رہنا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب ہم کسی پروفیشن میں کام کر رہے ہوں تو اپنے پروفیشنل نالج کو بڑھانے کے لئے ہمیں ورکشاپس، کانفرنسز اور سیمینارز Attend (اٹینڈ) کرنے چاہئیں اور اپنے آپ کو اپ ڈیٹ رکھنا چاہیے ورنہ ہم لوگوں سے پیچھے رہ جائیں گے۔

جب اس نے یہ بات کہی تو اس عاجز نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جی، میں بھی آپ کے ساتھ کچھ Share (شیئر) کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا، ضرور Share کیجیے۔ میں نے کہا، جی گزارش یہ ہے کہ یہ تصور یورپین کمیونٹی کا پیش کردہ نہیں، بلکہ اس سے بھی پرانا معاملہ ہے۔ اس نے پوچھا، وہ کیسے؟ میں نے کہا، آج سے چودہ سو سال پہلے جب ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت علم کا کوئی قدردان نہیں تھا۔ وہ جس قوم میں پیدا ہوئے وہ ایک جاہل قوم تھی اور جس زمانے میں پیدا ہوئے اس زمانے کو زمانہ جاہلیت کہا جاتا ہے۔ ایسے Arrogant (جاہل) لوگوں میں پیدا ہونے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے جب انسانیت کو تعلیم دی تو علم حاصل کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اطلبوا العلم من المهد الى اللحد

[تم علم حاصل کرو گھوڑے سے لے کر اپنی قبر میں جانے تک]

لہٰذا آپ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ آج یورپین کمیونٹی اس نتیجے پر پہنچی ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس نتیجے پر بہت دیر سے پہنچے ہیں اور میرے آقا ﷺ نے یہ Bright Idea (درخشاں تصور) پہلے سے دیا ہوا ہے۔

جب میں نے ان کو یہ بات کی تو تھوڑی دیر تو وہ سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے اپنے بریف کیس میں سے ایک ڈائری نکالی اور مجھے کہنے لگے کہ آپ اس کے اوپر اپنے نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام کا فرمان عربی میں لکھ دیں اور اس کے نیچے اس کی انگلش ٹرانسلیشن بھی لکھ دیں۔ جب میں نے لکھ کر دے دیا تو وہ کہنے لگے کہ

''اس وقت جتنے بھی Delegates (مندوبین) یہاں موجود ہیں میں ان کے سامنے Promise (وعدہ) کرتا ہوں کہ آج کے بعد میں جس یونیورسٹی میں بھی لیکچر دوں گا میں وہاں لوگوں کو بتاؤں گا کہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس بات کا حکم فرما دیا تھا۔''

ایمان کی چارجنگ

سبحان اللہ! دین اسلام نے ایسی تعلیمات دیں جو قیامت تک کے ہر تقاضے کو پورا کرنے کے لئے کافی ووافی اور شافی ہیں۔ آج دنیا کانفرنسز اور سیمینارز کی باتیں کرتی ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ایک تصور دے دیا تھا کہ تم سارا سال اپنے کاموں میں مشغول رہو گے۔ کوئی Industrialist (صنعت کار) بنے گا تو کوئی Businessman (تاجر) اور کوئی یونیورسٹیوں میں پروفیسر بنے گا تو کوئی ہسپتالوں میں سرجن ہو گا ممکن ہے کہ اپنے اپنے کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے تمہارا ایمانی جذبہ ٹھنڈا پڑ جائے اور ایمان کی بیٹری ڈاؤن ہو جائے۔ جس طرح (سیل فون) استعمال ہوتا رہے تو بیٹری ڈاؤن ہو جاتی ہے اور اسے پھر چارجر سے لگانا پڑتا ہے اسی طرح رب کریم نے بھی رمضان المبارک کا مہینہ ایمان والوں کے لئے ایمان کی چارجنگ کا مہینہ بنایا ہے۔ رمضان المبارک کی خاص بات یہ ہے کہ اس کے دنوں میں روزہ رکھنا فرض کر دیا گیا ہے اور رات کو تراویح میں قرآن مجید سننا سنت بنا دیا گیا ہے۔ ان دونوں کاموں کا خود انسان کو ہی فائدہ ہوتا ہے۔ اس میں اس کے بہت سے روحانی اور اخلاقی پہلو بھی ہیں۔ اس کے علاوہ انسانی جسم پر ان کے بہت اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ یہ عاجز آج آپ کے سامنے روزے اور تراویح کے ان اثرات کو وضاحت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بیان کرے گا جو انسان کے جسم پر مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ایک واقعہ سن لیجیے۔

قرآن وحدیث میں طب کے رہنما اصول

ہارون الرشید کا زمانہ تھا۔ بادشاہ کے پاس ایک عیسائی پادری آیا جو بڑا اچھا معالج اور حکیم بھی تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اسے موقع دیا گیا۔ اس نے کہا کہ میں دین کا علم بھی رکھتا ہوں اور حکمت کا علم بھی جانتا ہوں، آپ سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں تمام اصول زندگی موجود ہیں، کیا قرآن مجید میں انسان کی صحت کے متعلق بھی کوئی اصول بتایا گیا ہے۔ ہارون الرشید نے اپنے پاس موجود علما سے کہا کہ آپ اس کے سوال کا جواب دیں۔ چنانچہ ایک عالم "علی بن حسین" کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا، جی ہمیں قرآن مجید میں جسمانی صحت کے بارے میں ایک Golden Rule گولڈن (سنہری اصول) بتایا گیا ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ گولڈن رول کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (الاعراف: ۳۱)

[تم کھاؤ، پیو مگر اسراف نہ کرو]

یعنی Over Eating (بسیار خوری) نہ کیجیے بلکہ جتنی ضرورت ہے اتنا کھایئے اور پھر اللہ کے گیت گایئے۔ یہ جو Over Eating (زیادہ کھانے) سے منع کیا گیا ہے یہ ایک ایسا بہترین اصول ہے کہ اگر انسان اس پر عمل کرے تو اس کو زندگی میں بیماریاں آنے کے چانسز بہت کم ہو جاتے ہیں۔

وہ حکیم یہ سن کر کہنے لگا کہ میں حکیم ہوں اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ایک بہترین اصول ہے۔ اس نے پھر کہا، کیا تمہارے نبی علیہ السلام نے بھی روحانی تعلیمات کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ ساتھ جسمانی صحت کے بارے میں بھی کوئی اصول بتایا ہے کہ آدمی اپنے جسم کی صحت کا خیال کیسے رکھ سکتا ہے؟ وہ عالم کہنے لگے، جی ہاں، اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ نے ہمیں جسمانی صحت کے بارے میں بھی بڑا اصول اصول بتا دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حدیث پاک Quote (بیان) کی، جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

"معدہ تمام بیماریوں کی بنیاد ہے، تم جسم کو وہ دو جس کی اس کو ضرورت ہے اور پرہیز علاج سے بہتر ہے"

جب عیسائی حکیم نے علی بن حسین کی زبان سے قرآن و حدیث میں موجود طب کے یہ رہنما اصول سنے تو وہ کہنے لگا،

"تمہاری کتاب اور تمہارے رسول ﷺ نے جالینوس کے لئے کوئی طب نہیں چھوڑی"......اللہ اکبر......!!!

آج ڈاکٹر لوگ Confirm (تصدیق) کرتے ہیں کہ ہماری Eating habits (کھانے کی عادات) ہی ہماری بیماریوں کو Decide (ڈیسائیڈ) کر رہی ہوتی ہیں۔ مثلاً

......اگر ہم بہت زیادہ چینی کھائیں گے تو شوگر کے مریض بن جائیں گے۔

......اگر بہت ہی زیادہ Creamy (ملائی دار) اور Juicy (رس بھری) چیزیں کھائیں گے تو کولیسٹرول لیول ہائی کر بیٹھیں گے۔

......اور اگر بہت ہی زیادہ چٹ پٹی چیزیں کھائیں گے تو السر اور بلڈ پریشر کے مریض بن جائیں گے۔

اس لئے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ معدہ تمام بیماریوں کی بنیاد ہے۔ یہیں سے بیماریاں شروع ہوتی ہیں۔ اس لئے جو بندہ اپنے معدے کو کنٹرول کر لے، جو چیزیں انسان کے لئے فائدہ مند ہیں وہ استعمال کرے اور جو چیزیں نقصان دہ ہیں ان

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بچ جائے تو وہ انشاء اللہ ان بیماریوں سے بچا رہے گا۔ تو حدیث پاک کا پہلا حصہ یہ ہے کہ معدہ تمام بیماریوں کی بنیاد ہے۔

حدیث پاک کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ "تم جسم کو وہ دو جس کی اس کو ضرورت ہے۔"

اب کچھ صوفی حضرات بیمار ہوتے ہیں تو دوائی نہیں کھاتے۔ اسی طرح کئی عورتیں دوائی تو منگوا لیتی ہیں لیکن کڑوی ہونے کی وجہ سے استعمال نہیں کرتیں ...... یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے ...... کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسم کو وہ دو جس کی اس کو ضرورت ہے۔ اس حدیث پاک کی رو سے اگر جسم کو کسی چیز کے کھانے کی ضرورت ہے تو اسے وہ چیز دینا حکم نبویؐ ہے۔ اور آگے فرمایا:

پرہیز علاج سے زیادہ بہتر ہوتا ہے

آج ہم اس معاملے میں بہت ہی زیادہ سستی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جہاں آپ دیکھیں کہ دستر خوان پر کسی نے سویٹ ڈش کی طرف پہلے ہاتھ بڑھایا تو آپ اسی وقت سمجھ لیں کہ یہ آدمی Diabetic (شوگر کا مریض) ہے ...... لوگ پراٹھے کھائیں گے، ان کی Arteries (شریانیں) بھی بند ہوں گی اور پھر کہیں گے کہ اللہ مالک ہے۔ بھئی! اللہ تعالیٰ تو مالک ہے لیکن پروردگار نے عقل بھی تو استعمال کرنے کے لئے دی ہے۔ جب عقل بتا رہی ہے کہ میں مریض ہوں اور مجھے مٹھائی سے منع کیا گیا ہے تو مجھے رک جانا چاہیے۔ لوگ اس کو توکل سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ گناہ ہے۔ یاد رکھیں کہ ......

"جس بندے کو ڈاکٹر کسی چیز سے منع کریں اور کہیں کہ یہ تمہارے جسم کے لئے نقصان دہ ہے، وہ اس کو کھا کر توکل کا مظاہرہ نہ کرے۔ اس سے اسے توکل کا ثواب تو نہیں ملے گا، البتہ اگر اس کے کھانے سے موت واقع ہوگی تو ممکن ہے کہ قیامت کے دن خودکشی کا عذاب ہو جائے۔"

لوگ تو میٹھا ہی کھا رہے ہوتے ہیں لیکن یہ ان کیلئے Slow Poison (سست

رفتار زہر) ہی ہے۔ جس کی شوگر کنٹرول میں نہیں ہے اور اس کے پاؤں پر زخم بھی بنا ہوا ہے اور اس کے باوجود بھی وہ میٹھا کھا رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے مٹھاس نہ سمجھے بلکہ یہ مٹھائی کی شکل میں Poison (زہر) ہے۔

آج کی دنیا میں سب سائنسدان تسلیم کرتے ہیں کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ بلکہ انگلش کا مقولہ بھی ہے کہ

Prevention is better than cure.

(پرہیز علاج سے بہتر ہے۔)

زیادہ کھانے سے پیدا ہونے والی بیماریاں

انسان جو کچھ کھاتا ہے وہ اس کے بدن کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ

Excess in everything is bad.

(کسی چیز کی زیادتی ہمیشہ نقصان دہ ہوتی ہے)

اس مقولے کے پیشِ نظر اگر ہم کسی بھی مشین کو اوور لوڈ کر دیں گے تو بریک ڈاؤن کے چانسز بڑھ جائیں گے۔ یہی حال انسان کے معدے کا ہے۔ اس کو کھانے کی ایک مخصوص مقدار فائدہ دیتی ہے لیکن اگر اس میں زیادہ فیڈ کرنا شروع کر دیں گے تو فائدے کی بجائے الٹا نقصان شروع ہو جائے گا۔ Over eating (بسیار خوری) انسان کو صحت نہیں بلکہ بیماری دیتی ہے۔

زیادہ کھانے سے انسان کے اندر Fat (چربی) زیادہ آجاتی ہے۔ وہ موٹا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا Weight (وزن) بڑھ جاتا ہے۔ یہ وزن کا بڑھ جانا مؤمن بندے کے لئے ایک مصیبت ہوتی ہے۔ وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ اگر وہ پیدل بھی چند قدم چل لے تو اس کو سانس چڑھ جاتا ہے۔ اب وہ عبادت کیسے کرے گا۔ اس طرح تو دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کے کام کاج بھی نہیں ہو سکیں گے۔ جس سے اپنا آپ نہیں سنبھالا جاتا وہ خدا کے کسی دوسرے بندے کو کیا سنبھالے گا۔ یاد رکھیں کہ صحت موٹاپے کو نہیں کہتے بلکہ صحت اسے کہتے ہیں کہ انسان کی Physique (جسامت) ایسی ہو کہ وہ دیر تک کام بھی کرے تو وہ تھکے نہیں۔ جب ایسا جسم ہو کہ کام کر کے تھکاوٹ محسوس نہ ہو تو بندہ سمجھ لے کہ اب میری صحت بہت اچھی ہے۔

اگر آپ غور کریں تو آج کے دور میں ایسی بیماریاں بہت عام ہیں جن کا تعلق Over Eating (بسیار خوری) سے ہے۔ مثلاً بلڈ پریشر، شوگر، گیسٹرک السر وغیرہ۔ کم کھانے سے جو بیماریاں ہوتی ہیں وہ آج کے دور میں نہیں ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے اوپر اللہ رب العزت کی بہت زیادہ نعمتیں ہیں۔ شاید کہ اتنی مادی نعمتیں پہلوں کے پاس نہیں تھیں۔ لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ اللہ رب العزت کی جتنی ناشکری آج کے دور میں ہو رہی ہے اتنی ناشکری پہلے کبھی نہیں ہوتی تھی۔

کم کھانے کی عادت ڈالیے

انسان کی خوراک ہمیشہ اس کی ضرورت کے مطابق ہونی چاہیے۔ اب ہر انسان کی خوراک اس کے جسم کے حساب سے اپنی ہوتی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ انسان کو جتنی بھوک ہو، اگر وہ اس سے ذرا دو چار لقمے کم کھائے تو یہ ایک اچھی Eating habit ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ انسان کے پاس اللہ کی نعمتیں ہوں اور وہ پھر بھی بھوکا رہے اور جسم کو غذا ہی نہ دے ... ضرور کھائیے مگر کتنا؟..... بدن جتنی ضرورت محسوس کرے اس سے چند لقمے کم کھا لیجیے تاکہ خوراک اچھے انداز سے Digest (ہضم) ہو کر جسم کا حصہ بن سکے۔

نبی اکرم ﷺ کا معمول

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کم کھانے کے عادی تھے۔ آپ ﷺ کی نبوت کی پوری

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی میں تین Consecutive (لگاتار) دن ایسے نہیں آئے کہ آپ ﷺ نے تینوں دن پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔ اگر ایک دن کھانا کھاتے تو دوسرے دن فاقہ فرماتے اور اگر دو دن کھاتے تو تیسرے دن فاقہ ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو محبوبِ دو عالم ﷺ نے اپنی عادت کے مطابق ان کا کھڑے ہو کر استقبال فرمایا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا، اے ابا جان! سیدنا علیؓ آٹا لائے تھے، میں نے روٹیاں بنائیں، ایک روٹی سب کے حصے میں آئی، ایک میرے حصے میں بھی آئی، جب میں کھانے لگی تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ فاطمہ! تم تو کھا رہی ہو، پتہ نہیں کہ تمہارے ابا حضور کو کچھ کھانے کو ملا ہے یا نہیں۔ اس لئے میں نے آدھی روٹی بچالی۔ اب میں آپ کی خدمت میں وہ آدھی روٹی تحفہ کے طور پر پیش کرتی ہوں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے وہ آدھی روٹی قبول فرمالی اور اس کا ایک لقمہ اپنے منہ مبارک میں ڈال کر فرمایا،

”میری بیٹی فاطمہ! قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، تین دن سے تیرے والد کے منہ میں روٹی کا کوئی لقمہ نہیں گیا۔“

صحت مندی کا بہترین راز

ایک حکیم صاحب لوگوں کا علاج معالجہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ پہنچے۔ ان کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں کوئی حکیم نہیں ہے اس لئے میرا کام خوب چلے گا مگر کتنے ہی دن گزر گئے کہ ان کے پاس کوئی مریض بھی نہ آیا۔ چنانچہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے، جی میں تو اس لئے آیا تھا کہ میرا کام اچھا چلے گا لیکن یہاں تو میرے پاس کوئی آیا ہی نہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

www.besturdubooks.wordpress.com

”یہ لوگ کھانا اس وقت کھاتے ہیں جب انہیں سخت بھوک لگی ہوتی ہے اور ابھی کچھ بھوک باقی ہوتی ہے کہ یہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں، اس وجہ سے ان کو بیماریاں کم لگتی ہیں۔“

یہ صحت مندی کا بہترین راز ہے جو اللہ کے محبوب ﷺ نے ان کو بتایا۔

پیغامِ عافیت

چونکہ انسانوں کی سمجھ، ان کا ایجوکیشن لیول، ان کے Resources (وسائل) اور ان کی Economic Conditions (معاشی حالتیں) مختلف ہوتی ہیں، اس لئے اللہ رب العزت نے اپنے بندوں پہ یہ مہربانی فرمائی کہ کوئی بندہ یہ Good Eating habit (کھانے کی اچھی عادات) اپناتا ہے یا نہیں، ان پر ایک مہینہ ایسا بھیج دیا کہ اس مہینے میں وہ زبردستی اس کا پابند ہو جائے تاکہ اس کو بھی فائدہ مل جائے۔ اس طرح ہر طبقے کے انسانوں کے لئے رمضان المبارک صحت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ گویا یہ مہینہ ہر طبقہ انسانی کے لئے عافیت کا پیغام دیتا ہے۔

حقانیتِ اسلام کا ایک واضح ثبوت

مجھے ورجینیا (امریکہ) میں ایک عیسائی انجینئر ملے۔ باتیں کرتے کرتے وہ مجھے کہنے لگے کہ میں آج کل Fasting (روزہ داری) کر رہا ہوں۔ یعنی روزے رکھ رہا ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا، بھئی! کیا مطلب؟ وہ کہنے لگے، آپ لوگ بھی تو ایک مہینے کے لئے Fasting (روزہ داری) کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا، ہاں۔ وہ کہنے لگے کہ اس میں Medically (طبی طور پر) اتنے فائدے ہیں کہ میں نے ان ظاہری فائدوں کی خاطر اپنی زندگی کا معمول بنا لیا ہے کہ میں بھی ہر سال ایک مہینہ روزے رکھتا ہوں۔ وہ غیر مسلم جنہوں نے ابھی اسلام بھی قبول نہیں کیا وہ بھی اسلامی تعلیمات کی

www.besturdubooks.wordpress.com

حکمتوں کو مانتے ہیں اور بسا اوقات ان کو اپنا کر دنیاوی فائدے اٹھاتے ہیں۔

شیر کی صحت کا راز

آج Normaly (عام طور پر) ہم جتنا کھاتے ہیں وہ ہماری ضروریات سے بہت زیادہ ہوتا ہے...... ایک دو مثالوں سے بات سمجھ میں آجائے گی ...... شیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ جنگل کا بادشاہ ہے۔ اس کے جسم کے اندر Muscle Strength اتنی ہوتی ہے کہ اگر وہ کبھی کسی جانور کے سامنے آجائے تو اس جانور کی آدھی جان تو اسی وقت ہی نکل جاتی ہے۔ جب وہ چلتا اور دوڑتا ہے تو اس کے جسم کے خدوخال کو دیکھ کر بندہ حیران ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ واقعی یہ حق رکھتا ہے کہ اس کو جنگل کا بادشاہ ہونا چاہیے ...... اس کی خوراک کتنی ہوتی ہے؟

اس کو ہفتے میں ایک مرتبہ گوشت Feed (فیڈ) کیا جاتا ہے۔ ہمیں دنیا میں متعدد ایسی جگہوں کو دیکھنے کا موقع ملا جہاں شیروں کی خاص نسلوں کو Breed (افزائش) کیا جاتا ہے۔ ہم نے ان سے یہ سوال بارہا پوچھا۔ پوری دنیا میں ہمیں یہ چیز Common (یکساں) ملی کہ شیر کو ہفتے میں صرف ایک دفعہ ہی خوراک دی جاتی ہے اور وہ خوراک اس کے لئے پورا ہفتہ کافی رہتی ہے ...... ہم نے کہا کہ اس کو تو ہفتے میں صرف ایک دفعہ خوراک دیتے ہیں لیکن ہم ایک دن میں ماشاءاللہ کتنی بار کھاتے ہیں۔

مگرمچھ کی صحت کا راز

اس وقت دنیا میں جو ذی روح موجود ہیں ان میں سے سب سے زیادہ عمر والا Species (نوع) Crocodile (مگرمچھ) ہے۔ اس وقت بھی مگرمچھ کی عمر ڈیڑھ سو سال، پونے دو سو سال، دو سو سال تک جا رہی ہے۔ اس کے اندر Muscle Strength (پٹھوں کی طاقت) اتنی زیادہ ہے کہ اگر وہ شیر کا بازو بھی اپنے جبڑے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

لے لے تو وہ باز و کٹ تو سکتا ہے مگر وہ چھوٹ کر واپس نہیں آ سکتا۔ اب اس بات پر ریسرچ کی گئی کہ اس کی لمبی زندگی اور اس کی Muscle Strength اتنی زیادہ ہونے کی وجہ کیا ہے تو پتہ چلا کہ اس جانور کی خوراک بہت تھوڑی ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ کروکوڈائل (مگرمچھ) کا وزن ۷۰۰ کلوگرام ہوتا ہے .... یعنی اگر ستر کلوگرام کا ایک بندہ ہو تو اس جیسے دس آدمیوں کے وزن کے برابر اس مگرمچھ کا وزن ہوتا ہے.... لیکن وہ چوبیس گھنٹوں میں صرف ۷۰۰ گرام کھانا کھاتا ہے۔ یعنی ایک کلوگرام سے بھی کم..... سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہمارا دوپہر کا کھانا بھی ماشاءاللہ دو کلوگرام کے برابر ہوتا ہے۔ اور تین کھانوں کے علاوہ چائے کے نام پر اور پتہ نہیں کہ کس کس کے نام پر ہم اور کیا کیا کھا رہے ہوتے ہیں۔ یہ دستور ہے کہ جب بھی کسی مشین کو Over burden کر دیا جائے تو اس مشین کی پروڈکشن صحیح نہیں ہوتی۔

سستی کیوں پیدا ہوتی ہے؟

دماغ ہر وقت ہمارے جسم کے خون کو مختلف Organs (اعضاء) کے درمیان تقسیم کر رہا ہوتا ہے۔ جب ہم بہت زیادہ کھا لیتے ہیں تو ہمارا دماغ فیصلہ کر لیتا ہے کہ اب بدن میں سب سے زیادہ خون کی ضرورت Stomach (معدہ) کو ہے...... جیسے کوئی فائر فائٹنگ کرتا ہے کہ جہاں ضرورت ہو وہاں زیادہ توجہ دو، وہاں ایمرجنسی نافذ کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح ہمارے خون کا ایک وافر حصہ معدے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے...... حتیٰ کہ اس وقت ہمارے دماغ کو بھی تھوڑا خون پہنچ رہا ہوتا ہے، اسی لئے غنودگی طاری ہوتی ہے۔ زیادہ کھا لینے کے بعد جو غنودگی سی طاری ہوتی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دماغ جسم کے دوسرے اعضاء سے بلڈ کم کر کے Stomach (معدہ) کو بھیج دیتا ہے..... گویا دماغ یہ کہتا ہے کہ اب مصیبت پڑ گئی ہے، اب اس خوراک کو بھی Digest (ہضم) کرنا ہے۔ چونکہ خون کا بہت کم حصہ باقی بدن کو ملتا ہے اس لئے بندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

Lazy (سست) ہو جاتا ہے اور وہ زیادہ وقت سویا رہتا ہے۔

مشاہیر اور ان کی خوراک

دنیا میں جتنے مشاہیر بھی گزرے ہیں اگر آپ ان کی زندگیوں کو اس اعتبار سے دیکھیں کہ وہ کتنا کھاتے تھے تو یہ چیز آپ کو Common (یکساں) نظر آئے گی کہ ان کی خوراک بہت واجبی سی تھی۔ مثال کے طور پر......

(1)...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے ایسی ذہانت دی تھی کہ آپ کو لاکھوں حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ دن میں کتنا کھاتے ہیں تو فرمانے لگے کہ میں آجکل سات بادام کھا کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہوں اور میرا پورا دن اسی پر گزر جاتا ہے..... اللہ اکبر!!!...... جتنے لوگوں کا آئی کیو لیول اچھا ہوتا ہے یہ سب وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اندر Fat (چربی) تھوڑی ہوتی ہے اور ان کے جسم بہت اچھے ہوتے ہیں۔

(2)...... مجھے ایک دفعہ ایک میوزیم دیکھنے کا موقع ملا۔ میں نے وہاں آئن سٹائن کی Mummy (حنوط شدہ لاش) دیکھی۔ یہ آئن سٹائن آج کی دنیا میں اس طرح Respected Figure (معزز) ہے جیسے دین کے حلقوں میں پیغمبروں کی عزت کی جاتی ہے۔ اس نے Theory of Relativity (نظریہ اضافت) پیش کیا۔ میں تو اس کا دبلا پتلا سا شریر جسم دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میرا خیال ہے کہ اس کا وزن ساٹھ کلو گرام سے زیادہ نہیں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا دماغ دیا کہ اس نے مادے اور انرجی کے ٹرانسفارم ہونے کی جو Equation (مساوات) دی آج اس کی بنیاد پر دنیا کے اندر سب سے زیادہ ریسرچ کی جا رہی ہے۔

ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اچھی Eating Habit (کھانے کی عادت) کو اپنائیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی اس Habit (عادت) کو کنٹرول

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے کے لئے ایک گولڈن چانس ہے۔ روزے کی کئی حکمتیں ہیں۔ اس سے انسان کے اندر صبر پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دل میں آتی ہے۔ ہم پتہ نہیں کہ کتنا کھانا ضائع کر دیتے ہیں۔ جب خود بھوکے ہوتے ہیں تب پتہ چلتا ہے کہ ایک لقمے کی کیا ویلیو ہوتی ہے۔ تو جہاں روزے کے اور فائدے ہیں وہاں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنے Eating Seadual (کھانے کے شیڈول) کو کنٹرول کر سکتا ہے۔

وزن کم کرنے کا آسان نسخہ

ایک ہوتا ہے کم کھانا، یہ بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنت ہے اور ایک ہوتا ہے آہستہ کھانا، یہ بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنت ہے...... اس میں ایک دلچسپ نکتہ ہے...... آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہم میں سے بعض لوگ کھانے کے لئے دستر خوان پر بیٹھتے ہیں تو Within few minutes (چند منٹوں میں) دستر خوان سے بہت کچھ ان کے پیٹ میں شفٹ ہو چکا ہوتا ہے۔ جب کھانا کھا لیتے ہیں تو تھوڑی دیر کے بعد پیٹ پکڑ کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ یار آج تو بہت کھا لیا ہے۔ اس میں دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ مجھے ایک مرتبہ ایک ایسا مضمون پڑھنے کا موقع ملا جس کو کسی ملک میں ڈاکٹروں کی ایک ایسوسی ایشن نے چھاپا تھا...... یہ ایک نئی بات ہے...... انہوں نے لکھا تھا کہ جو بندہ اپنے وزن کو کم کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ آہستہ کھائے۔ یہ چیز پڑھ کر یہ عاجز بڑا حیران ہوا کہ اب تک تو کہتے تھے کہ جو وزن کم کرنا چاہے وہ ڈائٹنگ کرے اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ جو وزن کم کرنا چاہے وہ آہستہ کھائے۔

بھوک ختم ہونے کا احساس

کھانے کے معاملے میں لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ کچھ Dieting (ڈائٹنگ) کے قائل ہوتے ہیں اور کچھ Die eating (ڈائی ایٹنگ) کے قائل ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں..... ہم نے یہ پہلی مرتبہ پڑھا کہ آہستہ کھانے سے انسان کا وزن گھٹتا ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک نئی چیز تھی۔ ہم نے اس پورے لٹریچر کو پڑھا۔ اس میں ایک عجیب بات لکھی ہوئی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ جب ہم کھانا کھاتے ہیں تو ہمارا دماغ فیصلہ کرتا ہے کہ ہم نے کتنا کھایا ہے۔

یہی بات ایک مثال سے سمجھیں..... انسان کا سر بالکل سیدھا ہے یا جھکا ہوا ہے، اس کا Decision (فیصلہ) آنکھیں نہیں کرتیں بلکہ اس کا Decision (فیصلہ) دماغ کرتا ہے۔ ہمارے کانوں میں ایک Canal (نالی) ہے جس میں Lequid ہوتا ہے اور Lequid اپنا لیول Maintain کرتا ہے۔ اس لیول کا سگنل جب دماغ کو پہنچتا ہے تو دماغ سمجھ لیتا ہے کہ سر سیدھا ہے یا جھکا ہوا ہے۔ اسی طرح پیٹ بھرنے کا Decision ہمارا دماغ لیتا ہے۔ اس سلسلہ میں دماغ دو طرح سے Decision لیتا ہے۔

(۱)..... ایک تو اس طرح کہ انسان کے پیٹ کے اوپر کی جلد کے اندر Transpucer (ٹرانسپیوسر) لگے ہوتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے Pick up (پک اپ) لگی ہوتی ہے۔ جب انسان کھانا کھاتا ہے اور Stomach (معدہ) ذرا پھیلتا ہے تو Transpucer (ٹرانسپیوسر) خود ہی Elongate ہو کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اندر کتنی خوراک چلی گئی ہے۔ مگر یہ Slow action Transpucer (سست رفتار ٹرانسپیوسر) ہیں۔ یہ اپنا سگنل بنا کر دماغ تک پہنچانے میں سات منٹ سے لے کر دس منٹ تک لے سکتے ہیں۔ یعنی اتنے وقفے کے بعد Pick up (پک اپ) دماغ کو بتائے گا کہ پیٹ بھر گیا ہے۔

(۲)..... انسان کو دوسرا سگنل اس کے منہ سے ملتا ہے۔ منہ ایک کرشنگ یونٹ ہے۔ یہ یونٹ جتنی تیزی سے کام کرتا ہے یہ بھی دماغ کو پہنچ رہا ہوتا ہے۔ ان دو سگنلز کو سامنے رکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ انسان کا دماغ Decision (فیصلہ) لیتا ہے کہ پیٹ میں کتنی خوراک پہنچ چکی ہے۔

اب ذرا یہ دیکھیں کہ ہم کیا کرتے ہیں؟

ہم یہ کرتے ہیں کہ تین چار منٹ کے اندر اندر دو روٹیاں بھی کھا لیتے ہیں، پانی بھی پی لیتے ہیں اور سویٹ ڈش بھی کھا لیتے ہیں۔ ابھی پیٹ والا سگنل بھی نہیں پہنچا ہوتا اور اس سے پہلے ہم Over eat کر (زیادہ کھا) چکے ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب اصل سگنل پہنچتا ہے تب ہم محسوس کرتے ہیں کہ آج تو میں نے بہت زیادہ کھا لیا ہے۔

اس کا ایک پروف (ثبوت) بھی ہے۔ فرض کریں کہ آپ کھانا کھا رہے ہیں اور آپ نے ابھی آدھی روٹی کھائی تھی کہ راستے میں کوئی انٹرنیشنل کال آ گئی اور آپ فون سننے کے لئے چلے گئے۔ اگر آپ پانچ سات منٹ تک فون سنتے رہے جب واپس آئیں گے تو آپ کی بھوک مٹ چکی ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بھوک مر جاتی ہے۔ بھئی! بھوک نہیں مرتی بلکہ وہ جو چند منٹ گزرے ان میں پیٹ کا صحیح سگنل دماغ تک پہنچ گیا اور دماغ نے Decision (فیصلہ) لے لیا کہ بس اتنی خوراک کافی ہے۔

سلمنگ کلب جانے کی ضرورت نہیں

رمضان المبارک میں دن میں روزہ رکھنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہمارے بدن میں ذرا خوراک کم ہو...... اچھا، جب بدن میں خوراک کم ہوتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے؟ ...... جب بھی معدے میں خوراک کم ہو اور بدن کو بھی اس کی ضرورت ہو تو بدن Fat (چربی) کو اسی وقت شوگر میں تبدیل کر کے استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ Steroids (سٹیرائیڈ) ہوتے ہیں جو بدن کے اندر Generate (پیدا) ہو جاتے ہیں اور وہ انسان کی Fat (چربی) کو شوگر بنا دیتے ہیں اور وہ پھر انسان کے بدن میں استعمال ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب انسان بھوکا رہتا ہے تو اس کی چربی پگھل رہی ہوتی ہے اور اس کا جسم سمارٹ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جو لوگ Slimming

www.besturdubooks.wordpress.com

club (سلمنگ کلب) میں جاتے ہیں اور پھر بھی ان کا جسم ہلکا نہیں ہوتا ان کو چاہیے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس مبارک سنت پر گھر بیٹھ کر ہی عمل کر لیں، انہیں سلمنگ کلب جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی بلکہ ان کی Fat (چربی) اپنے آپ ہی پگھلتی چلی جائے گی۔

تراویح کے جسمانی فائدے

ایک تو رمضان المبارک میں روزے رکھوائے گئے اور دوسرا رات کو تراویح کا حکم دیا گیا۔ ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ تراویح کے روحانی فائدے تو ہیں، اس کے جسمانی فائدے کیا ہیں؟ تو بھئی! نماز کے روحانی فائدے تو بے شمار ہیں، ان کے ساتھ ساتھ اس کے جسمانی فائدے بھی ہیں۔

(۱)......عبادت بھی ورزش بھی

نماز ایک قسم کی Exercise (ورزش) ہے۔

ڈاکٹر دس سال پہلے کہتے تھے کہ جاگنگ کیا کریں، یعنی بھاگا کریں۔ پھر ثابت ہوا کہ جو جاگنگ زیادہ کرتے ہیں بڑھاپے میں ان کے پاؤں کی ہڈیاں پرابلم کرتی ہیں۔ لہٰذا اب ڈاکٹر آہستہ آہستہ Brisk walk (برسک واک) کرنے کا کہتے ہیں۔ برسک واک ذرا تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ انسان کے لئے سب سے زیادہ فائدہ مند ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ برسک واک یعنی ذرا تیزی کے ساتھ چلنا بھی میرے محبوب ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ ایسے چلتے تھے جیسے کوئی اونچی جگہ سے نیچی جگہ کی طرف تیزی کے ساتھ اتر رہا ہوتا ہے۔ یہ میرے محبوب ﷺ کی سنت ہے اور آج دنیا نے بالآخر دھکے کھا کھا کر دنیا کے فائدے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی خاطر میرے محبوب ﷺ کی سنت کو اپنا لیا ہے۔

پھر ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ جو ہم دن میں ایک بار بریسک واک کرتے ہیں یہ بھی اتنی فائدہ مند نہیں ہے یہ دن میں کئی مرتبہ کرنی چاہیے۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوا کہ بندہ ہر وقت واک ہی کرتا رہے اور کوئی کام نہ کرے۔ انہوں نے کہا، جی نہیں، انسان اتنی Exercise (ورزش) کرے جس سے اس کی Heart beat (دل کی دھڑکن) تھوڑی سی تیز ہو جائے اور جو Fluid (سیال مائع) انسان کے اندر بلڈ کی شکل میں بہہ رہا ہے اس کی مقدار بڑھ جائے تاکہ یہ پوری شریانوں کو صاف کر دے۔ انہوں نے کہا کہ چند مرتبہ Exercise (ورزش) کرے اگرچہ تھوڑی سی ہو۔ اگر وہ لوگ دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے کے عادی ہوتے تو ان کو ایسی Exercise (ورزش) کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

ہمارے ایک دوست جاپان گئے۔ وہاں ایک جگہ پر ایک کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ تھی۔ انہوں نے بھی اس میٹنگ میں شمولیت اختیار کی۔ وہ کہنے لگے کہ آٹھ دس گھنٹے کی میٹنگ تھی۔ اس میٹنگ کے دوران وہ ایک ڈیڑھ گھنٹے کے بعد کھڑے ہو جاتے اور اپنی کرسی کے ساتھ ہی کوئی بازو ہلا رہا ہوتا...... کوئی نیچے جا رہا ہوتا...... کوئی تھوڑا سا آگے پیچھے ہو رہا ہوتا..... گویا وہ کھڑے کھڑے ہاتھوں سے Light Exercise (ہلکی ورزش) کرتے اور بیٹھ جاتے۔ اس میٹنگ کے دوران انہوں نے تین مرتبہ بریک لے کر یہ Exercise ورزش کی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہمارے ڈاکٹر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دن میں ایک مرتبہ Exercise (ورزش) کرنے کی بجائے چند مرتبہ Light Exercise (ہلکی ورزش) کر لی جائے تو اس کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔

یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ میں نے انہیں کہا، او اللہ کے بندو! تم یہ جو تھوڑی دیر کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

چند منٹ کی Exercise (ورزش) کرتے ہو اگر اس کی بجائے تم دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھ لیا کرو تو آٹومیٹک Exercise (ورزش) ہو جائے گی۔

اب دیکھئے کہ ایک مومن بندہ اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر یہ عمل کر رہا ہوتا ہے اور وہ مفت میں جسمانی فائدہ حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی ان پڑھ بندہ جو پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے۔ اسے کچھ پتہ نہیں کہ نماز میں میرا جسمانی فائدہ کیا ہے، لیکن اگر وہ بھی پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کو بھی جسمانی فائدہ مل جاتا ہے۔ افسوس کہ ہمارے کئی نوجوان نماز کی پابندی نہیں کرتے اور جو پابندی کرتے ہیں ان کو عبادت کا ثواب بھی مل جاتا ہے اور ان کی ورزش بھی ہو جاتی ہے۔

(۲)..... دائمی خوبصورتی کا راز

ہم ایک مرتبہ واشنگٹن میں Simthsonian Space Musium (خلائی عجائب گھر) دیکھ رہے تھے۔ ہمیں وہاں ایک ڈاکٹر صاحب ملے۔ انہوں نے ہمارا مسلمانوں والا حلیہ دیکھا تو بات چیت شروع کر دی۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ جو مسلمانوں میں زیادہ عبادت گزار ہوتے ہیں ان کے چہرے پر نور ہوتا ہے۔ میں نے کہا، جی بالکل، صلحاء کا نور ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اس کی ایک وجہ ہے۔ میں نے پوچھا، کیا وجہ ہے؟ وہ کہنے لگے کہ انسانی جسم کے وہ اعضا جو دل سے نیچے ہیں ان میں دل کے لئے بلڈ پہنچانا آسان ہوتا ہے اور جو اعضا دل سے اوپر ہوتے ہیں ان میں بلڈ پہنچانا دل کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے سر میں جتنا Flooded Blood (خونی بہاؤ) جانا چاہئے اتنا نہیں جاتا۔ مسلمان لوگ جب نماز پڑھتے ہیں تو سجدہ بھی کرتے ہیں۔ سجدے میں ان کا سر اور چہرہ نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے۔ یہی ایک ایسی صورت ہے کہ جس میں بلڈ Flooded (فلڈڈ) ہو کر انسان کے سر، چہرے اور پوری جلد کے اندر جا رہا ہوتا ہے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اگر ذرا لمبا سجدہ کریں تو چہرے کے اندر خون محسوس ہوتا ہے۔ میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہا، ہاں۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ بلڈ کی سرکولیشن جو ہر روز چہرے پر Flooded (فلڈڈ) ہو رہی ہوتی ہے یہ انسان کے چہرے کو تر و تازہ بنا دیتی ہے۔

میں نے سوچا کہ اگر عورتوں کو اس اصول کا پتہ چل جائے کہ نماز پڑھنے سے انسان کا چہرہ دیر تک معصوم نظر آتا ہے تو شاید وہ کریموں کو چھوڑ کر نفلی نمازوں کے پیچھے پڑ جائیں۔ اور واقعی آپ دیکھیں گے کہ جو بھی نیکوکار انسان ہوگا اس کے چہرے پر آپ کو ایک روشنی نظر آئے گی۔ روحانی اثر اپنی جگہ مگر نماز کا یہ جسمانی فائدہ بھی ہے کہ وہ جو خون ان کو سجدوں میں پہنچ رہا ہوتا ہے وہ ان کے چہروں پر Flooded بہار کی سی تازگی اور خوبصورتی عطا فرما دیتا ہے۔

(۳)......شوگر لیول کنٹرول کرنے کا ذریعہ

ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ آدمی جب صبح کے وقت سو کر اٹھتا ہے تو اس کا شوگر لیول سب سے ڈاؤن ہوتا ہے۔ اسی لئے لیبارٹری میں کولیسٹرول چیک کروانا ہو تو کہتے ہیں کہ صبح کے وقت کھانے سے پہلے آئیں۔ چونکہ اس وقت انسان کا شوگر لیول پہلے ہی ڈاؤن ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فجر کی صرف چار رکعتیں بنائیں۔ اس وقت زیادہ لمبی Exercise (ورزش) کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ بھلے قراءت جتنی لمبی کر لی جائے مگر Exercise (ورزش) صرف چار رکعت ہے۔

اس کے بعد ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا اور ماشاء اللہ خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ کھانا کھانے سے شوگر لیول اوپر چلا گیا۔ اب چار رکعتیں نہیں بلکہ بارہ رکعتیں بنا دی گئیں، کہ اب تمہیں زیادہ Exercise (ورزش) کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی اگر تم یہ Exercise (ورزش) کرو گے تو تمہارا شوگر لیول کنٹرول ہو جائے گا۔

جب بارہ رکعتیں پڑھنے سے شوگر لیول کم ہو گیا تو پھر عصر کی نماز میں چار رکعتیں آپشنل بنا دی گئیں کہ اگر تم چاہو تو پڑھ لو ورنہ کوئی بات نہیں، تمہیں معاف کر دیں گے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

باقی چار فرض قرار دی گئیں۔

ہو سکتا ہے کہ کسی کو عصر کے وقت بھوک لگی ہو اور اس نے عصرانہ میں کچھ کھا لیا ہو یا اس نے چائے پی لی ہو یا آئس کریم کھائی ہو۔ اس طرح شوگر لیول ذرا ہائی ہو سکتا ہے اس لئے مغرب کی نماز میں سات رکعتیں بنا دی گئیں۔

عام طور پر مغرب کے بعد عشاء کا کھانا کھایا جاتا ہے۔ جب ہم نے مغرب کے بعد Heavy (ثقیل) کھانا کھایا تو شوگر لیول پھر ہائی ہو گیا۔ اب سات رکعتوں پر ہرگز گزارہ نہیں چل سکتا تھا اس لئے سترہ رکعتیں بنا دی گئیں...... اب یہاں پر ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ دوپہر میں تو بارہ سے کام چل گیا تھا، اب بارہ کیوں نہیں، سترہ کیوں؟ فرمایا کہ دوپہر میں بارہ رکعتوں کے بعد تم نے ابھی جاگ کر کام کرنا تھا اور شوگر لیول ڈاؤن ہونے کے چانسز تھے اور اب عشاء کے بعد تم نے سونا ہے لہٰذا بارہ سے کام نہیں چلے گا بلکہ اب سترہ رکعتیں پڑھنی پڑیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ رمضان المبارک میں تو بندہ صبح روزہ رکھتا ہے اور سارا دن بھوکا پیاسا رہتا ہے تو شام کے وقت جب افطاری ہوتی ہے تو پھر اس وقت خوب بھوک لگی ہوتی ہے۔ روزہ دار اس وقت اکثر Over eating (بسیار خوری) کر لیتے ہیں۔ وہ ملک شیک بھی پی لیتے ہیں۔ جوس بھی پی لیتے ہیں اور کھانے بھی خوب کھاتے ہیں۔ اس طرح ان کا شوگر لیول ایک دم ہائی ہو جاتا ہے۔ جب بہت زیادہ Over eating (بسیار خوری) کر لیتے ہیں تو پروردگار فرماتے ہیں کہ اب تمہارا کام سترہ رکعت سے بھی نہیں چلے گا بلکہ اب تمہیں بیس رکعت (تراویح) اور بھی ادا کرنی پڑیں گی تاکہ تمہارے جسم کو صحیح فائدہ پہنچ سکے۔

پروردگار عالم اپنے بندوں پر کتنے مہربان ہیں کہ عبادت بھی ایسی رکھی کہ جس کا بندوں کو ہی روحانی اور جسمانی فائدہ پہنچ رہا ہوتا ہے۔ جب کوئی آدمی سفر پر نکلتا ہے تو سفر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں Exertion (مشقت) ہوتی ہی رہتی ہے۔ لہٰذا پروردگار عالم نے فرمایا کہ اچھا جو فرض تھے وہ بھی ہم نے آدھے کر دیئے اور جو نفل تھے وہ بھی تمہیں معاف کر دیئے۔ سبحان اللہ۔

رمضان المبارک کے لئے پلاننگ کی ضرورت

اب رمضان المبارک کا مہینہ آنے والا ہے۔ یہ ہمارے لئے روحانی اور جسمانی فائدوں کے دروازے کھول دے گا۔ لہٰذا ہمیں اس کے لئے ابھی سے تیار ہو جانا چاہیے۔ اچھا بندہ ہر چیز کو پہلے Plan کرتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ

Well plan, half done.

یعنی جس کام کو تم اچھا پلان کر لو گے سمجھو کہ وہ آدھا کام ہو گیا۔ آج تو شادی کی پلاننگ بھی ایک سال پہلے سے کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ بزنس کی پلاننگ بھی پہلے سے کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں رمضان المبارک کی بھی پہلے سے پلاننگ کر لینی چاہیے کہ ہم نے اسے کیسے گزارنا ہے۔ اس کی پلاننگ کے لئے کوئی ورزش تو نہیں کرنی ہوتی کہ بھئی اتنی ڈنڈ بیٹھکیں روز نکالنی شروع کر دو۔ اس کی پلاننگ یہ ہے کہ آپ اپنی مصروفیات کو ابھی سے ایسے بنا دیں کہ رمضان المبارک میں اپنے آپ کو Light (ہلکا پھلکا) رکھنے کی کوشش کریں۔ گھر میں شادی ہو تو بندہ پورا مہینہ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا رکھتا ہے کہ جی میرے گھر میں شادی ہے، میں نے اپنے آپ کو Light رکھا ہوا ہے تاکہ میں شادی بھگتا لوں۔ جیسے شادی گزارنے کے لئے ایک مہینہ اپنا شیڈول فارغ کر دیتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی،

.....اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے وافر حصہ پانے کے لئے

.....اپنے گناہوں کو بخشوانے کے لئے اور

.....اپنے رب کو منانے کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

رمضان المبارک کے مہینے کے لئے Light planning (لائٹ پلاننگ) کریں۔ اور ہم یہ کام کر سکتے ہیں۔ کتنے کام ہوتے ہیں جو بندہ خود کرتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک میں اپنے سفروں کو، اپنے کاموں کو اور اپنی Meetings (میٹنگز) کو اس طرح Plan (پلان) کر لیں کہ ہم کچھ Light weight (ہلکے پھلکے) رہنے کی کوشش کریں۔ جب ہم Mentally (ذہنی طور پر) کچھ فارغ ہوں گے تو یکسوئی سے نماز بھی پڑھ سکیں گے اور تراویح بھی پڑھ سکیں گے اور پھر پریشر بھی نہیں ہوگا کہ ہم نے فلاں میٹنگ میں جانا ہے۔

ایک تو یہ تیاری ہے کہ ہم اپنے آپ کو ذرا Light loaded (ہلکا پھلکا) کریں اور دوسرا یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو رمضان المبارک کے سکیجول کے ساتھ ایڈجسٹ کرنے کے لئے Mentally تیار کر لیں۔ آدمی کے اوپر ایک ڈر سا ہوتا ہے کہ اگر میں نے روزہ رکھ لیا تو کہیں میں کمزور نہ ہو جاؤں۔ ہم کالج میں انٹرمیڈیٹ کلاس میں پڑھتے تھے۔ وہاں ہمارا ایک دوست تھا۔ اس وقت اس کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اس کا جسم اتنا Bulky (بھاری) تھا کہ اس وقت اس کا وزن ایک سو پانچ کلوگرام تھا۔ لیکن وہ رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتا تھا۔ ایک دن ہم نے اس سے پوچھا کہ تم رمضان المبارک کے روزے کیوں نہیں رکھتے؟ تو وہ کہنے لگا کہ میری امی کہتی ہیں کہ اگر تم روزے رکھو گے تو تم کمزور ہو جاؤ گے۔

آپ اپنے ذہن کو تیار کر لیجئے کہ اگر ہم نے ایک مہینہ تک کچھ کم بھی کھایا تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہمارے جسم کی ضرورت تو بہت تھوڑی ہوتی ہے لیکن ہماری Eating habit (کھانے کی عادت) بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے لکھا ہے کہ جو انسان تین کھجوریں کھا لے اس کو اتنی کیلوریز مل جاتی ہیں کہ اس کو تین دن تک بھوک کی وجہ سے موت نہیں آ سکتی۔ تین کھجوروں میں اتنی نیوٹریشن (غذائیت) ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے......!!!

ہم جتنا کھانا کھانے کی عادی ہیں رمضان المبارک میں اس سے کچھ کم کھانے کی کوشش کریں۔ یہ نہ ہو کہ صبح کی نماز سے کھٹے ڈکار آنے شروع ہو جائیں۔ اور ایسا بھی نہ ہو کہ ہم بالکل ہی نہ کھائیں۔ کچھ دوست ایسا کرتے ہیں کہ وہ عشاء کے وقت اتنا کھا لیتے ہیں کہ ان کے لئے صبح کے وقت اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چلو رات ہی میں جو کھا لیا سو کھا لیا، بس اسی پر روزے کی نیت کر کے سو جاتے ہیں۔ یہ ترتیب غلط ہے۔ رمضان المبارک کو اپنی طبیعت میں نہ ڈھالئے بلکہ اپنے آپ کو رمضان المبارک کی ترتیب پر چلانے کی کوشش کیجئے کیونکہ سحری کھانا بھی مستقل ایک عبادت ہے اور تہجد میں نوافل پڑھنا بھی ایک مستقل عبادت ہے۔

لیلۃ القدر پانے کا آسان طریقہ

اب آخر میں ایک نکتہ عرض کر دوں...... وہ یہ کہ اللہ رب العزت بڑے کریم ہیں۔ انہوں نے رمضان المبارک میں ایک رات ایسی بنائی جسے لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ اس کی تلاش کے لئے اعتکاف میں بیٹھا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی چاہے کہ مجھے رمضان المبارک میں لیلۃ القدر میں عبادت کا ثواب ملے تو اس کو پانا بڑا آسان ہے۔ بلکہ ہر بندے کے دل میں تمنا ہوتی ہے کہ اسے لیلۃ القدر میں عبادت کرنے کا ثواب ملے...... ہمیں یہ ثواب مل سکتا ہے مگر کیسے؟

اس کے لئے یہ نکتہ سن لیجئے۔ یہ بڑا انوکھا نکتہ ہے۔ معلوم نہیں کہ کتنے اللہ والوں کی صحبت میں رہنے کے بعد یہ نکتہ ملا......

قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ ایک رات ہوتی ہے جو ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہوتی ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ (القدر: ۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

[نازل ہوتے ہیں اس میں فرشتے اور جبرائیل امین اپنے رب کے حکم سے ہر کام میں]

اس رات میں سلامتی اور خیر و برکت نازل ہوتی ہے۔ یہ سلامتی اور خیر و برکت کب نازل ہوتی ہے؟..... اس کا کسی کو پتہ نہیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس رات میں کتنے بجے وہ برکتیں نازل ہوں گی مگر اللہ رب العزت نے ایک اشارہ کر دیا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ پروردگار فرماتے ہیں کہ جس رات میں بھی وہ برکتیں نازل ہوتی ہیں،

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر:۵)

[وہ (برکات) مطلع فجر (طلوع صبح صادق) تک باقی رہتی ہیں]

یہاں سے نکتہ ملا کہ جب بھی لیلۃ القدر ہوگی اور اس کی خاص برکتیں جب بھی شروع ہوں گی وہ شروع ہو کر صبح صادق تک ضرور رہیں گی۔ لہٰذا ہم جیسے کمزور مومن جو ساری رات عبادت نہیں کر سکتے، جب روزہ رکھنے کے لیے سحری میں اٹھتے ہیں، اگر اس وقت ہم تہجد کے چند نفل بھی پڑھ لیں تو یقیناً ہمیں لیلۃ القدر کی عبادت کا ثواب مل جائے گا۔

اللہ رب العزت ہمیں رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما دے اور اس مہینے کو ہمارے لیے رحمت بنا کر ہماری پریشانیوں کو دور فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین .

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- دارالعلوم جھنگ، پاکستان 0471-622832.625707
- مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ فیصل آباد 041-618003
- معہد الفقیر، گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دارالہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- عبدالوہاب، پنجاب کالونی، نزد رضوان مسجد کراچی 021-5877306
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد ظلہ العالی مین بازار سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب نیو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب شریف، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد بارہ

- اللہ تعالیٰ کی قدر دانی
- اخلاص کی برکات
- توبۃ النصوح
- عزت دین میں ہے
- اسلام میں نکاح کا تصور
- تباہ کن موسیقی
- قوتِ ارادی
- ہدایت اور گمراہی والی تجلیات

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

b...ooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر

223 ...

...618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر جلد ۱۲

ازافادات

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب
محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطباتِ فقیر (جلد ۱۲)

ازافادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— محمد حنیف نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ——— جون 2005ء

اشاعت دوم ——— جنوری 2006ء

اشاعت سوم ——— نومبر 2006ء

اشاعت چہارم ——— اکتوبر 2007ء

اشاعت پنجم ——— جون 2008ء

اشاعت ششم ——— فروری 2009ء

اشاعت ہفتم ——— جولائی 2009ء

اشاعت ہشتم ——— فروری 2010ء

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— فقیر شاہ مسعود نقشبندی

تعداد ——— 1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	۹
پیش لفظ	۱۱
① اللہ تعالیٰ کی قدردانی	۱۵
قدردانی کسے کہتے ہیں؟	۱۵
ایک نیکی کے بدلے دو آسانیاں	۱۶
اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کی قدر	۱۶
سچے رب کا سچا وعدہ	۱۹
اللہ تعالیٰ کی قدردانی کی مثالیں	۲۱
سیدنا ایوب علیہ السلام پر لطف وکرم	۲۱
مشاطہ اور بی بی آسیہ پر نظر عنایت	۲۳
سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر انعامات خداوندی	۲۸
بی بی ہاجرہ کی توکل اور اس کی قدردانی	۳۰
حضرت عمر ؓ کی دعا کی قدردانی	۳۱
حضرت زید ؓ پر عنایت وبخشش	۳۳
حضرت اسامہ ؓ بن زید کا مقام	۳۴
حضرت سلمان فارسی ؓ کی بے مثال حوصلہ افزائی	۳۵
حضرت عبداللہ ؓ پر شفقت ومہربانی	۴۱

عنوان	صفحہ نمبر
قرض حسنہ دینے پر اللہ تعالیٰ کا اظہار خوشنودی	۴۵
روزہ دار کی قدر ومنزلت	۴۶
جس کا عمل ہو بے غرض	۴۶
زبیدہ خاتون پر نظر کرم	۴۷
ایک بت پرست کی پکار اور اس کی قدردانی	۴۹
بخشش کا پروانہ	۵۰
جہنم سے آزادی کی خوشخبری	۵۰
گناہوں کے ریکارڈ کا خاتمہ	۵۱
لمحہ فکریہ	۵۲
قریبی رشتہ داروں کی قدر کریں	۵۷
شیخ کی قدر ومنزلت	۶۰
پیر استاد سے بدگمانی	۶۰
ایک ناقابل عمل مشورہ	۶۱
نعمت کی ناقدری پر عبرتناک سزا ملنے کا واقعہ	۶۲
بددعا دینے اور لینے سے بچیں	۶۴
پیارے پروردگار کا پیار بھرا پیغام	۶۴

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
کریم پروردگار کے کرم کی انتہا	۶۶
ایک سبق آموز واقعہ	۶۷
دارالعلوم جھنگ......منزل کی طرف رواں دواں	۷۰
② اخلاص کی برکات	۷۷
دین کے تین درجے	۷۷
اعمال کی قبولیت میں نیت کا دخل	۷۹
ریاء سے بچنا ام الوظائف ہے	۸۳
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اخلاص	۸۴
مولانا حسین احمد مدنیؒ کا اخلاص	۸۵
حضرت عبدالمالک صدیقیؒ کا اخلاص	۸۷
مولانا خیر محمد جالندھریؒ کا اخلاص	۸۸
مخلص بندے کے کام میں اللہ تعالیٰ کی مدد	۹۰
اخلاص کی وجہ سے جوڑ پیدا ہوتا ہے	۹۹
ریاکاری کی تین علامتیں	۱۰۲
مخلص بندے کی تعریفیں زیادہ ہوتی ہیں	۱۰۵
جتنا اخلاص......اتنا اجر	۱۰۵
امام ابوداؤدؒ کا اخلاص	۱۰۶
رضائے الٰہی کے متلاشی	۱۰۷
اخلاص کی چیکنگ	۱۱۲
مخلص کی پہچان	۱۱۴
اللہ کا ڈر اور اللہ کا ڈر	۱۱۵
ہر عمل کی قیمت ہوتی ہے	۱۱۵
من ترا حاجی بگویم تو مرا قاضی بگو	۱۱۶
③ توبۂ نصوح	۱۱۹
گناہ کی تاثیر	۱۱۹
توبہ نصوح کسے کہتے ہیں؟	۱۲۰
گناہوں کو ہلکا اور حزین کر کے پیش کرنا	۱۲۱
چھوٹے گناہ کو چھوٹا نہ سمجھئے	۱۲۲
مقام عبرت	۱۲۳
خطرے کی بات	۱۲۴
بے وفائی نہ کیا کرو	۱۲۵
عالم مثال میں انسانوں کی شکلیں	۱۲۶
جاہل اور اجہل میں فرق	۱۲۸
فرمان نبوی ﷺ کی فصاحت و بلاغت	۱۲۸
گناہوں سے بچنے کا مقام	۱۲۹
علم اور ارادے سے گناہ چھوڑنے کا انعام	۱۳۰
گناہ سے نفرت ایمان کا اثر	۱۳۰
گناہ سے بھی بری چار باتیں	۱۳۲
گناہ کبیرہ میں دس خرابیاں	۱۳۲

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
معرفت بھری بات	۱۳۴
گنہگار اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے	۱۳۴
ایمان سے محروم کر دینے والے گناہ	۱۳۵
احکامِ شریعت کو بوجھ سمجھنا	۱۳۵
سوءِ خاتمہ کا ڈر نہ ہونا	۱۳۶
نعمتِ اسلام پر شکر ادا نہ کرنا	۱۳۶
گناہ کی سزا کی تین صورتیں	۱۳۷
چھ کام بے فائدہ ہوتے ہیں	۱۴۰
توبۂ نصوح کے لئے چار کام	۱۴۰
توبۂ نصوح کے چار انعامات	۱۴۳
ایک شرابی کی بخشش کا واقعہ	۱۴۴
بادشاہ کی پیشکش اور اس کا جواب	۱۴۵
ایک کفن چور کی سچی توبہ کا واقعہ	۱۴۶
④ عزت دین میں ہے	۱۴۸
ہر حال آزمائش کا حال ہے	۱۵۳
حقیقی معنوں میں بے وقوف انسان	۱۵۴
جاہی اور باہی گناہ	۱۵۴
آخرت کو دنیا پر مقدم رکھنے کا حکم	۱۵۶
دنیا کی حقیقت	۱۵۸
وہ مزہ شاہی میں نہیں	۱۵۸
اللہ والوں کے خادم	۱۵۸
اللہ والوں کی حکومت	۱۵۹
صبرِ جمیل اور ہجرِ جمیل	۱۶۰
حق و باطل کی جنگ	۱۶۰
نبی ﷺ کی مسکنت پسندی	۱۶۳
فقراء کی امتیازی شان	۱۶۴
حوصلہ افزائی ہو تو ایسی	۱۶۵
اہلِ دل کسے کہتے ہیں؟	۱۶۶
ایک عبرت آموز واقعہ	۱۶۶
غریبوں کی آہ سے ڈرو	۱۶۷
عزت کا پیمانہ	۱۶۹
ایک اہم نکتہ	۱۷۰
ریاکاری کے باعث اجر سے محرومی	۱۷۰
وزنِ اعمال اور سائنسی نقطۂ نظر	۱۷۱
ہدایات برائے سالکین	۱۷۳
چنے ہوئے لوگوں کا مجمع	۱۷۴
آئیے عہد کریں	۱۷۵
⑤ اسلام میں نکاح کا تصور	۱۷۶
اللہ تعالیٰ سے نفع حاصل کرنے کا طریقہ	۱۷۹
تقویٰ کی برکات	۱۸۰
آج کا عنوان	۱۸۱
ہر چیز جوڑا جوڑا	۱۸۱
اسلام دینِ فطرت ہے	۱۸۱

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
اچھی بیوی کون ہے؟	۱۸۲
انبیائے کرام کی چار سنتیں	۱۸۳
(۱)۔ شرم وحیا	۱۸۴
(۲) خوشبو	۱۸۴
(۳) مسواک	۱۸۵
(۴) نکاح	۱۸۶
بزرگوں کی احتیاط	۱۸۷
نکاح ایسے بھی ہوتا تھا	۱۸۷
جوان بیٹیوں کو گھر میں بٹھانے کا وبال	۱۸۸
زنا اور نکاح میں فرق	۱۸۹
نکاح کی تشہیر کا حکم	۱۹۱
مسجد میں نکاح کا فائدہ	۱۹۱
نکاح کی تقریب میں قبول اسلام	۱۹۲
افراط وتفریط سے بچیں	۱۹۳
قابل افسوس واقعہ	۱۹۳
دنیا میں جنت کے مزے	۱۹۴
نیک بیوی کی چار نشانیاں	۱۹۶
میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کی وجہ	۱۹۷
ایک علمی نکتہ	۱۹۷
گھریلو جھگڑوں کا آسان حل	۱۹۸
تحمل مزاجی کی ضرورت	۱۹۹
مسنون عمل کی برکت	۱۹۹
پیار محبت کی باتیں	۲۰۱
بیٹیوں کو تین سورتوں کی تعلیم	۲۰۱
اعتدال کی زندگی بسر کریں	۲۰۲
عورتوں میں حوروں والی صفات	۲۰۲
منفی سوچ سے بچیں	۲۰۳
پیار کا نام	۲۰۳
غلط فہمی دور کر لیا کریں	۲۰۳
جھوٹ سے بچیں	۲۰۴
بیوی کے ساتھ دوڑ لگانا	۲۰۵
(۶) تباہ کن موسیقی	۲۰۹
جیسے جذبات ویسے خیالات	۲۰۹
دل کی مرکزی حیثیت	۲۱۰
عقل کی اہمیت	۲۱۱
عقل کیا چیز ہے؟	۲۱۱
خیالات کا خودکار نظام	۲۱۲
عقل کی جولانیاں	۲۱۳
انسانی دماغ اور جدید سائنسی تحقیق	۲۱۵
دماغ میں انفارمیشن سٹور کیسے کی جاتی ہیں؟	۲۱۸
میوزک...... کفار کا ایک مہلک ترین ہتھیار	۲۲۱
ویڈیو گیمز کے ذریعے کفار کی کوششیں	۲۲۷

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
سوچنے کا مقام	۲۲۸
⑦ قوتِ ارادی	۲۲۹
قوتِ ارادی ایک نعمت ہے	۲۳۰
دنیا کا سب سے بڑا ترجمان اور اس کی قوتِ ارادی	۲۳۳
ایک نوبل پرائز ونر کی قوتِ ارادی	۲۳۵
نیوٹن کی قوتِ ارادی	۲۳۶
آئن سٹائن کی قوتِ ارادی	۲۳۶
سچ سے قوتِ ارادی بڑھ جاتی ہے	۲۳۷
مضبوط قوتِ ارادی کی ضرورت	۲۳۹
لکڑی آگ کی غذا کیسے بنتی ہے؟	۲۴۰
قوتِ ارادی بڑھانے کا راز	۲۴۱
دو بچوں کی قوتِ ارادی	۲۴۱
ایک معذور صحابی رضی اللہ عنہ کی قوتِ ارادی	۲۴۳
اسماء بنت ابی بکرؓ کی قوتِ ارادی	۲۴۴
فاطمہؓ بنت خطاب کی قوتِ ارادی	۲۴۵
ایک فرنگی کا اعتراف	۲۴۵
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قوتِ ارادی	۲۴۶
محبوبِ خدا ﷺ کی قوتِ ارادی	۲۴۸
استقامت کی تلقین	۲۴۹

عنوان	صفحہ نمبر
⑧ ہدایت اور گمراہی والی تجلیات	۲۵۳
دنیا کے مہمانِ خصوصی	۲۵۳
تجلیاتِ ہدایت کا عروج	۲۵۴
تکوینی امداد کی بازگشت	۲۵۷
پردے کی اتنی پابندی	۲۵۸
ایک بھولا بھالا نوجوان	۲۵۸
قابلِ لاحول یورپی ماحول	۲۵۸
ضلالت والی تجلیات کا عروج	۲۵۹
طلاق دینے والے زناکار	۲۶۱
پاکستان کی قدر و قیمت	۲۶۳
اگر یہ حق بھی انسان کو دیا ہوتا تو کیا ہوتا	۲۶۴
دینی کاموں میں رکاوٹیں	۲۶۵
کم یابی کے دور میں چیز کی قدر و قیمت	۲۶۷
بدگمانی سے بچیں	۲۶۸
اللہ تعالیٰ سے بھی بدگمانی......!!!	۲۶۹
بدظن کرنے کی ناکام کوشش	۲۶۹
نوید مسرت	۲۷۰

www.besturdubooks.wordpress.com

عرضِ ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ بارہویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ دورانِ بیان رخِ انور پر فکر کے گہرے سائے زبان حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے بھی اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کی اس فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے۔ الحمد للہ کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ادارہ مکتبۃ الفقیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کے ان بیانات کو کتابی صورت میں استفادہء عام کے لئے شائع کرتا ہے۔ بیانات کو احاطہء تحریر میں لانے کے بعد حضرت دامت برکاتہم سے اصلاح کروائی جاتی ہے، پھر کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی عرق ریزی سے کیا جاتا ہے اور آخر پر پرنٹنگ اور بائینڈنگ کا پیچیدہ اور تکنیکی مرحلہ آتا ہے۔ یہ تمام مراحل بڑی توجہ اور محنت طلب ہیں جو کہ مکتبۃ الفقیر کے زیر اہتمام سرانجام دیئے جاتے ہیں پھر کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بارگاہ ایزدی میں یہ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ہمیں حضرت دامت برکاتہم کے بیانات کی بازگشت پوری دنیا تک پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہء جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اله و اصحابه اجمعین . اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔اس اعتبار سے صحابہ کرام ﷺ صف اول کے سپاہی ہیں۔جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اهتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحہ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغہ عصر شخصیت، شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرقع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند، سرمایہ خاندان نقشبند حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی مادامت النہار واللیالی ہیں۔آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے فائدہ کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحۂ قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ الحمد للہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب و تزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہو سکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد و ثمرات کا حامل ہے۔ ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سے کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم اے۔ بی ایڈ

موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

يَآيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْم

(الانفطار:٦)

اللہ تعالیٰ کی قدر دانی

یہ بیان 15 مئی 2002ء کو دارالعلوم جھنگ میں سہ ماہی امتحان کے نتائج کا اعلان کرنے سے قبل ہوا، جس میں دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء کے علاوہ کثیر تعداد میں سالکین طریقت نے شرکت کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ تعالیٰ محنت کش کی محنت کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسے بدلہ دلوانا چاہتے ہیں تو جو بندہ اللہ کے لئے محنت کرے، اللہ تعالیٰ کی مزدوری کرے، اس کے دین کا کام کرے اور دینے والا بھی خود پروردگار ہو تو پھر پروردگار کتنا جلدی بدلہ عطا فرمائیں گے۔ بعض اوقات دنیا داروں کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہوتا مگر اللہ رب العزت تو وہ ذات ہے کہ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض اور آسمان اور زمین کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں

قیامت کے دن کوئی بندہ ایسا نہیں ہوگا جو کھڑا ہو کر یہ کہہ سکے کہ اے اللہ! میں نے یہ کام آپ کی رضا کے لئے کیا تھا اور مجھے اس کا بدلہ نہیں ملا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کی قدردانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ ۔ (الانفطار:۶)

......وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اٰخر ......

اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (البقرۃ:۱۴۳)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اللہ رب العزت کی بہت سی صفات ہیں۔ اگر ساری دنیا کے درخت قلمیں بن جائیں اور ساری دنیا کے سمندر سیاہی بن جائیں اور ان قلموں اور سیاہی سے اللہ تعالیٰ کی تعریفیں لکھنی شروع کی جائیں تو ایک وقت آئے گا کہ یہ قلمیں ٹوٹ جائیں گی اور یہ سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ رب العزت کی تعریفیں کبھی ختم نہیں ہوں گی۔

قدردانی کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ قدردان ہے...... قدردانی کسے کہتے ہیں؟...... دوسرے کے اوپر محبت کی وجہ سے اتنا مہربان ہونا کہ اس کے عمل

www.besturdubooks.wordpress.com

کو رد نہ کرنا اور اس کی توقع سے بڑھ کر اس کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کرنا قدر دانی کہلاتا ہے۔

ایک تنگی کے بدلے دو آسانیاں

اگر اللہ رب العزت اپنے بندوں میں سے کسی کے اوپر مشکل حالات بھیج دیتے ہیں تو ان حالات کے بعد اس کو پہلے سے بھی زیادہ بہتر حالات عطا فرما دیتے ہیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا:

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا . اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا. (الم نشرح:۵،۶)

[بے شک ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے، یقیناً ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے]

چونکہ ایک ہی بات کو دو دفعہ دہرایا گیا ہے اس لئے مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی تنگی آتی ہے اگر بندہ اسے صبر کے ساتھ برداشت کر لے تو اللہ تعالیٰ اس سے دوگنی آسانیاں پیدا فرما دیتے ہیں۔

اسی مضمون کو کسی شاعر نے ایک شعر میں یوں بیان کیا:

اِذَا اشْتَدَّتْ بِکَ الْبَلْوٰی فَفَکِّرْ فِیْ اَلَمْ نَشْرَحْ
فَعُسْرٌ بَیْنَ یُسْرَیْنِ اِذَا فَکَّرْتَهٗ فَافْرَحْ

[جب تیرے اوپر سخت مصیبت آ جائے تو الم نشرح میں غور کر کہ ایک تنگی دو آسانیوں کے درمیان ہے۔ جب تو غور کرے گا تو تیری مصیبت ختم ہو جائے گی اور تو خوش ہو جائے گا]

اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کی قدر

اللہ رب العزت اتنے قدر دان ہیں کہ بندہ اگر چھوٹا سا بھی عمل کرے تو پر

www.besturdubooks.wordpress.com

وردگار اس کے عمل کو قبول فرما لیتے ہیں۔ حالانکہ بادشاہوں کا دستور ہے کہ لے جانے والا اگر کوئی چھوٹا سا تحفہ لے کر جائے تو وہ اپنی شان میں گستاخی سمجھتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے پاس تحفے بھی بڑے آنے چاہئیں۔ مگر اللہ رب العزت ایسا کریم آقا ہے کہ ارشاد فرمایا،

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (الزلزال: ۷)

[جس بندے نے ذرہ کے برابر بھی نیک عمل کیا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس کا بھی اجر عطا فرمائے گا]

قرآن مجید میں ایک دستور بتا دیا گیا ہے:

اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى (آل عمران: ۱۹۵)

[بے شک تم میں سے کوئی مرد ہو یا عورت ہو میں اس کے کئے ہوئے عملوں کو ضائع نہیں کروں گا]

اب ذرا اس مثال کو سمجھ لیجئے۔ جب دفتر میں کسی کلرک نے اپنے افسر کے سامنے کوئی لیٹر پیش کرنا ہوتا ہے تو وہ اس کو کئی دفعہ ٹائپ کرتا ہے۔ کبھی سپیلنگ کی غلطی ہو جاتی ہے اور کبھی پیراگراف خوبصورت نہیں لگتا۔ اس طرح کئی کئی کاغذ ضائع ہو جاتے ہیں۔ بالآخر ایک فائنل کاغذ تیار ہو جاتا ہے۔ اس پر حکام بالا سائن (دستخط) کرتے ہیں۔ اگر وہ کلرک غلطیوں والا کاغذ ہی دستخط کرنے کے لئے پیش کر دے اور کہہ دے کہ جی میں نے ٹائپ کر دیا ہے اب آپ غلطیاں بھی ٹھیک کر دیں اور سائن بھی کر دیں تو کوئی حاکم بھی ایسا نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کی شان بھی ایسی ہی تھی کہ بندہ عمل کرتا اور اس میں کوئی غلطی ہوتی تو اللہ تعالیٰ بھی رد فرما دیتے اور کہہ دیتے، میرے بندے! جاؤ، مجھے بے غلطی کے عمل چاہیے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمارا کیا بنتا؟ اگر کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے اس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

رکعتیں ہی بھول جائیں، دنیا کے خیالات میں اتنا محو ہو جائے کہ اسے یہ بھی یاد نہ رہے کہ میں کس رکعت میں تھا تو آدابِ شاہانہ کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس سے کہہ دیا جاتا کہ میرے بندے! تم میرے سامنے کھڑے ہو کر بھی اتنے غافل ہوتے ہو، اب نئے سرے سے نماز پڑھو، تمہاری یہ نماز قابلِ قبول نہیں۔ مگر پروردگارِ عالم نے یہ حکم نہیں دیا۔ اگر ایسا حکم کر دیتے تو ہم سارا دن نماز ہی پڑھتے رہ جاتے۔ پتہ نہیں کہ کوئی ایک نماز بھی ایسی پڑھ سکتے یا نہ پڑھ سکتے۔

جب بندہ بھول جاتا ہے تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں سوچے کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ تین پڑھیں یا چار۔ ایک طرف غالب گمان کر لے اور پھر باقی رکعتوں کو پورا کرے۔ اگر آخر میں سجدہ سہو کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس غفلت والی نماز کو بھی قبول فرمالیں گے۔ اب حالانکہ اس کو نماز میں رکعتیں یاد نہیں رہیں۔ جو بندہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کو رکعتیں بھی یاد نہیں تو اس کے لئے آسان سا حکم یہ تھا کہ نئے سرے سے نماز پڑھو مگر اس صورت میں بندے کی محنت ضائع جاتی۔ اللہ تعالیٰ قدردان ہیں وہ بندے کی محنت کو ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ لہٰذا ایک اصول بنا دیا کہ اگر واجب تک کے درجے کی کوئی غلطی ہو جائے تو آخر میں سجدہ سہو کر لینا۔ ہم اسی نماز کو قبول کر لیں گے۔

اگر کوئی نماز میں رکعتیں بھول جائے۔ اب وہ سوچے کہ میں نماز توڑ کر نئے سرے سے پڑھتا ہوں تو یہ شریعت کے حکم کے خلاف ہے کیونکہ نماز توڑنا گناہ ہے۔ اسی نماز کو جتنا ممکن ہو سجدہ سہو کے ذریعے مکمل کیا جائے تاکہ بندے کی عبادت ضائع نہ ہونے پائے۔ یہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قدردان ہیں۔

ایک آدمی کو دشمنوں نے کسی ایسی جگہ پر پہنچا دیا کہ جہاں رات کے وقت سمجھ ہی نہیں لگتی تھی کہ قبلہ کس طرف ہے۔ نماز تو وہاں بھی پڑھنی ہے۔ آسمان پر بادل ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

ارد گرد درخت ہیں اور سمجھ نہیں آتی کہ قبلہ کدھر ہے۔شریعت کہتی ہے کہ تم تحری کر کے ایک طرف غالب گمان کرلو، قیافہ لگاؤ کہ قبلہ کدھر ہے، جہاں دل مطمئن ہو جائے کہ قبلہ ادھر ہے تو اب تم اس طرف رخ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دو۔اب اس نے دو رکعتیں پڑھ لیں اور اس کے بعد بادل ہٹے تو چاند نکل آیا۔چاند کے نکلنے سے اسے احساس ہو گیا کہ قبلہ تو میری پیٹھ کے پیچھے ہے اور میں بالکل مخالف سمت میں نماز پڑھ رہا ہوں۔اب شریعت یہ نہیں کہتی کہ اب نئے سرے سے نماز پڑھو بلکہ شریعت یہ کہتی ہے کہ اگر اب تم نماز میں ہی اپنا رخ قبلہ کی طرف کر کے بقیہ دو رکعتیں اس سمت میں پڑھ لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری چاروں رکعتوں کو قبول فرمالیں گے۔یہ قدر دانی نہیں تو اور کیا ہے۔

سچے رب کا سچا وعدہ

اللہ رب العزت کے ہاں ایک بہت ہی خوبصورت اصول ہے کہ بندے کو اس کی محنت کا بدلہ ضرور ملتا ہے۔دنیا کے امیر اور وڈیرے لوگوں کے پاس ان کے ماتحت لوگ کام کرتے ہیں۔وہ ان سے کام تو پورا لیتے ہیں لیکن ان کو ان کا حق پورا نہیں دیتے۔جب کہ اللہ رب العزت بندے کی محنت کا بدلہ فوراً چاہتے ہیں۔چنانچہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر کوئی مزدور مزدوری کرے تو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسے اس کی مزدوری ادا کر دی جائے۔اب یہاں ایک سمجھنے والی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ محنت کش کی محنت کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسے بدلہ دلوانا چاہتے ہیں تو جو بندہ اللہ کے لئے محنت کرے، اللہ تعالیٰ کی مزدوری کرے، اس کے دین کا کام کرے اور دینے والا بھی خود پروردگار ہو تو پھر پروردگار کتنا جلدی بدلہ عطا فرمائیں گے۔بعض اوقات دنیا داروں کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہوتا مگر اللہ رب العزت تو وہ ذات ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (المنافقون:۷)

[اور آسمان اور زمین کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں]

قیامت کے دن کوئی بندہ ایسا نہیں ہوگا جو کھڑا ہو کر یہ کہہ سکے کہ اے اللہ! میں نے یہ کام آپ کی رضا کے لئے کیا تھا اور مجھے اس کا بدلہ نہیں ملا۔ جو معزز مالدار لوگ ہوتے ہیں ان کے ہاں اگر کوئی کام کرتا ہو تو وہ سو روپے کی بجائے ایک سو دس روپے دے دیتے ہیں تاکہ کل کوئی بات نہ کر سکے۔ حیرت کی بات ہے کہ اگر دنیا کے مالدار لوگ جتنی اجرت بنتی ہو اس سے زیادہ دے دیتے ہیں صرف احسان جتانے کے لئے کہ وہ میرے بارے میں کوئی بات نہ کر سکے تو اللہ رب العزت اپنے بندوں کو کبھی یہ موقع نہیں دیں گے کہ قیامت کے دن کوئی کھڑا ہو کر کہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے لئے مزدوری کی مگر مجھے اس کا بدلہ نہیں ملا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت بندوں کو ان کی امیدوں سے بڑھ کر بدلہ دیتے ہیں۔ یہ سچے رب کا سچا وعدہ ہے کہ تم میں سے کوئی مرد ہو یا عورت، میں عمل کرنے والے کے کسی عمل کو ضائع نہیں کروں گا۔ یہ ہمارے لئے حوصلہ افزاء بات ہے کہ پروردگار عالم اتنی قدر دانی فرماتے ہیں۔

اگر ایک بچہ املا لکھے اور اس نے کوئی لفظ غلط لکھا ہو تو استاد کہتا ہے کہ پھر لکھ کر لاؤ۔ اگر استاد کہے کہ اچھا اس کو کاٹ کر یہیں پر لکھ دو تو اس کا مطلب ہے کہ استاد نے بڑی نرمی برتی ہے۔ اور اگر کسی کی ایک کی بجائے دو تین غلطیاں ہوں اور استاد بھی خوش خطی والا ہو تو وہ کہے گا، بھئی! جا کر پھر لکھ کر لاؤ۔ لیکن اگر وہی استاد ایک جگہ بھی ٹھیک کروائے دوسری جگہ بھی ٹھیک کروائے اور تیسری جگہ بھی ٹھیک کروائے اور کہے کہ ہاں بس تو نے جو کچھ لکھا ہے مجھے قبول ہے تو اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ استاد اس شاگرد پر بہت ہی مہربان ہے کیونکہ وہ اس کی محنت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ رب کریم کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ وہ ہمارے ٹوٹے پھوٹے عملوں کو بھی قبول فرما لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدر دانی کی مثالیں

اللہ رب العزت بڑے قدر دان ہیں۔اس کی قدر دانی کی چند مثالیں سن لیجئے۔

☆... سیدنا ایوب علیہ السلام پر لطف و کرم

سیدنا ایوب علیہ السلام اکثر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا، اے پروردگارِ عالم! آپ کے یہ بندے اس لئے عبادت میں مشغول ہیں کہ ان کو آپ نے ہر قسم کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ان کے پاس گھر بھی ہے، گھروالی بھی ہے۔اولاد بھی ہے اور باغات بھی ہیں۔جب اتنی نعمتیں ان کے پاس ہیں تو یہ عبادت نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے۔رب کریم نے فرمایا کہ اچھا، میں اپنے اس بندے کو آزمائش میں ڈال دیتا ہوں۔چنانچہ آگ لگی اور گھر جل گیا، بیوی بچے سب چھت کے نیچے آکر مر گئے۔اور جدھر باغات تھے ادھر سے زمین کے نیچے پانی کی نہر ختم ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سب باغات بھی ختم ہو گئے۔خود سیدنا ایوب علیہ السلام کو بیماری نے آلیا۔اس کا تذکرہ قرآن پاک میں بھی ہے۔وہ بہت عرصہ بیمار رہے مگر ان کی زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی جاری رہا۔

ایک مرتبہ کسی نے دیکھا کہ ان کی زبان ہل رہی ہے۔اس نے کان قریب لگا کر سنا تو وہ یوں کہہ رہے تھے کہ "اے اللہ! آپ نے مجھے جس حال میں رکھا میں آپ سے راضی ہوں، البتہ اتنی تمنا ضرور ہے کہ میری زبان کو سلامت رکھنا تا کہ آخری لمحات تک میں تیرا نام تو لیتا رہوں۔"

جب رب کریم نے آزمائش کو ختم فرما دیا تو دو کام کئے۔ایک تو یہ کہ ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

تعریف فرمائی اور تعریف کرنے کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا،

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ○ (ص : ۴۴)

[ہم نے انہیں صبر کرنے والا پایا، میرا کتنا اچھا بندہ تھا، وہ میری طرف رجوع کرنے والا تھا]

اللہ رب العزت نے ان الفاظ کو قرآن مجید کا حصہ بنا دیا۔ جب جنت میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے گی تو سیدنا ایوب علیہ السلام کی تعریفیں وہاں بھی کی جائیں گی۔ گویا ایک فانی آزمائش پر ہمیشہ باقی رہنے والا انعام عطا فرما دیا۔

اور دوسرا کام یہ کیا کہ اللہ رب العزت نے ان کو صحت بھی عطا کر دی، گھر بھی دے دیا، باغات بھی دے دیے، بیوی بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے لوٹا دیا اور جتنا کچھ تھا اللہ تعالیٰ نے کمالِ رحمت اور مہربانی سے اتنا اپنی طرف سے اور بھی عطا کر دیا۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے فرمایا

وَ وَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ (ص: ۴۳)

[اور بخشے ہم نے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور یاد رکھنے کو عقل والوں کیلئے]

یہ ہماری طرف سے رحمت اور نعمت تھی اور اس میں سوجھ بوجھ والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں کہ اگر ہم کسی کو آزماتے ہیں اور وہ آزمائش میں صبر کے ساتھ وقت گزارتا ہے تو پھر ہم اس کے اندازے سے بڑھ کر اس کے ساتھ رحمت اور کرم کا معاملہ فرما دیتے ہیں۔ جیسے باپ سمجھانے کے لئے بچے کو ڈانٹ پلا دیتا ہے۔ ڈانٹ اس لئے پلاتا ہے کہ تربیت مقصود ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ باپ کو بیٹے سے محبت بھی ہوتی ہے اس لئے اس محبت کی وجہ سے تھوڑی دیر کے بعد بہانے سے آئس کریم بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کھلا دیتا ہے۔یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے۔

ہم چھوٹے تھے تو کبھی کبھار گھر والے مجھے محلے کے بوڑھے دکاندار کے پاس کوئی سودا لینے بھیجتے، جب ہم اس سے سودا لے لیتے تو وہ سودے کے ساتھ بسکٹ یا کھانے کی کوئی چیز دیتا کہ بیٹا یہ کھالو۔ایک دفعہ میں نے آکر اپنی والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ بڑے میاں سودا تو دیتے ہیں لیکن یہ کھانے کے لئے چیزیں کیوں دیتے ہیں۔وہ کہنے لگیں کہ بیٹا! یہ تیرے والد کے بچپن کے دوست ہیں، ان کا ان سے اتنا گہرا تعلق ہے جب تم اس کے سامنے جاتے ہو تو اسے یوں لگتا ہے کہ جیسے میرا اپنا بیٹا میرے پاس آیا ہے، وہ سودا تو گھر کے لئے دیتا ہے لیکن اس محبت کی وجہ سے کچھ چیز بھی تمہیں کھانے کے لئے دے دیتا ہے۔بالکل اسی طرح کی مثال سمجھ لیجئے کہ اللہ رب العزت جب کسی بندے کو آزمائش میں ڈالتے ہیں یا کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کرتا ہے تو پروردگار عالم اس بندے کی توقعات سے بڑھ کر اس کے ساتھ رحمت اور کرم کا معاملہ فرما دیتے ہیں۔

☆..مشاطہ اور بی بی آسیہ پر نظرِ عنایت

فرعون کے محل میں ایک عورت مشاطہ تھی جو اس کی بیوی اور بیٹیوں کے بال سنوارتی تھی۔گویا وہ ہیئر ڈریسر تھی۔وہ ایک دن اس کی بیٹی کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی کہ اس کی کنگھی نیچے جا گری۔اس نے اٹھاتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کے پروردگار کا نام لیا۔جب اس نے اللہ رب العزت کا نام لیا تو فرعون کی بیٹی حیران ہو کر کہنے لگی ،تو موسیٰ کو مانتی ہے؟ جب بات کھل گئی تو وہ جھوٹ کیسے بول سکتی تھی۔لہٰذا اس نے کہہ دیا کہ ہاں مانتی ہوں۔وہ کہنے لگی، میں ابھی تیرا بندوبست کرواتی ہوں۔چنانچہ وہ بھاگ کر گئی اور اپنے باپ فرعون سے کہا کہ تیرے محل میں کام کرنے والی عورت جس کی کوئی حیثیت ہی نہیں وہ بھی موسیٰ علیہ السلام کو نبی مان چکی ہے، اب آپ کی خدائی

www.besturdubooks.wordpress.com

کا دعویٰ کیسا ہے۔ فرعون کو بڑا غصہ آیا۔ چنانچہ وہ کہنے لگا، میں ابھی اس کو ٹھیک کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے دربار لگایا اور اس عورت کو بلوا کر کہا کہ تم اپنی بات سے رجوع کر لو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ وہ کہنے لگی،

فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ

[اب تو جو کچھ کر سکتا ہے کر لے]

فرعون کو پتہ تھا کہ اس کی ایک دودھ پیتی بیٹی بھی ہے۔ چنانچہ اس نے اس عورت کو چومیخا کروایا۔ یعنی اسے زمین پر لٹا کر اس کے ہاتھ زمین پر رکھ دیئے گئے اور ہاتھ کے اندر سے ایک کیل زمین میں گاڑ دی گئی۔ اس طرح دونوں ہاتھوں میں بھی کیل گاڑھ دیئے گئے اور دونوں پاؤں میں بھی۔ وہ ہل بھی نہیں سکتی تھی۔ فرعون نے کہا، اب بتا۔ وہ کہنے لگی، میں اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔

فرعون کہنے لگا، اچھا، اس کی بیٹی کو بلواؤ۔ چنانچہ وہ چھوٹی سی معصوم بچی لائی گئی اور اسے اس عورت کے سینے پر لٹا دیا گیا۔ جب بچی ماں کے سینے پر لیٹی تو اس نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس حالت میں اس کو کہا گیا کہ اگر تم اس بات کو نہیں مانو گی تو ہم اس بچی کو اسی حالت میں ذبح کر دیں گے...... اب بتایئے کہ ماں کو اولاد سے کتنی محبت ہوتی ہے اور جس ماں کے سینے پر اس کی چھوٹی سی معصوم بچی دودھ پی رہی ہو اور اسے ایسی دھمکی ملے تو اس کے دل پر کیا گزرے گی...... مگر وہ کہنے لگی کہ میں اس بات سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔ چنانچہ اس کی بیٹی کو اسی حالت میں گردن کاٹ کر شہید کر دیا گیا اور اس کا خون ماں کے سینے پر گرا...... اللہ اکبر!...... اس ماں کے دل پر کیا بیتی ہوگی۔ مگر اس نے اللہ کے لئے یہ قربانی دے دی۔

جب انہوں نے دیکھا کہ اب بھی نہیں مانی تو اس نے بچھو منگوائے...... اس زمانے میں دشمن کو سزا دینے کے لئے شیروں، بچھوؤں اور سانپوں کو پالا جاتا تھا......

www.besturdubooks.wordpress.com

جب بچھو لائے گئے تو اس کے جسم سے کپڑے ہٹا کر بچھو چھوڑ دیئے گئے۔ اب زہریلے بچھوؤں نے اسے کاٹنا شروع کر دیا...... ذرا سوچیں کہ اگر شہد کی مکھی کاٹ لے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ اگر چھوٹا سا بچھو بھی کاٹے تو کتنا درد ہوتا ہے اور اگر بڑے بڑے پلے ہوئے زہریلے بچھو کاٹیں تو پھر کیا بنے گا...... وہ بے چاری تڑپتی رہی۔ بچھوؤں نے اسے اس قدر کاٹا کہ اسے اسی جگہ پر بالآخر موت آ گئی۔

فرعون جب یہ کام کر چکا تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر آیا۔ اس نے آکر اپنی بیوی سے کہا، دیکھا! یہ عورت مجھے نہیں مانتی تھی میں نے اسے کتنی عبرتناک سزا دی...... اللہ کی شان، کہ فرعون کی زوجہ حضرت آسیہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکی تھیں چنانچہ اس نے کہا کہ تو بڑا بدبخت اور ظالم ہے کہ تو نے معصوم بچی کو بھی مروا دیا اور اس کی ماں کو بھی قتل کروا دیا، تجھے ذرا بھی دکھ اور احساس نہیں ہوا۔ جب اس نے لعنت ملامت کی تو وہ کہنے لگا، کیوں، کیا تو بھی موسیٰ کو مانتی ہے؟ ...... ایمان بڑی عجیب نعمت ہوتی ہے۔ یہ پھر چھپایا نہیں جا سکتا، وہ کہنے لگی کہ ہاں، میں بھی اس پر ایمان لا چکی ہوں۔ اس نے متعجب ہو کر پھر پوچھا، تو میری بیوی ہو کر موسیٰ پر ایمان لے آئی۔ انہوں نے کہا، ہاں میں ایمان لے آئی ہوں۔ اس نے کہا، میں تجھے بھی سخت سزا دلواؤں گا۔ وہ کہنے لگیں، جو مرضی کر میں نہیں گھبراؤں گی۔

اب فرعون دوبارہ غصے میں بھرا ہوا واپس آیا اور دوبارہ دربار لگایا۔ وہ غصے میں آکر کہنے لگا کہ دیکھو ایک عورت کا ہم نے یہ حشر کیا، اب ایک اور ہے جسے میں نے لاکھوں عورتوں میں سے چنا کیونکہ وہ سب سے زیادہ خوبصورت تھی اور میں نے اس سے اتنی محبت کی کہ اسے اپنی بیوی اور ملکہ بنایا، اس کی خدمت کے لئے ہر وقت سینکڑوں لڑکیاں تیار رہتی ہیں، اس کے کام آنکھ کے اشارے پر ہوتے ہیں اور وہ کہتی ہے کہ میں موسیٰ پر ایمان لے آئی ہوں، اسے بلواؤ۔ اب پولیس والے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہوئے کہ اب تک تو ملکہ کا اتنا ادب واحترام تھا اور اب فرعون حکم دے رہا ہے کہ اسے گرفتار کر کے لے آؤ۔ بہرحال اسے پکڑ کر لایا گیا۔

فرعون نے اسے کہا، آسیہ! اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں تجھے سب کے سامنے رسوا کر دوں گا۔ وہ کہنے لگی، نہیں، میں نے جو بات کر دی ہے میں اس پر پکی ہوں۔ اس نے کہا، دیکھو میں آپ کو آخری چانس دیتا ہوں، اس وقت تک تو ملکہ ہے اور تیری عزت ہے، میں تجھے اتنا ذلیل کروں گا کہ کسی نے کسی کو اتنا ذلیل نہیں کیا ہوگا۔ اس نے کہا، اب نہیں ہوسکتا، میں اپنی بات پر پکی ہوں۔ چنانچہ اس نے غصے میں آ کر اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ اس کے جسم سے لباس اتار دیا جائے...... اب بتائیں کہ اگر مرد کو مرد کے مجمع میں کہیں کہ تیرا لباس اتار دیں گے تو مرد کو اتنی شرم آتی ہے کہ دل چاہتا ہے کہ زمین پھٹتی اور میں اس سے پہلے اندر اتر جاتا۔ جب مرد کو مجمع میں بے ستر ہونا اتنا برا لگتا ہے تو عورت تو پھر اور بھی حیا والی ہوتی ہے...... لیکن حضرت آسیہ نے کہا کہ تو جو کچھ بھی کر لے میں حق بات پر سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔ چنانچہ ان کے جسم سے لباس اتار دیا گیا۔

اس حالت میں ان سے پھر پوچھا گیا کہ اب مانتی ہو؟ اس نے کہا کہ میں نہیں مانتی۔ فرعون نے یہ سن کر حکم دے دیا کہ اس کو بھی چومیخا لٹا دو۔ چنانچہ جب اس کو زمین پر لٹانے لگے تو فرعون کہنے لگا کہ اسے ایسے لٹاؤ کہ اس کا چہرہ محل کی طرف رہے تاکہ اس کو احساس رہے کہ اب میں کبھی اس محل میں داخل نہیں ہوسکوں گی۔ بالآخر فرعون کے حکم کے مطابق اس کا چہرہ محل کی طرف کر کے لٹا دیا گیا۔ بادشاہ نے پھر پوچھا، اب مانتی ہو؟ وہ کہنے لگی، نہیں مانتی۔ اس نے آدمیوں کو بلایا اور کہا کہ زندہ حالت میں اس کے جسم کے اوپر سے کھال اتار دی جائے...... اس زمانے میں بلیڈ کے ساتھ بہت باریکی سے اوپر کی کھال اتار دی جاتی تھی...... چنانچہ اس کی کھال

www.besturdubooks.wordpress.com

اتار دی گئی۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ پورے بدن کی کھال اتارنے تک وہ زندہ رہی۔ لیکن جب کھال اتر جائے تو اس جگہ پر ہوا بھی لگے تو درد ہوتا ہے۔ لہٰذا ذرا سوچیں کہ اس کے جسم کو کتنی تکلیف ہو رہی ہوگی۔ وہ مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔

فرعون نے کہا، اب بتاؤ، اب نہ تو تجھے محل مل سکتا ہے اور نہ میں مل سکتا ہوں یہ نعمتیں تم سے چھین لی گئی ہیں، کیا اب مانتی ہو؟ اس نے کہا، میں ہرگز نہیں مانتی۔ فرعون کو غصہ تھا۔ لہٰذا اس نے مرچیں لانے کا حکم دے دیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ پسی ہوئی مرچیں منگوا کر اس کے جسم پر ڈالی گئیں۔ جب مرچیں ڈالی گئیں تو اس نے اور بھی زیادہ تڑپنا شروع کر دیا۔ بالآخر اس تڑپنے کی حالت میں اس نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی۔

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ (التحریم:۱۱)

[اے رب! بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں]

بی بی آسیہ نے دعا میں کہا کہ اے اللہ! اس فرعون نے مجھے اپنے گھر سے دھکا دے دیا ہے اور کہا ہے کہ اب تو اس محل میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اے اللہ! مجھے یہ محل نہیں چاہیے، اے پروردگار! مجھے جنت میں اپنے قرب میں ایک مکان عطا فرما دیجیے...... یہ دعا مانگنے کے بعد بی بی آسیہ شہید ہو گئیں۔

اب اللہ تعالیٰ کی قدردانی دیکھئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ معراج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، ایک وادی میں سے گزرے تو بڑی خوشبو آئی۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا، جبرائیل! یہ خوشبو کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! اس جگہ پر ایک عورت کی قبر ہے جو فرعون کی بیوی اور بیٹیوں کے بالوں کو ٹھیک کیا کرتی تھی، اس کی قبر کو اللہ نے جنت کا باغ بنا دیا اور اب اس کی خوشبو سے پوری وادی کو مہکایا ہوا ہے...... اللہ اکبر...... اس کی قبر کی خوشبو نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام نے سونگھی۔

بی بی آسیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدردانی کا کیا معاملہ ہوا؟ انہوں نے یہ دعا مانگی تھی۔ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ (التحریم: ۱۱) اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی قدردانی فرمائی کہ جب نبی اکرم ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا فوت ہونے لگیں تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، خدیجہ! اگر تم فوت ہوگئی تو پھر جنت میں جاؤ گی، تم وہاں میری بیویوں کو سلام دے دینا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر بڑی حیران ہوئیں اور پوچھنے لگیں، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں دنیا میں آپ کی پہلی بیوی ہوں، وہ بیویاں کون ہیں جن کو سلام دینے کے لئے آپ نے یوں فرمایا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم جنت میں پہنچ چکی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں میری بیویاں بنا دیا ہے۔ اللہ کی قدردانی دیکھئے کہ بی بی آسیہ نے اللہ تعالیٰ سے مکان مانگا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو گھر تو دے ہی دیا ساتھ گھر والا بھی عطا فرما دیا اور گھر والا بھی ایسا دیا جو اس کا اپنا محبوب ﷺ تھا...... سبحان اللہ...... فرعون نے اپنے گھر سے نکالا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ صرف اپنے قرب میں جگہ دی بلکہ فرعون بے ایمان کی بجائے اللہ نے ان کو اپنے محبوب سید الاولین والآخرین کی بیوی بنا دیا...... تو معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی بندہ اللہ کے لئے قربانی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ قدردان ہیں اور وہ اس کی امیدوں سے بڑھ کر اس کی قدردانی فرماتے ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر انعاماتِ خداوندی

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا گھر بنایا جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ

[اور یاد کرو جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل اور

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے] (البقرۃ:۱۲۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ رب العزت کا گھر بنایا۔ اللہ رب العزت نے اس کو اتنا پسند فرمایا کہ ان کو ابوالانبیاء (انبیاء کا باپ) بنا دیا۔ چنانچہ ان کی آنے والی نسلوں میں سے دس ہزار سے زیادہ انبیائے کرام تشریف لائے۔ جو عزت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی وہ بہت ہی انوکھی تھی۔ ان کی شخصیت سمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں یعنی دنیا کے تینوں مذاہب کے نزدیک قابل احترام ہے۔ گویا انہوں نے اللہ کے لئے کام کیا اور رب کریم نے ان کو اس کام پر اجرت بھی دی۔ کیونکہ جو کریم ہوتا ہے وہ بندے کی مزدوری کی اجرت دیتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی مزدوری کی اجرت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرۃ:۱۲۴)

[میں آپ کو تمام انسانوں کا امام بناتا ہوں]

یہ اجر تو گھر بنانے کا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی امید سے بڑھ کر ایک اور اجر بھی دیا۔ وہ یہ کہ جس جگہ پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر اللہ کا گھر بنایا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے قدموں کے نشانات کی اس جگہ کو بعد میں آنے والوں کے لئے مصلّٰی بنا دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی (البقرۃ:۱۲۵)

[اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ]

گویا فرمایا، اے ابراہیم! تو نے اس جگہ پر کھڑے ہو کر میرا گھر بنایا، میں وہ پروردگار ہوں کہ تیرے قدموں کے نشانات کے قریب کی زمین کو بعد میں آنے والوں کے لئے سجدہ گاہ بنا دیتا ہوں۔ یہ ہوتی ہے قدر دانی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بی بی ہاجرہ کا توکل اور اس کی قدردانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ رب العزت کے حکم پر بی بی ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو ملک شام سے لا کر بیت اللہ شریف کے قریب ایسی جگہ پر آباد کرتے ہیں کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ (ابراھیم: ۳۷)

جب وہاں سے چلنے لگے تو اہلیہ صاحبہ پوچھنے لگیں، آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوبارہ پوچھنے پر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ پوچھا، کیا آپ ہمیں اللہ رب العزت کے حکم کی وجہ سے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ اب انہوں نے جواب دیا، جی ہاں۔ جب انہوں نے یہ بتایا تو بی بی ہاجرہ فرمانے لگیں کہ اگر آپ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں فرمائیں گے۔ اب دیکھیے اللہ کی ایک بندی اللہ پر توکل کرتی ہے اور ایسی جگہ جہاں پانی نہیں ملتا اور کوئی سبزہ دکھائی نہیں دیتا، وہ اللہ کے نام پر وہاں رہنے کا ارادہ کر لیتی ہے۔ رب کریم کی قدردانی دیکھیے کہ یہی نہیں کہ صرف ان کو پینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پانی عطا کیا بلکہ زم زم کا ایک ایسا چشمہ جاری فرما دیا کہ جس سے آج پوری دنیا کے مسلمان اپنے گھروں میں بیٹھ کر زم زم پیا کرتے ہیں۔ کہاں علاقے کے لئے پانی نہیں تھا اور کہاں ایسا چشمہ کہ کم و بیش بیس لاکھ آدمی حج پر جاتے ہیں اور کم و بیش ہر بندہ اپنے ساتھ زم زم کا پانی بھر کر لاتا ہے۔ اے مالک! وہ کیسا چشمہ ہے جو اتنے بندوں کی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔

ایک دفعہ ہمیں زم زم کے کنویں میں دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ کیونکہ کتابوں میں لکھا ہے کہ اس میں دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ ہمارے ایک قریبی دوست کی وہاں ڈیوٹی تھی۔ وہ ہمیں لے کر گئے جب وہ ہمیں اندر لے گئے تو انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا کہ اندر جھانک کر دیکھیں۔ انہوں نے وہاں خاص لائٹوں کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ جب انہوں نے تیز لائٹیں اندر ڈالیں اور ہم نے اندر جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کی گہرائی تو اتنی نہیں ہے مگر نیچے سے جیسے پائپ میں سے پانی آ رہا ہوتا ہے تو اس طرح ہمیں دھاریں نظر آئیں۔ ہم نے اس سے پوچھا، جی یہ کیا معاملہ ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ہم عام لوگوں میں یہ بات نہیں کرتے، مجھے کئی مرتبہ زم زم میں نیچے جانے کا موقع ملا، نیچے سات جگہیں ایسی ہیں جہاں سے پانی ابل رہا ہے۔ واہ میرے مولا! آپ کتنے قدردان ہیں کہ بی بی ہاجرہ کی توکل کے صدقے پوری مخلوق کو زم زم پہنچا رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی دعا کی قدردانی

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مکہ مکرمہ سے لوٹ کر مدینہ منورہ کی طرف آ رہے تھے۔ راستے میں رات آ گئی۔ پڑاؤ ڈالا۔ آپ کھلے میدان میں سوئے ہوئے تھے۔ اچانک آپ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آسمان پر چودھویں کا چاند نور برسا رہا تھا۔ جب سیدنا عمرؓ نے آسمان کے چاند کو دیکھا تو انہیں بے اختیار مدینہ کا چاند یاد آ گیا۔ نبی ﷺ کا خیال آتے ہی اٹھ بیٹھے، اس وقت تنہائی تھی، ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، آسمان سے نور برس رہا تھا، قبولیتِ دعا کا موقع محسوس ہو رہا تھا۔ اس وقت سیدنا عمرؓ نے اللہ رب العزت کے سامنے اپنے دل کا راز کھولا اور اپنے دل کی تمنائیں بیان کی۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ قَبْرِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ

[اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرمائیے اور میری قبر محبوب

ﷺ کے شہر میں بنا دیجئے]

اب حضرت عمرؓ نے تو اتنا ہی مانگا تھا، ان کو شہادت تو کسی جگہ بھی مل سکتی تھی، چاہے پہاڑی کی چوٹی پر ملتی چاہے کسی میدان میں ملتی، مگر اللہ تعالیٰ قدردان ہیں، اللہ تعالیٰ ں نے ان کی تمنا کو پورا کیا، مگر پورا بھی کس انداز میں کیا کہ

......سیدنا عمرؓ باوضو ہیں

......مصلّٰی نبوی پر کھڑے ہیں

......قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں۔

اس قرب اور احسان کی کیفیت میں اللہ رب العزت نے حضرت عمرؓ کو شہادت عطا فرما دی۔ وہ زخم اسی وقت لگا تھا جو شہادت کا سبب بنا تھا۔ مصلّٰی نبوی پر شہادت کا رتبہ عطا فرما دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدردانی نہیں تو اور کیا ہے۔ انہوں نے تو فقط شہادت مانگی تھی مگر ان کی امید سے بڑھ کر ان کے ساتھ خیر کا معاملہ کیا گیا۔

انہوں نے دوسری دعا یہ مانگی تھی کہ اے اللہ! میری قبر اپنے محبوب ﷺ کے شہر میں بنا دینا۔ اگر قبر جنت البقیع میں بن جاتی تو تب بھی دعا پوری ہو جاتی مگر اللہ تعالیٰ قدردان ہیں...... اللہ تعالیٰ نے ان کو قبر کے لئے کہاں جگہ عطا فرمائی؟...... اللہ تعالیٰ نے انہیں

......ریاض الجنۃ میں

......نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرہ میں

......اور محبوب ﷺ کے قدموں میں

دفن ہونے کی جگہ عطا فرما دی...... اللہ رب العزت کی طرف سے ان کی یہ قدردانی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت زید رضی اللہ عنہ پر عنایت و بخشش

حضرت زید رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ بچپن میں ہی کسی نے ان کو غلام بنالیا۔ بالآخر وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے اور وہ وہیں رہنے لگے۔ ان کے والد ان کے بارے میں بہت فکر مند ہوئے۔ وہ ان کو ڈھونڈتے، روتے اور اشعار کہتے تھے۔ کسی نے بتا دیا کہ آپ کا بیٹا تو فلاں جگہ پر موجود ہے۔ چنانچہ ان کے والد اور چچا ان کو لینے کے لئے وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے زید رضی اللہ عنہ سے آ کر ملاقات کی اور انہیں سمجھایا کہ میں بھی تیرے لئے اداس ہوں، تمہاری والدہ بھی اداس ہے اور دوسرے رشتہ دار بھی اداس ہیں۔ ہم نے تیری خاطر بہت سفر کیے، بہت سی مشقتیں اٹھائیں، اب آپ قسمت سے مل گئے ہیں، چنانچہ اب ہمارے ساتھ چلیں۔ چونکہ وہ انہیں بغیر اجازت کے نہیں لے جا سکتے تھے اس لئے ان کو سمجھانے کے بعد وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ

"اے قریش کے سردار! آپ بنو ہاشم کی اولاد بڑے کریم لوگ ہیں، آپ مہمان نواز ہیں اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے والے ہیں، ہمارا بچہ آپ کے پاس ہے، آپ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم سکون کی زندگی گزار سکیں۔"

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"میں یہ اختیار زید رضی اللہ عنہ کو دیتا ہوں، اگر یہ آپ کے ساتھ جانا چاہے تو اسے جانے کی اجازت ہے اور اگر یہ میرے پاس رہنا چاہے تو میں زبردستی بھیجنا نہیں چاہتا۔"

جب حضرت زید کے ذمے بات لگی تو انہوں نے ایک نظر اپنے والد کے چہرے پر ڈالی اور ایک نظر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ڈالی اور اٹھ کر نبی علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

الصلوٰۃ والسلام کی گود مبارک میں آ کر بیٹھ گئے اور ایک بچہ ہونے کے باوجود کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں آپ سے جدا نہیں ہونا چاہتا۔ جب وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں بیٹھ گئے تو اللہ کے محبوب ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے،

''آج سے میں نے زید کو اپنا بیٹا بنالیا۔''

سبحان اللہ، حضرت زید ؓ نے اپنے باپ کی گود کی بجائے نبی علیہ السلام کی گود کو پسند کیا، اللہ رب العزت کی قدر دانی دیکھئے کہ صحابہ کرام ؓ ان کو پوری زندگی ''زید بن محمد ﷺ'' کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک رشتہ دار عورت سے ان کی شادی کر دی تھی۔ نہ صرف یہی بلکہ تمام صحابہ میں سے صرف آپ کا نام قرآن مجید میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (الاحزاب:۳۷)

[پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض، ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دے دیا]

صحابہ کرام ؓ ان کا بڑا اکرام کرتے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید ؓ کا مقام

حضرت زید ؓ کے بیٹے اسامہ ؓ تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر کتنی مہربانی فرمائی کہ ان کے بیٹے کو امیر لشکر بنا کر بھیجا۔ حالانکہ صحابہ ؓ میں بڑے بڑے اکابر موجود تھے۔ لیکن یہ چھوٹی عمر میں امیر بن کے جا رہے تھے۔ اللہ کی شان کہ نبی علیہ السلام نے ان کے ہاتھ میں جھنڈا پکڑایا اور انہیں لشکر کا امیر بنایا۔

حضرت عمر ؓ کا زمانہ تھا۔ کچھ صحابہ کرام کو بیت المال سے کچھ ہدیہ ملا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس ہدیے کے تعین کی ضرورت پیش آئی تو اسامہ بن زید ؓ اور عبداللہ بن

www.besturdubooks.wordpress.com

عمر ﷺ کے نام سامنے آئے۔ عبداللہ ﷺ نے نبی علیہ السلام کی بہت خدمت کی۔ وہ امام المحدثین تھے، اور علم میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ صحابہ میں ان کا ایک مقام تھا۔ لوگ ان کے پاس حدیث کی روایت کے لئے آتے تھے۔ حضرت عمر ﷺ نے ان کا ماہانہ تھوڑا متعین کیا اور اسامہ بن زید ﷺ کا ماہانہ زیادہ مقرر کر دیا۔ وہ بڑے حیران ہوئے۔ انہوں نے آ کر اپنے والد سے پوچھا، ابا جان! آپ نے اسامہ بن زید ﷺ کا ماہانہ زیادہ مقرر کیا اور میرا کم متعین فرما دیا۔ اس پر حضرت عمر ﷺ نے عجیب جواب دیا۔

"بیٹا میں نے یہ کام اس لئے کیا کہ تیری نسبت اسامہ اور تیرے باپ کی نسبت اسامہ کا باپ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کو زیادہ محبوب تھا"

یہ تو ان کا اپنا قول ہے مگر بتانے کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ ان کے والد کو نبی علیہ السلام نے اپنا بیٹا بنالیا تھا اور ان کو قرب کی ایک نسبت مل گئی تھی اس لئے حضرت عمر ﷺ نے اس نسبت کا لحاظ رکھا اور انہوں نے اپنے بیٹے کی بہ نسبت ان کا ماہانہ زیادہ متعین فرما دیا...... یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدردانی ہے۔

حضرت سلمان فارسی ﷺ کی بے مثال حوصلہ افزائی

حضرت سلمان فارسی ﷺ ایک صحابی ہیں۔ وہ ایران میں رہتے تھے۔ آتش پرست تھے۔ ان کے والد کا ایک ہی کام تھا کہ وہ ہر وقت آگ جلائے رکھتے تھے۔ وہ آگ کو بجھنے نہیں دیتے تھے...... ان بیچاروں کا خدا کہیں بجھ نہ جائے لہٰذا اس کو لکڑیاں دینی پڑتی ہیں ...... اس نے حضرت سلمان فارسی ﷺ سے کہا کہ بیٹا! آپ کا بھی ایک ہی کام ہے کہ آگ جلتی رہنا چاہئے۔ یہ اچھے بھلے بڑی عمر کے ہو گئے مگر ان کو باہر کی دنیا کا پتہ ہی نہیں تھا۔

ایک مرتبہ ان کا والد بیمار ہو گیا۔ اس نے ان کو بھیجا کہ زمینوں پر جاؤ، وہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے پیسے لے کر آنے ہیں، لیکن یاد رکھنا کہ سیدھا جانا اور سیدھا آنا، وقت ضائع نہ کرنا۔ انہوں نے پہلے کبھی باہر نکل کر نہیں دیکھا تھا، اب ان کو باہر نکلنے کا موقع ملا۔ چنانچہ جب باہر نکل کر جارہے تھے تو ایک راہب (عیسائیوں کا عالم) ان کو مل گیا۔ انہوں نے اس راہب سے راستہ پوچھا۔ ان کی آپس میں بات چیت ہونے لگی۔ راہب نے ان سے پوچھا کہ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے بتادیا۔ اس طرح بات چیت سے ان کو راہب کے ساتھ ایک تعلق ہوگیا۔ اس نے کہا کہ یہاں قریب ہی ایک چرچ ہے، میں وہاں پر ہوتا ہوں، تجھے جب موقع ملے میرے پاس سے ہو کر جایا کرو۔ چنانچہ وہ جب بھی ادھر آتے جاتے وہ اس کو مل کر جاتے۔

راہب نے ان کے سامنے عیسائیت کی تعلیمات پیش کیں۔ اس وقت عیسائی مذہب سچا مذہب تھا۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ مذہب بالکل ٹھیک ہے لہٰذا میں یہ مذہب اختیار کروں گا۔ یہ اس سے پوچھنے لگے کہ کیا میں یہ تعلیم حاصل کرسکتا ہوں؟ اس نے کہا کہ، ہاں، مگر ہمارے بڑے عالم فلاں شہر میں رہتے ہیں، اگر آپ نے علم حاصل کرنا ہے تو ان کے پاس چلے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس کیسے جاؤں گا؟ راہب نے کہا کہ وہاں قافلے جاتے ہیں، جب اگلا قافلہ جائے گا تو میں آپ کو اس قافلے والوں کے ساتھ بھیج دوں گا۔ وہ کہنے لگے کہ، ٹھیک ہے، بس مجھے اطلاع دے دینا، میں گھر سے آجاؤں گا کیونکہ اگر میں یہاں رہا تو ابو مجھے آگ جلانے پر ہی رکھیں گے اور اس کی وجہ سے میری زندگی بھی نہیں سنورے گی لہٰذا بہتر ہے کہ میں وہاں جاکر علم حاصل کرلوں۔

جب قافلہ جانے لگا تو اس راہب نے ان کو اطلاع کردی اور یہ قافلے کے ساتھ وہاں چلے گئے۔ جس کے پاس گئے وہ بڑی عمر کا عالم تھا۔ انہوں نے اس عالم سے تقریباً ایک سال تک پڑھا اور اس کے بعد وہ فوت ہوگئے۔ حضرت سلمان فارسی

www.besturdubooks.wordpress.com

ؓ بڑے پریشان ہوئے کہ میں ان سے پڑھنے آیا تھا اور یہ فوت ہوگئے ہیں۔

پھر وہ ان سے بھی بڑے عالم کے پاس گئے۔ وہ بھی بوڑھے ہو چکے تھے۔ ان کے پاس کچھ عرصہ پڑھا ہی تھا کہ وہ بھی بیمار ہو گئے۔ لہٰذا انہیں پھر پریشانی ہوئی۔ اسی پریشانی کے عالم میں ان سے پوچھا کہ اب میں کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں، آپ میرے بعد فلاں سے علم حاصل کر لینا۔ چنانچہ جب وہ عالم فوت ہوئے تو وہ تیسرے کے پاس چلے گئے۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ تیسرا بھی بوڑھا تھا وہ بھی بیمار ہو گیا۔ اب تو حضرت سلمان فارسی ؓ رونے لگے کہ پتہ نہیں یہ کیا معاملہ ہے کہ میں جدھر بھی جاتا ہوں ادھر استاد مجھے داغ مفارقت دے جاتے ہیں۔ اس نے کہا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں آپ کو ایک پکی بات بتاتا ہوں۔ اب تجھے کسی استاد کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ انہوں نے پوچھا، وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جس میں نبی آخر الزماں ﷺ نے تشریف لانا ہے، میں نشانیاں بتا دیتا ہوں لہٰذا آپ کوشش کر کے اس علاقے میں چلے جائیں جہاں انہوں نے آنا ہے، وہاں جا کر ان سے تعلیم حاصل کرنا۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ اس نے انہیں وہ نشانیاں بھی بتا دیں اور ایک قافلہ والوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ بھی کر دیا۔ اس زمانے میں مدینہ کو یثرب کہا جاتا تھا۔

قافلہ والوں نے درمیان میں بدعہدی کی کہ یہ بچہ ہے اور اس کا کوئی ولی وارث نہیں، انہوں نے مدینہ منورہ پہنچ کر انہیں ایک غلام کی حیثیت سے بیچ دیا اور انہیں ایک یہودی نے خرید لیا۔ ان کا وہاں کوئی واقف نہ تھا۔ البتہ انہوں نے جب یہ علاقہ دیکھا اور ان نشانیوں کو دیکھا جو ان کے استاد نے انہیں بتائی تھیں تو ان کو تسلی ہو گئی کہ یہ علاقہ وہی ہے جہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لانا ہے۔ چنانچہ دل میں فیصلہ کر لیا کہ اب میں یہیں رہوں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس یہودی کا کھجوروں کا ایک باغ تھا۔ وہ سارا دن اس میں کام کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کھجور کے ایک درخت پر چڑھ کر کھجور اتار رہے تھے کہ اس یہودی کا ایک دوست اسے ملنے آیا۔ وہ اس یہودی کے ساتھ مل کر باتیں کرنے لگا۔ باتوں ہی باتوں میں وہ کہنے لگا کہ مکہ سے ایک آدمی یہاں آئے ہیں اور وہ نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ جب انہوں نے نبوت کے یہ الفاظ سنے تو انہوں نے شوق میں اوپر سے نیچے چھلانگ لگا دی کیونکہ وہ پہلے ہی ایسی خبر پانے کے منتظر تھے...... ماشاء اللہ! بچوں کا کام ایسا ہی ہوتا ہے...... آ کر اس یہودی سے پوچھنے لگے کہ جی! وہ کون سے نبی تشریف لائے ہیں۔ یہودی نے جب یہ سنا تو اس نے انہیں زور سے ایک تھپڑ لگایا اور کہا کہ جا تو اپنا کام کر۔ ان کو چھلانگ لگانے سے پاؤں میں تکلیف ہو رہی تھی، ساتھ ہی تھپڑ کی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی۔ پھر جا کر خاموشی سے کام کرنے لگے۔ پھر اس سوچ میں پڑ گئے کہ اب میں کیا کروں۔ بالآخر ان کے دل میں یہ بات آئی کہ مجھے ہفتے میں ایک دن چھٹی ہوتی ہے، میں اس دن جا کر بستی والوں سے پوچھوں گا کہ کون آئے ہیں۔ چنانچہ وہ چھٹی کے دن بستی میں پہنچے اور پوچھتے پوچھتے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچ گئے اور زیارت کر کے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔

ان کو استاد نے نبی آخر الزمان ﷺ کی دو نشانیاں بتائی ہوئی تھیں ایک نشانی تو یہ کہ وہ ہدیہ قبول کر لیں گے اور دوسری نشانی یہ کہ وہ صدقہ کا مال قبول نہیں فرمائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کچھ پیسے لا کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیے اور عرض کیا کہ یہ صدقہ کے پیسے ہیں آپ قبول فرما لیجیے۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا، نہیں ہم تو صدقہ نہیں لیتے...... ایک نشانی پوری ہو گئی...... پھر کسی دوسرے موقع پر عرض کیا، جی یہ ہدیہ قبول فرما لیجیے۔ آپ ﷺ نے وہ ہدیہ قبول فرما لیا......

www.besturdubooks.wordpress.com

اس طرح دوسری نشانی بھی پوری ہوگئی۔ ماشاءاللہ اب ان کے دل کو تسلی ہوگئی اور کلمہ پڑھ کر آپ ﷺ کے غلاموں میں شامل ہو گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اپنی کیفیت بیان کی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم آتے رہا کرو۔ چنانچہ شروع میں انہوں نے اپنے ایمان کو چھپایا۔ وہ چھٹی کے دن محبوب ﷺ کی خدمت میں آجاتے اور دن گزار کر چلے جاتے۔

کچھ عرصہ بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نے اتنا جوش مارا کہ کہنے لگے کہ اب تو مجھ سے جدا نہیں رہا جا سکتا۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس یہودی سے جا کر طے کرلو، وہ جو شرط بھی لگائے کہ وہ تمہیں اتنے پیسے لے کر چھوڑ دے گا، وہی شرط طے کرلو۔ چنانچہ انہوں نے جا کر اسے کہا کہ جی آپ مجھے آزاد کردیں، اس کے بدلے آپ جو رقم کہیں وہ ادا کردوں گا یا جو کام کہیں گے وہ کردوں گا۔

وہ یہودی بڑا تیز تھا۔ اس نے کہا، میں دو شرطوں پر آپ کو آزاد کرتا ہوں۔ ایک شرط تو یہ ہے کہ کھجوروں کے تین سو درخت لگاؤ، جب وہ پھل دینا شروع کردیں گے تب پہلی شرط پوری ہو جائے گی۔ اس کا خیال تھا کہ اگر آج درخت لگائیں تو پھل لگنے میں کئی سال لگ جائیں گے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ تم تین اوقیہ سونا مجھے دینا۔ اس کا خیال تھا کہ اتنے سونے میں تو پچاس غلام آجاتے ہیں۔ یہ کہاں سے اتنا دے سکے گا۔

انہوں نے اس کی یہ دونوں شرطیں قبول فرمالیں اور آکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھی بتادیا......وہ ابھی ادھر ہی بیٹھے تھے کہ ایک آدمی نے سونے کا ایک ڈلا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سونا ان کو دے دیا اور فرمایا، سلمان! اللہ تعالیٰ نے تیرا کام

www.besturdubooks.wordpress.com

آسان کر دیا ہے، جاؤ اور اسے یہ دے دو۔ اب یہ لے گئے اور اس یہودی کو جا کر وہ سونا دے دیا۔ سونے کا وہ ڈلا دیکھنے میں تو چھوٹا سا لگتا تھا لیکن جب اس نے وزن کیا تو بالکل پورا نکلا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ اس نے سوچا کہ شاید ترازو میں کوئی خرابی ہو۔ چنانچہ اس نے ترازو کو ٹھیک کیا اور پھر تولا۔ پھر وزن پورا نکلا۔ اس طرح اس نے کئی بار وزن کیا اور ہر بار وزن برابر نکلا۔ بالآخر وہ حیران ہو کر کہنے لگا، چلو ٹھیک ہے، اب کھجوروں کا باغ لگاؤ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم زمین تیار کر دو اور ہمارا انتظار کرنا، ہم آ کر تمہارے ساتھ کھجوریں لگوائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر ان کے ساتھ کھجوریں لگوائیں اور ان کھجوروں نے اسی سال پھل اٹھا لیا۔ اللہ اکبر!!!...... جب دونوں شرطیں پوری ہو گئیں تو اسے آزاد کرنا پڑا۔

آزاد ہو کر وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آ گئے اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، اب تم اصحاب صفہ میں شامل ہو جاؤ...... جو فقراء مکہ مکرمہ، حبشہ اور دوسری جگہوں سے ہجرت کر کے آئے ہوئے تھے ان کے لئے ایک چبوترہ سا بنا ہوا تھا، اس پر وہ رہتے تھے، ان کو اصحاب صفہ (چبوترہ والے) کہا جاتا تھا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی انہی میں شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے اور ان کے مانیٹر بن گئے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا قدر دانی عطا فرمائی۔

اپنا گھر کس لئے چھوڑا تھا؟...... اللہ تعالیٰ کے لئے

اپنے رشتہ داروں کو کس لئے چھوڑا تھا؟...... اللہ تعالیٰ کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو جس نے اپنا گھر بار اور اپنے رشتہ دار اللہ کی رضا کے لئے چھوڑے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی اتنی قدردانی فرمائی کہ ایک وقت ایسا آیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

السلمان منا اهل البيت

[سلمان تو ہمارے اہل بیت میں سے ہے]

تو اللہ کے محبوب ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل بیت میں شامل فرمالیا۔ ......اللہ اکبر!!!......رشتہ داروں کو چھوڑا تو اللہ رب العزت نے ان کی نسبت کن کے ساتھ کر دی؟ اہل بیت کے ساتھ۔

☆......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر شفقت ومہربانی

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ایک صحابیؓ ہیں۔ ان کی اٹھتی ہوئی جوانی تھی۔ وہ بہت ہی خوبصورت تھے۔ وہ دوستوں کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ ان کے والد فوت ہو چکے تھے اور وہ چچا کے پاس رہتے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ میں اپنے گھر والوں کے سامنے اپنے اسلام لانے کا اظہار نہیں کروں گا۔ لیکن ایمان کوئی چھپنے والی چیز نہیں ہے۔ کہتے ہیں نا کہ عشق اور مشک نہیں چھپتا۔ یہ ایمان بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی نہیں چھپتا۔ چچا نے کہا کہ لگتا ہے کہ تم مسلمان ہو گئے ہو۔ فرمایا، ہاں۔ اس نے کہا، اگر تم اس گھر میں رہنا چاہتے ہو تو تم واپس کفر پر آجاؤ اور اگر نہیں آنا تو پھر گھر سے چلے جاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ میں گھر سے تو جا سکتا ہوں لیکن دوبارہ کفر پر نہیں آ سکتا۔ اس نے کہا، پھر گھر چھوڑ دو۔ اس نے پھر یہ بھی کہا کہ تم نے جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں یہ بھی تمہیں میں نے لے کر دیئے تھے لہٰذا یہ بھی اتار دو۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے انہیں پکڑ کر مارا بھی سہی اور لباس بھی پھاڑ کر اتار دیا اور انہیں بالکل بے لباس حالت

میں گھر سے دھکا دے دیا۔

ان کی والدہ کو دکھ تو ہوا مگر بول نہیں سکتی تھیں۔ لہٰذا اس نے بہانے سے ایک چادر پھینک دی کہ میرا بیٹا کم از کم اپنا ستر تو چھپا لے گا۔ چنانچہ انہوں نے وہ چادر اٹھا لی اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ایک کو تہہ بند کی طرح باندھ لیا اور ایک اوپر لپیٹ لیا...... یہ وہ نوجوان تھا جو قیمتی کپڑے پہنتا تھا اور لوگ اس کے حسن و جمال کی مثالیں دیا کرتے تھے، آج وہ دو چادروں میں لپٹ کر اپنے گھر سے جا رہا تھا۔ اسی وجہ سے انہیں ذوالبجادین یعنی ''دو چادروں والے'' کہا جاتا ہے...... چادریں لپیٹ کر سوچا کہ کہاں جاؤں؟ دل نے کہا کہ ایک ہی تو ہستی ہے جن سے محبت کا سودا کیا ہے اور کہاں جانا ہے، جن کی خاطر گھر چھوڑا اب انہی کے در کو جا کر پکڑ لیتا ہوں۔ چنانچہ مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

اس وقت اللہ کے محبوب مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عبداللہؓ اس حالت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے پہچان لیا کہ

؎ دونوں جہاں کسی کی محبت میں ہار کے
وہ آ رہا ہے کوئی شب غم گزار کے

حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے کہ مجھے مارا گیا، لباس اتارا گیا اور گھر سے نکال دیا گیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اب اصحاب صفہ کے ساتھ رہو۔ چنانچہ انہوں نے اصحاب صفہ کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔

ان کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ حتیٰ کہ وہ اس محبت میں مغلوب الحال ہو کر کبھی کبھی اونچی آواز سے اللہ اللہ کا ذکر کرنے لگ

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے سنا تو فرمایا، عبداللہ! اتنی اونچی آواز میں ذکر نہ کیا کرو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا تو فرمایا،

”عمر! عبداللہ کو کچھ نہ کہو، یہ جو کچھ کرتا ہے اخلاص کے ساتھ کرتا ہے۔“

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہؓ بھی ساتھ تھے۔ وہ راستے میں ایک جگہ بیمار ہو گئے۔ جب نبی علیہ السلام کو پتہ چلا کہ عبداللہؓ بیمار ہیں تو آپ ﷺ ابوبکرؓ و عمرؓ کے ہمراہ عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ وہاں تشریف لائے تو یہ ان کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔ روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہؓ کے سر کو اپنی مبارک گود میں رکھ لیا۔ سبحان اللہ، یہ ایسے خوش نصیب صحابی ہیں کہ ان کا سر نبی علیہ السلام کی مبارک گود میں ہے اور ان کی نگاہیں نبی علیہ السلام کے چہرہ اقدس پر لگی ہوئی ہیں، نبی علیہ السلام ان سے محبت کی باتیں فرما رہے ہیں اور تسلیاں دے رہے ہیں۔ اسی تسلی دینے کے دوران ان کا آخری وقت آ گیا اور ان کی روح اس حالت میں نکلی کہ ان کی نگاہیں نبی علیہ السلام کے مبارک چہرے پر تھیں اور سر نبی علیہ السلام کی مبارک گود میں تھا۔ گویا کہ وہ زبانِ حال سے یوں کہہ رہے تھے،

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

اسی مضمون کو کسی اور شاعر نے یوں بیان کیا ہے،

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

جب روح پرواز کر گئی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ کو نہلا دو۔ چنانچہ صحابہؓ ان کو نہلانے میں مشغول ہو گئے تو نبی علیہ السلام نے اپنی چادر

www.besturdubooks.wordpress.com

مبارک بھجوائی اور فرمایا کہ عبداللہ کو میری اس چادر میں کفن دینا۔

اب اللہ تعالیٰ کی قدر دانی دیکھئے کہ جس بدن کو اللہ کے لئے بے لباس کیا گیا تھا، اسی بدن کو اللہ کے محبوب ﷺ کی مبارک چادر سے ڈھانپا گیا...... اللہ اکبر!!!

...... نبی علیہ السلام نے جنازہ پڑھایا۔ قبر کھودی گئی۔ شریعت کا حکم ہے کہ میت کو قبر میں اتارنے کے لئے وہ بندہ قبر میں پہلے اترے جو اس میت کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو۔ یہ تو اپنے گھر بار اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر آئے تھے۔ اس وقت سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے لیکن اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا سب سے قریبی تو میں ہوں لہٰذا عبداللہ کو قبر میں اتارنے کے لئے میں ہی اس کی قبر میں اتروں گا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام ان کی قبر میں تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ نیچے تشریف لے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

''عمر! اپنے بھائی کو میرے حوالے کر دو اور ان کے اکرام کا خیال رکھنا۔''

چنانچہ انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کے حوالے کیا اور نبی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں میں ان کو لے کر اپنی امانت کو اللہ کے سپرد کر دیا...... دفن تو سب لوگ ہوتے ہیں لیکن یہ دفن ہونا بھی عجیب ہے۔...... اللہ اکبر کبیرا

......کسی کی قبر میں باپ اترتا ہے

......کسی کی قبر میں بیٹا اترتا ہے

......کسی کی قبر میں دوست اترتا ہے

......لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارنے کے لئے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو ان کی قبر میں اتارا۔

جب اللہ کے محبوب ﷺ نے ان کو قبر میں لٹایا تو اس وقت آپ ﷺ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے دعائیہ کلمات کہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تڑپا کے رکھ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ واقعہ سنا کر کہا کرتے تھے کہ ان الفاظ کو سن کر تو میں تڑپ اٹھا اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش! آج عمر کی لاش ہوتی جسے اللہ کے محبوب ﷺ اس طرح دفنا رہے ہوتے۔ پوچھنے والے نے پوچھا، حضرت! وہ کون سی ایسی بات تھی کہ جس کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی؟ فرمانے لگے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو زمین پر رکھا تو دعا میں یہ فرمایا،

''اللہ! میں عبداللہ سے راضی ہوں، تو بھی عبداللہ سے راضی ہو جا۔''

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ بھی قدردان ہیں اور اللہ کے محبوب بھی قدردان ہیں۔

قرضِ حسنہ دینے پر اللہ تعالیٰ کا اظہارِ خوشنودی

ذرا غور کیجئے کہ اگر کوئی اپنے بیٹے کو ہدیہ کے طور پر ایک لاکھ روپیہ دے اور پھر اسے اس میں سے ایک روپے کی ضرورت پڑ جائے کہ کسی کو دینا ہے تو وہ توقع کرتا ہے کہ میں نے اس کو ابھی ایک لاکھ روپیہ دیا ہے اگر یہ ایک روپیہ دے بھی دے گا تو کون سی بڑی بات ہو گی۔ ہم اس کو بڑی بات نہیں سمجھتے لیکن اللہ رب العزت کا احسان دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے خزانوں سے نعمتیں دیں، مال اور رزق دیا، اب اس دیئے ہوئے رزق میں سے اگر اس کو کوئی بندہ اللہ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کر دیتا ہے تو اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ تم نے جو میرے راستے میں خرچ کیا ہے یہ تم نے مجھے قرضِ حسنہ دے دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا،

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (الحدید: ۱۱)

[کون ہے ایسا قرض دے اللہ کو اچھی طرح]

اے مالک! دیا بھی تو آپ نے ہی تھا، اگر ہم نے اس میں سے کچھ آپ کی راہ میں خرچ کر بھی دیا تو کون سی بڑی بات کی۔ مگر نہیں، وہ قدردان ہیں۔ ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

خزانوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (المنافقون:۷)

[اور آسمان اور زمین کے خزانے اللہ کے پاس ہیں]

روزہ دار کی قدر ومنزلت

جب بندہ عبادت کرتا ہے تو اس کی عبادت سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ اس کی قدر دانی فرماتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے جب بندہ روزہ رکھتا ہے اور روزے کی وجہ سے اس کے منہ میں سے مہک آتی ہے تو وہ مہک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے...... اللہ اکبر.. قدر دانی دیکھئے کہ بندے نے اللہ کے حکم پر لبیک کہی، پھر اس کے منہ سے ایسی بو آئی جو کسی کو اچھی نہیں لگتی، مگر نہیں، چونکہ اللہ تعالیٰ کا بندوں کے ساتھ محبت اور احسان کا تعلق ہے اس لئے بندے کے منہ کی بدبو کی بھی قدر دانی فرما رہے ہیں۔

جس کا عمل ہو بے غرض

جس بندے نے بھی "اُن" کی خاطر قربانی دی اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانی کو قبول کر لیا، خواہ وہ عمل چھوٹا تھا یا بڑا تھا۔

جس کا عمل ہو بے غرض
اس کی جزا کچھ اور ہے

وہاں تو یہ دیکھتے ہیں کہ میری رضا کے لئے کیا یا نہیں، چھوٹے بڑے کو نہیں دیکھتے۔ اگر بندہ پہاڑوں جیسے اعمال کر کے جائے گا اور دل میں دکھاوا ہوگا تو اس کے عملوں کو ٹھوکر لگا دیں گے کہ ان کو لے جاؤ، تم نے مدرسے بنائے تھے اور تقریریں کی تھیں تاکہ تمہیں بڑا عالم کہا جائے، فقد قیل (پس وہ کہا جائے گا)، جاؤ، ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس تمہارے لئے کچھ نہیں ہے۔ایسے بے عمل عالم کو اوندھے منہ جہنم میں گرادیا جائے گا۔اور جو بندہ چھوٹا سا کام بھی اللہ رب العزت کی رضا جوئی کے لئے کرے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بھی قدر دانی کی جائے گی۔

زبیدہ خاتون پر نظرِ کرم

ہارون الرشید کی بیوی ''زبیدہ خاتون'' بڑی نیک اور دین دار ملکہ تھی۔اس کو قرآن مجید کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ اس نے اپنے گھر میں تین سو حافظات تنخواہ پر رکھی ہوئی تھیں۔اس نے ان کی تین شفٹیں بنائی ہوئی تھیں۔ہر شفٹ میں ایک سو حافظات ہوتی تھیں۔ان حافظات کو محل کے مختلف کمروں، برآمدوں اور کونوں میں بٹھا دیا جاتا تھا اور ان کا کام اپنی شفٹ میں بیٹھ کر فقط قرآن مجید پڑھنا ہوتا تھا۔اس طرح پورے محل میں ہر وقت سو حافظات کے قرآن پڑھنے کی آواز آتی تھی۔

اس خاتون کو پتہ چلا کہ جب لوگ سفر حج پر جاتے ہیں تو ان کو راستے میں پانی نہیں ملتا، اس لئے وہ اپنے ساتھ سواریوں پر پانی لاد کر لے جاتے ہیں، جب کبھی پانی ختم ہو جاتا ہے تو بسا اوقات لوگ پیاسے رہتے ہیں، بلکہ بعض اوقات تو کئی لوگ فوت ہی ہو جاتے ہیں...... ہر بیوی اپنے خاوند سے فرمائش کر کے کوئی نہ کوئی کام کرواتی ہے......اس نے بھی اپنے خاوند سے کہا کہ میرے دل کی تمنا ہے کہ آپ ایک نہر بنوائیں جو میدانِ عرفات تک پہنچے تاکہ حاجی لوگ جب اس کے قریب سے گزریں تو ان کو پانی ملتا رہے۔ہارون الرشید نے اسکی فرمائش کو پورا کر دیا اور ایک عظیم الشان نہر بنوا دی۔اس نہر سے ہزاروں انسانوں، حیوانوں، چرندوں اور پرندوں نے پانی پیا اور فائدہ اٹھایا۔

ذرا سوچیں کہ کسی کو پانی کا ایک پیالہ پلانا کتنی بڑی نیکی ہے۔قیامت کے دن ایک جہنمی کسی جنتی کو دیکھ کر اسے پہچان لے گا اور کہے گا کہ آپ نے مجھ سے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ پانی مانگا تھا اور میں نے آپ کو پانی کا پیالہ پیش کیا تھا۔ وہ کہے گا، ہاں۔ وہ کہے گا کہ آپ اللہ کے حضور میری شفاعت کر دیجئے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک پیالہ پانی پلانے پر وہ جنتی شفاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس جہنمی کو جہنم سے نکال کر جنت عطا فرما دیں گے۔ ایک پیالہ پانی پلانے کی اللہ رب العزت کے ہاں اتنی قدر ہے۔

انسان تو بالآخر انسان ہے۔ جانور کو پانی پلانا بھی بہت قیمتی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک عورت نے اپنی پوری زندگی کبیرہ گناہوں میں گزار دی تھی۔ ایک مرتبہ وہ کہیں جا رہی تھی، اس نے ایک کتے کو پیاسا دیکھا، گرمی کا موسم تھا، اس کی زبان نکلی ہوئی تھی اور پیاس کی وجہ سے وہ ہانپ رہا تھا۔ اس کے دل میں ترس آیا اور اس نے اپنے دوپٹے کے ساتھ کوئی چیز باندھی اور پانی ڈال کر اس کتے کو پلایا۔ جب کتے نے پانی پیا تو کتے کو ہوش آ گیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آ گیا۔ صرف کتے کو پانی پلانے پر اس کی زندگی کے سب کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دیا گیا۔ اب سوچئے کہ پیاسے کو پانی پلانا کتنا بڑا عمل ہے۔

زبیدہ خاتون نے لاکھوں پیاسوں کو پانی پلایا۔ جب وہ فوت ہوگئی تو وہ کسی کو خواب میں ملی۔ اس نے پوچھا، زبیدہ! تیرا آگے کیا بنا؟ کہنے لگی کہ بس مجھ پر اللہ رب العزت کی رحمت ہوگئی۔ اس نے کہا، ہاں! تیرے تو کام ہی اتنے بڑے تھے، تو نے نہر بنوا کر بہت بڑا کام کیا، تیری تو بخشش ہونی ہی تھی۔ وہ کہنے لگی کہ میری بخشش نہر کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ اس نے پوچھا، وہ کیوں! وہ کہنے لگی کہ جب میرا نہر والا عمل اللہ رب العزت کے سامنے پیش کیا گیا تو پروردگارِ عالم نے فرمایا کہ تم نے تو نہر اس لئے بنوائی تھی کہ تمہارے پاس بیت المال کا پیسہ تھا، اگر نہ ہوتا تو نہیں بنوا سکتی تھی، یہ کوئی ایسا کام نہیں، تم مجھے بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کون سا عمل کیا؟ وہ کہنے لگی کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں یہ سن کر گھبرا گئی کہ میرے پاس تو ایسا کوئی عمل نہیں ہے۔

اس گھبراہٹ میں اللہ رب العزت کی رحمت میری طرف متوجہ ہوئی اور فرمایا، ہاں تیرا ایک عمل ایسا ہے جو تم نے ہمارے لئے کیا تھا۔ وہ عمل یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کھانا کھا رہی تھی، بھوک لگی ہوئی تھی، آپ نے لقمہ توڑا کہ میں اسے اپنے منہ میں ڈال لوں، منہ میں ڈالنے سے پہلے ادھر سے اذان کی آواز تیرے کانوں میں پڑی، تمہارے سر پر پوری طرح دوپٹہ نہیں تھا اور آدھا سر ننگا تھا، اس وقت تیرے دل میں خیال آیا کہ اللہ کا نام بلند ہو رہا ہے اور میرا سر ننگا ہے، تم نے اپنی بھوک کو روکا، لقمہ نیچے رکھا اور اپنے دوپٹے کو ٹھیک کیا اور اس کے بعد لقمہ کھایا، تو نے لقمہ میں جو تاخیر کی یہ میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی، بس اس کی وجہ سے تیری مغفرت کی جاتی ہے ...... سبحان اللہ ...... اللہ رب العزت تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری رضا کے لئے کیا کیا گیا۔ اب یہ عمل دیکھنے میں چھوٹا سا ہے مگر چونکہ اس نے یہ اللہ رب العزت کی رضا کے لئے کیا اس لئے اللہ رب العزت کے ہاں اس کی قدر بھی زیادہ ہوئی۔

ایک بت پرست کی پکار اور اس کی قدر دانی

ایک بت پرست تھا۔ وہ پریشان حال ہو کر ساری رات اپنے بت سے دعائیں مانگتا رہا۔ وہ اس کے سامنے یاصنم یاصنم پکارتا رہا۔ مگر کوئی بات نہ بنی۔ حتیٰ کہ اسے اونگھ آنے لگی۔ اونگھ میں اس کی زبان سے یاصمد یاصمد نکل گیا۔ صمد اللہ رب العزت کا نام ہے۔ جیسے ہی اس نے یاصمد کہا اللہ رب العزت کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور پروردگارِ عالم نے فرمایا،

لَبَّیْکَ یَاعَبْدِیْ [میرے بندے! میں حاضر ہوں]

جب پروردگارِ عالم نے یہ جواب دیا تو فرشتے حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ اے پروردگارِ عالم! وہ ایک بت پرست ہے، وہ ساری رات بت کے نام کی تسبیح جپتا رہا،

www.besturdubooks.wordpress.com

اس نے اونگھ کی وجہ سے غفلت میں یا صمد کہا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا، ٹھیک ہے کہ وہ بت پرست تھا اور ساری رات بت کے نام کی تسبیح جپتا رہا، اس بت نے اس کو کوئی جواب نہ دیا اور اس نے اونگھ میں مجھے پکارا، اگر میں بھی جواب نہ دیتا تو پھر مجھ میں اور بت میں کیا فرق رہ جاتا......اللہ اکبر!!!......جو پروردگار اتنا قدردان ہو، کیا ہمیں اس کی قدردانی کرنی چاہیے یا نہیں کرنی چاہیے۔

بخشش کا پروانہ

ایک مشہور محدث کا واقعہ ہے کہ وفات کے بعد کسی کو خواب میں ملے۔ اس نے پوچھا، حضرت! آپ تو محدث تھے اس لئے مغفرت ہوگئی ہوگی۔ انہوں نے فرمایا، نہیں علم کی وجہ سے مغفرت نہیں ہوئی، ایک اور چھوٹا سا عمل تھا جو پروردگار کو پسند آ گیا۔ اس نے پوچھا، حضرت! آپ کا وہ عمل کون سا ہے جس کی وجہ سے آپ کی مغفرت ہوئی ہے؟ وہ فرمانے لگے کہ میں ایک مرتبہ حدیث پاک لکھ رہا تھا، میں نے اپنے قلم پر سیاہی لگائی تو اس قلم پر ایک پیاسی مکھی آ کر بیٹھ گئی اور اس سیاہی کو پینے لگی، میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں لکھوں گا تو یہ اڑ جائے گی، لہٰذا میں نے تھوڑی دیر کے لئے اس قلم کو ہاتھ میں پکڑ لیا تاکہ وہ مکھی سیاہی کو پی لے۔ وہ مکھی سیاہی پی کر اڑ گئی اور میں نے لکھنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل اتنا پسند آ گیا، چنانچہ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تم نے مکھی کی پیاس کو بجھایا، آج ہم تیری پیاس کو بجھاتے ہیں اور تجھے جنت عطا فرما دیتے ہیں......اب دیکھنے میں یہ عمل کتنا چھوٹا سا ہے لیکن چونکہ اللہ رب العزت کی رضا کے لئے کیا گیا اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو گیا۔

جہنم سے آزادی کی خوشخبری

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک بات لکھی ہے کہ ایک مرتبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں قرآن وحدیث کی روشنی میں وعظ ونصیحت کی باتیں (مکتوبات شریف) لکھ رہا تھا۔ اس دوران میری قلم نے لکھنا چھوڑ دیا۔ میں نے اپنے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر اپنے قلم کو ٹھیک کیا۔ پھر اس کے بعد لکھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد نماز کے لئے وضو کی ضرورت پیش آئی تو میں اٹھ کر بیت الخلاء میں گیا۔ ابھی میں بیت الخلاء میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھنا ہی چاہ رہا تھا کہ میری نظر ہاتھ کے انگوٹھے پر پڑی تو میں نے اس پر سیاہی لگی ہوئی دیکھی۔ یہ دیکھ کر دل میں خیال آیا کہ یہ وہ سیاہی ہے جسے میں قرآن وحدیث کے لکھنے میں استعمال کرتا ہوں، اگر میں یہاں فارغ ہوا اور میں نے استنجا کیا تو یہ سیاہی اس نجس پانی میں شامل ہو جائے گی جب کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے تقاضے کو دبایا اور میں نے بیت الخلاء سے باہر آ کر اس سیاہی کو پاک جگہ پر دھو دیا۔ جیسے ہی دھویا اسی وقت الہام ہوا۔

"احمد سرہندی! اس ادب کی وجہ سے ہم نے تم پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا۔"

اب یہ عمل دیکھنے میں چھوٹے سے ہیں مگر اللہ رب العزت کے ہاں یہ بڑے موٹے ہیں۔ اس لئے کہ وہاں ہر چیز کو اسی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے لئے کیا ہے یا نہیں۔ اسی کو خلوص کہتے ہیں۔ انسان کے اندر خلوص خود بخود پیدا نہیں ہوتا بلکہ ہر ہر عمل میں اخلاص کی نیت کا ہونا سیکھنے سے آتا ہے۔

گناہوں کے ریکارڈ کا خاتمہ

ذرا غور کیجئے کہ اگر دنیا میں کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے یا سرزد نہ ہو بلکہ اس پر غلط مقدمہ بن جائے تو عدالت تحقیقات کرتی ہے۔ اگر تحقیقات کے بعد پتہ چلے کہ یہ مقدمہ جھوٹا تھا تو عدالت مقدمہ تو خارج کر دیتی ہے مگر اپنے پاس مقدمے کا ریکارڈ ضرور رکھتی ہے۔ اب اگر وہ عدالت سے کہے کہ جی ریکارڈ ختم کر دیں تو عدالت کہے گی، ہرگز نہیں۔ ٹھیک ہے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ مقدمہ جھوٹا تھا، تم

بے گناہ ہو اور ہم نے مقدمہ بھی خارج کر دیا ہے لیکن ہم اسے اپنے ریکارڈ میں رکھیں گے کہ یہ بھی ایک مقدمہ تھا۔ دنیا کی عدالت کا معاملہ یہ ہے۔ اب ذرا اللہ رب العزت کا معاملہ دیکھئے کہ ایک بندہ واقعی گنہگار تھا، ثابت ہو گیا کہ اس نے جرم کیا تھا لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آ کر رحم کی اپیل کر دیتا ہے، معافی مانگ لیتا ہے اور توبہ کے کلمات کہہ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر کے فقط اس کے گناہ ہی معاف نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال سے اس کا ریکارڈ ہی ختم کروا دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کو لکھنے والے فرشتوں کی یادداشت سے بھی وہ گناہ مٹا دیتے ہیں تاکہ وہ قیامت کے دن گواہی بھی نہ دے سکیں ...... سبحان اللہ ......اللہ تعالیٰ نے معافی مانگنے کی اتنی قدر دانی فرمائی......!!!

لمحہ فکریہ

عزیز طلباء! جو کام بھی کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کریں۔ اللہ تعالیٰ بڑے قدردان ہیں، ہم بے قدرے ہیں۔ ہم تو اتنے بے قدرے ہیں کہ نہ تو اللہ رب العزت کی اتنی قدر کی جتنی کرنی چاہیے تھی اور نہ ہی اللہ کے رسول ﷺ کی کما حقہ قدر کی۔ پروردگار عالم کو قرآن مجید میں فرمانا پڑا:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (الزمر: ۶۷)

[انہوں نے قدر نہیں کی اللہ کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی]

نہ ہی ہم نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی پوری طرح قدر کی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ. (یٰس: ۳۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

[افسوس ہے بندوں پر کوئی رسول نہیں آیا ان کے پاس جس سے ٹھٹھا نہیں کرتے]

پہلے زمانے میں انبیائے کرام کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور آج کے دور میں نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔یوں ذہنیت ایک جیسی ہونے کی وجہ سے دونوں ایک جیسے ہیں۔آج دیکھیں کہ چہرے پر سنت کو سجانا کتنا مشکل ہو گیا ہے۔نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

''قرب قیامت میں ایک وقت آئے گا کہ سنت پر عمل کرنا اتنا مشکل ہو جائے گا جیسے انگارے کو ہتھیلی پر رکھنا مشکل ہے''

آج حال یہ ہے کہ اگر گھر میں شیشے کا دو روپے کا گلاس ٹوٹ جائے تو ماں اپنے بچے کو تھپڑ لگا دیتی ہے اور اگر وہی بچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی سنت کو ذبح کر دیتا ہے تو ماں ٹس سے مس نہیں ہوتی۔گویا اس ماں نے محبوب ﷺ کی سنت کی قدر دو روپے کے برابر بھی نہ جانی۔

شادی کے موقع پر کہتے ہیں کہ جی سب کو منا لو۔بھائی بہن کو منا لیتے ہیں ......کزن کو منا لیتے ہیں...... پڑوسی کو منا لیتے ہیں......اور تو اور اگر کوئی کام کرنے والی بھی روٹھ کے چلی جائے تو اس نوکرانی کو بھی بندہ بھیج کے منوا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی شادی کا موقع ہے کوئی بات نہیں منا لو۔ارے! جہاں گھر کے خادموں اور نوکرانیوں کو بھی منا لیا جائے اس شادی کے موقع پر ہم نے کبھی یہ بھی سوچا کہ اس شادی کے موقع پر اللہ کو بھی منا پائیں گے یا ناراض کر پائیں گے۔یہ بھی نہیں سوچتے کہ اللہ کے محبوب ﷺ ہمارے اس کام سے راضی ہوں گے یا ناراض ہوں گے۔

آج کل ہمارے گھر، گلی کوچے اور بازار نبی علیہ السلام کی سنتوں کی مذبح گاہیں بن چکی ہیں۔ہمارے گھر میں کتنی سنتیں ذبح ہوتی ہیں، کوئی آنکھ ہے آنسو بہانے

www.besturdubooks.wordpress.com

والی......کوئی ہے رات کو کڑھنے والا اور رونے والا ......بس بچہ کما رہا ہے اور باپ اس سے راضی ہے۔ چاہے حلال لا رہا ہے یا حرام لا رہا ہے۔

ایک صاحب اپنے بیٹے کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے کہ جی میرا بیٹا بڑا اچھا اور بڑا نیک ہے۔ وہ اتنا قابل ہے کہ پچاس ہزار روپے ماہانہ کماتا ہے۔ اتنی بات کرنے کے بعد پھر کہنے لگے، ''بس وہ تعلیم زیادہ حاصل کر گیا اے، ویسے تھوڑا جیا بے ایمان ہو گیا اے۔''

ہم نے پوچھا کہ آپ کی بات کا کیا مطلب ہے؟......وہ کہنے لگا، ''اوہ آہدا اے بھئی میں رب نوں نہیں مندا۔''

اندازہ کریں کہ وہ پچاس ہزار کمانے پر اس کی تعریفیں کر رہا ہے اور اس کے دہریہ بننے پر اسے احساس ہی نہیں اور کہتا ہے کہ ایسے ہی تھوڑا سا بے ایمان ہو گیا ہے۔ استغفر اللہ

آج وہ وقت آ گیا ہے کہ اگر کسی کو بتا دو کہ میں عربی مدرسے میں پڑھتا ہوں تو دنیا دار حیران ہو کر دیکھتے ہیں کہ پتہ نہیں یہ کیا کر رہے ہیں۔

......آج سبزی بیچنے والے کی قدر ہے،
......تانگہ چلانے والے کی قدر ہے،
......دفتر کے چپڑاسی کی قدر دور ہے،
......کمیٹی کے خاکروب کی قدر ہے،

لیکن جب پتہ چل جائے کہ یہ بندہ عربی مدرسہ میں پڑھتا ہے تو لوگ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہی نہیں......گویا بے قدروں میں گھر گئے ......یاد رکھیں کہ اس دور میں دین کے اوپر جم جانا اللہ رب العزت کا خصوصی انعام ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی رحمت ہے کہ اس نے آپ حضرات کو دین کی محنت کے لئے چن لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب ہم کوئی سودا لینے جاتے ہیں تو اگر ہم سودے کے اندر کوئی نقص دیکھتے ہیں تو ہم اسے قبول نہیں کرتے۔ کوئی بندہ بھی عیب دار چیز لینا پسند نہیں کرتا۔ لیکن اللہ رب العزت کی رحمت دیکھئے کہ اس نے بندے کو پیدا کر کے اس کے اندر پائی جانے والی خامیاں بھی گنوادیں۔

کہیں فرمایا:

خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (النساء:۲۸)

[انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے]

کہیں فرمایا:

وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً (الاسری:۱۱)

[انسان بڑا جلد باز ہے]

کہیں فرمایا:

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا

[بے شک آدمی بنا ہے جی کا کچا] (المعارج:۱۹)

کہیں فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلاً (الاحزاب:۷۲)

[یہ ہے بڑا بے ترس نادان]

انسان میں اتنے بڑے بڑے نقائص ہیں۔ جب مال میں نقص ہو تو لینے والا نہیں لیتا، مگر اللہ رب العزت کی مہربانی دیکھئے کہ وہ اپنے بندوں پر اتنے مہربان ہیں کہ یک طرفہ سودا کر کے اعلان فرمادیا:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ:۱۱۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

[بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا]

اسی بات کو ایک شاعر نے یوں کہا ہے،

تو بہ علم ازل مرا دیدی
دیدی آنگہ بعیب بخریدی
تو بہ علم آں و من بعیب ہمہ آں
رد مکن آنچہ خود پسندیدی

[اے اللہ! تو نے مجھے ازلی علم کے ساتھ دیکھا، تو نے میرے تمام عیوب کے ساتھ مجھے دیکھا اور پھر خرید لیا، تو وہی علم والا ہے اور میں وہی عیبوں والا ہوں۔ اے اللہ! اب اسے رد نہ کر جسے تو نے خود پسند کیا تھا]

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے چن لیا ہے آپ بھی اپنی دعا میں یہ اشعار پڑھا کریں۔

اللہ تعالیٰ کی جتنی نعمتیں آج کے انسان پر ہیں اتنی نعمتیں پہلوں پر نہیں تھیں۔ ہم بے موسم پھل کھاتے ہیں۔ پہلے یہ نعمت وقت کے اولیاء کو ملتی تھی۔ اس کے تذکرے قرآن مجید میں ہوئے کہ بی بی مریم کو بے موسم پھل ملے اور آج کا عام آدمی بے موسم کے پھلوں کا جوس پی رہا ہوتا ہے۔ یہ بھی تو پھل کھانا ہی ہوا۔ واہ میرے مولا! ہم پر تیری کتنی نعمتیں ہیں۔ آج بھوکا رہ کر مرنے والوں کی تعداد تھوڑی ہے اور زیادہ کھا کر مرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ بلڈ پریشر، شوگر، ہائی کولیسٹرول اور اس طرح کی مہلک بیماریاں زیادہ کھانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ تو جتنی نعمتیں آج ہیں اتنی پہلے نہیں تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کے جتنے شکوے آج ہیں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوتے تھے۔ ہر بندے کی زبان پر شکوہ ہے...... الا ماشاء اللہ...... ذرا سی اونچ نیچ ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے تو اللہ تعالیٰ کے شکوے شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی بندہ مسجد میں نہ آ رہا ہو تو اس سے پوچھیں، جناب! آپ مسجد میں نماز میں نظر نہیں آتے تو وہ کہے گا کہ ذرا طبیعت خراب تھی ٹھیک ہو گیا تو آؤں گا۔ کسی اور سے پوچھیں کہ آپ مسجد میں کیوں نہیں آتے تو وہ کہے گا کہ ذرا کاروبار کی پریشانی تھی ٹھیک ہو گئی تو آ جاؤں گا۔ گویا کہ ذرا بیمار ہوئے یا کاروبار ڈاؤن ہوا تو ہم جو دروازہ سب سے پہلے بھولتے ہیں وہ ہمارے خدا کا دروازہ ہوتا ہے۔ یہ ہماری حالت ہے۔ بکری کو اس کا مالک آواز دیتا ہے تو وہ بکری بھی کھانا چھوڑ دیتی ہے اور مالک کے پیچھے آ جاتی ہے لیکن ہمیں کھول کھول کر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حرام ہے، یہ حرام ہے، یہ حرام ہے لیکن ہم سب کچھ سننے کے باوجود حرام کی جان نہیں چھوڑتے، اس لئے کہ ہم بے قدرے ہیں۔

قریبی رشتہ داروں کی قدر کریں

آج طبیعتیں ایسی بن گئی ہیں کہ انسان دوسروں کی قدر ہی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے جن رشتوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے ہم سب سے پہلے اس پر قینچی چلاتے ہیں۔ ہماری اسی عادت کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ (البقرۃ:۲۷)

[اور وہ کاٹتے ہیں ان کو جن کو اللہ ملانے کا حکم دیتا ہے]

ہم تو اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کی بھی قدر نہیں کرتے۔ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو باپ کی طرح پالتا ہے لیکن جب چھوٹا بھائی جوان ہو جاتا ہے تو بچوں کی معمولی سی بات پر اپنے بڑے بھائی سے بولنا چھوڑ دیتا ہے۔ جس نے خون پسینے کی کمائی سے چھوٹے کو باپ بن کر پالا، سالہا سال اس کی پرورش کی...... ایم اے تک تعلیم دلوائی...... شادی کی...... گھر بنوا کے دیا...... لیکن بچوں کی چھوٹی سی بات پر یہ چھوٹا اپنے بڑے بھائی کے ساتھ بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ آج ذرا گھروں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیں کہ

......بہن بھائی سے نہیں بولتی

...... بھائی بہن سے نہیں بولتا

...... بیٹا باپ سے نہیں بولتا

......باپ بیٹے سے نہیں بولتا

...... پڑوسی پڑوسی سے نہیں بولتا

......ساس بہو سے نہیں بولتی

...... بہو ساس سے نہیں بولتی

...... بھابھی نند سے نہیں بولتی

......نند بھابھی سے نہیں بولتی

......حتیٰ کہ بعض جگہوں پر تو میاں بیوی آپس میں نہیں بولتے۔

بیوی سے پوچھو تو خاوند کے شکوے اور خاوند سے پوچھو تو بیوی کے شکوے۔ اگر خاوند مر جائے تو بھی بیوی بیٹھی آنسو بہا رہی ہوگی۔ پوچھا جائے کہ اب کیوں رو رہی ہو تو کہے گی، جی وہ میرے بچوں کا باپ تھا...... آخر اس نے مجھے چھت دی ہوئی تھی ...... مجھے کوئی بات نہیں کر سکتا تھا...... میں عزت کی زندگی گزار رہی تھی ......اب اسے اپنے خاوند کی اچھائیاں یاد آنے لگ گئیں۔ اور اگر بیوی مر جائے تو خاوند پریشان ہو جاتا ہے۔ پوچھا جائے کہ جناب! اب آپ کو کیا ہوا ہے، آپ تو کہتے تھے کہ میں اس کی شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ وہ کہے گا، جی اس نے میرے بچوں کو سنبھالا ہوا تھا ...... مجھے گھر کی فکر نہیں ہوتی تھی ...... میں کہیں باہر آتا جاتا تھا تو مجھے تسلی ہوتی تھی لیکن اب تو میرے لئے مصیبت بن گئی ...... اب بیوی کی قدر آ گئی۔ بھئی! یہ قدر جو ہم مرنے کی بعد کرتے ہیں کیا اس کی زندگی میں قدر نہیں کر سکتے۔ اس ناقدری کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نعمتوں کی موجودگی میں نعمتوں کی قدر نہیں کرتے اور جب نعمتیں چھن جاتی ہیں تب ہمیں ان کی قدر آتی ہے۔

انگریزوں میں دستور ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کی قبر پر منوں ٹنوں کے حساب سے پھولوں کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔اس پر کسی انگریز نے ایک نظم لکھی۔اس وقت پوری نظم تو نہیں سنا سکتے۔اس کا پہلا مصرعہ بہت ہی عجیب ہے۔اس نے لکھا:

Why do we wait till a person die?

[یہ کیا بات ہے کہ کوئی مرتا ہے تو ہم پھول لے کے جاتے ہیں، ہم کسی کے مرنے کا انتظار کیوں کرتے ہیں؟]

ارے! اس کا کیا فائدہ، اگر تم اس کی زندگی میں اس کو پھول پیش کرتے تو اسے بھی خوشی ہوتی اور خود تجھے بھی خوشی ہوتی۔ہمارے ہاں بھی مشہور ہے کہ

"بندے دی قدر آندی اے مرگیاں یا ٹرگیاں"

یعنی انسان کی قدر اسی وقت آتی ہے جب وہ مرجاتا ہے یا کہیں چلا جاتا ہے۔ ایسی سوچ رکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ہمیں چاہیے کہ ہم اولاد کی قدر کریں، بیوی کی قدر کریں، اللہ کی نعمتوں کی قدر کریں، پیر استاد کی قدر کریں، نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی قدر کریں اور اپنے رب رحمان کی قدر کریں۔ ناقدرے نہ بن جائیں کیونکہ جب انسان اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کرتا ہے تو پروردگار کو جلال آتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ماں باپ کی قدر کریں، اس لئے کہ ماں باپ اگر ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی ہوں تو ان کا وجود اولاد کے لئے اللہ کی رحمت ہوتا ہے۔وہ چارپائی پر لیٹے بھی رہیں تو وہ جو دعائیں کررہے ہوتے ہیں، اولاد ان دعاؤں کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتی۔وہ تو ماں باپ ہی جانتے ہیں کہ ان کا دل اپنی اولاد کے بارے میں کس قدر تڑپ رہا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیخ کی قدرومنزلت

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب شیخ زندہ ہوتے ہیں تو مریدین اس کی قدر نہیں کرتے۔ ان کو اپنے معمولات کرنے کی فرصت نہیں ملتی اور جب شیخ دنیا سے چلے جاتے ہیں تو وہ موٹے موٹے آنسو گرار ہے ہوتے ہیں اور کہتے پھر رہے ہوتے ہیں کہ اب اس جیسا شیخ ہمیں نظر نہیں آتا۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ دارالعلوم دیوبند سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ وہ مسلم شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ وہ ہمارے حضرت کی خدمت میں دو سال تک رہے، وہ صبح و شام حضرت کا درس بھی سنتے تھے اور ان کو حضرتؒ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ وہ دو سال تک سوچتے ہی رہے کہ میں حضرتؒ سے بیعت ہو کر فیض پاؤں گا، مگر دو سال کے بعد ہمارے حضرتؒ کی وفات ہوگئی۔ اب انہوں نے سوچا کہ میں بیعت کا تعلق کن سے جوڑوں کیونکہ انہیں ہمارے حضرتؒ جیسا کوئی دوسرا بندہ نظر ہی نہ آیا۔ اس بات کو سوچ کر وہ اکثر رو دیا کرتے تھے۔ بالآخر وہ حضرتؒ کے غلاموں میں سے کسی غلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں بتا نہیں سکتا کہ میں نے زندگی میں کتنی بڑی غلطی کرلی، اگر میں ان سے بیعت ہو کر ایک مہینہ بھی ان کے ساتھ گزار لیتا تو شاید میرے باطن کے بننے کیلئے اتنا ہی کافی ہوجاتا۔ ان کا رونا آج بھی جب یاد آتا ہے تو احساس ہوتا ہے کہ نعمتوں کی موجودگی میں کرلینی چاہئے۔ یہی سب سے اعلیٰ بات ہوتی ہے۔ اگر یہ نکتہ سمجھ میں آگیا تو یوں سمجھیں کہ اس جگہ پر حاضری کا مقصود حاصل ہوگیا۔

پیر استاد سے بدگمانی

ہم مسلمانوں کا یہ حال بنا ہوا ہے کہ ہم نے جس پیر استاد سے پڑھا ہوتا ہے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی بھی بے قدری کرتے ہیں۔ کوئی ذرا سی بات ہو یا نہ ہو، بس سنی سنائی بات پر بدگمانی کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ اس بدگمانی پر ہمارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہوتی۔

ایک ناقابلِ عمل مشورہ

ایک مرتبہ ایک صاحب حرم شریف میں ملے۔ وہ کہنے لگے، جی مجھے آپ سے محبت تو بہت ہے لیکن آپ کے بارے میں دل میں تھوڑی سی بدگمانی بھی ہے۔ میں نے کہا، اللہ خیر کرے، اللہ میری اصلاح فرما دے، اگر آپ نشان دہی کر دیں تو میں آپ کو اپنا محسن سمجھوں گا۔ وہ کہنے لگے، جی بدگمانی یہ ہے کہ جب آپ بیان کرتے ہیں تو لوگ گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے فوراً سوچ لیتے ہیں، پھر وہ بیعت ہونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور آپ اسی محفل میں ان کو بیعت بھی کر لیتے ہیں۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ آپ ان کو سوچنے کا موقع دیا کریں اور کچھ دنوں کے بعد بیعت کیا کریں۔ اب ذرا سوچئے کہ گویا وہ مشورہ دے رہے تھے کہ

...... جب اللہ کی رحمت اتر چکی ہوتی ہے

...... جب دل موم ہو چکے ہوتے ہیں

...... اور جب بندے توبہ کرنے کے لئے تیار ہو چکے ہوتے ہیں

تو اس وقت شیطان کو ورغلانے کے لئے ایک دو دن کا موقع مل جانا چاہئے اور بعد میں اگر کوئی بیعت ہونے کے لئے آئے تو بیعت کر لیا کریں...... نہ سر نہ پیر...... میں نے کہا کہ میں سمجھ رہا تھا کہ کوئی اور بات ہو گی اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرما دے۔

میں نے کہا، او میاں! دلوں کا رشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جانا کسی بندے کے بس کی بات نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ رب العزت کی رحمت اترنے کی خاص نشانی ہوتی ہے۔ پھر میں نے کہا، آپ ذرا کسی بندے کے سامنے کوئی بات کریں اور اس بندے کو اسی وقت توبہ کرنے پر آمادہ کریں۔ وہ کہنے لگے، اگر میں ساری عمر لگا رہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گا تو کوئی بھی میری بات نہیں مانے گا۔ میں نے کہا کہ یہ بندے کے بس کی بات نہیں ہوتی، کہنے والا بھی اللہ کی طرف توجہ کر کے بیٹھا ہوتا ہے، وہ بھی اللہ کے دربار سے مانگ رہا ہوتا ہے اور سننے والے بھی اللہ کے دربار سے مانگ رہے ہوتے ہیں، اور جب دردِ دل کی ساتھ کوئی بات کہی جاتی ہے تو ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ رحمتِ الٰہی کو جوش آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ دلوں کو موم کر کے توبہ کے لئے تیار فرمادیتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال درجہ کی قدردانی ہے۔

نعمت کی ناقدری پر عبرتناک سزا ملنے کا واقعہ

عزیز طلباء! نعمتوں کی قدردانی انکی موجودگی میں کرتے رہنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ رب العزت کا جلال ظاہر ہو جائے...... ایک عورت تنور پر روٹیاں پکایا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بیٹا دیا۔ اس کا بیٹا چلنے پھرنے کی عمر کا ہو گیا۔ اسے اپنی ماں کے ساتھ بہت محبت تھی۔ لہٰذا وہ ماں کے ساتھ ہی ہر وقت چمٹا رہتا تھا۔ ماں چاہتی تھی کہ روٹیاں پکاتے وقت یہ کہیں کھیلے، آرام کرے یا سو جائے، لیکن وہ پھر اٹھ کر آجاتا تھا۔ ایک دن وہ بڑی تنگ ہوئی۔ لہٰذا اس نے اسے بستر پر لٹایا اور کہا، خبردار! اگر اب تو میرے پیچھے آیا تو میں ماروں گی، آنکھیں بند کر اور سو جا۔

اس کے بعد اس نے اپنا کام شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بچہ اٹھا اور روتا ہوا پھر آگیا۔ وہ ان پڑھ جاہل تھی لہٰذا اس نے غصے میں کہہ دیا،

"مُڑ اُٹھی کے آگیا ایں تُوں تاں سُتا سیں وَنجیں ہا"۔

[تُو پھر اُٹھ کر آگیا ہے تُو تو سویا سو ہی جاتا]

مطلب یہ کہ تجھے تو سلایا تھا تو ہمیشہ کی نیند سو ہی جاتا تو بہتر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بددعا کو قبول فرمالیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس وقت بچے کو موت نہ دی۔ وہ بچہ بڑا ہوا، سکول کے اندر تعلیم میں فرسٹ آیا، کالج کے اندر بھی فرسٹ آیا، حتیٰ کہ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

کامیاب بزنس مین بنا، وہ اتنا خوب صورت تھا کہ جب وہ گلیوں میں چلتا تھا تو مرد لوگ اسے دیکھ کر رشک کرتے کہ جوان بیٹا ہو تو ایسا ہونا چاہیے۔

ماں نے اسکے رشتے کے لئے اپنے پورے خاندان میں سے چن کر لڑکی ڈھونڈی۔ شادی کے لئے تیاریاں مکمل کر لیں۔ ابھی شادی میں ایک دو دن باقی تھے کہ کوئی کام کرتے ہوئے اس نوجوان کا پاؤں پھسلا، وہ گردن کے بل گرا اور اس کی جان نکل گئی۔ اب جب ماں نے اس کی لاش دیکھی تو وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی اور پاگل ہو گئی۔ وہ اتنا بڑا صدمہ برداشت نہ کر سکی۔

اب وہ گلیوں میں پاگلوں کی طرح پھرتی رہتی اور تنکے چنتی رہتی۔ لڑکے اسے پاگل کہہ کر چھیڑتے تھے۔ مگر وہ پاگل نہیں تھی۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے جلال میں آکر بیٹے والی نعمت لے لی تھی۔ گویا بددعا کے وقت اللہ تعالیٰ نے اسے فرما دیا کہ اچھا میں نے تمہیں بیٹے کی نعمت دی تھی اور تو اس کی ناقدری کرتے ہوئے بددعا دیتی ہے کہ تو سویا ہی سو جاتا، ہاں، میں ابھی اس کو موت نہ دوں گا، بلکہ میں اس نعمت کو پروان چڑھنے دوں گا، حتیٰ کہ جب یہ پھل پک کر تیار ہو جائے گا تو میں تیار شدہ پھل کو توڑوں گا تاکہ تجھے احساس ہو کہ تو نے میری کس نعمت کی ناقدری کی ہے۔

وہ عورت اپنے بیٹے کی یاد میں یہ پڑھا کرتی تھی،

آوے ماہی تینوں اللہ وی لیاوے تے تیریاں نت وٹناں تے لوڑاں
کملی کر کے چھوڑ گیوں تے میں ککھ گلیاں دے رولاں

یہ عاجز اسی لیے بار بار کہا کرتا ہے کہ نعمتوں کی قدر دانی کے لئے نعمتوں کے چھن جانے کا انتظار نہ کرنا۔ جب اللہ تعالیٰ نعمت کو چھین لیتے ہیں تو پھر دوبارہ ناقدروں کو نہیں دیا کرتے۔ اس لئے نعمت کی موجودگی میں اس کی قدر دانی کی عادت ڈالیں.....گھر نعمت ہے.....بیوی نعمت ہے.....اولاد نعمت ہے.....ماں باپ نعمت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں ......بہن بھائی نعمت ہیں ......مسلمان بھائی نعمت ہے......صحت نعمت ہے ......سکون نعمت ہے......رزق حلال نعمت ہے......اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سب نعمتیں عطا کر دی ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی ضرور قدر دانی کریں۔

بد دعا دینے اور لینے سے بچیں

آج اس بے قدری والے گناہ سے توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ حق بھی یہی ہے کہ جس کا کھاؤ اسی کے گیت گاؤ۔ جب کہ ہم رب کا دیا کھاتے ہیں اور مخلوق کے سامنے دامن پھیلاتے ہیں۔ بہنیں ذرا سی بات پر بھائی کو بد دعائیں دینا شروع کر دیتی ہیں۔ آپ ذرا گھروں میں معلوم کر لیجیے۔ بھائی اپنی بہنوں کے ساتھ اچھائی کا وہ سلوک نہیں کرتے جو کرنا چاہیے۔ چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب چونکہ بھائی ہمت میں زیادہ ہوتے ہیں اس لئے چیزیں چھین لیتے ہیں اور ایک آدھ تھپڑ لگا دیتے ہیں۔ پھر وہ بہن آگے سے بات تو نہیں کر سکتی مگر وہ بد دعائیں دینا شروع کر دیتی ہے۔ اب اس بہن نے کبھی یہ سوچا کہ جس بھائی کو آج میں بد دعا دے رہی ہوں، اگر اللہ نے اس بد دعا کو قبول کر لیا تو میرے بھائی کا کیا انجام ہوگا۔ جب وہی بھائی پکڑ میں آتا ہے تو اب یہی بہن دعائیں مانگ رہی ہوتی ہے کہ اے اللہ! میرے بھائی کو شفا دے دے، میرے بھائی کا کاروبار ٹھیک ہو جائے اور میرے بھائی کی فلاں پریشانی دور ہو جائے۔ کبھی بہن نے سوچا ہے کہ یہ تو میری اپنی ہی بد دعا کا نتیجہ ہے۔

پیارے پروردگار کا پیار بھرا پیغام

عزیز طلباء! پروردگار عالم بندے کو اپنے در سے کبھی خالی نہیں جانے دیتے۔ حق یہ بنتا ہے تھا کہ اگر کوئی بندہ اللہ رب العزت کے در سے رخ پھیر کر واپس جانا چاہتا

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اللہ تعالیٰ دروازہ بھی بند کر دیتے اور پیچھے سے ایک اس کو ایک دھکا بھی لگوا دیتے کہ جا دفع ہو جا، مگر نہیں، جو بندہ اللہ تعالیٰ کے در کو چھوڑ کر جا رہا ہوتا ہے پروردگار عالم اپنے اس بندے کو اپنی طرف واپس بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں،

يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ . (الانفطار: ۶)

[اے انسان! تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا]

کیوں دھوکے میں پھرتا ہے؟ دنیا کے پیچھے کیوں بھاگ رہا ہے؟ لوگوں سے کیوں دل لگاتا پھرتا ہے؟ فانی حسن کے پیچھے کیوں بھاگا پھر رہا ہے؟ ارے! چند ٹکوں کی متاع کے پیچھے بھاگنے والے! تیرا کریم پروردگار تیری طرف متوجہ ہے اور چاہتا ہے کہ تو اس کے قریب ہو جائے۔ دنیا کے لوگ کہتے ہیں کہ

؎ میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے
انہی پتھروں پہ چل کے اگر آ سکو تو آؤ

یہ دنیا والوں کی باتیں ہیں جب کہ پروردگار کا معاملہ کچھ اور ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے! اگر تو ایک بالشت میری طرف آئے گا تو میری رحمت تیری طرف دو بالشت آئے گی، اگر تو ایک ہاتھ میری طرف آئے گا تو میری رحمت دو ہاتھ آئے گی اور اگر تو میرے در کی طرف چل کے جائے گا تو میری رحمت تیری طرف دوڑ کے آئے گی۔ تیرا کریم پروردگار تو متوجہ ہے مگر تو کب توبہ کرے گا؟ تو کب اپنے رب سے صلح کرے گا؟ تو کب گناہوں کو چھوڑے گا؟ تو کب شیطان کے در کو چھوڑ کر اپنے رب رحمان کی طرف متوجہ ہو گا؟...... جیسے ماں اپنے روٹھے ہوئے بچے کو پیار سے کہتی ہے کہ اے میرے بیٹے! امی سے ناراض نہیں ہوتے، تیری ماں تجھ پر کتنی شفیق ہے۔ لگتا ہے کہ پروردگار بھی اسی انداز میں فرما رہے ہیں،

يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ . (الانفطار: ۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

[اے انسان! تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا]

کریم پروردگار کے کرم کی انتہا

جب بندہ نوے سال کا ہو جاتا ہے تو اس کی کمر جھک جاتی ہے اور وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جاتا ہے، پیٹ میں آنت نہیں رہتی، منہ میں دانت نہیں رہتے، اس حالت میں لوگ اس کی بات سننا گوارا نہیں کرتے، وہ ہر وقت کھانستا رہتا ہے، لوگ اسے اپنی جگہ سے اٹھا دیتے ہیں، گھر میں کوئی بھی اس کی قدردانی کرنے والا نہیں ہوتا، کوئی پاس بٹھانے والا نہیں ہوتا، اس کی کوئی ویلیو (قدر) نہیں ہوتی...... اس وقت اگر وہ محسوس کرتا ہے کہ میں نے اب تک گناہ کیے، مالک کو ناراض کیے رکھا، میں اب اس نوے سال کی عمر میں اپنے مالک کو راضی کر لیتا ہوں، اگر وہ لاٹھی کے سہارے کپکپاتا ہوا اللہ کے در پر حاضر ہو جاتا ہے اور اللہ سے معافی مانگتے ہوئے کہتا ہے کہ اے مالک! میں اب تک بھولا رہا، اے اللہ! میں بڑی دور سے آیا ہوں اور بڑی دیر سے آیا ہوں، میں نے کوئی نماز نہیں پڑھی، میں نے اپنی پوری زندگی گناہوں میں گزار دی، اے اللہ! میں جوانی لٹا بیٹھا، مال لٹا بیٹھا، میرا حسن و جمال زائل ہو گیا، اے اللہ! اب تو کوئی بھی میری بات نہیں سنتا، دنیا میں میرا کوئی بھی اپنا نہیں۔ اے اللہ! اس حال میں تیرے سامنے آیا ہوں۔ رب کریم اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ میرے بندے! اب کیا لینے آئے ہو؟ تمہارے پاس کیا بچا ہے؟ یہ بالکل نہیں پوچھتے بلکہ فقط اسکے آنے کی قدردانی فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے بندے! تو چل کے آ گیا ہے، ہم تیرے چل کے آنے کو قبول کر کے تیرے گناہوں کو فقط معاف ہی نہیں کرتے بلکہ ہم اتنے کریم ہیں کہ تیرے کیے ہوئے گناہوں کو تیری نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

رب کریم کا اور کرم دیکھیے۔ اگر کوئی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو لیکن وہ سچی توبہ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

لے تو اب کوئی بندہ اس کو گناہ کا طعنہ نہیں دے سکتا۔ روایت میں آیا ہے کہ جس نے گناہ کبیرہ سے سچی توبہ کر لی اور اس کے باوجود اس کو کسی بندے نے اس گناہ کا طعنہ دیا تو یہ طعنہ دینے والا اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ خود اس گناہ میں مبتلا نہیں ہو جائے گا۔ پروردگار عالم اتنے قدردان ہیں کہ وہ معاف بھی کر دیتے ہیں اور طعنہ دینے والے لوگوں کی زبانیں بھی بند کروا دیتے ہیں کہ تم میرے بندے کو طعنہ کیوں دیتے، وہ میرے ساتھ صلح کر چکا ہے تم کون ہوتے ہو طعنہ دینے والے۔ فرمایا کہ اسے مت طعنہ دو، اگر دو گے تو ہم تمہیں اسی گناہ میں ملوث کر کے تمہیں بھی گناہ کی ذلت دکھا دیں گے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مجمع میں ایک بندے کی توبہ قبول ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی برکت سے پورے مجمع کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے وعظاً بلیغاً فرمایا اور سننے والے صحابہ میں سے ایک صحابی ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا۔ اس ایک صحابی ﷺ کے رونے پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا رونا اللہ رب العزت کو اتنا پسند آ گیا کہ محفل میں لوگوں نے جتنا بھی مانگا اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا۔ کسی عارف نے کیا ہی اچھی بات کہی،

بیگناہوں میں چلا زاہد جو اس کو ڈھونڈنے
مغفرت بولی، ادھر آ میں گناہگاروں میں ہوں
وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے روز حشر
چیخ اٹھا ہر بیگناہ میں بھی گناہگاروں میں ہوں

ایک سبق آموز واقعہ

حضرت عمر ﷺ کے زمانے میں ایک بوڑھا آدمی مسلمان ہوا اور تابعین میں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بنا۔ اس نے اپنی پہلی زندگی گانا گانے میں گزار دی تھی۔ اس کی آواز بڑی اچھی تھی۔ جب وہ گانا گاتا تھا تو لوگ اس کے شیدائی تھے۔ اس کے گرد سینکڑوں لوگوں کا مجمع ہوتا تھا۔ اس کی آمدنی بے شمار تھی۔ اس کی اولاد نہیں تھی اور اس کی بیوی بھی فوت ہوگئی۔

جب وہ بوڑھا ہوگیا تو دانت گر گئے جس کی وجہ سے وہ گا ہی نہیں سکتا تھا۔ اس کی آمدنی کا ذریعہ ختم ہوگیا۔ وہ مانگنے کے لئے واقف لوگوں کے پاس جاتا رہا۔ وہ کچھ عرصہ تو اسے دیتے رہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے بھی ان کو نہ کردی۔ جب سب دوستوں نے نہ کردی تو کئی کئی دن تک کھانے کو نہ ملتا۔ اس کو اپنی جوانی یاد آتی کہ میں اتنا حسین تھا، میری آواز کوئل کی مانند تھی، جب میں گاتا تھا تو ہزاروں لوگ میری آواز پر مرتے تھے اور میری جھلک دیکھنے کو ترستے تھے لیکن آج میں دھکے کھاتا پھرتا ہوں اور کوئی بندہ مجھے ایک وقت کا کھانا دینے کو بھی تیار نہیں ہے۔ اس بڑھاپے، کمزوری اور بھوک کی حالت میں اس کا دل بڑا ہی کھٹا ہوا۔ اس نے سوچا کہ کاش! یہ راتیں میں اللہ کے لئے جاگا کرتا تو اللہ تعالیٰ تو مجھے کبھی اپنے دربار سے نہ دھتکارتے۔ لیکن میں نے تو اپنی جوانی ضائع کردی۔ نہ حسن و جمال رہا، نہ مال رہا اور نہ ہی کچھ اور میرے پلے رہا، اب میں رب کو کیسے مناؤں۔

چنانچہ وہ اسی سوچ میں گم ہو کر جنت البقیع میں چلے گئے اور قبروں کے درمیان ایک جگہ بیٹھ کر اپنی جوانی کو یاد کر کے رونے لگ گئے۔ انہوں نے روتے روتے دعا مانگی،

”رب کریم! میں نے اپنی جوانی ضائع کردی، اب میرے پاس کچھ بھی نہیں کہ میں آپ کے حضور پیش کرسکوں، میرے منہ میں دانت نہیں، پیٹ میں آنت نہیں، اب میں بوڑھا ہوں، لاٹھی کے سہارے چل کے آیا ہوں، نہ آنکھوں میں بینائی ہے نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کانوں میں سماعت ہے، اے مالک! اب میں شرمندہ ہوں مگر میں یہاں آ کر بیٹھا ہوں تاکہ میں اپنی قبر کے قریب ہو جاؤں۔"

یہ واقعہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب وہ آدمی اپنے گناہوں پر نادم و شرمندہ ہو کر رویا تو اس کی آنکھ لگ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اٹھا تو دیکھا کہ سامنے سے ایک آدمی چلا آ رہا ہے۔ جب اس نے دیکھا تو وہ امیر المومنین سیدنا عمر ؓ تھے اور انہوں نے اپنے سر کے اوپر کچھ اٹھایا ہوا تھا۔ وہ ڈر گیا کہ اب امیر المومنین آ گئے ہیں، وہ تو مجھ جیسوں کا درے سے انتظام کرتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی چند درے لگ جائیں۔

حضرت عمر ؓ نے اسے دیکھا اور کچھ آگے چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد لوٹ کر دوبارہ اس کی طرف آئے۔ جب اس نے انہیں دوبارہ اپنی طرف آتے دیکھا تو اور زیادہ ڈر گیا کہ یہ پھر میری طرف آ رہے ہیں، پتہ نہیں میرا کیا بنے گا۔ جب حضرت عمر ؓ اس کے پاس آئے تو انہوں نے وہ گٹھڑی اپنے سر سے اتار کر اس کے سامنے رکھی اور فرمانے لگے، "بھائی کھانا کھاؤ۔"

وہ بوڑھا حیران ہوا کہ امیر المومنین مجھے کھانا پیش کر رہے ہیں۔ اس نے پوچھا، "اے امیر المومنین! آپ میرے لئے کھانا کیسے لائے؟ حضرت عمر ؓ نے فرمایا، "دوپہر کا وقت تھا، میں قیلولہ کر رہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا، مجھے خواب میں اللہ رب العزت کی طرف سے پیغام دیا گیا کہ میرا ایک دوست قبرستان میں پریشان بیٹھا ہے، وہ بھوکا ہے، عمر! جاؤ اور میرے اس دوست کو کھانا کھلا کے آؤ، جب میری آنکھ کھلی تو میں نے سوچا کہ اللہ کا دوست ہے، چنانچہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ جو کھانا تیار ہے وہ دے دو، اس نے کھانا باندھ دیا، میں نے کہا کہ میں اللہ کے دوست کی طرف جا رہا ہوں، لہٰذا کھانا ہاتھوں میں اٹھا کر نہیں بلکہ اپنے سر پر اٹھا کے لے

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہوں تا کہ اللہ کے دوست کا اکرام ہو سکے، اس لئے عمر کھانا سر پر اٹھا کر آیا ہے، اے اللہ کے دوست کھانا کھا لو۔"

جب اس نے یہ سنا تو کہنے لگا، اچھا، میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے رب کے سامنے توبہ کی تھی، میرا پروردگار کتنا کریم ہے کہ اس نے میرے تمام گناہوں کے باوجود میری ندامت کو قبول کر لیا اور وقت کے امیر المؤمنین کو خواب میں حکم دیا کہ جاؤ، میرے دوست کو کھانا کھلا کے آؤ، اے اللہ! تو کتنا کریم ہے۔

اس بات کو سن کر وہ بوڑھا اتنا رویا کہ وہیں روتے روتے حضرت عمرؓ کے سامنے اس نے اپنی جان اللہ کے حوالے کر دی...... اللہ اکبر...... اللہ رب العزت بڑے قدردان ہیں۔ جس طرح اللہ رب العزت قدردان ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ صفت عطا فرما دیں۔

دار العلوم جھنگ...... منزل کی طرف رواں دواں

عزیز طلباء! جب بھی کوئی بندہ اللہ رب العزت کی رضا جوئی کی خاطر دین کا علم حاصل کرنے کے لئے اپنے آرام، اپنی نیند اور اپنی آسائشوں کو قربان کرتا ہے تو اس کی یہ قربانیاں ضرور رنگ لاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قدردان ہیں اور وہ بندے کی قربانیوں کو ضائع نہیں فرماتے۔ وہ وعدہ دے چکے ہیں کہ مرد ہو یا عورت ہو، میں کسی کے کیے ہوئے عمل کو ضائع نہیں کروں گا۔ یہاں مختلف شہروں اور مختلف قبیلوں سے طلباء آئے ہوئے ہیں، اگرچہ طلباء کی تعداد کے حساب سے جگہ کم ہے لیکن انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اس کو کھلا بھی کر دیں گے۔ آج آپ بیٹھنے کے لئے جگہ ڈھونڈتے ہیں، انشاء اللہ وہ وقت بھی آئے گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کھیلنے کے لئے بھی جگہ عطا فرما دیں گے۔

ادارے ایسے ہی بنتے ہیں۔ جب درخت شروع میں زمین سے نکلتا ہے تو اس

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت چھوٹا سا پودا ہوتا ہے، وہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ اسے چڑیا بھی چگ لیتی ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتے ہیں اور اس کی نشوونما فرماتے ہیں، جب تن آور درخت بن جاتا ہے تو بندے بھی اس کے ساتھ لٹکتے پھریں تو اس کو پروا ہی نہیں ہوتی۔ ادارے بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہمارا یہ ادارہ (دارالعلوم جھنگ) بھی بچپن کے بعد اب لڑکپن کی زندگی گزار رہا ہے اور جوانی کی طرف جا رہا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس ادارے کو پھلتا پھولتا دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عمارت کا بنا لینا آسان ہوتا ہے لیکن اصل چیز یہ کہ متقی اور مخلص اساتذہ کی جماعت مل جائے۔ کئی مرتبہ لوگ محل کھڑا کر لیتے ہیں لیکن اس محل کا نام مدرسہ نہیں ہوتا بلکہ مدرسہ اساتذہ کی جماعت کا نام ہے۔ وہ جہاں بیٹھ جائیں وہی جگہ مدرسہ بن جاتی ہے۔ ہماری ہر وقت یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہم اپنے مدرسہ میں علمی لحاظ سے قابل سے قابل ترین استاد کو لائیں اور ان کو یہاں رہنے کے لئے جتنا اچھے سے اچھا ماحول دیا جا سکتا ہے ان کو پیش کریں تاکہ وہ بچوں کو اپنی علمی قابلیت استعمال کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ پڑھائیں اور بچے ان سے علمی فائدہ اٹھائیں۔ الحمدللہ ہر سال ایک دو استاد اس جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں اور الحمدللہ کچھ طلباء بھی اس قافلے میں شامل ہو جاتے ہیں۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اللہ تعالیٰ نے کچھ کارواں بنا دیا ہے آئندہ سال اللہ تعالیٰ اسے اور بڑا کر دے گا۔ انشاءاللہ۔

ہم ایک جماعت ہیں۔ ایک ہوتی ہے بھیڑ اور ایک ہوتی ہے جماعت۔ بھیڑ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بھی بہت سارے لوگ ہوتے ہیں اور جماعت میں بھی بہت سارے لوگ ہوتے ہیں مگر ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جہاں بھیڑ ہوتی ہے وہاں لوگوں کی سوچیں اپنی اپنی ہوتی ہیں اور ایک جماعت کے لوگوں کی سوچیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ چونکہ ہم ایک جماعت ہیں اسلئے ہم سب کی سوچ ایک ہی ہے اور وہ سوچ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اس کو راضی کرنے کے لئے ہم یہ کتابیں پڑھتے ہیں ......اس کو راضی کرنے کے لئے ہم اساتذہ کی خدمت میں وقت گزارتے ہیں ......اور اس کو راضی کرنے کے لئے ہم مشائخ کے پاس آتے ہیں...... گویا ہمارے ہر کام کا اصل مقصد رضوان من اللہ اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (الزمر : ۳)

[خبردار! دین خالص صرف اللہ کے لئے ہے]

یہ عاجز ہر وقت اس سوچ میں رہتا ہے کہ آپ کے لئے آرام دہ اور آسائش والی جگہ کا انتظام کیا جائے اور آپ کا کام ہے کہ شوق اور محبت سے پڑھیں اور علمی ماحول بنائیں، اخلاص کے ساتھ عمل والا ماحول بنائیں، ذکر اذکار والا ماحول بنائیں اور فسق وفجور سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کریں تا کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور ہم سب کامیاب ہو جائیں۔

یہ عاجز بندہ جب دور بھی بیٹھا ہوتا ہے تو اساتذہ اور طلباء کے لئے دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔ اس عاجز کی زندگی کا شاید ہی کوئی دن خالی جاتا ہو کہ جس دن تہجد میں اس مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء کے لئے دعا نہ کرتا ہوں۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ توفیق دے دیتے ہیں۔ یہ اس عاجز کا کمال نہیں بلکہ یہ اس کمال والے کا کمال ہے۔ وہ جب چاہتا ہے، نااہلوں پر بھی اپنی رحمتیں نازل فرما دیتا ہے۔ یہ بات تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جن سے میرا ذاتی قرب بھی ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو زیادہ پہچانتا بھی ہوں۔اس عاجز نے تہجد کے اوقات میں ان کے لئے دعائیں مانگیں، اتنی دعائیں تہجد کے اوقات میں آپ کے اپنے والد نے بھی نہیں مانگی ہوں گی۔الحمدللہ بلاناغہ دعائیں مانگتا ہوں۔جب دعا مانگتا ہوں تو اگرچہ نام تو نہیں لیتا لیکن ان کے چہرے میرے سامنے ہوتے ہیں۔علماء کے ناموں اور چہروں سے تو میں ویسے ہی واقف ہوں، طلباء میں سے بھی کچھ ایسے حضرات ہیں جن کو عاجز کی دعاؤں میں سے حصہ ملتا ہے۔اس عاجز کے پاس دینے کے لئے فقط دعا ہے اور میرے مالک کے پاس دینے کے لئے بڑے خزانے ہیں۔

تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اس سال حج کے موقع پر اللہ رب العزت نے اس عاجز کو ملتزم سے لپٹ کر دعا مانگنے کی توفیق دی......ملتزم ایک ایسی جگہ ہے جو حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان ہے۔حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ اس جگہ جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ایک اور حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ جو بندہ اس جگہ سے لپٹ گیا وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ معانقہ کر لیا۔نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جگہ پر اس طرح لپٹ جاتے تھے جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کے سینے کے ساتھ لپٹ جاتا ہے۔شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ محدثین نے فرمایا کہ ہم میں سے جس جس نے وہاں دعائیں مانگیں ہر ایک نے تصدیق کی کہ اس جگہ پر مانگی ہوئی دعائیں قبول ہو گئی ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ جس طرح حدیث کا متن صحیح سند کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے اسی طرح ان محدثین کی تصدیق بھی تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ اس جگہ پر محدثین کی مانگی ہوئی دعائیں بھی قبول ہوئی ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ اب میں اس کتاب میں یہ حدیث مبارکہ لکھ رہا ہوں تو میں بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ میری دعائیں بھی قبول ہوئی ہیں......آپ خود اندازہ لگائیں کہ وہ کیسی قبولیت والی جگہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو بھی وہاں دعا مانگنے کا شرف عطا فرمایا۔ ان بیس منٹوں میں اس عاجز نے اس مرتبہ ایک ہی دعا مانگی،

''اے اللہ! جتنے لوگ اس عاجز کے ساتھ روحانی تعلق رکھتے ہیں اور جتنے بھی طلباء اور طالبات اس عاجز کے اداروں میں پڑھتے ہیں ان سب کو اپنے مقرب بندوں اور بندیوں میں شامل فرما لیجئے۔ اور قیامت تک ان اداروں میں جو لوگ بھی آ کر پڑھتے رہیں گے ان کو بھی اپنے مقرب بندوں میں شامل فرما دیجئے اور ہمارے اس ادارے کو عینا یشرب بها المقربون کا مصداق بنا دیجئے۔''

ہمارے بڑے دور بیٹھ کر ہمارے لئے دعائیں کرتے تھے اور اب ہم اپنے دوست احباب کے لئے دور بیٹھے دعائیں کرتے ہیں۔

؎ دور بیٹھا کوئی تو دعائیں دیتا ہے
میں ڈوبتا ہوں سمندر اچھال دیتا ہے

اللہ رب العزت ہماری اس دعا کو قبول فرمالے اور ہمیں گناہوں سے بچ کر اپنی رضا والی زندگی نصیب فرما دے۔ ہم بے قدرے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں قدر دان بنا دے۔ ہم نے واقعی اللہ رب العزت کی وہ قدر نہیں کی جو کرنی چاہیے تھی۔ حیران اس بات پر ہوں کہ وہ ہم بے قدروں کو بھی نعمتیں دے دیتا ہے۔ وہ بڑے حوصلے والی ذات ہے جو ہمارے عیبوں کی ستر پوشی کر دیتا ہے اور ہمارے عیبوں کے باوجود لوگوں کی زبانوں سے ہماری تعریفیں کروا رہا ہے۔ پروردگارِ عالم آپ سب طلباء کی محنت کو قبول فرمائے، اساتذہ کی محنت کو قبول فرمائے اور ہم سب کو بحیثیت ایک جماعت کے قبول فرما کر اپنے مقرب بندوں میں شامل فرما دے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

وَمَا أُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ
(البینة: ۵)

اخلاص کی برکات

یہ بیان 10 جنوری 2003ء کو جامع مسجد دار السلام ٹاؤن باغ (جھنگ) میں ہوا۔ جس میں سینکڑوں سالکین طریقت نے شرکت کی۔ (خطبہ جمعۃ المبارک)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اعمال کی قبولیت میں انسان کی نیت کا بڑا دخل ہوتا ہے۔اس لئے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

[اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے]

نیت کے بدلنے سے انسان کے عمل کی حقیقت بدل جاتی ہے۔اس لئے ہمیں اپنی نیتوں کو دیکھتے رہنا چاہیے، سوچتے رہنا چاہیے اور ان کو ٹھیک کرتے رہنا چاہیے کیونکہ نیت کے ٹھیک ہونے سے چھوٹے چھوٹے اعمال پر بہت بڑا اجر مل جاتا ہے اور نیت میں فرق آجانے سے پہاڑوں جیسے اعمال پر انسان کو کچھ اجر نہیں ملتا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاص کی برکات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَمَااُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْااللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (البينة: ۵)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

دین کے تین درجے

دین کے تین درجے ہیں جن کو طے کر کے انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ بنتا ہے

(۱)...... پہلا درجہ علم کا حاصل کرنا ہے۔ علم ایک نور ہے جس سے انسان اپنی زندگی گزارنے کی رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ اگر علم ہی نہ ہو تو انسان عمل کیسے کر سکتا ہے۔ لہٰذا یہ ایک بنیاد ہے۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا،

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ

(علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

اس ایک کا یہ مطلب ہے کہ ضروریاتِ دین کا علم حاصل کرنا تو ہر ایک پر لازم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے البتہ اس کی تفصیلات کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو علم کی تفصیلات کو بھی جانیں گے۔ ایک ایسی جماعت ہر زمانے میں ہونی چاہیے۔ رہ گئی میرے اور آپ جیسے عوام الناس کی بات تو ہمیں ضروریاتِ دین کا پتہ ہونا ضروری ہے۔ یاد رکھیں کہ......

......فرض کا علم حاصل کرنا فرض ہے،

......واجبات کا علم حاصل کرنا واجب ہے اور

......سنن کا علم حاصل کرنا سنت ہے۔

(۲)......دوسرا درجہ علم پر عمل کرنے کا ہے کیونکہ فقط علم حاصل کرنے سے کام نہیں بنتا۔ اگر نرا علم پر مغفرت ہوتی تو شیطان کی مغفرت ہو چکی ہوتی۔ اس کے پاس علم تو بہت تھا لیکن عمل میں کوتاہی کر گیا۔ جو انسان اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے علمِ لدنی عطا فرما دیتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَالَمْ يَعْلَمْ

[جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ علم عطا کرتا ہے جو وہ نہیں جانتا]

عام طور پر شیطان طلباء کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تم ابھی علم حاصل کر لو پھر بعد میں اکٹھا عمل کر لینا۔ جس نے یہ بات سوچنا شروع کر دی وہ شیطان کے دھوکے میں آ گیا۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ادھر پڑھو اور ادھر عمل کرو، یہی صحابہ کرامؓ کا خلق تھا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دو سال میں سورۃ بقرہ پڑھی لیکن جب سورۃ بقرہ مکمل ہوئی تو میرا عمل بھی سورۃ بقرہ کے مطابق ہو چکا تھا۔

(۳)......تیسرا درجہ اخلاص کا ہے۔ یعنی جو عمل بھی کریں اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ یہ سب سے مشکل مرحلہ ہے۔ اس لئے دل چاہتا ہے کہ اس محفل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاص کے بارے میں بات کی جائے۔ جو انسان اس درجہ کیلئے پر قدم اٹھائے گا اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تب پتہ چلے گا کہ یہ کتنا مشکل کام ہے۔ اعمال کر لینا آسان ہے لیکن اس معیار کے اعمال کرنا جو اللہ تعالیٰ کو پسند آ جائیں، یہ انتہائی مشکل کام ہے۔ اس لئے اللہ والے کرتے بھی ہیں اور ڈرتے بھی ہیں۔ وہ ساری عمر رات کو تہجد کی پابندی کے ساتھ گزارنے کے باوجود کہتے ہیں،

مَاعَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَاعَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

وہ ساری رات تہجد کی نماز پڑھنے میں گزار دیتے تھے اور پھر صبح کے وقت اس پر اتنے نادم ہوتے تھے اور اتنا استغفار کرتے تھے کہ جیسے وہ ساری رات کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب ہو رہے ہوتے تھے۔

کَانُوْا قَلِیْلاً مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ○

(الذّٰرِیٰت : ۱۸،۱۷)

(رات کو کم سویا کرتے تھے اور سحری کے وقت مغفرت مانگا کرتے تھے)

وہ شب بھر اللہ رب العزت کے حضور اپنی جبینِ نیاز جھکائے رکھتے تھے اور صبح کے وقت حسرت کرتے تھے کہ ہم ایسے عمل نہ کر سکے جیسے ہمیں کرنے چاہییں تھے۔ بلکہ کتابوں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ وہ صبح کے وقت اٹھ کر اپنے چہرے پر اس خوف سے ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے کہ کہیں ہماری شکلیں تو مسخ نہیں ہو گئیں۔ آج ہم اپنے گناہوں پر اتنا خوفزدہ نہیں ہوتے جتنا ہمارے اکابر اپنی نیکیوں کے رد ہو جانے پر اللہ سے خوفزدہ ہوا کرتے تھے۔

اعمال کی قبولیت میں نیت کا دخل

اعمال کی قبولیت میں انسان کی نیت کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ارشاد فرمایا،

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

[اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے]

نیت کے بدلنے سے انسان کے عمل کی حقیقت بدل جاتی ہے۔اس لئے ہمیں اپنی نیتوں کو دیکھنے رہنا چاہیے، سوچتے رہنا چاہیے اوران کوٹھیک کرتے رہنا چاہیے کیونکہ نیت کے ٹھیک ہونے سے چھوٹے اعمال پر بہت بڑا اجر مل جاتا ہے اور نیت میں فرق آجانے سے پہاڑوں جیسے اعمال پر انسان کو کچھ اجر نہیں ملتا۔اس لئے نیت کا ٹھیک کرنا انتہائی ضروری ہے۔اس کی مثالیں سن لیجئے۔

(۱)......شیخ الحدیث حضرت زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ دریائے جمنا کے کنارے رہتے تھے۔ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، جی دریا کے دوسرے کنارے میرا ایک کام ہے لیکن دریا کے اندر طوفان بہت ہے، جس کی وجہ سے کشتی کے ذریعے جانا مشکل ہے، اب میں کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا، جاؤ اور دریا کے کنارے کھڑے ہوکر کہہ دو کہ تجھے اس شخص کی طرف سے پیغام ہے جس نے کبھی اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری نہیں کی اور نہ کبھی کھانا کھایا ہے، کہ تم مجھے راستہ دے دو۔اب وہ بندہ تو یہ سن کر چلا گیا اور جا کر دریا کو وہی پیغام دیا...... دریا کی طغیانی کم ہوگئی اور اس شخص نے آرام سے دریا پار کر لیا۔

ادھر بیوی صاحبہ نے بھی شوہر کی یہ بات سن لی تھی اور ماشاءاللہ سات بچے بھی تھے۔وہ بڑی تلملائی کہ یہ عجیب ہے مجھے رسوا کر رہا ہے۔وہ بزرگ جب اپنے گھر میں آئے تو وہ آگے غصے سے بھری بیٹھی تھی۔کہنے لگی کہ یہ جو تو کھا کھا کر موٹا ہو رہا ہے اس کو تو تو جان اور تیرا خدا لیکن یہ بتا کہ تو نے جو میرے ساتھ کبھی ملاقات نہیں کی تو یہ سات بچے کہاں سے ہو گئے۔اس پر انہوں نے اس کو وضاحت کے ساتھ بات

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھائی کہ دیکھ میں نے جب بھی کھانا کھایا ہمیشہ اس نیت سے کھایا کہ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ نے فرمادیا کہ تیری جان کا تجھ پر حق ہے، اس لئے اپنی جان کا حق ادا کرنے کے لئے کھانا کھایا نفس کی لذت کی وجہ سے کبھی نہیں کھایا۔ اسی طرح اگرچہ میں سات بچوں کا باپ ہوں مگر بیوی سے ملاقات کرتے ہوئے میرے دل میں ہمیشہ یہ نیت ہوتی تھی کہ شریعت نے مجھ پر بیوی کے حقوق عائد کئے ہیں لہٰذا میں اپنی بیوی کا حق ادا کر رہا ہوں، میرا مقصد فقط نفس کی لذت اور اپنی خواہشات کو پورا کرنا نہیں ہوتا تھا، اگرچہ میں نے اتنی بار اس کا حق ادا کیا مگر یہ ایسے ہی تھا جیسے میں نے اپنے لئے کیا ہی نہیں۔

(۲)...... ہم نے بڑے بڑے علماء کو دیکھا کہ جب ان کی صحبت میں گھنٹہ دو گھنٹہ بیٹھیں تو وہ خاموش ہی رہتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ آپ طبعاً کم گو تھے لیکن جب کوئی آدمی دین کی بات چھیڑ دیتا تھا تو پھر دلائل کے انبار لگا دیتے تھے۔ پھر آپ کو چپ کرانا مشکل ہوتا تھا۔

(۳)...... یہی چیز ہمارے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں تھی۔ وہ بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ ان کی کتاب ''عمدۃ الفقہ'' آج بڑے بڑے مفتی حضرات کی میز پر سجی ہوئی ہوتی ہے۔ ان کی ایک عجیب عادت تھی کہ اگر ان کے پاس جا کر کوئی آدمی بیٹھ جاتا اور وہ خاموش رہتا تو حضرت بھی خاموش رہتے۔ حتیٰ کہ ایک یا دو گھنٹے بھی گزر جاتے تھے۔ یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ اتنے علم کے بعد بھی انسان میں اتنی خاموشی ہو۔ البتہ جہاں کوئی سوال پوچھ لیتا تو ایسا تفصیلی جواب دیتے کہ محسوس ہوتا تھا کہ شاید پورے اسباق کا مطالعہ ابھی کر کے آئے ہیں۔

ایک مرتبہ طلباء کی ایک جماعت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے اذانِ جوق کا مسئلہ پوچھ لیا...... پہلے زمانے میں سپیکر نہیں ہوتے تھے، مسجدیں بڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی تھیں اور لوگ بھی زیادہ ہوتے تھے جس کی وجہ سے کافی لوگ مل کر اذان دیتے تھے۔ اسے اذانِ جوق کہا جاتا تھا۔ اب یہ مسئلہ عام طور پر پیش نہیں آتا...... حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی تفصیلات اور جزئیات بتانا شروع کیں۔ ہم نے دیکھا کہ انہوں نے پورا ڈیڑھ گھنٹہ اس ایک مسئلے کی تفصیلات بتانے میں لگا دیا۔

اک ذرا چھیڑیئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے

ہم نے یہ خلق ان کی صحبت میں پایا کہ اللہ والوں کی بات کلام نہیں ہوتا بلکہ جواب ہوتا ہے۔ وہ از خود بات نہیں کرتے، حتی الوسع چپ رہتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر از خود بات کریں گے تو پوچھا جائے کہ کیوں بولے تھے۔ اور جب کوئی بندہ کوئی بات پوچھ لیتا ہے تو پھر وہ اس کا جواب دینے پر مامور ہوتے ہیں۔ شریعت حکم دیتی ہے کہ تم اس کا جواب دو۔ لہٰذا اگر اب جواب دیں گے تو پھر اس پر مؤاخذہ نہیں ہوگا بلکہ اجر ملے گا۔

ہمارا یہ حال ہوتا ہے کہ دو لفظ پڑھے نہیں ہوتے اور ٹر ٹر کرتے ہماری زبان نہیں تھکتی ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ ہمیں ابھی اپنے نامۂ اعمال کی فکر نہیں لگی ہوتی کہ کل اس کا جواب کیسے دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بات تو دو بندے کر رہے ہوتے ہیں اور تیسرا سننے والا ان کو فتوے دے رہا ہوتا ہے۔ بھئی آپ مفتی کب سے بنے؟ جب آپ سے بات پوچھی نہیں گئی تو پھر درمیان میں ٹانگ اڑانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اس بات کی پہچان ہے کہ ابھی اس کو اپنے نامۂ اعمال کی فکر نہیں لگی۔ اگر فکر لگتی تو درمیان میں اس کا جواب دینا مشکل معلوم ہوتا۔

(۴)...... حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی آدمی بیعت ہونے کے لئے میرے پاس آتا ہے تو مجھے اس سے یوں ڈر لگتا ہے جیسے کسی بندے کو شیر سے ڈر لگتا ہے۔ کسی نے پوچھا، کیوں؟ فرمایا، اس لئے کہ یہ داخل

www.besturdubooks.wordpress.com

سلسلہ ہوا تو آج کے بعد اس کے اعمال کے بارے میں بھی مجھ سے پوچھا جائے گا۔ لیکن وہ بیعت سب کو کرلیا کرتے تھے۔ کسی نے پوچھا، حضرت! پہلے والے بزرگ تو بڑے استخاروں کے بعد، بڑی سوچ بچار کے بعد اور مہینوں کے انتظار کے بعد بیعت کرتے تھے اور آپ کے پاس جو آتا ہے اور جیسے آتا ہے، اسے بیعت کر لیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت نے بڑا عجیب جواب دیا۔ فرمانے لگے کہ بھئی! جو آکر بیعت کی تمنا ظاہر کرتا ہے میں اسے مؤمن بھائی سمجھ کر اس کی بات کو پورا کر دیتا ہوں اور اس وقت میری یہ سوچ ہوتی ہے کہ اگر کل قیامت کے دن میں اللہ رب العزت کے حضور پکڑا گیا تو ان میں سے کوئی تو ایسا ہوگا جو میری بھی شفاعت کر دے گا۔

ان مثالوں سے پتہ چلا کہ اخلاص کے ساتھ اعمال کا کرنا انتہائی ضروری ہے اور اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔

ریاء سے بچنا امّ الوظائف ہے

اگر انسان اہل اللہ کے پاس وقت نہ گزارے تو پھر اس کے اندر ریاکاری اور دکھاوا ہوتا ہے...... دکھاوا کسے کہتے ہیں؟...... دکھاوا یہ ہے کہ بندہ عمل تو کرتا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے اچھا کہیں۔ وہ حیلے بہانے سے لوگوں کو بتاتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا۔ اور جب لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی تقریر تو بہت اچھی تھی اور آپ کے تو شاگرد بہت زیادہ ہیں تو اس کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ بعض اوقات انسان بات کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ جب میں پانچویں دفعہ حج پر گیا تو اس وقت یہ واقعہ پیش آیا۔ اب اگر کوئی پوچھے کہ آپ نے واقعہ ہی سنانا تھا تو یہ پانچ کا لفظ بولنا کیا ضروری تھا۔ مگر نفس کہتا ہے کہ میں بتاؤں گا کہ پانچ حج کیے ہیں تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ بھی کچھ ہے۔ گویا مخلوق سے تعریف کی توقع رکھنا اور ان سے تعریفوں پر خوش ہونا ہی ریاکاری ہے اور اس سے جان چھڑانا بڑا مشکل ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بعض اوقات ایک آدمی غلافِ کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگ رہا ہوتا ہے اور اہلِ خراسان کو اپنا عمل دکھا رہا ہوتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ غلاف کعبہ کو پکڑ کے دعا مانگ رہا ہوتا ہے اور اہلِ خراسان کو اپنا عمل کیسے دکھاتا ہے۔ وہ فرمانے لگے کہ دعا مانگتے ہوئے اس کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ کاش، میرے وطن کے لوگ مجھے دیکھتے کہ میں کس طرح کعبہ سے لپٹ کر دعائیں مانگ رہا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے یہ کام اللہ کے لئے نہیں کیا بلکہ اس نے اپنے ہم وطنوں کو دکھانے کے لئے یہ کام کیا ہے۔ لہٰذا اعمال ریا سے خالی ہوں، یہی ام الوظائف ہے۔

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ جب کوئی بندہ اعمال میں ریا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ فلاں بندے کی طرف دیکھو کہ وہ ہمارے ساتھ ٹھٹھا اور مذاق کر رہا ہے۔ ہمارے اسلاف کی تو یہ حالت ہوتی تھی کہ وہ روزے پہ روزہ رکھتے تھے اور جب باہر نکلنے لگتے تھے تو اپنا ہاتھ منہ دھو کر ہونٹوں پر گھی لگا لیتے تھے تا کہ دیکھنے والے ہونٹوں کی خشکی سے بھی نہ پہچانیں کہ اس نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی کو دیکھتے کہ ظاہر میں گردن جھکا کے اور بنا سنوار کے باتیں کر رہا ہے تو اس کو درہ لگاتے اور فرماتے کہ یہ کیفیت ظاہر کرنے کی جگہ تنہائی ہوتی ہے...... جو لوگ ریا سے اپنی جان چھڑا لیتے ہیں اور اپنے اندر اخلاص پیدا کر لیتے ہیں ان کی طبیعتوں میں عاجزی آجاتی ہے اور وہ اپنے اعمال پر نگران ہوتے ہیں۔ یہی مخلص بندے کی پہچان ہوتی ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اخلاص

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک کے موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا کہ آج سے، آپ جو امیر لشکر تھے اس پوسٹ (عہدہ) سے اتر گئے اور جو

www.besturdubooks.wordpress.com

خط لے کر آ رہے ہیں یہ اس پوسٹ پر آ گئے، اگر آپ میرے پاس واپس آنا چاہتے ہیں تو مدینہ آ جائیں اور اگر عام فوجی کی طرح لڑنا چاہیں تو آپ کو لڑنے کی اجازت ہے۔ تو حضرت خالد بن ولید ؓ واپس نہ آئے بلکہ ایک عام فوجی بن کر لڑنا قبول کیا۔ بعد میں کسی نے خالد بن ولید ؓ سے پوچھا، حضرت! پہلے تو آپ فوج کے کمانڈر انچیف تھے اور ایک خط کے ذریعے آپ کو ایک عام فوجی بن کر لڑنا پڑا، آپ کے لئے تو یہ بڑا مشکل ہوگا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے لئے کوئی مشکل نہیں تھا کیونکہ جب میں فوج کا امیر تھا تو اس وقت بھی میں اسی مالک کو راضی کرنا چاہتا تھا اور جب میں ایک سپاہی بن کر لڑا تب بھی میں اسی مالک کو راضی کر رہا تھا۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ کا اخلاص

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ حج کے سفر سے واپسی پر ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔ ان کے قریب ایک ہندو جنٹلمین بھی بیٹھا ہوا تھا۔ دورانِ سفر اس کو بیت الخلاء جانے کی ضرورت پیش آئی۔ اس نے جا کر دیکھا تو بیت الخلاء بہت گندہ تھا۔ چنانچہ وہ جلد ہی واپس آ گیا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ گئے تھے اور جلدی ہی واپس آ گئے۔ اس نے کہا، لوگ گند مچا دیتے ہیں، بیت الخلاء میں صفائی ہی نہیں کرتے، مجھے ضرورت تو تھی لیکن بیت الخلاء اتنا گندہ تھا کہ میں اس کو استعمال ہی نہیں کر سکا۔

یہ بات کر کے وہ ہندو بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ الحدیث شیخ طریقت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور ٹرین کے بیت الخلاء میں تشریف لے گئے اور سارے بیت الخلاء کو صاف کر دیا۔ جب صاف کرنے کے بعد واپس آ کر بیٹھے تو کہنے لگے کہ میں بیت الخلاء استعمال کرنے کے لئے گیا تو ابھی تو بڑا صاف تھا۔ یہ اس لئے کہا کہ وہ استعمال کر لے۔ اب جب ہندو دوبارہ گیا تو اس نے اس کو صاف

www.besturdubooks.wordpress.com

پایا۔ اس نے اسے استعمال کیا اور واپس آ کر کہنے لگا، جی واقعی کسی نے صاف کر دیا تھا۔

لوگوں کو تجسس ہوا کہ آخر اس کو کس نے صاف کیا۔ وہاں ایک عالم اور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا نام خواجہ نظام الدین تھا۔ انہوں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں غائبانہ طور پر کچھ باتیں سنی ہوئی تھیں اور وہ ان کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جب کھود کرید کی تو پتہ چلا کہ حضرت مدنیؒ نے بیت الخلاء صاف کیا ہے۔ یہ دیکھ کر اس کھدر پوش فقیر کے سامنے خواجہ نظام الدین نے اپنے ہاتھ جوڑ دیئے اور کہنے لگے، جی آپ مجھے معاف کر دیں، میں نے عمر بھر آپ کی غیبت کی، مجھے آپ کی عظمتوں کا پتہ نہیں تھا، آج پتہ چلا کہ آپ کتنے عظیم انسان ہیں کہ ایک ہندو کی خاطر آپ نے ایسا کام کیا ہے۔ حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ میں نے تو اپنے محبوب ﷺ کی سنت پر عمل کیا ہے۔ لوگ حیران ہو کر پوچھنے لگے، وہ کیسے؟ تو فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک یہودی آیا۔ اس کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو کھانا دیا تو اس نے کھانا زیادہ کھا لیا۔ رات کو نبی علیہ السلام نے اس کو سونے کے لئے بستر دیا۔ پیٹ نرم ہونے کی وجہ سے قدرتاً اس کی ایسی کیفیت ہوئی کہ اسی بستر میں اس کا پاخانہ خارج ہو گیا۔ وہ صبح اسی حالت میں اٹھ کر وہاں سے چل دیا۔ جب وہ کچھ دور پہنچا تو اسے یاد آیا کہ وہ جلدی میں اپنا کچھ سامان وہاں بھول گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ سامان لینے کے لئے واپس آیا تو دیکھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھوں سے اس بستر کو دھو رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں سے آنسو نکل آئے اور اس نے کہا، آپ کو اللہ نے وہ خلق عطا کیے جو خلق دنیا میں کہیں کسی کے پاس نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیجئے۔ تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ میرے آقا ﷺ نے مہمان کی خاطر

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ عمل کیا تھا اور میں نے بھی اپنے آقا ﷺ کی سنت پر عمل کیا ہے۔ تو یہ مخلص لوگ تھے۔

حضرت عبدالمالک صدیقیؒ کا اخلاص

جب ریاء دل سے نکلتی ہے تو پھر ''میں'' کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں اور انسان کے اندر عاجزی بھر جایا کرتی ہے۔ پھر وہ لوگوں کی کڑوی کسیلی باتیں بھی صبر کے ساتھ سن لیتا ہے...... حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے دین کے خزانے تو کھولے ہی تھے آخری عمر میں ان پر دنیا کے دروازے بھی کھول دیئے تھے۔ چنانچہ ان کو خوب فتوحات حاصل تھیں۔ اس کی وجہ سے ان کے بعض ہم عصر علماء بھی کبھی ادھر ادھر کی باتیں کر دیتے تھے۔ وہ کہتے تھے، جی اتنی بڑی مسجد بنا دی، یہ پیسہ آ گیا وہ پیسہ آ گیا...... اللہ کی شان دیکھو کہ مسجد کوئی بناتا ہے اور مروڑ کسی اور کے دل میں اٹھتا ہے...... حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہی رہتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شہر سے حضرت کے مریدان سے ملنے کے لئے آئے۔ اس شہر کے ایک بڑے عالم تھے، وہ ان سے ملے اور پوچھا، کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا، جی میں حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا، اچھا ان کو میرا پیغام دے دینا کہ دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں، جب ایک سے نکاح کرتا ہے تو دوسری روٹھ جایا کرتی ہے...... اصل میں انہوں نے چوٹ کی تھی کہ اب آپ پر فتوحات کے دروازے کھل گئے ہیں لہٰذا اب آپ اپنے دین کی خیر منائیں۔

جب وہ صاحب حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آئے اور ان سے ملے تو حضرت نے اس کے حال احوال پوچھے اور قدرتاً یہ بھی پوچھ لیا کہ آپ کے شہر کے وہ بڑے عالم کس حال میں ہیں۔ اس نے کہا، جی ٹھیک ہیں۔ پھر پوچھا کہ ان سے آپ کی ملاقات کب ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا، جی آتے ہوئے ملاقات ہوئی تھی۔

حضرت نے پوچھا، بھئی انہوں نے کوئی بات کہی تھی؟...... جی ہاں، یہ اللہ والے جو انیس القلوب (دلوں کے جاسوس) ہوتے ہیں...... جب یہ پوچھا تو وہ صاحب خاموش ہو گئے۔ اب حضرت صدیقؓ کو اندازہ ہو گیا کہ کوئی بات ہے۔ چنانچہ حضرتؒ نے فرمایا، جو بات انہوں نے تمہیں کی تھی من وعن وہی بات تم مجھے کہو۔ اب وہ پھنس گیا۔ بہر حال اس نے بادلِ نخواستہ بتایا کہ حضرت! جب میں ان سے ملا اور بتایا کہ آپ کو ملنے جا رہا ہوں تو بڑے مسکرائے اور کہنے لگے کہ میرا پیغام دے دینا کہ دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں، جب بندہ ایک سے نکاح کرتا ہے تو دوسری روٹھ جایا کرتی ہے۔ یہ بات سن کر حضرت صدیقؓ نے سر جھکا لیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو گرنا شروع ہو گئے۔ اتنے آنسو گرے کہ آپ کا دامن آنسوؤں سے تر ہو گیا۔

اب وہ آدمی پریشان ہوا کہ میں نے کون سی بات کر دی کہ حضرت اتنے غمزدہ ہوئے۔ جب حضرت کافی دیر روتے رہے تو پھر اس نے پوچھا، حضرت! اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو آپ مجھے معاف فرما دیں۔ آپ نے فرمایا، نہیں نہیں، آپ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ اس نے کہا، حضرت! پھر آپ اتنا کیوں روئے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں شکر کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ الحمد للہ اس وقت بھی دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کو ہمارے سیدھے رہنے کی فکر موجود ہے اور وہ ہمیں نصیحتیں کرتے رہتے ہیں۔ اب بتائیے کہ حضرت اس کو جواب میں کیا کچھ کہہ سکتے تھے لیکن اپنی عالی ظرفی کی وجہ سے خاموش رہے۔ ہم ہوتے تو کیا کہتے؟ ہم کہتے کہ بڑے آئے بات کرنے والے۔ یہ نہیں دیکھتے وہ نہیں دیکھتے، مگر نہیں، اللہ والوں کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

مولانا خیر محمد جالندھریؒ کا اخلاص

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ حضرت اقدس تھانویؒ کے خلفاء میں سے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ آپ درس حدیث دے رہے تھے کہ آپ کو درس کے دوران ایک جگہ پر اشکال وارد ہوا۔ کافی سوچا اور حاشیہ بھی دیکھا مگر وہ اشکال رفع نہیں ہوتا تھا۔ حضرت نے تھوڑی دیر کے بعد طلباء کو بتا دیا کہ اس جگہ پر میرے دل میں یہ اشکال وارد ہوا ہے اور اس کا جواب میری سمجھ میں نہیں آرہا...... کوئی ہم جیسا ہوتا تو گول ہی کر جاتا۔ جہاں سے آتا ہے پڑھا دیتے ہیں اور جہاں سے نہیں آتا اس کو ایسے پڑھا دیتے ہیں کہ دو دنوں میں دو مہینوں کا کورس ختم ہو جاتا ہے۔ جب طلباء پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے ہے تو کہتے ہیں کہ اس کا جواب آگے آئے گا اور جب آگے چل کر پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس کا جواب پیچھے گزر چکا ہے...... مگر وہ حضرات اخلاص والے تھے۔ چنانچہ انہوں نے خود طلباء کو بتا دیا کہ میرے دل میں یہ اشکال ہو رہا ہے اور میرے ذہن میں اس کا جواب نہیں آرہا۔ طلباء سے بھی پوچھا کہ اگر آپ لوگوں کے ذہن میں کوئی جواب آرہا ہو تو آپ بتا دیجیے۔ طلباء سوچتے رہے مگر ان کے ذہن میں بھی جواب نہیں آیا۔ اس وقت حضرت کے ایک شاگرد تھے جنہوں نے حضرت سے ہی دورۂ حدیث کیا تھا مگر چونکہ ان کی استعداد اچھی تھی اس لئے حضرت نے ان کو اپنے مدرسہ میں استاد رکھا تھا۔ وہ استادِ حدیث تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت کہنے لگے، اچھا میں ان سے پوچھ کر آتا ہوں۔ یہ دل میں نہیں تھا کہ یہ بچے میرے بارے میں کیا سوچیں گے۔ شیخ الحدیث ہو کر اپنے شاگرد سے پوچھنے چلے گئے۔

جب حضرت بخاری شریف لے کر جانے لگے تو ایک طالب علم پیچھے سے جلدی سے بھاگا کہ میں ان کو جا کر اطلاع دے دوں کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں۔ وہ کلاس میں پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے جا کر ان کو بتایا کہ حضرتؒ آپ کے پاس تشریف لا رہے ہیں تو انہوں نے اپنا درس وہیں موقوف کیا اور جلدی سے باہر نکلے برآمدے میں استاد شاگرد کی ملاقات ہوئی۔ استاد نے پوچھا، مولانا! مجھے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

جگہ اشکال وارد ہوا ہے اور کچھ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ، میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ ہی ذرا بتا دیں۔ جب شاگرد نے وہ جگہ دیکھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں جواب ڈال دیا تو انہوں نے استاد کی خدمت میں عرض کیا، حضرت! جب میں آپ کے پاس پڑھتا تھا تو اس وقت اس مقام پر پہنچ کر آپ نے اس مسئلہ کو یوں حل کیا تھا اور آگے اس کا جواب بتا دیا۔ یہ نہیں کہا کہ حضرت! میرے دل میں یہ جواب آ رہا ہے۔ جب استاد ایسے تھے تو پھر شاگرد بھی ایسے ہوتے تھے۔ کاش کہ ہمیں بھی ایسا اخلاص نصیب ہو جائے۔

مخلص بندے کے کام میں اللہ تعالیٰ کی مدد

یہ بات ذہن میں رکھنا کہ اخلاص کے اندر اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت رکھی ہے۔ ظاہر میں نظر آتا ہے کہ کام اٹک جائے گا اور رک جائے گا مگر مخلص بندے کے کام کو اللہ تعالیٰ کبھی اٹکنے نہیں دیتے ، کبھی رکنے نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کام کو کروا دیا کرتے ہیں۔ اب ذرا چند مثالیں سن لیجیے۔

(۱)...... ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی ؓ جہاد کے دوران ایک کافر کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ آپ چاہتے تھے کہ اس کو خنجر سے ذبح کر دوں۔ اس نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے چہرۂ انور پر تھوک دیا۔ جیسے ہی اس مردود نے تھوکا آپ فوراً پیچھے ہٹ گئے۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ اب تو انہیں ضرور ہی قتل کر دینا چاہیے تھا۔ وہ پوچھنے لگا کہ جی آپ نے مجھے قتل کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مارنا چاہ رہا تھا، اب تم نے میری طرف جو تھوکا تو میرے نفس کا غصہ بھی شامل ہو گیا اور میں اپنے نفس کی خاطر کسی کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔ جب اس نے یہ سنا تو وہ اتنا متاثر ہوا کہ کہنے لگا، اچھا! پہلے تو میں کفر پہ مر رہا تھا اب آپ کا اخلاص مجھے اتنا اچھا لگا کہ آپ مجھے بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان بنا دیجیے۔ اب ظاہر میں یہ نظر آ رہا ہے کہ یہ پیچھے ہٹ گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو یہ بندے کو نہیں ماریں گے مگر اللہ تعالیٰ کام کو ادھورا نہیں رہنے دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو کلمے کی توفیق عطا فرما دی۔

(۲)......سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ایک علاقے کا شہزادہ تھا۔ وہ گرفتار ہو کر پیش ہوا۔ حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ اس بندے کو قتل ہی کروا دیں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف بہت ہی زیادہ مصیبت بنائی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ جب قتل کا حکم دے دیا تو اس نے کہا، جی کیا آپ میری آخری تمنا پوری کر سکتے ہیں؟ آپ نے پوچھا، کون سی؟ اس نے کہا، مجھے پیاس لگی ہوئی ہے لہٰذا مجھے پانی کا پیالہ پلا دیجئے۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے پانی کا پیالہ پلا دو۔ چنانچہ اسے پانی کا پیالہ دے دیا گیا۔

جب اس نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا تو کانپنا شروع کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا، بھئی! آپ کانپ کیوں رہے ہیں؟ کہنے لگا، مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میں ادھر پانی پینے لگوں گا اور ادھر جلاد مجھے قتل کر دے گا اس لئے مجھ سے پیا ہی نہیں جا رہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، تو فکر نہ کر، جب تک تو یہ پانی نہیں پی لیتا اس وقت تک تجھے قتل نہیں کیا جائے گا۔ جیسے ہی آپ نے یہ کہا تو اس نے پانی کا وہ پیالہ زمین پر گرا دیا اور کہنے لگا، جی آپ قول دے چکے ہیں کہ جب تک میں پانی کا یہ پیالہ نہیں پیوں گا آپ مجھے قتل نہیں کریں گے، لہٰذا اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، ہاں میں نے قول دیا تھا لہٰذا اب میں تجھے قتل نہیں کرتا۔ جیسے ہی آپ نے کہا کہ میں تجھے قتل نہیں کرتا تو اس وقت وہ کہنے لگا، جی اچھا، آپ نے تو فرما دیا کہ آپ مجھے قتل نہیں کریں گے لیکن میری بات بھی سن لیجئے کہ آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیجئے۔ آپ نے پوچھا، بھئی! آپ پہلے تو مسلمان نہیں بنے اب بن رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ پہلے آپ میرے قتل کا حکم دے چکے تھے، اگر میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت کلمہ پڑھ لیتا تو لوگ کہتے کہ موت کے خوف سے مسلمان ہوا ہے، لہٰذا میں چاہتا تھا کہ کوئی ایسا حیلہ کروں کہ موت کا خوف ٹل جائے، پھر میں اپنی مرضی سے اسلام قبول کروں اور لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ کی رضا کے لئے اسلام قبول کیا ہے......تو مخلص بندے کا کام کبھی ادھورا نہیں رہتا بلکہ ہمیشہ اللہ رب العزت اس کو پورا کر دیتے ہیں۔

(۳)......ایک بادشاہ کے سو مٹکے شراب کے جا رہے تھے۔ ایک اللہ والے کو پتہ چلا تو ان کو غصہ آ گیا۔ چنانچہ انہوں نے مٹکے توڑنا شروع کر دیئے۔ انہوں نے ننانوے مٹکے توڑ کر ایک چھوڑ دیا۔ جب بادشاہ کو پتہ چلا تو اس نے انہیں گرفتار کروا لیا۔ اس نے پوچھا، تم نے مٹکے کیوں توڑے؟ وہ کہنے لگے، جب مجھے پتہ چلا کہ ان مٹکوں میں شراب ہے تو میری غیرت نے گوارا نہ کیا کہ تم مسلمان ہو اور شراب پیتے ہو، اس لئے میں نے ان کو توڑ دیا۔ اس نے کہا، اچھا ننانوے مٹکوں میں تو غیرت کام آئی لیکن سوویں مٹکے میں غیرت کیوں نہ کام آئی؟ فرمانے لگے، ننانوے تک تو میں توڑتا چلا گیا، جب ننانوے کا مٹکا توڑ رہا تھا تو میرے دل میں خوشی کی ایک لہر پیدا ہوئی کہ دیکھو میں نے کتنا بڑا کام کر لیا۔ پھر میں نے سوچا کہ اب تک کام اللہ کے لئے کیا تھا اور اگر اب اگلا مٹکا توڑوں گا تو وہ اپنے نفس کی وجہ سے توڑوں گا اس لئے سو واں چھوڑ دیا۔ جب بادشاہ نے یہ سنا تو ان کو سزا دینے کی بجائے ویسے ہی آزاد کر دیا...... اللہ اکبر!!!

(۴)......عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام مبارک تھا۔ وہ ایک آدمی کے غلام تھے۔ اس نے ان کو اپنے باغ کی نگرانی پر رکھا ہوا تھا۔ بعض کتابوں میں انار کا باغ آیا ہے اور بعض میں آم کا باغ۔ بہرحال پھلوں کا باغ تھا۔ ان کو وہاں کام کرتے تین سال گزر چکے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک دن باغ کا مالک وہاں آ پہنچا۔ اس نے ان سے کہا، بھئی! مجھے پھل کھلاؤ۔ وہ ایک درخت سے پھل لے کر آئے۔ جب اس نے کاٹا اور کھایا تو کھٹا تھا۔ مالک نے کہا، آپ تو کھٹا پھل لے آئے ہیں۔ وہ پھر گئے اور دوسری جگہ سے پھل اتار کر لے آئے، جب کاٹا تو وہ بھی کھٹا تھا۔ جب تیسری دفعہ لائے تو پھر بھی کھٹا۔ مالک بڑا ناراض ہوا۔ اس نے کہا، تمہیں باغ کی رکھوالی کرتے ہوئے تین سال گزر چکے ہیں لیکن تمہیں اب تک پتہ نہیں چلا کہ کس درخت کا پھل شیریں ہے اور کس کا پھل کھٹا ہے۔ جب وہ خوب ناراض ہوا تو مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بالآخر کہا، جی آپ نے مجھے باغ کی نگرانی کے لئے رکھا تھا پھل کھانے کے لئے تو نہیں رکھا تھا، میں نے تین سال میں کبھی کوئی پھل نہیں کھایا اس لیے مجھے نہیں پتہ کہ کس درخت کا پھل میٹھا ہے اور کس درخت کا پھل کھٹا ہے۔ اس مالک کو ان کی یہ بات اتنی اچھی لگی کہ اس نے ان کو آزاد کر دیا۔ پھر اس نے اپنی بیٹی کے ساتھ ان کا نکاح بھی کر دیا اور ان کو اس باغ کا مالک بھی بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا جس کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا اور پھر وہ اپنے وقت میں عبداللہ بن مبارک بنا...... سبحان اللہ...... یہ ہوتا ہے اخلاص!!!

(۵)......ابنِ عقیل رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ میں بہت ہی زیادہ غریب آدمی تھا۔ ایک مرتبہ میں نے طواف کرتے ہوئے ایک ہار دیکھا جو بڑا قیمتی تھا۔ میں نے وہ ہار اٹھا لیا۔ میرا نفس چاہتا تھا کہ میں اسے چھپا لوں لیکن میرا دل کہتا تھا، ہرگز نہیں، یہ چوری ہے، بلکہ دیانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ جس کا یہ ہار ہے اسے میں واپس کر دوں۔ چنانچہ میں نے مطاف میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ اگر کسی کا ہار گم ہوا ہو تو آ کر مجھ سے لے لے۔ کہتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یہ ہار میرا ہے اور میرے تھیلے میں سے گرا ہے۔ میرے نفس نے مجھے اور بھی ملامت کی کہ ہار تو

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا بھی نابینا کا، اس کا کسی کو کیا پتہ چلنا تھا، چھپانے کا اچھا موقع تھا مگر میں نے وہ ہار اسے دے دیا۔ نابینا نے دعا دی اور چلا گیا۔

کہتے ہیں کہ میں دعائیں بھی مانگتا تھا کہ اللہ! میرے لئے کوئی رزق کا بندوبست کر دے۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ میں وہاں سے ''حلہ'' آ گیا۔ یہ ایک بستی کا نام ہے۔ وہاں کی ایک مسجد میں گیا تو پتہ چلا کہ چند دن پہلے امام صاحب فوت ہو گئے تھے۔ لوگوں نے مجھے کہا کہ نماز پڑھا دو۔ جب میں نے نماز پڑھائی تو انہیں میرا نماز پڑھانا اچھا لگا۔ وہ کہنے لگے، تم یہاں امام کیوں نہیں بن جاتے۔ میں نے کہا، بہت اچھا۔ میں نے وہاں امامت کے فرائض سرانجام دینے شروع کر دیے۔ تھوڑے دنوں کے بعد پتہ چلا کہ جو امام صاحب پہلے فوت ہوئے تھے ان کی ایک جواں سال بیٹی ہے۔ وہ وصیت کر گئے تھے کہ کسی نیک بندے سے اس کا نکاح کر دینا۔ مقتدی لوگوں نے مجھ سے کہا، جی اگر آپ چاہیں تو ہم اس یتیم بچی کا آپ سے نکاح کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا، جی بہت اچھا، چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیا۔

شادی کے کچھ عرصہ کے بعد میں نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ اس کے گلے میں وہی ہار تھا جو میں نے طواف کے دوران ایک نابینا آدمی کو لوٹایا تھا۔ اسے دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔

میں نے پوچھا، یہ ہار کس کا ہے؟

اس نے کہا، یہ میرے ابو نے مجھے دیا تھا۔

میں نے کہا، آپ کے ابو کون تھے؟

اس نے کہا، وہ عالم تھے، اس مسجد میں امام تھے اور نابینا تھے۔

تب مجھے پتہ چلا کہ اس کے ابو وہی تھے جن کو میں نے وہ ہار واپس کیا تھا۔ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اس کو بتایا کہ یہ ہار تو میں نے ان کو اٹھا کر دیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ آپ کی بھی دعا قبول ہوگئی اور میرے ابو کی بھی دعا قبول ہوگئی۔ میں نے کہا، وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ آپ کی دعا تو اس طرح قبول ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گھر بھی دیا، گھر والی بھی دی اور رزق بھی دیا اور میرے ابو کی دعا اس طرح قبول ہوئی کہ جب وہ ہار لے کر واپس آئے تو وہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ! ایک امین (امانت دار) شخص نے میرا ہار مجھے لوٹایا ہے، اے اللہ! ایسا ہی امین شخص میری بیٹی کے لئے خاوند کے طور پر عطا فرما دے۔ اللہ نے میرے باپ کی دعا بھی قبول کر لی اور آپ کو میرا خاوند بنا دیا...... تو مخلص بندے کا کام اللہ تعالیٰ کبھی رکنے نہیں دیتے، اٹکنے نہیں دیتے بلکہ اس کی کشتی ہمیشہ کنارے لگا دیا کرتے ہیں۔

(۶)...... احمد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن وضو کر رہے تھے۔ وضو کرنے کے بعد جب اٹھے تو نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے نیچے گر گئے۔ جو شاگرد وضو کروا رہا تھا اس نے پوچھا، حضرت! کیا ہوا ان کی زبان سے نکل گیا، میں تین دن سے فاقے سے ہوں، اس کمزوری کی وجہ سے چکر آیا اور میں گر گیا۔ وہ شاگرد ان کو مصلے پر چھوڑ کر کھانا لینے چلا گیا۔ کھانا لا کر اس نے عرض کیا، حضرت! کھانا کھا لیجئے۔ حضرت نے فرمایا، میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اس نے پوچھا، کیوں؟ فرمایا، اس لئے کہ جب میں نے تمہیں بتا دیا کہ میں تین دنوں سے فاقے سے ہوں اور تم چلے گئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ ممکن ہے کہ تم کھانے کی کوئی چیز لے کر آؤ۔ یہ جو طمع مخلوق کے ساتھ ہے، اس کو اشراف نفس کہتے ہیں۔ یہ بھی ماسوا کے ساتھ طمع ہے، میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا اور میں اپنی امیدیں فقط اللہ کے ساتھ رکھتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ مگر وہ شاگرد بھی اتنا ہونہار تھا کہ جب حضرت نے انکار کر دیا تو کہنے لگا، حضرت! اچھا اگر آپ کھانا نہیں کھاتے تو میں کھانا لے جاتا ہوں۔ وہ کھانا لے کر چلا

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا۔ وہ پانچ دس منٹ نظر سے اوجھل رہا اور اس کے بعد پھر واپس آ گیا اور عرض کرنے لگا، حضرت! اب تو آپ کے دل سے طمع ختم ہو گئی ہے، اب میں دوبارہ کھانا لے آیا ہوں، آپ قبول فرمالیں۔ اب حضرت نے وہ کھانا قبول فرمالیا...... پتہ چلا کہ ہمارے مشائخ ہر کام اللہ رب العزت کی رضا کے لئے کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ بندے کی نیت کے مطابق معاملہ فرمادیتے ہیں۔

(۷)......طولون نامی ایک حاکم گزرا ہے۔ وہ دیندار مزاج کا آدمی تھا...... اس وقت کے حاکم دنیادار ہونے کے باوجود دیندار بھی ہوا کرتے تھے۔ اس نے ایک مرتبہ ایک بچے کو لاوارث پڑا دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ اسکی ماں نے اس کو جنا اور اسے یہاں چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس نے بچے کو اٹھا لیا۔ اس نے اس بچے کا نام احمد رکھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ احمد یتیم کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اب اس نے احمد یتیم کو بیٹوں کی سی محبت دی، اس کی اچھی تربیت کی اور پھر اس کو اپنا خاص مصاحب بنا دیا۔ احمد یتیم بھی بڑا دیانتدار، نیکوکار اور پرہیزگار نوجوان بنا۔

اردگرد کے لوگ احمد یتیم سے بڑا حسد کیا کرتے تھے۔ ان کو پتہ تھا کہ یہ اس کا حقیقی بیٹا نہیں ہے بلکہ اس نے پالا ہوا ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد طولون کی وفات ہونے لگی تو اس نے اپنے بیٹے ابوالجیش کو اپنا نائب بنایا اور پوری سلطنت اس کے حوالے کر دی اور یہ وصیت کی کہ بیٹا! یہ (احمد) تیرا بھائی ہے، میں نے اس کی پرورش کی ہے، تم بھی ساری عمر اس کا خیال رکھنا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ چنانچہ جب ابوالجیش نے کنٹرول سنبھالا تو اس نے بھی احمد یتیم کے ساتھ اچھا تعلق رکھا۔

ایک مرتبہ ابوالجیش کو کسی چیز کی ضرورت پڑی۔ اس نے احمد یتیم کو بلایا اور کہا کہ یہ چابی لیں اور فلاں راستے سے آپ میرے کمرے میں چلے جائیں اور یہ چیز

www.besturdubooks.wordpress.com

اٹھا کر لے آئیں۔ اس نے دن میں وہ راستہ کھولا اور کمرے میں چلا گیا۔ وہ جیسے ہی اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ابوالجیش کی ایک باندی جو بڑی خوبصورت تھی اور ابوالجیش اس کے ساتھ بڑی محبت کرتا تھا وہ اس وقت اس کمرے میں کسی خادم کے ساتھ زنا کی مرتکب ہو رہی تھی۔ اس باندی کو توقع ہی نہیں تھی کہ دن کے وقت بھی مرد کمرے میں واپس آسکتا ہے۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اور یہ معاملہ دیکھا تو وہ مرد بھاگ گیا اور عورت احمد یتیم کو اپنے چکر میں پھنسانے لگی اور اس کی منت سماجت کرنے لگی کہ تم بھی میرے ساتھ وہی کرو جو وہ کر رہا تھا۔ لیکن ان کے دل میں نیکی تھی لہٰذا کہنے لگا، ہرگز نہیں۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ط (یوسف: ۲۳)

سبحان اللہ، نیک لوگوں کا یہی دستور رہا ہے۔ چنانچہ احمد یتیم اس بدکار عورت کے چنگل سے نکل گئے اور وہ چیز اٹھا کر اس کمرے سے واپس آ گئے۔

اب اس باندی کے دل میں یہ بات کھٹک گئی کہ اگر یہ جا کر میری شکایت لگائے گا تو مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن انہوں نے اس کا پردہ رکھا اور آ کر وہ چیز ابوالجیش کو دے دی اور بات گول کر دی۔

ابوالجیش نے انہی دنوں میں ایک اور نکاح کر لیا اور دوسرا نکاح کرنے کی وجہ سے پہلی بیوی کے پاس وقت گزارنے میں ذرا کمی آنے لگی۔ چونکہ وہ دل میں سوچتی تھی کہ اس کا کوئی نہ کوئی ردعمل ہونا ہے اس لئے اس کے دل میں یہ بات کھٹک گئی کہ احمد یتیم نے میرے خاوند کو سب کچھ بتا دیا ہے جس کی وجہ سے میرے خاوند کی توجہ مجھ سے ہٹ گئی ہے۔

عورت کے دل میں جب حسد آجائے تو پھر وہ کیا کیا مکاریاں کر گزرتی ہے۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ میں کسی طرح احمد یتیم کو راستے سے ہٹاؤں۔ ایک دن ابو

www.besturdubooks.wordpress.com

الحبش اس سے ملنے کے لئے آیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میاں بڑی محبت کی نظر سے دیکھ رہا ہے اور پیار دے رہا ہے تو اس وقت وہ رونے لگ گئی۔ اس نے کہا، تم رو کیوں رہی ہو؟ وہ کہنے لگی، میں کیا بتاؤں، ایک دن احمد یتیم ہمارے کمرے میں آیا تھا، اس نے میرے ساتھ بدکاری کی کوشش کی اور میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس کے چنگل سے بچایا تھا۔

جب ابوالحبش نے یہ سنا تو اسے یاد آیا کہ ہاں میں نے ایک مرتبہ دن کے وقت احمد یتیم کو چابی دے کر بھیجا تھا اس وقت اس نے میرے حرم کے ساتھ خیانت کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ یہ سوچ کر اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا کہ یہ اتنا خائن شخص ہے، اس نے اسی وقت نیت کر لی کہ میں احمد یتیم کو قتل کروا دیتا ہوں۔

چنانچہ جب وہ دربار میں آیا تو اس نے اپنے خاص بندے کو بلایا اور اسے کہا کہ میں ایک آدمی کو برتن دے کر آپ کی طرف بھیجوں گا اور وہ آپ کو میرا یہ پیغام دے گا کہ اس برتن کو کستوری سے بھر دو۔ آپ یہ کام کرنا کہ وہ برتن جو بندہ لے کر آپ کے پاس آئے گا، آپ اس کو قتل کر کے اس کا سر اس برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آنا۔

پھر اس نے احمد یتیم کو بلوایا اور اس سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ جب اس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو اس نے احمد یتیم کو وہ برتن دیا اور کہنے لگا کہ آپ فلاں بندے کے پاس جائیں اور اسے کہیں کہ وہ اسکو کستوری سے بھر کر لائے۔ احمد یتیم کو تو کچھ پتہ نہیں تھا۔ یہ برتن لے کر کچھ آگے گیا تو راستے میں اسی آدمی سے ملاقات ہوگئی جس نے باندی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ اس نے احمد یتیم سے وہ برتن لے لیا کہ یہ کام میں کر دیتا ہوں۔ چنانچہ جب وہ آدمی اس خاص بندے کے پاس گیا تو اس نے اسے فوراً قتل کروا دیا اور اس کا سر برتن میں ڈال کر ابوالحبش کے پاس بھجوا دیا۔ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوالجیش کے سامنے احمد یتیم کی بجائے دوسرے آدمی کا سر لایا گیا تو وہ بڑا حیران ہوا۔ ابوالجیش نے احمد یتیم کو زندہ حالت میں دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ میں نے تو کچھ اور پلاننگ کی تھی، یہ کیا ہوا۔ احمد یتیم بھی بڑے حیران تھے کہ اس میں کستوری کی بجائے اسی خادم کا سر تھا۔

اس وقت ابوالجیش نے کہا کہ میں نے تو تمہیں مروانے کے لئے یہ کام کیا تھا۔ اب احمد یتیم کو واضح ہوا کہ اس باندی کے کہنے پر ابوالجیش نے میرے خلاف یہ سب کچھ کیا ہے۔ چنانچہ اب احمد یتیم نے اس کو پوری کہانی سنائی کہ جناب! میں نے آپ کی بیوی کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس بدکار عورت نے مجھے راستے سے ہٹانے کے لئے آپ کو میرے خلاف کر دیا اور قدرتاً وہی بندہ مرا جو اس کا زیادہ چاہنے والا تھا۔ جب ابوالجیش کو پتہ چلا تو اس نے باندی کو گرفتار کروالیا۔ جب اس نے پوچھا تو اس نے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا۔ ابوالجیش نے اس باندی کو بھی قتل کروا دیا۔ اب ابوالجیش کی نظر میں احمد یتیم کی قدر ومنزلت اور بڑھ گئی اور اس نے وصیت کی کہ میرے بعد ان کو بادشاہ بنایا جائے...... اللہ اکبر!!!...... تو دیکھئے کہ جس کے اندر اخلاص تھا اللہ رب العزت نے اس کو بچالیا اور بدکردار اور خائن لوگ اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ لہٰذا یہ دستور ذہن میں رکھ لیں کہ مخلص بندہ جب بھی کسی کام کے لئے قدم اٹھاتا ہے اللہ رب العزت ہمیشہ اس بندے کو سرخرو فرما دیتے ہیں۔

اخلاص کی وجہ سے جوڑ پیدا ہوتا ہے

اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ توڑ کی جگہ بھی جوڑ پیدا کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر

(۱)...... حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سماع کے قائل تھے۔ یعنی وہ اشعار سنا کرتے تھے۔ قوالی اور چیز ہوتی ہے، اس میں تو ساز و آواز ہوتے ہیں، وہ تو آج

www.besturdubooks.wordpress.com

کل گانے کو دینی رنگ دینے کا طریقہ ہے اور موسیقی سو فیصد حرام ہے۔ سماع کہتے ہیں ان اشعار کا سننا جو محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول ﷺ میں ہوں۔ وہ چشتیہ سلسلے کے بزرگ تھے۔ چونکہ اس سلسلہ کے بزرگ سنتے رہے ہیں اس لئے وہ بھی سنا کرتے تھے۔

اس وقت کے محتسب اعلیٰ قاضی ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ بڑے دیندار آدمی تھے۔ وہ خود بھی ظاہرِ شریعت پر جمے رہتے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی جمائے رکھتے تھے۔ ان کو جہاں پتہ چلتا کہ فلاں جگہ پر محفل ہو رہی ہے تو وہ وہاں پہنچ کر محفل برخاست کروا دیتے تھے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جب ان کو دیکھتے تو خاموشی سے محفل برخاست کر دیتے تھے۔ ان بزرگوں میں ساری زندگی یہی طریقہ رہا۔ مگر زبان سے نہ تو وہ ان کے خلاف کچھ کہتے اور نہ ہی یہ اُن کے خلاف کچھ کہتے۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ قاضی ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ وہ بیماری ایسی تھی کہ وہ وقت ان کی زندگی کا آخری وقت تھا۔ جب خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو پتہ چلا تو وہ ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے دروازے پر دستک دی تو قاضی ضیاء الدین سنامیؒ نے اپنے شاگرد کو بھیجا کہ دیکھو دروازے پر کون ہے۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دروازے پر کھڑے ہیں۔ انہوں نے آکر بتا دیا۔ چونکہ ان کی طبیعت میں ذرا زیادہ سختی تھی اس لئے جب انہوں نے سنا کہ فلاں بزرگ آئے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ وہ ایک بدعت پر عمل کرتے ہیں، ایسی محفل میرے نزدیک بدعت ہے اور اب میرا مرنے کا وقت قریب ہے، ایسے وقت میں مَیں کسی بدعتی سے ملنا بھی پسند نہیں کرتا۔ جب شاگرد نے آکر بتایا کہ حضرت! وہ تو منع کر رہے ہیں کہ میرا موت کا وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

قریب ہے اور میں اس وقت رجوع الی اللہ رکھنا چاہتا ہوں، لہٰذا میں کسی ایسے بندے کے ساتھ ملنا بھی نہیں چاہتا، تو خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ ان کو جا کر کہو کہ بدعتی آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ جب یہ بات کہی اور قاضی ضیاء الدین سنامیؒ نے سنی تو وہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے، انہوں نے اپنے سر سے پگڑی اتاری اور شاگرد سے کہا کہ میرے بستر سے لے کر میرے دروازے تک میرے اس عمامے کو بچھا دو اور ان سے کہو کہ وہ میرے عمامے پر جوتوں کے ساتھ چل کے میرے پاس آجائیں...... سبحان اللہ...... جب دونوں طرف اخلاص ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ توڑ کی بجائے جوڑ پیدا فرما دیتے ہیں۔

(۲)...... حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں تربیت میں بڑی سختی ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ اگر کوئی ایک دوسرے سے بات بھی کرتا تو اس کو بھی خانقاہ سے نکال دیا جاتا تھا۔ گویا وہاں پر نظم و نسق میں خوب سختی تھی...... علماء نے لکھا ہے کہ جب شیخ کی طبیعت کے اندر سختی ہو تو اس میں مریدین کی بہت ہی زیادہ عظمت ہوتی ہے۔ پھر شیخ ان کی خوب تربیت کرتے ہیں اور وہ بہت جلدی سنور جاتے ہیں۔ یعنی شیخ کی سختی بھی ان کے حق میں رحمت بن جاتی ہے...... لیکن حضرت مدنیؒ کے ہاں بڑی رحمت کا معاملہ تھا۔ جو آتا اس کو مہمان بناتے، اس کو کھانا بھی کھلاتے اور کئی مرتبہ تو اس کے پاؤں بھی دبا دیا کرتے تھے۔ ان دونوں جگہوں پر طبیعتوں میں اتنا فرق تھا۔ دونوں پھول تھے مگر

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

[ہر پھول کا رنگ اور خوشبو جدا ہوتی ہے]

ایک عالم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چند دن گزارنے کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں گئے۔ وہاں چند دن شہزادوں کی طرح گزارے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو کہنے لگے، حضرت! میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا، کیا بات پوچھنا چاہتے ہو؟ عرض کیا، حضرت! میں حضرت تھانویؒ کی خانقاہ سے ہو کر آیا ہوں، وہاں تو اتنی ڈانٹ ڈپٹ ہوتی ہے کہ بندے کو کس کر رکھتے ہیں اور یہاں پر اتنی محبت ملتی ہے کہ شہزادہ بنا کر رکھتے ہیں، آپ ذرا اس بات کی وضاحت فرما دیں...... اب کوئی عام بندہ ہوتا تو پتہ نہیں کہ آگے سے کیا جواب دیتا مگر وہ سنورے ہوئے لوگ تھے، لہٰذا دیکھیں کہ انہوں نے کیا ہی پیارا جواب دیا...... حضرت مدنیؒ نے فرمایا، دیکھو کہ وہاں پر بڑے طبیب ہیں، جراح ہیں اور سرجن ہیں، اور سرجن ہمیشہ جسم کو چیر لگاتا ہے اور پھوڑے کے اندر جو گندہ مواد ہوتا ہے وہ نکالتا ہے جس کی وجہ سے بندے کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے تمہیں وہاں سختی محسوس ہوئی۔ میری حیثیت کمپوڈر کی سی ہے اور کمپوڈر یہ کام کرتا ہے کہ جب سرجن سرجری کر دیتا ہے تو وہ پھر زخموں کے اوپر فقط مرہم لگاتا ہے، چونکہ بندے کو مرہم لگانا اچھا لگتا ہے اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ یہ میرے ساتھ پیار کا معاملہ کر رہا ہے...... ان کے اندر اخلاص تھا اس لئے ایسی بات کہی جو توڑ کی بجائے جوڑ پیدا کرنے والی ثابت ہوئی۔ اسی اخلاص کی وجہ سے دل جڑتے ہیں اور انسان ایک دوسرے کے قریب آ جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی اخلاص کی یہ نعمت عطا فرما دے۔ (آمین)

ریا کار کی تین علامتیں

ہمارے اکابر نے ریا کار کی تین علامتیں لکھی ہیں جن سے انسان اپنے آپ کو تول سکتا ہے کہ میں کس حال میں ہوں۔

پہلی علامت...... خلوت میں سستی اور جلوت میں چستی۔ یعنی کہ وہ تنہائی میں عبادات کے اندر غفلت اور سستی برتتا ہے، نماز پڑھتا ہے تو مختصر سی، جبکہ لوگوں کی محفل میں بڑی چستی دکھاتا ہے۔ جب لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں تو پھر بڑا صوفی

www.besturdubooks.wordpress.com

صافی بن جاتا ہے، اس وقت وہ فقط اشراق کے نفل ہی نہیں پڑھتا بلکہ اسے پچھلی قضا نمازیں بھی یاد آجاتی ہیں اور جب لوگ نہیں دیکھ رہے ہوتے تو فرض نمازیں پڑھنا بھی مشکل نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ طلبا۔ جب تک مدرسے میں رہتے ہیں وہ بڑے اچھے معمولات کرتے رہتے ہیں اور جیسے ہی گھر جاتے ہیں بس گھر جاتے ہیں ...... یہ اخلاص کے منافی چیز ہے ...... جس طرح مدرسے میں اعمال کی پابندی کرتے ہیں ہمیں چاہیے کہ جب گھروں میں جائیں تب بھی اسی طرح اعمال کی پابندی کریں۔ اس لئے کہ جس پروردگار کو یہاں راضی کرنا تھا اسی پروردگار کو وہاں بھی راضی کرنا ہے۔

دوسری علامت ...... وہ دنیاداروں سے تعریف کی توقع رکھے۔ یعنی اس کے اندر چاہت ہو کہ لوگ میری تعریف کریں۔ دیکھیں کہ تعریف ریاکار کی بھی ہوتی ہے اور مخلص بندے کی بھی، مگر دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ ریاکار دل میں پسند کر رہا ہوتا ہے کہ میری تعریف ہو اور جب مخلص بندے کی تعریف کی جائے تو اس وقت اس کا دل رو رہا ہوتا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب کبھی کوئی بندہ ان کی تعریف کرتا تو ہمیشہ وہ تنہائی میں دعا کرتے، اے اللہ! آپ نے لوگوں کو میرے ساتھ جو حسنِ ظن عطا کر دیا اب مجھے ان کے حسنِ ظن کے مطابق بنا دیجئے۔

ایک تعریف ماں باپ اور پیر استاد کی ہوتی ہے۔ یہ تعریف مستحسن ہے بلکہ مطلوب ہے۔ اگر کوئی شاگرد اس لئے اچھا پڑھے کہ استاد میری تعریف کرے تو یہ اچھی بات ہے...... کیوں؟...... اس لئے کہ وہ استاد کو اللہ کا نیک بندہ سمجھتا ہے اور اس کی یہ نیت ہوتی ہے کہ اللہ کے اس نیک بندے کا دل خوش ہوگا، یہ دعا کرے گا اور اس کی دعا پر اللہ بھی مجھ سے راضی ہو جائے گا۔ کسی نے حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا، حضرت! یہ آپ کے مریدین آپ سے اتنا ڈرتے ہیں کہ اتنا تو خدا سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی نہیں ڈرتے۔ حضرت نے ان کو بٹھا لیا۔ فرمانے لگے، بھئی! دیکھو، میں کوئی تھانیدار ہوں، وہ مجھ سے کیوں ڈرتے ہیں؟ اس نے کہا، جی وہ اس لئے ڈرتے ہیں کہ وہ آپ کو اللہ کا ولی سمجھتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ خفا ہو گئے تو کہیں ان کی عاقبت ہی نہ خراب ہو جائے۔ اس پر حضرتؒ نے فرمایا، چونکہ وہ مجھے اللہ کا دوست سمجھتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر میں ناراض ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے اس لئے مجھ سے ڈرنا حقیقت میں اللہ کے خوف ہی کی ایک کرن ہے جو اللہ نے ان کے دل میں ڈال دی ہے...... اس لئے اللہ والوں کی تعریف، پیر کی تعریف، استاد کی تعریف اور ماں باپ کی تعریف اچھی ہوتی ہے اور ان کی دعاؤں سے انسان آگے بڑھتا ہے۔ ایک ہوتا ہے عام طور پر دل میں مخلوق سے تعریف کی نیت ہونا، یہ برا ہے۔ اس لئے تقریر کر کے پھر کہتے ہیں ...... کہہ دو سبحان اللہ...... اور سب سے اونچا اونچا کہلوا رہے ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے بندے! یوں کہو کہ بھئی اللہ کو یاد کر لو، ورنہ اتنا کچھ کر کرا کے لوگوں کی چند دفعہ سبحان اللہ مل گئی تو آپ کو تو آپ کی تقریر کا بدلہ مل گیا۔ اگر ایسا کیا تو یہاں سے فارغ ہو کے جاؤ گے اور نامۂ اعمال میں کچھ نہیں لکھا ہو گا۔ تو مخلوق سے تعریف کی طمع نہ ہو بلکہ دل میں یہ نیت ہو کہ اے میرے مولا! میں یہ کام آپ کی رضا کے لئے کر رہا ہوں، بس میں آپ کی بارگاہ میں قبولیت پا جاؤں۔

تیسری علامت ...... جب مخلوق میں سے کوئی آدمی دین کے کام میں اس کی ملامت کرتا ہے تو وہ دین کا کام چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ چنانچہ ذرا سی کوئی بات کر دے تو سنت پر عمل ختم ہو جاتا ہے۔ آپ نے سنا ہو گا کہ شادی کے موقع پر اکثر عورتیں کہتی ہیں کہ اگر یوں کر دیا تو لوگ کیا کہیں گے۔ کیا انہوں نے کبھی یہ بھی کہا ہے کہ اس موقع پر یوں کیا تو اللہ کیا کہے گا یا نبی علیہ السلام کیا کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں سوچ ہی نہیں آتی۔ بلکہ سوچتے ہیں کہ ہم نے یوں کیا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہماری ناک ہی کٹ جائے گی۔ او بھئی! دنیا میں کیا ناک کٹے گی، جو ناک قیامت میں کٹے گی اس کو ساری مخلوق دیکھے گی۔ آج اگر دو بندوں نے بات کر بھی دی کہ انہوں نے شادی پر ڈھول باجے نہیں بجائے تو کوئی بات نہیں۔ اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ارے! لوگ کہتے ہیں تو کہتے رہیں ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے پروردگار کیا کہتے ہیں جن کی رضا کے لئے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ریاکار کی ان تینوں علامتوں سے محفوظ فرمائے اور ہمیں پوری زندگی میں اخلاص کے ساتھ اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مخلص بندے کی تعریفیں زیادہ ہوتی ہیں

ایک بات اور بھی ذہن میں رکھ لینا کہ ریاکار بندہ چاہتا ہے کہ میری تعریفیں ہوں لیکن یہ عاجز اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ ریاکار چاہتا ہے کہ میری تعریفیں ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ اس کی اتنی تعریفیں نہیں کرواتے جتنی اس مخلص بندے کی کرواتے ہیں جس کا دل مخلوق کی طرف سے تعریف ہونے پر رو رہا ہوتا ہے۔ مزہ تو پھر اس لائن کا ہوا کہ اللہ کے ہاں اجر بھی ملا اور اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی زبان سے تعریفیں بھی کروا دیں۔

جتنا اخلاص...... اتنا اجر

ایک اصول یاد رکھئے کہ جتنا اخلاص زیادہ ہوگا اتنا اجر زیادہ ہوگا۔ عمل چاہے کتنا چھوٹا کیوں نہ ہو اخلاص کی وجہ سے چھوٹا عمل بھی اللہ رب العزت کی نظر میں موٹا بن جایا کرتا ہے۔ آپ نے ہیرا دیکھا ہوگا کہ چھوٹا سا ہوتا ہے اور اس چھوٹے سے ہیرے کی قیمت لاکھوں روپوں میں ہوتی ہے...... دیکھنے میں چھوٹا اور قیمت میں موٹا ...... اسی طرح اخلاص بندے کے عمل کو ہیرے کی طرح قیمتی بنا دیا کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام ابوداؤدؒ کا اخلاص

امام ابوداؤدؒ ایک بڑے محدث گزرے ہیں۔ ایک مرتبہ وہ ایک کشتی کا سفر کر رہے تھے۔ ان کے سامنے سے ایک اور کشتی آ رہی تھی۔ ان کو سفر کے دوران اس وقت چھینک آئی جب سامنے سے آنے والی کشتی بالکل قریب تھی ...... جس بندے کو چھینک آئے اسے چاہیے کہ وہ الحمد للہ کہے۔ اور الحمد للہ کے الفاظ سننے والے کو چاہیے کہ وہ اس کو جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ اس کے بعد چھینک والا آدمی اس کے جواب میں یھدیکم اللہ کہے ...... چنانچہ انہوں نے چھینک آنے پر الحمد للہ کہا۔ ساتھ والی کشتی میں سے ایک آدمی نے ان کی زبان سے الحمد للہ سنا تو اس نے جواب میں یرحمک اللہ کہا۔ لیکن جب حضرت ابو داؤدؒ نے جواب دینا تھا تو کشتی دور جا چکی تھی اور وہاں تک آواز نہیں پہنچ سکتی تھی۔ جب حضرتؒ کنارے پر پہنچے تو وہاں جا کر انہوں نے ایک اور کشتی کرائے پر لی اور ایک درہم اس کو دیا اور کشتی سے واپس آئے اور واپس آ کر اس بندے کو جس نے یرحمک اللہ کہا تھا اسے جواب میں یھدیکم اللہ کہا اور واپس آ گئے۔ رات کو جب سوئے تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا، ابوداؤد کو مبارک دے دو کہ اس نے ایک درہم کے بدلے میں اللہ سے جنت خرید لی ہے...... اللہ اکبر!!!...... محدثین اللہ کی رضا کے لئے یوں اخلاص کے ساتھ عمل کرتے تھے۔ اس وجہ سے آج ان کا فیض جاری ہے۔ آج دنیا ان کی کتابیں پڑھ رہی ہے اور اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزار رہی ہے اور وہ حضرات اپنی قبروں کے اندر اس کا اجر و ثواب پا رہے ہیں۔ تو اخلاص والے بندے کی محنت چھوٹی اور اسے اجرت موٹی ملتی ہے۔ وہ کام تو تھوڑا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر بڑا پا لیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رضائے الٰہی کے متلاشی

مخلص بندے کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو دوسروں سے اس طرح چھپاتا ہے جیسے لوگ اپنے گناہوں کو دوسروں سے چھپاتے ہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کام کر رہا ہوتا ہے۔ ہمارے اکابر بھی نیک کام کر کے دوسروں سے چھپاتے ہیں اور وہ کسی کو بھی نہیں بتاتے تھے۔ اس کی بھی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

(۱)...... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمل یہ تھا کہ اگر کوئی سائل ان کے دروازے پر آتا تو اپنی خادمہ کے ہاتھ اس کو پیسے بھجوا دیتیں اور دروازے پر آ کر خود سنتیں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ خادمہ کو بھی اس بات کا پتہ تھا۔ اس نے ایک دن پوچھ لیا کہ اے ام المومنین! آپ کے ایک عمل کی ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ آپ کے در پر جب بھی کوئی سائل مانگنے آتا ہے تو آپ اس کو ہمارے ہاتھ سے دلواتی ہیں مگر پردے کے پیچھے جا کر سنتی ہیں کہ اس نے لے کر کیا کہا، اس کی کیا وجہ ہے؟...... ام المومنین نے فرمایا کہ میں جا کر سنتی ہوں کہ وہ مجھے کیا دعا دے رہا ہے، جو دعا وہ مجھے دیتا ہے میں وہی دعا اس بندے کے لئے کر دیتی ہوں تا کہ میری دعا اس کی دعا کا بدلہ بن جائے، عمل کا اجر تو میں اپنے پروردگار سے چاہتی ہوں...... سبحان اللہ...... ان کو اس بات کا کتنا خیال ہوتا تھا کہ مجھے اپنے عمل کا بدلہ اللہ رب العزت سے چاہیے۔

(۲)...... حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ نے جب مدائن کو فتح کیا تو کچھ دنوں کے بعد ایک عام مجاہد ان کے پاس آیا۔ اس نے کوئی چیز کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھی۔ اس نے وہ چیز نکالی اور کہنے لگا، اے امیر الجیش! میں آپ کی خدمت میں یہ امانت دینے کے لئے آیا ہوں۔ جب حضرت نے اس کو کھولا تو وہ مدائن کے بادشاہ کا تاج تھا۔ وہ تاج سونے کا بنا ہوا تھا اور اس پر اتنے قیمتی ہیرے اور موتی لگے ہوئے تھے کہ اگر وہ مجاہد اس کو بیچ کر کھاتا تو اس کی سات نسلوں کو کمانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ جو بادشاہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس جنگ میں قتل ہوا تھا اس کے سر سے وہ تاج کہیں گرا تھا۔ وہ مٹی میں پڑا تھا اور اس مجاہد کو مل گیا۔ کسی کو پتہ ہی نہیں تھا کہ وہ تاج اس کے پاس ہے۔ اس نے بھی اس کو چھپا کر رکھا۔ جب ہر چیز سیٹل ہو گئی تو اس نے لا کر سعد بن ابی وقاص ﷜ کو پیش کر دیا۔ حضرت اس کے اخلاص پر حیران ہوئے کہ کسی کو اس تاج کے بارے میں پتہ بھی نہیں تھا، یہ غریب سا بندہ ہے، یہ اسے اپنے پاس رکھ بھی سکتا تھا، لہٰذا انہوں نے اس کے اخلاص پر حیرانی کا اظہار کیا اور اس سے پوچھا، اے مجاہد! تیرا نام کیا ہے؟ اس سوال پر مجاہد نے اپنا رخ پھیر کر ان کی طرف اپنی پیٹھ کر دی اور کہا کہ جس رب کو راضی کرنے کے لئے میں نے یہ تاج واپس کیا ہے وہ رب میرا نام جانتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ ان کے دربار سے باہر چلا گیا۔

(۳)...... مسلمہ بن عبدالملک ایک حاکم تھا۔ ایک مرتبہ اس نے فوج کشی کی تو دشمن نے ایک قلعہ کے اندر چھپ کر پناہ لے لی۔ مسلمانوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ وہ محاصرہ کئی دن تک رہا۔ وہ لوگ اتنی مزاحمت کر رہے تھے کہ کوئی سبیل پیدا نہیں ہو رہی تھی دشمنوں میں سے ایک بندہ ایسا تھا جو دیوار کے اوپر چڑھ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہا کرتا تھا۔ مسلمان چاہتے تھے کہ ہم جلدی فتح کر لیں لیکن جب یہ قریب جاتے تو وہ دشمن تیروں کی ایسی بارش برساتا کہ یہ پیچھے ہٹ آتے۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ ایک دن ایک مسلمان نوجوان فوج کے ساتھ آگے گیا اور تیروں کی پروا کیے بغیر آگے بڑھتا رہا۔ تیر اس کے جسم میں چبھتے رہے چبھتے رہے، وہ فقط اپنا سر بچاتا رہا۔ بالآخر وہ تیروں کی بارش میں سے گزر کر دیوار کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔ اب وہ ایسی جگہ پر بیٹھا تھا کہ جہاں تیر مارنے والوں کے تیر اس تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ وہاں سے اس نے دیوار توڑنا شروع کر دی۔ اس کو دیکھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ اور مسلمان نوجوان بھی آگے چلے گئے اور ان سب نے مل کر بالآخر اس دیوار میں نقب لگا دی۔ جب اس میں سے چند مسلمان نوجوان اندر داخل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے وہ قلعہ فتح کروا دیا۔ اب اس نوجوان کی بہادری پر پورا لشکر حیران تھا کہ اس نوجوان نے تیروں کی بارش میں جان کی پروا نہیں کی، یہ تیروں پہ تیر کھاتا رہا اور بالآخر اتنے بڑے کارنامے کا سبب بنا۔ ہر بندہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ صاحب نقب کون ہے۔

جب فتح ہو گئی تو ایک موقع پر سب لوگ اکٹھے تھے۔ اس وقت امیرِ لشکر نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں صاحب نقب کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ میرے کہنے پر کھڑا ہو جائے تاکہ میں جانوں کہ وہ کون ہے۔ جب اس نے یہ کہا تو ایک نوجوان کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا، امیر المؤمنین! میں بھی آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ نے مجھے کھڑا تو کر لیا، آپ میرا نام ہرگز نہ پوچھئے گا۔ چنانچہ امیر لشکر اس کا نام نہ پوچھ سکے اور وہ پھر اسی طرح گم ہو گیا اور کسی کو پتہ ہی نہ چلا۔ امیر لشکر اس کے اس عمل سے اتنا خوش ہوتا تھا کہ وہ دعا مانگا کرتا تھا، اے اللہ! قیامت کے دن میرا حشر بھی اس صاحبِ نقب کے ساتھ فرما دیجئے گا...... سبحان اللہ...... وہ اتنا مخلص بندہ تھا کہ اس نے اتنا بڑا کام کر دیا اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ میرا نام بھی لوگوں کو معلوم ہو۔

(٣)...... چوتھی صدی ہجری میں ایک بزرگ ابو عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔ انکے وقت میں حاکم نے لوگوں کے فائدے کی خاطر ایک فلاحی کام کروانا تھا لیکن اس میں بہت زیادہ پیسہ لگتا تھا جبکہ ان کے پاس اتنی رقم نہیں تھی۔ اس نے ابو عمر مجاہدؒ سے عرض کیا، حضرت! میں چاہتا ہوں کہ میں یہ صدقہ جاریہ کا کام کروں لیکن میرے پاس خزانے میں اتنا پیسہ نہیں کہ میں یہ کام کر سکوں۔ حضرتؒ نے اس کو دو لاکھ دینار

www.besturdubooks.wordpress.com

دے دیئے۔ وہ یہ رقم لے کر بہت خوش ہوا۔

اگلے دن اس نے لوگوں کو بلایا اور ان کو ترغیب دی کہ جو رقم پہنچتی ہے وہ بھی آپ لوگ دے دیں اور بات کرتے کرتے اس نے لوگوں کو بتا دیا کہ ابو عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مجھے دو لاکھ دینار عطا کیے ہیں۔ جیسے ہی اس نے یہ کہا تو ابو عمر مجاہدؒ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے، امیر صاحب! مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے کہ میں نے یہ رقم آپ کو تو دے دی مگر میں اپنی والدہ سے اس کی اجازت نہیں لے سکا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان سے اجازت لے لوں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا، لہٰذا آپ میری رقم واپس کر دیجئے۔ اب جب اس نے اتنے لوگوں میں اپنی رقم واپس مانگی تو جو لوگ پہلے تعریفیں کر رہے تھے، اب ان سب نے اسے بری نظر سے دیکھا اور کہا کہ یہ کیسا بندہ ہے۔ امیر وقت کو بھی وہ رقم واپس کرنی پڑی۔ جب امیر وقت نے رقم واپس کر دی اور انہوں نے لے لی اور سب لوگ چلے گئے تو رات کے اندھیرے میں وہ وہی رقم (دو لاکھ دینار) لے کر دوبارہ آئے اور امیر سے کہنے لگے کہ آپ نے تو مجھے ذبح ہی کرنا چاہا مگر اللہ نے مجھے بچا لیا۔ میں نے والدہ کا بہانہ بنایا تھا، حالانکہ یہ رقم میری ہی ملکیت میں تھی، اب میں آپ کو یہ دوبارہ اللہ کے نام پر دیتا ہوں، آپ میرا نام کسی کے سامنے نہ لیجئے گا۔

(۴)...... سیدنا صدیق اکبرؓ کا ایک عمل دل کے کانوں سے سن لیجئے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر ابن الخطابؓ دربارِ صدیقی میں آئے۔ وہاں مدینہ منورہ کے نادار اور بے کس لوگوں کی فہرست پڑی تھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ...... یہ بوڑھا آدمی ہے ...... یہ بوڑھی عورت ہے...... یہ بیمار ہے...... یہ لاچار ہے اور ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ پھر جن جن لوگوں نے ان کی خدمت کرنے کی ذمہ داری قبول کی ان کے نام ان کے سامنے لکھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے وہ ساری لسٹ پڑھی

www.besturdubooks.wordpress.com

۔اس میں ایک بوڑھی عورت کا نام لکھا ہوا تھا کہ یہ اکیلی ہے اور اس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے جو اس کے گھر میں جھاڑو دے اور اس کے لئے پانی بھر دے اور آگے جگہ خالی تھی۔یعنی کسی نے اس عورت کی خدمت کے لئے نام نہیں لکھوایا تھا۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے ارادہ کرلیا کہ یہ کام میں اپنے ذمے لے لیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس عورت کا نام نوٹ کرلیا کہ اس کا یہ کام میں کر دیا کروں گا۔

چنانچہ اگلے دن فجر کی نماز پڑھنے کے بعد حضرت عمرؓ اس بڑھیا کے گھر گئے اور دروازہ کھٹکھٹا کر کہا، اماں! میں آپ کی خدمت کے لئے آیا ہوں۔اماں نے کہا، میری خدمت تو ہو چکی ہے۔ایک جھاڑو دینا ہوتا ہے اور ایک باہر سے پانی بھر کے لانا ہوتا ہے اور باقی کام میں خود کرلیتی ہوں۔حضرت عمرؓ نے پوچھا، اماں! یہ کام کرنے کے لئے کون آتا ہے؟ وہ کہنے لگی، میں اسے پہچانتی نہیں کیونکہ میں نے تو اسے کبھی دیکھا ہی نہیں۔پوچھا، اس کا نام کیا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ اس نے کبھی اپنا نام بتایا ہی نہیں، وہ آکر کہتا ہے کہ خدمت والا آگیا ہے لہٰذا میں پردہ کرلیتی ہوں اور وہ دونوں کام کر کے چلا جاتا ہے اور جاتے ہوئے کہتا ہے کہ اب پردہ ختم ہو گیا ہے، لہٰذا پھر میں باہر آجاتی ہوں۔وہ اتنے عرصے سے خدمت کر رہا ہے لیکن نہ تو میں نے اس کی شکل دیکھی ہے اور نہ ہی میں اس کا نام جانتی ہوں۔حضرت عمرؓ اس کی بات سن کر بڑے حیران ہوئے۔

اگلے دن انہوں نے تہجد کی نماز پڑھی اور اس کے بعد وہاں پہنچ گئے۔ دروازے پر کھڑے ہو کر کہا، اماں! میں خدمت کے لئے آگیا ہوں۔اماں نے کہا، خدمت کرنے والا تو خدمت کر کے جا چکا ہے۔وہ بھی عمر ابن الخطابؓ تھے، چنانچہ انہوں نے اگلے دن عشاء کی نماز پڑھی اور اس بڑھیا کے گھر کے راستے پر چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ دیکھ سکیں کہ یہ مردِ خدا کون ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب رات گہری ہوگئی اور لوگ میٹھی نیند سو گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی بہت آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس بڑھیا کے گھر کے قریب آیا۔ اسے دیکھ کر حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے اور اس سے پوچھا، آپ کون ہیں؟ جواب میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آواز آئی "میں ابو بکر ہوں"۔ حضرت عمرؓ نے حیران ہو کر پوچھا، اے امیر المؤمنین! آپ اس وقت اکیلے یہاں کیسے تشریف لائے؟ فرمانے لگے، ہاں! اس بڑھیا کی خدمت میں نے اپنے ذمے لی تھی اس لئے یہاں آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ امیر المؤمنین جوتوں کے بغیر چل کے آ رہے ہیں تو پوچھا، اے امیر المؤمنین! آپ کے جوتے کہاں ہیں؟ ابو بکر صدیقؓ فرمانے لگے، میں نے جوتے گھر اتار دیئے اور ننگے پاؤں اس لئے آ رہا ہوں کہ میرے جوتوں کی آہٹ سے کسی سونے والے کی نیند میں خلل نہ پڑ جائے...... سبحان اللہ..... یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نبی علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے جنت کی بشارتیں پائی تھیں، اس کے باوجود وہ اپنے اعمال کو اس طرح چھپ کر اللہ کی رضا کے لئے کیا کرتے تھے۔ آج اس کسوٹی پر اگر ہم اپنے اعمال کو دیکھیں تو ہمیں اپنا نامۂ اعمال خالی نظر آتا ہے۔

اخلاص کی چیکنگ

اس خلوص کو چیک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چیک پوسٹیں بنی ہوئی ہیں ......جیسے دنیا کے اندر چیک پوسٹیں بنی ہوتی ہیں۔ بندے جا رہے ہوتے ہیں تو آگے سے انتظامیہ کے آدمی انہیں روک لیتے ہیں۔ وہ ان کو بھی چیک کرتے ہیں اور ان کی گاڑی کو بھی چیک کرتے ہیں۔ پھر وہ آگے جاتے ہیں اور پھر ایک اور چیک پوسٹ آ جاتی ہے۔ وہاں بھی چیکنگ ہوتی ہے...... اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی بندے کے اخلاص کو چیک کرنے کے لئے سات چیک پوسٹیں ہیں۔ چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ جب کوئی بندہ نیک عمل کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے عمل کو لے کر آسمان پر جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ پہلے آسمان کا دروازہ بند پاتا ہے۔ وہ دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اس دروازے پر متعین فرشتہ پوچھتا ہے، کون ہو اور کیوں اوپر جانا چاہتے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ ایک بندے نے عمل کیا ہے، میں وہ عمل اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ فرشتہ کہتا ہے، مجھے عمل چیک کرواؤ۔ وہ فرشتہ دیکھتا ہے کہ اس نے یہ عمل اللہ کے لئے کیا ہے یا کسی مخلوق کے لئے۔ اگر وہ دیکھتا ہے کہ اللہ کے لئے عمل کیا ہے تو وہ اس کو اوپر جانے دیتا ہے اور اگر اللہ کے لئے نہ کیا ہو تو اسے واپس بھیج دیتا ہے۔ پھر اسی طرح دوسرے آسمان پر چیک پوسٹ آتی ہے۔ وہاں بھی فرشتہ چیک کرتا ہے...... پھر تیسرے آسمان پر...... پھر چوتھے آسمان پر...... حتیٰ کہ ساتوں آسمانوں پر فرشتے اس کے خلوص کو چیک کرتے ہیں، بالآخر جب وہ عمل اللہ رب العزت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود بھی اس عمل کو چیک کرتے ہیں، اگر سو فیصد اللہ کی رضا کے لئے عمل ہوتا ہے تو اللہ رب العزت قبول فرما لیتے ہیں اور اگر ایک فیصد بھی غیر کی طرف توجہ تھی تو اللہ تعالیٰ اس کئے ہوئے عمل کو بندے کے منہ پر مار دیتے ہیں۔

اسی لئے فرمایا

اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ هَالِكُوْنَ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ.

انسان سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے علم والوں کے،

وَالْعَالِمُوْنَ كُلُّهُمْ هَالِكُوْنَ اِلَّا الْعَامِلُوْنَ

اہل علم سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے عمل کرنے والوں کے،

وَالْعَامِلُوْنَ كُلُّهُمْ هَالِكُوْنَ اِلَّا الْمُخْلِصُوْنَ

عمل کرنے والے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے مخلصین کے،

وَالْمُخْلِصُوْنَ عَلٰى خَطَرٍ عَظِيْمٍ

اور مخلص لوگ بھی بڑے خطرے میں ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب سوچئے کہ اس اخلاص کے بارے میں ہمیں کتنا فکر مند ہونا چاہیے۔

آج دنیا نے کارخانوں کے اندر کوالٹی کنٹرول ڈیپارٹمنٹ بنائے ہوئے ہیں۔ مالک کہتا ہے کہ میرا گاہک مجھ سے کوالٹی مانگتا ہے لہٰذا میری ہر چیز کوالٹی کے مطابق ہونی چاہیے۔ اگر کوالٹی کے مطابق نہ ہو تو اسے رد کر دیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں عملوں کے لئے کوالٹی کنٹرول ڈیپارٹمنٹ بنا ہوا ہے اور ہر عمل کے خلوص کو چیک کیا جاتا ہے۔ جو عمل اس معیار پر پورا اترتا ہے اسے اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں اور جو معیار پر پورا نہیں اترتا اس کو اللہ تعالیٰ رد فرما دیتے ہیں۔ جس گاہک نے ایک چیز کے بدلے میں چار ٹکے دیتے ہوں وہ تو کوالٹی مانگے اور جس پروردگار نے...... اپنی جنتیں دینی ہوں...... اپنی رضا دینی ہو...... اپنی لقاء دینی ہو...... وہ بندے کے عملوں میں خلوص کو کیوں نہیں مانگے گا۔ اس لئے ہمیں یہ اخلاص اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے فکر مند ہونا چاہیے۔ ایک غم لگا ہوا ہو کہ اے اللہ! میرا ہر عمل آپ کی رضا کے لئے ہو اور مخلوق سے میری نگاہیں ہٹ جائیں۔

مخلص کی پہچان

ایک مرتبہ فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا، حضرت! مخلص کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا، کیا تم نے چرواہے کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا، جی ہاں۔ فرمایا، جب چرواہا بکریوں کے درمیان نماز کے لئے بیٹھتا ہے تو کیا اس کے دل میں یہ طمع ہوتی ہے کہ بکریاں میری تعریف کریں گی۔ اس نے کہا، نہیں، اس کو تو ذرا بھی توقع نہیں ہوتی کہ یہ بکریاں میری تعریف کریں گی۔ حضرتؒ نے فرمایا، جس طرح چرواہا بکریوں کے درمیان بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اس کے دل میں بکریوں سے تعریف کی طمع نہیں ہوتی اسی طرح مخلص بندہ جب لوگوں کے درمیان بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اسے بھی لوگوں سے کوئی توقع نہیں ہوتی کہ یہ میری تعریفیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا اخلاص عطا فرمادے۔(آمین)

اللہ کا در اور اللہ کا ڈر

دو لفظ یاد رکھئے ...... ایک اللہ کا در اور ایک اللہ کا ڈر...... ان دو چیزوں کو زندگی بھر نہیں چھوڑنا۔ نہ تو اللہ کے در کو یعنی دروازے کو چھوڑنا ہے اور نہ ہی اللہ کے ڈر کو چھوڑنا ہے۔کبھی نڈر نہیں ہونا۔کبھی یہ نہیں سوچنا کہ...... میں نے بڑی تہجد پڑھ لی ...... بڑے ذکر مراقبے کر لئے ...... میں نے لا الٰہ کی بڑی ضربیں لگالیں۔کبھی بے خوف نہیں ہونا۔ساری زندگی دل میں ڈر رہے کہ پتہ نہیں کہ قیامت کے دن میرا کیا بنے گا۔اگر ساری زندگی یہ دو نعمتیں ساتھ رہیں گی تو سمجھ لینا کہ ہم محفوظ ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستے پر قدم اٹھا رہے ہیں۔

ہر عمل کی قیمت ہوتی ہے

ہر عمل کی قیمت ہوتی ہے۔اگر دل میں بات ہو کہ لوگ مجھے اچھا کہیں اور لوگوں نے اچھا کہہ دیا تو عمل کی قیمت مل گئی۔اگر دل میں یہ ہو کہ لوگ میری تعریفیں کریں اور لوگوں نے تعریفیں کر دیں تو عمل کی قیمت مل گئی۔قیامت کے دن ایک عالم کو پیش کیا جائے گا۔اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا لائے ہو؟ وہ کہے گا، اے اللہ! میں نے بڑی مسجدیں بنائیں، بڑے مدرسے بنائے اور دین کا بڑا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، ہاں اس لئے کرتے تھے کہ لوگ تجھے بڑا عالم کہیں، فقد قیل، وہ تو کہا جا چکا ہے، اب ہمارے پاس تیرے لئے کچھ نہیں ہے۔چنانچہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس بندے کو اوندھے منہ جہنم کے اندر داخل کر دیا جائے۔میرے دوستو! اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم جو یہ سارا کچھ کرتے ہیں کیا کسی بندے کے ایک فقرے کی وجہ سے کر رہے ہوتے ہیں؟ اگر اس لئے کر رہے ہوتے ہیں تو پھر ہماری بربادی میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی شک نہیں۔ اس بندے کو قیامت کے دن کتنی حسرت ہوگی جس کے اتنے بڑے بڑے اعمال پیش ہوں گے مگر کہہ دیا جائے گا کہ اس کو اس کا بدلہ دنیا کے اندر دیا جا چکا ہے۔ لوگوں کی تعریفیں ہوتی ہیں، پتہ نہیں قیامت کے دن کیا بنے گا۔ اگر ہم نے اللہ کی رضا کے لئے یہ اعمال نہ جوڑے تو کل قیامت کے دن ہمارے لئے بڑی مشکل بنے گی۔

من ترا حاجی بگویم تو مرا قاضی بگو

سچی بات عرض کردوں کہ جب میں اکابر کے اخلاص میں اس معیار کو دیکھتا ہوں تو میرا دل کہتا ہے کہ نہ میں پیر بننے کے قابل ہوں نہ آپ مرید بننے کے قابل ہیں۔ ہماری حالت ان لوگوں کی سی ہے جو سارے رسوا ہو گئے تھے اور وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے،

"من ترا حاجی بگویم تو مرا قاضی بگو"

آپ کو میں سالک کہہ دیتا ہوں اور آپ مجھے پیر کہہ دیتے ہیں، پتہ نہیں اللہ کے ہاں ہمارا کیا بنے گا۔ آج وقت ہے ہم اپنے اللہ سے معافیاں مانگ لیں۔ یا اللہ! اگر ہمارے کسی عمل سے ریا کاری ہوئی ہو تو ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں، اے پروردگار! ہم آپ کو راضی کرنے کے لئے سب کچھ کرنا چاہتے ہیں، میرے مولا! قیامت کی مفلسی سے بچا لینا، قیامت کے دن کی غریبی سے بچا لینا اور قیامت کے دن کی حسرت سے بچا لینا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ تمام اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًاo

(التحريم: ۸)

توبۂ نصوح

یہ بیان 27 فروری 2004ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب جامع مسجد اسامہ بن زید ٹیپو مارکیٹ اسلام آباد میں ہوا، حاضرین میں علمائے کرام اور طلباء کی کثیر تعداد موجود تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

شیطان انسان کی نگاہوں میں گناہوں کو ہلکا کر کے پیش کرتا ہے۔ یہ اس کا ایک بڑا وار ہے۔ وہ گناہ کے بارے میں دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ

......یہ گناہ تو اکثر لوگ کرتے ہی رہتے ہیں

......یہ تو ہو ہی جاتا ہے

......اس سے بچنا تو بہت مشکل ہے

......آج کل تو بے پردگی بہت عام ہے، اس لئے نگاہوں کو بچانا تو بہت مشکل ہے۔

شیطان انسان کی نگاہوں میں ان گناہوں کو اس لئے چھوٹا کر کے پیش کرتا ہے تاکہ وہ کرتا ہی رہے۔ اسی لئے فاسق گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی بیٹھی تھی اور اس کو اڑا دیا۔ جب کہ مؤمن بندہ گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے سر کے اوپر کوئی پہاڑ رکھ دیا گیا ہو۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ نصوح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْد!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًاo (التحریم: ۸)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی مَقَامٍ اٰخَرُ ....

اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْھَوْنَ عَنْہُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلًا کَرِیْمًاo (النساء: ۳۱)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَo وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

اللہ رب العزت کے حکم کے خلاف کوئی کام کرنا یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنت کے خلاف کرنا یا دین میں کسی نئی بات کا پیدا کرنا گناہ کہلاتا ہے۔ ہمیں پروردگار عالم نے گناہ سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔

گناہ کی تاثیر

ہر چیز کے اندر کوئی نہ کوئی تاثیر ہوتی ہے۔ گناہ کے اندر یہ تاثیر ہے کہ انسان کو اس سے ندامت ملتی ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ دو باتیں لوہے پر لکیر کی مانند ہیں۔ گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے انسان ندامت پاتا ہے اور نیکی سے انسان سلامت پاتا ہے۔ اگر ایک انسان کتنی ہی کامیابی کے ساتھ گناہ کیوں نہ کرے، اسے کوئی سمجھانے والا یا منع کرنے والا نہ ہو، گویا گناہ کے تمام اسباب مہیا ہوں اور وہ من مرضی سے گناہ کرے، پھر بھی گناہ اس شخص کے لیئے دنیا و آخرت کی ندامت کا باعث بنتا ہے۔ اس لیئے ہمارے اکابر نے فرمایا کہ مومن گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے کوئی بچھو ہوتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بچھو چھوٹا ہو یا بڑا، ہر کوئی اسے دیکھ کر ڈر جاتا ہے۔ آپ نے کبھی کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا ہوگا جو اپنے ہاتھ میں بچھو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس لیئے کہ بچھو چھوٹا ہو یا بڑا، اس میں زہر ہوتا ہے۔ اسی طرح گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، بہرحال اس میں ندامت ہوتی ہے۔ ہمارے مشائخ کے نزدیک گناہ انگارے کی مانند ہے۔ انگارہ چھوٹا ہو یا بڑا، ہاتھ لگانے سے ہاتھ کو جلاتا ہے۔ بلکہ اگر چھوٹے انگارے سے غفلت برتی جائے تو بعض اوقات بھڑک اٹھتا ہے اور آگ لگا دیتا ہے۔ اس لیئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

كُلُّ مَا نُهِيَ عَنْهُ فَهُوَ كَبِيرَةٌ

[ہر وہ کام جس سے شریعت نے بچنے کا حکم دیا ہے، وہ کبیرہ گناہ ہے]

توبہ نصوح کسے کہتے ہیں؟

توبہ نصوح کسے کہتے ہیں؟

مفسرین نے لکھا ہے:

تَنزِيهُ الذَّنبِ عَنِ الْقَلْبِ

[دل سے گناہ کو مٹا دینا]

یعنی دل سے گناہ کی نیت ہی ختم کر دینا۔ اگر آپ غور کریں تو یہ انتہائی مشکل کام ہے کہ انسان دل سے گناہ کا ارادہ بھی چھوڑ دے۔ کتنے ہی لوگ اس لیئے گناہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے کہ ان کو گناہ کا موقع نہیں ملتا۔ اگر موقع مل جائے تو شاید کر ہی گزریں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ تم گناہ سے توبہ کرنے کے بعد گناہ سے اتنی ہی نفرت کرنے لگو جس قدر تم کو اس سے پہلے اس گناہ کی رغبت تھی اور جب گناہ کا خیال آئے تو اس سے بارگاہِ خداوندی میں استغفار کرو۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ توبہ نصوح چار چیزوں کا مجموعہ ہے۔ زبان سے استغفار، اعضائے بدن کو گناہوں سے روکنا، دوبارہ گناہ نہ کرنے کا دل سے عہد کرنا اور برے دوستوں کو چھوڑ دینا۔ گویا توبہ نصوح ایسی توبہ کو کہتے ہیں جس کے بعد دل میں بھی گناہ کرنے کا ارادہ نہ رہے اور توبہ کرتے وقت دل میں مکمل ارادہ ہو کہ آج کے بعد میں یہ گناہ نہیں کروں گا۔

گناہوں کو ہلکا اور مزین کر کے پیش کرنا

شیطان انسان کی نگاہوں میں گناہوں کو ہلکا کر کے پیش کرتا ہے۔ یہ اس کا ایک بڑا وار ہے۔ وہ گناہ کے بارے میں دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ

...... یہ گناہ تو اکثر لوگ کرتے ہی رہتے ہیں

...... یہ تو ہو ہی جاتا ہے

...... اس سے بچنا تو بہت مشکل ہے

...... آج کل تو بے پردگی بہت عام ہے، اس لئے نگاہوں کو بچانا تو بہت مشکل ہے۔

شیطان انسان کی نگاہوں میں ان گناہوں کو اس لئے چھوٹا کر کے پیش کرتا ہے تا کہ وہ کرتا ہی رہے۔ اسی لئے فاسق گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی بیٹھی تھی اور اس کو اڑا دیا۔ جب کہ مومن بندہ گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے سر کے اوپر کوئی پہاڑ رکھ دیا گیا ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بلکہ کئی مرتبہ تو شیطان گناہ کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ. (حم السجدة: ۲۵)

[اور لگا دیئے ہم نے ان کے پیچھے ساتھ رہنے والے، پھر انہوں نے ان کی آنکھوں میں خوبصورت بنا دیا اس کو جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ اور ٹھیک پڑ چکی ان پر عذاب کی بات ان فرقوں کے ساتھ جو گزر چکے ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے، بے شک وہ تھے خسارہ پانے والے]

چھوٹے گناہ کو چھوٹا نہ سمجھئے

یہاں پر آ کر سالک کو احتیاط ضروری ہے کہ وہ حکمِ خدا کو حکمِ خدا سمجھے اور وہ اپنے دل میں عظمتِ الٰہی اتنی بٹھائے کہ حکمِ خدا کے خلاف اس کے ذہن میں خیال ہی پیدا نہ ہو۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ

لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيرَةً إِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰى

[تم چھوٹے گناہ کو ہرگز چھوٹا نہ سمجھو اس لئے کہ بڑے بڑے پہاڑ چھوٹے چھوٹے پتھروں سے مل کر بنتے ہیں]

اس لئے جب انسان گناہِ صغیرہ پر اصرار کرتا رہتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے اندر ایک قول بہت مشہور تھا۔ اکثر صحابہ گفتگو کے دوران وہ قول ایک دوسرے کے سامنے پڑھا کرتے تھے۔ اس قول کا مفہوم یہ بنتا ہے:

لَا صَغِيرَةَ مَعَ الْإِصْرَارِ وَلَا كَبِيرَةَ مَعَ الْإِسْتِغْفَارِ

''اصرار سے کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا اور استغفار سے کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا''

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ. (النور: ۱۵)

[اور تم اس کو ہلکا سمجھتے ہو حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے]

مقامِ عبرت

بنی اسرائیل میں ایک راہب تھے۔ ان کا نام داموسؒ تھا۔ ان کے علاقے میں خشک پہاڑ تھے۔ ان پر سبزے کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنے گھر سے باہر نکلے تو ان کی نظر پہاڑ پر پڑی۔ دل میں خیال آیا کہ اگر یہاں آبشاریں ہوتیں، مرغزاریں ہوتیں، درخت ہوتے تو کتنا اچھا منظر دکھائی دیتا۔ اب اگرچہ انہوں نے اپنے دل ودماغ میں یہ بات سوچی تھی، مگر جو زیادہ مقرب ہوتے ہیں، ان کی چھوٹی باتوں پر بھی پکڑ آجاتی ہے، لہٰذا ان پر اللہ رب العزت کی طرف سے عتاب ہوا اور دل میں یہ بات القاء ہوئی:

"اب تم نے بندگی چھوڑ دی اور ہمارے مشیر بن گئے، اب تمہیں ہماری تخلیق میں نقص نظر آتا ہے۔"

بس اس بات کے دل میں القاء ہونے پر ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ یہ تو آدابِ بندگی کے خلاف ہے۔ انہوں نے یہ سوچ کر رونا شروع کر دیا کہ میں نے ایسا کیوں سوچا...... یہ بھی اللہ رب العزت کی طرف سے توفیق ہوتی ہے کہ فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے...... اچھا، غلطی کا احساس ہونے پر انہوں نے یہ نیت کر لی کہ جب تک مجھے واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ نہیں مل جائے گا کہ میری غلطی کو معاف کر دیا گیا ہے۔ میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا نہ ہی پیوں گا اور یوں اپنے نفس کو سزا دوں گا۔

ایک مرتبہ بستی والوں کے ہاں کوئی تقریب تھی۔ حضرت داموسؒ بھی وہاں پہنچ

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے۔ کسی نے کہا، جی کھانے کے لئے تشریف لایئے۔ انہوں نے فرمایا، میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اس نے کہا، جی رات کے وقت تو روزہ نہیں ہوتا۔ انہوں نے فرمایا، روزے کی بات نہیں ہے، میں نے کھانا نہیں ہے۔ کچھ لوگ لسوڑھے کی مانند ہوتے ہیں اور وہ چمٹ جاتے ہیں۔ وہ اگلے بندے کی مجبوری کو سمجھنے کی بجائے اپنے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا ان میں سے کچھ بندوں نے کہا نہیں حضرت! آپ ضرور تشریف لائیں۔ اب ادھر سے اصرار اور ادھر سے انکار۔ بالآخر ان میں سے کسی ایک نے کہا، جی! آپ یہ تو بتائیں کہ آپ نے کھانا پینا بند کیوں کیا ہے؟ اب انہوں نے صاف صاف بات بتا دی اور کہا کہ میں نے اسی وجہ سے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ وہ عوام الناس تھے، وہ اس بات کو کیسے سمجھتے۔ لہٰذا وہ ہنس کر کہنے لگے، بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔ حتیٰ کہ ان سب نے مل کر کہا، جناب! آپ کے اس گناہ پر جو عذاب ہو گا وہ ہم سب مل کر تقسیم کر لیں گے، آپ کھانا کھائیں۔ جیسے ہی انہوں نے یہ الفاظ کہے تو داموںؒ کے دل میں فوراً الہام ہوا کہ اے میرے پیارے! یہ لوگ عذاب کو اتنا ہلکا سمجھ رہے ہیں لہٰذا آپ اس بستی کو فوراً چھوڑ دیجئے۔ ان سب کو ابھی ہلاک کر دیا جائے گا...... اللہ اکبر...... یوں بندہ اپنی اوقات بھول جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ پروردگار کی پکڑ پھر کیسے ہوتی ہے۔

خطرے کی بات

جب انسان کسی گناہ کو ہلکا سمجھنا شروع کر دے تو یہ بڑی خطرے کی بات ہوتی ہے۔ بلکہ مشائخ نے کہا کہ جس گناہ کو لوگ ہلکا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بڑا ہوتا ہے۔

☆...... ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اے دوست! یہ نہ دیکھنا کہ گناہ چھوٹا ہے یا بڑا، بلکہ اس ذات کی عظمت کو سامنے رکھنا جس کی تم نافرمانی کر رہے ہو۔

☆...... ایک بزرگ فرماتے تھے کہ اللہ رب العزت نے میرے دل میں القاء

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ یہ گناہ کرتے وقت باقی مخلوق سے پردہ کر لیتے ہیں اور ان تمام دروازوں کو بند کر دیتے ہیں جن سے مخلوق دیکھتی ہے۔ لیکن اس دروازے کو بند نہیں کرتے جس سے میں پروردگار دیکھتا ہوں، کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں سے یہ سب سے کم درجے کا مجھے سمجھتے ہیں۔

☆......اکمال الشیم میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ اگر اللہ رب العزت کے عدل و انصاف سے مڈبھیڑ ہوئی تو کوئی بھی گناہ صغیرہ نہیں اور اگر اس کے فضل کا سامنا ہوا تو کوئی بھی گناہ کبیرہ نہیں۔ لہٰذا میرے دوستو! اگر اللہ رب العزت فضل فرمادیں تو پھر چاہے جس گناہ کو معاف فرمادے لیکن اگر عدل فرمائیں گے تو پھر معاملہ مشکل بن جائے گا۔

بے وفائی نہ کیا کرو

ایک بزرگ اپنے سالکین کو بار بار فرمایا کرتے تھے کہ جفا نہ کیا کرو۔ جفا کہتے ہیں بے وفائی کو۔ کسی سالک نے پوچھا، حضرت! بے وفائی سے کیا مراد ہے؟ وہ فرمانے لگے، بے وفائی تین طرح کی ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت سے بے وفائی، مخلوق سے بے وفائی اور اپنے آپ سے بے وفائی۔ پھر وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، اب وہی ہمیں رزق اور باقی نعمتیں دیتا ہے۔ اگر ہم اسی کا دیا ہوا کھا کر کسی اور کو اس کے ساتھ شریک بنائیں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے وفائی ہوگی...... پھر فرمایا کہ لوگوں کو ایذا پہنچانا مخلوق کے ساتھ بے وفائی ہے، اس لئے مخلوق کا دل نہیں دکھانا چاہیے...... پھر فرمایا کہ اللہ رب العزت کے حکم کو توڑنا اور گناہ کرنا، یہ اپنے آپ کے ساتھ بے وفائی ہے اس لئے کہ اس طرح انسان اپنے آپ کو جہنم میں جانے کے قابل بنا لیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عالمِ مثال میں انسانوں کی شکلیں

سچی بات تو یہ ہے کہ اگر گناہوں کے اندر بدبو ہوتی تو ہم کسی محفل میں بیٹھنے کے قابل نہ ہوتے۔ یہ اللہ رب العزت کی ستاری ہے کہ اس کے صدقے ہم آج عزتوں کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اسی لئے ایک بزرگ فرماتے تھے، اے دوست! جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی جس نے تجھے چھپایا ہوا ہے...... یقیناً اگر وہ حقیقت کھول دیتا ہے تو ہم چہرہ دکھانے کے قابل بھی نہ ہوتے۔ انسان کی ایک تو ظاہری شکل ہوتی ہے اور ایک شکل عالمِ مثال میں ہوتی ہے۔ بندہ جس طرح کے اعمال کرتا ہے ویسی ہی اس کی شکل ہوتی ہے۔ اگر جانوروں والے اعمال کرتا ہے تو اس کی شکل جانوروں جیسی ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر:

...... جس میں حرص زیادہ ہوتی ہے اس کی شکل عالمِ مثال میں کتے کی مانند ہوتی ہے اس لئے کہ کتا حریص ہوتا ہے۔

...... جس میں بے حیائی زیادہ ہوتی ہے اس کی شکل خنزیر کی مانند ہوتی ہے کیونکہ خنزیر میں بے شرمی اور بے حیائی بہت زیادہ ہوتی ہے۔

...... جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ایذاء پہنچاتا ہو اور دل دکھاتا ہو، اس کی مثال بچھو کی مانند ہوتی ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور ان کے جانشین تھے۔ وہ خود بھی بڑے محدث تھے اور ان کے شاگرد بھی وقت کے اکابرین میں سے بنے۔ اللہ رب العزت نے ان سے دین کا بہت زیادہ کام لیا۔ ایک وقت تھا جب پاک و ہند میں ان کا فتویٰ چلا کرتا تھا۔ دہلی کی جامع مسجد سے چند ہی کلومیٹر کے فاصلے پر ان کا مدرسہ اور گھر تھا۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک مسجد

www.besturdubooks.wordpress.com

بنائی ہوئی تھی جسے ''مسجدِ بیت'' کہتے ہیں۔ تعلیم وتعلّم کی مصروفیت کی وجہ سے وہ اکثر نمازیں وہیں پڑھا کرتے تھے البتہ جمعۃ المبارک کی نماز جامع مسجد میں جا کر پڑھا کرتے تھے۔ان کے مریدین ان کی زیارت کے لئے تڑپتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت زیادہ حسن و جمال عطا فرمایا تھا۔ان کا چہرہ ایسا منور تھا کہ لوگ دیکھنے کو ترسا کرتے تھے۔عام دنوں میں ان کی تعلیمی مصروفیت کی وجہ سے ان سے ملاقات نہ ہوسکتی تھی۔البتہ جب وہ جمعہ کی نماز کے لئے جاتے تو اس وقت لوگ راستوں میں کھڑے ہو کر ان کا دیدار کیا کرتے تھے۔ان کے خادم کا نام فصیح الدین تھا۔وہ حضرت کو جمعہ پڑھانے کے لئے لے جایا کرتا تھا۔

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ جب حضرت شاہ صاحبؒ جمعہ پڑھنے بازار جاتے تو بازار سے گزرتے ہوئے اپنے چہرے کے اوپر گھونگھٹ کی طرح رومال ڈال لیتے۔اب دیکھنے والوں کو چہرہ بھی نظر نہیں آتا تھا۔اب لوگ ان کے خادم سے کہتے کہ جی ہم تو دیدار سے بھی محروم ہو جاتے ہیں......خادم اگر پرانے ہوں تو پھر بعض اوقات بے تکلفی بھی ہو جاتی ہے...... چنانچہ ایک دن فصیح الدین نے موقع پا کر عرض کیا،حضرت! سارا ہفتہ تو لوگ ویسے ہی انتظار میں رہتے ہیں اور جب آپ جمعہ کے لئے جاتے ہیں تو چہرے پر رومال ڈال کر ان کو دیدار سے محروم کر دیتے ہیں۔حضرت بھی چل رہے تھے اور وہ بھی ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔جب اس نے بات کی تو شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنا رومال اتار کر فصیح الدین کے سر پر رکھ دیا۔تھوڑی سی دیر کے بعد وہ غش کھا کر گر پڑا۔لوگوں نے اس کو زمین سے اٹھایا اور جب ہوش آیا تو پوچھنے والے نے پوچھا کہ جی آپ کے ساتھ کیا بنا؟ وہ کہنے لگا کہ جیسے ہی شاہ صاحب نے اپنا رومال میرے سر پر ڈالا تو مجھے بھرے بازار کے اندر انسان تو تھوڑے نظر آئے لیکن کتے ، بلے اور خنزیر زیادہ چلتے نظر آئے۔ان کی اندر کی شکلیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو کشف کی صورت میں نظر آ گئیں۔ یہ تو اللہ رب العزت کا احسان اور کرم ہے کہ اس پروردگار نے گناہوں میں بدبو نہیں بنائی جس کی وجہ سے ہم آج آرام سے محفلوں میں بیٹھ کر زندگی گزارتے ہیں۔

جاہل اور اجہل میں فرق

دنیا کی معمولی سی لذتوں یا چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کی خاطر گناہوں کا مرتکب ہو جانا بہت نقصان کی بات ہے۔ عام طور پر بندہ یا تو لذت کی خاطر گناہ کرتا ہے یا ضرورت کی خاطر گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے ہیں۔ ایک دفعہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محفل میں بیٹھے تھے۔ حضرت رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا، بتاؤ، جاہل کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، حضرت! جو بندہ اپنی دنیا کی خاطر اپنی آخرت کو تباہ کر بیٹھے، اسے جاہل کہتے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو بتاؤں کہ اجہل (اس سے بھی بڑا جاہل) کون ہے؟ انہوں نے کہا، جی حضرت، ضرور بتائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو انسان دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت تباہ کر بیٹھے اسے اجہل کہتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ کی فصاحت و بلاغت

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ

[مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں ہوں]

یعنی وہ نہ تو کسی کو زبان سے تکلیف پہنچائے اور نہ ہی ہاتھ سے۔ عام طور پر تکلیف تو ہاتھ سے پہنچائی جاتی ہے لیکن یہاں یَد کے ساتھ لِسان کا بھی تذکرہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور عجیب بات یہ ہے کہ لِسَانٌ کو یَدٌ پر مقدم کیا گیا ہے۔ شارحینِ حدیث نے یہاں عجیب نکات لکھے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان میں بڑی فصاحت و بلاغت ہے۔ لِسَانٌ کو یَدٌ پر مقدم کرنے میں بڑی گہرائی اور عمق موجود ہے۔ اس لئے کہ

☆...... اگر انسان کسی کو تلوار سے زخم لگائے تو وہ زخم مندمل ہو جاتا ہے لیکن جو زخم زبان سے دل پر لگایا جاتا ہے وہ کبھی مندمل نہیں ہوا کرتا۔

☆...... ہاتھ سے تکلیف پہنچانی مشکل ہے اور زبان سے پہنچانی آسان ہے۔

☆...... ہاتھ سے انسان فقط حاضرین کو تکلیف پہنچا سکتا ہے، نہ گزرے ہوؤں کو اور نہ ہی آنے والوں کو، مگر زبان ایسی شے ہے کہ اگر انسان اس سے حملہ کرے تو گزرے ہوؤں اور آنے والوں سب کو تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ آج بہت سے لوگ ایسے ہیں جو گزرے ہوؤں پر طعن کرتے ہیں اور انہیں تکلیف پہنچاتے ہیں۔

گناہوں سے بچنے کا مقام

ہمارے اس سلوک میں لمبی چوڑی نیکیوں اور نفلی عبادتوں کا اتنا مقام نہیں جتنا مقام گناہوں سے بچنے کا ہے۔ اس کو ایک مثال سے یوں سمجھئے کہ دو بندے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی تو دن رات تسبیح کا کسی بنا ہوا ہے، لمبی نفلیں، لمبی عبادتیں اور ذکر اذکار اور پتہ نہیں کیا کچھ نیکیاں کر رہا ہے، مگر ساتھ ہی گناہوں کا ارتکاب بھی کر لیتا ہے۔ نہ آنکھ قابو میں آتی ہے اور نہ زبان قابو میں۔ گویا اگر نیکیاں زیادہ کر رہا ہے تو گناہ بھی زیادہ کر رہا ہے۔ اور اس کے بالمقابل ایک دوسرا سالک ہے جو لمبے چوڑے ورد وظیفے تو نہیں کرتا مگر کم از کم گناہوں سے بچتا ہے۔ وہ اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں، دل و دماغ اور میرے جسم کے کسی بھی عضو سے کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ سرزد نہ ہو۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنے والا اس لمبے چوڑے وظیفے کرنے والے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ لمبے چوڑے ورد و ظیفے کرنے والا ''اوپر سے لا الہٰ، اندر سے کالی بلا'' کا مصداق بن چکا ہوتا ہے۔

علم اور ارادے سے گناہ چھوڑنے کا انعام

گناہوں کے ترک کرنے سے اللہ رب العزت کا قرب زیادہ جلدی نصیب ہوتا ہے۔ ایک بات یاد رکھئے کہ جو شخص اپنے علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے، اللہ رب العزت اس بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور اسے صدیقین میں شامل فرما دیتے ہیں۔ ایسے گناہ جو بے علمی میں ہو جائیں یا بلا ارادہ کے ہو جائیں، وہ بہت جلدی معاف ہو جاتے ہیں۔ البتہ نقصان دہ گناہ وہ ہوتا ہے جو سوچ سمجھ کر کیا جائے۔ تاہم جیسے ہی گناہ سرزد ہو توبہ میں دیر نہ کی جائے۔ اس لئے جب کوئی مؤمن گناہ کرتا ہے تو وہ غفلت کی وجہ سے کرتا ہے اور اس وقت اس کی عقل پر پردہ پڑ چکا ہوتا ہے۔

گناہ سے نفرت ایمان کا اثر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ (الحجرات: ۷)

[اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر، گناہ اور نافرمانی کی]

تو جتنا زیادہ ایمان بڑھتا جائے گا اتنی ہی فسق و فجور سے کراہت بڑھتی جائے گی۔ اگر گناہ کر بیٹھے گا تو اس لئے کہ اس وقت اس کے اوپر غفلت کا پردہ پڑ گیا ہو گا۔ اس لئے مؤمن جب غلبہ و حال کی وجہ سے گناہ کر بیٹھتا ہے تو کرنے کے بعد اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دل کو بڑا دکھ اور ندامت ہوتی ہے، پھر وہ ہمیشہ اپنے آپ کو کوستا رہتا ہے کہ او ہو! میں کیا کر بیٹھا۔ گناہ کرنے سے پہلے غفلت کا پردہ تھا اور کرتے ہی اپنی اصلیت سامنے آجاتی ہے اور وہ افسوس کرتا ہے کہ مجھے تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور یاد رکھیں کہ گناہ کے بعد ندامت محسوس کرنا اور دل کے اندر بوجھ اور بے قراری محسوس کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس بندے کے اندر ایمان سلامت ہے۔ ایک دانا کا قول ہے کہ نیکی تو ہر کس و ناکس کر لیتا ہے، جوانمرد تو وہ ہے جو گناہ کرنا چھوڑ دے۔ اور جو آدمی من چاہی چھوڑ کر رب چاہی زندگی اختیار کرنا چاہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے ایام کو گناہوں سے خالی کر لے۔ اس کے لئے وہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے۔ وہ اس کوشش کے باوجود گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھے گا۔ پھر جب روزانہ بچنے کی کوشش کرتا رہے گا تو پہلے کی نسبت دن میں کم گناہ کرے گا۔ پھر اگلے دن اس سے بھی کم گناہ کرے گا۔ پھر ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ اس کا پورا دن گناہوں کے بغیر گزر جاتا ہے۔ پھر اسی طرح اگلا دن گزرتا ہے۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ گناہوں سے محفوظ فرما کر ایسی زندگی عطا کر دیتے ہیں کہ انسان گناہوں کی دلدل سے بچ نکلتا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں لکھا کہ اس امت میں ایسے صدیقین گزرے ہیں کہ جن کے گناہ لکھنے والے فرشتوں کو بیس بیس سال تک گناہ لکھنے کا کوئی موقع ہی نہیں ملا۔ ہمارے دل کی بھی ایک تڑپ اور تمنا ہونی چاہیے کہ اے مالک! ہمیں بھی ایسی سچی اور سچی زندگی نصیب فرما دے۔ (آمین)

ترکِ معصیت اعمالِ طاعات پر فضیلت رکھتی ہے۔ یہ ایک بنیادی نقطہ ذہن میں بٹھانا تھا کہ ترکِ معصیت پر محنت زیادہ کریں، اس لئے کہ یہ اعمالِ طاعات پر فضیلت رکھتی ہے۔

گناہ سے بھی بری چار باتیں

گناہ بہت برا ہوتا ہے لیکن چار باتیں گناہ سے بھی زیادہ بری ہیں۔

۱......<u>گناہ کو ہلکا سمجھنا</u>: اگر کوئی بندہ گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ گناہ کو گناہ تو سمجھے۔ اس گناہ کو ہلکا سمجھنا، گناہ سے بھی زیادہ برا کام ہے۔

۲......<u>گناہ کر کے خوش ہونا</u>: جیسے عورتیں کہتی ہیں، دیکھا میں نے اسے جلانے کے لئے یہ بات کی۔ اب وہ جو یہ کہہ رہی ہے کہ میں نے اسے جلانے کے لئے یعنی اس کے دل کو دکھ پہنچانے کے لئے یہ بات کی ہے، تو یہ گناہ پر خوش ہونے والی بات ہے۔ یا اگر کسی گناہ کا راستہ کھل جائے تو خوش ہو کہ اب میرے لئے گناہ کرنا آسان بن گیا ہے۔ یہ بھی گناہ کرنے سے زیادہ برا ہے۔

۳......<u>گناہ پر اصرار کرنا</u>: ایک گناہ کو بار بار کرنا بھی بہت برا کام ہے۔

۴......<u>گناہ پر فخر کرنا</u>: گناہ پر اترانا اور فخر کرنا بھی گناہ کرنے سے برا کام ہے۔

گناہِ کبیرہ میں دس خرابیاں

ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ 'تنبیہ الغافلین' میں فرماتے ہیں کہ ہر کبیرہ گناہ کے اندر دس باتیں ہوتی ہیں۔

۱)......اس شخص سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ جو بھی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے وہ اپنے مالک کو ناراض کرتا ہے۔

۲)......وہ شیطان کو خوش کرتا ہے۔ کیونکہ گناہ کے صدور سے دشمن شیطان خوش ہوتا ہے۔

۳)......وہ جہنم کے قریب ہو جاتا ہے۔

۴)......وہ جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۵)......وہ اپنے نفس کے ساتھ بے وفائی کرتا ہے۔گویا اس نے اس کو آگ میں پڑنے کے قابل بنا دیا۔

۶)......وہ اپنے نفس کو ناپاک کر لیتا ہے۔ہر گناہ باطنی نجاست کی مانند ہے۔جس طرح ظاہری نجاست پانی سے دھلتی ہے، اسی طرح گناہوں کی نجاست توبہ سے دھلتی ہے۔

۷)......وہ اپنی نگرانی پر مامور فرشتوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔وہ نگرانی کرتے ہیں اور یہ تکلیف پہنچاتا ہے۔

۸)......وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر مبارک میں غمگین کرتا ہے۔فرماتے ہیں کہ ہمارے نامۂ اعمال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچائے جاتے ہیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے امتی کے گناہ دیکھتے ہیں تو محبوب علیہ السلام کو غم پہنچتا ہے۔

۹)......وہ باقی مخلوق کے ساتھ بھی خیانت کرتا ہے۔اس لئے کہ گناہ کے صدور سے اللہ رب العزت کی اترنے والی برکتیں بسا اوقات رک جاتی ہیں۔اس طرح دوسری مخلوق بھی محروم رہ جاتی ہے۔مثلاً بارشیں رک جاتی ہیں تو باقی مخلوق بھی اس سے متاثر ہوتی ہے۔

۱۰)......انسان جہاں گناہ کرتا ہے، وہ زمین کے اس ٹکڑے کو قیامت کے دن کے لئے اپنے خلاف گواہ بنا لیتا ہے۔

آج کل ویڈیو کیمروں کا زمانہ ہے۔دکانداروں نے بھی اپنی حفاظت کیلئے وڈیو کیمرے لگا دیئے ہیں۔کارخانوں میں بھی وڈیو کیمرے لگ گئے ہیں تاکہ چوری کا خطرہ نہ رہے۔اگر کوئی ڈاکہ مار کر چلا جائے تو اس کی پوری فلم آٹومیٹکلی بن رہی ہوتی ہے، پھر اس سے چور کو پکڑنا آسان ہو جاتا ہے۔جس طرح یہ وڈیو کیمرے حفاظت کیلئے لگائے گئے ہیں اور آج چور کو پکڑنا آسان ہو گیا ہے، اسی طرح اللہ رب العزت کی زمین کا ہر ٹکڑا بھی وڈیو کیمرہ بن کر گناہ کے اس منظر کو محفوظ کر لیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ (الزلزال: ۴-۵)

[اس دن کہہ دے گی وہ (زمین) اپنی باتیں، اس واسطے کہ تیرے رب نے حکم بھیجا اس کو]

معرفت بھری بات

ایک عجیب بات یہ ہے کہ انسان کئی مرتبہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے اس کے باجود اپنے آپ کو بڑا سالک سمجھ رہا ہوتا ہے۔ انسان کی حالت تو یہ ہے کہ اسے دوسروں کے بارے میں گناہ کا شک ہو جائے تو وہ ان سے نفرت کرنی شروع کر دیتا ہے اور اپنے عیبوں کا یقین ہوتا ہے لیکن پھر بھی اپنے نفس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب معرفت بھری بات لکھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ دوسروں کی نظر میں اپنے آپ کو گرا دینا بڑا آسان کام ہے اور اپنی نظر میں اپنے آپ کو گرا دینا سب سے مشکل کام ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بعض دوست جو فرض کی پابندی بھی نہیں کر پاتے، وہ خواب میں کسی بزرگ شکل کو دیکھ لیتے ہیں تو وہ اسی پر مست پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی حضرت! مجھے خواب بہت اچھے آتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ جو خوابوں کے شہزادے بنتے ہیں وہ ہمیشہ خسارے میں رہتے ہیں۔

گنہگار اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے

ہمارے مشائخ نے کہا کہ انسان گناہ کرنے سے اللہ رب العزت کی نگاہوں سے گر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے اعمال کی توفیق چھین لیتے ہیں۔ اور سب سے پہلے جو توفیق چھینتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس کو رات کے آخری پہر کی مناجات کی لذت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے محروم کر دیتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی مرتبہ بندہ تہجد میں اٹھتا بھی ہے لیکن اس کی دعاؤں میں کوئی حلاوت نہیں ہوتی۔ بلکہ دعا مانگنے کو اس کا دل ہی نہیں کرتا، دعا میں طبیعت چلتی ہی نہیں۔ یہ نہیں کہ طبیعت چل نہیں رہی ہوتی بلکہ وہ چلنے ہی نہیں دی جاتی۔ دن کے گناہوں کی وجہ سے بندہ رات کی عبادتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک شخص حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا، حضرت! مجھے تہجد کی توفیق نہیں ہوتی۔ فرمایا، اے دوست! تو اپنے دن کے اعمال درست کر لے اللہ تعالیٰ تجھے رات کے اعمال کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

ایمان سے محروم کر دینے والے گناہ

ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ تین گناہوں کے ارتکاب سے موت کے وقت کلمہ طیبہ کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ گناہ بہت خطرناک ہیں۔

۱)...... <u>احکامِ شریعت کو بوجھ سمجھنا:</u>

احکامِ شریعت کو بوجھ سمجھنا اور ان احکام کو عمل کے قابل نہ سمجھنا موت کے وقت ایمان کے سلب ہونے کا باعث بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر عورت ہے تو وہ پردے کو بوجھ سمجھے اور اگر مرد ہے تو رشوت اور سود سے بچنے کو بوجھ سمجھے۔ آج کل اکثر یہ سنا جاتا ہے کہ آج کے زمانے میں شریعت پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ میرے دوست! اگر کوتاہی ہو جائے تو اپنے آپ کو گنہگار ضرور سمجھئے، کیونکہ گناہ کرنا اور پھر **Justify** (دلیل سے ثابت کرنا) کرنا بہت بڑی حماقت ہے۔

ایک آدمی کو موت کے وقت کلمہ پڑھنے کی تلقین کی گئی۔ اس نے جواب میں کہا، میں نہیں پڑھتا اور اس وقت اس کی روح نکل گئی۔ اس پر اس کے قریب کے کسی عالم

www.besturdubooks.wordpress.com

کو تشویش لاحق ہوئی اور اس نے اس کے اہل خانہ سے پوچھا کہ اس کی زندگی کا کوئی ایسا عمل تو بتاؤ کہ جس کا یہ وبال ہوا کہ یہ کلمہ بھی نہ پڑھ سکا۔ اس کی بیوی نے بتایا کہ یہ طبعاً سست اور کاہل تھا۔ اس کی حالت یہ تھی کہ اس کو جب بھی غسلِ جنابت کی ضرورت ہوتی تھی تو کہتا تھا کہ بنی اسرائیل کے ہاں تو غسلِ جنابت نہیں تھا، دین اسلام میں یہ ایک نیا حکم آ گیا ہے۔ گویا کہ وہ غسلِ جنابت کو بوجھ سمجھتا تھا۔ اس گناہ کی وجہ سے اس کو موت کے وقت کلمہ پڑھنے سے محروم کر دیا گیا۔

۲)...... سوءِ خاتمہ کا ڈر نہ ہونا:

دوسری بات یہ ہے کہ جس بندے کو دل میں موت کے وقت سوءِ خاتمہ کا بھی ڈر نہ رہے، اس کی وجہ سے بھی انسان آخری وقت میں کلمہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ بندہ جتنا بھی نیک، متقی اور پرہیزگار کیوں نہ ہو، اس کے دل میں یہ ڈر ضرور رہنا چاہیے کہ پتہ نہیں موت سے پہلے میرے ساتھ کیا ہو گا۔ وہ اس بات سے ڈرتا اور کانپتا رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ. (الاعراف:۹۹)

[سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے مگر گھاٹے میں پڑنے والے]

تو مومن کبھی اللہ رب العزت کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہو سکتا۔ وہ ساری عمر ڈرتے کانپتے گزارتا ہے کہ پتہ نہیں میرا کیا بنے گا۔

۳)...... نعمتِ اسلام پر شکر ادا نہ کرنا:

اگر انسان نعمتِ اسلام پر شکر ادا نہ کرے تو اس کی وجہ سے بھی آخری وقت میں کلمہ پڑھنے کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ اسی لئے وضو کرتے وقت شروع میں بسم اللہ کے بعد یہ دعا پڑھتے ہیں:

اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْكُفْرُ بَاطِلٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں بھی صبح وشام پڑھنے کے لئے ایک دعا سکھائی گئی ہے:

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا

[میں اللہ کو رب ماننے پر، اسلام کو دین ماننے پر اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں]

گویا ہم اپنے دل میں یہ سوچا کریں کہ الحمد للہ، ہم اس بات پر خوش ہیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔

گناہ کی سزا کی تین صورتیں

بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کا وبال بھی اس پر ضرور پڑتا ہے......توجہ فرمایئے گا ......علماء نے لکھا ہے کہ گناہ کی سزا تین طرح سے ملتی ہے۔

(۱)......ایک کو ''نکیر'' کہتے ہیں۔یعنی گناہ کیا اور ادھر کوئی مصیبت پڑ گئی۔کئی لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ایک آدمی میرے پاس آکر کہنے لگا، حضرت! میں نے تجربہ کیا ہے کہ جب میں کسی کا دل دکھاتا ہوں تو کوئی نہ کوئی میرا نقصان ہو جاتا ہے۔اب وہ کسی کا دل دکھانے سے بہت گھبراتا ہے۔انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کا اثر دنیا میں ضرور دیکھتا ہے۔کبھی کوئی مصیبت آپڑتی ہے اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اس کے ماتحتوں کو اس کا نافرمان بنا دیتے ہیں۔مثلاً بیوی ہٹ دھرم اور ضدی مل جاتی ہے جو گھر کے سکون کی تباہی کا باعث بنتی ہے یا پھر اولاد میں سے کوئی ایسا بن جاتا ہے جو اسے موٹے موٹے آنسوؤں سے رلاتا ہے۔یہ اس گناہ کی نقد سزا مل رہی ہوتی ہے۔اسے نکیر کہتے ہیں۔

(۲)......کبھی کبھی گناہ کی سزا ملنے میں ''تاخیر'' ہو جاتی ہے۔تاخیر سے کیا مراد ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فوری طور پر سزا نہیں دیتے بلکہ کچھ دیر کے بعد سزا دیتے ہیں۔انسان گناہ تو جوانی میں کرتا ہے اور سزا بڑھاپے میں ملتی ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑھاپے کی سزا بڑی عبرتناک ہوا کرتی ہے۔فرض کریں کہ بڑھاپے میں بیوی نافرمان بن جائے اور اس وقت اولاد جوان ہو چکی ہو اور وہ اولاد ماں کا ساتھ دینے والی ہو تو پھر بوڑھے کا جو بڑھاپا گزرے گا وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکے گا۔یا بڑھاپے میں کوئی ایسی بیماری لگا دی کہ دوسروں کا محتاج ہو گیا۔اس صورت میں بھی بندہ سزا بھگت رہا ہوتا ہے۔ایک صاحب اس عاجز کے پاس آ کر کہنے لگے، حضرت! میں گناہ بھی کوئی نہیں کرتا لیکن بڑی پریشانی رہتی ہے۔میں نے کہا، آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے زندگی میں جتنے بھی گناہ کیے، کیا ان سب گناہوں سے سچی توبہ کر لی ہے یا کچھ گناہ ایسے بھی ہیں کہ جن سے ابھی توبہ نہیں کی؟ کہنے لگے، جی نہیں، کچھ گناہ ایسے ہوں گے کہ جن سے ابھی توبہ نہیں کی۔میں نے کہا، وہ گناہ نامہ اعمال میں تو لکھے ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا آ سکتی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید ان کے ساتھ جا رہا تھا۔اس نے ایک بے ریش عیسائی لڑکے کو دیکھا تو حضرت سے پوچھنے لگا، حضرت! اللہ ایسے چہروں کو بھی جہنم میں ڈال دے گا۔اس کی بات سے حضرت سمجھ گئے کہ اس نے شہوت کی نظر سے اس کو دیکھا ہے۔حضرت نے اسے فرمایا کہ توبہ کرو کیونکہ تم نے اسے بری نظر سے دیکھا ہے۔وہ کہنے لگا، جی نہیں، میں تو ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔چنانچہ اس نے توبہ نہ کی اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حافظِ قرآن تھا، اس گناہ کی نحوست کی وجہ سے بیس سال بعد قرآن پاک کے حفظ کے نور سے محروم ہو گیا۔یعنی وہ قرآن بھول گیا۔

(۳)......کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے "خفیہ تدبیر" ہوتی ہے۔خفیہ تدبیر یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کے باوجود اس کو نعمتیں دیتے رہتے ہیں تاکہ یہ اچھی طرح ان نعمتوں کو استعمال کر کے غافل ہو جائے اور پھر آخرت کی بڑی سزا کا مستحق بن

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے۔ اس لئے یاد رکھئے کہ جب انسان گناہ کر رہا ہو اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بھی دیکھ رہا ہو تو یہ بہت ڈرنے کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَلَمَّا نَسُوْا مَاذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآاُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً۔ (الانعام: ۴۴)

[پھر جب وہ بھول گئے جو ان کو نصیحت کی گئی تھی، ہم نے ان کے لئے ہر چیز کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ وہ خوش ہو گئے جو ان کو نعمتیں ملی تھیں، ہم نے ان کو اچانک اپنی پکڑ میں لے لیا]

کئی مرتبہ انسان اس کو سزا سمجھتا ہی نہیں اور یہ سب سے بڑی سزا ہوتی ہے اور بندے کو محسوس ہی نہیں ہوتا۔

بنی اسرائیل کا ایک عالم کسی گناہ میں ملوث ہو گیا۔ وہ ڈرتا رہا کہ کہیں اس گناہ کا وبال نہ آ پڑے۔ کچھ عرصہ بیت گیا۔ ایک مرتبہ اس نے دعا مانگتے ہوئے یہ دعا مانگی، اے اللہ! تو کتنا مہربان ہے کہ میں تیری نافرمانی کر رہا ہوں اور تو مجھ پر اپنی تمام نعمتیں سلامت رکھے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اے میرے بندے! نعمتیں مجھ سے نہیں بلکہ تجھ سے لی گئی ہیں۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا، اے اللہ! ایسی کون سی نعمت مجھ سے لی گئی ہے؟ فرمایا گیا کہ تو غور کر کہ جس دن سے تو گناہ کا مرتکب ہوا ہے، اس دن سے ہم نے تجھے رات تہجد کے وقت رونے کی لذت سے محروم کر دیا ہے۔ پھر اسے احساس ہوا کہ واقعی جب سے گناہ کا مرتکب ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے رات کو مناجات کی لذت چھین لی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ ان تینوں میں سے کسی نہ کسی ایک صورت میں گناہوں کی سزا ضرور دیتے ہیں۔ اسی لئے کسی نے کہا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ عدل و انصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

چھ کام بے فائدہ ہوتے ہیں

چھ کام بے فائدہ ہوتے ہیں۔

۱)......انسان یہ سمجھے کہ میرے دل میں اللہ کا بہت خوف ہے مگر وہ گناہوں سے نہ بچے تو یہ خوف بے فائدہ ہے۔

۲)......جو انسان یہ کہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے بڑی امیدیں ہیں مگر وہ عمل کرنے کی کوشش نہ کرے تو یہ امید بھی بے فائدہ ہے۔ اس لئے عمل کی کوشش ضرور کرے۔

۳)......آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا تو مانگے مگر اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن نہ ہو تو وہ دعا بھی بے فائدہ ہے۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہماری تو اللہ تعالیٰ سنتا ہی نہیں۔ جب حسنِ ظن ہی نہیں ہوگا تو پھر دعا کیا قبول ہوگی۔

۴)......ندامت کے بغیر استغفار بے فائدہ ہوتی ہے۔

۵)......اصلاحِ باطن کے بغیر ظاہر بے فائدہ ہوتا ہے......اور

۶)......اخلاص کے بغیر عمل بے فائدہ ہوتا ہے۔

توبۂ نصوح کے لئے چار کام

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرے......توبہ کیسے کرے؟ ذرا توجہ سے سنئے، اہم بات ہے۔

☆......پہلا کام یہ کرے کہ جو گناہ ہو چکے ہوں ان پر دل میں نادم اور شرمسار ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ ہو۔

☆......پھر دوسرا کام یہ کرے کہ وہ اپنے دل کو حسد اور کینے سے خالی کر لے۔ کیونکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جب گناہ سے توبہ کر رہا ہو اور سینہ کینے سے بھرا ہوا ہو تو وہ توبہ بھلا کیا فائدہ دے گی۔ لہٰذا اس کے دل میں مؤمن کے بارے میں انتقام، نفرت اور دشمنی نہ رہے وہ سب کو اللہ کے لئے معاف کر دے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی ﷺ کو آتے دیکھا تو فرمایا کہ وہ جنتی آرہا ہے، جنتی آرہا ہے۔ سننے والے بہت حیران ہوئے۔ حتیٰ کہ ایک صاحب کے دل میں خیال آیا کہ میں پتہ تو کروں کہ اس کا کون سا خاص عمل ہے کہ اس کے لئے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ چنانچہ وہ اسے کہنے لگے، میرا جی چاہتا ہے کہ میں تین دن آپ کے گھر مہمان بنو۔ انہوں نے کہا، جی ضرور تشریف لائیے۔ وہ ان کے گھر پہنچ گئے۔ انہوں نے تین دن تک اس کو دیکھا مگر ان کو کوئی خاص عمل نظر نہ آیا۔ جس طرح باقی لوگ تہجد اور دیگر نوافل پڑھتے تھے اسی طرح وہ بھی پڑھتے۔ ان کو کوئی انوکھی بات نظر نہ آئی۔ تین دن کے بعد انہوں نے پوچھا، بھئی! میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے آپ کے بارے میں یہ الفاظ سنے تھے اور اسی لئے میں آپ کے ہاں مہمان بنا کہ مجھے آپ کے اندر وہ خاص عمل نظر آئے جس کی وجہ سے آپ کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ لیکن مجھے تو آپ میں کوئی ایسا عمل نظر نہیں آیا، اگر کوئی ہے تو آپ خود ہی بتا دیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا اور تو کوئی خاص عمل نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ جب میں رات کو بستر پر سونے کے لئے لیٹتا ہوں تو میں اپنے دل میں ایمان والوں کے بارے میں پائے جانے والے غصہ اور کینہ کو اللہ کے لئے ختم کر دیتا ہوں۔

☆......اس کے بعد تیسرا کام یہ کرے کہ وہ فاسق و فاجر لوگوں سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو جائے۔ ہم روزانہ وتر میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں:

وَنَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ

[اور (اے پروردگار!) ہم جدا ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ہر اس بندے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

جو فاسق و فاجر ہے]

ہم روزانہ رات کو عشاء کے وقت کھڑے ہو کر نماز میں اللہ تعالیٰ سے ہاتھ باندھ کر وعدہ کرتے ہیں اور دن پھر انہی لوگوں کے ساتھ گزار رہے ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب ان سے کوئی تعلق ہی نہیں رہے گا چاہے رشتہ داری ہی ہو، نہیں، بلکہ اس کے ساتھ دوستی ختم کر دے۔ لیکن دین کا معاملہ تو ہر ایک کے ساتھ کرنا ہی ہوتا ہے، وہ تو کافروں کے ساتھ بھی کرتے ہیں۔ مگر ایک ہوتا ہے دوستی کا تعلق، قلب کا تعلق، وہ توڑ لے۔ اور یہ مطلب بھی نہیں کہ اب اس کو سلام بھی کبھی نہیں کرنا، نہیں بلکہ جو اصول شریعت نے بنا دیئے ہیں ان کی حدود میں رہیں اور دل کی محبت کا جو تعلق تھا اس کو ختم کر لیں اور پرہیزگار لوگوں سے دوستی رکھیں۔ اگر پھر بھی بدکار لوگوں کے ساتھ صحبت رہے گی تو پھر توبہ قبول نہیں ہوگی اور وہ لوگ پھر گناہوں میں ملوث کر دیں گے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی گندی نالی میں پڑا ہو تو اس کے اوپر وہی پانی ڈالنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کو نالی سے نکال کر پاک پانی میں ڈالیں تو پھر وہ صاف ہوگا۔ اسی طرح ہم اگر اپنے دل کو پاک کرنا چاہتے ہیں تو فاسق و فاجر لوگوں کی گندی نالی سے اپنے آپ کو بچانا پڑے گا۔ پھر اگر اس پر اللہ کے ذکر کے چند قطرے پڑ جائیں گے تو یہ دل پاک اور صاف ہو جائے گا۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے قول کا پاس کریں جو ہم روزانہ اپنے پروردگار کے سامنے کہہ رہے ہوتے ہیں۔

☆...... اس کے بعد چوتھا کام یہ کرے کہ موت کی تیاری میں لگ جائے۔

جس بندے نے یہ چار کام کر لئے، وہ سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی توبۃ النصوح کی توفیق عطا فرما دی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ نصوح کے چار انعامات

جب بندہ توبہ نصوح کر لیتا ہے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی چار کام کر دیتے ہیں:

۱)......اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا:

اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ

[گناہوں سے توبہ کرنے والا اللہ کا دوست بن جاتا ہے]

۲)......اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں کہ جیسے اس نے کبھی گناہ کیے ہی نہیں تھے۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ

[گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں]

چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کر لیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اس کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے کو آئندہ شیطان کے فریب اور ہتھکنڈوں سے بچا لیتے ہیں۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر: ۴۲)

[اے مردود! جو میرے بندے ہوں گے ان پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکتا]

اس کا کیا مطلب؟......کیا وہ فرشتہ بن گیا؟ کیا اس سے کوئی گناہ صادر ہی نہیں ہو سکتا؟ نہیں، نہیں......اس کا مطلب یہ ہے کہ اب بھی اس سے کوئی ایسا گناہ تو ہو سکتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے گر جائے یا اسے اللہ کے دربار سے دھتکار دیا جائے لیکن اگر اس سے کوئی چھوٹی موٹی خطا ہوئی بھی تو فوراً اس سے توبہ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے معافی مانگ لے گا۔

۴)......ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ اس کی موت سے پہلے فرشتوں کو بھیج کر اس کے اچھے انجام کی خوشخبری سنا دیتے ہیں۔

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ. (حٰم السجدۃ: ۳۰)

[ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا]

اللہ رب العزت ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرما دے۔

میرے دوستو! توبہ کرتے رہیے کرتے رہیے۔ حتیٰ کہ اتنی بار توبہ کیجئے کہ شیطان تھک جائے اور یہ کہے کہ یہ کیسا بندہ ہے کہ میں بار بار محنت کر کے گناہ کرواتا ہوں اور یہ توبہ کر کے سب پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ انسان اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کرے۔

ایک شرابی کی بخشش کا واقعہ

ایک مرتبہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سوئے ہوئے تھے۔ ان کو خواب میں کسی بزرگ کی زیارت ہوئی اور فرمایا گیا کہ تمہارے پڑوسی کا جنازہ تیار ہے، تم جا کر اس کا جنازہ پڑھو۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جانتے تھے کہ ان کا پڑوسی بڑا شرابی بندہ تھا۔ اب وہ اٹھ تو بیٹھے لیکن بڑے حیران تھے کہ اس پڑوسی کے بارے میں مجھے خواب میں فرمایا گیا کہ جاؤ اس کی نماز جنازہ پڑھ کے آؤ۔ پھر ان کے دل میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی وجہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس کے اہل خانہ سے پچھوایا کہ اس کو موت کس حال میں آئی۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک غافل سا بندہ تھا لیکن

www.besturdubooks.wordpress.com

موت کے وقت اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ اللہ تعالیٰ سے یوں فریاد کر رہا تھا:

”اے دنیا و آخرت کے مالک! اس شخص پر رحم فرما جس کے پاس نہ دنیا ہے نہ آخرت ہے۔“

اس عاجزی کے صدقے اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت اس کے گناہوں کو معاف فرما دیا...... سبحان اللہ

بادشاہ کی پیشکش اور اس کا جواب

ایک بادشاہ نے ایک عالم سے کہا کہ آپ بہت دور رہتے ہیں، مجھے آپ سے بڑی محبت ہے، آپ آئیں اور میرے پاس آ کر رہیں ...... اگر آج کل کے کسی بندے کو بادشاہ دعوت دیتا تو وہ سر کے بل چل کر جاتا۔ لیکن وہ اللہ والے تھے ...... جب انہیں یہ پیغام ملا تو وہ آئے اور انہوں نے بادشاہ سے بھرے دربار میں کہا،

”بادشاہ سلامت! اگر میں آپ کے پاس آ کر رہوں اور آپ کی کوئی باندی ہو اور آپ مجھے کسی دن دیکھیں کہ میں آپ کی اس باندی کے ساتھ زنا کا مرتکب ہو رہا ہوں تو آپ کا رویہ کیا ہوگا؟“

بادشاہ یہ سنتے ہی سخت غضب ناک ہوا اور کہنے لگا،

”کیا تو ایسا انسان ہے؟ تیری یہ کیسی جرأت ہے کہ تو میرے ہاں آئے اور پھر یہاں حرام کاری کا مرتکب ہو۔“

جب بادشاہ خوب غضب ناک ہو گیا تو وہ عالم کہنے لگے،

”بادشاہ سلامت! ابھی تو میں اس گناہ کا مرتکب ہی نہیں ہوا اور آپ مجھ پر ابھی سے غضب ناک ہو گئے، تو میں اس کریم کا در چھوڑ کر آپ کے در پر کیسے آؤں جو گناہ کرتے ہوئے دیکھ کر بھی مجھ پر غضب ناک نہیں ہوتا“...... سبحان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک کفن چور کی سچی توبہ کا واقعہ

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ الغافلین میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضری کے لئے آئے تو راستے میں انہوں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو بہت زار وقطار رو رہا تھا۔ اس کو روتا دیکھ کر حضرت عمرؓ کا دل پسیج گیا۔ انہوں نے پوچھا، اے نوجوان! کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا، میں ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں، اب میں اللہ کے عذاب سے ڈر رہا ہوں کہ میں کیا کر بیٹھا۔ سخت پریشان ہوں، لہٰذا آپ مہربانی فرما کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں میری سفارش فرما دیجئے۔

حضرت عمرؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رو رہے تھے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، عمر! آپ رو کیوں رہے ہیں؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا تھا، راستے میں ایک نوجوان کو دیکھا جو کوئی بڑا گناہ کر بیٹھا تھا۔ وہ بہت رو رہا تھا۔ اس کی آہ وزاری نے مجھے بھی رلا دیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، عمر! اس کو اندر بلا لو۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرما دی تو وہ نوجوان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہاں بھی رونا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اے نوجوان! کیا ہوا؟ اس نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں بہت بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا تیرا گناہ بڑا ہے یا اللہ کا عرش بڑا ہے؟

وہ کہنے لگا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا گناہ بڑا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی بڑی ہے؟

وہ کہنے لگا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا گناہ بڑا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا تو نے شرک کا ارتکاب کیا ہے؟

اس نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے شرک کا ارتکاب تو نہیں کیا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا تو نے اللہ کے کسی بندے کو قتل کر دیا ہے؟

اس نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے کسی بندے کو قتل بھی نہیں کیا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تو پھر ایسا کون سا گناہ ہے کہ جس کو تو اتنا بڑا سمجھ رہا ہے؟

اس نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ میں کئی سالوں سے کفن چوری کا کام کرتا تھا۔ مُردوں کے کفن اتار کر بیچتا اور اپنی ضرورت پوری کرتا۔ چند دن پہلے انصار کی ایک نوجوان لڑکی دفن کی گئی۔ میں نے اپنی عادت کے مطابق رات کو جا کر اس کا کفن اتارا اور جب کفن اتار کر جانے لگا تو مجھ پر شیطان غالب آیا اور اس نے میری شہوت کو ابھار دیا۔ میں پلٹا اور میں نے اس مردہ لڑکی کے ساتھ زنا کیا...... جب میں زنا کر کے اٹھنے لگا تو مجھے یوں آواز آئی کہ جیسے وہ لڑکی بول رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اے اللہ کے بندے! تو نے مجھے مُردوں کے مجمع میں ننگا کر دیا اور کل قیامت کے دن اللہ کے حضور حالتِ جنابت میں کھڑا ہونے پر مجبور کر دیا...... اب اس آواز کی وجہ سے میرے دل پر ایسا رعب ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور میں اللہ کی پکڑ میں ہوں۔

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سنا تو آپ کو بھی بڑا تعجب ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے تو بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ تو نے مردہ لڑکی کے ساتھ ایسا سلوک کیا......!!! جب اللہ کے محبوب ﷺ نے بھی فرما دیا کہ یہ ایک بڑا گناہ ہے تو وہ نوجوان اٹھا اور روتا ہوا باہر چلا گیا۔ اس نے سوچا کہ اس وقت اللہ کے محبوب ﷺ ناراض ہیں۔ کہیں کوئی ایسی بات آپ ﷺ کے پیارے منہ سے نہ نکل جائے جو

www.besturdubooks.wordpress.com

میری بربادی کا سبب بن جائے۔ اس لئے وہ باہر چلا گیا۔

جب وہ وہاں سے نکلا تو سیدھا پہاڑوں میں چلا گیا۔ وہ نوجوان چالیس دن تک نمازیں پڑھتا رہا، سجدے کرتا رہا اور معافی مانگتا رہا۔ اس کے دل کو آگ لگی ہوئی تھی۔ وہ رو رو کر اللہ تعالیٰ کو مناتا رہا۔ وہ اللہ کے سامنے عاجزی کرتا کہ اے میرے مالک! میں آپ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا اور انہوں نے بھی فرمایا کہ یہ تو بہت بڑا گناہ ہے، اے اللہ! میں اب کہاں جاؤں؟ میرا تو تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ جیسے کہ کہنے والے نے کہا:

؎ میں تیرے سامنے جھک رہا ہوں خدا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

جب اس نے چالیس دن معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ کو منایا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے سلام پیش کئے اور عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! اللہ رب العزت نے پوچھا ہے کہ اے محبوب ﷺ! بتایئے کہ کیا مخلوق کو آپ نے پیدا کیا ہے یا میں نے پیدا کیا ہے؟

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اللہ رب العزت نے مجھے بھی اور ساری مخلوق کو بھی پیدا فرمایا۔

پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا ہے کہ کیا مخلوق کو آپ رزق دیتے ہیں یا میں دیتا ہوں؟

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، مجھے بھی اور ساری مخلوق کو بھی اللہ رب العزت ہی رزق عطا فرماتے ہیں۔

جب یہ باتیں ہوگئیں تو تیسری بات پوچھی گئی کہ مخلوق کو میں نے معاف کرنا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے یا کسی اور نے کرنا ہے؟

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اللہ رب العزت ہی نے مخلوق کے گناہوں کو معاف کرنا ہے۔

جب محبوب ﷺ نے یہ فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض لیا کہ اللہ رب العزت نے پیغام بھیجا ہے کہ اے محبوب! اس بندے نے میرے سامنے رو رو کر اتنی معافی مانگی کہ میں نے اس بندے کے گناہ کو معاف کر دیا...... سبحان اللہ، سبحان اللہ ..... پھر اللہ کے محبوب ﷺ نے صحابی کو بھیجا کہ اس نوجوان کے پاس جاؤ اور اس کو خوشخبری سنا دو کہ تیری عاجزی اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہو گئی اور پروردگار نے تیری مغفرت کا پیغام بھیج دیا ہے۔

وہ پروردگار اتنا کریم ہے کہ وہ معافی مانگنے والے بندے کی معافی کو قبول فرما لیتا ہے۔ اس لئے میرے دوستو! ابھی آنکھیں سلامت ہیں، اپنے گناہوں پر آنسو بہا لیجئے۔ ابھی زبان سلامت ہے، اپنے رب سے معافی مانگ لیجئے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ آنکھیں بند ہو جائیں گی اور یہ زبان بھی بولنے کے قابل نہیں رہے گی۔ اس سے پہلے پہلے اپنے رب کو منا لیجئے اور اپنے نامہ اعمال کی سیاہی کو دور کروا لیجئے۔ وہ پروردگار بڑا کریم ہے۔ جب اس کا کوئی بندہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اپنے رب کے در پر آ کر اپنے رب کے ساتھ صلح کرنے کی کوشش کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے تو پروردگار نے فرمایا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً. (التحریم: ۸)

[اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کر لو]

قرآن مجید کی اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے آج کی اس محفل سے فائدہ اٹھایئے اور اپنے گزرے ہوئے گناہوں پر نادم و شرمندہ ہو کر سچی توبہ کی نیت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ اپنے رب کو منا لیجئے۔ کیا معلوم کہ اس محفل میں اللہ کا کوئی ایسا مخلص بندہ ہو جس کے اٹھے ہوئے ہاتھ اللہ تعالیٰ قبول فرما لیں اور اس کی برکت سے ہماری بھی بگڑی بن جائے اور ہمارے بھی گناہ معاف ہو جائیں۔ یاد رکھئے کہ اگر ہم معافی کے بغیر اس مسجد سے اٹھ کر چلے گئے تو پھر دوسرا تو کوئی در نہیں جہاں جا کر ہم معافی مانگیں گے۔ میرے دوستو! اگر کوئی مسجد سے نکل کر جہنم میں چلا گیا تو اس پر کوئی حسرت نہیں، حسرت تو اس پر ہے جس کی معافی قبول نہ ہو اور وہ مسجد سے نکل کر جہنم میں چلا جائے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم پر رحم فرما دے اور اس محفل سے اٹھنے سے پہلے ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے اور ہماری عاجزی کو قبول فرما کر ہمیں بھی اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما لے۔ (آمین ثم آمین)

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین.

www.besturdubooks.wordpress.com

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ۔(البلد:۴)

عزت دین میں ہے

یہ بیان 21 اکتوبر 2002ء بمطابق ۱۴ شعبان ۱۴۲۳ھ کو جامع مسجد مدینہ جھنگ میں آٹھویں سالانہ نقشبندی تربیتی اجتماع کی اختتامی تقریب میں بعد نماز فجر ہوا۔ اس اجتماع میں شمولیت کے لئے اندرون و بیرون ملک سے حضرت اقدس دامت برکاتہم کے خلفائے کرام اور ہزاروں سالکین طریقت موجود تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جو انسان رب کریم کو راضی کر لیتا ہے پھر اللہ رب العزت اسے دنیا میں بھی عزت دیتے ہیں اور آخرت میں بھی عزتیں دی جاتی ہیں۔ اس دین کی لائن سے وہ عزتیں ملتی ہیں جو دنیا کے پیچھے بھاگنے والوں کو نہیں ملتیں ...... دین اسلام میں عجیب لذت ہے ..... ایسا تو ہوا کہ وقت کے بادشاہ نے شاہی چھوڑ دی اور اس نے فقیری اختیار کر لی لیکن آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کسی باخدا فقیر نے فقیری چھوڑ کر شاہی اختیار کر لی ہو۔ سچی بات یہ ہے کہ جو مزہ فقیری میں ہے وہ مزہ شاہی میں نہیں ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

عزت دین میں ہے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ (البلد: ۴)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

ہر حال آزمائش کا حال ہے

دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزاء ہے۔ دنیا دارالفنا ہے اور آخرت دارالبقاء ہے۔دنیا دارالغرور ہے اور آخرت دارالسّرور ہے۔ ہم سب کے سب یہاں مسافر ہیں۔ ہم خوشی کے عالم میں ہوں یا غمی کے عالم میں، صحت مند ہوں یا بیمار، مشغول ہوں یا فارغ، ہمیں احساس ہو یا نہ ہو، ہمارا سفر ہر حال میں جاری و ساری ہے۔ ہم اپنی منزل کی طرف ہر وقت رواں دواں ہیں۔ ہر دن ہمیں منزل کے قریب سے قریب تر کر رہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ دنیا امتحان گاہ بھی ہے لہٰذا یہاں ہر انسان آزمایا جا رہا ہے۔ پروردگار عالم کسی کو کھلا رزق دے کر آزماتے ہیں اور کسی کا رزق تنگ کر کے آزماتے ہیں۔ کسی کو عزت دے کر آزماتے ہیں اور کسی کو ذلت دے کر آزماتے ہیں۔کوئی صحت کی کیفیت میں آزمائش میں ہے اور کوئی بیماری

www.besturdubooks.wordpress.com

کی حالت میں آزمائش میں ہے۔کامیاب انسان وہ ہے جو ہر حال میں اللہ رب العزت کے حکموں کو مدِ نظر رکھے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنتوں پر عمل کرے۔

حقیقی معنوں میں بے وقوف انسان

اس دنیا میں اللہ رب العزت نے ایسے جال اور پھندے بنوا دیئے ہیں کہ انسا ن ان میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ بڑے بڑے عقلندوں کو دھوکے لگتے ہیں۔ کہنے کو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں مگر ان کو نماز کی فرصت نہیں ہوتی۔ کہنے کو بڑے ذہین ہوتے ہیں لیکن اللہ کے گھر کا دروازہ کبھی دیکھا ہی نہیں ہوتا۔ ایسا عقلمند حقیقت میں بے وقوف انسان ہوتا ہے۔اس لئے اللہ رب العزت نے کافروں کے بارے میں کہا،

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَعْقِلُوْنَ

[یہ لوگ وہ قوم ہیں جنہیں عقل ہی نہیں]

ان کو حقیقت سمجھ میں ہی نہیں آتی کہ اصل بات کیا ہے۔انسان وقتی لذتوں اور واہ واہ کے پیچھے ایسا الجھ جاتا ہے کہ مقصود حقیقی سے نظر ہٹ جاتی ہے۔

جاہی اور باہی گناہ

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) جاہ سے تعلق رکھنے والے گناہ

(۲) باہ سے تعلق رکھنے والے گناہ

جاہ سے مراد وہ گناہ جو مقام اور مرتبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً مجھے بڑا عالم سمجھا جائے.....جو صفات مجھ میں ہیں وہ کسی اور میں نہیں.....اعــرفــونــی (مجھے پہچانو) ''ہم چوں ما دیگرے نیست''یعنی ہم جیسا اور کوئی نہیں۔حقیقت میں وہ کہتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

’’ہم چوں ما ڈنگرے نیست‘‘ یعنی جیسے ڈنگر ہم ہیں ایسا کوئی اور ہے ہی نہیں۔

دوسرے گناہ باہ یعنی شہوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان دونوں میں سے جو گناہ جاہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ زیادہ نقصان دہ ہیں کیونکہ عمومی طور پر جو انسان باہ کے گناہوں میں ملوث ہوتا ہے اس کے دل میں ندامت ہوتی ہے۔ وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو مجرم سمجھ رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی ندامت کسی بھی وقت معافی کا سبب بن سکتی ہے لیکن جاہ کے گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھ رہا ہوتا ہے۔ عجب، خود پسندی اور تکبر جاہی گناہ ہیں۔ ایسے گناہوں کا انسان کے اندر سے نکلنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ خود پسندی اور تکبر تو اتنے خطرناک گناہ ہیں کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ

[جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہو سکتا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا]

ذرہ انگریزی میں ایٹم کو کہتے ہیں۔ اس لئے یہ عاجز کہتا ہے کہ تکبر ایک ایٹمی گناہ ہے۔ کیونکہ جس طرح ایٹمی ہتھیار تباہی پھیلاتے ہیں اسی طرح تکبر بھی زندگی میں تباہی پھیلا دیتا ہے۔ یہ بڑی دیر کے بعد نکلتا ہے۔

حدیث پاک میں ہلاک کر دینے والے کاموں میں ایک بات یہ بھی بتائی گئی ہے: وَ اِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ ’’بندے کا اپنے اوپر عجب کرنا‘‘ یاد رکھئے کہ نیکی کے ساتھ خود پسندی، عجب اور تکبر بھی چلتا رہتا ہے۔ آدمی ایک طرف پرہیزگاری کی زندگی بھی گزارتا ہے مگر دوسری طرف اپنے جیسا کسی کو نہیں سمجھتا۔ ایک بات یاد رکھئے کہ لوگوں کی نظر میں اپنے آپ کو گرانا بہت آسان ہے مگر اپنی نظر میں اپنے آپ کو گرانا بہت مشکل کام ہے۔ انسان اللہ کا دوست اس وقت بنتا ہے جب اپنے آپ کو اپنی نظر میں گراتا ہے۔ اسی لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا

[اے اللہ! مجھے میری نظر میں چھوٹا بنا دے۔]

آج کل جسے چند سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے وہ اپنی نیکیوں پر فریفتہ ہوا پھرتا ہے۔ اس اجتماع کا مقصد اس خود پسندی کے بت کو توڑنا اور اپنے آپ کو مٹانا ہے۔ نفس کو مارنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ کوئی زندہ چیز ہے جس کا گلا گھونٹ دیا جائے گا بلکہ نفس کو مارنے کا مطلب اپنے اندر کی خواہشات کو قابو میں لے آنا ہے۔

آخرت کو دنیا پر مقدم رکھنے کا حکم

دنیا فانی ہے اور اس کی حیثیت کھیل تماشے سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ (العنکبوت: ۶۴)

[اور یہ دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل تماشا]

اس لئے چاہیے کہ انسان کے دل میں دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جائے اور اس کے اندر اللہ رب العزت کی محبت آ جائے۔ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا اللہ رب العزت کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ پیغام پہلی کتابوں میں بھی دیا گیا اور آخری کتاب میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس بات کو کھول کر بیان کر دیا ہے:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ٥ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ٥ (الاعلیٰ: ۱۶-۱۷)

[تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت اس سے بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔]

یہ ایسا پیغام ہے جو انسانیت کو شروع سے لے کر آج تک مل رہا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۝

(الاعلیٰ:۱۸۔۱۹)

[بے شک یہی کچھ پہلے صحیفوں میں بھی تھا، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں]

ہمیں ان آیات میں آخرت کو دنیا پر مقدم رکھنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ اگر دنیا فنا ہونے والا سونا ہوتا اور آخرت باقی رہنے والی ٹھیکری ہوتی تو پھر بھی عقل کا تقاضا یہ تھا کہ ہم آخرت کو دنیا پر مقدم کرتے۔ جب کہ معاملہ الٹ ہے۔ دنیا فنا ہونے والی ٹھیکری کی مانند ہے اور آخرت باقی رہنے والے سونے کی مانند ہے، ہم اس آخرت کو بھول جاتے ہیں اور دنیا کی چاہتوں کو پورا کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ دنیا سے کنارہ کشی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان دین کو دنیا پر ترجیح دے۔ جس شخص نے دین کو دنیا پر ترجیح دینا شروع کر دی اس نے گویا دنیا سے کنارہ کشی شروع کر دی۔ دنیا میں اتنے پھندے ہیں کہ ہلاک ہونے والوں پر تعجب نہیں ہوتا بلکہ تعجب ان پر ہوتا ہے جو ان پھندوں سے ایمان سلامت لے کر چلے جاتے ہیں کہ وہ کتنے عظیم لوگ ہیں..... ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بغیر محنت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور ہم یہاں دنیا سمیٹنے کے لئے محنت کرتے ہیں جب کہ آخرت کو محنت کے ساتھ مشروط کیا ہے اور ہم اس کے لئے ہرگز محنت نہیں کرتے ...... یاد رکھئے کہ اس دنیا میں سب طمع کے یار ہیں۔ اصل یار اللہ رب العزت ہے یا پھر اللہ کے پیارے محبوب ﷺ ہیں یا پھر وہ اولیاء جو ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ایک کو طمع ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ تعلق رکھتا ہے۔ رہ گئی بات رشتہ داری اور برادری کی، ان کو تو اگر اپنے گوشت کا قیمہ بنا کر بھی کھلا دو تو پھر بھی وہ خوش نہیں ہوں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کی حقیقت

حقیقتِ دنیا دیکھئے کہ انسان کا بہترین لباس ریشم کا لباس ہے جو ایک کیڑے کی تھوک ہے اور انسان کا بہترین مشروب شہد ہے اور یہ ایک مکھی کا لعاب ہوتا ہے۔ کیڑے کی تھوک ریشم بنا اور مکھی کا لعاب شہد بنا۔ یہ ریشم اور شہد دنیا کا بہترین لباس اور بہترین مشروب ہے۔ یہ حقیقت ہے دنیا کی کہ جس کے پیچھے لگ کر انسان اپنے مالک کو ناراض کر لیتا ہے۔ یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔

وہ مزہ شاہی میں نہیں

جو انسان رب کریم کو راضی کر لیتا ہے پھر اللہ رب العزت اسے دنیا میں بھی عزت دیتے ہیں اور آخرت میں بھی عزتیں دی جاتی ہیں۔ اس دین کی لائن سے وہ عزتیں ملتی ہیں جو دنیا کے پیچھے بھاگنے والوں کو نہیں ملتیں...... دین اسلام میں عجیب لذت ہے ..... ایسا تو ہوا کہ وقت کے بادشاہ نے شاہی چھوڑ دی اور اس نے فقیری اختیار کر لی لیکن آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کسی باخدا فقیر نے فقیری چھوڑ کر شاہی اختیار کر لی ہو۔ سچی بات یہ ہے کہ جو مزہ فقیری میں ہے وہ مزہ شاہی میں نہیں ہے۔

اللہ والوں کے خادم

دنیا کے بادشاہوں کے خادم عام لوگ ہوتے ہیں اور اللہ والوں کے خادم وقت کے بادشاہ ہوا کرتے ہیں.....

☆...... ہمیں سمرقند میں امیر تیمور کا مقبرہ دیکھنے کا موقع ملا۔ اس کے مقبرے کے دروازے پر "امیر عالم" کا خطاب لکھا ہوا ہے۔ اسے اپنے وقت کا فاتح دنیا کہا جاتا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ جہاں اس کی قبر تھی اس کے بالکل اوپر ایک اور قبر تھی۔ ہم نے

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہو کر پوچھا کہ فاتح دنیا کی قبر کے اوپر کس کی قبر ہے؟ لوگ کہنے لگے کہ یہ اس کے شیخ کی قبر ہے۔ اس نے وصیت کی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے اس طرح دفن کرنا کہ میرا سر میرے شیخ کے قدموں کے بالکل قریب ہو۔

☆...... حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں آرام فرما رہے ہیں۔ ان کے مقبرے پر جانے کے لئے ایک کشادہ سڑک پر جاتے ہیں۔ مگر راستے میں ایک قبر کی وجہ سے اس سڑک کو دو حصوں میں تقسیم کر کے پھر ایک کر دیا گیا ہے۔ اس عاجز نے وہاں کے سجادہ نشین سے پوچھا کہ اتنی اچھی سڑک جا رہی تھی اور اس قبر کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ کیا سڑک بعد میں بنی یا قبر؟ وہ کہنے لگے کہ قبر بعد میں بنی۔ میں نے کہا کہ اتنی اچھی سڑک کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ کہنے لگے، جی بات یہ ہے کہ اس قبر میں مدفون شخص افغانستان کا بادشاہ تھا۔ وہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا مرید تھا۔ اس نے وصیت کی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے اپنے شیخ کی قبر کے راستے میں دفن کرنا..... اللہ اکبر.....!!!

اللہ والوں کی حکومت

یاد رکھئے کہ بادشاہوں کی عزت وقتی ہوتی ہے جب کہ اللہ والوں کی عزت دائمی ہوتی ہے۔ اور بادشاہوں کی حکومت لوگوں کے جسموں پر ہوتی ہے جب کہ اللہ والوں کی حکومت لوگوں کے دلوں پر ہوتی ہے..... ایک انگریز اجمیر شریف آیا۔ جب وہ واپس گیا تو اس نے لوگوں کو اپنے Comments (تاثرات) بتائے۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے زندہ لوگوں کو تو حکومت کرتے بہت دیکھا ہے، میں ایک ایسے ملک میں گیا ہوں جہاں قبر میں پڑا ہوا ایک شخص لوگوں کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صبر جمیل اور ہجرِ جمیل

دو باتوں کی وجہ سے انسان دنیا کے معاملات کو بہت جلدی سمیٹ لیتا ہے۔

(۱) صبر جمیل (۲) ہجر جمیل

صبر جمیل اسے کہتے ہیں کہ کوئی بھی ناگوار کام ہو تو انسان صبر کرے اور شکوہ ہرگز نہ کرے۔ چنانچہ علماء نے بھی صبر کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ

الصبر التی لاشکوی فیه

[صبر وہ ہوتا ہے جس کے اندر شکوہ نہ ہو]

اگر کسی نے دکھ بھی دیا ہو تو انسان اس سے شکوہ ہی نہ کرے۔ مؤمن دنیا کی خاطر نہیں الجھتا۔ نہ تو وہ مقابلہ بازی کرتا ہے اور نہ ہی ضد بازی کر کے جھگڑا بڑھاتا ہے۔ اسے اگر کوئی تکلیف پہنچتی بھی ہے تو وہ "صبر جمیل" کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اگر کوئی بہت ہی زیادہ ایسا معاملہ ہو تو "ہجرِ جمیل" پر عمل کرتا ہے۔ ہجر جمیل کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ اس سے اچھے انداز میں جدائی اختیار کر لیتا ہے۔ آج تو تعلق بھی ہوتا ہے اور عداوت بھی چلتی ہے۔ دشمن کے رنگ میں ایک دوسرے کی خیر خواہی کر رہے ہوتے ہیں..... کچھ پتہ نہیں چلتا کہ دوست کون ہے اور دشمن کون ہے ..... اس دنیا میں انسان کو مختلف قسم کے امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ خوشی بھی امتحان ہے اور غم بھی امتحان ہے مگر اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ اگر میرے بندے کو خوشی ملے تو یہ میری بارگاہ میں شکر ادا کرے اور اگر اس کو کوئی غم ملے تو یہ اس پر صبر کر کے میرے نیک بندوں میں شامل ہو جائے۔ شکر کرنے والا بھی جنتی اور صبر کرنے والا بھی جنتی۔

حق و باطل کی جنگ

یہ دنیا اضداد کا مجموعہ ہے۔ اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ

وَ بِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْاَشْيَاءُ

[اور ضد سے چیزیں واضح ہوتی ہیں]

مثلاً......

......اگر رات نہ ہوتی تو دن کی قدر نہ آتی،

......اگر اندھیرا نہ ہوتا تو روشنی کی قدر نہ آتی،

......اگر دھوپ نہ ہوتی تو سائے کی قدر نہ آتی،

......اگر بیماری نہ ہوتی تو صحت کی قدر نہ آتی،

......اگر موت نہ ہوتی تو زندگی کی قدر نہ آتی،

اسی طرح حق اور باطل بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو حق کی طرف بلاتے ہیں اور شیطان انسان کو باطل کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ انسان کس کی مان کر زندگی گزارتا ہے۔ آیا نفسانی اور شیطانی خواہشات کے پیچھے لگ کر زندگی گزارتا ہے یا ان خواہشات کو دبا کر اپنے مالک کی فرمانبرداری میں زندگی گزارتا ہے۔ حق و باطل کی یہ جنگ مخفی طور پر موت تک چلتی رہتی ہے البتہ قرب قیامت میں اللہ تعالیٰ حق و باطل کی کھلی نشانیاں بھی دکھائیں گے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا اور دجال کا ظاہر ہونا بھی حق و باطل کا ایک واضح مقابلہ ہو گا۔ اگر آپ غور کریں تو آپ کو اس میں بڑی مناسبتیں ملیں گی۔ مثال کے طور پر....

⊙......اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صورت انسانی بنائی اور فطرت ملکوتی بنائی اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے دجال کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت انسانی بنائی اور فطرت شیطانی بنائی۔

⊙......اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح ہدایت کا لقب عطا کیا اور دجال کو مسیح ضلالت کا لقب دیا۔ گویا ایک طرف مسیح ہدایت ہیں اور دوسری طرف مسیح ضلالت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

◎......اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں میں رکھا۔ قرب قیامت میں ان کو بیت المقدس مسجد کے مینار کے اوپر نازل فرمائیں گے ..... حدیث پاک میں ان کے لئے یَنۡزِلُ کا لفظ آیا ہے یعنی نازل ہوں گے ..... اور اللہ تعالیٰ نے دجال کو پیدا کیا اور ایک جزیرے کے اندر محبوس فرما دیا ..... حدیث پاک میں اس کے لئے یَخۡرُجُ اور یَظۡهر کا لفظ آیا ہے۔ یعنی وہ ظاہر ہوگا۔

◎......جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نیچے اتریں گے تو اس وقت ان کی کہولت (ادھیڑ پن) کی عمر ہوگی اور جب دجال ظاہر ہوگا تو اس کی بھی کہولت (ادھیڑ پن) کی عمر ہو گی۔

◎......حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو انہوں نے پیدا ہوتے ہی عبدیت کا دعویٰ کیا۔ قرآن عظیم الشان گواہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰهِ (بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں)'' اور جب دجال ظاہر ہوگا تو وہ اپنی الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔

◎......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں مال میں اتنی برکت ہوگی کہ کوئی بندہ بھی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملے گا اور جب دجال آئے گا تو اس کے ساتھ مال کی اتنی بہتات ہوگی کہ دنیا کے خزانے اس کے ساتھ چلیں گے۔

◎......اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ کے اذن سے دجال بھی استدراج کے طور پر مردوں کو تھوڑی دیر کے لئے زندہ کر سکے گا۔

◎......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام پوری دنیا میں پہنچے گا۔ چنانچہ قرآن پاک میں بتا دیا گیا ہے کہ ان کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک سب لوگ راہ راست پر

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں آجائیں گے۔ دجال کا فتنہ بھی مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا ..... بالآخر حق و باطل کی اس جنگ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فتح نصیب ہوگی اور وہ دجال کو مقام لُد پر لے جا کر قتل فرمائیں گے۔

مخفی طور پر یہ جنگ ہماری زندگی میں بھی ہو رہی ہے۔ ہر انسان کے دل پر اللہ رب العزت نے فرشتے کو متعین کیا ہوا ہے جو اس میں خیر کا جذبہ ڈالتا ہے۔ اور ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ شیطان بنی آدم کے دل کے اوپر ڈیرے ڈال کر بیٹھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو خیر کی طرف بلا رہے ہوتے ہیں جب کہ شیطان اس کو شر کی طرف بلا رہا ہوتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کے اوپر خیر غالب آتی ہے یا شر۔ انسان اللہ والوں کی محفلوں میں بیٹھے تو اس کے اندر سے شر نکل جاتا ہے اور خیر آجاتی ہے۔ اس طرح دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ اللہ رب العزت کی محبت دل میں آجاتی ہے۔

نبی علیہ السلام کی مسکنت پسندی

یاد رکھیں کہ ہم سب نے مرنے کے بعد مٹی میں جانا ہے اس لئے بہتر ہے کہ ہم زندگی میں ہی مٹی سے مانوس ہو جائیں اور اپنے نفس کو خود ہی مٹا دیں۔ جو اپنے آپ کو مٹی جیسا بنائے اس کو مسکین کہتے ہیں اور یہ مسکین لوگ اللہ رب العزت کو زیادہ پسند ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے فقرائے مہاجرین کی زندگی مسکنت کی زندگی تھی۔ ان کے پاس دنیا کا مال پیسہ بہت تھوڑا تھا۔ انکے جسم پر لباس بھی پھٹا ہوا ہوتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں حاضر ہوتے تو ایک دوسرے کے پیچھے چھپ کر بیٹھتے تھے تاکہ کپڑے کی پھٹی ہوئی جگہ سے ہمارے جسم کا جو حصہ ظاہر ہے اس پر کہیں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نہ پڑ جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن انہی فقرائے مہاجرین کا اللہ رب العزت کے ہاں اتنا مرتبہ تھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض موقعوں پر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے ان فقرائے مہاجرین کا تذکرہ کیا کہ اے اللہ! ان کی برکت سے ان دعاؤں کو قبول فرما لے۔ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک عجیب دعا مانگی۔ فرمایا،

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ

[اے اللہ مجھے مسکینوں میں زندہ رکھنا، اور مسکینوں میں موت دینا اور میرا حشر مسکینوں میں کرنا]

سبحان اللہ، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ صِدِّيْقًا

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ صَالِحًا

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ عَابِدًا

کیونکہ اگر ان الفاظ سے دعا مانگتے تو صدیق، عالم اور عابد کہنے سے دعوی کا اظہار ہوتا، اس لئے محبوب ﷺ نے اپنے لئے مسکین کا لفظ پسند فرمایا۔ سبحان اللہ

فقراء کی امتیازی شان

ایک مرتبہ فقراء کی محفل میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے فقراء! اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں تین چیزیں ایسی عطا کریں گے جو اغنیاء کو بھی حاصل نہیں ہوں گی۔

(۱)..... میری امت کے فقراء قیامت کے دن میری امت کے امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے اور وہاں کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔

(۲)..... فقراء کو تسبیح پڑھنے پر اللہ تعالیٰ وہ اجر عطا فرمائیں گے جو مالدار انسانوں کو مال کے خرچ کرنے پر بھی نہیں مل سکتا۔

(۳)..... اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت میں فقراء کو اتنے بلند درجے عطا فرمائیں گے کہ مالدار لوگ جنت میں ان فقراء کے محلات کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح دنیا میں آسمان کے ستاروں کو دیکھا کرتے ہیں..... سبحان اللہ..... اللہ تعالیٰ یوں فقراء کو امتیازی شان عطا فرمائیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ فقراء سے دوستی رکھا کرو، اس لئے کہ قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ تم سے جن لوگوں نے دوستی کی یا تم نے جن لوگوں سے محبت کی، تم خود بھی جنت میں داخل ہو جاؤ اور ان کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک فقیر کو فرمائیں گے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ لیکن وہ کھڑا رہے گا۔ فرشتے اس سے پوچھیں گے کہ آپ کو تو اجازت مل گئی ہے پھر آپ کیوں کھڑے ہیں؟ وہ کہے گا کہ مجھے شرم آ رہی ہے کہ میں تو جنت میں چلا جاؤں اور جن لوگوں نے مجھے کھلایا اور پلایا وہ ابھی پیچھے ہیں۔ اللہ رب العزت اس کی اس بات کو پسند فرما کر حکم دیں گے کہ جتنے لوگوں کو تم سے محبت کا تعلق تھا تم ان سب کو لے کر جنت میں چلے جاؤ۔ سبحان اللہ۔

حوصلہ افزائی ہو تو ایسی

ابو سلیمانی دارانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی بندہ غربت اور وسائل کی کمی کی وجہ سے اپنی کوئی تمنا پوری نہیں کر سکتا اور اس کی وجہ سے وہ ٹھنڈی سانس لے لیتا ہے تو اس کا یہ ٹھنڈی سانس لیتا غنی آدمی کی سو سالہ عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے..... اس کے علاوہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ افضل العبادۃ انتظار مصائب کے اندر رحمتِ الٰہی کا انتظار کرنا عبادتوں میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے افضل عبادت ہے۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ حضرت! بڑی دعائیں مانگتے ہیں لیکن حالات ہی نہیں بدلتے، اتنی مدت سے پریشان ہیں، یہ پریشانیاں ہی جان نہیں چھوڑتیں ...... وہ حضرات ذرا اس حدیث کو تو سنیں کہ جو آدمی مصائب کے اندر گرفتار ہو جائے اور دعائیں مانگتا ہو کہ اے اللہ! ان مصیبتوں کو ختم کر دے تو اس انتظار پر اس کو وہ اجر ملتا ہے جو عبادت کرنے والوں کو عبادت کرنے پر بھی نہیں ملتا۔ اگر حالات دنیا کے اعتبار سے اچھے نہ ہوں تو صبر کے ساتھ وقت گزاریں اور اپنے رب کی رضا پر راضی رہیں۔

اہلِ دل کسے کہتے ہیں؟

ایک علمی نکتہ سنئے ...... آپ نے دیکھا ہوگا کہ مکھی کے پر ہوتے ہیں مگر اس کو پروانہ نہیں کہتے۔ اس لئے کہ اس کا مطلوب نجاست ہے۔ چونکہ نجاست اس کا مطلوب ہے اس لئے پر ہونے کے باوجود اسے پروانہ نہیں کہتے۔ اسی طرح دنیا دار بندہ دل تو رکھتا ہے لیکن چونکہ اس کا مطلوب دنیا ہوتی ہے اسی لئے اس کو اہل دل نہیں کہتے۔ اہل دل ان کو کہتے ہیں جن کے دل اللہ رب العزت کی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔

ایک عبرت آموز واقعہ

یاد رکھیں کہ کسی غریب یا گنہگار کو کم نظر سے نہ دیکھا کریں کیونکہ کیا پتہ کہ وہ غریب آدمی اللہ کی نظر میں اس امیر آدمی کی نسبت بہت زیادہ پسندیدہ ہو اور کیا پتہ کہ وہ گنہگار آدمی ایسی توبہ کر لے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں جارہے تھے۔ راستے میں آپ نے ایک گنہگار آدمی کو دیکھا۔ وہ اپنے گناہوں پر بہت ہی نادم اور شرمندہ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہاری خواہش کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں، میری تو بس یہی خواہش ہے کہ کہ میرا مالک مجھے معاف فرمادے۔ پھر تھوڑا سا آگے جا کر آپ نے ایک عبادت گزار آدمی کو دیکھا۔ آپ نے اس سے بھی پوچھا کہ تمہاری خواہش کیا ہے؟ اس نے اس گنہگار آدمی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر اس کے ساتھ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمادی کہ اے میرے پیارے روح اللہ! آپ ان دونوں سے کہہ دیں کہ میں نے ان دونوں کی دعاؤں کو قبول کر لیا ہے۔ جو گنہگار مجھ سے رحم طلب کر رہا تھا میں نے اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل کر اس پر جنت واجب کر دی ہے اور عبادت گزار نے یہ دعا مانگی تھی کہ مجھے اس کے ساتھ اکٹھا نہ کرنا، اب چونکہ وہ گنہگار جنت میں پہنچ چکا ہے اسلئے اب میں اس عبادت گزار کو جنت کی بجائے جہنم میں داخل کروں گا ..... اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ نہ تو ہم اپنی عبادت پر ناز کریں اور نہ ہی کسی گنہگار کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔

غریبوں کی آہ سے ڈرو

امیروں سے نہ ڈرو بلکہ غریبوں کی آہ سے ڈرو۔ اس لئے کہ اگر امیر بھاگے گا تو وہ حاکم کے دروازے پر جائے گا اور اگر غریب نے آہ بھر لی تو وہ اللہ تعالیٰ کے دروازے کو کھٹکھٹائے گا۔

ایک مرتبہ سردارانِ قریش، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تھے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت تھی کہ اگر یہ لوگ دین میں آجائیں تو انکی وجہ سے بہت سارے لوگ دین میں آجائیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نصیحت فرمانا

شروع کردی۔ جب آپ ﷺ انکو نصیحت فرما رہے تھے تو اس وقت ایک نابینا صحابی چلتے ہوئے آئے اور محبوب ﷺ کی خدمت میں طلب گار ہوئے کہ مجھے بھی نصیحت کی جائے۔ اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں یہ بات آئی کہ یہ تو اپنا ہے، اس کو تو بعد میں بھی نصیحت کرسکتے ہیں اور یہ قریش مکہ اس وقت آئے بیٹھے ہیں اس لئے اس وقت میں کسی اور سے بات نہیں کرتا۔ لہٰذا جب نابینا صحابی نے اپنی بات بڑھانے کی کوشش کی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں کچھ رنجش سی پیدا ہوگئی اور آپ کے چہرہ انور پر غصے کے آثار ظاہر ہوگئے کہ یہ بات کیوں نہیں سمجھ رہا۔ محبوب ﷺ کے مبارک چہرے پر جو غصے کے تھوڑے سے آثار ظاہر ہوئے ان کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں آیات اتار دیں اور اپنے محبوب ﷺ سے محبوبانہ خطاب فرمایا کہ

عَبَسَ وَ تَوَلّٰٓى. اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى. وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى. اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى. اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى. فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى. وَ مَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى. وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى. وَ هُوَ يَخْشٰى.

(عبس: ۱تا۹)

[تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ آیا اس کے پاس اندھا۔ اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید کہ وہ سنورتا یا سوچتا تو کام آتا اس کا سمجھانا۔ وہ جو پروا نہیں کرتا، سو تو اسکی فکر میں ہے اور تجھ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ درست نہیں ہوتا۔ اور وہ جو آیا تیرے پاس دوڑتا ہوا اور وہ ڈرتا ہے]

اللہ تعالیٰ نے اس نابینا صحابی کی دو صفات خاص طور پر گنوائیں۔

(۱).....وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى

[اور وہ تیز تیز چل کر محفل میں آیا۔]

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲).....اور دوسری خاص صفت یہ کہ

وَ هُوَ يَخْشٰى

[اور اس کے دل کے اندر خشیت بھی تھی]

معلوم ہوا کہ سچی طلب کی نشانی یہ ہے کہ آدمی نیک محفلوں میں جائے تو ایک تو وہاں پہنچنے میں جلدی کرے اور تیز تیز چل کر جائے اور دوسرا یہ کہ دل میں خشیتِ الٰہی بھی ہو۔ ایسے بندے کی اللہ رب العزت کے ہاں بڑی قدر ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو ایسی عزت عطا فرمائی کہ روایت میں آیا ہے کہ اس کے بعد جب بھی وہ صحابی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دیا کرتے تھے.....جی ہاں! وہ سچی طلب لے کر آئے تھے، اس لئے اللہ رب العزت کے ہاں ان کا جو مقام تھا اس مقام کا کوئی عشر عشیر حصہ بھی ان سردارانِ قریش کے لئے نہیں تھا۔

عزت کا پیمانہ

اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت کا پیمانہ یہ ہے کہ دل میں خشیت ہو، طلب ہو اور اللہ کی محبت ہو۔ اگر اس کی ظاہری حالت غریبوں والی بھی ہو تو اس سے اللہ کے ہاں انسان کے مرتبے میں کوئی فرق نہیں پڑتا.....آج پیمانے بدل گئے ہیں.....جن کے پاس مال ہوتا ہے ان کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ جی یہ بڑے لوگ ہیں۔ ان کی بڑی بڑی کوٹھیاں ہوتی ہوں تو کہتے ہیں کہ یہاں بڑے لوگ رہتے ہیں۔ ان کے دلوں میں دنیا کی بڑائی ہوتی ہے۔ دنیا والے ان کو بڑے لوگ کہتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ وہ بڑے لوگ نہیں ہوتے بلکہ وہ بڑے بوجھ والے لوگ ہوتے ہیں، ان بے چاروں کو تو پتہ ہی نہیں کہ حساب کتاب دینے میں کتنا وقت لگے گا۔ جس بندے نے مالدار بندے کی عزت کی، اس کے مال کی وجہ سے اس کا تیسرا حصہ ایمان ضائع ہو گیا۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے ہماری نظر میں شریعت اور نیک اعمال کی عزت ہو اور ان لوگوں کی عزت ہو جن کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہو۔

ایک اہم نکتہ

ایک نکتے کی بات ذرا سن لیجئے..... جتنے اعمال ہم لوگ کرتے ہیں وہ بخشوانے کے لئے کم نہیں ہیں، اخلاص کی کمی ان کو کم بنا دیتی ہے۔ اگر اخلاص کم نہ ہو تو ذکر فکر کرنے والے جتنے اعمال کر رہے ہیں یہ بخشوانے کے لئے کافی ہیں مگر چونکہ اخلاص نہیں ہوتا اور ریاکاری آجاتی ہے اس لئے بڑے اعمال ہونے کے باوجود ہم ان سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اخلاص کی قدر ہے۔ مخلص بندہ اگر دو رکعت پڑھے گا تو اسے اتنا اجر ملے گا کہ غافل بندے کو ہزاروں رکعتیں پڑھنے پر بھی وہ اجر نہیں ملے گا۔ اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ متقی آدمی کی دو رکعت پر اللہ تعالیٰ اسے اتنا اجر دے دیتے ہیں جو غیر متقی آدمی کو ہزار رکعتوں پر بھی نہیں دیتے۔

ریاکاری کے باعث اجر سے محرومی

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک قرآن مجید ہے جس کے اوپر سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے خواب میں بھی سورۃ طٰہٰ پڑھی۔ وہ بڑے خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے نامۂ اعمال میں سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کا اجر لکھ دیا گیا ہے۔ جب شوق شوق سے دیکھ رہے تھے تو ایک صفحہ پر دیکھا کہ درمیان میں سے کچھ آیتوں کی جگہ خالی ہے۔ وہ خواب میں ہی بڑے حیران ہوئے کہ یہ جگہ خالی کیوں ہے۔ سوچتے رہے، سوچتے رہے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور خواب میں ہی یہ خیال آیا کہ ہاں جب میں تلاوت کر رہا تھا تو اس وقت ان آیات کی تلاوت کرتے وقت ایک واقف بندہ

میرے قریب سے گزرا تھا اور میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ یہ بندہ میری تلاوت سن کر خوش ہوگا۔ بس دل میں اتنے سے خیال کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کی تلاوت کے اجر سے محروم فرما دیا کہ دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہوا کہ یہ بندہ تلاوت سن کر خوش ہوگا۔

وزنِ اعمال اور سائنسی نقطہ نظر

امام بخاریؒ صحیح بخاری میں آخری حدیث یہ لے آئے:

کلمتان حبیتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم

[دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بڑے پسند ہیں، زبان پر (پڑھنے میں) بڑے ہلکے ہیں لیکن وزن میں بہت بھاری ہیں وہ ہیں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم]

اس حدیث پاک میں وزنِ اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ختم بخاری شریف کی محفلوں میں درس حدیث دینے والے اکثر علماء وزنِ اعمال پر خوب تفصیل سے بات کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اعمال کو تولا جائے گا۔

پہلے دور میں لوگ اشکال پیش کیا کرتے تھے کہ اعمال کو کیسے تولا جائے گا۔ اس وقت کے علماء نے ان کو سمجھایا کہ ہاں جب اللہ کے محبوب ﷺ نے فرما دیا ہے تو اعمال کو ضرور تولا جائے گا۔

آج سائنس کی دنیا ہے۔ کئی باتیں سائنس کی وجہ سے سمجھنے میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ آج کے دور میں تو ہر چیز کی پیمائش کے پیمانے بن گئے ہیں۔ مثلاً......

......تھرمامیٹر کے ذریعے گرمی اور سردی کو بھی تولا جا سکتا ہے،

......بیرومیٹر کے ذریعے ہوا کا دباؤ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

...... یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ہوا میں نمی کتنی ہے۔

اسی طرح اگر سائنسی نقطۂ نظر سے سوچا جائے تو یہ بات اور زیادہ آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ اعمال کو تولا جا سکتا ہے۔

سائنسی نقطۂ نظر سے وزن کے فارمولا میں ایک کمیت ہوتی ہے اور ایک کششِ ثقل ہوتی ہے۔ فارمولا لکھتے ہوئے کمیت کو m لکھتے ہیں اور کششِ ثقل کو g لکھتے ہیں...... m اور g کو ضرب دیتے ہیں تو کسی بھی چیز کا وزن نکل آتا ہے..... چنانچہ اگر ایک آدمی زمین پر ہے تو اس کا وزن زمین کی کششِ ثقل کے مطابق ہوگا۔ وہی آدمی اگر چاند پر چلا جائے تو چونکہ اس کی کششِ ثقل وہاں کم ہوگی اس لئے اسی بندے کا وزن وہاں جا کر کم ہو جائے گا اور اگر وہی بندہ مریخ پر چلا جائے تو چونکہ وہاں کششِ ثقل بہت زیادہ ہے اس لئے وہاں اسی بندے کا وزن کئی گنا بڑھ جائے گا..... بندہ وہی ہے مگر کشش بڑھنے سے وزن بڑھ جاتا ہے اور کشش کے گھٹنے سے وزن گھٹ جاتا ہے..... حتیٰ کہ اگر وہی بندہ خلا میں چلا جائے جہاں کشش ہے ہی نہیں تو کمیت ہونے کے باوجود وہاں اس بندے کا وزن نہیں رہے گا۔ چنانچہ جو لوگ خلا میں جاتے ہیں وہ روئی کے گالوں کی طرح اڑ رہے ہوتے ہیں کیونکہ جسم کی کمیت ہونے کے باوجود وہاں کشش نہ ہونے کی وجہ سے بے وزن بن جاتے ہیں۔

آج سائنس نے اس بات کو کھول کر رکھ دیا ہے کہ قیامت کے دن جس بندے کے اندر ایمان کی کشش ہوگی اس کے اعمال وزن والے ہوں گے اور جس بندے کے اندر ایمان کی کشش نہیں ہوگی، اگر اس نے پہاڑوں کے برابر بھی خیر کے اعمال کیے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے عملوں کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ اسی لئے قیامت کے دن کافروں کے عملوں کا کوئی وزن ہی نہیں ہوگا۔ یہ نہیں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کافروں کے عملوں کو پیش ہی نہیں کریں گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (الکھف:۱۰۵)

[قیامت کے دن ہم ان (کافروں کے) عملوں کا وزن ہی قائم نہیں کریں گے]

انکے اعمال قیامت کے دن پیش تو کیے جائیں گے کیونکہ انہوں نے کسی کی ہمدردی کی ہوگی...... کسی غریب کی مدد کی ہوگی...... کوئی ہاسپٹل بنوایا ہوگا...... لیکن ان کے اچھے کاموں کا وزن ہی نہیں ہوگا کیونکہ ان کے اچھے کاموں کے اندر ایمان کی کشش نہیں ہوگی۔ جب ان کے عملوں کی g زیرو ہے تو پھر اگر کمیت ساری دنیا سے بھی زیادہ ہو جائے تو وزن پھر بھی زیرو ہی آئے گا۔

معلوم ہوا کہ ایمان اور اخلاص Gravitational force کی مانند ہیں۔ ہم ان کو جتنا زیادہ بڑھاتے جائیں گے اسی قدر ہم زیادہ اجر پائیں گے اور جس قدر ایمان اور اخلاص میں کمی آتی جائے گی اسی قدر اجر میں بھی کمی ہوتی جائے گی۔

ہدایات برائے سالکین

ہمارے اس اجتماع کا بنیادی مقصد اپنی زندگی میں اخلاص کو بڑھانا ہے۔ آپ میں سے ہر بندہ اس بات پر غور کرے کہ کیا میرا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہورہا ہے یا دنیا کی واہ واہ کے لئے ہو رہا ہے۔ یہ ایک غم ہے جو آپ اپنے دلوں میں لے کر یہاں تشریف لائے ہیں۔

☆......اس قیام کے دوران آپ دنیا کے تذکروں سے پرہیز کیجئے۔ اسی لئے تو دنیا کے Topic کو اتنا کھول کر بیان کیا ہے۔ یہ دنیا اللہ رب العزت کو اتنی ناپسند ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ [دنیا ملعونہ ہے]

اللہ تعالیٰ نے جب سے اس دنیا کو پیدا کیا ہے آج تک اس کو خوشی کی نظر سے

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں دیکھا۔

☆ ......شیطان کوشش کرے گا کہ آپ جس کمرے میں مل کر بیٹھے ہیں وہاں گپیں لگانا شروع کردیں۔ اس لئے ادھر ادھر کی باتوں سے مکمل پرہیز کیجئے۔

☆ ......ان دنوں میں اپنے دلوں کو اللہ کی طرف متوجہ رکھئے۔ وقوف قلبی اور رابطہ قلبی کے ساتھ اپنا وقت گزاریئے۔ جیسے معتکف آدمی اعتکاف میں بیٹھ کر سمجھتا ہے کہ میں نے یہ وقت اللہ کے لئے وقف کر دیا ہے اسی طرح آپ بھی یہی سمجھیں کہ آپ نے یہ چند دن اللہ کے لئے وقف کر دیئے ہیں۔ لہٰذا جب آپ مسجد میں ہوں تب بھی اللہ کی طرف توجہ رکھئے اور جب دار العلوم میں کھانا کھانے کے لئے تشریف لے جائیں تب بھی اللہ کی طرف توجہ رکھئے۔ جب آپ یوں اللہ کے دھیان میں اپنا وقت گزاریں گے تو آپ محسوس کریں گے کہ میرے اندر سے دنیا کی طلب گھٹ گئی ہے اور اللہ رب العزت کی طلب بڑھ گئی ہے۔

چنے ہوئے لوگوں کا مجمع

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں ایک بار پھر اس محفل کی دعاؤں میں شمولیت کا موقع مل گیا ہے۔ بھئی! اگر چہ ہم گناہ گار ہیں اور ہماری دعائیں قبول ہونے کے قابل نہیں ہیں تو اس محفل میں اخلاص والے نیک لوگ بھی آئے ہوئے ہیں، کیا پتہ کہ ان نیکوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں بھی قبول فرمالیں۔

☆ اس مجمع میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو روزانہ پانچ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہیں۔

☆ ایسے لوگ بھی ہیں جو روزانہ سات ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہیں۔

☆ ایسے بھی ہیں جو روزانہ دس ہزار بار لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہیں۔

☆ ایسے بھی ہیں جو روزانہ ایک پارہ پڑھتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ ایسے بھی ہیں جو روزانہ ایک منزل پڑھتے ہیں۔

☆ ایسے بھی ہیں جو روزانہ پندرہ پارے پڑھتے ہیں۔

☆ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا معمول ایک قرآن پاک روزانہ پڑھنے کا ہے

☆ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کو خواب میں ایک بار نہیں، دو بار نہیں بلکہ درجنوں مرتبہ نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہو چکی ہے۔

☆ ہمارے ایک دوست ایسے بھی ہیں جنہوں نے بتایا کہ میری زندگی کا کوئی ہفتہ بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کے بغیر نہیں گزرتا۔

☆ ایک دوست ایسے بھی ہیں جنہوں نے بتایا کہ گزشتہ گیارہ سالوں سے میری ایک دن کی بھی تہجد کی نماز قضاء نہیں ہوئی۔

یہ باتیں یا وہ جانتے ہیں یا ان کا شیخ جانتا ہے۔ الحمد للہ، یہ چنے ہوئے لوگوں کا مجمع ہے۔ یہ باتیں عام طور پر نہیں کی جاتیں لیکن آپ دوستوں کی ترغیب کے لئے کی ہیں تا کہ آپ کے دل میں یہ احساس پیدا ہو کہ ہم کس مجمع کے اندر وقت گزار رہے ہیں۔ لہٰذا اس وقت کو قیمتی بنائیں۔ اگر آپ کو معمولات میں کمی کا شکوہ ہے تو اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں کہ اللہ تعالیٰ ان میں استقامت عطا فرمائیں اور اگر آپ اپنے آپ کو اپنے نفس کے سامنے عاجز محسوس کرتے ہیں تو تہجد کے وقت اٹھ کر اپنے رب کے سامنے اپنی فریاد پیش کریں۔

آئیے عہد کریں

اجتماع کے یہ دن ایک سال کے بعد آتے ہیں جس کی قسمت میں ہوں، یہ تجدید عہد کا موقع ہوتا ہے۔ آج ہم یہ عہد کریں کہ ہم اپنی زندگی میں دینداری اختیار کریں گے اور ہر کام شریعت وسنت کے مطابق کریں گے۔ تا کہ ہمیں دنیا میں بھی عزتیں ملیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں بھی سرخرو ہو سکیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے یہاں اکٹھے ہونے کو قبول فرمالے اور اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ہم سب کی بخشش فرمادے۔ ہم عاجز مسکینوں کے ٹوٹے پھوٹے نیک عملوں کو قبول فرمالے اور ہمیں اپنی حقیقت سے آگاہ کردے۔ (آمین ثم آمین)

واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين

www.besturdubooks.wordpress.com

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا
اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً. (روم: ۲۱)

اسلام میں
نکاح کا تصور

حضرت اقدس دامت برکاتہم کا یہ بیان چھٹے سالانہ نقشبندی اجتماع پر 9 نومبر 2000ء مطابق شعبان ۱۴۲۱ھ کو بعد از نماز عصر تقریب نکاح میں ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

سب انبیائے کرام علیہم السلام نکاح کرتے تھے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً (الرعد:۳۸)

[اے میرے محبوب ﷺ! ہم نے آپ سے پہلے کتنے ہی انبیاء کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں]

سوچنے کی بات ہے کہ کہ جب انبیائے کرام نکاح کرنے کے باوجود اللہ کے محبوب اور مقبول بندے تھے تو آج ہم نکاح کریں گے تو ہمیں اللہ رب العزت کی معرفت کے راستے میں رکاوٹ کیوں پیش آئے گی۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام میں نکاح کا تصور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ o

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (النساء: ۳)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اللہ تعالیٰ سے نفع حاصل کرنے کا طریقہ

دنیا میں ہر چیز سے فائدہ لینے کا ایک طریقہ ہے۔ پانی سے نفع لینے کا طریقہ اور ہے اور آگ سے نفع لینے کا طریقہ اور ہے۔ ہوا سے نفع لینے کا طریقہ اور ہے اور زمین سے نفع لینے کا طریقہ اور ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات سے نفع حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس بات کو سمجھانے کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے۔ ہر ایک نے آ کر یہ بات واضح کی کہ اے لوگو! اگر تم میری زندگی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لو گے تو تم اللہ رب العزت کی رحمتوں سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے بن جاؤ گے۔ دنیا میں بھی فائدہ ملے گا اور آخرت میں بھی فائدہ ملے گا۔ گویا دین اسلام ہمیں دنیا اور آخرت کی عزتیں دینے کے لئے آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ فرمایا کرتے تھے،

اعزنا الله تعالىٰ بهٰذا الدين

(اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دین کی وجہ سے عزتیں عطا فرمائی ہیں)

یہ ممکن ہی نہیں کہ انسان دین پر عمل کرے، دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے، دین کی خاطر اس کا جینا مرنا ہو اور پھر اس کو دنیا و آخرت کی عزتیں نہ ملیں۔ سچے پروردگار نے اپنے سچے کلام میں فرمایا

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون: ۸)

[عزت اللہ کے لئے اس کے رسول کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے]

تقویٰ کی برکات

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی زندگی کا مقصد دین کی شان و شوکت بن جائے۔ اگر ہمارے تمام اعمال شریعت و سنت اور تقویٰ و پرہیزگاری کے مطابق ہوں گے تو اللہ رب العزت کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا،

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف: ۹۶)

[اور اگر یہ بستی والے ایمان لاتے اور تقویٰ کو اختیار کرتے تو ہم ان کے لئے آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے]

www.besturdubooks.wordpress.com

جو بندہ اپنے آپ کو اللہ رب العزت کے سپرد کر دیتا ہے اللہ رب العزت اس بندے کو ہی متبرک بنا دیتے ہیں۔ اس کی زندگی میں، اس کے وقت میں، اس کے کلام میں، اس کے رزق میں، صحت میں، اور دعاؤں میں برکت ہی برکت ہو جاتی ہے۔ جس طرف اس بندے کے قدم اٹھ جاتے ہیں اس طرف برکتیں آ جاتی ہیں۔ لہٰذا اگر ہم اپنے خوشی اور غمی کے موقعوں پر شریعت و سنت کی پاسداری کریں گے تو اللہ رب العزت ہمیں دنیا و آخرت میں سرفرو فرما دیں گے۔

آج کا عنوان

آج نکاح اور اس کے لوازمات کے بارے میں آپ کے سامنے کچھ بیان کیا جائے گا۔ یہ عنوان خاص طور پر نوجوانوں کے کام آئے گا۔ چونکہ جمعہ کے عام خطبات میں یہ مضمون چھیڑا نہیں جاتا اور نہ ہی نکاح کی محفلیں روزانہ ہوتی ہیں اس لئے اکثر لوگوں کو ان باتوں کا علم نہیں ہوتا۔

ہر چیز جوڑا جوڑا

اللہ رب العزت نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا (یٰسٓ: ۳۶)

[پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنا دیا]

شریعت کے مطابق میاں بیوی کا اکٹھے ہو کر ایک دوسرے سے ملنا اللہ کے ہاں عبادت کہلاتا ہے۔ دین اسلام کا حسن دیکھئے کہ انسان اپنی ہی خواہش پوری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی اس کو اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے

دین اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے انسانوں کو مجرد زندگی گزارنے کا حکم

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں دیا۔ اس نے یہ تعلیمات نہیں دیں کہ تم جنگلوں اور غاروں میں جا کر رہنا شروع کردو بلکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً . (النساء:۳)

[پس تم نکاح کرو ان عورتوں کے ساتھ جو تمہیں پسند ہوں، دو ہوں، تین ہوں، چار ہوں، پس اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کرسکو گے تو پھر تم صرف ایک سے نکاح کرو]

شریعت نے مرد سے کہا کہ وہ عورت کے حقوق کا خیال رکھے اور عورت سے کہا کہ وہ مرد کے حقوق کا خیال رکھے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرۃ:۲۲۸)

[عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے]

اگر میاں بیوی دونوں اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں تو دنیا میں ہی جنت کے مزے آجائیں۔

اچھی بیوی کون ہے؟

اسلام ہمیں اعتدال اور میانہ روی کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا گیا،

خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا (سب سے بہتر کام وہ ہے جو اعتدال والا ہو)

جب انسان عقل کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے تو وہ افراط و تفریط کا شکار ہوجاتا ہے لیکن اسلام ایک بہترین اور کامیاب زندگی گزارنے کی رہنمائی کرتا ہے۔ حتی کہ دین اسلام بیویوں کے انتخاب کے لئے بھی گائیڈ کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

تنکح المراة لاربع لما لها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربه يداک

[عورت سے نکاح چار وجوہات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔اس کے مال کی وجہ سے،اس کے حسب ونسب کی وجہ سے،اس کے حسن وجمال کی وجہ سے اور اس کی دینداری کی وجہ سے۔تیرے ہاتھ مٹی آلودہ ہوں،تو دین کے ذریعے سے عزت پالے]

گویا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمادی کہ تم دین کی نسبت سے رشتہ ڈھونڈو۔

یاد رکھنا کہ جو لوگ دینداری کی نسبت کے علاوہ کسی اور وجہ سے نکاح کرتے ہیں وہ خوشگوار زندگی نہیں پاسکتے۔کیونکہ خوبصورت عورت کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں لیکن نیک سیرت عورت کو دیکھنے سے انسان کا دل خوش ہوتا۔اگر ظاہر میں نقش نین اچھے بھی ہوں مگر عمل اچھے نہ ہوں تو زندگی کیسے اچھی گزرے گی۔یہ ظاہری حسن تو Just skin deep ہے،یعنی اس حسن کی گہرائی فقط اتنی ہے جتنی جلد کی گہرائی ہے،اب خود سوچ لیں کہ جلد کی گہرائی کتنی ہے۔ویسے بھی اگر نقش نین شروع میں دیدہ زیب ہوں بھی سہی مگر وہی چہرہ بڑھاپے میں چھوہارے کی مانند نظر آتا ہے ان نقش نین کو کیا کرنا جو چند دنوں کے بعد چھوہارہ بن جائے۔جوانی میں جس کی زلف فتنہ گر ہوتی ہے ذرا بڑھاپا آئے تو وہی زلف دم خر (گدھے کی دم) بن جاتی ہے۔

انبیائے کرام کی چار سنتیں

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

الحیاء والعطر والسواک والنکاح

[حیاء، خوشبو، مسواک، اور نکاح]

(۱) شرم وحیا:

دنیا میں جتنے بھی انبیاء گزرے وہ سب کے سب باحیا تھے۔ آج تو یورپ کی دنیا کہتی ہے کہ

Shiness is a sickness. (شرم ایک بیماری ہے)

گویا ان کے نزدیک جتنا کوئی بے شرم ہوگا اتنا ہی وہ صحتمند ہوگا۔ اسلام نے حیا کو عورت کا حسن قرار دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمادیا کہ

الحیاء شعبة من الایمان (حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے)

یہیں سے اندازہ کر لیجیے کہ اسلامی نظریات میں آج کے کفر کی زندگی میں کتنا فرق ہے۔ یاد رکھیں کہ جس معاشرے کی بنیاد ہی بے حیائی پر ہو وہاں مادر پدر آزاد پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے اندر انسانیت نہیں بلکہ حیوانیت ہوتی ہے۔

(۲) خوشبو:

سب انبیائے کرام خوشبو استعمال کیا کرتے تھے۔ دین اسلام نے شروع سے ہی پاکیزگی اور صفائی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (توبہ: ۱۰۸)

(اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت فرماتے ہیں)

آپ سکھوں کو دیکھ لیجیے۔ ان کے ہاں گندا رہنا ان کا دین ہے۔ وہ اپنے جسم کے کسی حصے کے بال بھی عمر بھر نہیں تراشتے۔ آپ خود سوچیں کہ ان بالوں میں کتنی ناپاکی اور گندگی ہوتی ہوگی۔ اسی طرح سادھو بھی نہا دھو کر ستھرے نہیں رہتے۔ مگر دین اسلام کا حسن و جمال دیکھیے کہ کبھی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

الطھور شطر الایمان (طہارت ایمان کا حصہ ہے)

اور کبھی فرمایا،

الطھور نصف الایمان (طہارت آدھا ایمان ہے)

جو اپنے ظاہر کو پاک نہیں رکھ سکتا وہ بھلا اپنے باطن کو کیا پاک کر سکے گا۔

(۴) مسواک:

تمام انبیائے کرام مسواک کیا کرتے تھے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے امت پر بوجھ کا ڈر نہ ہوتا تو میں مسواک کرنے کو فرض قرار دے دیتا۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بھی نبی علیہ السلام گھر میں تشریف لاتے تھے تو مسکراتے ہوئے تشریف لاتے اور آ کر سب سے پہلے آپ ﷺ مسواک فرمایا کرتے تھے تاکہ اہل خانہ کے پاس بیٹھیں تو منہ صاف ہو اور بو نہ آئے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے۔ وہ اس نماز سے ستر گناہ فضیلت رکھتی ہے جو مسواک کے بغیر پڑھی جائے۔

ایک اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنے منہ کو صاف رکھا کرو اس لئے کہ فرشتہ نمازی کی تلاوت سنتا ہے حتی کہ فرشتہ اس کے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اس قاری کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیتا ہے۔ یہ فضیلت اس نمازی کے لئے ہے جو مسواک کر کے نماز پڑھ رہا ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اپنے منہ کو صاف رکھو تو تمہاری عورتیں زنا کا ارتکاب نہیں کیا کریں گی۔ یاد رکھنا کہ منہ کو صاف رکھنے کی دو سنتیں ہیں۔ منہ کو صاف رکھنا بھی سنت ہے اور منہ میں مسواک مارنا بھی سنت ہے۔ کئی لوگ لکڑی کی مسواک تو کر لیتے ہیں لیکن منہ صاف نہیں ہو پاتے۔ جس کی وجہ سے بد بو آ رہی ہوتی ہے۔ اس سے ایک سنت پر تو عمل ہو جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے لیکن منہ کو صاف رکھنے والی سنت حاصل نہیں ہوتی۔ پہلے زمانے میں غذائیں سادہ تھیں۔ وہ جو کی خشک روٹی کھاتے یا ستو پھانکتے اور پھر اوپر سے پانی یا دودھ استعمال کرتے تھے جس کی وجہ سے منہ کو صاف رکھنا آسان تھا۔ اس وقت نہ تو آج کے دور کی آئس کریم ہوتی تھی اور نہ ہی مرغن غذائیں۔ آج کے دور کی غذاؤں سے اپنے منہ کو صاف کرنے کے لئے اگر مسواک کام پورا نہیں کرتا تو آپ کو چاہیے کہ برش پر دوائی لگا کر استعمال کریں اور منہ کو بو سے صاف رکھیں۔ ہم نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ تو انگریزوں کا طریقہ ہے...... نہیں، ہرگز نہیں...... بلکہ منہ کو صاف کرنا شروع ہی سے ہمارے مشائخ کا طریقہ رہا ہے۔

آج کے دور میں عورتیں سمجھتی ہیں کہ مسواک کرنا مردوں کے لئے سنت ہے۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ مسواک کرنا مردوں کے لئے بھی سنت ہے اور عورتوں کے لئے بھی سنت ہے۔ عورتیں لکڑی کے مسواک کی جگہ کیکر، بادام یا اخروٹ کی چھال استعمال کریں ان کے لئے یہی سنت ہے۔ اخروٹ کی چھال دانتوں کو اتنا صاف کر دیتی ہے کہ دانت کتنے ہی میلے کیوں نہ ہوں، آپ اخروٹ کی سبز چھال لے کر منہ میں لگائیں تو ایک منٹ کے اندر اندر دانت ایسے صاف ہو جائیں گے جیسے آپ کسی ڈینٹل کلینک سے دانت صاف کروا کر باہر نکل رہے ہوں۔

(۴) نکاح:

سب انبیائے کرام علیہم السلام نکاح کرتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً (الرعد: ۳۸)

[اے میرے محبوب ﷺ! ہم نے آپ سے پہلے کتنے ہی انبیاء کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں]

www.besturdubooks.wordpress.com

سوچنے کی بات ہے کہ جب انبیائے کرام نکاح کرنے کے باوجود اللہ کے محبوب اور مقبول بندے تھے تو آج ہم نکاح کریں گے تو ہمیں اللہ رب العزت کی معرفت کے راستے میں رکاوٹ کیوں پیش آئے گی۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ (نکاح آدھا ایمان ہے)

کنوارا آدمی جتنا بھی نیک اور متقی بن جائے، پھر بھی اس کا ایمان آدھا ہوگا۔ اسے کامل ایمان اس وقت نصیب ہوگا جب وہ نکاح کر کے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

آج دین سے دوری کا یہ حال ہے کہ کئی گھروں میں بچیاں دس دس پندرہ پندرہ سال سے جوان ہو چکی ہوتی ہیں لیکن ان کے والدین کہتے کہ ان کا رشتہ باہر نہیں کرنا، یقین جانیے کہ وہ اپنے لئے جہنم خرید رہے ہوتے ہیں۔

بزرگوں کی احتیاط

ہمارے حضرات ان معاملات میں بڑے محتاط ہوتے تھے۔ ہم نے اپنے بزرگوں کی حالات زندگی میں پڑھا ہے کہ اگر کسی کے ہاں جوان العمر بیٹی ہوتی اسے جوان ہوئے چند سال ہو چکے ہوتے اور اس کا والد اس کا نکاح نہ کر رہا ہوتا تو وہ اس کے کنویں سے پانی بھی نہیں پیا کرتے تھے کہ اس نے جوان بیٹی کو گھر میں بٹھایا ہوا ہے۔ اور جس بندے نے قرض لیا ہوتا ہے اور وہ ارادتاً قرض نہیں لوٹا رہا ہوتا تھا تو ہمارے بزرگ اس کی دعوت قبول نہیں کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کے گھر کا کھانا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ اگر اس کے پاس پیسے اتنے فالتو ہیں کہ وہ دعوت کر رہا ہے تو وہ قرض ادا کیوں نہیں کرتا۔

نکاح ایسے بھی ہوتا تھا......!!!

جہاں نکاح سستا ہوگا وہاں زنا مہنگا ہوگا اور جہاں نکاح مہنگا ہوگا وہاں زنا

www.besturdubooks.wordpress.com

سستا ہوگا۔ یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے انسانی ضروریات کو جائز طریقے سے پوری کرنے کے لئے خود ترغیب دی ہے کہ تم اس معاملہ میں جلدی کرو۔ شریعت نے ہمیں یہ کہا کہ تم نکاح کو عام اور سستا کردو تا کہ لوگ آسانی سے نکاح کر سکیں۔

صحابہ کرام کے دور میں تو نکاح کا یہ حال تھا کہ ایک صحابی ﷜ کسی گھر میں نکاح کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ اس گھر والے آپ کے واقف ہیں لہٰذا آپ میرا پیغام پہنچا دیں۔ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ انہوں نے جب ان کے گھر میں جا کر ان کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے بات سن کر کہا کہ ان سے نکاح کرنے کو تو ہمارا دل نہیں چاہتا البتہ اگر آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو آپ سے کر دیتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ اچھا پھر مجھ ہی سے کر دیں۔ گھر کے مرد وہیں موجود تھے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ گواہ بن گئے اور وہیں ان کا نکاح کر دیا گیا۔ جب وہ باہر نکلے تو اپنے دوست سے معذرت کرنے لگے کہ معاف کرنا، میں تو آپ کے نکاح کا پیغام لے کر گیا تھا، وہ انہوں نے قبول نہ کیا اور مجھے کہا کہ اگر آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ سے نکاح کر دیتے ہیں، چنانچہ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں نکاح کر لیتا ہوں۔ آپ اس سوچ میں تھے مگر میرا نکاح ہو گیا ہے، لہٰذا میں معذرت خواہ ہوں۔ وہ جواب میں ان سے معذرت کرنے لگے کہ مجھے معاف کر دینا کہ اس نے آپ کی بیوی بننا تھا اور میں اپنے لیے کوششیں کرتا رہا۔ سبحان اللہ دوستی بھی قائم رہی اور نکاح بھی ہو گیا۔ اس وقت میں نکاح اس قدر سستا کیوں تھا؟ اسلئے کہ زنا بالکل ختم ہو چکا تھا۔

جوان بیٹیوں کو گھر میں بٹھانے کا وبال

ہم جب بھی شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے تو گناہوں سے بچیں گے اور جب شریعت کو نظر انداز کریں گے تو گناہوں میں پھنسیں گے۔ آج حالت یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئی ہے کہ ابھی بڑی بچی کے نکاح کا فیصلہ نہیں کیا ہوتا اور نیچے کی چار بچیاں جوان ہو چکی ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو لوگ بڑی بچی کی منگنی کر کے سوچتے ہیں کہ پھر کچھ عرصہ بعد نکاح کر دیں گے اور پھر اگلے سال رخصتی کریں گے۔

یہ سوچ انتہائی غلط سوچ ہے۔ شریعت نے جہیز وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں لگائی بلکہ اس نے تو موٹا سا اصول سمجھا دیا ہے کہ جب مناسب رشتہ مل جائے تو تم اپنے سر سے فرض ادا کر دو۔ یاد رکھیں کہ بچیاں جوان ہونے کے بعد جتنا عرصہ اپنے ماں باپ کے گھر میں رہتی ہیں۔ اور وہاں رہنے کے دوران اگر سوچ میں کوئی گناہ کریں یا ویسے گناہ کریں تو اس گناہ کا وبال ان کے والدین یا سرپرست پر پڑے گا۔ جنہوں نے ان کا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔

زنا اور نکاح میں فرق

زنا اور نکاح میں یہ فرق ہے کہ زنا فقط جنسی تقاضے کو پورا کرنے کا نام ہے۔ جبکہ نکاح میں اس عورت کی ذمہ داری لینی پڑتی ہے، اس کو مہر ادا کرنا پڑتا ہے اور عورت اس کی وراثت میں شامل ہو جاتی ہے۔ یاد رکھنا جہاں بے اعتدالی کی زندگی ہوتی ہے وہاں لوگ نکاح سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ عورت کو ایک کھلونا سمجھ کر اس سے جنسی لذت حاصل کرتے ہیں۔

☆......فرانس کا ایک انجینئر تھا...... میں اس کی بات سمجھانے کے لئے بتا رہا ہوں ورنہ سچی بات یہ ہے کہ وہ بات نقل کرنے کے قابل بھی نہیں ہے...... وہ کسی جگہ ایک فیکٹری کی **Inspection** (معائینے) کے لئے آیا۔ وہاں کے انجینئر لوگ اس سے مذاق کرتے تھے کہ تو ایک مہینے کے لئے آیا ہے، جب تو واپس جائے گا تو معلوم نہیں کہ تیری بیوی تیرے پاس ہوگی یا نہیں۔ وہ آگے سے کہتا تھا کہ فکر کی کوئی بات نہیں کیونکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

Womem are like buses if you miss one, take another one.

[عورتیں بسوں کی مانند ہوتی ہیں، اگر تم ایک سے رہ جاؤ تو پھر دوسری پر سوار ہو جاؤ]

استغفر اللہ، جس معاشرے میں پڑھے لکھے حضرات کا یہ حال ہو وہاں عورت کا کیا مقام ہوگا۔ یورپ کی عورت نے اپنا مقام خود گرایا ہے۔

☆......ایک مرتبہ مجھے UK کا ایک لکھا پڑھا انجینئر ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا، آپ کے کتنے بچے ہیں؟ میں نے اسے بتا دیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کے کتنے بچے ہیں؟ وہ جواب میں کہنے لگا، میں ابھی کنوارا ہوں۔ میں نے کہا، آپ کی عمر تو زیادہ لگتی ہے۔ وہ کہنے لگا، ہاں اس وقت میری عمر باون (۵۲) سال ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم انجینئر بھی ہو اور اتنی عمر بھی ہو چکی ہے، تو تم نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ اس نے جواب دیا،

If you can find milk in the market, there is no need to have a cow in your house.

[جب تمہیں بازار سے دودھ مل جاتا ہے تو پھر تمہیں گھر میں گائے پالنے کی ضرورت نہیں ہے]

اندازہ کریں کہ وہ کیسا بے شرمی اور بے حیائی کا معاشرہ ہوگا جہاں پڑھے لکھے لوگ ایسا ذہن رکھتے ہوں۔ اسلام نے اس بے حیائی کی پرزور مخالفت کی ہے اور اس کے مقابلے میں شرم و حیا والی زندگی اپنانے کی تعلیم دی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کی آنکھوں میں وہ حیا دیکھی جو مجھے مدینہ کی کنواری لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی نظر نہیں آئی۔ شریعت نے کہا ہے کہ اگر تم زندگی کا ساتھی چاہتے ہو تو تمہارا **Long time descion** (لمبے

www.besturdubooks.wordpress.com

عرصے کے لئے فیصلہ) ہونا چاہئے۔ تھوڑی دیر کے ساتھی تو بڑے ملتے ہیں لیکن زندگی کے ساتھی بہت کم ملتے ہیں۔

نکاح کی تشہیر کا حکم

حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا،

اَفْشُوا النِّكَاحَ بَيْنَكُمْ (نکاح کی ایک دوسرے کے درمیان تشہیر کرو)

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ نکاح خفیہ طور پر نہیں ہوتا۔ جیسے کچھ لوگوں کے ہاں متعہ ہوتا ہے۔ انہوں نے زنا کا دوسرا نام متعہ رکھ دیا ہے۔ جہاں انسان نکاح کو چھپائے گا سمجھ لینا کہ وہاں کوئی نہ کوئی گڑ بڑ ضرور ہے۔ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد مسجد میں نکاح کا پڑھنا سنت ہے کیونکہ مسجد میں زیادہ لوگ ہوتے ہیں اور حکم بھی یہی ہے کہ زیادہ لوگوں کو بلانا چاہیے تا کہ نکاح کی تشہیر ہو جائے۔ اس میں اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔

آج جائز موقعوں پر تو زیادہ لوگوں کو بلاتے نہیں اور برتھ ڈے منانے کے لئے مجمع اکٹھا کر لیتے ہیں۔ جب جائز موقعوں پر لوگوں کو نہیں بلائیں گے تو ناجائز موقعوں پر ضرور بلائیں گے۔ اس لئے ایک اصول یاد رکھیے کہ شریعت نے جو جائز خوشیاں بنائی ہیں ان کو خوب خوشی خوشی مناؤ۔ اس لئے کہ اگر جائز خوشیوں کو ٹھیک طرح سے نہیں مناؤ گے تو پھر تم ناجائز خوشیوں کو منایا کرو گے۔

مسجد میں نکاح کا فائدہ

مسجد میں نکاح کرنے میں ایک خاص بات ہے۔ اگر گھروں میں نکاح ہوگا تو آپ دیکھیں گے کہ کوئی تو بیٹھا گپیں مار رہا ہوگا، کوئی سگریٹ پی رہا ہوگا، کوئی تصویریں بنا رہا ہوگا گویا سب دل غافل ہوں گے۔ حالانکہ نکاح وہ وقت ہوتا ہے جب دو افراد کی نئی زندگی کی بنیاد رکھی جا رہی ہوتی ہے۔ اور اس بنیاد میں ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔نکاح کے وقت زیادہ لوگوں کو بلانے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ زیادہ لوگوں کی دعاؤں سے ان کے نئے گھر کی بنیاد پڑے۔اس لئے گھر میں اور مسجد میں پڑھے گئے نکاح میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔اب دیکھیں کہ آپ یہاں مسجد میں جتنے بھی بیٹھے ہیں، باوضو ہیں اور سگریٹ پینے والے بھی اس وقت سگریٹ نہیں پی سکتے کیونکہ یہ مسجد ہے، دل اللہ کی طرف متوجہ ہیں اور خیر کی بات ہو رہی ہے۔جب نکاح پڑھیں گے اس وقت بھی دعا کرتے ہوئے اللہ کی طرف دل متوجہ ہوں گے۔گویا بچے اور بچی کو آپ کی طرف سے دعاؤں کی شکل میں تحفہ مل رہا ہوگا۔

کیونکہ یہ اجتماع کا موقع ہے اس لئے بعض دوستوں نے نیک لوگوں کی دعائیں لینے کے لئے آج کے دن نکاح کروانا پسند کیا ہے۔اس مجمع میں سینکڑوں علماء موجود ہیں، کئی شیوخ الحدیث موجود ہیں، کئی مدارس کے مہتمم حضرات موجود ہیں، کئی حفاظ قرآن موجود ہیں کئی حفاظ حدیث موجود ہیں اور معلوم نہیں کہ کتنے تہجد گزار موجود ہیں۔ان کو ان سب کی دعائیں نصیب ہوں گی اور اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی برکت سے ان دوستوں پوری زندگی خوشیاں نصیب ہوں گی۔

نکاح کی تقریب میں قبول اسلام

ہم نے یورپ اور امریکہ میں دیکھا کہ نکاح کی محفل کو دیکھ کر کئی غیر مسلم عورتیں اور مرد مسلمان ہو جاتے ہیں۔ہم نے نکاح کی ایک تقریب میں بیان کیا۔پھر نکاح پڑھا۔جس لڑکی کا نکاح تھا وہ ایک دفتر میں کمپیوٹر انجینئر تھی، اس کے دفتر کی دوسری لڑکیاں بھی آئی ہوئی تھیں...... ان میں سے کئی غیر مسلم بھی تھیں۔وہ نکاح کی اس تقریب سے متاثر ہو کر کہنے لگیں کہ اسلام میں تو بہت ہی احسن طریقے سے نکاح ہوتا ہے لہٰذا ہم بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

افراط وتفریط سے بچیں

چونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لئے ہمیں اعتدال سکھاتا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی عقل کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے تو وہ افراط وتفریط کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پریشانیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بچیوں کو گھر سے رخصت کرتے ہیں اور وہ دوسرے دن روتی ہوئی گھر آجاتی ہیں۔ گویا نکاح کی جو اصل روح تھی وہ نکل چکی ہے اور مردہ باقی رہ گیا ہے۔ یاد رکھیں کہ جو عمارت دین کی بنیاد پر بنے گی اللہ تعالیٰ اس کو پائیداری عطا فرمائیں گے۔

قابل افسوس واقعہ

لاہور میں ایک صاحب کی بیٹی کی شادی ہونی تھی۔ اس نے ایک سال پہلے اس کی پلاننگ شروع کردی۔ کارڈ چھپوائے اور بڑے پیسے خرچ کئے۔ حتی کہ اس نے یہاں تک انتظام کیا کہ اس نے بارات کے ساتھ آنے والے ہر مہمان کے گلے میں ایک ہزار روپے کا ہار ڈالا۔ اور وہ برتن جن میں باراتیوں نے کھانا کھایا وہ پتھر کے بنے ہوئے انمول قسم کے برتن تھے۔ وہ برتن اس نے خود بنوائے تھے۔ ان برتنوں پر اس نے اس شادی کی یادگار بھی لکھوائی تھی۔ ہر باراتی کو اجازت تھی کہ وہ اپنے استعمال میں آنے والے برتن یادگار کے طور پر لے جاسکتا ہے۔

ادھر لڑکے والوں نے بھی کیا خوب انتظام کیا کہ چڑیا گھر سے کرایے پر ہاتھی لے آئے دولہا میاں اس ہاتھی پر بیٹھ کر سسرال پہنچا...... جیسے جنگ کرنے چلا ہو...... اس کے علاوہ بھی انہوں نے پیسہ پانی کی طرح بہایا۔

جب رخصتی ہوگئی اور مرد گھر واپس آئے تو عورتوں نے لڑکی کے والد سے پوچھا کہ حق مہر کتنا مقرر کیا ہے؟ اس وقت ان کو خیال آیا کہ ہم نے تو نکاح پڑھا ہی

مکمل ہے۔ تب انہوں نے باراتیوں کی طرف پیغام بھجوایا کہ بارات کو یہیں راستے میں ہی روک لیا جائے تا کہ بچی کا نکاح کرنے کے بعد اس نئے گھر میں داخل کیا جائے۔

اندازہ کیجئے کہ اتنے پیسے خرچ کئے اور اتنے عرصے سے پلاننگ کی۔ ہر چیز کا تو خیال رکھا لیکن اللہ کے حکم کا خیال نہ رکھا۔ یہ دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ دینداری کی بنیاد پر اپنے نئے گھر کی بنیاد رکھتے ہیں وہ دنیا ہی میں جنت کے مزے لیتے ہیں۔

دنیا میں جنت کے مزے

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا تعلق سکھ گھرانے سے تھا۔ آپ ابتدائے جوانی میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے لیا۔ حتیٰ کہ آپ دورۂ حدیث کے درجے تک پہنچ گئے۔

آپ یہ واقعہ خود سنایا کرتے تھے کہ جب میرے سسر کو ان کے گھر والوں نے کہا کہ اب ہماری بچی جوان ہے اس لئے کوئی مناسب رشتہ تلاش کر کے نکاح کر دینا چاہیے۔ وہ پنجاب کے مدارس کے دورے پر نکلے تا کہ انہیں اپنی بچی کے لئے کوئی عالم فاضل نوجوان مل سکے۔ حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند پہنچ گئے۔ جب انہوں نے دورۂ حدیث کی کلاس کو دیکھا تو ان کی نگاہیں میرے اوپر ٹک گئیں۔ انہوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ سے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ سکھ گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور مسلمان ہو کر ہمارے پاس علم حاصل کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا، کیا یہ شادی شدہ ہے؟ شیخ الہندؒ نے فرمایا نہیں، انہوں نے شیخ الہندؒ سے پوچھا، کیا یہ شادی کرنا چاہتا ہے؟ تو میرے استاد محترم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم شادی کرنے کے لئے تیار ہو؟ میں نے عرض کیا، حضرت! میں مسلمان ہوں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

میرا سارا خاندان کافر ہے، اب مجھ اکیلے کو کون اپنی بیٹی دے گا۔ انہوں نے پوچھا کہ اگر کوئی اپنی بیٹی آپ کو دے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا، حضرت! میں اس سنت کو ضرور ادا کروں گا، میں اس کے ترک کا گناہ اپنے سر کیوں لوں۔ چنانچہ میرے سسر صاحب نے فرمادیا کہ کل عصر کے بعد نکاح ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے دوستوں کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ کل میرا نکاح ہے۔ طلباء طلباء ہی ہوتے ہیں۔ وہ یہ سن کر مجھ سے محبت پیار کی باتیں کرنے لگ گئے۔ کافی دیر کے بعد ایک دوست نے کہا، جی آپ کے کپڑے بڑے میلے ہیں لہٰذا آپ کو چاہیے کہ آپ کسی دوست سے ادھار کپڑے لے لیں اور وہ پہن کر نکاح کی تقریب میں جائیں۔ میں نے کہا کہ میری عزت نفس اس بات کو گوارا نہیں کرتی، میں جو کچھ ہوں سو ہوں، میں ادھار تو نہیں مانگوں گا...... طلباء بھی منطقی ہوتے ہیں، آسانی سے نہیں چھوڑتے ...... چنانچہ وہ کہنے لگے، اچھا اگر کسی دوسرے سے نہیں مانگنا تو آپ اسی سوٹ کو دھو کر دوبارہ پہن سکتے ہیں تاکہ صاف کپڑے ہوں۔ حضرت کے اپنے الفاظ ہیں کہ۔

''میرے بھیڑ کد پے'' یعنی میری بدبختی آگئی کہ میں نے اپنے دوست کی بات مان لی چنانچہ میں نے اگلے دن دھوتی باندھی اور کپڑے دھو لیے۔ سردی کا موسم تھا اور اوپر سے آسمان ابر آلود ہو گیا۔ عصر کا وقت آگیا۔ میں نے مسجد کے ایک طرف کپڑے ہوا میں لہرانے شروع کر دیے اور ساتھ ہی دعائیں بھی مانگنی شروع کر دیں کہ اے اللہ! ان کپڑوں کو خشک فرمادے۔ اور موسم کی خرابی کی وجہ سے کپڑے خشک ہونے پر نہیں آرہے تھے۔ حتیٰ کہ عصر کی اذان ہو گئی اور میں نے سردی کے موسم میں گیلے کپڑے پہنے اور مجمع میں آکر بیٹھ گیا۔ لیکن میرے سسر کا دل بھی سونے کا بنا ہوا تھا کہ ان کی نظر ان چیزوں پر بالکل نہیں تھی، انہوں نے دیکھا کہ کل بھی یہی کپڑے تھے اور میلے تھے اور آج بھی وہی کپڑے ہیں اور گیلے ہیں اور اس کے پاس کوئی دوسرا جوڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد رخصتی ہو گئی۔

ابتداء کے چند دنوں میں میرے او پر فاقے آئے کیونکہ میں طالب علم تھا اور تازہ تازہ پڑھ کر فارغ ہوا تھا۔ کمائی کا کوئی ایسا سلسلہ بھی نہیں تھا۔ کبھی کھانے کو مل جاتا اور کبھی نہ ملتا۔ کچھ عرصہ میری دلہن میرے گھر میں رہی۔ اس کے بعد جب وہ اپنے والدین کے گھر گئی تو اس کی والدہ نے اس سے پوچھا، بیٹی! تو نے اپنے نئے گھر کو کیسے پایا؟ فرماتے ہیں کہ میری بیوی تقیہ، نقیہ، نیک اور پاک عورت تھی، اس کی نظر میری دینداری پر تھی، چنانچہ اس نے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی والدہ سے کہا،

''اماں! میں تو سمجھتی تھی کہ مر کر جنت جائیں گے لیکن میں جیتی جاگتی جنت میں پہنچ گئی ہوں''۔

حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے۔

''میرے سسر نے مجھے اس وقت پہچان لیا تھا جب احمد علی احمد علی نہیں تھا اور آج تو احمد علی احمد علی ہے''۔

نیک بیوی کی چار نشانیاں

نبی علیہ السلام نے نیک بیوی کی چار نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

۱)...... پہلی نشانی یہ ہے کہ جب اس کو خاوند کسی بات کا حکم کرے تو وہ اس کے حکم کو مانے۔ ضد کرنے والی نہ ہو۔ ماں باپ کو اپنی بچیوں کی تربیت کرنی چاہیے اور سمجھانا چاہیے کہ تم نے خاوند کے پاس جانا ہے تو ضد نہ کرنا۔ اپنی بات منوانے کی بجائے اس کی مان کر زندگی گزارنا، اسی میں برکت ہوتی ہے۔ یہ بات ضرور سمجھانی چاہیے کیونکہ میاں بیوی کا ناز و انداز کا ایک تعلق ہوتا ہے اور لڑکیاں اکثر چھوٹی چھوٹی بات پر ضد کرنے لگ جاتی ہیں۔

۲)...... دوسری نشانی یہ ہے کہ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اس کا دل خوش ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے۔ کیا مطلب؟...... مطلب یہ ہے کہ وہ گھر میں صاف کپڑے پہنے۔ ایسا نہ ہو کہ جب وہ گھر سے نکلے تو فیشن ایبل کپڑے پہنے اور گھر میں بھنگن بنی پھرے۔ یہ بھی نہ ہو کہ گھر میں گندی سی بنی رہے اور اس کے بدن سے بو آ رہی ہو اور باہر نکلے تو خوشبوئیں لگا کر نکلے۔ شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا، ایک تو صاف ستھری بن کر رہے اور دوسرا اس کے چہرے پر خاوند کے لئے مسکراہٹ ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت ہی موڈ بنائے رکھے۔

۳)...... تیسری نشانی یہ ہے کہ اگر خاوند کسی بات پر قسم کھالے تو تم ایسا کرو تو وہ اس کی قسم کو پورا کردے۔

۴)...... چوتھی نشانی یہ ہے کہ جب خاوند گھر میں نہ ہو تو وہ اس کے مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔

میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کی وجہ

میاں بیوی کے قرب کے بارے میں شریعت مطہرہ نے حیران کن حد تک تصور پیش کیا ہے۔ کئی لوگ درمیان میں میاں بیوی میں جدائی کا سبب بنتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے محتاط رہنا چاہیے۔ ایک اصول یاد رکھنا کہ عام طور پر میاں بیوی ایک دوسرے کی وجہ سے آپس میں نہیں جھگڑتے بلکہ ہمیشہ کسی تیسرے کی وجہ سے جھگڑتے ہیں۔ وہ تیسرا یا تو لڑکے کے ماں باپ اور بہن بھائی ہوتے ہیں یا لڑکی کے ماں باپ اور بہن بھائی۔ اس لئے شریعت نے کہا کہ تم آپس میں ایک رہو اور کسی اور کی طرف دھیان ہی نہ دو۔

ایک علمی نکتہ

یہاں ایک علمی نکتہ طالب علم ہونے کے ناطے آپ کی خدمت میں عرض کرتا چلوں۔ فقہا نے لکھا ہے کہ اگر میاں بیوی کے مابین کوئی رنجش ہو اور کوئی ان کی صلح

www.besturdubooks.wordpress.com

کرانے والا ہو تو اگر اس کو کوئی بات خلاف واقعہ بھی کہنی پڑے یعنی اس نیت سے جھوٹ بھی بولنا پڑے تاکہ میاں بیوی آپس میں صلح کر لیں تو اللہ تعالیٰ اس کی پکڑ نہیں فرمائیں گے۔ وہ ہوگا تو جھوٹ مگر اس کی نیت کی وجہ سے اس سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ یہاں سوچنے کی بات ہے کہ اگر میاں بیوی کے تعلق جوڑنے میں اللہ رب العزت نے اپنے حق کو معاف کر دیا تو پھر ماں باپ کو کہاں اجازت ہے کہ وہ اپنے حق کی خاطر میاں بیوی میں جدائی ڈلواتے پھریں۔ آج ساس کہتی ہے کہ میں ماں ہوں، چنانچہ بیٹے کو کہتی ہے کہ میری بات مانو اور اپنی بیوی کو سیدھا کر کے رکھو۔ تم ماں ہو، تمہاری اپنی ایک حیثیت ہے، مگر وہ بھی تو اس کی بیوی ہے اس لئے اس کا بھی اپنا ایک مقام ہے۔ بیوی کو بیوی کے مقام پر رکھئے اور ماں کو ماں کے مقام رکھئے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ رب العزت لیلۃ القدر میں چند بندوں کی مغفرت نہیں کرتے، حالانکہ باقی سب کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ ہے جو دل میں کینہ رکھے اور دوسرا وہ بندہ جو میاں بیوی کے مابین جدائی ڈالنے والا ہو۔

گھریلو جھگڑوں کا آسان حل

شادی کے بعد میاں بیوی آپس میں یہ طے کر لیں کہ خاوند لڑکی کے تمام رشتہ داروں کو خوش رکھنے کی ذمہ داری قبول کرے اور لڑکی خاوند کے تمام رشتہ داروں کو خوش رکھنے کی ذمہ داری قبول کر لے۔ جب لڑکی اپنوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتی ہے اور لڑکا اپنے رشتہ داروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر آپس میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اس کا آسان حل یہ ہے کہ بیوی اپنے خاوند سے نسبت رکھنے والے رشتہ داروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرے اور خاوند لڑکی کے رشتہ داروں کو خوش رکھنے میں لگا رہے، اس طرح دونوں کی زندگی میں مشکلات ختم ہو جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تحمل مزاجی کی ضرورت

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے تو اللہ رب العزت دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔ یعنی پروردگار عالم چاہتے ہیں کہ میرے بندے پیار محبت کی زندگی گزاریں۔ میاں بیوی جتنی محبت بھری زندگی گزاریں گے اللہ رب العزت کے ہاں اجر پائیں گے۔ اس لئے میاں بیوی میں تحمل مزاجی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ تحمل مزاجی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کوئی بات سنے یا دیکھے تو پہلے سوچے اور پھر کوئی قدم اٹھائے۔ اور آجکل یہ ہوتا ہے کہ پہلے قدم اٹھا لیتے ہیں اور بعد میں سوچتے ہیں کہ او ہو میں نے برا کرلیا ہے۔ اس لئے آ کر کہتے ہیں کہ حضرت! میں دوستوں میں تو بڑا خوش رہتا ہوں لیکن جب گھر جاتا ہوں تو پتہ نہیں کیا ہے کہ دماغ گرم رہتا ہے۔ اصل میں تیرے پیچھے شیطان لگا ہوتا ہے اور وہ تیرے دماغ کو گرم کر رہا ہوتا ہے۔

مسنون عمل کی برکت

ایک مرتبہ میرے پاس کوئی میاں بیوی آئے۔ وہ دونوں سلسلہ میں بیعت تھے۔ وہ دونوں تقریباً اس بات کا فیصلہ کر چکے تھے کہ اب ہم ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔ دونوں پڑھے لکھے اور نوجوان تھے۔ ان کو یہ احساس ہوا کہ اگر ہم نے ایسے ہی فیصلہ کرلیا حضرت صاحب کو کیا بتائیں گے...... یہ حضرت صاحب کو بتانا بھی کئی دفعہ ہدایت کا سبب بن جاتا ہے۔ اس سے کچھ احساس ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی نسبت کسی نہ کسی متبع شریعت وسنت بزرگ کے ساتھ ہے وہ عقائد وغیرہ کے تمام فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

جتنے لوگ بھی دین بدلتے ہیں یا منکرین حدیث بنتے ہیں، وہ سب لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا کہیں بھی بیعت کا تعلق نہیں ہوتا۔ گویا کسی نہ کسی شیخ کے ساتھ اصلاحی

www.besturdubooks.wordpress.com

تعلق کا ہونا انسان کے لئے فتنوں سے بچاؤ کا سبب بن جاتا ہے۔

جب ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنی خوشی سے ایک دوسرے سے جدا ہونے کے لئے تیار ہیں تو اس عاجز کو بھی بات سمجھ آگئی کہ ان کی زندگی میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں مس انڈرسٹینڈنگ ہے جو بڑھتی چلی جارہی ہے اور درمیان میں کوئی ٹھوس وجہ نہیں ہے۔ جب مجھے یہ بات سمجھ آگئی تو میں نے ان سے کہا کہ تم ایسا کرو کہ تم اپنے فیصلے کو چھ مہینوں تک مؤخر کر لو اور ایک کام میں بتاتا ہوں، اس پر عمل کرنے کا تم وعدہ کرو۔ انہوں نے کہا، جی ٹھیک ہے ہم وعدہ پورا کریں گے۔ میں نے خاوند سے وعدہ لیا کہ جب بھی وہ اپنے دفتر سے گھر آئے گا، وہ آتے ہی اپنی بیوی کو مسکرا کر دیکھے گا۔

اب یہ دیکھنے میں تو چھوٹی سی بات ہے لیکن یہ سنت نبوی ﷺ بھی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں تشریف لاتے تھے، مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ تشریف لاتے تھے۔

اس عاجز نے دیکھا کہ یہ خاوند اصل میں بزنس کرتا ہے۔ اسی بزنس کے پریشر کی وجہ سے جب وہ گھر میں آتا ہے تو اس کا منہ بنا ہوا ہوتا ہے اور بیوی بیچاری دو گھنٹے سے بھوکی بیٹھی ہوتی تھی اور وہ میاں صاحب دستر خواں پر آکر بیٹھتے تو کھانے میں نقص نکالنا شروع کر دیتے۔ اب عورت کا دل ہوتا ہی کیا ہے۔ وہ تو اور زیادہ پریشان ہو جاتی تھی۔

جب میں نے کہا کہ گھر میں مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہونے کا وعدہ کرو تو اس نے کہا، حضرت! یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔ میں نے کہا، ہاں ہے تو چھوٹی سی، مگر وعدہ کرو کہ پابندی کرو گے۔ چنانچہ اس نے وعدہ کر لیا۔ چھ مہینے تو بڑی بات تھی صرف ایک مہینے کے بعد ان کا فون آیا کہ حضرت! ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم ساری زندگی اکٹھے گزاریں گے کیونکہ ہمیں خوشیوں بھری زندگی نصیب ہو گئی ہے۔ ہوتا یہ تھا کہ جب خاوند گھر آکر بیوی کو مسکرا کر دیکھتا تھا تو مسکراہٹوں کے دروازے کھل

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے تھے...... یہ رہنمائی ہوتی ہے جو شیخ نے دینی ہوتی ہے کہ تمہاری کونسی عادت ہے تمہارے لئے مصیبت کا سبب بنی ہوئی ہے۔

پیار محبت کی باتیں

بیوی کی خوش طبعی کے لئے اس کے ساتھ پیار محبت کی باتیں کرنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نو عورتوں کو واقعات سنائے ۔ یہ نو عورتیں آپس میں مل کر بیٹھیں اور اپنے اپنے خاوندوں کی صفات بتانا شروع کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کے بارے میں یہ کہا، دوسری نے یہ کہا، تیسری نے یہ کہا...... جب آپ ﷺ نے نو کی نو عورتوں کی باتیں بتا دیں تو فرمایا کہ جس عورت کا خاوند سب سے بہترین صفات کا حامل تھا میں اس سے بھی تمہارے لئے زیادہ اچھا ہوں ...... کیا آپ بھی نے اپنی بیوی کا دل خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں کی ہیں ۔ ہمارے ہاں ایسا تو نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں خوش رکھنا اس کا فرض ہے اور اسے تنگ کرنا ہمارا فرض ہے۔

بیٹیوں کو تین سورتوں کی تعلیم

ایک بات یاد رکھیں کہ ماں باپ اپنی لڑکی کو گھر میں سورۃ الحجرات، سورۃ النور اور سورۃ النساء کا ترجمہ لازمی پڑھانے کی کوشش کریں کیونکہ سورۃ الحجرات میں اخلاق کو سنوارنے کے لئے تعلیمات ہیں، سورۃ النور میں حیا اور پاکدامنی کی زندگی گزارنے کی باتیں ہیں اور سورۃ النساء میں میراث اور بچوں کے بارے میں مسائل موجود ہیں ۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جب گھر میں باپ اپنی بیٹیون کو نیکی کی تعلیم نہیں دیتا اس گھر کے مردوں اور مُردوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اعتدال کی زندگی بسر کریں

میاں بیوی کو چاہیے کہ وہ اعتدال کی زندگی بسر کریں۔ کئی لوگ تو اپنے مال کو عورت کو تنگ کرنے کے لئے انسٹرومنٹ (اوزار) کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں کو ایسا تنگ کر کے رکھتے ہیں کہ وہ بیچاریاں خوشی کا سانس بھی نہیں لے سکتیں۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔ نہ تو ان کو اتنا آزاد چھوڑ دو کہ وہ گناہوں کی مرتکب ہوں اور نہ ہی ان کو اتنا تنگ کر دو کہ وہ اپنی موت کی تمنائیں کریں۔ خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق اس کے ساتھ اچھی زندگی گزارے۔ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ مسلمان گھرانوں کی ننانوے فیصد لڑکیاں جب ماں باپ کے گھر سے رخصت ہوتی ہیں تو وہ اپنے اگلے گھر کو آباد کرنے کی نیت سے جاتی ہیں۔ اب خاوند پر منحصر ہے کہ اگر اس نے اسے اچھی طرح ہینڈل کیا تو گھر آباد ہو جائے گا اور اگر اچھی طرح ہینڈل نہ کیا تو گھر برباد ہو جائے گا۔

عورتوں میں حوروں والی صفات

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات عورتوں میں حوروں کی کئی صفات قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے دو ایسی ہیں جو دنیا کی عورتوں میں بھی بعض اوقات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ پہلی صفت ہے عُـرُبـًا یعنی وہ خاوندوں سے محبت کرنے والیاں ہیں۔ مسلمان بچیاں بھی جب گھر سے چلتی ہیں تو وہ اپنے دلوں میں اپنے خاوند کی محبت بھی لے کر چلتی ہیں۔ وہ خاوند پر دل نچھاور کرنے والیاں اور جان فدا کرنے والیاں ہوتی ہیں۔

۲۔ دوسری صفت ہے قٰصِـرٰتُ الطَّرْف یعنی وہ غیروں سے اپنی نگاہیں ہٹانے والیاں ہیں۔ مردوں کی نگاہیں عورتوں کی نسبت زیادہ ناپاک ہوتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عورتیں ایسی نہیں ہوتیں کہ جس کو دیکھا دل میں طمع کیا کہ یہ میرے پاس ہو۔ یہ مردوں کی گندی عادت ہوتی ہے کہ جس عورت کو بھی دیکھیں، خواہ وہ کالی ہو، گوری ہو، نیلی ہو یا پیلی ہو، اسی کے بارے میں تصور کر لیتے ہیں کہ یہ میرے پاس ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

منفی سوچ سے بچیں

منفی سوچ سے بچیں۔ ذرا ذرا سی بات پر منفی سوچ انسان کو بڑا نقصان دیتی ہے۔ پھر انسان شکی مزاج بن جاتا ہے۔ یاد رکھیں کہ جس کو شک کا مرض ہوتا ہے اس کا دین بھی خطرے میں ہوتا ہے اور دنیا بھی۔ اس شک کی تو یہاں تک انتہا ہے کہ اگر بچی اپنے سگے بھائی سے بھی مسکرا کر بات کر لیتی ہے تو اس پر بھی اس کو شک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس شک کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس لئے اس شک سے اللہ کی پناہ مانگا کریں۔

پیار کا نام

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ اللہ کے محبوب ﷺ ان کو نہ تو نام لے کر پکارتے تھے اور نہ ہی کنیت سے، بلکہ پیار سے حمیرا فرمایا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر خاوند اپنی بیوی کا کوئی ایسا نام پسند کرے جو بیوی کو بھی پسند ہو تو یہ ایک Token of love (محبت کا سرٹیفکیٹ) ہوتا ہے۔ اگر اس نام سے اس کو پکارے گا تو پھر اس بیوی کو محبت کا ایک پیغام بھی مل رہا ہوگا۔ یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے۔

غلط فہمی دور کر لیا کریں

اگر کسی وجہ سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے تو جب تک وہ غلط فہمی دور نہ ہو جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت تک آپ اطمینان نہ پائیں۔ایک دوسرے کو سمجھا لینے میں اور منا لینے میں کونسی رکاوٹ ہوتی ہے۔کسی بات پر بھی ضد نہ کیا کریں۔اگر بیوی کسی وقت کوئی بات نہیں مان رہی ہوگی تو آپ دیکھیں گے کہ کسی دوسرے موقع پر معافی بھی مانگ رہی ہوگی اور بات بھی مان رہی ہوگی۔اسی طرح بیوی یہ سوچے کہ اگر ایک وقت خاوند کوئی بات نہیں مان رہا تو میں اب ضد اور جھگڑا نہ کروں، بلکہ کسی دوسرے موقع پر وہ میری بات بھی مان لے گا اور مجھے اور زیادہ پیار اور محبت بھی دے گا۔

جھوٹ سے بچیں

جھوٹ کی زندگی سے بچیں۔جب خاوند اپنی بیوی سے اپنی زندگی کو چھپانا شروع کر دیتا ہے یا بیوی اپنے خاوند سے اپنی زندگی کو چھپانا شروع کر دیتی ہے تو سمجھ لو کہ گھر کی بربادی کی واضح نشانی موجود ہے۔کیونکہ یہ تعلق تو بنایا ہی اسی لئے گیا ہے کہ خاوند جب ساری دنیا کا ستایا ہوا گھر آ کر پہنچے تو اپنے دل کا سب کچھ اپنی بیوی کے سامنے کھول دے۔کیا دیکھتے نہیں ہیں کہ جب اللہ کے محبوب ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی آپ ﷺ پر اس کا بوجھ تھا۔آپ ﷺ نے سب سے پہلے گھر میں آ کر فرمایا۔

خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ

(مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو)

اور آگے سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تسلیاں دینے لگیں کہ

واللہ انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری ء الضیف وتعین علی نوائب الحق

[اللہ کی قسم! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، آپ بے سہاروں کا سہارا بننے والے ہیں، جن کے پاس کچھ نہ ہو آپ ان کو کما کر دینے والے ہیں۔آپ مہمان نوازی کرنے والے ہیں اور آپ اچھی باتوں پر مدد کرنے والے ہیں]

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھی بیوی کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس کو تسلیاں دے اور اس کے غم کو دور کر دے اور اگر بیوی کسی وجہ سے پریشان ہو جائے تو اچھے خاوند کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس کے غم کو دور کرے۔ بعض اوقات دو میٹھے بول بھی بندے کا غم دور کر دیتے ہیں۔ ان دو لفظوں میں اتنی مٹھاس ہوتی ہے کہ ساری دنیا کی چینی مل کر بھی اتنی مٹھاس پیدا نہیں کر سکتی۔

بیوی کے ساتھ دوڑ لگانا

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام ایک جہاد پر تشریف لے گئے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ جب آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

''حمیرا! چلو دوڑ لگائیں''

اب بتائیے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کے دل میں اللہ رب العزت کا کتنا خوف تھا لیکن اپنی اہلیہ کو دوڑ لگانے کا فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بیوی سے محبت و پیار کی بات کرنا نہ تو خشیت الٰہی کے منافی نہیں ہے۔ اور نہ ہی معرفت الٰہی کے راستے میں رکاوٹ ہے۔

جب دوڑ لگائی تو نبی علیہ السلام نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود آگے نکلنے کا موقع دے دیا۔ جب وہ آگے نکل گئیں تو بہت خوش ہوئیں۔ نبی علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

کافی عرصے کے بعد پھر ایک مرتبہ اسی طرح سفر پر نکلے اور ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ نبی علیہ السلام نے پھر ارشاد فرمایا، حمیرا! چلو دوڑ لگائیں۔ اب کی بار جب دوڑے تو اب نبی علیہ السلام آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا،

www.besturdubooks.wordpress.com

حمیرا ! تلک بتلک

(پہلے تو جیت گئی تھی اب میں جیت گیا ہوں)

دوڑ لگانے کا مقصد بیوی کا دل خوش کرنا تھا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کی سنت ہے۔ اگر میں آپ سے پوچھوں کہ آپ میں سے کس کس نے اس سنت پر عمل کیا ہے تو آپ میں سے تھوڑے ہی اٹھیں گے۔ حلوے کھانے والی سنتیں یاد ہیں۔ یہاں یہ مسئلہ بڑا پوچھا جاتا ہے کہ حلوہ پہلے کھانا سنت ہے یا بعد میں کھانا سنت ہے۔ دل چاہتا ہے کہ بندہ انہیں کہے کہ میاں! پہلے بھی کھاؤ اور بعد میں بھی کھاؤ، مگر جس کا کھاؤ اسی کے گیت گاؤ۔

یہ باتیں اس لئے کر دی ہیں کہ ممکن ہے کہ آج کی ان باتوں سے اللہ تعالیٰ کسی گھر کے جھگڑوں کو دور کر دے اور میاں بیوی کو پیار محبت کی زندگی نصیب ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اس عاجز کی اسی وجہ سے مغفرت ہو جائے۔ لہٰذا

”میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے“۔

اللہ رب العزت ہم سب کو محبتوں بھری خوشگوار زندگی نصیب فرما دے اور جب بچوں کو آج نکاح کے ذریعے زندگی کا ساتھی بنایا جا رہا ہے اللہ رب العزت ان کو قابل رشک اور کامیاب زندگی نصیب فرما دے۔ (آمین بحرمۃ سید المرسلین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۔ (لقمن: ٦)

تباہ کن موسیقی

حضرت اقدس کا یہ بیان 19 مارچ 2004ء کو بروز جمعۃ المبارک بعد نماز فجر جامع مسجد گلگشت کالونی ملتان میں ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جب سائنسدانوں کے سامنے اس بات کی حقیقت کھلی کہ فلاں فلاں طریقے سے انسان کا دماغ انفارمیشن قبول کرتا ہے تو انہوں نے اس بات پر محنت کی کہ ہم دوسرے بندے کے دماغ میں اپنی مرضی کی بات کیسے ڈالیں کہ اس کو پتہ بھی نہ چلے۔ چنانچہ اس پر بہت زیادہ کام کیا گیا۔ بالخصوص کفار نے اس پر بڑا کام کیا کہ ہم کس طرح دنیا کے لوگوں کی سوچ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ دن رات کی ریسرچ کے بعد ان کو اس کا بہترین طریقہ ''میوزک'' کی شکل میں نظر آیا۔ گویا انہیں مسلمانوں کی دینی غیرت کا جنازہ نکالنے کا یہ سب سے بڑا ہتھیار نظر آیا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تباہ کن موسیقی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ

وَ یَتَّخِذَھَا ھُزُوًا ط اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ○

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○

وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

جیسے جذبات ویسے خیالات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ان میں سے دو نعمتیں خاص ہیں۔ایک قلب اور ایک عقل یعنی دماغ۔قلب عشق کا برتن ہے اور عقل علم کا برتن ہے۔قلب جذبات کا گھر ہے اور عقل خیالات کا گھر ہے۔اچھے یا برے جذبات دل میں پیدا ہوتے ہیں اور اچھے یا برے خیالات دماغ میں پیدا ہوتے ہیں۔عام دستور یہ ہے کہ جیسے جذبات ہوں گے ویسے ہی خیالات ہوں گے۔اگر اللہ کی محبت کا جذبہ دل میں موجود ہوگا تو خیالات میں بھی یکسوئی اور پاکیزگی ہوگی اور وہ تعمیری اور خیر خواہی والے ہوں گے، ہر وقت کی سوچ پاک ہوگی، ہر وقت نیکی

www.besturdubooks.wordpress.com

اور نیک لوگوں کے خیالات آئیں گے اور نیک اعمال کرنے کی تمنا دل میں پیدا ہوگی بلکہ نیک اعمال میں آگے بڑھنے کا ہر وقت شوق رہے گا اور اگر جذبات کے اندر دنیا کی محبت غالب ہوگی تو خیالات بھی گندے ہوں گے، اسے شیطانی، شہوانی اور نفسانی سوچیں آئیں گی۔ پھر انسان کے اندر حرص بھی ہوگی، طمع بھی ہوگا، بدنظری بھی ہوگی اور شہوت بھی ہوگی اور انسان خود محسوس کرے گا کہ میری سوچ پاک نہیں ہے۔ گویا اگر ایک آدمی کی سوچ اچھی ہو جائے تو کچھ عرصے کے بعد وہ اچھا انسان بن جائے گا اور اگر سوچ بری ہو جائے تو کچھ عرصہ کے بعد وہ برا انسان بن جائے گا۔ اسی لئے جب کوئی نیک انسان برا بنتا ہے تو وہ ایک ہی دن میں برا نہیں بن جاتا بلکہ اس کی سوچ ظاہرداری میں نیکی کے رنگ میں پہلے بری ہو چکی ہوتی ہے اور اس ظاہرداری میں اس کا وقت گزرتا رہتا ہے۔ مگر اندر کا انسان بدل چکا ہوتا ہے۔

دل کی مرکزی حیثیت

قلب کو انسانی جسم میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسی لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ فِيْ جَسَدِ بَنِيْ آدَمَ لَمُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَ إِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.

[بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ سنورتا ہے تو پورا انسان سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تو پورا انسان بگڑ جاتا ہے، جان لو کہ وہ (انسان کا) دل ہے]

عشق کا تعلق انسان کے قلب کے ساتھ ہے۔ اسی لئے انبیائے کرام نے دنیا میں آکر قلب کو ہی اپنی محنت کا میدان بنایا، کیونکہ اگر قلب سنور گیا تو شاخیں یعنی باقی اعضاء خود بخود سنور جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عقل کی اہمیت

عقل اور دماغ کے بارے میں انسان کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ ذرا مشکل سا موضوع ہے۔ چونکہ مجھے پڑھے لکھے لوگ نظر آ رہے ہیں اس لئے دل میں بات آ رہی ہے کہ میں ذرا اس عنوان کو کھولوں۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ

[اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا]

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ

[اس میں عقل والوں کے لئے نصیحت کی باتیں ہیں]

ایک اور مقام پر فرمایا:

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

[کیا تم عقل نہیں رکھتے؟]

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں سوال پوچھنے کے لئے منکر نکیر آئیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہاں عقل سلامت ہوگی یا نہیں؟ فرمایا، ہاں عقل سلامت ہوگی۔ انہوں نے عرض کیا، پھر کچھ پروا نہیں ہے۔

عقل کیا چیز ہے؟

عقل کیا چیز ہے؟...... عقل سوچنے کی ایک مشین ہے۔ جیسے کمپیوٹر میں میتھ کو پروسیسر ہوتا ہے۔ پروگرام میں کوئی بھی **Equation** ہو تو وہ اس کی طرف بھیج دی

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتی ہے اور وہ اس Equation کو حل کر کے واپس بھیج دیتا ہے۔اسی طرح اگر آپ دماغ کو کوئی خیال دے دیں تو وہ اس کے تانے بانے جوڑنا شروع کر دیتا ہے۔اس خیال پر پہرہ بٹھانا آپ کا کام ہے۔اسی طرح مؤمن اپنے دماغ کے اوپر دل کا پہرہ بٹھاتا ہے، جو اچھے خیالات ہوں ان کو دماغ میں جانے دیتا ہے اور جو برے ہوں ان کو جھٹک دیتا ہے۔

خیالات کا خودکار نظام

اللہ تعالیٰ نے خیالات کا نظام کچھ ایسا بنایا ہے کہ یہ از خود انسان کے ذہن میں آتے رہتے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے اور اس میں انسانیت کے لئے بہت فائدے ہیں۔مثال کے طور پر آپ گھر سے سبزی لینے کے لئے چلے اور راستے میں آپ کو آپ کا پرانا دوست مل گیا، وہ سکول کے زمانے کا دوست تھا، اب بیس سال کے بعد ملاقات ہوئی۔آپ اس سے مل کر بہت خوش ہوئے اور باتیں کرنے لگے۔اب ان باتوں کے دوران تھوڑے وقفے سے آپ کے ذہن میں یہ خیال آتا رہے گا کہ آپ کو سبزی لینی ہے، آپ کو سبزی لینی ہے۔اگر وہ سبزی لینے کا خیال آپ کے ذہن سے نکل جاتا تو آپ گھنٹوں اس کے ساتھ بیٹھے رہتے، گپیں مارتے، چائے پیتے اور جب شام کو گھر جاتے تو تب پتہ چلتا کہ او ہو میں تو گھر سے سبزی لینے نکلا تھا اور میں نے کیا کر دیا۔انسان کے فائدے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے یہ ایک خودکار نظام بنا دیا جس کی وجہ سے اس کا دماغ اسے بار بار سگنل دے رہا ہوتا ہے۔

جس طرح اچھے خیالات آتے ہیں اسی طرح برے خیالات بھی آتے رہتے ہیں۔شریعتِ مطہرہ نے ایک بہت ہی خوبصورت اصول بتا دیا کہ برے خیال کا آنا برا نہیں ہے کیونکہ اس پر پکڑ نہیں ہے بلکہ برے خیال کو خود ارادے کے ساتھ لانا، دل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں جمانا اور اس سے لطف اندوز ہونا برا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اچھے خیال کو ذہن میں لائیں اور برے خیال کو ذہن سے دور کریں۔ اب اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی چوراہے پر کھڑے کسی پولیس والے کی ہوتی ہے۔ کہیں سے ٹرک آ رہا ہوتا ہے...... کہیں سے کار آ رہی ہوتی ہے...... کہیں سے گدھا گاڑی آ رہی ہوتی ہے...... مگر وہ سب ٹریفک کو چلتا کرتا ہے اور وہ ہجوم نہیں لگنے دیتا۔ اس کا فرضِ منصبی یہی ہوتا ہے کہ کھڑے رہو اور اس شاہراہ کو آنے جانے والوں کے لئے کھلا رکھو۔ اگر ٹریفک جام ہو جائے تو اس پولیس والے کی وردی اتار لی جاتی ہے۔ مومن بندے کا دماغ بھی اسی طرح ایک چوراہے کی مانند ہے، اس میں بھی اچھے برے ہر طرح کے خیالات آتے ہیں۔ کبھی اچھے خیال کی بس آ گئی اور کبھی برے خیال کی گدھا گاڑی آ گئی۔ مومن کو چاہیے کہ جب برا خیال آئے تو اس کو ذہن سے نکال دے اور چلتا کرے، اگر اس کے ذہن میں برے خیالات کی ٹریفک پھنس گئی تو اب اس کو پکڑیں گے کہ تو نے اپنا فرض پورا نہیں کیا۔

عقل کی جولانیاں

عقل کی وجہ سے انسان کو دوسری مخلوقات میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ مثال کے طور پر......

(۱)...... یوں دیکھنے کو تو ہاتھی سب سے زیادہ طاقت ور ہے لیکن انسان عقل کے زور پر ہاتھی کو بھی اپنا ماتحت بنا لیتا ہے۔

(۲)...... شیر جرأت، شجاعت اور طاقت میں انسان سے بہت آگے ہے مگر عقل کی بنیاد پر انسان اس کو بھی لگام ڈال دیتا ہے۔

(۳)...... اس عقل کو استعمال کر کے انسان نے ہوا میں اڑنا سیکھا، ورنہ کہاں انسان اور کہاں پرواز۔ پرندہ تو ہوا میں اڑتے ہوئے ہلتا بھی ہے مگر جہاز ہلتا بھی نظر نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

آتا۔ جیسے کوئی چیز ہوا کے اندر تیر رہی ہوتی ہے اسی طرح ہوائی جہاز بھی چل رہا ہوتا ہے۔ اگر کوئی بندہ جہاز میں بیٹھا ڈرائنگ بنا رہا ہو تو اس کو جھٹکا بھی محسوس نہیں ہوتا۔ یہ عقل کی جولانیاں ہیں۔

(۴)...... اسی عقل کی وجہ سے انسان نے سمندر کی گہرائیوں کو ناپا۔ جتنے زمین سے اوپر ہمیں عجائبات نظر آتے ہیں سائنسدانوں کی دریافت کے مطابق اس سے زیادہ عجائبات زمین کے نیچے ہیں۔ اگر کسی کو سمندر میں جانے کا موقع ملے تو وہ دیکھ لے گا کہ وہاں تو دنیا ہی انوکھی ہے۔ تو یہ عقل ہی ہے کہ جس نے انسان کو دنیا میں یہ سب مادی نعمتیں دیں ...... یہ عقل دنیا کی ہر چیز کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (لقمٰن:۲۰)

[اور جو کچھ آسمان وزمین کے درمیان ہے وہ ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا]

کیا مطلب؟...... مطلب یہ ہے کہ تمہیں اس کو سمجھنے کی صلاحیت عطا کر دی۔

(۵)...... شیر جنگل کا بادشاہ ہے اور فقط گوشت کھاتا ہے، ہاتھی اتنا بڑا جانور ہے اور فقط سبزہ کھاتا ہے۔ شیر نے گوشت بھی کھایا تو آج تک اس نے کبھی بھون کر نہیں کھایا بلکہ کچا چبایا، اس کو نہ نمک کا پتہ ہے اور نہ مرچ کا پتہ ہے۔ اور حضرت انسان کو دیکھو کہ ماشاء اللہ گوشت بھی کھاتا ہے تو کیا کیا...... جی یہ سیخ کباب ہیں...... جی یہ تکے بنے ہوئے ہیں...... جی یہ سوپ بنا ہوا ہے...... جی یہ قیمہ بنا ہوا ہے...... جی یہ سبزی میں گوشت ملایا ہوا ہے...... جی ہم نے یہ پوری ران بھونی ہوئی ہے...... جی یہ مندی ہے۔ واہ میرے مولا!...... مندی بھی کیا چیز ہوتی ہے......!!!

افغانستان کے لوگ پورے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اندر سے صفائی کر کے اس کو کھال کے اندر ڈال کر انگاروں کے اندر رکھ دیتے ہیں اور اس کو زمین کے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

دبا دیتے ہیں یا تنور کے اندر رکھ دیتے ہیں۔ اللہ کی شان کہ نمک اور مرچ اس کے اندر تک رچ جاتی ہے اور یہ ایسے گلتا ہے کہ بندہ اس کو ہاتھ سے آرام سے توڑ کر کھا سکتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ دعوت کی گئی تو میزبان نے ایک گائے ذبح کی اور کھال اتار کر اور اس کے پیٹ کی پوری صفائی کر کے اس کو اتنے بڑے Oven (چولہے) کے اندر ڈال دیا۔ وہ گائے اس کے اندر گھومتی رہی اور پکتی رہی۔ جب پوری گائے پک گئی تو اس کو اسی طرح لا کر انہوں نے سب کے سامنے لٹکا دیا۔ انہوں نے پیچھے سے آگے تک ایک موٹا سریا ڈالا اور اس سریے کے اوپر گائے کو لٹکا دیا تا کہ آدمی جا کر جہاں سے چاہے کاٹے اور کھائے۔ چنانچہ کوئی ران کا گوشت کاٹ کر لا رہا تھا اور کوئی شانے کا...... اللہ تیری شان...... پوری گائے کو اس طرح پکانا فقط انسان ہی کا کام ہے۔

(۲)...... انسان کو عقل کی وجہ سے نئی نئی چیزیں سوجھتی رہتی ہیں۔ آخر انسان نے بارہ مصالحے بنا ہی دیئے نا...... کیا چٹنیاں...... کیا کیچپ...... جی یہ اچار ہے۔ شیر بے چارے کو اچار کا کیا پتہ۔ اس نے تو کیا اس کے باپ نے بھی یہ نام نہیں سنا ہوگا۔

انسانی دماغ اور جدید سائنسی تحقیق

آج کے زمانے میں سائنسی تحقیقات بہت زیادہ ہو چکی ہیں۔ ڈاکٹروں نے انسان کے دماغ کو سمجھنے کے لئے دن رات ایک کر دیا ہے اور اس کی بہت ساری تفصیلات کو سمجھ لیا ہے۔ چنانچہ آج میڈیکل کے اندر دماغ کے بارے میں اتنی بڑی تفصیلات پڑھاتے ہیں کہ پڑھنے والے تھک جاتے ہیں۔

میں آپ کو ذرا دماغ کی بناوٹ اور اس کے فنکشن کے بارے میں بتا دیتا ہوں تا کہ آپ کو بھی پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ کتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔

☆...... ہمارے جسم کے سیل اور چیز ہیں اور دماغ کے سیل اور چیز ہیں۔ اگر جسم کا

www.besturdubooks.wordpress.com

سیل Demage (خراب) ہو جائے تو اس میں اتنی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ خود بخود دوبارہ فعال بن جاتا ہے لیکن اگر دماغ کا سیل Demage (خراب) ہو جائے تو اس میں اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ دوبارہ کام کر سکے، وہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

☆......جسم کے سیل کی غذا پروٹین ہے اور دماغ کے سیل کی غذا کاربوہائیڈریٹس ہیں

☆عورتیں بعض اوقات میٹھا انڈہ بنا لیتی ہیں۔ جس طرح وہ نرم سی چیز بنتی ہے، اسی طرح دماغ کا سیل بھی اس سے ملتی جلتی چیز ہے۔ اس کے اوپر ایک جھلی چڑھی ہوتی ہے جس میں سارے دماغ کے ان ذروں کو اکٹھا رکھا ہوتا ہے۔ اگر وہ جھلی نہ ہو تو یہ سب جدا جدا ہو جائیں۔ یہ اربوں اور کھربوں چھوٹے چھوٹے ذرات ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

☆......انسان کے سر کی کھوپڑی میں دماغ کی بہت ہی زیادہ تہیں ہیں۔ اس کی لمبائی کو لمبا کرنے کے لئے جیسے صف لپیٹتے ہیں تو لمبی ساری صف تھوڑی سی جگہ پر آجاتی ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے انسانی Memory میموری (یادداشت) کو بڑا کرنے کے لئے اور Space سپیس (جگہ) زیادہ دینے کے لئے اس کی تہہ در تہہ بنا دی ہے اور اس دماغ کو سر کی چھوٹی سی جگہ میں سما دیا ہے۔ چونکہ سوچنے کے لئے اور یادداشت کے لئے بڑی سطح کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اگر یوں ہی ایک سطح ہوتی تو میرا خیال ہے کہ انسان کا سر ہی کہیں مٹکے سے بھی بڑا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ اس کہ تہیں بنا دیں۔ یعنی ایک تہہ جاتی ہے اور پھر ایک تہہ آتی ہے، پھر ایک تہہ جاتی ہے اور ایک تہہ آتی ہے۔ گویا ایریا بڑھانے کے لئے انسان کے دماغ کو اللہ تعالیٰ نے تہہ در تہہ بنا دیا۔

☆......اب تو انسان کے دماغ کے حصے معلوم کر لئے گئے کہ کس حصے کا تعلق کس عضو

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ساتھ ہے۔مثال کے طور پر انسان کی یادداشت کا تعلق انسان کے دماغ کے پچھلے حصے سے ہے۔اس لئے اگر سر کے پچھلے حصے پر چوٹ لگے یا کوئی زور سے تھپڑ لگا دے یا ڈنڈا مار دے تو بعض لوگوں کی بینائی زائل ہو جاتی ہے، حالانکہ آنکھ ٹھیک ہوتی ہے مگر دیکھ نہیں سکتی۔

☆......ہمارا جو لیفٹ سائیڈ کا کنٹرول ہے اس کا تعلق دماغ کی رائٹ سائیڈ سے ہے اور جو رائٹ سائیڈ کا کنٹرول ہے اس کا تعلق دماغ کی لیفٹ سائیڈ سے ہے......اللہ کی شان......جس کو دائیں طرف فالج ہوتا ہے اس کے دماغ کی بائیں طرف میں خرابی ہوتی ہے اور جس کے بائیں طرف فالج ہوا ہو اس کے دماغ کی دائیں طرف میں خرابی ہوتی ہے۔

☆......انسان کی سوچ کا ایک بنیادی مرکز ماتھے کے پیچھے فرنٹ سائیڈ پر ہے۔چونکہ سارے خیالات کا تعلق وہاں آ کر بنتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ماتھے کو سجدے میں جھکانے کا حکم فرمایا......واہ میرے مولا!...... جہاں سوچوں کا مرکز ہے اس کو جھکاؤ اللہ کے سامنے کہ اے اللہ! میری سب سوچیں تیرے قدموں پر قربان۔

☆......جیسے انسان کی شکل ہے ہو بہو اسی طرح کی شکل انسان کے دماغ کے اندر بھی ہے۔مگر فرق یہ ہے کہ انسان کے ظاہری اعضاء کی ساخت اور ان کا قد وقامت اور ہے اور دماغ میں ان کی قد وقامت اور ہے۔مثلاً دماغ کے اندر ہاتھ بھی بنے ہوتے ہیں، پاؤں بھی بنے ہوتے ہیں مگر چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔عجیب بات یہ ہے کہ زبان کا سائز بہت بڑا ہوتا ہے......وجہ کیا ہے؟......وجہ یہ ہے کہ جس عضو کو کنٹرول کرنے کے لئے جتنے زیادہ سگنل بھیجنے کی ضرورت تھی اتنا ہی بڑا اس کو ایریا چاہیے تھا۔اب ہاتھ ہلانے کے لئے تو اتنے بڑے ایریا کی ضرورت نہیں ہے لیکن زبان......توبہ، توبہ...... جب بندہ ٹر ٹر کر رہا ہوتا ہے تو الفاظ بہت ہی تیزی نکل رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں اور اس وقت زبان ۲۶ جگہوں پر لگ رہی ہوتی ہے۔

☆......آج کے زمانے میں دماغ کے آپریشن بڑی کامیابی کے ساتھ کیے جا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ اتنا نازک سا عضو ہے کہ اگر اس کو کوئی چھو لے تو بہت جلدی اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے مگر آج کے انسان نے نیورو سرجری کے اندر دماغ کے آپریشن بھی کر دیئے ہیں۔ وہ دماغ سے گلٹی اور رسولی وغیرہ نکال دیتے ہیں۔ اگر ایک آدمی کے جسم پر رعشہ طاری ہو جائے تو اس کے دماغ کے اس حصے کو نکال کر ٹرانسپلانٹ کر دیتے ہیں اور اس کا رعشہ ختم ہو جاتا ہے۔

دماغ میں انفارمیشنز کیسے کی جاتی ہیں؟

دماغ کے بارے میں اس دور میں بہت ہی زیادہ ریسرچ ہو چکی ہے لیکن افسوس کہ اس ساری ریسرچ کا فائدہ آج کفار اٹھا رہے ہیں ...... یہ ایک علمی نکتہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں کو یہ باتیں مشکل محسوس ہوں لیکن جو پڑھے لکھے سمجھدار لوگ ہیں، وہ اس نکتے کو سمجھیں گے تو حیران رہ جائیں اور تسلیم کریں گے کہ واقعی ایسا ہی ہے۔

انسان کے دماغ کے اندر انفارمیشنز کے مختلف طریقے ہیں۔ اس کی مثال کمپیوٹر کی سی ہے۔ کمپیوٹر کے مختلف اِن پٹ ہوتے ہیں۔ اس کے اندر کی بورڈ کے ذریعے اور ماؤس کے ذریعے انفارمیشنز چلی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک کمپیوٹر کو دوسرے کمپیوٹر کے ساتھ جوڑا جائے تب بھی انفارمیشنز دوسرے کمپیوٹر میں چلی جاتی ہیں۔ اگر مشین لینگویج کی کارڈ پنچنگ مشین ہے، تو آپ کارڈ نکال دیں، ان کارڈز کے ذریعے بھی انفارمیشن چلی جائے گی۔ تو ہارڈ ڈسک ایک ہی ہے مگر اس میں انفارمیشن جاننے کے کئی طریقے ہیں۔ اسی طرح انسان کے دماغ میں جو انفارمیشنز جاتی ہیں، اس کے بھی مختلف طریقے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم جو دیکھتے ہیں اس

دیکھنے کے ذریعے بھی دماغ میں انفارمیشن جاتی ہے، جو ہم سنتے ہیں اس سننے کے ذریعے بھی انفارمیشن چلی جاتی ہے، جو ہم سوچتے ہیں اس سوچ کے ذریعے بھی انفارمیشن چلی جاتی ہے، کسی چیز کو ہاتھ لگا کر چھوتے ہیں تو بھی انفارمیشن چلی جاتی ہے۔

اب ایک بات یہ بھی سمجھ لیجئے کہ کچھ انفارمیشنز ہم ارادتاً لیتے ہیں اور کچھ غیر ارادی طور پر بھی ہمیں مل جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر......

(۱)......آپ سفر کر رہے ہیں تو آپ نے ایک بورڈ دیکھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہاں سے لاہور کا فاصلہ پانچ سو کلو میٹر ہے۔ آپ نے وہ بورڈ پڑھا اور آپ آگے چل پڑے۔ آپ نے صرف فاصلہ دیکھنے کے لئے اس بورڈ پر نظر ڈالی تھی لیکن اور بھی بہت ساری انفارمیشنز خود بخود آ گئیں......وہ کیسے؟......وہ اس طرح کہ اگر بعد میں کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ نے بورڈ کہاں دیکھا تھا تو آپ کہیں گے کہ دو کلو میٹر پہلے دیکھا تھا۔ اگر کوئی پوچھے کہ اس کا سائز کتنا تھا تو آپ اس کو سوچ کر بتائیں گے کہ ہاں، وہ مجھے "4×"8 کا نظر آتا تھا۔ اگر وہ پوچھے کہ لکھائی کا رنگ کیسا تھا تو آپ کہیں گے کہ جی وہ نیلا تھا۔ اگر وہ کہے کہ وہ کتنی اونچائی پر لگا ہوا تھا تو آپ سوچ کر بتائیں گے کہ وہ زمین سے تقریباً پندرہ فٹ اونچا لگا ہوا تھا۔ اب جب آپ نے فاصلہ دیکھا تو اس وقت آپ کی نیت یہ سب چیزیں دیکھنے کی نہیں تھی بلکہ فقط فاصلہ معلوم کرنے کی نیت تھی، مگر دماغ ایسی چیز ہے کہ اس نے کتنی اور انفارمیشنز از خود حاصل کر لیں۔

(۲)......ایک اور مثال یوں سمجھئے کہ آپ گھوڑا کمرے میں لے جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے دروازہ کھولا مگر گھوڑے پر مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ بھی گھوڑے کے ساتھ خود بخود ہی اندر داخل ہو گئیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی طرح جب انسان بعض معلومات لینے کا ارادہ کرتا ہے تو لاشعوری طور پر کئی اور معلومات اس کو خودبخود مل جاتی ہیں۔ گویا کہ لاشعوری طور پر کتنی ہی معلومات اس کے دماغ میں زبردستی گھس جاتی ہیں۔ یہ جو غیر شعوری طور پر معلومات دماغ میں گھس جاتی ہیں یہ بعض اوقات بڑی نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں اور ان کا انسان کے دماغ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

چنانچہ سائنس نے یہ ثابت کردیا ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں جب سات ماہ کا ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کے دماغ کے اندر انفارمیشنز جانا شروع ہو جاتی ہیں۔ بچہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوا ہوتا کہ ماں جو کچھ سوچتی ہے، جو دیکھتی ہے اور جو بولتی ہے، اس کے اثرات اس کے دماغ میں جانا شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے فقہاء نے سینکڑوں سال پہلے لکھا کہ خاوند کی ڈیوٹی ہے کہ اگر اس کی بیوی حاملہ ہو تو وہ اس کو غمزدہ نہ ہونے دے بلکہ بچے والی عورت کا لحاظ کرے اور ہر ممکن کوشش کرے کہ یہ پریشان حال نہ ہو، کیونکہ اگر حاملہ عورت ذہنی طور پر پریشان ہوگی تو اس کا بچے پر بھی اثر پڑے گا۔

کہنے والے تو کہتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہوتی ہے لیکن اب بات سمجھ میں آئی کہ نہیں، ماں کی کوکھ بچے کا پہلا مدرسہ ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے اکابر فرماتے تھے کہ جب کوئی عورت حاملہ ہو تو حرام کھانے سے اور دوسرے گناہوں سے پرہیز کرے اس لئے کہ ان اعمال کے برے اثرات اسکے بچے پر بھی مرتب ہو سکتے ہیں۔ اگر ماں کی سوچ اچھی اور نیکی والی ہوگی تو بچے پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑیں گے۔

شریعت نے کہا کہ ماں باپ کو چاہیے کہ اگر بچہ چھوٹا بھی ہو تو اس کے سامنے بھی کوئی ایسی ویسی بات اور حرکت نہ کریں...... کیوں؟...... اس لئے کہ اگرچہ وہ کم

www.besturdubooks.wordpress.com

عمری کی وجہ سے سوچ نہیں رکھتا مگر وہ دیکھ تو رہا ہے۔ دیکھنے کی وجہ سے اس کے دماغ میں جا کر جو کچھ ثبت ہو رہا ہے، جب یہ بڑا ہو گا تو پھر اس کو اس خیال کا Analysis (تجزیہ) کرنا خودبخود آ جائے گا۔ گویا شریعت نے حیا سکھائی کہ اگر میاں بیوی آپس میں میل ملاپ بھی کرنا چاہتے ہیں تو بچہ چھوٹا بھی ہو تو پردہ کریں۔ آج کل تو ایسی بے وقوفی ہے کہ ہم چلتے پھرتے بچوں کو بھی چھوٹا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا کیا ہے۔ نہ تو بچہ بول سکتا ہے اور نہ ہی کچھ کہہ سکتا ہے لیکن بچہ جو کچھ دیکھ رہا ہے اس منظر کی وجہ سے اس بچے کے دماغ میں پتہ نہیں کیا کیا انفارمیشنز جا رہی ہوتی ہیں۔ اسی لئے ایسے بچے بے حیا بنتے ہیں۔ ماں باپ بچپن میں ہی ان کے حیا کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ پھر روتے پھرتے ہیں کہ بیٹی عجیب نکل آئی، بیٹے نے ناک کٹوا دی۔ وہ بیٹے اور بیٹی نے ناک نہیں کٹوائی، وہ ناک تو اس وقت کٹی تھی جب ان کے سامنے آپ نے فحش حرکات کی تھیں، اس وقت آپ نے شریعت کا خیال کیوں نہ رکھا۔

میوزک......کفار کا ایک مہلک ترین ہتھیار

جب سائنسدانوں کے سامنے اس بات کی حقیقت کھلی کہ فلاں فلاں طریقے سے انسان کا دماغ انفارمیشنز قبول کرتا ہے تو انہوں نے اس بات پر محنت کی کہ ہم دوسرے بندے کے دماغ میں اپنی مرضی کی بات کیسے ڈالیں کہ اس کو پتہ بھی نہ چلے۔ چنانچہ اس پر بہت زیادہ کام کیا گیا۔ بالخصوص کفار نے اس پر بڑا کام کیا کہ ہم کس طرح دنیا کے لوگوں کی سوچ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ دن رات کی ریسرچ کے بعد ان کو اس کا بہترین طریقہ ''میوزک'' کی شکل میں نظر آیا۔ گویا انہیں مسلمانوں کی دینی غیرت کا جنازہ نکالنے کا یہ سب سے بڑا ہتھیار نظر آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میوزک سنتے وقت کیا ہوتا ہے؟ جب انسان میوزک کی آواز اور ساز سن رہا ہوتا ہے تو یہ میوزک انسان کے دماغ میں الیکٹریکل سگنلز کی شکل میں جا کر تیز ہو جاتا ہے۔ اس کو کمپیوٹر میں الیکٹریکل سگنلز کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ آج کل جو بیانات کیے جاتے ہیں، ان کی کیسٹ کو سی ڈی بنا کر کمپیوٹر میں بھر دیتے ہیں اور وہ اس کو Wave form (لہروں کی شکل) میں دیکھ لیتے ہیں۔ ہوتا تو وہ بیان ہے مگر کمپیوٹر سکرین پر وہ لہروں کی شکل میں نظر آ رہا ہوتا ہے اور اس میں جہاں جہاں سپیکر کا شور یا انسان کی کھانسی کی آواز ہوتی ہے وہ سب نظر آ رہی ہوتی ہے۔ کمپیوٹر پر اس شور کو ختم کر دیتے ہیں۔ جب اس شور کو ختم کرتے ہیں تو اتنی صاف آواز سے بات ہوتی ہے کہ سننے والا سمجھتا ہے کہ شاید اس سے تو زیادہ اچھی آواز ہی کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح آواز کو کم یا زیادہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ ہم نے ایک مشین دیکھی تو اس مشین والے نے مجھے کہا، جی! آپ کچھ بولیں، میں نے کچھ الفاظ بولے اور اس نے ان کو ریکارڈ کر لیا۔ پھر اس نے اس مشین میں تھوڑی سی ایڈجسٹمنٹ چینج کر کے مجھے کہا، جی آپ اب اپنی آواز سنیں۔ میں نے جب سنا تو وہ ہو بہو اس عاجز کے وہی الفاظ تھے مگر اب کوئی عورت بول رہی تھی۔ یہ سن کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی کیونکہ ابھی تو یہ الفاظ میں نے کہے تھے۔

آواز کی پہچان کرنا کمپیوٹر کے لئے اب بائیں ہاتھ کا کھیل بن گیا ہے۔ آپ کسی آدمی کی آواز ریکارڈ کر کے کمپیوٹر میں بھر لیں تو کمپیوٹر دیکھ لے گا کہ اس کے حروف کیسے ادا ہوتے ہیں یعنی اس کا لہجہ کیسا ہے، جب کمپیوٹر کسی کے لہجے کو معلوم کر لیتا ہے تو اب وہ کسی بھی لفظ کو اس کے لہجے میں پیش کر سکتا ہے۔ آپ نے ایک بات کبھی بھی نہیں ہوگی اور آپ کا پورا بیان اسی کے اوپر مل جائے گا۔ آپ کو پتہ بھی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگا اور اپنی مرضی کے الفاظ آپ ہی کے لہجے میں پیش کر دیئے جائیں گے۔ اسی لئے ٹیلیفون پر بات چیت کرتے ہوئے کمپیوٹر خود بخود کچھ لوگوں کی باتوں کو بیان کرتا چلا جاتا ہے...... کیوں؟...... اس لئے کہ انہوں نے کمپیوٹر میں اس کے لہجے کو بھر دیا کہ یہ بندہ جب بھی بات کرے تو تم نے اس کی آواز کو محفوظ کر لینا ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن پر لوگوں کی نظر ہوتی ہے اور ان کی ہر بات ہر وقت ٹیپ ہو رہی ہوتی ہے۔ پوری دنیا میں وہ جہاں بھی گفتگو کریں گے ان کے لہجے کو پہچانتے ہی کمپیوٹر اس کو محفوظ کرنا شروع کر دے گا۔

جس طرح ہماری آواز کمپیوٹر کے اندر جا کر بجلی کی لہروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اسی طرح میوزک بھی لہروں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ اگر سکرین پر دیکھیں تو وہ بھی آپ کو لہروں کی شکل میں نظر آئے گی۔ پھر ان لہروں کی شکل میں لا کر انہوں نے اس کے فارمولے بنا دیئے۔ گویا اب یا **Mathmatical** (ریاضیاتی) چیز بن گئی۔ یاد رکھیں کہ آج کل کی میوزک میں فقط دو چار آلاتِ موسیقی استعمال نہیں ہوتے بلکہ پتہ نہیں کہ اس کے پیچھے کتنا علم موجود ہے۔ پی ایچ ڈی ڈاکٹر کمپیوٹر پر بیٹھ کر میوزک کے فارمولے لکھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ اس فارمولا کو ایلگورتھم کہتے ہیں۔ سائنس پڑھے لکھے لوگ یہ بات آسانی سے سمجھ لیں گے۔ جب وہ ایلگورتھم چل رہے ہوتے ہیں تو اس پر میوزک کی ٹون اور اونچ نیچ کنٹرول ہو رہی ہوتی ہے۔

اب اگلی بات سنئے جو آج میں سمجھانا چاہتا تھا......

جب موسیقی سکرین کے اوپر لہروں کی شکل میں آ گئی تو اب انہوں نے سوچا کہ ہم اس کے ذریعے انسانوں کی دماغ میں اپنی بات کیسے بھر سکتے ہیں۔ گویا انہوں نے گھوڑے کے اوپر مکھی بٹھا دی کہ گھوڑے کے لئے تو دروازہ یہ کھولیں گے اور مکھی ہماری چلی جائے گی۔ نوجوان تو میوزک سننے کے لئے بیٹھتے ہیں مگر ان کو پتہ ہی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا کہ لاشعوری طور پر ان کے دماغ میں کیا کیا پیغام پہنچ رہا ہوتا ہے۔وہ اس وقت اس کو محسوس نہیں کر رہے ہوتے۔وہ سمجھ تو نہیں رہے ہوتے لیکن ان کا دماغ، جسے وہ پیغام پہنچ رہا ہوتا ہے ویسے بن رہا ہوتا ہے۔اس پیغام کو سائنس کی زبان میں Back track (بیک ٹریک) کہتے ہیں۔سننے والا تو موسیقی سن رہا ہوتا ہے مگر Back track پر اس کو کوئی پیغام دیا جا رہا ہوتا ہے......خیر! انہوں نے Back track کے کئی تجربات کیے۔مثال کے طور پر......

⊙......انہوں نے اس کا پہلا تجربہ یہ کیا کہ ایک گانا بنایا اور اس کی موسیقی میں Back track کا یہ پروگرام بھرا۔

Hate your mom............ماں سے نفرت کرو۔

Hate your mom............ماں سے نفرت کرو۔

Hate your mom............ماں سے نفرت کرو۔

انہوں نے باقاعدہ تجربہ کیا کہ جو لوگ اس گانے کو پسند کرتے تھے وہ اپنی والدہ سے نفرت کرنا شروع کر دیتے تھے۔کیونکہ جب گانا پسند کرنے والے کوئی گانا پسند کرتے ہیں تو وہ اسے ایک دفعہ نہیں سنتے بلکہ اسے سینکڑوں دفعہ سنتے ہیں۔گاڑی میں بھی سن رہے ہوتے ہیں، ٹی۔وی میں بھی سن رہے ہوتے ہیں، ٹیپ میں بھی سن رہے ہوتے ہیں، سیر کرتے ہوئے بھی سن رہے ہوتے ہیں، ان کے کانوں کے ساتھ ہر وقت واک مین لگا ہوتا ہے۔اس طرح سینکڑوں دفعہ پیغام جا رہا ہوتا ہے اور ان کے دماغ میں اچھی طرح ثبت ہو رہا ہوتا ہے۔

⊙ .....جب انہوں نے ہزاروں لوگوں میں اس بات کا کامیاب تجربہ کیا تو اب انہوں نے اس کا اگلا کنفرمیٹری ٹیسٹ یہ کیا کہ ایک Hit قسم کا گانا جسے لوگ نارملی پسند کرتے ہیں اس کی میوزک کے بیک ٹریک پر انہوں نے یہ پیغام دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

باپ کو قتل کرو۔..................Kill your dad.

باپ کو قتل کرو۔..................Kill your dad.

باپ کو قتل کرو۔..................Kill your dad.

اس میوزک سے ان کو رپورٹیں ملیں کہ کتنے ہی نوجوانوں نے اپنے باپ کو قتل کر دیا اور بہت سے ایسے تھے جو ڈاکٹر کے پاس گئے کہ باپ کے قتل کرنے کی خواہش میرے دل میں پیدا ہو رہی ہے۔

◉......جب ان کے یہ پیغام کامیابی کے ساتھ دوسرے بندوں کے ذہنوں میں بیٹھنا شروع ہو گئے تو یہ ایک نئی چیز بن گئی۔ پھر کفار نے اس کو اپنی تبلیغ کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ کچھ ایسے گانے ہیں جن کے بیک ٹریک پر ہے:

خدا نہیں ہے۔..................There is no God.

خدا نہیں ہے۔..................There is no God.

خدا نہیں ہے۔..................There is no God.

اب اس گانے کو سننے والا عام طور پر دین سے بیزار ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں دین کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

◉......ایک گانے کے بیک ٹریک پر انہوں نے یہ پیغام دیا:

شیطان کی پوجا کرو۔...........Worship the devil.

شیطان کی پوجا کرو۔...........Worship the devil.

شیطان کی پوجا کرو۔...........Worship the devil.

◉......ایک گانا ہے، میں اس بندے کا نام نہیں لینا چاہتا جس نے گایا، ان منحوسوں کے نام مسجد میں بیٹھ کے کیا لینے، لیکن ایک ایسی آواز تھی جسے دنیا پسند کرتی تھی۔ اس کے بیک ٹریک پر انہوں نے یہ پیغام دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

I am Satan.............میں شیطان ہوں۔

I am Satan.............میں شیطان ہوں۔

I am Satan.............میں شیطان ہوں۔

چنانچہ اس وقت ایک بڑے ملک میں ،جس کا نام آپ سمجھ گئے ہوں گے، نوجوانوں کی ایک بڑی جماعت ہے جو اپنے آپ کو شیطان کہلوا کر خوش ہوتی ہے۔وہ اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ ہم شیطان ہیں۔

جب انہوں نے دیکھ لیا کہ ہمارے پیغام آسانی سے دوسرے بندے کے دماغ میں جا کر بیٹھ رہے ہیں اور وہ ہماری بات قبول کر رہے ہیں تو ان کو تو یہ کام بڑا آسان نظر آیا کہ ہم پوری دنیا کی سوچ اپنی سوچ کے مطابق کر سکتے ہیں۔لہٰذا انہوں نے طریقہ یہ بتایا کہ میوزک کو ہر چیز میں داخل کر دو۔چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ یہ پروگرام سنتے ہیں اور ان کو ہر چیز کے بیک گراؤنڈ میں میوزک سنائی دیتی ہے۔اب تو ایسا بھی ہو گیا ہے کہ اب نعتوں کے بیک گراؤنڈ میں بھی میوزک شروع ہو گئی ہے۔ٹی۔وی پر کلمہ طیبہ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے اور اس کے بیک گراؤنڈ پر میوزک آ رہی ہوتی ہے۔سیل فون کی بیل دیکھو تو اس میں میوزک ہے اور ایسی ایسی میوزک آ گئی ہے جو مسجدوں میں بھی آج کل بج رہی ہے، بیت اللہ کا طواف کر رہے ہوتے ہیں اور میوزک بج رہی ہوتی ہے۔کھڑے نماز میں ہوتے ہیں اور اس دوران صف میں سے کسی کا سیل فون بج رہا ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے میوزک آ رہی ہوتی ہے، کوئی مسلمان نوجوان ایسا نہیں جس کے دل میں یہ تمنا ہو کہ میں ریسرچ کر کے اس کو السلام علیکم کی آواز میں تبدیل کر دوں تا کہ جب بھی فون کی بیل آئے تو وہ اونچی آواز سے السلام علیکم، السلام علیکم کہنا شروع کر دے۔تو پوری دنیا میں دیندار لوگوں کو دین سے ہٹانے کا یہ کام وہی ایک دماغ کر رہا ہے۔لیکن قربان جائیں نبی علیہ الصلوٰۃ

www.besturdubooks.wordpress.com

والسلام کی بصیرت پر کہ محبوب ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میں "مزامیر" یعنی موسیقی کے الات کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

ایک وقت تھا کہ جب موسیقی فقط کانوں کی لذت تھی مگر آج کانوں کی لذت نہیں بلکہ دین کا خسارہ اور ایمان کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔ لہٰذا پہلے کی نسبت آج کی موسیقی بہت ہی زیادہ نقصان دہ ہے۔

وڈیو گیمز کے ذریعے کفار کی کوششیں

اگر آپ چھوٹے بچوں کو کھیلنے کے لئے کوئی پروگرام لا کر دیں کہ جی یہ Lion king کا پروگرام ہے، ذرا اس کو کمپیوٹر سکرین پر بیٹھ کر دیکھ لیں۔ اس Lion king کے اوپر میوزک چل رہی ہوتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس میوزک کا دماغ پر ایسا اثر ڈالتے ہیں کہ جو بندہ اس کو ایک دفعہ سن لیتا ہے وہ اس کا عادی بن جاتا ہے اور ہرگز پیچھے نہیں ہٹتا۔

آپ ذرا غور کریں کہ جب وہ بچوں کے وڈیو گیم کا ایک پروگرام بناتے ہیں تو اس پر تین تین سو پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر، میڈیکل ڈاکٹر اور نیورو سرجن کام کر رہے ہوتے ہیں۔ انسان حیران ہوتا ہے کہ بھئی بچوں کا ایک پروگرام ہی تو بنانا ہے مگر اتنی بڑی فوج کی کیا ضرورت ہے؟ دراصل وہ فوج ہر ہر زاویے سے دیکھ رہی ہوتی ہے کہ ہم اس پروگرام کو ایسا بنائیں کہ کھیلنے والا بچہ بس ایک دفعہ بیٹھ جائے تو اٹھنے کو اس کا دل ہی نہ کرے۔

جب بچہ وڈیو گیم کھیلتا ہے تو اس کی آنکھیں بھی مصروف ہوتی ہیں، دماغ بھی مصروف ہوتا ہے، کان بھی مصروف ہوتے ہیں اور اس کے دونوں ہاتھ بھی مصروف ہوتے ہیں۔ بلکہ اب تو Virtual reality کی ایسی گیمز آ چکی ہیں کہ ان میں پاؤں بھی حرکت کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک بچے کو ہم نے دیکھا کہ وہ کھیلنے بیٹھا تو تو

www.besturdubooks.wordpress.com

گھنٹے کھیلنے کے بعد بھی وہ کہتا تھا کہ مجھے اس سے نہ اٹھایا جائے بس میں کھیلتا ہی رہوں۔ کیا مصیبت ہے، کیا دلچسپی کر دی گئی کہ بچہ رات کو نو گھنٹے بیٹھا رہا اور اس کے اعضاء تھکے ہی نہیں تھے۔ ابھی بھی وہ چاہتا تھا کہ امی مجھے سکول نہ بھیجے اور میں اسی پر بیٹھا کھیلتا رہوں۔ اس کے دماغ کو اس طرح کنٹرول کر لیا گیا۔ اتنی دلچسپی پیدا کر دی گئی کہ نہ اس کو کھانے کی پروا، نہ اس کو پینے کی پروا، نہ اس کو پڑھنے کی پروا اور نہ ہی اسے کسی اور کام کی پروا رہی۔

سوچنے کا مقام

اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ بیٹے ہمارے ہیں اور ہم ان کو پالتے ہیں مگر ان کی میوزک سن کر وہ دماغی طور پر ان کے بن جاتے ہیں۔ اس ایک بات کو ذہن میں رکھنا کہ جو نوجوان گانوں کا شوقین ہو وہ قدرتی طور پر فرنگی تہذیب کا دلدادہ بن جاتا ہے۔ آپ اس کا تجربہ کر لیں۔ وہ نوجوان تو کہتا ہے کہ جی میں تو بس ذرا سا سنتا ہوں۔ جی ہاں! وہ جوتوں کی شکل میں گانے سن رہا ہے، ان گانوں کی وجہ سے وہ اسلام سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے اور فرنگی تہذیب سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کو کتنے لوگ ایسے ملیں گے کہ آپ ذرا ان کے سامنے فرنگی تہذیب کے خلاف بات تو کر کے دیکھیں، وہ تڑپیں گے کہ بات ہی کیوں کی۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان کو دینداری سے قدرتی طور پر نفرت ہو جاتی ہے۔ ان کو دینی وضع قطع اچھی نہیں لگتی، دیندار اچھے نہیں لگتے۔ جی، تمہیں کوئی تکلیف ہے تو بتاؤ۔ جی، تکلیف بھی کوئی نہیں۔ تو پھر نفرت کیوں ہے؟ کہتے ہیں کہ سمجھ نہیں آتی۔ دراصل اس میوزک کے ذریعے ان کے دماغ میں دین اور دینداری کی نفرت ڈال دی جاتی ہے۔

آج ہم نے اپنے گھروں میں ٹی۔ وی اور ریڈیو لا کر رکھ دیئے ہیں اور ہماری عورتیں اور بچے گھروں کے اندر میوزک سن رہے ہوتے ہیں اور ہمیں پتہ تک نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا کہ اس میوزک کے ذریعے ہمارے بیوی بچے بے دین بن رہے ہوتے ہیں۔
...... سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ موسیقی کے سننے سے دل میں زنا کا خیال اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح بارش کے برسنے سے زمین میں کھیتی پیدا ہو جاتی ہے۔ خاوند تو دفتر میں چلا جاتا ہے اور بیوی ٹی وی آن کر دیتی ہے۔ اب وہ بیچاری سارا دن اس کے اوپر ٹوں ٹوں سن رہی ہوتی ہے۔ آپ خود سوچیں کہ اس کی سوچ کتنی پاک بن چکی ہوگی۔ آج تو بیٹوں اور بیٹیوں کے کمروں میں الگ الگ ٹی۔وی رکھوائے ہوئے ہوتے ہیں۔

یہاں فرق دیکھئے کہ جو خیر کی بات کر کے ان کو دین کی طرف بلانا چاہتے ہیں وہ تو زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ وہ مسجد سے نکل کر گشت کرتے ہوئے آکر ان کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں۔ اب ان کی مرضی کہ کھولیں یا نہ کھولیں، بات سنیں یا نہ سنیں۔ وہ بات بھی کریں گے تو صرف مردوں سے کریں گے، عورتوں سے تو کریں گے ہی نہیں۔ تو خیر کا کام کرنے والوں کے لئے تو ایک Limitation (حد) مقرر ہے مگر کفر کو دیکھئے کہ سکرین آن کرتے ہیں اور اس کو بیڈروم تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے اور بیڈروم میں بیٹھی جوان لڑکی سکرین پر ان کا پیغام سن رہی ہوتی ہے۔ تو برائی کا پیغام پہنچانے والوں کو بیڈروم تک رسائی حاصل ہے اور خیر کا کام کرنے والوں کے لئے باہر کے دروازے بھی بند ہیں۔ ہم کہتے تو ہیں کہ بھئی برائی پھیل رہی ہے لیکن بھئی برائی پھیلنے کے یہ ظاہری اسباب بھی تو ہیں نا۔

اگر آج کسی گھر میں کوئی نوجوان کہہ دے کہ امی! مجھے گھر میں ٹی وی نہیں چاہیے تو ایک طوفان اور ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔ ایسی جنگ شروع ہو جاتی ہے کہ نہ پوچھو۔ یہ ٹی وی ایمان کے لئے ٹی بی ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ ہم نے گھر میں شیطان کی ایک بریگیڈ فوج بلا کر بٹھائی ہوئی ہے۔ تو پھر کیا گلا کہ بچے پڑھتے نہیں، توجہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے، ماں باپ کے فرمانبردار نہیں بنتے، نماز نہیں پڑھتے۔ پھر شکوے کرتے ہیں کہ جی بچہ ہر وقت سویا رہتا ہے۔ جی ہاں، جو ساری رات میوزک سنے گا وہ سارا دن سوئے گا نہیں تو اور کیا کرے گا۔

پہلے زمانے میں بھی میوزک حرام تھا مگر اس وقت اس کا نقصان یہ تھا کہ یہ کانوں کی لذت۔ اب کفر کی دنیا اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ ہم ان مسلمانوں کے ساتھ جو مرضی کر لیں، یہ وقتی طور پر ہم سے ناراض بھی ہو جائیں، ہمیں برا بھی کہیں، ہمیں ظالم بھی کہیں، لیکن ہم نے پھر بھی میوزک کے ذریعے ان کے دل میں اپنی محبت ڈال دینی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اس میوزک سے اپنی جان چھڑائیں، اپنے گھروں کو پاک کریں اور اپنے معصوم بچوں کو اس مصیبت سے بچائیں۔ ورنہ یہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اور بچیاں جب اس میوزک کو سنیں گی تو پتہ نہیں کہ ان کے دماغ کی کیا حالت ہو گی۔

اگر آپ کمپیوٹر سکرین پر اپنے بچوں کو پروگرام (گیمز) کھیلنے کی اجازت دیتے ہیں تو ان گیمز کی خود ایڈیٹنگ کیجئے۔ میوزک کے بغیر بھی تو گیمز ہو سکتی ہیں۔ آج کل تو یہ چیز گھروں کے لئے انتہائی ضروری ہو گئی ہے۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اولاد نہ تعلیم حاصل کر سکے گی، نہ آپ کی فرمانبردار بنے گی، نہ دیندار بنے گی بلکہ اس کو اپنی شہوتوں اور مستیوں سے ہی فرصت نہیں ملے گی۔

ہر دور کے چیلنجز مختلف ہوتے ہیں۔ آج کے اس دور میں کفر نے سائنسی ریسرچ کے ذریعے حملوں کے طریقے بدل لئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے ایمان کا دفاع اسی طرح سے کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں سمجھ عطا فرمائے تا کہ ہم اپنے اور اپنی اولاد کے ایمان کی حفاظت کر سکیں۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین.

www.besturdubooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ
الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حم سجدہ: ۳۰)

قوت ارادی

بیان حضرت اقدس

مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

مشائخ کثرت کے ساتھ ذکر کرنے کی اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس سے بندے کے اندر قوتِ ارادی بڑھ جاتی ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اس لئے جتنے گرے ہوئے لوگ ہوتے ہیں ان کی اللہ والوں سے ملاقات ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں اٹھنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اور ان کی زندگیاں بدل جاتی ہیں۔ چند لمحوں کی صحبت ان کی زندگی کے رخ بدل کے رکھ دیتی ہے، یہ استقامت قوتِ ارادی سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر دیکھنا ہو کہ ایمان والوں کے اندر استقامت اور قوتِ ارادی کتنی ہوتی تھی تو صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو دیکھ لیجئے۔ ایک ایک صحابیؓ آپ کو عزم واستقامت کا پیکر نظر آئے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قوتِ ارادی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥
اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ٥
(حٰمٓ السجده: ۳۰)

............وقال اللّٰه تعالیٰ فی مقام اٰخر............

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا (هود: ۱۱۲)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ٥ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ٥
وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

قوتِ ارادی ایک نعمت ہے

انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اس کا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے۔ مثلاً عقل کا نور عطا کیا، بولنے کی طاقت دی، جانوروں پر فضیلت دی۔ اس کے علاوہ ایسی ایسی نعمتوں سے نوازا جو انسان اپنی محنت اور کوشش سے بھی حاصل نہیں کر سکتا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ان نعمتوں میں سے ایک نعمت ''قوت ارادی'' بھی ہے۔ یہ قوت ارادی اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔اس قوت ارادی کو بروئے کار لاکر انسان بعض اوقات ناممکن نظر آنے والے کاموں کو بھی ممکن کر دکھاتا ہے۔قوت ارادی کو Determination Power یا Will Power بھی کہتے ہیں۔ یہ ہر انسان میں ہوتی ہے۔اگرچہ یہ نعمت ایمان والوں میں زیادہ ہوتی ہے تاہم یہ کافروں میں بھی ہوتی ہے،اسی وجہ سے کفار بھی بعض اوقات بڑے عجیب وغریب کام کر دکھاتے ہیں۔

دنیا کا سب سے بڑا ترجمان اور اس کی قوت ارادی

اٹلی کا ایک سائنسدان تھا۔اس نے عربی زبان سیکھی۔چونکہ وہ میڈیکل کی لائن سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اس نے لائبریریوں میں یونانی طب پر بہت سی کتابیں پڑھیں۔ان میں سے اسے دو کتابیں بہت اچھی لگیں۔اس نے ان کا ترجمہ عربی زبان سے اطالوی زبان میں کر دیا۔وہ کتابیں اتنی مقبول ہوئیں کہ اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی عین اسی وقت اس کی طبیعت خراب ہوگئی۔وہ علاج کی غرض سے کسی ڈاکٹر کے پاس گیا۔ڈاکٹر نے اسے بتایا کہ تم کینسر کے مریض ہو، ہمارے پاس اس کی دوائی دستیاب نہیں ہے،لہٰذا یہ کینسر پھیل جائے گا اور تمہیں زیادہ سے زیادہ دو سال میں موت آجائے گی۔اب کوئی اور ہوتا تو وہ سن کر پریشان ہو جاتا مگر اس کے اندر بڑی قوتِ ارادی تھی لہٰذا وہ کہنے لگا کہ پھر تو میرے پاس وقت کم ہے اور مجھے بہت سا کام کرنا ہے۔چنانچہ وہ لائبریریوں میں گیا اور اس نے طب یونانی پر جتنی اور کتابیں تھیں وہ سب اچھی طرح دیکھیں اور ان میں سے اسے اسی کتابیں بڑی اچھی لگیں۔اس نے وہ کتابیں لے لیں اور واپس چلا گیا۔واپس جا کر اس نے کچھ لوگوں کو اپنا معاون بنالیا اور کہا کہ کتابوں کی ٹرانسلیشن میں جہاں اصطلاحات ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گی ،ان کا ترجمہ میں کروں گا اور جو روٹین کی عبارت ہوگی تم اس میں میری مدد کرنا۔اس طرح اس بندے نے دو سالوں میں اسی کتابوں کا ترجمہ عربی سے اطالوی زبان میں کردیا۔اس وقت گینز بک آف ریکارڈ میں اس کا نام ’’دنیا کا سب سے بڑا ترجمان‘‘ کے طور پر لکھا ہوا ہے...... دیکھیں کہ وہ کینسر کا مریض تھا اور اس نے ایسا کام کر دکھایا جو ہم لوگ صحت کے عالم میں بھی نہیں کر سکتے ...... یہ کیا چیز تھی؟ یہ قوتِ ارادی تھی۔

ایک نوبل پرائز ونر کی قوتِ ارادی

ایک مرتبہ ایک نوبل پرائز ونر سے ہمیں گفتگو کرنے کا موقع ملا۔لوگوں نے اس سے پوچھا،آپ نوبل پرائز ونر کیسے بنے؟ اس نے کہا، میں بہت زیادہ محنتی ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ سائنس پڑھنے والا ہر طالب علم محنتی ہوتا ہے اور صبح وشام کتاب لے کر بیٹھا ہوتا ہے،اس نے کہا،نہیں میں زیادہ محنتی ہوں،انہوں نے کہا،پھر بھی آپ بتائیں تو سہی کہ آپ کیسے دوسروں سے زیادہ محنتی ہیں؟ وہ کہنے لگا،آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ میں نے کیمسٹری کی ایک کتاب پڑھی تو مجھے سمجھ میں نہ آئی، میں نے اسے دوسری مرتبہ پڑھا، پھر تیسری مرتبہ پڑھا، پھر چوتھی مرتبہ پڑھا حتیٰ کہ میں نے اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک تریسٹھ مرتبہ پڑھا اور وہ کتاب مجھے زبانی یاد ہوگئی۔

آج طلباء میں سے شاید ہی کوئی کہہ سکے کہ وہ اپنا پورا کورس سال میں دو مرتبہ پڑھ لیتا ہے۔اگر وہ ایک دفعہ پڑھ لے تو اساتذہ پر احسان سمجھتا ہے اور اگر دوسری مرتبہ پڑھ لے تو ماں باپ پر احسان گردانتا ہے۔اس سے زیادہ کوئی نہیں پڑھ پاتا۔ جبکہ اس نے اس کتاب کو تریسٹھ مرتبہ پڑھا۔جب اس نے یہ بات کہی تو سننے والوں نے کہا کہ واقعی آپ جیسا محنتی بندہ نوبل پرائز جیتنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نیوٹن کی قوتِ ارادی

جب نیوٹن نے **Laws of motion** (حرکت کے قوانین) بنائے تو اسے بہت کام کرنا پڑا کیونکہ اس میں **Mathematical Equations** (ریاضیاتی مساواتیں) بہت زیادہ ہوتی ہیں۔اس کے پورے کمرے میں کاغذ پھیل گئے۔جب اس کا مسودہ تیار ہو گیا تو وہ بہت خوش ہوا کہ میری محنت کام آ گئی۔اتنے میں اسے بیت الخلاء میں جانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ابھی وہ واش روم میں ہی تھا کہ اس کا کتا اس کے کمرے میں داخل ہو گیا۔وہ ادھر ادھر پھرنے لگا۔ایک جگہ کاغذوں کے ڈھیر سے اس کا پاؤں پھسلا تو چراغ نیچے گر گیا۔جس کی وجہ سے کمرے میں پڑے سب کاغذات جل گئے۔جب وہ واپس آیا تو اس نے آگ لگی ہوئی دیکھی۔اس نے آگ بجھائی تو اس کا سارا مسودہ راکھ کا ڈھیر بن چکا تھا۔اس کے کتے کا نام "ٹونی" تھا۔اس نے اسے صرف اتنی بات کہی،ٹونی!تم نے میرا کام بڑھا دیا ہے۔یہ کہہ کر اس نے پھر محنت کرنی شروع کر دی۔چونکہ اس کے ذہن میں کچھ نہ کچھ یادداشت ابھی باقی تھی اس لئے اس نے ایک سال پھر اور محنت کر کے حرکت کے قوانین کو دوبارہ لکھ لیا۔اس طرح ایک آدمی قوتِ ارادی کے ذریعے منفی کو مثبت اور اپنی شکست کو اپنی فتح میں تبدیل کر لیا کرتا ہے۔

آئن سٹائن کی قوتِ ارادی

آئن سٹائن آج کی سائنس کی دنیا میں اس طرح معزز ہے جیسا کہ دین کی دنیا میں انبیائے کرام معزز ہوتے ہیں۔اس کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ جب وہ بچپن میں سکول جاتا اور بس کنڈیکٹر اسے پیسے کا لین دین کرتا تو وہ اس سے روزانہ جھگڑا کرتا کہ تم نے مجھے پیسے پورے واپس نہیں کیے لیکن جب وہ دوبارہ گنتی کرتا تو وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹھیک ہوتے۔ جب چند مرتبہ ایسا ہوا تو بس کے کنڈیکٹر نے کہا، تو کیا سکول پڑھنے جاتا ہے کہ تجھے حساب اور گنتی بھی نہیں آتی۔ یہ بات اس کے دل میں اتر گئی اور اس نے عہد کر لیا کہ میں حساب میں محنت کروں گا۔ چنانچہ اس نے اتنی محنت کی کہ اس نے Theory of Relativity کا نظریہ پیش کیا جو آج کی دنیا میں سب سے بڑا سائنسی نظریہ سمجھا جاتا ہے۔

کفار کی یہ چند مثالیں اس لئے پہلے دے دیں کہ آپ کو پتہ ہو کہ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دی ہے لیکن یاد رکھیں کہ جو آدمی مومن بن جاتا ہے اس کا یقین اللہ رب العزت کی ذات پر ہوتا ہے اور اس کی قوت ارادی دوسروں کی نسبت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

سچ سے قوتِ ارادی بڑھ جاتی ہے

الحمد للہ، ہم نے اللہ رب العزت کے فضل و احسان سے کلمہ پڑھا اور ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور ہمیشہ سچ کی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب انسان کے دل میں سچ ہوتا تو وہ اپنے کاموں میں پہاڑوں کی طرح استقامت رکھتا ہے۔ یاد رکھیں کہ سچائی انسان کی قوتِ ارادی بڑھا کر اس کو بے خوف کر دیتی ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک پرندہ ''ہدہد'' تھا۔ وہ لشکر کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور جہاں پڑاؤ ڈالتے تھے وہاں وہ اپنی چونچ سے زمین کھود کر بتاتا کہ پانی قریب ہے یا نہیں۔ اسی حساب سے پڑاؤ کی جگہ کا انتخاب کیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالنا چاہا تو ہدہد غائب تھا۔ آپ نے فرمایا، کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا، یا وہ غائب ہے۔ پتہ چلا کہ وہ کہیں گیا ہوا ہے۔ فرمایا، اچھا اگر وہ کہیں چلا گیا ہے تو اس کو کوئی معقول وجہ بیان

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنی پڑے گی ورنہ میں اس کو سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہدہد بھی آ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس سے پوچھا تو اس پرندے نے بڑے اعتماد سے جواب دیا کہ

اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ

[میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک پکی خبر لے کر] (النمل:۲۲)

اب یہاں دیکھیں کہ وہ ایک ایسی شخصیت کے سامنے جوابدہ تھا جو وقت کے پیغمبر علیہ السلام بھی تھے اور تخت و تاج کے مالک بھی تھے۔ بلکہ وہ ایسے جلیل القدر پیغمبر تھے جو انسانوں کے بھی بادشاہ، جنوں کے بھی بادشاہ، پرندوں کے بھی بادشاہ، چرندوں کے بھی بادشاہ، خشکی کی مخلوق کے بھی بادشاہ اور تری کی مخلوق کے بھی بادشاہ تھے۔ اتنی ہیبت و جلالتِ شان والے پیغمبر کے سامنے اس چھوٹے سے پرندے کی، جو ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا، کیا حیثیت تھی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کہہ چکے تھے کہ میں ہدہد کو سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا تو اسے تو یہ بات سنتے ہی کانپ جانا چاہیے تھا، اس کو تو غشی کا دورہ پڑ جانا چاہیے تھا کہ جن کے سامنے جنوں کو دم مارنے کی اجازت نہیں ان کے سامنے میری کیا حیثیت ہے۔ لیکن چونکہ اس کے دل میں سچ تھا اس لئے جب اس سے پوچھا گیا کہ تم کہاں تھے تو آگے سے اعتماد سے جواب دیا کہ میں آپ کے لئے قوم سبا کی ایک ایسی خبر لایا ہوں جو آپ کے پاس پہلے سے نہیں ہے...... انسان تو بالآخر انسان ہے۔ جب اس کے دل میں سچ ہوتا ہے تو پھر اس کے پاؤں کے نیچے چٹان ہوتی ہے اور اس کے پایۂ استقامت کے اندر کوئی لغزش نہیں آتی۔ اس لئے جہاں ہم اللہ رب العزت سے اور نعمتیں مانگتے ہیں وہاں قوتِ ارادی والی نعمت بھی مانگنی چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مضبوط قوتِ ارادی کی ضرورت

آج ہمارے نفس پر اپنا کنٹرول کیوں نہیں ہے۔ مسجد میں تو اللہ اکبر کہتے ہیں لیکن جیسے ہی باہر نکلتے ہیں تو نفس کی پوجا شروع ہو جاتی ہے اور آنکھ ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیتی ہے۔ ہمارے اندر استقامت نہیں ہوتی۔ گھڑی میں تولا اور گھڑی میں ماشہ ہوتے ہیں اور یونہی زندگی گزرتی رہتی ہے۔ جن کو ہم اللہ والے کہتے ہیں وہ بھی ہماری طرح مٹی کے بنے ہوئے انسان ہیں۔ ان کی بھی دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں اور ایک دماغ ہوتا ہے۔ ان کے دلوں کے اندر اتنا ٹھوس ایمان ہوتا ہے کہ جب وہ دل میں ایک ارادہ کر لیتے ہیں تو پھر وہ نبھا کر دکھا دیتے ہیں۔ یہاں آ کر ایک عام آدمی میں اور ایک اللہ والے میں فرق کا پتہ چلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو استقامت بہت پسند ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا،

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا (حٰمٓ السجدہ: ۳۰)

[جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر وہ اس پر ڈٹ گئے]

آج کا نوجوان استقامت میں کمی ہونے کی وجہ سے اپنے نفس کا غلام بنا پھرتا ہے۔ تنگ بھی ہے مگر نفس پر قابو بھی نہیں پا سکتا...... کیسے قابو ملے؟...... اس کے لئے مضبوط قوتِ ارادی کی ضرورت ہے۔ ہماری حالت ماچس کی تیلی کی مانند ہے۔ جس طرح اس کے اندر آگ بھری ہوتی ہے، بس رگڑ لگنے کی دیر ہوتی ہے کہ آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اسی طرح ہمارے نفس کے اندر بھی خباثت بھری ہوتی ہے، نامحرم پر نظر پڑتی ہے تو ایسی رگڑ لگتی ہے کہ نفس میں شہوت بیدار ہو جاتی ہے، ذرا سی مسکراہٹ ہمارا وضو توڑ دیتی ہے، حلال اور حرام کی تمیز نہیں رہتی۔ ہم اپنے نفس اور شیطان کے خلاف فاتح کیسے بن سکتے ہیں؟ اس کا راز قوتِ ارادی میں پوشیدہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لکڑی آگ کی غذا کیسے بنتی ہے؟

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سفر میں جا رہے تھے۔ جب تھک گئے تو قیلولہ کی نیت سے ایک درخت کے نیچے سو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو درخت میں سے آواز سنی:

یَا سِرِّیُ کُنْ مِثْلِیْ (اے سری! تو میرے جیسا ہو جا)

وہ بڑے حیران ہوئے۔ جب انہوں نے سنا کہ درخت میں سے اس طرح کی آواز آ رہی ہے تو انہوں نے درخت سے مخاطب ہو کر کہا،

کَیْفَ اَکُوْنُ مِثْلُکَ (میں تیرے جیسا کس طرح بن سکتا ہوں)

درخت نے جواب دیا،

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَنِیْ بِالْاَحْجَارِ فَاَرْمُوْھُمْ بِالْاَثْمَارِ

[اے سری! لوگ میری طرف پتھر پھینکتے ہیں اور میں ان کی طرف اپنے پھل لوٹاتا ہوں (لہٰذا تو بھی مجھ جیسا ہو جا)]

اللہ تعالیٰ نے ان کو نورِ فراست عطا کیا ہوا تھا لہٰذا ان کے دل میں فوراً خیال آیا کہ اگر یہ درخت اتنا اچھا ہے کہ پتھر مارنے والے کو بھی اپنے پھل دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ کی غذا کیوں بنایا۔ لکڑی جلتی ہے اور آگ کی غذا بنتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے درخت سے پوچھا،

وَکَیْفَ مَصِیْرُکَ اِلَی النَّارِ

[اے درخت! اگر تو اتنا اچھا ہے تو یہ بتا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے آگ کی غذا کیوں بنا دیا؟]

جب انہوں نے یہ پوچھا تو ایسے لگا کہ جیسے اس درخت نے ٹھنڈی سانس لی اور جواب دیا کہ اے سری! میرے اندر خوبی بھی بہت اچھی ہے مگر میرے اندر ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی خامی ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے اور اس خامی نے میری سب خوبیوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ پوچھا، وہ خامی کون سی ہے؟ درخت نے جواب دیا،

فَامَلَيْتُ بِالْهَوَاءِ هٰكَذَا هٰكَذَا

(اے سریؒ! جدھر کی ہوا چلتی ہے میں ادھر کو ڈول جاتا ہوں)

میرے اندر استقامت نہیں ہے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کو اتنی ناپسند ہے کہ میری سب خوبیوں کے باوجود مجھے اللہ تعالیٰ نے آگ کی غذا بنا دیا۔

قوتِ ارادی بڑھانے کا راز

مشائخ کثرت کے ساتھ ذکر کرنے کی اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس سے بندے کے اندر قوتِ ارادی بڑھ جاتی ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اس لئے جتنے گرے ہوئے لوگ ہوتے ہیں ان کی اللہ والوں سے ملاقات ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں اٹھنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اور ان کی زندگیاں بدل جاتی ہیں۔ چند لمحوں کی صحبت ان کی زندگی کے رخ بدل کے رکھ دیتی ہے۔ یہ استقامت قوتِ ارادی سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر دیکھنا ہو کہ ایمان والوں کے اندر استقامت اور قوتِ ارادی کتنی ہوتی تھی تو صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو دیکھ لیجئے۔ ایک ایک صحابیؓ آپ کو عزم واستقامت کا پیکر نظر آئے گا۔

دو بچوں کی قوتِ ارادی

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بدر کے میدان میں جائزہ لیا کہ میرے دائیں بائیں کون ہیں تو ایک طرف ایک نوجوان صحابیؓ تھے اور دوسری طرف دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ کتنا اچھا ہوتا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری طرف بھی کوئی نوجوان صحابیؓ ہوتے تاکہ ہم مل کر آگے بڑھتے اور دشمنوں پر خوب حملہ کرتے۔ اتنے میں وہ بچے میرے پاس آئے اور کہنے لگے، چچا جان! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ابوجہل کہاں ہے؟ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی عمریں دیکھیں تو حیران ہوا کہ یہ ابوجہل کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا، بچو! کیا بات ہے، آپ اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ ہمارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے، اس نے ان کو مکہ مکرمہ میں بہت اذیتیں پہنچائیں، اگر وہ آج آیا ہوا ہے تو ہم ارادہ کر کے آئے ہیں کہ آج یا تو وہ خیریت سے واپس نہیں جائے گا یا ہم اپنے گھروں کو واپس نہیں جائیں گے...... میں ان کی بات سن کر حیران ہوا کہ ان بچوں کے چھوٹے چھوٹے قد اور عمریں ہیں اور ان کا ٹارگٹ اتنا سکائی ہائی ہے...... میں نے انہیں اشارہ کر کے بتایا کہ وہ جو تمہیں لوہے میں ڈوبے ہوئے فوجی نظر آرہے ہیں ان کے درمیان میں وہ اونچا سے ایک آدمی نظر آرہا ہے، وہ ابوجہل ہے۔ انہوں نے یہ سن کر اپنے ٹارگٹ کو اچھی طرح پہچان لیا۔

جب جہاد شروع ہوا تو نوجوان مجاہدین نے حملہ کیا۔ وہ بچے چھوٹے تھے اور انہوں نے بغیر سواری کے بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ اتنے چھوٹے تھے کہ کفار نے ان کا نوٹس ہی نہ لیا۔ وہ گھوڑوں کے درمیان سے اپنا راستہ بنا کر ان کی صفوں میں سے گزرتے ہوئے ابوجہل کے گھوڑے کے قریب پہنچ گئے۔ ان کا قد اتنا چھوٹا تھا کہ وہ زمین پر کھڑے ہو کر گھوڑے پر بیٹھے ہوئے دشمن پر وار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ مورخین نے لکھا ہے کہ ان کے قد ان کی اپنی تلواروں سے بھی چھوٹے تھے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے گھوڑے کی ٹانگ پر وار کیا۔ جب گھوڑا گرا تو ابوجہل بھی گرا۔ پھر اس پر وار کیا۔ وہ بچے اتنے کمزور تھے کہ وہ تلوار سے ابوجہل کا گلا بھی نہیں کاٹ سکتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، جن کا علم سیدنا امام اعظمؒ کو پہنچا، نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوجہل کا گلا کاٹا اور اس طرح وہ دشمنِ خدا فی النار ہوا ... جس قوم کے بچوں کی قوت ارادی کا یہ عالم ہو اس قوم کے نوجوانوں کی قوتِ ارادی کا کیا عالم ہوگا۔

ایک معذور صحابی ﷜ کی قوتِ ارادی

صحابہ کرامؓ میدانِ احد میں جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک صحابی ﷜ جو پاؤں سے معذور تھے، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! مجھے بھی آپ جہاد میں جانے کی اجازت دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، آپ کے چار بیٹے جہاد میں شریک ہو رہے ہیں اور آپ معذور بھی ہیں، لہٰذا اگر آپ گھر پر رہیں تو بہت اچھا ہوگا۔ انہوں نے اصرار کرتے ہوئے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں جاؤں۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اجازت دے دی۔ وہ خوشی خوشی گھر کو واپس لوٹے اور اپنی زوجہ سے کہا کہ تیاری کرو میں بھی جہاد میں جا رہا ہوں۔ بیوی جب تیاری کرنے لگی تو اس نے مذاق میں کہہ دیا کہ میں تو دیکھ رہی ہوں کہ آپ میدان جہاد سے بھاگ کر واپس لوٹ رہے ہیں۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو اس وقت ان صحابیؓ نے یہ دعا مانگی،

اَللّٰھُمَّ لَاتُعِدْنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ

[اے اللہ! تو مجھے میدان جہاد سے واپس اپنے اہل خانہ کی طرف نہ لوٹانا]

چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ وہ میدان جہاد میں تشریف لے گئے۔ لڑائی میں حصہ لیا، کفار کو قتل کرتے رہے، قتل کرتے رہے حتیٰ کہ وہ خود بھی شہید ہو گئے۔

جب مسلمانوں کے ورثا ان کی لاشوں کو لے کر مدینہ آنے لگے اور ان کی زوجہ ان کی لاش کو اونٹ پر رکھ کر واپس آنے لگی تو اونٹ واپس نہیں چلتا تھا۔ بارہا کوشش کے باوجود جب نبی علیہ السلام کی خدمت میں گزارش کی گئی تو آپ ﷺ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا، کیا انہوں نے اپنے گھر سے نکلتے ہوئے کوئی بات کہی تھی؟ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! انہوں نے یہ بات کہی تھی۔ فرمایا، اب اس کی لاش بھی مدینہ کی طرف نہیں جائے گی۔ چنانچہ انہیں سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کیا گیا ......اللہ اکبر!!!......جس قوم کے معذوروں کا یہ حال ہو اس قوم کے صحت مندوں کا کیا حال ہو گا۔

اسماء بنت ابی بکرؓ کی قوتِ ارادی

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں۔ ہجرت کے وقت ان کی عمر اتنی زیادہ نہیں تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا کہ تم چھوٹی ہو لہٰذا تم ہمیں فلاں جگہ پر کھانا پہنچا دینا، تم پر کوئی شک بھی نہیں کرے گا۔ انہوں نے پہلے دن کھانا پہنچا دیا۔ جب دوسرے دن کھانا لے کر پہنچیں تو نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ اداس سی ہے اور پیشانی پر زخم کا نشان ہے۔ پوچھا، اسماء! کیا ہوا؟ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! کل جب میں کھانا دے کر واپس جا رہی تھی تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے ابوجہل نے مجھے دیکھ لیا، اس نے مجھے بالوں سے پکڑ لیا اور کہنے لگا، اسماء! بتاؤ تمہارے باپ کہاں ہیں؟ وہ وہیں ہو گا جہاں تمہارے پیغمبر ہوں گے، کیا تمہیں پتہ ہے؟ اے اللہ کے نبی! میں نے سچ کہہ دیا کہ ہاں مجھے پتہ ہے لیکن میں ہرگز نہیں بتاؤں گی۔ یہ سن کر اس نے مجھے گھسیٹنا شروع کر دیا، مجھے شدید تکلیف ہو رہی تھی لیکن میں نے اس کو بات نہ بتائی۔ اس نے کہا، اسماء! میں تجھے جان سے مار دوں گا۔ میں نے کہا، تم جو مرضی کرو، میں بھی نہیں بتاؤں گی۔ اتنے میں اس نے مجھے رخسار پر اچانک زوردار تھپڑ مارا، جس کی وجہ سے میں نیچے گر گئی، میرے ماتھے سے خون اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس نے پھر بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور کہا، بتاؤ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہاں ہیں؟ میں نے ابوجہل کو جواب دیا، اے مردود! میری جان تو تیرے حوالے مگر میں محمد عربی ﷺ کو تیرے حوالے نہیں کروں گی......ارے! جس قوم کی بچیوں کی قوتِ ارادی کا یہ عالم ہو تو پھر اس قوم کے جوانوں کی قوتِ ارادی کا کیا عالم ہوگا۔

فاطمہؓ بنت خطاب کی قوتِ ارادی

سیدنا عمرؓ کیسے ایمان لے آئے؟......بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارا، وہ نیچے گریں اور پھر سنبھل کر کہنے لگیں، اے عمر! جس ماں کا دودھ تم نے پیا ہے اسی ماں کا دودھ میں نے پیا ہے، تم جان تو نکال سکتے ہو مگر میرے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔بہن کے یہ الفاظ حضرت عمرؓ کے دل پر بجلی بن کر گے اور وہ موم ہو گئے۔چنانچہ کہنے لگے، اچھا بتاؤ، کیا پڑھ رہی تھیں؟ فرمانے لگیں، بھائی! تم ناپاک ہو، تمہیں اسے ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں، غسل کرنا پڑے گا۔

شکار کرنے کو آئے شکار ہو گئے۔

جس قوم کی عورتوں کی قوتِ ارادی کا یہ عالم ہو تو پھر اس قوم کے جوانوں کی قوتِ ارادی کا کیا عالم ہوگا۔

ایک فرنگی کا اعتراف

ایک فرنگی لکھتا ہے کہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام نے عجیب محنت کی کہ

After the death of Muhammad(PBUH), the land of Arabia became the nursery of heroes.

(محمد ﷺ کے وفات پاجانے کے بعد عرب کی زمین ہیروز کی نرسری بن گئی)

ہیرو کسی نمایاں بندے کو کہتے ہیں۔یعنی عرب کی زمین نمایاں شخصیات کی نرسری بن گئی۔جس طرح نرسری کا چھوٹا سا پودا بالآخر ایک بڑا درخت بن جاتا ہے اسی

طرح صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک صحابیؓ افق کے اوپر ایک ستارے کی مانند چمکنے لگا۔

یہ قوتِ ارادی ہی ان نمایاں شخصیات کے ایمان کی وجہ بنی۔ وہ من کے پکے اور دل کے سچے تھے۔ وہ جو بات کر دیتے تھے وہ کر گزرتے تھے۔ آج یہ استقامت ہمارے اندر نہیں ہے۔ اس کی کمی کی وجہ سے ہم گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں ورنہ ہم جس ماحول میں بھی ہیں ہم اسی ماحول میں رہتے ہوئے شریعت و سنت کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں۔ یہ بہانے کرنا فضول ہے کہ فحاشی عام ہے، بے پردگی عام ہے۔ اہل اللہ اسی گندے ماحول میں رہتے ہوئے اپنے آپ کو شریعت و سنت کے مطابق رکھتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو ولایت کا نور عطا فرما دیتے ہیں۔ وہ بھی انہی گلی کوچوں بازاروں میں زندگی گزارتے ہیں...... فرق کہاں ہے؟...... استقامت کا فرق ہے۔ اگر دل کے اندر عزم و ارادہ ہو کہ میں نے پروردگار کی نافرمانی نہیں کرنی تو انسان اپنے نفس پر قابو پا لیتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی قوتِ ارادی

اگر عزم و استقامت کی ایک اور اعلیٰ مثال دیکھنا چاہیں تو سیدنا صدیق اکبرؓ کی مبارک زندگی کو دیکھ لیجئے...... جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پردہ فرمایا تو جہاں اور بہت سارے مسائل نے جنم لیا وہاں مانعینِ زکوٰۃ کا مسئلہ بھی کھڑا ہو گیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو مسلمان تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زکوٰۃ تو دیں گے مگر رقم بیت المال میں جمع نہیں کروائیں گے بلکہ اپنی مرضی سے اپنے علاقوں میں جہاں مناسب سمجھیں گے وہاں خرچ کریں گے۔ اس لئے ان کو مانعینِ زکوٰۃ کہا گیا۔ اگرچہ وہ اپنے علاقے کے غرباء میں زکوٰۃ تقسیم کرنا چاہتے تھے مگر اس سے مرکزیت ٹوٹتی تھی اس لئے سیدنا صدیق اکبرؓ چاہتے تھے کہ وہ اپنی زکوٰۃ مرکزی بیت المال میں ہی جمع کروائیں۔ مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا، سجاح نامی عورت بھی نبوت

www.besturdubooks.wordpress.com

کی دعویدار بن بیٹھی اور عیسائیوں نے بھی مدینہ منورہ پر حملے کی تیاریاں کر رکھی تھیں۔ گویا چاروں طرف سے خطرات موجود تھے۔

اس وقت باقی صحابہ کرامؓ کا یہ خیال تھا کہ ہمیں بیرونی فتنوں سے پہلے نمٹنا چاہیے اور یہ تو گھر کی بات ہے، یہ ہم بعد میں سنبھال لیں گے۔ مگر سیدنا صدیق اکبرؓ نے کہا، نہیں، میں ان کے خلاف تلوار اٹھاؤں گا حتیٰ کہ یہ زکوٰۃ دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جب سب صحابہ کرامؓ کا یہ خیال تھا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو بھیجا کہ آپ نمائندگی کرتے ہوئے کہہ دیجئے کہ اے امیر المؤمنین! یہ کلمہ پڑھنے والے ہیں، نماز پڑھنے والے ہیں، خدا اور اس کے رسول کو ماننے والے ہیں، لہٰذا ان کے معاملے میں ذرا نرمی کا برتاؤ کیجئے۔ پہلے بڑے فتنوں سے نمٹ لیں، بعد میں ان کے ساتھ معاملہ کر لیں گے۔ حضرت عمرؓ نے آ کر یہی بات کر دی کہ آپ ذرا ان کے معاملے میں نرمی کا برتاؤ کیجئے۔ بس یہ بات سننی تھی کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے ان کو دونوں ہاتھوں سے یوں دھکیلا کہ وہ سرین کے بل پیچھے جا گرے اور فرمانے لگے۔

اَجَبَّارٌ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ

(تو جاہلیت کے دور میں اتنا جابر تھا اسلام میں آ کر تو اتنا کمزور ہو گیا)

پھر فرمایا،

اَيُنْقَصُ وَاَنَا حَیٌّ (دین کے اندر کمی کر دی جائے اور میں زندہ رہوں)

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دین کے اندر کمی کر دی جائے اور ابوبکر زندہ رہے۔ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ بات سنی تو میرا شرح صدر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر مسلمانوں میں جوڑ پیدا فرما دیا۔

کسی نے سیدنا صدیق اکبرؓ سے کہا، نبی علیہ السلام نے اسامہؓ کا جو لشکر روانہ فرمایا تھا آپ اسے روک لیجئے۔ فرمایا، جس لشکر کو اللہ کے محبوب ﷺ روانہ کریں، ابوبکر کون ہوتا ہے اس کو روکنے والا۔ اس نے کہا کہ لوگ حملہ کر دیں گے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

مدینہ میں فقط عورتیں رہ جائیں گی۔فرمانے لگے، اگر مجھے یقین ہو کہ جنگل کے درندے آکر مدینہ کی عورتوں کی لاشوں کو گلیوں میں گھسیٹیں گے تو اس کے باوجود بھی ابوبکر ان لوگوں کے ساتھ جہاد کے لئے باہر ضرور نکلے گا......اللہ اکبر...... یہ ہوتی ہے استقامت۔اسی استقامت کو دیکھ کر مفسرین نے لکھا کہ فَقَامَ مَقَامَ الْاَنْبِيَاءِ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسی استقامت دکھائی جیسے وقت کے پیغمبر استقامت دکھایا کرتے تھے۔

محبوبِ خدا ﷺ کی قوتِ ارادی

اگر آپ اس سے بھی زیادہ استقامت دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی کو دیکھ لیجئے،آپ کو انسانیت کی معراج نظر آئے گی......مکی زندگی میں جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ان کے نگران تھے اس وقت قریش مکہ ان کے چچا کے پاس آئے اور انہوں نے ان کو پریشر کے ساتھ متاثر کرنے کی کوشش کی۔جب چچا نے دیکھا کہ سارا مکہ ہی خلاف ہے تو انہوں نے آپ ﷺ کو بلا کر کہا، یہ سردارانِ مکہ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں مال و دولت کی ضرورت ہے تو جتنا چاہتے ہو ہم تمہیں وہ مال دے دیتے ہیں......اگر کسی خوبصورت عورت سے شادی کرنی ہے تو نشاندہی کر دو ہم وہ عورت تمہارے نکاح میں دے دیتے ہیں......اور اگر تمہیں سردار بننے کا شوق ہے تو ہم تمہیں اپنا سردار مان لیتے ہیں،مگر ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دو۔اس کے بعد انہوں نے فرمایا،اے بھتیجے! میرے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میں اٹھا نہ سکوں۔جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ چچا بھی اس معاملے میں تھکے تھکے نظر آرہے ہیں تو محبوب ﷺ نے جواب میں فرمایا،

"چچا جان! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج بھی رکھ دیں تو جو پیغام لایا ہوں اس کو پہنچانے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا"......اللہ اکبر!!!

استقامت کی تلقین

یہی استقامت صحابہ کرامؓ کو پہنچی اور صحابہ کرامؓ سے آگے تابعین کو پہنچی۔ لہٰذا اولیائے کرام کے اندر یہ خاص صفت ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر وقت اپنے آپ کو شریعت وسنت کے اوپر لا کھڑا کرتے ہیں اور یہی بات پروردگار فرماتے ہیں، ارشاد فرمایا،

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا (ھود: ۱۱۲)

یعنی اے محبوب! آپ اور جنہوں نے آپ کے ساتھ توبہ کی سب کے سب اس بات پر جس کا حکم دیا گیا، بالکل سیدھے رہیے۔ اگر ہم پنجابی میں فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ کا مفہوم سمجھانا چاہیں تو یہ بنے گا کہ اے محبوب! آپ اور آپ کے صحابہ شریعت پر چلنے کے معاملے میں تکلے کی طرح سیدھے رہیے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسی استقامت چاہیے۔ اور یہ استقامت انسان کے اندر ذکر اللہ کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ اپنے پاس آنے والے ہر بندے کو یہ جنرل ٹانک پہلے ہی بتا دیتے ہیں۔ پروردگار نے مجاہدین کا تذکرہ قرآن مجید میں فرمایا تو انہیں بھی ذکر کا حکم فرمایا۔ سوچئے کہ جو لوگ جان کی بازی لگا رہے ہیں، سر قلم ہو رہے ہیں اور عین اس وقت جب جان جانے کا خوف ہے پروردگار اس وقت بھی کثرتِ ذکر کا حکم فرما رہے ہیں...... سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے...... ارشاد فرمایا،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.

[اے ایمان والو! جب لڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم مراد پاؤ۔]

یعنی جب تمہارا آمنا سامنا کافروں کی جماعت سے ہو تو ڈٹ جاؤ اور اللہ کا ذکر

www.besturdubooks.wordpress.com

کثرت کے ساتھ کرتے رہنا، کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ ذکر اللہ کی کثرت سے ایک طرف بندے کو استقامت ملتی ہے، اور دوسری طرف بندے پر اللہ رب العزت کی رحمت چھم چھم برستی ہے۔ آج ہمیں بھی نفس اور شیطان کے خلاف اس استقامت کی ضرورت ہے۔ ہم بڑے ارادے باندھتے ہیں کہ اب یہ نہیں کریں گے اب وہ نہیں کریں گے لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی کر رہے ہوتے ہیں۔ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ہماری یہ ڈھل مل یقین والی حالت درست ہو جائے اور ہمارے اندر عزم واستقامت آ جائے۔

ہم اللہ رب العزت سے جہاں اور بہت ساری دعائیں مانگتے ہیں وہاں ہم یہ دعا بھی مانگا کریں کہ رب کریم! ہمیں شریعت وسنت پر چلنے میں استقامت نصیب فرما دیجئے اور وہ قوتِ ارادی دے دیجئے کہ جب ہم دل میں ایک عزم کر لیں تو پھر ہم اس کے اوپر جم جائیں۔ یاد رکھیں کہ جب پانی بہہ رہا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ صرف وہی چیزیں بہتی ہیں جو وزن میں ہلکی ہوتی ہیں۔ تنکے، پتے اور کاغذ کی چیزیں پانی کے ساتھ بہہ جاتی ہیں۔ اور کچھ چٹانیں ہوتی ہیں جو پانی کے ساتھ نہیں بہتیں بلکہ جب پانی گزرتا ہے تو وہ پانی کے رخ کو موڑ دیا کرتی ہیں۔ اگر آج ہر طرف گناہوں کا سیلاب ہے تو ہم نہ تو تنکا بنیں اور نہ ہی تختہ بنیں کہ ساتھ بہتے رہیں، بلکہ ہمیں چٹان بننے کی ضرورت ہے تاکہ بے راہ روی کے رخ کو موڑ دیا جائے۔

؎ یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

اللہ رب العزت ہمیں بھی یہ توفیق عطا فرما دے کہ ہم عریانی اور فحاشی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کے خلاف چٹان بن کر حیا اور پاکدامنی کی زندگی گزاریں اور شریعت وسنت پر استقامت کے ساتھ عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں شامل ہو جائیں۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

www.besturdubooks.wordpress.com

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ مَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا
الْفٰسِقِيْنَ ○ (البقرة:۲۶)

ہدایت اور گمراہی والی تجلیات

حضرت اقدس دامت برکاتہم کا یہ بیان 17 جنوری 2004ء
بروز ہفتہ بعد نماز فجر جامعہ معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جب مہمانِ خصوصی آتا ہے تو اس وقت تقریب اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور بھی خیر کے نقطۂ نظر عروج کا دور تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ

[تمام زمانوں میں سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر جو اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے، پھر جو اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔]

گویا جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں جلوہ افروز ہونے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر اور ہدایت والی تجلیات عروج پر تھیں۔ حتیٰ کہ اس زمانے کے کافروں میں بھی چند خوبیاں پائی جاتی تھیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ہدایت اور گمراہی والی تجلیات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ مَا یُضِلُّ بِہٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ○

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

دنیا کے مہمانِ خصوصی

جب کوئی آدمی کسی تقریب کا انتظام کرتا ہے تو اس تقریب کا کوئی نہ کوئی مہمانِ خصوصی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ تقریب منعقد کی جاتی ہے۔ اگر شادی کی تقریب ہے تو دولہا اور اگر دستار بندی کی تقریب ہو تو حافظ یا عالم مہمانِ خصوصی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کے نقشے کو سجایا تو اس کے مہمانِ خصوصی جناب رسول اللہ ﷺ کو بنایا۔ عام دستور یہ ہے کہ تقریب میں لوگ پہلے آجاتے ہیں اور مہمانِ خصوصی بعد میں آتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ بھی دنیا میں سب انبیاء کے آخر میں تشریف لائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تجلیاتِ ہدایت کا عروج

جب مہمانِ خصوصی آتا ہے تو اس وقت تقریب اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور بھی خیر کے نقطۂ نظر عروج کا دور تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ

[تمام زمانوں میں سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر جو اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے، پھر جو اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔]

گویا جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں جلوہ افروز ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر اور ہدایت والی تجلیات عروج پر تھیں۔ حتیٰ کہ اس زمانے کے کافروں میں بھی کچھ خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ یہ بات دلائل سے ثابت کی جا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر:

(۱)...... جب ہرقل نے ابوسفیان کو قریشِ مکہ کے نمائندے کے طور پر اپنے دربار میں بلایا اور کہا کہ ہمیں مسلمانوں کے بارے میں بتاؤ تو انہوں نے مسلمانوں کے بارے میں معلومات دیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ہرقل نے جو باتیں پوچھیں انہوں نے سچ سچ بتا دیں۔ بعد میں ان سے لوگوں نے کہا کہ تم نے بات اور طرح سے کیوں نہ کر دی کیونکہ مخالف کے بارے میں تو ہمیشہ الٹی رپورٹ دی جاتی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ میرے ذہن میں بھی یہ خیال آیا تو تھا مگر پھر میں نے کہا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ قریشِ مکہ کا سردار جھوٹ بولتا تھا۔ گویا اس زمانے کے کافر بھی جھوٹ بولنے سے گھبراتے تھے۔ اس وقت خیر اتنی عام تھی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مومن سب کچھ ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اور آج جھوٹ وہ مصیبت ہے کہ اس کے ہونے کا پتہ نظر ہی نہیں آتا

......الا ماشاء اللہ ......آپ کو سچ والا کوئی قسمت سے ہی ملے گا۔کوئی کم جھوٹ بولتا ہے اور کوئی زیادہ۔اگر آپ کاروبار زندگی دیکھیں تو آپ کو اکثر و بیشتر جھوٹ پر بنیاد نظر آئے گی۔لگتا ہے کہ سچ کا زمانہ گیا اور جھوٹ کا زمانہ آ گیا ہے...... کیوں؟...... اس لئے کہ نبی علیہ السلام کے زمانے میں خیر عروج پر تھی۔اس خیر سے مسلمانوں کو تو حصہ ملا ہی تھا کافروں کو بھی مل گیا۔

(۲)......دوسری دلیل یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت جب سہیل کافروں کی طرف سے آئے اور انہوں نے آکر مطالبہ کیا کہ نبی علیہ السلام کے نام کی جگہ پر جو محمد رسول اللہ لکھا ہے اس کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھا جائے تو حضرت صدیق اکبر ﷛ کو بڑا غصہ آیا اور انہوں نے غصہ میں اسے کوئی سخت بات کہہ دی۔ جب سخت بات کر دی تو سہیل کہنے لگا، دیکھو! مجھے تمہارا ایک احسان یاد ہے، اگر تم نے مجھ پر وہ احسان نہ کیا ہوتا تو میں ابھی تمہیں جواب دیتا۔ معلوم ہوا کہ اس وقت کا کافر بھی احسان کا بدلہ چکا رہا تھا۔اور آج یہ حالت ہے کہ اگر کوئی کسی پر ساری عمر احسان کرے تو ایک ہی لمحہ میں خون یوں سفید ہو جاتا ہے کہ جیسے ان کے سوا ان کا کوئی بڑا دشمن ہے ہی نہیں۔گویا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انسان صرف خدا فراموش ہی نہیں بنا بلکہ احسان فراموش بھی بن گیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بہتر یہ ہوگا کہ یہ کہا جائے کہ آج کا انسان خدا فراموش بھی بنا، خود فراموش بھی بنا اور احسان فراموش بھی بنا۔ بتانے کا مقصد یہ تھا کہ اس زمانے کے کافر بھی کچھ نہ کچھ شرفاء کی باتیں کیا کرتے تھے۔موجودہ دور میں تو بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ ایسا حشر کرتا ہے جیسے کسی دشمن سے کیا جاتا ہے۔ایسا کیوں ہے؟اس کی ایک وجہ ہے.... یہ نکتہ بھی آج آپ کو سمجھا دوں، ذرا توجہ سے سمجھنے کی کوشش کیجئے گا.... اللہ تعالیٰ نے دو نام ہیں۔

(۱) ھادی.... ہدایت دینے والا

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) مضل...... گمراہ کرنے والا

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں اللہ تعالیٰ کے نام ''ہادی'' کی تجلیات ہر طرف عروج پر تھیں، جس کی وجہ سے شر ختم ہو گیا تھا۔ اسی لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ

[صحابہ سب کے سب عادل ہیں]

گویا آپ ﷺ یہ فرمانا چاہتے تھے کہ جنہوں نے میری شاگردی اختیار کی وہ سب کے سب عدل پر زندگی گزارنے والے ہیں۔ دنیا میں ایسی کوئی جماعت کسی نے دیکھی بھی نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت گمراہ ہونے والوں میں بھی کچھ نہ کچھ خیر ہوتی تھی۔

......وہ وعدہ کو وفا کرتے تھے۔

......احسان کا بدلہ چکاتے تھے۔

......سچ بولتے تھے۔

......مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔

پھر ایک وہ وقت بھی آیا جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ گویا وہ مہمانِ خصوصی جس کے لئے یہ تقریب سجائی گئی تھی، وہ آ کر رونق افروز ہوئے اور وہ اب دعوت کھا کر چلے گئے۔ جب مہمانِ خصوصی چلا جاتا ہے تو پھر بعد میں محفل کو برخاست کر دیا جاتا ہے اور محفل برخاست کرنے کے بعد باقی کیا چیز رہ جاتی ہے؟ لوگ بھی اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور کرسیاں بھی سمیٹ دی جاتی ہیں۔ گویا مہمانِ خصوصی کے جانے اور محفل کے برخاست ہونے میں کوئی فاصلہ نہیں ہوتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اور قیامت دو انگلیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ محبوب ﷺ کا دنیا سے تشریف لے جانا بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔ لیکن اس نشانی کو بھی پورے ہوئے چودہ سو سال گزر گئے۔ قیامت آتے آتے اتنا عرصہ گزر گیا، اب بھی پتہ نہیں کہ کب قیامت آئے گی لیکن صورت حال یہ ہے کہ اب آہستہ آہستہ قیامت آنے کا منظر بجے گا۔

تکوینی انداز کی بازگشت

دورِ صحابہ میں اس دنیا کے عجیب احوال تھے۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ وہ حالات نہ رہے۔ مگر بعد میں مسلمانوں نے سات سو سال تک دنیا میں راج کیا اور ہر طرف اسلام کا ڈنکا بجا۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ اسلام دنیا کے اندر کیوں نہیں پھیل رہا۔ اللہ کی شان دیکھو کہ اسلام نے سات سو سال تک دنیا میں راج کیا، اب اس کے بعد تو کام آہستہ آہستہ نیچے ہی آتا ہے۔ یہ قدرت کی طرف سے ہے۔ اس کو ''تکوین'' کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں جو پورے ہو کر رہتے ہیں۔ لہٰذا اس وقت کوئی جماعت جتنی بھی محنت کر لے،

......چاہے وہ تبلیغی جماعت ہو

......چاہے وہ مشائخ کی جماعت ہو

......چاہے وہ علماء کی جماعت ہو

......چاہے وہ سیاسی جماعت ہو

کوئی جتنا مرضی زور لگا لے مگر دین کے نقشے اوپر اٹھتے نظر نہیں آتے بلکہ نیچے جاتے نظر آتے ہیں۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ محنت کرنے والوں کو اجر مل جائے گا۔ تکوینی انداز بتا رہا ہے کہ اب آہستہ آہستہ یہ حالات نیچے ہی آئیں گے۔ کیونکہ اگر مسلمان خیر کے لئے تھوڑی سی کوشش کرتے ہیں تو کافر شر کے لئے اس سے بڑھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

کوشش کرتے ہیں۔اس طرح شر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

پردے کی اتنی پابندی......!!!

جب اسلام عروج پر تھا تو اس وقت پردے کی اتنی پابندی تھی کہ عورتیں دن کے وقت گھروں سے نکلتی ہی نہیں تھیں۔اگر نکلنا بھی پڑتا تو رات کو نکلتی تھیں اور اگر فوت بھی ہو جاتی تھیں تو وصیت کر کے جاتی تھیں کہ ہمارا جنازہ رات کو لے جایا جائے تا کہ دیکھنے والوں کو کفن سے ہمارے قد اور موٹاپے کا بھی اندازہ نہ ہو۔

ایک بھولا بھالا نوجوان

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۰ھ میں فتویٰ نویسی کا کام شروع کر دیا تھا۔وہ ایسا زمانہ تھا جب پردے کی بہت زیادہ پابندی ہوتی تھی۔اس دور میں ایک نوجوان امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا، حضرت! مجھے بتائیں کہ مرد اور عورت کے جسم میں کیا فرق ہوتا ہے......اللہ اکبر......اس کو پتہ ہی نہیں تھا کہ مرد اور عورت کے جسم کے اعضاء میں فرق کیا ہوتا ہے۔آپ خود اندازہ کریں کہ اس وقت کتنا پردہ ہوتا ہو گا کہ جہاں ایک لڑکا پیدا ہو کر جوان ہو جاتا ہے اور اس کو کسی لڑکی کا جسم دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔اور آج ایسا شر اور بے پردگی کا وقت آ گیا ہے کہ بچے بچپن میں ہی وہ باتیں سیکھ جاتے ہیں جب کہ پہلے وقت میں جوان جوانی میں بھی نہیں سیکھا کرتے تھے۔

قابلِ لاحول یورپی ماحول

اگر یورپ وغیرہ کے ماحول کو دیکھیں تو الامان والحفیظ۔

ایک وقت تھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

......عورت گھر سے باہر نکلی،

......پھر اس کا چہرہ پردے میں سے نکلا،

......پھر اس کا سر ننگا ہوا،

......پھر اسکرٹ پہننے کی وجہ سے اس کی پنڈلیاں ننگی ہوئیں،

......پھر یہ کپڑا سمٹتے سمٹتے اب تو یورپ کے ماحول میں چند انچ کا لباس رہ گیا ہے۔ حتیٰ کہ جن اعضاء کو اعضائے غلیظہ کہتے ہیں آج تو وہ بھی ننگے ہورہے ہیں۔ ان کی چھاتیوں کے ابھار صاف نظر آرہے ہوتے ہیں۔ ان کے سینے پر ایک یا دو انچ سے زیادہ کپڑا نہیں ہوتا۔

اب بتائیں کہ وہاں فحاشی، عریانی اور بے حیائی کا کیا حال ہوگا۔ وہاں سے حیا اس قدر رخصت ہوگئی ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ ایک جگہ پر دو میاں بیوی (مرد اور عورت) اپنے چار بچوں کے سامنے آپس میں گلے بھی مل رہے تھے اور ایک دوسرے کو چوم چاٹ بھی رہے تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیٹی بھی کھڑی تھی اور ان کا بیٹا بھی کھڑا تھا۔ بچے چھوٹے بھی نہیں تھے۔ ایک بیٹا بھی جوان تھا اور ایک بیٹی بھی جوان تھی۔ باقی دو بچے چھوٹے تھے۔ ان کے ماں باپ وہیں ان کے سامنے ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ کر رہے تھے۔

ضلالت والی تجلیات کا عروج

اب چونکہ قیامت آنی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت والی تجلیات ذرا کم ہوگئی ہیں۔ اب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ مضل عروج پر جائے گی۔ یہ اتنے عروج پر جائے گی کہ جھوٹ پھیل جائے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے،

"پھر کذب پھیل جائے گا"

اس طرح ایک حدیث پاک میں یہ بھی آیا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

"ایک وقت آئے گا کہ ہر آدمی سود کھائے گا اور اگر نہیں تو اسے سود کی ہوا تو ضرور لگے گی۔"

ان میں سے ہم بھی ہیں۔ ہمیں بھی سود کی ہوا لگتی ہے۔ مثلاً کوئی گورنمنٹ کے کسی ڈیپارٹمنٹ میں یا مل میں کام کرنے والا آدمی اگرچہ وہ محنت کر کے حلال کی روزی کما رہا ہوتا ہے لیکن اس کو جو تنخواہ مل رہی ہوتی ہے اس میں سود شامل ہوتا ہے کیونکہ دفتر والوں نے اور مل والوں نے بینکوں کے ساتھ رابطہ رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح کئی آدمیوں کی حلال کمائی ہوتی ہے لیکن وہ اپنی رقوم سیونگ اکاؤنٹ میں رکھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی حلال کمائی میں بھی سود شامل ہو جاتا ہے۔ یاد رکھیں کہ سود کا ایک روپیہ بھی حلال کمائی میں شامل ہو جائے تو وہ مشتبہ مال ہو جاتا ہے۔ اب ایسے مشتبہ مال سے تو کوئی قسمت والا ہی بچا ہوا ہوگا۔ گویا اس زمانے میں یا تو بندہ سود کھا رہا ہے یا پھر اسے سود کی ہوا لگ رہی ہے۔ یوں شر پھیل رہا ہے، ہدایت گھٹ رہی ہے اور ایمان خطرے میں آتا جا رہا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایسا زمانہ آجائے گا کہ بندہ صبح کو اٹھے گا تو وہ ایمان والا ہوگا اور جب شام کو سونے کے لئے بستر پر جائے گا تو وہ ایمان سے خالی ہوگا۔

جب خیر کا دور تھا اس وقت کے کافروں سے بھی اچھائیاں ہو جاتی تھیں اور اب چونکہ گمراہی کی تجلیات کا دور چل رہا ہے اس لئے آج کے نیک لوگوں سے بھی کوتاہیاں ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر......

......دونوں دوست دیندار ہیں اور ان میں حسد ہے۔

......دونوں استاد ایک ہی مدرسے میں پڑھاتے ہیں۔ دونوں قرآن پڑھانے والے ہیں اور ایک دوسرے سے حسد نہیں جاتا۔

......ایک مہتمم ہے اور ایک استاد ہے مگر آپس میں رسہ کشی چل رہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......دو پیر بھائی ہیں اور ان کے درمیان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کھٹ پٹ چل رہی ہوتی ہے اور ان کا آپس میں پھڈا چل رہا ہوتا ہے۔

جب آج کل کے نیکوں کا یہ حال ہے تو پھر دوسروں کا کیا کہنا......ایسا کیوں ہے؟......اس لئے کہ صفت مضل والی تجلیات پڑ رہی ہیں اور بندے سے احیاناً ایسا کام ہو جاتا ہے۔

طلاق دینے والے زنا کار

اچھا خاصا نیک لڑکا غصے میں آ کر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور پھر معصیت میں پڑ جاتا ہے۔ یہاں تو پھر بھی ایسا بہت کم ہوتا ہے لیکن باہر کے ملکوں میں ہم نے ایک عجیب مصیبت دیکھی کہ ذرا ذرا سی بات پر آپس میں تکرار سے یا تو طلاق دے دیتے ہیں یا پھر طلاق کے ہم معنی کوئی لفظ جسے کنایہ کہتے ہیں اس کے ذریعے بیوی کو طلاق بھی دے دیتے ہیں اور پھر وہ میاں بیوی بھی بن کے رہ رہے ہوتے ہیں۔ شیطان ان سے ایسا کلیدی گناہ کرواتا ہے کہ اب وہ زنا کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔

بعض اوقات شیطان غصے میں کوئی ایسا لفظ کہلوا دیتا ہے جو انسان کے لئے کلمات کفر میں سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر......نقل کفر کفر نباشد......ایک آدمی نے کہا، یار! کہاں رہتے ہو؟ دوسرے نے کہا، میں دیوان والی بستی میں رہتا ہوں۔ پہلا آدمی کہتا ہے، اچھا، خدا کے پچھواڑے، علماء نے لکھا ہے کہ جس نے کہا کہ خدا کے پچھواڑے، یعنی خدا کی پشت پر رہتے ہو، فَقَدْ كَفَرَ. (پس وہ کافر ہو گیا)۔ ایک تو کفر کی وجہ سے اس کے سابقہ اعمال گئے اور دوسرا اس کی بیوی کو طلاق واقع ہو گئی۔ اب اگر وہ توبہ کر کے پھر مسلمان ہو بھی جائے تو اس سے نکاح کی تجدید تو نہیں ہوتی لہٰذا دونوں کو زنا کا گناہ ہو رہا ہوتا ہے۔ پتہ بھی نہیں ہوتا اور زنا کا گناہ بھی ہو رہا

ہوتا ہے۔

علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر بیوی نے میاں سے بات کرتے ہوئے کہہ دیا کہ آپ بری صحبت چھوڑ دیں اور وقت پر گھر آیا کریں یہ تو شریعت کا حکم ہے اور آگے خاوند نے کہہ دیا، رکھ پرے شریعت کو، تو فقد کفر (پس وہ کافر ہو گیا)۔ اب دیکھیں کہ یہ کتنے نازک کلمات ہیں جو وہ بول جاتے ہیں۔

طلاق کے ہم معنی الفاظ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی خاوند اپنی بیوی سے کہے کہ...... اچھا اچھا، جاؤ مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے .... تو اس کنایہ کی وجہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اب بتائیں کہ کس کو اس مسئلہ کا پتہ ہے اور کون ایسے مسائل پوچھتا ہے۔ باہر کے ملکوں میں تو آپ کو پتہ ہے کہ وہاں مال پیسہ بہت ہے اور ہر ایک میں انانیت ہے۔ بیوی میں بھی انا ہوتی ہے اور خاوند میں بھی انا ہوتی ہے اور جہاں انا کا معاملہ ہو تو، توبہ توبہ،...... ایک بندے نے ایسی ہی بات کی تو میں نے کہا، او خدا کے بندے! ان الفاظ سے تو تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اس نے کہا، نہیں جی، اس سے طلاق تھوڑا ہوتی ہے۔ میں نے کہا، کیسے ہوتی ہے؟ کہنے لگا، جیسے نکاح کے لئے گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح طلاق کے لئے بھی گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے...... وہاں تو طلاق کے بعد میاں بیوی پھر آپس میں اکٹھے رہتے ہیں اور کہتے ہیں، جی ہماری صلح ہو گئی ہے۔ ایک جگہ پر بات کرتے ہوئے ایک عورت نے اپنے میاں کی موجودگی میں بتایا کہ انہوں نے مجھے طلاق دے دی تھی۔ میں نے کہا، پھر کیا بنا؟ وہ کہنے لگی کہ پھر ہماری صلح ہو گئی۔ میں نے کہا، او خدا کی بندی! اب تو اس پر حلال نہیں ہے۔ جو تین طلاقیں دے چکا ہو وہ تو حق سے فارغ ہو چکا ہے۔ وہ کہنے لگی، نہیں جی، آخر میں اس کے بچوں کی ماں ہوں اس لئے مجھے بچوں کی خاطر اس کے پاس رہنا پڑتا ہے۔ اب وہ عورت اسی گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں رہ رہی ہے، اس کے ساتھ اس کے تعلقات بھی ہیں اور کہہ رہی تھی کہ اب ہماری آپس میں صلح ہو گئی ہے۔ گویا اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں صلح ہو جانے سے پھر نکاح ہو جاتا ہے...... میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی...... اچھا، اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جن کے دلوں میں پہلے سے خباثت بھری ہوتی ہے وہ پھر مسلمانوں سے بڑا شکوہ کرتے ہیں کہ کوئی حال ہے مسلمانوں کا، ان کو کافر اچھے لگتے ہیں۔

پاکستان کی قدر و قیمت

ہم لوگ نیویارک یا مانچسٹر کی فلائیٹ سے واپس آتے ہیں، جب پی آئی اے والے اتارتے ہیں اور سامان آنے میں ذرا سی دیر لگتی ہے تو لوگ بولنا شروع کر دیتے ہیں کہ اس ملک کا یہ حال ہے اور یہاں کے لوگوں کا یہ حال ہے۔ ایسی باتیں سن کر ہمیں بڑی کوفت ہوتی ہے۔

ایک جگہ میرے ساتھ ہی کھڑے ہوئے دو بندے آپس میں ایسی باتیں کر رہے تھے اور ہمارا دل جل رہا تھا۔ لیکن صبر و ضبط کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک بات کرتے ہوئے مجھے کہنے لگا، مولانا! آپ لکھے پڑھے نظر آتے ہیں آپ بتائیں کہ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟ میں نے کہا، تم نے مجھ سے ضرور تصدیق مانگنی تھی۔ تم آپس میں باتیں کر رہے تھے کرتے رہتے...... پھر میں نے اسے سمجھایا۔ میں نے کہا، دیکھیں آپ یہاں پیدا ہوئے، پلے بڑھے، تعلیم پائی، اس دھرتی کا پانی پیا، یہاں سانس لیا، یہاں کا رزق کھایا، جب تیار ہو گئے تو تمہیں بیرون ملک نوکری مل گئی، کیا اب اس جگہ کا تم پر کوئی حق نہیں، قدر کرو اس جگہ کی۔ پھر میں نے پوچھا کہ اگر کوئی تمہارا پاسپورٹ کاٹ دے اور تمہیں یہ کہے کہ ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے تو پھر تمہیں دنیا میں قبر کی جگہ کہاں ملے گی؟ وہ کہنے لگا، پاکستان میں اور یہ کہتے ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہنے لگا، مولانا! آج آپ نے مجھے یہ احساس دلایا ہے۔ میں اس ملک کا احسان کبھی نہیں اتار سکتا۔

بات صرف اتنی سی تھی کہ جی سامان آنے میں دیر ہو رہی ہے۔ میں نے کہا، دیکھو! میں بھی وہاں سے آ رہا ہوں۔ آپ بتائیں کہ جب آپ واپس جاتے ہیں تو آپ کو ائر پورٹ پر کتنا ٹائم لگتا ہے؟ کہنے لگا، ایک گھنٹہ۔ میں نے کہا، وہاں تو مشینیں تیز چلتی ہیں نا؟ کہنے لگا، جی ہاں۔ میں نے پھر پوچھا، وہاں پر کام ٹیکنیکلی ٹھیک ہوتا ہے نا؟ کہنے لگا، جی ہاں۔ میں نے کہا کہ اس مطلب یہ ہے کہ ساڑھے تین سو بندوں کے سامان کو لادنا، نکالنا، بیلٹوں پر ڈالنا اتنا ٹائم لے جاتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہاں بولتے ہو؟ وہ کہنے لگا کہ نہیں بلکہ وہاں اس طرح چپ ہو کے کھڑے ہوتے ہیں کہ سانس کی آواز بھی نہ آئے۔ میں نے کہا، پھر یہاں آ کر کیوں بولتے ہو؟ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے کہا اس لئے کہ یہاں تمہیں آزادی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے......

اگر یہ حق بھی انسان کو دیا ہوتا تو کیا ہوتا

میں بات کر رہا تھا کہ جن لوگوں کے دلوں میں خباثت ہوتی ہے ان کو دیندار ویسے ہی برے لگتے ہیں۔ نہ وہ ملک سے خوش ہوتے ہیں اور نہ ہی مسلمانوں سے۔

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو علماء اچھے نہیں لگتے۔ نہ وہ علماء کی سیاسی جماعت سے مطمئن ہوتے ہیں، نہ وہ مشائخ سے مطمئن ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ مدارس سے مطمئن ہیں۔ مگر یہ شکر ہے کہ آگے نجات کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اگر کسی بندے کے اختیار میں ہوتا تو پتہ نہیں کہ کیا ہوتا۔ بھئی! آج کے دور میں اگر اللہ تعالیٰ اپنے کلمہ گو بندوں کو معاف کر دیتے ہیں اور ان سے خوش ہو جاتے ہیں تو پھر تمہیں دل میں بغض رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ وہ تو یہ بھی کہہ دیتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ خدا معاف کرتا ہے تو کر دے میں نے معاف نہیں کرتا۔

مقام شکر ہے صوفی خدا کے ہاتھ میں ہے روزی
اگر یہ حق بھی انسان کو دیا ہوتا تو کیا ہوتا

دینی کاموں میں رکاوٹیں

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قرب قیامت میں ایسا وقت بھی ہوگا کہ جب دین پر عمل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ مگر جو بندہ ہمت اور کوشش کر کے دسویں حصے پر بھی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پورا عمل کرنے والوں کے ساتھ اس کا حشر فرما دیں گے۔ آج ہم ایسے ہی دور میں زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ دین پر عمل کر کے تو دیکھیں، ہر طرف سے رکاوٹیں سامنے آئیں گی۔

...... ماں رکاوٹ بنے گی۔

...... باپ رکاوٹ بنے گا۔

...... بیوی رکاوٹ بنے گی۔

...... پڑوسی رکاوٹ بنے گا۔

...... بلکہ ہر بندہ رکاوٹ بنے گا۔ الا ماشاء اللہ۔

جب نفس اور شیطان کی رکاوٹوں کے علاوہ اتنی اور بھی رکاوٹیں ہوں گی تو پھر دین پر عمل کرنا کتنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر......

(۱)...... ہماری جماعت کے ایک دوست ہیں۔ ان کی بہن عالمہ تھی۔ اس کا خاوند اس کا حقیقی کزن تھا اور اس نے پسند کی شادی کی تھی۔ اس نے لڑکی سے کہا کہ اگر تم نے میرے ساتھ رہنا ہے تو تمہیں برقعے کے بغیر رہنا ہوگا۔ چونکہ لڑکی عالمہ تھی اور اس کی Personality (شخصیت) بہت ہی خوبصورت تھی، اس لئے اس نے دو ٹوک لفظوں میں کہہ دیا کہ جو مرضی ہو جائے میں برقعہ نہیں اتاروں گی۔ بس اس بات

کی وجہ سے اس نے اسے طلاق دے کر انگلینڈ سے پاکستان واپس بھیج دیا۔

(۲)......انڈیا کی ایک لڑکی عالمہ تھی۔ اس کی شادی کینیڈا میں ایک لڑکے کے ساتھ ہوگئی۔ اس لڑکی نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ جب میں خاوند کے ساتھ وہاں گئی تو اس نے مجھے تیسرے دن کہا کہ تم پردہ اتار دو اور میرے ساتھ ڈانس کلب چلو۔ ماں باپ نے شادی تو کردی مگر وہ مجبور ہے، کرے تو کیا کرے۔

(۳)......ایک نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے نوجوانی میں ہی سنت کے مطابق داڑھی رکھنے اور پگڑی باندھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ لیکن اس کی والدہ ناراض تھی۔ وہ ماں باپ کے ساتھ عمرہ کرنے کے لئے گیا۔ ابھی مکہ مکرمہ پہنچے ہی تھے کہ ایک ہوٹل میں بیٹھ کر بات چیت کرنے لگے کہ جب بیت اللہ شریف پر پہلی نظر ڈالی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ باپ نے کہا کہ میں یہ دعا مانگوں گا، اس نوجوان نے کہا کہ میں یہ دعا مانگوں گا اور جب ماں سے پوچھا تو ماں کہنے لگی کہ میں تو بیت اللہ شریف کو دیکھ کر یہ دعا مانگوں گی کہ میرا بیٹا پگڑی باندھنا چھوڑ دے...... (استغفر اللہ)...... اب بتائیں کہ جس لڑکے نے یہ وضع قطع اپنائی ہوگی اس نے اپنے نفس کے ساتھ کتنا مجاہدہ کیا ہوگا۔ وہ اتنا مجاہدہ کر کے دیندار بننے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی ماں اس کے بارے میں اس تمنا کا اظہار کرتی ہے۔

چونکہ اس وقت ضلالت والی تجلیات عروج پر ہیں، اس لئے دین پر عمل کرنے والوں اور دین کا کام کرنے والوں میں بھی کوتاہیاں نظر آتی ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب ہم کوتاہیاں کرنے لگ جائیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کوتاہیوں سے معافی مانگ کر اپنی طرف سے اچھا بننے کی کوشش کریں۔ ہمارے لئے فائدہ اسی میں ہے کہ اگر گرتے پڑتے بھی ایمان بچا جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کامل ایمان والوں کے ساتھ ہمارا حشر فرما دیں گے۔ رکاوٹیں تو بہت سی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کام آسان کر دیا ہے۔

کم یابی کے دور میں چیز کی قدر و قیمت

ایک اصول ذہن میں رکھیں کہ جس دور میں کوئی جنس نہ ملتی ہو اس دور میں اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔آپ نے دیکھا کہ سیزن میں ہمارے پاس خوبصورت ٹماٹر تھے۔ان کی شکل دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے جاپانی پھل ہوتے ہیں۔ذائقے میں اتنے اچھے تھے کہ قریب کی آبادی کے لوگ اپنے مہمانوں کو پھل کھلانے کی بجائے ٹماٹر لے کر کھلاتے تھے۔ہمیں اس بات کا اندازہ اس طرح ہوا کہ ایک مرتبہ ہمارے بچوں نے کہا، ابو! ہم آپ کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔میں نے کہا، ٹھیک ہے آجاؤ۔حبیب اللہ اور سیف اللہ دونوں نے وہاں سے کھانا اٹھایا اور یہاں آ گئے۔یہاں دستر خوان لگایا گیا۔اللہ کی شان کہ اسی وقت کسی نے باہر سے ٹماٹر بھیج دیئے۔جب ہم نے وہ ٹماٹر کھانے شروع کر دیئے تو کھانا پڑا رہا اور وہ ٹماٹروں سے پیٹ بھر کر چلے گئے۔

شکل اور ذائقے میں تو وہ اتنے اچھے تھے لیکن جب انہیں منڈی میں لے کر جاتے تو ہم سے کوئی دو روپے کلو بھی نہیں خریدتا تھا۔کئی مرتبہ تو ایک روپے کلو بھی دینے پڑتے تھے۔اس لئے کہ وہ ایسا وقت تھا کہ جب ٹماٹر عام ہو گئے تھے۔اس کے بعد دو مہینے پہلے ایک ایسا وقت بھی دیکھا کہ جب ٹماٹر کی فصل نہیں تھی۔اس وقت ٹماٹر کی قیمت یہاں سو روپیہ فی کلو اور کراچی میں ڈیڑھ سو روپیہ فی کلو تھی۔جو ایک روپے کلو بھی کوئی نہیں خریدتا تھا، ڈیڑھ روپے کلو بھی کوئی نہیں خریدتا تھا اب وہی ٹماٹر ڈیڑھ سو روپے کلو فروخت ہوئے۔ہمارے ایک ساتھی وہاں تھے وہ کہنے لگے کہ میں نے چاہا کہ جو ٹماٹر ڈیڑھ سو روپے کلو بک رہے ہیں میں ذرا ان کی شکل تو دیکھوں۔جب میں نے شکل دیکھی تو یہ وہ ٹماٹر تھے جن کو ہم لوگ سیزن کے اندر گڑھے میں دبا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا کرتے تھے۔

بالکل یہی مثال ہے کہ آج کے دور میں وہ خیر والے لوگ دنیا سے چلے گئے۔ اب اس وقت جو ہم جیسا Rejected قسم کا مال ہے اس کو اللہ تعالیٰ ڈیڑھ سو روپے کلو کے حساب سے بھی قبول فرمالیں گے۔ اللہ اکبر۔

بدگمانی سے بچیں

یاد رکھیں کہ جس نے بھی کلمہ پڑھا وہ جتنا بھی غافل ہے آپ اس سے نفرت نہ کریں۔ جب اللہ تعالیٰ نفرت نہیں فرمارہے تو ہمیں بھی نفرت نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

قل یعبادی .... (اے محبوب!) کہہ دیجئے کہ میرے بندو......

جب اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی بندگی سے نہیں نکالا تو پھر ہم اسے کیوں نکال دیتے ہیں۔ لہٰذا ہر کلمہ گو سے محبت رکھیں، اس کی عزت واحترام کریں۔ ٹھیک ہے کہ وہ اب غافل ہے، لیکن ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرما دیں۔ اگر توبہ کی درخواست آپ نے قبول کرنی ہے تو پھر تو واقعی خطرہ ہے اور جب پروردگار نے یہ درخواست قبول کرنی ہے تو پھر آپ کو کیا مصیبت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ایمان والوں کے بارے میں حسنِ ظن رکھیں اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر کریں۔ خامیاں سب میں ہوتی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی میں کم ہوتی ہیں اور کسی میں زیادہ۔ فرشتہ تو کوئی بھی نہیں ہے۔ اتنی باریک چھاننی سے کیوں چھانتے ہو۔ انسان کا تو یہ حال ہے کہ اسے دوسروں کے عیبوں کا شک ہوجائے تو ان سے نفرت کرنا شروع کردیتا ہے اور اسے اپنے عیبوں کا یقین ہوتا ہے لیکن پھر بھی اپنے نفس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ لہٰذا اس دور میں ہم نہ تو مسلمانوں سے بدگمان ہوں اور نہ ہی اسلام اور علماء سے بدگمان ہوں۔ بلکہ حسنِ ظن رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسی حسنِ

www.besturdubooks.wordpress.com

ظن کے صدقے بالآخر ایمان پر خاتمہ فرمادیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے بھی بدگمانی......!!!

بعض لوگ تو اللہ تعالیٰ سے بھی بدگمان ہو جاتے ہیں۔ جی ہاں، شکوے کرنے والے خدا سے بھی راضی نہیں ہوتے، انہوں نے بندوں سے کیا راضی ہونا ہے۔ ......نقل کفر کفر نباشد...... ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ میں Favouritism بہت ہے۔ میں نے کہا، کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ بس وہ داڑھی والوں کی دعا قبول کرتا ہے اور دوسروں کی تو سنتا ہی نہیں ...... استغفر اللہ...... اس میں اتنی جرأت اس لئے آئی کہ اس میں شر غالب آ چکا تھا۔

اصول یہ ہے کہ ہر بندے میں خیر بھی ہوتی ہے اور شر بھی۔ اگر کسی کی خیر غالب ہو اور شر دبا ہوا ہو تو وہ اچھا بندہ ہے اور اگر کسی میں خیر کم ہے اور اس پر شر غالب ہے اور وہ اللہ کے بندوں کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے تو وہ برا بندہ ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آ جائے گی تو سب کے بارے میں حسنِ ظن آ جائے گا۔

بدظن کرنے کی ناکام کوشش

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ وہ کسی عورت کے ساتھ گناہ میں ملوث ہو گیا۔ جب اس کے بارے میں اس کے کسی مخالف کو پتہ چلا تو وہ کہنے لگا، ٹھیک ہے اب بات ہوئی، میں جا کر حاجی صاحب سے بات کرتا ہوں کہ وہ جو تمہارا چہیتا ہے اس کے یہ کرتوت ہیں۔ چنانچہ وہ حاجی صاحب کے پاس گیا اور کہا، حضرت! وہ جو آپ کے ساتھ بڑی محبت کے دعوے کرتا ہے اس نے تو یہ کبیرہ گناہ کیا ہے۔ حاجی صاحب نے فرمایا، اچھا، لگتا ہے کہ اس وقت اس پر اللہ تعالیٰ کی گمراہ کرنے والی تجلی کا اثر ہو گیا ہو گا ۔جب انہوں نے یہ جواب دیا تو اس آدمی کو کوئی دوسری

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کرنے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔

نویدِ مسرت

بھئی! بات یہ ہے کہ ہم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے، اللہ کے محبوب ﷺ سے اور اللہ کے دین اسلام سے راضی رہیں۔ اس کو کہتے ہیں کہ

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا

[میں راضی اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے! اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں]

جب ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوں گے۔ یہ ہمارے لئے نویدِ مسرت ہے۔ لہٰذا ہر بندہ خیر کے راستے پر آگے بڑھنے کی کوشش کرتا رہے۔ اگر اس نے موت سے پہلے پہلے نیکی والی زندگی کو اختیار کر لیا تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے۔ دنیا والے تو دروازے بند کر دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے دروازے بند نہیں کیے۔ کوئی کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کسی کے لئے اپنے دروازے بند نہیں کرتے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین .

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دیگر کتب

- خطبات فقیر (بارہ جلدیں)
- مجالس فقیر (پانچ جلدیں)
- مکتوبات فقیر
- حیات حبیب (سوانح حیات)
- عشق الٰہی
- عشق رسول ﷺ
- باادب بانصیب
- لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند (سفر نامہ)
- قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز
- نماز کے اسرار و رموز
- رہے سلامت تمہاری نسبت
- موت کی تیاری
- کتنے بڑے حوصلے ہیں پروردگار کے
- پریشانیوں کا حل
- دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات
- محسنین اسلام
- حیاء اور پاکدامنی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ بائی پاس جھنگ 0471-622832,625454
- معہد الفقیر گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دار الہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دار المطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارۂ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی
- ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشرفیہ منزل، فوارہ چوک ملتان 061-540513
- مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس، ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد تیرہ

- کثرتِ ذکرِ الٰہی
- قبولیت کی فکر
- رزق کی تقسیم
- دعوت وتبلیغ کے دس سنہری اصول
- محرم مردوں کی اصلاح
- فضائلِ جمعۃ المبارک

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ، فیصل آباد

☎ +92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلیے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر جلد ۱۳

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

مرتب
محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	———	خطباتِ فقیر (جلد ۱۳)
ازافادات	———	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ
مرتب	———	محمد حنیف نقشبندی
ناشر	———	مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
اشاعت اوّل	———	جون 2006ء
اشاعت دوم	———	اپریل 2007ء
اشاعت سوم	———	جنوری 2008ء
اشاعت چہارم	———	اکتوبر 2003ء
اشاعت ہفتم	———	مارچ 2010ء
تعداد	———	1100
سرورق	———	حافظ انجم محمود
کمپیوٹر کمپوزنگ	———	ڈاکٹر شاہد محمود عفی عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	9
پیش لفظ	11
(1) کثرتِ ذکر الٰہی	15
مؤمنین کو ذکر کثیر کا حکم ہے	15
کثرت ذکر کی تاثیر	16
مراقبہ اینٹی بائیوٹک کی مانند ہے	20
ذکر سے ذات کی محبت بڑھتی ہے	21
دل کا سیل فون	21
لمبا مراقبہ	23
دل کے لئے بیکنگ ٹائم	25
خواہشات نفسانیہ کا سٹریس کیسے دور ہو	25
بے طلبی کی انتہا	26
انتقال فیض کی تین شرائط	27
روحانی دنیا میں ظاہری فاصلوں کی حیثیت	31
پانے والے یوں پاتے ہیں	32
قبض کی کیفیت میں بڑی آزمائش ہوتی ہے	33
تلمین جلوہ اور تلمین قلوب	35
اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا چور دروازہ	37

عنوان	صفحہ نمبر
براہ راست خطاب میں لذت	38
ہر حال میں ذکر کرنے کا طریقہ	39
کثرت ذکر سے دو نعمتوں کا حصول	44
(1) قوت ارادی اور اس کے ثمرات	44
ایک ماہر نفسیات کی تحقیق	45
ایک طالب علم کی کامیابی	46
دینی میدان میں کامیابی	47
ازدواجی زندگی میں کامیابی	48
صبر اور برداشت کی قوت	52
ہمت بڑھانے کا ایک دلچسپ واقعہ	53
اہل اللہ کی قوت ارادی	55
قوت کو مرکوز کرنے کے ثمرات	57
پانی کی دھار سے کٹنگ	58
بڑے بڑے پتھر توڑنا	58
ایک بوڑھے کی بھینسے سے لڑائی	59
ہپناٹزم کا ایک کرتب	60
بس، یہی میرا کرتب تھا	63
ٹی وی سکرین پر ایک کرتب	64
گناہگاروں پر اہل اللہ کی توجہ کا اثر	65
احادیث سے ثبوت	65

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
ہماری نمازوں کی کیفیت	66
ایک قرآنی فیصلہ	67
غیر اللہ کے خیال سے خالی نماز پڑھنے کا واقعہ	68
سائنسدانوں میں توجہ مرکوز کرنے کی قوت	70
حضرت عمرؓ کا توجہ کو مرکوز کرنا	71
طب یونانی کے مفقود ہونے کی وجوہات	71
ایک مصنوعی چاند	73
ایک حیرت انگیز واقعہ	73
اطباء کی ارتکاز توجہ کے ثمرات	74
سپیشلسٹ بننے کا طریقہ	75
امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ارتکاز توجہ کے ثمرات	76
۲ قبولیت کی فکر	81
قابلیت اور قبولیت کا مفہوم	81
قابلیت کے باوجود قبولیت نہ ملنے کے واقعات	82
ابلیس کا راندۂ درگاہ ہونا	82
فرعون کا نشان عبرت بننا	83
عمر ابن ہشام کی ایمان سے محرومی	85
ولید کو اس کا تکبر لے ڈوبا	85
ابوالفضل اور فیضی کی محرومی	86
ایک عام سی مثال	88
قبولیت پانے والوں کی مثالیں	89
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قبولیت	89
بی بی مریم علیہا السلام کی قبولیت	90
بخاری شریف کی قبولیت	92
دارالعلوم دیوبند کی قبولیت	93
ذبح عظیم کی قبولیت	95
سعی بین الصفا والمروہ کی قبولیت	96
ایک چیونٹی کی قبولیت	96
بھوک برداشت کرنے پر قبولیت	97
مولانا حسین احمد مدنیؒ کی قبولیت	98
شاطبیہ رسالہ کی قبولیت	98
خواجہ معین الدین چشتیؒ کی قبولیت	99
رابعہ بصریہؒ کی قبولیت	99
فقہ حنفی کی قبولیت	100
ایک دلہن کو قبولیت کی فکر	101
قبولیت کے لئے فکرمند رہا کریں	102
مغفرت طلب کرنے کی تعلیم	105
قبولیت اعمال کیلئے تقویٰ ضروری ہے	109
سیدنا صدیق اکبرؓ کے دل میں اللہ کا ڈر	110
سیدنا عمرؓ کے دل میں اللہ کا ڈر	112
حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور خوف خدا	115
اپنی قابلیت پر نظر نہ رکھیں	117
ایک چشم کشا واقعہ	118
تڑپا دینے والی آیات	120

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
ایک عبرت ناک واقعہ	122
قبولیت پانے کا انمول نسخہ	124
اک عجیب دعا	124
آخری لمحے تک ڈرنے کی ضرورت	125
(۱۳) رزق کی تقسیم	129
دنیاوی زندگی میں مال کی اہمیت	129
مال، باعث خیر بھی اور باعث شر بھی	131
مالی پریشانیاں	133
پریشانیوں کا حل	134
ایک جنرل منیجر روپڑے	134
ایک محنت کش کی پرسکون نیند	136
بوئے ہلاکت اور بوئے کفر	136
خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی بے نفسی	137
مال کے معاملہ میں زبردست احتیاط	139
زرپرستی سے بچنے کی دعا	140
پانچ چیزیں لازم وملزوم ہیں	140
متوکل اور زاہد کون ہے؟	141
ہوشیار آدمی کون ہوتا ہے؟	143
فقیہ کسے کہتے ہیں؟	[illegible]
بخیل کسے کہتے ہیں؟	143
غنی کسے کہتے ہیں؟	144
سبق آموز نصیحتیں	144
مقدر کا رزق ضرور ملتا ہے	145
کتا اپنے رزق تک کیسے پہنچا؟	146
جسے اللہ رکھے	147
مرغی کا رزق	149
خواجہ بایزید بسطامی کا بھرپور اعتماد	150
پردۂ غیب سے کھانے کا انتظام	151
پودے کی خوراک	152
گناہوں کے باوجود چار نعمتیں جاری رہتی ہیں	153
اللہ کو ناراض کرنے والی باتیں	154
(۱) احکام الٰہی میں کوتاہی کرنا	154
(۲) اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرنا	154
(۳) اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہونا	154
رزق میں دو طرح کی مہربانی	155
رزق ملنے کے اسباب	156
مقصد زندگی اور ضرورت زندگی	157
رزق ملنے کے دو طریقے	158
رزق کے بارے میں انسان کی پریشانی	161
کوے کے بچوں کی پرورش	161
مولوی بن کر کھاؤ گے کہاں سے	162
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ	164
بالواسطہ اور بلاواسطہ رزق	165
اللہ تعالیٰ نے عزت رکھ لی	167
مہمان کے آنے پر دل چھوٹا نہ کریں	168
مسکینوں کا رزق	169

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
بجٹ کی رات	169
ایک پُر لطف دعا	171
ایک بڑے میاں کے دلچسپ اشکالات	171
ہر دعا قبول ہوتی ہے	173
دو خاص نعمتیں	175
تین تجربہ شدہ باتیں	175
رزق بڑھانے کے لیے چند اعمال	176
طلباء کے لیے دو تحفے	178
کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے لاجواب نسخہ	179
آئندہ کیلئے حفاظت بھی مانگیے	181
اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عذاب کیلئے نہیں پیدا کیا	181
تمام اسماء الحسنٰی رحمت الٰہی کے ترجمان ہیں	182
بخشش کا پروانہ	186
دو گنہگاروں کی بخشش	187
ہر پریشانی اللہ کے حضور پیش کردیں	188
پندرہ شعبان سے ستائیس رمضان تک	189
اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا سورج	189
ایک عجیب واقعہ	190
③ دعوت و تبلیغ کے دس سنہری اصول	195
نظام کائنات کی ترتیب	195
امانت کی سپردگی	197
استاد کو ہدیہ پیش کرنے کا طریقہ	198
طالبات کے لئے محنت کا میدان	199
دعوت کا کام نہ کرنے پر حسرت	200
دعوت و تبلیغ کے مختلف انداز	201
سب سے بہتر طریقہ تبلیغ	203
دعوت و تبلیغ میں نور باطن کی اہمیت	204
قرآن مجید کی روشنی میں داعی کی چند صفات	205
(۱) دل میں محبتِ الٰہی پیدا کرنا	205
(۲) بے غرض ہو کر دعوت دینا	206
(۳) بلا تخصیص دعوت دینا	206
(۴) دل میں رحمت و شفقت ہونا	207
(۵) تہجد میں اللہ تعالیٰ سے مانگنا	208
(۶) ذکرِ الٰہی کرتے رہنا	209
(۷) دل کا سوز سے بھر جانا	210
(۸) دل میں اخلاص پیدا کرنا	212
(۹) ناپسندیدہ حالات میں برداشت کرنا	215
(۱۰) دعوت کا کام کرنے پر شکر ادا کرنا	217
داعی کے کام میں اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی	218
ایک عجیب دعا	223
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے	224

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
⑤ محرم مردوں کی اصلاح	227
ایک عظیم الشان عمل کی دعوت	227
سوچ کا فرق	228
عورت کو چار طرح کی محبت ملتی ہے	229
اولاد کے دل میں ماں کی محبت	230
جذبہ جہاد پیدا کرنے کا انوکھا انداز	232
حضرت اسماءؓ کی اپنے بیٹے کو نصیحت	233
ماں باپ فکری اختلاف سے بچیں	235
خاوند کے دل میں بیوی کا مقام	236
حضرت ابوطلحہؓ کیسے مسلمان ہوئے؟	238
حضرت عکرمہؓ کا قبول اسلام	239
جنگِ یرموک میں خواتین کا کردار	240
بھائیوں کی نظر میں بہنوں کا مقام	242
رضاعی بہن کا اکرام	243
بھائیوں پر نیکی کی تعلیم کا اثر	244
باپ کی نظر میں بیٹی کا مقام	245
بیٹیوں کی ذمہ داری	247
لمحہ فکریہ	248
خلاصہ کلام	251
⑥ فضائل جمعۃ المبارک	255
تخلیقِ عالم	255
عیسائیوں اور مسلمانوں کے مزاج میں فرق	256
دنیائے کفر اور یوم جمعہ	257
اہل اسلام اور یوم جمعہ	257
یوم جمعہ کی وجہ تسمیہ	263
جمعہ کا اہتمام کرنے کی فضیلت	264
ساعت اجابت	265
جمعہ کا مخصوص لباس	266
نماز جمعہ کے بعد تجارت میں برکت	266
جمعہ پڑھنے والوں کے ناموں کا اندراج	267
درود شریف کی کثرت کا حکم	267
جمعہ اور شب جمعہ کی برکات	269
جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھنے کی فضیلت	269
خطبہ جمعہ کی فضیلت	270
خطبہ جمعہ کا نچوڑ	270
خطیب کے چہرے کی طرف دیکھنے پر اصول انعام	271
دیدار الٰہی	274
دیدار الٰہی کے لیے تیاری	274
میدانِ مزید میں حاضری	275
دیدار کے وقت کیفیت	275
معارف دیدار الٰہی	277
علمائے ماوراء النہر کا معمول	279

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم و معارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ تیرہویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت و معرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم و حکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحر معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت وذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تا زیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہٗ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اله و اصحابه اجمعین . اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف اول کے سپاہی ہیں۔ جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اھتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔ بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحہ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغہ عصر شخصیت، شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرقع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند، سرمایہ خاندان نقشبند حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی مادامت النہار والیالی ہیں۔ آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم ہو جاتے ہیں۔ عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے فائدہ کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحہء قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ الحمد للہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب و تزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہو سکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد و ثمرات کا حامل ہے۔ ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سے کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ
ایم اے۔ بی ایڈ
موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ٥

(الاحزاب: ۴۱)

کثرت ذکرِ الٰہی

یہ بیان جولائی 2004ء کو معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں ہوا جس میں حضرت اقدس کے خلفاء اور دیگر مریدین نے شرکت کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہمیں ذکر کثیر سے ہی فائدہ ہوگا۔ جن بزرگوں نے کچھ پایا انہوں نے ذکر کثیر ہی کیا۔ آپ مجھے کوئی ایک بندہ بھی دکھا سکتے جو منٹوں کا ذکر کرنے کا عادی ہو اور اس نے ولایت کے درجات حاصل کیے ہوں؟...... اس عاجز کی زندگی کے چالیس سال تصوف وسلوک کی لائن پر گزرے ہیں اور اپنی زندگی میں کوئی بندہ ایسا نہیں دیکھا جو پانچ اور دس منٹ ذکر کرتا ہو اور اس نے ولایت کے درجات حاصل کر لئے ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ اس کے لئے گھنٹوں لگانے پڑتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

کثرت ذکر الٰہی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا o

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

مومنین کو ذکر کثیر کا حکم ہے

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ذکر کثیر کا حکم دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اذْكُرُوْ اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب: 41)

[اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو]

اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا مگر ساتھ شرط لگا دی کہ کثرت کے ساتھ ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی کسی عبادت کی کثرت کا حکم نہیں دیا لیکن جہاں ذکر کا تذکرہ آیا وہیں کثرت کا حکم دیا۔ دیکھیں کہ جب ذکر کی بات کی تو کثرت ذکر کی بات کی لیکن جب عمل کی بات ہوئی تو کثرتِ عمل کی بات نہیں کی بلکہ خوبیٔ عمل کی بات کی، فرمایا،

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً (الملک:2)

یہاں اَكْثَرُ عَمَلاً نہیں کہا بلکہ اَحْسَنُ عَمَلاً کہا کہ ہم نے موت وحیات

www.besturdubooks.wordpress.com

کو پیدا کیا، یہ دیکھنے کے لئے کہ تم میں سے کون زیادہ اچھے عمل کرتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ عمل کی کوالٹی مانگتے ہیں کہ جو عمل بھی کرو پورے اخلاص سے کرو۔ جو اس کی صحیح کیفیت ہے اس کیفیت کے ساتھ کرو۔ لیکن ذکر کے لئے کثرت کی قید لگا دی۔

یوں تو ہر کلمہ گو ذکر کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ پڑھنا بھی ذکر ہے، نماز پڑھنا بھی ذکر ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرنا بھی ذکر ہے۔ اور ذکر کرنا بھی ذکر ہے۔ گویا ہر کلمہ گو ذکر تو کرتا ہے مگر ذکر کثیر نہیں کرتا اس لئے اس کو فائدہ نہیں ہوتا۔ اس کے فائدے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ساتھ یہ نکتہ بتا دیا کہ کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا کرو اس میں فائدہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الجمعه:10)

[اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ]

تو دیکھیں کہ جہاں بھی ذکر کا حکم ہے وہاں کثرت کا بھی حکم ہے۔ ایک جگہ کثرت سے ذکر کرنے والے مرد و عورت کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (الاحزاب :35)

[اور کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے]

اس سے معلوم یہ ہوا کہ ذکر میں کثرت کا بڑا دخل ہے۔

کثرت ذکر کی تاثیر

یہ ذکر کے ساتھ کثرت کی شرط کیوں لگائی؟ اس لئے لگائی کہ بعض اوقات چیز کی مقدار کا اس کی تاثیر میں دخل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر نمک ہم سب کھاتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں مگر اس نمک سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اگر اسی نمک کو بہت زیادہ پتلا کر دیا جائے تو یہ دوائی بن جاتی ہے۔ ایک ہومیو پیتھک دوائی ہے جو عام طور پر نزلہ زکام کنٹرول کرنے کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ وہ صرف نمک سے بنتی ہے۔ اگر عام بندہ جسے نزلہ زکام نہیں ہے وہ اس دوائی کی ایک خوراک لے لے تو اسے نزلہ زکام ہو جائے گا۔ چنانچہ اگر کسی نے اس کا تجربہ کرنا ہو تو وہ دوائی کی چند خوراکیں لے اور پھر ایک دن کے بعد اپنی حالت دیکھے۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ ہم وہی چیز چمچ بھر بھر کر سالن میں ڈالتے ہیں تو وہ ہمیں کچھ نہیں کہتی اور وہی چیز جب بہت قلیل مقدار میں لی جاتی ہے تو آدمی کے لئے دوائی بن جاتی ہے۔ اسی طرح ایک چیز تھوڑی مقدار میں لیں تو فائدہ نہیں دیتی اور اگر صحیح مقدار میں لیں تو فائدہ دے دیتی ہے۔ جو گولیاں ہم کھاتے ہیں ان میں سے کوئی درد کی دوا ہوتی ہے تو کوئی بخار کی۔ یہ ساری گولیاں چیزوں کی ایک خاص مقدار پر بنی ہوتی ہیں۔ اگر آپ اتنی مقدار میں نہ لیں تو آپ کو شفا نہیں ہوتی۔

مثلاً ایک آدمی کو بخار ہوا۔ ڈاکٹر نے اس کو گن کر اکیس (۲۱) گولیاں دیں اور کہا کہ جی یہ انٹی بائیوٹک ہے۔ یہ آپ نے تین گولیاں صبح دوپہر اور شام کے وقت سات دن تک کھانی ہیں۔ یہ سات دن کا کورس مکمل کرنے کے بعد آپ ٹھیک ہو جائیں گے...... اب دوائی کھانے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ اس دوائی کو ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق استعمال کرے گا تو ٹھیک ہو جائے گا اور اگر وہ یہ کہے کہ میرے بیٹے کا میڈیکل سٹور ہے لہٰذا میں تو سات دنوں کی جگہ زیادہ دن بھی دوائی کھا سکتا ہوں مگر میں روزانہ ایک گولی کھاؤں گا۔ اب اگر وہ روزانہ ایک گولی کھائے اور اس طرح وہ پچاس گولیاں بھی کھا لے تو اس کا بخار نہیں اترے گا۔ اب ڈاکٹر سے جا کر کہے کہ میں نے پچاس گولیاں کھائی ہیں مگر میرا بخار نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اترا تو ڈاکٹر اسے کہے گا۔ جناب اگر آپ عقل سے کام لیتے اور میری ہدایت کے مطابق گولیاں کھاتے تو بالکل ٹھیک ہو جاتے۔ اب غور کریں کہ اس نے گولیاں بھی ٹھیک کھائیں اور وہ بنی ہوئی بھی ٹھیک تھیں مگر چونکہ اس نے مقدار پوری نہیں لی تھی اس لئے اسے فائدہ نہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چیز کی مقدار کا اس کے اثر میں دخل ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو حکم فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرو، یہاں ساتھ اس کی مقدار بھی بتا دی۔ فرمایا

ذِكْرًا كَثِيْرًا

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کثرت سے ذکر نہیں کرے گا وہ فائدہ نہیں پائے گا۔ اسی لئے جو غافل اور جانور قسم کے لوگ ہیں اور خواہشات کے پیچھے بھاگنے والے ہیں ان کے بارے میں قرآن مجید کہتا ہے۔

وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (النساء: 142)

[اور نہیں ذکر کرتے مگر تھوڑا]

وہ ذکر تو کرتے ہیں مگر تھوڑا ذکر کرتے ہیں اور تھوڑا ذکر کرنے والے جانوروں کی طرح اپنی خواہشات کی پیروی کرتے پھرتے ہیں ...... تھوڑا ذکر کرنے والے نفس کے غلام بنے پھرتے ہیں...... تھوڑا ذکر کرنے والے

مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ

(النساء: 143)

[بیچ میں لٹکے ہوئے ہیں نہ ان کی طرف ہوتے ہیں نہ ان کی طرف ہوتے ہیں]

کے مصداق ہیں۔ وہ تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔ نہ ادھر کے رہتے ہیں نہ اُدھر کے۔ تھوڑا ذکر کرنے سے انسان کے اندر وہ صفات پیدا نہیں ہوتیں جو ذکر

www.besturdubooks.wordpress.com

کثیر کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض اوقات سالک بھی اپنی اصلاح کے لئے مخلص ہوتا ہے اور شیخ بھی اس کے حال کے مطابق ٹھیک نسخہ تجویز کرتا ہے لیکن پھر بھی اسے فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ تھوڑا ذکر کرتا ہے۔ کم ذکر کرنے والے بدگمانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ بعض اوقات تو شیخ کے بارے میں بھی بدگمان ہو جاتے ہیں۔ وہ اکثر بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ آپ یکسوئی کے ساتھ معمولات کی پابندی کریں اور رابطہ رکھیں، اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی کو آپ کے حق میں بایزید بسطامی اور جنید بغدادی بنا دیں گے کیونکہ یہ نسبت قیامت تک باقی رہنی ہے۔

جو لوگ کثرت سے ذکر نہیں کرتے وہی فائدہ نہیں پاتے۔ کتنے ہی ایسے دوست ہیں جو کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی ایسی بارش برساتا ہے کہ سالوں بلکہ مہینوں میں ان کا کام بن جاتا ہے۔ کئی تو ایسے ہوتے ہیں کہ جو ذکر کرتے نہیں اور کہتے ہیں کہ ترقی نہیں ہو رہی۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک آدمی دوائی بھی نہ کھائے اور یہ کہے کہ شفا نہیں ہو رہی۔ اس میں ڈاکٹر کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ آج کل تو ایسا دور آ گیا ہے کہ لوگ ڈاکٹر کا قصور بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ڈاکٹر ٹھیک نہیں ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر نے تو دوا بتا دی یعنی اسباق سکھا دیے ہیں۔ اس کے بعد اگر آپ وہ اسباق کریں، پھر اپنی کیفیت بتا کر پوچھیں کہ اب کیا کرنا ہے اور وہ نہ بتائے تو وہ قصوروار ہے۔ ڈاکٹر نے تو آپ کو پوری ہدایات دے دیں کرنا نہ کرنا تو آپ کے اختیار میں ہے۔ اگر کسی کو ڈاکٹر کہے کہ آپ یہ دوائی استعمال کریں بخار اتر جائے گا، مگر وہ بندہ اس دوائی کو اپنی جیب میں ڈال لے۔ اور پھر چند دنوں کے بعد کہے کہ ڈاکٹر صاحب! مجھے تو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ڈاکٹر پوچھے گا کہ کیا آپ نے وہ دوائی کھائی تھی۔ تو وہ جواب

www.besturdubooks.wordpress.com

دے کہ جی میں نے وہ دوائی جیب میں ڈال لی تھی، تو ڈاکٹر کہے گا او عقل کے اندھے! اسے پیٹ میں ڈالنا تھا۔ جیب میں ڈالنے سے فائدہ نہیں ہونا تھا بلکہ پیٹ میں ڈالنے سے فائدہ ہونا تھا۔ اسی طرح ہم معمولات وغیرہ تو کرتے نہیں اور پھر شیخ کے ساتھ شکوے کرتے پھرتے ہیں۔

مراقبہ اینٹی بائیوٹک کی مانند ہے

اکثر دوستوں کو شیطان اس پوائنٹ پر اٹکا دیتا ہے کہ وہ مراقبہ چھڑوا دیتا ہے۔ تلاوت بھی باقاعدگی سے کرتے ہیں، نماز بھی باقاعدگی سے پڑھتے ہیں، درود شریف بھی پڑھ لیتے ہیں اور استغفار بھی پڑھ لیتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ مراقبہ نہیں ہوتا۔ ان معمولات کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ڈاکٹر نے انٹی بائیوٹک بھی دی اور ساتھ ہی اس نے دردوں اور وٹامن کی گولیوں کا ایک سیٹ بنا کر دیا۔ اس میں مراقبہ انٹی بائیوٹک کی مانند ہے جو گناہوں کا بخار اتارنے کی اصل دوا ہے۔ جس طرح بخار کا مریض اپنی ادویات میں سے انٹی بائیوٹک نکال دے اور باقی دوائی کے پھکے مارتا رہے تو اس کو شفا نہیں ہوگی اسی طرح مراقبہ کو چھوڑ کر باقی معمولات کر لینے سے بھی کامل روحانی شفا حاصل نہیں ہوگی۔ اس لئے آپ دیکھیں گے کہ اکثر و بیشتر سالکین کی طرف سے آپ کو ایک ہی شکایت ملے گی کہ جی میری ترقی نہیں ہو رہی لیکن جب آپ اس سے تفصیل پوچھیں گے تو ایک ہی جواب ہوگا کہ جی مراقبہ نہیں ہوتا۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو گھنٹوں بیٹھ کر دوسروں کی غیبت اور دنیا کے تذکرے کرتے رہتے ہیں، کیا وہ دو گھنٹے بیٹھ کر مراقبہ نہیں کر سکتے۔ یاد رکھیں کہ جو سالک مراقبہ نہ کرے اور ترقی نہ ہونے کا شکوہ کرے اس میں اس کا اپنا قصور ہوتا ہے۔ البتہ کوئی مراقبہ تو ایک یا دو گھنٹے کرے اور پھر کہے کہ ترقی نہیں ہو رہی تو پھر یہ دیکھنا پڑے گا کہ مراقبے کے اثرات اس کے قلب کے اندر کیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

جڑ نہیں پکڑ رہے۔ پھر اگلا مرحلہ آئے گا۔

ذکر سے ذات کی محبت بڑھتی ہے:

ایک بات یاد رکھیں کہ ذکر سے ذات کی محبت بڑھتی ہے۔ آپ ذرا کہیں اناس کے پھل کا یا کشمیری چائے کا تذکرہ سنیں تو فوراً آپ کے دل میں ان چیزوں کے حصول کی طلب پیدا ہو جائے گی۔ ایک مرتبہ میں نے ایک بچے کے سامنے جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ کیا تو وہ دوسرے لمحے یہ کہنے لگا کہ میں ابھی جنت میں جانے کیلئے تیار ہوں۔ شریعت کا حسن و جمال دیکھئے کہ اس نے عورت کو اپنے شوہر کے سامنے کسی غیر عورت کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنے سے منع کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر تذکرہ کرے گی تو اس غیر عورت کی محبت اس کے شوہر کے دل میں پیدا ہوگی اور خود اس پر مصیبت آ جائے گی۔ اسی طرح ذکر اللہ سے اللہ کی ذات کی محبت بڑھتی ہے۔ وہ ذکر چاہے مراقبہ کی شکل میں ہو، چاہے تہلیل لسانی کی شکل میں ہو چاہے فکر کا ذکر ہو۔ ذاکر زندہ کی طرح اور غافل مردہ کی طرح ہے۔ مردہ ہونے کا مطلب یہ ہے کی وہ وعیدیں اور بشارتیں تو سنے گا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

دل کا سیل فون:

اللہ تعالیٰ نے کثرت ذکر کا حکم دیا ہے۔ کیا ہم کثرت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں؟ کثیر کا لفظ آدھے سے زیادہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور قلیل کا لفظ آدھے سے کم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کیا ہمارا پچاس فیصد سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزرتا ہے۔ اگر نہیں گزرتا تو ہم ذکر کثیر نہیں کر رہے۔ ہمیں اپنی بیماری کا علاج سمجھنا بڑا آسان ہے۔ مشکل نہیں ہے ہمت سے کام لیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

مراقبے کی پابندی کر کے دیکھیں پھر اس کی برکتیں خود دیکھنا۔ جو بندہ مراقبہ نہیں کرتا اس کی مثال ایسی ہے کہ وہ سیل فون پر باتیں تو کرے مگر اس کو چارجنگ کے ساتھ نہ لگائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیٹری ایک یا دو دن چلے گی اور تیسرے دن بات ہوتے ہوتے درمیان سے کٹ جائے گی۔ اگر کوئی پوچھے کہ آپ کی بات ہو رہی تھی کٹ کیوں گئی تو کہتا ہے کہ بیٹری کام نہیں کر رہی۔ وہ پوچھے کہ بیٹری کیوں کام نہیں کر رہی تو یہ کہتا کہ میں نے اس کو چارج نہیں کیا۔ اسمیں قصور اس کا اپنا ہوگا۔ بیٹری کو روزانہ چارج کرنا پڑتا ہے۔ سیل فون رکھنے والے اچھی طرح واقف ہیں کہ وہ دن کو فون پر باتیں کرتے ہیں اور رات کو چارج کرتے ہیں۔ دل کے سیل فون کا بھی یہی حال ہے۔ دن کو اس سے کام لو اور رات کو اللہ کے ساتھ ملا کر اسے چارج کرو۔ دنیا کا سیل فون بجلی سے چارج ہوتا ہے۔ اور دل کا سیل فون اللہ تعالٰی کے اتارے ہوئے نور، برکت، رحمت اور سکینہ سے چارج ہوتا ہے۔ جس طرح فون کی بیٹری فل چارج ہو تو زبردست قسم کی گھنٹی بجتی ہے اسی طرح جب دل کی بیٹری فل چارج ہو تو پھر قلبی ذکر کی گھنٹی بھی خوب ٹکا کے بجتی ہے۔ پھر لطائف کی گھنٹیاں اللہ اللہ والی بج رہی ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ کچھ بھی سنائی نہیں دیتا۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہمیں ذکر کثیر سے ہی فائدہ ہوگا۔ جن بزرگوں نے کچھ پایا انہوں نے ذکر کثیر ہی کیا۔ آپ مجھے کوئی ایک بندہ بھی دکھا سکتے جو منٹوں کا ذکر کرنے کا عادی ہو اور اس نے ولایت کے درجات حاصل کئے ہوں؟ اس عاجز کی زندگی کے چالیس سال تصوف وسلوک کی لائن پر گزرے ہیں اور میں نے اپنی زندگی میں کوئی بندہ ایسا نہیں دیکھا جو پانچ اور دس منٹ ذکر کرتا ہو اور اس نے ولایت کے درجات حاصل کر لئے ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے گھنٹوں لگانے پڑتے ہیں۔ پھر مقصود حاصل ہوتا ہے۔

لمبا مراقبہ:

ہمارے مشائخ صبح وشام لمبا مراقبہ کیا کرتے تھے۔ حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ ایک بزرگ تھے۔ حضرت حسین علی رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں والے۔ وہ ایک بڑے مفسر قرآن تھے۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فیض پایا۔ فرماتے ہیں کہ جب لوگ ان کی خانقاہ پر جاتے تھے تو عشاء کے بعد وہ مراقبہ کرواتے تھے اس مراقبے کی اختتامی دعا بھی نہیں ہوتی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ہاں دستور تھا کہ عشاء کے بعد حضرت کے ساتھ مراقبہ میں سر جھکاتا ہے۔ سالکین کو کھلی چھٹی تھی کی جو تھک جائے وہ چلا جائے یا جس کو نیند آئے وہ بھی چلا جائے۔ اس طرح ایک چلا جاتا دوسرا چلا جاتا، تیسرا چلا جاتا، حتیٰ کہ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ مراقبے سے سر اٹھاتے تو دیکھتے کہ سارے ہی چلے گئے ہیں۔ حضرت اٹھتے اور تہجد کی نیت باندھ لیتے تھے۔ یوں پوری رات اللہ کی یاد میں گزار دیتے تھے۔

ان کے خلفاء بھی کثرت سے ذکر کرتے تھے۔ سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنائی کہ ہم ان کے ایک خلیفہ سے ملنے کے لئے گئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے اور ساتھ حضرت مولانا سید احمد گوہانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ یہ بڑوں کے تعلق کی وجہ سے ان سے ملنے کے لئے گئے۔ فرمانے لگے کہ مجھے ڈیوٹی پر بھی جانا تھا۔ جب ہم فجر کے بعد گئے تو ہمارے پاس تین گھنٹے تھے۔ ہم نے سوچا کہ جہاں وہ ٹھہرے ہوئے ہیں ہم وہاں پانچ منٹ میں پہنچ جائیں گے اور پانچ منٹ میں واپس آجائیں گے۔ تو درمیان میں ان کے پاس

www.besturdubooks.wordpress.com

تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھیں گے، یوں ہمیں ان کی مجلس مل جائے گی۔ فرمانے لگے کہ جب ہم وہاں پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ آئیں ہم مراقبہ کریں۔ ہم دو تھے اور ایک مراقبہ کروانے والے تھے۔ مجمع میں سے اٹھ کر جانا آسان ہوتا ہے مگر جب صرف دو شاگرد بیٹھے ہوں تو اٹھ کر جانا مشکل کام ہوتا ہے۔ ہم تو تھے بھی پرائیویٹ گھر میں جاتے کہاں؟ فرمانے لگے کہ جب ہم نے سر جھکایا تو اب ہم مشکل میں گرفتار ہوگئے۔ ہماری گردن تھک گئی مگر حضرت کو کچھ بھی نہیں ہو رہا تھا۔ ایسے لگتا تھا کہ ابھی گردن کی ہڈی ٹوٹے گی۔ کبھی اِدھر سائیڈ بدلتے کبھی اُدھر، پہلو بدل بدل کر ہمیں سکون ہوگیا اور وہ مراقبے میں آرام سے بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ جب اڑھائی گھنٹے گزر گئے تو ہم نے ٹائم دیکھا۔ پھر پریشانی ہوئی کہ مجھے تو ڈیوٹی پر جانا ہے۔ اب ہمارا دل کرتا تھا کہ اٹھ کر چلے جائیں لیکن پھر کہتے کہ ادب کے خلاف ہے۔ ہم بیٹھے تو تھے مگر ہمارے دماغ میں جنگ چل رہی تھی۔ جب پونے تین گھنٹے مکمل ہوئے تو اس وقت حضرت نے دعا فرمائی۔ ان کو کشف کے ذریعے اندازہ ہوگیا۔ چنانچہ دعا کرنے کے بعد فرمانے لگے کہ جب آیا کریں تو مراقبے کے لئے وقت تو لے کر آیا کریں...... اللہ اکبر...... جواب میں حضرتؒ نے فرمایا، بہت اچھا! جب ہم آئندہ آئیں گے تو وقت لے کر آئیں گے۔

حضرت مولانا سعید احمد گوہانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عرض کیا، حضرت ہم چاہتے ہیں کہ آپ ذرا ہمارے لطائف پر توجہ فرما دیں۔ وہ پنجابی بولتے تھے۔ لہٰذا پنجابی میں کہنے لگے۔

''تازہ دِسن تازہ رہسن''

یعنی تمہارے لطائف تازہ ہیں اور تازہ رہیں گے۔ اللہ اکبر، جو کثرت ذکر کرتے ہیں وہ پھر کہہ بھی سکتے کہ یہ تازہ ہیں اور تازہ رہیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کے لئے بیکنگ ٹائم

جو لوگ اچھی مٹھائیاں اور بسکٹ وغیرہ بناتے ہیں وہ ہر چیز کو بیکنگ ٹائم (پکنے کا وقت) دیتے ہیں۔ جب آپ پاس ہونے پر اپنے دوستوں کی دعوت کیلئے ان سے کیک بنوانے کے لئے کہیں گے تو وہ آپ سے سائز پوچھیں گے اور کیک بنا کر اس کو اوون (بھٹی) کے اندر رکھ دیں گے اور ایک خاص وقت تک اس میں رکھیں گے۔ اگر کیک کو اس میں اتنا ہی وقت رکھا جائے تو وہ بہترین پکتا ہے، اس سے کم وقت میں بھی نہیں پکتا اور زیادہ میں بھی نہیں پکتا۔ اس سے نیچے پکے گا تو کچا رہ جائے گا اور زیادہ پکے گا تو وہ جل جائے گا۔ تو ہر چیز کا ایک بیکنگ ٹائم ہے لیکن میرے دوستو! ہم مراقبہ کر کے اپنے دل کے کیک کو بیکنگ ٹائم ہی نہیں دیتے۔ ہم دل کو مراقبے کے اوون میں ڈالتے ہیں اور دو منٹ بعد نکال لیتے ہیں۔ جبکہ اس کو گھنٹوں کے حساب سے بیکنگ ٹائم کی ضرورت ہوتی ہے۔

خواہشات نفسانیہ کا سٹریس کیسے دور ہو:

جب لوہے کی مشینری بناتے ہیں تو اس کے اندر سٹریس (کھنچاؤ) آجاتا ہے۔ اس کے اندر کے گرین فل ہو جاتے ہیں یعنی اس کے اندر کے جو دانے ہیں ان میں کھنچاؤ آجاتا ہے۔ اس کھنچاؤ کو دور کرنے کے لئے ان کے سٹریس کو ریلیو (ختم) کرنا پڑتا ہے۔ اس مقصد کے لئے تین سے آٹھ گھنٹے تک اس مشینری کو ایک خاص ٹمپریچر پر رکھنا پڑتا ہے۔ ٹربائن اور جنریٹر کے نازک پرزے بھی اسی طرح بنتے ہیں کہ پہلے عام بناتے ہیں پھر اس جگہ پر رکھ کر اس کے سٹریس کو ختم کرتے ہیں۔ اب اگر اس مشینری نے آٹھ گھنٹوں میں ٹھیک ہوتا ہو اور ہم اس کو وہاں آٹھ منٹ کے لئے رکھیں اور نکال لیں۔ پھر شام کو آٹھ منٹ کے لئے رکھیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اور نکال لیں۔ اگر ہم روزانہ اسی طرح کرتے رہیں تو ہم ایک سال تک بھی کرتے رہیں تو اس کے سٹریس ختم نہیں ہوں گے۔ اگر آپ کہیں کہ جناب میں نے تو آٹھ آٹھ منٹ کر کے آٹھ گھنٹے دیے ہیں۔تو انجینئرز حضرات کہیں گے کہ اس سٹریس کو دور کرنے کا ایک خاص وقت ہے۔اگر اس سے پہلے نکال لیں گے تو اس کے سٹریس ہرگز دور نہیں ہوں گے۔ اسی طرح ہر انسان کے نفس میں خواہشات نفسانیہ کا سٹریس ہے۔اس سٹریس کو ختم کرنے کے لئے گھنٹوں مراقبہ کرنا پڑتا ہے۔تب جا کر دور ہوتا ہے۔ جبکہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم مراقبہ کرتے ہی نہیں۔بس ہم یہ چاہتے ہیں کہ پیر صاحب کی خانقاہ میں اللہ کے رنگ والا ایک ایسا ٹینک ہونا چاہیے کہ ہم جائیں اور پیر صاحب ہمیں اس ٹینک میں ڈبکی دے کر بھیج دیں کیونکہ ہمیں واپس جلدی گھر جانا ہوتا ہے۔

بے طلبی کی انتہا:

آج کل کے سالکین آتے ہی چند باتیں کرتے ہیں۔

(۱) پہلی بات یہ کرتے ہیں کہ حضرت !میں نے بڑے مشائخ کو دیکھا ہے۔ لیکن میں آپ سے بیعت ہوا ہوں،کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ میرا آپ پر احسان ہے کہ اتنے مشائخ کو دیکھنے کے باوجود میں آپ سے بیعت ہوا ہوں۔

(۲) دوسری بات یہ کرتے ہیں کہ حضرت !مجھے مراقبے کیلئے وقت تو ملتا نہیں۔ بس آپ ہی کچھ توجہ کر دیں...... ویسے مجھے جلدی گھر جانا ہے۔

(۳) تیسری بات یہ کرتے ہیں کہ کاروبار بھی کچھ اچھا نہیں، ڈاؤن سا ہے،بس پڑھنے کے لئے کچھ بتا دیں...... ویسے مجھے جلدی گھر جانا ہے۔

(۴) چوتھی بات یہ کرتے ہیں کہ حضرت !اولاد بھی آج کل کچھ نافرمان سی ہے پڑھائی میں دلچسپی نہیں لے رہی۔نہ بیٹیاں پڑھتی ہیں اور نہ ہی بیٹا پڑھ رہا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

بہت سمجھاتا ہوں لیکن وہ سمجھتے ہی نہیں، ان کیلئے بھی کچھ بتا دیں...... ویسے مجھے جلدی گھر جانا ہے۔

(۵) پانچویں بات یہ کرتے ہیں کہ حضرت! میں اپنی طرف سے تو بڑی کوشش کرتا ہوں کہ گھر کا ماحول خوشگوار رہے، لیکن میری بیوی بات نہیں مانتی ہر وقت چخ چخ ہوتی رہتی ہے، ضد بازی کرتی ہے، اسے غصہ بہت آتا ہے، حضرت! اس کے لئے بھی کوئی ایسی چیز پڑھنے کے لئے دے دیں کہ وہ میری مریدنی بن جائے (دل میں یہی بات ہوتی ہے) حضرت! اس کے لئے بھی کچھ بتا دیں۔ ویسے مجھے جلدی گھر جانا ہے۔

اب آپ یہ بتائیں کہ جو بندہ آ کر یہ باتیں کرے تو پھر اس نے تزکیۂ نفس کیلئے کیا محنت کی۔ بھئی یہ تزکیہ نفس ایک مستقل کام ہے۔ جس کے لئے وقت نکالنا ضروری ہے۔ سارا دن دفتر میں لگائیں اور باقی وقت بیوی بچوں میں گزاریں اور مراقبہ بھی نہ کریں اور پھر اعتراض بھی پیر صاحب پر کریں کہ پیر صاحب ہمیں وقت نہیں دیتے۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ او اللہ کے بندے! پیر صاحب تو روزانہ تہجد میں اور تخلیہ کے دوسرے اوقات میں جب بیٹھتے ہیں تو پوری دنیا کے متعلقین پر توجہ ڈال رہے ہوتے ہیں۔ فیض تو بارش کی طرح برس رہا ہوتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ باقی درخت تو بارش کا پانی پی لیں اور آپ کو پانی پینے کا موقع نہ ملے۔

؎ عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے سبھی پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

انتقالِ فیض کی تین شرائط:

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ ایک ہوتا ہے ٹرانسمیٹر۔ اس سے قاری

www.besturdubooks.wordpress.com

عبدالباسط کی آواز میں تلاوت. یا خبریں وغیرہ ٹرانسمٹ ہو رہی ہوتی ہیں اور ریسیور (ریڈیو) کے ذریعے ہم اس کو ریسو کر کے سن رہے ہوتے ہیں۔ بی بی سی کی خبروں کی ہی مثال لیتے ہیں۔ وہاں سے خبریں سننے کے لئے تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) ایک تو یہ کہ وہاں سے خبریں نشر ہو رہی ہوں، پھر ہی سنی جا سکیں گی۔ اگر بی بی سی کا ٹائم ہی نہ ہو اور کوئی خبریں لگانے کی کوشش کرے تو فقط شوں شوں ہی ہو رہی ہو گی۔ اب اگر کوئی مجھے کہہ دے کہ بی بی سی کی خبریں لگا دو تو مجھے تو پتہ ہی نہیں کیسے اور کہاں پر خبریں لگتی ہیں۔ میں تو بس ایسے ہی الیکٹریکل انجینئر ہوں۔ مجھے ٹیپ ریکارڈر چلانے کا بھی پتہ نہیں ہے۔ اللہ کی شان دیکھیں...... لیکن جو لوگ سنتے ہیں ان کو بڑا اندازہ ہوتا ہے وہ بس بٹن آن کر کے ایسے گھماتے ہیں کہ آواز آنے لگتی ہے کہ یہ بی بی سی لندن ہے۔ لیکن اگر اسے بی بی سی کے سٹیشن سے اسے شوں شوں کی آواز سنائی دے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی خبروں کا وقت نہیں ہوا۔ یعنی ابھی ادھر سے خبریں نشر نہیں کی جا رہی ہیں۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ ریڈیو کا بٹن بھی آن کیا جائے اور متعلقہ میڈیم ویو پر سیٹ بھی کیا جائے۔ اگر ریڈیو تو ٹھیک ہے مگر اس کو آن ہی نہیں کیا گیا یا آن کا بٹن تو دبا دیا لیکن اس کو سیٹ نہیں کیا گیا تو بھی خبریں نہیں سنی جا سکتیں۔ چنانچہ آن کرنا بھی ضروری ہے اور سیٹنگ کرنا بھی ضروری ہے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ درمیان کا موسم بھی ٹھیک ہو۔ جب موسم خراب ہوتا ہے تو اُدھر سے خبریں آ بھی رہی ہوتی ہیں اور اِدھر والا سننے کے لئے بھی تیار بیٹھا ہوتا ہے مگر درمیان میں موسم کی خرابی کی وجہ سے رکاوٹ آ جاتی ہے۔ کئی مرتبہ بعض ملکوں کے لوگ نہیں چاہتے کہ ہمارے ملک کے لوگ خبریں سنیں تو وہ درمیان میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ان خبروں کو لہروں کے ذریعے روک دیتے ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ جب ختم نبوت کی تحریک چلی تھی، ان دنوں میں ہر شہر میں کرفیو اور بڑے ہنگامے تھے۔ ان دنوں ہم یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔ ہم بھی بی بی سی کی خبریں سنتے تھے۔ کیونکہ یہاں والے تو بتاتے ہی کچھ نہ تھے کہ کیا ہوا۔ جب وہ رپورٹ کرتے تھے تو پتہ چلتا تھا کہ ملک میں کیا ہوا۔ ریڈیو سٹیشن والے انجینئر نے بتایا کہ ہمیں سرکار نے کہا ہے کہ تم اس موقع پر یہاں سے ایسی لہریں بھیجو کہ درمیان میں لوگ خبریں سن ہی نہ سکیں۔ چنانچہ وہ اُدھر سے خبریں بھیجنا شروع کرتے تھے اور یہ درمیان میں اِدھر سے کچھ لہریں بھیج دیتے تھے جس کی وجہ سے یہاں کے لوگ بی بی سی کی خبریں سن ہی نہیں سکتے تھے۔

ذکر کے معاملے میں بھی بالکل یہی مثال ہے۔ اس کے لئے بھی تین شرائط ہیں

(۱)...... ایک تو یہ کہ شیخ توجہ کرے۔ یاد رکھیں کہ شیخ کی توجہ ہر وقت ہوتی ہے۔ بالخصوص جب مراقبہ کروایا جاتا ہے تو اس وقت صرف سامنے بیٹھنے والوں پر ہی توجہ نہیں کی جاتی، بلکہ پوری دنیا میں جتنے متعلقین ہوتے ہیں ان کے قلوب کو قلوب واحد سمجھا جاتا ہے اور پھر اس قلب پر توجہ ڈالی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس توجہ کی وجہ سے جو جہاں ہوتا ہے اس کو فیض پہنچا دیتا ہے۔ تو کوئی سالک یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ مجھے توجہ نہیں مل رہی۔ جب مشائخ دن میں دس مرتبہ مراقبے کرواتے ہوں، اور خود بھی مراقبہ کرتے ہوں اور توجہات دیتے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف سے ٹرانسمیشن تو ہو رہی ہے۔

(۲)...... دوسری شرط یہ ہے کہ سالک مراقبہ میں بیٹھ کر ریسیور یعنی دل کا بٹن آن کرے۔ اگر وہ مراقبہ میں بیٹھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سوئچ آن

www.besturdubooks.wordpress.com

تو کرتا ہے، مراقبہ میں بیٹھ کر اس کو چاہیے کہ وہ توجہ کی سوئی کو بھی دل کے اوپر جمائے۔ یہ نہ ہو کہ جب وہ بیٹھے تو اِدھر اُدھر کے اوٹ پٹا نگ خیالات چلنا شروع ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ریسیور کو آن تو کر دیا مگر سوئی کی سیٹنگ نہیں کی۔ حالانکہ بیٹھنا بھی ضروری ہے اور سوئی کی سیٹنگ کرنا بھی ضروری ہے۔

(۳)...... تیسرے نمبر پر شیطان درمیان والی سرکار ہے۔ یہ وساوس کی لہریں چھوڑتا ہے اور اس کی وجہ سے اس فیض کو قلب میں پہنچنے سے روک دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم سر جھکاتے ہیں تو اس وقت نفسانی اور شیطانی خیالات دل میں پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر عام حالت میں بیٹھیں تو وہ خیالات نہیں آتے لیکن ذرا آنکھ جھکائی اور سوئی دل پر جمائی تو اسی وقت کوئی نہ کوئی شیطانی خیال دماغ میں گردش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ درمیان میں شیطان یہ نہیں چاہتا کہ انسان کو فیض ملے۔ اب شیطان سے پیچھا چھڑانے کا طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور اسی کے سامنے آہ وزاری کرے کہ اے مالک! میں تیرے حضور بیٹھا ہوں لیکن مجھے ٹرانسمیشن (توجہ) نہیں مل رہی۔ اے اللہ! میرے اوپر فضل فرما۔

؎ کریم مجھ پر کرم کر بڑے عذاب میں ہوں
کہ بیٹھا ہوں تیرے سامنے مگر حجاب میں ہوں

جب آپ اللہ تعالیٰ سے یوں مدد مانگیں گے تو دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ درمیان میں اس بدمعاش کو کیسے سیدھا کرتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ مراقبہ اور اس کا فیض ایک سیٹ چیز ہے۔ یہ کوئی نیا تجربہ نہیں ہے۔ کروڑوں انسانوں نے اس طریقہ سے فیض پایا اور اللہ کے فضل سے لاکھوں مشائخ نے ان کو فیض پہنچایا۔ اس لئے مراقبہ کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

مراقبہ کرنے سے بھی فائدہ نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان درمیان میں رکاوٹ ڈال رہا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اب یہ نہ کریں کہ Reception (وصولی) نہ ہونے کی وجہ سے ریڈیو کو ہی توڑ دیں اور مراقبہ ہی چھوڑ دیں۔ کئی لوگ سوچتے ہیں کہ اصلاحی تعلق جوڑے ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے لیکن مجھے فائدہ ہی نہیں ہو رہا لہٰذا اب ہم تعلق توڑ دیتے ہیں۔ شیطان یہی تو چاہتا ہے کہ اگر آپ تعلق توڑیں گے تو شیطان سے زیادہ اور کوئی خوش نہیں ہوگا۔ وہ تو چاہتا ہے کہ اس کو جس سے محبت کا تعلق ہے ایک دفعہ اس سے ٹوٹے پھر یہ محبت کسی اور سے نہیں ہونے دوں گا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ بندے کی طبیعت ہر ایک کے ساتھ نہیں جڑتی۔ اس لئے اس تعلق کو مضبوط سے اضبط بنانے کی کوشش کریں۔ روزانہ ذکر بھی کریں اور اللہ سے مدد بھی مانگیں۔ اگر ان چیزوں کا خیال رکھیں گے تو آپ کو یقیناً فیض ملے گا۔ کوئی صورت ہی نہیں کہ فیض نہ ملے۔

روحانی دنیا میں ظاہری فاصلوں کی حیثیت

یہ روحانیت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے پوری دینا میں چلاتا ہے اگر ایک بندے نے شیخ سے تعلق جوڑا ہے اور اس کے بعد بظاہر دور ہونے کی وجہ سے جلدی مل نہیں سکتا تو کیا وہ وہاں بیٹھ کر روحانیت کے فیض سے محروم رہے گا؟ یہاں پر بجلی کا بٹن آن کریں تو دنیا کے دوسرے کنارے پر ایک سیکنڈ سے بھی پہلے بلب روشن ہو جائے گا۔ اگر بجلی اتنی تیز رفتاری کے ساتھ سفر کر کے اس کو آن کر دیتی ہے تو یہ خدا کا نور اس سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ سفر کرتا ہے۔ اس لئے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ادھر سالک نے اپنے مراقبے میں سوئی ٹکائی اور ادھر شیخ سے اس کو فیض کی لہر آئی۔ اِدھر شیخ توجہ کی نیت کرتا ہے اور اُدھر سالک کے دل تک توجہ پہنچ جاتی ہے۔ یہ مادی فاصلے روحانیت کی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ لہٰذا دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کے کسی بھی کونے میں کوئی سالک ہو، اس کو فیض ملتا ہے۔

اگر بندہ یہ کہے کہ مجھے شیخ کے ساتھ مل بیٹھنے کا موقع نہیں ملتا تو پھر عورتیں تو کبھی روحانی ترقی نہیں کر سکتیں کیونکہ مل بیٹھنا تو صرف مردوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ روحانیت کی دنیا میں عورتیں کبھی بھی ولیہ نہیں بن سکتیں۔ حالانکہ عورتیں بھی ولیہ بنتی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نہ وہ پیر کے سامنے بیٹھتی ہیں، نہ وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتی ہیں اور نہ ہی پیر کے ساتھ ان کو بہت قرب ہوتا ہے، وہ اپنے گھر میں زندگی گزار رہی ہوتی ہیں، اپنے ملک میں زندگی گزار رہی ہوتی ہیں، بیعت ہونے کے بعد وہ پیر سے کیسے فیض پاتی ہیں؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر وہ پابندی کے ساتھ معمولات کرتی رہتی ہیں تو بغیر شیخ کو دیکھے اور بغیر شیخ کی محفل میں بیٹھے اللہ تعالیٰ اسی جگہ ان کے قلب میں نور پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس طرح عورتیں بھی ولایت کا نور پا لیتی ہیں۔ تو یہ ایک حقیقت ہے کہ جو کر رہے ہیں وہ پا رہے ہیں اور جو نہیں کر رہے وہ اَلْاٰنَ کَالْکَانَ (جیسے تھے ویسے ہیں)

پانے والے یوں پاتے ہیں

آپ حضرات میں سے اس وقت کوئی لطیفہ قلب پر ہوگا...... کوئی لطیفہ روح پر ہوگا...... کوئی لطیفہ خفی یا لطیفہ اخفیٰ پر ہوگا...... کوئی مراقبات مشاربات پر ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس وقت ہماری جماعت میں

...... ایسے دوست بھی موجود ہیں جو روزانہ تین گھنٹے باقاعدگی سے مراقبہ کرتے ہیں۔

...... ایسی معلمات اور فاضلات بھی ہیں جو روزانہ تین گھنٹے مراقبہ کرتی ہیں۔

...... ایسے بھی لوگ ہیں جو کلمہ طیبہ کا ورد روزانہ تین ہزار مرتبہ کرتے ہیں۔

...... ایسے بھی لوگ ہیں جو اس کا ورد پانچ ہزار مرتبہ کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......کئی سات ہزار مرتبہ روزانہ کرتے ہیں۔

......چند لوگ ایسے بھی ہیں جو دس ہزار مرتبہ تہلیل لسانی کرتے ہیں۔

......الحمد للہ ہماری جماعت میں ایسے آدمی بھی ہیں جو چالیس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ روزانہ پڑھتے ہیں

......اس دور میں بھی نوجوان خط لکھتے ہیں کہ حضرت دو سال سے تہجد کبھی قضا نہیں ہوئی۔

......اس وقت مجھے خط ملتے ہیں کہ حضرت کوئی مہینہ بھی نبی علیہ السلام کی زیارت سے خالی نہیں گزرتا۔

......ایک ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے مجھے اپنے حالات سناتے ہوئے بتایا کہ حضرت حدیث پاک کے حفظ، علم اور شغف کی وجہ سے میری زندگی کا کوئی ایک ہفتہ بھی نبی علیہ السلام کی زیارت کے بغیر نہیں گزرتا۔

پانے والوں کو یوں مل رہا ہے اور ان میں سے ایک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے ملتا ہی کچھ نہیں ہے۔ بھائی! آپ بھی مخلص ہیں اور شیخ بھی آپ کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں، وہ بھی توجہ کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ درمیان میں شیطان وساوس کی ... وں سے فیض کی ٹرانسمیشن کو روکتا ہو۔ لہٰذا اللہ سے مانگو۔ کیونکہ یہ قبض کی کیفیت ... سے بڑوں پر آجاتی ہے۔

قبض کی کیفیت میں بڑی آزمائش ہوتی ہے:

یاد رکھنا کہ قبض کی کیفیت میں بندے کی بڑی آزمائش ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر

⊙ ایک مرتبہ کچھ دنوں کے لئے اللہ کے محبوب پر وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی۔ محبوب ﷺ چاہتے تھے کہ وحی آئے لیکن پروردگار

www.besturdubooks.wordpress.com

عالم نے وحی کو مؤخر فرما دیا۔ وہ مالک الملک ہے۔ اس میں بھی کوئی حکمت تھی۔ سبق دینا مقصود تھا۔ اللہ کے محبوب ﷺ کے لئے وحی کا یہ انقطاع برداشت کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان دنوں اللہ کے محبوب ﷺ کی ایسی کیفیت تھی کہ آپ فرماتے تھے کہ میرا جی چاہتا تھا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر نیچے چھلانگ لگا دوں ......اللہ اکبر!!!

⊙......حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مرتبہ ایسا قبض طاری ہوا کہ کئی مہینوں تک باطن میں کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا تھا۔ اپنی طرف سے پورا زور لگا کر بالآخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ مصلیٰ چھوڑ کر میں بھی لوگوں کی طرح بازار میں جا کر کام کرتا ہوں تاکہ میں بھی مال و دولت کماؤں اور بیوی بچوں کو خوب کھلاؤں، یہاں سارا دن بھی بیٹھوں اور کچھ ملے بھی نہ تو اس سے بہتر ہے کہ میں جا کر کوئی کام کروں۔ یہ نیت کر کے اپنا مصلیٰ چھوڑا اور چل پڑے راستے میں ایک مسجد پر نظر پڑی۔ انہوں نے سوچا کہ نماز کا وقت کہیں نکل نہ جائے لہٰذا میں یہیں پر نماز پڑھ لیتا ہوں۔ چنانچہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو اس میں ایک شعر لکھا ہوا نظر آیا۔ جیسے ہی انہوں نے فارسی کا شعر پڑھا تو دل پر ایسی چوٹ پڑی کہ اللہ تعالیٰ نے باطن کو دوبارہ روشن کر دیا......سبحان اللہ......اس کے بعد ان کی ایسی طبیعت کھلی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نسبت نقشبندیہ کا ایسا فیض اتارا کہ ان سے آگے یہ سلسلہ، ''نقشبندیہ سلسلہ'' کہلانے لگا۔

⊙......حضرت خواجہ عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے قلبی حالات بہت ہی اچھے تھے۔ بسط کی کیفیت تھی۔ میں ایک دعوت پر گیا۔ وہاں جو کھانا پیش کیا گیا وہ مشتبہ تھا۔ حرام نہیں تھا بلکہ شبہ تھا کہ کھانے میں شاید سود کی ملاوٹ ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کھانے کو کھانے کے بعد میری کیفیات ختم ہو گئیں۔ میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو آکر بتایا کہ حضرت! یہ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اب تم پابندی کے ساتھ میرے سامنے آکر بیٹھنا، میں توجہات دوں گا تاکہ مشتبہ کھانے کی ظلمت دور ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ حضرتؒ میرے اوپر ایسی توجہ ڈالتے تھے کہ اگر وہ توجہ پہاڑ پر ڈالتے تو کانپ اٹھتا چالیس دن متواتر توجہ دینے کے بعد ایک دن مشتبہ لقمے کا اثر میرے اندر سے زائل ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہر بندے کو آزماتے ہیں یہ آزمائش کبھی بسط کے ذریعے ہوتی ہے اور کبھی قبض کے ذریعے۔ چونکہ ہم آزمائش کے قابل نہیں اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ یہ ایک ایسا راستہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت والی نعمت ملتی ہے۔ اس راستے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے، لگے رہنا چاہیے۔ اگر کیفیت نہیں ہے تو شیخ کو بتائیں کہ جی میری یہ حالت ہے پھر شیخ جو کام کرنے کا حکم دیں وہ کرتے رہیں اور جن کاموں سے روکیں رکتے جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نظارے دیکھیں۔ یہ باطن کو صاف کرنے والی پکی دوائیاں ہیں۔

آجکل جو بات ہم محسوس کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ دوست احباب مراقبہ اور وقوف قلبی کی کثرت نہیں کرتے اور ان دو کاموں کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ روحانی طور پر کمزور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

تلین جلود اور تلین قلوب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَ قُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ (الزمر: 23)

[پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر خدا کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں]

یہ تلین جلود (جسم کے اعضا کا نرم ہو جانا) ابتدا میں حاصل ہو جاتا ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

تلین قلوب (دل کا نرم ہو جانا) بعد میں حاصل ہوتا ہے۔

تلین جلود کی مثال یہ ہے کہ ہم تو زمین پر آرام سے بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ مسجد کی صفوں پر بیٹھنے کے عادی ہیں لیکن فرنگی لوگ زمین پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس بات کا کئی مرتبہ تجربہ کیا ہے۔ یہ نہیں کہ ان کی پتلون ٹائٹ ہوتی ہے بلکہ ان کے جسم بیٹھنے کے عادی ہی نہیں ہوتے۔ بے نمازی کی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ ایک آدمی نے کلمہ پڑھا۔ ہم نے اس کو نماز سکھائی تو وہ رکوع سجدہ کرتے وقت کبھی ایک فٹ آگے اور کبھی ایک فٹ پیچھے ہو جاتا۔

التحیات کی شکل میں بیٹھنے کی عادت ڈال لی جائے تو پھر اس طرح بیٹھنا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح پورے جسم کا وزن پنڈلیوں پر آجاتا ہے اور خون بلاک ہو جاتا ہے جس سے باریک شریانیں بڑی ہونا شروع ہو جاتی ہیں، حتی کہ وہ ایک مستقل بائی پاس کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اکوڑہ خٹک والے دو تین گھنٹے بخاری شریف کا درس التحیات کی شکل میں بیٹھ کر دیتے تھے اور پہلو بھی نہیں بدلتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو نرم کر دیا تھا۔

ہندو جوگی اور بدھ مت کے بھکشو جب اس طرح بیٹھتے ہیں تو مہینوں اسی طرح بیٹھے رہتے ہیں جو اس طرح بیٹھے رہتے ہیں ان کے لئے دوسری حالت میں بیٹھنا مشکل ہے۔ انگریز آلتی پالتی کی شکل میں نہیں بیٹھ سکتے۔ یا تو وہ کھڑے رہتے ہیں یا پھر کسی چیز پر بیٹھے رہتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے لئے مراقبے میں گردن جھکانی مشکل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گردن ٹوٹ جائے گی۔ ارے یا وخدا میں یہ ٹوٹتی ہے تو ٹوٹنے دو۔ جب عادت بن جاتی ہے تو پھر گردن جھکانا آسان ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے بعد دوسرا مرحلہ تلین قلوب کا آتا ہے۔ اس مرحلہ میں انسان کا دل نرم ہو جاتا ہے اور دل میں دوسرے خیالات نہیں آتے۔ ابھی ہم تلین جلود کے مرحلے پر نہیں پہنچے تلین قلوب کی بات کیا کرنی۔ جبکہ ایک بزرگ ایسے بھی تھے جن کو نہ تو نماز کے اندر وساوس آتے تھے اور نہ ہی نماز کے باہر۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کریں کہ وہ ہمیں یہ دونوں نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا چور دروازہ

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دفتروں میں کام کرتے ہیں ان کے بچے زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ گھر میں اور کام کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ان کو فرصت ہی نہیں ملتی۔ لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن کے پاس تین گھنٹے وقت ہی نہ ہو وہ تین گھنٹے کیسے مصلّے پر بیٹھیں۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جن حضرات کو وقت کی کمی کا عذر ہو اگر وہ وقوف قلبی کا اہتمام کر لیں گے تو جو فیض اللہ تعالیٰ مراقبہ کرنے پر پہنچاتے ہیں وہی فیض وقوف قلبی پر پہنچا دیں گے۔ اب وقوف قلبی میں تو کوئی رکاوٹ نہیں

......آپ سکول جائیں تو وقوف قلبی کر سکتے ہیں،

......دکان پر جائیں تو وقوف قلبی کر سکتے ہیں،

......دفتر میں جائیں تو وقوف قلبی کر سکتے ہیں۔

حتیٰ کہ آپ بیوی کے ساتھ تنہائی میں وقت گزار رہے ہیں تو اس وقت بھی وقوف قلبی کر سکتے ہیں۔

مراقبہ کرنے کے لئے انسان یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں بوڑھا ہوں اور زیادہ دیر تک نہیں بیٹھ سکتا لیکن وقوف قلبی کے لئے تو بیٹھنا بھی ضروری نہیں ہے۔ آپ بیٹھے ہیں...... لیٹے ہیں...... کھڑے ہیں...... لیکن وقوف قلبی کر سکتے ہیں۔ وقوف

www.besturdubooks.wordpress.com

قلبی میں آپ نے فقط دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھنی ہے۔ یہ کام مرد بھی کرسکتا ہے...... عورت بھی کرسکتی ہے...... بوڑھا بھی کرسکتا ہے...... بچہ بھی کرسکتا ہے...... صحت مند بھی کرسکتا ہے...... بیمار بھی کرسکتا ہے...... وقوف قلبی کے لئے کوئی عذر پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی ہے تو صرف اپنے نفس کی خرابی اور غفلت ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ وقوف قلبی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا چور دروازہ ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاہ نقشبند یہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا طریقہ مانگا ہے جو یقیناً موصل ہے...... کیا مطلب؟...... مطلب یہ کہ جو بندہ نقشبندیہ طریقے کے اسباق پر چلے گا اسے یقیناً اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل ہوگا اور دوسری بات ارشاد فرماتے ہیں کہ اس طریق میں سالک کی اپنی سستی کے سوا کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان خود وقوف قلبی میں سستی نہ کرے تو اس راستے میں کوئی رکاوٹ ہی نہیں۔ ہر بندے کی ترقی ہوتی ہے اس لئے آپ اپنے دل میں نیت اور ارادہ کرلیں کہ آج کے بعد ہم کثرت سے ذکر کریں گے، چاہے مراقبہ کی شکل ہو چاہے وقوف قلبی کی شکل میں، مگر اللہ تعالیٰ کو دن کا زیادہ حصہ اپنے دلوں میں یاد کریں گے۔

براہ راست خطاب میں لذت

اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں سے براہ راست خطاب کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر کسی ادارے کا چیف ایگزیکٹو کسی چپڑاسی کو بلا کر خود اس سے بات کرے تو یہ اس کے لئے بڑی عزت کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہماری نسبت اس سے بھی کم ہے۔ ہم تو وہ حیثیت بھی نہیں رکھتے جو چپڑاسی کو چیف ایگزیکٹو کے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ تو ایک نوکر ہے اور ہم اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کی مِلک میں ہیں اور مالک کا اپنی ملک پر بہت زیادہ اختیار ہوتا ہے۔اس لئے اگر ہم جیسوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ براہ راست کوئی بات فرمائیں تو بہت بڑی بات ہے۔ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات میں براہ راست بات کہی تو اس پر وہ لوگ اتنے خوش تھے کہ وہ کہا کرتے تھے۔

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآءُ ہٗ (المائدہ :18)

(ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور بڑے پسندیدہ بندے ہیں)

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ براہ راست خطاب فرمایا تو وہ اتنے خوش ہوئے کہ اس طرح کی باتیں کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اٹھاسی (۸۸) مرتبہ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... کے ذریعے ایمان والوں سے براہ راست خطاب فرمایا۔اس طرح یہ اس امت کا اعزاز ہے، یہ اس امت پر اللہ کی رحمت ہے، ہم جیسے فقیروں پر یہ اللہ رب العزت کی خصوصی مہربانی ہے۔اس لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی بندہ قرآن مجید میں...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... کے الفاظ پڑھے تو اس وقت بہت ہی توجہ کے ساتھ بیٹھے، کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے اپنا حکم سنا رہے ہوتے ہیں۔اس لئے ہمیں بھی ان مقامات پر توجہ سے بیٹھنا چاہیے کہ ہمارے مالک ہمیں کیا حکم فرما رہے ہیں۔ جہاں کثرت ذکر کا حکم ہے وہاں شروع میں بھی...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... کے الفاظ ہیں۔اس لئے ہمیں اس پر بھی توجہ کے ساتھ غور کرنا چاہیے کہ ہمارے مالک ہم سے کیا چاہتے ہیں۔

ہر حال میں ذکر کرنے کا طریقہ......قرآن کی روشنی میں

کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے انسان کو اللہ کے ذکر کا استحضار نصیب ہو جاتا ہے۔کثیر اس کام کو کہتے ہیں جو زیادہ حصے میں ہو یعنی جو آدمی دن

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آدھے سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزارے گا وہ ذکر کثیر کرنے والا ہوگا اور اگر آدھے سے کم وقت ذکر کرے گا تو قلیل ذکر کرنے والا شمار ہوگا۔

اب ہم دن میں پچاس فیصد سے زیادہ وقت نہ مسجد میں بیٹھ سکتے ہیں اور نہ ہی مصلّے پر بیٹھ سکتے ہیں، اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یا اللہ! یہ کام تو ہمارے لئے مشکل ہے۔ ہمارے لئے یہ بات قابلِ عمل نہیں ہے۔ قابلِ عمل تو وہ کام ہوتا ہے جو بندہ کر بھی سکے۔ اس صورت میں گھر کیسے چلائیں گے، دفتر کیسے چلائیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ ہم مصلّے پر بیٹھ کر تسبیح ہی پھیرتے رہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ تو کام کاج میں مصروف ہوں اور ہمارے دل اس پروردگار کی یاد میں مصروف ہوں۔ اس کو کہتے ہیں ''ہتھ کار وَل دل یار وَل'' ...... فارسی میں اسی بات کو یوں کہتے ہیں ...... دست بکار دل بیار ...... یعنی بندہ ہاتھوں سے تو کام کر رہا ہو اور دل میں اللہ رب العزت کو یاد کر رہا ہو ...... اگر کثرت ذکر کا یہ معنیٰ ہو تو بات سمجھ میں بھی آتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ جو میرے اچھے بندے ہیں ان کی پہچان یہ ہے کہ

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور: 37)

[میرے وہ بندے جن کو تجارت اور خرید و فروخت میری یاد سے غافل نہیں کرتی]

اب تجارت میں تو آدمی کے ہاتھ بھی مشغول ہوتے ہیں، دماغ بھی مصروف ہوتا ہے اور کان بھی مشغول ہوتے ہیں۔ یہ دل کا ذکر ایسا ذکر ہے جو تجارت اور خرید و فروخت کے وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ایسی حالت میں لسانی ذکر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فرض کریں کہ کسی بندے کی کپڑے کی دکان ہو اور کوئی گاہک کپڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

خریدنے کے لئے آئے اور وہ آکر کہے کہ کیا آپ کپڑا بیچیں گے اور یہ آگے جواب میں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، میرے ایسے بندے بھی ہیں جو تجارت کے وقت بھی اللہ کو نہیں بھولتے لہٰذا میں تو اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ وہ پوچھے گا کہ کیا آپ نے کپڑا بیچنا ہے اور یہ کہے، اللہ اللہ اللہ...... وہ پوچھے گا کہ کتنے دام میں بیچو گے۔ اور یہ کہے، اللہ اللہ اللہ ..... وہ پوچھے کہ اس طرح کی کوئی اور ورائٹی بھی ہے اور یہ کہے، اللہ اللہ اللہ...... وہ ہر بات کے جواب میں اللہ اللہ اللہ کا لفظ سن کر کہے گا...... جھلا جھلا جھلا...... اور واپس چلا جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اس سے مراد لسانی ذکر نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم زبان سے گفتگو کریں مگر دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد رکھیں۔ اور انسان کے دل کو اللہ تعالیٰ نے صلاحیت دی ہے کہ وہ ایک وقت میں دو کام کرسکتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی طالب علم کالج میں فرسٹ آجائے تو اسے چوبیس گھنٹے یہی خیال رہتا ہے کہ میں فرسٹ آیا ہوں۔ حالانکہ وہ کھا رہا ہوتا ہے، پی رہا ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں سے بات کر رہا ہوتا ہے مگر ساتھ ساتھ یہ خیال آرہا ہوتا ہے کہ میں فرسٹ آیا ہوں۔ گویا انسان کی یادداشت میں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ کام کاج کرتے ہوئے بھی کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے اور جو واقعہ بہت اہم ہو وہ اس کے ذہن میں بار بار آتا ہے۔ ایک آدمی کار پر سفر کر رہا تھا۔ قدرتاً آگے ایکسیڈنٹ ہوا۔ گاڑیاں ٹکرائیں اور بندے زخمی ہوئے اور کچھ فوت ہوگئے۔ اس نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اب وہ منظر اس کی یادداشت میں پرنٹ ہوگیا۔ اس کے بعد اگرچہ وہ ڈرائیونگ کر کے اپنے گھر کی طرف جارہا ہوتا ہے مگر وہ ایکسیڈنٹ کے بارے میں سوچ رہا ہوتا ہے۔ جب گھر پہنچتا ہے تو بیوی بچوں کو ایکسیڈنٹ کی تفصیل بتاتا ہے۔ کھانا کھانے کے دوران

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اسے اسی ایکسیڈنٹ کا خیال آ رہا ہوتا ہے۔ اگلے دن دفتر جانا ہے تو اپنے باس کو بھی ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب اسے کوئی دفتر کا ساتھی ملنے آتا ہے تو وہ اسے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتاتا ہے، وہ دفتر میں کام بھی کر رہا ہوتا ہے مگر وہ ایکسیڈنٹ کو بھی یاد کر رہا ہوتا ہے۔ شام کو کھانا کھانے کے لئے بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں کیا کروں مجھے تو یہ بات بھولتی ہی نہیں ہے۔ کسی بھی بات کو یاد رکھنے کا یہ طریقہ ذکر قلبی کہلاتا ہے۔ یعنی بندے کے ہاتھ تو کام کاج میں مصروف رہیں اور اس کا دل اللہ کی یاد میں مصروف رہے۔ اس طرح ہم چوبیس گھنٹے ذکر کر سکتے ہیں۔ جن کو کسی بندے سے نفسانی، شہوانی اور شیطانی محبتیں ہوتی ہیں، وہ یہی کہتے ہیں کہ میں تو آپ کو بھولتا ہی نہیں ہوں۔ بلکہ ان کی حالت یہ ہوتی ہیں کہ اگر وہ بھولنا بھی چاہیں تو ایک دوسرے کو بھلا نہیں سکتے۔ اسی لئے تو شاعر نے کہا:

؎ روز کہتا ہوں بھول جاؤں انہیں
روز یہ بات بھول جاتا ہوں

اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتے ہیں کہ میرے بندے کے دل میں میری ایسی ہی بات بیٹھ جائے۔ انسان دنیا میں کھانا پینا، سونا جاگنا، لیٹنا، جو بھی کام کر رہا ہو، کرے مگر اس کے دل میں میری یاد رہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو انسان آسانی سے کر سکتا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ اے اللہ ہم آپ کو یاد تو کرنا چاہتے ہیں مگر کس حالت میں یاد کریں تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یوں ارشاد فرمایا۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ

(آل عمران: آیت ۱۹۱)

(وہ بندے جو اللہ کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں)

www.besturdubooks.wordpress.com

اب ایک بندے کی کتنی حالتیں ہوسکتی ہیں؟...... یا تو کھڑا ہوگا، یا بیٹھا ہوگا، اور یا وہ لیٹا ہوگا ...... یہ تین حالتیں ہی ہوتی ہیں، ہاں اگر کوئی مارشل آرٹس کا سپیشلسٹ ہوتو وہ کسی چوتھی صورت میں بھی کھڑا ہوسکتا ہے۔ عام بندہ تو ان تین حالتوں میں ہی رہ سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو تینوں حالتوں میں مجھے یاد رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ مجھے ہر حال میں یاد رکھے۔ ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ (الاعراف: 205)

(اور تم ذکر کرو اپنے رب کا اپنے دل میں)

اپنے دل میں...... اپنے من میں...... اپنی سوچ میں...... اپنے دھیان میں...... اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ ذکر کا یہ طریقہ بڑا آسان ہے۔ کیونکہ اس میں زبان استعمال نہیں ہوتی۔ آنکھ کا کام ہے دیکھنا، زبان کا کام ہے بولنا، کان کا کام ہے سننا، دماغ کا کام ہے سوچنا، اور دل کا کام ہے یاد کرنا۔ لہٰذا دل یہ کام ہر وقت کرسکتا ہے۔ یعنی یہ کرنے والا کام ہے۔ پہلے اس کے لئے مشق کرنی پڑتی ہے۔ اگر وہ کر لی جائے تو انسان بڑے آرام سے ذکر کرسکتا ہے۔ چونکہ یہ ذکر ممکن ہے اسلئے ہمارے مشائخ نے فرمایا...... جودم غافل سودم کافر...... کہ جو لمحہ بھی اللہ سے غفلت میں گزر گیا، ایسا ہی ہے جیسے وہ لمحہ کفر کی حالت میں گزر گیا۔ ہمارے مشائخ کو ذکر میں وہ حالت نصیب ہو جاتی ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کو نہیں بھولتے۔

؎ گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

ایسے بندے کی زندگی کتنی پاکیزہ ہوتی ہے جو چوبیس گھنٹے اپنے رب کو یاد کرتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ہاں اگر سو جائے تو اور بات ہے۔ بلکہ وہ سوتا بھی اللہ کے ذکر میں ہے اور جب جاگتا ہے تو بھی اللہ کے ذکر میں جاگتا ہے۔

مجھ کو نہ اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں
تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

پھر تہجد پڑھنی مشکل نہیں ہوتی بلکہ خود بخود آنکھ کھل جاتی ہے۔

کثرت ذکر سے دو نعمتوں کا حصول:

ہر چیز کی تاثیر ہوتی ہے۔کثرت کے ساتھ ذکر کرنے میں بھی تاثیر ہوتی ہے۔ہمارے مشائخ نے لکھا کہ کثرت ذکر سے انسان کو دو نعمتیں نصیب ہوتی ہے۔

(۱) قوت ارادی (Determination Power)

(۲) اپنی قوت کو ایک جگہ مرکوز کرنا (Power of Concentration)

(۱) قوت ارادی اور اس کے ثمرات

جو بندہ کثرت کے ساتھ ذکر کرتا ہے اس کے اندر ڈٹرمی نیشن پاور یعنی قوت ارادی بڑھ جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ قوت ارادی انسان کے اندر ایک ایسی طاقت ہے جو اسے کام نمٹا دینے کے لئے جرأت دے دیتی ہے۔اس کے ذریعے انسان دین اور دنیا کے ہر میدان میں کامیاب ہو جاتا ہے۔اور جس بندے کے اندر ڈٹرمی نیشن پاور نہیں ہوتی اس

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کو زندگی کے کسی میدان بھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ وہ ڈھل مل یقین ہوتا ہے یعنی اس کے اندر کوئی کام کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی۔

؎ ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ویسا نہ ہو جائے

ایسا طالب علم جس میں قوت ارادی نہیں وہ امتحان میں فیل ہو جاتا ہے...... ایسا بزنس مین جس میں قوت ارادی نہیں وہ بزنس میں فیل ہو جاتا ہے......اور ایسا شادی شدہ آدمی جس میں قوت ارادی نہیں وہ ازدواجی زندگی میں فیل ہو جاتا ہے......تو قوت ارادی اس جذبے کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان منزل پر پہنچنے کے لئے پورا زور لگا دیتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں قوت ارادی وہ ڈرائیونگ فورس ہے جو بندے کو منزل پر پہنچا دیتی ہے۔ اس لئے کسی نے شعر کہا۔

؎ لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

فرزانہ اسے کہتے ہیں جو عقل کے زور پر فاصلہ طے کرے۔ فرزانے راستے سے واپس پلٹ آتے ہیں اور جو دیوانہ وار منزل کی طرف سفر کر رہے ہوتے ہیں وہ منزل تک پہنچ جاتے ہیں، باقی سوچ میں ہی رہتے ہیں۔ ہم پنجابی میں کہتے ہیں۔

''سوچی پیا تے بندہ گیا''

یہ اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کے اندر قوت ارادی نہیں ہوتی۔

ایک ماہر نفسیات کی تحقیق

ایک ماہر نفسیات گزرا ہے اس کا نام فرائیڈ تھا۔ اس کی وفات 1934ء میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئی۔ اس کی ساری زندگی ہیومن سائیکالوجی میں سٹڈی (مطالعہ) کرتے گزر گئی۔ وہ پوری دینا کا بڑا ماہر نفسیات سمجھا جاتا ہے۔ اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے اس نے ایک بات لکھی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی نعمتیں دی ہیں ان میں سے سب سے بہترین نعمت قوت ارادی ہے۔ اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ

"قوت ارادی ہی وہ قوت ہے جس کی وجہ سے انسان اپنی مائینس (ناکامی) کو اپنی پلس (کامیابی) بنالیتا ہے۔"

یعنی

......اپنی شکست کو اپنی فتح میں تبدیل کر لیتا ہے،

......ناموافق حالات کو موافق حالات بنالیتا ہے،

......نفرتوں کو محبتوں سے بدل دیتا ہے،

......غم کو خوشیوں میں تبدیل کر لیتا ہے۔

ایک طالب علم کی کامیابی:

جو طالب علم آج رو رہا ہوتا ہے کہ میں فیل ہو گیا، اگر وہ اپنی ڈٹرمی نیشن پاور استعمال کرے اور آئندہ سال پڑھے تو وہ پورے کالج میں ٹاپ بھی کر سکتا ہے۔ میرے پاس ایک طالب علم آیا۔ اس کے والد صاحب شوگر مل کے ڈائریکٹر تھے۔ وہ میرے بہت مہربان دوست تھے۔ اس طالب علم کو کرکٹ وغیرہ کا شوق تھا۔ اس نے پڑھنے میں دلچسپی نہ لی جس کی وجہ سے وہ فیل ہو گیا۔ اس کے والد صاحب بڑے پریشان تھے۔ انہوں نے کہا میں ڈائریکٹر ہوں اور جب میں لوگوں کو بتاتا ہوں کہ میرا بچہ فیل ہو گیا ہے تو میرا دل تو کرتا ہے کہ میں زمین میں گڑ جاؤں۔ ایسے سٹیٹس (عہدہ) والوں کو محسوس بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس نے مجھ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا کہ کیا کروں۔ میں نے کہا کہ اسے میرے پاس بھیج دینا۔ انہوں نے بچے کو بھیج دیا۔ میں نے جب اس طالب علم کو دیکھا تو مجھے وہ بہت ہی ذہین نظر آیا۔ اس کا آئی کیو بہت اچھا تھا۔ چونکہ لا ابالی عمر تھی اس لیے اس نے پڑھائی میں دلچسپی نہ لی اور مار کھا گیا۔ میں نے اسے ایک دو دن اپنے پاس رکھا، اسے سمجھایا اور Mot-ivate کیا، میں نے اسے گرمایا کہ فیل ہو کر انسان کا سر نیچا ہوتا ہے اور اگر آپ پاس ہو جاتے تو خوشیوں کے ہار پہنائے جاتے۔ اگر آپ پاس ہوتے تو مبارکبادی کے الفاظ سنتے اور اب آپ جھڑکیوں کے الفاظ سن رہے ہیں۔ جب اس کو اس انداز سے بات سمجھائی تو وہ کہنے لگا کہ جی میں اب پڑھوں گا۔ خیر ہم نے اس کو پڑھنے کا طریقہ بھی سمجھا دیا۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ جب اس نے آئندہ سال امتحان دیا تو وہ پورے سکول میں ٹاپ کر گیا۔ اس کو اپنی مائینس کو اپنی پلس میں تبدیل کرنا کہتے ہیں۔ کہاں گھر کے لوگ بھی اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے کہ یہ فیل کیوں ہوا اور کہاں پورے کالج کے استاد اور طلباء سب اس کو خوشیوں کے ساتھ مل رہے تھے اور اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال رہے تھے۔

دینی میدان میں کامیابی

اگر دین کے میدان میں ناکام ہو یعنی اس کی نگاہ اس کے قابو میں نہ ہو......اس کی زبان قابو میں نہ ہو...... وہ بدنظری بھی کرتا ہو...... جھوٹ بھی بولتا ہو...... وہ لوگوں کے ساتھ دھوکا بھی کرتا ہو...... وہ بددیانتی بھی کرتا ہو۔ وہ شرابی بھی ہو......اور زانی بھی ہو......حتیٰ کہ جو برے کام آپ کہہ سکتے ہیں وہ سب کچھ کرتا ہو...... وہ بندہ ناکامی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنی قوت ارادی استعمال کرے اور سچی توبہ کر کے نیکی کے راستے پر چلے تو اتنا برا بندہ بھی آنے والے وقت کا ولی بن سکتا ہے۔ فضیل بن عیاضؒ ڈاکوؤں کے سردار تھے، جب ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کی زندگی کا رخ بدلا تو وہ نیکی کی طرف اتنا بڑھے کہ اپنے وقت کے بڑے بڑے اولیاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ جو ڈاکوؤں کے سردار تھے وہ قوت ارادی کی وجہ سے آنے والے وقت میں ولیوں کے سردار بن گئے۔ گویا انہوں نے اپنی ناکامی کو اپنی کامیابی میں بدل کر دکھا دیا۔

ازدوجی زندگی میں کامیابی

اگر کوئی بندہ ازدواجی زندگی کے دوران اپنے گھر پر توجہ نہیں دیتا، وہ دوسری عورتوں میں دلچسپی لیتا ہے اور غصے کا تیز ہے، حتیٰ کہ طلاق ہونے کے قریب ہے۔ وہ بندہ بھی اگر سوچ لے کہ میں نے اپنے گھر کو چلانا ہے تو کامیاب طریقے سے چلا سکتا ہے۔ ایک دفعہ کراچی میں میرے پاس ایک جوڑا آیا، دونوں بیعت تھے اور پڑھے لکھے بھی تھے۔ وہ کہنے لگے، حضرت! ہم اپنی زندگی کے بارے میں آپ سے ایک مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا، بتائیں۔ کہنے لگے کہ ہم ایک دوسرے سے جدائی اختیار کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم نے سوچا کہ ہم اپنے والدین کو بتانے سے پہلے آپ کو بتا دیں کیونکہ آپ ہمارے روحانی شیخ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا بڑا سوچا سمجھا فیصلہ ہے۔ بیوی طلاق لینے پر راضی تھی اور میاں طلاق دینے پر راضی تھا۔

میں نے ان سے کہا کہ آپ نے تو مجھے ابھی بتایا ہے، میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے اس ارادے کو چھ ماہ تک مؤخر کر دیں اور جیسے میں آپ کو گائیڈ کروں اس کے مطابق یہ چھ مہینے گزاریں۔ اس دوران میں اگر آپ کی آپس میں بن گئی تو الحمدللہ، ورنہ پھر والدین کو بتا دینا۔ وہ اس تجویز پر آمادہ ہو گئے۔

اس کے بعد میں نے ان سے جب بات چیت کی تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ ان کی اس پریشانی کی اصل وجہ کیا ہے۔ مریض تو بتاتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور ادھر

درد ہے لیکن ڈاکٹر کو بیماری خود سمجھنی پڑتی ہے۔ یہ روحانی میدان بھی ایسا ہی ہے کہ آنے والا تو باتیں کر رہا ہوتا ہے مگر بین السطور پڑھنا پڑتا ہے کہ اس مسئلہ کی اصل وجہ کیا ہے۔ خیر، اس عاجز نے اصل وجہ ڈھونڈ لی کہ اس وقت ملکی سطح پر اقتصادی حالات اچھے نہیں تھے۔ ان دنوں ہڑتالیں چل رہی تھیں، حکومت کہتی تھی کہ ٹیکس جمع کراؤ اور دکاندار کہتے تھے کہ ہم نے اس کے فارم جمع نہیں کروانے، غالباً ایک مہینے تک دکانداروں نے اپنی دکانیں بند رکھیں۔ اس دوران اس کا بھی یہی حال تھا۔ اس کا کاروبار ایسا تھا کہ اسے پیمنٹ بہت کرنی ہوتی تھیں، اس کی دکان بند رہتی تھی اور پیمنٹ لینے والے فون پہ فون کر رہے تھے۔

جب وہ سارا دن دکان میں پریشانی میں وقت گزار کر واپس گھر آتا تو وہ گھر میں بھی پریشان رہتا۔ وہ دونوں اپنے بڑے گھر میں اکیلے رہتے تھے۔ اس کی بیوی اس کے آنے سے دو گھنٹے پہلے کھانا پکا کر خاوند کے انتظار میں بیٹھ جاتی کہ میرا میاں صاحب آئے گا اور میں اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤں گی۔ جبکہ میاں صاحب بجھے ہوئے چراغ کی طرح آتا۔ بیوی کی چاہت تھی کہ میاں خوشی خوشی گھر میں آئے۔ وہ اسے اسی ویولینتھ پر دیکھنا چاہتی تھی جس پر وہ خود ہوتی تھی۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی برعکس تھا۔ نہ تو وہ دلچسپی کے ساتھ کھانا کھاتا اور نہ ہی وہ بیوی کے پاس بیٹھ کر بات چیت کرتا۔ چنانچہ بیوی نے یہ نتیجہ نکالا کہ میں اس کو پسند نہیں ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ تو یہ میرے ساتھ بولتا ہے اور نہ ہی وقت گزارتا ہے۔ جب بیوی کے ذہن میں یہ خیال آتا کہ یہ مجھے پسند نہیں کرتا تو فوراً اسے دوسرا خیال آتا کہ وہ باہر کسی کو پسند کرتا ہوگا۔ چنانچہ اسے خاوند پر غصہ آتا اور وہ اس کے ساتھ بات بات پر الجھ پڑتی۔ وہ دونوں نوجوان تھے۔ ان کی ساری ساری رات چیخ چیخ میں گزر جاتی تھی اور ان کی چونچیں آپس میں لڑتی رہتی تھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب کئی مہینے گزر گئے تو بیوی نے سوچا کہ اب اس مصیبت سے جان چھڑانے میں عافیت ہے اور خاوند نے بھی کہا کہ جب میں گھر آتا ہوں تو بہت پریشان ہوتا ہوں۔ان وجوہات کی بنا پر ان دونوں نے طلاق کے ذریعے علیحدہ ہونے کا پکا فیصلہ کر لیا۔

میں نے انہیں کہا کہ آپ چھ مہینے تک اپنے فیصلے کو مؤخر کریں اور میں آپ کو جو تجویز دوں گا اس کے مطابق رہیں۔انہوں نے کہا بہت اچھا۔اب ہم نے ان کے لئے ایک انوکھا علاج تجویز کیا۔میں نے اس نوجوان کو سمجھایا کہ آپ کی زندگی میں نبی ﷺ کی ایک سنت غائب ہے اور آپ اس پر عمل نہیں کر رہے،اس ترک سنت کی وجہ سے آپ کی زندگی میں بے برکتی ہے۔اس نے کہا، جی آپ مجھے بتائیں۔میں نے کہا کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی ﷺ جب گھر میں تشریف لاتے تھے تو کھلے اور مسکراتے چہرے کے ساتھ آتے تھے اور اہل خانہ کو سلام کیا کرتے تھے۔یہ سنت تمہارے اندر نہیں ہے۔اس نے کہا، ہاں میں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔میں نے اسے کہا کہ آپ کے کاروبار کے جو مسائل ہیں ان سب کو دکان کی حد تک رکھا کرو اور گھر آتے ہوئے فریش (تازہ دم) ہو کر آیا کرو۔اس میں بیوی کا کیا قصور ہے کہ تمہارا کاروبار نہیں چلتا۔میں نے اس نوجوان کو سمجھایا کہ تم قوت ارادی سے کام لو، کاروبار میں اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے، یہ تو اچھی بات نہیں ہے کہ کاروبار میں نقصان ہو جائے تو گھر والوں کی کم بختی آ جائے۔تم گھر میں خوشی کی زندگی گزارو، اپنے اندر ڈٹرمی نیشن پاور پیدا کرو اور چھوئی موئی کی بوٹی نہ بنو۔

کیا آپ چھوئی موئی کی بوٹی جانتے ہیں؟ ہمارے علاقے میں ایک پودا ہوتا ہے۔اس کا نام ہے Touch me not (ٹچ می ناٹ)۔نام رکھنے والے نے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی کمال کا نام رکھا۔ اگر اسے کوئی بندہ ہاتھ لگا دے تو اسی وقت اس کے پتے بند ہو جاتے ہیں اصل میں وہ تھرمل لیول سے Sensitive (حساس) پودا ہے۔ جب ہاتھ لگنے سے اسے گرمی پہنچتی ہے تو اس کے سارے پتے بند ہو جاتے ہیں۔ گویا وہ کملا جاتا ہے، اس لئے اس کا نام رکھا ہوا ہے، ٹچ می ناٹ (مجھے ہاتھ مت لگاؤ)۔

اس نے کہا، جی میں آپ کی اس تجویز پر ضرور عمل کروں گا۔ پھر میں نے کہا کہ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے لئے ایک دوا بھی ہے۔ اس نے کہا جی وہ کیا دوا ہے؟ میں نے کہا کہ دوا یہ ہے کہ جب تم گھر آیا کرو تو بیوی کو سلام کر کے اس کا بوسہ بھی لیا کرو۔ وہ اس ٹرپ کو سمجھ نہ سکا۔ لیکن چونکہ میں نے کہا تھا اس لئے کہنے لگا، جی حضرت! عمل کروں گا۔

پھر اس کی بیوی کو سمجھایا کہ جب نبی ﷺ گھر میں تشریف لایا کرتے تھے تو ازواج مطہرات خوش ہو کر ان کا استقبال کرتی تھیں۔ وہ جہاں بھی بیٹھی ہوتی تھیں وہ آگے آ کر نبی ﷺ کا استقبال کرتی تھیں۔ وہ اللہ کے محبوب ﷺ کو خوش مزاجی اور محبت سے دیکھا کرتی تھیں۔ چنانچہ جب آپ کا خاوند گھر میں آئے تو آپ بھی اسے محبت و پیار کی نظر سے دیکھا کریں۔ اس نے بھی کہا جی ٹھیک ہے۔ لیکن اصل بات میں نے خاوند کو بتائی۔ وہ دونوں یہ نسخہ لے کر چلے گئے۔ میں نے ان کو چھ ماہ کا کہا تھا لیکن تیس دن کے بعد ان کا فون آیا کہ حضرت! ہم تو سمجھتے ہیں کہ ہم نے یہ تیس دن ہنی مون کی طرح گزارے ہیں۔...... بھئی جب خاوند مسکرا کے بیوی کو دیکھے اور بیوی کا بوسہ بھی لے اور بیوی بھی پازیٹو (مثبت) موڈ میں ہو تو پھر وقت اچھا کیسے نہیں گزرے گا۔ ان کے پہلے والے جھگڑے ختم ہو گئے اور محبت و پیار والی زندگی شروع ہو گئی۔ وہ میاں بیوی، جو کہتے تھے کہ ہم ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے سے جدا ہونے کے لئے تیار ہیں، چالیس دنوں کے بعد وہ کہتے تھے کہ جتنا خوش رہ کر ہم وقت گزار رہے شاید ہی پوری دنیا میں کوئی جوڑا اتنا خوش وقت گزار رہا ہوگا......تو یہ قوت ارادی وہ نعمت ہے جو انسان کی ناکامی کو کامیابی میں بدل دیتی ہے۔

صبر اور برداشت کی قوت:

قوت ارادی ہی انسان کو صبر اور برداشت سکھاتی ہے۔ جب قوت ارادی نہیں ہوتی تو بندے کے اندر برداشت ہی نہیں ہوتی۔ جیسے گاڑی کی بریک نہ ہو تو وہ دوسروں سے ٹکراتی ہے اسی طرح جس بندے کے اندر صبر نہ ہو وہ دوسرے بندوں سے الجھتا ہے۔ کبھی بیوی سے الجھے گا، کبھی باس سے الجھے گا، کبھی پڑوسی سے الجھے گا اور کبھی ہوا سے الجھ رہا ہوگا۔

ایک مثال ذرا غور سے سننا۔ ایک درخت پھلوں، پھولوں اور پتوں سے لدا ہوا ہے۔ وہ سرسبز ہے اور دیکھ کر بندے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ اس درخت کے اوپر جب خزاں کا موسم آجاتا ہے تو پھل بھی اس پر نہیں رہتے، پھول بھی ختم ہو جاتے ہیں اور پتے بھی جھڑ جاتے ہیں اور وہ ٹنڈ منڈ لکڑی کی طرح نظر آ رہا ہوتا ہے۔ اب آگے سردی کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ یخ ہوائیں آ رہی ہوتی ہیں، طوفان چل رہے ہوتے ہیں اور وہ صبر کے ساتھ کھڑا رہتا ہے۔ اس درخت کو پتا ہوتا ہے کہ اگر میرے اوپر بہار کا موسم نہیں رہا تو یہ خزاں کا موسم بھی ہمیشہ نہیں رہے گا، لہٰذا مجھے صبر کے ساتھ کھڑا ہونا ہے۔ اب وہ درخت خشک لکڑی کی طرح کھڑا ہوتا ہے۔ اس پر برف پڑ رہی ہوتی ہے، یخ ہوائیں چل رہی ہوتی ہیں، بریز رڈ آتا ہے تب بھی صبر کے ساتھ کھڑا رہتا ہے۔ اس کا چند مہینے کا صبر اللہ تعالیٰ کو پسند آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سردی کے موسم کو دوبارہ بہار کے موسم میں بدل

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں اور اسی لکڑی نما درخت کے اندر سے کونپلیں پھوٹنا شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے بعد اس پر پتے آ جاتے ہیں، پھول آ جاتے ہیں، اور پھل آ جاتے ہیں۔ اس طرح وہ دوبارہ ہرا بھرا درخت بن جاتا ہے...... جب درخت کے اندر اتنا صبر ہے تو کیا انسان اس طرح صبر نہیں کر سکتا۔ اگر ہمیں بھی کبھی ناموافق حالات میں رہنا پڑے تو صبر سے رہنا چاہیے۔ ہم تو صبر نہیں کرتے۔ ہم تو ایسے ہیں جیسے ہمارے ساتھ کیل لگے ہوئے ہیں، ایک ادھر کو مارا اور دوسرا ادھر کو مارا۔ جیسے کانٹے دار تار ہوتی ہے۔ لوگ اس سے دور ہی رہتے ہیں۔ ہمارا یہی حال ہے۔ لوگ ہم سے دور ہی رہتے ہیں۔ نہ ہمیں بیٹھنے کا طریقہ آتا ہے، نہ بات کرنے کا سلیقہ ہے، نہ معاملات کا طریقہ آتا ہے اور نہ ہی لین دین کا پتہ ہے، ہم اللہ کے بندوں کے لئے وبال جان بنے ہوتے ہیں...... نہ ماں راضی، نہ باپ راضی، نہ بیوی راضی، نہ بچے راضی، نہ دوست راضی...... پھر خدا کیسے راضی ہو گا؟ اس لئے کہ ہمارے اندر قوت ارادی ہی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے کسی کی بات برداشت ہی نہیں ہوتی۔ کبھی اس پر تنقید کر رہے ہوتے ہیں کبھی اس کے عیب نکال رہے ہیں۔ جب ہمارا حال یہ ہوگا تو ہمیں کون اچھا سمجھے گا۔ یہ سب چیزیں ہمارے اندر اس لئے ہوتی ہیں کہ ہمارے اندر قوت ارادی نہیں ہوتی اور ہم اپنے نفس کو لگام نہیں دے پاتے۔ پھر ہمارا نفس منہ زور گھوڑے کی مانند ہوتا ہے جو ہمیں بھگا کر جہاں چاہے لے جاتا ہے ہم اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ اسی لئے ہم زندگی میں ناکام ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس کو قوت ارادی کے ذریعے سے کنٹرول کریں تو ہم اپنی مرضی کی منزل پر پہنچ جائیں گے۔

ہمت بڑھانے کا ایک دلچسپ واقعہ:

مشرقی پاکستان میں ہمارے ایک دوست تھے۔ ملک کی تقسیم سے پہلے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ان کو بہت مال و دولت سے نوازا تھا۔ ان کے وہاں پر درجنوں کے حساب سے پیٹرول پمپ اور گیس اسٹیشن تھے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا مال دیا ہوا تھا جب واپڈا کے انجینئر کی تنخواہ ڈیڑھ سو روپیہ ہوتی تھی۔ ہم نے اپنی زندگی میں وہ وقت دیکھا ہے۔ ان دنوں ایک کمپنی متعارف ہوئی۔ اس نے اپنے ملازمین کی تنخواہ اڑھائی سو روپیہ کر دی تو ہم حیران ہو کر یونیورسٹی میں تذکرہ کرتے تھے کہ اس کمپنی میں اڑھائی سو روپے تنخواہ ہو گئی ہے۔ اس وقت ہمارا ہوسٹل میں ماہانہ خرچ پچیس روپے ہوا کرتا تھا۔ وہ باتیں اب خواب کی طرح لگتی ہیں ...... ہمارے اس دوست کا ایک ملازم تھا جو اس کے دو لاکھ روپے لے کر بھاگ گیا۔ آج کے دو کروڑ سے بھی زیادہ سمجھیں۔ اللہ کی شان کہ وہ ایسا بندہ تھا کہ جب وہ بھاگنے والا ملازم پیسے ادھر ادھر برباد کر کے واپس آ گیا تو وہ رونے دھونے لگا کہ جی میرے بچے ہیں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی، آپ مجھے معاف کر دیں، تو اس نے اس کو نہ صرف معاف ہی کر دیا بلکہ اسے دوبارہ نوکری پر بھی بحال کر دیا۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ وہ کتنا امیر آدمی ہو گا۔

جب ملک تقسیم ہوا تو یہ بندہ کراچی میں اس طرح سے اپنی بیوی کو لے کر اترا کہ بیوی کے سر پر فقط دوپٹہ تھا اور کچھ نہیں تھا۔ یہاں اس کا ایک بھائی رہتا تھا لہٰذا اس کے گھر آ گیا مگر اس کے ذہن پر پریشر تھا۔ اس کے اربوں کھربوں روپے ڈوب گئے۔ جو بنکوں میں تھا وہ بھی گیا اور جو ویسے تھا وہ بھی گیا۔ رات کو امیر تھا اور جب صبح کو اترا تو غریب تھا۔ ایک پیسہ بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ اس نے یہ بات خود بتائی کہ اس وقت میرے ذہن پر بہت پریشر تھا۔

اس کی بیوی نہایت ہی پرہیز گار اور سمجھ دار تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس صورت حال میں اگر خاوند ڈپریشن میں چلا گیا تو یہ مینٹل کیس ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

خاوند کی ہمت بڑھاتی رہی۔اس نے بتایا کہ جب ہم بھائی کے گھر میں کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو میری بیوی نے بات چھیڑ دی کہ میں عورت ذات ہوں، میں تو بہت ہی کمزور ہوں اور اس وجہ سے بہت ہی پریشان ہوں لیکن میرے خاوند کے سینے میں ایسا شیر کا دل ہے کہ انہوں نے تو اس پریشانی کو ہاتھوں کی میل بنا کر اڑا دیا ہے۔اب جب میری بیوی ایسی باتیں کرتی تو میں اندر اندر میں شرمندہ ہوتا کہ میں مرد ہوں، مجھے تو اپنے اندر ہمت پیدا کرنی چاہیے۔بیوی نے ایک دو دن میں باتیں کر کے مجھے سہارا دے دیا۔وہ مجھے کہنے لگی کہ پریشان تو عورتیں ہوتیں ہیں لیکن نہ میں پریشان ہوں اور نہ ہی آپ کو پریشان کر رہی ہوں لیکن مجھے پکا یقین ہے کہ ہمارا رزق اللہ کے ذمہ ہے، جو پروردگار ہمیں اُس ملک میں رزق دے رہا تھا وہی پروردگار ہمیں اِس ملک میں بھی رزق دے گا۔وہ یہاں بھی کم رزق نہیں دے گا۔بس آپ ذرا قدم آگے بڑھائیں۔چنانچہ میں نے اللہ کے توکل پر قوت ارادی سے کام لیتے ہوئے بھائی سے قرض لے کر چلانے کے لئے ایک ٹرک بنایا۔اور اسے چلانا شروع کیا۔اللہ تعالیٰ نے رزق تو پہنچانا ہی تھا۔ ٹھیک پانچ سال کے بعد میں سینکڑوں ٹرکوں کی کمپنی کا مالک بن گیا۔

اہل اللہ کی قوت ارادی

یہ قوتِ ارادی کثرت ذکر سے ملتی ہے۔آدمی جتنا زیادہ ذکر کرتا ہوگا اس کے اندر ڈٹرمی نیشن پاور بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔آپ آزما کر دیکھ لیں۔آپ روزانہ آدھا گھنٹہ بیٹھ کر ذکر کریں تو پھر آپ کو کوئی کام بھی کرنا مشکل نظر نہیں آئے گا۔اگر آپ نے ارادہ کرلیا کہ آج رات میں نے جاگنا ہے تو ضرور جاگیں گے ......اگر آپ نے ارادہ کرلیا کہ میں نے زبان سے جھوٹ نہیں بولنا تو نہیں بولیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے ...... اگر آپ نے ارادہ کر لیا کہ آنکھ غیر محرم کی طرف نہیں اٹھانی تو نہیں اٹھائیں گے۔ جو نوجوان آ کر کہتے ہیں کہ حضرت! ہم یہ اعمال بھی نہیں کر سکتے اور یہ اعمال بھی نہیں کر سکتے، وہ اصل میں کثرتِ ذکر نہیں کرتے جس کی وجہ سے۔ ان کا اپنے اوپر کنٹرول بھی نہیں ہے۔

اہل اللہ کے اندر قوت ارادی بہت ہی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ قوت ارادی ہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں حرام نہیں کھاؤں گا اور وہ رک جاتے ہیں، میں حرام کام نہیں کروں گا اور وہ رک جاتے ہیں، میں خلافِ شرع کام نہیں کروں گا اور وہ باز آجاتے ہیں۔ یہی قوت ارادی ان کو تہجد کے وقت جگا دیتی ہے۔ کیا عام لوگوں کو تھکاوٹ ہوتی ہے اور اللہ والوں کو تھکاوٹ نہیں ہوتی؟ ان کو بھی ہوتی ہے۔ کیا لوگوں کو اِدھر اُدھر کی میٹھی اور چٹ پٹی چیزیں کھانے کو جی چاہتا ہے تو کیا اللہ والوں کا جی نہیں چاہتا؟ ان کا بھی جی چاہتا ہے مگر وہ اپنے نفس کو بے لگام نہیں چھوڑتے۔ جیسے گھوڑے کا سوار گھوڑے کی لگام کو کس کے رکھتا ہے کہ یہ میری مرضی کے راستے پر دوڑے اور اسے وہ اپنی مرضی کے خلاف راستے پر دوڑنے نہیں دیتا، اسی طرح سالک اپنے نفس کے گھوڑے کو شریعت کی لگام ڈال دیتا ہے تاکہ یہ شریعت کے راستے پر دوڑے اور اس سے ہٹ کر نہ بھاگے۔

اللہ تعالیٰ کو بلند ہمت لوگوں سے محبت ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے

''اللہ تعالیٰ بلند ہمتی کو پسند فرماتے ہیں''

علامہ اقبال نے کہا:

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

www.besturdubooks.wordpress.com

قوت کو مرکوز کرنے کے ثمرات

کثرت ذکر سے جو دوسری نعمت ملتی ہے وہ ہے ''اپنی قوت کو ایک جگہ پر مرکوز کرنا'' اس کو پاور آف کنسنٹریشن (توجہ کو مرکوز کرنے کی طاقت) کہتے ہیں۔ یعنی بندہ جو کام کررہا ہو وہ اپنی پوری توانائی اس کام پر صرف کردے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ آج کل یہ بیماری بہت عام ہے کہ لوگ جو بھی کام کرتے ہیں ادھورے دل سے کرتے ہیں، پورے دل و دماغ سے نہیں کررہے ہوتے، فقط سطحی نظر سے کرتے ہیں۔ چنانچہ طالب علم کو پڑھائی کے سوا ہر کام اچھا لگتا ہے۔ باپ چلتا ہوا کاروبار اپنے بیٹے کے حوالے کرتا ہے اور بیٹا اسے برباد کردیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بیٹے کی اس میں دلچسپی ہی نہیں ہوتی ......اس کی دلچسپی ہوتی ہے دوستوں میں ......اس کی دلچسپی ہوتی ہے کھیلوں میں ......اس کی دلچسپی ہوتی ہے عورتوں میں ......اس لئے وہ کاروبار کیسے کرے۔ یعنی جو کام جس کے ذمے لگائیں وہ اس کام میں سو فیصد دل و دماغ سے لگتے ہی نہیں ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ اس کام کو پوری طرح کر ہی نہیں پاتے۔ اگر ایسے حالات میں کنسنٹریشن کی نعمت مل جائے تو کام آسان ہوجائے۔ پھر آدمی اسی کے بارے میں سوچتا ہے اور محنت بھی کرتا ہے۔ اپنی قوت کو ایک جگہ مرکوز کرلینے سے انسان بہت زیادہ کام کرسکتا ہے۔

ہمیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی طرف دھیان مرکوز کریں، یہ کتنا مشکل ہے......کیا ہم ایسا کر پاتے ہیں؟ ہم یقیناً ایسا نہیں کر پاتے۔ تو نہ کرسکنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کام بہت مشکل ہے۔ کتنا کتنا عرصہ مراقبہ کرتے گزر جاتا ہے لیکن یہ چیز نصیب نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ سے پھر پورا فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ لیکن اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی قوت کو مرکوز کر لیا جائے تو مشکل ترین کام بھی آنِ واحد میں ہو جاتے ہیں۔

پانی کی دھار سے کٹنگ

قوت کو مرکوز کرنے کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اگر پانی کی ایک پتلی سی دھار بنائی جائے اور اس کو پوری قوت کے ساتھ نکالا جائے تو وہ اتنی تیز ہوتی ہے کہ جس طرح چھری انسان کے جسم کو کاٹ دیتی ہے اسی طرح پانی کی وہ دھار بھی انسان کے جسم کو کاٹ سکتی ہے۔ ایک جگہ پر میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ لوگ پانی سے کٹنگ کر رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ پانی سے کٹنگ کیسے ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ پانی کی دھار مالیکیول لیول سے بھی چھوٹی بنا دی جاتی ہے، جب وہ ڈالتے ہیں تو جسم کے اندر سے ایسے گزر جاتی ہے جیسے کپاس کے اندر سے چھری گزر جاتی ہے۔ اگر پانی کی دھار ایک دفعہ بندے پر چلا دیں تو جیسے بندہ گولی سے مر جاتا ہے اسی طرح وہ پانی کی دھار سے مر جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو ایک جگہ پر مرکوز کیا گیا اور نتیجہ نکل آیا۔

بڑے بڑے پتھر توڑنا

اچھا، مارشل آرٹس کے اسپیشلسٹ بڑے بڑے پتھر کیسے توڑتے ہیں؟ ان کے اندر قوتِ ارادی کو مرکوز کرنے کا ملکہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایسے کام کر جاتے ہیں کہ بندہ حیران ہو جاتا ہے۔

ہم نے ایک مرتبہ ایک چائنیز آدمی کو دیکھا، اس نے ٹنڈ کروائی ہوئی تھی۔ وہ ایک جگہ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لوگوں نے اس کے سر پر کنکریٹ کا بنا ہوا موٹا سا ایک بلاک رکھ دیا۔ پھر ایک نوجوان نے پورے زور سے تیس کلوگرام کا ایک موٹا سا ہتھوڑا اس کے سر کے اوپر مارا۔ کنکریٹ کا بلاک تو دو ٹکڑے ہو گیا مگر اس کے سر کو

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ بھی نہ ہوا اور وہ نیچے آرام سے بیٹھا رہا۔ ہم یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ ٹنڈا بالکل محفوظ رہا...... میں نے اس کا وہ ہتھوڑا اٹھا کر دیکھنے کی کوشش کی تو مجھ سے ایک ہاتھ سے وہ ہتھوڑا اٹھایا نہیں جا رہا تھا۔

ایک بوڑھے کی بھینسے سے لڑائی

جاپان میں ایک بوڑھا آدمی تھا۔ وہ مارشل آرٹس کا اسپیشلسٹ تھا۔ اس کے کلب کی پہچان یہ تھی کہ وہاں جو بھی جاتا تھا وہ زخمی ہو کر آتا تھا۔ مگر وہ سکھاتا ایسا تھا کہ ماہر بنا دیتا تھا۔ اس کے کلب میں بے پناہ رش ہوتا تھا۔ وہ تھا تو بوڑھا لیکن جوانوں کو مارتا تھا۔

آخری عمر میں اس نے انسانوں سے لڑنا ہی چھوڑ دیا۔ بندوں کی بجائے وہ بھینسے سے لڑتا تھا۔ لوگ فل جوان بھینسا رِنگ کے اندر لے آتے اور وہ بوڑھا بندہ اندر جا کر بھینسے کے ساتھ لڑتا۔ اب بتائیں کہ بھینسے کے ساتھ بندے کا لڑنا کیسا ہے؟ مزے کی بات یہ ہے کہ آخری وقت میں جب ذرا اور زیادہ ماہر ہو گیا تو وہ تین سٹروک میں بھینسے کو ناکارہ بنا دیتا تھا۔ وہ کرتا کیا تھا؟...... وہ کرتا یہ تھا کہ سفید کپڑا لے کر بھینسے کے سامنے کھڑا رہتا اور بھینسا اسے مارنے کے لئے بڑی تیزی سے بھاگتا ہوا اس کے پاس پوری قوت کے ساتھ آتا۔ جیسے ہی بھینسا اس کے سامنے آتا تو یہ اس کے سامنے سے بڑی پھرتی کے ساتھ ایک طرف کو ہٹ جاتا اور ہٹ کر بھینسے کے سینگ کے اوپر ایک زوردار سٹروک لگاتا تو اس کا پورا سینگ ہی ٹوٹ کر نکل جاتا۔ اس طرح بھینسے کا خون نکلتا تو وہ اور زیادہ خونخوار بن جاتا۔ پھر دوسری طرف سے پلٹ کر بھینسا دوبارہ آتا۔ جب بھینسا دوبارہ اس کی طرف آتا تو یہ اس کے سامنے سے ہٹ کر دوسری طرف کو ہو جاتا اور دوسرے ہاتھ سے دوسرے سینگ پر سٹروک مارتا، اس سے اس کا دوسرا سینگ بھی ٹوٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا۔ پھر جب بھینسا تیسری مرتبہ اس کی طرف آتا تو اس وقت بھینسے کا غصہ دیکھنے والا ہوتا تھا۔ وہ اتنا غصے میں آتا کہ ٹکر مار کر اس کو ہٹا دے لیکن جیسے ہی وہ آتا تو یہ ایک طرف ہو کر اس کو آگے گزرنے دیتا اور پھر اس کی ریڑھ کی ہڈی پر ایک زبردست سٹروک لگاتا جس سے اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی اور بھینسا وہیں بیٹھ جاتا۔ اس کے بعد وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہتا تھا۔

آپ حیران ہوں گے کہ اس نے ایسا کیسے کیا۔ اس نے اپنی طاقت کو ایک جگہ مرکوز کرنا سیکھ لیا تھا۔ اس لئے مارشل آرٹس والے فن کے ساتھ ساتھ میڈی ٹیشن بھی سکھاتے ہیں کیونکہ اس سے بندے میں قوتِ ارادی کو ایک جگہ استعمال کرنے کی طاقت آجاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی طاقت کو ایک جگہ پر مرکوز کرنا ایک عجیب ہی نعمت ہے۔ اہل اللہ سے جو بڑی بڑی کراماتیں صادر ہوتی ہیں وہ ان کی قوتِ ارادی اور سوچ کی قوت کو مرکوز کرنے کی بناء پر صادر ہوتی ہیں۔ ہپناٹزم اپنی قوتِ ارادی کو مرکوز کرنے کا ہی نام ہے۔

ہپناٹزم کا ایک کرتب

میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس وقت یہاں جھنگ میں ایک سرکس آئی بڑے بھائی ہمیں سرکس دکھانے کیلئے لے گئے۔ ہم نے زندگی میں کبھی ہاتھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ آپ کو ہم ہاتھی بھی دکھائیں گے اور مداری بھی دکھائیں گے۔ اس عمر میں مداری وغیرہ بہت اچھے لگتے ہیں۔ چونکہ میں چھوٹا سا تھا اس لئے میں جا کر ہاتھی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ مجھے پتا نہیں تھا کہ اس کی اتنی لمبی سونڈ ہوتی ہے۔ مجھے اس وقت پتا چلا جب اس نے اپنی سونڈ میرے ساتھ لگائی۔ یہ تو اس کا بھلا ہے کہ اس نے کچھ نہ کیا۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ سونڈ جو پہلے لٹک رہی تھی وہ یکدم میرے سامنے آگئی، اس وقت میں گھبرا کر تھوڑا سا پیچھے ہٹا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر مجھے اندازہ ہوا کہ اس کی سونڈ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ چونکہ ہم نے زندگی میں پہلی دفعہ ہاتھی دیکھا تھا اس لئے اس کو ہم بڑے حیران ہو کر دیکھتے رہے۔

اس سرکس میں ہم نے ہپناٹزم کا ایک شو دیکھا۔ ایک بوڑھے آدمی نے ہپناٹزم کا کرتب سکھایا۔ وہ بڑا عجیب کرتب تھا۔ اٹھارہ بیس سال کی ایک جوان لڑکی تھی۔ وہ ایک دروازے سے بھاگی ہوئی آئی۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کے دو نیزے تھے۔ وہ ان کو ہاتھ میں لے کر سب کو دکھاتی پھر رہی تھی۔ وہ نیزے آگے سے اتنے تیز تھے کہ ہمارے قریب ایک آدمی بیٹھا تھا، اس نے ان کو چیک کرنے کیلئے ہاتھ لگایا تو اس کے ہاتھ سے خون نکل آیا۔ وہ دکھا بھی یہی رہی تھی کہ دیکھو یہ آگے سے کتنے تیز ہیں۔ جب اس نے وہ نیزے سارے مجمع کو دکھا دیئے تو ایک اونچی سی جگہ پر آ کر وہ کھڑی ہوگئی۔ اب وہ بوڑھا میاں آیا اور اس نے آ کر اس کی طرف دیکھا اور کچھ پڑھنے لگا۔ وہ اس کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ......میں کون؟......عامل......تو کون؟......معمول......وہ اس کی طرف برابر دیکھتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ تھوڑی دیر کے بعد لڑکی کو غشی آنے لگی۔ اب اس بوڑھے آدمی نے اس کی ایک بغل میں ایک نیزہ دے دیا اور دوسری بغل میں دوسرا۔ اور لڑکی جب وہ نیزے دکھا رہی تھی تو اس وقت اپنی بغلیں بھی دکھا رہی تھی کہ میری بغلوں میں کچھ بھی نہیں ہے۔

وہ لڑکی پہلے تو سیدھی کھڑی تھی، اس کے بعد نیزوں پر آ گئی۔ یوں اسکا پورا وزن ان دونوں نیزوں کے اوپر آ گیا۔ پھر وہ کچھ پڑھتا رہا، پڑھتا رہا۔ جب وہ اچھی طرح سے بے ہوش ہوگئی تو اس بوڑھے نے اس کے نیچے سے وہ دو تین فٹ اونچی لکڑی نکال لی جس پر وہ کھڑی تھی۔ ہم بہت حیران ہوئے۔ اب وہ لڑکی دونوں نیزوں کے اوپر لٹکی ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ اپنا عمل کرتا رہا۔ پھر اس نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک عجیب کام کیا کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور اس کی ایک طرف کو اٹھا کر اس کے نیچے سے ایک نیزہ نکال دیا۔ پھر ایک نیزے کے اوپر پوری لڑکی لٹکی ہوئی تھی ......سائنس پڑھنے والے آج تو اس بات کو سمجھ سکتے ہیں لیکن ہم تو اس وقت بچے تھے اس لئے ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں تھی۔ البتہ ہمیں یہ عجیب سا لگ رہا تھا کہ اس کی ایک بغل کے نیچے نیزہ اور اس کے اوپر ہوا میں پوری لڑکی لٹکی ہوئی ہے۔

اس کے بعد وہ پھر پڑھتا رہا۔ بالآخر اس نے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور اس کو ہوا میں ہی سیدھا کر دیا۔ اب وہ ہوا میں یوں لیٹی ہوئی تھیں جیسے کوئی لڑکی بیڈ کے اوپر لیٹی ہوتی ہے۔ یہ اس کے کرتب کا آخری مرحلہ تھا۔ چنانچہ وہ دو چار منٹ تک اسی طرح ہوا میں لٹکی رہی اور وہ بندہ اسے دیکھتا رہا اور تالیاں بجتی رہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے اس کو پھر اسی طرح واپس کیا اور وہ ایک نیزے پر لٹکنے لگی، پھر اس نے دوسرا نیزہ نیچے لگایا۔ پھر اس کے بعد اس نے کچھ پڑھا، پھر اس کے نیچے لکڑی رکھ دی۔ پھر اس کی حالت ایسی تھی جیسے کوئی بندہ بے ہوشی سے باہر آتا ہے۔ اسے اتنا پسینہ آیا ہوا تھا کہ اس کے پورے چہرے پر پسینے کے قطرے تھے۔ اس کے کپڑے بھی پسینے سے شرابور ہو چکے تھے۔ اس وقت وہ ہم سے پانچ سات فٹ کے فاصلے پر تھی۔ پھر دو عورتیں آئیں اور وہ اس کو پکڑ کر لے گئیں۔ وہ اتنی تھک چکی تھی کہ اس کے لئے پاؤں اٹھانے بھی مشکل ہو رہے تھے۔ یہ ہپناٹزم کا کرتب میں نے اپنی زندگی میں خود دیکھا۔

اچھا، جب اس نے لڑکی کو ہوا میں لٹا دیا تو اس وقت مجھے اپنے والد صاحب کی ایک بات یاد آ گئی۔ انہوں نے ایک دفعہ جادوگروں کا ایک واقعہ سنایا تھا اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ یہ جادوگر تماشائیوں کی آنکھوں پر جادو کرتے ہیں، حقیقت میں وہ چیز ایسی نہیں ہوتی جیسی نظر آ رہی ہوتی ہے۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے اباجان کی وہ بات یاد آئی تو میں اپنی آنکھوں کو ملنے لگا کہ مجھے یہ دھوکا ہو رہا ہے یا واقعی ایسے ہی ہے۔ یہ واقعی ایسا ہی تھا کہ وہ لڑکی ایک نیزے کے اوپر لیٹی ہوئی تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ ...... یہ ایسے ہوا کہ اس بندے نے اپنی قوت کو ایک جگہ پر یکجا کر کے اس کو دوسرے پر لاگو کرنا سیکھ لیا تھا۔ لہٰذا اس نے اس لڑکی کو اپنی نظر کے سہارے پر رکھا ہوا تھا۔

جب ہم یونیورسٹی میں پڑھتے تھے تو ان دنوں ہم سید زوار حسین شاہؒ کی خدمت میں کراچی حاضر ہوئے۔ حضرت سید زوار حسین شاہؒ ایک بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ میں نے ان کو یہ واقعہ سنا کر عرض کیا، حضرت! میں نے یہ واقعہ خود دیکھا ہوا ہے لیکن مجھے آج تک اس کی حقیقت کی سمجھ نہیں آئی۔ حضرتؒ نے فرمایا! یہ کوئی جادو نہیں ہے بلکہ اس بندے نے یہ سب کچھ اپنی قوتِ ارادی کو مرکوز کرنے کی وجہ سے کیا۔

بس، یہی میرا کرتب تھا

اس کے بعد حضرتؒ نے خود ایک واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ انڈیا میں ایک آدمی نے شو دکھایا۔ اس نے لوگوں سے کہا تھا کہ میں ٹھیک چھ بجے آ کر آپ کو شو دکھاؤں گا۔ ٹائم طے تھا، بہت سارے لوگ جمع ہو گئے۔ چھ بھی بج گئے۔ بلکہ دس منٹ اوپر ہو گئے مگر وہ بندہ نہ آیا۔ جب کچھ دیر کے بعد وہ آدمی آیا تو اس نے سلام کیا اور کہنے لگا، چونکہ ابھی وقت نہیں ہوا، پندرہ منٹ باقی ہیں، اس لئے میں اب جاتا ہوں اور میں اپنے صحیح وقت پر آؤں گا۔ لوگوں نے کہا جی وقت تو ہو گیا ہے۔ اس نے کہا، نہیں آپ اپنی گھڑیاں دیکھ لیں۔ جب لوگوں نے اپنی گھڑیاں دیکھیں تو واقعی سب کی گھڑیوں پر پونے چھ بج رہے تھے۔ جب تک وہ وہاں کھڑا رہا سب

www.besturdubooks.wordpress.com

کی گھڑیوں کی سوئیاں پونے چھ پر ہی رہیں۔اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ
''بس یہی میرا کرتب تھا، السلام علیکم''۔

ٹی وی سکرین پر ایک کرتب

ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر بھی حضرت سید زوار حسین شاہؒ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔انہوں نے جب حضرتؒ سے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا، حضرت! میں آپ کو اس سے بھی عجیب بات سناتا ہوں۔حضرتؒ نے فرمایا، سناؤ۔انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ انگلینڈ میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں ٹی وی پر آپ کو ایک کرتب دکھاؤں گا۔چنانچہ اسے ٹی وی پر کرتب دکھانے کی اجازت دے دی گئی۔جب وہ کرتب دکھانے سے فارغ ہوا تو اس نے آخر میں کہا کہ پورے ملک میں جو بندہ بھی ٹی وی دیکھ رہا ہے، وہ اپنے ہاتھ میں لوہے کی کوئی چیز پکڑ لے۔یہ سن کے کسی نے چمچ پکڑا، کسی نے کانٹا پکڑا، کسی نے چھری وغیرہ پکڑ لی۔جیسے ہی اس نے لوہے کی چیز پکڑنے کو کہا تو اس کے بعد چند سیکنڈ کے اندر اندر جس کے ہاتھ میں جو چیز تھی، وہ ٹیڑھی ہوگئی۔پورے ملک کے لوگوں نے یہ واقعہ دیکھا۔دنیا حیران تھی کہ اس نے ٹی وی سکرین پر بیٹھ کر یہ کہا مگر اس کی توجہ اتنا کام کر رہی تھی کہ پورے ملک میں جس نے جو چیز اس کے کہنے پر پکڑی تھی وہ ٹیڑھی ہوگئی۔پھر لوگوں نے اس پر مقدمہ بھی درج کر دیا کہ آپ نے ہمارا یہ نقصان کیا ہے۔اس نے جواب میں کہا کہ میں نے آپ سے صرف یہ کہا تھا کہ پکڑیں، یہ تو نہیں کہا تھا کہ ٹیڑھا کریں۔

اس سے پتہ چلا کہ انسان اپنی قوتِ ارادی کو مرکوز کر کے بہت سے عجیب و غریب کام کر سکتا ہے۔انسان آخر اللہ تعالیٰ کا نائب ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان میں یہ صفات رکھی ہیں لیکن ہمیں ان صفات کو آزمانا نہیں آتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہگاروں پر اہل اللہ کی توجہ کا اثر

اللہ والے بھی قوت ارادی کو ہی اپنے متعلقین پر استعمال کرتے ہیں۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ گناہوں میں پھنسے نوجوان اللہ والوں کی صحبت میں آتے ہیں اور تھوڑی سی دیر بیٹھتے ہیں، وہ ظاہر میں کرتے بھی کچھ نہیں، بس معمولی سی ایک دو باتیں کر کے ان کو واپس بھیج دیتے ہیں اور ان کے دلوں کی حالت بدل جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ واپس جا کر نیک بن جاتے ہیں۔ یہ در اصل ان کی وہی توجہ پڑ رہی ہوتی ہے جس کو قوت ارادی کہتے ہیں۔ پھر وہ توجہ دل کے اوپر اثر کر رہی ہوتی ہے۔

احادیث سے ثبوت

احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ ایک نوجوان نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے فلاں گناہ کی اجازت دے دیجئے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کو سمجھایا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ سمجھانے کے بعد نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور اس کو دعا دی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس ہاتھ رکھنے کا ایسا اثر ہوا کہ میرے دل میں جتنی نفرت اس گناہ سے پیدا ہوگئی اتنی نفرت کسی اور گناہ سے نہیں تھی۔ ...... یہ کیا چیز تھی؟ ...... یہ قلبی توجہ تھی کہ محبوب خدا ﷺ نے سینے پر ہاتھ رکھا اور سینے سے سب میل کچیل نکال کر رکھ دی۔ ...... یہی نعمتیں اللہ والوں کے سینوں میں منتقل ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ان سے کرامات صادر ہوتی ہیں۔ چونکہ ہم بھی کثرت سے ذکر نہیں کرتے اس لئے ہماری زندگی میں ایسے واقعات پیش نہیں آتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہماری نمازوں کی کیفیت

ابھی ہمیں اپنی توجہ کو مرکوز کرنے کی صلاحیت حاصل نہیں ہوئی۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ جب ہم نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو نماز کی طرف ہمارا دھیان ہی نہیں جاتا۔ جب یہ صلاحیت ہمارے اندر پیدا ہو جائے گی اور ہم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں گے تو نماز ہی کی طرف دھیان ہوگا۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا، حضرت! کیا آپ کو نماز میں دنیا کا خیال آتا ہے؟ تو وہ فرمانے لگے، نہ تو مجھے نماز کے اندر دنیا کا خیال آتا ہے اور نہ ہی نماز کے باہر آتا ہے...... ماشاء اللہ...... جب اس طرح توجہ کے ساتھ کوئی آدمی اللہ رب العزت کے حضور فریاد کردے اور مانگے تو اس کو کہتے ہیں

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (النمل : 62)

(بھلا کون ہے جو بیقرار کی پکار کو سنتا ہے)

پھر اللہ تعالیٰ ا۔ ﷻ رب بندے کی فریاد کو ضرور قبول کرتے ہیں۔ ہمیں دراصل توجہ مرکوز کرنی نہیں آتی۔ اس لئے ہماری زبان میں تاثیر نہیں، کلام میں تاثیر نہیں، اور نماز کے اندر خوبی نہیں۔ ہمارے حالت تو یہ ہے کہ ہم نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اور گلی کوچوں بازاروں میں پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

”قرب قیامت میں تم دیکھو گے کہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہوگی مگر ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی ہوں گے۔“

ایک امام صاحب تھے۔ انہوں نے چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت کے بعد سلام پھیر بیٹھے۔ ان کو شک بھی گزرا۔ لہٰذا انہوں نے مقتدیوں سے پوچھا کہ کیا میں نے دو رکعت نماز پڑھی ہے یا چار رکعت؟۔ ان میں سے کوئی بھی یقین

سے کہنے والا نہیں تھا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ ایک طرف ایک بوڑھے میاں بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ پکی بات ہے کہ ہم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں لہٰذا آپ دوبارہ پڑھائیں۔ امام صاحب نے دوبارہ چار رکعتیں پڑھائیں اور دل ہی دل میں خوش ہوئے کہ چلو پوری جماعت میں ایک آدمی تو ایسا ہے جس کو یقین سے پتا تھا کہ ہم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ چنانچہ نماز کے بعد امام صاحب نے ان کا شکریہ بھی ادا کیا اور اسے کہا کہ یہ آپ پر اللہ کی رحمت ہے کہ نماز میں آپ کی توجہ نماز کی طرف ہی ہوتی ہے۔ پھر امام صاحب نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ تھا کہ میں نے دو رکعتیں ہی پڑھائی ہیں؟ وہ صاحب کہنے لگے، قاری صاحب! اصل میں میرے چار بیٹے ہیں، میں ہر رکعت میں ایک بیٹے کے کاروبار کا حساب کرتا ہوں، آج میں نے ابھی دو کا حساب کیا تھا کہ آپ نے سلام پھیر دیا، ابھی دو کا حساب باقی ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے چار رکعتیں نہیں پڑھائیں بلکہ دو رکعتیں پڑھائی ہیں۔...... چونکہ نماز میں ہماری حالت یہی ہوتی ہے اس لئے ہمیں ایسی نمازوں کی وجہ سے برکات اور کمالات حاصل نہیں ہو رہے۔

ایک قرآنی فیصلہ

ایک قرآنی فیصلہ ہے کہ

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ (العنکبوت: 45)

(بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے)

ہم نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور فحش اور منکر کاموں سے بچتے بھی نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم حقیقی معنوں میں نماز ہی نہیں پڑھتے۔ اگر ہماری نماز واقعی نماز ہوتی تو قرآنی گواہی ہے کہ یہ انسان کو فحش کاموں سے روک دیتی ہے۔ جب نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

رک رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری یہ دوائی اثر والی دوائی نہیں ہے۔ ہم ایسی نماز کیسے پڑھیں جو ہمیں فحش کاموں سے روک دے۔ اس کے لئے توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ چیز اللہ والے سکھاتے ہیں۔ ان کی دعاؤں اور صحبت سے انسان کو یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔

غیر اللہ کے خیال سے خالی نماز پڑھنے کا واقعہ

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ وہ بڑے موحد عالم تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے یہ حدیث مبارکہ پڑھی کہ اگر بندہ دو رکعت ایسی پڑھے کہ جس میں اسے نماز سے باہر کا کوئی خیال بھی نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ یہ حدیث پڑھنے کے بعد میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ میں بھی ایسی دو رکعتیں پڑھوں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دو رکعت پڑھنے کی نیت کی لیکن نماز سے باہر کا خیال آ گیا۔ اس کے بعد میں ہمت کر کے بار بار دو رکعت پڑھتا رہا لیکن ہر بار کوئی نہ کوئی خیال آتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ میں نے سو رکعتیں پڑھیں اور میں عاجز ہو کر بیٹھ گیا اور سوچ میں پڑ گیا کہ یا اللہ! ایسی نماز پڑھنا کتنا مشکل ہے کہ سو رکعتوں میں سے مجھے دو رکعتیں بھی ایسی نصیب نہ ہوئیں۔ فرماتے ہیں کہ پھر میرے ذہن میں خیال آیا کہ میں اپنی یہ کیفیت اپنے شیخ کو بتاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا، حضرت! میں نے تو سو رکعتیں پڑھی ہیں مگر ان میں سے دو رکعتیں بھی ایسی نہیں پڑھ سکا۔ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم رات کو اپنی چارپائی ہمارے قریب بچھانا۔ میں نے کہا، ٹھیک ہے۔ چنانچہ عشاء کے بعد میں نے اپنی چارپائی حضرتؒ کی چارپائی کے قریب بچھا دی۔ جب تہجد کا وقت ہوا تو میں اٹھا۔ حضرتؒ نے فرمایا، اٹھ گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ اس کے بعد مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ پھر حضرت نے فرمایا، جاؤ اللہ کے لئے وضو کرو۔ میں وضو کر کے آیا مگر میں نے زندگی میں ایسا وضو کبھی نہیں کیا تھا ......اللہ کی طرف دھیان ......توجہ...... عجیب کیفیت ......اور طبیعت کے اوپر رقت طاری تھی۔ فرماتے ہیں کہ جب میں آیا تو حضرتؒ نے پوچھا، وضو کر لیا ہے؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمانے لگے، جاؤ اللہ کے لئے دو رکعت پڑھو۔ انہوں نے جو اللہ کا لفظ بولا تو اس کی وجہ سے میرے اوپر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ جیسے ہی میں نے دو رکعت کی نیت باندھی، رونا شروع کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ میں پوری نماز میں روتا رہا اور یوں سمجھ رہا تھا کہ میں اللہ کے حضور سامنے کھڑا ہوں......

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرٰكَ

(تو اللہ کی عبادت ایسے کر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر یہ تصور جمانا ممکن نہ ہو تو یہ خیال کر لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے)

......کے مصداق پوری نماز پڑھی۔ جب میں نے سلام پھیرا تو اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میں نے نماز مکمل کر لی ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد میں نے دل میں سوچا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری زندگی کی پہلی نمازوں میں سے کوئی ایک نماز بھی نماز کہلانے کے قابل نہیں ہے۔

بعد میں حضرتؒ نے بلا کر پوچھا کہ تم نے نماز کیسے پڑھی۔ میں نے عرض کیا، حضرت! میں نے ایسے نماز پڑھی کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہوں، اس کے سوا کوئی خیال ہی نہیں تھا۔ پھر پوچھا کہ نماز کے بعد کیا کیفیت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ نماز کے بعد یہ خیال تھا کہ میری پہلی نمازوں میں سے تو کوئی نماز بھی قبول نہیں ہوئی۔ حضرتؒ نے جواب دیا کہ اسی طرح صحابہ کرامؓ کی نماز ہوا کرتی تھی۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی ہی نمازیں پڑھتے تھے کہ جب وہ نماز پڑھتے تھے تو غیر کا کوئی خیال نہیں آتا تھا اور جب پڑھ لیتے تھے تو یہ کیفیت ہوتی تھی کہ میری نماز تو قبول ہونے کے قابل ہی نہیں ہے۔

اس لئے ہمارے مشائخ کہتے ہیں کہ بیعت ہونے کا اصل مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ سالک اپنے شیخ کی خدمت میں اس نیت کے ساتھ آئے کہ حضرت! مجھے اولیاء اللہ جیسی نماز پڑھنا سکھا دیجئے۔آج کل تو دم چھو کے لئے بیعت کرتے ہیں۔کبھی پانی دم کروالیا کبھی کھجوریں دم کروالیں اور کبھی کوئی نذرانہ پیش کر دیا، بس یہیں پر پیری مریدی ختم ہو جاتی ہے۔پیری مریدی کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا بندہ جس نے اپنے مشائخ کی صحبت میں رہ کر ایسی نماز پڑھنا سیکھی ہم بھی اس کی خدمت میں جا کر بیٹھیں اور یوں کہیں کہ حضرت ہمیں بھی اولیاء اللہ جیسی نماز پڑھا دیجئے۔آج تو اصل مقصد کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔نہ سیکھنے والوں کی، اور نہ سکھانے والوں کی۔

سائنسدانوں میں توجہ مرکوز کرنے کی قوت

اچھا، یہ بتائیں کہ دنیا میں جو سائنسدان بنتے ہیں وہ کیسے بنتے ہیں؟......وہ اپنی توجہ کو ایک چیز پر مرکوز کرتے ہیں۔وہ توجہ کو مرکوز کرتے کرتے اتنی گہرائی تک چلے جاتے ہیں جہاں عام بندہ نہیں جا سکتا۔اس طرح وہ سائنسدان بن جاتے ہیں اور نئی نئی چیزیں دریافت کرتے رہتے ہیں۔ہر بندہ تو نئی چیزیں دریافت نہیں کر سکتا۔وہ اس لئے دریافت نہیں کر پاتا کہ اس کا دماغ وہاں نہیں پہنچ پاتا۔اور اس کا دماغ وہاں تک اس لئے نہیں پہنچ پاتا کہ وہ اپنی توجہ مرکوز کرنا نہیں جانتا۔اگر ہم اپنی توجہ کو مرکوز کر لیں تو ہم جو کام بھی شروع کریں گے اس کام میں کامیاب ہو جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا توجہ کو مرکوز کرنا

یہ توجہ کو مرکوز کرنا ہی تو تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جہاد میں اتنا مشغول ہوتا تھا کہ میں نماز میں کھڑے ہو کر بھی جہاد کی صفوں کو درست کر رہا ہوتا تھا۔ اقامت دین کی کوششوں کا ان پر اتنا غلبہ تھا کہ جہاد کرتے ہوئے تو جہاد ہی کر رہے ہوتے تھے لیکن نماز میں بھی ان کا دھیان اسی طرف تھا۔ علماء نے لکھا ہے کہ ان کا یہ عمل چونکہ اپنے نفس کے لئے نہیں تھا بلکہ اللہ کے لئے تھا اس لئے ان کا نماز کے اندر جہاد کی صفوں کا درست کرنا بھی ان کی نماز ہی تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی یکسوئی عطا فرما دے تو پھر کیا ہی کہنے۔

یکسوئی کی یہ طاقت انسان کو کثرتِ ذکر سے ملتی ہے۔ چنانچہ کثرت ذکر کرنے والے...... اگر طلباء ہیں تو تعلیم میں کامیاب...... اگر کاروباری ہیں تو کاروبار میں کامیاب ...... اگر کسی اور کام میں لگے ہوئے ہیں تو اس کام میں کامیاب۔ چونکہ ان کے اندر یکسوئی ہو گی اس لئے وہ جس کام میں بھی لگیں گے اللہ تعالیٰ اسی طرح کے مشورے اور باتیں ان کے ذہن میں ڈالتے جائیں گے۔

طبِ یونانی کے مفقود ہونے کی وجوہات

پہلے وقتوں میں جو طب ہوتی تھی وہ ساری اسی قوتِ ارادی کی وجہ سے ہوتی تھی۔ اب تو جو اصل طبِ یونانی تھی وہ چلی گئی ہے۔ اس میں دو طرح کی غلطیاں ہوئیں۔

(۱) حکومت کی غلطی: حکومت نے یہ غلطی کی کہ اس نے اطباء کی سرپرستی نہ کی۔ اگر حکومت ان کے لئے کالج بناتی، بڑے بڑے طبیبوں کو رکھا جاتا، ریسرچ ورک ہوتا، اس کی ڈاکومینٹس بنتیں اور لوگوں میں نسخے پھیلتے تو یہ علم آج لوگوں میں اس

www.besturdubooks.wordpress.com

طرح چل رہا ہوتا جیسے اب ہومیو پیتھک کی لائن چل رہی ہے۔

(۲) اطباء کی غلطی: جب حکومت نے اطباء کی سرپرستی نہ کی تو ہر ایک کو اپنا کھاتہ خود چلانا پڑا۔ اس کی وجہ سے آدھے اطباء نے سوچا کہ نزلہ و زکام کی ادویات چلانے میں تو اتنا فائدہ نہیں ہے اس لئے ہم پوشیدہ بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ سنیاسی بابا بنے۔ دوسری قوموں کے لوگ سائنسدان بنے اور ہماری قوم کے سائنسدان سنیاسی بابا بنے۔ اب انہوں نے جگہ جگہ لکھوا دیا کہ مرد بھی بوڑھا نہیں ہوتا ... باہر ملک سے آنے والا آدمی جب ہماری دیواروں پر ایسی ایڈورٹائزمنٹ پڑھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہاں کی پوری قوم ہی کمزور ہے...... وہ نت نئے کشتے بناتے رہے اور بادشاہوں سے انعامات پاتے رہے۔ کبھی کشتہ فولاد بناتے، کبھی سونے کا کشتہ بناتے اور کبھی چاندی کا کشتہ بناتے۔ وہ کشتوں میں لگے رہے تاکہ کشتی ہی کرتے رہیں۔ جو قابل لوگ تھے وہ ادھر لگے رہے اور باقی ماندہ اطباء نے فقط نزلہ زکام وغیرہ کا کام سیکھا۔

اطباء کی ایک بہت بڑی غلطی یہ بھی تھی کہ اگر کسی کے تجربے میں کوئی کامیاب نسخہ آ جاتا تو وہ آگے نہیں بتاتے تھے۔ مجھے ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر نے بتایا کہ میری بیوی کو بواسیر کی بیماری تھی۔ میں نے اس کا علاج ہسپتال سے کروانے کی بجائے ایک حکیم صاحب سے کروایا۔ اس نے ایسا اچھا علاج کیا کہ وہ بالکل صحت یاب ہوگئی۔ وہ بتانے لگے کہ ہم اس حکیم صاحب سے نسخہ پوچھتے رہے لیکن اس نے ہر بار یہی کہا کہ میں نہیں بتا سکتا۔ البتہ اس نے یہ کہا کہ میں وہ نسخہ اپنے بیٹے کو بتاؤں گا۔ اس نے اپنی آخری عمر میں اپنے بیٹے کو وہ نسخہ سمجھایا لیکن کم عمری کی وجہ سے وہ سمجھ نہ سکا۔ اس نے اسے لکھ کر بھی دیا لیکن اس نے وہ بھی ضائع کر دیا۔ اس طرح وہ نسخہ ضائع ہو گیا اور امت اس نعمت سے محروم ہو گئی...... حکیموں نے یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تماشا کیا......ان کا یہ خیال تھا کہ دنیا ہمیں یاد کرے گی کہ فلاں حکیم کے پاس بڑا اچھا نسخہ تھا اور دنیا میں ہمارا نام رہے گا، حالانکہ اگر وہ اس نسخے کو عام کر دیتے تو اس طرح دنیا میں ان کا نام رہتا۔ مثلاً یہ نسخہ رمضان صاحب کا ہے، یہ نسخہ سلمان صاحب کا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جنہوں نے ہومیو پیتھک میں کام کیا ان کے نام دنیا میں باقی ہیں۔ انہوں نے جو چیزیں بھی پائیں انہوں نے ان کو ڈاکو منٹ کر کے لوگوں کو دے دیا اس لئے آج لوگ ان کو یاد کرتے ہیں۔ جب کہ ہمارے حکیم اپنے صدری نسخے اپنے ساتھ قبر میں لے کر چلے گئے اور ان کی ساتھ علم طب بھی دفن ہو گیا۔

ایک مصنوعی چاند

یہ سلوک صرف طبی نسخوں کے ساتھ ہی نہیں ہوا تھا بلکہ بعض فنی مہارتیں رکھنے والے لوگ اپنے فن کا راز بھی دوسروں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر عباسی دور میں حکیم بن ہاشم نامی آدمی نے ایک مصنوعی چاند بنایا۔ اسے ماہِ نخشب کہتے تھے کیونکہ وہ چاند نخشب نامی کنوئیں سے طلوع ہوتا تھا۔ وہ چاند تقریباً دو سو مربع میل کا علاقہ منور کرتا تھا۔ اس چاند کی خوبی یہ تھی کہ وہ سورج کے غروب ہوتے ہی نکل آتا اور اس کے طلوع ہوتے ہی غروب ہو جاتا تھا۔ حکم نے اس چاند کی حقیقت کسی کو نہ بتائی اور وہ اس کا راز سینے میں لئے تیزاب کے مٹکے میں گرا اور وہیں مر گیا۔

ایک حیرت انگیز واقعہ

ایک کتاب ہے ''اطباء کے حیرت انگیز واقعات''۔ اگر کبھی موقع ملے تو آپ وہ کتاب پڑھیں۔ اس میں واقعی حیرت انگیز واقعات ہیں۔ پہلے دور کے اطباء

www.besturdubooks.wordpress.com

نبض دیکھ کر ہی مرض کی تشخیص کر دیتے تھے۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ ڈاکٹر دس ٹیسٹ کروانے کے بعد بھی کہتا ہے کہ میں ابھی تک نہیں بتا سکتا کہ کیا بیماری ہے۔ اسی کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ایک طبیب تھا۔ وہ اتنا متقی تھا کہ عورتوں کو ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ لہٰذا وہ عورتوں کی کلائی پر دھاگہ بندھوا کر ان کے مرض کی تشخیص کرتا تھا۔ ایک مرتبہ طبیب کے مخالفین میں سے کسی نے کہا کہ ہم اس کو آزماتے ہیں کہ اسے دھاگے سے کیسے پتا چلتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک عورت کو اس کے مطب پر لے گئے اور اسے پردے کے پیچھے بٹھا دیا۔ طبیب کو عورت کا نام بتا دیا گیا اور اس نے دھاگے کو پکڑ کر نسخہ لکھا کہ اس مریضہ کو کچے گوشت کی ضرورت ہے۔ جب دوائی دینے والے کمپوڈر نے نسخہ پڑھا تو وہ حیران ہو کر طبیب کے پاس آیا اور کہنے لگا، حکیم صاحب! یہ کیا لکھا ہے؟ کیا اس عورت کو کچے گوشت کی ضرورت ہے؟ حکیم صاحب نے کہا، ہاں، دھاگے سے مجھے اس کی مرض کا یہی پتہ چلا ہے۔ جب مریضہ کو بلا کر پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے بلی کی کلائی پر دھاگہ باندھا تھا۔ اصل میں وہ عورت ایک بلی لے کر گئی تھی تاکہ حکیم صاحب کو آزما سکے۔

اطباء کے ارتکازِ توجہ کے ثمرات

طب کی ایک کتاب ہے "القانون"۔ وہ کتاب آج سے سینکڑوں سال پہلے لکھی گئی اور اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ آج بھی سو فیصد ٹھیک ہے۔ ایک طبیب تھے۔ انہوں نے "علاماتِ موت" نامی کتاب لکھی۔ اس نے کہا کہ جب یہ علامات پائی جائیں تو موت یقینی ہو جاتی ہے۔ آج اتنی ترقی کے باوجود ان علامات کو فیٹل علامات کہتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ اگر آج بھی وہ علامات آ جائیں تو بندہ موت سے نہیں بچتا۔ ابن سوری کی کتاب میں خشک بوٹیوں کی رنگین تصاویر تھیں۔ اس میں ان بوٹیوں کے خواص وغیرہ لکھے ہوئے تھے۔ ابو

www.besturdubooks.wordpress.com

القاسم زہراوی نے مثانہ کی پتھری نکالنے کے لئے جسم کا جو مقام آپریشن کے لئے تجویز کیا تھا، آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ دوران خون کا جدید نظریہ ولیم ہاروے سے منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ اس سے بہت پہلے ابن نفیس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا۔

یہ علوم ان کو کیسے حاصل ہوئے؟ وہ اپنی توجہ کو مرکوز کر کے اپنے کام میں لگے رہتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے مطابق ان کے دماغوں میں الہام فرما دیتے تھے۔ لیکن آج وہ کنسنٹریشن ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے ریسرچ ورک ہی نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے ہاں تو کسی بھی شعبے میں ریسرچ نہیں ہو رہی۔

سپیشلسٹ بننے کا طریقہ

اپنی قوت کو مرکوز نہ کر سکنے کی وجہ سے یہی نہیں کہ ہماری نمازیں کمزور ہیں بلکہ ہم زندگی کے ہر شعبے میں کمزور ہیں اور کسی شعبے میں بھی آگے نہیں بڑھ رہے جب کہ کافر لوگ ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی قوتوں کو ایک جگہ مرکوز کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سپیشلائزیشن ہے۔ یعنی وہ بچے کی پانچ سات سال کی عمر میں ہی اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اس بچے نے کون سا کھیل کھیلنا ہے۔ اس کو وہ وہی کھیل کھلاتے ہیں جس کی طرف اس کا Aptitude (میلان) ہوتا ہے۔ اسی کو Aptitude test (میلانی جائزہ) کہتے ہیں۔ وہ بچہ جب جوان ہوتا ہے تو وہ اس کھیل میں پوری دنیا میں فرسٹ آ جاتا ہے۔ مجھے ایک جگہ پر بتایا گیا کہ اگر کسی بچے کو گیارہ بارہ سال کے بعد لے جائیں کہ اسے فلاں کھیل کھلاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ تم اسے دیر سے لے آئے ہو لہٰذا اسے واپس لے جاؤ، یہ اب نہیں چل سکتا۔ یعنی وہ گیارہ بارہ سال کی عمر کے بعد بچے کو کھیل میں شامل ہی نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ اس کو بچپن میں لاتا تھا۔ اس طرح وہ بچپن سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی اس کے مزاج کو سمجھ کر کہ یہ کس کھیل میں دلچسپی لیتا ہے، اس کو اس وقت سے ہی ٹرینڈ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور وہ بچہ وہی کھیل کھیلتا رہتا ہے، پھر کھیلتے کھیلتے وہ ایسا سپیشلسٹ بن جاتا ہے کہ پوری دنیا میں پہلا نمبر حاصل کر لیتا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے ارتکاز توجہ کے ثمرات

اپنی قوت کو ایک جگہ مرکوز کرنے والی صفت ہمارے فقہائے ائمہ اربعہ کے اندر پائی جاتی تھی۔ جب بھی وہ کسی مسئلہ کے بارے میں سوچتے تھے تو اس کی تہہ تک چلے جاتے تھے۔ عام بندے کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی تھی۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس میدان میں سب سے آگے تھے۔ مثال کے طور پر......

☆......ایک مرتبہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ درس دے رہے تھے، اسی اثناء میں ایک عورت مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی۔ چونکہ آپ درس دے رہے تھے اس لئے وہ خود دور کھڑی ہو گئی اور اس نے کسی بچے کے ہاتھ ایک سیب دے کر امام صاحبؒ کی طرف بھیجا۔ جب اس بچے نے وہ سیب امام صاحبؒ کو دیا تو انہوں نے سیب کے دو ٹکڑے کر کے واپس بھیج دیا۔ اب ان کے چالیس شاگرد سارا دن سوچتے رہے کہ اس عورت نے کیا کیا اور امام صاحبؒ نے کیا کیا مگر انہیں کچھ بھی سمجھ میں نہ آیا۔ بالآخر انہوں نے عرض کیا، حضرتؒ! آپ ہی ہمیں بتا دیں کہ وہ پیغام رسانی کا سلسلہ کیا تھا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ مجھ سے فقہ کا مسئلہ پوچھنے آئی تھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ سیب بھیج کر فقہ کا کون سا مسئلہ پوچھا جاتا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ وہ عورت حالت حیض میں تھی اور یہ مسئلہ پوچھنا چاہتی تھی کہ مجھ پر غسل کب واجب ہے۔ اس لئے اس نے میری طرف ایک ایسا سیب بھیجا جو ایک طرف سے خون کی طرح بالکل سرخ تھا اور دوسری طرف سے ہلکا سا زرد تھا۔ وہ یہ مسئلہ پوچھنا چاہتی تھی کہ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت کا معاملہ ایک طرف سے دوسری طرف تک آ جائے تو کیا وہ غسل کر سکتی ہے؟ اس لئے میں نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، جس میں پیغام یہ تھا کہ جب تک کپڑا اندر کی سفیدی کی طرح بالکل سفید نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ غسل نہیں کر سکتی۔

☆......ایک مرتبہ ایک بوڑھا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں آیا اور امام صاحبؒ کو مخاطب کر کے کہنے لگا،...... وَاؤ اَوْ وَاوَیْن ...... حضرت کے شاگرد اس بوڑھے کی بات سن کر حیران ہو گئے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا، ...... وَاوَیْـنُ ...... اس کے بعد وہ جاتے ہوئے کہنے لگا...... لَا وَ لَا ...... حضرت کے چالیس شاگردوں میں سے اکثر فقیہ اور محدث قسم کے لوگ تھے۔ ان میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا کہ فریقین کے درمیان کیا مکالمہ ہوا۔ وہ پورا دن سوچتے رہے کہ اس معمہ کا کیا حل ہے مگر حل نہ کر سکے۔ بالآخر حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی گئی کہ حضرتؒ! آپ ہی بتائیں کہ اس بوڑھے نے کیا کہا اور آپ نے کیا کہا؟

امام صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ بوڑھا مجھ سے فقہ کا مسئلہ پوچھنے آیا تھا۔ انہوں نے کہا، حضرتؒ! یہ ایک عجیب سا مسئلہ ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اس نے کہا...... واؤ او واوین ...... دراصل وہ مجھ سے نماز کا مسئلہ پوچھ رہا تھا کہ جب میں التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھوں تو میں اس کو ایک واؤ کے ساتھ پڑھوں یا دو واؤ کے ساتھ پڑھوں۔ میں نے جواب دیا...... واوین ...... یہی وجہ ہے کہ ہم حنفی لوگ یوں پڑھتے ہیں۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوتُ وَ الطَّیِّبَاتُ

اب ظاہر ہے کہ اس میں دو واؤ ہیں۔ دوسرے حضرات اس کو ایک واؤ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھتے ہیں۔ پھر شاگردوں نے عرض کیا، حضرتؒ! ہمیں یہ بات تو سمجھ میں آ گئی لیکن جواب میں بوڑھے نے جو...... لَا وَ لَا ......کہا تھا اس کا کیا مطلب تھا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ جاتے ہوئے مجھے دعا دے گیا تھا کہ اے ابو حنیفہؒ! تجھے اللہ نے وہ علم دیا ہے کہ اللہ اس کو پوری دنیا کے اندر اپنی رحمت سے پھیلائے اور شجرہ طیبہ کی طرح بنائے،......لا شرقية ولا غربية

کیا عام بندے کا دماغ اتنی زیادہ گہرائی تک سوچ سکتا ہے؟ یہ نعمتیں فقط ان لوگوں کو ملتی ہیں جو اپنی توجہ کو ایک جگہ پر مرکوز کر دیتے ہیں۔ یہی چیز ہمیں تصوف سکھاتا ہے کہ اپنی توجہات کو اپنے نفس کے اوپر مرکوز کرو، پھر دیکھنا کہ حسد، بغض، کینہ اور دوسرے رذائل کیسے جان نہیں چھوڑتے ہیں۔ اپنی توجہات کو اپنے کام پر مرکوز کرو، پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذہن میں اس کے مطابق الہام کیسے نہیں کرتے۔ آج ان دونوں نعمتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے ہماری زندگی ہر میدان میں ادھوری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کثرتِ ذکر کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم قوتِ ارادی کی بلندی بھی حاصل کر سکیں اور اپنی توجہات کو ایک جگہ پر مرکوز کرنے کی بھی سعادت پا سکیں۔ آمین ثم آمین۔

واخر دعونا ان الحمدلله رب العلمين .

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرۃ: ۱۲۷)

قبولیت کی فکر

یہ بیان مارچ 2005ء کو خانقاہ فضلیہ مسکین پور شریف میں سالانہ نقشبندی اجتماع کے موقع پر ہوا۔ جس میں ہزاروں سالکین طریقت نے شرکت کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

......ایک عام سی مثال سمجھ لیں کہ ایک عورت اچھے خاندان سے ہو، بڑی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو، شکل کی بہت ہی خوبصورت ہو، سمجھدار اور سلیقہ مند ہو اور گھر کے ہر کام اور ہنر کو سمجھتی ہو تو یہ تمام چیزیں اس کی ''قابلیت'' کہلاتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے خاوند کو پسند بھی آجائے تو اس کو ''قبولیت'' کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض اوقات خوبصورت عورتوں کو بھی طلاقیں ہو جاتی ہیں۔

... بالکل اسی طرح اگر لوگ ہمیں مفتی صاحب کہیں، خطیب صاحب کہیں، پیر صاحب کہیں یا صوفی صاحب کہیں تو کیا حاصل؟ دیکھنا تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قبولیت کی فکر

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (البقرة:۱۲۷)

و قال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر ....

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ج (آل عمران :۳۵)

و قال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر ....

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المائدة :۲۷)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

قابلیت اور قبولیت کا مفہوم:

دو الفاظ ملتے جلتے ہیں۔ ایک قابلیت اور دوسرا قبولیت۔ ان کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ قابلیت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان کے اندر استعداد ہو، صفات ہوں، کمالات ہوں۔ اچھے خاندان سے ہو، حسن و جمال میں بھی اعلیٰ ہو، فضل وکمال میں بھی اعلیٰ ہو، علم میں بھی اعلیٰ ہو، افہام وتفہیم میں بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

اعلیٰ ہو، ہر کام میں سلیقہ مندی ہو، اپنے کاموں کو اچھی طرح سمیٹنا جانتا ہو اور اس کے اندر قائدانہ صلاحیتیں ہوں۔ یہ تمام چیزیں قابلیت کہلاتی ہیں۔ اور قبولیت یہ ہوتی ہے کہ یہ بندہ اللہ رب العزت کو پسند بھی آجائے۔ اس سے پتہ چلا کہ قابلیت اور چیز ہے اور قبولیت اور چیز ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ قابلیت ہونے کے باوجود اس بندے کو قبولیت نہیں ملتی۔ یہ بڑے خطرے کی بات ہوتی ہے۔ اس کی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

قابلیت کے باوجود قبولیت نہ ملنے کے واقعات

ابلیس کا راندۂ درگاہ ہونا:

عزازیل (شیطان) نے اللہ رب العزت کی اتنی عبادت کی کہ گویا اس نے زمین کے چپے چپے پہ سجدے کیے۔ حتیٰ کہ اس کو طاؤس الملائکہ کا لقب ملا۔ اتنا عبادت گزار ہونا قابلیت کی بات ہے۔ اس کے پاس علم بھی تھا۔ اسی لئے تو جب اللہ رب العزت نے پوچھا کہ تم نے سجدہ کیوں نہ کیا تو وہ آگے سے دلیل پیش کرنے لگا کہ

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (الاعراف :12)

[میں اس سے بہتر ہوں، آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا (جو بلندی کی طرف مائل ہوتی ہے) اور اس (آدم علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا (جس میں پستی ہے)]

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شیطان عابد بھی تھا عالم بھی تھا، بلکہ فرماتے ہیں کہ یہ عارف بھی تھا، اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ o (الحجر: 34)

(پس تو میرے دربار سے دفع ہو جا، تو مردود ہے)

تو اس کو پتہ تھا کہ عین جلال کے عالم میں بھی اللہ رب العزت کا جمال اس سے جدا نہیں ہوتا، لہٰذا فوراً کہنے لگا،

رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ O (الحجر: 36)

(اے پروردگار!، مجھے قیامت تک مہلت دے دیجئے)

اللہ تعالیٰ نے فرمادیا،

اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ O (الحجر: 37)

(تجھے قیامت تک کے لئے مہلت دے دی گئی)۔

تو یہ کمالات کی باتیں ہیں۔ وہ عالم بھی تھا، عابد بھی تھا، عارف بھی تھا، مگر اس کے اندر ایک صفت کی کمی رہ گئی کہ وہ عاشق نہیں تھا۔ اگر عاشق ہوتا تو کبھی حکم محبوب سن کر انکار نہ کرتا۔ جیسے حکم ہوا تھا یہ فوراً سجدے میں جا گرتا۔ لہٰذا ان تمام کمالات کے باوجود اسے پھٹکار دیا گیا۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

اِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

(قیامت تک کے لئے تجھ پر میری لعنتیں برستی رہیں گی)

گویا اس کے اندر قابلیت تو تھی مگر قبولیت نہ پا سکا۔

فرعون کا نشان عبرت بننا:

فرعون بے عون وقت کا بڑا ظالم اور جابر بادشاہ تھا۔ وہ اتنا باغی طاغی بنا ہوا تھا کہ جب اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے دربار میں جانے کا حکم فرمایا تو ارشاد فرمایا

www.besturdubooks.wordpress.com

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (النازعات : 17)

(جائیے فرعون کی طرف بے شک وہ بڑا سرکش ہورہا ہے)

اس کی حکومت اتنی پاورفل (طاقت ور) تھی کہ وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کر دیتا تھا اور اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ آپ ذرا غور کیجئے کہ آج کا بڑے سے بڑا حاکم کسی کے بچے کو ذبح کرے تو دیکھے، دوسرے دن اس کی کرسی بدلی ہوئی ہوگی۔ اس نے ہزاروں بچوں کو ذبح کروایا اور اس کی حاکمیت پر اس کا کوئی اثر بھی نہ ہوا۔ مفسرین نے لکھا کہ اس نے تقریباً سو سال عمر پائی اور اس کی صحت اتنی اچھی تھی کہ کبھی اس کے سر میں درد بھی نہ ہوا۔ اس کی صحت بھی تھی، خزانے بھی تھے، اختیار بھی تھا اور اس کے پاس نظم ونسق کی صلاحیت بھی تھی۔ چنانچہ وہ ایک مرتبہ اپنی قوم سے کہنے لگا،

اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ

(الزخرف : 51)

(کیا یہ ملک مصر میرا نہیں، اور کیا یہ نہریں میرے تحت نہیں بہہ رہیں)

اس کو اپنے نظام آبپاشی پر اتنا فخر تھا۔ لیکن ان تمام صلاحیتوں کے باوجود اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت نہ ہوئی۔ چنانچہ اسے ایمان قبول کرنے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ ڈوبتے ڈوبتے اور مرتے مرتے کہنے بھی لگا،

اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَ هَارُوْن

(میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لے آیا)

مگر فرمایا، آلْئٰنَ (اب ایمان لائے ہو)

(اب بہت دیر ہوگئی) It,s too late...!!!

اس کے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن کو محفوظ فرما دیا تاکہ بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آنے والوں کے لئے عبرت کی نشانی بنی رہے۔

عمر ابن ہشام کی ایمان سے محرومی:

عمر ابن ہشام کا شمار مکہ کے انتہائی دانا لوگوں میں ہوتا تھا۔ اس کو اپنے آپ پہ اتنا ناز تھا کہ سیدنا عمر فاروق ﷺ کا نام بھی عمر تھا، مگر وہ کہتا تھا کہ مجھے عمر کہنا چاہیے اور آپ کو اسم تصغیر کا صیغہ استعمال کرنا چاہیے۔ چنانچہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمر ﷺ کو ایمان لانے سے پہلے عمیر کہا جاتا تھا۔ وہ انہیں عمر نہیں کہلوانے دیتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ عمر میں ہوں۔ وہ اتنا دانا تھا کہ جو معاملات لوگوں سے نہیں سمٹتے تھے انہیں وہ اکیلا سمیٹ دیتا تھا۔ اس لئے لوگوں نے اس کا نام، اَبَا الْحِکَمْ (داناؤں کا باپ) رکھا۔ اور جب اس نے دین کو قبول نہ کیا تو نبی علیہ السلام نے اس کا نام ابوجہل رکھ دیا۔ یعنی تو جاہلوں کا باپ ہے۔ دیکھیں کہ قابلیت اتنی کہ وہ قریش کا سردار ہے اس کی پرسنیلٹی (شخصیت) کتنی خوبصورت ہے، اس کے پاس مال و دولت ہے، لوگ اس کے اشارے پر ناچنے کو تیار ہیں مگر اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت حاصل نہ ہوئی اور وہ اس دنیا سے ایمان کے بغیر رخصت ہو گیا۔

ولید کو اس کا تکبر لے ڈوبا:

ایک اور سردار کا نام ولید پلید تھا۔ اس کے بارہ بیٹے تھے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب وہ اس کے گرد بیٹھتے تھے تو اس کو بڑا فخر ہوتا تھا اور وہ کہتا تھا کہ اس وقت پوری دنیا میں میرے جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا،

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا (المدثر:11)

(مجھے اور اسے چھوڑ دیجئے جو اپنے آپ کو وحید الزمان سمجھتا ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ وَ مَهَّدْتُّ لَهُ تَمْهِيْدًا ۝ (المدثر: 14-13-12)

[اور اسے مال دیا بڑھنے والا اور بیٹے دیے حاضر رہنے والے اور اس کیلئے ہر طرح کا سامان تیار کر دیا]

اب دیکھیں کہ یہ ساری چیزیں اس کے پاس تھیں لیکن اللہ رب العزت کے ہاں اس کی قبولیت نہ ہوئی اور ایمان سے محروم رہ گیا۔ حالانکہ ایک دفعہ اس نے سرداران قریش کے پاس ایک محفل یہ کہا بھی کہ میں خود شاعر ہوں اور کلام و بیان کو سمجھنے والا ہوں مجھے یہ قرآن شاعری نہیں لگتی نہ کسی دیوانے بات لگتی ہے۔ لیکن جب لوگوں نے پوچھا کہ قرآن مجید کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تو اس نے برادری اور لوگوں کو خوش کرنے کیلئے کہا، میں سوچ کر بتاتا ہوں ۔ پھر تھوڑی دیر سوچنے کا سا انداز بنا کر ب لگا یہ تو جادو ہے جو پہلوں سے نقل ہو کر آیا ہے۔ تو اسی بارے میں قرآن مجید میں آیا ہے کہ

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ (المدثر : 18.20)

[بے شک اس نے سوچا اور اندازہ لگایا، پھر اسے اللہ کی مار، کیسا اس نے اندازہ لگایا]

دیکھئے کہ کیا ہی شاہانہ انداز میں اللہ تعالیٰ اس کا حال بیان کر رہے ہیں ...... چنانچہ وہ ولید پلید بھی بالآخر اللہ رب العزت کے دربار سے دھتکار دیا گیا۔

ابوالفضل اور فیضی کی محرومی:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دو بھائی تھے ایک کا نام تھا ابوالفضل اور دوسرے کا نام تھا فیضی ۔ وہ دونوں اپنے وقت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑے بھاری عالم تھے۔ان کے علم کا یہ حال تھا کہ انہوں نے عربی زبان میں قرآن مجید کی ایک بے نقطہ تفسیر لکھی۔یعنی اس تفسیر میں با،تا،ثا،جیم،خا،ذال،زا،شین،غین،نون وغیرہ میں سے کوئی حرف بھی کہیں استعمال نہیں ہوا۔انہوں نے اس تفسیر کا نام ''سواطع الالہام'' رکھا۔اس نام میں بھی نقطہ نہیں ہے۔مجھے ایک لائبریری میں وہ تفسیر دیکھنے کا موقع ملا،میں حیران تھا کہ انہوں نے ایسے الفاظ کہاں سے ڈھونڈے ہوں گے۔پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھنا ہی کتنا بڑا کام ہے،اور پھر ایسے الفاظ سے لکھنا جن میں کوئی نقطہ ہی نہ ہو،بہت مشکل کام ہے۔ظاہری طور پر دیکھئے کہ کتنی قابلیت ہے۔بلا کے ذہین تھے،دونوں کے پاس فوٹو گرافک میموری تھی۔

ابوالفضل بڑا تھا۔اس کے سامنے اگر کوئی چیز دو مرتبہ پڑھ دی جاتی تھی تو اسے زبانی یاد ہو جاتی تھی۔اور فیضی چھوٹا تھا۔اس کے سامنے اگر کوئی چیز ایک مرتبہ پڑھ دی جاتی تھی تو اسے زبانی یاد ہو جاتی تھی۔چنانچہ انہوں نے اس وقت کے شعراء کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔جب کوئی شاعر بادشاہ کی منقبت لکھ کر لاتا تو بادشاہ اسے دربار میں کہتا کہ اپنا کلام پیش کرو۔وہ کھڑے ہو کر پڑھتا تو فیضی کو وہ منقبت یاد ہو جاتی اور وہ اٹھ کر کہتا،بادشاہ سلامت!یہ تو میرا کلام ہے۔بادشاہ کہتا کہ اگر یہ تیرا کلام ہے تو پھر سناؤ۔وہ کھڑے ہو کر پوری منقبت سنا دیتا۔اب جب یہ سناتا تو دو دفعہ ہو جاتا۔اس کے بعد بڑا بھائی بھی کھڑے ہو کر کہتا،بادشاہ سلامت!میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ میرے بھائی کا کلام ہے اور پھر وہ بھی سنا دیتا تھا۔اندازہ کریں کہ وہ اتنے ذہین تھے اور ان کے پاس اتنا علم تھا مگر اللہ رب العزت کے ہاں ان کی قبولیت نہ ہوئی اور فقط درباری ملا بن کر رہ گئے۔یہی دو بھائی تھے جنہوں نے وقت کے بادشاہ کو فتویٰ دیا تھا کہ اس کے لئے تعظیمی سجدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنا جائز ہے۔امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت انہی دونوں نے کی اور ان کو جیل میں بھی انہی دونوں نے پہنچایا۔ یہ سوچ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ دونوں وقت کے مجدد کے دشمن بن گئے تھے۔

ایک عام سی مثال:

ایک عام سی مثال سمجھ لیں کہ ایک عورت اچھے خاندان سے ہو، بڑی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو، شکل کی بہت ہی خوبصورت ہو، سمجھدار اور سلیقہ مند ہو اور گھر کے ہر کام اور ہنر کو سمجھتی ہو تو یہ تمام چیزیں اس کی ''قابلیت'' کہلاتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے خاوند کو پسند بھی آجائے تو اس کو''قبولیت'' کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض اوقات خوبصورت عورتوں کو بھی طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ طلاق کوئی بندہ خوش ہو کر تو نہیں دیتا، ہمیشہ ناپسند کر کے بیوی کو اپنے سے جدا کیا جاتا ہے۔

ہمارے ایک دوست کہنے لگے کہ میری پانچ بہنیں ہیں۔ان میں سے چار کی شکل وصورت اور تعلیم اوسط درجے کی تھی۔ان میں سے ایک بہن ایسی تھی کہ ہم بھی اس کی ذہانت اور اس کے حسن و جمال پر حیران ہوتے تھے۔ جب کوئی عورت ہمارے گھر رشتہ دیکھنے آتی تو میری امی اس بہن کو الماری کے پیچھے چھپا دیتی تھی تاکہ کسی کی نظر نہ پڑ جائے ورنہ وہ اسی کا رشتہ مانگے گی۔ وہ کہنے لگے کہ حیرت کی بات ہے کہ پانچوں بہنوں کی شادیاں ہوئیں، ان میں سے باقی چاروں بہنوں کو اپنے خاوندوں کی محبتوں بھری زندگی نصیب ہوئی اور اس خوبصورت بہن کو طلاق ہوگئی اور وہ گھر واپس آگئی۔اس سے پتہ چلا کہ قابلیت الگ چیز ہے اور قبولیت الگ چیز ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قبولیت پانے والوں کی مثالیں

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قبولیت:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو قبولیت کی فکر لگی ہوئی تھی۔انہوں نے اللہ کا گھر بنایا اور فوراً دعا مانگی۔قرآن مجید نے اس دعا کو بیان کیا،فرمایا،

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرة:۱۲۷)

(اور یاد کرو اس وقت کو جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اللہ کے گھر کی بنیادیں کھڑی کر رہے تھے، (اس وقت کہا) اے ہمارے پروردگار! اس کو ہم سے قبول فرمالیجئے)

جو قبول ہوتے ہیں ان کو یوں فکر لگی ہوتی ہے۔ابھی کام کی ابتدا کر رہے ہیں اور ابھی سے فکر ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں یہ قبول ہو جائے۔ ......سبحان اللہ...... چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کو قبول فرمایا،اور ساتھ ہی فرمادیا،

وَ اِذِابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرة:124)

(اور جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا،وہ اس میں سو فیصد کامیاب ہو گئے،فرمایا،ابراہیم! میں تجھے انسانوں کا امام بناؤں گا)

یہ قبولیت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانوں کا امام بنادیا اور قرآن مجید میں اتنے پیارے انداز سے ان کا تذکرہ کیا کہ جب بھی یہ آیتیں پڑھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّةً (النحل: 120)

(بے شک ابراہیم علیہ السلام ایک امت تھا)

بعض اوقات ایک فرد اپنی ذات میں ایک انجمن اور ادارہ ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ فرد واحد تھے لیکن اللہ رب العزت کے ہاں ان کا مرتبہ اتنا تھا کہ ان کو ایک امت قرار دیا۔ آگے فرمایا،

قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِیْفًاؕ وَلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ شَاکِرًا لِاَنْعُمِهٖؕ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةًؕ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًاؕ (النحل : 123-120)

(وہ سب سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے اور نہ تھے شرک کرنے والوں میں سے، اللہ کی نعمتوں کا شکرادا کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں پسند فرمالیا، اور ان کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمادی اور ہم نے ان کو دنیا میں بھلائی عطا کی اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں سے ہیں۔ (اے محبوب!) پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ آپ بھی ملت ابراہیم کی پیروی فرمایئے)

یہ قبولیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو بھی پیغام دے رہے ہیں۔ سبحان اللہ!!!۔

بی بی مریم علیہا سلام کی قبولیت:

حضرت عمران علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر گزرے ہیں۔ ان کی بیوی حاملہ تھیں۔ انہوں نے اپنی ہونے والی اولاد کے بارے میں اللہ رب العزت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا مانگی۔ دیکھیں قبولیت کہاں ہوتی ہے؟ جہاں شروع سے ہی فکر لگی ہوتی ہے۔ ادھر گھر کی بنیادیں رکھی جارہی تھیں اور قبولیت کی دعائیں مانگی جارہی تھیں۔اور ادھر ابھی بچہ پیٹ میں ہے، ابھی ولادت نہیں ہوئی اور ماں اس وقت سے فکرمند ہے......قرآن مجید نے وہ صورت حال بھی بیان کر دی۔فرمایا،

وَ اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ (آل عمران :35)

[جب عمران علیہ السلام کی بیوی نے کہا، اے میرے رب! جو میرے پیٹ میں ہے اسے تیرے لیے خاص کر دیا، پس آپ اسے مجھ سے قبول فرمالیجئے]

دیکھیں کہ ہم تو اب بوڑھے ہونے کی عمر کو آگئے ہیں اور قبولیت کی باتیں سمجھ سکتے ہیں لیکن جن کو قبولیت ملتی ہے ان کے لئے ان کی ماں اس وقت سے قبولیت کی دعائیں مانگنا شروع کر دیتی ہے جب وہ ابھی اس کے پیٹ میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا،

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَ اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا (آل عمران :37)

[پھر اس کے رب نے اسے اچھی طرح سے قبول کیا اور اچھی طرح سے بڑھایا]

اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمالیا۔ جب قبول فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے بی بی مریم کو کیا عزت دی...... سنیئے قرآن عظیم الشان ...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ○ (آلِ عمران :42)

(اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے لیے چن لیا اور تجھے پاکیزہ کر دیا اور تجھے دونوں جہانوں میں عورتوں پر ایک مقام عطا کر دیا)

www.besturdubooks.wordpress.com

بخاری شریف کی قبولیت:

صحاح ستہ احادیث کی ایسی کتابیں ہیں جن کے بارے میں امت کے محدثین کا اجماع ہے کہ ان کے اندر جو احادیث لکھی گئیں ان کا ایک بڑا مقام ہے۔ لہٰذا علماء درس نظامی کے آخری سال میں انہی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ ان میں سے ''مؤطا امام مالک'' بھی ایک کتاب ہے۔ اس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کے اعتبار سے ایسی پکی حدیثیں لکھی ہیں کہ اس کے رواۃ بڑے پکے ہیں۔ نبی علیہ السلام سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے غلام امام نافع رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اور ان سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی۔ اس کو'' سلسلۃ الذہب'' کہتے ہیں۔ یہ تینوں ایسی پکی ہستیاں تھیں کہ یہ سونے کی کڑیوں کی مانند تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب کے اندر ایسی احادیث لکھیں اور وہ صحاح ستہ میں شامل ہوئی۔ لیکن ان تمام چھ کتابوں میں سے ایک کتاب جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کی اس کو اللہ رب العزت کی طرف سے ایسی قبولیت نصیب ہوگئی کہ آج قرآن مجید کے بعد احادیث کی کتب میں سے سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف کو کہا جاتا ہے۔ اس کو ایسی قبولیت ملی کہ اگر آپ کسی جگہ پر کوئی حدیث بیان کریں تو دوسرا بندہ پوچھتا ہے کہ کیا یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ حالانکہ صحت حدیث کے درجے کو دیکھیں تو مسلم شریف کم درجے کی نہیں ہے۔ بلکہ اہل فن کے نزدیک مسلم شریف بخاری شریف کی نسبت زیادہ قوی ہے، مگر قبولیت بخاری شریف کو حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ''امیر المومنین فی الحدیث'' کہا جاتا ہے۔ وہ حدیث کی دنیا کے امیر المومنین بن گئے۔ حالانکہ اس دنیا میں لاکھوں محدثین گزرے ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ نے بخارا میں پیدا ہونے والے ایک نوجوان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ جب اس نے وفات پائی تو اس کی قبر کی مٹی سے بھی لوگوں کو خوشبو آتی تھی۔

دارالعلوم دیوبند کی قبولیت:

اس وقت پوری دنیا میں ہزاروں درس گاہیں اور دارالعلوم ہوں گے۔ایک مدرسہ ہمارے ایشیا میں بھی بنا جس کو ہم دارالعلوم دیوبند کہتے ہیں۔اللہ رب العزت نے اس کو ایسی قبولیت عطا فرمادی کہ اس دارالعلوم سے ایسا فیض پھیلا کہ پوری دنیا کے ایک ایک چپے پر اس کا علمی فیض پھیلا ہوا ہے۔

اس عاجز کو اللہ رب العزت نے اس دین کی دعوت کے سلسلے میں درجنوں ممالک میں جانے کی توفیق عطا فرمائی...... افریقہ بھی دیکھا امریکہ بھی دیکھا...... ایشیا بھی دیکھا یورپ بھی دیکھا...... وہ جنگلات بھی دیکھے جہاں آدم خور درخت ہوتے ہیں۔ان درختوں کے ایسے پتے ہیں جو بندے کو اپنی لپیٹ میں لے کر ایسا جکڑ لیتے ہیں کہ بندے کا دم گھٹتا ہے اور وہ مر جاتا ہے...... ایسے ایسے درخت بھی دیکھے جن کے تنے کے سوراخ سے ڈبل ڈیکر بسیں گزر جاتی ہیں۔اندازہ لگائیں کہ وہ کتنا بڑا تنا ہوگا۔اس تنے کے اندر باقاعدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔اور اس میں سے بسیں گزرتی ہیں...... سائبیریا کا علاقہ بھی دیکھا۔وہاں آپ سینکڑوں میل تک بھی چلے جائیں تو آپ کو برف کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔ایک مرتبہ ہمیں برف پر نماز پڑھنی پڑی...... اللہ اکبر!!!...... وضو کے لئے پانی بھی نہیں تھا۔چنانچہ ہم نے برف توڑ کر اندر سے پانی نکالا اور اس سے وضو کیا۔وہ پانی جس عضو پر پڑتا تھا وہ خون جمنے کی وجہ سے سرخ نظر آتا تھا۔برف اتنی ٹھنڈی تھی کہ ہم نے اس پر نماز پڑھی، دعا مانگی اور کھڑے رہے مگر جو چادر بچھائی تھی وہ چادر گیلی بھی نہ ہوئی۔وہ اسی طرح خشک تھی جیسے بچھائی تھی۔میرے ساتھی پوچھنے لگے، حضرت! چادر تو گیلی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی نہیں ہوئی۔ میں نے کہا، چادر تو اس وقت گیلی ہوتی جب برف پگھلتی۔ ہمارے وہاں بیٹھنے اور نماز پڑھنے سے اتنا فرق بھی نہ پڑا کہ وہ برف تھوڑی سی پگھل جاتی اور چادر گیلی ہو جاتی...... ایسی جگہ بھی دیکھی جہاں برف کے مکانات بنے ہوتے ہیں۔ چھت بھی برف کی، ستون بھی برف کے، دیواریں بھی برف کی، دروازے بھی برف کے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہاں پر ایک ہوٹل بنا ہوا ہے اور وہاں جس ٹرے میں کھانا لاتے ہیں وہ بھی برف کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ وہاں پر ٹمپریچر اتنا ڈاؤن ہوتا ہے...... ایسا علاقہ بھی دیکھا جس میں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے...... وہ جگہ بھی دیکھی جہاں لوگوں نے لکھ کر لگایا ہوا ہے کہ یہ End of the world ہے۔ یعنی یہ دنیا کا آخری کنارہ ہے، سائنسدان اس بات پر متفق ہیں۔ عین اس جگہ پر بھی اللہ رب العزت نے اس سفر میں پہنچنے کی توفیق دی۔ یہ تمام باتیں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ عاجز جہاں بھی اپنی زندگی میں دین کی نسبت سے گیا، اس عاجز نے اپنے سے پہلے علمائے دیوبند کے کسی نہ کسی روحانی فرزند کو دین کا کام کرتے دیکھا۔ یہ ہوتی ہے قبولیت۔

یہ علم و ہنر کا گہوارا تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
عابد کے یقین سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل
کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

سبحان اللہ، یہ اللہ رب العزت کے ہاں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ادارے کی کھلی قبولیت کی نشانیاں ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذبحِ عظیم کی قبولیت:

ایک اصول یاد رکھیں کہ جب قبولیت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فیض کو آنے والے لوگوں میں جاری فرما دیا کرتے ہیں۔ اس بات کی دلیل قرآن مجید سے دی جا سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے نام پر قربان کیا۔ یہ قربانی کا عمل کوئی چھوٹا عمل نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ○ (الصّٰفّٰت: 106)

(بے شک یہ بہت بڑی آزمائش تھی)

بھئی! امتحان دینے والے طلباء تو کہتے ہی ہیں کہ پیپر بڑا مشکل تھا۔ مزہ تو یہ ہے کہ امتحان لینے والا کہے کہ میں نے پیپر بڑا مشکل بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہیں کہ یہ ایک بڑی آزمائش تھی۔

یہ قربانی اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ فرمایا،

وَ تَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ○ (الصّٰفّٰت: 108)

(اور ہم نے آنے والوں میں اس عمل کو جاری کر دیا)

نہ صرف یہی کام کیا بلکہ آگے فرمایا،

سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ○ (الصّٰفّٰت: 109)

(اے ابراہیم! تجھ پر سلامتی ہو)

سبحان اللہ، امتحان لینے کے بعد خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے ابراہیم! تجھ پر سلامتی ہو۔ ہم اپنی زبان میں اس کا مفہوم یوں بیان کریں گے کہ اے ابراہیم! تجھے شاباش ہو، تو نے کیسی اچھی قربانی دی۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

قبول کر لیتے ہیں تو پھر اس بندے کے فیض کو یا اس ادارے کے فیض کو آنے والے لوگوں کے اندر جاری وساری فرما دیتے ہیں۔ یہ قبولیت کی نشانی ہوتی ہے۔

سعی بین الصفا والمروہ کی قبولیت:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی رفیقۂ حیات ہاجرہ صابرہ کو بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ کر جانے لگے تو پوچھتی ہیں کہ آپ کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری مرتبہ پوچھا تو پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری مرتبہ پوچھا کہ کیا آپ ہمیں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ فرمایا' ہاں میں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگیں، اگر آپ ہمیں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے بعد بیٹے کے لئے پانی کی خاطر صفا ومروہ پر دوڑیں۔ اللہ رب العزت کو ان کا دوڑنا اتنا پسند آیا کہ اس نے اس عمل کو آنے والے لوگوں میں جاری کر دیا۔ جب تک حاجی سعی کا یہ عمل نہ کرے اس وقت تک اس کا حج مکمل نہیں ہوتا۔

ایک چیونٹی کی قبولیت:

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ہمراہ جا رہے تھے راستے میں چیونٹیاں پھر رہی تھیں۔ ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا،

يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ج (النمل:18)

(اے چیونٹیو! اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو)

اللہ تعالیٰ کو چیونٹی کی خیر خواہی اتنی پسند آئی کہ نہ صرف اس کا تذکرہ قرآن مجید میں کیا بلکہ ایک سورت کا نام النمل رکھ کر چیونٹی کے نام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

عزت بخشی۔ اس کے ذکر کو قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد تک دوام مل گیا کیونکہ جنت میں بھی قرآن مجید پڑھا جائے گا۔

بھوک برداشت کرنے پر قبولیت:

ایک مرتبہ حسنین کریمینؓ بیمار ہو گئے۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے منت مانی کہ دونوں بیٹوں کو صحت حاصل ہو گئی تو ہم تین روزے رکھیں گے۔ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے دونوں شہزادے صحت یاب ہو گئے۔ پہلے دن روزہ رکھا تو افطاری کے لئے حضرت فاطمہؓ نے کھانا تیار کیا۔ افطاری سے پہلے ایک مسکین نے دروازے پر دستک دی۔ انہوں نے اس مسکین کو اپنے اوپر ترجیح دی اور کھانا اٹھا کر اسے دے دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ رات بھی ایسے ہی گزر گئی۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھ لیا۔ شام ہوئی تو گزشتہ دن کی طرح کھانا پکا کر سامنے رکھا ہی تھا کہ ایک یتیم آ گیا۔ انہوں نے سارا کھانا اٹھا کر اس کو دے دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ تیسرے دن بھی روزہ رکھا اور افطاری کے وقت ایک قیدی دروازے پر آ گیا۔ انہوں نے تیسرے دن بھی کھانا اٹھا کر قیدی کو دے دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کو یہ عمل اتنا پسند آیا کہ ان کی شان میں اپنے محبوب ﷺ کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا،

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَانُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا۝ (الدھر:9-8)

[اور وہ اس کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں) بے شک ہم اللہ کی رضا کیلئے کھلاتے ہیں ہمیں اس سے کوئی بدلہ اور شکر گزاری مقصود نہیں]

www.besturdubooks.wordpress.com

سبحان اللہ، انہوں نے اللہ رب العزت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تین دن کے لیے بھوک برداشت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ قرآن مجید میں فرمادیا۔ اس طرح قیامت کے بعد تک ان کے تذکرے کو دوام مل گیا۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ کی قبولیت:

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو حرم شریف میں حاضری کا بہت شوق تھا۔ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں ان کا جسم تو یہاں ہوتا مگر دل وہاں ہوتا۔ ان دنوں میں وہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے ''معلوم نہیں کہ عشاق کیا کر رہے ہوں گے''۔ وہ حجاج کرام کو عشاق کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ وہ قربانی کے لیے گائے یا بکری خود گھر میں پالتے تھے۔ وہ خود اسے پانی پلاتے اور چارہ ڈالتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شوق کو ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ جب وہ مدینہ منورہ گئے تو اٹھارہ سال تک مواجہہ شریف کے سامنے بیٹھ کر حدیث پاک پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں ان کے پاس عرب وعجم کے مشائخ سبق لینے کے لیے آتے تھے...... سبحان اللہ...... کیسا دوام ملا!!!

شاطبیہ رسالہ کی قبولیت:

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے شاطبیہ رسالہ لکھا تو اس کو ہاتھ میں لے کر بارہ ہزار طواف کیے۔ یعنی 84 ہزار مرتبہ بیت اللہ شریف کا چکر لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسالے کو ایسا دوام بخشا کہ اب کوئی شخص بھی شاطبیہ رسالہ پڑھے بغیر قاری نہیں بن سکتا۔ یاد رکھیں کہ قبولیت کا تعلق اس محبت کے ساتھ ہوتا ہے جو بندے کو اللہ رب العزت سے ہوتی ہے۔ وہاں تھوڑی سی بھی میل نہیں چلتی۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کے ناکارہ عملوں کو بھی قبول فرمالے تو یہ اس مالک کی شان ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خواجہ معین الدین چشتیؒ کی قبولیت:

خواجہ غلام حسن سواک رحمۃ اللہ علیہ خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ وہ بڑے صاحب تصرف بزرگ تھے۔ وہ جس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھتے تھے وہ مسلمان ہو جاتا تھا۔ ہندوؤں نے انگریز کی عدالت میں مقدمہ درج کروا دیا کہ یہ ہمیں زبردستی مسلمان کرتے ہیں۔ انگریز جج نے ان کو عدالت میں طلب کر لیا۔ جج نے پوچھا، جی آپ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان کیوں کرتے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ نہیں میں نے تو ان کو مسلمان نہیں کیا یہ تو خود مسلمان ہوئے ہیں۔ جج نے اصرار کیا کہ نہیں تو نے مسلمان کیا ہے۔ آخر حضرت نے ہندو تھانیدار کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا، کیا اس کو بھی میں نے مسلمان کیا ہے۔ وہ تھانیدار فوراً کلمہ پڑھنے لگا۔ اب دوسرے کی طرف اشارہ کیا تو وہ بھی کلمہ پڑھنے لگا۔ اس طرح وہاں کھڑے ہوئے پانچ ہندوؤں نے کلمہ پڑھ لیا۔ اب انگریز جج کو فکر لاحق ہوئی کہ کہیں میری طرف اشارہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے مقدمہ خارج کر دیا۔

وہ صاحب تصرف بزرگ تو ضرور تھے مگر ان کو وہ قبولیت نہ مل سکی جو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو ملی۔ ان کی وجہ سے سات لاکھ افراد مسلمان ہوئے اور نوے لاکھ افراد ان کے مرید بنے۔ آج انہیں ''سلطان الہند'' کہا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک انگریز ہندوستان آیا۔ جب وہ واپس گیا تو اس سے کسی نے پوچھا کہ تو نے ہندوستان میں کیا عجیب چیز دیکھی۔ اس نے کہا کہ ایک آدمی قبر میں لیٹے ہوئے بھی لوگوں پر حکومت کر رہا ہے۔

رابعہ بصریہؒ کی قبولیت:

کیا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے علاوہ کوئی نیک عورت نہیں گزری۔ بہت سی

www.besturdubooks.wordpress.com

عارفہ، عابدہ اور عفیفہ عورتیں گزری ہیں مگر رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کو بہت قبولیت ملی۔ انہیں اللہ رب العزت سے بہت محبت تھی۔ وفات کے بعد کسی کو خواب میں ملیں۔ پوچھا، اماں! آگے کیا بنا؟ کہنے لگیں، میرے پاس منکر نکیر آئے اور کہنے لگے، من ربک تیرا رب کون ہے؟ میں نے ان کو جواب دیا کہ اللہ رب العزت سے جا کر کہو، اے اللہ! تیری اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق ہے اور تو مجھ بڑھیا کو نہیں بھولا اور میرا تو تیرے سوا کوئی ہے ہی نہیں، بھلا میں تجھے کیسے بھول جاؤں گی۔ سبحان اللہ۔

فقہ حنفی کی قبولیت:

اس امت میں سولہ فقہیں رائج ہوئیں اور ان کی خوب تقلید ہوتی رہی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کے پیروکار کم ہوتے گئے۔ بالآخر چار فقہیں رہ گئیں اور وہی مشہور ہوئیں۔ گویا رحمت کی بارش ہوئی اور پانی کئی نالیوں میں بہنے لگا۔ بعد میں سمٹتے سمٹتے چار نہروں کی شکل میں بہنے لگا۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر فقہ پر عمل کرنا ہی ہے تو پھر چار کیوں ہیں۔ اس کے جواب کے لئے ایک مثال پر غور کریں کہ ایک آدمی کے دس بچے ہوں اور ایک ایک کر کے مرتے رہیں اور باقی چار بچ جائیں۔ پھر بعد میں وہ آدمی خود بھی مر جائے تو جائیداد چار میں ہی تقسیم کیوں ہوگی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے بیٹے تو دس تھے اور جائیداد صرف چار میں کیوں تقسیم ہوگی، تو یہی جواب آئے گا کہ ''جی اللہ کی مرضی''...... اسی طرح ''فقہیں چار ہی کیوں'' کا جواب بھی یہ ہے کہ جی اللہ کی مرضی۔

اللہ نے ان چار فقہوں میں سے فقہ حنفی کو زیادہ قبولیت عطا فرمائی۔ یہ ایسی فقہ ہے جس کو مسلمان ممالک کے اندر قانون کی حیثیت سے لاگو ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ جب خلافت عثمانیہ کا دور تھا تو ملک کا قانون فقہ حنفی کے مطابق

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلامی شریعت تھا اور جب برصغیر پاک و ہند میں مغل بادشاہوں کا دور آیا، اس وقت برصغیر میں بھی حکومت کی طرف سے فقہ حنفیہ نافذ تھی۔ یہ اعزاز صرف فقہ حنفی کو حاصل ہے۔ الحمد للہ، آج آپ دیکھئے کہ پاکستان، ہندوستان، افغانستان، بنگلہ دیش، ترکی، ازبکستان، ترکمانستان، آذر بائی جان، تاتارستان، رشیا، یوکرائن، عراق، شام اور ترکی میں فقہ حنفیہ پر عمل کرنے والوں کی اکثریت ہے۔ غور کیجئے کہ یہ آدھی دنیا سے زیادہ علاقہ بنتا ہے۔ یہ ہوتی ہے قبولیت۔

ایک دلہن کو قبولیت کی فکر:

ایک دلہن کو اس کے قریب کی عورتیں بنا سنوار رہی تھیں۔ اس کی ایک سہیلی نے اسے کہا، تجھے تو زیور بہت اچھے لگ رہے ہیں اور یہ سوٹ بھی بڑا جچ رہا ہے اور تو بہت ہی خوبصورت لگ رہی ہے۔ جب اس نے اس طرح دلہن کی تعریف کی تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے۔ وہ تعریف کرنے والی لڑکی گھبرا کر پوچھنے لگی، کیا مجھ سے کوئی خطا ہو گئی ہے، آپ کیوں رو رہی ہیں؟ وہ جواب میں کہنے لگی۔ آپ تو میرے حسن و جمال کی اتنی تعریفیں کر رہی ہیں، مگر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ آپ نے تو اتنی تعریفیں کر ڈالیں، لیکن جس خاوند کے لئے آپ مجھے تیار کر رہی ہیں، اگر میں اس کے پاس گئی اور اسے پسند نہ آئی تو آپ کی تعریفیں میرے کس کام آئیں گی...... بالکل اسی طرح اگر لوگ ہمیں مفتی صاحب کہیں، خطیب صاحب کہیں، پیر صاحب کہیں یا صوفی صاحب کہیں تو کیا حاصل، دیکھنا تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ ایک مرتبہ سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سفر سے واپس آئے تو کسی نے پوچھا، حضرت! کیسے رہے؟ آپ شاعر تھے۔ چنانچہ شعر میں جواب دیا، فرمایا،

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ یہاں ایسے رہے کہ ویسے رہے
دیکھنا ہے کہ وہاں کیسے رہے

یعنی اصل بات تو یہ دیکھنے کی ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے ہمارا حشر کیسے ہوگا۔ کیا ان کی نظر میں ہم قبولیت پائیں گے یا نہیں۔ اگر دنیا نے تعریفیں کر دیں اور اس پر ہم خوش ہو گئے تو پھر تو ہمیں اس کا کچھ بدلہ نہ ملا۔ **اسی طرح کتنے ہی لوگ ہوں گے جو دنیا کے اندر مدرسے بنائیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے اللہ! میں نے دین کی بڑی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، ہاں تم نے سب کچھ اس لئے کیا کہ تجھے بڑا عالم کہا جائے...... فقد قیل تجھے کہا جا چکا، اب ہمارے پاس تمہارے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔**

قبولیت کے لئے فکرمند رہا کریں:

قبولیت کے لئے فکر مند ہو کر دعائیں مانگنی پڑتی ہیں کیونکہ بعض اوقات بندے کے اندر کمالات تو ہوتے ہیں مگر قبولیت حاصل نہیں ہوتی ...... اس کو ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کیجئے ...... آپ بازار سے پھل خریدنے کے لئے جاتے ہیں۔ آپ دکاندار سے کہتے ہیں کہ مجھے سیب دے دو۔ وہ آپ کو سیب دے دیتا ہے۔ اس کے پاس اور بھی پھل ہوتے ہیں لہٰذا وہ سیب تولنے کے بعد آپ سے کہتا ہے، جی یہ کیلے بھی لے لیجئے۔ اب کیلے خوبصورت بھی ہیں، خوشبودار بھی ہیں، بڑے اچھے سائز کے بھی ہیں اور موٹے بھی ہیں، مگر ان خوبیوں کے باوجود آپ ان کیلوں پر نظر ڈال کر کہتے ہیں کہ جی مجھے نہیں چاہئیں۔ اسی طرح آپ قندھاری انار بھی نہیں خریدتے۔ اگرچہ پھلوں کے اندر صفات اور کمالات بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں مگر آپ ان کو نہیں چاہتے تو وہ دکاندار آپ کو مجبور نہیں کر سکتا۔ گویا کمالات کے باوجود وہ پھل آپ کی نظر میں قبولیت نہیں پا سکتے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی کے پاس کچھ موجود ہو لیکن اللہ رب العزت کی رحمت کی نظر ہی اس کی طرف نہ اٹھے تو پھر کیا بنے گا۔ اس لئے دنیا کا کوئی بندہ بھی اپنی خوبیوں پر ناز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ناز نہیں چلتا بلکہ اس کی بارگاہ میں نیاز چلتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرے جھک جائے اور اللہ تعالیٰ سے مانگے، پھر اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں۔ اور جس کے اندر انا آجائے، نمود آجائے اور نمائش آجائے، پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت نہیں ملا کرتی۔ اس لئے ہمارے اکابر بہت زیادہ فکرمند رہتے تھے۔

آج ہم استغفار کرتے ہیں۔ ہمارا استغفار گناہوں پر ہوتا ہے کہ اے اللہ ہم نے جو خطائیں کیں آپ ان پر ہمیں سزا نہ دیجئے۔ لیکن اللہ والوں کا استغفار یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ ہم نے جو اچھے اعمال کئے وہ اعمال ابھی بھی آپ کی شان کے مطابق نہیں ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ انسان کتنا ہی خشوع وخضوع سے عبادت کیوں نہ کر لے...... کتنا ہی بنا سنوار کے نماز کیوں نہ پڑھ لے...... ہماری ساری کی ساری نمازیں اللہ تعالیٰ کی شان کے پردوں سے نیچے رہ جاتی ہیں...... اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بھی بلند ہے، اس سے بھی بلند ہے، اس سے بھی بلند ہے۔ یعنی ہم کبھی ایسی نماز نہیں پڑھ سکتے جس کے بارے میں یہ کہہ سکیں کہ یہ بالکل اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہے۔ اس لئے ہمارے بڑوں نے چالیس چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پڑھیں اور پھر حرم شریف میں حاضری کے وقت مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

جب ہمارے بڑے یہ کہہ رہے ہیں تو پھر ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں کہ ہم اپنی عبادات پر فریفتہ ہوتے پھریں کہ میں اتنا ورد کرتا ہوں، اتنا کلمہ پڑھتا ہوں اور اتنا مراقبہ کرتا ہوں۔ سچی بات یہی ہے کہ ہم جتنی مرضی عبادات کرتے پھریں ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہو سکتیں۔

ہماری مثال تو ایسے بچے کی مانند ہے جسے باپ پہلے دن سکول بھیجتا ہے۔ وہ بچہ اسکول سے واپس آکر باپ سے کہتا ہے جی ٹیچر نے مجھے لکھنا سکھایا ہے۔ والد پوچھتا ہے بیٹا مجھے دکھاؤ کیا لکھا ہے؟ وہ ایک کاپی آگے کر دیتا ہے جس پر اس نے ٹیڑھی سی لکیریں لگائی ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اسکول میں اس کا پہلا دن تھا اور اس کو تو لکھنا ہی نہیں آتا تھا لیکن چونکہ اس کا والد اس پر مہربان ہے اس لئے وہ اس کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کی ٹیڑھی سی لکیروں پر بھی انعام دے دیتا ہے۔ یہ اس کی خوشخطی کا انعام نہیں ہوتا بلکہ یہ انعام اس کے والد کی اس پر شفقت کی بنا پر ہوتا ہے۔ یونہی سمجھ لیجئے کہ ہم جتنی نمازیں پڑھتے ہیں یا جتنی عبادتیں کرتے ہیں اگر ان پر ہمیں اجر ملے گا تو یہ اس لئے نہیں کہ ساری عبادتیں بڑی شان والی تھیں۔ نہیں ہم ایسی عبادتیں کر ہی نہیں سکتے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہوں۔ البتہ چونکہ اللہ تعالیٰ انسانوں پر رؤوف اور رحیم ہیں اس لئے انہیں ٹوٹی پھوٹی عبادتوں پر اپنی کمال شفقت اور مہربانی سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اجر عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لئے کوئی بندہ دل میں یہ مت سوچے کہ میں نے بڑی عبادت کر لی۔ اللہ رب العزت کے حضور اس لئے نیکی کا ہر کام کرنے کے بعد یہ دعا ضرور مانگنی چاہیے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

www.besturdubooks.wordpress.com

[اے ہمارے پروردگار اسے ہماری طرف سے (نماز) قبول فرمالے، بے شک تو سننے والا ہے جاننے والا ہے۔

مغفرت طلب کرنے کی تعلیم:

یہ بات اچھی سمجھ لیں کہ ہمیں اکثر عبادات کے بعد مغفرت طلب کرنے کی تعلیم دی گئی ہے مثال کے طور پر......

☆......وضوایک عبادت ہے۔ حدیث پاک میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ وضو کے پانی کے جو قطرے گرتے ہیں ان کے ساتھ آدمی کے گناہ بھی جھڑ رہے ہوتے ہیں۔ ایک حدیث پاک میں ہے

اَلْوَضُوْءُ سِلَاحُ الْمُؤمِنِ (وضومومن کا اسلحہ ہے)

یہ ایک ایسا اسلحہ ہے جس سے وہ شیطان کا مقابلہ کرتا ہے۔ چونکہ یہ ایک عبادت ہے اس لیے وضو کے دوران دنیا کی باتیں کرنے سے منع کردیا ہے کہ تم دعائیں پڑھتے ہوئے توجہ الی اللہ کے ساتھ وضو کرو۔ دیکھئے کہ وضوایک عبادت ہے اور اس عبادت کو کر کے اٹھنے کے بعد کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے،

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ

[اے اللہ! تو پاک ہے اور تیری ہی حمد وثنا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں]

غور کیجئے کہ وضوایک عبادت ہے اس کے باوجود اس کو کرنے کے بعد استغفار کرنے اور توبہ کرنے کی تعلیم دی گئی۔

☆......نماز مکمل ہونے کے بعد سلام پھیرتے ہی ایک مرتبہ اللہ اکبر اور تین مرتبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

استغفر اللہ پڑھنا مسنون ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ نماز میں اگر کوئی کمی کوتاہی ہو چکی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔

☆...... تہجد کے وقت اٹھ کر عبادت کرنا کتنی فضیلت کی بات ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اس وقت منادی یہ اعلان کرتا ہے کہ

هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَ لَهُ (ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اس کو عطا کیا جائے)

یہ وقت اللہ کے مقبول بندوں کے اٹھنے اور دعائیں کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ جو اس وقت میں عبادت کرتا ہے وہ بہت بڑا کام کرتا ہے۔ لیکن اس عبادت کے بعد بھی بندے کو استغفار کی تعلیم دی گئی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (الذریت:17-18)

[وہ ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور سحری کے وقت (اللہ کے حضور) استغفار کیا کرتے تھے۔]

☆...... انسان زندگی میں عموماً ایک بار حج کرتا ہے۔ کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہوتے ہیں جن کو بار بار حج کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ حج کا اتنا بڑا اجر ہے کہ فرمایا کہ جس بندے کو حج مبرور نصیب ہو جائے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے کہ جیسے اس دن پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ اس حج میں وقوف عرفہ رکن اعظم ہے۔ میدان عرفات کی حاضری کے وقت اللہ رب العزت کی اتنی رحمتیں برستی ہیں کہ شیطان ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شیطان کو یا تو بدر کے دن ذلیل و خوار ہوتے دیکھا تھا یا پھر میں نے اسے وقوف عرفہ کے دن ذلیل و خوار ہوتے دیکھا۔ یہ اپنے سر میں مٹی ڈال کر کہتا ہے کہ میری سالوں کی محنت ضائع ہو گئی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اتنے

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ حتی کہ ایک جگہ فرمایا گیا کہ جو بندہ وقوف عرفہ کرے اور پھر دل میں سوچے کہ میری دعائیں قبول نہیں ہوئیں تو اللہ رب العزت کو اس بندے پر بہت زیادہ غصہ آتا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی سخی کے دروازے سے ہو کر واپس لوٹے اور کہے کہ مجھے وہاں سے کچھ نہیں ملا۔ اگر وہ سخی یہ سن لے تو اسے کتنا غصہ آئے گا کہ تم میرے دروازے پر آ کے کہہ رہے ہو کہ مجھے یہاں آ کر کچھ نہیں ملا۔ اسی طرح اللہ تعالی کو بھی جلال آتا ہے کہ تم میرے در پر آئے ہو اور پھر کہتے ہو کہ کچھ نہیں ملا، نہیں میں بہت زیادہ عطا کرنے والا ہوں۔ چنانچہ انسان وہاں سے مغفرت لے کر واپس آتا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا **الحج العرفة** (حج وقوف عرفات کا دوسرا نام ہے)۔ چونکہ وقوف عرفہ کرنے سے حج کا رکن اعظم ادا ہو جاتا ہے اس لیے جب انسان وہاں سے لوٹتا ہے تو گویا وہ بڑی خیر کثیر حاصل کر چکا ہوتا ہے۔

میرے دوستو! اگر ہم پر منحصر ہوتا کہ ہم حج پر جا کر دعائیں مانگیں تو ہمیں اپنے عیبوں کا بخوبی علم ہے۔ ہماری زبانیں جھوٹی، نگاہیں میلی، ہمارے بدن کا گوشت مشکوک غذا سے بنا ہوا اور لباس مشکوک مال سے بنا ہوا۔ پتہ نہیں ہماری دعائیں قبول ہوتیں یا نہ ہوتیں، لیکن اللہ رب العزت کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی دعا کر دی جس نے ہر حاجی کی دعا پر قبولیت کی مہر لگا دی۔

چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے حج کے موقع پر یہ دعا کی

''اے اللہ تو حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کی مغفرت کی حاجی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرما''

تو دیکھئے کہ اگر آج بھی کوئی بندہ حج کرنے جاتا ہے تو اس کی دعاؤں پر نبی علیہ السلام کی دعا کا سایہ ہے۔ ہم جیسے کیسے سہی مگر وہاں پہنچ گئے تو محبوب ﷺ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا نے سایہ دے دیا۔ لہٰذا انسان اس جگہ سے دل میں پکا یقین کر کے نکلے کہ اللہ رب العزت نے پچھلے گناہوں کی مغفرت کر دی ہے اور اب میں نے ایک نئی زندگی شروع کرنی ہے۔

غور کیجیے کہ وقوف عرفات کر کے آنے والا جو گناہوں کو بخشوا چکا ہوتا ہے، مزدلفہ میں آتا ہے تو وہاں پھر دعائیں مانگتا ہے۔ اب اس کو ان دعاؤں کے بعد اللہ رب العزت پھر بھی استغفار کا حکم فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ (البقرة:۱۹۹)

[پھر جہاں سے لوگ واپس ہوتے ہیں تم بھی وہیں سے واپس ہو اور اللہ سے مغفرت مانگو]

یا میرے اللہ! حج کر رہے ہیں ...... ایسا قبولیت والا عمل ...... مگر آپ کا حکم ہے کہ اس کے بعد بھی ہم استغفار کریں ...... اللہ اکبر کبیرا۔

☆ ...... اس سے بھی ایک بڑی مثال سن لیجیے۔ نبی ﷺ کی مبارک زندگی ...... تقویٰ بھری زندگی ...... خشیت الٰہی بھری زندگی ...... اور اللہ تعالیٰ کی محبت والی معصوم زندگی تھی۔ آپ ﷺ نے ایسی زندگی گزاری کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے میرے صحابہ! کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔ تو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ نے گواہی دی کہ ادیت الامانت (اے اللہ کے محبوب ﷺ آپ نے امانت کا حق ادا کر دیا)۔ اس وقت نبی علیہ السلام نے فرمایا، اے اللہ! اس پر گواہ رہنا۔

دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو کہے کہ میں نے اپنی زندگی گزارنے کا حق ادا کر دیا۔ ایک ہستی ایسی ہے جس کی تصدیق ایک لاکھ سے زائد لوگ کر رہے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اے محبوب ﷺ آپ نے واقعی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا جب محبوب ﷺ یہ حج کر کے واپس لوٹتے ہیں تو اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو بھی پیغام آجاتا ہے

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۝ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۝ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ (النصر: ۳،۱)

دیکھئے تو سہی کہ ایسی پاکیزہ زندگی کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو براہ راست فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب! آپ استغفار فرمایئے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اللہ کے محبوب ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو یہ دعا کرتے تھے،

سُبۡحٰنَكَ رَبَّنَا وَبِحَمۡدِكَ اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِىۡ

جب اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی یہ کیفیت تھی کہ آپ عمل کر کے استغفار فرماتے تھے تو ہمیں تو بڑھ چڑھ کر اللہ رب العزت سے معافی مانگنی چاہیے۔ جس طرح ہم گلے سڑے پھلوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے ممکن ہے کہ ہماری یہ بے حضوری کی نمازیں اور غفلت بھرے اعمال کو اللہ تعالیٰ بھی دیکھنا پسند نہ فرمائیں۔ پھر ہمارا کیا بنے گا؟ اس لیے آج اس بات کو ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ہر حال میں قبولیت کی دعائیں مانگنی ہیں۔

قبولیت اعمال کیلئے تقویٰ ضروری ہے:

کوئی بندہ اپنے کی عمل پر ناز نہیں کر سکتا کیونکہ

''ہر چہ گیرد علتی علت شود''

ہم جو اعمال کرتے پھرتے ہیں وہ بھی ہماری طرح ناقص ہیں کیونکہ ناقص

www.besturdubooks.wordpress.com

جو عمل کرتا ہے وہ ناقص ہوا کرتا ہے۔ اگر ہم ان ناقص عملوں پر فریفتہ ہوئے پھریں اور اپنے آپ کو کچھ سمجھتے پھریں کہ جی میں مدرسے میں حدیث پاک کا سبق پڑھا رہا ہوں، میں تو خانقاہ میں بیٹھ کر لوگوں اللہ اللہ سکھا رہا ہوں میں تو اللہ تعالی کے راستے دعوت کا کام کر رہا ہوں اور میں اقامت دین کے لیے بڑی کوششیں کر رہا ہوں۔ ان اعمال پر فریفتہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں ہم کر تو رہے ہیں مگر یہ اللہ رب لعزت کی شان کے مطابق نہیں کر پا رہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم یہ سب کچھ کر کے بھی اللہ رب العزت کے سامنے قبولیت کے لئے معافی مانگیں اور دعائیں مانگیں کیونکہ جب نیک اعمال کریں گے اور پھر ڈریں گے تب اللہ رب العزت بندے کو قبولیت عطا فرمائیں گے۔ اس لئے فرمایا:

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المآئدہ: 270)

(اللہ تعالی متقیوں کے عمل قبول کرتا ہے)

متقی کون ہوتا ہے؟...... ڈرنے والے کو متقی کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کہہ دیا گیا کہ اللہ تعالی ڈرنے ولواں کے ہی عملوں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ صفت ہمارے اکابر میں بدرجۂ اتم موجود تھی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں اللہ کا ڈر:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل امام ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ نسبت ان کو عطا فرمائی اور ان سے پھر یہ نسبت آگے چلی۔ نبی علیہ اسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا صَبَّ اللّٰهُ فِيْ صَدْرِيْ اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُهٗ فِيْ صَدْرِ اَبِيْ بَكْرٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

[اللہ رب العزت نے میرے سینے میں جو کچھ ڈالا ہے میں نے اسے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا ہے]

سبحان اللہ کیا ہی نور ملا ہوگا......!!!......کیا ہی نعمت ملی ہوگی۔

☆......ایک حدیث پاک میں ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَيِّتٍ يَمْشِىْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى اِبْنِ اَبِىْ قَحَافَةَ

[جو شخص چاہے کہ وہ زمین کے اوپر کسی لاش کو دیکھے تو اسے چاہیئے کہ وہ ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکر کو دیکھ لے]

سبحان اللہ ان کی فنائیت کے کمال پر اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی گواہی موجود ہے۔

☆......ایک حدیث پاک سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی کتاب میں لائے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَوِاتَّزَنَ اِيْمَانُ اَبِىْ بَكْرٍ مَعَ اِيْمَانِ اُمَّتِىْ لَوَجَهَ

[اگر میری پوری امت کے ایمان کو ابوبکر کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان سب سے زیادہ ہوجائے]

☆......نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا، مگر ابوبکر! تیرے احسان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ رب العزت عطا فرمائیں گے۔ غور کیجئے کہ احسان کا بدلہ دینا مکارم اخلاق میں سے ہے اور جو یہ تعلیم دینے کے لئے دنیا میں تشریف لائے کہ احسان کا بدلہ دینا چاہیے، انہوں نے خود لوگوں کے احسانات کے بدلے چکانے کا کیسے حق ادا کر دیا ہوگا۔ ابوبکر! تیری عظمت پہ قربان جائیں تو نے کیسی پیاری زندگی گزاری، تو نے محبوب ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

پر ایسے ایسے احسانات کیے کہ آقا نے خود ارشاد فرمایا کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا ابوبکر! تیرے احسانات کا بدلہ تجھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

☆......اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، کوئی بندہ کسی دروازے سے داخل ہوگا کوئی کسی دروازے سے داخل ہوگا، لیکن ایک ایسا شخص ہوگا کہ جس کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکارا جائے گا اور وہ شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

ایسی مبارک زندگی گزارنے والی ہستی کے بارے میں آیا ہے کہ جب وہ بیٹھتے تھے تو اللہ رب العزت کے عظمت اور بے نیازی کو سوچتے تھے تو پھر ڈر کر کہا کرتے تھے،

اے کاش! میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا،

اے کاش! میں کسی مؤمن کے بدن کا بال ہوتا،

اے کاش! میں کوئی پرندہ ہوتا،

اے کاش! میں کوئی گھاس کا تنکا ہوتا،

وہ یہ الفاظ کس لیے کہتے تھے؟......اس لئے کہ وہ اللہ رب العزت کی عظمت شان کو سمجھتے تھے، وہ جانتے تھے کہ ہم جو مرضی کرلیں، اللہ رب العزت بے نیاز ہے، وہ بغیر وجہ کے بھی ٹھکرا دے تو اس کو اس بات کا اختیار حاصل ہے۔ اس لیے اتنی عظمت رکھنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اللہ کا ڈر:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرًا (اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر ہوتا)

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی ان کے اندر ایسی صفات تھیں کہ اگر نبی ﷺ کے بعد کسی نے نبی بننا ہوتا تو حضرت عمر ؓ وقت کے نبی ہوتے۔ یہاں پر کئی دفعہ ایک طالبعلمانہ اشکال پیش ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے سیدنا صدیق اکبر ؓ کے بارے میں یہ کیوں نہ کہا کہ میرے بعد نبی ابوبکر ہوتے۔ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے یہی سوال پوچھا تو حضرت نے بڑا پیارا جواب دیا۔ ارشاد فرمایا کہ ابوبکر صدیق ؓ کا مقام اور تھا۔ ان کو نبی علیہ السلام کے ساتھ معیت کبریٰ حاصل تھی۔ اس کیلئے معنا کا لفظ آتا ہے۔ جب ان کو نبی علیہ السلام کے ساتھ معیت حاصل تھی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا لَوْ کَانَ بَعْدِی...... تو بعد میں کون آتا تھا؟ اس کے بعد عمر ؓ کا درجہ تھا۔ اس لیے فرمایا...... لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرًا ......تو عمر کو نبوت کا مقام حاصل ہو جاتا۔

سیدنا ابوبکر ؓ کی شان تو بلند تھی ان کو تو...... اِذْھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ...... والی آیت کے مصداق معیت کبریٰ حاصل تھی۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی معیت پر عجیب مضمون لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اندر اسلام میں معیت دی، غار میں معیت دی اور مزار میں معیت دی۔ جنت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کو دومنزلہ مکان دیں گے۔ اوپر والی منزل پر اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ قیام فرمائیں گے اور نیچے کی منزل پر ابوبکر ہوں گے۔ اسی وجہ سے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنے مکتوب میں ہم خانہء رسول کہا ہے...... سبحان اللہ...... یہ معیت صرف دنیا تک محدود نہیں رہی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں بھی ہم خانہء رسول بنا کر اپنے محبوب ﷺ کی معیت عطا فرمادیں گے۔

☆......ایک دفعہ سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آسمان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام نے پوچھا، حمیرا! آپ کیا دیکھ رہی ہیں، عرض کیا اے اللہ کے محبوب ﷺ میں دیکھ رہی ہوں کہ آسمان پر اتنے ستارے ہیں، کیا کسی بندے کی اتنی نیکیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا' ہاں عمر رضی اللہ عنہ کی اتنی نیکیاں ہوں گی۔

☆...... نبی علیہ السلام نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں خوشخبری دی تھی کہ عمر جس راستے سے گزرتا ہے شیطان اس راستے کو چھوڑ جاتا ہے۔

☆...... قرآن مجید میں کتنے مقامات ایسے ہیں جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اللہ رب العزت کی منشاء کے مطابق نکل آئی۔ ان کو ایسی عقل سلیم نصیب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا فہم عطا کر دیا تھا کہ انہوں نے اِدھر رائے دی اور وہ واقعی اللہ رب العزت کی منشا کے مطابق نکلی۔

جن کا یہ مقام تھا ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت سے اتنا ڈرتے تھے کہ وہ اپنے بارے میں ہر وقت ڈر کر روتے تھے حتیٰ کہ ان کے رخساروں پر آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے لکیروں کے نشان پڑ گئے تھے۔ انہوں نے کبھی ایسا شربت نہیں پیا جس میں ان کے آنسوؤں کی ملاوٹ نہ ہوتی ہو۔ وہ شربت پینے لگتے تھے اور اوپر ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے تھے۔ ان کو خوف دامن گیر رہتا تھا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے سارے عملوں کا اجر اس شکل میں مجھے دنیا میں ہی دیا جا رہا ہو۔

انہوں نے اپنے دور خلافت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا حذیفہ رضی اللہ عنہ مجھے پتہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے آپ کو منافقین کے نام بتلا دیئے اور یہ بھی پتہ ہے کہ آپ کو کسی اور کو نام بتانے سے منع بھی کر دیا تھا، لہٰذا میں آپ سے ان کے نام نہیں پوچھتا لیکن آپ مجھے اتنا تو بتا دیں کہ کہیں ان میں عمر کا نام تو شامل نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب حضرت عمرؓ کی شہادت کا وقت قریب ہوا تو آپ نے بیٹے کو بلایا اور فرمایا' بیٹا! مجھے جلدی نہلانا' جلدی کفن دینا اور جلدی دفن کر دینا۔ انہوں نے عرض کیا، اے امیر المومنین! ہم جلدی تو کریں گے مگر آپ اتنی تاکید کیوں فرما رہے ہیں؟ جواب میں حضرت عمرؓ نے عجیب الفاظ ارشاد فرمائے ،فرمایا' میں اتنی جلدی کی تاکید اس لئے کر رہا ہوں کہ اگر اللہ رب العزت مجھ سے راضی ہوئے تو تم لوگ مجھے جلدی اللہ سے ملا دینا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے خفا ہوئے تو میرا بوجھ اپنے کندھوں سے جلدی اتار دینا' اور عمر کے انجام کو تو اللہ بہتر جانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور خوف خدا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے مقرب اولیاء میں سے تھے۔ وہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ وہ ان کی چالیس افراد پر مشتمل تدوین فقہ کی مشاورتی کونسل کے ممبر تھے۔ وہ بہت بڑے محدث تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا مقام عطا کیا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ اسماء الرجال کی کتب میں ان کے بارے لکھا ہے کہ محدثین میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی اجتماعی طور پر اتنے تعریفی الفاظ استعمال نہیں ہوئے جتنے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کیلئے استعمال کئے گئے۔ وہ ایک وقت میں چالیس ہزار لوگوں کو حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں سپیکر نہیں ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا جب وہ حدیث پاک کی تلاوت کرتے تو لوگ سن کر مکبر کی طرح آگے سناتے تھے۔ ایک دفعہ ان مکبر لوگوں کی تعداد گنی گئی تو ان کی تعداد بارہ سو (۱۲۰۰) نکلی۔ اب بتائیے کہ جب مکبر بارہ سو ہوں تو پھر مجمع کتنا بڑا ہوگا۔

ان کے بارے میں ایک محدث نے عجیب بات کہی کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو کئی سال قریب سے دیکھا۔ میں نے ان کی زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اور صحابہ کرامؓ کی زندگی میں ایک فرق دیکھا کہ صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل تھا لیکن عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو وہ شرف حاصل نہیں، باقی اِن کی زندگی میں اور اُن کی زندگیوں میں مجھے کوئی فرق نظر نہیں آیا۔

جب عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت ہوا تو وہ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے شاگرد کو حکم دیا کہ مجھے زمین پر لٹا دو۔ شاگرد حیران ہوا کہ حضرت کیا کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے دوبارہ حکم دیا۔ چنانچہ اس نے اٹھا کر نیچے زمین پر لٹا دیا۔ اس وقت زمین پر کوئی قالین وغیرہ نہیں تھے۔ سب طلباء کی چیخیں نکل گئیں، کیونکہ جب انہوں نے اپنے استاد کو زمین پر لٹایا تو دیکھا کہ عبداللہ بن مبارک اپنے رخسار کو زمین پر رگڑنے لگے اور داڑھی کے بالوں کو پکڑ کر روتے ہوئے کہنے لگے..... اللہ! عبداللہ بن مبارک کے بڑھاپے پر رحم فرما...... انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں، نہیں کہا کہ میرے وعظ سے لوگوں کی زندگیاں بدلی ہیں، نہیں کہا کہ میں نے تقوی کی زندگی گزاری، نہیں کہا کہ میں نے راتوں کو عبادتیں کیں، انہوں نے اپنا کوئی عمل اللہ کے سامنے پیش نہیں کیا، بلکہ اپنے آخری وقت میں اپنی داڑھی کو پکڑ کر صرف یہ عاجزی کر رہے ہیں، اللہ! عبداللہ بن مبارک کے بڑھاپے پر رحم فرما۔

جب ایسے پیارے اعمال کرنے والے ہمارے بڑوں کے خوف خدا کا یہ عالم تھا تو میرے دوستو! ہم اپنے اعمال پر کیسے فریفتہ ہو سکتے ہیں۔ ہم کیسے مان سکتے ہیں کہ ہم بڑے ذاکر مشاغل بن گئے اور شب زندہ دار بن گئے۔ یہ سب شیطان کا دھوکہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اپنے گناہوں پر تو رونا ہی ہے، ہمیں جو اپنی نیکیوں پر فخر ہے اس پر اس سے بھی بڑھ کر رونے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اللہ رب العزت سے یہ دعا مانگنی ہے کہ اے اللہ! ہمارے ان ٹوٹے پھوٹے عملوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کو قبول کر لیجئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قبولیت کے قابل نہیں ہیں...... بے ذوق سجدے بے سرور نمازیں...... ہم مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اور گلی کوچہ بازار کی سیر کر رہے ہوتے ہیں۔

اپنی قابلیت پر نظر نہ رکھیں

آج کی اس محفل میں اس نکتے کو سمجھنے کی کوشش کرنی ہے کہ ہم اپنی قابلیت کو مت دیکھا کریں بلکہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول کروانے کے لئے ہر وقت فکر مند رہا کریں۔ اس لئے کہ جب کبھی اس پروردگار کی نگاہ ناز پڑ جاتی ہے تو پھر بڑے بڑے بھی کانپ جاتے ہیں۔

؎ عدل کریں تے کمبدے جاون اچیاں شاناں والے
تے فضل کریں تے بخشے جاون میں جئے وی منہ کالے

اگر اس کے عدل کا معاملہ ہوا پھر ہمارے لیے مشکل بن جائے گی اور اس کا فضل ہوگا تو ہم جیسے منہ کالے بھی بخشے جائیں گے۔ اس دنیا میں بہت سے ایسے لوگ گزرے جنہوں نے بڑی عبادتیں کیں مگر پھر بھی قبول نہ ہو سکے۔ نبی اسرائیل میں ایک عابد گزرا۔ اس نے چار سو سال عبادت کی۔ ہماری تو عمر بھی سو سال نہیں ہو پائی مگر اس نے چار سو سال عبادت کی۔ حتیٰ کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اس بندے کو مستجاب الدعوات ہونے کا مقام عطا فرمایا گیا۔ وہ جو بھی دعا کرتا تھا قبول ہوتی تھی۔ وہ چار سو سال تک عبادت کرنے والا اور قبولیت دعا کے مرتبے تک پہنچنے والا بندہ بن گیا۔ مگر وہ ایک خطا کر بیٹھا جس کی وجہ سے اللہ رب العزت کو جلال آ گیا اور رب کریم نے اس کی چار سو سال کی عبادتوں کو ٹھکرا کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ (الاعراف:172)

www.besturdubooks.wordpress.com

[اس کی مثال کتے کی مانند ہے]

اللہ! جو بندہ آپ کے سامنے چار سو سال تک سجدے کرتا رہا اس کے بارے میں آپ نے قرآن مجید میں فرمادیا کہ اس کی مثال کتے کی سی ہے تو پھر ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں۔ ہمارے پلے کیا ہے کہ ہم اپنی ادنیٰ سی عبادتوں پہ ناز کرتے پھریں۔ میرے دوستو! ہمیں اپنے رب سے قبولیت مانگنی ہے کہ اے اللہ! ہم اپنے کھوٹے سکوں پہ فریفتہ ہوئے پھر رہے ہیں مگر آپ اپنے فضل سے ان کو قبول فرمالیجئے۔

ایک چشم کشا واقعہ

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں حضرت عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ تھے۔ حافظ قرآن اور حافظ حدیث بھی تھے۔ ان کو ایک لاکھ سے زیادہ حدیثیں یاد تھیں اور لاکھوں انسانوں کے روحانی پیشوا تھے۔ ایک مرتبہ ان کے اندر تھوڑی سی عجب کی کیفیت آ گئی۔ ہوا یہ کہ انہوں نے ایک مرتبہ عیسائیوں کی بستی کے قریب سے گزرتے ہوئے صلیب کا نشان دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ یہ کتنے کم عقل ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناتے ہیں۔ اتنی سی بات پہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈال دیا، گویا یہ فرمادیا کہ اگر تم ہدایت پر ہو تو کیا یہ تمہارا کمال ہے یا ہمارا کمال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی آزمائش میں ڈالا کہ وہ سوّر چرانے لگ گئے۔ شاگردوں سے کہہ دیا کہ تم چلے جاؤ کیونکہ میرے اندر سے سب کچھ چلا گیا ہے۔ لوگ پریشان ہو کر واپس چلے گئے۔

ایک سال کے بعد حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کا حال معلوم کرنے کیلئے

www.besturdubooks.wordpress.com

واپس آئے۔ لوگوں سے پوچھا کہ ہمارے شیخ کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا، کہیں جنگل میں عیسائیوں کے سؤر چراتے پھر رہے ہوں گے۔ چنانچہ وہ وہاں سے جنگل میں گئے اور دیکھا کہ وہی جبہ، وہی عمامہ اور وہی عصا جس کو لے کر کبھی وہ جمعہ کا خطبہ دیا کرتے اور قال اللہ اور قال الرسول پڑھا کرتے تھے، آج اسی حلیے میں سؤر چراتے پھر رہے ہیں۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ قریب ہو کر کہتے ہیں، حضرت آپ قرآن مجید کے حافظ تھے، کیا ابھی تک حفظ یاد ہے یا بھول گئے؟ کہنے لگے، میں سب بھول گیا۔ انہوں نے کہا، حضرت! کوئی ایک آیت بھی یاد نہیں؟ حضرت نے ذہن پر زور دیا تو کہنے لگے، ہاں ایک آیت یاد ہے وہ آیت یہ ہے۔

مَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (الحج:18)

(جسے اللہ ذلیل کرے پھر اسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہوتا)

پورا قرآن بھول گئے صرف یہ ایک آیت یاد رہی...... اللہ اکبر...... پھر پوچھا، حضرت آپ کو کوئی حدیث یاد ہے؟ فرمایا' میں سب بھول گیا ہوں۔ عرض کیا کوئی ایک حدیث بھی یاد نہیں؟ کہنے لگے ہاں ایک حدیث یاد ہے،

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ

(جو دین کو بدل دے اسے قتل کر دو)

اس پر حضرت شبلی کو بڑا دکھ ہوا اور رونے لگ گئے۔ جب وہ رونے لگے تو ان کے شیخ پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہوئی اور انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے روتے ہوئے یہ الفاظ کہے، اے اللہ! میں آپ سے یہ امید تو نہیں کرتا تھا کہ مجھے اس حال میں پہنچا دیا جائے گا۔ جب انہوں نے عاجزی کے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ کو رحم آ گیا اور اللہ رب العزت نے ان کو وہ سب نعمتیں واپس لوٹا کر پھر وقت کا عظیم شیخ بنا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تڑپا دینے والی آیات:

قرآن پاک میں کچھ آیتیں ایسی ہیں جو بندے کو تڑپا کے رکھ دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر......

(۱)......اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥(الاعراف:182)

(ہم ان کو درجہ بہ درجہ اس طرح نیچے اتاریں گے کہ انہیں اس کا پتہ ہی نہیں چلے گا)

ذرا غور کیجئے کہ بعض علماء ایسے ہیں جو طالب علمی کے زمانے میں تہجد بھی پڑھتے تھے، اشراق چاشت اور اوّابین بھی پڑھتے تھے، لیکن جب وہ پڑھ کر گھر واپس آئے اور شادی ہوگئی تو ان کی زندگی کی وہ ترتیب بدل گئی۔ وہ اپنے آپ کو عالم ہی سمجھتے رہتے ہیں۔ اگر انہیں عمل کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو وہ خود کہتے ہیں کہ طالب علمی کی زندگی بڑی اچھی زندگی تھی۔ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم بھی اس آیت کا مصداق بن گئے ہوں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ پہلے تو بڑی تقویٰ بھری زندگی ہوتی ہے لیکن جب اس کا کوئی بول یا کوئی حرکت اللہ تعالیٰ کو ناپسند آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرانے کا فیصلہ کر لیتے ہیں تو فوراً نہیں گراتے بلکہ آہستہ آہستہ نیچے لے کر آتے ہیں،

......پہلے تہجد کی نماز کا اہتمام تھا، اب وہ چھوٹنا شروع ہو جاتی ہے،

......پھر اس کے بعد اشراق کا بھی اہتمام نہیں رہتا،

......پھر چاشت اور اوّابین کا اہتمام بھی ختم ہو جاتا ہے،

......پھر تکبیر اولیٰ کا اہتمام جاتا رہتا ہے،

......پھر اس کے بعد مسواک کی سنت کا اہتمام بھی ختم ہو جاتا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

.....پھر فرائض بھی چھوٹنا شروع ہو جاتے،

.....حتیٰ کہ انسان حرام کا مرتکب ہونے لگ جاتا ہے،

یہ وہ بندہ تھا جو متقی تھا، لیکن اس نے تکبر اور غرور کی وجہ سے کسی کو نیچی نظر سے دیکھا اور میرے مالک کو یہ بات ناپسند آ گئی۔ لہٰذا اس نے اس کو آہستہ آہستہ نیچے اتارا کہ اس کو اترنے کا پتہ بھی نہ چل سکا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ (الاعراف:182)

یہ آیت پڑھتے ہیں تو دل کو کچھ ہوتا ہے کہ یا اللہ! کہیں ہمارے ساتھ ایسا معاملہ نہ ہو جائے۔

(۲)......ایک اور آیت بھی ایسی ہی ہے جس کو پڑھ کر بندے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ آیت سننے سے پہلے یہ بات سنیں کہ ایک مرتبہ ہم مدینہ طیبہ سے حج کے لئے جا رہے تھے۔ ہماری گاڑی میں ایک ایسا آدمی بھی آ کر بیٹھ گیا جو وہاں کام کرتا تھا اور اسے قانونی طور پر پانچ سال میں ایک بار حج کرنے اجازت تھی مگر محبت اسے کھینچ کے لے جا رہی تھی۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ میں چیک پوسٹ تک جاؤں گا، اگر انہوں نے آگے جانے دیا تو میرا حج ہو جائے گا اور اگر روک لیا تو واپس آ جاؤں گا۔ جب چیک پوسٹ کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور اس کا چہرہ پیلا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیفیت کیوں ہے؟ وہ کہنے لگا جی وہ چیک پوسٹ سامنے آ گئی ہے، وہ کسی گاڑی کو دیکھ کر اشارہ کرتے ہیں کہ جاؤ اور کسی گاڑی کو اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ رک جاؤ۔ اگر انہوں نے ہمیں کہہ دیا کہ رک جاؤ تو میرا کیا بنے گا، یہ کہہ کر اس نے رونا شروع کر دیا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر اس عاجز نے قرآن پاک پر نظر ڈالی تو ایک آیت سامنے آئی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو دیکھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

فرشتوں کو حکم دیں گے،

وَ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ o (الصفت: 24)

(اوران کو روک لیجئے ان سے ہم سوال کریں گے)

انہوں نے بڑے بول بولے تھے...... یہ اپنے آپ کو بڑی شے سمجھتے تھے...... من آنم کہ من دانم...... دوسروں کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ تو فاسق وفاجر ہیں اور خود یہ دوسروں کی غیبت کیا کرتے تھے...... یہ دوسرں کو ایذا پہنچاتے تھے...... یہ دوسروں کے حقوق غضب کیا کرتے...... یہ دوسروں کی عیب گوئی اور عیب جوئی کیا کرتے تھے...... دوسروں کی عزتوں پہ ڈاکہ ڈالا کرتے تھے...... وَ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْن...... ان کو روک لیجئے ہم ان سے تفتیش کریں گے، ہم ان کے اعمال کا جائزہ لیں گے کہ یہ کیسی زندگی گزار کے آئے ہیں اور حدیث پاک میں آیا ہے۔

مَنْ نُوْقِشَ فِی الْحِسَابِ فَقَدْعُذِّبَ

(جس کے حساب کی تفتیش شروع ہوگئی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب دیا جائے گا)

ہمیں بھی اپنے بارے میں سوچنا ہے کہ ہم کیسی زندگی گزارتے پھر رہے ہیں۔ میرے دوستو! یہ مت سوچئے کہ میں یہ کررہا ہوں اور میں وہ کررہا ہوں۔ نہیں بلکہ یہ سوچئے کہ میں جو کررہا ہوں پتا نہیں کہ وہ اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، اصل چیز قبولیت ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ قبولیت کا سوال کیجئے۔

ایک عبرت ناک واقعہ

صید الخاطر کتاب میں ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا۔ جب میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس واقعہ کو پڑھتا ہوں تو روئے بغیر آگے نہیں گزر سکتا۔ وہ فرماتے ہیں کہ مصر کی جامع مسجد میں ایک مؤذن تھا۔ اس نے مینار پر چڑھ کر سالہا سال تک اللہ اکبر کی صدائیں بلند کیں۔ ظاہر میں وہ دین کا کام والا تھا لیکن اس کے دل سے خوف خدا رخصت ہو چکا تھا۔ اس کے دل میں فسق و فجور بھر چکا تھا۔ ایک مرتبہ وہ اذان دینے کے لئے مینار پر چڑھا۔ مینار کے آس پاس مکانات تھے۔ اس کی نظر عیسائیوں کے ایک مکان میں پڑی۔ وہاں اسے ایک خوبصورت لڑکی نظر آئی۔ لڑکی پر نظر پڑتے ہی اس کے اندر کی کیفیت ختم ہوگئی۔ چنانچہ وہ اذان دینے کی بجائے مینار سے نیچے اترا اور اس لڑکی کے باپ سے ملا۔ اس نے کہا، جی آپ اپنی بیٹی سے میری شادی کر دیجئے۔ وہ کہنے لگا، اس کام کے لئے تمہیں عیسائی ہونا پڑے گا۔ اس نے کہا، ٹھیک ہے میں عیسائی ہونے کے لئے تیار ہوں، آپ اس سے میری شادی کر دیں چنانچہ وہ عیسائی ہوگیا۔ لڑکی کے باپ نے کہا، تم اوپر والی منزل میں آؤ ہم اس سے تمہارا نکاح کر دیتے ہیں۔ جب وہ اوپر چڑھنے لگا تو اس کا پاؤں سیڑھیوں سے پھسل گیا۔ وہ وہیں گردن کے بل گرا اور اسے موت آگئی۔

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

یہ واقعہ پڑھنے کے بعد سوچتا ہوں کہ اے اللہ! اس نے سالہا سال تیرا نام بلند کیا ہوگا۔ پتہ نہیں کہ آپ کو اس کی کونسی بات ناپسند آگئی کہ اتنے بڑے عمل کے باوجود آپ نے اس کو آخری وقت میں ایمان سے بھی محروم کر دیا...... اس واقعہ کو ذہن میں رکھ کر ہمیں بہت زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے۔ یہ مت سوچنا کہ ہم مسجد میں بیٹھتے ہیں، ذکر کی محفلوں میں جاتے، ہم بیعت ہو کر بڑے درجے کو پہنچ گئے۔ اس کو اجازت و خلافت مل گئی، یہ سب باتیں معمولی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے ہاں اپنی قبولیت کروانی ہے اور قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنی ہے۔

قبولیت پانے کا انمول نسخہ:

میرے دوستو! ہم عیبوں والے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے عیبوں کو تسلیم کرلیں۔ ہماری غلطی یہ کہ اگر کوئی ہمارے بارے میں ذراسی بات کردے تو ہمیں غصہ آجاتا ہے۔ یہ غصہ اس لئے آتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو غلطی سے برتر سمجھتے ہیں۔ جبکہ ہمارے اکابر نے کہا کہ سالک کی پہچان یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ اس کی غیبت کرے تو یہ سن کر بجائے غصہ ہونے کے اپنے دل میں اتنا کہہ دے کہ واقعی میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں ایسا ہی ہوں۔ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ کسی نے ان کے سامنے بڑھ چڑھ کے کہا کہ آپ میں یہ عیب بھی ہیں یہ عیب بھی ہیں۔ وہ سنتے رہے بالآخر فرمانے لگے، بھئی اگر آپ نے اور بھی ناراض ہونا ہے تو ہولیں کیونکہ آپ کو میرے تھوڑے عیبوں کا پتا ہے اور مجھے اپنے زیادہ عیبوں کا پتا ہے۔ ہمارے اکابر کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے آپ پر نظر رکھتے تھے۔ اگر ہم بھی اس طرح اپنے آپ پر نظر رکھیں گے تو اللہ رب العزت کی طرف سے قبولیت پالیں گے۔

اک عجیب دعا:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

(التوبہ. 111)

(بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمن بندوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں)

اس آیت کے مضمون کی طرف اشارہ کر کے ایک شاعر نے فارسی میں بڑا عجیب مضمون باندھا ہے،

تو بہ علم ازل مرا دیدی
دیدی آنگہ بعیب بخریدی
تو بعلم آں ومن بعیب ہماں
رد مکن آنچہ خود پسندیدی

(اے اللہ! تو نے اپنے ازلی علم کے ساتھ مجھے دیکھا۔ اس وقت عیب کے ساتھ دیکھنے کے باوجود تو نے مجھے خریدا ہے۔ تو علم کے ساتھ وہی ہے اور میں عیب کے ساتھ وہی ہوں۔ جس چیز کو تو نے پسند کیا اسے رد نہ فرما،)

اگر اس طرح ہم اللہ سے عاجزی کے ساتھ دعائیں مانگیں گے تو پھر اللہ رب العزت کی طرف سے ہم پر رحمتیں ہوں گی۔

آخری لمحے تک ڈرنے کی ضرورت:

میرے دوستو! یاد رکھیں کہ زندگی کے آخری لمحے تک کوئی بندہ بھی اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے امن میں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کیا پتا کہ کس وقت کیا معاملہ پیش آ جائے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ آخری وقت میں ان کے شاگردوں نے ان کے سامنے کلمہ پڑھنا شروع کیا۔ امام صاحبؒ فقط لا ۔ لا کہہ رہے تھے، پورا کلمہ نہیں پڑھ رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد جب ان کی طبیعت بحال ہوئی تو شاگردوں نے پوچھا، حضرت کیا بنا تھا۔ فرمایا' شیطان میرے سامنے آ کر کہنے لگا۔ احمد بن حنبل تو تو ایمان بچا کر دنیا سے چلا گیا اور میں کہہ رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا' لا ابھی نہیں، او مردود! جب تک میرا آخری سانس نہیں نکل جاتا اس وقت تک میں تیرے مکر سے امن میں نہیں ہوں ...... جب ہمارے بڑوں کا یہ حال تھا تو پھر ہم اپنی زندگی میں کیسے اس سے امن میں آسکتے ہیں۔ لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہمیشہ ڈرتے رہیں اور کانپتے رہیں اور جو ٹوٹے پھوٹے عمل کرتے پھرتے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! ان کو قبول فرما لیجئے۔ قبولیت کا اصل اعلان تو قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور پہنچ کر ہو گا۔ دنیا میں پتا نہیں چل سکتا کہ کون کس حال میں ہے،

ے کون مقبول ہے کون مردود ہے بے خبر کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

یہ تو قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ کون کس درجے کا تھا۔ آج ہم اپنے شیخ کو اونچا درجہ دیتے ہیں۔ ان کے درمیان موازنہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سب بے ادبی کی باتیں ہیں۔ ہمیں سب مشائخ کی عزت کرنی چاہیے۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے سمجھنا چاہیے اور اپنے آپ کو دنیا میں سب سے کم درجے کا کم عمل بندہ سمجھنا چاہئے۔

اے اللہ! ہمارے ان کھوٹے عملوں کو قبول فرما لیجئے گا اور قیامت کے دن ہمیں اپنے دربار میں سرخرو فرما لیجئے گا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ o وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ.

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

(ھود:6)

رزق کی تقسیم

یہ بیان ۱۵ شعبان ۱۴۲۳ھ مطابق 11 اکتوبر 2002ء کو جامع مسجد مدینہ جھنگ میں شب برأت کے موقع پر بعد از عشاء ہوا۔ حاضرین میں سالکین اور عوام الناس کی کثیر تعداد موجود تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جن کا اللہ پر توکل ہوتا ہے انہیں ہمیشہ رزق ملتا ہے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ بلی اور چوہے تو کھائیں اور جو اللہ رب العزت کا نائب اور خلیفہ ہے وہ بھوکا رہے۔ اس لیے یہ تنگی اور پریشانی اکثر و بیشتر ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ ورنہ جو پروردگار عالم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو من وسلویٰ کھلا سکتا ہے کیا وہ امت محمدیہ کو من و سلویٰ نہیں کھلا سکتا۔ رزق کے بارے میں ہمیشہ یہ گمان رکھیں کہ میرا رزق بندوں کے ذمے نہیں بلکہ پروردگار کے ذمے ہے۔ بندے بھول سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نہیں بھول سکتے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

رزق کی تقسیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَ لَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ

وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَo(المنٰفقون:9)

............و قال اللہ تعالیٰ فی مقام اٰخر............

وَ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (ھود:6)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

دنیاوی زندگی میں مال کی اہمیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَ لَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ

وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَo (المنافقون : 9)

(اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد کہیں تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کردے، اور جن لوگوں نے ایسا کیا وہ خسارہ اٹھانے والے ہوں گے)

اللہ تعالیٰ کی یاد میں دو چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں۔ایک مال اور دوسری چیز

www.besturdubooks.wordpress.com

اولاد۔ یہ دونوں چیزیں انسان کے رزق میں شامل ہیں۔ مال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے بشرطیکہ اس کا استعمال ٹھیک طریقے سے کیا جائے اور اگر اس کا استعمال ٹھیک نہ کیا جائے تو یہ مال انسان کے لیے وبال بن جاتا ہے۔ اس کی مثال چھری کی سی ہے۔ اگر ایک انسان چھری سے پھل اور سبزی کاٹے تو یہ بہت اچھی بات ہے اور اگر وہ اسی چھری سے کسی انسان کا بازو کاٹ ڈالے تو یقیناً یہ بری بات۔ یعنی چھری کا استعمال ہی اس کو اچھا یا برا بنا دیتا ہے۔ اسی طرح اگر مال کا استعمال اچھا ہو تو یہ بہت اچھا ہوتا ہے اور اگر اس کا استعمال برا ہوگا تو یہ مال بھی انسان کے لیے بہت برا ہوگا۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر بھی انسان کا گزارہ نہیں اور اس کے ساتھ نباہ کرنا بھی آسان کام نہیں ہے۔ ہمارے مشائخ نے اس کی مثال پانی اور مرغابی کی سی دی ہے۔ مرغابی کی یہ صفت ہے کہ جب وہ پانی پر آکر بیٹھتی ہے تو اسے اگر ذرا سا بھی خطرہ محسوس ہو کہ کوئی شکاری مجھے شکار کرنا چاہتا ہے تو وہ پانی کے اوپر سے ہی اڑ جاتی ہے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اس کے پر اتنے چکنے ہوتے ہیں کہ وہ پانی کے اندر بھیگتے نہیں ہیں۔ اگر اس مرغابی کو پانی میں اچھی طرح ڈبو دیا جائے اور اس کے سارے پر بھیگ جائیں تو پھر اس کے لیے اڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو ہمارے مشائخ نے یہ فرمایا کہ اے انسان! تو مال کے ساتھ اس طرح تعلق رکھ جس طرح مرغابی پانی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ وہ پانی کی سطح پر بیٹھتی ہے اور جب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے تو وہیں سے سیدھا پرواز کر جاتی ہے۔ انسان کا مال کے ساتھ تعلق بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ جب تک مال اس کی ضروریات کے تابع رہے اس وقت تک بہت اچھا ہے اور جہاں یہ انسان کے من کو میلا کرنا شروع کر دے تو انسان اس کو چھوڑ کر سیدھا اللہ رب العزت کی طرف پرواز کر جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ نے دیکھا ہوگا کہ کشتی پانی میں چلتی ہے۔ اگر کوئی آدمی اسے ریت پر چلانا چاہے تو وہ ہرگز نہیں چلے گی۔ کیونکہ وہ بنتی ہی اسی لیے ہے کہ وہ پانی میں چلے۔ لیکن وہ تب چلتی ہے جب وہ پانی کے اوپر رہے اور پانی کشتی کے نیچے ہو۔ اگر بالفرض پانی کشتی کے نیچے رہنے کی بجائے کشتی کے اندر بھر جائے تو وہ پانی اس کشتی کے ڈوبنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی طرح جب تک مال انسان کے تابع رہے تو یہ کشتی تیرتی رہتی ہے اور جب یہ انسان کے دل میں آ جائے تو اس کے ایمان کی کشتی بھی ڈوب جاتی ہے۔

اسی لیے کہا گیا کہ مال انسان کا بہترین خادم ہے اور بدترین آقا ہے۔ جو انسان اسے خادم بنا کے رکھتا ہے اس کی زندگی میں بھی آسانی ہوتی ہے اور اس کی آخرت میں بھی آسانی ہوگی۔ اگر اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا جائے تو اسے بڑا مقام مل جاتا ہے۔ اور جو انسان مال کو اپنا آقا بنالے اور اس کی پوجا کرنا شروع کر دے تو یہ بدترین آقا ہے۔ اسی لیے کچھ لوگ تو مالدار ہوتے ہیں اور کچھ مال کے چوکیدار ہوتے ہیں۔ مالدار وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خوب دیا ہو اور وہ دونوں ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کے دین کے کاموں میں لگائے اور جس نے اسے سمیٹ کر اپنے پاس جمع کر لیا اور روزانہ اٹھ کر اپنا بنک بیلنس دیکھتا ہے کہ آج اتنا ہے، کل اتنا تھا، پرسوں اتنا تھا، ایسا بندہ مال کا چوکیدار ہوتا ہے۔ جب وہ مر جائے گا تو اس کی اولاد عیش و آرام کرے گی مگر اس مال کا حساب اس بندے سے لیا جائے گا۔

مال...... باعث خیر بھی اور باعث شر بھی:

مال میں خیر بھی ہے اور شر بھی ہے۔ قرآن مجید میں اس کے خیر ہونے کا ذکر آیا ہے۔ مثال کے طور پر......

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

اِنْ تَرَکَ خَیْرَا نِ الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ (البقرۃ :180)

[اگر وہ مال چھوڑے تو والدین اور عزیز رشتہ داروں کیلئے مناسب طور پر وصیت کرے]

☆......ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا،

وِ اِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْد o (عدیت: 8)

[بے شک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے]

یہاں اس خیر سے مراد مال ہے۔

☆...... مال کا ایک فائدہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوٰلَکُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَکُمْ قِیٰمًا (النساء:5)

[اور تم یہ مال ان بے وقوفوں کے ہاتھوں میں نہ دو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قیام کا سبب بنایا ہے۔]

یہاں اللہ رب العزت نے مال کو انسان کے قیام کا سبب قرار دیا اور ایک اور مقام پر بیت اللہ شریف کو بھی انسان کے لئے قیام کا سبب کہا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ (المائدۃ: 97)

[اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ بزرگی والا گھر ہے، لوگوں کے قیام کا باعث بنا دیا ہے]

یہاں علماء نے نکتہ لکھا ہے کہ بیت اللہ شریف انسان کی روحانی زندگی کے قیام کا سبب ہے اور مال انسان کی جسمانی زندگی کے قیام کا سبب ہے۔

مال انسان کے لیے شر کا باعث بھی ہے۔ وہ اس لحاظ سے کہ جب مال آتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے تو انسان کے لئے گناہ کرنے کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جب مال آتا ہے تو انسان کی آواز میں مال کی جھنکار بھی شامل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کے بولنے سے ہی پتا چل جاتا ہے کہ اس کے پلے کچھ ہے۔ وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا بندہ بھی نہیں سمجھتا۔ اسی مال کی وجہ سے انسان کے اندر عجب اور تکبر آتا ہے۔ قارون اپنے زمانے کا بڑا امیر آدمی تھا۔ جب اس کی قوم کے لوگ اس کو دیکھتے تھے تو وہ اس جیسا بننے کی تمنا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ جب لوگ اس کو دیکھتے تھے تو ان کی آنکھیں پھٹی رہ جاتی تھیں اور وہ کہتے تھے۔

يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ (القصص: 79)

[اے کاش! ہمارے پاس بھی اتنا مال ہوتا جتنا قارون کے پاس ہے بے شک اس کی تو بڑی قسمت ہے]

اور آج کے دور میں بھی اس وقت کی بڑی مصیبت یہی ہے۔ ہر آدمی چاہتا ہے کہ میری تمناؤں سے زیادہ میرے پاس مال ہونا چاہیے۔

مالی پریشانیاں

اگر آپ مسلمان ملکوں میں پھر کر دیکھیں تو آپکو بہت سارے لوگ ایسے ملیں گے جو مالی دشواریوں کی وجہ سے پریشانیوں کا شکار ہیں۔ اگر آپ وہاں کے باشندوں سے بات کریں تو

......کوئی کہے گا کہ میرے بیٹے کو نوکری نہیں ملی،

......کوئی کہے گا کہ میرا کاروبار نہیں چل رہا،

......کوئی کہے گا کہ مجھے اتنا نقصان ہو گیا،

......کوئی کہے گا کہ بیٹی کی شادی کے لئے وسائل نہیں ہیں،

......کوئی کہے گا کہ بیٹے کی شادی کرنی ہے۔ اس کے لئے گھر بنانے کی جگہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہے۔

گویا ان کی پریشانیاں ایسی ہیں کہ ان کا رشتہ کہیں نہ کہیں مال کے ساتھ آ کر جڑتا ہے۔اس لیے اس نکتہ کو کھولنا کچھ زیادہ فائدہ مند نظر آ رہا ہے۔

پریشانیوں کا حل:

ایک ہے مال کی کثرت اور ایک ہے مال کی برکت۔اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ آج کا انسان مال کی کثرت مانگتا ہے، مال کی برکت نہیں مانگتا۔کوئی کہتا ہے کہ میں اب گریڈ سترہ میں ہوں، اگر میں گریڈ اٹھارہ میں پہنچ گیا تو میرے مسائل حل ہو جائیں گے......کوئی کہتا ہے کہ میں نے اب بزنس شروع کیا ہے، اگر یہ چل گیا تو میرے مسئلے ختم ہو جائیں گے......کوئی کہتا ہے کہ میرا بیٹا ایم ایس سی کر رہا ہے، اگر اس نے کوئی جاب اختیار کر لی تو میرے مسئلے حل ہو جائیں گے......یعنی اس کو اپنے مسائل کا حل اس وقت نظر آتا ہے جب مال زیادہ ہو جائے گا، حالانکہ مال کی کثرت میں ہمارے مسائل کا حل نہیں بلکہ مال کی برکت میں مسائل کا حل موجود ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو کروڑوں پتی ہیں لیکن ان کے مال میں برکت ہی نہیں ہے، جس کی وجہ سے ان کی پریشانیاں ختم ہی نہیں ہوتیں۔ ہزاروں لوگ کارخانہ دار ہیں، صنعتکار ہیں اور بزنس مین ہیں لیکن دوسرا کوئی بندہ ان کی طرح پریشان نہیں ہوتا۔

ایک جنرل مینیجر رو پڑے:

اس عاجز کے پاس ٹیکسٹائل مل کے ایک جنرل مینیجر آئے۔وہ دو ملوں کے مینیجر تھے۔ایک مل کے مینیجر بھی اس کے ماتحت تھے اور دوسری مل کے مینیجر بھی۔ تقریباً بیس سال پہلے ان کی تنخواہ ایک لاکھ روپیہ تھی......آج کا لاکھ نہیں بلکہ بیس

www.besturdubooks.wordpress.com

سال پہلے کا لاکھ۔ آج ڈالر کا ریٹ ساٹھ روپے ہے اور اس وقت ریٹ اٹھارہ روپے ہوتا تھا...... وہ کہنے لگے،

...... میرے گھر کا کرایہ کمپنی دیتی ہے،

...... میرے گھر کا کوئی بندہ بیمار ہو جائے تو میڈیکل کا خرچہ کمپنی اٹھاتی ہے،

...... میرے گھر میں جتنے نوکر چاکر یعنی ڈرائیور، خانساماں اور سیکورٹی گارڈ وغیرہ ہیں ان سب کی تنخواہ کمپنی کے ذمے ہے،

...... حتی کہ میرا انکم ٹیکس بھی کمپنی ادا کرتی ہے اور میں صاف ایک لاکھ روپیہ لے کر گھر آتا ہوں۔

اس نے بتایا کہ میرے تین بچے ہیں، ایک میں اور ایک میری بیوی۔ یعنی گھر کے کل پانچ افراد ہیں۔ اس کے بعد وہ آنسوؤں سے رونے بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا، بھئی مسئلہ کیا ہے؟ کہنے لگے، میرے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ میں نے پوچھا، اتنی معقول آمدنی کے باوجود آپ کے خرچے پورے نہیں ہوتے، آخر اس مصیبت کی وجہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے،

''میں نے پچھتر لاکھ روپے لگا کر ایک جگہ مکان بنایا۔ پتہ نہیں کہ کنسٹرکٹر نے اس کے ڈیزائن میں کوئی غلطی کر دی ہے یا کیا ہے، بننے کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس کا کالم (ستون) بیٹھ گیا اور پورے کا پورا کنکریٹ نیچے آ گیا۔ یوں پچھتر لاکھ روپے گئے...... اس کے علاوہ تیئس لاکھ روپے کی زیرو میٹر گاڑی خرید کر لایا۔ ایک جگہ کھڑی کر کے بنک کے اندر گیا تو ایک کار موٹر سائیکل کو بچاتے ہوئے میری گاڑی میں اس طرح آ کر لگی کہ یہ مکمل طور پر زیرو ہو گئی۔''

جب میں نے اس کی یہ روداد سنی تو مجھے احساس ہوا کہ انسان کے مسائل کا حل مال کی کثرت میں نہیں بلکہ مال کی برکت میں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک محنت کش کی پرسکون نیند:

ہم نے پچھلے دنوں مسجد کی چھت ڈالی تھی۔ جولائی کا مہینہ تھا، دوپہر کو ایک گھنٹہ کے لئے چھٹی کی گئی تاکہ مزدور کھانا کھالیں، نماز پڑھ لیں اور آرام کر لیں۔ اس وقت ہم نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ کنکریٹ کے ڈھیر پر دن کے ایک بجے، جولائی کے مہینہ میں دھوپ کے اندر آرام سے سو رہا ہے۔ ہوا یہ کہ جب چھٹی ہوئی تو وہ وہیں لیٹا اور اسے نیند آ گئی۔ ہم اس کو دیکھ کر حیران ہوئے کہ دنیا میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو گرمیوں کے موسم میں دوپہر کے ایک بجے گرم کنکریٹ پر بھی نیند آ جاتی ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کو ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں نرم گدوں کے اوپر بھی نیند نہیں آتی۔ وہ نیند کی گولیاں بھی کھاتے ہیں مگر پھر بھی نیند نہیں آتی ۔ وہ کروٹیں بدل بدل کر نیند کی منتیں کرتے رہتے ہیں مگر نیند نہیں آتی۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کا ''من'' پریشان ہوتا ہے۔

بوئے ہلاکت اور بوئے کفر:

اللہ تعالیٰ سے مال میں برکت مانگنے کی ضرورت ہے۔ برکت اسے کہتے ہیں کہ انسان کے پاس جتنا مال ہو وہ اس کی ضروریات کے لئے کافی ہو جائے یہ دعا بہت کم لوگ مانگتے ہوں گے۔ البتہ یہ دعا سب مانگتے ہیں کہ مال زیادہ ہو جائے۔ اسی لئے مسائل حل نہیں ہوتے۔ یاد رکھیں کہ اگر مال زیادہ ہو تو اس میں ''بوئے ہلاکت'' ہے اور اگر مال کم ہو تو اس میں ''بوئے کفر'' ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا

(قریب ہے کہ تنگدستی تمہیں کفر تک پہنچا دے)

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے کہ جب کھانے کو کچھ نہیں ملے گا، فاقہ ہوگا، اور بچوں کی ضروریات پوری نہیں ہوں گی تو پھر شکوے کی باتیں زبان پر آئیں گی کہ وہ تو ہماری سنتا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس طرح کی شکوے کی باتیں انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس لیے اگر یہ زیادہ ہو تو اس میں ''بوئے ہلاکت'' ہے اور اگر کم ہو تو اس میں ''بوئے کفر'' ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ آج کے دور میں مال انسان کے ایمان کے لئے ڈھال ہے۔ البتہ اس مال کو اللہ رب العزت کی رضا کے لیے استعمال کرنا چاہیے تاکہ انسان کی آخرت سنور جائے۔

خواجہ عبید اللہ احرارؒ کی بے نفسی:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا نام خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ وہ سمرقند میں رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا مال دیا کہ ان کے ساتھ ایک قافلہ چلتا تھا اور ان کے گھوڑوں کو باندھنے کے کھونٹے سونے اور چاندی کے بنے ہوتے تھے۔ لیکن اس سب کے باوجود ان میں بے نفسی عروج پر تھی۔

ایک مرتبہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملنے کے لیے گئے۔ جب انہوں نے وہاں جا کر دیکھا کہ وہاں تو گھوڑوں کے کھونٹے بھی سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہیں تو بڑے حیران ہوئے اور دور سے ہی ایک مصرعہ پڑھا

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

(وہ مردِ خدا نہیں ہوتا جو دنیا کو دوست رکھے)

یہ مصرعہ کہہ کر وہ واپس آگئے۔ راستے میں دوپہر کا وقت ہوگیا۔ انہوں نے ایک مسجد میں تھوڑی دیر کے لیے آرام کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان پر غنودگی طاری ہوئی تو دیکھا کہ محشر کا میدان ہے اور نفسا نفسی کا عالم ہے۔ ایسے وقت میں کچھ

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ ایسے ہیں جو ان سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔اب مولانا پھنس گئے۔وہ پریشان ہو کر سوچنے لگے کہ میرا کیا بنے گا۔اتنے میں انہوں نے خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہیں اور ان کے پیچھے بڑی تعداد میں ان کے عقیدت مند ہیں۔جب وہ قریب سے گزرے تو انہوں نے پوچھا، مولانا! کیا ہوا؟ کہنے لگے، جی مجھے تو حساب لینے والے گھیر کے کھڑے ہیں اور میں اب بہت پریشان ہوں کہ ان کے حقوق کی ادائیگی کیسے کروں۔انہوں نے کہا، اچھا اگر تمہارے پاس کمی ہے تو ہمارے حساب سے ان کا حق ادا کر دیا جائے۔یہ بات کہہ کر وہ چلے گئے اور مولانا کی آنکھ کھل گئی۔

اب مولانا کے دل میں خیال آیا کہ لگتا ہے کہ وہ حضرت دنیا کے ساتھ محبت کرنے والے نہیں ہیں۔اس میں ضرور کچھ راز کی بات ہے لہٰذا مجھے دوبارہ واپس جانا چاہیے، ان شاء اللہ مجھے ضرور فائدہ ہوگا۔چنانچہ وہ حضرت کے پاس واپس آ گئے۔جب وہ آ کر ان سے ملے تو اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ کے دل میں وہ بات ڈال دی جو یہ کہہ کر گئے تھے۔لہٰذا حضرت نے انہیں اپنے پاس بلایا اور فرمایا، مولانا! آپ جو بات کہہ کر گئے تھے، وہ ہمیں سناؤ۔عرض کیا، حضرت! نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔حضرت نے اصرار کرتے ہوئے فرمایا کہ نہیں آپ وہ بات سنا دیں۔اس پر انہوں نے عرض کیا، حضرت! میں نے یہ کہا تھا

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

حضرتؒ نے یہ مصرعہ سن کر شعر مکمل کر دیا اور فرمایا

اگر دارد برائے دوست دارد

(اگر یہ دنیا ہو تو اللہ رب العزت کی رضا کے لیے ہونی چاہیے)

اس لیے قیامت کے دن کتنے ہی لوگ ایسے ہوں گے جو فقیر ہوں گے مگر اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ ان کا حشر قارون کے ساتھ کریں گے۔اس لیے کہ ان کے دلوں کی تمنائیں ویسی ہی تھیں جیسی قارون کی تھی۔اور کتنے ہی ایسے لوگ ہوں گے جو وقت کے بادشاہ ہوں گے اور نرم گدوں کے اوپر پلے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کا حشر انبیائے کرام کے غلاموں میں فرمادیں گے۔

مال کے معاملہ میں زبردست احتیاط:

قیامت کے دن انسان سے پوچھا جائے گا کہ تو نے مال کہاں سے کمایا اور کہاں پہ خرچ کیا۔اس لیے دین اسلام نے کمانے میں بھی احتیاط سکھائی ہے اور اسے خرچ کرنے کے لیے بھی حدود و قیود مقرر کیے ہیں۔صحابہ کرامؓ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ سیکھ لیا تھا کہ دنیا میں مال کے ساتھ کس طرح کا معاملہ کرنا ہے۔چنانچہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت مال آتا تھا اور وہ اسے اللہ کے راستے میں خرچ کردیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں۔ان کو مال غنیمت میں سے بارہ ہزار درھم ملے۔انہوں نے اسی وقت اپنی خادمہ کو بلایا اور فرمایا کہ مدینہ کی بیواؤں اور یتیم بچوں کو بلاؤ اور یہ رقم ان پر خرچ کردو۔اس نے ساری رقم خرچ کردی۔تھوڑی دیر کے بعد جب افطاری کا وقت قریب ہوا تو خادمہ کہنے لگی، جی مجھے آپ کچھ پیسے دیں تاکہ افطاری کے لیے کوئی چیز لاؤں۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ کے پاس پیسے تو تھے۔عرض کیا کہ وہ تو ختم ہوگئے ہیں۔فرمایا کہ آپ مجھے پہلے بتادیتیں، مجھے تو اپنے لیے کچھ رکھنا یاد ہی نہیں رہا...... سبحان اللہ! بارہ ہزار روپے اللہ کے راستے میں خرچ کردیے لیکن اپنی افطاری کے لیے کچھ لینا یاد نہ رہا۔

دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو سانپوں کا منتر آتا ہے۔وہ سانپوں کو پکڑ بھی لیں تو سانپ ان کو نقصان نہیں پہنچاتے۔صحابہ کرامؓ نے نبی علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

الصلوۃ والسلام کی صحبت میں رہ کر دنیا کا منتر سیکھ لیا تھا اس لیے یہ دنیا ان کو نقصان نہ دے سکی۔ چنانچہ عام لوگوں کے نزدیک تو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی کرامت یہ ہے کہ جب ایک دفعہ راستے میں ان کے سامنے دریا آیا تو وہ پورا لشکر دریا میں سے گزر گیا اور ان میں سے کوئی شخص بھی دریا میں نہ ڈوبا۔ مگر محققین علماء کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی بڑی کرامت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے فتوحات کے دروازے کھولے اور ان کے قدموں میں دنیا کے دریا بہنے لگے تو وہ اس دنیا کے دریا میں سے اپنے ایمان کی کشتی کو سلامت لے کر نکل گئے۔

زر پرستی سے بچنے کی دعا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے ایک دعا مانگی جسے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بھی ارشاد فرمایا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

وَ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ o (ابراھیم: 35)

(اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچالینا)

اصنام صنم کی جمع ہے۔ اور صنم کا معنی بت ہے۔ لیکن بعض مفسرین نے اصنام سے سونا اور چاندی مراد لیے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو زر پرستی سے بچا لینا۔

پانچ چیزیں لازم و ملزوم ہیں:

احادیث میں آیا ہے کہ پانچ چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ ان میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جہاں ایک چیز ہوگی وہاں دوسری لازمی ہوگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱)......جس قوم میں بے حیائی زیادہ ہوگی وہاں پر بیماریاں بھی بہت زیادہ ہوں گی۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ جہاں پر بے حیائی بہت زیادہ ہے وہاں پر ایسی ایسی بیماریاں ہیں جو پہلے نہ دیکھی تھیں نہ سنی تھیں۔ وہ اتنا ڈرتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو سلام کرنے سے بھی گھبراتے ہیں۔ چنانچہ کئی جگہوں پر ڈاک لینے دینے والے لوگ ہاتھوں پر دستانے پہنتے ہیں۔ ٹکٹ لینے دینے والے ہاتھوں پر دستانے چڑھا کے رکھتے ہیں۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ جی آپ یہ دستانے کیوں چڑھا کے رکھتے ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس لیے دستانے چڑھا کے رکھتے ہیں تاکہ کسی کو ہمارا ہاتھ نہ لگ جائے اور کہیں اس کے جسم سے بیماری ہمارے اندر نہ آجائے۔ ان کے اندر واقعی ایسی بیماریاں آچکی ہیں کہ ان کو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانا بھی مصیبت بن جاتا ہے۔

(۲)......جس قوم میں ناپ تول میں کمی آتی ہے اللہ رب العزت اس قوم پر ظالم حکمران مسلط فرما دیتے ہیں۔

(۳)......جو قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی اللہ رب العزت ان کو قحط سے دو چار کر دیا کرتے ہیں۔ بارشیں رک جاتی ہیں۔ نیچے زمین میں پانی کم ہو جاتا ہے۔ فصلیں اور پھل نہیں ہوتے اور یوں قحط سالی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

(۴)...... جو قوم وعدہ خلافی کرنا شروع کر دیتی ہے اللہ رب العزت ان کے اوپر دشمن کو مسلط کر دیتے ہیں۔

(۵)...... جو قوم احکام الٰہی کو ہلکا، بے وزن اور بے وقعت سمجھنا شروع کر دیتی ہے اللہ رب العزت ان کو نااتفاقی کا شکار کر دیا کرتے ہیں۔

متوکل اور زاہد کون ہے؟

ایک مرتبہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ حضرت! اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی بندہ یہ وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میری جائیداد متوکل بندوں میں تقسیم کر دی جائے تو کن لوگوں میں تقسیم کی جائے گی؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ جائیداد زراعت پیشہ کسانوں میں تقسیم کی جائے گی کیونکہ جب وہ زمین میں دانہ ڈال دیتے ہیں تو پانی دے کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اختیار میں کچھ نہیں ہوتا، اس دانے کو اگانا اور اس پر پھل پھول لگانا، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ (الواقعہ: 64)

[کیا تم اس دانے کو اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں]

پنجابی کا شعر ہے،

مالی دا کم پانی دینا تے بھر بھر مشکاں پاوے
تے مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی کو یہ جواب اسی لیے دیا کہ وہ جائیداد زراعت پیشہ لوگوں میں تقسیم کی جائے گی کیونکہ ان لوگوں میں توکل ہوتی ہے اور ان کی نظر اللہ رب العزت کی ذات پر ہوتی ہے۔

اس آدمی نے پھر پوچھا کہ اگر اس آدمی نے یہ وصیت کی ہو کہ میرا مال عقل مندوں میں تقسیم کر دیا جائے تو پھر کن لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا؟ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں اس آدمی کا مال زاہدین (یعنی وہ لوگ جو اللہ رب العزت کی رضا کے لیے دنیا کو چھوڑ چکے ہوں) میں تقسیم کریں گے کیونکہ انہوں نے آخرت یعنی بڑی چیز کی خاطر چھوٹی چیز کو قربان کر دیا ہوتا ہے۔ وہ دائمی چیز کو اختیار کر چکے ہوتے ہیں اور فانی چیز کو قربان کر چکے ہوتے ہیں۔ یہی عقلمندی کی نشانی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوشیار آدمی کون ہوتا ہے؟

شریعت کی نظر میں ہوشیار آدمی کون ہے؟...... علمائے کرام اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہوشیار آدمی وہ ہوتا ہے جو کسی سے دھوکہ نہ کھائے۔ حدیث پاک میں بھی آیا ہے کہ مومن نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے۔ عوام الناس میں تو وہ آدمی ہوشیار سمجھا جاتا ہے جو جھوٹ بول دے، مکر کرے یا فریب دے دے، مگر شریعت کی اصطلاح میں ہوشیار اسے کہتے ہیں جو دوسروں سے دھوکہ نہ کھائے۔

فقیہ کسے کہتے ہیں؟

لغت میں تو فقیہ سمجھ بوجھ رکھنے والے اور سمجھدار کو کہتے ہیں۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں فقیہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے کاموں کو ضرورت تک محدود رکھے اور ضرورت سے زیادہ کا طلبگار نہ ہو۔

بخیل کسے کہتے ہیں؟

جو زکوٰۃ کو تاوان سمجھے اسے بخیل کہتے ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے اور اب یہ اللہ کے نام پر نہیں دے رہا۔ اس عاجز کو ایک دہریہ ملا۔ وہ کہنے لگا! یہ جو زکوٰۃ کا حکم ہے میں اس پر کیوں عمل کروں اور کیوں زکوٰۃ دوں؟ مال خود میں نے کمایا اور پھر دوسروں کو دے دوں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس عاجز نے کہا، جی آپ کو یہ مال اللہ نے دیا ہے اور اس میں سے اللہ تعالیٰ کا بھی حق ہے۔ کہنے لگا، جی میں نے خود محنت کی اور پسینہ بہایا اور اب یہ دوسرے کیسے میرے مال میں حقدار بن گئے؟ میں نے کہا، آپ نے پسینہ بہایا اور محنت کی، اس کا مطلب یہ ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ آپ نے کچھ استعمال کیا ہے جس کی وجہ سے آپ کو پیسہ ملا۔ وہ کہنے لگا، جی ہاں میں نے عقل استعمال کی۔ میں نے کہا، اب بتاؤ کہ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ عقل نہ دیتے تو کیا یہ مال کما سکتے تھے؟ کہنے لگا، نہیں۔ میں نے کہا، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے عقل دی، اصل میں مال بھی اسی نے دیا۔ بالآخر وہ کہنے لگا، جی اب میری سمجھ میں یہ بات آ گئی ہے کہ دینے والا اللہ ہی ہے۔

غنی کسے کہتے ہیں؟

اردو میں تو غنی اس کو کہتے ہیں جو بہت مالدار ہو لیکن شریعت کی نظر میں غنی اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جائے۔ یعنی وہ یہ کہے کہ جو کچھ مجھے مالک نے دیا ہے میں اس پر راضی ہوں۔ جس کے پاس زیادہ مال ہو اسے دیکھ کر کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زیادہ دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو نصیب کرے اور جو مجھے دیا ہے اللہ اس میں برکت دے۔

سبق آموز نصیحتیں

چونکہ پہلے زمانے میں ماں باپ بھی دین کا علم رکھتے تھے اس لیے وہ اپنے تجربات کی روشنی میں اپنے بچوں کو نصیحتیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت لقمان علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے کو قیمتی نصیحتیں فرمائیں۔ وہ افریقہ میں رہتے تھے۔ رنگ کے کالے تھے مگر دل کے بڑے منور تھے...... افریقہ کے ملکوں میں دو ہستیاں ایسی گزری ہیں جنہوں نے آسمان کے تاروں کی طرح چمکتی ہوئی زندگی گزاری ہے۔ ایک لقمان علیہ السلام اور دوسرے بلال حبشی رضی اللہ عنہ۔ اس لیے افریقہ میں رہنے والے لوگ ان دو حضرات کا اکثر تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ ایک کو اللہ رب العزت نے حکمت سے نوازا اور دوسرے کو اللہ رب العزت نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نوازا

www.besturdubooks.wordpress.com

......حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحتیں کرتے ہوئے فرمایا،

(۱)...... بیٹا! دنیا کیلئے اتنی محنت کر جتنا تو نے دنیا میں رہنا ہے...... دنیا میں تو انسان سو پچاس سال رہتا ہے اور آخرت میں اربوں کھربوں سال بلکہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

(۲)...... بیٹا! تو اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کر جتنا تو اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔......اب خود اندازہ کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے کتنے محتاج ہیں۔سو فیصد محتاج ہیں، ہر کام اور ہر معاملے میں ہم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم خوب ڈٹ کر عبادت کریں۔

(۳)...... بیٹا! گناہوں پر اتنی جرأت کرنا جتنا تم میں عذاب سہنے کی طاقت ہو ہم کیا عذاب سہہ سکتے ہیں؟ ہم بالکل عذاب نہیں سہہ سکتے۔ہم تو دھوپ کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے بھلا جہنم کی گرمی کیا برداشت کریں گے۔اگر ہمیں کوئی ایک بندے کے سامنے جھڑک دے تو اسی وقت حالت بدل جاتی ہے لیکن قیامت کے دن اللہ رب العزت ساری مخلوق کے سامنے اس بندے کو شرمندہ فرمائیں گے۔کبھی جلتی ہوئی آگ کے قریب ہاتھ لے جائیں تو سمجھ آجائے گی کہ جہنم کی آگ میں جا کر کیا بنے گا۔

(۴)...... بیٹا! دوزخ سے بچنے کی اس وقت تک کوشش کرنا جب تک اس سے بچنے کا یقین نہ ہو جائے۔

(۵)...... بیٹا! اگر تم نے گناہ کرنا ہو تو پھر اس کے لیے ایسی جگہ ڈھونڈنا جہاں پر پروردگار نہ دیکھتا ہو۔

مقدر کا رزق ضرور ملتا ہے:

اللہ رب العزت اپنے سب بندوں کو رزق دیتے ہیں۔مسلمان کو بھی دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور کافر کو بھی دیتے ہیں۔ نیک کو بھی دیتے ہیں اور فاسق و فاجر کو بھی دیتے ہیں۔ یہ ایک پکی بات ہے کہ

اَلنَّصِیْبُ یَصِیْبُ [جو نصیب میں ہے وہ پہنچ کر رہے گا]

یاد رکھیں کہ انسان کی قسمت کا رزق خواہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا سمندروں کی گہرائیوں میں ہو وہ اسے مل کر رہے گا...... جس طرح موت کا آنا یقینی امر ہے اسی طرح موت سے پہلے پہلے اپنی قسمت کا رزق کھانا بھی یقنی امر ہے۔ جس طرح موت آئے بغیر نہیں رہتی اسی طرح رزق بھی ملے بغیر نہیں رہتا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کسی انسان کا رزق پہاڑوں کے دامن میں ہے تو جب تک وہ پانی کا آخری قطرہ نہیں پی لے گا اس وقت تک اس کو موت نہیں آئے گی۔

کتا اپنے رزق تک کیسے پہنچا؟

ایک مرتبہ ہمیں لاہور سے خانیوال جانا تھا۔ ہم وہاں سے صبح کے وقت روانہ ہوئے۔ گرمیوں کے موسم میں صبح کے وقت نیند زیادہ آتی ہے۔ ہم نے گاڑی کے ڈرائیور سے کہا کہ وہاں ہم نے ایک میٹنگ میں پہنچنا ہے اس لیے گاڑی ذرا تیز چلانا اور احتیاط بھی کرنا۔ اس نے کہا، جی آپ فکر نہ کریں۔ یہ عاجز پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر میٹنگ سے متعلقہ کتاب کا مطالعہ کرنے لگا۔ وہ گاڑی کو تیز بھگانے لگا کیونکہ سڑک بھی خالی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اس نے ایک جگہ پر اچانک زور سے بریک لگائی۔ جب اس نے بریک لگائی تو ٹھاہ کی سی آواز آئی۔ مجھے محسوس ہوا کہ گاڑی کسی چیز میں لگی ہے۔ چنانچہ میں نے ڈرائیور سے پوچھا، بھئی! کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا، جی اچانک ایک کتا آگے آگیا تھا، میں نے بچانے کے لیے بڑی تیز بریک

www.besturdubooks.wordpress.com

لگائی مگر لگتا ہے کہ وہ نیچے آ گیا ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو مجھے کتا نظر نہ آیا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ ممکن ہے کہ نیچے آ گیا ہو۔

اس کے بعد گاڑی آگے بھاگتی رہی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ممکن ہے کہ گاڑی کے ڈرائیور کو نیند آ رہی ہو۔ چنانچہ اس عاجز نے اس سے کہا کہ اگر راستے میں چائے کا کوئی ریسٹورنٹ نظر آئے تو گاڑی روک لینا میں آپ کو ''ڈرائیور چائے'' کا ایک کپ پلاؤں گا تاکہ باقی سفر اچھا گزرے۔ تقریباً پچیس کلو میٹر کے بعد جا کر اس نے گاڑی روکی۔ جب اس نے گاڑی روکی تو میرے دل میں خیال آیا کہ میں ذرا دیکھوں تو سہی کہ کتا کہاں لگا تھا۔ چنانچہ میں گاڑی سے اترا اور آگے کی طرف آ کر دیکھا تو وہ کتا گاڑی کے بونٹ پر بالکل آرام سے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے جب اسے دیکھا تو وہ بھی ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پہلے تو وہ سہا ہوا تھا پھر وہ نیچے اتر آیا۔ قریب ہی ریسٹورنٹ والوں نے ہڈیوں کا ڈھیر لگایا ہوا تھا۔ اس کتے نے وہاں جا کر ہڈیاں چبانا شروع کر دیں...... اس وقت مجھے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق وہاں رکھا ہوا تھا اور پچیس کلو میٹر کا سفر اس کے لیے طے کرنا بہت مشکل تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے سواری کا بندوبست کر دیا۔

ہوا یہ تھا کہ جب ڈرائیور نے گاڑی کو بریک لگائی اور کتے نے چھلانگ لگائی تو وہ بونٹ کے اوپر بیٹھ گیا۔ اتنے میں گاڑی چلنا شروع ہو گئی۔ چنانچہ یہ وہیں بیٹھا رہا اور اللہ تعالیٰ نے اسے پچیس کلو میٹر کا سفر طے کروا دیا۔

جسے اللہ رکھے:

ایک دفعہ ہم ایک بڑی گاڑی پر چنیوٹ روڈ سے جھنگ کی طرف آ رہے تھے۔ دن کا وقت تھا۔ سڑک بھی اچھی تھی اس لیے ڈرائیور صاحب بھی گاڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

خوب تیز چلا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ جب ہم ایک جگہ کے قریب آئے تو وہاں پر دو کتے ایک دوسرے کے ساتھ سڑک پر کشتی کرتے نظر آئے۔ وہ ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ اب ڈرائیور نے بریک تو لگائی اور ایک طرف سے گاڑی نکالنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی اچھلتے ہوئے ادھر ہی آ گئے۔ جب وہ بھی ادھر آئے تو ہماری بڑی گاڑی ان کتوں کے اوپر سے یوں پاس ہوئی جیسے سپیڈ بریکر کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔ جب کتوں کے اوپر سے پاس ہوئی تو میں نے سمجھا کہ کتے مر گئے۔ کیونکہ گاڑی بہت بڑی تھی اور اندر چار پانچ بندے بھی تھے۔ اس کے علاوہ میرا سامان بھی ماشاء اللہ بہت سارا ہوتا ہے اور گاڑی کا اپنا وزن بھی تھا۔ میں نے ڈرائیور صاحب سے کہا کہ لگتا ہے کہ آپ گاڑی میں بیٹھتے وقت کی دعا نہیں پڑھتے، اگر سٹیرنگ پر بیٹھتے وقت دعا پڑھا کریں تو ایسے کام نہ ہوا کریں۔ وہ کہنے لگے، حضرت! میں نے تو بڑی احتیاط کی تھی۔ واقعی انہوں نے احتیاط بھی بہت کی تھی اور بریک بھی لگائی تھی۔ جب میں نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو ان میں سے ایک کتا مجھے بھاگتا ہوا نظر آیا۔ وہ گاڑی کے نیچے سے نکل کر بھاگ گیا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو کہا کہ ان میں سے ایک تو بچ گیا ہے۔ جب ایک کے بچنے کا پتہ چلا تو ہم سب کا افسوس کچھ کم ہو گیا کہ ان میں سے ایک تو بچ گیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے پھر گاڑی تیز بھگا دی۔ چلتے چلتے جب کچھ میل آگے چلے تو ایک جگہ پر لوگ ہمارے پہیے کی طرف اشارہ کرنے لگے۔ ڈرائیور صاحب بھی سمجھ گئے۔ انہوں نے لوگوں سے اشارہ کر کے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ لوگ پھر پہیے کی طرف اشارہ کرنے لگے۔ ہم نے ان سے کہا کہ گاڑی روک کر دیکھو کہ کیا مسئلہ ہے۔ انہوں نے گاڑی روک کر دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ان سے کہا کہ گاڑی کو بیک کر کے دیکھو۔ جب وہ بیک کرنے لگے تو پھر بریکر کے اوپر سے گاڑی ٹھاہ کر کے نیچے گری۔ میں نے کہا، یہ کیا ہے؟ ساتھ ایک بندہ کھڑا تھا۔ اس نے بھی اشارہ کیا۔ میں نے کہا کہ لگتا ہے کہ پھر کوئی کتا نیچے آ گیا ہے۔ جب ہم نے گاڑی پیچھے کی تو ہم نے دیکھا کہ دوسرا کتا بھی اٹھ کر بھاگا جا رہا تھا...... آج تک ہمیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ نہ تو پہلے کتے کو زخم آیا اور نہ ہی دوسرے کو آیا، حالانکہ پہلے کتے کے اوپر سے بھی گاڑی گزری اور دوسرے کتے کے اوپر سے بھی گاڑی گزری۔ یہ بھی پتہ نہ چلا کہ وہ دوسرا کتا چند میل تک گاڑی میں کہاں چپکا رہا اور اللہ نے اسے کیسے بچایا۔ میں نے کہا، میرے مولا! واقعی جس کی تو حفاظت کرنا چاہے اس کو تو محفوظ کر ہی لیا کرتا ہے۔

مرغی کا رزق:

ایک صاحب گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ وہ بزنس کے سلسلے میں کوئٹہ میں رہتے تھے۔ ایک دن اس کا بچہ چنے کھا رہا تھا...... بچے بہت شرارتی ہوتے ہیں۔ خواہ بندے کا بچہ ہو، خواہ بکری کا بچہ ہو، خواہ بندر کا بچہ ہو۔ یہ کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں...... وہ چنے آرام سے کھانے کی بجائے ایک دانہ لیتا، اسے منہ کی طرف اچھالتا اور پھر منہ کے ساتھ کیچ کرتا۔ وہ اسی طرح گیم بنا کر کھاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ ایک دانہ اس کی ناک میں چلا گیا۔ اس نے دانہ نکالنے کیلئے ناک میں انگلی ڈالی تو وہ اور آگے چلا گیا۔ وہ بھاگ کر اپنی امی کے پاس آیا۔ اب اس نے نکالنے کی کوشش کی تو وہ اور آگے چلا گیا۔ جب دانہ اچھی طرح آگے چلا گیا تو اب اس نے رونا شروع کر دیا۔

انہوں نے اسی دن تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ایک شادی میں شرکت کیلئے گوجرانوالہ آنا تھا۔ کوئٹہ سے لاہور کی فلائیٹ پر آنا تھا۔ جب میاں گھر آئے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی نے کہا کہ بچے کی ناک میں ایک دانہ پھنس گیا ہے یہ رو رہا ہے، اسے ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ اس نے کہا کہ اس نے شرارت کی ہے، لہٰذا اب یہ مزہ بھی چکھ لے۔ اگر میں اسے یہاں کسی ڈاکٹر کے پاس لے گیا تو فلائیٹ لیٹ ہو جائے گی۔ آپ اس سے کہیں کہ اتنا وقت پہلے گزار لیا ہے تو دو گھنٹے اور صبر کر لے، میں اسے گوجرانوالہ میں فلاں کزن کے پاس لے جاؤں گا اور وہاں سے یہ نکلوادوں گا۔ چنانچہ وہ سب ایئرپورٹ پر پہنچے۔ وہ کوئٹہ سے لاہور گئے اور لاہور سے ایک گھنٹہ کے بعد گوجرانوالہ پہنچ گئے۔

اب وہ اپنے بچے کو لے کر اپنے کزن کے پاس گیا۔ اس کی بیوی نے دروازہ کھولا اور اسے بٹھا کر کہنے لگی کہ وہ باتھ روم گئے ہیں آپ چند منٹ انتظار کریں، وہ ابھی آجاتے ہیں۔ یہ وہاں ابھی انتظار کر رہے تھے کہ اتنے میں اس بچے کو ایسی زوردار چھینک آئی کہ وہ دانہ باہر آگرا۔ اس ڈاکٹر صاحب کے گھر میں ایک مرغی پھر رہی تھی، اس نے لپک کر وہ دانہ کھالیا ..... وہ دانہ دراصل اس مرغی کا رزق تھا اور کوئٹہ میں پڑا ہوا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دانہ وہاں پہنچانا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے کارگو کے طور پر استعمال فرمالیا۔

خواجہ بایزید بسطامیؒ کا بھرپور اعتماد:

تو یہ سو فیصد پکی بات ہے کہ جو رزق بندے کو ملنا ہوتا ہے وہ مل کر رہے گا۔ وہ رزق اگر پہاڑ کے نیچے بھی ہوگا تو اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ اسے استعمال نہیں کر لے گا۔ رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر بھرپور اعتماد ہونا چاہیے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ مجھے رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر اتنا بھروسہ ہے کہ اگر ساری زمین تانبے کی بنادی جائے اور ساری مخلوق کو میرا کنبہ بنا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا جائے اور آسمان سے ایک قطرہ بھی بارش نہ ہو تو بھی مجھے کوئی غم نہیں کہ یہ کہاں سے کھائیں گے، کیونکہ جس پروردگار نے رزق کا ذمہ لیا ہے وہ کہیں نہ کہیں سے ضرور ان کو رزق پہنچا دے گا۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

(اور زمین میں جو بھی ذی روح چیز ہے اس کے رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے)

پردۂ غیب سے کھانے کا انتظام

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب قبیلہ اشعریین کے لوگ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو ان کا زادراہ ختم ہو چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ ان کے کھانے وغیرہ کا کچھ انتظام فرمادیں۔ وہ آدمی جب نبی علیہ السلام کے دراقدس پر پہنچا تو اندر سے نبی علیہ السلام کی تلاوت کی آواز آئی۔ آپ ﷺ یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ھود: 6)

یہ آیت سنتے ہی اس کے دل میں خیال آیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہر ذی روح شے کا رزق اپنے ذمے لیا ہے تو پھر ہم بھی اللہ کے نزدیک دوسرے جانوروں سے گئے گزرے نہیں ہیں، وہ ضرور ہمارے لیے بھی رزق کا بندوبست فرمادیں گے۔ چنانچہ وہ وہیں سے واپس چلا گیا اور نبی علیہ السلام کو کچھ نہ بتایا۔ لیکن واپس جا کر اس نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ خوش ہو جاؤ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد آرہی ہے۔ اس کے ساتھیوں نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ اس نے اپنی حاجت نبی ﷺ کو بیان کر دی ہے اور اللہ کے محبوب ﷺ نے انتظام کرنے کا وعدہ فرمالیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ وہ یہ سمجھ کر مطمئن ہو گئے۔

وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ دو آدمی ایک بڑا سا برتن لے کر آئے جو گوشت اور روٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ دونوں آدمی کھانا دے کر چلے گئے۔ انہوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ لیکن ابھی بہت سا کھانا بچ گیا۔ انہوں نے سوچا کہ یہ بچا ہوا کھانا نبی ﷺ کی خدمت میں واپس بھیج دیا جائے تاکہ ضرورت کے وقت استعمال ہو سکے۔ چنانچہ دو آدمی کھانا لے کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہ سب حضرات نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کا بھیجا ہوا کھانا بہت مزیدار تھا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو کوئی کھانا نہیں بھیجا۔ تب انہوں نے تفصیل بتائی کہ ہم نے اپنے فلاں ساتھی کو آپ کی طرف بھیجا تھا اور اس نے ہمیں آ کر یہ بتایا تھا۔ چنانچہ ہم یہی سمجھے کہ آپ نے کھانا بھیجا ہے۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ میں نے نہیں بلکہ اس پروردگار نے آپ کا رزق بھیجا ہے جس نے ہر ذی روح شے کا رزق اپنے ذمے لیا ہے...... اللہ اکبر!!!

پودے کی خوراک:

ہم نے ایک ملک میں پھول دیکھا۔ اس کے اندر شہد کی مانند بہت ہی میٹھا رس تھا۔ وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہ اسی طرح کھلا رہتا ہے اور جب کوئی چڑیا یا کوئی اور پرندہ اس کے رس کو اندر سے کھانے لگتا ہے تو اس کی پتیاں بند ہو جاتی ہیں اور وہ پرندہ وہیں پر قابو میں آ جاتا ہے، پھر گل سڑ جاتا ہے اور اس پرندے سے خوراک لے کر یہ پودا زندہ رہتا ہے...... اللہ اکبر...... تو رب کریم جہاں سے چاہیں بندے کو رزق پہنچاتے ہیں۔ بندے کو پتہ نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ پہنچا دیتے ہیں۔ جب کہ بندے کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی نافرمانی کر

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا ہوتا ہے۔

گناہوں کے باوجود چار نعمتیں جاری رہتی ہیں

دیکھیں، اگر ہم نے کسی کا ماہانہ وظیفہ لگایا ہوا ہو اور وہ ہماری نافرمانی کرنا شروع کر دے تو ہمارا فیصلہ یہ ہوگا کہ ہم اس کا وظیفہ بند کر دیں گے۔ یا ہم اس سے یہ کہیں کہ آپ نے یہ کام نہیں کرنا اور وہ وہی کام کر رہا ہو اور ہم اسے دیکھ لیں تو ہمارا پہلا فیصلہ یہ ہوگا کہ اب آج سے اس کی امداد بند ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ وہ حلیم ہیں یعنی حوصلے والے ہیں۔ وہ ہماری کوتاہیوں کے باوجود ستاری کا معاملہ فرماتے ہیں۔

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اتنے حلیم ہیں کہ بندہ گناہ کرتا ہے مگر اس کے باوجود وہ اسے چار نعمتوں سے محروم نہیں کرتے۔

(۱) کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ اس کا رزق بند نہیں کرتے۔

(۲)...... کبیرہ گناہ کرنے کے باوجود اللہ رب العزت اس سے صحت فوراً نہیں چھینتے۔ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ اِدھر بندہ چوری کرتا اور اُدھر اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کو شل کر دیتے۔

(۳)...... بندہ کبیرہ گناہ کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے فوراً رسوا نہیں فرماتے بلکہ اس کی پردہ پوشی فرما دیتے ہیں۔

(۴)...... اللہ رب العزت اس گنہگار آدمی کی فوری طور پر پکڑ نہیں فرماتے۔ اس کو مہلت دیتے ہیں کہ شاید میرا بندہ توبہ کر لے۔

تو گناہوں کے باوجود اللہ تعالیٰ بندے کے لیے یہ چار نعمتیں جاری رکھتے ہیں۔ یہ اس کی رحمت نہیں تو اور کیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کو ناراض کرنے والی باتیں

تین باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ ناراض کرتی ہیں۔

(۱) احکام الٰہی میں کوتاہی کرنا

جو بندہ احکام الٰہی کو کو ہلکا سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے سے سخت ناراض ہوتے ہیں۔ ایسا بندہ احکام الٰہی کو آرام سے توڑ دیتا ہے۔ اس کو اتنا بھی احساس نہیں ہوتا کہ میں کس خالق و مالک کی حکم عدولی کر رہا ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا (البقرۃ:187)

(یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ)

(۲) اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرنا

دوسرا وہ بندہ ہے جو دعا تو مانگے مگر ساتھ ہی یہ کہنا شروع کر دے کہ وہ تو ہماری سنتا ہی نہیں۔ ہماری دعائیں تو قبول ہی نہیں ہوتیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے سخت ناراض ہوتے ہیں کہ مانگتا بھی ہم سے ہے اور پھر کہتا ہے کہ ہماری تمنا پوری نہیں ہوتی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا یہ شکوہ کرنا قطعاً ناپسند فرماتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہونا

ایسے بندے پر بھی اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا۔ قرآن عظیم الشان میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَعِیْشَتَھُمْ (الزخرف: 32)

www.besturdubooks.wordpress.com

[ہم نے ان کے درمیان معیشت (روزی) کو خود تقسیم فرمایا ہے]

جب اللہ تعالیٰ تقسیم کریں تو بندوں کو چاہیے کہ اس پر راضی ہو جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر ناراض ہوتا ہے پھر اللہ رب العزت اس بندے سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ جب بندہ حسد کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر ناراضگی کی وجہ سے کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کسی کو زیادہ رزق دے دیتے ہیں تو وہ اندر ہی اندر جل رہا ہوتا ہے۔ اس کا اندر ہی اندر آگ میں جلنا گویا اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ ناپسند ہے...... گھر میں اگر باپ کوئی چیز لائے اور اپنی مرضی سے بچوں میں تقسیم کر دے تو وہ امید کرتا ہے کہ بچے میری تقسیم پر خوش ہو جاہیں گے اور اگر کوئی بچہ باتیں بنانے لگے تو باپ کا دل کرتا ہے کہ آئندہ اس کو کچھ بھی نہیں دینا حاسد بندہ اللہ رب العزت کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا اس لیے حسد کر رہا ہوتا ہے۔ اور جس کو اللہ رب العزت کی تقسیم پر رضا نصیب ہو وہ کسی پر حسد نہیں کرتا...... کسی کو رزق ملے...... کسی کو عزت ملے...... کسی کو صحت ملے...... کسی کو شان ملے...... تو وہ اس سے حسد نہیں کرتا بلکہ اس سے خوش ہوتا ہے۔

رزق میں دوطرح کی مہربانی

تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ حضرت جعفر بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ رزق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ومہربانی بندوں پر دوطرح کی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک ذی روح کو اس کے مناسب حال غذا اور ضروریات عطا فرماتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ کسی کو اس کا عمر بھر کا پورا رزق ایک ہی وقت میں نہیں دے دیتے۔ اگر بیک وقت دے بھی دیتے تو اوّل تو اس کیلئے اس کی حفاظت کرنا بھی مشکل ہو جاتی اور دوسرا یہ کہ وہ جتنی بھی حفاظت کر لیتا وہ پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی سڑنے اور خراب ہونے سے نہ بچ پاتا۔

رزق ملنے کے اسباب

جہاں تک رزق کا تعلق ہے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ دے ہی دیتے ہیں۔ ضروری نہیں ہوتا کہ بڑے بڑے کاروبار کرنے والوں کو ہی اللہ تعالیٰ رزق دیں۔ رزق کا معاملہ جدا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان پڑھ لوگوں کو بھی وافر مقدار میں رزق دے دیتا ہے۔ مجھے ایک صاحب حج کے موقع پر ملے۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے ہسپتال بنانے کیلئے کروڑوں روپے مختص کیے ہیں۔ یہ سن کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ یہ فلاحی کام کر رہا ہے۔ پھر اس نے اپنے کاروبار کی تفصیل بھی بتائی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمیں سارے گروپ کے لیے ایک ورق بنوانا پڑا۔ چونکہ وہ ہمارے ہی گروپ میں تھا اس لیے میں نے اسے کہا کہ آپ ہی لے لیں۔ وہ کہنے لگا۔ جی یہاں میرے انگوٹھے پر سیاہی لگائیں۔ میں نے اس سے پوچھا، کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگا، مجھے سائن کرنے نہیں آتے۔ چنانچہ اس کروڑوں پتی آدمی نے وہاں انگوٹھے کا ٹھپہ لگایا اور کاغذ وصول کیا۔

☆ کسی کو چاہتا ہے تو حلیم چاول کے ذریعے رزق دے دیتا ہے۔

☆ کسی کو چاہتا ہے تو مرغ پلاؤ کے ذریعے رزق دے دیتا ہے۔

☆ کسی کو چاہتا ہے تو قلفی کے ذریعے رزق دے دیتا ہے۔

☆ ہم نے ایک ایسے بندے کو دیکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے لسی کے ذریعے رزق دیا ہوا ہے۔ اس نے لسی کے ٹینک بنائے ہوئے تھے۔ مشینوں کے ذریعے لسی بن رہی تھی اور ٹینکوں میں آ رہی تھی۔ گھر میں پانی کا جو پمپ لگایا جاتا ہے وہ اس نے لگایا ہوا تھا اور اس سے آگے اس نے دس پندرہ ٹوٹیاں لگائی ہوئی تھیں۔ وہ ٹوٹی کھولتا اور گلاس میں لسی بھر کر دے دیتا۔ وہاں لائن لگی ہوتی تھی۔ ہم نے وہاں تقریباً

www.besturdubooks.wordpress.com

اڑھائی سو بندوں کی لائن دیکھی...... اللہ تعالیٰ اس کولسی کے ذریعے رزق دے رہا ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ کیا کاروبار کرتے ہو تو کہتا ہے کہ لسی کا کاروبار کرتا ہوں۔

☆ اس عاجز سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب ہیں۔ ان کا چائے کا کھوکھا ہے۔ عام تصور یہ ہے کہ کھوکھے سے روزانہ سو دو سو روپے مل جاتے ہوں گے۔ لیکن اس نے ایک مرتبہ اپنے حالات لکھے تو میں حیران ہوا۔ اس نے لکھا کہ چائے کے کھوکھے سے روزانہ کی بکری بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) روپے ہوتی ہے۔ جس کی روزانہ بارہ ہزار روپے کی سیل ہو اس کا منافع کتنا ہوگا۔

یہ سب رزق کے اسباب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بنا دیئے ہیں۔ کسی کیلئے کوئی سبب اور کسی کیلئے کوئی سبب۔ ہمیں کسی سے حسد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم رزق کی پریشانی میں مبتلا ہیں تو بجائے اس کے کہ ہم لوگوں پر نظر اٹھائیں ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا دامن پھیلائیں۔ جو پروردگار باقی مخلوق کو روزی دے سکتا ہے وہ یقیناً ہمیں بھی عطا فرما سکتا ہے۔

مقصد زندگی اور ضرورت زندگی

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا،

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝

(المؤمنون: 115)

(کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے)

www.besturdubooks.wordpress.com

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذٰریت : 56)

(اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے)

ان آیات سے پتہ چلا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ رب العزت کی عبادت ہے۔ایک انسان کا مقصد ہوتا ہے اور ایک انسان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیسی پیاری تقسیم فرمائی۔ مقصد زندگی کو پورا کرنا انسان کے ذمے کر دیا اور ضرورت زندگی کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا۔ مقصد زندگی کے حصول کیلئے انسان اللہ رب العزت کی عبادت کرتا ہے اور ضروریات زندگی میں انسان کا رزق آتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (هود 6)

(اور زمین میں جو بھی ذی روح چیز ہے اس کے رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے)

انسان جب تک اپنے مقصد کو پورا کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں کو پورا کرتے رہتے ہیں اور جب انسان مقصد کو پورا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں کو پورا کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

رزق ملنے کے دو طریقے

رزق ملنے کے دو طریقے ہیں......اس کو مثال سے سمجھیں......بعض اوقات مرغی کا مالک کسی پیالے میں دانے ڈال کر سامنے رکھ دیتا ہے۔ وہ جب چاہتی ہے پیالے سے دانے کھا لیتی ہے۔ اور بعض اوقات مالک اپنے ہاتھ میں گندم کے دانے لے کر ان کو پھینک دیتا ہے اور وہ دانے پھیل جاتے ہیں۔ وہ سارا دن

www.besturdubooks.wordpress.com

دانے چگتی رہتی ہے۔ اس طرح مرغی کو رزق تو اتنا ہی ملتا ہے جتنا پیالے میں ملنا تھا لیکن اس طرح اسے سارا دن ایک ایک دانہ چگنا پڑتا ہے اور اس کی خاطر سر جھکانا پڑتا ہے۔ یہی فرق ہے۔ جو انسان نیکی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رزق پیالے میں ڈال کر دے دیتے ہیں اور وہ آسانی کے ساتھ اس رزق سے فائدہ اٹھاتا ہے اور جو نافرمانی کرتا ہے اور غفلت کا شکار رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا رزق پھیلا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سارا دن چگتا رہ۔ وہ بیچارہ صبح سے شام تک بازار میں دھکے کھاتا رہتا ہے، دفتروں میں دھکے کھاتا ہے، سائیکل بھگاتا ہے، موٹر سائیکل بھگاتا ہے، کاریں بھگاتا ہے اور شام تک تھک جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ کیا کریں، ہم گھر کے جتنے فرد ہیں سب نوکری کرنے والے ہیں اور خرچے پھر بھی پورے نہیں ہوتے۔ یاد رکھیں کہ پروردگار نے جو رزق دینا ہوتا ہے وہ لکھا گیا ہے۔ اگر انسان اس رزق کو حلال طریقے سے حاصل کرے گا تو وہی ملے گا اور اگر وہ جلد بازی کر کے حرام طریقے سے کمائے گا تو پھر بھی اتنی ہی مقدار ملے گی جو پہلے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ لیکن ٹھپہ لگ جاتا ہے کہ اس نے حرام کمایا ہے۔

موجودہ دور میں حصول رزق میں آسانیاں

رزق کے معاملے میں جتنی آسانیاں آج ہیں اتنی پہلے کبھی نہیں تھیں۔ آپ پورے محلے میں سے کوئی گھر ایسا نہیں دکھا سکتے جس میں پورا دن چولہے میں آگ نہ جلتی ہو۔ یہ ہو سکتا ہے کہ تین دفعہ پکنے کی بجائے دو دفعہ پکا ہو، یا بامر مجبوری دو دفعہ کی بجائے ایک دفعہ پکا ہو۔ ایسا گھر شاید ہی کوئی ہوگا جس میں پورا دن چولہے میں آگ جلانے کی نوبت ہی نہ آئے...... الا ماشاء اللہ...... بلکہ ہم لوگ کچھ زیادہ ہی نازونعمت کے پلے ہوئے ہیں۔ آجکل اکثر گھروں میں پسند کے کھانے پکتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔عورتیں مردوں سے پوچھتی ہیں کہ آج کیا پکانا ہے۔یہ جو پوچھتی ہیں کہ آج کیا پکانا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پسند کے کھانے پکتے ہیں، اس کے سامنے چوائس ہوتا ہے، چاہیں تو یہ پکالیں گے اور چاہیں تو وہ پکالیں گے،اسی کو تو پسند کا کھانا کہتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے دور میں کیا حالت تھی؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں دو دو مہینے چولہے کے اندر آگ نہیں جلا کرتی تھی حتی کہ چولہے کے اندر گھاس اگ آیا کرتی تھی۔اب بتائیں کہ چولہے کے اندر گھاس کب اگتی ہے؟ جب کئی کئی ماہ آگ نہ جلے تب ہی گھاس اگتی ہے۔آپ فرماتی ہیں کہ دو کالی چیزوں پر ہمارا گزارا ہوتا تھا۔ایک کھجور اور ایک پانی۔آج کے دور میں تو ہم تصور ہی نہیں کر سکتے۔لیکن جتنے شکوے رزق کے بارے میں آج پروردگار کے ہیں اتنے پہلے کبھی نہیں تھے۔ہر بندے کی زبان پر شکوہ ہے۔تین ٹائم کھانے والے کی زبان پر بھی اللہ کا شکوہ ہے اور درمیان میں تین دفعہ چائے پینے والے کی زبان پر بھی اللہ کا شکوہ ہے۔وہ تین دفعہ کھانا کھاتا ہے اور تین دفعہ چائے کے نام پر بسکٹ کھاتا ہے اور پھر اس کے بعد شکوے کرتا ہے کہ رزق کی بڑی تنگی ہے۔

ہمارے ذمے حق بندگی ادا کرنا تھا۔ہم وہ ادا نہیں کرتے اور جو اللہ نے اپنے ذمے لی تھی اس کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں۔ہمیں کوئی کم عقل اور بے وقوف نہ کہے تو اور کیا کہے۔اگر انسان اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے دیتے ہیں اور اگر کوئی خلاف شرع کام کرتا ہے تو رزق کی برکت کو ہٹا لیتے ہیں۔جو انسان اللہ تعالیٰ کو راضی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عافیت والا رزق دیں گے اور جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو الجھا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں گے اور پھر وہ رزق کے پیچھے جوتیاں چٹخاتا پھرے گا۔

رزق کے بارے میں انسان کی پریشانی

جب پروردگارِ عالم نے سب کے رزق کا ذمہ لیا ہے تو وہ رزق پہنچاتا ہے لیکن انسان اس کے لیے پریشان ہوتا ہے جبکہ باقی مخلوق پریشان نہیں ہوتی۔ کوئی پرندہ ایسا نہیں جو اپنے رزق کو جمع کر کے رکھے۔

پلے رزق نہیں بنھدے پکھو تے درویش
جنہاں تقیہ رب دا انہاں رزق ہمیش

جن کی اللہ پر توکل ہوتی ہے انہیں ہمیشہ رزق ملتا ہے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ بلی اور چوہے تو کھائیں اور جو اللہ رب العزت کا نائب اور خلیفہ ہے وہ بھوکا رہے۔ اس لیے یہ تنگی اور پریشانی اکثر و بیشتر ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ ورنہ جو پروردگار عالم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو من وسلویٰ کھلا سکتا ہے کیا وہ امت محمدیہ کو من وسلویٰ نہیں کھلا سکتا۔ رزق کے بارے میں ہمیشہ یہ گمان رکھیں کہ میرا رزق بندوں کے ذمے نہیں بلکہ پروردگار کے ذمے ہے۔ بندے بھول سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نہیں بھول سکتے۔ آپ نے ایک اژدھے کے بارے میں سنا ہوگا۔ وہ آنکھوں سے اندھا تھا اور ایک کوا اس کے منہ میں پانی ڈالتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو یوں رزق پہنچاتے تھے۔

کوّے کے بچوں کی پرورش

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ کوے کے بچے جب نکلتے ہیں تو ان کے بدن پر بال اور پر سفید ہوتے ہیں۔ یہ دیکھ کر کوا ان سے نفرت کر کے بھاگ جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ دنوں کے بعد ان پروں کی رنگت سیاہ پڑ جاتی ہے۔ تب ان کے ماں باپ آتے ہیں اوران کو دانہ وغیرہ دیتے ہیں۔ ان ابتدائی دنوں میں جب ان کے ماں باپ ان چھوٹے بچوں سے متنفر ہوکر بھاگ جاتے ہیں اوران کے پاس بھی نہیں آتے اس وقت اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے مچھران کے پاس بھیج دیتے ہیں اور وہی مچھران کی غذا بن جاتے ہیں۔

مولوی بن کر کھاؤ گے کہاں سے

کیا آپ میں سے کسی نے کسی ایسے بندے کو دیکھا ہے جو یہ کہے کہ میں نے بڑی مسجدیں اور بڑے مدرسے بنوائے اور میں بینکر پٹ (دیوالیہ) ہوگیا ہوں۔ یقیناً کوئی بندہ بھی ایسا نہیں مل سکتا اور ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ ایسے ہزاروں حضرات ہیں جو کہ کاروبار کرتے رہے اور کاروبار کرتے کرتے بینکر پٹ (دیوالیہ) ہوگئے۔ کاروبار کرتے کرتے دیوالیہ ہونے والوں کی مثالیں ہزاروں ہیں لیکن مسجدیں اور مدرسے بنا کر دیوالیہ ہونے کی ایک مثال بھی نہیں ملتی۔ تو پھر بتائیں کہ زیادہ رزق کس لائن پر ملتا ہے۔ یقیناً نیکی کی لائن میں اللہ تعالیٰ زیادہ رزق عطا فرماتے ہیں۔ جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ علم پڑھ کر مولوی بن جاؤ گے اور پھر کہاں سے کھاؤ گے۔ یہ آج کا عام فقرہ ہے۔ آپ سوچیں کہ اگر رزق کاروباری لوگوں کے گھروں میں زیادہ ہوتا تو پھر حلوہ بھی انہی کے نام سے منسوب ہوتا، حالانکہ حلوہ تو مولویوں کے نام سے منسوب ہے۔ الحمد للہ، دین کا کام کرنے والے لوگوں کو اللہ خشک روٹیاں ہی نہیں کھلاتا بلکہ ان کو دیسی گھی کے بنے ہوئے حلوے بھی کھلاتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ جو سارا دن رزق کے پیچھے دوڑتے بھاگتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے عمل کا بدلہ ان کو دنیا کے اندر دے دیتے ہیں اور جو دین کا کام کررہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ پہلے ان کی آخرت بناتا ہے، البتہ کچھ تھوڑا سا

www.besturdubooks.wordpress.com

حصہ ان کو دنیا میں بھی دے دیتا ہے۔ اس لیے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتے ہیں اس کو دنیا سے اس طرح بچاتے ہیں جس طرح لوگ نزلہ زکام کے مریض کو سردی سے بچایا کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کو ضرورت کے بقدر رزق دیتے ہیں۔ تاہم اتنا رزق ضرور ملتا ہے کہ ان کو غیر کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ان کو خوشیوں بھری زندگی عطا فرماتے ہیں۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بچہ بہت ہی ذہین تھا۔ وہ ابھی بہت چھوٹا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے اس کو بلوا کر پوچھا کہ آپ کو عربی اچھی لگتی ہے یا انگریزی؟ وہ کہنے لگا، عربی زبان۔ میں نے پوچھا، آپ کو عربی اچھی کیوں لگتی ہے؟ وہ کہنے لگا، اس لیے کہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے پھر اس سے پوچھا کہ عربی پڑھ کر تو کھائے گا کہاں سے؟ اس نے یہ سوال سن کر بڑے وثوق سے جواب دیا کہ جب بندہ عربی پڑھتا ہے تو وہ خدا کا ہو جاتا ہے اور جب خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ اسے دو، وہ دیتے ہیں اور یہ کھاتے ہیں۔ میں نے کہا، یہ بھی ٹھیک ہے لیکن لوگ ایسے شخص کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ وہ کہنے لگا، ذلت تو تب ہوتی ہے جب وہ کسی سے مانگتا ہو، وہ مانگتا ہی کب ہے، لوگ تو ہاتھ جوڑ کے دیتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس کی ذہانت دیکھ کر حیرت سے اس کا منہ تکتا رہا کہ یہ اتنی چھوٹی عمر میں اتنی سمجھ رکھتا ہے۔ اللہ اکبر۔

انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ جیسا گمان کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرمائیں گے۔ اس لیے دین کا کام کرنے والوں کو یہ یقین کر لینا چاہیے کہ ہمیں اللہ اسی راستے سے کھلائیں گے۔ جس راستے سے وہ اپنے انبیاء کو کھلایا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے تھے۔آپ یہ بتائیں کہ کیا انبیائے کرام نے دنیا میں آکر دکانیں چلائی تھیں یا دفتروں میں کام کرتے تھے؟ وہ اپنے آپ کو سارا دن اللہ کے دین کے کام کے لیے مصروف رکھتے تھے اور اس دین کے کام کے صدقے اللہ تعالیٰ ان کو رزق بھی عطا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

امام رازی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہو رہی تھی۔اس وقت آپ کو اپنے گھر والوں کی روزی کا خیال آگیا۔اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات اچھی نہ لگی۔چنانچہ ارشاد فرمایا،

''اے موسیٰ! اس سامنے والے پتھر پر اپنا عصا مارو۔''

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پتھر کو عصا مارا تو وہ پتھر ٹوٹ گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔آپ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ اس پتھر کے اندر سے ایک اور پتھر نکلا۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس پتھر پر بھی عصا کی ضرب لگاؤ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اس کو ضرب لگائی تو اس میں سے بھی ایک اور پتھر برآمد ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب اس تیسرے پتھر کو بھی توڑیں۔چنانچہ جب انہوں نے تیسرا پتھر توڑا تو اس میں سے چیونٹی جیسا چھوٹا سا ایک کیڑا نکلا جس کے منہ میں اس کی خوراک یعنی ایک سبز پتہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حجاب اٹھا دیا تو آپ نے دیکھا کہ وہ چھوٹا سا کیڑا زبان حال سے یہ تسبیح بیان کر رہا تھا،

سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ وَ يَسْمَعُ كَلَامِيْ وَ يَعْلَمُ مَكَانِيْ وَ يَذْكُرُنِيْ وَلَا يَنْسَانِيْ

www.besturdubooks.wordpress.com

(پاک ہے وہ ذات جو مجھے دیکھ رہی ہے، میرے کلام کو سن رہی ہے، میرے قیام کی جگہ کو جانتی ہے، مجھے یاد رکھتی ہے اور مجھے بھولتی نہیں)

اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تسلی دینا مقصود تھا کہ جو اللہ پتھر در پتھر میں رہنے والے کیڑے کو روزی پہنچا رہا وہ ان کے گھر والوں سے غافل کیسے ہوسکتا ہے۔

بالواسطہ اور بلاواسطہ رزق

انسان کو دو طرح سے رزق ملتا ہے...... ایک بالواسطہ اور ایک بلاواسطہ ...... جو رزق بالواسطہ ملتا ہے اس میں کبھی دکان واسطہ بن جاتی ہے، کبھی کاروبار واسطہ بن جاتا ہے، کبھی کھیتی واسطہ بن جاتی ہے اور کبھی کوئی جانور واسطہ بن جاتا ہے۔ اور بلاواسطہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بغیر کسی واسطہ کے رزق پہنچا دیتے ہیں۔ مثلاً کھیتی میں برکت دے دی، کاروبار میں برکت دے دی، جتنی امید تھی کہ اتنے پیسے کما لوں گا اس سے کئی گنا زیادہ کما لیے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اسے براہ راست رزق دیتے ہیں۔ جبکہ بندہ ایسا ہے کہ جن ذرائع سے اسے بالواسطہ رزق ملتا ہے وہاں وہ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے اور جہاں سے بغیر واسطے کے ڈائریکٹ ملتا ہے اس مصلے پر آٹھ منٹ لگانے کی بھی اسے توفیق نہیں ملتی۔

ایک آدمی نے جمعہ کے دن اپنے کھیت میں پانی لگایا ہوا تھا۔ اسی دوران میں جمعہ کی اذان ہوگئی۔ اس نے سوچا کہ اگر پانی کا انتظام کرتا ہوں تو جمعہ جاتا ہے اور اگر جمعہ پڑھنے جاتا ہوں تو پانی کا کام رہ جائے گا۔ بالآخر اس نے فیصلہ کر لیا کہ میں جمعہ پڑھنے جاتا ہوں۔ چنانچہ کھیت کا کام چھوڑ کر جمعہ پڑھنے چلا گیا۔ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آیا تو دیکھا کہ کھیت پانی سے بھرا ہوا تھا۔ وہ دیکھ کر حیران ہوگیا۔ پڑوسی اس کے پاس آ کر کہنے لگے کہ عجیب بات ہے کہ ہم اپنے کھیتوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی دیتے تھے اور ڈول ٹوٹ ٹوٹ کر تمہارے کھیت میں پہنچ جاتا تھا جس کی وجہ سے تمہارا کھیت پانی سے بھرا ہوا ہے۔

یاد رکھنا کہ جب گھر میں آٹا نہ ہو تو پھر ہر بندہ رو رو کے دعائیں مانگتا ہے، مزہ تو تب ہے جب بوری آٹے کی بھی بھری ہوئی ہو اور پھر بھی رو رو کے مانگ رہا ہو کہ اے اللہ! دینے والے تو آپ ہی ہیں، میں نے تو آپ ہی سے مانگنا ہے۔

ایک مرتبہ ابن عطاء سکندریؒ کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ میں ایسا رزاق ہوں کہ اگر تو دعا کرے کہ رزق نہ ملے تو پھر بھی دوں گا اور اگر رو رو کر مانگے گا تو کیوں نہ دوں گا۔ سچی بات یہ ہے کہ ہماری نظر اپنی جیب پر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر نہیں ہوتی، جبکہ بندہ مؤمن کی نظر اللہ کے خزانوں پر ہونی چاہیے اپنی جیب پر نہیں ہونی چاہیے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

اَنْفِقْ بِلَالًا وَّ لَا تَخْشَعْ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا

(اے بلال! خرچ کرو اور عرش والے سے کمی کا ڈر دل میں نہ رکھو)

اس لیے رزق کے معاملے میں مؤمن کو قطعاً پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ایک کام ہمارے ذمے ہے کہ ہم رزق کے حصول کے لیے قدم آگے بڑھائیں اور رزق پہنچانے کا کام اللہ کے ذمے ہے۔ جب ہم قدم اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے رزق کا بندوبست فرمادیں گے۔

اچھا یہ بتائیں کہ جو بھاگنے والا گھوڑا ہو اور دوڑ میں بڑے بڑے انعامات جیت کر آئے کیا اس کو چارہ ڈالتے ہوئے مالک کو کبھی دکھ ہوتا ہے؟ اس کو چارہ ڈالتے ہوئے کبھی پریشانی نہیں ہوتی کیونکہ وہ اس کے لیے عزت، شہرت اور آمدنی کا ذریعہ ہوتا ہے بلکہ مالک کا دل چاہتا ہے کہ یہ اور کھائے۔ اسی طرح جو دین کا کام کرنے والے لوگ ہیں ان کو رزق دے کر اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔وہ اپنے بندے کو غیر کے سامنے رسوانہیں کرتے بلکہ عزت کی روزی دیتے ہیں۔اس کیلئے شرط یہ ہے کہ بندے کی نظر پروردگار پر ہو غیر پر نہ ہو۔پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، رزق پہنچانے کا کام اللہ کے ذمے ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ رحمت فرمادیں گے۔ ہاں اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے پھر توقع کریں کہ وہ ہمیں حلوہ کھلائیں تو پھر تو یہ نعمتیں نہیں ملتیں۔اس طرح اللہ تعالیٰ انسان کو مصیبتوں میں الجھادیتے ہیں۔ بلکہ اس کو رزق دے کر بھی پریشان کر دیتے ہیں۔اور اگر انسان کی اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کی ضرورتوں کو خود پورا فرما دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے عزت رکھ لی:

ایک مرتبہ ہم سفر کر رہے تھے۔موٹروے پر چڑھے تو چند میلوں کے بعد میں نے ڈرائیور کو دیکھا تو وہ بڑا پریشان تھا۔وہ کبھی ادھر دیکھتا کبھی ادھر۔میں نے اس سے پوچھا، جی کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگا، حضرت! بس آپ توجہ فرماتے رہیں، اللہ کرم کرے گا، اللہ عزت رکھے گا۔میں نے کہا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ آپ کی عزت رکھے۔اس نے گاڑی خوب تیز بھگائی ہوئی تھی۔ پچاس کلومیٹر کے بعد گیس اسٹیشن آیا۔اس نے گاڑی گیس اسٹیشن کے اندر داخل کی اور کہا، الحمدللہ الحمدللہ۔میں نے کہا، کیا بنا؟ وہ کہنے لگا، اللہ نے عزت رکھ لی میں نے کہا، پھر بھی بتاؤ تو سہی کہ اللہ نے کیسے عزت رکھی؟ کہنے لگا، حضرت! میں آپ کو بٹھانے سے پہلے جہاں سے آرہا تھا ادھر سے ہی میری گاڑی کو پٹرول ریزرو لگ گیا تھا اور میں نے سوچا تھا کہ میں گھر جاتے ہوئے راستے میں ہی کہیں سے پٹرول ڈلوالوں گا لیکن میں بھول گیا۔ پھر آپ کا سفر تھا۔آپ کو بھی بٹھالیا اور موٹروے پر آگیا۔جب میری نظر میٹر پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ گاڑی ریزرو کے دوران

www.besturdubooks.wordpress.com

جتنے میل چلتی ہے اس سے ڈیڑھ دوگنا میل پہلے ہی چل چکی ہے، لہٰذا اب یہ کہیں بھی بند ہو سکتی ہے، اور جب موٹر وے کے درمیان میں گاڑی بند ہو گی تو پیر صاحب ناراض ہوں گے اور کہیں گے کہ تو ایسا بے وقوف اور غافل آدمی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ خیال آتے ہی میں نے اپنے دل میں یہ دعا مانگی ''اے اللہ! میں نے تیرے ایک نیک بندے کو آگے بٹھایا ہوا ہے، تو اس کو پریشانی سے بچا لے اور میری عزت کو محفوظ فرما لے، مجھے رسوا نہ کرنا، غلطی کر بیٹھا ہوں''۔ میں نے یہ دعا کر کے سپیڈ پر پاؤں رکھ لیا۔ پہلے میں ۷۰۔۶۰ کلومیٹر کی سپیڈ پر جا رہا تھا پھر میں ۱۲۰ کلومیٹر کی سپیڈ پر چل پڑا۔ اور ۱۲۰ کلومیٹر کی سپیڈ پر تب چلا جب مجھے پتہ چلا کہ اندر کچھ نہیں ہے اور میرا خیال تھا کہ میں بمشکل پانچ دس کلومیٹر چلوں گا، حتیٰ کہ پچاس کلومیٹر چلنے کے بعد گیس اسٹیشن آیا اور میں نے الحمدللہ کہا...... سبحان اللہ...... جو بندہ اللہ رب العزت کے سامنے یوں عذر پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور سرخرو فرماتے ہیں۔

مہمان کے آنے پر دل چھوٹا نہ کریں:

بعض اوقات انسان کسی مہمان کے آنے پر دل چھوٹا کر لیتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مہمان کے آنے سے پہلے مہمان کا رزق پہنچا دیتے ہیں۔ یاد رکھنا کہ جو رزق مہمان کھاتا ہے، اسے بندہ اپنی طرف سے نہیں کھلاتا۔ اس کو تو صرف آگ جلانے اور دستر خوان پر کھانا چننے کا ہی ثواب ملتا ہے، باقی مہمان اپنا رزق کھا رہا ہوتا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ یہ مہمان کا احسان ہوتا ہے کہ وہ گھر آ کر کھا جاتا ہے اور اگر مہمان نہ آتا تو شاید پکا کر اس کے پیچھے کھانا لے جانا پڑ جاتا۔ اس لیے ہمیں رزق کے معاملے میں بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنے والے مہمان کسی وجہ سے نہیں آ سکتے

www.besturdubooks.wordpress.com

اوران کے لیے تیار کیا ہوا کھانا کسی دوسرے کا مقدر بن جاتا ہے۔

مسکینوں کا رزق

ایک ڈاکٹر صاحب کو اپنے کسی دوست کے آنے کا انتظار تھا۔ وہ ان کی خاطر تواضع کے لیے ہوٹل سے کھانا لینے گئے۔ انہوں نے مہمان کے اکرام کیلئے ایک مرغی روسٹ کرنے کیلئے کہا اور خود ہوٹل سے ذرا ہٹکر کھڑے ہو گئے۔ قریب ہی کچھ مسکین لوگ بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا، یار! بھوک لگی ہے اب کھانے کا انتظام کہاں سے ہوگا۔ دوسرے نے کہا کہ رزق کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے وہ خود ہی رزق بھیج دے گا۔ ڈاکٹر صاحب ان کی باتیں سن کر مسکرا رہے تھے۔ اور سوچ رہے تھے کہ ان غریب مسکین آدمیوں کا اللہ تعالیٰ پر کس قدر پختہ یقین ہے۔ اچانک ان کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ انہوں نے فون سنا تو وہی دوست کہہ رہے تھے کہ جی میں معذرت چاہتا ہوں، میں آج آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتا۔ ڈاکٹر صاحب نے وہ روسٹ کی ہوئی مرغی ان مسکینوں کو دے دی اور وہ خوش ہو کر اسے دعائیں دینے لگے۔

بجٹ کی رات

آج کی رات شریعت کے نقطۂ نظر سے بجٹ کی رات ہے۔ جیسے بعض ملکوں میں جون کا مہینہ بجٹ کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں بجٹ بن رہا ہوتا ہے کہ آئندہ سال میں کیا کام ہونے ہیں، ان کے لیے کتنی رقم مخصوص کرنی ہے اور کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے۔ بالکل اسی طرح آج کی رات انسانوں کیلئے بجٹ کی رات ہے۔ آنے والے سال کیلئے رزق کے فیصلے اللہ رب العزت آج کی رات سے فرمانا شروع کر دیں گے۔ اس رزق میں...... گھر بھی شامل ہے...... بیوی بھی شامل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

...... بچے بھی شامل ہیں ...... صحت بھی شامل ہے ...... مال بھی شامل ہے ...... عزت بھی شامل ہے ...... دل کا سکون بھی شامل ہے ...... اور ہر وہ چیز جس کی بندے کو ضرورت ہوتی ہے اس رزق میں شامل ہے۔ جب ہم پریشان ہوتے ہیں تو انہی میں سے کوئی ایک وجہ ہوتی ہے۔ کوئی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ جی اتنے سال ہو گئے ہیں اولاد نہیں ہوتی اور کوئی اولاد کے پڑھائی نہ کرنے کی وجہ سے پریشان ہوتا ہے۔ میرے دوستو! ہماری پریشانی جس نوعیت کی بھی ہے، وہ اگرچہ ہمارے لئے دور کرنی مشکل ہے لیکن اسے ہمارے پروردگار کے لیے دور کرنا آسان ہے۔ جیسے کسی مزدور نے افسر سے سائن کروانے ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ اس موقع پر اس کی منت سماجت کر لو اس نے تو قلم ہی چلانا ہے۔ اگر افسر کا قلم چلنے سے مزدور کا کام بن جاتا ہے تو پروردگار کی ایک نظر سے بندے کی پوری زندگی کا کام بن جاتا ہے۔ اس لیے آج کی رات عبادت میں گزارتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب رزق کا فیصلہ ہونا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے اگلے دن میں روزے کے ساتھ رہوں۔ اس لیے پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا بھی سنت ہے۔

اکثر لوگ مخلوق کے سامنے شکوے کرتے پھرتے ہیں۔ دوست کو بتاتے ہیں کہ جی میری یہ پریشانی ہے، ڈاکٹر کو بتاتے ہیں کہ میری یہ پریشانی ہے، حکیم کو بتاتے ہیں کہ میری یہ پریشانی ہے، مفتی صاحب کو بتاتے ہیں کہ میری یہ پریشانی ہے۔ بھئی! ہم نے جو سارا سال مخلوق کو اپنی پریشانیاں بتائی ہیں کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ آج اپنی ساری پریشانیاں اللہ رب العزت کی حضور ہی پیش کر دی جائیں۔ اللہ رب العزت نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں آج رات پھر اپنے گھر میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرما دی۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے مانگ لیں۔ مانگنے کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے۔

ایک پُر لطف دعا

ایک مرتبہ اسی طرح پندرہ شعبان کی رات تھی۔ کسی مسجد میں پروگرام ہوا اور اس کے بعد لوگ مختلف قسم کی عبادات کرنے لگے۔ کوئی نفلیں پڑھ رہا تھا کوئی تلاوت کرر ہا تھا اور کوئی مراقبہ کرر ہا تھا۔ یہ عاجز بھی ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ اللہ کی شان کہ ایک بڑے میاں اس عاجز کے قریب بیٹھے تسبیح پڑھتے رہے اور اس کے بعد وہ دعا مانگنے لگے۔ میں نے ان کی دعا کا صرف ایک جملہ سنا اور مجھے ایسا مزہ آیا کہ میں اپنی عبادت ہی بھول گیا۔ وہ یہ دعا مانگ رہے تھے۔

اللہ سائیں آ! مانہہ ہک واری جنت اچ وڑن دیویں، اگاں آپے لگا وتساں

(اے اللہ! مجھے ایک مرتبہ جنت میں داخل ہونے دینا، آگے میں خود ہی پھرتا رہوں گا)

سبحان اللہ!...... کیا پتہ اس کی یہی ادا پسند آگئی ہو۔ ویسے بوڑھوں کی کچھ باتیں بڑے مزے کی ہوتی ہیں۔

ایک بڑے میاں کے دلچسپ اشکالات

کسی گاؤں میں ایک پیر صاحب گئے۔ انہیں مسجد میں بیان فرمانا تھا۔ دیہاتی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ بیان شروع ہونے سے پہلے ایک سادہ لوح بڑے میاں کھڑے ہو گئے۔ اس نے پیش بندی کے طور پر پیر صاحب سے پوچھا، پیر صاحب! ہم ان پڑھ بندے ہیں، اگر ہمیں کوئی بات سمجھ نہ آئے تو کیا ہم سوال پوچھ سکتے ہیں؟ پیر صاحب نے کہا، ہاں ہاں، آپ سوال پوچھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد پیر صاحب نے بیان شروع کر دیا۔ بیان کرتے کرتے پیر صاحب نے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

بات بتائی کہ قیامت کے دن ہر بندے کو پل صراط سے گزرنا ہوگا۔احادیث میں اس کا تذکرہ آیا ہے۔انہوں نے سمجھانے کے لیے اس کو یوں بیان کیا...... وہ پل بہت ہی نازک ہے، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے...... جب انہوں نے یہ کہا تو وہ بوڑھا کھڑا ہو گیا۔ وہ کہنے لگا، پیر صاحب! لگدا اے ایہہ کوڑا اے(پیر صاحب! مجھے لگتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔)

اب پیر صاحب نے اس کو بات سمجھائی کہ جی پل صراط ہے، اس کا تذکرہ کتابوں میں موجود ہے اور اس پل سے ہر آدمی کو گزرنا پڑے گا۔لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ بالآخر جب پیر صاحب نے اس کو تسلی دلائی کہ واقعی کتابوں میں لکھا ہوا ہے تو کہنے لگے،

"اچھا، اس پل توں ٹپنا کسی جیہڑی وال توں ڈھیر باریک تے تلوار توں ڈھیر تیزا اے۔"

(اچھا ایسی پل سے گزرنا پڑے گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔)

پیر صاحب نے کہا! ہاں ہاں، بالکل ایسا ہی ہے۔

یہ سن کر وہ کہنے لگا،" پیر صاحب! انج چا آکھو ناں، اللہ سائیں دی پار ٹپاون دی نیت کائی نہیں۔"

(پیر صاحب! پھر آپ یوں ہی کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کی اس پل سے آگے گزارنے کی نیت ہی نہیں ہے۔)

اس کے بعد پیر صاحب نے پھر بیان شروع کر دیا۔ بیان کرتے کرتے ایک جگہ پر انہوں نے فرمایا کہ نمازیں پڑھو، اگر نمازیں نہیں پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ حساب لے گا اور جہنم میں ڈالے گا اور جہنم میں عذاب دینے کے بعد پھر جنت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بھیجے گا۔

وہ بڑے میاں پھر کھڑے ہو کر کہنے لگے،

پیر صاحب! مینوں لگدا اے ایہہ وی کوڑا اے،،

(پیر صاحب! مجھے لگتا ہے کہ یہ بھی جھوٹ ہے)

پیر صاحب نے کہا، نہیں جی، کتابوں میں لکھا ہے کہ جو آدمی گناہ کرنے کے بعد توبہ نہیں کرے گا اور اسی طرح غفلت میں زندگی گزارے گا تو یہ بندہ پہلے جہنم میں جائے گا، وہاں جب اسے سزا مل جائے گی تب وہ جنت میں جائے گا۔ وہ بڑے میاں اپنی بات پر مصر رہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ جب انہوں نے ان کو سمجھایا کہ اللہ کے نبی علیہ السلام نے یہ بتایا ہے تو پھر وہ بڑے میاں کہنے لگے،

''پیر صاحب! ہک گل دسو، میرے گھر جوں کوئی پراہنا آوے، تے میں اوہنوں پنج ست لتر ماراں، مڑ آکھاں بھج آ ککڑ کھا لے، اوہ کھا لیسی''

(پیر صاحب! آپ مجھے ایک بات بتائیں کہ میرے گھر میں کوئی مہمان آئے اور میں اس مہمان کو پانچ سات جوتے لگا دوں اور پھر اسے کہوں کہ جناب! آیئے مرغا کھا لیجئے، کیا وہ کھا لے گا؟)

پھر وہ بڑے میاں کہنے لگے، پیر صاحب! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے جس کو بخشنا ہوگا اس کو ویسے ہی بخش دیں گے۔

ہر دعا قبول ہوتی ہے

آج کی رات دعا مانگنے کی رات ہے۔ اجتماعی دعا بھی مانگیں اور پھر اپنے گھروں اور مسجدوں میں انفرادی دعا بھی مانگیں۔ اتنا مانگیں جتنا ہمارا جسم ساتھ دے سکتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ

مَنْ لَمْ یَسْاَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ

www.besturdubooks.wordpress.com

(جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں)

دعا مانگتے ہوئے یہ ذہن میں رکھیں کہ بندے کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ البتہ دعا کی قبولیت کی تین مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت سے جو مانگتا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتے ہیں، جس کو ہم دعا قبول ہونا کہتے ہیں کبھی اللہ تعالیٰ اس دعا کے بدلے آنے والی کوئی مصیبت یا پریشانی دور کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو وہ دعا اس کے نامہ اعمال کے اندر ذخیرہ بنا دی جاتی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس بندے کو بلائیں گے اور فرمائیں گے کہ اے میرے بندے! تیرے نامہ اعمال میں دعائیں موجود ہیں، ہم نے تیرے فائدے کی وجہ سے دنیا میں ان کو پورا نہیں کیا تھا آج ہم آپ کو ان کا بدلہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی شان کے مطابق اتنا اجر دیں گے کہ وہ بندہ یوں کہے گا، اے اللہ! کاش، دنیا میں میری کوئی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی اور میری ہر دعا کا بدلہ آج آپ اپنی شان کے مطابق مجھے عطا فرماتے ...... ان تینوں صورتوں میں سے کسی نہ کسی صورت میں ضرور دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ کہ جیسے کوئی بڑا امیر بندہ ہو، وہ کسی فقیر سے یہ نہیں سننا چاہتا کہ میں نے دس روپے مانگے تھے اور آپ نے نہیں دیئے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی بندے سے یہ سننا گوارا نہیں کرتے کہ اے اللہ! میں نے مانگا تھا اور آپ نے عطا نہیں کیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ کوئی اس کریم پروردگار اور سخی سے مانگے اور پھر قیامت کے دن یہ بات کہے کہ اے اللہ! میں نے مانگا تھا اور آپ نے دیا نہیں۔ قطعاً ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً دیتے ہیں۔ البتہ جب بندہ خود کہنا شروع کر دیتا ہے کہ وہ ہماری سنتا نہیں اور ہماری دعائیں تو قبول نہیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو پھٹے پرانے کپڑے کی طرح اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے منہ پر مار دیتے ہیں۔

دو خاص نعمتیں

سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس بندے کو دو نعمتیں مل جائیں وہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کرے۔

(۱)......ایک تو یہ کہ اس کو حاکم کے دروازے پر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

(۲)...... اور دوسرا یہ کہ اس کو طبیب کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

واقعی یہ دونوں نعمتیں اللہ رب العزت کی طرف سے خصوصی ہوتی ہیں۔

تین تجربہ شدہ باتیں

تین باتیں بڑی تجربہ شدہ ہیں۔ان کو آپ اپنا لیجئے۔

(۱)......پہلی بات یہ ہے کہ جو بندہ بہت ہی پریشان حال ہو اور اس کی پریشانیاں ختم نہ ہوتی ہوں تو حدیث پاک میں آیا ہے کہ وہ استغفار کی کثرت کرے۔ استغفار کی کثرت سے اللہ تعالیٰ اس کے دل کا غم اس سے دور فرما دیتے ہیں۔لہٰذا استغفر اللہ کی کثرت رکھیں۔ جو آدمی کسی بھی وجہ سے پریشان ہو، وہ چلتے پھرتے کثرت کے ساتھ زبان سے اس کا ورد کر سکتا ہے۔اگر صبح و شام دو سو مرتبہ تسبیح کرنا چاہے تو وہ بھی کر سکتا ہے۔

(۲)......دوسری بات یہ ہے کہ جس کے اوپر فقر اور تنگدستی مسلط ہے، بڑی کوشش کے باوجود اس کا کاروبار نہیں چلتا اور کوئی اور صورت بھی نظر نہیں آتی تو وہ پڑھے،

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس کی کثرت سے اللہ تعالیٰ بندے کے لیے رزق کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دروازے کو کھول دیتے ہیں۔

(۳)...... تیسری بات یہ ہے کہ اگر بندے کو اللہ تعالیٰ نے بہت نعمتیں دی ہوئی ہوں اور وہ چاہے کہ مجھ سے یہ نعمتیں واپس نہ لی جائیں تو اس کو چاہیے کہ وہ کثرت کے ساتھ الحمدللہ کہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتوں کو سلامت رکھیں گے۔ اللہ نے اولاد دی...... گھر دیا...... نیک بیوی دی...... رزق دیا...... عزت دی...... اب جو بندہ چاہتا ہے کہ مجھ پر یہ سب نعمتیں سلامت رہیں تو اس کو چاہیے کہ وہ کثرت کے ساتھ الحمدللہ کہے، اللہ تعالیٰ اس کی ان نعمتوں میں اور اضافہ فرمادیں گے۔

رزق بڑھانے کے لیے چند اعمال

رزق بڑھانے کیلئے چند اعمال ہمارے مشائخ کے تجربہ شدہ ہیں۔

(۱)...... ان میں سے ایک تو ''ہمیشہ باوضو رہنا ہے''۔ کئی بزرگوں نے اپنی کتابوں میں یہ بات لکھی کہ جب ہم نے ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں رزق کی پریشانیوں سے محفوظ فرمادیا۔ لہٰذا ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر کہیں پانی نہ مل سکے تو تیمم ہی کر لینا چاہیے۔ یعنی کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے۔ یا تو وضو کے ساتھ ہو یا تیمم کے ساتھ ہو۔

(۲)...... دوسری بات ''نظر کی حفاظت کرنا'' ہے۔ بدنظری سے انسان کے حلال رزق کو کم کر دیا جاتا ہے۔

(۳)...... تیسری بات ''اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھنا'' ہے۔ اسی کو ہمارے مشائخ وقوف قلبی کہتے ہیں۔

(۴)...... حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وظیفہ ہمارے مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا تھا۔ حضرتؒ نے وہی وظیفہ اس عاجز کو بھی بتایا تھا۔ چونکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آج رزق کے بارے میں دعائیں مانگیں گے اور کئی دوستوں نے فون کر کے اس کے لیے دعاؤں کے لیے بھی کہا ہوا ہے۔ اس لیے اندازہ ہوتا ہے کہ آج کل اکثر پریشانیاں رزق سے متعلق ہی ہیں۔ لہٰذا وہ وظیفہ آپ سب بھی سن لیجئے۔ اس کی ان سب مردوں اور عورتوں کو اجازت ہے جن تک میری آواز جا رہی ہے۔ وہ وظیفہ بڑا آسان ہے۔

"ہر فرض نماز کے بعد اول آخر ایک مرتبہ درود شریف اور درمیان میں سات مرتبہ سورت لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھنا۔"

یہ رزق کی پریشانیاں دور ہونے کیلئے ایک پکا اور تجربہ شدہ عمل ہے۔ اس عاجز نے اپنی زندگی میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بندوں کو یہ عمل بتایا اور اللہ رب العزت نے ان سب کی پریشانیوں کو دور فرمایا۔ ایک ایسا بندہ جو کہتا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں ہزار روپیہ کبھی نہیں گنا تھا اس کو اس عاجز نے یہ عمل بتایا اور اس نے یہ عمل کرنا شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے رزق میں ایسی برکت دی کہ وہ آج کروڑوں پتی بندہ بن کر زندگی گزار رہا ہے۔ وہ اپنی زبان سے بتاتا ہے کہ اس عمل کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے کاروبار میں برکت عطا فرمادی۔ خاص طور پر جب اس سورت کی یہ آیت پڑھیں؛

اَلَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ (القریش: 4)

اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ پڑھتے وقت رزق میں برکت کا تصور کریں اور اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْف پڑھتے ہوئے ہر قسم کے غم سے چھٹکارا پانے کا تصور کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی رزق کی پریشانی بھی دور فرمادیں گے اور آپ کو ہر قسم کے غموں سے بھی چھٹکارا عطا فرمادیں گے۔

(۵)......حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کے وقت ستر مرتبہ پابندی سے یہ آیت پڑھا کرے گا وہ رزق کی تنگی سے محفوظ رہے گا۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ٥

(الشوری :19)

طلباء کے لیے دو تحفے

طلباء کیلئے بھی دو باتیں عرض کرتا چلوں۔ وہ انہیں اپنے لیے اس عاجز کی طرف سے تحفہ سمجھیں۔

(۱)......اس عاجز نے بعض بزرگوں کا معمول پڑھا اور پھر اس کو آزما کر دیکھا کہ جس آدمی کو علم کے بارے میں شرح صدر نہ ہو رہا ہو، یعنی وہ پڑھتا ہو اور بھول جاتا ہو، اس کیلئے یاد رکھنا مشکل ہوتا ہو اور اس کی علم کے ساتھ مناسبت پیدا نہ ہو رہی ہو اور وہ اس عمل کو کر لے تو ان شاء اللہ اسے شرح صدر نصیب ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پوری رات یہ آیت پڑھتے گزار دی ...... قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ......وہ اس آیت کو پوری رات دوہراتے رہے۔ اسی مناسبت سے وہ عمل یہ ہے کہ جب طالب علم رات کو تہجد پڑھے اور اسے اس آیت سے آگے پیچھے کی اتنی آیات یاد ہوں جن سے نماز کے اندر مسنون قرأت ہو سکے، پڑھ لے اور ہر رکعت میں اس آیت کو اپنے ذوق کے مطابق جتنی مرتبہ پڑھنا چاہے پڑھے۔ اس میں تعداد کا تعین نہیں ہے۔ اگر وہ اس طرح تہجد میں اس آیت کا چند دنوں تک بار بار ورد کرے گا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے شرح صدر عطا فرما دیں گے اور اس کا سینہ علم کے لیے کھل جائے گا۔

(۲)......ایک دوسرا عمل بھی ہے۔ کسی بزرگ نے اس عاجز کو اس کی اجازت دی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی اور آج آپ لوگوں کو اس کی اجازت دے دیتے ہیں، فائدہ اٹھائیں۔ اکثر طلبا اور طالبات کو حافظے کی کمزوری کی وجہ سے اسباق میں مشکل پیش آتی ہے۔ وہ خود یا ان کے ماں باپ روزانہ ہر نماز کے بعد سورۃ الم نشرح پڑھ کر ان کے سینے پر پھونک مار دیا کریں۔ اول آخر ایک ایک مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں۔ اگر بچے سمجھدار اور بڑے ہوں تو جب بھی پڑھنے بیٹھیں، پیپر دینے بیٹھیں، لیکچر سننے بیٹھیں یا استاد کا درس سننے بیٹھیں تو یہ پوری سورت پڑھ کر اپنے سینے پر پھونک مار دیں۔ جو آدمی اس کو اپنا معمول بنا لے گا اللہ تعالیٰ اس کا حافظہ قوی فرما دیں گے۔ اس عاجز نے اس عمل کو ہزاروں دوستوں پر آزمایا ہے۔

ایک سٹوڈنٹ نے بتایا کہ وہ ایک سال میٹرک میں فیل ہو گیا۔ پھر اس نے یہ عمل کسی محفل میں اس عاجز سے سنا اور اس نے باقاعدگی کے ساتھ اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اگلے سال وہ پورے سکول میں فرسٹ آیا۔ اسی طرح کسی محفل میں اس عاجز نے یہ عمل بتایا۔ کافی عرصے کے بعد ایک طالبہ نے خط لکھ کر اپنے حالات بتائے اس نے لکھا کہ میں تو بڑی مشکل سے پاس ہوتی تھی، میرے دل کی تمنا تھی کہ میں لیڈی ڈاکٹر بنوں۔ آپ سے میں نے یہ عمل کسی محفل میں سنا اور وہ عمل کرنا شروع کر دیا۔ کبھی بھی ناغہ نہیں ہوا۔ اب الحمدللہ میں نے امتحان دیا اور اب میں میڈیکل کالج میں پہنچ چکی ہوں۔

کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے لاجواب نسخہ

ایک عمل ازدواجی زندگی کی کامیابی کے لیے بھی سن لیں۔ وہ عمل یہ ہے کہ قرآن پاک کی یہ آیت یاد کر لیں،

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(الفرقان:74)

www.besturdubooks.wordpress.com

(اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا)

اور ہر نماز میں خواہ وہ فرض ہوں، سنت ہوں، واجب ہوں یا نفل ہوں، کوئی بھی نماز ہو، جب آخری التحیات پڑھیں تو یوم یقوم الحساب پڑھنے کے بعد اس قرآنی دعا کو پڑھیں اور اس کے بعد سلام پھیر دیں۔

یہ عمل ایک صاحب نسبت بزرگ نے دیا تھا۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس وقت یہ عاجز ابھی دسویں جماعت میں پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے اس وقت فرمایا کہ میری طرف سے اجازت ہے، پڑھنا شروع کر دو، جب تمہاری شادی ہو گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی دیں گے۔ اس وقت سے یہ عاجز اس دعا کو پڑھ رہا ہے۔ الحمد للہ، اللہ رب العزت نے اس عاجز کو پرسکون ازدواجی زندگی عطا کر رکھی ہے۔ اس عاجز کی جو بیوی ہے وہ میرے شیخ کی بیٹی ہے۔ جب رشتہ طے ہوا تو کبھی کبھی خیال آتا تھا کہ میاں بیوی کا اپنا ایک تعلق ہوتا ہے اور اس نسبت کا اپنا ایک ادب ہوتا ہے، اس طرح تو مجھے دوگنا احترام کرنا پڑے گا۔ اس لیے کبھی خیال آتا کہ معلوم نہیں کہ میں کیسے نبھا پاؤں گا۔ الحمد للہ، اللہ رب العزت نے میرے لیے یہ مشکل آسان کر دی۔

شادی کے اگلے دن ہی فجر کی نماز کے بعد ناشتے کیلئے گھر پہنچا تو اہلیہ نے کہا کہ ناشتہ بعد میں کریں گے پہلے مجھے بیعت فرما لیں۔ اب الحمد للہ وہ میری بیوی بھی ہے اور میری مریدنی بھی ہے۔ جب بیوی مریدنی ہو تو پھر کتنا مزہ آتا ہے۔ یہ عاجز سمجھتا ہے کہ یہ اس عمل کی برکت ہے۔

آپ اس آیت کو یاد کر لیجئے اور اپنا ہر روز کا معمول بنا لیجئے۔ اس عاجز کی طرف سے آپ سب کو اس کی اجازت ہے۔ یہ سب اعمال آپ خود کر سکتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن آگے بتانے کیلئے صاحب نسبت ہونا ضروری ہے۔ ہر بندہ آگے اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ پھر برکت نہیں ہوتی۔ البتہ اگر آپ میں سے کوئی صاحب نسبت حضرات موجود ہیں تو وہ اس عمل کی آگے بھی اجازت دے دیں تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرما دیں گے۔

آئندہ کیلئے حفاظت بھی مانگیے

آج کی رات میں صلوٰۃ التسبیح پڑھنا بہت بڑی عبادت ہے۔ عورتیں بھی پڑھتی ہیں اور مرد بھی پڑھتے ہیں تاہم صلوٰۃ التوبہ ضرور پڑھیے۔ توبہ کی نیت سے دو رکعت نفل پڑھیں تاکہ اب تک زندگی میں جتنے بھی گناہ ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دیں۔ اس کے بعد دعا مانگیں، اے اللہ! میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے اور آئندہ مجھے عصمت عطا فرما دے۔ عصمت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جانا۔ گناہوں سے معافی مانگنا آدھا عمل ہے اور بقیہ آدھا عمل اس کی حفاظت طلب کرنا ہے۔ کئی مرتبہ ہم یہ غلطی کر جاتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی تو مانگ لیتے ہیں لیکن آئندہ کیلئے حفاظت نہیں مانگتے، پھر کہتے ہیں کہ پھر مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اس لیے یہ دونوں نعمتیں مانگیں۔ ایک طرف پچھلے گناہوں کی معافی مانگیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ سے آئندہ کی حفاظت بھی مانگیں کہ اے میرے پروردگار! آئندہ میری حفاظت فرما۔ بھئی ہمارے لیے گناہوں سے بچنا مشکل ہے لیکن ہمارے پروردگار کیلئے بچا دینا تو آسان ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں بچا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عذاب کیلئے نہیں پیدا کیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ثواب کیلئے پیدا کیا ہے عذاب کیلئے نہیں پیدا

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا۔اسی لیے ارشاد فرمایا،

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ

[اگر تم خدا کے شکر گزار رہو اور ایمان لے آؤ تو خدا کو تمہیں عذاب دے کر کیا ملے گا]

ہمارے حضرت مرشد عالمؒ اس آیت کا ترجمہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم ایمان لاؤ گے اور شکر ادا کرو گے تو تمہیں عذاب دے کر اللہ کے ہاتھ کیا آئے گا۔ یعنی اگر تم ایمان لاؤ اور اس کا شکر ادا کرو تو اللہ تمہیں کیوں عذاب دے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عذاب نہیں دینا چاہتے، ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے اپنے اوپر خود عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔

تمام اسماء الحسنٰی رحمت الٰہی کے ترجمان ہیں

حضرت مفتی تقی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دامت برکاتہم نے اپنے خطبات میں ایک عجیب نکتہ لکھا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کے ننانوے اسماء الحسنیٰ میں سے کوئی ایک نام بھی عذاب دینے پر صریحاً دلالت نہیں کرتا۔حلانکہ آدمی سمجھتا ہے کہ اللہ کے کچھ نام عذاب اور سزا دینے پر دلالت کرتے ہیں۔مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کا ایک نام جبار ہے، جابر کے معنی میں جبر کرنا، جبر کسی پر زبردستی کرنے کو کہتے ہیں۔اس سے بظاہر یوں لگتا ہے کہ جبار بڑی ہی مشکل میں ڈال دینے والے کو کہتے ہیں۔اسی طرح قہار قہر کرنے والے کو کہتے ہیں۔یوں محسوس ہوتا ہے کہ جبار اور قہار کے الفاظ عذاب اور سزا پر دلالت کر رہے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔اردو میں ایک لفظ کا مطلب اور ہوتا ہے اور اسی لفظ کا عربی میں مطلب اور ہوتا ہے مثال کے طور پر......

⊙......''ذلیل'' کا لفظ اردو میں بہت ہی نچلے درجے کے بندے کیلئے استعمال

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے اور عربی میں کمزور کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کیلئے یہ لفظ استعمال کیا۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (ال عمران: 123)

(البتہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن تمہاری مدد کی حالانکہ تم کمزور تھے)

اردو زبان میں اگر کسی کو ذلیل کہہ دیا جائے تو وہ اس کو بہت بڑی گالی سمجھتا ہے۔

⊙......اسی طرح ''دلاّ'' کا لفظ اردو زبان میں بڑی گالی کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور عربی زبان میں یہ برا نہیں سمجھا جاتا۔ چنانچہ حج وعمرہ پر جانے والے جانتے ہیں کہ وہاں ایک ایسی کمپنی ہے جس کا نام دَلاّ کمپنی ہے۔ کئی آدمی آکر پوچھتے ہیں حضرت! یہ اپنے آپ کو دلاّ کیوں کہتے ہیں ہم کہتے ہیں؟ کہ یہ اردو کے دلے نہیں ہیں بلکہ عربی کے دلے ہیں۔

⊙......اردو میں ایک لفظ بندر ہے۔ یہ ایک جانور کیلئے بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ ایک عربی شہزادے کا نام بندر بن سلطان ہے۔ ہمیں بہت عرصے تک یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ یہ اپنے باپ کے لیے اتنا بوجھ کیوں بنا جس کی وجہ سے اس نے اس کا نام ہی بندر رکھ دیا۔ مگر پھر دل میں خیال آتا تھا کہ کوئی بیٹا اپنے باپ پر بوجھ تو نہیں ہوتا۔ لہٰذا جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ عربی زبان میں بندر پھول کو کہتے ہیں۔ اس کے باپ نے اس کا نام عربی زبان میں پھول رکھا اور ہم اسے چار ٹانگوں والا بندر سمجھ رہے تھے۔

اسی طرح لگتا ہے کہ جابر بہت ہی سختی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ لیکن عربی زبان میں ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے والے کو جابر کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے......

www.besturdubooks.wordpress.com

يَا جَابِرَ الْعَظْمِ الْكَسِيْرِ......

(اے ٹوٹی ہڈی کو جوڑنے والے)

تو جبار اور جابر ٹوٹے رشتوں کو جوڑنے والے کو کہتے ہیں...... سبحان اللہ...... یہ نام تو عذاب پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح ''قہار'' قہر سے ہے اور قاہر اونچے اور بلند کو کہتے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی کو قاہرہ کہتے ہیں۔ جیسے مصر کے ایک شہر کا نام قاہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قہار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب سے زیادہ بلند اور سب پر غالب آنے والا ہے۔ ہم بظاہر یہ سمجھتے ہیں کہ جبار اور قہار عذاب دینے والے کے نام ہیں حالانکہ ان سے عذاب پر دلالت نہیں ہوتی بلکہ یہ نام بھی رحمت الٰہی اور عظمت الٰہی کے ترجمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں پر غور کریں تو وہ تین طرح دلالت کرتے ہیں۔

...... یا تو وہ اللہ کی رحمت پر دلالت کرتے ہیں۔

...... یا وہ اللہ کی ربوبیت پر دلالت کرتے ہیں۔

...... یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ سبحان اللہ

لفظ اللہ کا اپنا ترجمہ کیا ہے؟...... حضرت مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر لفظ اللہ کا اردو ترجمہ کیا جائے تو وہ ''منموہن'' بنے گا۔ من موہ لینے والا یعنی دل جیت لینے والا...... سبحان اللہ...... اس کی ذات کا تو نام ہی ایسا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے اس کے سامنے دعائیں مانگنی چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ کے دو نام رحمان اور رحیم ہیں۔ یہ دونوں نام صراحتاً اللہ تعالیٰ کی رحمت پر دلالت کرتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ رحمان کا لفظ اس کیلئے استعمال ہوتا ہے جو اپنے پرائے سب پر راحمت کرنے والا ہو اور رحیم کا لفظ اس کیلئے

www.besturdubooks.wordpress.com

استعمال ہوتا ہے جو خاص اپنوں پر خصوصی رحمت کرنے والا ہو۔ جیسے ہر عورت کو دنیا کے تمام بچوں سے پیار ہوتا ہے مگر عمومی، اور اپنے بیٹے سے بھی پیار ہوتا ہے مگر خصوصی۔ رحمان اور رحیم کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ بعض نے کہا کہ رحمان وہ ہے جو دنیا میں سب کو رزق دے، خواہ کوئی کافر ہو یا کوئی مسلمان ہو، اور رحیم وہ ہے جو آخرت میں فقط ایمان والوں کو اپنی نعمتیں عطا فرمائے گا۔

ان ناموں کا ایک اور ترجمہ بھی کیا گیا ہے اور وہ واقعی عاشقانہ ترجمہ ہے۔ وہ ترجمہ یوں کیا گیا۔ رحمان کا معنی ہے ''بن مانگے دینے والا'' اور رحیم کا معنی ہے ''جو نہ مانگے اس سے ناراض ہونے والا''۔ اب بتائیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کو بن مانگے دیتا ہے یا نہیں۔ دہریے تو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتے لیکن وہ پھر بھی ان کو رزق بھی دیتا ہے، صحت بھی دیتا ہے، بیوی بھی دیتا ہے، اولاد بھی دیتا ہے، گھر بھی دیتا ہے، اور طرح طرح کی نعمتیں دیتا ہے۔ تو رحمان اسے کہتے ہیں ''جو بن مانگے دینے والا ہو'' اور رحیم اسے کہتے ہیں ''جو نہ مانگنے والے سے روٹھ جانے والا ہو''۔ تو جب پروردگار چاہتے ہیں کہ میرے بندے مجھ سے مانگیں تو ہم مانگنے میں کمی نہ کریں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عرش پر لکھوا دیا۔

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ

(میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔)

یہ اللہ تعالیٰ نے کیوں لکھوایا؟...... اس لئے کہ وہ رحمت کا معاملہ کرنے والے ہیں۔ اس کو ایک مثال سے یوں سمجھیں کہ جب ایک باپ نے بچوں کو پیسے دینے ہی نہ ہوں تو کیا وہ آکر دکھائے گا کہ میری جیب میں اتنے پیسے ہیں۔ وہ جب گھر جائے گا تو پتا ہی نہیں چلنے دے گا کہ میرے پاس پیسے ہیں یا نہیں۔ اور جب وہ آکر بچوں کے سامنے پیسے کھولتا ہے اور بتا دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ وہ دینا چاہتا ہے۔ اسی طرح جب پروردگار نے اپنے کلام میں ارشاد فرمادیا۔

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الحجر:49)

(میرے بندوں کو بتادو کہ میں مغفرت کرنے والا ہوں رحمت کرنے والا ہوں)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے دعا مانگو، میں تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا اور اپنی رحمت سے تمہاری توقعات سے بڑھ کر عطا کر دوں گا۔

بخشش کا پروانہ

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بندہ بڑا گنہگار تھا۔ اس کا نامۂ اعمال گناہوں سے سیاہ ہو چکا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے نیند کے دوران کروٹ بدلی اور اس کی زبان سے ''یارب'' کا لفظ نکلا۔ اس کے بعد اس کو پھر نیند آگئی۔ اس کے نامۂ اعمال میں صرف ''یارب'' کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے پوچھا، اے میرے فرشتو! تم نے اس کے نامۂ اعمال میں یارب کیوں لکھا ہے۔ فرشتوں نے کہا، اے اللہ! اس نے صرف یہی لفظ پکارا تھا اور پھر سو گیا تھا، اس لیے ہم نے صرف یہی لکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے میرے فرشتو! میں علام الغیوب ہوں، مجھے پتہ تھا کہ یہ مجھ سے کیا مانگتا تھا۔ اصل میں اس نے یارب اس لیے کہا تھا کہ یہ مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا چاہتا تھا۔ اس وقت اس پر نیند غالب آگئی جس کی وجہ سے یہ سو گیا تھا، میں نے اس کے دل کے اس ارادے پر اس کے گناہوں کو معاف فرمادیا...... سبحان اللہ...... جو بندہ سونے کے دوران کروٹ بدلتے ہوئے یارب کہہ دے، اگر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دیتے ہیں تو جو جیتے جاگتے ہوش و حواس میں اللہ سے دعائیں مانگے گا اللہ تعالیٰ پھر اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

دعائیں کیوں نہیں قبول فرمائے گا۔

دو گنہگاروں کی بخشش

ایک واقعہ قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے...... پہلے تو میں اس واقعہ کو نقل کرنے سے گھبراتا تھا لیکن جب ان کے بیانات میں پڑھا تو اس کے بعد سنانے کی ہمت ہوگئی۔ ویسے میں نے بعد میں یہی واقعہ فوائد الفواد میں بھی پڑھا...... اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دو بندوں کا حساب کتاب لیں گے۔ ان کے نامۂ اعمال میں نیکیاں نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں جانے کا حکم فرمادیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کو کہیں گے کہ جاؤ جہنم میں، تو ان میں سے ایک تو جہنم کی طرف بھاگ پڑے گا اور دوسرا آہستہ آہستہ چلے گا اور پیچھے مڑ مڑ کے دیکھے گا، پھر چلے گا اور پھر مڑ کے دیکھے گا۔ کچھ دیر کے بعد اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بلائیں گے...... اللہ تعالیٰ بھاگنے والے سے فرمائیں گے کہ ہم نے تمہیں کہا، جاؤ جہنم میں، اور تم بھاگ ہی پڑے۔ وہ کہے گا، اے اللہ! میں دنیا میں تو آپ کے حکم ماننے میں کوتاہی کرجاتا تھا، اب آپ نے جہنم میں جانے کا حکم دیا تو میں نے سوچا کہ اس حکم کو تو پورا کر ہی لوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اگر تو سمجھتا ہے کہ میرا حکم اتنا معزز ہے کہ اس پر عمل ہونا چاہیے تو پھر اس کی وجہ سے میں نے تیرے گناہوں کی مغفرت کر دی لہٰذا اب تو جنت میں چلا جا...... پھر اللہ تعالیٰ دوسرے آدمی سے فرمائیں گے کہ تم آہستہ آہستہ بھی جا رہے تھے اور پیچھے مڑ مڑ کر بھی دیکھ رہے تھے، اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ کہے گا، یا اللہ! زندگی بھر تیری رحمت میرے ساتھ رہی اور کبھی بھی آپ کی رحمتوں نے مجھے مایوس نہیں ہونے دیا، اگر آج آپ نے حکم دے دیا کہ جاؤ جہنم میں مگر میں قدم آگے اٹھاتا تھا اور پھر پیچھے مڑ کر دیکھتا تھا کہ شاید تیری رحمت جوش میں آجائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اچھا، اگر تجھے میری رحمت پر اتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

بھروسہ ہے تو میں نے تیرے لیے بھی اپنی جنت کے دروازے کھول دیے ہیں، تو بھی اس میں داخل ہو جا۔

ہر پریشانی اللہ کے حضور پیش کر دیں

آج کی رات میں آپ اپنی آخرت کے بارے میں بھی دعائیں مانگیں اور دنیاوی زندگی کے بارے میں بھی دعائیں مانگیں تاکہ دنیا اور آخرت دونوں جگہوں پر عزتیں نصیب ہوں اور اللہ رب العزت ہمیں نیکیوں بھری زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو مانگنا چاہتے ہیں آج سے مانگنا شروع کر دیں۔ تاکہ آئندہ سال یہ پریشانیاں جان چھوڑ دیں۔ کوئی کاروبار نہ چلنے کی وجہ سے پریشان ہوتا ہے، کوئی اس لئے پریشان ہوتا ہے کہ فلاں جگہ شادی کا پیغام بھیجا ہے مگر کام بنتا نظر نہیں آتا۔ کوئی اس لئے پریشان ہوتا ہے کہ شادی ہوئے تین سال ہو گئے ہیں مگر ابھی تک اولاد نہیں ہوئی، کوئی کہتا ہے کہ گھر میں جوان بیٹیاں موجود ہیں اور ان کیلئے رشتے ہی نہیں آتے، اس لیے پریشان ہیں۔ میرے دوستو! کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم یہ پریشانیاں لوگوں کو بتانے کی بجائے اپنے پروردگار کو بتائیں۔ لہٰذا آج ہم سب اپنے پروردگار سے دل کھول کے دعائیں مانگیں......

ایک آدمی نے دعا مانگتے ہوئے کہا' اے اللہ! مجھے دس ارب روپیہ دیدے۔ ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی نے سن کر کہا، ارے اتنے ......!!! اس نے کہا، جناب! آپ سے نہیں مانگے، اپنے رب سے مانگے ہیں۔ ہم نے بندوں سے نہیں بلکہ بندوں کے پروردگار سے مانگنا ہے اور جب اس سے مانگیں گے تو ان شاء اللہ رب کریم مہربانی فرما دیں گے۔ یاد رکھیں کہ جب لوگ مل کر اللہ رب العزت کے حضور فریاد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو رد نہیں کیا کرتے۔ ان میں سے اگر ایک بندے کی دعا بھی قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے باقی سب کی دعاؤں کو قبول فرمالیا کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ میرے بندے مجھ سے مانگیں اور میری نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

پندرہ شعبان سے ستائیس رمضان تک

کتابوں میں لکھا ہے کہ پندرہ شعبان سے بجٹ بننا شروع ہو جاتا ہے، حتی کہ ستائیس رمضان المبارک کی شب یعنی لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ اس بجٹ کی منظوری دے کر عملدرآمد کیلئے فرشتوں کے حوالے فرما دیتے ہیں۔ اس بجٹ میں سب کچھ لکھا جاتا ہے...... کتنا رزق ملے گا...... صحت ملے گی یا بیماری...... خوشی ملے گی یا غمی...... یہ اگلے شعبان (شب برأت) تک زندہ رہے گا یا اس سے پہلے دنیا سے چلا جائے گا...... بعض دوست سمجھتے ہیں کہ صرف آج کی رات بجٹ کی رات ہے۔ نہیں، بلکہ آج کی رات اس بجٹ کے تیار ہونے کی ابتدائی رات ہے۔ اور شب قدر اس کی انتہا ہے۔ جب آج سے ہی بجٹ بننا شروع ہو جائے گا تو ہمیں چاہیے کہ ہم آج سے ہی مانگنا شروع کر دیں تاکہ شروع سے ہی بات سیدھی ہو جائے۔ ہمیں چاہیے کہ لیلۃ القدر تک کا درمیانی عرصہ ہم خوب ذکر و عبادت میں گزاریں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا سورج

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات لکھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جیسے فرض کریں کہ سورج سات بجے طلوع ہوتا ہے مگر پانچ بجے سے اندھیرا ختم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر ہر لمحہ روشنی بڑھتی رہتی ہے حتی کہ پونے سات بجے اتنی روشنی ہو جاتی ہے جیسے سورج طلوع ہو چکا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ طلوع آفتاب سے پانچ منٹ پہلے بندہ کنفیوز ہو جاتا ہے کہ پتہ نہیں سورج طلوع ہو چکا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے یا نہیں، کیونکہ اس وقت فرق کا پتہ نہیں چلتا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پندرہ شعبان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے سورج کی صبح صادق کا وقت ہے اور اس کے بعد یہ نورانیت بڑھتی رہتی ہے حتی کہ شعبان کے آخری دن میں ایسے ہی برکتیں نازل ہوتی ہیں جیسے رمضان المبارک کی برکتیں ہوتی ہیں۔ پھر رمضان المبارک میں اللہ کی رحمتوں کا سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ یہ برکتیں آج سے ہی نازل ہونا شروع ہو جائیں گی اور یہ رمضان المبارک کے اختتام تک اسی طرح نازل ہوتی رہیں گی۔ اللہ رب العزت ہمیں ان برکتوں اور رحمتوں سے وافر حصہ عطا فرما دے۔

ایک عجیب واقعہ

کتابوں میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا۔ اس نے سوچا کہ زکوٰۃ سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پبلک انسلٹ کر دی جائے۔ یعنی کوئی تہمت لگا دی جائے۔ حاسدین اسی طرح کرتے ہیں کہ جب ان سے اور کچھ نہیں بن پاتا تو وہ کسی نہ کسی بات کا بتنگڑ بنا کر تہمت لگا دیتے ہیں...... چنانچہ اس نے ایک غریب عورت کو اس کیلئے تیار کیا کہ تو مجمع میں کھڑے ہو کر اتنا کہہ دینا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے برائی کی دعوت دی تھی، اس کے بدلے ہم تمہیں بھاری انعام دیں گے۔ اس نے باتوں میں آ کر کہا، بہت اچھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک موقع پر بنی اسرائیل کو خطاب فرمایا تو بعد میں وہ عورت یہی بات کہنے کیلئے اٹھی، لیکن جب اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرے کی نورانیت دیکھی تو اس کے دل پر ہیبت طاری ہو گئی اور وہ کچھ بھی نہ بول سکی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا، کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟ اس نے بات ہی کھول دی۔ وہ کہنے لگی کہ قارون نے مجھے کہا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا کہ میں تمہیں پیسے دوں گا تم یہ بات کہہ دینا، لیکن جب میں نے آپ کے چہرے کی نورانیت کو دیکھا تو میں ڈر گئی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا کہ یہ میرے کردار پر ایسا الزام لگانا چاہتا تھا تو ان کو بڑا جلال آیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے، اے اللہ! یہ شخص مجھ پر ایسا الزام لگانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! ہم تھوڑی دیر کے لئے زمین کو آپ کے حکم کے تابع بنا دیتے ہیں، آپ اسے جو حکم دیں گے یہ وہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ ''اے زمین! قارون کو نگل جا۔'' زمین نے قارون کو تیسرا حصہ اپنے اندر دھنسا لیا، جب وہ دھنسنے لگا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے عاجزی اور زاری کرنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا، اے زمین! اسے نگل جا۔ زمین نے اس کو دو تہائی اپنے اندر دھنسا لیا۔ وہ پھر آہ وزاری کرنے لگا کہ آپ مجھے معاف کر دیں۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام جلال میں تھے۔ لہٰذا انہوں نے تیسری مرتبہ بھی کہہ دیا۔ چنانچہ زمین نے اس کو نگل لیا۔ جب زمین نے اس کو نگل لیا تو اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے میرے پیارے موسیٰ! ہم نے زمین کو تھوڑی دیر کیلئے آپ کے حوالے کیا تو آپ نے اسے قارون کو نگل جانے کا حکم دیا، حالانکہ قارون آپ کے سامنے معافی کی فریاد کرتا رہا مگر آپ زمین کو اس کے نگل جانے کا حکم دیتے رہے، اے میرے پیارے نبی! اگر اس دوران وہ مجھ سے معافی مانگ لیتا تو میں پروردگار اس کی معافی کو پھر بھی قبول فرما لیتا...... سبحان اللہ...... ہمارا پروردگار تو ایسا کریم پروردگار ہے جو معافی کو قبول کر کے خوش ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگیں اور دعائیں مانگیں کہ رب کریم آج کی رات کو ہمارے لئے ذخیرہ بنا دے،

www.besturdubooks.wordpress.com

عافیت کا ذریعہ بنا دے اور اپنی بقیہ زندگی کو صحت کی سلامتی کے ساتھ، ایمان کی سلامتی کے ساتھ اور عزتوں کی سلامتی کے ساتھ دینی تعلیمات کی مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، ہماری سب حاجات کو پورا فرما دے اور تمام پریشانیوں سے نجات عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

www.besturdubooks.wordpress.com

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ

(یوسف: 108)

دعوت و تبلیغ کے
دس سنہری اصول

یہ بیان جامعہ زینب لاہور میں اختتام بخاری شریف کے موقع پر ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

مؤمن کی حیثیت ایک سپاہی کی مانند ہے کیونکہ جس طرح سپاہی خود بھی احکامِ سلطنت کی پابندی کرتا ہے اور دوسروں کو بھی ان احکام کی پابندی پر متوجہ کرتا ہے، اسی طرح مومن بھی احکام خداوندی پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو احکامِ خداوندی پر عمل کرنے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اگر ہم اس نعمت کو آگے تقسیم کرتے رہیں گے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں ملتی رہیں گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ (یوسف:108)

(کہہ دیجئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں)

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

دعوت و تبلیغ کے دس سنہری اصول

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ط

وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o

............وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اٰخر............

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ

شُهَدَآءَ ج (المائدۃ: ۴۴)

كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ.

(آل عمران: ۷۹)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

نظام کائنات کی ترتیب

اللہ رب العزت نے اس کائنات کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا اور اس کے نظام کو چلانے کی ایک ترتیب دی۔ اس معاشرے میں کچھ لوگ دینے والے ہوتے ہیں اور کچھ لینے والے ہوتے ہیں، کچھ پڑھانے والے اور کچھ پڑھنے والے ہوتے ہیں، کچھ بڑے ہوتے ہیں اور کچھ چھوٹے ہوتے ہیں، کچھ حاکم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں اور کچھ محکوم ہوتے ہیں۔ اگر سارے کے سارے انسان ایک بن جائیں تو معاشرے کا نظام چل ہی نہیں سکے گا۔ جس طرح ایک کارخانے میں کوئی منیجر ہوتا ہے اور کوئی اس کا ماتحت ہوتا ہے، اگر سارے کے سارے ایک ہی عہدے پر فائز کر دیئے جائیں تو نظام چل ہی نہیں سکے گا۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے بھی معاشرے کو چلانے کی ایک ترتیب بنائی ہے۔ اس ترتیب میں کسی کو اللہ نے مقام دیا ہے اور کس کو اس کا ماتحت بنا دیا ہے۔ جب تک وہ ترتیب اپنی اصلی شکل پر باقی رہے گی خیر ہوگی اور اگر ترتیب الٹ جائے تو نتیجے بھی الٹ جائیں گے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ (النساء: 34)

(مرد عورتوں پر حاکم ہیں)

یعنی گھروں کے اندر کی قیادت، امارت اور سیادت اللہ تعالیٰ نے مردوں کو دی ہے۔ وہ گھر کے نگران اور ذمہ دار ہیں اور عورتوں کو ان کا ماتحت بنا کر ان کی ملکہ بنایا۔ اگر یہ ترتیب بدل جائے اور...... اَلنِّسَاءُ قَوَّامَاتٌ عَلَى الرِّجَالِ ...... بن جائے تو آپ دیکھیں گے کہ اس گھر کا نتیجہ ہمیشہ الٹا ہوگا۔ وہاں سے خیر نکلنے کی بجائے شر نکلے گا، دین نکلنے کی بجائے دنیا نکلے گی اور اچھائی کی بجائے برائی نکلے گی۔ یہ اللہ کی بنائی ہوئی ترتیب ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اونچا رکھا وہ اونچا رہے اور جس کو نیچے رکھا وہ نیچے رہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی اس ترتیب پر راضی رہے۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ترتیب کو الٹنا ایک عذاب ہوتا ہے۔ اسی لئے جب قوم لوط پر عذاب آیا تو رب کریم نے ارشاد فرمایا:

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا (الحجر: 74)

[پس ہم نے اس شہر کو (الٹ کر) نیچے سے اوپر کر دیا]

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو زمین کے اوپر کو زمین کے نیچے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ بدل دیا گیا۔ یعنی اوندھا کر دیا گیا۔

امانت کی سپردگی

جس نے کلمہ پڑھا اس نے اللہ رب العزت سے ایک عہد کر لیا۔ یہ عہد کرنے سے بندہ ایمان والا بن جاتا ہے۔ اور یاد رکھیں کہ ایمان ایک امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الاحزاب: 72)

[ہم نے بار امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا]

دیکھیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے امانت کا لفظ استعمال فرمایا۔ اس امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا گیا تھا اور انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر اللہ رب العزت نے اپنی قدرت سے یہ ذمہ داری اپنے بندوں کے سر پر رکھ دی اور انسان نے اس ذمہ داری کو اپنے سر پر لے لیا۔

امانت کے بارے میں ایک دستور ہے کہ وہ کسی کی دی ہوئی چیز ہوتی ہے اور اس کو پھر پہنچانا ہوتا ہے۔ اگر آدمی امانت کو نہ پہنچائے تو وہ سزا کا مستحق بنتا ہے۔ اسی لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النساء: 58)

[بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کو ان کی امانتیں پہنچا دو]

جب یہ ایمان کسی بندے کے سینے میں اتر جائے تو وہ امانت ہوتا ہے۔ اس امانت کو آگے پہنچانا ہے...... کہاں پہنچانا ہے؟...... اللہ کے بندوں تک پہنچانا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ایک ترتیب ہے۔ یہ امانت پہلے انبیاء کو ملتی تھی اور انبیاء اپنی زندگی میں اپنی امتوں تک پہنچاتے تھے۔ نبی رحمت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد آپ کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجا اور اس کی برکت سے وہ نعمت

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ کے ورثاء کو دے دی گئی۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ [علماء انبیائے کرام کے وارث ہیں]

چنانچہ وہ نبی اکرم ﷺ کے نائب بن کر اب اس امانت کو پوری دنیا میں پھیلائیں گے اور جو لوگ ان علماء سے حصہ پائیں گے وہ بھی اپنے اپنے درجے کے مطابق اس امانت کو آگے پہنچائیں گے۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کے صدقے یہ ذمے داریاں ہر ایک مؤمن کے سپرد کر دی گئی۔ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے داعی بننے کا فریضہ عطا فرمایا۔ لہٰذا جو طالبات آج بخاری شریف کی آخری حدیث پاک پڑھ چکی ہیں وہ ذہن میں یہ نہ سوچیں کہ اب ہم امتحان سے فارغ ہو کر جائیں گی اور گھروں میں جا کر آرام کریں گی۔ زندگی میں تو آرام نہیں ہے۔ یاد رکھیں کہ

......دنیا کام کے لئے

......قبر آرام کے لئے اور

......جنت عیش کے لئے بنائی گئی ہے۔

اس لئے مومن کو دنیا میں آرام نہیں ہے......کام، کام، کام بس تھوڑا آرام ......اور وہ آرام بھی اس نیت سے کہ میں تازہ دم ہو کر پھر کام کروں۔ اس لئے مؤمن کے آرام کو بھی اللہ تعالیٰ اس کے کام میں شمار فرما لیتے ہیں۔ اس لئے ارشاد فرمایا:

نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ [علماء کی نیند عبادت ہوتی ہے]

سبحان اللہ، جس مؤمن کا سونا عبادت ہو اس کا جاگنا کتنی بڑی عبادت ہو گی۔

استاد کو ہدیہ پیش کرنے کا طریقہ:

دستور یہ ہے کہ دینے والا لینے والے سے افضل ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ

www.besturdubooks.wordpress.com

والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی

[اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے]

یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ چونکہ اس حدیث پاک میں علیا اور سفلیٰ کا لفظ استعمال فرمایا گیا، اس لئے مشائخ سکھاتے ہیں کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اگر آدمی اپنے استاد کو کوئی ہدیہ پیش کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھ کر پیش کرے تا کہ لینے والے ہاتھ اس کے اوپر سے لیں۔

ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے، اب میرے پاس کچھ مال ہے اور میں وہ مال آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، مگر یہ ادب کے خلاف ہے کہ میں دوں اور وہ لیں، لہٰذا آپ مہربانی فرما کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں یہ بات ڈال دیں کہ وہ ابو بکر کے مال کو اپنا مال سمجھ کر استعمال فرمایا کریں۔ اللہ اکبر......

طالبات کے لئے محنت کا میدان

دنیا میں انسان کی دو حیثیتیں ہیں۔ یا تو وہ داعی ہوگا یا مدعو ہوگا۔ اس کے علاوہ تیسری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ نے داعی بن کر زندگی گزارنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لئے جو طالبات آج تحصیلِ علم سے فارغ ہو جائیں ان کے سر پر ایک اور ذمہ داری پڑ جائے گی۔ اب وہ اس علم پر عمل بھی کریں اور داعیہ بن کر اپنے گھر میں کام بھی کریں۔ ان کی محنت کا میدان یہ ہوگا کہ وہ گھروں کے اندر رہتے ہوئے گھر کے بچوں اور عورتوں کو یا قریب کے محلے میں جن عورتوں سے میل جول ہو ان تمام کو یا گھر کے محرم مردوں کو دین کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

متوجہ کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ہر گھر دین کا ایک مدرسہ بن جائے گا اور ہر ماں بچوں کی ماں بھی ہوگی اور ان کی معلّمہ بھی بن جائے گی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (میں معلم بن کر مبعوث ہوا ہوں)

گویا فارغ التحصیل ہونے والی ہر ہر طالبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی بیٹی بن کر وہی کام کرے گی جو اللہ کے محبوب ﷺ نے کیا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت کی طرف سے علم و عرفان والی جو امانت ملی اسے آپ ﷺ نے اپنی امت تک پہنچا دیا۔ اسی لئے اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰہُ یُعْطِیْ

(میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والے ہیں)

غور فرمایئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قاسم کا لفظ ارشاد فرمایا ...... انا قاسم ...... فرمایا ...... انا خازن ...... ارشاد نہیں فرمایا۔ لہٰذا ہمیں بھی جب یہ نعمت ملے تو ہمیں بھی چاہیے کہ اس کو آگے تقسیم کریں۔ یہ وہ خیر ہے جو تقسیم کرنے سے زیادہ بڑھتی ہے، جب کہ دنیا کا مال پیسہ تقسیم کرنے سے گھٹ جاتا ہے۔ اس لئے طالبات ابھی سے اپنے دل میں یہ عہد اور ارادہ کرلیں کہ انہوں نے اپنی معلمات سے جو نعمت پائی ہے اس کو آگے تقسیم کریں گی۔

دعوت کا کام نہ کرنے پر حسرت

مومن کی حیثیت ایک سپاہی کی مانند ہے کیونکہ جس طرح سپاہی خود بھی احکامِ سلطنت کی پابندی کرتا ہے اور دوسروں کو بھی ان احکام کی پابندی پر متوجہ کرتا ہے، اسی طرح مومن بھی احکام خداوندی پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو احکامِ خداوندی پر عمل کرنے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اگر ہم اس نعمت کو آگے تقسیم کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہیں گے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں ملتی رہیں گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ (یوسف:108)

(کہہ دیجئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں)

اور قیامت کے دن جو لوگ یہ کام نہیں کریں گے ان کا کیا حال ہوگا؟ ارشاد فرمایا

وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (الفرقان : 27)

[اور جس دن ظالم اپنا ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا کہ کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ رشتہ اختیار کیا ہوتا]

وہ کہیں گے کہ اے کاش! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے طرز زندگی کو اپنایا ہوتا۔ ان کو اس بات کی حسرت ہوگی۔

دعوت وتبلیغ کے مختلف انداز

اللہ رب العزت کی طرف سے دعوت وتبلیغ کا حکم کھلا اور ڈھلا ہے اور اس کے طریقے کو اللہ تعالیٰ نے علماء کے اوپر چھوڑ دیا ہے۔ گویا حکم منصوص ہے اور علمائے کرام نور نبوت کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر وقت کے مطابق طریقہ ترتیب دیتے رہیں گے۔

......کہیں مدارس کی شکل میں

......کہیں درسِ قرآن کی شکل میں

......کہیں دعوت وتبلیغ کے کام کی شکل میں

......اور کہیں خانقاہوں میں اللہ اللہ کی شکل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ سب دعوت کے انداز ہیں۔ یاد رکھیں کہ دعوت الی اللہ کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ چپکا دینا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔ ایسا بندہ یا تو جاہل ہے یا پھر مجہول ہے۔ دعوت حکمِ ربانی ہے اور داعی بننا ہے۔ لیکن جہاں تک ترتیب کا تعلق ہے اس کے بارے میں وسعت ہے۔ اس کے مختلف انداز ہیں...... اگر کوئی یہ سمجھے کہ دعوت و تبلیغ کی جو آج کل شکل ہے، فقط یہی دعوت ہے تو کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تک کے سب لوگ بغیر دعوت کے دنیا سے چلے گئے؟...... اس طرح ایک ترتیب کے اندر ہی انحصار کر لینا غلطی ہے۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج کے دور میں یہ سب سے اچھی ترتیب ہے۔ یہ ایک پکی بات ہے اور اسے ماننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

چونکہ دعوت و تبلیغ کے مختلف انداز ہیں اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ مدارس میں بیٹھ کر حدیث کا درس دینے والے استاد بھی دین کی دعوت دینے والے ہیں اور مساجد میں صبح و شام درس دینے والے علمائے کرام بھی دین کی دعوت دینے والے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ دعوت الی اللہ کا یہ کام ہر ایک کے لئے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق کرنا ضروری ہے۔ جو بڑے علماء ہیں ان کا ایک گروہ ایسا ہوگا جو کامل داعی بن کر کام کرے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o (آل عمران: 104)

(اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے اور یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں)

اس فرضِ کفایہ کو کچھ علماء تو کامل طریقے سے پورا کرتے رہیں گے اور باقی ہر بندہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس کام کو کرے۔ فقط علماء کا فرض نہ سمجھے کہ دین

www.besturdubooks.wordpress.com

کی طرف بلانا صرف علماء کا کام ہے، یہ ہر کلمہ گو کا کام ہے۔ وہ جہاں نوکری کرتا ہے، جہاں کام کرتا ہے اور جہاں رہتا ہے، وہاں اپنی استعداد کے مطابق اپنے اردگرد کے لوگوں کو خیر کی طرف متوجہ کرے اور حق اور سچ کی زندگی گزارنے کی ترغیب دے۔

سب سے بہتر طریقۂ تبلیغ

دعوت وتبلیغ کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ انسان مجسم دعوت بن جائے اور اپنے قول وفعل دونوں سے لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلائے۔ بلکہ عمل سے دین کی طرف بلانا قول سے بلانے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ابتداء میں اپنے عمل سے لوگوں کو دین کی طرف متوجہ کیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فُتِحَتِ الْمَدِیْنَةُ بِالْاَخْلَاقِ

[نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اخلاق کے ذریعے مدینہ کے لوگوں کے دلوں کو فتح فرمایا]

یاد رکھیں کہ دنیا تلوار کا مقابلہ کرسکتی ہے کردار کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ کردار دیکھنے میں ایک بے قیمت سی چیز نظر آتی ہے لیکن اللہ کی قسم! اس کردار کے ذریعے انسان سب سے قیمتی چیز کو بھی خرید لیا کرتا ہے۔

؎ تقریر سے ممکن ہے نہ تحریر سے ممکن
وہ کام جو انسان کا کردار کرے ہے

کردار کی برکتیں تقریر اور تحریر دونوں سے بڑھ جایا کرتی ہیں۔

؎ قول میں رنگِ عمل بھر کے بنا دے رنگیں
لبِ خاموش عطا کر دل گویا کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے لوگوں کی زبان اگر نہ بھی بولے تو ان کے عمل اور اخلاق بولتے ہیں اور وہ دلوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اسی لئے حضرت ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ چین میں آٹھ مسلمان تاجر گئے اور انہوں نے وہاں جا کر تجارت کی اور ان کے حسنِ تجارت کو دیکھ کر پورے کے پورے ملک کے لوگ مسلمان ہوئے۔ نہ انہوں نے خطبے دیئے اور نہ ہی بیانات کئے، انہوں نے جا کر صرف تجارت کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینِ اسلام کے ہر ہر عمل میں ایسا حسن و جمال ہے کہ وہ کفر کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اپنے اندر مقناطیست رکھتا ہے۔

دعوت و تبلیغ میں نورِ باطن کی اہمیت

اگر اللہ تعالیٰ انسان کو باطن کا نور عطا فرما دیں تو پھر دین کا کام بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا

اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ (یوسف:108)

(میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کے ساتھ)

اسی لئے اگر بصیرت کے ساتھ کام کیا جائے تو اس دعوت کا فیض بہت زیادہ ہوتا ہے۔ عربی زبان میں بصیرت کو ہی فقاہت کہتے ہیں۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

(اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں)

اور دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا:

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام: 145)

(اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

کھول دیتے ہیں)

یہ ایک ایسا نور ہے جو اللہ تعالیٰ اعمال میں اخلاص اور اتباع سنت کی وجہ سے مومن بندے کو عطا فرما دیتے ہیں۔ جب انسان اس نور بصیرت کو لے کر چلتا ہے تو پھر اس کا فیض آگے دوسروں تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ہمارے اکابر کے ایک ایک سفر میں ہزاروں کی تعداد میں کفار کفر کو چھوڑ کر اسلام کی طرف متوجہ ہو جایا کرتے تھے۔

قرآن مجید کی روشنی میں داعی کی چند صفات

قرآن مجید سے داعی کی چند ایسی صفات کا پتہ چلتا ہے کہ اگر انسان ان کو اپنے اندر پیدا کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام میں زیادہ برکت رکھ دیتے ہیں ...... طالبات ان چند باتوں کو ذرا دل کے کانوں سے سنیں ...... یہ صفات اپنے اندر پیدا کریں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان میں کیسے تاثیر پیدا کر دیتے ہیں۔

(۱)...... دل میں محبتِ الٰہی پیدا کرنا

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اعمال اور عبادت کے ذریعے اپنے دل کو اللہ رب العزت کی محبت سے لبریز کر لیا جائے حتیٰ کہ وہ مقام مل جائے جس کو قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرة: 165)

(اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے)

یہ شدتِ محبت دراصل شدتِ ایمان ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی اس طرح کی محبت دل میں ہوگی تو اس محبت کے ساتھ جو بندہ بات کرے گا وہ دوسرے کے دل پر پڑے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

از دل خیزد بر دل ریزد (جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل کے اوپر پڑتی ہے)
یہی وجہ ہے کہ اگر عام آدمی کسی کو کوئی کام کہہ دے تو اس کو عمل کی توفیق نہیں ملتی اور اگر کوئی نیک اور مخلص اللہ والا وہی کام اس کو کہہ دے تو وہ آدمی کرنا شروع کر دیتا ہے کیونکہ کہنے والے کے الفاظ میں عمل کی پاکیزگی کی وجہ سے ایک برکت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے دیتے ہیں۔ یہ ہدایت تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہم جب اس فرض کو پورا کریں گے تو ہم اجر کے مستحق بن جائیں گے۔ نتائج کو ہم اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں۔ وہ جب چاہے گا اور جسے چاہے گا متوجہ کر دے گا۔

(۲)...... بے غرض ہو کر دعوت دینا

ہمیں چاہیے کہ ہم دین کی جو بات بھی کریں وہ بے غرض ہو کر کریں۔ یہ داعی کے لئے ایک بڑی اعلیٰ صفت ہے۔ اس کے دل میں کوئی غرض مرض نہ ہو۔ اسی لئے انبیائے کرام نے اپنی امتوں کو فرمایا:

يٰقَوْمِ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا (هود : ۵۱)

(اے لوگو! میں اس کام کے بدلے تم سے کوئی اجرت نہیں چاہتا)

یعنی وہ کہنا چاہتے تھے کہ میں تجھے کچھ دینے آیا ہوں تم سے لینے نہیں آیا۔ جب یوں بے غرض ہو کر دعوت دی جائے تو اس میں اور زیادہ برکت ہوتی ہے۔

(۳)...... بلا تخصیص دعوت دینا

جب دعوت دیں تو سب کو دیں، یہ نہ ہو کہ صرف لکھے پڑھے لوگوں کو دیں۔ لکھے پڑھے لوگوں کو بھی دعوت دیں اور ان پڑھ کو بھی دیں، چھوٹے کو بھی دیں اور بڑے کو بھی دیں، امیر کو بھی اور غریب کو بھی دیں۔ کئی مرتبہ یہ بات دیکھی گئی ہے کہ اگر کوئی لڑکی کم پڑھی ہوئی ہو تو طالبات اور معلمات اس کی طرف زیادہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دھیان نہیں دیتیں اور سوچتی ہیں کہ جی وہ جاہل سی لڑکی ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ اس جاہل سی لڑکی کو بھی تو ایمان اور عمل کی ضرورت ہے۔ جس میں جتنی زیادہ طلب دیکھیں اس پر اتنی زیادہ محنت کریں۔ ایک نابینا صحابیؓ دل میں طلب لے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی کیسی پشت پناہی فرمائی۔ اپنے محبوب ﷺ کو محبوبانہ انداز میں فرمادیا:

عَبَسَ وَ تَوَلّٰیٓ ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ۝ (عبس:2-1)

(ترش رو ہوئے اور منہ پھیر بیٹھے کہ آیا ان کے پاس ایک نابینا)

معلوم ہوا کہ جب کوئی طلب لے کر آئے تو اس بندے کو انسان ہمیشہ ہاں میں جواب دے۔ جتنا بھی ممکن ہو وہ اپنے آپ کو گھلائے، اپنے آرام کو قربان کرے، اس کی حتی الوسع کوشش یہی ہو کہ طلب کا جواب ہمیشہ ہاں میں دے۔

(۴)......دل میں رحمت وشفقت ہونا

داعی کا دل ہمیشہ رحمت اور شفقت سے بھرا ہوا ہونا چاہیے کیونکہ یہ نبی رحمت ﷺ والا کام ہے۔ غصہ بھر جانا، دوسروں کے بارے میں طبیعت کے اندر بغض آجانا، ذراسی بات پر چڑھ جانا یا ایک دفعہ کہہ کر روٹھ جانا کہ جی میں نے اس سے کہا تھا لیکن وہ تو سنتا ہی نہیں، یہ داعی کے کام نہیں ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چچا ابوجہل کے گھر بقول علامہ شبلیؒ تین ہزار (۳۰۰۰) مرتبہ اللہ کی دعوت دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سے پتہ چلا کہ طبیعت کے اندر دوسروں کی خیر خواہی ہو۔ اسی لئے انبیائے کرام میں سے ہر ایک نے فرمایا:

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط (هود : 88)

(میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے تمہاری اصلاح ہی چاہتا ہوں)

انبیائے کرام دنیا میں تشریف لا کر جو دعوت کا کام کرتے تھے اس کا مقصد

www.besturdubooks.wordpress.com

''اصلاح'' ہوتا تھا۔ مگر یہ چیز انسان کو اس وقت ملتی ہے جب وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جب وہ عبادت میں، اللہ کے ذکر میں اور فکر میں خوب لگ کر اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ تمام صفات اس بندے کو عطا فرما دیتے ہیں۔

(۵) تہجد میں اللہ تعالیٰ سے مانگنا

انبیائے کرام کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے کہ وہ رات کے آخری پہر میں اٹھ کر اللہ رب العزت سے مانگا کرتے تھے۔

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ o وَ بِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ o

[وہ راتوں کو بہت کم سویا کرتے تھے اور سحر کے وقت استغفار کیا کرتے تھے] (الذٰریٰت:18-17)

ایک اور مقام پر فرمایا،

اِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ يَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَ كَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ. (الانبیاء: 90)

(وہ نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے والے تھے اور اللہ کو پکارتے تھے امید اور خوف کے ساتھ اور وہ ہم سے خشوع اختیار کرنے والے تھے)

گویا ان کے دل میں خشوع بھی ہو، خوف بھی ہو، امید بھی ہو اور وہ اللہ سے راتوں کو مانگ بھی رہا ہو۔ جب وہ یوں مانگتا ہے تو پھر اللہ رب العزت اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی امت کے بارے میں غمزدہ رہتے تھے۔ اسی طرح داعی کو بھی چاہیے کہ وہ غمزدہ رہے اور اللہ سے دعائیں مانگے۔ وہ زبان سے دعوت دے اور پھر نمازیں پڑھ کر، تہجد پڑھ کر اور ذکر و مراقبہ کر کے اللہ سے رو کر بھی مانگے۔ تو یہ رات کو مانگنا سب کے لئے ضروری ہے۔ چاہے وہ معلم ہو یا داعی ہو، شاگرد ہو یا شاگردہ ہو، کوئی بھی ہو، ہر ایک کیلئے

www.besturdubooks.wordpress.com

رات کو اٹھ کر مانگنا ایک بڑی نعمت ہے۔

؎ عطار ہو، رومی ہو ، رازی ہو ، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

اللہ والوں کا یہی دستور ہے کہ وہ رات کے آخری پہر میں اللہ سے رو رو کر مانگتے ہیں اور پھر دن کے وقت اللہ کی مخلوق پر محنت کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو عمل کی توفیق مل جاتی ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین شاگرد تھے۔ ان تینوں کا نام عبداللہ تھا۔ وہ ایسے عباد اللہ تھے کہ خدمت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور اللہ رب العزت کے پیارے محبوب ﷺ ان سے اتنے خوش تھے کہ تہجد کی نماز کے بعد ان کے لئے بعض اوقات نام لے کر دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ اور محبوبِ خدا ﷺ کی دعاؤں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو اپنے اپنے فن کا امام بنا دیا۔ چنانچہ

......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ امام المفسرین بنے،

......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امام المحدثین بنے اور

......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام الفقہاء بنے۔

معلمات ذرا اپنے دل میں جھانک کر دیکھیں کہ وہ دن میں اپنی شاگردوں کو پڑھاتی ہیں اور ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتی ہیں ...... کیا رات میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگتی بھی ہیں؟ ...... کیا کبھی اللہ کے حضور رو رو کر آنسو بھی بہائے ہیں؟ ...... اگر دل میں غم ہوتا تو پھر خود بخود رات کو ہاتھ اٹھتے اور آنسو بہتے۔

(۲)......ذکرِ الٰہی کرتے رہنا

ذکر کا کام دعوت الی اللہ کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی تو ارشاد فرمایا،

اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَ لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ (طه: ۴۲)

(جائیے آپ اور آپ کا بھائی میری نشانیوں کو لے کر اور تم دونوں میری یاد سے غافل نہ ہونا)

تثنیہ کا صیغہ استعمال فرمایا۔ اب بتایئے کہ اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کی تشکیل فرما رہے ہیں کہ ......اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى......اور اس وقت ہدایات دیتے ہوئے فرمایا...... وَ لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ...... (کہ تم دونوں میری یاد سے غافل نہ ہونا) سوچئے کہ اس سے زیادہ ذکر کی کیا اہمیت ہوگی۔ ذکر اس کام میں معاون ہے۔ اسی لئے علم وذکر دعوت وتبلیغ کا مستقل ایک نمبر ہے۔ کیونکہ ذکر کے بغیر انسان اندر سے خالی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ رَبَّهٗ كَمَثَلِ الْحَيِّ وَ الْمَيِّتِ

(مثال اس کی جو ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے)

ایک ہوتا ہے سرکنڈا اور ایک ہوتا ہے گنا۔ سرکنڈا وہ ''کانا'' ہوتا ہے جس سے بچے قلمیں بناتے ہیں۔ اگر موٹا سرکنڈا ہو اور پتلا گنا ہو تو وہ دونوں شکل میں ایک جیسے نظر آتے ہیں مگر دونوں کی حقیقت مختلف ہوتی ہے۔ سرکنڈا اندر سے خشک بھی ہوتا ہے، پھیکا بھی ہوتا ہے اور بے ذائقہ بھی ہوتا ہے اور اگر گنے کو چوسیں تو وہ اندر سے تر بھی ہوتا ہے، شیریں بھی ہوتا ہے اور خوش ذائقہ بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جو اندر سے خشکے بن جاتے ہیں، ذکر سے ان کو مَس ہی نہیں ہوتی اسی لئے ان کی زبان میں مٹھاس ہی نہیں ہوتی۔

(۷)......دل کا سوز سے بھر جانا

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض اوقات امت کے لئے اتنے غمزدہ ہوتے تھے

کہ آپ کا دل سوز سے بھر جاتا تھا۔ ہمیں بھی اسی غم اور فکر کے ساتھ دوسروں کو دعوت دینی چاہیے۔ ہمارے ایک دوست عالم ہیں۔ ان سے اس دفعہ عمرہ کے دوران ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ہمیں اپنی بیٹی کا واقعہ سنایا۔ وہ فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میری بچی نے مجھ سے سوال کیا کہ جنت میں کون جائے گا؟ میں نے کہا کہ مومن لوگ جنت میں جائیں گے۔ اس نے پوچھا، کیا یہ کافر اور مشرک لوگ جنت میں نہیں جائیں گے؟ میں نے کہا، یہ نہیں جائیں گے۔ وہ بچی کہنے لگی، کیا وہ ہزار سال کے بعد بھی جنت میں نہیں جائیں گے؟ میں نے کہا، نہیں جائیں گے۔ وہ کہنے لگی، اللہ تعالیٰ رحیم ہیں، کبھی نہ کبھی تو ان کو جنت میں بھیج دیں گے۔ میں نے کہا، نہیں بھیجیں گے۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگی، ابو! وہ جنت میں کیوں نہیں جائیں گے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (النساء: 48)

(بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کی کبھی مغفرت نہیں فرمائیں گے)

پھر وہ پوچھنے لگی، کیا وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلیں گے؟ میں نے کہا، جی ہاں یہ ایک ایسا بڑا گناہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلیں گے۔

بچی یہ بات سن کر خاموش ہو گئی۔ مگر میں نے دیکھا کہ تھوڑی دیر کے بعد اس نے ٹشو پیپر ہاتھ میں لیا۔ اب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ آنسو پونچھ رہی تھی۔ میں نے پوچھا، بیٹی! کیوں رو رہی ہو؟ اس نے روتے ہوئے کہا کہ کافر اور مشرک لوگ تو بہت سارے ہیں، یہ سارے کے سارے جہنم میں جائیں گے۔ میں یہ سوچ رہی تھی کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ اکیلی کو جہنم میں ڈال دیں اور ان سب کی بخشش فرما دیں...... اللہ اکبر! چھوٹی سی بچی کی سوچ دیکھئے...... وہ کہنے لگے، اس دن مجھے وہ آیت یاد آ گئی جس میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء:3)

(شاید کہ تم اس غم سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک کردو گے)

(۸)......دل میں اخلاص پیدا کرنا

اس کام میں اخلاص بڑا ضروری ہے۔ یاد رکھیں کہ دین کا کام اخلاص کے بغیر آگے نہیں چلتا۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ دنیا میں کتنے مدارس بنتے ہیں مگر کچھ عرصہ کے بعد عمارتیں کھوکھلی ہو کر گر جاتی ہیں اور وہاں کوئی جانے والا نہیں ہوتا۔ اور کچھ مدارس کو اللہ تعالیٰ ایسی قبولیت دے دیتے ہیں کہ سینکڑوں سال تک اللہ تعالیٰ ان کا علمی فیض پھیلا دیتے ہیں اور ان کی ہزاروں شاخیں بن جاتی ہیں۔

بندے کو کیسے پتہ چلے کہ میں دین کا کام اخلاص سے کر رہا ہوں یا نہیں؟ یہ بات میں نے اپنے بڑوں سے سنی ہے اور اسے ہیرا اور موتی سمجھتا ہوں۔ میں ہیرے اور موتی جیسی بات آج ان طالبات کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ یہ آج اس محفل کا ہماری طرف سے ہدیہ سمجھیں۔

ہمارے اکابر نے فرمایا کہ دین کا کام کرنے والے اپنے اندر اخلاص کو اس طرح چیک کرتے رہیں کہ جب دین کا کام کرتے ہوئے باقی دین کے کام کرنے والوں کے ساتھ دل میں احسان مندی کے جذبات ہوں تو بندہ سمجھے کہ میں اخلاص کے ساتھ کام کر رہا ہوں۔ جس شکل میں بھی دین کا کام کر رہے ہیں، اگر ان کے بارے میں دل میں احسان مندی کے یہ جذبات ہوں کہ یہ گویا میرے اوپر احسان کر رہے ہیں تو یہ اخلاص ہے۔ چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر گلی کے ایک طرف مسجد ہو اور کوئی بندہ بالکل اس کے سامنے مسجد بنا لے اور ادھر کا عالم اپنے دل میں خوش ہو کہ الحمد للہ پہلے میں ایک آدمی کام کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

والا تھا، اب اللہ نے ایک اور آدمی کام کرنے والا بنا دیا ہے۔ تو اس خوشی پر وہ مخلص سمجھا جائے گا اور اگر دل میں انقباض ہوگا تو اس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ ابھی اس میں اخلاص نہیں ہے۔

اگر کوئی یہ سمجھے کہ دین کا کام کرنے والے فقط میری ترتیب کے مطابق کام کریں تو پھر دین کا کام کرنے والے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ابھی دین میں اخلاص کو پیدا نہیں کیا۔ دیکھیں کہ

مدارس کی بھی ایک ترتیب ہے

دعوت و تبلیغ کی بھی ایک ترتیب ہے اور

خانقاہوں کی بھی ایک ترتیب ہے۔

یہ سب گناہوں میں پڑے بندوں کو اپنے رب کی طرف بلاتے ہیں اور لوگوں کی زندگیاں سنت کے بالکل مطابق بن جاتی ہیں۔ تو جو آدمی جس انداز سے بھی دین کا کام کر رہا ہے اگر وہ اپنا کام بھی کرتا رہے اور دوسرے کام کرنے والوں کے بارے میں دل میں احسان مندی کے جذبات بھی پائے تو وہ سمجھ لے کہ میں اخلاص سے کام کر رہا ہوں۔ جب وہ احسان مند ہوگا تو کیا وہ ان کے لئے دعائیں نہیں کرے گا۔ تو یہ پہچان ہے کہ وہ خود بھی دین کا کام کرتا ہے اور دین کا کام کرنے والے دوسرے شعبوں کے جتنے لوگ ہیں وہ ان سب کے لئے دعائیں بھی کرتا ہے۔

طالبات کے لئے کام کرنے کے دو طریقے

یہ فارغ ہونے والی طالبات دین کا کام کرنے کے لئے اگرچہ اپنا اپنا مدرسہ نہیں بنا سکتیں، تاہم وہ کسی نہ کسی ترتیب میں جڑ سکتی ہیں۔ اس کے دو طریقے ہیں

(۱)...... ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اپنے گھر میں رہتے ہوئے گھر کے بچوں کو، گھر کی

www.besturdubooks.wordpress.com

عورتوں کو، برادری کی عورتوں کو اور ہمسایوں کی عورتوں کو دین کی طرف متوجہ کرے۔اس کی بہترین ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھانا شروع کرے۔ یہ نہ سوچے کہ میں عالمہ ہوں اور میں ان کو ناظرہ قرآن پاک کیسے پڑھاؤں۔ترتیب یہی ہے کہ آپ ان کو پہلے قرآن پاک پڑھانے کی طرف متوجہ کریں۔چند دنوں کے بعد آپ دیکھیں گی کہ قرآن پاک کی مقناطیسیت نوجوان بچیوں اور بڑی عمر کی عورتوں کو اپنی طرف کھینچے گی۔وہ قرآن پاک سیکھنے کے لئے آپ کے قریب آنا شروع ہو جائیں گی۔جب وہ تجوید کے قواعد کے مطابق معروف انداز سے قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیں تو پھر آپ ان کو قرآن پاک کا ترجمہ پڑھانا شروع کر دیں۔ان کو آپ یہ بتائیں کہ جی، یہ اللہ کا کلام ہے، ہم اتنے عرصے سے پڑھ رہے ہیں لیکن ہمیں اس کے معانی کا پتہ ہی نہیں، کیوں نہ ہم اس کے معانی بھی سمجھ لیں۔جتنی بھی دین سے دور عورت ہو گی وہ ترجمہ قرآن کے نام پر ضرور آپ کے قریب آ جائے گی۔حتیٰ کہ بے نمازی عورت بھی کہے گی کہ ہاں میں قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنا چاہتی ہوں۔

جب وہ ترجمہ قرآن کے نام پر آپ کے قریب آنے لگ جائیں تو ان میں سے وہ بچیاں جو استعداد والی بھی ہوں، وقت بھی فارغ کر سکیں اور ان کے والدین بھی ان کو اجازت دے دیں، ان کی تشکیل آگے کر دیں اور ان کو مدارس کے ساتھ جوڑیں۔بنات کے مدارس تو اب ماشاء اللہ تقریباً ہر بڑے محلے میں موجود ہیں۔

(۲)......دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ قریب میں کوئی مدرسہ نہیں پاتیں تو پھر خود اللہ کی توکل پر ان کو پڑھانے کی کوئی ترتیب بنا لیں۔پہلی اینٹ سے ہی مکان بننا شروع ہو جاتا ہے۔ہم نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات ایک معلمہ ایک بڑے

www.besturdubooks.wordpress.com

مدرسے کے بننے کا سبب بن جاتی ہے۔

اگر آپ گھریلو سطح پر ترجمہ قرآن کے نام سے کام شروع نہیں کرتیں تو پھر کسی مدرسے میں معلّمہ کے طور پر کام کریں۔ کسی نہ کسی ترتیب میں اپنے آپ کو ضرور جوڑیں۔ یہ سوچنا فضول ہے کہ کوئی ہمیں بلائے گا تو ہم پڑھائیں گے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ سے مانگیں اور اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں جوڑنے کی کوشش کریں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جو طالبہ کچھ نہ کچھ حرکت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ حرکت میں برکت ڈال دیتے ہیں۔ پھر اس کے لئے اللہ تعالیٰ گھر میں بھی مدرسہ بنا دیتے ہیں اور مدارس میں بھی راستہ کھل جاتا ہے۔

(۹)......ناپسندیدہ حالات میں برداشت کرنا

اس کام کو کرتے ہوئے بعض اوقات آپ کو کوئی ناپسندیدہ حالات بھی پیش آسکتے ہیں۔ مثلاً اگر آپ شادی شدہ عورت ہیں اور اخلاص کے ساتھ دین کا کام کر رہی ہیں، تو ہوسکتا ہے کہ ساس آپ کے بارے میں کوئی اور ہی فقرہ بول دے کہ یہ بڑی بنی پھرتی ہے یا اس کو بڑا بننے کا شوق ہے۔ اب اس کا یہ چھوٹا سا فقرہ کہیں آپ کی ہمت کو توڑ ہی نہ دے۔ اس وقت آپ یہ سوچیں کہ دین کی دعوت کا کام کرنے والوں کو اس قسم کے حالات پیش آتے رہتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلے زمانے میں پتھر مارے جاتے تھے اور آج کے زمانے میں الفاظ کے پتھر مارے جاتے ہیں۔ جب ساس کہے کہ اس کو بڑا بننے کا شوق ہے تو یوں سمجھیں کہ اس نے پتھر مارا ہے اور محبوب ﷺ کی سنت پوری ہوگئی ہے۔ اس سے دل تنگ نہ کریں کیونکہ اس کے بغیر ترقی نہیں ہوتی۔ اس قسم کے چھوٹے موٹے حالات ابتدا میں آتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ ان مکی حالات کے بعد مدنی حالات کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ ترتیب وہی ہے جو نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پیش آئی تھی۔

ہو سکتا ہے کہ کبھی خاوند ہی مذاق اڑا دے، یا ہو سکتا ہے کہ آپ کام کر رہی ہوں تو والدین کوئی ایسی بات کر دیں یا کبھی بھائی کوئی مذاق اڑا دے۔ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر خفا ہو کر بیٹھ جانا اور کام چھوڑ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے تو اخلاص کے ساتھ لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اس میں اگر کبھی اپنے آپ پر بوجھ بھی اٹھانا پڑے تو اس بوجھ کو اللہ کیلئے برداشت کریں کیونکہ مومن بندے کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ

وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (المائدۃ: ۵۴)

(اور وہ نہیں ڈرتے ملامت کرنے والے کی ملامت سے)

ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہنے لگے، ''اللہ کے نام پر مجھے دو''۔ لوگوں نے دینا شروع کر دیا۔ جب ان کے ایک عقیدت مند نے انہیں دیکھا کہ اتنے بڑے شیخ مسجد کے دروازے پر کھڑے مانگ رہے ہیں تو وہ بڑا پریشان ہوا۔ اس نے جا کر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ جی اتنے بڑے شیخ ہیں اور مسجد کے دروازے پر کھڑے مانگ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، اچھا اب جاؤ اور ان کو یہ پیسے میری طرف سے دے دو۔ اس نے جا کر وہ پیسے ان کو دے دیئے۔ پھر واپس آ کر بتایا کہ انہوں نے لے لئے ہیں۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب وہ لے لیں تو آخر میں جا کر ان سے پوچھنا کہ حضرت! آپ یہ کیوں لے رہے تھے؟ چنانچہ وہ ان کے پاس چلا گیا۔

جب ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے فارغ ہو کر واپس جانے لگے تو اس نے پوچھا، حضرت! آپ کیوں لے رہے تھے؟ حضرت نے فرمایا کہ آج میرے دل میں الہام ہوا کہ تم میرے نام پر لوگوں سے مانگو اور جو کچھ تمہیں ملے

www.besturdubooks.wordpress.com

اسے غربا میں تقسیم کر دو، لیکن جو آج تمہارے ساتھ خیر کا معاملہ کرے گا، میں پروردگار دینے والوں کو کئی گنا زیادہ عطا کروں گا۔ جب مجھے یہ الہام ہوا تو میں نے اس میں اپنی بے عزتی نہیں سمجھی بلکہ میں نے اپنے بھائیوں کے فائدے کی خاطر جامع مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر اللہ کے لئے مانگنا شروع کر دیا۔

......تو بھئی! جس طرح نہ مانگنا اچھا ہوتا ہے اسی طرح بعض اوقات اللہ کے لئے مانگنا بھی فضیلت کا کام ہوتا ہے۔ اس سے بھی نفس ٹوٹتا ہے۔ اس لئے ایسے حالات سے انسان کو فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن کی ندامت سے محفوظ فرما دے۔

(۱۰)......دعوت کا کام کرنے پر شکر ادا کرنا

اگر ہم سرکاری کام نہیں کریں گے تو سرکار کسی اور سے کام لے لے گی۔ اسی لئے ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ

(محمد: 38)

[اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا جو تمہاری طرح نہیں ہوں گے]

ہم اللہ تعالیٰ پر احسان نہ جتلائیں کہ ہم دین کی دعوت کا کام کر رہے ہیں، مدرسے میں پڑھا رہے ہیں اور درس قرآن دے رہے ہیں۔

منت منہ کہ خدمتِ سلطان می کنی
منت ازو شناس کہ در خدمت گزاشتن

(اے مخاطب! تو بادشاہ پر احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

بلکہ بادشاہ کی خدمت کرنے والے تو لاکھوں ہیں، یہ تو بادشاہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے خدمت کے لئے قبول کر لیا ہے۔)

اگر اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے کام کے لئے قبول کر لیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ شکر بجالائیں کہ اے مالک! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے ہمیں یہ نسبت عطا فرمائی ہے۔ بہرحال آپ اس علم کو جو آپ نے حاصل کیا، زیور کی شکل میں اپنے اوپر سجائیں اور اس کو آگے پہنچانے کی نیت بھی کر لیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:110)

(تم بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے نکالی گئی ہو)

ع وہ امت لقب جس کا خیر الامم ہے

اگر آج بھی ہم چاہیں کہ دین کا کام آگے بڑھے اور مسلمانوں کو وہی شان و شوکت حاصل ہو تو ہم میں سے ہر بندے کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق دین کی دعوت کا کام کرنا ہوگا۔

ع علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی

داعی کے کام میں اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی

اب ایک آخری بات توجہ کے ساتھ سن لیجئے کہ جب آپ دین کا کام کریں گی تو آپ کے کاموں کی رکاوٹیں اللہ تعالیٰ خود دور فرما دیں گے۔ آپ اسباب کو مت دیکھیں۔ یہ نہ سوچیں کہ یہ کیسے ہوگا اور وہ کیسے ہوگا۔ جب کام ہی پروردگار کا ہے تو پھر ہم ہر چیز سے بالاتر ہو کر اپنے رب پر نظریں جما کر دین کے کام کے لئے قدم اٹھائیں، وہ اسباب کو خود ہی ترتیب دیتا چلا جائے گا۔ کیونکہ جب داعی

اخلاص کے ساتھ کام کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پوری پشت پناہی فرماتے ہیں...... یہ طالبات کے لئے ایک علمی نکتہ ہے، توجہ فرمایئے......

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (طه:43)

(فرعون کی طرف جایئے وہ بڑا سرکش ہو رہا ہے)

اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ایک طبعی سا خوف آیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ایک طبعی سا خوف آیا کہ ادھر فرعون ہے، اس کی Established (منظم) گورنمنٹ ہے، اتنی بڑی قوم اس کا ساتھ دینے والی ہے اور ہم صرف دو آدمی اس کی طرف جا رہے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰى (طه: 46)

(تم دونوں نہ ڈرو، بے شک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، میں سنتا بھی ہوں اور دیکھتا بھی ہوں)

یعنی فرعون جو بات تم سے کرے گا میں وہ سنوں گا بھی اور وہ تمہارے ساتھ جو معاملہ کرے گا وہ دیکھوں گا بھی۔ جب میں دیکھنے والا اور سننے والا پروردگار تمہارے ساتھ ہوں تو تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔

اسی طرح جب دین کی دعوت کا کام کرنے والا بندہ اللہ پر نظر رکھ کر قدم اٹھا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا معاون بن جاتا ہے، اللہ اس کا مددگار بن جاتا ہے، اللہ اس کا ناصرِ حقیقی بن جاتا ہے۔ حتیٰ کہ داعی کو دین کے کام میں جس چیز کی بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔ اس کی دلیل ..... قرآن عظیم الشان سے..... توجہ فرمائیے گا!!!

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ جائیے فرعون کی طرف، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ میری زبان میں تو لکنت ہے اور میں اتنی واضح بات بھی نہیں کرسکتا تو انہوں نے اس وقت دعا مانگی:

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَ يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ (طٰهٰ:25-30)

[میرے پروردگار! میرا سینہ کھول اور میرا کام آسان کردے، اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں اور میرے گھر والوں میں سے میرا وزیر مقرر فرما (یعنی) میرے بھائی ہارون کو]

اب دیکھئے کہ جب داعی اخلاص کے ساتھ اللہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے قدم اٹھاتا ہے تو اس وقت اگر وہ یہ دعا بھی مانگے کہ اے اللہ! میرے بھائی کو آپ میرا وزیر بنا دیجیے تو اللہ تعالیٰ تو اس کے بھائی کو بھی نبوت عطا فرما دیتے ہیں۔ اگر یہ دین کا کام کرنے والی طالبہ اللہ سے یہ دعا مانگے گی کہ اے اللہ! اس دینی کام میں میرا باپ رکاوٹ ہے، میری ماں رکاوٹ ہے، میرا خاوند رکاوٹ ہے، میرا بھائی رکاوٹ ہے، اے اللہ! اس کو اس معاملہ میں میرا معاون بنا دے تو کیا خیال ہے کہ اخلاص کے ساتھ کام کرنے والی اس طالبہ کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائیں گے۔ جو پروردگار نبوت کا مقام عطا فرما دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کسی کو ولایت کیوں نہیں عطا فرمائے گا۔ اس لئے یہ کہہ دینا کہ میں نے تو جیسے کیسے پڑھ لیا ہے مگر میرا میاں ٹھیک نہیں ہو رہا، یہ درست نہیں ہے۔ آپ دین کا کام کریں

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ سے مانگیں، اللہ تعالیٰ دل کی دنیا کو بدل کے دکھا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ مخالف حالات کو آپ کے لئے معاون بنا دیں گے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ساری مخالفت ختم ہوئی تھی یا نہیں ہوئی تھی۔ ایسی ختم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا بِاٰيٰتِنَآ اَنْتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ○ (القصص:35)

(فرمایا، مضبوط کئے تمہارے ہاتھ تمہارے بھائی کے ذریعے سے اور ہم نے تم دونوں کے لئے شان و شوکت رکھ دی، وہ تمہیں پہنچ بھی نہیں سکیں گے۔ آپ جایئے ہماری ان نشانیوں کو لے کر، آپ اور جو آپ کی اتباع کرنے والے ہوں گے وہ یقیناً غالب آ کر رہیں گے۔)

دیکھئے کہ اللہ رب العزت کتنے مہربان ہیں۔ وہ دین کی دعوت کا کام کرنے والوں کی پشت پناہی فرما دیتے ہیں۔ اور بھی غور کریں کہ جب اگر فرعون نے ان کی دعوت کو تسلیم نہیں کیا تو نتیجہ کیا ہوا۔ ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دریا کے اندر غرق کر دیا۔ غرق ہوتے ہوئے کہنے لگا،

اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ

(میں ایمان لایا موسیٰ اور ہارون کے رب پر)

فرمایا،

آلْئٰنَ (اب تمہاری آنکھیں کھلی ہیں)۔

(اب بہت دیر ہو گئی ہے۔) It is too late.

چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ○ وَ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

كَذٰلِكَ ط وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ. (الشعراء:59-57)

(تو ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے نکال دیا، اور خزانوں اور نفیس مکانات سے۔ اس طرح کیا اور ان کا وارث بنی اسرائیل کو کر دیا)

اگر آپ کے اس کام میں بھی کوئی رکاوٹ بنے گا اور آپ دین کا کام کرتی رہیں گی تو اللہ تعالیٰ اس رکاوٹ کو دور کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کو عزتوں کے ساتھ اس میں کامیاب فرما دیں گے۔

لہٰذا دعا ہے کہ یہ تمام طالبات جو آج دورہ حدیث کی آخری حدیث پڑھنے کی سعادت پا چکی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بقیہ پوری زندگی دین کی دعوت کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پوری زندگی دین کی خادمہ بن کر...... دین کی عالمہ بن کر نہیں بلکہ دین کی خادمہ بن کر...... کیونکہ طالبات کو دیکھا گیا ہے کہ چند لفظ پڑھ کر پتہ نہیں وہ اپنے آپ کو کیا سمجھنے لگ جاتی ہیں کہ دوسری عورتوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیتی ہیں...... اس لئے عالمہ بن کر نہیں بلکہ دین کی خادمہ بن کر اس کام کو پوری زندگی کرتی رہیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کس طرح سرخروئی عطا فرماتے ہیں۔

علمائے دیوبند کی عند اللہ قبولیت:

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کو دیکھئے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کو دیکھئے، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کو دیکھئے۔ ان کے شاگردوں میں سے کوئی بھی آپ کو فارغ بیٹھا نظر نہیں آئے گا۔ ہر ہر شاگرد نے کام کیا۔ آپ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے کسی ایک شاگرد کا نام بتائیں کہ جس نے ان سے پڑھا ہو اور دین کا کام نہ کیا ہو۔

ایک دفعہ میری ملاقات دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث سے ہوئی۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وہاں بخاری شریف پڑھاتے ہیں۔ میں نے ان سے یہی طالبعلمانہ سوال کیا کہ حضرت! آپ مرکز میں بیٹھے ہیں اور آپ کے پاس ہر سال چھ سات سو چھ طلبہ حدیث پاک پڑھنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں، تو آپ بتائیں کہ اس مرکز میں بیٹھ کر آپ کو کوئی ایک مثال بھی نظر آئی کہ کسی نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہو اور پھر اس نے دین کا کام نہ کیا ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے حضرت شیخ الہند کا کوئی شاگرد ایسا نظر نہیں آتا جس نے دین کا کام نہ کیا ہو۔ یہ ان کی قبولیت عند اللہ کی دلیل ہے۔ سبحان اللہ، ہمارے اکابر ایسے تھے کہ اپنے شاگردوں کو بھی اللہ کے ہاں قبول کروا لیا کرتے تھے۔

ایک عجیب دعا

ایک مرتبہ یہ عاجز جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے تقریباً ایک گھنٹہ تک نصیحتیں اور باتیں فرمائیں۔ انہوں نے ان نصیحتوں میں ایک عجیب بات فرمائی۔ فرمانے لگے کہ میں حج پر گیا اور جب میں قبولیتِ دعا کی ایک خاص جگہ پر پہنچا (اس جگہ کا نام بھی بتایا) تو میں نے وہاں صرف ایک ہی دعا مانگی۔ ہم حاضرین مجلس بڑے حیران ہوئے کہ کوئی بڑی دعا ہوگی جو اتنے بڑے شیخ الحدیث مانگ رہے تھے۔ چنانچہ ہم نے بڑے تجسس کے ساتھ پوچھا، حضرت! کیا دعا مانگی؟ فرمانے لگے کہ میں نے ایک ہی دعا مانگی،

''اے اللہ! میرے ادارے سے جو طالب علم بھی پڑھ کر نکلے، اس کو اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمالے۔''

اس لئے جب وہاں سے آتے جاتے کبھی اس جامعہ کو دیکھتا ہوں تو مجھے قرآن پاک کی یہ آیت یاد آتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ○ (المطففین: 28)

[وہ ایک چشمہ ہے جس سے (اللہ تعالیٰ کے) مقرب پئیں گے]

اللہ رب العزت نے اس ادارے کو اپنا علمی چشمہ بنا دیا کہ اللہ کے عظیم بندے علمی فیض پا رہے ہیں۔

یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

اگر امت کی سب طالبات اپنے اپنے گھروں کو دین کا مدرسہ بنا دیں اور اپنے بچوں کو اچھی تربیت دینی شروع کر دیں، دین کی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیں اور گھر کے اندر اپنے محبوب ﷺ کی سنتوں کو زندہ کرنا شروع کر دیں تو ان شاء اللہ ہر گھر کے اندر دین کا چراغ، علم کا چراغ اور نور کا چراغ روشن ہوگا۔ پھر آپ دیکھنا کہ یہ بے عملی اور کفر و شرک کی ظلمت ختم ہو جائے گی اور بالآخر اسلام کی یہ نورانیت پوری دنیا کے اندر غالب آ جائے گی۔

علامہ اقبال نے کہا تھا،

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغام سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

اللہ رب العزت امت مسلمہ کو عزت رفتہ نصیب فرما دے اور نغمۂ توحید ہمارے دلوں میں سجا دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(التوبة: 71)

محرم مردوں کی اصلاح

یہ بیان 2 اگست 2003ء کو بروز ہفتہ کو بعد از نماز عصر جامعہ عائشہ للبنات گوجرہ میں ایک تربیتی کورس کے اختتام کے موقع پر ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں علاقہ کی خواتین نے بھی شرکت کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

عورت کو چار طرح کی محبت ملتی ہے۔

(۱) ماں کی حیثیت سے (۲) بیوی کی حیثیت سے

(۳) بہن کی حیثیت سے (۴) بیٹی کی حیثیت سے۔

عورت ان چاروں محبتوں کی وجہ سے اپنے قریبی محرم مردوں سے اپنی باتیں منواتی ہے۔ ماں کی بات اولاد مانتی ہے، بیوی کی بات شوہر مانتا ہے، بہن کی بات بھائی مانتے ہیں اور بیٹیوں کی باتیں ان کے باپ مانتے ہیں۔ اگر ان کی دنیاوی باتیں مرد قبول کر لیتے ہیں تو جب وہ دین کی بات اس کے ساتھ ان کے سامنے پیش کریں گی تو وہ قبول کیوں نہیں کریں گے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

محرم مردوں کی اصلاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (التوبۃ: 71)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o
وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

ایک عظیم الشان عمل کی دعوت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔ وہ نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں]

اس آیت مبارکہ میں ایک عظیم الشان عمل کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ ایمان والے مرد بھی اور عورتیں بھی ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں۔ گویا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو ذمہ داریاں ہیں۔ ایک خود بھی شریعت پر عمل کرنا اور دوسرا اس کی بات کو دوسروں تک پہنچانا۔ یہ ذمہ داری مردوں پر بھی ہے اور عورتوں پر بھی۔ عورتیں اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے قریب کی عورتوں کو اور گھر کے محرم مردوں کو دین کی دعوت دے سکتی ہیں۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں فرمایا گیا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ

[تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا]

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا:

وَالْمَرْءَ ةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا

[عورت اپنے خاوند کے گھر کے اہل (بچوں) کے بارے میں ذمہ دار ہوتی ہے]

محدثین نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن عورت سے اس کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا اور وہ اپنے اہل خانہ کو نیکی کا کتنا حکم کرتی تھی اور برائی سے بچنے کی کتنی تاکید کرتی تھی، اس کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔

اس اہم عمل کی طرف متوجہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں دین کے معاملہ میں دو قدم اٹھانے ہیں۔ ایک تو خود بھی شریعت پر عمل کرنا ہے، اس کو سیکھنے کے لئے آپ نے یہ کورس کیا اور ان چند دنوں میں آپ نے شریعت وسنت کی چند بنیادی باتوں کو سیکھا۔ اس طرح آپ کو دین کے بارے میں پہلے سے نسبتاً زیادہ علم حاصل ہوا۔ چنانچہ اب آپ اس پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو جائیں گی۔ اور دوسرا قدم یہ اٹھانا ہے کہ اب آپ نے اس علم کو دوسروں تک بھی پہنچانا ہے اور ان دونوں کاموں کو آپ نے اپنا مقصد زندگی بنانا ہے۔

سوچ کا فرق:

اکثر عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ہم گھر میں رہتے ہوئے کچھ نہیں کر سکتیں۔ حالانکہ وہ گھر کے اندر رہتے ہوئے دین کا کام کر سکتی ہیں اور ان سے فقط اتنا ہی مطلوب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔سوچ اور فکر کا فرق ہوتا ہے۔ جب عورت کے ذہن کے اندر دنیا سمائی ہوتی ہے تو یہ اپنے بچوں کو دنیا بہتر بنانے کے لئے ذہنی طور پر خوب تیار کرتی ہے اور جب اس کے دل میں آخرت کا سودا سما جاتا ہے تو یہ اپنے بچوں کو آخرت بنانے کے لئے خوب تیار کرتی ہے گویا سوچ کے دو انداز ہیں۔

(۱)......ایک انداز یہ ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد بچوں کا کیا بنے گا۔ یہ وہ سوچ ہے جو ہر عورت کے ذہن میں ہوتی ہے۔ وہ ہر دن میں سوچتی ہے کہ...... میں کچھ بنا لوں ...... بچوں اور بچیوں کے رشتے اپنی آنکھوں کے سامنے کر لوں ...... اپنے بچوں کو اپنی زندگی میں سیٹ ہوتا دیکھ لوں ...... یہاں تک تو ہر عورت سوچتی ہے لیکن ایک سوچ اس سے آگے بھی ہے اور وہ سوچ کوئی کوئی عورت سوچتی ہے۔ وہ سوچ یہ ہے کہ

(۲)...... بچوں کے مرنے کے بعد بچوں کا کیا بنے گا۔ اگر ہم یہ سوچ بھی سوچنا شروع کر دیں تو ہماری زندگی میں ایک توازن آ جائے۔ ہم فقط دنیا کے پیچھے ہی نہ بھاگتے پھریں بلکہ ہم دین اور دنیا دونوں کیلئے محنت کرنے والے بن جائیں۔

عورت کو چار طرح کی محبت ملتی ہے:

(۱) ماں کی حیثیت سے (۲) بیوی کی حیثیت سے (۳) بہن کی حیثیت سے (۴) بیٹی کی حیثیت سے۔ عورت ان چاروں محبتوں کی وجہ سے اپنے قریبی محرم مردوں سے اپنی باتیں منواتی ہے۔ ماں کی بات اولاد مانتی ہے، بیوی کی بات شوہر مانتا ہے، بہن کی بات بھائی مانتے ہیں اور بیٹیوں کی باتیں ان کے باپ مانتے ہیں۔ اگر ان کی دنیاوی باتیں مرد قبول کر لیتے ہیں تو جب وہ دین کی بات درد کے ساتھ ان کے سامنے پیش کریں گی تو وہ قبول کیوں نہیں کریں گے ۔بس یہی بات آج کی باتوں کا خلاصہ ہے اور آگے اسی کی کچھ تفصیل بیان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے گی۔

اولاد کے دل میں ماں کی محبت

عام طور پر اولاد کے ساتھ ماں کا وقت زیادہ گزرتا ہے جس کی وجہ سے اولاد کے دل میں باپ کی نسبت ماں کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ جانور پالتے ہیں۔ کچھ لوگ شیر پالتے ہیں، کچھ لوگ ہاتھی پالتے ہیں اور کچھ لوگ سانپ پالتے ہیں۔ یہ بہت ہی خطرناک جانور ہیں لیکن یہ بھی اپنے پاس رہنے والوں کا لحاظ کر لیتے ہیں۔مثال کے طور پر......

☆ ......سرکس کے تماشوں میں دکھایا جاتا ہے کہ شیر نے منہ کھولا اور اس کی نگران لڑکی نے اس کے منہ میں سر دے دیا اور شیر نے اسے کچھ بھی تکلیف نہ پہنچائی۔

☆ ...... جرمنی میں آٹھ دس آدمی جو ہاتھی کو پالتے تھے وہ لائن میں لیٹ گئے۔ درمیان میں فاصلہ تھا۔ ہاتھی ان کے اوپر سے گزرتا ہوا چلا گیا اور اس نے ان میں سے کسی بندے کے اوپر پاؤں نہ رکھا۔

☆ اژدھا کتنا زہریلا ہوتا ہے لیکن جو اس کو پالتا ہے یہ اس کے ساتھ رعایت کا معاملہ کرتا ہے۔

اگر درندے بھی اپنے پالنے والے کا لحاظ کر لیتے ہیں تو انسان تو بالآخر انسان ہیں، اس لئے بچے اپنی ماں کا بہت لحاظ کرتے ہیں۔ان کے دل کے اندر ماں کی محبت رچی ہوتی ہے۔یہ اور بات ہے کہ آج کی جدید تعلیم بچوں کے دماغ خراب کر دے، ان کو فاسق و فاجر بنا دے اور ان کو ماں کی قدر و منزلت کا احساس ہی نہ ہو۔ورنہ فطرتِ سلیم رکھنے والا انسان ہمیشہ اپنی ماں کے ساتھ محبت کرے گا اور یہ تکلف اور بناوٹ کی محبت نہیں ہوگی بلکہ ایک فطری محبت ہوگی۔امام شافعیؒ فرماتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَالْبَنَاتُ اِلَی الْاُمَّھَاتِ اَمْیَلُ وَلِقَوْلِھِنَّ اَرْغَبُ

[اور بیٹیاں اپنی ماں کی طرف بیٹوں کی نسبت بھی زیادہ مائل ہونے والی ہوتی ہیں اوران کی بات کوزیادہ جلدی قبول کرلیتی ہیں]

اسی لئے دنیا کی سب سے بڑی طاقت ماں کی آنکھوں سے نکلنے والا آنسو ہے۔ یہ آنسو وہ کام کردکھاتا ہے جوتلوار سے بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ جب بیٹی رشتے کے لئے نہیں مانتی اور ماں غم زدہ ہوکرآنسو بہالیتی ہےتو بیٹی کا دل ماں کی آنکھوں سےآنسودیکھتےہی اتنا پسیج جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کا فیصلہ کرلیتی ہے کہ امی! جیسے آپ لوگ چاہیں گے میں ویسے ہی کروں گی۔اسی طرح کئی مرتبہ بیٹا ایک بات پرضد کررہا ہوتا ہے۔ماں اگراسے نرم اور شیریں الفاظ کے ساتھ کوئی بات سمجھاتی ہےتو یہ نرم الفاظ اس بیٹے کے سینے میں اتر جاتے ہیں اور وہ اسی وقت اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔اسی لئے کہتے ہیں کہ بچے کی رمزیں اس کی ماں جانا کرتی ہے۔اگر ماں بچوں کے بارے میں اتنا جانتی ہے اور بچوں کے دل میں ماں کا اتنا مقام ہوتا ہےتو ماں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دین کی طرف بلائے۔فقط یوں کہہ دینا کہ جی ہم کیا کریں، ہماری تو وہ مانتا ہی نہیں،اس سے جان نہیں چھوٹے گی۔جب بچہ سکول اور کالج نہیں جاتا تو ماں کتنے حیلوں، بہانوں اور طریقوں سے اسے پریشرائز کرتی ہے حتیٰ کہ وہ بات مان لیتا ہے۔کبھی بولنا چھوڑ دیتی ہے،کبھی کھانا چھوڑ دیتی ہے اور کبھی کچھ اور کرتی ہے۔اگر دنیا کی خاطر یہ حیلے بہانے استعمال ہو سکتے ہیں تو دین کے لئے کیوں نہیں استعمال ہو سکتے۔بہرحال یہ ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کو نیک اور دیندار بنانے کی ہرممکن کوشش کرے۔

☆......حضرت انس ﷜ ایک چھوٹے سے بچے تھے۔ان کی والدہ اور والدابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔والدہ کا نام ام سلیم رضی اللہ عنہا تھااور والد کا نام مالک

www.besturdubooks.wordpress.com

بن نضر رضی اللہ عنہا تھا۔ ان کے والد کہیں سفر پر گئے۔ بعد میں ان کی والدہ کو کسی محفل میں نبی علیہ السلام کی نصیحت سننے کا موقع ملا اور اس نصیحت کا ان کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے فوراً شرک سے توبہ کر لی اور کلمہ پڑھ کر توحید باری کو قبول کرلیا۔ جب مالک بن نضر واپس آئے تو ان کو ام سلیمؓ نے بتایا کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ انہوں نے یہ سن کر رنج وغم کا اظہار کیا کہ تم نے میرے بغیر یہ فیصلہ کیسے کرلیا۔ وہ کہنے لگیں کہ مجھے اپنی موت کا ڈر تھا اور میں شرک پر نہیں مرنا چاہتی تھی، میں نے سوچا کہ ممکن ہے کہ آپ کے آنے میں دیر لگے اور میری موت کا وقت پہلے آ جائے، تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں شرک پر مر جاؤں، اس لئے میں نے اسلام قبول کرلیا۔ انہوں نے کہا کہ تم مسلمان ہو چکی ہو لیکن میں مسلمان نہیں بنوں گا۔ وہ کہنے لگیں۔ اچھا، لیکن میں اپنے بیٹے کو تو مسلمان بناؤں گی۔ اب باپ نے ننھے انس سے کہا، بیٹا! تم نے کلمہ نہیں پڑھنا۔ ام سلیمؓ نے بھی کہا، بیٹا! تم کلمہ پڑھو۔ بیٹے نے ایک نظر باپ کو دیکھا اور ایک نظر ماں کو دیکھا اور ماں کے سامنے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔۔۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ماں بچوں کو دین کی طرف اچھے انداز سے بلائے تو بچے اس کی بات کو قبول کر لیتے ہیں۔

جذبہ جہاد پیدا کرنے کا انوکھا انداز:

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے چار بیٹے تھے۔ جب وہ اپنے بیٹوں کو کھانے کے لئے بٹھاتیں تو کہتیں، بیٹو! نہ میں نے تمہارے ماموں کو رسوا کیا اور نہ میں نے تمہارے باپ کے ساتھ خیانت کی۔ بچے اس بات کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ماں سے پوچھ لیا، امی! آپ کیا کہتی ہیں؟ پھر انہوں نے بتایا، بیٹو! میں ایک ایسی عورت ہوں کہ میں نے پاکدامنی کی زندگی گزاری ہے۔ جب میں کنواری تھی تو کوئی ایسا کام نہ کیا کہ تمہارے ماموں کی رسوائی ہوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

اور جب میری شادی ہوئی تو میں نے تمہارے باپ کے بستر پر کسی کو نہیں آنے دیا۔یعنی میں نے تمہارے باپ کے ساتھ بھی خیانت نہیں کی۔

بچوں نے کہا، اماں! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

وہ فرمانے لگیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جب تم بڑے ہو کر جوان ہو جاؤ تو اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور تم سب کے سب شہید ہو جانا۔جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ شہداء کی مائیں کہاں ہیں تو اس وقت انبیائے کرام کی موجودگی میں مجھے اپنے رب کے سامنے پیش ہونے کا اعزاز نصیب ہو جائے گا۔اور ساتھ یہ بھی کہتیں کہ بیٹو! خوب بہادری سے لڑنا، اگر تم میری زندگی میں شہید ہوئے تو میں آ کر تمہاری لاشوں کو دیکھوں گی، اگر تمہارے سینوں پر زخم ہوئے تو میں تمہارے لئے دعائیں کروں گی اور اگر تمہاری پشت پر زخم ہوئے تو میں تمہیں کبھی اپنا حق معاف نہیں کروں گی...... جب ماں اپنے بچوں کے ایسے جذبات بناتی تھی تو بچے بڑے ہو کر واقعی دین کے مجاہد بنتے تھے۔

اسماء بنت ابی بکرؓ کی اپنے بیٹے کو نصیحت:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں۔وہ بڑھاپے کی عمر میں تھیں۔ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیر ﷜مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ان دنوں حجاج بن یوسف نے کچھ الٹے سیدھے کام کئے۔حضرت عبداللہ بن زبیر ﷜نے اس کے خلاف اپنا ارادہ ظاہر کر دیا۔جب حجاج بن یوسف کو پتہ چلا تو وہ ایک بڑا لشکر لے کر مکہ مکرمہ آیا اور اس نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔یہ اپنے رشتہ داروں کو لے کر نکلے۔چونکہ ان کے لوگ تھوڑے تھے اس لئے ان کو شہید کر دیا گیا۔یہ اپنے گھر کے قریب تھے۔جب انہوں نے دیکھا کہ دشمن غالب آ رہا ہے تو یہ لوٹ کر اپنے گھر آ گئے۔وہ اپنی والدہ کے پاس آئے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کہنے لگے،

''اے میری اماں! میں ابھی کچھ دیر کے بعد شہید کر دیا جاؤں گا، مگر آپ جانتی ہیں کہ میں نے یہ کام دنیا کی خاطر نہیں کیا بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کیا ہے، اب آپ بتائیں کہ آپ کا کیا مشورہ ہے؟''

دیکھئے کہ اتنے فرمانبردار بیٹے ہوتے تھے کہ ایسے وقت میں بھی ماں سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے ماں سے مشورہ لیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا،

''بیٹا! اب دو صورتیں ہیں۔ یا تو یہ کہ تم حق پر ہو اور یا پھر تم ناحق پر ہو۔ اگر تم حق پر نہیں ہو تو دنیا میں تم سے برا کوئی انسان نہیں جو ناحق پر ہونے کے باوجود دشمنوں کے ہاتھوں اپنے رشتہ داروں کو قتل کرواتا پھر رہا ہے، اور اگر تم حق پر ہو تو موت تو ویسے ہی تمہیں آنی ہے، ابھی آ جائے تو شہادت کی موت آئے گی۔ لہٰذا ڈرنے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟''

یہ ماں کی نصیحت بھری بات سن کر مسکرائے اور فرمانے لگے،

''اماں! ارادہ تو میرا بھی یہی تھا کہ میں باہر نکل کر مقابلہ کروں اور شہید ہو جاؤں، مگر میں نے سوچا کہ میں آپ سے دعائیں لے لوں۔''

اس وقت وہ لیٹی ہوئی تھیں، یہ سن کر وہ اٹھ بیٹھیں اور بیٹے کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اپنے بیٹے کو اللہ کے سپرد کرتے ہوئے عجیب وغریب دعائیں دینے لگیں۔ وہ فرمانے لگیں،

''اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا یہ بیٹا رات کو تیرے سامنے طویل قیام کرتا تھا، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا یہ بیٹا تیری محبت میں سجدے میں رویا کرتا تھا، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ یہ حجاز مقدس کی گرمی کے باوجود تیری محبت میں دن میں روزے رکھتا تھا، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا یہ بیٹا اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری

www.besturdubooks.wordpress.com

اور خدمت کرنے والا بیٹا تھا، اے اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو تیرے سپرد کیا، تو مجھے اس پر صبر اور شکر دونوں کا اجر عطا فرما۔''

جب ماں سے دعا لے کر حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ باہر نکلے اور مقابلہ کیا تو بالآخر شہید ہو گئے۔ دشمنوں نے ان کو پکڑ کر ایک چوک کے اندر پھانسی پر لٹکا دیا تا کہ دوسرے لوگوں کے لئے عبرت بن سکے۔ پولیس ان پر پہرہ دے رہی تھی۔ کوئی ان کو نیچے اتارنے والا نہیں تھا۔ چنانچہ ان کی لاش چالیس دن تک اس چوک میں لٹکی رہی۔ حتیٰ کہ کھنچنے کی وجہ سے ان کی گردن لمبی ہو گئی۔

جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سنا کہ میرے بیٹے کی لاش آج تک پھانسی پر لٹکی ہوئی ہے تو وہ لاٹھی کا سہارا لے کر باہر نکلیں اور اس جگہ پر آئیں جہاں ان کے بیٹے کو پھانسی پر لٹکایا گیا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہنے لگیں،

''ہے کوئی اس سوار کو سواری سے اتارنے والا، جو چالیس دن سے اپنی سواری پر سوار ہے؟''

ان کی بات سن کر لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بالآخر لوگوں نے کوشش کر کے ان کو نیچے اتارا اور دفن کر دیا...... اللہ اکبر...... اتنی جرأت والی مائیں ہوتی تھیں کہ اپنے بیٹوں کی قربانی دیکھ کر بھی ایسی ہمت والی باتیں کیا کرتی تھیں۔

ماں باپ فکری اختلاف سے بچیں:

ماں باپ کے فکری اختلاف کی وجہ سے باپ کی نصیحتیں بچے پر کوئی اثر نہیں کرتیں۔ باپ کتنا ہی نیک، پاک اور دیندار کیوں نہ ہو، اگر بیوی اس کے ساتھ متفق نہیں ہو گی تو وہ اپنی اولاد کو دیندار نہیں بنا سکے گا۔ باپ وعظ و نصیحت کر کے گھر سے باہر نکلے گا اور ماں صرف اتنا کہہ دے گی کہ تمہارے باپ کا تو دماغ خراب ہے تو بچے کہیں گے کہ امی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اس لئے اولاد کو نیک بنانے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لئے ماں باپ کی سوچ کا ایک ہونا انتہائی ضروری ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جو باپ کی بات نہ مانی اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کو رائے میں ان کے ساتھ اختلاف تھا......سب انبیائے کرام کی بیویاں پاکدامن عورتیں تھیں اور کردار کے لحاظ سے سب اچھی تھیں مگر چند حضرات ایسے تھے جن کی بیویوں میں سوچ کا اختلاف تھا......حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی ان کی باتیں تسلیم نہیں کرتی تھیں جس کی وجہ سے ان کے بیٹے نے ان کی بات نہ مانی اور باپ کی آنکھوں کے سامنے وہ بیٹا طوفان میں غرق ہوگیا۔اس لئے جو مائیں چاہتی ہیں کہ ہم اپنی اولاد کو نیک بنائیں ان کو چاہیے کہ وہ پہلے اپنے خاوند کو اپنا ہمنوا بنائیں اور پھر دونوں مل کر اپنے بچوں کو دین کی طرف بلائیں۔اس طرح بچے دین کی طرف جلدی آئیں گے۔

خاوند کے دل میں بیوی کا مقام

دوسری حیثیت بیوی کی ہوتی ہے۔اس کو خاوند سے محبت ملتی ہے۔ہر بیوی اپنے خاوند سے اپنی باتیں منواتی ہے......کوئی کپڑا جوتی تک محدود رہتی ہے ......کوئی اپنی پسند کا مکان بنواتی ہے......اور کوئی زیادہ سے زیادہ تیر مارتی ہے تو اپنے نام کوئی جائیداد کروالیتی ہے۔یہ بیوی پر منحصر ہے کہ وہ اپنے خاوند سے کس قسم کا کام لیتی ہے۔

☆......گلشن آرا بیگم ایک ملکہ تھی۔اس نے اپنے خاوند سے دہلی میں شالامار باغ جیسا ایک بہت بڑا باغ بنوایا۔

☆......نور جہاں جہانگیر کی بیوی تھی۔اس نے اپنے خاوند سے ایک مقبرہ بنوایا۔آج وہاں اتنا سناٹا ہوتا ہے کہ وہاں دن کے وقت بھی اندھیرا نظر آتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ ......ممتاز محل بھی ایک ملکہ تھی۔ اس نے اپنے خاوند سے تاج محل بنوایا۔ وہ دنیا کا ایک عجوبہ کہلاتا ہے۔ مگر اس کا اسے کیا فائدہ ملا، اسے اس کا کچھ فائدہ نہ ہوا۔

☆ ......زبیدہ خاتون بھی ملکہ تھی۔ اس نے اپنے میاں سے کہا کہ حاجی لوگوں کو حج کے سفر میں پانی کی تکلیف ہوتی ہے، لہٰذا آپ دریائے فرات سے لے کر میدانِ عرفات تک نہر بنوائیں۔ چنانچہ بیوی کی فرمائش پوری ہوئی اور اس نہر سے لاکھوں انسانوں اور جانوروں نے پانی پیا اور یہ اس کے لئے صدقہ جاریہ بنا۔

غور کیجئے کہ وہ چاروں ملکہ تھیں مگر ان میں سے تین نے ایسے کام کروائے جنہوں نے انہیں آخرت میں کوئی فائدہ نہیں دیا اور ایک نے وہ کام کروایا جو اس کے لئے صدقہء جاریہ بن گیا۔

قرآن مجید سے دلیل ملتی ہے کہ خاوند بیویوں کی بات مانتے ہیں......فرعون اتنا ظالم تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کروا دیتا تھا۔ اس نے ہزاروں بچوں کو قتل کروایا۔ لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ڈبے میں بند تیرتے ہوئے پہنچے اور اس کی بیوی آسیہؓ نے اس ڈبے کو کھول کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اپنے خاوند سے کہنے لگیں:

لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (قصص:9)

[اسے قتل نہ کرو، شاید کہ وہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں]

اب دیکھئے کہ جو ظالم اور جابر بادشاہ ہزاروں معصوم بچوں کو ذبح کروا چکا تھا، اس نے بھی اپنی بیوی کی بات کو اتنا مانا کہ وہ فوراً تیار ہو گیا کہ ہم اس بچے کو قتل نہیں کریں گے۔ گویا ہوم سیکرٹری کی اتنی پاور ہوتی ہے کہ اگر وہ اپنے خاوند کے ساتھ اچھی انڈرسٹینڈنگ پیدا کر لے تو اس سے بڑے بڑے فیصلے اپنے حق میں کروا لیتی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ بیوی شریعت کی وجہ سے اپنے خاوند کے تابع ہوتی ہے اور خاوند محبت کی وجہ سے اپنی بیوی کا تابع ہوتا ہے۔ نیک اور دیندار

www.besturdubooks.wordpress.com

بیویاں ایسی خدمت گزاری اور وفاداری کرتی ہیں کہ ان کے خاوند کہنے میں ان کے خاوند ہوتے ہیں جب کہ حقیقت میں ان کی باتوں کو ماننے والے اور ان کے ماتحت ہوتے ہیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کیسے مسلمان ہوئے؟

جب مالک بن نضر فوت ہو گئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ امِ سلیمؓ بیوہ ہو گئیں۔ مدینہ منورہ کے ایک شخص ابوطلحہ نوجوان بھی تھے، خوبصورت بھی تھے، ان کے پاس مال و دولت کی بھی بہتات تھی اور ان کی اتنی عزت تھی کہ ان کی رائے کا بہت ہی احترام کیا جاتا تھا۔ انہوں نے امِ سلیمؓ کی طرف رشتہ کا پیغام بھیجا...... چونکہ وہ قریبی رشتہ داروں میں سے تھے اس لئے انہوں نے ڈائریکٹ پیغام بھیجا کہ میں آپ سے رشتہ کرنا چاہتا ہوں...... اب یہ رشتہ ایسا تھا کہ اس کو کوئی ٹھکرا بھی نہیں سکتا تھا...... حضرت امِ سلیمؓ جانتی تھیں کہ وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے ان سے دین کی بات چلائی اور فرمانے لگیں:

''ابوطلحہ! تم ایک ایسے شخص ہو کہ اگر تم کسی بھی عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجو تو تمہارے پیغام کو کبھی رد نہیں کیا جائے گا، مگر تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں، تم لکڑی کے بنے ہوئے بت کو پوجتے ہو اور میں علیم و خبیر ذات کو پوجتی ہوں، بھلا میرے ساتھ تمہارا جوڑ کیسے ہو سکتا ہے؟''

حضرت امِ سلیمؓ نے اتنے پیارے انداز میں دین کی بات کہی کہ بالآخر ابو طلحہ نرم ہو گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ نرم ہو چکے ہیں تو فرمانے لگیں،

''میں تمہارے نکاح کے پیغام کو قبول کرتی ہوں اس شرط پر کہ میرے نکاح کا مہر تمہیں دینا ہوگا اور میرا مہر یہ ہوگا کہ تم دینِ اسلام کو قبول کر لو۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ بات سن کر ابوطلحہ نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا اور پھر اس کے بعد ان کا آپس میں نکاح ہوا۔ صحابہ کرامؓ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں کسی کا حق مہر امِ سلیمؓ کے حق مہر سے بہتر نہیں کہ انہوں نے اپنے حق مہر میں اپنے خاوند سے کہا کہ تم مسلمان بن جاؤ، یہی میرا حق مہر ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ابوجہل کے بیٹے تھے۔ انہوں نے فتح مکہ تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا تو ان کو ڈر ہوا کہ کہیں مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام میرے قتل کا حکم نہ دے دیں۔ لہٰذا وہ مکہ سے بھاگ کر کہیں دور چلے گئے۔ ان کی اہلیہ امِ حکیمؓ بڑی دانا اور سمجھدار عورت تھیں۔ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں، کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئیں۔ اس کے بعد کہنے لگیں،

''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بڑے نرم دل ہیں اور اچھے اخلاق والے ہیں، میں آپ سے اپنے خاوند کی جان کی امان مانگتی ہوں۔''

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، ''ہاں میں نے تیرے خاوند کو امان دی۔''

وہ بڑی خوش ہوئیں اور اپنے خاوند کو تلاش کرنے نکلیں۔ جب لمبا سفر کر کے ایک جگہ پہنچیں تو پتہ چلا کہ ان کا خاوند دریا پار کر کے دوسری طرف جا رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی ایک کشتی کرائے پر لی اور تیزی کے ساتھ چلیں اور دریا کے درمیان میں جا کر انہوں نے اس کی کشتی کے ساتھ اپنی کشتی ملائی اور اپنے خاوند کو پکار کر کہا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے تمہارے لئے جان کی امان مانگ لی ہے، آؤ واپس چلیں اور اب ہم اپنی زندگی مکہ میں گزاریں گے۔ چنانچہ ان کے خاوند ان کی کشتی میں آگئے۔ جب کنارے پر واپس آئے تو انہوں نے مکہ کی طرف چلنا شروع کردیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو راستے میں ایک جگہ رات آگئی تو میاں بیوی نے وہ رات وہاں گزاری۔ وہ کئی دنوں کی جدائی کے بعد ایک دوسرے سے ملے تھے اس لئے اس تنہائی میں ان کے خاوند نے ان سے مطالبہ کیا کہ میں آپ سے میاں بیوی والے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہوں۔ ام حکیمؓ اتنی دانا تھیں کہ فرمانے لگیں،

''دیکھیں! میں مسلمان ہوں اور آپ ابھی کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہوئے ،لہٰذا میں آپ کی بیوی ہونے کے باوجود اس وقت آپ پر حلال نہیں ہوں ،مگر انتظار کریں جب تک کہ آپ کلمہ نہیں پڑھ لیتے۔''

چنانچہ انہوں نے بات نہ مانی اور بالآخر اپنے خاوند کو لے کر مکہ آگئیں۔ جب خاوند نے کلمہ پڑھا تو اس کے بعد میاں بیوی کی ملاقات ہوئی......اس سے اندازہ لگایئے کہ اس دور کی بیویاں دین کے معاملہ میں کتنی پکی ہوتی تھیں۔ آج تو ذرا سی بات پر عورتیں بہانہ بنا لیتی ہیں۔ روگ ان کے اپنے اندر ہوتا ہے اور کہہ دیتی ہیں کہ میاں پردہ نہیں کرنے دیتا۔ اور کبھی میاں کے دل میں چور ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کیا کروں، بیوی نہیں مانتی۔ اس طرح میاں بیوی ایک دوسرے کا نام استعمال کر رہے ہوتے ہیں جب کہ حقیقت میں ان کے اپنے اندر گند ہوتا ہے جو ان کو شریعت کے خلاف کام کرنے پر مجبور کر رہا ہوتا ہے۔ اگر بیوی دنیا کے معاملات میں خاوند سے اپنی بات منوا لیتی ہے تو پھر یاد رکھیں کہ اچھے خاوند دین کے معاملہ میں بھی یقیناً اپنی بیویوں کی اچھی باتوں کو قبول کیا کرتے ہیں۔

جنگِ یرموک میں خواتین کا کردار:

جنگِ یرموک میں رومی لاکھوں کی تعداد میں تھے اور ان کے مقابلے میں مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ جیسے ایک سفید گھوڑے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ماتھے پر کالا داغ ہوتا ہے، ایسے ہی رومیوں کے لشکر کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد تھی۔ جو رومی تھک جاتے تھے وہ پیچھے ہٹ جاتے اور تازہ دم لوگ آ جاتے تھے۔ مسلمان کئی گھنٹے ان کے ساتھ لڑتے رہے۔ بالآخر جب وہ تھک گئے تو ان کا میمنہ یعنی دائیں طرف کا لشکر ذرا پیچھے کو ہٹنے لگا۔ مسلمان خواتین خیموں میں موجود تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان پیچھے ہٹ رہے ہیں تو ایک صحابیہ سوداؑ بنت عاصم رضی اللہ عنہا ایک ٹیلے پر چڑھ گئیں اور دوسری عورتوں سے کہنے لگیں،

''اری! تم کب تک خیموں میں بیٹھی رہو گی، تمہارے خاوند اور تمہارے مرد تو پیچھے ہٹ کے آ رہے ہیں۔

یہ بات سنتے ہی سب عورتیں خیموں سے باہر نکل آئیں۔ اس وقت لبنیٰ بنت جریر رضی اللہ عنہا کہنے لگیں،

''اے عرب کی عورتو! تم اپنے اپنے آدمیوں کے سامنے کھڑی ہو جاؤ اور اپنے معصوم بیٹوں کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا لو اور اپنے خاوندوں سے کہو کہ ہمیں اور ہمارے معصوم بچوں کو عجمی کافروں کے حوالے کر کے تم کہاں جا رہے ہو؟''

چنانچہ مسلمان عورتوں نے عجیب بہادری کا مظاہرہ کیا اور اپنے معصوم بیٹے ہاتھوں میں اٹھائے اور اپنے خاوندوں کو دکھا کر کہنے لگیں کہ ہمیں اور ہمارے ان معصوم بچوں کو تم کافروں کے حوالے کر کے کہاں جاؤ گے۔ جب مسلمانوں نے اپنے معصوم بیٹوں کو دیکھا تو وہ واپس پلٹے اور انہوں نے رومیوں پر حملہ کیا۔

اس موقع پر ہندہ رضی اللہ عنہا بن عتبہ بھی موجود تھیں۔ وہ اسلام لا چکی تھیں۔ وہ کہنے لگیں،

نَحْنُ بَنَاتُ الطَّارِقِ نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِقِ
اِنْ تَقْبَلُوْا نُعَانِقُ اَوْ تَدْبَرُوْا نفارِقْ

[ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں اور نرم گدوں پر چلنے والی ہیں ۔ اگر تم لڑائی میں بڑھو گے تو ہم تمہیں گلے لگا لیں گی اور اگر لڑائی میں پشت دکھاؤ گے تو ہم تم سے جدا ہو جائیں گی ، ایسی جدائی جو کبھی ختم نہ ہو گی ۔]

یہ اشعار کہہ کر کہنے لگیں ،

"اے ہمارے خاوندو! اگر تم آگے جا کر کامیاب ہو جاؤ گے تو ہم تمہارے لئے بستر بچھائیں گی اور تمہارا استقبال کریں گی اور اگر تم بھاگ جاؤ گے تو پھر یاد رکھنا کہ پھر ہمیں کافر اپنے قبضے میں لے لیں گے اور تمہاری غیرتوں کا جنازہ نکل جائے گا۔"

اس کے بعد انہوں نے اپنے خاوند ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور فرمانے لگیں ،

"اے ابنِ حرب! دیکھو، تم نے اپنے زمانہ کفر میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیفیں پہنچائیں ، آج ان تکلیفوں کی مکافات کرنے کا وقت ہے ، آگے بڑھو اور اپنی جان دے کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کامیاب ہو جاؤ۔"

انہوں نے ایسی اچھی باتیں کیں کہ مسلمان یہ باتیں سن کر لوٹے اور ایسا حملہ کیا کہ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کو جنگِ یرموک میں فتح عطا فرما دی۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ مسلمان عورتوں کا یہ ایسا کارنامہ تھا کہ تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بھائیوں کی نظر میں بہنوں کا مقام

اب ذرا اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ بھائیوں کی نظر میں بہنوں کا کتنا مقام ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ اس وقت لگایا کریں جب بہن کی رخصتی ہو رہی ہوتی ہے تو اس وقت بھائی کی آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں اور وہ کونے میں چھپ کر کھڑا رو رہا ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو کیوں ٹپکتے ہیں؟ اس لئے کہ بھائی کو اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

بہن کے ساتھ محبت ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں اور ایک ہی گھر میں پلے ہوئے ہوتے ہیں۔اب جب بہن جدا ہورہی ہوتی ہے تو پھر بھائی کو بھی محسوس ہورہا ہوتا ہے کہ اب میری بہن مجھ سے دور ہوگئی، اللہ کرے کہ اسے قدردانوں کا ساتھ ملے، پتہ نہیں کہ میری بہن کے ساتھ کوئی کیسا معاملہ کرے گا۔اس بات کو سوچ کر بھائی رخصتی کے وقت رورہا ہوتا ہے۔

رضاعی بہن کا اکرام:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہوازن قبیلے پر حملہ کیا تو اس وقت کچھ مرد و عورتیں گرفتار ہوئے۔ان میں سے ایک عورت کچھ زیادہ بوڑھی تھیں۔وہ صحابہ سے کہنے لگی،

''میں تمہارے صاحب کی بہن ہوں، لہٰذا تم مجھے اپنے صاحب کے پاس لے چلو۔''

چنانچہ صحابہ کرامؓ ان کو نبی علیہ السلام کے پاس لے آئے۔وہ عورت اللہ کے محبوب ﷺ سے مخاطب ہوکر کہنے لگی،

''میں آپ کی رضاعی بہن اور حلیمہ سعدیہ کی بیٹی شیما ہوں، میں بکریاں چراتے ہوئے آپ کو ساتھ لے جایا کرتی تھی، آپ کو اپنی گود میں کھلایا کرتی تھی اور ایک موقع پر آپ کو چوٹ لگی تھیں، اس کا نشان اب بھی موجود ہوگا۔''

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جب وہ زخم دیکھا تو آپ ﷺ کو پہچان ہوگئی کہ بات کرنے والی واقعی میری بہن ہے۔نبی علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔آپ ﷺ ان کے استقبال میں کھڑے ہوگئے اور ان کے لئے چادر بچھائی اور فرمانے لگے،

''آپ میری اس چادر کے اوپر بیٹھ جایئے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتہ چلا کہ بھائی کی نظر میں بہن کا کتنا مقام ہوتا ہے۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فرمایا،

''اگر آپ یہاں رہنا چاہیں تو میں آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھوں گا اور اگر آپ اپنے عزیز و اقارب کی وجہ سے واپس اپنے قبیلے میں جانا چاہتی ہیں تو آپ کو جانے کی اجازت ہے۔''

انہوں نے جانے کی اجازت مانگی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں تین غلام ہدیے میں دیئے...... ایک لونڈی خدمت کے لئے دی...... اور ان کو بکریوں کا پورا ایک ریوڑ بھی دیا...... یوں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بہن کو عزت و اکرام کے ساتھ لوٹایا۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ جو نیک بھائی ہوتے ہیں ان کے دلوں میں اپنی بہنوں کا کیا مقام ہوتا ہے۔ جب بھائیوں کے دلوں میں اپنی بہنوں کا اتنا مقام ہوتا ہے تو یہ بہنیں دین کے معاملہ میں بھی بھائیوں کو نصیحت کر سکتی ہیں۔

بھائیوں پر نیکی کی تعلیم کا اثر:

☆...... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر ان کے گھر ملنے کے لئے آئے۔ اس دوران وہ وضو کرنے لگے۔ ان کی ایڑی کا کچھ حصہ خشک رہ گیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا،

''اے بھائی! میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ بات سنی ہے کہ جس آدمی کے پاؤں کا کچھ حصہ بھی وضو میں خشک رہ جائے گا، قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا۔''

بہن کی یہ بات سن کر بھائی نے دوبارہ وضو کیا اور مسجد تشریف لے گئے۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

سے معلوم ہوا کہ صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے بھائیوں کو بھی نیکی کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔

☆......ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے طے کر لیا کہ میری بیوی فوت ہو چکی ہے، میں اب دوبارہ نکاح نہیں کروں گے بلکہ اپنے آپ کو پڑھنے پڑھانے میں مشغول رکھوں گا۔ جب ان کی بہن ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو فرمانے لگیں،

''اے بھائی! تم ابھی جوانی کی عمر میں ہو، تم نکاح کا ارادہ کیوں ترک کر چکے ہو؟ اگر تم نکاح کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں صاحبِ اولاد بنائے گا، اگر اولاد ایمان والی ہوتی ہے تو وہ اپنی زندگی میں جتنے سانس لیتی ہے، ہر سانس کے بدلے ان کے ماں باپ کے نامہء اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے، تم اس صدقہء جاریہ سے کیوں محروم ہوتے ہو؟''

انہوں نے اتنے اچھے انداز میں بات کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا اور انہوں نے دوبارہ نکاح کر کے پھر ازدواجی زندگی گزاری۔ اس سے پتہ چلا کہ پہلے وقت کی بہنیں اپنے بھائیوں کو دین کی طرف متوجہ کیا کرتی تھیں۔

باپ کی نظر میں بیٹی کا مقام

باپ کی نظر میں اس کی بیٹیوں کا بڑا مقام ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ شادی کے موقع پر باپ اپنی زندگی کی پوری کمائی جہیز کی شکل میں دے دیتا ہے۔ پھر جب بیٹی کی ڈولی رخصت ہوتی ہے تو اس وقت باپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ دیکھنے میں تو اس کا بوجھ کم ہو گیا اور اس کی ذمہ داری پوری ہو گئی، مگر نہیں، اس سے اس کا جگر گوشہ جدا ہو رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے، اس کا دل ڈر رہا ہوتا ہے کہ معلوم نہیں کہ میری بیٹی کو وہ لوگ ویسی محبت دیں گے بھی یا نہیں جیسی ہم دیا کرتے تھے۔ یہ بات سوچ کر اس کے دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے اور وہ بیٹی کی جدائی میں کھڑا رو رہا ہوتا ہے۔ باپ کے دل میں بیٹی کی کتنی محبت ہوتی ہے؟ اس کی بھی حدیث پاک سے دلیل ملتی ہے۔

☆...... جب بدر کے قیدی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیے گئے تو ایک قیدی ابوالعاص بھی پیش ہوئے۔ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے مگر انہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا تھا کہ اگر تم مکہ سے مدینہ جانا چاہتی ہو تو چلی جاؤ، میں اسلام قبول نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ غزوہ بدر کے بعد ہجرت کی غرض سے مکہ سے مدینہ آنے لگیں، تو راستے میں کافروں نے کہا کہ تم محمد ﷺ کی بیٹی ہو کر بحفاظت کیسے جا سکتی ہو؟ لہٰذا انہوں نے ان کو سواری سے دھکا دے دیا اور وہ اونٹ سے نیچے آ گریں، ان کا حمل بھی ضائع ہو گیا اور ان کو کمر میں درد بھی رہنے لگا۔ اس کے بعد انہوں نے بڑی تکلیف میں وقت گزارا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لختِ جگر کی تکلیف دیکھ کر رو دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری اس بیٹی کو دین کی خاطر کتنی تکلیفیں دی گئیں۔

مکہ مکرمہ میں جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا کہ میرے خاوند مدینہ منورہ میں قید ہو چکے ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیدیوں کو فدیہ کے عوض آزاد کرنے کا حکم دے دیا ہے تو انہوں نے بھی اپنا سونے کا ہار فدیے کے طور پر بھیجا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فدیہ لے کر قیدیوں کو واپس کر رہے تھے لیکن جب آپ ﷺ کی نظر کے سامنے اپنی بیٹی کا وہ ہار آیا جو آپ ﷺ نے جہیز کی شکل میں اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پہنایا تھا تو اللہ کے محبوب ﷺ کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں۔ آپ ﷺ کو اپنی بیٹی کی تکلیفیں یاد آئیں۔ آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر تم میرا مشورہ قبول کرو تو یہ ہار بھی واپس لوٹا دو اور اس بندے کو بھی آزاد کر دو۔ صحابہ کرامؓ نے اس بات کو قبول کر لیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی بیٹی سے کتنی محبت تھی۔ یہ محبت ہر باپ کو ہوا کرتی ہے۔ اگر باپ کے دل میں بیٹیوں کی یہ محبت ہوتی ہے تو وہ پیار محبت اور منت سماجت سے اپنے باپ کو بھی دین کی طرف متوجہ کر سکتی ہیں۔ پھر دیکھئے کہ باپ اپنی بیٹی کی اس بات کو کیسے قبول کرتا ہے۔

☆...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں نہ صرف بیٹیوں کی بلکہ بیٹیوں کی بیٹیوں کی محبت بھی ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ اللہ کے محبوب ﷺ نماز کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ بنت ابوالعاص آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ آپ ﷺ نے امامت کے وقت ان کو اپنے مبارک کندھے پر بٹھا لیا اور امامت شروع کروا دی۔ صحابہ کرامؓ پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب رکوع میں جاتے تو اس بچی کو اتار کر قریب کھڑا کر دیتے، پھر سجدہ کر لیتے اور جب سجدے سے کھڑے ہونے لگتے تو اس بچی کو دوبارہ کندھے پر بٹھا لیتے۔ آپ ﷺ نے یہ پوری نماز اسی حالت میں پڑھائی کہ آپ ﷺ کی نواسی آپ ﷺ کے کندھوں پر سوار تھی۔ جب بیٹیوں کی اولاد سے محبت ہوتی ہے تو پھر بیٹیوں سے کتنی محبت ہوتی ہوگی۔

بیٹیوں کی ذمہ داری:

بیٹیاں اس بات کی ذمہ دار ہیں کہ وہ اپنے باپ کو دین کی طرف پیار اور محبت سے متوجہ کریں۔ ضروری نہیں کہ ایک دفعہ بات کرنے کے بعد دوسری دفعہ لڑ کر بات کی جائے، نرمی سے بار بار بات کرتی رہیں، اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ پانی کے نل سے پانی کا قطرہ ٹپ ٹپ گر رہا ہوتا ہے، نیچے پتھر ہوتا ہے اور اس پتھر میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے۔ اگر پانی کا نرم سا قطرہ پتھر کے اندر بھی راستہ بنا لیتا ہے تو بیٹی کی آنکھ سے نکلنے والے آنسو کا قطرہ اپنے باپ کے دل میں راستہ کیوں نہیں بنا سکتا۔ قیامت کے دن عورتوں سے ان کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا کہ تم نے خود کتنا عمل کیا اور قریب کے محرم مردوں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے محرم مردوں کو دین کی طرف کتنا بلایا۔

لمحہ فکریہ:

ذرا سوچئے کہ پہلی عورتیں اپنے محرم مردوں کو شہید ہونے کے لئے یوں تیار کر لیتی تھیں مگر آج کی بیویاں خاوندوں کو مسجد جانے کے لئے تیار نہیں کر پاتیں ...... مصلے پر کھڑے ہونے کے لئے تیار نہیں کر پاتیں ...... سنت لباس کے لئے تیار نہیں کر پاتیں ...... کتنی ایمانی کمزوری ہو چکی ہے کہ وہاں تو جانوں کی بازیاں لگ جایا کرتی تھیں اور یہاں پر فقط اپنی خواہشات کی بھی قربانیاں نہیں دی جاتیں۔، وہ کہتی ہیں کہ اگر خاوند نے ڈاڑھی رکھ لی تو کیسا لگے گا۔ ایسا ہرگز نہ سوچا کریں بلکہ نبی علیہ السلام کی سنت کا دل میں غم ہونا چاہیے۔

یاد رکھئے کہ جب باپ کی کوئی چیز ضائع ہوتی ہے تو بیٹی کو زیادہ غم ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ...... ''میں متقی لوگوں کا باپ ہوں۔''

لہٰذا جو متقی عورتیں ہیں نبی علیہ السلام ان کے روحانی باپ ہیں۔ آج نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ ان کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ اب بچیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے روحانی والد گرامی ﷺ کی ان سنتوں کے ذبح ہونے پر دکھ محسوس کیا کریں، تڑپا کریں اور اپنے گھروں کو نبی علیہ السلام کی سنتوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

مزین کیا کریں۔

ایک بات ذہن میں رکھنا کہ جب کسی پر مصیبت کا وقت ہو تو اس وقت کوئی بندہ اس کو کوئی میٹھے بول بول دیتا ہے تو اس کے میٹھے بول ہی اسے ساری زندگی یاد رہتے ہیں کہ اس نے مشکل وقت میں میرا ساتھ دیا تھا۔ آج اسلام کے اوپر مشکل وقت آچکا ہے۔ ہر طرف عریانی اور فحاشی کا دور دورہ ہے، فیشن پرستی کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ پہلے ٹی۔وی اور وی۔سی۔آر نے تباہی مچائی ہوئی تھی، پھر کیبل آگئی اور اب رہی سہی کمی انٹرنیٹ (Inter net) نے پوری کر دی۔ اب تو یہ Inter net بھی Enter net بن چکا ہے۔ Enter کا مطلب ہے ''داخل ہونا'' اور Net کا مطلب ہے ''جال''۔ گویا جو انٹرنیٹ پر بیٹھے گا وہ پنچھی کی طرح جال میں پھنس جائے گا۔ اس انٹرنیٹ نے تو اتنی مصیبت میں ڈال دیا ہے کہ آج نوجوان بچے اور بچیاں گھنٹوں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے گپیں مار رہے ہوتے ہیں جس سے ان کی دینی زندگی تباہ ہوتی جا رہی ہے۔ دین کے اس حال پر ہے کوئی تڑپنے والا؟

غور تو کیجئے کہ جب گھر میں آگ لگتی ہے اور مرد تھوڑے ہوتے ہیں یا کام پورا نہیں کر پا رہے ہوتے تو پھر عورتیں بھی پانی بھر کے دیتی ہیں کہ تم آگ کو بجھاؤ، ہم تمہاری مدد کرتی ہیں۔ بالکل اسی طرح آج دنیا میں گناہوں کی آگ لگ چکی ہے، مرد مدارس کی شکل میں...... دعوت و تبلیغ کی شکل میں......اور اللہ اللہ کی مجالس کی شکل میں اس آگ کو بجھانے کی کوششیں کر رہے ہیں مگر وہ اکیلے کافی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے نیک بچیوں، نیک بیویوں اور نیک ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے محرم مردوں کی مددگار بن جائیں، گناہوں کی اس آگ کو بجھانے میں ان کی دستِ راست بن جائیں اور ان کی ہمتوں میں اضافے کا سبب بن جائیں۔ لہٰذا جن بچیوں نے یہاں دین سیکھا وہ اپنے دلوں میں یہ جذبہ پیدا کرلیں کہ قیامت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دن فقط ایک لڑکی یا عورت کی شکل میں کھڑا نہیں ہونا چاہتیں بلکہ ہم دین کی عالمہ اور دین کی داعیہ کی شکل میں پیش ہونا چاہتی ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن جب نبی علیہ السلام کے سامنے حوض کوثر پر امت کے عام لوگ جائیں گے تو فرشتے ان کو جامِ کوثر لے کر پلائیں گے، لیکن جب امت کے علماء اور عالمات وہاں پہنچیں گی تو نبی علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے پیالہ بھر کر ان کو پلائیں گے...... اس کی مثال اسی طرح ہے کہ جب عام لوگ آتے ہیں تو گھر کا نوکر ان کو شربت پلا دیتا ہے اور جب کوئی معزز بندہ آتا ہے تو میزبان اپنے ہاتھوں سے جام بھر بھر کر پلاتا ہے...... سبحان اللہ، وہ کتنے خوش نصیب لوگ ہوں گے جن کو اللہ کے محبوب ﷺ اپنے ہاتھوں سے کوثر کا جام بھر کر پیش کریں گے اور پھر جب وہ جنت میں پہنچیں گے تو پھر ان کو اللہ تعالیٰ پلائیں گے۔ قرآن پاک میں ہے:

وَ سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (الدھر:22)

[اور ان کا پروردگار ان کو شراب طہور کا جام پلائے گا]

کتابوں میں لکھا ہے کہ امام محمدؒ اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے امام محمد! میں نے تیرے سینے کو علم کے لئے چنا تھا، اب مجھے لوگوں کے سامنے تیرا حساب لیتے ہوئے شرم آتی ہے، چل، میں نے تیرے گناہوں کو تیری نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔

اسی طرح باقی علمائے کرام کو بھی اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میں نے جو تمہارے سینے کو علم کے لئے چنا، اب مجھے تم سے حساب لیتے ہوئے حیا آتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو بلا حساب کتاب جنت عطا فرما دیں گے۔ وہ بچیاں بھی خوش نصیب ہیں جنہوں نے یہ کورس کیا۔ وہ بھی مبارک باد کے لائق ہیں، ان کے والدین اور عزیز رشتہ دار بھی مبارک باد کے لائق ہیں، جس معلّمہ نے پڑھایا وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مبارک باد کے لائق ہے۔ جس پرنسپل صاحبہ نے یہ انتظام کیا اور مدرسہ کے جتنے معاونین ہیں سب مبارکباد کے لائق ہیں۔

اب یہ بچیاں اپنے گھروں میں جائیں گی اور گھر میں دین کی دعوت چلائیں گی۔

......کوئی بہن ہوگی تو بھائی کو دعوت دے گی۔

......کوئی بیٹی ہوگی تو باپ کو دعوت دے گی۔

......کوئی بیوی ہوگی تو خاوند کو دعوت دے گی۔

......اور اگر کوئی ماں ہوگی تو اولاد کو دعوت دے گی۔

میں نے اس بات کو آپ کے سامنے قرآن وحدیث کی روشنی میں کھول کر بیان کر دیا ہے کہ قیامت کے دن آپ سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصہء کلام:

خلاصہء کلام کے لئے ایک مثال پر ذرا توجہ فرمایئے گا۔ اگر آپ ایک ماں ہیں اور کھڑکی سے کھڑی دیکھ رہی ہیں کہ گلی میں آپ کے بیٹے کو غنڈوں نے پکڑا ہوا ہے۔ وہ اس کو کھینچ رہے ہیں، تھپڑ مار رہے ہیں، اس کے سر پر جوتے لگا رہے ہیں اور دھکے دے رہے ہیں تو ماں کی حیثیت سے آپ کے دل پر کیا گزرے گی؟ کیا آپ آرام سے کھڑی ہو سکیں گی؟ نہیں، بلکہ روئیں گی، چیخیں گی، بھاگیں گی دوڑیں گی اور کہیں گی کہ میرے بیٹے کو کون ہاتھ لگانے والا ہے۔ لیکن قیامت کے دن ماں کھڑی ہوگی، اس کا بیٹا بے نمازی ہوگا، نافرمان ہوگا، سود کھانے والا ہو گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ سود کھانے والے کو اللہ کے فرشتے دھکے دے کر جہنم میں لے کر جا رہے ہوں گے، اس وقت جب ماں اسے دیکھے گی تو سوچیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے دل پر کیا گزرے گی؟

اسی طرح اگر آپ بیوی ہیں اور آپ دیکھ رہی ہیں کہ آپ کے خاوند کو کوئی لاٹھیاں مار رہا ہے اور آپ دور کھڑی دیکھ رہی ہیں تو آپ کے دل پر کیا گزرے گی۔ قیامت کے دن بیوی کے سامنے اس کے خاوند کو گرز مارے جائیں گے۔ اس وقت اس کے دل پر کیا گزرے گی۔

اگر آپ بہن ہیں اور آپ دیکھ رہی ہیں کہ گلی میں کوئی بندہ آپ کی بہن کا دوپٹہ چھین رہا ہے اور اس کے کپڑے پھاڑ رہا ہے، اس وقت آپ کے دل پر کیا گزرے گی کہ کسی نے میری بہن کا دوپٹہ چھین لیا اور اسے بے عزت کر دیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب بے پردہ عورت قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہوگی تو اس کے جسم کا لباس آٹومیٹکلی (خود بخود) گر جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے نگاہیں ہٹا لیں گے اور فرمائیں گے کہ اس بے پردہ ننگی عورت کو جہنم میں ڈال دیا جائے۔ اس وقت آپ کے دل پر کیا گزرے گی۔ کاش! میں دنیا میں اپنی بہن کو پردہ کرنے کا کہہ دیتی اور یہ پردہ کر لیتی تو آج یہ سب کے سامنے بے پردہ نہ ہوتی اور جہنم میں اوندھے منہ نہ گرائی جاتی۔ اگر آج دنیا میں کوئی اپنے قریبی عزیز و اقارب کو بے عزت ہوتے دیکھے تو اس کے دل پر چھریاں چل جاتی ہیں، اگر قیامت کے دن کسی کو بے عزت ہوتا دیکھیں گی تو پھر کیا حال ہوگا۔ لہٰذا آج اپنے قریبی لوگوں پر رحم کھانے کا اور محبت کا تعلق نبھانے کا وقت ہے۔ چنانچہ اس دین پر خود بھی عمل کیجئے اور اپنے قریبی مردوں کو بھی دین کی طرف متوجہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی، تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

www.besturdubooks.wordpress.com

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ
الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ

فضائل
جمعۃ المبارک

حضرت اقدس کا یہ بیان 19 مارچ 2004ء کو بروز جمعۃ المبارک بعد نماز فجر جامع مسجد گلگشت کالونی ملتان میں ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

تخلیقِ عالم کا عمل اتوار کے دن شروع ہوا اور جمعہ کے دن مکمل ہوا۔ چونکہ یہ عمل اتوار کے دن شروع ہوا، اس لئے نصاریٰ نے اتوار کے دن کو ہی اپنے لئے عید کا دن بنالیا۔ اس لئے ان کی عبادت سنڈے (اتوار) کو ہوتی ہے۔ دنیا میں آپ کہیں بھی چلے جائیں، آپ دیکھیں گے کہ نصاریٰ اتوار کے دن گرجے میں اکٹھے ہوکر عبادت کرتے ہیں۔ جب تخلیق عالم کی تکمیل ہوئی، وہ جمعہ کا دن تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے امت مسلمہ کے لئے عید کا دن بنا دیا۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن عید کے دن کی مثل ہوتا ہے۔ جمعہ کے بعد ہفتہ کا دن چھٹی کا دن تھا اس لئے یہودیوں نے اس دن کو اپنے لئے عید کا دن بنالیا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

فضائلِ جمعۃ المبارک

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo

(الجمعہ: 9)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

تخلیقِ عالم:

اللہ نے اس دنیا کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا...... فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ......ان میں سے دو دن زمین کو پیدا کرنے میں لگے...... خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ ...... پھر اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوئے۔ چار دنوں میں اللہ رب العزت نے انسان کے لئے زمین کے اندر برکت رکھی۔...... وَ بَارَکَ فِیْھَا ......اس میں بندے کا رزق رکھ دیا۔ تو زمین و آسمان دونوں کی تخلیق پر کل چھ دن لگے۔

تخلیقِ عالم کا یہ عمل اتوار کے دن شروع ہوا اور جمعہ کے دن مکمل ہوا۔ چونکہ یہ عمل اتوار کے دن شروع ہوا، اس لئے نصاریٰ نے اتوار کے دن کو ہی اپنے لئے عید کا دن بنا لیا۔ اس لئے ان کی عبادت سنڈے (اتوار) کو ہوتی ہے۔ دنیا میں

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کہیں بھی چلے جائیں، آپ دیکھیں گے کہ نصاریٰ اتوار کے دن گرجے میں اکٹھے ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ جب تخلیق عالم کی تکمیل ہوئی، وہ جمعہ کا دن تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے امت مسلمہ کے لئے عید کا دن بنا دیا۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن عید کے دن کی مثل ہوتا ہے۔ جمعہ کے بعد ہفتہ کا دن چھٹی کا دن تھا اس لئے یہودیوں نے اس دن کو اپنے لئے عید کا دن بنا لیا۔ چنانچہ یہودی ہفتہ کے دن اپنی عبادت کرتے ہیں۔ اس دن وہ سواری بھی نہیں کرتے، فقط پیدل چلتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے روشنی بھی نہیں جلاتے۔ اس دن وہ سینیگاگ میں جاتے ہیں اور اپنی عبادت کرتے ہیں۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کے مزاج میں فرق:

اب یہاں ایک نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بعض لوگ اس وقت خوشی مناتے ہیں جب کسی کام کی ابتداء ہو رہی ہوتی ہے اور بعض لوگ کام کی تکمیل کے دن خوشی مناتے ہیں۔ نصاریٰ کے مزاج میں یہ بات ہے کہ جب وہ کام شروع کرتے ہیں تو وہ خوشی مناتے ہیں۔ اس لئے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے وہ برتھ ڈے کہتے ہیں اور وہ اسے بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ وہ اپنی تاریخ پیدائش کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں اور تاریخ پیدائش پر ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھیجتے ہیں۔ اگر وہ کسی دوست کی تاریخ پیدائش بھول جائیں تو شاید ان کے نزدیک اس سے بڑا جرم کوئی نہیں ہوتا۔ گویا اس امت میں کام کی ابتداء میں خوشی منانے کا رواج ہے۔ جب کہ امت مسلمہ کا مزاج اور ہے۔ ہمارے لئے وہ دن یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے جب کام مکمل ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ جب بھی کام مکمل ہوا، اس دن کو امت مسلمہ نے یادگار بنایا۔ ہمارے ہاں جب کوئی بندہ رخصت ہوتا ہے تو وہ اس کے لئے دنیا سے بخیر و عافیت ایمان بچا کر لے

www.besturdubooks.wordpress.com

جانے کا دن ہوتا ہے، اس لئے ہم پیدائش کے دن کو یاد رکھنے کی بجائے جانے کے دن کو یاد رکھتے ہیں۔ ہم سیرت کے جلسے مناتے ہیں اور جن کا مزاج دوسری طرح کا ہوتا ہے وہ ولادت کے جلسے مناتے ہیں۔

دنیائے کفر اور یوم جمعہ:

دنیائے کفر اس دن کو دوسرے دنوں کی طرح شرکیہ ناموں سے یاد کرتی ہے۔ مثال کے طور پر......

⊙...... ہندو اس دن کو شُکّر وار کہتے ہیں۔ اس میں 'ش'' مضموم اور ''ک'' مشدد ہے۔ یہ دو لفظوں ''شکر'' اور ''وار'' سے بنا ہے۔ شکر بمعنی ''حسن و جمال اور خوبصورتی عطا کرنے والی دیوی'' اسی کو زہرہ سیارہ کہتے ہیں اور ''وار'' بمعنی ''دن'' یعنی...... ''زہرہ یا شکر دیوی کی پوجا کا دن''...... عجیب بات یہ ہے کہ ہندو اس دیوی کو ماننے کے باوجود اس کے سامنے ہونا منحوس سمجھتے ہیں اور وہ اس دن میں کوئی نیک کام نہیں کرتے۔

⊙...... انگریزی زبان میں اس دن کو فرائی ڈے کہتے ہیں یہ بھی دو لفظوں 'فرائی'' اور ''ڈے'' کا مرکب ہے۔ ''فرائی'' کا مطلب ''فریکا دیوی'' جو وڈن گاڈ (Wooden God) کی بیوی سمجھی جاتی ہے اور ''ڈے'' بمعنی ''دن'' یعنی...... ''فریکا دیوی کی پوجا کا دن''۔ وڈن گاڈ کی بیوی رومیوں کے نزدیک عشق و محبت کی دیوی سمجھی جاتی ہے۔

اہل اسلام اور یوم جمعہ:

مسلمانوں کے ہاں جمعہ کا دن تمام دنوں میں سب سے زیادہ متبرک دن ہے، اس لئے جمعہ کے دن کو ''سید الایام'' یعنی دنوں کا سردار کہا گیا ہے۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں آیا ہے کہ

اَفْضَلُ الْاَیَّامِ جُمُعَۃٌ

(جمعہ کا دن دوسرے دنوں میں سے سب سے افضل ہے)

تاریخ میں اس دن بہت ہی اہم واقعات رونما ہوئے۔

☆......حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن ان کی وفات بھی ہوئی۔''

☆......اسی دن وہ جنت سے اتارے بھی گئے۔

☆......اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن ہی سجدہ کروایا......اس کی تفصیل تو آپ نے بہت سنی ہوگی کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ ان چیزوں کے نام بتاؤ، تو انہوں نے اپنی عاجزی تسلیم کی اور کہا:

سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

(پاک ہے تیری ذات جتنا علم آپ نے ہمیں دیا اس سے زیادہ ہم نہیں جانتے بے شک آپ علم والے اور حکمت والے ہیں) (البقرۃ:۳۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کے سامنے پیش فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا......اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ......(ان کو ان چیزوں کے نام بتائیں)......تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کے نام بتا دیئے۔......سبحان اللہ......اب یہ ایک بڑی عجیب سی بات ہوئی کہ ایک طرف لاکھوں سالوں سے عبادت گزار فرشتوں کی جماعت ہے اور دوسری طرف کل کے پیدا ہونے والے حضرت آدم علیہ السلام ہیں، مگر حضرت آدم علیہ السلام نے میدان جیت لیا......اس کی بنیاد کیا چیز بنی؟...... بنیادی چیز یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم عطا کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ یہاں سے پتا چلتا ہے کہ انسان کو جو فضیلت ملتی ہے وہ علم کے نور کی وجہ سے ملا کرتی ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے میدان جیت لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ میرے اس خلیفہ کو سب فرشتوں کے درمیان پیش کرو۔ چنانچہ ان کو تخت پر بٹھایا گیا اور پورے آسمان کی سیر کروائی گئی۔ جی ہاں، جب کوئی میدان جیتتا ہے تو دنیا بھی ساری پبلک کو دکھاتی ہے کہ دیکھو یہ میدان جیت گیا ہے۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو آسمان کی سیر کروائی گئی تو سب فرشتوں کے ان کو دیکھا......

اب دستور یہ ہے کہ جب کوئی بندہ مقابلے میں جیتتا ہے تو اسے ایسا انعام دیا جاتا ہے جسے وہ یاد رکھتا ہے۔ آپ بھی جب دورۂ حدیث کا امتحان دیں گے تو آپ کو بھی ایک سند دی جائے گی۔ یہ سند بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ آپ یہ یاد رکھیں کہ آپ نے اس سال دورۂ حدیث کا امتحان پاس کیا۔ اور جو فرسٹ، سیکنڈ آتے ہیں ان کو مدرسے کی طرف سے بھی انعام دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے گھروں میں جا کر اسے بھی سجائیں۔ کھیلوں میں فرسٹ آئیں تو کپ دیتے ہیں تاکہ وہ اسے اپنے گھروں میں سجائیں۔ تو یہ ہمیشہ کا دستور ہے کہ جیتنے والوں کو یادگار انعام دیا جاتا ہے...... جب حضرت آدم علیہ السلام اس مقابلے کے امتحان میں جیتے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو یادگار انعام دیا۔

وہ انعام کیا تھا؟...... وہ انعام ''سجدہ'' تھا۔ جو خالص اللہ رب العزت کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تھوڑی دیر کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے جائز فرما دیا اور فرشتوں کو فرمایا،

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ [آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو] (البقرۃ:24)

ایک عبادت کا سجدہ ہوتا ہے اور ایک ہے تعظیم کا سجدہ۔ یہ تعظیمی سجدہ تھا۔ مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے کتنی بڑی سعادت ہے کہ فرشتوں کی جماعت ان کے سامنے سجدہ کر رہی ہے...... اللہ اکبر کبیرا......!!!

بعض کتابوں میں تفصیل لکھی ہے کہ فرشتوں میں سے سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور دوسرے نمبر پر حضرت جبرائیل علیہ السلام سجدہ ریز ہوئے۔ اس سبقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو بھی انعام دینے کا ارادہ فرمالیا...... اس سے پتہ چلا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ علماء کو انعام عطا فرماتے ہیں اسی طرح ان کی عزت کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ انعام و اکرام سے نوازتے ہیں...... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ماتھے پر قرآن مجید کو لکھوایا۔ یہ ان کا شرف ہے۔ اس کے علاوہ ایک بہت ہی اہم کام ان کے ذمے لگایا کہ تم صور پھونکو گے اور ہم اس دن اس کائنات کے نظام کو ختم کر کے قیامت قائم کر دیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی ایک اہم کام سونپا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ میرے جو پیغمبر دنیا میں آئیں گے، تم ان کی طرف میرا پیغام لے کر جانا اور ان کی مدد کرنا۔

عزازیل نے اس وقت سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرة: ۳۴)

(انکار کیا اور غرور میں آ گیا اور کافروں میں سے ہو گیا)

جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا تو کہنے لگا،...... انا خیر منہ...... (میں اس سے بہتر ہوں) فرشتوں کی ساری جماعت نے سجدہ کیا مگر وہ کھڑا رہا۔ وہ جنوں میں سے تھا لیکن اپنی عبادت کی وجہ سے وہ طاؤس الملائکہ بن گیا تھا۔ اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور یوں وہ دنیا کا سب سے پہلا غیر

مقلد بنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم بات نہیں مان رہے تو

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ (الحجر: 34)

(نکل جا یہاں سے، تو مردود ہے)

تو جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا۔

☆...... پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن ہی زمین پر اتارا اور جمعہ کے دن ہی ان کی دعا قبول ہوئی۔

☆...... جمعہ کے دن ہی حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا۔

☆...... حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی جمعہ کے دن کنارے پر لگی۔

☆...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت بھی جمعہ کے دن ہوئی۔

☆...... سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب نارِ نمرود میں سے نکالا گیا تو وہ بھی جمعہ کا دن تھا۔

☆...... جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کی ابتداء کی، وہ بھی جمعہ کا دن تھا۔

☆...... اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔

☆...... حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ کے راستے میں جو قربانی دی، وہ بھی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو جمعہ کا دن تھا۔

☆...... حضرت یوسف علیہ السلام کو جب قافلے کے لوگوں نے کنویں میں سے نکالا تو وہ بھی جمعہ کا دن تھا...... ان کو شام کے قریب ایک کنویں میں ڈالا گیا تھا۔ پھر وہ کنوئیں میں ڈال کر فارغ ہوئے تو...... وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ...... وہ رات عشاء کے وقت روتے دھوتے باپ کے پاس پہنچے۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے بڑے غم کی رات تھی...... ایک تنہائی، دوسرا اپنے گھر سے جدائی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرا ہر طرف تاریکی ...... رات کو تو باہر بھی تاریکی ہوتی ہے اور کنویں کے اندر تو اور زیادہ اندھیرا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب صبح صادق ہوئی اور تھوڑی سی روشنی کنویں کے اندر گئی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو امید لگ پڑی کہ شاید دن کی روشنی میں کوئی نکالنے والا آ جائے۔ چنانچہ انہوں نے دعا مانگی ......

"اے اللہ! تو میری مصیبت کو بھی آسان کر دے اور پوری دنیا میں جو بھی مصیبت زدہ ہیں، ان سب کی مصیبتوں کو آسان کر دے"

...... اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمالی۔ لہٰذا آپ دیکھیں گے کہ بندہ جتنا بھی غمزدہ ہوگا، رات کو اسے تھوڑی سی نیند آئے گی لیکن صبح کے وقت اس کی طبیعت پہلے کی نسبت ہلکی ہوگی۔ بیمار آدمی کو دیکھ لیں۔ سارا دن وہ بیماری کی وجہ سے تڑپتا ہے لیکن صبح کے وقت اس کی بیماری بھی ہلکی ہو جاتی ہے۔ یہ اصل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہے، سبحان اللہ۔ اللہ والوں کی دعا قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے صدقے بہت سے مصیبت زدوں کی مصیبت کو آسان فرما دیتے ہیں۔

☆ ...... حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی بھی جمعہ کے دن واپس ہوئی۔

☆ ...... جب حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف دور ہوئی اور انھیں صحت ملی تو بھی جمعہ کا دن تھا۔

☆ ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام جمعہ کے دن ہی سمندر سے پار ہوئے اور فرعون غرق ہوا۔

☆ ...... حضرت داؤد علیہ السلام کی خطا بھی جمعہ کے دن معاف ہوئی۔

☆ ...... حضرت سلیمان علیہ السلام کو جمعہ کے دن سلطنت عطا کی گئی۔

☆ ...... جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو وہ جمعہ کا دن تھا۔

☆ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بھی جمعہ کے دن ہوئی اور ان کو جمعہ ہی کے دن

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی آسمانوں پر زندہ اٹھایا گیا۔

☆...... جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کی عجیب کیفیت تھی۔ آپ ﷺ فرمار ہے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ

[تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو اکیلا ہے، اس نے مدد کی اپنے بندے کی اور شکست دی اس اکیلے نے جماعتوں کو]

وہ بھی جمعہ کا دن تھا۔

☆...... جس دن غزوہ بدر پیش آیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی خصوصی مدد سے نوازا وہ بھی جمعہ کا دن تھا...... اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کا تذکرہ یوں فرمایا:

وَ لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ (ال عمران: ۱۲۳)

[اور اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی تھی جب کہ تم بے سروسامان تھے]

☆...... نواسہء رسول سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا المناک واقعہ بھی جمعہ کے دن پیش آیا

☆...... قیامت بھی جمعہ دن قائم ہوگی۔

یوم جمعہ کی وجہ تسمیہ:

قبل از اسلام یوم جمعہ کو یـوم الـعـروبـہ کہا جاتا تھا۔ اس کا مطلب ہے "عظمت والا کھلا ہوا دن"۔ دین اسلام نے اس دن کا نام یوم الجمعہ رکھا۔ یہ لفظ جَمْعٌ سے مشتق ہے۔ اس دن میں متعدد وجوہات کی بنا پر جمعیت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر......

☆...... اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے

اِنَّ فِیْہِ جُمِعَتْ طِیْنَۃُ اَبِیْکُمْ اٰدَمَ

www.besturdubooks.wordpress.com

[اس دن تمہارے باپ آدم کی مٹی جمع کی گئی]

☆......ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اے سلمان! جمعہ کا دن کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماں باپ آدم وحوا کو زمین پر جمع فرمایا۔

جمعہ کا اہتمام کرنے کی فضیلت:

اس دن محلے والے سب مسلمان ایک جگہ اکٹھے ہو کر جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ اجتماع اتنا پسند ہے کہ فرمایا:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (الجمعہ:9)

[مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (نماز) کیلئے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کردو]

دیکھیں کہ تجارت اور خرید وفروخت حلال کام ہیں۔ ان کے متعلق فرما دیا کہ جب اذان ہو جائے تو ان کاموں کو چھوڑ کر مسجد میں آجاؤ، اگر نہیں آؤ گے تو یہ جائز کام بھی تمہارے لئے حرام ہو جائیں گے۔ تو جمعہ کے دن مسجد میں آنے کی اتنی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ جمعہ کا اہتمام کرنے والوں سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو بندہ جمعہ کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے جمعہ سے اس جمعہ تک کے کیے ہوئے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ وقت سے پہلے غسل کرنا، زیر ناف اور جسم کے باقی اتارے جانے والے بالوں کو صاف کرنا، صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور وقت سے پہلے مسجد میں آنا

www.besturdubooks.wordpress.com

جمعہ کا اہتمام کہلاتا ہے۔

ساعت اجابت:

اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن میں قبولیت کا ایک لمحہ رکھ دیا ہے تاکہ عبادت گزار بندے اس دن میں خوب عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قبولیت کی اس گھڑی کو چھپا دیا۔ اگر بتا دیتے تو پھر لوگوں کے لئے اس میں سبقت کرنے اور ڈھونڈنے کا جذبہ نہ رہتا۔ چنانچہ علما کا اس بات میں اختلاف ہے کہ قبولیت کی گھڑی کونسی ہے۔ مثال کے طور پر......

⊙......بعض روایات میں آیا ہے کہ خطیب جب خطبہ دیتے وقت دو خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتا ہے وہ وقت ساعت اجابت (قبولیت کی گھڑی) ہے۔ یعنی اس وقت میں جو بھی دعا کی جائے اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرمالیتے ہیں۔

⊙......سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جمعہ کے دن عصر اور مغرب کے درمیان ساعت اجابت ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو وہ ان کو خبر دے دے تاکہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں۔

⊙......شرح سفر السعادت میں ساعت اجابت کے بارے میں چالیس اقوال نقل کئے گئے ہیں مگر ان میں سے دو اقوال کو ترجیح دی گئی ہے۔ ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے اور دوسرا یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے۔ اس دوسرے قول کو ایک کثیر جماعت نے اختیار کیا ہے اور بہت سی احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب بتایئے کہ ہمارے لئے اس معاملے میں کتنی آسانی ہوگئی ہے۔ ہم جو سارا ہفتہ پریشان ہوتے پھرتے ہیں تو کیا جمعہ کے دن عصر اور مغرب کے درمیان کے وقت کو ہم اللہ کی عبادت میں نہیں لگا سکتے۔

جمعہ کا مخصوص لباس:

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی پر کیا حرج ہے اگر وہ اپنے روزمرہ کے لباس کے علاوہ دو کپڑے خرید کر جمعہ کے لئے مخصوص کر دے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی جب لوگوں پر وہی معمولی چادریں دیکھیں جو وہ محنت مزدوری کے وقت استعمال کرتے تھے۔ فرمایا کہ اگر تم میں طاقت ہو تو ایسا ضرور کرو۔

نماز جمعہ کے بعد تجارت میں برکت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (جمعہ: 10)

[جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو]

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عراک بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر باہر آتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَجَبْتُ دَعْوَتَكَ وَصَلَّيْتُ فَرِيْضَتَكَ وَانْتَشَرْتُ كَمَا اَمَرْتَنِيْ فَارْزُقْنِيْ مِنْ فَضْلِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

[اے اللہ! میں نے تیرے حکم کی اطاعت کی اور تیرا فرض ادا کیا اور جیسا کہ تو نے حکم دیا نماز پڑھ کر میں باہر جاتا ہوں، تو اپنے فضل سے مجھے رزق عطا فرما اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے]

پھر فرماتے ہیں کہ بعض سلف صالحین نے فرمایا کہ جو شخص نماز جمعہ کے بعد تجارتی کاروبار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر مرتبہ برکات نازل فرماتے ہیں۔

جمعہ پڑھنے والوں کے ناموں کا اندراج:

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازہ پر فرشتے آجاتے ہیں اور مسجد میں داخل ہونے والوں کے نام ترتیب سے لکھتے رہتے ہیں۔ پھر جب امام آتا ہے تو لکھنا بند کر دیتے ہیں اور کاغذ لپیٹ دیئے جاتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔ نماز کے لئے سب سے پہلے آنے والا ایسا ہے جیسے اونٹ کی قربانی کرنے والا، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی پیش کرنے والے کی طرح ہے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مرغی اور انڈے کا بھی ذکر فرمایا۔

درود شریف کی کثرت کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی (۸۰) مرتبہ ایک درود شریف پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور اسے اسی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اِنَّ مِنْ اَفْضَلَ یَوْمِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمَ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃَ وَ فِیْہِ صَاعِقَۃٌ ، فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ

[تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور قیامت کے دن بھی اسی دن اٹھایا جائے گا، لہٰذا (اس دن) مجھ پر درود شریف پڑھنے کی کثرت کیا کرو]

اس لئے جمعہ کے دن خوب درود شریف پڑھنا چاہیے۔ یہ بہت آسان ہے کہ ہم ہفتے میں ایک دن معمول بنالیں کہ عصر کے بعد مرد حضرات مسجد میں اور گھر کی سب عورتیں اور بچے گھر میں اسی (۸۰) مرتبہ دورد شریف بھی پڑھ لیں اور بعد میں مغرب تک دعا کا اہتمام کرلیں۔

ہماری یہ حالت ہے کہ ہمیں ذرا سی تکلیف ہوتو ہم کبھی عملیات والوں کی طرف بھاگتے ہیں اور کبھی جادوٹونہ والوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ الٹا اپنا ایمان خراب کر بیٹھتے ہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ لوگوں کو چھوٹا خدا نہ سمجھو۔ بعض تو ایسے جاہل ہوتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ کسی نے میرا رزق باندھ دیا ہے۔ او خدا کے بندے! رزق دینے والی اللہ کی ذات ہے، کوئی ہے اس رزق کو باندھنے والا؟ بعض تو کہتے ہیں کہ کسی نے میری بیٹی کا رشتہ باندھ دیا ہے۔ انسان ان باتوں میں آکر اپنے ایمان کو کتنا برباد کرلیتا ہے۔ اللہ رب العزت کی ذات کے سوا کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا۔

قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ (آپ فرمادیجئے ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے)

ہماری اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے کاروبار میں اونچ نیچ ہوجاتی ہے اور ہم کہہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے ہوتے ہیں کی کسی نے ہمارا کاروبار باندھا ہوا ہے۔تو عملیات اور جادو ٹونہ والوں کے پاس ہرگز نہ جائیں بلکہ قبولیت دعا کے جو لمحات ہیں ان میں اپنے پروردگار سے مانگ لیجئے، پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہماری مصیبتوں کو کس طرح دور فرمادیں گے۔

جمعہ اور شب جمعہ کی برکات:

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا دن روشن پیشانی والا دن ہے اور جمعہ کی رات بڑی سفید اور چمکیلی (روشن رات) ہے۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے کیونکہ اسی شب میں اللہ کے محبوب اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور آپ ﷺ کا تشریف لانا دنیا و آخرت میں اس قدر خیر و برکت کا سبب بنا جس کا شمار کوئی بھی نہیں کر سکتا۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے لیکن جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن تیز نہیں کی جاتی۔

جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھنے کی فضیلت:

جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھ لے وہ آٹھ روز تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اگر دجال بھی نکل آئے تو یہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کرلے اس کے قدم سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور ہو جائے گا جو قیامت کے دن روشنی دے گا اور پچھلے جمعہ سے اس جمعہ تک اس کے سب گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

معاف ہو جائیں گے۔

خطبہء جمعہ کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندے جمعہ کے دن مسجد میں آئیں اور خطیب کی بات کو توجہ کے ساتھ سنیں۔ خطیب جو خطبہ دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا حق چار رکعت جو ہم روزانہ ظہر کے وقت پڑھتے تھے اس میں تخفیف کر دی اور فرمایا کہ اے میرے بندو! تم آج چار رکعت فرض پڑھنے کی بجائے دو رکعت فرض پڑھنا اور باقی دو رکعت کے بدلے خطیب کی بات کو توجہ سے سن لینا، میں اسی بات پر راضی ہو جاؤں گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ میں اجتماعیت کی ایک شان ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ میرے بندے ایک جگہ پر اکٹھے ہو کر میری عبادت کریں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

خطبہء جمعہ کا نچوڑ:

خطیب خطبہء جمعہ میں جو نصیحت کی بات کرتا ہے اس کے آخر میں اس ساری بات چیت کا نچوڑ اور لب لباب یہ پیش کرتا ہے۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالىٰ اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَ اَجَلُّ وَ اَتَمُّ وَاَهَمُّ وَ اَكْبَرُ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ .

[اور اللہ کا ذکر سب سے بلند ہے اور بڑھ کر ہے اور زیادہ ہے اور کافی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور بزرگی والا ہے اور سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو]

انداز لگایئے کہ اللہ رب العزت کی یاد کی کتنی اہمیت ہے

خطیب کے چہرے کی طرف دیکھنے پر انمول انعام:

دیکھیں کہ نماز میں قیام کے وقت سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنے کا حکم ہے، رکوع کے اندر دو انگوٹھوں کے درمیان کی جگہ کو دیکھنے کی تلقین کی گئی ہے، التحیات میں اپنے دامن رکھنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ شریعت نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ خشوع اور زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے یہ چیزیں تمہارے لئے زیادہ فائدہ مند ہیں۔ اسی طرح فرمایا کہ جب خطیب خطبہ دے تو تمہیں چاہیے کہ اس وقت خطیب کے چہرے کی طرف دیکھو، اس کے بدلے تمہیں قیامت کے دن کوئی اور نعمت (رویت باری تعالیٰ) نصیب ہوگی۔

اجازت ہو تو آ کر میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں
سنا ہے کل ترے در پر ہجوم عاشقاں ہو گا

وہ کیا نعمت ہے؟ ذرا توجہ فرمایئے کہ جمعہ کے خطبہ کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آخرت کے نمونے پیش کئے مثال کے طور پر......

⊙......اس دنیا کے گھر آخرت کے گھروں کا نمونہ ہیں۔ آخرت کے گھر ہمارے دنیاوی گھروں کی طرح ہوں گے۔ گو وہ اپنی وسعت اور کوالٹی میں اپنی مثال آپ ہوں گے۔ اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ سرخ یاقوت کے بنے ہوں گے، سونے چاندی کی اینٹوں کے بنے ہوں گے۔ ان کے اندر مشک کا گارا لگا ہوگا اور بہت ہی خوبصورت ہوں گے۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں لیکن اس

www.besturdubooks.wordpress.com

طرح ہوں گے کہ ان میں آرام کرنے کی جگہ بھی ہوگی اور مہمان خانہ بھی ہوگا۔

◎......پھلوں کا معاملہ بھی اس طرح ہے......اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَ أُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا . (اور دیئے جائیں گے ان کو ملتے جلتے)

جنت کے پھل دنیا کے پھلوں کے مشابہ ہوں گے۔ انار کی شکل دنیا کے انار کی طرح ہی ہوگی، سیب اور کیلے بھی اسی طرح کے ہوں گے مگر ان کی لذت اور کوالٹی کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

◎......اسی طرح وہاں کی عورتیں دنیا کی عورتوں جیسی ہی ہوں گی۔ ان کی شکل و صورت انہی کی طرح ہوگی۔ اگر چہ کہ وہاں کی عورت کا حسن و جمال کچھ اور ہوگا، اور دنیا کی عورت جب جنت میں جائے گی تو اس کا حسن و جمال ان سے بھی زیادہ بڑھا دیا جائے گا مگر وضع قطع میں مشابہت ہوگی۔

◎......حتی کہ جو دستر خوان جنت میں لگے گا وہ بھی دنیا کے دستر خوان کے مشابہ ہو گا۔ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ [اور برتن پانی والے] (المدثر:18)

دنیا میں جب ہم جب دستر خوان لگاتے ہیں تو یہی طریقہ ہوتا ہے کہ دستر خوان پر سب سے پہلے پانی کے برتن لا کر رکھے جاتے ہیں۔ جب مشروبات رکھ دیئے جاتے ہیں تو پھر اس کے بعد کچھ پھل اور میوے بھی رکھ دیئے جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝ (الواقعہ:۲۰)

[اور میوے جو وہ پسند کریں]

تو دیکھیں کہ پانی کے بعد خشک میووں کی بات آگئی۔ اس کے بعد دنیا میں پکے ہوئے کھانے آتے ہیں، ڈشز آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ (واقعہ:۲۱)

[اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے]

ماشاء اللہ اب پکے ہوئے کھانے آ گئے

⊙......دعوت کھانے کے بعد ایمان والے دنیا میں اپنے گھروں میں جا کر بیویوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا۔

وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ○ (واقعہ:۲۲،۲۳)

[اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جیسے تہہ کیے ہوئے آبدار موتی]

تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ جو ترتیب ادھر دنیا میں ہے وہی ترتیب اللہ تعالیٰ نے آخرت میں بھی بنائی ہے اور اللہ رب العزت نے اپنی رحمت اور قدرت کاملہ سے جو نعمتیں ایمان والوں کو آخرت میں دینی ہیں ان کا عکس دنیا میں ہی دکھا دیا ہے۔

جب جنت کی ان نعمتوں کا عکس دنیا میں دکھا دیا تو جنت میں ایک اور نعمت بھی ملے گی وہ نعمت یہ ہوگی کہ ایمان والے اپنے پروردگار کو دیکھیں۔ بلکہ دل چاہتا ہے کہ ابھی دیکھیں۔ اسی لئے شاعر نے کہا

کبھی اے حقیقت منتظر! نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبیں نیاز میں

بندے کا دل چاہتا ہے کہ مجھے موقع مل جائے اور میں ابھی سجدہ کروں۔ دل کے اندر یہ تڑپ اٹھتی ہے۔

نہیں کرتے وہ وعدہ دید کا حشر سے پہلے
دل ناداں کی خواہش ہے یہیں ہوتی ابھی ہوتی

دل تو چاہتا ہے کہ مولا کی دید یہیں ہوتی اور ابھی ہوتی مگر دنیا میں تو بندے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

انتظار کرنا ہے۔ البتہ جب جنت میں پہنچیں تو جنتی کہیں گے کہ یا اللہ! اب تو ہم ملاقات گاہ (جنت) میں پہنچ گئے ہیں اور دستور ہے کہ جب ملاقات گاہ میں پہنچ جائیں تو پھر محبّ اور محبوب کی ملاقات ضرور ہوتی ہے، اس لئے

بس اب رسم دنیا بھی ہے، وعدہ بھی ہے، دستور بھی ہے۔

اے اللہ! ہم پر احسان فرمائیے اور اپنا دیدار عطا کر دیجئے۔ چنانچہ ایمان والوں کی اس درخواست کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے ایمان والو! تم میری ملاقات کے لیے تیاری کرلو۔

دیدارِ الٰہی

دیدارِ الٰہی کے لیے تیاری

جیسے دنیا میں لوگ شادی کے لیے تیاری کرتے ہیں، نہا دھو کر اور اچھا لباس پہن کر نکاح اور دعوت ولیمہ کے لیے آتے ہیں، اسی طرح وہاں بھی جنتی تیاری کریں گے۔ چنانچہ جنتی ایک بازار میں جائیں گے تو ان کو وہاں اپنی من پسند کا حسن و جمال مل جائے گا...... آج تو جو اللہ تعالیٰ نے نقشے بنا دیے ہیں وہ تو نہیں بدل سکتے۔ چھوٹی آنکھیں موٹی نہیں ہوسکتیں اور موٹی آنکھیں چھوٹی نہیں ہو سکتیں۔ لمبا چہرہ گول نہیں ہوسکتا اور گول چہرہ لمبا نہیں ہوسکتا...... مگر اس بازار میں جنتی اپنے چہرے کی زیبائش کے لیے جو کچھ سوچتا چلا جائیگا اس کا چہرہ ویسا بنتا چلا جائے گا۔ جیسا چہرہ چاہے گا اس کا چہرہ ویسا ہو جائے گا، اس پر جیسی زیبائش چاہے گا ویسی ہی اس پر زیبائش ہو جائے گی۔ حتی کہ آنکھیں، پلکیں، ہونٹ اور دانت بھی اس کی پسند کے مطابق بن جائیں گے۔ اب ذرا سوچئے کہ اگر کسی کو خیالی اور تصوراتی حسن مل جائے تو وہ حسن کتنا عجیب ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میدانِ مزید میں حاضری

جب جنتی پوشاکیں پہن کر اپنی مرضی کا حسن و جمال لے لیں گے تو پھر اس جنت میں پہنچیں گے جہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ وہاں پر ایک دریا ہوگا جس کے کنارے پر دعوت کا اہتمام ہوگا۔ وہاں نور کے بنے ہوئے منبر اور کرسیاں ہوں گی، جن پر اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے کے لیے جنتیوں کو بٹھایا جائے گا، پہلے انبیائے کرام علیہم السلام، پھر صدیقین، پھر شہداء اور پھر صالحین بیٹھیں گے۔ پہلے حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلام سنائیں گے، پھر سیدنا رسول اللہ ﷺ بھی اللہ کا کلام سنائیں گے، اور بعد میں اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں سے سورۃ یسین کی تلاوت خود فرمائیں گے...... اللہ اکبر...... ذرا تصور تو کریں کہ یہ کیسی عجیب بات ہے۔ انسان تصور کر کے حیران ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ اب چونکہ یہ محفل میدان مزید میں منعقد ہونی ہے اور وہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہونا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مجلس کا نمونہ دنیا میں نماز جمعہ کے اجتماع کو بنا دیا۔ لہذا جو مؤمنین دنیا میں نماز جمعہ کا اہتمام کریں گے ان کو اس کا اجر ملے گا۔

دیدار کے وقت کیفیت:

حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے ایک عجیب بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو مومن اپنے دل میں یہ سوچے گا کہ میری جو کیفیت جمعہ کی نماز میں ہوگی اس یوم مزید میں ملاقات کے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے اسی کیفیت کے ساتھ حاضری ہوگی، اس لیے مومن کو چاہئے کہ وہ وقت سے پہلے تیاری کر لے، نہا دھو کر اچھے کپڑے پہنے اور خطیب کے قریب سے قریب تر آ کے بیٹھے، جو اس مجلس

www.besturdubooks.wordpress.com

میں جتنا قریب تر بیٹھنے کی کوشش کرتا ہوگا، اللہ تعالیٰ میدان مزید میں اس کو اتنا ہی اپنے قریب جگہ عطا فرمائیں گے۔ اس لئے آپ جمعہ کی نماز میں اس جذبہ کے ساتھ آیا کریں کہ جیسے ہمیں میدان مزید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار کے لئے بلایا ہے اور اب محبوب کے دیدار کے لئے مجھے سب سے آگے جا کر بیٹھنا ہے۔ اور خطیب کے چہرے کی طرف متوجہ رہا کریں، کیونکہ اگر ہم خطبہء جمعہ کے وقت خطیب کے چہرے کی طرف متوجہ رہیں گے تو میدان مزید کی مجلس میں بھی اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح اپنے دیدار کی توفیق عطا فرمادیں گے۔

یہاں پر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں انسان جیسی نماز ادا کرے گا جنت میں رویت باری تعالیٰ کی کیفیت بالکل ویسی ہی ہوگی۔ مثال کے طور پر جس کو نماز میں ادھر ادھر کے خیالات آتے ہوں گے اور وہ ان خیالات کو ہٹانے کی کوشش کر کے دنیا کے خیال کے بغیر نماز پڑھنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں بغیر کسی پردے کے اپنا دیدار عطا فرمائیں گے اور جس کو نماز میں ادھر ادھر کے خیالات آتے رہیں گے تو پھر میدان مزید میں جب اس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو درمیان میں نور کے کچھ پردے آجائیں گے اور اس کو بغیر پردے کے دیدار نصیب نہیں ہوگا۔ اس لئے ہر مؤمن کے دل میں یہ حسرت ہونی چاہئے کہ یا اللہ ہمیں ایسی نماز پڑھنے کی توفیق دے جس کے دوران ہمارے دل میں دنیا کا کوئی خیال بھی نہ آئے۔ یہ نعمت اگرچہ بڑی مشکل ہے مگر کوشش کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دے دیتے ہیں۔ آپ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ پر غور کریں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا میں ایسی نماز پڑھنے کی کوشش میں لگا رہے گا نصیب ہوگئی تو فبہا، اور اگر نصیب نہ بھی ہوئی تو کوشش کرنے کی وجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اللہ تعالیٰ اس کو محروم نہیں کریں گے۔ لہٰذا جو شخص دنیا میں ایسی نماز پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنا دیدار بغیر کسی پردے کے عطا فرما دیں گے۔ اس کو دیدار بے نقاب نصیب ہوگا۔ علما نے لکھا ہے کہ وہ دیدار بے جہت، بے کیف، بے شبہ اور بے مثال ہوگا۔ ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ دیدار کیسا ہوگا۔

معارف دیدار الٰہی:

اس دیدار کے بارے علماء نے عجیب باتیں لکھی ہیں۔

ایک بات تو یہ لکھی کہ جنتی جب جنت میں جائیں گے اور جنتی مخلوق کے حسن و جمال کو دیکھیں گے تو انہیں اس قدر تعجب سے دیکھیں گے کہ انہیں وقت کے گذرنے کا احساس بھی نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ یہ انہیں ستر سال تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہیں گے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو میدان مزید میں اپنا دیدار عطا فرمائیں گے تو جیسے آندھی آتی ہے تو ہر چیز پر مٹی کی تہہ آ جاتی ہے اسی طرح جنتیوں پر نور کی بارش ہوگی اور ان کے چہروں پر نور کی تہہ جم جائے گی۔ حتیٰ کہ جنتیوں کا حسن اتنا بڑھ جائے گا کہ جب یہ لوٹ کر اپنے گھروں میں آئیں گے تو وہ جنتی مخلوق (خدام اور خادمات) ان کو دیکھے گی تو وہ جنتی مخلوق اتنا متعجب ہوگی کہ ستر سال تک وہ بھی ٹکٹکی باندھ کر جنتیوں کو دیکھتی رہ جائے گی۔ سبحان اللہ! جنتیوں کا حسن و مجال اس قدر بڑھ جائے گا!!!

قاعدہ بھی یہی ہے کہ نوکر، نوکر ہوتا ہے اور گھر کا مالک، گھر کا مالک ہوتا ہے۔ اگر حور و غلمان کا ایسا حسن ہے تو جو ایمان والے جا کر وہاں کے وارث بنیں گے ان کے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا......!!!

اب سوچئے کہ جس ذات نے حسن و جمال کو پیدا کر دیا اس کے اپنے حسن

www.besturdubooks.wordpress.com

و جمال کا کیا عالم ہوگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

اَللّٰہُ جَمِیْلٌ (اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں)۔

یا اللہ! وہ کتنے خوش نصیب لوگ ہوں گے جو آپ کا دیدار کریں گے۔ وہ کیسی خوش نصیب آنکھیں ہوں گی جو جنت میں آپ کا دیدار کریں گی۔

حال کیا ہوگا بھلا ان کا تیری دید کے دن
جن کا دل جوش میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

یا اللہ! تیرا نام سن کر جو دنیا میں تڑپنے لگتے ہیں جب وہ جنت میں آپ کا دیدار کریں گے تو اس دن ان کا کیا حال ہوگا۔

☆...... یہاں پر حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے۔ اس بات کو پڑھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ حضرت نے لکھا ہے کہ اللہ تعالی دیدار کرائیں گے اور جنتی دیدار کریں گے۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دیدار ختم کیسے ہوگا؟ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ خود دیدار ختم کروا دیں تو اس میں بخالت کا شبہ ہوتا ہے کہ دیکھنے والے تو دیکھ رہے تھے اور دیدار کرانے والے نے خود ہی پردے کر لئے، اور اگر یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ تو دیدار کرا رہے تھے اور جنتیوں نے دیدار کرنا بند کر دیا، تو یہ مؤمنوں کے لئے وجہِ ملامت بنتا ہے کہ یہ کیسے عاشق ہیں کہ محبوب جلوہ افروز ہے اور محبت کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہو گئے...... وہ فرماتے ہیں کہ ذرا غور کریں کہ جب ایک مکھی کسی حلوائی کی دکان پر چلی جاتی ہے تو حلوائی مکھی کو بار بار اڑانے کی کوشش کرتا ہے مگر مکھی اس مٹھائی سے پیچھے نہیں ہٹتی۔

تو خواہی آستیں افشاں وخواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نہ خواہد رفت از دکان حلوائی

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر شہد کی مکھی مٹھائی کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتی تو جنت میں عاشق لوگ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا کیسے چھوڑ دیں گے؟

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علمائے محققین کو اس کی معرفت عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات دو طرح کی ہیں۔ ایک جلالی تجلیات ہیں ا دوسری جمالی تجلیات ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ جمال کی تجلیات ڈالیں گے تو سب ے سب مومن اس کے دیدار میں مشغول ہو جائیں گے اور جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو وہ جلال کی تجلیات ڈالیں گے اور سب کے سب مومن جنت کی نعمتوں میں مشغول ہو جائیں گے۔ پھر جب جمال کی تجلیات ڈالیں گے تو پھر جنت کی نعمتوں سے ہٹ کر اللہ رب العزت کے دیدار میں مشغول ہو جائیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان کو دیدار عطا فرماتے رہیں گے۔

☆...... کسی کو اللہ تعالیٰ سال میں ایک مرتبہ اپنا دیدار عطا فرمائیں گے، کسی کو ہر جمعہ کے دن دیدار الٰہی نصیب ہوگا اور کئی جنتی ایسے ہوں گے کہ جن کو ہر روز اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایک بندہ ایسا ہوگا جو دنیا میں اندھا پیدا ہوا لیکن وہ اللہ کی اس تقسیم پر راضی رہا اور اس نے نیکی اور تقویٰ کی زندگی گذاری، جب یہ اندھا اللہ رب العزت کے حضور جنت میں پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر وقت اپنا دیدار عطا فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ میرا وہ بندہ ہے جس نے دنیا میں میرے غیر کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھا، لہٰذا آج یہ ٹکٹکی باندھ کر میرا دیدار کر سکے گا۔ سبحان اللہ

علمائے ماوراء النہر کا معمول:

ہم نے علمائے ماوراء النہر یعنی بخارا اور اس کے ملحقہ علاقوں کے علماء کا یہ عمل

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن دس بجے مسجد میں آجاتے ہیں۔ مجھے ایک جگہ جمعہ پڑھانا تھا۔ ہم سفر سے وہاں لوٹے۔ تھکے۔ ہوئے تھے اس لئے ہم نے سوچا کہ ابھی صبح کے آٹھ بجے ہیں لہٰذا ہم ناشتہ کر کے سو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم سو گئے۔ پھر دس بجے اٹھے اور وضو کے لئے کمرے سے باہر نکلے تو دیکھا کہ پوری مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ ہم یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ معلوم نہیں کیا ماجرا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کہ شاید کوئی فوت ہو گیا ہو یا کوئی اور وجہ ہو۔ چنانچہ ہم نے مفتی صاحب سے پوچھا کہ آج لوگ مسجد میں دس بجے کیوں اکٹھے ہو گئے؟ کہنے لگے کہ ہمارے ہاں یہ دستور ہے کہ یہاں کے علمائے کرام یوم جمعہ کو یوم مزید کا ایک عکس سمجھ کر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ گویا آج اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونا ہے۔ اگر آج ہم وقت سے پہلے مسجد میں جائیں گے تو جنت میں بھی ہمیں اسی طرح جانے کی سعادت نصیب ہوگی۔ سبحان اللہ......

اس وقت مجھے اپنے دیس کے نوجوان یاد آئے کہ اگر ایک بجے جمعہ ہونا ہوتو وہ کہتے ہیں کہ بارہ بج کر پچپن منٹ پر گھر سے نکلیں گے اور پانچ منٹ میں مسجد میں پہنچ جائیں گے اور نماز پڑھ کر واپس آجائیں گے ...... مفتی صاحب نے بتایا کہ یہ لوگ دس بجے مسجد میں پہنچ جاتے ہیں اور یہاں دو تین گھنٹے پہلے آ کر نوافل پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں، درود شریف پڑھتے ہیں، صلوٰۃ التسبیح پڑھتے ہیں اور ندامت کے ساتھ استغفار کرتے رہتے ہیں، اس کے بعد جمعہ کی نماز پڑھ کر اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہمیں بھی جمعہ کی نماز کا ایسا اچھا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد چودہ

- اللہ تعالیٰ سے جنونی تعلق
- محبوب کل جہاں
- ایمانی زندگی کے تقاضے
- اعمالِ صالح اور یقینِ کامل کے ثمرات
- دنیا کی حقیقت
- تقویٰ کے ثمرات

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223
618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر جلد ۱۴

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

مرتب

ڈاکٹر شاہد محمود عفی عنہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	خطباتِ فقیر (جلد ۱۴)
از افادات	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ
مرتب	ڈاکٹر شاہد محمود عُفی عنہ
ناشر	مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
اشاعت اوّل	اکتوبر 2008ء
اشاعت دوم	جنوری 2009ء
اشاعت سوم	مئی 2009ء
اشاعت چہارم	اکتوبر 2009ء
اشاعت پنجم	مئی 2010ء
تعداد	1100
سرورق	حافظ انجم محمود
کمپیوٹر کمپوزنگ	ڈاکٹر شاہد محمود عُفی عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	11
پیش لفظ	13
① اللہ تعالیٰ سے جنونی تعلق	17
محبت کا بیج	17
محبت کیسے ہوتی ہے؟	17
محبت کا فطری جذبہ	18
عشق اور فسق	20
ماہرینِ نفسیات کے فلسفہ ہائے حیات	20
کارل مارکس کا نظریہ	21
الفریڈ ایڈلر کا نظریہ	21
فرائیڈ کا نظریہ	21
اسلامی نظریہ	22
سائنسدانوں کا دھوکہ	22
سچ کیا ہے؟	23
محبت کی حقیقت	24
محبت الٰہی کی شیرینی	25
عشق کی دکانیں اور عشق کی پڑیا	26
ایمان کی شرط	27
دل اور دماغ کا فرق	28
سات زبانوں میں اشعار	28
دل کی زبان	31
دل کا کام	32
اعضاء کی لذات	33
آنکھ کی لذتیں	33
ناک کی لذتیں	34
زبان کی لذتیں	34
پوشیدہ اعضاء کی لذتیں	35
دل کی لذتیں	35
قانونی تعلق	36
جنونی تعلق	37
آج کے مسلمان کی حالت	38
اللہ سے جنونی تعلق مطلوب ہے	39
محبوب کی ہر چیز اچھی لگتی ہے	40
اللہ کے ذکر سے مؤمن کا دل تڑپتا ہے	41
ایک بیمارِ عشق کا واقعہ	42
اللہ ذکر سے مؤمن کی نبض تیز ہوجاتی ہے	43
تلاوت قرآن اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی	43
نماز......اللہ تعالیٰ سے ملاقات	44
موت......تحفہ مؤمن	46

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
محفلِ دیدار	47
محبت الٰہی کا حصول	48
(۱) طلبِ صادق	48
(۳) موت کی یاد	49
(۴) انعاماتِ باری تعالیٰ کا استحضار	50
(۵) اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا	51
(۶) اللہ کی راہ میں خرچ کرنا	51
(۷) صلہ رحمی	51
کھچاوٹ والی محبت	52
اللہ کو کتنی محبت ہے؟	53
محبت الٰہی......زندگی کی گاڑی کا پٹرول	53
محبت الٰہی کی قدر	53
محبتِ الٰہی کیلیے مناجات	55
(۲) محبوبِ کل جہاں ﷺ	59
ایک آئیڈیل شخصیت	61
دعائے ابراہیمی علیہ السلام کے مصداق	62
ولادت نبوی ﷺ کے وقت میں حکمت	63
کسریٰ محل کے کنگرے ٹوٹنے میں راز	63
والد ماجد کی وفات میں حکمت	64
دورانِ حمل برکات کا ظہور	65
حلیمہ سعدیہ کے آنگن میں رحمتوں کی بکھیر	65
حلیمہ سعدیہ کی پرکیف لوری	67
اعلانِ نبوت سے قبل آپ ﷺ کی تکریم	69
دل کا سودا کرنے والے	70
عرب کا چاند	71
دیدار پرانوار کی تڑپ	71
ان کے چاہنے والے ایسے بھی تھے	72
صدیقہ کائنات کی لازوال محبت	73
شاعر رسول در مدح جمال رسول	74
جمال مصطفیٰ امام بومیریؒ کی نظر میں	74
جمادات کے محبوب	75
نباتات کے محبوب	76
حیوانات کے محبوب	77
انسانوں کے محبوب	77
زندگی کی آخری تمنا	78
محبوب ﷺ کی شباہت کی تمنا	78
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے انتہا درجہ کی محبت	79
حضرت اسماءؓ کے دل میں محبوب خدا کی محبت	86
ایک صحابیہ کی محبت	88
واقعہ جس نے صحابہ کرامؓ کو تڑپا دیا	88
محبوب خدا ﷺ کی محبت بھری دعا	90

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
③ ایمانی زندگی کے تقاضے	93
مؤمنوں کو ایمان لانے کا حکم	95
تصدیق بالقلب کا مطلب	96
عمل دل کی حالت کا آئینہ دار ہے	97
بناوٹی خوف	98
مومن اور غیر مومن میں فرق	99
مومن بن دیکھے مانتا ہے، کافر دیکھ کر مانتا ہے	99
مومن بخوشی مانتا ہے، غیر مومن مجبوراً مانے گا	99
بروز قیامت کافر کو حسرت ہوگی، مومن مسرور ہوگا	100
انسان کی قیمت	101
پروردگار کی عظمت	101
انسان کی اوقات	102
ایمان والا انسان اللہ کا دوست ہے	103
انسان صفات الٰہیہ کا مظہر ہے	103
انسان ایک نوخیز کلی کی مانند ہے	104
انسان کے نامطلوب اوصاف	104
اقتدار کے ساتھ تکبر	105
دولت کے ساتھ بخل	105
علم کے ساتھ حسد	106
شہرت کے ساتھ ریاکاری	106

عنوان	صفحہ نمبر
حسن وجمال کے ساتھ نمائش	107
انسان کی ذمہ داری	107
انسانی زندگی کے دورخ	108
دنیا میں بالآخر کھونا ہی ہے	108
جب تک انسان مٹے نہیں کامل نہیں ہو سکتا	109
انسان کی روحانی قوت جنوں سے بڑھ کر	110
انسان کی بڑی غلطی	111
دوزخی اعمال سے جنت کی تلاش	112
موت کو یاد رکھو	113
اعمال کی کنجیاں	114
جنت کی کنجی	114
نماز کی کنجی	114
نیکی کی کنجی سچ بولنا	115
علم کی کنجی "حسنِ سوال"	116
اللہ کی مدد کی کنجی "صبر"	116
نعمتِ خدا کی کنجی "شکر"	117
ولایت کی کنجی "ذکر"	118
فلاح کی کنجی "تقویٰ"	118
رزق کی کنجی "اخلاص"	119
خیر و برکت والے اعمال	119
وضو میں عمر کی برکت	119

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
سلام میں گھر کی برکت	120
اہل اللہ سے نسبت	120
نبی علیہ السلام کا ساتھ	120
پانچ بندوں کی ذمہ داری	121
(۱) اللہ کے راستے میں نکلنے والا	121
(۲) مریض کی عیادت کرنے والا	121
(۳) صبح وشام مسجد میں گزارنے والا	122
(۴) امام کا معاون	122
(۵) کسی کا برا نہ چاہنے والا	123
پانچ آنکھوں پر جہنم حرام	124
اللہ کی راہ میں جاگنے والی آنکھ	124
اللہ کی راہ میں ضائع ہونے والی آنکھ	124
خوف خدا سے رونے والی آنکھ	125
غیر محرم سے رکنے والی آنکھ	125
اللہ والوں کو محبت سے دیکھنے والی آنکھ	125
پانچ کاموں میں جلدی کرو!	125
پرندوں کا پنجرہ یا جانوروں کا اصطبل	126
تصوف وسلوک کی محنت کا مقصد	127
تصوف، اکابر کے اقوال کی روشنی میں	127
نورِ ولایت کی نشانیاں	130
منصور حلاج اور فرعون میں فرق	136
زندگی کی ترتیب سیدھی کریں	136
اجتماع کیلیے ہدایات	138
ذکر وفکر میں وقت گزاریں	138
پرسکون نمازوں کی کوشش کریں	138
تہجد کی پابندی کریں	139
سچی توبہ کریں	139
ممنوعہ چیزیں	140
اللہ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں کرتے	141
قبولیت بڑی نعمت ہے	141
قبولیت کے لیے دعا مانگیں	142
(۴) یقینِ کامل اور اعمالِ صالحہ کے ثمرات	145
ہر انسان کی خواہش	147
اعمال کے اثرات	148
نماز اور فلاح	148
ذکر اور اطمینانِ قلب	148
روزہ اور تقویٰ	149
حج اور مغفرت	149
اعمال کی طاقت کا یقین	150
اعمال بنانے اور بگاڑنے کا نتیجہ	150
رجوع الی اللہ کا نتیجہ	151
اعمال بنانے پر دو خوشخبریاں	152
اعمال بگاڑنے پر دو عذاب	153
اپنی ذات پر محنت کی ضرورت	155
دوسروں کے بارے میں حسن ظن، اپنے بارے میں فکرمند	155

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
نیکوں اور بروں کے حالات میں فرق	156
فتح ابواب اور فتح برکات	158
آزمائش، مؤمن اور فاسق دونوں پر	159
عبادت میں سستی کا نتیجہ	160
بسم اللہ کی برکت سے شیطانی اثرات سے حفاظت	161
کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا	161
بسم اللہ پڑھ کر گھر کا دروازہ بند کرنا	162
بسم اللہ پڑھ کر بیت الخلا جانا	162
کپڑے اتارتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا	163
بسم اللہ پڑھنے کی عادت ڈالیں	164
روز محشر اعمال کام آئیں گے	165
اچھی طرح وضو کرنا کام آئے گا	165
ذکر کام آئے گا	166
نماز کام آئے گی	167
روزہ کام آئے گا	167
حج وعمرہ کام آئے گا	167
صلہ رحمی کام آئے گی	168
صدقہ خیرات کام آئے گا	168
خوف خدا کام آئے گا	168
درود شریف کام آئے گا	169
کلمہ کام آئے گا	169
اچھے اخلاق کام آئیں گے	169
ایمان مفصل......ایک عہد، ایک وعدہ	170
اللہ پر ایمان کی حقیقت	170
پہلے معجزے کا مقصد	171
دوسرے معجزے کا مقصد	172
رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے	173
امید فقط اللہ سے	174
بچے کی مثال	174
مانگنا غیر سے شکوے اللہ سے	175
فرشتوں پر ایمان کا مطلب	175
کتابوں پر ایمان کا مطلب	176
رسولوں پر ایمان کا مطلب	176
روز آخرت پر ایمان	177
قضاوقدر پر یقین کا مطلب	178
موت کے بعد کھڑے ہونے کا یقین	178
آج ایمان بنانے کی ضرورت ہے	178
ایمان والے کا حکم کرہ ارض پر چلتا ہے	179
امت محمدیہ کی فضیلت دوسری امم پر	180
اپنی ذات پر محنت کی ضرورت ہے	186
تین باتیں......لوہے کی لکیر	186
اللہ کے وعدوں کا یقین	188
لینے والا مزاج	188
دینے والا مزاج	188
سچی توبہ کا اعجاز	189
علمی نکات	190

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
توبہ کے لیے جامع دعا	192
چار انعامات	192
ماسٹر پیس کیسے ہوتے ہیں؟	195
(۵) دنیا کی حقیقت	198
سفرِ آخرت کے مسافر	199
دنیا امتحان گاہ ہے	199
دو قسم کے گناہ	200
تکبر ایٹمی گناہ	200
نفس کو مارنے کا مطلب	201
دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشہ ہے	202
دنیا کیا ہے؟	203
دنیا کی طالب کتے	203
کتے سے تشبیہ کی وجہ	204
آخرت دنیا پر مقدم ہے	205
دنیا سے کنارہ کشی کا مطلب	206
طمع کے یار	207
دنیا کی حقیقت	207
فقیری کا مزا شاہی میں نہیں	207
اللہ والوں کے خادم	207
اللہ والوں کی حکومت	208
صبرِ جمیل اور ہجرِ جمیل	209
دنیا ضدین کا مجموعہ ہے	209
موت کا وقت مشکل ترین وقت	210

عنوان	صفحہ نمبر
حق و باطل کی کھلی نشانیاں	210
انسان میں حق و باطل کی مخفی جنگ	211
مٹی سے مانوسیت	212
فقراء کی اغنیاء پر فضیلت	212
فقراء سے دوستی کا فائدہ	213
ٹھنڈا سانس اور سو سال کی عبادت	213
ایک گناہ گار اور ایک عابد کا انجام	214
غریب کی آہ سے ڈرو	215
بڑے بوجھ والے لوگ	216
مالدار یا مال کے چوکیدار	217
عزت والا کون؟	217
اللہ تعالیٰ اخلاص کو دیکھتے ہیں	218
اخلاص کی کمی پر اجر کی کمی	218
وزنِ اعمال کی سائنسی توجیہہ	219
اجتماع کا بنیادی مقصد	221
اجتماع میں وقت کیسے گزاریں	221
چنے ہوئے لوگوں کا مجمع	222
اپنے وقت کو قیمتی بنائیں	223
ازلی دشمن سے ہوشیار!!!	224
(۶) تقویٰ کے ثمرات	225
شبہ والی چیزوں کو چھوڑنے کا حکم	227
پروردگارِ عالم کی وصیت......!!!	228
ولایت کے درجات	229

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
تقویٰ......اکابرین کی نظر میں	229	(۸)......اصلاحِ احوال	252
تقویٰ......قرآن مجید کی نظر میں	232	(۹)......اعداء سے حفاظت	252
تقویٰ کے فوائد وثمرات	234	خدائی فوج کا پہرہ	256
(۱)......تکفیر سیئات	234	نبی رحمت ﷺ کے دشمنوں کا مکر	257
(۲)......اعظام اجر	235	گناہ......کمزوری کا پیش خیمہ	260
(۳)......اعطائے فرقان	237	چڑیوں سے باز مروا دیے	261
ولادت سے پہلے بیٹی کی خبر	237	اسباب کے بغیر فتح وکامرانی	261
خواب سنے بغیر تعبیر	238	ایک سانپ......تریاق کی شکل میں	263
بدنظری کا فوری ادراک	239	(۱۰)......اخروی نجات	263
فراست مومن کا مطلب	239	(۱۱)......فتح برکات	264
تمہارے گھر میں سؤر کیسے......!!!	240	برکت کا فقدان	265
چالیس دن میں القائے نسبت	241	(۱۲)......اعطائے قبولیت	266
انگوروں سے مردوں کی بدبو	241	فقہ حنفی کی قبولیت اور اس کا راز	267
یہ علم غیب نہیں	242	بخاری شریف کی قبولیت کا راز	270
(۴)......اخراج من الضیق	243	منہ توڑ جواب	270
حاسدین کے خلاف خدائی مدد	243	قرآن مجید کی خدمت کا صلہ	271
نامساعد حالات میں خروج کا راستہ	246	قرب خداوندی کا سبب	272
(۵)......رزق بے حساب	247	احسن القصص اور اس کے اسرار ورموز	273
نوٹوں سے بھرا سوٹ کیس	248	آج امت بے سہارا ہے مگر......	278
بلوں سے رزق کا انتظام	249	احتیاط تو یہ بھی ہے مگر......	280
والدین کی خدمت کا انعام	250	تقویٰ کا دائرہ کار	280
(۶)......معیت الٰہی	251	دنیا کی چیک پوسٹ میں پوشیدہ ایک سبق	281
(۷)......محبت الٰہی	251		

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ تیرہویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحر معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تازیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنے شروع ہوگئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رخت سفر باندھا اور عازم سفر ہوئے۔ اس کثرت سے سفر ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلہ بنا دیا۔ اس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟...... مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے

"قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے،
و اما بنعمة ربك فحدث ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبروار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علماء طلباء نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

اس کتاب کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

كان الله له عوضا عن كل شيء

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾

(البقرۃ:۱۶۵)

اللہ تعالیٰ سے جنونی تعلق

یہ بیان 2004ء کو معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں سالانہ نقشبندی اجتماع کے موقع پر ہوا، جس میں حضرت اقدس کے خلفاء اور اندرون و بیرون ملک سے ہزاروں مریدین شریک تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اور اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے کو مجھ سے جنونی تعلق ہونا چاہیے۔ اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، یہ مخبر صادق، اللہ کے پیارے محبوب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے آکر بتائی اور فرمایا:

اُذْکُرُوْ اللّٰہَ حَتّٰی یُقَالَ اِنَّہٗ مَجْنُوْن

[تم اللہ کا ذکر اتنا کرو حتی کہ لوگ کہیں کہ یہ تو مجنون ہے]

تو اللہ تعالیٰ بندے سے جنونی تعلق چاہتے ہیں۔ اور پھر جب جنونی تعلق ہوتا ہے، تو پھر فرض پڑھ کر مزہ پورا نہیں ہوتا۔ پھر واجب بھی، سنتیں بھی، مستحبات بھی، فرض کے بعد مسجد میں مراقبے میں بیٹھنے کو بھی دل کرتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ سے جنونی تعلق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ
اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ o (الانفال: ۲)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی
الْمُرْسَلِیْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم

محبت کا بیج:

محبت کا لفظ بعض علماء کے نزدیک حبہ سے نکلا ہے۔حبہ کہتے ہیں بیج کو اور سب جانتے ہیں کہ اگر کسی بھی بیج کو مناسب زمین مل جائے ؛ ماحول مل جائے تو وہ پھلتا پھولتا ہے اور پھل پھول نکالتا ہے۔اسی طرح محبت کا جذبہ ہر انسان کے اندر فطری طور پر موجود ہے۔یہ بیج اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اندر یوم میثاق میں رکھ دیا تھا۔یوم میثاق اس دن کو کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب روحوں سے ایک عہد لیا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب دیا: قَالُوْ بَلٰی اے پروردگار! آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

محبت کیسے ہوتی ہے؟

محبت دو وجوہات سے ہوتی ہے،کبھی دیکھنے سے اور کبھی بات کرنے سے۔دیکھنا

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی محبت کا ذریعہ بنتا ہے اور کلام بھی محبت کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی لئے جتنے بھی انبیاء کرام دنیا میں گزرے ہیں، ان میں سے کسی نے بھی دنیا میں اللہ رب العزت کو دیکھنے کی تمنا ظاہر نہیں کی سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے، انہوں نے کہا:

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ [اے پروردگار! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں]

تو سب انبیائے کرام میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخر ایسا کیوں کہا؟ تو علماء نے لکھا ہے کہ وہ کلیم اللہ تھے، وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرتے تھے اور جب بھی کسی سے ہم کلامی ہو تو اس کو دیکھنے اور اس سے ملنے کی دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔ گویا کلام، محبت کا ذریعہ بنتا ہے اور اگر دیکھ لیا جائے تو پھر محبت راسخ ہو جاتی ہے۔

یہ دونوں نعمتیں انسان کو اسی دن مل گئیں۔ جس دن کلمہ عیان نے ساری روحوں کے سامنے اپنی تجلی ڈالی، بغیر کسی نقاب اور حجاب کے۔ بے نقاب تجلی جب روحوں پر پڑی تو ان کو دید نصیب ہوئی اور اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے ذریعے ہم کلامی فرمائی۔ تو تمام روحوں کو یہ دو نعمتیں اس دن مل گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا جمال دکھا کر سوزِ عشق عطا کر دیا اور اپنا کلام فرما کر کیفِ علم عطا فرما دیا۔ یہ دونوں نعمتیں انسان کو مل گئیں۔ کیفِ علم بھی ملا اور سوزِ عشق بھی ملا۔

محبت کا فطری جذبہ:

تو فطری طور پر ہر انسان کے اندر محبت کا بیج موجود ہے۔ اسی لئے ہر انسان فطری طور پر حسن و جمال کا قدر دان ہے...... اچھا منظر دیکھیں گے، اچھا لگے گا، اچھی عمارت دیکھیں، اچھی لگے گی، خوبصورت درخت دیکھیں، اچھے لگیں گے، خوبصورت شخصیت دیکھیں، اچھی لگے گی، کسی چیز میں بھی حسن و جمال ہو گا تو انسان کا دل اس کی طرف کھنچے گا یہ ایک فطری سی چیز ہے۔ اسی کو شعراء نے اپنے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ کسی نے تو یوں کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی
پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں
تو دل نہیں ہے، جگر نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے جو تجلی ڈال دی تو بندے سے دل لے لیا۔ ہر بندے کے دل میں یہ محبت کا بیج ڈال دیا۔ چنانچہ کسی نے کہا:

شاید بزم ازل میں اک نگاہ ناز سے
عشق کو اس انجمن میں آشکارا کر دیا

اک نگاہ ڈال دی اور مخلوق کے اندر محبت کا یہ سلسلہ شروع کر دیا۔ ایک شاعر نے کہا:

ازل سے حسن پرستی لکھی تھی قسمت میں
میرا مزاج لڑکپن سے عاشقانہ ہے

کسی نے کہا:

پیدا ہوئے تو ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے
کیا جانیں ہم ہیں کب سے کسی پر مرے ہوئے؟

(کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے ہاتھ اس کے جگر پر ہوتے ہیں)

کسی نے یوں کہا

میری طفلی میں شانِ عشق بازی آشکارا تھی
اگر بچپن میں کھیلا کھیل تو آنکھیں لڑانے کا

اور ایک شاعر نے اس کو یوں کہا:

کہیں کون و مکاں میں جو نہ رکھی جا سکی اے دل!
غضب دیکھا وہ چنگاری میری مٹی میں شامل تھی

www.besturdubooks.wordpress.com

[وہ عشق کی چنگاری جو کون و مکاں میں کہیں نہیں سماتی تھی۔ اللہ رب العزت نے اس عشق کی چنگاری کو میرے دل کی مٹی میں شامل کردیا]

عشق اور فسق:

چنانچہ دنیا کے ہر انسان کو عشق سے واسطہ پڑتا ہے یہ اور بات ہے کہ خالق کا عشق ہو یا مخلوق کا عشق ہو۔ خالق کا عشق ہو تو وہ نور ہوگا اور مخلوق کا شیطانی ، نفسانی ، شہوانی عشق ہوگا تو اسکے اندر ظلمت ہوگی ۔ خالق کا عشق نیکی ہے اور مخلوق کا عشق جو نفسانی اعتبار سے ہو وہ گناہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کو عشق کہنا چاہئے اور مخلوق کے نفسانی تعلق کو فسق کہنا چاہئے۔ یہ عشق نہیں ہوتا ، یہ فسق ہوتا ہے۔

پتھر سے ہو خدا سے ہو یا پھر کسی سے ہو
آتا نہیں ہے چین محبت کئے بغیر

اور ایک شاعر نے کہا:

دل بحر محبت ہے محبت یہ کرے گا
لاکھ اس کو بچا تو یہ کسی پر تو مرے گا

جب دل نے محبت کرنی ہی ہے تو اے بندے ! کیوں نہ اپنے پروردگار سے محبت کرلو۔ مخلوق سے محبت کرنے کا کیا نتیجہ نکلے گا کہ ایک دن بالآخر اس سے جدا ہو جانا ہے۔ تو یاد رکھیئے کہ جس انسان نے مخلوق سے دل لگایا ، ایک نہ ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جس انسان نے اللہ رب العزت سے دل لگایا ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

ماہرینِ نفسیات کے فلسفہ ہائے حیات:

دنیا کے سائنسدانوں نے ، ماہر نفسیات لوگوں نے انسان کی نفسیات کا مطالعہ

www.besturdubooks.wordpress.com

(Study) کرنے میں پوری پوری زندگی گزار دی۔ دنیا میں بڑے معروف اور نمایاں قسم کے ماہر نفسیات گزرے ہیں، سائنسدان گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کی محنتوں کا نچوڑ نکالا یہ اور بات ہے کہ وہ ٹھیک تھا یا غلط تھا۔

کارل مارکس کا نظریہ:

مثلاً کارل مارکس نے اپنی ساری زندگی کی محنت کا نچوڑ یہ نکالا کہ انسان کی زندگی کے اعمال کا محرک اس کا کھانا پینا ہے۔ اس نے روٹی پانی کو انسان کے اعمال کا محرک قرار دیا ہے کہ انسان کے تمام اعمال روٹی پانی کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ سارا کاروبار جو نظر آتا ہے، یہ دنیا کا جو بازار سجا نظر آتا ہے یہ سب روٹی پانی کا چکر ہے۔ چنانچہ اس نے روٹی پانی کو انسان کے تمام اعمال کا محرک اور مرکز قرار دیا ہے۔

الفریڈ ایڈلر کا نظریہ:

ایک اور ماہر نفسیات الفریڈ ایڈلر نے کہا کہ جذبہ تفوق (دوسروں پر فوقیت حاصل کرنا) انسان کے تمام اعمال کا مرکزی نقطہ ہے۔ انسان دنیا میں جو کام بھی کرتا ہے وہ بڑائی چاہتا ہے، وہ دوسروں سے Superierity (برتری) چاہتا ہے۔ وہ دوسروں پر مکمل اختیار چاہتا ہے، تو اس نے جذبہ تفوّق کو انسانی اعمال کا محرک قرار دیا ہے۔

فرائیڈ کا نظریہ:

ایک تیسرا سائنسدان فرائیڈ تھا۔ اس نے جذبہ جنسیات کو انسان کے اعمال کا محرک قرار دیا ہے۔ اس نے کہا کہ جی نہیں، روٹی پانی ایک طرف، اصل میں تو انسان کے اندر جنسی خواہشات کے مزے لوٹنے کی اتنی زیادہ چاہت ہوتی ہے کہ یہ تمام دنیا کا کھیل اسی کے گرد کھیلا جا رہا ہے۔ مرد اور عورت میاں بیوی بنتے ہیں، اپنے اسی جذبہ جنسیات کو پورا کرنے کی خاطر اور چونکہ اولاد ہو جاتی ہے تو باقی ذمہ داریاں ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پلے پڑ جاتی ہیں۔ اس نے جنسیات کو انسانی زندگی کا مرکز اور محور قرار دیا ہے۔

اسلامی نظریہ:

دین اسلام نے آ کر بتایا کہ لوگو! تمہیں دھوکہ ہوا، تمہیں بھول ہوئی، تم اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرے، تم نے ہاتھی کے پاؤں کو ستون سمجھ لیا، تم نے حقیقت کو سمجھنے کی کوشش تو کی لیکن عقل چونکہ ادھوری تھی اس لئے وہ پوری بات کو سمجھ نہ سکی۔ دین اسلام نے محبت الٰہی کو تمام اعمال کا محرک قرار دیا۔ اس لیے اگر آپ غور کریں تو دنیا کی اکثریت ایسے انسانوں کی ہے جو کسی نہ کسی شکل میں خدا کو مانتے ہیں۔ ایک خدا کو مانیں یا سینکڑوں خدا کو مانیں، خدا کو مانتے ضرور ہیں۔ مکہ کے مشرکین نے بھی ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔ روز کا نیا خدا، کوئی لکڑی کا خدا، کوئی پتھر کا خدا، کوئی لوہے کا خدا، کوئی موٹا خدا، کوئی چھوٹا خدا، سب جھوٹے خدا۔ مگر خدا کا تصور ان کے ذہن میں بہرحال تھا۔ دنیا کے جتنے بڑے بڑے مذاہب ہیں، مسلمان ہیں، یہودی ہیں، عیسائی ہیں یا ان کے علاوہ ہندوؤں کو دیکھو، سکھوں کو دیکھو، بدھ مت کو دیکھو سب لوگ کسی نہ کسی شکل میں خدا کے تصور کو مانیں گے۔ فرق اتنا ہے کہ ہم نے اس کو ''اللہ'' کہا اور ہندوؤں نے اس کو ''رام'' کہا، مگر کسی نہ کسی بڑی ذات کو مانتے ضرور ہیں۔ اپنی مصیبت میں کسی نہ کسی کے سامنے دامن پھیلائے کھڑے ضرور ہوتے ہیں۔ جب دریا میں کشتی ڈوبنے لگتی ہے، قرآن کہتا ہے کہ ذرا پوچھو ان سے! یہ کس کو پکارتے ہیں؟ یہ جس کو پکارتے ہیں وہی ان کا پروردگار ہے۔

سائنسدانوں کا دھوکہ:

لیکن چونکہ دنیا کے سائنسدانوں نے حقیقت کو نہ سمجھا اس لئے انہوں نے دھوکہ کھایا، ٹھوکر کھائی۔ عقل کے اوپر جو بھی بنیاد ہوتی ہے وہ ہمیشہ نازک ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا نا پائیدار ہوگا

چنانچہ کفر نے جب دیکھا کہ انسانی اعمال جنسیات کی وجہ سے ہیں یا روٹی پانی کی وجہ سے تو انہوں نے مخلوق کو اسی نظام کے پیچھے لگا دیا، مگر جو فطری جذبہ ان کے اندر تھا، وہ کھا، پی کر بھی پورا نہ ہو سکا، وہ اپنے جنسی تقاضے کو پورا کر کے بھی پورا نہ ہو سکا۔ اس لئے کہ وہ فطری جذبہ تو اپنی جگہ موجود تھا۔ لہٰذا کفر کی دنیا بے راہ روی کا شکار ہوگئی۔ اس محبت کے جذبہ کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے مخلوق سے محبت کرنا شروع کر دی۔ چنانچہ کفر کی دنیا میں کھانا پینا مقصد زندگی ہے اور باقی زندگی ان کی مخلوق کی محبت کے گرد گھومتی ہے۔ ان کے نزدیک محبت (love) کا بنیادی مقصد ایک مرد اور عورت کا آپس کا ملاپ ہے۔ اس لئے وہ تمام چاہتوں کو پورا کر کے بھی ادھوری زندگی گزارتے ہیں اور انہیں اپنا آپ خالی نظر آتا ہے۔ کھوئے کھوئے لگتے ہیں، حق کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں، انہیں مقصد زندگی نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے کہتے ہیں

We are in search of truth

ہم سچ کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔

سچ کیا ہے؟

اور سچ کیا ہے؟ جو اسلام نے بتایا کہ لوگو! تمہارا ایک پروردگار ہے جو بہت صفات کا مالک ہے، تمہیں اپنے اس خالق اور مالک کے ساتھ بے پناہ محبت حاصل کرنی چاہئے، زندگی کی ترتیب یہ ہوگی تو تمہارے فطری جذبے کو تسکین مل جائے گی۔ اسی لئے دینِ اسلام نے ایک ٹھوس بات بتائی کہ لوگو! اپنے دلوں میں اپنے رب کی محبت کو پیدا کرلو، تمہاری زندگیوں کی تمام پریشانیوں کا حل تمہیں مل جائے گا۔ تمہاری پریشانیوں کا حل نہ روٹی میں ہے، نہ کپڑے میں، نہ مکان میں، کسی چیز میں حل نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، تمہاری پریشانیوں کا حل تمہارے مالک اور خالق کی محبت کے حاصل کرنے میں ہے۔ اگر وہ محبت دل میں ہوئی تو تم فاقے سے بھی ہوگے تو تم اپنی زندگی سے محظوظ (Enjoy) کر رہے ہوگے، تم ویرانے میں بھی بیٹھے ہوگے تو تمہیں انجمن میں بیٹھنے کا مزہ آ رہا ہوگا۔

محبت کی حقیقت:

دینِ اسلام نے محبت کی حقیقت کو بڑے اچھے انداز سے کھول کر واضح کر دیا اور بتایا کہ محبت ایک وجدانی کیفیت ہے اور اس کا مادہ فطری طور پر ہر انسان کے خمیر میں رکھ دیا گیا ہے۔ جس کو وہ ماحول مل جاتا ہے تو یہ بیج پھر پھلتا پھولتا ہے اور اس میں نیک اعمال کے پھل پھول نکلتے ہیں۔ لہٰذا دنیا کا کتنا گناہ گار اور غافل ترین انسان کیوں نہ ہو اگر اس کو آپ اچھے ماحول میں لے آئیں تو اس کے اندر وہ فطری بیج پھلنے پھولنے کے Chance (امکانات) موجود ہوتے ہیں۔

اس لئے دنیا نے دیکھا کہ ابن ثبات وقت کا کتنا بڑا ڈاکو تھا۔ وقت کے حکام نے اس کو سزائیں دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، حتی کہ اس کا ہاتھ بھی کاٹا، اس کو دس سال تک انہوں نے قید و بند کی صعوبتوں میں بھی رکھا، لیکن دس سال کے بعد جب جیل سے نکلا تو پھر اس نے چوری کرنی شروع کر دی۔ بالآخر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا کسی طرح واسطہ پڑا تو اس مردِ قلندر کی ایک نگاہ تھی جس نے اس کے دل کو بدل دیا۔ حتی کہ وہ وقت کا ولی بنا اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے اجازت و خلافت پائی۔ تو انسان کتنا ہی غافل کیوں نہ ہو، اللہ والوں کی صحبت میں وہ ماحول مل جاتا ہے، وہ فضا مل جاتی ہے جہاں ہر انسان کے اندر چھپا ہوا دل محبت الٰہی کی انگڑائی لیتا ہے اور انسان کا دل اسے نیکی کی طرف آنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ والوں کی ایک محفل بعض لوگوں کی زندگی کا رخ بدلنے کا ذریعہ بن جایا کرتی ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

دل ازل سے ہے کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو ایک چوٹ پرانی وہ ابھر آئی ہے

وہ جو یوم میثاق کو عشق کی چوٹ پڑی تھی، ان کی محفلوں میں وہ چوٹ پھر ابھر آتی ہے، پھر وہ درد محبت دل میں نمایاں ہو جاتا ہے۔ پھر انسان اپنے آپ کو اللہ کے قریب محسوس کرتا ہے اس لئے ایک شاعر نے ناز میں آکر اپنے بارے میں اشعار کہے۔ کہتا ہے:

؎ نازم باچشمِ خود کہ جمالے تو دیدہ است
افتم باپائے خود کہ باکوئید رسیدہ است

[میں اپنی آنکھوں پر بڑا ناز کرتا ہوں کہ اس نے تیرے جمال کو دیکھا ہے، میں اپنے پاؤں پر گرا ہوا ہوں اسی خوشی کی وجہ سے کہ وہ تیرے کوچے کے اندر چل کر گئے ہیں]

؎ ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را
کو دامنت گرفتہ بوسویم کشیدہ است

''ہر لمحے میں اپنے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہوں کہ تیرے دامن کو انہوں نے پکڑا اور تجھے اپنی طرف کھینچا''

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت ملتی ہے نا تو پھر انسان کو اپنے اوپر بھی پیار آتا ہے کہ میں نے یہ کتنا اچھا کام کیا کہ اللہ کی محبت کو اپنے دل میں بسالیا، میں نے کتنے اچھے راستے کو چن لیا۔ میں نے اس محبوب حقیقی کی محبت کو زندگی کا مقصد بنالیا۔

محبت الٰہی کی شیرینی:

میرے دوستو! حلوائی کی دکان پر مکھیاں بیٹھی ہوتی ہیں، وہ ان کو اڑاتا بھی ہے تو مکھیاں جاتی نہیں ہیں، وہ پھر ہٹ کر لڈو پر بیٹھتی ہیں، پھر ہٹ کر برفی پر بیٹھتی ہیں، شہد

پر بیٹھتی ہیں، ہٹتی نہیں ہیں، سینکڑوں دفعہ اڑاؤ تو پھر وہیں آ کر بیٹھیں گی۔ آخر بات کیا ہے؟ شیرینی نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا ہوتا ہے۔ ان محفلوں میں یہ محبت الٰہی کی شیرینی ہوتی ہے جو کھینچ کر لے آتی ہے۔ کسی کے کاروبار کا تقاضا، کسی کے گھر بار کا تقاضا، کسی کی صحت کا معاملہ، سینکڑوں چیزیں ہوتی ہیں، جو ان کو یہاں سے لے جانے پر مجبور کر رہی ہوتی ہیں، تمام تقاضوں کو اپنی جگہ دبا کر ان محفلوں میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور یہاں ڈانٹ ڈپٹ بھی ہوتی ہے، سمجھانا بھی پڑتا ہے، آداب سکھانے پڑتے ہیں۔ اور جب بھی تربیت کرنی پڑے گی تو کبھی پیار سے اور کبھی ناراض ہو کر، جلال اور جمال اور دونوں انداز سے بندے کی تربیت ہوتی ہے۔ ماں باپ یہی تو کرتے ہیں، کبھی بچے کو پیار سے سمجھاتے ہیں اور کبھی اس کو غصے میں آ کر سمجھاتے ہیں۔ عین غصے میں بھی ان کے دل میں پیار ہی پیار ہوتا ہے مگر بچے کو سمجھانا ہوتا ہے۔ اسی طرح سالکین کو یہاں کتنی مرتبہ ایک بات پر ٹوکا جاتا ہے، روکا جاتا ہے، وہ ڈانٹ ڈپٹ بھی کھاتے ہیں پھر قریب آتے ہیں۔ وہ حلوائی کی دکان کی طرح ہٹ کر جاتے نہیں ہیں۔ یہ محبت الٰہی کی شیرینی ایسی ہے کہ جب دل کو ایک مرتبہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے تو جانے کا دل نہیں کرتا۔

کتنے لوگ اجتماع کی دعا کے دن مجبوریوں کی وجہ سے جانا چاہتے ہیں اور ان کے پاؤں ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے زمین نے پکڑ لیے ہوں۔ کہتے ہیں: جی پتہ نہیں کیا مقناطیسیت ہے؟ کہ یہاں سے پاؤں ہٹتے ہی نہیں۔ کہنا پڑتا ہے کہ بھئی آپ نے جانا تھا تو آپ جائیں...... وہ کیا چیز ہوتی ہے؟ وہ اصل میں محبت الٰہی ہے۔

عشق کی دکانیں اور عشق کی پڑیا:

جن کے دلوں میں یہ محبت الٰہی جوش مارتی ہے، وہ پھر عشق کی دکانوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ جیسے دنیا میں حلوائی کی دکانیں ہوتی ہیں، ایسے ہی اس دنیا میں

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق کی بھی دکانیں ہوتی ہیں۔ یہ جو اللہ والوں کی جگہیں ہوتی ہیں، خانقاہیں ہوتی ہیں یہ عشق کی دکانیں ہوتی ہیں، یہاں سے عشق کی پڑیا ملتی ہے۔ حکیم کے پاس چلے جاؤ تو جسمانی بیماری کی پڑیا ملے گی، ان روحانی طبیبوں کے پاس چلے آؤ تو روحانی بیماریوں کی پڑیا ملے گی۔ محبت الٰہی والی ایسی ایک پڑیا دیتے ہیں کہ اندر کی ساری بیماریوں کو شفاء کلی نصیب ہو جاتی ہے۔ یہی دوائے دل ہے جس کو لینے کے لئے آپ حضرات یہاں آتے ہیں اور اپنا وقت یہاں گزارتے ہیں۔ یہ سالکین کا اجتماع اسی دوائے دل کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔ سب اللہ کو چاہنے والے ہیں،

؎ ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

سب اللہ کے چاہنے والے، سب اسی کے دیوانے، اسی کی محبت میں بے قرار ہو کر ان جگہوں پہ آ جاتے ہیں۔ اسی کو شاعر نے کہا:

؎ نہ دانامہ گل خنداکہ رنگ و بو دارد
کہ مرغ ہر چمن گفتگوئے او دارد

ایمان کی شرط:

دنیا میں اسلام کا حسن و جمال دیکھئے کہ اس نے محبت الٰہی کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔ دین اسلام نے محبتِ الٰہی کو ایمان کی شرط قرار دیا۔ چنانچہ ابو رضیع رضی اللہ عنہ ایک صحابی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنْ یَکُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِمَّا سِوَاهُمَا

کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا سے تمہیں زیادہ محبوب ہو جائیں، اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

کا نام ایمان ہے۔تو یہ ایمان کی شرط ہے۔قرآن مجید میں بھی کہہ دیا:

قُلْ اِنْ كَانَ آبَائُكُمْ وَ اَبْنَائُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسَاكِنَ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۔ (توبہ: ۲۴)

[کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو، خدا اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو حتی کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) بھیجے۔]

دیکھا! ان تمام چیزوں سے اللہ رب العزت اور اس کے محبوب ﷺ کی محبت کو غالب ہونا چاہئے۔

دل اور دماغ کا فرق:

میرے دوستو! انسان کے پاس دو نعمتیں ہیں ایک دل اور ایک دماغ۔۔دماغ علم الٰہی کا برتن ہے اور دل عشق الٰہی کا برتن ہے، مگر دونوں میں فرق بہت زیادہ ہے۔وجہ کیا ہے؟ دماغ ہفت زبان ہوتا ہے اور دل یک زبان ہوتا ہے۔

سات زبانوں میں اشعار:

سات زبانیں تو بہت سارے لوگ جانتے ہی ہیں۔چلیں آپ کو سات زبانوں میں اشعار سناتے ہیں:

اردو میں علامہ اقبال نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولین ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دین بت کدہ تصورات

[اگر محبت الٰہی نہ ہو تو پھر پوری کی پوری شریعت تصورات کا بت کدہ بن جاتی ہے۔ اگر محبت الٰہی کو نکال دو تو پیچھے کیا رہ گیا]

فارسی میں کہنے والے نے کہا:

یابم اورا یا نیابم جستجوئے می کنم
حاصل آید یا نہ آید آرزوئے می کنم

[میں اسے پاؤں یا نہ پاؤں مگر میں اس کو پانے کی جستجو تو کروں گا وہ مجھے حاصل ہو یا نہ ہو مگر اس کی آرزو تو مجھے کرنی ہے]

عربی زبان میں بھی اشعار ہیں۔ کسی نے کیا پیارا شعر کہا ہے:

تَرَكْتُ لَاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا
كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِيْرُ

کبھی کبھی تنہائی میں اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھنا چاہیے اور انسان کے دل میں یہ جو مخلوق کی محبت چھپی ہوئی ہے نا، کسی کزن کی محبت، کسی پڑوسن کی محبت، یہ لات اور منات ہیں آج کی دنیا کے۔ تو اپنے نفس کو کہنا چاہیے۔

تَرَكْتُ لَاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا
كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِيْرُ

[لات اور منات کو میں نے چھوڑ دیا، ایسا ہی کرتا ہے ہر وہ شخص، جس کو اللہ نے بصیرت دی ہوئی ہوتی ہے]

انگریزی میں بھی کہنے والوں نے محبت الٰہی میں باتیں کیں، مثلاً کسی نے کہا:

Oh Allah! sweet is your memory,

www.besturdubooks.wordpress.com

Dear is your name,

Deep in my heart you will always remain.

[او اللہ! آپ کی یاد بڑی میٹھی ہے اور آپ کا نام بڑا پیارا ہے۔ اللہ! میرے دل کے اندر آپ ہمیشہ رہیں گے۔]

سرائیکی زبان میں بھی اللہ کی محبت میں کہنے والوں نے کہا:

ہور کہانی مول نہ بھانی
الف لئم دل کھس وے میاں جی
"ب" "ت" دی میکوں لوڑ نہ کائی
الف کیتم بے وس وے میاں جی

[اللہ! کوئی اور کہانی مجھ کو اچھی نہیں لگی، ایک الف اللہ وہ ہی مجھے کافی ہے، الف نے مجھ سے میرا دل چھین لیا]......اللہ اکبر کبیرا!

پنجابی زبان میں بھی حضرت باہوؒ کے کتنے پیارے شعر ہیں:

الف اللہ چنبے دی بوٹی
من مرشد میرے وچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا
ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا
جان پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو
جیں اے بوٹی لائی ہو

اللہ تعالیٰ کی محبت میں پشتو زبان والوں نے بھی اشعار کہے۔ ہمیں تو آتی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے لیکن آپ کو شعر سناتے ہیں۔

؎ چہ اللہ در سرہ مل نہ وی رحمانہ
کہ لبنکرے در سرہ وی یک تنھائے

[اگر تجھے اللہ نہ ملے تو اے رحمٰن! تیرے پاس لشکر بھی ہوں تو تو اکیلا اور تنہا ہے]

دل کی زبان:

تو انسان کا دماغ ہفت زبان ہے اور دل یک زبان ہے۔ دل ایک زبان جانتا ہے اور اس زبان کا نام ہے محبت، دل صرف محبت کی زبان جانتا ہے۔ اس لئے اللہ کا نام لو، دل پھڑک اٹھے گا، تڑپ اٹھے گا۔

؎ عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ واعظ نہ خطیب

تو دماغ ہفت زبان ہے، دل یک زبان، وہ محبت کی زبان جانتا ہے۔ اسی لئے کہنے والے نے کہا:

؎ اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

عقل اور چیز ہے دل اور چیز ہے۔ عشق اور عقل کا علامہ اقبال نے ایک اور جگہ بہت پیارا تقابل لکھا ہے۔ کہتے ہیں:

نالہ ہے بلبل شوریدہ خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل کہتی ہے، ادھر راستہ ہی نہیں جاتا، عشق کہتا ہے کہ اس راستے میں یار کو ہزاروں دفعہ مل کے آیا ہوں۔

؎ علم کی حد سے پرے بندہ مومن کے لئے
لذت شوق بھی ہے ، نعمت دیدار بھی ہے

اسی لئے،

؎ لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تابہ منزل صرف دیوانے گئے

(فرزانہ کہتے ہیں جو عقل سمجھ کے ساتھ اس راستے کو طے کر رہا ہو)

جن کے اندر منزل کو پالینے کی دیوانگی ہوتی ہے پھر وہ منزل پر پہنچ جایا کرتے ہیں۔ ان کے لئے منزل قریب ہوتی ہے۔

دل کا کام:

انسان کے جسم کے مختلف اعضاء ہیں، ہر عضو کا ایک کام ہے: آنکھ کا کام ہے دیکھنا، زبان کا بولنا، کان کا سننا، دماغ کا سوچنا، اور دل کا کام محبت کرنا۔ آنکھ کا تصور دیکھے بغیر نہیں، کان کا تصور سننے کے سوا نہیں، اسی طرح دل کا تصور محبت کے بغیر نہیں۔ دل محبت کا برتن ہے، محبت اس میں ہوگی۔ یہ الگ بات ہے کہ خالق کی محبت ہو یا مخلوق کی۔ فرق اتنا ہوتا ہے کہ جو اللہ والوں کی صحبت میں آجاتے ہیں ان کے دلوں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے مخلوق کی محبت کھرچ کے نکل جاتی ہے۔ اور اللہ کی محبت سے ان کے دل لبریز ہو جاتے ہیں، یہ عشق کی راہ پر چل جاتے ہیں اور دوسرے فسق کی راہ پر چل رہے ہوتے ہیں۔

اعضاء کی لذات:

ایک بات ذہن میں رکھنا! کہ انسان کے ہر عضو کی اپنی لذت ہوتی ہے۔

آنکھ کی لذتیں:

کچھ لذتیں انسان کو آنکھوں سے ملتی ہیں۔ آپ خوبصورت منظر دیکھیں تو اتنا اچھا لگتا ہے بسا اوقات تو کہ پیچھے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا۔ کبھی دیکھا کریں، جو لوگ حج اور عمرے پہ جاتے ہیں جب وہ جدا ہو رہے ہوتے ہیں اور بیت اللہ شریف پر ان کی نگاہیں جمی ہوتی ہیں، اب ان کے لئے وہاں سے قدم پیچھے ہٹانا ایک مسئلہ ہوتا ہے، دل ہی نہیں چاہتا کہ بیت اللہ شریف سامنے ہے اور بندہ پیچھے ہٹ جائے اور اس کو اپنی آنکھوں سے اوجھل کر دے۔ ایک نعمت ہے جو بیت اللہ کو دیکھنے سے مل رہی ہوتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ بغیر آنکھ جھپکے میں اللہ کے گھر کا دیدار کرتا رہوں۔ تو کچھ لذتیں دیکھنے کی راہ سے ملتی ہیں، کچھ لذتیں انسان کو سننے کے راستے سے ملتی ہیں۔ جیسے اچھی آواز میں قرآن پڑھا جائے کتنا مزہ آتا ہے! نبی ﷺ کی شان میں اشعار پڑھے جائیں کتنا مزہ آتا ہے۔ ابھی عزیزم اظہر اقبال آپ کے سامنے نعت پڑھ رہے تھے، میں نے مجمع میں کتنے لوگوں کو دیکھا جن کی آنکھوں سے آنسو آ رہے تھے۔ یہ کیا چیز تھی؟ ایک اچھی آواز میں اپنے محبوب کی جو تعریف ہوئی تو پھر دل قابو میں نہیں رہتا۔ وہ آنسوؤں کی زبان میں پھر اپنا پیغام لکھوانا شروع کر دیتا ہے۔ قلم تو سیاہی سے پیغام لکھواتا ہے اور دل آنکھوں کے پانی سے پیغام لکھوایا کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ناک کی لذتیں:

اسی طرح کچھ لذتیں انسان کو ناک کے راستے سے ملتی ہیں۔ مثال کے طور پہ خوشبوئیں، عنبر کو سونگھیں اور مزہ، عود کو سونگھیں اور مزہ کستوری کو سونگھیں تو اور مزہ۔ ہمیں ایک دفعہ ایک عربی دوست نے کستوری لا کر دیدی، بہت سال پہلے کی بات ہے، ابھی شادی نہیں ہوئی تھی عجیب خوشبو تھی اس کی۔ اللہ کی شان کہ کوئی ایک دو مہینے کے بعد ہمارے ایک قریبی دوست تھے (وہ جنرل منیجر تھے) ان کی شادی ہوئی تو ہم نے شادی پر اس کو وہ کستوری تحفہ اور ہدیہ کے طور پہ دے دی۔ ایک مہینے کی چھٹی گزار کر وہ واپس آئے تو بات بات میں ہم نے پوچھا کہ جی وہ خوشبو کیسی تھی؟ کہنے لگے: تھی تو بڑی اچھی، مگر اس نے تو لڑائی ڈلوادی۔ ہم بڑے پریشان ہوئے یا اللہ خیر! کہنے لگے کہ میں نے وہ خوشبو اپنی بیوی کو ہدیہ کر دی اور میری بیوی نے وہ خوشبو اپنے کپڑوں پر لگالی، اب خاندان کی جتنی نوجوان لڑکیاں تھیں وہ اس کے گرد ہوگئیں کہ یہ خوشبو ہمیں بھی دو، اس بیچاری نے ساری تقسیم کردی۔ وہ کہتیں: تم نے چھپائی ہوئی ہے اور دو، جن کو دی، وہ تو خوش ہوئیں اور جن کو نہ دی وہ ناراض۔ اور اب تک سب یاد کرتے ہیں کہ وہ خوشبو کہیں سے منگوا کر دو۔ تو بعض اوقات ایسی خوشبوئیں ہوتی ہیں، اور وہ واقعی ایسی خوشبو تھی کہ اس عاجز نے اپنے کپڑوں کو اپنے ہاتھوں سے دھویا، کپڑے دھونے کے باوجود ایک ہفتے تک کستوری کی خوشبو میرے کپڑوں سے آرہی تھی۔ تو کچھ لذتیں انسان کو ناک کے راستے سے ملتی ہیں۔

زبان کی لذتیں:

کچھ زبان کے راستے سے لذتیں ملتی ہیں، یہ جو کھانے پینے کے Taste (ذائقے) اور لذتیں ہیں یہ بسا اوقات انسان کو مجبور کر دیتے ہیں۔ چنانچہ انسان کتنا کہہ رہا ہو کہ میں نے پیٹ بھر لیا ہے، پیٹ بھر لیا ہے، اس کو اگر آپ کوئی میٹھائی دکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں ،آئس کریم کے Flavour (مہک) سونگھا دیں تو اسی وقت منہ میں پانی آجائے گا، کہے گا کہ نہیں یہ تو مجھے کھانی ہی ہے۔اور جس کو شوگر ہوگی وہ تو کہے گا نہیں جی اللہ توکل کھالیتا ہوں ،ویسے یہ مجھے کچھ کہتی نہیں ہے۔تو میٹھا کھانے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور ہماری محفل میں چونکہ دوستوں کو پتہ ہے کہ اگر کسی کو ایسی مرض ہو تو میں اس پر ذرا سختی کرتا ہوں تو جس نے کھانا ہوتا ہے وہ پھر مجھ سے چھپ چھپ کر کھاتا ہے۔ڈاکٹر نے منع بھی کیا ہوتا ہے مگر کھانے سے رہ نہیں سکتے۔تو کچھ لذتیں انسان کو زبان کے راستے ملتی ہیں۔

پوشیدہ اعضاء کی لذتیں:

کچھ لذتیں انسان کو جسم کے پوشیدہ ا ءاء کے ذریعے ملتی ہیں۔وہ جوانی کی لذتیں ہیں اور سب شادی شدہ لوگ جانتے ہیں کہ ان لذتوں کے سامنے کھانے پینے کی لذت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

دل کی لذتیں:

تو جس طرح ہر عضو کی لذت جدا ہے۔اور ایک عضو سے بڑھ کر دوسرے عضو کی لذت بڑی ہے۔ان تمام اعضاء کا سردار انسان کا دل ہے اور ایک لذت انسان کو دل سے بھی ملتی ہے اور وہ لذت ہے محبت الٰہی کی لذت۔جس اللہ کے بندے کو یہ محبت الٰہی کی لذت مل گئی پھر جسمانی نفسانی لذتیں اس کے سامنے ہیچ ہو جاتی ہیں۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

یہ اللہ تعالیٰ کی لذت بھی عجیب ہوتی ہے۔یہی ہوتی ہے جو اللہ والوں کو تہجد کے وقت میں جگاتی ہے،جو ساری ساری رات انسان کو مصلے پر بٹھاتی ہے،جو انسان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

مراقبے میں گھنٹوں بٹھائے رکھتی ہے، جو تنہائی میں بھی انسان کو اداس نہیں ہونے دیتی۔ یہ دل کی لذت ہوتی ہے جو اللہ والوں کو دل کے مزے نصیب ہوتے ہیں۔ اسی لئے جو لوگ اللہ والوں کی محفل میں آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو گدگدا دیتے ہیں۔ دیکھیں بھئی! بدن پر کوئی گدگدی کرے تو کتنی عجیب سی کیفیت ہوتی ہے، مزہ آتا ہے، برداشت نہیں ہوتا۔ تو جسم کو گدگدی ہو تو اتنا مزہ اور اگر دل کو گدگدایا جائے تو کتنا مزہ آئے گا! تو اللہ کی باتوں سے، اللہ کے تذکرے سے، اللہ کے ذکر سے، اللہ والے سالک کے دل کو گدگداتے ہیں۔ تو پھر بندے کو مزہ مل جاتا ہے، لطف نصیب ہو جاتا ہے۔

قانونی تعلق:

ایک بات دل میں رکھنا! ایک ہوتا ہے قانونی تعلق اور ایک ہوتا ہے جنونی تعلق۔ بات بڑی نکتے کی، سمجھنے والی ہے۔ ایک ہوتا ہے قانونی تعلق اور ایک ہوتا ہے جنونی تعلق۔ مثال کے طور پر کئی دفعہ میاں بیوی رشتہ میں تو میاں بیوی ہوتے ہیں لیکن انڈرسٹینڈنگ (مفاہمت) بالکل نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے روز کھٹ پھٹ ہوتی رہتی ہے۔ اور کھٹ پھٹ ہوتے ہوتے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو دل نہیں کرتا۔ ایک گھر میں رہتے ہیں، ایک دوسرے کی زندگی کے ساتھی کہلاتے ہیں، خاوند کما کر لاتا ہے، بیوی کو خرچہ دیتا ہے اور بیوی روٹی پکاتی ہے، گھر کے کام کاج کرتی ہے، دونوں گھر چلا رہے ہوتے ہیں مگر تعلق کون سا ہوتا ہے قانونی تعلق ہوتا ہے۔ کہ میاں بیوی جو ہوئے، اب وقت تو گزارنا ہے۔ چنانچہ خاوند نے کبھی بیٹھ کر بیوی کے ساتھ روٹی نہیں کھائی ہوتی۔ بیوی بیمار ہو جائے تو کبھی اس نے پوچھا بھی نہیں ہوتا کہ تم نے دوائی بھی لی یا نہیں، اس لئے کہ قانونی تعلق جو رہ گیا۔ دل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں محبت نہیں ہے، ظاہرداری ہے۔ اور اس ظاہرداری کی وجہ سے راتوں کو دیر سویر سے آتا ہے، کبھی بیوی کی طرف مسکرا کر نہیں دیکھتا، ذرا موقع ملتا ہے تو فوراً ڈانٹ ڈپٹ شروع کر دیتا ہے، لوگوں کے سامنے اس کو بے عزت کر کے خوش ہوتا ہے۔ لوگوں کے سامنے اس کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو بھی بڑے بڑے عیب بنا کر پیش کرتا ہے۔ بیوی خاوند کی غلطیاں ڈھونڈتی ہے اور خاوند بیوی کی۔ ہیں آپس میں میاں بیوی مگر ایک دوسرے کے خلاف دل میں بغض ایسا بھرا ہوتا ہے کہ اگر ڈنڈا بیوی کے ہاتھ میں دیں تو سب سے پہلے وہ خاوند کے سر میں مارے اور خاوند کے ہاتھ میں دیں تو سب سے پہلے وہ بیوی کے سر میں مارے، یہ تعلق قانونی تعلق کہلاتا ہے۔

جنونی تعلق:

اور ایک ہوتا ہے جنونی تعلق۔ جب میاں بیوی کے درمیان جنونی تعلق ہوتا ہے تو پھر دفتر سے بھی صاحب بہانہ بنا کر جلدی گھر آجاتے ہیں۔ پھر جب باہر کوئی کہتا ہے: کھانا کھالو! تو کہتا ہے، نہیں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں گھر جا کر کھاؤں گا، مطلب یہ کہ جو سروس مجھے گھر میں ملے گی وہ کہیں نہیں مل سکتی۔ پھر گھر سے باہر رات گزارنی مصیبت نظر آتی ہے، پھر دفتر میں کام کے دوران بھی بہانے سے بیوی کو فون کر رہے ہوتے ہیں، بیوی کو پوچھ رہے ہوتے ہیں آج کیا پکایا، پھر چھٹیوں میں ادھر ادھر آؤٹنگ (گھومنے پھرنے) کے پروگرام بنائے جا رہے ہوتے ہیں۔ پھر بہانے سے او جی ہماری شادی کی سالگرہ کا دن آرہا ہے تو اس دن ایک دوسرے کو گفٹ لئے دیئے جا رہے ہوتے ہیں، یعنی ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنے کے بہانے تلاش کر رہے ہوتے ہیں، اس کو جنونی تعلق کہتے ہیں۔

لوگ کہتے بھی ہیں کہ یہ دیکھو جی! زن مرید بن گیا ہے۔ ایک کان سے سنتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ کسی کی پرواہ ہی نہیں کرتے، ایسے بھی دیکھا کہ اتنی افراط وتفریط زندگی میں آجاتی ہے کہ لوگ اپنے سگے ماں باپ کو بھی وہ محبت نہیں دے پاتے جو وہ اپنی بیوی کو دیتے ہیں، یہ تعلق کیا کہلاتا ہے؟ جنونی تعلق کہلاتا ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ بہت رومانٹک زندگی گزارتے ہیں، تو ایک قانونی تعلق ہوتا ہے اور ایک جنونی تعلق۔

آج کے مسلمان کی حالت:

اگر آپ نے یہ مذکورہ مثال اچھی طرح سمجھ لی تو ایک افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کے عام مسلمان کو اپنے اللہ کے ساتھ قانونی تعلق رہ گیا ہے۔ آج کے عام مسلمانوں کو اپنے اللہ کے ساتھ کون سا تعلق رہ گیا ہے؟ قانونی تعلق۔ اسی لئے پوچھتے ہیں یہ سنت ہی ہے نا؟ کوئی واجب اور فرض تو نہیں۔ جی میں نے واجب اور فرض پڑھ لئے ہیں اور کیا کروں؟ قانونی تعلق ہے بس فرض پڑھے بھگتا دیا، نفلیں بھی گئیں، تلاوت بھی گئی، ذکر بھی گیا، باقی مستحبات بھی گئے، بس وہ قانونی تعلق نبھا رہے ہیں۔ زکوٰۃ اگر کبھی دے دی تو بوجھل دل کے ساتھ، اللہ اللہ خیر صلا۔ اللہ راستے میں ایک پیسہ صدقہ دینے کی توفیق نہیں ہوتی۔ مسجد میں آنا مصیبت نظر آتا ہے، ایسے وقت میں آتے ہیں، جب امام اپنے عربی خطبے کے آخری الفاظ پڑھ رہا ہوتا ہے اور پچھلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر وہیں سے سیدھا واپس چلے جاتے ہیں اور مسجد سے نکل کر ایسے اپنے کپڑوں کو درست کرتے ہیں جیسے کسی جیل خانے سے نکل کے باہر آگئے ہیں۔ یہ قانونی تعلق ہے۔ مارے باندھے عمل کرتے رہتے ہیں، جتنا جان چھڑوا سکتے ہیں، اتنا چھڑوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے قانونی تعلق۔ کلمہ پڑھ لیا، اس کو خدا مان لیا، لہٰذا اب کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے۔ جیسے نکاح پڑھوایا گیا، بیوی ہے، لہٰذا اس کو تنخواہ تو لا کر دینی ہے۔ تو اسی طرح آج کے مسلمان کو اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ سے قانونی تعلق رہ گیا ہے۔

اللہ سے جنونی تعلق مطلوب ہے:

اور اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے کو مجھ سے جنونی تعلق ہونا چاہئے۔ اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، یہ مخبر صادق، اللہ کے پیارے محبوب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے آ کر بتائی اور فرمایا:

اُذْكُرُوْا اللّٰهَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ

[تم اللہ کا ذکر اتنا کرو حتی کہ لوگ کہیں کہ یہ تو مجنون ہے]۔

تو اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؟ بندے سے جنونی تعلق چاہتے ہیں۔ اور پھر جب جنونی تعلق ہوتا ہے، تو پھر فرض پڑھ کر مزہ پورا نہیں ہوتا۔ پھر واجب بھی، سنتیں بھی، مستحبات بھی، فرض کے بعد مسجد میں مراقبے میں بیٹھنے کو بھی دل کرتا ہے، پھر رات کو تہجد میں اٹھ کر ملاقات کرنے کو بھی دل کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی یاد میں قرآن کی لمبی تلاوت کرنے کو بھی دل کرتا ہے، پھر انسان عبادت کے بہانے ڈھونڈتا ہے، پھر انسان اللہ تعالیٰ کا نام سن کر تڑپ جاتا ہے، پھر اللہ کے راستے میں کوئی رکاوٹ بنے اس رکاوٹ پر پاؤں رکھ کر انسان آگے گزر جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس بندے کو اللہ رب العزت سے جنونی تعلق ہوتا ہے۔ جب یہ جنونی تعلق ہوتا ہے تو پھر زندگی میں محبوب کا ہی غلبہ ہوتا ہے۔ دیکھیں! زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے محبت ہوگئی تھی، جنونی تعلق ہوگیا تھا، اور یہ جنونی تعلق کیسا تھا؟ اتنا کہنے والے نے کہا:

چوں زلیخا کف سپندہ پا بہ عور
نام جملہ چیز یوسف کرد بود

[زلیخا کا حال دیکھو! اس نے یہاں سے لے کر وہاں تک ہر چیز کا نام یوسف رکھ دیا]

www.besturdubooks.wordpress.com

زلیخا جو چیز سامنے نظر آتی تھی اس کو یوسف کہتی تھی۔ یہ بھی یوسف ہے تو یہ بھی یوسف ہے، یہ بھی یوسف ہے اس کو دنیا میں سارے یوسف ہی نظر آتے تھے۔ تو جب نفسانی، شیطانی محبتوں میں جنون کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی جنونی تعلق اللہ رب العزت سے بھی ہو جاتا ہے۔ پھر انسان کے دل پہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ پھر انسان کو تلاوتِ قرآن کے بغیر مزہ نہیں آتا، پھر نماز کے بغیر مزہ نہیں آتا، پھر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح وہ کہتا ہے کہ

"اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ"

پھر وہ کہتا ہے:

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے، تیری فکر سے، تیری یاد سے تیرے نام سے

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ یہ محبت کا تعلق بندے کو میرے ساتھ ہو اس لئے ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ: ۱۶۵)

[ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے]

ایمان والے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں، اتنی محبت ہوتی ہے انہیں اللہ تعالیٰ سے

محبوب کی ہر چیز اچھی لگتی ہے:

چنانچہ جب کسی سے محبت ہو تو اس کی چیزوں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ ایک ماں کا بیٹا فوت ہو گیا تھا، وہ بیٹے کے کپڑوں کو دیکھ کر رویا کرتی تھی، بیٹے کے کمرے میں جا کر رویا کرتی تھی، جس چیز پر بھی اس کی نظر پڑتی اسے بیٹا یاد آتا، وہ روتی تھی۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

بالکل اسی طرح مومن کو جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے نسبت رکھنے والی کوئی بھی چیز ہو تو بندے کو اس چیز سے محبت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کو شعائر اللہ سے محبت ہوتی ہے، کلام اللہ سے محبت ہوگی، رسول اللہ سے محبت ہوگی، بیت اللہ سے محبت ہوگی، اولیاء اللہ سے محبت ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے کہ وہ نسبتیں بھی اسے اچھی لگ رہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ جب محبوب کیساتھ محبت ہو، اس کی معیت اچھی لگتی ہے، اس کے ساتھ ہمکلامی اچھی لگتی ہے، اس کو دیکھنا اچھا لگتا ہے اور اس کے ساتھ ملاپ اچھا لگتا ہے۔

اللہ کے ذکر سے مؤمن کا دل تڑپتا ہے:

اور یہی حال مومن کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت ملتی ہے، جو کہ حدیث پاک میں فرمادیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ میرا ذکر کرتا ہے،

اَنَا جَلِیْسُ مَعَ مَنْ ذَکَرَنِیْ

[میں اس بندے کا ہم جلیس ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے]

میں اس بندے کے پاس ہوتا ہوں۔ چونکہ ذکر کی حالت میں بندے کے ساتھ اللہ کی معیت ہوتی ہے لہٰذا مومن کو اللہ کی معیت اچھی لگتی ہے۔ وہ اپنا وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزارتا ہے۔ یہ معیت الٰہی اسے اچھی لگتی ہے، ذکر الٰہی میں اسے لذت ملتی ہے، اللہ کا نام سن کر اس کا دل تڑپ جاتا ہے اور یہی بات کہی گئی۔

سنیے اور ذرا دل کے کانوں سے سنیے! فرمایا

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ ﴾

[جو مومن بندے ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا تذکرہ ہوتا ہے، ان کے دل تڑپ اٹھتے ہیں]

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کا نام سن کر مومن کا دل تڑپ اٹھتا ہے۔اب اس وجلت قلوبھم کو ذرا اور انداز سے سمجھیں۔

ایک بیمارِ عشق کا واقعہ:

ایک واقعہ سن لیجئے! ایک بادشاہ نے کسی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا، بڑی محبتوں کے ساتھ اس نے اسے محل میں رکھا، مگر لڑکی روز بروز چپ ہوتی گئی، کمزور ہوتی گئی، اس کی صحت گرتی چلی گئی، شکل دیکھ کر پتہ چلتا تھا کہ یہ خوش نہیں ہے، یہ مغموم ہے، یہ اداس ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے بڑے علاج کروائے کوئی دوائی ٹھیک ہی نہیں بیٹھتی تھی۔ ایک طبیب تھا جس کو کچھ باطن کی نظر بھی حاصل تھی۔اس نے بادشاہ سے کہا: بادشاہ سلامت! میں اس کا علاج کرتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں اور اس کو آپ اس کی باندی کے ساتھ میرے پاس بھیج دیا کریں۔بادشاہ نے کہا بہت اچھا۔ بادشاہ نے اس کو اس طبیب کے پاس بھیج دیا۔طبیب نے اس لڑکی کے سارے کوائف جمع کر لئے۔ جدھر سے شادی ہو کر آئی تھی اور جتنے رشتے اس کے آئے تھے اور جتنے رشتے دار اس کے امیدوار تھے، اس نے وہ ساری معلومات اکٹھی کر لیں۔اس نے اس لڑکی کو بٹھایا اور چیک اپ کیا، اور دیکھا کہ کوئی بدنی مرض نہیں ہے۔ یہ کوئی اندر کا روگ ہے، اندر کا مرض ہے۔ چنانچہ اس نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اس سے باتیں شروع کر دیں اور باتیں کرتے کرتے اس نے ان سب کے نام لینا شروع کر دیئے جن کے رشتے آئے تھے، تو جب اس نے اس جیولر کا نام لیا جو اس کا کزن بھی تھا اور جس کے ساتھ اس لڑکی کو چھپی محبت تھی تو اس کی نبض تیز ہوگئی۔لڑکی دراصل اس کزن سے شادی کرنا چاہتی تھی مگر ماں باپ نے وقت کے بادشاہ سے شادی کر دی، اب لڑکی دل میں اسے بسا رہی تھی اور گھر بادشاہ کا بسا رہی تھی۔

اب جب طبیب نے دیکھا کہ نبض تیز ہوگئی تو طبیب نے اس سے پوچھ لیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اب بتاؤ بھئی! آپ کے دل کی بات یہی ہے نا کہ آپ کی پسند یہ تھی کہ اس کے ساتھ شادی ہوتی اور ہو بادشاہ کے ساتھ گئی، تو اسے اپنا راز کھولنا پڑا۔

اللہ ذکر سے مؤمن کی نبض تیز ہو جاتی ہے:

تو یہ واقعہ ذہن میں رکھتے ہوئے اب آپ اس آیت کی تفسیر کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ ، مومن وہ لوگ ہوتے ہیں اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ جب ان کے سامنے اللہ کا نام آتا ہے وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ان کی نبض تیز ہو جایا کرتی ہے۔ اللہ کا نام سن کر مومن کی نبض تیز ہو جاتی ہے، اللہ سے دل ملا ہوتا ہے، اللہ اس کے دل میں بسا ہوتا ہے، اللہ کی محبت اسکے دل میں رچ بس چکی ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ کا نام سن کر یہ بے قرار ہو جاتا ہے، تڑپ اٹھتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرے مومن بندے ہیں وہ میرا نام سنتے ہیں تو میرا نام سن کر ان کے دل تڑپتے ہیں، ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جایا کرتی ہیں۔ کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنا ایسا ہی تعلق نصیب فرما دے۔

تلاوت قرآن...... اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی:

تو ذکر سے اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوئی ہے اور تلاوت سے اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی نصیب ہوئی۔ اب اگر کسی کے ساتھ ٹیلیفون پر گفتگو ہو رہی ہو اور درمیان میں محبت کا جنونی تعلق ہو تو پانچ منٹ گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلتا، دس منٹ کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ اگر بیٹا کہے کہ امی میں سعودی عرب سے فون کر رہا ہوں اور آدھا گھنٹہ گزر گیا ہے، تو ماں کہے گی بیٹا! ابھی تو میں نے دو ہی باتیں کی ہیں۔ یہ ماں کو جنونی تعلق ہے۔ آدھا گھنٹہ بیٹے سے بات کرتی رہی اور اسے لگتا ہے کہ میں نے دو ہی باتیں کی ہیں۔ بالکل اسی طرح مومن کو جب اللہ تعالیٰ سے جنونی تعلق ہوتا ہے تو وہ گھنٹوں

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن پڑھتا ہے اسے لگتا ہے کہ ابھی تو میں نے تھوڑا سا اللہ کا قرآن پڑھا ہے۔ تو قرآن پڑھتے ہوئے جی نہیں بھرتا، دل چاہتا ہے اور پڑھتا جاؤں اور پڑھتا جاؤں۔ وہ پڑھتا ہے اور محبوب سے باتیں کرتے ہوئے اس کا دل تڑپتا ہے اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کیفیت کو یوں کہہ دیا:

﴿ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ ﴾ (المائدة: ٨٣)

اللہ اکبر۔

﴿ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَاءَ نَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِيْنَ ﴾ (المائدة: ٨٤)

اور جب یوں تڑپ کے بات کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا ﴾ (المائدة: ٨٥)

پھر اللہ تعالیٰ بھی عطا فرمادیتے ہیں جو یوں تڑپ کر اپنے رب سے مانگتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے پھر ہمکلامی اچھی لگتی ہے، پھر انسان کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات اچھی لگتی ہے۔

نماز...... اللہ تعالیٰ سے ملاقات:

نماز اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہے۔ اسی لئے تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے:

اَرِحْنِيْ يَابِلَالُ [اے بلال مجھے ٹھنڈک پہنچا]

کیا مطلب؟ اذان دو! میرے دل کو ٹھنڈک مل جائے، میں اپنے رب سے ملاقات کرلوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ یحدثنا و نحدثه فاذا حضرت الصلوة کانه لم یعرفنا و لم نعرفه

جب نماز کا وقت آجاتا تھا، اللہ کے نبی ﷺ ایسے ہو جاتے تھے کہ وہ ہمیں نہیں پہچانتے تھے۔ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ اذان کی آواز سنی تو اللہ کے محبوب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ میں ذرا سامنے آئی تو نبی ﷺ نے پوچھا: من انت ؟ (تو کون ہے؟) میں نے کہا: عائشہ، تو نبی ﷺ نے فرمایا من عائشة ؟ (عائشہ کون؟) میں نے کہا: بنت ابی بکر (ابوبکر کی بیٹی)۔ فرمانے لگے: من ابو بکر ؟ ابوبکر کون؟ میں نے کہا: ابن ابی قحافه۔ فرمانے لگے: من ابی قحافه ؟ فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابوقحافہ کون؟ پھر میں گھبرا گئی کہ نبی ﷺ اب کسی کو نہیں پہچانیں گے۔ پیچھے ہٹ گئی نبی اکرم ﷺ کی جب کیفیت پھر عام حالت والی ہوئی اور وہ محبت کی کیفیت ذرا کم ہوئی تو فرمایا: عائشہ!

لی مع اللہ وقت [میرا اللہ کے ساتھ ایک وقت ہوتا ہے]

کوئی نبی مرسل، کوئی اللہ کا فرشتہ اس وقت میرے اور اللہ کے درمیان حائل نہیں ہو سکتا۔ پھر اللہ سے ملاقات کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اور یہ نماز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا سبب بن جاتی ہے، پھر مومن کا دل نماز سے نہیں بھرتا، پھر فرض پڑھنا تو اپنی جگہ پھر بنا سنوار کے واجب بھی پڑھتا ہے، سنت بھی پڑھتا ہے، نفل بھی پڑھتا ہے اور پھر نفل سے بھی دل نہیں بھرتا تو اور زیادہ اپنے رب کے سامنے لمبا قیام کر رہا ہوتا ہے، لمبا سجود بھی کر رہا ہوتا ہے، یہ اللہ سے ملاقات ہوتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا، فرماتی ہیں:

واذا سمع الآذان کانه لا یعرف احدا من الناس

www.besturdubooks.wordpress.com

(نبی اکرم ﷺ جب آذان سنتے تھے، ایسے ہو جاتے تھے جیسے لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں پہچانتے)

اب اپنے رب نے بلا لیا، جیسے دلہے کی شادی ہو اور اسے گھر جانا ہو اور اس وقت میں دوست بلائیں، آؤ یار! ہم آپ کو کوک پلاتے ہیں تو وہ کہے گا کہ آج تو تیری کوک میرے گلے کو ''چوک'' کرے گی، آج نہیں میں کوک پیتا، مجھے آج گھر جانا ہے۔ اسی طرح مؤمن کی کیفیت ہوتی ہے، جب وہ آذان کی آواز سن لیتا ہے پھر اس کو مسجد کی طرف جائے بغیر چین نہیں آتا، پھر وہ اللہ کی محبت میں وضو کر کے خراماں خراماں اللہ کے گھر کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جاتا ہے وہ اس حاجی کی طرح ہوتا ہے جو احرام باندھ کر اپنے رب کے گھر کا دیدار کرنے کیلئے جا رہا ہوتا ہے۔ یہ محبت کا تعلق ہمیں بھی نصیب ہو جائے تو یہ ملاقات نماز کے ذریعے انسان کو نصیب ہوتی ہے۔

موت......تحفۂ مومن:

اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ جب محبوب کو دیکھنے کا دل کرتا ہے۔ انسان اللہ کو دیکھنے کیلئے تڑپتا ہے۔ تو پھر کیا ہوتا ہے؟ پھر انسان چاہتا ہے کہ اللہ! بس اب مجھے جلدی اس دنیا سے جانے کا موقع نصیب ہو جائے، پھر اسے موت اچھی لگتی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ [موت مومن کیلئے تحفہ ہوتی ہے]

کہنے والوں نے کہا:

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ

[موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیا کرتی ہے]

پھر وہ انتظار میں رہتا ہے کہ میں کب اس دنیا سے جاؤں گا اور اپنے مولیٰ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

جا کر ملوں گا، اس حدیث پاک میں آتا ہے:

مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَائَہٗ

[جو اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے]

پھر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے انسان کو مزہ آئے گا۔

محفلِ دیدار:

چنانچہ قیامت کے دن مومن اللہ تعالیٰ کا دیدار کریگا۔ اتنا مزہ آئے گا اتنا مزہ آئے گا کہ مومن وہاں سے جنت میں جانا ہی نہیں چاہیں گے، چنانچہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو جنت میں لے جاؤ۔ یہ ایسا ہی ہوگا کہ پیر صاحب کہہ بھی دیتے ہیں کہ بھئی! اب آپ یہاں سے چلے جائیں! تو عاشق لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں سے ہلتے ہی نہیں۔ کہتے ہیں جی پتہ نہیں کیا مقناطیسیت ہے! زمین سے ہلنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ تو وہ کہہ بھی دیتے ہیں کہ بھئی آپ اب یہاں سے چلے جائیں! محفل برخاست ہوگئی ہے، تو محبت والے وہیں بیٹھے رہتے ہیں پھر ان کو کہہ کر لے جانا پڑتا ہے اور انتظامیہ والے ان کی منتیں کر کے لے جا رہے ہوتے ہیں اور ان کی کمر پر ہاتھ پھیر کر تھپکیاں دیتے ہیں اچھا بھئی! پھر آجانا، ابھی تشریف لے جائیں تو ان کو بھیجنا پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح قیامت کے دن مومنوں کو کہہ دیا جائے گا کہ جنت میں چلے جاؤ! فرشتے ان کی منتیں کریں گے، مومن وہیں اللہ کے دیدار میں مست کھڑے رہیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ تعجب کرتا ہوں ان لوگوں پر جن کو قیامت کے دن فرشتے نور کی زنجیروں سے باندھ کر جنت میں کھینچ کر لے جائیں گے، ان کی طبیعت جانے کو نہیں کرے گی، اللہ کے دیدار میں اتنے مستغرق ہوں گے، یہ محبت ہوتی ہے۔ پھر انسان کو نماز کا مزہ، تلاوت کا مزہ اور پھر انسان کو زندگی کا مزہ آتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ! وہ دل دے جو تیرے عشق کا گھر ہو
دائمی رحمت کی تیری جس پر نظر ہو
دل دے کہ تیرے عشق میں یہ حال ہو اس کا
محشر کا اگر شور ہو تو بھی نہ خبر ہو

اے اللہ! ایسا دل دے دیجئے، ایسی آپ کی محبت اس میں سما جائے کہ محشر کا شور بھی ہو تو پھر بھی میرے دل کو اس کا پتہ نہ چلے، میں اللہ کی محبت میں ایسا مست رہوں۔ اللہ رب العزت ہمیں یہ نعمتیں نصیب فرمائے۔

محبت الٰہی کا حصول

اب یہ محبت الٰہی ہم کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ اس کے لئے ہمارے مشائخ نے کچھ طریقے بتائے ہیں۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے!!

(۱) طلب صادق:

چنانچہ آپ کا یہاں آنا اس بات کی دلیل کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نوازنا چاہتے ہیں۔ وہ کیسے بھئی؟ وہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کوئی چیز نہ دینا چاہیں تو اس چیز کی طلب بندے کو نہیں دیا کرتے۔ ورنہ یہ سخی کی شان کے خلاف ہے کہ مانگنے والا مانگے اور سخی نہ دے، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مانگنے کی توفیق بعد میں دیتے ہیں اور دینے کا ارادہ پہلے فرما لیتے ہیں۔

مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ [جس نے طلب کیا اس نے پالیا]

آپ سچے دل کے ساتھ آج تمام نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتوں کو دل سے نکالنے کا عہد کر لیجئے! اور اللہ سے ان کی محبت کو طلب کر لیجئے اور پھر دیکھئے کہ یہ محبت آپ کے دل کو کیسے گرماتی ہے، یہ محبت آپ کے دل کو کیسے بھر دیتی ہے؟ یہ برتن بھر

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے گا مگر اس میں اگر پہلے سے کوئی گند ہوا تو اس گند کو نکالنا پڑے گا، صاف کرنا پڑے گا۔ چونکہ اس گند سے اچھی طرح توبہ نہیں کرتے تو محبت کی وہ چاشنی نہیں ملتی جو ملنی چاہیے۔ تو ہمارے مشائخ نے اسکے طریقے بتائے ہیں کہ یہ محبت الٰہی کیسے ملتی ہے؟

ایک طریقہ تو اس کا حدیث پاک میں آیا ہے، مشکوۃ شریف کی حدیث ہے، نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ''اللہ کی محبت ملتی ہے موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرنے اور تلاوت قرآن کثرت کے ساتھ کرنے سے''۔

(۳) موت کی یاد:

موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرنے کا کیا مطلب؟ موت کو کثرت سے یاد کرنے سے آرزوئیں ٹوٹتی ہیں، چاہتیں ختم ہوتی ہیں، انسان کے دل میں جو آرزوئیں ہوتی ہیں، جن کو انسان نے اپنی جان بنایا ہوتا ہے، بلکہ جنہوں نے انسان کو نوجوان بنایا ہوتا ہے۔ کسی نے کہا تھا ''ابھی تو میں جوان ہوں'' اور آگے ایک بوڑھا تھا تو اس نے سن کر کہا کہ ابھی تو میں تو جوان ہوں۔ تو یہ آرزوئیں موت کی یاد کے ساتھ کم ہو جاتی ہیں، یہ ٹوٹتی ہیں۔ اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

اذکروا ھاذم للذات الموت

لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو یاد کرو!

تو موت کو کثرت سے یاد کرنے سے دنیا کی آرزوئیں ٹوٹتی ہیں۔ انسان ایک حساب سے اپنے آپ کو کھانے کمانے میں مصروف کرتا ہے۔ بے حساب نہیں کرتا کہ نماز کی فرصت ہی نہ ملے، بے حساب نہیں کرتا کہ انسان کو تہجد کی توفیق نہ ملے۔ اس کو ایسا رکھتا ہے کہ اعمال بھی اس کے ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔ تو موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرنا اور قرآن پاک کی کثرت کے ساتھ تلاوت کرنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۴) انعاماتِ باری تعالیٰ کا استحضار:

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انعامات کا استحضار کرنا، مراقبہ کرنا، سوچنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں۔ تو بیٹھ کر سوچنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اچھی شکل دی، اچھی عقل دی، اچھی صحت دی، گھر دیا، گھر والی دی، محبت کرنے والی اولاد دی، عزت دی، اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا کیا نعمتیں دیں! جتنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کریں گے، اتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں زیادہ آئے گی۔ اس لئے کہ محسن کے ساتھ انسان کو فطری محبت ہو جاتی ہے۔ جب اللہ کی نعمتوں کو ہم یاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ سے قدرتی محبت ہو جائے گی۔ اس لئے تو فرمایا

فَبِاَیِّ آلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن

[تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟]

تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا۔ یوں سوچیں کہ اگر میرے کاروبار ٹھپ ہو جائیں تو کیا ہوگا؟ پھر محسوس ہوگا کہ کاروبار کتنی بڑی نعمت تھی۔ اگر میرا بیٹا فوت ہو جائے تو کیا ہوگا؟ پھر محسوس ہوگا کہ بیٹا کتنی بڑی نعمت تھا۔ اگر بیوی فوت ہو جائے تو میرا کیا بنے گا؟ اگر میرا خاوند فوت ہو جائے تو کیا ہوگا؟ اگر کوئی ایسا کام ہو کہ میری Public insult (سر عام رسوائی) ہو جائے تو کیا بنے گا؟ اگر مجھے Blood Cancer (خون کا کینسر) ہو جائے تو کیا بنے گا؟ اگر میری بینائی چلی جائے تو کیا ہوگا؟ اسی طرح ان نعمتوں کے بارے میں سوچیں کہ ان کے چلے جانے سے کیا ہوگا۔ پھر دل کہے گا کہ نہیں ان نعمتوں کا میں محتاج ہوں، ان کا رہنا میرے لئے ضروری ہے۔ پھر انسان کو منعم حقیقی کے ساتھ محبت ہو جائے گی تو انعامات الٰہی کو یاد کریں۔ اور اگر یہ انعامات انسان کو یاد نہ آئیں تو پھر اللہ والوں کے پاس آئے اور کہے جی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد نہیں آتے۔ وہ پھر انہیں گن گن کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دکھائیں گے کہ تیرے اوپر اللہ تعالیٰ کے کون کون سے انعامات ہیں؟ وہ پھر اسے بتاتے ہیں، سمجھاتے ہیں اور بندے کو اپنی اوقات یاد دلاتے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا:

حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔ وجبت محبتی میری محبت واجب ہوگئی، ان لوگوں پر جو میری رضا کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔تو اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کرنا۔ چنانچہ استاد شاگرد کی محبت اللہ کے دین کی وجہ سے، پیر مرید کی محبت اللہ کے دین کی وجہ سے تو یہ محبت بھی اللہ کی محبت کے بڑھنے کا سبب بن جاتی ہے۔

(۶) اللہ کی راہ میں خرچ کرنا:

اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ میری محبت واجب ہوگئی، ان لوگوں پر جو میری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

(۶) صلہ رحمی:

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ میری محبت واجب ہوگئی ان لوگوں پر جو میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں، یعنی رشتے ناطے جوڑتے ہیں۔تو حدیث مبارکہ میں تین باتیں بتائی گئیں: ایک صلہ رحمی کرنا، اللہ کے راستے میں صدقہ کرنا، اور اللہ کے لئے محبت کرنا۔ ان تینوں سے محبت بڑھتی ہے۔لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم تینوں کام بڑے اہتمام سے کریں۔تو کل پانچ کام بن گئے، موت کو یاد کرنا، کثرت سے قرآن پڑھنا، اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرنا، اللہ کے راستے میں خرچ کرنا، اور اللہ تعالیٰ کے لئے رشتے ناطوں کو قائم کرنا۔ اگر ان پانچ چیزوں کو ہم اہتمام سے کریں گے تو آپ دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بڑھ جائے گی اور آپ اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کھچاوٹ کو خود محسوس کریں گے۔

کھچاوٹ والی محبت:

دیکھیں! آج محبت تو سب میں ہے کھچاوٹ والی محبت نہیں ہے۔ وہ کھچاوٹ والی محبت مل جائے، ایسی محبت جو بندے کو اپنی طرف کھینچے وہ محبت انسان کو نصیب ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ میرے بندے میری یہ محبت حاصل کر لیں۔ اسی لئے تو ارشاد فرمایا

وَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ:۱۶۵)

[ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے]

بھئی! جب بندوں کو اللہ تعالیٰ محبت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھی تو بندوں سے محبت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو بندوں سے بہت محبت ہے۔ اسی لئے اگر ساری دنیا کی ماؤں کی محبتوں کو جمع کر دیا جائے، ستر حصوں میں سے ایک حصہ نہیں بن سکتی۔ اتنی محبت اللہ تعالیٰ کو بندوں کے ساتھ ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿ وَالتِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِo وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ o﴾ (تین:۱۔۲)

طور سینین کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ رب العزت پہاڑ کی قسمیں کھا رہے ہیں۔ پھر انہوں نے اس کی تفصیل لکھی کہ اصل وجہ یہ تھی کہ اس کوہ طور پر ایک اللہ سے محبت کرنے والے عاشق، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کرتے تھے، ملاقات کرتے تھے۔ تو جب محبوب سے محبت ہوتی ہے تو جس جگہ پر ملاقات ہوتی ہے وہ جگہ بھی اچھی لگتی ہے۔ عورتیں جس گھر میں رخصت ہو کر آتی ہیں، ان کو اس گھر سے قدرتی محبت ہوتی ہے، اس گھر کو چھوڑنے کو دل نہیں کرتا، انسان کی یہ فطرت ہے، کیونکہ پہلی ملاقات ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھو! جب محبت والی جگہ اتنی اچھی لگی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ رب العزت نے قرآن میں اس جگہ کی قسمیں کھائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو یہ محبت کتنی عزیز اور پسند ہوگی۔

اللہ کو کتنی محبت ہے؟

اس لئے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نہیں مانو گے، شریعت کی اتباع میں سستی کرو گے، ہم تمہیں بدل کر ایسی قوم کو لائیں گے۔

﴿ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ ﴾ (مائدہ: ۵۴)

(اللہ ان سے محبت کریں گے اور وہ اللہ سے محبت کریں گے)

اب اس میں اللہ تعالیٰ نے یحبھم کو پہلے ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے محبت کریں گے اور بندے اللہ سے محبت کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کو یہ محبت اتنی اچھی لگتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی محبت کا تذکرہ پہلے کیا، بندوں کی محبت کا تذکرہ بعد میں کیا۔ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ واہ میرے مولیٰ!! آپ کو اپنے بندوں کے ساتھ کتنی محبت ہے؟

محبت الٰہی...... زندگی کی گاڑی کا پٹرول:

تو میرے دوستو! محبت الٰہی کی حالت گاڑی کے پٹرول کی مانند ہے، جیسے گاڑی ڈیزل اور پٹرول سے چلتی ہے، ایسے ہی یہ محبت الٰہی ہماری زندگی کا ڈیزل اور پٹرول ہے، جس طرح پٹرول کے بغیر گاڑی چلتے چلتے بند ہو جاتی ہے، اسی طرح یہ محبت الٰہی نہ رہے تو انسان کی زندگی کی گاڑی بھی چلتے چلتے بند ہو جاتی ہے۔

محبت الٰہی کی قدر:

اس محبت کی اگر دل میں قدر ہو تو پھر تو بندہ اپنی جان بھی اس محبت کی خاطر دے دے اور پھر بھی یہ سوچے کہ میں نے یہ محبت سستی لی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ متاعِ وصلِ جاناں بس گراں است
گر ایں سودا بجاں بودے کہ بودے

اگر یہ سودا مال دے کر بھی حاصل ہو جائے تو پھر بھی سستا حاصل ہو گیا، اگر اللہ کی محبت جان دیکر بھی مجھے مل جائے تو بڑی نعمت ہے، اس لئے میں نے اللہ کو اور اللہ کی محبت کو حاصل کر لیا۔

کسی نے اللہ کی محبت میں اپنا سارا مال خرچ کر دیا تو خواب میں اس نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا کہ بندے! تو نے جب اتنا کچھ میرے راستے میں خرچ کر دیا، اب میں نے اس کے بدلے میں تجھے محبت عطا کر دی تو اس بندے نے اٹھ کر شعر کہا، کہتا ہے:

؎ جمادا چند دازم جاں خریدم
بحمد للہ عجب ارزان خریدم

کہ میں نے چند ٹھیکریاں دیں، تھوڑے پیسے دیئے اور جان خرید لی، اللہ کی قسم! میں نے بڑی ارزاں خریدی ہے۔ لہٰذا جان دے کے بھی اللہ کی محبت مل جائے تو دوستو! یہ بڑا سستا سودا ہے۔ اس لئے کہنے والوں نے کیا عجیب بات کہی! سبحان اللہ اللہ اکبر کبیرا!! فرماتے ہیں:

؎ جان دیتن بردی و در جانی ہنوز
دردہا دا دی و در مانی ہنوز

میرے محبوب نے میرے بدن میں سے میری جان نکال لی اور ابھی میری جان میں وہ موجود ہے مجھے درد ساری اسی نے دی اور درد کی دوا بھی اسی کے پاس ہے۔

؎ قیمت خود ہر دو عالم گفتہ ای
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ نے اپنی قیمت دونوں جہان بتلائی ہے، اے میرے بندے! اگر مجھے چاہتے ہو تو دونوں جہان قربان کر دو! تمہیں نہ دنیا کی خواہش رہے نہ آخرت کی خواہش رہے، میں تمہاری تمنا بن جاؤں۔ او میرے بندو! تم میری خاطر دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو جاؤ! اے میرے محبوب حقیقی! قیمت بڑھا دیجئے یہ سودا تو آپ نے بڑا سستا بتایا ہے، اللہ اکبر۔

محبتِ الٰہی کیلیے مناجات:

لہٰذا آج کی اس محفل میں اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگیے۔ جتنی چاہیں مانگیں، مانگنے والے نے تو یہ کہا:

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ! کیا چاہتا ہوں؟

ہم آج اللہ تعالیٰ سے اس محبت کی انتہا مانگیں۔ اللہ میں دونوں جہان دے کر آپ کو لینے کے لئے تیار ہوں، اے میرے مولیٰ! میں اسی کے لئے تو حاضر ہوا۔ اے مالک! میں دل میں یہ فیصلہ کر کے بیٹھا ہوں، اے اللہ! آج میں آپ کی محبت دل میں لوں گا، آپ کی محبت دل میں بھروں گا۔ اے مالک! میں مخلوق کی محبتوں سے تھک گیا ہوں، اللہ! میں در در کے دھکے کھا کھا کر تھک گیا ہوں، اے اللہ! میں نے جگہ جگہ منہ مارا، سوائے حسرت کے مجھے کچھ نہیں ملا۔ اللہ! ایک تیرا ہی تو در ہے جہاں سچی محبت ملتی ہے، اے اللہ! آج سچی محبت کو لینے کیلیے میں آیا بیٹھا ہوں، میرے مولیٰ میں نے دامن پھیلا دیا مجھے عطا کر دیجیے۔ رب کریم ہم نے اپنے علماء سے سنا ہے کہ کسی نے حاکم سے پانچ دینار مانگے تھے، حاکم نے اسے پانچ سو دینار دے دیے۔ پوچھنے والوں نے پوچھا کہ مانگنے والے نے پانچ مانگے تو دینے والے نے پانچ سو کیوں دیے؟ اس نے کہا: وہ مانگنے والے کا ظرف تھا، یہ دینے والے کا ظرف ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ! ہم آج آپ کی محبت مانگتے ہیں، یہ مانگنے والے کا ظرف ہے، اللہ! دینے والے کا ظرف بہت بڑا ہے، آپ کے خزانے بہت وسیع ہیں، اے مالک! آج آپ خزانوں کے در کھول دیجیے، ہمارے دلوں میں محبت بھر دیجیے، اک نگاہ ناز سے اللہ! ہمارے دلوں کو تڑپا دیجیے، اللہ! آج ہمیں عبادت کی لذت عطا کر دیجیے، تلاوت کی لذت عطا کر دیجیے، بے ذوق سجدے کب تک کرتے رہیں گے! بے سرور نمازیں کب تک پڑھتے رہیں گے! میرے مالک! آج ہم نے فیصلہ کرلیا، ہم آپ کے سامنے سر جھکا کر بیٹھے ہیں۔ یا اکرم الاکرمین! یا احکم الحاکمین! یا حنان یا منان!!! آج ہم عاجز مسکینوں پہ اپنی رحمت کی نظر فرما دیجیے۔ آج ہم زندگی کا سودا کرنا چاہتے ہیں، اللہ! زندگی میں بڑے سودے کیے مگر کچھ نہیں پایا، آج ایک بڑا سودا کرنا چاہتے ہیں۔ اے مولیٰ! آج ہم آپ سے آپکی محبت مانگتے ہیں، اے اللہ!! کسی دنیا دار سے مانگتے، دل میں خیال آتا، پتہ نہیں دے گا یا نہیں دے گا؟ آج تو ہم آپ سے مانگ رہے ہیں، اے مولیٰ!! آپ تو مانگنے والوں کو دے کے خوش ہوتے ہیں، اے اللہ! اپنی محبت عطا فرما دیجیے، دلوں کو اپنی محبت سے بھر دیجیے، غیر کی محبتوں سے نجات عطا کر دیجیے، اللہ! دلوں کو دھو دیجیے، اے مالک! ہمیں اپنا دیوانہ بنا لیجیے، اپنا مستانہ بنا لیجیے، رب کریم!

شراب محبت پلا دے مجھے
تو دیوانہ اپنا بنا لے مجھے
تیرے جلوے کو دیکھ کر جان دوں
مروں تو تیرے فضل سے یوں مروں
رہوں گور میں بھی دیوانہ تیرا
نہ موقوف ہو منہ دکھانا تیرا

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ اٹھوں تو تیری یاد میں پھر اٹھوں
غرض عشق ہی میں جیوں اور مروں

اللہ!! اپنی ایسی محبت دے دیجئے کہ ہم اسی محبت میں زندگی گزاریں، اسی محبت میں مریں اور قیامت کے دن اسی محبت میں کھڑے کردیے جائیں، اللہ! پھر آپ ہمیں دیکھ کر مسکرائیں، ہم آپ کو دیکھ کر مسکرائیں، اللہ! اس قابل نہیں ہیں، مگر تمنا تو ضرور ہے، اللہ!

؎ مجھے اپنی پستی کی شرم ہے، تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں؟ اسے پھر بھی شوق وصال ہے

اللہ! اپنی گندگیوں کے باوجود، اپنی کوتاہیوں کے باوجود اپنی نالائقیوں کے باوجود، اے مالک!! ہم آپ کا بننا چاہتے ہیں۔ اللہ! اسی لئے گھروں کو چھوڑا، وطن کو چھوڑا، قبیلہ چھوڑا، بیوی بچوں کو چھوڑا، اللہ! دور کا سفر کرکے یہاں پہنچے، تیری تلاش میں آئے۔ ع

میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں

اللہ! تیری دید کی طلب میں میں نے کہاں کہاں کے سفر کئے!! کوئی بسوں میں ٹھوکریں کھا کر آیا، اللہ! کوئی گاڑیوں میں راتوں کو جاگ کر آیا، کوئی ہوائی جہازوں کے سفر کرکے آیا، اللہ! یہ تیرے بندوں کا مجمع ہے، یہ تیرے تلاش کرنے والوں کا مجمع ہے، اللہ! یہ آپ کو چاہتے ہیں، میرے مولیٰ! ان بندوں کو خالی نہ لوٹائیے گا، اللہ! ان کے دلوں کو بھر دیجیے گا، اللہ! یہ وقت زندگی میں پتہ نہیں پھر کب نصیب ہو؟ اللہ! آج اس موقع پر ہماری توبہ بھی قبول کرلیجیے اور اللہ!! ہمارے دلوں کو غیر کی محبتوں سے دھو دیجیے اور اپنی محبتوں سے دل کو بھر دیجیے اور ہمیں اپنا دیوانہ بنا لیجیے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾

---

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ کا مصداق بنا لیجیے۔اللہ! ایسا دل عطا کر دیجیے! آپ کا نام سن کر دل تڑپ اٹھے، آذان کی آواز سن کر دل تڑپ اٹھے، نماز پڑھنے سے دل نہ بھرے، تلاوت کرنے سے دل نہ بھرے، اللہ تیری یاد میں لگے رہیں، اللہ!! ہمیں بھی اپنی ایسی محبت والی زندگی عطا فرما دیجیے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العٰلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾
(آل عمران: ۳۱)

محبوبِ کل جہاں

یہ بیان ۳۰ نومبر کو جامع دار السلام ٹاؤن باغ (جھنگ) میں خطبہ جمعۃ المبارک سے قبل ہوا۔ جس میں حضرت اقدس دامت برکاتہم کے خلفاء کے علاوہ سینکڑوں سالکین نے شرکت کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

چونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام محبوبِ کل جہاں ہیں، اس لئے وہ جمادات کے بھی محبوب ہیں...... نباتات کے بھی محبوب ہیں...... حیوانات کے بھی محبوب ہیں...... انسانوں کے بھی محبوب ہیں...... بلکہ سب کے محبوب ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

محبوبِ کل جہاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ○

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّم

ایک آئیڈیل شخصیت:

اللہ رب العزت کے محبوب، حضرت محمد مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ ﷺ محبوب کل جہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی نعمتوں اور جمال وکمال سے نوازا کہ ہر انسان ان کو اپنی زندگی کا آئیڈیل بنا سکتا ہے۔ چاہے وہ جاہل ہے، چاہے لکھا پڑھا ہے، مشرق میں رہتا ہے یا مغرب میں رہتا ہے، وقت کا سائنسدان ہے، انجینئر ہے، ڈاکٹر ہے، کاشتکار ہے، وقت کا حاکم ہے، جرنیل ہے، مجاہد ہے، واعظ ہے یا جو بھی ہے اس کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی مبارک زندگی میں بہترین نمونہ اور اسوہ مل سکتا ہے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی مبارک زندگی ایسی کامل اور مکمل زندگی ہے کہ تاریخ انسانیت میں ایسی کامل زندگی نہیں مل سکتی۔ آپ ذرا بڑے بڑے سائنسدانوں کی زندگی کے متعلق پڑھ کر دیکھیں، لوگ ان کی تعریفیں کرتے ہیں کہ نیوٹن نے یہ کارنامہ سرانجام دیا، آئن سٹائن نے فلاں میدان میں اپنی عظمت کا لوہا منوایا اور فلاں نے یہ کر دیا، مگر زندگی نے وفا نہ کی، اگر زندہ رہتا تو کچھ اور بھی کر دکھاتا...... کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

مطلب؟......مطلب یہ کہ اس کی زندگی ادھوری تھی۔وقت کے بڑے سے بڑے جرنیل کو دیکھیں، لوگ اس کی زندگی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس نے فتوحات کیں لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی، اگر کچھ عرصہ اور زندہ رہتا تو کچھ اور علاقوں پر بھی قبضہ کر لیتا۔یعنی اس کی زندگی بھی ادھوری ہے۔اسی طرح آپ جس کی زندگی کے بارے میں پڑھ کے دیکھیں آپ کو وہ ادھوری نظر آئے گی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابھی وہ کام نہ کر سکے جس کی وہ تمنا رکھتے تھے۔لیکن تاریخ انسانیت میں صرف ایک مثال ایسی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک شخصیت ایسی بھی تھی جس کی زندگی کامل اور مکمل تھی۔اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کے مجمع میں علی الاعلان فرماتے ہیں،

''لوگو جس مقصد کے لئے میں دنیا آیا تھا کیا میں نے وہ مقصد پورا کر دیا؟ کیا میں نے تم تک وہ پیغام پہنچا دیا ہے؟''

اس کے جواب میں پورا مجمع گواہی دیتا ہے کہ آپ نے اس امانت کو پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔اس وقت اللہ کے محبوب ﷺ اللہ رب العزت کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ اے اللہ! تو اس بات پر گواہ رہنا کہ میں نے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر دیا ہے۔پوری تاریخ انسانیت میں یہ صرف ایک ہی مثال ہے۔اس کے علاوہ آپ کوئی اور مثال نہیں دے سکتے۔لوگ اپنا آئیڈیل بناتے ہیں۔بھئی اگر کسی کو آئیڈیل بنانا ہے تو کامل ہستی کو بناؤ! جن کی زندگی ادھوری، جن کے مقاصد ادھورے اور جن کے کام ادھورے ہوتے ہیں وہ کہاں آئیڈیل بن سکتے ہیں!

دعائے ابراہیمی علیہ السلام کے مصداق:

جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ کا گھر بنایا تو انہوں نے دعا مانگی:

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ

www.besturdubooks.wordpress.com

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ﴾ (البقرۃ:۱۲۹)

یعنی اے پروردگار عالم! ہم نے آپ کا گھر بنا دیا، اب آپ عبادت کرنے والے کو بھیج دیجئے۔ مسجد ہم نے بنا دی، اب آپ عبادت سکھانے والے کو بھیج دیجئے۔ مدرسہ ہم نے بنا دیا، اب آپ علم پڑھانے والی ہستی کو بھیج دیجئے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کی دعا قبول کر کے کائنات میں اپنے محبوب ﷺ کو بھیجا لہٰذا نبی علیہ الصلوۃ والسلام ان کی دعا کا مصداق بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ ذرا غور کیجئے کہ

۔گھر بن رہا ہے ...... بیت اللہ

۔بنانے والے...... ابراہیم خلیل اللہ

۔تعاون کرنے والے...... اسماعیل ذبیح اللہ

۔جو گھر بن رہا ہے...... اس کا نام بیت اللہ

۔جس سے دعا مانگ رہے ہیں...... اس کا نام اللہ

اور جس نے آنا ہے...... اس کا نام محمد الرسول اللہ

ولادت نبوی ﷺ کے وقت میں حکمت:

اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ صبح کے وقت دنیا میں تشریف لائے۔ وقت بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا پسند کیا، جب ظلمت چھٹ رہی ہوتی ہے اور روشنی آ رہی ہوتی ہے۔ یہ انسانیت کے نام ایک پیغام تھا کہ اے لوگو! اب دنیا سے شرک اور کفر کی ظلمت ہمیشہ کے لئے چھٹ گئی اور ہدایت کی روشنی آ چکی ہے لہٰذا اب سورج طلوع ہو چکا ہے جو پوری دنیا میں ایمان اور توحید کو پہنچا دے گا۔

کسریٰ کے محل کے کنگرے ٹوٹنے میں راز:

جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش ہوئی تو شام کی پہاڑیوں میں روشنی

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھی گئی۔ چنانچہ محدثین نے لکھا ہے کہ جہاں تک وہ روشنی دیکھی گئی، نبی علیہ السلام کی اپنی مبارک زندگی میں اس جگہ تک دین اسلام پھیلنا تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس روشنی کے ذریعے دکھلا دیا کہ میرے محبوب ﷺ کی مبارک زندگی میں وہاں تک دین پھیل جائے گا اور بعد میں ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ دین ہر پکے اور کچے مکان میں پہنچ کر رہے گا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے وقت کسریٰ کے محل کے کنگرے ٹوٹ گئے ......اس کا کیا مطلب تھا؟......علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت محل کے جتنے کنگرے ٹوٹے، نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے مبارک دور میں وقت کے اتنے بادشاہوں کے تاج اللہ کے محبوب ﷺ کے قدموں میں آ گئے سبحان اللہ!

والد ماجد کی وفات میں حکمت:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت باسعادت سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ دنیا سے وفات پا گئے ......اس میں بھی حکمت تھی......اللہ رب العزت نے ان کے سر سے باپ کا سایہ ہٹا دیا: دیکھیں کہ بچے کو باپ تربیت دے کر بڑا کرتا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ باپ کی تربیت کی وجہ سے بیٹے نے یہ کام کر دیا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میں نے اپنے محبوب کو خود کمالات عطا کئے ہیں کل کو یہ کمالات کسی اور کی طرف منسوب نہ ہوں اور کہنے والے یہی کہیں کہ یہ تھے یتیم مگر پروردگار نے ان کو وہ مرتبہ دیا کہ انہوں نے وہ کمالات پائے جس کا کوئی دوسرا انسان تصور ہی نہیں کر سکتا۔ سبحان اللہ! خود ان پڑھ ہیں مگر دنیا اور کائنات کے دقیقہ دان ہیں۔

ے ائی و دقیقہ دان عالم
بے سایہ و سائبان عالم

اللہ تعالیٰ نے ان کو ظاہر میں بے سایہ بنایا مگر حقیقت میں پوری انسانیت کے لئے سایہ بن کر تشریف لائے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوران حمل برکات کا ظہور:

ابھی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت مبارکہ نہیں ہوئی تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں زم زم کے کنویں پر پانی بھرنے آتی تو پانی سطح زمین سے اوپر کنارے پر آجاتا اور میں آسانی سے پانی بھر لیتی اور جب میں واپس چلی جاتی تو پھر پانی نیچے چلا جاتا۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے زمانہ حمل میں کسی طرح کی تکلیف اور گرانی محسوس نہیں کی اور اسی طرح کوئی دوسری شکایت جوان ایام میں عموماً خواتین کو پیش آتی ہے محسوس نہیں کی۔ اور فرماتی ہیں کہ جب میرے باطن سے نبی علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو سب سے پہلے انہوں نے اپنے رب کے حضور سجدہ کیا۔

حلیمہ سعدیہ کے آنگن میں رحمتوں کی بکھیر:

اس زمانے میں بچوں کو پالنے کے لئے دیہاتوں کی دائیوں کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ بچہ کھلے ماحول میں پلے بڑھے اور اچھی زبان سیکھے۔ چنانچہ دیہاتوں سے دائیاں آتیں اور بچوں کو لے جاتیں۔ اور ان کے باپ سے اجرت لے کر ان کی پرورش کیا کرتی تھیں۔ بنوسعید ایک قبیلہ تھا، اس قبیلے کی ایک عورت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جن کے گھر میں بہت غربت تھی ان کے جانور دودھ نہیں دیتے تھے، گویا قحط سالی کا سماں تھا۔ وہ بھی مکہ مکرمہ کی طرف چلیں تاکہ کوئی بچہ وہ بھی لائیں اور اس کی پرورش کرنے پر کچھ اجرت وہ بھی حاصل کر سکیں۔ لیکن ان کی سواری بہت آہستہ چلتی تھی، چنانچہ ان کے قبیلے کی باقی عورتیں جلدی مکہ مکرمہ پہنچ گئیں اور انہوں نے امیر زادوں کو اپنی گود میں لے لیا۔

جب حلیمہ سعدیہ مکہ مکرمہ پہنچیں تو ان کو پتہ چلا کہ امیر زادوں کے بچوں کو تو پہلی

www.besturdubooks.wordpress.com

دائیاں لے کر چلی گئی ہیں، البتہ ایک یتیم بچہ ابھی باقی ہے۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ اس کا باپ تو سر پر نہیں ہے جو اس کی تربیت کرنے کے عوض میں مجھے کچھ دے گا۔ فرماتی ہیں کہ میں سوچنے لگی، پھر میرے دل میں خیال آیا کہ چلو میں بچے کو تو دیکھوں کہ کیسا ہے؟ اس وقت بچہ سویا ہوا تھا اور اس کے اوپر چادر تھی، جب میں نے چادر کو ہٹایا تو وہ بچہ مجھے دیکھ کر مسکرایا۔ فرماتی ہیں کہ اس کی مسکراہٹ میں ایسی کشش تھی کہ میرے دل نے کہا، حلیمہ! تجھے مال اور دولت ملے نہ ملے، جو اس بچے کی مسکراہٹیں ملیں گی، وہ تیرے دل کو سکون سے بھر دیا کریں گی، چنانچہ میں نے بے اختیار بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا، اب اس کو نیچے لٹانے کیلئے میرا دل نہیں کر رہا تھا، لہٰذا میں نے خاوند سے کہا کہ لے کر چلتے ہیں، اس نے بھی کہا: ٹھیک ہے۔

اب ہم واپس اپنے گاؤں کی طرف آنے لگے۔ فرماتی ہیں کہ اس وقت سواری نیچے بیٹھی تھی اور میں اس کے اوپر بیٹھ گئی، اب مجھ سے آگے میرے خاوند بیٹھنا چاہتے تھے تاکہ سواری کو چلائیں اور ہم گھر جائیں۔ لیکن ایک عجیب بات پیش آئی کہ جیسے ہی میرے میاں آگے بیٹھے اور سواری کو اٹھانے کے لئے اس کی لگام ہلائی اور کھینچا تو اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا، وہ اس کو ڈنڈے لگانے لگے مگر وہ اٹھتی ہی نہیں تھی جبکہ پہلے وہ اشارے سے اٹھتی تھی۔ چنانچہ پریشانی میں میرے خاوند نیچے آئے، جیسے ہی وہ نیچے اتر آئے سواری اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ فرماتی ہیں کہ پھر میرے خاوند نے اس کو نیچے بٹھایا اور وہ آگے بیٹھے۔ اب پھر اس نے سواری کو اٹھانا چاہا مگر پھر بیٹھی رہی، پھر وہ پریشانی میں نیچے اترے تو وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ یہی کشمکش جاری تھی کہ آگے بیٹھ کر چلانے کی کوشش کرتے ہیں تو چلتی نہیں اور جب وہ نیچے اترتے ہیں تو چل پڑتی ہے۔ اس پریشانی میں میرے خاوند نے کہا: حلیمہ! تم ذرا آگے بیٹھ جاؤ! اور میں پیچھے بیٹھ جاتا ہوں، شاید بوجھ کا کوئی مسئلہ ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ اس نے جب حلیمہ کو آگے بٹھایا اور خود پیچھے بیٹھا اور سواری کو اٹھایا تو اس نے اٹھ کر بھاگنا شروع کر دیا۔ اللہ رب العزت نہیں چاہتے تھے کہ یہ ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں اس کی پشت میرے محبوب ﷺ کی طرف ہوتی ہو۔ جب یہ بات تھی تو پھر سواری کیسے چل سکتی تھی؟ چنانچہ کائنات کے اس صدر نشیں کو آگے بٹھایا گیا اور پھر سواری نے چلنا شروع کیا۔ فرماتی ہیں کہ میری سواری نے اتنی تیزی سے بھاگنا شروع کیا کہ دوسری دائیوں کی سواریاں پیچھے رہ گئیں اور میری سواری ان سے آگے نکل گئی۔ جب میری سواری ان کی سواریوں سے آگے نکلنے لگی تو ایک عورت نے مجھ سے پوچھا: حلیمہ! پہلے تو اتنی دیر سے پیچھے تھی اور اب بھاگ کر آگے نکلی جارہی ہو، کیا تم نے سواری بدل لی ہے؟ فرماتی ہیں کہ میں نے اسے جواب دیا:

''میں نے سواری نہیں بدلی، البتہ سواری پر سوار بدل گیا''

فرماتی ہیں کہ میں دوسروں سے پہلے گھر پہنچ گئی۔

جب ہم گھر میں پہنچے تو دیکھا کہ بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے، یہ دیکھ کر ہم بہت خوش ہوئے اور بکریوں کے تھن روزانہ دودھ سے بھرے رہتے تھے۔ ہمسایوں کی عورتیں آتیں اور مجھ سے پوچھتیں: حلیمہ! تم اپنی بکریوں کو کہاں چرنے بھیجتی ہو؟ ہم بھی وہاں بھیجیں گی، ہماری بکریاں بھی زیادہ گھاس کھائیں گی اور زیادہ دودھ دیں گی۔ فرماتی ہیں کہ ان کی بکریاں بھی وہیں چرتیں، مگر ان کی بکریاں اتنا دودھ نہ دیتیں جتنا دودھ میرے گھر کی بکریاں دیا کرتی تھیں...... سبحان اللہ...... اللہ کے محبوب کے آنے کی وجہ سے برکتیں ہی برکتیں اور خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔ ان برکتوں کے ساتھ اللہ کے محبوب ﷺ کی اس گھر کے اندر پرورش ہوئی۔

حلیمہ سعدیہ کی پر کیف لوری:

حلیمہ سعدیہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہلانے کے لیے بہت ہی عجیب اور

www.besturdubooks.wordpress.com

پر کیف لوری دیا کرتی تھیں، وہ فرمایا کرتی تھیں:

يَارَبِّ اِذَا اَعْطَيْتَهٗ فَاَبْقِهٖ

اے پروردگار عالم! جب تو نے مجھے (حضور ﷺ جیسا بچہ) عطا فرما دیا ہے تو اب (مہربانی فرما کر) اس عطیہ کو دوام اور بقا بھی عطا فرما۔

وَاَعْلِهٖ اِلَى الْعَلَاءِ وَارْقِهٖ

اور (آپ ﷺ کے درجات و مقامات اعلیٰ میں مزید) ترقی فرما کر بلندیوں کی انتہائی منزل پر فائز کر دے۔

وادحض اباطيل العدى بخقه

اور دشمنوں کی (سازش) کو آپ ﷺ کی سچائی، راست بازی اور حق کی تاثیر سے بے اثر لایعنی اور باطل بنا دے۔ جب وہ اپنی بکریوں کو چرنے کے لئے بھیجتی تھیں تو اپنی بیٹی شیما کو ساتھ بھیجا کرتی تھیں۔ ابھی وہ بلوغ سے پہلے کی عمر میں تھیں، اس لئے وہ اسے بکریاں چرانے کے لئے بھیج دیتی تھیں۔

ایک دن ماں نے کہا: شیما! بہت دیر ہوگئی ہے، تم ابھی بکریاں چرانے نہیں گئی۔ اس نے کہا: امی! میں اکیلی ہوں اور بکریاں زیادہ ہیں، یہ مجھ سے نہیں سنبھل سکتیں میرے ساتھ کسی اور کو بھی بھیج دو! میں گرمی کے موسم میں سارا دن بھاگ بھاگ کر تھک جاتی ہوں۔ حلیمہ سعدیہ نے کہا: بیٹی گھر میں اور تو کوئی نہیں ہے۔ جسے آپ کے ساتھ بھیجوں، اس لئے آپ کو اکیلے ہی جانا پڑے گا۔ اس نے کہا: امی مجھ سے یہ کام نہیں ہوسکتا، میں اکیلی بکریوں کو نہیں سنبھال سکتی۔ جب ماں نے مجبور کیا تو شیما کہنے لگی: امی! میں ایک شرط پر بکریاں چرانے کے لئے جاتی ہوں۔ ماں نے کہا: بیٹی! کیا شرط ہے؟ شیما نے کہا: جی آپ میرے ساتھ میرے چھوٹے بھائی محمد ﷺ کو بھیج دیں تو میں بکریوں کے ساتھ چلی جاؤں گی۔ ماں نے کہا: بیٹی! ایک بکریوں کو چرانا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور دوسرا بچے کو سنبھالنا، یہ دونوں کام بیک وقت کیسے کر پاؤ گی؟ اس نے کہا: امی! اگر اکیلی جاؤں گی تو بکریاں نہیں سنبھال سکوں گی اور اگر ساتھ بھائی کو لے کر جاؤں گی تو بکریاں سنبھال لوں گی۔ پھر حلیمہ سعدیہ نے پوچھا: شیما! ذرا کھل کے بتاؤ کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ شیما نے کہا: امی! ایک دفعہ پہلے میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر چلی گئی تھی۔ میں نے دیکھا تھا کہ جب میں اپنے بھائی کو لے کر گئی تو بکریوں نے تھوڑی دیر میں جلدی جلدی چر کے گھاس کھالی اور جس جگہ میں اپنے بھائی کو گود میں لے کر بیٹھی بکریاں بھی واپس آ کر میرے سامنے بیٹھ گئیں۔ باقی وقت میں بھی بھائی کا چہرہ دیکھتی رہی اور میری بکریاں بھی بھائی کا چہرہ دیکھتی رہیں...... سبحان اللہ...... اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ، محبوب کل جہاں ہیں۔

؎ اے ازل کے حسین! اے ابد کے حسین
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

اعلانِ نبوت سے قبل آپ ﷺ کی تکریم:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم میں اس طرح جوان ہوئے کہ مروت میں ان سے افضل، اخلاق میں ان سے احسن، میل جول میں ان سے اکرم، رفاقت میں ان سے اچھے، حلم میں ان سے اعظم، امانت دیانت میں ان سے اصدق اور کوئی نہ تھا۔ آپ فحش اور بری بات کہنے سے بالکل پاک تھے۔ آپ ﷺ کو کبھی ایسی حالت میں نہ دیکھا گیا کہ آپ نے کسی کے ساتھ جنگ وجدال اور خصومت کی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کو ساری قوم صادق اور امین کہتی تھی۔

جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو لوگوں میں نزاع شروع ہو گیا۔ ہر قبیلے کا سردار یہی چاہتا تھا کہ میں نصب کروں۔

چنانچہ انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ کل جو شخص اب ہمیں سب سے پہلے نظر آئے گا وہ ہمارا فیصلہ کر دے گا۔ اللہ کی شان کہ سب سے پہلے ان کی نظر اللہ کے محبوب ﷺ پر پڑی۔ حالانکہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر اتنی زیادہ نہ تھی۔ انہوں نے آ کر عرض کیا کہ آپ ہمارے اس جھگڑے کا فیصلہ فرما دیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے حجر اسود کو چادر میں رکھا اور چاروں کونے چار مختلف سرداروں کے ہاتھ میں پکڑا دیے اور فرمایا کہ آپ اسے حجر اسود کے نصب کرنے کی جگہ کے پاس لے چلیں۔ جب اس کی جگہ پر لائے تو آپ ﷺ نے کمال دانشمندی کے ساتھ خود حجر اسود اٹھا کر اسے نصب فرما دیا سبحان اللہ!

دل کا سودا کرنے والے:

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو ایسا نور اور حسن و جمال عطا فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کے مبارک چہرے کی طرف جو بھی دیکھتا تھا وہ اپنا دل دے بیٹھتا تھا۔ عبداللہ بن سلام یہودیوں کے بڑے عالم تھے۔ اس کو یہودیوں نے کہا: آپ ہماری طرف جا کر یہ سوال پوچھیں۔ چنانچہ وہ بارگاہ نبوی میں سوال پوچھنے کے لئے آئے۔ لیکن جب انہوں نے اللہ کے محبوب ﷺ کی زیارت کی تو سوال پوچھنے کی بجائے کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے کلمہ پڑھا دیجیے...... سبحان اللہ...... جب یہودیوں کو پتہ چلا تو وہ انہیں کہنے لگے کہ ہم نے تمہیں چن کر بھیجا تھا، لیکن تم نے اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود ہماری ناک کٹوا دی، تم نے یہ کیا کیا کہ تم بھی ان کے ماننے اور چاہنے والے بن گئے؟ جواب میں انہوں نے نبی علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے کہا:

ذرا اس چہرے کا دیدار تو کرو! یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا چہرہ نظر نہیں آتا۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا پورا پورا جمال ظاہر نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا گیا ورنہ آدمی دیکھنے کی تاب نہ لا سکے۔

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسنِ رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے
اے کاروان شوق! یہاں سر کے بل چلو
طیبہ کے راستے کا تو کانٹا بھی پھول ہے

عرب کا چاند:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کا وقت ہے۔ میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سامنے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اس رات چودھویں کا چاند اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ چنانچہ جب نیچے دیکھتا تو مجھے عرب کا چاند نظر آتا اور جب اوپر دیکھتا تو مجھے آسمان کا چاند نظر آیا۔ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر کے لئے رک گیا۔ کبھی میں محبوب ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھتا اور کبھی میں چاند کو دیکھتا اور پھر سوچتا کہ عرب کا چاند زیادہ خوبصورت ہے یا آسمان کا چاند زیادہ خوبصورت ہے۔ بالآخر میرے دل نے فیصلہ کیا کہ اے آسمان کے چاند! تو بڑا خوبصورت سہی، تیرے حسن کا دنیا کے اندر بڑا چرچا ہے لیکن سچ بات یہ ہے کہ جو حسن و جمال میرے آقا کے چہرۂ انور پر ہے وہ حسن و جمال تیرے پاس بھی نہیں ہے۔

؎ چاند سے تشبیہ دنیا یہ کہاں انصاف ہے
چاند پر ہیں چھائیاں میرے مدنی کا چہرہ صاف ہے

دیدار پرانوار کی تڑپ:

صحابہ کرام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق صادق تھے۔ کتابوں میں لکھا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ صحابہ کرام رات کو اپنے گھر اٹھتے تو ان کی طبیعت اداس ہوتی اور محبوب ﷺ کو دیکھنے کو دل چاہتا۔ چنانچہ وہ گھر سے آ کر اللہ کے محبوب ﷺ کے دروازے کے قریب کئی کئی گھنٹوں تک اس لئے انتظار میں کھڑے رہتے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ باہر تشریف لائیں گے اور ہم اپنے دن کی ابتدا آقا ﷺ کے دیدار پرانوار سے کریں گے۔ اس سے پتا چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آقا ﷺ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے تڑپا کرتے تھے۔

ان کے چاہنے والے ایسے بھی تھے:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بڑی دور سے آ کر حاضر ہوتے ہیں۔ وہ جب بھی آتے تو کچھ دیر محبوب ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھتے، آپ کا کچھ کلام سنتے اور چلے جاتے۔ مدتوں تک انہوں نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کوئی کلام نہ کیا اور کوئی بات بھی نہ پوچھی۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو دیکھا تو اپنے پاس بلا لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب لوگ مجھ سے کوئی نہ کوئی بات پوچھتے ہیں لیکن آپ آتے ہیں اور محفل میں بیٹھ کر چلے جاتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرے دل میں آپ کی اتنی محبت ہے کہ جب اپنے گھر سے آتا ہوں تو فقط آپ کے دیدار کی نیت سے آتا ہوں اور یہاں حاضر ہو کر آپ کے پرانوار چہرے سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر کے واپس چلا جاتا ہوں۔ اس پر اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ بندے کو دنیا میں جس سے محبت ہوگی، وہ جنت میں اسی کے ساتھ ہوگا (اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں اکٹھا فرما دیں گے)۔ وہ صحابی فرماتے ہیں کہ مجھے جتنی خوشی اس حدیث پاک سے ہوئی، اتنی خوشی مجھے کبھی کسی اور خبر سے نہیں ہوئی تھی۔ اللہ کے محبوب ﷺ محبوب کل جہاں ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صدیقہ کائنات کی لازوال محبت:

سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ زلیخا تیری سہیلیوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اپنی انگلیوں کے ٹکڑے کر دیے، اگر وہ کبھی میرے آقا ﷺ کی جبینِ ناز کو دیکھ لیتیں تو اپنے دل کے ٹکڑے کر بیٹھتیں۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جمال کو تیرے کب پہنچے حسن یوسف کا
وہ دلربائے زلیخا تو شاہد ستار
رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

یہی مضمون کسی نے پنجابی میں یوں بیان کیا:

دیکھیا جے یوسف نوں انگلیاں کٹیاں
آقا دے دیوانیاں نے جاناں وار سٹیاں
عشق دی اخیر ویکھی اوہدے عاشقین دی
جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

ایک موقعہ پر سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ "میں نے مدینہ طیبہ کی کنواری لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی وہ حیا نہیں دیکھی جو میں اپنے آقا ﷺ کی مبارک آنکھوں میں دیکھا کرتی تھی"

سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے پناہ محبت تھی۔ انہوں نے اپنے آقا اور سردار کی شان میں اشعار کہے۔ دیکھیں کہ بیوی اپنے سرتاج کی محبت میں سرشار ہو کر کیسے شعر کہہ رہی ہے! فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

لَنَا شَمْسٌ وَّ لِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
وَ شَمْسِی خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَ شَمْسِیْ تَطْلُعُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

[آسمان کا بھی ایک سورج ہے اور ایک ہمارا بھی سورج ہے۔لیکن میرا سورج آسمان کے سورج سے زیادہ بہتر ہے۔اس لئے کہ آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج تو عشاء کی نماز کے بعد طلوع ہوتا ہے]

شاعرِ رسول در مدحِ جمالِ رسول:

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے حسن و جمال کی ایسی تعریف کی کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔وہ فرماتے ہیں۔

وَ اَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ

اے محبوب آپ سے بہتر خوب صورت چہرہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہیں ہے۔

وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ سے زیادہ حسن و جمال والا کبھی کسی عورت نے کوئی بچہ جنا نہیں ہے۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ

آپ اس طرح عیبوں سے پاک ہو کر دنیا میں پیدا ہوئے۔

کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

جیسا کہ اللہ نے آپ کو آپ کی مرضی کا حسن و جمال دے کر پیدا فرما دیا۔

جمالِ مصطفیٰ امام بومیری رحمہ اللہ کی نظر میں:

امام بومیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور و معروف قصیدے، قصیدہ بردہ شریف میں نبی علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

الصلوۃ والسلام کے حسن و جمال کے بارے میں لکھتے ہوئے کہتے ہیں

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ صورت و سیرت میں عالی مرتبہ پر فائز ہیں

ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا محبوب ﷺ بنا دیا ہے۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ

پوری دنیا میں ان کے محاسن کا کوئی شریک نہیں ہے۔

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٖ

حسن و جمال میں اس کا جوہر ایسا فرد کل ہے جو تقسیم ہی نہیں ہو سکتا۔

جمادات کے محبوب:

چونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام محبوب کل جہاں ہیں، اس لئے وہ جمادات کے بھی محبوب ہیں...... نباتات کے بھی محبوب ہیں ......حیوانات کے بھی محبوب ہیں...... انسانوں کے بھی محبوب ہیں...... بلکہ سب کے محبوب ہیں۔

جمادات کے محبوب کیسے......؟

حدیث پاک میں آیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دو پتھر تھے۔ ایک کا نام متکلم اور دوسرے کا نام متکی تھا ایک کو متکلم اس لئے کہتے تھے کہ جب بھی اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملنے تشریف لاتے اور وہ پتھر آپ کو دیکھتا تو فوراً اللہ کے محبوب ﷺ کو سلام کیا کرتا تھا۔ اس وجہ سے محبوب ﷺ نے اس کا نام متکلم رکھا تھا اور دوسرا وہ پتھر تھا جسے تکیہ کے طور پر استعمال کر کے اس کے ساتھ ٹیک لگایا کرتے تھے، اس کا نام متکی تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نباتات کے محبوب:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نباتات کے بھی محبوب تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ ہم خود دیکھتے تھے کہ کتنی جگہوں پر اللہ کے محبوب ﷺ جا کر کھڑے ہوتے اور درخت آ کر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو سلام کرتے تھے۔ بلکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ درخت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آتے اور سجدہ ریز ہو کر واپس چلے جاتے تھے۔ اللہ کے محبوب ﷺ کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب تمیم داری مسلمان ہوئے تو انہوں نے ممبر بنا کر اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ اس پر تشریف فرما ہوا کریں اور اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کریں۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ ممبر پر کھڑے ہوئے تو ہم نے بچے کی طرح کی رونے کی آواز سنی، ہم حیران ہوئے اور ہم نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ نیچے اترے اور جس کھجور کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، اس کے قریب آئے اور آپ نے اس پر ہاتھ رکھا، وہ کھجور کا تنا اس طرح چپ ہوا جیسے روتا ہوا بچہ ہچکیاں لے لے کر چپ ہوتا ہے، سبحان اللہ! کھجور کا تنا اس لئے رو رہا تھا کہ آقا! اب ممبر بن گیا ہے اور آپ اس پر جلوہ افروز ہوا کریں گے اور مجھے اب آپ کی جدائی برداشت کرنی پڑے گی۔ اللہ اکبر۔ علما نے لکھا: چونکہ اس تنے کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ نسبت ہوگئی تھی اس لئے اس کے ساتھ جنت کا وعدہ کر دیا گیا۔ سبحان اللہ۔

تنے نے محبت میں آنسو بہائے
یوں جنت میں پایا مقام اللہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حیوانات کے محبوب:

اللہ کے محبوب ﷺ حیوانات کے بھی محبوب تھے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے رمی جمار فرمائی تو اس کے بعد آپ ﷺ نے قربانی کرنی تھی۔ چنانچہ قربانی کرنے کے لئے اونٹ لائے گئے، وہ اونٹ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہر اونٹ چاہتا تھا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! جب آپ نے ذبح کرنا ہے تو سب سے پہلے میرے گلے پر آپ کے مبارک ہاتھوں سے چھری چل جائے۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ جا رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ ایک یہودی نے ایک ہرنی کو پکڑا ہوا ہے، جب ہرنی نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا تو فریاد کرنے لگی کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرا بچہ اس پہاڑ کے دامن میں ہے، اب اسے دودھ پلانے کا وقت ہو گیا ہے اگر یہ مجھے چھوڑ دے تو میں دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے اس یہودی کو فرمایا...... اس نے دل میں سوچا کہ ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ وہیں کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہرنی دودھ پلا کر پھر اس یہودی کے پاس واپس آ گئی۔ جب اس یہودی نے یہ دیکھا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

انسانوں کے محبوب:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام انسانوں کے بھی محبوب تھے...... صحابہ کرام کی ایک جماعت نبی اکرم ﷺ کے عاشقین کی جماعت تھی۔ چنانچہ صحابہ کرام نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا جب دیدار کرتے تھے تو ان کا ایمان تازہ ہو جایا کرتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی کی آخری تمنا:

ایک صحابی میدان جہاد میں اتنے زخمی تھے کہ غشی طاری ہونے کو تھی۔ اتنے میں ان کے پاس ایک صحابی پہنچے، انہوں نے زخمی سے پوچھا

أ لَكَ حَاجَة (کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟)

تو انہوں نے کہا: ہاں۔ پوچھا: کس چیز کی؟ کہنے لگے: میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے آخری وقت میں اپنے آقا ﷺ کے چہرہ انور کا دیدار کرلوں۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور چل پڑے۔ انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ ایک جگہ پرتشریف فرما تھے۔ انہوں نے اس صحابی کو نیچے کھڑا کیا اور ان سے کہا کہ جی اللہ کے محبوب ﷺ آپ کے سامنے ہیں۔ اس مجاہد نے جیسے ہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا نام سنا تو آنکھیں کھولیں اور محبوب ﷺ کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور پھر اپنی جان اللہ کے حوالے کردی۔

؎ نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

ایک شاعر نے اس کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا: وہ کہتا ہے کہ وہ صحابی گویا یہ پیغام دینا چاہتے تھے کہ اے آقا!

؎ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

محبوب ﷺ کی شباہت کی تمنا:

ایک صحابی حبشہ کے رہنے والے تھے ان کے بال گھنگھریالے تھے۔ وہ جب بھی نہاتے تو بعد میں اپنے بالوں میں کنگھی کیا کرتے تھے۔ چونکہ ان کے بال سخت تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لئے ان کی مانگ درمیان سے نہیں نکلتی تھی۔ انہیں روزانہ یہ افسوس ہوتا کہ میری مانگ کیوں نہیں نکلتی؟ ان کو اپنا سر اچھا نہ لگتا کیونکہ وہ سوچتے تھے کہ میرے آقا تو مانگ نکالتے ہیں اور میرے بالوں میں تو مانگ ہی نہیں نکلتی۔ ان کے دل میں بڑی مدت تک یہ حسرت اور تمنا رہی۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ ایک مرتبہ انہوں نے لوہے کی سلاخ اٹھائی اور اسے آگ کے اندر اچھی طرح گرم کیا اور پھر اسے اپنے سر کے درمیان میں پھیر کے ایک لکیر بنا دی۔ اب جب گرم گرم سلاخ لگی تو سر کی جلد جل گئی۔ لوگوں نے کہا: یہ آپ نے کیا کیا؟ وہ کہنے لگے کہ مجھے یہ تکلیف تو بھول جائے گی اور زخم بھی مند مل ہو جائے گا، لیکن اس جگہ کے جلنے کی وجہ سے وہاں بال نہیں رہیں گے، چنانچہ آئندہ جب بھی میں اپنے سر کو دیکھوں گا تو مجھے اپنا سر اپنے محبوب ﷺ کے مبارک سر کی مانند نظر آئے گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے انتہا درجہ کی محبت:

اگر محبت رسول ﷺ کی انتہا دیکھنی ہو تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھ لیجیے۔ وہ عشق کے امام ہیں، انہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے والہانہ محبت تھی مثال کے طور پر:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مجھے تین چیزیں پسند ہیں: ایک خوشبو، دوسری نیک بیوی، تیسری چیز میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ جیسے ہی یہ سنا تو سیدنا صدیق اکبر تڑپ کے کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ آپ کو کونسی تین چیزیں پسند ہیں؟ عرض کیا:

۱)......اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ کے چہرہ انور کو دیکھتے رہنا۔

۲)......آپ پر اپنا مال خرچ کر دینا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۳)۔اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے، یعنی میری اولاد آپ کی خدمت کرتی رہے۔اب آپ دیکھئے کہ انسان کے پاس جان، مال اور وقت، تین چیزیں ہی ہوتی ہیں، انہوں نے یہ تینوں چیزیں اللہ کے محبوب ﷺ پر قربان کر دیں۔

جب اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد کے لئے اپنا مال دو تو سب حضرات اپنی اپنی حیثیت کے مطابق لائے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سوچا کہ ابوبکر ہر دفعہ مجھ سے بڑھ جاتے ہیں، آج میرے پاس مال زیادہ ہے اس لئے میں ان سے زیادہ اللہ کی راہ میں صدقہ دوں گا۔ چنانچہ خوش ہو کر گھر آئے اور اپنے گھر کا آدھا سامان اپنے گھر والوں کے لئے چھوڑا اور باقی آدھا اللہ کے محبوب ﷺ کے قدموں میں لا کر ڈال دیا۔جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے ان سے بھی پوچھا: ابوبکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے؟ عرض کیا:

اے اللہ کے نبی ﷺ! میں گھر میں گیا تھا، مجھے وہاں جو کچھ ملا، میں نے وہ سب کچھ لا کر آپ کے قدموں ڈال دیا ہے، حتیٰ کہ میں نے دیوار پر ہاتھ مارا کہ کہیں اگر کوئی سوئی اٹکی نظر آئے تو وہ بھی لے چلوں تاکہ کسی مجاہد کے کام آ جائے، خود میں نے یہ ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔اور اے اللہ کے محبوب! میں اپنے گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کے آیا ہوں۔

ؔ پروانے کے لئے شمع ، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

یہ ہے عشق رسول ﷺ

ؔ عجب چیز ہے عشق شاہ مدینہ
یہی تو ہے عشق حقیقی کا زینہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ
اسی کا ہے، مرنا اسی کا ہے جینا

زندگی کا مزہ اسی محبت کے ساتھ ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے ایسی محبت ہو کہ انسان اپنا ہر کام اللہ کے محبوب ﷺ کے مبارک طریقے کے مطابق کرنے کے لئے تڑپ جائے۔ اسے یہ فکر ہر وقت دامن گیر رہے کہ میرا لباس، میرا کھانا، میرا پہننا، میری رفتار، میری گفتار اور میرا کردار نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت کے مطابق بن جائے۔ اگر ایسی محبت نصیب ہو جائے تو پھر ہمارے بھی نصیب کھل جائیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایسی ہی محبت نصیب تھی۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس محفل میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کی قربانی دی، ابھی اسی محفل میں ٹاٹ کا لباس پہنے بیٹھے تھے کہ اتنے میں جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے۔ انہوں نے بھی ٹاٹ کا لباس پہن رکھا تھا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

جبرئیل! آج تم نے ٹاٹ کا لباس کیوں پہنا ہوا ہے؟

جبرئیل امین نے عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ آج ابو بکر کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہوئے ہیں کہ آسمان کے سب فرشتوں کو حکم دے دیا کہ تم بھی ابو بکرؓ کی طرح ٹاٹ کا لباس پہن لو۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کی طرف سلام بھیجا ہے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کتنے قدردان ہیں!

☆...... جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ رات کے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جیسے ہی دستک دی وہ فوراً باہر حاضر ہوئے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ پہلے سے ہی جاگ رہے ہوں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے پوچھا: ابو بکر! کیا آپ پہلے سے جاگ رہے تھے یا میرے آنے پر جاگے؟ عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میں پہلے سے ہی جاگ رہا تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کیونکہ میرا دل گواہی دیتا تھا کہ جب آپ ہجرت فرمائیں گے تو اس خادم اور غلام کو بھی ساتھ لے جائیں گے، چنانچہ جب سے یہ خیال آیا ابوبکر نے رات کا سونا چھوڑ دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے محبوب ﷺ میرے دروازے پر آئیں اور ان کو ابوبکر کے انتظار میں کھڑا ہونا پڑے۔

☆......ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے رو رو کر دعا مانگ رہے تھے۔ تمام صحابہ حیران تھے کہ ان کو کیا ہوا ہے؟۔ انہوں نے جب قریب آ کر دیکھا تو یہ دعا مانگ رہے تھے۔ اے اللہ! محبوب ﷺ نے کہا ہے کہ اللہ کے راستے میں دو اور میں دینا چاہتا ہوں، مگر دینے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور لینے والا ہاتھ نیچے ہوتا ہے، میں اپنے آقا ﷺ کی یہ بے ادبی نہیں کرنا چاہتا، آپ میرے آقا ﷺ کے دل میں ڈال دیجئے کہ وہ ابوبکر کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرمالیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اس کے بعد نبی علیہ الصلوۃ والسلام ان کے مال کو اس طرح استعمال فرماتے تھے جس طرح کوئی اپنے ذاتی مال کو استعمال کیا کرتا ہے۔

☆......جب ہجرت کے سفر پر چلے تو سیدنا صدیق اکبر کبھی دائیں طرف کو ہو جاتے کبھی بائیں طرف کو ہو جاتے، کبھی آگے اور کبھی پیچھے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حیران ہو کر پوچھا: ابوبکر آپ ایک طرف چلیں، یہ دائیں بائیں اور آگے پیچھے چلنے کی کیا ضرورت ہے؟ صدیق اکبر نے عرض کیا:

اے اللہ کے محبوب ﷺ! جب میں آپ کے پیچھے چل رہا ہوتا ہوں تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ دشمن کہیں دائیں طرف سے حملہ نہ کر دے اس لئے میں دائیں طرف کو جاتا ہوں کہ ادھر سے اگر کوئی تیر آئے تو ابوبکر کے جسم میں لگے اور میرے آقا ﷺ کی حفاظت رہے۔ پھر خیال آتا ہے کہ کہیں سامنے سے تیر نہ آ جائے اس لئے میں کبھی بائیں طرف آ جاتا ہوں اور کبھی پیچھے کی طرف آ جاتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سبحان اللہ! جیسے کوئی پروانہ شمع کے گرد چکر لگا رہا ہوتا ہے اسی طرح اللہ کے پیارے اور محبوب بندے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شمع رسالت کے پروانے بن کر سفر کر رہے تھے۔

☆...... جب غار ثور میں پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے اندر گئے اور سارے سوراخ بند کر دیے، ایک سوراخ باقی بچ گیا، اس کو بند کرنے کے لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں رکھ دیا اور بیٹھ گئے۔ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ اندر تشریف لائے تو عرض کیا: آقا آپ تھکے ہوئے ہیں آرام فرما لیجیے، یہاں بستر تو نہیں ہے، اللہ کی زمین بستر بنے گی، البتہ تکیے کے لئے ابوبکر کی گود حاضر ہے۔

دنیا میں دو گودیں تھیں جن کو محبوب ﷺ نے شان بخشی۔ ایک گود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی اور دوسری گود صدیقہ کائنات حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی تھی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو اللہ کے محبوب ﷺ کا مبارک سر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔ ایک گود میں سر رکھا تو اللہ تعالیٰ نے صدیق کا مقام عطا فرما دیا اور دوسری گود میں سر رکھا تو صدیقہ کا مقام عطا فرما دیا، اللہ اکبر کبیرا۔

اللہ کے محبوب ﷺ آرام فرما رہے تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے چہرۂ انور کا دیدار کر رہے تھے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نکتہ لکھا، وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

> ابوبکر جب آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی گود میں اللہ کے محبوب ﷺ کا مبارک سر تھا، اس وقت آپ ان کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے تو مجھے یوں لگ رہا تھا کہ آپ کی گود ایک رحل کی مانند ہے اور آقا ﷺ کا چہرۂ انور کھلے ہوئے قرآن کی مانند ہے اور ابوبکر آپ مجھے ایک قاری لگ رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں جو بیٹھ کر اس قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔ (سبحان اللہ) ایک طرف حسنِ رسول ﷺ ہے اور دوسری طرف عاشق صدیق ہے۔ آج کا طالب علم کہتا ہے کہ مجھے فلاں سے تعلق ہے، جب میں کتاب کھولتا ہوں تو مجھے اس کی شکل نظر آتی ہے وہ کہتا ہے:

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

اور اِدھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور اللہ کے محبوب ﷺ کے رخِ انور کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر رہے ہیں۔ کسی شاعر نے اس کو عجیب انداز میں کہا:

یہ حسن ساتھ عشق کے کیا لا جواب ہے!
رکھی ہوئی رحل پہ خدا کی کتاب ہے

اس وقت اس غار میں ایک سانپ تھا جو محبوب ﷺ کا دیدار چاہتا تھا، اس کو نکلنے کے لئے کوئی اور جگہ تو نہ ملی البتہ جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پاؤں رکھا ہوا تھا اس نے وہیں سے ڈسا، جب سانپ کا زہر جسم میں داخل ہوا تو سخت تکلیف کی شدت کی وجہ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مبارک آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ وہ آنسو آقا ﷺ کے مبارک چہرے پر گرے جس کی وجہ سے آقا ﷺ کی آنکھ کھل گئی آپ ﷺ نے پوچھا:

ما يبكيك يا ابابكر ؟ ابوبکر کیوں رو رہے ہو؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے محبوب ﷺ مجھے اس طرح تکلیف ہوئی ہے اور بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے ہیں۔ شاعر نے اس منظر کو عجیب انداز سے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

آنسو گرا ہے روئے رسالت مآب پر
قربان ہونے آئی ہے شبنم گلاب پر

مدینہ طیبہ کے قریب ایک بوڑھی عورت رہتی تھی، اس کے گھر میں بکریاں تھیں۔ وہ اتنی بوڑھی بکریاں تھیں کہ دودھ بھی نہیں دیتی تھیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جا کر کہا، اماں کیا ہم ان بکریوں کا دودھ لے سکتے ہیں؟ اس نے کہا: اے اجنبی مسافر! یہ بکریاں تو دودھ نہیں دیتیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: اماں! بس آپ اجازت دے دیجیے۔ اس نے کہا: آپ کو اجازت ہے۔ چنانچہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بکریوں کے پاس آ کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تھنوں کو دودھ سے بھر دیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے احتیاطاً دودھ کے برتن پر کپڑا ڈال دیا تا کہ لے جاتے ہوئے دودھ میں گرد وغیرہ نہ پڑے۔ جب محبوب ﷺ نے دودھ نوش فرمایا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک عجیب جملہ کہا:

فَشَرِبَ شَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ

[نبی علیہ السلام نے اتنا دودھ پیا کہ میرا دل خوش ہو گیا]

تو یوں کہتے ہیں کہ فلاں نے اتنا دودھ پیا کہ اس کا دل خوش ہو گیا، لیکن یہاں معاملہ جدا ہے، فرمایا کہ میرے آقا ﷺ نے اتنا دودھ پیا، اتنا دودھ پیا کہ میرا دل خوش ہو گیا۔ اس کو کہتے ہیں عشق۔

☆......سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو محبوب ﷺ کے ساتھ ظاہری اور باطنی ہر لحاظ سے مشابہت نصیب ہو چکی تھی، اسکو نسبت اتحادی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو وہاں کے دید و دانش رکھنے والے لوگ ان کے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دو ہستیوں کو آتے دیکھا تو حیران ہوئے کہ ان کی رفتار ایک جیسی، ان کے لباس ایک جیسے، ان کے چہرے پر نورانیت تھی، وہ سوچ میں پڑ گئے کہ ان میں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کون اللہ کے پیغمبر ہیں! ان میں ایک آقا ﷺ تھے اور دوسرے غلام۔ ان میں سے ایک اصل تھے اور دوسرے ان کی نقل تھے۔ مگر نقل نے اصل کے اتنا قریب کا مقام پیدا کر لیا تھا کہ مدینہ کے لوگ اصل اور نقل میں فرق ہی نہ کر سکے۔ پتا نہ چل سکا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے، تابع کون ہے اور متبوع کون ہے۔ چنانچہ انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرنا شروع کر دیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس نیت کے ساتھ مصافحہ کرتا رہا کہ میرے آقا تھکے ہوئے آرہے ہیں اگر سب لوگ مصافحہ کریں گے تو میرے آقا کو بے آرامی ہوگی، لہٰذا جب یہ مصافحہ کر لیں گے، تو میں ان کو بتا دوں گا۔ چنانچہ جب سب سے مصافحہ کر لیا اور بیٹھ گئے اور ادھر سورج نے اپنا چہرہ دکھایا اور اس کی کرنوں نے محبوب ﷺ کے مبارک رخساروں کے بوسے لینا شروع کر دیے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جن سے انہوں نے وقت کا نبی سمجھ کر مصافحہ کیا تھا وہ اٹھے اور انہوں نے اپنے آقا ﷺ کے سر پر سایہ کر دیا۔ تب مدینہ کے لوگوں کو پتا چلا کہ آقا کون تھا اور غلام کون تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ لوگ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے ملنے کے لئے آتے تو صحابہ کرام کے مجمع کی نورانیت اتنی ہوتی تھی کہ ان کو پوچھنا پڑتا تھا۔ کہ **من منکم محمد؟**

......آپ میں سے اللہ کے رسول ﷺ کون ہیں؟ ان سب حضرات کے چہروں پر اتنی نورانیت ہوا کرتی تھی۔

حضرت اسماءؓ کے دل میں محبوب خدا کی محبت:

چھوٹی بچیوں میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی اتنی محبت تھی کہ سیدہ اسماء (رضی اللہ عنہا) جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی تھیں ان کے ذمے ڈیوٹی لگی کہ غار ثور کے قیام کے دوران گھر سے کھانا پہنچا دیا کریں، کیونکہ آپ اس وقت اتنی چھوٹی تھیں کہ کسی کا اس طرف دھیان ہی نہیں جائے گا کہ آپ کھانا دے کر آرہی ہیں۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے دن انہوں نے کھانا پہنچا دیا۔ جب دوسرے دن کھانا پہنچانے آئیں تو اللہ کے محبوب ﷺ نے دیکھا کہ اس وقت حضرت اسماء (رضی اللہ عنہا) کے ماتھے پر زخم کا نشان ہے اور ان کی طبعیت اداس اور غمزدہ سی ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اسماء آج آپ غمزدہ لگ رہی ہیں، کیا وجہ ہے؟ اسماء نے جواب دیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! کل جب میں آپ کو کھانا دے کر واپس جا رہی تھی تو راستے میں ابوجہل نے دیکھ لیا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا اور پوچھا: ابوبکر کی بیٹی! تجھے پتا ہوگا کہ جہاں تمہارا باپ ہے وہیں اللہ کے رسول ہوں گے، بتاؤ! کیا تمہیں پتا ہے؟ اس کے پوچھنے پر میں نے سچ بولا اور میں نے کہا: ہاں پتا ہے...... اللہ نے سچ بلوایا، اگر وہاں کوئی اور بات کر دیتیں تو لوگ کہتے کہ اگر ایک بہن ایسا کہہ سکتی ہے تو دوسری بہن بھی جھوٹ بول سکتی ہے۔ نہیں بلکہ صدیق کی بیٹی ہے اور صدیقہ کی بہن ہے۔ لہٰذا کیسے جھوٹ بول سکتی تھی؟

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

چنانچہ سیدہ اسماء (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے سچ بولا اور کہا کہ ہاں مجھے پتا ہے۔ ابوجہل نے کہا: بتاؤ! میں نے کہا: میں ہرگز نہیں بتاؤں گی۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں بڑا ماروں گا، اس طرح اس نے بہت ڈرایا دھمکایا لیکن میں بھی ڈٹی رہی کہ میں نے نہیں بتانا۔ پھر اس نے اچانک اتنا زور سے تھپڑ لگایا کہ میں نیچے چٹان پر جا گری اور میرے ماتھے سے خون نکل آیا اور میری آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ اے اللہ کے محبوب ﷺ! اس نے مجھے بازو سے پکڑ کر پھر کھڑا کیا اور کہنے لگا: اسماء! میں تجھے جان سے مار دوں گا، بتاؤ! تمہارے رسول ﷺ کہاں ہیں؟ تب اس وقت جواب دیا: ابوجہل! میری جان تو تیرے حوالے لیکن میں محمد عربی ﷺ کو تیرے حوالے نہیں

کروں گی۔

ایک صحابیہ کی محبت:

اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ عورتوں کو بھی بے پناہ محبت تھی۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جہاد کے لئے تیاری کیجیے! مدینہ کے ہر گھر میں عورتیں اپنے مردوں کو تیار کر رہی تھیں۔ ایک گھر میں ایک عورت اپنے بچے کو اپنی گود میں لے کر بیٹی تھی، ان کے خاوند پہلے شہید ہو چکے تھے۔ لہٰذا اب گھر میں کوئی بڑا مرد نہ تھا جس کو تیار کر کے جہاد کے لئے بھیج سکیں۔ چنانچہ بچے کا چہرہ دیکھ کر رونے لگیں کہ اگر کوئی بڑا مرد ہوتا تو میں بھی اسے تیار کر کے آقا ﷺ کی خدمت میں بھیجتی۔ روتے روتے جب ان کی طبیعت بہت ہلکان ہوئی تو اپنے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور آقا ﷺ کی خدمت میں مسجد نبوی میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کی گود میں اپنے بیٹے کو ڈال کر عرض کرنے لگیں: ''اے اللہ کے محبوب ﷺ آپ میرے بیٹے کو جہاد کے لئے قبول فرمالیں''۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

یہ چھوٹا بچہ جہاد کیسے کر سکتا ہے؟

کہنے لگیں: اے اللہ کے محبوب ﷺ! جس مجاہد کے ہاتھ میں ڈھال نہ ہو، میرا بچہ اس کے حوالے کر دیجیے، وہ مجاہد لڑنے کے لئے جائے گا، اور سامنے سے دشمن تیروں کی بارش برسائے گا تو مجاہد تیروں سے بچنے کے لئے میرے بیٹے کو آگے کر دے، اس طرح میرا بیٹا دشمن کے تیروں کو روکنے کے کام آ سکتا ہے۔

سبحان اللہ! صحابیات کے دل میں اللہ کے محبوب ﷺ کی اتنی محبت تھی۔

ایک واقعہ جس نے صحابہ کرامؓ کو تڑپا دیا:

ایک مرتبہ اللہ کے محبوب ﷺ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے مجمع میں تشریف

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بھئی اگر میں نے کسی سے زیادتی کی ہوتو وہ آکر مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ فرمایا تو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر سکتہ طاری ہوگیا۔ صحابہ کرام میں سے کوئی کیسے بدلہ لینے کی جرأت کرسکتا تھا! مگر ایک دیوانہ کھڑا ہوکر کہنے لگا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ کے اوپر میرا حق آتا ہے، لہٰذا میں آپ سے بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا، مجھ پر آپ کا کونسا حق ہے؟ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! ایک مرتبہ آپ میدان جہاد میں صفیں درست کروا رہے تھے، اس وقت آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ نے مجھے کہا کہ ذرا پیچھے ہو جاؤ، جب آپ نے وہ چھڑی میرے بدن کے ساتھ لگائی تھی تو وہ مجھے چبھی تھی اور تکلیف ہوئی تھی، اس لئے میرا حق آپ کے اوپر آتا ہے۔

اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ بھی چھڑی لے لیں اور جیسے میں نے کیا تھا آپ بھی کر لیں۔ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! اس وقت تو آپ کے مبارک بدن پر کرتہ ہے اور اس وقت میری کمر پر کوئی کپڑا بھی نہیں تھا، تو میں کیسے بدلہ لوں۔ اب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی پشت مبارک سے اپنے کرتے کو ہٹا دیا...... صحابہ کرام حیران ہیں کہ یہ ہاتھ میں اپنی چھڑی لے کر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ میں بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل تڑپ اٹھا، چاہتے ہیں کہ اس سے جا کر کہیں کہ بھئی ابوبکر کا جسم حاضر ہے، جتنی چاہتے ہو ضربیں لگاؤ! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی کھڑا ہونا چاہتے ہیں، مگر ادب کی وجہ سے کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا اور یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ یہ دیوانہ کیسے بدلہ لینا چاہتا ہے؟ وہ بدلہ لینے پر تل گیا اور محبوب ﷺ بدلہ دینے پر تل گئے...... چنانچہ جب آپ ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے اپنے کرتے کو ہٹایا تو وہ قریب ہوا۔ اس نے چھڑی کو زمین پر ڈال دیا اور آقا

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ کی مہر نبوت کو بوسہ دے کر آقا کی پشت مبارک کو اپنے سینے سے لگا لیا اور عرض کرنے لگے، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرے دل میں مدت سے یہ تمنا تھی کہ میں آپ کی ختم نبوت کو بوسہ دوں، مجھے کوئی موقع نہیں ملتا تھا، جب آپ نے فرمایا کہ بدلہ لے لو تو میرے دل میں خیال آیا کہ تیرے بخت جاگ گئے، اب تجھے آقا کی مہر نبوت کا بوسہ لینے کا موقع مل گیا ہے۔ ورنہ یہ غلام کیسے جرأت کر سکتا ہے کہ آقا سے بدلہ لینے کے لئے کہہ سکے! اللہ اکبر۔

محبوب خدا ﷺ کی محبت بھری دعا:

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام دعا مانگ رہے تھے۔ آپ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ آپ کے قریب آ گئے انہوں نے سنا کہ اللہ کے محبوب ﷺ یہ دعا مانگ رہے تھے۔ اے اللہ! مجھے میرے محبت کرنے والوں سے جلدی ملا دینا۔ جب اللہ کے محبوب ﷺ نے دعا مانگ لی تو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ قریب آ کر بصد ادب عرض کرتے ہیں یہ جو آپ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! مجھے میرے محبت کرنے والوں سے جلدی ملا دینا، تو آپ کا یہ دعا مانگنے کا کیا مقصد ہے؟

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ثوبان! تمہارے دلوں میں بھی میری بڑی محبت ہے، مگر تم تو جبرئیل علیہ السلام کو آتے دیکھتے ہو، قرآن اترتے دیکھتے ہو، میرے چہرے کا دیدار کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کو آنکھوں سے دیکھتے ہو، تمہاری محبت بھی بڑی قیمتی ہے، مگر میری اس امت میں ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب مجھے اس دنیا سے پردہ کیے سینکڑوں سال گزر جائیں گے، پھر وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا، وہ اپنے علماء سے میری باتیں سنا کریں گے، وہ اپنے علماء سے میرے حسن و جمال کی باتیں سنیں گے تو ان کے دلوں میں میری ایسی محبت پیدا ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے گی کہ وہ میری محبت کی وجہ سے تڑپا کریں گے۔ وہ ہر ہر کام میرے طور طریقے کے مطابق کیا کریں گے اور وہ میری ملاقات کے لئے اداس ہوا کریں گے۔

اے ثوبان! ان کے دل میں میری اتنی محبت ہوگی کہ اگر ممکن ہوتا کہ وہ اپنی اولاد کو بیچ کر بھی میرا دیدار کر سکتے تو وہ اپنی اولاد کو بیچنے پر بھی تیار ہو جاتے۔ میں ان کے لئے دعائیں کر رہا ہوں کہ اے اللہ! مجھے ان محبت کرنے والوں سے جلدی ملا دینا۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ!۔

اس لئے آج جس کے دل میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت ہوگی اور آپ ﷺ کی ایک ایک سنت کا عاشق ہوگا، جو آپ ﷺ کے غم کو اپنا غم بنا لے گا اور جو آپ ﷺ کے پیغام کو پوری دنیا میں پہنچانے کے لئے کمربستہ ہو جائے گا، اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کی دعائیں اس کے ساتھ ہوں گی۔ قیامت کے دن آقا ﷺ اپنے ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام عطا فرمائیں گے اور اپنے جھنڈے کے نیچے اس کو جگہ عطا فرمائیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم محبوب ﷺ کی ایک ایک سنت سے اپنے ظاہر کو سجائیں اور اپنے باطن میں ان کی تعلیمات کا نور اتارنے کی کوشش کریں۔ اور جب قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور پہنچیں تو یہی عرض کریں کہ:

ے تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

پھر دیکھنا کہ اس دن اس کی اللہ رب العزت کے ہاں کیا قیمت لگے گی اور کیا مقام ملے گا! کسی کہنے والے کہا۔

ے کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا! لوح و قلم تیرے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ

؎ قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

اللہ رب العزت ہمیں بھی دین کی ان تعلیمات کو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پہنچانے کی توفیق عطا فرما دے۔ اور ہمیں آئندہ اپنی زندگی شریعت وسنت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرما دے (آمین ثم آمین)

واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین.

﴿ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ﴾
(النساء: ۱۳۶)

ایمانی زندگی کے تقاضے

یہ بیان 26 ستمبر 2005ء ۱۴۲۶ھ کو بعد از نماز فجر جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں گیارہویں سالانہ نقشبندی اجتماع کے موقع پر ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

تو معلوم ہوا کہ زبان سے ان کلمات کو پڑھ لینے سے، کلمہ پڑھ لینے سے انسان، اسلام کی حدود میں تو داخل ہو جاتا ہے لیکن ایمان کامل دل میں آجائے اس کے لیے کوئی اور درجہ بھی ہے اور وہ کیا ہے؟ کہ انسان کے دل میں اس کلمہ کی محبت بیٹھ جائے اور دل تسلیم کر لے کہ میں نے اللہ رب العزت کے حکموں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اب جو حکمِ خدا ہوگا وہ میرے اس جسم کے اوپر لاگو ہو جائے گا، یہ تصدیق بالقلب ہے۔ اس کا رتبہ پانے کے لیے کچھ محنت کرنی پڑتی ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمانی زندگی کے تقاضے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ٥
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مومنوں کو ایمان لانے کا حکم:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اے ایمان والو! اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ! اس آیت مبارکہ میں ایمان والوں سے خطاب ہو رہا ہے اور ان کو حکم مل رہا ہے اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ تو یہ بات کتنی عجیب ہے کہ کافروں سے خطاب نہیں، مشرکوں سے خطاب نہیں، منافقوں سے خطاب نہیں، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ نَافَقُوْا...... نہیں کہا۔ خطاب کن کو ہے؟ یاایھا الذین آمنوا! اے ایمان والو! اور حکم کیا دیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔

مفسرین نے اس کا معنی لکھا اتقوا کہ تقویٰ اختیار کرو۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اے زبان سے ایمان لانے والو! اپنے دل سے بھی اس کا اقرار کرلو۔ چونکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان کے دو درجے ہیں، اقرار باللسان و تصدیق بالقلب ، زبان سے اقرار کرنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا، تو مقصود یہ تھا کہ اے زبان سے اقرار کرنے والو! تم دل سے بھی اس کی تصدیق کرلو۔

تصدیق بالقلب کا مطلب:

اس اقرار باللسان میں تو ہم سب شامل ہیں، لیکن تصدیق بالقلب کا درجہ ذرا مشکل ہے کہ دل بھی تصدیق کر دے۔ آج زبان تو کہہ دیتی ہے کہ میں نے مان لیا مگر دل کی حالت وہ نہیں ہوتی۔ کسی شاعر نے کہا:

؎ تو عرب ہے یا عجم ہے تیرا لا الٰہ الا
لغت غریب جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

جب تک دل گواہی نہ دے، زبان سے نکلے الفاظ لغت غریب کی مانند ہیں۔

؎ خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

تو دل کا گواہی دینا زیادہ اہم ہے۔ اس لئے کہ انسان سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک مومن بن جائے، مسلمان بن جائے، اس درجہ کو پانے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔

چند دیہاتی لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کلمہ پڑھا اور انہوں نے احسان جتلایا کہ اب تو ہم مومن بن گئے۔ تو اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بات کو صاف کر دیا۔ فرمایا:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا﴾

[اعرابیوں نے یہ کہا کہ ہم ایمان لے آئے، آپ فرما دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے]

﴿ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾
(حجرات:۱۴)

(بلکہ تم یوں کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا، ابھی تو ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا)

تو معلوم ہوا کہ زبان سے ان کلمات کو پڑھ لینے سے، کلمہ پڑھ لینے سے انسان، اسلام کی حدود میں تو داخل ہو جاتا ہے لیکن ایمان کامل دل میں آجائے اس کے لیے کوئی اور درجہ بھی ہے اور وہ کیا ہے؟ کہ انسان کے دل میں اس کلمہ کی محبت بیٹھ جائے اور دل تسلیم کر لے کہ میں نے اللہ رب العزت کے حکموں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اب جو حکمِ خدا ہو گا وہ میرے اس جسم کے اوپر لاگو ہو جائے گا، یہ تصدیق بالقلب ہے۔ اس کا رتبہ پانے کے لیے کچھ محنت کرنی پڑتی ہے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

بلکہ فارسی میں کسی نے کہا:

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ الاّ

[جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو میں کانپ جاتا ہوں کہ میں لا الہ الا اللہ کہنے کی مشکلات کو جانتا ہوں]

چنانچہ زبان سے اقرار پہلا قدم ہے اور دل سے تصدیق یہ دوسرا قدم ہے۔

عمل دل کی حالت کا آئینہ دار ہے:

اب کیسے پتہ چلے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہنے والا اپنے قول میں سچا بھی ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اس امت کے علماء کو کہ انہوں نے پتہ صاف کر دیا،

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے اس کی تعریف یوں کی:

اَلْاِیْمَانُ اِقْرَارٌ بِااللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِاالْجَنَانِ وَعَمَلٌ بِا الْاَرْکَانِ

[کہ ایمان ہے، زبان سے اقرار کرنا، دل سے اس کی تصدیق کرنا اور اپنے اعضاء سے اس پر عمل کرنا]

یہ جو اعضاء سے اس پر عمل کرنا ہے، اس سے فوراً انسان کا جو اندر ہے وہ کھل جاتا ہے، ڈھول کا پول کھل جاتا ہے، دورنگی سامنے آجاتی ہے، انسان کا عمل تصدیق کر دیتا ہے کہ دل کی حالت کیا ہے۔

بناوٹی خوف:

چنانچہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص بڑا صوفی صافی بنتا تھا، ایک مرتبہ جو امام مسجد تھے وہ آنہ سکے، کوئی عذر تھا، تو لوگوں نے اسے کہا کہ جی آپ نماز پڑھا دیجیے۔ وہ کہنے لگا کہ بھئی میں تو نماز نہیں پڑھاتا، پوچھا کیوں؟ کہنے لگا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ میں نماز شروع کروں اور میری موت آجائے اور میں نماز مکمل ہی نہ کر سکوں۔ لوگوں نے کہا۔ کیا بات ہے! ایسی کیفیت کہ نماز شروع کریں تو یہ خوف ہے کہ موت نہ آجائے اور نماز مکمل نہ ہو سکے۔ تو لوگوں نے کہا کہ نہیں آپ پڑھا دیجیے۔ وہ راضی ہو گیا اور کہنے لگا: اچھا میں یہ نماز تو پڑھا دیتا ہوں، اگلی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ تو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پکڑ کر گریبان سے پیچھے کیا، فرمایا کہ تو بناوٹی بندہ ہے۔ ابھی کہہ رہا تھا کہ میرے اوپر اتنا خوف غالب ہے کہ نماز شروع کروں تو پتہ نہیں مکمل بھی کر سکوں گا یا نہیں اور ابھی کہہ رہا ہے کہ اگلی نماز نہیں پڑھاؤں گا، کیا اگلی نماز تک زندہ رہنے کا یقین ہے؟ تو انسان کا عمل دل کی حالت کھول دیتا ہے۔ یہ بناوٹ چل نہیں سکتی۔ اسی لئے جسم کے اعمال گواہی دیتے ہیں کہ دل کی حالت کیا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن اور غیر مومن میں فرق

مؤمن اور غیر مؤمن میں چند بنیادی فرق ہیں:

مومن بن دیکھے مانتا ہے، کافر دیکھ کر مانتا ہے:

پہلا فرق تو یہ کہ مومن بن دیکھے مانتا ہے اور غیر مومن یعنی کافر، وہ دیکھ کر مانتا ہے۔ چنانچہ مومن اپنی زندگی میں سب کو مان لیتا ہے۔ کیوں؟ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ بن دیکھے مان لیا اور غیر مومن جب موت کے وقت اس کی آنکھوں کا پردہ کھلتا ہے۔

﴿ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآئَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴾ (ق:۲۲)

[پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ دور کر دیا، پس آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے]

تو جب وہ سامنے دیکھتا ہے پھر مان لیتا ہے۔

چنانچہ فرعون نے کیا کیا؟ اپنی موت کے وقت کہنے لگا

﴿ آمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَ هَارُوْنَ ﴾

(میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں)

جو ساری زندگی خود خدائی کا دعویٰ کرتا پھرا، اب موت کے وقت وہ خود ایمان لانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر اس کو فرمایا گیا: الآن..... اب ایمان لائے، اب تو بہت دیر ہو گئی، اب تو چونکہ تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا، اب ایمان والا معاملہ ختم ہو گیا۔ اب مشاہدہ شروع ہو گیا، تو ایمان اور مشاہدہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایمان بن دیکھے ماننے کو کہتے ہیں اور مشاہدہ دیکھ کر ماننے کو کہتے ہیں۔ تو مومن جس چیز کو بن دیکھے مانتا ہے، غیر مومن اسی چیز کو دیکھ کر مان لیا کرتا ہے۔

مومن بخوشی مانتا ہے، غیر مومن مجبوراً مانے گا:

چنانچہ مومن جس چیز کو اس دنیا میں بخوشی مانتا ہے، غیر مومن اسی چیز کو ایک وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

آئے گا کہ مانے گا، مگر مجبور ہو کر۔ چنانچہ قیامت کے دن کافر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان کے سر شرم سے جھکے ہوں گے۔ اور کیا کہیں گے؟

﴿ رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴾

(السجدہ:۱۲)

[اے ہمارے رب! آج ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور سن لیا، اب ہمیں واپس لوٹا دیجیے، اب ہم نیک عمل کریں گے ہمیں اس بات پر پکا یقین آ گیا ہے]

تو مومن نے زندگی میں بخوشی مانا اور کافر نے قیامت کے دن مجبور ہو کر مانا۔

بروز قیامت کافر کو حسرت ہوگی، مومن مسرور ہوگا:

تیسرا فرق یہ ہے کہ قیامت کے دن جب ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو وہ کہیں گے:

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (مومنون:۱۰۶)

[اے ہمارے پروردگار! ہم پر بدبختی غالب آ گئی اور ہم گمراہ ہو گئے]

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ (مومنون:۱۰۷)

[اے اللہ! ہمیں اس سے نکال دیجیے اگر ہم لوٹ کر پھر برے عمل کریں تو پھر واقعی ہم ظالم ہیں]

تو قیامت کے دن کافر لوگ مجبور ہو کر ہر اس چیز کو تسلیم کریں گے، جس کو مومن اسی دنیا کے اندر بخوشی تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ مومن یہ کہتا ہے: اے پروردگار!

اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ آمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا

[اے اللہ! ہم نے آپ کے منادی کو سنا جو آواز لگا رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ، پس ہم ایمان لے آئے]

www.besturdubooks.wordpress.com

تو مومن کا درجہ اللہ رب العزت کے ہاں اسی لئے بڑا ہے کہ وہ بن دیکھے، بخوشی ہر اس حقیقت کو تسلیم کر لیتا ہے جس کو قیامت کے دن کافر مجبور ہو کر اور دیکھ کر تسلیم کریں گے۔

انسان کی قیمت:

اسی لئے اللہ رب العزت کے ہاں ایمان کی بہت بڑی قیمت ہے، بلکہ انسان کا مرتبہ ہی اس کے ایمان کی وجہ سے ہے۔ اگر ایمان نہ ہو تو انسان کی کوئی اوقات ہی نہیں۔ دیکھیں! انسان چند عناصر سے مل کر بنا: آگ، پانی، ہوا اور مٹی۔ انسان جن اجزاء سے مل کر بنا، اگر آپ ان کا اندازہ لگائیں تو وہ پانی ہے، کاربن ہے، آکسیجن ہے اور نائٹروجن ہے۔ سائنس پڑھنے والے جانتے ہیں کہ انسان امائنو ایسڈ سے بنا، اگر ان تمام عناصر کی قیمت مارکیٹ کے حساب سے لگائی جائے تو ایک انگریز سائنسدان رابرٹ پیٹرسن نے کہا کہ ''انسان کے تمام عناصر کی کل قیمت ساڑھے چھ ڈالر ہے'' یعنی انسان جن عناصر سے مل کر بنا ان عناصر کی کل قیمت ساڑھے چھ ڈالر ہے۔ اگر ایمان الگ ہو جائے تو انسان کی کیا قیمت بنی؟ ساڑھے چھ ڈالر!! کتنا عظیم ہے وہ پروردگار جس نے اتنی بے قیمت چیزوں سے اتنا قیمتی انسان پیدا فرما دیا، تو انسان کی قیمت ہی اس کے ایمان کی وجہ سے ہے۔

پروردگار کی عظمت:

آپ گائے کو دیکھیں، چارہ کھاتی ہے، پانی پیتی ہے اور دودھ دیتی ہے۔ کیا انسان کوئی ایسی مشین بنا سکتا ہے جس کے اندر چارہ ڈال دیا جائے اور پانی ڈال دیا جائے، پھر اس میں سے دودھ نکل آئے؟ شہد کی مکھی کو دیکھو! وہ بھی پھولوں کا رس چوستی ہے اور اس میں سے شہد نکلتا ہے، کیا انسان کوئی ایسی مشین بنا سکتا ہے کہ جس

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ایک طرف سے پھول ڈال دیئے جائیں اور دوسری طرف سے شہد نکل رہا ہو؟ انسان ایسا نہیں کرسکتا۔ ریشم کا کیڑا بھی شہتوت کا پتہ کھاتا ہے، پانی پیتا ہے اور اس میں سے ریشم نکلتا ہے۔ بکری بھی شہتوت کا پتہ کھاتی ہے، پانی پیتی ہے اور اس میں سے دودھ نکلتا ہے۔ آپ سوچیں کیا انسان ایسی مشینیں بنا سکتا ہے کہ شہتوت کے پتے ڈالیں، پانی ڈالیں، ایک طرف سے ریشم بن کر نکل رہا ہو اور دوسری طرف سے دودھ بن کر نکل رہا ہو؟ نہیں، انسان کے بس میں یہ نہیں ہے۔ پروردگار کی عظمت دیکھیے کہ اس نے کیسے جاندار بنا دیئے! جو کتنی کم قیمت چیزوں کو استعمال کرتے ہیں اور کتنی قیمتی چیزوں کو وہ اپنے جسم سے نکالتے ہیں۔

انسان کی اوقات:

اب اس کے مقابلے میں انسان کو دیکھیں کہ اگر اس کے اندر ایمان نہیں، فقط جسم موجود ہے، تو یہ کھاتا کیا ہے؟ پھل کھاتا ہے، کتنی خوشگوار غذائیں کھاتا ہے اور پھر اپنے جسم سے نکالتا کیا ہے؟ ایسی بدبودار چیز کہ انسان اس کو پاس کھڑا ہو کر سونگھ نہیں سکتا، نجاست، گندگی۔

ایک اللہ والے گزر رہے تھے، گندگی کا ڈھیر قریب آیا تو وہ رونے لگ گئے، کسی نے کہا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ اس گندگی کے ڈھیر نے مجھ سے مخاطب ہو کر کلام کیا اور یہ کہا کہ اے انسان! ذرا اپنی اوقات کو پہچان، میں کتنی خوشبودار غذائیں تھی، پھل تھی، اعلیٰ اعلیٰ نعمتیں تھی، خوش ذائقہ کھانے تھی، تو نے مجھے استعمال کیا، جب میں تیرے جسم سے خارج ہوئی تو اتنی بدبودار بن گئی، تیرے تھوڑی دیر کے ساتھ نے مجھے کیا سے کیا بنا کر رکھ دیا! تو اگر ایمان کا معاملہ نہ ہو تو انسان کی اوقات ہی کیا؟ اتنی اعلیٰ چیزوں کو اتنی گندی چیزوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان والا انسان اللہ کا دوست ہے:

معلوم ہوا کہ انسان کی قیمت ہی اس کے ایمان کی وجہ سے ہے، اسی سے یہ اشرف المخلوقات بنا، اسی سے یہ اللہ رب العزت کا پیارا بنا، اسی سے اللہ نے اس کو فضیلت عطا فرمائی۔ چنانچہ جو ایمان والا انسان ہو وہ اللہ رب العزت کا دوست ہے۔

﴿ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا ﴾

[اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے]

انسان صفاتِ الٰہیہ کا مظہر ہے:

اچھا دیکھیں! انسان میں جو صفات ظاہر میں نظر آتی ہیں، وہی صفات ہم اللہ رب العزت کے ساتھ غیب کے ساتھ مانتے ہیں، مثلاً: انسان کے اندر ہمیں سماعت ملتی ہے، بصارت ملتی ہے، دل ملتا ہے، ارادہ ملتا ہے، وجود ملتا ہے، ان تمام صفات کو ہم بن دیکھے اللہ میں تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت میں یہی صفات موجود ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ انسان کے اندر یہ صفات ناقص ہیں، اللہ تعالیٰ کے اندر یہ صفات کامل ہیں، انسان مخلوق ہے، اللہ رب لعزت خالق ہیں۔ انسان میں یہ صفات محدود ہیں، اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود ہیں۔ انسان بے اختیار ہے، اللہ تعالیٰ اختیار والی ذات ہے۔ انسان کے اندر یہ صفات فانی ہیں، اللہ رب العزت کے اندر یہ صفات باقی رہنے والی ہیں۔ انسان کے اندر یہ صفات عطائی ہیں، اللہ کی دی ہوئی ہیں، جب کہ اللہ کے اندر یہ صفات اس کی ذاتی ہیں۔ تو انسان اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے۔ جس نے انسان کو دیکھا وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار نہیں کر سکتا، ہم انہی صفات کے ساتھ جو انسان میں موجود ہیں اور ناقص حالت میں ہیں، اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر کامل صفات کے ساتھ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان ایک نوخیز کلی کی مانند ہے:

انسان جب اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو اس کی حالت ایسے ہوتی ہے جیسے پودے کی کلی کھلتی ہے۔ تو بچہ اس دنیا میں ایک کلی کی مانند کھلتا ہے، لیکن جب بڑا ہوتا ہے تو اس کا سینہ آرزوؤں کا قبرستان بن جاتا ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ جب بھی کوئی فصل اگائی جاتی ہے، اس کے ساتھ کچھ خودرو فصلیں بھی اگ آتی ہیں، ایسی فصلیں جو انسان نہیں چاہتا وہ خود بخود اگ آتی ہیں، چنانچہ ان فصلوں کو ختم کرنا پڑتا ہے۔ کسان لوگ جانتے ہیں کہ بعض موسموں میں جب کھیت میں کوئی کھیتی کی جائے تو ایک خودرو پودا اگ آتا ہے اس کو اِٹ سِٹ کہتے ہیں، ایک اور پودا ہم اس کو اپنی زبان میں باتھو کہتے ہیں، وہ بھی اگ آتا ہے، انگلش میں ان خودرو پودوں کو weed کہتے ہیں۔ کسان نہیں چاہتا کہ یہ اگیں مگر وہ بخود اگ آتے ہیں، ان کا بیج زمین میں پہلے سے موجود ہوتا ہے، جب پانی ملا، کھاد ملی تو جہاں فصل اگی وہاں یہ بھی اگ آئے۔ یہ خودرو پودے غیر مطلوب ہوتے ہیں، کسان ان کو نہیں چاہتا، اس لئے کہ وہ کھیت کی ۴۰ فیصد سے ۶۰ فیصد تک کی خوراک حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر ان کو نہ نکالا جائے تو اصل فصل کمزور ہو جاتی ہے، لہٰذا ان کو نکالنا ضروری ہوتا ہے۔

انسان کے نامطلوب اوصاف:

جب یہ بات سمجھ لی تو ایک اور بات سمجھ میں آ گئی کہ انسان کے اندر کچھ صفات مطلوبہ ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کچھ چیزیں غیر مطلوبہ آ جاتی ہیں۔ جس طرح کھیتی کے اندر خودرو پودوں کو کوئی کیمیکل چھڑک کر ختم کر دیا جاتا ہے، ان کو ختم کرنے کے لئے ویڈوسائیڈ استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو ان رذائل کو خود ختم کرنا

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑتا ہے۔ اگر ان رذائل کو ختم نہ کیا تو اس کی صفات پھر ان رذائل کے اندر چھپ جاتی ہیں۔

اقتدار کے ساتھ تکبر:

مثال کے طور پر: آپ ذرا غور کیجئے کہ جس انسان کو اقتدار ملے تو تکبر اس کے ساتھ خود بخود آ جاتا ہے، کرسی ملی اور تکبر آ گیا۔ تو اس تکبر کی مثال بھی خود رو اگنے والے پودے کی مانند ہے۔ اسلئے فرعون کو اللہ رب العزت نے اقتدار دیا تھا، ایسا تکبر اس کے اندر آیا کہ کہنے لگا، اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۔ خدائی کا دعوی کر بیٹھا۔ اتنا تکبر کہ اپنی فوج اپنے ملک کے لوگوں کو اس نے خطاب کیا، تقریر کی اور ان کو کہنے لگا: الیس لی ملك مصر کیا یہ ملک مصر میرا نہیں؟ وھذہ الانھار تجری من تحتی اور دیکھو! یہ نہریں میرے تحت بہہ رہی ہیں۔ یہ میرا آبپاشی کا نظام دیکھو! دریاؤں کا نظام دیکھو! تو یہ تکبر انسان میں خود بخود آ جاتا ہے۔

دولت کے ساتھ بخل:

اسی طرح انسان کو جب اللہ تعالیٰ دولت عطا کر دے تو بخل کی فصل خود بخود اگ آتی ہے، ہر انسان جس کے پاس دولت ہو، اس کے پاس سخاوت نہیں ہوتی۔ جس کے پاس زیادہ مال آتا ہے اکثر و بیشتر اسمیں بخل پیدا ہو جاتا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو روزانہ اپنے بینک بیلنس کو دیکھتے ہیں۔ تو یاد رکھیں! کچھ لوگ مالدار ہوتے ہیں اور کچھ لوگ مال کے چوکیدار ہوتے ہیں، دونوں میں فرق ہے۔ مالدار کی مثال عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اللہ نے خوب دیا اور انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اللہ کے دین کے لئے خرچ کیا، یہ مالدار ہوئے۔ کچھ مال کے چوکیدار ہوتے ہیں، اس کا استعمال کرنا ان کے اپنے نصیب میں نہیں ہوتا، جمع یہ کرتے ہیں پھر مزے ان کی اولادیں اڑاتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حساب قیامت کے دن یہ دیں گے اور مزے ان کے بعد آنے والے اڑائیں گے۔تو اس مال کا کیا فائدہ کہ انسان دنیا کا مالدار ہو اور قیامت کے دن کا فقیر ہو؟

قارون کو دیکھو! اللہ تعالیٰ نے کتنا مال دیا تھا مگر اسکو زکوۃ دینی بوجھ نظر آئی، چنانچہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام تراشی کا ایک بہانہ بنالیا، بالآخر اللہ نے اس کو اس کے مال اور خزانوں سمیت زمین کے اندر غرق کر دیا۔

علم کے ساتھ حسد:

اسی طرح جس شخص میں علم آتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس میں فخر اور حسد کی خودرو فصل بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ علم بھی عجیب ہے کہ بندے کے اندر آیا تو اسکے اندر فخر اور حسد خود بخود آ جاتا ہے۔قومِ یہود کو دیکھو! ان کے پاس علم تھا مگر اس علم کے ساتھ ان کے اندر حسد بھی پیدا ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کن لوگوں نے کیا؟ انہی لوگوں نے کیا۔اسی لیے علماء نے لکھا ہے

لو لا الحسد فی العلماء لکانوا بمنزلة الانبیاء

(اگر علماء میں حسد نہ ہوتا تو یہ انبیاء کے مقام تک بھی جا پہنچتے)

علم انسان کو اتنا اوپر اٹھا دیتا ہے مگر حسد بندے کو گرا دیتا ہے۔اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ جہاں علم آیا وہاں حسد کی خودرو فصل بھی پیدا ہو گئی۔ایک دوسرے کے ساتھ نہیں بنتی، سینگ نہیں سماتے اور یہی چیز انسان کی تنزلی اور اس کی گراوٹ کا سبب بن جاتی ہے۔

شہرت کے ساتھ ریاکاری:

اسی طرح جس بندے میں شہرت آئی اس میں بناوٹ اور ریاکاری کی فصل خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔آپ ذرا ٹی وی کے قراء کی شکلیں دیکھا کریں، آپ کو ساری

www.besturdubooks.wordpress.com

بات خود بخود سمجھ میں آ جائے گی۔ اب چونکہ ریڈیو کے قاری بن گئے، ٹی وی کے قاری بن گئے اس لیے بناوٹ آ جاتی ہے، سج دھج کے رہنا، بن سنور کے رہنا ان کا شعار بن جاتا ہے۔ کیا فائدہ اس سکرین کے مولوی بننے کا کہ سنت ہی چھوٹی ہوتی چلی جائے؟ کہنے کو علامہ اور چہرے پر سنت ہی پوری نظر نہیں آتی تو معلوم ہوا کہ جہاں شہرت آئی بناوٹ اور ریاکاری کی فصل خود بخود پیدا ہو گئی۔

حسن و جمال کے ساتھ نمائش:

اسی طرح جہاں حسن و جمال آتا ہے وہاں نمائش کی فصل خود بخود اگ آتی ہے۔ اس لئے آپ دیکھیں کہ عورتیں بے پردہ ہو کر کیوں باہر پھرتی ہیں؟ کبھی میلے منہ سے نکلیں گی؟ کبھی نہیں، کیسے نکلتی ہیں؟ نکلنے سے پہلے آدھا گھنٹہ تیار ہوتی ہیں اور پھر سمجھتی ہیں کہ اب ہم اتنی خوبصورت ہیں کہ کوئی ہمیں دیکھے گا تو پھر وہ ہمیں پیار کیے بغیر رہ نہیں سکے گا۔ تو جہاں حسن و جمال آیا اس کے ساتھ بناوٹ اور نمائش خود بخود آ گئی۔ اس لئے بے پردہ عورتوں کو باہر نکلنے سے روکنے کا آسان طریقہ، ان کو کہو کہ سادہ کپڑے پہنو! سادہ کپڑے پہن کر کبھی باہر نہیں نکل سکتیں۔ یہ رنگ برنگے کپڑے، بہترین کپڑے جہاں آئے، وہاں بے پردگی آ گئی۔

انسان کی ذمہ داری:

معلوم ہوا کہ جہاں اچھی چیزیں آتی ہیں وہاں غیر مطلوب قسم کی بہت سی فصلیں خود بخود اگ آتی ہیں۔ تو جیسے کسان اپنے کھیت میں خودرو فصلوں کو تلف کر دیتا ہے تب اس کی صحیح فصل اچھی ہوتی ہے، انسان کی بھی یہ ذمہ داری کہ وہ اپنے اندر پیدا ہونے والے ان رذائل کو ختم کر دے تو اس کے اخلاق کی فصل اچھی ہوگی اور اللہ کے ہاں یہ انسان کامیاب ہوگا۔

---

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانی زندگی کے دورخ:

انسان کی زندگی کے دورخ ہوتے ہیں، دو زاویے ہوتے ہیں: ایک ہوتی ہے خودرخی زندگی اور ایک ہوتی ہے خدارخی زندگی۔ خودرخی زندگی کا کیا مطلب؟ خودرخی زندگی کا مطلب یہ کہ میری منشاء پوری ہوگی، میری مرضی پوری ہوگی اور خدارخی زندگی کا کیا مطلب؟ کہ اللہ رب العزت کی منشاء پوری ہو۔ چنانچہ ایک ہوتی ہے من چاہی زندگی اور ایک ہوتی ہے رب چاہی زندگی۔ زندگی کے ہمیشہ یہ دو مختلف انداز ہوتے ہیں۔ ایک کو کہتے ہیں Self oriented life (اپنی ذات پرمبنی زندگی) اور دوسری کو کہتے ہیں God oriented life (خدا کی رضا پرمبنی زندگی) یہ دو الگ الگ زندگیاں ہیں۔ اب دونوں کے نتائج بھی مختلف ہیں۔

مثلاً جو من چاہی زندگی ہو، اس میں خودغرضی آتی ہے، خواہش پرستی آتی ہے، مفاد پرستی، زن پرستی، زر پرستی، نفس پرستی، شہوت پرستی یہ تمام من چاہی زندگی کے نتائج ہوتے ہیں اور جو رب چاہی زندگی ہوتی ہے، اس میں اصول پرستی، حقیقت پرستی اور خدا پرستی انسان کی زندگی میں آجاتی ہے۔

دنیا میں بالآخر کھونا ہی ہے:

اب دیکھیے! آج دنیا کے اندر کچھوے کی زندگی ڈیڑھ سو سال، مگرمچھ کی زندگی دو سو سال، درختوں کی زندگی ایک ہزار سال، (ایسے درخت دنیا میں موجود ہیں) پہاڑوں کی زندگی لاکھوں سال جب کہ انسان کی زندگی صرف ۶۰ سال اور وہ بھی آرزوؤں بھری زندگی، حسرتوں بھری زندگی۔ عقل مند انسان وہ ہے جو دنیا کی آرزوؤں اور حسرتوں سے جان چھڑا کر اپنی من چاہی زندگی کو چھوڑ دے اور رب چاہی زندگی کو اختیار کر لے۔ کتنا عجیب ہے وہ پانا کہ جس کا انجام کھونے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ذرا

www.besturdubooks.wordpress.com

توجہ فرمایئے کہ ''کتنا عجیب ہے وہ پانا کہ جس کا انجام کھونے کے سوا کچھ نہیں ہوتا''۔ زندگی میں انسان اپنی آرزوئیں پا بھی لے تو بھی بالآخر اس کا انجام کھونا ہے، جو بھی زندگی میں خواہش پوری کر لے، اسکا انجام بالآخر ان چیزوں کو کھو دینا ہے۔ تو کتنا عجیب ہے وہ پانا کہ جس کا انجام کھونے کے سوا کچھ نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ عقل مند انسان وہی ہے جو دنیا میں آرزوئیں پوری کرنے کی بجائے اپنے مولیٰ کی منشاء کو پورا کرے تاکہ اللہ قیامت کے دن اس کو اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمائیں۔

جب تک انسان مٹے نہیں کامل نہیں ہوسکتا:

ایک نکتے کی بات ذرا سمجھیے، ہر بیج کے اندر درخت چھپا ہوتا ہے اگر اس بیج کو سازگار ماحول مل جائے، اگر سازگار ماحول نہ ملے تو بیج درخت نہیں بن سکتا۔ اسی لئے ہر بیج کے اندر درخت بننے کی صلاحیت تو موجود ہوتی ہے، مگر ہر بیج درخت نہیں بنا کرتا، درخت وہی بنتا ہے جس کو سازگار ماحول مل جائے۔ اور جس کو کلر والی زمین مل جائے تو وہ بیج ویسے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس انسان کو غلط ماحول مل جائے اس کے اندر انسان کامل کا بیج موجود ہوتا ہے مگر وہ بیج تلف ہو جاتا ہے۔ انسان کامل وہی بنتا ہے جس کو اچھا ماحول مل جائے۔ دیکھئے جب تک بیج مٹے نہیں تب تک وہ درخت نہیں بنتا اسی طرح جب تک انسان مٹے نہیں تب تک وہ انسان کامل نہیں بنتا۔

آج دنیا جانتی ہے کہ ایک ذرہ جو سب سے چھوٹا ہوتا ہے، اسکو ایٹم کہتے ہیں۔ جب وہ ایٹم ٹوٹتا ہے تو مادی قوت کا اظہار ہوتا ہے، اتنی قوت کہ انسان اس کی طاقت سے ڈرتا ہے۔ جب ایٹم ٹوٹتا ہے تو جو اس کی طاقت ہوتی ہے وہ شہروں کو ختم کر کے رکھ دیتی ہے، مٹا کر رکھ دیتی ہے۔ یاد رکھئے! جب ذرے کا نیوکلیس ٹوٹتا ہے تو مادی طاقت ظاہر ہوتی ہے، جب انسان کا شاکلہ ٹوٹتا ہے تو اس سے روحانی طاقت باہر آجاتی ہے۔ جیسے ایٹم کا نیوکلیس ہوتا ہے ایسے ہی انسان کا بھی ایک شاکلہ ہوتا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

اس شاکلہ کو توڑنے کی ضرورت ہے، اس انا کو، اس مَیں کو توڑنے کی ضرورت ہے۔ جس نے اس شاکلہ کو توڑ لیا اس میں کو توڑ لیا اس بندے کی پھر روحانی طاقت ظاہر ہوگئی۔ پھر انسان وہ کام کر دکھاتا ہے جو جن بھی نہیں کرتا۔

انسان کی روحانی قوت جنوں سے بڑھ کر:

دیکھئے! حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی محفل میں جنوں کو کہا تھا کہ تم میں سے کون ہے جو تخت کو میرے پاس لے آئے؟ جنوں نے جواب دیا کہ ہم اس کو اتنی دیر میں لا سکتے ہیں کہ جتنی دیر میں مجلس ختم ہو۔ قرآن گواہی دے رہا ہے،

﴿ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا آتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ﴾

[میں اس کو آپ کے پاس حاضر کر دیتا ہوں مگر جتنی دیر میں آپ مجلس برخاست کر کے کھڑے ہوں]

آپ نے کہا بڑی دیر ہے اس سے بھی جلدی چاہیے۔ اس وقت ایک عالم وہاں دربار میں بیٹھا ہوا تھا، اس نے کہا،

﴿ قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا آتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ﴾

[کہا اس شخص نے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا، میں آپ کے پاس اس تخت کو لا دیتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اپنی اس پلک کو جھپکیں]

﴿ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ ﴾

تو معلوم ہوا کہ جب انسان کی میں ٹوٹتی ہے، انا ٹوٹتی ہے، اس کا شاکلہ ٹوٹتا ہے پھر اللہ تعالیٰ انسان کو ایسی روحانی طاقت دیتے ہیں، وہ ایسے کام کر دکھاتا ہے جو کام پھر جنوں کے لئے بھی کرنے ناممکن ہوتے ہیں۔ یہ روحانی طاقت ہر بندے کے اختیار میں نہیں ہوتی، اس کے لئے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی میں کو توڑے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جرأت ہے تو افکار کی دنیا سے گزر جا
ہیں تیری خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے
کھلتے نہیں اس قلزمِ خاموش کے اسرار
جب تک تو اسے ضربِ کلیمی سے نہ چیرے

انسان کی بڑی غلطی:

آج کے انسان نے اپنے آپ کو بھی سمجھنے میں غلطی کی اور اپنے رب کو بھی سمجھنے میں غلطی کی، کیا غلطی ہوئی؟ اپنے کو خدا جیسا سمجھ بیٹھا اور خدا کو اپنے جیسا سمجھ بیٹھا۔ اپنے کو خدا جیسا کیسے سمجھ بیٹھا؟ ایسے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ میری ہر منشاء پوری ہو، اب ہر مرضی تو اللہ تعالیٰ کی ہی پوری ہوتی ہے۔ جیسے بعض اپنے گھر میں یہ کہتے ہیں کہ او جی! یہاں وہ ہوگا جو میں چاہوں گا، میری مرضی کے مطابق تمہیں رہنا پڑے گا۔ دیکھا! اپنے کو خدا جیسا سمجھ بیٹھا کہ ہر حال میں میری مرضی پوری ہو، دیکھ لینا میری مانو گے تو تب تمہیں کامیابی ہوگی، یہ ہے اپنے آپ کو سمجھنے میں غلطی۔ اور اللہ کو سمجھنے میں کیسے غلطی کی؟ اللہ کو اپنے پر قیاس کر بیٹھا، یہ سمجھ بیٹھا کہ بس اب میں نے کلمہ پڑھ لیا، اب میں جو بھی عمل کروں، اللہ کے ذمہ ہے کہ وہ میری پشت پناہی کرے۔

اس لئے آج کا مسلمان کہتا ہے: او جی اللہ کی مدد کیوں نہیں آتی؟ بھئی اللہ کی مدد انسانوں کی سانس کے ساتھ اور جسم کے ساتھ وابستہ نہیں ہاں البتہ ان کے اعمال ان کے ایمان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جب وہ ایمان والے اعمال ظاہر ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی مدد ان پر آئے گی۔ ہم کہتے ہیں: جی چونکہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اب اللہ کے ذمے ہے کہ ہماری مدد کرے۔ وہ کوئی رشتہ دار تھوڑا ہے؟ کہ رشتہ دار ایک دوسرے کی جائز بھی مدد کرتے ہیں، ناجائز بھی مدد کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: جو مرضی ہو ہم نے تو اپنے رشتہ دار کا ساتھ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ایسا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ اعمال کے ساتھ ہے، وہ اعمال دنیا میں جس بندے کے بھی ہوں، رنگ کا گورا ہو، کالا ہو، عربی ہو، عجمی ہو، مرد ہو، عورت ہو، جس کے اندر وہ اعمال ہوں گے اللہ تعالیٰ اس بندے کے ساتھ ہیں۔ تو ہم نے اپنے آپ کو سمجھنے میں بھی غلطی کر لی، اپنے پروردگار کو سمجھنے میں بھی غلطی کر لی۔

اب دیکھیں! قومِ یہود نے کیا کہا تھا؟

﴿ نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّائُهٗ ﴾

[ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پسندیدہ ہیں]

لہٰذا ہم جو مرضی کریں:

﴿ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَة ﴾

[ہمیں آگ ہرگز نہیں چھوئے گی مگر چند دن]

تو دلیل قرآن سے مل گئی کہ اپنے کو بھی سمجھنے میں غلطی کی، اور اپنے رب کو بھی سمجھنے میں غلطی کی۔

دوزخی اعمال سے جنت کی تلاش:

عجیب بات تو یہ ہے کہ ایک جنت اللہ نے بنائی ہے اور آج دنیا میں بھی ہر انسان اپنی جنت بنانے میں مصروف ہے۔ ہر انسان کس لئے محنت کر رہا ہے؟ میری بیوی ایسی ہو، میرا گھر ایسا ہو، میری گاڑی ایسی ہو، میرا لباس ایسا ہو، ہر چیز اپنی پسند کی چاہتا ہے۔ یعنی ایک جنت تو خدا نے بنائی، ایک جنت اب انسان دنیا میں بناتا پھرتا ہے۔ اسی لئے رشوتیں لیتا ہے، اسی لئے حرام کھاتا ہے۔ کیوں؟ من پسند کی ہر چیز پالینا، اسی کا نام تو جنت ہے۔ مگر عجیب بات کہ ہر انسان جنت کو تلاش کرتا پھرتا ہے مگر دوزخی اعمال کے ذریعے سے، یہ کیسے ممکن ہے؟ بھلا یہ ممکن ہے کہ ہم دوزخی اعمال کے ذریعے سے جنت کو پالیں۔ کچھ اعمال جنت میں لے جانے والے ہیں اور کچھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمال دوزخ میں لے جانے والے ہیں۔ آج لوٹ مار کے ذریعے من پسند کی زندگی گزارنے والا، حقیقت میں دوزخی اعمال کے ذریعے سے جنت کو ڈھونڈنے والوں میں شامل ہے۔

اسی لئے انسان کو چاہئے کہ اپنی اوقات کو یاد رکھے کہ بالآخر میں نے دنیا سے چلے جانا ہے، اگر یہاں میں نے من پسند کی چیزیں اکٹھی بھی کر لیں، حرام کا مال جمع بھی کر لیا، خوبصورت بیوی بھی لے لی، گھر بھی لے لیا، ہر چیز لے بھی لی، ہے تو یہ پھر بھی چار دن کی چاندنی آگے پھر اندھیری رات ہی تو آنی ہے۔

موت کو یاد رکھو:

اسی لئے نبی ﷺ نے حکم فرمایا:

اذكروا هاذم اللّذات الموت

[لذتوں کو توڑنے والی اپنی موت کو یاد کیا کرو]

وہ تمہیں اپنی حقیقت یاد دلائے گی۔ اسی لئے ہمارے اکابر پہلے وقت میں قبرستان میں جایا کرتے تھے کہ قبرستان میں جا کر انسان کو عبرت ملتی ہے اور اس عاجز کا خیال یہ ہے کہ آج کے دور میں قبرستان میں جانے کی بجائے ہسپتال میں جا کر دیکھ لیا کریں، آج کا ہسپتال عبرت کا زیادہ بڑا نمونہ ہے۔ پہلے زمانے میں اتنے بڑے ہسپتال تو ہوتے نہیں تھے، آج ذرا جا کر دیکھیں! انسان کی اوقات کیا ہے؟ سمجھ لگ جاتی ہے۔ کبھی دل والے سیکشن میں جا کر دیکھیں، کبھی پیشاب والے سیکشن میں جا کر دیکھیں، پتہ چل جائے گا کہ انسان کے ساتھ کیا گزر رہی ہے۔

مگر انسان کے دل کی غفلت ایسی کہ ہسپتالوں میں جا کر بھی کئی مرتبہ یہ دور نہیں ہوتی۔ خود مریضوں کو روزانہ ڈیل کرنے والے لوگ، مریضوں کو ایسے برے

www.besturdubooks.wordpress.com

امراض میں مبتلا دیکھنے والے ڈاکٹر اور ڈاکٹرنیاں، ان کے اپنے دل نرم نہیں ہوتے، انسان کے دل کی غفلت کا یہ حال ہے۔

اعمال کی کنجیاں

انسان اگر یہ چاہے کہ میں اپنے رب کو پالوں، رب کی رضا کو پالوں تو اس کو چاہیے کہ اپنے رب کو خوش کرنے والے اعمال کو کرنا شروع کر دے، یقیناً اس کو اپنے رب کی رضا مل جائے گی۔ اسی لئے ہر چیز کی کنجی ہوتی ہے، جس سے اس کے تالے کھلتے ہیں۔ حدیث پاک میں مختلف اعمال کی کنجیاں بتادی گئیں۔

جنت کی کنجی:

چنانچہ نبی ﷺ نے بتادیا کہ جنت کی کنجی ''کلمہ طیبہ'' ہے **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** یہ کہنا ہے۔

نماز کی کنجی:

اسی طرح فرمادیا کہ نماز کی کنجی ''طہارت'' ہے، جو انسان ہمیشہ باوضو رہے، اس کے لئے نماز پڑھنی بڑی آسان ہے۔ جو عورتیں کہتی ہیں کہ جی ہم سے نماز میں سستی ہو جاتی ہے، اگر کبھی اپنے آپ کو باوضو رکھنے کی کوشش کریں، نماز پڑھنی بڑی آسان ہو جائے گی۔ اور ایک معنی اس کا یہ بھی ہے کہ جو بندہ چاہے کہ نماز کی حقیقت نصیب ہو جائے، اس کو چاہیے کہ وضو اہتمام کے ساتھ کر لے، نماز کی حقیقت بھی نصیب ہو جائے گی۔

آپ نوٹ کرلیں کہ غفلت کی نماز پڑھنے والے ہمیشہ وہی لوگ ہوں گے جو وضو بھی غفلت کے ساتھ کرتے ہیں۔ آپ ذرا وضو کو حضورِ دل کے ساتھ کرنے کی عادت

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈالیں اللہ تعالیٰ نماز کے اسرار بھی عطا فرما دیں گے۔

نیکی کی کنجی سچ بولنا:

اسی طرح نیکی کی کنجی ''سچ بولنا'' ہے۔ جو انسان چاہے کہ میں نیک بن جاؤں وہ سچ بولنے کی عادت ڈالے یہ نیک بننے کی کنجی ہے۔ اصل میں جھوٹ ہی ہے جو تمام برائیوں کی بنیاد ہے اور آج کے دور میں شیطان نے اس کا ایک خوبصورت نام بہانہ رکھ دیا تاکہ بندے کو برا نہ لگے۔ او جی! میں نے بس بہانہ بنالیا اور یہ بہانہ جھوٹ ہی ہے، سیدھا سیدھا کہو کہ میں نے جھوٹ بولا۔ بیوی سمجھتی ہے کہ میں نے خاوند کے سامنے بہانہ بنالیا، خاوند سمجھتا ہے میں نے بیوی کے سامنے بہانہ بنالیا۔ کیا مطلب؟ آپ سیدھے الفاظ کہیں کہ میں نے جھوٹ بولا۔ جو انسان چاہے کہ میں نیک بنوں، اسکے نیک بننے کی کنجی ہے سچ بولنا، سچ بولنے کی عادت ڈال لے۔ اس لئے ہمارے مشائخ نے کہا کہ بچے کو جو چند موٹی موٹی چیزیں سکھائی جائیں ان میں سے ایک چیز ہمیشہ سچ بولنا۔ اس میں بچے کے ساتھ کوئی کمپرومائز نہیں، بچے کی ہر غلطی برداشت ہوسکتی ہے، اس کا جھوٹ برداشت نہیں ہوسکتا، آپ اس کو ایسا بنالیں خود بخود بچے میں نیکی آجائے گی۔ اس لیے کہ جھوٹ سے ہی وہ اپنے گناہوں پر پردے ڈالتا ہے، جب سچ بولے گا تو گناہ پر پردہ ہی نہیں ڈال سکتا۔ آج تو انسان ایک گناہ کرتا ہے، اسکو چھپانے کے لیے ایک جھوٹ بولتا ہے، پھر اس جھوٹ کو چھپانے کے لیے دس جھوٹ اور بولنے پڑتے ہیں اور پھر دس جھوٹوں کو چھپانے کے لیے سو جھوٹ اور بولنے پڑتے ہیں اور یہ ایک نیا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اپنی زندگی میں ایک روگ پالتا ہے، اسکے بدلے اس کو ہزاروں جگہ پر جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ رب العزت کے ہاں جھوٹوں کے دفتر میں اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علم کی کنجی "حسنِ سوال":

علم کی کنجی حسنِ سوال۔ جس طالبعلم کے اندر حسنِ سوال کی صفت پیدا ہوگئی آپ یوں سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم کے باب عطا فرما دیے۔

اللہ کی مدد کی کنجی "صبر"

اللہ رب العزت کی مدد کی کنجی انسان کا صبر ہے۔ آج ہم ہر چیز کا بدلہ لینا چاہتے ہیں، بھئی جب بدلہ ہم لیں گے تو اللہ کی مدد کیسے اترے گی؟

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سخت بات کر رہا تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کو برداشت کر رہے تھے، نبی ﷺ بھی سن رہے تھے، حتیٰ کہ جب اس نے بہت ہی بے جا باتیں کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور وہاں سے جانے لگے۔ فرمایا کہ ابوبکر! جب تک تم خاموش تھے، ایک فرشتہ تمہاری طرف سے اس کو جواب دے رہا تھا، جب تم نے خود جواب دیا، اللہ کا وہ فرشتہ چلا گیا اور اب میں بھی اس محفل سے اب اٹھ کر جا رہا ہوں۔ تو معلوم ہوا کہ جو بندہ صبر کرتا ہے، اللہ رب العزت اس بندے کا مددگار رہتا ہے۔ فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾

[اللہ تعالیٰ صبر والوں کیساتھ ہے]

ایک نکتے کی بات ہے کہ آپ کا مخالف دو طرح کا بندہ ہوسکتا ہے یا نیک ہوگا یا بد ہوگا۔ اگر تو بد ہے تو آپ کو بدلہ لینے کی ضرورت نہیں، اس سے بدلہ لینے کے لیے اللہ ہی کافی ہے، اس نے کہہ رکھا ہے:

﴿ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

(بے شک ہم مجرموں سے انتقام لیں گے)

اگر تو آپ کا دشمن بد ہے، برا ہے تو آپ کو بدلہ لینے کی ضرورت نہیں، اللہ ہی بدلہ لینے کے لیے کافی ہے اور اگر آپ کا دشمن نیک ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ خود برے ہیں جو نیکوں کے ساتھ آپ نے دشمنی کر لی ہے تو اپنے آپ کو سنوار لیجیے! نیکوں کے ساتھ دشمنی نہ کیجیے۔

نعمتِ خدا کی کنجی ''شکر''

نعمتِ خدا کی جو کنجی ہے وہ شکر ادا کرنا ہے۔ جو انسان بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے گا، اللہ تعالیٰ بھی اپنی نعمتوں کے دروازے اس پر کھول دیں گے۔ یہ شکر زبان سے بھی کرے اور یہ شکر اپنے عمل سے بھی کرے۔ آج اللہ تعالیٰ کا زبان سے شکر ادا کرنا بہت کم ہوتا جا رہا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ بیٹے کی تعریف کرنا آسان، شوہر کی تعریف کرنا آسان، مگر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا بڑا مشکل کام، یہ زبان سے ادا نہیں ہوتی۔ کوئی پوچھے کہ سناؤ! کاروبار کیسا ہے؟ ''بس جی گزارہ ہے'' حالانکہ کاروبار ایسا کہ یہ اپنے ساتھ دس گھروں کا اور بھی خرچ چلا سکتا ہے، اتنا رب نے دیا، اس کی ضرورتوں سے بڑھ کر دیا، اس کی اوقات سے بڑھ کر پروردگار نے اسے دیا، مگر جواب کیا ملے گا ''بس جی گزارہ ہے''۔ اس سے زیادہ ناشکری اور کیا ہو سکتی ہے؟ کیوں نہیں آگے سے زبان کھلتی؟ او بندہ یوں کیوں نہیں کہتا کہ اللہ نے میری اوقات سے بڑھ کر دیا؟ میں تو ساری زندگی سجدے میں پڑا رہوں، اپنے مولیٰ کا شکر ادا کر ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف زبان سے جلدی نہیں نکلتی، اللہ کی خوب تعریفیں کرنی چاہئیں، اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریفیں کریں کہ سننے والے کا دل خوش ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ کو بھی پیار آئے گا کہ بندے نے ایسی تعریف کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ولایت کی کنجی ''ذکر'':

ولایت کی کنجی ''ذکر''۔ جب بندہ چاہے کہ مجھے ولایت کا مقام مل جائے اس کو چاہئے کہ وہ پابندی کے ساتھ ذکر کرے، ذکر کی پابندی سے اللہ تعالیٰ ولایت کا درجہ آسانی سے عطا فرما دیتے ہیں۔ آج ہم سے ذکر ہی ہم سے نہیں ہوتا۔ پوچھیں نا کہ کیا معمولات کرتے ہو؟ جی ہم سے مراقبہ نہیں ہوتا، تو پھر ولایت کے انوار کیسے ملیں گے؟ بھئی! ہم کنجی کے بغیر تالا کھولنا چاہتے ہیں، کیا بات ہے!!! کیا شان ہے!!! پانچ منٹ مراقبہ نہیں ہوتا، پھر ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اندر سے غصہ نہیں نکلتا، ہماری نگاہ پاک نہیں ہوتی، بھئی! یہ تمام نعمتیں اس ذکر کی کثرت سے ملنی تھیں یہ کام ہم کرتے نہیں، ہمیں یہ صفات کیسے مل جائیں؟ اولیاء کی صفات تب ملیں گی جب ہم ذکر کو دوام کیساتھ کریں گے۔ ہمارے مشائخ نے تو یہاں تک فرمایا ''جو دم غافل سو دم کافر'' جو لمحہ بھی ذکر کے بغیر گزرا تم یوں سمجھو کہ وہ لمحہ گویا کفر کی حالت میں گزرا۔

فلاح کی کنجی ''تقویٰ''

فلاح کی کنجی ''تقویٰ'' ہے۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ میں نجات پا جاؤں مجھے کامیابی مل جائے، فلاح مل جائے۔ فلاح کیا ہوتی ہے؟ ذرا سمجھیں! فلاح ایسی کامیابی کو کہتے ہیں جس کے بعد ناکامی نہ ہو، اللہ کا ایسا قرب جس کے بعد دوری نہ ہو، ایسی خوشی ملے انسان کو کہ جس کے بعد غم نہ ہو، اس کو فلاح کہتے ہیں۔ اور یہ انسان کو تقویٰ کے ساتھ ملتی ہے۔ اور اسی تقویٰ کی وجہ سے انسان کو جنت ملے گی۔

﴿ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴾ (مریم: ۶۳)

[یہ جنت ہے جس کا ہم نے اپنے بندوں میں سے وارث بنایا ہے جو متقی ہیں]

دیکھا! یہاں نورث کا لفظ استعمال کیا۔ یہ جنت ہے، اسکا وارث ہم بنائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے۔ بھئی! وارث تو ہوتا ہے اپنے باپ دادا کی جائیداد کا، تو معلوم ہوا جنت ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی جائیداد ہے۔ اگر ہم ان کے صحیح معنوں میں وارث بنیں گے تو بالآخر ہمیں یہ وراثت مل کر رہے گی مَنْ كَانَ تَقِيًّا جو متقی ہوگا اسے یہ وراثت ملے گی۔

رزق کی کنجی ''اخلاص''

اور رزق کی کنجی ''اخلاص'' ہے، اخلاص اور صلہ رحمی۔ چونکہ آج کل یہ مسئلہ بہت عام ہے، حدیث پاک میں آتا ہے ''صلہ رحمی رزق کی کنجی ہے''، جس بندے کے اندر صلہ رحمی ہو وہ رشتے ناتوں کو جوڑے جن کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ اس کا رزق بڑھا دیتے ہیں۔ آج ہم ان کو توڑتے پھرتے ہیں۔

﴿ وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ ﴾

[اور توڑتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا]

دیکھا! تو اخلاص انسان کے لیے رزق کے دروازوں کے کھلنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی لیے تو میں اب کہا کرتا ہوں کہ جب خلوص کی کمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ فلوس کی کمی نہیں آنے دیتے۔ رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں، ایسی طرف سے رزق دیتے ہیں جس کا بندے کو گمان ہی نہیں ہوتا۔

خیر و برکت والے اعمال

وضو میں عمر کی برکت:

ایک حدیث پاک میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: (علی رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں) فرمایا: کامل وضو کرو عمر بڑھا دی جائے گی، جو انسان چاہے کہ میری عمر لمبی ہو، برکت والی ہو، اس کو چاہیے کہ کامل وضو کرے، باوضو رہنے کی کوشش کرے، عمر میں برکت

www.besturdubooks.wordpress.com

عطا کر دی جائے گی۔

سلام میں گھر کی برکت:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے اہلِ خانہ کو سلام کرو! اس سے گھر میں خیر بڑھے گی''۔ آج کتنے بھائی ہیں جو گھر میں مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے ہیں اور اہل خانہ کو سلام کرتے ہیں؟ آج تو کمرے میں باپ بیٹھا ہو تو بیٹا آ کر سلام نہیں کرتا، یہ تو پوچھ لے گا کہ ابو آپ کیسے ہیں؟ سلام نہیں کرے گا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اتنا سلام کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ ہم اکٹھے بیٹھے ہوتے اور اٹھ کر کسی کام سے دیوار کی اوٹ میں چلے جاتے اور واپس آتے تو پھر ایک دوسرے کو سلام کرتے۔

اسی لیے نبی علیہ السلام نے ایک حدیث پاک میں فرمایا: ''جاننے والے اور انجان سب کو سلام کیا کرو'' اور فرمایا: ''سلام کو عام کرو نیکیوں کی کثرت عطا کر دی جائے گی''۔ یہ اَفْشُوْ السَّلَامَ بَیْنَکُمْ والی سنت آج نکلتی چلی جا رہی ہے۔

اہل اللہ سے نسبت:

اسی حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم چاشت کی نماز پڑھو! صلوۃ الضحیٰ پڑھو! تمہاری اہل اللہ کیساتھ نسبت بڑھ جائے گی، نیک بندوں میں شمار کر لیا جائے گا۔

نبی علیہ السلام کا ساتھ:

پانچویں بات نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمائی کہ ''چھوٹوں پر رحم کرو، اور بڑوں کی عزت کرو! تو قیامت کے دن تمہیں میرا ساتھ نصیب کر دیا جائے گا''۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم بڑوں کا اکرام کریں اور چھوٹوں کے اوپر شفقت کریں اس کا بدلہ کیا ملے گا؟...... یہ کنز الاعمال کی حدیث

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

پانچ بندوں کی ذمہ داری

ایک اور حدیث میں معاذ بن جبل ﷺ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پانچ بندے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہوتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ ان کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جیسے بچے کا ذمہ دار اس کا باپ ہوتا ہے، پانچ بندے ایسے ہیں کہ ان کا ذمہ داران کا پروردگار بن جاتا ہے تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم وہ اعمال کریں کہ جس میں اللہ ہمارا ذمہ دار بن جائے۔

(۱) اللہ کے راستے میں نکلنے والا:

سنیے ایک وہ بندہ جو اللہ کے راستے میں نکلنے والا ہو، جو اللہ کے راستے میں اقامت دین کے لیے نکلے، مجاھد فی سبیل اللہ، جو دین کی دعوت دینے کے لیے نکلے وہ بھی فی سبیل اللہ، اور جو علم حاصل کرنے کے لیے وہ بھی فی سبیل اللہ، یہ تمام کام کرنے والے لوگ اللہ کے راستے میں نکلنے والے ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کا اللہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ آپ لوگ اپنے گھروں سے چل کر یہاں آئے، اپنی اصلاح کی نیت سے، اللہ کا قرب پانے کی نیت سے، آپ بھی اللہ کے راستے میں ہیں۔ یہ کوئی شیطان کا راستہ نہیں ہے، یہ بھی اللہ کا راستہ ہے، اللہ کے راستے کو کسی ایک عمل کیساتھ مخصوص نہیں کر دینا چاہئے۔ احادیث میں جتنے اعمال ہیں ان اعمال کو کرنے والا، اللہ کے راستے میں نکلنے والا ہے۔

(۲) مریض کی عیادت کرنے والا:

دوسرا مریض کی عیادت کرنے والا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے۔ اور حالت تو یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے گھر کے مریضوں کو بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں پوچھتے، بیوی بیمار ہے، خاوند نہیں پوچھتا۔ بیٹا اور بیٹی بیمار انکو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی فرصت نہیں ہوتی، گھر میں موجود لوگوں کا حال نہیں پوچھتے۔ بیوی کو ایسے رکھتے ہیں جیسے کوئی بے سہارا ہوتی ہے۔ ہمارے اکابر بے سہاروں کا سہارا بنا کرتے تھے۔ یاد رکھنا! توجہ کیجئے گا! دنیا میں کسی بے سہارا کا سہارا بننے کا مطلب ہوتا ہے کہ اے اللہ! تو اس دن میرا سہارا بن جانا جب میرا کوئی سہارا نہیں ہوگا۔

(۳) صبح وشام مسجد میں گزارنے والا:

اور نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص صبح شام مسجد میں گزارے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے'' ایک وقت تھا، جب صبح کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور پھر اشراق تک بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے تھے۔ ہمارے اکابر تہجد بین النومین (دو نیندوں کے درمیان) پڑھا کرتے تھے اور آج کل کے صوفی حضرات فجر کی نماز بین النومین پڑھتے ہیں۔ مشکل سے اٹھ کر فجر پڑھی اور سلام پھیر کر پھر بستر پر لیٹ گئے۔ حالانکہ یہ صبح کا وقت ہوتا ہے، یہ تو برکت والا وقت ہوتا ہے۔ ہماری پنجابی زبان میں اس کو کہتے ہیں ''نور پیر دا ویلہ''۔ کیا مطلب؟ کہ اس وقت میں پیر کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کرتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نور برساتے ہیں، لہٰذا یہ نور پیر دا ویلہ ہوتا تھا، اس وقت میں اتنا زیادہ تلاوتِ قرآن اور ذکر اذکار کیا کرتے تھے کہ اس کا نام ہی ''نور پیر دا ویلہ'' پڑ گیا۔

(۴) امام کا معاون:

چوتھا فرمایا: امام کا مددگار، یعنی جو عالم کسی مسجد کا امام ہو یا بیشک اپنے وقت کا امام ہو، اس کی اقامتِ دین کے کام میں مدد کرنے والا ہو، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی علماء کا قدردان بنادے۔

ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے علماء سے ایسی محبت ہے کہ اگر میں لیٹا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا ہوں اور کوئی عالم میرے سینے پر پاؤں رکھ کے گزر جائے، مجھے اس سے بھی تکلیف نہیں ہوا کرتی۔ اور آج تو کچھ لوگوں کو علماء سے خدا واسطے کا بیر ہوتا ہے، یعنی محاورے میں یہ بات کی جاتی ہے، ورنہ میں تو کہوں گا شیطان کی وجہ سے بیر ہوتا ہے، نفس کی وجہ سے بیر ہوتا ہے، نہ ان کو علماء اچھے لگتے ہیں اور جہاں علماء بنتے ہیں نہ وہ جگہیں اچھی لگتی ہیں۔

(۵) کسی کا برا نہ چاہنے والا:

اور پانچواں حدیث پاک میں نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص گھر بیٹھے کسی کا برا نہ چاہے وہ بھی اللہ کی حفاظت میں ہے، اللہ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے۔ آج ہم گھر بیٹھ کے لوگوں کی غیبتیں کرتے ہیں، جو غیبت کرتا ہے وہ اصل میں دوسرے کا برا چاہتا ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ جو لوگ غیبت سے بچیں گے وہ گویا اللہ کی ذمہ داری میں آجائیں گے۔

غیبت سے بچنے کا آسان طریقہ: یا تو اس محفل سے اٹھ جائیں یا اس بندے کی اچھائی بیان کر دیں، مثال کے طور پر: ایک آدمی نے دوسرے کے بارے میں کہا کہ ''فلاں تو بڑا ہی بے وقوف ہے'' سننے والے نے کہا کہ مجھ سے تو کم ہی ہوگا، بات ہی ختم۔ تو ہمیں بھی آگے سے ایسی ہی بات کرنی چاہیے، مثلاً: ہم یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس میں اتنی برائیاں ہیں تو اللہ نے اس میں اچھائیاں بھی رکھی ہوں گی اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہر انسان کے اندر کمزوریاں بھی ہوتی ہیں اور اچھائیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہم تو آگے سے زبان بھی نہیں کھول پاتے، تو اگر زبان بھی نہیں کھول سکتے تو اٹھ کر وہاں سے چلے جائیں، کوئی نہ کوئی بہانہ بنالیں۔ تو جو انسان گھر بیٹھے کسی کا برا نہ چاہے وہ انسان اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پانچ آنکھوں پر جہنم حرام

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پانچ آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام فرمادیتے ہیں:

اللہ کی راہ میں جاگنے والی آنکھ:

سب سے پہلی آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جاگی ہو۔ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلے اور جاگے، مجاھد ہو، داعی ہو، طالبعلم ہو، جو اللہ کے راستے میں نکل کر جاگے تو اللہ کے راستے میں جاگنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام فرمادیتے ہیں۔ کچھ لوگ اللہ کی عبادت میں رات کو جاگتے ہیں،

اس شب کی تلخیوں کا کوئی میرے دل سے پوچھے
تیری راہ تکتے تکتے مجھے صبح ہوگئی ہے

تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں ساری رات گزار دیا کرتے ہیں۔

اللہ کی راہ میں ضائع ہونے والی آنکھ:

اور وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ضائع ہو جائے تو ایسی آنکھ پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کو حرام فرمادیتے ہیں۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں اللہ کے دین کے لیے زندگی گزارنے والے۔

ایک تیری ہی دوستی کے لیے
ساری دنیا سے دشمنی کر لی

ساری دنیا ان کی دشمن بن جایا کرتی ہے، ایسے بندے کی آنکھ ضائع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایسی آنکھ پر جہنم کی آگ کو حرام فرمادیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خوف خدا سے رونے والی آنکھ:

اور تیسرا نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص خوف خدا کی وجہ سے روئے، اللہ کی محبت میں روئے، ایسی آنکھ پر بھی اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتے ہیں۔ اللہ کی محبت میں روتے ہیں، اللہ کے خوف سے روتے ہیں، یہ آنسو بھی بڑی نعمت ہیں۔ کسی نے کیا عجیب شعر کہا:

اشک بہہ کر بھی کم نہیں ہوتے
آنکھ کتنی امیر ہوتی ہے

اللہ اکبر!

غیر محرم سے رکنے والی آنکھ:

اور چوتھی بات نبی ﷺ نے فرمائی: ''جو آنکھ غیر محرم کو دیکھنے سے رک جائے اللہ تعالیٰ اس پر بھی جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتے ہیں۔ آج کی محفل میں ہم اپنے دلوں میں یہ عہد کریں کہ ہماری آنکھ کبھی بھی کسی غیر محرم کی طرف نہیں اٹھے گی، تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری بھی آنکھوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرما لیں۔

اللہ والوں کو محبت سے دیکھنے والی آنکھ:

اور پانچویں آنکھ جو اللہ والوں کے چہرے پر محبت کے ساتھ، عقیدت کے ساتھ پڑے، اللہ تعالیٰ ایسی آنکھ پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتے ہیں۔

پانچ کاموں میں جلدی کرو!

ہمارے اکابر نے فرمایا کہ عام طور پر تو جلدی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، مگر پانچ کام ایسے ہیں کہ ان کاموں کو جلدی کرنا زیادہ اچھا ہے۔

(۱)......نماز جلدی پڑھنا۔ اکثر عورتیں یہ شکایت کرتی ہیں کہ نماز میں سستی ہو جاتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، اس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ شیطان ان کے دلوں میں یہ ڈالتا ہے کہ بس یہ کام کر کے پڑھ لیتی ہوں۔ یہ اصل میں بری عادت ہے، جب بھی نماز کا وقت ہو جائے تو کوشش کریں کہ نماز پہلے پڑھیں، باقی کام بعد میں کریں۔

(۲)......توبہ میں جلدی کرنا، توبہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ جب بھی کوئی اچھی محفل دیکھیں، نیک لوگ دیکھیں، ایسا وقت دیکھیں، جو اللہ کی رحمتوں کا ہو، توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

(۳)......مہمان کو کھانا کھلانے میں جلدی کرنا، ہمارے اکابر نے فرمایا: اگر کسی کے ہاں مہمان آئے اور وہ پانی کا گلاس ہی بھر کر پیش کر دے گا، مہمان نوازی کا حق ادا کر دے گا، اتنا تو ہر بندہ ہی کر سکتا ہے۔

(۴)......اور فرمایا کہ کنواری بچی کی شادی کرنا، اس میں بھی جلدی کرے اور آج اس عمل میں سستی کی وجہ سے ماحول اور معاشرے کے اندر فحاشی اور عریانی پھیل رہی ہے، بے حیائی پھیل رہی ہے، جتنا بھی جلدی ممکن ہو سکے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب جوڑ کا خاوند مل جائے تو تم بیٹی کی شادی کرنے میں ہمیشہ جلدی کرو۔

(۵)......اور پانچواں فرمایا کہ جنازہ جب تیار ہو جائے تو اس کو دفنانے میں جلدی کی جائے۔

پرندوں کا پنجرہ یا جانوروں کا اصطبل......

انسان جب یہ اعمال اپناتا ہے تو پھر اچھا انسان بن جاتا ہے۔ اور اگر ان اعمال سے انسان محروم ہو جائے تو پھر انسان بگڑا ہوا انسان ہوتا ہے۔ اسلیئے حسن بصریؒ فرماتے تھے:

هذه الاجساد حبس لطيور او اصطبل الدّواب

[یہ ہمارے جو جسم ہیں یا تو یہ پرندوں کے پنجرے ہیں یا پھر یہ جانوروں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اصطبل ہیں]

ان کے اندر رہنے والا اگر نیک ہے تو وہ جنتی پرندہ ہے، یہ اس کے لیے پنجرہ ہے، جیسے ہی موت کا وقت آئے گا تو اِرْجِعِي اِلٰی رَبِّكَ تو وہ اڑ کر اس پنجرے سے نکل جائے گا اور جنت کا پرندہ بنا دیا جائے گا اور اگر یہ بگڑا ہوا ہے تو یہ بگڑے ہوئے انسان کا جسم اس کے لئے جانوروں کا اصطبل ہے۔

تو ہمیں چاہئے! کہ ہم اللہ رب العزت سے اس کی مدد مانگیں اور ان اعمال کو اپنائیں تاکہ نیک بن کر زندگی گزارنے والوں میں ہم بھی شامل ہو جائیں۔

تصوف وسلوک کی محنت کا مقصد:

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان کو اپنی اصلاح کی فکر لگ جائے۔ جس محنت سے بندے کو یہ غم لگ جائے، یہ درد نصیب ہو جائے، اس محنت کو آج کے زمانے میں تصوف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ہمارے مشائخ نے تصوف کے بارے میں مختلف الفاظ میں تعریفیں بیان کیں۔ جو یاد ہیں تو ان کو بیان کر دیتا ہوں، اب اتنا وقت تو نہیں کہ ان تمام کی تفصیل بتائیں، اپنے اپنے علاقوں میں علماء سے تفصیل پوچھ لینا جا کر۔ چونکہ تصوف کی تعریف کرنے کے حقدار تو وہی ہیں جو اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ کیونکہ صَاحِبُ الْبَيْتِ اَدْرٰى بِمَا فِيْهَا گھر والا جانتا ہے گھر کے اندر کیا ہے؟

تصوف، اکابر کے اقوال کی روشنی میں:

تو ہمارے اکابر نے تصوف کی جو تعلیمات دیں وہ ذرا سنتے جایئے اور پھر جو علماء ہیں وہ تو ان کو سمجھ ہی لیں گے۔ طلباء بھی ان کو سمجھ لیں، آسان عربی ہے اور جو ہمارے جیسے عوام الناس ہیں وہ اپنے گھروں میں جا کے علماء سے ان کو سمجھ لیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ ...... چنانچہ امام ابو رحیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء میں فرمایا:

التصوف احوال القاهرةِ واخلاق الطاهرة

☆ ...... جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

الخروج عن کل خلق ظری والدخول فی کل خلق ثنی

ہر برے خلق سے نکل جانا اور ہر اچھے خلق کو اختیار کر لینا، اس کا نام تصوف ہے۔

بعض نے فرمایا:

تفرد العبد بالصمد الفرد

کہ بندے کا ایک اللہ کے لیے اپنے آپ کو ہر چیز سے الگ کر لینا یعنی توکل اختیار کر لینا، اس کا نام تصوف ہے۔

☆ ...... بعض نے فرمایا:

طليق الدنيا والاعراض عن الهم

یعنی اللہ کی رضا کے لئے دنیا کو طلاق دے دینا، خواہشات دنیا کو طلاق دے دینا۔

☆ ...... بعض مشائخ نے تصوف کے بارے میں کہا:

السکون فی المصائب الی الحبیب

کہ اپنے محبوب کی طرف سے جو حالات آجائیں ان میں پرسکون رہنا، اس کا نام تصوف ہے:

☆ ...... بعض نے کہا:

وقف الهم على المولى النعم يا ......فی جلال القرب یا موافقة الحق ومفارقة الخلق

حق کے ساتھ موافقت کرنا اور خلق کے ساتھ مفارقت کرنا، اس کو تصوف کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔

☆......بعض حضرات نے کہا:

عن مراتب الدنيا والعلو الى المكتبة العليا

☆......بعض حضرات نے کہا:

الاعتصام بالحقائق فى اختلاف الطرائق

☆......بعض مشائخ نے کہا:

الاستقامة على المنحجل مستقيم

☆......بعض حضرات نے کہا:

حمل النفس على الشدائد

☆......بعض حضرات نے کہا:

الاسلام الى مقلب القلوب

☆......بعض حضرات نے کہا:

رغبة الى ..فى درك المطلوب

☆......اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تصوف یہ ہے کہ بندے کی کیفیت ایسی ہو جائے

حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وظنوا ان لا ملجا من الله الا اليه

اس کو یہ محسوس ہو کہ اللہ کے سوا میرا کوئی ملجا اور ماوی نہیں،

اس کیفیت کو تصوف کہتے ہیں۔

اب بتایئے! یہ تصوف کا اختیار کرنا عین شریعت ہے یا نہیں۔ تو بعض ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو کسی کی نہیں مانتے، وہ اپنے آپ میں کہتے بھی ہیں کہ ہم نہیں کسی کی

www.besturdubooks.wordpress.com

مانتے۔ ان کو جو بھی نام دیں آپ سمجھ گئے ہوں گے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں کسی کی مان کر چلتے، ہم اپنی مرضی کرنے والے لوگ ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں: کہ یہ شریعت میں نئی چیز ہے۔ نئی چیز نہیں ہے، ''شریعت پر استقامت کے ساتھ عمل کرنا''، اسی کا نام تصوف ہے، اور اسی سے انسان کو ولایت کا نور نصیب ہوتا ہے۔

نورِ ولایت کی نشانیاں

ولایت کے نور کی کچھ نشانیاں ہوتی ہیں۔ کچھ نشانیاں تو وہ جو ظاہر میں نظر آتی ہیں، مثلاً: نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ اولیاء کون ہوتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ (وہ بندے کہ جن کو دیکھو تو اللہ یاد آئے)

یہ اولیاء کی نشانی ہوتی ہے۔

اور عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

میرے بندے اور دوست وہ ہیں جو مجھے یاد کرنے کی وجہ سے یاد کیے جاتے ہیں اور ان کو میرے یاد کرنے کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے، وہ میرے دوست ہوتے ہیں۔

تاہم کچھ ان کی ظاہری نشانیاں بھی ہوتی ہیں جو علماء نے لکھی ہیں، وہ ظاہری نشانیاں ذرا سن لیجیے۔

پہلی نشانی:

تمام دن ذکر کیا کرتے ہیں، ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے ہیں۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے اور حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ان

www.besturdubooks.wordpress.com

دنوں دورہ حدیث کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر تھے، یہ بھی ایک خادم اور مرید ہونے کے ناطے ساتھ تھے، تو حضرت راستے میں ایک جگہ رکے جیب سے کاغذ نکالا اس کے اوپر کچھ لکھا اور جیب میں ڈال لیا اور پھر فرمایا کہ محمد شفیع آپ سمجھے کہ یہ کیا ہوا؟ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ ہی بتا دیجیے! تو فرمایا کہ راستے میں چلتے ہوئے ایک علمی نکتہ میرے دل پر وارد ہوا تھا، میں نے کاغذ پر لکھ کر محفوظ کر لیا تا کہ جب میں تصنیف کا کام کرنے بیٹھوں گا اس وقت اس پر غور خوض کروں گا تو کاغذ پر لکھ کر میں نے اس کو محفوظ کر لیا اور میں نے اپنے دل کو اللہ کی یاد کے لئے فارغ کر لیا۔ ہمارے اکابر اتنا اللہ کے لئے یاد کے لئے اپنے دلوں کو فارغ کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت خواجہ مجذوب ؒ ایک مرتبہ چند دوستوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے لطیفے سنانے شروع کر دیے۔ کم و بیش ایک گھنٹہ خوب سب کو ہنسایا اور ہنسانے کے بعد اچانک فرمایا: اچھا بھئی! بتاؤ کہ تم میں سے کون ہے جو ایک گھنٹہ ہنسنے کے بعد بھی اپنے رب سے غافل نہیں ہوا؟ سب حیران رہ گئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی یاد کہاں سے آ گئی؟ پھر فرمایا کہ میری یہ حالت تھی کہ میں اگرچہ ایک گھنٹہ تمہیں ہنسنے والی باتیں سناتا رہا مگر میرا دل ایک لمحہ بھی اپنے رب سے غافل نہیں ہوا، ایسا دوام ذکر ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔

دوسری نشانی:

اولیاء کی دوسری نشانی یہ ہے کہ یہ فتنوں سے پرہیز کرتے ہیں، بچتے ہیں، اپنے آپ کو فتنوں سے بچا کر رکھتے ہیں۔ لہٰذا کسی بندے کے ساتھ الجھتے نہیں ہیں۔

﴿ وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴾

جاہل اگر ان سے مخاطب ہوں تو سلام کر کے ایک طرف ہو جاتے ہیں، الجھتے نہیں ہیں، خواہ کوئی الجھانے کی کوشش بھی کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسری نشانی:

اللہ تعالیٰ ان کو قناعت عطا فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے ان کے لیے کھلے ہوتے ہیں مگر ان کی ذاتی زندگی کو دیکھو تو قناعت والی زندگی ہوتی ہے۔ ابو عبیدہ بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وقت کے سپہ سالار تھے اور اپنی روٹی پانی میں بھگو کر نوش فرما رہے ہیں۔

چوتھی نشانی:

علم پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں، یاد رکھیں! عمل بغیر علم کے سقیم ہوتا ہے، بیمار ہوتا ہے اور علم بغیر عمل کے عقیم کہلاتا ہے۔ عقیم کہتے ہیں بانجھ کو۔ عمل بغیر علم کے سقیم کہلاتا ہے اور علم بغیر عمل کے عقیم کہلاتا ہے اور علم پر عمل صراط مستقیم کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے علم پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

پانچویں نشانی:

یہ لوگ مخلوق کے اوپر شفیق اور مہربان ہوتے ہیں۔

سارے جہان کا درد ہمارے جگر میں ہے

ایسے رحیم و کریم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دل میں ایسی رحمت اور معرفت عطا فرماتے ہیں، وہ ساری مخلوق پر شفیق اور مہربان ہوتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا! چنانچہ اللہ کے بندوں پر بھی شفیق اور مہربان اور اللہ کی باقی مخلوق پر بھی شفیق اور مہربان۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سمرقند کے رہنے والے تھے، ایک مرتبہ تہجد کی نماز پڑھی تو بہت سخت سردی تھی، ٹھٹھرتے ہوئے اپنے بستر کی طرف واپس آئے تو کیا دیکھا کہ ایک بلی ان کی رضائی میں گھس کر سو گئی تھی، تو انہوں نے بلی کو بستر سے نکالنا مناسب نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھا، بستر کی بجائے مصلے کے اوپر ٹھٹھرتے ہوئے بیٹھ کر انہوں نے رات گزار دی او ربلی کے آرام کا خیال کیا۔ ان کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے مریدین میں ایک وہ ہستی عطا فرمائی کہ جس کو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہا گیا۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو ایک کتا ملا جو زخمی تھا، انہوں نے اس کتے کے زخم پر پٹی باندھی اور روزانہ کچھ مزدوری کرتے اور جو ملتا وہ گھر والوں کو دیتے اور کچھ حصے سے اسکے لئے غذا لے جاتے۔ انہوں نے اٹھارہ یا بیس دن اس کتے کی خدمت کی، اس پر اللہ رب العزت نے ان کو یہ مقام عطا فرمایا کہ ان کو سلسلے کا امام بنا دیا۔ ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ایک کتے کی خدمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا بلند مقام عطا فرما دیا۔ تو اگر جانور کی خدمت پر یہ مقام عطا فرمایا تو ہم اگر انسانوں کی خدمت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں کتنا بلند مقام عطا فرمائیں گے؟

چھٹی نشانی:

حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے میں ہر وقت فکر مند رہتے ہیں۔ حقوق اللہ کو بھی پورا کرتے ہیں اور حقوق العباد کو بھی پورا کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: اگر کوئی آدمی مجھے کہے کہ میں پورے قرآن کا نچوڑ ایک فقرے میں بیان کر دوں تو میں اسکو بیان کر سکتا ہوں۔ کسی نے کہا کہ حضرت بتا دیجیے، تو فرمایا کہ پورے قرآن پاک کا نچوڑ ایک فقرے میں یوں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو عبادت سے راضی کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے راضی کرو اور مخلوق خدا کو خدمت سے راضی کرلو، یہ پورے قرآن پاک کا ایک فقرے میں نچوڑ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتویں نشانی:

ان کی ساتویں نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ ظاہری طور پر متواضع بھی ہوتے ہیں اور پرسکون بھی ہوتے ہیں۔ آپ ان کو آپ کبھی بے چین نہیں دیکھیں گے، متکبر نہیں دیکھیں گے، متواضع ہوتے ہیں اور پرسکون بھی ہوتے ہیں، ان کے اندر بے چینی نہیں ہوتی۔ یاد رکھیئے کہ جس کا خدا سے تعلق ہو جاتا ہے پھر اس کا بے چینی سے تعلق نہیں ہوتا اور ایسے بندے میں تواضع بھی ہوتی ہے۔ ان کے دل جھکے ہوئے ہوتے ہیں آج لوگ جسم جھکاتے ہیں دل نہیں جھکے ہوتے۔ اور جس کا دل دنیا میں اللہ کے سامنے نہ جھکا جب قیامت کے دن سجدے کا حکم ہوگا وھم سلمون ان کو قیامت کے دن سجدے کی توفیق نہیں ہوگی اس لئے کہ دنیا میں ان کا دل اللہ کے سامنے نہیں جھکا تھا۔

آٹھویں نشانی:

اور ان کی آٹھویں نشانی یہ کہ یہ مخلوق کی طرف اللہ کے سفیر ہوتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے بندوں کی طرف اللہ کے سفیر ہوتے ہیں، اللہ کا پیغام پہنچانے والے ہوتے ہیں، یہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف لے جاتے ہیں۔

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل!

چنانچہ شاہ ایران اور رستم کی موجودگی میں ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ "اللہ نے ہمیں بھیجا ہے"، ذرا الفاظ پر غور کیجئے گا! ایک صحابی بیان کر رہے ہیں، کیسا فقرہ کہہ دیا! ارشاد فرمایا کہ اللہ نے ہمیں بھیجا ہے۔ ان کو یقین تھا کہ ہم اس دنیا میں اللہ کے بندوں کی طرف اللہ کے سفیر بن کر آئے ہیں۔ تو فرمایا: "اللہ نے ہمیں بھیجا ہے تاکہ جس کو وہ چاہے اس کو ہم بندوں کی بندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

سے نکال کر اللہ کی بندگی میں داخل کر دیں''۔ عِبَادَةُ الْعِبَادْ سے نکال کر عِبَادَةُ رَبِّ الْعِبَاد میں داخل کر دیں۔ اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں پہنچائیں اور مذاہب وادیان کے ظلم وستم سے نجات دلا کر اسلام کے عدل وانصاف کے سائے میں لائیں۔

نویں نشانی:

نویں نشانی یہ ہوتی ہے کہ ان میں توکل ہوتا ہے اور اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ جس طرح بچہ اپنی پریشانی اپنی ماں کو یا باپ کو بتا کر پرسکون ہو جاتا ہے، اس طرح اللہ والے اپنے معاملات اپنے رب کے سامنے پیش کر کے پرسکون ہو جاتے ہیں۔

دسویں نشانی:

اور دسویں نشانی یہ کہ اللہ کی محبت میں ہی یہ زندہ رہتے ہیں اور اللہ کی محبت میں ہی دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ کی محبت نصیب ہو جائے پھر وہ اللہ کی یاد میں، اللہ کے کام میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔ آج تو ایک پارہ روزانہ پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی، قرآن مجید کے ساتھ وقت گزارنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ توجہ فرمایئے گا! کہ کیا یہ ہمارے قلب کی ظلمت کی دلیل تو نہیں؟ زیادہ وقت قرآن مجید کے ساتھ گزاریے۔ اور ویسے بھی اب تو رمضان المبارک آ رہا ہے خوب قرآن مجید کے ساتھ اپنا وقت گزاریئے۔

ایک بات عرض کرتا ہوں، ذرا توجہ فرمایئے گا، ذرا سمجھنے کی کوشش کیجیے گا! نبی علیہ السلام کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تعلق تھا ایسا تعلق کہ وہ ''ثانی اثنین'' بن گئے تھے۔ یعنی دو میں سے دوسرے بن گئے تھے، اس لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کا ثانی

کہا جاتا تھا، وہ ہمارے سلسلہ کے امام ہیں اگر وہ صاحب قرآن یعنی نبی ﷺ کے عشق بنے تھے تو ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن کے عشق بن جائیں۔قرآن کے ساتھ اتنا وقت گزاریں کہ لوگ کہیں کہ یہ قرآن کا دوسرا ہے۔تو جب ہم تلاوت قرآن اور ذکر کی کثرت کریں گے تو ہمیں اللہ رب العزت کی محبت والی زندگی نصیب ہو جائے گی۔

منصور حلاج اور فرعون میں فرق:

اچھا! طلباء کے لیے ایک اشکال اور اس کا پیارا جواب۔فرعون نے کہا تھا کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اور مردود بنا اور دوسری طرف منصور حلاج کی زبان سے بھی نکل گیا تھا کہ اَنَا الْحَق۔مگر ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ وہ بڑے اولیاء میں سے تھے۔ کیونکہ ان کی زبان سے کسی کیفیت میں یہ الفاظ نکل گئے تھے،مگر تھے اللہ کے مقبول بندے۔تو یہ کیا وجہ بھئی؟ کہ ادھر سے بھی انا کا لفظ نکلا اور ادھر سے بھی انا کا لفظ نکلا، لیکن ایک مردود بنا اور ایک مقبول بنا،تو فرق کیا ہے؟ سمجھ میں نہیں آتا۔ ہمارے مشائخ نے بات کو کھولا، انہوں نے فرمایا: ایک مردود بنا کہ اس نے انا کہا تھا اللہ کو مٹانے کے لیے اور دوسرا مقبول بنا کہ اس نے انا کہا تھا اپنے آپ کو مٹانے کے لئے۔تو چونکہ اپنے آپ کو مٹانے کے لیے انا کہا تھا اسلیے اللہ کے ہاں مقبول ہو گیا۔

زندگی کی ترتیب سیدھی کریں:

ایک بات ذرا توجہ سے سنیے! ایک ٹرین میں دو تین دوست بیٹھے تھے اور سب کی ایسے ہی غافلانہ زندگی تھی، بالکل صاف ستھرے (کلین شیو) تھے، چہرے پر سنت کا نشان ہی نہیں تھا۔ان کے پاس ایک مولانا صاحب تشریف لے آئے، چہرے پر

www.besturdubooks.wordpress.com

سنت ہے اور ان کے ہاتھ میں انگریزی اخبار ہے اور انہوں نے انگریزی اخبار کو پڑھنا شروع کیا مگر اس کو الٹا پکڑا ہوا تھا۔ اب جب تینوں نے دیکھا کہ مولانا صاحب انگریزی کا اخبار پڑھنا چاہتے ہیں مگر الٹا پکڑا ہوا ہے، تو وہ ہنسنے لگے، قہقہے لگانے لگے۔ تو مولانا تھوڑی دیر تو سنتے رہے، پھر انہوں نے پوچھا کہ بھئی! خیریت تو ہے آپ لوگ کیوں اتنا ہنس رہے ہیں اور ہنسی اڑا رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا مولانا! لگتا ہے کہ آپ کو انگریزی تو آتی نہیں اور آپ لوگوں کو دکھانے کے لیے انگریزی اخبار لے کر بیٹھ گئے ہیں اور آپ کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ آپ نے اخبار الٹا پکڑا ہوا ہے! تو مولانا نے کہا: اچھا! میں نے اخبار کو الٹا پکڑا ہوا ہے، تو وہ کہنے لگے کہ ہاں، آپ نے تو اخبار الٹا پکڑا ہوا ہے۔

مولانا صاحب نے کہا: دیکھو! میں نے آپ لوگوں کو سمجھانے کے لیے ایسا کیا، ویسے میں نے ایل ایل بی کیا ہوا ہے اور میں ایک وکیل ہوں، انگریزی بولتا ہوں اور انگریزی پڑھتا ہوں، مجھے پتہ ہے کہ انگریزی کا اخبار کیسے پڑھا جاتا ہے، مگر میں نے آپ لوگوں کی نصیحت کیلیے اخبار الٹا پکڑ لیا۔ مجھے الٹا اخبار پکڑے دیکھ کر آپ ہنسنے لگے کہ میں نے کیسے اخبار پکڑا ہوا ہے؟ دیکھیں! میں نے اخبار کا سرا الٹا پکڑا آپ مجھ پر ہنسنے لگے جب کہ عزیزو! آپ نے زندگی کی ترتیب کا سرا الٹا پکڑا ہوا ہے، زندگی کی ترتیب تو یہ ہونی چاہیے کہ انسان کی آخرت بن جائے اور آپ اسی دنیا میں مرضی پوری کرنے میں لگے ہوئے ہیں، تو آپ نے بھی تو زندگی کی ترتیب کا سرا الٹا پکڑا ہوا ہے، تو پھر آپ پر بھی تو ہنسنا چاہیے۔ میں نے تو چھوٹا سا نقصان کیا، اخبار الٹا پکڑا تم نے پوری زندگی کا الٹا سرا پکڑا ہوا ہے۔ پھر تو جوانوں کو احساس ہوا کہ یہ تو بڑے پڑھے لکھے بندے تھے، انہوں نے ہمیں بات سمجھانے کے لیے ایسا کیا۔

اگر ہم اپنے اوپر غور کریں تو آج ہم نے بھی زندگی کے الٹے سرے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پکڑا ہوا ہے۔ سیدھا سرا تو یہ کہ اس دنیا میں اللہ کی مرضی والی زندگی گزار لیں اور الٹا سرا یہ کہ ہماری نفس کی خواہشات پوری ہو جائیں، ہم من مرضی کی زندگی گزار لیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارا حال بھی ٹرین کے ان تین مسافروں کی طرح ہو اور ہم نے بھی زندگی کی ترتیب کو الٹا پکڑا ہوا ہو۔ اگر الٹا پکڑا ہوا ہے تو آج کی اس محفل میں ہم سچی توبہ کر کے زندگی کی ترتیب کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں اور من چاہی زندگی کو چھوڑ کر رب چاہی زندگی گزارنے کی کوشش کریں اور اس کی نیت کر لیں۔

اجتماع کیلیے ہدایات

آپ اس اجتماع میں اپنا کچھ وقت لے کر آئے، اب آپ کو چاہیے کہ اس وقت کو قیمتی بنالیں۔ اس سلسلے میں کچھ باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

❁ ذکر و فکر میں وقت گزاریں:

ایک تو اپنا وقت ذکر و فکر میں گزاریے۔ غفلت میں، ایک دوسرے کے ساتھ حقیقت احوال گزارنے میں، کارگزاریاں سنانے میں وقت ضائع نہ کریں۔ پورا وقت ذکر و فکر میں گزارنے کی کوشش کریں، ایک لمحہ بھی دل اللہ سے غافل نہ ہو۔

❁ پرسکون نمازوں کی کوشش کریں:

دوسرا جتنا وقت یہاں لے کر آئے ہیں، اس میں تسلی کی نمازیں پڑھنے کی کوشش کریں، ہر نماز کے وقت میں یہ نیت کریں کہ اے اللہ! مجھے آپ نے یہاں پہنچا دیا، اب میں تسلی کی چند رکعت آپ کے سامنے پڑھتا ہوں۔ یہ جو بھاگی دوڑی کی نمازیں ہیں، یہ نہ پڑھنا۔ ہر نماز کے وقت، وقت سے پہلے وضو کر کے آئیں، نماز کی سنتیں پڑھیں، فرض ادا کریں اور باقی نوافل وغیرہ پرسکون انداز میں پڑھیں۔ دل میں یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نیت رکھیں کہ ہم نے یہاں پرسکون نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔اسی طرح عورتیں بھی کوشش کریں، گھر میں تو بچوں کے مسئلے ہوتے ہیں، گھر کے مسئلے ہوتے ہیں تو انسان بھاگی دوڑی کی نماز پڑھتا ہے، نہیں! یہاں عورتیں بھی پرسکون نمازیں پڑھنے کی کوشش کریں اور مرد حضرات بھی پرسکون نمازیں پڑھیں۔وقت کی قید نہیں کہ مجھے ایک منٹ میں ختم کرنی ہے یا دو منٹ میں، آپ بے شک اپنی نماز میں پندرہ منٹ لگائیں یا آدھا گھنٹہ لگائیں۔

تہجد کی پابندی کریں:

دوسرا کام یہ کریں کہ تہجد کی پابندی کرنے کی کوشش کریں۔اگر گھر میں تہجد کی پابندی نصیب نہیں تو کم از کم جو چند دن یہاں آئے ہیں، یہاں تو تہجد کی پابندی کرلیں۔شیطان یہ کوشش کرے گا کہ آپ عشاء کے بعد دیر تک جاگتے رہیں اور جب سوئیں گے ہی ایک بجے تو پھر تین بجے اٹھ کر تہجد کون پڑھے گا؟ الا ماشاء اللہ۔تو آپ ان دنوں میں یہ پابندی کیجیے سونے کے وقت میں سوئیں اور جاگنے کے وقت میں جاگیں، عشاء کے بعد جلدی سوئیں تو انشاء اللہ تہجد میں اٹھنے کی توفیق نصیب ہو جائے گی۔

سچی توبہ کریں:

اور ایک عمل یہ کریں کہ محفلوں میں جب دعائیں مانگی جائیں گی تو ان میں سچی توبہ کی نیت کر کے دعا مانگا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پچھلے گناہوں کو معاف کردیں اور آئندہ پرہیزگاری، نیکوکاری کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادیں۔اگر ایک دوسرے سے بات کرنے کو جی چاہے تو حالات کی بات نہ کریں بلکہ جو بیانات ہوں ان کا ایک دوسرے کیساتھ مذاکرہ کرلیا کریں کہ بیان میں مجھے یہ بات یوں سمجھ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آئی، یہ بات ایسے یاد آئی، یہ مجھے اتنی اچھی لگی، میں نے اس پر عمل کرنا ہے۔ تو بیان کے مذاکرے کو اپنی گفتگو بنالیجیے۔

ممنوعہ چیزیں:

چند چیزوں سے بچنے کی کوشش کریں:

کھانے کے وقت میں بدنظمی، ہلڑ بازی ہمیں قطعاً پسند نہیں ہے۔ آپ حضرات اگر یہاں طلب لے کر آئے ہیں، اصلاح کی نیت سے آئے ہیں تو کھانے کے پیچھے بدنظمی مت پھیلائیے، الحمدللہ! اتنا کھانا تیار کیا جاتا ہے کہ آپ جتنا چاہیں، پیٹ بھر کر کھائیں، کھانے کی کمی نہیں ہے، اللہ کے فضل سے اتنا انتظام ہے کہ ہر بندہ جی بھر کے، پیٹ بھر کر کھا سکتا ہے۔ ہلڑ بازی کیسی؟ تھوڑے وقت کی بات ہے، اگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے سب ایک صف میں بیٹھ کر نہیں کھا سکتے تو آپ دوسری نشست میں کھالیں، تو انتظار کر لیجیے، اپنے علاقے کے علماء کو ترجیح دیجیے، اپنے بھائیوں کو ترجیح دیجیے، ان کو پہلے کھانے کا موقع دے دیجیے اور بدنظمی سے پرہیز کیجیے۔ ہم نے اس اجتماع میں بالخصوص خلفاء حضرات کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو کھانے پر بیٹھے دیکھیں اور اس بات کی تسلی کریں کہ ان میں سے کوئی بندہ ہلڑ بازی اور بدنظمی پھیلانے کا باعث نہ ہو۔

دوسرا: بیان کے وقت سونے سے پرہیز کریں یا بیان کے وقت آپ بازاروں میں دکانوں پر جانے سے پرہیز کریں۔ ہر کام اپنے وقت پر اچھا لگتا ہے۔ مسجد کے اعمال ختم ہو گئے، ریسٹ مل گیا، اس وقت میں آپ سوئیں یا اس وقت میں آپ بازار میں جائیں یا اس وقت میں آپ اپنے انفرادی اعمال میں مشغول ہو جائیں، اس کی آپ کو اجازت ہوگی مگر یہ نہیں ہوگا کہ ادھر بیان ہو رہا ہو اور اس وقت میں آپ بازار

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بیٹھ کر بریانیاں کھا رہے ہوں۔ اپنے وقت پر کام کیجیے چونکہ آپ ایک مقصد دل میں لے کر آئے ہیں تو پھر آپ کو یقیناً اس محفل کے انوارات نصیب ہوں گے۔

اللہ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں کرتے:

اصول وضوابط کے ساتھ وقت گزاریں گے تو انشاء اللہ خالی نہیں لوٹیں گے۔ آج کی بھی کیفیت نوٹ کر لیجیے اور جب دعا کے بعد یہاں سے رخصت ہونے لگیں گے تو اس وقت کی کیفیت بھی دیکھ لیجیے آپ کا دل گواہی دے گا کہ گناہوں کا بوجھ یہاں چھوڑ کر! نیکیوں کا نور دل میں لے کر یہاں سے واپس جا رہے ہیں۔

اللہ رب العزت کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں فرماتے بلکہ صاف فرما دیا

﴿ اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ﴾

[مرد ہو یا عورت ہو میں کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا]

قبولیت بڑی نعمت ہے:

تہجد میں چند ایک دعائیں ضرور مانگیں، ایک دعا تو یہ مانگیں کہ اے اللہ! ہمارے اعمال قبول کر لیجیے ہمارا آنا قبول کر لیجیے۔ یہ قبولیت بڑی نعمت ہے،

ایک بندے کا ایک حبشی نوکر تھا، اسے اس سے بڑی محبت تھی، اس لیے اس کا اصل نام تو عبید تھا لیکن اس نے اس کا نام یوسف رکھا ہوا تھا۔ اب بتائیں محبت ہے نا! غلام حبشی ہے، کالا اور نام اس نے اس کا رکھا ہوا ہے یوسف، اس پر کسی نے شعر بنایا:

قبولیت اسکو کہتے ہیں اور مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا لقب ہے یوسف ثانی

سود کالے کو کہتے ہیں، انہوں نے عبید سود کو یوسف ثانی کہا ہوا تھا۔ تو بھئی!

www.besturdubooks.wordpress.com

جب محبت ہو جائے تو پھر بندہ کالے کو ترجیح دیتا ہے، کہہ بھی دیتا ہے کہ ’’گوریاں نوں پراں کرو‘‘ تو اللہ رب العزت بھی اگر ہمیں قبول فرمالیں تو ہمارا کالا پن جو ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہے، پھر ان شاء اللہ وہ بھی ڈھل جائے گا اور اللہ کی نظر میں ہم بھی یوسف بن جائیں گے۔ اگرچہ اپنے عملوں کی وجہ سے تو سود ہیں، اندر بھی سیاہی ہے اور چہروں پر بھی دیکھنے میں اعمال کی سیاہی نظر آتی ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ قبول کرلیں تو یقیناً یہ سیاہی ڈھل جائے گی اور اللہ کی نظر میں ہم یوسف بن جائیں گے۔

قبولیت کے لیے دعا مانگیں:

قبولیت مانگیں، دعا یہ مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں ایسا بنادے کہ ہم آپ کو پسند آجائیں۔ اللہ اکبر۔ جب تہجد میں یہ دعائیں رو رو کر مانگیں گے تو پھر دیکھئے کہ اللہ رب العزت کی رحمت کیسے ڈھانپے گی۔

میں نور کے تڑکے میں جس وقت اٹھا سو کر
اللہ کی رحمت کے دروازے کھلے پائے
عاصی کی صدا پہ جو مانگنے والا ہو
ہاتھ اپنی حقیقت کے، آگے میرے پھیلائے
جو رزق کا طالب ہو، میں رزق اسے دوں گا
جو طالب جنت ہو، جنت کی طلب لائے
جس جس کو گناہوں سے، بخشش کی تمنا ہو
وہ اپنے گناہوں کی کثرت سے نہ گھبرائے
وہ مائل توبہ ہو، میں مائل بخشش ہوں
میں رحم سے بخشوں گا، وہ شرم سے پچھتائے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ سن کر ہوئے جاری، آنکھوں سے میرے آنسو
قسمت ہے محبت میں رونا جسے آجائے
آقائے گدا پرور، سائل ہوں تیرے در کا
میں اور تو کیا مانگوں، تو ہی مجھے مل جائے

کاش! کہ ان دنوں میں ہم اللہ سے ایسے دعائیں مانگیں کہ اللہ رب العزت ہمیں قبول فرمالیں اور اپنا تعلق نصیب فرمادیں۔ چنانچہ دل میں یہ نیت کر لیجیے کہ اے اللہ! ہم یہاں پر اسلیے حاضر ہوئے ہیں کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری اصلاح ہو جائے، ہم نیک نہ بن سکے، اللہ! تیرے نیک بندوں کی مجلس میں آئے ہیں تاکہ تو ہمیں بھی نیکوں میں شامل فرمادے۔ قرآن مجید کی آیت ہماری اس نیت کو یوں بیان کرتی ہے صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا کہ وہ دعائیں کرتے تھے،

وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ (مائدہ: ۸۳)

ہم بھی دلوں میں یہ نیت کرلیں پروردگار عالم! ہم حاضر تو یہاں چل کر ہو گئے مگر دل کی تمنا یہ ہے،

وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ

اللہ نیک بن تو نہیں سکے مگر تیرے نیک بندوں کے مجمع میں آکر بیٹھ گئے ہیں، دل میں یہ تمنا رکھتے ہوئے کہ اللہ! ہمیں بھی آپ نیکوں میں شامل فرمالیجیے۔ ہم جینا بھی انہی میں چاہتے ہیں، مرنا بھی انہی میں چاہتے ہیں اور قیامت کے دن کھڑا ہونا بھی انہی میں چاہتے ہیں۔ پروردگار ہماری اس دعا کو قبول فرمالیجئے اور نیکوں میں ہمارا شمار فرمالیجیے۔

اُحِبُّ الصّٰلِحِيْنَ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

www.besturdubooks.wordpress.com

امید ہے کہ اللہ رب العزت ہماری اس حاضری کو قبول فرما کر یقیناً ہمیں نیکوں میں شامل فرمالیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائیں گے۔

وآخِر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العٰلمین ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ﴾ (النحل: ۹۷)

اعمالِ صالح اور یقینِ کامل کے ثمرات

حضرت اقدس کا یہ بیان 25 اکتوبر 2007ء کو جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں تیرہویں سالانہ اجتماع کے موقع پر بعد از نماز مغرب ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اعمال کے اندر طاقت اور اثرات ہیں، یہ خدائی وعدہ ہے، جیسے مادی چیزوں کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بجلی کا جھٹکا لگنے سے بندے کو موت آتی ہے، لہٰذا کوئی آدمی بجلی کی ننگی تار کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ زہر کھا لینے سے انسان کی موت واقع ہوتی ہے، ہر بندہ زہریلی چیز سے دور رہتا ہے۔ اسی طرح اگر یقین ہو جائے کہ نیک اعمال کرنے پر اللہ کی طرف سے خیر ملے گی اور گناہوں کے کرنے سے اللہ کی طرف سے عذاب ہوگا تو پھر کوئی بھی انسان گناہ کی طرف قدم نہ بڑھائے، بلکہ اپنی پوری زندگی نیکی کے اوپر خرچ کرے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمالِ صالح اور یقینِ کامل کے ثمرات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً
وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ہر انسان کی خواہش:

اللہ رب العزت قرآن عظیم الشان میں ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی جو کوئی بھی نیک اعمال کرے، مرد ہو یا عورت ہو، وَھُوَ مُؤْمِنٌ اور وہ ایمان والا ہو فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ہم ضرور بالضرور اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ اس آیت مبارکہ میں ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ پاکیزہ زندگی ملنے کی خوشخبری مل رہی ہے۔ دنیا کا ہر انسان چاہتا ہے کہ مجھے پاکیزہ زندگی ملے۔ یہ آیت مبارکہ اس راز سے پردہ اٹھا رہی ہے کہ اے کلمہ پڑھنے والو! اگر تم نیک اعمال کو اپنا لو، زندگی کو نیکی پر لے آؤ، تو اس کے بدلے میں اللہ رب العزت تمہیں پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمال کے اثرات

اللہ رب العزت نے اعمال کے اندر طاقت رکھی ہے۔ اعمال کے اندر اثرات رکھے ہیں۔ ہر عمل کے کچھ نتائج اور ثمرات ہوتے ہیں جو انسان کو ملتے ہیں۔

نماز اور فلاح:

چنانچہ جو انسان اچھے طریقے سے نماز پڑھے، اس کے لیے کامیابی کا وعدہ ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُومِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِی صَلوٰتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴾

[تحقیق فلاح پا گئے وہ ایمان والے جو خشوع و خضوع کے ساتھ نماز کو ادا کرتے ہیں]

فلاح کہتے ہیں ایسی کامیابی کو جس کے بعد ناکامی نہ ہو۔ اللہ رب العزت کے ہاں ایسی عزت کہ جس کے بعد ذلت نہ ہو۔ اور یہ اچھی نماز پڑھنے پر اللہ رب العزت بندے کو عطا فرما دیتے ہیں۔

ذکر اور اطمینانِ قلب:

ذکر کرنے پر اللہ کی طرف سے اطمینان قلب ملنے کا وعدہ ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب ﴾

جان لو! اللہ کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے۔

نہ دنیا سے، نہ دولت سے، نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اللہ کی یاد سے انسان کے دل کو اطمینان ملتا ہے، سکون ملتا ہے، یہ اللہ رب العزت نے وعدہ فرمایا ہے۔

روزہ اور تقویٰ:

روزہ رکھنے پر انسان کو تقویٰ نصیب ہوتا ہے اور تقویٰ ملنے پر اللہ کی طرف سے بندے کے لیے برکتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ روزے کو فرض کرنے کا جو مقصد بتایا گیا وہ ہے تقویٰ ہے، فرمایا:

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [تاکہ تم متقی ہو جاؤ]

اور اس تقویٰ کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ﴾

[اگر یہ بستیوں دیسوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ کو اختیار کرتے تو ہم آسمان اور زمین سے ان کے لئے برکتوں کے دروازوں کو کھول دیتے]

ہر بندے کے دل کی تمنا ہے کہ برکتیں نصیب ہوں، میری صحت میں برکت، وقت میں برکت، رزق میں برکت، اولاد میں برکت، دین میں برکت، میرے کاموں میں برکت تو ہم ہر چیز میں اللہ کی طرف سے برکتیں چاہتے ہیں۔ اگر تقوی بھری زندگی اختیار کریں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم تمھارے اوپر برکتوں کے دروازوں کو کھول دیں گے۔

حج اور اور مغفرت:

حج کرنے پر انسان کے لئے مغفرت اور وسعت رزق کے وعدے۔ چنانچہ حدیث پاک میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

بین الحج و العمرة فانهما ینفعان فقره و الذنوب

تم حج اور عمرہ بار بار کرو اس لئے کہ بار بار حج اور عمرہ کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو تنگدستی اور گناہوں سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔ تو مغفرت بھی ملی اور رزق بھی بندے کا بڑھ گیا۔

اعمال کی طاقت کا یقین:

اعمال کے اندر طاقت اور اثرات ہیں، یہ خدائی وعدہ ہے، جیسے مادی چیزوں کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بجلی کا جھٹکا لگنے سے بندے کو موت آتی ہے، لہٰذا کوئی آدمی بجلی کی ننگی تار کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ زہر کھا لینے سے انسان کی موت واقع ہوتی ہے، ہر بندہ زہریلی چیز سے دور رہتا ہے۔ اسی طرح اگر یقین ہو جائے کہ نیک اعمال کرنے پر اللہ کی طرف سے خیر ملے گی اور گناہوں کے کرنے سے اللہ کی طرف سے عذاب ہوگا تو پھر کوئی بھی انسان گناہ کی طرف قدم نہ بڑھائے بلکہ اپنی پوری زندگی نیکی کے اوپر خرچ کرے۔

اعمال بنانے اور بگاڑنے کا نتیجہ:

دو بندے ایک کام کرتے ہیں۔ ایک کا عمل بنا ہوا، فلاح مل گئی۔ دوسرے کا عمل بگڑا ہوا، اس کو اللہ کی طرف سے سزا مل گئی۔ ذرا غور فرمائیے کہ اچھی نماز پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاح کا وعدہ ہے، فرمایا:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴾

[فلاح پا گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں]

چنانچہ جس کو فلاح نصیب ہوگئی وہ جنت میں جائے گا اور اسی نماز کو بگاڑنے سے جہنم میں جانے کا معاملہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ○ ﴾

(ماعون: ۴،۵)

[تباہی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں]

ایک ہی نماز ہے بنانے والے کو جنت مل گئی، غفلت کرنے والے اور اس عمل کو بگاڑنے والے کے لئے اللہ نے جہنم کی بات کر دی۔

چنانچہ اچھا قرآن انسان کے لئے سلامتی کا سبب۔ جو انسان حافظ قرآن ہے، قیامت کے دن کہا جائے گا کہ

اِقْرَاء...... وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا

قرآن پڑھ! اور جنت کا درجہ چڑھ! ٹھہر ٹھہر کے پڑھ جیسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کے پڑھتا تھا۔ اب یہ جنت میں گیا قرآن کی وجہ سے، اور جنت میں اس کو ملائکہ بھی سلام دے رہے ہیں اور جنتی بھی سلام دے رہے ہیں، ایک دوسرے کے اوپر سلامتی۔ اور اگر اسی قرآن کی خلاف ورزی کر کے قرآن کو پڑھا تو حدیث میں آتا ہے

رُبَّ قَارِئٍ قَرَءَ الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهٗ

[کتنے قرآن پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں اور قرآن اس کے اوپر لعنت کر رہا ہوتا ہے]

تو ایک ہی عمل ہے، اگر اس کو بنا لیا تو رضا مل رہی ہے، اور اگر بگاڑ لیا تو انسان کو اللہ کی طرف سے سزا مل گئی۔ تو جب انسان نے اعمال کرنے ہی ہیں تو کیوں نہ سنوار کر کرے؟ ان کو بہتر کرنے کی کوشش کرے۔

رجوع الی اللہ کا نتیجہ:

چنانچہ آپ ذرا غور کیجئے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے اس دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ایسی بادشاہت دی کہ نہ پہلے کسی کو ملی نہ بعد میں۔ انسانوں کے بادشاہ، جنوں کے بادشاہ، پرندوں کے بادشاہ، ہوا کے بادشاہ، خشکی، تری کی ہر مخلوق کے بادشاہ، ان کا حکم ہر ایک کے اوپر چلتا تھا: ایسی اللہ رب العزت نے انہیں بادشاہی اور سلطنت عطا فرمائی! لیکن اس کے بعد فرمایا کہ ان کو اللہ رب العزت کی طرف سے جو قرب ملا، قبولیت ملی، وہ ان کو ان کے اعمال کی وجہ سے ملی۔ فرماتے ہیں نِعْمَ الْعَبْدُ میرا کتنا اچھا بندہ تھا! اِنَّـهٗ اَوَّاب [وہ میری طرف رجوع کرنے والا تھا] نعم العبد کا جو تاج ان کے سر پر سجایا اس کی بنیاد "اللہ کی طرف رجوع" فرمایا۔

دوسری طرف دیکھیے! حضرت ایوب علیہ السلام کے اوپر امتحان آ گیا، ساری جائیداد چلی گئی، باغات چلے گئے، بیوی بھی فوت ہو گئی، بچے بھی مر گئے اور خود بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ اتنی آزمائشیں! لیکن ان سب کے باوجود، اللہ رب العزت کا قرب ملا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا (ہم نے انہیں صبر کرنے والا پایا) کیا شاہانہ کلام ہے،

﴿ اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ﴾

تو معلوم ہوا کہ دنیا کی بادشاہت ہے پھر بھی رجوع الی اللہ کی وجہ سے قرب مل رہا ہے۔ اور ظاہری طور پر فقر و فاقہ، تنگدستی ہے لیکن اَوَّاب ہونے کی وجہ سے نعم العبد کا خطاب مل رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قرب ملتا ہے اَوَّاب ہونے کی وجہ سے، اس میں دنیا کی مال و دولت کا کوئی دخل نہیں۔ ایک انسان جھونپڑی میں بیٹھ کر بھی اللہ کا ولی بن سکتا ہے اور ایک انسان قوم کے گدوں کے اوپر بیٹھ کر بھی اللہ کا ولی بن سکتا ہے۔

اعمال بنانے پر دو خوشخبریاں:

دنیا ایک ظاہری اور مادی چیز ہے، اس راستے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ اعمال بنانے والے کو دو نعمتیں، دو خوشخبریاں ملیں۔ پہلی خوشخبری، فرمایا:

﴿ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً ﴾

[پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے]

دوسری خوشخبری فرمایا:

﴿ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

[ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں بہت اچھا دیں گے]

اس عمل پر دوہرا انعام ملے گا، دنیا میں پاکیزہ زندگی اور آخرت میں بڑا اجر۔

اور جتنا اجر اتنے ان کے درجات:

وَ لِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا

چنانچہ دنیا میں پاکیزہ زندگی ملی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کے درجات مل گئے۔

اعمال بگاڑنے پر دو عذاب

اور اعمال بگاڑنے والے پر دنیا میں دو عذاب ہوتے ہیں۔

پہلا عذاب:

فرمایا:

﴿ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ﴾ (طٰہٰ: ۱۲۴)

جو میرے قرآن سے رُخ پھیرے ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں۔ تنگ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی بکری تھوڑی ہوتی ہے، پیسے نہیں ہوتے ؟ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بے سکون رزق دیتے ہیں مَعِيْشَةً ضَنْكًا ایسا رزق ملتا ہے کہ اس کے سر پر ٹینشن (بے چینی) ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ آپ دیکھیں بڑے بڑے انڈسٹریوں والے راتوں کو سو نہیں سکتے۔ او جی! کمپنی کا شیئر کھلنا ہے، پتہ نہیں کتنا کھلتا ہے؟ ٹینشن، ہر وقت کی پریشانی۔ او جی! ہم نے کنٹینر بھیجا تھا اور وہ رک گیا ہے، بڑے پریشان ہیں۔ ہم نے ایک ڈیل کرنی تھی، موقع پر نہ ہو سکی، بڑی پریشانی ہے۔ تو کروڑوں میں کھیلنے والے بھی پریشان۔ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کے رزق کو ایسے تنگ کریں گے کہ وہ بے سکون ہی رہے گا۔ رزق کی طرف سے پریشان ہی رہے گا۔ کبھی ادھر کوئی پیسے دبا کر بیٹھ گیا، کبھی کوئی دھوکے سے پیسے لے کر چلا گیا، پریشان ہی رہے گا۔ ذہنی طور پر یہ لوگ ہر وقت Occopied ہی رہتے ہیں یہ لوگ۔ نماز میں بھی اسی مال کا خیال رہتا ہے، سکون ہی نہیں ہوتا۔ اللہ ایسی مصروفیت اللہ دے دیتے ہیں کہ اپنے گھر والوں کے ساتھ سکھ کے دو لمحے گزارنے کا موقع نہیں ملتا۔ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا فرمایا: ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں، بے سکون روزی دیتے ہیں۔

دوسرا عذاب:

دوسرا عذاب یہ ملتا ہے۔

﴿ وَ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَعْمٰی ﴾

[اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کھڑا کریں گے]

یا اللہ! یہ کیسی سزا ہے؟ فرمایا کہ شریعت کا اصول ہے جزاء من جنس العمل جیسا عمل ویسا بدلہ، جیسی کرنی ویسی بھرنی، فرمایا: دنیا میں اس نے میری تعلیمات سے، احکام سے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا، اپنا رخ پھیر لیا، یہ اندھا بنا رہا، جب دنیا میں اس نے اندھے پن کا مظاہرہ کیا، ہم قیامت کے دن اس کو اپنے سامنے اندھا کھڑا کریں گے۔ اب بتایئے! اعمال بنانے پر کس قدر اچھائیاں مل رہی ہیں اور اعمال بگاڑنے پر بندے کو کس قدر نقصان نصیب ہو رہا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی ذات پر محنت کی ضرورت:

لہٰذا جو شخص چاہے کہ میں اپنی ذات کو قیمتی بناؤں، اس کو چاہیے کہ وہ اپنے اوپر محنت کرے۔ دستور یہ ہے کہ جس چیز پر محنت ہوتی ہے، وہ چیز قیمتی بن جاتی ہے۔ لکڑی پر محنت کر دی، لکڑی فرنیچر بن کر کس قدر مہنگی بکتی ہے! انسان نے پتھر پر محنت کی، پتھر پالش ہو کر نکلتا ہے تو اعلیٰ ریٹ پر نکلتا ہے۔ لوہے پر محنت کی، لوہا ہوا میں اڑتا پھرتا ہے اور جہاز کی دیکھو کتنی قیمت ہے؟ حتیٰ کہ سلیکون، ریت کو کہتے ہیں، اس ریت پر بندے نے محنت کی اور سلیکون، سے اس نے سرکٹ بنائے، سرکٹ اتنے مہنگے کہ اگر اس کے ہم وزن سونا تولا جائے تو سونے سے تین گنا زیادہ ان کے اوپر قیمت لگ رہی ہے۔ تو انسان کی محنت اگر ریت پر لگی تو ریت سونے سے تین گنا قیمتی بن گئی۔ اے بندے! اگر تو اپنی محنت اپنی ذات پر لگائے گا تو کیا اللہ کی نظر میں تو قیمتی نہیں بن جائے گا؟ اگر لوہا پرواز کر سکتا ہے تو کیا انسان روحانی طور پر پرواز نہیں کر سکتا؟ تو محنت کا رخ اپنی ذات کو بنا لیجئے۔

دوسروں کے بارے میں حسن ظن، اپنے بارے میں فکرمند:

ایک سنہری اصول: انسان اپنے بارے میں فکرمند رہے اور دوسروں کے بارے میں حسنِ ظن رکھے۔ آج ہم الٹ کرتے ہیں، دوسروں کی فکر ہوتی ہے: اس میں یہ ہے، اس میں یہ ہے۔ اور اپنے بارے میں بڑا حسنِ ظن ہوتا ہے کہ ہم تو قیامت کے دن بڑے آرام وسکون میں ہوں گے۔ چنانچہ عام آدمی قیامت کے دن کے بارے میں سوچتا ہے کہ قیامت کا دن ہوگا، لوگ کھڑے ہوں گے، حساب ہو رہا ہوگا، بڑا میزان ہوگا، جس پر نیکیاں، گناہ تُل رہے ہوں گے۔ کچھ لوگ جنت میں جا رہے ہوں گے اور دوسرے کچھ لوگ جہنم میں جا رہے ہوں گے اور میں! دیوار پہ بیٹھا تماشہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھ رہا ہوں گا۔ اپنے بارے میں بندہ یہ سوچتا ہے۔ یہ نہیں سوچتا کہ یا تو میں جنت والوں میں سے ہوں گا یا میں بھی جہنم جانے والوں میں سے ہوں گا۔

قیامت کے دن کو اللہ رب العزت 'یوم التغابن' کہتے ہیں۔

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَالِكَ يَوْمُ التَّغَابُنْ﴾ (تغابن:۹)

اے انسان تیرے لئے وہ ہار جیت کا دن ہوگا۔ یا تو زندگی کی بازی جیت جائے گا، یا پھر زندگی کی بازی ہار جائے گا۔ اگر ایسا دن ہے تو کیا ہم اس طرح سوچتے ہیں؟

اصول یہ ہے کہ اپنے بارے میں فکرمند رہے اور دوسروں کے بارے میں حسنِ ظن رکھے۔ اگر حسنِ ظن آ گیا اور اپنے بارے میں فکر لگ گئی تو یہ انسان کامیاب ہو گیا۔

نیکوں اور بروں کے حالات میں فرق:

چنانچہ اس دنیا میں ظاہری طور پر نیکوں پر بھی حالات آ جاتے ہیں، بُروں پر بھی حالات آ جاتے ہیں۔ ظاہر میں وہ ایک جیسے نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں ان میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ جیسے، نیک بندہ اور برا بندہ، ظاہر میں تو ایک جیسے نظر آتے ہیں، جسمانی طور پر تو فرق نہیں ہوتا مگر باطن میں فرق ہوتا ہے، حقیقت میں فرق ہوتا ہے۔ ایک ایمان سے خالی، دوسرا ایمان سے بھرا ہوا دل رکھتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی پتلا سا بانس ہو، تو دیکھنے میں گنے کے بالکل مشابہ نظر آتا ہے، ظاہر میں فرق نظر نہیں آتا۔ لیکن بانس اندر سے بالکل خشک ہوتا ہے اور گنا اندر سے سارے کا سارا میٹھے رس کے ساتھ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ تو ظاہر میں ایک مگر حقیقت میں مختلف۔

اسی طرح حالات عام بندے پر بھی آتے ہیں اور آزمائش کے حالات مومن پر بھی آتے ہیں۔ ظاہر ایک ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ذرا توجہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ نکتہ سمجھ لیں کہ فرمانبرداروں پر بھی حالات آتے ہیں اور نافرمانوں پر بھی آجاتے ہیں، مگر دونوں میں فرق کہاں ہوتا ہے؟ سمجھنے کی کوشش فرمایئے گا!!

پہلا فرق:

پہلا فرق یہ ہے کہ نافرمانوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شروع میں آتی ہیں۔ پھر وہ ان نعمتوں کی ناقدری کرتے ہیں اور ناقدری کرنے پر اللہ ان کی پکڑ فرماتے ہیں، جبکہ فرمانبرداروں کے ساتھ اللہ کی مدد آخر میں آتی ہے۔

﴿ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا ﴾ (یوسف:۱۱۱)

(حتیٰ کہ جب رسول بھی مایوس ہوگئے اور گمان کر بیٹھے کہ وہ جھٹلا دیئے گئے)

انہوں نے یہ جان لیا کہ شاید ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ان کے اوپر ہماری مدد آگئی۔ تو نافرمانوں کو اللہ پاک ابتدا میں نعمتیں دیتے ہیں اور آخر میں ان کی پکڑ فرماتے ہیں، ان کی گت بناتے ہیں اور فرمانبرداروں سے شروع میں مجاہدہ کروا لیتے ہیں اور آخیر پر جا کر اپنی مدد اور انعامات ان کے شامل حال فرما دیتے ہیں۔

دوسرا فرق:

مصیبت نیکوں پر بھی آتی ہے اور بروں پر بھی، مگر نافرمان پر مصیبت ایسے ہوتی ہے جیسے کسی نے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا اور بلڈ کے زیادہ نکلنے سے یہ صاحب فوت ہی ہوگئے۔ چھری تو اس کو لگی، خون بھی نکلا، مگر نتیجہ اس کی موت کے ساتھ نکلا۔ اور فرمانبرداروں پر بھی مصیبت آئی، مگر اس کی مثال ایسے کہ جیسے جسم میں پھوڑا تھا ڈاکٹر نے آپریشن کے لئے چھری چلائی۔ چھری یہاں بھی چل رہی ہے، خون یہاں بھی نکل رہا ہے، لیکن آپریشن کا انجام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری سے اس کو صحت عطا فرما دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ظاہر ایک جیسا مگر انجام میں فرق ہوتا ہے۔

نافرمان کو رزق ملتا ہے تو ایسے، جیسے چوہے کو پکڑنے کے لئے کوئی پراٹھے کا ٹکڑا پنجرے میں لٹکا دیتا ہے، اب وہ بڑا خوش پھر رہا ہے کہ کھانے کو پراٹھا مل گیا مگر وہ یہ تو نہیں جانتا کہ اسی پراٹھے کے کھانے میں میری گردن پکڑی جائے گی اور مجھے جان سے ہی مار دیا جائے گا۔ نافرمان کو پراٹھا ملا، مگر پراٹھے کا ٹکڑا اس کے لئے موت کا سبب بنا اور فرمانبرداروں کو بھی اللہ تعالیٰ نعمتیں دیتے ہیں، مگر ایسے، جیسے کوئی بولنے والے طوطے کو چوری کھلاتا ہے۔ یہ جو بولنے والے طوطے ہوتے ہیں نا! کبھی سلام کرتے ہیں، کبھی اللہ کا لفظ بولتے ہیں لوگ ان کو بڑے شوق سے پالتے ہیں، ان کی بڑی خدمت کرتے ہیں اور میاں مٹھو کو چوری کھلاتے ہیں، مگر یہ جو چوری ہے یہ نعمت کے طور پر مل رہی ہے۔ اور روٹی اس کے لئے موت کا پیغام بن کر آ رہی ہے ظاہر دونوں کا ایک ہے، مگر ایک کے لئے موت کا سبب ہے اور دوسرے کے لئے زندگی اور صحت کا سبب ہے۔

فتح ابواب اور فتح برکات:

طلباء کے لئے نکتے کی بات ہے۔ نافرمانوں پر اللہ رب العزت جو نعمتیں بھیجتے ہیں اس کا نام اللہ رب العزت نے ''فتح ابواب'' رکھا۔ دروازے کھول دیتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ﴾

(انعام: ۱۴۴)

[جب بھول گئے جوان کو نصیحت کی تھی ہر چیز کے دروازے ہم نے کھول دیئے]

تاکہ یہ نعمتیں پائیں، عیاشی کریں اور اچھی طرح ہماری پکڑ میں آئیں۔ فرماتے ہیں جب وہ خوب ہم سے غافل ہو گئے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اَخَذْنَا هُمْ بَغْتَةً ﴾

(ہم نے اچانک ان کو اپنی پکڑ میں لے لیا)

یہ فتح ابواب تھی۔

اور فرمانبرداروں کے لئے فرمایا کہ جو نیکی اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

﴿ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ﴾ (الاعراف:۹۶)

[البتہ ہم نے کھول دیں ان کے اوپر برکات آسمان اور زمین سے]

تو ان کے لئے فتح برکات ہوتی ہے۔

آزمائش......مومن اور فاسق دونوں پر:

دیکھئے! ایمان والوں کو بھی تکالیف آتی ہیں، مگر اللہ نے ان کو آزمائش کہا: ''ہم آزماتے ہیں، ٹیسٹ لیتے ہیں''۔ ہم دو روپے کا اگر گھڑا لیں نا! تو ٹھونک کر دیکھتے ہیں، کچا ہے یا پکا۔ تو اللہ رب العزت نے بھی جنت کے بدلے بندے کو قبول کرنا ہوتا ہے، وہ بھی آزماتے ہیں کہ کچا ہے یا پکا۔ مگر یہ آزمائش مومن پر اور طرح سے آتی ہے اور فاسق و فاجر پر اور طرح سے آتی ہے۔ جب فاسق پر آتی ہے تو اللہ کا عذاب بن کر آتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان نافرمانوں پر اپنے عذاب کا کوڑا پھینکا۔ کیسا تھا؟ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾ (السجدہ:۲۱)

[ہم بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب ان کی طرف بھیجیں گے، ممکن ہے یہ واپس لوٹ آئیں]

تو نافرمانوں پر جو مشقتیں آئیں اللہ نے اس کے لئے عذاب کا لفظ استعمال کیا اور ایمان والوں کے لئے اللہ رب العزت نے فرمایا کہ ہم انہیں آزمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴾ (البقرۃ:۱۵۵)

[اور ہم تمہیں کچھ خوف، بھوک، اور مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو]

کبھی جان میں کمی، کبھی مال میں کمی۔ فرمایا کہ ان تمام حالات میں جو بھی صبر کے ساتھ رہے گا، ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیں۔

تو اللہ رب العزت کا معاملہ مختلف ہے، اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اعمال کو سنواریں اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں میں شامل ہو جائیں۔

عبادت میں سستی کا نتیجہ:

چنانچہ جو بندہ عبادات میں سستی کرتا ہے تو شیطان اس کے اوپر چڑھ دوڑتا ہے۔ دنیا کا دستور ہے، جب کوئی اپنے دشمن پر قابو پائے تو سب سے پہلا کام یہ کرتا ہے کہ جو اس کے پاس سب سے مہلک چیز ہوتی ہے، وہ اس سے چھین لیتا ہے۔ یہ فوجی لوگ جب دشمن کو گرفتار کرتے ہیں تو اس کو کہتے ہیں Hands up (ہاتھ اوپر کریں) اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر اس کے ہاتھ میں کوئی نقصان دینے والی چیز ہے تو وہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اور یہ مجھ پر حملہ نہ کر سکے۔ شیطان بھی یہی کرتا ہے کہ جب بندے کے اوپر قبضہ جماتا ہے تو سب سے مہلک ہتھیار جو بندے کے پاس ہوتا ہے، وہ اس کو بندے سے علیحدہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ﴾

[شیطان ان پر غالب آ گیا اور شیطان نے ان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا]

www.besturdubooks.wordpress.com

تو شیطان کا سب سے پہلا کام یہ کہ اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر یہ بندہ اللہ کی یاد میں لگا رہا تو ہمارا وار اس پر نہیں چل سکے گا، تو مومن شیطان کے وار سے بچے۔ دیکھئے! شیطان کے وار سے بچنے کے لئے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ایک ایک بات ہمیں سمجھا دی، کھول کھول کر بتایا۔ اس طرح کرو گے، شیطان آجائے گا، حملہ کرے گا، تمہیں ورغلائے گا۔

بسم اللہ کی برکت سے شیطانی اثرات سے حفاظت

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:

نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اگر کھانا کھانے بیٹھے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے کھانے میں شامل ہو جاتا ہے''۔ دیکھئے شیطان کے نقب لگانے کے کون کون سے راستے ہیں؟ اللہ کے محبوب نے ان راستوں کو کھول کھول کر بتا دیا ہے۔ لہٰذا کھانا کھانے سے پہلے کی دعا پڑھنا، بسم اللہ پڑھنا، یہ کتنا ضروری ہے؟ تاکہ ہم شیطانی اثرات سے بچ جائیں۔ جب کھانے میں شیطانی اثر شامل ہوگا تو ظاہر ہے، جو طاقت بندے کو ملے گی وہ بندے کو گناہ پر آمادہ کرے گی۔ تو کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے میں شریک نہیں ہو سکتا۔

بلکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ تھے، وہ پہلے بسم اللہ پڑھنی بھول گئے، انہیں درمیان میں یاد آئی تو انہوں نے درمیان میں پڑھ لی، تو اللہ کے نبی ﷺ مسکرا پڑے۔ کسی نے پوچھا کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! کیسے مسکرائے؟ فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھا رہا تھا، جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو شیطان نے سب کھایا پیا نکال دیا اور یہاں سے دفع ہو گیا۔ تو بسم اللہ پڑھنی کتنی ضروری؟

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ پڑھ کر گھر کا دروازہ بند کرنا:

آگے دیکھئے! حدیث پاک میں آتا ہے جو بندہ رات کو اپنے گھر کا دروازہ بند کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھ لے، شیطان رات کے وقت اس گھر میں داخل نہیں ہوسکتا۔ بات کتنی آسان ہے مگر کتنی زیادہ اہم ہے! جب بھی انسان رات کو گھر کا درواز ہ بند کرے، گھر کی عورت گھر کا دروازہ بند کرے تو بسم اللہ پڑھ کے ہی بند کرے۔ تو بسم اللہ پڑھ کے گھر کا دروازہ بند کرلیا، اللہ تعالیٰ نے شیطان کو گھر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اب اکثر گناہ راتوں میں ہی ہوتے ہیں۔ تو جب گھر میں شیطان آیا ہی نہیں تو ایک تو رات کے گناہوں سے بچے، دوسرا تہجد اور فجر کی نماز میں اٹھنا آسان ہوگیا، شیطان جو گھر میں نہیں ہے، ورنہ تو تھپکیاں دے دے کر سلا دیتا ہے، کانوں میں آکر پیشاب کردیتا ہے۔

حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز کے لئے نہیں اٹھتا، درحقیقت شیطان اس کے کان میں آکر پیشاب کردیتا ہے، اس کی وجہ سے اس کی آنکھ نہیں کھلتی۔ تو بھئی شیطان کو روکنے کا کتنا اچھا طریقہ کہ انسان سنت کے مطابق اپنے گھر کا دروازہ بند کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے۔

بسم اللہ پڑھ کر بیت الخلا جانا:

اور دیکھئے! حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو انسان بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے، مسنون دعا پڑھ لے تو شیطان اس کے ساتھ بیت الخلاء میں داخل نہیں ہوتا اور اگر پڑھنا بھول جائے گا تو شیطان بیت الخلاء میں ساتھ داخل ہوگا اور اس کی شرمگاہ کے ساتھ کھیلے گا تو بندے کو شہوانی خیالات آئیں گے۔ دیکھئے نبی ﷺ نے ایک ایک بات سمجھادی کہ کیسے ہم شیطان کے حملوں سے بچ سکتے ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

کپڑے اتارتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا:

چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا کہ آدمی اگر ضرورت کے وقت اپنے جسم سے کپڑے اتارے تو بسم اللہ پڑھ لے۔ اس بسم اللہ کے پڑھنے سے نہ جن اسے دیکھ سکتا ہے نہ شیطان اسے دیکھ سکتا ہے۔ یہ کتنا چھوٹا سا عمل ہے مگر کتنے لوگ کپڑے اتارتے ہوئے بسم اللہ پڑھتے ہیں؟ بہت سارے بھول جاتے ہیں۔ عورتوں نے اگر غسل کرنا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھی تو ان کو جن بھی دیکھیں گے اور شیطان بھی دیکھیں گے۔ پھر کیوں روتی پھرتی ہیں کہ ہمارے اوپر آسیب کا اثر ہو گیا؟ بھئی نبی ﷺ نے ایک چھوٹی سی، مختصر سی بات بتائی تھی اس کا اتنا فائدہ تھا کہ انسان کے جسم پر نہ شیطان کی نظر پڑتی نہ جن کی نظر، اور ہم اس عمل کو کرنا بھول ہی جاتے ہیں۔

چنانچہ اگر میاں بیوی دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ کپڑے اتارتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا بھول گئے تو شیطان ان کے عمل میں شریک ہوتا ہے۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ ہونے والی اولاد اللہ کی بھی نافرمان، ماں باپ کی بھی نافرمان بنتی ہے۔ بات مختصر سی، چھوٹی سی ہے لیکن اثرات دیکھو کہ کہاں تک جارہے ہیں؟

چنانچہ نبی ﷺ نے ایک دعا بتائی کہ میاں بیوی دونوں اکٹھے ہوں تو ضرورت پوری ہونے کے وقت اس کو پڑھ لیا جائے۔ اللہ اکبر! محدثین نے لکھا ہے کہ اس دعا کے پڑھنے سے حمل اگر ٹھہر گیا تو اللہ تعالیٰ حمل کے اندر شیطانی اثرات سے حفاظت فرمادیں گے۔ آج جس کو دیکھو جی! اولاد نہیں مانتی، اولاد نافرمان...... بھئی! اولاد تو نافرمان ہے مگر ہم نے بھی تو سنت کو نظر انداز کیا تھا۔ ہم نے بھی تو نبی ﷺ کے بتائے ہوئے اعمال کو چھوڑ دیا تھا۔ اپنی بوئی ہوئی کھیتی تھی، اب اپنی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ جہاں انسان نے اللہ تعالیٰ کا حکم توڑا، شیطان اسی وقت اس کے پاس پہنچ گیا۔ **فھو لہ قرین** شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

غفلت کی زندگی گزارتے گزارتے ایسا وقت بھی آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں، حوالے کر دیتے ہیں۔ شیطان کے۔ وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے ان پر ان کے ساتھی متعین کر دیئے:

فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خَاسِرِيْنَ

(حم سجدہ: ۲۵)

[انہوں نے ان کو ان کے اگلے اور پچھلے اعمال عمدہ کر کے دکھائے اور جنات اور انسانوں کی جماعتیں جو پہلے گزر چکیں، ان پر بھی خدا کا اللہ کا قول (عذاب کا وعدہ) پورا ہو چکا بے شک وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہیں]

بسم اللہ پڑھنے کی عادت ڈالیں:

اب ایک بسم اللہ پڑھنے کی عادت ڈال لیجئے تو کتنے مواقع ہیں جہاں انسان شیطان کے اثرات سے بچ جاتا ہے۔

بسم اللہ کی عادت بچے کو بچپن میں سکھانی چاہئے۔ ہر اچھے کام کو کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھو!

دروازہ کھولتے ہوئے بسم اللہ، گاڑی میں بیٹھنا ہے بسم اللہ، کھانا کھانا ہے بسم اللہ، ہر اچھا کام کرتے ہوئے اگر بسم اللہ کی عادت پڑ جائے، چھوٹا سا عمل ہے لیکن دیکھئے! اس پر کتنے اچھے اثرات بندے کو ملتے ہیں! تو معلوم ہوا اگر ہم اپنی زندگی میں فلاح چاہتے ہیں تو ہمیں نیک اعمال کو اپنانا پڑے گا۔ پھر ہم شیطان کے اثرات سے بچ جائیں گے اور اگر اعمال نہیں ہوں گے تو ہم دنیا میں بھی نہیں بچ سکیں گے اور آخرت کے عذاب سے بھی نہیں بچ سکیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

روزِ محشر اعمال کام آئیں گے

قیامت کے دن مختلف اعمال سے محروم ہونے کا عذاب مختلف عذاب۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں یہ حدیث پاک لکھی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ خواب میں جہنم کے حالات دیکھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا، میں نے جہنم میں بعض لوگوں کو عذاب پاتے دیکھا۔

اچھی طرح وضو کرنا کام آئے گا:

ایک بندے کو قبر میں ڈالا گیا اور عذاب قبر اس کی طرف بڑھا کہ اس میت کو اپنی لپیٹ میں لے لے مگر اس کا اچھی طرح وضو کرنا، عذاب قبر سے بچنے کے کام آیا۔ تو معلوم ہوا، اچھی طرح جو بندہ وضو کرے یعنی فراغت کے بعد اگر استنجا کرنا ہے تو اچھے انداز سے کرے، سنت کے مطابق مٹی استعمال کرے، موجود نہیں تو چلو ٹوائلٹ پیپر استعمال کرے کہ وہ بنا ہی اسی مقصد کے لئے ہوتا ہے، پھر پانی استعمال کرے، تسلی کرے، پھر اس کے بعد وضو اہتمام کے ساتھ کرے، پانی کپڑوں پر نہ گرنے دے، سنت کے مطابق تمام اعضاء کو مل مل کے دھوئے، جو مسنون دعائیں ہیں وہ پڑھے، تسلی کے ساتھ وضو کرنے کی عادت ہوگی، نتیجہ کیا نکلے گا؟ اس اچھی طرح وضو کرنے پر اللہ تعالیٰ بندے کو قبر کے عذاب سے نجات دیں گے۔

آج کل عورتیں مہندی کم لگاتی ہیں اور ناخن پالش کی طرف زیادہ توجہ دیتی ہیں۔ اور جو عام گھر کی بچیاں ہیں، ماشاء اللہ ان کو ناخن بڑھانے کی بھی عادت ہے۔ جتنے لمبے ناخن اتنی اس میں میل جم گئی اور میل کی جگہ پر پانی نہیں جاتا تو غسل کیسے ہوگا؟ تو دیکھئے! چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں۔ یا غسل کرتی ہیں تو بالوں کو صحیح طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کھولتی یا صحیح طرح بالوں کو پانی سے تر نہیں کرتی اور کئی ایک کو تو غسل کے فرائض کا پتہ ہی نہیں۔ کسی نے پوچھا: شادی ہوگئی، غسل کے فرائض آتے ہیں؟ کہنے لگی ہاں ! کون کونسے غسل کے فرائض ہیں؟ صابن، تیل اور تولیہ، یہ تین غسل کے فرائض ہیں، ماشاءاللہ! ایم اے پاس اور غسل کے فرائض کا پتہ ہی نہیں۔

ایک مرتبہ ایک بچی ہمارے جامعہ میں آئی، کہنے لگی: میری امی نے میری شادی کی تاریخ رکھ دی ہے۔ تو میں آئی ہوں کہ میں آپ سے غسل کے فرائض پوچھوں۔ گھر والوں نے پوچھا کہ آپ کی عمر تو بائیس، تئیس سال لگتی ہے، نماز تو بڑے عرصے سے فرض ہوگئی (پندرہ سال کی عمر میں عام طور پہ بچیوں پہ نماز فرض ہو جاتی ہے)۔ تو اب تک غسل کیسے کرتی رہی؟ کہنے لگی کیا مطلب؟ پوچھا ماہانہ ایام جو آتے ہیں تو اس کے بعد بھی تو غسل کرنا ہوتا ہے۔ کہنے لگی: وہ تو میں نہاتی تھی بس۔ سات سال اس لڑکی کے گزر گئے اور اس کو غسل کا پتہ ہی نہیں تھا۔ وہ سمجھتی تھی کہ شاید شادی کے بعد ہی جا کر غسل کی ضرورت پڑتی ہے۔

تو طہارت کے مسائل بھی سیکھیے، اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ رب العزت انبیا کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت نصیب فرمائیں گے۔

ذکر کام آئے گا:

پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بندے کے پاس شیطان لپکا کہ میں اس پر حملہ کروں مگر اس بندے نے اللہ کا ذکر کرنا شروع کر دیا، شیطان نے منہ کی کھائی اور اس کو چھوڑ کے واپس بھاگا۔ چنانچہ ذکر کی وجہ سے شیطان بندے پہ قابو نہیں پا سکتا۔ اور قابو نہ پا سکنے کی وجہ سے بندے کے دل میں وساوس نہیں ڈال سکتا۔ تو عمل چھوٹا سا اللہ کا ذکر کرنا اور فائدہ کتنا بڑا کہ شیطان سے حفاظت ہوگئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز کام آئے گی:

پھر فرمایا: میں نے عذاب کے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ایک آدمی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فرمایا کہ اس کی نماز اس کے کام آگئی اور نماز نے بڑھتے فرشتوں کو واپس بھیج دیا۔ تو جو انسان اچھے انداز سے نماز پڑھے گا، سکون کے ساتھ، خشوع و خضوع کے ساتھ۔ خشوع کہتے ہیں: دل میں اللہ کی عظمت ہو، بندہ عظمتِ الٰہی کو دل میں رکھ کر نماز پڑھے۔ خضوع کہتے ہیں: جو نماز کے ارکان ہیں، ان کو بھی تسلی سے ادا کر رہا ہو، تو اس نماز کے پڑھنے پر اللہ رب العزت بندے کو عذاب کے فرشتوں سے بچائیں گے۔

روزہ کام آئے گا:

پھر فرمایا: میں نے دیکھا قیامت کے دن ایک بندہ شدتِ پیاس کی کیفیت میں ہے۔ اتنی پیاس کہ برداشت نہیں ہو رہی! جان نکلی جا رہی ہے۔ فرماتے ہیں: اس پیاس کی شدت میں اس کا روزہ کام آگیا اور اس کو حوضِ کوثر سے جام مل گیا۔

حج و عمرہ کام آئے گا:

نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی اندھیرے میں ہے۔ اس کے اردگرد بہت اندھیرا ہے اور اس کو راستے کی سمجھ نہیں لگ رہی کہ میں نے کہاں جانا ہے؟ پریشان تھا کہ اس کا حج و عمرہ آیا، انہوں نے اس کے اردگرد روشنی کر دی، جس سے اس کو راستہ نظر آگیا۔ تو حج اور عمرے کی سعادت سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن صحیح راستے کی رہنمائی فرما دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صلہ رحمی کام آئے گی:

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن ایک بندہ پڑا پریشان حال کھڑا ہے، کوئی اس کا حال پوچھنے والا نہیں، گھبرایا ہوا، خوف زدہ، وحشت اس کے اوپر طاری ہے، اکیلا کھڑا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ جو صلہ رحمی کرتا تھا، وہ صلہ رحمی کا عمل آیا اور اس نے اس کی وحشت کو دور کر دیا۔

صلہ رحمی کہتے ہیں، رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا۔ ایمان والوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھنا۔ یہ صلہ رحمی کا عمل قیامت کے دن کی وحشت سے بچاؤ کا سبب بن گیا۔

صدقہ خیرات کام آئے گا:

پھر نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جہنم کے کنارے تک پہنچا ہوا ہے اور آگ کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں اور اس کے چہرے تک آ رہی ہیں اور چہرہ جھلس رہا ہے مگر میں نے دیکھا کہ اس کے صدقے اور خیرات نے اس کے اور جہنم کے درمیان آڑ بن کر اس کو جہنم سے بچا لیا۔ تو اللہ کے راستے میں دینا، دین کے کاموں خرچ کرنا چاہیے۔ ضروری تو نہیں ہوتا کہ ہر بندہ لاکھوں لگائے، کئی دفعہ ایک روپیہ جو اللہ کے راستے میں خرچ کیا، بندے کے لئے جنت میں جانے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔ تو تھوڑا صحیح مگر اللہ کے نام پر انسان دے۔ یہ صدقہ خیرات قیامت کے دن جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

خوف خدا کام آئے گا:

پھر نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے، قریب ہے کہ جہنم میں گر جائے کہ خوف خدا کا عمل آیا یعنی جو وہ اللہ سے ڈرتا تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

،خوف کھاتا تھا کہ میں اللہ کی نافرمانی نہ کروں۔خوف خدا کے عمل نے آکر اس کو جہنم میں گرنے سے روک لیا، بچالیا۔

پھر فرمایا: میں نے دیکھا کہ آدمی اوندھے منہ جہنم کے اندر ڈال دیا گیا، گناہ زیادہ تھے مگر اللہ کے خوف سے اس کی آنکھ سے آنسو نکلا تھا، یہ آنسو کے نکلنے کا عمل آیا اور جس طرح ڈوبتے کو دریا سے نکال لیا جاتا ہے اس نے جہنم میں غوطہ کھانے والے بندے کو جہنم سے نکال دیا۔

درود شریف کام آئے گا:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی پل صراط کے اوپر ہے اور وہ پھسلتا ہے بار بار قدم بڑھاتا ہے، پھر پھسلتا ہے، ڈرتا ہے کہ نیچے نہ گر جاؤں، بڑا گھبرایا ہوا، فرمایا کہ جو اس نے مجھ پر درود شریف پڑھا تھا وہ درود شریف کا عمل آیا اور اس نے ہوا کی تیز رفتاری سے جہنم کے اوپر کا پل صراط طے کروادیا۔تو درود شریف پڑھنا کتنا ضروری ہے!

کلمہ کام آئے گا:

پھر نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ایک بندہ جنت کے دروازے پر پہنچا مگر دروازے کو بند پایا۔ یہ بھی بڑا پریشان ہوا مگر کلمہ کا عمل آیا اور کلمے نے اس کے لئے جنت کے دروازے کو کھلوادیا۔

اچھے اخلاق کام آئیں گے:

اور پھر فرمایا کہ ایک بندے سے اللہ ناراض تھے اور اللہ اور بندے کے درمیان ایک پردہ تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نا

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

[نہ اللہ ان کے ساتھ گفتگو کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا]

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ بھی نہیں رہے اور بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ ہے، حجاب ہے۔ اس حالت میں وہ بندہ بڑا پریشان تھا، اس بندے کے اچھے اخلاق آئے اور ان کے اخلاق نے درمیان کے پردے کو اٹھا دیا اور بندے کو اپنے رب کا دیدار نصیب ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ اگر کامیابی نصیب ہوگی تو اعمال کے ذریعے سے نصیب ہو گی۔ اعمال کے بغیر بندے کو فلاح نہیں مل سکتی، کامیابی نہیں مل سکتی۔

ایمان مفصل......ایک عہد، ایک وعدہ

اسی لیے ہم جو ایمان لائے تو اس میں ہم نے اللہ رب العزت کے سامنے ایک عہد کیا، ایک وعدہ کیا ہے۔ ایمان مفصل پر اگر غور کریں تو اس میں ہم نے اللہ سے بڑے وعدے کیے۔ ذرا توجہ فرمائیں! ایمان مفصل میں ہم نے اللہ رب العزت کے ساتھ کیا وعدے کیے؟

اللہ پر ایمان کی حقیقت:

سب سے پہلے ہم نے کہا آمَنْتُ بِاللّٰهِ میں اللہ پر ایمان لایا۔ اللہ پر ایمان لانے کا مقصد کیا؟ ایمان لانے کا مقصد یہ کہ اے اللہ! فاعل حقیقی آپ کی ذات ہے، یہ دنیا اسباب سے چلتی ہے اور مسبب الاسباب آپ ہیں۔ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے، آپ کے اشارے سے ہو رہا ہے۔ ہمیں نہ چیزوں سے امیدیں ہیں اور نہ چیزوں کی ہمیں ضرورت ہے، ہمیں تو آپ کو راضی کرنے کی ضرورت ہے۔ ''اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتے ہیں چیزوں کے بغیر اور چیزیں کچھ بھی نہیں کر سکتی اللہ کے بغیر''۔ اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہی بات کھولی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو معجزے دیئے۔ دونوں معجزوں کے پیچھے ایک مقصد ہے۔

پہلے معجزے کا مقصد:

پہلا معجزہ کیا؟ کہ عصا کو زمین پر ڈالا اور وہ اژدھا بن گیا پھر اژدھا کو جب پکڑا تو وہ دوبارہ عصا بن گیا۔ اللہ رب العزت نے یہاں ایک بات کھولی کہ اے موسیٰ! آپ کہہ رہے تھے نا! کہ یہ عصا میرے بڑے کام کی چیز کی ہے۔

﴿ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴾

[میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں، بکریوں کو میں اس سے چارہ بہم پہنچاتا ہوں اور میرے لئے اس میں بڑے فائدے ہیں]

تو جو فائدے کی چیز آپ سمجھ رہے تھے، جب اس کو آپ نے ہمارے حکم سے زمین پر ڈالا تو وہ ایسی نقصان دینے والی چیز بنی کہ آپ بھاگنے لگے اور جس کو آپ نقصان دہ سمجھ رہے تھے، اس سے بھاگ رہے تھے، ہمارے حکم سے جب آپ نے اس کو دوبارہ ہاتھ لگایا، ہم نے دوبارہ اس کو نفع دینے والی چیز میں بدل دیا۔ معلوم ہوا کہ نفع اور نقصان چیزوں میں نہیں ہوتا بلکہ ہمارے حکم کے ساتھ ہے۔ اللہ چاہتے ہیں تو دودھ کو بندے کی صحت کا ذریعہ بنا دیتے ہیں، اسی سے بندے موٹا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ چاہتے ہیں تو دودھ پینے سے Food poisning ہوتی ہے اور بندہ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ یہی دودھ زندگی کا سبب ہے اور یہی دودھ انسان کی موت کا سبب۔ اس میں زندگی اور موت کے اثرات کس نے ڈالے؟ اللہ رب العزت نے۔

مومن کی نظر ہمیشہ اللہ رب العزت پر ہوتی ہے۔ وہ اللہ سے امیدیں رکھتا ہے، بندوں سے امیدیں نہیں لگاتا۔ آج کیا اللہ تعالیٰ پر یقین ہے؟...... نہیں۔ ہم سوچتے ہیں ہمارا کارخانہ ہمیں پالتا ہے...... ہمارا دفتر ہمیں پال رہا ہے...... بزنس ہمیں پال

رہا ہے.....کھیتی ہمیں پال رہی ہے.....ہم اسباب کی طرف دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تمہیں کوئی نہیں پال رہا بلکہ تمہارا پروردگار پال رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نظر نہیں۔ بندے کی اللہ کی طرف نظر ہو تو وہ آدمی حرام کی طرف کیوں ہاتھ بڑھائے؟ اس کو تو پتہ ہی ہوگا کہ جب میرے اللہ نے مجھے دینا ہے تو وہ حلال طریقے سے دے گا۔ اس لیے وہ دھوکہ نہیں دیگا، وہ جھوٹ نہیں بولے گا، وہ رشوت نہیں لے گا، امانت میں خیانت نہیں کرے گا، وہ تمام گناہوں سے بچے گا۔ کیونکہ اس کے دل میں یہ ہوگا کہ میرا اللہ مجھے رزق دینے والا ہے، وہ یقیناً مجھے رزق پہنچا کر رہے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے یہ بات کھولی۔

دوسرے معجزے کا مقصد:

دوسرا معجزہ ''ید بیضا'' کا دیا، اس میں بھی ایک علمی نکتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھ کو بغل میں لے جاؤ! نکالا تو وہ بہت منور ہو گیا، روشن ہو گیا۔ اس روشن ہونے میں کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ اے میرے پیارے موسیٰ! کبھی ہم شکلوں کو بدلتے ہیں، جیسے عصا کی شکل کو ہم نے سانپ کی شکل میں بدل دیا، پھر سانپ کی شکل کو ہم نے عصا کی شکل میں بدل دیا۔ اور جب چاہتے ہیں ہم چیزوں کی خاصیت بھی بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ تمہارا ہاتھ تھا اس کو منور ہونے سے کیا کام؟ لیکن ہمارے حکم پر جب آپ نے ہاتھ بغل میں ڈالا اور نکالا تو منور کر دیا۔ اللہ نے دو باتیں دکھا دیں۔

رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے:

تو مومن کا اللہ کے ساتھ ایمان پکا ہو، کہ مجھے جو کچھ ملنا ہے اللہ سے ملنا ہے۔ اچھا! جس کو اللہ سے ملنے کا پکا یقین ہوگا، کیا وہ جائے گا قبروں پہ مانگنے کے لئے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

......وہ جائے گا مزاروں پہ مانگنے کے لئے؟......وہ تعویذ والوں کے پیچھے پھرے گا؟ او جی! لگتا ہے میرا رزق کسی نے باندھ دیا......کیسا کفریہ کلمہ ہے! ایسے لگتا ہے کہ یہ لوگ چھوٹے چھوٹے خدا بنے پھر رہے ہیں، عامل نے ہمارا رزق باندھ لیا۔ عامل کی کیا اوقات؟ کیا پدی کیا پدی کا شوربہ؟ یہ عامل کیا لگے اور بندے کا رزق باندھنا کیا لگے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ ﴾

[تمہارا رزق آسمانوں میں ہے]

﴿ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ ﴾

[جو بھی چیز ہے ہمارے پاس خزانے ہیں]

﴿ وَ مَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴾

[ہم ایک معلوم اندازے سے اتارتے ہیں]

تو رزق تو اللہ اتارتے ہیں، فرماتے ہیں:

﴿ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ ﴾

[ہم نے ان کے درمیان معیشت کو تقسیم کیا]

اور ہم کیا سمجھتے ہیں؟ او جی! لگتا ہے کسی نے رشتہ باندھ دیا، کاروبار باندھ دیا۔ یہ بالکل شرک کے قریب کی بات ہے، ایسا کبھی بھی نہیں سوچنا چاہئے۔ نہ کوئی باندھ سکتا ہے اور نہ کوئی کھول سکتا ہے، یہ اختیار فقط میرے پروردگار کے پاس ہے۔ تو عام لوگوں کے پیچھے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ایمان خراب ہوتا ہے۔ تعویذوں کے پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟ اعمال پر توجہ نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ ہمیں دشمنوں نے بڑا پریشان کیا ہوا ہے۔ میں بعض دوستوں کو کہتا ہوں کہ آپ کو دشمنوں نے پریشان نہیں کیا، آپ کو آپ کے اپنے شرِ نفس نے پریشان کیا ہوا ہے۔ ادھر دھیان

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں آتا کہ ہمیں ہمارے خبیث نفس نے پریشان کیا ہے۔

امید فقط اللہ سے:

تو آمَنْتُ بِاللّٰہِ جو ہم نے کہا، تو ہم نے ساری امیدیں اللہ رب العزت کے ساتھ لگا دیں۔ جو ہمیں ملے گا، کس سے ملے گا؟ اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ اب سوچئے! آج امیدیں کہاں لگی ہوئی ہیں؟

بتوں سے تجھ کو امیدیں ، خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

تو جب ہم نے کہا: آمنت باللہ تو گویا ہم نے اللہ کے ساتھ عہد کر لیا کہ اے مالک! آج کے بعد ہم تمام اعمال کا فاعلِ حقیقی آپ کی ذات کو سمجھتے ہیں۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ آپ کی شان ہے، جو ہو رہا ہے آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے، ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسا بندہ جو اللہ کی طرف رجوع کرے گا، پریشانی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت آئے گی۔

بچے کی مثال:

ہم سے تو بچہ ہی زیادہ اچھا ہے۔ بچے کو ہم نے دیکھا کہ ماں کئی دفعہ جھڑکی دیتی ہے تو پھر بھی ماں کے پیچھے پیچھے۔ کہتی ہے: میں بڑی مصروف ہوں مجھے کام کرنے دو! تنگ نہ کرو، پھر بھی ماں کے پیچھے۔ اور کئی دفعہ تھپڑ لگا دیتی ہے، پھر بھی ماں کے پیچھے۔ ہم نے دیکھا کہ بچہ تھپڑ کھا کر بھی ماں ہی کے سینے سے لپٹتا ہے۔ کاش! ہم دنیا میں اس قسم کی مصیبتوں میں گرفتار ہوتے تو ہم بھی اپنے پروردگار کے قدموں میں سر رکھ دیتے، ہم بھی اللہ کے در پر آ جاتے۔ مولا! آپ کے در کو ہم نے نہیں چھوڑنا۔ ہم سے تو نمازیں ہی چھوٹ جاتی ہیں۔ کئی نمازوں کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔ او جی!

www.besturdubooks.wordpress.com

کاروبار کے کچھ حالات ٹھیک نہیں، ٹھیک ہوں گے تو میں آؤں گا۔ واہ! کاروبار ٹھیک نہیں جو دروازہ سب سے پہلے چھٹا وہ خدا کا دروازہ تھا۔ اپنے گھر کا دروازہ تو نہیں چھوڑا، وہاں تو روز جاتا ہے، سسرال کے دروازے کو بھی نہیں چھوڑا۔ چھوڑا تو کس دروازے کو؟ خدا کے دروازے کو چھوڑا۔

مانگنا غیر سے شکوے اللہ سے:

بندے کی بھی عجیب بات ہے۔ مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے بندوں کے سامنے اور جب بندوں سے کچھ نہیں ملتا تو ناراض ہوجاتا ہے اپنے پروردگار سے کہ کام نہیں ہوا۔ بھئی! اللہ کے سامنے آپ ہاتھ پھیلاتے پھر دیکھتے۔ اگر ہم اسباب پر ایک چھٹانک محنت کریں، ہمیں اللہ سے منوانے کے لئے ایک من محنت کرنے کی ضرورت ہے، اس لئے یہ دنیا کے جغرافیے دن میں نہیں بدلتے یہ راتوں کو بدلا کرتے ہیں، جب ہاتھ اٹھتے ہیں نا! پھر اللہ تعالیٰ جغرافیے بدلا کرتے ہیں، مقدروں کے فیصلے اللہ کردیتے ہیں۔

فرشتوں پر ایمان کا مطلب:

پھر اس کے بعد ہم نے کہا وملئکتہ (اس کے ملائکہ پر ایمان لائے)۔ مقصود کیا تھا؟ مقصود یہ یقین تھا کہ مومن کے ساتھ دنیا کا ظاہری نظام ہو یا نہ ہو لیکن یہ ایمان اور اعمال پر پکا ہوگا تو اللہ کا غیبی نظام ضرور اسکی پشت پناہی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ایمان والو! اگر تم مدد نہیں کرو گے تو اللہ اپنے محبوب کا مولیٰ ہے اپنے محبوب کا اور جبرئیل علیہ السلام بھی ان کے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجتے ہیں۔ تو جب یہ یقین ہو کہ میں اپنی شریعت کی بات پر استقامت کے ساتھ ڈٹا رہوں گا تو ظاہری نظام موافق ہو یا مخالف ہو، اللہ کا غیبی نظام

www.besturdubooks.wordpress.com

ضرور میرے ساتھ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو جو فتح فرمائی وہ اسی غیبی نظام کے ذریعے فرمائی۔

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾

دیکھا فرشتے اترتے ہیں پھر

فضائے بدر پیدا کر! فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اب بھی فرشتے اتر سکتے ہیں اگر ہم ایمان لانے کے بعد نیک اعمال پر جم جائیں۔

کتابوں پر ایمان کا مطلب:

پھر فرمایا: وَكُتُبِهٖ اور کتابوں پر ایمان لے آئے اس کا کیا مطلب؟ کہ اے اللہ! ہمیں علومِ الٰہیہ کے اوپر بھی یقین ہے۔ یعنی جو آپ نے قرآن میں بتادیا کہ یہ کرو اس میں کامیابی اور جو کہا نہ کرو اس میں ناکامی۔ گویا ہمیں احکامِ خداوندی پر ایسا یقین آجائے۔

رسولوں پر ایمان کا مطلب:

پھر فرمایا وَرُسُلِهٖ اور اللہ کے رسولوں پر ایمان۔ کیا مطلب؟ کہ یقین دل میں آجائے کہ اگر ہم نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کریں گے تو زندگی کامیاب ہوگی اور اگر اس کی مخالفت کریں گے تو زندگی ناکام ہوگی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

[جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی ایسا ہی ہے جیسے اس نے اللہ کی اطاعت کی]

www.besturdubooks.wordpress.com

تو نبی علیہ السلام کی سنت کی عظمت دل میں آجائے کہ ان اعمال کو اپنانے سے ہمیں اللہ کی طرف سے رحمت ملے گی۔

روزِ آخرت پر ایمان:

والیوم الآخر اور قیامت کے دن پر بھی ایمان۔ کیا مطلب؟ کہ ہمیں آخرت کے دن پر یقین ہو کہ نیک اعمال سے قیامت کے دن عزت ملے گی اور برے اعمال سے قیامت کے دن ذلت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ﴾

[قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے، رسوا نہیں ہونے دے گا]

تو اگر یقین پکا ہو گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت نہیں دے گا۔ ہم لوگ تو دو بندوں کے سامنے ذلت برداشت نہیں کر سکتے۔ بیوی کو اگر خاوند دو بندوں کے سامنے ڈانٹ دے، ایک کے سامنے ڈانٹ دے، دن روتے گزر جاتا ہے۔ او جی! لوگوں کے سامنے اس نے ڈانٹا۔ تو بھئی! قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے معاملہ کھلے گا پھر کیا بنے گا؟ اسی لئے کہنے والے نے کہا:

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم نہ گرے
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اے اللہ! تو دو عالم سے غنی ہے، میں فقیر ہوں۔ قیامت کے دن اللہ! میرے عذروں کو قبول کر لیجیے گا۔ اللہ! اگر آپ فیصلہ کر لیں کہ میرا حساب لینا لازمی، ضروری ہے تو اللہ! مصطفیٰ کریم ﷺ سے میرا حساب اوجھل کر کے لے لینا۔ مجھے ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔قیامت کے دن عزت اور ذلت کیسے ملتی ہے؟ اس کا یقین آجائے۔

قضاوقدر پریقین کا مطلب:

اور پھر فرمایا وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی (قضاء اور قدر پر بندے کا یقین) کیا مطلب؟ مقصد یہ کہ اے بندے! اچھے حالات بھی اللہ کی طرف سے آتے ہیں اور برے بھی آزمائش بن کے اللہ کی طرف سے آتے ہیں۔لہٰذا اچھے حالات آئیں تو اترائے نہیں اور برے حالات آئیں تو گھبرائے نہیں۔اللہ کی ذات پر ایسا یقین ہو۔

موت کے بعد کھڑے ہونے کا یقین:

پھر فرمایا و البعث بعد الموت (اور موت کے بعد قیامت کے دن کھڑے ہونے پر بندے کو یقین) جب قیامت کے دن کے بعد کی زندگی پر یقین ہوگا تو بندہ پھر اگلے جہان کے لئے بھی تیاری کرے گا،موت کے لئے بھی تیاری کرے گا اور اگر یہ یقین ہو کہ یہی دنیا کا گھر ہے تو سارا دن اسی میں لگا رہے گا اور اگر آخرت کے گھر کی بھی فکر ہوگی تو انسان اعمال میں لگے گا تا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں گھر عطا فرمادیں۔

آج ایمان بنانے کی ضرورت ہے:

چنانچہ یہ جو کلمہ پڑھا جاتا ہے، اس میں ان تمام اعمال کا یقین بندے کو حاصل کرنا ہوتا ہے، اس پر انسان کو اللہ رب العزت کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں ملتی ہیں۔صحابہ کرامؓ نے ایمان پر محنت کی فرمایا:

تعلمنا الایمان ثم تعلمنا القرآن

[نبی ﷺ نے ہمیں پہلے ایمان سکھایا پھر انہوں نے قرآن سکھایا]

www.besturdubooks.wordpress.com

تو چونکہ ایمان بن چکا تھا، اللہ نے ان کو دنیا میں عزتیں عطا فرما دیں۔

ایمان والے کا حکم کرہ ارض پر چلتا ہے:

جب اللہ تعالیٰ پر ایمان پکا ہو، یقین کامل ہو تو یہ مومن خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے۔ اللہ نے وہ شان عطا فرمائی کہ زمین پر ان کا حکم چلتا تھا۔ دیکھیں! اللہ کی مخلوق چار چیزوں سے بنی آگ، ہوا، پانی اور مٹی۔ چاروں پر ان کا حکم لاگو ہوتا تھا۔

☆...... چنانچہ ایک مرتبہ زمین پر زلزلہ آیا، عمر رضی اللہ عنہ نے زمین پر ایڑی ماری اور فرمایا: کہ اے زمین! تو کیوں ہلتی ہے کیا عمر رضی اللہ عنہ نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ ان کی یہ بات سن کر زمین کا زلزلہ رک گیا، زمین پر حکم چل رہا ہے۔

☆...... پھر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، فرماتے ہیں: یا ساریۃ الجبل ہوا ان کے پیغام کو سینکڑوں میل دور پہنچا دیتی ہے، ہوا پر حکم چل رہا ہے۔

☆...... دریائے نیل کا پانی نہیں چلتا، دریائے نیل کو رقعہ لکھتے ہیں، دریائے نیل! اگر اپنی مرضی سے چلتا ہے تو نہ چل اور اگر اللہ رب العزت کے حکم سے چلتا ہے تو امیر المومنین تجھے حکم دیتے ہیں کہ چل! دریائے نیل چلنا شروع کر دیتا ہے، آج تک دریائے نیل کا پانی چل رہا ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کے پھریرے لہرا رہا ہے۔

☆...... مدینہ طیبہ کی ایک طرف سے آگ نکلتی ہے، جس کو "حرہ شرقیہ" کہتے ہیں اور وہ بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں کہ جائیں اور اس آگ کو واپس دھکیلیں۔ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نفل پڑھے اور آگ کے پاس جا کر چادر کو چابک کی طرح استعمال کیا، جیسے انسان کسی حیوان کو واپس اپنی جگہ دھکیلتا ہے، وہ چادر کے ذریعے آگ کو چابک مارتے گئے اور آگ کو واپس دھکیلتے گئے حتیٰ کہ جہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے آگ نکلی تھی وہیں پہ واپس چلی گئی۔

تو دیکھیے! ایمان کے بنانے کیوجہ سے ہوا پر حکم چلتا ہے، پانی پر حکم چلتا ہے، زمین پر حکم چلتا ہے، آگ پر حکم چلتا ہے۔صحیح شہنشاہی تو یہی ہے۔اسی لئے کہنے والے نے کہا:

؎ ہم فقیروں سے دوستی کر لو
گر سکھائیں گے بادشاہی کا

بندہ جب اللہ کے در پر جھکتا ہے اور نیک اعمال کرتا ہے تو اللہ فقیری میں اس کو شاہی کا رنگ عطا فرما دیتے ہیں۔

☆...... چنانچہ صحابہ میں سے سعد ابن وقاص ﷜ اپنی فوج کے ساتھ جا رہے تھے، آگے دشمن کی فوج ہے اور درمیان میں دریا۔اللہ کی شان، انہوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور گھوڑے چلتے چلتے بالآخر دریا کے دوسرے کنارے تک پہنچ گئے۔اللہ اکبر کبیرا! اور آگے جا کر انہوں نے پوچھا کہ کسی کی کوئی چیز دریا میں گری تو نہیں؟ ایک صحابی نے کہا کہ میرا لکڑی کا پیالہ تھا، وہ دریا میں گر گیا ہے۔دریا کو حکم دیتے ہیں کہ لکڑی کا پیالہ واپس کر! ایک پانی کی لہر آتی ہے اور لکڑی کے اس پیالے کو بھی کنارے پر ڈال جاتی ہے۔

؎ لگاتا تھا تو جب نعرہ تو خیبر توڑ دیتا تھا
حکم دیتا تھا دریا کو، رستہ چھوڑ دیتا تھا

تو ایمان بنانے پر اللہ رب العزت بندے کو دنیا میں بھی ایسی کامیابی عطا فرما دیتے ہیں۔

امت محمدیہ کی فضیلت دوسری امم پر:

یہاں پر طلباء کے لئے کچھ علمی نکات ملاحظہ ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......ایک بنی اسرائیل نے دریا عبور کیا تھا اور ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریا عبور کیا تھا، دونوں میں فرق دیکھ لیجئے۔ دل کے کانوں سے سنیے! توجہ کے ساتھ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل کے کنارے پر پہنچے، پیچھے فرعون اپنے لاؤلشکر کے ساتھ آیا۔

﴿ قَالَ اَصْحَابُ مُوْسٰى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴾

[کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ اب ہم پکڑ لئے گئے]

اب ہم دھر لئے گئے۔ اس وقت ایک یقین بھری آواز اٹھی، سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کیا فرمایا

﴿ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنَ ﴾

[میرے ساتھ میرے رب کی معیت ہے، ضرور راستے کی رہنمائی فرمائے گا]

میرا اللہ میرے ساتھ ہے، تو دیکھیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے مَعِیَ کا لفظ استعمال کیا ''میرا رب میرے ساتھ ہے'' تو معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت تھی۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے دریا میں راستے بنا دیئے، بارہ راستوں سے بارہ قبیلے راستہ پار کر گئے۔

ادھر ذرا امت محمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام دیکھئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار ثور میں پہنچے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھبرا رہے ہیں کہ کافر نہ آجائیں، کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے۔ ماں کو جس طرح بچے سے محبت زیادہ ہو تو اس کے لئے پریشانی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت زیادہ تھی تو اس کے لئے پریشانی بھی زیادہ تھی۔ تو جب نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پریشان ہیں تو قرآن کی آیتوں میں کیا کہا گیا؟

لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا [آپ گھبرائیے نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے]

www.besturdubooks.wordpress.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی معیت میں ساتھ شامل فرما دیا۔ یہ معیت کبریٰ فقط نبی ﷺ کے ساتھ نہیں بلکہ آپ کی امت کے صدیقین کے ساتھ بھی ہے۔ معنا کا لفظ استعمال کیا، یہ ایک بات ہوئی۔

☆......دوسری بات دیکھئے! حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا، اپنے والد کو سنایا کہ میں نے گیارہ ستارے دیکھے۔

﴿ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴾

[میں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں]

یعقوب علیہ السلام نے خواب کی تعبیر سمجھ لی اور اپنے بیٹے کو یہ بات کہی

كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ (اس طرح آپ کا رب آپ کو قبول کرے گا)

یہ مستقبل کا صیغہ۔ ہاں! آپ کا پروردگار آپ کو قبول کرلے گا۔ تو دیکھئے کہنے والے بھی اللہ کے نبی ہیں اور جن کے بارے میں کہا وہ بھی ہونے والے نبی مگر صیغہ مضارع کا استعمال کیا گیا، یجتبیك ربك تیرا پروردگار تجھے اپنے لئے خاص کرلے گا۔ لیکن جب اس امت کا معاملہ آیا تو اللہ رب العزت نے حال کا صیغہ بھی استعمال نہیں کیا فرمایا:

هو اجتبٰكم (وہ پروردگار جس نے تمہیں اپنے لئے خاص کیا)

ماضی کا صیغہ استعمال کیا، اللہ تمہیں چن چکا اپنے لئے۔ اللہ اکبر۔ کیا شان اللہ نے عطا فرمائی۔

هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (حج:۷۸)

اللہ اکبر! یہاں ماضی کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

☆......پھر آگے نبی ﷺ کے صحابہ بھی دریا میں چلے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ بھی دریا میں چلے۔ ذرا فرق دیکھئے گا، توجہ فرمائیے کہ وہاں موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت کے نبی ہیں، ان کی معیت میں وہ دریا پار کر رہے ہیں۔ اور یہاں دریا پار کرتے ہوئے نبی پاک ﷺ خود موجود نہیں ہیں، فقط صحابہؓ ہیں۔ ذرا فرق دیکھئے! وہ وقت کے نبی کی معیت میں چل کر جاتے ہیں، دریا اتر جاتا ہے۔ یہاں نبی ﷺ نہیں، فقط صحابہؓ ہیں۔ ذرا غور کیجیے صحابہ صرف دریا عبور نہیں کرتے، اپنے ساتھ گھوڑوں کو بھی لے کر جاتے ہیں

☆......اور فرق دیکھئے! سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی روحانی طاقت کوہِ طور پر لے گئی۔

فَلَمَّا جَاءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام آئے کوہِ طور پر، تو وہاں ان کے آنے کا تذکرہ کیا اور نبی ﷺ کا معاملہ آیا تو اللہ کیا فرماتے ہیں:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی ﴾ (الاسراء:۱)

[پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے محبوب کو تھوڑے سے وقت میں مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک پہنچا دیا]

وہاں آئے، یہاں بلائے گئے۔ ایسے ہی ہوتا ہے نا! بعض لوگ ملنا چاہتے ہیں ان کو خطاب دے دیا جاتا ہے بھئی! آپ ہمارے گھر ملنے کے لئے آجانا۔ اور کبھی کوئی بچپن کا محبوب کلاس فیلو مل جائے، بندہ ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے: گھر چلو یار! آج مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ ادھر آنے کا راستہ بتا دیا، ادھر اس کو ہاتھ پکڑ کر خود اپنے گھر پہنچا دیا۔ تو نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر اپنے پاس بلوالیا۔

☆......اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی:

﴿ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴾

[اے اللہ! میرے سینے کو کھول دے]

www.besturdubooks.wordpress.com

اور جب نبی ﷺ کا معاملہ آیا تو اللہ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴾

[کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟]

☆......پھر ذرا دیکھئے کہ ادھر ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام چھوڑ کر گئے کہ میرے بعد قوم کا خیال رکھنا۔ اب قوم نے بات نہ مانی تو ہارون خوف کھانے لگے کہ کہیں بٹ نہ جائیں اور مجھے الزام نہ دیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تو انہوں نے آ کر سختی کی تو ہارون علیہ السلام کو کہنا پڑا:

﴿ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَ لَا بِرَاْسِيْ ﴾

[اے میری ماں کے بیٹے، نہ پکڑ میرے داڑھی اور سر کے بال]

تو یہ کہنا پڑا، لیکن اللہ نے جو دنیا میں نبی ﷺ کو وزیر عطا کئے دنیا میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے دین پر استقامت کا یہ معاملہ تھا، جب اسامہ رضی اللہ عنہ کا جیش بھیجنے کا معاملہ تھا، تو ہرقلِ روم دو لاکھ فوج کو لے کر آیا ہوا تھا، حملہ کرنا چاہتا تھا، نبی ﷺ نے اس کو بھیج تو دیا مگر طبیعت ناساز تھی، تو ان کی اہلیہ نے انکو پیغام بھیجا، جانے میں جلدی نہ کرنا، انتظار کر لینا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پردہ فرمالیا۔ لشکر قریب تھا، وہ بھی اس میں شریک ہوگیا۔ اب لشکر بھیجنے کا فیصلہ ایک مشکل فیصلہ تھا۔ چونکہ مدینہ پر حملہ کے لئے کافر دو لاکھ فوج لے کر آرہا تھا تو صحابہ بڑے تذبذب میں تھے، وہ سمجھ رہے تھے کہ یا تو لشکر کو ابھی نہ بھیجیں اور بھیجیں تو پھر کسی بزرگ تجربہ کار بندے کو امیر بنا کر بھیجیں۔ اسامہ رضی اللہ عنہ تو چھوٹی عمر کے نوجوان ہیں۔ چنانچہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ آئے اور آ کر کہنے لگے: ابوبکر رضی اللہ عنہ! اگر آپ نے لشکر کو بھیج دیا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں مدینہ کی عورتوں کو آنے والے دشمن لے نہ جائیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

الجبار فی الجاهلية اخوار فی الاسلام

جہالت میں اتنے جبار تھے اسلام میں آ کر تم اتنے کمزور ہو گئے!

اور پھر کیا فرمایا؟ فرمایا:

''یہ کیسے ممکن ہے کہ دین میں نقص آ جائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ رہے!''

فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ! اکیلے بھی جانا پڑے گا تو میں جاؤں گا اور اللہ کے حکم کو پورا کر دکھاؤں گا۔ یہ بھی کہا کہ اگر مجھے پکا یقین ہو کہ مدینہ کی عورتوں کو جنگل سے جانور آ کر نوچ لیں گے، لاشیں گھسیٹیں گے، میں اس کو بھی قبول کر لوں گا مگر میں اس لشکر کو اللہ کے راستے میں ضرور بھیجوں گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامت پر حیران رہ گئے کہ جیسے ایک نبی استقامت کے ساتھ کھڑا ہو کر اللہ کے حکم کو لاگو کر لیتا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے محبوب کی صحبت میں بیٹھنے کا حق ادا کر دیا۔

☆...... جب موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ جایئے اپنی قوم کے ساتھ ملک میں داخل ہو جایئے فتح ہوگی۔ تو بنی اسرائیل والے سارے کے سارے گھبرا کر بیٹھ گئے کہنے لگے:

﴿ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ﴾ (مائدہ: ۲۴)

[آپ جائیں اور آپ کا پروردگار، ان سے قتال کر لیں، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں]

لیکن جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ کا معاملہ آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ بدر میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ سامنے لوہے سے لدی ہوئی فوج ہے، بتاؤ! کیا کریں؟ سعد رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں، کہتے ہیں: اے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ حکم دیں کہ دریا میں چھلانگ لگا دو تو ہم آپ کے غلام ہیں سمندر میں چھلانگ لگا دیں گے۔ ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں جو اپنے نبی علیہ السلام کو کہہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے تھے کہ آپ جائیں اور آپ کے رب جائیں قتال کریں، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم ساتھ چھوڑنے والے نہیں، ہم تو جانیں لٹانیں والے ہیں۔ دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو کیا ایمان اور استقامت والی جماعت عطا فرمائی تھی، استقامت والی جماعت عطا فرمائی تھی۔ جیسے شاگرد کے کمالات سے استاد پہچانا جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے کمالات سے نبی ﷺ کی شان سامنے آتی ہے۔

اپنی ذات پر محنت کی ضرورت ہے:

تو ہمیں اگر اچھی زندگی گزارنی ہے تو ہمیں اپنے اوپر محنت کرنی پڑے گی، اور یہ محنت ہم کیسے کرسکتے ہیں؟ جب اعمال کو اپنائیں گے۔ تو آج کی جو مجلس ہے اس کا محور، نچوڑ اور خلاصہ یہ ہے کہ ایمان ہم لا چکے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں، اب نیک اعمال رہ گئے ہیں، اس میں ہم محنت کریں اور اپنی زندگی کو نیک اعمال سے مزین کریں۔ جیسے کوئی بندہ کسی گم شدہ چیز کی تلاش میں ہوتا ہے، ہم نیک اعمال کو اسی طرح ڈھونڈیں اور اپنائیں۔

تین باتیں......لوہے کی لکیر:

ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ تین باتیں لوہے کی لکیر ہیں۔ ذرا توجہ کے ساتھ سن لیجیے:

پہلی بات:

مَنْ عَمِلَ لِآخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ اَمْرَ الدُّنْيَا

[جو آدمی آخرت کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے کاموں کے لئے کافی ہوجاتا ہے]

اللہ تعالیٰ ذمہ داری لے لیتے ہیں تم اپنے لئے آخرت کے لئے تیاری کرو، اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں میں پروردگار تمہارے دنیا کے کاموں کا معین اور مددگار بنتا ہوں۔

دوسری بات:

مَنْ اَصْلَحَ سَرِيْرَتَهٗ اَصْلَحَ اللّٰهُ عَلَانِيَتَهٗ

[جو اپنی خلوت کو درست کرتا ہے، اللہ اس کے ظاہر کو درست کرتے ہیں]

یعنی جو آدمی اپنے خلوت کے معاملات کو درست کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کے معاملات کو بھی درست فرما دیتے ہیں۔

تیسری بات:

مَنْ اَصْلَحَ فِيْ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ مَابَيْنَهٗ وَ بَيْنَ النَّاسِ

[جو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کو درست کرتا ہے، اللہ اس کے اور مخلوق کے درمیان تعلق کو درست رکھتا ہے]

جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کے تعلق کو اچھا کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں اور اس کے اور مخلوق کے درمیان کے تعلق کو بھی اللہ اچھا کر دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ محنت تو ہمیں اپنے اوپر کرنی چاہئے۔ اگر ہم اپنے باطن کو ٹھیک کر لیں گے، اللہ ظاہر کو ٹھیک کر دیں گے۔ اگر ہم اپنے اور اللہ کے درمیان تعلق کو ٹھیک کر لیں گے، اللہ ہمارے اور بندوں کے درمیان تعلق کو ٹھیک کر دیں گے۔ اگر ہم اپنی آخرت پر محنت کر لیں گے، اللہ ہمارے دنیا کے کام سنوار دیں گے۔ تو محنت کا میدان کون سا بنا؟ اپنی ذات بنی۔ اس لئے آج ہماری نگاہیں دوسروں پر پڑتی ہیں، ان کے عیب ڈھونڈتی ہیں، کاش! یہ آنکھیں بند ہو جاتیں، یہ نگاہیں اپنے سینے پر پڑتیں کہ میرے اپنے اندر کیا چھپا ہوا ہے؟ یہ گردن جھکانا بڑا مشکل ہو گیا ہے، گردن کھڑی رہتی ہے، اس میں سریا ہوتا ہے۔ آنکھیں دوسروں کو دیکھتی ہیں، اپنے پر نظر نہیں پڑتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے وعدوں کا یقین:

بہر حال لب لباب یہ نکلا کہ چیزوں کے اندر تاثیر، یہ انسانی تجربہ ہے۔ اور اعمال کے اندر تاثیر، یہ خدا کا وعدہ ہے۔ بھئی! اپنے تجربے سے زیادہ خدا کے وعدے پر بھروسہ ہونا چاہئے۔ اگر ہم اپنے تجربے کے تحت بجلی کو ہاتھ نہیں لگاتے، اپنے تجربے کے تحت زہر نہیں پیتے، دور رہتے ہیں کہ یہ نقصان دہ ہے، تو پھر خدائی وعدہ تو یہ ہے، گناہ کرو گے تو عذاب پاؤ گے۔ ہم گناہوں سے کیوں نہیں بچتے؟ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم گناہوں سے بچیں، اللہ کی ناراضگی سے اپنے آپ کو محفوظ کرلیں۔ یہ جو انسان کے گناہ ہیں، ان کے اوپر اللہ کی ناراضگی آتی ہے۔

لینے والا مزاج:

آج پوری دنیا میں آپ گھوم کر دیکھ لیں آج لوگوں کا لینے کا مزاج بنا ہوا ہے۔ ہر بندہ لینا چاہتا ہے، ہر کسی سے لینا چاہتا ہے۔ لینے کا مزاج، جھوٹ ...... لینے کے لئے دلیل، سود ...... لینے کی دلیل، دھوکہ ...... لینے کی دلیل، خیانت ...... لینے کی دلیل، غبن ...... لینے کی دلیل، چوری ...... لینے کی دلیل، ڈکیتی ...... لینے کی دلیل، ناپ تول میں کمی بیشی ...... لینے کی دلیل۔ تو یوں لگتا ہے کہ عمومی مزاج ہی لینے کا بن گیا ہے۔

دینے والا مزاج:

اور شریعت کو دیکھو کہ وہ مومن کو کہتی ہے کہ تم دینے کا مزاج بناؤ۔ یا اللہ! دینے کا مزاج! کہا: ہاں! تم مومن ہو، لینے کا مزاج نہیں رکھنا، دینے کا مزاج رکھنا ہے۔ کیسے دیں؟ فرمایا: زکوٰۃ دو! تمہارے مال میں غریبوں کا حق ہے۔

﴿ وَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِلسَّائِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴾

(معارج: ۲۴، ۲۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

[اور جن کے مالوں میں حصہ مقرر ہے، سوالی اور غیر سوالی کے لیے]

زکوۃ دو! اچھا اللہ! زکوۃ دے دی۔ فرمایا کھیتی کرتے ہو، عشر ادا کرو! اچھا اللہ! عشر بھی ادا کر دیا۔ فرمایا: اللہ کے راستے میں نفلی صدقات بھی دو! صدقہ بھی کرو! اچھا اللہ! ہم نے یہ صدقہ بھی کر لیا۔ فرمایا: ایک دوسرے کو ہدیہ بھی دو!

تھادو تحابوا [تم ہدیہ کرو گے، محبتیں بڑھیں گی]

دینے کا مزاج دیکھو زکوۃ دینا، عشر دینا، صدقہ دینا، ہدیہ دینا، ھبہ کرنا۔ اللہ! آپ مومن کو کہتے ہیں دے دے، دے گا تو لے گا کہاں سے؟ فرمایا: میرے بندے! بات کو سمجھو! میرے آگے ہاتھ کو پھیلاؤ! میں تمہاری جھولیاں بھر دوں گا۔ تم ہاتھ بڑھاؤ! تم لوگوں کو دو! تم لوگوں کی جھولیاں بھرو گے، مجھ سے مانگو گے، میری مخلوق بن جاؤ گے۔ لوگوں کو دو گے تو تم لوگوں کے محبوب بن جاؤ گے۔ عزتوں والی زندگی گزارنے کا طریقہ میں تمہیں بتاؤں گا: اللہ سے لے! اللہ کی مخلوق کو دے! اس لئے شریعت نے دینے کا مزاج بنایا۔

تو ہم اپنی زندگی سے گناہوں کو چن چن کر ختم کریں اور اللہ رب العزت سے معافیاں مانگیں۔ جو گناہ ہم کر چکے، اے اللہ! آپ ان کو معاف کر دیجئے، ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے۔

سچی توبہ کا اعجاز:

چنانچہ ہر انسان کے گناہوں پر قیامت کے دن چار گواہیاں ہوں گی۔

......ایک گواہی ہوگی فرشتوں کی، کراماً کاتبین کی گواہی۔

......دوسرے گواہ ہوں گے انسان کے اعضاء۔

......تیسری گواہ ہوگی زمین۔

www.besturdubooks.wordpress.com

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا

...... چوتھی گواہی انسان کا نامہ اعمال۔

لیکن جب بندہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو حدیث پاک میں آتا ہے:

اِذَا تَابَ الْعَبْدُ اَنْسَى اللّٰهُ حَفَظَهُ ذُنُوْبَهُ وَاَنْسَى ذٰلِكَ جَوَارِحَهُ وَمَعَالِمَهُ مِنَ الْاَرْضِ

[جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ فرشتوں کو بھی اس کے گناہ بھلا دیتے ہیں اور اس کے اعضاء کو بھی گناہ بھلا دیتے ہیں اور زمین کے ٹکڑوں کو بھی بھلا دیتے ہیں]

حَتّٰى يَلْقَ اللّٰهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَاهِدًا مِّنَ اللّٰهِ بِذَنْبٍ

[وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے گناہوں کی گواہی دینے والا کوئی بھی نہیں ہوتا]

علمی نکات:

یہاں پر طلباء کے لیے ایک دو علمی نکتے:

دنیا کی عدالت میں اگر کسی پر جھوٹا مقدمہ کر دیا جائے اور کیس کی پیروی سے پتہ چل جائے کہ مقدمہ جھوٹا تھا تو عدالت کہے گی: ہم نے باعزت بری کر دیا۔ آپ کہیں جناب ریکارڈ ختم کریں! وہ کہیں گے کہ ریکارڈ تو ختم نہیں کر سکتے، یہ تو رکھیں گے، ساری عمر ریکارڈ رہے گا کہ مقدمہ ہوا تھا۔ حالانکہ جھوٹا تھا مگر عدالت ریکارڈ ختم کرنے پر راضی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ دیکھو! ایک بندہ مجرم تھا، گناہ کیا تھا، رحم کی اپیل کر دی...... میرے اللہ! میں نادم ہوں، شرمندہ ہوں، میری توبہ قبول کر لیجیے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں پروردگار ہوں، فقط باعزت بری ہی نہیں کرتا، میں اس کا ریکارڈ بھی نامہ اعمال سے ختم کر دیتا ہوں۔

اب یہ نامہ اعمال سے ختم کرنے میں کیا حکمتیں ہیں؟ ذرا توجہ سے سنئے،

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلی بات، اگر نامہ اعمال میں گناہ ہوتے مگر لکیر پھیر دی جاتی تو قیامت کے دن ہر مومن اپنا نامہ اعمال دوسروں کو پڑھوائے گا، کہے گا: میرے نامہ اعمال کو دیکھو،

﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ ﴾ (الحاقة: ۱۹۔۲۱)

[دیکھو میرے نامہ اعمال کو، مجھے یقین تھا کہ مجھے میرا حساب کتاب ضرور ملے گا]

تو نامہ اعمال اس نے اپنے قریبی لوگوں کو دکھانا تھے، رب کریم نے فرمایا: اے میرے بندے! جو گناہ تو کر بیٹھا، اگر اس پر نشان بھی کاٹے کا لگا دیں، لکیر بھی لگا دیں، تب بھی اگر کوئی تیرا نامہ اعمال دیکھے گا، اسے پتہ تو چلے گا نا کہ میاں! کرتوت کچھ کئے تھے مگر معاف کر دیا گیا۔ میرے بندے معافی مانگنے کے بعد یہ بھی تیری ذلت ہے، میں تجھے اس ذلت سے بھی بچا دیتا ہوں، میں سرے سے گناہوں کو تمہارے نامہ اعمال سے نکال دیتا ہوں، کسی کو پتہ نہیں چلے گا گناہ کئے تھے یا نہیں۔

دوسری بات یہ کہ نامہ اعمال سے تو گناہ ختم کر دیئے مگر فرما رہے ہیں: انسی الله حفظه ''اللہ بھلوا دیتا ہے'' گویا گناہ اللہ مٹاتے ہیں، اللہ بھلواتے ہیں، بھئی یہ کام تو فرشتوں سے بھی کروا سکتے تھے۔ دنیا کے حاکموں نے کام کروانا ہو تو کلرکوں سے کرواتے ہیں، بھئی یہ کام کرو! یہاں رب کریم فرشتوں سے نہیں فرما رہے کہ یہ کام کرو! فرماتے ہیں: ہم مٹاتے ہیں، ہم بھلاتے ہیں۔ ہم تمہارے عملوں کو معاف کرنے اور بھلانے کا عمل اسلئے کر رہے ہیں کہ اگر فرشتوں سے یہ کام لیتے، کل تمہارے نامہ اعمال کو دیکھ کر فرشتے یہ جانتے ہوتے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ ہم نے ان کے کرتوتوں کو مٹایا ہوا ہے۔ تمہیں فرشتوں کا احسان مند ہونا پڑتا، یا فرشتوں کا طعنہ سننا پڑتا، تم نے میرے ساتھ دوستی کر لی، نہ تمہیں فرشتوں کا طعنہ سننا پڑے گا نہ تمہیں احسان مند ہونا پڑے گا۔ میں پروردگار تمہارے گناہوں کو خود مٹاتا ہوں۔ اتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

کریم آقا۔ اللہ اکبر کبیرا!

توبہ کے لیے جامع دعا:

اس لئے فرمایا کہ جب کوئی بندہ گناہ سے توبہ کرے تو اللہ رب العزت سے دعا مانگے کہ

﴿ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا ﴾

وَاعْفُ عَنَّا ،اے اللہ! ہمارے گناہوں کے آثار مٹا دیجئے، ہمارے قبیح اعمال کو ڈھانپ دیجئے، تاکہ کل قیامت کے دن، ہماری رسوائی نہ ہو۔

وَاغْفِرْلَنَا اور اچھے اعمال کو لوگوں پر ظاہر کر دیجئے، تو واعف عنا سے گناہ مٹا دیجیے اور واغفر لنا سے نیک اعمال کو لوگوں پر ظاہر بھی فرما دیجئے۔

اس کے بعد ایک عجیب بات فرمائی! فرمایا: کہو! وَارْحَمْنَا اللہ ہم پر رحم بھی فرما دیجئے۔ یہ وارحمنا کیوں لے کر آئے؟ اس لئے کہ بیٹے سے اگر باپ ناراض ہو، خرچہ پانی بھی بند کیا ہو، بولنا بھی چھوڑا ہوا ور بیٹا آ کر ابو کے پاؤں پکڑ لے تو باپ اس سے راضی ہو کر معاف بھی کر دیتا ہے اور پھر اس کے خرچے بھی جاری کر دیتا ہے، بلکہ جیب خرچ بڑھا دیتا ہے کہ تم نے معافی مانگ لی۔

تو یا اللہ! گناہ کیے تھے، آپ کی رحمتیں نازل ہونا بند ہوگئی تھیں، اب تو ہم نے معافی مانگ لی، یا اللہ! ابا کو منالیں جیب خرچ شروع ہو جاتا ہے، اب تو ہم نے ربا کو منالیا، اب آپ بھی ہمارا جیب خرچ شروع کر دیجئے، کون سا جیب خرچ؟ وارحمنا والا جیب خرچ۔

چار انعامات:

مفسرین نے لکھا کہ وارحمنا کے تحت بندے کو چار انعام ملتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلا انعام:

پہلا انعام توفیقِ عبادت، جو گناہوں کی وجہ سے چھن گئی تھی۔ اللہ رب العزت توبہ کے بعد عبادت کی توفیق دوبارہ عطا فرما دیتے ہیں۔ گناہوں کے سبب عبادت کی توفیق چھن جاتی ہے، نماز پڑھنی مشکل، تلاوت مشکل، تہجد مشکل۔ وہ جو توفیق چھن گئی تھی، فرمایا: اب تم نے صلح کر لی، میرے دوست بن گئے، لہٰذا اب ہم تمہیں پھر توفیقِ عبادت دے دیتے ہیں۔

دوسرا انعام:

فرمایا کہ گناہوں کے سبب تمہیں رزق میں بے سکونی تھی، معیشة ضنکا۔ اب ہم سکون والی روزی دے دیتے ہیں، فراخ روزی دے دیتے ہیں، پرسکون روزی لو اور اس سے نیک اعمال کرو، اللہ کے راستے میں جاؤ اور اس سے خوب میرے گھر کا دیدار کرو۔ اس لئے کہ اب تمہیں خرچہ مل گیا۔ خرچہ ملنے کے بعد اب تم حج عمرے کرو، نمازیں پڑھو، میرے محبوب کے در پر حاضری دو۔ تم کہتے تھے نا کہ

شنے روضے تا چہ زے
مدینے تا چہ زے

[گنبد خضراء کی طرف جب آپ جائیں، مدینہ کی طرف جب آپ جائیں]

اللہ اپنے محبوب کا گھر دکھا دیں، مگر گھر کیا دیکھنا؟ اب میں دے دیتا ہوں، کرو ذرا میرے گھر کا سفر! آؤ میرے گھر! یا اللہ! آپ کتنے کریم ہیں! بندے پر اتنی مہربانی فرماتے ہیں۔

تیسرا انعام:

تیسرا انعام میں یہ دوں گا کہ بے حساب تمہارے گناہوں کی مغفرت فرما دوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گا، بے حساب جنت میں داخلہ۔ یا اللہ! یہ بے حساب کیسے ہوگیا؟ اس بات کو سمجھیں۔ ہم نے ایک مرتبہ حج کے سفر میں ایئر پورٹ پر دیکھا۔ جو وہاں کسٹم والے ہوتے ہیں وہ ہر سامان کو چیک کر کے چاک کا نشان لگاتے ہیں، جب ہم گئے تو ان کو ہماری مسکین صورت پر رحم آ گیا۔ ٹرالی کے اوپر سامان تھا، انہوں نے کسٹم کا نشان لگا دیا۔ کہتا ہے: جاؤ بھئی! یا اللہ! جنت میں بے حساب ایسے ہی جائیں گے نا؟ اگر دنیا والے چاک کا نشان لگا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن نشان لگا دیں گے، جاؤ! بے حساب کتاب جنت میں۔

چوتھا انعام:

فرمایا کہ دخول جنت تمہارے لئے آسان فرما دیں گے۔ دخولِ جنت کیسے آسان؟ حدیث پاک میں بڑا عجیب مضمون آتا ہے! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے کو بلائیں گے، اس کے گرد رحمت کا ایک پردہ تان دیں گے اور پھر اس بندے کے تمام زندگی کے بڑے بڑے گناہ گنوائیں گے۔ کذا و کذا تو نے یہ کیا اور یہ کیا؟ جی یا اللہ! کیا۔ یہ بھی کیا؟ یہ بھی کیا۔ یہ بھی کرتے تھے؟ جی، یہ بھی کرتے تھے؟۔ اتنے گناہ گنوائیں گے کہ وہ بندہ دل میں سوچے گا کہ آج میں جہنم کی آگ سے بچ نہیں سکتا۔ اللہ فرمائیں گے: اچھا! تو نے گناہ تو کیے مگر مجھ سے دعائیں مانگتا تھا، نیک بننے کی کوشش بھی کرتا تھا، ہم نے تیری ان کوششوں کو قبول کر کے تیرے سارے گناہوں کو تیری نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ پھر جو رحمت کا پردہ ہٹے گا، ساری مخلوق دیکھے گی، اس بندے کے نامہء اعمال میں کوئی بھی گناہ نہیں۔ لوگ سوچیں گے یہ انبیاء میں سے کوئی نبی ہے یا صدیقین میں سے ہے، جس نے زندگی میں کبھی کسی گناہ کا ارتکاب ہی نہیں کیا۔ اللہ ایسے بندے کو فرمائیں گے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

تو وارحمنا کے تحت اللہ یہ سب نعمتیں دیں گے اور پھر آخر پر فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَنْتَ مَوْلٰنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا وَ مَالِکُنَا وَمُتَوَلِّی الْاُمُوْرِ

دیکھو ایک دعا سکھا کے اللہ نے کتنی آسانیاں بندے کے اوپر فرمائیں، کتنی رحمتیں فرما دیں!

ماسٹر پیس کیسے ہوتے ہیں؟

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی اصلاح کی کوشش کریں، اپنے اعمال سنواریں۔ ہم جب سنور جائیں گے، اللہ ہمیں دین کی اشاعت کا ذریعہ بنائیں گے۔ جدھر سے گزر جائیں گے، لوگ شکلیں دیکھ کر کلمہ پڑھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ نے ایک مرتبہ بنگال کا سفر کیا۔ سات لاکھ انسانوں نے کلمہ پڑھا، ستر لاکھ گناہگاروں نے ان کے ہاتھ پہ بیعت توبہ کی۔ جیسے کوئی کاریگر ماسٹر پیس بنا دیتا ہے نا! لوگوں کو دکھاتا ہے لوگوں کو کیسا ہے؟ جو اللہ کا بن جاتا ہے۔ اللہ اس ماسٹر پیس کو ساری دنیا کے اندر پہنچا دیتا ہے، دنیا کے لوگوں کو دکھا دیتا ہے کہ دیکھو! تم بھی تو آج کے دور میں ایسے بن سکتے ہو؟ پھر اللہ بندے کے لئے راستے کھول دیتے ہیں۔ پھر ہم دین کا کام کریں اور اپنی زندگیاں دین کے لئے خرچ کریں۔

یاد رکھنا! آج کے دور میں انسان دین پر زندگی گزارے، دین کی اشاعت کرے، وہ اللہ کا محبوب ہے، اس لئے کہ آج کے دور میں دین یتیم ہو چکا ہے۔ یاد رکھنا کہ جس طرح حلیمہ سعدیہ نے یتیم مکہ کو سینے سے لگایا تھا، اللہ نے اس کے گھر کو رحمتوں سے بھر دیا تھا، ہم اس دین کو سینے سے لگائیں گے، اللہ ہمارے گھروں اور مدارس کو رحمتوں سے بھر دیں گے۔ مخلوق کے دلوں میں ایسی محبتیں ڈال دیں گے کہ آنے والے وقتوں میں لوگ ہماری قبروں سے لپٹ کر رویا کریں گے۔ اللہ ہمیں اپنی زندگی میں اپنے آپ کو سنوارنے والی محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مومن کے پاس اپنے گناہوں کی شرمندگی کا جو رونا ہے، یہ بڑی نعمت ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا: مومن کی آنکھ سے جو اللہ کی خشیت کی وجہ سے آنسو نکلتا ہے، وہ اس کے لئے دنیا ومافیہا سے بہتر ہوا کرتا ہے۔ایک پنجابی صوفی شاعر فرماتے ہیں:

جیہڑا لطف ہے رووَن اندر
او وِچ بیان نہ آوے
رونا دل دی میل اتارے
نالے روٹھڑے یار مناوے
تے یادِ خدا وِچ رووَن والا
کدے دوزخ وِچ نہ جاوے

اللہ ہمیں اپنی یاد میں رونے کی سعادت عطا فرمائے، قیامت کے دن کی ذلت سے محفوظ فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ

(عنکبوت:۶۴)

دنیا کی حقیقت

حضرت اقدس کا یہ بیان 21 اکتوبر 2002ء کو مدینہ مسجد جھنگ میں بعد نماز فجر، سالانہ نقشبندی اجتماع کی پہلی نشست میں ہوا جس میں حضرت دامت برکاتہم کے خلفاء، علماء اور سینکڑوں کی تعداد میں مریدین شریک تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

......کھیل تماشہ گھڑی دو گھڑی کی بات ہوتی ہے، دنیا کی زندگی بھی ایسی ہی ہے۔ جب انسان جانے لگے گا تو اس وقت احساس ہوگا کہ میں دنیا میں رہا، مگر صبح کا تھوڑا وقت یا شام کا تھوڑا وقت۔ جہنمی قیامت کے دن کہیں گے کہ "ہم دنیا میں نہیں رہے مگر تھوڑی دیر" ہم خود گزری ہوئی زندگی کا تصور کر کے دیکھیں، ہمیں اپنی زندگی کے پچاس سال ایک خواب کی طرح سے نظر آتے ہیں، ایسے لگتا ہے کہ بچپن، کل کی بات ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا لَھْوٌ وَّ لَعِبٌ (عنکبوت:۶۴)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○

وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ.

سفر آخرت کے مسافر:

دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزا ہے۔ دنیا دار الفنا ہے اور آخرت دار البقاء ہے۔ دنیا دار الغرور ہے اور آخرت دار السرور ہے۔ ہم سب کے سب یہاں مسافر ہیں۔ ہم خوشی کے عالم میں ہوں یا غمی کے عالم میں، صحت مند ہوں یا بیمار، مشغول ہوں یا فارغ ہوں، ہمیں احساس ہو یا نہ ہو، ہمارا سفر ہر حال میں جاری وساری ہے۔ ہر دن ہمیں منزل کے قریب سے قریب تر کر رہا ہے۔

دنیا امتحان گاہ ہے:

اس کے ساتھ ساتھ یہ دنیا امتحان گاہ بھی ہے، یہاں ہر انسان کو آزمایا جارہا ہے۔ کسی کو پروردگار عالم نے رزق کھلا دے کر آزمائش کی، کسی کی صحت کی کیفیت میں آزمائش کی، کوئی بیماری کے حال میں آزمائش میں ہے۔ کامیاب ہے وہ انسان، جو ہر حال میں اللہ کے حکموں کو مدنظر رکھے، نبی ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل کرے۔ اس دنیا میں اللہ رب العزت نے ایسے جال اور پھندے بنوا دیے کہ انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

الجھ کر رہ جاتا ہے، بڑے بڑے عقلمندوں کو دھوکے لگتے ہیں۔ کہنے کو اعلیٰ تعلیم یافتہ مگر نماز کی فرصت نہیں، کہنے کو بڑے ذہین ہیں، لیکن اللہ کے گھر کا دروازہ یاد نہیں۔ ایسا عقلمند انسان اصل میں بے وقوف ہے اس لیے اللہ رب العزت نے کافروں کو کہا ہے۔

ذٰلِكَ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ

[یہ لوگ وہ قوم ہیں جنہیں عقل ہی نہیں]

ان کو حقیقت سمجھ میں نہیں آتی کہ اصل کیا ہے؟ انسان وقتی لذتوں اور واہ واہ کے پیچھے ایسا الجھ جاتا ہے کہ مقصود حقیقی سے نظر ہٹ جاتی ہے۔

دو قسم کے گناہ:

گناہ دو قسم کے ہیں: کچھ گناہ جاہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ گناہ باہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جاہ: مقام اور مرتبہ کو کہتے ہیں، مثلاً: انسان چاہے کہ مجھے بڑا عالم سمجھا جائے، بڑا چودھری اور سردار سمجھا جائے، ہر کام مجھ سے پوچھ کر کیا جائے، جو صفات مجھ میں ہیں وہ کسی میں نہیں۔ اور دوسرے گناہ، باہ یعنی شہوت سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان دونوں میں سے جو گناہ جاہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ زیادہ نقصان دہ ہیں۔ عموی طور پر جو انسان باہ کے گناہوں میں ملوث ہوتا ہے اس کے دل میں ندامت ہوتی ہے، اس کی ندامت کسی بھی وقت معافی کا سبب بن سکتی ہے لیکن جاہ کے گناہ ایسے ہیں کہ آدمی اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھ رہا ہوتا ہے۔ خود پسندی، تکبر جیسے گناہوں کا انسان کے اندر سے نکلنا بڑا مشکل ہے۔

تکبر ایٹمی گناہ:

خود پسندی اور تکبر اتنے خطرناک گناہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا:

لا یدخل الجنة......

جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوسکتا جس کے اندر ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔

ذرہ انگریزی میں ایٹم (Atom) کو کہتے ہیں اس لیے یہ ایٹمی گناہ ہے۔ ایٹمی ہتھیار جس قدر تباہی پھیلا دیتے ہیں، تکبر زندگی میں تباہی پھیلا دیتا ہے، یہ بندے کے اندر سے بڑی دیر کے بعد نکلتا ہے۔ حدیث پاک میں ہلاک کر دینے والے کاموں میں ایک بات یہ بتلائی کہ بندے کا اپنے اوپر عجب کرنا۔ نیکی کے ساتھ خود پسندی، عجب اور تکبر چلتا رہتا ہے۔ آدمی ایک طرف پرہیز گاری کی زندگی گزارتا ہے، ذکر وشغل کی زندگی بھی گزارتا ہے، مگر دوسری طرف اپنے جیسا کسی کو نہیں سمجھتا۔ لوگوں کی نظر میں اپنے آپ کو گرانا بہت آسان ہے، اپنی نظر میں اپنے آپ کو گرانا بہت مشکل کام ہے۔ انسان اللہ کا دوست اس وقت بنتا ہے جب اپنے آپ کو اپنی نظر میں گرادیتا ہے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا

''اے اللہ! مجھے میری نظر میں چھوٹا بنا دیجیے اور دوسری کی نظر میں بڑا بنا دیجیے''

آج کل جسے چند سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق حاصل ہوگئی وہ اپنی نیکیوں پر اتراتا پھرتا ہے۔ اس اجتماع کا مقصد خود پسندی کے بت کو توڑنا، اپنے آپ کو مٹانا ہے۔

نفس کو مارنے کا مطلب:

نفس کو مارنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی زندہ چیز ہے جس کا گلا گھونٹا جائے گا بلکہ اپنے اندر کی خواہشات کو قابو میں لے آنا۔ جب نفس کو من پسند تمناؤں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

خواہشات سے روک لیں گے تو انسان کا دل خود بخود دنیا سے ٹھنڈا ہو جائے گا اور اللہ رب العزت کے ساتھ محبت کا تعلق زیادہ ہو جائے گا۔

دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشہ ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ﴾ (عنکبوت:۶۴)

[اور یہ دنیا کی زندگی نہیں ہے، مگر کھیل تماشہ]

دنیا کی زندگی کو کھیل تماشہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی اور کھیل تماشے کے درمیان بہت مشابہت ہے، مثلاً:

☆ ..... کھیل تماشہ گھڑی دو گھڑی کی بات ہوتی ہے، دنیا کی زندگی بھی ایسی ہی ہے۔ جب انسان جانے لگے گا تو اس وقت احساس ہوگا کہ میں دنیا میں رہا، مگر صبح کا تھوڑا وقت یا شام کا تھوڑا وقت۔ جہنمی قیامت کے دن کہیں گے کہ ''ہم دنیا میں نہیں رہے مگر تھوڑی دیر'' ہم خود گزری ہوئی زندگی کا تصور کر کے دیکھیں، ہمیں اپنی زندگی کے پچاس سال ایک خواب کی طرح سے نظر آتے ہیں، ایسے لگتا ہے کہ بچپن، کل کی بات ہے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کی جب وفات ہوئی تو پوچھا گیا: اے میرے نبی! آپ نے دنیا کی زندگی کو کیسا پایا؟ انہیں کم و بیش ایک ہزار سال کی زندگی ملی تھی۔ انہوں نے جواب دیا: اے اللہ! مجھے یوں محسوس ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے ہیں، ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے سے نکل گیا۔

☆ ..... اکثر اوقات دیکھا ہے کہ جو لوگ کھیل تماشہ دیکھتے ہیں، انہیں بعد میں اپنے وقت کے ضائع ہونے پر افسوس ہوتا ہے کہ پیسے بھی ضائع کیے اور وقت بھی ضائع کیا۔ بالکل اسی طرح دنیا دار انسان موت کے وقت اپنی گزری ہوئی زندگی پر حسرت

www.besturdubooks.wordpress.com

اور افسوس کرتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کو ضائع کر دیا۔

☆......کئی کھیل تماشے تو ڈرامے کی مانند ہوتے ہیں، سکرین پر سائے کی مانند چلتے ہیں۔ یہ دنیا کی زندگی بھی سائے کی مانند ہے۔ انسان کو چاہیے کہ دنیا کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اپنی آخرت بنانے کی فکر کرے۔

دنیا کیا ہے؟

جب دنیا کا نام لیا جاتا ہے تو کئی دوست اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ پاتے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا سے مراد سب کچھ چھوڑ دینا اور عبادت کے لیے غار میں جا بیٹھنا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

''چیست دنیا از خدا غافل بدن''

[خدا سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے]

اللہ رب العزت سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے۔ کام کاج کرنا، مال و دولت ہونا، بیوی بچوں کا ہونا، اس کا نام دنیا نہیں۔ چنانچہ ایسے انبیائے کرام علیہم السلام بھی گزرے ہیں، جو وقت کے نبی بھی تھے اور وقت کے بادشاہ بھی تھے۔ اللہ رب العزت نے ان کو دین کی شاہی بھی عطا فرمائی اور دنیا کی شاہی بھی عطا فرمائی تھی۔ عین ممکن ہے کہ ایک آدمی دیکھنے میں ارب پتی ہو لیکن اللہ کے ہاں اس کا شمار فقراء میں ہوتا ہو۔ اور عین ممکن ہے کہ ایک آدمی دیکھنے میں غریب ہو اور اللہ کے ہاں فرعون اور قارون کے ناموں میں اس کا نام بھی شامل ہو، یہ تو دل پر منحصر ہے کہ دل کے اندر کیا بھرا ہے۔

دنیا کی طالب کتے:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَ طَالِبُوْھَا کِلَابٌ

[دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے ہیں]

ممکن ہے یہ لفظ کسی کو ذرا ثقیل لگے اس لیے کہ ابھی دنیا کی محبت ہمارے دل میں ہے۔ جس چیز سے محبت ہو اس کی برائی کی جائے تو بری لگتی ہے مگر حدیث پاک کے الفاظ یہی ہیں۔

کتے سے تشبیہ کی وجہ:

نبی ﷺ نے کتے کے ساتھ تشبیہ کیوں دی؟ علماء نے اس کے بڑے علمی نکات بیان کیے ہیں۔ کتا بھی مردار کھاتا ہے، کوا بھی مردار کھاتا ہے مگر دنیا کے طلبگار کو کتے سے تشبیہ دی ہے، اس میں بنیادی فرق سمجھ لیں۔

(۱)......کوے کی عادت ہے کہ جب اسے مردار نظر آئے تو شور مچاتا ہے، اوروں کو بھی بلاتا ہے تاکہ سب مل کر کھا سکیں۔ لیکن کتے کی عادت ہے کہ اس کو کہیں سے مردار مل جائے تو خاموشی کے ساتھ سارے کا سارا خود چٹ کرنا چاہتا ہے۔ دنیا دار کی بھی مثال ایسی ہی ہے، وہ چاہتا ہے کہ اسے جہاں سے ملے بغیر کسی کو پتہ چلے میں اس کو پورا سمیٹ لوں۔

(۲)......کوے کو دیکھا کہ وہ باقی مردار کا گوشت تو کھا لے گا، لیکن مردہ کوا پڑا ہو تو وہ نہیں کھائے گا لیکن کتے کی عادت ہے کہ جہاں وہ باقی جانوروں کا گوشت کھاتا ہے اور اگر اسے مردار کتا بھی مل جائے تو اسے بھی کھالیتا ہے۔ دنیا دار بندہ بھی اس طرح دوسرے انسان کا مال ہضم کرنے کے داؤ پر لگا ہوتا ہے۔

(۳)......پھر دیکھا کہ کوا جہاں مرے، دوسرے کوے وہاں نہیں آتے، اس سے عبرت پکڑتے ہیں۔ چنانچہ کوے کو مار کر لٹکا دیجیے دوسرے کوے وہاں سے غائب ہو جائیں گے۔ وہ عبرت پکڑتے ہیں۔ لیکن کتا عبرت نہیں پکڑتا، ایک کتا جس جگہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مرے دوسرا اس جگہ پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے اندر بھی کتے کی سی بات ہے کہ وہ دوسرے کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، عبرت پکڑنے کی بجائے خود بھی ویسے عمل شروع کر دیتا ہے۔

(۴)......کوے کو دیکھا کہ اگر دن میں وہ مردے کے پاس ہے بھی، تو رات کو مردے کو چھوڑ کر گھونسلے میں واپس آ جاتا ہے۔ مگر کتے کی یہ عادت نہیں، وہ دن میں مردے کو کھاتا ہے اور رات کو اس کا پہرہ دیتا ہے، دن میں بھی مردے کے پاس اور رات بھی مردے کے پاس۔ اور یہی دنیا دار کی بھی مثال ہے کہ سارا دن دنیا سمیٹنے میں لگا رہتا ہے اور ساری رات دنیا سمیٹنے کی پلاننگ کرتا رہتا ہے۔ سارا دن یہ دکان کے اندر اور جب رات آئی تو دکان اس کے اندر، دن رات اسی سوچ میں لگا ہوا ہے۔

(۵)...... یہ بھی دیکھا گیا کہ کوا گوشت کھا لیتا ہے، ہڈیوں کو کچھ نہیں کہتا لیکن کتا جہاں مردے کا گوشت کھاتا ہے وہاں اس کی ہڈیوں کو بھی چبا لیتا ہے۔ دنیا دار کی مثال بھی یہی ہے کہ وہ جس سے فائدہ لیتا ہے اس سے اپنا مال ہی واپس نہیں لیتا بلکہ سود در سود واپس لیتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ دنیا دار کی کوے کی نسبت کتے سے مشابہت زیادہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ واقعی دنیا دار کے اندر وہی باتیں ہیں جو کسی کتے کے اندر ہوتی ہیں۔

آخرت دنیا پر مقدم ہے:

دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا اللہ رب العزت کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ پیغام پہلی کتابوں میں دیا گیا اور آخری کتاب میں بھی دیا گیا۔ اس بات کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ارشاد فرمایا:

﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى اِنَّ هٰذَا لَفِي

www.besturdubooks.wordpress.com

الصُّحُفِ الْاُولٰى ﴾ (الاعلیٰ:۱۶)

''تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت اس سے بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے، بے شک یہی بات پہلے صحیفوں میں بھی درج ہے''

اور یہ پیغام ہم اس آخری کتاب میں ہی نہیں دے رہے، بلکہ پہلی کتابوں میں بھی یہ پیغام عطا کیا گیا۔ یہ ایسا پیغام ہے، جو انسانیت کو شروع سے لے کر آج تک مل رہا ہے۔

دنیا پر آخرت کو مقدم رکھو! اگر دنیا فنا ہونے والا سونا ہوتی اور آخرت باقی رہنے والی ٹھیکری ہوتی پھر بھی عقل کا تقاضا یہ تھا کہ ہم آخرت کو دنیا پر مقدم کر لیتے۔ جب کہ معاملہ الٹ ہے، دنیا فنا ہونے والی ٹھیکری کی مانند ہے اور آخرت باقی رہنے والے سونے کی مانند ہے۔ ہم آخرت کو بھول جاتے ہیں اور دنیا کی چاہتوں کو پورا کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

دنیا سے کنارہ کشی کا مطلب:

دنیا سے کنارہ کشی کا مطلب یہ ہے کہ انسان دین کو دنیا پر ترجیح دے۔ جس شخص نے دین کو دنیا پر ترجیح دینا شروع کر دی اس نے گویا دنیا سے کنارہ کشی شروع کر دی۔ یہ دنیا امتحان گاہ ہے، ہر طرف جال اور پھندے ہیں، اتنے پھندے ہیں کہ انسان کو ہلاک ہونے والوں پر تعجب نہیں ہوتا۔ تعجب ان پر ہوتا ہے جو ان پھندوں سے ایمان سلامت لے کر چلے جاتے ہیں کہ کتنے عظیم لوگ ہیں!

ایک بزرگ فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بغیر محنت دینے کا وعدہ کیا ہے، ہم یہاں دنیا سمیٹنے کے لئے محنت کرتے ہیں۔ جب کہ آخرت کو محنت کے ساتھ مشروط کیا اور اس کے لئے ہم محنت ہرگز نہیں کرتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

طمع کے یار:

یاد رکھیے کہ اس دنیا میں سب طمع کے یار ہیں، اصل یار اللہ رب العزت ہے یا پھر اللہ کے پیارے محبوب ﷺ ہیں یا پھر جن کی زندگی ان کے نقش قدم پر گزرتی ہے، یعنی اولیاء اللہ۔ اس کے علاوہ ہر ایک کو طمع ہوتی ہے، جس وجہ سے کوئی تعلق رکھتا ہے۔ رہ گئی بات رشتے داری اور برادری کی ان کو تو اپنے گوشت کا قیمہ بنا کر کھلا دو وہ پھر بھی خوش نہیں ہونگے۔

دنیا کی حقیقت:

انسان کا بہترین لباس، ریشم کا لباس ہے جو ایک کیڑے کی تھوک ہے۔ اور انسان کا بہترین مشروب شہد ہے جو ایک مکھی کا لعاب ہوتا ہے۔ مکھی کا لعاب شہد بنا، کیڑے کی تھوک سے ریشم بنا۔ یہ ریشم اور شہد دنیا کا بہترین لباس اور بہترین مشروب ہے۔ یہ دنیا کی حقیقت ہے جس کے پیچھے لگ کر انسان اپنے مالک کو ناراض کر لے۔ کتنا بڑا نقصان ہے! جو انسان رب کریم کو راضی کر لیتا ہے، پھر اللہ رب العزت اسے دنیا میں بھی عزتیں دیتے ہیں اور آخرت میں بھی عزتیں عطا کرتے ہیں، جو دنیا کے پیچھے بھاگنے والوں کو نہیں ملتیں۔

فقیری کا مزا شاہی میں نہیں:

دینِ اسلام میں وہ لذت ہے کہ ایسا تو ہوا کہ وقت کے بادشاہ نے شاہی چھوڑ کر مصلیٰ سنبھال لیا، فقیری اختیار کر لی لیکن آج تک ایسا نہیں ہوا کہ باخدا فقیر نے مصلیٰ چھوڑ کر شاہی اختیار کر لی ہو، جو مزا فقیری میں ہے وہ مزا شاہی میں نہیں ہے۔

اللہ والوں کے خادم:

جو دنیا کے بادشاہ ہیں ان کے خادم عام لوگ ہوتے ہیں اور اللہ والوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

خادم، وقت کے بادشاہ ہوا کرتے ہیں۔

سمرقند میں امیر تیمور کا مقبرہ دیکھنے کا موقع ملا، اوپر لکھا ہوا تھا ''امیرِ عالم'' (دنیا کا بادشاہ)۔ اسے اپنے وقت کا فاتحِ دنیا کہا جاتا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ جہاں اس کی قبر تھی اس کے بالکل اوپر ایک اور قبر تھی، حیران ہو کر پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ لوگ کہنے لگے: یہ اس کے شیخ کی قبر ہے، اس نے وصیت کی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے اس طرح دفن کرنا کہ میرا سر میرے شیخ کے قدموں کے بالکل قریب ہو۔ یہ دنیا کا فاتح ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں جہاں آرام فرما رہے ہیں، وہاں ان کے مقبرے پر جائیں تو ایک کھلی سڑک جاتی ہے، راستے میں ایک قبر کی وجہ سے اس سڑک کو دو حصوں میں تقسیم کر کے پھر ایک کر دیا گیا۔ اس عاجز نے وہاں کے سجادہ نشین سے پوچھا کہ اتنی اچھی سڑک جا رہی تھی، اس قبر کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی، سڑک بعد میں بنی یا قبر بعد میں بنی؟ کہنے لگے: قبر بعد میں بنی۔ میں نے کہا: اتنی اچھی سڑک کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کہنے لگے: جی بات یہ ہے کہ یہ شخص افغانستان کا بادشاہ تھا، حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا، اس نے وصیت کی تھی کہ جب میں مروں تو میرے شیخ کی قبر کو جو راستہ جاتا ہو، مجھے اس راستے پر دفن کرنا۔ اللہ اکبر!

اللہ والوں کی حکومت:

دنیا داروں کے خادم عام لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کے خادم وقت کے بادشاہ ہوا کرتے ہیں۔ بادشاہوں کی عزت وقتی ہوتی ہے، جب کہ اللہ والوں کی عزت دائمی ہوتی ہے۔ بادشاہوں کی حکومت لوگوں کے جسم پر ہوتی ہے، اللہ والوں کی حکومت لوگوں کے دلوں پر ہوا کرتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک انگریز اجمیر شریف آیا، واپس گیا تو اس نے لوگوں کو اپنے تاثرات بتائے۔ کہنے لگا: میں نے زندہ لوگوں کو تو حکومت کرتے بہت دیکھا ہے، میں اس ملک میں گیا ہوں جہاں ایک مقبرے کو دیکھا کہ قبر میں پڑا شخص لوگوں کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے۔

صبرِ جمیل اور ہجرِ جمیل:

انسان دنیا کے معاملات کو جلدی سمیٹ لیتا ہے، ایک صبرِ جمیل کے ساتھ اور ایک ہجرِ جمیل کے ساتھ۔ صبرِ جمیل کہتے ہیں کہ کوئی بھی کام ہو صبر کر لے، شکوہ نہ کرے۔ اگر کسی نے دکھ دیا تو انسان اس سے شکوہ ہی نہ کرے۔ ایک ہوتا ہے مقابلہ بازی کرنا، ضد بازی کرنا، جھگڑا بڑھا لینا، مومن دنیا کی خاطر الجھا نہیں کرتا۔ اگر کہیں پر کوئی تکلیف بھی پہنچے تو صبروا جمیلا، صبر کرتا ہے۔ اور صبر کا اجر اللہ رب العزت کے پاس ہے۔ اگر بہت ہی زیادہ کوئی معاملہ ہو تو ہجرِ جمیل، کیا مطلب؟ کہ جدائی بھی ہو تو اچھے انداز سے۔ آج تو تعلقات بھی ہوتے ہیں، عداوت بھی چلتی رہتی ہے۔ دشمنی کے رنگ میں ایک دوسرے کی خیر خواہی کر رہے ہوتے ہیں۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ دوست کون ہے؟ اور دشمن کون ہے؟

اس دنیا میں انسان کو مختلف طرح کے امتحانات سے گزرنا ہوتا ہے، خوشی بھی امتحان ہے اور غم بھی امتحان ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ اگر میرے بندے کو خوشی ملے تو میری بارگاہ میں شکر ادا کرے اور اگر اس کو کوئی غم ملے تو یہ اس پر صبر کر کے میرے نیک بندوں میں شامل ہو جائے۔ شکر کرنے والا بھی جنتی اور صبر کرنے والا بھی جنتی۔

دنیا ضِدّین کا مجموعہ ہے:

اس دنیا میں انسان کو مختلف قسم کے حالات سے گزرنا پڑتا ہے بلکہ دنیا تو ہے ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

ضدین کا مجموعہ۔علماء نے لکھا ہے کہ ضد سے چیزیں واضح ہوتی ہیں۔مثلاً اگر دن نہ ہوتا تو رات کی قدر نہ آتی، اندھیرا نہ ہوتا تو روشنی کی قدر نہ آتی، دھوپ نہ ہوتی تو سائے کی قدر نہ آتی، بیماری نہ ہوتی تو صحت کی قدر نہ آتی، موت نہ ہوتی تو زندگی کی قدر نہ آتی۔اسی طرح حق باطل بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں، اللہ تعالیٰ انسان کو حق کی طرف بلاتے ہیں اور شیطان انسان کو باطل کی طرف دعوت دیتا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ انسان کس کی مان کر زندگی گزارتا ہے؟ آیا نفسانی شیطانی خواہشات کے پیچھے لگ کر زندگی گزارتا ہے یا ان خواہشات کو دبا کر اپنے مالک کی فرمانبرداری میں زندگی گزارتا ہے۔یہ حق و باطل کی جنگ مخفی طور پر موت چلتی رہے گی۔

موت کا وقت مشکل ترین وقت:

اس لئے شیطان موت کے وقت اتنا زور لگاتا ہے جتنا وہ لگا سکتا ہے۔موت کا وقت انسان کے لیے مشکل ترین وقت ہوتا ہے۔اس لیے کہ شیطان اگر جیتے جاگتے ہوئے بہکا لیتا ہے تو موت کے وقت جب ہوش بھی پورا نہیں ہوتا اس وقت تو بہکانا اس کے لئے بڑا آسان ہوتا ہے۔انسان صرف اسی صورت میں بچتا ہے جب اللہ رب العزت کی مدد شامل حال ہوتی ہے ورنہ نہیں بچ سکتا۔

حق و باطل کی کھلی نشانیاں:

قرب قیامت میں اللہ تعالیٰ حق و باطل کی کھلی نشانیاں بھی دکھائیں گے۔مثال کے طور پر: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا اور دجال کا ظاہر ہونا یہ بھی حق و باطل کا واضح مقابلہ ہے۔ہم اگر غور کریں تو بڑی مشابہتیں ملیں گی۔مثال کے طور پر:

......اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا، ان کی صورت بشری بنائی اور فطرت ملکوتی بنائی۔اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے دجال کو پیدا کیا، اس کی صورت انسانی

www.besturdubooks.wordpress.com

بنائی مگر فطرت شیطانی بنائی۔

......اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں میں رکھا، قرب قیامت میں ان کو ملک شام کی مسجد کے منار کے اوپر نازل فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دجال کو پیدا کیا اور ایک جزیرے کے اندر رکھا، حدیث پاک میں اس کے لیے یَخْرُجُ اور ''یَظْھَرُ'' کا لفظ آتا ہے وہ ظاہر ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو انہوں نے پیدا ہوتے ہی عبدیت کا دعویٰ کیا۔ جب کہ دجال جب ظاہر ہوگا، اپنی الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔

......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں اتنی مال میں برکت ہوگی کہ کوئی بھی زکوٰۃ لینے والا بندہ نہیں ملے گا۔ دجال آئے گا تو اس کے ساتھ اتنی مال کی بہتات ہوگی کہ دنیا کے خزانے اس کے ساتھ چلیں گے۔

......اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا۔ اللہ کے اذن سے دجال کو بھی یہی استدراج کے طور پر دیا جائے گا، وہ بھی مردوں کو تھوڑی دیر کے لئے زندہ کرے گا۔

......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام پوری دنیا میں پہنچے گا، چنانچہ قرآن پاک کی آیت میں بتا دیا کہ ان کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ سب ان پر ایمان نہیں لے کر آئیں گے۔ دجال کا فتنہ بھی مشرق اور مغرب اور اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اس حق و باطل کی جنگ میں بالآخر فتح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام لد پر جا کر قتل فرمائیں گے۔

انسان میں حق و باطل کی مخفی جنگ:

مخفی طور پر یہ جنگ ہماری بھی ہو رہی ہے۔ زندگی میں آپ سوچیے ہر انسان کے دل پر اللہ رب العزت نے فرشتے کو متعین کیا، جو اس میں خیر کے جذبے کو ڈالتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ شیطان بنی آدم کے دل کے اوپر ڈیرے ڈال کر بیٹھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو خیر کی طرف بلا رہے ہوتے ہیں، شیطان اس کو برائی کی طرف بلا رہا ہوتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کے اوپر خیر غالب آتی ہے یا شر غالب آتا ہے۔ خیر غالب آئے تو اللہ رب العزت کی محبت دل میں آجاتی ہے۔

مٹی سے مانوسیت:

یاد رکھیں! کہ مرنے کے بعد مٹی میں جانا ہے، زندگی میں ہی مٹی سے مانوس ہو جائیں۔ اپنے نفس کو خود ہی مٹا دیں۔ جو اپنے آپ کو مٹی جیسا بنائے اس کو مسکین کہتے ہیں، یہ مسکین لوگ اللہ کو زیادہ پسند ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی محفل میں حاضر ہوتے تو ایک دوسرے کے پیچھے چھپ کر بیٹھتے کہ کپڑے کی پھٹی ہوئی جگہ سے جو جسم ہمارا ظاہر ہے اس پر کہیں محبوب ﷺ کی نگاہ نہ پڑ جائے اوٹ میں بیٹھ جاتے تھے۔ لیکن اللہ رب العزت کے ہاں اتنا مرتبہ کہ نبی ﷺ نے بعض موقعوں پر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے فقرائے مہاجرین کا تذکرہ کیا کہ اے اللہ! ان کی برکتوں سے ان دعاؤں کو قبول فرما لے۔

فقراء کی اغنیاء پر فضیلت:

جو شخص دنیا میں اللہ رب العزت سے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس بندے سے قیامت کے دن تھوڑے اعمال سے راضی ہو جائیں گے۔ ایک مرتبہ فقراء کی محفل تھی، نبی ﷺ نے ان سے تین باتیں فرمائیں:

اے فقراء! تم کو تین ایسی چیزیں نصیب ہیں جو دنیا میں اغنیاء کو حاصل نہیں۔ تمہیں جنت میں ایسی چیزیں اللہ تعالیٰ عطا کریں گے کہ جو چیزیں دنیا میں امیروں کو حاصل نہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱)......آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے فقراء قیامت کے دن میری امت کے امیروں سے ۵۰۰ سال پہلے جنت میں داخل کیے جائیں گے اور وہاں کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔

(۲)......فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فقراء کو تسبیح پڑھنے پر وہ اجر عطا فرمائیں گے جو مالداروں کو مال کے خرچ کرنے پر بھی نہیں ملے گا

(۳)......فرمایا: قیامت کے دن جنت میں فقراء کو اتنے بلند درجے عطا فرمائیں گے کہ مالدار لوگ جنت میں ان کے محلات کو اس طرح سے دیکھیں گے جیسے دنیا میں آسمان کے ستاروں کو دیکھا کرتے ہیں۔

فقراء سے دوستی کا فائدہ:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ فقراء سے دوستی رکھا کرو! اس لیے کہ قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ تم سے جنہوں نے دوستی کی یا تم نے جن سے محبت کی، تم خود بھی جنت میں داخل ہو جاؤ اور ان کو بھی ساتھ لے جاؤ۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک فقیر سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ! وہ کھڑا رہے گا تو فرشتے پوچھیں گے کہ آپ کو تو اجازت مل گئی پھر آپ کیوں کھڑے ہیں تو وہ کہے گا کہ مجھے شرم آرہی ہے کہ میں جنت میں چلا جاؤں اور جن لوگوں نے مجھے کھلایا پلایا وہ ابھی پیچھے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرمائیں گے اور حکم دیں گے کہ جتنے لوگوں نے تم سے محبت کا تعلق رکھا، ان کو بھی جنت میں لے جاؤ۔

ٹھنڈا سانس سو سال کی عبادت کے برابر:

ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگوں میں گزرے ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بندہ غریب ہے، اس کی ایک جائز تمنا ہے جو پوری نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کے پاس وسائل نہیں۔ مثلاً: ایک غریب آدمی ہے، اولاد زیادہ مگر آمدنی کم ہے، وہ جائز تمنا پوری نہیں کر پاتا، اس وجہ سے ٹھنڈی سانس لے لیتا ہے تو ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جائز تمنا پوری نہ ہونے پر فقیر کا ٹھنڈا سانس لے لینا، آدمی کی سو سالہ عبادت کے برابر ہے، اللہ اس کی ٹھنڈی سانس پر اتنا اجر دیتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارٌ

''مصائب کے اندر رحمت الٰہی کا انتظار کرنا، عبادتوں میں سے سب سے افضل عبادت ہے''

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر لوگ تذکرہ کرتے وقت کہتے ہیں: حضرت! بڑی دعائیں مانگتے ہیں، حالات نہیں بدلتے، پریشانیاں جان نہیں چھوڑتیں، اتنی مدت گزر گئی۔ ذرا اس حدیث کو تو سنیں! کہ جو آدمی مصائب کے اندر گرفتار ہو، دعائیں مانگتا ہو کہ اے اللہ! اس مصیبت کو ختم کر دے تو اس انتظار پر اس کو وہ اجر ملتا ہے جو عبادت کرنے والوں کو عبادت پر بھی نہیں ملتا۔ حالات، دنیا کے اعتبار سے اچھے نہ ہوں تو صبر کے ساتھ وقت گزارنے کے بعد اپنے رب کی رضا سے راضی رہیں۔ اہل دل ان کو کہتے ہیں جن کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے، جن کے دل اللہ کی محبت سے لبریز ہوتے ہیں اس لیے کسی غریب کو یا کسی گنہگار انسان کو کم نظر سے نہ دیکھیں! کیا پتہ وہ غریب آدمی اللہ کی نظر میں اس امیر کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہو اور کیا پتہ وہ گنہگار آدمی ایسی توبہ کرلے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیں۔

ایک گناہ گار اور ایک عابد کا انجام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جگہ جا رہے تھے۔ آپ نے ایک گنہگار کو دیکھا جو اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں پر بہت نادم اور شرمندہ تھا۔ گنہگار سے پوچھا، کہ تمہاری خواہش کیا ہے؟ کہنے لگا کہ بڑے گناہ کیے ہیں، بس یہی خواہش ہے کہ مالک معاف فرمادے۔ ذرا آگے ایک عبادت گزار کو دیکھا، عبادت گزار سے پوچھا کہ تیری کیا خواہش ہے؟ اس نے اس گنہگار کی طرف اشارہ کر کے کہا: میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ میرا حشر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمادی کہ اے میرے پیارے روح اللہ! آپ ان دونوں سے کہہ دو! ہم نے ان کی دعاؤں کو قبول کرلیا۔ جو گنہگار مجھ سے رحم طلب کررہا تھا میں نے اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل کر اس پر جنت واجب کردی اور عبادت گزار نے دعا مانگی تھی کہ مجھے اس کے ساتھ اکٹھا نہ کرنا، چونکہ اب وہ گنہگار جنت میں پہنچ چکا ہے، اس لیے میں اس عبادت گزار کو جنت کی بجائے جہنم میں داخل کروں گا۔ لہٰذا ہمیں اپنی عبادت پر ناز نہ ہو، گناہوں سے نفرت ہو گنہگار سے نفرت نہ ہو۔

غریب کی آہ سے ڈرو:

امیروں سے نہ ڈرو، غریبوں کی آہ سے ڈرو! اس لئے کہ امیر بھاگے گا تو حاکم کے دروازے پر جائے گا اور اگر غریب نے آہ بھر لی تو وہ اللہ تعالیٰ کے دروازے کو کھٹکھٹائے گی۔ اللہ رب العزت بڑے قدردان ہیں۔

ایک دفعہ سرداران قریش مکہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آقائے محبوب ﷺ کی چاہت تھی کہ اگر یہ دین میں آجائیں تو اور بہت سارے لوگ دین میں آجائیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کو نصیحت فرمانا شروع کردی۔ جب ان کو نصیحت فرمارہے تھے تو اس وقت ایک نابینا چلتا ہوا محبوب ﷺ کی خدمت میں آیا، طلبگار ہوا کہ مجھے بھی نصیحت کی جائے۔ نبی ﷺ کے ذہن میں بات آئی کہ یہ تو اپنا ہے، بعد میں بھی نصیحت فرماسکتے ہیں، قریشِ مکہ تو اب آکر بیٹھے ہیں تو یہ موقع اچھا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ جب اس نابینا صحابی نے اپنی بات بڑھانے کی کوشش کی تو نبی ﷺ کے دل میں کچھ رنجش پیدا ہوگئی، چہرہ مبارک پر غصے کے تھوڑے سے آثار آئے۔ اللہ رب العزت نے ان کے بارے میں قرآن مجید میں آیات اتار دیں۔ اپنے محبوب ﷺ سے محبوبانہ خطاب فرمادیا:

عَبَسَ وَتَوَلّٰی ○ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ○ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰی ○ اَوْ یَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی ○ وَ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ○ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ○ وَمَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّكّٰی ○ وَاَمَّا مَنْ جَآئَكَ یَسْعٰی ○ وَ هُوَ یَخْشٰی ○ وَ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی ○ (عبس:۱۔۱۰)

اور وہ بندہ جو دوڑتا ہوا آپ کی طرف آیا، تیز تیز چل کر آیا۔ دیکھو طلب ہو تو ایسی کہ بندہ نیک محفل میں جائے تو تیز تیز چل کر جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیسے آیا؟ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ یَسْعٰی۔ ایک تو یہ صفت کہ طلب ایسی کہ تیز تیز محفل میں آئے اور دوسری خاص صفت یہ کہ وَهُوَ یَخْشٰی کہ دل کے اندر خشیت تھی، ایسے بندے کی اللہ کے ہاں بڑی قدر ہوتی ہے۔ ایسی اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کی کہ روایات میں آیا ہے کہ اس کے بعد جب بھی وہ صحابی رضی اللہ عنہ آتے، تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھا دیا کرتے تھے۔ سرداران قریش اپنی جگہ پر، مسکین، غریب، نابینا اپنی جگہ پر۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیمانہ ہے، دل میں خشیت ہو، طلب ہو، اللہ کی محبت ہو، اس کی ظاہری حالت اس کی غریبوں والی بھی ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کے درجے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بڑے بوجھ والے لوگ:

آج پیمانے بدل گئے، جس کے پاس مال ہوتا ہے، کہتے ہیں: جی بڑے لوگ ہیں، ان کے گھر بڑے ہیں۔ کوٹھیاں ہوں تو کہتے ہیں کہ یہاں بڑے لوگ رہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ ان کے دلوں میں دنیا کی بڑائی ہے، دنیا والے ان کو بڑے لوگ کہتے ہیں۔ وہ بڑے لوگ نہیں ہوتے، وہ بڑے بوجھ والے لوگ ہوتے ہیں۔ بے چاروں کو پتہ نہیں حساب کتاب دینے میں کتنا وقت لگے گا؟۔

مالدار یا مال کے چوکیدار:

کئی لوگوں کو دیکھا کہ مالدار ہوتے ہیں اور کئی مال کے چوکیدار ہوتے ہیں۔ مالدار کون ہے؟ مالدار وہ ہے، جسے اللہ رب العزت بہت زیادہ مال دے اور وہ دونوں ہاتھوں سے اس کو دین کے کاموں میں لٹائے، یہ حقیقی مالدار ہے جو اس کو آخرت کے کاموں میں خرچ کر رہا ہے۔ اور جو جمع کرتا رہتا ہے اور خوش ہوتا رہتا ہے، یہ بندہ مالدار نہیں، مال کا چوکیدار ہے، جمع کر کے مر جائے گا۔ عیش اولاد کرے گی، قیامت کے دن حساب اِسے دینا پڑے گا۔

عزت والا کون؟

ہم دوسرے کی شخصیت میں نیکی دیکھیں تو اس کو عزت دیں، مال کی وجہ سے عزت نہ دیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴾

[بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے]

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جس بندے نے مالدار بندے کی عزت اس کے مال کی وجہ سے کی اس کے ایمان کا تیسرا حصہ ضائع ہو گیا''۔ ہماری نظر میں عزت پابندی شریعت کی ہو، نیک اعمال کی ہو۔ جس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہو اس کی عزت ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ اخلاص کو دیکھتے ہیں:

جتنے اعمال ہم لوگ کرتے ہیں وہ بخشوانے کے لئے ناکافی ہیں۔ اخلاص کی کمی ان کو ناکافی بنا دیتی ہے۔ اگر اخلاص کی کمی نہ ہو تو جتنے اعمال ہم کر رہے ہیں ذکر و فکر والے، یہ بخشوانے کے لئے کافی ہیں۔ مگر چونکہ اخلاص نہیں ہوتا، ریاکاری آ جاتی ہے اس لیے بڑے اعمال کے باوجود ان کا فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اخلاص کو دیکھا جائے گا۔ مخلص بندہ دو رکعت پڑھے گا، اتنا اجر ملے گا کہ غافل بندے کو ہزاروں رکعت پڑھنے پر بھی وہ اجر نہیں ملے گا۔ اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے کہ ''متقی آدمی کی دو رکعت پر اللہ تعالیٰ اتنا اجر دیتے ہیں جو غیر متقی کی ہزار رکعت پر نہیں دیتے''۔ لہٰذا اگر اخلاص میں کمی ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل قبول نہیں ہوگا۔

اخلاص کی کمی پر اجر کی کمی:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے، رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک قرآن مجید ہے، جس کے اوپر سنہری حروف کے ساتھ قرآن پاک لکھا ہوا ہے۔ سورۃ طٰہٰ خواب میں بھی پڑھی، بڑے خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کا اتنا اجر لکھ دیا گیا۔ جب شوق شوق سے دیکھ رہے تھے تو ایک صفحے پر دیکھا کہ اس میں کچھ آیات کی جگہ خالی ہے۔ تو خواب میں حیران ہوئے کہ یہ جگہ خالی کیوں ہے؟ سوچتے رہے، سوچتے رہے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی، خواب میں ہی خیال آیا کہ ہاں جب میں تلاوت کر رہا تھا، جب ان آیات پر میں پہنچا تو ایک واقف بندہ قریب سے گزرا، میرے دل میں خیال آیا کہ میری تلاوت سن کر خوش ہوا ہوگا، اتنا خیال پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کی تلاوت کے اجر سے محروم فرما دیا۔ پتہ یہ چلا کہ اخلاص کی کمی عملوں کے اجر کو کم کر دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وزنِ اعمال کی سائنسی توجیہہ:

اللہ تعالیٰ کے ہاں دستور ہے کہ جتنا زیادہ خلوص ہوگا اتنا اجر زیادہ ہوگا۔ آج سائنس کی دنیا ہے۔ کئی باتیں سائنس کی وجہ سے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہیں۔ امام بخاریؒ بخاری شریف میں جو آخری حدیث لائے، اس میں انہوں نے وزنِ اعمال کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ ختم بخاری شریف کی اکثر محفلوں میں درسِ حدیث دینے والے اکثر علمائے کرام وزنِ اعمال پر خوب تفصیل سے بات کرتے ہیں کہ قیامت کے دن انسانوں کے اعمال کو تولا جائے گا۔ پہلے دور میں اشکال پیش کیا جاتا تھا کہ اعمال کیسے تولیں گے؟ کیا ان کو بھی تولا جا سکتا ہے؟ اور آج کے دور میں دیکھ لیں تھرمامیٹر کے ذریعے گرمی کو بھی تولا جا سکتا ہے، سردی کو بھی تولا جا سکتا ہے، ہوا میں موجودنمی کو بھی تولا جا سکتا۔ ہر چیز کی پیمائش کے پیمانے بن گئے ہیں کہ ان کو کیسے تولا جا سکتا ہے۔ لیکن ذرا سائنس کی بات پر غور کریں تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ اعمال کو تولا جا سکتا ہے۔

سائنسی نقطہ سے فارمولا یہ ہے کہ ایک کمیت ہوتی ہے اور ایک کشش ثقل ہوتی ہے۔ فارمولا لکھتے ہوئے کمیت کو m لکھتے ہیں اور کشش ثقل کو g لکھتے ہیں۔ m اور g کو ضرب دیتے ہیں تو کسی بھی چیز کا وزن نکل آتا ہے۔ چنانچہ اگر ایک آدمی زمین پر ہے تو زمین کی کشش ثقل کے مطابق اس کا وزن ہوگا۔ وہی آدمی اگر چاند پر چلا جائے تو چونکہ اس کی کشش ثقل وہاں کم ہوگی، اسی بندے کا وزن وہاں جا کر کم ہوگا اور وہی بندہ اگر مریخ پر چلا جائے تو وہاں کشش ثقل بہت زیادہ ہوگی، اسی بندے کا وہاں وزن کئی گنا زیادہ ہوگا۔ بندہ وہی ہے کشش کے بڑھنے سے وزن بڑھ جاتا ہے اور کشش کے گھٹنے سے وزن کم ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بندہ اگر خلاء میں چلا جائے جہاں کشش ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی نہیں تو وہی جسم ہونے کے باجود اس بندے کا وزن نہیں رہے گا۔ چنانچہ جو لوگ خلاء میں جاتے ہیں وہ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھرتے ہیں، ان کا وزن ہی نہیں ہوتا۔ حالانکہ وزن ہے لیکن کشش نہ ہونے کی وجہ سے کتنے ہلکے وزن بن گئے تو سائنس کی اس بات سے اعمال کے وزن کی بھی توجیہ مل جاتی ہے۔

قیامت کے دن جس بندے میں ایمان کی کشش ہوگی اس کے اعمال وزن والے ہونگے اور جس کے اندر ایمان کی کشش نہیں ہوگی پہاڑوں کے برابر بھی خیر کے اعمال کیے ہونگے، اللہ کے ہاں کوئی وزن نہیں ہوگا۔ قیامت کے دن کافروں کے عملوں کا کوئی وزن ہی نہیں ہوگا۔

﴿ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴾ (الکهف: ۱۰۵)

[ہم قیامت کے دن ان کے اعمال کا کوئی وزن قائم نہیں کریں گے]

یہ نہیں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے اعمال کو پیش نہیں کریں گے، پیش تو کریں گے، کسی کی ہمدردی کی، ہاسپٹیل بنوادیا، یا کسی غریب کی مدد کی، یہ سب اچھے کام ہیں لیکن ان اچھے کاموں کا وزن نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ ان کے اچھے کاموں کے اندر ایمان کی کشش نہیں ہوگی۔ جب انکی g (کشش ثقل) زیرو ہے تو پھر m کمیت ساری دنیا سے بھی زیادہ ہو جائے پھر بھی وزن زیرو ہی رہے گا، سبحان اللہ۔ دیکھیے! اللہ رب العزت نے کیسی عجیب بات فرمادی کہ ہم ان کافروں کے عملوں کا وزن ہی قائم نہیں کریں گے۔

معلوم ہوا کہ ایمان اور اخلاص یہ کشش کی مانند ہیں۔ یہ کشش ثقل (Gravitaional force) ہیں جتنی زیادہ اس کو ہم بڑھاتے جائیں گے، اسی قدر ہم اجر زیادہ پائیں گے اور اگر اخلاص اور ایمان میں کمی آتی جائے گی، اسی قدر عمل کے اجر ملنے میں کمی ہوتی جائے گی۔

---

www.besturdubooks.wordpress.com

اجتماع کا بنیادی مقصد:

ہمارے اس اجتماع کا بنیادی مقصد اپنی زندگی میں اخلاص کو بڑھانا ہے۔ ہر بندہ جو اس اجتماع میں حاضر ہوا ہے، اس کو اپنی زندگی کو دیکھنا ہے کہ کیا میرا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو رہا ہے یا دنیا کی واہ واہ کے لیے ہو رہا ہے؟ یہ ایک غم ہے جو آپ اپنے دلوں میں لے کر یہاں تشریف لائے ہیں، لہٰذا گزارش یہ ہے کہ اس قیام کے دوران دنیا کے تذکروں سے پرہیز کیجیے۔ یہ جو دنیا کا Topic (موضوع) اتنا کھول کر بیان کیا، یہ اللہ رب العزت کو اتنی ناپسند ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ [دنیا ملعونہ ہے]

اللہ تعالیٰ نے جب سے اسے پیدا کیا، آج تک اس کو خوشی کی نظر سے نہیں دیکھا۔ یہاں آکر بھی اگر دنیا کے ہی تذکرے کرنے ہیں تو پھر اتنی قربانی کر کے آنے کا کیا فائدہ۔ شیطان کوشش کرے گا کہ جس کمرے میں آپ مل کر بیٹھے ہیں وہ اس کمرے میں کسی کو اِدھر کی بات سنائے گا، کسی کو اُدھر کی بات سنائے گا۔ ہم یہاں دنیا کے تذکرے کرنے تو نہیں آئے۔ باوجود اس کے کہ آپ ایک دوسرے کے قریب رہائش رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے پاس بیٹھے ہیں، دنیا کے تذکرے زبان سے ختم کر دیجیے۔

اجتماع میں وقت کیسے گزاریں:

یہ جو دو دن کا وقت ہے، ان دنوں میں دلوں کو اللہ کی طرف متوجہ رکھیے۔ وقوف قلبی، رابطہ قلبی کے ساتھ اپنا وقت گزاریے۔ دن رات ایک غم لگا ہو، ایک فکر لگی ہو جیسے معتکف آدمی اعتکاف میں بیٹھتا ہے، سمجھتا ہے کہ یہ وقت میں نے اللہ کے لیے وقف کر دیا، آپ بھی گویا یہ چند دن اللہ کی طرف توجہ رکھیے۔ آپ کھانے کی طرف تشریف لے جائیں دار العلوم میں، پھر بھی ہر وقت اللہ کی طرف دھیان رکھیے۔ کھانا

www.besturdubooks.wordpress.com

کھاتے ہوئے اپنا دھیان اللہ کی طرف رکھیے، جب آپ اللہ کے دھیان میں اپنا وقت گزاریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ تین دن میں اتنا فائدہ ہوگا کہ آپ محسوس کریں گے کہ میرے اندر سے دنیا کی طلب گھٹ گئی ہے، اللہ رب العزت کی طلب بڑھ گئی ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرے ہوئے دلوں کو واپس لے کر جائیں گے۔ شیطان کوشش کرے گا کہ وہ آپ کو دنیا میں الجھائے تو اپنے آپ کو الجھنے نہ دیجئے گا۔ اگر کوئی دنیا کی بات کرے بھی تو اسے منع فرما دیجیے۔

ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔

اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْهَا صَوْمٌ

[دنیا ایک دن کی ہے اور ہم نے اس ایک دن میں روزہ رکھا ہوا ہے]

اور ویسے بھی یہ بڑے قیمتی دن ہیں۔ آج کی رات 15 شعبان کی رات ہوگی، اس رات میں آئندہ پورے سال کا بجٹ بنایا جاتا ہے، آسمانوں پر اس کی اہمیت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھیے، یادِ الٰہی میں گزاریے کیا معلوم کہ یہ تین دن اللہ رب العزت کے ہاں ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائیں؟

چنے ہوئے لوگوں کا مجمع:

اجتماع میں معلوم نہیں کہاں کہاں سے دوست احباب تشریف لائے ہیں؟ اس محفل کی دعائیں قسمت سے ہمیں ایک دفعہ پھر مل گئیں کہ زندگی کے عام لمحات میں اگر ہماری دعائیں قبول ہونے کے قابل نہیں تو اس محفل میں کتنے لوگ ہیں جو اخلاص والے لوگ ہیں! بھئی! ہم گنہگار ہیں تو نیک لوگ بھی تو یہاں آئے ہوئے ہیں، کیا پتہ ان نیکوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں بھی قبول فرمالیں؟

الحمد للہ! دوست احباب خط لکھتے ہیں تو ان کے اوراد و وظائف اتنے اچھے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......ایسے لوگ بھی اس مجمعے میں ہیں جو ہزار بار کلمے کا ذکر کرتے ہیں۔
......ایسے بھی ہیں جو روزانہ سات ہزار بار کلمے کا ورد کرتے ہیں۔
......ایسے بھی ہیں جو روزانہ دس ہزار بار لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہیں۔
......ایسے بھی لوگ ہیں جو روزانہ ایک پارہ پڑھتے ہیں۔
......ایسے بھی لوگ ہیں جو روزانہ ایک منزل پڑھتے ہیں۔
......ایسے بھی لوگ ہیں جو روزانہ پندرہ پارے پڑھتے ہیں۔
......اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا معمول ایک قرآن پاک روز پڑھنے کا ہے، یا وہ جانتے ہیں یا ان کا شیخ جانتا ہے،

ایسے نہیں کہ یہ اٹھ کر آ گئے ہیں۔ الحمدللہ! چنے ہوئے لوگوں کا مجمع ہے، دل میں اللہ کی محبت ہے۔ چنانچہ ایسے بھی لوگ ہیں جن کو خواب میں نبی ﷺ کی ایک بار نہیں، دو بار نہیں درجنوں بار زیارت ہو چکی ہے۔ ایک ایسے بھی بزرگ ہیں کہ جن کو زندگی میں سو مرتبہ سے زیادہ دفعہ اللہ کے محبوب ﷺ کا دیدار ہو چکا ہے۔ ایک ایسے بھی ہمارے دوست ہیں، ابھی ملاقات نہیں ہوئی، پتہ نہیں آئے ہیں کہ نہیں، وہ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ میری زندگی کا کوئی ہفتہ نبی ﷺ کے دیدار کے بغیر نہیں گزرتا۔ ایسے بھی اس مجمع میں ہیں کہ ان کی زندگی کے گیارہ سالوں میں ایک دن بھی تہجد کی نماز قضا نہیں ہوئی۔ سب تو ایک جیسے نہیں ہیں، پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس محفل میں پہنچا دیا تو ہم اس کا فائدہ اٹھائیں۔ یہ باتیں عام طور پر کی نہیں جاتیں لیکن آپ دوستوں کی ترغیب کے لیے ہے۔ تاکہ احساس ہو کہ ہم کس مجمع میں وقت گزار رہے ہیں؟

اپنے وقت کو قیمتی بنائیں:

ہم بھی اس وقت کو قیمتی بنائیں، ماں کے پیٹ سے بن کر کوئی نہیں آتا، اس دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اپنے آپ کو بنانا ہے، یہ تین دن یوں سمجھ لیں کہ ہم نے اپنے آپ کو بنانے میں وقف کردیے ہیں۔ اگر ہمیں معمولات میں کمی کا شکوہ ہے تو اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ اللہ تعالیٰ ان میں استقامت عطا فرما دیں۔ اگر ہم اپنے نفس کے سامنے اپنے آپ کو عاجز محسوس کرتے ہیں تو تہجد کے وقت اٹھ کر اپنے رب کے سامنے اپنی فریاد کریں۔ اس طرح آپ ذوق وشوق سے وقت گزاریں گے تو رب کریم کی رحمتیں ہوں گی، دعائیں قبول ہونگی۔

ازلی دشمن سے ہوشیار!!!

ہم دو دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں، ایک اندرونی اور ایک بیرونی دشمن۔ ہمارا اندرونی دشمن ہمارا نفس ہے اور بیرونی دشمن شیطان ہے، یہ ازلی دشمن ہے۔ شیطان ملعون ہمیں دیکھتا ہے، ہم اس دشمن کو نہیں دیکھ سکتے۔ ایسا دشمن ہے کہ ہم کھانے پینے میں، ضروریات میں مشغول ہو جاتے ہیں اور وہ ہماری تاک میں رہتا ہے، کیونکہ اس کی ایسی کوئی ضروریات نہیں ہیں۔ ہم سو جاتے ہیں اس کو نیند بھی نہیں آتی، وہ ہر وقت ہمیں گرانے کے لیے مکر کرتا رہتا ہے۔ بعض دوستوں کو دیکھا کہ جب سونے کا وقت ہوتا ہے تو باتیں کرتے رہتے ہیں اور چونکہ رات جاگتے رہے، اس لیے جب صبح کا درس ہوتا ہے تو ان کو مراقبے کی شکل میں نیند آرہی ہوتی ہے۔ اپنے انفرادی اعمال کریں، اپنی انفرادی تلاوت، اپنی تسبیحات، اپنے معمولات کو پورا کریں پھر اس کی برکتیں دیکھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے یہاں اکٹھا ہونے کو قبول فرمالے اور ہم عاجز مسکینوں کے ٹوٹے پھوٹے نیک عملوں کو قبول فرمالے اور ہم سب کی بخشش فرمادے۔

واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ (النساء:۳۰۱)

تقویٰ کے ثمرات

حضرت اقدس دامت برکاتہم کا یہ بیان 28 ستمبر 2005ء کو بعداز نماز مغرب، جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں سالانہ اجتماع کے بعد خصوصی تربیتی مجالس میں ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اگر یہ عاجز سمجھانے کی خاطر سادہ لفظوں میں متقی کی تعریف کرے تو یہ ہوگی کہ جو انسان علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دے اور ایسی محتاط زندگی گزارے کہ قیامت کے دن اس کا گریبان پکڑنے والا کوئی نہ ہو، اس شخص کو متقی اور پرہیز گار کہتے ہیں۔ اس لیے جو شخص محتاط زندگی گزارے۔

......اللہ تعالیٰ کا حق بھی پورا کرے۔

......اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق بھی پورے کرے۔

......والدین کے حقوق بھی ادا کرے۔

......اولاد کے حقوق بھی ادا کرے۔

......ہمسایوں اور رشتہ داروں کے حقوق بھی پورے کرے

......اور دوست احباب کے حقوق بھی پورے کرے۔

اس شخص کو متقی اور پرہیز گار کہا جائے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کے ثمرات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ
(النساء: ۱۳۱)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

شبہ والی چیزوں کو چھوڑنے کا حکم:

تقویٰ، شریعت پر احتیاط کے ساتھ عمل کرنے کا دوسرا نام ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَ الْحَرَامُ بَيِّنٌ وَ مَا بَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ .

[حلال بھی بالکل واضح ہے اور حرام بھی بالکل واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں]

یعنی حلال اور حرام چیزوں کے درمیان کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو بندے کو شبہ میں ڈال دیتی ہیں۔ جو بندہ اللہ کی رضا کے لیے ان شبہ والی چیزوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے، وہ متقی اور پرہیز گار ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار عالم کی وصیت......!!!

تقویٰ ایمان والوں کے لیے بہت ضروری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ

(النساء: ۱۳۱)

[اور ہم نے تم سے پہلے اہل کتاب کو بھی یہ وصیت کی اور تمہیں بھی یہ وصیت کرتے ہیں کہ تم اللہ سے ڈرو!]

اس آیت میں اللہ رب العزت عجیب انداز میں اس امت کو اپنا حکم سنا رہے ہیں۔فرماتے ہیں کہ ہم نے پہلے اہل کتاب کو بھی وصیت کی اور تمہیں بھی وصیت کر رہے ہیں کہ تم اپنے اندر تقویٰ پیدا کرو! یعنی یہ ایک ایسا پیغام ہے جو پہلی امتوں کو بھی ملا اور اس امت کو بھی ملا ہے، اس کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے۔ وصیت وہ ہوتی ہے جو کسی بندے کی زندگی کا آخری پیغام ہوتا ہے۔عام طور پر تو نصیحت کی جاتی ہے لیکن تمام زندگی کی نصیحتوں کا جو نچوڑ ہوتا ہے اس کو وصیت کہتے ہیں ۔اللہ رب العزت نے یہاں تقویٰ کے لیے وصیت کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔اس بات سے بھی تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔اس کے بغیر کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں بن سکتا۔اسی لیے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ (یونس:۶۲)

[جان لو کہ جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ کوئی حزن ہوتا ہے]

خوف، باہر کے دشمن کے ڈر کو کہتے ہیں اور حزن، اندر کے غم کو کہتے ہیں، یہ دونوں چیزیں اولیاء کے اندر نہیں ہوتیں۔آگے فرمادیا کہ یہ اولیاء کون ہوتے ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾ (یونس:٦٢)

[جو ایمان لاتے اور انہوں نے تقویٰ کو اختیار کیا]

ایک اور مقام پر بڑی وضاحت کے ساتھ فرما دیا:

﴿ اِنْ اَوْلِيَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (الانفال:٣٤)

[اللہ کے دوست پرہیزگار ہوتے ہیں]

کوئی بھی فاسق و فاجر اللہ کا دوست نہیں بن سکتا۔

ولایت کے درجات:

ولایت کے دو درجے ہیں۔

(۱) ولایت عامہ (۲) ولایت خاصہ

جس بندے نے کلمہ پڑھ لیا، اسے ولایت عامہ کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ﴾ (البقرۃ:٢٥٧)

[اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا]

ولایت خاصہ کے لیے تقویٰ لازمی ہے۔ اس لیے جو انسان متقی اور پرہیزگار بنے گا، اسے ولایت خاصہ نصیب ہو گی یعنی اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔

تقویٰ...... اکابرین کی نظر میں:

اب تقویٰ کی حقیقت کو کھولنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو! اس کے چہرے کو دیکھنا تو حرام ہے لیکن اگر کوئی عورت برقع پہنے ہوئے ہے اور اس پر نظر

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑ گئی تو اس کے بارے میں شریعت یہ کہتی ہے کہ اس نے کوئی حرام کام نہیں کیا، تاہم غیر محرم عورت کے کپڑوں پر بھی نظر نہ ڈالنا، یہ تقویٰ ہے یعنی اس کے قد وقامت کا اندازہ بھی دل میں نہ لائے اور دل میں یہ خواہش بھی نہ اٹھے کہ اس کے کپڑوں کا رنگ پیلا ہے یا نیلا ہے۔

☆ ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا...... تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے پوچھا: کیا آپ کبھی خار دار راستے میں سے گزرے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں۔ پوچھا: کیسے گزرتے ہو، میں ایسے راستے سے بچ بچا کے اور سمٹ سمٹا کر گزرتا ہوں تا کہ میرا دامن کسی کانٹے میں الجھ نہ جائے۔ ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہی تقویٰ ہے کہ انسان اس طرح احتیاط کی زندگی گزارے کہ اس کا دامن کسی گناہ سے آلودہ نہ ہو۔

☆ ...... ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا، حضرت: متقی کون ہوتا ہے؟ فرمایا متقی وہ انسان ہوتا ہے جس کے قلب کی تمناؤں اور آرزوؤں کو اگر مجسم کر کے سر بازار لوگوں کو دکھائیں تو ان میں کوئی بھی ایسی تمنا نہ ہو جس کی وجہ سے اسے ندامت اور شرمندگی اٹھانا پڑے...... کیا مطلب؟ یعنی ظاہر میں گناہ کرنا تو دور کی بات، اس کے دل میں بھی کوئی ایسی تمنا نہ ہو کہ جس کے اظہار پر اسے ندامت اٹھانی پڑے۔

☆ ...... ہمارے حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ امام العلما والصلحا کہلاتے تھے۔ تقسیم ہند کے وقت حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے ایسے شاگرد تھے، جنہوں نے ان سے دورۂ حدیث کیا تھا۔ انہوں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ حضرت! جب پہلے کسی مسئلے کے بارے میں رجوع کی ضرورت پیش آتی تھی تو ہم آپ کی طرف رجوع کر لیا کرتے تھے۔ اب ملک تقسیم ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے ہمارا آپ کی خدمت میں آنا جانا مشکل ہے، اس لیے ہماری رہنمائی فرمائیں کہ اب ہم کیا کریں؟ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے تین حضرات کے نام لیے، جن میں سے ایک نام

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، کہ یہ ایک متقی اور متبع سنت بزرگ ہیں، اگر ان کے ساتھ تعلق رکھو گے تو پھر تمہیں کسی اور مربی کے پاس جانے کی حاجت نہیں رہے گی۔...... ایسے پکے بزرگ تھے کہ...... اگر ان کے خلفاء کے ناموں کی فہرست دیکھیں تو وہ کم بیش دو سو ناموں پر مشتمل ہے، ان تمام ناموں کے ساتھ ناظم، مہتمم، مفتی، حافظ اور قاری میں سے کوئی نہ کوئی نام ضرور ملتا تھا۔ یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو واقعی اہل علم حضرات کا امام بنا دیا تھا۔ ان سے کسی نے پوچھا: حضرت تقویٰ کیا ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہر وہ چیز جس کو اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آ جائے، اس کو چھوڑ دینا تقویٰ کہلاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تقویٰ کچھ کرنے کا نام نہیں، بلکہ نہ کرنے کا نام ہے۔ سالکین اس بات کو توجہ کے ساتھ سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ تقویٰ یہ نہیں کہ دو رکعت نفل پڑھ لیے یا صبح اٹھ کر لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگا لیں بلکہ کچھ کام نہ کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ کون سے کام؟...... جو کام اس کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیں ان کو چھوڑ دے، حرام کام بھی نہ کرے اور جس کام میں حرام کا شبہ ہو اس کو بھی نہ کرے، اس لیے اس کا نام پرہیزگاری پڑ گیا۔

اگر یہ عاجز سمجھانے کی خاطر سادہ لفظوں میں متقی کی تعریف کرے تو یہ ہوگی کہ جو انسان علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دے اور ایسی محتاط زندگی گزارے کہ قیامت کے دن اس کا گریبان پکڑنے والا کوئی نہ ہو، اس شخص کو متقی اور پرہیزگار کہتے ہیں۔ علم اور ارادے کی بات اس لیے کی کہ مشکوٰۃ شریف کی آخری احادیث کا مفہوم ہے کہ اس امت سے اللہ تعالیٰ نے خطا اور نسیان کو اٹھا لیا ہے۔ اگر بھول چوک سے کوئی کوتاہی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ جلدی معاف فرما دیتے ہیں، نقصان دہ وہ چیز ہوتی ہے جو جان بوجھ کر کی جائے۔ اس لیے جو شخص محتاط زندگی گزارے۔

......اللہ تعالیٰ کا حق بھی پورا کرے۔

......اللہ کے محبوب ﷺ کے حقوق بھی پورے کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......والدین کے حقوق بھی ادا کرے۔

......اولاد کے حقوق بھی ادا کرے۔

......ہمسایوں اور رشتہ داروں کے حقوق بھی پورے کرے

......اور دوست احباب کے حقوق بھی پورے کرے۔

اس شخص کو متقی اور پرہیزگار کہا جائے گا۔

اب ہم اپنی ججمنٹ خود کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے دلوں میں کس درجے کا تقویٰ لیے ہوئے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہر دوسرا بندہ ہمارا گریبان پکڑنے والا ہے؟

تقویٰ......قرآن مجید کی نظر میں:

قرآن مجید سمجھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ اس میں جا بجا تقویٰ کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اتنی تاکید شاید ہی کسی اور حکم کے بارے میں کی گئی ہو جتنی تاکید تقویٰ اختیار کرنے کی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ﴾ (البقرہ: ۲۲۳)

[اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے]

بلکہ ایک ایک آیت میں دو دو مرتبہ بھی تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے میں ایک سانس میں کوئی کام دو دفعہ کہوں، ایک دفعہ کہہ دینا بھی کافی ہوتا ہے، لیکن اگر ایک ہی سانس میں دو دفعہ کوئی بات کہوں گا تو اس سے اس بات کی تاکید بڑھ جائے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی تقویٰ کی اہمیت سمجھانے کے لیے ایک ایک آیت میں دو دو مرتبہ اس کا حکم دیا ہے۔ سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے! ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ (الحشر: ۱۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

[اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (قیامت کے دن) کے لیے کیا سامان بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو]

یہ ایک ہی آیت ہے اور اس میں دو مرتبہ اِتَّقُوا اللّٰه کے الفاظ آتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی کہہ دے کہ اتفاقاً ایک مرتبہ ایسا ہو گیا ہے، نہیں بلکہ سورۃ النساء میں بھی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ...... ﴾

(النساء:۱)

اب بتائیں، ہم قیامت کے دن کیا جواب دیں گے؟...... اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ایک ایک آیت میں دو دو مرتبہ اتقوا کا امر کیا اور تم نے اس کا مطلب ہی نہیں سمجھا تھا۔ صرف ونحو کے اعتبار سے طلباء کے لیے کوئی اتنا مشکل صیغہ تو نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آسکیں۔ یہ امر کا صیغہ ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ ہم اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ نفس ہمیں عمل نہیں کرنے دیتا۔

بلکہ ایک آیت میں تو تین مرتبہ تقویٰ کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا (المائدہ: ۹۳)

[جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں جو وہ کھا چکے، اب آئندہ کے پرہیزگار رہوئے اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے پھر پرہیزگار ہوئے اور ایمان لائے پھر پرہیزگار ہوئے اور نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے]

www.besturdubooks.wordpress.com

کاش! ہم اس کام کی اہمیت کو سمجھتے اور تقویٰ اختیار کرنے کا ارادہ کر لیتے۔

تقویٰ کے فوائد وثمرات

آیئے! قرآن مجید کی نظر میں دیکھیں کہ تقویٰ کے فوائد وثمرات کیا ہیں؟

(۱)......تکفیر سیّئات:

متقی بندہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بہت ہی جلدی معاف فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهٖ (الطلاق:۵)

(اور جو متقی بنے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے)

سبحان اللہ! یہ کتنا بڑا اجر ہے! انسان ہونے کے ناتے!!! اگر کوئی کوتاہی ہو بھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جلدی معاف فرما دیتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ چھوٹا بچہ ماں سے محبت رکھتا ہے، وہ ماں کے بغیر کہیں نہیں جاتا، اسے کوئی اٹھائے تو وہ ماں کی طرف بھاگتا ہے، تھوڑی دیر تک وہ ماں کا چہرہ نہ دیکھے تو روتا ہے، ماں پیچھے بھی ہٹائے تو ماں سے لپٹتا ہے، ماں بھی سمجھتی ہے کہ یہ میرے بغیر نہیں رہ سکتا، اس کے دل کو تسلی ہوتی ہے کہ یہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے۔ اب اگر بالفرض کبھی وہ چھوٹا سا بچہ کسی وقت اپنی ماں کے چہرے پر تھپڑ ہی لگا دے تو یہ تھپڑ لگانا جو ایک قابل سزا جرم تھا، اس پر ماں اسے سزا نہیں دیتی بلکہ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے چوم لیتی ہے، وہ سمجھتی ہے کہ یہ نادان اور ناسمجھ ہے، وہ اسے بچے کی ناسمجھی سمجھ کر جلدی معاف کر دیتی ہے کیونکہ وہ یہ بھی جانتی ہے کہ یہ مجھ سے پیار کرتا ہے۔ اسی طرح متقی انسان اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہوتا ہے کہ اگر بالفرض والتقدیر بتقاضائے شریعت وہ کبھی گناہ کا مرتکب بھی ہو بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے نادان سمجھ کر جلدی معاف فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں کہ یہ میرا ایسا بندہ ہے کہ اس کی لائف ہسٹری بتاتی ہے کہ یہ احتیاط برتتا ہے مگر اب اس سے کوتاہی ہوگئی ہے، چلو میں اب اسے معاف کر دیتا ہوں۔

اگر خاوند کو بیوی بڑی پیاری ہو تو اس کی چھوٹی موٹی غلطی وہ سنتا ہی نہیں ہے۔ ماں بتانا چاہے کہ تیری بیوی کی یہ غلطی ہے یا بہن بتانا چاہے کہ تیری بیوی کی یہ غلطی ہے تو وہ سنتا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ غلطی ہوتی ہے لیکن محبت کی وجہ سے وہ چشم پوشی اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح متقی انسان اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت وہ غلطی کر بھی بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو جلدی معاف کر دیتے ہیں۔ جیسے بڑے ملک چھوٹے ملکوں کے قرضے معاف کر دیتے ہیں اسی طرح اللہ رب العزت بھی ان گناہوں کے قرضے کو معاف کر کے سروں سے بوجھ کو ختم کر دیتے ہیں۔

(۲)......اعظام اجر:

تقویٰ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی بندے کو بہت زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

﴿ وَ يُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ﴾ (الطلاق: ۵)

[اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو بڑھا دیتے ہیں]

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کے اعمال کا ریٹ بڑھا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

⊙......دیکھیں سیزن ٹماٹر میں عام طور پر دو چار روپے کلو بکتا ہے، لیکن کئی مرتبہ سال میں ایسا وقت بھی آتا ہے کہ جب یہ عام دستیاب نہیں ہوتے۔ پچھلے سال ہم نے سنا کہ یہ سو روپے فی کلو کے حساب سے بکتا رہا ہے، ہے تو ٹماٹر مگر قیمت بڑھ گئی۔ تو یوں سمجھیے کہ متقی انسان جو اعمال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر Off season vegetables (غیر موسمی سبزی) کا ریٹ لگا دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◉......بعض اوقات آپ کو ایک کپڑا دس روپے گز ملے گا اور دوسرا کپڑا آپ کو پانچ سو روپے گز ملے گا، یہ بھی کپڑا ہے، وہ بھی کپڑا ہے، اس سے بھی بدن ڈھانپا جا سکتا ہے اور اس سے بھی بدن ڈھانپا جا سکتا ہے لیکن کوالٹی کا فرق ہے...... آج لوگ زیادہ قیمت دے کر اعلیٰ کوالٹی کی چیز خریدتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پیسے کی پرواہ نہ کرو! مجھے اعلیٰ چیز چاہیے۔ بالکل اسی طرح اللہ رب العزت بھی متقی بندے کے اخلاص والے محتاط عمل کو زیادہ ریٹ دے کر قبول فرما لیا کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ”متقی آدمی کی دو رکعت، غیر متقی آدمی کی ایک ہزار رکعت پر بھی فضیلت رکھتی ہے“۔

◉......ایک من مٹی بھی ایک من ہوتی ہے، ایک من لوہا بھی ایک من ہوتا ہے اور ایک من سونا بھی ایک من ہی ہوتا ہے۔ اس ایک من مٹی کی قیمت اور ہے، ایک من لوہے کی قیمت اور ہے اور ایک من سونے کی قیمت اور ہے۔ فاسق و فاجر لوگ، عام لوگ اور متقی لوگ ایک ہی نماز پڑھتے ہیں لیکن جو فسق و فجور کی زندگی گزارنے والا ہو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مٹی کا بھاؤ لگائیں، جو ہم جیسے عام لوگ ہوں، ان پر لوہے کا بھاؤ لگائیں اور اگر کوئی متقی اور پرہیز گار ہے، اس پر اللہ تعالیٰ سونے کا بھاؤ لگا دیں۔

◉......اگر آپ کسی بزنس مین کو کہیں کہ آپ اپنی چیز کو باہر بھیج دیں، وہاں ریٹ زیادہ لگے گا تو وہ ہر ممکن کوشش کر کے اپنے چاول وغیرہ ایکسپورٹ کرے گا۔ اس کو پتہ ہے کہ یہاں چاول کا معقول ریٹ نہیں ملتا، البتہ باہر چلے گئے تو شاید دوگنا ریٹ مل جائے گا۔ جس طرح ایک بزنس مین دوگنا مال حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح مومن بندے کے اعمال پر بھی اس کو کئی گنا بڑھا کر ریٹ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے اعمال ایکسپورٹ مارکیٹ کے مطابق بنائیں تاکہ ڈبل ریٹ ملے۔

◉......موٹی سی بات ہے کہ لوگ آٹھ گھنٹے دفتر میں کام کرتے ہیں، کوئی تین ہزار لے

www.besturdubooks.wordpress.com

کرآتا ہے اور کوئی تیس ہزار لے کرآتا ہے۔کاروباری حضرات ہوسکتا ہے کہ ایک لاکھ لے کے آتے ہوں۔وقت ایک جیسا ہے مگراجرت مختلف ہوتی ہے۔متقی آدمی بھی اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہوتا ہے کہ وہ بھی عمل تو عام آدمی کی طرح ہی کرتا ہے مگر اس کے تقویٰ کی بنا پر اللہ رب العزت اس کے عمل پر اس کو بہت بڑا اجر عطا فرمادیتے ہیں۔

(۳)......اعطائے فرقان:

تقویٰ کی بنا پر اللہ تعالیٰ انسان کو ایک نور عطا فرمادیتا ہے۔اس کو نور فراست کہہ لیجئے۔قرآن مجید کی زبان میں اس کو فرقان کہا گیا ہے۔چنانچہ فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ فُرْقَانًا ﴾

[اور جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فرقان عطا فرمادیتا ہے]

یہ ایک نور ہوتا ہے جس کی وجہ سے بندے کو کھوٹے اور کھرے کا فوراً پتہ چل جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے قوت فارقہ یعنی فرق بین الحق والباطل کی نعمت عطا فرما دیتے ہیں۔اسے اچھے اور برے کی فوراً تمیز ہو جاتی ہے۔یہ نعمت اللہ والوں کے پاس موجود ہوتی ہے۔اسی لیے فرمایا:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

(مومن کی فراست سے ڈرو! وہ اللہ رب العزت کے نور سے دیکھتا ہے)

کہ فراست مومنانہ بڑی عجیب نعمت ہے۔اس امت کے اولیاء کو کثرت سے یہ نور فراست عطا ہوا۔اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

ولادت سے پہلے بیٹی کی خبر:

سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے اپنی وفات سے کچھ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کو بلایا۔فرمایا کہ میری یہ جائیداد اپنے دو بھائیوں میں اور دو بہنوں میں تقسیم

www.besturdubooks.wordpress.com

کر دینا۔انہوں نے عرض کیا: وہ کیسے؟ میری تو ایک بہن ہے۔فرمایا نہیں، تمہاری والدہ امید سے ہے اور میرے وجدان نے مجھے بتایا ہے کہ اب مجھ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹی عطا فرمائیں گے۔اس لیے اس کو بھی شمار کیا ہے۔پھر ایسا ہی ہوا کہ ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی اہلیہ کو بیٹی عطا ل فرمائی اور ان کی بات سو فیصد سچ نکلی۔یہ فراست ہے جو اللہ تعالیٰ دل میں القا فرما دیتے ہیں۔

خواب سنے بغیر تعبیر:

البدایہ والنہایہ میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ایک مرتبہ حضرت علی ؓ نے خواب میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا دیدار کیا۔انہوں نے خواب میں دیکھا کہ نبی علیہ السلام نے فجر کی نماز پڑھائی اور انہوں نے پیچھے پڑھی۔پھر نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ نمازیوں کی طرف رخ انور کر کے بیٹھ گئے۔اس دوران میں ایک عورت آئی اور اس نے کھجوروں کا ایک بھرا ہوا تھال پیش کیا۔نبی اکرم ﷺ نے اس میں سے دو کھجوریں لے کر حضرت علی ؓ کو کھانے کے لیے دیں۔جب انہوں نے وہ کھجوریں کھائیں تو انہیں بڑا مزہ آیا۔اسی دوران ان کی آنکھ کھل گئی......انہیں خواب دیکھنے کا بھی بڑا مزہ آیا۔ایک تو محبوب ﷺ کا دیدار ہوا، دوسرا ان کے پیچھے نماز پڑھی اور تیسرا ان کے ہاتھوں سے کھجوریں کھائیں۔

حضرت علی ؓ فجر کی نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے، یہ خلافتِ فاروقی کا زمانہ تھا، سیدنا عمر فاروق ؓ تشریف لائے اور انہوں نے نماز پڑھائی۔اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیے کہ انہوں نے نماز میں وہی دو سورتیں پڑھیں جو خواب میں نبی علیہ السلام نے نماز میں پڑھی تھیں۔حضرت علی ؓ بڑے حیران ہوئے۔پھر حضرت عمر ؓ نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔حسنِ اتفاق دیکھیں کہ ایک عورت نے امیر المومنین کی طرف کھجوروں سے بھرا ہوا ایک تھال پہنچایا۔حضرت عمر ؓ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس میں سے دو کھجوریں اٹھائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھانے کے لیے دیں۔ جب انہوں نے کھجوریں کھائیں تو ان کا دل بڑا خوش ہوا۔ دو کھجوریں کھانے کے بعد انہوں نے کہا امیر المومنین! مجھے اور بھی دیجیے۔ اس بات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسکرائے اور فرمانے لگے:

اگر آپ کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور بھی دی ہوتیں تو میں اور بھی عطا کر دیتا۔ یہ نور فراست ہوتا ہے جو تقویٰ کی بنا پر انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ نعمت ہر بندے کو نصیب نہیں ہوتی۔ اگر آپ غور کریں تو یہ چیز آج زندگیوں سے نکلتی جا رہی ہے۔

بدنظری کا فوری ادراک:

ایک مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ ایک صاحب ان کی مجلس میں حاضر ہوئے ان کی نظر راستے میں کہیں غیر محرم پر پڑ گئی تھی۔ آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا:

"لوگوں کو کیا ہو گیا، ہماری محفل میں بے مہابہ چلے آتے ہیں اور انکی نگاہوں سے زنا ٹپکتا ہے۔"

وہ یہ بات سن کر گھبرا گئے اور کہنے لگے۔ کیا اب بھی وحی اترتی ہے؟ فرمایا: نہیں یہ وحی نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی طرف سے ایک فراست ہے جو مومن کو عطا کر دی جاتی ہے۔

فراست مومن کا مطلب:

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں بیٹھے تھے، ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اس نے جبہ بھی پہنا ہوا تھا اور عمامہ بھی باندھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بظاہر منور نظر آ رہا تھا۔ گورا، چٹا، خوبصورت تھا، وہ آ کر کہنے لگا۔ حضرت! مجھے آپ ایک حدیث کا مطلب سمجھا دیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا، کونسی حدیث؟ اس نے کہا، حدیث یہ ہے۔

اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله

(مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے)

حضرت نے اس کا چہرہ دیکھا اور فرمایا او نصرانی کے بیٹے! اس کا مطلب یہ ہے کہ تو کلمہ پڑھ اور مسلمان ہو جا! یہ سن کر اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ وہ کہنے لگا، واقعی میں نصرانی ہوں، میں اس لیے آیا تھا کہ میں پہلے آپ سے اس کا معنیٰ پوچھوں گا اور پھر میں آپ کو لوگوں میں رسوا کروں گا کہ آپ اتنے بڑے شیخ بنے پھرتے ہیں لیکن اتنا بھی پتہ نہ چلا کہ میں مومن ہوں یا نہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ واقعی یہ ایک نعمت ہے جو مومن بندے کے دل میں عطا ہوتی ہے۔ لہٰذا اب میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ اللہ اکبر!!!

تمہارے گھر میں سؤر کیسے......!!!

حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بہت محتاط بزرگ تھے۔ ان کی زندگی میں بڑا تقویٰ تھا۔ اگر کوئی آدمی ان کو کوئی مشتبہ مال کی چیز کھانے کے لیے دیتا تھا تو آپ قبول ہی نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک آدمی نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرتؒ کے لیے مشتبہ مال سے بہت زیادہ کھانا بنوایا، تقریباً پچیس تیس ڈشز بنوائیں۔ اس کے علاوہ دال بالکل حلال مال سے بنوائی۔ جب حضرت دسترخوان پر تشریف لائے تو فقط دال کے ساتھ روٹی کھا کر اٹھ گئے، باقی کسی اور چیز کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھایا۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھے یہ واقعہ سنایا کہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی سفر پر تھے۔ اس دوران حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ میں کسی پروگرام کیلیے تشریف لائے اور واپسی پر اچانک چکوال تشریف لے آئے۔ جب حضرتؒ اچانک تشریف

www.besturdubooks.wordpress.com

لائے تو میں خوش بھی ہوا اور حیران بھی ہوا۔ میں نے گھر میں والدہ صاحبہ کو آکر بتایا کہ حضرتؒ تشریف لائے ہیں، ان کے لیے کھانا بنائے۔ میں نے حضرتؒ کو بٹھایا، پانی پلایا اور جب دسترخوان لگایا تو حضرتؒ نے دسترخوان کی طرف ایک مرتبہ دیکھا اور پھر مجھے دیکھ کر فرمانے لگے: ''تمہارے گھر میں سؤر کیسے داخل ہوگیا؟''۔ فرماتے ہیں کہ میں فوراً واپس والدہ صاحبہ کے پاس گیا اور ان سے کہا: امی جان حضرت تو کھانے کی طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھا رہے اور مجھے غصے سے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ تمہارے گھر میں یہ سؤر کیسے داخل ہوگیا۔ امی جان سر پکڑ کر کہنے لگیں ''او ہو! غلطی میری ہے۔ یہ میرے ہمسائے والی عورت مدتوں سے مجھے کہہ رہی تھی کہ جب کبھی تمہارے پیر صاحب آئیں گے تو اس دفعہ کھانا میں بنا کے دوں گی، اور مجھے خیال ہی نہ رہا کہ حضرت محتاط غذا کھاتے ہیں۔ میں نے پڑوسن کا حق سمجھ کر اسے ہاں کر دی تھی، لہٰذا یہ ہمارے گھر کا کھانا نہیں پڑوس کے گھر کا کھانا ہے''۔ تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ اس کے خاوند کا مال تو حلال تھا مگر اس نے اپنی رقم کو سود والے اکاؤنٹ میں رکھا تھا، لہٰذا وہ بھی حرام بن گیا۔

چالیس دن میں القائے نسبت:

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا نورفراست بہت مشہور تھا۔ فرماتے تھے کہ چالیس دن تک میرے پاس رہو اور جو چیز کھانے کے لیے میں بتاؤں وہ کھاؤ۔ تو میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید کرتا ہوں کہ ان چالیس دنوں میں تمہارے سینے کو نسبت کے نور سے روشن فرما دیں گے۔ سبحان اللہ۔

انگوروں سے مردوں کی بدبو:

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرتبہ کوئی مرید آیا اور اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کچھ انگور کھانے کے لیے پیش کیے۔ حضرتؒ اس میں سے کچھ انگور توڑ کر منہ میں ڈالنے لگے تو واپس رکھ دیے، فرمایا: مجھے ان میں سے مردوں کی بو آ رہی ہے۔ اس نے کہا: حضرت بازار سے لایا ہوں، لیکن حضرتؒ نے واپس کر دیے۔ حضرتؒ کے اس عمل کی وجہ سے اس کے اندر تجسس پیدا ہوا اور اس کی تحقیق کے لیے کمر بستہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ دکاندار کے پاس گیا اور پوچھا: جی آپ نے یہ انگور کہاں سے لیے؟ اس نے کہا: ایک دیہاتی بندے کا انگوروں کا باغ ہے۔ وہ لاتا ہے اور میں اس سے خریدتا ہوں۔ اس نے کہا۔ مجھے اس کا ایڈریس بتاؤ! اس نے اس کا پتہ دے دیا۔ جب اس آدمی نے جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ اس شخص نے ایک پرانے قبرستان کی زمین ہموار کر کے وہاں انگوروں کی بیلیں لگائی ہوئی تھی۔

یہ علم غیب نہیں:

عزیز سالکین! یہ کوئی علم غیب نہیں ہوتا، اپنا دماغ بالکل صاف رکھنا۔ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ یہ تو علم غیب بن گیا، ہرگز نہیں، بلکہ یہ ایک نور فراست ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیارے بندوں کو ایسی حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچانے کے لیے فہمِ سلیم عطا کر دی جاتی ہے، ان کے دل میں القا کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ان چیزوں کے استعمال کرنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس کو نور فراست، فرقان، وجدان، قوت فارقہ اور فراست مومنانہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو بندہ پولیس کے محکمہ میں تیس چالیس سال کوتوال رہے۔ پھر اسکے سامنے سے پانچ بندے گزریں تو ان کو دیکھ کر کہتا ہے کہ ان میں سے یہ نشئی آدمی ہے۔ حالانکہ اس کو تو نہیں پتہ ہوتا لیکن جب تحقیق کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ واقعی وہ نشہ کرنے والا بندہ ہوتا ہے۔ اسے کیسے پتہ چلتا ہے؟ اس لیے کہ اس کا تجربہ ہوتا ہے اور اس تجربہ کی وجہ سے اس کو پہچان حاصل ہو جاتی ہے، ہم نہیں پہچان

www.besturdubooks.wordpress.com

سکتے مگر کوتوال پہچان لیتا ہے۔اسی طرح یہ چیز بھی تجربے سے تعلق رکھتی ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کو بھی ایسی چیزیں سمجھا دیتے ہیں۔

(۴)......اخراج من الضیق:

انسان کو تقویٰ کی وجہ سے اخراج من الضیق کا ثمرہ بھی حاصل ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ بندے کے لیے تنگی میں سے راستہ نکال دیتے ہیں۔چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴾ (الطلاق:۲)

(اور جو بھی تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے مخرج نکال دیتے ہیں)

حاسدین کے خلاف خدائی مدد:

کچھ حاسدین نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگانے کی کوشش کی۔ حاسد تو دنیا میں ہوتے ہی ہیں۔یاد رکھیں کہ جہاں فضل وکمال ہوگا وہاں آپ کو بہت زیادہ حاسد ملیں گے۔چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو فقاہت میں بلند مقام حاصل تھا۔اس لیے آپ کو باقی ائمہ کے حاسد اتنے نہیں ملیں گے۔وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم کسی کی نہیں مانتے،وہ کسی اور پر الزام تراشی نہیں کریں گے۔آپ کبھی ان کی زبان سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ،امام مالک رحمۃ اللہ علیہ،اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہیں سنیں گے۔ان کے تمام اعتراضات بالآخر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ہوتے ہیں۔کائنات میں سب سے زیادہ فضل وکمال اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا اس لیے ان کے حاسدین بھی دنیا میں سب سے زیادہ ہیں۔اسی لیے اللہ نے قرآن میں اتارا،

﴿ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾ (الفلق:۵)

حاسدین نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگانے کی کوشش اس طرح کی کہ ایک عورت جس کے اخلاقی حالات اچھے نہیں تھے،اس کو مال پیسہ دینے کا لالچ دیا اور کہا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ تم اس نعمان (امام اعظمؒ) کو کسی طرح اپنے گھر میں بلاؤ، ہم تجھے اتنے پیسے دیں گے۔ وہ پوری صورت حال کو سمجھ نہ پائی۔ اس نے کہا کہ اچھا یہ تو اتنا بڑا کام نہیں ہے میں کوئی بہانہ کرلوں گی۔

جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر آنے لگے تو وہ عورت انتظار میں تھی۔ وہ یکدم دروازہ کھول کر باہر نکلی اور کہنے لگی کہ میرا خاوند آخری لمحات میں ہے، وہ کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے، آپ مہربانی فرما کر اس کی وصیت سن کر لکھ دیجیے۔ اب اگر ایسی صورت حال اچانک پیش آجائے تو آدمی اس کو سچ سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت جیسے ہی اس کے گھر کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ حاسدین پہلے سے موجود تھے، انہوں نے ان کو بھی پکڑ لیا اور اس عورت کو بھی پکڑ لیا اور کہا: دیکھو! یہ اتنے بڑے عالم بنے پھرتے ہیں اور رات کے وقت اجنبیہ کے گھر میں آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ بات حاکم وقت تک پہنچادی۔ حاکمِ وقت نے کہا کہ ان دونوں کو جیل میں بند کر دو، میں صبح اٹھ کر معاملہ کی تحقیق کروں گا۔ اس طرح ان دونوں کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔

حضرتؒ باوضو تھے۔ چنانچہ آپ نے وہیں اپنا کپڑا بچھایا اور نفل پڑھنا شروع کر دیے۔ جب کافی دیر تک نفل پڑھتے رہے تو عورت کے دل میں خیال آیا کہ میں عورت ہوں، جوانی کی عمر میں ہوں، اندھیرا بھی ہے اور تنہائی بھی ہے، لیکن یہ شخص اتنا نیک ہے کہ میری طرف دھیان ہی نہیں کر رہا۔ چنانچہ اب اس کو احساس ہوا کہ اتنے نیک بندے کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا۔ بالآخر اس نے احساس ندامت کے ساتھ سوچا کہ میں ان کے سامنے حقیقت کھول دوں۔

چنانچہ جب آپ نے سلام پھیرا تو وہ کہنے لگی: جی میں آپ کے سامنے اس سارے ڈرامے کی حقیقت کھولنا چاہتی ہوں۔ فرمایا: بتاؤ! وہ کہنے لگی کہ کچھ لوگوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے اس، اس طرح ورغلایا تھا، میں نے ان کے کہنے پر یہ کوتاہی کر لی، اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ تو میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، لہٰذا اب مجھے شرمندگی ہو رہی ہے۔

حضرت نے فرمایا: اچھا اگر یہ معاملہ ہے تو تجھے میں ایک ترکیب بتاتا ہوں اور تم اس پر عمل کرو! اس نے پوچھا: کونسی ترکیب؟ حضرت فرمایا کہ تم جیل کے پہریدار کے پاس چلی جاؤ اور اس سے کہو کہ مجھے یہاں اچانک پکڑ کر پہنچا دیا گیا ہے اور میرے گھر میں کچھ تقاضے تھے، میں چاہتی ہوں کہ میں جا کر وہ تقاضے پورے کرلوں اس لیے تو میرے ساتھ گھر تک چل! میں وہ تقاضے پورا کر کے تیرے ساتھ واپس آ جاؤں گی، امید ہے کہ وہ تم پر اعتماد کر لے گا۔ اس کے بعد تم پہریدار کے ساتھ میرے گھر چلی جانا اور وہاں میری بیوی کو پوری بات سنا دینا، تم اپنا برقعہ میری بیوی کے حوالے کر دینا اور اسے کہنا کہ وہ اس سپاہی کے ساتھ میرے پاس آ جائے۔ اس نے اس ترکیب پر عمل کیا اور کچھ دیر بعد امام صاحب کی بیوی ان کے کمرے میں پہنچ گئی۔

اگلے دن حاکم وقت نے دربار لگایا۔ وہاں حاسدین کا ایک جم غفیر تھا کہ آج ہم دیکھیں گے کہ یہ اس مصیبت سے کیسے نکلتے ہیں؟ حاکم وقت نے آ کر کہا: ''نعمان! تم اتنے بڑے عالم ہو کہ لوگ تمہیں جبال العلم سمجھتے ہیں، تمہارا یہ عمل ہے کہ تم رات کے وقت تنہائی میں ایک اجنبیہ کے ساتھ ہوتے ہو۔''

آپ نے فرمایا: نہیں میں تو اجنبیہ کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اس نے کہا کہ یہ تمہارے ساتھ تو ایک اجنبیہ عورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ اجنبیہ تو نہیں ہے، آپ میرے سسر کو بلا لیجیے اور ان سے کہیے کہ آ کر اس کو پہچانے کہ یہ کون ہے؟ چنانچہ جب سسر آئے اور اس نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو میری بیٹی ہے اور میں نے اتنا عرصہ پہلے امام صاحب کے ساتھ اس کا نکاح کیا تھا۔ اللہ اکبر!!!...... اللہ تعالیٰ بندے کو حاسدین اور

www.besturdubooks.wordpress.com

دشمنوں کی ایسی چالوں سے بھی باہر نکال دیتے ہیں، جہاں سے انسان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ کیسے نکلے، متقی بندے کو اللہ تعالیٰ نکال دیتے ہیں۔

نامساعد حالات میں خروج کا راستہ:

معاشرتی زندگی گزارتے ہوئے انسان کو بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً: بیٹی کے رشتے کا مسئلہ ایسا الجھ جاتا ہے کہ رشتے آتے ہی نہیں۔ اس طرح ماں باپ کی راتیں جس بے قراری میں گزرتی ہیں وہ کسی دوسرے کو بتا ہی نہیں سکتے۔ جہاں ماں باپ کا ایک ہی جوان العمر بیٹا پڑھ کر فارغ ہوا ہو اور دھکے کھاتے ہوئے دو سال گزر جائیں اور روزگار کا سبب نہ بن رہا ہو تو جب وہ شام کو خالی واپس آتا ہے تو ماں ہی بتا سکتی ہے کہ اس کے دل پر کیا گزرتی ہے! بعض اوقات آدمی کاروبار شروع کرتا ہے اور دوسرے لوگ اس کے پیسے دبا کر بیٹھ جاتے ہیں، وہ دیتے ہی نہیں، اب کرے تو کیا کرے؟ ایسے موقع پر شیطان بندے کو بہکاتا ہے اور اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ لگتا ہے کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ پھر عملیات والوں کے پیچھے بھاگتا ہے اور کہتا ہے کہ کسی نے ہمارا کاروبار باندھ دیا ہے۔ او خدا کے بندو! کوئی کاروبار نہیں باندھتا، رزق کا معاملہ تو اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ﴾ (الشوریٰ : ۱۲)

ہمارے ان مسائل کا حل کہیں اور ہوتا ہے اور ہم کہیں اور بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ پہلے پریشانی کم ہوتی ہے اور عملیات والے الٹا اور زیادہ پریشان کر دیتے ہیں۔ جب انسان کو دروازہ بند نظر آئے، چاروں طرف دیوار نظر آئے، کچھ سمجھ میں نہ آئے کہ میں ان حالات میں کیا کروں، اس کو ضیق اور تنگی کہتے ہیں۔

قرآن مجید کی یہ آیت بتا رہی ہے کہ اللہ رب العزت متقی بندوں کے لیے ایسے

www.besturdubooks.wordpress.com

بند حالات میں بھی دروازہ نکال دیتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴾ (الطلاق:۲)

[اور جو انسان تقویٰ اختیار کرے گا اللہ رب العزت اس کے لیے مخرج بنا دیں گے]

مخرج کو انگریزی میں Exit (ایگزٹ) کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ متقی بندے کو مشکل حالات میں ایگزٹ کا سائن دکھا دیتے ہیں۔ آج کل بڑی بڑی بلڈنگز بنی ہوتی ہیں۔ اگر وہاں کسی وجہ سے روشنی بند ہو جائے تو کچھ روشنیاں جل جاتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ باہر جانے کا راستہ ادھر ہے۔ اس راستے کو ایگزٹ ڈور کہتے ہیں۔ بس یونہی سمجھ لیں کہ جو انسان متقی ہوتا ہے، اگر وہ کبھی حالات کی پریشانی اور مصیبت میں کسی وجہ سے گھر بھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایگزٹ کی بتیاں جلا کر نکلنے کا راستہ دکھا دیتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کو آسان کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴾ (الطلاق : ۴)

[اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام کو آسان کر دیتا ہے]

چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ متقی لوگوں کے کام خود بخود سنورتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے کوئی بڑی طاقت اس بندے کے کاموں کو خود بخود سنوارتی جاتی ہے۔ ان کے کاموں میں مدد الٰہی شامل ہوتی ہے۔

(۵)......رزق بے حساب:

اللہ تعالیٰ متقی آدمی کو بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں۔ اسے ایسی طرف سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ متقی آدمی کے لیے ارشاد فرماتے ہیں:

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق : ۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

[اور اللہ تعالیٰ اس کو ایسی طرف سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان ہی نہیں ہوتا]

نوٹوں سے بھرا سوٹ کیس:

حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے خانیوال میں مسجد بنوائی۔ یہ وہ مسجد پورے شہر کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ لوگوں نے اس مسجد کا نام ''بے چندہ مسجد'' رکھا۔ کیونکہ حضرتؒ نے کبھی اس مسجد کے لیے چندہ بھی نہیں کیا تھا۔ یہ مسجد بہت ہی عالیشان ہے۔

والدہ صاحبہ نے یہ بات سنائی (کتابوں میں بھی مرقوم ہے) کہ ایک مرتبہ حضرتؒ کام کرنے والے لوگوں کی تنخواہیں نہ دے پائے...... پھر اللہ تعالیٰ بھی کام کرنے والے، صابر، شاکر، محبت کرنے والے اور مجاہدے کرنے والے دے دیتے ہیں۔ حضرتؒ نے مزدوروں اور مستریوں سے یہ طے کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دے گا تو ہم آپ کو دے دیں گے اور اگر پاس نہیں ہوگا تو آپ بھی مانگنا اور ہم بھی اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے۔ چنانچہ اس بات کی بنا پر لوگ کام کرتے تھے۔ عید الفطر کی آمد آمد تھی۔ اب حضرتؒ متفکر ہوئے کہ ان حضرات کی چند ماہ سے پیمنٹ رکی ہوئی ہے، آخر عید کے موقع پر بیوی بچوں کے اخراجات ہوتے ہیں، اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو ہم ان کی پیمنٹ کر دیتے۔ چنانچہ آپ دو رکعت پڑھتے اور پھر دعا مانگتے، پھر دو رکعت پڑھتے پھر دعا مانگتے۔

ایک دفعہ ایک آدمی حضرتؒ سے ملنے آیا، وہ جاتے ہوئے کہنے لگا، حضرت! میں یہ سوٹ کیس آپ کے لیے ہدیہ لایا ہوں۔ حضرتؒ نے فرمایا: بہت اچھا! آپ یہ سوٹ کیس اس بچے کو دے دیں تاکہ یہ گھر پہنچا دے۔ اس نے وہ سوٹ کیس بچے کو دے دیا اور اس نے اسے گھر پہنچا دیا۔ جب وہ گھر لے کر پہنچا تو اس وقت والدہ صاحبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عورتوں میں بات چیت کرنے میں مصروف تھیں۔لڑکے نے کہا: حضرت جی نے یہ سوٹ کیس بھیجا ہے، اماں جی نے کہا: اچھا اس کو یہاں اوپر کر کے رکھ دو! چنانچہ اس نے اوپر کر کے رکھ دیا۔تین دنوں کے بعد حضرتؒ ایک مرتبہ گھر تشریف لائے اور والدہ صاحبہ نے کہا کہ آپ نے ایک سوٹ کیس بھجوایا تھا، وہ کسی کی امانت ہے یا اپنا ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا: وہ سوٹ کیس کسی نے ہدیہ کے طور پر دیا تھا اور میں نے وہ آپ کی طرف بھجوا دیا تھا۔والدہ صاحبہ نے کہا: ذرا اسے اندر سے تو دیکھوں کہ کیسا بنا ہوا ہے؟ چنانچہ انہوں نے اٹھایا تو وہ وزنی تھا۔وہ کہنے لگیں: کیا یہ لوہے کا بنا ہوا ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ سوٹ کیس لوہے کا تو بنا ہوا نہیں ہوتا۔پوچھا: پھر اس میں کیا ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا: اسے کھول کر دیکھ لو۔اماں جی فرماتی ہیں کہ جب ہم نے اسے کھولا تو ہم حیران ہوئے کہ پورے کا پورا سوٹ کیس ہزار ہزار روپے کے نوٹوں کے ساتھ بھرا ہوا تھا۔سبحان اللہ! دینے والا بھی اتنا مخلص تھا کہ اس نے احسان بھی نہیں جتلایا اور لینے والے بھی ایسے مستغنی......!!!

بلوں سے رزق کا انتظام:

ایک صحابیؓ تقاضے کے لیے ویرانے میں گئے۔ابھی وہ قضائے حاجت سے فارغ ہو رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ زمین میں چوہے کا سوراخ تھا، اس سوراخ کو بل کہتے ہیں۔اس بل میں سے ایک چوہا نکلا، اس کے منہ میں ایک دینار تھا۔اس نے وہ دینار باہر ہی چھوڑ دیا، پھر وہ اندر گیا اور دوسرا دینار لے کر آیا، پھر تیسرا دینار، جب وہ فارغ ہو کر اٹھے تو وہ سولہ دینار باہر لا چکا تھا۔اس صحابی نے وہ دینار اٹھا لیے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک قابل تحسین عادت یہ ہوتی تھی کہ جب بھی ان کو کوئی نئی بات پیش آتی تو وہ اس کے بارے میں نبی ﷺ سے پوچھا کرتے تھے۔انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ دینار لا کر نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیے اور پوچھا۔اے اللہ کے محبوب ﷺ! مجھے یہ واقعہ پیش آیا ہے،اب بتایئے کہ میں ان دیناروں کا کیا کروں؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اصل میں تمہارا رزق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ پہنچانے کا بندوست کر دیا،اب تم اسے استعمال میں لے آؤ۔

جب کبھی میں یہ واقعہ پڑھتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی ایمانی کیفیت کیا تھی! ان لوگوں کو بلوں سے رزق ملتا تھا۔اور آج کل ہماری کیفیت یہ ہے کہ سارے مہینے میں جو کماتے ہیں وہ بلوں میں صرف ہو جاتا ہے۔ یہ بجلی کا بل ...... یہ ٹیلیفون کا بل ...... یہ انشورنس کا بل ...... یہ گیس کا بل ...... یوں ساری تنخواہ ہی بلوں میں چلی جاتی ہے۔

والدین کی خدمت کا انعام:

ایک نوجوان نے اپنے ماں باپ کی بہت خدمت کی۔جب والدین فوت ہو گئے تو کچھ دنوں کے بعد خواب میں ایک آدمی کو دیکھا۔اس نے کہا تم نے والدین کی بڑی خدمت کی ہے،اب تجھے انعام ملے گا۔فلاں پتھر کے نیچے سو دینار پڑے ہیں جا کر اٹھا لو۔وہ نوجوان سمجھدار تھا،اس نے پوچھا: کیا ان میں برکت بھی ہوگی؟ اس نے جواب دیا،ان میں برکت نہیں ہوگی،اس نے کہا: پھر میں نہیں اٹھاتا۔جب صبح کو اٹھ کر بیوی کو بتایا تو وہ کہنے لگی: ٹھیک ہے تم نہ لینا لیکن جا کر دیکھو تو سہی کہ دینار پڑے بھی ہیں یا نہیں۔اس نے کہا: جب لینے نہیں تو پھر میں جا کر دیکھتا بھی نہیں۔دوسری رات اسے پھر خواب میں کہا گیا کہ فلاں جگہ پر دس دینار پڑے ہیں،اٹھا لو! اس نے پھر وہی سوال کیا کہ کیا ان میں برکت ہوگی،جواب ملا کہ برکت نہیں ہوگی۔اس نے کہا: میں یہ دس دینار بھی نہیں لیتا۔جب بیوی کو بتایا تو وہ کہنے لگی کہ پہلے سو دینار تو چھوڑ دیے تھے،اب دس رہ گئے ہیں،وہ تو اٹھا لو۔اس نے جواب دیا کہ جب ان

www.besturdubooks.wordpress.com

میں برکت نہیں ہے تو پھر میں بھی نہیں لیتا۔تیسری رات پھراسی طرح خواب آیا،اسے کہا گیا کہ تو نے اپنے والدین کو خدمت کر کے خوش کر دیا تھا،اس کے صلہ میں ہم آپ کو ایک دینار دیتے ہیں۔اس نے پوچھا،اس میں برکت ہوگی: جواب ملا، ہاں ہوگی۔جب وہ نوجوان صبح کو بیدار ہوا تو اس نے اس پتھر کے نیچے سے ایک دینار اٹھا لیا۔واپسی پر اس کے دل میں خوشی کے جذبات تھے،اس نے سوچا کہ آج میں مچھلی لے جاتا ہوں،اس کے کباب بنا کر کھائیں گے۔چنانچہ جب وہ مچھلی لے کر گھر آیا اور بیوی نے اسے کاٹا،تو اس کے اندر سے ایک ایسا قیمتی ہیرا نکلا کہ جب اسے بازار میں جا کر بیچا تو اس بندے کی پوری زندگی کا خرچہ نکل آیا۔

﴿ وَ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ﴾ (الطلاق : ۳)

(۶)......معیت الٰہی:

تقویٰ کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہو جاتی ہے،ارشاد فرمایا:

﴿ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴾

[اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقی بندوں کے ساتھ ہے]

آج لوگ کہتے ہیں: جی وہ وزیر ہمارے ساتھ ہے،وہ امیر ہمارے ساتھ ہے، ان کو وزیر اور امیر کے ساتھ ہونے کا بڑا مان ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے مضبوط ہیں۔متقی بندہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہوتا ہے کہ اس کو اللہ رب العزت کا ساتھ نصیب ہو جاتا ہے۔

(۷)......محبت الٰہی:

متقی بندے سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔جیسے کچھ لوگ حسن کی بنا پر اچھے لگتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، کچھ ذہانت کی وجہ سے اچھے لگتے ہیں، کچھ دینداری کی بنیاد پر اچھے لگتے ہیں، اسی طرح تقویٰ وہ صفت ہے کہ جس صفت کی وجہ سے مومن اپنے پروردگار کو اچھا لگتا ہے۔ ایسے بندے پر اللہ تعالیٰ کو پیار آتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَاَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴾

[اور بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت فرماتے ہیں]

(۸)......اصلاحِ احوال:

اللہ تعالیٰ متقی بندے کے احوال خود بخود سنوار دیتے ہیں۔ لوگ آکر کہتے ہیں: حضرت صاحب! حالات کی بہتری کے لیے کوئی وظیفہ بتائیں...... لوگ دل کی باتیں پیر سے کرتے ہیں یا حکیم سے۔ پیر سے روحانی بیماریوں کا علاج کرواتے ہیں اور حکیم سے جسمانی بیماریوں کا علاج کرواتے ہیں۔ ان کے پاس وہ آکر دل کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی ایسا وظیفہ بتا دیں کہ گھر میں سکون ہو جائے۔ ایک نسخہ آپ کو بھی بتا دیتے ہیں، یہ حالات کو سنوارنے کا قرآنی نسخہ ہے۔ وہ کونسا؟ تقویٰ اختیار کر لیجیے! اللہ تعالیٰ آپ کے حالات کو خود بخود سنوار دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ (الاحزاب:۷۱-۷۲)

[اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اچھی بات کہو! اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو سنوار دیں گے]

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں اعمال سے مراد انسان کے حالات ہیں۔

(۹)......اعداء سے حفاظت:

اللہ رب العزت متقی بندوں کی دشمنوں سے بھی حفاظت فرما دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیں! بندوں کے کئی دشمن ہوتے ہیں۔ کچھ کھلے دشمن ہوتے ہیں اور کچھ چھپے ہوئے ......کون دشمن ہے؟ ...... ہم نہیں جانتے۔ کچھ بندوں کے دلوں میں حسد اور کینہ ہوتا ہے۔ اس حسد اور کینے کی وجہ سے وہ دوستی کے رنگ میں دشمنی کر رہے ہوتے ہیں، وہ اپنے بن کر غیروں سے بڑھ کر بندے کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں، وہ انسانوں کی شکل میں بندے کے لیے شیطان ہوتے ہیں۔ ہم اس کو محسن سمجھ رہے ہوتے ہیں مگر کیا پتہ کہ اس کے اندر کیا کھوٹ ہے؟ ہم یقیناً نہیں جانتے، مگر اللہ تعالیٰ ہمارے دشمنوں سے بخوبی واقف ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآءِكُمْ ﴾ (النساء:۴۵)

[اور اللہ جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو]

جو لوگ یہ سوچتے ہیں، جی خالہ نے کوئی عمل کروا دیا، او جی! پھوپھی کی بیٹی کا ہم نے رشتہ نہیں لیا تھا، اس پھوپھی نے کاروبار بندھوا دیا ہے کیونکہ اس کا عملیات والوں کے پاس آنا جانا ہے۔ یہ سب ایسے ہی غلط ڈھکوسلے اور باتیں ہیں، یہ باتیں شیطان ذہن میں ڈالتا ہے...... کوئی کہتا ہے: مجھے بیوی نے پریشان کر رکھا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھے اولاد نے پریشان کر رکھا ہے، کوئی کہتا ہے کہ مجھے پڑوسیوں نے پریشان کر رکھا ہے او خدا کے بندو! کسی نے کسی کو پریشان نہیں کر رکھا، ہمیں ہمارے نفس نے پریشان کر رکھا ہے۔ اگر یہ صحیح معنوں میں ٹھیک ہو جائے تو اللہ رب العزت کی طرف سے فتوحات کے دروازے کھل جائیں۔ اپنے اصل دشمن کو پہچانیے کہ دشمن وہ ہے جو ہمارے اندر ہے۔

پرانے وقتوں میں کسان بیلوں سے ہل چلاتے تھے۔ ایک کسان ہل چلا رہا تھا۔ اس نے اچانک اندر والے بیل کو مارنا شروع کر دیا۔ قریب ہی ایک اللہ والے کھڑے تھے۔ انہوں نے پوچھا: جی اس بے زبان جانور کو اتنا کیوں [illegible] رہے ہو؟ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے جواب دیا کہ یہ پاڑا مار گیا ہے...... پاڑا مارنا کسے کہتے ہیں؟...... جب وہ ہل چلاتے تھے تو اندر والا بیل سستی کرتا تھا، اسی سستی کی وجہ سے بیل زمین کا ایک ٹکڑا چھوڑ کر آگے چلے جاتے ہیں، اس ٹکڑے پر ہل نہیں چلتا، اس کو پاڑا مارنا کہتے ہیں۔ جب ایسی صورت پیش آجائے تو کسان باہر والے بیل کو کچھ نہیں کہتا، البتہ اندر والے کی پٹائی کر دیتا ہے...... جب اللہ والے نے پوچھا کہ اندر والے بیل کو کیوں مار رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ اسی آندری (اندر والے) کی وجہ سے تو یہ پاڑا ہوتا ہے، اس لیے میں مار رہا ہوں۔

بالکل صحیح بات ہے کہ گناہوں کا پاڑا ہمیشہ آندری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہمارے اندر کا نفس جب گناہ کے لیے تیار ہو جاتا ہے تو پھر یہ بندے کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس لیے جب شیطان کے مکر کا تذکرہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴾ (النساء:۷۶)

[بے شک شیطان کا مکر کمزور ہے]

اور جہاں انسان کے نفس کا تذکرہ آیا، وہاں فرمایا:

﴿ اِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيْم ﴾ (الیوسف:۲۸)

شیطان کے مکر پر اللہ تعالیٰ نے ضعیف کا لفظ ارشاد فرمایا اور نفس کے مکر کے لیے عظیم کا لفظ ارشاد فرمایا۔ معلوم ہوا کہ دراصل ساری مصیبت نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں: ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے'' ہمارا نفس گھر کا بھیدی ہے، یہ لنکا ڈھا دیتا ہے اور بندے کو گناہوں میں الجھا دیتا ہے۔ تو ہماری پریشانیوں کی بنیاد دوسرے لوگ نہیں ہیں بلکہ ہمارا اپنا نفس ہے۔ اگر ہم اپنے اعمال کو ٹھیک کر لیں گے تو اللہ رب العزت ہماری پریشانیوں کو خوشیوں میں تبدیل فرما دیں گے۔ پھر دشمنوں سے حفاظت ہوگی، چاہے وہ دشمن گھر کے ہوں یا دفتر کے۔ جی ہاں! دفتر میں بھی دشمن

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں، کالج میں بھی ہوتے ہیں۔ وہ بھی ایک دوسرے کے ساتھ سازشیں کرتے رہتے ہیں۔

ایک جگہ ہم نے دیکھا کہ پیالے کے اندر بہت سارے جھینگے زندہ پڑے ہوئے تھے، ان کی عجیب وغریب شکل ہوتی ہے۔ میں نے وہاں کے ایک بندے سے کہا کہ یہ جھینگے پیالے سے نکل جائیں گے اور لوگوں کو پریشان کریں گے۔ اس نے کہا: جی فکر نہ کریں، میں نے کہا: کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ ان کی یہ عادت ہوتی ہے کہ ان کو کھلے برتن میں ڈال دیا جائے تو جو اوپر چڑھ کر نکلنا چاہے تو باقی سارے مل کر اس کی ٹانگیں کھینچتے ہیں۔ اب یہ اوپر تو چڑھ رہے ہیں لیکن کوئی باہر نہیں نکل سکتا۔ کئی مرتبہ ایسا ہی معاملہ بن جاتا ہے کہ ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ بخت لگا دیتے ہیں، وہ خاندان میں اوپر اٹھنے لگتا ہے اور باقی سارے مل کر اس کی بدتعریفی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ وہی جھینگے والا کام کر رہے ہوتے ہیں تو ہمیں کیا پتہ کہ کون ہمارے بارے میں کیا تاثرات رکھتا ہے؟ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ سنیے! قرآن عظیم الشان ...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ﴾ (آل عمران:۱۲۰)

[اگر تم اپنے اندر صبر وضبط پیدا کرو اور تقویٰ اختیار کرلو تو ان کے مکر تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے]

یعنی تمہارے دشمنوں کی تدبیریں، تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔ اب اس سے بڑا وظیفہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیا ضرورت ہے عملیات والوں کے پیچھے بھاگنے کی؟ ...... آیئے! قرآن مجید کو تھام لیجیے اور اپنے حالات کو سنوار لیجیے۔ ہمارے حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے:

......تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو زندگی میں رہے پریشان!

www.besturdubooks.wordpress.com

..... تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں رہے ناکام!

..... تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں رہے غلام!

غلامی نفس کی ہو، شیطان کی ہو یا کسی انسان کی ہو

فرمایا: نہ نہ نہ،

۔او میرے ماننے والے انسان!

۔اِقراء وربک الاکرم

۔تو پڑھ قرآن!

۔تیرا رب کرے گا تیرا اکرام

۔تیرا رب تجھے عزت و وقار دے گا، تیرے ظاہر و باطن کو نکھار دے گا۔

خدائی فوج کا پہرہ:

حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مدرسہ تھا۔ وہ دہلی سے اٹھارہ میل دور غازی آباد میں واقع تھا۔ وہ کئی ایکڑ اراضی پر پھیلا ہوا مدرسہ، آج بھی چل رہا ہے۔ اس مدرسے کے ناظم سے اس عاجز کی کسی نہ کسی ملک میں ملاقات بھی ہو جاتی ہے، وہ حالات سناتے رہتے ہیں۔ الحمد للہ! وہ بھی حضرت کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ اس مدرسے کا واقعہ ''تجلیات'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ جب تقسیم ہند کا وقت آیا تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔

اس مدرسے کے ایک استاذ سکھوں کی ایک بستی کے قریب سے گزر رہے تھے۔ ایک سکھ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: میاں جی!...... یہ سکھ کسی مسلمان کو دیکھتے ہیں تو اسے میاں جی کہتے ہیں اور ہم انہیں دیکھ کر سردار جی کہتے ہیں...... اس نے کہا: میاں جی! کیا آپ نے اپنی حفاظت کے لیے کوئی فوج بلوائی ہوئی ہے؟ انہوں نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا، ''ہماری بستی کے سکھ تین مرتبہ تلواریں اور دوسرا اسلحہ لے کر اس

www.besturdubooks.wordpress.com

مدرسے کے مسلمانوں کو لوٹنے اور مارنے کے لیے نکلے ہیں، لیکن جب بھی ہم اس کے قریب پہنچتے تھے تو ہمیں فوجی چاروں طرف پہرہ دیتے نظر آتے تھے۔'' یہ خدائی فوج ہوتی ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کی دشمنوں سے حفاظت فرمادیتے ہیں۔

نبی رحمت ﷺ کے دشمنوں کا مکر:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف بھی تو دشمنوں نے مکر کیا تھا...... کیسا مکر؟ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

﴿ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴾ (ابراھیم:۴۶)

[ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ پہاڑ بھی ٹل جاتے]

مگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو تسلی دیتے کہ

﴿ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ (الرعد:۴۲)

[ان سے پہلے والوں نے بھی بڑی تدبیریں کی]

﴿ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ ﴾ (النحل: ۲۶)

[پس اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کی بنیادیں اکھیڑدیں]

﴿ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ ﴾

[چھت ان کے اوپر آ گری]

﴿ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴾ (النحل: ۲۶)

[اوران پر ایسی طرف سے عذاب آیا جہاں سے ان کو خیال بھی نہیں تھا]

انہوں نے نبی ﷺ کے خلاف مکر کیا؟...... اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں، اے میرے پیارے!

﴿ وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ (الانفال:۳۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

[جب ان کافروں نے آپ کے خلاف تدبیریں کیں]

لِيُثْبِتُوْكَ

(کہ آپ کو جس بے جا میں رکھیں)

اَوْ يَقْتُلُوْكَ

(یا آپ کو شہید کر دیں)

اَوْ يُخْرِجُوْكَ

(یا آپ کو دیس نکالا دے دیں)

انہوں نے یہ تین باتیں سوچی تھیں کہ یا تو آپ کو پکڑ کر اپنا قیدی بنالیں گے، یا شہید کر دیں گے یا وطن سے نکال دیں گے،

وَ يَمْكُرُوْنَ

(اور انہوں نے بھی تدبیریں کیں)

وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ

(اور اللہ نے بھی تدبیر کی)

وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ

(اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے)

دشمن تدبیریں کرتے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی تدبیریں چلنے نہیں دیتے۔ یہی بات تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴾ (النساء:۱۴۸)

[اور اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز کافروں کو ایمان تک پہنچنے کا راستہ نہیں دے گا]

دیکھیں کہ یہاں تاکید کا صیغہ استعمال ہو رہا ہے، یہ تو اس آیت کا ترجمہ ہوا۔ اب اس آیت کو سمجھنے کے لیے اس کا مفہوم سمجھئے: جیسے کوئی کہتا ہے کہ میاں! تم اسے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ لگا کے دیکھو، تم میری لاش سے گزر کے جاؤ گے،...... ان الفاظ میں بالکل یہی مفہوم پایا جاتا ہے...... کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! یہ کافر پہلے میرے ساتھ نمٹیں گے، پھر یہ تمہارے تک راستہ پائیں گے۔ یعنی میں خود ان کے ساتھ نمٹ لوں گا۔

ایک دفعہ تو کفار نے مکر کرنے کی حد کر دی، مکہ کے بھی سب لوگوں کو نکالا، اردگرد کے لوگوں کو بھی نکالا، راستے کے لوگوں کو بھی ساتھ ملا لیا، گویا انسانوں کا ایک دریا تھا جس کو لے کر کافروں نے مسلمانوں پر چڑھائی شروع کر دی۔ جب یہودیوں کو خبر پہنچی کہ مکہ والے تو سیلاب کی طرح آرہے ہیں تو وہ آکر مسلمانوں کو مشورے دینے لگے:

﴿ اَنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ ﴾ (آل عمران:۱۷۳)

[لوگ تمہارے لیے جمع ہو کر آرہے ہیں، (میاں) کچھ فکر کرو!]

مگر وہ ایمان والے تھے:

﴿ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ﴾ (الاحزاب:۲۲)

[اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی]

ان کفار نے آکر مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت سلمان فارسی ؓ کے مشورے سے خندق کھود لی۔ اتنے لوگ مقابلے کے لیے آگئے کہ اس غزوہ کا نام ہی غزوہ احزاب پڑ گیا۔ ان کو اپنی کثرت پہ ناز تھا۔ انہوں نے ایک مہینہ تک محاصرہ کیے رکھا لیکن ان کا کچھ نہ بنا۔ بالآخر ان کے اندر آپس میں نااتفاقی پیدا ہو گئی۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے واپسی کی راہ لی۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہوا بھیج دی اور ان کی دیگوں کو الٹ کر رکھ دیا اور ان کے خیمے اکھڑ گئے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ اب واپس چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: سبحان اللہ! کیا ہی عجیب

www.besturdubooks.wordpress.com

الفاظ ہیں! فرمایا:

﴿ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ﴾ (الاحزاب: ۲۵)

[اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غیظ وغضب کے ساتھ واپس لوٹا دیا، ان کے پلے کچھ بھی نہ پڑا]

جیسے چھوٹے بچے ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ تجھے تو ٹھینگا بھی نہیں ملا، یہی مفہوم ہے اس آیت کا۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کی ایسے مدد فرماتے ہیں۔ اس لیے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو ارشاد فرمایا:

﴿ اَنَا اَتْقٰكُمْ بِاللّٰهِ ﴾

[میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں]

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی مدد کی؟...... نبی علیہ السلام فتح مکہ کے وقت جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں:

اَلحمد للہ وحدہ نصر عبدہ

یوں اللہ رب العزت اپنے بندے کی مدد فرماتے ہیں اور اس کو عزتوں کے ساتھ زندگی کا آخری حصہ عطا فرما دیتے ہیں۔

گناہ...... کمزوری کا پیش خیمہ:

آج ہم اپنے دشمنوں سے ڈرتے ہیں، جبکہ ہمیں اپنے گناہوں سے ڈرنا چاہیے۔ ہمیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ اگر ہم گناہ کر بیٹھے تو ہم کمزور ہو جائیں گے۔ یوں سمجھیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر آپ کے اوپر تنی ہوئی ہے اور ہر کبیرہ گناہ اس چادر میں سوراخ کر رہا ہے اور اس سوراخ سے پریشانیاں اور مصیبتیں اتر کر ہمارے ساتھ لپٹ رہی ہیں۔ ہم نے تو اپنی چھتری میں اپنے کرتوتوں کی وجہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

خود سوراخ کیے ہوئے ہیں۔تو جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں ان کے اوپر اللہ رب العزت کی رحمت کی چادر ہوتی ہے اور خود اللہ تعالیٰ ان کے محافظ بن جاتے ہیں۔ اسی لیے تو ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾ (آل عمران:۱۲۰)

چڑیوں سے باز مروا دیے:

قلت اور کثرت کی بات نہیں ہوتی، یہ تو اللہ تعالیٰ کی مدد کی بات ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۴۹)

[کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تھوڑے لوگوں سے زیادہ لوگوں کو شکست دلوادی اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں]

اگر اپنی زبان میں اس کا مفہوم بیان کیا جائے تو یوں بنے گا کہ کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چڑیوں سے باز مروا دیے۔جب اللہ تعالیٰ ساتھ ہوتے ہیں تو چڑیوں سے باز مروا دیتے ہیں۔

اسباب کے بغیر فتح وکامرانی:

لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو اسباب نہیں ہیں۔میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اسباب کے فتح دے دی...... کچھ یہودی تھے، انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے قلعے بنائے ہوئے تھے۔ مجھے ایک صاحب کعب بن اشرف کا گھر دکھانے کے لیے لے گئے۔اس زمانے میں انہوں نے اتنا مضبوط گھر بنوایا کہ اس کی ایک میٹر چوڑی مضبوط پتھر کی دیواریں تھیں۔انہیں دیکھ کر بندہ حیران ہو جاتا ہے۔انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اتنے مضبوط قلعے بنائے ہوئے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان قلعوں کو کوئی بھی فتح نہیں کر سکتا۔ مسلمانوں کا بھی کچھ ایسا ہی خیال تھا کہ یہ ناقابل تسخیر قلعے ہیں اور ان کو فتح کرنا آسان کام نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کو مسلمانوں کے زیر قدم لانے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ سنیے...... قرآن عظیم الشان ...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِىْ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ﴾ (الحشر:۲)

[وہی تو ہے جس نے کفار اہل کتاب کو حشر اول کے وقت ان کے گھروں سے نکال دیا، تمہارے خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے، لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے انکو خدا کے عذاب سے بچالیں گے، مگر اللہ نے ان کو وہاں سے آلیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا]

جب ان کے دلوں میں ایمان والوں کا رعب پیدا ہو گیا تو مل بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے، یہ مسلمان جدھر بھی جاتے ہیں یہ ادھر کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کبھی ہمارے اوپر ہی چڑھ دوڑیں، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ہم خود ہی یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ اسی مشورے کے تحت وہ اپنی چیزوں کو سمیٹنے لگے۔ ان کی اس حالت زار کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِى الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ﴾ (الحشر:۲)

گویا اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ جب بندوں کی مدد کرتا ہوں تو نہتے لوگوں کو بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ناقابل تسخیر قلعوں کا فاتح بنادیتا ہوں ۔ اگر آج بھی ہم من حیث الامہ تقویٰ اختیار کریں تو دنیا کے یہ سب ناقابل تسخیر قلعے فتح ہو جائیں گے ۔

ایک سانپ...... تریاق کی شکل میں:

ایک اللہ والے تھے ، ایک آدمی ان کا حاسد تھا ۔ اس نے سوچا کہ میں ان اللہ والوں سے بدلہ لوں ۔ چنانچہ اس نے دوائی کی شکل میں افیون ان کو دے دی ۔ جب انہوں نے وہ دوائی کھائی تو ان پر افیون کا نشہ چڑھ گیا ۔ چنانچہ وہ بے سدھ ہو گئے ۔ اب اس نے ان کو اٹھا کر کسی ویرانے میں پھینک دیا ۔ اللہ کی شان کہ وہاں ایک سانپ تھا ، اس سانپ نے ان کو کاٹ لیا ۔ اب افیون کی برودت (ٹھنڈک) اور سانپ کے کاٹنے کی حرارت مل گئی ۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آ گئے اور اپنے گھر چلے گئے ...... اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دشمنوں سے ایسے حفاظت فرما دیتے ہیں ۔

(۱۰)...... اخروی نجات:

تقویٰ کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اخروی نجات عطا فرما دیتے ہیں ۔

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ (القصص:۸۳)

[وہ جو آخرت کا گھر ہے اسے ہم نے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے ، جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک انجام تو متقی لوگوں کے واسطے ہی ہے]

سنیے ! متقی آخرت میں کیسے کامیاب ہوں گے ؟ ...... دوزخ کے اوپر ایک پل ہے جسے صراط کہتے ہیں ، اس کے اوپر سے سب کو گزرنا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں:

﴿ وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ﴾ (مریم: ۷۱)

[جو بھی تم میں سے ہے اس کو اس کے اوپر سے گزرنا ہے]

﴿ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴾ (مریم: ۷۱)

[یہ تیرے رب کے نزدیک حتمی اور فیصلہ شدہ بات ہے]

﴿ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴾ (مریم: ۷۲)

[پھر ہم نجات دیں گے ان کو جو متقی ہوں گے اور جو ظالم گنہگار ہوں گے ان کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیں گے]

تو پل صراط سے کون کامیاب ہو کر گزرے گا؟...... متقی بندہ کامیاب ہو کر گزرے گا۔

(۱۱)...... فتح برکات:

متقی بندے کے لیے اللہ تعالیٰ فتح برکات عطا فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ سنیے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا ﴾

[اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے]

لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف: ۹۶)

[تو ہم یقیناً آسمان اور زمین سے ان کے لیے برکتوں کے دروازے کھول دیتے]

انسان دو چیزوں کا نام ہے: ایک جسم اور دوسرا روح، جسم مٹی سے بنا اور اس کی اکثر ضروریات اللہ تعالیٰ نے مٹی میں رکھی ہیں۔ مثال کے طور پر:

- پانی مٹی سے نکلتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۔ ہمارے لباس کی فصل مٹی سے نکلتی ہے۔

۔ ہماری غذاؤں کی فصلیں مٹی سے نکلتی ہیں۔

۔ ہمارے پھل اور میوے مٹی سے اگتے ہیں۔

۔ ہمارے مکان جن چیزوں سے بنتے ہیں ان سب چیزوں کی کانیں مٹی میں ہیں تو انسان کی جسمانی ضروریات مٹی میں رکھ دی گئی ہیں۔

دوسری چیز روح ہے۔ روح عالم امر سے آئی ہوئی ایک چیز ہے، اس عالمِ امر کی چیز کی غذا اوپر سے آنے والے انوار و تجلیات ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا کہ ''ہم ان کے لیے آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں''۔ گویا زمین سے وہ برکتیں دیتے جو تمہاری جسمانی غذا بنتیں اور آسمان سے وہ نور برساتے جو تمہاری روحانی غذا بنتی۔

برکت کا فقدان:

اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ

☆......آج رزق کی کمی نہیں ہے، برکت کی کمی ہے گھر کے جتنے بندے ہیں وہ سب کما رہے ہیں لیکن خرچے پھر بھی پورے نہیں ہوتے۔

☆......دوائی کیلیے روز ڈاکٹر کے پاس بوتل جاتی ہے اور صحت پھر بھی نہیں ملتی۔ کئی لوگ تو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں، صحت پھر بھی نہیں ملتی، برکت نکل گئی ہے۔ آج اٹھارہ سال کا نوجوان کہتا ہے: حضرت! پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے، بیٹھا ہوا، اٹھتا ہوں تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہے۔ بائیس سال کا نوجوان کہتا ہے: حضرت! مجھے لو بیک پین (کمر کے نچلے حصے میں درد) ہونا شروع ہو گئی ہے۔......یہ کیسی جوانی ہے؟......اگر بائیس سال کی عمر میں اس کو ریڑھ کی ہڈی میں دردیں ہیں تو پھر بڑھاپے میں کیا ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ ...... وقت ہے برکت نہیں ...... چنانچہ سارا دن یہ کہتے ہیں کہ یہ کام بھی کرلوں، یہ کام بھی کرلوں، لیکن شام کو دیکھتے ہیں تو کوئی کام بھی سمٹا ہوا نہیں ہوتا۔

☆ ...... حافظہ تیز ہے برکت نہیں ...... جو یاد کرتے ہیں، وہ تھوڑی دیر کے لیے یاد رہتا ہے پھر بھول جاتا ہے۔ طلبا آکر کہتے ہیں، حضرت! سبق یاد نہیں رہتا۔ بھئی یہ یاد نہ رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ برکت نہیں ...... جب ہر چیز سے برکت اٹھ گئی ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ برکت نہیں رہی، یہ برکت نہ ہونے کی وجہ انسان کی کوتاہیاں ہیں۔

ایک بزرگ سے ان کے بیٹے نے پوچھا، ابا جان! آپ اکثر سناتے رہتے ہیں کہ برکت ہوتی ہے، برکت ہوتی ہے، تو کبھی کوئی چیز عملی طور پر بھی دکھائیں تاکہ مجھے سمجھ میں آسکے کہ یہ برکت ہوتی ہے۔ وہ اپنے بیٹے کو لے کر بجلی کے گیزر کے پاس گئے اور اس سے کہا: بیٹا! یہ دیکھو! تمہاری عمر اب تیس سال ہو چکی ہے اور میں نے اس گیزر کو تمہاری پیدائش سے پہلے لگوایا تھا، اتنے عرصے میں مجھے اس کی Maintaimance (مرمت وغیرہ) کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی ...... اس سے معلوم ہوا کہ نقصان نہ ہونا بھی رزق کی برکت میں شامل ہے۔

زندگی میں برکت کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں ...... ایک تو یہ کہ بندے کی عمر لمبی ہو جائے ...... ایک یہ ہوتا ہے کہ جتنی زندگی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں ایسی صحت دے کہ وہ کسی کا محتاج نہ ہونے پائے ...... چنانچہ آپ نے کتنے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اچھی صحت کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے اللہ کے حضور پیش ہو جاتے ہیں۔ اور کئی لوگوں کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان کا بڑھاپا کتنا خراب ہوتا ہے۔

(۲)...... اعطائے قبولیت:

اللہ تعالیٰ متقی بندے کے اعمال قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں:

﴿ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (المائدہ: ۲۷)

[بے شک اللہ تعالیٰ متقی بندوں کے عملوں کو قبول فرماتے ہیں]

اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ متقی بندوں کو ہی قبولیت ملتی ہے۔

فقہ حنفی کی قبولیت اور اس کا راز:

امت میں اللہ تعالیٰ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو قبولیت عامہ عطا فرمادی تھی۔ دنیا کے اکثر علاقوں کے لوگ آج ان کی فقہ پر عمل کر رہے ہیں۔

......پاکستان میں فقہ حنفی،

......افغانستان میں فقہ حنفی،

......ہندوستان میں فقہ حنفی،

......ازبکستان میں فقہ حنفی،

......تاجکستان میں فقہ حنفی،

......قزاقستان میں فقہ حنفی،

......تاتارستان میں فقہ حنفی،

......بشکیرستان میں فقہ حنفی،

......ماسکو اور لینن گراڈ تک مسلمانوں کے سب علاقوں میں فقہ حنفی،

اس سے ذرا آگے چلے جائیے،

......بوسنیا کے اندر فقہ حنفی،

پھر اور آگے چلے جائیے۔

......ترکی کے اندر فقہ حنفی،

......شام کے اندر فقہ حنفی،

www.besturdubooks.wordpress.com

......عراق کے سنی مسلمانوں کے اندر فقہ حنفی، اس کے علاوہ،

......بنگلہ دیش کے اندر فقہ حنفی،

......چائنہ میں مسلمانوں کے سارے علاقے میں فقہ حنفی،

اللہ اکبر!!!......دنیا کا کتنا بڑا علاقہ ہے جس پر فقہ حنفی پر عمل کرنے والے لوگ ہیں۔ بلکہ ایک مزے کی بات بتاؤں۔ مجھے کسی ایئر پورٹ پر سوڈان کے ایک جج ملے۔ کہنے لگے کہ میں وہاں پر چیف جسٹس ہوں۔ان کے ساتھ باتیں ہوتی رہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ آپ کے ملک میں کس فقہ پر عمل ہوتا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ''ہم اعمال میں تو مالکی ہیں لیکن ہماری عدالتوں میں فقہ حنفی رائج ہے'' میں نے پوچھا، یہ فرق کیوں ہے؟......وہ کہنے لگے:

''عدالت کے معاملے میں فقہ حنفی جتنی کامل ہے اتنا کمال کسی اور فقہ میں نہیں ہے'' ماشاءاللہ

فقہ مالکی پر عمل کرنے والے بھی اپنی عدالتوں میں فقہ حنفی پر عمل کرتے ہیں۔ یہ قبولیت عامہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرما دی ہے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شاگرد بن گئے تھے، جس کی وجہ سے فقہ حنفی کی ترویج ہوئی۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ ہارون الرشید کے زمانے میں دیوار چین ڈھونڈنے کی مہم شروع ہوئی تو اس نے علماء کی جماعت بھیجی کہ دیوار چین کا پتہ کرو! انہوں نے چین کا سفر کیا۔ وہاں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بالکل نہیں گئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایسے علاقوں میں گئے جہاں ہمارے ملک کا کوئی بندہ نہیں پہنچا تھا، وہاں کے لوگ بھی فقہ حنفی پر عمل کرنے والے تھے۔ اللہ اکبر!!! یہ خدائی قبولیت تھی۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس قبولیت کا راز ان کے تقویٰ میں پوشیدہ تھا۔ مجھے تین شخصیتوں سے والہانہ محبت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

...... مجھے سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت ہے لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انوکھی محبت ہے۔

......سب ائمہ کی عظمت میرے دل میں ہے مگر امام اعظمؒ سے کچھ انوکھی محبت ہے۔

......سب اکابرین علمائے دیوبند سے محبت ہے لیکن قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ انوکھی محبت ہے۔

میں نے ایک مرتبہ بڑا غور کیا تو دل میں یہ خیال آیا کہ ممکن ہے کہ ان سب حضرات کے اندر تقویٰ کی انتہا تھی۔ شاید ان کی زندگیوں کا وہ تقویٰ ہی ہے جس نے عاجز کے دل کو اتنا متاثر کر دیا ہے۔

"چنانچہ اگر میں آج یہ قسم کھاؤں کہ مجھے اپنے باپ سے بڑھ کر ان تینوں سے محبت ہے تو میں حانث نہیں بنوں گا۔"

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ بے مثال تھا، آپ بہت ہی محتاط تھے۔ اس امت کو تجارت یا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سکھائی یا پھر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سکھائی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کے کچھ پھول آپ کے دامن میں بھی ڈالتا چلوں......

آپ کی کپڑے کی دکان تھی، ایک مرتبہ ظہر کے بعد دکان بند کر کے گھر جانے لگے۔ کسی نے کہا: نعمان! کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا: آپ دیکھ نہیں رہے کہ آسمان پر بادل ہیں۔ اس نے پوچھا کہ اگر آسمان پر بادل ہیں تو پھر آپ نے دکان کیوں بند کر دی؟ فرمایا: میری کپڑے کی دکان ہے۔ جب آسمان پر بادل ہوں تو لائٹ پوری نہیں ہوتی جس کی وجہ سے گاہک کو کپڑے کی کوالٹی کا صحیح پتہ نہیں چلتا، میں نے اس لیے دکان بند کر دی کہ میرا کوئی گاہک کم قیمت کپڑے کو بیش قیمت کپڑا سمجھ کر نہ خرید لے

اللہ اکبر!!! آپ اتنا دھوکا بھی نہیں دینا چاہتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بخاری شریف کی قبولیت کا راز:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جو قبولیت عطا فرمائی وہ ان کے تقویٰ کی وجہ سے تھی، ورنہ حدیث پاک کی کتب میں اور بھی بہت ساری کتب ایسی ہیں جن کا مقام صحت حدیث میں بہت اونچا ہے، مگر جو قبولیت اللہ رب العزت نے صحیح البخاری کو عطا فرمائی وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ آج دنیا کہتی ہے کہ یہ کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔

منہ توڑ جواب:

ایک صاحب میرے پاس آئے ..... یہ ان میں سے تھے جو کسی کی نہیں مانتے ..... مجھے کہنے لگے کہ آپ لکھے پڑھے بندے ہیں، آپ کیوں حنفی بنے پھرتے ہیں؟ میں نے کہا: کیوں؟ کہنے لگے کہ ہم نے تو کتابوں میں پڑھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ میں نے کہا: اچھا! پہلے تو میں تھا مضبوط حنفی اور اب یہ سن کر بن گیا ہوں اضبط حنفی" وہ کہنے لگے: کیوں؟ میں نے کہا: "اب آپ جھٹلا نہیں سکتے۔ امام اعظمؒ نے اپنی زندگی میں چھ لاکھ مسائل کے جوابات اپنے شاگردوں سے لکھوائے۔ میں اس شخص کو اپنا امام کیوں نہ مانوں جس نے سترہ حدیثوں سے چھ لاکھ مسائل کے جواب نکالے؟

پھر وہ بات کا رخ بدلنے لگے۔ کہنے لگے کہ میں آپ سے ایک بات کرتا ہوں۔ میں نے کہا: کریں کہنے لگے: پھر آپ کوفہ نہ پہنچ جانا..... کیوں کہ میں اکثر اپنے ائمہ کی باتیں بتاتا ہوں۔ میں نے الزامی جواب دیتے ہوئے کہا: جی آپ بات کریں، مگر آپ بھی بخارا نہ پہنچ جانا۔ اگر ہم کوفہ پہنچتے ہیں تو تم بھی تو بخارا پہنچ جاتے ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کی خدمت کا صلہ:

امام العلما والصلحا مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سکھ گھرانے سے تھے۔ آپ ایمان لے آئے اور دارالعلوم دیوبند پہنچ گئے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے دورہ حدیث کرلیا۔ وہاں ان کی برادری اور خاندان کے لوگ نہیں تھے۔ بہر حال اللہ کے کسی مقبول بندے نے ان کو اپنی بیٹی کا رشتہ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ظاہری حالات بھی سنوار دیے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ایک وقت وہ بھی تھا جب شادی کے بعد گھر میں روٹی نہیں ملا کرتی تھی اور آج وہ وقت ہے کہ میرے کھانے کے لیے طائف سے پھل آتے ہیں اور سرگودھا کے کلیار، جو بڑے زمیندار ہیں، ان کی بیویاں برکت کے لیے میرے گھر میں جھاڑو دیتی ہیں۔

میں نے اپنے حضرتؒ سے یہ واقعہ سنا۔ فرماتے ہیں کہ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے خلفاء میں سے کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، حضرت! آگے کیا معاملہ بنا؟...... فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، احمد علی! تو مجھ سے اتنا کیوں ڈرتا تھا؟...... حضرتؒ کے اوپر خوف خدا غالب رہتا تھا اور آپ کی طبیعت کثیر البکاء تھی، آنکھوں سے اکثر آنسو ٹپکتے رہتے تھے۔

جیسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حال تھا۔ ان کے بھی اتنے آنسو ٹپکتے تھے کہ ان کے رخساروں پر آنسوؤں کی وجہ سے نشان بن گئے تھے۔ بالکل حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی کیفیت تھی...... فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ پوچھا کہ احمد علی! تو مجھ سے اتنا کیوں ڈرتا تھا؟ تو میں یہ سن کر اور ڈر گیا۔ میں نے پڑھا تھا:

من نوقش فی الحساب فقد عذب

[جس سے تفتیش شروع ہوگئی اس کو عذاب دیا جائے گا]

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا میں اور گھبرا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی اور اللہ رب العزت نے فرمایا: احمد علی! تو اور ڈر رہا ہے، آج تو تیرے خوش ہونے کا مقام ہے، تو نے اتنی اچھی زندگی گزاری، قرآن کی اتنی خدمت کی کہ میں نے تمہیں بھی بخش دیا اور جس قبرستان میں تجھے دفن کیا گیا، وہاں کے سب گنہگاروں کو بھی میں نے بخش دیا۔

قربِ خداوندی کا سبب:

متقی بندہ اللہ رب العزت کے ہاں بھی مقبول اور اللہ کے بندوں کے ہاں بھی مقبول۔ کیا عالم کیا عوام، کیا چھوٹے کیا بڑے، جسے دیکھو اس کے دل میں اس کی محبت ہوتی ہے۔ لوگ اس کی خدمت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں...... یہ کیا ہے؟ یہ تقویٰ کی وجہ سے قبولیت ہے۔

حدیث قدسی میں ہے کہ......

يَتَقَرَّبُ عَبْدِىْ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ

[میرا بندہ نفلی عبادت کے ذریعے میرا قرب پالیتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں]

پھر آگے فرماتے ہیں کہ جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہوں، جبرائیل! میں اس بندے سے محبت کرتا ہوں چنانچہ جبرائیل علیہ السلام آسمان کے فرشتوں میں آواز لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سن کر سارے فرشتے اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں پھر جبرائیل علیہ السلام زمین پر آتے ہیں اور ایسی آواز لگاتے ہیں جس کو لوگوں کے کان نہیں سنتے بلکہ ان کے دل سن رہے ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں۔ حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ

ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ

www.besturdubooks.wordpress.com

(پھر اس کے لیے زمین کے اندر قبولیت رکھ دی جاتی ہے)

وہ جنگل میں جا کر بیٹھ جائے تو اللہ تعالیٰ وہاں بھی منگل بنا دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ تقویٰ کی وجہ سے ملتا ہے۔

احسن القصص اور اس کے اسرار و رموز:

جس جگہ پر متقی لوگوں کا اپنا کوئی نہیں ہوتا وہاں اللہ، ان کا اپنا ہوتا ہے۔ جب سیدنا یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو بھائیوں نے کیا معاملہ کیا؟ وہ ان کو کنویں میں ڈال کر چلے گئے۔ جب نکالا گیا تو ان کو بیچا گیا...... قیمت کیا لگی؟......

﴿ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ﴾

[وہ چند کھوٹے سکوں کے عوض بیچے گئے]

واہ میرے مولا! اب دیکھیں کہ جو چھوٹے بچے ہوتے ہیں ان کے چہرے پر ویسے ہی معصومیت ہوتی ہے اور سیدنا یوسف علیہ السلام کا حسن تو ویسے ہی بے مثال تھا۔ اتنا حسن تھا مگر قیمت کیا لگی؟ چند کھوٹے سکے...... یہاں سے ایک نکتہ ملا کہ جو نوجوان حسن ظاہر کے پیچھے بھاگتے ہیں وہ چند کھوٹے سکوں کی متاع کے پیچھے زندگی برباد کر رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو عزیز مصر کے گھر پہنچا دیا، وہاں ایک اور تماشا بنا۔ عزیز مصر کی بیوی کی نیت بد ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ﴾ (یوسف: ۲۳)

اب یہاں ایک نکتہ سمجھیے کہ اس کلام کو مختصر کرنے کا بھی طریقہ تھا۔ یوں کہا جا سکتا تھا کہ عزیز مصر کی بیوی نے ان کو یوں کہا: تو پندرہ لفظوں کی بجائے پانچ لفظوں میں بات ہو جاتی: مگر نہیں، حالانکہ کلام پاک میں اختصار ہے، سمندر کو کوزے میں بند کر دیا جاتا ہے، مگر اس مقام پر معاملہ الٹ نظر آتا ہے، کلام کو مختصر کرنے کی بجائے طویل کلام

www.besturdubooks.wordpress.com

کو پسند کر لیا گیا...... کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کلام نہیں فرمانا چاہتے تھے، جس سے کسی کی غیبت ہوتی کیونکہ اس نے غیبت کو ناپسند کیا ہے، اسے مومنوں پر حرام کر دیا۔ اس لیے بجائے نام لے کر بات کرنے کے کہ اس سے مختصر کلام ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ معلوم ہوا کہ اگر ہم بھی کسی کے بارے میں گفتگو کریں تو نام لے کر بات کرنے کی بجائے ہمیں بھی اسی طرح تھرڈ پرسن کی بات کرنی چاہیے، یوں ہم بھی غیبت سے محفوظ ہو جائیں گے۔

اب دیکھیے! وہ غلام تھے، مالکہ نے کام کے لیے کمرے میں بلایا

وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ (اور دروازے بند کر دیے)

ابواب کی تفسیر مختلف مفسرین نے مختلف لکھی ہے، بعض نے کہا کہ جی کمرے کے اندر کمرہ تھا، اس کمرے کے اندر بھی کمرہ تھا، اس طرح کئی کمروں میں بلایا۔ یہ بھی صورت ہو سکتی ہے اور یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ ایک کمرے کے ایک سے زیادہ دروازے بھی ہوتے ہیں، ایک دروازہ کسی صحن میں نکلتا ہے تو دوسرا دروازہ کسی کمرے میں نکلتا ہے، تیسرا دروازہ کسی اور طرف کو نکلتا ہے...... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھڑکیوں کو بھی دروازہ ہی شمار کر لیا گیا ہو۔ تو ایک کمرے کے دروازے اور کھڑکیوں کے بند کرنے کو بھی ابواب کہا گیا، بہر حال جو صورت بھی تھی، دروازے بند کر دیے گئے، پھر اس نے اپنی نیت کا اظہار کیا اور کہا:

﴿قَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ (یوسف: ۲۳)

تو انہوں نے فوراً جواب میں کیا فرمایا:

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

معاذ اللہ...... یہ فقرہ یاد کر لیجیے! جب بھی کبھی آپ کے سامنے گناہ کا موقع پیش ہو، اس وقت اگر آپ یہ دو الفاظ زبان سے کہہ دیں...... معاذ اللہ...... تو اللہ تعالیٰ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

جیسے سیدنا یوسف علیہ السلام کو بچالیا تھا۔ دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بھی حفاظت فرمائے گا۔ ان الفاظ کو یاد کر لیجیے ۔ جب بھی کوئی ایسا موقع ہو، کہہ دیا کریں...... معاذ اللہ، معاذ اللہ......اس طرح بندہ اللہ رب العزت کی پناہ میں آ جاتا ہے۔

آگے کیا ہوا؟......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا ﴾ (یوسف:۲۴)

[اور تحقیق اس عورت نے بھی ارادہ کیا اور انہوں نے بھی ارادہ کیا]

اب یہاں پر کچھ لوگوں کو شبہ پیدا ہوا......المرء یقیس علیٰ نفسه (بندہ دوسروں کو اپنے آپ پر قیاس کرتا ہے) ہمارا تو یہ حال کہ ہمیں کہیں سے بھی گناہ کی دعوت ملے تو گناہ کے لیے ہماری نیت بن جاتی ہے، اسی وقت پھسل جاتے ہیں۔تو لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اس نے بھی ارادہ کیا اور آگے سے یوسف علیہ السلام نے بھی ارادہ کیا۔ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔دیکھیں ''ھم'' کا لفظ ایک ہی ہے مگر ایک نے ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا اور دوسرے نے ہاتھ واپس دھکیلنے کا ارادہ کیا۔ایک نے گناہ کی طرف قدم بڑھانے کا ارادہ کیا اور دوسرے نے اسے اپنے سے پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا......کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی بندہ ناپسند ہو تو وہ آکر ملنا بھی چاہے تو دوسرا بندہ اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے۔اسی طرح ارادہ اِس نے بھی کیا اور ارادہ اُس نے بھی کیا، لفظ تو ارادے کا لگا مگر ارادہ اپنی اپنی شان کے مطابق تھا۔زلیخا نے ارادہ کیا تھا، گناہ کرنے کا اور سیدنا یوسف علیہ السلام نے ارادہ کیا تھا اس کو پیچھے دھکیلنے کا سیدنا یوسف علیہ السلام کا گناہ کا ارادہ نہیں تھا۔ورنہ دلوں کے بھید جاننے والے پروردگار گواہی نہ دیتے کہ:

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (یوسف: ۲۴)

اس کی دلیل بھی قرآن عظیم الشان سے کیونکہ اَلْقُرْآن یفسر بعضه بعضا، اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ (یوسف: ۲۴)

[اسی طرح ہم نے اسے بچالیا، سوء سے اور فحشاء سے]

یہاں دو لفظ استعمال ہوئے، سوء اور فحشاء۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ سوء کا لفظ غیر عورت کو ہاتھ لگانے، اسے گلے لگانے اور اس کا بوسہ لینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ گویا بوس و کنار کے لیے سوء کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور زنا کے لیے فحشاء کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہاں قرآن مجید بتا رہا ہے کہ انہوں نے جو ارادہ کیا تھا، اس وقت اگر نیت میں میل ہوتی تو پھر سوء سے کیسے بچ سکتے تھے؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے اس کو بچایا سوء سے بھی اور فحشاء سے بھی۔ تو معلوم ہوا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے بچنے کے لیے دفاع کا ارادہ کیا اور زلیخا نے زنا کا ارادہ کیا۔

اس کی ایک اور دلیل سنیے! سیدنا یوسف علیہ السلام گناہ کا نام سنتے ہی فوراً دروازے کی طرف بھاگے، سبحان اللہ، یہ فراست مومنانہ ہے۔ اگر وہیں کھڑے ہو کر الجھتے رہتے اور ان کا قمیض پھٹتا تو کس سائیڈ سے پھٹتا؟ سامنے سے، اس طرح الزام ان کے اوپر آ جاتا۔ یہ فراست مومنانہ تھی کہ آپ دروازے کی طرف بھاگے، پھر اس نے پیچھے سے پکڑا تو کپڑا کدھر سے پھٹا؟ پیچھے سے پھٹا۔ اللہ تعالیٰ نے بچے سے گواہی دلوا دی، اللہ تعالیٰ یوں مہربانی فرماتے ہیں کہ متقی بندے پر جب اس طرح کی بات کوئی آتی ہے تو وہ معصوم بچے جو ضابطہ قدرت کی وجہ سے نہیں بولا کرتے۔ میرے پروردگار ان متقی بندوں کی خاطر ضابطے بدل کر ان کو قوت گویائی عطا فرما دیا کرتے ہیں اور وہ ان کی پاک دامنی کی گواہی دے دیا کرتے ہیں۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل میں جانا پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وہاں سے نکال کر تخت عطا کر دیا۔ قحط آیا، اس دوران ان کے بھائی بڑے پریشان ہوئے۔ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ انہوں نے اپنے بھائی بنیامین کو ایک حیلے سے اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر دوسری مرتبہ بھائی آئے ...... یہ ساری روداد قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔ سورۃ یوسف کو احسن القصص کیوں کہا گیا؟ اس لیے کہا گیا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام پر ایک ایسا وقت آیا جب انہوں نے اپنے آپ کو بے سہارا پایا، ان کا کوئی اپنا نہیں تھا۔ والد ویسے ہی جدا تھے۔ بھائیوں نے یہ حال کر دیا۔ جن کے ہاں غلام بنے اس عورت نے ہی جیل بھجوا دیا۔ تو ان کا اپنا تو کوئی بھی نہیں تھا، سارے سہارے ٹوٹ گئے۔ جب انسان دنیا میں ہر طرف سے بے سہارا ہوتا ہے تب اس کا سہارا پروردگار ہوتا ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو فرمایا گیا: اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے بھائی یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ آپ بھی اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کرتے ہیں، اس کا سہارا بھی ہم بنے تھے اور آپ کا سہارا بھی ہم بنیں گے۔ اور جب اللہ تعالیٰ سہارا بنے تو پروردگار نے تخت بھی عطا فرما دیا۔ آج لوگوں کو تخت کے لیے کثرت چاہیے، تائید چاہیے، لوگ چاہئیں۔ برادری چاہیے۔ قبیلہ چاہیے، شہرت چاہیے، تب جا کر کہیں چھوٹی سی ممبری ہاتھ آتی ہے۔ اس لیے کہ اصل منبر تو یہ منبر رسول ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدنا یوسف علیہ السلام کو تخت عطا فرما دیتے ہیں۔ بھائی آتے ہیں اور آ کر کہتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ (اے عزیز مصر!)

مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ (ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگ دستی نے بے حال کر دیا)

وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ (ہم قیمت بھی وہ لائے جو پوری نہیں)

فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ (ہمیں وزن پورا دے دے!)

وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا (اور ہم پر صدقہ وخیرات کر دے!)

اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ (بے شک اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

جب بھائیوں نے آ کر بھیک مانگی، سائل کیا کہتا ہے؟ اللہ کے نام پہ دو! وتَصَدَّقْ عَلَيْنَا (ہم پر صدقہ خیرات کردو)۔ جب بھائیوں نے آ کر بھیک مانگی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا:

مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ (تم نے یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟)

یہ سن کر بھائی ہکا بکا رہ گئے۔ کہنے لگے:

ءَ اِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ (کیا آپ یوسف ہیں؟)

قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَا اَخِيْ

(فرمایا: ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے)

قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا (تحقیق اللہ نے ہم پر احسان کیا)

اِنَّهُ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ

(بے شک وہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اور اپنے اندر صبر وضبط پیدا کرتا ہے)

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

(پس اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے)

(یوسف: ۹۰)

چنانچہ جو بندہ بھی سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرح تقویٰ کی زندگی گزارے گا اللہ تعالیٰ اسے عرش پر بٹھائیں گے...... اور جو ان کے بھائیوں کی طرح گناہوں کی زندگی گزارے گا اللہ تعالیٰ اسے سائل بنا کر فرش پر کھڑا کر دیں گے...... پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس وقت آتی ہے جب انسان اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کرتا ہے۔

آج امت بے سہارا ہے مگر......

آج ایسا ہی وقت ہے کہ امت اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کر رہی ہے پہلے بھی یہی رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿حَتّٰىٓ اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا﴾
[حتیٰ کہ جب رسول بھی ناامید ہونے لگے اور ان کا یہ گمان تھا کہ اب ان کو جھٹلادیا گیا، تب ان پر ہماری مدد آئی] (یوسف: ۱۱۰)

کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ ایسے پوائنٹ پر پہنچادیتے ہیں جہاں چاروں طرف اللہ کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا ہوتا

﴿حَتّٰىٓ اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ (التوبۃ:۱۱۸)
[حتیٰ کہ زمین اپنی پوری فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہوجاتی ہے]

اور بندے کا گمان کیا ہوتا ہے؟......

وَ ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ (التوبۃ:۱۱۸)
[وہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہمارا کوئی ملجا اور ماویٰ نہیں ہے]

اس جگہ پر پہنچ کر اللہ کی مدد آتی ہے۔

ہمیں بھی ہمت سے کام لینا چاہیے اور اپنی زندگی سے گناہوں کو سو فیصد ختم کر کے اپنے رب سے صلح کر لینی چاہیے، تقویٰ کی زندگی اختیار کرنی چاہیے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد کا وزن ہمارے پلڑے میں آجائے گا اور ہمارا پلڑا پورے جہان سے جھک جائے گا۔

آج اس کی بے حد ضرورت ہے، اخباروں کی ضروت نہیں ہے۔ آج تو جمعہ پڑھانا ہوتا ہے تو کہتے ہیں، جی ذرا دو تین اخباریں لے آنا، یوں اخباری جمعے پڑھاتے ہیں۔ کیا قوم کی اصلاح ہو رہی ہے!!!؟ منبر رسول پر بیٹھ کر اخباری جمعے!!!......فلاں نے یہ کر دیا، فلاں نے وہ کر دیا۔ وہ سمجھتے ہیں، ہم بڑی اصلاح کر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم کسی سے نہیں ڈرتے، حالت یہ ہوتی ہے کہ مسجد کے صدر سے ڈر رہے ہوتے ہیں کہ کہیں نکال ہی نہ دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عزیز طلباء! ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ امامت کو ملامت نہ بنانا۔ جب ہم تقوی کو چھوڑ دیتے تو پھر امامت کو ملامت بنا بیٹھتے ہیں۔ اس لیے آج دلوں میں یہ عہد کیجیے کہ ہم آئندہ شریعت پر اختیار کے ساتھ عمل کریں گے اور تقوی کی زندگی گزاریں گے۔

احتیاط تو یہ بھی ہے مگر......

ویسے ہم دنیا کے معاملے میں بہت محتاط ہیں مثال کے طور پر:

......ایئر پورٹ پر آٹھ بجے جانا ہو تو بیوی سے کہتے ہیں جلدی تیار ہو جانا، جانا تو آٹھ بجے ہے لیکن احتیاطاً ہم پونے آٹھ بجے وہاں پہنچ جائیں گے۔

......انٹرویو کے لیے چھ بجے جانا ہوتا ہے، کہتا ہے کہ جی میں نے جانا تو تھا چھ بجے مگر To be on the safe side (احتیاطاً) میں دس منٹ پہلے پہنچ گیا۔

......مہمان بلاتے ہیں پندرہ اور بیوی سے کہتے ہیں To be on the safe side (احتیاطاً) بیس آدمیوں کا کھانا بنا دینا۔

......یعنی ہم دنیا کے معاملے میں بڑے محتاط ہے۔ یہ To be on the safe side کے الفاظ کو اگر قرآنی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس کو تقوی کہتے ہیں، کہ متقی بندہ ہمیشہ To be on the safe side (محتاط) رہ کر زندگی گزارتا ہے۔ وہ گناہ کا Risk (رسک) ہی نہیں لیتا۔

تقوی کا دائرہ کار:

کچھ صوفیوں کو دیکھا کہ وہ کھانے پینے میں بڑا تقوی اختیار کرتے ہیں مگر لین دین کے معاملات میں کچھ بھی نہیں ہوتے، بیوی کو گھر میں ستایا ہوا ہوتا ہے۔ نہ اس سے بنتی ہے، نہ اُس سے بنتی ہے۔ یہ کیسا تصوف ہے؟......تقوی یہ نہیں ہوتا بلکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تقوٰی پوری زندگی پر محیط ہوتا ہے، فقط بازار کی چیزیں کھانی چھوڑ دینے سے بندہ متقی نہیں بن جاتا بلکہ تقوٰی کا تقاضا یہ ہے کہ معاملات، معاشرت بلکہ ہر چیز میں انسان شریعت کے مطابق زندگی گزارے۔ آیئے قرآن سے پوچھیے کہ تقوٰی کیا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (البقرہ:۱۷۷)

[نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق کی طرف منہ کرلو یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب پر، اور نبیوں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردن چھڑانے والوں پر خرچ کریں، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور وعدے جو کرلیے پورے کریں اور سختی اور تکلیف کے وقت اور معرکہ کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں]

دیکھا! یہ ہیں متقی بندے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تقوٰی بھری زندگی نصیب فرمادے۔ آمین

دنیا کی چیک پوسٹ میں پوشیدہ ایک سبق:

ہم لوگ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ جارہے تھے۔ وہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

کام کرنے والے ہمارے ایک دوست بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ہم نے دیکھا کہ جب چیک پوسٹ آنے لگی تو خوف کی وجہ سے اس کا رنگ فق ہو گیا۔ میں نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگا: حضرت! میں ورقہ بنوانا بھول گیا ہوں۔ یہ وہ ورقہ ہوتا ہے جو عمرہ کرنے کا اجازت نامہ ہوتا ہے۔ میں احرام باندھ کر آپ کے ساتھ عمرہ کرنا چاہتا تھا اور میرا دھیان ہی ادھر نہ گیا اور اب مجھے یہ خیال آ رہا ہے کہ یہ روکے گا اور ورقہ دیکھے گا، اگر اس نے روک لیا تو مجھے واپس بھیج دے گا۔ عمرہ تو میں بعد میں بھی کرلوں گا مگر میں آپ کے ہمراہ سیکھ کر عمرہ کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اب اس کا ایک رنگ آتا اور ایک رنگ جاتا۔ جیسے جیسے چیک پوسٹ والا مقام قریب آتا گیا، اس بیچارے کے پسینے چھوٹتے گئے۔ کچھ پڑھ بھی رہا تھا اور خوف زدہ بھی تھا، جن کے پاس ویزے تھے وہ سب مزے میں تھے، مگر اس کی کیفیت عجیب تھی۔ دور سے ہی اس کی نظر شرطہ پر تھی کہ کوئی ہے بھی یا نہیں۔ اللہ کی شان کہ ایک کی بجائے دو کھڑے تھے۔

جب گاڑی ان کے قریب پہنچی تو ڈرائیور نے گاڑی آہستہ کر دی۔ پولیس والے نے اشارہ کیا...... امھل (روکو)...... جیسے ہی اس نے رکنے کا اشارہ کیا تو خوف کی وجہ سے اس کی زبان سے ''اوہ'' کا لفظ نکلا کہ مجھے روک لیا گیا۔ لیکن اللہ کی شان کہ جیسے ہی ڈرائیور نے گاڑی روکی اور پولیس والے نے ذرا قریب ہو کر دیکھا تو اس عاجز کا سکین چہرہ سامنے تھا: وہ دیکھ کے کہنے لگا: یَلّا ...... ہم نے بھی کہا: اللہ ای اللہ۔ جب ہم وہاں سے نکل گئے تو وہ بالکل فریش ہو گیا۔ میں نے اس وقت کہا: بھئی! آج مجھے یک بات سمجھ میں آ گئی۔ کہنے لگا: حضرت! کیا؟...... میں نے کہا قیامت کا دن ہوگا۔ ک ایک ایک کر کے اللہ رب العزت کے روبرو پیش ہو رہے ہوں گے۔

﴿ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾ (الانعام: ۹۴)

اور اُدھر بھی چیک پوسٹ بنی ہوئی ہوگی۔ حق لینے والے لوگ بھی کھڑے ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے اور اللہ کے فرشتے بھی کھڑے ہوں گے۔ کچھ قسمت والے ہوں گے جن کے پاس نیکیوں کے پرمٹ ہوں گے، ان کو سیدھا جانے دیا جائے گا۔ اور کچھ ایسے ہوں گے جن کے بارے میں قرآن مجید نے فرمادیا: حکم ہوگا......

﴿ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْن ﴾ (الصفت: ۲۴)

[ان کوروک لیجیے ان سے سوال کیا جائے گا]

اس وقت ہمارا کیا بنے گا۔ حکم ہوگا، اس کوروک لیجیے، ہمارے نام کی روٹیاں کھاتا تھا اور ہمارے ہی حکموں کو چھپ چھپ کے توڑتا تھا،

﴿ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْن ﴾

اس کوروک لیجیے یہ دیکھنے میں بڑا اصوفی بنا پھرتا تھا مگر اپنے گھر کے ماحول کو جہنم بنا رکھا تھا، غصہ قابو میں نہیں آتا تھا، نہ بچوں پہ شفقت نہ بیوی پہ رحمت۔

﴿ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْن ﴾

اس کوروک لیجیے۔ ہم نے اس کو کتنی نعمتیں عطا فرمائی تھیں، من پسند کے کھانے کھایا کرتا تھا، اس کے پاس سائل مانگنے کے لیے جاتے تھے۔ یہ ان کو جھڑکیاں دے کر گھر سے بھیج دیا کرتا تھا۔

﴿ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْن ﴾

آج ان سے سوال پوچھا جائے گا۔

آج ہمت کر لیجیے ارادے کر لیجیے اور اللہ سے مانگ لیجیے کہ اے اللہ! ہمیں تقویٰ کی زندگی عطا فرما دیجیے تاکہ قیامت کے دن کی چیک پوسٹ سے ہم بچا دیے جائیں۔ جب متقی بندے اللہ کے سامنے پیش ہوں گے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ﴾ (الزمر: ۷۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو جنت کا گیٹ دکھا دیا جائے گا کہ اے میرے متقی بندو! تم اتنی احتیاط سے میری شریعت پر عمل کرتے تھے، جاؤ! جنت کے دروازے تمہارے لیے کھلے ہیں۔ تم نے دنیا میں بہت ہی تکلیفیں برداشت کی ہیں، اب سیدھے جنت میں چلے جاؤ! جیسے ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے اسی وقت کہیں گے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ﴾ (الفاطر:۳۴)

[سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے سب غم دور کر دیے]

اللہ رب العزت ہمیں آج احتیاط کے ساتھ شریعت پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

عالم اسلام کے روحانی پیشوا محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

کی نئی کتاب

گھریلو جھگڑوں سے نجات

- گھروں میں جھگڑوں کا ماحول کیوں رہتا ہے؟
- جھگڑوں کا حل کیا ہے؟
- پیار محبت کا ماحول کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟
- اچھی معاشرت کے اسلامی اصول وضوابط
- سنت نبوی کی برکات
- محبتیں بانٹیں، نفرتوں سے نجات پائیں

اپنے اہل خانہ اور احباب کو یہ کتاب پڑھنے کیلئے دیں

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

☎ +92-41-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دیگر کتب

- خطبات فقیر (تیرہ جلدیں)
- مجالس فقیر (چھ جلدیں)
- مکتوبات فقیر
- حیات حبیب (سوانح حیات)
- عشق الٰہی
- عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- باادب بانصیب
- تصوف وسلوک
- لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند (سفرنامہ)
- قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز
- نماز کے اسرار و رموز
- رہے سلامت تمہاری نسبت
- موت کی تیاری
- مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول
- اولاد کی تربیت کے سنہری اصول
- حیاء اور پاکدامنی
- خواتین اسلام کے کارنامے
- عمل سے زندگی بنتی ہے
- دوائے دل

www.besturdubooks.wordpress.com

- سکونِ دل
- تمنائے دل
- گھریلو جھگڑوں سے نجات
- زلزلہ.....مشاہدات وواقعات
- ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی
- کتنے بڑے حوصلے ہیں پروردگار کے
- پریشانیوں کا حل
- دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات
- گناہوں سے توبہ کیجئے
- محسنین اسلام
- سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمولات
- وظیفہ
- پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں
- شجرہ طیبہ
- بے داغ جوانی
- LOVE FOR ALLAH
- Wisdom For The Seeker
- Be Courteour Be Blessed
- Travelling Across Central Asia
- Ocean Of Wisdom

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 062-2442791
- ادارہ اسلامیات، 190 انار کلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بارزار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 041-7224228
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- مکتبہ بیت العلم بنوری ٹاؤن کراچی 021-2018342
- مکتبہ الشیخ 445/3 بہادر آباد کراچی 0214935493
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- مکتبہ علمیہ، دوکان نمبر 2 اسلامی کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4918946
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2288261
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی 051-5462347 ، 03009834893

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہٗ

خطباتِ فقیرؒ

جلد پندرہ

- قرآن اور صاحبِ قرآن
- اسلام کی قدر پہچانیے
- مسلمانی کی قیمت
- حیوانی، انسانی اور ایمانی زندگی
- تحمل مزاجی
- برکت اور اسبابِ برکت
- تعلیماتِ اسلامی کا نچوڑ

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

223

مکتبۃ الفقیرؒ

8003

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر
جلد ۱۵

ازافادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

مرتب
مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطباتِ فقیر (جلد ۱۵)

ازافادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ——— مارچ 2009ء

اشاعت چہارم:............ جون ۲۰۱۰ء

تعداد ——— 1100

سرورق ——— حافظ انجم محمود

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— ڈاکٹر شاہ محمود عفی عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	11
پیش لفظ	13
① قرآن اور صاحب قرآن	17
محبت کا تقاضا	17
انداز تخاطب میں محبت کا پہلو	18
محبوب ﷺ کا براہ راست دفاع	19
محبوب ﷺ کا وجد آفرین تذکرہ	20
انبیائے کرام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد	20
اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں	21
خلقِ عظیم کا تذکرہ	22
فضلِ عظیم کا تذکرہ	22
سارے جہانوں کے لیے رحمت	23
وجود نبوی کی برکات کافروں پر بھی	23
اطاعتِ نبوی کی عظمت کا تذکرہ	24
نصرتِ خداوندی کا تذکرہ	24
مذاق اڑانے والوں کا انجام	25
مجنوں کہنے والے کی سرزنش	25
تسلی آمیز پیغامات	26
نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کا تذکرہ	28
محبوب کے زیر نظر رہنے کا مزہ	28
سب سے بڑی خوش خبری	29
بروزِ محشر عزتوں کے مستحق کون ہوں گے؟	30
معراجِ نبوی کا تذکرہ	30
انعاماتِ الٰہی کا تذکرہ	32
جسمِ مبارک کے اعضا کا ذکر	32
چہرۂ انور کا تذکرہ	33
مبارک آنکھوں کا تذکرہ	34
مبارک کانوں کا تذکرہ	34
زبانِ مبارک کا تذکرہ	34
سینہ مبارک کا تذکرہ	35
پیٹھ مبارک کا تذکرہ	36
مبارک ہاتھوں کا تذکرہ	37
مبارک قدموں کا تذکرہ	37
لباس مبارک کا تذکرہ	38
کاشانۂ نبوت کا تذکرہ	38
اہلِ خانہ کا تذکرہ	39
اہلِ خانہ کی پاک دامنی کا تذکرہ	39
بنات اربعہ کا تذکرہ	39

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
بیٹوں کا تذکرہ	40
اہلِ بیت کا تذکرہ	40
مسجد نبوی کا تذکرہ	40
مسجد کے نمازیوں کا تذکرہ	40
مہمانوں کی دعوت کا تذکرہ:	41
اقربائے نبوی کا تذکرہ	41
علمِ نبوی کا تذکرہ	41
حسنِ بیان کا تذکرہ	42
نرم رُوئی کا تذکرہ	43
صبر وتحمل کا تذکرہ	43
حیا کا تذکرہ	43
آدابِ نبوی کا تذکرہ	44
تربیتِ نبوی کا تذکرہ	45
عفو ودرگزر کا تذکرہ	45
مقامِ تفویض کا تذکرہ	47
جہاد کا تذکرہ	47
مقاصدِ بعثت کا تذکرہ	47
حزن وغم کا تذکرہ	48
نمازِ تہجد کا تذکرہ	48
دائرہ عمل کا تذکرہ	48
فارغ اوقات کا تذکرہ	48
مبیتِ نبوی کا تذکرہ	49
محبتِ الٰہی کے حصول کا قرآنی طریقہ	49
محبوبِ کل جہاں کی محبت کا تذکرہ	50
نبی رحمت ﷺ کے احباء کون؟	51
پُرانوار زندگی کی قسم	52
مبارک شہر کی قسم	52
محبوب ﷺ کا ذکر	52
جاردانگِ عالم میں ذکرِ نبوی کی گونج	53
رضائے نبوی کی تکمیل	55
حضرت مجدد الفِ ثانیؒ اور مدحتِ نبوی	56
خواجہ مظہر جان جاناںؒ اور نعتِ نبوی	56
آیاتِ قرآنی اور حیاتِ نبوی کی حیران کن تطبیق	57
② اسلام کی قدر کیجیے	61
جسمِ انسانی، ضدین کا مجموعہ	61
گھریلو زندگی میں مجموعہ ضدین	62
دو چیزوں کے جوڑنے کے دنیاوی ضابطے	64
دو دلوں کا جوڑ دینِ اسلام سے	65
دینِ اسلام...... ایک نعمتِ غیر مترقبہ	67
شاخِ نازک پہ ناپائیدار آشیانہ	67
سونے کو سونا کہیے، پیتل نہیں	68
(1) ایمان باللہ کا تصور	69
ٹینشن سے نجات	69

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
نیویارک میں سات سو پاگل خانے	69
ایمان باللہ کا ثمر	70
(۲) ماں باپ کا تصور	72
کفار کے معاشرے میں ماں کی حیثیت	73
اسلامی معاشرے میں ماں باپ کا مقام	74
(۳) ازدواجی زندگی کا تصور	74
باہمی الفت ومحبت کا فقدان	75
ایک انجینئرنگ مینجر کی زبوں حالی	75
ایک اور انجینئر کی بیہودہ گوئی	76
اسلامی تعلیمات	77
(۴) خیرخواہی کا تصور	77
گاہکوں کے ساتھ خیرخواہی	78
بائع کے ساتھ خیرخواہی	78
نو وارد کے ساتھ خیرخواہی	79
دکانداروں کی باہمی خیرخواہی	80
کفار کے ہاں خیرخواہی کا انداز	81
کفار کے کتے بلیوں کا خرچہ	81
(۵) حیا اور پاکدامنی کا تصور	82
اسلام کی تعلیم	82
کفر کی تعلیم	82
پارٹیوں میں غیرت کا جنازہ	83
(۶) سچ کا تصور	84
اسلامی تعلیمات	84
اسلام کی جیت	84
(۷) ایثار کا تصور	86
تین صحابہ رضی اللہ عنہم کا مثالی ایثار	87
ابوالحسن نوری رحمہ اللہ کا ایثار	88
کفر کے معاشرے کی ایک مثال	89
اسلامی معاشرے کی مثال	89
تابعین کے دور کی حیرت انگیز مثال	90
(۸)......اخلاص کا تصور	92
دور صحابہ کی مثال	92
دو سوکنوں کا اخلاص	93
ایک فقیر کا اخلاص	95
ایک رحم دل حاجی کا اخلاص	96
دل کی آواز	98
(۳) مسلمانی کی قیمت	101
دینِ اسلام کی برکات	101
ایک سٹور کی ریٹرن پالیسی	102
نسبت کی لاج رکھیں	105
ایسی دینداری کس کام کی؟	106
بچھو کے ساتھ خیرخواہی	107
جگری یار بنانے کا اسلامی اصول	107
بے رخی کرنے والے سے حسنِ سلوک	108

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
دنیا امن کا گہوارہ بن جائے، اگر	109
ایک سبق آموز واقعہ	110
اسلامی تعلیمات کا لب لباب	111
بیوی کی تلخی برداشت کرنے کی وجہ	112
ایک انتہائی نازک مسئلہ	114
ایک خاوند کی ناگفتہ بہ حالت	115
توڑنے والے سے رشتہ جوڑنے کا حکم	116
ایک دوشیزہ کی پسند	117
زن مریدی کسے کہتے ہیں؟	118
وضع قطع کا لحاظ	118
دل جیت لیا	119
اولیاء اللہ کے روپ کا لحاظ	120
(۲) نفسانی، انسانی اور ایمانی زندگی	127
بنی آدم کی عزت افزائی	127
سیدھے راستے کی راہنمائی	127
انسان کی زندگی کے تین انداز	129
(۱)......حیوانی زندگی	129
شہوات کو پورا کرنے میں حیوانوں کی برتری	130
نفس کا راج	133
دو نئی خوبیاں	133
(۱) جمال پسندی	134
پکوانوں میں جمال پسندی	135
مہمان کے سامنے بھینسے کا سر	135
تاریخی عمارتیں دسترخوان پر	137
حیران کن سلاد	138
آئس کریم کے بتیس ذائقے	138
فرنیچر میں جمال پسندی	139
تعمیرات میں جمال پسندی	139
ایک پاکستانی تاجر کا گھر	140
تاج محل اور اس کا حیران کن غسل خانہ	140
(۲) اجتماعیت کا فطری جذبہ	141
(۲)......انسانی زندگی	141
انسانی زندگی بہتر تو ہے مگر	142
عقل کا راج	143
انسانی زندگی کا نکتہ عروج	144
(۳)......ایمانی زندگی	144
ایمانی زندگی کی چار انمول صفات	146
(۱) اللہ کے لیے محبت ہونا	146
خدمت خلق کا انوکھا انداز	147
زندگی بھر معذوروں کی خدمت	149
مسافر کے ساتھ حسن سلوک	149
ایمان کی پہچان	150
(۲) اللہ کے لیے دشمنی ہونا	150
(۳) اللہ کے لیے عطا کرنا	151
(۴) اللہ کے لیے کسی کو روکنا	152

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
خلاصہ کلام	154
⑤ تحمل مزاجی	157
"تحمل" کی لغوی تحقیق	157
تحمل مزاجی کسے کہتے ہیں؟	158
اسمائے الٰہی "علیم وحلیم" کا حسین امتزاج	158
برائی کا دفاع اچھائی سے کرنے کی تعلیم	160
نبیٔ رحمت ﷺ کی تحمل مزاجی کی روشن مثالیں	162
ماتحتوں کے ساتھ تحمل مزاجی	163
اہل خانہ کے ساتھ تحمل مزاجی	165
طائف والوں کے لیے بددعا سے انکار	166
دندان مبارک شہید ہونے پر بھی دعائیں	167
دشمنوں کے لیے گندم کی فراہمی کا حکم	168
بیٹی کے قاتل کو معافی کا پروانہ	169
صفوان بن امیہ کے ساتھ عفو ودرگزر	171
زہر کھلانے والی عورت کی معافی	173
ابوجہل کے بیٹے کی معافی	173
ابوسفیان ؓ کی معافی کا اعلان	174
ہندہ کے ساتھ عفو ودرگزر	174
وحشی کی معافی کا معاملہ	175
عثمان بن طلحہ کے ساتھ تحمل مزاجی کا مظاہرہ	176
فتح مکہ کے دن عام معافی کا اعلان	177
حیوانیت کی بجائے انسانیت اپنائیں	178
اختلاف رائے کو دشمنی بنانے سے بچیں	179
دس چیزیں دس چیزوں کو روکتی ہیں	180
حضرت گنج بخش لاہوری ؒ کا واقعہ	183
حضرت ابوالحسن خرقانی ؒ کا سبق آموز صبر	183
حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ	184
ولایت کا مقام کیسے ملا؟	186
معمولی عمل کی وجہ سے مغفرت	186
ایک بزرگ کی تحمل مزاجی	187
ایک خاتون کا صبر وتحمل	187
شکوے ہی شکوے	188
خزانوں کی کنجیاں تھا دے	189
ایک نصیحت آموز واقعہ	190
تحمل مزاجی کا ایک بڑا فائدہ	191
ایک انمول موتی	191
گیارہ چیزوں کا گیارہ چیزوں سے قیام	192
جاہل ان پڑھ کا عفو ودرگزر	193

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تحمل مزاجی کی ایک اور مثال	195
بنی اسرائیل کا ایک رقت آمیز واقعہ	197
٦ برکت اور اسباب برکت	203
برکتوں بھرا طرز زندگی	203
برکت کا صحیح مفہوم	203
زمین میں برکت	204
بیت اللہ شریف میں برکت	205
حج اور عمرہ میں برکت	205
بکریوں میں برکت	206
زیتون میں برکت	207
مومن کے جھوٹے میں برکت	208
نبی رحمت ﷺ کے لقمے کی برکت	208
تحنیک میں برکت	209
صحت میں برکت	209
علم میں برکت	211
وقت میں برکت	212
قوت حافظہ میں برکت	214
رزق میں برکت	216
برکت کے اسباب	22[illegible]
تقویٰ	223
دعا بدرگاہ خدا	226
معیت اکابر	227

عنوان	صفحہ نمبر
برکت ختم ہونے کے اسباب	228
(1)......نیت میں کھوٹ ہونا	228
جب بادشاہ کی نیت بدلی......	229
حسنِ نیت سے کروڑوں پتی بن گیا	230
برکتوں کے فیصلے	230
(2)......معصیت	231
(3)......بدنظری	231
حصول برکت کی دعائیں	232
٧ تعلیمات اسلامی کا نچوڑ	239
نصیحت سے فائدہ اٹھانا	239
کون کس کو نصیحت کرے؟	240
نصیحت اور تنقید	241
امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی نصیحت	241
امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی نصیحت	242
پہلی حدیث مبارکہ	243
صحیح نیت	243
نیت کے فرق سے اجر سے محرومی	244
نفل اور عمل میں فرق	245
جنت کے درجے اعمال کی بنیاد پر	245
مناظر قیامت کی تفصیل	246
بدبختی کا وبال	250
ایک عمل میں متعدد نیکیوں کو جمع کرنا	250
اعمال کا دارومدار کس پر؟	252

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے؟	252
فقہاء کے اختلاف میں امت کی آسانی	253
عبداللہ بن مبارک کا ارشاد گرامی	255
نیت کی تین صورتیں	256
اعمال کو اجر کے قابل کیسے بنائیں	256
حضرت سلطان باہوؒ کے ہاں نیت کی عظمت	259
دوسری حدیث مبارکہ	260
لایعنی کاموں سے اجتناب	260
قلم ٹوٹ جانے پر ذکرِ الٰہی کا ورد	261
سورج تھام لو، وقت لے لو	261
کھانے کے وقت میں دین کی خدمت	261
خشک ستو پھانکنے کی وجہ	262
جو دم غافل سو دم کافر	262
زندگی کا کیا بھروسہ	263
پیدل چلتے ہوئے مطالعہ کا شغف	263
علامہ ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا معمول	263
بیت الخلاء میں علمی مشغولیت	264
کنویں کی دیوار پر کتابتِ علم	264
امام محمدؒ کی تدریسی مصروفیات	265
دوڑ کر تحصیلِ علم کی مثال	265
بھکاری کے روپ میں علم کا حصول	266
بیس سال تک فرصت نہ ملی	267
تیسری حدیثِ مبارکہ	268
دوسروں کی پسند کا بھی خیال رکھیں	268
ایک دلچسپ صلح	269
چوتھی حدیثِ مبارکہ	270
مولانا محمد عبدالمالک صدیقی کا تقویٰ	270
بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کا تقویٰ	272
پانچویں حدیث مبارکہ	273
مسلمان کون ہے؟	274
زبان ہاتھوں پر مقدم کیوں؟	274
حق تلفی سے بچیں	276
پانچ حدیثیں شریعت کا نچوڑ کیسے؟	276
انسان کی برائی کی پہچان	277
مقامِ ولایت میں رکاوٹ	277
اگر پکڑ ہوگئی تو...... الامان والحفیظ	278

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ پندرہویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلندتر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پروازِ فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکرمند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہء خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحرِ معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تا زیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہء جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی، حلقہ بڑھتا ۔ ور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنے شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے سفر ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلہ بنا دیا۔ اِس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟...... مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے

”قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں“

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے، و اما بنعمة ربك فحدث ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبروار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علماء طلباء نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴾

(انشراح:۴)

قرآن اور صاحبِ قرآن

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامع مسجد اللہ اکبر، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور

بتاریخ: یکم اپریل 2007ء ، ۱۲ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا مرتبہ عطا فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی﴾

[اور آپ کا آنے والا وقت آپ کے گزرے ہوئے وقت سے زیادہ بہتر ہوگا]

یہ اتنی بڑی خوش خبری ہے کہ اس سے بڑی خوش خبری کوئی نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں بڑے لوگوں کو عروج ملتا ہے لیکن عروج ملتے ہی ان کا زوال شروع ہو جاتا ہے مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خوش خبری ملی کہ ''اے میرے پیارے حبیب ﷺ! جو عروج آپ کو مل رہا ہے اس عروج کا زوال کبھی نہیں ہوگا۔ ہر آنے والا وقت آپ کی عزت کو شرف کو، مقام کو پہلے سے بلند تر کرتا چلا جائے گا۔''

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن اور صاحبِ قرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ o
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ربیع الاول کا مہینہ اپنے ساتھ بہت ساری یادیں وابستہ کیے ہوئے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ بھی اسی مہینے میں اور وفات شریفہ بھی اسی مہینے میں ہوئی۔ یوں تو پورا سال ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے بارے میں بیانات ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن ربیع الاول میں یہ یادیں اور بھی تازہ ہو جاتی ہیں۔

محبت کا تقاضا:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے محبوب کل جہاں بنا دیا۔ محبت کا یہ تقاضا ہے کہ محبوب کا تذکرہ ہر وقت ہوتا رہے۔ ماں کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو میں اکثر اس کے اپنے بچے کی باتیں شامل ہوتی ہیں۔ آپ جتنی دیر اس کے پاس بیٹھیں گے وہ کسی نہ کسی بہانے اپنے بچے کا تذکرہ کرتی رہے گی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ رب العزت کے محبوب ہیں، اور اس لیے اللہ رب العزت کے کلام میں بھی جا بجا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں تذکرے نظر آتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ چنانچہ آج ہم یہ دیکھیں گے کہ قرآن کی نظر میں صاحبِ قرآن کا مقام کیا ہوتا ہے تاکہ ان کی محبت ہمارے دل میں آ جائے۔

ہم جیسے ایک عام آدمی کے لیے اس عنوان پر بولنا ایک مشکل کام ہے۔ کہنے والوں نے کہا: ؎

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی است

کہ اگر میں ہزار مرتبہ اپنے منہ کو مشک اور گلاب سے دھولوں تو اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے آپ کا نام لینا پھر بھی بے ادبی ہے۔ جس ذات کی تعریفیں اللہ رب العزت نے فرمائیں، اس ذات کی بندہ کیا تعریفیں کر سکے گا! امام بوصیریؒ فرماتے ہیں،

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ
حَدٌّ فَيُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

[اللہ کے حبیب ﷺ کے فضل و کمال کی کوئی حد نہیں ہے، پھر بندہ کس منہ سے آپ ﷺ کی توصیف بیان کرے]

تاہم توصیف کرنے والوں کی فہرست میں نام لکھوانے کی تمنا تو ہر مومن کے دل میں ہوتی ہے۔ تو آیئے! ذرا قرآنِ مجید میں غور کرتے جایئے کہ اس سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا عظمت ہمارے سامنے کھلتی ہے!

انداز تخاطب میں محبت کا پہلو:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مختلف انبیا علیہ السلام کو خطاب فرمایا تو ان کا نام لے کر ان سے خطاب کیا۔ چنانچہ فرمایا:......يٰٓا اٰدَمُ ...... يٰنُوْحُ...... يٰزَكَرِيَّا ......يٰٓاِبْرٰهِيْمُ...... يٰمُوْسٰى ......يٰعِيْسٰى ...... يَا دَاوُدُ...... يٰيَحْيٰى...... سب

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیا علیہم السلام کا نام لے کر خطاب کیا۔ لیکن جہاں بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ آیا، اللہ رب العزت نے ان کا نام لے کر تذکرہ نہیں کیا، بلکہ ان کی صفات کے ذریعے سے ان کو مخاطب فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ...... يَاأَيُّهَا الرَّسُوْلُ...... يَاأَيُّهَا الْمُزَمِّلُ...... يَاأَيُّهَا الْمُدَثِّرُ

(اے کہ آراستہ بہ لباس پیغمبری)

یہ انداز تخاطب ہی بتاتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو کیا شان عطا فرمائی!

محبوب ﷺ کا براہ راست دفاع:

انبیا علیہم السلام جب بھی دنیا میں تشریف لائے تو کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جن کے دل پتھر کی طرح سخت ہوتے تھے۔ وہ مخالفت پر کھڑے ہو جاتے۔ وہ انبیائے کرام پر طرح طرح کے الزامات لگاتے تھے۔ جب بھی قوم نے الزام لگایا، اللہ رب العزت نے اس نبی علیہ السلام کی زبان میں اس کا جواب دلوایا۔ قوم نے کہا کہ آپ تو گمراہ ہیں تو اس نبی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:

﴿ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلَالَةٌ ﴾ (الاعراف: 61)

[اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں]

قوم نے کہا: آپ بے وقوف ہیں تو اس نبی علیہ السلام کی زبان سے جواب دلوایا گیا:

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ (الاعراف: 67)

(اے میری قوم! میں بے وقوف نہیں ہوں)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی قوم کے کچھ لوگوں نے الزامات لگائے۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے کہا: یہ مجنون ہے۔ تو اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان فیض ترجمان سے جواب دلوانے کی بجائے براہ راست خود جواب عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ o مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴾

(القلم:2-1)

اے میرے حبیب! آپ اللہ کی نعمت سے مجنون نہیں ہیں۔ یہاں محبت کا اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلام کی طرف سے خود براہ راست جواب عطا فرمایا۔

محبوب ﷺ کا وجد آفرین تذکرہ:

جب اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں انبیائے کرام کا تذکرہ فرمایا تو گو نبی علیہ الصلوۃ والسلام ترتیب میں سب سے آخر میں تشریف لائے، مگر اللہ رب العزت نے تذکرہ کرتے ہوئے آپ کا ذکرِ مبارک ان سے پہلے فرمایا۔ سنیے! قرآن عظیم الشان......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﴾ (الاحزاب:7)

باقی انبیا کا تذکرہ بعد میں کیا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر مبارک پہلے فرمایا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو وجد میں آکر کہنے لگے: اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ نے آپ کو کیا شان عطا فرمائی کہ اگرچہ آپ دنیا میں خاتم النبیین بن کر سب سے آخر میں تشریف لائے لیکن جب اللہ رب العزت نے انبیائے کرام کا تذکرہ فرمایا تو آپ کا تذکرہ سب سے پہلے فرمایا۔

انبیائے کرام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد:

آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اللہ رب العزت نے انبیائے کرام

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ایک عہد لیا۔ اس عہد و پیمان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں کیا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

(ال عمران:81)

[اور جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو (تم پر لازم ہے کہ) تم ضرور اس پر ایمان بھی لانا اور اس کی مدد بھی کرنا]

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ [فرمایا: کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا؟]

وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ (اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟)

سب انبیا نے کیا جواب دیا؟

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا [سب نے عرض کیا، ہم نے اس بات کا اقرار کیا]

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران:81)

[ارشاد فرمایا: تم بھی اس ملت پر ایک دوسرے کے گواہ رہو اور میں بھی اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں]

اس آیت مبارکہ میں رسول کا مصداق اللہ کے محبوب ﷺ ہیں۔ اللہ اکبر!!!

اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اتنی نعمتیں بخشی ہیں کہ جن کو ہم گن بھی نہیں سکتے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (النحل:18)

[اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن بھی نہیں سکتے]

www.besturdubooks.wordpress.com

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان گنت نعمتیں عطا فرمائیں مگر کسی نعمت پر اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احسان نہیں جتلایا۔ یہ کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ میرے بندو! میں نے تمہیں آنکھیں دیں، میں نے تمہیں عقل کی نعمت دی، میں نے تمہیں پانی دیا، ہوا دی۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت کا تذکرہ نہیں کیا مگر ایک نعمت ایسی تھی کہ جس نعمت کو دے کر یوں لگتا ہے کہ خود دینے والے کو مزہ آ گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے احسان جتلایا، فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (آل عمران:164)

[تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنے محبوب کو بھیج دیا]

خُلقِ عظیم کا تذکرہ:

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقِ عظیمہ کی تعریف فرمائی۔ ارشاد فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:4)

[اور اے میرے پیارے حبیب! آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں]

فضلِ عظیم کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی تذکرہ قرآن میں فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء:113)

[اے میرے پیارے محبوب! آپ پر اللہ رب العزت کا بڑا فضل ہے]

www.besturdubooks.wordpress.com

سارے جہانوں کے لیے رحمت:

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (النساء:107)

[اے میرے حبیب ﷺ! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا]

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ
وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

وجود نبوی کی برکات کافروں پر بھی:

اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ﴾(انفال:33)

[اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ان میں موجود ہیں]

پس منظر یہ تھا کہ کافر آ کر کہتے تھے کہ ہم آپ کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے۔ اور اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمارے اوپر اللہ کا عذاب کیوں نہیں آ جاتا۔ مگر ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک

www.besturdubooks.wordpress.com

عذاب نہیں دے گا جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں۔آپ ﷺ کے وجودِ مسعود کی برکت اتنی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں سے بھی عذاب کو ٹال دیا تھا۔اور آج بھی جس شخص کی زندگی میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتیں موجود ہوں گی ،اور جس قوم کے اندر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات زندہ ہوں گی ،ان کی برکت سے اللہ اس فرد کو اور اس قوم کو اپنے عذاب سے نجات عطا فرمادیں گے۔

اطاعتِ نبوی کی عظمت کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت دیکھیے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾(النساء:80)

[جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ رب العزت کی اطاعت کی]

مرتبہ اور مقام دیکھیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرنے کو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ گویا تم نے میری اطاعت کی ہے ؎

اطاعت نبی کی ہے اطاعت خدا کی
منزل من اللہ پیام اللہ اللہ

نصرتِ خداوندی کا تذکرہ:

اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مددگار تھے اور ان کے کاموں کو سنوارنے والے تھے۔ارشاد فرمایا۔

﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾(الاحزاب:48)

[اور آپ اللہ پر توکل کیجیے،اور آپ کے لئے اللہ ہی وکیل کافی ہے]

آج دنیا میں کوئی آدمی مقدمہ جیتے تو وہ کہتا ہے کہ میرا وکیل بڑا سمجھدار تھا۔اور

www.besturdubooks.wordpress.com

جس کا وکیل اللہ رب العزت بن جائے، پھر تو کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔
اس لئے فتح مکہ کے موقع پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

(تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور لشکروں کو اکیلے ہی شکست دی)

سبحان اللہ! اللہ رب العزت کی کیسی تعریف فرمائی!!

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ هُوَ الَّذِىْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ ﴾ (انفال:62)

(وہ ذات جس نے اپنی مدد سے آپ کو مضبوط کیا)

مذاق اڑانے والوں کا انجام:

جو لوگ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑاتے تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!

﴿ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴾(الحجر:95)

(ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں)

آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ہم آپ کی طرف سے ان لوگوں سے ہم نمٹیں گے، چنانچہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ ابوجہل کا انجام دیکھیے، ابولہب کا انجام دیکھیے، عتبہ بن شیبہ کا انجام دیکھیے، ولید پلید کا انجام دیکھیے۔ یہ وہی لوگ تھے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑاتے تھے۔ بالآخر اللہ نے ان کا کیا ہی برا انجام کیا!

مجنوں کہنے والے کی سرزنش:

ایک شخص نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجنون کہا۔ اس پر اللہ رب العزت کو اتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

جلال آیا کہ اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا...... بالکل یوں لگتا ہے جیسے کسی ماں کے بیٹے کو کچھ کہہ دیا جائے تو جواب میں ماں ایک لفظ ہی نہیں کہتی بلکہ شروع ہی ہو جاتی ہے، اس کا غصہ ٹھنڈا ہی نہیں ہوتا۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ میں اس کو اتنا کچھ کہوں کہ اس کو سمجھ آ جائے کہ اس نے ایسی بات کیوں کی، اور آئندہ اسے ایسی بات کہنے کی جرات ہی نہ ہو......

چنانچہ جس شخص نے آپ ﷺ کو مجنون کہا، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ﴾

(اور آپ اطاعت نہ کیجئے قسمیں کھانے والے نیچ قسم کے انسان کی)

﴿هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ (چغلی لے کر پھرنے والی کے)

﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ﴾ (خیر کے کاموں میں رکاوٹیں ڈالنے والے کے)

﴿مُعْتَدٍ أَثِيمٍ﴾ (حد سے بڑھنے والے گناہگار کی)

﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ﴾.

(یہ سب کہنے کے بعد یہ کہ وہ سخت مزاج بھی ہو اور بدنام زمانہ بھی ہو یعنی ولد الزنا ہو)

اللہ اکبر! آخر میں فرمایا: وہ تو زنا کی اولاد ہے۔ ایک لفظ کے جواب میں اللہ رب العزت نے کتنا طویل کلام فرمایا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اعداء پر اللہ رب العزت کا کس قدر غصہ ہوتا ہے۔

تسلی آمیز پیغامات:

دوسری طرف اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کو تسلی دیتے ہیں۔ فرمایا: اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ کے دشمن مکر کرتے ہیں جس سے آپ کا دل

www.besturdubooks.wordpress.com

دکھتا ہے، آپ ان کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں۔ بلکہ

﴿ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَاتَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴾

(النحل:128-127)

جولوگ آیات کے ترجمے سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں ان کو یہ آیات پڑھ کر لطف اور مزہ آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اتنے پیارے انداز میں تسلی دی کہ پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید کو آہستہ آہستہ اتار گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ ﴾ (الفرقان:32)

(اس لیے کہ میرے محبوب! آپ کے دل کو تسلی مل جائے)

چنانچہ مخالفین جو مکر وفریب کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ختم فرما دیتے تھے، سنیے! قرآن عظیم الشان...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ ﴾ (الانفال:30)

(اور جب آپ کے ساتھ تدبیر کی کافروں نے کہ وہ آپ کو قید میں رکھیں)

اَوْ يَقْتُلُوْكَ

(یا آپ کو شہید کر دیں)

اَوْ يُخْرِجُوْكَ

(یا آپ کو دیس نکالا دے دیں)

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ

(اور انہوں نے بھی تدبیر کیا اور اللہ نے بھی تدبیر کی)

﴿ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ (انفال:30)

www.besturdubooks.wordpress.com

(اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے)

نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ علیہ والسلام کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا۔ قرآن مجید میں اس کا بھی ذکر فرمایا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ (المائدة :67)

[اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اللہ رب العزت آپ کو تمام انسانوں سے محفوظ رکھیں گے]

یعنی جو دشمن شر کی نیت سے آپ کے قریب آنے کی کوشش کرے گا تو آپ کا پروردگار آپ کی حفاظت کرے گا۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت خدا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

محبوب کے زیرِ نظر رہنے کا مزہ:

پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں: اے میرے پیارے ﷺ! آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں۔ یہ اتنی بڑی بات ہے کہ جن کو محبت سے واسطہ پڑا ہو وہ سمجھتے ہیں کہ ہر وقت محبوب کے زیر نظر رہنا، کس قدر لطف اور سرور کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا ﴾ (النجم: 48)

[اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ اللہ کے لئے صبر کیجیے، آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں]

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت سنی تو کہنے لگیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا مقام دیا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔''

اللہ اکبر!!!...... ؎

آنکھوں میں بھر گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

نبی علیہ الصلوٰۃ علیہ والسلام تو پوری زندگی اللہ رب العزت کی نظر میں رہے۔اس کو کہتے ہیں: ؎

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیءِ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

سب سے بڑی خوش خبری:

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا مرتبہ عطا فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾ (الضحیٰ: 4)

[اور آپ کا آنے والا وقت آپ کے گزرے ہوئے وقت سے زیادہ بہتر ہوگا]

یہ اتنی بڑی خوش خبری ہے کہ اس سے بڑی خوش خبری کوئی نہیں ہو سکتی۔دنیا میں بڑے لوگوں کو عروج ملتا ہے لیکن عروج ملتے ہی ان کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خوش خبری ملی کہ

''اے میرے پیارے حبیب ﷺ! جو عروج آپ کو مل رہا ہے اس عروج کا زوال کبھی نہیں ہوگا۔ ہر آنے والا وقت آپ کی عزت کو، شرف کو، مقام کو پہلے سے بلند تر کرتا چلا جائے گا۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

بروزِ محشر عزتوں کے مستحق کون ہونگے؟

اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کا قیامت کے دن کے بارے میں بھی تذکرہ فرماتے ہیں، ارشاد فرمایا:

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (التحریم : 8)

[قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے پیارے نبی ﷺ کو رسوا نہیں کریں گے اور ان کے ساتھ جو ایمان والے ہوں گے ان کو بھی (رسوانہیں کریں گے]

ماں لوگوں کے سامنے اپنے بچے کو کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہتی کہ جس کی وجہ سے بچے کو سبکی ہو۔ اللہ رب العزت کو اپنے حبیب ﷺ سے محبت تھی۔ اس لیے آپ کو ایک تسلی دے دی گئی کہ آپ کو بھی قیامت کے دن عزتیں ملیں گی اور جو آپ کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں ان کو بھی اس دن عزتیں ملیں گی۔

اب یہاں ایک چھوٹی سی بات سمجھ لیجیے! اگر ماں کے پاس اس کے بچے کا فوٹو ہو، جو اس نے شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کے لیے بنوایا ہو، آپ اس ماں سے کہیں کہ جی! آپ اس فوٹو کو چولہے میں ڈال دیں، تو وہ ماں ایسا کرنے سے انکار کر دے گی۔ وہ کہے گی کہ میں اپنے بیٹے کو آگ میں کیوں ڈالوں؟...... ماں کو اپنے بیٹے سے اتنی محبت ہوتی ہے کہ وہ اس کی تصویر کو بھی آگ میں ڈالنا پسند نہیں کرتی۔ اسی طرح اللہ رب العزت کو اپنے حبیب ﷺ کی صورت اور سیرت سے اتنی محبت ہے کہ جو شخص ان کی طرح سنت کا لباس اور مسنون اعمال اپنائے گا اللہ تعالیٰ اس ''تصویر'' کو بھی قیامت کے دن جہنم کی آگ میں نہیں ڈالیں گے۔

معراجِ نبوی کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو ملاقات کے لیے بلایا۔ اس کو معراج

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں۔اس کی مستقل تفصیلات ہیں۔فرمایا کہ اتنا قرب ملا کہ

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی (النجم:9-8)

[پھر آپ ﷺ اتنے قریب سے قریب تر ہوئے کہ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا]

[اللہ کے حبیب ﷺ نے تمام مدارج طے کئے، بالآخر آپ ﷺ کو ایسا مقام ملا جو ادراک سے پرے ہے اور قاب قوسین سے کم نہیں ہے]

اور پھر فرمایا:

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی (النجم :18)

[تحقیق اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑی نشانیاں دکھائیں]

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراجِ جسمانی نصیب ہوئی۔یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت تھی کہ اللہ رب العزت نے ان کو معراج عطا فرمائی۔ان کو بلا کر جنت بھی دکھائی اور جہنم بھی دکھائی......اس کی وجہ کیا تھی؟......اس کی بہت ساری وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کے دن شفاعت کرنی ہے......جس بندے نے جن مراحل کو پہلے نہ دیکھا ہوا ہو وہ ان مراحل میں دوسرے بندے کی صحیح مدد بھی نہیں کرسکتا۔یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ماں باپ کو حج کروانا ہو تو ایک سال پہلے خود جا کر حج کرتے ہیں۔تاکہ انہیں پورے پراسس کا پتہ چل جائے۔چنانچہ پھر وہ بڑے اطمینان کے ساتھ ماں باپ کو لے جاتے ہیں اور انہیں اچھی طرح مناسکِ حج کرواتے ہیں......اللہ تعالیٰ نے معراج اس لیے کروائی کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کو بتانا چاہتے تھے کہ اے میرے پیارے محبوب ﷺ! آپ جنت اور جہنم کو اپنی آنکھوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیں گے، پلِ صراط کو دیکھیں گے، پھر جب قیامت کا دن ہوگا اس وقت آپ کو اپنی امت کی شفاعت کرنے میں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی، سبحان اللہ! ؎

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

اللہ رب العزت ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی کامل اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

انعاماتِ الٰہی کا تذکرہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو انعامات عطا فرمائے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر :1)

[بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی]

کوثر سے مراد "خیرِ کثیر" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو خیرِ کثیر عطا فرمائی۔ اس خیرِ کثیر کے موضوع پر علما نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں کہ اس خیر کثیر کی تفسیر کیا ہے؟

وجل مقدار ما ولیت من رتب
و عذا ادرک ما اولیت من نعم

(اللہ کے حبیب ﷺ کو جو رتبے ملے ہیں وہ بہت عظیم الشان ہیں، آپ ﷺ کو جو نعمتیں ملی ہیں ہماری عقلیں ان کا ادراک نہیں کرسکتیں)

یہ تو ایسی باتیں تھیں جو قرآن مجید میں ذرا نمایاں انداز میں موجود ہیں۔ اب ذرا آگے چلیے۔

جسمِ مبارک کے اعضا کا ذکر:

قرآن مجید میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسمِ مبارک کے مختلف اعضا کا بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

تذکرہ فرمایا، جیسے ماں کبھی اپنے بیٹے کی آنکھ کی بات کرتی ہے، کبھی اس کے بولنے کی بات کرتی ہے، کبھی اس کے سننے کی بات کرتی ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی اسی طرح اپنے پیارے حبیب ﷺ کے جسمِ اطہر کے مختلف اعضا کے تذکرے بھی قرآن مجید میں ارشاد فرمائے۔ کیسی وہ ذات ہوگی، جس سے اللہ رب العزت نے اتنی محبت فرمائی!؟ آیئے! آپ ﷺ کے ان اعضا کا تذکرہ قرآن میں دیکھیے! جن کو اللہ تعالیٰ نے عجیب حسن عطا فرمایا، کہنے والے نے کہا:

بات میں سناواں اک ایسے ماہ جبین دی
جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

چہرۂ انور کا تذکرہ:

﴿ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ﴾ (البقرۃ :144)

[اے میرے پیارے حبیب ﷺ! ہم آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں]

اب ذرا اس کی تفصیل سن لیجیے! جہاں محبت ہوتی ہے وہاں جی چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ بار بار رابطہ ہو۔ بندہ رابطے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ جتنی ملاقات ہو وہ تھوڑی نظر آتی ہے۔ چنانچہ مختلف انبیا پر جبرئیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آئے۔ کسی پر ایک درجن مرتبہ، کسی پر چند درجن مرتبہ اور کسی پر چند سو مرتبہ، لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جبرئیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے۔ اور جبرئیل علیہ السلام کا اترنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا اچھا لگتا تھا (چونکہ اللہ کی طرف سے میسج آتا تھا) کہ آپ ان کے انتظار میں کئی مرتبہ آسمان کو دیکھتے رہتے تھے۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے انتظار میں شوق سے آسمان کو دیکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے میرے پیارے حبیب

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ! آپ آسمان کی طرف جب چہرہ فرماتے تھے تو ہم اس وقت آپ کے چہرے کو محبت کے ساتھ دیکھ رہے ہوتے تھے۔

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾

مبارک آنکھوں کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آنکھوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ﴾ (النحل :88)

اس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آنکھوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں کیا گیا کہ اے پیارے حبیب ﷺ! جو کچھ کافروں کو عطا کیا گیا ہے اس کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے۔ مگر اس آیت مبارکہ میں آنکھوں کا تذکرہ تو ہو گیا ہے نا، یہ محبت کی وجہ سے تھا۔ ویسے بھی جو عضو اچھا لگتا ہے اسی کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں:

''تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے''

مبارک کانوں کا تذکرہ:

آپ ﷺ کے مبارک کانوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ یہ کافر لوگ کہتے ہیں:

﴿وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ﴾ (التوبة :61)

اس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کانوں کا بھی تذکرہ فرمایا۔

زبان مبارک کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔فرمایا:

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴾ (القيمة :61)

سینہ مبارک کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینے مبارک کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔چنانچہ فرمایا:

﴿ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴾ (الانشراح :1)

[کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟]

سبحان اللہ! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینے مبارک کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

اب یہاں ایک نکتہ سن لیجیے!......محبت کا ایک پہلو یہ ہوتا ہے کہ کوئی بندہ کسی سے محبت کرے۔ایسی صورت میں اس کے ساتھ رویہ کچھ اور ہوتا ہے اور ایک پہلو یہ ہے کہ بندہ خود کسی سے محبت کرے۔پھر محبوب کے ساتھ رویہ کچھ اور ہوتا ہے۔اس کے لیے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں، سالک اور مجذوب۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ آپ کے دوستوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں، چنانچہ آپ ان کو اپنا ایڈریس دے دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اچھا بھئی گھر آ کر مل لینا۔لیکن اگر آپ کو اپنا بہت ہی پیارا اور قریبی دوست مل جائے اور وہ ملے بھی مدتوں بعد تو آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو بھئی! میں آپ کو اپنے گھر لے جاتا ہوں۔پہلے دوست کو ایڈریس بتا دیا اور دوسرے دوست کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر پہنچا دیا، یہ فرق ہوتا ہے سالک اور مجذوب میں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيْقَاتِنَا (الاعراف : 143)

www.besturdubooks.wordpress.com

[اور جب موسیٰ علیہ السلام آئے ہماری ملاقات کے لیے (کوہ طور پر)]

یہاں موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر آنے کا تذکرہ فرمایا۔ اور جہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کا تذکرہ ہو، وہاں یہ نہیں کہا کہ وہ آئے، بلکہ فرمایا:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی ﴾ (الاسراء : 1)

[پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (اپنی رحمت سے) لے کر گئی]

گویا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے جانے کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی:

﴿ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴾ (طٰحٰہ: 25)

[اے پروردگار! میرے سینے کو کھول دیجیے]

وہ بھی اللہ کے نبی ہیں، کلیم ہیں، مگر ان کو دعا مانگنی پڑ رہی ہے، اور یہاں دعا کا تذکرہ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ﴾

[اے میرے پیارے محبوب! کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہے۔

پیٹھ مبارک کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیٹھ مبارک کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴾ (الانشراح : 3-2)

[اور ہم نے آپ کے اوپر سے آپ کو وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی]

مبارک ہاتھوں کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مبارک ہاتھوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ﴾

(الفتح:10)

[(اے پیارے حبیب ﷺ!) جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی بیعت اللہ سے ہو رہی ہے اور ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے]

ظاہر میں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ اوپر تھا، مگر اندازہ لگائیے کہ یوں فرمایا کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ رب العزت کا ہاتھ ہے۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کے ہاتھ ایسی ہستی کے ہاتھ میں چلے گئے ؎

میرا دن چھپا کسی رات میں، میری رات چھپی کسی ذات میں
میری زندگی اک راز ہے، کوئی راز ہے میری ذات میں
میں جہاں کہیں بھی اٹک گیا وہیں گرتے گرتے سنبھل گیا
مجھے ٹھوکروں سے پتہ چلا، میرا ہاتھ ہے کسی ہاتھ میں

وہ ہستیاں کتنی خوش نصیب تھیں جن کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں آ گئے!

مبارک قدموں کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک قدموں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ لَا تَقُمْ فِيهِ اَبَدًا ﴾ (التوبة:108)

[(اے میرے پیارے حبیب!) آپ وہاں بالکل کھڑے نہ ہوں]

یعنی آپ اس جگہ پر قدم ہی نہ رکھیے جہاں سے آپ کو منع کیا جا رہا ہے۔

لباس مبارک کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ (المدثر :4)

[اور آپ اپنے لباس کو پاک رکھیے]

سر سے پاؤں تک تمام اعضا کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا اور پھر جس لباس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو ڈھانپا تھا اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں فرما دیا۔ شاعر نے کہا:

''اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جس لباس کو پہنتے ہیں، اس لباس کے پہننے سے آپ کے حسن میں اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ آپ جو لباس پہن لیتے ہیں، آپ کے پہننے کی وجہ سے اس لباس کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔''

اللہ رب العزت نے بھی اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا تذکرہ فرمایا۔

کاشانۂ نبوت کا تذکرہ:

اب لباس کے بعد اور دائرہ پھیلائیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گھر کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ ﴾(الحجرات:4)

www.besturdubooks.wordpress.com

[بے شک وہ لوگ جو آپ کو گھر کے باہر پکارتے ہیں]
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک حجروں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔

اہلِ خانہ کا تذکرہ:

گھر میں گھر والے ہوتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر والوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ﴾ (الاحزاب :32)
[اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو]
یعنی آپ کا مرتبہ اللہ کی نظر میں بڑا بلند ہے۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا۔
﴿ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ﴾ (الاحزاب : 6)
[اور نبی ﷺ کی بیویاں امت (کے لوگوں) کی مائیں ہیں]
نہ صرف قرآنِ مجید میں تذکرہ ہی ہوا ہے بلکہ ان کو اللہ نے ماں کا رتبہ عطا فرما دیا ہے۔

اہلِ خانہ کی پاک دامنی کا تذکرہ:

پھر ان کی پاکدامنی کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔فرمایا:
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (النور:16)

بنات اربعہ کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:
﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ ﴾ (الاحزاب:59)
[اے میرے پیارے نبی! آپ فرما دیجیے، اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے]

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹوں کا تذکرہ:

دیکھو! کہ اب بیٹوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ بچوں کا تذکرہ بھی ہے۔

فرمایا:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ ﴾(الاحزاب:40)

(محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں)

گویا اس آیت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے ابراہیم کا بھی تذکرہ ہے جو بچپن میں اللہ کو پیارا ہو گیا تھا۔

اہلِ بیت کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت کا تذکرہ بھی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾(الاحزاب:33)

مسجد نبوی کا تذکرہ:

پھر دیکھیے کہ گھر کے بعد آدمی کی نشست و برخاست مسجد میں ہوتی ہے۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد فرمایا،

﴿ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ﴾

(التوبة:108)

مسجد کے نمازیوں کا تذکرہ:

پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یاروں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ﴾ (الفتح:29)

[محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کفار کے مقابلے میں سخت ہیں]

ان کی خاص خوبیاں گنوائیں گئیں کہ یہ کفار پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بالکل رحیم و کریم ہیں۔

ہو حلقہء یاراں تو بریشم کی نرم
رزم حق و باطل ہو تا فولاد ہے مومن

مہمانوں کی دعوت کا تذکرہ:

آپ ﷺ کے پاس مہمان آئے تھے اور وہ کھانا بھی کھاتے تھے۔ اس کھانے کی دعوت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ فرمایا:

﴿ فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا ﴾ (الاحزاب :53)

[اور جب تم کھانا کھا چکو تو پھر (اپنے گھروں کو) چلے جاؤ]

اقربائے نبوی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقرباء کا تذکرہ بھی قرآنِ مجید میں ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ﴾ (الشوریٰ:23)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ بھی فرمایا اور آپ ﷺ کے متعلقین کا تذکرہ بھی فرمایا۔

علمِ نبوی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائل و فضائل کا تذکرہ بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کے علم کا تذکرہ فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ!

﴿ وَ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ﴾ (النسآء:113)

[اور (اللہ نے) آپ کو وہ علم دیا جو آپ نہیں جانتے تھے]

اور دوسری جگہ پر فرمایا۔

﴿ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴾ (طٰہٰ:114)

[آپ کہہ دیجیے، اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ عطا فرمائیے]

حسنِ بیان کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسنِ بیان کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾

(النحل:125)

[اپنے رب کے راستے کی طرف بلائیے حکمت کے ساتھ اور اچھے انداز کے ساتھ]

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں میں جاذبیت تھی کہ جو بھی سنتا تھا اس کے دل میں وہ باتیں اتر جاتی تھیں۔ اس کو کسی شاعر نے یوں کہا:

وہ جو شیریں سخنی ہے، مرے مکی مدنی
تیرے ہونٹوں سے چھنی ہے، مرے مکی مدنی
تیرا پھیلاؤ بہت ہے، تیرا قامت ہے بلند
تیری چھاؤں بھی گھنی ہے، مرے مکی مدنی
نسل در نسل تری ذات کے مقروض ہیں ہم
تو غنی ابن غنی ہے، مرے مکی مدنی

www.besturdubooks.wordpress.com

نرم رُوئی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نرم روئی کا بھی قرآن مجید میں تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(اگر آپ دل کے سخت اور ترش رُو ہوتے تو آپ کے گرد جمع یہ سب لوگ بھاگ جاتے)

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ جاذبیت اور میکناتزم دیا تھا کہ جو بھی آتا تھا وہ ہمیشہ کے لیے نبی علیہ السلام کے قدموں کا غلام ہو جاتا ہے۔

صبر و تحمل کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صبر و تحمل کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ ﴾ (النحل:128)

[اور آپ صبر کیجیے اور آپ کو صبر کی توفیق بھی اللہ ہی دے گا]

حیا کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حیا کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِی النَّبِیَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ﴾ (الاحزاب: 53)

[اس چیز سے آپ کو ایذا تو پہنچتی ہے مگر آپ حیا فرماتے ہیں]

یعنی آپ حیا کی وجہ سے کوئی بات نہیں فرماتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آنکھوں میں وہ حیا دیکھتی تھی جو مجھے مدینے کی کنواری لڑکیوں میں بھی نظر نہیں آتی تھی۔ اللہ نے آپ کو ایسی باحیا آنکھیں

www.besturdubooks.wordpress.com

عطا فرمائی تھیں۔

آدابِ نبوی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آداب کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام ﷺ کو سمجھایا کہ تم میرے پیارے حبیب ﷺ کے آداب کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴾

(الحجرات: 1)

[اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے قدم بیشی نہ کرو!]

اور فرمایا:

﴿ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ ﴾

[اور تم اپنی آواز بھی ان کے سامنے بلند نہ کرو]

﴿ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ﴾

[تم اپنی آوازوں کو نبی علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ کرو]

اگر بلند کر بیٹھو گے تو کیا ہوگا؟

﴿ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾ (الحجرات: 2)

[تمہارے کیے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیا جائے گا اور تمہیں اس بات کا شعور بھی نہیں ہوگا]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ذرہ برابر بھی گستاخی اللہ رب العزت کو ہرگز قبول نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آداب کا بہت خیال رکھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تربیتِ نبوی کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت بھی فرمائی۔اس کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (التوبة:43)

ایک جگہ فرمایا:

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (التحريم:1)

[اے نبی جس چیز کو اللہ نے حلال کیا آپ اس کو قسم کھا کر اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہیں اور وہ بھی اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحمت والا ہے]

تو دیکھیے کہ قرآن مجید میں تربیت کی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں۔

عفوو درگزر کا تذکرہ:

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی طرف سے معافی اور درگزر کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔ارشاد فرمایا:

﴿ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ﴾ (آل عمران:159)

[اور آپ ان کو معاف کر دیجیے اور آپ ان کے لیے استغفار بھی فرمایئے]

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات میں معافی کا پہلو بہت غالب تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مکہ کو فتح فرمایا تو اس وقت ایک شخص عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ بیت اللہ کے کنجی بردار تھے، ان کے پاس بیت اللہ کی چابی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا: عثمان! چابی لاؤ۔ چنانچہ عثمان نے چابی آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ کے حوالے کر دی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف کا دروازہ کھلوایا اور اندر تشریف لے گئے۔ اندر جا کر آپ ﷺ نے اللہ کی عبادت کی۔ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔

جب آپ ﷺ باہر آنے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو بہت نمایاں شخصیتیں تھیں، جن میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے، یہ سب قریب قریب تھے۔ ان کے دل میں ایک تمنا تھی کہ اللہ کے حبیب ﷺ بیت اللہ شریف کا دروازہ بند کریں گے اور اب یہ چابی صاف ظاہر ہے کہ کسی کلمہ گو کو دیں گے، کافر کو تو نہیں دیں گے۔ تو اگر کسی کلمہ گو کو چابی ملنی ہے تو کیوں نہ یہ سعادت ہمیں مل جائے۔ اس لیے وہ قریب قریب تھے کہ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی کا انتخاب ہو جائے۔ دنیا کا دستور بھی یہی ہے کہ جب ان کو اتھارٹی ملتی ہے تو وہ ان کو نوازتے ہیں جو ان کے قریب ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف کا دروازہ بند کروا لیا تو آپ ﷺ نے عثمان کو دوبارہ بلوایا اور فرمایا:

''عثمان! تم یاد کرو اس وقت کو جب میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جانے والا تھا، اس وقت میرا بڑا جی چاہتا تھا کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر اللہ کی عبادت کروں اور میں نے اس وقت تم سے کہا تھا کہ عثمان! بیت اللہ کا دروازہ کھول دو، مگر تم نے کھولنے سے انکار کر دیا تھا اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ عثمان! ایک ایسا وقت آئے گا کہ جس پوزیشن میں اس وقت تم ہو، میں ہوں گا، اور جس میں میں ہوں، تم ہو گے۔ عثمان! دیکھو میرے اللہ نے میری بات کو سچا کر دیا۔ آج چابی میرے ہاتھ میں ہے اور تمہارے ہاتھ خالی ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن عثمان! میں تمہارے ساتھ وہ سلوک نہیں کروں گا جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا، میں یہ چابی تمہیں واپس دیتا ہوں اور یہ قیامت تک تمہاری نسلوں میں چلتی رہے گی۔''

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسنِ خلق کو دیکھ کر عثمان کی آنکھوں میں آنسو نکل آتے ہیں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ معاف کرنا اور درگزر کر دینا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص شان تھی۔

مقامِ تفویض کا تذکرہ:

اللہ کے حبیب ﷺ کے مقامِ تفویض کا ذکر بھی قرآنِ مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ ﴾ (المومن:44)

[اور میں اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں]

جہاد کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہاد کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا:

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (الانفال:17)

مقاصدِ بعثت کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا میں تشریف لانے کا مقصد کیا تھا؟...... اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴾ (الاحزاب:46-45)

www.besturdubooks.wordpress.com

حزن وغم کا تذکرہ:

اللہ کے محبوب ﷺ کے حزن اور غم کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اِلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الشعراء:3)

نمازِ تہجد کا تذکرہ:

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی تہجد کی نماز کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

دائرہ عمل کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائرہ عمل کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے آپ کو دنیا میں بھیجا:

﴿ كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ﴾ (سبا:28)

(تمام انسانوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر)

چنانچہ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک مصطفٰے کی مصطفائی ہے۔

فارغ اوقات کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے فارغ وقت کا ذکر بھی قرآن مجید میں فرما دیا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ o وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ o ﴾

(الانشراح : 8-7)

[جب آپ اپنے منصب سے فارغ ہو جائیں تو آپ اپنے رب کی یاد میں

www.besturdubooks.wordpress.com

لگ جائیں]

امتِ نبوی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا:

﴿ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ﴾ (بقرۃ:143)

محبتِ الٰہی کے حصول کا قرآنی طریقہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! ان کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو

﴿ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾ (آل عمران: 21)

[تم میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کریں گے]

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن کی عمر میں اپنے مدرسے میں پڑھنے جاتا تھا۔ جب ایک گلی میں سے گزرتا تو ایک بوڑھی عورت مجھے دیکھتے ہی مجھے اپنے گھر لے جاتی، مجھے پیار کرتی اور مجھے کھانے پینے کی چیزیں دیتی، کبھی خرچ کرنے کے لیے کچھ پیسے بھی دے دیتی اور ہر بار کہتی کہ بیٹا! پھر بھی میرے پاس آنا۔ فرماتے ہیں کہ چونکہ میں اس وقت بچہ تھا اس لیے کچھ وقفہ کے بعد میں اس کے پاس چلا جاتا تھا۔ وہ ہر بار مجھے بہت زیادہ پیار کرتی اور کھانا بھی کھلاتی۔ ایک دن میں نے اس بوڑھی عورت سے پوچھا کہ اماں! آپ مجھے اتنا پیار کیوں کرتی ہیں؟ آپ مجھے کھلاتی بھی ہیں، پلاتی بھی ہیں اور پیسے بھی دیتی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ سن کر اس عورت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگی کہ بیٹا! میرا بھی ایک بیٹا تھا جو شکل وصورت میں بالکل تمہارے مشابہ تھا۔ میرا وہ بیٹا فوت ہو گیا۔ جب تم میری آنکھوں کے سامنے آتے ہو تو تمہیں دیکھ کر مجھے اپنا بیٹا یاد آ جاتا ہے، جب میں تمہیں کھلاتی ہوں تو یہ تصور

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتی ہوں کہ جیسے میں اپنے بیٹے کو کھلا رہی ہوں۔

علما نے لکھا ہے کہ جس طرح ماں اپنے بیٹے کی مشابہت دیکھ کر اس بچے سے پیار کرتی تھی اسی طرح جو شخص سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالے گا، رفتار میں، گفتار میں، کردار میں، حتیٰ کہ سب اعمال میں جب یہ بندہ اللہ کے سامنے قیامت کے دن پہنچے گا تو دیکھ کر اللہ رب العزت بھی خوش ہو جائیں گے۔

محبوبِ کل جہاں کی محبت کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی محبت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ﴾ (الاحزاب:6)

[نبی ﷺ مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں]

یعنی ان کو اپنے آپ سے اتنی محبت نہیں ہے جتنی محبت انہیں اپنے محبوب سے ہے۔ اور واقعی یہی بات ہے کہ جس بندے کے دل میں ایسی محبت نہ ہو، اس کا ایمان کامل ہی نہیں ہوتا۔ اسی لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

﴿ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴾

[تم میں سے کوئی بندہ بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں]

کہنے والے نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

عجب چیز ہے عشقِ شاہ مدینہ
یہی تو ہے عشقِ حقیقی کا زینہ
ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ
اسی کا ہے . مرنا اسی کا ہے جینا

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کا ایسا عشق نصیب فرما دے۔(آمین)

نبی رحمت ﷺ کے احباء کون؟

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ دعا مانگ رہے تھے تو آپ ﷺ نے دعا میں فرمایا:......اللہ! مجھے میرے احبّا سے جلدی ملا دینا۔

آپ ﷺ کے ایک غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ یہ دعا سن رہے تھے۔ جب آپ ﷺ دعا مانگ چکے تو وہ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! ہم آپ کے غلام بے دام ہیں، ہم ہر وقت خدمتِ اقدس میں حاضر ہیں، آپ کن لوگوں کے بارے میں دعا مانگ رہے تھے کہ مجھے میرے چاہنے والوں سے جلدی ملا دیں۔تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''ثوبان! تم میرے صحابی ہو اور تمہیں مجھ سے بہت محبت ہے۔تمہاری محبت کا میں قدر دان ہوں، لیکن ثوبان رضی اللہ عنہ! تم نے جبرئیل کو اترتے دیکھا، تم نے میرا دیدار کیا، تم نے قرآن اترتے دیکھا، تم نے اللہ کی مدد کو اترتے دیکھا، ثوبان! تمہاری محبت بھی قابل قدر ہے۔لیکن قرب قیامت میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ جب ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا، وہ فقط اپنے علماء کی محفلوں میں بیٹھتے ہوں گے، ان سے وہ میرے تذکرے سنیں گے، میرے تذکرے سن کر ان کو مجھ سے ایسی محبت ہو جائے گی کہ اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ اپنی اولادوں کو بیچ دیتے اور اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بدلے میرا دیدار کر سکتے۔ میں ان اپنے چاہنے والوں کے لیے اداس ہوں اور میں دعا مانگ رہا ہوں، اللہ! مجھے ان چاہنے والوں سے جلدی ملا دینا۔“

لہٰذا وہ خوش نصیب جن کے سینے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے لبریز ہیں۔ ان کے لیے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعائیں مانگی ہوئی ہیں۔

پُرانوار زندگی کی قسم:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک کی قسم کھائی ہے...... ذرا توجہ فرمایئے...... چنانچہ فرمایا:

﴿ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾(الحجر:72)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی، پھولوں سے زیادہ معطر اور پاکیزہ زندگی تھی، کامل اور مکمل زندگی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی پُرانوار زندگی کی قسم کھائی ہے۔

مبارک شہر کی قسم:

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے شہر کی بھی قسم کھائی ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝﴾ (البلد:2-1)

[میں اس شہرِ مکہ کی قسم کھاتا ہوں اور آپ کیلیے اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے]

اب ذرا محبت کا اندازہ لگایئے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک کی بھی قسم کھائی اور جس شہر میں آپ ﷺ نے قیام فرمایا اس شہر کی بھی قسم کھائی۔

محبوب ﷺ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا! اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح :4)

[اور ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا]

اچھا، ذرا اس کی تفصیل سن لیجئے۔

...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ اذان میں

...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ اقامت میں

...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک نماز میں

...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر قرآن میں

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا ذکر کتنا بلند فرمایا:

چاردانگِ عالم میں ذکرِ نبوی کی گونج:

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ہمارے ملک میں فجر کی اذان ہوتی ہے تو پہلے مشرق کی سمت کے شہروں میں ہوتی ہے۔ پھر دس پندرہ منٹ کے وقفے سے مغرب کی سمت کے شہروں میں اذانیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد اور آگے، پھر اور آگے۔ اس طرح آدھے پونے گھنٹے تک پورے ملک میں فجر کی اذانیں ہوتی رہتی ہیں۔ پہلے ایک مسجد میں، پھر دوسری مسجد میں، پھر تیسری میں۔

سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور انڈونیشیا، ملائشیا اور اس کے جزائر میں صبح صادق کے بعد وہاں بجر کی اذانیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ فرض کریں کہ ان ملکوں میں آدھے گھنٹے تک فجر کی اذانیں ہوتی رہیں۔ جب وہاں فجر کا وقت ختم ہوگیا تو ان سے اگلے قریبی ملکوں میں فجر کا وقت شروع ہوگیا، وہاں مسلمانوں نے اذانیں دینا شروع کردیں۔ پھر آگے سورج آیا تو اگلے ملکوں میں اذانیں آنا شروع ہوگئیں۔ تو جیسے جیسے سورج آگے چلتا گیا، سحر ہوتی گئی اور لوگ اذانیں دیتے گئے۔ اذانیں

ہوتے ہوتے پھر ہمارے ملک پاکستان میں وقت آ گیا، یہاں اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔ پھر اس کے مغرب میں متحدہ عرب امارات میں ایک گھنٹے کے فرق سے اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔ سعودی عرب میں دو گھنٹے کا فرق ہے۔ پھر آگے جائیں تو اور زیادہ فرق ہو جاتا ہے، یورپ اور ہمارا پانچ گھنٹے کا فرق ہے۔ اور اگر ملائشیا اور انڈونیشیا سے یہاں تک کا فرق دیکھا جائے تو یہ آٹھ دس گھنٹے کا فرق بن جاتا ہے۔

پتہ یہ چلا کہ ایک طرف سے اذانوں کا سلسلہ شروع ہوا اور ان لوگوں نے اذانیں دیں، پھر اگلے لوگوں کے ہاں وقت ہو گیا و رانہوں نے شروع کر دیں، پھر اگلوں نے شروع کر دیں، یہ سلسلہ چلتے چلتے آٹھ دس گھنٹے پوری دنیا میں فجر کی اذانیں ہوتی رہیں۔ جب مغرب میں اذانیں ہو رہی تھیں اس وقت ادھر مشرق میں ظہر کا وقت ہو گیا اور انہوں نے ظہر کی اذانیں شروع کر دیں۔ اب ظہر کی اذان چلتی رہی۔ ابھی ظہر کی اذان ختم نہیں ہوئی تھی کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ ابھی عصر شروع ہو کر چلتی رہی کہ اتنے میں مغرب کا وقت ہو گیا پھر مغرب شروع ہوئی، چلتی جا رہی تھی کہ عشاء کا وقت ہو گیا۔ پھر عشا کی اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔ ابھی عشا کی اذانیں مغرب میں ہو رہی تھیں کہ مشرق میں پھر فجر کی اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔

معلوم ہوا کہ پوری دنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ جہاں مسلمان اذان میں اللہ کا نام نہ بلند کر رہے ہوں اور اذان میں اللہ کے حبیب ﷺ کا تذکرہ نہ کر رہے ہوں۔

﴿ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴾

[اے میرے پیارے حبیب! ہم نے آپ کا ذکر بلند فرما دیا]

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے

وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں
جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے
بروزِ حشر جب نفسا نفسی کا سماں ہو گا
وہاں وہ کام آئیں گے جہاں کوئی نہ کام آئے

رضائے نبوی کی تکمیل:

سنیے! اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ﴾

[اور عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا]

جیسے دینے والا اتنا دے کہ لینے والے کے دامن سے بڑھ جائے تو وہ بس بس کرتا ہے، بالکل یہی مفہوم بنتا ہے کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ بس بس کریں گے۔ جب یہ آیت اتری تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں آپ کو راضی کروں گا، اور یہ بھی بتلا دیا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرا آخری امتی بھی جنت میں نہ چلا جائے گا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک ایسی دعا مانگنے کا اختیار دیا کہ جیسے مانگیں گے ویسے ہی قبول کر لی جائے گی۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ کو بھی اختیار ملا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے بھی اختیار دیا ہے۔ وہ صحابی پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی! پھر آپ نے بھی دعا مانگی ہے؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں نے دعا نہیں مانگی، میں نے اس کو قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ بنا لیا ہے۔ میں اس دن دعا مانگوں گا اور امت کے ہر خطا کار کو لے کر جنت میں جاؤں گا...... اللہ اکبر کبیرا!

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور مِدحتِ نبوی:

ہمارے اکابر نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں ایسا جامع کلام کہا ہے کہ ایک ایک فقرے میں بات کو مکمل کر دیا۔ چنانچہ امامِ ربانی حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''میں اللہ کی عبادت اس لیے کرتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار ہیں۔''

علما نے لکھا ہے کہ حضرت نے ایک ہی فقرے میں حمد اور نعت کو اکٹھا کر دیا۔ اللہ کی حمد بھی اس سے ظاہر ہو رہی ہے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پروردگار ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ کی عبادت اس لیے کرتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار ہیں۔

خواجہ مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ اور نعت نبوی:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں، حضرت خواجہ مظہر جان جاناںؒ، انہوں نے ایک ہی شعر میں پوری بات کو سمیٹ دیا۔ چنانچہ ذرا تمہید کے ساتھ وہ شعر سن لیجیے۔ حضرت فرماتے ہیں۔

خدا در انتظار حمد ما نیست

[اللہ تعالیٰ ہماری حمد کے انتظار میں نہیں]

محمد چشم براہ ثنا نیست

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری تعریف کے منتظر نہیں ہیں)

خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس

(اللہ رب العزت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرنے کے لیے کافی ہے)

محمد حامد حمد خدا بس

www.besturdubooks.wordpress.com

(محمد ﷺ اللہ کی حمد بیان کرنے کے لیے کافی ہیں)

منا جاتے اگر باید بیاں کرد

(اگر تم نے اپنی کوئی درخواست پیش بھی کرنی ہے تو)

بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد

(پھر ایک شعر کی صورت میں پیش کر دو)

وہ شعر یہ ہے:

محمد از تو می خواہم خدارا

(اے محمد ﷺ! میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا قرب مانگتا ہوں)

خدایا از تو حب مصطفےٰ را

(اے اللہ! میں آپ سے مصطفےٰ کریم کی محبت مانگتا ہوں)

آیاتِ قرآنی اور حیاتِ نبوی کی حیران کن تطبیق:

حضرت قاری محمد طیب ؒ نے آیاتِ قرآنی کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ مبارکہ کے ساتھ عجیب انداز میں تطبیق فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

قرآن مجید پڑھو تو یوں لگتا ہے کہ:

ذات وصفات کی آیات......احوالِ نبوی

تکوین کی آیات......استدلالِ نبوی

توجہ الی اللہ کی آیات......خلوتِ نبوی

تربیتِ خلق کی آیات......جلوتِ نبوی

مہر کی آیات......جمالِ نبوی

قہر کی آیات......جلالِ نبوی

تجلیاتِ حق کی آیات......مشاہدۂ نبوی

www.besturdubooks.wordpress.com

ابتغاءِ وجہ اللہ کی آیات...... مراقبہءِ نبوی

ترکِ دنیا کی آیات...... مجاہدہءِ نبوی

احوالِ محشر کی آیات...... محاسبہءِ نبوی

نفی غیر کی آیات...... فنائیتِ نبوی

اثباتِ حق کی آیات...... بقائیتِ نبوی

نعیم جنت کی آیات...... شوقِ نبوی

عذابِ جہنم کی آیات...... خوفِ نبوی

انعام کی آیات...... انسِ نبوی

انتقام کی آیات...... حزنِ نبوی

لہٰذا اگر قرآن ایک طرف کلام اللہ ہے تو دوسری طرف سیرت رسول اللہ ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبت عطا فرمادے اور ان کی اتباع کامل کی توفیق عطا فرمادے (آمین)

ما ان مدحت محمدا بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمدا

(میں نے اپنی بات کے ذریعے نبی کی تعریف نہیں کی بلکہ نبی کے ذکر کے طفیل اپنی بات کو خوبصورت بنایا ہے)

واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ﴾
(آل عمران:۱۹)

اسلام کی قدر پہچانیے

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
بمقام: میک اینڈ رینز فیکٹری لاہور
بتاریخ: 27 اپریل 2008ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ہم ڈاؤن فیل کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ نہیں، آج ہم ذرا اس بات کو Evaluate (غور) کریں گے کہ دینِ اسلام اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہمیں اس بات کا پکا یقین ہونا چاہیے کہ ہمارے ہاتھ میں سونا ہے۔ کفر اپنی طاقت کی بنیاد پر جو اِس کو پیتل ثابت کرنا چاہتا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کمزور ہونا ایک الگ چیز ہے اور ہاتھ میں سونا ہونا ایک الگ چیز ہے۔ کم از کم ہم اس کی ویلیو کو تو سمجھیں نا۔ اگر ویلیو کو ہی نہ سمجھے تو پھر انسان دین سے بیزار ہو جاتا ہے، کہ جی ہم نے کیا طریقہ زندگی اپنایا ہوا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام کی قدر پہچانیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام ﴾ (الِ عمران: 19)
و قال تعَالیٰ فی مقام آخر
﴿ وَ مَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ﴾ (الِ عمران: 85)
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○
وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

جسمِ انسانی، ضدّین کا مجموعہ:

انسان اللہ رب العزت کی قدرت کا شاہکار ہے، یہ مختلف اعضا کا مجموعہ ہے۔ اگر ہم غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر عضو دوسرے عضو سے اپنی صفات میں مختلف ہے۔ گویا یہ جسم ضدین کا مجموعہ ہے۔ مثال کے طور پر آنکھ دیکھ سکتی ہے، باقی سارا جسم نہیں دیکھ سکتا، یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ کان سن سکتے ہیں، باقی پورا جسم نہیں سن سکتا، یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ زبان بول سکتی ہے، باقی پورا جسم نہیں بول سکتا، یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ گویا انسان ایسے اعضا سے مل کر بنا ہے جو اپنی Characteristics (خصوصیات) میں ایک دوسرے سے بالکل (مختلف) ہیں۔
اللہ رب العزت نے اس ضدین کے مجموعہ میں ایک نعمت بھیج دی، جسے روح

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں۔ وہ روح ان تمام اعضا کو ایک بنا دیتی ہے، ان میں جوڑ پیدا کر دیتی ہے، ان کو اکٹھا کر دیتی ہے اور یہ اعضا ایک بن کر زندگی گزارتے ہیں۔ چنانچہ جسم میں جب تک روح ہے، اس وقت تک اعضا ایک بن کر کام کرتے ہیں۔ کبھی سر میں درد ہو تو پاؤں ڈاکٹر کے پاس جانے سے انکار نہیں کریں گے۔ یہ کبھی نہیں کہیں گے کہ یہ میرا پرابلم نہیں ہے، یہ تو سر کا پرابلم ہے۔ سر میں درد ہوگا تو پورے جسم میں درد ہوگا۔ پاؤں ڈاکٹر کے پاس چل کر جائیں گے، درد شدید ہوگا تو آنکھیں آنسو بہائیں گی اور پورا جسم بے قرار ہوگا۔ پاؤں ڈاکٹر کے پاس چل کر جائیں گے، درد شدید ہوگا تو آنکھیں آنسو بہائیں گی اور پورا جسم بے قرار ہوگا جس کی وجہ سے نیند بھی نہیں آ سکے گی۔ گویا ایک عضو کا غم پورے جسم کا غم اور ایک عضو کی خوشی پورے جسم کی خوشی ہوگی...... وجہ کیا ہوگی؟...... کہ یہ سب اعضا ایک بن چکے ہیں۔ اب ان میں Co-ordination (ربط) ہو چکی ہے، Integration (جوڑ) ہو چکی ہے۔ یعنی روح نے سب کو یکجا کر دیا ہے۔

اگر بالفرض جسم سے روح کو نکال دیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ سب اعضا ایک دوسرے سے اجنبی ہو جائیں گے۔ جس آدمی کے جسم سے روح نکل چکی ہو، آپ اس کی زبان کھینچ کر چھری سے دو ٹکڑے کر دیں تو آنکھ میں کوئی آنسو نہیں آئے گا، ہاتھ بھی Protection (حفاظت) کے لیے نہیں اٹھیں گے، پاؤں بھی اپنے آپ کو بچانے کے لیے نہیں بھاگیں گے۔ اس لیے کہ وہ سب ایک دوسرے سے بیگانہ ہو چکے ہیں۔ جس چیز نے سب کو ایک بنایا تھا وہ جسم سے نکل گئی ہے۔

گھریلو زندگی میں مجموعۂ ضدین:

اگر ہم اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے گھروں پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے گھر ایسے افراد کا مجموعہ ہیں جو حیثیت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بالکل مختلف ہیں۔ مثلاً: جو باپ کی حیثیت ہے وہ گھر کے کسی دوسرے فرد کی نہیں ہو سکتی، یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ جو ماں کی حیثیت ہے وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی، بہن کی حیثیت بھائی نہیں لے سکتا، بھائی کی حیثیت بہن نہیں لے سکتی۔ ہر ایک کی اپنی اپنی Identity (حیثیت) ہے۔ چنانچہ یہ افراد اپنی اپنی حیثیت کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے کی ضد ہوئے،۔

لیکن اللہ رب العزت نے ان میں بھی ایک نعمت کو اتارا ہے، جس کی موجودگی میں یہ سب افراد اس طرح ایک بن کر کام کرتے ہیں جس طرح روح کی موجودگی میں جسم کے تمام اعضا ایک بن کر کام کرتے ہیں.....اس نعمت کا نام ہے ''دین اسلام''...... جب تک گھر کے تمام افراد کے اندر دین رہے گا، آپس میں الفتیں ہوں گی، محبتیں ہوں گی، ہمدردی ہوگی، ایثار ہوگا۔ ایک فرد کا غم پورے گھرانے کا غم ہو گا اور ایک فرد کی خوشی پورے گھرانے کی خوشی ہوگی۔ سب ایک بن کر کام کریں گے۔ اور اگر اس دین کو نکال دیا جائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ گھر کے افراد ایک گھر کے افراد ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے اجنبی ہوں گے۔ دلوں میں محبتیں اور الفتیں نہیں ہوں گی بلکہ عداوتیں اور نفرتیں ہوں گی اور کینہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھانا کھانا بھی پسند نہیں ہوگا۔

اگر ایک آدمی جس کی روح نکل گئی، اس کے منہ کو Air tight (ہوابند) کر دیا جائے اور ناک کے ذریعے اس کے جسم کے اندر ہوا کو پمپ کر دیا جائے تو کیا جسم زندہ ہو جائے گا؟ کبھی بھی زندہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کسی کے گھر کے اندر سے دین نکل جائے اور اس میں Man-made (انسان کے بنائے ہوئے) اصول ڈال دیے جائیں تو کیا گھر کے افراد کے اندر وہ الفتیں اور محبتیں پیدا ہو جائیں گی؟ ہر گز پیدا نہیں ہو سکتیں۔ جس طرح روح نے جسم کو زندہ رکھا اسی طرح دین ہمارے گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے افراد کی زندگی کا باعث ہے۔ گویا یہ کہا جائے گا کہ یہ زندہ گھرانہ ہے۔

جسم کا بازو اگر یہ سوچے کہ میں جسم کے ساتھ بندھا ہوا ہوں، میں جسم سے الگ ہو جاؤں گا تو آزاد ہو جاؤں گا اور میں اپنی مرضی کا مالک بن جاؤں گا، تو کیا بازو کی یہ سوچ ٹھیک ہو گی؟۔۔۔ ہر گز نہیں، اس کی زندگی جسم کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہے۔ اگر یہ جسم سے جدا ہو گا تو پھر یہ بے جان بن جائے گا، پھر اس میں کیڑے پڑیں گے، پھر اس کو گلی کے کتے چوسیں اور پچوڑیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی نوجوان یہ سوچے کہ گھر کے اندر والدین کے ساتھ رہتے ہوئے تو میں بندھا ہوا ہوں، لہٰذا میں الگ زندگی گزارتا ہوں، اور یہ سوچ کر اپنی پوری فیملی سے الگ ہوا تو اس کا بھی وہی حال ہو گا۔ شیطانوں کی شکل میں جو انسان پھرتے ہیں وہ بھی اس کو گلیوں کے اندر گھسیٹیں گے اور بالآخر اس کا بھی وہ حشر ہو گا جو جسم سے جدا ہونے والے بازو کا ہوتا ہے۔

دو چیزوں کے جوڑنے کے دنیاوی ضابطے:

اسی بات کو میں ایک اور زاویے سے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت نے اس دنیا میں دو چیزوں کو جوڑنے کے لیے کسی نہ کسی تیسری چیز کو بنایا ہے۔ مثال کے طور پر:

⊙ ..... دو اینٹوں کو جوڑنے کے لیے اللہ رب العزت نے سیمنٹ کو بنا دیا۔ آپ سیمنٹ اپلائی کریں تو دو اینٹیں بالکل یک جان ہو جائیں گی۔ اگر ان کو الگ کرنا چاہیں تو وہ ٹوٹ جائیں گی لیکن پوری کی پوری ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی۔

⊙ ..... اگر کاغذ کے دو ٹکڑے آپس میں جوڑنے ہوں تو سیمنٹ کام نہیں آئے گا۔ اس مقصد کے لیے اگر آپ گلو استعمال کریں تو کاغذ کے دو ٹکڑے آپس میں بالکل یک جان ہو جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......اگر کپڑے کے دو ٹکڑوں کو جوڑنا ہو تو نہ سیمنٹ کام آئے گا اور نہ ہی گلو کام آئے گی، وہاں سوئی دھاگہ استعمال کرنا پڑے گا۔ سوئی دھاگے کو استعمال کرنے سے یہ دونوں ٹکڑے اس طرح اکٹھے ہو جائیں گے کہ بالکل یک جان بن جائیں گے۔

⊙......اگر لکڑی کے دو ٹکڑوں کو جوڑنا ہو تو وہاں سیمنٹ یا سوئی دھاگہ بھی کام نہیں آئے گا، اللہ نے اس کے لیے کیل بنا دیا۔ آپ کیل گاڑیے، اس سے لکڑی کے دو ٹکڑے آپس میں جڑ کر یک جان ہو جائیں گے۔

⊙......اور اگر لوہے کے دو ٹکڑوں کو جوڑنا ہو تو اللہ رب العزت نے ویلڈنگ کو بنا دیا۔ آپ ان دونوں کو ویلڈ کر دیجیے، وہ بالکل یک جان ہو جائیں گے۔

دو دلوں کا جوڑ دین اسلام سے:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر دو انسانوں کے دلوں کو یک جان کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کس چیز کو بنایا ہے؟......اس کا جواب ہے ''دینِ اسلام''۔

اگر دو بندے دین پر عمل کرنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے الفتیں اور محبتیں پیدا کر دے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴾

[بے شک جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں محبتیں بھر دیں گے]

نفرتیں کب آتی ہیں؟...... جب دین پر عمل کرنے میں کوتاہی ہوتی ہے۔ ہم نام تو دین کا استعمال کر رہے ہوتے ہیں اور مرضی اپنی چلا رہے ہوتے ہیں۔ وہاں آ کر پھر دلوں کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ وہ محبتیں نہیں ہوتیں جو ہونی چاہییں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے پیارے حبیب!

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ﴾ (الانفال: 63)

''اگر آپ زمین میں جو کچھ خزانے ہیں سب خرچ کر دیتے آپ ان لوگوں کے دلوں میں وہ محبتیں پیدا نہیں کر سکتے تھے، یہ تو اللہ نے ان کے دلوں کے اندر محبتیں پیدا فرما دی تھیں''

تو دینِ اسلام پر جہاں عمل ہو رہا ہوتا ہے وہاں اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہاں آپس میں دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبتیں ہوں گی، الفتیں ہوں گی اور ہمدردی ہوگی۔ جس گھر کے اندر دینِ اسلام پر عمل کیا جائے گا اس گھر کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ بہت Closely Connected (مضبوطی سے جڑے) ہوں گے۔ پھر ایسا نہیں ہوگا جیسا کہ اب باپ آ کر کہہ رہا ہوتا ہے، حضرت صاحب! جی پتہ نہیں بیٹا میرے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کیوں نہیں کھاتا! حضرت صاحب! دعا کریں، بچے تو افلاطون بن گئے ہیں، ان کی ایک دوسرے کے ساتھ بنتی ہی نہیں ہے۔ جب ایک کی دوسرے کے ساتھ نہیں بنتی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت و سنت پر عمل کرنے میں کہیں نہ کہیں کوتاہی ہو رہی ہے۔

Something is seriously wrong somewhere.

(کہیں ضرور کوئی گڑبڑ ہے)

جس کی وجہ سے وہ محبتیں نہیں ہیں جو ہونی چاہییں تھیں۔

اگر خاوند کہتا ہے کہ بیوی مجھے وہ محبت نہیں دیتی جو میں Expact (امید) کرتا ہوں، بیوی کہتی ہے کہ خاوند مجھے وہ محبت نہیں دیتا جو میں Expact (امید) کرتی ہوں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں میں دین پر عمل کرنے میں کہیں نہ کہیں کوئی فرق ہے۔ اگر دونوں طرف سے دین پر عمل ہوگا تو دلوں میں الفتیں اور محبتیں ہوں گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دینِ اسلام......ایک نعمت غیر مترقبہ:

یہ دین اللہ رب العزت کی ایک نعمت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ﴾

(المائدہ: 3)

[آج کے دن تمہارے لئے دین مکمل کر دیا گیا اور میں نے اپنی نعمت تمہارے اوپر مکمل کر دی]

لہٰذا دین اسلام اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ یہ زندگی گزارنے کا سب سے بہترین طریقہ ہے، دنیا میں اس سے بہتر زندگی گزارنے کا طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مال دولت اور پیسے سے انسان جسم تو خرید سکتا ہے، کسی دل کی محبت تو نہیں خرید سکتا۔ مال سے انسان کسی بندے کی خوشامد تو خرید سکتا ہے مگر کسی کے دل کی چاہت کو تو نہیں خرید سکتا۔ یہ دل کی محبت اور چاہت کا تعلق دین کے ساتھ ہے۔ جب دین پر عمل ہوگا تو اللہ تعالیٰ دلوں کے اندر محبتوں کو بھر دیں گے، اور جب دل محبتوں سے بھرے ہوتے ہیں تو یہ دنیا کی زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

شاخ نازک پر ناپائیدار آشیانہ:

آج آپ اکثر یہ بات سنتے ہیں کہ دنیا میں اس وقت تہذیبوں کا ٹکراؤ ہو رہا ہے۔ کیا مطلب؟......مطلب یہ کہ ایک طرف دین اسلام ہے، یہ انسان کو زندگی گزارنے کا ایک طریقہ بتا رہا ہے۔ اور دوسری طرف کفر کے پاس Man-made Laws (انسان کے بنائے ہوئے قوانین) ہیں، جو ان کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتاتے ہیں اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں طرح کے طریقہ ہائے زندگی ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا رہے ہیں۔ اس کو جو مرضی نام دے دیجیے، مگر حقیقت یہ ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت پوری دنیا میں دو ہی طریقہ ہائے زندگی نظر آرہے ہیں۔ایک ایمان والوں کے پاس طریقہ زندگی ہے جو اللہ رب العزت نے بھیجا ہے، اور وہ طریقہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ لے کر آئے ہیں۔ یہ ایسا طریقہ زندگی ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی کی یقین دہانی کراتا ہے۔اور دوسرا کفر کے پاس وہ طریقہ زندگی ہے جو انہوں نے Hit and Trial method سے وضع کیا۔یعنی ان کے ذہن میں کوئی بات آئی کہ زندگی میں ایسے اصول بنالیتے ہیں، اس کی بنیاد پر انہوں نے وہ اصول بنالیے، تو صاف ظاہر ہے کہ

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

سونے کو سونا سمجھیے، پیتل نہیں:

آج آپ لکھے پڑھے لوگ سامنے موجود ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ کو Trilliuns of brain cell (دماغ کے کروڑوں خلیے) دیے ہیں۔آپ کے پاس دنیا کی تعلیم ہے ،آپ میچور لوگ ہیں اور آپ سوسائٹی کے Responcible (ذمہ دار) لوگ ہیں۔آپ کے سامنے جب یہ بات آتی ہے تو اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ہم ڈاون فیل کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔نہیں، آج ہم ذرا اس بات کو Evaluate (غور) کریں گے کہ دینِ اسلام اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہمیں اس بات کا پکا یقین ہونا چاہیے کہ ہمارے ہاتھ میں سونا ہے۔کفر اپنی طاقت کی بنیاد پر جو اس کو پیتل ثابت کرنا چاہتا ہے، وہ بات ہرگز نہیں ہے۔کمزور ہونا ایک الگ چیز ہے اور ہاتھ میں سونا ہونا ایک الگ چیز ہے۔کم از کم ہم اس کی ویلیو تو سمجھیں نا۔ اگر ویلیو کو ہی نہ سمجھے تو پھر انسان دین سے بیزار ہو جاتا ہے، کہ جی ہم نے کیا طریقہ زندگی اپنایا ہوا ہے۔ چنانچہ میں آج آپ کے سامنے چند ایسی باتیں بیان کروں گا جن کو بنیاد بنا کر آپ طریقہ ہائے زندگی کو کمپیئر (موازنہ) کر سکتے ہیں۔ ذرا توجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیے!

(۱) ایمان باللہ کا تصور

دینِ اسلام ہمیں ایمان لانا سکھاتا ہے۔ یہ ہمیں ایک تصور دیتا ہے کہ ہمارا ایک پروردگار ہے، جس نے ہمیں پیدا کیا اور قیامت کے دن ہمیں اس پروردگار کے سامنے کھڑا ہونا ہے، اگر نیکی کریں گے تو انعام کے مستحق ہوں گے اور اگر برائی کریں گے تو قیامت کے دن سزا پانے والے بنیں گے۔ یہ تصور اتنا عجیب ہے کہ انسان کی زندگی کے بڑے بڑے مسائل اس تصور سے حل ہو جاتے ہیں۔

ٹینشن سے نجات:

آپ ذرا غور کیجیے! ایک جواں سال لڑکی ہے۔ بائیس سال کی عمر میں اس کی شادی ہوئی۔ شادی کے چند مہینے بعد اس کا شوہر کا ایکسیڈنٹ ہوا اور وہ فوت ہو گیا۔ اب وہ جوانی میں بیوہ ہوگئی۔ اس کی زندگی میں اس سے بڑی مصیبت تو اور کوئی نہیں آسکتی نا، کہ وہ اس عمر میں بیوہ ہو چکی ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمان ہے تو آپ اس سے جا کر افسوس کریں کہ آپ کے خاوند کی وفات ہوگئی، تو آگے سے جواب دے گی کہ جی جو اللہ کی مرضی...... جب اس لڑکی نے آگے سے یہ جواب دیا، جو اللہ کی مرضی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کا سارے کا سارا بوجھ کسی اور طرف فٹ کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے اپنے دماغ کے اوپر بوجھ نہیں ہوتا، وہ ٹینشن نہیں ہوتی جو ایک کافر کے پاس ہوتی ہے۔

نیویارک میں سات سو پاگل خانے کیوں؟

ایک بیرون ملک میں ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا، جی پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟...... میں نے کہا کہ دو چار یا پانچ دس ہوں گے اور ہمیں تو یہ بھی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

پتہ کہ وہ کس کس شہر میں ہیں اور کس کس شہر میں نہیں ہیں۔ وہ کہنے لگا، کیا آپ کو پتہ ہے کہ نیویارک کے ایک شہر کے اندر سات سو ایسے ہاسپٹل ہیں، یا میڈیکل ٹریٹمنٹ کے ایسے سنٹرز ہیں جہاں پاگلوں کا علاج کیا جاتا ہے؟...... میں سن کر حیران ہوا کہ ایک شہر میں سات سو پاگل خانے ہیں اور ہمارے ملک میں مشکل سے پانچ دس! وہ کہنے لگا: کیا آپ کو پتہ ہے کہ یہ فرق کیوں ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے ہاں اللہ کا تصور ہے، لہٰذا جب بھی ہم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ہم اس کو اللہ کی طرف شفٹ کر دیتے ہیں، جی اللہ کی مرضی، اور یہاں پہ چونکہ وہ تصور نہیں ہے اس لیے یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں جب ایک آدمی کا بزنس فلاپ ہو جاتا ہے، تو وہ بیٹھ کر سوچتا ہے۔ اوہو! میں نے ایڈورٹائزمنٹ ٹھیک نہیں کی، میں نے مارکیٹنگ پہ توجہ نہیں دی، میں نے یہاں بھی کوتاہی کی اور وہاں بھی کوتاہی کی، اس طرح سارا بوجھ اپنے اوپر لے لیتا ہے۔ اس لیے مینٹل ٹینشن کی وجہ سے وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ پاگل ہونے کی شرح یہاں اتنی زیادہ ہے کہ ایک شہر میں سات سو پاگل خانے چاہییں۔

دیکھیے کہ یہ کتنی اعلیٰ نعمت ہے۔ یہاں کسی کو گھاٹا پڑ گیا، یا کسی کا کوئی بڑا Closed Loved One (انتہائی پیارا) تھا جو فوت ہو گیا، تو کہا جاتا ہے کہ جی اللہ کی مرضی۔ یہ اللہ کی مرضی کہنے پر جتنا بوجھ تھا وہ سارے کا سارا کہیں اور شفٹ ہو گیا۔ تو ایمان کی نعمت نے انسان کو پاگل ہونے سے بچا لیا۔ سبحان اللہ

ایمان باللہ کا ثمر:

یہ ایمان کی نعمت بندے کو نیکی پر زندگی گزارنے کی تعلیم دیتی ہے۔ مجھے ایک مرتبہ امریکہ کی ایک ریاست میں جانے کا موقع ملا۔ وہاں کے خطیب و امام کے ہاں ہم بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ میں یہاں اتوار کے دن جیل میں جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں اور وہاں کے لوگوں کو دین کی دعوت دیتا ہوں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مقامی حکومت نے یہ محسوس کیا کہ وہاں کے جو کریمنل مائینڈڈ (مجرمانہ ذہنیت کے) لوگ ہیں، وہ سزاؤں سے سیدھے نہیں ہوتے،ہاں اگران میں سے کوئی دین پر آجائے تو اس کی زندگی بدل جاتی ہے۔اس لیے انہوں نے اس کی پرمیشن (اجازت) دے دی کہ جس مذہب کا بھی بندہ چاہے وہ آکران کوتعلیم دے تاکہ یہ بگڑے ہوئے لوگ اچھے شہری بن کرزندگی گزارسکیں۔

میں نے ان سے ایک سوال پوچھا: آپ اپنی زندگی میں پیش آنے والا کوئی اچھا واقعہ مجھے بتائیں؟ کہنے لگا کہ حضرت!واقعات تو بہت ہیں کہ ٹائم کم ہے،نماز کا وقت ہورہا ہے، پھرآپ کا بیان بھی ہونا ہے،لہٰذا میں آپ کوصرف ایک واقعہ سناتا ہوں۔

ایک آدمی کوگرفتار کرکے جیل میں لایا گیا۔میں نے اس کے سامنے دینِ ایمان کی بات کی اور وہ کچھ دنوں میں مسلمان ہوگیا اور میں نے اس کا نام علی رکھا۔اب میں نے اس کو دین کی بنیادی باتیں سکھانی شروع کیں۔حتی کہ ہمارے درمیان بہت محبت ہوگئی۔ہم ایک دوسرے سے بہت کلوز ہوگئے۔کچھ مہینوں کے بعد ہم اپنی ذاتی باتیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کرنے لگ گئے۔ایک دن میں نے اس سے ایک سوال پوچھا۔میں نے کہا: برادرعلی! مجھے یہ بتائیں کہ اسلام لانے سے پہلے اوراسلام لانے کے بعد تمہیں اپنی زندگی میں کیا تبدیلی محسوس ہورہی ہے؟......میرا یہ سوال سن کراس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوگرنے لگے۔میں نے محسوس کیا کہ مجھے اس سے یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے تھا۔چنانچہ میں نے اس کوتسلی دی اور کہا کہ اگرآپ اچھا فیل نہیں کررہے ہے تو بے شک بات نہ کریں۔وہ کہنے لگا: نہیں ، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اسلام لانے سے پہلے میں ایک نفسیاتی مریض تھا،ایک وحشی انسان تھا، بلکہ انسان کی شکل میں ایک پکا حیوان تھا۔مجھے دوسرے انسانوں کوقتل کرکے مزہ آتا تھا اور جب

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کی لاشیں تڑپتی تھیں تو میں ڈانس کرتا تھا۔ ابھی تو میں چھوٹے جرم سے آیا ہوں لہٰذا چند مہینوں کے بعد واپس چلا جاؤں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں چھتیس (36) انسانوں کو بغیر کسی وجہ کے قتل کر چکا ہوں۔ مجھے جہاں بھی موقع ملتا تھا میں بندے کو قتل کر دیتا تھا اور اسے تڑپتا ہوا دیکھتا تھا۔ میں اتنا نفسیاتی مریض تھا کہ میں ان کو دیکھ کر ڈانس کرتا تھا۔ میں کسی بھی قتل کے جرم میں پکڑا نہیں گیا۔ اسلام لانے سے پہلے میری یہ حالت تھی۔ اسلام لانے کے بعد تم نے مجھے خدا کا تصور دیا، قیامت کا تصور دیا اور بتایا کہ قیامت کے دن انسان کی زندگی کے اعمال کو تولا جائے گا۔ اس ایک تصور نے میری زندگی میں اتنی تبدیلی پیدا کر دی ہے کہ جب بھی میں اپنے کمرے سے باہر نکلتا ہوں تو میں قدم رکھتے ہوئے خیال کرتا ہوں کہ پاؤں کے نیچے کوئی چیونٹی بھی نہ آ کر مرنے پائے۔ یہ دینِ اسلام کا تصور ہے۔ یہ ایمان ہے کہ وہ بندہ جو کفر کی حالت میں چھتیس بے گناہ انسانوں کو قتل کر چکا تھا، جب دین کے اندر داخل ہوا تو اب چیونٹی کے مرنے کا بھی خیال کرتا ہے۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے! یہ دین اسلام کا ثمر اور پھل ہے۔

(۲) ماں باپ کا تصور

یہ 1972ء کی بات ہے۔ ہمارے ایک پروفیسر تھے ڈاکٹر اقبال علی۔ ایک مرتبہ وہ ہمیں سول انجینئرنگ کا لیکچر دے رہے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے یو کے سے پی ایچ ڈی کی۔ وہاں ایک مرتبہ میں اپنے دوست کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سیکرٹری نے کہا: جی آپ کی ہاسپٹل سے کال ہے...... اب ہم لوگوں کا مائنڈ سیٹ کچھ ایسا ہے کہ ہاسپٹل کا نام آئے تو فوراً پوچھتے ہیں کہ کیا ہوا؟ ...... چنانچہ جب اس نے کال سنی تو میں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا: نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ بتاؤ! کہنے لگا میرے والد ہسپتال میں داخل تھے، مجھے ڈاکٹر کا فون آیا کہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایکسپائر ہو گئے ہیں۔ ان کی ڈیتھ ہو گئی ہے، اب بتائیں کیا کریں؟ میں نے انہیں فون پر ہی کہہ دیا ہے کہ آپ لاش سمٹری سروسز (تدفین کرنے والی کمپنیوں) کے حوالے کر دیں، وہ ان کو دفن کر دیں گے اور بل مجھے بھیج دیں گے، بعد میں میں اس کی پے منٹ کر دوں گا۔ وہ کہنے لگے: میں حیران تھا کہ ایک بیٹا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا! ایک تصور یہ بھی ہے زندگی کا۔

کفار کے معاشرے میں ماں کی حیثیت:

کنیکٹی کٹ امریکہ کی ایک ریاست ہے۔ وہاں پر ماں نے اپنے جوان بیٹے پر مقدمہ کر دیا۔ یہ مقدمہ میڈیا پر دکھایا گیا اور اس کی کروسیڈنگ پوری دنیا نے دیکھی۔ ماں نے کہا تھا کہ میرا شوہر مر چکا ہے، میں اپنے جوان بیٹے کے ساتھ گھر میں رہتی ہوں اور میرا مقدمہ یہ ہے کہ میرے بیٹے نے ایک کتا پالا ہوا ہے اور یہ روزانہ تین سے چار گھنٹے اس کتے کے ساتھ گزارتا ہے۔ اس کو نہلاتا ہے، اس کو کھلاتا ہے، اس کو جاگنگ کے لیے ساتھ لے کر جاتا ہے اور اس کے ساتھ تین چار گھنٹے گزارتا ہے۔ میں اس کی ماں ہوں، میں اپنے کمرے میں ترستی رہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے کا ایک مرتبہ چہرہ دیکھ لوں، لیکن پورے دن میں ایک منٹ کے لیے بھی میرے پاس نہیں آتا۔ تو میں عدالت سے رجوع کرتی ہوں کہ وہ میرے بیٹے کو ایڈوائس کرے کہ وہ چند منٹ میرے پاس بھی بیٹھا کرے۔ بیٹے نے بھی وکیل کیا اور ماں نے بھی وکیل کیا۔ مقامی قانون کے مطابق مقدمہ چلا، چنانچہ وہاں کے جج نے یہ فیصلہ سنایا:

> ''چونکہ اب اس کا بیٹا اٹھارہ سال سے زیادہ عمر کا ہو چکا ہے لہٰذا اس نے جو کتا پالا ہوا ہے وہ اس کے لیے Liability ہے۔ یعنی کتے کو کھانا کھلانا، نہلانا، لے کر جانا اور اس کی کیئر ٹیکنگ (حفاظت) کرنا، یہ اس کی ذمہ داری ہے کیونکہ اس نے گھر میں Pet (پالتو) جانور رکھا ہوا ہے۔ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

چونکہ اس کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ ہو چکی ہے اس لیے اس کے ماں باپ اس کی Liability نہیں ہیں۔ لہٰذا اگر ماں کو بیٹے کی کوئی ضرورت ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ حکومت سے رجوع کرے، حکومت اس کو اولڈ ایج ہاؤس میں لے جائے گی اور وہاں پر اس کی کیئر ٹیکنگ (حفاظت) ہو جائے گی۔ بیٹے پر ذمہ داری نہیں ہے۔''

اسلامی معاشرے میں ماں باپ کا مقام:

اب سوچیے کہ ایک معاشرہ ماں باپ کا یہ تصور دیتا ہے اور ایک معاشرہ دین اسلام میں ماں باپ کا یہ تصور دیتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بچہ اپنی ماں یا باپ کے چہرے پر محبت کی ایک نظر ڈالتا ہے، اللہ رب العزت اس کو ایک حج یا ایک عمرہ کرنے کا اجر و ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! اگر کوئی بار بار دیکھے تو؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''جو بار بار دیکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بار بار حج اور عمرے کا ثواب عطا فرمائے گا۔''

اب ذرا غور کیجیے! آخر آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں، ان دونوں قسم کے معاشروں میں Comparison (موازنہ) کریں کہ ان میں سے دینِ اسلام کی تعلیم کس قدر بہتر اور خوبصورت ہے بہ نسبت اس تعلیم کے جو آج کفر دے رہا ہے!

(۳) ازدواجی زندگی کا تصور

میاں بیوی کی زندگی کے بارے میں ایک تصور دینِ اسلام نے دیا ہے اور ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

تصور کفر دے رہا ہے۔

باہمی الفت ومحبت کا فقدان:

کفر کی زندگی کا تو یہ حال ہے کہ بائیس سال تک میاں بیوی اکٹھے زندگی گزارتے ہیں اور بائیس سال کی ایسوسی ایشن کے بعد اگر کہیں خاوند کو سگریٹ پینے کی ضرورت پیش آئی اور اس کے پاس نہیں تھی تو وہ اپنی بیوی سے ادھار مانگتا ہے اور پھر بعد میں اسے واپس کرتا ہے، اور اگر بیوی کو سگریٹ پینے کی ضرورت تھی، اور خاوند کے پاس ہے تو بیوی اس سے ادھار مانگتی ہے اور پھر وہ اسے ریٹرن کرتی ہے۔ اندازہ کریں کہ بائیس سال کی ایسوسی ایشن کے بعد بھی میاں بیوی کا صرف اتنا سا تعلق ہوتا ہے۔ وہاں میاں بیوی کے درمیان باہمی الفت ومحبت مفقود ہو چکی ہے۔ اس لیے وہاں طلاق کی شرح اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ انہوں نے شادیاں کرنا ہی چھوڑ دی ہیں۔

ایک انجینئر نگ منیجر کی زبوں حالی:

یہ اس وقت کی بات ہے جب میں ایک پراجیکٹ میں ایک منیجر کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ ہم نے کچھ مشینیں امپورٹ (درآمد) کیں۔ ان کی انسٹالیشن کے لیے ایک انجینئر بھی ساتھ آئے۔ وہ چونکہ باہر سے آئے ہوئے تھے اس لیے ان کے ساتھ کوارڈی نیشن میرا کام تھا۔ ایک دفعہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے کتنے بچے ہیں؟ میں نے بتایا کہ اتنے ہیں۔ پھر میں نے اس سے Counter Question (جوابی سوال) کیا کہ آپ کا فیملی سیٹ اپ کیا ہے؟ کتنے بچے ہیں؟ کہنے لگے، میں نے تو ابھی شادی بھی نہیں کی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ کہنے لگے کہ باون سال۔ میں نے ان سے کہا کہ مائیکل! باون سال تو کافی زیادہ عمر ہوتی ہے، اتنی عمر میں تو بندہ شادی کر ہی لیتا ہے، کیا کوئی مسئلہ تھا؟ آگے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کہنے لگے:

When you can get milk from market, you donot need to have a cow in your house.

”جب تمہیں مارکیٹ سے دودھ مل جاتا ہے تو تمہیں گھر میں گائے پالنے کی کیا ضرورت ہے“

ایک یہ ازدواجی زندگی کا تصور ہے کہ اس معاشرے کا لکھا پڑھا انجینیر یہ الفاظ کہہ رہا ہے، کوئی عام بندہ نہیں کہہ رہا کہ وہ ایسے ہی loose talk (بیہودہ گوئی) کر رہا ہو، نہیں بلکہ وہ اس معاشرے کا ایک ذمہ دار بندہ ہے۔ اس کا ازدواجی زندگی کے بارے میں یہ تصور ہے۔

ایک اور انجینئر کی بیہودہ گوئی:

ایک مرتبہ ہم نے فیکٹری میں سٹیم بوائلر لگوانے تھے۔ اس مقصد کے لیے فرانس سے ایک انجینئر صاحب ایک دو ماہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ وہ ہمارے انجینئرز کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب نوجوان آپس میں بیٹھتے ہیں تو مذاق بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک نوجوان نے مذاق میں کہا: جی آپ کو یہاں آئے ہوئے پچیس دن ہو گئے، کیا تمہارا پیچھے کوئی رابطہ بھی ہوا ہے یا نہیں؟ کیا تمہارے بیوی تمہیں مس کرتی ہے یا نہیں؟ اسی طرح مذاق میں باتیں ہو رہیں تھیں کہ ایک نوجوان نے ان سے پوچھا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے واپس جانے تک وہ تمہارے پاس رہے گی؟ تو وہ آگے سے مسکرا کر کہنے لگا:

Women are just like buses, if you miss one, take an-other .

(عورتوں کی مثال بسوں کی مانند ہے، ایک بس مس کر بیٹھو تو تم دوسری بس

www.besturdubooks.wordpress.com

لے لو)

اسلامی تعلیمات:

اب ایک ذمہ دار بندہ ازدواجی زندگی کے بارے میں یہ کومنٹس پاس کر رہا ہے۔ وہاں پر میاں بیوی کا یہ تعلق ہے۔ اور ایک میاں بیوی کا تعلق ہمیں دین نے سکھایا۔ دین کتنی محبتوں کا یہ تعلق سکھاتا ہے؟ ...... سنیے! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے''

نبی علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

''جب خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے تو اللہ رب العزت ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں۔''

اب ازدواجی زندگی کے بارے میں دینِ اسلام کا تصور بھی آپ کے سامنے ہے اور کفر کا تصور بھی آپ کے سامنے ہے۔ اب آپ خود اپنے ذہن سے ای ویلیوایشن کر کے دیکھ لیجیے کہ اسلام نے ہمیں ازدواجی زندگی گزارنے کا کتنا خوبصورت تصور دیا ہے۔ اس سے بہتر تو اور کوئی تصور نہیں ہو سکتا۔

(۴)...... خیرخواہی کا تصور

اسلام ہمیں خیرخواہی سکھاتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

www.besturdubooks.wordpress.com

”دین (سراسر) خیر خواہی ہے“

یعنی جو دین دار شخص ہوگا وہ ہمیشہ ہر بندے کا خیر خواہ ہوگا۔ وہ ہر کسی کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرے گا۔ یہ دین کی ایک بنیادی تعلیم ہے۔ گویا دین خیر خواہی کا دوسرا نام ہے۔ ہمارے اکابر دوسروں کے ساتھ کتنے خیر خواہ تھے اس کی چند مثالیں سن لیجیے۔

گاہکوں کے ساتھ خیر خواہی:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ظہر کے بعد دکان بند کر کے اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے، آپ سے ایک آدمی ملے۔ انہوں نے پوچھا، نعمان! کیا آپ دکان بند کر کے گھر جا رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں میں نے دکان بند کر دی ہے۔ پوچھا: کیوں بند کر دی ہے؟ فرمانے لگے: اس لیے بند کر دی کہ آج آسمان پر بادل آ گئے ہیں، روشنی پوری نہیں ہے، جس کی وجہ سے کسٹمر کو کپڑے کی کوالٹی کی صحیح ججمنٹ نہیں ہوتی، میں نے دکان بند کر دی ہے تاکہ کوئی کم قیمت کپڑے کو بیش قیمت سمجھ کر مجھ سے نہ خرید لے، اسے دھوکا نہ لگ جائے۔ ایک دکاندار اپنے کسٹمر کا اتنا خیر خواہ تھا۔

بائع کے ساتھ خیر خواہی:

مشتری بھی بائع کا خیر خواہ ہوا کرتا تھا...... ایک صحابی رضی اللہ عنہ گھوڑا خریدتے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے وہ گھوڑا ایک ہزار درہم میں خریدا۔ اسے لے کر گھر آئے، انہوں نے اسے باندھ دیا۔ اگلے دن ان کے ایک دوست آئے۔ انہوں نے اپنے دوست سے کہا: میں نے یہ گھوڑا خریدا ہے۔ دوست نے دیکھ کر کہا: جی یہ تو بہت اچھا گھوڑا ہے، لگتا ہے کہ یہ تو پندرہ سو درہم کا ہوگا۔ جب اس نے ای ویلیوایشن دی کہ یہ پندرہ سو درہم کا ہوگا تو وہ اگلے دن پانچ سو درہم اور لے کر گھوڑا بیچنے والے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس گئے اور کہا:

''جی آپ یہ پانچ سو درہم اور لے لیجیے، وہ آپ کی چیز تھی اور آپ کو اس کی ویلیو کا اندازہ نہیں تھا۔ ایک تھرڈ پرسن (تیسرے بندے) نے اس کو Evaluate (پرکھا) کیا ہے کہ یہ پندرہ سو درہم کا ہے، لہٰذا میں آپ کو پانچ سو درہم دینے کیلیے آیا ہوں، میں آپ کے ساتھ بدخواہی نہیں کرسکتا۔''

نو وارد کے ساتھ خیر خواہی:

جن دنوں بغداد مسلمانوں کا مرکز ہوا کرتا تھا اس وقت کافروں نے وہاں ایک بندے کو بھیجا اور کہا: جاؤ اور وہاں دیکھو کہ ان کے معاشرے میں کونسی ایسی بات ہے کہ یہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی طاقت بنے ہوئے ہیں اور یہ جہاں جاتے ہیں کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔ چنانچہ وہ بغداد آیا، اس کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ وہ ایک ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے کے لیے چلا گیا۔ اس کے قریب ایک اور آدمی بھی کھانا کھا رہا تھا۔ وہ اس نو وارد کو وقفے وقفے سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے یہ دیکھ کر سوچا کہ چونکہ میں نو وارد ہوں اس لیے یہ میری طرف دیکھ رہا ہے۔

جب وہ کھانا کھا کر فارغ ہوا تو وہ کاؤنٹر پر آ کر کیشئر سے کہنے لگا: بتائیں مجھے کتنا بل پے کرنا ہے؟ اس نے کہا، جناب! آپ کا بل تو پے ہو چکا ہے۔ پوچھا: کس نے کیا ہے؟ اس نے کہا: جناب! جو بندہ آپ کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا، وہ اپنا بل جب دینے کیلیے آیا تو کہنے لگا کہ یہ بندہ مجھے مسافر نظر آتا ہے، اور یہ مسافر آج میرا مہمان ہے، اس لیے اس کی پے منٹ میں کر دیتا ہوں۔ اس نے آپ کو اطلاع اس لیے نہیں دی کہ وہ آپ سے تھینک یو کا لفظ بھی نہیں سننا چاہتا تھا، اس کا اجر وہ اپنے اللہ سے چاہ رہا تھا۔''

وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ لوگ اتنے مہمان نواز ہوتے ہیں!

www.besturdubooks.wordpress.com

دکانداروں کی باہمی خیر خواہی:

اس کے بعد وہ آگے چلا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے کوئی چیز خریدنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ وہ ایک دکان پر گیا۔ دکان دار سے پوچھا: کیا آپ فلاں چیز مجھے دے دیں گے؟ اس نے کہا: ہاں اتنے درہم میں یہ چیز آپ کو ملے گی۔ اس نے کہا، جی ایک پیس دے دیجئے۔ دکاندار کہنے لگا: پلیز! آپ میری ایک بات مان لیں کہ یہی چیز اتنی ہی قیمت میں سامنے والی دکان سے مل جائے گی، آپ وہاں سے خرید لیں۔ وہ وہاں چلا گیا، وہی چیز اس کو اتنے ہی پیسوں میں وہاں سے مل گئی۔ اس آدمی کے ذہن میں خیال آیا کہ پہلی دکان والے نے یہ چیز مجھے کیوں نہیں دی؟ دکاندار تو کبھی کسٹمر کو خالی نہیں جانے دیتا، وہ تو سوچتا ہے کہ مجھے کسی نہ کسی طرح اسے قائل کرنا چاہیے، اور اس نے خود مجھے دوسری دکان پر بھیج دیا، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ چنانچہ وہ پہلے دکاندار کے پاس آکر کہنے لگا، جی آپ کے پاس یہ چیز تھی نہیں یا آپ مجھے دینا نہیں چاہتے تھے؟ اس نے کہا ''یہ چیز تو میرے پاس بھی تھی مگر میں چاہتا تھا کہ آپ مجھ سے خریدنے کی بجائے اس سے خریدیں۔''

وہ کہنے لگا: لیکن دکاندار تو کبھی ایسا نہیں کرتا، آپ نے کیوں ایسا کیا؟ اس نے آگے سے جواب دیا:

> ''اصل وجہ یہ ہے کہ آج میرے پاس اتنے گاہک آئے کہ مجھے اتنا نفع ہو چکا ہے کہ میرے بیوی بچوں کا آج کا گزارہ ہو جائے گا، میں دیکھتا رہا کہ آج میرے اس دکاندار بھائی کے پاس کوئی کسٹمر نہیں آیا۔ میں نے کہا: آپ اس سے وہ چیز خریدیں گے تو اس کو نفع ہوگا اس طرح اس کے بیوی بچوں کیلیے بھی کھانے کا انتظام ہو جائے گا۔''

دکاندار ایک دوسرے کے اتنے خیر خواہ تھے۔ یہ خیر خواہی اسلام سکھاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کفار کے ہاں خیر خواہی کا انداز:

یہ خیر خواہی کفر نہیں سکھاتا۔ کفر تو اگر کسی کے ساتھ بھلا کرتا ہے تو وہ بھی اپنے فائدے کی خاطر کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر غریب کے ہاتھ میں کشکول ہوتا ہے تو اس کو سود پر قرضہ دیا جاتا ہے اور اس کو بھی امداد کا نام دیا جاتا ہے...... سبحان اللہ!!!...... ذرا غور کیجیے کہ سود در سود قرضہ دیا جا رہا ہے۔ اور اس کو نام بھی امداد کا دیا جا رہا ہے اور شرط لگائی جا رہی ہے کہ یہ کام ہمارے ہی ملک کی کمپنیوں سے کروانے ہیں تا کہ منافع بھی وہیں جائے۔ کفر اس طرح خیر خواہی کر رہا ہے۔

کفار کے کتے بلیوں کا خرچہ:

مجھے بیرون ملک میں یاک میوزیم (عجائب گھر) دیکھنے کا موقع ملا۔ اس میں ایک عجیب فگر لکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے لکھا کہ دنیا سے غربت ختم کرنے کیلیے اتنے بلین ڈالر ہر سال چاہئیں اور یورپ اتنے ہی بلین ڈالر ہر سال Pet (پالتو جانوروں) پر خرچ کر دیتا ہے۔ وہاں گھروں میں جو کتے بلیاں پالی جاتی ہیں ان کتے اور بلیوں کا خرچہ اتنے بلین ڈالر ہے جتنے بلین ڈالر انسانوں کی غربت ختم کرنے کے لیے ہر سال درکار ہوتے ہیں، مگر المیہ یہ ہے کہ غربت کو ختم نہیں کیا جاتا، کیوں؟...... اس لیے کہ یہ خیر خواہی اللہ کی رضا کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ خیر خواہی اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر ہے۔ وہ تو گویا یوں کہتے ہیں کہ

''بس، ہم تمہارے بڑے ہیں اور تم ہمارے چھوٹے ہو، بہت اچھی زندگی گزرے گی۔''

اب سوچیے کہ دین اسلام نے ہمیں کتنی خیر خواہی کی تعلیم دی ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ الفت و محبت کی تعلیم دی۔

---

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک یہ دین اسلام کا تصور ہے اور ایک کفر کی زندگی ہے۔ اب آپ خود ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے Open minded (کھلے دل سے) ہو کر سوچیے کہ ان دونوں طریقہ ہائے زندگی میں سے بہترین طریقہ کونسا ہے؟...... انسانیت کہاں ہے؟...... محبت کہاں ہے؟...... ہمدردی کہاں ہے؟...... خیر خواہی کہاں ہے؟...... وہاں تو...... کیا خوب سودا نقد ہے! اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے...... کا معاملہ ہے۔

(۵) حیا اور پاکدامنی کا تصور

اسلام کی تعلیم:

اسلام ہمیں حیا والی زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ دین اسلام نے پردے کا حکم دیا۔ محرم اور غیر محرم کا تصور دیا، تاکہ ہر بندہ اپنی گھریلو زندگی پر سکون ہو کر گزار سکے اور کسی دوسرے کی عزت کی طرف میلی آنکھ بھی نہ اٹھے۔ دین نے کہا:

اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ

[حیاء دین کا اک ایک شعبہ ہے]

دین اسلام کہتا ہے کہ تم دوسرے کی عزت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو تا کہ تمہارے دل کے اندر کوئی برا خیال بھی نہ آئے، یہ اسلام کی تعلیم ہے۔

کفر کی تعلیم:

حیا کے بارے میں ایک کفر کی تعلیم ہے۔ وہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ

Shyness is a sickness.

(حیا ایک بیماری ہے)

وہاں سکول کے بچے اگر خاتون ٹیچر کے سامنے مسلمان ہونے کی وجہ سے نظریں جھکا کر بات

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں تو انہیں یہی کہا جاتا ہے کہ شرم ایک بیماری ہے، آئی ٹو آئی کنٹیکٹ رکھ کر (آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر) بات کرو۔''......بچوں کو یہ سکھایا جاتا ہے۔

وہاں پر لباس کی کوئی قید نہیں۔ آج کفر خود بھی اس سے تنگ ہو چکا ہے۔ ان کی تعلیم گاہوں میں اگر آپ جا کر دیکھیں تو اس کے طلبا اور طالبات کے جسموں پر جو لباس ہوتا ہے، اسے دیکھ کر انسان حیران ہوتا ہے کہ یہ اس لباس میں کیسے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر زندگی گزارتے ہیں!

پارٹیوں میں غیرت کا جنازہ:

وہاں پارٹیاں بھی ہوتی ہیں۔ ان پارٹیوں میں اجتماعی ڈانس ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے بالکل سامنے جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں۔ وہاں کے نظامِ زندگی میں عورت کسی کا گھر بساتی ہے اور دل میں کسی اور کو بساتی ہے۔ میاں بیوی کفر کے ماحول میں اکٹھے رہتے ہیں۔ مگر اکٹھے بھی کس طرح رہتے ہیں کہ کچن کا خرچہ الگ الگ کما کر دونوں اکٹھا کرتے ہیں۔ دونوں شام کو نائٹ کلب جانے کے لیے تیار ہو کر نکلتے ہیں اور وہاں نائٹ کلب میں خاوند الگ عورت کے ساتھ وقت گزارتا ہے اور بیوی الگ مرد کے ساتھ جنسی بے راہ روی کا شکار ہوتی ہے اور وہاں سے فارغ ہو کر دونوں میاں بیوی واپس گھر آجاتے ہیں۔

اب آپ خود غور کیجیے کہ ایک طرف ازدواجی زندگی کا تصور اسلام نے دیا ہے۔ اس میں حیا اور پاکدامنی کا ایک بہترین نظام ہے۔ اور دوسری طرف کفر ازدواجی زندگی کا یہ تصور دیتا ہے۔ تھوڑا سا غور کریں اور سوچیں تو دل سے آواز اٹھے گی کہ انسانیت اس کا نام نہیں ہے کہ سو سو مرد اور عورتیں اکٹھے ایک جگہ اور ایک دوسرے کے سامنے اس طرح جنسی تعلقات قائم کر رہے ہوں جیسے حیوان ہوتے ہیں۔ گھوڑوں گدھوں میں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۶) سچ کا تصور

اسلامی تعلیمات:

اسلام ہمیں سچ کی زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ

(میں مکارمِ اخلاق کی تعلیم دینے کے لیے مبعوث ہوا ہوں)

ان مکارمِ اخلاق میں پہلی بات نبی علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمائی:

''سچ بولو اور سچائی کا معاملہ کرو۔''

اب ہم اگر سچ نہیں بولتے تو یہ ہماری کمی ہے، البتہ دین کی تعلیم یہی ہے کہ مومن سچ بولے۔ نبی علیہ السلام نے ارشا فرمایا:

''مومن سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔''

اسلام کی جیت:

انڈیا کا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا، اس کا نام تھا کاندھلہ۔ وہاں پر ایک پلاٹ تھا، اس پر ایک ہندو اور ایک مسلمان کے درمیان ایشو بن گیا۔ مسلمان کہتا تھا کہ یہ میرا ہے اور ہندو کہتا تھا کہ یہ میرا ہے۔ یہ دونوں کا پرسنل معاملہ تھا، مگر مسلمان نے تھوڑی سی ہوشیاری دکھائی اور اس نے یہ کہہ دیا کہ اگر یہ پلاٹ مجھے مل گیا تو میں یہاں مسجد بناؤں گا۔ جب اس نے مسجد بنانے کی بات کی تو وہاں کے سب مسلمان اس کے ساتھ ہوگئے کہ اس کو ملنا چاہیے۔ اُدھر ہندو سارے اکٹھے ہو گئے۔ اس طرح یہ ایک بڑا احساس سا مسئلہ بن گیا۔

عدالت میں مقدمہ چلا گیا۔ جب پیشی کا وقت آیا تو دونوں طرف سے سینکڑوں

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ پہنچ گئے۔ جج سمجھدار آدمی تھا، گو کافر تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ بہت ہی حساس معاملہ ہے، اگر تھوڑی سی اونچ نیچ ہوگئی تو اس گاؤں کے اندر انسانوں کی لاشیں نیچے گریں گی، اس لیے بہتر یہ ہے کہ اس کو افہام و تفہیم کے ساتھ طے کر لیا جائے۔ چنانچہ اس نے دونوں پارٹیوں سے پوچھا کہ بتاؤ! کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ مسئلہ کو ہم ٹیبل پر بات چیت کے ذریعے حل کرلیں؟

ہندوؤں نے کہا: ہاں ایک طریقہ ہے۔ وہ یہ کہ ہم ایک مسلمان عالم کا نام دیتے ہیں، اس کو بلا کر اس سے گواہی لے لیں، اگر وہ کہیں کہ مسلمان کا ہے تو اس کو دے دیں اور اگر وہ کہے کہ ہندو کا ہے تو ہندو کو دے دیں۔ جج نے کہا: بہت اچھا! اس طرح یہ مسئلہ اچھے طریقے سے حل ہو جائے گا۔ اس کے بعد جج نے اگلی تاریخ ڈال دی۔

مسلمان بڑے خوش ہوئے کہ جو بھی ہوگا، آخر وہ مسلمان ہی ہوگا اور وہ اللہ کا گھر بنانے کی ہی بات کرے گا۔ وہ تو یہی کہے گا کہ مسلمان کو دو تا کہ اللہ کا گھر بنے، اور ہندوؤں نے جو کہا تھا کہ اگر ہمیں ملا تو ہم مندر بنائیں گے، اس طرح مندر تو نہیں بنے گا۔ اس کے برعکس ہندو عوام الناس بہت ہی ڈاؤن فیل کر رہے تھے، انہوں نے اپنے نمائندوں سے کہا: تم نے وہاں جا کر کوئی اچھی تجویز نہیں دی، تم نے مسلمان کا نام دے دیا، پتہ نہیں مسلمان آگے سے کیا بیان دے دے؟ لیکن جو کہنے والے تھے وہ مطمئن تھے کہ ہم نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا۔

اب وہ دن بھی آ گیا ع

گنے جاتے تھے دن جس دن کے لیے

اس دن عدالت میں لوگوں کا بے تحاشا ہجوم تھا۔ اس وقت انگریز جج نے ہندوؤں سے پوچھا: وہ مسلمان عالم کون ہیں؟ انہوں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کا نام لیا، چنانچہ ان کو عدالت میں بلایا گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جج نے مفتی صاحب سے پوچھا: مفتی صاحب! بتایئے، یہ زمین کا ٹکڑا مسلمان کا ہے کہ ہندو کا؟ اب مسلمان بہت ہی مطمئن تھے کہ مفتی صاحب کو فوراً جواب ہوگا کہ مسلمان کا، لیکن مفتی صاحب نے انگریز کی عدالت میں کہا کہ جج صاحب! اگر آپ مجھ سے گواہی لینا چاہتے ہیں تو میں یہ گواہی دوں گا کہ یہ زمین کا ٹکڑا ہندو کا ہے، اور یہ اس کی ملکیت ہے۔ پھر جج نے پوچھا: کیا ہندو اس پر مندر بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: جب ملکیت اس کی ہے تو اس کی اپنی صوابدید ہے کہ اس پر اپنا گھر بنائے یا مندر بنالے۔ جب انہوں نے یہ بیان دیا تو مسلمان بکے بکے رہ گئے کہ مفتی صاحب نے کیا بیان دے دیا! مگر انگریز جج نے ایک تاریخی فیصلہ دیا۔ اس نے فیصلہ یہ دیا:

''آج کے اس مقدمے میں مسلمان تو ہار گئے، مگر اسلام جیت گیا۔''

جب اس نے اپنا فیصلہ سنا دیا تو ہندوؤں نے کہا کہ ''جج صاحب! آپ نے اپنا فیصلہ سنایا، ہمارا فیصلہ بھی ذرا سن لیجیے، وہ فیصلہ یہ ہے کہ ہم اس سچے دین کے سچ کی عظمت سے متاثر ہو کر اعلان کرتے ہیں کہ ہم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں۔ اب ہم اپنے ہاتھوں سے اس جگہ پر مسجد بنائیں گے۔''

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

(۷)......ایثار کا تصور

ایک اور پوائنٹ پر غور کیجیے، ہم جب مل کر رہتے ہیں تو ہمیں کئی مرتبہ دوسروں کی خاطر Sacrifice (قربانی) کرنا پڑتی ہے۔ اس کو دین اسلام کی ٹرم میں ''ایثار'' کہتے ہیں۔ ایثار کیلیے انگریزی کا کوئی لفظ ملتا ہی نہیں، کیونکہ ان کے ہاں یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہی نہیں۔ ان میں ایثار ہوگا تو وہ اس کے لیے کوئی لفظ بنائیں گے نا۔ جب یہ صفت ہی نہیں ہوتی تو پھر لفظ کہاں سے نظر آئے۔ مجھے اس کے لیے کوئی پراپر لفظ نظر ہی نہیں آرہا تھا۔ دین اسلام میں چونکہ اس خلق کی تعلیم دی گئی ہے اس لیے یہ نام بھی موجود ہے۔ ایثار کا مطلب ہے...... اپنی ضرورت کو دبا کر اپنے بھائی کو مقدم کرنا، یہ تعلیم کس نے دی؟ دین اسلام نے دی۔ چنانچہ قرآن مجید کی تعلیم ہے:

﴿وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: 9)

[وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں لیکن بھائیوں کی خاطر ایثار کرتے ہیں۔]

تین صحابہ رضی اللہ عنہم کا مثالی ایثار:

جنگ تبوک کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک آدمی زخموں سے بہت نڈھال تھا۔ پیاس کی شدت سے...... اَلْعَطَشْ اَلْعَطَشْ...... (پیاس پیاس)...... کہہ رہا تھا۔ اس کا ایک کزن پانی کی ایک مشک لے کر جاتا ہے کہ اسے پانی دے۔ جب اسے پلانے لگتا ہے تو دوسری طرف سے آواز آتی ہے...... اَلْعَطَشْ (پیاس)...... اس نے اپنا منہ بند کر لیا اور اشارہ کیا کہ اس بھائی کو پہلے پلاؤ۔ جب وہ دوسرے کو پلانے جاتا ہے تو تیسری طرف سے آواز آتی ہے...... االعطش (پیاس)...... اس دوسرے نے بھی اپنا منہ بند کر لیا اور تیسرے کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ جب وہ تیسرے کے پاس پہنچا تو وہ اللہ کو پیارا ہو چکا تھا۔ پھر وہ جلدی سے دوسرے کی طرف لوٹ کر آیا تو دیکھا کہ اس کی روح بھی پرواز کر چکی تھی، اس کے بعد وہ پہلے کے پاس آیا تو اس کی روح بھی قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی...... تاریخِ انسانیت میں ایثار کی ایسی مثال کوئی پیش ہی نہیں کر سکتا کہ عین موت کے وقت بندے کو جو شدت کی پیاس محسوس ہوتی ہے اس وقت بھی بندہ اپنے بھائی کو اپنے اوپر مقدم کر رہا ہوتا ہے...... یہ تعلیم کس نے دی؟ دین اسلام نے دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوالحسن نوریؒ کا ایثار:

ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے، انہوں نے ایک فتویٰ دے دیا جو وقت کے حاکم کو برا لگا۔ اس نے ان کو بھی اور ان کے چند ساتھیوں کو بھی پکڑوا لیا اور حکم دے دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس نے ان کے قتل کا منظر دیکھنے کی پلاننگ بھی کی۔ حاکم نے دیکھا کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ آگے کھڑے ہیں۔ ان کے پیچھے ان کے ایک شاگرد کھڑے تھے اور ان کے بھی پیچھے ایک صاحب کھڑے تھے۔ حاکم کے اپنے دل میں ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عزت تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ میں باقیوں کو تو بے شک قتل کروا دوں لیکن ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو میں رہا کر دوں گا۔ لیکن ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے کھڑے تھے۔

چنانچہ حاکم وقت نے کہا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے ان کو اس جگہ پر لاؤ۔ مقصد یہ تھا کہ ان کی ترتیب بدل جائے گی۔ لیکن وہاں بھی ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے تھے۔ پھر اس نے کہا: نہیں یہ جگہ بھی ٹھیک نہیں ہے، ان کو یہاں لے آؤ۔ پھر دیکھا تو بھی ابوالحسن نوریؒ پہلے نمبر پر تھے۔

بالآخر حاکم نے ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر کہا۔ ابوالحسن! میں چاہتا تھا کہ کسی اور کو قتل کر دوں اور آپ کو بہانہ بنا کر رہا کر دوں، مگر کیا وجہ ہے کہ تینوں جگہ پر آپ ہی سب سے پہلے کھڑے نظر آئے، ارادتاً کھڑے ہوئے تھے یا بائی چانس؟...... ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں ارادتاً آگے کھڑا ہوا۔ اس نے پوچھا: کیوں؟ جواب ملا کہ میں ارادتاً اس لیے آگے کھڑا ہوا کہ جتنی دیر آپ کا جلاد مجھے قتل کرنے میں لگائے گا اتنی دیر کے لیے میرے بھائیوں کو اور زندہ رہنے کا موقع مل جائے گا...... ایثار کی وہ تعلیم جو دین اسلام نے دی وہ کوئی اور دے ہی نہیں سکتا۔

اس پوائنٹ پر بھی آپ دونوں طریقہ ہائے زندگی کو تولیں کہ ایک یہ طریقہ زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے جہاں ایثار ہی ایثار ہے اور ایک کفر کا طریقہء زندگی ہے جس کے پاس ایثار کے مترادف کوئی لفظ ہی نہیں ہے۔

کفر کے معاشرے کی ایک مثال:

ہمارے ایک واقف کار تھے جو U.K. (انگلینڈ) میں رہتے تھے۔ یہاں سے ان کے ماموں ان سے ملنے کے لیے گئے۔ ان کے یہاں آموں کے باغات تھے۔ جب جانے لگے تو والدہ نے پھلوں کی ایک ٹوکری دی اور کہا کہ میرے بیٹے کو اپنے باغ کے پھل دینا...... ماں ایسی ہستی ہے کہ جب تک وہ اپنے ہاتھ سے کھانے کی چیز نہ دے اسے تسلی ہی نہیں ہوتی ...... چنانچہ ان کے ماموں پھلوں کی ٹوکری لے کر ان کے پاس گئے اور کہا کہ یہ تحفہ تمہاری امی نے تمہارے لیے بھیجا ہے۔ انہوں نے خود بھی آم کھائے اور کچھ آم دائیں طرف والے پڑوسیوں کو بھیج دیے۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازے پر جا کر دیکھا تو دونوں طرف کے پڑوسی موجود تھے۔ پوچھا: آپ لوگ کیسے آئے؟ انہوں نے کہا، مسٹر احمد! آپ نے جو آم بھیجے وہ بہت ہی مزے دار تھے۔ ہم نے بہت انجوائے کیا، لیکن آپ نے ہمیں بتایا ہی نہیں کہ ان کی پرائس کتنی تھی؟ آپ ہمیں بل دیں تاکہ ہم آپ کو پے کریں...... اب اس معاشرے کے لوگ حیران! جب کوئی اللہ کی رضا کے لیے کسی کو گفٹ دے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ اگر وہ گفٹ بھی کرتے ہیں تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد پوشیدہ ہوتا ہے۔ انہیں ایک دوسرے کو بے مقصد گفٹ دینا سمجھ نہیں آتا۔

اسلامی معاشرے کی مثال:

لیکن اسلامی معاشرے کے اس خلق ''ایثار'' کا ایک اور واقعہ سناتا ہوں۔ یہ آج سے تقریباً تیس سال پہلے کا واقعہ ہے...... ایک صاحب کابل گئے اور وہاں سے واپس

www.besturdubooks.wordpress.com

آتے وقت وہ انار اور دوسرے پھلوں کی ایک ٹوکری بھر کر لائے۔ اللہ کی شان کہ جب وہ یہاں پاکستان پہنچے تو انہوں نے وہ ٹوکری اپنی والدہ کے حوالے کر دی اور کہا کہ میں وہاں سے آپ کے لیے وہاں سے تحفہ لایا ہوں۔

ان کے کچھ رشتہ دار انہیں دہلی سے ملنے کے لیے آئے ہوئے تھے اور وہ اسی دن واپس جا رہے تھے۔ والدہ نے بیٹے سے کہا: بیٹا! رشتہ دار مستورات واپس جا رہی ہیں۔ کیوں نہ یہ پھلوں کی ٹوکری ان کو دے دیں؟ چنانچہ انہوں نے وہ پھلوں کی ٹوکری ان کو دے دی۔ اب جب ان لوگوں نے پھلوں کی وہ ٹوکری اپنی والدہ کو دی۔ اس وقت اس کی والدہ کے پاس گھر کی خادمہ (ماسی) جو بیوہ تھی، اپنے گھر کے دکھڑے بیان کر رہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میرے بچے یتیم ہیں، خاوند نہیں ہے، بڑی پریشانی کا عالم ہے۔ جب اس کی والدہ نے اس عورت کے دکھڑے سنے تو اس نے وہ ٹوکری اسی طرح اٹھا کر اس خادمہ کے حوالے کر دی اور اس طرح اس کے یتیم بچوں نے ان پھلوں کو کھایا...... اللہ اکبر!!...... کابل سے پھل چلتے ہیں اور لاہور آتے ہیں اور لاہور سے دہلی جاتے ہیں، اور دہلی جا کر ایک بیوہ عورت کے ہاتھ میں پہنچتے ہیں، پھر وہاں سے ان یتیموں کو وہ پھل کھانے کو مل جاتے ہیں۔ اسلام ہمیں ایثار کی یہ تعلیم دیتا ہے۔ اب آپ ذرا کھلے دل و دماغ سے سوچیے کہ ان دونوں طریقہ ہائے زندگی کے درمیان موازنہ کر کے دیکھیے کہ انسانیت کی صحیح تصویر کس طریقہء زندگی میں نظر آتی ہے۔ یقیناً وہ تصویر دین اسلام میں ہی نظر آتی ہے۔

تابعین کے دور کی حیرت انگیز مثال:

تابعین کے زمانے کا ایک واقعہ ہے۔ ایک صاحب نے زمین خریدی اور دوسرے نے زمین بیچی۔ خریدنے والے نے ہل چلائے۔ جب گہرا ہل چلایا گیا تو اس زمین میں سے ایک صندوق برآمد ہوا۔ اس کے اندر سونا چاندی بھرا ہوا تھا۔ پہلے

www.besturdubooks.wordpress.com

زمانے کے لوگ سونا چاندی کو محفوظ کرنے کیلیے زمین میں دبا دیتے تھے۔ جب وہ خزانہ نکلا تو وہ آدمی بڑا حیران ہوا۔ اس نے سوچا کہ میں نے تو اس سے زمین خریدی تھی۔ خزانہ تو نہیں خریدا تھا۔ لہٰذا اگلے دن وہ بیچنے والے کے پاس گیا اور جا کر کہنے لگا، جی زمین سے یہ خزانہ نکلا ہے، یہ آپ کا ہے اور آپ مجھ سے لے لیجیے۔ جب یہ دینے لگا تو اس بندے نے کہا، نہیں بھئی! جب میں نے زمین بیچ دی تو اس کے بعد اس میں سے جو نفع نکلے گا وہ آپ کا ہوگا، میرا نہیں ہوگا، لہٰذا یہ میرا نہیں بلکہ آپ کا ہے۔

اب ان کا آپس میں اختلافِ رائے ہو گیا۔ لہٰذا فیصلہ کروانے کے لیے دونوں جج کے پاس آئے۔ جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے تو ہمارے ایسے مقدمے عدالتوں میں آتے تھے کہ ایک کہتا تھا کہ میرا حق نہیں، میرے بھائی کا حق ہے۔ دوسرا کہتا تھا کہ میرا نہیں، میرے بھائی کا حق ہے۔ جج صاحب! فیصلہ کر دیجیے۔ آج کے تو معاملات ہی اور ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ اپنے حق کی خاطر خون کا آخری قطرہ بھی بہا دوں گا، جبکہ دوسرا کہتا ہے کہ میں اپنے حق کی خاطر یہ کر دوں گا۔ اس لیے آج عدالتوں میں جاؤ تو عداوتیں ملتی ہیں۔

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا گیا۔ جج بھی حیران تھے کہ اس مقدمے کا فیصلہ کیسے کریں! اس وقت کے جج صاحب بھی تقویٰ والے لوگ تھے۔ اللہ نے ان کے دلوں کو معرفت کے نور سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے ان دونوں سے ان کی زندگی کے حالات پوچھے۔ اس طرح ان کو پتہ چل گیا کہ ان میں سے ایک کے گھر میں بیٹا جوان تھا اور دوسرے کے گھر میں بیٹی جوان تھی۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے ججمنٹ لیتے ہو تو میں یہ ججمنٹ دوں گا کہ بہتر ہے کہ اس بیٹے اور اس بیٹی کا آپس میں نکاح کر دیا جائے اور یہ خزانہ ان دونوں کی جہیز میں دے دیا جائے...... ایک طریقۂ زندگی ہمیں خیر خواہی سکھا رہا ہے اور دوسرا طریقہ دوسرے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اجنبیت سکھا رہا ہے۔ پڑوسی کو پڑوسی کا پتہ نہیں ہوتا کہ کون ہے کون نہیں ہے۔ اب آپ کو بھی اللہ نے علم دیا ہے، آپ میچور لوگ ہیں، سوچیں نا، کہ کونسا طریقہء زندگی اچھا ہے۔ یقیناً دل سے آواز نکلے گی کہ دین اسلام ہی زیادہ بہتر طریقہء زندگی ہے۔

(۸) اخلاص کا تصور

اسلام اخلاص کے ساتھ زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر بندہ جو بھی کرتا ہے اس پر وہ بندوں سے شاباش بھی نہیں چاہتا، وہ فقط اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔

دورِ صحابہ کی مثال:

فتح مدائن میں جب غنیمت کا مال اکٹھا ہونا شروع ہوا، اس وقت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مجاہد آتا ہے، اس کے پھٹے ہوئے کپڑے ہیں، لگتا ہے اس کا زندگی گزارنے کا لیول بہت ہی غربت کا ہے۔ اس نے کپڑے میں کچھ لپیٹا ہوا تھا۔ اس نے آ کر وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو پیش کر دیا اور کہا کہ یہ میدان جنگ سے مجھے ملا تھا، میں یہ آپ کو دینے آیا ہوں۔ جب انہوں نے دیکھا تو پتہ چلا کہ اس کپڑے میں اس اس دشمن بادشاہ کا تاج تھا جو اس جنگ میں قتل ہوا تھا۔ اس تاج کے اندر اتنے قیمتی ہیرے اور موتی جڑے ہوئے تھے کہ ایک ایک ہیرے کی قیمت پوری زندگی کے خرچے کے برابر تھی۔ اسے دیکھ کر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے کہ اس کا پتہ بھی کسی کو نہیں تھا، اگر یہ آدمی کسی کو نہ بتاتا اور ایک ایک ہیرا بیچ کر ٹھاٹھ سے زندگی گزارتا تو کسی کو پتہ بھی نہ چلتا۔ چنانچہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر پوچھا: اے نوجوان! تم نے یہ تاج واپس کر دیا، بتاؤ تمہارا نام کیا ہے؟ جب نام پوچھا تو اس نوجوان نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف پشت کر لی اور جانے کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری طرف رخ کرلیا اور کہا:

"اے سعد بن ابی وقاص! جس اللہ کی رضا کے لیے میں نے یہ تاج واپس کیا ہے، وہ میرا نام بھی جانتا ہے اور میرے باپ کا نام بھی جانتا ہے۔"

یہ دین اسلام ہے جو ہمیں اخلاص سے زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ جب ہم صحیح معنوں میں اسلام کے مطابق زندگی گزارتے تھے، اس وقت نوجوان، بوڑھوں اور عورتوں کی سوچ کا معیار ہی کچھ اور تھا، کسی کو دھوکہ دینے کا تصور بھی نہیں ہوتا تھا۔ دیکھیں کہ عورتوں کے معاملات ایک دوسرے کے ساتھ بہت الجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر عورتوں کی بات سناتا ہوں کہ اس دور کی عورتیں ایک دوسرے کے ساتھ کیسی مخلص ہوتی تھیں!

دو سوکنوں کا اخلاص:

ایک تاجر کی بیوی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نیکی بھی دی تھی اور حسن و جمال بھی دیا تھا۔ وہ زندگی گزارتی رہی۔ اس کا خاوند سفر کے لیے کسی دوسرے شہر جاتا ہے۔ کچھ دنوں کے وقفے سے اسے اس شہر جانا پڑتا ہے، وہاں اسے رہنا پڑ جاتا ہے۔ اب اس کی بیوی نے یہ محسوس کیا کہ اس کے خاوند کا قیام وہاں زیادہ ہونے لگا ہے۔ لہٰذا اسے احساس ہوا کہ کہیں اس نے وہاں دوسرا گھر تو نہیں بنالیا۔

چنانچہ اس نے اپنی اعتماد والی ایک خادمہ سے کہا کہ تم اس کے پیچھے جاؤ اور دوسرے شہر میں جہاں رہتا ہے وہاں ہمسایوں سے جا کر معلومات حاصل کرو۔ جب اس نے وہاں سے معلومات لیں تو پتہ چلا کہ چونکہ اسے وہاں دس پندرہ دن رہنا ہوتا تھا، اس لیے اس نے وہیں کسی عورت سے نکاح کرلیا تھا اور اسے ایک گھر بھی لے کر دیا تھا جہاں وہ جا کر رہتا تھا۔ گناہ نہیں تھا البتہ اس نے دوسرا نکاح کرلیا تھا۔

جب اس عورت کو کنفرم ہو گیا تو اس نے سوچا کہ میرے خاوند نے نکاح تو کرلیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اگر جھگڑا کروں گی تو خاوند کو خوامخواہ میرے سامنے شرمندگی ہوگی یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میرا خاوند کھلم کھلا کہہ دے کہ میں ادھر بھی وقت دوں گا اور ادھر بھی دوں گا تو مجھے ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جو محبت کی مساوات میرے اور میرے خاوند کے درمیان ہے کیوں نہ میں اسی کو برقرار رکھوں۔ یہ سوچ کر اس نے پردہ رکھنے کا ارادہ کرلیا۔ چنانچہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ اسی محبت کے ساتھ رہتی رہی۔ حالانکہ اسے یقین تھا کہ جب یہ دوسرے شہر میں کاروبار کے لیے جاتا ہے تو وہاں اس کی دوسری بیوی بھی موجود ہے۔ اللہ کی شان کہ کچھ مہینوں کے بعد خاوند کی وفات ہوگئی۔ جب خاوند کی وفات ہوئی تو اس کا جتنا سرمایا تھا وہ سارے کا سارا اسی بیوی کے پاس تھا۔ جب اس کی تدفین کا مرحلہ مکمل ہوا اور اس کی وراثت کی تقسیم کا وقت آیا تو اس کی بیوی نے اپنا حصہ بھی الگ کیا اور دوسری بیوی کا حصہ بھی الگ کردیا اور اسی عورت کو جس نے اس کو بتایا تھا کہ اس کا دوسرا نکاح بھی ہے اس کو بڑی رازداری سے کہا کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے اور کوئی میرے خاوند پر بات بھی نہ کرے۔ لیکن اس کی وراثت میں اس بیوی کا شرعی حق ہے مجھے قیامت کے دن اللہ کے ہاں جواب دینا ہے، اس کا حق میں نہیں کھاسکتی۔ لہٰذہ یہ پیسے لے جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہارے خاوند کی میراث میں سے یہ تمہارا حصہ ہے، اسے وصول کرلو۔ وہ عورت وہ رقم لے کر خاتون کے پاس گئی۔ وہ کافی ساری رقم تھی۔ اس نے جاکر اس سے بات کی کہ اس کے خاوند کی وفات ہوگئی ہے، اور اس کی بیوی نے اس کی وراثت میں سے تمہارا حصہ نکالا ہے۔ کیونکہ تم بھی آخر اس کی بیوی ہو۔ وہ اگر تمہارا حق کھائے گی تو وہ قیامت کے دن اللہ کو جواب نہیں دے سکے گی۔ لوگوں کو تو پتہ نہیں مگر اللہ کو تو پتہ ہے۔ لہٰذا تم یہ اپنا حصہ وصول کرلو! اس عورت نے وہ رقم پکڑ کر کہا کہ اللہ اس کا بھلا کرے، وہ کتنی نیک عورت ہے، وہ کتنی اچھی عورت ہے جس نے میرا خیال رکھا! پھر اس نے کہا کہ تم یہ مال میری طرف سے لے جاکر اس عورت کو واپس کردو، اس لیے کہ اس خاوند نے

www.besturdubooks.wordpress.com

مرنے سے ایک ہفتہ پہلے مجھے طلاق دے دی تھی۔ اور اس طلاق کا پتہ یا مجھے ہے یا میرے اللہ کو ہے، لہٰذا اس وراثت میں میرا کوئی حصہ نہیں بنتا۔ یہ اسی کا حصہ ہے، لہٰذا اسے واپس کر دو۔

یہ تعلیمات کونسا طریقہ زندگی دے رہا ہے؟ یہ دین اسلام دے رہا ہے۔ دنیا کو تو معلوم نہیں کہ حقیقت کیا ہے لیکن جب دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے تو پھر لوگ ایک دوسرے کے حقوق کی اتنی رعایت رکھتے ہیں!

ایک فقیر کا اخلاص:

دہلی کی ایک جامع مسجد میں ایک انگریز نقاشی کا کام دیکھنے کے لیے آیا۔ وہ نقاشی کے فن میں بڑا ماہر تھا۔ جب وہ مسجد کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا تو ایک مسلمان فقیر جو اپاہج تھا، اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: جی مجھے کچھ دو میں غریب ہوں۔ اس نے جیب میں سے اپنا بٹوہ نکالا اور اسے کچھ پیسے دے دیے۔ پھر جب وہ اسے جیب میں ڈالنے لگا تو وہ بٹوہ نیچے گر گیا اسے پتہ ہی نہ چلا۔ یہ اوپر گیا مسجد دیکھی اور اسے کیلی گرافی کا کام بہت اچھا لگا، وہاں سے وہ گھر چلا گیا۔ گھر پہنچ کر اس نے اپنی بیوی کو بتایا کہ دہلی کی جامع مسجد میں کیلی گرافی کا کام دیکھا ہے وہ بہت ہی شاندار ہے۔

اس کی بیوی بھی اس شعبے سے تعلیم یافتہ تھی لہٰذا اس نے کہا کہ اچھا! اگلے اتوار کو مجھے بھی لے جانا، میں بھی جا کر دیکھوں گی۔ اس نے لے جانے کا وعدہ کر لیا۔ رات کو اسے پتہ چلا کہ بٹوہ گم ہو گیا ہے۔ اسے یاد بھی نہیں آ رہا تھا کہ کہاں گرا ہوگا۔ اس میں کئی سو روپے تھے، اس زمانے میں سو روپے کی بڑی ویلیو تھی۔ اسے بڑا افسوس ہوا لیکن پھر اس نے سوچا اب تو ہو گیا جو ہونا تھا۔

اگلے ہفتے جب وہ اپنی بیوی کو لیکر وہ کام دکھانے کیلیے گیا تو سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسے وہی اپاہج فقیر نظر آیا۔ وہ اس کی طرف آ رہا تھا۔ مگر اس دفعہ کچھ پیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

مانگنے کی بجائے، اپنا کشکول آگے بڑھانے کی بجائے اس فقیر نے اپنی گدڑی سے وہ بٹوہ نکالا اور کہنے لگا: جی پچھلے ہفتے آپ کا یہ بٹوہ گر گیا تھا اور آپ چلے گئے تھے، یہ لیں اور اسے اپنے پاس محفوظ کر لیں۔

اس نے جب اپنا بٹوہ لیا اور دیکھا تو اس میں کاغذات بھی پورے تھے اور پیسے بھی پورے تھے۔ اسے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ مانگنے والا فقیر جو ایک ایک روپے کو ترستا ہے اور اس میں سینکڑوں روپے تھے۔ اگر یہ چپ کر جاتا تو مجھے پتہ بھی نہ چلتا کہ پیسے کہاں ہیں۔ اس نے آخر اس کو کیوں نہ رکھا؟ لہٰذا انگریز نے اس سے پوچھا کہ تم نے اسے واپس کیوں کیا؟ اگر تم رکھ بھی لیتے تو مجھے پتہ بھی نہ چلتا کہ کس کے پاس ہے؟ آگے سے فقیر یہ جواب دیتا ہے کہ میرے ذہن میں یہ خیال تو آیا تھا کہ رکھ لوں پھر ایک اور خیال آ گیا جس کی وجہ سے میں نے سوچا کہ میں آپ کو ڈھونڈوں گا اور آپ کو واپس کر دوں گا۔ انگریز نے پوچھا: کیا خیال آیا تھا؟ فقیر آگے سے یہ جواب دیتا ہے:

''مجھے خیال یہ آیا تھا کہ اگر میں نے آپ کا یہ بٹوہ رکھ لیا تو ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن آپ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلہ دیں اور یہ نہ کہہ دیں کہ تمہارے امتی نے میرے امتی کے پیسے چرائے تھے۔''

اللہ اکبر!!...... مانگنے والے فقیروں کی سوچ ایسی تھی۔ یہ تعلیم کس نے دی؟ یہ دینِ اسلام نے دی یہ سوچ تو ایک نوجوان کی تھی۔ دین پر عمل کرنے سے بڑھاپے میں بھی ایسی سوچ رہتی ہے۔

ایک رحم دل حاجی کا اخلاص:

منیٰ کا میدان ہے۔ ایک بڑے میاں اپنا تھیلا لے کر جا رہے ہیں۔ اس میں کچھ پیسے تھے۔ ایک نوجوان ان کے قریب آیا اور تھیلا چھین کر چلا گیا۔ اس بڑے میاں کا سارا زادِ راہ اسی تھیلے میں تھا۔ انہوں نے صبر کر لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ نوجوان جب کچھ آگے گیا تو اس کا سر چکرایا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا، اس نے رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ کہنے لگا: میں نے ایک بوڑھے کا تھیلا چھینا ہے، مجھے لگتا ہے کہ اس نے بددعا دی ہے جس کی وجہ سے میری بینائی چلی گئی ہے۔ مجھے ان کے پاس لے جاؤ تاکہ میں ان سے معافی مانگ لوں۔ لوگ اس کو ان کے پاس لے گئے اور بڑے میاں سے کہا کہ بڑے میاں! آپ اس کو معاف کر دیں، اس سے غلطی ہو گئی ہے، اب یہ رو رہا ہے اور آپ کی بددعا سے تو اس کی بینائی چلی گئی ہے۔ وہ بڑے میاں کہنے لگے کہ جب یہ چھین کر گیا تھا میں نے تو اسے اسی وقت معاف کر دیا تھا۔ لوگ بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے: بڑے میاں! یہ آپ کا تھیلا چھین کر گیا تھا اور آپ کہتے ہیں کہ میں نے اسی وقت معاف کر دیا تھا! تو بڑے میاں آگے سے جواب دیتے ہیں کہ مجھے ایک خیال آ گیا تھا جس کی وجہ سے میں نے اسے اسی وقت معاف کر دیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ بڑے میاں! کیا خیال آیا تھا؟ بڑے میاں جواب دیتے ہیں:

''میں نے علما سے سنا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کا حساب کتاب ہوگا، میں وہاں موجود ہوں گا۔ جب تک آخری امتی کا حساب نہیں ہوگا، میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا۔ میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ یہ میرا تھیلا لے کر بھاگا ہے، اگر میں نے معاف نہ کیا تو قیامت کے دن یہ مقدمہ اللہ کی عدالت میں پیش ہوگا، جتنی دیر اس مقدمے کے فیصلے میں لگے گی، میری وجہ سے میرے آقا ﷺ کو جنت میں جانے میں اتنی ہی دیر ہو جائے گی۔ لہٰذا میں نے اسے معاف کر دیا تاکہ نہ ہی مقدمہ پیش ہو اور نہ ہی میری وجہ سے میرے آقا ﷺ کو جنت میں جانے میں تاخیر ہوگی۔''

ایک یہ طریقہ زندگی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کی آواز:

اب آپ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیجیے کہ ہم جس طریقۂ زندگی کو اپنائے ہوئے ہیں وہ سونا ہے، لیکن کفر اپنی طاقت کے ڈنڈے کی وجہ سے اپنے پیتل کو بھی سونا ثابت کرنا چاہتا ہے...... وہ حیا کو برا بنا رہا ہے اور بے حیائی کو اچھا بنانا چاہتا ہے...... وہ ایثار کو برا بنا رہا ہے اور خود غرضی کو اچھا بنانا چاہتا ہے...... اسی طرح جو سات مختلف پوائنٹس میں نے آپ کے سامنے کھولے ہیں ان کو آپس میں Compair (موازنہ) کر کے دیکھیں تو یقیناً دل سے آواز آئے گی کہ دین اسلام ہی صحیح طریقہ زندگی ہے۔

ہم اللہ رب العزت کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں ایسے گھروں میں پیدا کیا جہاں بچپن سے ہم نے کلمہ پڑھا۔ ماں گود میں لے کر ہمیں لوریاں دیتی تھی تو کلمہ پڑھا کرتی تھی۔ جب کچھ بڑے ہوئے تو باپ انگلی سے پکڑ کر مسجد لے جاتا تھا۔ چنانچہ اس نے بھی ہمیں اللہ کے گھر کا راستہ دکھایا۔ الحمدللہ، آج میچورٹی (پختگی) کی اس ایج (عمر) میں پہنچ کر جب ہم خود ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچتے ہیں تو اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے دل سے آواز نکلتی ہے کہ دین اسلام ہی صحیح طریقہ زندگی ہے۔ اللہ! یہ نعمت آپ نے ہمیں عطا فرمائی، ہم اس پر آپ کے شکر گزار ہیں۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرما دینا۔ ہم سے خطائیں ہو جاتی ہیں، گناہ ہو جاتے ہیں، وہ ہمارے نفس کی خباثت کی وجہ سے ہیں، لیکن ہم اس بات پر خوش ہیں کہ آپ نے ہمیں دین اسلام دیا۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا

اللہ رب العزت ہمیں اس دین کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ﴾

(آل عمران:١٩)

مسلمانی کی قیمت

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

بھئی! سوچا کریں، اگر جاہل جہالت والا کام کر رہا ہے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے، میں تو وہ کام کروں گا جو میرے شایانِ شان ہوگا۔ اس لیے مومن کو کیا کرنا چاہیے؟ جو مومن کے شایانِ شان ہو۔ اب یہ نہیں کہ جو اگلے نے کہا ہو اسی طرح کا جواب دیا جائے۔ اگر کوئی آکر گالی بک دے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم بھی اس سطح پر اتر کر وہی کچھ کہنا شروع کر دیں؟ ہم تو یہ نہیں کہیں گے۔ بھئی! اگر وہ گالیاں دے کر چلا بھی جائے گا تو پھر بھی ہمیں اس وضع قطع کی قیمت چکانا ہوگی۔ آخر ہم نے سنت تو اختیار کی ہے نا، پھر اس نسبت کی لاج رکھنی ہوتی ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمانی کی قیمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ ﴾ ○
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دینِ اسلام کی برکات:

دینِ اسلام ایک عالمگیر دین ہے۔ اس کی تعلیمات دنیا کے ہر فرد کے لیے قابلِ عمل ہیں۔ ان تعلیمات میں یہ حسن پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی فرد ان پر عمل پیرا ہو تو وہ فرد کامیاب ہو جاتا ہے اور اگر کوئی قوم ان تعلیمات کو حرزِ جان بنا لے تو وہ قوم دنیا کی بہترین اور کامیاب ترین قوم بن جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی دین اسلام کو سینے سے لگا کر نکلے تھے، جدھر بھی ان کے قدم پڑتے تھے کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ یہ اسی آفاقی دین کی برکت ہی تھی کہ افریقہ کے جنگلوں میں رہنے والے درندے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ان کے مشن کی تکمیل میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ انہوں نے اس دین کی وجہ سے دنیا کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیا۔ کہنے والے نے کہا: ؎

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کیا تھی کہ نہ قیصر و کسریٰ دبے
چند وہ لوگ کہ اونٹوں کو چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ
بن گئے دنیا کی تقدیر بدلنے والے

ایک سٹور کی ریٹرن پالیسی:

بیرون ملک میں ایک مرتبہ عجیب تجربہ ہوا۔ وہاں پر بہت بڑے بڑے سٹور بنے ہوئے ہیں۔ وہ اتنے بڑے ہیں کہ اندر جا کر دیکھیں تو پورا ایک محلّہ آباد نظر آتا ہے۔ انسان چل چل کے تھک جاتا ہے مگر باہر نہیں نکل پاتا۔ وہاں ہزاروں لوگ خریدار ہوتے ہیں۔ دن رات لوگ گاڑیوں میں آ رہے ہوتے ہیں اور جا رہے ہوتے ہیں۔

ہمارے ایک دوست نے وہاں سے کوئی چیز خریدی۔ انہوں نے اس کا ڈبہ کھولا اور استعمال کیا۔ بعد میں ان کو پتہ چلا کہ فلاں چیز شاید اس سے زیادہ بہتر ہے یا کسی نے کہہ دیا کہ یہ کوئی اچھی انویسٹمنٹ نہیں۔ انہوں نے کہا: کوئی بات نہیں میں واپس کر دیتا ہوں...... دین اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ جب کوئی خریدار چیز خرید کر جائے اور واپس کرنے آئے کہ یہ مجھے پسند نہیں تو چیز دکاندار واپس لے لے، اُس کے لئے جنت کی بشارت ہے...... یہ تو ہم نے پڑھا تھا لیکن یہ پتہ نہیں تھا کہ کفار نے کہاں کہاں دنیا کے فائدے کی خاطر اسلام کی تعلیمات کو اپنایا ہوا ہے۔

ہم بھی ان کے ساتھ چلے گئے۔ وہاں جا کر دیکھا تو ان کا ایک علیحدہ سیکشن بنا ہوا تھا جو باقاعدہ ریٹرن پالیسی کے تحت کام کر رہا تھا۔ انہوں نے چیزیں واپس کرنے کے قوانین بنائے ہوئے تھے۔ وہاں دس بارہ آدمی چیزیں واپس کرنے کے لیے کھڑے تھے۔ اس سیکشن میں ان کا ایک آدمی بیٹھا تھا جو لوگوں سے چیزیں واپس لے کر ان کو پیسے دے رہا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......اس کے پاس پہلا آدمی گیا اور اس نے کہا: جی میں یہ چیز لے کر گیا تھا یہ ٹوٹی ہوئی تھی۔اس نے کہا: اچھا۔چنانچہ اس نے وہ چیز فوراً واپس رکھ لی اور اسے پیسے دے دیے۔ہم حیران ہوئے کہ اس نے تحقیق بھی نہیں کی کہ پہلے کی ٹوٹی ہوئی تھی یا خود توڑ کر لایا ہے۔ایک منٹ میں وہ بندہ فارغ ہو گیا۔

☆......پھر دوسرا آدمی آگے بڑھا۔اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا جی میں نے یہ چیز لی ہے مگر مجھے اس کا کلر پسند نہیں آیا۔اس نے اس سے بھی چیز لے کر رکھ لی اور پیسے دے دیے۔مجھے اور بھی حیرانی ہوئی۔

☆......پھر تیسرے بندے نے چیز واپس کی،اس نے اس سے پوچھا: کیوں واپس کر رہے ہو؟ اس نے کہا: جی مجھے لگتا ہے کہ میں نے یہ چیز زیادہ مہنگی خریدی ہے میں کہیں اور سے سستی خرید سکتا ہوں۔اس نے کہا: ٹھیک ہے۔اس نے اس سے بھی چیز لے لی اور پیسے دے دیے۔

☆......اگلا نمبر ہمارے دوست کا تھا۔اس نے پوچھا: جناب آپ کیوں واپس کر رہے ہیں؟ اس نے کہا: جی میں نے یہ مشین خریدی تھی اور میں نے اسے ایک مہینے تک استعمال کیا ہے مگر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میں نے اپنے پیسے ٹھیک استعمال نہیں کیے۔اس نے کہا: ٹھیک ہے۔جب اس نے دیکھا تو اس کے پارٹس بھی پورے نہیں تھے،وہ اس کا ڈھکنا گھر بھول گئے تھے۔اس نے پوچھا: اس کا ڈھکنا کدھر ہے؟ کہا اوہو! میں تو وہ لانا ہی بھول گیا۔اس نے کہا: اچھا کوئی بات نہیں۔پھر اس نے وہ مشین رکھ کر پیسے دے دیے۔اب تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یا اللہ! یہ کیا عجب معاملہ ہے! ایک بندہ ایک چیز کو خرید کر ایک ماہ تک اپنے گھر میں استعمال کرتا ہے اور بغیر کسی وجہ کے استعمال شدہ چیز واپس لاتا ہے اور پھر اس کے پارٹس بھی پورے نہیں اس کو بھی وہ لے لیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس چیز نے مجھے حیران کر دیا۔ میں بڑی دیر تک سوچتا رہا۔ بالآخر پھر ہم نے اس سے سوال پوچھا، ہم نے کہا کہ اگر یہ پالیسی بن جائے تو پھر بیچنے والے کا تو حشر ہی ہو جائے گا۔ ہر بندہ اس سے خریدے گا۔ کوئی اس لیے واپس لائے گا کہ ہمیں اس کا کلر پسند نہیں۔ کوئی اس لیے لائے گا کہ چیزیں پسند نہیں۔ کوئی کہے گا میری بیوی نے یہ کہا۔ کوئی کہے گا کہ میرے بھائی نے یہ کہا۔ کوئی کہے گا کہ مجھے مزہ نہیں آیا۔

اس نے کہا: جی بات تو ایسے ہی ہے لیکن مشاہدہ اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ خریدنے والے کے دل میں ایک تسلی ہوتی ہے کہ میں یہ جو چیز خرید رہا ہوں میں اسے خریدنے کے بعد بھی واپس کر سکتا ہوں۔ یعنی اس چیز میں اگر کوئی اونچ نیچ بھی ہوگی تو وہ اس اونچ نیچ کو پورا کر دیں گے۔ لہٰذا خریدنے والے ایک ہزار لوگ آتے ہیں اور واپس کرنے والے دس بارہ آتے ہیں۔ یہاں پر لوگ مصروف ہی اتنے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس دوبارہ آنے کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ وہ ایک مرتبہ چیز لے کر جاتے ہیں تو دوبارہ ان کے پاس آنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی، لہٰذا تجربہ کہتا ہے کہ جو ایک ہزار آدمی خرید کر جاتے ہیں، ان میں سے صرف دس بارہ افراد ہی واپس آتے ہیں۔ حالانکہ ریٹرن پالیسی بھی بنی ہوئی ہے۔ اس طرح ہم نو سو ننانوے گاہکوں سے تو منافع کماتے ہیں نا۔ اگر دس بندے اس چیز کو خراب کر کے بھی واپس کر دیں تو بھی ہمارے منافع میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔

یہ سوچ تو کسی تاجر کی ہی ہو سکتی ہے، ہم تو اس سوچ پر نہیں پہنچے تھے۔ تب ہمیں احساس ہوا کہ اسلام نے ہمیں چودہ سو سال پہلے کتنا خوبصورت اصول بتا دیا کہ اگر کوئی گاہک چیز خرید کر لے جائے اور پھر وہ واپس کرنا چاہے تو اسے بخوشی واپس لے لو۔ آنکھ بھی کہتی ہے کہ اس میں نقصان ہوگا اور دماغ بھی کہتا ہے کہ اس میں نقصان ہے مگر تجربہ ثابت کرتا ہے کہ اس میں فائدہ ہے۔ ویسے بھی سوچنے کی بات ہے کہ ان

www.besturdubooks.wordpress.com

ہزار بندوں کو کیا صرف یہی کام ہے کہ وہ چیزیں خرید کر واپس کر دیں گے۔ سو میں سے ایک دماغ ہی اس طرح کا ہو گا۔ باقی تو اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوتے ہوں گے۔ اور وہ لوگ جو چیزیں واپس کرتے ہیں ان سب کی قیمت لگا کر وہ ہزار پر تقسیم کر دیتے ہیں۔

پھر اس نے ایک عجب بات کہی جو آپ کو بتانی تھی، پہلے تو میں نے آپ کو بیک گراؤنڈ (پس منظر) بتایا ہے تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ یہ بات کر کیوں رہے ہیں۔ ......اس نے یہ کہا: جب نام بڑا ہوتا ہے تو اس کی قیمت بھی ادا کرنی پڑتی ہے......وہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ جب کسی چیز کا نام مشہور و معروف ہوتا ہے تو اس چیز کے وقار کو بحال رکھنے کے لیے یہ چھوٹے موٹے نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

نسبت کی لاج رکھیں:

یہاں سے ہمیں ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ مسلمان کا ایک نام ہے، یہ اللہ کو ماننے والا ہے، یہ نبی علیہ السلام کی سنتوں پر چلنے والا ہے، یہ دین دار ہے۔ اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی احترام ہے اور لوگوں کے ہاں بھی اس کا ایک وقار ہے۔ چنانچہ جب ہم کسی سے کہیں کہ جی ہم مسلمان ہیں تو وہ پھر توقعات رکھتا ہے۔ لہٰذا اس اسلام اور اس مسلمانی کی قیمت بھی ادا کرنی پڑتی ہے۔ شاید آپ ابھی نکتے پر نہیں پہنچے، نکتہ یہ ہے کہ مومن کو زیب نہیں دیتا کہ جاہل کے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے، یہ چیز حدیث پاک سے ثابت ہے۔

لَا یَنْبَغِیْ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اَنْ یَّجْهَلَ مَعَ مَنْ جَهَلَ وَ فِیْ جَوْفِهٖ الْقُرْاٰنُ

[صاحب قرآن کو یہ چیز زیب نہیں دیتی کہ وہ جاہلوں سے جہالت کی بات کرے اور اس کے سینے میں اللہ کا قرآن بھی ہو]

www.besturdubooks.wordpress.com

بھئی! سوچا کریں، اگر جاہل جہالت والا کام کر رہا ہے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے میں تو وہ کام کروں گا جو میرے شایانِ شان ہوگا۔ اس لیے مومن کو کیا کرنا چاہیے؟ جو مومن کے شایان شان ہو۔ اب یہ نہیں کہ جو اگلے نے کہا ہو اسی طرح کا جواب دیا جائے۔ اگر کوئی آکر گالی بک دے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم بھی اس سطح پر اتر کر وہی کچھ کہنا شروع کر دیں؟ ہم تو یہ نہیں کہیں گے۔ بھئی! اگر وہ گالیاں دے کر چلا بھی جائے گا تو پھر بھی ہمیں اس وضع قطع کی قیمت چکانا ہوگی۔ آخر ہم نے سنت تو اختیار کی ہے نا، پھر اس نسبت کی لاج رکھنی ہوتی ہے۔

ایسی دینداری کس کام کی؟

ہم صوفی تو بن جاتے ہیں، طالب علم تو بن جاتے ہیں، کب تک؟ جب تک سب ٹھیک ہے۔ ذرا سا کسی سے جھگڑا ہو جائے تو تصوف بھی رخصت ہو جاتا ہے اور علم بھی چلا جاتا ہے، ہر چیز سے چھٹی ہو جاتی ہے، یہ بھی اسی جاہل کی طرح بن جاتا ہے۔ اس کی دینداری کس کام کی ہے؟ کیا دین نے ہمیں یہی سکھایا ہے؟ غور کریں کہ کتنے خاوند ایسے ہیں جو ذرا سی بات پر بیویوں کو ننگی گالیاں دیتے ہیں۔ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ اگر ان کا گھر میں کسی دوسرے بھائی کے ساتھ تنازع ہوتا ہے تو غیبت بھی کرتے ہیں، الزام بھی لگاتے ہیں، حتیٰ کہ بہتان لگانے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔ کیا اس وقت ان کی نظر میں سب کچھ روا ہو جاتا ہے؟ کیا یہی دینداری ہے؟ کہتے ہیں: جی میں تو اینٹ کا جواب پتھر سے دوں گا۔ یاد رکھیں کہ یہ مومن کا شیوہ نہیں۔ اسلام نے کہا ہے کہ اگر تم کسی سے بدلہ بھی لینا چاہتے ہو تو اتنا لو جتنا اس نے تم پر ظلم کیا، اس سے زیادہ نہیں۔ وَ اِنْ تَعْفُوْا (اور اگر اس کو بھی تم معاف کر دو گے)..... تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ ہمیں تو یہ تعلیمات دی گئی ہیں۔

بچھو کے ساتھ خیر خواہی:

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ تھے۔انہوں نے ایک بچھو کو ڈوبتے ہوئے دیکھا بچھو پانی میں تیرتا نہیں...... جب انہوں نے بچھو کو ڈوبتے ہوئے دیکھا تو جلدی میں انہوں نے اسے نکالنے کی کوشش کی۔ جیسے ہی انہوں نے اسے نکالنے کی کوشش کی، بچھو نے انہیں ڈنگ مار دیا۔ وہ چیز ہی ایسی ہے کہ اگر کوئی اس کے ساتھ بھلا بھی کرنا چاہے تو وہ اسے بھی ڈنگ مار دیتا ہے۔ جب انہیں ڈنگ لگا تو پھر بھی وہ اسے بچانے کی فکر میں لگے رہے۔ ساتھ والے نے دیکھ کر کہا: جی اس نے تو آپ کو ڈنگ مارا ہے، پہلی مرتبہ تو جلدی میں آپ نے اپنا ہاتھ استعمال کر لیا تھا، مگر اب آپ اسے کسی چیز کے ذریعے نکال رہے ہیں کہ خود بھی ڈنگ سے بچیں اور اسے بھی بچا دیں۔ آپ اس کے ساتھ اتنی خیر خواہی کیوں کر رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں وہ برا ہے، مگر وہ اپنی برائی نہیں چھوڑ رہا۔ اللہ نے مجھے اچھائی دی ہے تو میں اپنی اچھائی کیوں چھوڑ دوں؟...... یہ ہے دینداری، یہ ہیں اسلام کی تعلیمات۔

جگری یار بنانے کا اسلامی اصول:

اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اگر کوئی بندہ تمہارے ساتھ برائی کا سلوک بھی کرے ور تم اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو گے تو وہ تمہارا جگری یار بن جائے گا۔

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ ﴾ (حم سجدہ: 34)

[دفعیہ اس بات سے کرو جو اچھی ہو، پھر تیری جس کے ساتھ دشمنی تھی ایسا ہو گا جیسے مخلص دوست ہوتا ہے]

یہ سنہری اصول اگر خود ہمیں سوچنے پڑتے تو ہم تو کبھی سوچ ہی نہیں سکتے تھے۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت کا ہم پر احسان ہے اور نبی علیہ السلام کی شفقت ہے کہ انہوں نے ہمیں یہ اصول سمجھا دیے، ورنہ ٹکریں مار مار کر بھی ہم وہ باتیں نہ سمجھ پاتے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ہمیں ویسے ہی بتا دی ہیں۔ ہمارے اکابر نے دوسروں کے ساتھ ہمیشہ اچھائی کا معاملہ کیا۔

بے رخی کرنے والے سے حسنِ سلوک:

ایک مرتبہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بال کٹوانے کے لیے کسی حجام کے پاس گئے۔ ظاہر میں انہوں نے معمولی سا کرتہ پہنا ہوا تھا۔ جب اس نے بال کاٹنے کے لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھانے کی تیاری کی تو اتنے میں ایک امیر آدمی آ گیا۔ حجام نے سوچا کہ یہ تو ایک فقیر آدمی ہے، مجھے اس سے کچھ نہیں ملے گا۔ چنانچہ اس نے پہلے امیر آدمی کو بٹھا دیا اور کہا کہ میں تو پہلے اس کے بال بناؤں گا۔ یہ سن کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ٹھیک ہے آپ اسی کے بال پہلے بنا دیں۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم سے پوچھا: کیا تمہارے پاس اس وقت کچھ ہے؟ اس نے کہا: جی میرے پاس آپ کے تین سو دینار ہیں۔ فرمایا کہ یہ تین سو دینار اس حجام کو ہدیہ دے دو۔ حالانکہ اس وقت بال بنوانے پر ایک دینار بھی خرچ نہیں ہوتا تھا۔ تین سو دینار اسے دے دیے اور فرمایا کہ میں اب اس سے کٹواتا بھی نہیں پھر واپس آ گئے۔ واپس آتے ہوئے انہوں نے ایک شعر کہا:

عَلَيَّ ثِيَابٌ لَوْ يُبَاعُ جَمِيْعُهَا
بِفُلْسٍ لَكَانَ الْفُلْسُ مِنْهُنَّ اَكْثَرَا
وَ فِيْهِنَّ نَفْسٌ لَوْ تُقَاسُ بِبَعْضِهَا
نُفُوْسُ الْوَرٰى كَانَتْ اَجَلُّ وَ اَكْبَرَا

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے اوپر ایسے کپڑے ہیں کہ اگر ان تمام کپڑوں کو پیسوں کے بدلے میں بیچا جائے تو ایک درہم بھی ان کپڑوں کی قیمت سے زیادہ ہو جائے گا مگر ان کپڑوں میں ایک ایسی جان ہے کہ اگر اس کے ایک جز کا کل مخلوق کی جانوں سے مقابلہ کیا جائے تو وہ جان بھاری ثابت ہو۔

دنیا امن کا گہوارہ بن جائے، اگر:

اپنے معاملات میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ ہم اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کریں۔ اس میں نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''میں اس شخص کو جنت میں گھر دلانے کا ضامن ہوں جو جھگڑا کرنا ترک کر دے، اگرچہ وہ حق پہ ہی کیوں نہ ہو''

تو دیکھیں کہ نبی علیہ السلام نے اسلامی معاشرے میں کتنا امن پیدا کر دیا۔ اگر ہم اسی زریں اصول کو اپنا لیں تو دنیا میں امن ہو جائے۔ ہم تو ناحق بات پر بھی دوسروں کے ساتھ جھگڑا بڑھا رہے ہوتے ہیں۔ خود غلط ہوتے ہیں اور دوسروں کے ساتھ جھگڑا بھی بڑھا رہے ہوتے ہیں۔ ہمارا کیا حال ہوگا؟ ہم اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے سامنے قیامت کے دن کیا منہ دکھائیں گے؟!

بھئی! اگر ہم نے چہرے پر سنت سجالی، اگر ہم نے سر پر سنت کا تاج رکھ لیا، اگر ہم نے محبوب ﷺ والی پوشاک پہن لی، تو یاد رکھیں کہ اس کی قیمت بھی چکانا پڑے گی۔ کوئی کچھ بات کرے گا اور کوئی کچھ دنیا دار تو باتیں کرتے ہی ہیں، وہ دینداروں سے کہاں خوش ہوتے ہیں! وہ تو انہیں دیکھ کر آوازیں کستے ہیں، تو کیا ہم بھی ان کے سامنے دنیا دار ہی بن جائیں؟ نہیں، ہم وہ کریں گے جس کا ہمیں محبوب ﷺ نے حکم دیا ہے۔ بڑے فائدے کی خاطر چھوٹے نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اس بات کو کافر نے تو سمجھ لیا، مگر افسوس کہ ہم مسلمانوں کو یہ بات سمجھ میں نہ آئی!

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک سبق آموز واقعہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے۔ ایک مرتبہ کشتی میں سفر کر رہے تھے، اس وقت ان کے پاس چھ ہزار دینار تھے۔ راستے میں ایک بندے نے ان کے ساتھ بات چیت کرنا شروع کر دی۔ باتوں باتوں میں انہوں نے تذکرہ کر دیا کہ میرے پاس اتنی رقم ہے، بس ایسے ہی بر سبیل تذکرہ بات کر دی۔ وہ کوئی بڑا شاطر انسان تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے شور مچا دیا کہ میرے پاس ایک تھیلی تھی وہ کسی نے چوری کر لی ہے۔ اس میں میرے چھ ہزار دینار تھے، لوگوں نے پوچھا کہ وہ تھیلی کس رنگ کی تھی؟ اس نے کہا: وہ اس رنگ کی تھی۔ کیونکہ اسے پتہ تھا کہ ان کے پاس اس رنگ کی تھیلی میں اتنے ہزار دینار ہیں۔ جب اس نے شور مچایا تو کشتی کے سب لوگ کہنے لگے کہ سب کی تلاشی لو تا کہ پتہ چلے کہ وہ کہاں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے۔ انہوں نے دل ہی دل میں سوچا کہ اگر لوگ تلاشی لیں گے اور انہیں میرے پاس سے تھیلی مل جائے گی۔ تو مجھے سب لوگ چور سمجھیں گے۔ اس بندے کو پکا پتہ تھا کہ میرے رشتہ دار بھی میرے ساتھ ہیں، جب ان کی تلاشی لی جائے گی اور ان کے پاس اسے پائیں گے تو لے لیں گے۔ چنانچہ انہوں نے تلاشی لینا شروع کر دی، جب تلاشی لیتے لیتے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور ان کی تلاشی لی تو ان کے پاس بھی تھیلی نہیں تھی۔ پوری کشتی میں سے تھیلی کہیں سے نہ ملی، اس نے اپنی جھوٹی اور بناوٹی پریشانی کا مزید اظہار کیا۔

جب کشتی کنارے پر لگی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آگے چلے تو وہ آدمی آپ کے قریب آیا، اس نے حضرت سے معافی مانگی اور کہا: جی میں بہت شرمندہ ہوں، میں نے آپ کے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے، آپ اچھے بندے ہیں لہٰذا مجھے معاف کر دیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کر دیا، پھر اس نے سوال کیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت رحمۃ اللہ علیہ! آپ نے مجھے معاف تو کر دیا مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ آپ نے وہ تھیلی چھپائی کہاں تھی؟ فرمایا! جب میں نے اعلان سنا کہ تھیلی چوری ہوگئی ہے تو میں سمجھ گیا تھا میں چونکہ کنارے پر بیٹھا تھا اس لئے میں نے وہ تھیلی چپکے سے دریا میں گرا دی۔ اس حیران ہوکر پوچھا چھ ہزار دینار کی تھیلی دریا میں پھینک دی؟ فرمایا: ہاں اگر میں اسے اپنے پاس رکھتا تو لوگ مجھے چور سمجھتے، کیا مجھ سے کوئی حدیث کی روایت کرتا؟ اگر میں ایسا نہ کرتا اور چوری کا الزام مجھ پر ثابت ہو جاتا تو میں حدیث پاک کی روایت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتا۔ میں نے روایت حدیث والی نعمت کو بچانے کی خاطر اس مال کو قربان کر دیا۔

اسلامی تعلیمات کا لب لباب:

اگر آج ہم کسی کو بات سمجھائیں کہ اللہ کے بندو! گھروں میں تم حسن اخلاق سے رہو اور وہ گھر میں حسن اخلاق سے رہنا شروع کر دے تو لوگ اسے کہتے ہیں کہ یہ زن مرید ہے۔ یاد رکھیں اگر گھر میں حسن اخلاق سے رہنے کو زن مریدی کہتے ہیں تو اس کا حکم پروردگار نے دیا ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء: 19)

[اور تم ان (بیویوں) کے ساتھ حسنِ اخلاق کی زندگی گزارو]

جابر بن کر نہیں، قاہر بن کر نہیں، ظالم بن کر نہیں بلکہ حسنِ اخلاق کی زندگی گزارو۔ یہ تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اور پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اور زیادہ مؤکد کر دیا، وہ کیسے؟ جب کوئی بندہ تقریر کرتا ہے تو تقریر کے آخر میں جا کر وہ پوری بات کا نچوڑ نکالتا ہے۔ اس کے آخر کی دو چار باتیں اس کے پورے وعظ کا لب لباب ہوتی ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دنیا میں رہ کر دین کی تعلیمات دیں اور جب آپ ﷺ اس دنیا سے پردہ فرمانے لگے تو اللہ کے حبیب

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ نے اس امت کو وصیت کے رنگ میں جو آخری بات کی وہ آپ ﷺ کی تعلیمات کا لب لباب تھا۔فرمایا!

اَلتَّوْحِيْدَ اَلتَّوْحِيْدَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

''یعنی توحید پر ڈٹے رہنا! توحید پر ڈٹے رہنا اور جو تمہارے ماتحت ہیں ان کے حقوق کا خیال رکھنا''۔

اگر حسن اخلاق کے ساتھ زندگی گزارنے کا نام زن مریدی ہے تو پتہ نہیں کہ کہاں کہاں تک بات چلی جائے گی۔

بیوی کی تلخی برداشت کرنے کی وجہ:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ تھے ان کی بیوی تیز مزاج کی تھی......اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ جو کمزور ہوتا ہے اس کی زبان زیادہ چلتی ہے اور جو طاقتور ہوتا ہے اس کا ہاتھ زیادہ چلتا ہے۔اس لیے عورت کی زبان زیادہ چلتی ہے اور مرد کا ہاتھ زیادہ چلتا ہے......ان صحابی رضی اللہ عنہ نے سوچا اب میں کیا کروں۔پھر خیال آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت سخت مزاج ہیں ہر کسی کو سیدھا کر کے رکھتے ہیں، درہ ہر وقت ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔وہ سیدھا کر دیتے ہیں، ان سے جا کر مشورہ کرتا ہوں۔میں اس کا بندوبست کرتا ہوں۔چنانچہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اندر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ اونچی آواز سے باتیں کر رہیں تھی، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی بات پر جھگڑا کر رہی تھیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے تحمل سے سن رہے تھے۔جب ان صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے گھر والوں سے ایسی باتیں سن رہے ہیں۔تو واپس جانے کی سوچی، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر آئے، فرمایا: السلام علیکم، انہوں نے جواب میں وعلیکم السلام کہا اور کہا کہ میں واپس جاتا ہوں۔پوچھا: واپس کیوں جاتے ہو؟ کہنے لگے: آیا تو اس لیے تھا کہ آپ کی طبیعت کے اندر سختی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

نظم وضبط ہے۔اس لیے آپ مجھے اجازت دے دیں گے کہ اچھا اگر یہ معاملہ ہے تو پھر یہ کرو اور وہ کرو۔لیکن آپ تو یہاں اس سے بھی زیادہ سن رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بٹھایا اور فرمایا: یہ میری بیوی بھی ہے......

یہ میری دھوبن بھی ہے۔

یہ میری باورچن بھی ہے۔

یہ میرے گھر کی بھنگن بھی ہے۔

یہ میرے بچوں کو پالنے والی بھی ہے۔

جب میری خاطر وہ یہ تمام کام کر رہی ہے تو کیا میں اس کے سخت الفاظ کو برداشت نہیں کر سکتا؟ یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنے حسنِ اخلاق کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے بہت سا اجر بھی کما رہی ہوتی ہے۔مثال کے طور پر:

⊙......اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر میں اپنے بچے کی وجہ سے رات کو جاگتی ہے تو اللہ اسے اس مجاہد کے برابر اجر عطا فرما دیتے ہیں جو ساری رات جاگ کر دشمن کی سرحد پر پہرہ دیا کرتا ہے......سبحان اللہ......عورت کو گھر کے نرم بستر پر اللہ تعالیٰ جہاد کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔

⊙......ایک حدیث پاک میں ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کے گھر میں کوئی بے ترتیب پڑی ہوئی چیز کو اٹھا کر ترتیب کیساتھ رکھ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک نیکی عطا فرماتے ہیں، ایک گناہ معاف فرماتے ہیں اور جنت میں ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں۔

⊙......عورت کو خاوند کے گھر میں کھانا پکانے کا بھی ثواب ملتا ہے کیونکہ اگر وہ سالن بناتے وقت اس میں ایک گھونٹ زیادہ پانی اس نیت سے ڈال دے کہ شاید کوئی مہمان آجائے یا ہمیں کسی پڑوسی کو کھانا دینا پڑ جائے تو اس عورت کو مہمان کا کھانا پکانے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ثواب دیا جاتا ہے۔

- ......اسی طرح اسے خاوند کے گھر میں کپڑے دھونے پر اجر وثواب ملتا ہے۔لیکن ان سب کاموں کے کرنے میں اس کی کوئی شرعی ذمہ داری نہیں ہے۔

ایک انتہائی نازک مسئلہ:

اگر فقہ کا مسئلہ ہم عورتوں کو سمجھا دیں جو شریعت نے کہا ہے تو پھر خان صاحب اور ملک صاحب سب کو اپنی اوقات کا پتہ چل جائے۔

- یہ کھانا پکا کے دینا، کیا اسکی شرعی ذمہ داری ہوتی ہے؟نہیں، یہ اس کا حسنِ اخلاق ہوتا ہے۔
- یہ کپڑے دھونا، کیا اس کی شرعی ذمہ داری ہے؟نہیں، یہ اس کا حسنِ اخلاق ہے۔
- یہ بچے پالنا، اس کی شرعی ذمہ داری ہے؟نہیں، یہ اس کا حسن اخلاق ہے۔
- اس کے گھر میں جھاڑو دینا؟ کیا اس کی شرعی ذمہ داری ہے؟نہیں، یہ اس کا حسنِ اخلاق ہے۔
- خاوند کے والدین کی خدمت کرنا، کیا اس کی شرعی ذمہ داری ہے؟ یہ اس کا حسنِ اخلاق ہے۔

خاوند کے ان تمام کاموں کو بیوی ہونے کے ناتے وہ کر رہی ہے، ورنہ شریعت کہتی ہے کہ اس کے والدین کے گھر میں جیسی اس کی زندگی تھی اگر وہ مطالبہ کرے میرا طرز زندگی یہاں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے تو وہ اپنے خاوند سے ہر چیز پوری کروا سکتی ہے۔ بچہ جنے اور کہے کہ جی اب لے جاؤ پالوا سے، مجھ سے نہیں اس کی پوتیاں صاف ہوتیں، تمہاری اولاد کی خاطر مجھ سے راتوں کو نہیں جاگا جاتا، یہ مرد کی ذمہ داری ہے۔ اب اپنے بچے کی تربیت کا انتظام کرنے کے لیے کہاں جاؤ گے؟ بچے کی خاطر وہ کیا کیا تکلیفیں اٹھاتی ہے۔ اگر وہ کہے کہ مجھ سے گھر میں جھاڑو نہیں دیا جاتا، میں اس گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

کی عورت ہوں جہاں گھر میں نوکرانی کام کرتی تھی، تم بھی جھاڑو دینے کے لیے کوئی نوکرانی رکھ لوتو فقہا نے لکھا ہے کہ خاوند کو انتظام کرنا پڑے گا۔ اس کی زندگی کا جو معیار تھا اگر وہ مطالبہ کرے گی تو پھر اسے وہ معیار دینا ہوگا۔ پھر سمجھ لگ جائے گی۔

وہ بیچاری خاوند کی محبت میں ایک ایک چیز کا خیال رکھ رہی ہوتی ہے، ایک ایک کام کر رہی ہوتی ہے اور گھر کی ذمہ داریاں سر پر لے رہی ہوتی ہے اور ملک صاحب اور خان صاحب، سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتے۔ ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں اور پھر دو مہینے تک اسے پوچھتے ہی نہیں، اسے لٹکا کر ہی رکھتے ہیں۔ یاد رکھیں! کہ اس کی ماں نے اس کو آزاد جنا ہے، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''تم ان کو گھر میں قیدی مت بنا دینا''

ایک خاوند کی ناگفتہ بہ حالت:

ہم نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جو بیوی کو ماں باپ سے ملنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ایک صاحب نے نو سال تک اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے گھر نہیں جانے دیا۔ خود سال میں دو مرتبہ اپنے والدین کو ملنے کے لیے جاتا تھا، لڑکی کے والد حج کے موقع پر مجھے ملے، ان کی آنکھوں سے اتنے موٹے موٹے آنسو ٹپک رہے تھے، وہ کہنے لگے کہ نو سال سے ہم اپنی بیٹی کی شکل دیکھنے کو ترس رہے ہیں۔

جب ان سے پوچھا: کیوں نہیں جانے دیتے؟ تو جواب دیا کہ بس میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ یہیں رہے۔ اس کو اس طرح باندھ کے رکھنے کا کوئی شرعی حق ہے تمہارا؟ خود سال میں ماں باپ کا خیال کرنے کے لیے دو چکر اور بیوی کو نو سال میں ایک دفعہ بھی نہیں جانے دیا، خود ہر تیسرے دن ماں باپ کو فون کرتے ہیں اور بیوی کو نو سال میں ایک مرتبہ بھی فون نہیں کرنے دیا۔ یہ دین دار لوگوں کا حال ہے، ہم فاسق و فاجر کی کیا بات کریں!؟ صوفی صاحب کی زندگی کا یہ حال ہے، کیا یہ عورت قیامت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دن اپنے حق کا مطالبہ نہیں کرے گی؟ پھر سمجھ لگ جائے گی۔ بعض لوگ تو ایسے خاوند کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ بڑا اچھا خاوند ہے جو بیوی پر حاوی ہے۔ نہیں یہ تو سراسر ظلم ہے۔

توڑنے والے سے رشتہ جوڑنے کا حکم:

اسلام نے بدسلوکی کرنے والے کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تعلیم دی ہے۔ کیا کافر کے ساتھ ایسا کرنے کا حکم ہے؟ نہیں، مومن کے ساتھ ایسا کرنا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ))

[تو اس سے جوڑ جو تجھ سے توڑے]

اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس کا یہی مطلب ہے کہ کافر توڑے تو تم جوڑو؟ ...... یا یہ مومن کے لئے ہے؟ ...... یا فقط دوستوں کے لئے ہے؟ ...... اس کا مطلب یہ ہے کہ

- اگر بیوی ناراض بھی ہونا چاہے تو تم اس کو ناراض نہ ہونے دو۔
- اگر پڑوسی ناراض بھی ہونا چاہے تو تم اس کو ناراض نہ ہونے دو۔
- اگر پیر بھائی ناراض بھی ہونا چاہے تو تم اس کو ناراض نہ ہونے دو۔
- تمہارا سگا بھائی ناراض بھی ہونا چاہے تو تم اس کو ناراض نہ ہونے دو۔

اب اگر کوئی بندہ اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرے تو کیا وہ زن مرید بن جاتا ہے؟ یہ سب بیکار باتیں ہیں۔ ہم کم از کم اس وضع قطع کا ہی لحاظ رکھا کریں۔ اگر داڑھی والے سو بندوں کی بیویوں کا انٹرویو لیں تو نوے عورتیں توبہ توبہ کریں گی، ایسے خاوند تو نہیں ہوتے چاہییں۔ اب بتائیں کہ اگر نوے بیویوں کی یہ رائے ہو کہ ایسے خاوند نہیں ہونے چاہییں تو دوسری عورتیں داڑھی والوں سے رشتے

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے سے ڈریں گی یا نہیں ڈریں گی؟ دیکھیں تو سہی ہم نے داڑھی والوں کے بارے میں کیا تاثر بنایا ہوا ہے۔ یہ تاثر ہے ناکہ سخت مزاج ہوتے ہیں؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ عورت دل میں تمنا کرے کہ اللہ مجھے ایسا ہی بندہ شریک حیات مل جائے ہماری زندگی تو ایسی ہونے چاہیے۔

ایک دوشیزہ کی پسند:

ایک بچی نے دین پڑھا، اسے دین کی اہمیت کا پتہ چل گیا، وہ امیر باپ کی بیٹی تھی۔ اس کے باپ نے ایک بڑے انڈسٹریلسٹ (صنعت کار) کے بیٹے سے اس کی شادی کی نسبت طے کر دی۔ وہ کروڑوں پتی تھا، وہ بہت خوش تھا کہ میری بیٹی کا رشتہ اچھی جگہ ہو رہا ہے۔

ماں باپ نے مل کر بیٹی سے بات کی کہ ہم آپ کا رشتہ ایک ایسے بندے سے کرنا چاہتے ہیں، جن کے اتنے ایسٹس ہیں، ایسی کمپنی ہے، وہ لوگ کروڑوں پتی ہیں، وہ تو آپ کو بہت کچھ دیں گے اور کلو کے حساب سے آپ کو سونا دیں گے۔ یہ ساری باتیں سن کر اس لڑکی نے کہا:

''ابو! مجھے سونا نہیں چاہئے، مجھ محبوب ﷺ کی سنت چاہئے'' ماں باپ نے بیٹی کی یہ بات سن کر اس کی شادی ایک عالم کے ساتھ کی...... اگر کروڑوں پتی آدمی کے بیٹے سے اس کی شادی ہوتی تو وہ اسے ہنڈا گاڑی میں بٹھا کر لے جاتا اور اِس بیچارے کے پاس ہنڈا موٹر سائیکل بھی نہیں تھی...... اس بچی نے اسی عالم کو قبول کر لیا کہ اس کی نیکی اور دینداری کی زندگی ہے، میں اسی کے ساتھ زندگی گزاروں گی...... آدمی کو ایسا ہونے چاہئے۔ اگر ہم گھر میں روز جھگڑے کریں گے تو لوگ ہمیں دیکھ کر کیا کہیں گے؟ وہ کہیں گے کہ خاوند تو صوفی صاحب ہے اور بیوی بھی پانچ وقت نماز پڑھتی ہے اور برقع بھی پہنتی ہے...... دنیا تو یہی کہے گی کہ وہ خوش زندگی گزار

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے ہیں۔ مگر ظاہری دینداروں کا تو روز جھگڑا ہو رہا ہوتا ہے۔ تو بھئی! بڑے فائدے کی خاطر چھوٹے نقصان برداشت کرنے پڑتے ہیں...... اس کو زن مریدی نہیں کہتے بلکہ حسن اخلاق کہتے ہیں۔ اور یہ ہمارے محبوب ﷺ کا طریقہ ہے۔

زن مریدی کسے کہتے ہیں؟

زن مریدی کسے کہتے ہیں؟...... زن مریدی اسے کہتے ہیں کہ بیوی خلافِ شریعت بات کہے اور خاوند شریعت کی بات کو چھوڑ کر بیوی کی بات مان لے، اب یہ زن مرید (بیوی کا مرید) بن جائے گا، اس لفظ کا غلط استعمال نہ کیجیے۔ اگر کسی نے دائرہ شریعت کے اندر رہتے ہوئے بیوی کی بات کو قبول کر لیا، اس کی بات مان لی یا اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کر لیا تو اس کو زن مریدی نہیں کہتے۔ زن مریدی اس وقت کہلائے گی جب ہم دین کی بات کو چھوڑ کر بیوی کی بات کو مقدم کریں گے۔ تو زن مرید ہم نہیں، بلکہ زن مرید وہ ہیں جو شریعت اور سنت کو چھوڑ کر بیویوں کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ دین دار زن مرید کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو اللہ کے حکموں پر عمل کرنے والا ہے۔

وضع قطع کا لحاظ:

ہمیں چاہیے کہ ہم اس وضع قطع کا لحاظ بھی رکھا کریں۔ ہمیں ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرنی چاہیے۔ کوئی ہمارے ساتھ برائی بھی کرے تو بھی ہم اس کے ساتھ اچھائی کریں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو ہمارے ساتھ اچھا ہے، ہم اس کے ساتھ اچھے رہیں گے اور جو ہمارے ساتھ برا ہے ہم اس کے ساتھ برے رہیں گے۔ یہ تو تجارت ہے اس کو اخلاقِ حسنہ نہیں کہتے۔ ہم مومن ہیں اور مومن اچھوں کے ساتھ احسان کا بدلہ تو چکاتا ہی ہے اور جو اچھے نہیں ہوتے، ان کے ساتھ بھی اچھائی کا معاملہ کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن کو یہی زیب دیتا ہے۔

دل جیت لیا:

جو عورت نبی علیہ السلام کے مبارک سر پر کوڑا ڈالتی تھی، اللہ کے محبوب ﷺ نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ وہ اکیلی عورت تھی، جب وہ بیمار ہوئی تو پورے مکہ میں سے اس کی تیمارداری کے لیے کوئی بھی نہیں پہنچا تھا، اس لیے کہ اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔ گھر میں کوئی مرد نہیں تھا، صرف ایک بیٹی تھی۔ اس کا علاج کروانے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ جب اس نے دو چار دن کوڑا کرکٹ نہ پھینکا تو اللہ کے محبوب ﷺ نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ پتہ چلا کہ وہ چند دنوں سے بیمار ہے اور گھر پر ہی ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اس بڑھیا کے دروازے پر آتے ہیں، دستک دیتے ہیں، اس کی بیٹی بھاگی ہوئی آتی ہے، دروازے کے سوراخ سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھ کر گھبرا جاتی ہے، ماں کو جا کر بتاتی ہے۔ امی! وہ جس کے سر پر آپ روز مٹی ڈالتی تھیں، وہ آج ہمارے دروازے پر کھڑا ہے، لگتا ہے کہ وہ آج کہیں ہمیں جان سے ہی نہ مار دے۔ وہ عورت بھی سن کر گھبرا گئی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری مرتبہ پھر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ماں نے کہا: بیٹی! دروازہ کھول دو۔ جب دروازہ کھولا تو بچی نے پوچھا: جی آپ کیسے ہمارے دروازے پر آئے؟ اللہ کے محبوب ﷺ پوچھتے ہیں کہ آپ کی امی ٹھیک ہیں؟ کیا ان کی صحت اچھی ہے؟ میں اس لیے دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں کہ اگر مریضہ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو میں خدمت کے لیے حاضر ہوں۔

اس عورت کے دل پر چوٹ لگی کہ بھرے شہر میں سے کسی نے مجھے آ کر پوچھا تک نہیں اور جس کے ساتھ میں ایسا سلوک کرتی تھی، وہ مجھے دوائی لیکر دینے آئے ہیں۔ چنانچہ وہ کہنے لگی: جی! آپ نے تو میرا دل جیت لیا ہے۔ بس پہلے کلمہ پڑھا کر مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمان کر دیجیے..... اللہ اکبر۔

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﴾

[برائی کو اچھائی کے ساتھ دور کرو]

اولیاء اللہ کے روپ کا لحاظ:

اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایک بہروپیا تھا، وہ مختلف لوگوں کی شکلیں بنا لیتا تھا اور دوسرے بندوں کو اس کا پتہ بھی نہیں چلتا تھا۔ لیکن وہ روپ بدل کر جب بھی اورنگزیب عالمگیر کے پاس جاتا تو وہ اسے فوراً پہچان لیتا۔ وہ مطالبہ کرتا کہ مجھے انعام دو، آپ کہتے کہ انعام کیسا؟ میں نے تو آپ کو پہچان لیا۔ انعام تو ہم آپ کو تب دیں گے جب کوئی ایسا کام کرو کہ ہم سمجھ نہ سکیں، یہ سن کر وہ چلا جاتا۔

اس کے ذہن میں ایک عجیب بات آئی، اس نے سوچا کہ اورنگزیب عالمگیرؒ اولیاء اللہ کے بڑے معتقد ہیں، میں جا کر کسی ولی کا روپ بناتا ہوں، چنانچہ وہ شہر سے باہر چلا گیا اور وہاں جا کر ایک خیمہ لگا لیا۔ اور ماشاء اللہ خوب لمبی لمبی تسبیحات رکھ لیں، داڑھی بڑھا لی، بال بڑھا لیے، عمامہ سجا لیا اور جبہ پہن لیا۔ جب کہیں دینی وضع قطع کا کوئی بندہ نظر آئے، لوگ اس کو دعاؤں کے لیے کہتے ہی ہیں۔ ایک بندہ دعا کروانے آیا، دوسرا آیا، پھر تو سلسلہ ہی شروع ہو گیا۔ جو بھی آتا وہ دعا کر دیتا، حتیٰ کہ لوگوں کا یقین بننے لگ گیا..... کہتے ہیں نا" مرید کا پیر بڑا نہیں ہوتا بلکہ اس کا یقین بڑا ہوتا ہے۔" سچی بات بھی یہی ہے کہ اصل میں اس کے دل میں ایک یقین اور اعتماد ہوتا ہے اور اسی کی بنیاد پر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ کر دیتے ہیں..... اب چونکہ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ اللہ والا دعا کرتا ہے اور اللہ ہماری مشکل آسان کر دیتا ہے۔ تو ان کی مشکل آسان ہونے لگ گئی، کیونکہ اصول بھی یہی ہے کہ۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ میں بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ مجھ پر گمان کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب لوگوں کا اس کی طرف رجوع ہوتا گیا۔ اگر کوئی بندہ اس کو ہدیہ بھی دیتا تو وہ اس کو واپس کر دیتا اور کہتا کہ مجھے اس سے کیا غرض ہے۔ جب ہدیہ بھی نہ لیتا، دعائیں بھی کرتا اور مشکلیں بھی حل ہو جاتیں تو لوگ اور بھی معتقد ہو جاتے

بات چلتے چلتے اورنگزیب عالمگیرؒ تک جا پہنچی کہ یہاں ایک ایسا اللہ والا ہے جو بڑا ذاکر و شاغل ہے۔ وہ تو دنیا سے بالکل کنارہ کش ہے، اسے زهد في الدنيا نصیب ہے اور وہ اللہ کی یاد میں مست ہے۔ اورنگزیب کی یہ تمنا رہتی تھی کہ ایسے اہل اللہ کی زیارت کی جائے اور ان سے دعائیں کروائی جائیں، چنانچہ انہوں نے جیسے ہی اللہ والے کے بارے میں سنا، اس کی زیارت کرنے کے لیے فوراً تیار ہو گئے۔

اب بادشاہِ وقت زیارت کے لیے آ رہا ہے۔ جب آئے تو اپنے ساتھ درہم و دینار کی بہت بڑی تھیلی بھی لے آئے کہ میں بعد میں انہیں یہ ہدیہ میں پیش کروں گا۔ بادشاہ اس کے خیمے میں پہنچے اور دعا کرنے کے لیے کہا، اس نے دعا کر دی۔ جانے سے پہلے کہنے لگے: جی میں آپ کے لیے یہ ہدیہ لایا ہوں، اس نے کہا: نہیں نہیں ہمیں اس سے کیا غرض؟ وخود ہی لے جاؤ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ باوجود اصرار کے اس نے وہ تھیلی قبول نہ کی، بادشاہ نے دل میں سوچا کہ واقعی یہ بندہ دنیا سے منہ موڑ چکا ہے، چناچہ ہدیہ دیے بغیر واپس آ گئے، جب اگلے دن انہوں نے دربار لگایا تو وہ بہروپیا پھر آ گیا:

بہروپیے نے کہا: السلام علیکم۔

بادشاہ نے جواب دیا: وعلیکم السلام۔

بہروپیا بولا: بادشاہ سلامت اب تو میں انعام کے قابل ہوں نا؟

بادشاہ نے پوچھا: وہ کیسے؟

بہروپیے نے کہا: جی آپ مجھے نہیں پہچان سکے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بادشاہ نے پوچھا: میں کیسے نہیں پہچان سکا؟

بہروپیے نے کہا: کل آپ کسی ولی سے ملنے کے لیے گئے تھے؟

بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا: کیا وہ آپ تھے؟

بہروپیے نے کہا: جی ہاں وہ میں ہی تھا۔

بادشاہ نے تسلیم کرتے ہوئے کہا: او خدا کے بندے! تو نے تو ایسا ڈھونگ رچا کہ واقعی مجھے پتہ نہیں چلا۔

بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا: چلو اسے سو دینار دے دو۔

بہروپیے نے کہا: بادشاہ سلامت! کل تو ہزاروں تھے تھیلی میں اور آج صرف ۳ دینار؟

بادشاہ نے کہا: اب تو میں صرف سو دینار ہی دے سکتا ہوں۔

بہروپیے نے کہا: جی نہیں مجھے تو زیادہ چاہییں۔

بادشاہ نے کہا: کل تو آپ کو بھری ہوئی تھیلی دی تھی اسی وقت لے لیتے۔

بہروپیے نے کہا: حضرت! بات یہ ہے کہ کل جب آپ تھیلی دے رہے تھے، اس وقت میرے دل میں بھی خیال تو آیا تھا کہ لے لوں، مگر ایک سوچ نے مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

بادشاہ نے پوچھا: آپ کو کس سوچ نے منع کیا؟

بہروپیے نے کہا: اس وقت میں اولیاء اللہ کے روپ میں تھا۔ میرے دل نے کہا اگر تم اس وقت تھیلی لے لو گے تو تم اولیاء کی بدنامی کا باعث بن جاؤ گے۔

اللہ کے بندو! اگر ایک بہروپیا بھی اولیاء اللہ کے روپ کا اتنا لحاظ کر جاتا ہے تو کیا ہم سنت کا اتنا لحاظ بھی نہیں کر سکتے!؟ اگر ہم محبوب ﷺ کی سنت والی زندگی گزار رہے ہیں تو کیا ہم بھی جاہلوں کے ساتھ جہالت کی باتیں کرتے پھریں؟ کیا ہم بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑوسی کے ساتھ چھوٹے سے جھگڑے کو بڑا بنالیں؟ دنیا جھگڑے بڑھانے کے لیے نہیں بلکہ جھگڑے سمیٹ کر نیکی پھیلانے کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی علیہ الصلوۃ السلام کی مبارک سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

واخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ
حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

حیوانی انسانی اور ایمانی زندگی

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

برموقع: خطبہ جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ایمان انسان کے اندر سے کھوٹ کھرچ کھرچ کر ختم کر دیتا ہے۔ جہاں ایمان کامل ہو گا وہاں سے کھوٹ نکل جائے گا۔ ایمان اور منافقت، یہ دو چیزیں ایک انسان میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایمان کی یہ پہچان ہے کہ یہ انسان کے اندر سے دورنگی اور منافقت کو کھرچ کھرچ کر نکال دیتا ہے۔ چنانچہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر ایک آدمی شربت پی رہا ہے اور شربت پیتے ہوئے اس نے نیت کر لی کہ میں شراب پی رہا ہوں، تو فقہا نے لکھا ہے کہ اس نیت کے ساتھ اگرچہ وہ شربت پی رہا ہے مگر اس کو شراب پینے کا گناہ ملے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

حیوانی انسانی اور ایمانی زندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o﴾
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بنی آدم کی عزت افزائی:

انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ اس کو اللہ رب العزت نے اشرف المخلوقات بنایا اور اس کے سر کے اوپر اللہ تعالیٰ نے عزت کا تاج سجایا۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ (بنی اسرائیل: 70)

[اور تحقیق ہم نے بنی آدم کو عزت عطا فرمائی]

یہ عزت اس انسان کے لیے ہے جو صحیح معنوں میں انسان ہو۔ اگر شکل انسانوں والی ہو اور عمل حیوانوں والے ہوں تو وہ آدمی اس مرتبے کو نہیں پا سکتا۔

سیدھے راستے کی راہنمائی:

جب یہ پیدا ہوتا ہے تو یہ بچہ ہوتا ہے جو کہ کچا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا﴾

(الدھر : 1)

[کیا انسان پر ایسا وقت نہیں آیا کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز ہی نہیں تھا]

اس وقت یہ پانی کا ایک قطرہ تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَّصِيْرًا﴾ (الدھر : 3)

[بے شک ہم نے انسان کو ایک نطفہ سے پیدا کیا، ہم اس کو آزمائیں گے اور ہم نے اس کو سمیع اور بصیر بنایا]

آگے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا﴾

[ہم نے اس کو راستے کی رہنمائی عطا فرمائی یا تو یہ شکر کرنے والا بنے یا یہ انکار کرنے والا بنے]

اب انسان کے سامنے دو راستے ہیں:

(۱) نیکی کا راستہ...... اللہ تعالیٰ کی بندگی کا راستہ

(۲) گناہوں کا راستہ...... اللہ تعالیٰ سے دوری کا راستہ

دونوں راستے بالکل واضح ہیں۔

نیکی کے راستے پر چلنے والے عباد الرحمٰن ہیں۔

گناہوں کے راستے پر چلنے والے عباد الشیطان ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٥﴾ (یس : 60)

www.besturdubooks.wordpress.com

[اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے یہ وعدہ نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی نہیں کرو گے؟ بے شک وہ تمہارا ظاہر باہر دشمن ہے]

﴿وَ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌO﴾ (یس: 60)

[اور ایک میری عبادت کرو، یہ ہے سیدھا راستہ]

تو انسان نیکی کے راستے پر چلتا ہے تو عباد الرحمٰن میں شامل ہو جاتا ہے اور جب گناہوں کے راستے پر چلتا ہے تو عباد الشیطان میں شامل ہو جاتا ہے۔

انسان کی زندگی کے تین انداز

انسان کی زندگی کے تین مختلف انداز ہو سکتے ہیں:

(۱) حیوانی زندگی

(۲) انسانی زندگی

(۳) ایمانی زندگی

(۱) حیوانی زندگی

اگر آپ بچے کی زندگی کو دیکھیں تو اس کی زندگی میں دو تین کام ہوتے ہیں: کھانا پینا، سونا جاگنا اور کھیلنا کودنا۔ اس کے علاوہ اس کو کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ نہ اسے کمانے کی فکر اور نہ اسے یہ فکر کہ میرا لباس کہاں سے آئے گا، کھانا کہاں سے آئے گا اور گھر کیسے ہوگا؟ وہ ہر فکر سے بے فکر ہوتا ہے۔ جب اسے بھوک لگتی ہے تو رو پڑتا ہے اور ماں کے سینے سے دودھ اتر آتا ہے۔ اسے نیند آتی ہے تو رو پڑتا ہے اور ماں اس کے لیے بستر کا انتظام کر دیتی ہے۔ سردی لگتی ہے تو رو پڑتا ہے اور ماں اس کے لیے کپڑوں کا انتظام کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ ایک رونے کے صدقے بچے کا ہر کام سنور جاتا ہے۔ یہ بھی دیکھیں کہ وہ بچہ بتا نہیں سکتا، فقط روتا ہے اور اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے رونےکی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے دل میں الہام فرما دیتے ہیں کہ تیرے بچے کو اس وقت کس چیز کی ضرورت ہے؟ وہ اندازہ لگاتی ہے اور واقعی ماں کا اندازہ بالکل ٹھیک ثابت ہوتا ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں...... ''گونگے دی رمزاں گونگے دی ماں جانے'' ماں سمجھ جاتی ہے کہ میرے بچے کو اس وقت کیا تکلیف ہے؟ چنانچہ بن بتائے اس رونے کے صدقے اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیاں دور کر دیتے ہیں۔ اس کی ہر ضرورت کو پورا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے دل میں ایسی محبت رکھ دی ہے کہ اس کا رونا ان سے برداشت نہیں ہوتا۔ ماں تھکی ہوتی ہے، دوسرے کمرے میں بیٹھی کھانا کھا رہی ہے۔ ابھی وہ دوسرا لقمہ منہ میں ڈالتی ہے اور ادھر بچے کے رونے کی آواز آتی ہے، وہ سب کچھ چھوڑ کر بچے کی طرف بھاگتی ہوئی آتی ہے، نہ اسے کھانا یاد رہتا ہے اور نہ ہی اسے اپنی بے آرامی کا خیال آتا ہے، وہ سب کچھ بھول جاتی ہے۔ اور بچے کی فقط ایک آواز اسے اپنے آپ سے بیگانہ کر دیتی ہے...... بچے کا کام کیا ہوتا ہے؟...... بھوک لگی تو کھا لیا، پیاس لگی تو پی لیا، نیند آئی تو سو گیا اور درمیان کا وقت وہ کھیلنے کودنے اور بھاگنے میں گزار دیتا ہے۔ اسے کہتے ہیں حیوانی زندگی۔

اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ ہو بہو یہی کام حیوان بھی کرتے ہیں۔ جب انہیں بھوک لگتی ہے تو کھا لیتے ہیں۔ بکری، گائے، بھینس کو جب بھوک لگے گی تو وہ چر لیں گے، شیر کو بھوک لگے گی تو وہ کسی کو کاٹ کے کھا لے گا مگر اسے اپنی بھوک مٹانی ہوتی ہے۔ پیاس لگی تو پانی پی لیا، نیند آئی تو سو گیا اور اگر ان کے پاس وقت ہو تو کئی مرتبہ جانور آپس میں بھاگتے دوڑتے بھی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ کھیل رہے ہوتے ہیں تو یہ تمام کام جانور بھی کرتے ہیں۔

شہوات کو پورا کرنے میں حیوانوں کی برتری:

جب بچہ تھوڑا سا بڑا ہوتا ہے تو اس کی ضروریات میں ایک ضرورت کا اضافہ ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ مرد ہے تو اسے مادہ کے ساتھ ملاپ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر شہوت رکھی ہوئی ہے اور اس نے اس شہوت کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ جس طرح انسان اپنی شہوت کو پورا کرتا ہے اسی طرح جانور بھی اپنی شہوت کو پورا کرتے ہیں۔ اگر کھانے پینے، سونے جاگنے، کھیلنے کودنے اور شہوت کو پورا کرنے کو معیار بنائیں تو انسان فضیلت نہیں پا سکتا۔ اس لیے کہ ان میں سے ہر شعبے میں حیوان اس سے بڑھے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر:

⊙ ......کھانا پینا۔ انسان تو دو روٹیاں کھا لے گا مگر ذرا ہاتھی کو دیکھو وہ کتنا کھاتا ہے! اونٹ اور بھینسا کتنا کھا لیتے ہیں! انسان تو ان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔ اگر انسان کہے کہ میں کم کھاتا ہوں تو شیر کہے گا کہ میں ہفتے میں ایک بار کھاتا ہوں۔ اگر ہم ہفتے میں ایک بار کھائیں تو ہم اٹھتے ہوئے دہرے ہو جائیں کہ ہم چھ دن سے بھوکے ہیں، کھڑے ہونے لگیں تو ہم گر جائیں گے۔ ہمیں دن میں تین مرتبہ کھانا چاہیے، وہ ہفتے میں ایک دفعہ کھاتا ہے۔...... مگرمچھ پورے دن کے اندر 750 گرام کھانا کھاتا ہے، تو انسان نہ تو زیادہ کھانے میں بڑھ سکتا ہے اور نہ ہی کم کھانے میں بڑھ سکتا ہے......

چیونٹی کو ہی دیکھ لیجیے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے پوچھا: اے چیونٹی! تیرا کھانا کتنا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: حضرت! پورے سال میں دو دانے گندم کے۔ فرمایا: میں تیرا امتحان لوں گا۔ چنانچہ اسے ایک جگہ پر بند کر دیا گیا اور وہاں گندم کے دو چار دانے ڈال دیے گئے۔ جب سال کے بعد اسے نکال کر دیکھا گیا تو بالکل ٹھیک ٹھاک تھی اور اس نے فقط دو دانے ہی کھائے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ۔ اے چیونٹی! میں تیری سچی بات سے بڑا خوش ہوا ہوں، بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟ وہ حاضر جواب تھی، وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنے لگی...... زِدْنِی رِزْقًا وَّعُمْرًا (اگر آپ کے اختیار میں ہے تو میرا رزق اور میری عمر بڑھا دیجیے)...... حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی بات سن کر مسکرا پڑے کہ چیونٹی نے مجھے لاجواب کر دیا...... تو ہم زیادہ کھانے میں بھی نہیں بڑھ سکتے اور کم کھانے میں بھی جانوروں سے نہیں بڑھ سکتے۔

⊙...... دوڑنا بھاگنا۔ اگر دوڑنے بھاگنے کی بات ہو تو ہم پھر بھی جانوروں سے نہیں بڑھ سکتے۔ گھوڑا ہم سے زیادہ تیز بھاگتا ہے، ہرن ہم سے زیادہ تیز بھاگتا ہے، اور چیتا تو بھاگتی کار کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ وہ اتنا تیز بھاگتا ہے ...... اللہ اکبر!!!...... وہ نوے کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔ پتہ چلا کہ تیز رفتاری میں بھی انسان آگے نہیں بڑھ سکتا۔

⊙...... اگر شادی بیاہ کی بات ہے تو مرد عورت تو ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ میل ملاپ کر لیتے ہوں گے اور جانوروں کا حال ایسا ہے کہ وہ ایک ایک دن میں کئی کئی مرتبہ ملاپ کرتے ہیں۔ خرگوش کو دیکھو، چڑیا کو دیکھو۔ انسان اس میں بھی ان سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

⊙...... اگر گھر بار کو دیکھیں تو بھی انسان آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اگر انسان کہے کہ میں نے اتنے اچھے گھر بنا لیے ہیں تو شہد کی مکھی کہے گی: جناب! میرا گھر بھی دیکھ لیجیے، تمہارے گھر بنانے کے لیے انجینئر ہوتے ہیں، پتہ نہیں کتنے مستری اور مزدور کام کرتے ہیں، اور میرے پاس نہ کوئی پیمانہ، نہ کوئی پرکار، نہ کوئی ربڑ، نہ کوئی پنسل، دیکھو! میں نے کیسا گھر بنایا کہ ہر ہر گھر کا سائز دوسرے کے بالکل مطابق ہے، ایک سوراخ دوسرے سے ملتا ہے۔ سچ بات بھی یہی ہے کہ شہد کا چھتا اپنی پیمائش میں اتنا صحیح ہوتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ وہ کیسے اتنا صحیح صحیح گھر بنا لیتی ہے!...... بیا چھوٹی سی چڑیا ہے۔ وہ درخت کی شاخ کے اوپر اپنا گھونسلا بناتی ہے، جتنا مرضی طوفان

www.besturdubooks.wordpress.com

آئے، آندھی آئے، درخت ہلتا رہ جائے، درخت تو گر سکتا ہے مگر گھونسلا شاخ سے نیچے نہیں گرتا...... تو انسان کو گھر بنانے کی وجہ سے بھی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

نفس کا راج:

انسان کو اللہ رب العزت نے تین نعمتیں عطا کی ہیں: ایک نعمت کو نفس کہتے ہیں...... دوسری کو عقل کہتے ہیں...... اور تیسری کو دل کہتے ہیں...... انسان کا نفس خواہشات کا مرکز ہے، انسان کی عقل خیالات کا مرکز ہے اور انسانی دل جذبات کا مرکز ہے۔

جو حیوانی زندگی بچے کو بچپن میں ملتی ہے وہ اصل میں نفس کی زندگی ہوتی ہے۔ جو اس کا جی چاہے گا وہ پورا کروائے گا۔ اگر ماں نہیں بھی دینا چاہتی تو وہ رو رو کر اپنی بات منوائے گا، گویا بچے کے اندر کامل حیوانیت ہوتی ہے۔ اس لیے بچے کو یہ تو فکر ہوتی ہے کہ میں کھاؤں لیکن اسے یہ فکر نہیں ہوتی کہ اوروں کو ملتا ہے کہ نہیں ملتا۔ وہ دوسرے کے ہاتھ میں چیز دیکھ کر چھین لیتا ہے۔ دوسرا روتا ہے تو روتا رہے، اسے کوئی پروا نہیں ہوتی۔ تو اس کے اندر ایک جذبہ ہوتا ہے کہ میری خواہش پوری ہونی چاہیے۔ یہ انسان کے نفس کا راج ہے اور وہ چھوٹا بچہ اپنے نفس کی خواہشات کی زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔ اگر انسان کی زندگی کا معیار اتنا ہی ہے تو اسے کہیں گے ''حیوانی زندگی''۔

دوئی خوبیاں:

جب انسان بڑا ہو کر تعلیم پاتا ہے اور لوگوں سے میل ملاپ کرتا ہے تو اس کے اندر پختگی آجاتی ہے۔ اس پختگی کی وجہ سے ہر انسان کے اندر دوئی خوبیاں بیدار ہوتی ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱)...... جمال پسندی

(۲)...... اجتماعیت کا فطری جذبہ

(۱) جمال پسندی:

انسان اس عمر میں خوبصورتی کو پسند کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ خوبصورتی کا مطلب فقط یہ نہیں ہوتا کہ کسی مرد یا کسی عورت کے چہرے کی خوبصورتی۔ ہر چیز کے اندر اللہ نے ایک جمال رکھا ہے۔ مکان بھی خوبصورت ہوتے ہیں، کپڑے بھی خوبصورت ہوتے ہیں، فطری مناظر بھی خوبصورت ہوتے ہیں۔ آپ زندگی سے متعلقہ کوئی چیز لے لیں اس میں خوبصورتی کا پہلو ضرور ہوتا ہے۔ گویا فطری طور پر اللہ نے انسان کے اندر ''خوبصورت پسندی'' رکھ دی ہے۔ لہٰذا جب وہ علم اور تجربہ پا لیتا ہے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس فقط چیزیں ہی نہ ہوں بلکہ چیزیں خوبصورت بھی ہوں۔

دیکھیں! اگر اپنے آپ کو فقط سردی یا گرمی سے بچانا ہی مقصود تھا تو پتوں سے بھی بدن ڈھانپا جا سکتا تھا، مگر انسان کی چاہت پوری نہیں ہوتی۔ اس بدن کو ڈھانپنے کے لئے اس نے کپڑے بنائے اور کپڑوں میں بھی فقط لٹھے کے کپڑے نہیں، کیا کیا چیزیں ملا کر اس نے کپڑے بنائے! یہ واش اینڈ ویئر ہے، یہ ٹیٹرون ہے، یہ فلاں ہے، یہ فلاں ہے۔ انسان ان کے پرنٹ دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہے! پھر یہی نہیں کہ کپڑے بنا دیے اور ان کے کارخانے بنا دیے بلکہ ان کو سینے کے طریقوں میں بھی جدت پیدا کر دی۔ چنانچہ کبھی انسان جبہ پہن رہا ہے، کبھی شیروانی پہن رہا ہے، کبھی قمیص پہن رہا ہے، ہر ایک کا اپنا اپنا انداز ہے۔ وہی انسان اگر پھٹے پرانے کپڑے پہنے تو اس کا انداز اور ہے۔

مردوں میں تو کپڑوں کی اتنی خواہش نہیں ہوتی جبکہ عورتوں میں کپڑوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

خواہش انتہا درجے کی ہوتی ہے۔ان کا تو جی چاہتا ہے کہ جو کپڑے ایک مرتبہ پہن کر اتاریں، دوسری مرتبہ ان کو بالکل نہ پہنیں۔اسی لیے وہ ہر وقت کلر میچنگ کی تلاش میں رہتی ہیں کہ کونسی چیز کس کس کلر کی پہنیں؟ اس کو جمال پسندی کہتے ہیں۔چنانچہ اس شعبے میں جو بندے کام کرتے ہیں ان کو روزانہ نئی نئی باتیں ذہن میں آتی رہتی ہیں۔آج اس کا فیشن ہے تو کل اس کا فیشن ایسا ہونا چاہیے، ابھی ایک کپڑا ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا نیا آجاتا ہے۔پھر تیسرا اور آجاتا ہے۔اور دیکھئے!......شادی بیاہ کے موقع پر کیسے کیسے ملبوسات تیار کیے جاتے ہیں! ایک ایک جوڑا آج ستر ہزار اور پچھتر ہزار کا مل رہا ہے! ایسے ایسے زیورات بنائے جاتے ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔یہ انسان کی جمال پسندی کا معاملہ ہے۔

پکوانوں میں جمال پسندی:

انسان نے اگر فقط کھانا ہی کھانا ہو تو وہ صرف روٹی، دودھ، لسی یا پانی سے ہی کھالے تو اس سے اس کا گزارا ہو جائے گا۔مگر نہیں، انسان کے اندر ایک جمال پسندی ہے۔وہ کہتا ہے کہ ہم کھانے بنائیں تو وہ دیکھنے میں بھی خوبصورت ہوں اور ذائقہ میں بھی بہتر سے بہترین ہوں۔یہ جمال پسندی بندے کو بیٹھنے نہیں دیتی۔جو کھانا بنانے والی عورتیں یا مرد ہیں، وہ بہتر سے بہترین کھانا بنانے میں لگے رہتے ہیں۔وہ اپنے تجربے اور اپنے علم کو استعمال کر کے عجیب وغریب کھانے بنا دیتے ہیں۔

مہمان کے سامنے بھینسے کا سر:

ایک مرتبہ ایک مغل بادشاہ نے ایک ایرانی شہزادے کی دعوت کی۔جب ایرانی شہزادہ آنے والا تھا تو انہوں نے بڑے خانساماں کو بلا کر کہا کہ ایک ملک کا شہزادہ آرہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، تم اس کے لیے ذرا اچھا سا کھانا بنا دینا۔ یہ میزبان کے لیے عزت و وقار کا مسئلہ ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں مہمان کو ایسا کھانا پیش کروں جیسے اس کی عزت یا جیسے میرے دل میں اس کی محبت ہے۔ چنانچہ اس نے کہا: بہت اچھا۔

جب ایرانی شہزادہ اپنے دوستوں کے ہمراہ آ کر بیٹھا تو تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی، پھر کھانے کا وقت آیا تو خانساماں کو اشارہ کیا گیا کہ آپ ان کے کھانے کے لیے کچھ لائیے، چنانچہ وہ ایک بڑا سا برتن ڈھکا ہوا لایا۔ اسے اوپر سے خوب سجایا گیا تھا جیسے گفٹ پیک ہوتا ہے، اس نے لا کر اسے ایرانی شہزادے کے سامنے پیش کیا کہ جی اسے قبول کیجیے۔ ایرانی شہزادے نے جب اس کو کھول کر دیکھا تو اس کے اندر ایک بھینسے کا کٹا ہوا سر پڑا تھا اور اس کی گردن میں سے خون بھی نکل رہا تھا۔ انسان جب اس قسم کا منظر دیکھتا ہے تو اس کو کراہت محسوس ہوتی ہے۔ وہ تو شہزادہ تھا اور اس نے اس چیز کو بہت ہی معیوب سمجھا کہ مہمان کے سامنے بھینسے کا کٹا ہوا سر لایا گیا ہے۔ یہ بھی کوئی بات ہے بھلا؟ جب اس نے ناگواری کا اظہار کیا تو اس مغل بادشاہ نے خانساماں کو بلا کر کہا: آپ نے تو ہماری عزت بنانے کی بجائے الٹا بے عزتی کروا دی، آپ نے تو مہمان کو ناراض کر دیا، ہم نے تو آپ سے یہ نہیں کہا تھا کہ بھینسے کا کٹا ہوا سر سامنے لا کر رکھو، اور سر بھی ایسا کہ اس میں سے خون بھی بہہ رہا ہو۔ ہم نے تو آپ سے کہا تھا کہ مہمان کے لیے کوئی اچھا سا کھانا تیار کر کے لاؤ۔

خانساماں نے جواب میں کہا: جناب! میں نے یہ کھانا ہی تو تیار کیا ہے، کاش اس شہزادے کے اندر اتنی اہلیت ہوتی کہ وہ اس کی پہچان کر سکتا! یہ کھانا ہی ہے۔ آپ ذرا اس کو کہیں کہ وہ اسے ذرا کھا کر دیکھے۔ جب شہزادے نے اس کو ذرا قریب کر کے دیکھا تو وہ دراصل مختلف کھانے بنے ہوئے تھے۔ آنکھیں اور ذائقے کی تھیں، سر اور ذائقے کا تھا، دانتوں میں اور قسم کا ذائقہ تھا اور جس کو وہ خون سمجھ رہا تھا وہ مشروب

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ذائقے کا تھا۔ اب جب ایرانی شہزادے نے اس کو کھانا شروع کر دیا تو وہ واقعی اس خانساماں کی فنی مہارت کا قائل ہو گیا کہ انسان ایسی حیرت انگیز چیز بھی بنا سکتا ہے!

تاریخی عمارتیں دسترخوان پر:

بمبئی کا ایک تاجر تھا۔ اس نے ایک مرتبہ ایک وائسرائے کی چائے کی دعوت کی۔ اس نے اس دعوت کے لیے ایک کمپنی کو ٹھیکہ دیا کہ اس کے لیے انتظامات کرو۔ انہوں نے بڑے عالیشان سائبان لگائے، ٹینٹ لگائے اور جگہ بنائی۔ جب مہمان وہاں آئے تو انہوں نے ان کے سامنے ایک میز پر سے کپڑا اٹھایا تو اس کے اندر مختلف عمارتیں بنی ہوئی تھیں: تاج محل بنا ہوا تھا، دہلی کی مسجد بنی ہوئی تھی، لال قلعہ بنا ہوا تھا، گلشن آرا بیگم کا باغ بنا ہوا تھا۔ انہوں نے دیکھ کر کہا: جی ٹھیک ہے، ہم نے اسے دیکھ لیا ہے، تم لوگوں نے یہ چیزیں بہت اچھی بنائی ہیں مگر ہمارے پاس وقت کی کمی ہے، ہمیں واپس بھی جانا ہے، آپ لوگوں نے کہا تھا کہ چائے پلائیں گے، چنانچہ اب آپ چائے کا انتظام کریں۔ یہ سن کر کمپنی کے مینجر نے کہا کہ جناب! ہم نے یہ آپ کے لیے چائے کا ہی انتظام کیا ہے، اس کو ذرا غور سے دیکھیں، یہ دیکھنے میں تاج محل ہے مگر کھانے میں بہترین قسم کا بسکٹ ہے۔ اب جب انہوں نے آگے بڑھ کر کھانا شروع کر دیا تو میناروں میں ذائقہ الگ ہے، دروازوں میں ذائقہ الگ ہے۔ وہ دراصل مٹھائی تھی جو انہوں نے اس انداز میں پیش کی۔ چنانچہ وہ سب لوگ اس پر جھپٹ پڑے اور انہوں نے تھوڑی دیر میں تاج محل بھی کھا لیا، لال قلعہ بھی کھا لیا، مسجد بھی کھا لی اور باغ بھی کھا لیا۔

جب انہوں نے سب کچھ کھا لیا تو انہوں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ تم نے اتنا میٹھا سامنے رکھ دیا، کچھ تو نمکین بھی رکھا ہوتا۔ اس نے کہا کہ جناب! جو نیچے ٹرے ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ نمکین کھانے کی بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے وہ ٹرے بھی کھالی۔

حیران کن سلاد:

ایک مرتبہ ہمارے ایک قریبی دوست نے دعوت کی۔ ایک خانساماں نے عورتوں کی طرف بھی کھانا بھجوایا۔ وہ افسروں کی بیویاں تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے پیغام آیا کہ کھانا تو سارا آ گیا ہے لیکن سلاد ہی نہیں آیا۔ تو اس خانساماں نے پیغام بھجوایا کہ بیگمات سے کہو کہ تمہاری تو عمر گزر گئی ہے کھانا پکاتے ہوئے، یہ درمیان میں تمہیں جو سویٹ ڈش کی طرح پھل نظر آ رہے ہیں۔ یہ حقیقت میں ہم نے سلاد بنایا ہوا ہے۔ اس نے سلاد کو اس طرح کاٹا تھا کہ وہ انسان کو دیکھنے میں کوئی شوپیس نظر آتا تھا اور عورتیں باوجود اپنی نفاست پسندی کے اس کو ہاتھ ہی نہیں لگا رہی تھیں کہ یہ تو دیکھنے کے لیے کوئی ماڈل سامنے رکھا ہوا ہے۔ وہ کوئی ماڈل نہیں تھا بلکہ اس نے سلاد کاٹ کر رکھا ہوا تھا۔ پھر جب عورتوں نے کھانا شروع کیا تو انہوں نے مان لیا کہ اس شخص کو اپنے فن میں بڑا تجربہ حاصل ہے۔

غور کیجیے کہ شیر اور چیتے ساری زندگی کچا گوشت کھاتے ہیں۔ ان کے اندر عقل نہیں ہے کہ وہ گوشت کے ساتھ سبزی ملا کر کھالیں۔ اس کو بھون کر کھالیں یا گوشت کو سوپ بنا کر پی لیں۔ اس کے برعکس انسان کو دیکھیں، گوشت کی کتنی ڈشز بنا لیتا ہے! عورتیں کھانے کے ساتھ تو سویٹ ڈشز بھی بنا لیتی ہیں۔

آئس کریم کے بتیس ذائقے:

ہمارے ایک دوست ہیں۔ وہ آئس کریم کا کام کرتے ہیں۔ ان کی دکان پر آئس کریم کے بتیس فلیور ملتے ہیں...... اللہ اکبر!!!...... آئس کریم کے بتیس ذائقے اور فلیور...... یہ کیا چیز ہے؟...... یہ انسان کے اندر جمال پسندی کا فطری جذبہ ہے کہ وہ ہر

www.besturdubooks.wordpress.com

کام میں بہتر سے بہترین حاصل کرنے میں لگا ہوا ہے۔

فرنیچر میں جمال پسندی:

یہ جمال پسندی ہر شعبے میں ہے۔ دیکھیے کہ انسان نے فرنیچر بنانا شروع کر دیا۔ فرنیچر میں لیٹنے کے لیے ایک چارپائی ہی کافی تھی۔ مگر نہیں، چارپائی سے بات بیڈ پر آگئی، پھر ڈبل بیڈ پر آگئی۔ اب تو انسان نے واٹر بیڈ بنانا شروع کر دیئے ہیں۔...... وہ واٹر بیڈ کیا ہوتے ہیں؟...... وہ کھال کے بنے ہوئے بیڈ ہوتے ہیں اور ان کے اندر پانی بھرا ہوتا ہے۔ اس کی خوبصورتی یہ ہے کہ انسان کا جسم جیسا ہوتا ہے، وہ بیڈ ویسی ہی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس پر بہت ہی پرسکون نیند آتی ہے۔ اب اس میں پانی کو گرم کرنے کے لیے ہیٹر بھی لگا دیے۔ چنانچہ جتنی مرضی سردی پڑ رہی ہو اور آپ اس بیڈ کے اوپر لیٹیں تو وہ بیڈ گرم ہی رہے گا اور آپ کو سردی کا قطعاً احساس نہیں ہوگا...... تو سونے کے لیے ایک چارپائی ہی کافی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جو جمال پسندی کی فطرت رکھ دی ہے وہ انسان کو بہتر سے بہترین چیز بنانے کی طرف کھینچتی ہے۔

تعمیرات میں جمال پسندی:

گھروں کی طرف دیکھیں تو انسان حیران ہو جاتا ہے۔ رہنے کے لیے تو مٹی کی دیواریں اور سرکنڈے کی چھت ہی کافی ہوتی ہے، اس سے گزارہ ہو جاتا ہے۔ مگر نہیں، انسان کی جمال پسندی اسے بیٹھنے نہیں دیتی۔ وہ اپنے گھر کو بہتر سے بہترین بناتا ہے۔ پہلے اینٹوں کے ساتھ بنانا شروع کر دیا۔ پھر اینٹوں کے ساتھ اس کے اندر لکڑی کا استعمال شروع ہو گیا، پھر اسٹیل کا استعمال ہونے لگا، پھر سلیب بننے لگ گئے، شیشے کا استعمال شروع ہو گیا۔ آج آپ بنے ہوئے بعض گھر دیکھیں تو انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہوتا ہے۔ کروڑوں میں ایک گھر بنتا ہے۔

ایک پاکستانی تاجر کا گھر:

ایک بڑے ملک کا صدر ایک پاکستانی تاجر کے گھر میں گیا تو داخل ہو کر کہنے لگا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس گھر سے باہر کبھی نہ نکلوں..... کیا ہی اس نے گھر بنایا ہو گا!!!......تو بہتر سے بہترین گھر بنانے کی فطرت اللہ نے انسان کے اندر رکھ دی ہے۔

تاج محل اور اس کا حیران کن غسل خانہ:

آپ دیکھیے کہ ایک شخص نے اپنی محبوبہ کے لیے تاج محل بنوایا۔ اسے ''ونڈر آف دی ورلڈ'' کہا جاتا ہے۔ مصر کے فراعنہ نے اپنی قبریں اہرام کی شکل میں بنائیں۔ یہ اہرام مصر بھی آج دنیا میں ونڈر آف دی ورلڈ کہے جاتے ہیں۔ انسان نے کیا کیا چیزیں بنادیں۔ یہ عمارت بنانے میں انسان کو فنی صلاحیت حاصل ہے۔

ایک مرتبہ ہم تاج محل دیکھنے کے لیے گئے۔ ہمیں وہاں دو باتوں نے بڑا حیران کیا: ایک تو انہوں نے اس کے اندر ایسا پتھر استعمال کیا تھا کہ چار فٹ بائی آٹھ فٹ کی پتھر کی ایک سلیب کا سائز تھا، اور دکھانے والے نے جب اپنی ٹارچ اس کے کونے پر رکھی تو پوری کی پوری سلیب بلب کی طرح گلو (Glow) کرنے لگ گئی۔ حیران ہوئے کہ یا اللہ! یہ پتھر کہاں سے ان کو ملا!؟ اور اس چار فٹ بائی آٹھ فٹ کی پوری سلیٹ کے اندر کھود کر ڈیزائن بھی بنائے گئے تھے۔ ان میں کہیں جوڑ نظر نہیں آتا تھا۔

پھر اس سے آگے ممتاز محل کے لیے اس نے غسل خانہ بنوایا۔ اس غسل خانے کا ڈیزائن دیکھ کر بھی حیرانی ہوئی۔ اس نے اس کے اندر چھوٹے چھوٹے شیشے ایسے زاویوں پر لگوائے کہ آپ اگر ایک موم بتی جلا کر اس کے اندر رکھ دیں تو وہ ہزاروں

www.besturdubooks.wordpress.com

لائٹیں ریفلیکٹ ہو کر اتنا گلو کرتا ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ بلب جل رہا ہے۔

(۲)......اجتماعیت کا فطری جذبہ:

علم اور پختگی آنے کی وجہ سے انسان کے اندر ایک تو جمال پسندی کا جذبہ آ جاتا ہے اور دوسرا اس کے اندر اجتماعیت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً: لکھا پڑھا نوجوان کبھی اکیلا نہیں کھائے گا۔ اس کا جی چاہے گا کہ میری والدہ بھی کھائے، والد بھی کھائے، بھائی بھی، بہن بھی کھائے، وہ مل کر رہنا پسند کرتا ہے۔ یہ فطری جذبہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر رکھا ہے اسی لیے جب وہ کھاتا ہے تو اس کی چاہت ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی کھائے اور بچے بھی کھائیں۔ کئی مرتبہ بچوں کے بغیر اسے کھانا اچھا ہی نہیں لگتا۔ حالانکہ محنت تو اس نے کی تھی، پسینہ تو اس نے بہایا تھا، یہ اپنی مزدوری سے ملنے والے پیسوں سے خود اپنا پیٹ بھر لیتا، مگر نہیں، کئی دفعہ یہ خود بھی بھوکا رہے گا لیکن اپنے بچوں کی خواہش کو پورا کرنا پسند کرے گا۔ اس کو کہتے ہیں ''اجتماعیت کا فطری جذبہ''۔

انسان اسی فطری جذبے کی وجہ سے دوسروں کی خوشی غمی اور دکھ سکھ میں شریک ہوتا ہے۔ آپ غور کریں کہ اگر کسی بندے کو کانٹا چبھ جائے اور وہ ذرا چیخ کر اپنا پاؤں دیکھنے بیٹھ جائے تو اس کے قریب سے گزرتا ہوا بندہ فوراً پوچھے گا اور کانٹا نکالنے میں اس کی مدد کرے گا......وہ کیوں ایسا کر رہا ہے؟......اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر اجتماعیت اور ہمدردی کا جذبہ رکھا ہوا ہے۔

(۲)......انسانی زندگی

تو یہ دو جذبات (جمال پسندی کا جذبہ اور اجتماعیت کا جذبہ) ایسے ہیں کہ دنیا کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ساری رونق اور بہار انہی کی وجہ سے ہے۔ان دو جذبات کا ہی نتیجہ ہے کہ آپ کو یہ دنیا سجی سجائی نظر آ رہی ہے۔اس زندگی کو کہتے ہیں ’’انسانی زندگی‘‘۔

پہلی زندگی کا جو انداز تھا، وہ تھا ’’حیوانی زندگی‘‘۔کھایا پیا، سویا، دوڑے بھاگے ، اپنی شہوت کو پورا کیا اور بات ختم۔یہ ہے حیوانی زندگی۔اس حیوانی زندگی سے تھوڑا اور آگے بڑھا تو انسان کے اندر عقل پختہ ہوئی۔اس عقل کو استعمال کر کے انسان نے جمال پسندی اور اجتماعیت کے جذبات کی وجہ سے دنیا کو آباد کیا۔چنانچہ انسان گھر بناتا ہے تو ساتھ پھولوں کی کیاری بھی بنا دیتا ہے۔کچھ لکھی ہوئی چیزیں بھی اوپر لگا دیتا ہے۔مختلف کلرز کے پینٹ کروا دیتا ہے۔ہوتا تو وہ گھر ہے لیکن اس کے اندر ماربل سجاتا ہے۔انسان کئی مرتبہ گھر کی نفاست کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔گویا جمال پسندی اور اجتماعیت کے جذبات نے پوری دنیا کو آباد کر دیا ہے۔اس اجتماعیت کی وجہ سے انسان چاہتا ہے کہ میں بھی خوش رہوں اور میرے ساتھ والے بھی خوش رہیں۔چنانچہ وہ پڑوسیوں کا خیال رکھتا ہے، محلے دار کا خیال کرتا ہے، رشتے دار کا خیال کرتا ہے، دوستوں کا خیال کرتا ہے۔گویا سب انسان ایک دوسرے کے ساتھی بن جاتے ہیں۔ اس کو انسانی زندگی کہتے ہیں۔

انسانی زندگی بہتر تو ہے مگر......:

یہ زندگی حیوانی زندگی سے ہزاروں گنا بہتر زندگی ہے۔لیکن اس زندگی میں بھی انسان کے اندر پورا کمال پیدا نہیں ہوتا.....کیوں؟......اس لیے کہ اگر وہ کسی کی مدد کرے گا تو وہ چاہے گا کہ یہ اب جواب میں میری تعریف کرے۔کسی پر احسان کرے گا تو لوگوں میں تذکرے بھی کرے گا کہ......اَعْرِفُوْنِیْ (مجھے پہچانو کہ میں نے کیسے کام کیے)......وہ دوسروں کی خدمت کرے گا مگر خدمت کے ساتھ ساتھ ان کے اوپر حاکم بن کر رہنا بھی پسند کرے گا۔اب یہ خدمت تو کرنا چاہتا ہے مگر کب؟

www.besturdubooks.wordpress.com

...... جب سب مل کر اس کو اپنا بڑا امان لیں۔ ایسی زندگی میں کچھ ایسی ہی چیزیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ اپنی تعریف کو پسند کرنا، اپنی خواہش کو مقدم رکھنا، اپنے اندر اقتدار پانے کی ہوس کا ہونا۔ اگر چہ اس کو انسانی زندگی کہتے ہیں مگر اس زندگی میں بھی کمال پورا نہیں ہوتا۔

عقل کا راج:

پہلی حیوانی زندگی میں انسان کے اندر نفس پرستی آئی اور اس انسانی زندگی میں جب عقل بھی کارفرما ہے، اس کے اندر زر پرستی اور زن پرستی آجاتی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ آج پوری دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ یا تو زر کے پیچھے ہو رہا ہے یا زن کے پیچھے۔ تمام محنتوں کا نچوڑ آپ کو یہ دو چیزیں نظر آئیں گی۔ اس بندے کی محنت کے پیچھے کہیں نہ کہیں یا تو ہوس نظر آئے گی کہ میرے پاس مال جمع ہو جائے تاکہ میرا اسٹیٹس اچھا ہو تاکہ میں دنیا میں سہولت والی زندگی گزار سکوں۔ یا اس کے پیچھے کہیں زن کا مسئلہ ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حیوانی زندگی میں انسان کے اندر خواہش پرستی آتی ہے اور انسانی زندگی میں انسان کے اندر زر پرستی اور زن پرستی آئی۔ چنانچہ آپ کو غیر مسلموں کی زندگیوں میں زر پرستی اور زن پرستی کا بدترین نمونہ نظر آئے گا۔ ان کی ساری زندگی انہی کے گرد گھوم رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی طرح پیسہ ہمارے پاس آجائے اور کسی طرح ہماری نفسانی خواہشات پوری ہوتی رہیں۔ ہمارے اوپر کسی قسم کی پابندی نہ ہو۔ حیوانی زندگی میں نفس کا راج تھا اس لیے اسے نفس پرستی کہا گیا، پھر انسان کی زندگی میں عقل کا راج آ گیا۔ اس عقل کی بنیاد پر انسان نے اس دنیا کو خوب سجایا اور اس میں کیا کیا دلچسپیاں پیدا کر ڈالیں!! مگر ان تمام کا لب لباب زر پرستی اور زن پرستی نکلا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانی زندگی کا نکتہء عروج:

آج کفار جس طرز زندگی کو بہترین سمجھ رہے ہیں وہ عقلی زندگی ہے۔ اس زندگی کا کمال جمہوریت پر جا کر ختم ہو جاتا ہے کہ آپ سب مل کر جو قانون بنائیں، سب اسی کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ اب اگر سب کا بنایا ہوا قانون فطرت کے خلاف ہو تو اس کا کیا فائدہ؟ مثال کے طور پر: ایک جگہ پارلیمنٹ کے سب ممبروں نے تالیاں بجا کر بل پیش کیا کہ مرد کی شادی مرد کے ساتھ ہونا ٹھیک ہے، اور انہوں نے اس بل کو پاس کر کے قانون بنا دیا۔ یہ تو حیوانوں والی بات ہے نا!! قرآن مجید نے کہہ دیا:

﴿ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾

''اگر تم زمین میں اکثریت کی پیروی کرنے لگ جاؤ گے تو یہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی''

تو جمہوریت کا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان پھر وہ قوانین بناتا ہے جو حکم خدا کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس لیے انسانی زندگی کا سب سے بلند نکتہ جمہوریت پہ جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ وہ نکتہ اس پر ختم ہوتا ہے کہ انسان دوسروں کی ہمدردی تو کرتا ہے مگر ان سے اس کا بدلہ بھی چاہتا ہے۔ اس لیے آج دنیا کے بڑے ملک، غریب ملکوں کی امداد کرتے ہیں مگر اس پر سود بھی لیتے ہیں...... کیا مزہ آیا امداد کا!؟...... کہنے کو امداد ہوتی ہے اور حقیقت میں وہ سودی قرضہ ہوتا ہے۔ دیکھو عقل نے کیسا دھوکہ دیا ہوتا ہے! یہ ہے انسانی زندگی۔

(۳)...... ایمانی زندگی

زندگی کا ایک تیسرا انداز بھی ہے جو انسانی زندگی سے بہت بلند مقام رکھتا ہے۔ اس انداز زندگی میں انسان کا دل اس پر حکومت کرنے لگ جاتا ہے۔...... پہلے

www.besturdubooks.wordpress.com

انداز زندگی میں نفس نے حکومت کی، دوسرے انداز زندگی میں اس کی عقل نے حکومت کی اور اس تیسرے انداز میں انسان کا دل اس پر حکومت کر رہا ہوتا ہے...... اس دل کو اللہ رب العزت نے جذبات کا مرکز بنایا ہے۔ چنانچہ اسی دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے، اسی میں اللہ رب العزت کی عظمت ہوتی ہے۔ اس انداز زندگی کو کہتے ہیں ''ایمانی زندگی، قرآنی زندگی، اسلامی زندگی''۔ جب انسان یہ انداز زندگی اپناتا ہے تو پھر وہ بہت ہی اعلیٰ زندگی بسر کرتا ہے۔ حتی کہ وہ انسان فرشتوں سے بھی اعلیٰ نظر آتا ہے...... کیوں؟...... اس لیے کہ اب وہ دوسروں کی خدمت تو کرتا ہے مگر دوسروں سے وہ تعریف کا طلب گار نہیں ہوتا، وہ دوسروں سے بدلہ نہیں چاہتا۔ یہی تو انبیائے کرام نے آ کر کہا تھا۔

﴿ یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ﴾

[اے میری قوم! میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا]

﴿ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ﴾

[میرا اجر اللہ کے ذمے ہے]

اس طرزِ زندگی میں جب انسان کا قلب صحیح معنوں میں اس کے اوپر حاکمِ اعلیٰ بن جاتا ہے اور اس قلب کی صلاحیتیں ابھرتی ہیں تو اب انسان صحیح معنوں میں زندگی گزارتا ہے۔ اس کے سامنے اللہ کی رضا ہوتی ہے، یہ اس کا مقصدِ زندگی بن جاتا ہے۔ وہ دوسروں کے لیے محنت کرتا ہے اور قربانیاں کرتا ہے مگر وہ ان سے اس کے بدلے کا طلب گار نہیں ہوتا، وہ اللہ سے ہی اس کا اجر طلب کرتا ہے۔ وہ نیکی کرتا ہے اور دریا میں ڈال دیتا ہے کہ مجھے مخلوق سے کچھ نہیں چاہیے، مجھے جو چاہیے وہ اپنے مولا سے چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمانی زندگی کی چار انمول صفات:

اس ایمانی زندگی میں انسان کے اندر چار صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ))

[جس نے اللہ کے لیے محبت کی، اللہ کے لیے دشمنی کی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ ہی کے لیے (اپنے آپ کو کسی چیز سے) روکا، پس اس کا ایمان کامل ہو گیا]

(۱)......اللہ کے لیے محبت ہونا:

''الحب فی اللہ'' کا کیا مطلب؟...... کہ اللہ کے بندوں سے اللہ کے لیے محبت ہو۔ چنانچہ انسان اللہ رب العزت کی بنا پر اللہ کے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ نفس کی خواہشات کی بنا پر نہیں کرتا بلکہ اس میں اخلاص ہوتا ہے۔ اس کی بے شمار مثالیں آپ نے سنی ہونگی۔

جب نبی علیہ السلام ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اس وقت مسلمانوں کے درمیاں مواخات قائم کی گئیں۔ ایسا بھائی چارہ قائم ہوا کہ اگر ایک کا کاروبار تھا تو اس نے آدھا اپنے بھائی کو دے دیا۔ دو گھر تھے تو ایک بھائی کو دے دیا۔ انسانی بھائی چارے کی اتنی بہترین مثال تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی کہ انسان دوسرے کے ساتھ اتنا بھی مخلص اور ہمدرد ہو سکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے:

......رحماء بینھم (آپس میں رحیم و کریم بن کر)......

ایسی زندگی گزاری کہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ان کی تعریفیں

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں۔ان کے درمیان اتنا جوڑ تھا، اتنا پیار تھا، اتنی محبت تھی ...... کس لیے؟ ...... یہ اللہ رب العزت کے لیے تھی۔انسان ان واقعات کو پڑھ کر، سن کر حیران ہو جاتا ہے۔

خدمتِ خلق کا انوکھا انداز:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی بات ہے۔ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین سے ملنے کے لیے آئے۔انہوں نے دیکھا کہ ایک چیز پر کچھ ایسے معذورین اور بوڑھوں کے نام لکھے ہوئے ہیں جن کو خدمت کی ضرورت تھی۔اس فہرست میں ایک بوڑھی عورت کا نام بھی تھا کہ اس کو بھی خدمت کی ضرورت ہے مگر خدمت کرنے والے کا نام نہیں لکھا ہوا تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں سوچا کہ میں اس بوڑھی عورت کی خدمت کیا کروں گا۔اگلے دن جب وہاں پہنچے تو بڑھیا نے جواب دیا کہ کوئی آدمی آیا تھا اور رات کے اندھیرے میں کام کر کے چلا گیا ہے۔خدمت یہ ہوتی تھی کہ باہر سے پانی بھر کے لانا اور گھر کے صحن کی صفائی کرنا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑھیا سے پوچھا: اماں! اس بندے کا نام کیا تھا؟ اس نے کہا: مجھے تو اس کے نام کا پتہ نہیں اور نہ ہی میں نے کبھی اس کا نام پوچھا ہے۔پھر پوچھا: وہ کون ہے؟ کہنے لگی: میں نے کبھی اس کی شکل ہی نہیں دیکھی۔وہ آ کر کہتا ہے کہ پردہ کر لو، میں پردہ کر لیتی ہوں، وہ میرے سارے کام کر کے چلا جاتا ہے، وہ جاتے ہوئے کہتا ہے کہ میں جا رہا ہوں اب پردہ ختم ہو گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے، چنانچہ اگلے دن تہجد پڑھ کر وہاں پہنچے۔پتہ چلا کہ پھر کام ہو چکا ہے۔وہ بھی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے، سوچنے لگے کہ اب دیکھیں گے! اگلے دن عشا کی نماز پڑھ کر گئے اور راستے میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔

جب رات گہری ہوئی اور لوگ سو گئے تو اس وقت ہر طرف سناٹا تھا۔اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کوئی آدمی ننگے پاؤں اس بوڑھی عورت کے گھر کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

جا رہا ہے۔ جب وہ قریب سے گزرا تو انہوں نے پوچھا: ''مَنْ اَنْتَ'' آپ کون ہیں؟'' جواب میں سیدنا صدیق اکبرؓ کی آواز آئی کہ میں ابوبکر ہوں۔ پوچھا: اے امیر المومنین! آپ اس اندھیری رات میں اس بڑھیا کے گھر میں خدمت کرنے کے لیے آرہے ہیں اور آپ کے پاؤں میں جوتے بھی نہیں ہیں۔ فرمایا کہ میں جوتے اس لیے اتار کر آیا ہوں کہ یہ لوگوں کے سونے کا وقت ہے، ایسا نہ ہو کہ میرے جوتوں کی آہٹ سے کسی کی نیند میں خلل آجائے...... یہ ہے ''ایمانی زندگی'' کہ ایک آدمی خدمت بھی کر رہا ہے اور اس طرح چھپا کر کر رہا ہے کہ وہ کسی کو بتانا بھی نہیں چاہتا۔ یہ نعمت ایمانی زندگی سے نصیب ہوتی ہے، ویسے نصیب نہیں ہو سکتی۔

زندگی بھر معذوروں کی خدمت:

امام زین العابدینؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت جسم عطا کیا تھا۔ جب ان کی وفات ہوئی اور غسال ان کو نہلانے لگا تو اس نے دیکھا کہ ان کے کندھے کے اوپر ایک کالا نشان ہے۔ اس کو سمجھ نہ آسکی کہ یہ کالا نشان کیوں ہے؟ اہل خانہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی کہا کہ ہمیں پتہ نہیں ہے۔ جب کچھ دن گزر گئے تو وہاں کے ضعفا اور معذوروں کے گھروں سے آواز آئی ، وہ کہاں گیا جو ہمیں پانی پلایا کرتا تھا؟ پھر پتہ چلا کہ رات کے اندھیرے میں امام زین العابدینؒ پانی کی بھری ہوئی مشک اپنے کندھے کے اوپر لے کر ان کے گھروں میں پانی مہیا کیا کرتے تھے اور اس راز کو انہوں نے اس طرح چھپائے رکھا کہ زندگی بھر کسی کو پتہ بھی نہ چلنے دیا...... یہ ہے ''ایمانی زندگی'' کہ انسان دوسرے کی خدمت بھی کر رہا ہے، ہمدردی بھی کر رہا ہے مگر اس سے صرف تھینک یو (شکریہ) کا بھی طلب گار نہیں ہے۔ وہ انسانیت کی خدمت فقط اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کر رہا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مسافر کے ساتھ حسنِ سلوک:

حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ کہا کہ شہر کے اندر کے حالات تو میں ہر رات دیکھتا ہوں، چلو آج ذرا باہر کے حالات بھی دیکھوں۔ چنانچہ آپ مدینہ منورہ کی آبادی سے باہر نکلے۔ باہر نکلتے ہی انہوں نے ایک خیمہ دیکھا۔ قریب آئے تو پتہ چلا کہ یہ ایک بدو (دیہاتی) کا خیمہ ہے۔ وہ خیمے سے باہر پریشان حال بیٹھا تھا۔ انہوں نے اس سے خیر و عافیت دریافت کی تو پتہ چلا کہ اس کی بیوی درد زہ کی حالت میں ہے۔ اس نے کہا کہ یہاں تو میرا کوئی واقف بھی نہیں، کوئی رشتہ دار بھی نہیں، مسافر ہوں، کھانے کے لیے بھی کچھ نہیں، میں پریشان ہوں کہ کیا کروں؟

حضرت عمرؓ الٹے پاؤں اپنے گھر واپس آئے اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ ایک مسافر عورت اس حال میں ہے، آپ چلیں، اس کی مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آٹے کی بوری بھی اٹھالی اور کچھ اور چیزیں بھی لیں اور اپنی اہلیہ کو لے کر وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنی اہلیہ صاحبہ کو خیمے کے اندر بھیج دیا۔

اب وہ بدو حضرت عمرؓ سے باتیں کرنے لگا، اس نے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی امیر المومنین کو دیکھا ہے؟ وہ تو بڑی اعلیٰ زندگی گزارتے ہوں گے، انہیں تو کسی چیز کی پرواہ ہی نہیں ہوتی ہوگی، بدو یہ باتیں کرتا رہا اور حضرت عمرؓ سنتے رہے۔ حتیٰ کہ اندر سے ان کی اہلیہ محترمہ نے آواز دی، امیر المومنین! اپنے دوست کو بیٹے کی خوشخبری دے دیجئے۔ اب بدو کو پتہ چلا کہ میں تو امیر المومنین سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ گھبرانے لگا۔ مگر انہوں نے فرمایا: گھبراؤ نہیں، کل میرے پاس آنا، میں تمہارے اس چھوٹے سے بچے کا روزینہ باندھ دوں گا۔ حضرت عمرؓ وہاں سے اٹھ کے واپس آجاتے ہیں اور اگلے دن اس بچے کا روزینہ بندھ جاتا ہے...... یہ ہے ایمانی زندگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان کی پہچان:

ایمان انسان کے اندر سے کھوٹ کھرچ کھرچ کر ختم کر دیتا ہے۔ جہاں ایمان کامل ہوگا وہاں سے کھوٹ نکل جائے گا۔ ایمان اور منافقت، یہ دو چیزیں ایک انسان میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ ایمان کی یہ پہچان ہے کہ یہ انسان کے اندر سے دورنگی اور منافقت کو کھرچ کھرچ کر نکال دیتا ہے۔ چنانچہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر ایک آدمی شربت پی رہا ہے اور شربت پیتے ہوئے اس نے نیت کر لی کہ میں شراب پی رہا ہوں، تو فقہا نے لکھا ہے کہ اس نیت کے ساتھ اگرچہ وہ شربت پی رہا ہے مگر اس کو شراب پینے کا گناہ ملے گا۔ کیونکہ......

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

[اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے]

اسی طرح علما نے یہ مسئلہ بھی لکھا ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزار رہا ہے اور اس وقت گزارنے میں اس نے اگر ذہن میں یہ تصور باندھ لیا کہ فلاں اجنبیہ عورت میرے پاس ہے، اگرچہ وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرے گا مگر اسے زنا کا گناہ ہوگا...... کیوں؟...... اس لیے کہ اس کی نیت خراب تھی۔ گویا ایمان وہ نعمت ہے جو انسان کی نیت کے میل کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ تو جس انسان کی نیت بھی صاف ہو، دل بھی صاف ہو، عمل بھی صاف ہو، وہ پھر کتنا اللہ کی رضا کے لیے عمل کرنے والا انسان ہوگا۔ یہ زندگی ایمان کے بغیر نصیب نہیں ہوسکتی۔

(۲)...... اللہ کے لیے دشمنی ہونا:

''البغض فی اللہ''...... یہ بھی انسان کے اندر اللہ کے لیے آتا ہے۔ دشمنی ہوتی ہے تو اللہ کے لیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک دشمن کو گرا کر اس کے اوپر بیٹھے، قریب تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اس پر وار کر کے ختم کر دیتے، اس دشمن خدا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تھوک دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے اتر آئے۔ اس نے کہا: علی! آپ کو تو اس موقع پر مجھے قتل کرنے میں جلدی کرنی چاہیے تھی، تم پیچھے کیوں ہٹے؟ فرمایا: میں تمہیں اللہ کے لیے قتل کرنا چاہ رہا تھا، جب تم نے تھوکا تو اب میرا ذاتی غصہ بھی شامل ہوا، میں اپنے نفس کی خاطر کسی کو قتل نہیں کرنا چاہتا''۔

(۳) اللہ کے لیے عطا کرنا:

''وَاَعْطٰی لِلّٰہِ''...... انسان جب دیتا ہے تو اللہ رب العزت کی رضا کے لیے دیتا ہے۔ مثال کے طور پر......

⊙...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے صدقہ کرنا ہوتا تھا تو رات کے اندھیرے میں مستحق لوگوں کے دروازے کے اندر آٹے کی بوریاں ڈال جاتے تھے، اس لیے کہ اس بندے کو بھی پتہ نہ چلے کہ میری امداد کرنے والا کون تھا؟ وہ فقط اللہ کی رضا کے لیے یہ عمل کرتے تھے۔ کیا ہی خوبصورتی ہے عمل کی!!

⊙...... ایک بزرگ تھے وہ ایک مرتبہ کوئی رفاہی کام کر رہے تھے۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آپ اس کام میں ہمارا تعاون کیجیے۔ ایک آدمی نے ان کو بہت موٹی رقم دی۔ وہ لے کر بہت خوش ہوئے اور اس آدمی کو دعائیں دیں۔ کسی اور محفل میں وہ آدمی بھی بیٹھا تھا کہ انہوں نے بات کرتے ہوئے لوگوں کی ترغیب کے لئے فرمایا کہ، دیکھو فلاں آدمی نے اتنا تعاون کیا ہے، آپ بھی تعاون کریں۔ اب جیسے ہی اس نے دیکھا کہ میرا راز فاش ہو گیا ہے تو وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ حضرت! میں نے وہ پیسے آپ کو دے تو دیے تھے لیکن اپنی والدہ سے اجازت لینا بھول گیا تھا، اور میں اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر دینا ٹھیک نہیں سمجھتا۔ لہٰذا آپ مجھے وہ پیسے واپس کر دیجیے۔ محفل میں موجود لوگوں کو اس کا یہ عمل بہت عجیب لگا! اچھا، حضرت نے اس کی تھیلی

واپس کر دی اور اس نے وہ تھیلی لے لی۔ ہر بندے نے اس کو برا محسوس کیا۔ جب باقی سب لوگ اٹھ کر چلے گئے اور وہ اکیلے رہ گئے تو وہ کہنے لگے:

''حضرت! میں نے آپ کو یہ رقم اللہ کی رضا کے لیے دی تھی، آپ نے لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کر دیا جس کی وجہ سے میرے نفس کو خوشی ہوئی، میرا یہ عمل برباد ہو جانا تھا۔ میں نے لوگوں میں اس لیے رقم واپس مانگ لی کہ لوگ سمجھیں کہ میں نے وہ واپس لے لی ہے، اب میں اللہ کی رضا کے لیے پھر آپ کو دیتا ہوں۔''

یہ ہوتا ہے انسان کا اخلاص، وہ دیتا ہے تو اللہ کے لیے دیتا ہے۔

اس کو''ایمانی زندگی'' کہتے ہیں۔

(۴)......اللہ کے لیے کسی کو روکنا:

''وَمَنَعَ لِلّٰہِ''......ایمانی زندگی میں انسان دیتا ہے تو بھی اللہ کے لیے اور اگر نہیں دیتا تو بھی اللہ کے لیے اس کی بھی مثالیں سن لیجیے۔

⊙......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مال غنیمت کے اندر بہت سارا عطر آیا۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ نے کہا: جی! میں اس کو تقسیم کرتی ہوں۔ فرمایا: نہیں، آپ اس کو تقسیم نہیں کر سکتیں۔ پوچھا کہ کیوں؟ میں ٹھیک ٹھیک تقسیم کروں گی۔ حتیٰ کہ ہاتھ پر بھی نہیں لگنے دوں گی۔ فرمایا: جب آپ عطر تقسیم کر رہی ہوں گی تو اس وقت آپ کو خوشبو تو آئے گی، میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری بیوی کو اس مال میں سے خوشبو مل جائے۔

⊙......سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ چاہتی تھیں کہ کوئی سویٹ ڈش بنائیں۔ مگر آپ بیت المال سے بہت کم وظیفہ لیتے تھے۔ چنانچہ اس نے ایک مرتبہ سوچا کہ میں کھانے میں سے تھوڑا تھوڑا بچاتی ہوں، جب اتنے پیسے ہو جائیں گے تو میں کوئی میٹھی چیز (حلوہ وغیرہ) بناؤں گی، چنانچہ وہ تھوڑا تھوڑا بچاتی رہی۔ بالآخر ایک دن اس نے حلوہ بنایا۔ خود بھی کھایا اور کچھ حضرت کے سامنے بھی پیش کیا۔ حضرت نے پوچھا: یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پیسے کہاں سے آئے؟ بتایا کہ میں نے اس طرح تھوڑے تھوڑے بچائے تھے اور آج میں نے اس سے یہ حلوہ بنایا۔ فرمانے لگے: تجربہ سے ثابت ہوا کہ اتنے پیسے ہماری ضرورت سے زیادہ ہیں۔ لہٰذا اس کے بعد بیت المال سے اتنے پیسے لینے کم کر دیے..... یہ صفت انسان کے اندر تب آتی ہے جب اسے ایمانی زندگی نصیب ہوتی ہے۔

⊙..... ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا کچھ کام کر رہے تھے۔ جب انہوں نے وہ کام مکمل کر لیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ علی! آپ نے کوئی امور خلافت کی بات کرنی ہے یا کوئی ذاتی مشورہ کرنے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: جی میں کوئی ذاتی بات کرنے آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ رجسٹر بھی سمیٹ دیا اور پھونک مار کر چراغ بھی بجھا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے اور پوچھنے لگے: عمر! مہمان کے آنے پر چراغ جلایا کرتے ہیں، چراغ بجھایا تو نہیں کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بھائی علی! آپ نے سچ کہا، مہمان کے آنے پر چراغ جلاتے ہیں بجھاتے نہیں، لیکن میں نے اس لیے بجھایا کہ مجھے اور آپ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم ذاتی گفتگو کرتے رہیں اور بیت المال کے پیسے کا تیل جلتا رہے۔''

یہ چیز فقط عقل کی وجہ سے انسان کے اندر نہیں آتی بلکہ ایمان کی وجہ سے آتی ہے۔ اس ایمانی زندگی میں انسان دوسروں کے لیے اپنی جان بھی قربان کر دیتا ہے۔ وہ بندوں سے کچھ نہیں چاہتا، وہ فقط اللہ سے چاہ رہا ہوتا ہے۔

⊙..... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زندگی دیکھ لیجیے۔ انہوں نے کیسی تقویٰ بھری زندگی گزاری!! حالانکہ ان کا اتنا اختیار تھا کہ وہ چاہتے تو خزانے سے اپنی خواہشات کو پورا کر سکتے تھے۔

⊙ ..... سیدنا یوسف علیہ السلام کی مثال دیکھیے۔ ان کو گناہ کی دعوت مل رہی تھی۔ اگر وہ چاہتے تو اپنی خواہش کو پورا کر سکتے تھے مگر اللہ کے خوف نے ان کو اس چیز سے پیچھے ہٹا دیا۔ یہ ہے ایمانی زندگی، کہ انسان کو دیکھنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا، انکار کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا، فقط اللہ کے ڈر کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو گناہوں سے بچا رہا ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام:

تو اب تین باتیں یاد رکھیے:

جب جسم پر

......نفس کی حکومت ہوگی تو حیوانی زندگی،

......عقل کی حکومت ہوگی تو انسانی زندگی،

......قرآن کی حکومت ہوگی تو ایمانی زندگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ایمانی زندگی کو گزارنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

؎ طرزِ جمہوری نہ شانِ کجکلاہی چاہیے
جس کے بندے ہیں اسی کی بادشاہی چاہیے

واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًاo﴾

(احزاب:۵۱)

تحمل مزاجی

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: زینب مسجد، معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

بتاریخ: 24 اکتوبر 2008ء برموقع: سالانہ نقشبندی اجتماع

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

تحمل مزاجی کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی ہمیشہ خوش رہتا ہے اور جس میں تحمل مزاجی کم ہو وہ ہر وقت ٹینشن میں رہتا ہے۔ عورت ہے تو...... کبھی خاوند پہ غصہ...... کبھی بچوں پہ غصہ...... کبھی ساس پہ غصہ...... کبھی نندوں پہ غصہ...... کبھی ہمسائیوں پہ غصہ...... حتیٰ کہ کبھی اپنی بہنوں پہ غصہ اور اگر مرد ہے تو...... کبھی ماتحتوں پہ غصہ...... کبھی ساتھ والے دوستوں پہ غصہ...... کبھی بیوی پہ غصہ، ہر وقت ہی ٹینشن میں۔ تو تحمل مزاجی کا یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ بندہ اس شر بھری دنیا میں بھی خوشیوں بھری زندگی گزارتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تحمل مزاجی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا o

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

لفظ ''تحمل'' کی لغوی تحقیق

تحمل اور برداشت اردو زبان میں دو ہم معنی الفاظ ہیں۔ تحمل کا مادہ حمل ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے بوجھ اٹھانا اور یہ لفظ دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ ایک ''ح'' کی زیر کے ساتھ یعنی کسرہ کے ساتھ جسے حِمل کہتے ہیں۔ حِمل کا مطلب ہے ظاہر میں بوجھ اٹھانا، جیسے ہاتھ میں بوجھ اٹھانا، سر پر بوجھ اٹھانا جو نظر بھی آئے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وِزْرًا ﴾ (طٰہٰ: 100)

اور بعض مرتبہ یہ ''ح'' کی فتح یعنی زبر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اسے حَمل کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ باطن میں بوجھ اٹھانا، یا پوشیدہ بوجھ اٹھانا جیسے حاملہ عورت بوجھ اٹھاتی ہے۔ اس کے سر پر بوجھ نظر نہیں آتا ہے نہ ہاتھوں میں بوجھ نظر آتا ہے لیکن اپنے بطن میں اس نے بوجھ اٹھایا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ ﴾ [اور حمل والی عورتیں] (الطلاق:4)

تحمل مزاجی کسے کہتے ہیں؟

ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ بوجھ اٹھانا مشقت کا کام ہوتا ہے لیکن بسا اوقات انسان مشقت کے باوجود بھی بوجھ اٹھاتا ہے۔اس کو تحمل کہتے ہیں۔انسان کے اندر جذبہء انتقام بھی ہوتا ہے۔اس کے باوجود اگر وہ اپنے نفس کو قابو کر لے،اپنے آپ کو تھام لے،اپنے آپ کو روک لے اور اس بندے کو معاف کر دے تو اس کو تحمل مزاجی کہتے ہیں۔گویا دوسرے کی ایذا پر صبر کر لینا،اسے برداشت کرنا اور پھر درگزر کر دینا، یہ تحمل مزاجی اور برداشت کہلاتا ہے۔

اسمائے الٰہی ''علیم وحلیم'' کا حسین امتزاج:

اللہ رب العزت علیم بھی ہیں اور حلیم بھی ہیں۔اس آیتِ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اپنے ان دونوں ناموں کو یکجا کر دیا کہ اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے اور حلیم بھی ہے۔اس میں راز یہ ہے کہ ہم تو دوسروں کی غلطی کو اس لیے معاف کر دیتے ہیں کہ ہمیں اس کا تھوڑا سا پتہ ہوتا ہے۔ہمیں تو اس کی غلطی کی دس فیصد معلومات ہوتی ہیں اور نوے فیصد ہماری آنکھ سے اوجھل ہوتی ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ تو بندے کے عیب سے اس وقت بھی واقف ہوتے ہیں جب وہ دل میں گناہ کا ارادہ کرتا ہے۔پھر اس نے گناہ کیسے کیا؟اس کو بھی اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ جانتے بھی ہیں اور اسے دیکھ بھی رہے ہوتے ہیں......اللہ اکبر!!!......اللہ تعالیٰ کا اتنا علم اور اس علم کے بعد ایسا حلم۔ہمیں تو اپنے بچے کی غلطی کا پتہ چل جائے،پھر اسے ایک مرتبہ سمجھائیں اور وہ نہ سمجھ پائے تو ہم بچے کو گھر سے نکالنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔یعنی اگر اس نے میری بات نہیں مانی تو یہ اس گھر میں نہیں رہ سکتا۔لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ ایسا معاملہ نہیں کرتے کہ بندہ اگر گناہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے فرمادے کہ اے میرے بندے! میں تیرے رزق کو بند کردوں گا۔ گناہ کرنے پر اگر بندے کا رزق بند کردیا جاتا تو کیا ہوتا؟...... اللہ رب العزت کا تحمل دیکھیے کہ بندہ گناہ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو رزق دیے جاتے ہیں۔ پھر اس پر عجیب بات ہے کہ قدرت انتقام کے باوجود اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھتے ہیں۔ اس کو لوگوں کی نظر میں رسوا نہیں ہونے دیتے۔ گناہوں کے باوجود لوگ اس کی تعریف کررہے ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی عارف نے یہ کہا:

''اے دوست! جس نے تیری تعریف کی، اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی۔''

سچی بات یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہماری حقیقت کھول دیں تو لوگ منہ پر تھوکنا بھی گوارا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ گناہوں پر پردے ڈال دیتے ہیں، چھپا لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اس پر فوری طور پر سزا بھی نہیں دیتے۔ یہاں تو بچہ غلطی کرے تو ماں تھپڑ لگا دیتی ہے۔ اگر قدرت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہوتا تو کیا بنتا!! اللہ تعالیٰ سزا کو مؤخر فرما دیتے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ بندہ گناہ کرتا تو اللہ رب العزت اس سے صحت واپس لے لیتے، پھر ہمارا کیا بنتا!! پروردگار ایسا نہیں کرتے، بندے کو سنورنے کا موقع دیتے ہیں۔ اس لیے کسی نے یہ کہا:

''اس دنیا میں کسی بچے کی پیدائش اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ابھی مایوس نہیں ہوا۔''

اس امت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی معاملہ ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام سے ایک بھول ہوگئی، نافرمانی کا ارادہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ تصدیق فرماتے ہیں کہ...... وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا...... اللہ تعالیٰ خود فرمارہے ہیں کہ ان سے بھول

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو گئی تھی ۔لیکن اس پر معاملہ کیا ہو؟...... اللہ تعالیٰ نے جنت کی پوشاک بھی واپس لے لی اوران کو جنت سے زمین پر بھی اتار دیا۔ پوشاک بھی اتر گئی اور جنت کے گھر سے نکال کر دنیا میں بھی بھیج دیئے گئے ۔لیکن ہم گنہگاروں کے ساتھ اللہ رب العزت کی کتنی رحمت کا معاملہ ہے! ہم جسم سے کپڑے اتار کر گناہ کرتے ہیں، پروردگار اس جسم پر دوبارہ کپڑے لوٹا دیتا ہے۔ ہم گھر سے باہر نکل کر گناہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پھر ہمیں واپس سلامتی کے ساتھ اپنے گھروں میں لوٹا دیتا ہے۔ ہمارا پرودگار کتنا رحیم اور کتنا حلیم ہے! ؎

ہم نے کیے گناہ اس نے نہ کی پکڑ
کتنے بڑے ہیں حوصلے پرودگار کے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''علم کی زینت حلم کے ساتھ ہوتی ہے۔''

مزہ تو یہ ہے کہ بندے کے اندر یہ دونوں صفتیں جمع ہوں ۔علم بھی ہو اور حلم بھی ہو۔ آج کل علم کی صفت تو عام ہے، اکثر مل جاتی ہے، مگر حلم کی صفت بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے...... تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ...... ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزین کریں۔ علم کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ہمارا حلم بھی بڑھنا چاہیے۔

برائی کا دفاع اچھائی سے کرنے کی تعلیم:

قرآن مجید میں ہمیں یہ طریقہ سکھایا گیا ہے کہ ہم برائی کا جواب اچھائی میں دیں۔ فرمایا:

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾ (حم السجده: 34)

[تم برائی کو اچھائی کے ساتھ دھکیلو]

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ اگر برائی کا معاملہ کرتے ہیں تو تم اچھائی کا معاملہ کرو۔ایک آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بہت بدتمیزی کا معاملہ کر رہا تھا۔وہ آپ علیہ السلام کو گالیاں دے رہا تھا۔دیکھنے والے کو بڑی حیرت ہوئی۔چنانچہ اس نے کہا: حضرت! یہ آپ کے ساتھ ایسے رف الفاظ کا استعمال کر رہا ہے اور آپ پھر بھی اسے دعا دے رہے ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا:

كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ

[ہر برتن میں سے وہی چیز نکلتی ہے جو اس میں موجود ہوتی ہے]

اس میں شر بھرا ہوا تھا اس لیے شر نکل رہا تھا اور میرے اندر خیر ڈالی ہوئی ہے اس لیے میرے اندر سے خیر نکل رہی تھی۔

تو شریعت نے ہمیں یہ قانون بتایا کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ برائی بھی کرے تو تم اس کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کرو۔اس لیے کہ اگر کوئی بندہ ناپاک کپڑے دھونا چاہے تو وہ پیشاب سے کبھی پاک نہیں ہوتے، بلکہ ناپاک کپڑے کو دھونے کے لیے پاک پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی طرح برائی کو برائی کے ذریعے ختم نہیں کیا جا سکتا بلکہ برائی کو ختم کرنے کے لیے اچھائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴾

(الرعد: 22)

(جو لوگ برائی کے بدلے میں اچھائی کا معاملہ کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ بہترین ٹھکانہ عطا فرمائیں گے)

اگر کوئی بندہ برائی کا انتقام لینا چاہے تو شریعت نے اس کی بھی اجازت دی ہے۔کتنی؟......جتنی برائی کی گئی۔اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دے سکتے۔چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا:

﴿ فَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَاعُوْقِبْتُمْ بِهٖ ﴾

(اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کا معاملہ کریں تو جتنا کریں تم اتنا جواب دے سکتے ہو)

﴿ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ ﴾ (النحل: 126)

(اگر تم صبر کرلو تو صبر کرنے والوں کے لیے یہ بہت اچھی بات ہے)

تو شریعت نے ہمیں معاف کرنا اور صبر کرنا سکھایا ہے۔ یہی انسانیت ہے۔

نبیٔ رحمت ﷺ کی تحمل مزاجی کی روشن مثالیں:

نبی رحمت ﷺ کی مبارک زندگی میں عفو و درگزر، تحمل، برداشت اور دوسروں کو معاف کرنے کی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ تاریخ انسانیت میں کسی نے دوسروں کی غلطیوں کو اتنا معاف نہیں کیا جتنا رسول اللہ ﷺ نے اپنے دشمنوں کی غلطیوں کو معاف کیا۔ میرے آقا ﷺ کا یہ عمل ہم سب کے لیے باعث تقلید ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

''مظلومی میں صبر، مقابلے میں عزم، معاملے میں راست بازی اور طاقت و اختیار کے باوجود عفو و درگزر انسانیت کے وہ نوادر ہیں جو کسی ایک زندگی میں اس طرح جمع نہیں ہوئے جیسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جمع ہوئے۔''

قاضی عیاضؒ شفاء شریف میں لکھتے ہیں:

وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيْدُ مِنْ كَثْرَةِ الْاَذٰى اِلَّا صَبْرًا

(اور ان کو دشمن جتنی تکلیف پہنچاتے تھے اتنا ان کا صبر بھی بڑھتا تھا۔)

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ عَلٰی اِسْرَافِ الْجَاهِلِ اِلَّا حِلْمًا

(اور جاہل جتنا ان کے ساتھ جہالت کا معاملہ کرتے تھے ان کا حلم اتنا زیادہ ہو جاتا تھا)

آپ نے دیکھا ہوگا انسان کی قوتِ برداشت کا سب سے زیادہ مظاہرہ اپنے قریب والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ بیوی بچوں کے ساتھ، ماتحتوں کے ساتھ، نوکروں اور خادموں کے ساتھ...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی میں دیکھیں۔ جو جتنا زیادہ قریب تھا وہ نبی علیہ السلام سے اتنا ہی زیادہ محبت کرنے والا تھا۔

ماتحتوں کے ساتھ تحمل مزاجی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں لڑکپن میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آیا اور دس سال تک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہا۔ ان دس سالوں میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ تو مجھے کبھی مارا، نہ مجھے کبھی ڈانٹا اور نہ ہی مجھے کبھی دھمکایا۔ دس سالوں میں ایک مرتبہ بھی ایسی نوبت نہ آئی...... سبحان اللہ!!...... تربیت کا یہ انداز دیکھیے...... اس کے برعکس ہماری یہ حالت ہے کہ ہم ہر دوسرے چوتھے روز بیوی بچوں کو ایسی تیز نظروں سے دیکھتے ہیں کہ اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم ان کو روئے زمین کی بجائے زیرِ زمین ہی بھیج دیتے۔

......ایک نوجوان تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جہاں کہیں ان کو اچھی کھجور کا درخت ملتا وہ کھجور توڑ کر کھا لیتے تھے۔ علاقے کا دستور یہ تھا کہ اگر پھل کہیں گرا پڑا ہو تو جو چاہے اٹھا کے کھالے، اس بات کی عام اجازت تھی، لیکن درخت پر چڑھ کر کھجوریں توڑنے کے لیے مالک سے اجازت لینے کی ضرورت ہوتی تھی۔ یہ نوجوان تھے۔ ان کو جہاں پھل پسند آتا، درخت پر چڑھ جاتے اور خوشہ توڑ کر کھانا شروع کر دیتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ ایک مالک نے ان کو پکڑلیا اور اس نے ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہ نوجوان کہتے ہیں کہ جب مجھے نبی علیہ السلام کے پاس لایا گیا تو پہلے تو میں بڑا ڈرا کہ آج میرا ہاتھ کٹے گا۔ لیکن جب اس مالک نے بتایا کہ یہ نوجوان میری کھجوریں توڑتا ہے تو نبی علیہ السلام نے میری طرف دیکھا اور مجھے بلایا، جب میں قریب گیا تو نبی علیہ السلام نے شفقت بھرا ہاتھ میرے سر پر رکھا۔ میرا آدھا خوف تو وہیں ختم ہو گیا۔ پھر نبی علیہ السلام نے مجھ سے سوال پوچھا: تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ میں نے بتایا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے بھوک لگتی ہے تو میں کھجوریں توڑ کر کھا لیتا ہوں۔ تو نبی علیہ السلام نے ڈانٹا نہیں۔ بلکہ جواب میں سمجھایا کہ دیکھو، نیچے گری ہوئی کھجور ہو تو اٹھا کر کھا لیا کرو، اس کی اجازت ہوتی ہے۔ البتہ درخت پر چڑھ کر توڑنا مالک کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ میں نے اسی وقت کہا: جی میں آج کے بعد ایسا نہیں کروں گا۔ نبی علیہ السلام نے جب میری زبان سے یہ الفاظ سنے تو آپ خوش ہوئے اور پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی،

''اے اللہ! اس کے فقر کو ختم کر دے۔ اس کی بھوک کو ختم کر دے۔''

کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے دعا سننے کے بعد میرے دل میں ایسی ٹھنڈک پڑی کہ اس کے بعد میں نے زندگی میں یہ عمل کبھی دوبارہ نہیں کیا...... یہ ہوئی ہے اصلاح کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اور ہم اصلاح کیسے کرتے ہیں؟...... جو جتنا زیادہ قریبی ہوتا ہے اتنا ہی اس سے زیادہ غصے سے پیش آتے ہیں۔

شیطان نے آج کے دور میں گناہوں کو نئے نام دے دیے ہیں، لفظوں کو بدل دیا ہے تاکہ لوگ گناہ چھوڑ نہ سکیں۔ چنانچہ غیبت کا نام گپ شپ رکھ دیا...... جھوٹ کا نام بہانہ رکھ دیا۔ عورت کہے گی کہ میں نے خاوند کے سامنے بہانہ کر دیا۔ وہ بہانہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بلکہ جھوٹ ہوتا ہے۔ خوبصورت نام اس لیے رکھ دیے کہ گناہ سے نفرت نہ ہو...... اسی طرح غصے کا نام جلال رکھ دیا۔ او جی اس کی بڑی جلالی طبیعت ہے۔ شیطان اس کے دل میں یہ بات نہیں ڈالے گا کہ تجھے بے جا غصہ آتا ہے، بلکہ بڑا جلال آتا ہے۔ کیا ہی خوبصورت نام رکھ دیا!!! تاکہ یہ گناہ چھوٹنے نہ پائے...... نبی علیہ السلام نے بھی اصلاح فرمائی مگر درمیان میں جلال کا تو کہیں تذکرہ نہیں آیا۔ نبیء رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے جمال سے ایک برائی کو دل سے ہمیشہ کے لیے ختم کر کے رکھ دیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے ماتحتوں کے ساتھ عفو و درگزر کا یہ معاملہ تھا۔

اہل خانہ کے ساتھ تحمل مزاجی:

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس سے بھی بڑھ کر رحیم و کریم تھے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''اگر میں کبھی کسی بات پر غصے میں آجاتی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرا کر میری طرف دیکھتے اور فرماتے: اے مُنّی سی عائشہ!''

عمر تھوڑی تھی اس لیے فرماتے ''اے مُنّی سی عائشہ!''۔ اب دیکھیے کہ اس ایک لفظ میں کتنے پیار کا میسج ہے جو بیوی کو پہنچ رہا ہے۔

......ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷝ کسی بات پر نبی علیہ السلام سے گفتگو کر رہی تھیں، سیدنا صدیق اکبر ﷛ بھی تشریف لے آئے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ابو بکر! ہمارے درمیان فیصلہ کر دو۔ انہوں نے کہا: بہت اچھا۔ معاملہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تم بتاؤ گی یا میں بتاؤں؟ انہوں نے کہا کہ آپ ہی بتائیں، مگر ٹھیک ٹھیک بتائیں۔ بیوی کا آخر ناز کا تعلق ہوتا ہے۔ جیسے ہی انہوں نے کہا کہ آپ ہی بتائیں مگر ٹھیک ٹھیک بتائیں، تو سیدنا صدیق اکبر ﷛ کو غصہ آگیا۔ انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک تھپڑ لگا دیا اور کہا، تجھے تیری ماں روئے، کیا نبی علیہ السلام ٹھیک ٹھیک نہیں بتائیں گے؟ جب تھپڑ لگا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے آکر چھپ گئیں تاکہ ابو سے دوسرا تھپڑ نہ پڑ جائے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ابوبکر! ہم نے آپ سے فیصلہ کروانا تھا، کسی کو سزا تو نہیں دلوانی تھی۔ اچھا آپ جائیں ہم اپنا فیصلہ خود کر لیتے ہیں۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ چلے گئے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا:

''دیکھا! دوسرے تھپڑ سے تجھے میں نے بچایا ہے نا۔''

بس اتنی سی بات سے آپس کی بات ختم ہوگئی۔

طائف والوں کے لیے بددعا سے انکار:

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ مہمان کو کھانا تک نہ پوچھا، پانی بھی نہ پلایا، بلکہ نوجوانوں سے کہا کہ ان کو شہر میں ٹھہرنے بھی نہ دو۔ نوجوانوں نے پتھر مارے۔ نعلین مبارک لہو سے بھر گئے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھکے ہوئے تھے۔ آپ بیٹھنا چاہتے تھے مگر وہ نوجوان پھر آپ کو اٹھا دیتے تھے۔ اتنی ایذا پہنچائی کہ نو سال کے بعد ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی زندگی میں سب سے زیادہ مشقت بھرا دن کون سا تھا؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''وہ طائف کا دن تھا، نو سال گزر گئے مگر مجھے آج بھی اس دن کی تکلیف یاد ہے۔''

اللہ اکبر!!...... انہوں نے اتنی تکلیف تو دی تھی جو نو سال تک یاد رہی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے باہر آئے تو فرشتے حاضر ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ پہاڑوں پر مامور فرشتہ ہے۔ آپ اگر اجازت دیں تو دو پہاڑوں کو ٹکرا کر پوری بستی کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: نہیں اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو ہوسکتا ہے کہ ان کی اولادوں میں اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگ پیدا کردیں جو میرے کلمے کو قبول کرنے والے ہوں۔ بددعا کے موقع پر دعا کر دینا۔ یہ میرے آقا ﷺ کی امتیازی شان تھی۔ ورنہ عام دستور تو یہ تھا کہ ان کے تکلیف پہنچانے سے بددعا کے الفاظ نکلتے۔

دندان مبارک شہید ہونے پر بھی دعائیں:

غزوہ احد میں جب کفار نے زور کیا، اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دانت مبارک بھی شہید ہوئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے کافروں کو بھاگنے پر مجبور کردیا۔ صحابہ کرام موجود تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا اور ایک صحابیؓ نے بڑھ کر کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! ان کافروں کے لیے بددعا ہی کر دیجیے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔''

پھر نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

(اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ مجھے جانتے نہیں ہیں)

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ
وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

دشمنوں کے لیے گندم کی فراہمی کا حکم:

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہجرت فرمائی تو مدینہ طیبہ میں کچھ عرصہ کے بعد کافروں کا ایک سردار آیا۔ وہ یمامہ کے لوگوں کا سردار تھا۔ اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا۔ وہ ایمان لے آیا۔ اس کے بعد واپس چلا گیا۔

اہل مکہ کو اپنی ضرورت کے لیے گندم یمامہ سے منگوانی پڑتی تھی۔ جب وہ سردار ایمان لے آیا تو اگلی مرتبہ اس نے قریشِ مکہ کو گندم بیچنے سے انکار کر دیا...... بھئی! مالک کی مرضی ہوتی ہے کہ جس کو چاہے بیچے جس کو چاہے نہ بیچے...... اس نے انکار کر دیا۔ گندم کی کمی ہو گئی۔ اہل مکہ فاقوں پہ مجبور ہو گئے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو قریش مکہ نے اپنا ایک وفد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بھیجا...... اب یہ کون لوگ تھے؟ یہ وہ ظالم لوگ تھے جنہوں نے صحابہ کو بھی تکالیف پہنچائیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تیرہ سال تک تکلیفیں پہنچائیں...... انہوں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ ہم لوگ فاقوں کا شکار ہو چکے ہیں، آپ ہی اس بندے کو (ثمامہ بن اثال) کو کہہ دیں کہ وہ ہمیں گندم دینا شروع کر دے۔ آپ ﷺ نے جواب میں ان کو کوئی بات نہ کہی اور ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی طرف آپ نے فوراً پیغام بھیجا۔

''تم حسب دستور اہل مکہ کو گندم دو تاکہ وہ فاقوں پر مجبور نہ ہو جائیں۔''

چنانچہ نبی علیہ السلام کے حکم پر گندم ان لوگوں کو پہنچائی گئی، جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک جان کے دشمن تھے۔ کیا ہم اپنی زندگی کا کوئی ایک واقعہ پیش کر سکتے ہیں کہ ہمارا کوئی ایسا دشمن ہو اور پھر ہم نے اس کے ساتھ ایسا اچھائی کا معاملہ کیا ہو!

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹی کے قاتل کو معافی کا پروانہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینب ﷺ کی شادی اپنے کزن ابوالعاص سے ہوئی۔ ایک موقع پر ابوالعاص نے ان کو اجازت دی کہ اگر آپ چاہیں تو میرے پاس مکہ مکرمہ میں رہیں اور اگر چاہیں تو مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ہجرت کا ارادہ فرمالیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بھائی کنانہ سے کہا کہ تم ان کو مدینہ میں چھوڑ آؤ۔ ادھر سے نبی علیہ السلام نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیج دیا تھا جو مکہ سے تھوڑے فاصلے پر انتظار میں تھے۔ چنانچہ سیدہ زینب ﷺ جانے کے لیے تیار ہوگئیں۔

جب مکہ سے باہر نکلنے لگیں تو کافروں کو پتہ چل گیا۔ ابوسفیان سب سے زیادہ خفا تھا کہ یہ تو قریشِ مکہ کی بڑی بے عزتی ہے کہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام کی بیٹی دن دیہاڑے اتنی جرأت کے ساتھ چلی جائے اور ہم اس کا راستہ نہ روک سکیں، چنانچہ وہ آیا اور کہنے لگا: ہم اس کو جانے نہیں دیں گے۔

اس موقع پر ایک نوجوان حبار بن الاسود بھی موجود تھا جو حضرت زینب ﷺ کا رشتے میں کزن لگتا تھا...... بعض اوقات قریبی رشتہ دار ہی وقت آنے پر زیادہ تکلیف کا باعث بنتے ہیں...... اس نے آکر حضرت زینب ﷺ کی سواری کی ٹانگ پر وار کیا۔ جب اونٹنی پر وار ہوا تو وہ اونٹنی بدکی اور سیدہ زینب ﷺ نیچے گر پڑیں۔ اس وقت وہ امید سے بھی تھیں۔ نیچے پتھریلی زمین تھی۔ چنانچہ حاملہ حالت میں اونٹ کی بلندی سے عورت گرے تو کیا ہوتا ہے؟ وہی ہوا کہ بالآخر حمل ضائع ہوگیا۔ اس قریبی رشتہ دار کی وجہ سے اتنی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

خیر، ابوسفیان نے کہا کہ آج تم ان کو واپس لے جاؤ اور کل چپکے سے اس کو یہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے نکال لینا، ہم پھر اس کا راستہ نہیں روکیں گے۔ بات کرنے والوں کو ہم اتنا تو کہہ دیں گے کہ ہاں ہم نے ایک مرتبہ ان کا راستہ روکا تھا۔ چنانچہ سیدہ زینب ﷺ کو اسی تکلیف کی حالت میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا پڑا۔ اس زمانے میں سواری پر اس سفر کے لیے پندرہ دن لگتے تھے۔ سوچیں کہ ایسی تکلیف اور پھر مشقت بھرا سفر۔

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ پہنچیں تو تکلیف کی وجہ سے ان کی حالت بہت بری ہو چکی تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے جگر گوشہ کو اس حالت میں دیکھا تو مبارک آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور فرمایا کہ میری اس بیٹی کو دین کی خاطر جتنا ستایا گیا اتنا کسی دوسرے کو نہیں ستایا گیا۔ اور یہی زخم بالآخر بعد میں وفات کا سبب بھی بنا۔

اب سوچیے کہ جو بندہ ایسا زخم لگائے کہ بیٹی کی موت ہی واقع ہو جائے وہ کتنا بڑا دشمن ہوتا ہے! بندے کا بس چلے تو اس کا گلا ہی گھونٹ دے، اور اس کی گردن جسم سے جدا کر دے...... لیکن ہوا کیا؟...... جب مکہ فتح ہوا تو حبار بن الاسود کو بھی اپنے کیے کا پتہ تھا۔ وہ جدہ کی طرف بھاگا کہ میں کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں۔ راستے میں خیال آیا کہ میں نے جو کیا سو کیا، مگر سنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام تو بہت معاف کرنے والے ہیں، چلو آزما ہی لیتا ہوں۔

چنانچہ وہ واپس آیا اور آتے ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کہنے لگا: جی آپ مجھے معاف کر دیں۔ میں نے واقعی بہت برا کام کیا تھا۔ میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے اپنی بیٹی کے اس قاتل کے گناہ کو بھی معاف کر دیا...... ہم لوگوں کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو معاف نہیں کر سکتے۔ او جی فلاں نے محفل میں یوں کہا! فلاں نے میرے بارے میں یوں کہا! ہم ان کو معاف نہیں کر سکتے، اور ایسے شخص کو معاف کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔

صفوان بن امیہ کے ساتھ عفو ودرگزر:

مکہ مکرمہ میں ایک اسلحہ ڈیلر تھا۔اس کا نام صفوان بن امیہ تھا۔ یہ اس زمانے میں اتنا بڑا اسلحہ ڈیلر تھا کہ اس کے پاس ہزاروں کی تعداد میں نیزے اور تلواریں سٹاک میں موجود رہتے تھے۔ جب قبیلے آپس میں لڑتے تھے تو اس سے ہتھیار کرایہ پر لے جاتے تھے۔حتیٰ کہ جب غزوہ حنین کے لیے نبی علیہ السلام تشریف لے جانے لگے تو خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے تلواریں اور نیزے ادھار لیے تھے۔

اس نے ایک آدمی کو تیار کیا جس کا نام عمیر بن وہب تھا۔ اس سے کہا کہ دیکھو،تمہارے اہلِ خانہ کے خرچہ کی ساری ذمہ داری میں لیتا ہوں، پوری زندگی ان کو میں خرچہ دوں گا۔ یہ تلوار میں آپ کو دے رہا ہوں، یہ زہر میں بجھی ہوئی ہے۔اس کو لے کر مدینہ منورہ جاؤ اور مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام پر حملہ کردو۔اس کو پکا یقین تھا کہ اگر اس تلوار کی خراش بھی لگ گئی تو وہ دوسرے بندے کے مرنے کے لیے کافی ہے کیونکہ وہ زہر میں بجھی ہوئی تھی۔عمیر اس کے لئے تیار ہوگیا۔

چنانچہ وہ مدینہ طیبہ آیا۔اللہ کی شان دیکھیے کہ ایک صحابیؓ نے اسے دیکھا تو انہیں احساس ہوا کہ...... ''بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں'' ...... چنانچہ انہیں نے عمیر کو گرفتار کرلیا اور نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کردیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ مجھے صفوان بن امیہ نے اس مشن کے لیے روانہ کیا تھا۔اب آپ مجھے معاف فرمادیں کیونکہ میں غربت سے تنگ ہوکر یہ کام کرنے پر مجبور ہوا تھا۔اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر بن وھب کو بھی معاف کر دیا۔اس کے بعد وہ واپس مکہ مکرمہ چلا گیا۔

کچھ عرصہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا۔جب مکہ فتح ہوا تو عمیر بن وہب نے تو آکر کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگیا۔لیکن صفوان بن امیہ کو پکا پتہ تھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے تو قتل کے احکام جاری ہو جائیں گے، چنانچہ وہ جان بچا کر بھاگا۔ وہ چاہتا تھا کہ یمن چلا جائے لیکن عمیر بن وھب نے جب اسلام قبول کیا تو اس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ، اے اللہ کے نبی ﷺ! صفوان بن امیہ اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ گیا ہے، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس کی جان کو امان دے دیں، بخش دیں۔ نبی علیہ السلام نے معاف فرما دیا۔

عمیر کہنے لگا کہ اگر میں صفوان کو آپ کی طرف سے معافی کا بتاؤں گا بھی، تو وہ میری بات کا یقین نہیں کرے گا، لہٰذا آپ کوئی نشانی دے دیں تا کہ اس کو یقین آ جائے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مبارک عمامہ اتار کر دے دیا اور فرمایا کہ میرا عمامہ اس کے پاس لے جاؤ، یہ نشانی کے طور پر اسے دکھا دینا۔

اب عمیر بن وہب چلے۔ راستے میں صفوان ملے اور کہا کہ صفوان! آئیں واپس چلیں۔ اس نے کہا کہ مجھے جان کا خطرہ ہے۔ عمیر نے کہا: میں ان سے جان بخشی کا وعدہ لے چکا ہوں۔ اس نے پوچھا: تیرے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟ عمیر کہنے لگے: دیکھو وہ اتنے رحیم و کریم ہیں کہ انہوں نے اپنا عمامہ بطور نشانی عطا فرما دیا ہے۔ جب صفوان نے عمامہ دیکھا تو حیران رہ گیا۔ چنانچہ وہ واپس آیا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، میں نے سنا ہے کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں۔ کہنے لگا کہ میں نے تو ابھی اسلام لانے کا ارادہ نہیں کیا۔ آپ مجھے دو مہینے کی مہلت دے دیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں دو مہینے کی بجائے چار مہینے کی مہلت دیتا ہوں، جب تمہارا جی چاہے اس وقت کلمہ پڑھ لینا۔ اللہ رب العزت نے صفوان کے دل پر ایسا اثر ڈالا کہ چار مہینے گزرنے سے پہلے اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

---

www.besturdubooks.wordpress.com

زہر کھلانے والی عورت کی معافی:

جب خیبر فتح ہوا تو ایک یہودیہ عورت نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کھانا بھجوایا جس میں زہر تھی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی لقمہ منہ میں ڈالا کہ فوراً پہچان لیا، لیکن زہر نے اپنا اثر کر دیا۔ یہودیہ عورت کو پکڑا گیا اور اس نے اپنا جرم تسلیم بھی کر لیا، لیکن اس نے معافی مانگ لی۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودیہ عورت کو بھی معاف فرما دیا۔

ابو جہل کے بیٹے کی معافی:

جب مکہ فتح ہوا تو ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کو بہت ڈر تھا کہ میرے والد نے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا اب اس کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑے گا۔ چنانچہ یہ فتح مکہ کے دن وہاں سے بھاگ گئے۔ ان کی بیوی حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کلمہ پڑھ لیا۔ مسلمان ہونے کے بعد کہنے لگیں، جی آپ میرے خاوند کو بھی معاف فرما دیجئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بھی معاف کر دیا۔

اب امِ حکیم رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کو تلاش کرنے کے لیے نکلیں۔ جب ایک جگہ دریا کے کنارے پر پہنچیں تو پتہ چلا کہ خاوند کشتی کے ذریعے ابھی یہاں سے روانہ ہوا ہے۔ انہوں نے بھی کشتی کرایہ پر لے لی اور ملاح سے کہا کہ ذرا جلدی چلو کہ مجھے اگلی کشتی میں سوار ایک آدمی سے ملنا ہے۔ چنانچہ دریا میں کشتی کے سامنے کشتی لائی گئی اور انہوں نے اپنے خاوند سے پوچھا: جی آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ کہا کہ میں آپ کی جان کی امان لے کر آئی ہوں، چلیں اپنے گھر چلتے ہیں۔ وہیں زندگی گزاریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ عکرمہ واپس آ گئے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے آئے۔ ابھی دور ہی تھے کہ ایک صحابی کی نظر پڑی تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ دوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ کو بتائیں کہ ابوجہل کا بیٹا آیا ہے۔ وہ اتنا بڑا دشمن ہے۔ نبی علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے۔ جیسے ہی ان صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جی عکرمہ آئے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام جلدی سے اٹھے، سر پر عمامہ رکھنے کا وقت بھی نہ ملا اور فوراً باہر نکل کر فرمایا:

"اے مہاجر سوار! تیرا آنا مبارک ہو۔"

ابوجہل وہی تھا جس نے نبی علیہ السلام کو شہید کرنے کی پلاننگ کی تھی۔ اس کے بیٹے کے ساتھ بھی ایسا عفو ودرگزر کا معاملہ......!!!

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی معافی کا اعلان:

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیجیے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کے مشورے میں بھی وہ موجود تھے۔ اور غزوہ خندق کے موقع پر تو وہ کافروں کے بہت بڑے لیڈر بن کر آئے۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی علیہ السلام نے ان کو بھی معاف کر دیا اور ساتھ یہ بھی فرما دیا:

من دخل دار ابی سفیان کان امنا

(جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا وہ بھی امان پا گیا)

ہندہ کے ساتھ عفو ودرگزر:

ابوسفیان کی بیوی کا نام "ہندہ" تھا۔ یہ بہت ہی زیادہ جابر عورت تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے غلام وحشی کے ذریعے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ احد میں شہید کروایا تھا۔ اس نے منت مانی ہوئی تھی۔ چنانچہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو یہ آئی، اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے خنجر سے آپ کے سینہ کو چیرا، جسم سے دل بھی نکال دیا اور کلیجے کو چبایا، پھر کان کاٹے، پھر آنکھیں نکالیں۔ گویا لاش کو مسخ کر کے رکھ دیا۔

جب نبی علیہ السلام نے اپنے چچا کی لاش کو دیکھا تو آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی کی لاش دیکھنے سے منع کر دیا تھا اور فرمایا کہ اس کی لاش دیکھنے نہ آنا، تم برداشت نہیں کر سکو گی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے چچا کی اس المناک شہادت پر بہت صدمہ ہوا کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین قسم کا رشتہ تھا۔

......حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے چچا بھی تھے۔

......نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوست بھی تھے۔ اور

......نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دودھ شریک (رضائی) بھائی بھی تھے، کیونکہ ایک باندی نے دونوں کو بچپن میں دودھ بھی پلایا تھا۔

سوچیے اس المناک واقعہ کی وجہ سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر کتنا گہرا زخم لگا ہوگا۔

جب مکہ فتح ہوا تو وہ ہندہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کے ساتھ یہ سارا معاملہ کیا تھا وہ آئی، اس نے کلمہ پڑھا اور نبی ﷺ نے کلمہ پڑھنے پر اس کی اس غلطی کو معاف فرما دیا۔

وحشی کی معافی کا معاملہ:

اس سے بھی بڑھ کر یہ بات دیکھیے کہ وہ وحشی جس نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ پہلے تو اس نے بھی بھاگنے کی سوچی، پھر کہنے لگا: نہیں جاتا، بلکہ سیدھا نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ سامنے کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جانب سے آئے اور اونچی آواز سے کلمہ پڑھ دیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وحشی نظر آئے۔ اب تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکے تھے، نبی علیہ السلام نے ان کے کلمہ پڑھنے کو قبول کر کے ان کو معاف بھی کر دیا۔ البتہ اتنا فرمادیا: وحشی! اتنا زیادہ سامنے نہ آیا کرو، تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے چچایاد آجاتے ہیں..... تو نبی اکرم ﷺ کی مبارک زندگی میں عفو و درگزر کی ہزاروں مثالیں آپ کو ملیں گیں۔ تاریخِ انسانیت میں کوئی دوسری ایسی مثال نہیں کہ کسی نے اپنے دشمنوں کو اتنا معاف کیا ہو۔

عثمان بن طلحہ کے ساتھ تحمل مزاجی کا مظاہرہ:

جب مکہ فتح ہوا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عثمان بن طلحہ کو بلوایا۔ یہ وہ شخص تھا جس کے پاس بیت اللہ شریف کی کنجی تھی۔ جب وہ آئے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''بیت اللہ کی کنجی دو۔'' اس نے کنجی دے دی۔ نبی اکرم ﷺ نے بیت اللہ کا دروازہ کھلوایا۔ اندر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام ﷺ بھی ساتھ تھے۔ جب آپ ﷺ بیت اللہ شریف کے اندر عبادت کر لی اور پھر دعا بھی مانگ لی اور باہر نکلنے لگے تو جو جلیل القدر صحابہؓ ساتھ تھے ان میں سے ہر ایک کے دل کی تمنا تھی کہ یہ کنجی ہمیں ملے..... دنیا کا دستور بھی یہی ہے کہ جب کسی کو حکومت ملتی ہے تو وہ اسی کو نوازتا ہے جو اس کا اپنا ہوتا ہے۔ اور جو مخالف ہو اس کے منہ سے تو لقمہ بھی چھیننے کی کوشش کی جاتی ہے..... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سب جلیل القدر صحابہ کرام موجود تھے اور ہر ایک کے دل کی تمنا یہ تھی کہ بیت اللہ کی کنجی ہمیں دی جائے۔ اور کنجی بردار بننے کی سعادت ہمیں نصیب ہو جائے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ کا دروازہ بند کروایا، باہر تشریف لائے،

www.besturdubooks.wordpress.com

عثمان بن طلحہ کھڑا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بلا کر فرمایا:

''عثمان! کیا تجھے وہ ہجرت والا دن یاد ہے جب میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانا چاہتا تھا اور میرے دل کی بڑی تمنا تھی کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر اپنے رب کی عبادت کروں؟ اس وقت میں نے تمہیں کہا تھا کہ بیت اللہ کا دروازہ کھولو اور تم نے کھولنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس وقت میں نے یہ الفاظ کہے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ جس حیثیت سے آج تم کھڑے ہو اس حیثیت میں میں ہوں گا اور جس حیثیت میں میں کھڑا ہوں اس حیثیت میں تم ہو گے۔ عثمان! میرے اللہ نے میری بات کو پورا فرما دیا۔ آج تیرے ہاتھ خالی ہیں اور بیت اللہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے، لیکن عثمان! میں تیرے ساتھ وہ نہیں کروں گا جو تو نے میرے ساتھ کیا تھا، میں یہ بیت اللہ کی کنجی تمہیں ہی واپس دیتا ہوں۔ یہ قیامت تک تمہاری نسل میں باقی رہے گی''

......اللہ اکبر کبیرا

فتح مکہ کے دن عام معافی کا اعلان:

فتح مکہ کے دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حجر اسود کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ مکہ کے بڑے بڑے سردار سامنے ہیں، اور ان کے سر جھکے ہوئے ہیں۔ ان کو اپنا کیا یاد تھا کہ جب مسلمان یہاں تھے تو ہم نے

......بلال رضی اللہ عنہ کو کیسی کیسی سزائیں دیں!؟

......خبیب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا سلوک کیا!؟

......خباب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا!؟

......سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا کیا!؟

......سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا کیا!؟

......خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا کیا تکلیفیں پہنچائیں!؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو یہ سب کچھ یاد تھا۔اور آج ان کے دل کہہ رہے تھے کہ پتہ نہیں ہم سے کیسے بدلہ لیا جائے گا؟ سر جھکے ہوئے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت ارشاد فرمایا: بتاؤ! تم مجھ سے کس قسم کے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟ وہ کہنے لگے: آپ کریم ہیں، ہم توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ کرم کا معاملہ فرمائیں گے...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ سکتے تھے کہ مجھے وہ تیرہ سالہ زندگی کی باتیں اب بھی یاد ہیں...... ''مجھے یاد ہے وہ ذرہ ذرہ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو''...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں عار نہیں دلائی، طعنہ نہیں دیا، البتہ اتنا فرمایا کہ ہاں میں تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔انہوں نے فرمایا تھا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْم

[آج کے دن تم پر کچھ ملامت نہیں]

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سرداران قریش کی تمام غلطیوں کو معاف فرمادیا۔

حیوانیت کی بجائے انسانیت اپنائیں:

آج ہم ذرا ذرا سی بات پر بپھر جاتے ہیں، آپے میں نہیں رہتے۔خاوند معمولی سی بات پر طلاق کی دھمکی دے دیتا ہے۔بیوی بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ضد کر جاتی ہے۔آپس میں ہی ایک دوسرے کے ساتھ الجھے رہتے ہیں اور پھر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سے بڑا دیندار ہی کوئی نہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی ہمارے سامنے ہے۔اب ہم دیکھیں کہ ہم اپنے اندر کتنا عفو و درگزر پاتے ہیں؟معمولی غلطی پر متنفر ہو جانا اور دوریاں پیدا کر لینا، آجکل یہ عام سی عادت بن گئی ہے۔اللہ کے بندو! فرشتے کہاں سے لاؤ گے؟ انہی انسانوں کے ساتھ مل کر ہی رہنا ہے۔ایک بات کی وجہ سے بندے کی تمام خوبیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں، خاوند کی ایک غلطی پر بیوی ایسے

www.besturdubooks.wordpress.com

معاملہ کرتی ہے جیسے اس نے اس کے پاس خیر دیکھی ہی نہیں۔ بیوی کی معمولی غلطی پر خاوند اسے سمجھتا ہے کہ اس سے بری عورت دنیا میں کوئی اور ہے ہی نہیں۔ یہ کیا ہے؟...... اس کو تربیت نہیں کہتے، حسنِ اخلاق نہیں کہتے، یہ انسانیت کم ہے، حیوانیت زیادہ ہے۔ ہمیں اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنے ہیں۔ ہم درگزر کا معاملہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کے دن ہمارے قصوروں کو بھی جلدی معاف کردے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ''جو انسان دنیا میں دوسروں کے قصوروں کو جلدی معاف کرتا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قصوروں کو بھی جلدی معاف فرمادیں گے''۔

حضرت اقدس تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی کی بیوی سے کوئی نقصان ہوگیا۔ وہ نقصان اتنا بڑا تھا کہ اسے خاوند چاہتا تو طلاق دے دیتا یا اگر وہ چاہتا تو سزا دیتا لیکن اس نے دیکھا کہ بیوی بہت شرمندہ ہے، منت سماجت کر رہی ہے، چنانچہ اس نے کہا: کوئی بات نہیں، اللہ کی بندی غلطی کر بیٹھی ہے، غلط فیصلہ کر بیٹھی ہے، چلو میں نے معاف کردیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی وفات ہوگئی۔ خواب میں کسی سے اس کی ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا کہ سناؤ آگے کیا معاملہ بنا؟ کہنے لگا: اللہ کے حضور میری پیشی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فلاح موقع پر تم نے اپنی بیوی کو میری بندی سمجھ کر معاف کیا تھا، آج میں بھی تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف کرتا ہوں۔

اختلافِ رائے کو دشمنی بنانے سے بچیں:

اولیاء اللہ کا یہی خُلق رہا ہے کہ وہ دوسروں کو معاف کرتے رہے ہیں۔ ہم بھی ایک دوسرے کو برداشت کرنا سیکھیں، ذرا سی بات پہ اختلاف رائے کو دشمنی نہ بنایا کریں۔ اللہ کی شان، ایک ہی مسجد ہوتی ہے...... ایک ہی مسجد کے دو نمازی...... ادھر بھی داڑھی، ادھر بھی داڑھی...... ادھر بھی دین کا نام، ادھر بھی دین کا نام...... اور آپس

www.besturdubooks.wordpress.com

الجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ہمیں معاف کرنا تو آتا ہی نہیں۔

To run a big show one should have a big heart.

اچھی زندگی گزارنے کے لیے بندے کو بڑا دل کرنا پڑتا ہے۔

چنانچہ ہم اپنا دل بڑا کرلیں، برائی کا جواب اچھائی میں دینا، یہ قرآن مجید کی تعلیمات ہیں۔

آپ یہ سوچیں کہ برائی کا بدلہ اچھائی میں دینے کی صورت میں تو ہم نقصان میں رہیں گے، نہیں آپ نقصان میں نہیں رہیں گے۔ اس لیے کہ اگر آپ صبر کریں گے تو یاد رکھیں کہ صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے۔ اگر آپ نے اپنے پلڑے میں اللہ کی مدد کا وزن لے لیا تو آپ کا پلڑا تو پوری دنیا سے بھاری ہو جائے گا۔ یہ معاف کرنا اللہ رب العزت کی صفت ہے۔ جو معاف کرے گا، اسے اللہ کی رحمت میں سے زیادہ حصہ نصیب ہوگا۔ البتہ لوگوں کی شر سے بچنے کے لیے قرآن مجید کی سورتیں اور آیات پڑھتے رہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہمیں بچائے رکھے۔

دس چیزیں دس چیزوں کو روکتی ہیں:

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے:

عَشْرَةُ اَشْيَاءٍ تَمْنَعُ عَشْرَةَ اَشْيَاءٍ

(دس چیزیں دس چیزوں کو روکتی ہیں)

ذرا دل کے کانوں سے سنیے! اگر آپ ان پر عمل کریں گے تو آپ کو کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ فرمایا:

(۱)......اَلْفَاتِحَةُ تَمْنَعُ غَضَبَ الرَّبِّ

(سورہ فاتحہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو روکتی ہے)

یعنی اگر بندہ سورۃ فاتحہ کثرت سے پڑھے تو وہ اللہ کے غصے سے بچ جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)......یٰسٓ تَمْنَعُ عَطْشَ الْقِیَامَۃِ
(سورۃ یسین روز قیامت کی پیاس کو روکتی ہے)
اگر سورۃ یسین پڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی پیاس سے بچالیں گے۔
(۳)......اَلدُّخَانُ تَمْنَعُ مِنْ اَھْوَالِ الْقِیَامَۃِ
(سورۃ دخان قیامت کی ہولناکیوں سے روکتی ہے)
اگر ہم یہ سورۃ کثرت سے پڑھیں گے تو قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے بچ جائیں گے۔
(۴)......اَلْوَاقِعَۃُ تَمْنَعُ الْفَقْرَ وَالْفَاقَۃَ
(سورۃ واقعہ فقر وفاقہ سے روکتی ہے)
جو لوگ مقروض رہتے ہیں یا جن کو اپنے رزق کی کمی کا شکوہ رہتا ہے، وہ سورۃ واقعہ کی روزانہ تلاوت کیا کریں، اللہ تعالیٰ ان کا فقر وفاقہ دور کر دیں گے۔
(۵)......اَلْمُلْکُ تَمْنَعُ عَذَابَ الْقَبْرِ
(سورۃ ملک عذاب قبر سے روکتی ہے)
اس سورۃ کو روزانہ پڑھنے کی تاکید آتی ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام رات کو سونے سے پہلے سورت ملک کی تلاوت فرماتے تھے۔ بلکہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ''قرآن مجید کی ایک سورت ہے اس کی تیس آیات ہیں اور میرا جی چاہتا ہے کہ وہ میرے ہر امتی کے دل میں ہو'' تو تیس آیات کو یاد کرنا کونسا مشکل کام ہے۔ یہ تو عام آدمی بھی جو اپنے آپ کو زیادہ ذہین نہیں سمجھتا وہ بھی روزانہ ایک آیت زبانی یاد کر سکتا ہے، گویا اسے بھی ایک مہینے میں سورۃ ملک یاد ہو جائے گی۔
(۶)......اَلْکَوْثَرُ تَمْنَعُ خُصُوْمَ الْخُصَمَاءِ

www.besturdubooks.wordpress.com

(سورۃ کوثر دشمنوں کے جھگڑوں سے روکتی ہے)

یعنی اس سورۃ کا پڑھنا جھگڑا کرنے والوں کے جھگڑے سے بچالیتا ہے۔آپ سورۃ کوثر کی تلاوت کرلیا کریں، اللہ تعالیٰ جھگڑالو لوگوں سے بچالیں گے۔

(۷)......اَلْکٰفِرُوْنَ تَمْنَعُ الْکُفْرَ عِنْدَ النَّزْعِ

(سورۃ کافرون حالتِ نزع میں کفر سے بچاتی ہے)

اللہ اکبر۔اس سورۃ کی تلاوت کرنے والا موت کے وقت کفر سے بچ جائے گا۔

(۸)......اَلْاِخْلَاصُ تَمْنَعُ النِّفَاقَ

(سورۃ اخلاص نفاق سے روکتی ہے)

اگر آدمی منافقت سے بچنا چاہے تو وہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کثرت سے کیا کرے، اللہ تعالیٰ اس کو دورنگی سے بچالیں گے۔

(۹)......اَلْفَلَقُ تَمْنَعُ حَسَدَ الْحَاسِدِیْنَ

(سورۃ فلق حاسدوں کے حسد سے روکتی ہے)

(۱۰)......وَ النَّاسُ تَمْنَعُ الْوَسَاوِسَ

(اور سورۃ الناس وساوس سے روکتی ہے)

جس کو نفسانی، شیطانی اور شہوانی وساوس تنگ کرتے ہوں وہ اگر سورۃ الناس کی تلاوت کرلے تو اللہ تعالیٰ وساوس سے اس کی حفاظت فرمالیتے ہیں۔

تو بھائی! اللہ کے بندوں سے جھگڑے کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ قرآن میں نسخہ شفاء موجود ہے۔اسکی سورتیں پڑھ لیجیے۔اللہ تعالیٰ خود بخود جھگڑالو لوگوں سے، حاسدین سے اور ہر قسم کے مخالف سے حفاظت فرمائیں گے۔البتہ ہم اپنے دل میں یہی نیت کریں کہ جس کسی نے ہمارے ساتھ برائی کا معاملہ کیا، ہم اپنی طرف سے اس کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

حضرت گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔ایک مرتبہ وہ کشتی میں سفر کر رہے تھے،لوگوں نے ان کے ساتھ بدتمیزی کا معاملہ کیا۔ جب لوگوں نے بہت ہی زیادہ ان کی گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں الہام کیا،اے میرے پیارے! یہ آپ کے ساتھ ایسا بدتمیزی کا معاملہ کر رہے ہیں،اور آپ عفو و درگزر کا مجسمہ بن کر آرام سے بیٹھے ہیں،اگر آپ چاہیں تو میں کشتی الٹ دوں تاکہ یہ سب لوگ ڈوب جائیں۔ جیسے ہی ان کے دل میں یہ الہام ہوا،تو حضرتؒ نے فوراً ہاتھ اٹھائے،دعا مانگی،اے اللہ! اگر آپ کشتی کو الٹنا ہی چاہتے ہیں تو ان لوگوں کے دلوں کی کشتی کو الٹ دیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دعا قبول ہوگئی اور اس کشتی میں جتنے مرد اور عورتیں سوار تھیں ان میں سے ہر ایک کو موت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ولایت کا مقام عطا فرما دیا...... یہ عفو و درگزر ہوتا ہے [illegible] اولیاء اللہ ہوتے ہیں [illegible] ہمیں اپنے اندر قوت برداشت پیدا کرنی چاہیے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا سبق آموز صبر:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ان کا ایک مرید حضرت کو ملنے کے لیے ان کے گھر پر آیا،دستک دی۔ اندر سے جواب آیا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں۔اس نے پوچھ لیا: جی وہ کہاں گئے ہیں؟ تو آگے سے دو چار سخت باتیں سننا پڑیں کہ ہمیں کیا پتہ کہاں ہیں...... اتنا سختی سے جواب ملا کہ وہ حیران ہی رہ گیا،وہ سوچ میں پڑ گیا کہ حضرت اتنے بڑے بزرگ ہیں اور گھر میں بیوی کا یہ جلال ہے۔

خیر وہ اس جنگل کی طرف چل پڑا،جہاں حضرتؒ گئے ہوئے تھے۔کیا دیکھتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ سامنے سے حضرتؒ ایک شیر پر سوار ہو کر آ رہے ہیں۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ ملاقات ہوئی، مگر وہ رہ نہ سکا، پوچھ بیٹھا کہ حضرت! آپ کا مقام تو ایسا ہے کہ شیر پر سوار ہیں اور گھر میں اس طرح کا معاملہ ہے۔ تو حضرتؒ نے فرمایا کہ میں اپنی بیوی کی اس سختی کو برداشت کرتا ہوں اس کا پھل اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ شیر میرے بوجھ کو برداشت کرتا ہے اور مجھے اپنے اوپر سوار ہونے کی اجازت دیتا ہے.....صبر رائیگاں نہیں جاتا۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کو ولایت کا مقام کیسے ملا؟

حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جمال کی تجلی ڈالی تھی۔ خود بھی بہت خوبصورت تھے اور ان کو صحیح چیز ہی اچھی لگتی تھی۔ بہت نازک مزاج تھے۔

نازک مزاجی کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ وقت کا بادشاہ ملنے کے لیے آیا۔ تھوڑی دیر حضرتؒ کے پاس بیٹھا، اتنے میں پیاس لگی۔ خادم تو کوئی قریب نہیں تھا اس لیے اس نے اجازت مانگی، حضرت! کیا میں آپ کے گھڑے سے پانی پی لوں؟ فرمایا: ضرور پییں۔ اس نے دیکھا کہ گھڑے کے اوپر پیالہ رکھا ہوا تھا، اس نے پیالہ اٹھایا اور گھڑے کا پانی پیا۔ جب دوبارہ پیالہ گھڑے پر رکھا تو ذرا ٹیڑھا رکھ دیا، پھر آ کر باتوں میں مصروف ہو گیا۔ اللہ والے برداشت کر لیتے ہیں...... آخر میں کہنے لگا: حضرت! آپ کے پاس خادم کوئی نہیں ہے، اجازت ہو تو میں آپ کی خدمت کے لیے کوئی خادم بھیج دوں۔ تو فرمایا: بادشاہ سلامت! آپ کا اپنا حال تو یہ ہے کہ آپ نے پانی پیا اور اس کے بعد پیالہ ٹیڑھا رکھ دیا، اسی وقت سے میرے سر میں درد ہو رہا ہے، اور اگر آپ کا خادم آ گیا تو پتہ نہیں وہ میرا کیا حشر کرے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی جمال کی تجلی ڈالی تھی کہ بچپن میں بھی کسی بدصورت بندے کے پاس نہیں جاتے تھے۔ حالانکہ شیر خوارگی کی عمر تھی۔ ان کے عجیب وغریب واقعات ہیں۔ ان کا درجہ اور مقام کیا تھا؟..... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کشف عطا فرمایا ہے کہ میں پوری دنیا کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے ہتھیلی پر پڑے ہوئے گندم کے دانے کو دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد یہ کہتا ہوں کہ روئے زمین پر مرزا مظہر جانِ جاناں جیسا کوئی بزرگ اس وقت پوری دنیا میں موجود نہیں ہے۔'' ان کے بارے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصدیق موجود ہے۔

ان کو یہ مقام کیسے ملا؟..... وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ ان کو الہام ہوا کہ اگر تم ولایت کے اونچے مرتبے چاہتے ہو تو فلاں عورت سے شادی کرلو، اس کی طبیعت میں بڑا غصہ اور جلال ہے۔ چنانچہ حضرتؒ نے اس عورت سے شادی کر لی۔ وہ عورت واقعی جلال والی تھی اور حضرتؒ اس کے غصے پر صبر کر لیتے۔ پھر اس صبر پر یہ اجر ملا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ولایت کا یہ درجہ عطا فرما دیا۔ حضرت اس کی تلخی ترشی برداشت کرتے رہتے تھے اور ساتھ ساتھ دعائیں بھی کرتے رہتے تھے۔

اللہ والوں کی دعائیں رائیگاں نہیں جاتیں، ان دعاؤں کا نتیجہ دیکھیں۔ حضرتؒ کی زندگی میں تو اس بیوی کا معاملہ ایسے ہی رہا، بالآخر حضرت کی وفات ہوگئی۔ حضرتؒ کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی اہلیہ محترمہ کو مدرسہ کے قریب پانی پت میں ایک مکان لے کر دیا۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ مفسر بھی تھے، محدث بھی تھے، فقیہ بھی تھے، صوفی بھی تھے۔ اللہ رب العزت نے ان کو یہ مقام عطا کیا تھا، انہوں نے تفسیر مظہری بھی لکھی۔ ان کا ایسا مقام تھا کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اگر اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت نے پوچھا کہ تم میرے پاس کیا لائے ہو تو میں قاضی ثناء اللہ کو اللہ کے سامنے پیش کر دوں گا۔ تو حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بیوی پانی پت میں رہنے لگی۔ مگر حضرتؒ کی دعائیں رنگ لائیں۔ اب حضرت کی اہلیہ کا دل نیکی کی طرف بہت ہی متوجہ ہوا۔ اکیلی رہتی تھیں، انہوں نے بچوں کو قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ ان بچوں سے ان کا فیض اتنا پھیلا، اتنا پھیلا کہ آج جو پانی پتی قرأت کا لہجہ معروف ہے، یہ اس خاتون کے پڑھائے ہوئے بچوں کا ہی ہے۔ آپ ذرا غور کریں تو پانی پتی لہجہ میں نسوانیت کا انداز نظر آتا ہے۔ یہ اصل میں حضرتؒ کی اہلیہ محترمہ کا لہجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لہجے کو ایسی قبولیت دی کہ آج پوری دنیا میں اس لہجے میں پڑھانے والے قراء دین کی خدمت کر رہے ہیں اور اس کا ثواب اس خاتون کو جا رہا ہے۔

معمولی عمل کی وجہ سے مغفرت:

دارالعلوم دیوبند کے جو پہلے معلم تھے ان کا نام تھا ملّا محمود، اور جو پہلے طالب علم تھے ان کا نام تھا محمود حسن، جو بعد میں شیخ الہند بنے۔ تو پڑھانے والا بھی محمود اور پڑھنے والا بھی محمود، ملا محمود کی وفات ہوگئی۔ کسی کو خواب میں نظر آئے، اس نے پوچھا کہ حضرت! آگے کیا بنا؟ فرمایا: ایک ایسے عمل کی وجہ سے مغفرت ہوگئی جو مجھے یاد بھی نہیں تھا۔ اس نے پوچھا: جی کونسا عمل تھا؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ بیوی روٹی پکاتے ہوئے آٹے میں نمک ڈالنا بھول گئی۔ میں کھانا کھانے کے لیے بیٹھا تو محسوس بھی ہوا مگر میں نے جتلانا مناسب نہ سمجھا، برداشت کر لیا کہ آخر انسان ہے، بھول ہو ہی جاتی ہے۔ میرے اس برداشت کے عمل کو اللہ نے قبول کر کے میرے گناہوں کی مغفرت کر دی...... اللہ اکبر!!!

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بزرگ کی تحمل مزاجی:

ایک بزرگ تھے۔ ان کو بیوی نے بہت زیادہ پریشان کر دیا تھا اور کہتی تھی کہ بس مجھے جدا کر دو۔ کسی قریبی رشتہ دار کو پتہ چلا۔ اس نے آ کر کہا کہ حضرت! سنا ہے کہ آپ کی بیوی آپ سے طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے۔ فرمانے لگے: ہاں میں کیسے غیبت کروں، وہ میری بیوی جو ہے؟ وہ چپ ہو گیا۔ بیوی کے اصرار پر بالآخر انہوں نے اسے طلاق دے دی۔ اس کے بعد وہ رشتہ دار پھر آیا۔ کہنے لگا: سنا ہے کہ آپ نے طلاق دے دی ہے، مجھے اب تو ذرا تفصیل بتا دیں۔ فرمانے لگے: جب وہ میری بیوی تھی، تب تو میں نے اس کی غیبت کرنا گوارا نہیں کی تھی، اب تو وہ میرے لیے اجنبیہ ہو چکی ہے، میں اجنبیہ کی غیبت کیسے کروں؟......قوت برداشت دیکھیے۔

ایک خاتون کا صبر و تحمل:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بہن رملہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کی شادی ہو گئی۔ ایک موقع پر خاوند غصے میں آ گیا۔ وہ بولتا رہا، بولتا رہا، اور یہ چپ کر کے بیٹھی رہیں، سنتی ہی رہیں۔ خیر، اس نے جو اپنا جلال دکھانا تھا وہ دکھا دیا، کچھ دیر بعد بندہ خود ہی تھک جاتا ہے۔ جب وہ تھک کر چپ ہو گیا اور نارمل ہوا تو بیوی کو اندازہ ہو گیا کہ اب یہ نارمل بات کر رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے خاوند کی طرف مسکرا کر دیکھا، ان کو مسکراتے دیکھ کر خاوند بھی مسکرایا۔ اس کو مسکراتا دیکھ کر فرمانے لگیں: مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ تمہارا علاج مسکراہٹ کی ایک نظر ہے، میں نے تمہارے غصے کو برداشت کر لیا اور میری ایک ہی مسکراہٹ تمہارے کام آ گئی۔ جھگڑا ہی ختم ہو گیا......عورتوں میں بھی ایسی قوت برداشت تھی۔ یہ قوت برداشت تو بہت ضروری ہے، ورنہ انسان دنیا میں بھی کامیاب زندگی نہیں گزار سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شکوے ہی شکوے:

اگر خود بندے کے اندر قوت برداشت نہ ہو تو اسے شکوے ہی شکوے ہوں گے۔

......بیوی ہے تو خاوند سے شکوہ،

......خاوند ہے تو بیوی سے شکوہ،

......باپ ہے تو اولاد سے شکوہ،

......اولاد ہے تو ماں باپ سے شکوہ،

......پڑوسی ہے تو پڑوسی سے شکوہ،

چند دن پہلے ٹیلی فون پر کسی سے بات ہوئی۔ان کو اللہ نے باہر ملک جانے کی توفیق دی ہوئی ہے...... جب پیٹ بھرا ہو تو پھر مزاج ویسا ہی بن جاتا ہے......ان کو کچھ دن یہاں پاکستان میں رہنے کا موقع ملا۔ ذرا ذرا سی بات پر کہنے لگا: میں تو یہاں بہت پریشان ہوں، یہ پاکستانی ایسے ہوتے ہیں، ویسے ہوتے ہیں۔ میں نے بات تو ان کی سن لی، لیکن مجھے اتنا اندازہ ضرور ہو گیا کہ ان کے اندر قوتِ برداشت کتنی ہے......اللہ نے اگر آپ کو پیٹ بھر کر کھانے کی توفیق دی ہے تو کیا اب سارے پاکستانی ایک جیسے ہو گئے ہیں؟ کوئی ان سے پوچھے کہ آپ کو کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں؟ تمہیں بھی اللہ باہر کے رزق کی بجائے یہیں رزق دے دیتا اور ساتھ فاقے دے دیتا تو پھر تمہارا کیا بنتا؟ تم بھی تو یہیں پیدا ہوئے تھے، یہیں پلے بڑھے۔ بات کرنے کا انداز دیکھو کہ جی یہ پاکستانی ایسے ہوتے ہیں۔انہی پاکستانیوں سے علم پڑھنا ہے۔انہی پاکستانیوں سے بیعت ہو کر تربیت کروانی ہے اور بات بھی انہی کے خلاف کرنی ہے: جی پاکستانی ایسے ہوتے ہیں۔جس سے بھی بات کرو اسی سے جھگڑا، یہ بھی پسند نہیں وہ بھی پسند نہیں، اگر سارے ہی آپ کو پسند نہیں تو کیا آپ اللہ کو پسند

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں؟ کیا سارے ہی برے ہو گئے، ایک آپ ہی اچھے ہیں دنیا میں؟ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے بارے میں کچھ سوچے کہ میری حالت کیا ہے؟ اہل اللہ کی یہ پہچان ہوتی ہے کہ ان کو کسی سے شکوہ ہی نہیں ہوتا...... اللہ کی شان...... اللہ نے ان کو کیا ہی ظرف دیا ہوتا ہے۔ آپ ان کی زبان سے کبھی کسی مخالف، کسی حاسد یا کسی دشمن کا تذکرہ تک نہیں سنیں گے۔ اللہ نے ان کو ایسا دل دیا ہوتا ہے۔

آج تقریباً ہر گھر کا معاملہ قوتِ برداشت نہ ہونے کی وجہ سے الجھا ہوا ہے۔ اسی لیے آج خاص طور پر اس کا عنوان بنایا گیا ہے کہ یہ تربیتی اجتماع ہے۔ ضرورت کے پیش نظر ایسا کیا ہے، ہمیں اپنے دل میں عہد کرنا ہے کہ ہم اپنے اندر قوتِ برداشت پیدا کریں۔ ذرا ذرا سی بات پر جلال دکھانے کی عادت سے آج ہم توبہ کریں۔ اللہ رب العزت کو صبر پسند ہے۔ یاد رکھنا کہ صبر اللہ رب العزت کی مدد کو دعوت دیتا ہے، جو صبر کرتا ہے اللہ اس کا وکیل ہوتا ہے، اللہ اس کا کارساز ہوتا ہے۔ اللہ اس بندے کا مددگار رہتا ہے۔ ہم صبر کر کے اللہ کی مدد کو اپنے پلڑے میں لے لیں۔

خزانوں کی کنجیاں تھامیے:

...... جنت کی کنجی۔ لا الہ الا اللہ

...... نماز کی کنجی۔ طہارت (وضو)۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ وضو ہو تو نماز پڑھنا آسان ہوتا ہے۔

...... نیکی کی کنجی۔ سچ بولنا۔

...... علم کی کنجی۔ حسن سوال، اچھے انداز سے سوال کرنا۔

...... ولایت کی کنجی۔ ذکرِ کثیر، کثرت سے ذکر کرنا۔

...... فلاح کی کنجی۔ تقویٰ

...... توفیق کی کنجی۔ گناہ سے پرہیز، جو شخص جتنا گناہوں سے پرہیز کرے گا، اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

اسے اتنے ہی نئے نئے اعمال کی توفیق عطا فرماتے جائیں گے۔

......نعمت کی کنجی۔ شکرادا کرنا، آپ نعمتوں پر شکرادا کریں، اللہ کی نعمتیں اور زیادہ آپ پر آتی چلی جائیں گی۔

......مددِ الٰہی کی کنجی۔ صبر، جب بندہ صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے اسے اللہ تعالیٰ کی مدد ملتی ہے۔

آج آپ یہ سبق یاد کرلیں کہ اگر معاملات میں آپ کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہو تو صبر کر جائیں اور اللہ کی مدد کے مستحق بن جائیں۔ یہ چیز ہمیشہ یاد رکھیں کہ معاملات جب بھی خراب ہونے لگیں تو آپ سٹرانگ وکٹ سے کھیلیں۔ سٹرانگ وکٹ سے کھیلنے کا مطلب یہ ہے کہ صبر کریں، پھر اس صبر میں آپ کا کارساز اور مددگار کون ہوگا؟......اللہ۔

ایک نصیحت آموز واقعہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ایک صاحب آئے ان کی کسی بات پہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے رنجش تھی۔ انہوں نے سخت باتیں کرنا شروع کر دیں۔ وہ باتیں کرتے رہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی سنتے رہے اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی سنتے رہے۔ جب بات بڑھنے لگی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اپنی طرف سے صفائی پیش کی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جا رہے ہیں؟ فرمایا: ابوبکر! جب یہ شخص تمہارے بارے میں ایسی بات کر رہا تھا تو اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا تھا جو تمہاری طرف سے اس بندے کو جواب دے رہا تھا۔ جب تم نے خود جواب دینا شروع کیا تو وہ فرشتہ بھی چلا گیا اور اب میں بھی اس مجلس سے اٹھ کر جا رہا ہوں......تو بھئی! یہ کتنا آسان طریقہ ہے کہ اللہ رب العزت کو

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنا مددگار اور کارساز بنالیا جائے، صبر کرلیا جائے کیونکہ اس کا بدلہ اللہ کی مدد کی شکل میں ملتا ہے۔

تحمل مزاجی کا ایک بڑا فائدہ:

تحمل مزاجی کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی ہمیشہ خوش رہتا ہے اور جس میں تحمل مزاجی کم ہو وہ ہر وقت ٹینشن میں رہتا ہے۔عورت ہے تو

......کبھی خاوند پہ غصہ،

......کبھی بچوں پہ غصہ،

......کبھی ساس پہ غصہ،

......کبھی نندوں پہ غصہ،

......کبھی ہمسائیوں پہ غصہ،

......حتی کہ کبھی اپنی بہنوں پہ غصہ،

اور اگر مرد ہے تو

......کبھی ماتحتوں پہ غصہ،

......کبھی ساتھ والے دوستوں پہ غصہ،

......کبھی بیوی پہ غصہ،

ہر وقت ہی ٹینشن میں۔تو تحمل مزاجی کا یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ بندہ اس شر بھری دنیا میں بھی خوشیوں بھری زندگی گزارتا ہے۔

ایک انمول موتی:

یاد رکھنا! لوگ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے، لوگوں سے وابستہ توقعات تکلیف پہنچاتی ہیں۔آپ توقع ہی کم رکھیں۔اگر توقعات قائم کرنی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے کریں

www.besturdubooks.wordpress.com

جو پوری کر دکھاتا ہے۔ بندوں سے کیا توقعات رکھی جائیں؟ تو خوش رہنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دل بڑا کر لیں۔

گیارہ چیزوں کا قیام گیارہ چیزوں سے:

اسی لیے گیارہ چیزوں سے گیارہ چیزیں قائم رہتی ہیں۔

(۱)......انصاف سے......سلطنت

(۲) پرہیزگاری سے......صحت

(۳) سخاوت سے......دولت

(۴) نیک چلنی سے......عزت

(۵) نیک اولاد سے......راحت

(۶) قلبی صفائی سے......محبت

(۷) سچائی سے......کامیابی

(۸) نفرت سے......دشمنی

(۹) فضول خرچی سے......قرض داری

(۱۰) راست بازی سے......اعتماد

(۱۱) اور تحمل مزاجی سے......خوشی

یعنی تحمل مزاج بندہ پرسکون زندگی گزارتا ہے۔ پریشانی والے حالات میں بھی آپ ان کے چہرے کھلے ہوئے دیکھیں گے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ...... کالجبال (پہاڑوں کی مانند) ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنے اندر تحمل مزاجی پیدا کرنی چاہیئے تاکہ ہماری زندگی بھی مسکراہٹوں بھری بن جائے۔ تو یہ گیارہ موتیوں کی ایک لڑی آپ کو دے دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جاہل ان پڑھ کا عفو و درگزر:

ہمارے قریب کے دیہات کا ایک واقعہ ہے۔ ایک نوجوان جس کی تعلیم بھی نہیں تھی اور شکل بھی عام سی تھی۔ یعنی شکل بھی عام سی، عقل بھی عام سی اور تعلیم بھی نہیں تھی۔ اس کی ایک خوبصورت کزن تھی۔ اس نوجوان نے کہا: میں اپنی اسی کزن سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ماں باپ نے بھی ادھر زور دیا۔ لڑکی والوں نے لڑکی سے پوچھا تو لڑکی نے تو شروع میں ہاں کر دی۔ نکاح ہو گیا۔ رخصتی بھی ہو گئی۔ لیکن جب وہ آ کر اس کے پاس رہی تو اب اسے پتہ چلا کہ یہ تو پکا جاہل ہے۔ وہ سوچ میں پڑ گئی کہ نہ عقل ہے نہ شکل ہے، زندگی کیسے گزرے گی؟ چنانچہ اس لڑکی نے دل ہی میں اس نوجوان کو ناپسند کرنا شروع کر دیا۔ مگر خاموش رہی۔

شادی کے تین چار دن بعد عام طور پر دلہنیں اپنے ماں باپ کے گھر جاتی ہیں۔ یہ لڑکی بھی گھر گئی۔ اس کے دل میں یہ بات تھی کہ اب میں دوبارہ اس گھر میں کبھی نہ آؤں تو زیادہ اچھی بات ہوگی۔ مگر اسے ماں باپ کے سامنے بات کرنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ کیونکہ ایک تو قریب کا رشتہ تھا اور دوسرا شروع میں ہاں بھی کر چکی تھی۔

دو چار دن بعد خاوند لینے کے لیے آ گیا۔ ماں باپ نے کہا کہ بیٹی! تیاری کرو، تمہارا میاں تمہیں لینے آیا ہے، جاؤ اس کے ساتھ۔ چنانچہ اس نے اپنا سامان باندھا اور اس کے ساتھ چل پڑی۔

انہیں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جانا تھا۔ راستے میں اس نے خاوند سے کہا: مجھے پیاس لگی ہے۔ قریب ہی ایک کنواں تھا۔ خاوند نے جا کر ایک طرف گٹھڑی رکھی اور کنویں کے ڈول کے ذریعے پانی بھرنے لگا۔ بیوی کے دل میں شیطان نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک ایسی بات ڈالی کہ اس نے پیچھے سے اپنے خاوند کو کنویں میں دھکا دے دیا۔ جب دھکا دیا تو خاوند کنویں میں جا گرا۔ اس نے دل میں سوچا کہ اب یہ مرکھپ جائے گا اور ہمیشہ کے لیے اس سے جان چھوٹ جائے گی۔

اب وہ واپس ماں باپ کے گھر چلی گئی اور اس نے ان کے پاس جا کر عورتوں والا مکر کیا۔ عورتیں مکر میں تو مشہور ہوتیں ہیں ﴿وَ جَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ﴾ جیسے اخوان یوسف نے مکر کیا تھا ویسے ہی اس نے بھی مکر کیا۔ وہ روتی ہوئی گھر پہنچی۔ ماں باپ نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ خاوند مجھے بٹھا کر کہیں چلا گیا۔ میں اتنی دیر تک اس کا انتظار کرتی رہی۔ میں اکیلی تھی، مجھے ڈر لگنے لگا، کوئی غیر مرد آ جاتا تو میرا کیا ہوتا؟ مجھے جان کا بھی خطرہ تھا اور عزت کا بھی خطرہ تھا، وہ تو بڑا بے پرواسا آدمی ہے۔ اس لیے میں واپس آ گئی ہوں۔ یہ سن کر ماں باپ کو بھی بڑا غصہ آیا کہ اس نے ہماری بیٹی کو اس طرح لاوارث چھوڑ دیا اور خود کہیں چلا گیا، یہ ایسا بے وقوف انسان ہے۔

اب ادھر کی بات سنیں، جب خاوند پانی میں گرا تو جان بچانے کے لیے اس نے ہاتھ پاؤں مارے تو اس کا ہاتھ اس رسے پر پڑ گیا جس کے ساتھ ڈول بندھے ہوتے تھے۔ اس نے اس رسے کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور ڈوبنے سے بچ گیا، کافی دیر کے بعد اس نے ہمت کی اور آہستہ آہستہ رسے پر چڑھتے چڑھتے باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر اس نے سوچا کہ میں کیا کروں؟ اس نے دل ہی دل میں کہا کہ مجھے توقع نہیں تھی کہ میری بیوی میرے ساتھ ایسا معاملہ کرے گی، کوئی بات نہیں، میں دوبارہ چلا جاتا ہوں۔

چنانچہ اب وہ دوبارہ سسرال کے گھر آیا۔ اتنے میں کپڑے بھی خشک ہو گئے تھے۔ جیسے ہی وہ سسرال کے گھر میں داخل ہوا تو لڑکی کے والدین نے اس کو بہت جلی کٹی سنائیں۔ کہنے لگے: تو کیسا بے عقل انسان ہے کہ تو ہماری بیٹی کو اکیلے چھوڑ کر چلا

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا! تو بڑا بے پرواہ ہے، تجھے اس کا ذرا خیال نہیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا، اس نے خاموشی سے سنا اور آخر میں صرف اتنا کہا کہ ہاں مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ بہرحال آپ اپنی بیٹی کو بھیج دیں، ہمیں گھر جانے میں دیر ہورہی ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ بہت شرمندگی کا اظہار کررہا ہے تو انہوں نے پھر بیٹی سے کہا، کوئی بات نہیں اب تم چلی جاؤ۔

اب بیٹی تو چل پڑی لیکن اس کے دل میں ایک بات بار بار آنے لگی کہ اگرچہ یہ ان پڑھ تھا، اگرچہ یہ بے عقل تھا، شکل اچھی نہیں تھی۔ مگر اس نے میرے ماں باپ کے سامنے میرا عیب تو چھپایا ہے، اس کا دل بڑا ہے نا! اگر یہ میرے ماں باپ کے سامنے میری حرکت کھول دیتا تو میں تو ماں باپ کو چہرہ دکھانے کے قابل ہی نہ رہتی۔ اس ایک بات پر اس لڑکی کے دل میں خاوند کی ایسی محبت پیدا ہوئی کہ اس نے اپنی بقیہ پوری زندگی اپنے خاوند کی محبت میں گزار دی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحمل مزاجی کی ایک اور مثال:

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں ایک یہودی آیا۔ ذرا دور کے علاقے کا تھا۔ اسے وہیں رات ہوگئی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اب تجھے دیر ہوگئی ہے اس لیے آج مہمان کے طور پر یہیں ٹھہر جاؤ۔ وہ ٹھہر گیا۔

رات کو اس کو کھانا دیا گیا، اس نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ پھر اس کو بستر میں سلا دیا گیا۔ رات کو اس کا پیٹ خراب ہوگیا، حتیٰ کہ بستر میں ہی اس کا پاخانہ نکل گیا۔ اس کے کپڑے بھی خراب ہوگئے، جسم بھی خراب ہوگیا اور بستر بھی خراب ہوگیا۔ اسے شرم بھی آئی۔ چنانچہ وہ اسی حالت میں وہاں سے راتوں رات نکلا اور کہیں جا کر نہایا اور کپڑے دھوئے۔ اس نے وہیں سے واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر اسے خیال آیا کہ میں تو اُٹھ کر آ گیا مگر فلاں چیز وہیں بھول آیا ہوں۔

اب شرم کے مارے اسے واپس تو آنا پڑا کیونکہ وہ چیز وہ چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

چنانچہ جب وہ واپس آیا تو فجر ہو چکی تھی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز کے بعد مہمان کا پتہ کرنے گئے تو پتہ چلا کہ مہمان تو غائب ہو چکا ہے۔ اور بستر سے نجاست کی بد بو آ رہی ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ کو نہیں بتایا، بلکہ خود پانی بھر کے لائے اور خود اس نجاست کو صاف فرمانے لگے۔ جب آپ بستر کو صاف فرما رہے تھے تو اس وقت وہ یہودی آیا۔ اس نے جب اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا: میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں، یہ اخلاق واقعی اللہ کے نبی کے ہی ہو سکتے ہیں...... اللہ اکبر کبیرا

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر کہ بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

آج ہم اپنی زندگی پر نظر دوڑائیں، ہم نے اپنی زندگی میں کتنا بے جا غصہ کیا! ہم نے کتنے لوگوں کے دلوں کو تکلیف پہنچائی! ہم جو اتنے گناہ اپنے نامہء اعمال میں لکھوا کر بیٹھے ہیں تو کیا آج ہم اگر اللہ سے نعمتیں مانگیں گے تو بغیر توبہ کے مل جائیں گی؟ ہمیں اپنے ان گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے اور توبہ بھی پکی اور سچی کرنی چاہیے۔ یہ سوچتے ہوئے توبہ کریں کہ اے اللہ! آج ہمارا ملجا و ماویٰ تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بنی اسرائیل کا ایک رقت آمیز واقعہ:

بنی اسرائیل کا ایک عجیب قصہ لکھا ہے۔ توجہ سے سنیے کہ اللہ رب العزت کتنے مہربان ہیں کہ جب بندہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو کیسے معاف فرماتے ہیں۔

عن وهب ابن منبه قال

(وہب ابن منبہ فرماتے ہیں) **كان في زمن موسى عليه السلام شاب اثم** (حضرت موسیٰ علیہ کے زمانے میں ایک نوجوان تھا جو بڑا سرکش اور نافرمان تھا) **مسرف على نفسه** (اپنی جان پر بڑی زیادتی کرتا تھا) یعنی گناہ کرتا تھا۔ وہ اتنا برا تھا کہ بستی کے لوگ اس سے تنگ آ چکے تھے۔ سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ اس نوجوان کو یہاں سے نکال دیا جائے۔۔ **فاخرجوه من بينهم لسوء فعله** (ساری بستی والوں نے اس کے برے کاموں کی وجہ سے اسے بستی سے نکال دیا) **فحضرته الوفات في خربة على باب البلد** (اس بندے کو شہر کے دروازے پر ویرانے میں موت آ گئی) **فاوحى الله تعالىٰ الى موسى** علیہ السلام (اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی)۔ **ان وليا من اولياءی حضره الموت** (میرے اولیا میں سے ایک ولی کو موت آ گئی ہے)...... **فاحضره وغسله وصل عليه** (آپ اس کے پاس جائیے، اس کو غسل دیجیے اور اس کے جنازے کی نماز پڑھیے)...... **وقل لمن كثر عصيانه** (اور فرمایئے کہ جس بندے کے گناہ بہت زیادہ ہوں)...... **يحضر جنازته لاغفر لهم** (وہ اس کے جنازے میں شامل ہو جائے میں اس بندے کے گناہوں کو معاف کردوں گا)...... **واحمله الى لافهم مثواله** (اور اس کو قبر میں دفنا دیجیے، میں اس کے ساتھ اچھا معاملہ کروں گا)...... **فنادى موسى** علیہ السلام **في بني اسرائيل** (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی

www.besturdubooks.wordpress.com

اسرائیل میں اعلان کروا دیا)...... فکثر الناس (بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے)...... ہر بندہ چاہتا تھا کہ میرے گناہ معاف ہو جائیں کیونکہ وہ اللہ کے پیغمبر کی زبان سے مغفرت کی خوشخبری سن رہے تھے...... فلما حضروہ عرفوہ (جب لوگ وہاں پہنچے تو انہوں نے اس نوجوان کو پہچان لیا)...... فقالوا یا نبی اللہ (کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی!)...... ھذا ھو الفاسق الذی اخرجناہ (یہ تو وہی فاسق ہے جس کو ہم نے اپنی بستی سے نکال دیا تھا)...... فتعجب موسی من ذلک (حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات پر بڑے حیران ہوئے)...... فاوحی اللہ الیہ (اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی)...... صدقوا وھم شھداء (یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں) مگر معاملہ یہ ہے کہ...... انہ لما حضرتہ الوفات فی ھذہ لخربتہ (جب اس بندے کو اس ویرانے میں موت آئی...... نظر یمنۃو یسرۃ (اس نے اپنی دائیں طرف بھی دیکھا اور بائیں طرف بھی دیکھا)...... ولا قریباً (اور کوئی اپنا قریبی نظر نہیں آیا)...... ورای نفسہ غریبۃ (اس نے اپنے نفس کو غریب دیکھا)...... وحیدۃ (اکیلا پایا)...... ذلیلۃ (ذلیل پایا)...... منکسرۃ (دل ٹوٹا ہوا پایا)...... فرفع بصرہ الی السماء (پھر اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی)...... و قال (اور کہا)...... الھی عبد من عبادک (اللہ! تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں)...... غریب من بلادک (شہر سے نکالا گیا ہوں)...... لو علمت ان عذابی یزیدفی ملکک (اگر میں جان کر کہ مجھے عذاب دینے سے آپ کی شاہی میں اضافہ ہو جاتا)...... وعفوک (اور اگر آپ مجھے معاف کر دیں)...... انی ینقصہ من ملکک (اس سے آپ کی بادشاہی میں کوئی کمی آ جاتی)...... لما سئلتک المغفرۃ (اللہ! میں آپ سے کبھی مغفرت کا سوال نہ کرتا)...... ولیس لی ملجاء (اور نہیں ہے میری کوئی جائے پناہ)...... ولا رجاء (اور نہیں کوئی میری امید

www.besturdubooks.wordpress.com

گاہ)......الا انت (مگر تو ہی تو ہے)......وقد سمعت فیما انزلت انک قلت (میں نے سنا ہے کہ آپ نے یہ آیت نازل کی ہے)...... انی انا الغفور الرحیم (کہ میں بڑا بخشنے والا، بڑا رحیم ہوں)......فلا تخیب رجاء ی (میری امید کو نہ توڑ دینا)

یاموسیٰ (اے موسیٰ علیہ السلام)......افکان یحسن بی ان اردہ (کیا یہ بات مجھے بجتی ہے کہ میں اس کی بات کو رد کر دیتا)......وھو غریب علی الصفۃ (اور وہ پردیسی تھا، اس حال میں)......وقد توسل الی بی (اور اس نے مجھے میری رحمت کا واسطہ دیا)......وتضرع بین یدی (اور میرے سامنے گڑگڑایا)......وعزتی (مجھے اپنی عزت کی قسم)......لو سئلنی فی المذنبین من اھل الارض جمیعا لوھبتھم لہ (اگر وہ پوری دنیا کے گناہگاروں کی بخشش کا سوال کرتا تو میں دنیا کے سارے گنہگاروں کی بخشش کر دیتا)...... لذل غربتہ یموسی انا الغریب (اے موسیٰ! میں پردیسی کی پناہ گاہ ہوں)......وحجیبہ (اور میں ہی اس کا دوست ہوں) وطبیبہ (اور میں ہی اس کا طبیب ہوں)......وراحمہ (اور میں ہی اس پر رحمت کرنے والا ہوں)

سوچیے کہ اگر ایک نوجوان اپنے آپ کو اس حال میں دیکھتا ہے اور اللہ سے دعا مانگتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کی وجہ سے اگر وہ ساری دنیا کے گنہگاروں کی بخشش کا سوال کرتا تو میں ساری دنیا کے گنہگاروں کو بخش دیتا۔ جب وہ اتنا کریم ہے تو کیا اتنے بڑے مجمع میں سے اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی ایک کی بھی فریاد کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ کوئی تو ایسا مرد ہوگا، کوئی تو ایسی عورت ہوگی جس کے دل سے دعا نکلے گی اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ باقی سب کے گناہوں کی بھی بخشش فرما دیں گے۔ لہٰذا آج آپ پکی سچی توبہ کر کے پوری زندگی کے گناہوں کو بخشوا لیجیے۔ اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہماری بخشش فرمادے۔اورہمیں آئندہ نیکوکاری اور پرہیز گاری کی زندگی نصیب فرما دے۔(آمین ثم آمین)

واخر دعونا ان الحمدلله رب العلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا
عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۝ ﴾

برکت اور
اسبابِ برکت

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامع مسجد زینب، معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

بتاریخ: 11 اپریل 2007 برموقع: خطبہ جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دینِ اسلام انسانیت کوایک ایسا طرزِ زندگی دیتا ہے کہ جس میں اسے بے شمار روحانی اور جسمانی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ان فائدوں میں سے ایک فائدہ ''برکت'' بھی ہے۔اہل ایمان برکت سے اپنی جھولی بھر لیتے ہیں۔جبکہ کفار کا دامن اس نعمت سے خالی رہتا ہے، مسلمان نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بابرکت سنتوں کے مطابق کام کر کے نبی علیہ السلام کی نسبت سے برکت حاصل کر لیتے ہیں اور کافر اس نعمت سے محروم ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

برکت اور اسباب برکت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ o ﴾
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

برکتوں بھرا طرزِ زندگی:

دینِ اسلام انسانیت کو ایک ایسا طرز زندگی دیتا ہے کہ جس میں اسے بے شمار روحانی اور جسمانی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ان فائدوں میں سے ایک فائدہ ''برکت'' بھی ہے۔اہل ایمان برکت سے اپنی جھولی بھر لیتے ہیں۔جبکہ کفار کا دامن اس نعمت سے خالی رہتا ہے۔مسلمان نبی علیہ السلام کی بابرکت سنتوں کے مطابق کام کر کے نبی علیہ السلام کی نسبت سے برکت حاصل کر لیتے ہیں اور کافر اس نعمت سے محروم ہیں۔

برکت کا صحیح مفہوم:

برکت کا صحیح مفہوم سمجھنے کی ضرورت ہے کہ برکت ہے کیا؟...... یاد رکھیں کہ جس

www.besturdubooks.wordpress.com

چیز میں برکت ہوگی، وہ

- ......انسان کی ضرورتوں کے لیے کافی ہوگی۔
- ...... پریشانی کوختم کرے گی۔
- ......عزتوں کا سبب بنے گی۔
- ......دل کوسکون پہنچائے گی۔

زمین میں برکت:

یہ چیز بھی برکت لاتی ہے کہ زمین انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو......ملک شام کی سرزمین کوسرزمینِ انبیاء کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس میں خصوصی طور پر برکت رکھی ہے......خصوصی برکت سے کیا مراد ہے؟ کہ وہاں پھل اور سبزیاں وغیرہ ہر چیز بہت اچھی ہوتی ہے۔قرآن مجید میں پانچ مقامات پر اس جگہ کی برکت کا تذکرہ ہے۔مثال کے طور پر:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِی بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ ﴾ (بنی اسرائیل: 1)

[پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گئی وہ مسجد اقصی کے گردونواح میں ہم نے برکت رکھ دی]

دیکھا! اس کے ارد گرد میں اللہ نے برکت رکھ دی ہے۔چونکہ اس سرزمین میں پھل اور سبزیاں بہت اچھی ہوسکتی ہیں اس لیے کفر کی نظر اس زمین پر ہے کہ ہم کس طرح اس پر قبضہ کریں اور اس کو اپنے استعمال میں لے آئیں۔تو زمین میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے برکت رکھ دی ہے۔اس لیے کہ یہ زمین انسان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کافی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیت اللہ شریف میں برکت:

بیت اللہ شریف میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھ دی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ (العمران:96)

[پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ مکہ مکرمہ ہے جو برکت والا ہے اور تمام جہانوں کے لیے ھدایت ہے]

تو یہ گھر برکتوں والا ہے...... برکتوں والے گھر سے کیا مراد؟...... کہ . ے جاتے ہیں اور وہاں سے جو چاہتے ہیں لے کر واپس آتے ہیں۔ ہمارے مرشد عالم ؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حاجیوں کا رش زیادہ ہوا تو بڑا شور مچا کہ اس دفعہ بڑے حاجی آئے ہیں، یہ 1930ء کی بات ہے، جب گنتی کی گئی تو وہ 35000 تھے۔ اس وقت پینتیس ہزار حاجیوں کے آنے پر اتنا شور مچا۔ اور اس سال حج کے موقع پر اخبار میں خبر آئی کہ چالیس لاکھ لوگ ہوائی جہاز کے ذریعے آئے اور تیس لاکھ لوگ زمینی راستے سے آئے یعنی ستر لاکھ لوگوں کا مجمع تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حرم کی مثال رحم کی مانند ہے۔ جیسے ماں کے رحم میں جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تب بھی وہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور پھر جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا ہے، وہ رحم بھی اس کے لئے کافی رہتا ہے۔ حرم کی مثال بھی ایسے ہی ہے کہ جب تھوڑے حاجی ہوتے تھے تو بھی سما جاتے تھے اور اب ستر لاکھ تھے تو وہ بھی سما گئے۔

حج اور عمرہ میں برکت:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتا ہے کہ جی مجھے رزق کی تنگی کا سامنا ہے، تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے: تم

www.besturdubooks.wordpress.com

نکاح کرلو، یعنی نکاح کرنا رزق بڑھنے کا سبب ہے...... کیوں؟...... اس لیے کہ کنوارہ آدمی صرف اپنا اکیلے کا رزق پاتا ہے اور جب شادی ہو جاتی ہے تو پھر اس کی بیوی کا رزق بھی ملتا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ زیادہ نصیب والی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ زیادہ بخت والی ہو اور اس کے حصے کا زیادہ رزق ملے۔ واقعی ہم نے یہ دیکھا کہ اکیلا ہوتا ہے تو تھوڑا رزق پاتا ہے اور جب شادی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ رزق بڑھا دیتے ہیں۔ پھر جب بچے ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ویسے ہی اس کا رزق بھی بڑھاتے رہتے ہیں، کیونکہ جو آتا ہے اپنا رزق لے کر آتا ہے، اگر وہ شخص کہتا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں نے شادی تو کی ہوئی ہے۔ تو پھر آپ ﷺ ارشاد فرماتے، پھر حج وعمرہ کرو۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ حج وعمرہ کی کثرت انسان کے رزق میں برکت ڈالتی ہے۔

بکریوں میں برکت:

اس برکت کی مثال ذرا یوں سمجھیے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بکری پالو، اس میں برکت رکھ دی گئی ہے۔“

واقعی اللہ تعالیٰ نے بکریوں میں برکت رکھی ہے۔ اس کے بالمقابل آپ ایک کتیا کو دیکھیں۔ کتیا ایک وقت میں کبھی پانچ بچے دیتی ہے، کبھی سات دیتی ہے، اور کبھی نو اور دس تک بھی دیتی ہے۔ جبکہ بکری ایک دو یا زیادہ سے زیادہ تین بچے دیتی ہے ورنہ صرف ایک اور دو بچے۔ اب ذرا غور کیجیے کہ ادھر بکری کے ایک اور دو بچے ہوتے ہیں اور کتیا کے آٹھ سے دس بچے ہوتے ہیں اور پھر دیکھیں کہ بکری روز ذبح ہوتی ہے اور لوگ اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اس کے باوجود دیکھیں تو آپ کو سینکڑوں کی تعداد میں بکریوں کے ریوڑ چرتے نظر آئیں گے۔ اور کتوں کے ریوڑ کبھی نظر نہیں آئے۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پیدا تو آٹھ سے دس ہوتے ہیں مگر مٹ جاتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں برکت ہی نہیں رکھی اور بکری کے بچے ہوتے تو ایک اور دو ہیں، اور لوگ ان کو ذبح کر کے روز کھاتے ہیں، پھر بھی ریوڑوں کی شکل میں اس لیے نظر آتے ہیں کہ اللہ نے ان میں برکت رکھ دی ہے۔ چنانچہ جن علاقوں میں لوگ بکریاں پالتے ہیں، ہم نے دیکھا ہے کہ ایک ایک آدمی کے پاس دو سو، تین سو، پانچ پانچ سو بکریاں ہوتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں بنو کلب نامی ایک قبیلہ تھا۔ اس قبیلے کے پاس اتنی بکریاں تھیں کہ جب وہ انہیں باہر نکالتے تھے تو وہ پورے پہاڑ کو ڈھانپ لیتی تھیں۔

زیتون میں برکت:

قرآن مجید میں زیتون میں بھی برکت بتائی گئی ہے

﴿ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ ﴾ (النور:۳۵)

اور سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ زیتون کے تیل کے اندر انسان کے لیے بڑے فائدے ہیں۔ ساری دنیا میں جو تیل استعمال ہوتے ہیں وہ سب کے سب انسان کی شریانوں کو بند کرتے ہیں اور کولیسٹرول ہائی ہوتا ہے۔ گھی، تیل اور کوکنگ آئل سب اس میں شامل ہیں۔ ان کو اگر انسان کھائے تو دل کی شریانیں بند ہوتی ہیں۔ پوری دنیا کے اندر فقط زیتون کا تیل ہی ایک ایسا تیل ہے، جو بند شریانوں کو بھی کھول دیتا ہے۔ یہ نئی تحقیق سامنے آئی ہے اور اس تحقیق کے بعد کافروں نے زیتون کا استعمال بڑھا دیا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی قسم کھائی ہے۔ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ اور شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ بھی فرمایا...... لہٰذا اس کے پیچھے کوئی تو حکمت تھی۔ آج چودہ سو سال کے بعد وہ حکمت سامنے آ رہی ہے۔ اللہ نے اپنے بندوں کے لیے اس میں کیا حکمت رکھ دی ہے۔

ہمارے ایک دوست ڈاکٹر ہیں۔ وہ کہنے لگے: میرے پاس دل کے سو مریض

www.besturdubooks.wordpress.com

آئے، میں نے ان کو سب دوائیاں بند کروا دیں اور ان سے میں نے کہا کہ تم فقط زیتون کا تیل استعمال کرو۔ سالن میں بھی وہی ڈالیں اور اگر پراٹھا بنانا ہو تو وہ بھی زیتون کے تیل کا بناؤ اور چالیس دن مسلسل استعمال کرنے کے بعد دوبارہ چیک کراؤ۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ان میں سے چالیس مریضوں کا کولیسٹرول لیول نیچے آ چکا تھا۔

مومن کے جھوٹے میں برکت:

اللہ تعالیٰ نے مومن کے جھوٹے میں شفا اور برکت رکھ دی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب آدمی کھانا کھانے بیٹھتا ہے تو جو سامنے سالن ہوتا ہے اس سالن کے درمیان میں برکت رکھ دی جاتی ہے۔ اس لیے اپنے قریب سے، سامنے سے اور کناروں سے کھانا چاہیے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا:

كُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

(دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور قریب سے کھاؤ)

درمیان سے نہیں اٹھانا چاہیے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھ دی ہے۔

نبی ءرحمت ﷺ کے لقمے کی برکت:

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا کھا رہے تھے۔ اس دوران ایک بے باک سی عورت قریب سے گزرنے لگی...... بیباک سے یہ مراد ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ بہت ہی دھڑلے سے بات کر لیتی تھی۔ وہ کسی سے گھبراتی یا ڈرتی نہیں تھی...... چنانچہ وہ عورت جب قریب سے گزرنے لگی تو کہنے لگی: خود کھا رہے ہیں اور مجھے صلح ہی نہیں مارتے۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم بھی ایک لقمہ کھا لو۔ کہنے لگی: نہیں یہ لقمہ نہیں کھاؤں گی، بلکہ جو لقمہ آپ اپنے منہ میں چبا رہے ہیں میں وہ لقمہ لوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنے منہ والا لقمہ نکالا اور اس کے پاس پہنچایا۔ کہتے ہیں کہ اس عورت نے جیسے ہی وہ لقمہ اپنے منہ میں لیا، اس پر حیا ایسی غالب آئی کہ اس کے بعد اس کی زندگی کی ترتیب ہی بدل گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ایمان والے کے جھوٹے میں بھی برکت ہوتی ہے۔

تحنیک میں برکت:

اسی لیے شریعت مطہرہ نے تحنیک کا حکم دیا ہے۔ یہ بھی سنت ہے کہ چھوٹے بچے کے منہ میں سب سے پہلے کسی نیک بندے کا جھوٹا جائے۔ اسے تحنیک کہتے ہیں، اس میں بھی برکت ہوتی ہے۔ دین اسلام تو ہمیں برکتوں کے حصول کی تعلیم دیتا ہے۔ کفر کو کیا پتہ، برکت کیا چیز ہوتی ہے؟ ان کی تو ڈکشنری میں اس کا کوئی مترادف لفظ ہی نہیں ہے۔

صحت میں برکت:

اللہ تعالیٰ انسان کی صحت میں بھی برکت ڈالتے ہیں۔ صحت میں برکت سے کیا مراد ہے؟ صحت میں برکت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی صحت میں ایسی برکت دیں کہ اس کو ڈاکٹر اور طبیب کے پاس جانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ مثال کے طور پر:

◉ ......ہم نے روس میں ایک بوڑھا دیکھا۔ اس کی عمر اسّی سال سے زیادہ تھی۔ وہ کہنے لگا کہ ان اسی سالوں میں میں نے کبھی اپنے ہاتھوں سے دوائی کی گولی اپنے منہ میں نہیں ڈالی۔ یعنی پوری زندگی میں میں نے کبھی کوئی گولی نہیں کھائی۔ یہ صحت کی برکت ہے۔

◉ ......ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ آخری عمر میں شوگر کے مریض ہو گئے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

......آپ جانتے ہیں کہ شوگر کے مریض کو تھوڑی دیر کے بعد پیشاب کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے......ہم ایک مرتبہ مری میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔اس دن وہاں پورے ملک کے بڑے قرا آئے ہوئے تھے۔رمضان شریف کی رات تھی۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر کھانا کھایا۔کھانا کھانے کے بعد دوبارہ وضوتازہ کیا اور اس کے بعد مسجد میں تشریف لے آئے۔وہاں پر عشا کی نماز پڑھی، پھر تراویح پڑھی۔تراویح کے بعد قرأت کا سلسلہ شروع ہوا......اور ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو عاشق قرآن تھے۔وہ قرآن سنتے تھے تو ان پر نشہ طاری ہو جاتا تھا......حضرت وہیں بیٹھے رہے، حتی کہ اتنی دیر گزر گئی کہ وہاں پر مسجد میں سحری کے لیے دستر خوان لگا دیا گیا۔چنانچہ حضرتؒ نے وہیں سحری فرمائی۔سحری کھانے کے بعد عام طور پر بندے کو پیشاب کی ضرورت پیش آتی ہے۔چنانچہ میں نے حضرت سے قریب ہو کر پوچھا: حضرت! کیا آپ کمرے میں تشریف لے جائیں گے؟ پوچھا، کیوں؟ میں نے عرض کیا، جی وضوتازہ کرنے کے لیے۔فرمانے لگے،

''میرا وضو کوئی کچا دھاگا ہے۔''

یہ خود مجھے فرمایا، ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ مغرب کا وضو کیا ہوا تھا، پوری رات گزر گئی، سحری بھی کھالی، اور پھر شوگر کے مریض تھے، اس کے باوجود فرما رہے ہیں کہ میرا وضو کوئی کچا دھاگا ہے۔حضرتؒ نے اسی وضو کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی اور نماز کے بعد درس قرآن شروع کر دیا۔جب درس ختم ہوا تو اشراق کا وقت ہو چکا تھا۔چنانچہ حضرت نے اسی وضو کے ساتھ اشراق کے نوافل پڑھے، اشراق کی نماز پڑھنے کے بعد کمرے میں آکر وضو کیا۔

لوگ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے۔ہم نے اپنی زندگی میں ایک اللہ والے کو مغرب کے وضو سے اشراق

www.besturdubooks.wordpress.com

کی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔اور بندہ بھی وہ جو شوگر کا مریض تھا...... یہ کیا چیز تھی؟...... یہ صحت میں برکت ہے۔

ایک دفعہ اس عاجز نے پوچھا: حضرت! آپ کی صحت ایسی ہے کہ ایسی صحت ہم نے کسی کی نہیں دیکھی۔ فرمانے لگے: مجھے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے شب قدر عطا فرمائی اور میں نے اس شب قدر میں جو دعائیں مانگیں ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کہ یا اللہ! میری زندگی میں برکت ڈال دے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ عمر میں برکت کبھی کبھی تو ایسے ہوتی ہے کہ ساٹھ سال رہنا تھا اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھا کر اسی سال کر دیتے ہیں۔ کئی لوگ ساٹھ سال میں پہنچ کر مریض بن جاتے ہیں۔ وہ دوسروں کے محتاج بن جاتے ہیں، اٹھ سکتے ہیں نہ بیٹھ سکتے ہیں، نہ چل سکتے ہیں اور دوسروں کے لیے وبالِ جاں بنے ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ کبھی کبھی برکت کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایسی صحت دے دیتا ہے کہ موت سے پہلے ان کو کسی کی محتاجی ہی نہیں ہوتی۔

⊙...... آج ہم ایک ایسی خاتون کا جنازہ پڑھ کر آئے جو ہمارے خاندان میں سب سے زیادہ عمر کی تھی۔ ان کی عمر بیاسی سال تھی۔ ان کے بیٹے مجھے بتا رہے تھے کہ اس بیاسی سال کی عمر میں بھی وہ اپنے سارے کام خود کرتی تھی، اسے کسی کی محتاجی نہیں تھی۔ یہ عمر میں برکت کہلاتی ہے۔

علم میں برکت:

اللہ تعالیٰ علم میں بھی برکت عطا فرماتے ہیں...... علم کی برکت کیا ہوتی ہے؟...... علم کی برکت یہ ہے کہ انسان جو پڑھتا ہے اس پر اسے عمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔ اور جو شاگرد اس سے پڑھتے ہیں وہ اس کے لیے صدقہ جاریہ بن جاتے ہیں یعنی ان کے ذریعے علم آگے جاری ہو جاتا ہے۔ جیسے:

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙...... حضرت شیخ الہندؒ۔ کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ کسی نے حضرت شیخ الہندؒ سے پڑھا ہو اور اس کے بعد اس نے دین کا کام نہ کیا ہو۔ اگر آج کسی استاد سے کہیں کہ کوئی ایسا شاگرد بتاؤ جس کو آپ نے بنایا ہو، تو پوری زندگی میں کوئی ایک شاگرد بھی پیش نہیں کر سکتے کہ جی اس کو ہم نے بنایا ہے، اس کی زندگی دیکھ لو۔ ہمارا حال دیکھو کہ ہم ایک بندہ بھی پیش نہیں کر سکتے اور ان بزرگوں کی حالت دیکھو کہ جس شخص نے ان سے حدیث پڑھی اللہ نے اسی کو دین کے لیے قبول کر لیا۔

☆...... امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اللہ نے علم کی یہ برکت عطا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فقہ کو قبولیت بخشی۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید نے علما کی ایک جماعت تیار کی اور اس سے کہا کہ جا کر دیوار چین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ اس جماعت نے آ کر بتایا ہم جہاں پہنچتے تھے، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ کا نور اس سے بھی آگے پہنچا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قبولیتِ عامہ تامہ عطا فرمائی تھی۔

وقت میں برکت:

اللہ تعالیٰ وقت میں بھی برکت دے دیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ وقت میں برکت دیتے ہیں تو انسان تھوڑے وقت میں بھی زیادہ کام کر لیتا ہے۔ جیسے:

⊙...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدنی زندگی دس سال تھی۔ دس سال تو قوموں کی زندگی میں بہت تھوڑا ٹائم ہوتا ہے۔ ہمارا حال دیکھو کہ ہم نے نعرہ لگایا: پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ...... اور پچاس سال گزرنے کے باوجود ہم فیصلہ نہیں کر سکے کہ ہمیں کرنا کیا ہے۔ قوموں کی زندگیوں میں پچاس پچاس سال گزر جاتے ہیں اور پتہ ہی نہیں چلتا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زندگی کے ان سالوں میں ایسی محنت کی کہ جو انقلاب وہاں سے اٹھا وہ پوری دنیا میں پہنچ گیا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں جو اسلامی انقلاب پیدا کیا اس کی تین خاص

www.besturdubooks.wordpress.com

خوبیاں یہ ہیں کہ

......تھوڑے وقت میں۔

......تھوڑے اسباب کے ساتھ۔

......تھوڑے نقصان کے ساتھ۔

پوری دنیا کے اندر ایک تبدیلی پیدا کر دی گئی۔ دس سال کا عرصہ کیا چیز ہوتی ہے! اس مختصر سے عرصے میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اسباب بھی تھوڑے تھے...... کتنے تھوڑے تھے؟ سواری نہیں ہوتی تھی۔ کئی مرتبہ سواری ہوتی تھی تو کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسا لشکر بھیجا جس کے ہر فوجی کو روزانہ ایک کھجور کھانے کو ملتی تھی۔ جب کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنے بیٹے کو بتائی تو وہ بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے: اچھا! صرف ایک کھجور کھانے کو ملتی تھی۔ فرمانے لگے، ہاں وہ دن بھی آیا جب ایک کھجور بھی ملنا بند ہو گئی۔

تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ تھوڑے نقصان کے ساتھ اتنا بڑا انقلاب پیدا ہوا۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں مسلمانوں اور کافروں کی جو جنگیں ہوئیں ان میں دونوں طرف کے مقتولین (یعنی جو مسلمان شہید ہوئے اور جو کافر قتل ہوئے ان سب) کی تعداد تھی 1069۔ اتنے بندوں کے جانی نقصان کے ساتھ یہ انقلاب پوری دنیا میں پھیل گیا۔ جبکہ آج تو امن کے زمانے میں ہزار بندے مر جاتے ہیں۔ جنگوں کی تو بات ہی نہیں ہوتی۔ تو گویا اتنے تھوڑے عرصے میں، اتنے تھوڑے وسائل کے ساتھ اور اتنے کم نقصان کے ساتھ اتنا بڑا انقلاب پیدا کر دینا، یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی شان ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اتنی برکت ڈال دی تھی۔

⊙......ایک محدث تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی زندگی کے دنوں کو ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کتابوں کے صفحات پر تقسیم کیا گیا تو روزانہ کے چالیس صفحے بنے۔آج ہم کسی کتاب کے چالیس صفحے پڑھ نہیں سکتے اور انہوں نے روزانہ چالیس صفحے نئی کتاب کے لکھے۔اگر پہلے پندرہ بیس سال جو علم حاصل کرنے کے ہیں وہ نکال دیے جائیں تو پھر یہ اوسط چالیس سے بھی اوپر چلی جائے گی۔روزانہ نئی کتاب کے چالیس سے زیادہ صفحات لکھ دینا آسان کام نہیں ہے۔لیکن جب اللہ تعالیٰ وقت میں برکت دیتے ہیں تو تھوڑے وقت میں بندے کے زیادہ کام نکل آتے ہیں۔

⊙......حضرت اقدس تھانویؒ نے اپنی زندگی میں 2800 کتابیں لکھیں۔تفسیر بھی لکھی۔حدیث پر بھی کتابیں لکھیں،فقہ پر بھی لکھیں،تصوف پر بھی لکھیں،دین کا کونسا شعبہ ہے جس میں انہوں نے کام نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے وقت میں برکت عطا فرما دی تھی۔

قوتِ حافظہ میں برکت:

اللہ تعالیٰ کبھی کبھی انسان کی قوت حافظہ میں بھی برکت عطا فرما دیتے ہیں۔قوت حافظہ میں برکت یہ ہے کہ انسان ایک بات سنتا ہے تو وہ...... اَلنَّقْشُ کَا الْحَجَرْ (پتھر پر لکیر کی مانند)...... ہو جاتی ہے۔

⊙......علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بے مثال قوت حافظہ عطا فرمائی تھی۔ایک مرتبہ مخالفین نے عدالت میں ایک ایسی عبارت پیش کی جس کا مطلب ان کے اپنے حق میں بنتا تھا اور اہل حق کے خلاف بنتا تھا۔بہت سے علما نے وہ عبارت دیکھی تو حیران ہوئے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔کتاب بھی ٹھیک ہے اور اس میں لکھا ہوا بھی ہے۔کسی نے کہا کہ یہ عبارت حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو دکھائی جائے۔جب ان کو وہ عبارت دکھائی گئی تو حضرتؒ نے فرمایا کہ لکھنے والے کاتب کو غلطی ہوئی ہے،اس نے کتاب لکھتے ہوئے پوری ایک سطر درمیان میں سے غائب کر دی ہے،اور جب

www.besturdubooks.wordpress.com

پچھلی عبارت اگلی عبارت سے ملی تو مفہوم بدل گیا، لہٰذا اصل کتاب لائی جائے۔ چنانچہ جب اصل کتاب لائی گئی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بات سو فیصد صحیح نکلی۔ اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ میں نے ستائیس سال پہلے یہ عبارت پڑھی تھی۔

⊙...... حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے برسات کے موسم کے ختم ہونے پر سوچا کہ میں اپنی کتابوں کو ٹھیک کرلوں۔ چنانچہ ایک طالب علم سے فرمایا کہ ان کو اندر سے نکالو اور باہر دھوپ لگواؤ تاکہ نمی ختم ہو جائے اور اگر کسی کتاب کی جلد خراب ہے تو دوبارہ جلد بنا کر اندر رکھ دو۔ اس طالب نے کتابیں باہر نکالیں۔ ان میں سے وہ ایک کتاب لے کر حضرت کے پاس آیا اور کہا: حضرت! اس کتاب کو دیمک لگ چکی ہے، اور کچھ ابتدائی صفحے خراب ہو چکے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: اس کے ساتھ نئے ورق جوڑ دو اور عبارت لکھ دو۔ اس نے کہا: حضرت! مجھے عبارت تو یاد نہیں۔ پوچھا: کونسی کتاب ہے؟ عرض کیا: میبذی۔ حضرت نے پوچھا: آخری لفظ کونسا ہے؟ اس نے آخری لفظ بتایا۔ پھر حضرت نے اپنی یادداشت سے دو تین صفحات کی عبارت لکھوا کر کتاب کو مکمل کروا دیا۔

⊙...... حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد تھے مولانا غلام رسول پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ملتان سے آگے ایک علاقہ پونٹہ ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اسی علاقے سے تھا۔ انہوں نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی بہت خدمت کی اور دعائیں بھی لیں۔ ان دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قوت حافظہ عطا فرمائی کہ اپنے بیان میں فرماتے تھے کہ اگر ساری دنیا سے شرح جامی کو ضبط کر لیا جائے، ختم کر دیا جائے اور کوئی طالب علم میرے پاس آکر کہے کہ حضرت! شرح جامی کی ضرورت ہے، تو میں اپنی قوت حافظہ سے یہ کتاب کو دوبارہ لکھوا سکتا ہوں۔

⊙...... حضرت ابو ذرعہ رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث گزرے ہیں۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت! کیا آپ کو ایک لاکھ حدیثیں زبانی یاد ہیں؟ تو فرمایا: مجھے ایک لاکھ حدیثیں اس طرح یاد ہیں جیسے عام لوگوں کو سورہ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی غیر معمولی قوت حافظہ دی ہوئی تھی۔

رزق میں برکت:

اللہ تعالیٰ انسان کے رزق میں بھی برکت عطا فرما دیتے ہیں...... رزق میں برکت سے کیا مراد ہے؟...... کہ بندے کے پاس جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اس کی ضرورت کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ہم نے کئی لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پانچ سات بچے ہوتے ہیں، چھ سات ہزار تنخواہ ہوتی ہے۔ اور انہوں نے کسی کا تھوڑا سا بھی قرضہ نہیں دینا ہوتا۔ ان کا رزق ان کی ضرورتوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس کی مثالیں بھی سن لیجیے۔

⊙ ...... حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بہت ہی بھوکا تھا۔ لہٰذا عشا کی نماز پڑھنے کے بعد راستے میں ہی بیٹھ گیا۔ خیال یہ تھا کہ صحابہ گھر جاتے ہوئے دیکھ کر کہیں گے کہ چلو ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ گزرے انہوں نے سلام کیا اور چلے گئے، میں نے سوچا کہ ان کے گھر میں بھی کچھ نہیں ہوگا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی آئے، سلام کیا اور چلے گئے۔ میں نے سوچا، لگتا ہے کہ ان کے ہاں بھی فاقہ ہے۔ پھر نبی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر پیغام بھجوایا کہ اگر گھر میں کچھ ہے تو بھجواؤ۔ انہوں نے کہا: دودھ کا ایک پیالہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ دودھ کا ایک پیالہ ایک بندے کے لیے تو کافی ہو ہی جائے گا۔

جب دودھ کا پیالہ آیا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے فرمایا، ابوھریرہ! جاؤ اور اصحاب صفہ کو بلا کر لاؤ۔ ان کی تعداد ماشاء اللہ ستر تھی۔ اب میں سوچ رہا تھا کہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسروں کو بلانے جاتا ہے تو وہ پہلے دوسروں کو پلاتا ہے اور آخر میں اس کی باری آتی ہے۔ یہ دودھ کا پیالہ تو ختم ہی ہو جائے گا۔ چنانچہ جب میں واپس آیا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ابوھریرہ! یہ ان سب کو پلاؤ! میں نے دودھ پلانا شروع کیا۔ ہر بندہ اس پیالے میں سے پیتا رہا اور پیٹ بھرتا رہا، ستر بندوں نے دودھ پیا اور دودھ ویسے کا ویسا ہی تھا۔ آخر میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے فرمایا: اب تو پی! کہتے ہیں کہ میں نے خوب جی بھر کر پیا اور دودھ اتنا ہی رہا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مسکرائے اور فرمایا، ابوھریرہ! اور پیو! میں نے اور پیا، دودھ ویسے کا ویسا۔ اس کے بعد اللہ کے محبوب ﷺ نے خود نوش فرمایا۔

⊙......غزوہ خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بکری کا بچہ ذبح کرایا اور سالن بنا دیا۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ تشریف لایئے، کچھ کھانا کھا لیجیے۔ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آ کر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو بتایا کہ تو نبی علیہ السلام نے سب لوگوں میں اعلان کروا دیا کہ چلو، آج جابر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دعوت ہے۔ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو اپنے گھر کی طرف بھاگے اور بیوی سے آ کر کہا کہ وہ تو پورا لشکر آ رہا ہے۔ ان کی بیوی نے پوچھا، کیا آپ نے لشکر کو دعوت دی ہے یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت دی ہے؟ کہنے لگے: میں نے نہیں دی، میں نے تو صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعوت دی تھی۔ آگے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پورے لشکر کو دعوت دی۔ وہ کہنے لگی کہ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود دعوت دی ہے تو پھر ہمیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جب نبی اکرم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے وہ سالن نکال کر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ پورے لشکر نے کھانا کھایا اور ابھی ان کا سالن

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی بچا ہوا تھا۔ اس کو رزق کی برکت کہتے ہیں۔ اور جب رزق میں سے برکت نکل جاتی ہے تو بندہ لاکھوں کماتا ہے اور خرچ ہونے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

◉ ..... ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں خواجہ عبدالمالک ﷫ چوک قریشی والے۔ وہ ایک مرتبہ مسجد میں بیٹھ کر مجھے فرمانے لگے کہ میں اس وقت نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھا ہوں اور باوضو ہوں اور اللہ کے گھر میں بیٹھ کر آپ کو ایک بات سنا رہا ہوں جو کہ سو فیصد سچی ہے۔ چونکہ ان بزرگوں نے مجھے ڈائریکٹ یہ بات سنائی اس لیے میں پورے اطمینان کے ساتھ آپ کے سامنے وہ بات نقل کر رہا ہوں۔ فرمانے لگے کہ میں سارا دن ذکر اذکار میں مشغول رہتا تھا اور دعائیں مانگتا تھا کہ اللہ! مجھے رزق دے دے، برکت دے دے، اور اپنے شیخ سے کہتا تھا کہ آپ دعائیں کریں۔ ایک دفعہ میرے شیخ نے تقریباً بیس کلوگرام گندم کا ایک گٹو مجھے بھیجا اور ساتھ ایک چٹ بھیجی۔ اس چٹ پر لکھا ہوا تھا ﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴾ اور فرمایا کہ یہ گندم کسی برتن میں ڈال دو اور اس کا ڈھکنا بند کر دو، پھر اس میں سے نکال کر تم اسے استعمال کرتے رہنا۔

حضرتؒ نے فرمایا کہ آج اس واقعہ کو چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے، میں اپنے گھر میں اس گندم کو آج بھی استعمال کر رہا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اس وقت میرے گھر میں دو سو، تین سو مہمان روزانہ ہوتے ہیں، وہ بھی یہی کھاتے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ سال میں جب اجتماع میں ہزاروں لوگ آتے ہیں تو وہ بھی یہی گندم کھاتے ہیں۔

◉ ..... ایک مرتبہ میرے پاس ایک جنرل منیجر صاحب آئے۔ وہ دو ٹیکسٹائل ملوں کے منیجروں کے اوپر جنرل منیجر تھے۔ اس وقت ان کی تنخواہ ایک لاکھ روپیہ ماہانہ تھی، یہ اس زمانے کی بات ہے جب ڈالر کا ریٹ اٹھارہ روپے تھا، آج تو ڈالر کا ریٹ ساٹھ روپے ہے۔ اس وقت انجینئر کی تنخواہ بھی دو تین ہزار ہوتی تھی۔ ماہانہ تنخواہ ایک لاکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

روپیہ تھی اور گھر میں کل پانچ بندے تھے، دو میاں بیوی اور تین بچے۔ بڑا بچہ بارہ سال کا، دوسرا دس سال کا اور تیسرا آٹھ سال کا۔ پھر کہنے لگے کہ مل مالک نے دو تین گاڑیاں بھی دی ہوئی ہیں...... پٹرول بھی فری ہے...... ڈرائیور بھی دیا ہوا ہے...... کک بھی ملا ہوا ہے...... سیکورٹی گارڈ بھی دیئے ہوئے ہیں...... میری تنخواہ کا ٹیکس بھی مالک ادا کرتا ہے...... بجلی اور ٹیلیفون کا بل بھی وہی ادا کرتا ہے...... میں ایک لاکھ روپیہ اپنے گھر لے کے آتا ہوں۔

میں نے پوچھا کہ پھر آپ کا مسئلہ کیا ہے؟ یہ سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگے: میرے خرچ پورے نہیں ہوتے...... اب ذرا سوچیں کہ ایک لاکھ روپیہ تنخواہ تھی اور تین بچے تھے، اور کہتے تھے کہ میرے خرچ پورے نہیں ہوتے۔ میں تو حیران ہی ہو گیا!!

پھر میں نے اپنی معلومات کے لیے ان سے پوچھا، جی آپ کا یہ مسئلہ کیسے بنتا ہے؟ اس نے کہا: میں نے ڈیفنس لاہور میں کوٹھی کے لیے پلاٹ خریدا۔ اس کی قیمت 65 لاکھ روپے تھی۔ جب تعمیر شروع کی تو ایک اور بندہ آ کر کہنے لگا کہ یہ تو میرا پلاٹ ہے۔ پتہ چلا کہ جس نے وہ پلاٹ بیچا تھا اس نے وہی پلاٹ کسی اور کو بھی بیچ دیا تھا۔ یوں میرے ساتھ دھوکا ہوا اور میرے 65 لاکھ روپے چلے گئے...... پھر دوبارہ ایک جگہ پلاٹ خریدا۔ تعمیر کرنے کے لیے نقشہ بنوایا اور ایک ٹھیکیدار کو بلوایا۔ ٹھیکیدار نے کہا کہ جی مجھے دس پندرہ لاکھ روپے ایڈوانس دیں، میں یہ لاؤں گا اور وہ لاؤں گا۔ چنانچہ اس نے پیسے لے کر کام شروع کیا۔ اس کے دوران ہی اس کو کوئی اچھا کام مل گیا اور وہ سامان لے کر وہاں چلا گیا۔ یوں میرے پندرہ لاکھ چلے گئے...... ایک مرتبہ میری بیوی نے کہا: مجھے تو فلاں گاڑی جو 45 لاکھ کی ہے وہ پسند ہے، مجھے وہ لے کر دو۔ میں نے وہ لے کر دی، ابھی اس کی نمبر پلیٹ نہیں لگی تھی کہ میں شہر میں کسی کام

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لئے بینک میں گیا۔ گاڑی کو کھڑا کر کے اندر گیا اور جب باہر آیا تو پتہ چلا کہ کوئی گاڑی تیزی سے آ رہی تھی، ڈرائیور کے ہاتھ سے بے قابو ہوئی اور اس نے ڈائریکٹ میری گاڑی میں آ کر گاڑی ماری اور میری گاڑی ٹوٹل زیرو ہوگئی۔ وہ 45 لاکھ بھی چلے گئے۔

میں نے ساری روداد سن کر انہیں کہا کہ اصل مسئلہ رزق کی کمی کا نہیں ہے، بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے رزق میں برکت نہیں ہے۔ جب تک برکت نہیں ہوگی آپ کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کہنے لگے: برکت کیسے آئے گی؟ میں نے کہا، نیکی اور تقویٰ سے...... خیر، اللہ نے مہربانی فرمادی۔ وہ سمجھدار آدمی تھا۔ اس نے اپنی زندگی کو بدلا، نیک نمازی بن گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی میں خوشیاں عطا فرمادیں۔ یوں اس کی زندگی میں بھی برکت پیدا ہوگئی۔

☆...... ہمارے ہاں یہیں جھنگ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ اس میں ایک ایسی عورت تھی جس کو حاتم طائی کی بہن کہا جاتا تھا۔ وہ بڑی سخیہ عورت تھی۔ اس کی یہ عادت تھی کہ اگر اس کے دروازے پر کوئی فقیر یا مسکین آجاتا تو وہ اسے خالی نہیں جانے دیتی تھی، وہ اسی گاؤں کے نمبردار کی بیوی تھی، گویا ذی حیثیت بھی تھی۔

یہ گاؤں سڑک کے بالکل کنارے پر نہیں بلکہ مین روڈ سے کچھ فاصلے پر تھا۔ ہوتا یہ تھا کہ اندر کے دیہاتوں کے لوگ آٹھ دس کلومیٹر سے چل کے آتے، سڑک کے کنارے پہنچتے اور یہاں سے گاڑی پر بیٹھ کر شہر جاتے تھے۔ کئی دفعہ گاڑی چلی جاتی تو ان لوگوں کو رات وہیں گزارنی پڑ جاتی تھی اور سڑک کے کنارے پر کوئی انتظام بھی نہیں تھا۔ کئی دفعہ واپس آنے والے لوگ اس بات سے پریشان ہوتے تھے کہ رات دیر ہوجاتی تھی اور بیوی بچے بھی ان کے ساتھ ہوتے تھے اور وہ ویرانے میں سفر کر کے گاؤں میں پہنچنے سے گھبراتے تھے۔ چنانچہ وہ بھی وہیں سڑک پر ہی ٹھہر جاتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔ جبکہ وہاں کسی قسم کا انتظام بھی نہیں ہوتا تھا۔

اس عورت کے دل میں خیال آیا کہ میں وہاں کوئی ایسا انتظام کر دیتی ہوں کہ لوگوں کو کوئی مشکل نہ ہو۔ چنانچہ اس نے وہاں ایک کمرہ بنوا دیا۔ اس سے لوگوں کو آسانی ہوگئی۔ پھر اس نے وہاں پانی کا بندوبست بھی کروا دیا۔ اس سے ان کے لیے اور بھی آسانی ہوگئی۔ پھر اس نے وہاں لسی بھی پہنچانی شروع کر دی جس سے اور بھی آسانی ہوگئی۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ لوگ بے چارے بھوکے ہوتے ہیں، چلو ان کے لیے کچھ دال روٹی کا ہی انتظام کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے وہاں لنگر شروع کروا دیا اس سے لوگوں کے لئے اور زیادہ آسانی ہوگئی۔ اب کئی مفت خورے لوگ پلاننگ ہی ایسے کرتے کہ ہم شہر سے چلیں گے، رات کو وہیں ٹھہریں گے۔ کھانا بھی کھائیں گے اور صبح آگے جائیں گے۔ چنانچہ کبھی بیس، کبھی تیس اور کبھی پچاس مہمان روزانہ ہوتے تھے۔ بہر حال ایک خیر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

کچھ لوگ ضرورت سے زیادہ عقلمند ہوتے ہیں، ایسے لوگوں سے اللہ حفاظت فرمائے۔ گاؤں کا ایسا ہی ایک آدمی اس عورت کے خاوند کو ملا اور اسے کہنے لگا: لگتا ہے کہ تمہارے پاس مفت کا مال ہے، کیا درخت سے پیسے توڑ کر لاتے ہو میاں! اور کہیں خرچ نہیں ہوتے تو ہمیں دو، ہم خرچ کر کے دکھاتے ہیں۔ اس نے پوچھا، بھئی! کیا بات ہے، آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ کہنے لگا، تمہاری بیوی نے جو یہ لنگر شروع کروایا ہوا ہے، یہاں ہر قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں، مفت خورے پڑے رہتے ہیں اور کھانا کھاتے رہتے ہیں۔ لگتا ہے کہ تمہیں کہیں سے مفت کا مال ہی ہاتھ آیا ہوا ہے۔ اس نے کچھ ایسی زہریلی باتیں کیں کہ اس نمبردار نے وہ لنگر بند کروا دیا۔

جب لنگر بند ہوا تو وہ خاتون بہت غمزدہ ہوئی، لیکن وہ بڑی سمجھدار تھی، وہ خاموش رہی اور خاوند سے بات تک نہ کی۔ تاہم وہ بات کرنے کے لیے کسی مناسب موقع کی

www.besturdubooks.wordpress.com

تلاش میں تھی۔ دو تین دن کے بعد خاوند نے بیوی سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تم مجھے بہت بجھی بجھی لگ رہی ہو۔ کہنے لگی: ہاں، بس ایسے ہی ذرا پریشانی ہے۔ اس نے کہا: چلو میں تمہیں اپنے رقبے پر لے جاتا ہوں، وہاں باغات بھی ہیں، کھیت بھی ہیں، وہاں تم چلو پھرو گی تو طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ رقبہ میں چلی گئی۔

وہاں جا کر اس نے تھوڑی دیر کے لیے ادھر ادھر گھوم کر وقت گزارا۔ پھر کنویں کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے چلتے ہوئے کنویں کے اندر دیکھنا شروع کر دیا۔ خاوند نے کہا: اب رات ہونے والی ہے، چلو گھر واپس چلتے ہیں۔ کہنے لگی: ہاں ابھی چلتے ہیں۔ اس نے پھر پوچھا: تم یہاں بیٹھی کیا دیکھ رہی ہو؟ کہنے لگی: بس ایسے ہی کنویں کو دیکھ رہی ہوں۔ اس نے پوچھا: بتاؤ تو سہی آخر کیا دیکھ رہی ہو؟ وہ کہنے لگی: میں دیکھ یہ رہی ہوں کہ اس کنویں کے اندر خالی ڈول جا رہے ہیں اور سب کے سب پانی سے بھر کے واپس آ رہے ہیں اور نیچے پانی جیسے تھا وہ ویسا ہی ہے، ختم ہی نہیں ہو رہا۔ اب خاوند نے کہا: اللہ کی بندی! یہ تو سارا دن اور ساری رات بھی کنواں چلتا رہے تو کنویں کا پانی نہ تو کم ہوتا ہے اور نہ ہی ختم ہوتا ہے۔ اس نے کہا: اچھا! ایسے ہی ہوتا ہے؟ خاوند نے کہا: ہاں یہ تو کنواں ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے، کنویں کا پانی ختم نہیں ہوتا۔ جب خاوند نے یہ کہا: تب بیوی نے آگے سے جواب دیا: اچھا! اگر کنوؤں کا پانی ختم نہیں ہوتا تو ایک کنواں اللہ نے ہمارے گھر میں بھی تو جاری کر دیا تھا، وہ لنگر خانہ بھی تو ایک کنواں ہی تھا، تمہیں کیوں اس کے بارے میں ڈر ہوا کہ لوگ آ آ کر کھا رہے ہیں ا، ہمارا رزق ختم ہو جائے گا۔ لو جی خاوند کی سمجھ میں بات آ گئی اور اس نے دوبارہ وہ لنگر جاری کروا دیا۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ جب تک وہ نیک بندی زندہ رہی اس کا لنگر لوگوں کے لیے چلتا رہا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

برکت کے اسباب

اب ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ برکت کے اسباب کیا ہیں؟ اس کے کئی اسباب ہیں۔

☆......تقویٰ:

تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کی صحت میں، رزق میں، عزت میں، اولاد میں، دین میں، غرض ہر چیز میں برکت عطا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ﴾ (الاعراف:۹۷)

''اگر یہ بستی دیسوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے ان کے لئے کھول دیتے''

تو جو بندہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں برکت دے دیتے ہیں۔ یہ قرآنی فیصلہ ہے اور کائنات کی یہ صداقت ہے، یہ پکی سچی اور ٹھوس بات ہے کہ جو بندہ بھی تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں برکت عطا فرما دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والوں کو کبھی رزق کی پریشانی نہیں ہوتی۔ مثلاً:

☆...... ہمارے ایک دوست تھے۔ وہ کہنے لگے کہ میں ایک اللہ والے کے پاس بیٹے کی دعا کروانے کے لیے گیا اور اللہ نے مجھے ان کی دعا سے بیٹا دے بھی دیا۔ پھر میں نے ان کی خدمت میں ایک روپیہ بطور ہدیہ پیش کیا اور عرض کیا کہ حضرت! آپ کا لنگر چلتا ہے، لوگ آکر کھاتے پیتے ہیں اور مہمان نوازی کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا آپ یہ قبول کر لیں۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میرا ایک مکتبہ ہے، میں اس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کتابوں کا کچھ کام کرتا ہوں اور مجھے وہاں سے مہینے میں پچیس روپے بچتے ہیں اور میرے وہ پچیس روپے ختم ہی نہیں ہوتے، واقعی ایسی ہی بات ہے کہ اللہ والوں کے پچیس روپے ختم ہی نہیں ہوتے۔

☆.....جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ حضرت! حج کا ارادہ ہے مگر وسائل نہیں ہیں، دعا فرما دیجیے۔ حضرت نے دعا بھی فرمائی اور فرمایا کہ یہ چونی لے جاؤ، جو خرچ ہو، کر لینا اور باقی واپس کر دینا۔ وہ جیب میں چونی ڈال کر حج کرنے کے لیے گاؤں سے باہر نکلا، اس کی نظر ایک قافلے پر پڑی۔ جب وہ قافلہ قریب سے گزرنے لگا تو قافلے والوں نے پوچھا: کیا حال ہے؟ ہم حج پر جا رہے ہیں۔ اس نے کہا: حج کے لیے جانے کا ارادہ تو میرا بھی ہے۔ قافلے والوں نے جب یہ سنا تو انہوں نے کہا: اچھا! ہمارے ایک ساتھی بھی حج پر جانے والے تھے وہ آ نہیں سکے۔ اس لیے ہمارے پاس ایک اونٹ خالی ہے، آؤ! ہمارے ساتھ ہی چلو، ہم تمہیں سواری کے لیے اونٹ بھی دیتے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی کھانا کھانا۔ چنانچہ وہ مہمان بن کر ان کے ساتھ گیا اور حج کر لیا۔ واپسی پر ایک اور قافلہ مل گیا، اس قافلے والوں نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک آدمی حج کے موقع پر فوت ہو گیا ہے، اس کا اونٹ خالی ہے۔ آؤ! ہم تمہیں واپس پہنچا دیتے ہیں، ہمیں بھی وہیں جانا ہے۔ چنانچہ اس قافلے والوں نے اسے اس کے گاؤں پہنچا دیا۔ حج سے واپسی پر وہ حضرت کے پاس پہنچا۔ حضرت نے پوچھا: سناؤ بھئی! کیسے رہے؟ اس نے کہا کہ حضرت! میرا حج تو مفت میں ہی ہو گیا ہے اور مجھے وہ چونی کہیں خرچ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اچھا! پھر میری چونی واپس کر دو۔

☆.....قربِ قیامت میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں ایمان والے ہوں گے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ اتنی برکت دیں گے کہ ایک گائے

www.besturdubooks.wordpress.com

کا دودھ پورے خاندان کے لیے کافی ہو جایا کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رزق میں برکت دے دیتے ہیں۔

(2)......ذکرِ الٰہی:

اللہ کی ذات میں بھی برکت ہے اور اللہ کے نام میں بھی برکت ہے۔ اللہ کی ذات میں برکت کیسے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴾ (الملك: 1)

''برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے ملک''

اللہ کا نام بھی برکت والا ہے......وہ کیسے؟......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ (الرحمن :78)

'' برکت والا نام ہے تیرے رب کا ''

چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی برکت والی ہے اور اس کا نام بھی برکت والا ہے، لہٰذا جو بندہ ہر اچھا کام کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا عادی ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام میں برکت عطا فرما دیتے ہیں۔ بلکہ مفسرین نے لکھا ہے کہ عربی میں ''اسم'' کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا ایک معنی ''نام'' ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ۔'' اور اس کا ایک معنی ''برکت'' بھی ہے۔ اس طرح بسم اللہ کا ترجمہ یوں بنے گا ''شروع کرتا ہوں اللہ کی برکت کے ساتھ''۔ چنانچہ ہماری چھوٹی عمر میں جو بڑی بوڑھی عورتیں ہوتی تھیں وہ اٹھتے بیٹھتے کہا کرتی تھیں ''اللہ دی برکت نال، اللہ دی برکت نال'' اب ہمیں خیال آتا ہے کہ واقعی کسی نے بڑا اچھا سبق پڑھایا تھا۔ بہرحال، جو بندہ ذکر کرنے کا عادی ہو یا ہر اچھے کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا عادی ہو، اللہ تعالیٰ اس بندے کے کاموں میں برکت

www.besturdubooks.wordpress.com

عطا فرما دیتے ہیں۔

(3)......دعا بدرگاہ خدا:

برکت کے نزول کا تیسرا سبب ''دعا بدرگاہ خدا'' ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ دعا مانگتا ہے تو دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ برکتیں عطا فرما دیتے ہیں۔ جیسے:

☆......حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے چیزیں یاد نہیں رہتی تھیں، میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی دعا دی کہ اس کے بعد اتنی چیزیں یاد رہتی تھیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ روایت حدیث کرنے والے یہی صحابی بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی برکت عطا فرما دی۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت کی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا دی کہ اللہ آپ کی عمر میں، رزق میں اور اولاد میں برکت عطا فرمادے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان تینوں چیزوں میں اتنی برکت عطا کی کہ ایک سو چالیس (140) پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں، میں نے اپنی زندگی میں خود دیکھے۔ اللہ نے اولاد میں اتنی برکت دی۔

اور اللہ نے رزق میں اتنی برکت عطا کی کہ میں سونے کی اینٹ کو لکڑی کاٹنے والے کلہاڑے کے ساتھ توڑا کرتا تھا۔ اب آپ بتائیں جو سونا کلہاڑے کے ساتھ توڑا جاتا تھا وہ کیا چند تولے ہوتا تھا؟ اللہ نے ان کو اتنا رزق دیا......

اور عمر میں بھی یہ برکت دی کہ سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ تو نبی علیہ السلام کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں، رزق میں اور عمر میں اتنی برکت عطا فرما دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(4)......معیتِ اکابر:

برکت کے حصول کا چوتھا سبب ''اپنے بڑوں کے ساتھ رہنا'' ہے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ

(تمہارے لیے برکت، اپنے بڑوں کے ساتھ رہنے میں ہے)

انسان کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں، ایک پہلو دنیا کا ہے۔ لہٰذا دنیا کے معاملات میں جو بندہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے اور ان کی دعائیں لے، اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دے دیتے ہیں۔ دوسرا پہلو دین کا ہے۔ لہٰذا دینی معاملات میں جو بندہ اپنے اساتذہ اور مشائخ کی خدمت کرے اور اس سے دعائیں لے، اللہ تعالیٰ اس کے دین میں برکت عطا فرما دیتے ہیں۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان والدین کی خدمت کرنے کا بڑا شوقین تھا۔ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ ساری جائیداد تم آپس میں تقسیم کر لینا اور ماں باپ کی خدمت میرے سپرد کر دینا۔ بھائی کہنے لگے کہ بہت اچھا! چنانچہ یہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرتا رہا۔ ماں اسے دعائیں دیتی تھی کہ اللہ تیرے رزق میں برکت دے۔ ایک دن وہ بھی آیا جب اس کے ماں باپ فوت ہو گئے۔

ایک رات اس نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں پتھر کے نیچے سو دینار پڑے ہوئے ہیں تم جا کر اٹھا لو۔ چونکہ یہ ماں باپ سے برکت کا لفظ سنتا رہتا تھا اس لیے اس نے کہنے والے سے پوچھا: کیا ان میں برکت ہوگی؟ اس نے کہا: برکت تو نہیں ہوگی۔ کہنے لگا: میں نہیں لیتا۔ اس نے صبح اٹھ کر بیوی کو بتایا۔ بیوی نے کہا کہ اٹھا لو، کیا فرق پڑتا ہے۔ اس نے کہا: نہیں جب برکت ہی نہیں ہوگی تو میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کیوں لوں؟ پھر دوسری رات بھی خواب آیا اور بتایا گیا کہ فلاں پتھر کے نیچے دس دینار پڑے ہیں، لینے ہیں تو جاؤ لے لو۔ پوچھا کہ کیا ان میں برکت ہوگی؟ جواب ملا کہ ان میں برکت نہیں ہوگی۔ پھر اٹھ کر بیوی کو بتایا تو وہ کہنے لگی کہ اب تو اٹھا لو۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں اٹھاتا۔ وہ پھر کہنے لگی، اگر اٹھاتے نہیں تو جا کر دیکھ تو لو کہ پڑے بھی ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا، میں نے دیکھنا بھی نہیں۔ تیسری رات پھر خواب آیا اور کسی نے کہا، اب صرف ایک دینار باقی بچ گیا ہے، جاؤ اور وہ لے لو، تم نے ماں باپ کی خدمت کی ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا اس میں برکت ہوگی۔ جواب ملا کہ ہاں اس ایک دینار میں برکت ہوگی۔

چنانچہ صبح کے وقت اس نے وہ دینار جا کر اٹھا لیا۔ واپس آتے ہوئے اس کے دل میں خیال آیا کہ مدت گزر گئی، کوئی مزے کا کھانا نہیں کھایا، آج تو ایک دینار پاس ہے، چلو کوئی چیز خرید کر لے جاتا ہوں۔ راستے میں اس نے ایک بندے کے پاس بڑی سی مچھلی دیکھی۔ اس نے کچھ پیسوں کی وہ مچھلی خرید لی اور بیوی کو جا کر دی اور کہا کہ اس کا مزیدار سالن تیار کرو۔ اس کی بیوی نے جب اس مچھلی کو چیرا تو اس مچھلی کے پیٹ سے ایک ایسا ہیرا نکلا جو اتنا قیمتی تھا کہ اس نے جا کر جب اسے سنارے کو بیچا تو اس کی پوری زندگی کے خرچے کے لیے وہ کافی ہو گیا۔

برکت ختم ہونے کے اسباب

برکت ختم ہونے کے بھی کچھ اسباب ہیں۔

(1)......نیت میں کھوٹ ہونا:

سب سے پہلا سبب ''نیت کا کھوٹا ہونا'' ہے۔ جب بھی کسی بندے کی نیت میں فرق آتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندے کے ہاں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنی عجیب بات ہے! اس کا نیت کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔ جب تک نیت صاف رہتی ہے برکت رہتی ہے، جیسے ہی نیت بدلتی ہے برکت ہٹ جاتی ہے۔

جب بادشاہ کی نیت بدلی......

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا۔ وہ کہیں شکار کے لیے گیا۔ واپسی پر اسے پیاس لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے انار کے ایک باغ میں اپنی سواری روکی اور باغ کے مالک سے کہا کہ مجھے کچھ پلاؤ۔ اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ جاؤ اور ان کے لئے انار کا شربت لاؤ۔ وہ لڑکی گئی اور اس نے جا کر ایک انار توڑا، جب اس نے اس انار کو نچوڑا تو اس ایک انار سے پورا گلاس بھر گیا۔ جب بادشاہ نے انار کا جوس پیا تو اسے بہت ہی مزیدار لگا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اتنا اچھا باغ تو بادشاہ کے پاس ہونا چاہیے۔ تو کیوں نہ اسے اونے پونے دام دے کر اس سے باغ لے لوں۔ اس نے دل میں یہ فیصلہ کر لیا۔

پھر کہنے لگا: اچھا! ایک اور گلاس پلا دو۔ اب پھر وہ لڑکی گئی اور ایک انار توڑ کر لائی جب اس نے اسے نچوڑا تو تیسرا حصہ گلاس بھرا، دوسرا لا کر نچوڑا تو اور بھر گیا، اور جب تیسرا انار نچوڑا تب گلاس بھرا۔ اب بادشاہ نے پیا تو ذائقہ بھی ویسا نہیں تھا۔ تو بادشاہ نے پوچھا: کیا تم اسی درخت سے پھل لائی ہو یا درخت بدل گیا ہے؟ وہ لڑکی سمجھدار تھی۔ کہنے لگی کہ بادشاہ سلامت! درخت تو نہیں بدلا، مجھے لگتا ہے کہ کہیں تمہاری نیت نہ بدل گئی ہو تو بادشاہ کی نیت بدلتے ہی اس میں سے برکت نکل گئی۔ آج دیکھیں تو آپ کو اکثر لوگوں کی نیت میں فرق نظر آئے گا۔ پھر برکتیں کیسے ہوں۔ نہ زندگی میں برکت اور نہ ہی دین میں برکت، کسی چیز میں برکت ہوتی ہی نہیں۔ ......الا ماشاءاللہ...... پانچوں انگلیاں برابر تو نہیں ہوتیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حسنِ نیت سے کروڑوں پتی بن گیا:

مجھے کل ایک آدمی ملا۔ وہ کہنے لگا کہ جب میں نے اپنی نوکری چھوڑی تو میرے پاس ایک لاکھ روپیہ جمع تھا۔ میں نے اس سے کاروبار شروع کر دیا اور ایک بندے نے دھوکے سے وہ لاکھ روپیہ بھی ختم کر دیا۔ میرے پاس کچھ بھی نہ بچا۔

اس کے بعد ایک اللہ والے سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو دعاؤں کے لیے کہا۔ وہ اللہ والے مجھے کہنے لگے کہ بھئی! رزق کون دیتا ہے؟ میں نے کہا: اللہ۔ کہنے لگے کہ جب رزق اللہ دیتا ہے تو پھر تم کیوں اتنے پریشان ہو؟ تم یہ نیت کر لو کہ یا اللہ! میں نے کسی بندے کا حق نہیں کھانا۔ میرا حق اگر کوئی کھائے تو میں اسے معاف کر دوں گا لیکن ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن کوئی میرا گریبان پکڑے، یہ نیت کر لو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ نیت کر لی کہ میں نے کسی کا حق نہیں کھانا اور میں نے چھوٹی موٹی مزدوری شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے چند سالوں کے اندر مجھے کروڑوں پتی کر دیا۔

برکتوں کے فیصلے:

بنوں میں ایک صاحب ملے۔ وہ کہنے لگے: میں بہت ہی غریب آدمی تھا اور مزدوری کرتا تھا۔ میں نے دل میں ایک نیت کی کہ اللہ! میں زمین خریدوں گا اور پلاٹ بنا کر بیچوں گا، مگر سب سے پہلے آپ کا گھر بناؤں گا، سب سے پہلے مسجد بناؤں گا۔ بس انہوں نے یہ نیت کر لی۔ کہنے لگے: اس کے بعد میں نے کام شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے دس سال کے اندر مجھے مزدوروں سے اٹھا کر کروڑ پتی لوگوں میں شامل کر دیا۔ صرف ایک نیت کی تھی کہ تیرا گھر بناؤں گا، اللہ نے اسی نیک نیتی پر برکتوں کے فیصلے فرما دیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(2)......معصیت:

برکتوں کو ختم کرنے کا دوسرا سبب ''معصیت'' ہے۔ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رزق میں سے برکت نکال دیتے ہیں۔ چنانچہ کتنے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پیسہ تو زیادہ کما کر لے آتے ہیں مگر اس پیسے کے اندر برکت نہیں ہوتی، الٹا زیادہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مال زیادہ دے دیتے ہیں اور اولاد کو نافرمان بنا دیتے ہیں۔ مال زیادہ مل جاتا ہے مگر بیوی بدکردار بن جاتی ہے، کیا فائدہ ایسے مال کا؟

سود کی لعنت ایسی ہوتی ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں سینکڑوں بندوں کو ڈوبتے دیکھا ہے۔ اس لیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ جو ہوئی۔ سود کا کاروبار کرنے والے بندے کے مال میں کیسے برکت ہو سکتی ہے! کتنے بندوں کو دیکھا کہ اچھا بھلا کام حلال کے رزق کے ساتھ شروع کرتے ہیں اور پھر کام کو بڑھانے کے لئے بینکوں سے سود پر قرضے لیتے ہیں اور جو کچھ اپنا ہوتا ہے وہ بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

(3)......بدنظری:

برکتوں کے ختم ہونے کا تیسرا سبب ''بدنظری'' ہے۔ آپ غور کریں کہ جتنی عورتیں بے پردہ پھرنے کی عادی ہیں، بازاروں میں ڈوپٹے لے کر پھرتی رہتی ہیں، ان کے چہرے کھلے ہوتے ہیں، سینے کھلے ہوتے ہیں اور دکانداروں کے پاس جارہی ہوتی ہیں۔ ان عورتوں کے اندر سے برکت ختم ہو جاتی ہے، کیا مطلب؟ برکت ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خاوندوں کو ان سے تسکین نہیں ہوتی۔ وہ اپنے خاوندوں کے پاس رہتی ہیں، اس کے ساتھ وقت گزارتی ہیں، جو خاوند چاہتا ہے وہ سب کچھ کرتی ہیں، لیکن ان کے خاوندوں کا دل ان سے سیراب نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پریشان رہتی ہیں کہ میرا خاوند فلاں سے تعلق رکھتا ہے اور فلاں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حکمِ خدا کو توڑا اور اللہ نے ان کی ذات میں سے برکت ختم کر دی۔ نیک، پردہ دار اور دین دار عورتیں اتنی خوبصورت بھی نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی ذات میں ایسی برکت دے دیتا ہے کہ ان کے خاوند ان سے مطمئن ہوتے ہیں۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے رزق میں، عزت میں، دینداری میں برکت عطا فرمائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے گناہوں سے سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور تقویٰ کی زندگی گزاریں پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کیسے برکتیں نازل فرماتے ہیں۔ ہماری پریشانیوں کا حل یہ نہیں ہے کہ اگر پانچ ملتے ہیں تو دس ملنے لگ جائیں، دس ملتے ہیں تو پچاس ملنے لگ جائیں، نہیں، اس کا حل یہ ہے کہ زندگی میں برکت آجائے اور جب برکت آئے گی تو اللہ تعالیٰ تمام پریشانیوں کو دور کر دیں گے اور خوشیوں بھری زندگی عطا فرما دیں گے۔

حصول برکت کی دعائیں:

نبیِ رحمت ﷺ نے اللہ رب العزت سے یہ برکتیں حاصل کرنے کے لیے دعائیں بھی سکھائیں ہیں۔ اسکی بھی چند مثالیں پیش کر دیتے ہیں:

⊙......ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم کھانا تو کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم علیحدہ علیحدہ کھانا کھاتے ہو گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اکٹھے ہو کر ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو تو اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں گے، علاوہ ازیں کھانا کھانے سے پہلے برکت کے لفظ کے ساتھ بھی دعا مانگنا سکھائی گئی ہے اور وہ دعا یہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ

[اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی دی ہوئی برکت پر (ہم یہ کھانا کھاتے ہیں)]

⊙...... بلکہ جب کھانا کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھا جائے تو کھانا شروع کرنے سے پہلے بھی پڑھنے کے لیے دعا سکھائی گئی ہے......اس وقت کون سی دعا پڑھی جائے؟ وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ اَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ

[اے اللہ! تو اس کھانے میں برکت عطا فرما اور اس سے بھی بہتر کھانا کھلا]

⊙...... جو میزبان مہمان کی خدمت کرتا ہے اس کے لیے بھی مہمان کو برکت مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ اس وقت یہ دعا مانگنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ فَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

((اے اللہ! تو نے جو رزق ان کو دیا ہے اس میں اور برکت دے اور پھر ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم کر))

⊙......دودھ اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ چنانچہ جب پینے کے لیے دودھ سامنے آئے تو بھی برکت مانگنے کی تعلیم دی ہے۔ اس وقت یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ زِدْنَا مِنْهُ

(اے اللہ! تو اس دودھ میں برکت عطا فرما اور اس سے زیادہ عطا فرما)

⊙...... جب موسم کا نیا پھل لایا جائے تو سب سے پہلے چھوٹے بچے کو دیا جائے اور اس کو دیکھنے کے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِنَا

www.besturdubooks.wordpress.com

(اے اللہ! تو ہمارے پھلوں میں برکت دے، اور ہمارے شہر میں برکت دے اور ہمارے صاع (بڑے پیمانوں) میں برکت دے اور ہمارے مُد (چھوٹے پیمانوں) میں برکت دے)

⊙......طواف میں یا حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بھی برکت مانگنے کی دعا سکھائی گئی، چنانچہ اس وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ بِخَیْرٍ

(اے اللہ! جو تو نے مجھے روزی عطا کی ہے اس پر تو مجھے قناعت دے اور اس میں میرے لیے برکت بھی دے اور جو میری نظروں سے غائب ہے (اہل و عیال) اس پر تو خیر و برکت کے ساتھ میرا قائم مقام بن جا (یعنی میرے پیچھے ان کی حفاظت فرما)

⊙......درودِ ابراہیمی میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نزولِ رحمت کی دعا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ وہاں آپ ﷺ کے لیے نزولِ برکات کی دعا سکھائی گئی ہے۔ اسی لئے ہم درودِ ابراہیمی میں یہ دعا پڑھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارِكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

⊙......نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

اَفْشُوْا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ (سلام کو پھیلاو)

اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی صرف السلام علیکم کہے تو اسے دس نیکیاں ملتی ہیں، اگر کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو اسے بیس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور اگر کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو اسے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ تو یہ سلام ملاقات کے

www.besturdubooks.wordpress.com

آداب کا سب سے پہلا ادب ہے اور اس میں بھی ہم ایک دوسرے کو برکت کی دعا دے رہے ہوتے ہیں۔

⊙ ......جس شخص کی شادی ہوئی ہو اس کو جو دعا دی جاتی ہے اس میں بھی برکت کا لفظ ہے۔ چنانچہ اس وقت یہ دعا دی جائے۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ

[اللہ مبارک کرے اور تم پر برکتیں نازل فرمائے اور خیر و خوبی کے ساتھ تمہیں رہنا سہنا نصیب کرے]

⊙ ...... جب سواری کسی منزل پر ٹھہرنے لگے تو بھی برکت کی دعا کی تعلیم دی گئی ہے خواہ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرنا ہو۔ وہ دعا یہ ہے:

رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (المومنون:29)

(اے میرے پروردگار! مجھے برکت والی جگہ پر اتاریے اور آپ سب سے بہتر اتارنے والے ہیں)

⊙ ......وضو کے درمیان بھی برکت مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے، چنانچہ اس وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَ وَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ

(اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجیے اور مجھے کشادگی عطا فرمائیے، میرے گھر میں اور میرے رزق میں برکت دیجیے)

⊙ ......رزق میں برکت کے لیے یہ دعا مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ فَضْلِكَ وَ رِزْقِكَ ـ

(اے اللہ! آپ ہم پر اپنی برکتوں، اپنی رحمتوں، اپنے فضل اور اپنے دیے ہوئے رزق میں فراغت اور فراخی عطا فرمائیے)

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ......کسی بستی میں داخل ہوتے وقت بھی برکت مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ اس وقت کی دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْھَا (اے اللہ! تو ہمیں اس بستی میں خیر و برکت عطا فرما)

⊙ ......ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص روزانہ پچیس مرتبہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَ فِی مَا بَعْدَ الْمَوْتِ

(اے اللہ! میرے لیے موت میں بھی برکت دے اور موت کے بعد کی زندگی میں بھی برکت دے)

اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کے رتبے پر فائز کر دیتے ہیں، یہ ہے حقیقی برکت۔ اس طرح کی اور بھی بے شمار دعائیں ہیں جن میں برکت کے حاصل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت میں خیر و برکت عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

واخر دعونا ان الحمدلله رب العٰلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ وَ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ ﴾

(الذّٰرِيٰت: ٥٥)

تعلیماتِ اسلامی کا نچوڑ

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: زینب مسجد، معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

بتاریخ: 25 اکتوبر 2008ء برموقع: سالانہ نقشبندی اجتماع

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

نصیحت الگ چیز ہے اور تنقید الگ چیز ہے۔ ہم لوگ تنقید زیادہ کرتے ہیں، نصیحت نہیں کرتے۔ نصیحت میں دردِ دل ہوتا ہے، اخلاص ہوتا ہے، محبت ہوتی ہے، اپنائیت ہوتی ہے۔ اور تنقید تو دشمن بھی کرتے ہیں۔ لوگ تنقید کو پسند نہیں کرتے البتہ نصیحت کو پسند کرتے ہیں۔

انبیائے کرام اپنی قوم کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ ﴿اِنِّیْ لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ﴾ [بے شک میں تمہارے لیے نصیحت کرنے والا اور امانت دار ہوں] دیکھا! نصیحت فرماتے تھے۔ چنانچہ جب انسان دردِ دل کے ساتھ بات کرے تو وہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تعلیمات اسلامی کا نچوڑ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿ وَ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ ﴾
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

نصیحت سے فائدہ اٹھانا:

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

﴿وَ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الذّٰریٰت :55)

[آپ نصیحت کیجیے، بے شک نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے]

اللہ رب العزت نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ وہ نصیحت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ گو ظاہر میں نصیحت کو نہ مانے، اگرچہ وہ اپنے خبثِ باطن کی وجہ سے نصیحت کو رد کر دے، مگر اس کا دل تسلیم کر لیتا ہے۔ جیسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کو دین پر آنے کے لیے نصیحت فرمائی تو ظاہر میں انہوں نے انکار کیا، لیکن ان کے دل تسلیم کر گئے۔ قرآن مجید نے تصریح کر دی کہ ﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ﴾ (البقرۃ:۱۴۶) (وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں) دل تو ان کو تسلیم کرتے تھے مگر...... ﴿حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ ﴾ (ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دل میں حسد تھا) وہ اس حس کی وجہ سے اپنی ضد پر جمے رہے۔تو نصیحت انسان کو فائدہ دیتی ہے خواہ وہ دیوار پر ہی لکھی ہوئی کیوں نہ ہو۔

جو سلیم الطبع شخص ہوتا ہے وہ نصیحت کو سن کر اس کو قبول کر لیتا ہے اور بات مان لیتا ہے،اور جو بد باطن انسان ہوتا ہے اس کو اگر نصیحت کی جائے تو وہ الٹا غصہ کرتا ہے۔

ع میں اسے سمجھوں ہوں دشمن، جو مجھے سمجھائے ہے

اسے اگر کوئی اچھی بات سمجھائیں تو اسے برا لگتا ہے۔یہ اس کے اندر کی خباثت کی وجہ سے ہے۔سلیم الفطرت انسان ہمیشہ نصیحت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

کون کس کو نصیحت کرے؟

قرآن مجید کی ایک سورت ''لقمان'' ہے۔لقمان علیہ السلام اللہ کے اولیا میں سے ایک ولی گزرے ہیں۔انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی۔ان کا یہ نصیحت کرنا اللہ کو اتنا پسند آیا کہ قرآن مجید کی ایک سورت کا نام بھی لقمان رکھا اور ان کی نصیحتوں کو قرآن مجید کا حصہ بھی بنا دیا گیا، یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے۔اس لیے یہ ذمہ داری ہے کہ:

......بڑا، چھوٹے کو نصیحت کرے۔

......ماں باپ، اولاد کو نصیحت کریں۔

......خاوند، بیوی کو نصیحت کرے۔

......استاد، شاگردوں کو نصیحت کرے۔

ہمارے بزرگوں نے کہا:

''جس گھر کا مرد اپنے اہل خانہ کو نصیحت نہیں کرتا، اس گھر کے مَردوں میں اور مُردوں میں کوئی فرق نہیں''

اس ذمہ داری کو پورا کرنا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نصیحت اور تنقید:

نصیحت الگ چیز ہے اور تنقید الگ چیز ہے۔ ہم لوگ تنقید زیادہ کرتے ہیں۔ نصیحت نہیں کرتے۔ نصیحت میں دردِ دل ہوتا ہے، اخلاص ہوتا ہے، محبت ہوتی ہے، اپنائیت ہوتی ہے۔ اور تنقید تو دشمن بھی کرتے ہیں۔ لوگ تنقید کو پسند نہیں کرتے البتہ نصیحت کو پسند کرتے ہیں۔ انبیائے کرام اپنی قوم کو نصیحت کیا کرتے تھے۔

﴿اِنِّیْ لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ﴾

[بے شک میں تمہارے لیے نصیحت کرنے والا اور امانت دار ہوں]

دیکھا، نصیحت فرماتے تھے۔ چنانچہ جب انسان دردِ دل کے ساتھ بات کرے تو وہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے،

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں ، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی، آج انسان اس کو قرآن مجید میں پڑھ سکتا ہے۔ اس امت میں بھی یہ سلسلہ چلتا رہا اور اکابر اپنے اصاغر کو نصیحتیں کرتے رہے۔

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت:

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی: بیٹا! پانچ طرح کے لوگوں سے دوستی مت کرنا، اگر کہیں راستہ میں چلنے کا موقع آئے تو ان کے ساتھ راستے میں بھی نہ چلنا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ اتنی تھوڑی دیر کا ساتھ بھی اچھا نہیں ہوتا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: جی وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا:

(1)...... بے وقوف سے دوستی نہ کرنا۔ اس لیے کہ بے وقوف تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا لیکن بیوقوفی کی وجہ سے نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ اسی لیے تو کہتے ہیں کہ بے وقوف

www.besturdubooks.wordpress.com

دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہوتا ہے۔

(2)......جھوٹے شخص سے دوستی نہ کرنا......کیوں؟......اس لیے کہ وہ دور کو قریب اور قریب کو دور ظاہر کرے گا۔ تجھے حقیقت کا پتہ نہیں چل سکے گا۔

(3)......فاسق آدمی سے دوستی نہ کرنا۔اس لیے کہ جو اللہ کا نافرمان ہو اور اللہ سے بے وفائی کرتا ہو وہ تجھ سے وفا کیسے کر سکے گا۔میں نے پوچھا: جی فاسق سے دوستی کیوں نہ کریں؟ فرمایا: ''وہ تجھے ایک روٹی یا اس سے کم کے بدلے میں بیچ دے گا''۔ میں نے پھر پوچھا کہ ایک روٹی سے کم کا کیا معنی ہے؟ فرمایا کہ وہ ایک روٹی کی امید پر بیچ دے گا۔اور یہ عاجز کہتا ہے کہ بیچ دے گا اور بھاؤ کا پتہ بھی نہیں چلنے دے گا،اس لیے کہ فاسق و فاجر جو ہوا،اس پر انسان کیا اعتماد کر سکتا ہے۔

(4)......بخیل سے دوستی نہ کرنا......کیوں؟......اس لیے کہ وہ تمہیں ایسے وقت میں دھوکہ دے گا جب تمہیں اس کی بہت ضرورت ہو گی۔اس وقت تمہیں جھنڈی دکھا دے گا۔

(5)......اور قطع رحمی کرنے والے سے دوستی نہ کرنا جو رشتے ناتے توڑ دیتا ہو۔ذرا سی بات ہوئی تو اس سے بولنا چھوڑ دیا،اس سے بولنا چھوڑ دیا۔قریبی رشتوں کا خیال بھی نہ رکھا......کیوں؟اس سے دوستی کیوں نہ کروں؟......فرمایا: اس لیے کہ میں نے قرآن مجید میں تین جگہ پر ایسے بندے پر لعنت ہوتے دیکھی ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو ناپسند کرتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ وصیتیں فرمائیں۔انہیں ''وصایا امامِ اعظم'' کہا جاتا ہے۔ان نصیحتوں میں انہوں نے اپنے بیٹے حماد سے کہا، بیٹا! میں نے پانچ لاکھ احادیث میں سے تمہارے لئے پانچ حدیثوں کو منتخب کیا ہے۔اگر تم ان پانچ حدیثوں

www.besturdubooks.wordpress.com

پر عمل کر لو گے تو گویا پورے دین پر عمل ہو جائے گا۔ یوں سمجھیں کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی کا نچوڑ بتا دیا۔ فرمایا:

(1) پہلی حدیث...... اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

(2) دوسری حدیث...... مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ

(3) تیسری حدیث...... لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

(4) چوتھی حدیث...... اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَ بَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ

(5) پانچویں حدیث...... اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ

پہلی حدیث مبارکہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ یہ وصیت تصحیح نیت کے بارے میں ہے۔

تصحیح نیت:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

[اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے]

یہ حدیث مبارکہ بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ سے اپنی صحیح کا آغاز فرمایا...... وجہ کیا تھی؟ اس لیے کہ جب اعمال کا دارومدار ہی نیت پر ہے تو نیت کا ٹھیک ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر نیت ٹھیک نہیں ہوگی تو عمل ہی نہیں ہوگا۔ یہ نیت کو ٹھیک کرنا بھی سیکھنا پڑتا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں آٹھ سال تک اپنے شیخ کی صحبت میں رہا اور ان آٹھ سالوں میں، میں نے نیت کو ٹھیک کرنا سیکھا، یہ اتنا مشکل کام ہے۔ جبکہ ہم اسے آسان سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ ہمیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کرنی چاہیے۔

ایک بزرگ اپنے کسی شاگرد کی دعوت پر اس کے گھر گئے، اس نے نیا گھر بنایا تھا۔انہوں نے اپنے شاگرد سے پوچھا: یہ تم نے اپنے کمرے میں کیا بنایا ہوا ہے؟ اس نے کہا: روشندان۔ پوچھا کہ اس کا مقصد کیا ہے؟ کہنے لگا: جی اس سے ہوا اور روشنی آئے گی۔اس وقت ان بزرگوں نے اس کی اصلاح فرمائی اور کہا: دیکھو! آپ کو نیت تو یہ کرنی چاہیے تھی کہ اس روشن دان سے مجھے اذان کی آواز آیا کرے گی او و مجھے نماز کے وقت کا پتہ چلے گا جبکہ روشنی اور ہوا تو تمہیں مفت میں مل ہی جانی تھی......اب روشن دان بناتے وقت یہ نیت کی جائے کہ اس میں سے اذان کی آواز آئے گی۔اگر یہ نیت کریں گے تو اس عمل پر بھی عبادت کا ثواب ملے گا۔

نیت کے فرق سے اجر سے محرومی:

بعض اوقات انسان عمل بھی کرتا ہے مگر نیت کے فرق کی وجہ سے اجر و ثواب سے محروم رہتا ہے۔مثال کے طور پر:

☆......اگر کسی آدمی نے اپنا وزن کم کرنا ہے اور وہ سارا دن کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ بیوی کے قریب ہوتا ہے اور سحری سے لے کر مغرب تک وہ ان کاموں سے رکا رہتا ہے تو اس بندے کو روزہ دار نہیں کہیں گے۔گو اس نے روزے کے اعمال پورے کر دیے مگر چونکہ روزے کی نیت نہیں کی تھی اس لیے روزہ دار نہ بنا۔

☆......ایک شخص ویرانے میں نماز پڑھنا چاہتا ہے۔اسے قبلے کا پتہ نہیں اور نہ ہی کوئی بتانے والا قریب ہے۔شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقع پر وہ انکل سے کام لے، تحری کرے، قیافہ لگائے کہ قبلہ کدھر ہو سکتا ہے۔اب اس کا گمان غالب یہ ہوا کہ قبلہ سامنے کی طرف ہے، مسافر تھا، اسے دو رکعت پڑھنی تھی لہٰذا اسی طرف منہ کر کے پڑھنی شروع کر دی۔ایک رکعت پڑھنے کے بعد اس کے دل میں گمان ہوا کہ قبلہ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پیچھے کی طرف تھا۔ تو فقہا نے لکھا ہے کہ اگر گمان غالب یہی ہو گیا کہ قبلہ پیچھے کی طرف ہے تو دوسری رکعت پیچھے کی طرف رخ کر کے پڑھ لے، اس کی نماز ادا ہو جائے گی۔ اب ایک اور صورت دیکھیے! ایک آدمی اکیلا تھا، اس نے جوتے اتارے، سامان رکھا اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ پہلی رکعت پڑھنے کے بعد خیال آیا کہ سامان پیچھے پڑا ہوا ہے، کوئی چور اٹھا کر ہی نہ لے جائے۔ چنانچہ اس نے رخ موڑ کر ادھر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ کیا اس صورت میں اس کی نماز ہو جائے گی؟ اس کی نماز نہیں ہو گی۔ کوئی بندہ سوال کر سکتا ہے کہ پہلے آدمی نے بھی تو پہلی رکعت سامنے کی طرف رخ کر کے پڑھی تھی اور دوسری رکعت پیچھے کی طرف منہ کر کے پڑھی تھی اور اس نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر میں عمل تو دونوں نے ایک جیسا کیا مگر نیت کا فرق تھا۔ اس لیے دوسرے بندے کی نماز نہیں ہو گی۔

فعل اور عمل میں فرق:

یہاں اِنَّمَا کا لفظ حصر کے لیے استعمال ہو ہے۔ اس کا معنی ہے ''صرف اور صرف''، یعنی مبتدا کو خبر میں محصور کرنا۔ اور آگے فرمایا: اعمال یہاں افعال نہیں کہا۔ کیونکہ فعل اور عمل میں فرق ہوتا ہے۔ فعل وہ کام ہوتا ہے جو بغیر نیت کے ہو۔ یہ جانور بھی کرتے ہیں۔ اعمال کا لفظ انسان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ذی شعور ہوتا ہے۔

جنت کے درجے اعمال کی بنیاد پر:

اس لیے قرآن مجید میں ایمان اور عمل صالح کا تذکرہ ہے۔ قرآن مجید میں آپ کو جا بجا ﴿اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ کے الفاظ ملیں گے۔ کیونکہ ایمان جنت میں جانے کی کنجی ہے۔ اگر ایمان جنت میں جانے کی کنجی ہے تو پھر اعمال کی اہمیت کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگی؟ علما نے لکھا ہے کہ کنجی کے دندانے ہوتے ہیں۔ جب تک سارے دندانے ٹھیک نہ ہوں، اس وقت تک کنجی لگانے کے با انسان تالا نہیں کھول سکتا۔ لہٰذا اعمال صالح کنجی کے دندانے کی مانند ہیں۔ تو ایمان بھی ہو اور اعمال صالح بھی ہوں، تب فائدہ ہوگا۔ جنت کے درجات تو اعمال پر ہی ملیں گے۔ اللہ کریم نے فرمایا۔

﴿ وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ﴾ (الاحقاف:19)

(اور ہر ایک کے لیے درجات اس کے عملوں کے بقدر ہوں گے)

ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمال کرنے چاہییں کیونکہ قیامت کے دن انسان کو اس کے اعمال ہی کام آئیں گے۔

مناظرِ قیامت کی تفصیل:

ایک حدیثِ پاک عجیب مضامین پر مشتمل ہے۔ یہ حدیث مبارکہ حضرت سعید بن حسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ صبح کے وقت صحابہ کرام کو فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں عجیب حالات دیکھے ہیں...... چونکہ انبیا کے خواب سچے ہوتے ہیں اس لیے گویا اللہ تعالیٰ نے انہیں مناظر قیامت کی تفصیل دکھا دی...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

⊙...... میں نے دیکھا کہ ملک الموت میرے ایک امتی کی روح قبض کرنے آیا تو ماں باپ کے ساتھ اس کا حسنِ سلوک اور ان کی خدمت درمیان میں آڑے آ گئے اور ملک الموت کو انہوں نے روح قبض کرنے سے روک دیا...... کیا مطلب؟...... کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے اللہ تعالیٰ بندے کی عمر کو بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے صدقہ کرنے سے عمر بڑھ جاتی ہے ایسے ہی ماں باپ کی خدمت کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ انسان کی عمر میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ...... میں نے دیکھا کہ میرے ایک امتی کو شیاطین نے وحشت زدہ کرنے کی کوشش کی، اللہ کی یاد اس کے سامنے آ گئی اور اُس ذکر اللہ نے اسے شیطان کے شکنجے سے چھڑوا لیا۔ گویا اگر ہم کثرت سے اللہ کا ذکر کریں گے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے پنجے سے محفوظ فرما دیں گے۔

⊙ ...... میں نے دیکھا کہ میرے ایک امتی پر عذاب قبر چھا رہا ہے۔ اس کا وضو کرنا سامنے آیا اور اس کو عذاب قبر سے بچا لیا۔ یعنی وضو کو تسلی کے ساتھ، اہتمام کے ساتھ، مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے کرنے سے آدمی عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

⊙ ...... میں نے اپنے ایک امتی کو پیاس کی شدت کے ساتھ ہانپتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ حوض کوثر کے پاس آتا تھا تو اسے پانی پینے سے روک دیا جاتا تھا۔ ایسے وقت میں اس کے روزے سامنے آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے حوض کوثر پر لائے اور اس کو پانی سے سیراب کر دیا۔

⊙ ...... میں نے دیکھا کہ ایک مجلس میں انبیا علیہم السلام کے حلقے لگے ہوئے ہیں۔ میرا ایک امتی ان میں سے جس حلقے کی طرف جاتا ہے، وہاں سے اسے واپس دھکیل دیا جاتا ہے۔ ایک حلقے کی طرف گیا اور وہاں سے رد کر دیا گیا، پھر دوسرے حلقے کی طرف، پھر تیسرے حلقے کی طرف، کہیں بھی بیٹھنے کی اجازت نہیں ملتی۔ اس وقت اس شخص کا غسلِ جنابت سامنے آیا اور اس کو میرے حضور لا کر میرے پہلو میں بٹھا دیا...... اس سے پتہ چلا کہ انسان پر جب غسل فرض ہوتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس میں دیر نہ کرے اور احکام شریعت کے مطابق ٹھیک انداز سے غسل کرنا چاہیے۔ بعض مرد اور عورتیں غسل کرنے میں دیر کر دیتے ہیں۔ بھئی موت کا کیا بھروسہ؟ ہمارے اکابرین کا یہ طریقہ تھا کہ جیسے ہی غسل فرض ہوتا تھا فوراً ہی کر لیتے تھے اور آج اس غسل کی وجہ سے کئی مرتبہ نمازیں ہی فوت ہو جاتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ...... میں نے دیکھا کہ میرے ایک امتی کو اندھیروں نے ہر طرف سے گھیر لیا...... دائیں طرف سے، بائیں طرف سے، آگے سے، پیچھے سے، اوپر سے، نیچے سے، اور وہ ان اندھیروں میں مارا مارا بھٹکتا پھر رہا تھا۔ پھر اس کا حج اور عمرہ اس کے سامنے آئے اور انہوں نے اس کو ان ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں پہنچا دیا۔

⊙ ...... پھر میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی لوگوں سے بات کرنا چاہتا ہے مگر کوئی اس سے بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ ایسے موقع پر اس کی صلہ رحمی سامنے آئی...... صلہ رحمی کسے کہتے ہیں؟ لوگوں سے دین کی نسبت سے تعلق جوڑنا اور اپنے خونی رشتہ داروں کا زیادہ خیال رکھنا، صلہ رحمی کہلاتا ہے...... فرمایا: صلہ رحمی سامنے آئی اور کہنے لگی، اے مسلمانوں کی جماعت! یہ مجھے جوڑتا تھا اور ملاتا تھا۔ یہ بات سننے کے بعد سب لوگوں نے اس سے مصافحہ کیا۔ اس سے بولنے لگے اور وہ آدمی ان کی جماعت میں شامل ہو گیا۔

⊙ ...... پھر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میرے ایک امتی کے چہرے اور جسم کو آگ کے شعلوں نے جلا رکھا ہے، ایسے وقت میں اس کا صدقہ خیرات سامنے آئے اور اس کے سامنے سائبان کی طرح رکاوٹ بن گئے۔

⊙ ...... میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ دوزخ کے فرشتوں نے اس کو پکڑ لیا۔ ایسے وقت میں اس کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا عمل سامنے آیا اور اسے دوزخ سے نکال کر رحمت کے فرشتوں کے پاس پہنچا دیا۔

⊙ ...... میں نے دیکھا کہ میدانِ حشر میں میرا امتی گھٹنوں کے بل گر رہا ہے، جیسے بندہ آگے گرتا ہے۔ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔ ایسی حالت میں اس شخص کا حسنِ خلق سامنے آیا اور اس بندے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے رب کے حضور پہنچا دیا۔ یہ اچھے اخلاق کتنے ضروری ہیں کہ ان کی وجہ سے اس کے اور اللہ تعالیٰ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

درمیان کا حجاب ختم ہو جاتا ہے۔

◉...... میں نے دیکھا کہ میرے ایک امتی کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جا رہا ہے۔ پھر اس شخص کا خوفِ خدا سامنے آیا اور اعمال نامے کو بائیں ہاتھ سے لے کر اس کے دائیں ہاتھ میں تھما دیا۔

◉...... میں نے دیکھا کہ ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا کانپ رہا ہے، قریب تھا کہ جہنم کے اندر گر جاتا۔ اس وقت اس کا اللہ کے خوف سے رونا اور کانپنا سامنے آیا اور اس شخص کو جہنم میں گرنے سے بچا لیا۔

◉...... میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دوزخ میں گر رہا ہے۔ اس وقت اللہ کے خوف سے اس کا آنسو بہانا سامنے آیا اور اس بندے کو دوزخ سے نکال لیا۔

◉...... میں نے دیکھا کہ میرے ایک امتی کا نیکی کا پلڑا ہلکا ہو رہا ہے۔ اس وقت اس بندے کے معصوم بچے جو بچپن میں فوت ہو گئے تھے، سامنے آئے اور اس کے نیکی والے میزان کے پلڑے کو بھاری کر دیا۔

◉...... میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی پلِ صراط پر اس طرح لڑکھڑا رہا ہے جس طرح سخت آندھی میں کھجور کی ٹہنی ہلتی ہے۔ اس وقت اس شخص کا اللہ سے نیک گمان رکھنا سامنے آیا اور اس نے اس کے قدموں کو اچھی طرح جما دیا۔

◉...... میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی پلِ صراط پر کانپتے ہوئے کبھی اٹھتا ہے، کبھی گرتا ہے۔ اس وقت اس شخص کی نماز سامنے آئی اور نماز نے اس کو پل صراط سے پار کروا دیا۔

◉...... میں دیکھا کہ میرا ایک امتی جنت کے دروازے پر جاتا ہے۔ تو سب دروازوں کو بند پاتا ہے۔ اس وقت اس شخص کا کلمہ شہادت پڑھنا سامنے آیا اور اس کلمہ شہادت نے جنت کے تمام دروازوں کو اس کے لیے کھول دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ قیامت کے دن اعمال کام آئیں گے۔ ان اعمال کا دارومدار ہماری نیت پر ہے۔ اگر نیت ٹھیک نہیں ہوگی تو اعمال کام نہیں آئیں گے۔

بدنیتی کا وبال:

ایک حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شہید کو، ایک عالم کو اور ایک سخی کو بلایا جائے گا۔ ان تینوں کا معاملہ یہ ہوگا کہ ان کی نیتیں ٹھیک نہیں ہونگی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائیں گے ان کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر ایک شہید، ایک عالم اور ایک سخی نیت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے تو پھر ہم لوگوں کا کیا بنے گا۔ اس سلسلہ میں فکرمند ہونے کی ضرورت ہے۔

ایک عمل میں متعدد نیکیوں کو جمع کرنا:

ایک حدیث پاک میں یہ بھی آیا ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ

(اعمال کا دارومدار نیت پر ہے)

علما نے یہاں ایک مسئلہ لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک نیت سے زیادہ اعمال بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لیے کہ عمل کرنے والے اعضا زیادہ ہوتے ہیں اور نیت تو دل کا کام ہے اور وہ ایک ہے۔ چنانچہ جتنے بھی نوافل ہیں اگر ان میں انسان زیادہ نیتوں کو شامل کرلے تو اس کا اجر بڑھ جائے گا۔ مثلاً: آپ صبح کے وقت دفتر جانے کے لیے تیار ہوئے، وضو کر کے آپ سوچتے ہیں کہ میں دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتا ہوں، یہی دو رکعت اشراق کی نماز پڑھتا ہوں، میں دو رکعت صلوٰۃ الحاجات پڑھتا ہوں، میں نے شکرانے کی نیت سے بھی دو رکعت نماز پڑھنی ہے، یوں دو دو رکعت

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھیں گے تو زیادہ وقت لگے گا۔اگر صرف دو رکعت ہی پڑھی اور اس میں ان تمام نیتوں کو بھی شامل کر لیں تو اللہ تعالیٰ سب کا ثواب عطا فرمادیں گے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہم جو کپڑے پہنتے ہیں، اس کپڑے کے پہنے میں انسان چالیس نیتوں کو جمع کر سکتا ہے۔

مثال کے طور پر:

- ......اس میں اتباع سنت ہے۔
- ......اس سے میرا ستر چھپتا ہے۔
- ......اس سے میری شخصیت کو جمال ملتا ہے۔
- ......میں اپنے جسم کو سردی گرمی سے بچاتا ہوں۔

علما فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی خوشبو استعمال کرے تو وہ بھی مختلف نیتیں کر سکتا ہے۔مثلاً:

- ......خوشبو لگانا سنت ہے۔
- ......اس سے بدن سے نکلنے والی بدبو ختم ہوتی ہے۔
- ......میرے دماغ کو تقویت ملتی ہے۔
- ......اس کی مہک سے ساتھ بیٹھنے والا بھی راحت محسوس کرے گا۔

علما نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی مسجد میں کچھ وقت کے لیے بیٹھتا ہے تو وہ بھی ایک وقت میں کئی نیتیں اکٹھی کر سکتا ہے۔اس کی بھی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

- ......وہ اتباع سنت کی نیت کر سکتا ہے۔
- ......وہ نماز کے انتظار کی نیت کر سکتا ہے۔
- ......وہ تلاوت کرنے کی نیت کر سکتا ہے۔
- ......وہ ذکر اللہ کی نیت کر سکتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

- ......دعا کرنے کی نیت کر سکتا ہے۔
- ......اپنے آپ کو لایعنی باتوں سے اور لایعنی حرکات سے محفوظ کرنے کی نیت کر سکتا ہے۔
- ......مسلمان بھائیوں کی زیارت کی نیت کر سکتا ہے۔
- ......مسجد آباد رکھنے کی نیت کر سکتا ہے۔
- ......مسجد کی دیکھ بھال کی نیت کر سکتا ہے۔
- ......مسجد کی صفائی کی نیت کر سکتا ہے۔
- ......وہ مسجد میں استفادہ اور افادہ دونوں کی نیت کر سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایک عابد کسی عالم کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا۔ عالم تو ایک ہی عمل میں کتنی نیتوں کو جمع کر کے اتنا ثواب کمائے گا جبکہ عابد ایک عمل میں صرف ایک ہی کی نیت کرتا ہے۔

اعمال کا دارومدار کس پر؟

اس حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اب اس ''دارومدار'' پر بات کرتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

کیا اعمال کی تصحیح کا دارومدار نیت پر ہے؟ یا

اعمال کے ثواب کا دارومدار نیت پر ہے؟ یا

اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے؟

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اعمال کے ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔ اگر ایک آدمی کو کسی نے تالاب میں دھکا دے دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ وضو والے سارے کام ہو گئے اس لیے اس کا وضو تو ہو گیا لیکن اسے وضو کرنے کا ثواب

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ملے گا۔ اب یہاں فقہا کا آپس میں اختلافِ رائے ہو گیا۔

فقہا کے اختلاف میں امت کی آسانی:

بعض لوگ اس بات پر بڑے حیران ہوتے ہیں کہ جی فقہا کا اختلاف آخر ہے کیوں؟ یہ نہ ہوتا تو بات ہی ختم ہو جاتی۔ علماء نے لکھا ہے کہ فقہاء کا اختلاف امت کے لیے وسعت کا سبب بنا دیا ہے۔ اس سے شریعت نے گنجائش رکھ دی۔ اگر ایک ہی بات ہوتی تو سب کا اس ایک بات کو اپنے ماحول کے مطابق اپنانا مشکل ہو جاتا۔ اگر اللہ نے ہمیں وسعت دیدی ہے تو ہم اس وسعت کو برا کیوں سمجھیں۔ ایک مثال سے بات زیادہ واضح ہو جائے گی۔

ایک شخص نے ایک مرتبہ یہ قسم کھالی کہ میں ایک ''حین'' تک اپنی بیوی سے گفتگو نہیں کروں گا۔...... ''حین'' عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کی جمع ''احیان'' آتی ہے اور جمع الجمع ''احایین'' آتی ہے۔ حین کا معنی ہے ''مدت''۔ یہ مدت زیادہ بھی ہو سکتی ہے اور کم بھی ہو سکتی ہے...... اب وہ قسم کھا بیٹھا کہ میں ایک حین تک اپنی بیوی سے گفتگو نہیں کروں گا۔ بعد میں اسے فکر لاحق ہوئی کہ میں کیا کروں؟

چنانچہ وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: جی میں یہ قسم کھا بیٹھا ہوں کہ میں اپنی بیوی سے ایک حین تک گفتگو نہیں کروں گا، اب آپ بتائیں کہ میں گفتگو کب کر سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: تم قیامت تک اس سے گفتگو نہیں کر سکتے۔ اس نے پوچھا، آپ کے اس جواب کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا: قرآن مجید کی آیت ہے۔

﴿ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلَىٰ حِيْنٍ ﴾ (البقرہ :36)

[اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور ایک معین مدت تک نفع اٹھانا ہے]

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں حین قیامت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

وہ شخص سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔ پوچھا: حضرت! میں اپنی بیوی کے معاملہ میں یہ قسم کھا بیٹھا ہوں کہ ایک حین تک گفتگو نہیں کروں گا، اب میں کب گفتگو کر سکتا ہوں؟ فرمایا: چالیس سال بعد۔ اس نے پوچھا: حضرت! اس کی کوئی دلیل بھی ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا﴾

(الدھر: 1)

[بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آ چکا ہے کہ وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا]

مفسرین نے یہاں حین کا مطلب چالیس سال لکھا ہے۔

اس کے بعد وہ شخص سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، عرض کیا کہ حضور! قسم کھا بیٹھا ہوں کہ بیوی سے ایک حین تک گفتگو نہیں کروں گا۔ اب آپ بتایئے کہ میں کب گفتگو کر سکتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک سال تک بیوی سے گفتگو نہیں کر سکتے۔ اس نے کہا: جی کوئی دلیل بھی ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

﴿تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا﴾ (ابراھیم :25)

[اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہو]

اب درخت سال میں ایک مرتبہ پھل دیتا ہے، یہاں چونکہ حین کا لفظ استعمال ہوا ہے، لہٰذا اس سے مراد ایک سال کی مدت ہے۔

وہ شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ عرض کیا کہ حضرت! قسم کھا بیٹھا ہوں کہ بیوی سے ایک حین تک گفتگو نہیں کروں گا۔ آپ بتایئے کہ میں کب تک اس سے نہیں بول سکتا؟ انہوں نے جواب دیا: ایک دن یا ایک رات۔ اس نے کہا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت! اس کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾(الروم:18-17)

[سوتم اللہ کی تسبیح بیان کیا کرو شام اور صبح کے وقت۔ کیونکہ تمام آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی حمد ہوتی ہے۔ اور زوال کے بعد اور ظہر کے وقت بھی تسبیح کیا کرو]

یہاں حین کا لفظ ایک دن یا ایک رات کے لیے استعمال ہوا ہے۔

اسی کو فقہاء کا اختلاف کہتے ہیں کہ سب نے منشائے خداوندی کو سامنے رکھا، مگر ایک نے ایک معنی لیا، دوسرے نے دوسرا لیا، تیسرے نے تیسرا لیا اور چوتھے نے چوتھا لیا۔ یوں اللہ رب العزت نے ہمارے لیے گنجائش رکھ دی۔

عبداللہ بن مبارکؒ کا ارشاد گرامی:

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی نیتوں کو اچھا کرنے کی محنت کریں۔ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے تھے:

رُبَّ عَمَلٍ صَغِيْرٍ تُعْظِمُهُ النِّيَّةُ

[بعض اوقات عمل چھوٹا ہوتا ہے، نیت اس عمل کو بڑا کر دیتی ہے]

وَ رُبَّ عَمَلٍ كَبِيْرٍ تُصْغِرُهُ النِّيَّةُ

[اور بعض اوقات عمل بہت بڑا ہوتا ہے، نیت اس عمل کے اجر و ثواب کو تھوڑا کر دیتی ہے]

یہ کرشمے نیت کے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نیت کی تین صورتیں:

عمل کی نیت کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

(1)......حسنِ نیت سے عمل کرنا۔

(2)......نیتِ بد سے عمل کرنا۔

(3)......بغیر نیت کے عمل کرنا۔

علما نے لکھا ہے کہ اس امت کو نیتِ بد کے ساتھ عمل کرنے سے اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا کہ بلا نیت کے عمل کرنے سے نقصان پہنچا ہے۔ ہم اپنی زندگی پر غور کریں کہ ہم واقعی بہت سے کام بے نیت ہی کر لیتے ہیں۔ اگر انہی کاموں کو نیت کے ساتھ کریں تو وہ ثواب بن سکتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی عادت کو عبادت بنائیں۔

اعمال کو اجر کے قابل کیسے بنائیں:

ہم اپنے اعمال کو کس طرح اجر کے قابل بنا سکتے ہیں؟ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر:

☆ ..... ہر وہ بندہ جس کے ماں باپ زندہ ہیں، وہ دن میں درجنوں مرتبہ ماں اور باپ کے چہروں کو دیکھتا ہے، لیکن کیا دیکھتے ہوئے اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ شریعت نے کہا ہے کہ ماں اور باپ کے چہرے کو محبت اور عقیدت کی نظر سے دیکھنے پر حج یا عمرے کا ثواب ملتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی بار بار دیکھے تو......؟ فرمایا: جتنی بار دیکھے گا اتنی بار حج یا عمرے کا ثواب پائے گا۔ ہم تو ایک دن میں درجنوں حج اور عمروں کا ثواب لے سکتے ہیں۔ کتنے نوجوان ہیں جو اپنے ماں باپ کے چہرے پر نظر ڈالتے ہیں کہ یہ میرے ماں باپ ہیں اور اللہ نے ان کو یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مقام عطا فرمایا ہے۔

☆...... ہر خاوند بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور ہر بیوی خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے۔ مگر اس مسکرانے میں خواہش کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ شریعت نے کہا کہ جب کوئی خاوند بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے تو اللہ رب العزت ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں...... اب اس نیت سے دیکھ کر کون مسکراتا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ عمل تو ہے مگر نیت نہیں ہے۔

☆...... بہت سے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ رات کو کپڑے بدل کر سوتے ہیں۔ تہبند باندھ لیتے ہیں۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ ہے کہ آپ ﷺ رات کو سوتے وقت کپڑے بدل کر سوتے تھے...... اب آپ بتائیں کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جو یہ نیت کرتے ہوں کہ میں سنت کی نیت سے کپڑے بدل رہا ہوں۔ معلوم ہوا کہ عادت ہے مگر عبادت نہیں۔ ہمیں اسی بات سے زیادہ نقصان ہوا ہے کہ بغیر نیت کے کام کرتے ہیں۔ حسنِ نیت کے ساتھ اپنی عادت کو عبادت بنا لیجیے۔

☆...... ہر ماں اپنے بچے کو سلاتی ہے۔ اس وقت وہ تھپکیاں دیتی ہے۔ نیک مائیں تو اللہ ہو اللہ ہو کہتی ہیں مگر جن کی طبیعت میں نیکی نہیں وہ بڑی اوٹ پٹانگ باتیں کرتی ہیں۔ یا یہی کہتی رہتی ہوں گی کہ سو جاؤ، سو جاؤ، سو جاؤ۔ حالانکہ عورت اگر تھوڑی سی عقلمندی سے کام لے تو وہ اس وقت کو بھی عبادت بنا سکتی ہے۔ پہلے دور میں جب مائیں اپنے بچوں کو سلاتی تھیں تو عربی زبان میں لوری دیتی تھیں:

حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہ

مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰہ

یوں بچے کو ترنم کے ساتھ کچھ الفاظ سننے کو مل جاتے تھے، ساتھ ساتھ ماں اسے تھپکی بھی دے رہی ہوتی تھی۔ اصل چیز تو وہی ردھم ہوتا ہے۔ اس لیے بچہ سو جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ اگر مائیں اس وقت بچے کو کوئی دعائیہ کلمات کہہ دیں تو ایک تو بچے کو ماں کی دعا ملتی رہے گی اور دوسرا ماں کو ثواب بھی ملتا رہے گا۔ چنانچہ جو مستورات عربی زبان جانتی ہیں......معلمات اور فاضلات......وہ عربی زبان کے الفاظ بھی کہہ سکتی ہیں۔ مثلاً:

اِنَّا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ

(ہم اللہ پر ایمان لے آئے)

صَدَّقنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

(ہم نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی)

نَرْجُوْ الْجَنَّۃَ نَدْخُلْھَا

(ہم جنت کی امید رکھتے ہیں کہ ہم اس میں داخل ہوں گے)

یَوْمَ الْحَشْرِ اِنْ شَاءَ اللّٰہ

(قیامت کے دن ان شاء اللہ)

یَا رَحْمٰن عَافِنَا

(اے رحمان! ہمیں معاف کر دے)

وَاعفُ عَنَّا یَا اَللّٰہ

(اے اللہ! ہمیں معافی عطا فرما)

اب ہے یہ بھی لوری، لیکن تھوڑی سی عقلمندی کا مظاہرہ کرنے سے یہ عبادت بن جائے گی۔ دنیا کی ہر ماں بچے کو سلاتے وقت کچھ نہ کچھ تو بولتی ہی ہے۔ تو کیوں نہ ہم اچھے الفاظ بولیں اور اجر و ثواب کمائیں۔ اچھا، اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں تو عربی نہیں آتی، تو کوئی بات نہیں، اردو زبان میں ہی لوری دے دیں......اردو میں لوری کیسے دیں؟......آپ خود الفاظ بنالیں۔ بنا سکتی ہیں۔ مثلاً: آپ نے بیٹی کو سلانا ہے تو آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ کہہ سکتی ہیں:

پیاری بیٹی سوئے...... اللہ ہنستا رکھے...... حنانہ کبھی نہ روئے

عزت جنت پائے......

بیج ایسا بوئے......

خوب نیکی کرکے......

سعادل کو دھوئے......

پیاری بیٹی سوئے...... اللہ ہنستا رکھے...... حنانہ کبھی نہ روئے۔

تو عادت، عبادت کیسے بنتی ہے؟ یہ نعمت حسن نیت کی وجہ سے انسان کو ملتی ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ کے ہاں نیت کی عظمت:

ہمارے علاقے میں ایک بزرگ گزرے ہیں، سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، ان کا کلام بڑا عجیب ہے۔ ان کے پنجابی کے کچھ اشعار ہیں۔ سب کے لیے سمجھنا تو مشکل ہوگا۔ ان کا ترجمہ یہ عاجز ساتھ ساتھ کر دے گا۔ وہ موقع کی مناسبت سے بہت اہم ہیں۔ فرماتے ہیں:

جے نایاں دھوتیاں رب ملدا تے ملدا ڈُمیاں مچھیاں نوں

(اگر نہانے دھونے سے خدا ملتا تو کچھوؤں اور مچھلیوں کو مل جاتا)

جے سر منایاں رب ملدا تے ملدا بھیڈاں سسیاں نوں

(اگر سر منڈانے سے رب ملتا تو سسی نسل کی بھیڑوں کو رب مل جاتا)

بھیڑ کی ایک ایسی نسل ہوتی ہے جس کے سر پر بال بہت چھوٹے ہوتے ہیں، یہاں اس نسل کا نام لیا۔

جے ذکر کیتیاں رب ملدا تے ملدا کال کڑچھیاں نوں

(اگر ذکر کرنے سے رب ملتا تو اس کلچڑی کو مل جاتا)

www.besturdubooks.wordpress.com

کلچڑی (Grackle) ایک چھوٹا سا پرندہ ہوتا ہے، وہ درخت پر الٹا لٹکتا ہے اور ساری رات آواز نکالتا ہے، یعنی ذکر کرتا ہے۔

جے جتیاں ستیاں رب ملدا تے ملدا انداں کھسیاں نوں

(اگر پاک دامن رہنے سے خدا ملتا تو خصی جانوروں کو رب مل جاتا)

اور آخر میں وہ فرماتے ہیں:

جے رب ملدا تے ملدا نیتاں اچھیاں نوں

(اگر اللہ ملتا ہے تو وہ اچھی نیت والوں کو ملتا ہے)

اس لیے ہم اپنی نیت کو اچھا کر لیں۔ ہمیشہ یہ بات دل میں رکھیں کہ ہم کبھی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے، کسی کا دل نہیں دکھائیں گے، البتہ ہمارے ساتھ کوئی برا سلوک کرے گا تو ہم اللہ کی رضا کے لیے اس کو معاف کر دیں گے۔ پھر اس کی برکتیں دیکھیے گا۔

دوسری حدیث مبارکہ

لایعنی کاموں سے اجتناب:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو پانچ احادیث بتائیں ان میں سے دوسری حدیث مبارکہ سنیے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ

(انسان کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی کو ترک کر دے)

لایعنی فضول کاموں کو کہتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی فائدہ ہی نہیں ہوگا۔ آج اگر آپ دیکھیں تو ہمارے نوجوان لایعنی کاموں میں اپنے وقت کو ضائع کرتے پھرتے ہیں۔ ہمیں وقت کی قدر و منزلت نہیں ہے۔ من حیث القوم ہمیں اس عادت کو

www.besturdubooks.wordpress.com

سنوارنے کی ضرورت ہے۔

آپ ولیمے کا ٹائم تو دن کے ایک بجے کا طے کر لیتے ہیں، لیکن ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ لوگ تین بجے تک آجائیں گے۔ پتہ چلا کہ مزاج ہی ایسا بن گیا ہے کہ دو گھنٹے کے فرق کو اتنا محسوس ہی نہیں کرتے۔ ایک کا مطلب تو ایک ہی ہوتا ہے نا۔ حدیث پاک نے ہمیں وقت کی قدر دانی سکھائی ہے کہ ہم فضول کاموں میں اپنی زندگی کے اوقات ضائع نہ کریں۔ ہمارے اکابر وقت کی اس طرح قدر کرتے تھے جس طرح بخیل آدمی اپنے دراہم ودنانیر کی قدر کرتا ہے۔

قلم ٹوٹ جانے پر ذکرِ الٰہی کا ورد:

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں احادیث لکھتا تھا۔ جب میرا قلم ٹوٹ جاتا تو میں اسے نئے سرے سے بنانے لگتا تھا تو میں فوراً تیسرا کلمہ پڑھنا شروع کر دیتا تھا۔ یوں میرا قلم بنانے کا وقت بھی اللہ کی یاد سے خالی نہیں گزرتا تھا۔

سورج تھام لو، وقت لے لو:

ابن ابو قیس رحمۃ اللہ علیہ حفظِ حدیث میں لگے رہتے تھے اور لوگوں سے گفتگو کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آکر کہنے لگا: حضرت! مجھے تھوڑا سا وقت دے دیجیے، فرمانے لگے: اگر تم سورج کو تھام لو، تو جتنی دیر تھامے رکھو گے اتنی دیر میں تجھ سے گفتگو کرتا رہوں گا۔ کیا مطلب؟ کہ میں اپنا وقت معمول کے خلاف خرچ نہیں کرنا چاہتا۔

کھانے کے وقت میں دین کی خدمت:

عبید رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث گزرے ہیں۔ ان کی تیس سال تک یہ عادت رہی کہ وہ حدیثِ پاک بیٹھ کر لکھا کرتے تھے اور لکھتے وقت ان کی بیوی ان کے منہ میں لقمے

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈالتی تھی، تمیں سال تک انہوں نے اپنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھایا تھا، اللہ اکبر! کھانے کے وقت کو بھی انہوں نے خدمتِ دین میں صرف رکھا۔

خشک ستو پھانکنے کی وجہ:

ایک بزرگ خشک ستو پھانک رہے تھے۔کسی نے کہا: حضرت! اس میں پانی ملا لیں، گڑ ملا لیں، اس سے مزے دار بن جاتے ہیں۔اس طرح آپ کو اچھے لگیں گے۔جواب میں فرمانے لگے: میں نے خشک ستو پھانکنے میں اور تر ستو کھانے میں وقت کا اندازہ لگایا تو پتہ چلا کہ تر ستو کھانے میں زیادہ وقت لگتا ہے، لہٰذا پچھلے بیس سال سے میں خشک ستو پھانک کر گزارہ کر رہا ہوں اور جو وقت بچتا ہے میں اس میں ستر مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرتا ہوں۔

جو دم غافل سو دم کافر:

ہمارے مشائخ نے کہا: ''جو دم غافل سو دم کافر'' جو سانس بھی غفلت میں گزر گیا، یوں سمجھو کہ وہ سانس کفر کی حالت میں گزر گیا۔وقت کا اتنا خیال۔نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں انسان دھوکے میں پڑ جاتے ہیں، وہ صحت اور فراغت ہیں''

آج کل نوجوان سے پوچھیں کیا کر رہے ہو؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں ٹائم کِل کر رہا ہوں۔بھئی! تم ٹائم نہیں کِل کر رہے بلکہ اپنے آپ کو کِل کر رہے ہو۔تم اپنی ہی زندگی کو نقصان میں گزار رہے ہو۔

اگر بالفرض ایک آدمی کی عمر ہونی تھی ستر سال، کوئی ولی اسے بتا دے کہ مجھے الہام کے ذریعے پتہ چلا ہے کہ آپ کی زندگی کے تین سال گھٹا دیے گئے ہیں۔یہ سن

www.besturdubooks.wordpress.com

کر اسے کتنا افسوس ہو گا، وہ پریشانی کے عالم میں رونا شروع کر دے گا اور چلائے گا کہ جی میری عمر تین سال گھٹا دی گئی ہے۔ جبکہ وہی بندہ فارغ رہ کر بغیر کوئی کام کیے اتنا وقت گزارتا ہے کہ اگر اسے جمع کیا جائے تو وہ زندگی کے دس سال بن جاتے ہیں۔ مگر اس پر اسے کوئی افسوس نہیں ہوتا۔

زندگی کا کیا بھروسہ......

یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث گزرے ہیں۔ ان کے شاگرد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث محمد بن افضل کے دروازے پر ایک حدیث سننے کے لیے گئے، انہوں نے حدیث سنا دی۔ انہوں نے پوچھا: کیا آپ کے پاس لکھی ہوئی بھی ہے؟ فرمایا: ہاں لکھی ہوئی ہے، لے آتا ہوں۔ تو جب کتاب لینے کے لیے جانے لگے تو یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا کپڑا پکڑ کر کھینچ لیا اور کہنے لگے، حضرت! پہلے مجھے لکھوا دیجیے پھر کتاب لینے جائیے، کیا پتہ کہ آپ کے جانے اور آنے میں میری موت نہ واقع ہو جائے۔

پیدل چلتے ہوئے مطالعہ کا شغف:

نحو کے ایک بہت بڑے امام تھے۔ ان کی عادت تھی کہ راستہ چلتے ہوئے کتاب بھی پڑھتے جاتے تھے۔ اللہ کی شان، کہ ان کی وفات بھی اسی حالت میں ہوئی کہ کتاب پڑھتے ہوئے پیدل چل رہے تھے، سامنے سے ایک سواری دوڑتے ہوئے آرہی تھی، اس نے ٹکر ماری اور اسی جگہ پر گر کر انہوں نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

علامہ ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا معمول:

علامہ ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ روٹیاں پکوا کر رکھ لیتے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کئی دنوں تک وہی روٹیاں چلتی تھیں۔ جب وہ روٹیاں ایک دن کے بعد خشک ہوجاتی تھیں تو وہ ان روٹیوں کو پانی میں بھگو دیتے تھے۔ اس طرح وہ نرم ہو جاتی تھیں اور پھر ان کو کھاتے تھے۔ کسی نے پوچھا: جی آپ نے روٹیاں کھانے کا یہ طریقہ کیسے نکالا؟ فرمانے لگے کہ عام روٹی کھانے میں زیادہ دیر تک چبانا پڑتا ہے اور گیلی روٹی کو کم چبانا پڑتا ہے۔ میں کم چبا کر وقت بچاتا ہوں، اور اس وقت میں حدیث کی کتابت کر لیتا ہوں۔

بیت الخلا میں علمی مشغولیت:

ابن تیمیہ ؒ کا یہ حال تھا کہ جب وہ بیت الخلا جانے لگتے تو اپنے شاگردوں سے کہتے کہ تم ذرا اونچی آواز سے تکرار کرو۔ وہ کہتے، حضرت! کیوں؟ فرماتے تھے کہ میں بیت الخلا میں تو جا کر زبان سے کچھ پڑھ نہیں سکتا، تمہاری آواز آتی رہے گی، میں ذہنی طور پر علمی مسئلہ کو سوچنے میں مشغول رہوں گا۔ انہوں نے بیت الخلاء کے وقت کو بھی تحصیل علم کا وقت بنا لیا۔

کنویں کی دیوار پر کتابتِ علم:

ابن تیمیہ ؒ کا ایک حاسد حکومت میں آ گیا۔ اس نے حضرت کو قید کروا دیا، پھر انہیں ایک کنویں میں بند کر دیا گیا۔ وہاں سے وہ نکل نہیں سکتے تھے۔ حضرت اپنے شاگردوں کے ذریعے وہاں کاغذ منگوا لیتے اور کتاب لکھتے رہتے۔ جب آپ کی نئی کتاب تیار ہوگئی تو اس حاسد کو پتہ چل گیا۔ اس نے کہا کہ اچھا! کنویں کے اندر بند ہیں اور پھر بھی کتاب لکھ چکے ہیں۔ چنانچہ اس نے کاغذ، قلم اور دوات کا پہنچانا بھی بند کروا دیا۔ اسی حالت میں ابن تیمیہؒ کی وفات ہوگئی۔

وفات کے بعد ان کی ایک اور نئی کتاب بن گئی۔ وہ حاسد بڑا حیران ہوا کہ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

کتاب کیسے بنی؟ پتہ چلا کہ جب اس نے کاغذ، قلم اور دوات کا پہنچانا بند کر دیا تھا اس وقت انہوں نے منت سماجت کر کے پولیس والے نگران سے کچھ کوئلے منگوا لیے تھے اور کوئلے کے ذریعے انہوں نے کنویں کی دیوار پر کتاب لکھ دی...... اللہ اکبر...... تاریخِ انسانیت علم کی طلب کے ایسے واقعات پیش نہیں کرسکتی جو ہمارے اکابر کو پیش آئے۔

امام محمدؒ کی تدریسی مصروفیات:

امام محمدؒ ایک جگہ پر درس دیتے تھے۔ دوسرے بستی والے آئے اور کہا: حضرت! ہمارے ہاں بھی آ کر درس دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ بھئی! میرے پاس اتنا کم وقت ہے کہ میں جاؤں گا اور واپس آجاؤں گا۔ بس اتنے میں ہی وقت ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ جی ہم سواری کا انتظام کر لیتے ہیں۔ آپ سواری پر سوار ہو کر تیزی سے آیا کریں اور اس وقت میں درس دے کر واپس چلے جایا کریں، اس طرح آپ کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ ان کا اخلاص دیکھ کر امام محمدؒ نے ان کی تجویز قبول کر لی۔ اب ایک جگہ بھی درس دیتے اور پھر سواری پر بیٹھ کر تیزی سے دوسرے گاؤں جاتے اور وہاں بھی درس دے کر تیزی سے واپس آ جاتے۔

دوڑ کر تحصیلِ علم کی مثال:

اس دوران حضرت کا ایک شاگرد آ گیا۔ عرض کیا کہ حضرت! مجھے آپ سے ایک کتاب پڑھنی ہے۔ فرمایا: بھئی! میرے پاس تو وقت ہی نہیں ہے۔ اِدھر درس دیتا ہوں یا اُدھر درس دیتا ہوں اس کے علاوہ میرے پاس وقت ہی نہیں، میں آپ کو کیسے پڑھاؤں؟ اس نے کہا: جی میں تے یہ کتاب پڑھنی تو آپ سے ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا: بھئی! میرے پاس فرصت ہی نہیں تم کیسے پڑھو گے؟ شاگرد نے کہا کہ حضرت!

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے پاس ایک تجویز ہے۔ پوچھا: کیا تجویز ہے؟ کہنے لگا کہ جب آپ سواری پر سوار ہو کر ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف چلیں تو میں سواری کے ساتھ ساتھ دوڑتا رہوں گا اور اس دوران آپ تقریر کر دینا، میں آپ سے اس طرح سبق پڑھ لیا کروں گا۔...... اللہ اکبر کبیرا...... حیران ہوتے ہیں کہ یا اللہ! ہمارے اکابر کو علم کا اتنا شوق تھا......!!! کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ استاد سواری پر سوار ہو کر جا رہا ہے اور شاگرد دوڑ بھی رہا ہے اور ساتھ اپنا سبق بھی پڑھ رہا ہے۔

بھکاری کے روپ میں علم کا حصول:

ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ اندلس میں ایک محدث گزرے ہیں۔ وہ سفر کر کے بغداد پہنچے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھنے کے لیے انہوں نے یہ سفر کیا۔ اللہ کی شان کہ وقت کے حاکم نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو گھر میں نظر بند کر دیا تھا۔ نہ کوئی ان سے مل سکتا تھا اور نہ ہی وہ کسی سے مل سکتے تھے۔ ابنِ مخلدؒ بہت پریشان ہوئے۔

ان کے ذہن میں ایک تجویز آئی۔ ہوٹل میں جو کمرہ کرائے پر لیا تھا وہاں سے جب نکلے تو سر پر بھی کپڑا باندھا ہوا تھا، ٹانگ پر بھی ایک جگہ کپڑا باندھا ہوا تھا، پھٹے ہوئے کپڑے تھے، ایک ہاتھ میں لاٹھی تھی اور دوسرے ہاتھ میں کشکول پکڑ لیا، جیسے سوال کرنے والا فقیر ہوتا ہے۔ باہر نکل کر انہوں نے مانگنا شروع کر دیا۔ اس زمانے میں فقیر جب سوال کرتے تھے تو یوں کہا کرتے تھے:

اَجرُ کُمْ عَلَی اللّٰہِ

(تمہارا اجر اللہ کے ذمے ہے)

یہ الفاظ سن کر جنہوں نے دینا ہوتا تھا وہ دے دیتے تھے۔ چنانچہ یہ صدا لگاتے ہوئے گلیوں میں جا رہے تھے۔ لوگوں نے سمجھا کہ یہ فقیر ہے۔ کسی نے کچھ دے دیا اور کسی نے نہ دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی طرح صدا لگاتے لگاتے وہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر پہنچے۔انہوں نے صدا لگائی۔امام صاحب نے دوازہ کھولا کہ میں پیسے دوں۔وہ کہنے لگے کہ حضرت! میں درہم ودینار کا طالب نہیں ہوں، میں حدیث کا طالب ہوں، آپ سے حدیث پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔انہوں نے فرمایا کہ میں تو نہیں پڑھا سکتا، آپ سے بات نہیں کرسکتا، حکومت مجھے بہت زیادہ سزا دے گی۔کہنے لگے کہ حضرت! میں اسی طرح فقیر اور بھکاری کے بھیس میں روزانہ آپ کے دروازے پر آیا کروں گا۔آپ دروازہ کھول دینا، جتنی دیر پیسے دینے میں لگتی ہے، اتنی دیر حدیث سنانے میں لگا دینا اور میں حدیث زبانی یاد کرلیا کروں گا۔وہ ایک سال تک امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر آتے رہے، صدا لگاتے رہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کو حدیث پڑھاتے رہے اور وہ حدیث سن کر یاد کرتے رہے جب قیامت کے دن یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے: اے اللہ! ہم نے تیرے دین کو ایسے ایسے حاصل کیا، تو ہماری وہاں کیا حیثیت ہوگی؟ ہم اپنے اوقات کا خیال رکھیں۔ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں اور ٹھنڈے ٹھنڈے پنکھوں کے نیچے صاف ستھری جگہوں پر بیٹھ کر آج کے طلبا اپنے اساتذہ سے علم حاصل نہیں کر پاتے۔یاد رکھیں وقت ہمارے پاس بہت بڑی نعمت ہے۔

اَلْوَقْتُ مِنْ ذَهَبٍ وَّ فِضَّةٍ

[وقت سونے اور چاندی کی مانند ہے]

بیس سال تک فرصت نہ ملی:

حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں ایک مرتبہ خیال آیا کہ اگر کبھی فرصت ملی تو سردیوں کی دھوپ میں بیٹھ کر گنا چوسوں گا۔......سردیوں کی دھوپ میں بیٹھ کر گنا چوسنے کا اپنا ایک مزہ ہے۔......حضرت کی زندگی کے بیس سال گزر گئے مگر ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دھوپ میں بیٹھ کر گنا چوسنے کی فرصت نہ مل سکی۔ اتنی مصروف زندگی تھی۔

تیسری حدیث مبارکہ

دوسروں کی پسند کا بھی خیال رکھیں:

اب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تیسری حدیثِ مبارکہ سنئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

[تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے]

ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو ہمیں معاف کر دیا جائے، ہم بھی لوگوں کی غلطیوں کو معاف کر دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم سے اگر کوتاہی ہو تو لوگ پردہ ڈال دیا کریں، ہم بھی لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ہم سے حسنِ ظن رکھیں، ہم بھی دوسروں سے اچھا گمان رکھیں۔ نبی علیہ السلام نے کیا ہی خوبصورت بات بتا دی۔ اگر کسی کی شریعت کے مسئلے کا پتہ نہ بھی ہو اور وہ اس اصول پر سوچ لے گا کہ میں تو دوسروں کے لیے بھی وہی چیز پسند کروں گا جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں تو اس کی سوچ شریعت کے مطابق ہوگی۔

آج ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ بہت اچھی بیوی ہو، وفادار ہو، خدمت گزار ہو، نیکوکار ہو۔ تو پھر ہمیں بھی تو ایسا ہی خاوند بننا چاہیے نا۔ کیا ہم ایسے وفادار بنتے ہیں۔ بھئی! جب اپنے لیے یہ پسند کرتے ہیں تو دوسروں کے لیے بھی تو یہی پسند کریں نا۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہمیں دھوکا نہ دے، ہم دوسروں کو کیوں دھوکا دیتے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہماری عزت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے تو پھر ہم کیوں للچائی ہوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

نظریں دوسروں کی عزتوں پر ڈالتے پھرتے ہیں۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کریں، ہم اپنے اندر احساس پیدا کریں۔ کیونکہ بے حسی کام خراب کر دیتی ہے اور احساس سے معاملات سنور جاتے ہیں۔

ایک دلچسپ صلح:

قاضی موسیٰ بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں ایک میاں بیوی کا جھگڑا پیش ہوا جھگڑا کیا تھا؟ میاں بیوی ایک دوسرے سے ذرا خفا تھے۔ بیوی چاہتی تھی کہ یہ مجھے طلاق دے دے اور میرا مہر مجھے دے دے۔ مہر کی رقم بہت زیادہ تھی اس لیے خاوند کہتا تھا کہ میں طلاق تو دے سکتا ہوں مگر مہر نہیں دوں گا۔

مقدمے کے گواہوں میں سے کسی نے کہا: جی مجھے کیا پتہ کہ پردے میں لپٹی کون عورت ہے؟ اگر یہ اپنا چہرہ کھول دے تو پہچان کر تصدیق کر سکتا ہوں کہ یہ اس کی بیوی ہے۔ وہ کوئی قریبی غیر محرم بندہ ہوگا۔ تو قاضی نے کہا: ہاں ایسے موقع پر گواہ اگر کہیں تو شرعاً وہ دیکھ سکتے ہیں ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کا یہی معنی ہے کہ ضرورت کے وقت ایسا کیا جا سکتا ہے۔ اب خاوند نہیں چاہتا تھا کہ میری بیوی کسی غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولے۔ قاضی نے تو کہہ دیا کہ اگر گواہ مطالبہ کریں گے تو اس کو اپنی شناخت ثابت کرنا پڑے گی۔ خاوند نے جیسے ہی بات سنی، وہ کہنے لگا: قاضی صاحب! آپ میری بیوی کو چہرہ کھولنے کے لیے مت کہیں، میں اس کا پورا مہر پانچ سو دینار دینے کے لیے تیار ہوں۔ جب خاوند نے یہ بات کہی کہ میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ یہ غیر کے سامنے چہرہ کھولے، میں پانچ سو دینار دے کر اس کی بات مان لیتا ہوں، تو بیوی کے دل میں بھی یہ احساس پیدا ہوا کہ جب میرا خاوند میرے بارے میں اتنا غیرت مند ہے تو پھر میں بھی اس ارادے سے باز آ جاؤں۔ چنانچہ وہ کہنے لگی، قاضی صاحب! نہ میں خاوند سے طلاق چاہتی ہوں اور نہ ہی حق مہر مانگتی ہوں۔ چنانچہ قاضی صاحب نے

www.besturdubooks.wordpress.com

دونوں کو ہنسی خوشی واپس گھر بھیج دیا۔

چوتھی حدیث مبارکہ

امام اعظمؒ کی وصیتوں میں چوتھی حدیثِ مبارکہ یہ تھی۔

اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَ بَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ

(حلال بھی واضح اور حرام بھی واضح، ان کے درمیان میں مشتبہ چیزیں ہوتی ہیں)

جو بندہ ان حرام اور مشتبہ چیزوں کو چھوڑ دے گا وہی اللہ کا مقرب بنے گا۔ جب تک ہم حرام اور مشتبہ چیزوں کو نہیں چھوڑیں گے، تقویٰ کا مقام نہیں پا سکیں گے۔ ہمارے اکابر اس معاملے میں بہت احتیاط کیا کرتے تھے۔ اس کی بھی چند مثالیں سن لیجئے۔

مولانا محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ:

امام العلما والصلحا حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ بڑا معروف تھا۔ آپ سردیوں میں بھی اور گرمیوں میں بھی ہاتھ میں چھتری رکھتے تھے۔ گرمیوں میں تو چھتری ہاتھ میں رکھنا سمجھ میں آتا ہے، دھوپ سے بچتے ہوں گے، لیکن سردیوں میں چھتری رکھنا تو سمجھ میں نہیں آتا۔ چونکہ حضرت کی جماعت میں علما کی کثرت تھی اس لیے ایک مرتبہ ایک عالم نے پوچھ لیا کہ حضرت! سردیوں میں چھتری ہاتھ میں رکھنے کی کیا حکمت ہے؟ جب انہوں نے اصرار کیا، تب حضرت نے راز کھولا۔ فرمایا کہ عام لوگ تو سردی گرمی سے بچنے کے لیے رکھتے ہیں، میری ایک اور بھی نیت ہوتی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کونسی؟ فرمایا کہ راستہ چلتے ہوئے جب دیکھتا ہوں کہ دائیں طرف سے غیر محرم آرہی ہے تو میں اس طرف چھتری کر کے اپنا

www.besturdubooks.wordpress.com

چہرہ چھپا لیتا ہوں اور جب بائیں طرف سے غیر محرم آ رہی ہوتی ہے تو چھتری سے بائیں طرف آڑ کر لیتا ہوں، میں غیر محرم کے کپڑے کو بھی نہیں دیکھتا، تاکہ میرا اس کی طرف دھیان ہی نہ جائے۔ یہ ہے تقویٰ کہ غیر محرم کا چہرہ تو کیا دیکھنا، اس کے کپڑے کو بھی نہ دیکھا جائے۔

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحب زادے حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اباجی (حضرت مرشد عالمؒ) بیرون ملک میں تشریف لے گئے۔ انہی دنوں میں حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد سے واپسی پر چکوال تشریف لے آئے۔ میں گھر میں موجود تھا۔ حضرتؒ کو بٹھایا، پانی وغیرہ پلایا اور پھر امی سے کہا کہ کھانا وغیرہ بنائیں۔

جب کھانا پک کر تیار ہو گیا اور میں نے حضرت کے سامنے دستر خوان لگایا تو حضرت کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھا رہے تھے۔ میں نے کہا: حضرت! کھائیں۔ حضرت نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر حیران ہو کر کہا: قاسمی! تمہارے گھر میں سور کہاں سے آ گیا؟ یہ سن کر میں گھبرا گیا اور میں دوڑتے ہوئے اپنی والدہ صاحبہ کے پاس گیا اور کہا کہ حضرت تو کھانا نہیں کھا رہے اور فرما رہے ہیں کہ تمہارے گھر میں سور کہاں سے آ گیا۔

فرماتے ہیں کہ جب والدہ صاحبہ نے سنا تو اس نے بھی گھبرا کر ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگی: واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ غلطی یہ ہوئی ہے کہ ایک ہمسائی عورت بڑے عرصے سے پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ جب آپ کے گھر میں پیر صاحب آئیں گے تو ان کے لیے ایک وقت کا کھانا میں بنا دوں گی۔ پڑوسن کی رعایت کرتے ہوئے میں نے ہاں کر دی تھی۔ چنانچہ یہ آج اس کے گھر کا بنا ہوا کھانا تھا جو حضرت کو پیش کیا گیا، یہ ہمارے گھر کا بنا ہوا نہیں تھا۔ اس کے بعد والدہ صاحبہ نے اپنے گھر میں کھانا تیار کیا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کھایا۔ جب بعد میں تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ پڑوسن کا خاوند ایک حلال اور جائز نوکری کرتا تھا لیکن بینک کے سیونگ اکاؤنٹ میں پیسے رکھے ہوئے تھے اور وہاں سے سود کا پیسہ اس کے پیسوں میں مل جاتا تھا، اس کا اثر پورے پیسوں پر پڑا اور حضرت نے اس کا اثر محسوس کر کے پوچھا: قاسمی! تمہارے گھر میں سور کہاں سے آ گیا۔

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کا تقویٰ:

پہلے زمانے میں صرف مرد ہی تقویٰ اختیار نہیں کرتے تھے بلکہ اس زمانے کی عورتیں بھی بہت زیادہ پارسا ہوتی تھیں۔ عورتوں کے تقویٰ کا بھی ایک واقعہ سن لیجیے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کا نام عبداللہ تھا۔ یہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے والدِ گرامی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران ایک بوڑھی عورت آئی اور اس نے میرے والد صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا: ذرا توجہ سے سنیے گا! یہ مسئلہ پوچھا کہ میں روئی کاتتی ہوں۔ میں ایک رات چھت کے اوپر بیٹھ کر روئی کات رہی تھی۔ حکومتِ وقت کی پولیس کا داروغہ گلی میں سے گزرا، اس کے ساتھ روشنی کا بڑا انتظام تھا، وہ وہاں کسی سے بات کرنے کے لیے رک گیا، جب روشنی بہت زیادہ ہوگئی اور مجھے روئی اچھی طرح نظر آنے لگی تو میں نے سوچا کہ میں ذرا جلدی کات لوں۔ چنانچہ میں نے جلدی جلدی روئی کاتی۔ جب وہ داروغہ ابنِ طاہر چلا گیا تو بعد میں مجھے خیال آیا کہ ان کا پیسہ تو مشتبہ قسم کا ہوتا ہے اور میں نے اس کی روشنی سے فائدہ اٹھایا ہے، اب یہ روئی میرے لیے جائز ہے یا نہیں؟ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: تم اس ساری روئی کو صدقہ کر دو، اللہ تمہیں اور رزق عطا فرما دیں گے۔ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا جواب ہوا۔ جواب تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ جتنی مقدار اس روشنی میں کاتی اتنا صدقہ کرو، لیکن ابا

www.besturdubooks.wordpress.com

جی نے فرمایا کہ ساری روئی صدقہ کر دو۔ اس کے بعد وہ عورت چلی گئی۔

کہتے ہیں کہ دو چار دن بعد پھر وہی بوڑھی عورت آئی اور کہا: جی میں نے امام صاحب سے مسئلہ پوچھنا ہے۔ چنانچہ وہ امام صاحب کے پاس جا کر مسئلہ پوچھنے لگی کہ میں رات کو چراغ کی روشنی میں روئی کاتتی ہوں تو کبھی کبھی چراغ کا تیل ختم ہو جاتا ہے، تو چاند کی روشنی میں کاتنے بیٹھ جاتی ہوں۔ چراغ کی روشنی میں روئی صاف نظر آتی ہے اور چاند کی روشنی میں صاف نظر نہیں آتی۔ تو اب بتائیں کہ جب میں گاہک کو روئی بیچوں، تو کیا مجھے بتانا پڑے گا کہ یہ چراغ کی روشنی میں کاتی گئی ہے یا چاند کی روشنی میں کاتی گئی ہے؟ امام صاحب نے فرمایا، ہاں تمہیں بتانا پڑے گا۔ اس کے بعد وہ دعا دے کر چلی گئی۔

فرماتے ہیں کہ جب وہ چلی گئی تو امام صاحب بھی اس کا تقویٰ دیکھ کر حیران ہوئے اور مجھے فرمایا کہ اس عورت کے پیچھے جاؤ اور دیکھو تو سہی کہ یہ کس گھر کی عورت ہے۔ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں پیچھے گیا تو وہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں داخل ہوئی، پتہ چلا کہ یہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی بہن تھی جس کو اللہ نے اتنی تقویٰ بھری زندگی عطا فرمائی ہوئی تھی...... اس وقت کی عورتیں بھی حرام اور مشتبہ چیزوں سے اتنا بچتی تھیں۔ قیامت کے دن تو یہ عورتیں بھی ہم سے آگے بڑھ جائیں گی۔

پانچویں حدیث مبارکہ

پانچویں حدیث ان سب احادیث کا لب لباب ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

[مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان سلامتی میں ہوں]

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمان کون ہے؟

اس حدیث مبارکہ میں مسلمان کی تعریف کی گئی ہے کہ مسلمان کون ہوتا ہے؟ یہ ایک بنیاد ہے اگر ہم اس کو پورا کر رہے ہیں تو صحیح معنوں میں مسلمان ہیں اور اگر پورا نہیں کر رہے تو ہماری مسلمانی ہی ادھوری ہے۔ یہ مسلمان ہونا کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں ہے۔ کہنے والے نے کہا:

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

[جب میں اپنے آپ کو کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو میں کانپ جاتا ہوں اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ مسلمان کون ہوتا ہے]

تو نبی علیہ السلام نے بہت سادہ لفظوں میں بتا دیا کہ مسلمان کون ہوتا ہے۔ یعنی مسلمان وہ ہوتا ہے جو نہ تو کسی کو زبان سے تکلیف پہنچاتا ہے اور نہ ہی ہاتھ سے۔

عام طور پر تکلیف تو ہاتھ سے پہنچائی جاتی ہے لیکن یہاں ید (ہاتھ) کے ساتھ لسان (زبان) کا بھی تذکرہ ہے۔ اس لیے کہ عام طور پر انسان اپنے قول اور فعل سے دوسرے کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ قول زبان سے صادر ہوتے ہیں اور اکثر فعل ہاتھوں سے صادر ہوتے ہیں اور باقی اعضا ان کے ضمن میں آجاتے ہیں۔

زبان ہاتھوں پر مقدم کیوں؟

اور پھر ان دونوں میں سے بھی زبان کا تذکرہ پہلے کیا اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ مثال کے طور پر:

☆......انسان ہاتھوں سے جو تکلیف پہنچاتا ہے تو اس کے مواقع بہت کم آتے ہیں۔ انسان چوبیس گھنٹے تو دوسرے کا گریبان پکڑ کر نہیں کھڑا ہوتا۔ لیکن زبان سے دوسرے

www.besturdubooks.wordpress.com

کو تکلیف پہنچانے کے مواقع بہت زیادہ ہیں۔ جب چاہا زبان سے ایک فقرہ بول دیا اور یہ دوسرے کے دل میں جا کر ایسے چبھا کہ اس کو چیر کر رکھ دیا۔

☆......پھر غور کیجیے! انسان دن میں کسی دوسرے کو تکلیف پہنچائے گا لیکن رات کو اپنے گھر میں ہوگا، چنانچہ لوگ امن میں ہوں گے۔ مگر زبان یہ وہ تلوار ہے جو دن میں بھی چلتی ہے رات میں بھی چلتی ہے، اپنے گھر میں بیٹھ کر بھی چلتی ہے اور انسان اپنی زبان سے ایسی باتیں کرتا ہے کہ دوسرے کا دل دکھاتا ہے۔

☆......زبان ان رشتوں کو بھی کاٹ دیتی ہے جو رشتے انسان تلوار کے ذریعے سے بھی نہیں کاٹ سکتا۔ غصہ آیا دو بھائیوں نے بولنا بند کر دیا، اب یہ بھائیوں کا رشتہ ایسا تھا کہ یہ تلوار اور قینچی سے کٹ نہیں سکتا تھا مگر زبان کے دو بول بس ایک دوسرے سے بول چال ختم کر دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ زبان کا نقصان ہاتھ کی نسبت بہت زیادہ ہے۔

☆......پھر ہاتھ سے نقصان پہنچانے میں مشقت لگتی ہے لیکن زبان سے تکلیف پہنچانے میں کوئی مشقت نہیں لگتی۔ ایک بچہ بھی نقصان پہنچا سکتا ہے، عورت بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ہاتھ سے تو نقصان تب پہنچائے گا جب دوسرے سے زیادہ طاقت ور ہوگا اور اگر اگلا طاقتور ہوا تو الٹا دو اپنے منہ پر لگ جائیں گی۔ لیکن زبان سے انسان جس کو چاہے تکلیف پہنچا سکتا ہے۔

☆......ہاتھ سے نقصان پہنچانے کے لیے تو دوسرے بندے کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ زبان سے نقصان پہنچانے کے لیے سامنے ہونا کوئی ضروری نہیں، غائب کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ بلکہ جو گزر چکے ہوں کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے چنانچہ انسان ان کی غیبت کرتا ہے، جو پہلے گزر چکے، جب کہ ہاتھ سے انسان ان کو کوئی دکھ نہیں پہنچا سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆...... ہاتھ سے تو انسان ایک فرد کو تکلیف پہنچا دے گا جب کہ زبان سے ایک وقت میں پورے قبیلے بلکہ پوری قوم کو دکھ پہنچا دے گا۔

اس لیے نبی علیہ السلام نے ہاتھ پر زبان کو مقدم فرمایا اور فرمایا مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

حق تلفی سے بچیں:

تو ہمیں یہ چاہیے کہ اپنے دوسروں کو ایذا سے بچائیں اور ان کی حق تلفی نہ کریں۔ نہ زبان سے کسی کو تکلیف پہنچائیں نہ افعال سے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا دین ہمیں مکارم اخلاق کی تعلیم دیتا ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ اتنے اچھے اخلاق سے زندگی گزاریں کہ کسی کو معمولی سی بھی تکلیف نہ ہو۔ حتیٰ کہ کسی کی دلآزاری بھی نہ ہو۔

پانچ حدیثیں شریعت کا نچوڑ کیسے؟

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ پانچ احادیث پوری شریعت کا نچوڑ ہیں...... اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ پانچ احادیث مبارکہ پوری شریعت کا نچوڑ کیسے ہیں؟...... ذرا غور کیجئے۔

پہلی حدیثِ مبارکہ...... تصحیح اعمال کے بارے میں ہے۔

دوسری حدیثِ مبارکہ...... تصحیحِ اوقات کے بارے میں ہے۔

تیسری حدیثِ مبارکہ...... حقوق العباد کے بارے میں ہے۔

اور چوتھی حدیثِ مبارکہ...... حقوق اللہ کے بارے میں ہے۔

اور پانچویں حدیثِ مبارکہ...... حقوق مسلم کے بارے میں ہے۔

جب اعمال کی تصحیح بھی ہو جائے، اوقات کی تصحیح بھی ہو جائے، حقوق العباد بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

پورے کر لئے جائیں اور اللہ کے حقوق بھی پورے کر لیے جائیں تو پورے دین پر تو عمل ہو جاتا ہے۔اس لیے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان پانچ احادیث کو دین کا نچوڑ فرمایا ہے۔ان کی یہ بات سو فیصد پکی اور سچی بات ہے۔

انسان کی برائی کی پہچان:

جب ہم غفلت کی زندگی گزارتے ہیں اور معاملات میں کوتاہی کرتے ہیں تو اس وقت ہم بالکل بے سینگ کے بکرے نظر آتے ہیں، جو قریب آتا ہے اس کو ٹکر لگا دیتے ہیں...... ہر طرف تنقیدی نظر...... ہر ایک کے عیب ٹٹولنا...... اپنی خوبیاں نظر میں اور لوگوں کے عیب نظر میں...... دوسروں کے حقوق کی رعایت نہ کرنا اور اپنے آپ کو اللہ کا بڑا مقرب سمجھنا...... یہی تو انسان کی برائی کی پہچان ہے۔

مقام ولایت میں رکاوٹ:

ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد میں گیا۔ وہاں عبادت کرتا رہا۔عبادت کرتے کرتے مجھے نیند آ گئی۔ میرے پاس بستر نہیں تھا۔ چنانچہ میں مسجد کی صف کو اپنے اوپر لپیٹ کر سو گیا۔ میں مسجد میں سویا ہوا تھا اور کسی دوسرے کو پتہ بھی نہیں تھا۔

کہتے ہیں کہ کچھ اہل اللہ مسجد میں آئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو کرنا شروع کر دی۔ان میں سے ایک نے کہا: یہاں کوئی غیر محسوس ہوتا ہے۔ان میں سے بڑے نے کہا: ہاں یہ ادھم کا بچہ سو رہا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے ولایت مل جائے، اسے ولایت کیسے مل سکتی ہے؟ اس نے تو فلاں بندے کی کھجور بغیر اجازت کے کھائی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اس وقت بالکل سن ہو کر پڑا رہا۔

جب وہ اپنی مجلس کر کے چلے گئے تو اس وقت مجھے خیال آیا کہ ہاں میں نے کل

www.besturdubooks.wordpress.com

کھجور خریدی تھی اور ایک کھجور نیچے گر گئی تھی، میں نے گمان کیا کہ یہ میرے حصے کی کھجور گری ہے، اس لیے میں نے اٹھا کر وہ منہ میں ڈال لی تھی، وہ میری کھجور نہیں تھی، بلکہ اس دکاندار کی تھی اور میں نے بغیر اجازت کے کھالی تھی۔ فرماتے ہیں کہ اگلے دن میں نے جا کر اس دکاندار سے بلا اجازت کھجور کھانے کی معافی مانگی۔ جیسے ہی اس بندے نے مجھے معاف کیا، اسی وقت اللہ نے مجھے ابدال کا مقام عطا فرما دیا۔

اگر پکڑ ہوگئی تو...... الامان والحفیظ:

ہماری حالت کیا ہے؟...... نہ حلال کی فکر نہ حرام کی پرواہ
اوپر سے تسبیح، اندر سے میاں کسبی۔
اوپر سے لا الٰہ، اندر سے کالی بلا۔

قیامت کے دن اگر حقوق العباد دینے پڑ گئے تو ہمارا کیا بنے گا؟ اس لیے صحیح صوفی وہ ہے جو ایسی زندگی گزارے کہ قیامت کے دن اس کا گریبان پکڑنے والا کوئی نہ ہو۔ اور اگر کوئی گریبان پکڑنے والا کھڑا ہو گیا تو...... الامان والحفیظ...... قیامت کے دن لوگ اللہ کے سامنے کیسے پیش ہوں گے؟......

﴿ فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۞ ﴾ (الانعام: 94)

[اکیلے اکیلے جیسا کہ ہم نے تم کو پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ]

ایک ایک کر کے...... جیسے ایئرپورٹ پر مشین میں سے سکین ہو کر جاتے ہیں اسی طرح اللہ کے سامنے سے گزریں گے اور فرشتے ان کے دلوں کی سکینگ کریں گے۔ اس جگہ پر جب کچھ بندے آگے جائیں گے تو کہا جائے گا:

﴿ وَ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۞ ﴾ (الصّٰفّٰت: 25)

(انہیں روک لیجیے، ہم نے ان کا ٹرائل کرنا ہے)

......لوگوں پر الزام لگاتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......ناحق بہتان لگاتا تھا۔

......بیوی کا دل دکھاتا تھا۔

......اللہ کے بندوں کے لئے وبالِ جان بنا ہوا تھا۔

وَقِفُوْهُمْ......اس کو بھی روک لیجیے۔اس نے بھی

......شکل دین داروں والی بنائی ہوئی تھی،

......لوگوں کو دھوکے دیتا تھا۔

...... بلا اجازت لوگوں کی چیزیں استعمال کرلیا کرتا تھا۔

وَقِفُوْهُمْ......اس کو بھی روک لیجیے کہ

......اس کی شہوت بھری نظر غیر پر پڑا کرتی تھی۔ یہ میری محبتوں کے دعوے کرتا تھا اور غیر کی ہوس اس کے دل میں بھری ہوئی تھی۔

......اس کو روک لیجیے،اس کا ہم نے حساب لینا ہے۔

اگر قیامت کے دن ہمیں کھڑا کرلیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا!!!۔آج وقت ہے،اللہ رب العزت سے اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگیں اور آئندہ نیکو کاری اور پرہیز گاری کی زندگی گزارنے کا دل میں سچا اور پکا عہد کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمادے (آمین ثم آمین)

واخر دعونا ان الحمدلله رب العلمين

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ
- دار المطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 062-2442791
- ادارہ اسلامیات، 190 انار کلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بارزار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 041-7224228
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- مکتبہ بیت العلم بنوری ٹاؤن کراچی 021-2018342
- مکتبۃ الشیخ 445/3 بہادر آباد کراچی 0214935493
- دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- مکتبہ علمیہ، دوکان نمبر 2 اسلامی کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4918946
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2288261
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی 03009834893 ، 051-5462347

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد سولہ

- ولادت النبی ﷺ
- عقل کا نور
- سنت نبوی ﷺ بہترین طریقۂ زندگی
- رسوخ فی العلم کیسے
- ورع وتقویٰ
- کامیابی کے پانچ اصول
- دورنگی چھوڑ دے
- درخت میں پوشیدہ اسرار

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ، فیصل آباد
+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر جلد ۱۶

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

مرتب
مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطباتِ فقیر (جلد ۱۶)

ازافادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ———— مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر ———— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ———— جون 2009ء

اشاعت دوم ———— نومبر 2009ء

اشاعت سوم ———— مئی 2010ء

تعداد ———— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— ڈاکٹر شاہد محمود عفی عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	11	راز	31
پیش لفظ	13	رب نے بتایا جب اس کو خود آپ کہا:	
① ولادت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	17	سبحان اللہ!	32
انعام سے پہلے آزمائش کا مرحلہ	17	ماں کی دعاؤں کے ثمرات	34
تین عظیم شخصیات کی آزمائش	19	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام صدارت	35
(۱) حضرت عبدالمطلب کی آزمائش	19	دن بدل گئے	36
(۲) حضرت عبداللہ کی آزمائش	21	دوسرے پستان سے دودھ نہ پینے کی	
(۳) بی بی آمنہ کی آزمائش	23	وجہ	37
احوال عجیبہ کا ظہور	24	حسن و جمال میں کشش اور جاذبیت	38
یہودیوں کا اضطراب	25	شیما کی محبت بھری لوری	39
خصائصِ ولادت	25	بی بی آمنہ کے پاس واپسی	40
کسریٰ کا خواب اور اس کی تعبیر	26	بے سہارا ہونے میں حکمت	41
چودہ بادشاہتوں کے خاتمے کا اشارہ	26	آیت اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی	
ستارے جھکنے میں اَسرار	26	کے معارف	41
ایک صاحب دل کا عاشقانہ کلام	27	اسلام میں یتیم کا مقام	43
یتیم درِ یتیم بن گئے	28	شیما کی عزت افزائی کا واقعہ	44
جب ساتواں دن آیا تو......	29	② عقل کا نور	49
بچے کو گود میں لینے کے لیے عورتوں کی		عقلِ سلیم......ایک نعمت غیر مترقبہ	49
آمد	29	"عقل بڑی یا بھینس"	50
پرورش کے لیے حلیمہ کے انتخاب میں		انسانی عقل کے کرشمے	50

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
گوشت کی مختلف ڈشز	51	غصہ کمزوری کی علامت ہے	71
بھونی ہوئی پوری گائے	51	باپ بیٹے کی سوچ کا انداز	73
سبزی میں گوشت کا استعمال	52	کامیاب زندگی کا راز	74
عربوں کی مزے دار مندی	52	کینسر کے مریض کی قوت ارادی	75
ہاتھی کا تماشا	52	آٹومیٹک سلائی مشین کی ایجاد	76
ہاتھیوں کا فٹ بال میچ	55	مثبت سوچ پُر امید رکھتی ہے	77
ہاتھی کی پینٹنگ	55	مثبت سوچ سے دشمن پر فتح	78
پرندوں اور جانوروں کے کارنامے	55	نقصان کو نفع میں بدلنے کی صلاحیت	79
ایک بندر کا کراٹے کا مقابلہ	56	دلوں کی دنیا میں انقلاب	79
ایک عجیب و غریب کیٹل فارم	56	نبیِ رحمت ﷺ کی رحمت بھری سوچ	79
ڈالفن مچھلی کا حیران کن کرتب	57	(۳) سنت نبوی ﷺ بہترین طریقۂ زندگی	87
انسان کی مادی پرواز	58	ثنا خوانوں میں نام لکھوانے کی تمنا	87
فروٹ فلائی سے نجات کا انوکھا طریقہ	59	مشاہیرِ عالم کی نامکمل زندگیاں	88
نظریہ اضافت کی بنیاد	60	تاریخ انسانیت میں کامل و مکمل زندگی	89
انسانی عقل کا کمال	61	ایک نئے زاویے سے سیرت نبوی کا	
سوچ کے دو انداز	62	مطالعہ	90
انسانی شخصیت پر سوچ کے اثرات	62	سنت نبوی کے دو پہلو	91
شوگر فری تربوز	63	سونے کی چار ممکنہ صورتیں	93
متبادل راستہ	64	(۱)......سیدھا سونا	93
جیسی سوچ ویسی باتیں	65	(۲)......الٹا سونا	94
انسانی رویہ میں سوچ کا اثر	66	(۳)......بائیں کروٹ پر سونا	96
ازدواجی زندگی میں سوچ کا کردار	68	(۴)......دائیں کروٹ سونا	97
استاد کی شکست	71	سونے کی سب سے بہتر صورت	97

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
سن باتھ اور جدید سائنسی تحقیقات	98
موٹاپا کم کرنے میں سائنسی ترجیحات	100
پیٹ بھرنے کا فیصلہ دماغ کرتا ہے	101
معدے کو ڈبل ڈیوٹی نہ دیں	103
حلیم کے بغیر سنتِ نبوی ﷺ پر عمل	105
موتیا کا علاج وضو سے	105
مسواک اور جدید سائنسی تحقیقات	105
گندہ دہنی اور امراض شکم	106
گردن کا مسح کرنے میں جسمانی فائدے	107
اعضائے وضو دھونے میں ہمارے فائدے	108
وضو کرنے میں شوگر کے مریضوں کا فائدہ	109
ایک نوبل پرائز ونر کی الٹی سوچ	110
صلحاء کے چہروں پر نور کی ایک سائنسی توجیہ	111
سرکے کے استعمال میں سائنسی ترجیحات	112
زیتون کے تیل سے ہائی کولیسٹرول کا علاج	114
ریسرچ ورک کرنے میں ہماری کمزوری	115
عجوہ کھجور میں راز کی بات	116
نبی رحمت ﷺ کے نام سے رجسٹرڈ ایک لاجواب دوائی	118
تیز چلنے کے جسمانی فائدے	119
ہلکی پھلکی ورزش اور جدید سائنسی تحقیق	121
رویتِ ہلال اور جدید سائنسی ترجیحات	123
نمازوں کی رکعتیں اور سائنسی توجیہات	129
۲ رسوخ فی العلم کیسے؟	135
کتاب الٰہی کے محافظ	135
نیت کی اہمیت	136
حصول علم میں نیت کا پہلو	139
نیت کی فوقیت عمل پر	139
نیت کی خرابی، اعمال کی بربادی	140
عمل صالح کی ضرورت و اہمیت	141
رسوخ فی العلم کی معاون تین چیزیں	143
(ا)......تقویٰ	143
دل کی گواہی	144
تقویٰ کی اہمیت	144
حصول برکت اور تقویٰ	145
زمین کی زینت اور تقویٰ	147
معاملات اور تقویٰ	147

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
احتیاط ہی تقویٰ ہے	148
(۲)......تواضع	148
بڑا بننے کا طریقہ	148
فقیرانہ شان میں اسلام کی وکالت	150
دارالعلوم دیوبند کے طلبا کی تواضع	152
(۳)......زہد	153
زہد کا مطلب	153
قناعت کی فضیلت	154
تمام برائیوں کی جڑ	154
علمائے کرام کے رزق کی ترتیب	154
خدا پرستی کوئی اور چیز ہے	156
اچھے معلم کے دو اوصاف	156
(۱)......اخلاص	157
سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا اخلاص	157
شیخ الہند ؒ کا اخلاص	157
اخلاص کی اہمیت	158
ملاوٹ والے عمل اللہ کو پسند نہیں	158
ہیرے اور اخلاص کی قیمت میں فرق	159
مفتی محمد حسن ؒ کا اخلاص	159
مولانا حسین احمد مدنی ؒ کا اخلاص	161
واقعی عملوں کے بدلے جنت	163
خسارے کا سودا	163
ریا کے باعث ثواب سے محرومی	165

عنوان	صفحہ نمبر
(۲)......اختصاص	165
طلبا کی استعداد بنانے کا طریقہ	166
شیخ الہند اور اختصاص علم	166
مولانا یحییٰ ؒ اور اختصاصِ علم	167
مولانا نور محمد پونٹوی ؒ اور اختصاصِ علم	167
علمی کاموں کی لگن	169
خدمت اسلام کا جذبہ	169
لمحہ فکریہ	170
⑤ ورع و تقویٰ	175
ولایت کا حصول کیسے؟	175
ورع کی لغوی تحقیق	177
نیکی کی پہچان	177
تین اصول باتیں	179
تدبیر، پرہیز اور حسنِ خلق کی اہمیت	180
دو لفظوں میں بات	181
دینِ اسلام کا نچوڑ	182
تین حیران کن باتیں	182
ورع کے درجات	183
احتیاط سے عمل کرنے کا مطلب	183
بیداری کی زندگی کیسے؟	184
افراط و تفریط سے بچیں	185
تقویٰ کی لغوی تحقیق	186

www.besturdubooks.wordpress.com

معاملات میں تقویٰ کا پہلو	187
گناہ چھوڑنے کی فضیلت	189
علوم ومعارف کی بارش	191
تقویٰ کی بدولت اجر میں اضافہ	192
حاصلِ کلام	193
⑥ کامیابی کے پانچ اصول	197
وعدۂ خداوندی	197
زندگی کا نچوڑ	198
علم پر عمل کرنا	198
علم کے ہوتے ہوئے بے صبری	199
علم کے باوجود ڈسپلن میں کمزوری	200
جاننے کے باوجود ہوس بھری نظریں	200
ماں باپ کی ناقدری	201
پانی کی ناقدری	201
جانتے ہوئے بھی جھوٹ	202
ایک سبق آموز واقعہ	203
علم پر عمل نہ کرنے کی وجہ	205
اگر گندگی فائدہ پہنچا سکتی ہے تو......	206
بڑوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانا	207
نصیحتوں کی حقیقت	208
نوجوانوں کی رعونت	209
گناہوں پر استغفار	211
استغفار سب مسائل کا حل	212
عاملوں کی گاڑی کیسے چلتی ہے؟	213
مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کا نسخہ	214
ہر وقت استغفار کریں	215
بغیر غلطی کے بھی استغفار کریں	215
نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنا	216
تین آدمیوں کی آزمائش کا واقعہ	217
نعمتیں بے شمار ہیں	220
ایک دوسرے کی قدر کریں	221
انگریزوں کا ایک دستور	222
مرنے والوں سے عبرت حاصل کرنا	222
ماں کی موت سے بھی عبرت نہ ملی!!!	223
بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی	223
⑦ دورنگی چھوڑ دے	227
لفظ ''اٰمنوا'' اہلِ علم کی نظر میں	227
مشکلاتِ لا الٰہ	228
حقائق کے آئینے میں ہماری کیفیت	229
سب سے بڑی بیماری	234
دین سراسر خیر خواہی ہے	235
ایثار کے انمٹ نقوش	235
جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے	236
ایک نوجوان کی دیانتداری کا واقعہ	237
مسلمان معاشرے میں خیر خواہی کا عالم	239

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
اسلام کا بول بالا	241
ہم سے تو بہرو پیا اچھا......!!!	242
نسبتِ محمدی ﷺ کی فکر	244
معافی مانگنے سے پہلے معاف کردیا	246
رہے سلامت تمہاری نسبت	247
⑧ درخت میں پوشیدہ اسرار	251
بندۂ حر کے لیے نہیں ہے فراغ	251
درسِ فطرت	252
درخت میں پوشیدہ اسرار ورموز	252
درخت کا زمین کے اندر اگنے میں راز	252
بیج زمین کے اندر بونے میں حکمت	253
ایک بیج کی قربانی میں انسانیت کے لیے پیغام	253
درخت کی مانند بنیے نہ کہ بیل کی مانند	254
جڑیں درخت کے بقدر گہری کیوں؟	255
دن اور رات میں درخت کی بڑھوتری میں سبق	255
فرش توڑ کر اگنے والے درخت کا پیغام	256
گناہ آکاش بیل کی مانند ہیں	257
جڑوں کی تجہیز کے اعمال کے ساتھ مماثلت	257
درخت پر سانپ لٹکنے میں سبق	257
درخت میں نوجوانوں کے لیے ایک	
خاص پیغام	258
کمتر چیز لے کر بہتر واپس لوٹانا	260
خزاں کے موسم میں درختوں کا پیغام	261
ہر پھل کی قیمت میں پوشیدہ اسرار	261
درخت کے جلنے میں خاموش پیغام	262
بارش برسنے سے درخت کی شادابی میں حکمت	263
پھلوں اور گناہوں کے وزن میں مماثلت	264
خودرو درخت کی طرح مت بنیے	264
درخت کے ساتھ ایک مکالمہ	265
شریعت وسنت پر کاربند رہیے	266
صندل کی خوشبودار لکڑی کا پیغام	267
پھول کی پتیوں کے مسل جانے میں پیغام	267
ایک دوسرے کی قدر کریں	268
پھول کے ساتھ کانٹے ہونے کا شکوہ کیوں؟	269
ایک گراں قدر ملفوظ	269
درخت کے پھلوں میں خوش اخلاقی کا درس	270

❀❀❀❀

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ سولہویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پروازِ فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکرمند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئینِ کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحر معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت وذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تا زیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکا، کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنے شروع ہوگئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلّہ بنا دیا۔ اِس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟...... مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے

''قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے، و اما بنعمة ربك فحدث ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبروار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

كان الله له عوضا عن كل شيء

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ ﴾

ولادت النبی

صلی اللہ علیہ وسلم

بیان: پیرِ طریقت حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب ولادت کا دن قریب آیا تو ایک سرخ ستارہ آسمان پر چمکنے لگا۔ تورات کے اندر یہ نشانی تھی کہ جب نبی آخرالزماں ﷺ پیدا ہونگے تو آسمان پر سرخ ستارہ چمکے گا۔ چنانچہ یہود ہمیشہ اس کو دیکھنے کی فکر میں رہتے تھے۔ جب وہ ستارہ چمکا تو یہود میں غلغلہ مچ گیا اور ان کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا۔ وہ انتہائی پریشان ہوئے کہ نبی آخرالزماں ﷺ تو پیدا ہونے والے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ولادت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ○ ﴾
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

انعام سے پہلے آزمائش کا مرحلہ:

دوائیوں کی بوتلوں پر اکثر اوقات یہ بات لکھی ہوتی ہے۔

Shake well before use.

(استعمال سے پہلے اچھی طرح ہلائیں)

یہ بات اکثر ذہن میں آتی ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بندے کو جب کوئی خاص نعمت دینا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے اس کو بھی جھنجھوڑتے ہیں، اسے اچھی طرح آزماتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اسے اس خاص نعمت سے نوازتے ہیں۔ اس کی دلیل قرآن مجید میں ہے۔

اللہ رب العزت نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نعمتوں سے نوازنا تھا تو اس سے پہلے ان کو بھی آزمایا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ﴾ (البقرۃ: ۱۲۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور یاد کرو اس وقت کو جب آزمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے کچھ باتوں میں اور وہ اس میں سینٹ پرسینٹ (سو فیصد) کامیاب ہو گئے''

پھر کیا نتیجہ نکلا؟......فرمایا:

﴿ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ﴾ (ایضاً)

''فرمایا (اے میرے پیارے ابراہیم) میں آپ کو انسانوں کا امام بناتا ہوں''

تو امامت ملنے سے پہلے آزمائے گئے۔...... اللہ نے اپنے مقبول بندوں کو آزمایا۔ اتنی آزمائشیں آئیں کہ قرآن مجید نے گواہی دی:

﴿ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاءُ وَ الضَّرَّاءُ وَ زُلْزِلُوْا ﴾ (البقرۃ: ۲۱۴)

''ان پر اس قدر آزمائشیں آئیں، تنگی آئی، سختی آئی اور اس طرح ان کو جھنجھوڑا گیا''

﴿ حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ ﴾

(البقرۃ: ۲۱۴)

''حتیٰ کہ رسول اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے وہ پکار اٹھے۔ اللہ کی مدد کب آئی گی؟''

جب اس نکتے پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ﴾

''جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ رب العزت کے چنے ہوئے بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی آزمایا اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ﴾

''اور ان کو اچھی طرح جھنجھوڑا گیا''

www.besturdubooks.wordpress.com

اور بات بھی سچی ہے۔ کیونکہ ہم نے مٹی کا ایک برتن لینا ہوتا ہے تو اس کو بھی ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے یا پکا۔ اگر ہم دو روپے کے برتن کو کچا پکا دیکھتے ہیں اور تین روپے کے تربوز کو ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے یا پکا، تو اللہ رب العزت نے بھی انسان کو اپنا بنانا ہوتا ہے اس کو بھی ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے یا پکا۔ چنانچہ آزمایا جاتا ہے اور جو اس میں کامیاب ہو جاتا ہے اس کو انعام ملتا ہے۔

تین عظیم شخصیات کی آزمائش:

سیدنا رسول اللہ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قریش کے قبیلہ میں پیدا فرمانا تھا تو آپ ﷺ کی تین قریبی شخصیات کو مشقتوں میں ڈالا گیا۔

(۱) حضرت عبدالمطلب کی آزمائش:

ایک آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو۔ انہیں آپ ﷺ کا دادا ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ عبدالمطلب بہت خوبصورت تھے۔ جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے کچھ بال پیدائشی طور پر سفید تھے، اسی نسبت سے ان کا نام شیبہ رکھا گیا۔ اللہ کی شان کہ کچھ عرصے کے بعد ان کے والد وفات پا گئے۔ ان کی والدہ کا نام سلمیٰ تھا، وہ مدینہ منورہ آ گئیں۔ بچہ اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا حتی کے ابتدائی جوانی کی عمر کو پہنچا۔

مکہ مکرمہ کا رہنے والا ایک حارثی شخص کسی کام کے لیے مدینہ گیا تو اس نے چند لڑکوں کو تیر اندازی کا مقابلہ کرتے دیکھا۔ ان میں سے ایک نوجوان جو دیکھنے میں بھی خوبصورت تھا اور جس کی شخصیت میں جاذبیت بھی تھی وہ جب بھی نشانہ لگاتا ٹھیک نشانہ پر تیر لگتا۔ پھر وہ خوشی سے اشعار پڑھتا: لوگو! میں مکہ کے رہنے والے قبیلہ قریش

www.besturdubooks.wordpress.com

کا فرزند ہوں، میرے نشانے ٹھیک لگتے ہیں۔ حارثی کو اس پر بڑا پیار آیا۔ چنانچہ اس نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ مکہ میں پیدا ہوا تھا کچھ عرصہ بعد اس کا والد فوت ہو گیا اور یہ اپنی والدہ کے ساتھ یہاں اپنے ننھیال آیا ہوا ہے۔ وہ ان کے سارے قبیلے والوں کو جانتا تھا۔

واپسی پر اس نے آ کر ان کے چچا (جن کا نام مطلب تھا) سے کہا کہ تم اتنے مہمان نواز ہو، اتنے سخی اور اتنے اچھے اخلاق والے ہو، کیا تمہیں پتہ نہیں کہ تمہارا بھتیجا کتنی مشکل میں وقت گزار رہا ہے!؟ اسے اپنے پاس لاؤ اور اس کی اچھی تربیت کرو۔ اس شخص نے انہیں اتنا برانگیختہ کیا کہ اس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اپنے بھتیجے کو مکہ نہیں لاؤں گا اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ چنانچہ مطلب مدینہ آئے ان کی والدہ سے بات کی خاندان والوں نے بھی ماں کو سمجھایا کہ بچہ بڑا ہو گیا ہے۔ اگر یہ تمہارے پاس رہے گا تو صحیح معنوں میں عزت کا مقام نہیں پا سکے گا اور اگر وہ اپنے ددھیال میں چلا جائے گا تو ان کا بڑا قبیلہ ہے اور وہ اشراف ہیں اس لیے وہاں اس کا نمایاں مقام ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے شیبہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔

اب یہ خوبصورت نوجوان پیچھے بیٹھا ہے اور اس کے چچا آگے بیٹھے ہیں۔ جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور کسی بندے نے دیکھا تو وہ سمجھا کہ مطلب اپنے لیے غلام لائے ہیں، تو اس نے ان کو عبدالمطلب کہہ دیا۔ اس کے بعد یہ نام ایسا معروف ہوا کہ ان کو شیبہ کی بجائے عبدالمطلب کہا جانے لگا۔

اس نوجوان کو اللہ رب العزت نے یتیمی کے دن تو دکھائے مشقتوں کے دن تو دکھائے مگر ان کے بعد ان کو انعام ملنا تھا۔...... انعام کیا ملا؟ ...... ان کو خواب آیا کہ فلاں جگہ پر زم زم ہے اگر وہاں سے زمین کو کھودو تو بند چشمہ نکل آئے گا۔ ان دنوں مکہ مکرمہ میں پانی نہیں تھا، لوگوں کے لیے وہاں رہنا مشکل تھا، نہ جینے کو پانی نہ پینے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی۔ چنانچہ عبدالمطلب نے زمین کی کھدائی شروع کر دی۔ وہ اکیلے ہی زمین کھودتے رہے، بالآخر وہ دن بھی آیا جب انہوں نے زم زم کے چشمے کے دہانے پر بڑی چٹان کو توڑا اور نیچے سے پانی نکل آیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو بیت اللہ کا متولی بنا دیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بیت اللہ کا متولی بنانا تھا اس لیے اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشکل اور تنگی کے حالات دکھائے...... یہ تربیت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے۔

آج ہم لوگ اس بات کو سمجھ نہیں پاتے اگر کسی پر ذرا سی مشقت کے دن آنے لگیں تو وہ سمجھتا ہے کہ بس میں اللہ سے دور ہو گیا ہوں اور اللہ مجھ سے ناراض ہے۔ اس کو یہ کتنی بڑی غلط فہمی لگ جاتی ہے کہ پیسہ ملنے کو اللہ تعالیٰ کی خوشی سمجھتے ہیں اور پیسے کے کم ہونے کو اللہ کی ناراضگی سمجھتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی یا اس کے راضی ہونے کا تعلق احکام شریعت کے ساتھ ہے۔ اگر زندگی شریعت کے مطابق ہوگی اللہ رب العزت راضی ہوں گے اور اگر زندگی شریعت کے خلاف ہوگی تو کروڑوں پتی نہیں اربوں پتی ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہونگے۔ یہ کھلی ڈھلی بات ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ کی آزمائش:

عبدالمطلب نے منت مانی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوئے تو میں ان میں سے ایک کو اللہ کے نام پر قربان کروں گا۔ اللہ کی شان کہ دس بیٹے بھی مل گئے۔ اب انہوں نے سوچا کہ میں اپنی قسم کو پورا کروں۔ لیکن بیٹوں میں سے کس کو ذبح کروں؟ اس کے لیے قرعہ ڈالا۔ قرعہ ان کے بیٹوں میں سے ایسے بیٹے کے نام آیا جو بہت ہی خوبصورت تھا۔ اس کا نام عبداللہ تھا۔ لوگوں نے کہا: بھئی! بچے کو ذبح نہ کرو۔ بلکہ بچے اور اونٹوں کے درمیان تم قرعہ ڈال لو چنانچہ انہوں نے بچے کے نام اور دس اونٹوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کے نام قرعہ ڈالا مگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا...... پھر دس اونٹ اور بڑھا دیے، بیس اونٹ اور عبداللہ...... قرعہ عبداللہ کے نام...... پھر تیس اونٹ اور عبداللہ...... قرعہ عبداللہ کے نام...... اونٹ بڑھتے گئے، بڑھتے گئے، حتیٰ کہ جب سو اونٹوں کی تعداد رکھی گئی تو اب قرعہ اونٹوں کے نام آ نکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے عبداللہ کے بدلے میں سو اونٹوں کو قربان کیا، اس لیے عبداللہ کو ذبیح اللہ بھی کہا جاتا تھا کہ ان کو ان کے والد نے اللہ کے نام پر ذبح کرنے کی نیت کی تھی۔

ایک مرتبہ ایک بدو آیا۔ اس نے نبی ﷺ سے کہا: **یا ابن ذبیحین**...... تو نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا، ہاں! میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں اور وہ ذبیح اللہ تھے اور میں عبداللہ کا بیٹا ہوں اور عبداللہ بھی ذبیح اللہ تھے۔

حضرت عبداللہ جب جوان ہوئے تو ان کی جوانی اور خوبصورتی کو دیکھ کر لوگوں کو رشک آتا تھا۔ یہود بے بہود نے اپنی کتابوں میں نشانیاں پائی تھیں۔ چنانچہ ان کو پتہ تھا جو شخص نبی آخرالزماں کا والد بنے گا، اس کی پیشانی پر نور چمکے گا۔ چنانچہ ان یہودیوں کی عورتیں بھی ایسے نوجوان کو تلاش کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ مکہ سے مدینہ جانے لگے۔ تو راستے میں ایک فاطمہ نامی عورت نے حضرت عبداللہ کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ فرمایا: میں تو اس طرح نکاح نہیں کر سکتا، اس نے کہا: اگر نکاح نہیں کر سکتے تو ویسے ہی میرے ساتھ ملاقات کر لو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جو انسان کے لیے ذلت اور رسوائی کا سبب بنے...... اور واقعی جن پشتوں میں نبوت کا نور آگے منتقل ہوتا ہے وہ کبھی زنا جیسے جرم کا ارتکاب نہیں کیا کرتیں...... چنانچہ حضرت عبداللہ مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ میں بنوزہرہ کے نام سے ایک قبیلہ تھا، ان کی ایک جوان العمر لڑکی تھی جس

www.besturdubooks.wordpress.com

کا نام آمنہ تھا۔ وہ بہت اچھے اخلاق والی، بہت ہی نیک تربیت والی اور نیک فطرت والی بچی تھی۔ شکل بھی تھی، عقل بھی تھی، نیک بھی تھی، اور ہر نعمت اس کے پاس تھی۔ چنانچہ اسے حضرت عبداللہ کے لیے پسند کیا گیا اور پھر اس کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔

نکاح کے بعد جب حضرت عبداللہ واپس آئے تو یہی فاطمہ نامی عورت نے پھر حضرت عبداللہ کو دیکھ کر کہنے لگی: اب آپ کے چہرے پر وہ نور نظر نہیں آ رہا جو مجھے پہلے نظر آتا تھا۔ حقیقت میں نبی ء رحمت ﷺ اپنے والد سے اپنی والدہ کے بطن میں منتقل ہو چکے تھے...... اب دیکھیے! کہ عبدالمطلب پر بھی امتحان آیا، پھر حضرت عبداللہ پر بھی امتحان آیا۔ اب تیسری شخصیت بی بی آمنہ کی تھی جس نے والدہ بننا تھا ان پر بھی امتحان آیا۔

(۳) بی بی آمنہ کی آزمائش:

شادی کے چند مہینوں کے بعد مکہ مکرمہ کا ایک قافلہ تجارت کے لیے بلد شام کی طرف گیا، حضرت عبداللہ بھی اس قافلے کے ساتھ گئے۔ اب شادی کے ابتدائی دنوں میں میاں بیوی میں جدائی دل کو بڑا اداس کرتی ہے۔ تو بی بی آمنہ بھی بہت اداس ہوئیں۔ حضرت عبداللہ نے وعدہ کیا کہ اداس نہ ہو، میں جلدی آ جاؤں گا۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ جب قافلے کے آنے کی گھنٹی بجے تو اس وقت تم دروازے پر آنا، میرا استقبال کرنا، میں بھی تمہیں محبت سے ملوں گا۔ یہ وعدہ کر کے حضرت عبداللہ چلے گئے۔

کچھ وقت بلادِ شام میں تجارت کے لیے گزارا، جب وہاں سے واپس تشریف لانے لگے تو مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ کو بخار ہو گیا۔ اور ایسے بیمار ہوئے کہ ان کے لیے سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ مدینہ میں سسرال کے ہاں قیام کر لیا۔

جب وہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا اور گھنٹی بجی تو بی بی آمنہ بہت خوش ہوئیں کہ میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

شوہر آ گئے۔ چنانچہ دروازے پر آئیں، قافلے کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر حضرت عبداللہ نہ آئے۔ بی بی آمنہ اور زیادہ پریشان ہوئیں، پتہ چلا کہ وہ بیمار ہیں اور مدینہ طیبہ میں ہیں۔ لہٰذا ان کے قریبی رشتہ دار مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اللہ کی شان کہ رشتہ دار ابھی مدینہ پہنچے بھی نہیں تھے کہ حضرت عبداللہ اٹھارہ سال کی جوانی کی عمر میں اللہ کے پاس چلے گئے۔ بی بی آمنہ کی عمر تو اٹھارہ سال سے بھی کم ہوگی، اتنی چھوٹی عمر میں بی بی آمنہ بیوہ ہوگئیں۔ اب سوچیے کہ بی بی آمنہ پر کیا بیتی ہوگی۔

احوال عجیبہ کا ظہور:

بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے بہت دیر کے بعد پتہ چلا کہ میں حاملہ ہوں۔ مگر یہ حمل عجیب تھا کہ بچے ماں کے پیٹ میں ہوتے ہیں تو اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جبکہ مجھے تکلیف ہی نہیں محسوس ہوتی تھی۔ البتہ مجھے حالات کچھ بدلے بدلے نظر آتے تھے...... وہ کیسے؟

☆...... جب میں کہیں جانے لگتی تو میں دیکھتی کہ ایک جھونکا آتا ہے اور درخت میرے آگے جھک جاتے۔ اس طرح میں اپنے سامنے درختوں کو جھکتا دیکھتی تھی۔

☆...... جب میں پانی بھرنے کے لیے زم زم کے چشمے پر پہنچتی تو دیکھتی کہ زم زم کا پانی اوپر کنارے کے بالکل قریب ہوتا تھا اور جب میں پانی بھر کر واپس آنے لگتی تو پانی نیچے چلا جاتا۔ مکہ کی عورتیں مجھے وہاں پکڑ کر کھڑا کر دیتیں اور کہتیں: ''آمنہ! تم نے نہیں جانا، تم کھڑی رہو، تمہاری وجہ سے ہمیں زم زم آسانی سے ملتا ہے''۔

☆...... میں یہ بھی دیکھتی کہ اگر مجھے دھوپ میں کوئی کام کرنا ہوتا تو بادل کا ٹکڑا آ کر میرے اوپر سایہ کر دیتا تھا یہ درختوں کا جھک جانا، پانی کا قریب آ جانا اور بادل کا سایہ کرنا ایسی باتیں تھی جو مجھے انوکھی لگتی تھیں۔ اسی دوران بی بی آمنہ نے خواب

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھا اس خواب کی تعبیر یہ تھی کہ تم ایک بہت بڑی مقدس ہستی کی والدہ بننے والی ہو۔

یہودیوں کا اضطراب:

بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب ولادت کا دن قریب آیا تو ایک سرخ ستارہ آسمان پر چمکنے لگا۔ تورات کے اندر یہ نشانی تھی کہ جب نبی آخر الزماں ﷺ پیدا ہونگے تو آسمان پر سرخ ستارہ چمکے گا۔ چنانچہ یہود ہمیشہ اس کو دیکھنے کی فکر میں رہتے تھے۔ جب وہ ستارہ چمکا تو یہود میں غلغلہ مچ گیا اور ان کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا۔ وہ انتہائی پریشان ہوئے کہ نبی آخر الزماں ﷺ تو پیدا ہونے والے ہیں۔ چنانچہ وہ یہود کی عورتوں میں سے معلوم کرتے کہ کونسی ایسی عورت ہے جو حاملہ ہے اور اس کے وضع حمل کی مدت قریب ہے مگر انہیں کوئی ایسی عورت نظر نہ آئی۔

بالآخر ایک یہودی مکہ مکرمہ آیا، جب اس نے قریش کے خاندان سے پتہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ بی بی آمنہ کے ہاں ولادت کا وقت قریب ہے چنانچہ اس نے شور مچایا، ''لوگو! مجھے لگتا ہے کہ نبوت بنو اسحاق سے تبدیل ہو کر بنو اسماعیل میں آ گئی ہے۔ ہم سے یہ نعمت چلی گئی ہے''

خصائصِ ولادت:

اللہ کی شان کہ جس رات نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی، بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں جلانے کے لیے چراغ کے اندر تیل بھی نہیں تھا۔ لیکن جب نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو کچھ عجیب سے واقعات رونما ہوئے۔ مثال کے طور پر:

⊙...... جب نبی اکرم ﷺ کو ولادت کے بعد میں لٹانے لگی تو آپ ﷺ نے اس وقت اللہ رب العزت کے حضور سجدہ کیا۔ ایسے ہو گئے جیسے سجدہ کر رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......آسمان کے ستارے جھک گئے جیسے قریب آ رہے ہیں۔

⊙......کسریٰ بادشاہ کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔

⊙......فارس کے اندر آتش پرستوں کی ایک آگ تھی جو ڈیڑھ ہزار سال سے جل رہی تھی۔ کبھی بجھی نہیں تھی وہ اچانک بجھ گئی۔

کسریٰ کا خواب اور اس کی تعبیر:

اس دوران کسریٰ نے خواب دیکھا کہ عربی اونٹ ہیں اور ان کے آگے کچھ گھوڑے ہیں اور وہ عربی اونٹ ان گھوڑوں کو دھکیل کر دریا سے پار بھگا رہے ہیں۔ اس نے تعبیر کرنے والے کو بلایا۔ تعبیر کرنے والے نے بتایا کہ مجھے لگتا ہے کہ عرب میں کوئی ایسی شخصیت پیدا ہوگی کہ جس کی وجہ سے عرب کے لوگ باقی لوگوں کو جزیرۂ عرب سے باہر نکال دیں گے۔

چودہ بادشاہتوں کے خاتمے کا اشارہ:

اس نے کہا: میرے محل کے چودہ کنگرے گرے ہیں، اس نے تعبیر دی: جناب! آپ سے لیکر چودہ بادشاہتیں آپ کے خاندان میں رہیں گی اور اس کے بعد یہ بادشاہت ان کے پاس چلی جائے گی۔ کسریٰ مطمئن ہوگیا کہ چودہ بادشاہتیں تو ختم ہونے میں بڑا وقت لگے گا مگر اس کو پتہ نہیں تھا کہ اس کے بعد تھوڑے تھوڑے عرصے میں جو بھی بادشاہ بنتا رہا وہ مرتا رہا۔ اور عثمان غنی ﷜ کے زمانے میں وہ چودہ بادشاہتیں مکمل ہوگئیں۔ اور اللہ نے کسریٰ کا وہ تخت وتاج مسلمانوں کو عطا فرما دیا۔

ستارے جھکنے میں اسرار:

ستارے جھکے......اس میں کیا حکمت تھی؟......بتانا یہ مقصود تھا کہ!

⊙......لوگو! یہ وہ شخصیت ہے جس کے سامنے آسمان کی مخلوق بھی جھک رہی ہے۔ دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

والو! تم بھی اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو گے تب فلاح پاؤ گے۔

⊙ ......وقت کے بادشاہوں کو پیغام تھا کہ دیکھو! آسمان پر چمکنے والے ستارے بھی اگر جھک گئے ہیں تو تم زمین پر چمکنے والے لوگ ہو تمہیں بھی ان کے سامنے گردنوں کو جھکانا پڑے گا۔

⊙ ......اور ایک نکتہ اس میں یہ تھا کہ یہ پیدا ہونے والی ایسی ہستی ہے کہ ان کی صحبت میں جو آئے گا، ان کے قدموں میں جو آئے گا، ان کی تعلیمات کو جو اپنائے گا، جس طرح آسمان کے ستارے ہیں اسی طرح ان کی صحبت میں آنے والے زمین کے ستارے بن جائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اُقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ

''میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے''

ایک صاحبِ دل کا عاشقانہ کلام:

نبی ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کے بارے میں کسی صاحبِ دل بندے نے کیا ہی اچھی بات کہی، فرماتے ہیں:

خلیل اللہ نے جس کے لیے حق سے دعائیں کیں
ذبیح اللہ نے ہونے ذبح جس کی التجائیں کیں
جو بن کے روشنی پھر دیدۂ یعقوب میں آیا
جسے یوسف نے اپنے حسن کے نئے رنگ میں پایا
کلیم اللہ کا دین روشن ہوا جس ضو فشانی سے
وہ جس کی آرزو بھڑکی جوابِ لن ترانی سے

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یتیم پیدا ہونے سے یہ بتانا مقصود تھا کہ دیکھو! ظاہراً

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ہستی بے سہارا ہے، مگر جس کا کوئی اور سہارا نہیں ہوتا، اس کا سہارا اللہ ہوتا ہے۔

والد کو ابا بھی کہتے ہیں، عربی میں ابو بھی کہتے ہیں...... **وکان ابوھما صالحا** ...... ابو کو مخفف کر کے اب بھی کہہ دیتے ہیں۔ تو اب ذرا غور کیجیے؟ اللہ تعالیٰ نے یتیم پیدا کر کے یہ پیغام دیا کہ لوگو! جس کا دنیا میں اب نہیں ہوتا اس کا رب ہوتا ہے اور جس کا رب ہوتا ہے اس کا سب ہوتا ہے۔

اُمّی و دقیقہ دانِ عالم
بے سایہ و سائبانِ عالم

یتیم ایسے ہی درِ یتیم بنتے ہیں...... اللہ اکبر:

وہ جس کے نام سے داؤد نے نغمہ سرائی کی
وہ جس کی یاد میں شاہ سلیماں نے گدائی کی
دلِ یحییٰ میں ارماں رہ گئے جس کی زیارت کے
لب عیسیٰ پہ آئے وعظ جس کی شان رحمت کے
وہ دن آیا کہ پورے ہو گئے تورات کے وعدے
مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

یتیم درِ یتیم بن گئے:

اللہ کی شان دیکھیے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ مبارکہ سے تین ماہ پہلے آپ ﷺ کے والد ماجد کی وفات ہو گئی، جس کی وجہ سے آپ یتیم پیدا ہوئے ...... یتیم اسے کہتے ہیں جس کے والد کی وفات اس کے بالغ ہونے سے پہلے ہو جائے، بلوغ کی عمر کے بعد کوئی یتیم نہیں رہتا۔ چاہے ولادت سے پہلے فوت ہو جائیں چاہے بلوغ سے پہلے فوت ہو جائیں...... تو نبی علیہ الصلوٰۃ السلام جب دنیا میں تشریف لائے اس وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

والد کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔

ولادت کے بعد آپ ﷺ کے دادا آپ ﷺ کو بیت اللہ کی طرف لے کر گئے۔ مگر دادا کو معلوم نہیں تھا کہ یہ وہ شخصیت ہے جس کی وجہ سے اللہ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی۔

قدم قدم پہ رحمتیں قدم قدم پہ برکتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا

جب ساتواں دن آیا تو.......:

جس نے بھی بچے کو دیکھا، اس نے اسے بہت پیار کیا اور تعریف کی، چنانچہ جب ساتویں دن نام رکھنے کا وقت آیا تو عبدالمطلب نے کہا کہ میرے اس بیٹے کی ہر بندے نے تعریف کی ہے لہٰذا میں اس کا نام "محمد" رکھوں گا...... محمد کا مطلب ہے وہ ذات جس کی کائنات میں سب سے زیادہ تعریفیں کی گئی ہوں...... نبی ﷺ محمد بھی تھے اور احمد بھی تھے...... احمد کا مطلب ہے وہ ذات جو اللہ کی اتنی تعریفیں کرے کہ اللہ کی اتنی تعریف کسی اور نے نہ کی ہوں...... یہ دونوں نام اس سے پہلے کبھی نہیں رکھے گئے تھے۔ سبحان اللہ! اتنا خوبصورت نام رکھا گیا!

بچے کو گود میں لینے کے لیے عورتوں کی آمد:

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ ہوئی، اس وقت طائف کے قریب ایک گاؤں میں بنو سعد قبیلہ رہتا تھا اس قبیلے کی دس عورتیں مکہ مکرمہ کی طرف چلیں تا کہ وہ اپنی اپنی گود میں بچہ لیکر آئیں، بچے کو پالیں گی اور اس کے والد سے انعام کی مستحق بنیں گی۔ ان دس عورتوں میں سے ایک عورت کا نام حلیمہ سعدیہ تھا۔ ان کے پاس ایک اونٹنی تھی اور ایک گدھی تھی، گدھی کے اوپر سامانِ سفر تھا اور اونٹنی کے اوپر

www.besturdubooks.wordpress.com

حلیمہ اور اس کے خاوند تھے۔ حلیمہ کے پاس دودھ پینے والا ایک اور بچہ بھی تھا۔ ان کی اونٹنی بہت ہی لاغر اور کمزور تھی جب دس عورتیں چلیں تو نو عورتیں آگے نکل گئیں اور حلیمہ پیچھے رہ گئیں۔ دو تین مرتبہ تو ان عورتوں نے رک کر حلیمہ کے آنے کا انتظار کیا بعد میں انہوں نے کہا تمہاری وجہ سے تو سفر میں بہت دیر ہو رہی ہے۔ ہمارا تو سارا سفر کھوٹا ہوگا۔ اس لیے ہم تو چلتی ہیں چنانچہ نو عورتیں آگے چلیں اور حلیمہ سعدیہ سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ گئیں۔

ان میں سے ہر عورت چاہتی تھی کہ میں امیر باپ کے بیٹے کو اپنی گود میں لوں تاکہ مجھے میری محنت کا زیادہ پھل ملے۔ چنانچہ سب عورتوں نے امیر لوگوں کے بیٹوں کو گود میں لے لیا۔ عورتیں آتیں اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے والد کے بارے میں پوچھتیں کہ اس کے والد کہاں ہیں؟ جب پتہ چلتا کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں اور یہ بچہ یتیم ہے تو وہ سوچتیں کہ پھر ہمیں تو کچھ نہیں ملے گا۔ چنانچہ وہ واپس چلی جاتیں۔ جب آنے والی عورت واپس چلی جاتی تو وہ بی بی آمنہ کے دل پر ایک زخم لگا جاتی، بی بی آمنہ کا غم بڑھ جاتا، انہیں حضرت عبداللہ کی یاد آجاتی۔ اداس اور غمگین تو پہلے ہی تھیں اور اداس بندے کو ایک لفظ ہی سننا پڑے تو وہ پھوٹ پڑتا ہے۔ تو ان عورتوں کا آنا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو چھوڑ کر ویسے ہی چلے جانا بی بی آمنہ کے دل پر ایک بھاری ضرب لگاتا۔ وہ سوچتی ہوں گی، کاش! آج عبداللہ ہوتے وہ اس کے لیے اچھا لباس لاتے، کھلونے لاتے اور اس کو سیر پر لے کر جاتے۔

بی بی آمنہ اپنے غم میں یہ باتیں سوچ رہی تھیں اور ان کو کیا پتہ تھا کہ یہ وہ ہستی ہے کہ......

- ......جن کے لیے اللہ تعالیٰ آسمان کے چاند کو کھلونا بنا دیں گے۔
- ......جن کو سیر کروانے کے لیے اللہ تعالیٰ انہیں عرش پر بلا لیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ......جن کو اللہ رب العزت دنیا کے اندر بھی شاہی عطا فرما دیں گے۔

پرورش کے لیے حلیمہ کے انتخاب میں راز:

جب حلیمہ مکہ مکرمہ میں آئیں تو انہیں اور تو کوئی بچہ نہ ملا۔ پتہ چلا کہ صرف ایک بچہ ہے جو باقی رہ گیا ہے......واہ میرے مولا! جس نے ایک کی عبادت کرنی تھی وہ ایک ہی رہ گیا۔ جس نے ایک قرآن کی طرف بلانا تھا وہ ایک ہی رہ گیا۔ جس نے ایک شریعت کی طرف بلانا تھا، وہ ایک اللہ کو ماننے والا، ایک ہی رہ گیا......اب بی بی حلیمہ کے پاس کوئی آپشن ہی نہ تھا۔

اس کے دل میں یہ بات آئی کہ میں دیکھوں تو سہی کہ یہ بچہ کیسا ہے؟ چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سوئے ہوئے تھے اور اوپر چادر اوڑھائی گئی تھی۔ بی بی حلیمہ نے جیسے ہی چادر اتاری تو بچے نے آنکھیں کھول لیں۔ اور وہ اس کو دیکھ کر مسکرایا......اس کی مسکراہٹ میں ایسی جاذبیت تھی، ایسی کشش تھی، ایسا انجذاب تھا کہ بی بی حلیمہ اپنا دل ہی دے بیٹھی...... چنانچہ وہ اپنے خاوند سے پوچھنے لگی، اگرچہ ہمیں اس بچے کا انعام زیادہ تو نہیں ملے گا کیوں کہ یہ یتیم ہے۔ مگر اس بچے کی مسکراہٹیں میرے دل کو تو تسلی دے دیا کریں گی۔ ان کے خاوند نے ان کو یہ مشورہ دیا: ہاں بے شک تم اس بچے کو لے لو پھر یہ بھی کہا:

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ لَنَا فِيْهِ بَرَكَةً

''ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرمائے''

ان یہاں علما نے ایک نکتہ لکھا۔ دس عورتوں میں سے نو آئیں ان کی نظر اسباب پر تھی، ان کی نظر لوگوں پر تھی۔ کہ ان کے والدین ہمیں انعام دیں گے۔ ایک حلیمہ ہی ایسی ہی تھیں جس کے خاوند کی نظر اللہ کی بھیجی ہوئی برکت پر تھی، کیونکہ اس نے کہا:

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ لَنَا فِيْهِ بَرَكَةً

www.besturdubooks.wordpress.com

''ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرمائے''

انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلیمہ کا انتخاب اس لیے کیا کہ

(۱) ایک تو وہ حلم والی تھیں ان کی طبیعت میں حلم تھا۔ کئی دفعہ ماں کی طبیعت میں حلم نہیں ہوتا تو وہ بچے کی ذرا سی بات پر غصے میں آ کر تھپڑ لگا دیتی ہے۔ وہ بچے کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگ جاتی ہے اور یہ تو اللہ کے محبوب ﷺ کی پرورش ہونی تھی۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے ایسی عورت کو پسند کیا جس کا ظرف بڑا تھا، جس کا حوصلہ بڑا تھا۔ جلدی غصے میں نہیں آتی تھیں، وہ حلم والی تھی جس کی وجہ سے اس کا نام ہی حلیمہ پڑ تھا تھا۔

(۲) اور دوسری بات یہ کہ اس کی نظر مخلوق پر نہیں تھی بلکہ اس کی نظر اللہ رب العزت کی ذات پر تھی۔

''لوگو! اس میں ہمارے لیے ایک بڑا سبق ہے۔ جو مخلوق کی جیب پر نظر رکھتا ہے وہ عام بچوں کو لے کر گھر آتا ہے اور جو اللہ رب العزت کی ذات پر نظر رکھتا ہے وہ حسنِ بے مثال کو لے کر اپنے گھر واپس آتا ہے۔

رب نے بنایا جب اس کو خود آپ کہا: سبحان اللہ!:

حلیمہ سعدیہ نے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ حلیمہ اتنی خوش ہوئی کہ میں نے تو اتنا خوبصورت بچہ کبھی نہیں دیکھا۔ وہ بار بار اس کی تعریف کرنے لگتیں کہ میں نے تو اتنا خوبصورت بچہ کبھی نہیں دیکھا۔ بی بی آمنہ نے جواب دیا: حلیمہ! تم گاؤں کی رہنے والی ہو، تم نے کیا بچے دیکھے ہوں گے، میں مدینہ میں بھی رہی اور مکہ میں بھی رہی، میں شہروں کی رہنے والی ہوں، میں نے ایسا خوبصورت بچہ کبھی نہیں دیکھا۔ عبدالمطلب پاس کھڑے تھے وہ کہنے لگے: تم شہروں کی بات کرتی ہو میں ملکوں میں ہو کے آیا ہوں۔ بلادِ شام کا سفر کر کے آیا ہوں میں نے ملکوں میں ایسا بچہ نہیں دیکھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے گاؤں میں ایسا بچہ نہیں دیکھا۔ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے شہروں میں ایسا بچہ نہیں دیکھا۔ عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں نے ملکوں میں ایسا بچہ نہ دیکھا۔ اور اگر میں چشمِ تخیل سے دیکھوں کہ اگر جبرائیل امین علیہ السلام پاس ہوتے تو جواب میں کہتے: حلیمہ تم نے گاؤں میں ایسا بچہ نہیں دیکھا...... بی بی آمنہ! تم نے شہروں میں نہ دیکھا...... عبدالمطلب تم نے ملکوں میں نہ دیکھا، اور میں نے پوری کائنات میں کہیں کوئی ایسا چہرہ نہیں دیکھا۔

اے چہرۂ زیبائے تو رسک بتانِ آزری
ہر چند آفاق ہا بسیار خوباں دیدہ ام

اگر جبرائیل علیہ السلام یہ کہتے، تو میرا تصور بھی یوں کہتا ہے: حلیمہ تو نے کہا میں نے گاؤں میں نہ دیکھا، بی بی آمنہ نے فرمایا میں نے شہروں میں نہ دیکھا، عبالمطلب نے فرمایا: میں نے لکھوں میں نہ دیکھا اور جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: میں نے پوری کائنات میں نہ دیکھا تو اللہ رب العزت اس وقت یوں فرماتے ہیں میں خود مخلوق کو پیدا کرنے والا ہوں، میں نے پوری مخلوق میں کوئی ایسا چہرا نہیں دیکھا۔

واللیل سیاہی زلفوں کی چہرہ والضحیٰ اس کا
سارے جہاں کے پیارا ہے آپ محبّ ہے خدا اس کا
رب نے بنایا جب اس کو خود آپ کہا سبحان اللہ

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کبھی پنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے حبیب!

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ

آپ آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور ہم آپ کے محبوب چہرے کی طرف دیکھتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ماں کی دعاؤں کے ثمرات:

جب بچہ ماں سے رخصت ہونے لگتا ہے تو وہ اسے دعائیں دیتی ہے، ماں کے دل پر بچے کی جدائی کی خاص کیفیت ہوتی ہے۔ چنانچہ بی بی آمنہ کے دل سے دعائیں نکلیں۔ یہ ماں کی دعائیں بڑی نعمت ہوتی ہیں۔ آیئے! تاریخ پر نظر ڈالیے پہلے بھی ایسا ہوا کہ ماؤں نے اپنے بچوں کو دعاؤں سے رخصت کیا..... نتیجہ کیا نکلا؟ ..... ذرا قرآن سے پوچھیے!

بی بی ہاجرہ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بچے کو تیار کر دو، کسی بڑے سے ملنا ہے۔ بی بی ہاجرہ بچے کو نہلاتی ہیں کپڑے پہناتی ہیں اور اپنے خاوند کے ساتھ ان کو روانہ کرتی ہیں، ماں دعاؤں سے روانہ کر رہی ہے۔ جب بچہ چلا تو اسمٰعیل تھا۔ اور جب لوٹ کر واپس آیا تو ذبیح اللہ بن چکا تھا یہ ماں کی دعائیں ہوتی ہیں۔

☆..... سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے بچے کو ایک چھوٹے سے بکسے میں ڈال کر پانی میں بہا دیتی ہیں۔ ماں کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی؟ ماں کتنی دعائیں دے رہی ہو گی!! لیکن ماں نہیں جانتی یہ میرا بیٹا آج مجھ سے رخصت ہو رہا ہے تو یہ موسیٰ ہے اور جب لوٹ کر آئے گا تو اللہ وہ مقام دے گا کہ یہ کلیم اللہ بن چکا ہوگا۔

☆..... عبدالمطلب جب اپنی ماں سلمیٰ کے پاس رہتے تھے تو اس وقت ان کا نام شیبہ تھا، جب ان کے چچا لینے گئے تو سلمیٰ نے رو کر اور دعائیں دے کر اپنے بیٹے کو رخصت کیا۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ جب بیٹا ماں کے پاس سے چلا تو شیبہ تھا اور جب مکہ مکرمہ پہنچا تو اللہ نے وہ مقام دیا کہ یہ والی بیت اللہ بن گیا۔

اب ذرا غور کیجیے کہ ایک بچہ ماں کے پاس سے چلتا ہے تو اسمٰعیل ہوتا ہے اور واپس آتا ہے تو ذبیح اللہ بن چکا ہوتا ہے۔ ایک بچہ ماں کی دعاؤں سے چلتا ہے تو موسیٰ ہوتا ہے، واپس آتا ہے تو کلیم اللہ کا رتبہ مل چکا ہوتا ہے۔ ایک بچہ چلتا ہے تو شیبہ نام

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے اور جب مکہ پہنچتا ہے تو والی بیت اللہ بن جاتا ہے۔ آج بی بی آمنہ اپنے بچے کو دعاؤں سے رخصت کر رہی ہے۔ نہیں جانتی تھیں کہ آج یہ بیٹا محمد ہے، جب لوٹ کے آئے گا تو اللہ وہ مقام دیں گے کہ محمد رسول اللہ بن جائے گا۔

عزیز طلبا! ماں کی دعاؤں سے اپنے آپ کو محروم نہ کیا کرو۔ کچھ نوجوان ضد کرتے ہیں۔ بے جا ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ماں کا دل دکھاتے ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعام سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ماں کی دعائیں لے کر چلو پھر دیکھو کہ اللہ رب العزت کی کیا رحمتیں ملتی ہیں۔ کیا برکتیں ملتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا مقامِ صدارت:

بہر حال بی بی آمنہ نے اپنے فرزند ارجمند کو رخصت کیا اور حلیمہ ان کو لے کر واپس ہونے لگیں۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ جب اونٹنی پر سوار ہونے لگے تو حلیمہ کے خاوند نے ان کو پہلے بٹھا دیا اور بعد میں پھر آگے خود سوار ہوا کہ میں اونٹنی کو چلاؤں جب وہ خود سوار ہوا تو اونٹنی نہ چلی۔ حیران ہو کر نیچے اترا جیسے ہی وہ نیچے اترا اونٹنی چلنے کے لئے تیار ہو گئی۔ پھر آگے بیٹھا تو اونٹنی پھر نہیں چلتی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اصل مسئلہ کیا ہے اس نے کہا کہ حلیمہ! تم آگے بیٹھو میں پیچھے بیٹھتا ہوں۔ حلیمہ اس پیارے بچے کو سینے سے لگا کر آگے بیٹھ گئی اور اس کا خاوند پیچھے بیٹھا۔ سواری اس وقت چلنے کے لیے تیار ہو گئی۔ سواری نے سمجھا دیا:

''اے حلیمہ کے خاوند! یہ وہ مقدس ہستی ہے کہ اگر تم اسے اپنی پشت کی طرف بٹھاؤ گے تو میں کبھی تمہیں لے کر نہیں جاؤں گی، میرے قدم پہ چلنا حرام ہے۔ اگر چلانا چاہتے ہو تو یہ کائنات کا صدر نشیں ہے اس کو آگے صدر مقام پر بٹھاؤ''

چنانچہ اونٹنی نے بھاگنا شروع کر دیا، اللہ کی شان کہ اونٹنی ایسی تیز رفتاری سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ بھاگی کہ حلیمہ ان عورتوں سے جاملیں جو بہت پہلے سے اپنا سفر شروع کر چکی تھیں۔انہوں نے دیکھا کہ حلیمہ کی سواری تو قدم آگے بڑھا رہی ہے۔حیران ہو کر پوچھتی ہیں:......حلیمہ!تم نے سواری بدل لی ہے؟......حلیمہ نے جواب دیا۔

''میں نے سواری تو نہیں بدلی' البتہ سواری کا سوار بدل گیا ہے۔''

دن بدل گئے:

حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے سینے میں دودھ محسوس کیا، جبکہ کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ مجھے محسوس ہونے لگا کہ میرے خاوند نے جو کہا تھا...... **عسی الله ان یجعل لنا فیه بر کة**...... مجھے وہ برکت نظر آنے لگی۔فرماتی ہیں کہ جب ہم گھر پہنچے تو دیکھا کہ بکریوں کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا تھا۔گھر میں جتنے برتن تھے وہ سب انہوں نے دودھ سے بھر لیے۔حلیمہ سعدیہ نے یہ کہا کہ اس بچے کی وجہ سے آج ہمارے دن بدل گئے، آج ہمارے گھر کے اندر برکتیں آگئیں، شاہی محل میں کیوں نہ پالا؟

طالب علم کے ذہن میں ایک نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے بعض انبیائے کرام کو شاہی محلات میں پالا ذرا غور کیجیے!

☆......حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں پلے جب فرعون کی بیوی نے ان کو دیکھا تو کہنے لگی:

﴿ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ﴾

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شاہی محل میں پل رہے ہیں۔

☆......حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔عزیز مصر نے خریدا اور اپنی بیوی سے کہا:

﴿ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ﴾

چنانچہ وہ بھی محل میں پلے......تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیائے کرام کو محلات

www.besturdubooks.wordpress.com

میں پالا لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حلیمہ کے غربت کدے میں پالا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟

اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر محل کی آسائشیں ہوتی تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی وجہ سے جو برکتیں آتیں لوگوں کو سمجھنے میں مشکل ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غربت کدے میں بھیجا...... بکریوں کے تھنوں میں دودھ نہیں ...... ماں کی چھاتی میں دودھ نہیں ...... پریشان حال ہیں ...... اب اگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تشریف آوری سے حالات بدلے تو دنیا نے تسلیم کرلیا کہ دیکھو! جو کچھ بھی نہیں رکھتے تھے، آج اللہ نے ان کو لاکھوں والا بنادیا...... اب یہ برکتیں کس وجہ سے ہیں؟ ...... یہ اس بچے کی وجہ سے ہیں۔ حتیٰ کہ حلیمہ کے خاوند نے ان سے کہا: حلیمہ!

لَقَدْ اَخَذْتِ مُبَارَكَةً

''یقیناً تو کوئی مبارک بچہ لے کر آئی ہے''

نبیٔ رحمت ﷺ کی حلیمہ سعدیہ کے غربت کدے میں تشریف آوری کی وجہ سے اتنی برکتیں ظاہر ہوئیں کہ قریب کی عورتیں آتی اور کہتیں حلیمہ! تم اپنی بکریاں کہاں چراتی ہو؟ وہ کہتی فلاں پہاڑی پر تو وہ عورتیں بھی اپنی بکریاں وہاں بھیجتیں لیکن ان کی بکریوں میں پھر بھی اتنا دودھ پیدا نہ ہوتا جو حلیمہ کی بکریوں میں پیدا ہوتا تھا۔ دودھ اتنا زیادہ تھا!!

دوسرے پستان سے دودھ نہ پینے کی وجہ:

حلیمہ نے ایک عجیب بات دیکھی وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے دائیں پستان سے دودھ پلاتی تھیں ایک مرتبہ ان کا جی چاہا کہ میں دوسری طرف سے بھی دودھ پلاؤں مگر بچہ دودھ ہی نہیں پیتا تھا۔ حلیمہ نے اس چیز کو نوٹ کیا کہ یہ بچہ ایک پستان سے دودھ پیتا ہے...... اس میں کیا حکمت تھی؟...... حکمت یہ تھی کہ اگر بالفرض آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ دوسرے پستان سے بھی دودھ پی لیتے تو بعد میں آنے والی دنیا کہتی کہ خود تو بچپن میں بھائی کے حق کا دودھ پیتے رہے اور آج دنیا کو عدل وانصاف کا درس دینے کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو نبوت کا فطری مزاج لیکر دنیا میں آتے ہیں۔ بچپن میں ہی اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو وہ فطرت سلیمہ دے دی تھی کہ اپنے بھائی کے حق کی طرف منہ ہی نہیں کیا کرتے تھے...... اللہ اکبر کبیرا!!

حسن و جمال میں کشش اور جاذبیت:

حلیمہ کی بیٹی کا نام شیما تھا۔ ایک دن ایک عجیب بات ہوئی۔ حلیمہ نے بیٹی سے کہا: شیما! دیر ہو رہی ہے بکریوں کو چرانے کے لیے لے کر جاؤ۔ شیما کہنے لگی: امی! بکریاں زیادہ ہیں میں اکیلی ہوں۔ میں ان کے پیچھے بھاگ بھاگ کر تھک جاتی ہوں۔ مجھ سے سنبھالی نہیں جاتی، کسی اور کو میرے ساتھ بھیجو تب میں جاؤں گی۔ حلیمہ نے کہا: بیٹی! گھر میں تو کوئی اور ہے نہیں، تیرا باپ بھی بوڑھا ہے اور میں بھی بوڑھی ہوں۔ لہٰذا اب تیرے ساتھ اور تو کوئی نہیں جا سکتا، تمہیں اکیلے ہی لے کر جانا پڑے گا۔ شیما کہنے لگی: اماں! میرے بھائی محمد ﷺ کو میرے ساتھ بھیج دیجیے۔ حلیمہ نے کہا: بیٹی! تم بکریوں کو سنبھالو گی یا بھائی کو سنبھالو گی، وہ تو گود میں رہنے والا ہے۔ اس نے کہا امی! اگر آپ مجھے اکیلا بھیجیں گی تو بکریاں مجھ سے نہیں سنبھلیں گی اور اگر بھائی کو ساتھ بھیج دیں گی تو میں بکریوں کو بھی سنبھال لوں گی اور بھائی کو بھی سنبھال لوں گی۔ حلیمہ یہ جواب سن کر حیران ہو گئی۔ پوچھا: بیٹی! کھل کر بتاؤ اصل بات کیا ہے؟ اب شیما نے بتایا:

اماں میں ایک دو مرتبہ بھائی کو لے کر گئی۔ ایک تو میں نے دیکھا کہ پورا دن بادل نے مجھ پر سایہ کیے رکھا، مجھے دھوپ میں جانا ہی نہیں پڑا اور دوسری بات میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے یہ دیکھی کہ جو مسافر قریب سے گزرتے تھے ان میں سے کئی راہب بھی ہوتے تھے۔ وہ اس بچے کو دیکھ کر پہلے بچے کو پیار کرتے تھے، پھر مجھ سے پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے...... اور تیسری بات یہ ہے کہ جب میں بھائی کو لے کر گئی تو میں نے یہ دیکھا کہ میری بکریوں نے جلدی سے گھاس چر لیا۔ پھر جہاں میں بیٹھی تھی یہ بکریاں آ کر میرے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھ گئیں۔ میں بھی اپنے بھائی کا چہرہ دیکھتی رہی اور میری بکریاں بھی اس کا چہرہ دیکھتی رہیں...... اللہ اکبر!

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا حسن و جمال عطا فرمایا تھا......!!!

وَ اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ

اے محبوب! آپ سے بہتر خوب صورت چہرہ کبھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے۔

وَ اَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءِ

اور آپ سے زیادہ حسن و جمال والا کبھی کسی عورت نے کوئی بچہ جنا نہیں ہے

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

آپ اس طرح عیبوں سے پاک اس دنیا میں پیدا ہوئے

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

جیسا کہ اللہ نے آپ کو آپ کی مرضی کا حسن و جمال دے کر پیدا فرمادیا ہو۔

اللہ کے محبوب ﷺ کے حسن و جمال میں وہ کشش اور جاذبیت تھی کہ جو بھی دیکھتا تھا اپنے دل کا سودا کر لیا کرتا تھا۔

شیما کی محبت بھری لوری:

آپ ﷺ کی بہن شیما آپ کو گود میں لے کر لوری دیتی تھی...... ہمارے ہاں بھی عورتیں لوریاں دیتی ہیں۔ وہ اپنی اپنی زبان میں دیتی ہیں۔ ہماری والدہ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی بچے کو گود میں لیتی تو یوں کہتی تھی:

حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہ

مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰہِ

یہ پڑھ کر بچے کو لوری دیتی تھی۔ ہمارے ہی گھر میں بعض عورتیں بچوں کو گود میں لے کے اپنی زبان میں یوں لوری دیتی تھیں:

اللہ اللہ لوری

دودھ بھری کٹوری

سیفی دودھ پیے گا

نیک بن کر جیے گا

یعنی جب عورتیں بچے کو گود میں لیتی ہیں تو دعائیہ کلمات کہہ رہی ہوتی ہیں، اس میں اللہ کی یاد بھی ہوتی ہے اور دعا بھی ہوتی ہے...... شیما بھی اپنے بھائی کو گود میں لے کر بیٹھتی تو وہ بھی لوری دیتی تھیں۔ بعض سیرت نگاروں نے لوری کے وہ الفاظ اپنی کتابوں میں برکت کے لیے لکھے ہیں۔ اس لوری میں ایک فقرہ یہ بھی تھا:

رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا

''اے ہمارے پروردگار! ہمارے اس بھائی محمد کو ہمیشہ سلامت رکھنا''

بی بی آمنہ کے پاس واپسی:

تین یا چار سال کی عمر میں حلیمہ سعدیہ نے یہ محسوس کیا کہ اب بچہ بڑا ہو گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے ساتھ کوئی انہونا واقعہ پیش آ جائے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ میں اسے اس کی والدہ کے سپرد کر کے آؤں۔ چنانچہ انہوں نے آ کر بی بی آمنہ کو ان کا لختِ جگر سپرد کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بے سہارا ہونے میں حکمت:

اللہ کی شان دیکھیے کہ ولادت سے پہلے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے والد فوت ہو گئے۔ پھر جب چھ سال کی عمر ہوئی تو والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد اپنے دادا عبدالمطلب کی کفالت میں آ گئے، کچھ عرصہ بعد دادا بھی فوت ہو گئے۔ پھر اپنے چچا کی کفالت میں آ گئے اور اپنی جوانی کے کچھ عرصہ بعد جب دعوائے نبوت فرمایا تو چچا بھی فوت ہو گئے۔

ایسا کیوں ہوا؟...... سب سہارے ہٹتے گئے کٹتے گئے...... اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر اس طرح کسی کے سائے میں پرورش پاتے تو دنیا کہتی کہ سہاروں میں پلنے والے، سہاروں میں زندگی گزارنے والے آج سہاروں کی نفی کر کے اللہ کو سہارا بنانے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ شروع ہی سے یہ معاملہ کر دیا...... باپ سے بھی بے سہارا...... ماں سے بھی بے سہارا...... دادا سے بھی بے سہارا...... چچا سے بھی بے سہارا...... یہ پیغام دینا تھا کہ لوگو! جس کا دنیا میں کوئی سہارا نہیں ہوتا، اس کا سہارا اس کا پروردگار ہوتا ہے۔ اور جس کا سہارا اللہ بن جاتا ہے پھر اللہ رب العزت دنیا میں اس کے قدموں کو جما دیا کرتا ہے۔

آیت ''اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی'' کے معارف:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

''کیا ہم نے آپ کو یتیم نہ پایا کہ ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا؟

یہ لفظ تو تھوڑے سے ہیں لیکن ان میں حقیقت بہت بڑی ہے۔ حقیقت کیا ہے؟

وہ یہ کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......آپ یتیم تھے، ہم نے ٹھکانہ دیا۔

☆......آپ بے سہارا تھے، ہم نے آپ کو سہارا دیا۔

☆......آپ غربت کدے میں پیدا ہوئے، ہم نے آپ کو فاتح مکہ بنا دیا۔

☆......جب آپ پیدا ہوئے تھے اس وقت گھر میں چراغ جلانے کے لیے تیل بھی نہ تھا اور ہم نے آپ کو ایسا بنا دیا کہ آپ کی برکت کی وجہ سے پوری دنیا میں ہدایت کا نور پھیل گیا۔

اٰوٰی کا لفظی مطلب ہے ٹھکانہ دینا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو فرماتے ہیں:

وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ "اور یاد کرو اس وقت کو جب تم تھوڑے تھے"

مُسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ "زمین پر بڑے کمزور تھے"

تَخَافُوْنَ "تم ڈرتے تھے"

اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ "کہ لوگ تمہیں کہیں اچک نہ لیں"

فَاٰوٰكُمْ "اس اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا"

یہاں ٹھکانے سے مراد یہ ہے کہ صحابہ کو مکہ سے مدینہ بلایا اور مدینہ میں لا کر ان کے قدموں کو جما دیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى (کیا ہم نے آپ کو یتیم نہ پایا اور ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا؟)......یعنی ہم نے آپ کے قدم جما دیے۔ ہم نے آپ کو دنیا و آخرت کی سرخروئی عطا فرما دی۔ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا...... کیسا ذکر بلند ہوا؟......سبحان اللہ!

وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں آذانوں میں
جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے

اس میں ایک پیغام پوشیدہ ہے کہ اے دنیا کے غریبو! دنیا کے بے سہارا لوگو! دنیا کے محروم لوگو! دنیا میں اپنے آپ کو یتیم کہلانے والے لوگو! تمہارے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں، میرے محبوب ﷺ کی زندگی کو دیکھو! اگر تم ان کے نقش

www.besturdubooks.wordpress.com

قدم پر چلو گے تو میں پروردگار تمہارے سر پر اپنی رحمت کا تاج رکھ دوں گا۔

اسلام میں یتیم کا مقام:

آپ ﷺ کو یتیموں کے ساتھ بڑی محبت تھی، حدیث پاک میں آیا ہے۔ عید کا دن ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام عید پڑھنے کے لیے اپنے گھر سے چل پڑے۔ گلی میں کچھ بچے کھیل رہے تھے، انہوں نے نہا دھو کے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان بچوں کی آنکھوں میں سرمہ بھی ڈالا ہوا تھا، تیل بھی لگا ہوا تھا۔ ان سے ذرا آگے ایک بچہ اکیلا بیٹھا تھا، وہ بڑا غم زدہ سا تھا۔ اس کے چہرے پر اداسی تھی۔ نبی علیہ الصلوۃ السلام نے بچے کو دیکھا تو آپ رک گئے۔ پوچھا: بچے! کیا ہوا؟ اتنے غم زدہ کیوں بیٹھے ہو؟...... بچے نے جواب دیا: اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! میں یتیم مدینہ ہوں، میرے والد نہیں جو میرے لیے آج کپڑے لاتے، اور میری والدہ مجھے نہلا کر وہ کپڑے پہنا دیتی۔ یہ بچے آپس میں کھیل کر خوش ہو رہے ہیں اور میں بیٹھا اپنے والد کو یاد کر رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے پوچھا، کیا تو اس بات سے خوش ہوگا اگر میں تیرا باپ بن جاؤں اور عائشہ تیری ماں بن جائے؟...... بچے کی آنکھوں میں چمک آ گئی، وہ خوش ہو گیا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس بچے کو پکڑا اور اسے لے کر اپنے گھر تشریف لائے۔ فرمایا: حمیرا! اس بچے کو نہلاؤ۔ وہ بچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر کا تھا، چنانچہ جتنی دیر میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نہلایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اتنی دیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے کپڑے منگوا لیے۔ جب بچے نے نہا لیا تو اسے دھلے ہوئے کپڑے پہنائے، سر پر تیل لگایا، پھر اس کی کنگھی کی، خوشبو لگائی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا، اس سے وہ بچہ خوش ہو گیا۔

اب وہ خوشی خوشی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے نبی ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور بچے کو اشارہ کیا کہ تو اپنے آپ کو یتیم کہتا ہے۔ آج تو میرے ساتھ پیدل چل کر نہیں جائے گا بلکہ میرے کندھے پر سوار ہو کر جائے گا۔ چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ اس بچے کو کندھے پر سوار کر لیتے ہیں۔ جب اللہ کے نبی ﷺ اسے لے کر باہر گلی میں تشریف لائے تو جو بچے کھیل رہے تھے وہ حیران ہوئے کہ یہ بچہ تو چل کے جا رہا تھا اور اب اللہ کے حبیب ﷺ کے کندھوں پر بیٹھ کر آ رہا ہے۔ جب وہ بچہ ان کے قریب ہوا تو اس نے خوشی سے بتایا کہ مجھے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا میری ماں بن گئیں۔ اس بچے کی بات سن کر ان کھیلنے والے بچوں میں سے ایک نے ٹھنڈی سانس لی اور یوں کہنے لگا۔

کاش! میں بھی یتیم ہوتا اللہ کے نبی مجھے بھی اپنا بیٹا بنا لیتے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام اس بچے کو لیکر اس جگہ پر تشریف لاتے ہیں۔ جہاں عید کی نماز پڑھی جاتی تھی۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ممبر کے اوپر بیٹھے، وہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: نہیں، تو آج نیچے نہیں بیٹھے گا بلکہ میرے ساتھ اس ممبر کے اوپر بیٹھے گا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اس بچے کو اپنے پاس بٹھا لیتے ہیں اور پھر اس بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرماتے ہیں۔

''لوگو! جو یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھے گا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال ہوں گے اللہ اتنی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھوا دیگا۔''

آج یتیموں کا حق مارا جاتا ہے، ان کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے اور ان کو دنیا میں جینے کا حق ہی نہیں دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ خلق عطا فرمادے۔ ہمیں بھی یتیموں کا سرپرست اور والی بنا دے۔ (آمین)

شیما کی عزت افزائی کا واقعہ:

فتح مکہ ہونے کے کچھ ہی عرصہ کے بعد نبی علیہ الصلوۃ والسلام حنین کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے ہیں اور وہاں پر غزوہ حنین پیش آتا ہے۔ لمبی تفصیل ہے البتہ اپنی بات کو مختصر کرنے کے لیے اتنا عرض کرتا ہوں کہ غزوہ حنین میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو چھ ہزار قیدی ملے اور بارہ ہزار بکریاں ملیں جب اتنے قیدی آئے تو نبی علیہ الصلو السلام نے ارادہ فرمایا کہ ان کو صحابہ میں تقسیم کر دیا جائے۔

اتنے میں ایک صحابی نے آ کر کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! ایک عورت آئی ہے، وہ ذرا پکی عمر کی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں تمہارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بہن ہوں، مجھے ان سے ملاؤ۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام حیران ہوئے کہ عبداللہ اور آمنہ کا میں ایک ہی بیٹا ہوں، ان کا تو کوئی اور بچہ تھا ہی نہیں۔ یہ کیسے کہتی ہے کہ میں بہن ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا: جی وہ کہتی ہے، مجھے اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس لے جاؤ۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اچھا اسے میرے پاس لے آؤ۔ وہ خاتون آتی ہے اور کہتی ہے میں تمہاری بہن ہوں۔ پوچھا: کیسے؟ کہنے لگی: میرا نام شیما ہے، میں حلیمہ کی بیٹی ہوں، میں آپ کو گود میں لیتی تھی اور آپ کو لوریاں دیتی تھی...... رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا ...... میرے رب نے میری دعا قبول کی اور میرے رب نے آج مجھے یہ منظر دکھا دیا ہے، میرے بھائی! میں قیدی بن کر آپ کے پاس آ گئی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ اللہ آپ کو یہ شان دیں گے۔

جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ سنا تو اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا شیما! تم میری بہن ہو آؤ! نبوت کی اس چادر کے اوپر بیٹھ جاؤ۔ دنیا نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنی بہن کی کیا عزت افزائی کی! پھر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا: شیما! اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو میں تمہارا کفیل بنوں گا اور اگر واپس رشتہ داروں میں جانا چاہو تو تمہیں جانے کی اجازت ہے۔ انہوں نے کہا: میں واپس جاؤں گی۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کئی سو بکریاں بھی دیں اور کچھ

www.besturdubooks.wordpress.com

غلام بھی دیے۔ پھر دو صحابہ کرام کو فرمایا: جاؤ میری بہن کو اپنے گھر پہنچا کر آؤ۔ شیما جانے کے لیے کھڑی تو ہوگئی مگر چلتی نہیں تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: شیما! آپ جانہیں رہیں؟ بہن کہنے لگی، آپ نے مجھے تو آزاد کر دیا لیکن یہ چھ ہزار بندے بھی ہیں اگر میں اکیلی چلی گئی تو لوگ کہیں گے کہ خود واپس آگئی اور باقیوں کا خیال نہ رکھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہن کی اس بات کو قبول کر کے صحابہ کے مشورے سے سب قیدیوں کو آزاد فرما دیا...... اللہ اکبر......

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى

اور میرے محبوب ﷺ! ہم نے آپ کو یتیم پایا اور پھر آپ کے قدم جما دیے، ہم نے آپ کو فاتح مکہ بنا دیا۔ اور ہم نے ہزاروں لوگوں کو آپ کے قدموں میں غلام بنا دیا۔ اسی کو کہنے والے نے کہا:

اے رسول امین، خاتم المرسلین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیر نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اللہ رب العزت ہمیں اس پیارے حبیب ﷺ کی مبارک سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! ایسے بن جاؤ کہ جب موت کا وقت آئے اور فرشتے آکر ہمارے دلوں کو ٹٹولیں تو وہ اسے عشق نبی ﷺ سے بھرا ہوا پائیں۔ ہمارے دماغ کو ٹٹولیں تو علم نبوی ﷺ سے بھرا ہوا پائیں۔ ہمارے اعضاء کو ٹٹولیں تو سنت نبوی ﷺ سے بھرا ہوا پائیں۔ اور اسی طرح ہم اپنے اللہ رب العزت کے حضور پیش ہو جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَا﴾

عقل کا نور

بیان: پیرِ طریقت حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اگر عقل کا یہ نور انسان کے دماغ میں نہ ہو تو اس کی شکل انسانوں والی ہوتی ہے لیکن اس کا اٹھنا بیٹھنا حیوانوں والا ہوتا ہے۔ بہت خوب صورت نوجوان ہوتا ہے، اس کی رال ٹپک رہی ہوتی ہے، اسے اپنے کھانے پینے کا پتہ نہیں ہوتا، نہ کپڑے پہن سکتا ہے، نہ اوڑھ سکتا ہے اور نہ ہی صحیح بات کرسکتا ہے۔ وہ دیکھنے میں تو انسان نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں حیوان کی مانند ہوتا ہے۔ اس لیے عقلِ سلیم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

عقل کا نور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
﴿لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَا اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ o﴾ (الحج:۴۶)
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

عقلِ سلیم......ایک نعمتِ غیر مترقبہ:

اللہ رب العزت نے انسان کو ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے۔ہم اگر ان نعمتوں کو شمار کرنا چاہیں تو شمار بھی نہیں کر سکتے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ﴾ (ابراہیم:۳۴)

''اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا بھی چاہو تو تم گن بھی نہیں سکتے''

اور اُن ان گنت نعمتوں میں سے ایک بہت نمایاں نعمت انسان کی عقل ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل سے نوازا ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جو اس کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔ چنانچہ عقل کی وجہ سے انسان

☆......اچھے اور برے کی تمیز کر لیتا ہے۔

☆......دوست اور دشمن میں تمیز کر لیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ ...... جائز اور ناجائز کو پہچان لیتا ہے۔

اگر عقل کا یہ نور انسان کے دماغ میں نہ ہو تو اس کی شکل انسانوں والی ہوتی ہے لیکن اس کا اٹھنا بیٹھنا حیوانوں والا ہوتا ہے۔ بہت خوب صورت نوجوان ہوتا ہے، اس کی رال ٹپک رہی ہوتی ہے، اسے اپنے کھانے پینے کا پتہ نہیں ہوتا، نہ کپڑے پہن سکتا ہے، نہ اوڑھ سکتا ہے اور نہ ہی صحیح بات کر سکتا ہے۔ وہ دیکھنے میں تو انسان نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں حیوان کی مانند ہوتا ہے۔ اس لیے عقلِ سلیم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

''عقل بڑی یا بھینس'':

ایک مرتبہ میرا چھوٹا بیٹا سیف اللہ میرے ساتھ تھا۔ ایک جگہ ہم نے ایک بھینس گزرتے دیکھی۔ میں نے بچے سے پوچھا: بیٹا! عقل بڑی کہ بھینس؟ کہنے لگا: ابو جی! بھینس۔ میں نے پوچھا، وہ کیسے؟ کہنے لگا، عقل اتنی چھوٹی سی ہے اور بھینس اتنی بڑی ہے، اس لئے بھینس بڑی ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا: بھینس کے گلے میں پٹہ کون ڈالتا ہے؟ اس نے کہا: انسان۔ پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عقل دی ہے۔ پھر میں نے اسے سمجھایا کہ بھینس انسان کے گلے میں پٹہ نہیں ڈال سکتی، انسان بھینس کے گلے میں پٹہ ڈال کر اسے قابو کر لیتا ہے۔ اس لئے عقل بھینس سے بڑی ہوتی ہے۔

انسانی عقل کے کرشمے:

آپ دیکھیں گے کہ شیر جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ وہ ساری عمر کچا گوشت کھاتا ہے۔ وہ بغیر نمک مرچ کے کھاتا ہے۔ اس کے پاس یہ سمجھ نہیں کہ گوشت کو کھانے کے کچھ مختلف انداز بھی ہو سکتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گوشت کی مختلف ڈشز:

جبکہ اس کے بالمقابل انسان کو دیکھیں۔ یہ بھی گوشت کھاتا ہے۔لیکن کیا اس میں بارہ مصالحے استعمال ہوتے ہیں اور کیا اس کی ڈشز تیار ہوتی ہیں! ان کا نام سن سن کر انسان حیران ہوتا ہے۔ یہ کیا ہے جی؟

...... یہ چکن جلفریزی ہے،

...... یہ ڈھاکہ چکن ہے،

...... یہ فرائیڈ چکن ہے،

...... یہ سٹیم روسٹ ہے،

...... یہ ڈرم اسٹک بنی ہوئی ہے،

...... یہ چاپس بنی ہوئی ہیں،

...... یہ چپلی کباب ہیں،

...... آیئے جی! ہم آپ کی دعوت کریں گے اور گھر میں باربی کیو کریں گے۔

بھونی ہوئی پوری گائے:

ایک مرتبہ شوگر ٹیکنالوجسٹ کی کانفرنس فرانس میں ہوئی۔ جب کھانے کا وقت آیا تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک پوری گائے کو ذبح کر کے، اس کی کھال اتار کے، اس کے پیٹ کے اندر سے سب کچھ صاف کر کے، اسے ایک اوون کے اندر انہوں نے روسٹ کیا اور اس کو ایک سریے کے اندر پرو کے انہوں نے ایک جگہ لٹکا دیا۔ اب پانچ سو بندوں میں سے ہر بندہ جا رہا تھا اور گائے کی جس جگہ کا گوشت وہ پسند کرتا تھا وہ کاٹ کے کھا رہا تھا۔ ہم حیران تھے کہ ایک گائے کو انہوں نے مرغے کی طرح روسٹ کر کے سامنے رکھ دیا۔ مزے کی بات یہ کہ جہاں سے بھی اس کا گوشت

کاٹا جاتا تھا، وہ گلا ہوا ہوتا تھا اور اس میں مرچ مصالحہ صحیح ہوتا تھا۔ یہ نعمت انسان کو کیسے ملی؟ عقل کی بنا پر ملی۔

سبزی میں گوشت کا استعمال:

صرف یہی نہیں، بلکہ وہ گوشت کو سبزی کے ساتھ بھی استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ

...... یہ جی قیمہ مٹر ہے،

...... یہ قیمہ کریلا ہے،

پھر اس کے سوپس بنا لیتا ہے۔ کہتا ہے:

...... یہ چائنیز سوپ ہے،

...... یہ کارن سوپ ہے۔

یوں لگتا ہے کہ یہ لسٹ ہی ختم نہیں ہوتی۔

عربوں کی مزے دار مندی:

انسان گوشت کو چاولوں کے ساتھ بھی استعمال کرتا ہے۔ کہتا ہے:

...... یہ جی بریانی ہے، اور

...... یہ عربوں کی بنی ہوئی مندی ہے۔

ایک صاحب ہمیں سعودی عرب میں کہنے لگے: جی آج میں آپ کو مندی کھلاؤں گا۔ وہ چاول پکوا کے لائے جو تنور میں بنائے ہوئے تھے۔ مگر اتنے لذیذ، اتنے لذیذ کہ کھانے والوں میں سے ہر بندے نے بہت ہی زیادہ جی بھر کے کھایا۔ میں نے اس سے کہا: بھئی! یہ نام کی مندی ہے، حقیقت میں بڑی چنگی ہے۔

ہاتھی کا تماشا:

انسان جانوروں کو سدھا بھی لیتا ہے۔ حالانکہ جانور طاقت اور سائز میں انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

سے زیادہ بڑے ہوتے ہیں۔ ہاتھی کو قابو کر لینا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کا وزن ٹنوں میں ہوتا ہے اور اس کی طاقت بھی بہت ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ ہمیں امریکہ میں سفر کرنے کے دوران، ڈرائیور نے کہا: حضرت! ہم اس وقت ایک ایسے ایگزٹ پر پہنچ چکے ہیں کہ ہم دومنٹ کے اندر اندر ایک چڑیا گھر کے دروازے پر پہنچ جائیں گے اور اس وقت چڑیا گھر بند ہونے والا ہے۔ آخر میں وہ اپنا ایک فائنل پروگرام پیش کرتے ہیں جو بہت ہی دلچسپ ہوتا ہے۔ آپ اگر اجازت دیں تو وہ دیکھنے چلیں، کیونکہ ہمارے پاس ٹائم بھی ہے۔ میں نے جواب میں کہا: ؎

مرغِ دل را گلشنِ بہتر زِ کوئے یار نیست
طالب دیدار را ذوقِ گل و گلزار نیست

''دل کے مرغ کو باغ دوست کی گلی سے زیادہ اچھا نہیں، دیدار کے طالب کو گل و گلزار کا ذوق نہیں ہوتا''

مگر دونوں بچے ساتھ تھے۔ ابو جی! جانور کا شو ہے، اگر ہم دیکھیں گے تو ہماری معلومات میں بھی اضافہ ہوگا اور اچھا بھی لگے گا۔ خیر، بچوں کا شوق دیکھ کر میں نے کہا: چلو چلتے ہیں۔ چنانچہ دومنٹ کے اندر ہم دروازے پر پہنچ گئے۔

ہم نے دیکھا کہ ایک بہت بڑے گراؤنڈ کے اندر ایک ہاتھی کھڑا تھا۔ انہوں نے اس کے گلے میں ایک بیلٹ باندھ رکھا تھا اور اس بیلٹ کے ساتھ کم از کم تین انچ موٹا اور کئی فرلانگوں کے حساب سے لمبا رسہ باندھا ہوا تھا۔ ہم لوگ کار کے اندر ہی بیٹھ کر یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

آئیٹم یہ تھا کہ جتنے لوگوں نے آج کے دن اس چڑیا گھر کو دیکھا وہ آخری وقت اس ہاتھی کے ساتھ رسہ کشی کریں۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ وہاں ہزاروں کی تعداد میں مردوں اور عورتوں نے رسہ پکڑا ہوا ہے اور رسہ کشی کے لیے بالکل تیار کھڑے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔

جو آدمی ان کو یہ گیم کروا رہا تھا، اس نے اعلان کیا: جی! آج تک ہسٹری میں جتنے بھی لوگ یہاں پر آئے وہ ہاتھی سے جیت نہیں سکے، آج اگر آپ لوگ ہمت کر کے جیت جائیں تو

You will be going to make a record.

(آپ ایک ریکارڈ قائم کرلیں گے)۔

اس کے بعد اس نے اشارہ کیا اور سب لوگوں نے مل کر اس کو کھینچنا شروع کر دیا۔ ہماری جہاں تک نظر جاتی تھی وہاں تک ہمیں ایک لمبے گراؤنڈ کے اندر رسے کے ساتھ چیونٹیوں کی طرح لوگ نظر آرہے تھے۔ جب سب نے زور لگایا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ہاتھی ایک قدم پیچھے ہٹا...... پھر دوسرا قدم...... پھر تیسرا قدم...... جب وہ ہاتھی بارہ قدم پیچھے ہٹا تو اس شخص نے پھر اعلان کیا کہ ایک قدم باقی رہ گیا ہے، اگر آپ لوگ اب ہاتھی کو پیچھے کھینچ لیں تو آپ جیت جائیں گے اور ایک ریکارڈ قائم کرلیں گے۔ اس کے اس اعلان کے بعد لوگوں نے زور لگانے کی انتہا کردی۔ ہمارا خیال تھا کہ ہاتھی بڑے آرام کے ساتھ ایک قدم پیچھے آجائے گا۔ لیکن جب انہوں نے زور لگانے کی انتہا کردی تو اس وقت ہاتھی نے چلنا شروع کردیا اور سب بندوں کو چیونٹیوں کی طرح گھسیٹتے ہوئے آگے چلا گیا۔

بعد میں پتہ چلا کہ انہوں نے ہاتھی کو سکھایا ہوا تھا کہ تو نے بارہ قدم پیچھے آنا ہے اور آخر قدم پر جب یہ خوب زور لگائیں تو تم نے سب کو کھینچ کر آگے کردینا ہے۔ یہ دیکھ کر ہم بہت حیران ہوئے کہ پانچ سات ہزار بندوں کی طاقت ایک طرف اور ایک ہاتھی کی طاقت ایک طرف۔ ہاتھی پھر بھی طاقتور ثابت ہوا۔ لیکن انسان کی عقل کو دیکھیے کہ وہ اس عقل کے بل بوتے پر اس ہاتھی کو بھی قابو میں لے کر سدھا لیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھیوں کا فٹ بال میچ:

ہم نے ایک جگہ ہاتھیوں کا فٹ بال میچ دیکھا۔ ہاتھیوں کی ایک ٹیم ادھر ہے اور ایک ٹیم ادھر ہے۔ گیند بھی کوئی چھوٹا سا نہیں تھا۔ یوں سمجھیں کہ تقریباً آٹھ فٹ ڈایا میٹر کا ہوگا۔ وہ ہاتھی سونڈھ سے اس کو کک لگا رہے تھے۔ اور ایک ہاتھی ادھر گول پہ کھڑا ہے اور ایک ہاتھی ادھر گول پہ کھڑا ہے۔ باقاعدہ گیم ہوئی اور ہم نے ہاتھی کو گول کرتے ہوئے دیکھا۔ ہم حیران تھے کہ یا اللہ! اس انسان کو آپ نے عقل والی کیا نعمت دی کہ جس کے ذریعے اس نے جانور کو بھی یہ کچھ سکھا ڈالا!

ہاتھی کی پینٹنگ:

ایک جگہ ہم نے دیکھا کہ انہوں نے ہاتھی کو پینٹنگ سکھائی ہوئی تھی۔ انہوں نے نو دس کلر رکھے ہوئے تھے۔ میٹر بائی میٹر کی شیٹس بھی رکھی ہوئی تھیں۔ دس ڈالر کی ایک شیٹ ملتی تھی۔ وہ اس شیٹ پر ہاتھی سے پینٹ کروا کے دیتے تھے۔

جب کوئی آدمی آ کر کہتا کہ مجھے اس کلر کی پینٹنگ چاہیے، تو اس کو کنٹرول کرنے والا آدمی برش کو رنگ میں ڈبو کر سونڈھ میں پکڑا دیتا۔ ہاتھی سونڈ میں برش پکڑ کر اتنی صفائی سے اس کا شیڈ دیتا کہ لگتا تھا اس نے فائن آرٹس میں ماسٹر ڈگری لی ہوئی ہے۔ چند مرتبہ شیڈ دینے سے اتنی خوبصورت پینٹنگ تیار ہوتی تھی کہ لوگ خرید کر لے جاتے تھے اور ہاتھی کی پینٹنگ اپنے گھروں میں سجاتے تھے۔

پرندوں اور جانوروں کے کارنامے:

یہ سلسلہ بہت پہلے شروع ہوا تھا۔ پہلے وقتوں میں لوگ طوطے کو بولنا سکھایا کرتے تھے۔ اللہ کا نام سکھایا کرتے تھے۔ ہم ایک صاحب کے گھر گئے۔ جیسے ہی ہم داخل ہوئے تو کسی نے کہا: ہیلو...... ہم حیران کہ یہاں کون آ گیا؟ بعد میں پتہ چلا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کا ایک طوطا ہے جو آنے والے ہر بندے کو ہیلو بھی کہتا ہے اور جاتے ہوئے اس کو بائے بائے بھی کہتا ہے۔ بعض لوگ مینا کو بھی سکھاتے تھے، وہ بھی بولتی ہے۔

پہلے وقتوں میں کبوتر کو بھی تیار کیا جاتا تھا جو ایک بندے کا رقعہ دوسرے بندے کو پہنچاتا تھا اور اس وقت کا وہ ہی ٹی سی ایس کا سسٹم تھا۔

گھوڑوں کو ڈانس سکھانا، ایک نارمل سی چیز تھی۔ لیکن آج کے سائنسی دور میں انسان نے اس میں بھی جدت پیدا کر لی ہے۔ سرکس کے اندر شیر کے تماشے تو بہت دنیا دیکھتی ہے۔

ایک بندر کا کراٹے کا مقابلہ:

ہم نے ایک جگہ پر ایک بندر کا کراٹے کا مقابلہ دیکھا۔ اس کے سامنے مقابلے کے لیے ایک بلیک بیلٹ آدمی تھا۔ اب دونوں آپس میں کراٹے کا مقابلہ کر رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ بندر اس کو با قاعدہ کک لگاتا ہے اور اگر وہ آدمی کک لگاتا تو یہ اس کو بلاک کرتا۔ لگتا تھا کہ بالکل دو بلیک بیلٹ لوگوں کا آپس میں مقابلہ ہو رہا ہے۔

ایک عجیب وغریب کیٹل فارم:

ہمیں ایک مرتبہ لائیو سٹاک دیکھنے کا موقع ملا۔ وہاں تین سو گائیاں تھیں۔ ان تین سو گائے کی کیئر ٹیکنگ (حفاظت) کے لیے صرف تین بندے تھے۔...... آج ہمارے ہاں اگر تین سو گائیں ہوں تو ان کی حفاظت کے لیے کم از کم تین درجن بندوں کی ضرورت پڑے گی...... وہاں صرف تین بندے تھے۔ وہاں چند باتیں ہم نے بڑی عجیب دیکھیں۔

⊙ ...... ہر گائے کے گلے میں ایک رول نمبر ٹیگ لگا دیا گیا ہے۔ ہر گائے کی جگہ مخصوص ہے۔ اس کے گلے میں رسی نہیں ہے۔ وہ اپنی ہی جگہ پر کھڑی ہوتی ہے، بیٹھتی ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

آرام کرتی ہے۔

⊙...... جب اس گائے کا نہانے کو جی چاہتا ہے تو وہ ایک جگہ، جہاں شاور لگا ہوا ہے، وہاں آ کر وہ اپنا ٹیگ کیمرے کو پڑھاتی ہے۔ کیمرہ پڑھنے کے بعد کمپیوٹر کو بتاتا ہے یہ گائے شاور لینا چاہتی ہے۔ پھر کمپیوٹر دیکھتا ہے کہ کیا یہ آج شاور لے چکی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں لیا تو اوپر سے پانی کھل جاتا ہے اور گائے خود اس کے نیچے نہاتی ہے اور اپنی جگہ پر واپس چلی جاتی ہے۔

⊙...... اس کا چارہ ایک پائپ کے ذریعے اس کی اپنی جگہ پر ڈال دیا جاتا ہے۔

⊙...... ایک چیز نے ہمیں وہاں بہت حیران کیا۔ وہ یہ کہ ان کا ملکنگ ٹائم (دودھ دوہنے کا وقت) آ گیا تھا۔ ہم نے پندرہ گائیوں کو بالکل ایک لائن میں کھڑے دیکھا۔ ان کو بتانے والا کوئی بندہ نہیں، کوئی رسی نہیں، بس ہم نے آگے ایک بندے کو دیکھا۔ اس کے پاس ایک ملکنگ مشین تھی۔ جب گائے اپنی پوزیشن پر آتی تھی تو وہ اس کے تھنوں کے ساتھ اس کی اٹیچمنٹ لگا دیتا تھا۔ یوں گائے کھڑی رہتی اور اس کا دودھ نکلتا رہتا۔ اتنے میں دوسری لائن میں کھڑی گائے کے تھنوں کے ساتھ دوسری ملکنگ مشین لگا دیتا تھا۔ جب پہلی گائے کا دودھ مکمل ہو جاتا تو وہ اپنے پاؤں سے اس اٹیچ منٹ کو خود نیچے گرا دیتی اور آگے چلی جاتی۔ جیسے ہی پوزیشن خالی ہوتی تو پیچھے انتظار کرنے والی گائے اس کی جگہ پر آ کر کھڑی ہو جاتی تھی۔

ہم حیران ہوئے کہ آج کئی جگہوں پر انسانوں کو لائن بنانا سکھانا مشکل کام ہوتا ہے اور جہاں کوئی محنت کرتا ہے تو دیکھیے کہ جانور بھی لائن بنا کر آتے ہیں اور ملکنگ کے بعد اپنے راستے پر خود واپس چلے جاتے ہیں۔

ڈالفن مچھلی کا حیران کن کرتب:

ہمیں ایک مرتبہ بالٹی مور جانے کا موقع ملا۔ وہاں پر ایک بہت بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

Aquarium (مچھلی گھر) ہے۔اس میں انہوں نے بہت ہی عجیب وغریب قسم کی مچھلیاں پالی ہوئی ہیں۔ وہ چونکہ ایک ایجوکیشنل ٹرپ تھا اس لیے ہم نے سب کچھ بڑے شوق سے دیکھا اور ہمیں مچھلیوں کے بارے میں بہت معلومات ملیں۔ پھر آخر میں وہ کہنے لگے کہ جانے سے پہلے ہم آپ کو ڈالفن شو دکھائیں گے۔ چنانچہ سب لوگ بیٹھ گئے۔

ہم نے دیکھا کہ سوئمنگ پول کی طرح ایک بڑی ساری جگہ بنی ہوئی ہے اور اس میں ڈالفن تیر رہی ہے۔انہوں نے اس کے کئی کرتب دکھائے۔اس میں سے ایک کرتب واقعی عجیب تھا۔

پانی کی سطح سے تقریباً 25 سے 30 فٹ اونچا ایک بال تھا، جو انہوں نے اوپر سے نیچے لٹکایا اور ڈالفن کو اشارہ کیا کہ تم اس بال کو کک لگاؤ۔ڈالفن اس وقت سوئمنگ پول کے ایک کونے میں تھی۔ جیسے ہی اس نے کمانڈ دی، ڈالفن نے پانی کے اندر تیرنا شروع کیا اور عین وسط میں آکر اتنی اونچی چھلانگ لگائی کہ اس نے اپنے منہ سے اس بال کو کک لگادی۔...... یا اللہ! ایک حیوان کو بھی اتنا کچھ سکھایا جا سکتا ہے۔

اس وقت ڈالفن بہت خوش تھی۔ پھر اس نے اس خوشی کا اظہار اس طرح کیا کہ وہ کنارے کے قریب تیرنے لگی اور اس نے اپنی اتنی بڑی دم کے اندر پانی لے کر سب وزیٹرز پر اس طرح پھینکا کہ سب کے کپڑے تر ہو گئے۔تو دیکھیے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل کے نور سے نوازا اور انسان نے اس عقل کے ذریعے جانوروں کو بھی سدھالیا۔

انسان کی مادی پرواز:

انسان آج ایسے کام بھی کر سکتا ہے جن کے بارے میں پہلے زمانے میں کہا جاتا تھا کہ صرف جانور اور پرندے ہی کر سکتے ہیں۔مثال کے طور پر:

www.besturdubooks.wordpress.com

◎...... چیتا بہت تیز دوڑتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ چیتے جیسا تیز کوئی بھی نہیں دوڑ سکتا۔ انسان نے کار بنالی اور چیتا اب دیکھتا رہ جاتا ہے اور کار والا بندہ آگے نکل جاتا ہے۔

◎......اونٹ کو لدا ہوا دیکھ کر انسان حیران ہوتا تھا۔ آج ماشاءاللہ NLC کے ٹریلر چالیس اور پچاس فٹ تک لمبے ہوتے ہیں۔ حیران ہوتے ہیں کہ اتنے وزن کو لے کر انجن سڑک پر آسانی سے چل رہا ہوتا ہے۔

◎...... پہلے زمانے میں شاہین کی پرواز دیکھ کر لوگ حیران ہوتے تھے۔ آج انسان نے جہاز بنالیا ہے۔ چنانچہ آج شاہین کی پرواز نیچی نظر آتی ہے اور جہاز کی پرواز اونچی نظر آتی ہے۔

فروٹ فلائی سے نجات کا انوکھا طریقہ:

انسان نے جانوروں کو خوب قابو کیا ہے۔ اس قابو کرنے کی ایک چھوٹی سی مثال میں آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں:

ہمارے ملک میں جب امرود کے پھل کا موسم ہوتا ہے تو ایک مکھی، جسے فروٹ فلائی کہتے ہیں، وہ لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہو جاتی ہے، جیسے مچھر پھرتے ہیں، اور اس کا کام یہ ہے کہ وہ فروٹ کو اپنے سونڈ کے ذریعے سے پک کرتی ہے اور اس کے اندر ایسی چیز ڈال دیتی ہے کہ جس سے وہ فروٹ خراب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ باغبان بہت پریشان ہوتے ہیں کیونکہ اس مکھی کو مکمل طور پر ختم کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوتی ہے اور ہوتی بھی بہت چھوٹی ہے۔ ماریں تو کیسے ماریں؟ اس کی وجہ سے فروٹ خراب ہو جاتا تھا۔

اس پر سائنس دانوں نے کام کرنا شروع کیا اور اس کا ایک عجیب حل نکالا! وہ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ فروٹ فلائی جب اپنے میل (نر) کے ساتھ میٹ (ملاپ) کرنے لگتی ہے تو اس کے جسم سے ایک خاص قسم کی Smel (بو) نکلتی ہے۔ میل (نر) جب اس بو کو محسوس کرتا ہے تو وہ فیمیل (مادہ) کی طرف آتا ہے۔ ان سائنس دانوں نے اس بو کو پہچان کر اس طرح کی بو بنا دی اور اس بو کے لیے خاص ٹریپ بنا دیے۔ یعنی ایک ٹریپ میں کپاس رکھ دی جس میں وہ بو ہوتی ہے۔ جیسے ہی وہ بو آتی ہے تو ایک دو کلو میٹر سے جتنے بھی میل (نر) ہوتے ہیں وہ اس بو کی طرف بھاگتے ہیں، کیونکہ اس کی کشش ہی اتنی ہوتی ہے۔ وہاں جو بھی نر آتا ہے وہ زہر کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ جب نر ہی مر گئے تو مادہ حاملہ کیسے ہو؟ بچے کیسے دے اور ان میں اضافہ کیسے ہو؟ چنانچہ اب نہ ان میں اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہ پھل کو خراب کر سکتے ہیں۔ ہم حیران ہوئے کہ کیا ٹیکنیکل نکتہ نکالا کہ انہوں نے اس کا مسئلہ ہی حل کر کے رکھ دیا۔ یہ کیسے ہوا؟ یہ انسان نے عقل کی وجہ سے ایک مسئلہ حل کر لیا۔

نظریہء اضافت کی بنیاد:

عقل کے اندر اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت پیدا کی ہے۔ چنانچہ دنیا میں انسان نے کچھ کام فقط عقل کی وجہ سے کیے۔ کچھ کام انسان دیکھ کر کرتا ہے، کچھ سن کے کرتا ہے، کچھ چیزوں کو چکھ کے محسوس کرتا ہے۔، کچھ کو ہاتھ لگا کر محسوس کرتا ہے، مگر کچھ کاموں کو فقط عقل کی وجہ سے کرتا ہے۔ مثال کے طور پر:

آئن سٹائن ایک ایسا سائنس دان ہے جس نے تھیوری آف ریلیٹیویٹی (نظریہء اضافت) کا تصور پیش کیا۔...... آج سائنس کی دنیا میں اس کا ایسے احترام کیا جاتا ہے جیسے دین والوں کے ہاں پیغمبروں کا احترام کیا جاتا ہے...... اس بندے نے سوچا کہ فرض کرو کہ ایک فریم آف ریفرنس ہے۔ تو بات ایک فرضی خیال سے شروع

www.besturdubooks.wordpress.com

کی۔اسے کچھ نظر نہیں آیا۔اس نے فقط اپنی سوچ سے کام لیا۔اس نظریے کی بنیاد سوچ سے آگے چل رہی ہے کہ فرض کرو کہ ایک فریم آف ریفرنس ہے۔پھر اس نے وہاں سے ایک فریم آف ریفرنس لیا، پھر دوسرا لیا، پھر کیلکولیشن شروع کر دی۔اس نے جتنا بھی کام کیا اس کا تعلق نہ آنکھ سے تھا، نہ کان سے تھا اور نہ ہی کسی اور چیز سے تھا۔اس کا تعلق فقط عقل کے ساتھ تھا۔چنانچہ اس نے عقل کے ذریعے ہی کیلکولیشن کرتے کرتے ایک نتیجہ نکالا کہ:

E = mc2

یہ ایک ایسی مساوات تھی جس نے سائنس کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔لہٰذا آج اس کو استعمال کر کے انسان معلوم نہیں کیا کیا عجیب وغریب چیزیں بنا رہا ہے۔تو یہ کس کی طاقت تھی؟ یہ عقل کی طاقت تھی۔اس نے یہ عقل کے ذریعے ہی سمجھا کہ ٹائم Dialate (تبدیل) بھی ہوسکتا ہے، لمبائی Constraction (کم) بھی ہوسکتی ہے اور اسی طرح مختلف تبدیلیاں آسکتی ہیں۔گویا عقل کے ذریعے انسان دنیا میں رہتے ہوئے مادی فائدے حاصل کر سکتا ہے۔

انسانی عقل کا کمال:

انسان کے دماغ کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کمپیوٹر کے اندر ایک میس کو پروسیسر ہوتا ہے۔کمپیوٹر کے اندر پروگرام میں اگر کوئی بھی ایکوایشن (مساوات) آجائے تو وہ ایکوایشن میس کو پروسیسر کی طرف منتقل کر دیتے ہیں اور وہ اس ایکوایشن کو حل کر کے اس کا جواب واپس دے دیتا ہے۔بالکل اسی طرح آپ انسان کو ایک خیال دے دیجیے......فوڈ فار تھاٹ......اور پھر اس کے اوپر خیالی پلاؤ پکاتے پکاتے انسان پوری عمارت کھڑی کر دیتا ہے۔یہ جو ایک نعمت ہے کہ ایک خیال کو آگے بڑھاتے بڑھاتے معاملے کی تہہ تک پہنچ جانا، یہ انسان کی عقل کا کمال ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سوچ کے دو انداز:

انسان کی سوچ کے دو انداز ہوتے ہیں۔ ایک کو کہتے ہیں ''مثبت انداز'' اور دوسرے کو کہتے ہیں ''منفی انداز''۔ اس کو ایک مثال سے سمجھ لیجیے۔ میرے ہاتھ میں پانی کا ایک گلاس ہے۔ اس گلاس کو دیکھ کر لوگ دو طریقے کے نتیجے نکال سکتے ہیں۔ ایک بندہ اس کو دیکھ کر کہتا ہے: جی آدھا خالی ہے۔ ہاں ٹھیک کہہ رہا ہے کہ آدھا خالی ہے۔ اب اس کہنے والے نے منہ بھی بنایا اور کہا کہ آدھا خالی ہے۔ اور ایک اور بندے نے اس کو دیکھ کر خوش ہو کر کہا: دیکھو جی آدھا بھرا ہوا ہے۔ جس نے کہا کہ آدھا خالی ہے، وہ بھی ٹھیک کہہ رہا ہے اور جس نے کہا کہ آدھا بھرا ہوا ہے وہ بھی ٹھیک کہہ رہا ہے، مگر ایک سوچ کا مثبت انداز ہے اور دوسرا سوچ کا منفی انداز ہے۔

انسانی شخصیت پر سوچ کے اثرات:

یاد رکھیں جیسی انسان کی سوچ ہوتی ہے اس کی شخصیت پر ویسے ہی اثرات ہوتے ہیں۔ مثبت سوچ کے مثبت اثرات اور منفی سوچ کے منفی اثرات ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

⊙ ...... ایک آدمی بات کر رہا تھا کہ میں گلاب کے پودے سے پھول توڑنے لگا تو مجھے کانٹے چبھ گئے، یہ کیا بات ہے جی! جہاں پھول ہوتے ہیں وہیں کانٹے ہوتے ہیں۔ دوسرے بندے نے اس سے کہا: اللہ کے بندے! یہ کیوں نہیں سوچتا کہ جہاں کانٹے ہوتے ہیں وہاں پھول بھی ہوتے ہیں۔ اب اگر وہ بات کو اس طرح سوچے کہ جہاں پھول ہوتے ہیں وہیں کانٹے ہوتے ہیں تو اس منفی سوچ کی وجہ سے اس کے اندر فرسٹریشن پیدا ہوگی۔ اور اگر وہ یوں کہے کہ اگر دنیا میں کانٹے ہوتے ہیں تو پھر ساتھ پھول بھی ہوتے ہیں، اس سے اس کے دل میں اللہ کا شکر کرنے کا احساس

www.besturdubooks.wordpress.com

پیدا ہوگا۔

◉ ..... دو قیدی تھے۔ ان کو جیل میں ڈالا گیا تھا۔ ان کو تھوڑے سے وقت کے لیے نکالا گیا تا کہ وہ تازہ ہوا کے اندر چل پھر لیں۔ پھر دس پندرہ منٹ کے بعد ان کو دوبارہ قید کر دیا گیا۔ جب دوبارہ جیل میں بند ہو گئے تو ایک نے کہا: یار! لگتا ہے کہ باہر بارش ہوئی ہے۔ دوسرے نے کہا: ہاں مجھے بھی لگتا ہے کہ باہر بارش ہوئی ہے۔ ایک نے پوچھا: تمہیں کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا: میں نے زمین پر دیکھا کہ بہت کیچڑ تھا اور ہر طرف گند پھیلا ہوا تھا۔ پھر اس نے دوسرے سے پوچھا: تمہیں کیسے پتہ چلا؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے درختوں کو دیکھا کہ ان کے پتے دھلے ہوئے تھے اور پودوں کے پھول بہت ہی مہک رہے تھے اور تر و تازہ نظر آ رہے تھے، مجھے اس سبزے کو دیکھ کر محسوس ہوا کہ شاید بارش ہوئی ہے۔ یہی مثبت اور منفی سوچ کا فرق ہے کہ دیکھیں! دو بندے ہیں۔ ایک کی نظر نیچے کیچڑ پر پڑی اور دوسرے کی نظر پھولوں اور پتوں پر پڑی۔

شوگر فری تربوز:

اگر کوئی مثبت سوچ رکھنے والا ہو تو اپنی مشکل کا حل نکال لیتا ہے اور اگر منفی سوچ والا ہو تو وہ ہمت ہار کے نقصان کر بیٹھتا ہے۔

ایک مرتبہ لاہور میں ایک کسان سیزن کے شروع شروع میں اپنے تربوز توڑ کر لایا کہ ریٹ اچھا ملے گا۔ اللہ کی شان کہ جب اس نے تربوز کھولے تو وہ اندر سے تھے تو سرخ، مگر پھیکے تھے۔ ایک بندے نے خریدا تو اس نے کہا کہ یہ تو میٹھا ہی نہیں۔ دوسرے نے خریدا تو اس نے بھی کہا کہ یہ تو میٹھا ہی نہیں۔ وہ بڑا پریشان ہوا مگر وہ بندہ ہمت والا تھا۔ اس نے سوچا کہ اب جو کچھ ہے، وہ تو ہے ہی، مجھے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے، مجھے اس کا کوئی حل نکالنا چاہیے۔

چنانچہ اس نے سوچنا شروع کر دیا۔ بالآخر وہ ایک پینٹر کے پاس گیا اور اس سے

www.besturdubooks.wordpress.com

جا کر کہا: مجھے ایک بڑا سا سائن بنا کر دو۔ اس نے پوچھا: اس پر کیا لکھوانا ہے؟ کہنے لگا: اس کے اوپر لکھو۔

''لاہور میں پہلی مرتبہ شوگر فری تربوز''

اب جب اس نے شوگر فری کا لفظ لکھ دیا تو کسی نے کہا: میں امی کے لیے لے کر جاتا ہوں، میں ابو کے لیے لے کر جاتا ہوں۔ اس طرح اس کے پھیکے تربوز ڈبل ریٹ پر سارے کے سارے بک گئے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کو کوئی چیز دیکھ کر فوراً فرسٹریشن میں نہیں آنا چاہیے، بلکہ اس کا وے آؤٹ نکالنا چاہیے۔ ہمارے بزرگ جو نوجوانوں سے یہ کہتے تھے کہ بھائی! ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو، وہ اسی لیے کہتے تھے کہ دنیا کے ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ہوتا ہے، لہٰذا بیٹھ کر سوچو اللہ تعالیٰ کوئی اچھی تدبیر ذہن میں ڈال دیں گے۔

متبادل راستہ:

بالفرض آپ کسی روڈ پر چل رہے ہیں۔ چلتے چلتے سامنے دیکھتے ہیں کہ روڈ بالکل بلاک کر دیا گیا ہے۔ چار فٹ اونچی اینٹوں کی دیوار بنا دی گئی ہے۔ اب آپ وہاں کار کھڑی کر کے بیٹھ تو نہیں جاتے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ روڈ بلاک کر دیا گیا ہے، لگتا ہے کہ کنسٹرکشن (تعمیر) کا کام ہو رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے دائیں یا بائیں جانب کوئی متبادل راستہ بھی بنایا ہوگا۔ تو جب آپ دائیں بائیں دیکھتے ہیں تو آپ کو ایک راستہ جاتا نظر آتا ہے۔ آپ اس کچے راستے پر تھوڑی دیر کے لیے چلتے ہیں۔ وہ راستہ آپ کو وہاں سے نکال کر پھر سڑک پر ڈال دیتا ہے۔ انسان کی مثال بھی بالکل اسی طرح ہے۔ اگر زندگی میں کسی وقت بھی کوئی کرائسز کنڈیشن محسوس ہو رہی ہو تو بھئی! اب جھگڑا کر کے نہیں بیٹھ جانا بلکہ اس کا کوئی وے آؤٹ (حل) نکالنا ہے۔ اس کا حل

www.besturdubooks.wordpress.com

نکالنے کا یہی طریقہ ہے کہ دیکھا جائے کہ کیا کیا جا سکتا ہے اور بہترین حل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ عقل کے نور سے انسان کو کوئی نہ کوئی حل ضرور بتا دیں گے۔

جیسی سوچ ویسی باتیں:

جیسی سوچ ہوتی ہے انسان اسی طرح سے بات کرتا ہے۔اور بات کرنے سے بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔

◉ ......ایک ہی بات اگر آپ ذرا غیر مہذب طریقے سے کریں تو اگلا بندہ تھپڑ لگا دے گا اور اگر اسی بات کو مہذب طریقے سے کریں تو اگلا بندہ آپ کا احسان مند ہو گا......مثال تو ذرا عجیب سی ہے......اگر آپ کسی سے کہیں کہ آپ کے ابو جان آ رہے ہیں تو وہ شکریہ ادا کرے گا اور اگر آپ اس سے کہیں کہ تمہاری ماں کا یار آ رہا ہے تو وہ جوتا اتار کے سر پر مارے گا۔ حالانکہ حقیقت تو دونوں باتوں کی ایک جیسی ہے، مگر بات کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔

◉ ......ایک بادشاہ نے خواب دیکھا کہ اس کے کئی دانت گر گئے۔ وہ بڑا پریشان ہوا کہ خواب میں میں نے دانت گرتے ہوئے دیکھے۔اس نے صبح تعبیر کرنے والے کو بتایا۔اب وہ تعبیر بتانے والا ذرا رف قسم کا بندہ تھا۔اس نے خواب سن کر کہا: بادشاہ سلامت! آپ کے دانت گرے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے سامنے اپنے کئی رشتہ داروں کو مرتے دیکھیں گے۔اب جیسے ہی اس نے تعبیر بتائی تو بادشاہ کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے کہا: اسے دو چار جوتے لگا دو اور یہاں سے بھگا دو، یہ ایسی بری تعبیر بتا رہا ہے۔

اس کے بعد وہ پھر بھی خواب کی وجہ سے پریشان تھا کہ آخر اس کی کوئی نہ کوئی تعبیر تو ہوگی۔ چنانچہ ایک اور بندے کو بلایا گیا۔وہ بندہ ذرا سمجھدار تھا۔اس کو بات کرنے کا سلیقہ آتا تھا۔لہٰذا جب اس نے خواب سنا تو اس نے کہا: بادشاہ سلامت! یہ تو بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھا خواب ہے، آپ کو مبارک ہو۔ بادشاہ نے پوچھا: کیسے؟ اس نے کہا: آپ اپنے تمام رشتہ داروں سے زیادہ لمبی عمر پائیں گے۔ بادشاہ اس تعبیر سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اس کو انعام دے کر روانہ کر دو۔

اب دیکھیے باتیں تو دونوں کی ایک جیسی ہیں لیکن ان کو پیش کرنے کا انداز مختلف ہے۔ ایک انداز سے بندہ ناراض ہو جاتا ہے اور دوسرے سے بندہ خوش ہو جاتا ہے۔

انسانی رویہ میں سوچ کا اثر:

جس طرح سوچ کا انسان کی شخصیت پر گہرا اثر ہوتا ہے اسی طرح انسان اپنی شخصیت کے مطابق آگے رویہ اختیار کرتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مکھیاں دو طرح کی ہیں۔ ایک کو گندی مکھی کہتے ہیں، اس گندی مکھی کی سوچ بھی گندی ہوتی ہے۔ اس کو ہر وقت گندگی کی تلاش ہوتی ہے۔ جہاں بھی دیکھو، یہ صاف ستھری جگہ کو چھوڑ کر گندی جگہ پر بیٹھی ہوگی۔ مثال کے طور پر: اتنے خوبصورت جسم کو چھوڑ کر یہ مکھی زخم اور پیپ کے اوپر جا کر بیٹھے گی۔ اتنے خوب صورت گھر کو چھوڑ کر کوڑے کے ڈھیر پر بیٹھے گی۔ چونکہ اس کی سوچ گندی ہوتی ہے اس لیے اسے گندگی کی ہی کی تلاش رہتی ہے اور گندی جگہوں پر پائی جاتی ہے۔

ایک شہد کی مکھی بھی ہوتی ہے۔ اس مکھی کی سوچ اچھی ہوتی ہے، اس کو ہر وقت اچھائی کی تلاش ہوتی ہے، یہ نیکٹرز ڈھونڈتی پھرتی ہے۔ اس لیے آپ دیکھیں گے کہ اکثر و بیشتر پھولوں کے باغ میں اور پھلوں کے باغ میں پائی جاتی ہے۔ کہیں سے پھل کا رس لے رہی ہوتی ہے اور کہیں سے پھول کے اندر سے پولن لے رہی ہوتی ہے۔ یہ صاف ستھری اور خوشبودار جگہوں پر پائی جاتی ہے اور جب یہ وہاں سے نیکٹر پولن لے کر آتی ہے تو اپنے چھتے کے اندر آ کر شہد بناتی ہے۔ یہ ہنی (شہد) اتنا لذیذ ہوتا ہے کہ آج کل کے تعلیم یافتہ نوجوان اظہارِ محبت کے لیے اپنی بیوی کو 'ہنی'' کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ پھنی اتنا لذیذ تو ہوتا ہے نا کہ اظہار محبت کے لیے علامت بن گیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اس مکھی کی سوچ اچھی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پروڈکٹ بھی اچھا دے دیا۔

جس طرح مکھی کی دو مثالیں ہیں اسی طرح انسان بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔

کچھ لوگ بالکل گندی مکھی کی مانند ہوتے ہیں۔ ان کی سوچ بھی گندی ہوتی ہے، انہیں ہر وقت گندگی کی تلاش رہتی ہے۔ وہ کسی کی اچھائیوں کو نہیں دیکھتے، ان کی نظر ہمیشہ برائی کے اوپر پڑے گی۔ ان کو اچھی مجالس بھی اچھی نہیں لگتیں۔ جس مجلس میں غیبت ہو، الزام تراشی ہو، تنقید ہو اور نکتہ چینی ہو تو ان کو وہ مجالس بڑی اچھی لگتی ہیں۔ وہ اتنے بے زار ہوتے ہیں کہ نہ بڑوں سے خوش ہوتے ہیں اور نہ اپنوں سے راضی رہتے ہیں۔ نہ بیوی سے خوش، نہ بچوں سے خوش، نہ دین والوں سے خوش، حتی کہ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ اپنے آپ سے بھی خوش نہیں ہوتے۔ وہ اپنے آپ سے بھی بے زار ہوتے ہیں۔ گندی سوچ رکھنے والوں کی آنکھ میں چشمہ ایسا لگ چکا ہوتا ہے کہ ان کو ہر ایک میں عیب نظر آتے ہیں۔ بھئی! دوسروں کی غلطیوں کو تم اتنا ڈھونڈ کر کیوں دیکھ رہے ہو؟ تمہیں دوسرے کی آنکھ کا بال تو نظر آ رہا ہے، اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں نظر نہیں آ رہا؟ اپنے آپ کو نہیں دیکھتے کہ میرے اندر کیا ہے؟ ان کو دوسروں کی برائیاں نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ اس قسم کے لوگ دین بیزار اور خدا بیزار بن جاتے ہیں۔

کچھ لوگوں کی سوچ اچھی ہوتی ہے۔ جیسے شہد کی مکھی کی سوچ ہوتی ہے۔ اس کے دماغ میں نیکی ہوتی ہے۔ وہ نیکی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ان کا دل نیک مجالس میں بیٹھنے کو کرتا ہے۔ نیکوں کے ساتھ ان کا تعلق جڑا رہتا ہے۔ ان کو دوسروں کے اندر نیکی نظر آتی ہے۔ ان کے سامنے دنیا کا برا بندہ بھی پیش کر دو تو وہ اس میں بھی کوئی نہ کوئی اچھائی ڈھونڈ لیں گے کہ اس میں یہ اچھائی بھی پائی جاتی ہے۔ اس لیے کہ وہ مثبت سوچ رکھنے والے لوگ ہیں۔ لہٰذا ان کو ہر ایک میں اچھائی نظر آتی ہے۔ ایسا بندہ بیزی

www.besturdubooks.wordpress.com

بی (شہد کی معروف مکھی) کی طرح زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔ نیکی کے کاموں میں لگا ہوتا ہے۔ اس کے پاس کسی کا تذکرہ کرنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔...... کام سے کام...... اس کی زندگی پروڈکٹو (تعمیری) گزر رہی ہوتی ہے۔ یہ معاشرے کے اندر ایک مقصد بھری زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔

ازدواجی زندگی میں سوچ کا کردار:

ازدواجی زندگی کی کامیابی کے لیے انسان کی سوچ کا اچھا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ کوئی بھی میاں بیوی جن کی سوچ منفی ہوگی وہ کبھی بھی خوشیوں بھری زندگی نہیں گزار سکتے۔ بلکہ ہم نے دیکھا کہ منفی سوچ رکھنے والا خاوند اپنی بیوی سے جھگڑ رہا ہے، لڑ رہا ہے۔ جب پوچھا کہ بھئی! اتنے غصے میں کیوں آئے؟ تو کہنے لگا: اس نے اپنے سگے بھائی کی طرف مسکرا کے کیوں دیکھا؟ اب بتاؤ کہ بہن اگر اپنے سگے بھائی کو مسکرا کر دیکھے تو خاوند کو اس سے بھی شک پڑ جاتا ہے۔ اس کی سوچ منفی ہے۔ لہٰذا اسے اب ہر وقت ایسی ہی چیزیں محسوس ہوتی ہیں۔ اور اگر انسان کی سوچ اچھی ہو تو پھر اسے دوسرے کی اندر بہت سی اچھائیاں نظر آتی ہیں۔ اگر سوچ اچھی نہ ہو تو انسان جب اپنی بیوی سے ذرا سی بات پر بھی ناراض ہوگا تو کہے گا کہ دس سال ہو گئے، شادی کو، میں تو ذلیل ہی ہو گیا ہوں۔ وہ اس بات کو بھول گیا کہ اس نے مجھے بیٹے بھی دیے، بیٹیاں بھی دیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اچھی جاب (ملازمت) دی، رزق دیا اور میں نے زندگی میں کتنے خوشیوں بھرے لمحات گزارے ہیں، وہ ساری باتوں پہ پانی پھیر کے بس ایک بات کہہ دیتا ہے کہ دس سال سے میرا سکون ختم ہو چکا ہے۔

اور کبھی کبھی یہی بات بیوی کی طرف سے بھی ہو جاتی ہے کہ خاوند اس پر خرچ کرتا ہے، اس کے ساتھ پیار محبت سے پیش آتا ہے، اس کی حفاظت کرتا ہے اور ذرا سی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات پر بیوی ناراض ہو کر کہتی ہے کہ آپ میرے لیے کیا کرتے ہیں؟ جو کرتے ہیں اپنے بچوں کے لیے کرتے ہیں، میرے لیے کچھ نہیں کرتے۔ یوں سارے کیے دھرے پر پانی پھیر دیتی ہے۔ یہ ناشکرا پن اللہ تعالیٰ کو اتنا ناپسند ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے عورتوں کو کثرت سے جہنم میں جلتے دیکھا۔ ام المومنینؓ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ چیزوں پر لعن طعن بہت کرتی ہیں، تنقید بہت کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہیں۔ سب کیے دھرے پر پانی پھیر کر رکھ دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات اتنی ناپسند ہے کہ وہ ایسے بندوں کو جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر تمہیں اپنی بیوی کے اندر کوئی بات بری لگے تو تم غور کرنا، تمہیں اس کے اندر کتنی ہی باتیں پسندیدہ نظر آئیں گی''۔ اگر اس کے اندر اتنی پسندیدہ باتیں ہیں تو تھوڑا سا تحمل اور کلیئرنس تو تمہارے اندر بھی ہونا چاہیے۔

آج انڈسٹریل (صنعتی) زمانہ ہے۔ مشینیں بن رہی ہیں۔ ان مشینوں کے بننے کا ایک طور طریقہ ہے کہ اگر شافٹ کا یہ سائز ہو تو بیرنگ کا سائز اتنا ہونا چاہیے۔ اب اس کے اندر اتنے ہزار کلیئرنس ہوتی ہے۔ اگر ان اصولوں کے مطابق مشین بنا دیں تو پارٹس بھی بڑے آرام سے فٹ ہوتے ہیں اور مشین بھی بڑے مزے سے چلتی ہے۔ اور اگر کلیئرنس کو زیرو کر دیں تو نہ پارٹس فٹ ہوں گے، نہ مشین اسمبل ہوگی اور نہ ہی کوئی پروڈکشن ہوگی۔ کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ بالکل اسی طرح جس گھر کے خاوند میں یا بیوی میں ٹالرنس کلیئرنس زیرو ہوگئی آپ سمجھ لینا کہ اس گھر کی گاڑی اب آگے چلنی ممکن نہیں۔

چنانچہ انسان تھوڑا سا سمجھداری سے کام لے اور دل بڑا رکھے۔ خوش گوار ازدواجی زندگی گزارنا اسی بندے کا کام ہے جس کا دل ذرا بڑا ہوتا ہے۔ کہنے والوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا:

To run a big show, one should have a big heart.

''بڑی اچھی زندگی گزارنی ہو تو پھر دل بھی بڑا کرنا پڑتا ہے''

پریشانیاں تو آتی ہیں۔ آج کون سا بندہ ہے جو پریشانیوں سے بچا ہوا ہے؟ یہ دنیا تو ہے ہی ''مسائلستان''۔ جس گھر میں دیکھو کوئی نہ کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔ البتہ نوعیت جدا ہوتی ہے۔ جس کاروبار میں دیکھو، اس میں بھی مسئلے ہیں، مگر نوعیت جدا ہوتی ہے۔ تو جب ہم مسائل میں ہی زندگی گزار رہے ہیں تو یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ روز ہی مسئلے ہوں گے۔ اور ہم نے ہی ان کو حل کرنا ہے۔ پھر ان کو حل کرنے کے لیے صبر وتحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے اچھی ازدواجی زندگی وہی گزارتے ہیں جن کے اندر صبر وتحمل ہوتا ہے۔ اگر یہ صبر وتحمل ختم ہو جائے اور انسان بے صبرا بن جائے تو بس آپ سمجھ لیں کہ اب اس کی زندگی کے مسائل میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی سوچ کو اتنا اچھا بنا لیں کہ ہم دوسروں کے لیے رحمت بن کر رہیں، دوسروں کے لیے زحمت بن کر نہ رہیں۔

اگر کوئی بندہ آپ کی بات نہیں سمجھ رہا تو آپ ذرا غور کریں اور سوچیں کہ آخر یہ سمجھ کیوں نہیں رہا؟ اگر آپ اس کے انداز سے سوچنے کی کوشش کریں گے تو فوراً پتا چل جائے گا کہ اس کو یہ بات کیوں سمجھ نہیں آرہی۔

Put yourself in other's shoes.

اور پھر آپ کو پتہ چل جائے گا کہ وہ بندہ آخر اس طرح کیوں سوچ رہا ہے۔

عام طور پر میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کیا ہوتے ہیں؟ یہ کہ خاوند نے کہا کہ بیٹے کا رشتہ بھائی کے گھر کرنا ہے، بیوی نے کہا: بیٹے کا رشتہ میں نے بہن کے گھر کرنا ہے۔ پھر یہ بات جھگڑے کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ بھائی! یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں، یا تو صلح صفائی سے ایک دوسرے کی سمجھ لیں یا سمجھا دیں۔ غصے میں آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لیے شریعت نے اختلاف رائے کو جرم نہیں کہا۔ جبکہ آج ذرا سا کوئی اختلافِ رائے کر دے تو وہ ہمیشہ کے لیے دشمن سمجھا جاتا ہے۔ شریعت نے ایسا نہیں کہا۔ شریعت کہتی ہے کہ تم ذرا سوچو کہ آخر وہ بندہ اس طرح کیوں سوچ رہا ہے۔ جب آپ سوچیں گے تو آپ کو بات سمجھ میں آجائے گی۔

استاد کی شکست:

کئی پرائمری سکولوں میں پڑھانے والے استاد جب بچے سے کوئی چیز سنتے ہیں اور وہ آگے سے سنا نہیں سکتا تو وہ اسے تھپڑ لگا دیتے ہیں۔ یہ مارنا، اس بات کی علامت ہے کہ اس بندے نے شکست تسلیم کر لی کہ میرے اندر اتنی صلاحیت نہیں کہ میں زبان سے اس بچے کو سمجھا سکوں۔ گویا مارنا تو اپنی شکست تسلیم کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔ جو لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں وہ پیار سے اپنے بچوں کو سمجھا لیتے ہیں۔ ان کو مارنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ جبکہ کئی لوگ ذرا سی بات پر ایسے جذباتی ہو جاتے ہیں کہ جیسے ان کے دماغ میں آگ بھری ہوئی ہے۔ وہ گھر والوں کے لیے مصیبت بنے ہوتے ہیں۔ اور وہ اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوتے ہیں۔ اس لیے اپنے آپ کو ایسی صورتِ حال سے بچانا چاہیے۔

غصہ کمزوری کی علامت ہے:

اکثر و بیشتر غصہ کمزوری کی علامت ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جوان کو غصہ کم آتا ہے اور بوڑھے کو زیادہ۔ اس لیے کہ بوڑھے کے اندر اس کو برداشت کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ اسے ذرا ذرا سی بات پر غصہ آتا ہے۔ اسی لیے بندہ بڑھاپے میں جا کر چڑچڑا بن جاتا ہے۔ عمر جتنی بڑھتی جاتی ہے، چڑچڑاپن بھی اتنا ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑھتا چلا جاتا ہے۔

ایک بڑے میاں ڈاکٹر کے پاس گئے۔

اس نے کہا: ڈاکٹر صاحب! نظر کمزور ہوگئی ہے۔

ڈاکٹر نے کہا: بڑھاپا ہے۔

اس نے پھر کہا: ڈاکٹر صاحب! اونچا سنائی دیتا ہے۔

ڈاکٹر نے کہا: بڑھاپا ہے۔

اس نے کہا: ڈاکٹر صاحب! میرے چار پانچ دانت بھی گر گئے ہیں۔

ڈاکٹر نے کہا: بڑھاپا ہے۔

اس نے کہا: ڈاکٹر صاحب! مجھے چیزیں یاد نہیں رہتیں۔

ڈاکٹر نے کہا: بڑھاپا ہے۔

جب ڈاکٹر نے بار بار کہا کہ بڑھاپا ہے، بڑھاپا ہے، تو بوڑھے کو غصہ آیا اور غصے میں کہنے لگا: یہ کیا؟ بڑھاپا ہے، بڑھاپا ہے۔

ڈاکٹر نے کہا: بڑے میاں! یہ بھی بڑھاپا ہے۔

بوڑھوں کی قوتِ برداشت اتنی کم ہو جاتی ہے کہ وہ ہوا کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔ تو نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ پر غصے کو حاوی نہ ہونے دیں۔ بلکہ غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے پوچھا: پہلوان کون ہے؟ اور پھر صحابہ ﷺ کو سمجھایا کہ جو اپنے غصے کو قابو میں کر لے، اللہ کی نظر میں وہ پہلوان کی مانند ہوتا ہے۔ تو اگر بندے کے اندر صبر ہو، حلم ہو اور دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے کے اچھے اخلاق ہوں تو انسان کی زندگی بہت اچھی گزرتی ہے۔ چنانچہ جب کوئی بندہ ایک بات کو قبول نہیں کر رہا ہوتا تو ضرور سوچیں کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ تھوڑا سا سوچنے سے وہ وجہ بھی سمجھ میں آ جائے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باپ بیٹے کی سوچ کا انداز:

ایک انجینیئر اپنے کمرے میں بیٹھا کوئی ڈرائنگ بنا رہا تھا۔ اس کا اکلوتا بیٹا بھی گھر میں تھا۔ اس کی بیوی کسی کام کے سلسلے میں کہیں گئی ہوئی تھی۔ اس لیے بچہ بھی اس کو سنبھالنا تھا۔ اب بچہ بھی اسی کے کمرے میں تھا۔ کبھی وہ اس کتاب کو چھیڑتا اور کبھی اس کتاب کو...... ہم نے اکثر و بیشتر دیکھا ہے کہ انجینئرز اور ڈاکٹرز کے کمروں کی حالت عجیب ہوتی ہے۔ کہیں کتابیں پڑی ہوتی ہیں، کہیں کاغذ بکھرے ہوئے ہوتے ہیں اور ان بے چاروں کے پاس ان کو ترتیب سے اور صفائی سے رکھنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔ ان کی گاڑیاں بھی قابل دید ہوتی ہیں اور ان کے کمرے بھی قابل دید ہوتے ہیں۔ ہاں! اگر کوئی صفائی رکھنے والا ہو تو الگ بات ہے۔ ورنہ اکثر و بیشتر ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے۔ اپنی اپنی طبیعت ہوتی ہے...... بہر حال انجینئر کے ہر طرف کاغذ بکھرے ہوئے تھے۔ ادھر بھی کاغذ ادھر بھی کاغذ۔ چنانچہ جب بچہ کسی کاغذ کو ہاتھ لگاتا تو ہو کہتا: بیٹا! یہ ڈرائنگ ہے، اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ پھر وہ دوسرے کاغذ کو ہاتھ لگاتا تو وہ کہتا: بیٹا! اسے ہاتھ نہ لگاؤ یہ میرا قیمتی کاغذ ہے۔ اب وہ کام کر ہی نہیں پا رہا تھا۔ بچہ اسے خوب ڈسٹرب کر رہا تھا۔ اس کا یہ بھی جی نہیں چاہ رہا تھا کہ میں اپنے بچے کو ڈانٹوں یا کمرے سے نکالوں۔ آخر اس کا بیٹا تھا۔ دل کا ٹکڑا تھا۔

اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ میں اس بچے کو کہیں مصروف کرتا ہوں۔ چنانچہ اس کے سامنے ایک اخبار پڑا ہوا تھا اور اس کے اوپر پوری دنیا کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اس نے کیا کیا؟ اس نے قینچی لی اور اس دنیا کے نقشے کے آٹھ دس ٹکڑے کر دیے اور بچے سے کہا: بیٹا! میں تمہیں ٹیپ بھی دیتا ہوں اور میں تمہیں یہ چند کاغذ دیتا ہوں، اگر تم ان کو ترتیب سے جوڑ کر لاؤ گے تو میں تمہاری پسند کی ونیلا آئس کریم تمہیں لے کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دوں گا۔ وہ بچہ تھا اس لیے ونیلا آئس کریم کا نام سن کر خوش ہو گیا۔ چنانچہ وہ ٹیپ اور کاغذ کے ٹکڑے لے کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اب انجینئر صاحب نے سکھ کا سانس لیا کہ اب یہ دو گھنٹے وہیں مصروف رہے گا اور میں اپنا کام نکال لوں گا۔

ابھی پانچ منٹ نہیں گزرے تھے کہ بچہ واپس آیا اور کہنے لگا: ابو جی! میں نے اپنا کام کر لیا ہے، آپ دیکھیں۔ جب اس نے وہ کاغذ لے کر اپنے سامنے رکھا تو بڑا حیران ہوا کہ سمندر سے سمندر ٹھیک ملے ہوئے ہیں، پہاڑوں سے پہاڑ ٹھیک ملے ہوئے ہیں، ملکوں کی حدود بالکل اپنی جگہ پر تھیں، اور اس بچے نے بالکل ٹھیک سب چیزوں کو جوڑ دیا۔ وہ حیران ہو گیا کہ اگر میں انجینئر بھی جوڑنے بیٹھتا تو مجھے بھی اتنا وقت لگتا اور بچے نے تو کمال کر دیا کہ پانچ منٹوں میں جوڑ کر لے آیا۔ چنانچہ وہ حیران ہو کر بچے سے پوچھنے لگا: بیٹا! تم نے اتنا جلدی یہ نقشہ کیسے جوڑ لیا؟ تو بچے نے مسکرا کر اس کاغذ کو الٹا کر دیا۔ جب اس نے الٹا کر کے رکھا تو اس نے دیکھا کہ دوسری طرف ایک عورت کی بڑی سی تصویر بنی ہوئی تھی۔ بچے نے وہ تصویر جوڑی اور دوسری طرف سے دنیا کا نقشہ خود بخود جڑ گیا۔

تو بھئی! ہو سکتا ہے کہ یہ مسئلہ ہماری نظر میں دنیا کا نقشہ جوڑنے کی طرح مصیبت ہو اور ہو سکتا ہے کہ دوسرے بندے کے سامنے اس تصویر کو جوڑنے کی طرح بہت آسان ہو۔ اس لیے غصے میں آنے یا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ جو بندہ اس حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اس کی زندگی کے اندر خوشیاں آ جاتی ہیں۔

کامیاب زندگی کا راز:

ایک اصول یاد رکھیے!...... کہ کامیاب زندگی گزارنے والے لوگ عام طور پر مثبت سوچ والے لوگ ہوتے ہیں۔ میں ایک دفعہ ورلڈ بک آف ریکارڈ پڑھ رہا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس میں انہوں نے ایک جگہ بہت عجیب بات لکھی۔ انہوں نے لکھا کہ ''دنیا میں جتنے لوگوں نے ریکارڈ قائم کیے یا تاریخ میں انہوں نے کوئی نمایاں کام کر کے دکھائے، ہم نے ایسے سینکڑوں لوگوں سے انٹرویو لیے اور ہم نے ان میں ایک چیز مشترک دیکھی کہ جس جس بندے نے انٹرویو دیا اس نے کہا کہ مقابلے سے پہلے مجھے پکا یقین تھا کہ میں جیت جاؤں گا، اور میں جیت گیا۔''

انہوں نے لکھا کہ ہمیں ایک بندہ بھی ایسا نہیں ملا کہ جس نے کہا ہو کہ مقابلے سے پہلے میں ڈر رہا تھا کہ میں ہار جاؤں گا مگر میں جیت گیا۔ تو معلوم ہوا کہ مقابلے میں وہی لوگ جیتتے ہیں جن کے اندر مثبت سوچ ہوتی ہے اور جیتنے کا شوق سمایا ہوتا ہے۔

God helps those who help themselves.

''خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں''

اس لیے اگر ہم بھی مثبت سوچ رکھ کر اپنے زندگی کے کاموں کو سنوارنے کی کوشش کریں گے تو ہم بھی ان مسائل کو بڑے آرام سے ختم کر دیں گے اور ہم بڑی پر سکون زندگی گزارنے والے بن جائیں گے۔

کینسر کے مریض کی قوتِ ارادی:

اٹلی کا رہنے والا ایک آدمی تھا۔ اس نے عربی زبان سیکھی۔ اس کو ہربل میڈیسن کے ساتھ بڑا لگاؤ تھا۔ عربی زبان سیکھنے کے بعد وہ ایک لائبریری میں گیا۔ اسے وہاں پر عربوں کی یونانی حکمت کی کتابیں مل گئیں۔ اس نے چند کتابوں کا اطالوی زبان میں ترجمہ کر دیا۔ جب ترجمہ ہوا تو لوگوں نے اس کی کتاب ہاتھوں ہاتھ خرید لی۔ پورے ملک میں اس کی شہرت ہو گئی کہ اس نے کتنا اچھا کام کیا کہ اس نے ایسا علم ایک زبان

www.besturdubooks.wordpress.com

سے دوسری زبان میں منتقل کر دیا۔

جب ہر طرف اس کی تعریفیں ہو رہی تھیں تو اس بندے کی طبیعت خراب ہوگئی۔ ڈاکٹر کے پاس تشخیص کے لیے گیا تو ڈاکٹر نے تشخیص کی کہ آپ کو کینسر ہے اور یہ کینسر اتنا پھیل چکا ہے کہ ہمارے خیال میں دو سال کے اندر آپ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک پہنچ جائیں گے، اس سے زیادہ آپ زندہ نہیں رہ سکتے۔

جب ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کی زندگی اب دو سال باقی ہے، بیماری بڑھ جائے گی اور علاج نہیں ہو سکے گا تو اس بندے نے سوچا کہ مجھے اتنے تھوڑے وقت میں بہت سارے کام کرنے ہیں۔ لہٰذا مجھے پریشان ہونے کی بجائے زیادہ کام کرنا چاہیے۔

چنانچہ وہ کینسر کا مریض لائبریریوں میں گیا اور اس نے یونانی حکمت کی عربی کتابیں ڈھونڈنا شروع کر دیں۔ بالآخر اس نے اسی (۸۰) کتابیں ڈھونڈ نکالیں جو عربی زبان میں تھیں اور اطالوی زبان میں ان کا ترجمہ کیا جانا بہتر تھا۔ پھر اس نے اپنے ساتھ ترجمہ کرنے والوں کی ایک ٹیم بنالی۔ ان سے اس نے کہا کہ جو اصطلاحات ہیں ان کا ترجمہ میں کروں گا اور جو سیدھے فقرے ہیں ان کا ترجمہ آپ کرتے جائیں۔ اس طرح اس کا کام تیز ہوگیا۔ اندازہ لگائیے کہ اس بندے نے دو سالوں میں اسی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان سے اطالوی زبان میں کر دیا اور ورلڈ بک آف ریکارڈ میں اس بندے کا نام لکھا گیا۔

آٹو میٹک سلائی مشین کی ایجاد:

میں ایک سائنس دان کے حالاتِ زندگی پڑھ رہا تھا۔ وہ کپڑے کی سلائی مشین بنانا چاہتا تھا...... کپڑے کی سلائی عورتیں اپنے ہاتھ سے سوئی دھاگے سے کر لیتی ہیں...... جس سوئی کے ساتھ ہاتھوں سے سلائی کی جاتی ہے اس کے سرے پر بالکل

www.besturdubooks.wordpress.com

نوک بنی ہوتی ہے اور پیچھے دھاگہ ڈالنے کے لیے سوراخ ہوتا ہے۔ اس سے عورتیں ہاتھ سے کپڑے سی لیتی ہیں...... اس نے اس کے لیے ایک آٹو میٹک مشین ڈیزائن کی۔

مشین تو ٹھیک ڈیزائن ہو گئی۔ مگر مسئلہ یہ بنا کہ جب وہ سوئی کو فٹ کرتا تو وہ ایک ہی لمحے میں ٹوٹ جاتی۔ جیسے ہی مشین چلتی تو سوئی ٹوٹ جاتی۔ وہ بڑا پریشان ہوا۔ اس نے مختلف قسم کے میٹریل آزمائے مگر کوئی کام بنتا نہیں تھا۔...... اگر کوئی عام آدمی ہوتا تو تھک ہار کے بیٹھ جاتا کہ کوئی سوئی کامیاب نہیں ہو رہی ..... مگر اس کو اتنی سمجھ تھی کہ اگر ایک صورت میں کام نہیں بن رہا تو کسی دوسرے آپشن کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے سوچنا شروع کر دیا۔

اس کے ذہن میں آیا کہ اس سوئی کا سوراخ اس کے سرے پر کیوں بنا ہوا ہے، میں اس کو ٹپ کے اوپر کیوں نہ بناؤں۔ اس خیال کے آنے کے بعد اس نے ایک نئی سوئی بنائی اور اس کا سوراخ اس نے ٹپ کے قریب بنا دیا۔ پھر اس نے اسے مشین میں فٹ کیا تو مشین نے چلنا شروع کر دیا اور وہ آٹو میٹک مشین بنانے کا موجد بن گیا۔ تو معلوم ہوا کہ ہمیں بھی اپنی زندگی میں مسائل کو ذرا متبادل طریقے سے حل کر لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی طرح اس مسئلے کو ضرور حل کر دیتے ہیں۔

مثبت سوچ پُر امید رکھتی ہے:

مثبت سوچ سے انسان کے اندر امید پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ پر امید ہوتا ہے کہ میں یہ کام کر جاؤں گا، میرا اللہ میری مدد کرے گا۔ اور دنیا امید کے اوپر قائم ہے۔ اور جن لوگوں کی منفی سوچ ہوتی ہے ان کے اندر اکثر گھبراہٹ اور ڈپریشن ہوتا ہے۔ انہیں کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ شریعت نے ایسی منفی سوچ سے منع کیا ہے کیونکہ یہ منفی سوچ

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کو مایوس کرتی ہے، اور شریعت نے مایوسی کو کفار کا شیوہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○

چنانچہ مومن کو ہمیشہ پُر امید رہنا چاہیے۔ جب ہم پر امید ہو کر زندگی گزاریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کامیابی کے لیے راستہ بھی کھول دیں گے۔ حدیث قدسی میں ہے:

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِیْ

''میں بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔''

اگر بندے کا اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہوگا تو اللہ تعالیٰ اچھا معاملہ کریں گے اور اگر بدگمانی ہوگی تو ویسا ہی معاملہ ہوگا۔ اس لیے سوچ ہمیشہ اچھی رکھنی چاہیے۔

مثبت سوچ سے دشمن پر فتح:

بائبل کے اندر ایک واقعہ ہے کہ طالوت علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے۔...... اس واقعہ کا اشارہ قرآن مجید کے اندر بھی ہے۔...... مگر بائبل کے اندر اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ ان کا مقابلہ جالوت کے ساتھ ہوا۔

جالوت ایک بڑا لحیم شحیم انسان تھا اور بہت جنگ جو قسم کا بندہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک ظالم انسان بھی تھا۔ طالوت علیہ السلام اس کے مقابلے میں آئے۔ طالوت علیہ السلام کے ساتھ تھوڑے سے بندے تھے اور جالوت کے ساتھ زیادہ بندے تھے۔ اور طالوت علیہ السلام ضعیف العمر بھی ہو چکے تھے۔

بندے کی جیسی عمر ہوتی ہے اس کی آبزرویشن بھی ویسی ہوتی ہے۔ جب طالوت علیہ السلام نے جالوت کو دیکھا تو انہیں وہ لحیم وشحیم نظر آیا۔ چنانچہ بائبل کے الفاظ ہیں کہ انہوں نے اسے دیکھتے ہی کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

It is very difficult to kill him, because he is very big.

''اسے مارنا تو بہت مشکل ہے کیونکہ یہ تو بہت بڑا ہے۔''

اس وقت ان کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا جس کا نام داؤد علیہ السلام تھا۔

اس نوجوان نے جب جالوت کو دیکھا تو دیکھتے ہی مسکرایا اور کہنے لگا:

It is very easy to kill him, because he is very big. I will never miss him.

''اسے مارنا تو بہت آسان ہے کیونکہ یہ تو اتنا بڑا ہے، میرا نشانہ کبھی خطا ہو ہی نہیں سکتا۔''

اور واقعی ایسا ہی ہوا کہ داؤد علیہ السلام نے اس پر ایک پتھر پھینکا جو اس کے ماتھے پر لگا اور وہیں اس کو موت آ گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے طالوت علیہ السلام کو فتح عطا فرما دی۔ سچی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے اندر امید اور مثبت سوچ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کے لیے راستے بھی کھول دیا کرتے ہیں۔

نقصان کو نفع میں بدلنے کی صلاحیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی خوبیاں دی ہیں کہ یہ اپنے Minus (نقصان) کو اپنا Plus (نفع) بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کوئی بھی انسان ہو، وہ اپنی قوت ارادی کو استعمال کر کے نقصان سے بچ سکتا ہے۔ اگر ہم بھی آج تک منفی سوچ کی زندگی گزارتے رہے ہیں تو آج ہم مثبت سوچ والی زندگی گزارنے کی نیت کر لیں۔ پھر ہم اپنی آنکھوں سے اس کی برکتیں دیکھیں گے۔

دلوں کی دنیا میں انقلاب:

حضرت گنج بخش لاہور کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ انہی کی وجہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس علاقے میں دین آیا۔ ان کا نام حضرت علی ہجویری تھا۔ ان کے بارے میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے کہا: ؎

گنج بخش فیضِ عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہ نما

ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی روحانیت بخشی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت علی ہجویری نے کسی دریا کو عبور کرنا تھا...... دریائے سندھ جیسے بڑے دریا کو عبور کرنے میں کوئی آدھا پونہ گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ کیونکہ آدمی دریا کو بالکل سیدھا کراس نہیں کر سکتا، بلکہ ذرا اپ سٹریم جا کر دور سے وہ کشتی چلاتے ہیں اور چونکہ اوپر سے ہوا کا دباؤ بھی ہوتا ہے اس لیے پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہتے ہوئے ترچھا کراس کیا جاتا ہے...... حضرت کشتی پر بیٹھ گئے اور سفر شروع کر دیا۔ ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ آپ کے سر پر ٹوپی تھی۔ خیال آیا کہ کہیں ٹوپی اڑ کر پانی میں نہ چلی جائے۔ چنانچہ حضرت نے ٹوپی اتار کر جیب میں ڈال لی اور ذکر و مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔

حضرت نے ایک دو دن پہلے سر کا حلق کروایا تھا...... ٹنڈ کروانے کو حلق کروانا کہتے ہیں، جب نئی نئی ٹنڈ ہوتی ہے تو بڑی خوش نما نظر آتی ہے...... وہاں کشتی میں ہی قریب سے ایک بچہ گزرا تو اس نے دیکھا کہ اتنا صاف ستھرا ہے۔ چنانچہ اس نے سر پر ہاتھ پھیرا تو بڑا ملائم نظر آیا۔ اس نے جا کر دوسرے کو بتا دیا۔ اب دوسرا لڑکا بھی ہاتھ پھیرنے کے لیے آیا۔ اس کو بھی بڑا اچھا لگا۔ اس نے جا کر تیسرے کو بتایا۔ وہ تیسرا ذرا شرارتی قسم کا تھا۔ جب وہ آیا تو اس نے آ کر سر پر ہاتھ بھی پھرا اور ٹھونگا بھی لگا دیا۔ اس پر باقی بچے ہنسنے لگے۔ یہ اللہ کے بندے اللہ کے ذکر میں مست بیٹھے رہے۔ انہیں احساس ہی نہ ہوا کہ بچے کیا کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے بچے نے تھپڑ

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی لگا دیا۔

ان بچوں کی بدتمیزی کو دیکھ کر قریب کے مردوں اور عورتوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ اب یہ شغل بن گیا کہ بچہ آتا اور ان کے سر پر تھپڑ لگاتا اور ساری کشتی کے لوگ ہنسنے لگتے۔ ان کے لیے مذاق بن گیا۔ جب کشتی والوں نے مذاق اڑایا تو پھر اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے بندے کا مذاق اڑانے پر جلال آ گیا۔ حدیث قدسی میں آیا ہے:

مَنْ عَادَلِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ

''جو میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔''

چنانچہ جب انہوں نے یہ بدتمیزی کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت گنج بخش کے دل میں الہام فرمایا کہ ''اے میرے پیارے! یہ اتنی بدتمیزی کر رہے ہیں، آپ کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں اور آپ کا اتنا صبر کہ آپ اس کو برداشت کر کے بیٹھے ہوئے ہیں، اگر آپ بددعا کریں تو میں اس پوری کشتی کو ہی الٹ دیتا ہوں۔''

کہتے ہیں کہ جیسے ہی ان کے دل میں یہ الہام ہوا تو حضرت نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی:

''اے اللہ! اگر آپ کشتی الٹنا ہی چاہتے ہیں تو ان سب لوگوں کے دلوں کی کشتی کو الٹ دیجیے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی۔ کہتے ہیں کہ اس کشتی میں جتنے مرد اور عورتیں تھیں، ان میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے موت سے پہلے ولایت کا نور عطا فرما دیا۔ یہ ہوتی ہے مثبت سوچ۔ اللہ والوں کی ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ ایسے حالات میں بھی ان کی زبان سے بددعا نہیں نکلتی، بلکہ ان کی زبان سے دعائیں نکل رہی ہوتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی رحمت ﷺ کی رحمت بھری سوچ:

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ تاریخ انسانیت میں سب سے زیادہ مثبت سوچ رکھنے والے تھے۔ نبی علیہ السلام طائف میں تشریف لے گئے۔ آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں نے کس قدر برا سلوک کیا! بچوں نے پتھر پھینکے اور آپ ﷺ کے قدمین مبارک سے خون نکلا اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ نبی علیہ السلام بہت تھکے ہوئے تھے۔ بھوک بھی تھی، پیاس بھی تھی۔ بہت پریشانی کے عالم میں اس بستی سے نکلے اور عتبہ اور شیبہ کے انگور کے سامنے آ کر بیٹھے۔ وہاں آپ ﷺ نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْا ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَ قِلَّۃَ حِیلَتِیْ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَ لٰکِنْ عَافِیَتُکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَ صَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِیْ غَضَبَکَ اَوْ یَحُلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُقْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ

اے اللہ! تجھی سے شکایت کرتا ہوں میں اپنی کمزوری اور بے کسی کی، اور لوگوں میں ذلت ورسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین! تو ہی ضعفاء کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے، تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے؟ کسی اجنبی بیگانے کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور منہ چڑھاتا ہے یا کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا ہے۔ اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی بھی پروا نہیں، تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور

www.besturdubooks.wordpress.com

کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہوگئیں اور جس سے دنیا و آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو، تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو، نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ کوئی قوت۔

یہ ایسی پیاری دعا ہے کہ بڑا پریشان بندہ بھی اگر اس دعا کو مانگے تو اس میں اتنی برکت ہے کہ اس دعا کو مانگنے سے اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل کو تسلی دے دیتے ہیں۔ یہ ہمارا تجربہ ہے۔

جب نبی علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام پہاڑوں کے انتظام والے فرشتے میکائیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر آئے۔ جبرئیل نے آکر عرض کیا کہ میں فلاں فرشتے کو ساتھ لایا ہوں ان لوگوں نے آپ کے ساتھ اس قدر برا سلوک کیا ہے، اگر آپ اجازت دیں تو دو پہاڑوں کو آپس میں ملا کر پوری کی پوری بستی کو ہی ختم کر دیا جائے۔ اب ذرا غور کیجیے کہ ان لوگوں نے نبی علیہ السلام سے کیا سلوک کیا تھا اور ایسے سلوک کے بعد بندے کا کیا ردِ عمل ہوتا ہے، مگر اللہ کے محبوب ﷺ اللہ کے محبوب تھے۔ اس نبیِ رحمت نے فرمایا کہ نہیں، میں نہیں چاہتا کہ ایسا عمل کیا جائے۔ پوچھا: آخر کیوں؟ فرمایا: یہ لوگ مجھے نہیں پہچان سکے تو میں امید کرتا ہوں کہ ان کی اولادوں میں سے اللہ ایسے لوگوں کو پیدا کر دے گا جو مجھے پہچانیں گے اور مجھ پر ایمان لانے والے بن جائیں گے۔ قربان جائیں اس مثبت سوچ پر۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

اللہ رب العزت نبی علیہ السلام کی رحمۃ للعالمینی کا کچھ تھوڑا سا رنگ ہمیں بھی عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرما دے۔ ہمارے اندر بھی مثبت سوچ آجائے اور ہماری زندگی بھی کامیاب بن جائے۔

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(الاحزاب:۲۱)

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
بہترین طریقہء زندگی

بیان: پیرِ طریقت حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

”جس کام کو نبی اکرم ﷺ نے جس طریقے سے کیا، اس کام کو کرنے کا اس سے بہتر طریقہ دنیا میں کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔“

یہ ہمارا ایک دعویٰ سمجھ لیجیے یا نتیجہ۔ مگر ہمارا نتیجہ اتنا ٹھوس ہے کہ اس بات کو کرتے ہوئے گویا ہمارے پاؤں کے نیچے چٹان ہے۔ یعنی ہم اتنے یقین سے یہ بات کر رہے ہیں۔ جس طرح ایک انجینئر کے سامنے دو ضرب دو کہا جائے تو وہ چار جواب دے گا۔ یہ جواب دیتے ہوئے اسے پکا یقین ہوتا ہے کہ اس جواب کے علاوہ کوئی دوسرا جواب ہے ہی نہیں۔ بالکل اسی طرح جب ہم یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے دنیا میں جس کام کو جس طریقے سے کیا اس کام کو کرنے کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ ممکن ہی نہیں،

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

سنت نبوی ﷺ...... بہترین طریقہ زندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ○﴾

......وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى مَقَامٍ آخَرَ......

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱)

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:۸۰)

......وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى مَقَامٍ آخَرَ......

﴿وَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ثنا خوانوں میں نام لکھوانے کی تمنا:

محسن انسانیت سرور کونین سید الاولین و الآخرین رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کی مبارک زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے۔ اگر انسان دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنا چاہے تو وہ آپ ﷺ کے اخلاق عظیم کو اور عادات مبارکہ کو اس طرح اپنائے کہ اس کا ظاہر و باطن نبی علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق بن جائے۔ آپ ﷺ کی مبارک زندگی اتنی کامل ہے کہ وہ ہر زاویے سے مکمل نظر آتی ہے۔ سیرت کے عنوان پر اس امت کے علما نے بہت کام کیا۔ ہر ہر پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کی

www.besturdubooks.wordpress.com

:ر نبی علیہ السلام کے ثنا خوانوں میں اپنا نام لکھوایا۔ عاجز بھی اس جماعت میں شامل نے کا متمنی بن کر آیا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی کو اتنا ل کر بیان کیا جائے کہ بھٹکی ہوئی انسانیت اپنی منزل پر پہنچے اور ہدایت کے نور ۔۔ نا ہو سکے۔

مرا قائد ہے وہ ، زندگی پیغام تھا جس کا
محمد نام تھا جس کا ، محبت کام تھا جس کا
وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کر دی
کلی آغاز تھا جس کا، چمن انجام تھا جس کا

مشاہیرِ عالم کی نامکمل زندگیاں:

جب ہم تاریخ عالم پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں جتنے مشاہیر آئے، ان میں سے کوئی فاتح بنا، کوئی سائنسدان بنا، کوئی مختلف چیزوں کا موجد بنا اور انہوں نے زندگی میں بہت کام کیے۔ لیکن ایک عجیب بات ان میں مشترک نظر آتی ہے کہ خود انہوں نے اپنی زبان سے یا ان کے جانے کے بعد دوسرے لوگوں نے یہ بات کہی کہ فلاں نے تو بہت اچھا کام کیا، اگر اس کو اور وقت مل جاتا تو وہ اس کام کو اور بہتر طریقے سے کرتا۔ گویا کہ اپنی زندگی کے نامکمل ہونے کی گواہی اس نے خود اپنی زبان سے دی، یا لوگوں نے اس کی تصدیق کر دی، مثال کے طور پر......

⊙ ...... نیوٹن نے ''لاز آف نیوٹن'' پر اس قدر ٹھوس کام کیا کہ سائنس کی دنیا میں اس کی بہت عرصہ تک اس وجہ سے عزت ہوتی رہی۔ پھر بھی لوگوں نے کہا کہ اگر نیوٹن کو کچھ اور مہلت ملتی تو وہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر کام کرتا۔

⊙ ...... آئن سٹائن کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ سائنس کی دنیا میں آج یورپ اس کی اس طرح عزت کرتا ہے جس طرح دین کے معاملہ میں ہم اپنے پیغمبروں کی عزت کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔اس نے تھیوری آف ریلیٹویٹی پیش کی جس کی بنیاد پر انسان نے ایسی ایسی چیزیں بنائیں کہ جس کی وجہ سے اس کا چاند پر قدم ٹکانا آسان ہوگیا۔مگر اس کے بارے میں بھی لوگوں نے یہی لکھا کہ اس کی زندگی نے وفا نہ کی، اگر وہ کچھ دیر اور زندہ رہتا تو اس کے سامنے کئی راز کھلتے۔

◉ ......ہم نے سمرقند کے اندر تیمور لنگ کا مزار دیکھا۔وہاں کے لوگوں نے اسے اس وقت فاتحِ عالم کے نام سے لکھا تھا۔وہ اپنے وقت میں پوری دنیا کا فاتح سمجھا جاتا تھا، لیکن اس کے بارے میں بھی یہی لکھا گیا کہ اس نے ان ان ملکوں کو فتح کر لیا، اگر اسے موقع ملتا تو وہ مزید اپنی بہادری کے جوہر دکھاتا۔

◉ ......شیکسپیئر کی زندگی پڑھ کر دیکھیے کہ اس نے اپنی زبان میں اپنے حساب سے ایک سے بڑھ کر ایک کتاب لکھی۔لیکن لوگوں نے پھر بھی لکھا کہ اس کو مہلت نہ ملی، ورنہ وہ اس سے بھی بہتر انداز میں کتابیں پیش کرتا۔

گویا جتنے بھی بڑے بڑے لوگ دنیا میں گزرے ان سب کے کام ادھورے رہ گئے، انہوں نے خود اپنے آخری وقت میں تسلیم کیا یا لوگوں نے ان کے بارے میں کہا کہ ان کو اپنا کام مکمل کرنے کی مہلت نہ ملی۔

تاریخِ انسانیت میں کامل و مکمل زندگی:

تاریخِ انسانیت میں ایک ہستی ایسی ہے کہ جس نے اپنی زندگی میں ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد کی موجودگی میں بقائمی ہوش وحواس، لوگوں سے پوچھا کہ اے لوگو! میں جس مقصد کو لے کر اس دنیا میں آیا تھا، میں نے اس مقصد کو پورا کر دیا، کیا تم اس پر گواہی دیتے ہو؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگوں نے بیک زبان ہو کر کہا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ نے سچ فرمایا، آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔معلوم ہوا کہ تاریخِ انسانیت میں ایک ہی زندگی ایسی ہے کہ جس کے کامل اور مکمل ہونے کی گواہی

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کی اپنی زبان سے بھی ملی اوران کے سامنے جولوگ تھے ان کی زبان سے بھی ملی۔لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ آج ہم اس ''نئی روشنی'' کے دور میں زندگی گزارنے والے لوگوں کو اس شخصیت کی زندگی سے روشناس کرائیں تاکہ وہ ادھوری زندگی گزارنے والے لوگوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس پوری زندگی گزارنے والی ہستی کی اتباع کریں۔اسی میں ان کی ذاتی فلاح بھی ہے اور اسی میں پوری انسانیت کی رہنمائی بھی۔نبی علیہ السلام کی زندگی ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے۔

ایک نئے زاویے سے سیرتِ نبوی کا مطالعہ:

اس عاجز کا خیال ہے کہ سیرت سٹڈی سنٹر میں بڑے بڑے علماء، مفکر اور علامہ حضرات تشریف لاتے رہتے ہیں اور وہ بڑے بڑے علمی نکات بیان کرتے رہتے ہوں گے۔یہ عاجز تو ایک چھوٹا سا طالب علم ہے اور سیرت کے میدان میں تو ابھی اس عاجز کا شمار Beginners (مبتدی لوگوں) میں ہوتا ہے۔البتہ اپنی بساط کے مطابق یہ عاجز سیرت کے عنوان کو ایک نئے زاویے سے کھولنے کی کوشش کرے گا۔

سائنس کا زمانہ ہے۔گھر گھر میں کمپیوٹر پہنچ رہے ہیں۔چھوٹے چھوٹے بچے بھی کمپیوٹر پر بیٹھ کر کام کرتے ہیں۔سکولوں میں بھی ان کو کمپیوٹر پڑھایا جاتا ہے۔انفارمیشن ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔آرٹی فیشل انٹیلی جنس پر کام ہو رہا ہے۔سپر کمپیوٹر کے اس دور میں چونکہ ذہن میں سائنسی چیزیں اکثر آتی رہتی ہیں، اس لیے لوگوں کی سوچ ہی ایسی ہوگئی ہے کہ ہر چیز کو سائنسی نکتہ نظر سے جانچنے کی کوشش کرتا ہے۔

نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی اور آپ کی مبارک سنتیں سائنسی نکتہ نظر سے ہمیں کیسے معلوم ہوتی ہیں؟......اس سلسلہ میں عاجز کا ایک Conclusion (نتیجہ) ہے۔پہلے وہ آپ کے سامنے پیش کردے گا۔پھر اس کے بعد اس کی سپورٹ میں چند

www.besturdubooks.wordpress.com

باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرے گا۔امید ہے کہ آپ یہ باتیں ہوش کے کانوں سے ،عمل کے جذبے سے سنیں گے اور اپنے دل میں جگہ دیں گے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ﴾

''اس قرآن میں نصیحت ہے ان کے لیے جن کے سینوں میں دل ہو''

اور جن کے سینوں میں سِل ہو ان کو ان باتوں سے فائدہ نہیں ہوتا۔طلب لے کے بیٹھیں گے تو ان شاء اللہ یہ باتیں آپ کے لیے Food for thought (فکر انگیز) ہوں گی۔یہ باتیں سائنس کے طلباء کو اور لکھے پڑھے حضرات کو فائدہ دیں گی۔لہٰذا آپ میرے ان الفاظ کو توجہ سے سنیں اور پھر اپنے گھروں میں جا کر اس پر سوچیں۔آپ ان نکات کو سن کر حیران ہوں گے کہ ہم نے تو سنت کو اس انداز سے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔اس عاجز کے حساب سے تو یہ ایسا عنوان ہے کہ جس پر بیسیوں طلبا وطالبات پی ایچ ڈی اسلامک سٹڈیز کر سکتے ہیں۔

سنتِ نبوی کے دو پہلو:

نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کے بارے میں دو Phase (درجے) ہیں۔

(۱)...... پہلا فیز تو یہ ہے کہ جو انسان نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں پر عمل کرے گا، اللہ رب العزت کی طرف سے اس کی زندگی میں برکتیں ہوں گی۔وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوگا اور آخرت میں بھی کامیابی اس کے قدم چومے گی۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تحقیق وہ بہت بڑی کامیابی پانے والا بن جائے گا''

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام کے مبارک طریقوں پر عمل کرنا اور آپ کے اخلاق و عادات کو اپنانا، اس کو سنت کی پیروی کہتے ہیں۔ یہ پیروی عبادات میں ہو، معاشرت میں ہو، معیشت میں ہو، انفرادی سطح پر ہو یا اجتماعی سطح پر، اس میں ہماری کامیابی ہے۔ ایک انداز تو یہ ہے کہ سنت پر عمل کریں گے تو دنیا میں بھی سکون ملے گا اور آخرت میں بھی کامیابی ملے گی، اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی ملے گی، روز محشر وہ اللہ رب العزت کے مقبول بندوں میں شمار ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمادیں گے۔ یہ ایک فیز ہے اور یہ سو فیصد سچی اور پکی بات ہے، یہ سو فیصد تسلیم شدہ بات ہے۔ اس عنوان پر آپ کثرت سے گفتگو سنتے رہتے ہیں۔ آج ہماری گفتگو کا عنوان یہ باتیں نہیں ہیں، بلکہ آج ایک اور گوشے پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ سنت کو ایک مختلف زاویے سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

(2).....آج کی گفتگو کا عنوان اس کا دوسرا فیز ہے۔ وہ دوسرا فیز یہ ہے کہ

"جس کام کو نبی اکرم ﷺ نے جس طریقے سے کیا، اس کام کو کرنے کا اس سے بہتر طریقہ دنیا میں کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔"

یہ ہمارا ایک دعویٰ سمجھ لیجیے یا نتیجہ۔ مگر ہمارا نتیجہ اتنا ٹھوس ہے کہ اس بات کو کرتے ہوئے گویا ہمارے پاؤں کے نیچے چٹان ہے۔ یعنی ہم اتنے یقین سے یہ بات کر رہے ہیں۔ جس طرح ایک انجینئر کے سامنے دو ضرب دو کہا جائے تو وہ چار جواب دے گا۔ یہ جواب دیتے ہوئے اسے پکا یقین ہوتا ہے کہ اس جواب کے علاوہ کوئی دوسرا جواب ہے ہی نہیں۔ بالکل اسی طرح جب ہم یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے دنیا میں جس کام کو جس طریقے سے کیا اس کام کو کرنے کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ ممکن ہی نہیں، تو اس بات کو کرتے ہوئے ہمارے پاؤں کے نیچے بھی چٹان ہے۔ اس بات کا ہم ذرا سائنس کی رُو سے جائزہ لیں گے۔ اس کی چند ایک مثالیں

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

سونے کی چار ممکنہ صورتیں:

انسان روزانہ سوتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ سونے کی کون سی پوزیشن طبی طور پر زیادہ بہتر ہے؟ دیکھیں! سونے کے مختلف انداز ہو سکتے ہیں۔ اس کی چار ممکنہ صورتیں ہیں:

◉ ...... ایک تو یہ کہ انسان چت سوئے۔ یعنی اس کی کمر بستر پر ہو اور اس کا چہرہ آسمان کی طرف ہو۔

◉ ...... دوسری صورت یہ ہے کہ پَٹ سوئے۔ یعنی چہرہ نیچے بستر کی طرف ہو اور کمر آسمان کی طرف ہو۔

◉ ...... تیسری صورت یہ ہے کہ بائیں طرف کروٹ لے کر سوئے۔

◉ ...... چوتھی صورت یہ ہے کہ دائیں طرف کروٹ لے کر سوئے۔

(۱) ...... سیدھا سونا:

پہلی صورت یہ ہے کہ انسان چت سوئے۔ طبی طور پر یہ صورت انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔...... وہ کیسے؟...... اگر آپ انسان کی ریڑھ کی ہڈی کی بناوٹ کے بارے میں سوچیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ بالکل سیدھی نہیں ہے، بلکہ خم دار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معدے کے اندر وزن ہوتا ہے اور اس وزن نے بالآخر کسی جگہ اپنا زور ڈالنا ہوتا ہے اور اس مقصد کے لیے کسی ہڈی نے اس کو برداشت کرنا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے سپائنل کارڈ (ریڑھ کی ہڈی) بنادی اور معدے کا وزن اس کے اوپر ڈالا گیا۔ اور اس کو سنبھالنے کے لیے اس ریڑھ کی ہڈی کو تھوڑا سا خم دار بنایا گیا۔ چنانچہ یہ پیچھے کندھوں سے سیدھی آتی ہے اور جہاں ہمارا پیٹ ہے وہاں تھوڑا سا آگے کو خم کھا کر پیچھے ہٹتی ہے۔ آپ اپنی کمر پر ہاتھ لگا کر اس کو محسوس بھی کر سکتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ تو جب آدمی سیدھا سویا ہوتا ہے تو اس کی ریڑھ کی ہڈی کا خم اوپر کی طرف ہوتا ہے اور اس خم کے اوپر اس کے پیٹ کا وزن ہوتا ہے۔ اور ماشاء اللہ کسی کا دس کلو تو کسی کا پچاس کلو۔ اب اتنے وزن نے اس کے اوپر اثر کرنا ہوتا ہے۔ سائنس کا یہ اصول ہے کہ جب بھی کسی خم دار چیز پر کوئی وزن ڈالا جائے گا تو وہ سیدھا ہونے کی کوشش کرے گی۔ وہ وزن سیدھا اس کے دونوں سروں پر منتقل ہوگا اور اس خم کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا۔ جب ریڑھ کی ہڈی پر پچاس کلو کا وزن ڈالا جائے گا تو وہ حقیقت میں اس کے اوپر والے اور نیچے والے سرے پر اپنا زور ڈالے گا۔ ایسی صورت میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ

☆..... گردن کے مہرے درمیان سے دباؤ میں آجاتے ہیں اور گردن کے پیچھے انجائنا کا درد شروع ہوجاتا ہے، یا

☆..... کمر کے نچلے مہرے درمیان میں سے دباؤ میں آجاتے ہیں اور لو بیک پین (کمر کے نچلے حصے میں درد) ہوجاتی ہے۔

یہ کمر کے نچلے حصے میں درد کیا چیز ہے؟ ریڑھ کی ہڈی کے آخر میں جو چند مہرے ہیں وہ آپس میں دب جاتے ہیں اور ان کے درمیان جو گوشت اور نروز ہیں وہ دب جاتی ہیں، جس کی وجہ سے انسان کو درد ہوتا ہے۔ یہ کیوں دب جاتی ہیں؟ اب بالآخر ڈاکٹروں کو یہ بات ماننا پڑے گی کہ جو لوگ سیدھا سوتے ہیں ان کو گردن کے پیچھے انجائنا کا درد بھی ہوتا ہے یا پھر لو بیک پین زیادہ ہوجاتی ہے۔ اب وہ یہی وجہ بتاتے ہیں کہ پیٹ کا وزن جو ساری رات ریڑھ کی ہڈی پر پڑا رہتا ہے وہ ان دونوں سروں پر منتقل ہوکر آدمی کو دونوں جگہ پر درد کرتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس طرح سونا انسان کے لیے بہتر نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)......الٹا سونا:

سونے کا دوسرا طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ آدمی پیٹ سوئے۔ اس کو اوندھا سونا کہتے ہیں۔ کہ چہرہ زمین کی طرف ہو اور کمر اوپر کی طرف ہو۔ سونے کا یہ طریقہ بھی طبی طور پر انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔

کیونکہ انسان کے معدے کے ساتھ آنتیں ہوتی ہیں، جہاں سے اس کی غذا گزر رہی ہوتی ہے۔ اور وہاں اس کو جسم سے مختلف وٹامنز اور کیمیکلز ملتے ہیں۔ وہ آنتیں دائیں اور بائیں سائیڈ پر ہوتی ہیں۔ ان آنتوں میں خوراک بھری ہوتی ہے اور ہر آنت ایک دوسرے کے ساتھ چربی کی ایک باریک سی جھلی کے ساتھ جڑی ہوتی ہے۔......اگر کسی بکری کو ذبح کیا جائے اور آپ اس کی آنتوں کو دیکھیں تو آپ کو اس کی آنتیں ایک دوسرے کے ساتھ باریک سی جھلی کے ساتھ جڑی ہوئی نظر آئیں گی...... جب انسان الٹا سوتا ہے، یعنی پیٹ کے بل، تو اس کی آنتیں اوپر ہوتی ہیں اور وہ دونوں طرف معلق پوزیشن میں لٹک رہی ہوتی ہیں۔ ان کے اندر وزن بھی ہوتا ہے۔ اور ہم نے ماشاءاللہ مرغا اور چرغہ کھایا ہوتا ہے۔ ان میں اچھا خاصا وزن بھی ہوتا ہے۔ اب ایسی صورت میں یہ امکان موجود ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ سے وہ چربی کمزور ہے تو وہ آنت اوپر سے نیچے گرے گی اور اس میں بل آجائے گا۔ گرہ لگ جائے گی۔ حدیث پاک میں بھی فرمایا گیا ہے کہ الٹا مت سویا کرو، اس طرح الٹا سونے سے ممکن ہے کہ آنتوں میں کوئی گانٹھ پڑ جائے۔ جب یہ گرہ لگ جاتی ہے تو پھر ہسپتالوں میں پہنچ کر لمبا آپریشن کروانا پڑتا ہے۔ آج کل ڈاکٹروں نے اس بات کو بھی کنفرم کر دیا ہے کہ کئی لوگ ایسے آتے ہیں کہ جن کی آنتوں میں الٹا سونے کی وجہ سے گرہ لگ جاتی ہے اور ان کا آپریشن کرنا پڑ جاتا ہے۔ اگر سو بندوں میں سے کسی ایک کا بھی یہ مسئلہ بن جائے تو کہا جائے گا کہ سونے کا یہ طریقہ انسانی صحت کے منافی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳)......بائیں کروٹ پر سونا:

سونے کی تیسری ممکنہ صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی بائیں کروٹ پر سوئے۔ جب آدمی بائیں کروٹ پر سوتا ہے تو اس وقت اس کا دل نیچے ہوتا ہے اور باقی سارا سسٹم اوپر ہوتا ہے...... جیسے دو منزلہ عمارت ہے اور پمپ نیچے لگا ہوا ہے۔ جب سپلائی کرنے کا سسٹم اوپر ہوتا ہے تو پمپ انڈر پریشر (دباؤ میں) آجاتا ہے۔ اگر نیچے سپلائی کرنا ہو تو اس کا کوئی ہیڈ نہیں ہوتا۔ اس کے پاس جتنا پانی ہوتا ہے وہ سارا خود بخود نیچے چلا جاتا ہے۔ جب اسے کششِ ثقل کے مخالف پمپ کرنا ہوتا ہے تو اس کے اوپر لوڈ پڑتا ہے۔...... اب ساری رات اس کا سسٹم اوپر ہوتا ہے اور اس کا دل اس کے نیچے ہوتا ہے۔ اس طرح دل انڈر پریشر (دباؤ میں) کام کر رہا ہوتا ہے۔ سونے کے اس طریقے میں دو خرابیاں ہیں۔

(۱)...... چونکہ انسان کا دل دباؤ میں ہوتا ہے اس لیے اس کی نیند بہت گہری ہوتی ہے۔ اتنی گہری کہ آپ اس کو الارم لگا کر دیں تو وہ کبھی اپلیں نہیں سنے گا۔ آپ اس کو نماز کے لیے جگائیں گے تو وہ بس اوں کرے گا اور پھر سو جائے گا۔ بعد میں آپ اس سے کہیں کہ میں نے آپ کو جگایا تھا۔ وہ کہے گا کہ مجھے تو نہیں پتا کہ جگایا بھی تھا یا نہیں۔ کئی مرتبہ اگر جاگ بھی جاتا ہے تو اس کا دماغ تھوڑی دیر کے لیے پوری طرح کام نہیں کر رہا ہوتا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ میں ذرا پانچ منٹ کے لیے بیٹھوں گا۔ فریش (تازہ دم) ہو جاؤں گا، پھر ہوش میں آکر بات کروں گا۔

(۲)...... ایسے لوگ عام طور پر ڈراؤنے خواب دیکھتے ہیں۔ چونکہ دل دباؤ میں ہوتا ہے اس لیے خواب میں دیکھتے ہیں کہ بھینس پیچھے بھاگی چلی آرہی ہے، ایک سانپ ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں، فلاں نے مجھے مار ڈالا۔ اور پھر وہ ہڑبڑا کر اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے بڑا ڈراؤنا خواب آیا ہے۔ برے خواب دیکھنے والے جتنے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے ہوں گے، آپ ان سے پوچھیے کہ آپ کی سونے کی عادت کیا ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم بائیں طرف کروٹ لے کر سوتے ہیں۔ آج میڈیکلی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بائیں طرف سونے کی صورت میں دل دباؤ میں آجانے کی وجہ سے نیند بھی گہری آتی ہے اور برے اور ڈراؤنے خواب بھی زیادہ آتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بائیں طرف سونا انسان کے لیے فائدہ مند نہیں۔

(۴)......دائیں کروٹ سونا:

سونے کی چوتھی ممکنہ صورت یہ ہے کہ انسان اپنی دائیں کروٹ لے کر سوئے۔ اس صورت میں اس کا پورا سسٹم نیچے ہوتا ہے۔ اور دل اوپر ہوتا ہے۔ گویا اب اس صورت میں پمپ اوپر ہوتا ہے اور پمپ کو نیچے سپلائی کرنے کے لیے کیس پریشر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ بھی مزے کی بات ہے کہ جب آدمی جاگ رہا ہو تو اس وقت اس کی نبض کی رفتار، جس کا تعلق براہ راست دل سے ہوتا ہے، ستر سے پچھتر ہوتی ہے، لیکن سونے کی حالت میں اس کی نبض کی رفتار بہت کم ہو جاتی ہے۔ گویا گاڑی کی سپیڈ کم ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اس پر لوڈ ڈالا جائے تو وہ بند ہی ہونی ہوتی ہے۔ اگر بائیں کروٹ سوئے گا تو یہی حال ہوگا کہ گاڑی کی سپیڈ کم تر ہو گئی اور اوپر لوڈ پڑ گیا، یوں انڈر پریشر رہ کر اوپر خون کی سپلائی کرنی پڑے گی۔ لیکن اگر ہم دائیں کروٹ پر سوئیں گے تو ایسے میں انسان کی جیسے ہی نبض کی رفتار کم ہوئی اسی حساب سے اس پر لوڈ بھی کم ہو گیا۔ یوں سمجھیے کہ نیند کی حالت میں انسان کا دل تقریباً آف لوڈ کنڈیشن میں جل رہا ہوتا ہے۔ اور پورے جسم کو خون کی مطلوبہ مقدار پہنچا رہا ہوتا ہے۔

سونے کی سب سے بہتر صورت:

اس طرح سونے سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱) ... ایسے بندے کی نیند بہت گہری نہیں ہوتی۔ ذرا سا کھڑکا ہوا، یا کوئی بات ہوئی یا الارم بجا تو وہ فوراً اٹھ جائے گا۔

(۲) ... ایسے بندے کو ڈراؤنے خواب نہیں آتے۔

(۳) ... ایسی پوزیشن میں بندہ تھوڑی دیر کے لیے سوتا ہے لیکن یہ اپنے آپ کو یوں تازہ دم محسوس کرتا ہے جیسے وہ بہت دیر تک سو کر اٹھا ہے۔ اسے محسوس ہوتا ہے کہ دس منٹ کی بجائے دو گھنٹے آرام کیا ہے۔

لہٰذا آج میڈیکلی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انسان کے لیے سونے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ اپنی دائیں کروٹ پر سوئے، اور یہی میرے محبوب ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ آج سائنس اپنی تحقیق کے بعد اس چیز کو ثابت کر چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ سائنس بھٹکتی رہتی ہے۔ اور جب کبھی منزل ملتی ہے تو وہ وہی جگہ ہوتی ہے جہاں میرے محبوب ﷺ کے قدموں کے نشانات ہوتے ہیں۔ اس سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس کام کو نبی علیہ السلام نے جس طریقے سے کیا، اس کام کو کرنے کا اس سے کوئی اور بہتر طریقہ دنیا میں ممکن ہی نہیں۔

سن باتھ اور جدید سائنسی تحقیقات:

کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ یورپ کے لوگ مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے کہ تم چھٹیاں گھروں میں ہی گزار دیتے ہو، ساحل سمندر پہ کیوں نہیں جاتے؟ ہم پوچھتے تھے، کیوں جائیں؟ کہتے تھے: سورج کی دھوپ میں غسل کرنے کے لیے، سن باتھ لینے کے لیے۔ کیونکہ اس سے مسام کھل جاتے ہیں اور اس کے بے شمار فائدے ہیں۔ ہم انہیں جواب دیتے تھے کہ ہم یہ کام نہیں کرتے۔ وہ جواب میں کہتے کہ آپ تو دقیانوس قسم کے لوگ ہو اور جدید سائنس سے فائدہ ہی نہیں اٹھاتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ عرصے کے بعد پوری دنیا میں تحقیق کی گئی کہ مختلف بیماریاں کہاں کہاں پائی جاتی ہیں۔ اس تحقیق سے پتہ چلا کہ پوری دنیا میں جلد کے کینسر کی سب سے زیادہ شرح یورپ میں ہے۔ اب ان کو پریشانی لاحق ہوئی کہ یہاں جلد کے کینسر کی شرح اتنی کیوں ہے؟...... ہمارے ہاں تو جلد کا اسپیشلسٹ ڈاکٹر بھی بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ پورے شہر میں شاید کوئی ایک ایسا ڈاکٹر ہوتا ہو، ورنہ تو ہوتا ہی کوئی نہیں۔ اور وہاں تو ہر دوسرا چوتھا ڈاکٹر جلد کا اسپیشلسٹ ہے۔...... انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں اس کی اتنی زیادہ شرح کیوں ہے؟ چنانچہ جب اس پر تحقیق کی گئی تو یہ بات سامنے آئی کہ ہمارے جسم پر سورج کی جو دھوپ ڈائریکٹ پڑتی ہے، اس میں الٹرا وائلٹ ریز (بالائے بنفشی شعائی) ہوتی ہیں اور وہ شعائیں جب جلد کے اوپر پڑتی ہیں تو جلد ان کو جذب کر لیتی ہے۔ اس کی وجہ سے جلد کے ٹشوز کے اندر کینسر کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب یہ تحقیق سامنے آئی تو یورپ میں کہرام مچ گیا۔ چنانچہ کچھ کمپنیوں نے کہا کہ ہم اس کے لیے ایسی چھتریاں بنائیں گے جو ان مضر صحت شعاعوں سے انسان کو بچا سکیں گی۔ لہٰذا اب ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جس بندے نے سن باتھ لینا ہو وہ چھتری استعمال کرے...... ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم کس کس کے ہاتھ میں چھتری پکڑاؤ گے...... اس تحقیق کے بعد ان لوگوں کا ساحل پر جانا مہنگا بھی ہو گیا اور مشکل بھی ہو گیا کہ اپنی حفاظت بھی کرنی پڑتی ہے۔

اب اللہ رب العزت نے ہمیں پوائنٹ دے دیا۔ ہم ان سے بات کرتے ہیں کہ جب ہم کہتے تھے کہ ہم ساحل پر سن باتھ لینے نہیں جاتے تو تم لوگ مذاق کرتے تھے، اب جب سائنس نے بتایا کہ اس سے تمہیں بیماریاں لاحق ہوتی ہیں تو اپنی چھٹیاں وہاں گزارنے کی بجائے کہیں اور جانے کی باتیں سوچتے ہو۔ اس کو کہتے ہیں:

''کھوتی مڑ ترڑ کے بوہڑ ہیٹھ''

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی گدھا گھوم پھر کر بالآخر بوہڑ کے درخت کے نیچے ہی آتا ہے۔

یہ سائنس دان بیچارے اس کھوتی کی مانند ہوتے ہیں اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں، بالآخر اسی درخت کے نیچے پہنچتے ہیں جس درخت پر میرے محبوب ﷺ کی سنتوں کا سایہ ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''جو پانی سورج کی دھوپ کی وجہ سے گرم ہو اس سے تم وضومت کرو۔''

انسان حیران ہوتا ہے کہ آگ پر پانی گرم کیا جائے تو وضو کرنا جائز ہے، نبی علیہ السلام نے گرم پانی سے وضو کرنے سے منع نہیں فرمایا، لیکن یہ فرمایا کہ جو پانی دھوپ کی وجہ سے گرم ہو، تم اس سے وضومت کرو۔ انسانی عقل اس کی تہہ تک نہیں پہنچ رہی ہوتی ہے، اس پانی کے اندر الٹراوائلٹ شعاعوں کا اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا جب اسے بندہ اپنے جسم پر استعمال کرتا ہے تو اس پر بھی ان شعاعوں کا اثر پڑتا ہے۔ سوچیے کہ سائنس تو اب یہ بات بتا رہی ہے جبکہ میرے آقا ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی یہ سمجھا دیا کہ یہ چیزیں تمہارے لیے نقصان دہ ہیں، تم ان کومت استعمال کرنا۔

موٹاپا کم کرنے میں سائنسی ترجیحات:

نیویارک میں ہمارے ایک دوست ہارٹ اسپشلسٹ ہیں۔ ایک مرتبہ ہم ان کے آفس میں بیٹھے تھے۔ وہاں پر کچھ لٹریچر پڑا ہوا تھا۔ اس لٹریچر پر لکھا ہوا تھا کہ یہ میڈیکل ایسوسی ایشن آف امریکہ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ یعنی اس میں بالکل پکی اور ماڈرن ریسرچ پر مبنی باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔.... میری عادت ہے کہ جو چیز ملے اسے ضرور پڑھتا ہوں۔ اس کا عنوان بڑا دلچسپ تھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا:

''آپ اپنے وزن کو کنٹرول کیجیے، آسانی کے ساتھ''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے اندر عجیب ریسرچ لکھی ہوئی تھی۔ یہ لکھا ہوا تھا کہ:

......جو بندہ اپنے اضافی وزن کو کنٹرول کرنا چاہے اور

......وہ ورزش بھی نہیں کر سکتا،

......وہ سلمنگ سنٹر میں بھی نہیں جا سکتا،

......وہ زیادہ کھانے پر قابو نہیں پا سکتا، اور

......وہ ایسی گولیاں بھی استعمال نہیں کر سکتا، تو

......اس کے لیے ایک آسان طریقہ ہے کہ وہ آدمی اپنے کھانے کو خوب چبا چبا کر کھایا کرے۔

جب میں نے یہ بات پڑھی کہ وہ اپنے کھانے کو خوب چبا چبا کر کھایا کرے تو میں نے کہا کہ یہ تو میرے محبوب ﷺ کی سنت ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ''نبی علیہ السلام جب لقمہ منہ میں لیتے تھے تو اس کو خوب اچھی طرح چبا کر اندر نگلتے تھے۔ پھر اس کے بعد دوسرا لقمہ کھایا کرتے تھے''۔

پیٹ بھرنے کا فیصلہ دماغ کرتا ہے:

پھر اس کے بعد انہوں نے اس کی سائنسی وجہ بھی لکھی کہ جب انسان کھانا کھاتا ہے تو اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ میرا پیٹ بھر گیا ہے۔ یہ فیصلہ انسان کا پیٹ نہیں کرتا، بلکہ یہ فیصلہ اس کا دماغ کرتا ہے۔

دماغ یہ فیصلہ کیسے کرتا ہے؟ دماغ کے پاس دو طرف سے سگنلز آتے ہیں۔

☆......ایک سگنل منہ کی طرف سے آتا ہے۔ منہ ایک کرشنگ یونٹ ہے جس میں دانت غذا کو چباتے ہیں۔ جتنی مرتبہ بھی منہ چلتا ہے اس کو گنا جاتا ہے، پھر وہ گنتی دماغ کو پہنچتی ہے کہ اتنی مرتبہ چل چکا ہے۔ دماغ کو سگنل یہ ملتا ہے کہ خوب سیر ہو کر کھا لیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......دوسرا سگنل پیٹ کی طرف سے دماغ کو ملتا ہے۔ وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ ہمارے پیٹ کی اوپر والی سطح پر کچھ ٹرانس ڈیوسرز ہیں، جو سگنلز کو ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ جب ہمارے پیٹ میں خوراک جاتی ہے تو پیٹ پھیلتا ہے۔ جب پیٹ پھیلتا ہے تو وہ ٹرانس ڈیوسر اس کے پھیلاؤ کا سگنل دماغ کو پہنچاتا ہے۔ یہ لانگ ایکٹنگ ٹرانس ڈیوسر کہلاتا ہے۔ یعنی یہ فوراً سگنل نہیں دیتا، بلکہ اس کو سگنل پراسس کرنا پڑتا ہے اور اس پراسس کرنے میں اسے تقریباً آٹھ منٹ لگتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ ابھی کوئی چیز منہ میں ڈالیں اور وہ بھی ایک دم ہی ڈالدیں تو آپ کو جو یہ محسوس ہوگا کہ پیٹ کتنا بھرا ہوا ہے، وہ آٹھ منٹ بعد ہی دماغ کو صحیح سگنل پہنچے گا، جس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ پیٹ کتنا بھرا ہوا ہے۔ ہم کیا کرتے ہیں؟ ماشاء اللہ، جب دستر خوان پر بیٹھتے ہیں تو سوچ لیتے ہیں کہ بس یا ہم نہیں یا یہ نہیں، یعنی خوب کھاتے ہیں اور تھوڑی دیر میں جو کچھ دستر خوان پر ہوتا ہے وہ پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہم جتنا اندر ڈال سکتے ہیں ڈال لیں۔ شروع کے دو چار منٹوں میں ہم ضرورت سے زیادہ کھا رہے ہوتے ہیں اور دماغ کہہ رہا ہوتا ہے کہ ابھی گنجائش ہے۔ حالانکہ گنجائش ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ اور ہم کھاتے چلے جا رہے ہوتے ہیں۔ پھر جب سات آٹھ منٹ گزرتے ہیں تو ہم پھر کہتے ہیں کہ آج بڑا کھالیا۔ یہ ہم کیوں کہتے ہیں کہ آج ہم نے بڑا کھالیا؟ اس لیے کہ اب صحیح سگنل دماغ کو پہنچ رہا ہوتا ہے۔

اس کی ایک آسان سی مثال عرض کر دوں، آپ نے کھانا کھانا شروع کیا۔ بھلے آپ نے پانچ سات لقمے ہی لیے ہیں۔ اس دوران کوئی فون آجائے اور آپ ٹیلی فون سننے چلے جائیں تو آپ پانچ دس منٹ ٹیلی فون سننے کے بعد آتے ہیں تو آپ محسوس کرتے ہیں کہ اب بھوک ختم ہوگئی ہے۔ ہم اسے کہتے ہیں: جی بھوک مرگئی۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بھوک مری نہیں ہوتی بلکہ وہ جو پانچ دس منٹ کا درمیان میں وقفہ ملتا ہے اس میں سگنل پراسس ہوکر دماغ میں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اور صحیح انفارمیشن آ چکی ہوتی ہے کہ اب پیٹ بھر چکا ہے۔ اگر ہم آہستہ آہستہ آرام آرام سے چبا چبا کر کھانا شروع کریں تو ہم مناسب سا کھانا کھائیں گے اور ہمارے دماغ میں صحیح سگنل پہنچے گا اور ہمیں محسوس ہو جائے گا کہ ہم نے پیٹ بھر کر کھا لیا ہے۔ اس طرح ہم زیادہ کھانے کی عادت سے بچ جائیں گے اور درمیان سے موٹے نہیں ہوں گے۔ زیادہ کھانے کی وجہ سے ہی جسم میں چربی بڑھتی ہے۔ دراصل جتنی ہمیں ضرورت ہوتی ہے ہم اپنی جلد بازی کی وجہ سے اس سے پانچ یا دس گنا زیادہ کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔

ہمارا منہ ایک کرشنگ یونٹ کی طرح ہے۔ اس میں دانت لقمے کو کرش کرتے ہیں۔ ایک لقمے کو جب بار بار چبائیں گے تو دماغ نے تو دیکھنا ہے کہ کتنا وقت چبانے کا عمل ہوا ہے۔ بھلے آپ ایک ہی لقمے کو چباتے ہیں یا دس لقموں کو۔ تو معلوم ہوا کہ اگر لقمہ منہ میں ڈالیں اور اچھی طرح چبائیں اور اس کے بعد نگلیں، پھر دوسرا لقمہ منہ میں ڈالیں اور چبائیں اور اتنا ہی ٹائم دیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ کھاتے ہوئے ہم دس منٹ میں اتنا کھانا کھالیں کہ ہمارا دماغ مکمل فیصلہ کر سکے کہ ہم نے ضرورت کے مطابق کھالیا ہے۔ لہٰذا آپ ایک چپاتی کھائیں گے تو آپ کی طبیعت مطمئن ہو جائے گی۔ آپ محسوس کریں گے کہ میرا پیٹ بھر چکا ہے اور میری بھوک مٹ چکی ہے۔ آپ کو گولیاں کھانے اور ڈائٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

معدے کو ڈبل ڈیوٹی نہ دیں:

ایک اور بات یاد رکھیں کہ جب ہم نوالا منہ میں چباتے ہیں اور اندر ڈالتے ہیں تو ہمارے معدے کا کام خوراک کو ہضم کرنا ہوتا ہے۔ اگر ہم لقمے کو پوری طرح چبا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

معدے میں نہیں بھیجیں گے تو معدہ بوجھ تلے آ جاتا ہے۔ اس صورت میں اسے کرشنگ بھی کرنی پڑتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خوراک ہضم بھی کرنی پڑتی ہے۔ گویا اس طرح ہم معدے کو ڈبل ڈیوٹی دے دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معدہ بوجھل ہونے کی وجہ سے خوراک مکمل طور پر کرش نہیں کر پاتا، جس سے صحیح وٹامنز نہیں بنتے اور معدہ ہر چیز کو چربی میں تبدیل کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسا بندہ عام طور پر درمیان سے موٹا ہو جاتا ہے۔ اصل میں پیٹ پر چربی چڑھ جاتی ہے اور پھر وہ کہتا ہے کہ پتا نہیں، ذرا سا کھالیں تو پیٹ بڑھ جاتا ہے۔ وہ اس لیے کہ آپ نے سسٹم کو مکمل طور پر استعمال ہی نہیں کیا۔ آپ کرشنگ (خوراک کو پیسنے) کا کام اپنے منہ سے لیا کریں اور ہاضمے کا کام اپنے معدے سے لیا کریں۔

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جو بندہ اپنا وزن کنٹرول کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی طرح چبا چبا کر تسلی سے کھانا کھائے، تاکہ کھانے میں کچھ وقت لگے اور اس کے پیٹ میں جو خوراک جا چکی ہے اس کا مناسب سگنل دماغ کو پہنچے۔ اگر اس طرح وہ کھائے گا تو اس کے پیٹ میں فالتو چربی نہیں بنے گی۔ ورنہ پیٹ بڑھ جانے کی صورت میں ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آپ کو ہارٹ اٹیک ہو سکتا ہے۔ اسی طرح گویا ہم خود مصیبت خریدتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جہاں ہم نبی علیہ السلام کی سنت مبارکہ کو چھوڑتے ہیں وہیں ٹھوکر کھاتے ہیں اور اپنے لیے مصیبت خریدتے ہیں۔ کتنا اچھا ہو کہ ہم ہر کام نبی علیہ السلام کی سنت مبارکہ کے مطابق کریں۔ اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے اور دین کا بھی فائدہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تسلیم کیے بغیر سنتِ نبوی ﷺ پر عمل:

اب یورپ میں لوگ جب کھانے کے لیے بیٹھتے ہیں تو وہ تقریباً ایک گھنٹے تک کھانے کا پروگرام بناتے ہیں اور تسلی سے کھاتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس طرح انسان تھوڑا کھاتا ہے اور وزن بھی نہیں بڑھتا۔ چنانچہ انہوں نے تسلیم کیے بغیر ہمارے نبی علیہ السلام کی سنتِ مبارکہ پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ یعنی

''کھوتی مڑ تڑ کے بوہڑ ہیٹھ''

اس بات کو نوجوان اچھی طرح یاد کر لیں۔

موتیا کا علاج وضو سے:

غور کیجیے! ایک آدمی جب صبح اٹھتا ہے اور فجر کی نماز پڑھنے کے لیے اسے وضو کرنا پڑتا ہے۔ وہ وضو کرنے کے لیے اپنے منہ پر پانی ڈالتا ہے۔ آج ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آنکھوں کا کالا اور سفید موتیا انسان کی بینائی متاثر کرتا ہے اور اس کو کنٹرول کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان صبح کے وقت آنکھوں میں پانی کے چھینٹے ڈالے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس وقت اوزون ہوتی ہے جو پانی کے ساتھ مل کر انسان کی آنکھوں میں جاتی ہے۔ اور انسان کی بینائی کو ٹھیک رکھتی ہے۔ جن لوگوں کو فجر کی نماز پڑھنے کی عادت ہے اور وہ وضو کے دوران اپنا چہرہ دھوتے ہیں تو وہ الحمد للہ یہ فائدہ حاصل کر لیتے ہیں۔

مسواک اور جدید سائنسی تحقیقات:

یہ بندہ وضو کے دوران مسواک بھی کرتا ہے۔ اس میں بھی عجیب نکتہ ہے۔

آج سے کچھ سال پہلے یورپ کے ڈاکٹرز کہتے تھے کہ ہر آدمی صبح اٹھ کر سب سے پہلے دانت صاف کرے، اپنے منہ میں مسواک کرے، برش کرے۔ لیکن مزید

www.besturdubooks.wordpress.com

ریسرچ کے بعد اب کہتے ہیں کہ صبح کے وقت مسواک کریں یا نہ کریں، یہ آپ کی اپنی مرضی ہے البتہ رات سونے سے پہلے مسواک ضرور کیا کریں۔ یعنی صبح کے وقت مسواک کرنے سے زیادہ ضروری ہے کہ انسان رات کو کر کے سوئے۔ وجہ کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ انسان کے دانتوں کے اندر کی جگہوں میں بیکٹیریا کی کئی ڈویژن فوج ہوتی ہے۔ دن کے وقت انسان بولتے رہتے ہیں، کھاتے پیتے رہتے ہیں، منہ ہلاتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے بیکٹیریا کو کام کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ جب آدمی رات کو سو جاتا ہے اور منہ بند ہوتا ہے تو جتنی دیر تک وہ سوتا رہتا ہے اس وقت تک بیکٹیریا اس کے دانتوں کو خراب کرتا رہتا ہے۔ اور دانتوں کے درمیان خوراک کے جو ذرات رہ جاتے ہیں وہ ملین کے حساب سے بیکٹیریا بن جاتے ہیں۔ یوں انسان طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ رات کو مسواک کر کے صاف منہ لے کر سونا زیادہ ضروری ہے۔

جب یہ ریسرچ ہم نے پڑھی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات یاد آ گئی۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام رات کو سونے سے پہلے مسواک فرماتے تھے۔ گویا صاف منہ لے کر نبی علیہ السلام رات کو آرام فرماتے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ دن میں ایک مرتبہ نہیں، جتنی مرتبہ نماز کے لیے وضو کرتے تھے اتنی مرتبہ آپ ﷺ مسواک فرماتے تھے۔

گندہ دہنی اور امراضِ شکم:

آج ڈاکٹر کہتے ہیں کہ انسان کے پیٹ کی زیادہ تر بیماریاں اس کے گندے دانتوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ واقعی جو لوگ مسواک کرنے کے عادی نہیں ہوتے ان کو پیٹ کی کوئی نہ کوئی بیماری ضرور ہوتی ہے۔ لہٰذا جو بندہ بیماریوں سے بچنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے منہ کو صاف رکھے۔ یہ میرے پیارے نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔ آج یورپ اور امریکہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو سمجھایا جاتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ رات کو سونے سے پہلے ضرور مسواک کریں اور اپنے منہ کو صاف رکھیں۔ تو پہلے کہتے تھے کہ صبح کو مسواک کیا کرو اور اب کہتے ہیں کہ رات کو مسواک کیا کرو۔ گویا بھٹکی ہوئی سائنس ایک مرتبہ پھر جس منزل پر پہنچی۔ وہاں میرے محبوب ﷺ کے قدموں کے نشانات ہیں۔ اور یہ بات ثابت ہوئی کہ:

''کھوتی مڑ تڑ کے بوہڑ ہیٹھ''

گردن کا مسح کرنے میں جسمانی فائدے:

جب بندہ وضو کرتا ہے تو صرف مسواک ہی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ چہرہ بھی دھوتا ہے، اپنے ناک میں بھی پانی ڈالتا ہے، کلی بھی کرتا ہے اور اپنے کانوں کا مسح بھی کرتا ہے۔ دن میں کتنی مرتبہ؟ پانچ مرتبہ۔

انسان کی گردن والے حصے میں سارے الیکٹرانکس ہیں۔ دماغ کی ساری نروز ایک بنڈل کی شکل میں گردن کے پچھلے حصے سے ہوکر ریڑھ کی ہڈی میں اور پھر وہاں سے پورے جسم میں جارہی ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ گردن کا پچھلا حصہ بہت ہی اہم اور حساس حصہ ہے۔ اگر کوئی بندہ اس حصے کو خشک رکھے تو اس خشکی کی وجہ سے بسا اوقات اس جگہ پٹھوں میں تناؤ سا پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اس تناؤ کی وجہ سے اس کی نروز پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر کہتے ہیں کہ دن میں ایک دو مرتبہ نہایا کرو۔...... اللہ اکبر!...... انہوں نے پانی لگانے کا تو اب سوچا اور ہمیں وضو میں دن میں پانچ مرتبہ یہاں پانی لگانے کا طریقہ نبی علیہ السلام نے بتا دیا۔ تو وہ اب یہ کہتے ہیں کہ اس جگہ کو خشک نہ ہونے دو۔ معلوم ہوا کہ

''کھوتی مڑ تڑ کے بوہڑ ہیٹھ''

اس لیے کہ اس کے سوا اس کو کہیں پناہ ہی نہیں ملتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اعضائے وضو دھونے میں ہمارے فائدے:

اچھا! یہ بتائیں کہ ایک آدمی بڑا ہی لکھا پڑھا ہو، وہ ایک دن میں کتنی مرتبہ نہا لے گا؟ وہ دفتر جاتے ہوئے ایک مرتبہ ہی نہائے گا۔ لیکن انسان کے جسم کے کچھ اعضا ایسے ہیں جو عام طور پر کام کرتے ہوئے ننگے رہتے ہیں۔ مثلاً:

- ...... چہرہ ننگا ہوتا ہے۔
- ...... ہاتھ کہنیوں تک ننگے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ آدمی کام کر رہا ہوتا ہے۔ مستری کام کرتے وقت اپنی آستین اوپر چڑھا لیتا ہے۔ اس کا کام ہی ایسا ہے۔
- ...... پاؤں ٹخنوں تک ننگے رہ سکتے ہیں۔
- ...... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کام کرتے وقت اس کا سر بھی ننگا ہو۔

یہ وہ جگہیں ہیں جن کو عام طور پر کام کے دوران ننگا رکھنا پڑ سکتا ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے انہی کھلا رہنے والی جگہوں کو دن میں پانچ مرتبہ دھونے کا حکم عطا کیا گیا۔ فضا میں جتنا پلازما اور جتنے جراثیم ہیں وہ ننگے بدن پر ہی لگ سکتے ہیں۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ وضو کے وقت ہمیں پتا بھی نہیں ہوتا اور کئی جگہوں سے آلودگی صاف ہو رہی ہوتی ہے۔ ہمارے ساتھ کام کرنے والوں میں کوئی ٹی بی کا مریض ہوتا ہے، کوئی السر کا مریض ہوتا ہے اور کسی کے منہ سے بیکٹیریا کے اثرات نکلتے ہیں اور ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا، اور وہ ہمارے جسم کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ اگر اس جلد کو ہم دن میں صرف ایک مرتبہ دھوتے ہیں تو یہ اتنا زیادہ محفوظ طریقہ نہیں جتنا دن میں اس کو پانچ مرتبہ دھونا ہے Most heigenic way of living (حفظانِ صحت کا سب سے بہتر طریقہ) یہ ہے کہ آپ ان ننگے رہنے والے اعضاء کو دن میں پانچ مرتبہ دھوئیں۔ فائدہ کس کو ہوا؟ بندے کو ہوا۔ اور سنت کس کی پوری ہوئی؟ نبی علیہ السلام کی سنت پوری ہوئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وضو کرنے میں شوگر کے مریضوں کا فائدہ:

ہمارے ایک دوست شوگر کے مریض تھے۔ ان کو ڈاکٹر ہدایت دے رہا تھا کہ آپ اپنے پاؤں کو دن میں چند مرتبہ مساج کروایا کریں...... اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ پاؤں کے اندر خون کی جو نالیاں جارہی ہوتی ہیں وہ شوگر کی وجہ سے قدرے تنگ ہو جاتی ہیں اور باریک ٹشوز کے اندر خون نہیں پہنچ پاتا۔ اسی وجہ سے شوگر کے مریض کے پاؤں سن ہو جاتے ہیں اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس بات کا خیال رکھیں کہ پاؤں کے اوپر زخم نہیں ہونا چاہیے اور ان کو دن میں کئی دفعہ دبوایا کریں۔ اب دبوانا اور زخم کو دیکھنا ہر بندے کو اضافی کام نظر آتا ہے۔ لیکن جو بندہ نمازی ہے اور نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں پر عمل کرتا ہے اس کا یہ کام خود بخود ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ کیسے؟ ہم نے دن میں پانچ مرتبہ پاؤں کو مل مل کر دھونا ہوتا ہے۔ جب مل کے دھو رہے ہوتے ہیں تو خود بخود مساج ہو رہا ہوتا ہے۔ اس طرح خون کی اگر کوئی بندش وغیرہ ہو تو وہ خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اب ذرا سوچیے کہ اگر ایک کافر شوگر کا مریض ہے تو اس کو تکلف کر کے دن میں کئی مرتبہ مساج کرنا پڑتا ہے اور اگر کسی مسلمان کو یہ عارضہ لاحق ہو جائے تو اس کا دن میں پانچ مرتبہ خود بخود مساج ہو رہا ہوتا ہے۔ بے نمازی لوگ اسے نظر انداز کر دیتے ہیں کیوں کہ ان کے لیے یہ مشکل ہوتا ہے کہ چار پانچ مرتبہ اپنے پاؤں کو چیک کریں۔ پھر ان کے جسموں کی حساسیت پوری نہیں رہتی۔ لہٰذا اگر زخم بھی آ جاتا ہے تو ان کو پتہ نہیں چلتا۔ بعد میں پتا چلتا ہے کہ پاؤں کئی دنوں سے زخمی ہے۔

جب ہمارے دوست نے آکر بتایا کہ ڈاکٹر نے یہ ہدایات بھی دی ہیں تو میں نے کہا: اللہ کے بندے! کتنی پیاری بات ہے کہ بجائے اس کے کہ تم دن میں پانچ مرتبہ بیٹھ کر اپنے پاؤں کو ٹٹولو اور چیک کرو، تم پانچ مرتبہ نماز پڑھ لیا کرو، ہر نماز کے وضو میں تمہیں پانچ مرتبہ اپنے پاؤں کو مل مل کر دھونے کا موقع مل جائے گا اور یہی

www.besturdubooks.wordpress.com

پاؤں کا مساج ہے۔ کیونکہ وضو کرنے والا اپنے پاؤں کی انگلیوں کو مل مل کے دھو بھی رہا ہوتا ہے اور ان کا خلال بھی کر رہا ہوتا ہے۔ اور جو بندہ وضو میں پانچ مرتبہ دن میں پاؤں دھو رہا ہوتا ہے۔ اسے پاؤں کے زخم کا احساس بھی ہوتا رہتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ جا کر ڈاکٹر کو کہہ دینا کہ تم مریضوں کو سیدھا سیدھا یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ تم پانچ مرتبہ وضو کیا کرو، تمہیں یہ فائدے خود بخود حاصل ہو جائیں گے۔

اس نے کہا: میں اپنے ڈاکٹر سے بات کروں گا۔ وہ ڈاکٹر ہندو تھا۔ جب اس نے ڈاکٹر کو وضاحت سے بتایا کہ ہم یوں وضو کرتے ہیں اور اس کا یہ فائدہ ہے تو وہ حیران ہو گیا اور کہنے لگا: اچھا! تمہارا بچہ بھی وضو کرتا ہے اور بوڑھا بھی وضو کرتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگا: یہی بات ہے کہ جو بندہ عملی طور پر مسلمان ہوتا ہے وہ کتنی بیماریوں سے خود بخود بچ رہا ہوتا ہے۔ اگر تم بھی اسی طرح وضو کرتے ہو تو تمہیں روزانہ مساج کرنے کی ضرورت نہیں، تم تو پہلے ہی وضو کے باعث یہ نفع اٹھا رہے ہو۔

ہم نبی علیہ السلام کی مبارک سنت پر عمل کر رہے ہوتے ہیں اور خود بخود اللہ تعالیٰ ہمیں نقصان دینے والی چیزوں سے بچا رہے ہوتے ہیں۔ آج کفر کی دنیا ان سنتوں میں دنیاوی فائدے ڈھونڈ کر ان کو اپنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ کیا مطلب؟

''کھوتی مڑ تڑ کے بوہڑ ہیٹھ''

ایک نوبل پرائز ونر کی الٹی سوچ:

ایک نوبل پرائز ونر تھا۔ اس سے انٹرویو لیا گیا۔

انٹرویو لینے والوں نے پوچھا: آپ نوبل پرائز ونر کیسے بنے؟

اس نے جواب میں کہا: میں ایک سپیشل ورزش کرتا ہوں۔

انہوں نے پوچھا: کون سی ورزش؟

اس نے کہا: میں دن میں تقریباً پندرہ منٹ الٹا کھڑا ہوتا ہوں۔ یعنی سر نیچے اور ٹانگیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اوپر کرتا ہوں۔

انہوں نے پوچھا: وہ کیوں؟

اس نے کہا: وجہ یہ ہے کہ عام حالات میں دل نیچے ہوتا ہے اور سر اوپر ہوتا ہے۔ اس صورت میں دل سے نیچے والے اعضا کو خون آسانی سے پہنچ جاتا ہے اور دماغ گویا اوپر کی منزل ہے لہٰذا اس تک خون پہنچنا ذرا مشکل کام ہے۔ دونوں سمتوں میں خون کا پریشر مختلف ہوتا ہے۔ یعنی دماغ کو جتنے پریشر کے ساتھ خون ملنا چاہیے اتنا نہیں ملتا۔ چنانچہ جب میں الٹا کھڑا ہوتا ہوں تو میرا سر نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے۔ اس طرح میرا سارا خون میرے دماغ میں آجاتا ہے۔ اس طرح میرے دماغ کے بلین اور ٹریلین خلیوں کے اندر میرا خون پہنچ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے میرا دماغ بہت اچھا کام کرتا ہے۔ اسی لیے میں نوبل پرائز ونر بن گیا۔

جب میں نے یہ انٹرویو پڑھا تو میں نے کہا: یہ بھی پاگل ہے۔ اگر اس کو دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے کی عادت ہوتی تو بے چارے کو یہ ورزش نہ کرنی پڑتی۔ پورے دن میں اور کوئی صورت نہیں ہوتی کہ سر نیچے ہو اور انسان کا دل اوپر ہو۔ ہمیشہ دل نیچے اور سر اوپر ہوتا ہے۔ لیکن نماز کے سجدے میں انسان کا سر نیچے اور اس کا دل اوپر ہوتا ہے۔ اس لیے اگر تھوڑا سا لمبا سجدہ کیا جائے تو آدمی کو اپنے کانوں میں، چہرے میں اور دماغ میں فراوانی کے ساتھ خون پہنچتا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے خون کا فلڈ آچکا ہو۔ ہوتا یہ ہے کہ سجدے کی حالت میں انسان کا زیادہ سے زیادہ خون سر اور چہرے میں جارہا ہوتا ہے اور ایک ایک خلیے کو جا کر تازگی بخش رہا ہوتا ہے۔ اس لیے لمبے سجدے کرنے والوں کے چہروں پر اللہ رب العزت ایک رونق عطا کر دیتے ہیں۔

صلحا کے چہروں پر نور کی ایک سائنسی توجیہ:

مجھے ایک ڈاکٹر ملا۔ وہ کہنے لگا: جی! دینِ اسلام نے کہا ہے کہ صلحا کے چہرے پر

نور ہوتا ہے۔ میں نے کہا: بالکل پکی بات ہے۔ کہنے لگا: کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کیسا نور ہوتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر وہ کہنے لگا: میں ایک میڈیکل ڈاکٹر ہوں اور میں نے یہاں امریکہ میں ڈاکٹری کی ہے اور میں نے اس پر ریسرچ کی ہے کہ اصل میں یہ لوگ لمبے سجدے کرتے ہیں اور ان لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کے چہرے پر، دماغ میں اور اوپر والے باقی اعضا میں خون وافر مقدار میں چلا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے چہرے دوسروں کی نسبت زیادہ تازہ نظر آتے ہیں۔ بڑھاپے میں بھی ایسے لگتا ہے جیسے وہ بالکل جوان ہوں۔

اس کے بعد وہ ہنس کر کہنے لگا: جی! میں آپ کو ایک بات بتاؤں؟ میں نے کہا: بتاؤ۔ کہنے لگا: اگر عورتوں کو پتہ چل جائے کہ لمبے سجدے کرنے سے ہمارے چہرے کتنے تازہ نظر آئیں گے تو بے چاریاں کئی کئی گھنٹے روز ہی سجدے میں گزار دیں اور قیمتی قیمتی کریموں سے ان کی جان چھوٹ جائے۔ تو پتا چلا کہ

''کھوتی مڑ تڑ کے بوہڑ ہیٹھ''

سرکے کے استعمال میں سائنسی ترجیحات:

پچھلے دنوں کی بات ہے۔ میں نیویارک ٹائمز پڑھ رہا تھا۔ اس میں ایک تین کالم کی خبر لگی ہوئی تھی۔ اور اس پر لکھا ہوا تھا:

Burn your extra fat with the use of vinigar.

''سرکہ استعمال کر کے اپنی اضافی چربی کو ختم کر لیجیے۔''

مجھے بڑی حیرانی ہوئی۔ میں نے کہا کہ سرکہ استعمال کرنا تو نبی علیہ السلام کی سنت ہے۔ نبی علیہ السلام کے زمانے میں کوئی دعوت ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں سرکہ موجود نہ ہو۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''جس گھر میں سرکہ ہوتا ہے اس گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں سالن موجود ہوتا ہے"۔

پھر میں نے پورا مضمون پڑھا۔اس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر انسان روزانہ چائے کے ایک چمچ کی مقدار سرکہ استعمال کر لے تو وہ کبھی موٹا نہیں ہو سکتا۔اس کے استعمال کے کئی طریقے ہیں۔مثلاً: پانی میں ڈال کر، یا سالن میں ڈال کر، یا سلاد پر ڈال کر، لیکن اگر سلاد میں ڈال کر کھائیں گے تو کئی لوگوں کے گلے اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔اس لیے سرکہ استعمال کرنے کا سب سے بہترین طریقہ ہے کہ آپ آدھا گلاس پانی لیں اور اس میں ایک چمچ سرکہ ملا کر روزانہ پی لیں۔یہ چوبیس گھنٹے میں جتنی بھی اضافی چربی ہوگی اس کو ختم کر دے گا۔

تو جن لوگوں کو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اپنا وزن کم کریں وہ بے چارے ورزش بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی وزن کم نہیں کر پاتے، وہ ڈائٹنگ (فاقہ) بھی کرتے ہیں لیکن پھر بھی وزن کم نہیں کر پاتے۔ان کے لیے آسان اور قدرتی علاج یہ ہے کہ وہ سرکہ استعمال کرنا شروع کر دیں۔مسلمان اس کو استعمال کرنے کا اتنا زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔اس خبر کے چھپنے کے بعد امریکی سٹوروں میں سرکہ کی قیمت زیادہ ہوگئی۔ہم نے امریکیوں اور یورپیوں کے دسترخوانوں پر سرکہ استعمال ہوتے دیکھا۔میں نے ایک امریکی سے پوچھا: جی! آپ سرکہ کیوں استعمال کرتے ہیں؟اس نے جواب دیا کہ اس میں بہت فائدے ہیں اس لیے ہم نے اسے اپنی غذا کا حصہ بنا لیا ہے۔میں نے اس کے سامنے یہ کہا:

"کھوتی مڑ تڑ کے بوہڑ ہیٹھ"

وہ کہنے لگا: What are you saying?

"آپ کیا کہہ رہے ہیں"

میں نے کہا: دیکھو! میں مسلمان ہوں اور یہ میرے پیارے نبی علیہ السلام کی

www.besturdubooks.wordpress.com

سنت ہے۔ چونکہ آپ نے بھی اس پر عمل کیا تو میں نے کہا کہ ہماری تحقیقات میں ایک اور نئی انفارمیشن کا اضافہ ہو گیا۔ وہ کہنے لگا: ہاں! یہ نئی انفارمیشن ہے، تمہیں بھی نوٹ کر لینی چاہیے۔ اللہ اکبر کبیرا!!

زیتون کے تیل سے ہائی کولیسٹرول کا علاج:

کچھ لوگوں کو ہائی کولیسٹرول کا پرابلم ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ پراٹھا مت کھائیں، انڈہ مت کھائیں۔ لاہور میں ہمارے ایک دوست ڈاکٹر شاہد اویس صاحب ہیں۔ وہ پیتھالوجسٹ ہیں۔ لوگ اپنی ٹیسٹ رپوٹیں کرنے کے لیے ان کی لیبارٹری میں جاتے ہیں۔ وہ مجھے کہنے لگے: حضرت! میں نے سو مریضوں پر ایک تجربہ کیا۔ میرے پاس ہائی کولیسٹرول والے مریض آئے، میں نے ان کا کولیسٹرول لیول چیک کیا اور میں نے اس سب کی دوائیاں چھڑوا دیں اور ان سے کہا: آپ زیتون کا استعمال کرنا شروع کر دیں۔ سالن بھی اس میں بنائیں اور اگر دل چاہے تو پراٹھا بھی اسی کا بنا کر کھائیں۔ اس کے علاوہ سلاد پر بھی زیتون کا تیل ڈالیں۔ حتی کہ دودھ میں بھی زیتون کا استعمال کر سکتے ہیں۔ پھر چالیس دنوں کے بعد آکر دوبارہ مجھ سے ٹیسٹ کروائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس طرح ایک سو مریضوں کا علاج کیا اور ان سب کا کولیسٹرول لیول 200 سے کم ہو گیا تھا۔

جب انہوں نے یہ بات کہی تو میں بڑا حیران ہوا اور پوچھا: اچھا! اللہ تعالیٰ نے زیتون کے تیل میں یہ خاصیت رکھی ہے! یہ تو مجھے پتہ تھا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے...... ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ ...... جب اللہ تعالیٰ قسم کھا رہے ہیں تو اس میں یقیناً کوئی نا کوئی راز پوشیدہ ہو گا۔

بہر حال! ایسا کیوں ہوا؟ پچھلے دنوں میں نے ایک ریسرچ پیپر پڑھا۔ اس میں اس بات کی وضاحت تھی۔ اس کو میں میڈیکل ٹیکنالوجی استعمال کر کے سمجھانے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بجائے اپنی زبان میں آسان بنا کر پیش کرتا ہوں۔

اس ریسرچ رپورٹ میں لکھا ہوا تھا کہ زیتون کے تیل کے سائنسی فارمولے میں ایک کرسی خالی ہے۔اس کرسی کی جگہ بالکل ایسی ہے جیسے بیڈ کولیسٹرول کی ہوتی ہے۔لہٰذا یہ بیڈ کولیسٹرول اس کرسی کی پوزیشن میں جا کر فٹ ہو جاتا ہے۔اور یہ زیتون کا تیل اس کو جسم سے باہر نکال دیتا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ زیتون کا تیل کولیسٹرول لیول کو کم ہی نہیں کرتا بلکہ بند شریانوں کو کھولنے کا کام بھی کرتا ہے۔لہٰذا اب باہر ملکوں میں دل کے مریضوں کو زیتون کا تیل استعمال کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔لہٰذا اس وقت زیتون کے تیل کا استعمال یورپ کی دنیا میں بہت زیادہ ہے۔کینیڈا میں ایک ریسرچ یہ ہوئی کہ کون سا آئل کتنا استعمال ہوتا ہے؟ انہوں نے ریسرچ رپورٹ میں لکھا تھا کہ اس وقت پورے کینیڈا میں زیتون کے تیل کا استعمال سب سے زیادہ ہے۔کس لیے؟ اس لیے کہ انہوں نے دیکھا کہ اگر زیتون کا تیل استعمال کریں گے تو دل کی بند شریانیں بھی کھل جائیں گی اور ہارٹ اٹیک کے مریض کو فائدہ ہو جائے گا۔اس کو کہتے ہیں:

''کھوتی مڑ تڑ کے بوہڑ ہیٹھ''

یاد رکھیں! زیتون کا تیل استعمال کرنا سنت بھی ہے۔نبی علیہ السلام زیتون کا تیل خوب استعمال فرمایا کرتے تھے۔

ریسرچ ورک کرنے میں ہماری کمزوری:

ہمارے نوجوانوں کی حالت یہ ہے کہ جب یہ بے چارے سنت پر عمل کرتے ہیں تو چونکہ ان کو سائنسی فوائد کا پتہ نہیں ہوتا اس لیے feel Down (سبکی محسوس) کر رہے ہوتے ہیں۔وہ یہ سوچتے ہیں کہ ہم اس طرح قدامت پرست نظر آئیں گے۔او خدا کے بندو! یہ تو ہماری کمزوری ہے کہ ہم نے ریسرچ ورک نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا، اگر ہمارے سکالر اس پر ریسرچ کرتے اور دنیا کو بتاتے کہ نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں میں تمہارا یہ فائدہ ہے تو یہ کفر کی دنیا آج سے کتنا پہلے اسلام قبول کر چکی ہوتی۔ یہ تو ہمارا قصور ہے کہ ہم نے اسلام کے حسن کو اور نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کو کھولا ہی نہیں۔ ہم نے ایسے سائنس دان پیدا کرنا بند کر دیے جو ایک طرف عالم بھی ہوتے اور دوسری طرف سائنس کی باریکیوں کو سمجھ کر سائنس دانوں کو نبی علیہ السلام کی سنتوں کے فائدوں سے روشناس کرواتے۔ یہ اسی کمزوری کی وجہ سے ہے کہ آج ہمارے نوجوان جب کسی سنت پر عمل کر رہے ہوتے ہیں تو feel Down کر رہے ہوتے ہیں جیسے معاذ اللہ انہوں نے کوئی جرم کر لیا ہے۔ پھر جب ہم ان کو سائنسی طور پر سمجھاتے ہیں کہ اس کے اندر یہ فائدے ہیں تو پھر اللہ رب العزت ان کو ہمت عطا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ اب ہم سنت پر بڑے شوق، جذبے اور یقین کے ساتھ عمل کریں گے کیونکہ ہمارے لیے یہی ایک فائدے کی چیز ہے۔

عجوہ کھجور میں راز کی بات:

ہمارے ایک دوست کا کولیسٹرول لیول ہائی ہو گیا۔ ڈاکٹر نے ان سے کہا کہ آپ کو کولیسٹرول فوراً کنٹرول کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ایسی حد تک پہنچ چکا ہے کہ جہاں کسی وقت بھی ہارٹ اٹیک (دل کا دورہ) ہو سکتا ہے۔ انہوں نے گھبرا کر مجھے فون کیا۔ کہنے لگے: حضرت! میں بڑا پریشان ہوں، مجھے کچھ بتایئے۔ ان کی بات سن کر ایک تو ہم نے ان کو دعائیں دیں اور دوسرا نبی علیہ السلام کی سیرت مبارکہ پر نظر دوڑائی کہ ہمارے لیے یقیناً کہیں نہ کہیں روشنی کا مینار ضرور ہو گا اور ہمیں اس سے رہنمائی مل جائے گی۔ چنانچہ مطالعہ کے دوران نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی میں سے ایک ایسا ہی معاملہ سامنے آیا جس سے ہمیں امید کی ایک کرن نظر آئی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سینے میں درد اور گھٹن ہوتی ہے۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام نے فرمایا: یہ دل کی بیماری ہے۔

اس حدیث کو پڑھ کر پتا چلا کہ دنیا میں سب سے پہلے نبی علیہ السلام نے ہارٹ اٹیک کی تشخیص فرمائی۔ حالانکہ سینے کی گھٹن کے ساتھ دل کا کیا تعلق؟ چودہ سو سال پہلے کس کو پتہ تھا۔ لیکن نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو دل کی بیماری ہے۔

پھر انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اب میں کیا کروں؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''تم عجوہ کھجوریں استعمال کرو۔''

انہوں نے وہ کھجوریں استعمال کیں اور ان کی تکلیف دور ہو گئی۔

ہم نے جب یہ حدیث پڑھی تو ہم نے سوچا کہ اس میں یقیناً کوئی نہ کوئی راز ہو گا۔ کیونکہ کھجور کے اوپر جو کچھ ہوتا ہے وہ تو کاربوہائیڈریٹس ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ لگتا ہے کہ اس کے اندر جو گٹھلی ہے اس کے اندر کوئی خاص نعمت موجود ہے۔ ہمیں اس میں راز کی بات یہ ملی کہ کھجور کی گٹھلیوں کو پیس کر خود کھانا اور اونٹوں کو کھلانا عربوں کی عادت تھی۔ ام سلمی ؓ کے بارے میں روایت میں آتا ہے کہ وہ کھجوروں کی گٹھلیوں کو پیستی تھیں اور اپنے اونٹوں کو کھلایا کرتی تھیں۔ اگر لوگوں کے پاس بھی کھانے کی اور کوئی چیز دستیاب نہیں ہوتی تھی تو وہ بھی گٹھلیوں کو پیس کر کھالیا کرتے تھے۔

چنانچہ ہم نے حاجی صاحب سے کہا کہ ہم آپ کو ایک دوائی بھیج رہے ہیں اسے استعمال کیجیے۔ چنانچہ ہم نے عجوہ کھجور کی چالیس گٹھلیاں لیں اور ان کا ہائیڈرالک پریس کے ذریعے پاؤڈر (سفوف) بنوالیا۔ بعد میں ان کو کیپسولوں میں بھر لیا۔ پھر یہ کیپسول حاجی صاحب کو بھجوا دیے اور ساتھ یہ بھی ہدایت دی کہ آپ ہر کھانے کے بعد صبح دوپہر شام ایک ایک کیپسول استعمال کریں۔ بعد میں اور کیپسول بھی بھر کر بھیجے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی شان کہ چالیس دن کے بعد جب وہ دوبارہ چیک اپ کروانے کے لیے گئے تو وہ کولیسٹرول جو 300 سے بھی زیادہ تھا تو اس دن اس کی ریڈنگ 185 تھی۔ یہ ریڈنگ جوان اور صحت مند آدمی کے کولیسٹرول کی ہوتی ہے۔ یہ ریڈنگ دیکھ کر ڈاکٹر حیران ہوئے کہ اس کی کوئی اور وجہ ہے؟ چنانچہ انہوں نے فون کیا کہ ڈاکٹر یہ رپورٹ مانتا ہی نہیں۔ میں نے کہا: ان سے کہو کہ وہ دوسرا نمونہ لے لیں۔ اس طرح جب دوسری دفعہ ان کا کولیسٹرول ماپا گیا تو وہ بھی 185 نکلا۔

پھر ہم نے یہ نسخہ اپنے کئی درجن دوستوں کو استعمال کروایا اور سو فیصد لوگوں کو فائدہ ہوا۔ جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے کھجور کی گٹھلیوں میں شفا رکھی ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے رجسٹرڈ ایک لاجواب دوائی:

میرے پاس کراچی میں ایک ڈاکٹر آئے۔ وہ کہنے لگے: حضرت! میں دل کی جسمانی بیماریوں کا تو اسپیشلسٹ ہوں، اب میں دل کی روحانی بیماریوں کا بھی اسپیشلسٹ بننا چاہتا ہوں اس لیے آپ سے بیعت ہونے کے لیے آیا ہوں۔ مجھے اس کی اس بات پر بڑی حیرانی ہوئی۔ میں نے ان سے کہا: ذرا آپ اپنا تعارف تو کروائیں۔

وہ کہنے لگا: میں نے یو کے سے اسپیشلائزیشن کی۔ پھر میں نے اپنے پیشے میں ایسی مہارت پیدا کر لی کہ میں سعودی عرب کے شاہی خاندان کا ہارٹ اسپیشلسٹ بن گیا۔ میں کنگ عبدالعزیز کے زمانے سے لے کر چھتیس سال تک شاہی خاندان کا اسپیشلسٹ رہا ہوں۔ اب میں نے ریٹائرمنٹ لے لی ہے اور اب میں نے سوچا ہے کہ کراچی میں غریب لوگوں کے لیے فری ڈسپنسری بناؤں گا اور ان کا علاج کروں گا۔

میں نے کہا: میرے پاس ایک دوائی ہے، آپ اسے استعمال کر کے بتائیں کہ وہ دل کے لیے فائدہ مند ہے یا نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے ان کو حاجی صاحب والے کیپسول دے دیے۔

ایک ہفتے بعد آ کر وہ کہنے لگے: حضرت! یہ دوائی رجسٹرڈ کروائی ہے کیا؟

میں نے کہا: نہیں۔

وہ کہنے لگا: حضرت! جلدی سے آپ اسے رجسٹرڈ کروالیں، کیونکہ اگر انسان اس کو دنیا میں سپلائی کرے تو لاکھوں ڈالر کما سکتا ہے۔

میں نے کہا: مجھے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، یہ چودہ سو سال پہلے میرے آقا اور سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ ہمیں یہ نعمت نبی علیہ السلام کی مبارک حدیث سے ملی ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ ہمیں ڈالر ملنے کی بجائے میرے محبوب ﷺ کی نسبت سے یہ بات دنیا تک پہنچے کہ محبوب ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے میرے اللہ نے اس میں لوگوں کے لیے بیماریوں کی شفا رکھی ہے۔

تو ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ بھٹکی ہوئی سائنس پھر ایک مرتبہ اپنی منزل پر پہنچی، مگر یہ وہی جگہ ہے جہاں میرے محبوب ﷺ کے قدموں کے نشانات ہیں۔

تیز چلنے کے جسمانی فائدے:

کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ ڈاکٹر تجویز کیا کرتے تھے کہ جاگنگ کیا کرو۔ اسی لیے جوگر بنائے گئے۔ چنانچہ ہر گھر میں بوٹ پہنچ گئے۔ مردوں نے بھی بوٹ پہننا شروع کر دیے، بچوں نے بھی پہننا شروع کر دیے اور عورتوں نے بھی پہننا شروع کر دیے۔ ہر بندہ کہتا ہے کہ صبح صبح دوڑنا چاہیے، جاگنگ کرنی چاہیے۔ ہم جب بھی یورپ کے مختلف ملکوں کا سفر کرتے، دن ہوتا یا رات، دوپہر ہوتی یا شام، تو کہیں مرد دوڑتا نظر آتا اور کہیں عورت دوڑتی نظر آتی، بچے بھی دوڑتے نظر آتے۔ بے چاروں کی دوڑ لگی ہوئی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ دوڑ لگانے والے اچھی ورزش کر رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور اس کا صحت پر بڑا اچھا اثر پڑتا ہے۔

پھر چند سالوں کے بعد ڈاکٹروں کے پاس ایسے مریض آنے لگے جن کو بڑی عمر میں پاؤں کی ہڈیوں میں مستقل دردیں رہنے لگیں۔ دوسرے جوڑوں میں بھی دردیں رہنے لگیں۔ ڈاکٹروں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دوڑنے کے عادی ہیں۔ چونکہ دوڑنے کے دوران انسان کا سارا وزن پاؤں کی ہڈیوں پر پڑتا ہے اس لیے ان پر سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے۔ جوانی میں تو پتہ نہیں چلتا لیکن جیسے ہی آدمی بڑھاپے میں قدم رکھتا ہے تو پھر دردیں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس وقت پتہ چلتا ہے کہ یہ ہڈیاں زیادہ گھس گئیں تھیں۔ اصل میں ہڈیوں کے درمیان Lubricating (چکنا رکھنے) کے لیے جو مواد تھا وہ اضافی استعمال ہو گیا۔ لہٰذا اب ڈاکٹروں نے کہنا شروع کر دیا کہ جاگنگ کی بجائے Brisk Walk بہتر ہے۔

یہ Brisk Walk کیا ہے؟ برسک واک ذرا تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ نہ بھاگیں اور نہ ہی سستی سے چلیں، ذرا اچھے اور تیز انداز سے چلنا برسک واک کہلاتا ہے۔ ڈاکٹروں کی ریسرچ کے مطابق یہ برسک واک انسان کے لیے سب سے بہتر ورزش ہے۔

ہم نے جب نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کو دیکھا تو ہمیں یہ مبارک سنت ملی کہ نبی علیہ السلام جب چلتے تھے تو اتنا تیز چلتے تھے کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے پانی اونچی جگہ سے نیچے کی جگہ پر آ رہا ہے۔ یعنی جیسے آدمی اونچائی سے نیچے کی طرف آئے تو ذرا تیزی سے آتا ہے، نبی علیہ السلام اسی طرح تیز چلتے تھے۔ آج سائنس کی دنیا میں اس کا نام ''Brisk Walk'' رکھ دیا ہے۔ اسے کہتے ہیں:

''کھوتی مڑ ترڑ کے بوہڑ ہیٹھ۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

ہلکی پھلکی ورزش اور جدید سائنسی تحقیق:

ایک وقت تھا جب کہتے تھے کہ انسان کو صبح سویرے اٹھ کر ورزش کرنی چاہیے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے لوگوں نے اپنے گھروں میں ورزش مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ مرد بھی اور عورتیں بھی ورزش کرتے۔ عورتیں بھی گھروں میں دوڑ لگاتی تھیں۔

لیکن سائنس نے اب کچھ اور کہنا شروع کر دیا ہے۔ سائنس کہتی ہے کہ چوبیس گھنٹے میں سے ایک مرتبہ اگر آپ اپنے جسم کو زیادہ ورزش کروائیں گے تو اس سے زیادہ توانائی ضائع ہوتی ہے، اس سے زیادہ بہتر ہے کہ آپ وقفے وقفے سے ہلکی پھلکی ورزش کریں۔ کیونکہ ورزش کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان کے دل کی دھڑکن جو عام طور پر 70 ہوتی ہے، وہ ورزش کی وجہ سے بڑھ جائے اور اس کو 120 تک پہنچایا جائے۔ 120 تک محفوظ ہوتی ہے۔ اگر 120 سے بھی اوپر چلی جائے تو پھر انسان پر اس کا مضر اثر ہو سکتا ہے۔ اگر 150 سے اوپر چلی جائے تو اور زیادہ اثر ہو سکتا ہے۔ اور 170-160 پر ہارٹ پرابلم شروع ہو سکتا ہے۔ تو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اتنی ورزش کی جائے کہ دل کی دھڑکن 1 2 0 تک چلی جائے۔

ہمارا دل ایک پمپ کی مانند ہے۔ یہ پمپ خون سپلائی کرتا ہے۔ جب اس کی قوت بڑھ جائے گی، 70 کی بجائے 120 ہو جائے گی تو خون کا بہاؤ بڑھ جائے گا۔ جب خون کا بہاؤ بڑھے گا تو ہمارے جسم کی شریانوں کے اندر اگر کہیں کوئی رکاوٹ ہے تو یہ بہاؤ اس کو بہا کر لے جائے گا اور بالآخر ہمارا سسٹم ٹھیک کام کرے گا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جیسے پائپ بند ہو جائیں تو اس میں پیچھے سے ذرا پریشر کے ساتھ پانی ڈال دیتے ہیں اور وہ رکاوٹ ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہی Fluid mechanic (بہاؤ کا میکنزم) ہمارے جسم میں بھی کام کر رہی ہے۔ تو ہماری شریانوں میں جہاں جہاں رکاوٹ ہوتی ہے، جب ہمارے دل کی دھڑکن 120 ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتی ہے تو خون کا بہاؤ اتنا ہو جاتا ہے کہ خون کا وہ بہاؤ ساری رکاوٹ کو ختم کر دیتا ہے۔ لہٰذا اتنی ہلکی ورزش کرنی چاہیے کہ آدمی کے دل کی دھڑکن 100 تک چلی جائے۔ اور 120 تک تو معمولی سی ورزش سے بھی چلی جاتی ہے۔ اب ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ ایک وقت میں بھاری ورزش کرنے کی بجائے مختلف اوقات میں ہلکی پھلکی ورزش کر کے اپنے جسم کے اندر جو بھی رکاوٹ یا بندش ہے اس کو ختم کر لو، یہ ایک بہتر طریقہ ہے۔

ہمارے ایک دوست جاپان گئے، وہاں کچھ ڈائریکٹرز کے ساتھ ان کی میٹنگ تھی۔ وہ میٹنگ میں ایک دو گھنٹے بیٹھے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اب ہم ایکسر سائز کے لیے پانچ منٹ کا وقفہ کریں گے۔ وہ حیران ہوئے۔ دیکھا کہ جاپانی اپنی کرسیوں کے ساتھ کھڑے ہو کر ہاتھ اوپر نیچے کرنے لگے اور انہوں نے ہلکی پھلکی ورزش کر لی۔ اور اس کے بعد وہ دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ پھر دو تین گھنٹے میٹنگ رہی اور اس کے بعد انہوں نے پھر اسی طرح ایکسر سائز کے لیے وقفہ کیا۔ چونکہ وقفے وقفے سے سارا دن میٹنگ چلنی تھی اس لیے انہوں نے چار مرتبہ اس طرح ہلکی پھلکی ورزش کی۔

کہتے ہیں کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ماڈرن ریسرچ ہے کہ دن میں ایک ہی مرتبہ بھاری ایکسر سائز کرنے کی بجائے دن میں کئی مرتبہ ہلکی پھلکی ورزش کر لی جائے تو انسان کا جسم زیادہ صحت مند رہتا ہے اور اس کی زندگی لمبی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے دل میں سوچا کہ یہ بے چارے دن میں چار پانچ مرتبہ ایکسر سائز کی بجائے، اگر کلمہ پڑھ کر دن میں پانچ مرتبہ نماز ہی پڑھ لیتے تو ان کی یہ ایکسر سائز تو خود بخود ہی ہو جاتی۔ واقعی! ہم جو دن میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں تو ہمارے کتنے ہی مسلز کی ایکسر

www.besturdubooks.wordpress.com

سائز خود بخود ہو رہی ہوتی ہے۔ ہمیں یہ نعمت اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کی وجہ سے خود بخود مل رہی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا!

رویتِ ہلال اور جدید سائنسی ترجیحات:

اب میں آپ کو زیادہ سائنسی بات بتا دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کا زیادہ سائنسی ذوق بھی ہو...... رمضان شریف کے روزوں کے بارے میں نبی علیہ السلام کی ایک حدیث مبارکہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا،

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ

''تم جب چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند کو دیکھو تو پھر افطار کرو۔''

آج کل چاند کو دیکھنے کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں دو گروہ بنے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ جب ہم چاند دیکھیں گے تب ہم روزہ رکھیں گے۔ اور جب چاند کو دیکھیں گے تب عید منائیں گے۔ مسلمانوں کا ایک دوسرا نیا گروہ بھی ہے، وہ ماڈرن طبقہ ہے، وہ سائنس پڑھنے والے مسلمان ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آج تو انسان چاند پر پہنچ چکا ہے لہٰذا ہمیں پورے سال کا شیڈول بنا لینا چاہیے کہ کس دن چاند نظر آئے گا پھر اس کے مطابق ہمیں عمل کر لینا چاہیے، چنانچہ آج کے دور میں چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس بات پر اب عمل بھی ہو رہا ہے۔ کچھ ملکوں میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے وہ بتا دیتے ہیں کہ فلاں دن تراویح ہو گی اور فلاں دن عید کی نماز پڑھی جائے گی۔

اس لیے باہر ملکوں میں دو طرح کی عیدیں ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ چاند کو دیکھ کر عید پڑھیں گے اور چاند کو ہی دیکھ کر روزے رکھیں گے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے سائنس پڑھی ہوئی ہے، ہم تو سائنس دان بن چکے ہیں، کمپیوٹر میں انجینیئرنگ کر لی ہے، فلاں ڈگری بھی حاصل کر لی ہے اور فلاں بھی، ہمیں تو اعداد و شمار

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ہی پتہ چل جاتا ہے، اس لیے ہم پہلے سے ہی پیش گوئی کر لیتے ہیں، پھر اسی کی بنیاد پر اعلان کر دیتے ہیں کہ فلاں دن رمضان شریف ہوگا اور فلاں دن عید ہوگی۔

ایک مرتبہ ہم ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں ستائیس میڈیکل ڈاکٹرز موجود تھے۔ ان کے درمیان مجھے بیان کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی مہربانی کی کہ بعد میں وہ سب ڈاکٹر سلسلے میں بیعت ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگیاں بھی بدل دیں۔

وہاں پر یہی رویت ہلال کی بحث چل پڑی۔ پھر وہ ڈاکٹرز کہنے لگے کہ اچھا! ہم حضرت صاحب سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا: حضرت! آج کے دور میں چاند دیکھنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہم اعداد و شمار بھی کر سکتے ہیں:

میں نے کہا: بھئی! نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

صُومُوا لِرُؤيَتِهِ وَاَفطِرُوا لِرُؤيَتِه

''تم جب چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند کو دیکھو تو افطار کرو۔''

اس لیے ہمارے سامنے تو ایک سیدھا سا اصول ہے کہ ہم اس حدیث پر عمل کیا کریں۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر صاحب جو قرآن مجید کی کچھ زیادہ ہی فہم رکھتے تھے وہ کہنے لگے کہ آج کے دور میں بھی آپ یہ بات کر رہے ہیں: حالانکہ آپ نے انجینیئرنگ بھی کی ہوئی ہے۔ کیا آج بھی چاند دیکھنے کی ضرورت ہے؟ آج تو بندہ پہلے ہی پیش گوئی کر سکتا ہے، جب چاند پر انسان پہنچ چکا ہے تو کیا اس کو پتہ نہیں کہ چاند نظر کب آئے گا؟

پھر میں نے اس کو حقیقت سمجھائی۔ میں نے کہا: ہمارے سامنے کچھ عرصہ پہلے یہ مسئلہ آیا تھا، ہم نے کہا کہ ہم خود اس کے بارے میں ریسرچ کرتے ہیں تا کہ ہمیں پتا چلے کہ حقیقت کیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب چاند کے دن پورے ہو جاتے ہیں تو ایک آخری دن ایسا آتا ہے کہ جب چاند نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اس کو جب دیکھیں تو وہ ان دنوں میں سیاہ ہو چکا ہوتا ہے، نظر ہی نہیں آتا۔ سائنس کی ٹرمینالوجی (اصطلاح) میں اسے Birth of new moon. (نئے چاند کی پیدائش) کہتے ہیں۔ اس کو سمجھنے میں ہمارے کئی دوست غلطی کر جاتے ہیں۔ وہ Crest (ہلال) کو نیا چاند کہہ دیتے ہیں۔ سائنس کی زبان میں وہ نیا چاند نہیں۔ ہلال اور نئے چاند میں فرق ہے۔ جب چاند گھٹتے گھٹتے نظر آنا بند ہو جاتا ہے تو اس کو .Birth. of new moon کہتے ہیں۔ پھر اس کے سترہ یا بیس گھنٹوں کے بعد وہاں چاند نظر آ سکتا ہے۔ اس کو ہلال کہتے ہیں۔ ہم اس Crest (ہلال) کو دیکھ کر عید مناتے ہیں۔ New moon (نئے چاند) کو دیکھ کر نہیں مناتے۔ تو یہ ایک سائنسی مغالطہ ہے جو ہمارے لکھے پڑھے حضرات کو لگ جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ: جی سائنس دانوں نے کہہ دیا ہے کہ اب Birth of new moon (نئے چاند کی پیدائش) ہو چکی ہے۔ لہٰذا نظر آ جائے تو بھی عید پڑھو اور نظر نہ آئے تو بھی عید پڑھو۔ او خدا کے بندو! سمجھنے کی کوشش کرو کہ سائنس دان Birth of new moon کس کو کہہ رہے ہیں؟ جب چاند بالکل نظر آنا بند ہو جائے۔ کبھی کبھی چاند کی پیدائش کے بیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھی بارہ چودہ گھنٹے بھی ہوتے ہیں۔ اس دوران یہ چانس بھی ہوتا ہے کہ چاند نظر آ جائے اور یہ چانس بھی ہوتا ہے کہ نظر نہ آئے۔ ایسی صورت میں سائنس دان پھنس جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایسی ہی صورت حال تھی اور فقیر اس وقت امریکہ میں تھا۔ ہمیں تو وہاں ایک ایک منٹ میں تین تین کالیں آ رہی ہوتی ہیں کہ حضرت! بتائیں کہ چاند نظر آئے گا کہ نہیں، اگر چاند نظر آ گیا تو ہم روزہ رکھیں گے اور نظر نہ آیا تو ہم روزہ نہیں رکھیں گے۔ ان کو ہم جواب دیتے ہیں کہ ہم چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی کوشش جاری رکھیں، تاکہ سنت پر بھی عمل ہو جائے اور ہم Space Museum (خلائی عجائب گھر) سے بھی معلومات لیتے ہیں۔

واشنگٹن میں بہت سارے عجائب گھر ہیں۔انہیں Smithsonion series of museums کہتے ہیں۔دنیا ان کو دیکھنے کے لیے جاتی ہے۔ان میں سے ایک Space Museum (خلائی عجائب گھر) بھی ہے۔وہاں ایک ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے جہاں خلا کے اندر چوبیس گھنٹوں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔

میں نے وہاں سے سپیس میوزیم میں فون کیا اور وہاں پر بیٹھے ہوئے بندے سے میں نے خود بات کی۔میں نے اس سے کہا کہ میں امریکہ میں فلاں جگہ پر ہوں، کیا اس وقت مجھے Crest (ہلال) نظر آ سکتا ہے۔اس نے جواب دیا کہ نظر آنے کے چانسز ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی ہو سکتے۔میں نے کہا: کیا مطلب؟ اس نے مجھے ایک موٹی سی بات سمجھائی کہ چاند اپنے جس مدار کے اندر چل رہا ہے اس کا وہ مدار ایک لائن کی طرح نہیں، بلکہ یوں سمجھیں کہ پانچ سو کلومیٹر موٹا ٹائر ہے اور اس کے اندر چاند کہیں سے بھی گزر سکتا ہے۔یعنی قریب سے بھی گزر سکتا ہے اور دور سے بھی گزر سکتا ہے۔دوسرے لفظوں میں اس کو یوں سمجھیں کہ وہ مدار کسی دھاگے کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ مدار کئی کلومیٹر موٹا ہے۔اس میں چاند بالکل دائرے کی شکل میں نہیں چل رہا، لہٰذا قریب سے بھی گزر سکتا ہے اور دور سے بھی گزر سکتا ہے۔اس لیے کہ

......چاند کے اپنے اندر زلزلے بھی آتے ہیں،

......چاند کے اپنے اندر کئی پراسیس ہو رہے ہوتے ہیں،

......یوں سمجھیں کہ ایٹم بم چل رہے ہوتے ہیں۔

لہٰذا چاند کی پوزیشن مختلف ہوتی رہتی ہے۔چنانچہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چاند نظر آئے گا یا نہیں آئے گا۔

ان کی ایک Naval Observatory (بحریہ کا تحقیقاتی ادارہ) ہے۔ بحریہ والوں کو چاند کی گردش کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ چاند کی چودہ تاریخ کو High Tide (جوار بھاٹا) ہوتا ہے۔ High Tide سے کیا مراد ہے؟ کہ اس تاریخ کو سمندر کے اندر بہت ہی زیادہ مدوجزر ہوتی ہے۔ اس لیے جہاز رانوں کو پتا ہونا چاہیے کہ High Tide کب ہوگی اور Low Tide کب ہوگی۔ لہٰذا وہ چاند کی گردش کے بارے میں معلومات لیتے رہتے ہیں۔ لہٰذا آج دنیا کہتی ہے کہ

We trace each inch of the trajectory of moon.

''ہم چاند کے راستے کے ایک ایک انچ کو ٹریس کرتے ہیں۔''

اس لیے ہمارے پاس چاند کے بارے میں ہر وقت صحیح اور تازی ترین معلومات ہوتی ہیں۔ میں نے اس بحریہ کے تحقیقاتی ادارے میں خود فون ملایا۔ وہاں پر ایک خاتون تھی۔ اس نے کہا کہ ہمارے کمپیوٹر سیکشن میں آپ کو اس کا جواب مل سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے کمپیوٹر سیکشن میں رابطہ کیا۔ وہاں بھی ایک خاتون انجینیئر بیٹھی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں فلاں جگہ سے بول رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آج میں اپنی آنکھوں سے چاند دیکھوں۔ اب آپ بتائیں کہ سپر کمپیوٹر کے مطابق اس کے کتنے چانسز ہیں۔ اس نے کہا: جی! ہم بتا نہیں سکتے، کیونکہ آج اس مہینے میں ایسا معاملہ ہے کہ چاند نظر آ بھی سکتا ہے اور نظر نہیں بھی آ سکتا۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ اس نے مجھے ذرا اور زیادہ تفصیل سے بات سمجھائی۔

وہ کہنے لگی: دیکھیں! ہم جب چاند کی Trajectory (راستے) کو ماپتے ہیں تو ہمارے پاس بظاہر کوئی چیز نہیں ہوتی، ہمارے پاس ایک Mathematical Mathematical model (ریاضیاتی ماڈل) بنا ہوا ہے جسے ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

simulatro کہتے ہیں۔ وہ ایکوایشنز ہیں۔ وہ Mathematical equations (حسابی مساوات) کتنی ہیں؟ وہ 10000 ایکوایشنز ہیں ان کو ہم کیلکو لیٹ کر کے بتا سکتے ہیں کہ اس وقت چاند کہاں ہوگا۔ لیکن اس میں six thousand (6000 متغیرات) vriables ہوتے ہیں...... جو لوگ Mathematics (ریاضی) پڑھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کچھ Constants (مستقل مقداریں) ہوتی ہیں اور کچھ Variables (متغیر مقداریں) ہوتی ہیں...... اس خاتون نے کہا کہ ان ایکوایشنز میں چھ ہزار متغیر مقداریں ہیں اور کسی ایک Variable (متغیر مقدار) کے Vary (متغیر) ہونے سے چاند کی لوکیشن میں فرق پڑ سکتا ہے۔ وہ کہنے لگی جب چاند کی Trajectory (راستے) میں چھ ہزار Variables (متغیر مقداریں) ہیں تو کون گارنٹی سے کہہ سکتا ہے کہ چاند اس وقت یہاں ہوگا۔ لہٰذا ہم سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتے، باوجود اس کے کہ ہم چاند پر پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا یہ تو بندہ دیکھ کر ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔

میں نے کہا: قربان جاؤں اپنے آقا ﷺ کی سنت پر، جو لوگ سائنس دان بن کر چاند پر پہنچ چکے ہیں وہ بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ چھ ہزار متغیر مقداروں میں سے کسی ایک میں بھی فرق آ جائے تو چاند کی لوکیشن میں فرق پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا ہم ایکوایشنز پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ اگر فیصلہ کرنا ہوگا تو ہمارے پاس اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ ہم ظاہر میں دیکھ کر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے چودہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ۔

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ

”تم جب چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند کو دیکھو تو افطار کرو۔“

معلوم ہوا کہ اتنی ریسرچ کے باوجود:

”کھوتی مڑ تڑ کے بوہڑ ہیٹھ“

www.besturdubooks.wordpress.com

جب بحریہ والوں نے بھی کہہ دیا کہ ہم نہیں کہہ سکتے، یہ تو دیکھ کر فیصلہ کرنا پڑے گا تو میں نے کہا کہ پھر میرے آقا ﷺ کی بات سچی ہوئی۔ پتا چلا کہ ہم سائنس میں جتنا بھی آگے چلے جائیں۔ بالآخر میرے آقا اور میرے سردار ﷺ کی ہی باتیں سچی اور پکی ہوں گی اور ہمیں بالآخر ہوں گھٹنے ٹیکنے ہوں گے اور ان چیزوں کو قبول کرنا ہو گا۔

عزیز نوجوانو! اگر ہم سائنس پڑھنے والے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم سنت پر سائنس کے نقطہء نظر کے مطابق بھی سوچ بچار کیا کریں اور نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کے فائدے ہم لوگوں کے سامنے کھولیں تا کہ سنت کو چھوڑ کر زندگی گزارنے والے ذوق اور شوق سے سنتیں اپنائیں۔ وہ دنیا میں بھی نقصان اٹھاتے ہیں اور ان کا آخرت کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ اس نقصان پانے والی انسانیت کا فائدہ سوچیے اور اس کو سنت کے راستے پر لگانے کی کوشش کیجیے۔ جو آدمی پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور اس کو سائنس کی روشنی نہیں پہنچ سکی، اس کو دنیا تو فائدہ نہیں پہنچا سکی، مگر میرے محبوب ﷺ کی مبارک سنتوں نے اسے بھی فائدہ پہنچا دیا۔ اگر وہ پہاڑ کی چوٹی پر رہ کر سنت پر عمل کر رہا ہے، گویا اس کو وہاں بھی فائدہ مل رہا ہے۔ محسنِ انسانیت کے طریقوں میں انسانیت کے لیے فائدے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے محبوب ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کر کے اللہ کے ہاں بھی سرخرو ہو جائیں اور دنیا کے فائدے بھی پا جائیں۔

نمازوں کی رکعتیں اور سائنسی توجیہات:

جب آدمی رات کو سوتا ہے تو اس کی نبض کی رفتار بھی کم ہو جاتی ہے اور جب صبح اٹھتا ہے تو اس کے جسم میں شوگر لیول بھی ڈاؤن ہوتا ہے۔ اس کا بلڈ پریشر بھی کچھ ڈاؤن ہوتا ہے۔ اس لیے ڈاکٹر شوگر والوں کو کہتے ہیں کہ صبح اٹھ کر آپ اپنا شوگر لیول

www.besturdubooks.wordpress.com

چیک کریں کہ کتنا ڈاؤن ہو چکا ہے۔ جب صبح کے وقت اس کا کولیسٹرول لیول ہی ڈاؤن تھا اور شوگر لیول بھی ڈاؤن تھا تو اس ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایکسر سائز کرنے کا حکم دیا۔ جس کو فجر کی نماز کہتے ہیں۔ اس نماز کی رکعتیں کتنی بنائی گئیں؟ چار رکعتیں یعنی مختصر سی۔ کیوں؟ اس لیے کہ لیول پہلے ہی ڈاؤن ہے۔ لہٰذا زیادہ ایکسر سائز کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن جب دن ہوا تو اب ہم نے ناشتہ بھی کر لیا، پھر دوپہر کے وقت ماشاء اللہ ٹکا کے دوپہر کا کھانا بھی کھایا۔ جب وہ دوپہر کے کھانے کے بعد شوگر لیول اور کولیسٹرول لیول اوپر چلا گیا تو رب کریم نے ظہر کی رکعتیں بھی کتنی بنا دیں؟ بارہ رکعتیں۔ اس لیے کہ بھئی! اب چار رکعتوں سے تیرا کام نہیں بنے گا۔ تو نے ٹکا کے کھایا ہے، اوپر سے فانٹا کا جام بھی چڑھایا، پھر آئس کریم کا کپ بھی کھایا، لہٰذا اب چار رکعتوں کی بجائے بارہ رکعتوں سے تیرا کام بنے گا۔ اس لیے تم اب بارہ رکعتیں پڑھو۔ چنانچہ ہم نے جب بارہ رکعتیں پڑھ لیں تو ہمارا کولیسٹرول لیول اور شوگر لیول اور بھی ڈاؤن ہو گیا۔

عصر کے وقت کے لیے بارہ رکعتوں کی ضرورت نہیں بلکہ چار رکعتوں سے بھی کام بن سکتا ہے۔ باقی چار آپشنل کہہ دی گئیں۔ یعنی چار تو فرض ہیں اور باقی چار سنت غیر مؤکدہ ہیں، اگر پڑھ لیں تو اس میں تمہارا فائدہ ہے اور اگر نہیں پڑھو گے تو تمہارے مرضی ہے۔ تمہیں ان کو چھوڑنے کی بھی اجازت ہے۔ لہٰذا عصر کے وقت کی ایکسر سائز بھی تھوڑی کر دی گئی۔

اس نماز کے بعد ہم چائے پیتے ہیں اور تھوڑے بہت بسکٹ کھاتے ہیں، اسے عصرانہ کہتے ہیں۔ پھر مغرب کی نماز میں سات رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اب رکعتیں کیوں بڑھا دی گئیں؟ اس لیے کہ تم نے چائے پی اور انگلش بسکٹ کھائے۔ جس سے تمہارا کولیسٹرول لیول اتنا اونچا ہو گیا کہ اب تمہیں پہلے کی نسبت زیادہ ایکسر سائز

www.besturdubooks.wordpress.com

کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اب سات رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

مغرب کے بعد ہم نے پھر ڈنر لیا، اس میں دوستوں کو بھی بلایا اور ان کا کے کھایا۔ لہٰذا پروردگار نے عشاء کی نماز کی سترہ رکعتیں کر دیں...... کیوں بھئی! دوپہر کا کھانا کھایا تھا تو بارہ رکعتیں اور رات کا کھانا کھایا تو سترہ رکعتیں...... اس لیے کہ دن کی بارہ رکعتیں پڑھنے کے بعد بھی ہم نے جاگنا تھا اور کام کرنا تھا اور کولیسٹرول لیول اور شوگر لیول کم ہونے کا موقع موجود تھا۔ مگر اب تو تم نے کھا کے سو جانا ہے لہٰذا تمہیں اضافی کام کرنا پڑے گا۔ پروردگار نے ہماری صحت کا خیال رکھا۔

رمضان المبارک میں ہم سارا دن روزے کے ساتھ رہتے ہیں اور جب افطاری کا وقت آیا تو ہم نے خوب کھجوریں بھی کھائیں، اور خوب روح افزا بھی پیا، خوب کباب بھی کھائے اور خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ لہٰذا پیٹ بھر کر کھانے کے بعد پروردگار نے فرمایا: تم نے بھوکے رہنے کے بعد اب کسر نکالی ہے لہٰذا اب سترہ رکعتوں سے بھی کام نہیں بنے گا۔ اب بیس رکعتیں اور بھی پڑھنی پڑھیں گی۔ کیونکہ تمہارا کولیسٹرول لیول اور شوگر لیول بہت زیادہ ہائی چلا گیا ہے۔ اب تمہیں اضافی محنت کرنی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیے کہ ایک بندہ اپنے گھر سے باہر سفر پر چلا۔ جب بندہ سفر پر جاتا ہے تو بھاگ دوڑ کر رہا ہوتا ہے۔ کبھی ادھر اور کبھی ادھر ایکسر سائز ہوتی رہتی ہے۔ اس ایکسر سائز میں شوگر لیول تو پہلے ہی ڈاؤن ہوتا ہے۔ پروردگار جانتے ہیں کہ اس کا شوگر لیول اور کولیسٹرول لیول ڈاؤن ہے، لہٰذا مسافر کے لیے اللہ تعالیٰ نے جماعت معاف اور نماز ہاف (آدھی) کر دی۔

معلوم ہوا کہ پروردگار نے ہمیں جو بھی حکم دیا اس میں ہم انسانوں کا ہی فائدہ ہے۔ لہٰذا اگر ہم نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں پر عمل کرتے چلے جائیں گے تو ہمیں

www.besturdubooks.wordpress.com

خود بخود فائدے ملتے چلے جائیں گے۔ چاہے ہمیں پتہ ہو یا نہ پتہ ہو۔ یہ دنیا ٹھوکریں کھاتی پھرے گی اور بالآخر ریسرچ کر کے جس منزل پر پہنچے گی، یہ وہی جگہ ہوگی جہاں میرے محبوب ﷺ کے قدموں کے مبارک نشان ہوں گے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

بڑے بڑے سائنس دان ریسرچ کرنے کے بعد بالآخر کہاں پہنچیں گے؟ اس جگہ پر جہاں میرے محبوب ﷺ کی سنت ہوگی۔ تو کھوتی نے مڑ تڑ کے کہاں پہنچنا ہے؟ اس بڑ کے درخت کے نیچے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پہلے ہی اس شجرۂ طیبہ کا سایہ عطا فرما دے اور نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں والی زندگی عطا فرما دے، تا کہ ہم دنیا میں بھی سرخرو ہوں اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ﴾

رسوخ فی العلم کیسے؟

بیان: پیرِ طریقت حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

"نفس پرستی، شہوت پرستی، زر پرستی، زن پرستی، یہ سب کی سب بت پرستی کی اقسام ہیں، خدا پرستی کوئی اور چیز ہے۔"

ہم نے خدا پرستی سیکھنی ہے، خواہشات کی پوجا نہیں کرنی۔ ہم نے اپنے رب کی مرضی پر عمل کرنا ہے۔ یہ سب سے مشکل کام ہے۔ جس طالب علم نے اپنے نفس کو لگام دے دی، لوہے کا لنگوٹ باندھ لیا۔ اس کے لیے پھر اللہ تعالیٰ علم کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

اگر یہ تین چیزیں ہمارے اندر آجائیں تو ہمیں رسوخ فی العلم نصیب ہو جائے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

رسوخ فی العلم کیسے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

﴿ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا o ﴾

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ اٰخَرَ

﴿ وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ

وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ﴾

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ اٰخَر

﴿ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ

وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

کتابِ الٰہی کے محافظ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ ﴾

رَبّٰنِيُّوْنَ سے مراد "رب والے" "اللہ والے" اَحْبَار حبر کی جمع ہے، یعنی "علم والے"۔ یعنی "علمائے کرام اور مشائخ عظام" ان کا فرضِ منصبی کیا ہے؟ ﴿بِمَا

استُحْفِظُوا مِنْ کِتٰبِ اللّٰہِ﴾۔انہوں نے اللہ رب العزت کی کتاب کی حفاظت کرنی ہے۔انہوں نے قرآن مجید کی ہر ہر آیت پر ڈیرے ڈالنے ہیں۔الفاظ کی بھی حفاظت کرنی ہے اور معانی کی بھی حفاظت کرنی ہے۔

جس طرح حفاظِ کرام الفاظِ قرآن کے محافظ ہیں اور علمائے کرام معانیِ قرآن کے محافظ ہیں، اسی طرح محدثین کرام الفاظِ حدیث کے محافظ ہیں اور فقہائے کرام معانی حدیث کے محافظ ہیں۔

حدیث کہتے ہیں بات کو اور فقہ کہتے ہیں بات کی سمجھ کو۔

﴿فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا﴾

''اس قوم کو کیا ہوا کہ بات ہی نہیں سمجھتے؟''

بات کی سمجھ انسان کو تعلیم سے حاصل ہوتی ہے۔یہ بچے جو آج شاگرد بن کر استاد کے سامنے پڑھ رہے ہیں یہ کل مسندِ ارشاد پر بیٹھ کر دوسروں کو پڑھا رہے ہوں گے۔

نیت کی اہمیت:

ہر عمل کی ابتدا نیت سے ہوتی ہے۔اس لیے آج کی اس محفل میں طلبا اپنے کام کی ابتدا تصحیحِ نیت کے ساتھ کریں۔انسان جس راستے پر چلتا ہے اسکے ذرات بھی نظر آتے ہیں اور جس راستے پر نہیں چلتا اس کے پہاڑ بھی نظر نہیں آتے۔نیت کو صحیح کرنا یہ عمل کی بنیاد ہے۔نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

اکابرینِ امت نے نیت کی اہمت کے بارے میں گراں قدر اقوال ارشاد فرمائے ہیں، مثال کے طور پر:

⊙.....سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

لَا عَمَلَ لِمَنْ لَّا نِيَّةَ لَهُ

"جس بندے کی کوئی نیت نہیں اس کا عمل نہیں"

⊙......یحییٰ بن کثیر ؒ فرمایا کرتے تھے:

"نیت کرنا سیکھو! اس لیے کہ نیت کرنا عمل سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔"

⊙......داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کبار اولیا میں سے گزرے ہیں۔ وہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ انہوں نے جو مجلس تدوینِ فقہ بنائی تھی اس کے چالیس نمایاں حضرات میں سے تھے۔ اس مجلس میں،

⊙......امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جیسے کثیر الحدیث عالم تھے،

⊙......قاسم بن معین اور محمد بن حسن جیسے ادب اور عربیت کے ماہر تھے،

⊙......امام زفر رحمۃ اللہ علیہ جیسے قیاس اور استحسان کے بادشاہ تھے،

اس مجلس میں داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جیسے تقویٰ کے پہاڑ بھی تھے۔ یہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

"حسنِ نیت ہر خیر کا مجموعہ ہے۔"

⊙......سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ خود صاحبِ مذہب فقیہ گزرے ہیں۔ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں کچھ بڑے تھے مگر علم میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کرتے تھے۔ ان کی کتب منگوا کر اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک عالم ان سے ملنے آئے تو انہوں نے ان کے سرہانے کے نیچے پڑی ایک کتاب دیکھی۔ وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتاب "کتاب الرھن" تھی۔ انہوں نے پوچھا: حضرت! آپ بھی یہ کتابیں پڑھتے ہیں؟ فرمانے لگے:

"میرا جی چاہتا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کی سب کتابیں میرے پاس ہوں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ان سے فائدہ اٹھاؤں۔‘‘

یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

’’میں اپنی نیت کی نگرانی سب سے زیادہ کرتا ہوں اس لیے کہ یہ ہر وقت ادلتی بدلتی رہتی ہے۔‘‘

یعنی نیت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ نیت کی نگرانی بھی کرتے تھے۔

◎......امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بزرگ آتے تھے۔ ان کو ابو ہاشم صوفی کہا جاتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

’’اگر ابو ہاشم صوفی نہ ہوتے تو میں ریا کی دقیق باتوں سے کبھی واقف نہ ہو سکتا۔‘‘

اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر پتہ چلتا ہے کہ ریا کیا ہوتی ہے اور تصحیح نیت کیا ہوتی ہے؟

◎......یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

’’نیت کو ٹھیک رکھنا بڑے بڑے عمل کرنے سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔‘‘

◎......عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ ان کے بارے میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس بات کی آرزو ہی کرتا رہا کہ میری زندگی کا کوئی ایک سال عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی مانند گزر جائے مگر میں تین دن سے زیادہ اس ترتیب پر نہ گزار سکا۔ وہ عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے۔

’’نیت کے صحیح ہونے سے چھوٹے عمل بھی اللہ کے ہاں بہت بڑے بن جایا کرتے ہیں اور نیت کے صحیح نہ ہونے سے بڑے عمل بھی اللہ کے ہاں بے قیمت بن جایا کرتے ہیں۔‘‘

www.besturdubooks.wordpress.com

حصولِ علم میں نیت کا پہلو:

طلبا کی نیت کیا ہو؟ کیا یہی نیت ہو کہ

- ......ہم عالم بن کر خطیب بنیں گے،
- ......فقیہ بنیں گے،
- ......واعظ بنیں گے،
- ......امام بنیں گے،

نہیں، نیت یہ ہونی چاہیے کہ میں اپنے اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہوں، میں یہ کام کیسے کروں، یہ علم مجھے کتابوں سے ملے گا، لہٰذا میں وہ علم پڑھنے کے لیے اساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب آپ اس نیت کے ساتھ پڑھیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بھی عطا فرما دیں گے۔

نیت کی فوقیت عمل پر:

نبی علیہ السلام نے دوسری جگہ پر فرمایا:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ

''مومن کی نیت اس کے عمل سے بھی زیادہ بہتر ہوتی ہے''

اس کی تین وجوہات ہیں:

سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ مومن جب بھی کسی نیک عمل کی نیت کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی فوراً لکھ دی جاتی ہے۔ اگرچہ بعد میں وہ عمل کرے اور ریاکاری کی وجہ سے اس عمل پر کوئی اجر نہ ملے۔ یعنی عمل پر اجر ملے نہ ملے، نیت پر اجر فوراً مل جاتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نیت کے اندر دوام ہے، نیت کے اندر طول ہے، عمل کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر نہیں......وہ کیسے؟......کہ ایک آدمی زندگی میں نیکی تو سو سال کرتا ہے، اس سے زیادہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کی عمر ہی اتنی ہوتی ہے۔ گویا کہ عمل کی ایک حد ہے۔ لیکن اس پر اس کو اجر کیا ملے گا؟ کہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا۔ اسی طرح ایک آدمی نے گناہ تو کیے سو سال، لیکن ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اب یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ محدود عمل پر ہمیشہ سزا، یا محدود عمل پر ہمیشہ جزا!......اس کا کیا مطلب ہوا؟......علما نے اس کا جواب لکھا ہے کہ جس نے سو سال نیکی پر گزارے اس بندے کے دل میں نیت یہ تھی کہ جب تک وہ زندہ رہے گا، اس وقت تک اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کرتا رہے گا۔ چنانچہ اسی نیت کی وجہ سے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت کی نعمتیں دے دی گئیں۔ اور دوسری طرف جو کافر تھا، اس کی نیت یہ تھی کہ میں اللہ کو نہیں مانوں گا۔ چونکہ اس کی نیت ایسی تھی اس لیے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی سزا دی جائے گی۔ تو عمل محدود ہوتا ہے مگر نیت کے اندر طول ہوتا ہے، اس لیے نیت عمل سے زیادہ افضل ہوتی ہے۔

علما نے اس کی ایک تیسری وجہ بھی لکھی ہے۔ وہ یہ کہ عمل تو انسان جسم کے کسی بھی عضو سے کر سکتا ہے مگر نیت ہمیشہ دل سے ہوتی ہے۔ اور دل چونکہ باقی اعضا سے افضل ہے اس لیے مومن کی نیت بھی باقی اعمال سے افضل ہوتی ہے۔

نیت کی خرابی، اعمال کی بربادی:

یاد رکھیں! جس طرح سرکہ شہد کو فاسد کر دیتا ہے اسی طرح نیت کی خرابی بھی انسان کے عمل کو فاسد کر دیتی ہے۔ ہمارے مشائخ نے کہا کہ اگر انسان چھٹانکوں کے حساب سے اپنے عمل پر محنت کرتا ہے تو منوں کے حساب سے اسے اپنی نیت پر محنت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیت یہ ہونی چاہیے کہ ہم جو کچھ بھی کریں اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کریں۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ فقط نیت سے ہی کام بن

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے گا۔ ایک آدمی سفر کی نیت تو کر لے کہ منزل پر جانا ہے مگر قدم ہی نہ اٹھائے تو وہ منزل پر ہرگز نہیں پہنچ سکے گا۔ چنانچہ اگر انسان محض تمناؤں سے سوچے کہ مجھے جنت ملے گی تو یہ احمقوں کی بات ہوگی۔ اس لیے کہ عمل ضروری ہے۔

عملِ صالح کی ضرورت واہمیت:

یہی وجہ ہے کہ ایمان لانے کے ساتھ ساتھ عمل صالح کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴾

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا،

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا ﴾

نیک اعمال ہی کی وجہ سے بندے کو اللہ رب العزت کے ہاں عزت نصیب ہو گی۔ اسی لیے کافر لوگ قیامت کے دن اعمال نہ ہونے کی وجہ سے پریشان پھریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴾

اگر آپ دیکھیں ان مجرموں کو جو اپنے رب کے سامنے شرمساری کی وجہ سے سر جھکا کے کھڑے ہوں گے۔

اور کیا کہیں گے؟

رَبَّنَا اَبْصَرْنَا "اے ہمارے پروردگار! اب ہم نے دیکھ لیا"

وَسَمِعْنَا "اور ہم نے سن لیا"

فَارْجِعْنَا "پس ہمیں واپس دنیا میں لوٹا دیجئے"

www.besturdubooks.wordpress.com

نَعمَل صَالِحاً اِنَّا مُوقِنُون

''اب ہم نیک عمل کریں گے، ہمیں پکا یقین آ گیا ہے''

تو معلوم ہوا کہ قیامت کے دن مجرم لوگ بھی تمنا کریں گے کہ اے کاش! ہم نے بھی نیک عمل کیے ہوتے۔

قیامت کے دن انسانوں کو بہت حسرت ہوگی۔ اس لیے قیامت کے دن کا ایک نام ''یَوْمُ الْحَسْرَةِ'' (حسرت کا دن) بھی ہے۔ بہت حسرتیں ہونگی کہ کاش! ہم نے یہ نہ کیا ہوتا۔

⊙...... ﴿ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴾

⊙...... ﴿يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا﴾

کاش میں نے فلاں سے دوستی نہ لگائی ہوتی۔

⊙...... ﴿ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاءَنِيْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴾

تو فرمایا: اس دن تمام انسانوں میں سب سے زیادہ حسرت اس عالم کو ہوگی جس کی باتوں کو سن کر لوگ عمل کریں گے اور جنت میں جا رہے ہوں گے اور وہ خود اپنے عمل کی کمزوری کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جا رہا ہوگا۔ اس لیے ایک صحابیؓ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم دیکھو گے کہ جاہل عبادت گزار ہوں گے اور وقت کے علما بدکار ہوں گے۔ اس لیے علم پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

جو اعمال ہم کر رہے ہیں وہ ہمارے لیے جنت اور جہنم کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ ہمارا اٹھنے والا ہر قدم یا تو ہمیں جنت کے قریب کر رہا ہے یا جہنم کے قریب کر رہا ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہے تو جنت کے قریب اور اگر نفسانیت اور شیطانیت کی وجہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے تو جہنم کے قریب۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ علم پر عمل کرنے والا انسان اللہ کا دوست ہوتا ہے، لہٰذا انسان اس بات سے اللہ رب العزت کی پناہ مانگے کہ زبان عالم ہو اور دل جاہل ہو۔ اس لیے ہمارے اکابر فرماتے تھے کہ دنیا میں ہر کسی کا محبوب ہوتا ہے اور ہمارا محبوب نیک عمل ہے، وہ جہاں ملے گا ہم اسے پائیں گے، یعنی کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ نیک اعمال کی تلاش میں رہیں، جتنا کر سکتے ہیں کر لیجیے۔ جیسے تاجر کو جہاں بھی کچھ نفع ہو وہ اسے چھوڑتا نہیں۔ اسی طرح یہ نیک اعمال ہمارے لیے نفع ہیں، اس لیے ہر دن میں انہیں اکٹھا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ نیک عمل کر کر کے تھکیں اور تھک تھک کر پھر نیک عمل کریں۔ ایک شوق اور لگن ہو، اس لگن کے ساتھ انسان نیک اعمال کرنے میں مگن ہو۔ جب کسی کے پاس وقت کم ہو تو وہ تیزی سے کام کرتا ہے۔ مثال کے طور پر: ایک طالب علم امتحان دے رہا ہے اور وقت بہت کم ہے تو وہ تیز تیز لکھنے کی کوشش کرتا ہے اور کھلاڑی کے پاس وقت کم ہو تو وہ زیادہ سے زیادہ رنز بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہماری زندگی کا وقت کم ہے۔ اس لیے ہم بھی زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ بھی کوشش کریں کہ ہم ایسے اعمال کریں جن پر ہمیں بہترین اجر مل سکے۔

رسوخ فی العلم کی معاون تین چیزیں

جلالین شریف کے حاشیے میں لکھا ہوا ہے کہ راسخین فی العلم میں شامل ہونے کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں۔

(۱)......تقویٰ

سب سے پہلی چیز ہے کہ بندے کے اندر تقویٰ ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلتَّقْوٰی فِیْمَا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ

’’تقوی وہ ہے جس کا تعلق بندے اور اللہ کے درمیان ہے۔‘‘

تقوی کچھ کرنے کا نام نہیں، بلکہ کچھ کام نہ کرنے کا نام تقوی ہے۔ تقوی کی آسان تعریف یہ ہے کہ ’’ہر اس عمل کو ترک کر دینا جس کے کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آ جائے، تقوی کہلاتا ہے۔‘‘

دل کی گواہی:

تعلق باللہ میں فرق آ رہا ہوتا ہے یا نہیں، یہ دل بتاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے سینے میں جو یہ دل بنایا ہے، یہ انسان کو صحیح صورت حال بتاتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا کہ اگر تم اپنی حقیقت معلوم کرنا چاہو تو اپنے دل سے گواہی لو، دل وہ گواہ ہے جو کبھی رشوت قبول نہیں کرتا، ہمیشہ سچی گواہی دیتا ہے۔ چنانچہ ہم جب بھی اپنی اوقات معلوم کرنا چاہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دل کے اندر جھانک کر دیکھیں، ہمیشہ سچی گواہی ہی آئے گی۔ دنیا میں دل کی عدالت سے بڑی عدالت کوئی نہیں۔ اس لیے ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی اپنے آپ کو ضمیر کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر کے پوچھا کریں کہ کتنے پانی میں ہو؟ اندر سے صحیح گواہی ملے گی۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ وَلَوْ اَفْتَاکَ الْمُفْتِیُوْنَ

تقوی کی اہمیت:

قرآن مجید میں جتنی تقوی کی اہمیت بتائی گئی ہے، شاید کسی دوسرے عمل کی اتنی اہمیت نہیں بتائی گئی۔ ایک ایک آیت میں دو دو اور تین تین مرتبہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے! اگر پورے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ صرف ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم فرما دیتے تو اس کا اختیار کرنا فرض ہو جاتا۔ مگر ہر چند آیتوں کے بعد...... اِتَّقُوا اللّٰہ، اِتَّقُوا اللّٰہ، اِتَّقُوا اللّٰہ...... فرمایا۔ پھر ایک ایک آیت کے اندر دو دو مرتبہ بھی فرمایا۔ کوئی آدمی ایک ہی بات کو ایک سانس میں دو مرتبہ دہرائے تو اس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾

دیکھیں! آیت کے شروع میں بھی اِتَّقُوا اللّٰهَ اور آخر میں بھی اِتَّقُوا اللّٰهَ فرمایا۔ یہاں تو ایمان والوں سے خطاب کیا اور دوسری جگہ سب انسانوں سے خطاب فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ﴾

آیت ایک ہی ہے اور اس میں دو مرتبہ تقویٰ کا حکم دیا۔

حصولِ برکت اور تقویٰ:

تقویٰ اختیار کرنے سے انسان کی زندگی میں برکتیں آتی ہیں۔ آج زندگیوں میں جتنی پریشانیاں ہیں، یہ برکت کے نہ ہونے کی وجہ سے ہیں۔

......نہ مال میں برکت

......نہ قوتِ حافظہ میں برکت

......نہ عزت میں برکت

......نہ صحت میں برکت

برکت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ تقویٰ کے سبب برکت نازل ہوتی ہے اور معصیت کے سبب برکت زائل ہو جاتی ہے۔ قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں:

﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ﴾

''اگر ان بستی دیسوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم آسمان سے اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے''

اللہ والوں کی ہر چیز میں برکت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ راسخین فی العلم ہوتے ہیں۔ ان کے وقت میں برکت آجاتی ہے۔ وہ تھوڑے وقت میں زیادہ کام کر جاتے ہیں۔ چند مثالیں سن لیجیے:

⊙ ...... حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ کی 925 کتابیں دار العلوم دیوبند کی لائبریری میں موجود ہیں۔ یہ کتابیں انہوں نے بلا واسطہ لکھیں اور جو کتابیں انہوں نے اپنے شاگردوں اور خلفا کو ہدایات دے کر لکھوائیں، ان کو بھی ملا کر سب کتابوں کی تعداد 2700 بنتی ہے۔ ہم ابھی تک ان کتابوں کو پڑھ بھی نہیں سکے۔

⊙ ...... ایک بزرگ ایسے بھی گزرے ہیں کہ انہوں نے اتنی کتابیں لکھیں کہ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی زندگی کے ایام کو ان کی کتابوں کے صفحات پر تقسیم کیا گیا تو بیس صفحے روزانہ کے بنے۔ اب بیس صفحے نئی کتاب کے روزانہ لکھ دینا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ کیا چیز تھی؟ یہ برکت تھی۔

⊙ ...... قوت حافظہ میں بھی برکت تھی۔ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد ایک مرتبہ رات کو دیر سے گھر آیا۔ بیوی الجھ پڑی کہ دیر سے کیوں گھر آیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ درس میں تاخیر ہوگئی۔ اس نے کہہ دیا کہ تیرے استاد کو ہی نہیں کچھ آتا، تجھے کیا آئے گا۔ اس نے غصے میں آکر کہا: اچھا! اگر میرے استاد کو ایک لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں تو تجھے تین طلاق۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب رات گزر گئی تو ان کے دماغ ذرا ٹھنڈے ہوئے۔ بیوی نے پوچھا: جی! طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ کیونکہ مشروط طلاق تھی۔ وہ اپنے استاد کے پاس پہنچے۔ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: حضرت! یہ واقعہ پیش آیا ہے، کیا ہمارا نکاح باقی ہے یا نہیں؟ حضرت مسکرائے اور فرمایا: جاؤ! میاں بیوی کی زندگی گزارو، ایک لاکھ حدیثیں مجھے اس طرح یاد ہیں جس طرح لوگوں کو سورت فاتحہ یاد ہوتی ہے۔

زمین کی زینت اور تقویٰ:

یاد رکھیے! آسمان کی زینت ستاروں سے ہے، زمین کے زینت پرہیزگاروں سے ہے۔ جیسے ہمیں آسمان پر ستارے جگمگ کرتے نظر آتے ہیں اسی طرح آسمان والوں کو زمین پر متقی لوگ یوں جھل مل کرتے نظر آتے ہیں۔

معاملات اور تقویٰ:

یہ تقویٰ فقط کھانے پینے کی حد تک محدود نہیں۔ یہ پوری زندگی پر حاوی ہوتا ہے۔ معاملات میں بھی تقویٰ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مطالعہ کر کے دیکھیے۔ تقویٰ کو سمجھنا ہو تو ان کی زندگی بہترین مثال ہے۔

ابتدا میں ان کی کپڑے کی دکان تھی۔ ایک دن ظہر کے وقت دکان بند کر کے آ رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا: نعمان! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جواب دیا: دکان بند کر کے جا رہا ہوں۔ پوچھا: حضرت! اتنی جلدی؟ فرمایا: ہاں! آج موسم ابر آلود ہے اور جب آسمان پر بادل ہوں اس وقت روشنی ٹھیک نہیں ہوتی اور یوں گاہک کو کپڑے کی صحیح کوالٹی کا پتہ نہیں چلتا، میں نے دکان اس لیے بند کر دی کہ کوئی کم قیمت کپڑے کو بیش قیمت کپڑا سمجھ کر دھوکہ نہ کھا جائے۔ اس امت کو تجارت یا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سکھائی یا پھر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سکھائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

احتیاط ہی تقویٰ ہے:

آدمی کو ہر کام میں احتیاط کرنی چاہیے۔ مثلاً غیر محرم کے چہرے کی طرف دیکھنا حرام ہے اور اگر برقع میں ہو اور اس پر نظر پڑ جائے تو فتویٰ ہے کہ اس کی اجازت ہے۔ لیکن اس کے کپڑوں کو بھی نہ دیکھنا، اس کا نام تقویٰ ہے۔ یعنی غیر عورت کا چہرہ تو کیا دیکھنا اس کے کپڑوں کو بھی نہ دیکھے۔ یہ سوچے کہ یہ نیلی ہے، پیلی ہے، جو ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔

چنانچہ متقی لوگ ہی اللہ کے ولی بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنْ اَوْلِيَآءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ﴾

''اس کے ولی وہی ہوتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کے عملوں کو قبول فرماتے ہیں۔''

(۲)......تواضع:

طالب علم میں دوسری چیز ایسی ہونی چاہیے جو اس کے اور دوسرے بندوں کے درمیان تعلق رکھتی ہے۔ اس کو ''تواضع'' کہتے ہیں۔

فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ

یعنی جو معاملات اللہ کے بندوں کے ساتھ ہوں اس میں طبیعت کے اندر تواضع ہو۔ تواضع کسے کہتے ہیں؟ دوسروں کے سامنے چھوٹا بن کر رہنا، تواضع کہلاتا ہے۔

بڑا بننے کا طریقہ:

نفس چاہتا ہے کہ بڑا بن کر رہے۔ یاد رکھنا! جو بڑا بننا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوٹا بن کر رہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بڑا بنا دیں گے۔ چھوٹا بن کے رہنے میں بڑائی ہے۔

زمین کی طرح جس نے عاجزی و انکساری کی
خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانپا آسماں ہو کر

ہمیں تواضع کا یہ سبق اوپر سے ملا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰہُ

''جس نے اللہ کے لیے تواضع اختیار کی، اللہ رب العزت اس کو بلندی عطا فرما دیتے ہیں۔''

نبی علیہ السلام جب کھانا کھانے کے لیے بیٹھتے تھے تو آپ ﷺ ٹیک نہیں لگاتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں اس طرح بیٹھ کر کھانا کھاتا ہوں جس طرح غلام اپنے آقا کے سامنے بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا

''اے اللہ! مجھے لوگوں کی نگاہوں میں بڑا کر دے اور مجھے میری اپنی نگاہوں میں چھوٹا بنا دے۔''

لوگوں کی نگاہوں میں بڑا کر دے کا کیا مطلب؟ اس لیے کہ بندہ دعوت الی اللہ کا کام اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک لوگوں کی نظر میں اس کا مقام نہیں ہو گا...... آج حالت یہ ہے کہ ہم لوگوں کی نظر میں چھوٹے ہوتے ہیں اور اپنے آپ میں ہم بہت بڑے ہوتے ہیں ہر وقت یہی بات ذہن میں ہوتی ہے کہ

''اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ''

''میں اس سے اچھا ہوں''

www.besturdubooks.wordpress.com

دس پندرہ بندے پڑھانے والے ہوں تو ہر ایک کہتا ہے کہ میں اس سے اچھا ہوں۔ مل کر رہنے والے ہوں تو الجھ پڑتے ہیں، ہر ایک کہتا ہے کہ میں اس سے اچھا ہوں۔ آج لڑائی اس بات کی ہی ہے۔ ہمارے مشائخ ایک عجیب بات فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ طلبا کو اس طرح رہنا چاہیے کہ ہر طالب علم دوسرے دوستوں کو سمجھے کہ اصحابِ کہف کی مانند ہیں اور میں اصحاب کہف کے کتے کی مانند ہوں، جس طرح اصحابِ کہف کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کتے کے ساتھ مغفرت کا وعدہ فرمالیا، میرے دوستوں کے صدقے مولا میری بھی مغفرت فرمادیں گے۔ ہم اس طرح دوسروں کو عزت دے کر دیکھیں، پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کیسے بلندیاں عطا فرماتے ہیں؟

ہمارے حضرات نے تو ہمیں چھپنا سکھایا ہے، مگر آج لوگ چھپنا پسند کرتے ہیں۔ اخبار والوں سے جا کر الجھتے ہیں کہ ایک کالم کی خبر کیوں لگائی؟ تین کالم کی ہونی چاہیے تھی۔ کیا اس طرح عزتیں ملیں گی؟ نہیں، بلکہ جھکنے سے عزتیں ملتی ہیں۔

فقیرانہ شان میں اسلام کی وکالت:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ دعوت دی گئی کہ آپ شاہجہان پور میں آیئے اور دینِ اسلام کی دعوت دیجیے۔ عیسائیوں نے بھی آنا تھا، ہندوؤں نے بھی آنا تھا، اس کے علاوہ اور ادیان کے لوگوں نے بھی آنا تھا اور وہاں پر ہر ایک نے اپنے دین کی بات کرنی تھی۔ اس پر ''مباحثہ شاہجہان پور'' کے نام سے ایک کتابچہ بھی موجود ہے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ چل پڑے۔ حضرت نے ان کو بتادیا تھا کہ میں ایک دن پہلے ریل گاڑی کے ذریعے پہنچ جاؤں گا۔ حضرت اکیلے ہی چلے تھے۔ ابھی حضرت دو اسٹیشن پیچھے تھے تو دل میں خیال آیا کہ میں نے ان کو بتادیا تھا کہ ریل گاڑی کے ذریعے آؤں گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میرے استقبال کو آجائیں، اور میں تو استقبال

www.besturdubooks.wordpress.com

کے قابل ہی نہیں ہوں۔ چنانچہ خیال آیا کہ ایک اسٹیشن پہلے اتر جاتا ہوں، آگے پانچ میل کا فاصلہ ہے، وہ میں پیدل ہی طے کرلوں گا۔

چنانچہ حضرت ایک اسٹیشن پہلے اتر گئے اور پیدل چل پڑے۔ راستے میں ایک بڑی نہر عبور کرنی پڑ گئی۔ اس کا پل نہیں تھا۔ جب نہر عبور کی تو حضرت کا پاجامہ اس میں بھیگ گیا۔ حضرت نے تہبند باندھ لیا اور پاجامہ کو بچھا دیا تاکہ یہ خشک ہو جائے۔ پھر سوچا کہ اس کو سوکھنے میں تو دیر لگے گی اور اس طرح میرا وقت ضائع ہوگا۔ چنانچہ آپ نے اپنی لاٹھی کندھے پر رکھی اور اس کے پیچھے پاجامہ لٹکا لیا۔ یہ اسلام کا سفیر اپنی فقیرانہ شان میں جا رہا تھا، حضرت اللہ کی یاد میں مست چلتے رہے۔ حضرت علم کے آفتاب اور ماہتاب تھے، جبالِ علم میں سے تھے۔ مگر اس فقیرانہ انداز میں پہنچے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب اس شہر میں پہنچے تو ایک سرائے میں کمرہ کرائے پر لے کر قیام کر لیا اور سوچا کہ کل میں اپنے وقت پر مجلس کی جگہ پہنچ جاؤں گا۔

ادھر جو لوگ انتظار کے لیے آئے ہوئے تھے، انہوں نے جب دیکھا کہ ٹرین آ چکی ہے اور حضرت ابھی تک نہیں آئے تو وہ حیران ہوئے۔ اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا مگر کہیں نہ ملے۔ ان میں سے جو بڑے عالم تھے انہوں نے کہا: بھئی پتا کرو کہ ہو سکتا ہے کہ ٹرین میں نہ آ سکے ہوں، لیٹ ہو گئے ہوں، کسی اور ذریعے سے پہنچے ہوں اور شہر میں کہیں آ گئے ہوں۔

انہوں نے شہر کی سرائے سے پتا کیا تو قاسم نام کے کسی بندے کا نام نہ ملا۔ انہوں نے کہا کہ میں خود پتہ کرتا ہوں۔ جب انہوں نے خود دیکھا تو انہیں ایک جگہ خورشید حسن کا نام لکھا نظر آیا۔ یہ حضرت کا تاریخی نام تھا۔ حضرت نے اپنے اسی تاریخی نام سے کمرہ بک کروالیا تھا تاکہ کسی کو جلدی پتہ نہ چلے۔ انہوں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ منشی نے کہا کہ یہ ایک بہت ہی نازک بدن والے آدمی ہیں۔ حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

جسمانی اعتبار سے بہت ہی نرم و نازک تھے، لہٰذا وہ پہچان گئے کہ حضرت یہی ہیں...... ہم لوگ تو شرح کی مانند ہوتے ہیں اور وہ متن کی مانند تھے۔ اِخْتَصَرَ يَخْتَصِرُ اِخْتِصَارًا فَهُوَ مُخْتَصِرٌ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بَسْطَةٌ فِي الْجِسْمِ نہیں بنایا تھا، بلکہ بَسْطَةٌ فِي الْعِلْمِ بنادیا تھا...... چنانچہ جب انہوں نے دروازہ کھولا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت موجود ہیں۔ پوچھا: حضرت! آپ یہاں موجود ہیں، ہم تو آپ کا استقبال کرنے کے لیے ریلوے اسٹیشن پر جمع تھے۔ فرمایا: اسی لیے تو میں اسٹیشن پر گیا نہیں کہ آپ استقبال کے لیے جمع تھے اور میں استقبال کے قابل نہیں ہوں۔ اس کے بعد حضرت نے ایک عجیب بات کہی جو سونے کی روشنائی سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا:

''چند لفظ پڑھ لیے تھے، مخلوقِ خدا پہچان گئی، ورنہ تو قاسم اپنے آپ کو ایسے مٹاتا کہ کسی کو پتا ہی نہ چلتا۔''

اللہ تعالیٰ ایسی سوچ رکھنے والوں کو عزتیں اور بلندیاں عطا فرماتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کے طلبا کی تواضع:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس سال دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث کیا تو دارالعلوم کی انتظامیہ نے طلبا کی دستار بندی کے لیے ایک جلسے کا اہتمام کیا۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کچھ اور طلبا کو لے کر اپنے استاد حضرت شیخ الہند کی خدمت میں پیش ہوئے۔ تو شیخ الہند نے پوچھا: اشرف علی! کیسے آئے؟ عرض کیا: حضرت! ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ دارالعلوم کی انتظامیہ ہماری دستار بندی کے لیے جلسہ کر رہی ہے، ہم جیسے نالائق طلبا کی دستار بندی ہوگی تو دارالعلوم کی بدنامی ہوجائے گی۔ لہٰذا آپ انہیں منع فرمادیں۔ یہ سن کر شیخ الہند جلال میں آگئے اور فرمانے لگے: اشرف علی! تم ابھی اپنے اساتذہ کے سامنے ہوتے ہو اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے تمہیں اپنا آپ نظر نہیں آتا، جب ہم نہیں ہوں گے تو تم ہی تم ہو گے۔ اور واقعی وہ وقت بھی آیا کہ جب تم ہی تم کا سماں تھا۔ یوں انہوں نے اپنے آپ کو مٹایا اور اللہ رب العزت نے ان کو اٹھایا......

کسی شاعر نے ایک عجیب شعر کہا:

تواضع کا طریقہ سیکھ لو لوگو! صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

ایک اور شاعر نے اسی بات کو ایک عجیب انداز سے باندھا

جو اہلِ وصف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

جب تک صراحی کا سر نہ جھکے وہ پیمانہ نہیں بھر سکتی۔ اسی طرح اگر ہمارے اندر بھی تواضع ہو گی تو اللہ تعالیٰ ہم سے بھی علم کا فیض جاری فرما دیں گے۔

(۳)......زہد:

طالب علم کے اندر جو تیسری چیز ہونی چاہیے وہ ہے ''زہد''

فِيْمَا بَيْنَه وَبَيْنَ الدُّنيَا

''جو بندے اور دنیا کے درمیان ہے۔''

زہد کا مطلب:

زہد کا کیا مطلب ہے؟ زہد کا مطلب یہ نہیں کہ چیزیں کم ہوں، اس کا مطلب ہے، خواہشات کا کم ہونا۔ ورنہ تو قیامت کے دن کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو دنیا میں فقرا ہوں گے اور قیامت کے دن قارون کے ساتھ ان کا حشر ہو گا۔ اس لیے کہ ان کے دل کی چاہتیں ہی ایسی ہوں گی۔ اور کئی دنیا کے بادشاہ ہوں گے اور قیامت کے دن ان کو فقرا کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا۔ تو دل کی آرزوؤں کے کم ہو جانے کا نام زہد

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ طلبا کو اس لفظ کو خوب اچھی طرح سمجھنا چاہیے اور اس کی حقیقت کو دل میں بٹھانا چاہیے۔

قناعت کی فضیلت:

دیکھیے! اللہ رب العزت نے ہمیں ایک بڑے کام کے لیے چنا ہے: ہم آخرت کے طلب گار بنیں، دنیا کی طلب کو چھوڑ دیں۔ دنیا طلبی اور چیز ہے، خدا طلبی اور چیز ہے۔ ہم نے خدا طلبی کے راستے کو اپنایا ہے۔ اس لیے رزق کے معاملے میں ہمیں مجاہدہ بھی آئے تو ہم بخوشی قبول کریں۔ لوگ باتیں کرتے رہیں گے۔ مگر تھوڑی دنیا پر راضی ہو جانا بھی بڑی نعمت ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے:

''جو انسان دنیا میں تھوڑے رزق پر اللہ سے راضی ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے تھوڑے عملوں پر راضی ہو جائے گا۔''

رَضِینَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِینَا

ہم پر اللہ رب العزت کی کتنی رحمت ہے کہ اس نے ہمیں علم کے لیے چن لیا۔ ہمارا اللہ تعالیٰ پر احسان نہیں، یہ اللہ رب العزت کا ہم پر احسان ہے۔ الحمد للہ

منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمی کنی
منت ازو شناس کہ در خدمت گزاشتن

''اے مخاطب! تو بادشاہ پر احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے، ارے! بادشاہ کی خدمت کرنے والے تو لاکھوں ہیں یہ بادشاہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے خدمت کے لیے قبول کر لیا ہے۔''

تمام برائیوں کی جڑ:

دنیا کی محبت دل سے نکال دیجیے کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ حدیث پاک

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آتا ہے:

حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ

''دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔''

اگر دل میں ہوس بھی نہ ہو اور آرزوئیں بھی کم ہوں تو پھر علم کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ اور اگر طالب علم، علم کی طلب میں سنجیدہ نہ ہو تو اس کے لیے یہ علم، علم نافع نہیں بن سکتا۔

علمائے کرام کے رزق کی ترتیب:

یاد رکھیں! جو مقدر میں لکھا ہے وہ یقیناً مل کے رہنا ہے۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جی اگر آپ عالم بنیں گے تو کھائیں گے کہاں سے؟ ایسا کہنے والے یا تو جاہل ہوتے ہیں یا پھر متجاہل ہوتے ہیں۔ بھئی! عالم بن کر نہیں کھائیں گے تو پھر کب کھائیں گے۔ آپ کوئی ایک مثال بیان فرما دیجیے کہ کوئی حافظ ہو یا عالم ہو اور وہ بھوک پیاس کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا ہو۔ کوئی ایک مثال نہیں دے سکتے۔ زیادہ کھا کر مرنے والوں کی مثالیں تو ہم بھی دیتے ہیں۔ امام مسلم کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ کم کھا کے مرنے کی مثال آپ نہیں دے سکتے۔ البتہ، یہ عاجز اسی جگہ بیٹھے ہوئے آپ کو مثال دے سکتا ہے کہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر، ایم بی بی ایس ڈاکٹر، ایم اے، ایم ایس سی کیے ہوئے کتنے بندے ایسے تھے کہ جن کے حالات ایسے بنے کہ وہ بھوک اور پیاس کی وجہ سے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مر گئے۔ تو بتائیے کہ رزق کس لائن پر زیادہ ملا؟ اس علم کی لائن پر زیادہ ملا۔ فرق اتنا ہوتا ہے کہ آپ کو دفتر سے ملتا ہوا نظر آتا ہے لیکن اللہ کی طرف سے ملتا ہوا نظر نہیں آتا۔ یہ علما وہاں سے کھاتے ہیں جہاں سے انبیاء کھایا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ انبیا کرام کے وارث ہیں۔ ان کا رزق بھی اسی حساب سے ہے۔ جیسے تنخواہ ملنے کی ایک روٹین ہوتی ہے، کئی جگہوں پر ہاتھ نے دیتے ہیں اور کئی

www.besturdubooks.wordpress.com

جگہوں پر بنک کے ذریعے دیتے ہیں، ترتیب مختلف ہوتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رزق کی جو ترتیب انبیائے کرام کے لیے بنائی تھی وہی علمائے کرام کے لیے بنادی۔

خدا پرستی کوئی اور چیز ہے:

• عزیز طلبا! خواہشات کی رو میں نہیں بہنا، بلکہ خواہشات کو تھام لینا ہے۔ جس نے اپنے نفس کے ساتھ یہ مقابلہ کرلیا، علم کے راستے اس کے لیے کھل گئے۔ اسی لیے بایزید بسطامی فرماتے تھے کہ ''جنت دو قدم ہے''۔ کسی نے پوچھا: حضرت! اس کا کیا مطلب ہے کہ جنت دو قدم ہے؟ فرمایا: ''اے دوست! تیرا پہلا قدم تیرے نفس پر آئے گا تو تیرا دوسرا قدم جنت میں پہنچ جائے گا''۔ اگر نفس کی خواہشات کو پورا کریں گے تو علم سے محروم ہو جائیں گے۔ یاد رکھنا!

''نفس پرستی، شہوت پرستی، زر پرستی، زن پرستی، یہ سب کی سب بت پرستی کی اقسام ہیں، خدا پرستی کوئی اور چیز ہے۔''

ہم نے خدا پرستی سیکھنی ہے، خواہشات کی پوجا نہیں کرنی۔ ہم نے اپنے رب کی مرضی پر عمل کرنا ہے۔ یہ سب سے مشکل کام ہے۔ جس طالب علم نے اپنے نفس کو لگام دے دی، لوہے کا لنگوٹ باندھ لیا۔ اس کے لیے پھر اللہ تعالیٰ علم کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

اگر یہ تین چیزیں ہمارے اندر آجائیں تو ہمیں رسوخ فی العلم نصیب ہو جائے گا۔

اچھے معلم کے دو اوصاف:

اب دو باتیں اساتذہ کی خدمت میں...... ادب کے ساتھ...... اچھے معلم کے اندر دو چیزیں ہونا ضروری ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱)......اخلاص

پہلی چیز اخلاص ہے۔ پڑھانے کا مقصد اللہ کی رضا ہو۔ اخلاص ہو۔ جب اخلاص ہوتا ہے تو پھر انسان جھگڑوں، فتنوں میں نہیں پڑتا، سازشوں میں نہیں الجھتا، بلکہ وہ دین کا کام کرتا ہے۔ ہمارے حضرات اخلاص کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا اخلاص:

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ایک کافر کے سینے پر چڑھ گئے۔ چاہتے تھے کہ خنجر مار کر اس کا کام تمام کر دیں اسی لمحے اس کافر نے آپ کے منہ پر تھوک دیا تو آپ پیچھے ہٹ گئے۔ اس نے پوچھا: آپ نے مجھے قتل کیوں نہ کیا؟ فرمایا: میں تجھے پہلے اللہ کے لیے قتل کرنا چاہتا تھا، جب تم نے تھوک پھینکا تو مجھے غصہ آیا، لہٰذا اگر اب میں تجھے قتل کرتا تو اس میں میرا ذاتی انتقام بھی شامل ہوتا، اس لیے میں پیچھے ہٹ گیا، کیوں کہ میں کوئی کام اپنی ذات کے لیے نہیں کرنا چاہتا۔ ایسے غصے کے عالم میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا کہ میرا ہر کام اللہ کے لیے ہو۔ اس کو اخلاص کہتے ہیں۔

شیخ الہند رحمہ اللہ کا اخلاص:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فراغت کے بعد جب ابتدا میں کانپور تشریف لے گئے تو وہاں قریب کے دیہاتوں میں کچھ اہلِ بدعت بھی تھے۔ حضرت نے ایک مرتبہ جلسہ رکھوایا اور اپنے استاذ محترم حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کو بلوایا۔ چنانچہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تشریف لائے اور انہوں نے بیان کرنا شروع کر دیا۔ اللہ کی شان کہ حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ جو مضمون چاہتے تھے کہ یہ بیان ہو، وہی شروع ہو گیا۔

عین اس وقت جب مضمون اپنے عروج پر تھا اس وقت ایک عالم مولانا لطف اللہ علی گڑھی، جو مائل بہ بدعت تھے، اس طرف تھوڑا سا میلان تھا، وہ آ گئے۔ اب ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھ کر لوگوں نے یہ سوچا کہ اب وقت ہے یہ مضمون بیان ہونے کا۔ جیسے ہی وہ آ کر بیٹھے، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے فرمایا، ''وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ''اور بیٹھ گئے۔

اب اس طرح ایک دم تقریر بند کر دینا بڑا عجیب سا لگا۔ خیر! بعد میں کھانے کے دستر خوان پر ہی مولانا فخر الحسن نے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: بھئی! وہ تو وقت تھا بیان کرنے کا، مولانا لطف اللہ آئے تھے تو آپ نے تو ایک دم ہی تقریر بند کر دی۔ آپ نے فرمایا: ہاں! مجھے بھی یہی خیال آ گیا تھا کہ اب وقت آیا ہے مضامین بیان کرنے کا، لیکن میرے دل میں خیال آیا کہ اب میں اس کو سنانے کے لیے یہ بیان کرتا ہوں تو یہ اس کے لیے ہوگا اللہ کی رضا کے لیے نہیں ہوگا چنانچہ میں نے بیان بند کر دیا۔ بیان میں بھی اس بات کا خیال ہوتا تھا کہ میری ہر بات اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ اگر اس طرح کا اخلاص آ جائے تو دینی اداروں کے سب جھگڑے ختم ہو جائیں۔

اخلاص کی اہمیت:

اخلاص اتنا ضروری ہے کہ

☆...... علم کی کمی عمل پوری کر جاتا ہے،

☆...... عمل کی کمی اخلاص پوری کر جاتا ہے، مگر

☆...... اخلاص کی کمی کبھی پوری نہیں ہوا کرتی۔

اسی لیے فرمایا:

﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾

﴿مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْن﴾

ملاوٹ والے عمل اللہ کو پسند نہیں:

بھئی! ملاوٹ کو تو دنیا بھی پسند نہیں کرتی۔ حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا:

مَنۡ غَشَّ فَلَيۡسَ مِنَّا

''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔''

جس طرح لوگ مادی چیزوں میں ملاوٹ کو پسند نہیں کرتے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی عمل میں ریا کی ملاوٹ کو پسند نہیں فرماتے۔ اگر آپ کو ملاوٹ والی کوئی چیز ملے تو آپ اس کو فوراً رد کر دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت بھی اسی طرح فرماتے ہیں کہ اگر ملاوٹ والے عمل لاؤ گے تو ہم بھی ان کو رد کر دیں گے۔

ہیرے اور اخلاص کی قیمت میں فرق:

ایک مرتبہ مجھے کوئی صاحب دعا کروانے کے لیے لے گئے۔ مجھے پوچھنے لگے: حضرت! آپ نے کبھی ہیرے دیکھے ہیں؟ میں نے کہا: میں اس لائن کا بندہ نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے اتنا شوق ہے۔ انہوں نے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی اور اس کو کھول کر مجھے ہیرے دکھانے لگا اور ساتھ ساتھ بتانے بھی لگا کہ یہ اتنے لاکھ کا ہے اور یہ اتنے لاکھ کا ہے۔ ہم تو سن سن کر حیران ہو رہے تھے۔ ہم نے کہا: یہ تو بہت چھوٹے ہیں اور آپ قیمت زیادہ بتا رہے ہیں۔ کہنے لگے: حضرت! ہیرا ہمیشہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن قیمت میں بڑا ہوتا ہے۔ اس وقت مجھے یہ بات یاد آئی کہ قیامت کے دن اخلاص نیت کی وجہ سے جن لوگوں نے کام کیے ہوں گے ان کے عمل اگرچہ چھوٹے ہوں گے مگر اللہ کے ہاں ان کی قیمت بڑی موٹی ہوگی۔

مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص:

مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں جامعہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی۔ شروع میں وہاں چھوٹی سی مسجد تھی اور چھوٹا سا جامعہ تھا۔ ان کے ہاں ایک ایسے عالم تھے جو حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

مدنی کی طرف کچھ میلان رکھتے تھے۔ اسی طرز پر جلسے اور سیاست...... اور ان کا مزاج ذکر والا تھا۔ وہ نیک انسان تھے۔ انہوں نے سوچا کہ اکٹھا رہنے میں آپس میں کہیں کوئی تنازعہ نہ کھڑا ہو جائے، اختلاف رائے نہ بڑھ جائے، لہٰذا ایک سال مکمل ہونے پر انہوں نے اسی محلے میں ایک دوسرے جامعہ کی بنیاد رکھ دی۔

جب انہوں نے نئے جامعہ کی بنیاد رکھی تو لوگ بڑے غصے میں آ گئے کہ اگر نیا جامعہ بنانا ہی تھا تو کہیں دور بنا لیتے۔ اسی جگہ، قریب میں نیا جامعہ کھولنا مناسب تو نہیں۔

اس سلسلے میں مفتی محمد حسن کے ایک صاحبزادے نے اپنا ایک واقعہ مجھے خود سنایا۔ فرمانے لگے کہ میں کسی کام کے لیے جا رہا تھا تو ایسے ہی میں نے اپنے والد صاحب سے کہا: ابا جی! آپ نے دیکھ لیا ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ ابا جی نے پوچھا: بیٹا! کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: امی نے کام بھیجا ہے۔ فرمایا: تم وہ کام کر کے آؤ، پھر میں آج تمہیں اخلاص کا درس دوں گا۔

جب میں وہ کام کر کے واپس آیا تو بیٹھ گیا اور عرض کیا: ابا جی! بتائیں۔ تو والد صاحب نے مجھ سے پوچھا: یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے سر پر کسی چیز کا اتنا بوجھ ہو کہ تم سے اٹھایا نہ جا رہا ہو، حتیٰ کہ گردن ٹوٹنے کے قریب محسوس ہو، تم انتہائی مشقت کے ساتھ وہ بوجھ لے کر جا رہے ہو، اور ایسے وقت میں کوئی دوسرا بندہ آ جائے اور یہ کہے کہ تم آدھا بوجھ مجھے دے دو میں اپنی ذمہ داری سے منزل پر پہنچا دوں گا، تو اب بتاؤ کہ وہ تمہارا دوست ہو گا یا تمہارا دشمن ہو گا؟ میں نے کہا: حضرت! وہ دوست ہو گا۔ تو ابا جی نے فرمایا: دیکھو بیٹا! یہ اتنا بڑا شہر تھا اور اس میں یہ ایک دارالعلوم تھا اور اتنے بڑے شہر کی مسئولیت کا بوجھ صرف ہمارے سر پر تھا، اب ایک دوسرا مدرسہ بن گیا ہے اور یوں قیامت کے دن جو پوچھا جائے گا اس کا بوجھ تقسیم ہو گیا، اب ان بوجھ تقسیم کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

والوں کو دوست سمجھیں یا دشمن سمجھیں؟ سبحان اللہ! کتنے بڑے مسئلے کو کتنے پیار سے حل کر دیا۔اس کو اخلاص کہتے ہیں۔

مولانا حسین احمد مدنی ؒ کا اخلاص:

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا درد عطا فرمایا تھا کہ وہ چاہتے تھے کہ فرنگی یہاں سے دفع ہو جائے اور ہم اپنے دین والی زندگی کو عمل میں لاسکیں۔ چنانچہ وہ اس کے لیے بہت متحرک رہتے تھے۔اوران کی طبیعت ایسی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی مہمان آتا تھا تو وہ مہمان کو بڑے پیار سے رکھتے تھے۔اس کی خوب خدمت بھی کرتے تھے اور اس کو بڑی محبت دے کر بھیجتے تھے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں اصلاح کا پہلو غالب تھا۔ جو طالب بھی آتے تھے حضرت ان پر سختی فرماتے تھے۔ کیونکہ جب تک سختی نہ ہو تب تک اصلاح نہیں ہوتی...... حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ''دب نہ ہو تو ادب پیدا نہیں ہوتا''۔اس لیے سختی کرنی پڑتی ہے۔مگر مشائخ کی سختی بھی اللہ کی رضا کے لیے ہوتی ہے۔اپنے نفس کے لیے نہیں ہوتی...... چنانچہ حضرت اقدس تھانوی ؒ کے پاس جب کوئی آتا تھا تو اس کو بات سمجھائی جاتی تھی اور آگے سے وہ نہ مانتا تو حضرت اس کا بستر اٹھوا کر باہر نکال دیتے تھے۔ جیسے حضرت مجذوب سے کوئی بات ہو گئی تھی تو حضرت ؒ نے فرمایا کہ تم اپنا بستر اٹھاؤ اور یہاں سے چلے جاؤ۔مگر وہ طالب صادق تھے۔انہوں نے سوچا کہ حضرت نے تو مسجد سے ہی نکالا ہے نا، مسجد کے باہر تو میں بیٹھ سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ دروازے کے سامنے بیٹھ گئے اور جب دروازہ کھلتا تو اپنے شیخ کی زیارت کر لیتے اور بیٹھے وہیں رہتے تھے۔اسی طرح کئی دن گزر گئے۔وہ وہاں سے گئے نہیں وہاں سے۔ایک دن حضرت بڑے حیران ہوئے کہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اسے بھیج بھی دیا تھا اور یہ اتنے دنوں سے دروازے پر ہی بیٹھا ہے۔ حضرت نے اپنے ایک خادم سے کہا: جا کر اس سے پوچھو یہ چاہتا کیا ہے؟ حضرت مجذوب شاعر تھے۔ چنانچہ انہوں نے جواب میں ایک شعر لکھ کر بھیجا۔

اُدھر تو در نہ کھولے گا اِدھر میں در نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے اُدھر تیری اِدھر میری

حضرت کو یہ بات اتنی پسند آئی کہ اسی وقت ان کو بلایا اور ان کی غلطی کو معاف کر دیا۔

ادھر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ آنے والے مہمانوں کے ساتھ بہت پیار محبت سے پیش آتے تھے۔ ایک آدمی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کھانا بھی کھلایا، پاس بھی بٹھایا، اچھی اچھی باتیں بھی سنائیں اور رات کو جب سونے لگا تو حضرت نے اس کے پاؤں بھی دبائے۔ جب اس نے بے نفسی کا یہ عالم دیکھا تو کہنے لگا: حضرت! یہ ہوا نا دین۔ آپ تو بندوں کے ساتھ ایسے پیش آتے ہیں ان کا قربان ہونے کو دل چاہتا ہے اور اگر حضرت تھانوی کے پاس چلے جائیں تو وہاں تو یوں لگتا ہے کہ بس لٹھ لے کر بیٹھے ہیں اور وہاں تو بڑی سختی ہوتی ہے۔

دیکھیں! اختلاف رائے ہو تو عام طور پر بندہ تیلی لگا دیتا ہے۔ اگلے دن تھوڑی سی بات کی اور اس کو بھڑکا دیا، مگر نہیں، یہ ہمارے اکابر کا اخلاص تھا کہ جب اس نے ایسی بات کی تو حضرت مدنی نے فوراً کہا: بھئی نہیں، ایسی بات نہیں ہے، تم معاملے کو سمجھے ہی نہیں۔ اس نے پوچھا: حضرت معاملہ کیا ہے؟ فرمایا: دیکھو! جو بڑے سرجن ہوتے ہیں وہ انسان کے اندر سے پیٹ وغیرہ نکال کر چیرا دیتے ہیں اور اس کو نچوڑ کر نکالتے ہیں، اس وقت بندے کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اور جب وہ بندہ کمپوڈر کے پاس آتا ہے تو کمپوڈر اس پر مرہم لگا کر پیار سے اس کو بند کر دیتا ہے، حضرت کی کیفیت

سرجن کی مانند ہے اور میری کیفیت ایک کمپوڈر کی مانند ہے۔ یہ اخلاص تھا ہمارے اکابر میں۔

داغی عملوں کے بدلے جنت:

آپ اگر بازار پھل لینے کے لیے جائیں اور آپ کو ایک روپے کے بدلے میں کوئی داغی سیب دے دے تو آپ قبول نہیں کریں گے۔ کوئی گلا ہوا کیلا دے دے تو آپ کہتے ہیں: جی! تولنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جس طرح ہم ایک روپے کے بدلے میں گلے ہوئے پھل کو تولنے کی بھی اجازت نہیں دیتے، بالکل اسی طرح قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنی جنتوں کے بدلے میں ریا والے گلے ہوئے عملوں کو میزان پر تلنے ہی نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴾

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم ایک روپے کے بدلے میں داغی پھل کو قبول نہیں کرتے تھے، میں جنتوں کے بدلے میں تمہارے داغی عملوں کو کیسے قبول کروں۔ آپ کی دنیا QCC (کوالٹی کنٹرول سنٹرز) بناتی ہے۔ ہر بندہ کہتا ہے کہ میں نے پیسے دینے ہیں اس لیے مجھے چیز کی کوالٹی چاہیے۔ اللہ رب العزت نے بھی جنتیں دینی ہیں، اپنی رضا دینی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کو بھی عملوں کی کوالٹی چاہیے۔

خسارے کا سودا:

یاد رکھیے! یہ جو دنیا تعریفیں کرتی ہے، اکرام کرتی ہے اور عزت کرتی ہے یہ بندے کے عملوں کا اجر ہوتا ہے جو مل رہا ہوتا ہے...... ہم ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دنوں ہمارے ایک انجینئر دوست کسی مشکل میں پھنس گئے تھے، انہیں پیسوں کی ضرورت تھی۔ وہ بے چارے بہت آزردہ تھے کہ میرے پاس وسائل نہیں ہیں اور بہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کام کرنا بھی ضروری ہے۔

اتنے میں ان کو کیشیر کا فون آیا کہ آپ آکر پیسے لے جائیں۔ وہ فون سن کر بڑے خوش ہوئے اور خوش خوش کیشئر کے پاس کہ مجھے بیس پچیس ہزار ملیں گے اور میرا کام ہو جائے گا۔ لیکن جب وہ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ہم نے پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگے: جی! بس کیشئر کو غلطی ہوئی۔ واؤچر تو میرے ہی نام کے تھے مگر ان کی ادائیگی ہو چکی تھی اور ان پر مہر لگانا بھول گئے تھے۔ جب اس نے تاریخ دیکھی اور ملایا تو ریکارڈ نے بتایا کہ یہ پہلے پے آف ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اس نے کہا ہے کہ اب تو میرے پاس کچھ نہیں۔

جب اس نے یہ بات کہی تو فوراً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ دیکھو! یہ بندہ امید لے کر گیا تھا کہ مجھے کیشئر سے نقدی مل جائے گی، مگر Paid Off (ادا شدہ) واؤچر کی وجہ سے اس بندے کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ یاد رکھنا! جن عملوں کو ہم دنیا کی ناموری کی وجہ سے کرتے ہیں، یہ سب ہمارے پیڈ آف واؤچر ہیں، قیامت کے دن جب اللہ کے پاس جائیں گے تو فرمائیں گے، اے میرے بندے! ''فَقَدْ قِیْلَ'' یہ تو پیڈ آف ہو چکے ہیں، تمہیں دنیا میں ہی اس کا اجر مل چکا ہے، کسی نے تمہاری تعریف کر دی تھی، اب ہمارے پاس اس کا کوئی بدلہ نہیں۔ سوچیے کہ اس وقت ہمارا کیا بنے گا؟ کیا یہ مشقتیں ہم دو لفظوں کی خاطر اٹھاتے ہیں۔ اگر ہم اس لیے عمل کرتے پھرتے ہیں کہ کوئی بندہ اچھے الفاظ کہہ دے یا ہمیں اچھا سمجھ لے تو پھر ہم نے بڑے خسارے کا سودا کر لیا۔ کاش! ہم اللہ رب العزت کی رضا کے لیے عمل کرتے اور دنیا سے کوئی طمع نہ ہوتی۔ قیامت کے دن ہمیں اس کا اجر ملتا، پھر پتا چلتا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان عملوں کی کتنی قدر و قیمت ہے!

www.besturdubooks.wordpress.com

ریا کے باعث ثواب سے محرومی:

ایک مرتبہ بایزید بسطامی نے سورۃ طٰہٰ پڑھی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ نامہء اعمال میں سورۃ طٰہٰ سونے کے پانی سے لکھی ہوئی ہے۔ وہ بڑے خوش ہوئے کہ اللہ رب العزت نے میرا اس سورت کو پڑھنا قبول فرمالیا ہے۔ پھر وہ خوشی خوشی اپنے نامہ اعمال کو دیکھنے لگے۔ جب ایک صفحہ الٹا تو اس میں کچھ خالی جگہ نظر آئی؟ وہ یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے کہ اس میں خالی جگہ کیوں ہے؟ تو خواب ہی میں دل میں خیال آیا، اوہو! جب میں یہ الفاظ پڑھ رہا تھا تو میرے قریب سے ایک آدمی گزرا تھا اور اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ یہ میری قرات سن کر خوش ہوگا کہ میں کتنا اچھا پڑھ رہا ہوں! دل میں اس خیال کے آنے پر پروردگار نے ان آیتوں کے ثواب سے محروم فرمادیا...... اخلاص اتنا اہم ہے۔

(۲)...... اختصاص

معلم کے اندر دوسری صفت ''اختصاص'' کی ہونی چاہیے۔ کیونکہ تعلیم و تعلم کا کام فقط اخلاص سے ہی نہیں چلتا۔ آدمی مخلص تو بڑا ہو لیکن پلے ہی کچھ نہ ہو، آتا جاتا کچھ نہ ہو، تو طلبا کو کیا فائدہ ملے گا؟ اس کا اخلاص کس کام آئے گا؟ چنانچہ معلم کو ہر اس کتاب میں تخصص حاصل ہو جس کو یہ پڑھانا چاہتے ہیں۔ اگر نہیں تو اپنے مطالعہ سے یہ چیز حاصل کریں۔ بھئی! جب ایک مضمون ملا ہے تو اس میں کما حقہ محنت کیجیے تاکہ آپ کو اس کے پڑھانے میں تخصص حاصل ہو جائے۔

ہمارے اکابر علمائے دیوبند میں یہ دونوں نعمتیں تھیں۔ اخلاص بھی تھا اور اختصاص بھی تھا۔ ان کے پاس جو مضمون ہوتا تھا اس مضمون میں وہ بادشاہ ہوتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

طلبا کی استعداد بنانے کا طریقہ:

دارالعلوم کی طرف سے ''شرح تہذیب'' پڑھانے کی ملتی تھی تو سب سے پہلے طلبا کو ''قال اقول'' رسالہ پڑھاتے تھے۔ پھر ''ایساغوجی'' پڑھاتے تھے۔ پھر ''مرقات'' پڑھاتے تھے۔ ایسا کیوں کرتے تھے؟ استعداد بنانے کے لیے۔ اس کے بعد اصل کتاب شرح تہذیب پڑھایا کرتے تھے۔ اور آج حالت یہ ہے کہ جن کو شرح تہذیب دی جاتی ہے، پورے سال میں اس کو ہی ختم نہیں کر پاتے۔ استعداد مسلم کی ہوتی تھی اور پڑھاتے مرقات تھے، آج پڑھا مسلم رہے ہوتے ہیں اور استعداد مرقات کی ہوتی ہے۔ آج اختصاص کی کمی ہے۔ وعظ کر کے طلبا کو بھگتا دینا تو آسان کام ہے مگر یہ علم کے ساتھ دیانت نہیں، بلکہ یہ بددیانتی کہلاتی ہے۔

شیخ الہند اور اختصاص علم:

ایک مرتبہ حضرت شیخ الہند نے اپنی لائبریری کی کتابوں کو نکلوا کر دھوپ میں رکھا...... برسات کے موسم میں چیزیں بھیگ جاتی ہیں اور دیمک لگ جاتی ہے۔...... جب دھوپ میں کتابیں رکھیں تو ایک طالب علم نے کہا: حضرت! ایک کتاب کے پانچ چھ صفحے دیمک نے کھا لیے ہیں۔ فرمایا: پھر دوسرا کاغذ ساتھ جوڑ دو۔ اس نے دوسرا کاغذ لگا دیا اور پوچھا: حضرت! اب کیا کروں؟ فرمایا: جو عبارت حذف ہو چکی ہے وہ لکھ دو! اس نے کہا: حضرت! مجھے تو وہ زبانی یاد نہیں ہے اور اصل نسخہ بھی نہیں ہے، میں نے تو یہ کتاب کئی سال پہلے پڑھی تھی، اب بھول چکا ہوں، کیسے لکھوں؟ فرمایا: بس بھول گئے؟ کون سی کتاب ہے؟ کہنے لگا: حضرت! میبذی۔ پوچھا: کہاں سے عبارت منقطع ہوئی ہے؟ اس نے کہا: فلاں جگہ سے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے زبانی چھ صفحے کی عبارت اس بچے کو کتاب پر لکھوا

www.besturdubooks.wordpress.com

دی۔ ان کو یوں اختصاص حاصل تھا۔

مولانا یحییٰ رحمہ اللہ اور اختصاصِ علم:

مولانا یحییٰ رحمہ اللہ نے مسلم کو دوسو مرتبہ تسبیح پر پڑھا۔ ان حضرات کی زندگی ہی کتابوں میں گزری تھی۔ ان کو کثرتِ مطالعہ کا ایسا شوق ہوتا تھا۔ جب تخصص حاصل ہوگا تو پھر دیکھیے گا کہ کام کیسے بنتا ہے؟

مولانا نور محمد پونٹوی رحمہ اللہ اور اختصاصِ علم:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ایک شاگرد تھا۔ اس کا نام مولانا نور محمد پونٹوی رحمہ اللہ تھا۔ آپ نے شرح مأۃ عامل پونٹوی دیکھی ہوگی...... پونٹہ ایک شہر ہے جو ملتان سے ستر پچھتر میل دور مین سڑک سے تیس کلو میٹر اندر ہے۔ طلبا تیس کلو میٹر پیدل سفر کر کے سر پر سامان اٹھا کر ان کے پاس پڑھنے کے لیے جاتے تھے۔ اس گاؤں میں تین سو طلبا ان کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ وہاں تانگہ بھی نہیں جاتا تھا۔ طلبا اپنا سامان سر پر اٹھا کر وہاں جاتے تھے۔

ایک دلچسپ بات آپ کو بتا دوں۔ طلبا خود پڑھیں یا نہ پڑھیں، یہ جاتے وہیں ہیں جہاں پڑھائی اچھی ہو، یہ پکی بات ہے۔

علامہ شریف کشمیری رحمہ اللہ خیر المدارس سے قاسم العلوم آگئے تو ایک طالب علم بھی قاسم العلوم پہنچ گیا۔ ایک استاد نے اس کو دیکھا تو پوچھا: آپ یہاں کیسے؟ کہنے لگا: اس لیے کہ شیخ الحدیث صاحب آگئے ہیں۔ انہوں نے کہا: شیخ الحدیث صاحب تو بخاری شریف پڑھائیں گے اور تو ابھی مرقات کے درجے میں ہے، اس سے تجھے کیا فائدہ ہوگا؟ کہنے لگا: حضرت! جہاں بڑے استاد محنت کرنے والے ہوں وہاں چھوٹوں کو خود بخود محنت کرنی پڑتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے مولانا نور محمد پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ کو کیا مقام عطا فرمایا تھا؟ مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مدرسہ کے سالانہ جلسے میں اکابرین کی موجودگی میں مولانا نور محمد پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا: شمس النحاۃ تشریف لائے ہیں۔ ایسے محتاط بندے کا کسی کو ''شمس النحاۃ'' کہنا کوئی معنی رکھتا ہے۔

ان کو علم میں اتنا کمال حاصل تھا کہ فرمایا کرتے تھے: اگر ساری دنیا سے شرح جامی ضبط کر لی جائے، مٹا دیا جائے اور کوئی آدمی نور محمد کے پاس آ کر کہے کہ شرح جامی کی ضرورت ہے تو میں اس متن اور حاشیے کے ساتھ شرح جامی دوبارہ لکھوا سکتا ہوں۔ ان کو یہ اختصاص حاصل تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو دو عظیم شاگرد دیے۔ عباد اللہ۔ دونوں کا نام عبداللہ تھا۔ ایک عبداللہ بہلوی تھے۔ ماشاء اللہ وہ شیخِ طریقت بھی تھے اور مفسرِ قرآن بھی تھے۔ جب حضرت مولانا نور محمد پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ شجاع آباد میں آئے تھے تو عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم کے تمام طلبا سے کہہ دیا کرتے تھے کہ ان کی جوتیوں کو کوئی ہاتھ نہ لگائے، یہ اعزاز میں حاصل کروں گا۔ چنانچہ جب شیخ آتے تھے تو دارالعلوم کے مہتمم مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے جوتے خود اٹھایا کرتے تھے۔

دوسرے شاگرد مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

ایسے شاگردوں کے آنے کی وجہ بھی عجیب تھی۔ اس کے پیچھے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں تھیں۔ وجہ یہ بنی کہ انہوں نے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث کیا۔ دورانِ تعلیم یہ رات کو چھپ کر جس راستے سے حضرت دارالحدیث میں آتے تھے، اپنے عمامے کے ساتھ اس راستے کی صفائی کیا کرتے تھے۔ ایک رات شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لیا۔ انہوں نے بلا کر پوچھا: نور محمد! کیا کر رہے ہو؟ عرض کیا: حضرت آپ اس راستے سے حدیث کا درس دینے آتے ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس راستے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

صاف کروں مگر جھاڑو کے بجائے میں اپنے عمامے سے صاف کرتا ہوں۔ بس یہ سنتے ہی استاد کے دل میں محبت آئی اور استاد نے دعا دے دی۔ ان کی دعا کام آگئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شمس النحاۃ مولانا نور محمد پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ بنا دیا۔ یوں طلباء اپنے اساتذہ سے دعائیں لیتے تھے۔

علمی کاموں کی لگن:

جب اخلاص بھی ہو اور اختصاص بھی ہو تو پھر بندے کے اندر ایک لگن ہوتی ہے اور وہ اس لگن کے ساتھ اپنے کام میں مگن ہوتا ہے۔ پھر اس کے سامنے ایک مقصد ہوتا ہے اور وہ اِدھر اُدھر کی باتوں پر توجہ نہیں دیتا۔ مولانا یحییٰ کے دل کے اندر خواہش پیدا ہوئی کہ میں دھوپ میں بیٹھ کر گنا چوسوں۔ چنانچہ سوچا کہ جب فرصت ملی تو چوسوں گا۔ ان کو بیس سال تک گنا چوسنے کی فرصت ہی نہ ملی۔ وہ ہر وقت علمی کام میں مشغول ہوتے تھے اور وقت فارغ ہی نہیں ہوتا تھا۔ جب اختصاص حاصل کریں گے تو آپ ہر وقت کتب کے مطالعہ میں لگے رہیں گے! پھر یہ کتابیں ایک گلشن نظر آئے گا اور اوڑھنا بچھونا نظر آئے گا۔ پھر مدرسہ وطن نظر آئے گا اور کتابوں کا کاغذ کفن نظر آئے گا۔ اگر آپ اپنے اندر یہ چیز پیدا کر لیں گے تو ایک مقصد کے تحت زندگی گزرے گی۔

خدمتِ اسلام کا جذبہ:

ایک مرتبہ انگریزوں نے مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر لیا۔ حضرت نے جیل کے اندر ایک قیدی کو قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ کچھ عرصے بعد آپ کی آزادی کے نوٹس آگئے۔ جب جیلر نے آکر حضرت کو بتایا کہ آپ کی گرفتاری ختم ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تو ابھی گھر نہیں جاتا۔ اس نے پوچھا: کیوں؟ فرمایا: میں فلاں قیدی کو قرآن مجید پڑھا رہا ہوں، جب تک مکمل نہیں کروں گا گھر نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

جاؤں گا۔ یہ تھے ہمارے اسلاف۔ اگر اس طرح علم کی خدمت کا جذبہ ہوگا اور ساتھ ساتھ اخلاص اور اپنے مضامین کے اندر مہارت ہوگی تو پھر دیکھنا طلبا شمع کے گرد پروانے کی طرح آئیں گے۔

لمحۂ فکریہ:

عزیز طلبا! آج کے دور میں جب ہر طرف بے راہ روی بڑھ رہی ہے، عریانی اور فحاشی کا دور دورہ ہے، کیا مشرق اور کیا مغرب! ہر طرف حیا زندگیوں سے نکلتی جا رہی ہے۔ ایسے دور میں دین کی محنت کرنا اور دین کے لیے کام کرنا اللہ کے ہاں بڑی قبولیت کا باعث ہے۔ بس دل میں یہ رکھیے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ایک چڑیا اپنی چونچ میں ایک دو قطرے پانی لے کر جاتی اور آگ پر گراتی تھی۔ کسی پرندے نے اس سے کہا: بی چڑیا! تیرے دو قطرے پانی سے تو یہ آگ نہیں بجھے گی۔ وہ چڑیا کہنے لگی: یہ تو میں بھی سمجھتی ہوں کہ میری چونچ کے اس پانی سے آگ نہیں بجھے گی۔ مگر میں نے ابراہیم خلیل اللہ کی دوستی تو نبھانی ہے نا۔ تو بھئی! گناہوں کی یہ آگ تو پتا نہیں پوری کی پوری بجھ پائے گی یا نہیں، لیکن ہم نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی تو نبھانی ہے نا۔ جو ہمارے بس میں ہے، بس ہم وہ کر دیں اور باقی کے لیے اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت مانگیں۔ پھر پروردگار اپنی رحمت عطا فرما دیں گے۔

عزیز طلبا! آج کے دن اپنے دلوں میں عہد کر لیجیے کہ ہم گناہوں سے بچیں گے۔ یہ گناہوں کی آگ جو ہم اپنے جسموں پر روز جلاتے ہیں، عہد کر لیں کہ ہم نہیں جلائیں گے۔ کیونکہ یہ معصیت اللہ تعالیٰ سے دوری ہے۔ یوں سمجھیں کہ شیطان نے ہمیں سو رسیوں سے باندھا ہوا ہے، اب ہم نے ان میں سے جتنے گناہ چھوڑ دیے اتنی رسیاں توڑ دیں اور جو گناہ نہیں چھوڑے اتنی رسیوں میں ہم ابھی تک جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ الحمد للہ! مدارس کے اندر رہنے والے طلبا کی زندگی میں بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑے بڑے گناہ نہیں ہوتے۔ کوئی پچانوے فیصد گناہ چھوڑ چکا ہوتا ہے کوئی چھیانوے فیصد اور ایک دو فیصد پہ آ کر کام اٹکا ہوتا ہے۔

☆ ...... کسی کی نگاہ قابو میں نہیں،

☆ ...... کسی کا دل قابو میں نہیں،

☆ ...... کسی کی زبان قابو میں نہیں،

بس چند ایک گناہوں میں الجھے ہوئے ہوتے ہیں اور باقی زندگی شریعت وسنت کے مطابق گزار رہے ہوتے ہیں، ان گناہوں کی وجہ سے بھی ان کے دلوں میں شرمندگی کا احساس ہوتا ہے، البتہ ان کو بھی چھوڑ کر اب ﴿اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً﴾ کا مصداق بن جانا چاہیے۔ آپ یوں سمجھیے کہ آپ اٹھانوے رسیوں کو توڑ چکے ہیں اور صرف دو رسیاں باقی ہیں۔ اب ان دو رسیوں سے آزادی حاصل کرنا تو بہت آسان ہے۔ یا یوں سمجھیے کہ اللہ رب العزت تک پہنچنے کے لیے ہم نے سو قدم اٹھانے تھے، ان میں سے ہم نے اٹھانوے قدم اٹھا لیے، اب صرف دو قدم باقی ہیں، یہ دو قدم بھی اٹھا لیے تو منزل مل جائے گی۔ اگر کوئی مسافر منزل سے دو قدم پہلے آ کر بیٹھ جائے اور منزل پر نہ پہنچ پائے تو اس پر کتنا افسوس ہوتا ہے! ؎

حسرت ہے اس مسافرِ مضطر کے حال پر
جو تھک کر رہ گیا ہو منزل کے سامنے

ہم بھی منزل کے سامنے ہیں اور ایک دو گناہوں کی وجہ سے منزل سے رکے ہوئے ہیں۔ اب ان گناہوں کو بھی اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دیجیے۔ اگر ہمارے لیے گناہوں کو چھوڑنا مشکل ہے تو ہم اللہ رب العزت سے دعا تو مانگ سکتے ہیں رو رو کر دعا مانگیں کہ اللہ! ہمیں گناہوں سے بچا لیجیے۔ گناہوں کی ذلت سے ہمیں نکال لیجیے۔ گناہوں کی دلدل سے نکال لیجیے۔ جب ہم یہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ رحمت

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمادیں گے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک بندے کو کھڑا کیا جائے گا، اس سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میرے بندے! تو نیک کیوں نہ بنا؟ تو وہ کہے گا: اللہ! میں دعائیں تو مانگتا تھا کہ تو مجھے نیک کردے، جب نامہء اعمال میں دعا موجود ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسی کو ذریعہ بنا کر اس کی مغفرت فرمادیں گے۔ فرمائیں گے: ہاں! ہم سے دعائیں تو مانگتا تھا کہ اللہ! نیک بنادے۔ ربّ کریم ہمارے لیے نیک بننا آسان فرمادے (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اِنْ اَوْلِيَآئُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ﴾

ورع وتقویٰ

بیان: پیرِ طریقت حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک لڑکے سے سوال پوچھا: بتاؤ! دین کا خلاصہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ورع۔ یعنی احتیاط کے ساتھ دین پر عمل کرنا۔ پھر آپ نے فوراً دوسرا سوال پوچھا: دین میں مصیبت کیا ہے؟ اس نے کہا: طمع۔ یعنی ورع سے بہتر دین کا کوئی اور خلاصہ نہیں اور طمع سے بڑی کوئی مصیبت نہیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ میں نے تجھ جیسا کوئی عقلمند نوجوان نہیں دیکھا کہ تو نے دو لفظوں میں پوری بات ہی سمیٹ دی۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ورع وتقوی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○ ﴾ (المائدہ:۲۷)
وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی مَقَامٍ اٰخَرَ
﴿ اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ○ ﴾ (الانفال:۳۴)
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ولایت کا حصول کیسے؟

ہر کلمہ گو انسان کے دل میں یہ چھپی ہوئی خواہش ہوتی ہے کہ میں اللہ رب العزت کا ولی بن جاؤں۔ اس کے اعمال جیسے بھی ہوں، حالات جیسے بھی ہوں، مگر دل کی تمنا ضرور ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مجھے ولایت کا مقام مل جائے۔

ولایت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک کو ولایت عامہ کہتے ہیں اور دوسری کو ولایت خاصہ کہتے ہیں۔ ولایت کلمہ پڑھ لینے پر آدمی کو نصیب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ﴾

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ولایت کا پہلا قدم ہے اور یہ نعمت کلمہ پڑھ لینے پر انسان کو حاصل ہو جاتی ہے۔جبکہ ولایت خاصہ وہ ولایت ہے جس کو ہم عرف میں ولایت کا نام دیتے ہیں۔اس ولایت کے حصول کے لیے انسان کو تقویٰ اختیار کرنا پڑتا ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنْ اَوْلِیَاءُ ہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (الانفال:۳۴)

''اللہ کے ولی وہی ہوتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں''

آج لوگوں میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ جو بندہ ملنگ بن جائے،شاید وہ ولی بن جاتا ہے۔عوام کالانعام یہ سمجھتے ہیں کہ......آدھا ننگا آدھا ولی پورا ننگا پورا ولی...... ہرگز ایسا نہیں ہے۔ولایت شریعت وسنت پر عمل کرنے کا دوسرا نام ہے۔مگر نفس یہ چاہتا ہے کہ من مرضی بھی کروں اور پھر بھی ولی بن جاؤں۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

یہ کبھی ممکن نہیں کہ انسان کبائر کا مرتکب بھی ہو اور پھر اللہ کا ولی بھی ہو۔دوستی اور دشمنی اکٹھی نہیں ہوتی۔یا تو انسان ایک وقت میں دوست ہوتا ہے یا دشمن ہوتا ہے۔اللہ رب العزت کی نافرمانی کرنا،یعنی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہونا،یہ اللہ رب العزت سے دشمنی ہے۔اس لیے جو شخص یہ چاہے کہ مجھے ولایت کا منصب مل جائے، اسے چاہیے کہ وہ شریعت پر احتیاط کے ساتھ عمل کرے۔

یہ احتیاط کا لفظ کیوں استعمال کیا؟......اس لیے کہ آدمی جب کسی کام کے بارے میں فکر مند ہوتا ہے تو پھر وہ اس میں رسک نہیں لیتا۔مثال کے طور پر آپ کی حج کی فلائٹ دس بجے ہے،تو آپ گھر میں کہیں گے کہ ہمیں ساڑھے نو بجے پہنچ جانا چاہیے۔ کیوں؟......آپ رسک نہیں لینا چاہتے کہ ایسا نہ ہو کہ فلائٹ چلی جائے اور میں رہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جاؤں۔ انگریزی میں اسے کہتے ہیں:

To be on the safe side.

(محتاط رہ کر عمل کرنا)

گھر میں آپ بیوی سے کہتے ہیں کہ میں نے آج علما کو دعوت دی ہے۔ دس بندے آئیں گے، لیکن To be on the safe side. آپ پندرہ بندوں کا کھانا تیار کر دیں۔ کیونکہ اگر ایک دو بندے اور بھی آ جائیں تو شرمندگی نہ ہو۔

جس طرح دنیا کے کاموں میں آپ محتاط رہ کر عمل کرتے ہیں، اسی کو شریعت کی زبان میں ورع اور تقویٰ کہتے ہیں۔

ورع کی لغوی تحقیق:

ورع باب ضَرَبَ سے ہے۔ اس کے معنی ہیں کبیرہ کے ڈر سے صغیرہ کو چھوڑ دینا۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ جس منزل پہ نہ جانا ہو اس کا راستہ پوچھنے کی کیا ضروری ہے۔ اسی کو ورع کہتے ہیں کہ انسان بڑے گناہ سے بچنے کی خاطر چھوٹے گناہوں سے بھی بچے۔

نیکی کی پہچان:

دینِ اسلام، دینِ فطرت ہے۔ اس دین کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ حتی کہ ان پڑھ بندہ جس کو ہم جاہل کہتے ہیں، وہ بھی دین سمجھ سکتا ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے فطری سمجھ رکھی ہے۔ چاہے اس کے پاس کتابی علم نہ ہو۔

نواس بن سمعان ؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے نیکی اور بدی کی پہچان بتائی...... اتنی آسان اور اتنی خوبصورت...... سبحان اللہ!

ایک بات تو یہ ارشاد فرمائی کہ ''نیکی اچھے اخلاق کا دوسرا نام ہے۔'' چنانچہ ہر

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کو پتہ ہوتا ہے کہ اچھے اخلاق کیا ہیں۔

- ......دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنا،
- ......خیر خواہی کرنا،
- ......ہمدردی کرنا،
- ......مصیبت میں ان کے کام آنا،
- ......ایثار کرنا۔

ایک عام آدمی بھی سمجھتا ہے کہ یہ اچھے کام ہیں۔اس کو بتانے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ یہ پہچان ہر بندے کو فطری طور پر حاصل ہے۔اسی لیے تو اس کو دین فطرت کہا گیا ہے۔ چنانچہ آپ جہاں بھی اچھے اخلاق دیکھیں گے، سمجھ لیں گے کہ یہ نیکی کا کام ہے۔

- ......دوسرے سے مسکرا کر ملنا، خندہ پیشانی سے ملنا،
- ......اس کے دکھ اور مصیبت کو بانٹ لینا،
- ......اس کو تکلیف نہ پہنچانا،
- ......اس کی جان، مال، عزت، آبرو کے اوپر بری نظر نہ رکھنا۔

کون ایسا بندہ ہے جو یہ نہیں جانتا کہ یہ اچھے اخلاق ہیں! چنانچہ جہاں آپ کا دل بتائے کہ میں اچھائی کا کام کر رہا ہوں، وہاں سمجھ لو کہ میں نیکی کا کام کر رہا ہوں۔

دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ ''گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو چاہے کہ کسی کو پتا نہ چلے۔''

کئی مرتبہ ہم ایسا کام کرتے ہیں کہ اسے ہم دوسروں سے چھپاتے ہیں تاکہ کسی کو پتا نہ چل جائے۔ جب کام کرتے ہوئے دل میں یہ بات ہو کہ کہیں دوسروں کو پتا نہ چل جائے، تو سمجھ لیں کہ دل میں کچھ کالا ہے۔اس لیے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس

www.besturdubooks.wordpress.com

موقع نہیں کہ آپ کسی عالم سے پوچھ لیں، تو اپنے دل پہ ہاتھ رکھ لیں۔ جب دل کو دھڑکتا پائیں اور دل چاہے کہ کسی کو پتا نہ چلے تو پھر سمجھ لیں کہ یہ گناہ کا کام ہے۔ یہ کس قدر آسان پہچان ہے! بکریوں کا چرانے والا، جس کی عمر ویرانے میں گزر جاتی ہے، اس کو علما کی صحبت میسر نہیں ہوتی، لیکن نیکی اور بدی کی پہچان اس کو بھی حاصل ہوتی ہے۔

تین انمول باتیں:

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جس کو تین باتیں حاصل ہوں، وہ سمجھ لے کہ مجھے دین کی ہر نعمت نصیب ہوگئی ہے۔

پہلی بات...... ایسا ورع جو اس کو حرام سے روک دے۔ یعنی طبیعت کے اندر ایسی احتیاط آجائے کہ انسان حرام کاموں سے بچ جائے۔ دل کی کیفیت ایسی ہو کہ وہ اس بات کا فیصلہ کر دے کہ میں نے اپنے پروردگار کو ناراض نہیں کرنا۔ جب ایسی کیفیت بن جائے گی تو وہ انسان گناہوں سے بچ جائے گا۔

دوسری بات...... ایسا وقار جو انسان کو جہالت کے کاموں سے روک دے۔ انسان کے اندر ایک وقار ہوتا ہے۔ جو اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ باوقار زندگی گزارتے ہیں۔ وہ گھٹیا کام نہیں کرتے۔ وہ تنگی اور نقصان اٹھا لیتے ہیں، مگر وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو وقار کے منافی ہو۔ بہت سے دنیا دار لوگوں کو دیکھا کہ ان کی زندگی اتنی دین دارانہ نہیں ہوتی، مگر وہ باوقار ہوتے ہیں۔ اس لیے شریعت نے کہا کہ اگر کوئی حافظِ قرآن ہے اور اس کے ساتھ کوئی بندہ جہالت کی باتیں شروع کر دے تو اس کو رک جانا چاہیے۔ اس لیے کہ...... فِیْ جَوْفِهٖ كَلَامُ اللّٰهِ (اس کے سینے میں اللہ کا قرآن ہے) یہ بھی ارشاد فرمایا:

مَا یَنۡبَغِیۡ لِصَاحِبِ الۡقُرۡآنِ اَنۡ یَّجۡهَلَ مَعَ مَنۡ جَهِلَ

''حافظِ قرآن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جاہلوں کے ساتھ جاہلوں والی باتیں کرتا پھرے''

تیسری بات...... ایسے اخلاق جو انسان کو دوسرے کی دل آزاری سے روک دیں۔ یعنی انسان کے اندر اتنی خوش اخلاقی ہو کہ وہ کسی دوسرے انسان کا دل نہ دکھائے۔ ہر وقت وہ اس بات پر نظر رکھے کہ میری وجہ سے اللہ کے کسی بندے کو تکلیف نہ ہو۔ ہمارے اکابر ایسے خوش اخلاق تھے کہ یوں لگتا تھا کہ جب وہ زمین پر چلتے تھے تو پاؤں آہستہ رکھتے تھے کہ پاؤں رکھنے سے زمین کو بھی تکلیف نہ پہنچے۔ ہماری یہ حالت ہے کہ ہم دوسروں کا دل دکھاتے ہوئے گھبراتے بھی نہیں۔ یاد رکھیں! بیماریوں میں سے سب سے بری بیماری دل کی بیماری ہے اور دل کی بیماریوں میں سب سے بری بیماری دل آزاری ہے۔

مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے، ڈھا دے جو کچھ ڈھیندا اے
پر کسے دا دل نہ ڈھاویں، رب دلاں وچ رہندا اے

چھوٹی چھوٹی باتوں پر دوسروں کا دل دکھانا، یہ مومن کا شیوہ نہیں ہوتا۔

تدبیر، پرہیز اور حسنِ خلق کی اہمیت:

طبرانی نے معجم کبیر میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے تین باتیں ارشاد فرمائیں۔

پہلی بات یہ ارشاد فرمائی:

''تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں''

تدبیر کہتے ہیں، پلاننگ کرنے کو۔ یعنی ہم جو کام بھی کریں سوچ سمجھ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں۔ بعض انگریزی پڑھے لکھے لوگ کہتے ہیں کہ دینِ اسلام میں پلاننگ نہیں ہے...... کیوں نہیں ہے؟...... اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ تو فرماتے ہیں کہ تدبیر سے بہتر کوئی عقل نہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ دینِ اسلام میں پلاننگ نہیں۔ عقلمند انسان ہمیشہ ترتیب اور تدبیر سے کام کرتا ہے۔ سوچ سمجھ کے کام کرتا ہے۔

دوسری بات ارشاد فرمائی:

''پرہیز سے بہتر کوئی ورع نہیں۔''

جو بندہ پرہیز اور احتیاط کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرتا ہے وہ دنیا میں بھی خوشیوں بھری زندگی بسر کرتا ہے اور اسے آخرت میں بھی اللہ رب العزت کی رضا نصیب ہوگی۔

پھر تیسری بات ارشاد فرمائی:

''اچھے اخلاق سے بہتر کوئی نسب نہیں۔''

جس انسان کو اللہ رب العزت نے حسنِ خلق عطا فرما دیا، وہ سمجھ لے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بہترین حسب ونسب عطا کر دیا۔

دو لفظوں میں بات......

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک لڑکے سے سوال پوچھا: بتاؤ! دین کا خلاصہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ورع۔ یعنی احتیاط کے ساتھ دین پر عمل کرنا۔ پھر آپ نے فوراً دوسرا سوال پوچھا: دین میں مصیبت کیا ہے؟ اس نے کہا: طمع۔ یعنی ورع سے بہتر دین کا کوئی اور خلاصہ نہیں اور طمع سے بڑی کوئی مصیبت نہیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ میں نے تجھ جیسا کوئی عقلمند نوجوان نہیں دیکھا کہ تو نے دو لفظوں میں پوری بات ہی سمیٹ دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دینِ اسلام کا نچوڑ:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چار باتیں دینِ اسلام کا نچوڑ ہیں۔

- ......ورع تمام معاملات کی اصل ہے۔
- ......تواضع مومن کے لیے باعثِ عزت ہے۔
- ......جو شخص خوشحالی میں شکرادا کرتا ہے تو یہ شکرا سے جنت میں لے جاتا ہے۔
- ......جو شخص تنگ دستی میں صبر کرتا ہے تو یہ صبر اسے جہنم سے بچالیتا ہے۔

آدمی کے اندر یہ چاروں صفات ہونی چاہییں۔شریعت پر چلنے میں بہت احتیاط کرے، عام حالات میں ایمان والوں کے درمیان تواضع سے زندگی گزارے، خوش حالی میں اللہ کا شکرادا کرے اور تنگ دستی میں صبر کرے۔

تین حیران کن باتیں:

یونس بن عبید فرمایا کرتے تھے کہ زندگی میں تین باتوں نے مجھے حیران کردیا:

(۱)......ان کے ایک دوست محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔جنہوں نے تعبیر الرؤیا کتاب لکھی۔وہ ایک دن باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ "میں نے کبھی دنیا کی خاطر کسی سے حسد نہیں کیا۔" کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا کہ اچھا! دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں، جو دنیا کی خاطر کسی سے حسد نہیں کرتے۔

(۲)......حسان بن ابی سنان ان کے دوست تھے۔کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ورع بہت آسان ہے۔پوچھا: وہ کیسے؟ کہنے لگے: اس طرح کہ "جب تیرے دل میں کوئی بات کھٹکے تو تُو اس کو چھوڑ دے، تو ورع پر عمل کرنے والا بن جائے گا۔" انسان اگر سوچے تو واقعی یہ بات سو فیصد ٹھیک ہے کہ ہر وقت یہ نظر رہے کہ کون سا کام اللہ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

راضی کرنے کا باعث بن سکتا ہے اور کون سا کام اللہ تعالیٰ کو ناراض کر سکتا ہے۔ بندہ جب ناراض کرنے والا کام کرے گا تو وہ گھبرائے گا اور چاہے گا کہ میں اسے چھپاؤں۔

ہم کئی مرتبہ ایسے کام کرتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں اور بائیں ہاتھ کو پتہ بھی نہیں چلنے دیتے۔ اس قسم کے سارے گناہ ہی ہوتے ہیں۔ شریعت نے تو کہا کہ صدقہ ایسے دو کہ دائیں ہاتھ سے صدقہ دو تو بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے، اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نے اگر کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرنا ہوتا ہے تو ارادہ بھی بتا دیتے ہیں۔ ہمارے اکابر نیک کام کو اس کے کرنے کے بعد چھپاتے تھے اور ہم نے کام کیا نہیں ہوتا، جب کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس ارادے کا بھی اظہار کر دیتے ہیں۔

ورع کے درجات:

ہمارے اکابر نے لکھا ہے کہ ورع کے چار درجات ہیں:

(۱)......عوام الناس کا ورع۔ وہ یہ ہے کہ انسان حرام کاموں سے بچے۔

(۲)......صالحین کا ورع۔ وہ یہ ہے کہ انسان مشتبہ (شبہ والے) کاموں سے بچے۔

(۳)......متقین کا ورع۔ وہ یہ ہے کہ حرام کے خوف سے حلال کو بھی چھوڑ دے۔

(۴)......صدیقین کا ورع۔ وہ یہ ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو اللہ کے لیے نہ ہو۔

احتیاط سے عمل کرنے کا مطلب:

اب احتیاط سے عمل کرنے کا کیا مطلب ہے؟......ذرا یہ بھی سن لیجیے۔

عام طور پر بازار کے اندر جو کھانے بنتے ہیں، ان کے بارے میں پتہ نہیں ہوتا کہ بنانے والے نے چیزیں صحیح ڈالیں یا نہیں۔ پاکی اور ناپاکی کا خیال رکھا یا نہیں رکھا اور خاص طور پر جو ملٹی نیشنل ریسٹورنٹ بن چکے ہیں، ان کے بارے میں تو کچھ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کہہ سکتے کہ وہ اندر کیا ڈالتے ہوں گے! چنانچہ اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ کوئی حرام چیز نہ اندر چلی جائے۔ لہٰذا اگر کوئی بندہ اس نیت سے ایسے ریسٹورنٹ کا کھانا چھوڑ دے گا تو یہ ورع کہلائے گا...... احتیاط ہے...... ہم اس چیز پر حرام کا فتویٰ بھی نہیں لگا سکتے کیونکہ ہمیں کیا پتا کہ اس میں کیا ڈالا ہوا ہے۔ مگر احتیاط اسی میں ہے کہ ایسی چیزوں کو مت کھائیں۔ سلوک سیکھنے والے لوگ اپنے گھروں میں ایمان والی، نماز پڑھنے والی عورتوں کے بنے ہوئے پاکیزہ کھانوں پر ہی اکتفا کرلیں تو یہی بہتر ہے۔ ہاں، اگر سفر میں ہوں یا کوئی ایسی وجہ ہو تو شریعت عذر قبول کر لیتی ہے۔ پھر بے شک بازار کی بنی ہوئی چیز کھالیں۔ مگر ورع یہی ہے کہ بازار کی چیز نہیں کھانی۔

دوسری مثال: انسان بازار میں سے گزرتا ہے۔ وہاں مرد بھی ہوتے ہیں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اگر وہ نظر اٹھا کر لوگوں کو دیکھے گا تو دونوں احتمال موجود ہیں۔ وہ نظر مرد پر بھی پڑ سکتی ہے اور عورت پر بھی...... اب حرام سے بچنے کی نیت سے جو بندہ اپنی نظر جھکائے ہی رکھے، اوپر نہ اٹھائے، تو یہ ورع پر عمل کرنے والا بندہ ہوگا۔ یعنی عورتوں کے چہروں کو تو کیا دیکھنا، مردوں کے چہروں کو بھی نہ دیکھے۔

بیداری کی زندگی کیسے؟

یہ چیز ذہن میں رکھ لیں کہ جس شخص کے دل میں دنیا کی محبت ہو، اس کے دل میں ورع داخل نہیں ہوسکتا۔ جب انسان فیصلہ کرلے کہ میں نے اللہ رب العزت کے لیے زندگی گزارنی ہے تو پھر اس کے لیے ورع پر عمل کرنا آسان ہوگا۔ کیونکہ اسے خلاف شرع کام چھوڑنا آسان لگے گا۔ یہ بندے کی بیداری ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اکثر و بیشتر انسان نیند میں وقت گزار رہا ہوتا ہے...... عیش میں...... آرام میں...... زندگی گزر رہی ہوتی ہے۔ بیداری کی زندگی اس وقت نصیب ہوتی ہے جب زندگی کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے۔ ایک انگریز نے کتاب میں ایک عجیب بات لکھی۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتا ہے:

"Suddenly I realised that the days coming and going are my life."

''اچانک مجھے احساس ہوا کہ جو دن آ رہے ہیں اور جا رہے ہیں، یہی میری زندگی ہے''

چنانچہ بندہ یہ سوچے کہ میں نے اپنے پروردگار کو ناراض نہیں کرنا۔ جبکہ آج ہماری حالت یہ ہے کہ شادی ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ

...... ماموں کو بھی مناؤ،

...... چچا کو بھی منالو،

...... پھوپھو کو بھی منالو،

...... خالہ کو بھی منالو،

...... ہمسائی ناراض ہوگئی تھی، بیوی کہتی ہے کہ اسے بھی منالو،

...... ڈرائیور ناراض ہوگیا تھا، بھئی! شادی کا موقع ہے اسے بھی منالو،

...... گھر میں کام کرنے والی خادمہ، وہ بھی ناراض ہوگئی ہو تو عورتیں پیغام بھیج دیتی ہیں کہ اس کو بھی منالو۔

اب آپ سوچیں کہ گھر میں کام کرنے والی عورت کو بھی اس وقت منایا جاتا ہے، مگر شادی شرع کے خلاف کر کے اپنے رب کو اور اس کے محبوب کو ناراض کیا جا رہا ہوتا ہے...... کیا گھر کی ماسی اور ڈرائیور کے برابر بھی مقام نہ دیا!...... یہ بھی تو سوچتے کہ کیا اس طرح شادی کرنے سے اللہ رب العزت بھی خوش ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔

افراط وتفریط سے بچیں:

ورع پر عمل کرتے وقت افراط وتفریط سے بچنا چاہیے۔ شیطان احتیاط سے عمل

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے والوں کو کئی مرتبہ اتنا سخت بنا دیتا ہے کہ وہ لوگوں کے دل بھی دکھا دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ عنہ ایسے بندے کو ''وَرِعٌ مُظْلِمٌ'' (اندھا متورع) کہتے تھے۔ چنانچہ اس بات کا خیال رکھیں۔ میانہ روی زیادہ بہتر ہے۔

تقویٰ کی لغوی تحقیق:

ورع اور تقویٰ ملتے جلتے الفاظ ہیں۔ معانی کے اعتبار سے ان میں تداخل ہے۔ تقویٰ اصل میں اِتَّقٰی سے اسم مصدر ہے۔ مگر ایک قول یہ بھی ہے کہ تقویٰ اسم مصدر ہے اور وقایہ اس کا مصدر ہے، چنانچہ یہ وقوای سے بنا ہے۔ پھر واؤ کو تا سے بدل دیا تو یہ تقویٰ بن گیا۔ جیسے تراث میں یا تُخمہ میں واؤ کو تا سے بدل دیا۔

تقویٰ کا مطلب ہے آڑ لینا۔ قاضی عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یَتَّقِی بِجُذُوعِ النَّخْلِ (درخت کے تنے کی آڑ لینا)

یعنی اپنے آپ کو گناہوں سے بچالینا، تقویٰ کہلاتا ہے۔

ہمارے اکابر نے تقویٰ کے بارے میں مختلف اقوال ارشاد فرمائے ہیں، مثلاً:

- ...... سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی بندہ تقویٰ کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اس چیز کو نہ چھوڑ دے جو اس کے دل میں کھٹکے۔
- ...... وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ متقی وہ ہے جو دوسروں کو اپنے سے اعلیٰ سمجھے۔
- ...... بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ متقی وہ ہے جو ہر کام اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کرے۔
- ...... ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ متقی وہ ہے جو دوسروں کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہو۔
- ...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ متقی وہ ہے جو گناہوں پہ اصرار نہ کرے۔ یعنی بار

www.besturdubooks.wordpress.com

بار گناہ نہ کرے۔ اگر گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ کے ذریعے اپنے پروردگار سے معافی مانگ لے۔

معاملات میں تقویٰ کا پہلو:

تقویٰ کا تعلق فقط کھانے پینے سے نہیں ہے، بلکہ پوری زندگی کے ساتھ ہے۔ کھانے پینے کا تقویٰ بہت آسان ہوتا ہے۔تو معاملات ایسے رکھنا کہ دوسرے بندے کا دل نہ دکھے اور اس کی حق تلفی نہ ہو۔ معاملات کے اندر تقویٰ کا خیال رکھنا، یہ مشکل کام ہوتا ہے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرؓ سے یہ روایت کی ہے کہ کسی بندے کا فقط نماز روزہ مت دیکھو، بلکہ اس کے معاملات کو دیکھا کرو۔ ہمارے اکابر اپنے معاملات میں بہت احتیاط برتتے تھے۔ مثال کے طور پر:

⊙......امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جوانی کی عمر میں کپڑے کی دکان چلاتے تھے۔ ایک دن ظہر کے بعد دکان بند کر کے گھر آ رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا: جی آپ نے ابھی سے دکان بند کر دی؟ فرمایا: ہاں! آج آسمان پر بادل ہیں، روشنی پوری نہیں، اور جب روشنی پوری نہیں ہوتی تو گاہک کو کپڑے کی کوالٹی کا صحیح پتا نہیں چلتا۔ میں نے اس لیے دکان بند کر دی کہ کوئی گاہک کم قیمت کپڑے کو بیش قیمت کپڑا سمجھ کر دھوکے میں نہ پڑ جائے۔

⊙......ان کے پاس کپڑے کا ایک ایسا تھان آیا جس کے اندر بناوٹ میں کوئی کمی رہ گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی دکان پر کام کرنے والے ورکرز سے کہا کہ جب بھی تم نے یہ تھان بیچنا ہے تو گاہک کو بتا دینا کہ اس کے اندر یہ کمی ہے۔ اس نے کہا: جی بہت اچھا۔

ایک دن جب آپ آئے تو وہ تھان نہ پایا۔ ورکرز سے پوچھا: کیا وہ بک

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں۔ پھر پوچھا: کیا گاہک کو اس کا عیب بھی بتا دیا تھا؟ اس نے کہا: جی میں تو بھول ہی گیا۔ فرمانے لگے اب میرے لیے اس پیسے کا استعمال جائز نہیں، کیونکہ ایک عیب دار چیز کو وہ ہم سے اچھا سمجھ کر لے گیا...... ایک مومن کی تجارت دیکھیے۔...... پوچھا: کتنے میں بیچا؟ اس نے بتایا: اتنے میں بیچا۔ فرمایا: پیسے لاؤ۔ پھر پوچھا: کیسا بندہ تھا؟ اس نے کہا: اتنا قد تھا، ایسے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اس طرف کو گیا تھا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس کے پیچھے چلے۔ اسے ڈھونڈا تا کہ وہ بندہ مل جائے اور میں اسے پیسے واپس کر دوں یا بتا دوں کہ اس میں یہ عیب تھا، اگر منظور ہے تو بے شک خرید لو۔ چنانچہ پوچھتے پوچھتے شہر کے کنارے پر پہنچ گئے۔ وہاں وہ بندہ مل گیا۔ حضرت اسے جا کر ملے اور اس کو جا کر کہا: آپ نے ہماری دکان سے یہ کپڑا خریدا، وہاں پر موجود نوجوان بھول گیا، اس نے آپ کو بتایا ہی نہیں کہ اس کے اندر عیب ہے۔ اس نے یہ بات سنی تو بڑا حیران ہوا۔ چنانچہ اس نے کہا: جی آپ میرے پیسے واپس کر دیں۔ اس نے جو پیسے دیے تھے آپ نے وہ واپس کر دیے۔ قریب ہی پانی کا ایک جوہڑ تھا، اس نے وہ پیسے لے کر اس جوہڑ میں پھینک دیے۔ اب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ اس نے پیسے لیے اور جوہڑ میں پھینک دیے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: بھئی! تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ کہنے لگا کہ میں بدنیت انسان دھوکہ دینے کے لیے آیا تھا اور کھوٹے سکے لے کر آیا تھا، لیکن جب مجھے یہ محسوس ہوا کہ آپ کے اندر تقویٰ اتنا ہے کہ چھوٹی سی بات بتانے کے لیے آپ نے شہر کے کنارے تک مجھے تلاش کیا، میرے دل نے ملامت کی کہ تو اس کو دھوکہ نہ دے، چنانچہ اب میں آپ کو صحیح اور کھرے پیسے دیتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◉......ہمارے اکابر کے حالاتِ زندگی میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ جب وہ بیٹی کا رشتہ کرتے تھے، اگر بیٹی میں کوئی بری عادت ہوتی تھی تو رشتہ مانگنے والوں کو اس کے بارے میں بھی بتا دیا کرتے تھے......اس کو غصہ آتا ہے......کام میں سست ہے...... ایسی باتیں بچوں میں ہوتی ہیں۔ وہ بیٹی کی بات کو بھی کھول دیتے تھے تاکہ دوسرے بندے کو دھوکا نہ ہو۔

◉......ایک آدمی گدھا بیچ رہا تھا۔ خریدار نے پوچھا: بھئی! یہ گدھا کیسا ہے؟ اس نے جواب دیا: اگر یہ مجھے پسند ہوتا تو کیوں بیچتا؟ کیسے سیدھے لوگ ہوتے تھے۔ سبحان اللہ!

◉......ہمارے اکابر تو انسانوں کی حق تلفی تو کجا، جانوروں کے حقوق میں بھی کمی بیشی کرنے سے گھبرایا کرتے تھے۔ چنانچہ ابو درداؓ کے بارے میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ اپنے اونٹ کو چارہ ڈالنے لگے تو چارہ ڈالتے ہوئے فرمانے لگے: دیکھ! میں نے کبھی تیری ہمت سے زیادہ تجھ پر بوجھ نہیں ڈالا، تو قیامت کے دن میرے ساتھ جھگڑا نہ کرنا......اللہ اکبر کبیرا...... یہ اولیا ہوتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے سینوں کو اللہ نے ولایت کے نور سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

گناہ چھوڑنے کی فضیلت:

ورع اور تقویٰ کا مقصود یہ ہے کہ انسان شریعت پر احتیاط سے عمل کرے اور گناہوں سے بچے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ

''تو گناہ کرنا چھوڑ دے، سب سے زیادہ عبادت گزار بندہ بن جائے گا''

ایک ہوتا ہے دوڑ دوڑ کر نفلیں پڑھنا، تسبیح پھیرنا، نمازیں پڑھنا، یہ بہت اچھی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات ہے۔اس سے بھی اچھی بات یہ ہے کہ انسان کے وجود سے اللہ کی کوئی نافرمانی نہ ہو۔اس پر زیادہ محنت کرنی چاہیے۔سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرمایا کرتی تھیں:

"بہترین عمل جسے لے کر انسان قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہوگا وہ گناہوں کی کمی ہے۔"

اس امت میں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو گناہ نہیں کرتے تھے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت کا تذکرہ کیا ...... اَلْمَرْءَۃُ الْمُتَکَلِّمَۃُ بِالْقُرْآنِ ...... وہ عورت جو قرآن کے الفاظ اور آیات سے گفتگو کا جواب دیتی تھی۔وہ کوئی دوسرا لفظ زبان سے نکالتی ہی نہ تھی کہ میری زبان سے جھوٹ، غیبت یا کوئی خلافِ شرع بات نہ نکل جائے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

"اس امت میں ایسی پاک ہستیاں بھی گزری ہیں کہ ان کے گناہ لکھنے والے فرشتے کو بیس بیس سال تک کوئی گناہ لکھنے کا موقع نہیں ملا۔"

اس کا کیا مطلب؟ ...... کہ وہ فرشتے تھے؟ ...... نہیں! وہ انسان ہی تھے۔اول تو وہ گناہ کرتے ہی نہیں تھے اور بتقاضائے بشریت کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تو فوراً توبہ کرتے تھے۔چونکہ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ جب انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو نیکی والا فرشتہ گناہ لکھنے والے فرشتے کو روکتا ہے کہ ٹھہر جاؤ! ممکن ہے کہ یہ توبہ کر لے اور لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔وہ اسے ایک پہر تک روکتا ہے۔چنانچہ اگر کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو انسان فوراً نادم اور شرمندہ ہو جائے، گناہ لکھا ہی نہیں جائے گا۔کیا خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کے نامہء اعمال میں بیس بیس سال تک گناہ لکھنے والے فرشتے کو گناہ لکھنے کا موقع ہی نہیں ملا ہوگا۔

حسن بصری فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

''مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْوَرَعِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ مِثْقَالٍ مِّنَ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ''

''ایک حصہ گناہ کا چھوڑ دینا بہتر ہے اس سے کہ انسان ہزار حصے نیکی، نماز اور روزے کے کرے''

بزرگوں نے کہا:

''آدمی پانچ سو مرتبہ حج کرے، اس سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ وہ ایک گناہ کو اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دے۔''

ہمارے اکابر نے فرمایا:

''ایک ذکر تو یہ ہے کہ انسان زبان سے اللہ اللہ کرے۔ دل میں اللہ اللہ کا دھیان رکھے۔ لیکن بہترین ذکر یہ ہے کہ بندے کو گناہ کرنے کے وقت اللہ یاد آ جائے اور وہ گناہ کو اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دے۔''

یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ جب بھی بندہ اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کوئی چیز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کا بہتر نعم البدل عطا فرماتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک بندہ غیر محرم سے نظر ہٹاتا ہے تو حدیث مبارکہ میں ہے کہ اس نظر ہٹانے پر اللہ اس کو عبادت میں لذت اور ایمان کی حلاوت عطا فرما دیتے ہیں۔ تو بہتر چیز مل گئی نا؟

علوم و معارف کی بارش:

جو بندہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو علوم و معارف عطا فرماتے ہیں۔ طلبا متوجہ ہوں کہ اگر ان کا دل چاہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہمیں اسرار و رموز ملیں، ہمارے دل میں معارف اتریں، تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ گناہ کو ہمیشہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لیے خیر آباد کہہ دیں۔اس کی دلیل قرآن عظیم الشان سے...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ﴾ (البقرۃ:۲۸۲)

''اور اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ تعالیٰ تمہیں علم عطا فرمائے گا''

تو جو انسان ورع اور تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے براہ راست علم عطا فرماتے ہیں۔اس کو علمِ لدنی کہتے ہیں۔

تقویٰ کی بدولت اجر میں اضافہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں حضرت انس ﷛ سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں:

رَكْعَتَانِ مِنْ رَجُلٍ وَرْعٍ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ رَكْعَةٍ مِّنْ مُخَلِطٍ

''متقی آدمی کی دو رکعتیں مخلط بندے کی ہزار رکعتوں پر بھی فضیلت رکھتی ہیں۔''

متقی بندے کو دو رکعت پر وہ اجر ملتا ہے جو عام بندے کو ہزار رکعت پر بھی نہیں ملتا۔اور مخلط بندہ وہ ہوتا ہے جو نیک اعمال کے ساتھ گناہوں کو بھی خلط ملط کرنے والا ہو۔

یہ تقویٰ کی برکت ہے کہ اس کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ﴾ (الطلاق:۵)

(اور وہ تمہارے اجر کو بہت زیادہ کردے گا)

دیکھیں! ایک من مٹی ایک من ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک من لوہا ایک من ہوتا ہے۔ اور
ایک من سونا ایک من ہوتا ہے۔

ایک من مٹی کی قیمت اور ہوتی ہے اور ایک من لوہے کی قیمت اور ہوتی ہے اور ایک من سونے کی قیمت اور ہوتی ہے۔ عام آدمی کے عمل پر اگر مٹی اور لوہے کی قیمت لگائیں گے تو اللہ تعالیٰ متقی بندے کے اعمال پر سونے کی قیمت لگا دیں گے۔ اور کئی ایسے بھی ہوں گے جن کے عملوں کو مٹی کے بھاؤ بھی قبول نہیں فرمائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص اتنی ورع نہیں رکھتا کہ تنہائی میں نافرمانی سے بچے، وہ جو چاہے کرے اللہ تعالیٰ کو اس کے عمل کی کوئی پروا نہیں۔''

اللہ رب العزت سے یہ نعمت مانگیے کہ اللہ رب العزت ہمیں تنہائی میں گناہوں سے بچنے کے لیے اپنا خوف عطا فرما دے۔

حاصلِ کلام:

یاد رکھیں! اگر اسی طرح ملی جلی زندگی رہی کہ ضربیں بھی لگتی رہیں اور گناہ بھی ہوتے رہے تو پھر ہم نفس کے چنگل میں پھنسے رہیں گے۔ پھر ولایت کا نور دل میں آنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے دل میں یہ نیت کر لیجیے کہ آج کے بعد ہم کوئی ایسا عمل نہیں کریں گے جو ہمارے پروردگار کو ناراض کر دے۔ نیت پر ہی عمل کی بنیاد ہوتی ہے۔ دنیا کا سب سے لمبا سفر ایک قدم اٹھانے سے شروع ہو جاتا ہے۔ آپ یہ نیت کر لیں، ولایت کا سفر شروع ہو جائے گا۔ آپ کی خدمت میں ولایت حاصل کرنے کا طریقہ بتلا دیا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فارسی کا ایک شعر کہتے ہیں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

''اے دوست! میں نے تجھے منزل کا پتہ بتا دیا، میں نہیں پہنچ سکا، ہو سکتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ تعالیٰ تجھے پہنچا دے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں موت سے پہلے ولایت کا نور عطا فرما دے اور قیامت کے دن اپنی محبت کرنے والے عشاق کی قطار میں ہمیں بھی کھڑا فرما دے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ ﴾ (النحل:۹۷)

کامیابی کے
پانچ اصول

بیان: پیرِ طریقت حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ پانچ ایسی غلطیاں ہیں جو اکثر و بیشتر ہمارے اندر پائی جاتی ہیں۔ تفصیل تو بہت ہوتی ہے مگر یہ بنیادی باتیں ہیں۔ اگر ہم اس بنیاد کو ٹھیک کر لیں تو ہماری زندگی کی ترتیب درست ہو جائے۔ آج کے نوجوان بھی آ کر کہتے ہیں، حضرت! ہمیں کوئی مختصر سی نصیحت کر دیں۔ تو دل میں بات آئی کہ آج آپ کے سامنے پانچ ایسی باتیں کھولی جائیں کہ اگر آپ کو کبھی کہیں نصیحت کرنی پڑے تو یہ پانچ باتیں بیان کر دیں۔ یہ اس عاجز کی زندگی کا نچوڑ سمجھ لیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

کامیابی کے پانچ اصول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ○ ﴾ (النحل:۹۷)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

وعدۂ خداوندی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُمْ حَيٰوةً طَيِّبَةً ﴾ (النحل:۹۷)
’’جس نے بھی نیک عمل کیے، مرد ہو یا عورت ہو، ایمان والا ہو، ہم ضرور بالضرور اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے‘‘

اس آیتِ مبارکہ میں ہمارے لیے بڑے سچے کی بات ہے۔ فطری طور پر ہر انسان کامیاب زندگی کے حصول کے لیے، دن رات محنت اور کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت اس بات کو بہت ہی واضح لفظوں میں سمجھا رہے ہیں کہ ایمان والا ہو اور مرد ہو یا عورت ہو اگر وہ نیک عمل کرے تو ہم ضرور بالضرور اسکو پاکیزہ زندگی عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

کر دیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری کامیابی کا مدار ہمارے اعمال پر ہے۔ اگر اعمال اچھے ہوں گے تو زندگی کامیاب ہوگی اور اگر اعمال بگڑ جائیں گے تو زندگی ناکام ہوگی۔

زندگی کا نچوڑ:

اکثر لوگ یہ سوال پوچھتے ہیں کہ ہماری پریشانیاں دور ہونے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ ہمارے اندر سے یہ برائیاں کیوں نہیں نکل رہیں؟ ہم ٹھیک کیوں نہیں ہو رہے؟...... ان سب سوالوں کا جواب یہ ہے کہ پانچ بنیادی باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے ہمیں زندگی میں ناکامی ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے ہم پریشان رہتے ہیں، وہ پانچ باتیں آپ کو بتانے کا ارادہ ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ...... ''سو باتوں کی ایک بات''...... اسی طرح ان کو بھی زندگی کا نچوڑ سمجھیں۔ اگر ہم اپنے اندر سے ان پانچ کوتاہیوں کی اصلاح کر لیں تو ہماری زندگی کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہ پانچ ایسی غلطیاں ہیں جو اکثر و بیشتر ہمارے اندر پائی جاتی ہیں۔ تفصیل تو بہت ہوتی ہے مگر یہ بنیادی باتیں ہیں۔ اگر ہم اس بنیاد کو ٹھیک کر لیں تو ہماری زندگی کی ترتیب درست ہو جائے۔ آج کے نوجوان بھی آ کر کہتے ہیں، حضرت! ہمیں کوئی مختصر سی نصیحت کر دیں۔ تو دل میں بات آئی کہ آج آپ کے سامنے پانچ ایسی باتیں کھولی جائیں کہ اگر آپ کو بھی کہیں نصیحت کرنی پڑے تو یہ پانچ باتیں بیان کر دیں۔ یہ اس عاجز کی زندگی کا نچوڑ سمجھ لیں۔

(۱) علم پر عمل کرنا

ان میں سے سب سے پہلی کوتاہی یہ ہے کہ ہم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے۔ شاید ہمارے نوجوانوں نے علم پر عمل کو علما کے ساتھ مخصوص کر لیا ہے، یہ بہت بڑی غلطی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ ہر انسان کے پاس کچھ نہ کچھ علم ہوتا ہے اور ہر آدمی اس بات کا مکلف ہے کہ وہ اپنے علم پر عمل کرے۔ ہمارا یہ سمجھ لینا کہ علما علم پر عمل نہیں کرتے، یہ عذر لنگ کی مانند ہے۔ قیامت کے دن ہر بندے سے یہ سوال پوچھا جائے گا کہ تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟

ہم جو علم پر عمل نہیں کرتے اس میں فقط دین ہی کی بات نہیں، دنیا کے معاملے میں بھی یہی حال ہے چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:

علم کے ہوتے ہوئے بے صبری:

ایک بندہ جس نے ڈبل ایم اے کیا ہوتا ہے گویا اس نے دنیاوی اعتبار سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوتی ہے۔ وہ اگر گاڑی ڈرائیو کر رہا ہے اور سامنے ریلوے پھاٹک بند ہے اور کچھ گاڑیاں لائن میں کھڑی ہوتی ہیں۔ اب اس کو معلوم ہے کہ جب تک ریل گاڑی نہیں گزر جائے گی اس وقت تک ٹریفک نہیں کھلے گی۔ لیکن وہ کھڑی گاڑیوں کی لائن چھوڑ کر آنے والی لائن کے اوپر آگے جا کر گاڑی کھڑی کر دیگا اس کی اعلیٰ تعلیم نے اس کو کیا فائدہ دیا؟...... یہ نہیں کہ اس کو سمجھ نہیں ہے، اس کو پتہ ہے، اسے یہ بھی پتہ ہے کہ جب تک ٹریفک نہیں چلے گی تب تک میری گاڑی بھی آگے نہیں جائے گی...... نتیجہ کیا ہوتا ہے؟...... کہ جب پھاٹک کھلتا ہے تو ادھر بھی دونوں طرف گاڑیاں ہوتی ہیں اور ادھر بھی اب ہارن بج رہے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو غصے کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں، وہ خواہ مخواہ ایسا کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے اندر اتنا صبر بھی نہیں ہوتا کہ ہم اسی لائن میں ایک جگہ کھڑے ہو جائیں۔ اور یہ سوچ لیں کہ جب پھاٹک کھلنے پر ٹریفک چلے گی تو ہم بھی چل پڑیں گے۔ اب دیکھیے کہ علم پر ہمارا عمل کتنا کمزور ہے کہ جاننے کے باوجود ہم مسئلے کو الجھا رہے ہوتے ہیں!

www.besturdubooks.wordpress.com

علم کے باوجود ڈسپلن میں کمزوری:

ڈرائیونگ میں تو ہم اتنی غلطیاں کرتے ہیں کہ کوئی حد ہی نہیں۔ اچھا بھلا سمجھدار بندہ (جو اپنے دفتر میں افسر کہلاتا ہے وہ) بھی ریڈ لائٹ کو کراس کرنا کوئی بری بات نہیں سمجھتا۔ حالانکہ یہ اصول اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ آدمی خود بھی آسانی میں رہے اور دوسروں کے لیے بھی آسانی کا سبب بنے۔ مگر کوشش یہ ہوتی ہے کہ بس ہم چلتے رہیں۔ سامنے ریڈ لائٹ آجاتی ہے اور اسی طرف کی ٹریفک چل رہی ہوتی ہے اور دوسرے کھڑے رہتے ہیں۔ بس ایسے۔ ہی تماشا بنا ہوتا ہے...... کس لیے؟...... کہ ہمارے اندر ڈسپلن نہیں ہے۔ ہم ایک چیز کو اچھا تو سمجھتے ہیں مگر اس چیز کو اپناتے نہیں ہیں اور یوں ہم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ تو اس علم کو فقط علما اور طلبا کے ساتھ مخصوص کر دینا یہ شیطان کا بڑا دھوکا ہے۔ ہر بندہ اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھے کہ میں اپنے علم پر کتنا عمل کرتا ہوں؟

جاننے کے باوجود ہوس بھری نظریں:

کتنے نوجوان ہیں جن کو معلوم ہے کہ غیر کی عزت کی طرف نظر اٹھانا بری بات ہے اور وہ کبھی برداشت نہیں کرتے کہ ان کی گھر کی عورتوں کی طرف کوئی بری نظر اٹھائے۔ لیکن جہاں اپنا معاملہ ہوتا ہے وہاں ٹیلیفون پر باتیں بھی ہو رہی ہوتی ہیں، میسج بھی دیے جا رہے ہوتے ہیں، گھنٹوں کسی کی خاطر وقت بھی صرف کیا جا رہا ہوتا ہے اور پھر اس کو پتہ بھی ہوتا ہے کہ میں برا کام کر رہا ہوں۔ لیکن پھر بھی لگا ہوتا ہے۔ مرد بھی، عورت بھی۔ وہ جانتے بھی ہیں کہ یہ ایک بری بات ہے لیکن نفس کی خواہش کے پیچھے ہم اس برائی کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہی بات جب اپنے اوپر آتی ہے تو ہم برا سمجھتے ہیں لیکن جب دوسروں کی عزت کا مسئلہ ہو تو بری نظر اٹھ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہی ہوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے۔

ماں باپ کی ناقدری:

آج کونسا نوجوان ہے کہ جس کو پتہ نہیں کہ اپنے والدین کی خدمت کرنی چاہیے، فرمانبرداری کرنی چاہیے اور ان کو دنیا کے اندر سکھ پہنچانا چاہیے۔ لیکن کتنے نوجوان ہیں جو ماں باپ کی بات مانتے ہیں؟ ماں باپ اگر کسی بات پر روکتے ٹوکتے ہیں تو وہ انہی کے فائدے کی خاطر ایسا کرتے ہیں، مگر آنکھوں پر ایسی پٹی بندھی ہوتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بس مجھے تو اپنے دوست کے ساتھ بائیک پر جانا ہے۔ حالانکہ باپ منع کر رہا ہوتا ہے، بیٹا! یہ اچھا بچہ نہیں ہے، یہ پڑھتا بھی نہیں، یہ کام بھی نہیں کرتا اور سارا دن فارغ رہتا ہے لہٰذا اس کے ساتھ تمہاری دوستی اچھی نہیں۔ مگر باپ کی بات وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں اور پھر اسی کے ساتھ جا رہے ہوتے ہیں، یہ ہماری بہت بڑی غلطی ہے۔

پانی کی ناقدری:

کس کو پتہ نہیں کہ اللہ کی نعمت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے مگر پانی کی ٹونٹی کھول دیتے ہیں اور برش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب جو پانی گر رہا ہوتا ہے وہ کس کھاتے میں جاتا ہے۔ یہ بندہ ویسے انجینئر بھی ہے اور ڈاکٹر بھی ہے مگر اللہ کی دی ہوئی ایک نعمت کو ضائع بھی کر رہا ہوتا ہے۔ یہ ایک نعمت ہے۔ اور ہونا تو یہ چاہیے کہ

Use it, Do not abuse it.

(اسے استعمال کریں ضائع نہ کریں)

پانی نالی میں جا رہا ہوتا ہے اور ہم اس کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ ہمیں برش کرتے وقت اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ اس کو اس وقت بند کر دیں۔ یہ کتنی چھوٹی سی بات

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔اب آپ اپنے آپ کو اس کسوٹی پر ہر وقت تولنے کی کوشش کریں کہ میں اپنے علم پر کتنا عمل کر رہا ہوں؟ اگر ہم دنیا میں اس کا جواب نہیں دے سکتے تو سمجھ لیں کہ ہم قیامت کے دن بھی جواب نہیں دے سکیں گے۔

جانتے ہوئے بھی جھوٹ:

کس کو پتہ نہیں کہ سچ بولنا اچھا ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ بچنا چاہیے؟......آج سو میں سے شاید ہی دو چار ایسے بندے ہوں گے جو سچ بولتے ہوں گے......الا ماشاء اللہ......وگرنہ اب تو عادتاً جھوٹ بولتے ہیں۔اور بعض اوقات تو جھوٹ کو جھوٹ ہی نہیں سمجھتے یعنی ان کو جھوٹ بولنے کی اتنی تو عادت پڑ چکی ہے نا۔شیطان نے آج کے زمانے میں گمراہ کرنے کے لیے اس کا ایک خوبصورت نام رکھ دیا ہے۔جھوٹ کا نام اس نے بہانہ رکھ دیا ہے۔کیوں کہ جھوٹ کے لفظ سے تو بندہ ذرا محسوس کرتا ہے کہ میں جرم کر رہا ہوں مگر بہانے کے نام سے یہ احساس بھی نہیں ہوتا۔بیوی کہتی ہے کہ بس میں نے بہانہ کر دیا اور بچہ کہتا ہے کہ میں نے بس ابو کے سامنے بہانہ کر دیا۔ماتحت کہتا ہے کہ میں نے افسر کے سامنے بہانہ کر دیا۔بھئی! بہانہ کیا ہوتا ہے؟ حقیقت میں تو جھوٹ ہوتا ہے۔چنانچہ آج جھوٹ سے نفرت ختم ہوتی جا رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج بندہ کسی پر ٹرسٹ (اعتماد) بھی نہیں کر سکتا کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ ہے؟ اس طرح آپس میں ہر چیز مکس اپ ہوئی پڑی ہے۔معاشرہ دیکھو تو مسلمانوں کا ہے مگر عمل دیکھو تو یہ موٹی موٹی باتیں بھی کہیں نظر نہیں آتیں......الا ماشاء اللہ......کس کو پتہ نہیں کہ دوسروں کی خیر خواہی کرنی چاہیے؟......مگر یہ تو ہر کوئی کہے گا کہ لوگ میرے ساتھ خیر خواہی کریں، خود کتنی خیر خواہی کرتے ہیں؟......اس کی طرف دھیان ہی نہیں ہوتا۔تو آج ہماری سوچ بالکل مختلف ہو چکی ہے۔آج ہم اپنے علم پر عمل نہیں کر رہے۔ایک وقت تھا جب مسلمانوں کی سوچ کچھ اور ہوا کرتی تھی، جب ہم صحیح معنوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمان تھے اس وقت کی بات آپ کو سنا دیتے ہیں۔ کہ ہمارے اندر کتنی خیر خواہی اور اچھائی تھی۔

ایک سبق آموز واقعہ:

ایک نوجوان کسب حلال کے لیے کسی دوسرے شہر گیا، ایک دن چھٹی تھی۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ آج میں شکار کرتا ہوں لہٰذا وہ پرندوں کا شکار کرنے کے لیے نکلا۔ اللہ کی شان کہ جب اس نے ایک پرندے کی طرف تیر پھینکا تو نشانہ خطا ہوا اور وہ تیر ایک کھیلتے ہوئے عیسائی لڑکے کو جا کر لگا۔ جیسے ہی اسے تیر لگا اس کی وہیں ڈیتھ ہوگئی۔

وہ نوجوان بچے کو اٹھانے کے لیے بھاگا۔ اتنے میں بچے کے والدین بھی آ گئے۔ اس نے بتایا کہ میں نے ارادتاً تو ایسا نہیں کیا، میں نے تو اپنی طرف سے پرندے کو تیر مارا تھا، مگر نشانہ خطا ہوگیا۔ آگے یہ کھیل رہا تھا اور تیر اسے لگ گیا۔ اس بچے کے رشتہ داروں نے اس کے والدین سے یہ کہا ہمیں تو نہیں پتہ کہ اس نے ارادتاً تیر مارا ہے یا غلطی سے لگا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بچے کے والدین کو مشورہ دیا کہ اس پر مقدمہ کر دیا۔ قاضی مسلمان ہے لہٰذا ہمیں توقع ہے کہ جو حقیقت ہے وہ کھل جائے گی۔ ہمیں انصاف ملے گا، چنانچہ اس نوجوان پر مقدمہ کر دیا گیا۔

جب نوجوان کو قاضی کے سامنے پیش کیا گیا تو قاضی نے پوچھا: کیا ایسا واقعہ ہوا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں ہوا ہے۔ قاضی نے کہا: پھر دو میں سے کوئی ایک بات اختیار کر لو۔ یا تو اس کے ورثاء کو راضی کر لو اور اگر راضی نہیں ہوتے تو پھر...... ﴿اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ (جان کے بدلے جان)...... کے مصداق تمہیں پھانسی دی جائے گی۔ چنانچہ اس نوجوان نے اس بچے کے والدین کو راضی کرنے کی کوشش کی مگر وہ کسی صورت راضی ہو ہی نہیں رہے تھے۔ لہٰذا قاضی نے فیصلہ دے دیا کہ اس کو جیل

www.besturdubooks.wordpress.com

بھیج دیا جائے اور اگلے جمعہ کو جب نماز جمعہ پڑھ کر سزائیں دی جائیں گی تو اس کی سزا کا فیصلہ بھی سنا دیا جائے گا۔ چنانچہ اس نوجوان کو جیل بھیج دیا گیا۔

جیل کا سپرنٹنڈنٹ عیسائی تھا، اس نوجوان نے اس سے رابطہ کیا اور کہنے لگا: میں مسلمان ہوں۔ مجھ سے یہ معاملہ ہوا ہے اور میرے پیچھے میرا خاندان بھی ہے۔ بچے بھی ہیں اور ان کو میرے اس معاملے کا پتہ نہیں، اگر آپ مجھے اپنے ذمہ داری پر Release (رہا) کر دیں تو جمعہ سے پہلے میں واپس آ جاؤں گا...... عیسائیوں کے دلوں میں اس زمانے میں مسلمانوں کے ایفائے عہد کی اتنی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ عیسائی کہنے لگا: ٹھیک ہے تم چلے جاؤ اور جمعہ سے پہلے آ جانا۔ اس نے قتل کے مجرم کو جیل سے گھر بھیج دیا۔

جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد جب قاضی نے پوچھا: فلاں بندہ کہاں ہے؟ جیل سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ میں نے اسے اپنی ذمہ داری پہ بھیجا تھا مگر ابھی تک وہ آیا نہیں۔ قاضی نے کہا: ٹھیک ہے، باقی مقدمات نمٹنے تک ہم انتظار کریں گے اور اگر اس وقت تک بھی وہ نہ آیا تو اس نوجوان کے بدلے میں ہم آپ کو پھانسی دیں گے کیونکہ آپ نے اس کو چھوڑا تھا۔

اب عیسائی اور زیادہ پریشان ہوئے کہ بندہ بھی ہمارا مرا، اب افسر بھی ہمارا پھانسی چڑھے گا۔ اس دوران قاضی دوسروں کے مقدمے سمیٹنے میں لگ گیا۔ جب آخری بندہ نمٹ گیا تو قاضی نے جیل سپرٹینڈنٹ کو بلایا اور کہا کہ اب ہم یہ حد آپ پر قائم کریں گے۔ یہ بات سننے کے باوجود جیل سپرنٹنڈنٹ کے چہرے پر پریشانی کے آثار بالکل نہیں تھے۔ چنانچہ وہ آرام سے قاضی کے قریب آ گیا، لوگ حیران تھے کہ آج یہ کیا ہو رہا ہے۔

اتنے میں کسی نے کہا جی آپ تھوڑی دیر کے لئے انتظار کر لیں کیونکہ دور سے کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

آدمی آتا نظر آ رہا ہے۔ قاضی نے کہا ٹھیک ہے، چند منٹ انتظار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ چند منٹ کے اندر وہی نوجوان دوڑتا ہوا آیا۔ وہ پسینے میں شرابور تھا، اس نے آتے ہی سب سے پہلے اس جیل سپرنٹنڈنٹ سے معافی مانگی اور کہا کہ میرے راستے میں ایک دریا تھا، مجھے تیرنا نہیں آتا تھا اور مجھے کشتی کے انتظار میں دیر ہو گئی۔ جس کی وجہ سے میں اپنے وعدے پر پورا نہیں اتر سکا، ورنہ میں وقت سے پہلے پہنچ جاتا۔ بہر حال اب میں پہنچ چکا ہوں مجھے قاضی صاحب کے سامنے پیش کر دیں۔ جب عیسائیوں نے اس نوجوان کی ایفائے عہد کی یہ بات سنی تو بچے کے ورثا نے قاضی سے کہا: قاضی صاحب! اس نوجوان نے اگر عہد پورا کرنے کی یہ مثال پیش کر دی ہے تو ہم آپ کی موجوگی میں دو باتیں کرتے ہیں۔

......ایک تو بچے کے قتل کا مقدمہ واپس لیتے ہیں

......دوسرا اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں

ایک وہ وقت تھا کہ کفر ہمارے عملوں کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ حقیقی معنوں میں مسلمان ہیں۔

علم پر عمل نہ کرنے کی وجہ:

آج ہماری علت یہ ہے کہ ہم اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے باتوں کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں جس کی وجہ سے خود بھی تنگ ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے بھی مصیبت بن جاتے ہیں۔ سچ بات یہ ہے کہ ہم اللہ کے لیے وبال جان بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم چیزوں کو سمجھ تو رہے ہوتے ہیں مگر اپنی نفسانیت، خودسری اور تکبر کی وجہ سے ہم اس پر عمل نہیں کر رہے ہوتے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم دوسروں کو تکلیف پہنچا رہے ہیں لیکن اس پر خوش بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ عورتیں آپس میں بات کرتی ہیں کہ میں نے پھر ایسی بات کہی کہ بس وہ جلتی رہی ہو گی۔ یعنی دوسری کا دل جلانے کے لیے بات کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ کتنی عجیب بات ہے! بجائے اس کے کہ ہم دوسرے بندے کو راحت پہنچائیں ہم اس کو دکھ پہنچا رہے ہوتے ہیں۔

اگر گندگی فائدہ پہنچا سکتی ہے تو......

!بلول کے زمانے میں ہم ایک مرتبہ ایک دیہات میں گئے، اس عاجز کی عمر اس وقت سات آٹھ سال تھی، ہمارے ایک کلاس فیلو نے دعوت دی کہ آئیں آپ کو دیہات دکھاتے ہیں...... یہ وہ زمانہ تھا جب ہمیں یہ پتہ نہیں تھا کہ گندم کسی پودے پر لگتی ہے یا درخت پر...... چنانچہ ہم نے بھی اس کی دعوت خوشی سے قبول کر لی کہ جا کر دیہات دیکھیں گے۔

جب ہم اس کے ساتھ گئے تو اس نے ہمیں کھیت دکھائے۔ ہم نے کھیت میں دیکھا کہ ادھر بھی نجاست کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور ادھر بھی گوبر کا ڈھیر لگا ہوا ہے، ہم نے کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔ ہمیں دیکھ کر بڑی پریشانی ہوئی کہ یہ گوبر ہے اور انہوں نے اس کے ڈھیر لگا کے رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اپنے ساتھی سے، پوچھا کہ گوبر کے ڈھیر کیوں لگائے ہوئے ہیں؟ اس نے کہا: کسان سے پوچھو؟ جب کسان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ تمہاری نظر میں تو یہ گوبر ہے، نجاست ہے اور گندگی ہے، تم شہری بچے ہو اس لیے تمہیں پتہ نہیں، تمہیں یہ گوبر اور نجاست نظر آ رہی ہے مگر ہماری نظر میں یہ فرٹیلائزر (کھاد) ہے، جب ہم اس کو اپنے کھیت میں ڈالتے ہیں تو اس سے کھیت کو فائدہ پہنچتا ہے اور فصل اچھی پیدا ہوتی ہے...... وہ بچپن کا زمانہ تھا اس لیے صحیح طور پر بات تو سمجھ نہ آئی مگر اب میں کبھی کبھی سوچتا ہوں......

''اے انسان! جسے ہم گندگی کہتے ہیں اور اسے بدبودار سمجھتے ہیں، اس گندگی کو اگر کھیت میں ڈالا گیا تو اس گندگی نے کھیت کو فائدہ پہنچا دیا۔ ایک مسلمان ہو کر اگر تُو اپنے ساتھ والے کو فائدہ نہیں پہنچاتا تو تُو گندگی اور نجاست سے بھی گیا گزرا ہے،،

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر اپنی حقیت معلوم کرنا چاہیں تو......

قیامت کے دن سب سے پہلے یہی سوال کیا جائے گا کہ تم نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ اب اس کے لیے عالم کا ہونا ضروری نہیں ہے کہ علما ہی سے پوچھیں گے۔ بلکہ ہر بندے سے پوچھیں گے اور صرف مردوں ہی سے نہیں پوچھیں گے بلکہ عورتوں سے بھی پوچھیں گے۔ تو ہم اپنے آپ سے آج ہی یہ سوال کرنا شروع کر دیں کہ ایک وقت آئے گا، جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ سوال پوچھیں گے۔ کیا اس کسوٹی پر ہم پورے اتر پائیں گے۔ اگر آج سے بھی اپنا محاسبہ کرنا شروع کر دیں تو زندگی آسان ہو جائے گی، آپ کا دل آپ کو ٹھیک بتا دے گا۔ اگر آپ اپنی حقیقت معلوم کرنا چاہیں تو اپنے دل سے گواہی لیں، کیوں کہ دل وہ گواہ ہے جو ہمیشہ سچی بات بتاتا ہے اور کبھی رشوت قبول نہیں کرتا۔ صاف تصویر دکھا دیتا ہے کہ میاں! تم اتنے پانی میں ہو، خواہ ہم لوگوں کے سامنے جو مرضی چہرے سجائے پھریں۔

﴿ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ وَّ لَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَه ﴾

(القیلمة:۱۴،۱۵)

انسان کو اپنے بارے میں پتہ ہوتا ہے۔ دوسروں کے سامنے بے شک عذر پیش کرتا پھرے۔ تو آج انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر ہماری تنزلی اور گراوٹ کا سب سے پہلا سبب ہے کہ ہم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے۔ چاہے کوئی دین کا پڑھا لکھا ہو، چاہے دنیا کا۔ تو اب یہ بات سمجھ لیں کہ کامیابی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اپنے علم پر عمل کرنا ہے۔

(۲) بڑوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانا

ہماری دوسری غلطی یہ ہے کہ ہم اپنے بڑوں کے تجربات سے فائدہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اٹھاتے۔ہم اپنے بڑوں کی نصیحتوں پر عمل نہیں کرتے۔

نصیحتوں کی حقیقت:

یاد رکھیں کہ ماں باپ کی یا پیر استاد کی نصیحتیں بنیادی طور پر ان کی زندگی کے تجربات ہوتے ہیں۔انگریزی میں کہتے ہیں

There is no shortcut to experience.

(تجربے کا کوئی شارٹ کٹ نہیں)

تو بجائے اس کے کہ ہم سب کچھ خود بھگتیں اور پھر آخر میں سمجھ آئے کہ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ہم اپنے بڑوں کی نصیحتوں پر عمل کر لیا کریں۔

تجربہ کار(Experienced) بندے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟...... اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بندہ جو اپنی زندگی میں بہت غلطیاں اور کوتاہیاں کر چکا ہو اور اسے پتہ ہو کہ اب میں نے یہ کوتاہیاں نہیں کرنی۔اس لیے جب فیکٹری میں کوئی بندہ رکھنا ہو تو کہتے ہیں: کوئی تجربہ کار بندہ لے آؤ! کیوں؟ اس لیے کہ وہ بہت کوتاہیاں کر چکا ہو گا اور اب اسے پتا ہو گا کہ میں نے کونسی کوتاہیاں نہیں کرنی۔

ایک آدمی جب کوئی کام سیکھتا ہے تو اس کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ایک پہلو یہ ہے کہ:

What to do?......(کیا کرنا ہے؟)

کام کو سیکھنا کہ میں نے کام میں کیا کرنا ہے؟ یہ کام سیکھنے کا ایک پہلو ہے۔اور ایک اور پہلو بھی ہے، وہ یہ کہ:

What not to do?......(کیا نہیں کرنا؟)

بندہ تھیوری کے ذریعے سے یہ تو جلدی معلوم کر لیتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔لیکن ......کیا نہیں کرنا؟ یہ دھکے کھا کے حاصل ہوتا ہے اور تجربہ کار بندے کو پتہ ہوتا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے یہ نہیں کرنا، کیوں کہ اس میں نقصان ہے اور فائدہ نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارے بڑے ہمیں جو نصیحت کرتے ہیں وہ ساٹھ ستر سال کی عمر کا نچوڑ بتا رہے ہوتے ہیں کہ بچو! یہ نہ کرو اس میں تمہارا نقصان ہے۔

نوجوانوں کی رعونت:

آج کے نوجوانوں کی تو حالت ہی یہ بن چکی ہے کہ وہ بات ہی نہیں سنتے۔ نبی ﷺ نے قرب قیامت کی ایک نشانی یہ بتائی کہ نوجوان اپنے دوست کو زیادہ محبوب رکھیں اور اپنے ماں باپ سے دور ہو جائیں۔ اور کئی جگہوں پر تو ایسا ہے کہ نوجوان اپنے باپ سے ایسے نفرت کرتے ہیں جیسے پاپ سے نفرت کی جاتی ہے۔ وہ جو کسی زمانے میں باپ سے محبت کا تعلق تھا اور اس سے فائدہ اٹھایا جاتا تھا آج وہ تصور ہی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ دو لڑکے آپس میں باتیں کر رہے تھے، ایک نے کہا: بھئی! تمہارے ابو تین چار مرتبہ ہسپتال جا چکے ہیں خیر تو ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں، انہیں دو تین مرتبہ ہارٹ اٹیک ہوا ہے لیکن وہ ریکور (صحت یاب) ہو جاتے ہیں، آج پھر ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ اور آج پھر ہاسپٹل گئے ہیں۔

I hope he will be able to make it this time.

(میرا خیال ہے کہ اب وہ ٹرک جائے گا)

اپنے باپ کے بارے میں یہ کہہ رہا تھا، یہی بنیاد ہے جس کی وجہ سے ہمارے نوجوان اپنے ماں باپ کی سونے کے پانی سے لکھی جانے کے قابل نصیحتیں، پیٹھ پیچھے ڈال دیتے ہیں۔ صرف یہ بات نہیں ہے کہ ممبر و محراب سے سن کر اس پر عمل نہیں کرتے نہیں نہیں نہیں!! گھر میں سن کر کہاں عمل کرتے ہیں؟ خاوند بیوی کو منع کرتا ہے کہ تمہارے لئے یہ ٹھیک نہیں، یہ ٹھیک نہیں...... کیا وہ سنتی ہے؟ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو منع کرتا ہے کہ تمہارے لیے یہ ٹھیک نہیں، یہ ٹھیک نہیں، کیا وہ مانتا ہے؟ تو یہ کیسی چیز

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے؟ جو بحیثیت قوم ہمارے اندر Develop (پروان) ہو چکی ہے، اس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہماری پرسنیلیٹی (شخصیت) ایسی بن جائے کہ ہم اپنے بڑوں کے تجربے سے فائدہ اٹھانے والے بن جائیں۔ جب بڑوں کے تجربے سے فائدہ اٹھانے والی صفت ہمارے اندر آئے گی تو پھر جمعہ کے دن ہم سب سے پہلے مسجد میں پہنچے ہوئے ہونگے کہ ہم خیر کی باتیں سنیں اور ان پر عمل کریں۔

یہ خیر کی باتیں سننے کی صفت ہی ہمارے اندر سے ختم ہوتی جا رہی ہے، ہم سننا ہی نہیں چاہتے، آج تو ہر بندہ سنانا چاہتا ہے۔ ہم نے کئی بار دیکھا ہے کہ دو بندے آپس میں بات چیت کر رہے ہوتے ہیں تو وہ بھی بول رہا ہوتا ہے اور یہ بھی بول رہا ہوتا ہے۔ نہ وہ سن رہا ہوتا ہے اور نہ یہ سن رہا ہوتا ہے۔ ہمارے اندر تو اتنا صبر بھی نہیں کہ ہم کسی کی بات کو توجہ سے سن ہی لیں۔ آج تو نوجوان آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں اور نئے نئے پلان بنا کر ان پر عمل کر رہے ہوتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ:

Young leading the young is like a blind leading the blind. They can both fall into the ditch.

(کسی نوجوان کا دوسرے نوجوان کو رہنمائی دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی اندھے کا دوسرے اندھے کو رہنمائی دینا، وہ دونوں گڑھے میں گر سکتے ہیں)

آج کے نوجوان کی حالت اس قدر ناگفتہ بہ بن چکی ہے کہ اگر کسی پر نظر پڑ جائے کہ دیکھا کہ ذرا اچھا ٹھپہ ہے تو کہتا ہے: بس، ابو! میں نے ادھر ہی شادی کرنی ہے۔ اس کے ابو بتاتے ہیں کہ اس کی اتنی تعلیم ہی نہیں اور تیرے ساتھ اس کا جوڑ ہی نہیں۔ مگر وہ سنتا ہی نہیں، وہ یہی کہتا ہے کہ بس کرنی ہے۔ جب ایسی جگہ پر شادی کر لیتے ہیں تو پھر ساری زندگی روتے بھی ہیں اور بھگتتے بھی ہیں۔ چنانچہ ہمیں اچھے مسلمان ہونے کی حیثیت سے چاہیے کہ ہم بڑوں کی باتیں توجہ سے سنا کریں اور پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

ان پر عمل کیا کریں۔ بعض اوقات ان نصیحتوں کی حکمت بعد میں سمجھ آتی ہے۔ اس لیے اس وقت سمجھ میں نہیں آ رہی ہوتی کہ اس وقت ہم شارٹ سائیڈ ڈ ہوتے ہیں۔ ہمارا ویژن ہی اتنا نہیں ہوتا کہ ہم اتنا دور دیکھ سکیں لیکن ہمارے ماں باپ کی نظر دور تک دیکھ رہی ہوتی ہے۔ اگر بعد میں سمجھ میں آیا تو وہ معاملہ ہوگا کہ ''اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت''۔

نوجوان اول تو نصیحت کی باتیں سنتے ہی نہیں اور اگر سنتے ہیں تو ان پر عمل نہیں کرتے حالانکہ ہمیں تو یوں کہا گیا ہے:

کَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنْ

(حکمت کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے)

بس تو یہ حکمت کی بات جہاں سے بھی ملے حاصل کر لینی چاہیے، پہلے وقتوں میں ماں باپ اپنے بچوں کو نصیحتیں کیا کرتے تھے اور پھر بچے ان سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ آج نصیحت کرنے کا سلسلہ نظر ہی نہیں آتا۔ کتنے مرد ہیں جو آج گھروں میں نصیحت کی باتیں سمجھاتے ہیں؟ یاد رکھیں کہ جس گھر کے مرد اپنے اہل خانہ کو نیکی اور نصیحت کی بات نہیں سمجھاتے اس گھر کے مُردوں اور مردوں میں کوئی فرق نہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے گھروں میں خیر کی باتیں کیا کریں۔ تو یہ بات یاد رکھیں کہ کامیابی کا دوسرا اصول بڑوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانا ہے۔

(۳) گناہوں پر استغفار

ہماری تیسری بڑی کوتاہی اور غلطی یہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں پر استغفار نہیں کرتے۔ گناہ کر لیتے ہیں مگر اس پر جیسے استغفار کرنا چاہیے ہم نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت ساری رحمتیں رک جاتی ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

طُوْبٰى لِمَنْ وَّجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا

''مبارک ہو اس شخص کو جو (قیامت کے دن) اپنے نامہ اعمال میں سے زیادہ استغفار کا عمل دیکھے گا''

استغفار سب مسائل کا حل:

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری بیٹھے ہوئے تھے۔ایک آدمی ان کے پاس آیا،اس نے کہا: حضرت! میں بہت گناہگار ہوں،کوئی عمل بتا دیں۔فرمایا: استغفار کرو! پھر ایک اور بندہ آیا اس نے کہا: حضرت بارش نہیں ہو رہی،کوئی وظیفہ بتا دیں۔جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بارش عطا فرما دیں۔فرمایا: استغفار کرو! پھر ایک اور آدمی آیا، کہا: حضرت! بہت غریب ہوں،کوئی عمل بتا دیں جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ میرے حالات اچھے کر دے اور مال عطا فرما دے۔فرمایا: استغفار کرو! ایک آدمی اور آیا کہ جی میری اولاد نرینہ نہیں،آپ کوئی ایسا عمل بتا دیں جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فر دیں۔فرمایا: استغفار کرو!

ایک آدمی پاس بیٹھا تھا، وہ سن کر بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا: حضرت! یہ اچھا فارمولا آپ کے ہاتھ میں آیا ہے کہ ہر ایک کو فرما رہے ہیں کہ استغفار کرو، استغفار کرو۔حضرت نے جواب دیا کہ میں نے ان کو اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی بلکہ اللہ کے قرآن کی روشنی میں ان کو جواب دیے ہیں۔قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴾ (النوح:۱۰)

اللہ کے سامنے استغفار کرو، وہ گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔فرمایا کہ پہلے آدمی نے گناہوں سے معافی کا عمل پوچھا تھا اور میں نے اسے استغفار بتایا تھا:

آگے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴾ (النوح:۱۱)

''اللہ کے سامنے استغفار کرو، وہ تمہارے اوپر بارش برسائے گا''

دوسرے نے بارش کا مسئلہ پوچھا، لہٰذا میں نے اسے بھی یہی کہا کہ استغفار کرو۔

اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں:

﴿ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ ﴾ (النوح:۱۲)

''اور مال کے ذریعے وہ (اللہ تعالیٰ) تمہاری مدد کرے گا''

غریب کے وظیفہ پوچھنے پر میں نے اسی لیے استغفار کرنے کے لیے کہا تھا۔

وَبَنِيْنَ ''اور بیٹوں کے ذریعے تمہاری مدد کرے گا''

اسی لیے اولادِ نرینہ کے طالب کو میں نے کہا تھا کہ استغفار کیا کرو۔

﴿ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ ﴾ (النوح:۱۲)

''اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ باغوں کے پھل عطا فرمائے گا''

میں نے اسی لئے باغ والے کو یہ عمل بتایا کہ استغفار کرو۔

﴿ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴾ (النوح: ۱۲)

''اور تمہارے لیے (زمین سے) چشمے جاری کر دے گا۔''

اسی لیے میں نے زمین میں چشمے کے طالب کو استغفار کرنے کے لیے کہا۔

اب دیکھیں کہ ایک استغفار کے عمل پر ہمیں کتنے فائدے مل سکتے ہیں۔

عاملوں کی گاڑی کیسے چلتی ہے؟

آج جسے دیکھو وہ عاملوں کے پیچھے بھاگا جا رہا ہے، عملیات والوں کے پاس جا جا کر اپنا ایمان خراب کر بیٹھے ہیں۔ کیا ضرورت ہے ان کے پاس جانے کی؟ استغفار کیجیے اور مرادیں پائیے۔ یاد رکھیں کہ عامل لوگ بندوں کو بہت ہی ڈراتے ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں کہ لگتا ہے کسی نے کچھ کیا ہوا ہے، اگلی سٹوری وہ خود بنا لیتے ہیں۔ بیوی کہتی ہے: دیکھا! آپ کی بہن نے کچھ کیا ہوا ہے۔ خاوند کہتا ہے: مجھے لگتا ہے کہ فلاں نے کچھ کیا ہوا ہے۔ یوں قریب کی رشتہ داریاں ایک دوسرے کے ساتھ چھپی دشمنیوں میں بدل جاتی ہیں۔ ان عاملوں کے پاس بالکل نہیں جانا چاہیے، یہ پروفیشنل (پیشہ ور) قسم کے لوگ اس طرح دوسروں کی پریشانیاں دور کر سکتے تو وہ اپنی پریشانیاں دور نہ کر لیتے۔ وہ تو اس انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں کہ کوئی مرغا آئے اور پھنسے، کچھ دے اور ہماری گاڑی چلے۔ بھئی! جن کی گاڑی آپ کے جانے سے چلتی ہے، وہ آپ کی گاڑی کیا چلائیں گے؟ لوگ خواہ مخواہ ان کے پاس جاتے ہیں۔ کچھ لوگ تو بندوں کو چھوٹا خدا بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں: حضرت! لگتا ہے کسی نے ہمارا کاروبار باندھ دیا ہے۔ اب ایک بندہ مسلمان ہے اور اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے ہیں کہ کسی نے کاروبار کو باندھ دیا ہے۔ اس کا یہ کہنا کتنا عجیب ہے! کیونکہ رزق تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

﴿ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴾ (ہود: ۶)

''اور زمین میں جو ذی روح جاندار ہے اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے''

رزق تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ کسی نے رزق باندھ دیا ہے۔ یوں گویا لوگوں کو چھوٹا خدا بنا لیتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی نے میری بیٹی کا رشتہ باندھا ہوا ہے۔ یاد رکھیں کہ کوئی کچھ نہیں باندھ سکتا۔ سب کام اللہ رب العزت کے اذن سے ہوتے ہیں۔ ہم اللہ رب العزت کو خوش کر لیں تو اس کی طرف سے ہمارے لیے خیر کے فیصلے ہو جائیں گے۔ اور ان تمام پریشانیوں کا حل استغفار ہے۔

مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کا نسخہ:

اسی استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کو مصیبتوں اور عذابوں سے بچاتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ سنیے قرآن عظیم الشان ...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے محبوب ﷺ!

﴿ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ﴾ (الانفال:۳۳)

''اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ان میں موجود رہیں گے''

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾

اور اللہ ان کو اس وقت تک بھی عذاب نہیں دے گا جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ بیٹی کا رشتہ نہ ہونا کتنا بڑا عذاب ہے! نوجوان کو رزق نہ ملنا یا اس کا کاروبار نہ چلنا کتنا بڑا عذاب ہے! لیکن یاد رکھیں کہ جب تک ہم استغفار کرتے رہیں گے اس وقت تک اس عذاب سے بچے رہیں گے۔ انہی کے غم میں ماں کو ایسی بیماریاں لگ جاتیں ہیں کہ وہ پریشان ہو جاتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم ابھی استغفار کے فوائد ہی نہیں سمجھ پائے۔

ہر وقت استغفار کریں:

آپ استغفار کی کثرت کریں۔ ایک تو یہ ہے کہ صبح وشام یہ پڑھا جائے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ

یہ تو پورا استغفار ہے۔ اگر مرد حضرات چلتے پھرتے بھی ...... استغفر اللہ، استغفر اللہ ...... پڑھتے رہیں اور عورتیں گھر میں کھانا تیار کرتے وقت اور صفائی وغیرہ کرتے ہوئے بھی استغفر اللہ کرتی رہیں گی تو اس کو بھی استغفار میں شامل کر لیا جائے گا۔ لوگ کہتے ہیں جی کوئی عمل بتایئے؟ بھئی! اس سے بڑا عمل کیا ہے؟ اس پر تو اللہ کا قرآن گواہی دے رہا ہے کہ یہ سب نعمتیں استغفار کے سبب ملتی ہیں۔

بغیر غلطی کے بھی استغفار کریں:

ہمیں چاہیے تو یہ تھا کہ ہم بغیر غلطی کے بھی استغفار کرتے۔ اس لیے کہ بغیر غلطی

www.besturdubooks.wordpress.com

کے استغفار کرنا رحمت الٰہی کو کھینچنے کا سبب بنتا ہے۔آپ کا بیٹا اگر کسی وقت آپ کے پاس آ کر معافی مانگ رہا ہو اور کہہ رہا ہو کہ امی ! اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو مجھے معاف کر دیں۔ حالانکہ اگر اس نے غلطی نہ کی ہو تو کیا ایسی صورت میں اس پر پیار نہیں آتا ؟۔ ماں کہتی ہے کہ یہ میرا کتنا پیارا بیٹا ہے کہ بغیر غلطی کے مجھ سے معافی مانگ رہا ہے! استغفار کا معاملہ بھی ایسے ہی ہے۔ جب بندہ بغیر غلطی کے اللہ رب العزت کے سامنے استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے اس بندے پر پیار آتا ہے۔ چنانچہ یہ اصول بنالیں زندگی کا کہ اللہ کے حضور ہر وقت نادم و شرمندہ رہنا ہے اور استغفار کرتے رہنا ہے۔

(۴) نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنا

ہماری چوتھی کوتاہی یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے جو نعمتیں ہمیں عطا کی ہیں ان کا صحیح معنوں میں شکر ادا نہیں کرتے۔ ہمیں نعمتوں کا شکر ادا کرنا اس وقت یاد آتا ہے۔ جب وہ نعمت چلی جاتی ہے۔ کسی نے کہا تھا کہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے نعمتوں کے چھن جانے کا انتظار نہ کرنا۔ جب نعمت چھن جائے اس وقت اس کا شکر ادا کرنے کا کیا فائدہ؟ نعمتوں کی موجودگی میں ہی نعمتوں کا شکر ادا کیجیے۔

صحت نعمت ہے۔

فراغت کا وقت نعمت ہے۔

مال نعمت ہے۔

جوانی نعمت ہے۔

ماں باپ نعمت ہیں۔

پیر استاد نعمت ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ان نعمتوں کی ہم کتنی قدر کرتے ہیں اور کتنا اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں؟ بلکہ ہم نے تو یہ دیکھا کہ جس بندے کو اللہ نے اتنا مال دیا ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھر کے ساتھ ساتھ چالیس اور خاندانوں کو بھی سپورٹ کر سکتا ہے، اس بندے سے کبھی پوچھیں کہ سنائیں کام کاج کیسا ہے؟ تو وہ بھی کہتا ہے، جی بس گزارا ہے۔ اب اگر اللہ نے اتنا دیا ہوا ہے اور پھر اس بات کے جواب میں ہم یوں کہیں کہ بس گزارا ہے تو اس پر اللہ کو غصہ آئے گا یا نہیں؟ اسی طرح خاوند اپنی بیوی پر بے تحاشا دولت خرچ کرتا ہو اور اس کی بیوی اپنی ماں کو یہ رپورٹ دے کہ میں بس گزارا ہی کر رہی ہوں، تو خاوند کو کتنا غصہ آئے گا؟ یہی حال ہمارا ہے، کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں اور پھر ہم کہتے ہیں: جی بس گزارا ہے۔ پتہ نہیں ہماری زبان کیوں جھوٹی ہو جاتی ہے۔ ہمیں تو یہ چاہیے تھا کہ ہم یوں کہتے: او جی! اللہ نے تو مجھے اتنا دیا کہ میں تو ساری زندگی سجدے میں سر ڈال کر اللہ کا شکر ادا کرتا رہوں تو میں اپنے مولا کا پھر بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ ہم کیوں نہیں کہتے کہ جی اللہ تعالیٰ نے تو ہم بے قدروں کو ہماری اوقات سے بھی بڑھ کر اپنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

تین آدمیوں کی آزمائش کا واقعہ:

ترجمان السنہ میں حضرت مولانا بدر عالم ؒ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا، وہ برص کا مریض تھا، جلد پر جو سفید دانے بن جاتے وہ برص کے داغ ہوتے ......اس کے چہرے پر برص کے ایسے نشان تھے کہ اس کا چہرہ دیکھنے کو لوگوں کا دل نہیں کرتا تھا۔ اتنی کراہت ہوتی تھی۔ اس کا کام کاج بھی نہیں چلتا تھا۔

ایک آدمی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: سناؤ بھئی! کیا حال ہے؟ کیسا وقت گزر رہا ہے؟ اس نے کہا: کیا بتاؤں! بیماری بھی ہے، میں لوگوں میں بیٹھنے کے قابل بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں، میرا کاروبار بھی نہیں، اور بہت تنگی کے دن گزر رہے ہیں۔ اس آدمی نے اس برص والے کو دعا دی کہ اللہ تیری بیماری کو بھی ٹھیک کر دے اور تجھے رزق بھی فراغ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی بیماری بھی ٹھیک کر دی اور اس کو ایک اونٹنی عطا کی، اس اونٹنی سے اتنا کام بڑھا کہ وہ اونٹوں کے بڑے ریوڑ کا مالک بن گیا اور بڑے ٹھاٹھ کی زندگی گزارنے لگا۔

وہی آدمی وہاں ایک اور آدمی کے پاس گیا، اس کے سر پر بال نہیں تھے، گنجا تھا۔ اس کا بھی کاروبار نہیں چلتا تھا۔ اس نے اسے پوچھا: سناؤ بھئی! کیا حال ہے؟ کہنے لگا: جی کیا بتاؤں! بس جہاں جاتا ہوں لوگ میرا مذاق اڑاتے ہیں، میرا کاروبار بھی ٹھیک نہیں اور میں بڑی پریشانی میں وقت گزار رہا ہوں۔ اس نے اسے بھی دعا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کی برکت سے اسے خوبصورت بال عطا کر دیے۔ جس سے اس کی پرسنلٹی بہترین بن گئی۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک گائے دی۔ اس ایک گائے کی نسل اتنی بڑھی کہ وہ سینکڑوں گایوں کا مالک بن گیا، اس کی زندگی میں بھی خوشحالی آ گئی۔

پھر وہ تیسرے بندے کے پاس گیا وہ اندھا تھا۔ اس سے پوچھا: سناؤ بھئی! کیسے گزر رہی ہے؟ کہنے لگا: میں کیا بتاؤں! لوگوں سے مانگ کے روٹی کھاتا ہوں، در در کے دھکے کھاتا ہوں، لوگوں کے لیے تو فقط رات میں اندھیرا ہوتا ہے اور میرے لیے تو دن کی روشنی میں بھی اندھیرا ہوتا ہے۔ جس کو اماں کہتا ہوں میں نے اس کی شکل ایک مرتبہ بھی نہیں دیکھی، ابو کی شکل بھی کبھی نہیں دیکھی۔ اور میرا کاروبار بھی کوئی نہیں۔ اس نے اسے بھی دعا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی بینائی بھی ٹھیک کر دی اور اس کو ایک بکری دی، اس بکری کی اتنی نسل بڑھی کہ وہ بکریوں کے بڑے ریوڑ کا مالک بن گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بنی اسرائیل کے یہ تینوں آدمی بڑے بڑے نواب بن گئے۔ جب پیسہ آتا ہے تو پھر انسان سہولت پسند ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان کے محل بن گئے، خوبصورت بیویاں آگئیں، نوکر چاکر آگئے، لائف سٹینڈرڈ اونچا ہو گیا اور خوب ٹھاٹھ کی زندگی گزارنے لگے۔ پھر دوست بھی بہت بن گئے۔ کئی سالوں تک وہ اسی طرح اللہ کی نعمتوں کے مزے لیتے رہے اور پلتے رہے۔

ایک دن وہی بندہ پہلے آدمی کے پاس آیا اور آکر اسے کہا: بھئی! بات یہ ہے کہ میں بہت محتاج ہوں، میں ضرورت مند ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ دیا ہے، آپ اللہ کے لیے مجھے کچھ دے دیں۔ ایک وقت تھا آپ کے پاس بھی کچھ نہیں تھا: آج دیکھو! اللہ نے آپ کو کتنا کچھ دیا ہے! جب اس نے یہ سنا کہ ایک وقت تھا جب آپ کے پاس کچھ نہیں تھا، تو اس کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا: آ جاتے ہیں منہ اٹھا کے، بات کرنے کی بھی تمیز نہیں۔ خبردار! میں تمہیں دھکے دے کر یہاں سے نکال دونگا، میں تو شروع سے ہی امیر تھا۔ کیا تم سے میں نے پیسے مانگے ہوئے ہیں؟ جب وہ ناراض ہونے لگا، تو اس نے کہا: بھئی! آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں، میں جا رہا ہوں۔ بس آپ جیسے تھے اللہ تعالیٰ آپ کو ویسا کر دے۔ اس کے بعد ایسی بیماری آئی کہ اونٹوں کا سارا ریوڑ ختم ہو گیا اور وہی برص کی بیماری لگ گئی۔

اس کے بعد وہ دوسرے آدمی کے پاس گیا۔ جو گنجا تھا اس سے کہا: جی میں محتاج ہوں، فقیر ہوں، آپ کو اللہ نے بہت دیا ہے، آپ اللہ کے نام پہ مجھے بھی کچھ دے دیں، میری مدد کریں، ایک وقت تھا کہ آپ کے پاس بھی کچھ نہیں تھا اور آج بہت کچھ ہے۔ جب اس نے یہ بات کی تو اس کو بھی غصہ آیا اور کہنے لگا: تجھے بات کرتے ہوئے شرم نہیں آتی، میں نے درختوں سے جا کے پیسے توڑے ہیں؟ میں ایسا بزنس مین ہوں...... میں نے ایسی ڈیل کی...... مجھے اتنا بچا...... میاں! میری یہ خون پسینے کی کمائی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، تم کیسے یہ بات کہہ رہے ہو؟ جب وہ کچھ زیادہ ہی ناراض ہونے لگا تو اس نے کہا: بھئی! ناراض نہ ہو، اچھا میں جاتا ہوں، آپ جیسے تھے اللہ آپ کو ویسا کر دے۔ لو جی اس کی حالت بھی وہی ہو گئی، سب گائیاں بھی ختم ہو گئیں اور سر کے بال بھی غائب ہو گئے۔ جیسا تھا ویسا ہو گیا۔

پھر وہ تیسرے کے پاس گیا، اسے بھی جا کر یہی کہا کہ میں بڑا محتاج ہوں، ضرورت مند ہوں، آپ کے پاس آیا ہوں، مجھے کچھ دیں۔ ایک وقت تھا کہ آپ کے پاس بھی کچھ نہیں تھا اور آج اللہ نے آپ کو بہت کچھ دیا ہوا ہے۔ جیسے ہی اس آدمی نے یہ الفاظ کہے کہ ایک وقت تھا جب آپ کے پاس بھی کچھ نہیں تھا تو اس بندے کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے۔ اس نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگا: بھئی! تم نے بالکل سچ کہا، ایک وقت تھا، جب میں اندھا تھا، میں در در کے دھکے کھایا کرتا تھا۔ میں لوگوں سے مانگ کر ٹکڑے کھاتا تھا اور مجھے کوئی کچھ نہیں دیتا تھا۔ اللہ کا کوئی بندہ آیا اس نے دعا دی اور میرے اللہ نے مجھے بینائی بھی دے دی اور مجھے اتنا مال دے دیا۔ میاں! اگر آج تم اس اللہ کے نام پر کہتے ہو کہ کچھ دو، ان دو پہاڑوں کے درمیان جتنی ہزار بکریاں تمہیں نظر آ رہی ہیں، یہ سب میرے مولا کی دین ہیں۔ تم ان میں سے جتنی بکریاں چاہو لے جاؤ۔ اس آدمی نے جواب میں کہا، تمہیں مبارک ہو، میں فرشتہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی نعمتیں دے کر تین بندوں کے پاس بھیجا تھا، ان میں سے دو اپنی اوقات کو بھول گئے اور تم نے اپنی اوقات کو یاد رکھا، اللہ تمہیں اپنی اور بھی زیادہ نعمتیں عطا کرے۔ اس کے بعد اللہ رب العزت نے اس بندے کو باقی زندگی میں اور بھی زیادہ نعمتوں سے نوازا۔

نعمتیں بے شمار ہیں:

ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اتنا شکر ادا نہیں کرتے جتنا کرنا چاہیے تھا۔ ہمیں ہر لمحے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اللہ کی نعمتوں کی تفصیل تو بے حد وحساب ہے۔ تاہم یاد رکھیں کہ:

☆ ......اللہ نے گھر دیا...... یہ بھی نعمت ہے۔
☆ ......اولاد دی...... یہ بھی نعمت ہے۔
☆ ......اچھی بیوی دی...... یہ بھی نعمت ہے۔
☆ ......صحت دی...... یہ بھی نعمت ہے۔
☆ ......عزت دی ...... یہ بھی نعمت ہے۔
☆ ......اللہ نے کوتاہیوں پہ پردہ ڈال دیا...... یہ بھی اللہ کی نعمت ہے۔
☆ ......اللہ نے ہمیں رسوائی سے بچالیا ...... یہ بھی اللہ کی نعمت ہے۔

ہم اللہ کی کس کس نعمت کا شکر ادا کر سکتے ہیں!!؟؟

ایک دوسرے کی قدر کریں:

حقیقت یہی ہے کہ ہم نعمت کی موجودگی میں شکر ادا نہیں کرتے۔ آج تو حالت یہ ہے کہ بیوی سے پوچھیں تو ایک ہی سانس میں خاوند کی کئی برائیاں گنوا دے گی۔ اور خاوند سے پوچھو تو ایک ہی سانس میں اپنی بیوی کی ناپسندیدگی کی کہانیاں سنائے گا۔

اچھا! اگر یہ خاوند مر جائے تو یہی بیوی بیٹھی رو رہی ہوگی۔ اس سے اگر کوئی پوچھے کہ جی رو کیوں رہی ہیں؟ آپ تو کہتی تھی: اس نے مجھے بہت تنگ کیا ہوا ہے، مصیبت میں رکھا ہوا ہے، بڑے عذاب میں ہوں، اب تو تمہارا عذاب ختم ہو گیا ہے۔ وہی بیوی کہے گی: نہیں، آخر میرے بچوں کا باپ تھا۔ اس نے مجھے عزت دی ہوئی تھی۔ اس کی موجودگی میں مجھے کوئی بات تو نہیں کر سکتا تھا اور مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔ اب تو میں بے سایہ ہو گئی ہوں۔ اب اس کی قدر آنے لگ گئی کہ اس کے اندر کیا کیا خوبیاں تھی۔ اور اگر بیوی مر جائے تو وہی خاوند آنسو بہا رہا ہوتا ہے۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اگر پوچھا جائے کہ بھئی! تم تو خود کہتے تھے کہ میں نے یہ کیا عذاب خرید لیا! بہتر نہیں کہ اس سے جان چھوٹ گئی؟ وہی خاوند کہے گا: آخر وہ میرے بچوں کی ماں تھی، میں کاروبار پر چلا جاتا تھا اور مجھے بچوں کی فکر نہیں ہوتی تھی۔ اس نے میری عزت رکھی ہوئی تھی اور میرا گھر سنبھالا ہوا تھا، اب بیوی کی خوبیاں یاد آنے لگیں۔ یہ خوبیاں ہمیں زندگی میں کیوں نہیں یاد آتیں؟ ہم زندگی میں دوسرے بندے کی قدر کیوں نہیں کرتے؟

انگریزوں کا ایک دستور:

انگریزوں میں ایک دستور ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کے لیے پھولوں کے بڑے بڑے گلدستے بنا کر لے جاتے ہیں اور منوں، ٹنوں کے حساب سے اس کی قبر پر پھول لاد دیتے ہیں۔ اس پر کسی نے ایک نظم لکھی، اس میں سے صرف ایک فقرہ اس وقت ہمارے موضوع سے ریلیٹیڈ ہے۔ وہ کہتا ہے:

Why do we wait till a person die?

''یعنی ہم کسی کو پھول پیش کرنے کے لیے اس کے مرنے کا انتظار کیوں کرتے ہیں۔''

کاش! ہم اس کی زندگی میں پھول پیش کرتے اس کو بھی خوشی ہوتی اور ہمیں بھی خوشی ہوتی۔

(۵) مرنے والوں سے عبرت حاصل کرنا

ہماری پانچویں کوتاہی یہ ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے میتوں کو دفن کرتے ہیں مگر عبرت نہیں پکڑتے کہ ہمارے ساتھ بھی یہ کچھ ہونے والا ہے۔ ہم اپنے کندھوں پر کتنے جنازے لیکر گئے؟ کیا ہماری یہ حالت ہے کہ دل میں پکا یقین ہو کہ ہم بھی ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دن جائیں گے؟ یاد ہی نہیں ہوتا۔ قبرستان کے باہر قدم رکھا اور پھر وہی دنیا۔

ماں کی موت سے بھی عبرت نہ ملی!!!

ہمارے ایک دوست کہنے لگے کہ میرے سامنے والے ہمسائے کی والدہ کی وفات ہوئی تو میں نے اپنے بچوں کو سمجھایا، بچو! دیکھو یہ کتنا بڑا حادثہ ہوا کہ تمہارے دوست کی والدہ فوت ہوگئی! اب چالیس دن تک گھر میں یہ کیبل اور ٹی وی وغیرہ نہیں چلے گا۔ میں نے بچوں کو اس پر راضی کر لیا اور وہ مطمئن ہو گئے۔ کہنے لگے کہ ابھی تیسرا دن نہیں ہوا تھا کہ اسی گھر سے کیبل اور ٹی وی کی آواز آنے لگی، پھر وہی تماشا شروع ہو گیا۔

بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی:

جو نوجوان اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ کو دفن کر کے آئے اور پھر نصیحت نہ پکڑے تو پھر اس سے زیادہ بد بخت دنیا میں کون ہو سکتا ہے!!؟ ماں کو اپنے ہاتھوں سے دفن کر کے آتے ہیں اور ان کی زندگی کی ترتیب نہیں بدلتی۔ نہیں سمجھتے کہ ہمیں بھی ایک دن وہاں جانا ہے۔ بس اپنی زندگیوں میں مست ہوتے ہیں۔ اللہ نے مال دے دیا اور اولاد دے دی، اور بس اللہ کی نعمتوں میں مست رہتے ہیں، اپنی شہوتوں کو پورا کرنے کے لیے چوبیس گھنٹے لگے رہتے ہیں، مزے اڑاتے رہتے ہیں۔ بھئی! بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟ کب تک مزے اڑاتے رہیں گے؟ ایسا نہ ہو کہ ''لمحوں نے خطائیں کی صدیوں نے سزا پائی'' والا معاملہ نہ بن جائے۔ آج یہ تھوڑے دنوں کے موج میلے ہیں۔ اور کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے جوابدہ بھی ہونا پڑے گا۔

اگر ہم ان پانچ نصیحتوں کو اپنی زندگی میں لاگو کر لیں تو زندگی کی ترتیب سیدھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوسکتی ہے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ ہمیں اپنے اندر جو غلطیاں بھی نظر آتی ہیں وہ خود بخود اچھائیوں میں بدل جائیں گی۔ تو یہ باتیں اس لیے بتائیں کہ ان کو یاد کر لیجیے۔ اگر آپ گھر میں بڑے ہیں یا آپ کا کوئی دوست آپ سے کہتا ہے کہ بھئی کوئی نصیحت کر دیں تو یہ باتیں ان کو سمجھائیں تا کہ ان کو بھی ان سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکے۔

اللہ تعالیٰ ہماری زندگی کی کمی کوتاہی کو دور کر دے ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کا یہاں آنا قبول فرما کر اس کو دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴾

(النساء: ۱۳۶)

دو رنگی چھوڑ دے
یک رنگ ہو جا

بیان: پیرِ طریقت حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ہم جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو ہم اپنے آپ سے پوچھیں کہ ہمارا کون سا عضو مسلمان ہے؟ تھوڑی دیر کے لیے اسی پر بیٹھ کر غور کریں...... کیا میری آنکھیں مسلمان بن گئیں؟...... اس لیے کہ جو آنکھیں مسلمان ہوں گی وہ غیر محرم پر بری نیت سے نہیں ڈالیں گے...... کیا میرے کان مسلمان بن گئے؟ کہ یہ خلاف سنت باتیں نہیں سنیں گے...... کیا میری زبان مسلمان بن گئی؟ کہ اس سے کوئی بات خلاف شرع نہیں نکلے گی...... کیا میرے ہاتھ مسلمان بن گئے؟ کہ یہ اب کسی مسلمان کی جان، مال اور عزت پر نہیں اٹھیں گے۔ کیا میرے پاؤں مسلمان بن گئے؟ کہ یہ پھر کسی گناہ کے لیے چل کر نہیں جائیں گے، اگر ایسا نہیں تو ہمارے جسم کا کون سا عضو مسلمان ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں؟

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴾ (النساء::۱۳۶)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

لفظ ''اٰمِنُوْا'' اہلِ علم کی نظر میں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (النساء::۱۳۶)

(اے ایمان والو! اے ماننے والو! اے وہ لوگو! جو اللہ رب العزت اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کے حکموں کو ماننے کا اقرار کر چکے ہو)

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ)

قرآن پاک کی یہ آیت پڑھنے والوں کو حیران کر دیتی ہے۔ اس لیے کہ اس آیت میں خطاب بھی ایمان والوں سے ہے۔ فرمایا...... يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا...... کافروں سے خطاب نہیں، کہ یہ کہا ہو...... يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا...... منافقوں سے خطاب نہیں کہ یہ کہا ہو...... يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ نَافَقُوْا...... خطاب کن سے ہے؟...... ایمان والوں سے...... اور حکم کیا دے رہے ہیں؟...... اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (تم اللہ اور اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ)۔۔۔ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم!!!......اٰمِنُوا کا کیا مطلب ہے؟اس کے کئی مطلب لیے گئے ہیں۔

- ......بعض نے فرمایا:اٰمِنُوْا کا مطلب ہے اِتَّقُوا'' کہ تم اپنے اندر تقویٰ پیدا کرو۔
- ......بعض نے فرمایا:''اے زبان سے اقرار کرنے والو! اپنے دل سے بھی اس کی تصدیق کرلو''۔
- ......بعض نے فرمایا: ''اپنے ظاہر اور باطن کے تضاد کو دور کردو''
- ......بعض نے فرمایا: ''اپنے قول اور فعل کے فاصلوں کو مٹا دو''
- ......بعض نے فرمایا:''دورنگی چھوڑ دو، یک رنگ ہو جاؤ''

مشکلاتِ لا الہ:

دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا:

﴿اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً﴾

''تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ''

یعنی سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک تم مسلمان بن جاؤ۔یاد رکھیں کہ مسلمان بننا کوئی آسان کام نہیں ہے ۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اس کے لیے محنت چاہیے ۔

چوں می گویم مسلمانم بہ لرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ

''جب میں یہ چاہوں کہ میں مسلمان ہوں تو میں کانپ اٹھتا ہوں کیونکہ لا الٰہ کی الا اللہ کی مشکلات سے میں واقف ہوں''

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنا آسان ہے اور کرنا مشکل کام ہے۔ اس دنیا میں آنا آسان اور صحیح معنوں میں انسان بن جانا، یہ بڑا مشکل کام، جو بنتا ہے یا بناتا ہے وہ ہی پتا پاتا ہے۔ جب بننے کے لیے محنت کرو گے تو پھر سمجھ لگے گی کہ یہ کام کتنا مشکل ہے! ۔

مصحفی ہم تو سمجھے تھے کہ ہو گا کوئی زخم
سینے بیٹھے تو بہت کام رفو کا نکلا

حقائق کے آئینے میں ہماری کیفیت:

ہم جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو ہم اپنے آپ سے پوچھیں کہ ہمارا کون سا عضو مسلمان ہے؟ تھوڑی دیر کے لیے اسی پر بیٹھ کر غور کریں...... کیا میری آنکھیں مسلمان بن گئیں؟...... اس لیے کہ جو آنکھیں مسلمان ہوں گی وہ غیر محرم پر بری نیت سے نہیں ڈالیں گے...... کیا میرے کان مسلمان بن گئے؟ کہ یہ خلاف سنت باتیں نہیں سنیں گے...... کیا میری زبان مسلمان بن گئی؟ کہ اس سے کوئی بات خلاف شرع نہیں نکلے گی...... کیا میرے ہاتھ مسلمان بن گئے؟ کہ یہ اب کسی مسلمان کی جان، مال اور عزت پر نہیں اٹھیں گے...... کیا میرے پاؤں مسلمان بن گئے؟ کہ یہ پھر کسی گناہ کے لیے چل کر نہیں جائیں گے...... اگر ایسا نہیں تو ہمارے جسم کا کون سا عضو مسلمان ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں؟؟

......دل ہے تو غیر کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔

......ذہن ہے تو شہوانی اور شیطانی خیالات سے بھرا ہوا ہے۔

......آنکھ میلی ہے۔

......حرام حلال کی تمیز نہیں۔

تو پھر سوچیے کہ آخر مسلمانی کس چیز کا نام ہے؟ ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل؟
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہم اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ علامہ اقبال کا ایک شعر بڑا ہی عجیب ہے! ؎

تو عرب ہے یا عجم ہے تیرا لاالہ الا
لغتِ غریب جب تک ترا دل نہ دے گواہی

جب تک دل گواہی نہ دے ہمارا یہ لا الہ الا اللہ کہنا لغت غریب کی مانند ہے۔

ہماری یہ حالت بن چکی ہے کہ ہماری آنکھیں کھلی رہتی ہیں، گردن تنی رہتی ہے، ہم دوسروں کے چہروں پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کے عیب ٹٹولتے پھرتے ہیں۔ اے کاش! یہ گردن جھک جاتی، یہ آنکھیں بند ہوتیں اور یہ نگاہیں اپنے سینے پر پڑتیں کہ میرے اپنے اندر کیا عیب چھپے ہوئے ہیں؟

منہ دیکھ لیا آئینے میں ، پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں ، مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور!
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

ایک وقت تھا کہ یہ مومن، یہ نوجوان رات کے آخری پہر میں اٹھتا تھا، لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگاتا تھا اور اس کے سینے میں دل کانپتا تھا۔ ؎

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

وہ سوز اور جذب ہم سے چھن چکا ہے۔ ؎

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ نوجوان جو رات کے آخری پہر میں اٹھتے تھے وہ سسکیاں لے لے کر روتے تھے۔اپنے رب کو مناتے تھے،ان کے آنسوؤں سے ان کے دامن تر ہو جاتے تھے۔ آج وہ چہرے نظر نہیں آتے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر کی انگیٹھی ٹھنڈی ہو چکی ہے۔

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

ہمارے اندر کا انسان کہیں گم ہو چکا ہے۔وہ کہیں کھو گیا ہے۔وہ کہیں سو گیا ہے۔ اسے جگانے کی ضرورت ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ راہ روِ منزل ہی نہیں

ہمیں اپنے من کی دنیا کی بنانا ہے،اپنے من کی دنیا کو بسانا ہے اور اپنے اعمال پر محنت کرنی ہے۔ہمارے اعمال کی حالت تو اتنی پتلی ہو چکی ہے کہ ایک مسجد میں امام صاحب نے سلام پھیر کر پوچھا: بھئی! میں نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار؟ پوری مسجد میں کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جو یقین سے کہتا کہ ہم نے دو پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں۔سب کہہ رہے تھے پتہ نہیں کتنی پڑھی ہیں۔یہ قرب قیامت کی علامت ہے۔نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ"تم دیکھو گے کہ پوری مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہوگی مگر ان کے دل اللہ کی یاد سے خالی ہوں گے"۔آج دلوں میں حضوری نہیں ہوتی۔حاضری تو نصیب ہو جاتی ہے مگر حضوری سے محروم ہیں۔ہم اللہ رب العزت سے حضوری بھی مانگیں اور اللہ رب العزت سے یہ دعا بھی کریں کہ وہ اندر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

انگارے پھر سے روشن ہو جائیں۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی
لبھاتا ہے دل کو بیانِ خطیب
مگر لذتِ شوق سے بے نصیب
وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد
محبت میں یکتا امانت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا
وہ سالک مقامات میں کھو گیا
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے

ہمیں عشق الٰہی کی اس آگ کو بھڑکانا ہے تاکہ ہمارے اعمال میں جان پیدا ہو جائے۔ شاعر نے کہا:

سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب

سیماب کہتے ہیں پارے کو۔ وہ تھرکتا رہتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے مصر اور فلسطین میں بھی وہ اذان نہ سنی کہ جس کو سن کر پہاڑ بھی پارے کی طرح کانپتے تھے۔

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اس کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

آج اللہ کی زمین بھی تلاش کرتی ہے کہ کہاں گئے وہ لوگ جو اتنے خلوص سے سجدہ کرتے تھے کہ زمین بھی کانپ اٹھتی تھی۔ ہماری حالت بھی یہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں!؟

ہمیں آج دلوں پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے دل سِل بن چکے ہیں، پتھر بن چکے ہیں، ان کو موم کرنے کی ضرورت ہے۔ دو رنگی چھوڑنے کی ضرورت ہے ؎

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

ہمارے اسلاف سراپا عمل تھے اور آج ہمارے پاس فقط باتیں ہیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے؟
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا؟
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سرِ دارا
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارہ

واقعی، ہماری زندگی عجیب بنتی چلی جا رہی ہے کہ زبان سے ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، جب کہ اگر کوئی ہمارے عملوں کو دیکھے تو ہو وہ ہماری من مرضی کے ہوتے ہیں۔ اس فرق کو دور کرنے کے لیے اللہ والوں سے تعلق جوڑنا پڑتا ہے۔ پھر انسان کے اندر کا انسان بیدار ہوتا ہے۔ اور انسان کو دین کی روح نصیب ہوتی ہے۔ آج تو اکثر و بیشتر نوجوان آکر کہتے ہیں: حضرت! دعا کریں، دماغ بہت گرم رہتا ہے۔ پتا نہیں آج کل کے نوجوانوں کی کیا پریشانی ہے!؟ وہ ہر وقت ٹینشن میں رہتے ہیں۔ ایک صاحب کہنے لگے: حضرت! بس غصے میں طلاق دے بیٹھا ہوں۔ ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

نے پوچھا کہ ذرا یہ تو بتاؤ! کبھی کسی نے خوشی میں بھی بیوی کو طلاق دی ہے؟ اپنے آپ پر قابو نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محنت نہیں کی۔ بلکہ جس کو چار پیسے مل جاتے ہیں وہ سرکاری سانڈ بنا پھرتا ہے۔ اس کو کچھ پروا نہیں ہوتی۔ وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا بندہ ہی نہیں سمجھتا۔

سب سے بری بیماری:

یاد رکھنا! بیماریوں میں سب سے بری بیماری دل کی بیماری ہے۔ اور دل کی بیماریوں میں سب سے بری بیماری دل آزاری ہوتی ہے۔ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم دوسرے بندے کی معمولی سی بات پر اس کی دل آزاری کر دیتے ہیں۔ ایسی بات کہہ دیتے ہیں کہ اس سے دوسرے کے دل پر چھری چل جاتی ہے۔ ہمیں پھر سے سیکھنے کی ضرورت ہے کہ ایک مومن کی زندگی کیسی ہوتی ہے۔ اور اس کو سیکھنے کے لیے مشائخ کی خدمت میں کچھ وقت گزارنا پڑتا ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا،

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں ہوں''

یعنی ان کا مال، ان کی جان اور ان کی عزت سلامت ہو۔ ایسا آدمی صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کا حق دار ہے۔ ہم ذرا اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا اس تعریف پر ہم پورے اترتے ہیں؟ ہم نے تو اللہ کے بندوں کو پریشان کر رکھا ہے۔

- ......خاوند نے بیوی کے ناک میں دم کیا ہوتا ہے،
- ......بیوی نے خاوند کو ستایا ہوا ہوتا ہے،
- ......ساس اور بہو کے اندر چپقلش ہوتی ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

- ......نند اور بھابھی کے درمیان عجیب کہانیاں ہوتی ہیں،
- ......پڑوسی اور پڑوسی کے درمیان جھگڑے ہوتے ہیں،
- ......سگے دو بھائی ایک دوسرے کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔

سوچیں کہ اسلام ہمیں کیا سکھاتا ہے اور عملی طور پر ہماری زندگی کیسے گزر رہی ہے!؟

دین سراسر خیر خواہی ہے:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ "دین سراسر خیر خواہی ہے"

کیا مطلب؟ کہ مومن دوسرے مومن کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ یاد رکھنا! جہاں آپ کو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بدخواہ نظر آئے تو سمجھ لینا کہ دین کی دھجیاں اڑ چکی ہیں۔

ایثار کے انمٹ نقوش:

دینِ اسلام نے ہمیں ایثار کا سبق دیا ہے۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگیوں میں انوکھی مثالیں قائم کی ہیں۔ ایک مجاہد زخمی حالت میں کہتے ہیں: اَلْعَطَشْ اَلْعَطَشْ "پیاس پیاس"۔ ان کے کزن کہتے ہیں کہ میں مشک لے کر آگے بڑھا کہ پانی پلاؤں، مگر جب وہ پینا چاہتے تھے تو ایک اور مجاہد نے کہا: اَلْعَطَشْ "پیاس"۔ چنانچہ اس نے اپنا منہ بند کر لیا اور اشارہ کیا کہ اس کو پلایئے۔ میں ادھر گیا۔ وہ پینا ہی چاہتا تھا کہ تیسری طرف سے آواز آئی، العطش (پیاس)۔ اس نے بھی اپنا منہ بند کر لیا اور اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ تیسرے کے پاس پہنچا تو میرے جانے سے پہلے وہ شہید ہو چکا تھا۔ جب لوٹ کر دوسرے کے پاس آیا کہ اسے پلا دوں تو وہ بھی شہید ہو چکا تھا، پھر جب لوٹ کر پہلے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو چکا تھا۔ وہ زندگی کے آخری لمحے میں بھی اپنے بھائی کو اپنے اوپر ترجیح دیا کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔اسی حقیقت کو قرآن مجید نے یوں آشکار کیا:

﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ (الحشر ۹)

ابوالحسن نوری سے بادشاہِ وقت نے اپنی مرضی کا کوئی فتویٰ مانگا، مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ بادشاہ نے تین علما کو گرفتار کروایا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان کو سزا دی جائے۔لہٰذا غصے میں آ کر اس نے ان کے قتل کے احکام جاری کر دیے۔

جب جلاد قتل کرنے لگا تو بادشاہ نے دیکھا کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے آگے کھڑے ہیں۔اسے ان کے ساتھ عقیدت بھی تھی۔وہ چاہتا تھا کہ باقی دو کو تو قتل کر دیا جائے اور ان کو میں کسی بہانے سے معاف کر دوں۔اس لیے وہ کہنے لگا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں، ان کو فلاں جگہ پر قتل کرو۔اس کا مقصد تھا کہ ان کی ترتیب بدل جائے گی۔جب دوسری جگہ پر ان کو دیکھا تو ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ پھر آگے کھڑے تھے۔وہ بڑا حیران ہوا اور اس نے ان کو قریب بلایا اور کہا کہ یہاں ان کو قتل کرو۔تیسری جگہ پھر ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ آگے کھڑے ہو گئے۔بادشاہ نے حیران ہو کر اب ان کو اپنے قریب بلا لیا اور حقیقت بتا دی کہ میں چاہتا تھا کہ پہلے دوسروں کو قتل کر دیا جاتا، مگر ہر دفعہ آپ ہی آگے کھڑے نظر آئے، آخر کیا وجہ ہے؟ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جب میں آگے کھڑا ہوں تو جتنی دیر اس جلاد کو مجھے قتل کرنے میں لگے گی میرے ان بھائیوں کو اتنی دیر کے لیے زیادہ زندہ رہنے کا موقع مل جائے گا۔

جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے......

ایک وقت تھا کہ جب مسلمانوں کے پڑوس کی قیمت زیادہ ہوا کرتی تھی۔عبداللہ بن مبارک کے پڑوس میں ایک یہودی تھا۔وہ مکان بیچنا چاہتا تھا۔ ایک خریدار آیا اور اس نے پوچھا: جی آپ نے یہ مکان کتنے میں بیچنا ہے؟ اس نے کہا کہ دو ہزار دینار میں۔ لینے والے نے کہا: بھئی! اس علاقے میں تو ایسے مکان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

قیمت ایک ہزار دینار ہوتی ہے اور آپ مجھ سے دوگنا قیمت مانگ رہے ہیں۔ یہودی کہنے لگا: ہاں! ایک ہزار دینار میرے مکان کی قیمت ہے اور دوسرا ہزار دینار عبداللہ بن مبارک کے پڑوس کی قیمت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ہمارے اخلاق ایسے ہوتے تھے کہ ہر ایک کا بھلا سوچتے تھے اور پھر ہمارے پڑوس کے مکانوں کی قیمتیں بڑھ جایا کرتی تھیں۔ لوگ ہمارے عملوں کو دیکھ کر مسلمان ہوتے تھے۔

ایک نوجوان کی دیانتداری کا واقعہ:

ایک نوجوان مسلمان پردیس میں تھا۔ چھٹی کے دن شکار کھیل رہا تھا۔ جب اس نے تیر مارا تو اس کا نشانہ خطا ہو گیا اور تیر ایک عیسائی لڑکے کو جا لگا۔ لڑکے نے وہیں جان دے دی۔ لڑکے کے والدین نے اسے پکڑ لیا۔ دوسرے عیسائیوں نے اسے مشورہ دیا کہ مقدمہ چلاؤ، قاضی مسلمان ہے، تمہیں یقیناً انصاف ملے گا۔ چنانچہ وہ بہت خوش ہوئے۔

جب مقدمہ چلا تو قاضی نے اس نوجوان سے پوچھا: کیا آپ کا تیر لگنے سے وہ لڑکا فوت ہوا؟ نوجوان نے کہا: جی ہاں، مگر یہ قتلِ خطا ہے، قتلِ عمد نہیں، میں نے پرندے کو مارنے کے لیے نشانہ باندھا تھا مگر غلطی سے لڑکے کو جا لگا۔ قاضی نے کہا: جو بھی ہے، تم ان لوگوں کو مطمئن کر دو، اگر یہ مطمئن ہو جائیں تو ٹھیک، ورنہ جان کے بدلے جان والا معاملہ ہو گا۔ اب اس نے ان کو مطمئن کرنے کی بڑی کوشش کی، مگر وہ عیسائی ڈٹ گئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو پھانسی پر چڑھتا دیکھیں گے تب ہمارے بچے کا انتقام پورا ہو گا۔ چنانچہ قاضی نے اس کی پھانسی کا حکم دے دیا۔ ان دنوں جمعہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھ کر بڑے مجمع میں سب مجرموں کو سزائیں دی جاتی تھیں۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اس کو جیل بھیج دیا۔ رات اس نے وہیں جیل میں گزاری۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت کا جیل سپرنٹنڈنٹ (جس کو جیلر کہتے ہیں) عیسائی تھا۔ یہ نوجوان اگلی صبح اس عیسائی جیلر کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں مسلمان ہوں، مجھ سے غلطی ہوئی ہے، بچہ قتل ہو گیا ہے، جمعہ کے دن مجھے سزا ملنی ہے، حد قائم ہونی ہے، میں چاہتا ہوں کہ میں واپس اپنے دیس میں جا کر بیوی بچوں سے ملاقات بھی کر لوں اور ان کو اطلاع بھی دے دوں، امانتیں بھی واپس کر دوں اور قرض بھی لوٹا دوں، اگر آپ مجھے جانے کی اجازت دے دیں تو میں اگلے جمعہ سے پہلے پہلے واپس آ جاؤں گا، اور میں مسلمان ہوں۔ جب اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں تو اس سپرنٹنڈنٹ نے کہا: بہت اچھا! میں اپنی ذمہ داری پر آپ کو آزاد کرتا دیتا ہوں، آپ جمعہ کی نماز سے پہلے پہنچ جانا۔ کافر کے دل میں بھی ایک مسلمان کا اتنا اعتماد تھا! چنانچہ وہ قتل کا مجرم گھر چلا گیا۔

جب جمعہ کا دن آیا تو لوگ قاضی صاحب کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ اس نے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا کہ وہ قتل کا مجرم کہاں ہے؟ جیلر نے کہا: جناب! میں نے اپنی ذمہ داری پر اس کو چھوڑ دیا تھا۔ قاضی نے کہا: باقی حدود قائم ہونے تک وہ آ گیا تو فبہا، نہ آیا تو پھر اس کی جگہ آپ کو پھانسی دی جائے گی کیونکہ آپ نے اسے چھوڑا ہے۔ اب عیسائی اور پریشان ہو گئے کہ بچہ بھی ہمارا مرا ہے اور اس کے بدلے بندہ بھی ہمارا پھانسی چڑھے گا۔

اللہ کی شان دیکھیے کہ جب باقی سب کیس نمٹ گئے تو قاضی نے اس نوجوان کو طلب کیا۔ مگر ابھی تک وہ نہیں پہنچا تھا۔ چنانچہ قاضی نے کہا کہ جیلر آگے آئے۔ اس کو پھانسی دی جائے گی۔ جب جیلر آگے بڑھا تو عیسائیوں نے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا تو ان کو دور سے ایک سایہ سا نظر آیا۔ لوگوں نے کہا: قاضی صاحب! تھوڑی دیر انتظار کیجیے، کوئی آ رہا ہے۔ قاضی صاحب نے تھوڑی دیر انتظار کیا تو دیکھا کہ ایک نوجوان بھاگتے بھاگتے پسینے میں شرابور وہاں پہنچا۔ وہ وہی نوجوان تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس نے آتے ہی اس عیسائی جیلر سے معافی مانگی اور کہا کہ میں وقت پر ہی چل پڑا تھا، مجھے کشتی کے ذریعے دریا عبور کرنا تھا، ہوا مخالف سمت کی تھی، چنانچہ بہت کوشش کے باوجود دریا عبور کرنے میں بہت دیر لگی، جس کی وجہ سے عہد کے مطابق پہنچنے میں تاخیر ہوئی ہے لہٰذا مہربانی فرما کر مجھے معاف کر دیں، اب میں حاضر ہوں۔ جب اس نوجوان کے ایفائے عہد کے اس واقعہ کو عیسائیوں نے دیکھا تو وہ کہنے لگے: قاضی صاحب! آپ نے اس نوجوان کی بات بھی سن لی، اب ذرا ہماری بات بھی سن لیجیے کہ جب یہ اپنے قول کا اتنا پکا اور سچا ہے تو ہم فقط اس کی ہی جان بخشی نہیں کرتے بلکہ ہم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اعلان بھی کرتے ہیں۔

مسلمان معاشرے میں خیر خواہی کا عالم:

جس زمانے میں بغداد مسلمانوں کا مرکز تھا، اس وقت کافروں نے ایک نوجوان کو بغداد میں بھیجا کہ ذرا مسلمانوں کے ماحول معاشرے کا پتہ کر کے آؤ کہ ان کے اندر وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے یہ پوری دنیا میں غالب آتے جا رہے ہیں؟

جب وہ بغداد میں پہنچا تو اس وقت وہ تھکا ہوا بھی تھا اور اسے بھوک بھی لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ میں ہوٹل سے کھانا کھا لیتا ہوں۔ وہ ہوٹل میں کھانا کھانے کے لیے گیا۔ جب وہ کھانا کھا رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ کوئی دوسرا بندہ اس کو بڑے غور سے دیکھ رہا ہے۔ یہ سمجھا کہ میں اس کے لیے پردیسی اور اجنبی ہوں، شاید اسی وجہ سے مجھے بار بار دیکھ رہا ہے۔ جب وہ کھانا کھانے کے بعد پیسے ادا کرنے کے لیے کاؤنٹر پر آیا تو کاؤنٹر والے نے کہا: جناب! آپ کی پیمنٹ ہو چکی ہے۔ اس نے پوچھا: جی! میری پیمنٹ کیسے ہو چکی ہے؟ اس نے کہا: آپ کے سامنے ایک مسلمان بیٹھا تھا، اس نے دیکھا کہ آپ پردیسی ہیں، وہ اپنے پیسے بھی دے گیا اور یہ کہہ کر گیا کہ یہ بھائی آج میرا مہمان ہے، لہٰذا اس کے پیسے بھی میں ادا کر دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کی پیمنٹ بھی کر کے چلا گیا، اور اس کو اتنی طمع بھی نہیں تھی کہ وہ آپ کو اطلاع دیتا اور آپ کی زبان سے شکریہ کا لفظ سن لیتا۔ یہ سن کر وہ حیران ہوا کہ مسلمان ایسے لوگ ہوتے ہیں۔

اس کے بعد وہ آگے بڑھا ایک دکان پر اسے کوئی چیز خریدنی تھی۔ چنانچہ اس نے دکاندار سے پوچھا: کیا آپ کے پاس فلاں چیز موجود ہے؟

دکاندار نے کہا: ہاں موجود ہے۔

اس نے پوچھا: اس کی کتنی قیمت ہے؟

دکان دار نے کہا: اتنی

اس نے کہا: اچھا! آپ مجھے ایک عدد دے دیجیے۔

دکان دار نے کہا: جناب! آپ میری ایک بات مان لیجیے کہ یہی چیز آپ کو سامنے والی دکان سے اسی دام میں مل جائے گی، آپ وہاں سے خرید لیں۔

چنانچہ یہ وہاں پہنچا اور اسے وہی چیز اتنے ہی دام میں وہاں سے مل گئی۔ مگر اس کے دل میں خلش پیدا ہوئی کہ پہلے دکاندار نے انکار کیوں کیا؟ لہٰذا وہ لوٹ کر پہلے کے پاس آیا۔

اس نے پوچھا: جناب کیا آپ کے پاس یہ چیز موجود نہیں تھی، یا آپ دینا نہیں چاہتے تھے؟

دکان دار نے کہا: جناب! میرے پاس یہ چیز موجود تھی۔ میں نے سوچا کہ آج میرے پاس اتنے گاہک آچکے ہیں کہ میرے بیوی بچوں کا گزارا اچھا ہو جائے گا، میں نے دیکھا کہ میرے سامنے والے بھائی کے پاس آج تھوڑے گاہک آئے ہیں، میں نے سوچا کہ اگر آپ اس سے کوئی چیز خرید لیں گے تو اسے بچت ہو جائے گی اور آج رات اس کے بیوی بچوں کا گزارا ہو جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک وقت تھا کہ دکاندار ایک دوسرے کے اتنے خیر خواہ ہوتے تھے۔

اسلام کا بول بالا:

کاندھلہ انڈیا کا ایک بڑا قصبہ ہے..... اللہ نے مجھے وہاں جانے کا موقع نصیب کیا..... تقسیمِ ہند سے بہت پہلے کی بات ہے، وہاں ایک زمین کا ٹکڑا تھا جس پر ایک مسلمان اور ہندو کا جھگڑا ہوا۔ مسلمان کہتا تھا کہ یہ میرا ہے اور ہندو کہتا تھا کہ یہ میرا ہے۔ جب بات ذرا زیادہ بڑھی تو مسلمان نے کہہ دیا کہ اگر یہ ٹکڑا مجھے مل گیا تو میں مسجد بناؤں گا۔ ہندو نے بھی کہہ دیا کہ اگر مجھے مل گیا تو میں اس پر مندر بناؤں گا۔ لو، بات تو ذاتی تھی مگر وہ مذہبی معاملہ بن گیا۔

ادھر سے مسلمان آگئے اور کہنے لگے کہ ہم مسجد بنا کے رہیں گے اور ادھر سے ہندو آگئے اور کہنے لگے کہ ہم مندر بنا کے رہیں گے۔ یوں پورے شہر کے اندر آگ سی لگ گئی۔ چنانچہ انگریز پریشان ہوا کہ یہ کیا معاملہ بنا۔ اگر ذرا سی بے احتیاطی ہوئی تو یہاں نالیوں میں خون بہنا شروع ہو جائے گا اور مصیبت بن جائے گی۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں اور ہندوؤں کو عدالت میں بلوایا۔ دونوں طرف سے جم غفیر وہاں پہنچ گیا۔

انگریز جج نے پوچھا: کوئی صلح کی صورت ہو سکتی ہے، تاکہ افہام و تفہیم سے اس مسئلے کو سلجھایا جائے۔ ہندوؤں نے کہا: ہاں! ایک صورت ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم آپ کو ایک مسلمان کا نام بتائیں گے، آپ ان کو بلا کر پوچھ لیجیے، اگر وہ یہ کہیں کہ یہ ٹکڑا مسلمانوں کا ہے تو زمین ان کو دے دیں اور اگر وہ کہیں کہ ہندوؤں کا ہے تو زمین ہمیں دے دیں۔ جج نے اگلی تاریخ ڈال دی اور کہا کہ ہاں، ایسا ہی کر لیا جائے گا۔

بالآخر اگلی تاریخ آگئی،

دن گنے جاتے تھے جس دن کے لیے

پھر عدالت میں لوگوں کا مجمع پہنچا۔ لوگوں نے دیکھا کہ اس وقت ایک بڑے شیخ

www.besturdubooks.wordpress.com

مفتی الٰہی بخش کاندھلوی وہاں جج کی کرسی کے قریب بیٹھے ہیں۔ انگریز جج نے ان کو ہندوؤں کی نشاندہی پر بلایا تھا۔

جج نے پوچھا: مفتی صاحب! یہ زمین کا ٹکڑا کس کا ہے؟

مفتی صاحب نے جواب دیا: اس ہندو کا۔

جج صاحب نے پوچھا: مفتی صاحب! کیا ہندو یہاں پر مندر بنا سکتے ہیں؟

مفتی صاحب نے فرمایا: جب ملکیت ان کی ہے تو اختیار بھی ان کا ہے۔ وہ چاہیں تو مندر بنائیں، چاہیں تو اپنا گھر بنائیں۔

جب انہوں نے یہ جواب دیا تو مسلمانوں کے دل بہت زیادہ ڈوب گئے۔ اس کے بعد انگریز نے اپنا فیصلہ سنایا۔ اس تاریخی فیصلے میں اس نے کہا:

''آج مسلمان تو ہار گئے مگر اسلام جیت گیا''

جب ہندوؤں نے جج کا فیصلہ سنا تو انہوں نے کہا:

''جج صاحب! آپ ہمارا فیصلہ بھی سن لیجیے کہ جب اسلام جیت گیا، جو ایسا اچھا اور کھرا مذہب ہے، تو ہم بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں۔ اب اس جگہ پر ہم اپنے ہاتھوں سے مسجد بنائیں گے۔''

تو ایک وقت تھا جب ہمارے قول و فعل کو دیکھ کر کافر بھی مسلمان ہو جاتے تھے۔ آج ہماری زندگی کیسی بنی ہوئی ہے! ہمیں اس مسلمانی کی لاج رکھنے کی ضرورت ہے۔

ہم سے تو بہروپیا اچھا......!!!

اورنگ زیب عالمگیر کے دربار میں ایک بہروپیا اپنا بھیس بدل کر آیا۔ بادشاہ نے پہچان لیا۔ بہروپیے نے انعام مانگا کہ میں نے سانگ رچایا ہے۔ بادشاہ نے کہا: بھئی! میں نے تو پہچان لیا ہے، جب نہیں پہچان سکیں گے تو انعام بھی دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بہروپیے نے کہا: بہت اچھا۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ میں کونسا روپ اختیار کروں کہ ان کو پتہ نہ چل سکے؟ بالآخر اس کے دل میں بات آئی کہ بادشاہ اللہ والوں کا بڑا قدر دان ہے۔ یہ خیال آنے کے بعد اس نے شہر کے باہر جا کر ایک جگہ اپنی جھونپڑی لگالی اور اللہ ہو کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ جو آدمی بھی پاس جاتا وہ اسے واپس بھیج دیتا۔ جب اسی طرح وہ ذکر میں لگا رہا تو آہستہ آہستہ اس کی شہرت ہو گئی۔ لوگوں نے آ کر دعائیں کروانا شروع کر دیں۔

اورنگ زیب عالمگیر کو بھی ان کا پتہ چل گیا۔ ان کی عادت تھی کہ جب ان کو پتا چلتا کہ کوئی اللہ والا ہے تو خود اس کے پاس ملنے کے لیے جاتے تھے۔ چنانچہ وہ خود بھی گئے اور اپنے اور وزرا کو بھی لے کر گئے۔ ان سے دعا کروائی اور ہزاروں دیناروں سے بھری ایک تھیلی ان کو ہدیے کے طور پر پیش کی۔ انہوں نے کہا: جی نہیں، ہمیں ان چیزوں کی کیا ضرورت ہے! ان کی تم دنیا داروں کو ضرورت ہوتی ہے، لے جاؤ اپنے ساتھ۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اور زیادہ معتقد ہوئے کہ یہ بندہ تو بے غرض اور بے طمع ہو کر اللہ اللہ کر رہا ہے۔ چنانچہ تھیلی لے کر واپس چلے گئے۔

ابھی اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جا کر دربار میں بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں وہ بہروپیا آ کر کہنے لگا: بادشاہ سلامت! السلام علیکم

بادشاہ نے کہا: وعلیکم السلام

بہروپیے نے کہا: بادشاہ سلامت! انعام دیجیے۔

بادشاہ نے پوچھا: بھئی! کس بات کا انعام؟

اس نے کہا: بادشاہ سلامت! آپ مجھے نہیں پہچان سکے۔

بادشاہ نے پوچھا: بھئی! میں کیسے نہیں پہچان سکا؟

اس نے پوچھا: جی! آپ ابھی جس بندے سے مل کے آئے ہیں وہ کون تھا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

بادشاہ نے کہا: وہ ایک اللہ والا تھا۔

بہروپیے نے کہا: بادشاہ سلامت! وہ میں تھا۔ میں نے اپنے آپ کو ایسا بنا کر پیش کیا کہ آپ نہ پہچان سکے، لہٰذا آپ مجھے انعام دیجیے۔

بادشاہ بڑا حیران ہوا اور اس نے اسے انعام دیا۔ لیکن انعام تھوڑا تھا۔

بہروپیے نے کہا: بادشاہ سلامت! انعام تو بہت کم ہے۔

بادشاہ نے کہا: میں تو بس یہی دے سکتا ہوں۔ ہاں! جب تم وہاں تھے تو میں نے تو دیناروں سے بھرا ہوا تھیلا پیش کیا تھا، تم اس وقت قبول کر لیتے تو پورا تھیلا تمہارا ہوتا۔ اب کیوں انعام کی کمی کا شکوہ کر رہے ہو؟

بہروپیے نے کہا: بادشاہ سلامت! جب آپ نے مجھے تھیلا دیا تھا تو خیال میرے دل میں بھی آیا تھا کہ اچھا موقع ہے، تھیلا ہی لے لیتا ہوں، مگر پھر دل میں خیال آیا، نہیں، اگر چہ تو بہروپیا ہے مگر اللہ والوں کا بھیس بنا کے بیٹھا ہوا ہے۔ اگر تو نے تھیلا قبول کر لیا تو اللہ والوں کی مسند بدنام ہو جائے گی کہ اللہ والے بھی اس طرح ہدیے قبول کرتے ہیں۔ لہٰذا میں نے وضع قطع کا لحاظ رکھا اور میں نے تھیلے کو ٹھوکر لگا دی۔

آپ سوچیے تو سہی کہ ہم سے تو بہروپیا اچھا، جس نے اپنے بہروپ کا بھی لحاظ رکھا اور ایسا کوئی کام نہ کیا جو اللہ والوں کی شان کے خلاف ہو۔ ہم نے بھی کلمہ پڑھا ہے۔ ہم بھی مسلمان کہلاتے ہیں، ہم کیوں ایسا کام کرتے ہیں جو ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہوتا۔

نسبتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر:

جامع مسجد دہلی کے سیڑھیوں پر فقیر بھیک مانگنے کے لیے بیٹھے ہوتے تھے۔ ایک انگریز آیا۔ وہ مسجد میں کوئی ڈیزائن دیکھنا چاہتا تھا۔ جب سیڑھیاں چڑھنے لگا تو ایک مسلمان فقیر اس کی طرف بھاگا بھاگا آیا اور کہنے لگا: مجھے کچھ دے دیجیے۔ اس انگریز

نے بٹوہ نکالا اور اس کو کچھ پیسے دے دیے اور بٹوہ جیب میں ڈال کر چلا گیا۔

اللہ کی شان، کہ اس کو مسجد کا وہ ڈیزائن پسند آیا اور بیوی کو جا کر بتایا۔ بیوی نے کہا کہ مجھے بھی اگلے ہفتے وہ ڈیزائن دکھائیں۔ کہنے لگا: بہت اچھا۔ رات کو اسے محسوس ہوا کہ جو بٹوہ اس نے جیب میں ڈالا تھا وہ جیب میں نہیں تھا اور وہ راستے میں ہی کہیں گم ہو گیا تھا۔ اس میں تین چار سو روپے بھی تھے۔ اس زمانے میں مہینے کی تنخواہ ہی روپیہ یا دو روپیہ ہوتی تھی تو تین چار سو روپے تو بڑی رقم سمجھی جاتی تھی۔ خیر اس نے کہا کہ اب تو وہ گم ہو گیا ہے، کیا کریں۔ چنانچہ بات آئی گئی ہو گئی۔

اگلے ہفتے وہ اپنی بیوی کو لے کر دوبارہ مسجد کی طرف گیا۔ اب جب وہ سیڑھیاں چڑھ رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہی فقیر بھاگتا ہوا آیا اور اس نے اپنا تھیلا نیچے رکھا اور اس میں سے اس کا بٹوہ نکالا اور کہنے لگا: صاحب! آپ کا یہ بٹوہ یہاں گر گیا تھا، میں نے آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر آپ نکل گئے۔ میں نے اس وقت سے یہ سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔ آپ یہ لے لیجیے۔ جب اس نے بٹوہ دیکھا تو اس میں پوری کی پوری رقم موجود تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ پیسہ پیسہ مانگنے والا، اسے تین چار سو روپے مل گئے تھے، اس نے خود کیوں نہ استعمال کر لیے: پھر یہ ایک ہفتے تک میرا انتظار بھی کرتا رہا۔

چنانچہ اس نے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ تم نے میرے پیسے استعمال نہ کیئے۔ فقیر نے جواب دیا کہ میرے دل میں بھی یہ بات آئی تھی کہ میں ان پیسوں کو استعمال کر لوں، لیکن مجھے فوراً ایک خیال آیا جس کی وجہ سے میں نے ایسا نہ کیا۔ اس نے پوچھا: آپ کو کون سا خیال آیا؟ فقیر کہنے لگا: میں مسلمان ہوں، آپ عیسائی ہیں، میرے دل میں خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یہ مقدمہ اللہ کے سامنے پیش کیا جائے اور آپ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے نبی حضرت محمد ﷺ کو شکوہ کریں کہ آپ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

امتی نے میرے امتی کے پیسے چرائے تھے۔اس خیال کے آنے کے بعد میں نے پیسوں کو استعمال نہ کیا اور میں نے آپکا انتظار کیا۔اب آپ کی امانت آپ کے پاس موجود ہے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ ہم سے تو وہ فقیر اچھا تھا، اسے بھی اس نسبت کا لحاظ تھا، ہمیں بھی اس نسبت کا لحاظ ہونا چاہیے۔

معافی مانگنے سے پہلے معاف کر دیا:

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حج پر گئے ہوئے تھے۔ایک جگہ جا رہے تھے اور ان کا تھیلا ان کے ہاتھ میں تھا۔ایک نوجوان آیا اور ان سے ان کا تھیلا چھینا اور بھاگ گیا۔ذرا آگے گیا تو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔جیسے بینائی چلی گئی۔اس نے رونا شروع کر دیا۔لوگوں نے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ کہنے لگا: میں نے فلاں جگہ پر ایک بوڑھے میاں کا تھیلا چھینا ہے اور مجھے لگتا ہے کہ وہ کوئی مقبول بندے تھے کہ میری بینائی چلی گئی۔مجھے ان کے پاس لے چلو، میں ان سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔

چنانچہ لوگ اس کو اس جگہ پر لے گئے۔وہاں وہ بڑے میاں نہیں تھے۔قریب ہی ایک حجام تھا۔اس سے پوچھا: تو کہا کہ وہ نماز پڑھنے آتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں، آپ اگلی نماز تک انتظار کریں، میں نشاندہی کر دوں گا۔

اگلی نماز تک وہ بزرگ آگئے۔اس حجام نے ان کی نشاندہی کر دی۔اب وہ نوجوان ان سے معافی مانگنے لگا اور کہنے لگا: حضرت! آپ مجھے معاف کر دیں، مجھ سے غلطی ہوگئی، میں بڑا شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔وہ فرمانے لگے کہ میں نے تو آپ کو اسی وقت معاف کر دیا تھا۔جب بار بار اس نے معافی مانگی اور بار بار انہوں نے کہا کہ میں نے تو اسی وقت آپ کو معاف کر دیا تھا تو لوگ بڑے حیران ہوئے۔کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

نے پوچھا: حضرت! اس نے آپ کا تھیلا چھینا اور آپ کہتے ہیں کہ میں نے اسی وقت معاف کر دیا تھا! وہ بزرگ کہنے لگے: ہاں مجھے ایک خیال آ گیا تھا جس کی وجہ سے میں نے معاف کر دیا تھا۔ پوچھا: کیا خیال آ گیا تھا؟

اس نے کہا: میں نے علما سے مسئلہ سنا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن میری امت کو حساب کتاب کے لیے پیش کیا جائے گا، جب تک پوری امت کا حساب کتاب پورا نہیں ہو جائے گا میں اس وقت تک جنت میں قدم نہیں رکھوں گا''۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اس نے میرا تھیلا چھینا، اگر میں نے معاف نہ کیا تو قیامت کے دن میرا یہ مقدمہ پیش ہوگا، اور جتنی دیر اس مقدمے کے فیصلے میں لگے گی، میرے محبوب ﷺ کو جنت میں جانے میں اتنی دیر ہو جائے گی، میں نے معاف کر دیا کہ نہ مقدمہ پیش ہوگا اور نہ میرے محبوب ﷺ کو جنت میں جانے میں دیر لگے گی۔

کاش! ہمیں بھی اس نسبت کا لحاظ ہوتا اور ہم بھی اپنے جھگڑے سمیٹ لیتے۔ ہم نے آج زندگی کے اندر کتنے معاملات کو بکھیرا ہوا ہے! ہم بھی اس نسبت کی لاج رکھیں۔ یہ نسبت بڑی عجیب ہے۔

رہے سلامت تمہاری نسبت:

عزیز طلبا! ہمارے پاس تو نسبت کے سوا ہے ہی کچھ نہیں۔

عمل کی اپنے اساس کیا ہے!
بجز ندامت کے پاس کیا ہے!
رہے سلامت تمہاری نسبت
مرا تو بس آسرا یہی ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ چٹائیوں پر بیٹھ کر حدیث اور تفسیر کی کتابیں پڑھنے کی نسبت دی ہے یہ بڑی نسبت ہے۔ اس نسبت کی لاج رکھیے۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دن پوچھ لیا جائے کہ دوسرے تو عوام الناس تھے، ان سے کیا گلہ، آپ لوگ تو قرآن و حدیث پڑھنے والے تھے، تم نے ہی کچھ نسبت کی لاج رکھ لی ہوتی اور اپنی زندگی کو تم نے ہی اسلام کے مطابق ڈھال لیا ہوتا، تو سوچیے کہ پھر اللہ کے محبوب ﷺ کے سامنے ہم کیا جواب دے سکیں گے؟ اس لیے کہنے والے نے کہا:

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

''اے اللہ! تو دو عالم سے غنی ہے، میں فقیر ہوں''

گر تو بینی حسابم ناگزیر

''اے اللہ! اگر تو فیصلہ کرلے کہ میرا حساب لینا لازمی ہے''

از نگاہِ مصطفٰے پنہاں بگیر

''اے اللہ! مصطفٰے کریم کی نگاہوں سے اوجھل حساب لے لینا''

تاکہ کہیں ان کے سامنے شرمندگی نہ ہو، آقا ﷺ یہ نہ کہہ دیں کہ تو نے میرے آنسوؤں کی قدر نہ کی، میں تو راتوں کو رو رو کے امت کی مغفرت کی دعائیں کرتا تھا، تو میرا وارث کیسے بنا کہ تو نے پڑھنے کے باوجود اپنی زندگی کو نہ بدلا۔

آج ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کا عہد کریں، پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور آئندہ اسلامی، ایمانی اور قرآنی زندگی بسر کرنے کا دل میں ارادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں کامیاب اور کامران فرمادے اور قیامت کے دن کی ذلت و رسوائی سے ہمیں محفوظ فرمادے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر کے انسان کو جگا دے اور ہمیں صحیح معنوں میں سچا پکا مومن مسلمان بنا دے۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ
زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ۔ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا
فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ بَهِیْجٍ ﴾

درخت میں
پوشیدہ اسرار

بیان: پیرِ طریقت حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

صندل کا درخت اس کلہاڑے کے منہ کو بھی خوشبودار بنا دیتا ہے جو کلہاڑا اسے کاٹتا ہے۔ گویا اس نے برائی کا جواب اچھائی کے ساتھ دیا۔ ہم بھی ایسے بن جائیں۔ فطرت ہمیں یہ سبق سکھا رہی ہے کہ ہم بھی برائی کے بدلے میں اچھائی کا معاملہ کریں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ اسے اخلاق حمیدہ تو نہیں کہتے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

درخت میں پوشیدہ اسرار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ زَيَّنّٰهَا ○ وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ۔ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴾

(ق:۶ تا ۸)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بندۂ حر کے لیے نہیں ہے فراغ:

انسان درخت نہیں کہ کھڑا رہے، پتھر نہیں کہ پڑا رہے، یہ تو اشرف المخلوقات ہے، اسے چاہیے کہ یادِ الٰہی میں لگا رہے۔ مقصدِ زندگی اللہ رب العزت کی بندگی ہے اور مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ انسانی جسم چکی کی مانند ہے۔ چکی اگر گیہوں پیسے تو اس کا فائدہ ہے اور اگر بند رہے تو بے فائدہ ہے۔ اسی طرح اگر انسانی جسم سے نیک اعمال صادر ہوتے رہیں تو اس جسم کا فائدہ ہے اور اگر انسان کے جسم سے اعمال صادر نہ ہوں تو یہ بے فائدہ ہے۔ ہمیں اجرامِ فلکی چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آسمان کے سیاروں اور ستاروں کو دیکھیں، یہ متحرک نظر آتے ہیں۔ اس میں انسان کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک خاموش پیغام ہے کہ اے انسان! تجھے بھی اپنی زندگی کو متحرک بنانا چاہیے۔ ؎

ملی ہے فرصت فقط غلاموں کو
جہاں میں بندۂ حر کے لیے نہیں ہے فراغ

جو غلام ذہنیت کے لوگ ہوتے ہیں ان کے پاس بڑی فرصت ہوتی ہے، بڑا وقت فارغ ہوتا ہے اور جو بندۂ حر ہوتا ہے، یعنی جو کام کرنے والے لوگ ہوتے ہیں وہ دنیا میں عدیم الفرصت ہوتے ہیں۔

درسِ فطرت:

ہم اگر اپنے اردگرد غور کریں تو ہمیں فطرت یہ سبق دیتی نظر آتی ہے کہ اے انسان! تو دنیا میں ایک مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے، اگر تو اس مقصد کے مطابق زندگی گزارے گا تو تو کامیاب ہوگا۔

درخت میں پوشیدہ اسرار ورموز

ہمارے لیے درخت میں بہت سے سبق موجود ہیں اور اس میں بڑی عجیب و غریب باتیں پوشیدہ ہیں مثال کے طور پر:

درخت کا زمین کے اندر اگنے میں راز:

آپ نے غور کیا ہوگا کہ درخت ہمیشہ زمین میں اگتا ہے، سونے اور چاندی کی پلیٹ میں نہیں اگتا۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ اے انسان! اگر تو کامیاب زندگی گزارنا چاہتا ہے تو تجھے اسی ماحول اور معاشرے میں لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا پڑے گا، تب تو صحیح نشو ونما پاسکے گا۔ اگر تو جنگلوں اور غاروں میں جا کر ترقی حاصل کرنا چاہے گا تو وہاں تجھے نہیں ملے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیج زمین کے اندر بونے میں حکمت:

جو بیج زمین میں بویا جاتا ہے وہی درخت بنتا ہے۔تو درخت کیسے بنا؟ جب بیج نے اپنے آپ کو مٹا دیا۔ جب دانے نے اپنے آپ کو خاک میں ملا دیا تو اللہ رب العزت نے اس دانے کو درخت بنا دیا۔ پھر اس درخت پر پھل لگتے ہیں اور ایک دانے سے ہزاروں دانے بن جاتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی انسان اپنی ''میں'' کو مٹا دیتا ہے، اپنی انانیت کو توڑ دیتا ہے تو پھر اللہ رب العزت اس کو وہ مقام عطا فرماتے ہیں جس سے وہ ہزاروں لاکھوں انسانوں کے انسان بننے کا سبب بن جاتا ہے۔

ایک بیج کی قربانی میں انسانیت کے لیے پیغام:

ایک بیج نے قربانی دی، درخت بنا، اور اس درخت نے انسانوں اور جانوروں کو سایہ دیا۔اسی طرح جو انسان اپنے نفس کی قربانی دیتا ہے اور اس کو شریعت کی لگام پہنا لیتا ہے، پھر اللہ رب العزت اسے قد آور درخت کی مانند بنا دیتے ہیں اور وہ دوسرے انسانوں کے لیے سایہ دار درخت بن جاتا ہے۔ وہ اکیلا ہوتا ہے، مگر ہزاروں لوگوں کے لیے سائبان کی مانند ہوتا ہے۔

ہمیں ایک ملک میں باغ دیکھنے کا موقع ملا۔ وہاں پر ہم نے الائچی کا درخت دیکھا...... یہی الائچی جو ہم منہ میں ڈالتے ہیں اور خوش بو آتی ہے۔...... تو بتانے والے نے کہا اسے شیڈ وٹری کہا جاتا ہے۔ ہم نے پوچھا شیڈ وٹری کا کیا مطلب ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یہ پودا دھوپ میں نہیں اگ سکتا۔ یہ ہمیشہ کسی درخت کے سائے میں اگے گا۔ جب وہ آدمی یہ چیز بتا رہا تھا تو میرے ذہن میں یہ بات آرہی تھی کہ انسان بھی اپنے بڑوں کے سامنے شیڈ وٹری بن کر رہتا ہے۔ جیسے اس درخت کو اللہ نے خوش بودار پھل عطا فرما دیا اسی طرح ایسے بندے کو بھی اللہ تعالیٰ خوش بودار اعمال

www.besturdubooks.wordpress.com

عطا فرمادے گا۔ہمیں چاہیے کہ ہم ہر لمحے نیکی کا بیج بوتے رہیں۔ پھر ایک دن ایسا آئے گا جب ہم نیکیوں کا باغ لگا ہوا دیکھیں گے ۔

گل ساڈی اے میلہ گھڑی دا اے
رتاں آندیاں جاندیاں رہندیاں نیں
کرماں والیاں اوہ جیہڑیاں
رُکھ لا کے مُڑ چھانویں بہندیاں نیں

جو بندہ درخت لگاتا ہے اور پھر اس کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر آرام کرتا ہے وہ بخت والا ہوتا ہے۔ہم بھی آج نیکیوں کے درخت لگائیں اور کل قیامت کے دن کڑکتی دھوپ میں عرش کی چھاؤں میں آرام کے ساتھ بیٹھیں۔

درخت کی مانند بنیے نہ کہ بیل کی مانند:

ایک ہوتا ہے درخت اور ایک ہوتی ہے بیل۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ درخت اگنے میں سالوں لگاتا ہے۔مگر اس کے بعد یہ سالوں زندہ بھی رہتا ہے۔کسی درخت کی عمر سو سال اور کسی درخت کی عمر کئی سو سال۔ہمیں کسی ملک میں ایک درخت دیکھنے کا موقع ملا جس کی عمر ایک سو سال ہو چکی تھی اور اس کو دیکھنے کے لیے دوسرے ملکوں سے سیاح آرہے تھے۔اس کے اوپر پھول بھی لگے ہوئے تھے اور پھل بھی لگا ہوا تھا۔

ایسے درخت بھی ہیں جن کی عمر کئی سو سال ہوتی ہے۔امریکا کی ریاست کیلیفورنیا میں ایک ایسا درخت ہوتا ہے جس کی عمر سینکڑوں سال ہوتی ہے اور اس کا تنا اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ اس تنے کو کاٹ کر اس میں سے بس گزرنے کی سڑک بنائی جاتی ہے۔وہ اگا ہوا درخت ہے مگر اس کو کاٹ کر اس کے اندر سے اتنی بڑی سڑک بنادی گئی کہ اس پر سے بس گزر جاتی ہے۔تو درخت اگنے اور بڑھنے میں سالوں لگاتے ہیں اور پھر اس کو زندگی بھی سالوں ملتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیل کا معاملہ اس سے مختلف ہوتا ہے۔ وہ چند دنوں میں پھیلتی ہے۔ کبھی آپ بیل پر غور کریں کہ بیج لگے تو یوں لگتا ہے کہ وہ دنوں کے اندر ہر چیز کو کور کر لے گی لیکن وہ جتنی جلدی پھیلتی ہے، اتنی ہی جلدی ختم بھی ہو جاتی ہے۔ آج بالکل ہری بھری نظر آ رہی ہو گی تو کل آپ دیکھیں گے کہ ساری خشک نظر آئے گی۔ یہی کہیں گے کہ جی بیل تھی، ختم ہو گئی۔

درخت نے اپنے تیار ہونے میں سالوں لگائے اور بہار بھی اس کو سالوں ملی اور بیل نے دنوں میں اپنے آپ کو بنایا اور اسے بہار بھی چند دنوں کی ملی۔ آج کل انسان بھی بیل بننا چاہتا ہے۔ محنت نہ کرنی پڑے، مدرسے اور سکول کالج کے طلبا کہتے ہیں کہ پڑھنا نہ پڑے۔ ان کو کام کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ مشقت اٹھانا مصیبت نظر آتی ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ بس محنت کیے بغیر ہم بن جائیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بیل بننا چاہتے ہیں۔ پھر یاد رکھیں کہ ختم بھی بیل کی طرح ہوں گے۔

جڑیں درخت کے بقدر گہری کیوں؟:

درخت کے بارے میں ایک موٹا سا اصول یہ ہے کہ جتنا یہ زمین سے اوپر نظر آتا ہے اتنا ہی یہ زمین سے نیچے ہوتا ہے۔ درخت کی جڑیں زمین میں اتنی گہری ہوتی ہیں جتنا درخت کی اپنی اونچائی ہوتی ہے۔ اور جتنا درخت کا گھیر ہوتا ہے اتنا ہی اس کی جڑوں کا پھیلاؤ ہوتا ہے۔ اس میں بھی ہمارے لیے سبق ہے کہ جو اچھا انسان ہوتا ہے اس کی شخصیت کے اندر گہرائی ہوتی ہے اور جتنا لوگوں کے سامنے وہ اعمال کرتا نظر آتا ہے، جب وہ خلوت میں ہوتا ہے تو اس سے زیادہ اعمال کرتا ہے۔

دن اور رات میں درخت کی بڑھوتری میں سبق:

دن کی روشنی میں درخت کی شاخیں بڑھتی ہیں اور رات کی تاریکی میں درخت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جڑیں بڑھتی ہیں۔ انسان کا بھی یہی حال ہے کہ دن کی محنت میں اس کی شاخیں بڑھتی ہیں یعنی لوگوں میں وہ دعوت کا کام کرتا ہے اور جب رات کے آخری پہر میں تہجد کے لیے اٹھتا ہے تو پھر اللہ کے سامنے اس کی جڑیں بڑھتی ہیں۔ آج تہجد میں اٹھنے کی تو ہم کوشش ہی نہیں کرتے اور بے جڑ کے درخت بنے پھرتے ہیں۔ جس درخت کی جڑیں ہی نہ رہیں وہ درخت ہی کیا رہے گا!؟

فرش توڑ کر اگنے والے درخت کا پیغام:

ہمارے ایک دوست نے اپنا ایک گھر بنایا تو گھر میں ایک درخت تھا، اس نے اس درخت کو اوپر سے کاٹ دیا۔ یہ سوچ کر کہ جڑوں کو کھود کر نکالنا تو بہت مشکل ہے۔ اس کے بعد اس نے اس کے اوپر چپس کا فرش ڈال دیا۔

کچھ مہینوں کے بعد اس کو محسوس ہوا کہ اس مکان کا فرش ایک جگہ سے ابھرنا شروع ہوا۔ پھر چند دنوں کے بعد اس نے دیکھا کہ اندر سے اس درخت کی کونپلیں نکلیں۔ فرش کو انہوں نے توڑ دیا اور درخت نے پھر اگنا شروع کر دیا۔ تب اسے کسی نے بتایا کہ یہ درخت کٹنے کے باوجود زندہ تھا۔ اگر یہ مردہ لکڑی ہوتی تو دفن رہتی۔ تم نے اس کے اوپر منوں بوجھ تو ڈال دیا، مگر زندہ درخت نے منوں بوجھ کو ہٹا کر پھر سے اگنا شروع کر دیا۔

اس میں بھی ہمارے لیے سبق ہے کہ کبھی ہمارے اوپر بھی حالات کا منوں بوجھ آ سکتا ہے، حالات مخالف ہو سکتے ہیں۔ حاسدین حسد کر سکتے ہیں، دشمن دشمنی کر سکتے ہیں، مخالفین مخالفت کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اندر سے زندہ ہوں گے تو یہ حالات ہمیں فنا نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ وہ روحانی زندگی انسان کی شخصیت کو بالآخر ان حالات سے نکال دے گی اور اللہ تعالیٰ انسان کو پھر بہار کے دن عطا فرما دیں گے۔ اس لیے مومن

www.besturdubooks.wordpress.com

کا دل زندہ ہونا چاہیے۔

گناہ آکاش بیل کی مانند ہیں:

آپ نے آکاش بیل دیکھی ہوگی۔ یہ سبز رنگ کی بیل ہوتی ہے۔ اگر یہ کسی درخت کے اوپر آجائے تو یہ پورے درخت کا گھیراؤ کر لیتی ہے اور اس درخت کو بالکل ختم کر دیتی ہے۔ انسان کے گناہوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ وہ بھی آکاش بیل کی مانند ہیں۔ بعض اوقات انسان کو گناہوں کی ایسی عادت پڑ جاتی ہے کہ یہ گناہ انسان کو گھیر لیتے ہیں اور اس کی شخصیت کو ختم کر کے رکھ دیتے ہیں۔

جڑوں کی تہجد کے اعمال کے ساتھ مماثلت:

درخت میں ایک تنا ہوتا ہے جس پر شاخیں ہوتی ہیں اور دوسرا اس کی جڑیں بھی ہوتی ہیں۔ انسان کے بارے میں بھی قدرت کے ہاں یہی دستور ہے کہ ہر انسان کی ایک وہ زندگی ہوتی ہے جو لوگوں کے سامنے ہوتی ہے اور ایک وہ زندگی ہوتی ہے جو اللہ کے سامنے ہوتی ہے۔ جتنا روٹ سٹاک زیادہ مضبوط ہوگا اتنا ہی درخت بیماریوں سے بچا رہے گا۔ اسی طرح جتنا انسان کے خلوت کے اور تہجد کے اعمال زیادہ اچھے ہوں گے اتنا ہی انسان اللہ کے سامنے قدآور بنے گا۔

درخت پر سانپ لٹکنے میں سبق:

درخت کے اوپر اگر سانپ بھی لٹکتے رہیں تو اسے کوئی پروانہیں ہوتی۔ مومن کی زندگی بھی ایسی ہی ہونی چاہیے کہ ناموافق ماحول سے اس کو متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ بس وہ اپنے کام میں لگا رہے۔ وہ علم میں، عمل میں، دین کی دعوت میں اور اللہ سے تعلق بڑھانے میں اپنے آپ کو آگے بڑھاتا رہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

درخت میں نوجوانوں کے لیے ایک خاص پیغام:

درخت کے اندر یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ ماحول سے نیوٹریشن (غذا) لیتا ہے، مثلاً:

- ......زمین سے اس نے معدنیات لیں، پانی لیا۔
- ......ہوا سے اس نے گیس لی۔
- ......روشنی سے اس نے پاور لی۔

اور اس کے بعد نشو ونما پائی۔

لیکن درخت فقط لیتا ہی نہیں۔ اگر لیتا ہے تو پھر دیتا بھی ہے۔ غور کریں،

- ......اس کا سایہ دوسروں کے لیے،
- ......اس کا پھل دوسروں کے لیے،
- ......اس کا پھول دوسروں کے لیے، حتیٰ کہ
- ......اگر وہ خشک ہو جائے تو اس کی لکڑی بھی دوسروں کے جلانے کے کام آتی ہے۔

تو درخت نے اگر کچھ لیا تھا تو اس نے دیا بھی۔ ہمیں یہاں سے سبق سیکھنا چاہیے کہ ہم اس دنیا میں زندگی گزارنے کے دوران اپنے گھر میں اپنے بڑوں سے لیتے ہیں۔ مثلاً

- ......ماں سے محبت ملی،
- ......باپ سے شفقت ملی،
- ......بھائی سے تعاون ملا،
- ......بہن سے دعائیں ملیں۔

یہ سب چیزیں ہمیں مل رہی ہیں اور ہم نشو ونما پا رہے ہیں۔ تو نشو ونما پانے کے بعد ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنا سب کچھ دوسروں کے لیے وقف کریں۔ ہم بھی ایسے بنیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

- ......گھر والوں کے لیے باعث رحمت ہوں،
- ......اللہ والوں کے لیے باعث رحمت ہوں،
- ......اپنے معاشرے کے لیے باعث رحمت بنیں، اور
- ......اچھے اخلاق کے ذریعے ہم دوسروں کو خوشی پہنچائیں۔

لیکن آج کا نوجوان کیا چاہتا ہے؟ وہ چاہتا ہے کہ کھانا بھی اچھا ملے، لباس بھی اچھا ملے اور سواری بھی بہترین ہو۔ اور جب ماں باپ کہتے ہیں کہ پڑھو، تو وہ جواب دیتا ہے کہ پڑھنے کے علاوہ کچھ اور بتائیں۔ جوان کا فرض منصبی ہوتا ہے وہ پورا کرنے کے لیے ان کا دل نہیں چاہتا۔ گویا وہ یہ چاہتا ہے کہ سب کچھ تو مجھے دیں، مگر مجھے کسی کو کچھ واپس نہیں دینا۔

آج حالت یہ ہے کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو جھڑکی دے دے تو وہ منہ پھلا لیتا ہے اور غصے میں آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ بس میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ انہوں نے ہی اسے پالا پوسا، محبتیں دیں اور پھر یہ اس عمر کو پہنچا۔ لیکن ذرا سی بات پہ ماں سے کہتا ہے کہ میں گھر چھوڑ کے چلا جاؤں گا۔ یہ قانون فطرت کے خلاف ہے۔

اگر کوئی شاخ یہ سوچے کہ میں تو درخت کے ساتھ مقید ہوگئی ہوں، آزاد ہی نہیں ہوں، اس کے ساتھ بندھی ہوئی ہوں، اگر میں درخت سے ہٹ جاؤں گی، کٹ جاؤں گی تو آزاد ہو جاؤں گی، تو یاد رکھیں کہ اگر یہ شاخ درخت سے کٹے گی تو سرسبز نہیں رہے گی، نہ اس پر پھل رہے گا نہ پھول رہیں گے اور جب خشک ہوگی پھر آگ میں ڈالنے کے کام آئے گی۔

جس طرح آج کل کا نوجوان یہ سوچتا ہے کہ میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا، میں تو گھر میں بس بندھا ہوا ہوں، میں الگ ہو جاؤں گا تو آزاد ہو جاؤں گا۔ یہ آزاد کیا ہو گا؟ یہ شیطان قسم کے لوگوں کے ہتھے چڑھ جائے گا اور کل کو جہنم کا ایندھن بن جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ایک آدمی کا بازو اگر یہ کہے کہ میں تو خواہ مخواہ جسم کے ساتھ بندھا ہوا ہوں ، میں تو جسم سے الگ ہو کر آزاد ہو جاؤں گا، تو یہ اس بازو کی غلط فہمی ہے۔ یہ اس وقت تک صحت منداور زندہ رہے گا جب تک جسم کے ساتھ رہے گا۔اگر یہ جسم سے کٹے گا تو پھر اس میں بو پڑے گی، پھر اس میں کیڑے پڑیں گے اور اس کٹے ہوئے بازو کو پھر کتے ہی چوسیں گے اور بچوڑیں گے۔اسی طرح جو نوجوان اپنے گھر سے دور چلے جاتے ہیں ان کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ان کو بھی ماحول معاشرے کے آوارہ لوگ اپنا شکار بنالیا کرتے ہیں۔

اس لیے آج کل کے نوجوان کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اگر ماں باپ ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں تو وہ دشمنی کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے ، بلکہ محبت کی بنا پر کرتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کے اندر کمال دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے سمجھاتے ہیں کہ بیٹا! ہم نے اپنے بال دھوپ میں سفید نہیں کیے، بلکہ زندگی کی اونچ نیچ کو دیکھا اور تجربات حاصل کیے ہیں۔جن مشکلات سے ہم گزر کر آئے ، ہم ان تجربات میں پڑنے کی بجائے کھری کھری باتیں بتاتے ہیں، اگر یہ اصول اپنا لوگے تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔اس لیے اپنے والدین کی ، اپنے اساتذہ کی ڈانٹ ڈپٹ کو اپنے لیے باعث رحمت سمجھنا چاہیے اور اپنے بڑوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

کمتر چیز لے کر بہتر واپس لوٹانا:

درخت زمین سے کم تر چیز لیتا ہے اور بہتر چیزیں واپس کرتا ہے۔کم تر چیزوں سے کیا مراد ہے؟ کہ زمین سے اس نے نائٹروجن لی، کیلشیم لی، فاسفورس لی، پانی لیا اور اس قسم کی معدنیات لیں۔اور جب لوٹایا تو کیا لوٹایا؟ پھول لوٹایا، پھل دیے، قیمتی چیزیں واپس دیں۔اچھے انسان کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے ماحول و معاشرے سے جتنی چیزیں لے، وہ اپنی زندگی میں اس سے بہتر چیزیں واپس کرنے کی کوشش کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خزاں کے موسم میں درختوں کا پیغام:

سردیوں کے موسم میں برفانی علاقوں کے درختوں کو دیکھا کہ ان کے پتے بھی ختم ہو جاتے ہیں، پھل پھول بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ بالکل ٹنڈ منڈ ہو جاتے ہیں۔ ایسے کھڑے ہوتے ہیں جیسے کسی نے زمین میں لکڑی گاڑ دی ہو۔ ان پر خوب برف گرتی ہے۔ وہ اس برف کے اندر بھی صبر سے کھڑے رہتے ہیں۔ برفانی ہواؤں کے جھکڑ چلتے ہیں، مگر وہ ان میں بھی کھمبے کی طرح گڑے ہوئے نظر آئیں گے۔ ان درختوں کو پتا ہے کہ اب ماحول مخالف ہے، مگر یہ وقت بھی ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اگر بہار ہمیشہ نہیں رہی تھی تو یہ خزاں کا موسم بھی ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اس لیے مجھے صبر کے ساتھ دو تین مہینے گزارنے ہیں۔ چنانچہ جب وہ دو تین مہینے کا وقت گزار لیتا ہے تو سردیاں ختم ہو جاتی ہیں اور پھر بہار کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اسی لکڑی نما درخت کے اندر سے کونپلیں نکلتی ہیں، پتے نکلتے ہیں، شاخیں نکلتی ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ اس درخت کو پھل اور پھول بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیے کہ بسا اوقات ہمیں بھی مخالفت کے ماحول میں رہنا پڑ جاتا ہے۔ مگر درخت کی طرح ہم بھی صبر و ضبط کے ساتھ وقت گزار دیں۔ اگر صبر سے وقت گزار دیں گے تو غم کی شام بھی ختم ہو جائے گی۔ ع

لمبی ہے غم کی شام مگر شام ہی تو ہے

یہ صبر آزما وقت گزر جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ بہار کا وقت عطا فرما دیتے ہیں۔

ہر پھل کی قیمت میں پوشیدہ اسرار:

درخت کا ہر پھل اپنی ایک قیمت رکھتا ہے۔ اسی طرح معاشرے کا ہر فرد اپنی قیمت رکھتا ہے۔ جس طرح ہر اینٹ اپنی قیمت رکھتی ہے۔ جب یہ سب جڑ جاتی ہیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر ایک دیوار بن جاتی ہے، اسی طرح معاشرے کا ہر فرد اپنی ایک قیمت رکھتا ہے، جب سب آپس میں دلوں کو جوڑ لیتے ہیں تو پھر یہ برائی کے خلاف ایک سیسہ پلائی دیوار بن جاتے ہیں۔

اس لیے ہم کسی کو کم نظر سے نہ دیکھیں۔ کیا معلوم اللہ کے ہاں وہ انسان زیادہ مقام رکھتا ہو؟ ہمیں کسی کے بارے میں کیا معلوم ہے کہ اس کا کونسا عمل اللہ کو پسند آجائے؟ یہ فیصلہ قیامت کے دن ہوگا ۔

کون مقبول ہے، کون مردود ہے، بے خبر کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے؟
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

اس لیے ہر بندۂ مومن کو محبت کی نظر سے دیکھیں۔ عزت کی نظر سے دیکھیں۔ نبی علیہ السلام بیت اللہ کا طواف فرما رہے ہیں۔ پھر بیت اللہ پر نظر پڑی تو فرمایا کہ بیت اللہ، شرف اور تعظیم و تکریم کا مقام ہے، مگر

حُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَرْجَحُ مِنْ حُرْمَةِ الْكَعْبَةِ

”(اللہ کے ہاں) مومن کا احترام بیت اللہ کے احترام سے بھی زیادہ ہے“

اب ہم بیت اللہ شریف کا تو غلاف پکڑ کر روتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں، اور مومن بندے کا گریبان پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ کیا کبھی ہم نے کسی مومن کا احترام اس لیے کیا ہے کہ

- ...... یہ اللہ پر ایمان لانے والا ہے۔
- ...... یہ اللہ کی توحید کو ماننے والا ہے اور
- ...... یہ رسالت کی تصدیق کرنے والا ہے۔

درخت کے جلنے میں خاموش پیغام:

جس طرح آگ کی ایک چنگاری پورے درخت کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے، اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرح ایک برا کلمہ انسان کے منہ سے نکلتا ہے اور جنت کی بجائے جہنم جانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ مثلاً

- ......کفریہ بول بول دیتے ہیں۔
- ......اسلام کے خلاف بول پڑتے ہیں۔
- ......ایمان والوں کے خلاف باتیں کر دیتے ہیں۔
- ......سنت کا استخفاف کر لیتے ہیں۔

یوں اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ نے کلماتِ کفر کے بیان میں لکھا ہے کہ اگر دو بندے گفتگو کر رہے ہوں اور ان میں سے ایک یہ کہہ دے کہ بھئی! یہ شریعت کی بات ہے، اور آگے سے دوسرا یہ جواب دے دے کہ ''رکھ پرے شریعت کو'' فَقَد كَفَرَ ۔ تو ایسا کلمہ کہنے والا بندہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ ایمان بڑی نازک چیز ہے۔ اس کی حفاظت بھی کرنی پڑتی ہے۔ آج کل تو ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ بہت کھلے انداز سے اپنے منہ سے ایسے کفریہ کلمے نکالتے ہیں، اور ان کو اپنے ایمان کی فکر ہی نہیں ہوتی۔

بارش برسنے سے درخت کی شادابی میں حکمت:

جس طرح بارش برستی ہے تو درخت کو سرسبزی اور شادابی مل جاتی ہے۔ اسی طرح جب انسان کے اوپر علم و عرفان کی بارش برستی ہے تو اس کو روحانی طور پر بہار نصیب ہوتی ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ علما صلحا کی محفلوں میں بیٹھنا اپنے اوپر لازم کر لیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

عَلَيكُم بِمَجَالِسَةِ العُلَمَاءِ وَاستِمَاعِ كَلَامِ الحُكَمَاءِ

''تمہارے اوپر ضروری ہے کہ تم علما کی مجالس میں بیٹھو اور اہل دانش کی باتیں سنو۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے کہ جس طرح بارش کے برسنے سے زمین کو زندگی مل جاتی ہے، اسی طرح علم وحکمت کی باتوں کو سننے سے مردہ دلوں کو زندگی مل جاتی ہے۔

پھلوں اور گناہوں کے وزن میں مماثلت:

جس طرح درخت کو اپنے پھل بھاری نظر نہیں آتے اسی طرح انسان کو بھی اپنے گناہ وزنی معلوم نہیں ہوتے۔ دوسرا بندہ چھوٹی سی غلطی کر لے تو بڑی نظر آتی ہے اور خود جتنی بھی بڑی غلطی کر لیں اس کو معمولی سمجھتے ہیں۔

خودرو درخت کی طرح مت بنیے:

ایک خودرو درخت بھی ہوتا ہے۔ وہ درخت خود بخود اگ آتا ہے اسی لیے اسے خودرو درخت کہتے ہیں۔ اسے پانی دینے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ اس کی شاخوں کی کاٹ تراش بھی کوئی نہیں کرتا۔ لہٰذا وہ دیکھنے میں بڑا بے ڈھنگا سا ہوتا ہے اور اس کا پھل بھی پورا نہیں ہوتا۔ اور ایک درخت وہ ہوتا ہے جس کا مالی بھی ہوتا ہے، وہ اس کی پرونگ کر کے اس کو بڑے خوب صورت طریقے سے اوپر بڑھاتا ہے۔ وہ اس کو پانی بھی دیتا ہے، نیوٹریشن (غذا) کا بھی خیال رکھتا ہے۔ ایسا درخت پھل بھی زیادہ دیتا ہے اور دیکھنے میں بھی خوبصورت ہوتا ہے۔

بالکل یہی مثال انسان کی بھی ہے۔ بعض انسان اپنے بڑوں کی تربیت میں ہوتے ہیں۔ ان کی شخصیت دیکھنے میں بھی دیدہ زیب ہوتی ہے اور ان کے اعمال سے اللہ کے بندوں کو راحت ملتی ہے۔ اور کچھ بندے خودرو درخت کی مانند ہوتے ہیں۔ ان کو کوئی سمجھانے والا نہیں ہوتا۔ نہ استاد سمجھا سکتا ہے اور نہ ہی ماں باپ سمجھا سکتے ہیں۔ وہ خود ہی بڑے ہو جاتے ہیں۔ جیسے کانٹے دار درخت ہوتا ہے ویسے ہی ان کی بھی شخصیت ہوتی ہے۔ کبھی اس کے ساتھ الجھ پڑتے ہیں اور کبھی اس کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

الجھ پڑتے ہیں۔

درخت کے ساتھ ایک مکالمہ:

ہمیں چاہیے کہ ہم نیکی کے اوپر استقامت کے ساتھ جمے رہیں۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سفر پر جا رہا تھا۔ راستے میں تھک گیا اور ایک درخت کے سائے میں آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے درخت سے آواز آتے سنی ...... یہ جو اللہ والے ہوتے ہیں، ان کو بعض اوقات اللہ تعالیٰ سمعی یا بصری کشف عطا فرما دیتے ہیں۔ وہ عجیب سی آوازیں سنتے ہیں جو ہم نہیں سن پاتے ......تو فرماتے ہیں کہ وہ درخت مجھ سے گفتگو کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

يَا سِرِّى كُنْ مِثْلِي

''اے سری! تو میرے جیسا ہو جا''

فرماتے ہیں کہ میں بڑا حیران ہوا کہ یہ درخت مجھے کہہ رہا ہے کہ اے سری! تو میرے جیسا ہو جا۔ تو میں نے اس درخت سے مخاطب ہو کر کہا:

كَيْفَ اَكُوْنُ مِثْلُكَ؟

''میں تیرے جیسا کیسے بن سکتا ہوں؟

تو درخت نے جواب میں کہا:

اِنَّ الَّذِينَ يَرْمُوْنَنِى بِالْاَحْجَارِ فَاَرْمُوْهُمْ بِالْاَثْمَارِ

''جو لوگ میری طرف پتھر پھینکتے ہیں میں ان لوگوں کی طرف اپنے پھل لوٹاتا ہوں۔''

تو بھی میرے جیسا ہو جا۔ تجھے بھی لوگ پتھر ماریں گے اور تو بھی ان پتھروں کے جواب میں اپنا پھل لوٹا دینا۔ ان کے ساتھ حسنِ خلق سے پیش آنا۔ فرماتے ہیں کہ میں درخت کا جواب سن کر بڑا حیران ہوا کہ درخت نے کیا عجیب بات کہی! لیکن فوراً

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے ذہن میں ایک خیال آیا کہ اگر یہ درخت اتنا اچھا ہے کہ پتھر مارنے والوں کو بھی اپنا پھل کھلاتا ہے تو پھر اس درخت کو اللہ نے آگ کی غذا کیوں بنایا؟ فرماتے ہیں کہ جب میرے ذہن میں یہ خیال آیا تو میں نے درخت سے یہ سوال پوچھ۔

فَكَيْفَ مَسِيْرُكَ إِلَى النَّارِ

''اے درخت! پھر یہ بتا کہ اللہ نے تجھے آگ کی غذا کیوں بنا دیا؟''

یعنی اگر تم اتنے ہی اچھے تھے تو تم آگ کی غذا کیوں بن گئے؟ کہتے ہیں کہ اس سوال کے جواب میں گویا ٹھنڈی سانس لے کر کہا کہ سری! میرے اندر خوبی بھی بڑی اچھی ہے کہ لوگ مجھے پتھر مارتے ہیں اور میں انہیں پھل دیتا ہوں، لیکن میرے اندر ایک خامی بھی بہت بری ہے جس نے میری تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیا۔ پوچھا: کون سی خامی ہے؟ درخت کہنے لگا:

فَأَمَلْتُ بِالْهَوَاءِ هٰكَذَا هٰكَذَا

''جدھر کی ہوا چلتی ہے میں ادھر کو ڈول جاتا ہوں۔''

سری! میرے اندر استقامت نہیں ہے، اور یہ بات میرے اللہ کو اتنی ناپسند ہے کہ میری خوبیوں کے باوجود اللہ نے مجھے آگ کی غذا بنا دیا۔

شریعت وسنت پر کاربند رہیے:

عزیز طلبا! شریعت وسنت پر قائم ہو جائیے۔ اپنے آپ کو سنت کے رنگ میں رنگ لیجیے۔ فحاشی، عریانی، گناہ اور ظلمت والے ماحول سے متاثر ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم اگر دین کے احکام پر عمل کر رہے ہیں تو ہمارے اوپر یہ اللہ رب العزت کا بڑا کرم اور احسان ہے۔ طلبا مسئلہ پوچھتے ہیں کہ کیا کریں جی؟ نگاہوں کو بچانا بڑا مشکل ہے۔ بھئی! جب مشکل زیادہ ہے تو اس پر اجر بھی زیادہ ملے گا۔ لہٰذا ہمت سے کام لیجیے۔ لوگ جب آج کے دور میں برائی کو نہیں چھوڑ رہے تو ہم پھر اچھائی کیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوڑیں؟ چنانچہ نیکی، شرافت اور اعلیٰ پر اپنے آپ کو جما دیجیے۔ نفس اور شیطان ہمیں بہکائیں گے، ان کے بہکاوے میں نہیں آنا۔ جب اللہ رب العزت کے ہاں عزت والے بن جائیں گے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عزتیں عطا فرما دیں گے۔

صندل کی خوشبودار لکڑی کا پیغام:

صندل کا درخت اس کلہاڑے کے منہ کو بھی خوشبودار بنا دیتا ہے جو کلہاڑا اسے کاٹتا ہے۔ گویا اس نے برائی کا جواب اچھائی کے ساتھ دیا۔ ہم بھی ایسے بن جائیں۔ فطرت ہمیں یہ سبق سکھا رہی ہے کہ ہم بھی برائی کے بدلے میں اچھائی کا معاملہ کریں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ اسے اخلاق حمیدہ تو نہیں کہتے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﴾ (حم السجدہ:۳۴)

''تم برائی کو اچھائی کے ساتھ دھکیلو''

اچھا! بتائیے! کہ اگر ناپاک کپڑے کو پاک کرنا ہو تو کیا پیشاب کے ساتھ پاک ہو جائے گا؟ جب بھی ناپاک کپڑے کو پاک کرنا چاہیں گے تو ہمیشہ پاک پانی سے پاک ہوگا۔ اسی طرح جب بھی آپ برائی کو ختم کرنا چاہیں گے تو وہ اچھائی سے ختم ہو گی۔ وہ بدلے میں برائی سے کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر ہم اچھے بن جائیں تو اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی اچھا بنا دیں گے۔ ہم وہ کریں جو ہمارے اختیار میں ہے۔ پھر اللہ رب العزت وہ کریں گے جو اس کے اختیار میں ہے۔

پھول کی پتیوں کے مسل جانے میں پیغام:

پھول کی پتیاں اس ہتھیلی کو بھی خوشبودار بنا دیتی ہیں جو ہتھیلی ان پتیوں کو مسل دیا کرتی ہے۔ آپ پھول کی پتیوں کو ہاتھ میں لے کر مسل دیں، وہ آپ کے ہاتھ کو خوشبو

www.besturdubooks.wordpress.com

دار بنادیں گی۔ تو کیا ہم اس سے بھی گئے گزرے ہیں!؟ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم برائی کے بدلے میں اچھائی دینے کا اصول اپنائیں۔ پھر دیکھیں کہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہمیں کتنی رحمتیں ملتی ہیں۔

ایک دوسرے کی قدر کریں:

ہم نے یہ دیکھا ہے کہ لوگ قریب رہ کر ایک دوسرے کی قدر نہیں کرتے۔ میاں بیوی آپس میں اکٹھے رہتے ہیں تو بیوی کو خاوند سے ایک ہزار شکوے ہوتے ہیں اور خاوند کو دیکھو تو اسے بیوی سے ایک لاکھ شکوے ہوتے ہیں۔ اور جب وہی الگ الگ ہو جائیں تو بیوی آنسو بہا رہی ہوتی ہے۔ پوچھا جائے کہ کیا ہوا؟ تو کہتی ہے کہ خاوند فوت ہو گیا، بڑا اچھا تھا، میرے بچوں کا باپ تھا، میرے سر کا سایہ تھا، عزت کے ساتھ رہتی تھی، کوئی مجھ پر باتیں تو نہیں کر سکتا تھا۔ فوت ہونے کے بعد اس کی اہمیت سامنے آتی ہے۔ اور وہ خاوند جو بیوی میں ہزاروں عیب نکالتا تھا، بیوی کے فوت ہونے کے بعد رو رہا ہوتا ہے۔ پوچھا جائے کہ خان صاحب! پریشان کیوں بیٹھے ہیں؟ تو کہتا ہے۔ جی! بیوی فوت ہو گئی ہے، اس نے گھر کو سنبھالا ہوا تھا، گھر آباد کیا ہوا تھا، میں کاروبار میں چلا جاتا تھا تو مجھے گھر کی فکر نہیں ہوتی تھی۔ اب سمجھ میں آئی ناں بات۔ بھئی! اللہ کی نعمت کی قدر دانی کے لیے نعمت چھن جانے کا انتظار کیوں کرتے ہیں۔ جب نعمت ہاتھ سے نکل جاتی ہے تب ہمیں احساس ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک نعمت تھی۔

انگریزوں کے ہاں ایک عادت ہے کہ جب کوئی بندہ مر جاتا ہے تو اس سے اظہار محبت کے لیے قبر پر پھول لے کر آتے ہیں اور میت کی قبر کے ساتھ منوں کے حساب سے پھول اکٹھے کر دیتے ہیں۔ اس پر کسی انگریز شاعر نے شعر لکھا:

Why we wait till a person die?

''ہم پھول پیش کرنے کے لیے کسی بندے کے مرنے کا کیوں انتظار کرتے ہیں؟ زندگی میں ہی اسے پھول پیش کر دیتے تو اس کو بھی خوشیاں نصیب ہو جاتیں اور ہمارا بھی دل خوش ہو جاتا۔

پھول کے ساتھ کانٹے ہونے کا شکوہ کیوں؟

پچھلے سال کچھ طلبا روز گارڈن (گلاب کے باغ) میں شاخیں کاٹ رہے تھے۔ایک صاحب جب کاٹنے لگے تو ان کو کانٹا چبھ گیا۔ جب کانٹا چبھا تو وہ بڑے خفا ہوئے۔ مجھے کہنے لگے: یہ کیا جی؟ جہاں پھول ہوتے ہیں وہیں کانٹے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا: یہ تمہاری اپنی سمجھ کی بات ہے، اگر یہ بات ہے کہ جہاں پھول ہوتے ہیں وہیں کانٹے ہوتے ہیں تو یہ بھی تو ہے کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہوتے ہیں۔ جب میں نے اس سے کہا کہ سوچنے کا یہ انداز بھی ہو سکتا ہے تو پھر ان کو تسلی ہوگئی کہ ہاں، جہاں کانٹے ہوتے ہیں وہاں پھول بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر ہم گھروں میں رہتے ہوئے اپنے اندر مثبت سوچ پیدا کر لیں تو گھر کے اندر بھی رحمتوں اور خوشیوں کا ماحول بن جائے گا۔

ایک گراں قدر ملفوظ:

ایک شخص خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''حضرت! فلاں بندہ میرا مخالف ہے۔ وہ مجھے بڑا تنگ کرتا ہے اور ہر وقت میرے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے''......اصل میں وہ حضرت سے این او سی (اجازت نامہ) مانگنا چاہتا تھا کہ اگر مجھے اجازت دیں تو پھر میں اس کو ذرا مزہ چکھاؤں گا......وہ کہنے لگا: ''حضرت! وہ مجھے برا بھلا کہتا رہتا ہے۔ وہ میرے راستے میں کانٹے بچھاتا رہتا ہے''۔ حضرت بھی اس کا اندازِ بیاں سمجھ گئے۔ کیوں کہ اللہ والے بڑے سمجھدار ہوتے ہیں۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت ﷺ نے اس کو ایک بڑا عجیب جواب دیا۔ اس کو سونے کی روشنائی سے لکھنا چاہیے حضرت نے فرمایا:

"اے دوست! اگر کوئی تیرے راستے میں کانٹے بچھائے تو تو اس کے راستے میں کانٹے نہ بچھانا، ورنہ پوری دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔"

کاش! ہم اس اصول کو اپنا لیتے۔ اگر کوئی ہمارے ساتھ برائی کر رہا ہو تو ہم اس کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کر کے اس کی برائی کو ختم کرنے کا باعث بن جائیں۔

درخت کے پھلوں میں خوش اخلاقی کا درس:

یاد رکھنا! جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، اسی طرح انسان اپنے اچھے اخلاق سے پہچانا جاتا ہے۔ جس درخت کا پھل اچھا ہو، لوگ اسے پسند کرتے ہیں، اسے گھروں میں لگاتے ہیں، اس کی خدمت کرتے ہیں، اس کو پانی دیتے ہیں۔ اسی طرح جس انسان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرما لیتے ہیں۔ اسی لیے ایمان لانے کے بعد سب سے بہترین نعمت جو بندے کو مل سکتی ہے وہ خوش اخلاقی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوش اخلاقی کی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اگر

- ......بچے ہیں تو، بہترین اولاد بن کر دکھائیں،
- ......بھائی ہیں، تو بہترین بھائی بن کر دکھائیں،
- ......خاوند ہیں، تو بہترین خاوند بن کر دکھائیں،
- ......باپ ہیں، تو بہترین باپ بن کر دکھائیں،
- ......اگر ملک کے شہری ہیں، تو بہترین شہری بن کر دکھائیں،
- ......اگر کلمہ پڑھنے والے مومن ہیں، تو امت کا بہترین فرد بن کر دکھائیں،
- ......اللہ کی نعمتیں کھاتے ہیں، اللہ کو ایک اچھا بندہ بن کر دکھائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیوں بھری زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان طلباء کو دنیا و آخرت کی عزتیں نصیب فرمائے اور انہیں ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبہ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 047-7625454
- دار المطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 062-2442791
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بارزار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 041-7224228
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- مکتبہ بیت العلم بنوری ٹاؤن کراچی 021-2018342
- مکتبہ الشیخ 445/3 بہادر آباد کراچی 0214935493
- دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- مکتبہ علمیہ، دوکان نمبر 2 اسلامی کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4918946
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2288261
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی 051-5462347 ، 03009834893

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد سترہ

- رحمتِ الٰہی
- علم حدیث
- عظمتِ بیت اللہ
- احترامِ انسانیت
- علم اور تصوف
- جزا اور سزا کا دن
- قربِ قیامت کی نشانیاں
- جنیٹک انجینئرنگ کے کرشمے

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 سنت
1-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر جلد ۱۷

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مرتب

مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطباتِ فقیر (جلد ۱۷)

ازافادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ——— اگست 2009ء

اشاعت دوم ——— نومبر 2009ء

اشاعت سوم ——— مئی 2010ء

تعداد ——— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— ڈاکٹر شاہد محمود عفی عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	11	گناہ گار کے لیے جنت کی بشارت	30
پیش لفظ	13	(۳)......خوشحالی میں ہونا	31
① رحمتِ الٰہی	17	(۴)......تنگ دستی میں ہونا	31
تین اہم دن	17	قیامت کے دن عذرہائے لنگ	32
پروردگارِ عالم سے ملاقات کی فکر	19	ایک مصروف آدمی کا عذرِ لنگ	32
انسان کی چار پسندیدہ خصلتیں	20	ایک نوکر کا عذرِ لنگ	32
(۱)......اللہ سے ڈرنا	20	ایک فقیر آدمی کا عذرِ لنگ	33
......عمر رضی اللہ عنہ کا خدا تو دیکھ رہا ہے	20	ایک بیمار آدمی کا عذرِ لنگ	34
پھر اللہ کہاں ہے؟	21	ہاں! وہ بچتے بچتے مرے گا	34
میانہ روی اختیار کرنا	22	کاش!	34
انصاف کا معاملہ کرنا	22	بکری کی وفاداری	35
اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا	23	ایک بچے کے عمل میں پوشیدہ سبق	35
انبیائے کرام اور حمدِ الٰہی	24	پریشانی میں بھی خدا فراموشی	36
اہلِ جنت اور حمدِ باری تعالیٰ	25	چار وظیفے	37
حمدِ الٰہی میں رطب اللسان رہیں گے	26	(۱) مصیبت زدہ کے لیے	37
انسان کے چار حالات	27	(۲) کام سنوارنے کے لیے	38
(۱)......اللہ کی بندگی کرنا	27	(۳) حاسدین کے شر سے بچنے کے لیے	39
امید کی کرن	28	(۴) حصولِ جنت کے لیے	40
گناہوں کا نیکیوں میں بدلنے کا واقعہ	29	تعویذوں اور دھاگوں کا چسکا	40
(۲) گناہوں بھری زندگی گزارنا	30		

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
پیر اور مرید کے مانگنے میں فرق	42
رحمتِ الٰہی ...... محبتوں کا سرچشمہ	43
بخشش کے بہانے	43
جہنمی آدمی کی پہچان	44
طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں	45
ایک عجیب بات	45
چھٹکارے کا مدار اللہ کی رحمت پر ہے	46
شیطان کی حسرت	47
اجتماعی توبہ کی فضیلت	47
گناہوں کی سزا دینے میں تاخیر کیوں؟	48
کفار سے بھی مغفرت کا وعدہ	48
ایک نوجوان کی مغفرت کا اعلان	49
ایک بت پرست پر رحمتِ الٰہی کا ظہور	50
پھر میں تیرے در پر کیسے آؤں؟	50
ایک عجیب دعا	51
لمحہ فکریہ	51
(۲) علمِ حدیث	52
علمِ حدیث	53
علمِ حدیث کی فضیلت	60
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	59
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟	61
حفظِ حدیث میں منفرد مقام	62
بخاری شریف کی وجہ تالیف	63
تالیفِ کتاب میں ادب کا پہلو	64
تعداد روایاتِ بخاری	64
شرائطِ رواۃِ بخاری	65
تدوینِ حدیث	65
صحاحِ ستہ کا انوکھا انداز	68
حواسِ خمسہ اور حصولِ علم	70
عقل اور حصولِ علم	72
وحیِ الٰہی اور حصولِ علم	74
کتبِ حدیث میں دلچسپی کا پہلو	75
بخاری شریف کا سنِ تالیف	76
اصلاحِ نیت	76
تصحیحِ نیت میں عارفانہ کلام	78
نیت کی شرعی حیثیت	79
حدیث مبارکہ کا شانِ ورود	80
ایک علمی نکتہ	81
تصوف کی ابتدا	82
حدیثِ نبوی کا نور	82
کلام سے متکلم تک رسائی	83
دربارِ نبوت میں طلبِ حدیث کی قدر دانی	87
منور چہرے	88
نور حاصل کرنے کے لیے مسنون دعائیں	88
نور حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟	89

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
③ عظمتِ بیت اللہ	93
اوّلِ عالم	93
بیت اللہ شریف کی تعمیر	94
بیت اللہ کی وجہ تسمیہ	94
آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے	95
اصلِ عالم اور وسطِ عالم	96
بیت اللہ شریف میں دائمی کشش	96
بادل آئے حدودِ حرم لائے	97
حج کا اعلان	97
دعائے ابراہیمی	98
مرکزِ ہدایت	98
شکر ہے تیرا خدایا	99
عشق ومحبت کی وارفتگی	100
یوم عرفہ	101
شیطان کی ذلت ورسوائی کا دن	101
پروردگار کی رحمت کا بحرِ بیکراں	102
اعمالِ حج پر گناہوں کی معافی کا وعدہ	103
فقیروں کے بھیس کا لحاظ	104
آنسوؤں کی قدر	105
پلکوں کا بال ...... باعث خوشنودیٔ رب ذوالجلال	106
اپنی پستی کا اقرار کریں	108
پروردگار کو منانا سب سے آسان ہے	109

عنوان	صفحہ نمبر
اب معافی کے لیے دامن پھیلا دیں	112
④ احترامِ انسانیت	110
سیرت نبوی ﷺ کا ایک خوبصورت پہلو	117
التکریم کا لغوی معنی	118
التکریم کا مصداقِ حقیقی	118
التکریم کی اصطلاحی تعریف	119
تکریم انسانی کی چند مثالیں	119
احترامِ انسانیت کے دو بنیادی اصول	121
دفع شر اور نفع رسانی کی تعلیم	123
بہترین عمل	124
انسانوں کا غم بانٹنے کی فضیلت	126
یہ انسانیت ہے	127
مخلوقِ خدا پر رحم کرنے کی تعلیم	128
مساواتِ عامہ کی تعلیم	130
غلاموں سے حسنِ سلوک کی تعلیم	131
حسنِ معاشرت کے زریں اصول	132
اخوتِ انسانی کی تعلیم	133
مذاق اڑانے کی مذمت	134
مذاق اڑانے والے کا اہانت آمیز انجام	134
جوامع الکلم	136
انسانی رشتوں کے چار دائرے	136

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
(۱) نسب کا دائرہ	137
(۲)...... جیران کا دائرہ	139
پڑوسیوں کو ایذا پہنچانے کی مذمت	139
تین قسم کے پڑوسی	140
(۳)...... ایمان کا دائرہ	141
سیرتِ طیبہ سے اکرامِ مسلم کی چند مثالیں	142
ایک عجیب بات	142
نبی رحمت ﷺ کی رحمت بھری دعا	143
(۴)...... انسانیت کا دائرہ	144
احترامِ انسانیت کی انمول مثالیں	144
ایک یہودی کے جنازے کا احترام	145
ایک یہودی عالم کے ساتھ حسنِ سلوک	145
قحط زدہ کفار کے لیے خوش حالی کی دعا	147
کفار مکہ کے لیے غلے کی ترسیل	150
حاتم طائی کی بیٹی سے حسنِ سلوک	150
کافر لڑکی کے سر پر نبی رحمت کی چادر	151
ذمیوں سے حسن سلوک کا حکم	154
حرف آخر	154
⑤ علم اور تصوف	156
علم شرعی اور علم الاحسان	159
تصوف و سلوک کے لیے علم کی ضرورت	159
حصولِ علم کے لیے مشائخ کی ترغیب	160
جہالت، دشمنی کا سبب ہے	160
صوفیا کے حالات پر مبنی علما کی کتابیں	161
کیا تصوف عجمی چیز ہے؟	161
دو آیات میں حیران کن تطبیق	162
لفظ ''انسان'' کے معارف	163
لفظِ ''رب'' کا اطلاق	164
پالنے والا کون ہے؟	165
دنیا و آخرت کی سعادتیں	166
عدیم العلم، قلیل العلم اور علیل العلم	167
علمِ لدنی کے اہل کون؟	167
حبیب عجمی رحمہ اللہ اور علم لدنی	168
مسجد نبوی کی ابتدائی حالت	168
علما کو آگے جگہ دینے میں عوام کا فائدہ	169
فضائل اور مسائل کا علم	169
عیش الدنیا والآخرۃ کے مصداق کون؟	169
روایت حدیث میں سماع کی ضرورت	171
پیغمبر بہرے کیوں نہیں تھے؟	171
نورِ ہدایت کے حصول کے لیے سننے کی اہمیت	171
اس کا نام ولایت ہے	172
اسلام کے ارکان یا......	173

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
وہ بھی ذہبی یہ بھی ذہبی	174
ایک عجیب دعا	174
سالک کی پہچان	174
انسانی جسم میں علما اور مزدوروں کی بستی	175
لطف روحانی میں رکاوٹ	176
مان کر چلنا سیکھیں	176
وقوف قلبی کے ساتھ رہیے	177
کثرت ذکر نرمی کا باعث ہے	177
ہڈیوں کے اوپر گوشت کیوں؟	178
قرآن مجید کا مرکزی پیغام	178
فرعون کے ساتھ نرم گفتگو کرنے کا حکم	178
جماعت کا انتظار	179
یہ وقت ہمارے پاس امانت ہے	179
رابطۂ قلبی اور اس کے فوائد	180
وقوف قلبی کے لیے دو معاون چیزیں	181
اللہ کی تلاش میں سفر کرنے والے	181
(۶) جزا اور سزا کا دن	185
مدد مانگنے کا دن	186
تین بنیادی عقیدے	187
(۱)......توحید	187
(۲)......رسالت	187
(۳)......قیامت	187

عنوان	صفحہ نمبر
قیامت کے دن کے مختلف نام	188
دنیا کی سب سے بڑی خبر	191
قرآن مجید میں قیامت کے دن کا تذکرہ	193
قیامت کے دن کی چار گواہیاں	195
معیتِ الٰہی کا احساس	196
ایک سبق آموز واقعہ	196
ایک بچے کا حیران کن جواب	197
نبیٔ رحمت کے دل میں پیشی کا خوف	198
سیدنا صدیق اکبرؓ کے دل میں پیشی کا خوف	198
سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے دل میں پیشی کا خوف	198
سیدنا عمرؓ کے دل میں پیشی کا خوف	199
ایک چرواہے کے دل میں پیشی کا خوف	200
رابعہ بصریہؒ کے دل میں پیشی کا خوف	200
عمر بن عبدالعزیزؒ کے دل میں پیشی کا خوف	201
مالک بن دینار کے دل میں پیشی کا خوف	201
قیامت کے دن نفسا نفسی کا عالم	202

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
نبی رحمت ﷺ کی سفارش	203
خلفائے راشدین ؓ پر رحمت الٰہی کی برسات	204
نبیٔ رحمت ﷺ کے سامنے شرمندگی کا ڈر	207
عبداللہ بن مبارک ؒ کے دل میں پیشی کا خوف	208
خفیہ اعمال کرنے کا ذوق	209
اعمال کی قبولیت کی فکر	210
کھوٹے عملوں کا متبادل کچھ نہیں	210
ایک بادشاہ کی بے قراری	211
⑦ قیامت کی نشانیاں	215
خوب سے خوب تر کی تلاش	215
دھوکے کا گھر	216
من کی آنکھیں کھولنے کی ضرورت	217
رب سے ملاقات کی تیاری کیسے؟	218
خدا پرستی کوئی اور چیز ہے	218
زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں	220
دورِ حاضر میں علامات قیامت کا مشاہدہ	221
پہاڑوں کو چیر کر راستے بنانا	221
بلند و بالا عمارتیں بنانا	221
اہلِ عراق کا کھانا بند ہونا	221
سرزمینِ عرب میں زراعت کا ہونا	222
ماں کے مقابلے میں بیوی کی فرمانبرداری کرنا	222
باپ کے مقابلے میں دوست کی بات ماننا	223
ماں کا اپنی حاکمہ کو جنم دینا	223
صلحا کا کوئی بدل نہ ہونا	223
زکوٰۃ کو تاوان سمجھنا	223
ہر کان کے پاس مغنیہ کا گانے گانا	224
عریانی، فحاشی اور زنا کا عام ہو جانا	224
دین دار لوگوں کو قتل کرنا	224
بادشاہ کا مرنا، گرہن لگنا اور آواز کا آنا	225
زلزلے آنے کی دو وجوہات	226
(۱)......طبعی وجوہات	226
(۲)......شرعی وجوہات	226
غیروں کے لیے خوشبو استعمال کرنا	227
غیروں کے سامنے ننگی ہونے میں جھجک محسوس نہ کرنا	228
شراب اور موسیقی عام ہونا	229
یہاں زلزلے کیوں نہیں آتے؟	231
زلزلے کے دوران کرنے کے کام	231
ایک تکوینی فیصلہ	233
عجیب ترین زلزلہ	234

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
زمین میں دھنسنے والا کیسے بچ نکلا؟	234
تین منزلہ مسجد زمین میں گڑ گئی	234
پوری بستی دو پہاڑوں کے نیچے دب گئی	234
خاندان کے سب لوگ چل بسے	235
پوری بستی زمین میں دھنس گئی	235
اپنی بے بسی کا خیال رکھو	237
مرنے والے سب لوگ برے نہیں تھے	237
سال میں ایک دو مرتبہ آزمائش	238
عبرت پکڑو، باعثِ عبرت نہ بنو	239
آج زندگی کا رخ بدل لیں	240
⑧ جینیٹک انجینئرنگ کے کرشمے	245
اعمال عبادت کیسے بنتے ہیں؟	245
علم الاشیاء اور علم قلم	246
ایگریکلچر انجینئرنگ کا دور	247
سول انجینئرنگ کا دور	251
مکینیکل انجینئرنگ کا دور	255
الیکٹریکل انجینئرنگ کا دور	256
طب یونانی کا دور	258
الیکٹرانکس کا دور	259
کمپیوٹر کا دور	259
جینیٹک انجینئرنگ کا دور	261
جینیٹک انجینئرنگ کیا ہوتی ہے؟	261
خلیفۃ اللہ کی استعداد	-
فصلوں میں جینیٹک انجینئرنگ کا کردار	262
پھلوں میں جینیٹک انجینئرنگ کے کارنامے	263
جانوروں میں جینیٹک انجینئرنگ کی ریسرچ	263
انسانی افزائشِ نسل اور جینیٹک انجینئرنگ	264
ڈی۔این۔اے کی دریافت	267
جینیٹک انجینئرنگ کا ایک قابلِ تحسین کارنامہ	269
قربِ قیامت اور جینیٹک انجینئرنگ	271

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
مت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات
نیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ
نارہویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند
ے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت
کاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک
ں پروازِ فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں
ں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل
کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کر رکھا
ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں
نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئینِ کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہء خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحرِ معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہلِ دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہلِ ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تا زیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ، جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہٗ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی
ر اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی
بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت
رشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس
کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ
ب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت
ہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے
دہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال
وئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں
بدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے
لیے دعوتیں آنے شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت
ں رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض
وقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ
نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلہ بنا دیا۔ اس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟...... مگر وہ جس
سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے

"قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے
و اما بنعمة ربك فحدث۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبر وار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

كان الله له عوضا عن كل شيء

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ فَإِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰت﴾

(العنکبوت:۵)

رحمتِ الٰہی

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامع مسجد مدینہ، جھنگ صدر

بتاریخ: ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء برموقع: سالانہ اجتماع ۲۰۰۳ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اگر اللہ رب العزت کی رحمت کے سو حصے ہوں تو ایک حصہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں تقسیم فرمایا اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے۔ رحمت کے اس ایک حصے کی وجہ سے انسانوں کے اندر محبتیں نظر آتی ہیں۔ ماں کو اولاد سے...... میاں کو بیوی سے...... دوست کو دوست سے...... جانوروں میں...... انسانوں میں...... پرندوں میں آپ کو جو ہمدردی اور محبت نظر آتی ہے، یہ اسی ایک حصے کا تھوڑا سا حصہ ہے جو ایک بندے کو ملا ہے۔ اب بتائیے کہ وہ ایک حصہ کتنا بڑا ہوگا کہ اتنی مخلوق میں تقسیم ہوا۔ اور اس حصے میں سے اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا ہمیں بھی دیا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمتِ الٰہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
﴿فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا○﴾ (الکہف:۱۱۰)
وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ
﴿مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ﴾ (العنکبوت:۵)
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تین اہم دن:

انسانی زندگی کے تین دن بڑے اہم ہوتے ہیں:۔

ایک وہ دن جب بچہ اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔اس دن اس کی زندگی کی ابتدا ہوتی ہے۔اس کے رزق کے بارے میں بھی لکھ دیا جاتا ہے اور اس کے سعید (خوش بخت) یا شقی (بد بخت) ہونے کے بارے میں بھی لکھ دیا جاتا ہے۔اسی لیے تحنیک سنت ہے۔چنانچہ اگر کوئی نیک بندہ پاس موجود ہو تو اس کے منہ میں اپنا جوٹھا ڈالے۔وہ ایک کان میں اذان کہے اور دوسرے کان میں اقامت کہے۔یعنی اللہ رب العزت کا نام اس بچے کے کانوں میں پہنچا دیا جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرا اہم دن وہ ہوتا ہے جب انسان اس دنیا سے اگلے جہان کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ اس دن اس کی زندگی کا ایک مرحلہ مکمل ہوتا ہے اور دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ کرے اس دن بھی کوئی نیک آدمی پاس ہو جو کلمے کی تلقین کرے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ "جب کسی آدمی کے آخری لمحات ہوں تو جو لوگ اس وقت اس کے قریب ہوں ان کو چاہیے کہ وہ ذرا بلند آواز سے کلمہ پڑھیں تاکہ اسے کلمہ یاد آجائے۔" اس کو تلقین کہتے ہیں۔

اس وقت اسے یوں نہیں کہنا چاہیے کہ آپ کلمہ پڑھیں۔ کیا معلوم کہ وہ کس حال میں ہے؟ اس لیے خود ذرا اونچی آواز سے کلمہ پڑھے تاکہ وہ سن لے اور اسے بھی سن کر یہ بھولا ہوا سبق یاد آجائے۔ یہ انسان کی زندگی کا دوسرا اہم دن ہوتا ہے۔

تیسرا اہم ترین دن وہ دن ہوگا جب سب لوگ اللہ رب العزت کے حضور پیش کیے جائیں گے۔ یہ ملاقات کا دن ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی کا دن ہوگا۔ نیکوں کے لیے یہ دن اس طرح ہوگا جس طرح پردیس میں گیا ہوا کوئی محبوب بندہ لوٹ کر واپس آتا ہے تو لوگ اس کی خاطر تواضع کرتے ہیں۔ اس سے مل کر خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ برا انسان ہو تو یہ اس حیثیت سے اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا جائے گا جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام پکڑا جائے تو وہ اپنے آقا کے سامنے پیش ہوتے ہوئے شرمندہ ہوتا ہے۔

یہ تینوں دن بہت اہم ہیں۔ اس لیے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بیان فرمایا گیا:

﴿وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ أَمُوْتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا﴾

(مریم:۳۳)

"اور مجھ پر (اللہ کی طرف سے) سلامتی ہو پیدائش اور موت کے دن اور اس

www.besturdubooks.wordpress.com

دن جس دن میں زندہ کھڑا کیا جاؤں گا“

جو آیت مبارکہ تلاوت کی گئی اس میں اس تیسرے دن کا تذکرہ ہے۔

پروردگارِ عالم سے ملاقات کی فکر:

دنیا کے ہر انسان کی یہ فطرت ہے کہ جب بھی اسے کسی اہم بندے سے ملاقات کرنی ہو تو اس کی وہ تیاری کیا کرتا ہے۔ اگر دنیا کے کسی بڑے سے ملاقات کرنی ہو تو پھر بھی تیاری کرتا ہے اور اگر دین کے بڑے سے ملاقات کرنی ہو تو پھر بھی تیاری کرتا ہے۔ حتی کہ شادی کے موقع پر دلہن کو میاں سے ملاقات کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

جب بچی پیدا ہوتی ہے تو اسی وقت اس کی ماں کو فکر ہوتی ہے کہ مجھے اس بیٹی کا جہیز بنانا ہے، اس لیے کہ اس نے ایک دن اپنے پیا گھر بھی جانا ہے۔ اب اس بچی سے ہمیں سبق سیکھنے کی ضرورت ہے کہ ابھی تو وہ کھلونوں میں کھیل رہی ہے اور اس کی ماں کو فکر ہے کہ اس کا کیا بنے گا۔ اگر ماں کو اس بچی کی فکر ہے تو کیا اسے اپنے متعلق بھی یہ فکر ہے کہ ایک دن مجھے بھی اللہ رب العزت کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس دن میرا کیا بنے گا!

جب کسی لڑکی کی شادی ہوتی ہے وہ اپنے میاں کی خاطر

......اپنے وطن کو چھوڑتی ہے

......خویش قبیلہ چھوڑتی ہے

......عزیز و اقارب کو چھوڑتی ہے

......اپنی سہیلیوں کو چھوڑ دیتی ہے، حتی کہ

......ہر چیز کو چھوڑ دیتی ہے۔

اگر ایک لڑکی اپنے میاں کی خاطر سب کچھ چھوڑ کے چلی جاتی ہے تو کیا ہم اپنے پروردگار کی خاطر دنیا کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے!؟ ہمیں بھی تو اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی تیاری کرنے کا وقت آج ہے۔

انسان کی چار پسندیدہ خصلتیں

انسان کے اندر چار خصلتیں بہت پسندیدہ ہیں، مگر یہ بہت کم لوگوں میں ہوتی ہیں:۔

(۱)......اللہ سے ڈرنا:

جلوت اور خلوت میں اللہ سے ڈرنا۔ جلوت کا مطلب ،لوگوں کی موجودگی میں۔ خلوت کا مطلب ،تنہائی میں۔ لوگوں میں بیٹھ کر تو انسان خوف کی بڑی باتیں کرتا ہے، کیا خلوت میں بھی وہ اللہ تعالیٰ سے ایسے ہی ڈرتا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو محفلوں میں بیٹھ کر اللہ کے دوستوں والا کلام کرتے ہیں اور جب خلوت میں ہوتے ہیں تو اللہ کے دشمنوں والا کام کرتے ہیں۔ نافرمانوں والا کام کرتے ہیں۔

جب دل میں اللہ رب العزت کا یہ استحضار ہو کہ وہ مجھے دیکھتے ہیں اور وہ میرے پاس ہیں تو پھر انسان حیا کرتا ہے اور گناہوں سے رک جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ میں یہ صفت بہت عام تھی۔

......عمرؓ کا خدا تو دیکھ رہا ہے:

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رات کے وقت گشت کر رہے تھے۔ صبح کا وقت ہو گیا۔ ایک گھر میں سے بڑھیا کی آواز آئی۔ اس نے اپنی بچی سے پوچھا: کیا بکری نے دودھ دے دیا؟ اس نے کہا: جی ہاں! دودھ تو دیا ،مگر تھوڑا ہے۔ اس بڑھیا نے کہا: لینے والے تو آکر مانگیں گے، چنانچہ اس میں کچھ پانی ملا دو تاکہ مقدار پوری ہو جائے۔ اس نے کہا: دادی اماں! میں تو پانی نہیں ملاؤں گی اس لیے کہ حضرت عمر نے

www.besturdubooks.wordpress.com

دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہے۔اس بڑھیا نے کہہ دیا: کون سا عمرؓ دیکھ رہے ہیں۔تو اس بچی نے جواب میں کہا: ''جی! اگر عمرؓ نہیں دیکھ رہے تو عمر کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔''

حضرت عمرؓ ان کی یہ باتیں سن کر واپس آ گئے۔جب دن ہوا تو حضرت عمرؓ نے اس بڑھیا کو بلایا اور حقیقت حال معلوم کی۔اس وقت ان کو پتہ چلا کہ وہ نوجوان بچی تھی جس نے یہ جواب دیا تھا۔یہ بات عمرؓ کو اتنی پسند آئی کہ اس بڑھیا سے کہا کہ اگر آپ کے پاس جوان بچی ہے تو میرے پاس جوان بیٹا ہے، کیوں نہ ہم ان دونوں کا آپس میں نکاح کر دیں۔چنانچہ نکاح ہو گیا اور دلہن اپنے گھر آ گئی۔

اس کے بعد عمرؓ نے اس سے کہا کہ جب بھی میں گھر میں سے تیار ہو کر جانے لگوں تو دروازے کے پاس کھڑی ہو جایا کرو، اور جب میں گزرنے لگوں تو یہی کلمہ کہہ دیا کرو:

''عمر نہیں دیکھ رہا تو عمر کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔''

ان پر اس فقرے کا اتنا اثر ہوا کہ حضرت عمرؓ بیٹھے بیٹھے چونک پڑتے اور اچانک کہتے: ''عمر نہیں دیکھ رہا، عمر کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔''

......پھر اللہ کہاں ہے؟

اسی طرح کا واقعہ ان کے بیٹے کے ساتھ بھی پیش آیا۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سفر پہ تھے۔ایک چرواہے کو دیکھا۔اس سے کہا: بھئی! ایک بکری بیچ دو، ہمیں روزہ ہے، افطاری کے لیے ہم اس کو تیار کریں گے، تم بھی کھانا اور ہم بھی کھائیں گے۔اس نے کہا: جناب! میں تو ان کا چرانے والا ہوں، ملکیت تو کسی اور کی ہے۔پتہ چلا کہ وہ چرواہا بھی روزے سے تھا۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو تجویز پیش کی کہ اگر تم ایک بکری بیچ دو تو تمہاری افطاری کا بھی بندوبست ہو جائے گا اور ہمارے بھی کھانے

www.besturdubooks.wordpress.com

کا بندوبست ہو جائے گا۔اس نے پوچھا: پھر مالک کو میں کیا بتاؤں گا؟انہوں نے آزمانے کے لیے کہہ دیا:تمہارا مالک کونسا یہاں موجود ہے۔اس وقت چرواہے نے کہا کہ اگر میرا مالک موجود نہیں...... وَاَیْنَ اللّٰہ؟ پھر اللہ کہاں ہے؟......اللہ تو موجود ہے نا۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر اس فقرے کا اتنا اثر ہوا کہ اس کے بعد زندگی میں جب بھی ان کو یہ بات یاد آتی تو وَاَیْنَ اللّٰہ کہہ کر اس واقعہ کو یاد کر کے مزے لیا کرتے تھے۔فرماتے تھے کہ وہ کیسی امت ہے جس کا چرواہا پہاڑوں کی تنہائی میں بھی بیٹھ کر کہتا ہے ''وَاَیْنَ اللّٰہ۔اللہ کہاں ہے؟''توانہیں خلوتوں میں بھی اللہ یاد ہوتا تھا۔یاد رکھیں!خلوت اور جلوت میں اللہ کو یاد رکھنا اور اس کا خوف رکھنا، یہ ایمان کامل کی نشانی ہوتی ہے۔

(۲)......میانہ روی اختیار کرنا:

فقر میں یا غنا میں میانہ روی اختیار کرنا۔حدیث پاک میں فرمایا گیا:

خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا

''کاموں میں سے بہترین کام میانہ روی ہے''

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کھلا مال دے تو بالکل لٹائے نہیں اور اگر تنگی کا معاملہ کرے تو بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔فقر ہو یا غنا، میانہ روی کی زندگی گزارے۔

(۳)......انصاف کا معاملہ کرنا:

ناراضگی میں یا رضا میں انصاف کا معاملہ کرنا یہ بہت مشکل کام ہے۔کتنے نیک لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نارمل حالات میں تو انصاف کا معاملہ کر گزرتے ہیں، لیکن جب ناراضگی یا خوشی کا معاملہ آتا ہے تو انہیں انصاف کرنا بھول جاتا ہے۔اب وہ شریعت کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔ذرا سی ناراضگی ہوئی تو اب اس نارضگی میں ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لیے۔

......غیبت بھی ٹھیک بن گئی

......بہتان بھی ٹھیک بن گئے

......سینہ میں کینہ رکھنا بھی ٹھیک ہو گیا

کتنی ایسی باتیں جن سے شریعت نے منع کیا، ہم ان کو بھی غصے میں بڑے آرام کے ساتھ کر رہے ہوتے ہیں۔ دراصل بندے کا پتہ ہی اس وقت چلتا ہے جب وہ خوشی یا غصے کے عالم میں ہو۔ جس کی تربیت ہو چکی ہو وہ غصے میں یا خوشی میں ہمیشہ انصاف کا دامن پکڑے رکھے گا۔ وہ کبھی ایسی بات زبان سے نہیں کہے گا جو انصاف سے ہٹ کر ہو گی۔

(۴)......اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنا:

تنگی اور خوشحالی میں اللہ رب العزت کی حمد و ثنا بیان کرنا۔ خوش حالی میں حمد و ثنا کرنا آسان ہے اور تنگی میں کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ فاقہ ہو اور پھر بھی انسان اللہ رب العزت کی حمد و ثنا بیان کرے یہ بڑا مشکل کام ہے۔ مگر اللہ والوں کی یہ صفت ہوتی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنے ہر حال میں اللہ رب العزت سے راضی ہوتے ہیں۔

لطفِ سجن دم بہ دم قہرِ سجن گاہ گاہ
ایں بھی سجن واہ واہ اوں بھی سجن واہ واہ

وہ خوشی میں بھی اپنے رب سے راضی اور تنگی میں بھی اپنے رب سے راضی۔ وہ ہر وقت اللہ رب العزت کی حمد و ثنا کے ساتھ رطب اللسان رہتے ہیں۔

جو شخص یہ چاہے کہ اللہ رب العزت کی جو نعمتیں مجھے ملی ہیں، یہ ہمیشہ باقی رہیں اور ان نعمتوں میں اضافہ ہو، اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کثرت سے بیان کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیائے کرام اور حمدِ الٰہی:

انعام یافتہ طبقوں میں انبیائے کرام گزرے ہیں۔ان پر اللہ رب العزت کے خاص خاص انعامات ہوئے۔وہ سب کے سب انبیا اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے تھے۔اس کی دلیل قرآن عظیم الشان سے۔

جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنا چکے تو اس وقت ان کو کیا حکم ہوا؟

﴿ فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَی الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴾ (مؤمنون:۲۸)

''جب آپ اور آپ کے ساتھی کشتی پر بیٹھ جائیں تو اس وقت کہیے گا،سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی۔''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اولاد مانگی۔پروردگار نے بڑھاپے میں دے دی۔اس نعمت کے ملنے پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کیسے بیان کی؟ قرآن مجید میں ہے۔یوں کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر اپنی بہت نعمتیں بھیجیں۔انہوں نے نعمتوں کو پا کر کیا کہا: فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ (النمل:۱۵)

یوں اللہ رب العزت کی حمد بیان کی۔

جنتی لوگوں کی یہ عادت ہوگی کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اہلِ جنت اور حمدِ باری تعالیٰ:

پانچ مواقع ایسے ہوں گے جن میں جنتی لوگ دل سے اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہے ہوں گے۔

(۱)...... جب اعلان ہوگا:

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (یس:۵۹)

''اور اے مجرمو! آج کے دن (میرے نیک بندوں سے) جدا ہو جاؤ۔''

جب مومن کو نیکوں کے ساتھ شامل کر لیا جائے گا اس وقت وہ لوگ کہیں گے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (مومنون:۲۸)

(۲)...... پھر دوسرے موقع پر جب پل صراط سے گزرنے کا وقت آئے گا، وہ ایک کٹھن مرحلہ ہوگا۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ (مریم:۷۱،۷۲)

اس وقت مومن پر خوف و ہراس ہوگا۔ تو جو مومن اس پل سے بخیریت گزر جائے گا، وہ گزرنے کے بعد کہے گا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ہم سے یہ غم دور ہو گیا بے شک ہمارا پروردگار بخشنے والا شکر پسند ہے''

(۳)...... پھر ان جنتیوں سے کہا جائے گا کہ نہر حیات سے غسل کر لو تاکہ اگر قیامت کے دن کی سختی کا ان کے بدن پر کوئی اثر ہے بھی سہی تو وہ دور ہو جائے۔ چنانچہ وہ نہر حیات کے پانی میں جا کر غسل کریں گے۔ یہ جنت میں داخلے کی تیاری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری ہوگی۔ تو غسل کرنے کے بعد ان کو ایک نیا حسن و جمال

www.besturdubooks.wordpress.com

ملے گا۔ پھر وہ جنت کی طرف لے جائے جائیں گے۔ جب وہ جنت میں جا رہے ہوں گے تو اس وقت وہ کہیں گے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ﴾ (الاعراف:۴۳)

(۴)..... پھر جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو جنت میں داخل ہونے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے۔ وہ کہیں گے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ﴾ (الزمر:۷۴)

(۵)..... پھر جب ان کو گھر مل جائیں گے اور ان گھروں میں وہ اپنی بیویوں کے ساتھ قرار پکڑیں گے، قیام کریں گے، اس وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کریں گے اور کہیں گے:

﴿ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ (یونس:۱۰)

حمدِ الٰہی میں رطب اللسان رہیں گے:

جس طرح یہ **مُنْعَمْ عَلَیْهِم** لوگ اللہ رب العزت کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی خوب حمد بیان کرتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کی ایسے ہی تعریفیں کریں۔ علما نے لکھا ہے کہ بندے کو جتنی بھی بڑی نعمت مل جائے، اگر اس نے اس نعمت پر الحمد للہ کہہ دیا تو یوں سمجھ لو کہ اس نے اس نعمت کا شکر ادا کر دیا۔ یہ کون سا مشکل کام ہے بھئی! آج تو جو پیپسی کی بوتل پلائے اس کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں، جو چائے کا کپ پلا دے اس کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں، اور جو پروردگار ساری زندگی کھلاتا پلاتا اور نعمتیں عطا فرماتا ہے ہم اس پروردگار کا شکر ادا کرنا بھول جاتے ہیں۔ اس لیے یہ عادت بنالیں کہ اللہ تعالیٰ کی جو بھی نعمت ملے اس پر الحمد

www.besturdubooks.wordpress.com

للہ کہا کریں۔

......گھر کو دیکھیں تو الحمد للہ

......گھر والی کو دیکھیں تو الحمد للہ

......اولاد کو دیکھیں تو الحمد للہ

......اللہ کے گھر کو دیکھیں تو الحمد للہ

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے ہمارے دانت گھس جاتے ہیں، کاش! اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے کرتے ہماری زبان گھس جاتی۔

آج تو یہ حالت ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کا موقع ہوتا ہے وہاں بھی اس کی تعریف نہیں کرتے۔ اگر کوئی پوچھے کہ کاروبار کیسا ہے تو جواب ملتا ہے، جی بس گزارا ہے۔ حالانکہ اتنا اچھا کاروبار ہوتا ہے کہ اگر یہ چاہے تو مزید چالیس گھروں کے رزق کا بندوبست بھی کر سکتا ہے۔ اب آپ خود اندازہ لگایئے کہ یہ ناشکری نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ اس وقت وہ دل کھول کر اللہ کی تعریفیں کرتا اور کہتا: جی! میں اپنے پروردگار کی تعریفیں کیسے ادا کروں، اس پروردگار نے مجھے میری اوقات سے بڑھ کر عطا کیا ہوا ہے۔

انسان کے چار حالات

دنیا کا ہر انسان چار حالات سے خالی نہیں۔ وہ ان میں سے کسی نہ کسی ایک حال میں ضرور ہوگا:-

(۱)......اللہ کی بندگی کرنا:

پہلی بات یہ کہ یا تو بندہ پروردگار کی بندگی اور اطاعت کر رہا ہوگا۔ اگر اس حال میں ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پروردگار سے ان نیک اعمال کی قبولیت مانگے۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا بندہ ہے کہ کوئی گناہ نہیں کرتا، ہر کام شریعت و سنت کے مطابق کرتا ہے۔ یعنی اگر وہ عبادت گزار ہے، نیکوکار ہے، پرہیزگار ہے تو تب بھی وہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت مانگنے کا محتاج ہے۔ اس لیے کہ نیکی کر لینے سے کام مکمل نہیں ہوتا، جب تک کہ پروردگار قبول نہ فرما لے۔ تو قبولیت کا یہ غم بھی ہونا چاہیے۔ قابلیت اور چیز ہے قبولیت اور چیز ہے۔ اللہ والوں کے دل میں یہ غم ہوتا ہے کہ ؎

میری قسمت سے الٰہی! پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

چنانچہ وہ دوڑ دوڑ کر اور بھاگ بھاگ کر نیک اعمال کر رہے ہوتے ہیں تاکہ اللہ رب العزت کے حضور پیش کر دیے جائیں اور پروردگار ان کو قبول کر لے۔

امید کی کرن:

یہ کتنی دلچسپ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلیت کو نہیں، قبولیت کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر قابلیت پر ہی معاملہ ہوتا تو پھر ہم جیسوں کو کون پوچھتا؟ اس میں بڑی امید کی کرن موجود ہے کہ جہاں نیک لوگ اپنی قابلیت پر خوش ہوں گے وہاں برے لوگ بھی دل میں امید رکھیں گے کہ مولا کے ہاں قابلیت کا نہیں قبولیت کا معاملہ ہے۔ وہ جس کو چاہے قبول کر لے۔

وہ پروردگار جب چاہتا ہے تو فضیل بن عیاض کو ڈاکوؤں کی سرداری سے نکال کر ولیوں کا سردار بنا دیتا ہے۔ تو جب یہ پتہ چلا کہ وہاں قبولیت کا معاملہ ہے تو اب ہماری بھی امید بندھ گئی۔ اب کوئی آدمی بھی مایوس نہیں ہو سکتا۔ مومن بندہ کبھی بھی مایوس نہیں ہو سکتا۔ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو، خطا کار کیوں نہ ہو، کوئی لمحہ اور کوئی دن نافرمانی کے بغیر وہ نہ گزارے، پھر بھی امید کی کرن موجود ہے کہ پروردگار نے ہی قبول کرنا ہے۔ جب اس کی رحمت کی نظر پڑ جائے گی تو پھر کوئی گناہ گناہ نہیں رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا، وہ پروردگار گناہوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل فرمادیگا۔

گناہوں کا نیکیوں میں بدلنے کا واقعہ:

ایک آدمی بڑا ہی بدکار تھا...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ایک مرتبہ خیال آیا اور دعا کی: اے اللہ! اس وقت جو بندہ سب سے زیادہ گناہ گار ہے اسے دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمادیا...... یہ ایک بدکار بندہ تھا۔ جو ہر وقت جوانی کی مستیوں میں ڈوبا ہوا تھا اور برائی کے سوا اسے کوئی کام ہی نہیں تھا۔

کچھ عرصے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں دوبارہ خیال آیا اور دعا کی: یا اللہ! جو تیرا بڑا ہی عبادت گزار بندہ ہے اس کو بھی دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں جگہ پر ہے۔ جا کر دیکھا تو یہ وہی بندہ تھا۔

یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے اور کہا: پروردگارِ عالم! یہ تو سب سے زیادہ گناہ گار بندہ تھا!۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ایک مرتبہ اپنے گھر میں اپنی بیوی کے سامنے تھا۔ کوئی بات ہوئی تو اس کی بیوی نے اس کو کہہ دیا کہ تیرے اعمال تو ایسے ہیں کہ تو تو پکا جہنمی ہے۔ اس نے بیوی کو جواب دیا: ''ہاں! میں اگرچہ بڑا گناہ گار ہوں مگر اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔''

چونکہ اس نے امید والی بات کہی، اس لیے ہماری رحمت جوش میں آئی اور ہم نے اس کے سب گناہوں کو اس کی نیکیوں میں بدل دیا، اس لیے یہ سب سے زیادہ نیکیوں والا بندہ بن گیا۔

جہاں اس قبولیت کے معاملے میں ایک طرف ہمارا دل ڈرتا ہے کہ ہمارے اندر قابلیت نہیں، وہاں دوسری طرف امید بھی بندھتی ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ کو جھے بھی قبول ہو سکتے ہیں۔ جس کو چاہے وہ مولا قبول فرمالے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) گناہوں بھری زندگی گزارنا:

دوسری بات یہ ہے کہ یا پھر انسان گناہوں بھری زندگی گزارتا ہوگا۔ اگر ایسی کیفیت ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کی توفیق مانگے۔ یاد رکھیں! انسان جتنا بھی گناہگار اور خطا کار کیوں نہ ہو، اس کے گناہ پھر بھی محدود ہیں اور اللہ رب العزت کی رحمت لامحدود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ﴾

''بے شک میری رحمت ہر چیز پر غالب ہے۔''

اس لیے ہر گناہ گار کے لیے معافی کا امکان موجود ہے۔

گناہ گار کے لیے جنت کی بشارت:

بنی اسرائیل کا ایک آدمی بڑا عبادت گزار تھا اور ایک آدمی بڑا گنہگار تھا۔ جب اس عبادت گزار کو پتہ چلا کہ یہ اتنا گناہ گار ہے تو اس کے دل میں اس کے بارے میں نفرت پیدا ہوگئی۔

جب برے آدمی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو اس سے پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میرے دل کی تمنا یہ ہے کہ جو یہ نیک بندہ ہے، اللہ تعالیٰ ایسے ہی نیک بندوں کے ساتھ میرا حشر فرما دے۔ اس نیک آدمی کو اس بات کا پتہ چل گیا۔ اس کے دل میں تو یہ بات تھی کہ یہ بڑا برا آدمی ہے۔ پھر اس نیک آدمی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: جی! بس دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ساتھ مجھے اکٹھا نہ کرے۔ اس کے دل میں یہ یقین تھا کہ یہ گناہ گار ہے اس لیے جہنم میں جائے گا، لہٰذا میں اس کے ساتھ اکٹھا نہیں ہونا چاہتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ خود پسندی کے باعث یہ بات کر بیٹھا کہ جی دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے اس کے ساتھ اکٹھا نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمالی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ آپ اس گناہ گار کو جنت کی بشارت دے دیجیے، اس نے نیکوں کے ساتھ حشر کی تمنا دل میں رکھی اور اس نیک آدمی کو جہنم کی خبر دے دیجیے، اس لیے کہ اس نے دعا مانگی تھی کہ اس کے ساتھ اکٹھا نہ کرنا، اب تو وہ جنت میں ہے اور جنت میں وہ اس کے ساتھ اکٹھا نہیں ہوسکتا، اس لیے اس کو جہنم میں بھیجا جائے گا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ نیک آدمی نیکی پر عجب نہ کرے اور برا آدمی اپنے گناہوں کی وجہ سے مایوس نہ ہو، توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ گناہ کرتا ہی رہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اب بھی چاہے تو وہ گناہوں سے توبہ کر کے نیکی کی راہ اپنا سکتا ہے۔

(۳)......خوشحالی میں ہونا:

تیسری بات یہ ہے کہ یا تو وہ خوش حالی میں ہوگا۔ چنانچہ اگر وہ خوش حالی میں ہے تو اللہ رب العزت کا شکر ادا کرے۔ پروردگار کی ایک ایک نعمت کو یاد کر کے اس کا شکر ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نعمتوں میں اضافہ فرمادیں گے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ﴾

(۴)......تنگ دستی میں ہونا:

چوتھی بات یہ ہے کہ یا پھر وہ تنگ دستی میں ہوگا۔ اگر تنگ دستی میں ہو تو پھر اس پر صبر کرے۔ دنیا میں تو مصائب و آلام آتے ہیں۔ اگر انسان اپنے حالات میں صبر کا دامن تھامے رکھے تو اسے اس پر معیت الٰہی کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ (البقرة:۱۵۳)

یاد رکھیں! شکر کرنے والا بندہ بھی جنت میں جائے گا اور صبر کرنے والا بندہ بھی جنت میں جائے گا۔

قیامت کے دن عذر ہائے لنگ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم سے ہماری زندگی کے بارے میں پوچھیں گے کہ تم نے زندگی کیسے گزاری۔ اس زندگی کے بارے میں مختلف معیار ہوں گے۔

ایک مصروف آدمی کا عذرِ لنگ:

ایک بندہ ایسا ہوگا جو کہے گا: اے اللہ! میں بڑا ہی مصروف آدمی تھا، وقت کا حاکم تھا، ذمہ داریاں بہت تھیں، فرصت ہی نہیں ملتی تھی، بڑے کام ہوتے تھے، اس لیے مجھے تیری عبادت کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کے سامنے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پیش فرمائیں گے۔ کہیں گے: دیکھو! یہ بھی میرے بندے ہیں، دنیا میں انہوں نے بھی شاہی وقت گزارا۔ یہ انسانوں کے بھی بادشاہ، جنوں کے بھی بادشاہ، پرندوں کے بھی بادشاہ، پانی اور سمندر کی سب مخلوق کے بادشاہ۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے ایسی زندگی گزاری کہ انہوں نے ایک لمحہ کے لیے بھی میری نافرمانی نہیں کی۔ اگر یہ ایسی زندگی گزار سکتے تھے تو آپ کیا بہانہ کر رہے ہیں کہ میں بڑا مصروف بندہ تھا اور بڑی ذمہ داریاں تھیں؟

ایک نوکر کا عذرِ لنگ:

ایک بندہ کھڑا ہو کر کہے گا: یا اللہ! میں دنیا کے اندر نوکر تھا اور نوکر تو حکم کا پابند ہوتا ہے۔ اس لیے مجھے میرا مالک نیکی اور نماز کا موقع ہی نہیں دیتا تھا، میں مجبور

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا، کیا کرتا؟ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال پیش فرمائیں گے اور کہیں گے: دیکھو! یہ غلام تھے، مگر غلامی میں بھی انہوں نے وہی کام کیا جو میرے حکموں کے مطابق تھا، اگر یہ ایسی زندگی گزار سکتے تھے تو تمہارے پاس کون سا بہانہ ہے؟

ایک فقیر آدمی کا عذرِ لنگ:

ایک آدمی کھڑا ہوگا اور کہے گا: یا اللہ! میں تو دنیا میں فقیر آدمی تھا، میرے پاس تو کچھ تھا ہی نہیں، میں تو کھانے کو ترستا تھا، میری زندگی کیا زندگی تھی! اللہ تعالیٰ اس کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال پیش فرمائیں گے۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سفر پر چلے تو سب کچھ چھوڑ دیا۔ صرف ایک تکیہ اور ایک پیالہ اپنے پاس رکھا۔ تکیہ اس لیے کہ سوتے وقت اس پر سر رکھیں گے اور پانی کا پیالہ اس لیے کہ پانی پینے کے لیے کسی سے مانگنا نہ پڑے۔ راستے میں دیکھا کہ ایک جگہ ایک آدمی سویا پڑا ہے اور اس نے اپنا بازو اپنے سر کے نیچے رکھا ہوا ہے، تو یہ دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ میں نے تو خوامخواہ تکیے کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے، میں تو اپنے بازو کو بھی تکیہ بنا سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ تکیہ بھی اللہ کے راستے میں دے دیا۔ پھر تھوڑی دور آگے گئے تو دیکھا کہ ایک بندہ پانی پی رہا ہے اور وہ اپنی دونوں ہتھیلیوں میں پانی لے کر پی رہا ہے۔ دیکھ کر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ پیالہ میرے ہاتھوں میں بنا دیا ہے، میں خوامخواہ اس کا بوجھ اٹھائے پھرتا ہوں۔ چنانچہ اس پیالے کو بھی اللہ کے راستے میں دے دیا۔ ایسی زندگی تھی۔ مگر ایسی زندگی میں بھی ایک لمحہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی؟

تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال پیش فرما کر کہیں گے کہ اگر وہ ایسی زندگی گزار سکتے تھے تو تمہارے لیے کیا بہانہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بیمار آدمی کا عذرِ لنگ:

ایک آدمی کہے گا: اے اللہ! میری تو صحت ہی خراب رہتی تھی...... جیسے بہانہ بنا لیتے ہیں کہ جی تہجد میں کیسے اٹھوں، مجھے تو کمر میں درد ہوتا ہے، پٹھوں میں درد رہتا ہے، سر میں درد رہتا ہے۔ کسی کو دل کا درد آرام نہیں آنے دیتا اور کسی کو سر کا درد نہیں آنے دیتا...... وہ بندہ کہے گا: جی! میں بڑا ہی بیمار رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے سیدنا ایوب علیہ السلام کی مثال پیش فرمائیں گے کہ دیکھو! ان پر بھی آزمائش آئی۔ اگر اس آزمائش میں انہوں نے صبر کے ساتھ وقت گزارا تو تم ایسے حالات میں صبر کے ساتھ وقت کیوں نہیں گزار سکتے تھے؟

ہاں! وہ بچتے بچتے مرے گا:

ہمیں چاہیے کہ ہم قیامت کے دن کی پیشی کے لیے تیاری کر لیں۔ بالآخر وہ دن آئے گا، کوئی انسان اس سے بچ نہیں سکتا۔ ایک صاحب نے کسی اللہ والے سے کہا: حضرت! فلاں بندہ تو بس مرتے مرتے بچا ہے۔ کہنے لگے: ہاں! وہ بچتے بچتے مرے گا۔ اس نے پھر کہا: وہ مرتے مرتے بچا ہے۔ انہوں نے بھی دوبارہ کہا: ہاں! وہ بچتے بچتے مرے گا۔ کہاں تک بچے گا، بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟ ایک دن ہمیں بھی دنیا سے جانا ہے۔

کاش!

ہمارے اسلاف اس دن کی تیاری کے لیے خوب محنت کرتے تھے۔

کاش! آج ہم اپنے فرائض کا اتنا اہتمام کر لیتے جتنا کہ ہمارے اسلاف نفلی عبادتوں کا اہتمام کرتے تھے۔

کاش! آج ہم حرام کے بارے میں اتنی احتیاط کر لیتے جتنی ہمارے اسلاف

www.besturdubooks.wordpress.com

حلال کے بارے میں احتیاط فرمایا کرتے تھے۔

کاش! ہم گناہوں کی بخشش کا اتنا غم کر لیتے جتنا کہ ہمارے اسلاف اپنی نیکیوں کی قبولیت کا غم کر لیتے تھے۔ ساری رات عبادت کیا کرتے تھے اور صبح کے وقت اس طرح رو رہے ہوتے تھے جیسے یہ بندہ ساری رات کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا رہا ہو۔ کس لیے روتے تھے؟ اس لیے کہ ان کے پیش نظر یہ بات ہوتی تھی:

مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ

''اللہ! ہم نے تیری ایسی عبادت نہیں کی جیسا کہ تیری عبادت کا حق تھا اور تجھے ایسے نہیں پہچانا جیسے کہ تجھے پہچاننے کا حق تھا۔''

کاش! ہم اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے جس سلوک کا ہمارے اسلاف اپنے دشمنوں کے ساتھ مظاہرہ کرتے تھے۔

ہماری زندگیوں میں اور ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں کتنا فرق ہے۔ ہماری زبوں حالی تو یہ ہے کہ ہماری زندگیوں میں جو چھوٹی چھوٹی باتیں پیش آتی ہیں ان میں الجھ کر ہم اپنے پروردگار کی عبادت میں کوتاہی کر جاتے ہیں۔

بکری کی وفاداری:

ذرا بکری کو دیکھو! مالک اسے ایک آواز دیتا ہے۔ جبکہ وہ گھاس چر رہی ہوتی ہے۔ جانور ہے، وہ اپنے مالک کی آواز پر گھاس چرنا چھوڑ دیتی ہے اور آج کا مسلمان اللہ اکبر کی آواز سن کر دنیا کے کاموں کو چھوڑ کر مسجد میں نہیں آتا۔ ہم نے تو مالک کی اتنی وفاداری نہ کی جتنا بکری مالک کی وفادار ہے۔

ایک بچے کے عمل میں پوشیدہ سبق:

ایک آدمی چھوٹے بچے کو کسی بزرگ کے پاس لایا۔ اس کی جیب میں کوئی میٹھی

www.besturdubooks.wordpress.com

چیز تھی۔انہوں نے اس بچے کو دی تو بچے نے نظریں ہٹالیں۔تھوڑی دیر بعد پھر انہوں نے وہ چیز پیش کی مگر بچے نے پھر نظریں ہٹالیں۔حالانکہ بچے کو تو میٹھی چیز کھانے کی بہت طلب ہوتی ہے۔لیکن بچے نے میٹھی چیز کی طرف نہیں دیکھا، بلکہ اپنے باپ کے چہرے کی طرف دیکھا کہ ابو کیا کہتے ہیں۔جب یہ معاملہ ہوا تو ابو نے کہا: بیٹا! لے لو، لے لو۔اب اس بچے نے میٹھی چیز لے لی اور کھالی۔ان بزرگوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔وہ آدمی کہنے لگا: حضرت! مجھ سے کوئی بے ادبی ہوگئی؟ خیر تو ہے، آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں آگئے؟ وہ فرمانے لگے اس بچے کے عمل سے میں نے یہ سبق سیکھا کہ میں نے بچے کو اس کی مرغوب چیز پیش کی، بچے نے اس کی لذت کی طرف نہیں دیکھا، بلکہ باپ کے چہرے کی طرف دیکھا کہ ابا کیا کہتا ہے۔ہمارے سامنے بھی تو مختلف چہرے گزرتے ہیں، ہم بھی ان نمکین چیزوں کو دیکھنے کی بجائے اپنے ''ربا'' کی طرف نظر کرتے کہ ہمارے پروردگار ہمیں کیا کہتے ہیں؟ بچہ تو میٹھی اور مرغوب چیز کو چھوڑ کر باپ کی طرف دیکھتا ہے، کیا ہم نے بھی کبھی کوئی ایسا چہرہ چھوڑ کر اپنے رب کی طرف دیکھا کہ پروردگار! آپ کا حکم کیا ہے؟

پریشانی میں بھی خدا فراموشی......!!!

آج ذرا کسی سے سوال پوچھ کر تو دیکھیں، جی! آپ مسجد میں کیوں نہیں آتے، جواب ملے گا: جی بس تھوڑی سی پریشانی ہے، ذرا یہ دور ہو جائے تو پھر میں مسجد میں آؤں گا۔کیا مطلب؟ تھوڑی سی پریشانی آنے پر ہم جس گھر کا دروازہ سب سے پہلے بھولے وہ خدا کا گھر تھا۔یہ کتنی عجیب بات ہے کہ تھوڑی سی پریشانی آنے پر اپنے پروردگار کے گھر کا دروازہ بھول جاتے ہیں۔مسجد میں آتے ہی نہیں۔جی تھوڑی سی پریشانی ہے، ٹھیک ہوگئی تو آؤں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چار وظیفے

اکثر دوست فون کر کے یا خط لکھ کر وظیفے پوچھتے رہتے ہیں۔ چلیں آج آپ کو چند ایک قرآنی وظیفے بتا دیں تاکہ آپ کی پریشانیاں بھی دور ہوں اور آپ خوش ہو جائیں۔ یہ قرآنی وظیفے مجرب اور آزمودہ ہیں، مگر دل کے یقین کی ضرورت ہے۔

اگر آج ہم کسی مردے پر کہیں...... قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ...... تو کیا وہ کھڑا ہو جائے گا؟ ہمارے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ کہنے سے تو سویا ہوا نہیں جاگتا، مویا ہوا کیا اٹھے گا؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی الفاظ مردے پر پڑھا کرتے تھے اور وہ کھڑا ہو جاتا تھا۔ اب الفاظ تو وہی ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں ہے، الفاظ ادا کرنے والی زبان کا فرق ہے۔ یہی آیتیں اور یہی الفاظ ایک مخلص بندے کی زبان سے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تاثیر پیدا کر دیتے ہیں اور غافل بندے کی زبان سے نکلتے ہیں تو تاثیر سے خالی رہتے ہیں۔ عمل تو سو فیصد پکے ہیں لیکن دل کے یقین کی ضرورت ہے۔ قرآن عظیم الشان میں اس کی دلیل موجود ہے۔

(۱)...... مصیبت زدہ کے لیے:

جو انسان بڑا ہی غم زدہ ہو، مصیبت کا مارا ہو، پریشانیوں میں مبتلا ہو، دل پر غم اور خوف طاری ہو، مصیبت میں جکڑا ہوا ہو اور کہیں سے اسے امید کی کرن نظر ہی نہ آتی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ پڑھے:

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (انبیاء: ۸۷)

اس لیے کہ قرآن مجید میں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

دیکھا! قرآن گواہی دے رہا ہے۔ ان الفاظ کے ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت یونس علیہ السلام کو غم سے نجات عطا فرما دی۔

بھئی! حضرت یونس علیہ السلام تو مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے۔اور

☆......کئی لوگوں کے لیے ان کی دکان مچھلی کا پیٹ بن جاتی ہے۔دکان ان کی جان ہی نہیں چھوڑتی۔

☆......کسی کے لیے گھر مچھلی کا پیٹ بن جاتا ہے۔وہ مصیبت میں گھرے ہوتے ہیں۔ان کے گھر کے حالات ٹھیک نہیں ہوتے۔

☆......کسی کے لیے اپنی ذات ہی مچھلی بنی ہوتی ہے۔ان کا اپنا نفس ہی قابو میں نہیں آتا۔

ہم جس مچھلی میں بھی گرفتار ہوں،ہم اگر صمیم قلب کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ پڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال دیں گے۔

(۲)......کام سنوارنے کے لیے:

جس آدمی کے کام الجھ جائیں اور سیدھے ہی نہ ہوتے ہوں،وہ ہر ممکن کوشش بھی کرے مگر کام سنورتے ہی نہ ہوں تو وہ ﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴾ پڑھے۔کیوں؟اس لیے کہ جب بندہ یہ الفاظ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَظِیْمٍ ﴾ (آلِ عمران:۱۷۴)

دیکھیں!اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمتوں کے ساتھ لوٹایا۔چنانچہ اگر کوئی مصیبت میں پھنسا ہوا آدمی یہ الفاظ خلوصِ دل کے ساتھ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنی نعمتوں کے ساتھ واپس لوٹائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳)......حاسدین کے شر سے بچنے کے لیے:

کچھ لوگوں کو حسد کی بیماری ہوتی ہے۔

......انہیں خواہ مخواہ کا بیر ہوتا ہے

......کسی کو اچھے حال میں دیکھ نہیں سکتے

......ان کے اندر مروڑ اٹھتا ہے

......ان کے سینوں میں کینہ ہوتا ہے

......ان کو دوسرے کا رزق اچھا نہیں لگتا

......دوسرے کی عزت اچھی نہیں لگتی

......صحت اچھی نہیں لگتی

......ان کے بیٹے کا رشتہ اچھی جگہ ہو جائے تو یہ اچھا نہیں لگتا

......بیٹی کا رشتہ اچھی جگہ ہو جائے تو یہ اچھا نہیں لگتا

......ان کا بیٹا تعلیم میں اچھے نمبر لے لے تو یہ بھی اچھا نہیں لگتا

......کوئی نیک بن جائے تو اس کی نیکی بھی ان کو اچھی نہیں لگتی

......کوئی دین کا کام کرنے والا ہو تو اس کا دین کا کام بھی ان کو اچھا نہیں لگتا

حسد ایسی بری بلا ہے۔ چنانچہ

......اگر کسی کا حاسدین سے واسطہ ہو

......دوستی کے رنگ میں دشمنی کرنے والوں سے واسطہ ہو

......مکر سے خوف زدہ ہو

تو اس کو چاہیے کہ کثرت سے یہ پڑھے:

﴿ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ﴾ (المؤمن:۴۴)

کیوں؟ اس لیے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَامَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْءُ الْعَذَابِ﴾ (المؤمن:۴۵)

دیکھا قرآن پاک گواہی دے رہا ہے کہ یہ الفاظ ادا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مکر سے بچالیا۔ دشمنوں کی تدبیروں سے بچالیا۔

(۴)......حصولِ جنت کے لیے:

جو آدمی دل میں جنت کی تمنا رکھے، اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے یہ پڑھے:

مَاشَاءَ اللّٰهُ

قرآن مجید میں ہے کہ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھنے کے جواب میں فرمایا گیا:

﴿فَعَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ﴾ (الکہف:۴۰)

اللہ تعالیٰ تیرے باغ سے تجھے بہتر باغ عطا فرمادے۔

تعویذوں اور دھاگوں کا چسکا:

ذرا سوچیں کہ اب یہ الفاظ کہنے کونسا مشکل ہوتے ہیں۔ مگر آج ہمیں تعویذوں اور دھاگوں کا چسکا ہوتا ہے۔ عاملوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں...... ایمان کا خطرہ...... اللہ بچائے ان عاملوں سے...... اِلا ماشاء اللہ...... نیک لوگ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ وہ ڈھونگ رچائے بیٹھے ہوتے ہیں، انہوں نے اسے اپنا کاروبار بنا رکھا ہوتا ہے۔

مردوں کی بجائے عورتیں ان کے پیچھے زیادہ بھاگتی ہیں۔ وہ بھی ایسے ٹیکنیکل قسم کے لوگ ہوتے ہیں کہ آگے سے جواب دیتے ہیں:

......ہاں! کچھ اثر نظر آتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

……لگتا ہے کسی نے کچھ کیا ہوا ہے۔

جب وہ یہ الفاظ کہہ دیتا ہے کہ کسی نے کچھ کیا ہوا ہے تو باقی سٹوری تو بنی بنائی ان کے ذہن میں پہلے ہی موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ

……کوئی کہتی ہے: نند نے کر دیا

……کوئی کہتی ہے: ساس نے کر دیا

……کوئی کہتی ہے: میری فلاں پڑوسن نے کر دیا

سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں: حضرت! فلاں عالم نے بتایا ہے کہ جادو ہے۔ بھئی! اگر جادو ہے تو اس کا توڑ کیوں نہیں کر دیتے؟ کہتے ہیں: جی جادو سخت ہے اس کا توڑ نہیں ہو سکتا لیکن ہے سہی۔ خواہ مخواہ دوسروں کو کنفیوز کر دیتے ہیں۔

کسی کو کہتے ہیں: جی! آپ کے اوپر جن کا اثر ہے۔ اچھے بھلے بندے کو کنفیوز کر دیتے ہیں کہ جی! کچھ اوپرا اثر نظر آتا ہے۔ بھئی! یہ اوپرا اثر کیا ہوتا ہے؟ جی! کچھ آسیب کا اثر نظر آتا ہے۔

ارے! کلمہ پڑھنے والے بندے! تو جنوں سے ڈرتا پھرتا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ جب جنوں کے اجتماعات ہوتے ہوں گے تو وہ ایک دوسرے کو انسانوں کے بچوں سے بچنے کے وظیفے بتاتے ہوں گے تاکہ تمہیں کسی انسان کے بچے کا اثر نہ ہو جائے۔ اور ہمارا یہ حال ہوتا ہے کہ ہم جنوں سے ڈرتے پھرتے ہیں۔

یاد رکھیں! ایمان وہ نعمت ہے کہ اس نعمت کے صدقے یہ چیزیں انسان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں، جب تک کہ پروردگار نقصان نہ پہنچانا چاہے۔ اس لیے سالک کو چاہیے کہ تنگی ہو، مصیبت ہو یا پریشانی ہو، رب کے در کو نہ چھوڑے۔ کوئی ضرورت نہیں ایسے عاملوں کے پیچھے جانے کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ سوچتے ہوں گے کہ پھر ایسی صورت میں انسان کیا کرے۔ایسی صورت میں:

......دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ لیجیے

......روزانہ اپنے رب کے سامنے دامن پھیلائیے

......قریب میں جو نیک لوگ ہوں ان کو بھی دعاؤں کے لیے کہیے

......پیر استاد کو دعاؤں کے لیے کہیے

......ماں باپ کو دعاؤں کے لیے کہیے

پیر اور مرید کے مانگنے میں فرق:

یاد رکھنا! جس در سے مرید مانگتا ہے اسی در سے پیر بھی مانگ رہا ہوتا ہے۔در ایک ہی ہے۔کوئی الگ راستہ نہیں ہے۔ایک ہی راستہ ہے۔بس اتنا فرق ہوتا ہے کہ جو بار بار مانگتے ہیں ان کو مانگنے کا تجربہ ہو جاتا ہے۔یعنی ان کو رب کے حضور فریاد کرنے کا طریقہ آجاتا ہے۔پروردگار بھی ایسے لوگوں سے خوش ہوتے ہیں۔حتیٰ کہ فرشتے بھی خوش ہوتے ہیں۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب اللہ کا نیک بندہ دعا مانگتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: میرے پروردگار! یہ تو بڑی جانی پہچانی آواز آرہی ہے۔اس لیے ہم بھی پروردگار سے ضرور دعائیں مانگیں۔

ایک دعا تو یہ مانگیں:

''اے اللہ! جیسے آپ خوش ہوتے ہیں ہمیں ویسا بنا دیجیے۔''

اگر یہ دعا مانگتے ہوئے دل میں اخلاص ہوگا تو ان شاء اللہ یہ دعا کبھی نہ کبھی رنگ لائے گی۔اللہ تعالیٰ پوچھیں گے؟ اے میرے بندے! تو نیک کیوں نہ بنا؟ وہ کہے گا: پرودگار! میں نے اپنے آپ کو آپ کے حوالے تو کیا تھا۔میں نے اس وقت صدق دل سے کہا تھا کہ اے مالک! جس طرح آپ خوش ہوتے ہیں مجھے ویسا بنا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیجیے۔ ممکن ہے اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیں۔

رحمت الٰہی...... محبتوں کا سرچشمہ

اگر اللہ رب العزت کی رحمت کے سو حصے ہوں تو ایک حصہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں تقسیم فرمایا اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے۔ رحمت کے اس ایک حصے کی وجہ سے انسانوں کے اندر محبتیں نظر آتی ہیں۔ ماں کو اولاد سے...... میاں کو بیوی سے...... دوست کو دوست سے...... جانوروں میں...... انسانوں میں...... پرندوں میں آپ کو جو ہمدردی اور محبت نظر آتی ہے، یہ اسی ایک حصے کا تھوڑا سا حصہ ہے جو ایک بندے کو ملا ہے۔ اب بتایئے کہ وہ ایک حصہ کتنا بڑا ہوگا کہ اتنی مخلوق میں تقسیم ہوا۔ اور اس حصے میں سے اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا ہمیں بھی دیا۔

آج ہمارے سامنے اگر کسی دشمن کو بھی آگ میں ڈالنا ہو تو ہم اس وقت اس کو دیکھ کر پیچھے نہیں ہٹ سکیں گے، بلکہ اس کے بارے میں بھی کہیں گے: بھئی! اس کو چھوڑ دو۔ تو محبت کا وہ حصہ جو ہمیں ملا ہے اس کی وجہ سے آج ہم دشمن کا بھی آگ میں جانا پسند نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ رحمت کے ننانوے حصوں کے ساتھ اپنے کلمہ گو بندوں کا جہنم میں جانا کیسے پسند فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں چاہتے۔

بخشش کے بہانے:

اس لیے تو اس نے بخشنے کے لیے ایسے ایسے راستے کھول دیے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ مثال کے طور پر:

(۱)...... نیکی کے ارادے پر اس کے نامہء اعمال میں نیکی لکھ دی جاتی ہے جبکہ برائی کے ارادے سے برائی نہیں لکھی جاتی جب تک کہ وہ برائی کر نہ لے۔

(۲)...... ایک نیک عمل کرنے پر دس نیکیاں اور ایک گناہ کرنے پر ایک گناہ لکھا جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔اور ساتھ قانون بنا دیا:

﴿ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ﴾ (هود:۱)

''بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں''

(۳)......روایت میں آیا ہے کہ ایک بندہ گناہ کرتا ہے۔گناہ لکھنے والا فرشتہ دوسرے فرشتے سے پوچھتا ہے: یہ گناہ لکھ لوں؟ وہ کہتا ہے: نہیں، تھوڑی دیر صبر کر لو۔ پھر دوسرا گناہ کرتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے: لکھ لوں؟ وہ کہتا ہے: صبر کر لو۔ پھر تیسرا گناہ کرتا ہے، پھر چوتھا گناہ......پھر پانچواں گناہ......وہ بندہ پانچ گناہ کر لیتا ہے۔اتنی دیر گزرنے کے بعد وہ بندہ ایک نیک عمل کر لیتا ہے۔اب ایک نیک عمل پر چونکہ دس نیکیاں ملتی ہیں اس لیے نیکی والا فرشتہ کہتا ہے کہ اب پانچ نیکیاں پانچ گناہوں کے مقابلے میں، اور پانچ فالتو......لہٰذا اب ایک عمل پر پانچ نیکیاں نامہ اعمال میں لکھ لو۔ جب پانچ لکھی جاتی ہیں تو شیطان اپنے سر پر مٹی ڈالتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ میں بنی آدم کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہوں کہ میں نے اتنی کوششیں کر کے اتنے گناہ کروائے اور اس کے ایک نیک عمل نے سب گناہ مٹا دیے، الٹا پانچ نیکیوں کا ثواب نامہ اعمال میں لکھوایا۔

جہنمی آدمی کی پہچان:

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے میری نعمتیں پائیں اور میرے عذاب سے بچ جائیں۔ہم اپنے پاؤں پر خود کلہاڑیاں مارتے ہیں۔ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرایا جاتا ہے مگر ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ہمیں باتیں سمجھائی جاتی ہیں، ہم کان ہی نہیں دھرتے۔ سنتے ہی نہیں۔اگر سنتے ہیں تو سمجھتے نہیں۔اس لیے جب جہنمیوں سے فرشتے پوچھیں گے کہ تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ تو وہ آگے سے جواب دیں گے:

﴿ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ﴾ (الملک:۹)

''کہیں گے: ہاں آیا تھا ڈرانے والا''

www.besturdubooks.wordpress.com

جب ڈرانے والا آیا تھا تو تم نے بات کیوں نہ مانی؟
کہیں گے:

﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ (الملک:١٠)

''اگر ہم سنتے اور عقل استعمال کرتے تو ہم جہنم والوں میں سے نہ ہوتے۔''

معلوم ہوا کہ جہنمی وہی ہوتا ہے جو سنتا نہیں، اگر سنتا ہے تو سمجھتا نہیں۔ عمل نہیں کر پاتا۔

طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں:

اللہ رب العزت کی رحمت نیکوکاروں کے بہت قریب ہوتی ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوکار لوگوں کے بہت قریب ہوتی ہے۔''

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہ رو منزل ہی نہیں

یعنی، طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں، وہ تڑپ ہی نہیں ہے۔

ایک عجیب بات:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات کیا کرتے تھے۔ سونے کی سیاہی سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرماتے تھے:

''اے ایمان والو! سوچو کہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت دنیا میں تقسیم ہوئی ہے اور اس ایک رحمت پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایمان اور اسلام جیسی نعمت عطا فرما دی، تو جب قیامت میں سو رحمتوں کا نزول ہوگا تو کتنی نعمتیں عطا کی جائیں گی؟''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے یہ ایمان اور اسلام والی نعمت ہمارے اوپر اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

چھٹکارے کا مدار اللہ کی رحمت پر ہے:

یہ بات دل میں رکھیں کہ ہم جتنے مرضی عمل کر لیں، چھٹکارا اللہ کی رحمت سے ہی ہونا ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار تھا۔ اس نے پانچ سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اس کو اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔ وہ کہے گا: اللہ! میں نے تو پانچ سو سال عبادت بھی کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا! اب اس بندے کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پیاس لگا دیں گے۔ اس کی وہ پیاس برداشت سے باہر ہو جائے گی۔ وہ ادھر ادھر پانی تلاش کرے گا۔ اس اضطراب کی حالت میں ایک فرشتہ پانی کا پیالہ لے کر اس کے سامنے آئے گا۔ وہ پانی دیکھ کر اپنے بس میں نہیں رہے گا۔ کہے گا: پانی دے دو۔ فرشتہ کہے گا: اس کے بدلے میں قیمت ادا کرو۔ پوچھے گا: کتنی قیمت؟ فرشتہ کہے گا: اتنے سال کی نیکیاں۔ وہ کہے گا: نہیں۔ پھر فرشتہ کہے گا: اتنے سال کی نیکیاں۔ ادھر پیاس بڑھتی جائے گی اور فرشتہ نہیں نہیں کہتا رہے گا۔ حتیٰ کہ کرتے کرتے ایک وقت ایسا بھی آئیگا کہ یہ کہے گا کہ میں پانچ سو سال کی عبادت کی نیکیاں دیتا ہوں مجھے پانی کا ایک پیالہ پینے دو۔ تب پروردگار فرمائیں گے:

> ''میرے بندے! تیری پانچ سو سال کی نیکیاں میرے پانی کے ایک پیالے کی قیمت نہ بن سکیں، اور تو نے تو زندگی میں کتنے پیالے پانی پیا تھا۔ تو نے کتنی نعمتیں استعمال کی تھیں!؟ تو کیسے کہہ سکتا ہے کہ تو نے میری نعمتوں کا حق ادا کر دیا ہے۔''

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم دل میں پکا یقین رکھیں کہ ہم اللہ کی رحمت سے ہی جنت میں جائیں گے۔ عمل اس لیے کرنا ہے کہ یہ پروردگار کا حکم ہے۔ مگر ان اعمال پر

www.besturdubooks.wordpress.com

بھروسہ نہیں ہے......ہم کیا، ہماری عبادت کیا! بس یہ اللہ کی رحمت ہے۔

شیطان کی حسرت:

اللہ رب العزت مومن بندے کے گناہ جلدی معاف فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ﴾ (زمر:۵۳)

”اے نبی کہہ دیجیے: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا“

اب خود پروردگار فرماتے ہیں کہ تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ علما نے لکھا ہے کہ بعض گناہ گاروں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اتنا اجر عطا فرمائیں گے کہ اس کو دیکھ کر شیطان حسرت کرے گا۔ کاش! میں نے دنیا میں ان سے گناہ کروائے ہی نہ ہوتے۔ اس لیے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کی صفتِ مغفرت کا ظہور ہوگا اور اللہ تعالیٰ معاف کر کے خوش ہوں گے۔

اجتماعی توبہ کی فضیلت:

یاد رکھیں! اگر ہم گھر میں توبہ کریں گے تو کیا پتہ، قبول ہو کہ نہ ہو، لیکن جب اجتماعی طور پر معافی مانگیں گے اور توبہ کریں گے تو توبہ قبول ہونے کے چانسز زیادہ ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ اگر جماعت میں سے کسی ایک بندے کی نماز قبول ہو جائے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ باقی نمازیوں کی نماز بھی قبول فرما لیتے ہیں۔ تو گویا اگر ہم نے اس محفل میں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی اور ایک بندے کی بھی توبہ قبول ہو گئی تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ باقی لوگوں کی بھی توبہ قبول فرما لیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کی سزا دینے میں تاخیر کیوں؟

اللہ تعالیٰ بندے کو گناہوں کی سزا بعض اوقات جلدی نہیں دیتے۔ تاخیر فرما دیتے ہیں۔ رسی ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ممکن ہے کہ یہ توبہ کر لے، اور اگر یہ اپنی زندگی میں توبہ نہ کرے تو ممکن ہے کہ اس کی اولاد میں سے کوئی نیک بچہ پیدا ہو جائے جو اس کی مغفرت کی دعا مانگ لے۔

کفار سے بھی مغفرت کا وعدہ......!!!

مومن بندے اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ پروردگار عالم کافروں کے بارے میں قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ﴾ (الانفال:۳۸)

"اے محبوب ﷺ! کافروں سے یہ کہہ دیں کہ اگر یہ رک جائیں، تو حالتِ کفر میں ہونے والے سب گناہوں کو ہم معاف فرما دیں گے۔"

جب کافروں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے توبہ پر مغفرت کا وعدہ فرما دیا تو پھر ایمان والوں کے لیے مغفرت کا کتنا بڑا وعدہ ہو گا۔ اس لیے ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں۔

ایک نوجوان کی مغفرت کا اعلان:

ایک مرتبہ ایک نوجوان نبی ﷺ کی خدمت میں روتا ہوا آیا۔ پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگا: جی! مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے، مجھے ڈر ہے کہ مجھے زمین قبول کرے گی نہ آسمان، میرا کیا بنے گا؟ پوچھا: ہوا کیا؟ کہنے لگا: جی! میں کفن چور تھا۔ ایک نوجوان لڑکی کی لاش دفن کی گئی۔ میں نے جب اس کا کفن اتارا تو شیطان غالب آ گیا اور میں نے اس کی مردہ لاش کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کر لیا اور جب میں

www.besturdubooks.wordpress.com

وہاں سے آنے لگا تو مجھے ایسے آواز آئی کہ جیسے وہ مجھے کہہ رہی ہے، اے بندے! تجھے اتنی حیا نہ آئی کہ تو نے مجھے اس حالت میں کھڑا کیا کہ میں قیامت کے دن اللہ کے سامنے جنابت کی حالت میں پیش کی جاؤں گی۔ اس کا یہ خیال میرے ذہن میں ایسا جم گیا ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ میرا یہ گناہ معاف نہیں ہوگا۔

نبی علیہ السلام نے جب سنا تو آپ ﷺ نے بھی غصے کا اظہار فرمایا کہ تو ایسا ہے، تو نے اتنا برا کام کیا ہے۔ جب نبی علیہ السلام نے غصے کا اظہار کیا تو وہ نوجوان وہاں سے چلا گیا۔

اس نے ویرانے میں جا کر رونا شروع کر دیا۔ اللہ کے حضور معافی مانگنا شروع کر دی۔ وہ سجدے کرتا۔ گناہ تو کر بیٹھا مگر احساسِ ندامت بھی ہو گیا۔ جب اس نے خوب اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ پر وحی اتاری، جس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی یہ الفاظ لکھتے ہیں: فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جا کر پوچھے:

"اے میرے محبوب! ان بندوں کو میں نے پیدا کیا یا کسی اور نے پیدا کیا؟"

نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔

پھر پوچھا: تو ان کے گناہوں کو میں نے بخشنا ہے یا کسی اور نے بخشنا ہے؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہی بخشنا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب یہ میرے بندے ہیں اور گناہوں کو میں نے ہی بخشنا ہے تو اس نوجوان نے مجھ سے اتنی معافی مانگی ہے کہ میں اس نوجوان کی مغفرت کا اعلان کرتا ہوں۔

نبی علیہ السلام نے ایک صحابی کو بھیجا کہ جاؤ، اس نوجوان کو بشارت دے دو کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ معاف فرما دیا ہے۔...... واہ میرے مولا!...... آپ کتنے کریم ہیں کہ جو بندہ صدق دل کے ساتھ معافی مانگتا ہے، آپ اس کے ہر گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں۔

ایک بت پرست پر رحمتِ الٰہی کا ظہور:

ایک آدمی بت پرست تھا۔ وہ کسی مشکل میں پھنس گیا۔ وہ یاصنم یاصنم کی تسبیح کرتا رہا۔ رات گزر گئی۔ صبح ہوئی تو ذرا اونگھ آنے لگی۔ تو اونگھ کی وجہ سے یاصنم کی بجائے اس کے زبان سے ''یاصمد'' کا لفظ نکل آیا۔ جیسے یہ اس کی زبان سے یاصمد کا لفظ نکلا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی اور پروردگار نے پوچھا:

لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ!

''اے میرے بندے! تو کیا چاہتا ہے؟''

اس پر فرشتے بڑے حیران ہوئے۔ پوچھا: اللہ! یہ تو بت پرست ہے، ساری رات بتوں کو پکارتا رہا اور انہی کی پرستش کرتا رہا، اور اونگھ کی وجہ سے آپ کا نام اس کی زبان سے نکل آیا اور آپ کی رحمت فوراً متوجہ ہوگئی؟ اس کے جواب میں رب کریم نے فرمایا: اچھا! یہ بندہ اپنے بتوں کو پکارتا رہا، بتوں نے پوری رات کوئی جواب نہ دیا، بھلے میرا نام اس کی زبان سے نیند کی وجہ سے نکلا، اگر میں بھی جواب نہ دیتا تو مجھ میں اور بتوں میں کیا فرق رہ جاتا؟

پھر میں تیرے در پر کیسے آؤں؟

ایک اللہ والے تھے۔ وقت کے بادشاہ نے انہیں پیغام بھیجا کہ میں آپ کے لیے یہاں محل میں آپ کے قیام کا بندوبست کرتا ہوں لہٰذا آپ میرے پاس ٹھہریں۔ انہوں نے جواب بھیجا: جناب! بالفرض میں آپ کے ہاں آؤں اور آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے ہی گھر کی کسی عورت کے ساتھ مجھے برائی کی حالت میں دیکھیں تو بتائیں کہ آپ کیا کریں گے؟ جب بادشاہ نے یہ سنا تو بڑا غصہ آیا اور کہا کہ یہ ایسا شقی بندہ ہے، ایسی سوچ رکھتا ہے۔ چنانچہ اس نے غصے سے بھرپور جواب بھجوایا: اس کے بعد ان اللہ والوں نے بادشاہ کو جواب بھجوایا: ''جناب! میں نے تو امکان پیش کیا تھا، اس امکان پر آپ کو اتنا غصہ آیا کہ آپ ساتھ رکھنے کو تیار نہیں ہیں، جب کہ میرا پروردگار مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے لیکن وہ مجھے اپنی بندگی سے باہر نہیں نکالتا...... میں اس پروردگار کا در چھوڑ کر تیرے در پر کیسے آؤں؟

ہم اس پروردگار کے در پر آج حاضر ہیں۔ ہم موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ جتنے بھی گناہ ہیں اللہ تعالیٰ سب کو معاف فرما دیں گے۔ جب اس مالک کی رحمت کی ایک نظر اٹھے گی تو ہمارے گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیے جائیں گے۔

ایک عجیب دعا:

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جب بھی مسجد کے دروازے پر آتے تو ایک عجیب دعا مانگا کرتے تھے۔ وہ دروازے پر آ کر رک جاتے اور یہ فرماتے؟

''اے پروردگار! ایک بدکار تیرے دروازے پر حاضر ہے، آپ نے حکم فرمایا کہ اچھے لوگ بروں کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کریں، لہٰذا اے پروردگار! آپ اچھے ہیں، میں برا ہوں، تو اپنی اچھائیوں کے صدقے میرے ساتھ بھی اچھا معاملہ فرما دیں۔''

لمحۂ فکریہ:

اس لیے میرے دوستو! اگر ہم مسجد میں آ کر بھی اپنے گناہ نہیں بخشوا سکیں گے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر ہم کہاں بخشوائیں گے! میرے دوستو! اگر کوئی بندہ مندر سے نکل کر جہنم میں جائے تو اس پہ حسرت نہیں، حسرت تو اس پہ ہے جو مسجد سے نکل کر جائے اور اس کی توبہ قبول نہ ہو اور اسے پھر جہنم میں بھیج دیا جائے۔ اب ہم اللہ کے در پر بیٹھے ہیں، اس در سے ہٹ کر بھی ہم جہنم میں پہنچیں گے!!! آج وقت ہے اپنے رب سے معافی مانگنے کا، آج وقت ہے اپنے گناہوں کو بخشوانے کا۔ وہ پروردگار چاہتا ہے کہ میرے بندے معافی مانگیں۔ اس لیے فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (زمر:۵۳)

پروردگار فرماتے ہیں کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ یہ پروردگار کا اعلان ہے۔ آج ہم سب پروردگار کے دروازے پر حاضر ہیں، مانا کہ ہم مجرم ہیں، ہم نے خطائیں کیں، میرے مالک! ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، خطاؤں سے معافی مانگتے ہیں، اے مالک! ہم بہت برے ہیں اور آپ بہت اچھے ہیں اور آپ نے حکم دیا کہ اچھے بروں کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کریں، اے مالک! آج ہمارے ساتھ اچھائی کا معاملہ فرما دیجیے۔ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے۔ رب کریم! ہماری توبہ قبول کر لیجیے۔ اے بدبختوں کو نیک بخت بنانے والے! اے شقی کو سعید بنانے والے! اے دوزخ سے نکال کر جہنمیوں کو جنت میں بھیجنے والے! اپنے بندوں پر رحم فرما اور ان کے گناہوں کو معاف کر دے۔ اے اللہ! ہمارے دل سخت ہیں، ہمیں اپنے گناہوں پر رونا نہیں آتا، آنکھیں خشک ہو چکی ہیں، مالک ہمیں چاہیے تھا کہ یہ آنکھیں بہہ پڑتیں، یہ دل موم ہو جاتے اور ہم دل کی گہرائیوں سے معافی مانگتے۔ رب کریم! اس دل کی سختی کو آپ ہی دور کر سکتے ہیں۔ رب کریم! رحمت کا معاملہ فرمائیے اور ہماری توبہ قبول فرما لیجیے۔ (آمین ثم آمین)

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا
إِلَىٰ نُوحٍ وَّالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ ﴾

علم حدیث

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
بمقام: جامع مسجد زینب، معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دورۂ حدیث کے طلبا جو احادیث مبارکہ پڑھیں گے، اس کلام کے ذریعے ان کی اللہ کے محبوب ﷺ سے ایک روحانی ملاقات بھی ہو سکتی ہے۔ تو عزیز طلبا! ہم نے الفاظ میں پھنسے نہیں رہنا، آگے جانا ہے...... کلام سے ہمیں کہاں پہنچنا ہے؟...... متکلم تک پہنچنا ہے۔ لہذا مزہ تو یہ ہے کہ حدیثِ مبارکہ کے اس سال میں ہمیں نبی علیہ السلام کی ایسی محبت نصیب ہو جائے اور سنت پر ایسی استقامت نصیب ہو جائے کہ ہم اللہ کے محبوب ﷺ کے عشق میں ڈوب جائیں۔ پھر پڑھنے کا مزہ ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

علم حدیث

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ وَ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصَلِ مِنِّیْ اِلَی الْاِمَامِ الْھَمَّامِ یَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِیْرِ ذُوالْفِقَار اَحْمَدْ حَدَّثَنِیْ حَضْرَۃُ الْاُسْتَاذ حَافِظُ الْقُرْآنِ وَ الْحَدِیْثِ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ جَعْفَرْ بْنُ مُحَمَّدْ اَمِیْر قَالَ حَدَّثَنِیْ حَضْرَۃُ الْاُسْتَاذ مَوْلَانَا شَیْخ مُحَمَّدْ مَالِك کَانْدھلَوِیْ نَوَّرَاللّٰہ مَرْقَدَہٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدْ اِدْرِیْس قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدْ اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ الظَّاھِرِ الْوَتْرِیْ الْمَدَنِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدْ عَابِدْ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَالِحُ الْعُمْرِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَنَۃَ الْعُمْرِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ الْعَجَلِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ قُطْبُ الدِّیْنْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ الْمُعَمَّرُ الشَّیْخُ یُوْسُفُ ھَرَوِیْ اَلْمَشْھُوْرُ بِسَہ صَدْ سَالَہ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ شَاذْ. قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفُ الْفِرَبْرِیْ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً وَّاسِعَۃ قَالَ حَدَّثَنِیْ الشَّیْخُ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّۃُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ وَ سَیِّدُ الْمُحَدِّثِیْنَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ الْمُغِیْرَۃَ الْجُعْفِیِّ الْبُخَارِیْ رَحِمَہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً

بَابٌ: کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ قَوْلُ اللّٰہِ

www.besturdubooks.wordpress.com

عَزَّ وَ جَلَّ: اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدِنِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیُّ: اِنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصِنِ اللَّیْثِیْ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، وَ اِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی، فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا، اَوْ اِلَی امْرَاَةٍ یَّنْکِحُهَا، فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَاهَاجَرَ اِلَیْهِ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

علم حدیث:

طالب علم کے ذہن میں ایک سوال آتا ہے کہ علم حدیث کسے کہتے ہیں؟ تو علما نے علم حدیث کی تعریف یوں کی ہے:

"عِلْمٌ یُدْرَکُ بِهٖ اَقْوَالُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ اَفْعَالُهٗ وَاَحْوَالُهٗ وَاَقْوَالُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَاَفْعَالُهُمْ وَ اَحْوَالُهُمْ"

"وہ علم جس کے ذریعے ہم رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کو جان سکیں اور اس کے ذریعے صحابہ اور تابعین کے اقوال، افعال اور احوال کو بھی جان سکیں"

یہاں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

......رسول اللہ ﷺ کے اقوال

......رسول اللہ ﷺ کے افعال

......رسول اللہ ﷺ کے احوال

اور اس کے بعد بات کو آگے بڑھایا کہ صحابہ اور تابعین کے اقوال، افعال اور احوال کو بھی جان سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تین زمانے ایسے ہیں جن کو خیر کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ ان کا نام ہے...... **قرون ثلاثة مشهود لها بالخير** ...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں خیر کے غالب ہونے کی خوش خبری عطا فرمائی، فرمایا:

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ

''سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، اور پھر جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہے، اور پھر جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہے''

تو صحابہ کا زمانہ، پھر تابعین کا زمانہ اور پھر تبع تابعین کا زمانہ۔ ان تینوں زمانوں میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیر کے غالب ہونے کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا اس زمانے کے لوگوں کے اقوال، افعال اور احوال بھی علمِ حدیث میں شامل کیے گئے ہیں۔

دیکھیں! ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل کو سنت کہتے ہیں، مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی لفظ صحابہ کے لیے بھی استعمال فرمایا، چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

''تمہارے اوپر میری سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے''

تو صحابہ کے طریقے کے لیے بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنت کا لفظ ارشاد فرمایا۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ سَنَّ لَکُمْ سُنَّۃً

''تمہارے لیے ابنِ مسعود نے ایک طریقہ جاری کر دیا''

تو ان کے عمل پر بھی سنت کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اس ملیے ہم اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں، کہ ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر بھی عمل کرتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے عمل کو بھی اپنے لیے معیار سمجھتے ہوئے اس پر بھی عمل کرتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے بنیں گے اور ان میں سے ایک فرقہ ناجیہ ہوگا...... ناجیہ نجات پانے والے کو کہتے ہیں...... صحابہ نے پوچھا: کہ وہ ناجیہ فرقہ کون سا ہوگا؟ فرمایا:

مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ

''جس طریقے پر میں اور میرے صحابہ ہیں''

اس طریقے پر جو چلے گا وہ نجات پانے والا ہوگا۔

تو علمِ حدیث میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال، افعال اور احوال کے ساتھ ساتھ صحابہ اور تابعین کے اقوال، افعال اور احوال بھی آئیں گے۔ چنانچہ جب آپ حدیث پاک کی کتاب پڑھیں گے تو اس میں جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال ملیں گے وہاں تابعین کے اقوال بھی ملیں گے۔ جیسے بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قال الحسن'' یہاں حسن بصری مراد ہیں جو تابعین میں سے ہیں اور ان کا نام بھی شامل ہے۔

علمِ حدیث کی فضیلت:

ایک اور سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ علمِ حدیث کی فضیلت کیا ہے؟ کیونکہ جب انسان کسی علم کو پڑھتا ہے تو اس علم کے پیچھے اس کی فضیلت ہوتی ہے جو اسے علم کے حاصل کرنے پر برانگیختہ کر رہی ہوتی ہے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرمایا:

نضر الله عمرا سمع مقالتی فو......ثم...... کماسمعها

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا، اس کو محفوظ کیا اور اس کو لوگوں تک اسی طرح پہنچایا جیسا کہ سنا تھا''

یعنی جو شخص اس علم کو حاصل کرے گا، اپنے دل میں محفوظ کرے گا، اپنے عمل کے ذریعے محفوظ کرے گا اور پھر اسے دوسروں تک پہنچائے گا، اس کے لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مستقل ایک دعا ہے۔ ذرا غور کریں کہ یہ کتنی پیاری دعا ہے! چہرہ تو تر و تازہ تب ہو گا جب نہ کوئی پریشانی ہو، نہ خوف ہو، نہ مصیبت ہو اور پھر دل میں سکون بھی ہو، ورنہ تو اچھے بھلے بندے کا چہرہ مرجھا جاتا ہے۔ تو دیکھیے کہ لسانِ نبوت سے کیسی پیاری دعا نکلی ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی،

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ

''اے اللہ! میرے خلفا پر رحم فرما''

قِیْلَ: وَمَنْ خُلَفَاءُكَ

''پوچھا گیا: یارسول اللہ! آپ کے خلفا کون ہوں گے؟''

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ

''جو لوگ میری احادیث کی آگے روایت کریں گے''

اسی لیے کہتے ہیں کہ علما انبیا کے نائب ہوتے ہیں۔ ورثائے انبیا ہوتے ہیں۔ تو یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس علم کو حاصل کرنا، محفوظ کرنا اور اس کو آگے پہنچانا، اس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے ایسی بشارت ملی ہے۔ یہ بشارت

www.besturdubooks.wordpress.com

سن کر تو جی چاہتا ہے کہ اس علم کی خدمت میں انسان اپنی زندگی ہی لگا دے، اپنی جوانی کو کھپا دے۔ ہمارے اکابر نے ایسا ہی کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امام بخاری رحمہ اللہ کون تھے؟

اس علم کے حصول کے لیے اس وقت جو کتاب ہم پڑھ رہے ہیں یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے...... چنانچہ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ازبکستان کے ایک شہر ''بخارا'' میں پیدا ہوئے...... اس بخارا کا تعلق ماوراء النہر کے علاقے سے ہے۔ یعنی ہمارے اور ان کے درمیان ایک دریا آتا ہے۔ جیسے ہم آپس میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نہر کے پار سے، اسی طرح ہمارے اکابر نے بھی اس علاقے کا نام ماوراء النہر رکھا کہ نہر کے پار سے......

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، علماءِ ماوراء النہر میں سے ہیں۔ آپ کا نام محمد بن اسماعیل تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی عمر میں بینائی ختم ہوگئی۔ پھر ان کی والدہ ماجدہ نے ان کے لیے بہت دعائیں کیں اور گڑگڑا کر اللہ کے حضور مانگا۔ حتی کہ انہوں نے ایک خواب دیکھا۔ خواب میں انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ اس خواب میں ان کو یہ بشارت ملی کہ ان کی بینائی کو لوٹا دیا جائے گا۔ چنانچہ جب خواب سے بیدار ہوئی تو اللہ رب العزت نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی لوٹا دی تھی۔ اس وقت تو ماں نہیں جانتی تھی کہ میرا بیٹا کتنا بڑا انسان بنے گا!

آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے...... اللہ کی شان دیکھیے کہ اس دنیا میں یتیم کو ہی دُرِّ یتیم بنایا جاتا ہے۔ دنیا جن کو بے سہارا سمجھتی ہے، ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمت ہوتی ہے......ان کے بڑے بھائی کا نام احمد بن اسماعیل تھا۔ پہلے ان کے زیر تربیت رہے اور والدہ ماجدہ بھی تربیت کرتی رہیں۔ سولہ سال کی عمر میں اپنی والدہ اور اپنے بھائی کے ساتھ حج کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس عمر میں ہی آپ کو علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ حتی کہ ان کو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کی روایتیں بھی کو سولہ سال کی عمر میں یاد تھیں۔ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ نے وہاں علمائے عرب سے بھی حدیث پاک کا علم حاصل کیا اور وہاں کافی عرصہ مقیم بھی رہے۔

علمِ حدیث کے حصول کے لیے آپ نے بہت سفر کیے۔ خراسان، عراق، حجاز، شام، مصر، بغداد، بصرہ اور کوفہ کے علماء سے علم حاصل کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ میں علم حدیث حاصل کرنے کے لیے اتنی مرتبہ کوفہ گیا کہ مجھے گنتی بھی یاد نہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھارہ سو اساتذہ سے علمِ حدیث حاصل کیا۔

پھر اللہ رب العزت نے آپ سے دین کی خدمت کا کام بھی خوب لیا۔ آپ کے شاگرد بڑے بڑے محدثین بنے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ''کتاب التاریخ'' اٹھارہ سال کی عمر میں لکھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں بخاری شریف کی احادیث نوے ہزار شاگردوں کو پڑھائیں۔ اب آپ سوچیے کہ آجکل ایک استاد زندگی میں چند سو بچوں کو پڑھاتا ہے، زیادہ زور لگا لے تو ہزار دو ہزار بچوں کو پڑھا لیتا ہے، انہوں نے نوے ہزار طلبا کو خود یہ احادیث پڑھائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حفظِ حدیث میں منفرد مقام:

آپ اپنے زمانے میں حافظ الحدیث مشہور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت زیادہ قوت حافظہ عطا فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں کے علماء نے یہ بات بہت مشہور کر دی کہ جی حافظ الحدیث آ رہے ہیں...... اس زمانے میں حافظ الحدیث کا بڑا مقام ہوتا تھا۔ ایسی شخصیت جس کو پانچ لاکھ احادیث یاد ہوں اسے حافظ الحدیث کہا جاتا تھا۔ عمر بھی کم تھی مگر مرتبہ بڑا تھا...... جب لوگوں نے مشہور کر دیا کہ یہ حافظ الحدیث ہیں تو کچھ تنقیدی نظر رکھنے والے علما نے سوچا کہ ان کا امتحان لیا جائے کہ واقعی یہ حافظ الحدیث کے معیار پر پورے بھی اترتے ہیں کہ نہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں مل کر یہ پروگرام بنایا کہ دس بندے تیار کرو اور ہر بندہ ان سے دس احادیث کے بارے میں سوال کرے...... احادیث بھی کون سی؟......

متن کہیں سے اور سند کہیں سے۔ اس طرح کا امتحان لیا جائے۔

چنانچہ انہوں نے حضرت کو اپنے ہاں بلا کر کہا کہ آپ حافظ الحدیث ہیں اور مہربانی فرما کر ہمیں کچھ حدیثیں سنائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ ایک بندہ کھڑا ہو کر کہنے لگا: جی، میں نے ایک حدیث پاک سنی ہے، کیا آپ تک یہ بات پہنچی ہے؟ اس کے بعد اس نے ایک حدیث بیان کی۔ اس حدیث میں متن یا سند کے اعتبار سے کوئی غلطی تھی۔ امام صاحب نے سن کر فرمایا: لَا (نہیں)۔ اس نے کہا: اچھا! دوسری حدیث سنیں، اس نے سنائی۔ آپ نے سن کر فرمایا: لَا (نہیں)۔ پھر اس نے تیسری حدیث سنائی، آپ نے فرمایا: لَا۔ اس طرح اس نے دس حدیثیں پوچھیں اور آپ نے ان کے جواب میں لَا کہا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اس نے دس حدیثیں پوچھیں اور آپ نے ان کے جواب میں لَا کہا۔ اسی طرح دس بندوں نے حدیثیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بیان کیں...... ذرا سوچیں کہ ان لوگوں نے کتنا نفسیاتی پریشر ڈالا کہ ایک طرف حافظ الحدیث کی مشہوری اور دوسری طرف سے ہر بات پر لا۔ چنانچہ عام سننے والے بھی کہتے ہوں گے کہ یہ کیسا حافظ ہے جس کو آتا کچھ بھی نہیں۔ مگر آپ نے ان کی سو حدیثوں پر لا ہی کہا۔

پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا: دیکھیں! پہلے بندے نے جو پہلی حدیث بیان کی، اس نے یوں پڑھا، اور اس میں یہ غلطی ہے۔ پھر آپ نے صحیح سند اور صحیح متن کے ساتھ وہ حدیث پاک سنائی۔ اسی طرح اس کی بیان کردہ دس احادیث سنائیں، ان کی غلطیاں بتائیں اور پھر سند اور متن کی غلطیاں دور کر کے احادیث بیان کیں...... پھر دوسرے کی غلطیوں کی نشاندہی فرمائی...... پھر تیسرے کی غلطیاں بتائیں...... بالآخر ان سو احادیث کو آپ نے صحیح سند اور صحیح متن کے ساتھ سنا دیا۔ علما لکھتے ہیں کہ سو احادیث کا سنا دینا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا، مزے کی بات تو اس میں یہ ہے کہ ان لوگوں نے جو اپنی طرف سے باتیں پوچھیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ سن کر وہ باتیں بھی یاد رہیں اور ان کی ترتیب بھی یاد رہی۔ یہ کتنی عجیب بات ہے...... اللہ اکبر!!!...... ان کو رجال الحدیث کہتے ہیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کو اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کا ایسا عشق عطا کیا کہ اس محبت میں ان کی زندگی کا مقصد ہی یہی بن گیا کہ نبی علیہ السلام کے اقوال، افعال اور احوال کو زبانی یاد کیا جائے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں احادیث یاد کیں۔

بخاری شریف کی وجہ تالیف:

ذہن میں ایک بات اور بھی آتی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب کیوں لکھی؟ یعنی ہر تالیف کا کوئی سبب ہوتا ہے، اس کی تالیف کا کیا سبب تھا؟...... اس کے جواب میں علما نے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ میں نبی علیہ السلام کے جسم مبارک سے مکھیوں کو اڑا رہا ہوں۔ انہوں نے اپنا یہ خواب اپنے استاد ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا۔ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تعبیر یہ بتائی کہ اللہ تعالیٰ آپ سے علمِ حدیث میں تنقیح کا کام لیں گے۔ یعنی آپ اس کی صفائی کریں گے اور کھرے کھوٹے کو جدا کریں گے۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسا ہی کام لیا کہ انہوں نے بخاری شریف کی تالیف کی۔ اس کتاب کو **اصح کتاب بعد کتاب اللہ** (اللہ کی کتاب کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب) مانا گیا۔ تو یہ خواب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کی تالیف کا سبب بنا۔

تالیفِ کتاب میں ادب کا پہلو:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب مدینہ طیبہ میں لکھی۔ ہر ہر حدیث پاک لکھنے سے پہلے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ غسل فرمایا کرتے تھے اور پھر دو رکعت صلاۃ الحاجت پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد وہ حدیث پاک کو لکھا کرتے تھے...... اتنا ادب اور اتنا تقویٰ!!...... پھر اللہ رب العزت قبولیت بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

تعدادِ روایاتِ بخاری:

اس کتاب کے اندر کل احادیث کتنی ہیں؟...... اس کے بارے میں علما کی آرا مختلف ہیں:

☆...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف میں کل احادیث چھ لاکھ ہیں۔ ان میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساڑھے سات ہزار احادیث کو جمع فرمایا ہے۔ اگر مکررات کو الگ کر دیا جائے تو ساڑھے تین ہزار احادیث بنتی ہیں۔

☆...... علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کی کل روایات نو ہزار

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ اگر مکررات کو حذف کر دیا جائے تو اڑھائی ہزار احادیث بنتی ہیں۔

شرائطِ رواۃِ بخاری:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حدیث کے رواۃ کے لیے کچھ شرائط تھیں۔ اور اس سلسلہ میں وہ بہت زیادہ سخت تھے۔ چنانچہ وہ فرماتے تھے کہ ایک تو راوی کو عادل ہونا چاہیے، ثقہ ہونا چاہیے اور اس کو وہ احادیث یاد بھی ہونی چاہییں۔ یہی نہیں کہ وہ یہ کہے کہ مجھے یہ آتی ہیں، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حافظ بھی ہونا چاہیے۔ ایک بات یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کا اپنے استاد سے ملنا، ان سے پڑھنا، یعنی تعلیم و تعلم، سفر میں یا حضر میں، یہ ثابت ہونا چاہیے۔ چنانچہ اگر کسی کا اپنے استاد کے ساتھ ملنا ثابت نہیں ہوتا تھا تو وہ اس سے حدیث پاک نہیں لیا کرتے تھے کہ اس کی یہ سند متصل نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان شرائط کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے صحیح احادیث کو یکجا کر دیا۔

تدوینِ حدیث:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی محبت کی بنا پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو بھی یاد رکھتے تھے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے مائیں اپنے بچوں کی باتیں یاد رکھتی ہیں۔ آپ کسی ماں کو دیکھ لیں وہ اپنے بچے کی باتیں سنانا شروع کرے گی تو نان سٹاپ سناتی جائے گی۔ سننے والے تو بیزار ہو جائیں گے لیکن وہ تنگ نہیں آئے گی، کیونکہ اس کو بچے کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔ اس کو بچے کی ادائیں بھی یاد ہوتی ہیں کہ کس موقع پر اس نے کیا کہا، کیا کیا۔ تو جس طرح محبت کی وجہ سے ماں کو بچے کی ادائیں بھی یاد ہوتی ہیں اور باتیں بھی یاد ہوتی ہیں، اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق تھے۔ ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں بھی یاد تھیں اور نبی علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

الصلوٰۃ والسلام کی ادائیں بھی یاد تھیں۔اس طرح وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کے محافظ بن گئے۔

چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ میں ہی احادیث کو لکھا کرتے تھے۔ جو سنتے تھے اسے لکھ لیا کرتے تھے۔ جیسے ہم کاغذوں پر نوٹس بنا لیتے ہیں اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض حضرات اپنے نوٹس بنا لیتے تھے۔اس لیے ان کے پاس اپنے صحائف تھے اور فارغ وقت میں بیٹھ کر وہ نوٹس پڑھا کرتے تھے اور احادیث کو دہرایا کرتے تھے۔گویا احادیث مبارکہ لکھنے کا سلسلہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی شروع ہو گیا تھا۔

لیکن ایک ہوتا ہے باضابطہ اور سرکاری طور پر کسی کام کو کروانا، تو یہ کام حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کروایا۔انہوں نے اپنے زمانے میں یہ دیکھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت ساری احادیث اس وقت تو لوگوں کو یاد ہیں، ہوسکتا ہے کہ آنے والے زمانے میں ان کی اولادوں کو اتنی باتیں یاد نہ ہوں، تو بہتر ہے کہ اس کو ابھی محفوظ کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے وقت کے ایک بڑے محدث ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث یکجا کرنے کا کام کریں۔تو سرکاری اور مرکزی سطح پر تدوین حدیث کا یہ پہلا قدم تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث لکھنے کا کام شروع کیا۔اس کے بعد یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔اس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''الفیہ'' میں چند اشعار میں بیان کیا ہے......الفیہ ہزار اشعار کو کہتے ہیں......اس الفیہ میں انہوں نے چند اشعار میں تاریخ تدوین حدیث بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

اَوَّلُ جَامِعُ الْحَدِیْثِ وَالْاَثَر

"اِبنُ شِہاب اٰمِرَ لَه عُمَر"

(پہلے جامع الحدیث ابن شہاب تھے جن کو عمر بن عبدالعزیز نے حکم دیا)

وَ اَوَّلُ الْجَامِعِ لِلْاَبْوَابِ
جَمَاعَةٌ فِی الْعَصْرِ ذُوْ اِقْتِرَابِ

(اور پھر اس کو ابواب کی شکل میں سب سے پہلے جمع کرنے والی محدثین کی ایک جماعت تھی)

كَابْنِ جُرَيْج وَهَشِيْم مَالِك
وَ مَعْمَرْ وَ وَلَدِ الْمُبَارَكِ

(جیسے ابن جریج، ہشام، مالک، معمر اور ابن مبارک)

یہ سارے کے سارے وہ لوگ تھے جنہوں نے پھر اس کو ابواب میں اکٹھا کر دیا۔ یعنی ایک تو یہ ہوتا ہے کہ تمام احادیث کو کاغذ پر لکھ دینا اور ایک ہوتا ہے ان کو ترتیب کے ساتھ لکھنا اور پھر ہر ہر باب کی احادیث کو یکجا کر دینا۔ یہ کام محدثین کی اس جماعت نے کیا...... آگے فرماتے ہیں:

وَ اَوَّلُ الْجَامِعِ بِاقْتِصَارِ
عَلَى الصَّحِيْحِ فَقَطِ الْبُخَارِیْ

(اور پھر اس کو اور زیادہ اچھے انداز سے فقط امام بخاری نے جمع کیا)

"مُسْلِمٌ بَعْدَهٗ وَ الْاَوَّلُ
عَلَى الصَّحِيْحِ فِی الصَّحِيْحِ اَفْضَلُ"

(اس کے بعد امام مسلم رحمہ اللہ نے کتاب لکھی، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بخاری شریف (صحت کے اعتبار سے) مسلم شریف سے بھی آگے بڑھی ہوئی ہے)

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے تدوینِ حدیث کا یہ مرحلہ پورا کروایا اور اس علم کو اللہ رب العزت نے کتابوں میں محفوظ کروا دیا۔ اس کی برکت سے آج ہم بھی یہاں موجود ہیں اور اس وقت بھی ہم ان کتابوں کے ذریعے نبی علیہ السلام کی ان احادیث کو پڑھ سکتے ہیں اور ان پر عمل کر سکتے ہیں۔

صحاحِ ستہ کا انوکھا انداز:

مختلف محدثین نے حدیث کی مختلف کتابوں کی تالیف کی:

......امام بخاری نے بخاری شریف لکھی،

......امام ترمذی نے ترمذی شریف لکھی،

......امام مسلم نے مسلم شریف لکھی،

......امام ابوداؤد نے سنن ابی داؤد لکھی،

......امام نسائی نے سنن نسائی لکھی، اور

......امام ابن ماجہ نے سننِ ابن ماجہ لکھی۔

ہر تالیف کے اندر مؤلف کا ذوق شامل ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے مختلف حضرات سے مختلف کتابوں کو اکٹھا کروایا تو یہ احادیث کا ایک گلدستہ بن گیا۔ جیسے گلدستے میں مختلف پھول ہوتے ہیں، ان کا رنگ بھی مختلف ہوتا ہے، ہر ایک کی خوشبو بھی الگ ہوتی ہے اور ہر ایک کا سائز بھی الگ ہوتا ہے۔ مگر جب ملتے ہیں تو کتنے خوبصورت لگتے ہیں! یہ صحاحِ ستہ کی سب کتابیں اگر یکجا کریں تو یوں سمجھیں کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث کا ایک گلدستہ ہے۔ کہتے ہیں کہ،

ہر گلِ را رنگ و بوئے دیگر است

(ہر پھول کا رنگ اور خوشبو دوسرے سے جدا ہوتی ہے)

چنانچہ صحاحِ ستہ کی ہر کتاب کا انداز دوسری سے جدا اور انوکھا ہے۔ اب ذرا اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی تفصیل بھی سن لیجیے۔

☆......امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جب مسلم شریف لکھی تو انہوں نے سوچا کہ حدیث پاک کا علم حاصل کرنے کے لیے طالب علم کو اصولِ حدیث کا علم ہونا ضروری ہے تا کہ اس کو پتہ ہو کہ حدیث کے اصول پر کون سی حدیث پورا اترتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک مقدمہ لکھا، جو مقدمہء مسلم کے نام سے مشہور ہے۔ اس مقدمہ میں انہوں نے اصولِ حدیث کی تفصیل بیان فرمائی۔ اور واقعی بات بھی ٹھیک ہے کہ جب اصول ہی سامنے نہ ہوں تو ہم کسی چیز کو پرکھ ہی نہیں سکتے۔ گویا امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی فنی معرفت حاصل کرنے پر زور دیا۔

☆......سنن ابن ماجہ کو دیکھیں۔ امام ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد ''عمل بالحدیث'' تھا۔ یہ عمل بالحدیث اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دل میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے ابتدائی ابواب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے بارے میں باتیں کی ہیں...... مقصد کیا تھا؟...... کہ ان احادیث کے ذریعے طالب علم کے دل میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آئے گی اور اس محبت کی وجہ سے وہ پھر ان احادیث پر عمل کر سکے گا۔

☆......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد ''فقہی ترتیب کے مطابق روایات کو جمع کرنا'' تھا۔ مثال کے طور پر فقہی ترتیب میں سب سے پہلے کتاب الصلوٰۃ آئے گی کیونکہ یہ افضل علم ہے، اور نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ طہارت ٹھیک نہ ہو۔ لہٰذا ان تینوں حضرات نے کتاب الطہارۃ سے اپنی کتابوں کی ابتدا کی۔

☆......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب سے جدا اور الگ طریقے سے بخاری شریف کا آغاز کیا۔ انہوں نے کتاب کی ابتدا...... **باب کیف کان بدء الوحی**

www.besturdubooks.wordpress.com

الی رسول اللہ ﷺ سے کی......اس کا مقصد کیا تھا؟......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد ''احکامِ شریعت کی وضاحت'' تھا۔اور احکامِ شریعت کی وضاحت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک انسان کو یہ پتہ نہ چلے کہ یہ علم کیسے ملا؟ یہ علم انسان کو وحی کے ذریعے ملا۔

حواسِ خمسہ اور حصولِ علم:

انسان کے پاس علم حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔آپ نے سکولوں میں حواس خمسہ کے بارے میں تو پڑھا ہوگا......کیوں؟......اس لیے کہ انسان ان حواسِ خمسہ کے ذریعے علم حاصل کرتا ہے۔چنانچہ انسان کسی چیز کو،

......دیکھتا ہے تو اسے علم حاصل ہوتا ہے،

......سنتا ہے تو اسے علم حاصل ہوتا ہے،

......ہاتھ سے پکڑتا ہے تو اسے علم حاصل ہوتا ہے،

......چکھتا ہے تو اسے علم حاصل ہوتا ہے،

......سونگھتا ہے تو اسے علم حاصل ہوتا ہے۔

گویا یہ سب علم حاصل ہونے کے اسباب ہیں۔اس کی وضاحت بھی سن لیں۔

☆......جب بچہ کسی چیز کو دیکھتا ہے تو فوراً پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔وہ جو ہر چیز کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے، یہ اس کا علم حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔اس کو انگریزی میں Learning Curve کہتے ہیں۔آپ پوری دنیا کے بچوں کو دیکھ لیں، ان سب میں آپ کو ایک ہی ترتیب نظر آئے گی۔حتیٰ کہ آگ کا انگارہ بھی جب دیکھیں گے تو اسے بھی لپک کر پکڑنے کی کوشش کریں گے۔انہیں کیا پتہ کہ یہ چیز نقصان دہ ہے! وہ سب سے پہلے چیز کو اس لیے پکڑتے ہیں کہ پکڑ کر اندازہ لگائیں کہ یہ چیز نرم ہے یا سخت ہے۔کیونکہ ہاتھ لگانے سے چیز کی نرمی یا سختی کا پتہ چل جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆...... جب ہاتھ لگانے سے چیز کی سختی یا نرمی کا پتہ چل جاتا ہے تو بچے اگلا کام یہ کرتے ہیں کہ اس چیز کو منہ میں ڈالیں گے۔ ہر بچہ ایسا کرتا ہے۔ وہ چکھتا ہے کہ اس کا ذائقہ ہے یا نہیں۔

☆...... پھر جب وہ منہ میں ڈال کر یہ معلوم کر لیتا ہے کہ یہ ذائقہ والی ہے یا بے ذائقہ چیز ہے تو تیسرا کام یہ کرتا ہے کہ اسے زمین پر پھینکتا ہے۔ یہ وہ جان بوجھ کر کرتا ہے۔ اسے یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ چیز شیشے کی ہے اور ٹوٹ جائے گی، بلکہ وہ اسے نیچے گرا کر اس کی آواز سنتا ہے کہ اس کی آواز کیسی ہو گی۔ اس سے نقصان تو ماں باپ کا ہوتا ہے، بچے کا کیا جاتا ہے۔ تو یہ بچے کے علم حاصل کرنے کی ایک ترتیب ہے جو فطرت نے اسے دی ہے کیونکہ وہ ہر چیز کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ان اعضا کے ذریعے انسان کو علم حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ایک فرق بھی ہے...... کیا فرق ہے؟...... کہ جو علم ان اعضا کے ذریعے حاصل ہوتا ہے وہ کبھی کبھی غلط بھی ہو جاتا ہے۔ اس کی بھی کئی مثالیں ہیں۔

☆...... بالفرض آپ گاڑی چلا رہے ہیں۔ گرمی کا موسم ہے۔ آپ سامنے سڑک پر دیکھیں تو یوں لگے گا کہ جیسے پانی ہے، مگر پانی نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنکھ نے علم تو حاصل کیا مگر غلط تھا۔

☆...... ایک اور مثال سنیں۔ آپ ایک ریل گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ دوسری ریل گاڑی ساتھ آ کر رکی۔ آپ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اسی دوران میں آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کی گاڑی نے چلنا شروع کر دیا۔ آپ یہی سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہماری گاڑی چل پڑی ہے، لیکن تھوڑی دیر بعد پتہ چلتا ہے کہ ہماری گاڑی تو نہیں چلی تھی بلکہ دوسری گاڑی چلی تھی۔ حالانکہ جب برابر میں وہ گاڑی چل رہی تھی تو آپ یہی سمجھ رہے تھے کہ آپ کی گاڑی چل رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنکھ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھا مگر اس کے دیکھنے سے جو علم حاصل ہوا وہ علم غلط تھا۔ اس کو انگریزی میں Illusion (دھوکا) کہتے ہیں۔ یہ نظر کا دھوکا ہے۔

☆...... جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو اسے ہر چیز کڑوی لگتی ہے۔ حتی کہ پانی بھی کڑوا لگتا ہے۔ حالانکہ پانی کڑوا نہیں ہوتا۔ لیکن مریض کہے گا کہ مجھ سے تو ایک گھونٹ بھی نہیں پیا جاتا، یہ کڑوا ہے۔ اب دیکھیں کہ پانی تو ٹھیک تھا لیکن اس کی بدنی بیماری کی وجہ سے اسے کڑوا لگنے لگا، تو پتہ چلا کہ اسے زبان کے ذریعے جو علم حاصل ہوا وہ پختہ علم نہیں تھا۔

☆...... آپ کئی مرتبہ کہتے ہیں کہ کسی نے گھنٹی بجائی ہے۔ جب باہر جا کر دیکھتے ہیں تو وہاں کوئی بھی نہیں ہوتا۔ گویا کان نے تو سنا، مگر جو سنا وہ غلط تھا۔

معلوم ہوا کہ ان اعضا سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کچا ہوتا ہے۔ ٹھیک بھی ہوتا ہے مگر کبھی کبھی وہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس پر ہمیشہ کے لئے اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

عقل اور حصولِ علم:

ان پانچ حواس کے علاوہ ایک اور حس بھی ہے جس کے ذریعے انسان علم حاصل کرتا ہے، اسے ''عقل'' کہتے ہیں...... عقل کے ذریعے کیسے علم حاصل کیا جاتا ہے؟...... اس کی بھی کئی صورتیں ہیں، مثلاً:

☆...... آپ گھر میں واپس آئے اور آپ نے دیکھا کہ آپ کی الماری میں سے چیزیں غائب تھیں۔ اب آپ فوراً سوچتے ہیں کہ کسی نے چوری کی ہے۔ جب چوری کرنے والے نے چوری کی تھی آپ اس وقت تو موجود نہیں تھے۔ لیکن آپ نے الماری کے اندر اپنی چیزوں کے بکھرے پڑے ہونے کی وجہ سے اندازہ لگایا کہ چوری ہوئی ہے۔ پھر آپ ادھر ادھر سے نشان ڈھونڈتے ہیں۔ آپ کو چھت پر سے دو تین

www.besturdubooks.wordpress.com

اینٹیں اکھڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ آپ فوراً سوچتے ہیں کہ چور چھت کے اوپر سے آیا تھا۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا تو نہیں، لیکن آپ نے اپنی عقل سے یہ بات سمجھ لی کہ وہ ادھر سے ہی آیا تھا اور ادھر ہی سے ہو کر گیا تھا۔ اور بعد میں یہ بات واقعی سچی نکلتی ہے کہ وہ اسی راستے سے آیا تھا اور اس نے چوری کی تھی۔ یہ فیصلہ آپ نے عقل کے ذریعے کیا۔

☆......سائنس کی دنیا میں ایک سائنسدان گزرا ہے۔ اس کا نام تھا آئن سٹائن۔ اس نے ایک تھیوری پیش کی۔ اس نے اس تھیوری کی بنیاد اپنے ایک خیال پر باندھی۔ اس نے سوچا فرض کریں کہ ایک فریم آف ریفرنس ہے۔ نہ اس نے کوئی تجربہ کیا، آنکھوں سے بھی نہیں دیکھا، ہاتھ لگا کر بھی کچھ نہیں دیکھا۔ لیکن ایک سوچ پر اس نے بنیاد رکھی کہ فرض کرو کہ ایک فریم آف ریفرنس ہے، اور کرتے کرتے اس نے ایک نتیجہ نکالا کہ آج پوری سائنس کی دنیا اسے تسلیم کرتی ہے۔ اس تھیوری کا نام تھیوری آف ریلیٹیویٹی (نظریہ اضافت) ہے۔ اسے یہ علم فقط عقل کے ذریعے ملا۔

ضروری نہیں کہ عقل کے ذریعے حاصل ہونے والا علم ہمیشہ ٹھیک ہو۔ ناقص بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ کئی مرتبہ عقل انسان کو دھوکا بھی دے دیتی ہے۔ مثال کے طور پر۔

☆......ایک گمراہ آدمی گزرا ہے۔ اس کا نام ''عبدالرحمٰن'' تھا۔ نام تو بڑا اعلیٰ تھا لیکن اس کا عمل بہت ہی زیادہ برا تھا۔ اس عبدالرحمٰن نے ایک فرقہ بنالیا تھا اور وہ کہتا تھا کہ بھائی کے لیے بہن کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ وہ اس کے لیے دلیل یہ دیتا تھا کہ اچھی بیوی وہی بن سکتی ہے جو انسان کو بہتر طور پر سمجھتی ہو، اور بہن سے زیادہ بھائی کو بہتر کون سمجھتا ہے!؟ لہٰذا بہن سے نکاح جائز ہے۔ اس کی عقل نے اسے دھوکا دیا کیونکہ وہ تو محرم ہوتی ہے۔ اگر قریبی محرم رشتوں پر بھی انسان کی شہوت کی نظر

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑے گی تو پھر حیا تو دنیا سے رخصت ہی ہو جائے گی۔

☆......ایک ملک کی پارلیمنٹ میں تالیوں کی گونج میں ایک بل پاس کیا گیا کہ مرد کی مرد سے شادی جائز ہے۔ دیکھو کہ عقل نے کیسا دھوکہ دیا! کہنے کو وہ بڑے ترقی یافتہ ہیں اور سائنس کے نقطہ عروج کو چھونے کے دعوے کرتے ہیں، لیکن عقل نے کیسا دھوکا دیا کہ ایک خلاف فطرت عمل کرنے کا بل پاس کر لیا۔ ایسا تو جانور بھی نہیں کرتے۔ لیکن انہوں نے قانون بنا دیا کہ اس ملک میں مرد کی مرد کے ساتھ شادی ہو سکتی ہے۔

حواسِ خمسہ سے بھی علم حاصل ہوتا ہے مگر وہ بھی کچا۔ اس میں دھوکہ ہوتا ہے۔ اور عقل سے بھی علم حاصل ہوتا ہے مگر اس میں بھی دھوکہ ہے۔

وحی الٰہی اور حصولِ علم:

ایک علم اور ہے جسے علمِ وحی کہتے ہیں۔ یہ علم انسان قلب کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ یہ وحی کا علم نبی علیہ السلام کے قلب اطہر پر اتارا گیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

نزل علی قلبك (اے محبوب ﷺ! اسے آپ کے دل پر اتار گیا)

یہ وحی کے ذریعے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ سچا اور پکا ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہوتا ہے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب کا آغاز ''بدء الوحی'' سے کر کے گویا یہ پیغام دیا کہ تم نے احکامِ شریعت سیکھنے ہیں، اور یہ احکام اس لیے پکے اور سچے ہیں کہ یہ وحی کے ذریعے عطا کیے گئے ہیں۔

وحی دو طرح کی تھی:۔

(1) متلو (2) غیر متلو

متلو وہ وحی ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے یعنی قرآن مجید۔ اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

نے نبی علیہ السلام کے قلب اطہر پر اتارا اور اللہ کے محبوب ﷺ نے امت کو سکھایا۔ہم اسے کتاب کہتے ہیں۔اس کے علاوہ کچھ ایسی باتیں تھیں جو اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام کے قلب مبارک میں ڈال دیتے تھے۔اور نبی علیہ السلام صحابہ رضی اللہ عنہم کو وہ باتیں بتایا کرتے تھے۔اسے حدیث کہتے ہیں۔اس حدیث کا دوسرا نام غیر متلو وحی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَا اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:۳۔۴)

نبی علیہ السلام جو بھی فرماتے تھے وہ اللہ کی وحی کے ذریعے فرماتے تھے۔یہ حدیث مبارکہ کا علم بھی وہ علم ہے جو اللہ رب العزت نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا۔لہٰذا اس میں کسی قسم کی کوتاہی کا شائبہ ہی نہیں ہے۔یہ پکا اور سچا علم ہے۔اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات سے کتاب کا آغاز کیا۔تاکہ طالب علم کے ذہن میں یہ بات جاگزیں ہو جائے کہ میں ایک ایسا علم پڑھ رہا ہوں جو وحی کے ذریعے عطا ہوا اور یہی علم زندگی گزارنے کے لیے سو فیصد سچی اور پکی رہنمائی کرتا ہے۔

کتب حدیث میں دلچسپی کا پہلو:

فنِ حدیث کی کتابوں میں ایک دلچسپ فرق ہے۔آپ کو ذرا اس کے بارے میں بھی بتاتے ہیں،توجہ فرمائیے:

☆......اگر ہم صحاح ستہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ چاہیں کہ مختلف ائمہ، حدیث کس حدیث مبارکہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو یہ بات ہمیں ترمذی شریف سے معلوم ہوگی۔

☆......اگر یہ پتہ کرنا ہو کہ اس امام کے دلائل کیا ہیں؟ تو وہ دلائل ابوداؤد شریف سے معلوم ہوگی۔

☆......اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ اس حدیث سے مسئلہ کا ستنباط کیسے کیا؟ مسئلہ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

Derive کیسے کیا؟ تو یہ چیز بخاری شریف سے ملے گی۔

☆......اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ ان دلائل کی تقویت کے لیے کیا اور بھی احادیث ہیں؟ تو وہ احادیث مسلم شریف سے ملیں گی۔

☆......پھر یہ معلوم کرنے کیلیے کہ یہ حدیث جو مستدل بن رہی ہے اس میں کوئی علت تو نہیں، تو علت معلوم کرنے کے لیے نسائی شریف سے پتہ کرنا پڑے گا۔

☆......اگر کوئی چاہے کہ مؤلف کی مدد کے بغیر خود علت کو ڈھونڈوں تو پھر اس کو سنن ابن ماجہ سے مدد لینا پڑے گی۔

اب یہاں یہ دیکھیں کہ ہر کتاب حدیث کا اپنا ایک رنگ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ان صحاح ستہ میں اپنے محبوب ﷺ کے علوم کو مختلف رنگوں سے بھر دیا۔ اب انسان جس طرح کا علم حاصل کرنا چاہے، وہ اس سے متعلقہ کتاب کو پڑھے، اللہ رب العزت اس کو وہ علم عطا فرما دیں گے۔

بخاری شریف کا سنِ تالیف:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تالیف کا کام، بقول حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے 217 ہجری میں شروع کیا اور انہوں نے اس کام کو 233 ہجری میں مکمل کیا۔

اصلاحِ نیت:

امام بخاری نے یہاں جو حدیث مبارکہ سب سے پہلے پیش فرمائی ہے اس میں کیا ارشاد فرمایا گیا؟ آیئے ذرا ہم اس حدیث مبارکہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَ اِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی

''اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور انسان کے لیے وہی ہے جو وہ نیت کرتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے“

فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا

(تو جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی اس کو دنیا مل گئی)

اَوْ اِلٰى امْرَأَةٍ يَّنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

(یا جس کی ہجرت ہوئی عورت سے نکاح کرنے کے لیے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی)

اگر اس حدیث پاک میں غور کریں تو چند باتیں سامنے آتی ہیں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو شروع میں اس لیے لائے ہیں کہ جب اعمال کا دار و مدار ہی نیت پر ہے تو انسان کو شروع سے ہی اپنی نیت ٹھیک کرنی پڑے گی ورنہ اعمال ہی نہیں ہوں گے۔ مثال کے طور پر ایک آدمی جس کا وزن زیادہ ہے اگر وہ کسی دن کھاتا پیتا ہی نہیں اور نہ ہی جماع کرتا ہے۔ اگر وہ سارا دن ایسا ہی رہے تو اسے روزے کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس کا مقصد وزن کم کرنا تھا۔ اس عمل میں نیت کا اتنا دخل ہے کہ اگر اس نے کھانے پینے اور جماع کرنے سے پرہیز بھی کیا تو اس کو ثواب نہیں ملے گا۔

ایک بزرگ تھے۔ ان کے ایک شاگرد نے ان کو ایک مرتبہ اپنے گھر دعا کے لیے بلایا۔ وہ تشریف لے گئے۔ جب انہوں نے گھر دیکھا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا بنایا ہوا ہے؟ کہنے لگا: جی یہ روشن دان بنایا ہے۔ پوچھا کہ کیوں بنایا ہے؟ کہنے لگا کہ حضرت! اس لیے بنایا ہے کہ اس میں سے روشنی بھی آئے گی اور ہوا بھی آئے گی۔ تو حضرت نے اس کو بات سمجھائی اور فرمایا: آپ نے یہ کہا کہ میں نے یہ روشن دان اس لیے بنایا کہ اس سے ہوا بھی آئے گی اور روشنی بھی آئے گی، اگر آپ یہ جواب دیتے کہ میں نے روشن دان اس لیے بنایا کہ مجھے اس میں سے اذان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

آواز آیا کرے گی تو تمہارا روشن دان بنانا عبادت بن جاتا، ہوا اور روشنی تو تمہیں ویسے ہی مل جاتی تھی۔ تو پتہ چلا کہ ہر عمل میں نیت کو ٹھیک کرنا ہے۔

تصحیح نیت میں عارفانہ کلام:

ہمارے قریب میں ایک بزرگ گزرے ہیں، سلطان العارفین حضرت سلطان باہو۔ ان کا پنجابی میں کلام بڑا عجیب ہے۔ وہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

جے ناتیاں دھوتیاں رب ملدا تے ملدا کمیاں مچھیاں نوں

اگر نہانے دھونے سے خدا ملتا تو مچھلیوں کو مل جاتا، وہ تو ہر وقت نہاتی رہتی ہیں۔

جے ذکر کیتیاں رب ملدا تے ملدا کال کڑچھیاں نوں

یہ ایک کالا پرندہ ہوتا ہے جو الٹا لٹکا ہوا ہوتا ہے اور ساری رات آواز نکالتا رہتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں اگر ذکر کرنے سے رب ملتا تو وہ ساری رات ذکر کرتی ہے، اسے رب مل جاتا۔

جے سر منایا رب ملدا تے ملدا بھیڈاں سسیاں نوں

بھیڑ کی ایک قسم ہے جس کے سر پر بہت چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر سر منڈانے سے رب ملتا تو اس بھیڑ کو مل جاتا۔

جے جتیاں ستیاں رب ملدا تے ملدا داندان کھسیاں نوں

اگر مجرد (غیر شادی شدہ) رہنے سے خدا ملتا تو خصی جانوروں کو خدا مل جاتا۔

اور اخیر پر فرماتے ہیں۔

جے رب ملدا تے ملدا نیتاں اچھیاں نوں

اگر اللہ ملتا ہے تو وہ اچھی نیت والوں کو ملتا ہے۔

عزیز طلبا! یہ بات سو فیصد سچی ہے۔ لہٰذا آپ ابھی سے نیت کرلیں کہ جو کوئی ہمارے ساتھ زیادتی کرے گا ہم اللہ کے لیے اس کو معاف کر دیں گے۔ ہم آج سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے کسی بندے سے بھی کوئی زیادتی نہیں کریں گے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ''جو شخص دوسروں کے قصوروں کو جتنا جلدی معاف کریگا اللہ رب العزت قیامت کے دن اس کے قصوروں کو اتنا جلدی معاف فرما دیں گے''۔ چنانچہ آج ہی سے ہر عمل میں آخرت کو سنوارنے کی نیت کر لیں۔

نیت کی شرعی حیثیت:

اس حدیث مبارکہ میں نیت کی شرعی حیثیت بھی سامنے آتی ہے کہ جب تک نیت نہ ہو اس وقت تک عمل نہیں ہوتا۔ ائمہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نیت نہ ہونے کی وجہ سے عمل کا ثواب نہیں ملتا۔

......بعض نے کہا کہ عمل کی صحت کا دارومدار نیت پر ہے۔

......بعض نے کہا کہ عمل کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے۔

......امام ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا کہ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔ عمل ہو جائے گا ثواب نہیں ملے گا۔

مثال کے طور پر ایک آدمی کو کسی نے پانی میں دھکا دے دیا۔ جب وہ پانی میں گر گیا تو اس بندے کا وضو ہو گیا، اگرچہ اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ اس لئے کہ نیت نہیں تھی۔ اسی طرح ایک بندہ غسل کرتا ہے لیکن وضو کی نیت نہیں کرتا تو اسے ثواب نہیں ملے گا لیکن اس کا وضو ہو جائے گا۔ تو امام صاحب فرماتے ہیں کہ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے عمل تو ہو جاتا ہے۔

یہیں سے ائمہ میں مسائل کا اختلاف ہو گیا۔ جنہوں نے کہا کہ نیت کے بغیر عمل ہوتا ہی نہیں تو انہوں نے کہا کہ اس کے مسائل یہ ہیں اور جنہوں نے کہا کہ عمل تو ہو جاتا ہے مگر ثواب نہیں ملتا ان کے مسائل مختلف ہو گئے۔ تو یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ فقہا میں اختلاف کیسے آیا؟ کہ انہوں نے ایک لفظ کے مفہوم کو الگ الگ لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے اس بات کے مفہوم کو اور زیادہ واضح فرما دیا۔ پہلے فرمایا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ پھر ماقبل کو اور زیادہ واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وانما لکل امرىء مانوى (اور ہر انسان کے لئے وہی ہے جو وہ نیت کرتا ہے)

پھر آگے فرمایا:

فَمَنْ کَانَ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا

(پھر جس نے ہجرت کی دنیا کی خاطر اس کو وہ دنیا مل گئی)

حدیث مبارکہ کا شانِ ورود:

نبی علیہ السلام نے یہ حدیث مبارکہ ایک خاص موقع پر ارشاد فرمائی تھی، وہ موقع کیا تھا؟ ایک صحابی تھے۔ وہ کسی خاتون کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے اس کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو اس عورت نے جواب میں کہا کہ اگر آپ ہجرت کریں گے تو آپ کے ساتھ میرا نکاح ہو جائے گا، اور اگر ہجرت نہیں کریں گے تو میں نکاح نہیں کروں گی۔ چنانچہ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے شادی کرنے کے لئے ہجرت کی۔ اس عورت کا نام ام قیس تھا۔ لہٰذا وہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں "مہاجرِ ام قیس" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

جب یہ بات نبی علیہ السلام کے سامنے پیش ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بات کو واضح کر دیا۔ لیکن اس میں غور طلب نکتہ یہ ہے کہ اس میں نبی علیہ السلام نے کسی کا نام نہیں لیا۔ اتنا فرمایا کہ

اِلٰی امْرَاَةٍ یَّنْکِحُهَا، فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ

"جس نے ہجرت کی عورت سے نکاح کرنے کیلیے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی"

یعنی بغیر نام لیے بات کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک علمی نکتہ:

یہاں ایک علمی نکتہ ہے۔ سورۃ یوسف میں ہے کہ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف متوجہ کیا اور گناہ کی دعوت دی تو قرآن مجید میں یوں ہے۔

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ (الیوسف:۲۳)

''اور پھسلایا اس کو اپنے جی سے اس عورت نے جس کے گھر میں وہ تھا''

یہاں عورت کا نام نہیں لیا گا۔ حالانکہ اس آیت میں اگر سیدھا سیدھا زلیخا کا نام لے دیا جاتا کہ زلیخا نے ان کو گناہ کی دعوت دی تو دولفظوں میں بات ہو جاتی۔ اور قرآن مجید کا اسلوب بیان بھی یہی ہے کہ مختصر مگر جامع کلام ہوتا ہے، مگر قرآن مجید میں یہاں زیادہ الفاظ استعمال کر لیے لیکن نام نہیں لیا کہ عزیز مصر کی بیوی نے گناہ کی دعوت دی۔ نشاندہی نہیں کی۔ کیونکہ نشاندہی کر کے بات کرنے سے غیبت ہو جاتی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو غیبت سے منع فرمایا ہے۔ تو جس پروردگار نے بندوں کو غیبت کرنے سے منع فرمایا وہ خود کیوں ایسا کلام فرماتے جس میں یہ پہلو نکلتا۔ لہٰذا زیادہ الفاظ استعمال کر لیے مگر بات گول مول کردی کہ سمجھنے والے سمجھ بھی جائیں اور اوپر پردہ بھی رہ جائے۔ جیسے اللہ نے اس عورت (زلیخا) کا پردہ رکھ لیا، اس کا نام نہیں لیا، اس کو رسوا نہیں کیا، اس کے خاوند کو بھی رسوا نہیں کیا اور بات کو گول کر دیا، اسی طرح نبی علیہ السلام نے بھی بالکل اسی طرح فرمایا۔ کہ بات تو کرنی تھی اُمِ قیس اور اس کے خاوند کے بارے میں، مگر نبی علیہ السلام نے اجمالاً بات اشارہ فرمادی۔ اس کو کہتے ہیں،

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ

ہمیں بھی یہاں سے یہ سبق سیکھنا چاہیے کہ ہم بھی اگر کسی کے بارے میں بات کریں تو اجمالاً کریں۔ نام لے کر بات نہ کریں اور اپنے آپ کو غیبت سے بچانے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کوشش کریں۔ چنانچہ یہ تربیتی انداز بھی اس حدیث مبارکہ سے سامنے آتا ہے۔

تصوف کی ابتدا:

یہ حدیث مبارکہ تصوف کی ابتدا ہے۔ ایک مرتبہ ایک بڑے عالم حضرت شیخ الحدیث ؒ سے ملے اور فرمایا، یہ تصوف کیا بلا ہے؟ یہی الفاظ کہے۔ انہوں نے آگے کہیں سفر پر بھی جانا تھا۔ چنانچہ فرمانے لگے کہ میں آگے سفر پر جا رہا ہوں، واپس آؤں گا تو آپ کے ساتھ تفصیل سے بات کروں گا۔ حضرت نے فرمایا: آپ ابھی جواب لیتے جائیں۔ تصوف کی ابتدا ہے...... اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)...... اور تصوف کی انتہا ہے...... اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (کہ تو ایسے عبادت کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھ سکتا تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے)...... وہ کہنے لگے کہ آپ نے تو جلدی مسئلہ حل کر دیا۔ بخاری شریف کی افتتاحی حدیث بھی یہی ہے اور تصوف کی ابتدا بھی یہی ہے کہ اپنی نیتوں کو ٹھیک کر لیں۔

حدیث نبوی کا نور:

بعض کلام ایسے ہوتے ہیں جن میں نور ہوتا ہے۔ جیسے کلام اللہ۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اس کلام کے اندر ایک نور ہے۔ جو شخص اس کلام کو پڑھتا ہے اس کو نور ملتا ہے۔ اس پر اللہ کی رحمتیں برستی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ﴾

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم خاموش رہو اور غور سے سنو تا کہ تم پر رحمتیں برسیں''

اس کلام الٰہی میں نور بھرا ہوا ہے اور وہ نور سینے میں ملتا ہے۔ اسی حدیث پاک

www.besturdubooks.wordpress.com

میں فرمایا:

تَبَرَّكْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهٗ كَلَامُ اللّٰهِ

''تم قرآن سے برکت حاصل کرو، وہ اللہ کا کلام ہے''

جس طرح کلام اللہ میں نور ہے اسی طرح کلام رسول اللہ ﷺ میں بھی نور ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام بھی منور شخصیت تھے۔ اللہ کے نبی تھے اور ان کا کلام اللہ کی وحی تھی۔ ان کا جو کلام تھا وہ قرآن کی تفسیر تھی۔

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

لہٰذا کلامِ نبوی کے اندر بھی نور ہے۔ اس لیے حدیث مبارکہ کو پڑھنے سے بھی نور ملتا ہے۔ ہم جو علم حاصل کرنے کے لیے یہاں بیٹھے ہیں اس کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ ان الفاظ اور حروف کے اندر جو نور چھپا ہے وہ نور ہمیں مل جائے۔ لہٰذا اگر وہ نور ہمیں مل گیا تو ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ فرماتے ہیں کہ علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم حدیث پاک کو آداب کے ساتھ، طلب کے ساتھ اور شوق کے ساتھ پڑھیں گے تو ان الفاظ و حروف کے اندر جو نور ہے وہ ہمارے سینے میں آئے گا اور اس نور کے ملنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما دیں گے۔ لہٰذا ہر طالب علم یہ کوشش کرے کہ اس دورہ حدیث کے سال میں بڑی طلب کے ساتھ اور ادب کے ساتھ حاضری کی پابندی کرے، سبق کا ناغہ نہ ہو، استاد کے آداب کی رعایت رکھے اور توجہ سے بیٹھ کر سنے تاکہ حدیث مبارکہ کا نور ہمارے سینوں میں منتقل ہو جائے۔

کلام سے متکلم تک رسائی:

یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ کلام سے متکلم کی شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔ مثال

www.besturdubooks.wordpress.com

طور پر:

☆......مرزا غالب ایسا شاعر تھا جو مخلوق کی محبت کے دھندوں میں پڑا ہوا تھا۔ لہٰذا اگر اس کا کلام پڑھیں تو اس میں عورت کے حسن و جمال اور اس کی تفصیلات ملیں گی۔

☆......میر درد ایک صوفی شاعر تھا۔ اگر اس کا کلام پڑھیں تو اس میں اللہ کی محبت کی باتیں ملتی ہیں۔ مثلاً:

جگ میں آ کر ادھر ادھر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی
جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

ایک اور شعر میں کہتے ہیں:

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس کلام سے پتہ چلتا ہے کہ اس بندے کے دل میں واقعی اللہ کی محبت تھی۔

☆......علامہ اقبال ایک انقلابی ذہن رکھنے والا انسان تھا۔ چنانچہ اگر اس کے اشعار پڑھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ آدمی چاہتا تھا کہ ہمیں فرنگیوں سے آزادی مل جائے اور امت مسلمہ کو عزت رفتہ مل جائے، مثلاً:

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے؟
وہ کیا گردوں تھا جس کا تو ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی

www.besturdubooks.wordpress.com

تو گفتار ، وہ کردار ، تو ثابت ، وہ سیارا

اس کے کلام سے ہی پتہ چلتا ہے کہ اس کا ذہن انقلابی تھا۔

☆......اورنگ زیب عالمگیر کی ایک بیٹی کا نام زیب النساء تھا۔ وہ بھی فارسی میں اشعار کہتی تھی۔ اس نے اپنا تخلص ''مخفی'' رکھا ہوا تھا۔ اس کا ''دیوان مخفی'' چھپا ہوا ہے۔ وہ بڑے اچھے اشعار کہتی تھی۔

اس زمانے میں ایک ایرانی شہزادہ تھا۔ اس نے ایک مصرعہ کہا:

درِ ابلق کسے کم دیدہ موجود

(در ابلق کس نے دیکھا ہے، بہت کم موجود ہوتا ہے)

ایک موتی کو در ابلق کہتے ہیں۔ وہ سفید اور چمکدار ہوتا ہے مگر اس میں ایک باریک سی کالی لائن ہوتی ہے، اس کو ابلق کہتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ در ابلق کس نے دیکھا ہے؟ بہت کم موجود ہوتا ہے...... پہلا مصرعہ تو اس نے بنا لیا، لیکن دوسرا مصرعہ اس سے نہیں بن رہا تھا۔ چنانچہ اس نے کہا: جو بندہ دوسرا مصرعہ بنائے گا میں اس کو بڑا انعام دوں گا۔

یہ بات چلتے چلتے ایران سے ہندوستان تک پہنچی۔ یہاں کے شعرا نے بھی کافی طبع آزمائی کی لیکن کچھ نہ بنا۔ مخفی نے بھی اس مصرعہ کی شہرت سن لی۔ ایک دن اتفاقی طور پر اس شعر کا دوسرا مصرعہ کہہ دیا۔

ہوا یوں کہ ایک مرتبہ نہانے کے بعد اس نے اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈالا...... سرمہ ڈالنے سے کئی مرتبہ آنکھوں میں پانی آجاتا ہے...... سرمہ ڈالنے کے بعد جب اس نے آئینہ دیکھا تو وہ آنکھ سے نکلا ہوا پانی آنسو کی شکل میں پلکوں کے اوپر تھا اور اس میں سرمے کی وجہ سے ہلکی سی لائن تھی۔ اس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ تو در ابلق کی طرح ہے۔ چنانچہ اس نے وہیں دوسرا مصرعہ کہہ کر شعر مکمل کر دیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیدۂ موجود کم کسے ابلق درِ
مگر اشکِ بتاں سرمہ آلود

یہ ایسا مزے کا شعر بنا کہ جو سنتا تھا حیران ہوتا تھا۔

یہ بات اس شہزادے تک پہنچی۔ اس شہزادے نے کہا: ''شاعر کو میرے پاس بھیجو، میں اس کو بڑا انعام دینا چاہتا ہوں'' جب یہ بات اورنگزیب عالمگیر تک پہنچی تو بیٹی سے کہا، بیٹی! میں تجھے کہتا نہیں تھا کہ تو شعر نہ کہا کر، کسی مصیبت میں ڈالے گی، اب دیکھو کہ وہ شہزادہ کہتا ہے کہ جس شاعر نے یہ شعر کہا ہے، وہ میرے پاس آئے، میں اسے انعام دینا چاہتا ہوں۔ مخفی کہنے لگی: ابا جان! آپ پریشان نہ ہوں، میرے دو شعر لکھ کر اس کے پاس بھیج دیں، وہ بات کو سمجھ جائے گا۔ چنانچہ اس نے شعر کہے:

در سخنِ مخفی منم چوں بوئے گل در برگِ گل

''میں اپنے کلام میں اس طرح چھپی ہوئی ہوں جس طرح پھول کے اندر خوشبو چھپی ہوتی ہے''

ہر چہ خواہد میل دارد در سخن خواہد مرا

''جو مجھ کو ملنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ میرے کلام کو پڑھ لے، کلام کے ذریعے مجھ سے ملاقات ہو جائے گی''

یہ اشعار بھیجنے سے سارا خطرہ ٹل گیا۔

یہاں بات تو وہی ہے کہ اگر وہ یہ کہتی ہے کہ میرے کلام کے ذریعے میری ملاقات ہو سکتی ہے تو دورۂ حدیث کے طلبا جو احادیث مبارکہ پڑھیں گے، اس کلام کے ذریعے ان کی اللہ کے محبوب ﷺ سے ایک روحانی ملاقات بھی ہو سکتی ہے۔ تو عزیز طلبا! ہم نے الفاظ میں پھنسے نہیں رہنا، آگے جانا ہے...... کلام سے ہمیں کہاں پہنچنا ہے؟...... متکلم تک پہنچنا ہے۔ لہٰذا مزہ تو یہ ہے کہ حدیث مبارکہ کے اس سال

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ہمیں نبی علیہ السلام کی ایسی محبت نصیب ہو جائے اور سنت پر ایسی استقامت نصیب ہو جائے کہ ہم اللہ کے محبوب ﷺ کے عشق میں ڈوب جائیں۔ پھر پڑھنے کا مزہ ہے۔

اس لیے بعض اکابر کہتے ہیں کہ جو اخلاص کے ساتھ دورہ حدیث کی کلاس پڑھے گا اس کو سال میں کم از کم ؟؟؟ مرتبہ تو نبی علیہ السلام کا خواب میں دیدار ضرور نصیب ہو گا۔ بلکہ ہم نے ایسے طلبا بھی دیکھے ہیں جن کا اس عاجز سے بیعت کا تعلق ہے، وہ آکر حالات بتاتے ہیں کہ ان کو ہر مہینے نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ کچھ ایسے بھی خوش نصیب ہیں جن کو ہر ہفتے نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ تو جو صحیح جذبے اور شوق کے ساتھ، محبت اور طلب کے ساتھ حدیث پاک کو پڑھتے ہیں، پھر وہ کلام کے ذریعے متکلم تک پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ پورا سال یہ دعا کرتے رہنا کہ ہمیں بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایسا قلبی تعلق نصیب ہو جائے، یہی مقصود ہے۔ ایک تو وہ نور حاصل کرنا ہے جو حدیث پاک میں ہے اور دوسرا کلام سے متکلم تک کا سفر کرنا ہے تا کہ ان کے ساتھ ایک روحانی نسبت قائم ہو جائے۔

دربارِ نبوت میں طلبِ حدیث کی قدر دانی:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لیے گیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ انور پر، مواجہ شریف پر سلام کے لیے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں حدیث مبارکہ کا کوئی بھی طالب علم جب سلام پیش کرنے کے لیے پہنچتا ہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک سے سورج کی کرنوں کی طرح نور کی شعاعیں نکلتی ہیں اور اس حدیث کے طالب علم کے دل کو منور کر دیتی ہیں ...... تو حدیث پاک پڑھنے والے طلبا پر اللہ رب العزت کی خصوصی رحمت ہوتی ہے۔ اس لیے اس سال میں آپ بڑے اہتمام کے ساتھ مسنون دعائیں پڑھیں، ہر کام میں اتباع سنت

www.besturdubooks.wordpress.com

کا لحاظ رکھیں اور تقویٰ کا اہتمام کریں۔ پھر آپ حدیث پاک پڑھتے جائیں گے اور اس کا نور ملتا جائے گا۔ اور پھر اس نور کی برکت سے متکلم تک تعلق نصیب ہو جائے گا۔ اللہ کا کتنا کرم ہے!! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کی وہ سچی محبت نصیب فرما دے، (آمین)

کتھے مہر علی ، کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

کہاں ہم ناکارہ لوگ اور کہاں وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پکی سچی محبت!؟
مگر اللہ رب العزت اس پر قادر ہیں کہ وہ ہمیں بھی یہ نصیب فرما دیں۔

منور چہرے:

حدیث پڑھنے والے طلبا کو ہر روز حدیث کا نور ملتا ہے۔ انسان کے چہرے پر نور نظر آتا ہے۔ دار السلام دیوبند کے دار الحدیث میں جب حدیث کی کلاس ہوتی تھی اور طلبا سبق پڑھ کر باہر نکلتے تھے تو ان کے چہروں پر ایسے نور ہوتا تھا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ رمضان المبارک کا اعتکاف کرنے کے بعد نور والے چہروں سے مسجد سے باہر نکل رہے ہیں۔...... اللہ اکبر کبیرا!!!...... ہم بھی اگر ذوق شوق کے ساتھ حدیث پڑھیں گے تو ہم بھی منور چہروں کے ساتھ باہر نکلیں گے۔ یہی نور ہمیں حاصل کرنا ہے۔

نور حاصل کرنے کے لیے مسنون دعائیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

دَمِيْ نُوْرًا وَّفِيْ شَعْرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَشَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَّ اَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّ مِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا (مسلم)

ترجمہ: اے اللہ میرے دل میں نور کردے، میری آنکھوں میں نور کردے اور میرے کانوں میں نور کردے اور میرے دائیں نور کردے اور میرے بائیں نور کردے اور میرے پیچھے نور کردے اور میرے پٹھوں میں نور کردے اور میرے گوشت میں نور کردے اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور کردے اور میری کھال میں نور کردے اور میری زبان میں نور کردے اور میرے نفس میں نور کردے اور تو مجھے بہت بڑا نور عطا کردے، اور مجھے ہی نور کردے اور میرے اوپر نور کردے اور میرے نیچے نور کردے۔ اے اللہ! مجھے نور عطا فرما۔

نور حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟

واقعی سچی بات یہ ہے کہ اگر یہ نور نصیب ہو گیا تو پھر دین کا کام کرنے کا مزہ آئے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

﴿ اَفَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ ﴾ (الانعام)

(اور وہ جو مردہ تھا، ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اسے ایسا نور عطا کیا کہ اس نور کو لے کر وہ انسانوں کے درمیاں دین کا کام کرتا ہے)

بھئی! اگر اپنے اندر نور نہ ہوا تو ہماری بے نور باتیں لوگوں کے دلوں پر کیا اثر کریں گی؟ یہی وجہ ہے کہ آج یہ شکوہ کیا جاتا ہے کہ جی لوگ ہماری باتیں سنتے ہی نہیں۔ لوگ بے نور باتیں کیوں سنیں گے؟ اس لیے یہ نور حاصل کرنے کا وقت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نور حاصل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ:

اس نور کو حاصل کرنے میں سب سے بڑی جو رکاوٹ ہے وہ گناہ ہیں۔ اس لیے کہ

فَإِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ إِلٰهِيْ
وَ نُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصِيْ

(علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور گناہگار کو نہیں دیا جاتا)

دورۂ حدیث کے طلبا متفکر بھی رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آٹھ سال ان چٹائیوں اور صفوں پر بیٹھے بیٹھے جسم پر داغ تو لگ گئے لیکن اگر وہ نور نہ ملا تو ہمارا یہ بیٹھنا کس کام ہوگا۔ آپ نے گائے اور بھینسوں کو دیکھا ہوگا کہ زمین پر بیٹھ بیٹھ کر ان کے بھی گھٹنوں اور ٹخنوں پر نشان بنے ہوتے ہیں۔ ہم بھی اگر صفوں پر بیٹھے رہیں اور ہمارے بھی فقط نشان ہی بنے تو وہ جانوروں والی نسبت ہے۔ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو منور فرما دے۔ اس کے لیے ہمیں معصیت کو چھوڑنا ہوگا۔ سچی توبہ کرنی ہوگی اور اخلاص اور اتباعِ سنت کے ساتھ یہ سال گزارنا ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو منور فرما دے۔

اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت فرمائے اور ہمارے لیے حدیثِ پاک کے اس نور کو حاصل کرنا آسان بنائے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ
بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾

عظمت بیت اللہ

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
بمقام: میدانِ عرفات بتاریخ: یوم عرفہ 2000

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنا۔ جتنی بار دیکھیں گے ہر دفعہ دیکھنے کا مزا جدا ہوگا۔ اس کی طرف دیکھنے سے انسان کا دل کبھی نہیں بھرتا۔ بلکہ انسان کہتا ہے کہ ایک بار دیکھا ہے اور دوسری بار دیکھنے کی تمنا ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے!

جن لوگوں کو اللہ رب العزت نے دل کی آنکھ دی ہوتی ہے، بصیرت دی ہوتی ہے، وہ جب بیت اللہ شریف کی طرف دیکھتے ہیں تو ان کو واقعی تجلیات نظر آتی ہیں۔ ان کو پھر اس کے حسن و جمال کا ادراک ہو جاتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

عظمتِ بیت اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾ (ال عمران:۹۷)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اوّلِ عالم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ ﴾ (ال عمران:۹۷)

''بے شک وہ پہلا گھر دنیا میں جو انسانوں کے لیے بنایا گیا وہ بکہ تھا۔''

بیت اللہ شریف کا ایک نام بکہ ہے اور اس شہر کا نام مکہ ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ زمین بننے سے پہلے ہر جگہ پر پانی تھا، اس میں ایک جگہ سے اللہ تعالیٰ نے بلبلہ پیدا فرمایا اور وہ بلبلہ پھیلنا شروع ہوا، اور پھیلتے پھیلتے اس نے زمین کی صورت اختیار کر لی۔ جس جگہ وہ بلبلہ پیدا ہوا وہ جگہ ''اوّلِ عالم'' کہلاتی ہے۔ اس جگہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر بنایا، جسے بیت اللہ کہا جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیت اللہ شریف کی تعمیر:

بیت اللہ کو چھ مرتبہ اپنی بنیادوں پر تعمیر کیا گیا۔

◉......سب سے پہلے تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس کو فرشتوں کے ہاتھوں سے بنوایا۔

◉......دوسری تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی۔

◉......تیسری تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی، جس کا تذکرہ قرآن پاک میں بھی ہے۔

◉......چوتھی تعمیر قریش مکہ نے کی، جس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھا۔

◉......پانچویں تعمیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کی۔ اور قریش مکہ نے جو حطیم کی جگہ کو چھوڑ دیا تھا، اس کو انہوں نے شامل فرمالیا۔

◉......ان کے بعد حجاج بن یوسف نے اپنے دور میں پھر اس کو انہی بنیادوں پر تعمیر کیا اور حطیم کو پھر باہر کر دیا۔

اس کے بعد وقت کے فقہا نے فتویٰ دے دیا کہ کوئی حاکم بیت اللہ کی اس تعمیر کو ان بنیادوں سے ہٹا نہیں سکتا، اس لیے کہ اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو یہ حاکموں کے ہاتھوں کھلونا بن جائے گا۔ چنانچہ آج تک وہی تعمیر چلی آ رہی ہے۔

بیت اللہ کی وجہ تسمیہ:

اس کو بیت اللہ (اللہ کا گھر) کہتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس گھر پر اللہ رب العزت کی ذاتی تجلیات کا ورود ہوتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ نور کا ایک پرنالہ ہے جو عرش کے اوپر سے برس رہا ہے اور اس جگہ تک آ رہا ہے۔ وہ پرنالہ عالمِ ملکوت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

جس مقام سے گزرتا ہے اس کا نام ''بیت المعمور'' ہے۔ اور جب وہی پرنالہ زمین پر آ کر اس جگہ پر گرا تو اس کا نام ''بیت اللہ'' رکھ دیا گیا۔ ہم اس بیت اللہ کے گرد طواف کرتے ہیں اور فرشتے بیت المعمور کے گرد طواف کرتے ہیں۔ ہم جس چیز کو سجدہ کرتے ہیں وہ وہی تجلیات ہیں، یہ اینٹوں کا تو ایک مکان ہے تا کہ جہت متعین ہو جائے۔ اور ہم اس جہت کی طرف رخ کر رہے ہوتے ہیں۔

مُتَوَجِّهًا اِلٰى جِهَةِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيْفَةِ

ہم ان پتھروں کو سجدہ نہیں کر رہے ہوتے۔ بلکہ ان پر جو تجلیات وارد ہو رہی ہیں، ان کی طرف سجدہ کر رہے ہوتے ہیں۔ تجلیات کے لفظ کی جگہ ''عکس'' کا لفظ سمجھ لیں کہ ایک آسان سا لفظ ہے۔ ایک آدمی پانی کے سامنے کھڑا ہو تو پانی میں اس کا عکس پڑتا ہے۔

تو یوں سمجھیے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات کا ایک عکس محسوس ہوتا ہے۔ اب اگر اصل خوب صورت ہو تو اس کا عکس بھی خوب صورت ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت کے جمال کا کیا کہنا۔ وہاں پر چونکہ اس کی ذاتی تجلیات پڑ رہی ہوتی ہیں اس لیے ہر بندے کو بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنا اچھا لگتا ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے:

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ چند چیزوں سے انسان کا دل کبھی نہیں بھرتا۔

◉...... آسمان کی طرف دیکھنا۔ وہی نیلا رنگ، وہی ستارے، وہی بادل ساری عمر آپ دیکھیں گے مگر دل نہیں بھرے گا۔ روز دیکھنے کا نیا لطف اور مزہ ہوگا۔

◉...... پانی کا پینا۔ اگر سو سال بھی عمر ہو جائے پھر بھی ہر دن پیاس لگے گی اور ہر دن پانی اچھا لگے گا۔ کوئی بندہ آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو یہ کہے کہ میں تو زندگی میں پانی پی پی کر اکتا گیا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ...... بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنا۔ جتنی بار دیکھیں گے ہر دفعہ دیکھنے کا مزا جدا ہو گا۔ اس کی طرف دیکھنے سے انسان کا دل کبھی نہیں بھرتا۔ بلکہ انسان کہتا ہے کہ ایک بار دیکھا ہے اور دوسری بار دیکھنے کی تمنا ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے!

جن لوگوں کو اللہ رب العزت نے دل کی آنکھ دی ہوتی ہے، بصیرت دی ہوتی ہے، وہ جب بیت اللہ شریف کی طرف دیکھتے ہیں تو ان کو واقعی تجلیات نظر آتی ہیں۔ ان کو پھر اس کے حسن و جمال کا ادراک ہو جاتا ہے۔

اصلِ عالم اور وسطِ عالم:

بیت اللہ شریف اولِ عالم بھی ہے اور بیت اللہ شریف اصلِ عالم بھی ہے۔ اس لیے کہ زمین مٹی ہے اور مٹی ہی ہماری اصل ہے۔ اسی طرح بیت اللہ شریف وسطِ عالم بھی ہے۔ حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر پوری زمین کے نقشے کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو بیت اللہ شریف کی جگہ آپ کو پوری دنیا کا وسط نظر آئے گی۔ اور ویسے بھی جغرافیائی اعتبار سے دیکھیں تو جزیرۂ عرب آپ کو تین طرف سے پانی میں گھرا ہوا نظر آئے گا اور اوپر ایک طرف سے زمین سے ملا ہوا نظر آئے گا۔ جیسے انسان کے جسم میں دل ہوتا ہے کہ اوپر سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور نیچے سے لٹک رہا ہوتا ہے۔ آپ بھی اس جزیرے پر غور کریں، آپ کو یوں لگے گا جیسے یہ دنیا کا جغرافیائی قلب ہے۔

بیت اللہ شریف میں دائمی کشش:

چھوٹا ہو یا بڑا، ہر بندے کے دل میں بیت اللہ شریف کو دیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ امیر غریب، پڑھے لکھے یا ان پڑھ، جس مسلمان سے بھی پوچھیں گے، اس کے دل میں بیت اللہ کو دیکھنے کا ایک شوق ہو گا کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے گھر کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو گھر کی چیزیں بیچ کر اس گھر کو دیکھنے کے لیے سفر کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف میں بنیادی طور پر ایک کشش رکھ دی ہے۔

بادل آئے حدودِ حرم لائے:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کو بنا لیا تو اللہ رب العزت نے ایک بادل کو بھیجا جس نے اس کے اوپر سایہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے میرے پیارے ابراہیم! جس جگہ تک یہ سایہ ہے اس جگہ کو میں نے حرم کی زمین بنا دیا۔ یعنی اس زمین کو بھی محترم بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس جگہ کی نشاندہی فرما دی اور آج ان کو حدودِ حرم کہا جاتا ہے۔

یہ ایسی جگہ ہے کہ جتنے انبیائے کرام بھی دنیا میں تشریف لائے انہوں نے آ کر اس جگہ پر طواف کیا۔ اس لیے ہر بندے کا دل اس جگہ کی طرف کھنچتا ہے۔

حج کا اعلان:

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا:

﴿ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ ﴾ (حج:۲۷)

"(اے میرے ابراہیم!) آپ لوگوں میں اس کا حج کرنے کا اعلان کیجیے۔"

عرض کیا: اے اللہ! میری آواز تو سب انسانوں تک نہیں پہنچے گی۔ فرمایا: اے میرے ابراہیم! آواز لگانا آپ کا کام ہے اور اس کو ان تک پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے آواز لگائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو عالمِ ارواح میں روحوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی سنوا دیا۔ جس نے اس آواز کے جواب میں جتنی بار لبیک کہا، اتنی ہی مرتبہ اس بندے کو اس گھر کا سفر کرنے کی توفیق نصیب ہوگی۔

دعائے ابراہیمی:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ گھر تعمیر کر لیا تو انہوں نے دعا مانگی:

''اے اللہ! میں نے گھر تو بنا دیا، اب اس گھر کو آباد کرنے کے لیے بھی کسی ہستی کو بھیج دے۔''

چنانچہ

دعا کرنے والے......ابراہیم خلیل اللہ

آمین کہنے والے......اسماعیل ذبیح اللہ

جس مقام پر دعا مانگی......اس کا نام بیت اللہ

جس ذات سے مانگ رہے تھے......اس کا نام اللہ

جو ہستی اس دعا کا مصداق بن کر آئی......اس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جگہ کو آ کر آباد فرمایا، سبحان اللہ!

مرکزِ ہدایت:

اس گھر کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کا سبب بنا دیا ہے۔ دیکھیے! تین چیزیں نہایت ہی اہم ہیں۔

- ......ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ......دوسرا کلام اللہ، اور
- ......تیسرا بیت اللہ

اب دیکھیے کہ ان تینوں چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے کیا کیا نام دیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ......رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا: رحمۃ للعلمین
⊙ ......کلام اللہ کے بارے میں فرمایا: ذکری للعلمین ،اور
⊙ ......بیت اللہ کے بارے میں فرمایا: ہدی للعلمین

تو بیت اللہ شریف پورے جہانوں کے لیے ہدایت کا مرکز ہے۔ یہاں سے ہدایت ملتی ہے۔ بلکہ یہ ہمارے روحانی قیام کا سبب ہے۔ فرمایا:

﴿ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ ﴾ (المائدہ:۹۷)

اس لیے قیامت کی نشانیوں میں سے آخری نشانی یہی ہوگی کہ بیت اللہ شریف کو گرا دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ دنیا کی اس بساط کو لپیٹ کر رکھ دیں گے۔

شکر ہے تیرا خدایا:

حاجی جو اپنے گھر سے چلتا ہے وہ گویا اللہ رب العزت کے عشق و محبت کا سفر کر کے آرہا ہوتا ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی کتنی رحمت ہے کہ ہم جیسے عاجزوں اور بے کسوں کو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ پر حاضری کی توفیق عطا فرما دی۔ اگر لیاقت پر معاملہ ہوتا تو پھر ہم تو گھروں میں ہی بیٹھے رہ جاتے۔ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ اس کے ہاں قابلیت نہیں، قبولیت کا معاملہ ہے۔ اگر قابلیت کو دیکھتے تو بہت سے لوگ ہم سے زیادہ قابل ہیں۔ حسب میں، اچھے نسب میں اچھے، علم میں اچھے، پتہ نہیں کن کن اعمال اور صفات میں اچھے ہیں لیکن اللہ رب العزت نے ہم جیسے نالائقوں کے لیے بھی آنے کا سبب بنا دیا۔

شکر ہے تیرا خدایا! میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زم زم کا پلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈال دی ٹھنڈک مرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا، میں تو اس قابل نہ تھا

بارگاہ سید الکونین میں جا کر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا! میں تو اس قابل نہ تھا

تیری رحمت، تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبدِ خضریٰ کا سایہ، میں تو اس قابل نہ تھا

ہم تو واقعی اس قابل نہ تھے، لیکن اللہ رب العزت کی رحمت ہوئی اور اس کا کرم ہوا کہ اس پروردگار عالم نے ہم پر اپنا احسان فرمایا اور ہمیں یہ سفر کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔

عشق ومحبت کی وارفتگی:

یہ حج کا سفر اللہ رب العزت کی رحمتوں کو لوٹنے کا سفر ہے۔ اس کی رحمتوں کو اپنے دامن میں بھرنے اور سمیٹنے کا سفر ہے۔ اللہ رب العزت نے اس سفر کے لیے کہہ دیا کہ چھوڑو اپنی زیب وزینت کو اور دو چادروں کو لپیٹ کر میرے گھر کی طرف آؤ، جیسے دیوانے لوگ اپنے محبوب کو ملنے کے لیے چلتے ہیں۔ اور فرمایا کہ تم بھی اسی طرح نعرے لگاؤ جیسے دیوانے لگاتے ہیں۔ کیا نعرے لگائیں؟ فرمایا:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ

......اونچائی پہ چڑھو تو بھی تلبیہ،
......نیچے اترو تو بھی تلبیہ،
......کسی سے ملو تو بھی اس سے پہلے تلبیہ،

www.besturdubooks.wordpress.com

سبحان اللہ! دیوانوں والی حالت ہے، بکھرے بال ہیں، اللہ کی محبت میں نعرے لگاتے جا رہے ہوتے ہیں...... کیا مرد اور کیا عورت ...... پھر اللہ کے گھر میں پہنچتے ہیں۔ اکٹھے طواف کر رہے ہوتے ہیں۔ مرد اپنی مردانگی بھول جاتا ہے۔ اور عورت اپنی نسوانیت بھول جاتی ہے۔ سب اللہ کے حضور رو رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایسی جگہ ہے جہاں ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوتی ہے۔ مردوں کو بھی روتے دیکھا، عورتوں کو بھی روتے دیکھا۔ سب رو رہے ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ اللہ رب العزت کی رحمتیں سمیٹ رہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اس سفر سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔

یومِ عرفہ:

آج کا یہ دن، جس کو وقوف عرفات کا دن کہا گیا، یہ بہت خاص دن ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا:

مَا الْحَجّ ''حج کیا ہے؟''

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ الْعَرَفَةُ

۹ ذی الحج کے دن عرفات کے مقام پر جو یہ ظہر سے لے کر مغرب تک وقوف کیا جاتا ہے اسے ''وقوفِ عرفہ'' کہتے ہیں۔ یہی گویا حج ہے۔ حج کا یہ رکن بہت بڑا رکن ہے۔ اصل یہی وقت ہے۔ جس نے اس کو پالیا وہ کامیاب ہو گیا۔

شیطان کی ذلت و رسوائی کا دن:

یوں سمجھیے کہ ہم اس وقت اپنی زندگی کا سب سے قیمتی وقت گزار رہے ہیں۔ ہمیں اپنی زندگی میں اس سے قیمتی وقت نہیں مل سکتا۔ وقوفِ عرفہ کا وقت قیمتی ترین وقت ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''میں نے شیطان کو جتنا ذلیل وخوار ہوتے ہوئے دیکھا یا تو بدر کے دن دیکھا تھا یا وقوفِ عرفات کے دن دیکھا، ورنہ اس کے سوا کبھی ایسا نہیں دیکھا۔''

تو آج کے دن شیطان ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میری تو سالوں کی محنت ضائع کر دی گئی۔

پروردگار کی رحمت کا بحرِ بیکراں:

اس دن اللہ رب العزت کی رحمت جوبن پر ہوتی ہے۔ اپنے عروج پر ہوتی ہے، اللہ رب العزت اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہوتے ہیں۔ اس کے بندے دور دراز سے سفر کر کے آئے ہوتے ہیں۔ کیا مرد اور عورتیں، سب اللہ رب العزت سے دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں دنیا دار لوگ بھی مہمان کی قدر کرتے ہیں، اور اللہ رب العزت تو سب سے زیادہ قدر کرنے والے ہیں۔ وہ بھی آئے ہوتے مہمانوں کی قدر فرماتے ہیں اور مہمان جو مانگتے ہیں اللہ رب العزت ان کو ان کی مانگی ہوئی ہر نعمت عطا فرما دیتے ہیں۔ مانگنے والوں کے مانگنے میں کمی ہوتی ہے لیکن پروردگار عالم کے دینے میں کمی نہیں ہوتی۔ اس کے خزانے اتنے وسیع ہیں کہ اس کو تو دے کر ہی خوشی ہوتی ہے۔

دیکھیے! اللہ رب العزت کے ننانوے نام ہیں۔ ہر نام اس کی کسی نہ کسی صفت کے بارے میں ہے۔ لیکن رحمت کی صفت کے بارے میں دو نام ہیں۔ ایک رحمٰن اور ایک رحیم۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہر صفت کے بارے میں ایک ایک نام، لیکن رحمت کی صفت اتنی ہے کہ اللہ رب العزت نے اس کے بارے میں دو نام بنائے۔ وہ اتنا رحیم اور اتنا کریم پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ خوش ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

نَبِّئۡ عِبَادِیۡۤ اَنِّیۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ (الحجر:۴۹)

''میرے بندوں کو بتا دو، بے شک میں بڑا ہی غفور ہوں، میں بڑا ہی رحیم ہوں۔''

اس کی مثال یوں سمجھیے: جیسے کوئی سخی کسی آدمی سے کہے، بھئی! اعلان کردو کہ میں بڑا سخی ہوں، تو اس کا کیا مطلب ہے؟ کہ بھئی! لینے والو! آکے لے لو، میں تمہیں خالی نہیں لوٹاؤں گا۔ جب پروردگارِ عالم خود فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ بے شک میں بڑا ہی غفور ہوں اور بڑا ہی رحیم ہوں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ چاہتے ہیں کہ لوگ میری رحمت سے حصہ پائیں اور مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔

یہاں آنے کا بھی بنیادی مقصد پچھلے گناہوں کی معافی مانگنا اور آئندہ تقویٰ و طہارت کی زندگی گزارنے کا دل میں عہد اور ارادہ کرنا ہے۔ جس نے اس بات کو سمجھ لیا اور آج اللہ رب العزت سے یہ بات منوالی تو گویا اس نے اپنی زندگی کا بہترین فیصلہ کروالیا۔ چنانچہ آج کا یہ وقت اللہ رب العزت سے مانگنے کا وقت ہے۔

اعمالِ حج پر گناہوں کی معافی کا وعدہ:

حج کے اعمال میں ہر حاجی کو بہت بڑا اجر ملتا ہے۔ ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے، ''جب کوئی حاجی شیطان کو کنکریاں مارتا ہے۔ تو ہر ہر کنکری مارنے کے بدلے میں اس کا ایک اتنا بڑا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے کہ اگر وہ گناہ معاف نہ ہوتا تو اس کے لیے جہنم میں جانے کا سبب بنتا۔''

اب سوچیے کہ حج کرنے سے کتنے بڑے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر اتنے بڑے بڑے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں تو پھر اللہ رب العزت کی رحمت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

خوب فائدہ اٹھایئے اور آج کے اس وقت میں خوب اللہ رب العزت سے مانگیے۔ اللہ رب العزت عطا کر کے بہت خوش ہوتے ہیں۔ دنیا والوں سے ایک دفعہ مانگو تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ رب العزت سے ایک دفعہ مانگو تو وہ دیتے ہیں، دو دفعہ مانگو، تین دفعہ مانگو، بار بار مانگو تو اور خوش ہوتے ہیں۔ بلکہ جو بندہ بار بار اللہ سے مانگے، ہر چیز اللہ سے مانگے اور ہر وقت اللہ سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنا ولی بنا لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہ تو کسی اور سے مانگتا ہی نہیں، یہ تو مجھ ہی سے مانگتا ہے، یہی میرا دوست ہے۔ سبحان اللہ! جب وہ دے کر اتنا خوش ہوتے ہیں تو ہم اللہ رب العزت سے خوب مانگیں تاکہ پروردگارِ عالم ہم پر مہربانی فرمادیں۔

فقیروں کے بھیس کا لحاظ:

دیکھیے! دنیا دار لوگوں کا بھی یہ اصول ہوتا ہے کہ وہ فقیروں کے بھیس کا لحاظ کر جاتے ہیں۔ کئی مرتبہ دنیا دار لوگوں کو دیکھا کہ ان کے سامنے مانگنے والا فقیر آتا ہے، لیکن اس نے بھیس فقیروں کا بنایا ہوتا ہے، اور ہوتا ایسا ہی ہے، تو بھی وہ لحاظ کرتے ہوئے اس کو دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں، ہاتھ جو پھیلا رہا تھا۔ ارے! دنیا دار بندے جب بھیس کا لحاظ کرتے ہوئے فقیر کو دے دیتے ہیں، تو پھر اللہ رب العزت بھی تو بھیس کا لحاظ فرما لیتے ہیں۔ اگر ہم دو چادروں میں لپٹے فقیروں کا بھیس بنائے اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلائیں گے، اپنے رب سے رب کو مانگیں گے اور اپنے رب سے اس کی محبت کا سوال کریں گے اور کہیں گے، یا اللہ! تو نے ہمیں یہاں پہنچا دیا، اب بھیس بنائے بیٹھے ہیں، پروردگارِ عالم! مہربانی فرما دینا، ہم فقیروں پر بھی احسان فرما دینا، تو اللہ رب العزت یقیناً ہم پر مہربانی فرمائیں گے اور ہماری اس جگہ کی حاضری کو قبول فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ رب کریم تو مہربانی فرماتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میرے بندے مجھ سے اور زیادہ مانگیں۔ اس لیے اس سے خوب مانگیے۔ اس وقت کو خوب دعاؤں اور مناجات میں استعمال کیجیے۔

آنسوؤں کی قدر:

ایک اصول یاد رکھیے کہ ہر ملک میں امپورٹڈ (درآمد شدہ) چیز کی بڑی قدر ہوتی ہے۔ امپورٹڈ چیز اسے کہتے ہیں جو اس ملک میں نہ ملتی ہو، باہر سے منگوائی جائے۔ اس کی بڑی قدر ہوتی ہے۔ وہ مہنگے داموں بھی بکتی ہے اور لوگ اس کو بڑی محبت سے خریدتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ کہتے ہیں کہ یہ امپورٹڈ چیز ہے۔ اگر دنیا میں یہ اصول ہے تو بالکل اسی طرح انسان کی آنکھ سے نکلنے والے ندامت کے آنسو بھی اللہ رب العزت کے ہاں بھی امپورٹڈ چیز ہوتے ہیں۔ کیونکہ ملائکہ رونا نہیں جانتے۔ وہ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ کتنے ملائکہ ایسے ہیں جو مسلسل رکوع میں ہیں، ایسے بھی ہیں جو سجدے میں ہیں، ایسے بھی ہیں جو قیام میں ہیں، لیکن کوئی ایسا فرشتہ نہیں جو ندامت سے رونا جانتا ہو، یہ وہاں کی چیز نہیں۔ یہ دنیا سے وہاں پہنچتے ہیں۔ یوں سمجھیے کہ یہ ندامت کے آنسو اس مالک الملک کے لیے اس دیس سے گئی ہوئی چیز ہے۔ اس لیے فرشتے اس کو امپورٹڈ چیز سمجھتے ہیں اور وہ بھی اس کو بڑے شوق سے لے کر جاتے ہیں ؎

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

اللہ رب العزت کے حضور ان آنسوؤں کی بڑی قدر کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا گیا: مومن کی آنکھ سے نکلا ہوا ایک آنسو جو مکھی کے سر کے برابر ہوگا قیامت کے دن وہ بھی جہنم کی آگ سے بچانے کا سبب بن جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پلکوں کا بال ...... باعث خوشنودیٔ رب ذوالجلال:

ایک روایت میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک وقت ایسا آئے گا ۔ سب جہنمیوں کو نکال لیا جائے گا۔ شفاعت کرنے والے شفاعت کرلیں گے۔ حتیٰ کہ اور کوئی شفاعت کرنے والا نہیں رہے گا۔ اس وقت ایک بندہ بڑا پریشان ہوگا کہ میرا تو شفاعت کرنے والا بھی کوئی نہیں، میں کیسے نکلوں گا۔ اس وقت اس کی پلکوں کا ایک بال ہوگا، وہ بال اللہ رب العزت سے ہم کلامی کرے گا اور کہے گا: اے پروردگار! پوری زندگی میں یہ بندہ ایک مرتبہ تیری محبت میں اور گناہوں سے نادم ہو کر رویا تھا اور اس کی آنکھ سے اتنا آنسو نکلا تھا کہ میں تر ہو گیا تھا، میں بال گواہی دیتا ہوں۔ پروردگار عالم فرشتے کو حکم دیں گے کہ ہم نے اس بال کی گواہی قبول کی، اعلان کردو کہ ہم نے اس کو جہنم سے نکال کر جنت عطا کر دی۔

جب پروردگارِ عالم کے ہاں یہ عالم ہو کہ ایک بال کی گواہی پر بندے کی مغفرت کردیں گے تو آج کا دن تو مانگنے کا دن ہے، رو رو کے مانگیے، اس لیے کہ ہمارے پلے تو کچھ نہیں۔

ہم تہی دامن ہیں مگر...... بجز ندامت کے پاس کیا ہے؟

اللہ والے تو یہاں

......اپنے دامن میں نیکیاں بھر کے لائے

......شب بیداریاں لے کر آئے

......دن کے روزے لے کر آئے

......تلاوتِ قرآن لے کے آئے

......تقویٰ وطہارت کی زندگی لے کے آئے

مگر ہم دیکھیں کہ ہمارے پاس کیا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

......ہم تو دامن میں گناہ بھر کے لائے

......دلوں میں ظلمت ہے

......دلوں میں سختی ہے

......دلوں میں غفلت ہے

ہم ایسا دل لے کے آئے کہ جو اللہ کے حضور پیش کرنے کے قابل نہیں۔ اس لیے ندامت کے سوا اور تو کچھ ہے نہیں۔ لہٰذا ہم اللہ رب العزت کے حضور اپنے گناہوں سے نادم ہو کر اس سے فقط یہ سوال کریں:

''پروردگار عالم! میں بڑی دور سے آیا ہوں، اور بڑی دیر سے آیا ہوں، تیری رحمت کا سہارا لے کر آیا ہوں، پروردگار عالم! مہربانی فرما دینا اور میرے اس دل کو دھو دینا اور میرے دامن کو نیکیوں سے بھر دینا''

اللہ رب العزت کے ہاں ہماری یہ مانگی ہوئی دعائیں یقیناً قبول ہوں گی۔

ہم اپنے دلوں میں یہ نیت کر لیں کہ

وَفَدْتُّ عَلَى الْكَرِيْمِ بِغَيْرِ زَادٍ

''اور میں ایک کریم ذات کے پاس آیا ہوں بغیر کسی ساز و سامان کے۔''

مِنَ الْاَعْمَالِ بَلْ قَلْبِ السَّلِيْمِ

''نہ میرے پاس نیک اعمال ہیں نہ اچھا دل ہے۔''

فَاِنَّ الزَّادَ اَقْبَحُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

''ساز و سامان لے کر جانا اس وقت سب سے بُری چیز سمجھی جاتی ہے۔''

اِذَا كَانَ الْوُفُوْدُ عَلَى الْكَرِيْمِ

''جب کسی کریم ذات کے پاس حاضری دینی ہو۔''

جیسے کوئی دعوت کے لیے بلائے اور بندہ گھر سے کھانا لے کر جائے تو وہ میزبان

www.besturdubooks.wordpress.com

اس بات کو کتنا برا سمجھتا ہے کہ جی اپنے گھر سے کیوں لے کر آئے؟ تو جب ہمیں بھی ایک کریم ذات نے اپنے گھر مہمان بنا کر بلایا ہے۔ اور ہمارے پاس دینے کے لیے کچھ بھی نہیں، پیش کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں، تو ہم آئے بھی تو کریم ہی کے در پر ہیں، اس لیے ہم دل میں یوں سوچیں:

اِلٰهِيْ كَيْفَ اَدْعُوْكَ وَ اَنَا اٰثِم

''اللہ! میں کیسے دعائیں مانگوں، حالانکہ میں گناہ گار ہوں۔''

وَ كَيْفَ لَا اَدْعُوْكَ وَ اَنْتَ كَرِيْمٌ

''اللہ! میں کیسے دعا نہ مانگوں، باوجودیکہ تو اتنا کریم ہے۔''

ارے! کریم سے لینا بڑا ہی آسان ہوتا ہے۔ اس لیے کہ کریم کہتے ہی اس کو ہیں جو دوسرے کو دیکھ کر اس کے مانگنے سے پہلے ہی اس کو دے دیا کرتا ہو۔ کتابوں میں علما نے کریم کا یہ معنی لکھا ہے کہ کریم اس شخص کو کہتے ہیں جو دوسرے کے سوال کرنے سے پہلے اس کی کیفیت کو دیکھ کر اس کو عطا کر دینے والا ہو۔

اپنی پستی کا اقرار کریں:

جب ہم یہاں آ کر بیٹھ گئے ہیں اور اللہ کے حضور اپنا دامن پھیلائیں گے، پروردگار تو دلوں کے بھید جاننے والے ہیں، ان کو معلوم ہے کہ یہ کس لیے یہاں بیٹھے ہیں، ان کے دلوں کے ارادے کیا ہیں، پروردگار کو سب کچھ معلوم ہے۔ لہٰذا دلوں کے اندر نیک تمنائیں ہوں۔ پھر دیکھنا کہ پروردگار ہماری بخشش کے کیسے فیصلے فرمائیں گے۔ اور ہمارے لیے آسانیاں ہو جائیں گی۔

پروردگارِ عالم بڑے مہربان ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے میرے سامنے عاجزی کریں۔ پاک ہے وہ پرودگار جس نے اپنے تک پہنچنے کے لیے عاجزی

www.besturdubooks.wordpress.com

کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں بنایا۔ وہ ذات ہے جس کے سامنے بڑے بڑے فراعنہ ور جبابرہ کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ وہاں آ کے ہر ایک کو جھکنا ہی ہے۔ آج ہم اپنی گردنوں کو جھکا دیں، اللہ کے سامنے دامن پھیلا دیں اور اپنی پستی کا اقرار کر لیں اور کہہ دیں کہ اے اللہ! ؎

مجھے اپنی پستی کی شرم ہے تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں اسے پھر بھی شوق وصال ہے

اے اللہ! تو ہم پر مہربانی فرما دینا، ہمارے پاس اعمال کا کوئی ذخیرہ اور سرمایہ تو نہیں، مگر اے اللہ! ہم یہاں حاضر ہو گئے ہیں، ہم آپ کے حضور اپنے دامن پھیلائے بیٹھے ہیں، اب مہربانی فرما دینا، آئندہ ہماری زندگی کو بدل دینا اور ہمیں آئندہ نیکو کاری میں وقت گزارنے کی توفیق عطا فرما دینا۔

پروردگار کو منانا سب سے آسان ہے:

کہتے ہیں کہ دنیا میں ماں کو منانا سب سے آسان کام ہوتا ہے، کتابوں میں بھی یہ بات لکھی ہوتی ہے کہ ساری دنیا میں انسان اگر اپنی ماں کو منانا چاہے تو عمومی طور پر اس کو منانا سب سے آسان کام سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے کہ ماں ناراض بھی ہوتی ہے تو دل سے ناراض نہیں ہوا کرتی۔ ہم نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ ماں ناراض ہے، بولتی نہیں، مگر اپنی بیٹی سے کہتی ہے کہ تیرے بھائی نے کھانا تو کھا لیا ہے یا نہیں؟ وہ ماں جو ناراض پھرتی ہے، بولتی نہیں، وہ ماں کی وجہ سے اتنا مجبور ہے کہ بیٹی سے پوچھتی پھر رہی ہے کہ میرے بیٹے نے کھانا تو کھا لیا تھا یا نہیں کھایا؟، بیٹا سو لیا تھا یا نہیں سویا؟ ایک طرف اپنے غصے کی وجہ سے ناراض ہے اور دوسری طرف اپنی ماں کی ماری پوچھتی ہے، بیٹے کو کھانا مل گیا ہے یا نہیں، پھر بیٹی کے ذریعے کھانا پہنچاتی ہے۔ ماں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ناراضگی بھی ایسی ہوتی ہے۔

اس لیے اگر ماں ناراض ہو اور بیٹا معافی مانگ لے تو فوراً معاف کر دیتی ہے۔ اگر بیٹا آ کر ماں کے سامنے ہاتھ جوڑ دے تو فوراً معاف کر دیتی ہیں۔ بلکہ اگر وہ آ کر اس کے سامنے اپنی آنکھوں سے دو آنسو بھی گرا دے کہ امی! مجھ سے غلطی ہوئی، تو بیٹے کے آنسو ماں سے کبھی نہیں دیکھے جاتے، وہ فوراً کہہ دیتی ہے: بیٹا! روئیں نہیں، چل میں نے تمہاری غلطی کو معاف کر دیا۔ تو اللہ رب العزت نے ماں کے دل میں اولاد کی اتنی محبت رکھ دی ہے، رحم رکھ دیا ہے، اس لیے ماں کو منانا سب سے آسان کام ہے۔

لیکن میرے محترم سامعین دوستو! اور محترم علمائے کرام! اس دنیا میں ماں کو منانے سے بھی زیادہ آسان کام ایک اور ہے، اور وہ ہے اللہ رب العزت کو منانا۔ ماں کو منانے کے لیے پھر بھی زبان سے کچھ کہنا پڑے گا، ہاتھوں کو بھی حرکت دینی پڑے گی، ہاتھ پکڑنا پڑے گا، دامن پکڑنا پڑے گا، زبان سے کچھ اظہار کرنا پڑے گا، کچھ ایسی حرکت کرنا پڑے گی تاکہ ماں کو پتہ چل جائے کہ بیٹے نے معافی مانگ لی۔ ارے! اللہ تعالیٰ کو منانے کے لیے زبان کو بھی حرکت دینی ضروری نہیں، جہاں بیٹھا ہے، فقط دل میں ہی نیت کر لے، وہ اتنا کریم پروردگار ہے کہ فقط دل کے ارادے پر توبہ کو قبول کر لیتے ہیں اور مہربانی فرما دیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ کتنا مشہور ہے کہ ایک مرتبہ چغلخور کی وجہ سے بارش نہیں ہوتی تھی، سب وہیں بیٹھے ہیں، بارش شروع ہوگئی، پوچھا: اے پروردگار! بارش کیسے ہوئی؟ فرمایا: میرے پیارے پیغمبر علیہ السلام! جس کی وجہ سے رکی تھی اسی کی وجہ سے شروع ہوگئی۔ پوچھا: اے اللہ! وہ کیسے؟ فرمایا: اس نے دل میں ہی نیت کر لی تھی کہ اے اللہ! جب میں گناہ کرتا تھا تو نے اس وقت مجھے رسوا نہ کیا، اب میں نے توبہ کی نیت کر لی، اب مجھے رسوا نہ فرمایئے کہ مجھے اٹھ کر باہر جانا پڑے۔ وہیں بیٹھے بیٹھے توبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

قبول ہو جاتی ہے۔تو معلوم ہوا کہ کائنات میں سب سے آسان کام اپنے پروردگار کو منانا ہے۔اس کے لیے دل میں نادم ہو جانا کافی ہے۔حدیث پاک میں ہے:

((اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ))

''دل کی ندامت ہی تو توبہ ہوا کرتی ہے۔''

ندامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے سے خوش ہو جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمادے اور ہماری آج کی حاضری کو قبول فرمالے۔

حافظ ابن قیم نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک گلی میں سے گزر رہا تھا۔میں نے دیکھا کہ ایک دروازہ کھلا اور اس دروازے کے اندر ایک ماں اپنے چھوٹے بچے کو پیٹ رہی تھی۔تھپڑ مار رہی تھی۔دھکے دے رہی تھی۔بچہ زاروقطار رو رہا تھا۔اور ماں نے دھکے دے کر اس کو باہر نکال دیا۔باہر نکال کر کہنے لگی: تو میری بات نہیں مانتا،تو نے مجھے پریشان کر دیا،میں تجھ سے بہت ہی زیادہ ناراض ہوں،جب تو نے میری بات نہیں مانی تو پھر اس گھر سے ہی نکل جا۔اس نے بچے کو باہر نکال کر دروازہ بند کر لیا۔

فرماتے ہیں کہ میں وہیں کھڑا ہو گیا۔میں نے دیکھا کہ بچہ تھوڑی دیر تو روتا رہا۔اس کے بعد وہ ایک طرف گلی میں چلنے لگا۔مگر تھوڑی دور تک آگے چل کر کچھ سوچتا رہا اور سوچنے کے بعد پھر وہ واپس آ گیا اور پھر اسی دروازے پر بیٹھ گیا۔اس نے دروازے کی دہلیز پر سر رکھا اور وہیں سو گیا۔فرماتے ہیں کہ میں کھڑا دیکھتا رہا کہ بالآخر کیا ہوتا ہے؟

تھوڑی دیر کے بعد اس کی ماں نے کسی کام کے لیے دروازہ کھولا۔کیا دیکھتی ہے کہ دروازے کی دہلیز پر بچے نے سر رکھا ہوا ہے اور وہ سویا ہوا ہے۔یہ دیکھ کر ماں کا سارا غصہ ختم ہو گیا اور ماں کے دل میں محبت نے جوش مارا۔اس نے بچے کو اٹھا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے سینے سے لگا لیا۔ کہنے لگی: میرے بیٹے! میں تجھ سے سخت ناراض تھی، میں نے تجھے گھر سے دھکا دے دیا، لیکن تو نے بھی سوچا کہ اس در کے سوا کوئی دوسرا در نہیں، تیری کوئی دوسری ماں نہیں جو تمہیں محبت دے گی، جو تجھے پیار دے گی، تجھے پیار ملے گا تو اسی جگہ سے ملے گا۔ میرے بیٹے! تو یہیں سر رکھ کے سو گیا، جب تیرا کوئی اور گھر نہیں تو آ جا، میرے در کھلے ہیں، میں تیری ماں ہوں اور یہ گھر تیرے لیے ہی ہے۔

فرماتے ہیں کہ جب ایک چھوٹے بچے پر ماں مہربان ہو گئی اور وہ خوش ہو گئی کہ میرا در چھوڑ کر نہیں گیا تو بھی جب اپنے رب کے در پر آ جاتا ہے اور دامن پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے: اے پروردگار! تیرے در کے سوا کوئی دوسرا در نہیں، انبیائے کرام کو بھی یہیں سے ملا، اولیائے کرام کو بھی یہیں سے ملا، اللہ! میں گناہ گار بھی تیرے در پر حاضر ہوں، مجھ پر مہربانی فرما دینا، اللہ! مجھے خالی نہ لوٹا دینا۔ یاد رکھنا! جو رب کریم کے در سے خالی اٹھ گیا، پھر اس کی بدبختی کے سوا کوئی اور دوسری چیز نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہمیں دعا کرنی ہے کہ رب کریم! ہماری اس حاضری کو قبول فرما لے۔ ہمیں اسی در سے عطا فرما دے۔

اِلٰهِی عَبْدُكَ الْعَاصِیْ اَتَاكَ
مقر بِالذُّنُوْبِ وَ قَدْ دُعَاكَ
فَاِنْ تَغفِرْ فَاَنْتَ لِذَاكَ اَهْلٌ
وَ اِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ یَرْحَمْ سِوَاكَ

اب معافی کے لیے دامن پھیلا دیں:

جب مانگنا بھی یہیں سے ہے اور ملنا بھی یہیں سے ہے تو پھر آئیے رب کریم کے سامنے اپنے دامن پھیلا دیں۔ ہم انسان ہیں، خطا کار ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہاں پر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کو بھی قبول فرمایا تھا۔ آج ہم بھی اپنے گناہوں کے پلندے لے کر آئے بیٹھے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمارے ان گناہوں کو معاف فرمادے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں عطا فرمادے ؎

آہ جاتی ہے اثر کو کھینچ لانے کے لیے
بادلو! ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے
اے دعا! فریاد کر عرشِ بریں کو تھام کے
اے خدا! رخ پھیر دے اب گردشِ ایام کے
خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے
حق پرستوں کی اگر کی تو نے دل جوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں
رحم کر اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا
خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
جو بھی ہیں آقا تیرے محبوب کی امت سے ہیں

یہی ایک نسبت لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ پروردگار! اور کچھ نہیں، مگر تیرے محبوب کے غلام ہیں۔ کلمہ پڑھنے والے تیرے بندے ہیں۔ اللہ! میرے لیے یہی عزت کافی ہے کہ تو ہمارا پروردگار ہے۔ رب کریم! مہربانی فرمانا اور ہماری حاضری کو قبول کر لینا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے اور جو کچھ یہاں کہا گیا، سنا گیا قبول

www.besturdubooks.wordpress.com

فرما لے۔ اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمتوں کے ساتھ واپس لوٹائے۔
(آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ ۝ ﴾

احترامِ انسانیت

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامع مسجد زینب، معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

بتاریخ: 27 فروری 2009 برموقع: خطبہ جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

احترام انسانیت کا جو درس نبی علیہ السلام نے عطا فرمایا، وہ انسانوں میں یقیناً کسی اور نے نہیں دیا۔

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے
وہ دنیا میں خدا کا لے کر آخری پیغام آئے
جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پہ
سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے
وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انساں کی
وہ آئے جب تو بندوں کو فرشتوں کے سلام آئے

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

احترامِ انسانیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْ آدَمَ﴾
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سیرت نبوی ﷺ کا ایک خوبصورت پہلو:

ربیع الاوّل کا مبارک مہینہ محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کا مہینہ ہے۔ ہمارے اکابر کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ اس مہینے میں نبی ﷺ کی سیرت مبارکہ کو کھول کھول کر بیان کرتے تھے، تاکہ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کی سیرت سنے اور نقش قدم پر چل کر اللہ رب العزت کی رضا حاصل کر سکے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت مبارکہ کا ایک خوبصورت پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انسان کو انسان کا احترام سکھایا۔ احترامِ انسانیت اور احترامِ آدمیت کی تعلیم دی۔ اللہ رب العزت نے بھی قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْ اٰدَمَ﴾

''اور تحقیق ہم نے اولادِ آدم کو احترام بخشا''

www.besturdubooks.wordpress.com

الکریم کا لغوی معنیٰ:

اکرام اور احترام قریب المعنیٰ الفاظ ہیں۔ اسی طرح ایک لفظ اَلتَّکْرِیْم ہے۔ اس کا مادہ ہے ک، ر، م۔ اس کا مطلب ہوتا ہے:

شَرَفُ الشَّيْءِ فِي نَفْسِهٖ

''کسی چیز کے اندر شرف کا ہونا''

القاموس الوحید کے مؤلف نے اس کا معنی اعزاز لکھا ہے۔

الکریم کا مصداقِ حقیقی:

اللہ رب العزت کے اسما میں سے ایک اسم مبارک '' اَلْـکَــرِیْـمُ '' بھی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْكَرِيْمُ هُوَ الَّذِيْ اِذَا قَدَرَ عَفَا وَ اِذَا وَعَدَ وَفّٰى وَاِذَا اَعْطٰى زَادَ عَلٰى مُنْتَهَى الرَّجَاءِ وَ لَا يُبَالِيْ كَمْ اَعْطٰى وَ لَا مَنْ اَعْطٰى

''کریم وہ ہوتا ہے کہ جب غلبہ پالے، تو وہ معاف کر دے، جب وعدہ کرے تو پورا کرے اور جب دے تو لینے والوں کی امیدوں سے بڑھ کے عطا فرمائے اور اسے اس بات کی بھی پروا نہ ہو کہ وہ کس کو دے رہا ہے اور کتنا دے رہا ہے''

یعنی

......اپنے کو بھی دے، پرائے کو بھی دے،

......وفادار کو بھی دے، غدار کو بھی دے،

......نیکوں کو بھی دے، گناہگار کو بھی دے،

وَاِنْ رُفِعَتْ حَاجَةٌ اِلٰى غَيْرِهٖ لَا يَرْضٰى

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور اگر حاجت اس کے کسی غیر کے سامنے لے جائی جائے تو وہ ناراض ہو جائے''

یعنی وہ اس بات کو برا سمجھے کہ میرے غیر سے کیوں مانگتے ہو، مجھ سے لو۔

وَ اِذَا جُفِیَ عَاتَبَ وَمَا اسْتَقْصٰی

''اور اگر اس سے جفا کی جائے تو وہ عذاب تو دے مگر عذاب کی انتہا نہ کرے''

وَلَا یَضِیْعُ مَنْ لَا ذَبِهٖ وَالْتَجَاءَ وَیُغْنِیْهِ عَنِ الْوَسَائِلِ وَالشُّفَعَاءِ

''اور جو بندہ اس کی پناہ لے اور التجا کرے تو اس التجا کرنے والے کو وہ وسائل اور سفارشیوں سے مستغنی کر دے''

جیسے اللہ رب العزت سے لینے کے لیے انسان ڈائریکٹ (بلاواسطہ) دعا مانگ سکتا ہے۔فَمَنِ اجْتَمَعَ لَهٗ جَمِیْعُ ذٰلِكَ لَا بِالتَّکَلُّفِ ''جس میں یہ تمام صفات جمع ہو جائیں، اور وہ تکلف سے نہ ہوں'' فَهُوَ الْکَرِیْمُ الْمُطْلَقُ ''اس کو کریم کہتے ہیں'' وَ ذٰلِكَ هُوَاللّٰهُ تَعَالٰی (وہ اللہ تعالیٰ ہے)

صاف ظاہر ہے کہ یہ صفات اللہ رب العزت ہی کو بجتی ہیں۔

اَلتَّکْرِیْم کی اصطلاحی تعریف:

اَلتَّکْرِیْم کی اصطلاحی تعریف کیا ہے؟ امام قرطبی فرماتے ہیں:

تَکْرِیْمُ الْاِنْسَانِ هُوَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ لَهٗ مِنَ الشَّرْفِ وَ الْفَضْلِ

''اللہ رب العزت نے انسان کی شرف اور فضل عطا فرمایا، یہ اس کا احترام ہے''

تکریم انسانی کی چند مثالیں:

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو کیا شرف بخشا؟ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ

''اور تحقیق ہم نے بنی آدم کو احترام بخشا''

اس احترام کی چند مثالیں سن لیجیے:

⊙...... خَلَقَهٗ بِيَدَيْهِ اللہ رب العزت نے انسان (حضرت آدم علیہ السلام) کو اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

⊙...... اَلصُّوْرَةُ الْحَسَنَةُ اللہ ربّ العزت نے انسان کو بہترین صورت عطا فرمائی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ

⊙...... مَنْحَةُ الْعَقْلِ۔ اللہ رب العزت نے اسے عقل کا نور عطا کیا۔

⊙...... مَنْحَةُ النُّطْقِ۔ اللہ رب العزت نے اسے بولنے کی صفت عطا فرمائی۔

⊙...... اَكْرَمَهٗ بِالنِّعَمِ۔ اللہ رب العزت نے نعمتوں سے اس کا اکرام فرمایا۔ کتنی نعمتیں؟

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

''اور اگر تم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن بھی نہیں سکتے''

⊙...... اللہ رب العزت نے باقی تمام مخلوق کے اوپر اس کو فضیلت عطا فرمائی۔ مثلاً: انسان کو دو ہاتھ عطا فرمائے۔ باقی مخلوق ہاتھوں سے وہ کام نہیں کر سکتی، جو انسان اپنے ہاتھوں سے کر سکتا ہے۔

⊙...... فَضَّلَهٗ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ

اللہ تعالیٰ نے اسے بہت ساری مخلوقات پر فضیلت دی

پھر اللہ رب العزت نے ان انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے پیارے رسولوں کو بھیجا۔ اس سے بھی اللہ رب العزت نے انسانوں کو احترام بخشا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◉......حُبُّ اللّٰهُ لِلْاِنْسَانِ

اللہ تعالیٰ کا انسان سے محبت کرنا۔

پھر انسان کو ایسی صفات عطا فرمائیں جن سے اللہ رب العزت کو محبت ہے۔ چنانچہ:

محسنین سے محبت

توابین سے محبت

متقین سے محبت

متوکلین سے محبت

اللہ رب العزت کو ایسی صفات سے محبت ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ صفات پیدا فرمائی ہیں۔

◉......مَعِيَّةُ اللّٰهِ لِلْاِنْسَانِ

انسان کو یہ شرف بخشا کہ ارشاد فرمایا:

هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

◉......حِفظُ الاِنسَانِ

انسان کی حفاظت فرمائی۔ آج ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے طور پر دنیا میں آرام سے رہ رہے ہیں۔ ہمیں اندازہ ہی نہیں...... ہزاروں ٹن مادہ اس زمین پر روزانہ باہر سے گرتا ہے، مگر اللہ رب العزت نے زمین کے گرد ایسے حصار بنا دیے ہیں کہ وہ مادہ وہیں پہ جل کے ختم ہو جاتا ہے اور انسان کو اس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

احترامِ انسانیت کے دو بنیادی اصول:

دینِ اسلام نے احترامِ انسانیت کے دو بنیادی اصول بتائے ہیں۔

☆...... ایک بات یہ فرمائی کہ جب تم آپس میں ملو تو انسانوں کی طرح ملو! وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیسے؟ فرمایا:

﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ﴾

کہ جب تو کسی سے ملے تو خندہ پیشانی سے مل۔ خَــدَّكَ کہتے ہیں، گال کو۔ تو فرمایا کہ تو گال پھلا کر نہ مل۔ جیسے کئی لوگ جب غصے میں ملتے ہیں تو ان کا منہ پھولا ہوا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جب بھی تم کسی دوسرے انسان کو ملو تو شگفتہ چہرے کے ساتھ...... مسکراتے چہرے کے ساتھ...... ہنس مکھ ہو کر ملو۔ اس لیے کہ تمہیں غصے میں دیکھ کر دوسرا بندہ دور بھاگے گا اور تمہارے چہرے پر محبت اور مسکراہٹ دیکھ کر دوسرا بندہ قریب آئے گا۔ اسے وحشت نہیں ہوگی۔ اس اصول میں صرف مسلمانوں کی قید نہیں لگائی۔ بلکہ فرمایا: لِـلـنَّـاس (انسان)۔ یعنی جو بھی خدا کا بندہ ملے، قرآن مجید ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ جب بھی ہم اس سے ملیں تو شگفتہ چہرے سے ملیں۔

ایک ہوتا ہے ملنا، اور ایک ہوتا ہے کسی سے محبت کرنا۔ یہ دونوں الگ چیزیں ہیں۔ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں انسان خوشی اور غمی دوسرے بندے سے شیئر کرتا ہے۔ شریعت نے اس پر پابندی لگا دی کہ محبت صرف ایمان والوں سے رکھو۔ اس لیے کہ اگر کفار سے محبت رکھو گے تو تم ان کے عقائد کو بھی قبول کر لو گے۔ لہذا محبت کا تعلق فقط ایمان والوں سے رکھنے کی اجازت ہے۔ میل جول، لین دین اور تجارت ہر بندے سے کر سکتے ہیں۔

☆...... دوسری بات یہ ارشاد فرمائی:

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

''انسانوں سے اچھے انداز میں گفتگو کرو''

تمہارے الفاظ کا چناؤ ایسا ہو، تمہاری بات کا انداز ایسا ہو کہ وہ بات دوسرے کے دل میں اپنائیت پیدا کر دیں۔ دوسرے کے دل میں محبت کے جذبات کو جگا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں۔

یہی دو چیزیں ہی تو ہیں جن کی وجہ سے انسان دوسرے کے بارے میں ایک تصور قائم کرتا ہے کہ یہ بندہ کیسا ہے۔ پہلا...... ملا کیسے؟ اور دوسرا...... بات کا انداز کیسے تھا؟ تو دیکھیں کہ شریعت نے کیسی اچھی بنیاد بنائی کہ انسان ہونے کے ناتے یہ دو کام تو تمہیں کرنے ہی ہیں کہ شگفتہ چہرے سے ملو اور جب بات کرو تو اچھے انداز سے بات کرو۔

☆...... لہجہ نرم ہو،

☆...... محبت اس میں ٹپکتی ہو،

☆...... شرافت اس میں جھلکتی ہو۔

اگر ان دو اصولوں پر ہم عمل کر لیں تو لوگ ہمارے ساتھ ملنے جلنے میں وحشت اور اجنبیت محسوس نہیں کریں گے۔

دفعِ شر اور نفع رسانی کی تعلیم:

نبی علیہ السلام نے اس تعلیم کو اور آگے کھول کر بیان فرمایا۔

☆...... آپ ﷺ نے ایک بات تو یہ بتلائی کہ:

تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ

''تو روک لے اپنے شر کو دوسرے انسانوں سے''

ہر بندے کے اندر خیر بھی ہے شر بھی ہے۔ تو فرمایا کہ تم اپنا شر دوسرے انسانوں تک نہ پہنچاؤ۔ اس کو اپنے تک ہی رکھو۔ مثال کے طور پر کئی مرتبہ بندہ چاہتا ہے کہ دوسرے کا مذاق اڑائے۔ شریعت کہتی ہے کہ یہ جو تمہارے اندر Temptation (تحریک) پیدا ہو رہی ہے تم اسے روکو۔ اگر تم دوسرے بندے کو اس طرح مجلس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر ایذا پہنچاؤ گے تو یہ مناسب نہیں۔ لہٰذا اس شر سے دوسروں کو بچانا ہے۔

...... بیوی اپنے شر سے خاوند کو بچائے،

...... خاوند اپنے شر سے بیوی کو بچائے،

...... بھائی اپنے شر سے بھائی کو بچائے،

...... ساتھی اپنے شر سے ساتھی کو بچائے،

...... طالب علم اپنے شر سے دوسرے طالب علم کو بچائے۔

شر تو ہر ایک میں ہے۔ ہم فرشتے نہیں ہیں۔ مگر اس شر سے دوسروں کو بچانا بھی ہے۔ یہ شر سے بچا لینا ایک عظیم عمل ہے۔

☆ ...... اللہ کے محبوب ﷺ نے دوسری بات میں ایک قدم اور آگے بڑھایا اور فرمایا:

اَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ

''اللہ رب العزت کو اپنے بندوں میں سے سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو اس کے بندوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہو۔''

تو فرمایا کہ فقط شر سے ہی نہیں بچانا بلکہ تمہارے اندر جو خیر ہے، جو نفع ہے، تم لوگوں کو وہ بھی پہنچاؤ۔ لوگ تم سے نفع پائیں۔ اب اس میں صرف مسلمانوں کا تذکرہ نہیں ہے...... لِلنَّاس ...... جو اللہ کے تمام بندوں کے لیے نفع کا ذریعہ بننے والا ہو، اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ سب سے زیادہ پسند ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے کیا ہی خوب صورت تعلیم عطا فرمائی!

بہترین عمل:

نبی علیہ السلام نے اس کا ایک مرکزی نقطہ بھی سمجھایا، جس نقطے نے سب انسانوں کو ایک بنا دیا۔...... وہ نقطہ کیا تھا؟...... ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ

''مخلوق اللہ کا کنبہ ہے''

فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِہٖ

''لہٰذا اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں میں سے سب سے اچھا وہ لگتا ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنے والا ہو۔''

اللہ کے بندوں کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے بھلا کرنا، یہ اعمال میں سے بہترین عمل ہے۔

انسانوں کا غم بانٹنے کی فضیلت:

اس عمل کا اندازہ ہمیں اس دن ہوگا جب ہم اللہ رب العزت کے حضور پہنچیں گے۔ حدیث مبارکہ میں مسلم شریف کی روایت ہے: قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور ایک بندہ پیش ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس بندے سے قیامت کے دن فرمائیں گے:

''اے آدم کے بیٹے! میں بیمار تھا تو نے میری بیمار پرسی ہی نہیں کی''

اب یہ سوال سن کر وہ بندہ بڑا حیران ہوگا۔

وہ کہے گا: اے پروردگار! میں آپ کی بیمار پرسی کیسے کرتا، آپ تو جہانوں کے پروردگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تمہیں پتا نہیں تھا کہ فلاں بندہ بیمار ہے اور تم نے اس کی عیادت نہیں کی۔

کیا تمہیں اس بات کا پتا نہیں تھا کہ اگر تو اس بندے کی عیادت کرتا تو تُو مجھے وہاں پالیتا...... اس بندے کی عیادت کرنے پر تجھے میری رضا ملتی، میرا تعلق اور میرا وصل نصیب ہوتا۔ اللہ اکبر کبیرا! کسی بیمار کی عیادت کرنا اللہ کو اتنا پسند ہے!...... پھر اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ فرمائیں گے: یاابن ادم! اے آدم کے بیٹے!

اِسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ

''میں نے تم سے کھانا مانگا اور تم نے مجھے کھانا ہی نہیں دیا''

وہ کہے گا: ''اے پروردگار! میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا؟ آپ تو جہانوں کے پروردگار ہیں۔''

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تو نہیں جانتا کہ فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تو نے اس کو نہیں کھلایا۔ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھے وہاں پالیتا۔

اے آدم کے بیٹے!

اِسْتَسْقَیْتُکَ فَلَا تُسْقِنِیْ

''میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں دیا''

وہ کہے گا: اے پروردگار! میں آپ کو کیسے پانی پلا سکتا ہوں؟ آپ تو جہانوں کے پروردگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے نہیں پلایا تھا۔ اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو مجھے وہاں پالیتا۔

اس حدیث مبارکہ میں تین باتیں ارشاد فرمائی گئیں۔

- کسی بندے کی بیماری میں اس کی عیادت کرنا۔
- کسی کو کھانا کھلانا۔
- کسی کو پانی پلانا۔

یہ تینوں اتنے عظیم عمل ہیں کہ فرمایا کہ اگر تم یہ کام کرتے تو تم مجھے وہاں پالیتے۔ تو سوچیں کہ اللہ کے بندوں کے غم بانٹنا اللہ رب العزت کو کتنا پسند ہے۔ یہی تو اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ میرے بندے ایک دوسرے کے ساتھ اپنے غم شیئر کریں۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہے کہ ایک بندہ مصیبت میں مبتلا ہے اور دوسرے من مرضی کی زندگی گزارتے رہیں۔ مومن ایسا ہوتا ہے کہ

خنجر لگے کسی کو تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

مومن کو ہر ایک کا غم مغموم کرتا ہے۔ اسلام ہمیں اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے ۔

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستاں کا ہر پیرو جواں بے تاب ہو جائے

یہ انسانیت ہے:

ایک انگریز مصنف تھا۔ اس نے ایک ناول لکھا۔ اس نے اس میں لکھا کہ آنے والے وقت میں سائنس اتنی ترقی کر لے گی کہ ہم بہتر مشینیں اور بہتر روبوٹ بنا لیں گے۔ ایسا روبوٹ بنائیں گے جو انسان سے دیکھنے میں بھی اعلیٰ، بولنے میں بھی اعلیٰ اور کام کرنے میں بھی اعلیٰ ہوگا۔ یعنی ہر لحاظ سے اعلیٰ ہوگا۔ تو قیامت کے دن وہ اللہ کے حضور کہے گا: اے اللہ! آپ نے بندہ بنایا اور میں نے روبوٹ بنایا۔ دیکھیں کہ میرا روبوٹ سب سے بہتر ہے۔ سٹین لیس سٹیل کا بنا ہوا...... زنگ نہیں لگتا...... بوڑھا نہیں ہوتا...... خراب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا! دکھاؤ کیسا ہے؟ وہ اپنے روبوٹ کو چلائے گا تو دو تین مشینیں چلنا شروع ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان میں کوئی خرابی پیدا کر دیں گے تو اس کا ایک پرزہ ٹھک کر کے ٹوٹ جائے گا۔ وہ مشین بند ہو جائے گی اور باقی چلتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے اپنی مشینوں کو دیکھ لیا ایک خراب ہو گئی اور باقی چلتی رہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے دو تین بندوں کو کھڑا کریں گے۔ پھر اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت ان میں سے ایک بندے کے پیٹ میں درد پیدا کر دیں گے۔ جب وہ بندہ درد سے کراہنے لگے گا تو دوسرے بندے اس کے قریب آئیں گے، پوچھیں گے کہ آپ کو کیا ہوا؟ آپ کو کہاں تکلیف ہے؟ کوئی پاؤں دبانے لگے گا، کوئی سر دبانے لگے گا، اور ان میں سے ایک کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں گے کہ یہ کتنی تکلیف میں ہے۔

اللہ رب العزت اس وقت بندے سے فرمائیں گے: دیکھا! میرے ایک بندے کو تکلیف پہنچی اور دوسرے بندے کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے، یہ انسانیت ہے۔ اس پر وہ بندہ تسلیم کرے گا کہ یا اللہ! تیرا بنایا ہوا بندہ میری اس مشین سے واقعی لاکھوں درجے بہتر ہے۔

اگر ہمارے اندر یہ ہمدردی نہیں، انسانی اخوت نہیں، ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیار سے رہنا سہنا نہیں تو ہم میں اور مشینوں میں کیا فرق ہے۔ انسان کی فضیلت اسی میں ہے کہ وہ ایک دوسرے کے غم اور خوشی کو شیئر کرنے کے جذبات رکھتا ہے۔ اور یہی اللہ رب العزت چاہتے ہیں۔

مخلوقِ خدا پر رحم کرنے کی تعلیم:

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ ۔ يَرْحَمُكُمْ مَّنْ فِی السَّمَاءِ

”رحم کرنے والوں پر اللہ رب العزت رحم فرماتے ہیں، تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔“

یہ حدیث مبارکہ مسلسل بالاولیت ہے۔ جو محدثین حدیث کی تعلیم دیتے تھے وہ سب سے پہلے یہی حدیث پڑھاتے تھے۔ کتنا پیارا مضمون ہے کہ تم زمین والوں پر رحم

www.besturdubooks.wordpress.com

کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے رہیں۔

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں
بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اسی کا بندہ بنوں گا جس کو
خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

اللہ کے بندوں سے اللہ کے لیے پیار ہو۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوسٰی اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ

''ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔''

لَنْ تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَرَاحَمُوْا

''تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم رحم کرنے والے نہ بن جاؤ۔''

قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کُلُّنَا رَحِیْمٌ

''انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! ہم تو سب کے سب رحم کرتے ہیں۔''

یہ صفت تو ہم میں موجود ہے۔

''فرمایا: اس سے مراد تمہارا کسی دوست کے ساتھ رحیم بن کر رہنا نہیں، بلکہ

اس سے مراد عمومی رحمت ہے۔"

گویا مومن کا مزاج عمومی طور پر رحمت والا ہونا چاہیے۔ جبار بن کے رہنا، دوسروں کے ساتھ فرعون بن کے رہنا، تکبر کے ساتھ رہنا، عجب کے ساتھ رہنا، یہ چیزیں اللہ رب العزت کو بہت ناپسند ہیں۔ فرمایا کہ تم اس وقت مومن بھی نہیں ہو سکتے جب تک تمہارے اندر یہ صفت نہ ہو۔ بعض لوگ تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم جب گھر میں داخل ہوں تو بس کرفیو لگ جانا چاہیے۔ بچے ڈر کے مارے ادھر اُدھر چھپ رہے ہوں اور بیوی کانپ رہی ہو۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

بلکہ

کس شیر کی آمد ہے کہ "رن" کانپ "رہی" ہے

مساواتِ عامہ کی تعلیم:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعے ہمیں بہت ہی خوب صورت تعلیم دی۔ وہ ہے "مساواتِ عامہ"۔ کہ ہم سب اللہ کے بندے ہیں۔ اس نسبت سے ہم سب ایک ہیں۔ نہ رنگ کی وجہ سے کسی کو فضیلت حاصل ہے نہ زبان کی وجہ سے...... آج کی دنیا چودہ سو سال کے بعد اپنے آپ کو بڑی تعلیم یافتہ سمجھتے ہوئے کہتے ہے کہ Diserimination of Colour & Speech. (رنگ اور زبان کا فرق) نہیں ہونا چاہیے۔ یہ تعلیم آپ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے عطا فرما دی تھی۔ چنانچہ زاد المعاد کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ

"عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں"

وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل نہیں''

وَلَا لِاَبْیَضَ عَلٰی اَسْوَدَ

''اور گورے کو کالے پر فضیلت حاصل نہیں''

وَ لَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَبْیَضَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی

''اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں' ہاں اگر کوئی فضیلت ہے تو پرہیزگاری کی وجہ سے ہے''

غلاموں سے حسنِ سلوک کی تعلیم:

ایک مرتبہ ایک عجیب سا واقعہ پیش آیا۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام رنگ کا کالا تھا۔ وہ کوئی غلطی کر بیٹھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو طعنہ دے دیا اور کہا:

یَا ابْنَ سَوْدَا (اے کالی کے بیٹے)

جیسے ماں کی طرف سے طعنہ دے دیتے ہیں۔ گویا حبشن کا بیٹا کہہ دیا۔ اس کا تذکرہ حدیث مبارک میں موجود ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنِّیْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَیَّرْتُهٗ بِاُمِّهٖ

''ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے ایک آدمی سے تلخ کلامی کی اور اس کو ماں کی طرف سے طعنہ دے دیا''

کہ تو کالی کا بیٹا ہے۔

فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: یَا اَبَا ذَرٍّ اَعَیَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ اِنَّكَ امْرُءٌ فِیْكَ جَاهِلِیَّةٌ

''پس مجھے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! کیا تم نے اس کو ماں کی طرف سے عار دلائی، تو ایسا بندہ ہے کہ تیرے اندر ابھی جاہلیت کی باتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں؟"

اِخْوَانُکُمْ خَوَلُکُمْ جَعَلَھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ کَانَ اَخُوْہُ تَحْتَ یَدِہٖ فَلْیُطْعِمْہُ مِمَّا یَاْکُلُ وَ لْیُلْبِسْہُ مِمَّا یَلْبِس وَ لَا تُکَلِّفُوْھُمْ مَّا یَغْلِبُھُمْ فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْھُمْ فَاَعِیْنُوْھُمْ

"یہ تمہارے غلام، تمہارے بھائی ہیں، ان کو اللہ نے تمہارا ماتحت بنایا ہے۔ تو جس کا کوئی غلام ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ جو خود کھائے اسے بھی کھلائے اور جو خود پہنے وہ اس کو بھی پہنائے اور ان کو ایسی تکلیف میں نہ ڈالے کہ وہ تکلیف ان پر غالب آجائے (یعنی ان پر ہمت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے) اور اگر کوئی ایسا بوجھ ڈالو تو تم ان کی مدد بھی کرو"

جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے یہ بات سنی تو ان کو احساس ہوا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے غلام کے پاس گیا اور میں وہاں لیٹ گیا۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنا سر زمین کے اوپر رکھ دیا اور اس غلام سے کہا کہ جب تک تو میرے رخسار پر اپنا پاؤں نہیں رکھے گا، اس وقت تک میں زمین سے نہیں اٹھوں گا...... نبی علیہ السلام کی صحبت پانے کا حق ادا کر دیا...... حتی کہ غلام نے اپنا پاؤں ان کے رخسار پر رکھا، تب انہوں نے زمین سے اپنا سر اٹھایا۔

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی کیسے تربیت فرمائی!

حسنِ معاشرت کے زریں اصول:

نبی علیہ السلام نے مل جل کر رہنے کے بہت خوب صورت اصول بتائے۔ مثال کے طور پر:

www.besturdubooks.wordpress.com

☆.....ارشاد فرمایا:

يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

''تم آسانی پیدا کرو، مشکل پیدا نہ کرو، خوش خبری دو اور لوگوں کے اندر نفرت پیدا نہ کرو۔''

تو گویا ایک دوسرے کا لحاظ کرنا سکھایا۔

☆.....ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا

''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کھاتا اور بڑوں کا اکرام نہیں کرتا، وہ ہم میں سے ہی نہیں۔''

☆.....یہ بھی فرمایا:

اَنْزِلُوْا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ

''تم لوگوں کو ان کے مرتبے کے مطابق اتارو''

یعنی اس بندے کے مرتبے کے مطابق اس سے ڈیلنگ کرو۔

☆.....حتیٰ کہ یہ بھی فرما دیا:

اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ

''اگر تمہارے پاس کسی قوم کا بڑا آجائے تو اس کا احترام کرو۔''

غور کریں کہ اس میں فقط مسلمان ہی کا تذکرہ نہیں ہے نا۔ کسی بھی قوم کا بڑا آسکتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا تم اس کا اکرام کرو۔

خوتِ انسانی کی تعلیم:

مسلمان معاشرے میں رہنے سہنے کا یہ سلیقہ بھی سکھا دیا کہ آپس میں محبت اور پیار سے رہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ ...... چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا

''تم ایک دوسرے کے اندر برائی کی باتیں تلاش نہ کرو اور عیب نہ ڈھونڈو''

☆ ...... اور ارشاد فرمایا:

وَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا

''اور تم ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو۔''

☆ ...... اور فرمایا:

وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

''اور اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو۔''

سبحان اللہ! یہ کیسا پیارا تصور ہے کہ ہم سب اللہ کے بندے ہیں اور اس انسانی بنیاد پر ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

مذاق اڑانے کی مذمت:

کسی دوسرے بندے کا مذاق اڑانا اور مجلس میں اس کی بے حرمتی کرنا، یہ اللہ کو بہت ناپسند ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ ﴾

''تم میں سے ایک جماعت دوسری کا مذاق مت اڑائے۔''

ہم اسے سمجھتے ہی کچھ نہیں۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللہ

مذاق اڑانے والے کا اہانت آمیز انجام:

دوسروں کا مذاق اڑانے والوں کو کیا عذاب ہوگا؟ ...... ذرا توجہ کے ساتھ سنیے:

www.besturdubooks.wordpress.com

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ بِالنَّاسِ

''حسن ؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو دوسروں کا مذاق اڑاتے ہیں۔''

بات بات پہ ٹانٹ کر دینا، ہنسا، مسکرانا، اس کے عیب کا اشارہ کر دینا۔ مذاق کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ آگے فرمایا:

یُفْتَحُ لِاَحَدِھِمْ بَابٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ ، فَیُقَالُ لَہٗ : ھَلُمَّ ھَلُمَّ فَیَجِیْءُ بِکَرْبِہٖ وَ غَمِّہٖ فَاِذَا جَاءَ اُغْلِقَ دُوْنَہٗ ثُمَّ یُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ اٰخَرُ فَیُقَالُ لَہٗ : ھَلُمَّ ھَلُمَّ فَیَجِیْءُ بِکَرْبِہٖ وَ غَمِّہٖ فَاِذَا اَتَاہُ اُغْلِقَ دُوْنَہٗ فَمَا یَزَالُ کَذٰلِکَ ، حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ لَیُفْتَحُ لَہُ الْبَابُ فَیُقَالُ لَہٗ: ھَلُمَّ ھَلُمَّ ، فَمَا یَاْتِیْہِ

''ان مذاق اڑانے والوں میں سے ایک بندے کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا، آجاؤ آجاؤ ادھر سے جنت میں پھر وہ اپنی تکلیف اور غم کے باوجود اس دروازے تک پہنچے گا۔ جب دروازے پر پہنچ جائے گا تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے لیے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا، ادھر سے آجاؤ ادھر سے آجاؤ۔ جب وہ اپنی تکلیف اور غم کے ساتھ دوسرے دروازے پر جائے گا تو اس کو بھی بند کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ بار بار ایسا ہوتا رہے گا، حتی کہ اس کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور یہ بندہ جنت کے دروازے کی طرف ہی نہیں بڑھے گا۔

وہ جنت کے دروازے کی طرف اس لیے نہیں بڑھے گا کہ وہ سمجھ جائے گا کہ آج میرے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ جو دنیا میں مذاق کرے گا آخرت میں اس کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس طرح کا معاملہ کیا جائے گا۔ اس کو کہتے ہیں، **جزاء من جنس العمل**...... اسے کہا جائے گا کہ تو لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کرتا تھا۔ جو تو نے بویا تھا آج اسے کاٹ لے گا۔ اس دن احساس ہو گا کہ میں اللہ کے بندوں کا مذاق کیوں اڑاتا تھا۔ اس لیے ہمیں دنیا میں آپس میں محبت و پیار سے رہنا چاہیے۔

جوامع الکلم:

اس سلسلے میں نبی علیہ السلام نے ایک بات ارشاد فرمائی جو جوامع الکلم میں سے ہے۔ وہ سونے کے پانی سے لکھنے والی بات ہے۔ اگر انسان اس پر عمل کرلے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے دنیا میں ہی جنت میں رہنے جیسا مزا آنا شروع ہو جائے۔ ارشاد فرمایا:

صِلْ مَنْ قَطَعَكَ

''جو تجھے توڑے اسے جوڑ۔''

وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ

''جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کردے۔''

وَ اَحْسِنْ مَنْ اَسَاءَ اِلَيْكَ

''اور جو تیرے ساتھ برا سلوک کرے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کردے۔''

یہ ولایت کی ایسی صفات ہیں جو اللہ کے حبیب ﷺ چاہتے تھے کہ یہ ہر مومن کے اندر پیدا ہو جائیں۔

انسانی رشتوں کے چار دائرے

ہمارے دنیا میں جو رشتے ہیں ان کا نیوکلیئس اور مرکزی نقطہ یہ ہے کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ پھر اس نیوکلیئس کے اردگرد مختلف دائرے ہیں۔ اب ان دائروں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی تفصیل سنیے۔

(۱)......نسب کا دائرہ

جو دائرہ اس مرکز کے سب سے قریب ہے اس دائرے کو ''نسب'' کہتے ہیں۔خونی رشتہ۔ایک گھر کے اندر جو لوگ رہتے ہیں اور ان کے عزیز، اقرباء اور قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں، وہ اس نسب کے دائرے کے اندر داخل ہیں۔شریعت نے ان سب کو آپ میں پیار اور محبت سے رہنے کا طریقہ سکھایا ہے۔اب اس میں کون لوگ ہوتے ہیں؟ ماں باپ، اولاد، بہن بھائی، خاوند بیوی، بیٹا بیٹی، اقرباء۔دین اسلام نے ایک ایک کی عزت کرنا سکھائی۔مثال کے طور پر:

⊙......ماں کے بارے میں فرمایا:

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ

''جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔''

⊙......باپ کے بارے میں فرمایا:

رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ

''باپ کی رضا میں اللہ کی رضا شامل ہے۔''

⊙......بیوی کو خاوند کی عزت سکھائی۔فرمایا:

لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

''اگر میں مخلوق میں سے کسی ایک کو دوسرے کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

اتنا احترام سکھایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◉......اور خاوند کو کیا سکھایا؟ ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنے اہل خانہ (بیوی) کے لیے بہتر ہے۔''

◉...... بیٹے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

رِيْحُ الْوَلَدِ مِنْ رِيْحِ الْجَنَّةِ (طبرانی)

''بیٹے کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے''

◉......بیٹی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهٗ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهٗ عَلَيْهَا اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ

''جس کی بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے''

☆...... بھائی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلَى الصَّغِيْرِ كَحَقِّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ

''بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ایسا ہی حق ہے جیسے باپ کا بیٹے پر حق ہوتا ہے''

اس میں بھائی کو بھائی کا احترام سکھایا۔ اسی طرح اعزا و اقربا کے ساتھ محبت و پیار کے ساتھ رہنا سکھایا۔ اس کو صلہ رحمی کہا گیا کہ جہاں رشتہ داری ہو، وہاں تعلقات جوڑ کے رکھنے چاہئیں۔ اس کا مرتبہ یہاں تک بنایا کہ اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی سے فرمایا،

''جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا، جو تجھے توڑے گا میں اسے توڑوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔"

اللہ رب العزت ایسے بندے کو ناپسند فرماتے ہیں جو قطع رحمی کرنے والا ہو۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ ﴾

"اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا وہ ان رشتوں کو توڑ دیتے ہیں۔"

آج تو ان رشتوں کو توڑنے پر ایک منٹ بھی نہیں لگتا۔

☆...... بھائی بھائی سے کہہ دیتا ہے کہ میں نے آج کے بعد آپ سے نہیں بولنا،

☆...... بہن بھائی کو کہتی ہے،

☆...... رشتہ دار رشتہ دار کو کہہ دیتا ہے۔

سالہا سال کا تعلق ہوتا ہے اور ایک لمحے کے اندر آنکھیں بدل لیتے ہیں۔ خون اتنا سفید ہو گیا...... بیٹا اپنے باپ کو بڑھاپے اندر چھوڑ کے بھاگ جاتا ہے، جبکہ وہ اس کی خدمت کا محتاج ہوتا ہے۔

(۲)...... جیران کا دائرہ:

نسب کے دائرے کے گرد ایک اور وسیع دائرہ ہے۔ شریعت نے اس کو جیران (پڑوس) کا دائرہ کہا ہے۔ چنانچہ انسان کے گھر کے ساتھ چاروں طرف چالیس گھر پڑوس کے ضمن میں آتے ہیں۔ پورا محلہ ہی سمجھ لیں۔ یہ لوگ پڑوسی کہلاتے ہیں۔ شریعت نے پڑوسیوں کا مستقل حق بنا دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

پڑوسیوں کو ایذا پہنچانے کی مذمت:

ایک حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاللّٰہُ لَا یُؤْمِنُ وَ اللّٰہُ لَا یُؤْمِنُ وَ اللّٰہُ لَا یُؤْمِنُ

''اللہ کی قسم! وہ شخص ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم! وہ شخص ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم! وہ شخص ایمان والا نہیں۔''

اللہ کے حبیب ﷺ نے تین مرتبہ قسم کھا کر کہا کہ وہ شخص مومن نہیں۔

مَنْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ

''جس کا پڑوسی اس کی ایذا سے بچا ہوا نہیں۔''

اللہ کے حبیب ﷺ کا صرف کہہ دینا ہی کافی تھا۔اس زبان فیض ترجمان سے، جس سے ہمیں قرآن ملا، ان الفاظ کا صادر ہو جانا، یہ کافی تھا۔ چہ جائیکہ تین بار قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ایمان والا نہیں جس کے شر سے اس کے پڑوسی بچے ہوئے نہ ہوں۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ فِی الْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ

''جبریل علیہ السلام پڑوسی کے حقوق کے بارے میں بتلانے کے لیے میرے پاس اتنا آتے رہے کہ مجھے دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ شاید پڑوسی کو بندے کی وراثت میں شامل کر دیا جائے گا۔''

تین قسم کے پڑوسی:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْجِیْرَانَ ثَلَاثَۃٌ: جَارٌ لَہٗ حَقٌّ وَّاحِد جَارٌ لَہٗ حَقَّانِ وَ جَارٌ لَہٗ ثَلَاثَۃَ حُقُوْقٍ

''پڑوسی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ایک پڑوسی وہ ہوتا ہے جس کا ایک حق ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ایک پڑوسی وہ ہوتا ہے جس کے دو حق ہوتے ہیں،اور ایک پڑوسی وہ ہوتا ہے جس کے تین حق ہوتے ہیں۔''

فَالْجَارُ الَّذِیْ لَهٗ ثَلَاثَةُ حُقُوْقٍ :اَلْجَارُ الْمُسْلِمُ ذُوالرَّحِمِ فَلَهٗ حَقُّ الْجِوَارِ وَ حَقُّ الْإِسْلَامِ وَ حَقُّ الرَّحِمِ

''جس پڑوسی کے تین حق ہوتے ہیں وہ پڑوسی مسلمان بھی ہے اور رشتہ دار بھی ہے۔پس اس کا ایک حق پڑوسی کا حق ہے،دوسرا حق،اسلام کا حق ہے اور تیسرا حق،رشتہ داری کا حق ہے۔''

وَ اَمَّا الَّذِیْ لَهٗ حَقَّانِ :فَالْجَارُ الْمُسْلِمُ لَهٗ حَقُّ الْإِسْلَامِ وَ حَقُّ الْجِوَارِ

''اور جس بندے کے دو حق ہیں وہ مسلمان ہے۔اس کا ایک حق،اسلام کا حق ہے اور دوسرا حق پڑوسی کا حق ہے۔''

ایسے بندے سے خونی رشتہ تو نہیں ہوتا،مگر وہ کلمہ گو تو ہے۔

وَ اَمَّا الَّذِیْ لَهٗ حَقٌّ وَاحِدٌ :فَالْجَارُ الْمُشْرِكُ

''اور وہ بندہ جس کا ایک حق ہے وہ مشرک (کافر) پڑوسی ہے۔''

یعنی اگر کافر آدمی بھی پڑوس میں آجائے اور رہنا شروع کر دے،یہ دینِ اسلام اتنا خوب صورت ہے کہ اس کا بھی ایک حق متعین کر دیتا ہے۔

(۳)......ایمان کا دائرہ:

جیران کے دائرے کے گرد ایک تیسرا دائرہ ''ایمان'' کا ہے۔جتنے بھی کلمہ گو ہیں وہ سب ایک رشتے میں منسلک ہیں۔نبی علیہ السلام پر ایمان لانے والے سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ

www.besturdubooks.wordpress.com

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔''

سیرتِ طیبہ سے اکرامِ مسلم کی چند مثالیں:

نبی علیہ السلام ایمان والے کا بڑا لحاظ فرماتے تھے۔

⊙...... حیرت کی بات ہے کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اگر کوئی نبی علیہ السلام کو بلاتا تھا تو آپ ﷺ اس کے جواب میں لَبَّیْکَ ارشاد فرماتے تھے۔

⊙...... کوئی سائل آتا تو کبھی اس کو رد نہیں فرماتے تھے۔

⊙...... بوڑھوں کا لحاظ فرماتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم کو کلمہ پڑھانے کے لیے لے کر آئے تو نبی علیہ السلام نے دیکھ کر ارشاد فرمایا: کہ تم اپنے بوڑھے والد کو کیوں لائے، مجھے بتا دیتے، میں خود چل کر ان کے پاس چلا جاتا۔

⊙...... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ میں جب رات کو سوتا ہوں تو میرے سینے میں کسی کے خلاف کوئی نفرت نہیں ہوتی، سینہ بے کینہ ہوتا ہے۔ یہ میری سنت ہے، اور جو میری سنت پر عمل کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ جائے گا۔

⊙...... اللہ کے حبیب ﷺ کے دل میں ایمان والوں کا اتنا درد تھا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جس کے دل میں میری امت کا غم نہیں وہ میری امت میں سے نہیں۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
غریبوں کا ملجا یتیموں کا ماوا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

ایک عجیب بات:

ایک عجیب بات سنیے۔ اس پر محدثین نے باب باندھا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ

''نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو ایمان والا بندہ فوت ہوا اور اپنا مال چھوڑ کر جائے، تو یہ مال اس کے وارثوں کا ہوتا ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ..... سبحان اللہ! حیران ہوتے ہیں پڑھ کر..... کہ نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

''میں ایمان والوں سے ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں۔''

مِمَّنْ مَاتَ وَ عَلَیْهِ دَیْنٌ وَ لَمْ یَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَیْنَا قَضَاؤُهٗ وَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ

'جو ان میں سے فوت ہوا اور اس کے ذمے قرضہ ہو، اور وہ اتنا پیسہ نہ چھوڑ کر جائے کہ قرض ادا ہو سکے۔ تو اس کا قرضہ ہمارے ذمے ہے۔ اور جو بندہ اپنا مال چھوڑ کر دنیا سے جائے، اس کا مال اس کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔''

نبی رحمت ﷺ کی رحمت بھری دعا:

نبی علیہ السلام نے ایک عجیب دعا فرمائی۔ آپ ﷺ بسا اوقات دوسرے بندے کو کوئی بات کبھی جمال سے سمجھاتے تھے اور کبھی جلال سے سمجھا دیتے تھے۔ جیسی طبیعت ہوتی تھی ویسی بات فرماتے تھے۔ مگر اللہ کے حبیب ﷺ نے اس کے لیے ایک عجیب دعا مانگی۔ وہ دعا کیا تھی؟

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: مَنْ اٰذَیْتُهٗ فَاجْعَلْهُ لَهٗ زَکٰوةً وَّ رَحْمَةً

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ:

www.besturdubooks.wordpress.com

''ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگ رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُہٗ فَاجْعَلْ ذَالِکَ لَہٗ قُرْبَۃً اِلَیْکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

''اے اللہ! اگر میں نے کسی مومن کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ کی۔اس ڈانٹ ڈپٹ کو قیامت کے دن اس کے لیے اپنے قرب کا ذریعہ بنادے۔''

اللہ اکبر!!!......عقل حیران ہوتی ہے، اس محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دیکھ کر......فرماتے ہیں کہ اے اللہ! اگر میں نے سمجھانے کے دوران کسی کے ساتھ کچھ سختی کر دی تو تو اس سختی کو بھی قیامت کے دن اس کے لیے رحمت اور اپنے قرب کا ذریعہ بنادے۔

(۴)......انسانیت کا دائرہ:

ایمان کے دائرے کے گرد ایک وسیع دائرہ ہے۔وہ ہے انسان ہونے کا دائرہ۔لہٰذا انسان ہونے کے ناتے ہم سب اللہ کے بندے ہیں۔نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا

''اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔''

ہمیں چاہیے کہ ہم احترام انسانیت سیکھیں۔یہ نبی علیہ السلام کی تعلیمات میں سے ہے۔

احترامِ انسانیت کی انمول مثالیں:

اور اب سنیئے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے احترامِ انسانیت کی کیا مثالیں قائم کر دی تھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک یہودی کے جنازے کا احترام:

انسان زندہ لوگوں کا تو احترام کرتا ہی ہے، نبی علیہ السلام مردوں کا بھی احترام فرماتے تھے۔حدیث مبارکہ میں ہے:

كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادْسِيَّةِ فَمَرُّوْا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَىْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ مُرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيْلَ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ اَلَيْسَتْ نَفْسًا

''(ایک مرتبہ) سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ان کے قریب سے ایک جنازہ گزرا اور وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ان دونوں سے کہا گیا کہ یہ تو ایک کافر کا جنازہ ہے۔ان دونوں نے کہا: ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے قریب سے جنازہ گزارا گیا آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔کہا گیا کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے۔نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کیا یہ ایک انسان کی جان نہیں؟''

اللہ اکبر!!!......ایک یہودی کا جنازہ دیکھ اور آپ ﷺ شرفِ انسانیت کا لحاظ کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔اگر اللہ کے حبیب ﷺ نے ایک یہودی کے جنازے کا اتنا احترام فرمایا تو کیا ہم ایک زندہ انسان کا احترام نہیں کر سکتے، اور پھر وہ کلمہ پڑھنے والا بھی ہو اور اللہ کا نیک بندہ بھی ہو۔

ایک یہودی عالم کے ساتھ حسنِ سلوک:

یہودیوں کا ایک عالم تھا۔ان کا نام زید بن سعنہ تھا۔ان کا قصہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ الْحَبْرِ اَحَدُ اَحْبَارِ يَهُوْدُ وَ مِنْ اَكْثَرِهِمْ مَالاً اَسْلَمَ فَحَسُنَ اِسْلَامُهٗ وَ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ مَشَاهِدَ كَثِيْرَةً وَ تُوُفِّيَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مُقْبِلًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ

''زید بن سعنہ یہود کے علماء میں سے ایک عالم تھے اور ان کے پاس مال بھی تھا۔ وہ اسلام لائے اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کے ساتھ کئی غزوات میں حصہ بھی لیا۔ جب وہ تبوک سے مدینہ کی طرف آرہے تھے تو راستے میں ان کی وفات ہوگئی۔''

رَوٰى عَنْهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَنَّهٗ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مِنْ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ اِلَّا وَ قَدْ عَرَفْتُهٗ فِيْ وَجْهِ مُحَمَّدٍ حِيْنَ نَظَرْتُ اِلَيْهِ اِلَّا اثْنَتَيْنِ لَمْ اَخْبُرْهُمَا

''ان سے عبداللہ بن سلام نے یہ روایت کی کہ انہوں نے یہ کہا: جب میں نے نبی علیہ السلام کا چہرہ انور دیکھا تو میں نے آپ ﷺ میں نبوت کی تمام علامات دیکھ لیں، سوائے دو کہ جن کا مجھے پتہ نہ چل سکا۔''

وہ صفتیں کون سی تھیں؟ تورات میں لکھا ہوا تھا:

مِنْهُ: يَسْبِقُ حِلْمُهٗ غَضَبَهٗ وَ لَا يَزِيْدُهٗ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ اِلَّا حِلْمًا

''آخری نبی ﷺ کا حلم ان کے غصے پر غالب ہوگا، اور اگر اس کے ساتھ کوئی جہالت کا برتاؤ کرے گا تو ان کا حلم اور زیادہ بڑھ جائے گا۔''

فرماتے ہیں: یہ دو علامات ایسی تھی جو مجھے ڈھونڈنی تھیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

فَكُنْتُ اَتَلَطَّفُ لَهٗ لِاَنْ اُخَالِطَهٗ وَ اَعْرِفَ حِلْمَهٗ وَجَهْلَهٗ

''اب میں پلاننگ کر رہا تھا کہ مجھے کوئی موقع ملے اور میں ان کے ساتھ میل

www.besturdubooks.wordpress.com

جول کر سکوں کہ (معلوم ہو) ان کا حلم کتنا ہے۔''

قَالَ: فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا مِنَ الْاَيَّامِ مِنَ الْحُجُرَاتِ، وَ مَعَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَتَاهُ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ كَالْبَدْوِيِّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ قَرْيَةَ بَنِيْ فُلَانٍ قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تُرْسِلَ اِلَيْهِمْ بِشَيْءٍ تُعِيْنُهُمْ بِهٖ فَعَلْتَ وَ قَدْ اَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ وَّ شِدَّةٌ فَلَمْ يَكُنْ مَّعَهُ شَيْءٌ قَالَ زَيْدٌ: فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا محمد! اِنْ رَاَيْتَ اَنْ تَبِيْعَنِيْ تَمْرًا مَعْلُوْمًا مِنْ حَائِطِ بَنِيْ فُلَانٍ اِلٰى اَجَلٍ كَذَا وَ كَذَا

''کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ایک دن اپنے حجرات میں سے نکلے اور حضرت علیؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا، جیسے دیہاتی ہوتا ہے وہ کہنے لگا۔ اے اللہ کے پیارحبیب ﷺ! فلاں قریہ کے لوگ ایمان لے آئے، اگر آپ ان کو کوئی مدد بھجوانا چاہیں تو آپ ان کو بھیج سکتے ہیں ان کو قحط آ گیا، اس وقت اللہ کے حبیب ﷺ کے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ زید کہتے ہیں: میں ذرا قریب ہوا اور کہا: اے محمد ﷺ! اگر آپ کہتے ہیں تو فلاں باغ کی اتنی کھجوریں آپ مجھے بیچ دیں۔''

مقصد یہ تھا کہ پیسے میں ابھی دے دیتا ہوں، آپ مجھے کھجوریں دے دینا

فَقَالَ: لَا يَا اَخَا يَهُوْدٍ وَ لٰكِنْ اَبِيْعُكَ تَمْرًا مَّعْلُوْمًا

''نبی علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں کھجوروں کا اتنا وزن دوں گا، اس باغ کی کھجوروں کی شرط نہیں۔

یہ بیع سلم کہلاتی ہے۔

فقلت نعم فبايعني و اعطيته ثمانين دينارا فاعطاه الرجل قال

www.besturdubooks.wordpress.com

زید: فلما كان قبل محل الاجل بيومين او ثلاثة خرج رسول الله ﷺ في جنازة رجل من الانصار و معه ابوبكر و عمر و عثمان في نفر من اصحابه، فلما صلى على الجنازة اتيته ، فاخذت بمجامع قميصه و ردائه و نظرت اليه بوجه غيظ ثم قلت الا تقضي يا محمد حقي فوالله ما علمتك يا بني عبدالمطلب لسيء القضاء مطلٌ قال فنظرت الى عمر و عيناه تدوران في وجهه ثم قال: اي عدوالله ، اتقول لرسول الله ما اسمع! فوالذي بعثه بالحق لو لا ما احاذر فوته لضربت بسيفي رأسك و رسول الله ﷺ ينظر الى عمر في سكون و تبسم ثم قال: يا عمر ، انا و هو الى غيرِ هذا منك احوج ان تامره بحسن الاقتضاء و تامرني بحسن القضاء. اذهب يا عمر! فاقضه حقه و زده عشرين صاعا مكان ما روعته قال زيد: فذهب بي عمر فقضاني و زادني فاسلمت

میں نے کہا: چلو ٹھیک ہے۔ پس سودا ہو گیا اور میں نے آپ کو اسی دینار دے دیے۔ نبی علیہ السلام نے وہ اسی دینار اس بندے کو دے دیے۔ اور فرمایا کہ یہ ان لوگوں کے لیے لے جاؤ۔ زید کہتے ہیں: ابھی مقررہ دن سے دو تین دن باقی تھے۔ نبی علیہ السلام ایک انصاری صحابی کے جنازے کے لیے تشریف لائے، اور آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب جنازہ پڑھ لیا تو میں آیا اور میں نے نبی علیہ السلام کے قمیص اور تہہ بند کے جوڑے پکڑ لیا اور میں نے بڑے غصے سے نبی علیہ السلام کو دیکھا۔

”پھر میں نے کہا: اے محمد ﷺ! کیا تم میرا حق نہیں دو گے؟ اللہ کی قسم! یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عبدالمطلب کی اولاد کے لوگ قرضے کی ادائیگی میں بہت برے ہیں۔"

یعنی ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ اس نے جان بوجھ کر غصہ دلانے والی بات کی۔

کہتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور ان کی آنکھیں میری طرف لگ گئیں۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: اے اللہ کے دشمن! تو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہہ رہا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا، اگر مجھے اس حق کے فوت ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں تیرا سر اڑا کے رکھ دیتا۔"

اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو بڑے سکون سے ساتھ اور مسکراتے ہوئے دیکھا۔

پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے عمر! میں اور وہ تیرے ایسے رویے کے محتاج نہیں۔ یعنی تیرا رویہ اور ہونا چاہیے تھا۔

وہ یہ کہ تو اس سے کہتا کہ تو اچھی طرح سے اپنا قرضہ مانگ اور مجھے کہتا کہ جی آپ قرضے کی ادائیگی میں جلدی کریں۔

پھر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عمر! جاؤ اور اسے اس کی کھجوریں دے دو، اور بیس صاع کھجوریں زیادہ دینا، اس لیے کہ تو نے اس کو دھمکی دی ہے۔"

"زید فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ گئے، انہوں نے مجھے کھجوریں دیں اور انہوں نے بیس صاع کھجوریں زیادہ دیں، پھر میں نے اسلام قبول کر لیا۔"

اللہ اکبر کبیرا!...... اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کفار کے ساتھ معاملات کا یہ سبق فرما دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قحط زدہ کفار کے لیے خوش حالی کی دعا:

وہ کفار مکہ جنہوں نے نبی علیہ السلام کو اتنی ایذائیں پہنچائیں اور مسلمانوں کے ساتھ برا سلوک کیا، ایک مرتبہ ان پر قحط آ گیا۔ وہ قحط اتنا شدید تھا کہ وہ لوگ چمڑا کھانے لگے۔ حتیٰ کہ وہ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوک کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہوتی تھی کہ اگر کوئی بندہ آسمان کی طرف دیکھتا تھا تو اسے دھواں نظر آتا تھا۔ عام دستور تو یہ ہے کہ دشمن کا یہ حال دیکھ کر انسان خوشیاں مناتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ ہوا یہ کہ

فاتاه ابو سفيان، فقال: يا محمد انك تامر بطاعة الله و بصلة الرحم و ان قومك قد هلكوا فادع الله لهم

ابو سفیان نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''اے محمد ﷺ! آپ اللہ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور رشتہ داریوں کو جوڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ کی قوم ہلاک ہونے کے قریب ہو چکی ہے۔ آپ اللہ سے ان کے لیے دعا کر دیں۔''

حدیث پاک میں آیا ہے کہ:

فَدَعَاهُمْ ''اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کے لیے دعا فرما دی۔''

اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے مکہ والوں پر قحط ختم کر دیا۔

کفار مکہ کے لیے غلے کی ترسیل:

ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ وہ یمامہ میں رہتے تھے۔ ان کی طرف سے مکہ والوں کو گندم آیا کرتی تھی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا اور ان کو پتہ چلا کہ مکہ والے نبی علیہ السلام کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں تو انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ آج کے بعد گندم کا ایک بھی دانہ ادھر سے مکہ والوں کو نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ مکہ والے مصیبت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں پڑھ گئے۔ حدیث پاک میں ہے۔

فلما قدم مكة ثمامة بن اثال قال لا تأتيكم من اليمامة حبة حنطة حتى يأذن فيها النبي ﷺ زاد ابن هشام ثم خرج الى اليمامة فمنعهم ان يحملوا الى مكة شيئا

جب ثمامہ بن اثال ؓ مکہ میں آئے تو کہہ دیا کہ جب تک میرے محبوب ﷺ اجازت نہ دیں گے یمامہ سے گندم کا ایک بھی دانہ نہیں آئے گا۔''

پھر کیا ہوا؟

فكتبوا الى النبي ﷺ انك تأمر بصلة الرحم

مکہ والوں نے نبی علیہ السلام کے نام ایک رقعہ لکھا، آپ تو رشتہ داریوں کو جوڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ ہماری گندم بند ہوگئی ہے اور ہم بھوک کی وجہ سے مرنے لگے ہیں، آپ رحم فرمائیں۔

فاكتب الى ثمامة ان يخلى بين هم و بين الحمل اليهم

پھر نبی ﷺ نے ایک مکتوب لکھا کہ اے ثمامہ! ان کی گندم نہ روکو۔'' چنانچہ اللہ کے حبیب ﷺ کے کہنے پر مکہ والوں کی گندم دوبارہ شروع ہوگئی۔ نبی علیہ السلام نے ایسا کیوں کیا؟ Respect of Humanity. (احترامِ انسانیت) کی وجہ سے۔

حاتم طائی کی بیٹی سے حسنِ سلوک:

حاتم طائی کی بیٹی جب نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی گئی، اس وقت وہ کافرہ تھی، مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کا معاملہ کیا۔

چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

اصابت خيل رسول الله ﷺ ابنة حاتم ، فقدم بها على

www.besturdubooks.wordpress.com

رسول الله ﷺ فی سبایا طیء فجعلت ابنة حاتم فی حظیرة باب المسجد فمر بها رسول الله ﷺ فقامت الیه و کانت امراة جزلة، فقالت: یا رسول الله ﷺ! هلك الوالد و غاب الوافد، فامنن علی من الله علیك، قال من وافدك، قالت عدی بن حاتم قال الفار من الله و رسوله ثم مضی رسول الله ﷺ و ترکنی حتی مربی ثلاثا فاشار الی رجل من خلفه ان قومی فکلمیه، فقمت فقلت: یا رسول الله ﷺ! هلك الوالد و غاب الوافد، فامنن علی من الله علیك قال: قد فعلت، فلا تعجلی حتی تجدی ثقة یبلغك بلادك ثم اذنینی فسئالت عن الرجل الذی اشار الی فقیل علی ابن ابی طالب و قدم رکب من بلی فاتیت رسول الله ﷺ فقلت: قدم رهط من قومی قالت: فکسانی رسول الله ﷺ و حملنی، و اعطانی نفقه فخرجت حتی قدمت الشام علیٰ اخی عدی بن حاتم فقال لها عدی: ماترین فی امر هذا الرجل، قالت اری ان تلحق به

جب قبیلہ طے کے لوگ گرفتار ہوئے اور نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیے گئے تو ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ مسجد کے دروازے کے سامنے ایک جگہ تھی وہاں حاتم طائی کی بیٹی کو الگ رکھا گیا۔ اللہ کے حبیب ﷺ اس کے قریب سے گزرے تو وہ کھڑی ہوگئی۔ وہ بڑی سمجھدار عورت تھی، وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور میرا محافظ بھائی بھی قریب نہیں ہے، میرے اوپر احسان کیجیے، اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ نبی علیہ السلام نے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا: تیرا محافظ کون ہے؟ کہنے لگی: (میرے بھائی) عدی بن حاتم۔

''نبی علیہ السلام نے کہا: اللہ اور اس کے رسول سے فرار ہونے والا۔

چونکہ عدی بن حاتم اس مقابلے سے پہلے ہی فرار ہو گیا تھا اس لیے اللہ کے حبیب ﷺ نے اس کے لیے یہ فرمایا۔

وہ کہتی ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ چلے گئے اور مجھے چھوڑ دیا۔ حتی کہ تین مرتبہ ایسا ہوا۔ میں نے تین مرتبہ درخواست کی، مگر اللہ کے حبیب ﷺ خاموش ہو کر چلے جاتے تھے۔ پیچھے ایک بندہ تھا اس نے مجھے اشارہ کیا کہ کھڑی ہو اور پھر بات کر لے۔

میں پھر کھڑی ہو گئی اور (چوتھی مرتبہ) کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور میرا محافظ بھائی قریب نہیں ہے۔ میرے اوپر احسان کیجیے، اللہ آپ پر احسان کرے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''ہاں! میں نے تیرا کام کر دیا ہے، جلدی نہ کر، کوئی ایسا بندہ ڈھونڈ جو تجھے تیرے گھر حفاظت سے پہنچا دے۔''

یعنی اللہ کے نبی ﷺ اسی وجہ سے خاموش تھے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں مل پا رہا تھا۔ کیونکہ وہ ایک عورت تھی اور اس کو بھیجنا بڑی ذمہ داری کا کام تھا۔ اس کی جان، اس کے مال اور اس کی عزت کی حفاظت ضروری تھی۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ جب تمہیں کوئی ایسا بندہ مل جائے تو پھر مجھے بتا دینا۔

پھر میں نے اشارہ کرنے والے آدمی کے بارے میں پوچھا: بتایا گیا کہ وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

آخر سواروں کا ایک اور وفد بھی گرفتار ہو کر پیش ہوا۔

چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! میری قوم کے کچھ بااعتماد بندے آ گئے ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ کہنے لگیں: ''اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے کپڑے بھی دیئے، مجھے سواری بھی دی اور جانے کا خرچ بھی دیا۔ پھر میں وہاں سے نکلی، حتی کہ میں شام میں اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس پہنچ گئی۔ تو عدی نے اس سے پوچھا کہ اس بندے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

''کہنے لگیں: میں چاہتی ہوں کہ تو بھی ان کے غلاموں میں شامل ہو جا۔''

چنانچہ عدی بن حاتم نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

کافر لڑکی کے سر پر نبی رحمت کی چادر:

جب قبیلہ طے کا قافلہ نبی علیہ السلام کے پاس آیا تو اس وقت ایک نوجوان لڑکی کا بچہ گم ہوگیا۔ وہ ماں تھی اور بھاگتی پھر رہی تھی کہ میرا بیٹا کہاں ہے۔ اس حالت میں اس کے سر سے چادر بھی اتر گئی۔

وہ اچانک نبی علیہ السلام کے سامنے آگئی۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے اپنی چادر مبارک ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا کہ اس لڑکی کو دے دو تاکہ وہ سر ڈھانپ لے۔ وہ صحابی کہتے ہیں: اے اللہ کے نبی ﷺ! وہ تو ایک کافر کی بیٹی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''اگرچہ کافر کی بیٹی ہے، مگر بیٹی تو ہے، آج اگر تو اس کے سر کو ڈھانپے گا تو کل اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تیرے عیبوں پر رحمت کی چادر عطا فرمادیں گے۔''

احترامِ انسانیت کا یہ درس اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ہمیں عطا فرمایا۔

ذمیوں سے حسن سلوک کا حکم:

یہ بھی فرمایا گیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ

''مومن وہ ہوتا ہے جس سے لوگوں کی جانیں اوران کے مال محفوظ ہوں''

حتی کہ کافر لوگ مسلمانوں کے معاشرے میں رہتے ہیں اور ان کو ذمی کہتے ہیں۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا حکم فرمایا۔ حدیث پاک میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دِمَائُهُمْ كَدِمَاءِ نَا وَ اَمْوَالُهُمْ كَاَمْوَالِنَا

''ان کا خون ہمارے خون کی طرح اوران کا مال ہمارے مال کی طرح ہے۔''

اوراگر کوئی ایسے بندے کو بلاوجہ مارے تو نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ اِنَّ رِيْحَهَا يُوْجَدُ مِنْ سِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا

''جو ایسے بندے کو قتل کردے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے ہی آجاتی ہے۔''

ایک حدیث مبارکہ میں اللہ کے حبیب ﷺ نے ایک عجیب بات ارشاد فرمائی۔ فرمایا:

اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوْ اِنْتَقَصَهُ اَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

''خبردار! جو کسی ذمی پر ظلم کرے، یا اس کو نقصان پہنچائے، یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے، یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لے، میں قیامت کے دن اس کافر کا وکیل بنوں گا (اس ایمان والے سے اس کا حق دلوا کر رہوں گا)''

......اللہ اکبر کبیرا!

www.besturdubooks.wordpress.com

حرفِ آخر:

احترام انسانیت کا جو درس نبی علیہ السلام نے عطا فرمایا، وہ انسانوں میں یقینا
کسی اور نے نہیں دیا۔

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے
وہ دنیا میں خدا کا لے کر آخری پیغام آئے
جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پر
سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے
وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انساں کی
وہ آئے جب تو بندوں کو فرشتوں کے سلام آئے

اللہ رب العزت ہمیں بحیثیتِ انسانیت ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بحیثیتِ مسلمان ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بحیثیت رشتہ دار ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾

علم اور تصوف

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
بمقام: جامع مسجد مدینہ جھنگ بتاریخ: 8 نومبر 2000ء بعد نماز فجر
برموقع: سالانہ تربیتی نقشبندی اجتماع 2000

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

الحمدللہ! ہمارا راستہ اعتدال کا راستہ ہے۔ افراط وتفریط سے پاک ہے۔ آج دنیا میں کچھ ایسے صوفی لوگ بھی موجود ہیں جو ''العلم حجاب الاکبر'' کا نام لے کر لوگوں کو علما سے دور رکھتے ہیں۔ ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو تصوف کو عجمی چیز سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: یہ عرب کی نہیں عجم کی چیز ہے۔ اس کا تعلق یونان کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ احادیث میں جو احسان کا نام ہے وہ بھی کسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

علم اور تصوف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾
وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی مَقَامٍ اٰخَرَ
﴿ یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ ○ ﴾ (الانفطار:٦)
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

علمِ شرعی اور علم الاحسان:

علم کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک ظاہری صورت ہے جس سے احکام کی بجا آوری کا پتہ چلتا ہے اور ایک اس کی تاثیر ہے جس سے انسان کا باطن سنورتا ہے۔ پہلے علم کو علم شرعی کہتے ہیں اور دوسرے علم کو علم الاحسان کہتے ہیں۔

ہمارے سلف صالحین نے قرآن مجید سے استنباط کر کے کئی علوم نکالے اور ان کے مختلف نام رکھے۔ علمائے امت نے ان کو ''امام'' کہا۔ جیسے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور اسی طرح دوسرے حضرات ہیں۔ بالکل اسی طرح کچھ مشائخ عظام بھی ایسے تھے جنہوں نے قرآن وحدیث پر غور کر کے علم الاحسان کو یکجا کر دیا۔ ان کو بھی علمائے امت نے ''امام'' مانا۔ جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی بخاری رحمہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تصوف وسلوک کے لیے علم کی ضرورت:

سیدالطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تصوف وسلوک کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ یَقْرَءِ الْقُرْاٰنَ وَلَمْ یَکْتُبِ الْحَدِیْثَ لَایُقْتَدٰی بِهٖ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ

''جو بندہ قرآن نہیں پڑھتا اور حدیث کا علم حاصل نہیں کرتا وہ اس قابل نہیں کہ دین کے معاملے میں اس کی اقتدا کی جائے۔''

چنانچہ ذکر وسلوک کے راستے میں علم کا ہونا ضروری ہے۔

حصولِ علم کے لیے مشائخ کی ترغیب:

طبقۂ اوّل کے مشائخ اپنے مریدین کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ مکتوبات میں لکھا ہے:

''سالک کو علم حاصل کیے بغیر اس راستے میں قدم نہیں رکھنا چاہیے، ورنہ کافر اور مجنون ہونے کا خطرہ ہے۔''

ابن جوزی جیسے ناقد محدث اور بزرگ اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں لکھتے ہیں:

وَمَا کَانَ الْمُتَقَدِّمُوْنَ فِی التَّصَوُّفِ اِلَّا رُءُوْسٌ فِی الْقُرْاٰنِ وَالْفِقْهِ وَالْحَدِیْثِ

''جو تصوف کے متقدمین (بڑے حضرات) تھے، یہ وہی تھے جو علوم تفسیر، فقہ اور حدیث میں بھی اپنے وقت کے امام تھے۔

اسی لیے حسن بصری جہاں تصوف کے امام سمجھے جاتے ہیں، وہاں ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

احادیث آپ کو بخاری شریف میں بھی نظر آئیں گی۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ

جہالت، دشمنی کا سبب ہے:

یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ اتنا علم رکھتے تھے تو پھر ان پر اتنے اعتراضات کیوں کیے گئے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کا کلام چونکہ معارف پر مبنی ہوتا تھا، اشارات پر مبنی ہوتا تھا، اس لیے ہر بندے کے اندر اتنی استعداد نہیں ہوتی تھی کہ وہ اس کو سمجھ سکے۔ اور اصول یہ ہے:

اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِّمَا جَهِلُوْا

''جب لوگوں کو کسی چیز کا علم نہیں ہوتا تو وہ اس کے دشمن بن جاتے ہیں۔''

کچھ ایسے بھی لوگ تھے جنہوں نے ان کے اقوال کو اپنے مطالب اور مفاہیم کا لباس پہنا دیا اور ان پر فتوے لگا دیے۔ یعنی بات ان کی اور مفہوم اپنا۔ اس کو کہتے ہیں: ''تَوْجِیْهُ الْقَوْلِ بِمَا لَا یَرْضٰی بِهِ الْقَائِلُ'' کہنے والے نے اس مقصد کے لیے بات نہیں کی، مگر الزام لگانے والے نے اپنے معانی پہنا کر اس کا ایک مطلب نکال لیا۔

اس کی ایک آسان سی مثال ہمارے اکابرین علمائے دیوبند ہیں۔ ان کی کتب کی تحریروں کو سیاق وسباق سے کاٹ کر ایسے معانی دے دیے گئے کہ ان پر گستاخ رسول کا فتویٰ لگا دیا گیا۔ ہر دور اور ہر زمانے میں ایسا ہوتا ہے۔

صوفیا کے حالات پر مبنی علما کی کتابیں:

یہ بھی عجیب بات ہے کہ اللہ رب العزت نے ہر دور اور ہر زمانے میں ایسی

www.besturdubooks.wordpress.com

عبقری شخصیات کو پیدا فرما دیا جنہوں نے مشائخِ صوفیاء کے قدسی نفوس کو لوگوں کے سامنے منقع بنا کر پیش کیا۔ چنانچہ محدثین اور بڑے بڑے علما نے بھی کتابیں لکھیں۔

- ابنِ جوزی نے خود ''صفوۃ الصفوہ'' کتاب لکھی، جس میں مشائخ صوفیاء کے احوال لکھے۔
- علامہ شمس الدین ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' ایک کتاب لکھی۔
- عبدالرحمٰن محدث دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' کے نام سے کتاب لکھی۔
- علامہ عبدالوہاب شعرانی فقیہ بھی تھے اور صوفی بھی تھے۔ انہوں نے تصوف پر ''الطبقات الکبریٰ'' کتاب لکھی اور مشائخ کے حالات اکٹھے کیے۔ اور فقہ میں ان کی دو کتابیں ''کشف الغمہ'' اور ''میزان الکبریٰ'' اپنی مثال آپ ہیں۔
- امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ انہوں نے تصوف پر ہونے والے تمام اعتراضات کے شافی جواب دیے۔
- پھر جو کچھ رہی سہی کسر تھی اس کو حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی نے بالکل صاف کر دیا۔ چنانچہ ان کی تفسیر ''بیان القرآن'' کے حاشیے پر ''مسائلِ سلوک'' کے نام سے آپ کو معارف کا ایک خزانہ ملے گا۔ انہوں نے تصوف وسلوک کے راز اور باتوں کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا۔

کیا تصوف عجمی چیز ہے؟

الحمدللہ! ہمارا راستہ اعتدال کا راستہ ہے۔ افراط وتفریط سے پاک ہے۔ آج دنیا میں کچھ ایسے صوفی لوگ بھی موجود ہیں جو ''العلم حجاب الاکبر'' کا نام لے کر لوگوں کو علما سے دور رکھتے ہیں۔ ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو تصوف کو عجمی چیز سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: یہ عرب کی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

عجم کی چیز ہے۔ اس کا تعلق یونان کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ احادیث میں جو احسان کا نام ہے وہ بھی کسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ وہ بے حضور نمازیں پڑھتے ہیں مگر ان کو یہ توفیق نہیں ملتی کہ کسی کی خدمت میں آ کر نماز کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ ہمارے اکابرین علمائے دیوبند نے اعتدال کا راستہ اپنایا ۔

در کفِ جامِ شریعت در کفِ سندانِ عشق
ہر ہوس نا کے با خدا

یہ ہر بندے کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ چنانچہ اجتماع کے بقیہ بیانات میں

......نماز کیسے بنائی جائے؟

......تشکیلِ کردار۔

......قرآن مجید کی تلاوت کیسے ہونی چاہیے

جیسے اہم موضوعات پر بھی بات کی جائے گی۔

میر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ دے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

دو آیات میں حیران کن تطبیق:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴾ (الانفطار:٦)

''اے انسان! تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا؟''

اس آیت کے معانی پر غور کیجیے...... جب لاڈلا بچہ روٹھ جائے تو ماں اسے ناز و انداز اور پیار کے ساتھ مناتی ہے کہ تو کیوں روٹھ گیا ہے۔ اللہ رب العزت کی رحمتوں

www.besturdubooks.wordpress.com

پر قربان جائیں کہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے انسانوں کو متوجہ فرماتے ہیں یہ کتنا پیار بھرا انداز ہے!!

﴿ يَاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴾ (الانفطار:٦)

یہاں پر اللہ رب العزت نے ''یا'' کا لفظ استعمال فرمایا۔ یہ حرفِ ندا کہلاتا ہے۔ جب کوئی دور ہو تو اس لفظ سے اس کو پکارا جاتا ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ بندہ دور ہے۔ لیکن قرآن پاک کی ایک دوسری آیت ہے:

﴿ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴾ (ق:١٦)

''ہم تو اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

اب اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ پروردگار تو رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے اور حرفِ ندا ''یا'' سے پتہ چلتا ہے کہ دور ہے۔ علما نے ان میں تطبیق دی کہ انسان علم کے لحاظ سے اللہ کے قریب ہے اور صفات کے لحاظ سے اللہ سے بعید ہے۔

لفظ ''انسان'' کے معارف:

انسان کا لفظ بھی عجیب ہے۔ علما نے اسکے تین معانی لکھے ہیں:۔

(۱)......انسان کا لفظ ''اُنس'' سے نکلا ہے۔ اُنس کہتے ہیں محبت کو۔

(۲)......انسان کا لفظ ''نسیان'' سے نکلا ہے۔ نسیان کہتے ہیں بھولنے کو۔

(۳)......انسان کا لفظ ''آنس'' سے نکلا ہے......

﴿ فَلَمَّا اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ﴾ (القصص:٢٩)

آنس کا مطلب اَبْصَرَیٰ/اَبْصَرَ ''دیکھنا''

گویا انسان کے تین معانی بنے:۔

(۱)......محبت کرنے والا

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)......بھولنے والا

(۳)......دیکھنے والا

ہمارے مشائخ نے فرمایا تینوں معانی انسان پر صادق آتے ہیں کہ یہ انسان اللہ رب العزت سے محبت کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس پر اپنے انوار و تجلیات کی بارش کر دیتے ہیں اور جب یہ اس کے انور و تجلیات کو دیکھتا ہے تو پھر پوری دنیا کو بھول جاتا ہے۔

لفظِ ''رب'' کا اطلاق:

آگے فرمایا:

غَرَّكَ ''تجھے دھوکے میں ڈال دیا''

بِرَبِّكَ ''تیرے رب سے''

رَبّ کہتے ہیں اس ذات کو جو کسی کی پرورش کرے۔ یہ لفظ ماں باپ کے لیے بھی بولتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴾ (بنی اسرائیل:۲۴)

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی کہا تھا:

﴿ وَاذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ﴾ (الیوسف:۴۲)

یعنی ''رب'' کا لفظ مخلوق کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور خالق کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مگر اس کے استعمال میں فرق ہے۔

اللہ رب العزت کی ربوبیت زمان و مکان کی قید سے بلند و بالا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کے لیے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہا گیا۔ مزید فرمایا:

﴿ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآءِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴾ (الصفت:۱۲۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

"جو تمہارا بھی رب ہے اور تم سے پہلے جو تمہارے آباء گزرے ہیں ان کا بھی رب ہے۔"

تو وہاں زمان ومکان کی قید کا کوئی دخل نہیں۔ البتہ ماں باپ جو مربی ہوتے ہیں وہ محدود وقت کے لیے ہوتے ہیں۔ اور خاص افراد کے لیے ہوتے ہیں۔

پالنے والا کون ہے؟

"رب" کا مطلب ہے "پالنہار" (پالنے والا) ضروریات کو پورا کرنے والا۔ آج کا ایک بڑا دھوکہ یہ ہے کہ انسان نے اسباب کو اپنا رب سمجھ لیا ہے۔

......کسی نے اپنی دکان کو

......کسی نے دفتر کو

......کسی نے تعلیم کو

......کسی نے کاروبار کو

اسی لیے شریعت کے احکام توڑ دیتے ہیں مگر ان چیزوں پر آنچ نہیں آنے دیتے۔ کاروبار کی وجہ سے سود پر کام کرنا پڑے تو کر لیں گے۔ جب شریعت کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے لگ گئے تو گویا اس چیز کو انہوں نے اپنا رب سمجھ لیا۔ یہ بھی صنم پرستی ہے۔ بت فقط پتھر کے نہیں ہوتے، خیال کے بھی ہوتے ہیں۔ ع

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے

ان پر ضرب ابراہیمی لگانی پڑتی ہے۔

یہ قوم اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

اگر اللہ رب العزت کی ذات سے نگاہیں ہٹ کر مخلوق پر آجائیں تو گویا انسان اپنے راستے سے بھٹک گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

دنیا و آخرت کی سعادتیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے انعام یافتہ بندوں کا تذکرہ فرمایا:

﴿ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ﴾ (النساء:٦٩)

یہ چار قسم کے لوگ میرے انعام یافتہ بندے ہیں۔انبیا،صدیقین،شہداء اور صالحین۔

ان میں سے پہلے دو کا زیادہ تعلق علم کے ساتھ ہے۔نبی علیہ السلام وحی لے کر آئے اور صدیق نے ان کی تصدیق کی۔گویا انبیا اور صدیقین میں علم کی نسبت غالب ہے۔

شہدا اور صالحین میں عمل کی نسبت غالب ہے۔

اسی آیت سے معلوم ہوا کہ کائنات کی سعادتیں اللہ رب العزت نے علم اور عمل کے اندر رکھی ہوئی ہیں۔اگر ہم بھی اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی علم اور عمل کے راستے پر چلنا ہوگا۔

عدیم العلم،قلیل العلم اور علیل العلم:

انسان کے علم کا حال بھی عجیب ہے۔جب دنیا میں پیدا ہوا تو بچہ تھا۔علم نہیں تھا.....قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا ﴾ (النجم:٣٢)

''جب تم اپنی ماں کے پیٹ میں جنین تھے تو تمہارے پاس علم نہیں تھا۔''

یعنی ابتدا میں انسان ''عدیم العلم'' تھا۔اس کے پاس علم نہیں تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر دنیا میں آیا اور کتابیں پڑھیں۔ جو کچھ بھی پڑھا وہ محدود ہے۔ اس لیے قرآن پاک میں فرمایا:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ (بنی اسرائیل:۸۵)

گویا جوانی میں ''قلیل العلم'' بنے۔

اور جب بڑھاپا آیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ایک ایسی عمر کو پہنچ گئے کہ

﴿ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ﴾ (النحل:۷۰)

اس کو کہتے ہیں ''علیل العلم'' یعنی جو علم تھا وہ بھی رخصت ہو گیا۔ بھول گیا۔ جب انسان ابتدا میں عدیم العلم، درمیان میں قلیل العلم اور آخر میں علیل العلم ہو تو پھر یہ اپنے علم پر کیا ناز کرے۔

علمِ لدنی کے اہل کون؟

یہ طے شدہ بات ہے کہ اللہ رب العزت کسی جاہل انسان کو ولایت خاصہ عطا نہیں فرماتے۔ البتہ اگر انسان کے پاس علمِ ظاہری نہیں بھی ہو گا اور وہ انسان اپنے دل پر محنت کرے گا تو اللہ رب العزت اس کو علمِ لدنی عطا فرما دیں گے اور اس کا شمار علما میں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴾ (الکھف:۶۵)

حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ اور علم لدنی:

حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ بالکل ان پڑھ تھے۔ ان کے سامنے جب قرآن مجید کی آیت تلاوت کی جاتی تھی تو وہ پہچان لیتے تھے اور جب حدیث پاک بیان کی جاتی تھی تب

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی پہچان لیتے تھے۔حتی کہ کسی کا قول بیان کیا جاتا تھا تو وہ بھی پہچان لیتے تھے۔لوگ حیران ہوکر کہتے کہ جی آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے۔وہ فرماتے تھے:

☆ ...... جب قرآن کی آیت پڑھی جاتی ہے تو ایک ایسا نور ظاہر ہوتا ہے کہ جس سے میں پہچان لیتا ہوں کہ یہ میرے مولا کا کلام ہے۔

☆ ...... جب حدیث پاک پڑھی جاتی ہے تو ایک اور قسم کا نور ہوتا ہے۔

☆ ...... جب دوسری مخلوق کی باتیں ہوتی ہیں تو ان کے اندر نور ہی نہیں ہوتا۔

تو میں اس نور کو دیکھ کر پہچان لیتا ہوں کہ یہ اللہ کا کلام ہے یا محبوب ﷺ کا فرمان ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو علمِ لدنی حاصل تھا۔

مسجد نبوی کی ابتدائی حالت:

آپ حضرات اجتماع کے یہ تین دن بڑے ذوق اور شوق کے ساتھ گزاریے۔ آپ کو ابھی مجاہدہ کرنا پڑے گا۔اس سے نہ گھبرائیے کہ جگہ تنگ ہے۔ہمارے دلوں میں جگہ بہت زیادہ ہے۔مسجد نبوی بھی شروع میں اتنی چھوٹی سی تھی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

"مجھے ایک ایسا چھپر بنا دو جیسے موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔"

بارش کے وقت میں نیچے پانی آتا تھا۔لوگ سجدے کرتے تو ان کی پیشانیوں پر کیچڑ لگ جاتا تھا۔

علما کو آگے جگہ دینے میں عوام کا فائدہ:

اگلی صفوں میں جو علما اور صلحا کو جگہ دی جاتی ہے اس میں بھی حکمت ہے۔عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔وہ یہود کے بڑے علما میں سے تھے۔انہوں نے اسلام قبول کیا اور صحابی رسول بن گئے۔ان کو اللہ تعالیٰ دو انبیا پر ایمان لانے کی وجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بہت بڑا درجہ عطا فرمائیں گے۔

وہب بن منبہ ان کے شاگرد تھے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو ان کی کوشش ہوتی تھی کہ دوسرے لوگوں کو آگے جگہ ملے اور میں پیچھے کھڑا ہو کر نماز پڑھوں۔ فرماتے ہیں کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ پہلی صف میں نماز پڑھنے کے اتنے فضائل ہیں کہ اگر لوگوں کو اس کی فضیلت کا پتہ چل جائے تو لوگ ایک دوسرے سے مقابلہ شروع کر دیں، الجھنا شروع کر دیں، اور ان کو جب اگلی صفوں میں کھڑے ہونے کا موقع ملتا بھی ہے تو وہ دوسروں کو آگے کر دیتے ہیں اور خود پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ان سے پوچھ لیا کہ جی آپ کا یہ عمل کس بنیاد پر ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں تورات کا عالم ہوں۔ اس میں اس امت کی نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ ان نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ اس امت میں بعض ایسے اللہ والے ہوں گے کہ جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے تو ان کے پیچھے جتنے لوگ سجدہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان سب کے گناہوں کی مغفرت فرما دیں گے۔

اس لیے جب علما اور صلحا کو آگے جگہ دی جاتی ہے تو اس میں آپ ہی کا فائدہ ملحوظ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی کا سجدہ ہماری مغفرت کا سبب بن جائے۔

دل چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لیے ہوئے

یہ حضرات دور دور سے درد بھرا دل لے کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے۔

فضائل اور مسائل کا علم:

علم دو طرح کا ہے۔ ایک فضائل کا اور ایک مسائل کا۔ فضائل کے علم سے انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

عمال پر آتا ہے اور مسائل کے علم سے انسان اعمال کو بناتا ہے۔

عیش الدنیا والاخرۃ کے مصداق کون؟

علم، عمل اور عبدیت، یہ تینوں الفاظ ''ع'' سے شروع ہوتے ہیں۔ اور عیش کا لفظ بھی ''ع'' سے شروع ہوتا ہے، جیسے:

اَللّٰھُمَّ لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ

معلوم یہ ہوا کہ جس نے علم پر عمل کیا اور اسے مقامِ عبدیت نصیب ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو ''عیش الدنیا والاخرۃ'' عطا فرمائیں گے۔

روایت حدیث میں سماع کی ضرورت:

علم کا زیادہ تعلق ''سماع'' کے ساتھ ہے۔ سننا اسی لیے محدثین تسلسلِ روایت اسے ہی سمجھتے ہیں کہ اپنے استاد سے باقاعدہ اس نے سنا ہو۔ فرض کریں استاد کے پاس ایک کتاب لکھی ہوئی تھی۔ اس نے خود شاگرد کو دی کہ یہ احادیث کا مجموعہ ہے اور آپ کو میری طرف سے حدیث کی اجازت ہے، لے لیجیے۔ اب اگر یہ بندہ حدیث کی روایت کرے گا تو اسے تسلسل نہیں کہیں گے۔ اس لیے کہ محدثین کے نزدیک روایتِ حدیث کے لیے سماع ضروری ہے۔

پیغمبر بہرے کیوں نہیں تھے؟

یہ بھی عجیب بات ہے کہ دنیا میں کوئی بھی پیغمبر علیہ السلام بہرے نہیں گزرے۔ نابینا تو تھے، بہرے نہیں تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے:

﴿ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ ﴾ (الیوسف:۸۴)

آپ علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اتنا روئے کہ بینائی چلی گئی۔ اسی طرح شعیب علیہ السلام کی بینائی بھی چلی گئی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو انبیائے کرام میں سے نابینا تو تھے مگر کوئی بھی بہرے نہیں تھے۔ اس لیے کہ علم کا تعلق ہی سماع کے ساتھ ہے۔

نورِ ہدایت کے حصول کے لیے سننے کی اہمیت:

شریعت نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم ہدایت کی باتوں کو توجہ کے ساتھ بیٹھ کر سنیں۔ عمل کے جذبے کے ساتھ بیٹھ کر سنیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَوْ اَرَادَ اللّٰهُ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ﴾ (الانفعال:۲۳)

''اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا تو ان کو سننے کی توفیق دے دیتا''

اس لیے ہمہ تن متوجہ ہو کر بیٹھا کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴾ (الروم:۲۳)

اسی لیے جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس وقت کے لیے فرمایا:

﴿ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا ﴾ (الانفعال:۲۳)

''پس سنو اور خاموش رہو۔''

فرمایا:

﴿ اِسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا ﴾

''سنو اور اس کی اطاعت کرو۔''

''اچھا سننا'' بھی ایک خوبی ہے۔ ورنہ تو آدمی ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ﴾ (ق:۳۷)

''اس قرآن میں نصیحت ہے ان کے لیے جن کے اندر دل ہو۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اور جن کے اندر رسل ہو؟

پہلی خوبی یہ ہے کہ دل متوجہ ہو اور دوسری خوبی کیا ہے؟

﴿ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ ﴾

''ہمہ تن گوش ہو''

اور تیسری خوبی......

﴿ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴾ (ق:۳۷)

''اور وہ حاضر باش ہو''

تو جب آپ اس طرح بات سنیں گے کہ دل حاضر ہو، ہمہ تن گوش ہوں اور حاضر باش ہوں گے تو اللہ رب العزت کی طرف سے آپ کو ہدایت کا نور ملے گا۔

اس کا نام ولایت ہے:

جو کلمہ پڑھ لیتا ہے وہ بھی ہدایت کے راستے پر ہوتا ہے، لیکن اس کے بعد اس ہدایت میں ترقی کا راستہ بھی کھلا ہوا ہے۔ ان مجالس میں آنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس ہدایت کے نور میں اور بھی اضافہ ہو جائے...... قرآن عظیم الشان...... اصحاب کہف کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴾ (الکہف:۱۳)

اس کا نام ولایت ہوتا ہے۔

اسلام کے ارکان یا......

اگر بے توجہی سے بات سنیں گے تو فائدہ نہیں ہوگا۔ جیسے ایک بچے کو استاد نے پڑھایا کہ اسلام کے پانچ ارکان ہوتے ہیں۔ جب گھر پہنچا تو باپ نے پوچھا: بیٹا! آج کا سبق کیا تھا؟ کہنے لگا: استاد نے یہ پڑھایا ہے کہ اسلام کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پانچ ''کان'' ہوتے ہیں۔

وہ بھی ذہبی یہ بھی ذہبی:

علامہ شمس الدین ذہبی جو کچھ سنتے تھے ان کو وہ اسی وقت یاد ہو جاتا تھا۔ میں بھی اپنے بعض طالب علموں کو کہتا ہوں آپ بھی علامہ ذہبی ہیں۔ مگر یہ ذہبی ''ذَھَبَ'' سے ہے۔ جو سنتے ہیں، ذھب۔ وہ رخصت ہو جاتا ہے۔ یہ ایسے ''علامہ ذہبی'' ہیں۔

ایک عجیب دعا:

حضرت مفتی محمود زیارتِ حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے۔ طواف کیا اور مقامِ ابراہیم پر نفل پڑھ کر ایک عجیب دعا مانگی۔ دعا مانگتے ہوئے کہنے لگے: ''اے اللہ! ساری دنیا مجھے مفتی کہتی ہے، اب تو آپ مجھے مفت میں بخش دیجیے۔''

مفتی کا لفظ تو فتویٰ سے ہے، لیکن چونکہ ایک ذو معنی لفظ تھا اس لیے انہوں نے اس کا اردو زبان میں نکتہ نکال لیا۔

سالک کی پہچان:

سننے کی استعداد کا اچھا ہونا، یہ سالک کی پہچان ہوتی ہے۔ دیکھیں! ابوجہل نے نبی علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے معراج کا واقعہ سنا اور قبول نہ کر سکا، جبکہ صدیق اکبر ﷛ نے یہی واقعہ کافر کی زبان سے سنا اور اس کو قبول کر لیا۔

طالب علم کے لیے جنت کے راستے میں آسانی کیسے؟

حدیث پاک میں ہے:

مَنْ كَانَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ كَانَ الْجَنَّةُ فِيْ طَلَبِهٖ

''جو انسان علم کی طلب میں ہوتا ہے، جنت اس کی طلب میں ہوتی ہے۔''

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

''جو اپنے گھر سے علم حاصل کرنے کے لیے نکلا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے کو آسان کر دیا کرتے ہیں۔''

آسان کرنے کا کیا مطلب؟..... آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو سکولوں کے طلبا ہوتے ہیں، ان کے کارڈ بنے ہوتے ہیں اور جب یہ بسوں پر سفر کرتے ہیں تو ان کو Concetion (رعایت) ملتی ہے۔ اس طرح ان کو صرف آدھا کرایہ دینا پڑتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں سفر میں سہولت کا ہونا۔

اسی طرح جو علم حاصل کرنے والے طلبا ہیں، قیامت کے دن ان کو بھی جنت میں جانے کے لیے کنسیشن (رعایت) مل جائے گی۔ اس لیے انسان پوری زندگی ہی علم حاصل کرے۔

انسانی جسم میں علما اور مزدوروں کی بستی:

علم اور عمل میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مواعظ میں ایک عجیب بات ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ انسان کے جسم میں یہ جو اوپر کا حصہ ہے یہ علما کی بستی ہے۔ اس میں آنکھیں، کان، دماغ اور زبان شامل ہیں۔ اس لیے کہ یہ اعضائے علم ہیں اور انہی اعضا سے انسان علم حاصل کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نیچے کا دھڑ مزدوروں کی بستی ہے۔ اس میں ہاتھ، پاؤں، پھیپھڑے اور گردے شامل ہیں۔ یہ اعضا عمال (مزدوروں) والے اعمال کرتے ہیں۔ اور ان کے درمیان اللہ تعالیٰ نے دل کو بنایا۔ ان دونوں قسم کے اعضا کا یہ دل حاکم ہوتا ہے۔ گویا سیکریٹریٹ کو درمیان میں بنا دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب کسی چیز کو ذبح کیا جاتا ہے تو گلے پر چھری پھیرتے ہیں۔ گلے پر چھری پھیرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے علم اور عمل کا رشتہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جس بندے کے علم اور عمل کا رشتہ ختم ہو جائے وہ زندہ نہیں، بلکہ مردہ انسان ہوتا ہے۔ زندہ انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

وہی شمار ہوگا جس کے علم اور عمل کے درمیان جوڑ ہوگا۔

لطف روحانی میں رکاوٹ:

اللہ تعالیٰ نزول قرآن کا مقصد خود ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴾ (ق:۴۵)

''پس آپ ان کو وصیت کیجیے قرآن کے ذریعے سے تاکہ یہ اللہ کے وعدے سے ڈر جائیں۔''

تو قرآن مجید کے نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کے دلوں میں اللہ کی خشیت پیدا کر دی جائے تاکہ بندے اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان کو سمجھیں اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں۔ اس مقصد کے لیے انسان کو اپنی خواہشات پر چھری پھیرنی پڑتی ہے۔ سالک کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ حظِ نفسانی اور خواہشات نفسانی ہیں۔

نہ جب تک صدقِ دل سے ترک کر دیں حظِ نفسانی
کبھی بھی آپ کو حاصل نہ ہوگا لطفِ روحانی

لطفِ روحانی حاصل کرنے کے لیے حظِ نفسانی کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

مان کر چلنا سیکھیں:

یہاں تین دنوں کی مختلف مجالس میں آپ نے جو کچھ سنا ہے، وہ اس نیت سے سنا ہے کہ ہم نے اس پر عمل کرنا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ آپ کے تشریف لانے پر شیطان نے آپ کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ آپ اس کو گھر چھوڑ کر نہیں آئے۔ وہ آپ کے ساتھ آیا ہے۔ وہ یہاں بھی کوشش کرے گا کہ آپ کو مقصود حاصل کرنے سے روکے رکھے۔ جب سونے کا وقت ہوگا اس وقت باتوں کا چسکا ڈالے گا کہ جاگو رات کو،

www.besturdubooks.wordpress.com

گپیں لگاؤ، حالات حاضرہ پر تبصرے کرو۔اور جب بیان سننے کا وقت ہوگا اس وقت مراقبہ کرنے کی ترغیب دے گا تاکہ سو جائیں۔ایک کاغذ پر لکھا ہوا نظام الاوقات آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔آپ اس کو پڑھ کر اس کے مطابق وقت کی پابندی کیجیے۔

......سونے کے وقت میں آرام کیجیے

......کھانے کے وقت کھانے کے لیے جائیے

......عبادات کے وقت عبادات کیجیے

آپ نے یہاں ''مان کر چلنا'' ہی تو سیکھنا ہے۔ایسا نہ ہو کہ یہاں آنے کے بعد شیطان ہمیں ان مجالس کے فیوض و برکات سے محروم کر دے۔

وقوفِ قلبی کے ساتھ رہیے:

اپنا وقت وقوفِ قلبی کے ساتھ گزاریے۔وقوفِ قلبی اسے کہتے ہیں کہ اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھیں ؎

مشغول ہو کر کلمہء طیب کے ذکر میں
دل پہ لگا جو زنگ ہے اس کو چھڑائیے
مشغول اسمِ ذات میں ہوں آپ اس طرح
اس کے سوا ہر ایک کو بس بھول جائیے

ان تین دنوں میں اس کی مشق کریں کہ ہم اللہ رب العزت کے سوا ہر ایک کو بھول جائیں۔ایک اللہ رب العزت کی یاد دل میں ہو اور بس۔

کثرتِ ذکر نرمی کا باعث ہے:

ذکر کی کثرت کی وجہ سے آپ کی ذات میں نرمی آئے گی۔یہ ذکر کی خوبی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ جیسے سخت زمین کو بارش کا پانی نرم کر دیتا ہے۔ اسی طرح جب انسان ذکر کرتا ہے تو انوارات کی بارش انسان کی طبیعت کے اندر نرمی پیدا کر دیتی ہے۔ اور نرم طبیعت کی وجہ سے انسان اچھے اخلاق کا حامل بن جاتا ہے۔

ہڈیوں کے اوپر گوشت کیوں؟

دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے ہڈیوں کے اندر سختی رکھی اور اس کے اوپر گوشت اور کھال رکھی۔ یعنی سختی کو نرمی کے اندر چھپا دیا۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب کو بھی اپنی رحمت کے اندر چھپایا ہوا ہے۔

قرآن مجید کا مرکزی پیغام:

اگر قرآن مجید کے الفاظ گنیں تو جو لفظ بالکل درمیان میں آتا ہے، وہ لفظ ہے ...... وَلْيَتَلَطَّفْ (نرم گفتگو کرنا)...... گویا پورے قرآن کا جو مرکزی پیغام ہے وہ نرمی کا پیغام ہے۔

فرعون کے ساتھ نرم گفتگو کرنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیج رہے ہیں۔ فرعون بھی کون؟ جو خدائی کا دعویٰ کرنے والا ہے۔ وہ اتنا بڑا سرکش ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا ﴾ (طہ:۴۴)

"آپ دونوں اس کے پاس جا کر نرم بات کیجیے۔"

اگر ہم بھی اپنے طلبا اور اپنے دوستوں سے ذرا سختی سے بات کریں تو یاد رکھیں کہ نہ تو ہماری شان موسیٰ علیہ السلام سے بڑی ہے اور نہ ہی سامنے والا فرعون سے برا ہے۔ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ نرمی پر وہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں جو سختی پر نازل نہیں فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر دوست آ کر شکوہ کرتے ہیں کہ ہم تو ذکر اذکار کرتے ہیں مگر

......بچے نہیں مانتے

......بیوی نہیں مانتی

......گھر کا ماحول اچھا نہیں

اگر آپ غور کریں تو اس کے پیچھے آپ کی سختی ہو گی اور آپ کے اخلاق میں کمی ہو گی۔ ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے

......انسان میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے

......پھر اس کے اخلاق اچھے ہو جاتے ہیں

......پھر اچھے اخلاق سے انسان دوسروں کے دل میں جگہ بنا لیتا ہے

......پھر لوگ دین کے قریب ہو جاتے ہیں

جماعت کا انتظار:

ان تین دنوں میں آپ نے نمازوں کے وقت سے پہلے آ کر جماعت کے انتظار میں بیٹھنا ہے۔ یہ سنت بھی آج ختم ہوتی جا رہی ہے۔ آج تو حالت یہ بن گئی ہے کہ اگر پانچ منٹ بھی رہتے ہوں تو مسجد کے باہر آ کر آپس میں باتیں کرتے رہیں گے۔ کوئی کہے بھی سہی کہ نماز ہونے والی ہے تو کہتے ہیں: جی! ابھی پانچ منٹ باقی ہیں۔ کتنا اچھا ہوتا کہ مسجد میں آ جاتے اور جماعت کے انتظار کا بھی ثواب نصیب ہو جاتا۔

یہ وقت ہمارے پاس امانت ہے:

آپ ان دنوں میں ہمہ تن اللہ رب العزت کی طرف متوجہ رہیں۔ جیسے کسی کو کوئی غم یا فکر لگی ہوتی ہے ایسے ہی بندے کو مغموم نظر آنا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ وقت ہم اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کی نسبت سے فارغ کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ وقت ہمارے پاس امانت ہے۔ چنانچہ اس وقت کو ہم اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان، توجہ اور حضوری کے ساتھ گزاریں گے تو جاتے ہوئے آپ کا دل گواہی دے گا کہ آپ کو ان تین دنوں میں فائدہ نصیب ہوا ہے۔

رابطۂ قلبی اور اس کے فوائد:

ہر وقت دل میں اللہ کی طرف دھیان رکھیے۔ حتیٰ کہ بیان سننے کے دوران بھی اللہ کی طرف دھیان رکھیے۔ البتہ جب شیخ کے سامنے ہوں رابطہ قلبی اور جب شیخ سے دور ہوں تو وقوف قلبی کا خیال رکھیں۔ رابطۂ قلبی اسے کہتے ہیں کہ اپنے دل کو خالی سمجھیں اور یہ جانیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نبی علیہ السلام کے قلب مبارک سے اور مشائخ کے قلوب سے ہوتی ہوئی میرے شیخ کے قلب میں آرہی ہے اور وہاں سے یہ میرے دل میں پہنچ رہی ہے۔ یہ آپس میں روحانی رشتے ہوتے ہیں۔ جس طرح سورج کتنی دور ہے مگر اس کی کرنیں پوری دنیا پر پڑ رہی ہوتی ہیں۔

......کہیں سبزی کا قد بڑھ رہا ہے

......کہیں پھول کا رنگ خوش نما ہو رہا ہے

......کہیں پھل کا ذائقہ بہتر ہو رہا ہے

ہر ایک اپنے نصیب کا حصہ پا رہا ہے۔ اسی طرح شیخ کی توجہ بھی سب پر پڑ رہی ہوتی ہے، مگر ہر سالک اپنی طلب کے بقدر اس میں سے حصہ پا رہا ہوتا ہے۔

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے سبھی پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

جتنی طلب لے کر بیٹھیں گے اللہ تعالیٰ اس پر اتنی ہی نعمت عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ اس پورے وقت میں آپ اپنے دل کی توجہ اللہ رب العزت کی طرف رکھیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے
تم سا کوئی ہم دم کوئی دم ساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

وقوفِ قلبی کے لیے دو معاون چیزیں:

ہمارے مشائخ فرمایا کرتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً یہ الفاظ زبان سے اونچے بھی کہہ دینے چاہییں۔ اس کو انہوں نے بازگشت کہا کیونکہ یہ چیز بندے کو اللہ کی طرف موڑنے میں بڑی آسانی پیدا کر دیتی ہے۔ فارسی کے چند الفاظ ہیں یاد کر لیجیے۔

''خداوندا! مقصود من توئی و رضائے تو، مرا محبت و معرفت، ذوق شوق خود بدہ''

''یاالٰہی! تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری ہی رضا کا طالب ہوں، مجھے اپنی محبت و معرفت اور ذوق شوق عنایت فرما۔''

اس کو بازگشت کہتے ہیں کہ اگر سالک کچھ کچھ دیر کے بعد ان الفاظ کو پڑھتا رہے گا تو اس کو اس سے وقوفِ قلبی کے لیے آسانی ہوگی۔ اور دوسرا مسنون دعاؤں کے پڑھنے سے بھی وقوفِ قلبی میں آسانی رہے گی۔ اس لیے آپ یہ دو کام اہتمام سے کیجیے۔

اللہ کی تلاش میں سفر کرنے والے:

محترم جماعت! دنیا میں کچھ لوگ کاروبار کے لیے سفر کرتے ہیں، کچھ رشتہ داری کے لیے سفر کرتے ہیں، کچھ خوب صورت مناظر کو دیکھنے کے لیے سفر کرتے ہیں، لیکن آپ نے یہ سفر اللہ کے لیے کیا۔ اللہ کے ہاں اس نسبت کی بڑی لاج ہے۔ ہمارے مشائخ بہت سفر کر کے جاتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کے پاس تین سو میل کا سفر پیدل طے کر کے جایا کرتے تھے۔ ایک مہینہ جاتے ہوئے لگتا اور ایک مہینہ آتے ہوئے لگتا اور شیخ کے پاس ٹھہرنے کا علیحدہ وقت ہوتا تھا۔

☆......ایک ایسے بھی بزرگ تھے جنہوں نے پوری دنیا کا چکر لگایا۔ حتی کہ ان کا نام جہانیاں جہاں گشت پڑ گیا۔

جب قیامت کے دن یہ حضرات اللہ کے حضور پیش ہو کر عرض کریں گے:

اللہ! ہم نے آپ کی تلاش میں اور آپ کی طلب میں یہ سفر کیا۔ تو وہاں ہمارے نامہ اعمال میں بھی ایک سفر نکل آئے گا کہ اللہ! ہم نے بھی آپ کی تلاش میں ایک سفر کیا تھا۔ با جماعت نماز پڑھنے کی صورت میں اگر ایک قبول ہوتی ہے تو سب کی ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ رب العزت نے ان مقبول بندوں کے سفر کو قبول کیا تو ہمارے اس سفر کو بھی قبول فرمالیں گے۔ اس لیے کہ یہ نسبت بلند ہے۔ ہماری حالت تو اس بڑھیا کی سی ہے جو دھاگے کی اٹی لے کر یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لیے گئی تھی۔ اس وقت اسے کسی نے کہا کہ آپ تو یوسف علیہ السلام کو نہیں خرید سکتیں، کیونکہ بڑے بڑے امیر لوگ آئے ہوئے ہیں۔ وہ کہنے لگی کہ یہ تو مجھے بھی پتہ ہے کہ میں خرید تو نہیں سکتی لیکن پھر بھی اس لیے آگئی ہوں کہ کل قیامت کے دن جب یہ پوچھا جائے گا کہ یوسف علیہ السلام کے خریدار کہاں ہیں تو مجھے بھی اس وقت اللہ کے حضور پیش ہونے کی سعادت نصیب ہو جائے گی۔

اس لیے جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ میری تلاش میں دنیا میں سفر کرنے والے کہاں ہیں تو ان شاء اللہ ہمارے یہ قدم بھی اللہ کے ہاں یقیناً قبول ہوں گے۔ پروردگار ہماری اصلاح فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿كُلُّ امْرِءٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ﴾

(الطور: ۲۱)

جزا اور سزا کا دن

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامعہ عائشہ جھنگ

برموقع: افتتاحِ بخاری

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اکثر لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ وہاں جائیں گے تو دیکھی جائے گی۔ گویا کہ آخرت کی تیاری وہ موت سے پہلے کرنے کے بجائے یوں سوچتے ہیں کہ جب وہاں جائیں گے تو نجات کی کوئی نہ کوئی صورت نکال لیں گے۔ یہی انسان کی غلط فہمی ہے۔ اس لیے کہ جب آگ لگ جائے تب کنویں نہیں کھودے جاتے، پہلے سے اگر کھودے ہوئے ہوں تو ان کا پانی کام آتا ہے۔ اسی طرح جو انسان دنیا میں موت کی تیاری کرے گا، قیامت کے دن اسے وہ تیاری کام آئے گی۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

جزا اور سزا کا دن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ:
وَ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ مِنِّىْ اِلَى الْاِمَامِ الْهُمَامِ يَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ ذُوالْفِقَار اَحْمَدُ حَدَّثَنِىْ حَضْرَةُ الْاُسْتَاذ حَافِظُ الْقُرْآنِ وَ الْحَدِيْثِ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ جعفرُ بْنُ مُحَمَّدْ اَمِير قَالَ حَدَّثَنِىْ حَضْرَةُ الْاُسْتَاذ مَوْلَانَا شَيْخ مُحَمَّدْ مَالِك كَانْدهلوِى نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهٗ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ مُحَمَّدْ اِدْرِيْس قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ مُحَمَّدْ اِسْمٰعِيْل قَالَ حَدَّثَنِىْ عَلِيُّ بْنُ الطَّاهِرِ الْوَتْرِىْ الْمَدَنِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدْ عَابِدْ قَالَ حَدَّثَنِىْ صَالِحُ الْعُمْرِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ سَنَةَ الْعُمْرِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ الْعَجَلِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ قُطْبُ الدِّيْنْ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ الْمُعَمَّرُ الشَّيْخ يُوْسُفْ هَرَوِىْ الْمَشْهُوْرُ بِسه صَدْ سَالَه قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ شَاذْ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفُ الْفِرَبْرِىْ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ رَحْمَةً وَّاسِعَةً قَالَ حَدَّثَنِىْ الشَّيْخُ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الْحَدِيْثِ وَ سَيِّدُ الْمُحَدِّثِيْنَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةَ الْجُعْفِيِّ الْبُخَارِىْ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً

بَابُ: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

بَعْدِهٖ﴾ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدِنِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیُّ: اِنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصِنِ اللَّیْثِیْ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّانَوٰی، فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا، اَوْ اِلَی امْرَاَةٍ یَّنْکِحُهَا، فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَاهَاجَرَ اِلَیْهِ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مدد مانگنے کا دن:

بخاری شریف کی ایک حدیث پاک آپ کے سامنے تلاوت کی گئی۔ جامعہ عائشہ صدیقہ کے تعلیمی سال کا پہلا دن ہے۔ جب بھی کسی چیز کی ابتدا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے دامن پھیلا کر مدد مانگنے کا دن ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

﴿ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ﴾ (ھود: ۸۸)

جس طرح چھوٹا بچہ ہر کام میں اپنے بڑوں کا محتاج ہوتا ہے، ہم لوگ اس سے بھی زیادہ اپنے ہر کام میں پروردگار کے محتاج ہیں۔ آج ہم اس لیے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں کہ ہم اللہ رب العزت سے دعائیں مانگیں کہ پروردگار ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازیں اور وہ بچیاں جو عالیہ یا عالمیہ میں پہنچ چکی ہیں، ان کے تعلیمی سال کی ابتدا

www.besturdubooks.wordpress.com

دعاؤں کے ساتھ ہو، تاکہ وہ زیادہ شوق اور ذوق کے ساتھ حدیث پاک پڑھیں اور خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں۔

تین بنیادی عقیدے:

دینِ اسلام نے تین بنیادی عقیدے پیش کیے ہیں:

(۱)......توحید: ہمارا معبودِ حقیقی صرف ایک ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

(۲)......رسالت: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سید الانبیاء ہیں، امام الانبیاء ہیں، خاتم النبین ہیں، اللہ رب العزت کے محبوب ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے سچے رسول ہیں۔

(۳)......قیامت: کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے، جب سب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور ہر بندہ اپنے کیے دھرے کا جواب دہ ہوگا۔

كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (الطور:۲۱)

''ہر بندہ اپنے عملوں کے بدلے رہن میں رکھا گیا ہوگا''

جیسے رہن سے کوئی چیز چھڑانے کے لیے کچھ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح بندے کو بھی جان چھڑانے کے لیے نیکیوں کی صورت میں قیمت ادا کرنی پڑے گی، اس کو جزا اور سزا کا دن کہتے ہیں۔

یہ تین عقیدے بنیادی عقیدے ہیں اور باقی تمام عقیدے ان کے گرد و پیش گھومتے ہیں۔ وہ جزوی عقیدے ہیں۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ پہلے اور دوسرے عقیدے کا بھی انسان اس وقت تک پابند رہتا ہے جب تک کہ اس کا تیسرا عقیدہ مضبوط ہو۔ جب اس کے دل میں قیامت کا خوف ہو اور اللہ رب العزت کے سامنے پیشی کا خوف

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو تو وہ دنیا میں اپنے نفس کو بھی قابو کرتا ہے، شیطان کے پیچھے بھی نہیں چلتا، خواہشات کو بھی اپنا قبلہ نہیں بناتا، بلکہ محنت و مجاہدہ کرتے ہوئے صبر و ضبط کے ساتھ پروردگار کے حکموں کی بجا آوری کے ساتھ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی مبارک سنتوں کی اتباع کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے۔ حسرت اور افسوس کی بات ہے کہ آج ہمارا یہی تیسرا عقیدہ کمزور ہو چکا ہے۔ اتنا کمزور کہ عورتیں آپس میں بات کرتے ہوئے کہتی ہیں:

''ایہہ جہان مٹھا تے اگلا کیں ونج ڈٹھا''

جب وہ مسلمان ہو کر ایسی باتیں زبان سے نکالتی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دل میں اللہ کے سامنے پیش ہونے کا پکا یقین نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ وہاں جائیں گے تو دیکھی جائے گی۔ گویا کہ آخرت کی تیاری وہ موت سے پہلے کرنے کے بجائے یوں سوچتے ہیں کہ جب وہاں جائیں گے تو نجات کی کوئی نہ کوئی صورت نکال لیں گے۔ یہی انسان کی غلط فہمی ہے۔ اس لیے کہ جب آگ لگ جائے تب کنویں نہیں کھودے جاتے، پہلے سے اگر کھودے ہوئے ہوں تو ان کا پانی کام آتا ہے۔ اسی طرح جو انسان دنیا میں موت کی تیاری کرے گا، قیامت کے دن اسے وہ تیاری کام آئے گی۔ جو بندہ دنیا سے بغیر تیاری کے فوت ہو گیا اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے اس نے سمندر کے اندر بغیر کشتی کے چھلانگ لگا دی۔

قیامت کے دن کے مختلف نام:

عام دستور یہ ہے کہ جو چیز زیادہ بڑی اور شان والی ہو اس کے زیادہ نام ہوتے ہیں۔ چنانچہ قیامت کے دن کے بھی مختلف نام رکھے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر:

- اس کو یَوْمُ الْقِیٰمَۃ کہا گیا ہے۔ کھڑے ہونے کا دن۔ اللہ کے حضور پیشی کا دن۔
- یَوْمُ الْحَسْرَۃِ بھی کہا گیا۔ حسرت کا دن۔ کہ بہت سارے لوگ ایسے ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے جن کو اس دن بڑی حسرت ہوگی کہ کاش! ہم نے دنیا میں نیک اعمال کر لیے ہوتے اور آج ہم یوں ذلیل اور رسوا نہ ہوتے۔

◉ یَوْمُ التَّغَابُنْ بھی کہا گیا ہے۔تغابن کا لفظی معنی ہے، ''فیصلہ''۔ چنانچہ قیامت کا دن فیصلے کا بھی دن ہے۔

﴿ یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنْ ﴾ (التغابن:۹)

(جس دن وہ تمہیں جمع ہونے کے دن جمع کرے گا اور وہ ہار جیت کا دن ہوگا)

اے انسان! وہ تیرے لیے ہار جیت کا دن ہوگا۔ یا تو زندگی کی بازی جیت جائے گا، یا زندگی کی بازی ہار جائے گا۔

◉ یَوْمُ الْوَعِیْدِ بھی کہا گیا ہے۔

◉ یَوْمُ الْفَصْلِ بھی کہا گیا ہے۔

قیامت کے دن وہ نام جو قرآن مجید میں بیان کیے گئے اگر ان کا اردو میں ترجمہ کیا جائے تو تفصیل کچھ یوں ہوگی:

◉......روزِ قیامت

◉......یومِ حسرت

◉......یومِ حساب

◉......یومِ ندامت

◉......زلزلے کا دن

◉......کڑک کا دن

◉......روزِ واقعہ

◉......کھڑکھڑانے کا دن

◉......چھا جانے والا دن

www.besturdubooks.wordpress.com

- ......دل کو ہلا دینے والا دن
- ......روزِ برحق
- ......ہنگامے کا دن
- ......چیخ و پکار کا دن
- ......ملاقات کا دن
- ......باہم پکارنے کا دن
- ......بدلے کا دن
- ......ڈراوے کا دن
- ......پیشی کا دن
- ......اعمال کے وزن ہونے کا دن
- ......فیصلے کا دن
- ......جمع ہونے کا دن
- ......دوبارہ اٹھنے کا دن
- ......رسوائی کا دن
- ......سخت دن
- ......انصاف کا دن
- ......پھیلنے کا دن
- ......بلا شک وشبہ دن
- ......وہ دن جس میں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ اور
- ......وہ دن جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

ان چند ناموں سے اندازہ لگائیے کہ قیامت کا دن کتنا عجیب دن ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کی سب سے بڑی خبر:

عام دستور یہ ہے کہ جب بڑے کسی چیز کو بڑا کہیں تو واقعی وہ بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت جو خود عظیم اور ارفع و اعلیٰ ہیں...... وهو العلي العظيم ......انہوں نے قیامت کے دن کے بارے میں ایک جگہ ارشاد فرمایا:

عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ۝ (النبأ: ۱،۲)

یہاں اللہ رب العزت نے قیامت کے دن کے بارے میں نَبَإِ الْعَظِيمِ کے الفاظ ارشاد فرمائے۔ کہ اے محبوب ﷺ! یہ آپ سے پوچھتے ہیں ایک بڑی خبر کے بارے میں۔ یعنی ایک ''بڑا واقعہ'' یا ''بڑا حادثہ''

جب اللہ رب العزت کسی چیز کو بڑا کہیں تو اس کا مطلب ہے کہ واقعی وہ چیز بڑی ہوگی۔ چنانچہ ہم نے دنیا میں بڑی خبریں سنیں۔ مثلاً:

- ......ہم نے یہ خبر سنی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے تو سجدہ کیا، ابلیس نے نہ کیا، یہ بھی اتنی بڑی خبر نہیں۔
- ......حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتار دیا گیا، پوشاک اتاری گئی، یہ بھی اتنی بڑی خبر نہیں۔
- ......حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں پوری دنیا کے اندر سیلاب آیا، یہ بھی اتنی بڑی خبر نہیں۔
- ......ایک پیغمبر علیہ السلام کی ہڈیوں سے لوہے کی کنگھی کے ساتھ گوشت کو علیحدہ کر دیا گیا، یہ بھی اتنی بڑی خبر نہیں۔
- ......قومِ ثمود علیہ السلام پر عذاب آیا، یہ بھی اتنی بڑی خبر نہیں۔
- ......قومِ عاد علیہ السلام پر عذاب آیا، یہ بھی اتنی بڑی خبر نہیں۔
- ......قومِ شعیب علیہ السلام پر عذاب آیا، یہ بھی اتنی بڑی خبر نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بدعا سے فرعون اپنی قوم کے ہمراہ دریا کے اندر غرق ہوا یہ بھی اتنی بڑی خبر نہیں۔

..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا، یہ بھی اتنی بڑی خبر نہیں۔

جب اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے آ کر سب سے بڑی خبر سنائی۔ وہ سب سے بڑی خبر کیا تھی؟ کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے یہ پوچھتے ہیں..... عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ..... بڑی خبر کے بارے میں۔ اس بڑی خبر کا اعلان کرنے کے لیے بڑے پیغمبر تشریف لائے، اور انہوں نے آ کر بتایا کہ قیامت کا دن کب اور کیسے ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فجر کی نماز کے بعد بیان کرنا شروع کیا، اس میں قیامت سے پہلے رونما ہونے والی چھوٹی اور بڑی نشانیاں بتاتے رہے، حتیٰ کہ بتاتے بتاتے ظہر کا وقت ہو گیا۔ ہم لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد پھر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے بیٹھ گئے، حتیٰ کہ اسی حال میں عصر کا وقت ہو گیا۔ اتنا کھول کھول کر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن کے بارے میں بتایا۔

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ﴾

”اے انسانو! ڈرو اپنے پروردگار سے، بے شک قیامت (کے دن) کا زلزلہ بہت بڑا حادثہ ہے۔

آگے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَلٰكِنَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌo﴾ (الحج:۲)

ر آن مجید میں قیامت کے دن کا تذکرہ:

قرآن مجید میں قیامت کے دن کا تذکرہ بہت کثرت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ بلکہ
ی سورتوں میں تھوڑے وقفے کے بعد قیامت کے دن کا تذکرہ ملتا ہے۔
ثال کے طور پر:

......ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًاo اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًاo وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًاo يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًاo لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًاo﴾

(الفرقان:۲۵-۲۹)

......ایک جگہ فرمایا:

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ (الانشقاق:۱)

......ایک جگہ فرمایا:

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ (الانفطار:۱)

......ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَاo وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَاo وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَاo يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَاo﴾ (زلزال:۱-۴)

یہ ایسا دن ہوگا جب زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کو رپورٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش کرے گی۔ اے مالک! تیرے اس بندے نے اس جگہ پر یہ عمل کیا، اس جگہ پر گناہ کیا، اس جگہ پر یہ گناہ کیا۔ انسان اس دن پریشان ہوگا کہ میں نے تو کبھی سو بھی نہ تھا کہ جس جگہ پر بیٹھ کر میں گناہ کروں گا وہی اللہ رب العزت کے سامنے گوا دینے والی بن جائے گی۔

⊙ ..... ایک جگہ فرمایا:

﴿ اَلْقَارِعَةُ ۙ مَاالْقَارِعَةُ ۚ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ ﴾

(القارعۃ:۱۔۵)

قرآن مجید میں ایک ایسی سورت بھی ہے جس کا نام ہی سورت القیامۃ رکھا گ ہے۔

⊙ ..... اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ پر فرمایا:

﴿ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۙ وَاُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ؕ ﴾

(عبس:۳۴۔۳۶)

⊙ ..... ایک جگہ فرمایا:

﴿ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴾ (الحاقۃ:۱)

⊙ ..... ایک مقام پر فرمایا:

﴿ وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴾ (الانبیاء:۱)

⊙ ..... ایک جگہ فرمایا:

﴿ وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ﴾ (الانبیاء)

⊙ ..... ایک جگہ فرمایا:

﴿ وَ اِنَّا لَهٗ لَكَاتِبُوْنَ ﴾ (الانبیاء:۹۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے بندے جو عمل کر رہے ہیں ہم اس کو لکھ رہے ہیں یعنی لکھوا رہے ہیں۔

⊙...... یہ بھی کہا جائے گا:

﴿ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴾ (الصفت:۲۴)

ان کو ذرا روکو اس پل کے اوپر، اس لئے کہ ان سے ہم نے کچھ سوال پوچھنے ہیں۔

قیامت کے دن کی چار گواہیاں:

قیامت کے دن چار شہادتیں قائم ہوں گی:۔

(۱)...... انسان کے اعضا:

یہ سلطانی گواہ بنیں گے۔ یہ خود بتائیں گے کہ ہم نے دنیا میں کیا کیا کرتوت کیے۔

(۲)...... اللہ کے فرشتے:

﴿ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴾

(الانفطار:۱۰۔۱۲)

(۳)...... نامہء اعمال:

انسان کا نامہء اعمال بھی بطور گواہ پیش کیا جائے گا۔ اس دن اگر انسان کو اس کا نامہء اعمال دائیں ہاتھ میں مل جائے گا تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں ہوگی۔ وہ کہے گا:

﴿ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴾

(الحاقۃ:۱۹۔۲۰)

دیکھا! یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے دل میں یقین ہوگا کہ ہمیں قیامت کے دن اللہ کو حساب دینا ہے۔ اور جن کو نامہء اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہیں گے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُوْتَ كِتَابِيَهْ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ مَا اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ﴾

(الحاقۃ: ۳۵-۳۹)

(۴)......زمین:

انسان جس جگہ پر گناہ کرتا ہے زمین کا وہ حصہ بھی اس کے خلاف گواہی دے گا اور رپورٹ دے گا کہ اس نے یہ یہ گناہ کیے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴾ (زلزال:۴)

معیتِ الٰہی کا احساس:

شہوت ایسی چیز ہے جو انسانوں کو گناہوں پر آمادہ کرتی ہے۔ لیکن نیک انسان اللہ رب العزت کے سامنے کی شرمندگی اور رسوائی سے ڈرتے ہوئے اپنے نفس کو لگام ڈالتا ہے اور کوئی بھی کام خلاف شریعت نہیں کرتا۔ ہمارے اکابر، طلبا اور طالبات کے دلوں میں قیامت کا ایسا نقشہ جما دیتے تھے کہ دوران سال ہر دن وہ یونہی سمجھتے رہتے کہ ہم اللہ رب العزت کے سامنے جواب دہ حالت میں ہیں۔ چنانچہ وہ جو کام بھی کرتے ہیں اس کے بارے میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پروردگار ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ﴾ (الحدید:۴)

''اور وہ تمہارے ساتھ ہے، تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو۔''

ایک سبق آموز واقعہ:

ایک آدمی کہیں جا رہا تھا۔ اس کا بیٹا بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس نے انگور کا ایک باغ دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں انگور اتارتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے کو راستے میں کھڑا کیا اور کہا: بیٹا! اگر کوئی آئے تو تم مجھے آواز دے دینا میں جا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

انگور اتارتا ہوں۔

چنانچہ جیسے ہی باپ باغ میں گھسا پیچھے سے بیٹے نے آواز لگانا شروع کی:

یَا اَبِیْ ! یَا اَبِیْ ! اَحَدٌ یَرَانَا

''اے ابا جان! اے ابا جان! ایک ہمیں دیکھ رہا ہے۔''

یہ سن کر باپ جلدی سے واپس آ گیا۔ قریب آ کر دیکھا تو آدمی تو کوئی نہیں تھا۔ لہٰذا اس سے پوچھا: بیٹا! ہمیں کون دیکھ رہا ہے؟ بیٹے نے کہا: ابو! انسان نہیں دیکھ رہا، انسانوں کا پروردگار دیکھ رہا ہے۔ اس وقت کے چھوٹے بچوں کے دل میں بھی قیامت کے دن کا اتنا خوف ہوتا تھا۔

ایک بچے کا حیران کن جواب:

بہلول دانا فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ گلی میں سے گزر رہا تھا کہ میں نے کچھ ایسے بچوں کو دیکھا جو کھیل رہے تھے۔ ان کے قریب ہی کچھ اور بچے موجود تھے مگر ایک بچہ الگ بیٹھا ہوا بڑا مغموم اور اداس نظر آ رہا تھا۔ میرے دل میں بات آئی کہ میں اس بچے کا دل بہلاؤں، پتا نہیں کیوں اداس اور مغموم ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے پوچھا: بیٹا! تمہیں کیا ہوا، تم ان کے ساتھ کیوں نہیں کھیلتے؟ اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: چچا جان!

﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا ﴾ (النور:۱۱۵)

یعنی کیا آپ یہ گمان رکھے ہیں کہ ہم بے فائدہ پیدا کیے گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں بچے کی یہ بات سن کر بڑا حیران ہوا۔ چنانچہ میں نے اس سے پوچھا: بیٹا! تم ابھی چھوٹے ہو، تمہیں ابھی سے اتنا فکرمند ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ کہنے لگا: چچا جان! میں اپنے گھر میں دیکھتا ہوں کہ جب میری امی نے آگ جلانی ہوتی ہے تو وہ چولہے کے اندر چھوٹی چھوٹی لکڑیاں پہلے ڈالتی ہے، اس طرح وہ آگ سلگاتی ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

جب آگ بھڑک اٹھتی ہے تو پھر بڑی لکڑیوں کی باری آتی ہے، چچا جان! جب میں یہ منظر دیکھتا ہوں تو مجھے قیامت کا دن یاد آجاتا تھا، ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سلگانے کے لئے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پہلے ڈالے اور جب آگ بھڑک جائے، تو بڑے انسانوں کی باری بعد میں آئے۔ اللہ اکبر!

نبی رحمت کے دل میں پیشی کا خوف:

اللہ کے سامنے پیشی کا خوف ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو گناہوں سے بچا لیتی ہے۔ اسی دن کے بارے میں اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ فرمایا کرتے تھے:

يٰلَيْتَ رَبُّ مُحَمَّدٍ لَمْ يَخْلُقْ مُحَمَّدًا

''اے کاش! محمد ﷺ کا پروردگار محمد ﷺ کو پیدا ہی نہ فرماتا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں پیشی کا خوف:

یہی وجہ تھی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ عُصْفُوْرًا

''اے کاش! میں ایک پرندہ ہوتا''

''اے کاش! میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا''

''اے کاش! میں گھاس کا کوئی تنکا ہوتا۔''

''اے کاش! میں کسی درخت کا پتہ ہوتا۔''

''اے کاش! مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دل میں پیشی کا خوف:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ ایک سائل آیا اور اس نے سوال پوچھنے کے بعد کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

يٰلَيْتَنِيْ اَكُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ

''اے کاش! میں اصحاب یمین میں سے ہوتا''

جب عبداللہ بن مسعود ﷺ نے یہ سنا تو فرمانے لگے:

يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ اِذَا مِتُّ لَمْ اُبْعَثْ

''اے کاش! اگر میں مرتا تو قیامت کے دن مجھے اٹھایا ہی نہ جاتا۔''

جب عبداللہ بن مسعودؓ اس دن کے بارے میں یہ فرماتے ہیں تو اندازہ لگائیں کہ وہ کیسا دن ہوگا!؟ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اس دن سے بہت ڈرتے تھے۔

سیدنا عمر ﷺ کے دل میں پیشی کا خوف:

سیدنا عمر ﷺ اپنے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ گلی میں چکر لگا رہے تھے۔ فجر کا وقت قریب تھا۔ ایک مکان سے کسی بوڑھی عورت کی آواز آئی: کیا بکری نے دودھ دے دیا؟ جواب ملا: جی ہاں۔ پوچھا: کتنا دیا؟ جواب ملا: تھوڑا دیا۔ بوڑھی عورت کہنے لگی: لینے والے آجائیں گے اس میں پانی ملا دو۔ بچی نے جواب دیا: میں پانی کیوں ملاؤں؟ عمر نے تو یہ منع کیا ہے۔ بوڑھی عورت نے کہا: اب کونسا عمر دیکھ رہے ہیں؟ جوان بچی نے جواب دیا: اگر عمر نہیں دیکھ رہے تو عمر کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔

سیدنا عمر ﷺ نے جب یہ سنا تو آپ واپس آگئے۔ دن کے وقت آپ نے اپنے دوسرے کاموں سے فارغ ہو کر ان دونوں کو بلوایا تو پتہ چلا کہ ان میں سے جس نے جواب دیا تھا وہ ایک جوان العمر لڑکی ہے، ابھی کنواری ہے، باکرہ ہے، چنانچہ آپ نے اپنے بیٹے کے لیے اس کا رشتہ مانگا۔ بالآخر نکاح اور پھر رخصتی ہوگئی۔

جب بہو گھر آگئی تو حضرت عمر ﷺ نے اس کو ایک دن کہا: بیٹی! تیرے ذمے ایک کام ہے، تو اس کام کو روز کر دینا۔ اس نے پوچھا: امیر المومنین! کون سا کام؟ فرمانے لگے: جب میں صبح کے وقت تیار ہو کر اور خلافت نمٹانے کے لیے جانے لگوں

www.besturdubooks.wordpress.com

تو تم دروازے کے قریب آ کر مجھے ایک بات یاد دلا دینا۔ اس نے پوچھا: امیر المومنین! کیا بات یاد دلا دوں؟ فرمانے لگے: بس میرے قریب آ کر اتنا کہہ دینا:

''اگر عمر نہیں دیکھ رہا تو عمر کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔''

حضرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعے کا اتنا اثر لیا کہ جب وہ اکیلے بیٹھے ہوتے تو چونک پڑتے اور کہہ دیتے: اگر عمر نہیں دیکھ رہا تو عمر کا خدا دیکھ رہا ہے۔

جب عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی وفات سے پہلے وصیت کی کہ مجھے جلدی نہلا دینا اور جلدی کفنا دینا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! ہم جلدی تو کریں گے ہی، لیکن آپ اتنی تعجیل کی تاکید کیوں فرما رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت مجھ سے ناراض ہوئے تو تم جلدی میرا بوجھ اپنے کندھوں سے اتار دینا، اور عمر کے انجام کو تو اللہ بہتر جانتا ہے۔''

وہ حضرات اس پیشی کے دن کے بارے میں اتنا متفکر رہتے تھے۔

ایک چرواہے کے دل میں پیشی کا خوف:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ وادیوں کے اندر بکریوں کو چرانے والا چرواہا اللہ رب العزت کا اتنا خوف دل میں رکھتا تھا کہ جب اسے کوئی کہتا کہ تم یوں خلاف شریعت کام کرلو تو وہ جواب میں کہا کرتا تھا:

اَیْنَ اللّٰہ ''اللہ کہاں ہے۔''

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے دل میں پیشی کا خوف:

ایک مرتبہ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے سامنے بھونا ہوا گوشت پیش کیا گیا، تو وہ دیکھتے ہی رو پڑی، لانے والے نے کہا: اماں! آپ کیوں رو پڑی ہیں؟ فرمانے لگی: میں اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے روتی ہوں کہ مرغ مجھ سے زیادہ بہتر ہے۔ اس نے پوچھا: وہ کیسے؟ کہنی لگی: وہ ایسے کہ اس مرغ کو پہلے ذبح کر کے اس کی جان نکالی گئی، اس کے بعد اس کو آگ کے اوپر بھونا گیا، اگر رابعہ کو قیامت کے دن معاف نہ کیا گیا تو اسے زندہ حالت میں جہنم کی آگ میں بھونا جائے گا۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں پیشی کا خوف:

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک رشتہ دار بوڑھی عورت نے ان سے کہا کہ تم خزانوں کا مال اپنی اولاد اور اپنے اوپر خرچ کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے ایک دینار منگوایا اور اس کو گرم کر کے گوشت کے ٹکڑے کے اوپر ڈالا۔ اس سے گوشت جلنے لگا اور اس سے بو آنے لگی۔ وہ عورت کہنے لگی: تم نے اتنی بدبو کیوں مچائی؟ فرمانے لگے: آپ جو مجھے یہ کہہ رہی ہیں، ذرا سوچو کہ قیامت کے دن میرا اس طرح گوشت جلایا جائے گا۔

مالک بن دینار کے دل میں پیشی کا خوف:

مالک بن دینار ایک بزرگ گزرے ہیں، وہ ایک دن دوپہر کے وقت دھوپ میں کھڑے ہو کر اللہ سے دعا مانگ رہے ہیں۔ کسی نے قریب ہو کر سنا تو وہ دعا کے دوران یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿يَوْمَ لِيَسْئَلَ الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ﴾

''قیامت کے دن سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

یہ آیت پڑھ کر وہ یہ دعا کر رہے تھے:

''اے اللہ! جن کو آپ خود سچا کہہ رہے ہیں، جب ان سے بھی قیامت کے دن آپ ان کی سچائی کے بارے میں پوچھیں گے تو پھر ہم جیسے جھوٹوں کا کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

حال ہوگا!؟''

قیامت کے دن نفسانفسی کا عالم:

قیامت کے دن نفسانفسی کا عالم ہوگا، لوگ پریشان ہوں گے۔ جہنم کو پیش کیا جائے گا۔ اس کی انیس لگامیں ہوں گی، اور ہر لگام کو ایک بڑے فرشتے نے پکڑا ہوا ہوگا۔ اس کے نیچے ستر ہزار اور فرشتے بھی ہوں گے، اس وقت جہنم چیختی اور چنگھاڑتی ہوگی، اور لوگوں کو دیکھ کر غصے کی وجہ سے اس میں ابال آتے ہوں گے۔ حتی کہ اس کے ابال کی وجہ سے اس میں اتنے بڑے بڑے شرارے اٹھیں گے جیسے بڑے بڑے خچر ہوتے ہیں اور اس ابال کے وقت جہنم کہے گی:

''اے اللہ! مجھے نافرمانوں پر مسلط ہونے کی اجازت دے دیجیے۔''

اس حال کو دیکھ کر سب ڈریں گے، گھبرائیں گے کہ پتہ نہیں آج ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔

چنانچہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ ان کی مدد کرنے سے معذرت کر دیں گے اور فرمائیں گے کہ میں اس وقت اللہ رب العزت کے حضور پیش نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ میں نے ایک ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا تھا۔ غلط فہمی کی وجہ سے۔ لہٰذا مجھے اب اپنے رب کے سامنے جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔

پھر سارے لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور ان سے کہیں گے کہ آپ ہی ہمیں اللہ رب العزت کے حضور پیش کر دیجیے تاکہ ہم آج کے دن کی سختی سے بچ نکلیں۔ وہ کہیں گے ہرگز نہیں، میں نے اپنے بیٹے کے بارے میں دعا مانگ لی تھی اور اللہ رب العزت نے مجھ سے محبوبانہ خطاب فرمایا تھا اور کہہ دیا تھا:

﴿ اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ (ھود:۴۶)

اس لیے میں تو اللہ رب العزت کے حضور پیش نہیں ہوسکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے بعد وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام وجود خلیل اللہ ہونے کے انکار فرمادیں گے۔ اور کہیں گے: نہیں، میں تو حاضر نہیں ہو سکتا۔

پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور عرض کریں گے: آپ کلیم اللہ ہیں، آپ اللہ رب العزت کے حضور یہ بات کہیے۔ وہ کہیں گے: نہیں، مجھ سے تو غلطی سے ایک آدمی مر گیا تھا جس کو میں نے سمجھانے کے لیے مکا مارا تھا۔ اس لیے میں تو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش نہیں ہو سکتا۔

پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے۔ وہ کہیں گے کہ لوگوں نے مجھے معبود بنائے رکھا اور میری والدہ کو بھی معبود بنائے رکھا، میں کیسے اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہو سکتا ہوں؟

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش:

بالآخر لوگ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے:

اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس وقت اللہ رب العزت سے فرما دیجیے کہ اللہ رب العزت ہم پر رحم فرمائے اور ہمیں جہنم سے محفوظ فرمائے، جہنم کی آگ میں ابال آرہے ہیں، اس کی آگ کو دیکھ کر دل دہل رہے ہیں، ہمارا کیا بنے گا؟ ہم اس مصیبت سے کیسے جان چھڑائیں گے۔؟

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام کو مقام محمود پر پہنچائیں گے اور نبی علیہ السلام وہاں جا کر سر سجدے میں ڈال دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کریں گے جو اسے پہلے کسی نے کی، نہ بعد میں کوئی کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرتے ہوئے روؤں گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے میرے محبوب! آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ سر اٹھائیے، میرا

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کے ساتھ وعدہ ہے۔

﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴾ (الضحی:۵)

''اور تجھے تیرا پروردگار اتنا دے گا کہ تو بس بس کرے گا''

اے محبوب ﷺ! سَلْ تُعْطَ'' آپ مانگیں تو سہی، میں آپ کو کیسے عطا کرتا ہوں۔''

جب اللہ رب العزت یہ فرمائیں گے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: اے اللہ! اپنے بندوں کو اس دن کے غم سے نجات دے دیجیے اور ان کا حساب کتاب شروع فرما دیجیے۔ اللہ تعالیٰ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائیں گے: اچھا! کسی کو حساب کے لیے پیش کیجیے۔

اب یہ ایسا وقت ہوگا جب سب کے پتے پانی ہو رہے ہوں گے۔ انبیا بھی تھراتے ہوں گے۔ اور اولیا کے دل بھی کانپ رہے ہوں گے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر رحمتِ الٰہی کی برسات:

اس وقت اللہ کے محبوب ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بازو سے پکڑ کر آگے کر دیں گے کہ اللہ رب العزت کے سامنے اپنا حساب پیش کیجیے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونا شروع کر دیں گے اور کہیں گے: اے اللہ کے محبوب ﷺ! میری عمر کا زیادہ حصہ تو اسلام سے پہلے کا ہے، اس کے بعد کا حصہ تو بہت تھوڑا ہے، اس لیے میں اللہ کے حضور پیش نہیں ہو سکتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے: آپ پیش ہو جایئے۔ لیکن وہ ڈریں گے اور روئیں گے۔ مگر محبوب ﷺ کا حکم دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی سجدے میں جا گریں گے اور اسی طرح اللہ کی تعریفیں کریں گے جیسے اللہ کے محبوب ﷺ نے تعریفیں کی تھیں، اللہ رب العزت ان کو بھی فرمائیں گے: اے میرے ابوبکر! تو نے دنیا میں میرے محبوب ﷺ کا ساتھ دیا، آج تو بھی انھی کی طرح سجدے میں مجھ

سے معافی مانگ رہا ہے اور رو رہا ہے، اے میرے پیارے! آپ اٹھ جائیے، آپ کے بارے میں تو قرآن میں فیصلہ کردیا تھا:

﴿ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴾ (اللیل:۲۱)

''آپ کو بھی اتنا دیا جائے گا کہ آپ خوش ہوں گے۔''

آپ کے تو میرے محبوب ﷺ پر احسانات ہیں۔ میرے محبوب ﷺ نے فرمایا تھا: میں نے دنیا میں سب کے احسانات کے بدلے چکا دیے، ابوبکر! تیرے احسان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ دے گا۔ اے ابوبکر! آؤ، آج میں اپنے محبوب ﷺ پر احسانات کا بدلہ چکا تا ہوں اور آپ کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہوں، جس دروازے سے آپ چاہیں جنت میں داخل ہو جائیں۔

ان کے بعد حضرت عمرؓ کو پیش کیا جائے گا۔ سیدنا عمر ؓ کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں گی۔ مگر وہ بھی گھبرا رہے ہوں گے۔ جب وہ اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوں گے تو وہ رونا شروع کر دیں گے۔ مگر ان پر اللہ رب العزت کی رحمت ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے عمر! آپ تو میرے محبوب ﷺ کی مراد تھے، دعائیں مانگ کر انہوں نے آپ کو لیا تھا، آج میں آپ سے کیسے حساب لوں!

ان کے بعد سیدنا عثمان غنی ؓ کو پیش کیا جائے گا۔ جب سیدنا عثمان غنی ؓ اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہوں گے تو اللہ رب العزت ان کو دیکھ کر خوش ہو جائیں گے اور فرمائیں گے۔ اے عثمان! تم نے میرے محبوب ﷺ پر ایک ایسا احسان کیا کہ آج اس کا بدلہ دینے کا وقت ہے۔

وہ واقعہ یوں ہوا تھا کہ عید کا دن ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عید پڑھانے کے لیے جانے لگے۔ اماں عائشہ صدیقہ ؓ نے پوچھا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! ہمیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ مال پیسہ دے دیجیے تا کہ ہم کچھ پکا لیں۔ مدینہ کے یتیم آئیں گے اور بیوائیں آئیں گی تو وہ بھی ہم سے مانگیں گی، ہم بھی کچھ کھائیں اور ان کو بھی کھلائیں محبوب ﷺ نے فرمایا: میری جیب میں تو کچھ بھی نہیں جو میں دے سکوں۔ چنانچہ انہوں نے صبر کر لیا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عید کی نماز پڑھا کر واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے گھر میں کھانا بنا ہوا ہے۔ یتیم بھی کھا رہے ہیں، بیوائیں بھی کھا رہی ہیں اور وہ خود بھی کھا رہی ہیں۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: عائشہ! آپ کو یہ سب کچھ کہاں سے ملا؟ عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! جب آپ عید نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کھانے پینے کے سامان سے لدا ہوا ایک ایک اونٹ اپنی تمام ماؤں یعنی آپ ﷺ کی تمام ازواج کے گھروں میں ہدیہ بھیجا ہے۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سنا تو ان کا دل بہت خوش ہوا۔ آپ نے دعا دی:

يَا رَحْمٰنُ! سَهِّلِ الْحِسَابَ عَلَى الْعُثْمَانِ

”اے رحمٰن! قیامت کے دن کا حساب عثمان رضی اللہ عنہ پر آسان کر دینا۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے محبوب نے آپ کو یہ دعا دی ہوئی تھی، میں آج اس دعا کی لاج رکھوں گا، اے عثمانؓ! میں آج تیرا حساب آسان کر دیتا ہوں۔

ان کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے:

اَسْرَعُ الْمُحَاسَبَةِ حِسَابُ عَلِيٍّ

”(قیامت کے دن) سب سے زیادہ آسان حساب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ کا لیا جائے گا۔“

ان کے بعد سب کا حساب شروع ہو جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی کا ڈر:

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جہاں یہ برگزیدہ ہستیاں قیامت کے دن اللہ کے سامنے روئیں گی، فریاد کریں گی تو وہاں ہم کس نامہ اعمال کو لے کر پہنچیں گے۔ ہمارا کیا حال ہوگا! اسی لیے تو کہنے والے نے کہا: ؎

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

''اے اللہ! تو دو عالم سے غنی ہے اور میں فقیر ہوں۔''

روز محشر عذر ہائے من پذیر

''اے اللہ! قیامت کے دن میرے عذروں کو قبول کر لینا''

گر تو می بنی حسابم ناگزیر

''اے اللہ! اگر تو فیصلہ کر لے کہ میرا حساب لازمی لینا ہے'' تو

از نگاہ مصطفےٰ پنہاں بگیر

''اے اللہ! پھر قیامت کے دن مصطفےٰ کریم کی نظروں سے اوجھل حساب لینا''

تاکہ مجھے کہیں ان کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ کہیں میرے آقا یہ نہ کہہ دیں کہ تو میری کیسی بیٹی تھی!؟ تُو تو میری روحانی بیٹی تھی، تو ہی میرے حکموں پر عمل کر لیتی، باقی عورتیں چلو جاہلہ تھیں، وہ تو دین کے علم سے محروم تھیں، مگر تو تو قرآن پڑھنے والی تھی، حدیث پڑھنے والی تھی، خاصہ میں پڑھتی تھی، عالیہ میں پڑھتی تھی، عالمیہ میں پڑھتی تھی، تو ہی میری اس حدیث کی قدر کر لیتی، تو اس قرآن کی قدر کر لیتی، تو نے بھی میرے آنسوؤں کی قدر نہ کی، میں تمہاری مغفرت کے لیے راتوں کو روتا تھا، تو دن میں دوڑ دوڑ کے گناہ کرتی تھی، تمہاری نگاہیں گناہوں کے لیے اٹھتی پھرتی تھیں، تم نے بھی میری ان دعاؤں کی قدر نہ کی، تو نے علم حاصل کر کے میری یہ وراثت تو حاصل کر لی مگر اس کو عملی جامہ نہ پہنایا۔ سوچیے کہ پھر قیامت کے دن ہمارا کیا حال ہوگا!

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ دعا مانگی:

''اے اللہ! قیامت کے دن بخش دینا، اے اللہ! قیامت کے دن بخش دینا۔''

بڑی دیر تک دعا مانگتے رہے۔ بالآخر فرمانے لگے:

''اے اللہ! اگر آپ نے قیامت کے دن مجھے نہ بخشا ہو، تو پھر مجھے اندھا کھڑا کر دینا، تاکہ مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔''

سوچیے تو سہی کہ ہمارے اکابر تو ایسی ایسی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اس دن ہمیں بھی اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہونا ہوگا۔ جو لوگ نیکی پر عمل کرنے والے ہوں گے، تقویٰ پر عمل کرنے والے ہوں گے، قیامت کے دن وہی بخشے جائیں گے، پروردگار فرماتے ہیں:

﴿ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ﴾ (التحریم:۸)

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اور جو لوگ ان پر ایمان لے آئے ان کو بھی رسوا نہیں کرے گا۔''

﴿ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ ﴾ (التحریم:۸)

یہ ایمان کا نور ہوگا جو انہوں نے قرآن پڑھ کے حاصل کیا، حدیث پڑھ کے حاصل کیا، مجاہدے کر کے حاصل کیا، سارا سال مدارس کے اندر رہ کے سادگی سے زندگی گزاری، پردے کے اندر رہ کر زندگی گزاری، تقویٰ کی زندگی گزاری اور پھر یہ نور، جو ان کو ملے گا، یہ نورِ ایمان قیامت کے دن ان کے کام آئے گا۔ لہٰذا قیامت کا دن بہت عجیب دن ہے۔ اسی لیے اس دن سے بڑے بڑے محدثین اور مفسرین بھی ڈرا کرتے تھے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں پیشی کا خوف:

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ تھے جن کے درس حدیث میں ایک ایک وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

ں چالیس چالیس ہزار لوگ موجود ہوتے تھے۔ ان کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کی ندگی بدلی۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو شاگردوں سے کہا: مجھے چارپائی سے اٹھا کر زمین پر لٹا دو۔ شاگرد دیکھنے لگے۔ حضرت نے حکم دیا: جلدی کرو۔ الامر وق الادب ''امر ادب سے فائق ہوا کرتا ہے'' چنانچہ شاگردوں نے آپ کو زمین پر لٹا یا۔ نیچے فوم کا کوئی گدا بھی نہیں تھا۔ قالین بھی نہیں تھا، کچی زمین تھی۔ جب انہوں نے اپنے استاد کو زمین کے اوپر لٹایا تو یہ دیکھ کر ان کی چیخیں نکل گئیں کہ ان کے استاد پنا رخسار زمین کے اوپر رگڑنے لگے اور اپنی سفید ریش کو پکڑ کر روتے ہوئے کہنے لگے:

''اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما۔''

یہ نہیں کہا: اللہ! میں محدث ہوں، میں مفسر ہوں، میں نے حدیث کی خدمت کی، یں نے طلبا کو پڑھایا، میں راتوں کو جاگتا رہا، میں نے تیرے سامنے اتنے سجدے کیے، میں نے اتنی اچھی زندگی گزاری۔ کوئی عمل اللہ کے حضور پیش نہیں کیا۔ اگر پیش کیا و کیا پیش کیا؟ کہنے لگے: ''اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما''۔ گویا اپنے سفید بالوں کو اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا۔

جب اتنے اتنے بڑے اکابر کا یہ حال تھا تو پھر ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں! قیامت کے دن ہمارا کیا حال ہوگا!؟ اس لیے آج اپنے گناہوں سے سچی معافی مانگنے کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے۔

خفیہ اعمال کرنے کا ذوق:

ہمارے اکابر قیامت کے دن کی یوں تیاری کیا کرتے تھے۔ وہ سوچ سوچ کر خفیہ عمل کرتے تھے۔ تاکہ کسی کو کانوں کان خبر ہی نہ ہو، وہ چاہتے تھے کہ فقط اللہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے یہ عمل کیے جائیں۔ اور قیامت کے دن ان کی وجہ سے ہماری بخشش ہو جائے۔ آج تو اس بات کی فکر ہی بہت کم ہوتی ہے۔

اعمال کی قبولیت کی فکر:

حضرت عثمان خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کریانے کی دکان تھی۔ ان کے پاس اگر کوئی کھوٹے پیسے لاتا تو وہ پیسے لے لیتے اور سودا دے دیتے۔ وہ ان پیسوں کو علیحدہ جمع کرتے جاتے تھے۔ انہوں نے پوری زندگی اپنا یہ دستور بنائے رکھا۔ کھوٹے پیسوں والوں کو کبھی واپس نہیں بھیجتے تھے۔ جب ان کا آخری وقت آیا تو وفات سے پہلے بستر پر لیٹے ہوئے دعا مانگنے لگے:

"اللہ! میرے پاس لوگ کھوٹا مال لے کر آتے تھے، کھوٹے سکے لے کر آتے تھے، اللہ! میں تیرے بندوں سے کھوٹے سکے قبول کرتا رہا، آج تو بھی میرے کھوٹے عملوں کو قبول فرمالے۔"

سوچیے تو سہی کہ ہمارے اکابر اس طرح موت کی تیاری کیا کرتے تھے۔

کھوٹے عملوں کا متبادل کچھ نہیں:

ایک بزرگ دکان پر سودا لینے گئے۔ جب دکان دار کو پیسے دیے تو اس نے دیکھ کر کہا: یہ تو کھوٹے ہیں۔ یہ سن کر رونے لگے۔ اتنا روئے کہ بے ہوش ہونے کے قریب ہو گئے۔ کسی نے کہا: جی! اتنا رونے کی کیا بات ہے؟ چند سکے کھوٹے نکل آئے، ہم اور سکے دے دیتے ہیں۔ فرمانے لگے:

"یہ بات نہیں کہ مجھے سودا نہیں ملے گا، بلکہ یہ بات ہے کہ میں ان سکوں کو ٹھیک سمجھتا رہا، جب دکان دار کے ہاتھ میں آئے تو اس نے پرکھ کر کے کہہ دیا کہ سکے کھوٹے ہیں، دنیا میں میں اور بھی سکے لے سکتا ہوں، میرے دل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

خیال آیا، او بندے! جن عملوں کو تو ٹھیک سمجھتا پھرتا ہے، اگر کل یہ عمل اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوئے اور پروردگار نے فرما دیا کہ تیرے عمل کھوٹے ہیں تو پھر میرا وہاں کیا بنے گا؟ میں تو وہاں کوئی متبادل عمل بھی نہیں لا سکوں گا۔ اس لیے میں اس دن کو یاد کر کے رو پڑا۔''

ایک بادشاہ کی بے قراری:

محمد شاہ، مکران کا بادشاہ تھا۔ وہ ایک مرتبہ اپنے سپاہیوں کے ہمراہ شکار کھیلنے کے لیے جنگل میں گیا۔ اس جنگل میں ایک بوڑھی عورت رہتی تھی۔ اس کی گائے تھی، اس کے سپاہیوں نے اس گائے کو ذبح کر کے کھا لیا۔ اس عورت نے انہیں کہا کہ مجھے قیمت دے دو تا کہ میں دوسری گائے خرید لاؤں۔ مگر انہوں نے قیمت بھی نہ دی۔ اس نے بہت پریشان ہو کر کسی عالم سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ محمد شاہ اچھا آدمی ہے، تم اس سے خود ملاقات کرو اور اس کو بتاؤ، وہ تمہیں پیسے دے دے گا۔ بوڑھی عورت نے کہا کہ مجھے تو لوگ ان سے ملنے ہی نہیں دیتے۔ اس عالم نے کہا: اس نے پرسوں واپس گھر جانا ہے، اس نے ایک پل پر سے گزر کر جانا ہے، اس پل کے علاوہ دوسرا کوئی پل نہیں، تم وہاں پہنچ جاؤ اور اس پل کے اوپر کھڑے ہو کر اس کی سواری کو روک کر اپنی بات کر لینا۔ بڑھیا وہاں پہنچ گئی۔

جب تیسرے دن محمد شاہ کی سواری پل پر سے گزرنے لگی تو وہ بڑھیا آگے بڑھی اور محمد شاہ کی سواری کی لگام پکڑ لی۔ محمد شاہ نے پوچھا: بڑی اماں! کیوں روکا ہے؟ بڑھیا کہنے لگی:

''محمد شاہ! میری بات سن، تیرا میرا ایک مقدمہ ہے، میں اتنا پوچھنا چاہتی ہوں کہ بتا اس پل پر فیصلہ کرنا چاہتا ہے یا قیامت کے دن پل صراط پر اس کا فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اس بڑھیا نے یہ بات کی تو محمد شاہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ نیچے اتر آیا اور کہنے لگا: اماں! کیا بات ہوئی ہے؟ جب اس نے واقعہ سنایا تو محمد شاہ نے اسے ستر گائیوں کی قیمت ادا کی اور پاؤں پکڑ کر بے قراری سے کہا:

''اماں! ادھر ہی معاف کر دو، میں قیامت کے دن پل صراط پر حساب دینے کے قابل نہیں ہوں۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی زندگیوں کو بدل کر آخرت کی فکر عطا فرما دے (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

ذ ا ہے

﴿ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾

قیامت کی نشانیاں

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامعہ عائشہ جھنگ

بر موقع: رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ (2005ء)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

بہت سے ایسے لوگ آئے جن کے پاس خزانے تھے اورانہوں نے اپنی من پسند زندگی گزارنے کے انتظامات کیے، لیکن بالآخر وہ دنیا سے چلے گئے۔ وہ اس بات کو بھول گئے کہ ہم تو راستے کے راہی تھے، مسافر تھے، ہم نے اپنی منزل کی تیاری کرنے کی بجائے، راستے میں اپنا وقت ضائع کر دیا۔ جس طرح کوئی عقل مند انسان پل کے اوپر گھر نہیں بناتا اسی طرح کوئی بھی عقل مند انسان اس دنیا سے دل نہیں لگاتا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْب"

"تم دنیا میں ایسے زندگی گزارو جیسے کوئی پردیسی ہوتا ہے"

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قربِ قیامت کی نشانیاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○ ﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اللہ رب العزت کا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ یہ دنیا ہمارے لیے امتحان گاہ ہے۔ یہ سیرگاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، قیام گاہ نہیں، یہ امتحان گاہ ہے، افسوس کہ ہم نے اس کو چراگاہ بنا لیا۔ مقصدِ زندگی، اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے اور مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

خوب سے خوب تر کی تلاش:

آج زندگی کی ترتیب ایسی بن گئی ہے کہ ہر بندہ اپنی جنت سجانے میں لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ایمان والوں کے لیے آخرت میں جنت بنائی ہے، لیکن نفسِ انسانی اسی دنیا میں اپنی جنت بنانا چاہتا ہے۔

......میرا گھر ایسا ہو،

......میری بیوی ایسی ہو،

......میرے بچے ایسے ہوں،

www.besturdubooks.wordpress.com

......میرے کپڑے ایسے ہوں،

......میری گاڑی ایسی ہو،

......میرا بزنس ایسا ہو،

......میری عزت ایسی ہو،

آج تمام امور میں خوب سے خوب تر کی تلاش میں زندگی بسر ہو رہی ہے۔ گو ہر بندہ اپنی پسند کی جنت بنانے میں لگا ہوا ہے اور اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ میں دنیا کی اس جنت کو جو بنانے میں لگا ہوا ہوں، یہ بھی ہمیشہ نہیں رہے گی اور میں بھی اس میں ہمیشہ نہیں رہوں گا۔ بہت سے ایسے لوگ آئے جن کے پاس خزانے تھے اور انہوں نے اپنی من پسند زندگی گزارنے کے انتظامات کیے، لیکن بالآخر وہ دنیا سے چلے گئے۔ وہ اس بات کو بھول گئے کہ ہم تو راستے کے راہی تھے، مسافر تھے، ہم نے اپنی منزل کی تیاری کرنے کی بجائے، راستے میں اپنا وقت ضائع کر دیا۔ جس طرح کوئی عقل مند انسان پل کے اوپر گھر نہیں بناتا اسی طرح کوئی بھی عقل مند انسان اس دنیا سے دل نہیں لگاتا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ"

"تم دنیا میں ایسے زندگی گزارو جیسے کوئی پردیسی ہوتا ہے"

دھوکے کا گھر:

ہمارا وطن اصلی جنت ہے اور دنیا وطنِ اقامت ہے۔ کچھ وقت کے لیے ہم یہاں بھیجے گئے ہیں اور وہ وقت بھی تیاری کے لیے دیا گیا ہے۔ لیکن ہم اصل مقصد کو بھول کر ساری امیدیں، ساری آرزوئیں اور ساری تمنائیں اس دنیا میں لگا لیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بیٹے کی شادی کرنی ہے تو بس ایسی کریں کہ لوگ یاد رکھیں۔ بیٹی کی شادی کرنی ہے تو بس ایسی کرنی ہے کہ لوگ یاد رکھیں۔ یہ جو ہمارے نفس کے اندر چاہت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ ہم اپنی من پسند کا ہر کام کر لیں، یہ انسان کو برباد کر دیتی ہے۔ اس لیے انسان کو وہ اپنی آرزوؤں کو پورا کرنے کے لیے جائز ناجائز کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔ اسے اپنی منشا کو پورا کرنا ہوتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی منشا کو پورا کرنا یاد ہی نہیں رہتا۔ یہ ایک دھوکا ہے۔ اسی لیے دنیا کو دارالغرور کہا گیا ہے...... دھوکے کا گھر...... یہ دھوکا لکھے پڑھوں کو بھی لگ رہا ہے، عقل مندوں اور سمجھداروں کو بھی لگ رہا ہے، دانا اور بینا لوگوں کو بھی لگ رہا ہے۔ بڑی اچھی صلاحیتوں والے لوگ ہوتے ہیں لیکن ان کی زندگی کا مرکز اور محور اسی دنیا کی آسائشیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴾ (الکہف:۱۰۳)

''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اعمال میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والے لوگ کون ہیں؟''

﴿ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴾ (الکہف:۱۰۴)

''وہ لوگ جن کی ساری کوششیں اسی دنیا کی زندگی کو بنانے میں لگ گئیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو بڑے اچھے کام میں لگے ہوئے ہیں۔''

من کی آنکھیں کھولنے کی ضرورت:

آج ذرا بے نمازی سے پوچھیے کیا حال ہے؟ جواب ملے گا: جو گزر جائے واہ واہ ہے۔ اب سوچیے کہ دن رات تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہے، آخرت بگڑ رہی ہے، جہنم میں جانے کا راستہ ہموار ہو رہا ہے اور پوچھنے پر جواب ملتا ہے: جو گزر جائے واہ واہ ہے۔ یہ غفلت کیسے دور ہو؟ اس لیے ہمیں ان محفلوں میں اپنے من کی آنکھ کھولنے کی ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رب سے ملاقات کی تیاری کیسے؟

آج تو بچی پیدا ہوتی ہے تو ماں کو فکر لگ جاتی ہے کہ جب یہ جوان ہوگی اور اس کی شادی کا وقت آئے گا تو اس وقت میں اس کو کیسے اچھا جہیز دے سکوں گی، ہر ماں سمجھتی ہے کہ اگر بیٹی اچھا جہیز لے کر نہ گئی تو سسرال والوں میں اس کی کیا عزت ہو گی۔ ارے! ابھی بچی تو کھلونوں اور گڑیوں میں کھیل رہی ہوتی ہے، اس کے لیے ابھی سے اتنی فکر ہے، تو ماں اپنے بارے میں کیوں نہیں سوچتی کہ میں نے بھی اپنے اللہ رب العزت کے دربار میں پیش ہونا ہے۔ اگر میں وہاں نیکیوں کا جہیز لے کر نہ گئی تو وہاں میری کیا عزت ہو گی؟ میں اپنے رب کو کیا منہ دکھاؤں گی؟ اگر کسی تقریب میں جانا ہو یا لوگوں سے ملنا ہو تو عورتیں فوراً منہ دھوتی ہیں، اچھے کپڑے پہنتی ہیں اور تیار ہوتی ہیں۔ یہ کیا معاملہ ہے؟...... ہر ملاقات کے لیے تیاری...... ہر تقریب کے لیے تیاری...... قیامت کے دن اللہ رب العزت سے بھی تو ملاقات کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴾ (الکھف:۱۱۰)

''جس کو یقین ہو کہ میں نے اپنے پروردگار سے ملاقات کرنی ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے، وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے''

خدا پرستی کوئی اور چیز ہے:

اپنے دل میں کسی غیر کی محبت کو نہ آنے دے۔ یہ جو نفسانی، شیطانی اور شہوانی تعلقات ہوتے ہیں، یہ حقیقت میں شرک ہوتا ہے۔ بندہ سمجھتا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

ات ہوتے ہیں، یہ حقیقت میں شرک ہوتا ہے۔ بندہ سمجھتا ہے:

''بس تو میرا دین ایمان ایں سجناں''

وہ محبت جو اللہ رب العزت کا حق ہے ہم وہ مخلوق کو دے رہے ہوتے ہیں۔ کسی

یر کی ایسی چھاپ لگ جاتی ہے کہ

......دن میں بھی اسی کا خیال

......رات میں بھی اسی کا خیال

......اس کے فون کا انتظار

......اسی سے بات کرنے کو بے قرار

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ﴾(البقرۃ:۱۶۵)

یہ بت ہے جن کی وجہ سے انسان بت پرست بنتا ہے۔ یاد رکھیں! شہوت ستی، زن پرستی، زر پرستی، نفس پرستی، یہ سب کی سب بت پرستی ہی کی اقسام ہیں، خدا ستی کوئی اور چیز ہوتی ہے۔ اگر آج آپ غور کریں تو ہماری سب آرزوئیں اور تمنائیں اسی دنیا کے بارے میں ہیں۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللہ۔ کاش! ہم اللہ رب العزت کی رضا کو اپنی آرزو بنا لیتے۔

تیری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے
تری دعا ہے کہ ہو تری آرزو پوری
مری دعا ہے کہ تری آرزو بدل جائے

اللہ کرے کہ ہماری امیدوں کی انتہا اور ہماری محبتوں کا مرکز اور محور اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت کی ذات بن جائے۔ہم اس کی یاد میں زندگی گزاریں،اسی کے لیے اد
ہوں،اسی کے لیے دن گزاریں،راتیں گزاریں،یوں گویا ہم اللہ تعالیٰ سے ملاقا
کے انتظار میں ہونگے۔اسی کیفیت کے بارے میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةِ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں:

دنیا کی زندگی عارضی اور فانی زندگی ہے جو بالآخر ختم ہو جاتی ہے،اور آخرت
زندگی ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی ہے۔اس دنیاوی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں
کب ختم ہو جائے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾ (انبیاء:۱)

''انسانوں کے حساب کا وقت قریب ہو گیا اور وہ اپنی غفلت کے اندر
سرگرداں ہیں۔''

ہمیں اس بات کا احساس ہی نہیں کہ ہر دن ہمیں ہماری قبر کے قریب سے قریب
تر کر رہا ہے۔ہماری زندگی کی مہلت کم ہوتی جارہی ہے اور ہم اس بات سے بے پرو
ہو کر زندگی گزار رہے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اے دوست! تجھے کیا معلوم کہ بازار میں وہ کپڑا پہنچ چکا ہو جسے تیرا کفن بننا
ہے۔''

ہم موت کو بھول جاتے ہیں،موت تو ہمیں نہیں بھولتی،لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے
آپ کو آخرت کے لیے تیار کر لیں اور اپنے پروردگار کو راضی کرنے کے لیے کوشش کر
لیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دورِ حاضر میں علامات قیامت کا مشاہدہ

نبی علیہ السلام نے قرب قیامت کی بہت سی علامات بتائیں۔ ان میں سے آج کتنی علامتیں اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

پہاڑوں کو چیر کر راستے بنانا:

ایک حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''جب مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنا دیے جائیں گے اور جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں گی تو تم قیامت کا انتظار کرنا۔''

مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیرنے کا کیا مطلب؟ آج وہاں پہاڑوں کے اندر ٹنلز (سرنگیں) بنا کر انٹرنل رنگ روڈ اور آؤٹر رنگ روڈ بنا دی گئی ہیں۔ گویا بندہ آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنا دیے گئے ہیں۔

بلند و بالا عمارتیں بنانا:

آگے فرمایا کہ جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں۔ کیا مطلب؟ آج آپ حرم شریف سے باہر نکلیں تو آپ کو سامنے جو ہوٹل نظر آتے ہیں ان کی بلندی پہاڑوں سے بھی زیادہ ہے۔ چودہ سو سال پہلے جب سنگل سٹوری مکانات بنانے کی عادت عام تھی، مشینری بھی نہیں تھی اور سول بلڈنگز کا ڈیزائن بھی نہیں ہوتا تھا، اس وقت یہ بات کہ ''جب مکانات پہاڑوں کے برابر اونچے ہو جائیں'' یہ عام بندے کے بس کی بات نہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ نگاہِ نبوت آج کے ان حالات کا مشاہدہ کر رہی تھی۔ تو اس حدیث پاک میں جو دو نشانیاں بتائی گئی ہیں، ہم اپنی آنکھوں سے وہ دونوں نشانیاں پوری ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اہلِ عراق کا کھانا بند ہونا:

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں زور کی آندھی آ
اس وقت امہات المومنین میں سے کسی ایک نے یہ کہہ دیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! کہ
قیامت تو نہیں آ گئی؟ نبی علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے، آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے
ارشاد فرمایا:

''قیامت کیسے آسکتی ہے، ابھی تک تو اہل عراق کا کھانا پینا بھی بند نہیں ہوا اور
عرب کی سرزمین ابھی سرسبز نہیں ہوئی۔''

اہلِ عراق کا کھانا پینا بند ہونے کی وہ علامت ہے جو ہم نے اپنی زندگیوں
خود دیکھی۔ اہل عراق پر چند سال پہلے ایسا وقت آیا کہ کھانا پینا تو کجا، بیماریوں
لیے اس ملک میں دوائیوں کا جانا بھی بند کر دیا گیا تھا۔

سرزمینِ عرب میں زراعت کا ہونا:

اور فرمایا ''عرب کی سرزمین ابھی سرسبز نہیں ہوئی۔'' آج عرب کے اندر
زراعت ہونے لگ گئی ہے کہ وہ گندم میں خود کفیل ہو چکے ہیں۔ بلکہ ہر سال وہ فا
گندم لوگوں کی امداد کے لیے دوسرے ملکوں میں بھیجتے ہیں۔

ماں کے مقابلے میں بیوی کی فرمانبرداری کرنا:

اسی طرح کی علامات بیان کرتے ہوئے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَ عَقَّ اُمَّهٗ وَ اَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَ اَقْصٰی اَبَاهُ

''اور جب لوگ ماں کی بجائے بیوی کی فرمانبرداری کرنے لگ جائیں اور
باپ کی بجائے دوست کی بات ماننے لگ جائیں گے۔''

دیکھو! یہ کیسی عجیب بات کہی! شریعت نے دائرہ کار متعین کر دیا ہے۔ ماں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے حقوق، بیوی کے اپنے حقوق۔ جب انسان اس میں کمی بیشی کرے، والدین کو نظر انداز کرے اور بیوی کی ہر سیاہ سفید بات کو قبول کرے، یہ قیامت کی نشانی ہے۔

باپ کے مقابلے میں دوست کی بات ماننا:

دوسری بات یہ کہی ''باپ کی بات کو رد کرے اور دوست کی بات کو قبول کرے۔'' آج کے نوجوانوں میں یہ بات کثرت سے دیکھی جا رہی ہے۔ وہ باپ سے اس طرح نفرت کرتے ہیں جیسے کوئی پاپ سے نفرت کرتا ہے۔ کس لیے؟ اس لیے کہ باپ روک ٹوک کرتا ہے اور اچھی بات کی تلقین کرتا ہے اور دوست اس کو من پسند باتیں کرنے کی تجویز پیش کرتا ہے۔ اس طرح دوست اچھا لگتا ہے اور باپ برا لگتا ہے۔

ماں کا اپنی حاکمہ کو جنم دینا:

ایک اور نشانی بتائی:

''جب ماں اپنی حاکمہ کو جنم دے۔''

آج کتنی بیٹیاں اتنی خودسر ہیں کہ مائیں بھی ان سے ڈرتی ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر ماں کے سامنے بولنا، ماں کے ساتھ جھڑپ لینا، ماں کے ساتھ ضد لگانا، یہ علامات آج اکثر و بیشتر گھروں میں دیکھنے میں آ رہی ہیں۔

صلحا کا کوئی بدل نہ ہونا:

ایک نشانی یہ بتائی:

''جب صلحا اپنا ثانی نہ چھوڑیں۔''

واقعی آج وہ وقت آ چکا ہے کہ جو عالم بھی دنیا سے جا رہا ہے، اس کے بعد اس جیسا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ کوئی ان کا بدل نظر نہیں آتا۔

زکوٰۃ کو تاوان سمجھنا:

فرمایا: ''جب لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھنا شروع کر دیں۔''

یعنی لوگ جب زکوٰۃ ادا کرنے کو بوجھ سمجھیں۔ زکوٰۃ دیتے ہوئے ان کے دل پر بوجھ ہو۔ آج آپ دیکھ سکتے ہیں کہ لوگ کتنے شوق سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اکثر اس کو بوجھ سمجھتے ہیں۔

ہر کان کے پاس مغنیہ کا گانے گانا:

فرمایا ''جب ہر کان کے پاس مغنیہ گایا کرے۔''

آج یہ سیل فون ایسے بن چکے ہیں کہ جن میں ٹیلیفون کی رنگ ہی نہیں، ان میں میوزیکل ٹونز ہیں یا گانوں کی مختلف دھنیں ہیں۔

طواف کرتے ہوئے ایک نوجوان کو دیکھا کہ اچانک اس کا فون آیا تو کسی انڈین فلم کا ایک گانا شروع ہو گیا اور اس نوجوان نے جیب سے فون نکال کر اٹینڈ کیا۔ اب بتایئے! جب بیت اللہ شریف کے سامنے طواف کی حالت میں بھی ان گانے والیوں کی آواز کانوں میں پڑے گی تو کیا یہ قیامت کی نشانی نہیں!؟ مسجدوں کے اندر نماز کی حالت میں یہی موسیقی سننے میں آتی ہے کیونکہ لوگ موبائل بند کرنا بھول جاتے ہیں۔

عریانی، فحاشی اور زنا کا عام ہو جانا:

فرمایا: ''جب عریانی، فحاشی اور زنا عام ہو جائے۔''

آپ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ آج عریانی کتنی عام ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ایسے وقت میں فرمایا کہ آندھیوں کا آنا اور زلزلوں کا آنا عام ہو جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

...ین دار لوگوں کو قتل کرنا:

فرمایا: دین دار لوگوں کو چن چن کر قتل کیا جائے گا۔"

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دین دار لوگوں کو دنیا میں جینے کا کوئی حق نہیں دیا جا ...ہا۔ ہر جگہ مسلمان ہی پس رہے ہیں۔ بلکہ ان کو باقاعدہ پلاننگ کے ساتھ چن چن کر ...تل کیا جا رہا ہے۔

...ادشاہ کا مرنا، گرہن لگنا اور آواز کا آنا:

ایک عجیب نشانی بتائی گئی۔ ایک حدیث پاک میں فرمایا:

"عرب کا بادشاہ مرے گا۔"

آپ ذرا غور کیجیے کہ کچھ دن پہلے یہ نشانی بھی پوری ہوئی ہے۔

"اور اس کے بعد آنے والے رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو سورج گرہن لگے گا اور پندرہ تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔"

اب یہ گزرنے والا رمضان المبارک ایسا رمضان ہے کہ اس کی پہلی تاریخ کو ...یک گرہن لگ چکا ہے اور پندرہ تاریخ کو دوسرا گرہن لگ چکا ہے۔ اور فرمایا:

"اس کے درمیان میں ایک ایسی آواز آئے گی جو پوری دنیا میں سنی جائے گی۔"

ممکن ہے کہ پاکستان کے بعض حصوں میں جو زلزلہ آیا، یہی ایک ایسی آواز ہو ...س کو پوری دنیا کے جانوروں نے بھی سنا اور خبروں کی شکل میں انسانوں نے بھی ...نا۔ وہ زلزلہ بھی کیا تھا؟...... اللہ اکبر...... انسان کو اپنی بے بسی اور بے کسی بتانے کے لیے ایک سبق تھا۔

کئی مرتبہ جب انسان کو کھانا پینا مل جاتا ہے تو وہ خدا کے لہجے میں بولنا شروع کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتا ہے۔چنانچہ ایسے بندوں کو ان کی اوقات یاد دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ بعض
اوقات زمین کو جھنجھوڑ دیتے ہیں۔چنانچہ عبرت حاصل کرنے کے لیے اس کی تھوڑی سی
تفصیل عرض کر دیتا ہوں۔

زلزلے آنے کی دو وجوہات:

زلزلے آنے کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ایک طبعی اور دوسری شرعی۔

(۱)......طبعی وجوہات:

جب یہ زمین بنی تو یہ انتہائی گرم حالت میں تھی۔اوپر کی سطح ٹھنڈی ہوگئی۔مگر اس
کے اندر ابھی بھی مولٹن میٹل موجود ہے۔یعنی آگ موجود ہے۔اب وہ جب کبھی آپس
میں سیٹل ہوتی ہے تو زمین کے اوپر زلزلہ کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

یہ زلزلہ زمین کے مختلف حصوں میں آتا رہتا ہے۔حتیٰ کے ہر دن میں دنیا میں سو
زلزلے آتے ہیں۔مگر چونکہ وہ معمولی نوعیت کے ہوتے ہیں اس لیے لوگ ان کو نوٹ
ہی نہیں کر پاتے،فقط آلات کے ذریعے ہی ان کا پتہ چلتا ہے۔

(۲)......شرعی وجوہات:

زلزلے آنے کی ایک وجہ شرعی نوعیت کی بھی ہوتی ہے۔کبھی کبھی انسانوں کے
اعمال اتنے بگڑ جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جگانے کے لیے زمین کے ٹکڑے کو ہلنے کا
حکم دیتے ہیں اور زمین ہلنے لگ جاتی ہے۔

اِنَّ الْاَرْضَ تَزَلْزَلَتْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهٗ
عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: اُسْكُنْ فَاِنَّهٗ لَمْ يَأْنِ لَكِ .... ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى
اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اِنَّ رَبَّكُمْ لَيَسْتَعْتِبُكُمْ فَاَعْتِبُوْهُ

www.besturdubooks.wordpress.com

''ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے زمانے میں زمین میں زلزلہ آیا۔ آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ زمین پر رکھا اور پھر حکم فرمایا: تو ٹھہر جا، ابھی قیامت قائم ہونے کا وقت نہیں آیا۔ پھر نبی علیہ السلام صحابہ ؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: بے شک تمہارا پروردگار چاہتا ہے کہ تم توبہ تائب ہو جاؤ، پس تم توبہ کرو۔''

تو گویا نبی علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے یہ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ انسان توبہ تائب ہوں۔ اپنی غفلتوں سے، سستی سے، گناہوں سے اور بد کاریوں سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ زمین کو ہلاتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

زُلْزِلَةُ الْمَدِينة على عهد عمر ؓ فقال: ما هذا ؟......لئن عادت لا تجدونی علیها

''حضرت عمر ؓ کے زمانہ خلافت میں مدینہ میں زلزلہ آیا۔ آپ نے (حیران ہوکر) کہا: یہ کیا ہے؟ تم میں سے کون ہے جس نے کسی نئی بات کا ارتکاب کیا، اگر ایسا پھر ہوا تو میں تمہارے درمیان نہیں رہوں گا۔''

یعنی انہوں نے یہ کہا کہ یہ زلزلہ کسی نہ کسی عمل کی وجہ سے آتا ہے۔

غیروں کے لیے خوشبو استعمال کرنا:

حدیث پاک میں ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا گیا: ''زلزلہ کیوں آتا ہے؟'' انہوں نے جواب میں زلزلہ آنے کی تین علامتیں ارشاد فرمائیں۔ پہلی علامت یہ بتائی:

''جب عورتیں غیر مردوں کے لیے خوشبوئیں استعمال کریں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا عجیب بات کہی! آج آپ دیکھیں تو عورتیں خاوند کے لیے تو خوشبو کم استعمال کرتی ہیں اور باہر نکل کر تقریبات میں جانے کے لیے خوشبو زیادہ استعمال کرتی ہیں۔ کتنی نوجوان بچیاں ہیں جو سکولوں میں خوشبوئیں لے کر جاتی ہیں۔ اپنے کزنز کے لیے خوشبوئیں استعمال کرتی ہیں۔ جب عورت کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں بدن پر خوشبو اس لیے لگاؤں کہ غیر محرم میری طرف متوجہ ہوں تو یہ زلزلے کی ایک علامت ہے۔

غیروں کے سامنے ننگی ہونے میں جھجک محسوس نہ کرنا:

دوسری علامت یہ بتائی:

"جب غیر محرم مردوں کے سامنے عورتیں ننگی ہونے میں جھجک محسوس نہ کریں۔"

اب دیکھیے کہ یہ کتنی عجیب علامت بتائی کہ جب عورتوں کو ننگا ہونے میں جھجک محسوس نہ ہو۔ اس ننگا ہونے کے بھی درجات ہیں۔

چہرے کا ننگا ہونا، اس کو تو برا ہی نہیں سمجھتیں۔ وہ کہتی ہیں: یہ تو ہمارے کزن ہیں، یہ خالہ کا بیٹا ہے، یہ ماموں کا بیٹا ہے۔ یعنی اپنے رشتہ داروں میں وہ کھلے چہرے کے ساتھ بے محابہ ملتی ہیں۔ اس گناہ کا ارتکاب عام ہو چکا ہے۔

کچھ عورتیں تو یہ کہتی ہیں کہ چہرے کا تو پردہ ہی نہیں۔ یعنی مفتیہ بھی بن بیٹھتی ہیں۔ ان سے ایک بات پوچھیں کہ احرام کی حالت میں عورت کو جو یہ حکم دیا گیا ہے کہ چہرے کو کپڑا نہ لگے، کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ احرام کے علاوہ حالت میں چہرے پر کپڑا ہونا چاہیے۔ اگر چہرے پر کپڑا تھا ہی نہیں تو احرام کی حالت میں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ چہرے کو کپڑا نہ لگے؟ اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ احرام کی حالت میں چہرہ کھول لیں، نہیں، بلکہ اس طرح کپڑا لیں کہ وہ چہرے سے ذرا دور رہے، مگر غیر محرم

www.besturdubooks.wordpress.com

مردوں سے پردہ کرنا لازم ہے۔قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ جب تم نے ایک دوسرے سے کوئی چیز لینی ہو تو

فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (الاحزاب:۵۳)

''تم پردے کے پیچھے سے ان سے سوال کرو۔''

اگر چہرے کا پردہ نہیں تھا تو ''پردے کے پیچھے سے'' کا حکم کیوں دیا؟ آخر قرآن میں یہ الفاظ کیوں موجود ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ آج کھلے چہرے کے ساتھ سب کے سامنے چلے جانے کو تو معیوب ہی نہیں سمجھا جاتا۔

اس سے آگے ذرا دیکھیے۔کتنی نوجوان بچیاں ایسی ہیں جو اپنا سر ہی نہیں ڈھانپتیں، سینہ نہیں ڈھانپتیں، بازو بھی آدھے ننگے ہوتے ہیں۔اس ننگے پن کے بھی درجات ہیں۔بہت ساری بچیاں ایسی ہیں جو کسی نہ کسی درجہ میں آج اس گناہ کی مرتکب ہو رہی ہیں۔گھر میں کام کرنے والے مردوں کو تو وہ اپنا محرم سمجھتی ہیں۔حالانکہ یہ کام کرنے والے مردان کے غلام تو نہیں۔

تو دوسری علامت یہ بتائی کہ جب عورتیں غیر محرم مردوں کے سامنے ننگی ہونے میں جھجک محسوس نہ کریں۔کیا آج گھروں میں کام کرنے والے مردوں کے سامنے کھلے چہرے کے ساتھ آنے میں عورتیں کوئی جھجک محسوس کرتی ہیں؟نہیں۔تو معلوم ہوا کہ اس میں ہم بھی کسی نہ کسی درجہ میں ملوث ہیں۔

شراب اور موسیقی عام ہونا:

تیسری علامت ام المومنین ؓ نے یہ ارشاد فرمائی:

''جب شراب اور موسیقی عام ہو جائے تو تم زلزلوں کا انتظار کرنا۔''

اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا:

مَا ظَهَرَ فِيْ قَوْمٍ الزِّنَا وَلَا رِبَا اِلَّا اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عِقَابَ اللّٰهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

’’جب کسی قوم کے اندر سود اور زنا عام ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کے لیے پیش کر دیا کرتی ہے۔‘‘

یہاں دو گناہوں کا تذکرہ ہے۔ایک زنا کا گناہ اور دوسرا ربا کا گناہ۔ یہ زنا کا گناہ بھی عام ہے۔

ایک ہوتا ہے مبادیاتِ زنا۔ یہ تو بہت عام ہو چکی ہیں۔

⊙......غیر محرم کی طرف دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔آج سو میں سے چند لوگ ہی قسمت والے ایسے ہوں گے جو اپنی نگاہوں کی سو فیصد حفاظت کرتے ہوں گے۔ ورنہ تو مردوں کی نگاہیں عورتوں کو تلاش کرتی پھر رہی ہیں اور عورتوں کی الٹی سیدھی نگاہیں مردوں پہ پڑ رہی ہوتی ہیں۔

⊙......کانوں کا زنا بھی عام ہے۔ یہ سیل فون ایسی مصیبت ہے کہ کئی کئی گھنٹوں تک غیر محرموں کے ساتھ فون پر باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔میسج بھیجے جا رہے ہوتے ہیں۔

⊙......دل کے اندر غیر محرم کا تصور باندھنا، دل کا زنا ہے۔

⊙......ملاقات کے لیے چل کے گئے تو یہ پاؤں کا زنا ہے۔

اگر آپ مبادیاتِ زنا کو دیکھیں تو یہ بہت عام ہو گئی ہیں۔ گو کہ جو کامل زنا ہے، اس میں کچھ مجبوریاں اور رکاوٹیں ہوں۔

ایک تو زنا کا تذکرہ فرمایا اور دوسرا سود کا تذکرہ فرمایا۔آج کتنے کاروباری لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اکاؤنٹ سود والے کھلوائے ہوئے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی پاک چیز میں پیشاب کی ملاوٹ کر لی جاتی ہے، تو وہ پوری کی پوری ناپاک ہو جاتی ہے۔فرمایا کہ جس قوم میں یہ دو چیزیں ظاہر ہو جائیں وہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کا حق دار بنا لیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کی سزا......زلزلوں کی شکل میں:

پہلی امتوں کو بھی ان کی معصیتوں کی سزا زلزلے کی صورت میں دی گئی۔

⊙......اہل مدین کے اندر اونچ نیچ تھی۔ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ ﴾ (الاعراف:۹۱)

''سو پکڑ لیا ان کو سخت زلزلے نے''

⊙......حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چالیس لوگ کوہ طور پر گئے تھے۔ لیکن پھر انہوں نے بہانہ بازیاں شروع کر دیں کہ ہمیں کیا پتہ کہ اللہ سے ہم کلامی ہوئی یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ ﴾ (الاعراف:۱۵۵)

⊙......قارون نے اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے میں کوتاہی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ﴾ (القصص:۸۱)

''ہم نے اس کو اس کے گھر کو زمین کے اندر دھنسا دیا۔''

یہاں زلزلے کیوں نہیں آتے؟

آپ یہ مت سوچیں کہ زمین کے اس حصے میں تو زلزلے نہیں آتے۔ جب شرعی وجوہات ہوتی ہیں تو زمین کے کسی بھی ٹکڑے کو اللہ تعالیٰ ہلا سکتے ہیں۔ پرانے فالٹس (نقائص) جو ہزاروں سال پہلے کے خاموش ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کر دیتے ہیں۔

زلزلے کے دوران کرنے کے کام:

ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ زلزلہ آئے تو کیا کریں؟ علامہ ابن قیم

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمۃ اللہ علیہ نے الجواب الکافی میں لکھا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب اپنے گورنروں کو لکھا کہ ''جب بھی تم زمین میں زلزلہ محسوس کرو تو تم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرو، میدان میں نکل کر اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرو، دعا کرو اور اپنے مال کو اللہ کے راستے میں صدقہ دو۔''

چنانچہ علما نے لکھا ہے کہ ایسے وقت میں وہ دعائیں مانگنی چاہییں جو انبیائے کرام نے مانگی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مصیبتوں سے نکالا تھا۔ مثال کے طور پر:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الاعراف:۲۳)

یہ سیدنا آدم علیہ السلام کی دعا ہے۔ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ان سے مصیبت کو ٹال دیا تھا۔ یہ زلزلہ بھی ایک مصیبت ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں اس دعا کو پڑھنے سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

⊙...... جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے تو انہوں نے وہاں پر اللہ رب العزت کے سامنے ان الفاظ کے ساتھ آہ وزاری کی:

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الاعراف:۲۳)

ان کلمات کی برکت سے اللہ رب العزت نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال دیا۔ اسی طرح جب کوئی انسان کسی مصیبت کے پیٹ میں پھنس جائے تو ان کلمات کو پڑھنے سے اس مصیبت کی مچھلی کے پیٹ سے اس بندے کو نکال دیتے ہیں۔

درِمختار میں لکھا ہے کہ اگر زلزلہ آئے تو

''لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے گھروں میں الگ الگ نماز پڑھیں۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھ سکتے تو دعا کریں، لیکن نماز پڑھنا افضل ہے۔'' کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ فَزَعَ اِلَى الصَّلٰوةِ

''نبی علیہ السلام کو جب بھی کوئی کٹھن معاملہ پیش آتا تھا تو آپ ﷺ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔''

بعض لوگ جہالت کی وجہ سے زلزلے کے وقت اذانیں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

ایک اور سوال بھی ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب زلزلہ آتا ہے تو اکثر لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ کمروں سے نکل کر باہر کھلی فضا میں آجاتے ہیں۔ ایسے میں لوگوں کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کیا کرنا چاہیے۔ بعض لوگ اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور بعض لوگ اسے توکل کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ تو درالمختار کتاب الفرائض میں ہے کہ اگر کوئی بندہ ایسی جگہ پر تھا کہ

اَخَذَتْهُ الزَّلْزِلَةَ فِيْ بَيْتِهٖ فَفَرَّ اِلَى الْفَضَاءِ لَا يُكْرَهُ بَلْ يُسْتَحَبُّ لِفَرَارِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَائِطِ الْمَائِلِ

''اگر زلزلہ آیا اور آدمی گھر میں تھا اور وہ نکل کر کھلی فضا میں آ گیا تو اس میں کوئی کراہت نہیں، بلکہ مستحب ہے، کیونکہ نبی علیہ السلام ایک مرتبہ جھکی ہوئی دیوار کے پاس سے گزرنے لگے تو آپ تیزی سے اس کے نیچے سے الگ ہو گئے۔''

جس طرح گرتی ہوئی دیوار کے نیچے سے اللہ کے محبوب ﷺ ہٹ گئے تھے اسی طرح زلزلے کے وقت کمرے سے نکل کر کھلی فضا میں آجانا، یہ بھی مستحب کہلائے گا۔

ایک تکوینی فیصلہ:

ایک بات اور سمجھیے۔ جن لوگوں پر یہ زلزلہ آیا وہ ہم سے زیادہ برے نہیں تھے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم ان سے زیادہ نیک نہیں ہیں۔ بس یہ ایک تکوینی فیصلہ تھا کہ اللہ نے زمین کے اس ٹکڑے کو جھنجھوڑ دیا اور ہمیں اللہ نے زندہ رکھا عبرت حاصل کرنے کے لیے۔ اگر تو ہم اس سے سبق حاصل کرلیں گے تو ہمارا فائدہ ہوگا اور اگر حاصل نہیں کریں گے تو پھر بالآخر جانا تو ہم نے بھی ہے۔ لہٰذا اپنی زندگیوں کو بدلنے کی نیت کرلیجیے۔

عجیب ترین زلزلہ

جب زلزلہ آیا تو ان دنوں وہاں جاکر لوگوں کو ملنے کا موقع ملا۔ انہوں نے وہاں کے عجیب وغریب احوال سنائے۔ کچھ زلزلے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر مکان اچھے بنے ہوئے ہوں تو وہ بچ جاتے ہیں، اور کچھ زلزلے ایسے ہوتے ہیں کہ مکانوں کا اچھا بنا اس میں کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔ وہ کیسے؟ عام طور پر زلزلے دائیں بائیں آتے ہیں اور مکانوں کو جھٹکے دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں کنکریٹ یا سٹیل کے بنے ہوئے جو اچھے مکان ہوتے ہیں وہ بچ جاتے ہیں۔ مگر یہ زلزلہ تو عجیب تھا۔ اس میں زمین اوپر نیچے ہو رہی تھی۔

زمین میں دھنسنے والا کیسے بچ نکلا؟

ایک شخص نے خود یہ بتایا کہ جب زلزلہ آتا تو زمین یک دم ایسے بن گئی جیسے کپاس ہوتی ہے اور میں اپنی گردن تک زمین میں دھنس گیا۔ اور زلزلے کا دوسرا جھٹکا آیا تو زمین نے مجھے اچھال کر باہر نکال دیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا۔

تین منزلہ مسجد زمین میں گڑ گئی:

ہم نے ایک تین منزلہ مسجد دیکھی۔ اسکی آخری چھت زمین کے برابر پڑی ہوئی نظر آرہی تھی اور باقی پوری کی پوری مسجد زمین کے اندر گڑ گئی تھی۔ جیسے کیل کو کوئی شخص

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹھوکر لگا کر زمین میں گاڑ دیتا ہے۔ اسی طرح پورے کے پورے مکان زمین کے اندر دھنسا دیے گئے ہیں۔ اب ایسے مکان کیا کریں!؟

پوری بستی دو پہاڑوں کے نیچے دب گئی:

ہمارے ایک بہت ہی قریبی تعلق والے عالم ہیں۔ وہ زلزلے کے بعد اپنے والدین کی خیریت دریافت کرنے کے لیے اپنے گاؤں میں گئے۔ ان کو پورا ایک دن لگا اور انہیں اپنا گاؤں ہی کہیں نہ ملا۔ وہ حیران تھے کہ میں نے یہاں زندگی گزاری ہے، میرا گاؤں کہاں ہے۔ بالآخر وہاں کے کسی بندے نے کہا کہ یہ جو دو پہاڑ ہیں، ان کو دیکھو، ان کی چوٹیاں آپ کو جانی پہچانی نظر آتی ہوں گی۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا کہ زلزلے کے وقت یہ دونوں پہاڑ آپس میں قریب ہو گئے تھے اور درمیان میں پوری کی پوری بستی ان پہاڑوں کے نیچے دب گئی تھی۔ چنانچہ اس عالم کے تین سو پچیس رشتہ دار اس میں فوت ہو گئے۔ چند منٹ کا زلزلہ آتا ہے اور ایک بندے کے تین سو پچیس رشتہ دار دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

خاندان کے سب لوگ چل بسے:

ہمارے ہاں جامعہ میں ایک بچی پڑھتی ہے۔ اس کے ماں باپ، بہن بھائی، اور ان کے گھر میں جو چھوٹے بچے تھے، وہ سب کے سب اپنے گھر سمیت زمین کے اندر چلے گئے۔ اب وہ اکیلی بچی دنیا میں موجود ہے۔ یہ عبرت کی باتیں ہمیں جھنجوڑنے کے لیے ہیں تا کہ ہم ذرا آنکھیں کھولیں کہ ہمارے ساتھ بھی کیا معاملہ پیش آ سکتا ہے۔

پوری بستی زمین میں دھنس گئی:

ہمارے ایک قریبی تعلق والے دوست ہیں، ان کی کزن کے ساتھ ایک عجیب

www.besturdubooks.wordpress.com

واقعہ پیش آیا۔ وہ ماشاء اللہ جوان العمر ہیں۔ ایک میجر کی بیوی ہیں۔ کہتی ہیں کہ میری ایک بیٹی چار سال کی ہے اور ایک بیٹا دو تین ماہ کا ہے۔ وہ، اس کا میاں اور دونوں بچے ایک ہی ڈبل بیڈ کے اوپر سو رہے تھے۔ وہ کہتی ہیں کہ اچانک چھوٹا بچہ ہلا جلا اور رویا، جیسے اسے فیڈ کی ضرورت ہو۔ گو مجھے بہت نیند آئی ہوئی تھی، مگر میں ماں تھی۔ میں اس نیند سے اٹھی کہ میں اپنے بچے کو فیڈ ردوں۔

اچانک میری نظر ساتھ والی دیوار پر پڑی۔ مجھے اس میں ایک دراڑ پڑتی نظر آئی۔ میں نے فوراً اپنے میاں کو جگایا کہ دیوار میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ وہ اٹھا اور اس نے دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ دیوار میں تو دراڑ آ رہی ہے۔ پھر اس نے جلدی سے بیٹی کو اٹھایا اور میں نے چھوٹے بیٹے کو اٹھایا۔ جیسے ہی ہم اپنے کمرے سے باہر نکلے، پیچھے ہمارے کمرے کی چھت زمین پر آ گری۔ ہمارے گھر کے فرنٹ پر ایک بالکونی تھی ہم درمیان میں ایک جگہ ٹریپ ہو گئے۔ میرے میاں نے ایک بڑی اینٹ اٹھائی اور کھڑکی کو دے ماری۔ جیسے ہی کھڑکی ٹوٹی تو اس نے باہر چھلانگ لگا دی اور مجھے کہا کہ جلدی سے مجھے بچے پکڑاؤ۔ میں نے کھڑکی میں سے اسے بیٹا پکڑایا اور اس نے لے کر زمین پر لٹا دیا۔ پھر بیٹی کو پکڑ کر زمین پر ڈال دیا۔ میرے لیے کھڑکی پر چڑھ کر اترنا ذرا مشکل ہو رہا تھا، اس نے مجھے بالوں سے پکڑ کر کھینچا اور بازوؤں سے بھی پکڑ کر کھینچا اور بالآخر جیسے ہی میں باہر گئی، جس بالکونی میں ہم کھڑے تھے اس کی چھت بھی زمین پر آ گری۔ پھر میں نے بیٹے کو اٹھایا اور میرے میاں نے بیٹی کو اٹھایا اور ہم وہاں سے بھاگے۔ مگر ہم سے بھاگا ہی نہیں جا رہا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے کسی نے بیس بیس کلو کا وزن ہمارے پاؤں کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ پاؤں اٹھانا بھی مشکل تھا۔ وہاں زمین کی گریوی ٹیشنل فورس (کشش ثقل) بڑھ چکی تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ میرا خاوند میجر تھا، وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ آج تو قدم اٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ہم وہاں سے مشکل سے پچاس

www.besturdubooks.wordpress.com

ذم پیچھے ہٹے ہوں گے کہ جب ہم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ہماری ساری بستی کے مکانات زمین کے اندر چلے گئے تھے۔ ہمیں فقط زمین نظر آرہی تھی، کوئی مکان نظر نہیں آ رہا تھا۔

اپنی بے بسی کا خیال رکھو:

اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی نشانیاں دکھاتے ہیں کہ بندو! تم اس دنیا کی زندگی میں بدمست ہو چکے ہو اور میرے حکموں کو توڑتے پھرتے ہو، میں اگر حکم دوں تو تمہاری ساری زندگی کی سہولتیں ایک لمحے کے اندر ختم ہو جائیں۔ تم اپنی بے بسی اور بے کسی کا خیال رکھو۔ تم اس عظیم پروردگار کے حکموں کو توڑتے ہو جس کے ہاتھوں میں زمین اور آسمان کی طنابیں ہیں۔

مرنے والے سب لوگ برے نہیں تھے:

یاد رکھیں اس زلزلے میں مرنے والے سارے لوگ برے نہیں تھے۔ اس کی کئی مثالیں دیکھنے میں آئی ہیں۔

◉..... آپ حیران ہوں گے کہ سات دنوں بعد ایک ٹاور گرا۔ اس کے اندر سے اٹھارہ یا سولہ سال کے ایک نوجوان کو نکالا گیا اور اس نے نکلتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ لوگوں نے پوچھا: کیا تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں: وہ کہنے لگا:

> ’’کیوں؟ جب میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں تو زندگی اور موت کا مالک میں اسی کو سمجھتا ہوں، میں نیچے ملبے میں پھنس گیا تھا۔ مگر میں نے دل میں سوچ لیا تھا کہ اگر میرے مولا کو میری موت مطلوب ہے تو میں مرنے کے لیے راضی ہوں اور اگر اس کو بچانا مطلوب ہے تو میرا اللہ مجھے بچا دے گا۔‘‘

دیکھیے! ایک نوجوان کا ایسا پختہ یقین تھا اور وہ بھی ملبے کے اندر پھنسا ہوا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......ایک بزرگ دسویں دن ملبے سے نکالے گئے۔ان کی عمر پچاسی سال تھی جب ان کو نکالا گیا تو ان پر بہت کمزوری تھی اور وہ کہنے لگے:

''ان دس گیارہ دنوں میں نہ میرا کوئی روزہ قضا ہوا اور نہ ہی میری نماز قضا ہوئی۔میرے پاس گھڑی تھی۔میں وقت کے حساب سے روزے کی نیت بھی کر لیتا تھا،افطاری کی نیت بھی کر لیتا تھا اور اپنے وقت پر میں تیمم کر کے نماز بھی پڑھ لیتا تھا۔''

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا گیا،یا ان کے مکانات زمین بوس ہو گئے،وہ ہم سے زیادہ برے نہیں تھے۔بلکہ کتنے ہی ہم سے زیادہ بہتر تھے۔کتنے نیکوکار لوگ تھے،کتنی پاکدامن عورتیں تھیں،مگر اللہ کا تکوینی فیصلہ آ گیا۔زمین کے اس ٹکڑے کو ہلا دیا۔جہاں برے چلے گئے وہاں نیک بھی ساتھ چلے گئے۔

کیا ان حالات و واقعات کو سن کر ہم اپنے دل میں یہ نیت کر سکتے ہیں کہ ہم بھی آج اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے سچی توبہ کرتے ہیں۔اگر ہم اتنے بڑے بڑے واقعات کو دیکھ کر اور سن کر بھی بات کو نہیں مانیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی آخرت کو برباد کرنے پر تل گئے ہیں۔

سال میں ایک دو مرتبہ آزمائش:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾ (توبہ:۱۲۶)

''کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ سال میں ایک یا دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں اور پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے''

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ ہر سال ایک یا دو دفع دکھا دیتے ہیں۔ کہیں سونامی آجاتا ہے، کہیں زلزلہ آجاتا ہے، کہیں طوفان آجاتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ نشانیاں دکھا رہے ہیں کہ لوگو! جاگو، جاگو، تم غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہو اور تمہارا آگے جانے کا وقت قریب آچکا ہے۔

آج ہم اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیں تو دل نفرتوں اور عداوتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہم کھلم کھلا اللہ کے حکموں کی بغاوت کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔ آج کا انسان دوسرے انسان کو کھا جانے کے لیے تیار ہے۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو جھنجوڑتے ہیں۔

غور کیجیے! اس زلزلے میں

......کتنے مویشی تھے، وہ بھی زمین کے اندر چلے گئے،

......کتنی زراعت تھی جو زمین کے اندر چلی گئی،

......کتنے نیک لوگ تھے، وہ بھی دنیا سے چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ عبرت کی نظر سے ان واقعات کو سننے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبرت پکڑو، باعثِ عبرت نہ بنو:

ہمارے مشائخ نے فرمایا:

اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ لِغَیْرِہٖ وَ الشَّقِیُّ مَنْ وُّعِظَ لِنَفْسِہٖ

''نیک بخت وہ ہوتا ہے جو دوسروں سے عبرت پکڑے اور بد بخت وہ ہوتا ہے جو خود دوسروں کے لیے عبرت بنے۔''

ہماری نیک بختی یہ ہے کہ ہم آج کی اس محفل میں اللہ رب العزت کے سامنے اپنے تمام گناہوں کی سچی معافی مانگیں۔ یہ دعا پڑھیں۔

﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ﴾ (البقرۃ:۲۸۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے پروردگارِ عالم! ہمیں نہ پکڑ لیجیے گا، اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں''

ہم نے تو یقیناً خطائیں کی ہیں، گناہ کیے ہیں۔ اس لیے ہمیں اور زیادہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا چاہیے۔ لہٰذا آج کی اس مجلس کو توبہ کی مجلس بنا لیجیے اور اپنی زندگی کی ترتیب کو سیدھا کرنے کی نیت کر لیجیے۔

آج زندگی کا رخ بدل لیں:

جو خواتین پردہ کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں آج سچی توبہ کریں کہ ہم شرعی پردہ کریں گی۔ جو نمازوں میں سستی کرتی ہیں وہ آج سچی توبہ کریں کہ ہم پابندی سے نماز پڑھیں گی۔ جو خواتین اپنے خاوندوں کے ساتھ ہر وقت جھگڑوں میں لگی رہتی ہیں اور گھر کے سکون کو خراب کرتی ہیں وہ عہد کریں کہ ہم آج کے بعد اپنی نفسانیت اور انانیت کو توڑیں گی اور ہم گھر کے اندر پرسکون ماحول کو پیدا کریں گی۔ جن کے دلوں کے اندر کوئی غیر بسا ہوا ہے آج ان بتوں کو توڑ لیجیے۔ ع

''بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں کہ پتھر کے''

اور ایک اللہ سے محبت کرنے کا عہد کر لیجیے۔ آج اللہ رب العزت نے یہ رمضان المبارک ہمیں دیا، معلوم نہیں کہ آئندہ رمضان المبارک کس کے نصیب میں ہوگا اور کس کے نصیب میں نہیں ہوگا۔ اس رمضان المبارک کے بھی چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ جیسے کوئی بندہ ہاتھ میں مچھلی پکڑے تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھوں سے نکل جاتی ہے، رمضان المبارک کا بھی یہی حال ہے۔ ایک وقت تھا کہ ہم انتظار میں تھے کہ رمضان المبارک آئے گا اور آج دیکھیں کہ چند دن باقی رہ گئے ہیں اور ان کے گزرنے میں بھی کوئی دیر نہیں لگے گی۔ ہم سوچیں کہ کیا ہماری مغفرت ہو چکی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہماری بخشش کے فیصلے کر لیے؟ کیا ہم نے رو دھو کر اپنے رب کو منا لیا۔ اگر اس میں ہم کوئی کمی کر چکے ہیں تو جو دن اور راتیں باقی ہیں ان میں اپنے اللہ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

منا لیجیے؟ اپنے اللہ کے ساتھ جنگ نہ کیجیے۔ جو اپنے اللہ سے ٹکرائے گا، اس کے حکموں کو توڑے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس کی گردن مروڑے گا اور اس کو دوسروں کے لیے عبرت کا نشان بنا دے گا۔ بندوں کو بندگی سجتی ہے۔ اللہ کے سامنے جھک جایئے۔ اس سے معافی مانگ لیجیے۔ میرے مولا! بہت گناہ گار ہیں، بہت خطا کار ہیں، مگر آپ نے ہی ہمیں مہلت دی ہے، اب ہماری توبہ کو قبول کر لیجیے اور آئندہ نفس اور شیطان کے مکروفریب سے ہمیں بچا لیجیے۔

آپ یہ سوچیں کہ آج ہم نئے سرے سے مسلمان ہو رہی ہیں اور ایک نئی ایمانی، اسلامی اور قرآنی زندگی بسر کرنے کا دل میں ارادہ کر رہی ہیں۔

ذرا سوچیے کہ اس جسم کو آپ نے زندگی میں مخلوق کی خاطر کتنی مرتبہ سجایا:۔

......میں ابو سے ملنے جا رہی ہوں،

......میں امی سے ملنے جا رہی ہوں،

......میں میاں کے پاس جا رہی ہوں،

مخلوق کی خاطر آپ نے اس جسم کو کتنی مرتبہ سجایا۔ کیا کبھی اس کو آپ نے اپنے رب کی ملاقات کے لیے بھی سجانے کی کوشش کی؟ رب کی ملاقات کی سجاوٹ تو یہ ہے کہ انسان کے کسی عضو سے کوئی گناہ نہ ہو اور وہ پاک جسم لے کر اپنے رب کے سامنے حاضر ہو۔ اے اللہ کی بندی! جب تو اپنے چہرے کو ہزاروں مرتبہ مخلوق کی خاطر سجا چکی ہے تو اب اس چہرے کو اپنے رب کے لیے بھی سجا لے۔ کبھی غسل کر اور اچھے صاف کپڑے پہن کر مصلے پہ آ کر کھڑی ہو جا اور کہہ دے: اللہ! میں آپ سے صلح کرنے کے لیے آئی ہوں، میرے مولا! آج میں سب فاصلے ختم کرنے کے لیے آئی ہوں، اے اللہ! میں نفس کی مکاریوں سے توبہ کر کے آج تیرے سامنے سربسجود ہونے کے لیے آئی ہوں۔ رمضان المبارک کے اس بقیہ وقت میں کوئی تو تسلی کی دو رکعت پڑھ

www.besturdubooks.wordpress.com

لیجیے۔ اللہ کے سامنے کوئی ایسا سجدہ کر لیجیے کہ میرے مولا کو پسند آجائے۔

نشانِ سجود تیری جبیں پر ہوا تو کیا
کوئی ایسا سجدہ کر کہ زمیں پر نشاں رہے

ہم خلوص کا کوئی ایسا سجدہ کر جائیں کہ ہمارے مولا کو پسند آجائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کی مغفرت فرمادے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کو بدل کر نیکوکاری کی زندگی بسر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾

(آل عمران:۱۹)

جینیٹک انجینیئرنگ کے کرشمے

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مقام: ویلکان فیکٹری ملتان

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ تعالیٰ نے جو انسان کے بارے میں خلیفۃ فی الارض فرمایا، کہ یہ زمین میں میرا خلیفہ ہے، تو اس خلیفہ کا کیا مطلب ہے؟...... اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ انسان بھی ساری دنیا کی باریکیوں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَسَخَّرَلَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

''اور اس نے زمین اور آسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے وہ تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔''

مسخر کرنا کسے کہتے ہیں؟ مفردات میں امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ مسخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو لگام دے کر اس کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

جینیٹک انجینئرنگ کے کرشمے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ○
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اعمال عبادت کیسے بنتے ہیں؟

انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اس کا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہرِ اتم ہے۔اس کو اللہ رب العزت نے دنیا میں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا مگر اپنی عبادت کی خاطر''

عبادت کا کیا مطلب؟...... کہ وہ اپنی زندگی اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقوں کے مطابق گزارے تو اس کا ہر کام عبادت بن جائے گا۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ عبادت کا رشتہ فقط مصلے کے ساتھ جوڑیں، یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ مصلے پر بیٹھ کر بھی عبادت ہوتی ہے لیکن عبادت تو پوری زندگی پر محیط ہے۔ اگر ہمارے معاملات، لین دین، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت کے حکموں کے مطابق اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقوں کے مطابق ہو تو سب کچھ عبادت بن جاتا ہے۔ بعض لوگ تسبیح کے منکے پھیرنے کو عبادت سمجھتے ہیں، ان کی زبان سے جھوٹ بھی نکل رہا ہوتا ہے، زبان سے دوسروں کو تکلیف بھی پہنچ رہی ہوتی ہے اور معاملات کی صفائی بھی نہیں ہوتی۔ وہ گویا اپنی پوری زندگی شریعت وسنت کے مطابق نہیں گزار رہے ہوتے۔ اگر کسی بندے نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے کے مطابق اپنی تھوک پھینکی یا قضائے حاجت سے فراغت حاصل کی تو یہ عمل بھی اس کے لیے عبادت بن جاتا ہے۔

علم الاشیاء اور علمِ قلم:

اگر انسانیت کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو حضرت آدم علیہ السلام اس دنیا میں "علم الاشیاء" لے کر آئے۔...... علم الاشیاء سے کیا مراد ہے؟...... چیزوں کے ناموں کا علم۔ اب چیزوں کے جو بھی نام ہیں کبھی تو کسی نے رکھے ہی ہوں گے۔ سب سے پہلے یہ نام حضرت آدم علیہ السلام نے رکھے۔ مثال کے طور پر ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں، یہ پانی ہے، یہ درخت ہے، یہ زمین ہے، یہ آسمان ہے۔ یہ تمام الفاظ چیزوں کی طرف منسوب ہیں تو اس وقت کی زبان میں...... سریانی زبان تھی یا عبرانی، جو بھی تھی ...... حضرت آدم علیہ السلام نے چیزوں کے ناموں کو متعین فرمادیا۔ یہ پہلا علم تھا جو انسان کو دنیا میں ملا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ﴾

"اور سکھلا دیے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے"

پھر اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام تشریف لائے تو وہ "علمِ قلم" لے کر آئے۔ چنانچہ انہوں نے انسانیت کو قلم سے لکھنا سکھایا۔ اگرچہ وہ لکھائی ایسی خوشنما تو نہیں ہوتی تھی جیسی آج ہوتی ہے مگر کچھ نہ کچھ ایسے اشارے تھے جن سے چیزوں کو کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ کسی چیز کے اوپر قلم بند کر دیا جاتا تھا۔ اس وقت علم لکھ کر بھی محفوظ کیا جانے لگا۔ یوں انسانیت کو لکھنے کی نعمت نصیب ہوئی۔

ایگریکلچرانجینیئرنگ کا دور:

انسان نے دنیا میں جو سب سے پہلی صنعت سیکھی وہ کھیتی باڑی کی تھی۔ اس لئے کہ انسان کی ساری ضروریات کا تعلق زمین سے ہی ہے۔ جسم کی ہر ضرورت زمین سے پوری ہوتی ہے۔ ہم روٹی کھاتے ہیں تو اس کی فصل زمین سے نکلتی ہے، جو پانی پیتے ہیں وہ زمین سے نکلتا ہے، جس مکان میں زندگی گزارتے ہیں اس کی ہر چیز زمین سے نکلتی ہے، جو لباس پہنتے ہیں اس کی فصل زمین سے نکلتی ہے۔ تو ہمارے بدن کی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ زمین سے ہی پوری کرتے ہیں۔ اسی لیے زمین کو بنانے میں دو دن لگے مگر اس میں انسان کی ضروریات رکھنے میں چار دن لگے۔

﴿ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ بَارَكَ فِيْهَا اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ ﴾

''اس نے زمین کو دو دنوں میں بنایا اور ان میں برکت ڈالی چار دنوں میں''

یعنی زمین میں جو نمکیات کا تناسب ٹھیک کیا اور انسان کی ضروریات کے لیے معدنیات زمین میں رکھی گئیں، اس برکت کو زمین میں رکھنے میں چار دن لگے۔ اگر یہ تناسب ٹھیک نہ ہوتا اور زمین سے کھیتی نہ اگ سکتی تو انسان کی زندگی کیسے گزرتی؟ اگر فقط کھیتی اگتی اور معدنیات زمین سے نہ نکلتیں تو انسان کا کیا بنتا؟ یہ سب چیزیں انسان کے بدن کی ضروریات تھیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین سے نکال دیا۔ چونکہ مٹی ہی انسان کی بنیاد ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مٹی میں ہی جسم کی ضرورتیں پوری کر دیں۔

...... کیسے ضروریات پوری کیں؟...... ایسے کہ وقت کے ساتھ ساتھ آبادی بڑھتی جا رہی ہے، تو وہی زمین اپنی فصل دینے کی صلاحیت کو ویسے ہی ساتھ ساتھ بڑھا رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ زمین سے فصل لینے والے چند لوگ تھے اور آج اربوں انسان

دنیا میں ہیں، ان کے لیے پانی بھی زمین سے نکل رہا ہے اور سبزی، پھل اور دوسری نعمتیں بھی زمین سے نکل رہی ہیں۔ اور اگر آبادی اس سے کئی گنا بڑھ بھی جائے تو اللہ کی زمین سب کے لیے رزق مہیا کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔

انسان نے سب سے پہلے کھیتی باڑی میں عروج حاصل کیا۔ شروع شروع میں سادگی کے زمانے میں مختلف سبزیاں اور پھل اگائے گئے اور انسان نے اپنی ضرورتیں پوری کرنا شروع کیں۔ اسی لئے پہلے دور میں جس کے پاس کچھ زمین ہوتی تھی وہ اس میں باغ لگا کر یا کھیتی باڑی کر کے اپنی گزر اوقات کر لیا کرتا تھا۔ بعد میں زراعت کا فن اتنا پھیلا کہ ''قومِ سبا'' کے دور میں زراعت کی ٹیکنالوجی اپنے عروج پر تھی۔ قرآن مجید نے اس کی گواہی دی:

﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ﴾

''قوم سبا کے لیے ان کی بستی میں نشانی تھی دو باغ دائیں اور بائیں''

ان کے راستوں میں کئی کئی میلوں تک دائیں بائیں باغات ہوتے تھے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے سر پر خالی ٹوکری لے کر باغ میں داخل ہوتا تو وہ اتنا لمبا باغ ہوتا تھا کہ خود بخود گرنے والے پھلوں سے وہ ٹوکری بھر جاتی تھی اس سے پہلے کہ وہ باغ سے باہر نکل آئے۔ ہم جب یہ بات تفسیر میں پڑھتے تھے تو مانتے تو تھے مگر تعجب ہوتا تھا کہ یا اللہ! وہ کیسا باغ ہوگا کہ جس میں گرنے والے پھلوں سے ٹوکری بھر جاتی تھی۔ اللہ کی شان کہ ہمیں ایک مرتبہ ساؤتھ افریقہ میں کیلے کا ایک باغ دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ باغ پچاس میل چوڑا اور ڈیڑھ سو میل لمبا تھا۔ ہماری کار بھاگی جا رہی تھی اور باغ ختم ہونے میں ہی نہیں آ رہا تھا۔ ڈیڑھ سو میل سفر کرنے کے بعد وہ باغ ختم ہوا۔ اس دن ہمیں یہ بات سمجھ میں آئی کہ قرآن مجید میں جو قومِ سبا کی باتیں کہی گئی ہیں، ان کے باغات کیسے ہوتے تھے؟ ان کے ایک شہر سے دوسرے شہر تک

جتنی زمین ہوتی تھی اس میں باغات ہی باغات ہوتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴾

''اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤاور اس کا شکر ادا کرو۔کتنا پاکیزہ شہر ہے اور پروردگار مغفرت کرنے والا ہے''

جی ہاں، اللہ تعالیٰ بندوں سے یہی چاہتے ہیں کہ اس کا کھا کر اسی کا شکر ادا کریں۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بھوکا رکھ کے خوش نہیں ہوتے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے ان نعمتوں کو کھاتے رہیں اور اپنی جبینِ نیاز میرے سامنے جھکاتے رہیں۔اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جب میزبان مہمان کے سامنے کوئی چیز رکھتا ہے تو اس کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ وہ نہ کھائے، بلکہ اگر وہ نہ کھائے تو میزبان کو افسوس ہوتا ہے۔اور اگر وہ شوق ورغبت سے کھائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اور وہ الٹا مہمان کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ جی آپ نے ہمارا کھانا شوق سے کھایا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتے کہ میرے بندے بھوکے اور پیاسے رہیں، بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ میری نعمتوں کو استعمال کریں مگر میرا شکریہ بھی ادا کریں کہ میں پروردگار نے ان کے رزق کا بندوبست فرمادیا۔بھئی! اگر کوئی پیپسی کی بوتل پلائے تو دنیا اس کا بھی شکریہ ادا کرتی ہے تو جس پروردگار نے دسترخوان پر اتنی نعمتیں سجائیں، کیا اس کا حق نہیں بنتا کہ انسان اس کا بھی شکر ادا کرے؟ لیکن وہ تنگ آ کر کہتے تھے:

﴿ رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ﴾(السبا:۱۹)

''اے ہمارے پرودگار! دراز کردے ہمارے سفروں کو''

گویا کہ انہوں نے پروردگارِ عالم سے کہا کہ اے اللہ! ایک شہر سے دوسرے شہر میں جانے کا مزہ ہی نہیں آتا۔اگر درمیان میں کچھ ویرانہ اور خالی جگہ ہوتی تو پتہ چلتا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہم سفر کر رہے ہیں...... جی ہاں، جب بندے کو اس کی منشا کی ہر چیز مل جاتی ہے تو پھر اس کے اندر انانیت اور سرکشی آ جاتی ہے۔ یہ ساری مصیبتیں پیٹ بھرے کی ہیں۔ پیٹ خالی رہے تو اسے خدا بھی یاد رہتا ہے اور پیٹ بھر جائے تو خدا کو بھی بھول جاتا ہے۔...... یہی حال ان کے ساتھ بھی ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فاقے کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ کسی آدمی نے کہا: جی فاقہ بھی کوئی ایسی چیز ہے جس کی فضیلت بیان کی جائے؟ فرمانے لگے کہ اگر فرعون کو دنیا میں فاقے آتے تو وہ کبھی خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ وہ اپنی اوقات بھول گیا تھا اسی لیے تو اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ جب بندے کو من پسند کھانا مل جاتا ہے اور اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ بس اب مجھے کسی کی کوئی پرواہی نہیں۔ وہ دینے والے کو بھی بھول جاتا ہے۔ تاتارخانیہ کے حاشیے میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ جو بندہ کثرت کے ساتھ بھوکا رہے یا اپنی ضرورت سے کچھ کم کھائے تو اس کی نصیحت کا دوسرے بندے پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور اس بات کا آپ بے شک تجربہ کر کے دیکھیں کہ جو بندہ پیٹ بھر کے کھانے کا عادی ہو اس بندے کی بات سے دوسرے کی زندگی آپ کم ہی بدلتی دیکھیں گے۔ بڑے مزے کے بیانات اور تقریریں ہوں گی لیکن لوگ اس کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیں گے۔ تو یوں سمجھیں کہ پیٹ بھرے پر نہ تو بندے کی نصیحت کا اثر ہوتا ہے اور نہ ہی پیٹ بھرے کی نصیحت کا دوسرے بندے پر اثر ہوتا ہے۔ یہ بھوک بھی اللہ تعالیٰ کی عجیب نعمت ہے کہ یہ بندے کو اس کی اوقات یاد دلاتی رہتی ہے۔ اسی لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں اور دوسرے دن روزے سے رہوں اور میں اس پر صبر کروں...... تو قوم سبا جب اللہ تعالیٰ کی نافرمان بن گئی تو ان کی ناشکری اور نافرمانی کی وجہ سے باغات کے

www.besturdubooks.wordpress.com

نیچے جو پانی کی رو بہہ رہی تھی اور سب فصلیں اگ رہی تھیں، اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو خشک کر دیا اور ان کے سارے کے سارے باغات ختم کر دیے۔

جب انسان کو زراعت کی ٹیکنالوجی مل گئی تو وہ اس کو بڑھاتا رہا۔حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ اس نے ایسے باغات بنائے جو ہوا میں معلق تھے۔انہیں ''بابل اور نینویٰ کے معلق باغات'' کہتے ہیں۔......Hanging gardens of Babel ......وہ ہوا میں لٹکتے ہوئے باغات تھے۔ان کے پھول، ان کی shrubs اور ان کے Annual franels ایسے تھے کہ ان کے پھول ہوا میں لٹکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ آج بھی ان کا شمار دنیا کے عجائبات میں ہوتا ہے۔جب ہم بچپن میں پڑھتے تھے تو کتابوں میں بابل اور نینویٰ کے معلق باغات کا تذکرہ بھی آتا تھا۔بہر حال وہ دور ایگریکلچر انجینئرنگ کے عروج کا دور تھا۔

سِوِل انجینئرنگ کا دور:

اس کے بعد ایک اور دور آیا۔اس دور میں انسان نے بلڈنگز (عمارتیں) بنانا شروع کر دیں۔یعنی ایگریکلچر سے آگے بڑھ کر اس کا دھیان سول انجینئرنگ کی طرف آ گیا۔اگرچہ اس وقت وہ وسائل نہیں تھے جو آج موجود ہیں، مگر اس دور کے حساب سے اس نے ایسی عالیشان بلڈنگز بنا دیں جو دنیا کے عجائبات میں شمار ہونے لگیں۔

(۱)......مصر کے اندر جو اہرامِ مصر ہے اس کا شمار آج بھی Wonders of the world (دنیا کے عجائبات) میں ہوتا ہے۔اس کے اندر فراعنہ مصر یعنی مصر کے بادشاہوں کی لاشوں کو کیمیکل لگا کر Mummify (حنوط) کیا ہوا ہے۔ان اہرامِ مصر کو دیکھ کر سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی بڑی بڑی چٹانیں اٹھا کر کہاں سے لائے تھے۔لوگ تو مکان بنانے کے لیے اینٹیں جوڑتے ہیں لیکن ان پر کئی کئی ٹن وزنی ایک ایک چٹان جڑی ہوئی ہے۔ان چٹانوں کی اتنی مہارت سے کٹائی کی گئی ہے کہ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کا جوڑ لگایا گیا تو دیکھنے والے بندے کو جوڑ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ اس زمانے میں نہ تو کرینیں ہوتی تھیں اور نہ ہی مشینری تھی، تو یہ ٹنوں کے حساب سے وزنی چٹانیں سینکڑوں فٹ تک پہنچانا اور وہاں فٹ کرنا واقعی بڑی حیران کن بات ہے۔ انہوں نے اس کو ایسے تکونی انداز میں بنوایا کہ اوپر جا کر تین دیواریں آپس میں ایک جگہ پر مل جاتی تھیں۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ مدتوں تک دنیا کو یہ سمجھ نہ لگی کہ اس کا دروازہ کہاں ہوگا۔ تاہم بہت سال پہلے جاپانی حکومت نے اس پر کام کیا۔ انہوں نے جیسے بندے کا الٹرا ساؤنڈ کیا جاتا ہے، اسی طرح مشین کے ذریعے اس کو بھی اندر سے دیکھا کہ کیا ہے۔ تو ان کو چند جگہوں پر اس کے بلاکس کے اندر gaps نظر آئے۔ انہوں نے جب حکومت سے اجازت لے کر ان کو کاٹا تو کیا دیکھا کہ سامنے سیڑھی موجود ہے۔ وہ سیڑھی بھی ایسی تنگ سی تھی کہ نہ بندہ کھڑا ہو کر اندر جا سکتا تھا اور نہ ہی لیٹ کے جا سکتا تھا بلکہ بس درمیان کی حالت میں آہستہ آہستہ اندر اتر کر جا سکتا تھا۔

جب وہ اندر گئے تو انہیں تین باتیں بڑی عجیب نظر آئیں۔ پہلی عجیب بات یہ ہے کہ اس کے اندر بہت بڑے بڑے ہال کمرے بنے ہوئے ہیں۔ ان ہال کمروں میں دن اور رات کے اوقات کا احساس ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ چاروں طرف سے بند ہیں۔ مگر ایسا پتھر لگا ہوا ہے کہ اس میں سے کچھ روشنی اس کے اندر چلی جاتی ہے۔ جیسے فائبر گلاس، اس کے اندر بھی روشنی چلی جاتی ہے۔...... چنانچہ دن ہوتا تو اندر کچھ اجالا ہوتا اور رات ہوتی تو اندر اندھیرا ہوتا۔

دوسری عجیب بات یہ ہے کہ وہ جو ہال بنائے گئے ان کی انجینئرنگ ایسی ہے کہ ان کے اندر ایک سائیکلون (ہوا کا بگولہ) چلتا ہے اور اندر کھڑے ہوئے بندے کو ہر وقت ہوا لگ رہی ہوتی ہے۔ یعنی وہ جگہ ایسی بنائی گئی کہ اگر ایک طرف سے ہوا deficient (کم) ہوتی ہے اور vacuum (خلا) پیدا ہوتا ہے تو دوسری طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ہوا آجاتی ہے۔ وہ ہوا کا ایک آٹومیٹک سائیکل چل رہا ہے۔ نہ بجلی کی ضرورت نہ پنکھے کی ضرورت۔......واہ میرے مولا!......اس زمانے میں یہ انجینئرنگ کا شاہکار تھا۔اس میں انہوں نے اپنے وقت کے بادشاہوں کی لاشوں کو حنوط شدہ شکل میں رکھا ہوا ہے۔اس زمانے کی رکھی ہوئی لاشیں آج بھی محفوظ ہیں۔

تیسری عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے ان ہال کمروں میں بیڈ سجائے ہوئے ہیں۔ بلکہ ایک کمرہ تو ایسا ہے کہ اس کو انہوں نے باقاعدہ ایک دربار کی شکل میں سجایا ہوا ہے۔یعنی اس زمانے میں جیسے بادشاہ کے دربار لگتے تھے، ویسے ہی دربار لگا ہوا ہے۔تخت پر سونے کا کام کیا گیا ہے اور ایک بادشاہ تاج پہن کر تخت کے اوپر بیٹھا ہے اور وہ دروازے کے طرف دیکھ رہا ہے اور اس کا ہاتھ ایسے ہے کہ جیسے ابھی کوئی آرڈر دینے کے لیے تیار ہو۔اب جب دیکھنے والا (زائر) کمرے میں داخل ہوتا ہے اور یک دم ایک بادشاہ کو یوں کر کے دیکھتا ہے تو اس کی چیخ نکل جاتی ہے۔یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا وہ بندہ عام حالت میں مرا اور انہوں نے اس کو اس طرح سے محفوظ کر کے وہاں بٹھا دیا یا اسے اسی حالت میں موت آئی تو اس کو وہاں پہنچایا کیسے گیا؟......اللہ تیری شان......آج کے اتنے ترقی یافتہ دور کا انسان بھی جب وہاں جا کر اس جگہ کو دیکھتا ہے تو اسے دنیا کا عجوبہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

سول انجینئرنگ میں انسان نے کیا ہی عجیب وغریب بلڈنگز بنائیں۔یہ نہیں ہے کہ آج ہی کوئی عجیب بلڈنگز بن رہی ہیں۔یہ پہلے زمانے کی بات ہے۔آج لوہا بلڈنگز کے اندر عام استعمال کیا جاتا ہے مگر یہ بھی کوئی ابھی کی بات نہیں ہے، یہ پہلے زمانے سے کیا جاتا تھا۔اگرچہ چودہ سو سال پہلے پتھر کا زمانہ تھا اور اس وقت کسی کو پتہ ہی نہیں تھا کہ لوہا بھی بلڈنگز میں استعمال ہوتا ہے یا نہیں۔سب سے پہلے مسجد نبوی میں سیدنا عثمان غنیؓ نے لوہے کی کوئی چیز استعمال کی۔اس سے پہلے مسجد میں لوہے کی کوئی چیز نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی۔مگر اس سے بھی پہلے کی تاریخ دیکھیں تو حضرت سکندر ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک دیوار بنائی تھی چنانچہ انہوں نے لوگوں کو فرمایا:

﴿اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ﴾

''مجھے لوہے کے ٹکڑے لا دو''

چنانچہ حضرت سکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے وہ دیوار بنائی اور اس دیوار میں انہوں نے پتھروں کے ساتھ لوہے کا استعمال بھی کیا۔آج کے زمانے میں یہی پتھر اور لوہا ملا کر استعمال کرنے کو کنکریٹ کہتے ہیں۔گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ انجینئرز حضرات صرف آج ہی یہ stress analysis نہیں کر رہے ہوتے بلکہ یہ پہلے زمانے کے انسان کی دریافت کی ہوئی چیز ہے۔

(۲)......ٹھٹھہ میں مکلی کا قبرستان ہے۔اس کے قریب ایک بادشاہی مسجد ہے۔اگر آپ اس مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر آواز دیں تو بغیر سپیکر کے وہ آواز اتنی بڑی مسجد کے آخری دروازے تک پہنچ جاتی ہے۔یہ عاجز اتنا اونچا نہیں بول سکتا۔میں نے وہاں تھوڑی دیر کے لیے عام آواز میں بیان کیا اور دروازے پر کھڑے ہوئے ایک دوست نے مجھے وہ پورا بیان سنا دیا۔میں حیران ہوا اور ان سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ جو محرابیں اور گیلریاں بنی ہوئی ہیں،یہ ایسی انجینئرنگ کے ساتھ بنائی گئی ہیں کہ یہ آواز خود بخود چلتی ہوئی اس دروازے تک پہنچ جاتی ہے۔آج کے دور کے انسان نے سپیکر بنا لیے اور اس دور کے انسان نے اس کا آسان حل یہ نکال لیا۔

مسجد بہت ہی اونچی تھی۔ہم نے دیکھا کہ اس مسجد کی دیوار پر کچھ لکھا ہوا تھا۔لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ نیچے سے اوپر ایک جیسی لکھائی نظر آ رہی تھی۔ہمیں یہ بات

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑی عجیب لگی۔ وہاں آثارِ قدیمہ والے ایک صاحب آئے ہوئے تھے۔ جب ان سے پوچھا تو وہ کہنے لگے: اگرچہ یہ سینکڑوں سال پہلے بنی، مگر لکھائی کرنے والوں نے پہلے یہ اندازہ لگایا کہ کتنی دور سے دیکھ رہے ہیں، سامنے سے دیکھیں تو چیز فاصلے کے ساتھ ساتھ قد کے حساب سے ذرا چھوٹی نظر آنا شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اندازہ لگایا کہ نیچے سے اوپر تک کی ہر لائن میں کتنا کتنا فرق پڑتا ہے، انہوں نے اسی حساب سے نیچے سے اوپر ہر لائن کا سائز بڑھایا۔ چنانچہ نیچے والی لائن کا سائز اور ہے، اس سے اوپر ذرا بڑا سائز کر دیا، اس سے اوپر اور بڑا کر دیا۔ لہٰذا اب دیکھنے والے بندے کو پہلی اور آخری لائن ایک جیسی نظر آتی ہے۔ حالانکہ لکھنے والے نے اسے مختلف سائز میں لکھا ہوا ہے۔...... اس سے اندازہ ہوا کہ اس زمانے کے حضرات نے بھی بلڈنگز بنانے میں اتنی مہارت سے کام لیا۔

مکینیکل انجینئرنگ کا دور:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں جستجو رکھی ہے۔ اس لیے یہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے۔ چنانچہ سول انجینئرنگ میں کام کرنے کے بعد اس نے ایک قدم یہ بڑھایا کہ اس نے لوہے کا استعمال عام کرنا شروع کر دیا۔ یہ لوہے کا استعمال انسانی زندگی میں حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴾

''اور ہم نے (داؤد علیہ السلام کے لئے) لوہے کو نرم کر دیا''

یعنی جس طرح ہمارے لئے پلاسٹک نرم ہوتا ہے ربڑ کی طرح، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ لوہے کی کڑیوں کو اس طرح جوڑتے تھے کہ وہ زرہ (یعنی انسان کا حفاظتی لباس) بن جاتا تھا۔ چونکہ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

زمانے میں تلواروں سے جنگ ہوتی تھی اس لیے جب کوئی لوہے کی زرہ پہن لیتا تھا تو اس کے جسم پر وار اثر نہیں کر سکتا تھا۔ تو یہ فن اللہ تعالیٰ نے ان کو اس زمانے میں سکھایا۔ اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ﴾

''اور ہم نے ہی ان کو سکھائی لباس یعنی زرہ بنانے کی صنعت''

اس کے بعد لوہے کا استعمال پھر اور زیادہ عام ہونے لگا۔ کبھی تلوار اور نیزہ کی شکل میں اور کبھی زرہ کی شکل میں۔ پھر اس سے آگے بڑھا تو بلڈنگز میں بھی استعمال ہوا۔ اس طرح یہ ایک ٹیکنالوجی بن گئی جسے آج کے دور میں مکینیکل ٹیکنالوجی اور مکینیکل انجینئرنگ کہتے ہیں۔ یہ مکینیکل انجینئرنگ کا دور دورِ نبوت کے بعد شروع ہوا۔ اس سے پہلے لوہے کا استعمال بہت زیادہ نہیں تھا۔ مگر جب انسان نے پہیہ بنالیا تو پھر مکینیکل انجینئرنگ میں بہت زیادہ ایڈوانسمنٹ ہوتی گئی۔ چنانچہ جب انسان نے انجن بنایا تو اسے بڑی خوشی ہوئی کہ جی اب ہم وزنی چیزوں کو کھینچ کے لے جا سکتے ہیں۔ پھر ریل گاڑیاں بن گئیں۔ ریل گاڑی اپنے دور کی ایک عجیب چیز ہوتی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ جی دیکھو، ریل گاڑی پٹریوں کے اوپر چلتی ہے، تیز بھاگتی ہے اور لاکھوں منوں کے حساب سے وزن کھینچتی ہے۔

الیکٹریکل انجینئرنگ کا دور:

اسی دوران انسان نے ایک اور چیز ایجاد کی جسے ڈائنمو یا جنریٹر کہتے ہیں۔ اس سے بجلی بھی پیدا کی جاتی ہے۔ اس کی ایجاد الیکٹریکل انجینئرنگ کی بنیاد بنی۔ اس نے آ کر ترقی کے دروازوں کو کھول دیا۔ چنانچہ پہلے زمانے میں جو تبدیلیاں سینکڑوں سالوں میں آتی تھیں وہ الیکٹریکل انجینئرنگ کے آنے کے بعد آدھے وقت میں آنا

www.besturdubooks.wordpress.com

شروع ہوگئیں۔ انسان نے پہلے ڈی۔سی جنریٹر بنائے، پھراے۔سی جنریٹر بنائے۔ اس کے بعد گھروں کی سہولیات کے چیزیں بننا شروع ہوگئیں۔ گھروں کے اندر بجلی آ گئی۔ یہ زمانہ بہت دور کا زمانہ نہیں ہے۔ ہم نے اپنے پورے زمانہ طالب علمی میں لالٹین پر پڑھا۔ اس وقت بلب بہت ہی کم گھروں میں ہوتے تھے۔ اگر کسی گھر میں بلب ہوتا تو سمجھتے تھے کہ یہ بڑے امیر لوگ ہیں۔ ٹیوب لائٹس اور پنکھوں کا تو سوچ ہی نہیں سکتے تھے۔ چند سال اور گزرے تو آج یہ نعمت جہاں امیر کے گھر میں ہے، وہاں غریبوں کے گھر میں بھی پہنچی ہوئی ہے۔ تو وقت کے ساتھ ساتھ موٹر بھی بن گئی جس نے پانی نکالنا شروع کر دیا، پنکھا لگا دیا جس نے ہوا دینی شروع کر دی۔ چنانچہ اب یہ سہولیات اتنی عام ہو چکی ہیں کہ آج ایک غریب گھر میں بھی آدمی لائٹ جلاتا ہے اور پنکھے کی ٹھنڈی ہوا کے نیچے بیٹھ کر زندگی گزارتا ہے۔ اس طرح انسان نے اپنے آپ کو بہت زیادہ خوش محسوس کرنا شروع کر دیا۔ جب الیکٹریکل انجینئرنگ میں نئی نئی چیزیں بننے لگیں تو انسانیت کا اس کی طرف رجحان اور زیادہ ہو گیا۔ بالخصوص مادی زندگی گزارنے والے لوگ جو خدا پر یقین نہیں رکھتے تھے، جو یہ سمجھتے تھے کہ اس دنیا کی زندگی میں عیش کرنا ہی سب کچھ ہے، انہوں نے تو پاگلوں کی طرح اس پر محنت کرنا شروع کر دی اور کہنے لگے کہ بس نئی سے نئی چیز بناؤ اور اس دنیا میں سہولتیں پاؤ، نام بناؤ اور شہرت پاؤ۔ جب وہ اس کے پیچھے لگ گئے تو نئی سے نئی چیز سامنے آتی چلی گئی۔ اس دوران اس نے ایک دوسرے کے ساتھ رابطے کرنے کا طریقہ ڈھونڈا۔ یہ ٹیلیفون اپنے زمانے کی ایک انوکھی چیز تھی۔ ایک بندہ یہاں بیٹھا ہوتا تھا اور ایک بندہ کسی اور شہر میں بیٹھا ہوتا تھا اور آپس میں باتیں ہو رہی ہوتی تھیں۔ پھر وائرلیس پر باتیں ہونا شروع ہوگئیں اور اب یہ موبائل آ گیا۔ یہ سلسلہ آگے بڑھتا چلا گیا اور حتیٰ کہ آج انٹرنیٹ اور ای۔میل کی سہولت بھی آ چکی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

طبِ یونانی کا دور

اس کے ساتھ ساتھ ایک ایڈوانسمنٹ اور بھی ہوئی۔ وہ یہ کہ جب انسان کو بدن کی بیماریوں کا علاج کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس وقت کے جو طبیب لوگ تھے، انہوں نے اس پر بھی ریسرچ کرنا شروع کر دی۔ چنانچہ وہ جنگلوں میں جاتے اور جڑی بوٹیوں کو دیکھتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں کچھ باتیں القاء فرما دیتے...... جو مادی علم ملتا ہے، اس کا تعلق کہیں نہ کہیں جا کر الہام کے ساتھ جڑتا ہے اور روحانی علم کا تعلق وحی کے ساتھ جڑتا ہے...... خیر، ان طبیبوں کے دل میں القا ہوتا کہ اس میں فلاں بیماری کا علاج ہے چنانچہ انہوں نے جڑی بوٹیوں سے علاج کرنا شروع کر دیا۔ بالآخر یہ طب بھی اپنے عروج پر پہنچی اور اس دنیا میں بڑے بڑے اطباء گزرے۔ ایسے ایسے حکیم اور طبیب دنیا میں گزرے جو بندے کو دیکھ کر بتا دیتے تھے کہ اس کو کیا بیماری ہے۔...... آج تو مریض سے کہا جاتا ہے کہ بلڈ ٹیسٹ کرواؤ، الٹرا ساؤنڈ کرواؤ، ایم۔ آر۔ آئی کرواؤ، پھر پتہ نہیں کتنی مصیبتوں سے نکلنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اس کو کیا بیماری ہے۔...... لیکن ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی فراست دے رکھی تھی کہ جب وہ کسی بندے کو دیکھتے تو چہرہ دیکھ کر بتا دیتے تھے کہ اب اس بندے کی بیماری کی یہ حالت ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوتا تھا۔ طبیبوں کے عجیب وغریب واقعات ہیں۔ ان واقعات کو دیکھ کر انسان حیران ہوتا ہے کہ طبیب حضرات اس زمانے میں کس طرح علاج کر لیا کرتے تھے۔ طب پر ایک کتاب ''القانون'' لکھی گئی جس کا ترجمہ آج کی دنیا میں بھی یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ اطباء نے کتابوں میں لکھا کہ موت سے پہلے اگر یہ یہ علامات ہوں تو یہ بیماریاں ناقابل علاج ہوتی ہیں۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی ان کی ترتیب دی ہوئی نشانیاں ناقابل علاج بیماریوں میں شمار ہوتی ہیں۔ یونان کے اندر طب پہ کام ہوا اس لئے اس کو ''طبِ یونانی'' کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔

الیکٹرانکس کا دور :

پھر اس انجینئرنگ نے ایک نیا ٹرن لیا۔انسان نے سیلیکان اور جرمینیم کے آپس کے جوڑ سے ایک ایسی چیز بنائی جس کی وجہ سے نئی نئی چیزیں بننا شروع ہو گئیں۔اس کو''الیکٹرانکس'' کہا گیا۔یہ سیلیکان اور جرمینیم کا جنکشن بھی بڑی عجیب چیز بنا۔ٹرانسسٹر اور ڈائے اوڈ بن گئے۔اب یہ چھوٹے چھوٹے پرزے تھے مگر ان کے ذریعے انسان نے بڑے بڑے عجیب کام کرنے شروع کر دیئے۔جب وہ اس میں آگے بڑھا تو پھر اس کے لئے ٹیلیفون،تار اور اس طرح کی دوسری چیزیں بنانی آسان ہو گئیں اور یوں الیکٹرانکس کا دور بڑھتا چلا گیا۔یہ الیکٹرانکس کا دور ۱۹۶۰ء سے پہلے پہلے تک رہا۔

کمپیوٹر کا دور:

۱۹۶۰ء میں انسان نے کمپیوٹر بنانے شروع کر دیئے۔کمپیوٹر تو پہلے بھی بنائے تھے لیکن وہ بڑے بڑے تھے۔پھر اس نے چھوٹے کمپیوٹر بنانے شروع کر دیئے۔ چھوٹے کمپیوٹر کے ذریعے تو یہ معاملہ ایسے آگے بڑھا کہ جو دریافتیں پہلے سالوں کے اندر ہوتی تھیں وہ اب دنوں کے اندر ہونا شروع ہو گئیں۔ہر دن میں کوئی نئی بات سامنے آنے لگی۔

امریکہ میں ایک میوزیم ہے،اسے Natural History Museum کہتے ہیں۔اس میں امریکہ کی تاریخی چیزیں دکھائی گئی ہیں۔ایک مرتبہ ہمیں اس میوزیم میں جانے کا موقع ملا۔ایک جگہ پر انہوں نے لکھا ہوا تھا کہ ہمارے ہاں ۱۹۴۰ء میں ڈاکٹر کی دکان ایسی ہوتی تھی۔ہم نے وہ دکان دیکھی۔آپ یقین کریں کہ امریکہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

۱۹۴۰ء میں ڈاکٹر کی دکان بالکل اسی طرح کی تھی جس طرح ہمارے ہاں طبیبوں کی دکانیں ہوتی تھیں۔لکڑی کے خانے بھی اس طرح بنے ہوئے تھے، میز بھی اسی طرح کا تھا، میز کے اوپر پیالہ بھی تھا، پیالے کے اندر گھوٹنے والا بھی تھا اور اسی طرح کا ترازو بھی تھا۔گویا اس وقت امریکہ میں ڈاکٹر کی دکان پر بالکل وہی چیزیں ہوتی تھیں جو ہمارے ہاں طبیبوں کی دکانوں پر دیکھی جاتی تھیں۔لیکن آج انسان ڈاکٹر کی دکان دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔یہ ساری کی ساری ایڈوانسمنٹ پہلے کی نہیں ہے بلکہ یہ پچھلے پچاس سال کی بات ہے۔

پڑھے لکھے حضرات کی تسلی کے لئے ایک چھوٹی سی بات کہتا ہوں۔۱۹۸۵ء میں ہمارے ایک دوست نے امریکہ سے ایم۔ایس۔سی انجینئرنگ کی۔اسے ایم۔ایس۔سی کا جو پراجیکٹ ملا وہ PCAT کا تھا۔ایک PCXT ہوتا ہے اور ایک PCAT ہوتا ہے۔انہیں ریسرچ کے لئے PCAT کا پراجیکٹ ملا۔اگر آج کوئی PCAT کی بات کرے تو وہ کمپیوٹر کی دنیا میں کسی ڈائنوسار کی بات کر رہا ہوتا ہے، یہ اتنی پرانی چیز نظر آتی ہے۔اس کے بعد جو کمپیوٹر بننا شروع ہوئے تو Pentium, Pentium Pro, Pentium 2, Pentium3 Pentium 4, Pentium 5 بنتے چلے گئے۔

پھر گھروں میں بھی کمپیوٹر آنے لگے ہیں۔حالانکہ جب ہم لوگوں نے انجینئرنگ شروع کی تھی تو اس زمانے میں کیلکولیٹر بھی عام نہیں ہوتے تھے۔ہمیں آج بھی یاد ہے کہ ہم سلائی رولز سے انجینئرنگ کیا کرتے تھے۔وہ ایک پیمانہ بنا ہوا تھا اور ہم اس سے اپنے پیپرز کیا کرتے تھے۔ہمارے پروفیسر صاحب ۱۹۷۵ء میں ایک سائنٹیفک کیلکولیٹر لے کر آئے تو پوری کلاس نے اس کو ایسے دیکھا جیسے کوئی عجوبہ ہمارے پاس آگیا ہو۔آج یہ حال ہے کہ بچوں کے ہاتھوں میں بھی سائنٹیفک کیلکولیٹرز موجود

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔

کمپیوٹر کے اس دور میں انسان نے ایڈوانسمنٹ میں بہت تیزی کر دی۔ انسانی زندگی کے ہر شعبے میں کارآمد مشینیں بننے لگیں اور انسان نے اپنی ضرورت اور سہولت کی چیزوں کو عام کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ فوڈ کے اندر دیکھو تو نئی سے نئی مشینیں آنے لگ گئیں۔ جب وہ مشینیں فوڈ بنانے لگیں تو بہتر سے بہترین بنانے لگیں۔ اسی طرح کمپیوٹر پر کپڑوں کے نئے سے نئے ڈیزائن بننا شروع ہو گئے اور مشینیں بہتر سے بہترین کپڑے بنانے لگیں۔ اس طرح انسان کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

جینیٹک انجینئرنگ کا دور:

پھر یہاں سے کمپیوٹر نے ایک نیا دور کھولا۔ اس دور کو جینیٹک انجینئرنگ (Genetic Engineering) کا دور کہتے ہیں۔ یہ دور انسان کی زندگی کا بڑا اہم دور ہے۔

جینیٹک انجینئرنگ کیا ہوتی ہے؟

جینیٹک انجینئرنگ کیا ہوتی ہے؟...... پیدا ہونے والی ہر چیز بیج سے پیدا ہوتی ہے۔ بیج پر ریسرچ کر کے بیج کو سمجھنا اور اس میں اپنی مرضی سے تبدیلیاں کرنا جینیٹک انجینئرنگ کہلاتی ہے۔

خلیفۃ اللہ کی استعداد:

دیکھیں! اگر کوئی ڈائریکٹر ایک فیکٹری چلا رہا ہو تو وہ اپنے بعد فیکٹری کا منیجر، اپنا نائب اور اپنا خلیفہ اسی بندے کو بناتا ہے جو فیکٹری چلانے کا علم رکھتا ہو۔ وہ کبھی کسی چپڑاسی کو منیجر بنا کر نہیں جاتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو انسان کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

خَلِیفَه فِی الْاَرْضِ فرمایا، کہ یہ زمین میں میرا خلیفہ ہے، تو اس خلیفہ کا کیا مطلب ہے؟......اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ انسان بھی ساری دنیا کی باریکیوں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَسَخَّرَلَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

''اور اس نے زمین اور آسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے وہ تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔''

مسخر کرنا کسے کہتے ہیں؟ مفردات میں امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ مسخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو لگام دے کر اس کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنا۔......اس سے پتہ چلا کہ انسان اتنی استعداد رکھتا ہے کہ وہ اس دنیا کی باریکیوں کو سمجھ بھی سکتا ہے اور اپنی عقل استعمال کر کے اس میں پنگا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

فصلوں میں جینیٹک انجینئرنگ کا کردار:

جب جینیٹک انجینئرنگ شروع ہوئی تو ابتداء میں بیجوں سے کام شروع ہوا۔ چنانچہ فصلوں کے عجیب وغریب بیج آنا شروع ہو گئے۔ ایسے ایسے بیج آ گئے جن میں برداشت بہت زیادہ ہے اور کھیتی بھی بہت زیادہ دیتے ہیں۔ پہلے اگر ایک من نکلتا تھا تو اب دس من نکلنا شروع ہو گئے ہیں، پہلے جو شکل اچھی نہیں تھی وہ شکل خوبصورت ہو چکی ہے، اگر پہلے ذائقہ اچھا نہیں تھا تو اب ذائقہ اچھا ہو گیا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جب شروع شروع میں کھیرا نکلا تو کڑوا ہوتا تھا۔ جب تک بندہ اس کو رگڑتا نہیں تھا اس وقت تک وہ منہ میں لے جانے کے قابل ہی نہیں ہوتا تھا۔ اب انسان نے اس پر ریسرچ کر کے ایسا کھیرا بنا دیا جسے کاٹنے اور رگڑنے کی ضرورت ہی نہیں، اب اگر ویسے ہی توڑ کر کھائیں تو آپ کو کھانے میں میٹھا محسوس ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھلوں میں جینیٹک انجینیئرنگ کے کارنامے:

انسان نے اپنی آب و ہوا کے مطابق پھلوں کی شکلیں حاصل کرنا شروع کر دی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ کچھ علاقوں میں کچھ پھل ہوتے ہی نہیں تھے۔ آج ہر علاقے میں پھل ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جینیٹک انجینئرنگ پر محنت کر کے اسے اپنی آب و ہوا کے مطابق بنا لیا ہے۔ انسان نے اتنی محنت کی کہ سویڈن میں ایک درخت تھا، اسے قوم کو ٹی وی پر دکھایا گیا۔ مثلاً وہ سٹرس فیملی کا درخت تھا اور اس کی ہر شاخ پر ایک الگ پھل لگا ہوا تھا۔ گویا سائنسدانوں نے کہا کہ اتنے درخت لگانے کی کیا ضرورت ہے، بس ایک درخت لگا لو اور اس کی جتنی شاخیں ہوں گی، ہر شاخ پر اس فیملی کا ایک پھل لے لو۔...... اسی ایک درخت پر...... میٹھا بھی لگا ہوا تھا...... کینو بھی لگا ہوا تھا...... فروٹر بھی لگا ہوا تھا...... غرض ایک فیملی کے جتنے پھل تھے انہوں نے ایک ہی درخت پر لینا شروع کر دیئے۔ اس جینیٹک انجینئرنگ نے انسان کو حیران کرنا شروع کر دیا۔

جانوروں میں جینیٹک انجینئرنگ کی ریسرچ:

یہ کام صرف سبزی اور پھلوں تک نہ رہا بلکہ وہاں سے جانوروں تک بڑھ گیا۔ انسان نے سوچا کہ ہمیں زیادہ دودھ والا جانور چاہیے۔ چنانچہ اس نے اس پر ریسرچ کرنا شروع کر دی۔ یہ ریسرچ اتنی بڑھی کہ آج ایک گائے چوبیس گھنٹوں میں ایک سو بیس (۱۲۰) لٹر دودھ دینے والی بن چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اتنی بڑی ٹینکی لگائی ہوئی ہے۔...... ماشاء اللہ...... بندہ تو اس کا دودھ نکال ہی نہیں سکتا، تھک جاتا ہے، اس کا دودھ نکالنے کے لئے پمپ لگانے پڑتے ہیں۔...... اللہ تیری شان!!!

www.besturdubooks.wordpress.com

جانوروں میں جینیٹک انجینئرنگ کا کام ایسا آگے بڑھا کہ ڈنگر ڈاکٹر حضرات کے پاس جانوروں کے بیج آنا شروع ہو گئے۔ ڈاکٹر پوچھتے ہیں کہ جی آپ گائے کے اندر کون سا بیج رکھوانا چاہتے ہیں...... نسل بتادیں...... رنگ بتادیں...... اور آپ یہ بتا دیں کہ آپ کو بیٹی چاہیے یا بیٹا...... آدمی جو کچھ بتاتا ہے ڈاکٹر اسی طرح کا بیج نکال کر دے دیتا ہے اور پھر وہی کچھ ہو جاتا ہے۔...... اب کوئی بندہ یہ نہ سمجھے کہ انسان تو یہ کر ہی نہیں سکتا۔ نہیں، نہیں، نہیں۔ نظام تو خدا کا ہی بنایا ہوا ہے، اس نظام سے ہٹ کر بندہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ البتہ انسان نے اس نظام کو سمجھ کر اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

انسانی افزائشِ نسل اور جینیٹک انجینئرنگ:

جب جانوروں پر تجربات ہونا شروع ہوئے تو خیال تھا کہ شاید یہ جانوروں تک ہی رہیں گے مگر یہ آگے انسانوں تک بھی جا پہنچے۔ یوں جینیٹک انجینئرنگ کے نئے کمالات انسانوں کے اندر بھی آنے لگے۔

آج انسانوں میں بھی جن کو بیٹوں کی خواہش ہوتی ہے، وہ ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہیں اور ان کا بیٹا ہو جاتا ہے۔...... وہ کیسے؟...... وہ اس طرح کہ مرد کے اندر جو کروموسومز ہیں اس کے دو حصے ہوتے ہیں، ایک x اور دوسرا y۔ اسی طرح عورت کے کروموسومز کے بھی دو حصے ہوتے ہیں، ایک x اور دوسرا بھی x۔ یعنی مرد کے اندر xy اور عورت کے اندر xx کروموسومز ہوتے ہیں۔ جب مرد اور عورت آپس ملاپ کرتے ہیں تو ان دونوں کے کروموسومز دو دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ مرد کا x علیحدہ اور y علیحدہ۔ اسی طرح عورت کا x علیحدہ اور x علیحدہ۔ اس طرح کل چار حصے بن جاتے ہیں۔ اب ان چار میں سے جو دو پہلے آپس میں مل جاتے ہیں، اسی کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ اگر عورت کی طرف سے x اور مرد کی طرف سے y کمپونینٹ آ گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور یہ آپس میں مل گئے تو بیٹا پیدا ہو گیا اور اگر مرد کی طرف سے بھی x اور عورت کی طرف سے بھی x کمپونینٹ آ گیا تو بیٹی پیدا ہو گئی۔

اب جب انسان نے اس کو سمجھ لیا تو اس نے یہ کرنا شروع کر دیا کہ مرد کی طرف کا جو x پارٹ تھا، اس کو اس نے لیزر ریز کے ذریعے ختم کر دیا۔ جب x ختم ہی کر دیا تو y باقی ہے اور اب عورت کی طرف سے تو x پارٹ ہی آئے گا اور مرد کی طرف سے y پارٹ ملے گا تو پکا پکا پتر پیدا ہو گا۔ یہ کوئی انوکھا کام نہیں ہوا۔ خدا نے ایک نظام بنایا تھا اور انسان نے اس کو سمجھ کر اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر دیا۔ رب کریم تو پہلے ہی فیصلہ دے چکے ہیں کہ زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اسے میں نے انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے۔

بعض لوگ ایسی باتیں سن کر حیران ہو جاتے ہیں۔ بھئی، حیران ہونے کی بات تو تب ہوتی کہ اگر بچے نے ماں کے پیٹ میں بالفرض ۲۰ ڈگری کے ٹمپریچر پر بننا ہو تو انسان اس کو ۲۰ کی بجائے ۱۲۰ ڈگری پر بنا کر دکھا دے۔ پھر تو ہم کہیں گے کہ ہاں انسان نے کچھ کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے ذرہ برابر بھی اونچ نیچ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نظام بنا دیا ہے انسان اس کا پابند ہے۔ اگر وہ اس پابندی کے اندر رہتے ہوئے ایک چیز کو سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں یہ ختم کر دوں گا تو یہ چیز مل کر یہ بن جائے گی تو یہ تو خدائی نظام ہی آگے چل رہا ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کر رہا۔ ہاں، اس کو سمجھ کر استعمال کر رہا ہے۔ قرآن مجید اس کی شہادت دے رہا ہے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے۔ کچھ لوگ آج کے دور میں پریشان ہو جاتے ہیں کہ جی یہ ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ بیٹا ہو گا، یہ کیسے ہو سکتا ہے، بیٹا تو خدا دیتا ہے۔...... بھئی! خدا ہی دیتا ہے، مگر اسی خدا نے علم بھی دیا ہے اور انسان نے اس علم کو استعمال کر کے آگے اپنی مرضی کے مطابق اس کے نتیجے نکال لئے ہیں۔ لہٰذا یہ کوئی حیران ہونے والی بات

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی بندہ یہ کہے کہ جی قرآن مجید میں ہے:

﴿ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ إِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ ﴾

''وہ جس کو چاہتا ہے بیٹی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹا دیتا ہے۔

اور آج کا انسان بھی ایسا کر رہا ہے،...... تو ہم اس کو کہیں گے کہ جب مرد اور عورت کا آپس میں ملاپ ہوتا ہے تو دنیا کا کوئی ڈاکٹر اس ملاپ سے پہلے نہیں بتا سکتا کہ نتیجہ کیا نکلے گا۔ جب کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ بیٹی ہوگی یا بیٹا ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خدا ہی کا اختیار ہے کہ وہ جس حصے کو چاہے ملا دے۔...... ہاں، جب بندے نے اس سے آگے قدم رکھا اور ایک حصے کو ختم ہی کر دیا تو اب اختیار والا مسئلہ ہی نہیں رہا، اب تو چوائس ہے ہی نہیں۔ بنی ہے تو ایک ہی چیز بنی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قرآن مجید نے جو یہ بات کی کہ عام حالات میں کیا بنے گا، بیٹی یا بیٹا، یہ اللہ رب العزت نے علم رکھا ہے اور انسان اس علم کو سمجھ کر اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر لیتا ہے۔ تو یہ چیز قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو رہی بلکہ اس کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ ہاں، ہم تب اس کا کمال جانیں جب وہ فطرت کے اس اصول کو، جو اللہ نے ماں کے پیٹ میں بنا دیا، ایک طرف رکھ دے اور یہ کہے کہ میں اپنی Humanity، اپنے ٹمپریچر اور اپنے Environment (ماحول) میں بچے کو بنا کر دکھا سکتا ہوں۔ ہم تب کہیں گے کہ جی ہاں، اس نے یہ کام کر کے دکھایا ہے۔ اگر یہ ساری عمر بھی ایسا کرتا رہے تو یہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکے گا۔

یہ جو ٹیسٹ ٹیوب بے بی بناتے ہیں، وہ اس ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی پوری کی پوری Environment (ماحول) وہی بناتے ہیں جو ماں کے پیٹ میں اللہ نے بنائی ہوتی ہے۔ بھئی! خدا کے اس نظام کو بدل کر دکھاؤ تو ہم جانیں۔ وہ اس کو ہرگز نہیں بدل سکتے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ وہی خدا کا بنایا ہوا Environment ہی رکھنا

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑے گا۔ بھئی! جب رکھنا ہی خدا کا نظام ہے تو پھر اس میں ہمارا کیا ہے؟ ہم کوئی نئی چیز بنا رہے ہیں؟ ہم تو اسی چیز کو آگے پیچھے کر کے دکھا رہے ہیں اور کسی چیز کو آگے پیچھے کر کے دکھانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔

ڈی۔این۔اے کی دریافت:

اب انسان نے جینیٹک انجینئرنگ کے ذریعے DNA کو دریافت کر لیا ہے۔

......DNA کیا ہے؟......DNA انسان کے بدن میں ایک چھوٹا سا سیل ہے۔اس سیل میں تمام ہدایات موجود ہیں کہ انسان نے ماں کے پیٹ میں کیسے بننا ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ تمام ہدایات ایک چھوٹے سے سیل کے اندر رکھ دی ہیں۔جیسے ورکشاپ میں کوئی پارٹ بنتا ہے تو ایک کاغذ پر اس کے بارے میں ہدایات لکھی ہوتی ہیں۔ایک ٹربائن بنتی ہے تو اس کی انسٹرکشن بک اتنی بڑی ہوتی ہے۔جب انسان کو پتہ چل گیا کہ اس DNA کے اندر تمام تفصیلات ہیں تو اس نے اس کو مزید سمجھنے کی کوشش شروع کر دی۔

DNA کے اندر لفظوں میں لکھی ہوئی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ بار کوڈز ہیں۔جیسے کوڈ میں کوئی چیز لکھی ہوتی ہے، وہ ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔انسان نے ان کوڈز کو سمجھنا شروع کر دیا۔چنانچہ آج کا انسان تین ہزار کوڈز کو ان کوڈ کر چکا ہے۔مثال کے طور پر:

......جب بچہ بنتا ہے تو اس کی آنکھیں کالی ہوں گی یا نیلی ہوں گی۔

......اس کے بال کالے ہوں گے یا بھورے ہوں گے۔

اس طرح کی انسٹرکشنز DNA کے اندر کوڈز کی شکل میں لکھی ہوئی ہیں۔چنانچہ اب اس کو پتہ ہے کہ اگر یہ ایسے ہو تو پیدا ہونے والے بچے کے بال کالے ہوں گے اور ایسے ہو تو اس کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔اب یہ چیزیں انسان نے سمجھنا شروع کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دی ہیں اور اب تک اس نے تین ہزار رازوں سے پردہ اٹھالیا ہے۔ اور ابھی یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ لاکھوں کے حساب سے ڈاکٹرز روزانہ بیٹھ کر اس پر ریسرچ کر رہے ہیں۔

DNA کے اندر پتہ چل جاتا ہے کہ اس بندے کو زندگی میں کون کون سی بیماریاں لاحق ہوں گی۔ لہٰذا اب وہ کہتے ہیں کہ ہم انسان کی بیماریوں کا علاج DNA میں ہی کر دیا کریں گے تاکہ بیماریاں ہی ختم ہو جائیں۔ چنانچہ اس کے اوپر ریسرچ ہونے لگ گئی۔ لہٰذا اب ایک نیا ٹیسٹ نکلا ہے۔ ہمارے ایک دوست نے وہ کروایا اور ہم نے خود اس کا نتیجہ دیکھا۔ وہ آنے والے ۲۵ سالوں کی ایک پروفائل ہے۔ وہ اس پروفائل میں بتاتے ہیں کہ اگر ایکسیڈنٹ نہ ہو، کوئی خاص واقعہ بھی نہ ہو اور روٹین لائف چلتی رہے تو اس بندے کو

......اتنے سال بعد شوگر ہو جائے گی۔

......اتنے سال بعد بلڈ پریشر ہو جائے گا۔

......اتنے سال بعد ٹی۔بی ہو جائے گی۔

......اتنے سال بعد لیکومیا ہو جائے گا۔

واقعی کچھ لوگوں کے ٹیسٹ کر کے جب ان کی پروفائل تیار کی گئی تو ان کو کچھ عرصہ نارمل لائف گزارنے کے بعد وہی بیماریاں لگ گئیں اور عین اتنے ہی عرصے کے بعد وہ بیماریاں آئیں جتنا اس پروفائل میں دیا گیا تھا۔ وہ اب اس کے کنفرمیٹری ٹیسٹ کر چکے ہیں۔ جیسے ایک انجینئر کسی مشین کو دیکھتے ہی کہہ دیتا ہے کہ اس کا یہ پارٹ گھس جائے گا اور اتنے عرصے کے بعد بیرنگ خراب ہو جائے گا۔ اسی طرح آج کے ڈاکٹروں نے بھی انسان کے اندر کے بارے میں پچیس سال کی پروفائل بتانی شروع کر دی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یا درکھیں کہ انسان یہیں غلطی کھائے گا۔ جب یہ DNA کو چھیڑنا شروع کرے گا تو علم کا ایک ایسا نیا جہان نکلے گا جس کو یہ نہیں جانتا ہوگا، وہاں جا کے بے چارہ پھنس جائے گا۔ اس کو Immune System کہتے ہیں۔ جب یہ انسان اس Immune System کو چھیڑے گا تو ایسی مصیبت میں پھنسے گا کہ اس کے ہاتھ سے معاملہ نکل جائے گا۔ پھر وہ مانے گا کہ

"اللہ! ہے تاں تُو ای اُتے۔"

جب اس نے چابی لگا کر دروازہ کھول ہی دیا تو ایک پنڈورا باکس کھل جائے گا اور ایسے تماشے ہوں گے کہ پھر ہٹ کر کہے گا،

"یا اللہ! جو تو نے بنایا تھا، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہی سب سے بہتر ہے۔"

مگر چونکہ آج نئی نئی ریسرچ کھل رہی ہے اس لئے آج انسان بڑا خوش ہے کہ ہم نے پتہ نہیں کہ کیا کیا نئی چیزیں دیکھنا شروع کر دی ہیں۔

جینیٹک انجینیئرنگ کا ایک قابلِ تحسین کارنامہ:

جینیٹک انجینئرنگ نے ایک کام کمال کا بھی کیا ہے، وہ یہ کہ اس نے ڈارون تھیوری کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ سینکڑوں سالوں سے جو ڈارون کا نظریہ دنیا میں چل رہا تھا اور سائنسدان اسے مان رہے تھے اب جینیٹک انجینئرنگ کی وجہ سے یورپ کے سائنسدانوں نے خود اس نظریے کے غلط ہونے کی تصدیق کر دی ہے۔...... ڈارون کیا کہتا تھا؟...... وہ کہتا تھا کہ millions اور billions کے اندر پہلے فلاں چیزیں تھیں، پھر وہ یہ بن گئے، پھر وہ سب کے سب بندر بن گئے اور اس کے بعد وہ سب انسان بن گئے۔ اس نے کہا کہ لاکھوں کی تعداد میں مرد اور عورتیں ایک ہی وقت میں بن گئے۔

جینیٹک انجینئرنگ نے یہ کہا کہ دنیا کے اندر جو انسان کی نسل چلی اس کی ابتداء

اگر ایک مرد سے ہوتو پھر بات سمجھ میں آنی آسان ہے۔لہٰذا یہ ممکن ہی نہیں کہ پہلے عورت ہوتی اور عورت سے مرد وجود میں آتا۔دیکھیں، عام تصور تو یہی پیدا ہوتا ہے کہ ماں ہوگی تو پھر بچہ پیدا ہوگا۔مگر جینیٹک انجینئر نگ نے کہا کہ نہیں، ایسا نہیں ہے۔سب سے پہلے مرد پیدا ہوا پھر مرد سے عورت بنی اور پھر عورت اور مرد کے ملاپ سے آگے اولادیں چلیں۔مرد کے xy کروموسومز سے تو یہ ممکن ہے کہ عورت بن جائے لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ xx والی عورت پہلے ہوتی اور اس سے مرد پیدا ہوسکتا۔گویا جینیٹک انجینئر نگ نے آکر صاف کہہ دیا کہ یہ ڈارون تھیوری مفروضوں کا پلندہ تھا، اب اس کا زمانہ گزر گیا ہے، اٹھا کر اسے کونے میں رکھ دو۔

اب دیکھیں کہ جینیٹک انجینئر نگ بھی کہتی ہے کہ دنیا میں ایک مرد سے سلسلہ آگے چلا اور ہم بھی کہتے ہیں کہ وہ پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔اللہ رب العزت نے ان کی پسلی سے اماں حوا کو پیدا کیا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا سے نسل آگے چلی۔لہٰذا قرآن مجید کی آیت سنیے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ (النساء:۱)

’’اے لوگو! ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اس نے اسی میں سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔‘‘

واہ میرے مولا! چودہ سو سال پہلے دنیا سائنس اور جینیٹک انجینئر نگ کا نام ہی نہیں جانتی تھی، اس وقت قرآن مجید نے یہ کہہ دیا کہ ایک جی سے تخلیق کا سلسلہ شروع ہوا اور اس میں سے اس کا جوڑا نکالا اور ان دونوں سے اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو پوری دنیا میں پھیلا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جینیٹک انجینئر نگ نے کمال کا کام یہ کیا یہ اس نے اسلام کے نظریے کی تصدیق کر دی۔......جی ہاں، جہاں اس کی برائیاں سامنے آ رہی ہیں، وہاں اچھائیاں بھی سامنے آ رہی ہیں۔...... الحمد للہ، اب ہم جب باہر جا کر دنیا کو کہتے ہیں کہ اے ڈارون کے پجاریو! اب تمہاری وہ حقیقتیں کہاں گئیں، تو وہ کہتے ہیں کہ ہاں اسلام نے چودہ سو سال پہلے ٹھیک کہا تھا۔ ہم نے کہا، اسلام کی جو باتیں تمہیں آج سمجھ میں نہیں آتیں کچھ سالوں کے بعد وہ بھی تمہیں سمجھ میں آ جائیں گی۔ اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ

We are in search of truth.

(ہم سچ کی تلاش میں ہیں۔)

ان کو وہ سچ اسلام کے دروازے پر آ کر مل رہا ہے۔ اس لئے باہر کے ملکوں میں جو یہ کہتے ہیں کہ لوگ زیادہ تعداد میں مسلمان ہو رہے ہیں اور قرآن مجید کے نسخے زیادہ بک رہے ہیں، وہ کوئی مسلمانوں کی محنت سے بک رہے ہیں، وہ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے اور جب ان کو قرآن مجید میں حقیقتیں نظر آتی ہیں تو کافر خود بخود کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ قرآن مجید کی حقانیت خود ان کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ سبحان اللہ۔

قربِ قیامت اور جینیٹک انجینئر نگ:

اب میں آپ کو ایک اور بات عرض کر دوں کہ قیامت کے قائم ہونے کا جو ظاہری سبب بنے گا، لگتا ہے کہ وہ جینیٹک انجینئر نگ ہی بنے گی...... ذرا توجہ فرمائیے، بڑی اہم بات ہے۔ حدیثِ پاک میں قربِ قیامت کی تین نشانیاں بتائی گئی ہے۔ مثلاً......

(۱)......ایک نشانی یہ بتائی گئی کہ قربِ قیامت میں شرار الناس لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ یعنی ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو سب سے زیادہ شریر ہوں گے، ان پر

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت قائم ہوگی۔...... وہ شرار الناس کیسے ہوں گے؟...... وہ اس طرح کہ وہ اتنے بے غیرت ہوں گے کہ حدیث پاک میں بتایا گیا کہ لوگوں کا ایک مجمع ہوگا، ان کے قریب سے ایک عورت گزرے گی، ان میں سے ایک مرد اس عورت کے ساتھ برائی کا مرتکب ہوگا، لیکن پورے مجمع میں کوئی ایک بھی بندہ ایسا نہیں ہوگا جو ان کو یہ کہہ دے کہ آپ دونوں کہیں اوٹ میں چلے جائیں۔ وہ اتنے بے حیا ہوں گے کہ ان میں سے یہ کہنے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔

(۲)...... دوسری نشانی یہ بتائی کہ وہ دین سے اتنا دور ہوں گے کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ لوگ اللہ کا نام سن کر کہیں گے کہ ہاں، ہمارے بڑے یہ نام تو لیا کرتے تھے۔ یعنی ایسا زمانہ آجائے گا جب اللہ تعالیٰ کا نام بھی ان کے لئے سمجھنا مشکل ہو جائے گا۔

(۳)...... تیسری نشانی یہ بتائی کہ پوری دنیا میں ایک بندہ بھی اللہ کا نام لینے والا نہیں رہے گا۔

اب یہاں ایک نکتہ سمجھئے۔...... یہی نکتہ سمجھانے کے لئے میں نے یہ پورا بیک گراؤنڈ باندھا ہے۔...... یہ جو حدیث پاک میں آیا کہ پوری دنیا میں ایک بندہ بھی اللہ کا نام لینے والا نہیں رہے گا، یہ ظاہر میں کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ مان لیا کہ دنیا سے مسلمان ختم ہو جائیں، لیکن عیسائی تو رہیں گے، اگر عیسائی بھی ختم ہو جائیں تو یہودی تو رہیں گے، لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نہ مسلمان رہیں، نہ عیسائی رہیں اور نہ ہی یہودی رہیں۔ اور جب تک یہ تینوں رہیں گے خدا کا تصور موجود رہے گا۔ کیونکہ وہ بھی خدا کو مانتے ہیں۔ ڈالر پر آج بھی لکھا ہوا ہے کہ

In God we believe.

تو جب مسلمان بھی خدا کو مانتے ہیں، عیسائی بھی خدا کو مانتے ہیں اور یہودی بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

خدا کو مانتے ہیں تو یہ جو کہا کہ پوری دنیا میں اللہ کا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا تو اس کا مطلب ہے کہ نہ مسلمان رہیں گے، نہ عیسائی رہیں گے اور نہ یہودی رہیں گے۔ یعنی دین کو ماننے والے پوری دنیا میں کوئی بھی نہیں رہیں گے۔ اب یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ دین کا ماننے والا پوری دنیا میں کوئی نہ رہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جی ہاں، ایسا ہی ہوگا اور اب اس کے ہونے کا طریقہ سنئے۔...... اگر یہ راز سمجھ میں آجائے تو بات ذرا آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔...... وہ اس طرح ہوگا کہ جیسے انسان نے DNA پر تحقیق کر کے اس کے Physical aspects (طبعی پہلوؤں) کو دیکھا اسی طرح اس نے اس کے Behavioural aspects (رویہ جاتی پہلوؤں) کو بھی سٹڈی کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس کو Behavioural aspects of DNA کہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ

......کچھ بچے بہت ہی بہادر ہوتے ہیں

......کچھ بچے بہت ہی ڈرپوک ہوتے ہیں

......کچھ بچے بہت ہی شریف ہوتے ہیں اور

......کچھ بچے بہت ہی بے حیا ہوتے ہیں۔

یہ خوبیاں اور خامیاں بچوں کے اندر کیسے آتی ہیں۔ ان کا تعلق بھی DNA سے ہے۔ اب اس کو انسان نے سوچنا شروع کر دیا ہے۔ جب انسان اس کو سمجھنے لگ جائے گا تو اس کو پتہ چل جائے گا کہ

......اگر یہ چیز ہو تو بچہ باحیا ہوتا ہے۔

......اگر یہ چیز ہو تو بچہ بے حیا اور بے غیرت ہوتا ہے

......اگر یہ چیز ہو تو بچہ بہادر ہوتا ہے اور

......اگر یہ چیز ہو تو بچہ بزدل اور ڈرپوک ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب انسان اس کو سمجھنا شروع کر دے گا تو اس کے بعد وہ اس کے اندر دخل اندازی کرنا شروع کر دے گا۔...... کیا دخل اندازی کرے گا؟...... وہ کہے گا کہ یہ خواہ مخواہ کا شرم کیا چیز ہے، یہ تو ایک بیماری ہے۔ چنانچہ یورپ میں کفر نے اس وقت یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ

Shyness is a sickness.

(شرم ایک بیماری ہے۔)

جب کہ ہمارے دین اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ

اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ

''حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔''

اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ

''حیاء میں سراسر خیر ہے۔''

چونکہ اب کفر بے شرمی کی تعلیم دے رہا ہے لہٰذا آج یورپ کے اندر کہتے ہیں کہ نہ تو مرد میں شرم ہونی چاہیے اور نہ ہی عورت میں۔ چنانچہ اب وہ شرم کو نکالنے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں...... اب یہ شرم کیسے نکلے گی؟...... ان کو اس کا آسان طریقہ یہ نظر آئے گا کہ اسی DNA میں ہی کچھ کر دو تاکہ بندے میں شرم ہی نہ رہے۔ اصل میں تو شرم کی بات ہی ہوتی ہے نا۔ دیکھیں، اب ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اگر بیٹھے بیٹھے مجھے پیاس محسوس ہو تو میں پانی پینا شروع کر دوں گا، کیا مجھے پانی پیتے ہوئے شرم محسوس ہو گی؟ نہیں، کیونکہ یہ بدن کی ایک ضرورت ہے اور میں اس کو شرم کا کام ہی نہیں سمجھتا۔ لیکن اب یورپ میں لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ انسان کی تین ضروریات ہیں:

(۱)......کھانا پینا

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)......سونا

(۳)......جنسی ضروریات پوری کرنا

وہ کہتے ہیں کہ جب یہ سب ضروریات ہیں تو پھر ان کو پورا کرنے میں شرم کیا کرنا۔ دیکھیں، بکریوں کا ریوڑ ہو، اگر اس میں بکرا بکری سے ملاپ کرنا چاہے تو کیا وہ شرم محسوس کرتا ہے؟ مرغا مرغی سے ملاپ کرنا چاہے تو کیا وہ شرم محسوس کرتا ہے؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ تم کھانے پینے میں کوئی شرم نہیں کرتے، جہاں نیند آ جاتی ہے تم وہی سو جاتے ہو اور کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تو پھر یہ آپس کا ملاپ بھی تو ضرورت ہے، اس میں کیوں شرم محسوس کرتے ہو؟ اس طرح شرم و حیا کا پتا ہی کٹ جائے گا اور لوگ کھانے پینے اور سونے کی طرح اس کو بھی ضرورت محسوس کرنا شروع کر دیں گے، لہٰذا ایک بے شرمی، بے حیائی اور بے غیرتی کی زندگی شروع ہو جائے گی۔

اب جب سائنسدان دیکھیں گے کہ بے حیائی کے راستے میں کچھ دیندار لوگ رکاوٹ بن رہے ہیں تو وہ کہیں گے کہ یہ بڑے دین والے بنتے ہیں لہٰذا ان کا بھی پتا کاٹو۔ چنانچہ وہ DNA پر ریسرچ کر کے ڈھونڈیں گے کہ کس جگہ پر کیا ہو تو بندے کو دین سے محبت ہوتی ہے، خدا سے محبت ہوتی ہے اور کس جگہ اس کو ختم کر دیا جائے تو انسان خدا بیزار بن جاتا ہے۔ اس طرح وہ ایک ایسی نسل پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو پیدائشی طور پر خدا بیزار ہو گی اور اس نسل کو خدا کا تصور بھی اچھا نہیں لگے گا۔

اچھا، اس کا طریقہ کیا ہو گا؟......اس کا طریقہ یہ ہو گا کہ اعلان کیا جائے گا کہ تم لوگ میاں بیوی اگر ملاپ کرنا چاہتے ہو تو مرضی سے کرو، اگر بچہ چاہتے ہو تو ہمارے پاس جینیٹک بینک کے اندر بڑے بڑے سائنسدانوں کے بیج رکھے ہوئے ہیں لہٰذا تم اپنے ہاں عام بچہ پیدا نہ کرو بلکہ

......آئن سٹائن جیسا بچہ پیدا کرو

www.besturdubooks.wordpress.com

...نیوٹن جیسا بچہ پیدا کرو

......شیکسپیئر جیسا بچہ پیدا کرو

......فلاں رول آف آنرونر جیسا بچہ پیدا کرو جس نے نوبل پرائز ون کیا تھا۔

چونکہ وہاں کی عورتوں کو تو اس میں کوئی فرق ہی نظر نہیں آتا لہٰذا وہ کہیں گی کہ ٹھیک ہے، جہاں تک میاں بیوی کا تعلق ہے، ہم اپنی زندگی گزاریں گے، اگر ہم چاہتے ہی ہیں تو پھر ہمارا بچہ بھی آئن سٹائن اور نیوٹن جیسا ہونا چاہیے، لہٰذا مجھے Marshal race چاہیے۔ چنانچہ عورتیں اپنے خاوندوں کی بجائے جینیٹک بینک میں جا کر Pregnant (حاملہ) ہوا کریں گی۔ جب وہاں سے حاملہ ہوں گی تو حکومت کہے گی کہ چونکہ تم Marshal race کو پیدا کرنے میں ہماری معاون بنی رہی ہو، اس لئے ہم تمہارا ٹیکس بھی معاف کر دیں گے اور اتنا اتنا ڈسکاؤنٹ دے دیں گے۔ اس مارشل ریس کے چکر میں وہ ان کو ایسا بیج دیں گے کہ پیدا ہونے والے بچے کی صحت بھی اچھی ہوگی، وہ عقلمند اور ذہین بھی بڑا ہوگا...... شکل کا بھی خوبصورت ہوگا لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ

......وہ خدا بیزار ہوگا،

......اس کا دین سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہوگا،

......وہ اتنا بے حیا ہوگا کہ حیا کو کوئی چیز ہی نہیں سمجھے گا۔

اب جب ایسے بچے پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے تو پھر پوری کی پوری قومیں ایسی بنیں گی کہ جن کے جسم میں خدا کے تصور والا مادہ ہی نہیں ہوگا۔ یہ پکے جانور ہوں گے۔ ان کو "عقلمند جانور" کہنا چاہیے۔ جب انسان یہ عقلمند جانور بنانا شروع کر دے گا تو پھر یہ غالب آئیں گے اور پھر یہ اپنی نسل کو ایسا آگے بڑھائیں گے کہ پوری دنیا میں یہی ہوں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ وہ لوگ ہوں گے کہ اگر ان کے سامنے کوئی اللہ کا نام لے گا تو یہ بیٹھ کر کہیں گے، بھئی! میں نے بھی اپنے دادا سے یہ نام سنا تو تھا، پتہ نہیں یہ نام کیا ہوتا ہے؟۔ پھر ایسا وقت آجائے گا کہ پوری دنیا میں ایک بندہ بھی ایسا نہیں ہوگا جو اللہ کا نام جانتا اور لیتا ہوگا۔ جب ایک بندہ بھی ایسا نہیں رہے گا تو یہ وہ وقت ہوگا کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت قائم کردیں گے اور دنیا کی بساط کو سمیٹ دیا جائے......اس طرح انسان کا وہ سفر جو ایگریکلچر انجینئرنگ سے شروع ہوا تھا بالآخر جینیٹک انجینئرنگ پر آکر اس کے سارے سفر کی انتہا ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کھیل کو ختم کر کے پھر ساری دنیا کو اپنے سامنے کھڑا کر کے جواب لیں گے۔

اللہ رب العزت ہمیں اس وقت سے پہلے پہلے دین پر زندگی گزارنے کی اور دین کے ساتھ دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العلمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دیگر کتب

- خطبات فقیر (تیرہ جلدیں)
- مجالس فقیر (چھ جلدیں)
- مکتوبات فقیر
- حیات حبیب (سوانح حیات)
- عشق الٰہی
- عشق رسول ﷺ
- باادب بانصیب
- تصوف وسلوک
- لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند (سفرنامہ)
- قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز
- نماز کے اسرار و رموز
- رہے سلامت تمہاری نسبت
- موت کی تیاری
- مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول
- اولاد کی تربیت کے سنہری اصول
- حیاء اور پاکدامنی
- خواتین اسلام کے کارنامے
- عمل سے زندگی بنتی ہے
- دوائے دل

www.besturdubooks.wordpress.com

- سکونِ دل
- تمنائے دل
- گھریلو جھگڑوں سے نجات
- زلزلہ..... مشاہدات وواقعات
- ذرا نم ہوتو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی
- کتنے بڑے حوصلے ہیں پروردگار کے
- پریشانیوں کا حل
- دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات
- گناہوں سے توبہ کیجئے
- محسنین اسلام
- سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمولات
- وظیفہ
- پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں
- شجرہ طیبہ
- بے داغ جوانی
- LOVE FOR ALLAH
- Wisdom For The Seeker
- Be Courteour Be Blessed
- Travelling Across Central Asia
- Ocean Of Wisdom

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 047-7625454
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 062-2442791
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بارزار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 041-7224228
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539
- مکتبہ الشیخ 445/3 بہادر آباد کراچی 0214935493
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- مکتبہ علمیہ، دوکان نمبر 2 اسلامی کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4918946
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2288261
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی 03009834893 ، 051-5462347

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد اٹھارہ

- عظمتِ الٰہی
- وجوہاتِ محبت
- حفظِ قرآن کا شوق
- اخلاصِ نیت
- حسنِ اخلاق کی اہمیت
- طلباء سے قیمتی باتیں
- جذب وسلوک کی تجلیات
- دعا مانگنے کا ادب

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ، فیصل آباد

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر جلد ۱۸

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

مرتب
مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطباتِ فقیر (جلد ۱۸)

ازافادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ——— ستمبر 2009ء

اشاعت دوم ——— نومبر 2009ء

اشاعت سوم ——— مئی 2010ء

تعداد ——— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— ڈاکٹر شاہ محمود فرزند

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	11
پیش لفظ	13
① عظمتِ الٰہی	17
شانِ خداوندی	17
میرے لیے یہی فخر کافی ہے	18
عبادت کس کا حق ہے؟	19
محبت کی معراج	20
إلٰہ کسے کہتے ہیں؟	22
منشائے خداوندی کی تکمیل	22
بندگی ایک غلام سے سیکھی	24
ایک اشکال کا حیران کن جواب	24
مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ	25
عبادتِ خداوندی کا پیغام	25
پروردگارِ عالم کے شاہانہ کلام کی چند جھلکیاں	26
انبیائے کرام کی عاجزی	28
آیاتِ قرآنی میں عاجزی کا درس	29
مسنون دعاؤں میں عاجزی کا درس	30
اللہ تعالیٰ کی عنایتِ خاصہ	36
نومولود بچے کے کان میں اذان و اقامت	37
اذان و اقامت میں عظمتِ الٰہی کا پیغام	37
تحنیک میں چند علمی نکات	39
بسم اللہ کی "با" اور اس کے معارف	41
عزت وذلت ملنے کا معیار	43
مونچھوں اور پلکوں کے مابین ایک دلچسپ مناظرہ	43
بکری کی "میں میں" کیسے نکلی؟	44
"مینا" پرندے کی پسندیدگی کی وجہ	45
عاجزی سے استعداد پیدا ہوتی ہے	46
نمرود کا تکبر کیسے ٹوٹا؟	46
تصوف کا بنیادی مسئلہ	47
صحابۂ کرام ؓ کی عاجزی	48
اہلِ وصف حضرات کا مقامِ عجز	49
امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی	50
ترکِ عبودیت اور طرزِ ربوبیت	50
عاجزی کے ساتھ دامن پھیلادیں	51

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
② وجوہاتِ محبت	53
اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبت اور ذاتی عداوت	55
کافروں کی مشابہت پر پکڑ	56
ایمان والوں سے اللہ کی ذاتی محبت کی دلیل	56
وجوہاتِ محبت	58
(۱)......حسن وجمال	58
(۲)......فضل وکمال	60
(۳)......مال ومنال	62
(۴)......احسان	63
احساناتِ خداوندی کی ایک مثال	64
محبت الٰہی کا غلبہ مطلوب ہے	65
محبوب کے نام کے دام لگانے والے	66
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا	67
محبتِ الٰہی کا ایک انوکھا انداز	68
اعمال کی گفٹ پیکنگ کیسے؟	68
عشق والوں کی نمازیں	69
شب زندہ دار لوگ	71
ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم	73
اللہ سے اللہ کو مانگ لیجیے	74
ملاقات کے لیے نفلوں کا بہانہ	75
ملنے والوں سے راہ پیدا کرنا	75
خانقاہیں......یا......عشق کی دکانیں	76
کائنات کی تمام لذتوں کا کیپسول	77
محبتِ الٰہی کے حصول کے لیے ایک مقبول دعا	77
③ حفظِ قرآن کا شوق	79
عظمتِ قرآن	81
شفاعتِ قرآن	82
شفاعتِ حافظِ قرآن	82
ایں سعادت بزورِ بازو نیست	83
مستورات میں حفظِ قرآن کا ذوق	84
پانچ سال کی عمر میں حفظ قرآن	85
نوے سال کی عمر میں حفظ قرآن	85
سات مہینوں میں حفظِ قرآن	86
ایک ماہ میں حفظِ قرآن	86
تین دنوں میں حفظ قرآن	87
عشقِ قرآن سے لبریز خاتون کا تعجب	87
حفظ قرآن میں اتنی پختگی!!	87
قرآن مجید کا کمپیوٹر	88
چند ماہ کی عمر میں سورت ملک حفظ کرنے والا بچہ	89
شوق کے پروں سے حافظ قرآن کی پرواز	90
شریعت کے احکام پر کاربند رہیے	91

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
④ اخلاص نیت	95
مومن کی نیت کا مقام	95
بھلائی کی نیت پر بخشش کا فیصلہ	97
حیران کر دینے والا نامہ اعمال	97
تمنا، جو پسند آ گئی	98
صدق دل کی علامت	100
مخلص بندے کی پہچان	100
مخلص بندے کے عمل کی عظمت	101
تین چیزیں اللہ کے لیے خاص ہیں	102
قول و فعل کا تضاد	102
اچھے سالک کی تین علامتیں	105
(۱)......دل سے دنیا کو ٹھکرا دینا	105
(۲)......موت کو محبوب سمجھنا	105
(۳)......مصلی کا مقبول ہونا	106
شیخ سے ارادت کا ایک سبق آموز واقعہ	107
تین سچی باتیں	110
محبت دنیا کی سزا کی علامتیں	111
پہلی علامت	111
دوسری علامت	112
تیسری علامت	112
تعجب خیز باتیں	112
گناہ...... پریشانیوں کی پوٹلی	113
روحانیت کی تباہی	114
تین بنیادی گناہ	116
سفید بالوں سے حیا، مگر	117
ایک بزرگ کی نصیحت	117
تین انمول باتیں	118
ایمان ضائع ہونے کے اسباب	118
تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ	120
پہلی بات	120
دوسری بات	120
تیسری بات	120
سینے کو سیاہ کر دینے والا گناہ	121
فیض کا اجراء کیسے؟	122
اکابر کا انداز تربیت	124
⑤ حسن اخلاق کی اہمیت	125
درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے	127
انسان اپنے اخلاق سے پہچانا جاتا ہے	128
حیوانوں سے بھی بدتر انسان	128
حیوانات میں مراتب	129

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
(۱) مفید اور بے ضرر حیوان	129
(۲) وحشی حیوان	129
(۳) موذی حیوان	129
جانوروں سے بدتر انسان	130
دین میں حسنِ اخلاق کی تعلیم	131
اخلاق کے تین درجات	132
(۱) اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ عالیہ	132
موسوی اخلاق	132
(۲) اخلاقِ کریمانہ	133
ہماری حالتِ زار	134
شریعت کا حسن	135
(۳) اخلاقِ عظیمہ	137
اخلاقِ عظیمہ کی مثال	137
اخلاقِ عظیمہ کی تعلیم	137
یہ ہیں اخلاقِ عظیمہ	138
برے سے بھی اچھا سلوک	139
اپنا موازنہ نہ کریں!	140
کینہ پروری کا نتیجہ	140
سینہ بے کینہ کا انعام	141
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر	142
کر بھلا، ہو بھلا	142
زادِ راہ کی فکر	143
مومن کامل	144
انسانیت کا معیار	145
اخلاق کی تلوار	145
نبی رحمت ﷺ کے اخلاقِ عظیم کی جھلکیاں	146
دیہاتیوں کے دل کیسے جیتے	146
دشمنوں کے دل کیسے جیتے	147
دوستوں کے دل کیسے جیتے؟	150
چھوٹوں کے دل کیسے جیتے؟	151
نبوت کی انوکھی دلیل	152
پردے میں رہنے دو......!	153
اپنے ہی اسیرانِ زلف	154
خوش خلقی عبادت ہے	154
ویراں نال زندگی دی بہار	155
پیوستہ رہ شجر سے	157
والدین کا سایہ عاطفت	157
برکات کے محور	158
معاملات خراب ہونے کی وجہ	158
غصہ پینے کا انعام	159
برائی کا بدلہ بھلائی	160

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
نفع رسانی کا انعام	161
خیر خواہی کی قدردانی	161
دولفظوں میں پورادین	162
درسِ اخلاق کی ضرورت	163
پڑوس کی قیمت	164
خیر خواہی ہوتو ایسی!	165
خیر خواہی کی انوکھی مثالیں	166
عمل سے زندگی بنتی ہے	167
انوکھا مقدمہ اور نرالا فیصلہ	167
نہ ہو دین تو جن بھی دشمن	169
مومن کو قتل کرنے پر اللہ تعالیٰ کا غضب	169
قربِ قیامت کی نشانی	171
مومن کی شان اور رتبہ	171
کر بھلا......ہو بھلا	172
شرم تم کو مگر نہیں آتی	172
تین قیمتی باتیں	173
معاملات سے پتہ چلتا ہے	173
آج کے مسلمان کی ’’ان شاء اللہ‘‘	174
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں عیب پوشی	175
بوقتِ قتل بھی خیر خواہی	175
موت کے وقت خیر خواہی	176
درجہ انسانیت معلوم کرنے کا تھرمامیٹر	177
مسلمانی کو فخر ہے ان پر	177
جانوروں کی بھی خیر خواہی	178
خیر خواہی جہنم کے لیے آڑ	179
منہ گریباں پا فقیرا	179
راحتِ جاں یا وبالِ جاں	181
⑥ طلباء سے قیمتی باتیں	183
دنیا امتحان گاہ ہے	185
دوقسم کے لوگ	187
اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں	187
حالات کا تغیر	188
دوجھنڈے	188
فائنل نتیجہ	188
کاروانِ حق	190
بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست	191
رب کی رضا کے متلاشی	191
شیطان کا زوردار حملہ	192
شیطان کی آماجگاہیں	192
خطرۂ ایمان	193
فنونِ معاش اور علومِ معاد	193

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
اللہ کا انتخاب	193
شیطان کی بٹالین فوج	194
شیطان کے انجیکشن	195
گناہ اور یادداشت	195
فوٹو گرافک میموری	196
بے مثال قوتِ حافظہ	196
حافظہ یا چھاپہ......!!!	198
محدث کی تعریف	198
قوتِ حافظہ کی انوکھی مثال	199
پرہیزگاروں کا انعام	200
قوت حافظہ اور محدث کا مقام	200
کرشماتی قوتِ حافظہ	201
ایک ہی منزل کے راہی	203
صورت کو حقیقت بنالیں	204
اتباعِ رسول	205
کانٹوں کی سیج!!	206
نسبت کا حق	207
اپنی سلطنت	207
دودھ اور پانی کا دلچسپ مکالمہ	208
اکابر دودھ ہیں اور ہم پانی	209
تمنائے فقیر	210
⑦ جذب وسلوک کی تجلیات	211
راہِ عشق کے راہی	213
دیدارِ الٰہی کی تڑپ	217
حسین، ناز ضرور دکھاتا ہے	218
جذب کی تجلیات پانے والے	219
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	219
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ	221
حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ	221
حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ	223
حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ	227
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ	227
دوگنا ترقی کا وقت	229
دل ٹوٹنے پر روحانی پرواز	230
ایک دلچسپ واقعہ	231
شیخ کی طرف سے رہنمائی	232
طلب کی پرکھ	233
نبیِ رحمت کا اضطراب	234
پریشانی کی تلافی	235
عشقِ عاشق اور عشقِ محبوب کا تقابل	237
عالمِ تحیر	238
شیطان کا داؤ	238

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
احساسِ محرومی بھی ایک نعمت ہے	239
ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کا معاملہ	239
جذب اور سلوک کی پہچان کیسے؟	240
قبولیتِ دعا کا وقت	240
حالتِ قبض میں عطائے خداوندی	241
طلبِ مولیٰ کی قدردانی	242
نیک بننے کی تمنا اور اس کی قدردانی	243
⑧ دعا مانگنے کا ادب	245
اللہ کی بے شمار نعمتیں	247
احساناتِ خداوندی اور ہم	248
ایک پیالہ پانی کی قیمت	248
فالج سے بچنے کا قدرتی انتظام	249
پرودگارِ عالم کی پسند	250
خالق اور مخلوق سے مانگنے میں فرق	251
خالق .مخلوق کے دینے میں فرق	252
پروردگارِ عالم سے مانگنے کے آداب	254
دل کھول کر مانگیں	254
یقین کے ساتھ مانگیں	256
اللہ تعالیٰ مصلحت کو دیکھتے ہیں	257
ہم تو مائل بہ کرم ہیں......	258
سراپا سوال بن کر دعا مانگیں	258
آدابِ شاہانہ کا تقاضا	259
پروردگارِ عالم کا اندازِ محبت	260
محبت بھری دعا اور اس کی قدردانی	261
بگڑے بندے کا انتظار	262
اللہ کے در کو تھامے رکھیے	262

❁❁❁❁

www.besturdubooks.wordpress.com

عرضِ ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطباتِ فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ اٹھارہویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلندتر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پروازِ فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یادکی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقولِ شاعر

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحبِ دل کی بات ہوتی ہے اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیتِ عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علما بھی مستفید ہوتے ہیں عوام بھی مستفید ہوتے ہیں۔ بڑے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چھوٹے بھی سبق حاصل کرتے ہیں۔ مردوں کے دل کی دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی بدلتی ہے۔خواتین کی بھی اصلاح ہوتی ہے۔غرض کہ ہر طبقہ کے انسان کے لیے یہ خطبات مشعلِ راہ ہیں۔

''خطباتِ فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کیا کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم و حکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحر معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذوق کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لیے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تازیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنے شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلّہ بنا دیا۔ اِس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟...... مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے

''قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے، و اما بنعمة ربك فحدث ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبر وار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

كان الله له عوضا عن كل شيء

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ
هُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ﴾ (الفاطر:۱۵)

عظمتِ الٰہی

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامع مسجد مدینہ، جھنگ صدر

بتاریخ: ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۱ء برموقع: سالانہ اجتماع ۲۰۰۱ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

تصوف کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اپنی بڑائی نکل جائے اور اللہ کی عظمت دل میں آ جائے۔ جس نے اس کو سمجھ لیا اس نے سارا تصوف سمجھ لیا۔ پھر وہ

......میں کی بات نہیں کر سکتا

......کوئی اونچا بول نہیں بول سکتا

......وہ اللہ کا عاجز اور مسکین بندہ بن کر رہے گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:ـ

یہ دل کی ہے آواز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں
اس پر ہے مجھ کو ناز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

عظمتِ الٰہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ
(الفاطر:۱۵)
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

شانِ خداوندی:

اللہ رب العزت اس کائنات کے خالق ہیں، اس کائنات کے مالک ہیں۔ وہ اپنے مرتبے اور اپنی شان میں بہت بڑے ہیں۔ ہم اپنے ذہنوں میں اللہ رب العزت کی جتنی بڑائی سوچ سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑے ہیں۔ ہماری عبادتیں، ہماری تعریفیں اور ہماری تسبیحات، یہ سب چیزیں اس کی شان کے پردوں سے نیچے رہ جاتی ہیں، اس کی شان اس سے بھی زیادہ ہے۔

آج کے اس ماحول میں دلوں میں عظمتِ الٰہی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اکثر و بیشتر گناہوں کی وجہ یہ ہے کہ دل میں اللہ رب العزت کی اور اس کے حکموں کی وہ عظمت نہیں ہوتی جو ہونی چاہیے تھی۔ اس وجہ سے انسان غفلت کی زندگی گزارتا ہے۔ اگر پتہ چل جائے کہ پروردگار عالم کتنے بڑے ہیں تو اس کی ہیبت دلوں میں بیٹھ

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے۔ اگر اس کی شان ذہن کے اندر جم جائے تو پھر انسان اس کی معصیت کے تصور سے بھی گھبراتا ہے۔ یہ سوچتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ میں اللہ رب العزت کا حکم توڑ رہا ہوں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ

(الفاطر:۱۵)

”اے انسانو! تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ رب العزت غنی اور حمید ہے“

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ (الفاطر:۱۶)

”اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق کو پیدا کر دے۔“

وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ (الفاطر:۱۷)

”اور یہ کام اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔“

اس آیت میں اللہ رب العزت کی عظمت سامنے آتی ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اس آیت کی روشنی میں اپنی اوقات پہچانیں اور اللہ رب العزت کی شان کو پہچانیں۔ جب اللہ رب العزت کی شان اور عظمت دلوں میں بیٹھ جائے تو پھر انسان حکم الٰہی کو عظیم سمجھے گا اور اس کو توڑتے ہوئے دل گھبرائے گا اور انسان سوچے گا کہ میں کتنے عظیم پروردگار کی نافرمانی کر رہا ہوں۔ پھر اسے اللہ رب العزت کی عبادت میں بھی مزہ آئے گا۔

میرے لیے یہی فخر کافی ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے اللہ! میرے لیے یہی عزت کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے اور میرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔''

اس لیے کہ ان کے دل میں اللہ رب العزت کی عظمت اتر چکی تھی۔ چنانچہ ان کو بندگی میں مزا آتا تھا۔

عبادت کس کا حق ہے؟

یاد رکھیں! عبادت اللہ کا حق ہے۔ کسی حال میں بھی غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں۔ یہ حق مخصوص ہے اللہ کے ساتھ۔ سچی بات یہی ہے کہ انسان

......اللہ رب العزت کی عظمت کو مانے

......اس کے سامنے تذلل کو قبول کرے

......جسم کی سب سے معزز جگہ، پیشانی کو اس کے سامنے زمین پر لگائے

......اس کے سامنے سجدے میں اپنی ناک رگڑے

جب یہ اللہ کے سامنے اس طرح بچھ جاتا ہے، تب اللہ رب العزت اسے اپنا قرب عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لیے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ وَاسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ﴾ (العلق:۱۹)

یہاں سجدے کے بعد قرب کا تذکرہ ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ جب انسان سجدے کی حالت میں اس طرح اپنے آپ کو پامال کرے گا اور مٹائے گا، تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو اپنا قرب بھی عطا فرمائے گا۔

فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کسی جگہ پر گھاس ہو تو آدمی کو چاہیے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اپنے سر کو دبائے کہ نیچے سے زمین کی سختی محسوس ہونے لگ جائے۔ اگر وہ گھاس کے اوپر اوپر سجدہ کرے گا تو سجدہ نہیں ہوگا۔ ایسی جگہ پر سر کو نیچے دبانا لازم ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس بندے نے اپنے آپ کو اتنا جھکایا جتنا یہ جھکا سکتا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا، اب اس سجدے کی وجہ سے پروردگار نے اس کو اتنا اٹھایا جتنا وہ اٹھ سکتا تھا۔ اس لیے فرمایا:

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ

''نماز مومن کی معراج ہے۔''

ہم اللہ رب العزت کے سامنے جھکنا سیکھیں اور اس کی عظمت دل میں پیدا کریں۔

محبت کی معراج:

جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔...... لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ..... تو اس میں ہم اقرار کرتے ہیں کہ ''نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے''۔ ہم اللہ کے سامنے یہ کتنی بڑی بات کہہ دیتے ہیں، لیکن سمجھ ہی نہیں ہوتی۔ اس بات کو ذرا تفصیل سے سن لیجیے۔

- ...... جب کسی کے ساتھ تعلق کی ابتدا ہوتی ہے تو اس کی ابتدائی کیفیت کو ''رغبت'' کہتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ طبیعت میں فلاں چیز کی رغبت پیدا ہوئی۔
- ...... پھر جب یہ رغبت بڑھ جاتی ہے تو اسے ''طلب'' کہتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ اس بندے کے دل میں فلاں چیز کی طلب پیدا ہوئی۔
- ...... پھر جب طلب بہت بڑھ جاتی ہے تو اس کو ''محبت'' کہتے ہیں۔ کہتے ہیں نا، جی اس کے دل میں فلاں چیز کی محبت پیدا ہوگئی ہے۔
- ...... پھر جب یہ محبت بڑھ جاتی ہے اور شدید ہو جاتی ہے تو اس کو ''عبادت'' کہتے ہیں۔

اس عاجز نے چند نوجوانوں سے پوچھا: بتاؤ! انسان اپنے محبوب کو سب سے زیادہ قیمتی چیز کیا پیش کر سکتا ہے؟ یعنی محبت کی معراج کیا ہے؟

ایک نے کہا: اپنا سب مال لٹا دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے نے کہا: اپنے آپ کو اس کے لیے فارغ کر لے

تیسرے نے کہا: اپنی جان بھی قربان کر دے

وہ جوانوں والے ہی جواب دیتے رہے۔ چنانچہ میں نے کہا: بھئی! کوئی بوڑھوں والا جواب بھی دو۔ کہنے لگے: جی! وہ تو پھر آپ ہی دے سکتے ہیں۔ چنانچہ پھر میں نے ان کو بات سمجھائی:

''دیکھیے! محبت کی معراج یہ ہے کہ محبوب کی محبت دل میں اتنی سما جائے، اتنی سما جائے کہ محب اس محبت میں بے قرار ہو کر اپنی پیشانی محبوب کے قدموں پر رکھ دے۔''

یعنی وہ اپنے محبوب کو اپنا معبود بنا لے، یہی محبت کی معراج ہے۔

جب ہم نے کہا:...... لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه...... تو ہم نے گویا اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا: اے اللہ! ہمارے دل میں محبتوں کی جو معراج ہوگی، جو سب سے اعلیٰ تعلق ہوگا، اللہ! وہ فقط تیری ذات کے لیے ہوگا۔ ہم نے اپنی محبتوں اور چاہتوں کو فقط تیری ذات کے لیے مخصوص کر لیا۔ ہم کلمہ پڑھتے وقت یہ عہد کر رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایمان والے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ یوں کہتے ہیں:

﴿ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴾ (التوبۃ:۵۹)

''ہم تو اللہ ہی کی طرف رغبت کرتے ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ اگر رغبت ہو دل میں تو اللہ کی ہو۔

پھر آگے طلب ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ جو مجھے چھوڑ کر غیر کو چاہتے ہیں وہ

﴿ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴾ (الحج:۷۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

''طلب کرنے والا بھی اور جس کو طلب کیا جا رہا ہوتا ہے، وہ دونوں بودے اور ضعیف ہیں۔''

یعنی طلب ہو تو کس کی؟ اللہ کی۔

محبت کا نام آیا تو فرمایا:

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾ (البقرة:١٦٥)

''اور ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے۔''

پھر عبادت کے بارے میں فرمایا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

''نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔''

اب سوچنا چاہیے کہ جو پروردگار تعلق کی سب سے کمزور قسم ''رغبت'' کو غیر کے لیے پسند نہیں کرتا، وہ تعلق کی سب سے اعلیٰ قسم ''عبادت'' کو غیر کے لیے کیسے پسند فرما لے گا؟

اِلٰہ کسے کہتے ہیں؟

اِلٰـہ کہتے ہیں اس ذات کو جس کے بغیر کسی کا کام نہ چلے اور جس کا کام کسی کے بغیر نہ اٹکے۔ یہ شان فقط اللہ رب العزت کی ہے۔ اس کا کوئی کام کسی کی وجہ سے اٹکتا نہیں اور مخلوق کا کام اس کے بغیر چلتا نہیں۔ حتی کہ دنیا میں کوئی پتہ بھی اس کے اذن اور حکم کے بغیر ہل نہیں سکتا۔ انبیائے کرام بھی بلند شان والے ہیں، مگر اس کے عاجز بندے ہیں۔

منشائے خداوندی کی تکمیل:

یاد رکھیں! چاہت اور مرضی ہر حال میں اللہ رب العزت کی پوری ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذرا غور کیجیے!

⊙ ......سیدنا آدم علیہ السلام جنت میں ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ جنت میں رہوں۔ لیکن اللہ رب العزت ان کو دنیا میں بھیجنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو بالآخر دنیا میں اتار دیا گیا۔ تو مرضی کس کی پوری ہوئی؟ اللہ رب العزت کی۔

⊙ ......سیدنا نوح علیہ السلام کے سامنے ان کا بیٹا ہے۔ ان کی چاہت ہے کہ بیٹا بچ جائے۔ اسی لیے تو کہتے ہیں:

﴿ یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا ﴾ (ھود: ۴۲)

''اے بیٹا! ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا۔''

لیکن اللہ رب العزت کی مرضی نہیں تھی۔ چنانچہ آنکھوں کے سامنے بیٹا ڈوب گیا۔ تو چاہت کس کی پوری ہوئی؟ اللہ رب العزت کی۔

⊙ ......سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو لٹایا ہوا ہے۔ چاہتے ہیں کہ ان کو ذبح کر دیں۔ چھری بھی تیز کر لی، زور سے چلاتے بھی ہیں، مگر اللہ رب العزت نہیں چاہتے۔ چنانچہ ان کی بجائے ایک دنبہ ذبح ہوتا ہے۔ تو مرضی کس کی پوری ہوئی؟ اللہ کی۔

⊙ ......سید الاولین والآخرین نبی علیہ السلام ایک مرتبہ ارادہ فرماتے ہیں کہ میں آج کے بعد شہد کا استعمال نہیں کروں گا، کیونکہ زوجہ محترمہ نے بتا دیا تھا کہ مہک محسوس ہوتی ہے۔ تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت ہے کہ میں شہد کو استعمال نہیں کروں گا۔ لیکن پروردگارِ عالم کی طرف سے فرمان آ گیا:

﴿ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (تحریم:۱)

تو مرضی کس کی پوری ہوئی؟ اللہ کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

معلوم ہوا کہ یہ شان فقط اللہ رب العزت کی ہے کہ ہر حال میں مرضی اسی کی پوری ہوتی ہے۔محترم جماعت! جب ہر حال میں مرضی اس کی پوری ہونی ہے تو کیوں نہ ہم اپنی مرضی کو اس کی مرضی میں گم کر دیں اور اس کی مرضی پر خوش ہو جائیں۔

بندگی، ایک غلام سے سیکھی:

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ مجھے تو بندگی ایک غلام نے سکھائی۔کسی نے پوچھا: حضرت! وہ کیسے؟ کہنے لگا کہ جب میں اس غلام کو خرید کر لایا تو میں نے اس سے چند باتیں پوچھیں:۔

میں نے پوچھا:تمہارا کیا نام ہے؟

کہنے لگا: جی! جو آپ پکاریں، وہی میرا نام

میں نے پوچھا:تم یہاں کیا کام کر سکتے ہو؟

کہنے لگا: جی! جو آپ ذمے لگائیں، وہی میرا کام

میں نے پوچھا:تم کیسے کپڑے پہنو گے؟

کہنے لگا: جی! جو آپ پہنائیں گے وہی میرا لباس۔

فرماتے ہیں کہ اس غلام نے مجھے اللہ رب العزت کی بندگی سکھا دی۔میرے دل میں خیال آیا کہ یہ میرا غلام ہے اور ہر حال میں میری مرضی پہ راضی ہے،تو مجھے ہر حال میں اپنے پروردگار کی مرضی پہ کیوں راضی نہیں ہونا چاہیے۔سچی بات تو یہ ہے کہ جو اللہ کی مرضی پہ راضی ہو گیا اس کی زندگی سکھی ہو گئی۔

ایک اشکال کا حیران کن جواب:

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔وہ ایک مرتبہ اپنے دوستوں کو فرمانے لگے:

www.besturdubooks.wordpress.com

”تم کیا سمجھتے ہو اس شخص کے بارے میں جس کی مرضی سے دنیا کا کاروبار چل رہا ہے؟“

جب انہوں نے یہ بات کی تو لوگ بڑے حیران ہوئے کہ یہ تو بڑے محتاط بزرگ تھے، ایسا کلام کبھی نہیں کرتے تھے، آج انہوں نے کیسی بات کر دی۔ چنانچہ انہوں نے کہا: حضرت! آپ کے اس کلام میں کچھ گہرائی نظر آتی ہے، مہربانی فرما کر سمجھا دیجیے۔ چنانچہ پھر حضرت نے فرمایا:

”دیکھو! ہر کام اللہ کی مرضی سے چلتا ہے، میں نے اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں گم کر دیا ہے، اب گویا ہر کام میری مرضی سے چل رہا ہے۔“

مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ:

آج تو لوگ کہتے کہ ہم تو وہ کریں گے جو ہماری مرضی ہوگی۔ بھئی! جب کلمہ پڑھ لیا تو ہماری مرضی گئی۔ کلمہ پڑھنے سے پہلے اپنی مرضی تھی اور جب کلمہ پڑھ لیا تو اپنی مرضی کی بجائے مولا کی مرضی آ گئی۔

مرضئ مولیٰ از ہمہ اولیٰ

اب اللہ کی مرضی ہر چیز سے زیادہ بلند ہوگئی۔ اب ہمیں اس چیز کو دیکھنا ہے کہ ہم اللہ رب العزت کو کیسے راضی کر سکتے ہیں؟

عبادتِ خداوندی کا پیغام:

عبادتِ خداوندی کا پیغام سب انبیائے کرام نے آ کر دیا اور فرمایا:

”لوگو! اللہ کی عبادت کرو۔“

چنانچہ قرآنِ پاک میں ہے:

﴿ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ ﴾ (ھود:۵۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک جگہ پر فرمایا:

﴿ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ ﴾ (ھود:٦١)

اور ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ ﴾ (البقرۃ:٢١)

''اے انسانو! عبادت کرو اپنے پروردگار کی''

پروردگارِ عالم کے شاہانہ کلام کی چند جھلکیاں:

⊙......ایک جگہ فرمایا:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا...... (الفرقان:٥٤)

اللہ اکبر! کیا ہی شان وشوکت ہے کلام کی!

پڑھتے ہی محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی شہنشاہ خطاب کر رہا ہے۔

⊙......اللہ رب العزت نے انبیائے کرام کو دنیا میں بھیجا۔ ان میں سے جو رسول بن کر تشریف لائے وہ اپنے سے پہلی شریعتوں کو منسوخ کرنے کا اختیار لے کر آئے۔ وہ اللہ رب العزت کی اتنی مقرب اور مقبول ہستیاں تھیں۔ وہ اتنی شان والے تھے کہ اللہ رب العزت نے ان کو خود چنا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ﴾ (الانعام:١٢٤)

ان کو خود اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا اور بڑے زوردار الفاظ میں قرآن پاک میں فرمایا:

﴿ وَاجْتَبَیْنٰهُمْ وَهَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾ (انعام: ٨٧)

ایسے زوردار الفاظ میں پیغام دیا کہ ہم نے رسولوں کو چنا اور جب بھیجا تو ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

رہنما بنا کر بھیجا۔

◉......اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام پر قرآن نازل فرمایا۔اس قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود لے لیا۔جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا تذکرہ فرمایا وہ آیت بھی عجیب ہے۔فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ﴾ (الحجر:۹)

اب ذرا اس کے ترجمے پر غور کریں۔فرمایا:

اِنَّا "ہم نے"

نَحْنُ "ہم نے"

نَزَّلْنَا "ہم نے......"

وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْن "اور ہم نے......"

یہ عجیب سی بات ہے کہ ایک ہی فقرے میں چار مرتبہ "ہم نے، ہم نے" فرمایا۔

یا اللہ! یہ کیا اعجاز ہے کلام کا!

کیا گہرائی ہے اس کلام میں!

شہنشاہِ حقیقی کا شاہانہ انداز دیکھیے کہ قرآن پاک کی حفاظت کا تذکرہ کرنا تھا۔اتنی ٹھوس بات کی کہ اس سے زیادہ ٹھوس بات کا انسان تصور ہی نہیں کر سکتا ہے۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ﴾

مفسرین نے یہاں چار مرتبہ "ہم نے، ہم نے" کا مطلب لکھا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ یہ جو بار بار "ہم نے، ہم نے" کا تذکرہ کیا،اس میں کلام کے اندر ایک عظمت پیدا کرنا مقصود تھا۔یہ بتانا مقصود تھا کہ جان لو کہ یہ کلام کرنے والی ذات کتنی بلند ذات ہے۔چنانچہ قدرے وضاحت کے ساتھ اردو میں اس کا ترجمہ یہ بنے گا:

"ہم نے، ہاں! ہم نے، ہاں ہاں! ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا اور اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں۔"

اب دیکھیے کہ بات کے اندر کتنی قوت آ گئی۔ اس آیت سے اللہ رب العزت کی کتنی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اصل میں یہ بتانا مقصود ہے کہ لوگو!

...... ہماری عظمت

......قوت

......طاقت

...... بساطت

......شان وشوکت

کو دیکھو کہ ہم کتنی عظیم ذات ہیں۔ ہم اس ذات کے بندے ہیں۔ وہ دینے والا ہے ہم لینے والے ہیں، وہ ہمارا پروردگار ہے...... اللہ اکبر کبیرا...... جب انسان اللہ رب العزت کی عظمت کا تصور کرتا ہے تو دل میں عجیب ٹھنڈ پیدا ہو جاتی ہے۔

انبیائے کرام کی عاجزی:

سب کے سب انبیائے کرام اس کے عاجز بندے تھے۔ سب نے اس کے سامنے

...... عاجزی کی

......فریاد کی

......گڑگڑائے

......سجدہ ریز رہے

......رو رو کر اس کو مناتے رہے

......اسی کے سامنے دامن پھیلاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آیات قرآنی میں عاجزی کا درس:

سید الاولین والآخرین سیدنا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں قرآن مجید کی جو آیتیں ہیں یا احادیث ہیں، ان پر ذرا غور کریں تو ان سے اللہ رب العزت کی عظمت کا عجیب سبق ملتا ہے۔ چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں:

◉...... نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

مَا اَدْرِیْ مَا یَفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِکُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ

''میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، تمہارے ساتھ کیا ہوگا، میں تو وہی کرتا ہوں جو میرے پرودگار کی طرف سے مجھے وحی آتی ہے۔''

اس آیت پر ذرا غور کیجیے کہ کتنی عاجزی ظاہر ہوتی ہے اور اللہ رب العزت کی کتنی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

﴿وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَ یَخْتَارُ مَا کَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ﴾

(القصص:۶۸)

◉...... ایک جگہ پر فرمایا:

مَایَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ

◉...... پروردگار عالم اپنے محبوب ﷺ سے ایک جگہ عجیب خطاب فرماتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ ﴾ (هود:۱۱۲)

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا مفہوم یوں بیان فرمایا کرتے تھے: فاستقم کما امرت ''اے محبوب! جو آپ کو حکم دیا گیا آپ اس پر تکلے کی طرح سیدھے رہیے۔''

◉...... اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ﴾ (الاسراء:۸۶)

''اگر ہم چاہیں ہم سب کچھ جو آپ پر نازل کیا اسے واپس لے جائیں۔''

ثقیلہ کا صیغہ......ایسی بات کی کہ اس سے زیادہ تاکید کی اور کوئی بات کی ہی نہیں جا سکتی۔ ذرا قرآن پاک کا اسلوب دیکھیے! کیا ہی جلالتِ شان ہے اس کلام میں!

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب محبوب ﷺ کو یہ کلام فرمایا جا رہا ہے تو اس آیت کو پڑھنے کے بعد کوئی آدمی بھی اپنے علم پر ناز نہیں کر سکتا۔ جب محبوب ﷺ کو یہ خطاب ہے تو ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں!؟

⊙......عمل کے بارے میں بھی ایک آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے محبوب!

لَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا

(ھود:۷۴)

......اللہ اکبر!

اب اس آیت کا ترجمہ تو آپ گھروں میں جا کر دیکھیے۔ اس عاجز کے اندر تو ہمت نہیں کہ اس آیت کا ترجمہ کر کے سنا دے۔

جب اللہ تعالیٰ محبوب ﷺ کو فرماتے ہیں ''اگر ہم آپ کو ثابت قدمی نہ دیتے'' تو پھر اگر ہم میں سے کوئی عمل کر رہا ہے تو یہ ہمارا کمال نہیں، یہ پروردگار کا کمال ہے۔ یہ اس مالک کا کمال ہے۔ یہ اس مالک کی توفیق ہے کہ اس نے توفیق دی ہوئی ہے۔ ورنہ ہم کس کھاتے میں ہیں۔

مسنون دعاؤں میں عاجزی کا درس:

نبی علیہ السلام نے جو دعائیں مانگیں ان دعاؤں کو اگر زبانی یاد کیا جائے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

معانی کے استحضار کے ساتھ ان کو مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں۔آج کل لوگ دعائیں مانگتے نہیں بلکہ دعائیں پڑھتے ہیں۔یعنی ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ دعائیں پڑھنے کا رواج ہے...... رَبَّنَا ظَلَمْنَا...... رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا...... فقط پڑھ رہے ہوتے ہیں، مانگ نہیں رہے ہوتے۔

دعا پڑھنے میں اور دعا مانگنے میں فرق ہوتا ہے۔ایک ہوتا ہے زبان کا مانگنا اور ایک ہوتا ہے دل کا مانگنا۔لوگ کہتے ہیں کہ خدا ہماری سنتا نہیں، اور ہم کہتے ہیں کہ خدا تو سب کی سنتا ہے لوگوں کے دل گونگے ہوتے ہیں جو بولتے ہی نہیں ہیں۔وہ زبان سے نکلی ہوئی نہیں قبول کرتا بلکہ دل سے نکلی ہوئی قبول کرتا ہے۔بات ہر ایک کی سنتا ہے لیکن قبول اس کی کرتا ہے جس کی دل سے نکل رہی ہوتی ہے۔

⊙...... چنانچہ نبی علیہ السلام نے عجز بھری بہت سی دعائیں مانگیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ کے محبوب ﷺ نے ایک عجیب دعا مانگی۔فرمایا:

اَنَا بَاءِسُ الْفَقِيْرِ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْبُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِيْ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَ اَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ

''میں ہوں مصیبت زدہ محتاج، فریاد کرنے والا، پناہ ڈھونڈنے والا، ترساں ولرزاں، اقرار کرنے والا، اپنے قصور کا اعتراف کرنے والا، اے اللہ! میں مسکینوں کی طرح آپ سے سوال کرتا ہوں۔میں کسی ذلیل گناہ گار کی طرح آپ کے در پر گڑگڑاتا ہوں۔''

اللہ رب العزت کے محبوب، اتنی شان ان کی، سید الاولین والآخرین ہیں، مگر دعا میں دیکھیے کتنی عاجزی فرما رہے ہیں۔ذرا اپنے دل سے پوچھیے کہ یہ الفاظ اپنی زبان سے ہم نے کبھی اپنے لیے استعمال کیے ہیں۔ہم اپنے لیے یہ الفاظ استعمال نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کر سکتے۔ پھر دعائیں کیسے قبول ہوں گی؟

پروردگار کے سامنے تو جھکنا ہے، عاجزی کا اظہار کرنا ہے۔ اس جھکنے میں ہی ہماری بلندی ہے۔ اس جھکنے میں ہی ہمارا بڑا پن ہے۔ جو بڑا بننا چاہے وہ جھک جائے، اللہ اس کو بڑا بنا دیں گے۔ دیکھیں! کتنا آسان نسخہ ہے۔

⊙...... بدر کے دن نبی علیہ السلام سجدے میں اللہ رب العزت کے حضور دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اور دعا بھی کیا مانگی؟ اتنا روئے اتنا روئے اور دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اَنْ تُهْلِكَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدُ اَبَدًا

''اے اللہ! اگر آپ اس چھوٹی سی جماعت کو (جو گروہ ہے مسلمانوں کا) آج کے دن ہلاک کریں گے تو اس کے بعد دنیا میں کوئی آپ کی عبادت کرنے والا نہیں بچے گا۔''

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ چند لوگ جو تین سو تیرہ تھے وہ ختم ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو پیدا کر دیتے۔ تو یہ کیوں کہا کہ اس کے بعد قیامت تک تیری کوئی عبادت ہی نہیں کرے گا؟

محدثین نے یہاں ایک نکتہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب اس جماعت کا نام لیا تو نبی علیہ السلام نے اپنے آپ کو بھی اس میں شامل فرما لیا تھا، اور واقعی اگر آپ ﷺ اس میں شامل ہوتے اور وہ جماعت ختم ہو جاتی تو پھر قیامت تک اللہ کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔

تو محبوب ﷺ کی عاجزی دیکھیے کہ دعا مانگتے ہوئے اپنے آپ کو بھی اپنے خدام کے ساتھ شامل فرماتے تھے...... اللہ اکبر کبیرا......

جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو وہ کہنے لگے:

''اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ سجدے سے سر اٹھایئے، یقیناً اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت آپ کی مدد فرمائیں گے۔''

یعنی اتنی عاجزی کی کہ دیکھنے والوں کا دل نرم ہوگیا۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ''تم اللہ کی اتنی عبادت کرو، اتنی عبادت کرو، کہ خالق اور مخلوق دونوں کو تم پر ترس آنے لگ جائے۔''

⊙...... نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَائُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ

''اے اللہ میں تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی بندے اور تیری ہی بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا ہر حکم میرے حق میں نافذ ہے، تیرا ہر فیصلہ میرے حق میں عین انصاف ہے۔ میں تجھ پر اس نام کے وسیلے سے جو تیرا ہے، تو نے خود اس کو اپنا نام رکھا یا اس کو اپنی کتاب (قرآن) میں نازل فرمایا، اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا، یا تو نے اس کو علم غیب کے خزانے میں اپنے ہی پاس محفوظ رکھا ہے۔ (اے اللہ! میں تیرے ہر ہر نام کے طفیل تجھ سے سوال کرتا ہوں)...... اللہ اکبر کبیرا۔

ہم بھی اپنی دعاؤں میں اللہ رب العزت کے سامنے گڑگڑائیں۔ جس طرح ہمیں مانگنا چاہیے اسی طرح ہم عاجزی اور زاری کے ساتھ دعا مانگیں۔

⊙...... جب نبی علیہ السلام طائف کے سفر سے واپس آ رہے تھے تو اس وقت آپ ﷺ کے پاس فرشتے آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے محبوب! آپ اجازت دے دیجیے، ہم بستی والوں کو ختم کر دیں۔ لیکن اللہ کے محبوب ﷺ نے اجازت نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دی۔ البتہ ایک عجیب دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضِعْفَ قُوَّتِیْ وَ قِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعِفِیْنَ وَ اَنْتَ رَبِّیْ اِلیٰ مَنْ تَکِلُنِیْ اِلیٰ بَعِیْدٍ یتجھمنی اَمْ اِلیٰ عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلِیْ ابالی

''اے اللہ! میں تجھ سے ہی شکایت کرتا ہوں اپنی طاقت کی کمی کا، اور اپنے حیلے کی قلت کا، اور لوگوں کے سامنے اپنی کمزوری کا، اے سب رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے! آپ کمزوروں کے پرودگار ہیں، اور آپ میرے بھی رب ہیں، آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں، کسی غیر کے سامنے جو مجھ سے ترش رو ہوتا ہے، یا میرے دشمن کے پاس جس کو آپ نے میرے کام کا والی بنا دیا، اے اللہ! اگر آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں تو مجھے کسی چیز کی پرواہ نہی ہے۔''......اللہ اکبر!

کیسی عجیب بات کہی کہ اے اللہ! اگر آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں تو مجھے کسی چیز کی پروانہیں ہے۔

کیا غم ہے جو ہے ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے
اللہ کے رستے کی جو موت آئے مسیحا!
اکسیر یہی ایک دوا میرے لیے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

دعا مانگتے ہوئے اللہ کے محبوب ﷺ نے آگے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلٰكِنْ مَافِيَتُكَ هِيَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِي اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ

''اور لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ وسیع ہے۔(اب ذرا الفاظ پر غور کیجیے، دعا مانگ رہے ہیں مگر اللہ رب العزت کے سامنے کیا بات فرماتے ہیں) میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے کہ سب اندھیریاں روشن ہوگئیں۔''

(کیسی عجیب بات کہی ہے! نبی علیہ السلام کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت کیسے ٹھاٹھیں مار رہی ہوگی اور اللہ رب العزت کے حسن و جمال کا نبی علیہ السلام کے پاس کیا تصور ہوگا!!)

آگے فرمایا:

وصلح عليه امر الدنيا والاخرة من ان تنزل بي غضبك اويحل علي سخطك لك العتبى حتى ترضى

''اور جس سے دنیا اور آخرت کے سب کام سنور گئے۔اے اللہ! تجھے اس وقت تک منانا ضروری ہے جب تک کہ تو راضی نہ ہو جائے۔''

تو اللہ تعالیٰ سے ہی اپنی کمزوری کی شکایت کی۔حضرت شاہ صاحب فرمارہے تھے کہ آج ہم بندوں سے شکایت کرتے ہیں اور اللہ والے اللہ سے باتیں کرتے ہیں۔

⊙......کہیں دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِيْنَا وَجَوَارِحَنَا بِيَدِكَ لَمْ تُمَلِّكْنَا مِنْهَا شَيْئًا

کیسے عاجزی کے الفاظ ہیں......واقعی ہم عاجز ہیں۔اختیار پروردگار کا ہے۔ہم سر جھکائیں اور پروردگار کی عبادت کریں اور اس عبادت کو بھی اللہ کا کمال سمجھیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس نے توفیق دی۔ اپنی طرف منسوب نہ کریں۔ ہم جو نمازیں پڑھتے پھرتے ہیں نا، یہ ہمارا کمال نہیں ہے، یہ کمال والے کا کمال ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عنایتِ خاصہ:

آج بندہ جس سے ناراض ہوتا ہے اس سے وہ کہتا ہے کہ تو مجھے اس محلے میں نظر نہ آنا۔ اس گلی سے نہ گزرنا۔ میں تجھے اپنے گھر کے قریب نہ دیکھوں۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی جب کسی بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو اس بندے سے اپنے گھر میں آنے کی توفیق چھین لیا کرتے ہیں۔ وہ مسجد کی طرف نہیں آتا۔ اور جو مسجد میں آجاتے ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ رب العزت ان سے خوش ہیں۔ اس لیے کہ ناپسند بدمعاش کو کوئی گھر بلاتا ہے؟ کوئی نہیں بلاتا۔ گھر میں اسی کو لے جاتے ہیں جس کے ساتھ محبت کا تعلق ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت کو بھی جن سے محبت ہوتی ہے، انہی کو وہ اپنے گھر میں آنے کی توفیق دیتے ہیں۔ اسی لیے جب حضرت حاجی صاحب سے کسی نے پوچھا: حضرت! ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ ہماری نماز قبول ہوئی یا نہیں؟ تو حضرت نے عجیب جواب دیا۔ فرمایا: تیرا ایک نماز کے پڑھنے کے بعد دوسری نماز کے لیے مسجد میں آجانا تیری پہلی نماز کے قبول ہونے کی دلیل ہے۔ وہ پہلی نماز قبول ہوئی ہے تبھی تو دوبارہ اس کے دربار میں پہنچ گئے ہو۔ قبول نہ ہوتی تو پھر نکال دیے جاتے۔

حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" فَوَ اللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا "

''اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتے تو ہم ہدایت پاسکتے، نہ صدقہ دینے والے ہوتے اور نہ ہی ہم نماز پڑھ پاتے۔''

یعنی ہم جو یہ سب کام کر رہے ہیں یہ کس وجہ سے کر رہے ہیں؟ اللہ کی عنایتِ خاصہ کی وجہ سے کر رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نومولود بچے کے کان میں اذان واقامت:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب حضرت ماریہ قبطیہ ﷺ کی گود ہری ہوئی اور نبی علیہ السلام کے فرزند ارجمند سیدنا ابراہیم ﷺ کی پیدائش ہوئی تو خود نبی علیہ السلام نے ان کے کان میں اذان کہی اور دوسرے کان میں اقامت کہی۔

اذان واقامت میں عظمتِ الٰہی کا پیغام:

اذان واقامت کے الفاظ کہاں سے شروع ہوتے ہیں؟ اللہ اکبر سے۔ تو بندے کے دونوں کانوں میں شریعت نے جو پیغام پہنچایا، وہ کون سا تھا؟ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا پیغام پہنچایا۔ تو اس دنیا میں بچے کے کان میں جو سب سے پہلا پیغام پہنچایا جاتا ہے وہ اللہ رب العزت کی عظمت کا ہے۔ عجیب بات ہے کہ آج ہم اس بات کو بھولے پھرتے ہیں۔

اس پیغام میں ایک دو بار نہیں بلکہ چار مرتبہ اللہ اکبر کہا۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر...... اللہ اکبر، اللہ اکبر

چار مرتبہ کیوں کہا؟

علما نے اس کا جواب لکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ کائنات چار عناصر سے مل کر بنی ہے۔ آگ، پانی، ہوا اور مٹی۔ ان چاروں عناصر کی اپنی اپنی طاقت اور قوت ہے۔

⊙...... ہوا کے اندر ایک طاقت ہے۔ جب یہ چلتی ہے تو شہروں کا صفایا کر دیا کرتی ہے۔ قومِ عاد جیسی قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا کے رکھ دیتی ہے۔

ایک ملک کے اندر سائیکلون آیا۔ جسے ہوا کا بگولا بھی کہتے ہیں۔ پنجابی میں اس کو ''ولوہنا'' کہتے ہیں۔ جب وہ سائیکلون آیا تو اس نے ایک کار کو ایک جگہ سے اٹھایا اور اس کو اس نے تین سو میل دور جا کر پھینک دیا۔ اصل میں ہوا کا گھیر تین سو میل تھا۔ یعنی

www.besturdubooks.wordpress.com

تین سو میل کے دائرے کی شکل میں ہوا گھوم رہی تھی۔

⊙ ...... پانی کے اندر ایک طاقت ہے۔ انسان جن جہازوں کو اس انداز سے بناتا ہے کہ وہ کبھی نہیں ڈوبیں گے، جب طوفان آتا ہے تو وہ TITANIG ٹکڑے ہو کر سمندر کے نیچے اتر جاتا ہے۔

⊙ ...... آگ کے اندر ایک طاقت ہے۔ بعض اوقات جب آگ چلتی ہے تو لوگوں سے بجھتی ہی نہیں۔ ایک مرتبہ ہم نے ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہوئے سمندر میں آگ دیکھی...... سمندر میں آگ!!! کتنی عجیب بات ہے۔ نیچے پانی کا سمندر، اوپر آگ لگی ہوئی ہے اور بندوں سے بجھتی ہی نہیں۔ اللہ! تیری عظمت کی یہ کیا ہی عجیب نشانی ہے!...... ہم نے عملے سے پوچھا: اس آگ کی وجہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے: سمندر کی اس جگہ پر تیل کا چشمہ نکل رہا ہے۔ اس چشمے کے اوپر ایک گیس ہے وہ تیزی سے نکل رہی ہے، کبھی کسی وجہ سے (مثلاً بارش ہوئی یا بجلی کڑکی تو) اس کو آگ لگ گئی، اب نیچے سے اس کو فیول مل رہا ہے اور اللہ نے یہ ٹارچ جلا دی ہے، اس کو ہم جتنا بجھانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ آگ بجھنے کا نام نہیں لیتی۔

⊙ ...... مٹی کی یعنی زمین کی اپنی طاقت ہے۔ زلزلہ آتا ہے تو لوگوں کی عمارتیں زمین کے اوپر سجدہ کرنے لگ جاتی ہیں۔

ان چار طاقت ور عناصر سے مل کر یہ کائنات بنی ہے۔ اذان اور اقامت میں یہ پیغام دیا جا رہا ہوتا ہے کہ اے بندے! تمہیں اس ذات کی طرف بلایا جا رہا ہے کہ جس کی عظمت اور طاقت

...... ہوا کی طاقت سے بھی زیادہ

...... پانی کی طاقت سے بھی زیادہ

...... آگ کی طاقت سے بھی زیادہ

www.besturdubooks.wordpress.com

......مٹی کی طاقت سے بھی زیادہ ہے۔

ان تمام چیزوں کی طاقت سے بڑی طاقت والی جو ذات ہے، اے بندے! تجھے اس ذات کے دربار کی طرف بلایا جارہا ہے۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر...... اللہ اکبر، اللہ اکبر

بعض علما نے کہا کہ چار مرتبہ اللہ اکبر اس لیے کہلوایا کہ اے بندے! تو چاروں طرف نگاہ اٹھائے تو تجھے اللہ ہی کی کبریائی نظر آئے کہ سب عظمتیں اس پروردگار کے لیے ہیں۔

تحنیک میں چند علمی نکات:

نبی علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کا نام ''ابراہیم'' رکھا۔ پھر اذان دی اور اقامت کہنے کے بعد حضور ﷺ نے تحنیک کی۔ یعنی کھجور یا شہد منہ میں ڈال کر اور پھر اپنے دہن مبارک سے نکال کر بچے کو دی۔ یہ سنت ہے۔

یہاں پر چند علمی نکات ہیں:

⊙......پہلی بات تو یہ ہے کہ بچے کی پیدائش ماں کے رحم میں ہوتی ہے۔ لیکن بچے کو پیدائش کے بعد غذا ماں کے پستانوں سے ملتی ہے جو سینے پر ہوتے ہیں۔ تو پیدائش رحم میں اور غذا اوپر سینے پر۔ اس طرح بچے کو اللہ نے پیغام دیا: اے میرے بندے! رزق تمہیں کہاں سے ملے گا؟ اوپر سے ملے گا۔ بتانا یہ مقصود تھا کہ تم ساری زندگی کے لیے یہ سبق پکا کر لینا کہ تجھے جب بھی رزق ملنا ہے اوپر سے ملنا ہے۔ بڑے ہو کر بھی اوپر ہی سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ فِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ ﴾ (الذاریات:۲۲)

''تمہارا رزق آسمانوں میں ہے''

⊙......بچے کا منہ ایک ہے لیکن دودھ پینے کے لیے پستان دو ہیں۔ گویا کہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت نے رزق کا وافر انتظام کیا۔ مقصد کیا تھا؟ تسلی دی کہ ہم نے تیرے لیے ڈبل انتظام کیا ہوا ہے۔ جب کسی کو کہہ دیتے ہیں کہ جی چار بندوں کے لیے ہم نے آٹھ بندوں کا کھانا پکایا ہوا ہے تو بڑی تسلی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پینے کے لیے ایک منہ بنایا اور پینے کے لیے دو چشمے بنائے۔ کہ اے میرے بندے! رزق میں نے ذمے لیا ہے، میں وہ پروردگار ہوں جس نے تمہاری ضرورت سے بھی دوگنا رزق تمہارے لیے تیار کر رکھا ہے، پھر تمہیں کس بات کی پریشانی ہے۔

⊙......اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو منہ ایک دیا اور ہاتھ دو دیے۔ کہ دو ہاتھوں سے کمائے گا اور ایک منہ سے کھائے گا۔ تو پھر کمانا زیادہ یا کھانا زیادہ۔

منصوبہ بندی والوں کو پریشانی ہوتی ہے کہ کریں گے کیا۔ کہتے ہیں کہ جو آئے گا، وہ کھانے کے لیے منہ لے کر آئے گا۔ لیکن کام کرنے کے لیے ان کو دو ہاتھ نظر نہیں آتے۔

⊙......بچے کے کان میں پہلے اذان دی گئی، اقامت کہی گئی، اس کے بعد بچے کو تحنیک دی گئی۔ یعنی کچھ کھلایا گیا۔ اس میں بھی حکمت تھی کہ اے میرے بندے! حق کا پیغام پہلے سننا، رزق کے لیے ہاتھ پاؤں بعد میں مارنا۔ آج ہم کیا کہتے ہیں؟ کہ دکان سے جب فارغ ہوں گے تو بات سننے آجائیں گے۔ ہم دکان کو اولیت دیتے ہیں اور حق کے پیغام کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ خلافِ فطرت ہے۔ سب سے پہلے کان میں اللہ کی عظمت سنائی گئی اور اس پیغام کو پہنچانے کے بعد اس کو رزق پہنچایا گیا۔ مقصد کیا تھا؟ کہ اے میرے بندے! تو حق کا پیغام پہلے سننا اور رزق کے لیے ہاتھ پاؤں بعد میں مارنا۔

⊙......اللہ تعالیٰ کی عظمت کا یہ پیغام ایک کان میں پہنچایا گیا یا دونوں میں؟ دونوں میں۔ مقصد کیا تھا؟ کہ میرا بندہ! ایسا نہ ہو کہ ایک کان سے ڈال کر دوسرے کان سے

www.besturdubooks.wordpress.com

نکال ڈالے۔آج کل ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔اور کئی تو سنتے ہی نہیں ہیں۔ ہمارے مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ مجمع میں فرماتے تھے:

اوسن رہے ہو؟

پھر فرماتے:

تم نہیں سن رہے۔

واقعی بعض اوقات سن رہے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں نہیں سن رہے ہوتے۔اس لیے دونوں کانوں سے سننے کی عادت ڈالو۔مومن اور کافر میں یہی تو فرق ہوتا ہے کہ مومن سن کر مان لیتا ہے اور کافر دیکھ کر مانتا ہے۔ان کو تو گویا عقل ہی نہیں ہوتی۔کافر لوگ آخرت میں یہی تو کہیں گے:

﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ (الملک:۱۰)

’’اگر ہم سنتے اور عقل ہوتی تو ہم جہنم والوں میں سے نہ ہوتے۔‘‘

بسم اللہ کی ’’با‘‘ اور اس کے معارف:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ’’بسم اللہ‘‘ سے شروع کیا۔اور بسم اللہ کو کس حرف سے شروع کیا؟ ’’با‘‘ سے۔الف سے کیوں نہیں شروع کیا؟......علما نے اس میں بھی نکات لکھے ہیں کہ پروردگار نے ’’با‘‘ کو کیوں پسند کیا اور الف کو تنہا چھوڑ دیا۔اس کی کئی وجوہات ہیں:-

⊙......ایک وجہ تو یہ ہے کہ الف کھڑا ہوتا ہے، متکبر کی طرح۔کھڑا ہونا تکبر کی نشانی ہے۔اور ’’با‘‘ لیٹی ہوئی ہوتی ہے، عاجز بندے کی طرح۔اللہ رب العزت کو الف کا تکبر ناپسند تھا اور ’’با‘‘ کی عاجزی پسند تھی۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ابتدا ''با'' کے حرف سے کی۔

⊙......ایک وجہ یہ ہے کہ الف حروفِ علت میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ میرے مومن بندے علیل بنیں۔ اس لیے قرآن مجید کی ابتدا کے لیے وہ حرف پسند کیا جو حروفِ علت میں سے نہیں۔

☆......اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی ابتدا کرتے ہوئے ''با'' کو کس کے ساتھ جوڑا؟ ''با'' کو اسم کے ساتھ جوڑا۔ کس اسم کے ساتھ؟ اللہ کے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ عام حالت میں ''با'' کو دیکھیں تو لیٹی ہوئی ہوتی ہے اور جب اللہ کے اسم کے ساتھ ملا کر لکھیں تو یہ ''با'' بھی کھڑی ہوتی ہے۔ بسم اللہ کے اندر ''با'' کھڑی حالت میں لکھی جاتی ہے۔ تو ''با'' تھی لیٹی ہوئی، پروردگار کو اس کی عاجزی پسند آ گئی اور اس نے اپنے نام کے ساتھ جوڑ دیا۔ مگر نام کے ساتھ جڑنے کی یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس لیٹی ہوئی ''با'' کو بھی کھڑا کر دیا۔ اے پروردگار! جو تیرے نام کے ساتھ جڑ جاتا ہے تو اس کو بھی کھڑا کر دیتا ہے اور جو تیری ذات کے ساتھ جڑ جائے تو اس کو کیسی عزتیں عطا فرمادے گا!؟

☆......اس ''با'' کے اندر ایک پیغام ہے...... دیکھیں! کئی حروف میں نقطے بھی ہوتے ہیں۔ ایک نقطہ ''خا'' کے اوپر بھی ہے۔ لیکن وہ اس کے سر پر ہے۔ اور ایک نقطہ ''جیم'' میں بھی ہے۔ وہ اس کے پیٹ میں ہے۔ اور ایک نقطہ ہے ''با'' میں، مگر وہ اس کے نیچے ہے...... اس نقطے میں یہ پیغام ہے کہ اے میرے بندے! یہ نقطہ دنیا کا ہے۔ ''خا'' نے اس کو سر پر اٹھایا تو اسے ہم نے چھوڑ دیا۔ ''جیم'' نے اس کو پیٹ میں بسایا۔ اسے بھی ہم نے چھوڑ دیا۔ اور ''با'' نے اسے اپنے نیچے لگایا تو اسے ہم نے پسند کر لیا، تم بھی ساری زندگی دنیا کو اپنے قدموں کے نیچے رکھنا، تجھے بھی ہم ''با'' کی طرح عزتیں عطا فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عزت وذلت ملنے کا معیار:

جھکنے والے بندے کو عزت ملتی ہے اور بڑا بننے والے کو ذلت ملتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے: ایک ہے انسان کا سر اور ایک ہیں انسان کے پاؤں ہیں۔ ان میں سے اونچا کون ہے؟ سر ہے۔ اور نیچا کون ہے؟ پاؤں۔ جب انسان کو عزت ملتی ہے اور وہ معافی مانگتا ہے تو وہ سر پکڑتا ہے یا پاؤں پکڑتا ہے؟ پاؤں پکڑتا ہے۔ اور جب ذلت ملتی ہے جوتے پاؤں پہ لگتے ہیں یا سر پہ؟ سر پہ لگتے ہیں۔ اس میں یہ پیغام ہے کہ دیکھو! جنہوں نے اپنے آپ کو جھکایا تھا، جب عزت ملی تو ان کو ملی اور جو اونچا ہوا تھا، جب ذلت ملی تو اس کو ملی۔ چنانچہ اونچا نہیں ہونا، بلکہ اپنے آپ کو جھکا کے رکھنا چاہیے، کیونکہ اللہ رب العزت کو عاجزی پسند ہے۔

مونچھوں اور پلکوں کے مابین ایک دلچسپ مناظرہ:

کچھ لوگوں نے اپنی مونچھیں بڑھائی ہوئی ہوتی ہیں۔ جو مونچھیں منہ کے اوپر ہوتی ہیں ان کو اچھی طرح سے کاٹنا چاہیے اور جو کناروں پر ہوتی ہیں ان کو بڑھا سکتے ہیں۔ یہ مونچھیں اٹھی ہوئی ہوتی ہیں اور پلکیں جھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایک مرتبہ مونچھوں میں اور پلکوں میں مناظرہ ہو گیا۔

مونچھیں کہنے لگیں: ہم اعلیٰ ہیں۔ گویا انہوں نے بڑائی کا دعویٰ کر دیا۔ چنانچہ جیسے وہ دعویٰ کرتی گئیں، پلکیں ان کا جواب دیتی گئیں۔ بالآخر مونچھوں نے کہا: دیکھو! انسان اپنی شان دکھانے کے لیے مجھے تاؤ دیتا ہے۔۔۔۔۔ جب ایک دوسرے کے سامنے اپنی بڑائی ظاہر کرنا ہو تو یہ دنیا دار قسم کے لوگ اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہیں۔۔۔۔۔ گویا مونچھوں نے کہا: انسان کی شان ہم سے ہے۔

پلکوں نے جواب دیا: جناب! جب ادب اور تعظیم کا وقت آتا ہے تو وہاں پلکوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کا نام آتا ہے۔..... ذرا بتائیں کہ جب ادب اور تعظیم کا وقت آتا ہے تو کیا کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی مونچھیں نیچی کر دیں؟ ہر کوئی پلکیں بچھانے کی بات کرتا ہے:۔

اے بادِ صبا! کچھ تو ہی بتا مہمان جو آنے والے ہیں
کلیاں نہ بچھانا راہوں میں ہم پلکیں بچھانے والے ہیں

مونچھوں نے کہا: جناب! جوانی کی معرفت ہم سے ہے۔ جوانی کی پہچان ہم سے ہے۔

پلکوں نے کہا: جی! قینچی بھی تو تم پر ہی چلائی جاتی ہے۔ تمہیں ہی کاٹا جاتا ہے۔

مونچھوں نے کہا: دیکھو! لوگ ہمیں بنا سنوار کر رکھتے ہیں، یعنی وہ بل دے کر رکھتے ہیں۔

پلکوں نے کہا: جب انسان کی ناک بہتی ہے تو پھر تمہارے ہی اوپر گرا کرتی ہے۔

تو مونچھوں کو بڑا بننے کی یہ سزا ملی۔ دیکھو! کیسی سزا دی اللہ نے۔ ناک صاف کرنے لگو تو مونچھ والوں کی مونچھوں پہ لگ جاتی ہے۔ مومن کو تو صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے اس کو تو کوئی پروا نہیں ہوتی۔ لیکن جو بے چارے رکھتے ہیں ان کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

بکری کی ''میں میں'' کیسے نکلی؟

بکری ایک جانور ہے۔ وہ جب آواز نکالتی ہے تو ''میں میں'' کہتی ہے۔ اس ''میں'' میں وہ گویا خدائی کا دعویٰ کر رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی 'میں' ناپسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا! تیرا بندوبست کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مومن کے لیے حلال کر دیا۔ پھر ماشاء اللہ مومن نے

.....اس کے گلے پر چھری چلائی

.....پھر اس کی کھال اتاری

www.besturdubooks.wordpress.com

......پھر اس کے تکے بوٹی کیے

......پھر ان کو بھونا، بھون کے پکایا، پکا کے بتیس دانتوں نے چبایا اور

......خوب اچھی طرح کھایا۔

اس کے بعد اس کی آنتیں بچ گئیں۔ ان کو کسی بندے نے دھوپ کے اندر رکھ کر خشک کیا...... جب اس کی آنت خشک ہو جاتی ہے تو اس کو روئی دھننے کی مشین میں استعمال کیا جاتا ہے۔...... چنانچہ جب یہ خشک ہو کر روئی دھننے کی مشین میں لگتی ہے اور اس کو ہلایا جاتا ہے تو اس میں سے ''تو تو'' کی آواز نکلتی ہے۔

ایک بزرگ نے اس میں ایک نکتہ نکالا کہ بکری ''میں میں'' کرتی تھی، اس کی یہ ''میں'' اللہ تعالیٰ کو ناپسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنی سزا دی کہ ٹکڑے کروائے، آگ کے اوپر اس کو پکوایا، اس کو بتیس دانتوں میں چبوایا اور جو کچھ اس کا باقی بچا اس کو دھوپ میں رکھوایا۔ گویا اتنا مجاہدہ کروایا کہ اس کے اندر سے بے اختیار ''تو تو'' کی آواز نکلنے لگ گئی۔ اے بندے! تو خود ہی ''تو تو'' کہہ لے، ''میں میں'' کرے گا تو تیرے ساتھ بھی یہی حشر ہوگا۔

جو ''میں میں'' کرتے ہیں وہی قربانی کے بکرے بنتے ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ اچھی طرح جھنجوڑا کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس جینے سے تو مرجانا اچھا تھا۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہم بھی ''میں میں'' کی بجائے ''تو تو'' کریں اور کہہ دیں:

اللہ! تجھے ہی عظمت سجتی ہے۔

''مینا'' پرندے کی پسندیدگی کی وجہ:

ایک پرندہ ہے ''مینا''۔ اس کو لوگ گھر میں رکھنا پسند کرتے ہیں اور صبح شام اس کی خدمت کرتے ہیں۔ وہ کس لیے؟ کہ جب وہ بولتی ہے تو ''میں ناں، میں ناں'' کہتی ہے۔ اس سے اس کا نام ہی ''مینا'' پڑ گیا۔ گویا وہ اپنی ذات کی نفی کر رہی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کو اس کا نفی کرنا پسند آ گیا۔اب اس پر کسی شاعر نے شعر لکھا:

بکری کرے میں میں ، گلے چھرے پھراوے
مینا کرے میں ناں میں ناں، سب کے من کو بھاوے

کیا ہم ''میں میں'' والوں میں سے بنیں گے یا ''میں ناں میں ناں'' والوں میں سے؟ ''میں ناں میں ناں'' والوں میں سے بننا چاہیے۔اس لیے کہ بندے کو عاجزی سجتی ہے اور عظمت فقط اللہ رب العزت کو زیبا ہے۔ہم تو اس کے سامنے مسکین بندے ہیں۔ہم اپنے آپ کو جتنا جھکائیں اتنا اچھا ہے۔اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں۔

عاجزی سے استعداد پیدا ہوتی ہے:

یاد رکھیں! جب عاجزی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ استعداد بھی دے دیتے ہیں۔ ......اس نکتے پر غور کرنا......سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں عاجزی تھی، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو استعداد اتنی دے دی کہ کافروں کے سردار ابو جہل نے معراج کا واقعہ سنایا اور وہ اس پر ایمان لے آئے۔اس کے برعکس ابو جہل میں تکبر تھا۔اس نے معراج کا واقعہ نبی علیہ السلام کی مبارک زبان سے سنا، استعداد نہیں تھی، لہٰذا ایمان لانے کی توفیق ہی نہ ملی...... یہ جاہلوں کے سردار سے سن کر بھی مان لیتے ہیں اور وہ نبیوں کے سردار کی زبان سے سن کر بھی قبول نہیں کر پاتا۔اس لیے کہ جس انسان کے اندر تکبر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی استعداد کو ختم کر دیتے ہیں۔

نمرود کا تکبر کیسے ٹوٹا؟

نمرود نے بڑائی کا دعویٰ کیا تھا۔دیکھا! پروردگار نے اسے کیسی سزا دی۔ایک مچھر، وہ بھی لنگڑا......ناک کے اندر چلا گیا۔جب وہ دماغ کے اندر جا کر ڈنک لگاتا تھا تو اسے درد ہوتا تھا۔چنانچہ وہ نوکروں سے کہتا تھا کہ ذرا میرے سر کی خدمت کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیجیے۔۔۔ کیا مطلب؟...... کہ دو چار تھپڑ لگا دیجیے۔ جب وہ تھپڑ لگاتے تھے تو مچھر رک جاتا تھا، اور جب تھپڑ لگنا بند ہو جاتے تو وہ کارروائی شروع کر دیتا...... وہ مچھر اس دور کا مجاہد تھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی تو دین والوں سے دین کا کام لیتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی مجاہد کھڑا کر دیتے ہیں۔...... جب تک تھپڑ لگتے رہتے تو خاموش بیٹھا رہتا اور جب لگنے بند ہو جاتے تو کارروائی تیز کر دیتا۔

جب تھپڑ مارنے والے تھک گئے تو وہ کہنے لگے: جناب! ہم سے تو اب تھپڑ نہیں مارے جاتے۔ وہ سن کر بڑا پریشان ہوا۔ چنانچہ اس نے وزیر سے کہا کہ اب تو کوئی تھپڑ مارنے والا ہی نہیں رہا۔ اس نے کہا: بادشاہ سلامت! میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔ اس نے پوچھا: وہ کیا؟ وزیر کہنے لگا؟ جناب! آپ سے ملنے والے لوگ بہت کثرت کے ساتھ آتے جاتے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ آپ کو سلام کرنے کی بجائے آپ کے سر پر تھپڑ مارا کریں۔

اس نے قانون بنا دیا۔ چنانچہ نمرود کے دربار میں جو بھی آتا تھا وہ سلام کرنے کی بجائے اس کے سر پر تھپڑ لگاتا تھا۔ دیکھا! اللہ تعالیٰ نے اس کی ''میں'' کیسے نکالی!

تصوف کا بنیادی مسئلہ:

تصوف کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اپنی بڑائی نکل جائے اور اللہ کی عظمت دل میں آجائے۔ جس نے اس کو سمجھ لیا اس نے سارا تصوف سمجھ لیا۔ پھر وہ

......میں کی بات نہیں کر سکتا

......کوئی اونچا بول نہیں بول سکتا

......وہ اللہ کا عاجز اور مسکین بندہ بن کر رہے گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا: ؎

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ دل کی ہے آواز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں
اس پر ہے مجھ کو ناز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں
کچھ ہونا میرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے میرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

اس سبق کو اچھی طرح سیکھ لو کہ ہمارا اعزاز اسی میں ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ ورنہ آج تو حالت یہ ہے کہ لوگ خواب دیکھ کر اپنے معتقد بن جاتے ہیں۔ او جی! میں نے خواب دیکھا تو مجھے یوں نظر آیا...... اپنے عمل اور کرتوت سامنے نہیں ہوتے..... بس اپنے خوابوں کی وجہ سے اپنے معتقد بنے پھر رہے ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عاجزی:

جھکنے کا یہی سبق نبی علیہ السلام سے آگے امت کو ملا چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر بھی کمال درجے کی عاجزی تھی۔ مثال کے طور پر:

⊙......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اللہ سے دعا مانگتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا

''اے اللہ! مجھے اپنی نگاہوں میں چھوٹا بنا دے اور لوگوں کی نگاہوں میں مجھے بڑا بنا دے۔''

اس لیے کہ اگر بندہ لوگوں کی نگاہوں میں ہی چھوٹا ہو جائے تو وہ تو دین کی بات ہی نہیں مانیں گے۔ وہ تو دعوت ہی قبول نہیں کریں گے، لوگ تو دعوت اس کی قبول کرتے ہیں جس کو بڑا سمجھتے ہیں، داعی کے لیے اس میں سبق ہے۔ اگر وہ اس کو بے وقعت سمجھنے لگیں تو اس کی بات کو کیسے قبول کریں گے۔ اسی لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی۔

⊙......سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: جی آپ کون ہیں؟ فرمانے لگے:

''میں مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

...... یہ نہیں کہا کہ میں نبی علیہ السلام کا داماد ہوں

...... یہ نہیں کہا کہ میں خلیفہ وقت ہوں

...... یہ نہیں کہا کہ میں فاتح خیبر ہوں

...... یہ نہیں کہا کہ میں حیدر کرار ہوں

بلکہ جب اپنا تعارف کروایا تو کس انداز سے کروایا؟ کہ میں مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔ اس کو عاجزی کہتے ہیں۔

اہلِ وصف حضرات کا مقامِ عجز:

یاد رکھیں! عاجزی یہ نہیں ہوتی کہ عمل تو متکبر لوگوں والے کرے اور زبان سے اپنے آپ کو چھوٹا کہتا رہے۔ ایسا نہیں ہے۔ ہاں! دل سے اپنے آپ کو کم تر سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے بہتر سمجھے۔ جب یوں عاجزی پیدا ہوگی تو اللہ رب العزت کی طرف سے بھی رحمت ہوگی ۔

زمیں کی طرح جس نے عاجزی و انکساری کی
خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانپا آسماں ہو کر

جو زمین کی طرح عاجز بنتا ہے، پھر اللہ کی رحمتیں آسمان بن کر اس کو ڈھانپ لیا کرتی ہیں۔

کسی شاعر نے تواضع پر عجیب شعر کہا ہے۔ فرماتے ہیں: ؎

جو اہلِ وصف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

جب صراحی جھکتی ہے تو پھر پیمانہ بھر دیتی ہے۔

تواضع کا طریقہ سیکھ لو لوگو صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ہے تواضع !......اور یہ ہے اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی:

امامِ اعظم کے اندر بڑی تواضع تھی۔ان کی والدہ ایک بزرگ حضرت ابو زرعہ سے مسئلے پوچھا کرتی تھیں کیونکہ وہ بڑی عمر کے تھے۔وہ کئی مرتبہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کہتیں کہ میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے مجھے ابو زرعہ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ امام صاحب ان کو اونٹ پر سوار کراتے اور لے کر ان کے پاس جاتے۔

اب ان کی والدہ بڑھاپے کی وجہ سے ذرا اونچا سنتی تھیں۔اس لیے وہ خود حضرت کو بتاتے کہ میری والدہ یہ مسئلہ پوچھنا چاہتی ہیں۔وہ آگے سے کہتے کہ اس مسئلے کا جواب تو آپ ہی بتا دیجیے۔اس طرح امام صاحب ان کے مسئلے کا جواب بتا دیتے اور وہ اونچی آواز سے ان کی والدہ کو مسئلہ سنا دیتے۔امام صاحب پوری زندگی اپنی والدہ کو لے جاتے رہے اور ان کو یہ ظاہر نہ کیا کہ امی! آپ کو جو مسئلے کا جواب دینے والے ہیں وہ مجھ سے جواب پوچھ کر آپ کو بتایا کرتے ہیں۔وہ یہی سمجھتے تھے کہ میری والدہ کی تسلی ان سے مسئلہ پوچھنے سے ہوتی ہے لہٰذا جب انہی کی زبان سے سن لیں گی تو میری والدہ کو سکون ملے گا،تسلی ملے گی۔لہٰذا انہوں نے ساری زندگی اس بات کو چھپائے رکھا۔ان کی اس تواضع کو اللہ تعالیٰ نے اتنا پسند کیا کہ ان کو ''امام اعظم'' کے نام سے دنیا میں شہرت عطا فرما دی۔

ترکِ عبودیت اور طرزِ ربوبیت:

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے ایک بڑی عجیب بات کی۔

قَالَ مُوْسٰی اِلٰھِی اَتَرْزُقُ فِرْعَوْنَ وَھُوَ یَدَّعِی الرَّبُوْبِیَّۃَ

www.besturdubooks.wordpress.com

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! کیا آپ فرعونوں کو رزق دیتے ہیں، حالانکہ وہ تو ربوبیت کا دعویٰ کرتا ہے؟''

فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ

اللہ نے ان پر وحی نازل کی:

يَا بْنَ عِمْرَانَ لَوْ تَرَكَ فِرْعَوْنُ الْعُبُوْدِيَّةَ مَا اَتْرُكُ الرَّبُوْبِيَّةَ

''اے عمران کے بیٹے! اگر فرعون نے عبودیت کو ترک کر دیا ہے تو میں نے ربوبیت کو تو ترک نہیں کیا۔ (میں پروردگار تو اس کو رزق دیتا رہوں گا)۔''

جو پروردگار ایسے دشمن کو بھی رزق دے دیتا ہے تو وہ پروردگار اپنے غلاموں کو رزق کیوں نہیں عطا فرمائے گا۔

عاجزی کے ساتھ دامن پھیلا دیں:

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کی عظمتوں کو دل میں لے کر اس کے سامنے اپنے دامن کو پھیلائیں۔ اور سچے دل کے ساتھ اللہ سے دعا مانگیں۔ اس کے اچھے اچھے نام لے کر، اس کی عظمتیں بیان کر کے، اس کی تعریفیں کر کے، یقین کے ساتھ ہم جو بھی فریاد کریں گے، اللہ تعالیٰ ہماری فریاد کو یقیناً قبول کریں گے۔

یاد رکھنا! دنیا میں جس کے پاس مال ہوتا ہے وہ کسی سے یہ بات سننا پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کے سامنے کھڑا ہو کر یہ کہہ دے کہ میں اس کے دروازے پر بھیک مانگنے گیا تھا اور اس کے دروازے سے مجھے بھیک نہیں ملی تھی۔ ارے! دنیا میں جس کے پاس مال پیسہ ہو، وہ بھی فقیر کی زبان سے یہ سننا پسند نہیں کرتا کہ میں نے اسکے در پر صدا لگائی تھی، مجھے دینے والا کوئی نہیں تھا، وہ بھی کہتا ہے کہ جو مانگتے ہو لے جاؤ۔ اگر دنیا کا امیر بات سننا پسند نہیں کرتا تو پروردگار عالم بھی قیامت کے دن کسی بندے سے یہ سننا پسند نہیں کریں گے کہ اے اللہ! میں دنیا میں تیرے در پر سوال کرتا رہا مگر تو نے میری

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا قبول نہیں کی۔اس لیے اللہ رب العزت بندے کی ہر دعا کو قبول کرتے ہیں۔

...... یا تو دنیا میں پوری کر دیتے ہیں

...... یا اس کے بدلے کوئی مصیبت ہٹا دیتے ہیں

...... یا پھر اس کے بدلے قیامت کے دن اجر عطا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھی یہ بات سننا پسند نہیں فرمائیں گے کہ اللہ! تیرے در پر سوال کیا تھا اور میرا دامن خالی رہا۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنا اجر عطا فرمائیں گے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ بندہ جب اس اجر وثواب کو دیکھے گا تو دعا کرے گا: اے اللہ! کاش! دنیا میں میری کوئی بھی دعا قبول نہ ہوتی اور سب دعائیں ذخیرہ بن جاتیں اور آج قیامت کے دن مجھے اتنا اجر اور بدلہ مل جاتا۔

جب پروردگار اتنا کریم ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو اس کے سامنے جھکا دیں۔جب کوئی مصیبت ہو، پریشانی ہو یا تفکرات ہوں تو ہم رات کو دو رکعت نفل پڑھیں اور اپنے رب کے سامنے:

...... ہاتھ پھیلا کر دعائیں کریں

...... دامن پھیلا کر دعائیں کریں

...... سجدے میں جا کر دعائیں کریں

ہم جتنی عاجزی اختیار کریں گے اور اللہ رب العزت کی عظمت بیان کریں گے تو پروردگار ہماری دعاؤں کو قبول کر لیں گے۔پروردگار ہمیں کامیاب و کامران زندگی عطا فرمادے اور ہمارے دل میں اپنی عظمت نقش فرمادے۔(آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰه﴾

(البقرۃ:۱۶۵)

وجوہات محبت

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (البقرۃ:۲۵۷)

''اللہ دوست ہے ایمان والوں کا۔''

حق تو یہ بنتا تھا کہ یوں کہہ دیا جاتا کہ ایمان والوں نے کلمہ پڑھا اور اب یہ اللہ تعالیٰ کے دوست بن گئے۔ مگر نہیں، محبت کی نسبت اپنی طرف پسند فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے؟ اب اس محبت کے جواب میں ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت سے محبت کریں۔ ہمارے اندر بھی محبت الٰہی کی گرمی اور شدت محسوس ہونی چاہیے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

وجوہاتِ محبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبت اور ذاتی عداوت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

’’اور ایمان والوں کو اللہ رب العزت سے شدید محبت ہوتی ہے۔‘‘

اللہ رب العزت نے انسانوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا فرمایا۔ ان انسانوں کی تقسیم اللہ تعالیٰ کی نظر میں دو طرح سے ہے۔

﴿ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ﴾

’’وہ ذات جس نے تمہیں پیدا کیا، تم میں سے کچھ ماننے والے اور کچھ نہ ماننے والے ہیں۔‘‘

جو ایمان لے آئے، اللہ رب العزت کو ان سے ذاتی محبت ہوتی ہے اور جنہوں نے کفر کیا، اللہ رب العزت کو ان سے ذاتی عداوت ہوتی ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر

www.besturdubooks.wordpress.com

لیجیے کہ اللہ رب العزت کو ایمان والوں کے ساتھ ذاتی محبت ہے، کفر اور کافروں سے ساتھ ذاتی عداوت ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع کر دیا کہ تم کافروں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو، ورنہ ہم تمہارا حشر بھی انہی کے ساتھ کر دیں گے۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

''جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے اسی میں سے ہوتا ہے'' ۔

کافروں کی مشابہت پر پکڑ:

انڈیا میں ایک بڑی عمر کے آدمی تھے۔ وہ فوت ہو گئے۔ کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: جی! آگے کیا بنا؟ کہنے لگے: میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں۔ اس نے پوچھا: وجہ کیا بنی؟ کہنے لگے: ایک مرتبہ ہندوؤں کی ہولی کا دن تھا اور وہ ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے پھر رہے تھے۔ میں اپنے گھر سے کسی دوسری جگہ پر جا رہا تھا۔ راستے میں مجھے پان کھاتے ہوئے تھوک پھینکنے کی ضرورت محسوس ہوئی، اس وقت مجھے اپنے سامنے ایک گدھا نظر آیا، میری طبیعت میں کچھ ایسی بات پیدا ہوئی کہ میں نے یہ کہہ دیا: ارے گدھے! تجھے کسی نے نہیں رنگا، آ میں تجھے رنگ دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں نے اپنی پان والی تھوک گدھے پر پھینک دی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اس عمل کو پکڑ لیا کہ تم نے کافروں کے عمل کے ساتھ مشابہت اختیار کی، چنانچہ اس وجہ سے میری قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا گیا۔

ایمان والوں سے اللہ کی ذاتی محبت کی دلیل:

کسی نے حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ سے پوچھا: حضرت! اللہ رب العزت کو ایمان والوں سے ذاتی محبت ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟ انہوں نے فرمایا:

''محبت کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ محب اپنے محبوب کو جتنا بھی دے دے، وہ اسے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھوڑا سمجھے اور محبوب اسے اگر تھوڑا سا بھی کچھ دے تو اسے بہت زیادہ سمجھے۔''

اس نے کہا: جی! بات تو اصولی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا: کہ قرآن مجید پر نظر ڈالو، اللہ رب العزت نے انسان کو کتنی نعمتیں عطا کیں کہ اگر ہم ان کو گننا بھی چاہیں تو ہم گن بھی نہیں سکتے۔ اتنی ان گنت نعمتیں دینے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ

''آپ فرمادیجیے، دنیا کی متاع تھوڑی سی ہے۔''

اور جب اس کے بدلے میں مومن نے اللہ رب العزت کو یاد کیا...... حالانکہ مومن کی زندگی بھی محدود اور اس کا عمل بھی محدود...... لیکن چونکہ محبت تھی، اس لیے مومن کا اللہ کو یاد کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ فرمایا:

﴿ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرَات ﴾

''اور کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ لاتعداد نعمتیں دے کر بھی ان کو قلیل کہا اور اپنے محبوب بندے کے تھوڑے ذکر کو بھی کثیر کہا، یہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبت کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (البقرة:۲۵۷)

''اللہ دوست ہے ایمان والوں کا۔''

حق تو یہ بنتا تھا کہ یوں کہہ دیا جاتا کہ ایمان والوں نے کلمہ پڑھا اور اب یہ اللہ تعالیٰ کے دوست بن گئے۔ مگر نہیں، محبت کی نسبت اپنی طرف پسند فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے؟ اب اس محبت کے جواب میں ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت سے محبت کریں۔ ہمارے اندر بھی محبت الٰہی کی گرمی اور شدت محسوس

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونی چاہیے۔

وجوہاتِ محبت

علماء نے لکھا ہے کہ محبت کرنے کی چند وجوہات ہوتی ہیں۔ ذرا ان کا جائزہ لیتے ہیں:

(۱)......حسن و جمال:

انسان کو کسی چیز کی خوب صورتی دیکھ کر اس سے محبت ہوتی ہے۔ چاہے

......شخصیت خوب صورت ہو

......عمارت خوب صورت ہو

......لباس خوب صورت ہو

......کوئی منظر خوب صورت ہو

جس چیز میں بھی جمال ہوگا انسان کا دل خود بخود اس کی طرف کھنچتا چلا جائے گا۔ اللہ رب العزت کے جمال کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ حدیث قدسی میں فرمایا گیا:

إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَّ يُحِبُّ الْجَمَالَ

''اللہ رب العزت خوب صورت ہیں اور خوب صورتی کو پسند فرماتے ہیں۔''

سوچنے کی بات ہے کہ جس ذات نے خوب صورتی کو پیدا کر دیا اس کے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا؟

جنت کا تذکرہ کرتے ہوئے علما نے ایک عجیب بات لکھی: کہ جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں کے خدام......حور و غلمان...... کے حسن و جمال کو دیکھیں گے تو مبہوت رہ جائیں گے اور ستر سال تک ٹکٹکی باندھ کر ان کو دیکھتے رہ جائیں گے۔ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

جب وہاں زندگی گزارنا شروع کردیں گے تو ایک وقت ایسا آئے گا جب اللہ رب العزت جنتیوں کو اپنا دیدار کروائیں گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ دیدار ایسے ہی ہوگا جیسے لوگ چاند کو دیکھتے ہیں۔ کسی کو دیکھنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ وہ دیدار

......بے جہت ہوگا

......بے کیف ہوگا

......بے شبہ ہوگا

......بے مثال ہوگا

لیکن جب اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا تو اس وقت نور کی بارش ہوگی اور اس نور کی بارش کی وجہ سے ایمان والوں کے سراپا پر نور کی تہہ چڑھ جائے گی۔ جب آندھی کے وقت انسان باہر کھڑا ہو تو اس کے جسم اور کپڑوں پر مٹی کی تہہ چڑھ جاتی ہے۔ اللہ رب العزت کا جب دیدار نصیب ہوگا تو نور کی ایسی بارش ہوگی کہ ایمان والوں کے سراپا پر نور کی ایسی تہہ آجائے گی جس کی وجہ سے ان جنتیوں کے حسن و جمال میں اتنا اضافہ ہو جائے گا کہ جب یہ لوٹ کر گھروں میں آئیں گے تو حوریں اور غلمان ان کے حسن و جمال کو ستر سال تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ جائیں گے۔......اب دیکھیے! اللہ رب العزت کے حسن و جمال کو دیکھنے والوں کا اپنا حسن و جمال جب اتنا ہو جائے گا تو اللہ رب العزت کے حسن و جمال کا کیا اندازہ کر سکتے ہیں؟ اس لیے اس دنیا میں

......جتنا اللہ رب العزت کو چاہا گیا

......جتنا اللہ رب العزت سے محبت کی گئی

......جتنا اللہ رب العزت کو تنہائیوں میں یاد کیا گیا

......جتنا اس کے لیے اس کے بندے اداس ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

......جتنا اس کے سامنے پیشانیاں ٹیکی گئیں
......جتنا اس کے سامنے دامن پھیلائے گئے
......جتنا اس کے سامنے دل کے راز کھولے گئے
......جتنا اللہ کے نام پر اپنی جانوں کو قربان کیا گیا

کائنات میں کوئی دوسری ہستی ایسی موجود نہیں ہے۔ یہ اللہ رب العزت ہی کی شان ہے۔

ہم ہوئے ، تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

سب اللہ رب العزت کو چاہنے والے ہیں۔......اگر حسن و جمال کے نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو اللہ رب العزت اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ اس کے بندے سب سے زیادہ محبت اسی کے ساتھ کریں۔

(۲)......فضل وکمال:

محبت کرنے کی دوسری وجہ کسی کا کمال ہے۔ اگر کوئی بندہ کسی میدان میں کامل ہو تو دنیا اس سے محبت کرتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کرکٹ کھیلنے والے چھوٹے چھوٹے بچے، بڑے بڑے کھلاڑیوں کے نام یاد کیے پھرتے ہیں، انہوں نے ان کو دیکھا نہیں ہوتا، فقط سنا ہوتا ہے، بس سنا کر ان کو کھلاڑیوں کے ساتھ ایسی محبت ہوتی ہے کہ ان کے ناموں کے قمیص پہنے پھرتے ہیں۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ان کے کمال کی وجہ سے۔

اسی طرح ہم نے

......سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا
......سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

......سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا

......سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا

لیکن ہم نے ان کے فضل وکمال کی داستانیں سنی ہیں۔ ہم ان کے ساتھ بن دیکھے اتنی محبت کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے سگے ماں باپ سے بھی زیادہ ان ہستیوں کے ساتھ محبت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کسی کے کمال کی وجہ سے بھی اس سے محبت کیا کرتا ہے۔

اللہ رب العزت کے کمال کے بارے میں کیا کہنا......! ۔اس ذات کے بارے میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً اِلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

''اے اللہ! میں آپ کی تعریفوں کا احاطہ نہیں کر سکتا، آپ ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے اپنی تعریفیں خود آپ بیان فرمائی ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریفیں کیسے بیان فرمائیں؟......قرآن مجید کی طرف رجوع کیجیے! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ (الکہف:۱۰۹)

''اے میرے محبوب! آپ فرما دیجیے: کہ اگر ساری دنیا کے سمندروں کا پانی سیاہی بن جاتا، اور اس سیاہی سے تیرے رب کی تعریفیں لکھنی شروع کی جاتیں، تو ایک وقت آتا کہ یہ سیاہی تو ختم ہو جاتی، مگر تیرے رب کی تعریفیں ختم نہ ہوتیں۔''

ایک دوسرے مقام پر اس سے ذرا آگے بڑھ کے بات کی۔ ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ ط (لقمٰن:۲۷)

''(اے میرے محبوب) آپ فرما دیجیے: اگر ساری دنیا کے سمندروں کا جتنا پانی ہے اتنے سات سمندر اور ہوتے اور جتنا ساری دنیا کے درخت ہیں ان کی قلمیں بنادی جاتیں، پھر ان قلموں سے اور اس سیاہی سے تیرے رب کی تعریفیں لکھنی شروع کردی جاتیں، تو ایک وقت آتا کہ یہ قلمیں ٹوٹ جاتیں اور یہ سیاہی ختم ہو جاتی، لیکن تیرے رب کی تعریفیں کبھی ختم نہ ہوتیں۔''

ایسے پروردگار کے کمالات کوئی کیا حصار کر سکتا ہے؟ اگر اس نکتہ نظر سے بھی دیکھا جائے تو دل گواہی دیتا ہے کہ اگر محبت کرنی بھی ہو تو کس سے کی جائے؟ اللہ رب العزت سے کی جائے۔ وہی اس بات کا زیادہ حق دار ہے۔

(۳)...... مال ومنال:

محبت کرنے کی تیسری وجہ کسی کا مال ومنال ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی امیر آدمی اگر کسی کو اپنا ایڈریس کارڈ دے دے تو وہ جیب میں تعویذ کی طرح لیے پھرتا ہے اور لوگوں کو دکھاتا پھرتا ہے کہ جی! میرا فلاں رشتہ دار وزیر ہے، اور فلاں رشتہ دار امیر ہے۔ لوگ ان کے مال ومنال کی وجہ سے ان سے ساتھ رشتہ داریوں پر ناز کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت کے مال ومنال کے بارے میں کیا کہنا! جس نے خود ارشاد فرمادیا:

﴿وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (المنافقون:۷)

''اور آسمان اور زمین کے سب خزانے اللہ رب العزت کے لیے ہیں۔''

ایک دوسری جگہ پر فرمایا:

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور جو کوئی بھی چیز ہے،اس کے ہمارے پاس خزانے ہیں،اور ہم ایک معلوم اندازے کے مطابق اسے اتارتے ہیں۔''

تو اللہ رب العزت کے خزانے بھی بے انتہا ہیں۔اگر اس نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو بھی دل فیصلہ کرتا ہے کہ اگر انسان محبت کرنا بھی چاہے تو کس سے کرے؟ اللہ رب العزت سے کرے۔

(۴)......احسان:

محبت کرنے کی چوتھی اور آخری وجہ کسی کا احسان ہے۔دیکھا گیا ہے کہ انسان اپنے محسن سے فطری طور پر محبت کرتا ہے۔......انسان تو پھر بھی انسان ہے، جانور بھی اپنے محسن کے ساتھ محبت کرتے ہیں......عربی کا مقولہ ہے:

جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ اِلیٰ حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْهَا

''اللہ تعالیٰ نے دلوں کی فطرت ہی ایسی بنادی کہ جو ان پر احسان کرے، یہ ان سے محبت کرتے ہیں۔''

اسی لیے کہا گیا:

اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ

''انسان تو احسان کا بندہ ہوتا ہے۔''

اب ہم ذرا سوچیں کہ ہم پر اللہ رب العزت کے کتنے احسانات ہیں۔ہم تو یقیناً ان احسانات کا شمار بھی نہیں کرسکتے۔ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے، یہ ہمارا اپنا نہیں، یہ ہمارے مالک کا کرم ہے اور مالک کا احسان ہے۔

محترم جماعت! اگر اللہ رب العزت ہمیں

......بینائی نہ دیتے تو ہم اندھے ہوتے

......گویائی نہ دیتے تو ہم گونگے ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

......دماغ نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے

......صحت نہ دیتے تو ہم بیمار ہوتے

......ہاتھ پاؤں نہ دیتے تو ہم لولے لنگڑے ہوتے

......عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے

......اولاد نہ دیتے تو لاولد ہوتے

معلوم ہوا کہ ہم جتنی عزتوں بھری زندگی گزارتے ہیں یہ سب کا سب اس مالک کا کرم اور احسان ہی تو ہے۔

احسانات خداوندی کی ایک مثال:

ہم تو اپنے پروردگار کے احسانات میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ان احسانات کا اندازہ اس بات سے لگالیجیے کہ انسان کے دماغ سے اس کے پورے جسم کے اندر جو پیغامات جاتے ہیں اس کے لیے وائرنگ کی گئی ہے۔اس وائرنگ کو اتنی خوبی کے ساتھ کیا گیا کہ ہر تار، دوسری تار سے جدا ہے۔انگلش میں اسے Nerve کہتے ہیں۔جب بجلی کی تاریں اکٹھی جا رہی ہوں تو ایک تار، دوسری تار سے جدا (انسولیٹ) کی ہوتی ہے۔اسی طرح وہ نروبھی ایک دوسرے سے انسولیٹیڈ ہیں،لیکن یہ اتنی لمبی وائرنگ کی گئی ہے کہ سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے اگر ایک انسان کی نروز کو نکالا جائے اور ہر نرو کو علیحدہ کر کے دوسرے نرو کے ساتھ گرہ باندھی جائے تو یہ سلسلہ اتنا لمبا بن جائے گا کہ پوری زمین کے گرد دو مرتبہ چکر لگ سکے گا۔اتنی وائرنگ ایک بندے کے اندر استعمال کی گئی ہے۔اگر ان سب تاروں میں سے کسی ایک تار میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو انسان کو کوئی نہ کوئی عضو کام کرنا چھوڑ جائے۔یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا کرم ہے کہ ہماری سب نروز ٹھیک کام کر رہی ہیں۔ہم تو ساری زندگی سجدے میں پڑے رہیں تو ہم اپنے مالک کا احسان نہیں چکا سکتے۔تو معلوم ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اگر اس نکتہء نظر سے بھی جائزہ لیا جائے تو دل سے یہ آواز نکلتی ہے کہ اے بندے! تجھے چاہیے کہ تو اپنے مالک کے ساتھ سچی محبت کر لے۔

محبت الٰہی کا غلبہ مطلوب ہے:

یہی بات اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

''اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔''

یہ جو ''شدید'' کا لفظ ہے، یہ ہمیں کچھ بتا رہا ہے۔ یہ نہیں کہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے۔ نہیں، محبت تو انسان کے دل میں بہت چیزوں کی ہوتی ہے۔......دیکھیں! مال سے محبت ہونا، اولاد سے محبت ہونا، ماں باپ سے محبت ہونا، پیر استاد سے محبت ہونا، یہ ایک قدرتی سی چیز ہے......اللہ تعالیٰ نے ان محبتوں سے منع نہیں کیا، ان کی اَحبّیت (زیادہ محبت) سے منع فرمایا ہے، اسی لیے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ (التوبۃ:۲۴)

معلوم ہوا کہ اگر ان تمام چیزوں کی محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے زیادہ ہوگی تو اللہ رب العزت کی طرف سے ہمارے اوپر پکڑ آئے گی، اس لیے اللہ تعالیٰ کی محبت ہر چیز کے اوپر غالب ہونی چاہیے۔ یعنی یہ محبتیں رہیں، لیکن جب اللہ کی طرف جانے کا وقت آئے تو انسان ان محبتوں پر پاؤں رکھ کر آگے نکل جائے۔ اگر یہ محبتیں اللہ کے راستے میں رکاوٹ بننے لگ جائیں تو اے مومن! ان محبتوں کو ٹھوکر لگا! اور اپنے پروردگار کے راستے پر قدم بڑھاتا چلا جا!۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب کوئی بندہ اللہ رب العزت سے شدید محبت کرتا ہے تو ایسے بندے سے اللہ تعالیٰ بہت پیار کرتے ہیں...... سبحان اللہ!!!...... اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے چاہنے والے بھی کیسے کیسے گزرے! ان کے واقعات پڑھ کر بڑی حیرانگی ہوتی ہے۔

محبوب کے نام کے دام لگانے والے:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام ایک مرتبہ بکریاں چراتے ہوئے جا رہے تھے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ان کے قریب سے گزرا اور گزرتے ہوئے اس نے کہا:

سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ

جب اس نے ایسے پیارے انداز سے اللہ رب العزت کی تعریف کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل مچل اٹھا اور وہیں رک گئے۔ فرمایا: اے بھائی! جو کچھ کہا ہے، ذرا ایک مرتبہ پھر کہہ دے۔ اس نے کہا: جی! اس کے بدلے میں کیا دیں گے؟ فرمایا: میرا یہ بکریوں کا آدھا ریوڑ آپ کے حوالے۔ چنانچہ اس نے پھر ایک مرتبہ کہہ دیا۔ اب بجائے جذبات ٹھنڈے ہونے کے، محبت کی آگ اور بھڑک اٹھی۔ دل نے چاہا، پھر سنوں۔ چنانچہ کہا: اے بھائی! ایک مرتبہ پھر کہہ دے۔ اس نے پوچھا: جی! اب کیا دیں گے؟ فرمایا: بقیہ آدھا ریوڑ بھی آپ کے حوالے کر دوں گا۔ اس نے پھر یہ الفاظ کہہ دیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کانوں میں اور بھی زیادہ رس گھل گیا اور دل مچل اٹھا۔ اور فرمایا: اے بھائی! ایک مرتبہ یہ الفاظ پھر کہہ دے۔ اس نے کہا: اب تو آپ کے پاس دینے کے لیے کچھ ہے ہی نہیں۔ فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ...... ہوتی رہے ثنا تیرے حسن و جمال کی...... اس نے کہا: اس کے بدلے میں کیا دو گے؟ فرمایا: میرے پاس بکریاں تو نہیں، وہ تو میں آپ کے حوالے کر چکا ہوں، مگر آپ کو بکریاں چرانے والے کی ضرورت ہوگی، اے دوست! میں تیری بکریاں چرایا کروں گا، تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ یہ الفاظ پھر کہہ دے۔ اس نے کہا: اے ابراہیم خلیل اللہ! آپ کو مبارک ہو، میں تو اللہ رب العزت کا فرشتہ ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ جاؤ میرے خلیل کے پاس، اس کے سامنے میرا نام لو اور دیکھو وہ میرے نام کے کیا دام لگاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جن کو اللہ رب العزت سے محبت ہوتی ہے وہ یوں اس کے نام پر قربان ہوئے جاتے ہیں، وہ اپنی جانیں بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا:

دو تابعی تھے، ان کو ایک مرتبہ ایک عیسائی بادشاہ نے گرفتار کر لیا اور ان سے کہا کہ ہمارے دین کو قبول کر لو، ورنہ ہم آپ کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیں گے۔ انہوں نے کہا: فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ ''کر لے جو تو کرنا چاہتا ہے''۔ چنانچہ اس نے ان میں سے ایک کو تیل میں ڈال دیا۔ جب ایک کو تیل میں ڈالا تو دوسرے کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے۔ بادشاہ یہ سمجھا کہ یہ خوف زدہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ کہنے لگا: اچھا! اگر آپ میری بات مان لیں تو میں آپ کو تیل میں نہیں ڈالوں گا۔ وہ کہنے لگے: او عقل کے اندھے! کیا تو یہ سوچ رہا ہے کہ میں اس لیے رو رہا ہوں کہ تو مجھے جلتے ہوئے تیل میں ڈال دے گا۔ اس نے کہا: تو اور کیا؟ کہنے لگے: نہیں، مجھے تو ایک خیال آ گیا تھا جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ بادشاہ نے کہا: پھر بتاؤ! کون سا خیال آیا؟ کہنے لگے: میں اپنے آپ سے کہہ رہا تھا کہ تیری تو ایک ہی جان ہے، تجھے جب ایک مرتبہ تیل میں ڈالا جائے گا تو تیری جان تو نکل جائے گی، اے کاش! تیرے جسم پر جتنے بال ہیں تیری اتنی جانیں ہوتیں، تجھے اتنی مرتبہ تیل میں ڈالا جاتا اور تو اتنی جانوں کا نذرانہ رب کے حوالے کر جاتا۔ یہ ہوتی ہے محبت، کہ جان دی اللہ رب العزت کے نام پر، اور پھر یہ کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جان بھی رب کے نام پر قربان کرتے ہیں اور احسان بھی اللہ تعالیٰ کا مانتے ہیں کہ اے اللہ! آپ کا یہ احسان ہے کہ آپ نے ہم سے یہ نذرانہ قبول فرمالیا ہے۔ یہ محبت کی باتیں!

محبتِ الٰہی کا ایک انوکھا انداز:

جب بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتو وہ اعمال بھی بنا سنوار کے کرتا ہے تاکہ اللہ رب العزت کے حضور ایسا عمل پہنچے کہ پروردگار کی رضا حاصل ہو جائے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ درہم و دینار کو بیٹھی دھو رہی تھیں۔ نبی علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا: عائشہ! تم درہم کو بیٹھی دھو رہی ہو؟ عرض کیا: اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ ہی کی زبانی سنا کہ جب کوئی بندہ اللہ کے راستے میں درہم و دینار دیتا ہے، کسی فقیر کو، تو وہ درہم اس فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ رب العزت کے ہاتھ میں پہنچ جاتے ہیں۔ جب میں نے یہ بات سنی، میں اس وقت سے درہم و دینار کو دھو کر پاک صاف کر کے دیتی ہوں تاکہ پاک مال میرے پروردگار کے ہاتھوں میں جائے۔

اعمال کی گفٹ پیکنگ کیسے؟

آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ جب اپنے بچے کی کہیں منگنی کریں تو وہاں اگر پھل کی ٹوکری بھی بھیجنی ہوتو اس کی گفٹ پیکنگ کروا کر بھیجتے ہیں، حالانکہ اس کے اندر پھل ہوتے ہیں، مگر اس کو بھی محبت کے اظہار کی خاطر خوب صورت بنا کے بھیجتے ہیں کہ جی یہ ان کے ہاں جائے گا تو وہ اس کو دیکھ کر خوش ہو جائیں گے۔ جس طرح آج دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

میں لوگ محبت کے اظہار کے لیے اپنے تحفے کو خوبصورت چیزوں میں لپیٹ کر بھیجتے ہیں، بالکل اسی طرح مومن بھی اللہ رب العزت کی محبت کی وجہ سے اپنے عملوں کو محبت میں لپیٹ کر اپنے اللہ کے حضور بھیج رہے ہوتے ہیں۔ وہ بھی اپنی نمازوں کی گفٹ پیکنگ کرتے ہیں کہ میری نماز بھی اللہ کے حضور پیش ہونی ہے۔ وہ بنا سنوار کے عمل کرتے ہیں اور پھر دل میں کہتے ہیں:

میری قسمت سے الٰہی! پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

وہ نیک عملوں کو بنا سنوار کر بھی کر رہے ہوتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لیے ہر وقت ڈر رہے ہوتے ہیں اور اللہ رب العزت سے ان کی قبولیت مانگتے رہتے ہیں۔

عشق والوں کی نمازیں:

پھر انسان نماز پڑھتا ہے تو اس کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے۔ یہی فرق ہے ایک عام بندے کی نماز میں اور اولیاء اللہ کی نماز میں۔ رکعتوں کے حساب سے تو دونوں کی نماز ایک جیسی ہوتی ہے، ارکان کے حساب سے ایک جیسی، الفاظ بھی ایک جیسے، مگر اس نماز کی کیفیت میں فرق ہوتا ہے۔ جب اللہ والے نماز پڑھتے ہیں تو وہ دنیا سے کٹ چکے ہوتے ہیں۔ وہ اللہ رب العزت کی محبت میں ڈوب کر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی کیفیت کیسی ہوتی ہے؟

⊙ ...... حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے ایک مرتبہ حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا...... اس وقت اٹھتی جوانی تھی، ابھی پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ فرمانے لگے:

"اشرف علی! جب میں سجدہ کرتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اللہ رب العزت نے میرے رخسار کا بوسہ لے لیا ہو۔" سبحان اللہ!

⊙......حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ لمبا سجدہ کرتے تھے۔ایک مرتبہ ایک شاگرد نے پوچھ لیا: حضرت! آپ اتنا لمبا سجدہ کرتے ہیں؟ فرمایا:

''جب میں سجدہ کرتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میں نے اللہ رب العزت کے قدموں میں سر رکھ دیا ہے،اب میرا سر اٹھانے کو جی نہیں چاہتا۔''اللہ اکبر!

کاش! ہمیں بھی کوئی ایسا سجدہ نصیب ہو جاتا۔......ان کی نمازیں ایسی ہوتی ہیں۔اور ایک ہم نمازیں پڑھتے ہیں،اجر و ثواب کی نیت سے۔تبھی تو کہنا پڑتا ہے نا،اشراق پڑھ لو،ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا،مگر اللہ والے ثواب کی وجہ سے نہیں پڑھ رہے ہوتے وہ تو ''سواد'' کی وجہ سے پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ان کو تو مزا بھی آرہا ہوتا ہے اور بندگی بھی ہو رہی ہوتی ہے۔سمجھے!......ان کی تو کیفیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے
ہم ثواب و عذاب کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے
عشق والے حساب کیا جانیں

عشق والوں کو کیا پتہ کہ حساب و کتاب کیا ہوتا ہے؟ وہ تو اللہ کی محبت میں سجدے کر رہے ہوتے ہیں۔

⊙......حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے ایک عجیب بات کہی،فرمایا کہ اگر قیامت کے دن اللہ رب العزت کی میرے اوپر مہربانی ہوگئی تو میں یوں عرض کر دوں گا:

''اللہ! نہ حور چاہیے، نہ قصور چاہیے، مجھے تو آپ کے عرش کے نیچے مصلّے کی جگہ چاہیے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنا مزا آتا ہوگا!

⊙......شیخ عبدالواحد کے ایک مرید بات کر رہے تھے کہ جنت میں نماز نہیں ہوگی۔ یہ سن کر حضرت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پوچھا: حضرت! آپ رو کیوں رہے ہیں؟ فرمانے لگے: کیا جنت میں نماز نہیں ہوگی؟ اس نے کہا: حضرت! جنت میں تو نماز نہیں ہوگی۔ فرمانے لگے:

''اگر جنت میں نماز نہیں ہوگی تو جنت میں جانے کا مزا ہی کیا آئے گا؟''

اللہ والوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ ان کے عمل ایسے ہوتے ہیں۔

شب زندہ دار لوگ:

لہٰذا رات کے آخری پہر میں وہ اس محبت کو نبھانے کے لیے اپنے اللہ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ کتنے ہی تھکے ہوئے کیوں نہ ہوں، رات کے آخری پہر میں ان کے بستر ان کو اچھال دیتے ہیں۔

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝﴾ (السجدہ: ۱۶)

''ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں''

وہ رات کے اس وقت میں سو نہیں سکتے۔

اٹھ فریدا ستیا تے جھاڑو دے مسیت
توں ستا تیرا رب جاگدا تیری ڈاہڈے نال پریت

اس وقت بڑے سے نظریں لگی ہوتی ہیں، اس لیے اس وقت میں ان کو نیند نہیں آتی۔ وہ اس وقت میں اللہ سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں، اس لیے کہنے

www.besturdubooks.wordpress.com

والے نے کہا:۔

مجھ کو نہ اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں
تاروں سے پوچھ لو میری رودادِ زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

وہ لوگ شب زندہ دار ہوتے ہیں۔

رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ وَ فُرْسَانٌ بِالنَّهَار

''رات کے راھب اور دن کے مجاہد۔''

علما نے اس کی ایک وجہ یہ لکھی ہے کہ عبادت، مبتدی کے حق میں دوا کی مانند ہے اور منتہی کے حق میں غذا کی مانند ہے۔ بچوں اور عورتوں کو دیکھو۔ ان کے لیے دوا پینا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ کھانسی کا شربت پینے کے لیے بچے منہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں، جی! پیا نہیں جاتا۔ ان کو گولیاں کھانی پڑیں تو کہتے ہیں، جی! ہم سے نہیں کھائی جاتیں۔ اور اگر ان سے کہو کہ یہ آئس کریم کھاؤ، تو وہ کہیں گے ایک اور بھی لاؤ۔ یعنی دوا کھانی مشکل اور غذا کھانی آسان۔

اگر ایک ماں سارا دن کام کر کے تھکی ہوئی ہے اور عشاء کی نماز پڑھ کے کہتی ہے: اب مجھے کوئی بھی نہ جگائے، نہ کوئی ڈسٹرب کرے، میں تو سو رہی ہوں، بہت زیادہ تھک گئی ہوں، اور وہ سو جائے۔ ابھی اسے سوئے ہوئے دس منٹ ہو گزرے ہوں کہ اتنے میں اس کا ایک جوان بیٹا جو پردیس میں گیا ہوا تھا، وہ اچانک گھر آ جائے تو جیسے ہی وہ اس کی آواز سنتی ہے، ماں اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے۔ اب اس کو پیار بھی کر رہی ہے، اس کے پاس بھی بیٹھی ہوتی ہے، باتیں کر رہی ہے، ہشاش بشاش نظر آ رہی ہے۔ اب بیٹی پوچھتی ہے: امی! آپ تو کہہ رہیں تھیں کہ میں تھکی ہوئی ہوں، مجھے کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ جگائے، اب آپ کی نیند کا کیا بنا؟ کہنے لگی: بیٹی! یہ میرا بیٹا آیا ہے، بس اس کی آواز سن کر میری تو نیند ہی غائب ہوگئی۔

جس طرح بیٹے سے گفتگو کر کے ماں کی نیند غائب ہو جاتی ہے اسی طرح رات کو اللہ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کر کے بندے کی نیند غائب ہو جاتی ہے، ان کو نیند نہیں ستاتی، بلکہ انہیں تو وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ یہی وجہ تھی کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا ؓ نے ایک مرتبہ دو رکعت کی نیت باندھی، سردی کی لمبی رات تھی۔ جب سلام پھیر کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو دیکھا کہ تہجد کا وقت ختم ہو کر صبح صادق کا وقت قریب ہو رہا ہے۔ اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دعا مانگی: اللہ! میں نے تو دو رکعت کی نیت باندھی تھی، تیری راتیں بھی کتنی چھوٹی ہیں کہ میری دو رکعت میں ہی تیری رات ختم ہوگئی۔ ان کو تو راتوں کے چھوٹے ہونے کا شکوہ ہوا کرتا تھا۔ کس لیے؟ اس لیے کہ ان کو اللہ رب العزت سے محبت تھی۔ ان کے دلوں میں اللہ رب العزت کا دھیان رہتا تھا۔ اس لیے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے:

''اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ۔''

ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم:

حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے، ان کو ایک نوجوان ملا۔ اس نے کہا: حضرت! سنائیے، کیا حال ہے؟ حضرت کی انہی دنوں پنشن ہوئی تھی، ملازمت سے چھٹی ہوئی تھی۔ حضرت نے شعر میں جواب دیا۔ فرمایا: ؎

پینشن ہو گئی ہے ، کیا بات ہے اپنی
اب دن بھی ہے اپنا اور رات بھی ہے اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

اب اور ہی کچھ ہے مرے دن رات کا عالم
ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم

اس کو کہتے ہیں توجہ الی اللہ، انابت الی اللہ، رجوع الی اللہ۔ اس کا دوسرا نام ہے ذکر اللہ۔ اور یہی کیفیت ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ ہر وقت ہی اللہ رب العزت کی ذات کا استحضار نصیب ہو جائے۔ پھر عبادت کا کچھ اور مزا ہوگا اور اعمال کی کیفیت کچھ اور ہوگی۔

اللہ سے اللہ کو مانگ لیجیے:

اس دور میں اللہ سے:

......مال مانگنے والے بڑے

......کاروبار مانگنے والے بڑے

......گھر بار مانگنے والے بڑے

......خوبصورت بیوی مانگنے والے بڑے

......اونچے عہدے مانگنے والے بڑے

لیکن آج کے دور میں اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ لہٰذا ہم اپنی دعاؤں میں اللہ رب العزت سے اللہ کو مانگا کریں۔ ہمیں اس بات کی تعلیم بھی دی گئی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْكَ

''اے اللہ! میں آپ سے آپ ہی کو چاہتا ہوں''

آپ کی محبت چاہتا ہوں، آپ کی رضا چاہتا ہوں، آپ کی لقا چاہتا ہوں۔ یہ اللہ کی محبت بھی بڑی چیز ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

یہ کیفیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ بندے کے اعمال کے اندر چاشنی آجاتی ہے۔ پھر زندگی کے اندر ایک جذبہ اور سوز پیدا ہوجاتا ہے۔ پھر انسان عبادت کرتے ہوئے تھکتا نہیں، اپنے مولیٰ کو یاد اسے تھکاتی نہیں، بلکہ مولیٰ کی یاد تو اسے سکون دیتی ہے۔ اسے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے ہم بھی اللہ رب العزت کے ساتھ شدت کے ساتھ محبت کریں۔ ایسی محبت کہ جب اذان کی آواز سن لیں تو پھر نماز پڑھے بغیر چین نہ آئے۔ ایسی محبت ہو کہ ہم ایک نماز پڑھیں تو ہمیں دوسری نماز کا انتظار شروع ہوجائے۔

ملاقات کے لیے نفلوں کا بہانہ:

میرے دوستو! اللہ والے اللہ تعالیٰ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ پانچ نمازوں سے ان کی محبت کا جذبہ ٹھنڈا ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے نفلوں کا بہانہ بناتے ہیں۔ چنانچہ پانچ نمازیں پڑھنے کے علاوہ وہ اشراق بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں، چاشت کی نماز بھی پڑھتے نظر آتے ہیں، اوّابین کے نفلوں میں بھی اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو رہے ہوتے ہیں اور پھر تہجد کا وقت تو ان کا خاص وقت ہوتا ہے، وہ اس وقت میں بھی اپنی جبین نیاز اپنے پروردگار کے سامنے جھکا رہے ہوتے ہیں۔ انہیں اپنا ہر وقت اللہ رب العزت کی یاد میں گزارنے میں مزا آتا ہے۔

ملنے والوں سے راہ پیدا کرنا:

اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت کیسے پیدا ہوگی؟ محبت والوں کے پاس بیٹھ کر پیدا ہوگی۔ جو لوگ کمپیوٹر کا بزنس کرتے ہیں، اگر کوئی بندہ چند دن ان کی صحبت میں بیٹھ

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے تو اس کا دل کمپیوٹر کا بزنس کرنے کو چاہے گا۔ اگر کپڑے کا کاروبار کرنے والوں کے پاس بیٹھ جائے تو کپڑے کا کاروبار کرنے کو دل چاہے گا۔ اسی طرح جو اللہ سے محبت کرنے والوں کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہے اس کا دل بھی اللہ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ پوچھا کرتے تھے:

- کپڑا کس سے ملتا ہے؟...... کپڑے والوں سے
- سبزی کس سے ملتی ہے؟...... سبزی والوں سے
- برف کس سے ملتی ہے؟...... برف والوں سے
- دودھ کن سے ملتا ہے؟...... دودھ والوں سے

پھر پوچھتے:

- اللہ کن سے ملتا ہے؟...... اللہ والوں سے

ان کی صحبت میں بیٹھنے سے اللہ ملتا ہے۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

خانقاہیں...... یا...... عشق کی دکانیں:

ایک مرتبہ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: مولانا! کیا تم نے کبھی عشق کی دکانیں دیکھی ہیں؟ مولانا پہلے تو سوچتے رہے۔ پھر کہنے لگے: حضرت! میں نے عشق کی دکانیں دیکھی ہیں۔ انہوں نے پوچھا کون سی؟ کہنے لگے: ایک تو شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ کی۔ وہ نقشبندی سلسلہ کے بزرگ تھے۔ اور ایک شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ وہ بھی نقشبندی سلسلہ کے بزرگ تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ والوں کی جگہیں عشقِ الٰہی کی دکانیں ہوتی ہیں۔ غم زدہ لوگ ان اللہ والوں کی خدمت میں آتے ہیں اور عشقِ الٰہی کی پڑیا لے کر چلے جاتے ہیں اور ان کے دلوں کو سکون مل جاتا ہے۔

کائنات کی تمام لذتوں کا کیپسول:

یہ عشق کی پڑیا بھی عجیب چیز ہے۔ اللہ کا نام کائنات کی تمام لذتوں کا کیپسول ہے۔ جیسے بندہ کیپسول کھاتا ہے تو شفا مل جاتی ہے اسی طرح اللہ کا نام لینے سے بھی بندے کو روحانی شفا مل جاتی ہے۔ بس جو بندہ یہ کھانا سمجھ گیا اس کو سب لذتیں نصیب ہو گئیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نام لینے میں مزا آتا ہے، کیونکہ اللہ کے نام کا اپنا مزا ہوتا ہے۔

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
عاشقوں کا مینا اور جام ہے

ان کو یوں مزا آتا ہے۔

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ہست نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

جب میں اللہ اللہ کا نام لیتا ہوں تو میرے اس ''من'' میں یوں مٹھاس آجاتی ہے جیسے دودھ کے اندر چینی کے مل جانے سے دودھ میں مٹھاس آجایا کرتی ہے۔

محبتِ الٰہی کے حصول کے لیے ایک مقبول دعا:

محبت الٰہی کی اس نعمت کو اللہ کے محبوب ﷺ نے بھی اللہ سے مانگا۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُّبَلِّغُنَا اِلٰى حُبِّكَ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور جو آپ سے محبت کرنے والے ہیں، میں ان سے بھی محبت کا سوال کرتا ہوں اور جو اعمال آپ کی محبت تک پہنچانے والے ہوں، میں ان کی بھی محبت کا سوال کرتا ہوں۔''

اللہ کی بھی محبت مانگی، اللہ والوں کی بھی محبت مانگی اور ایسے اعمال کی بھی محبت مانگی جو اللہ تعالیٰ کی محبت تک پہنچانے والے ہوں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنی ذات سے سچی پکی محبت کرنے والا بنا دے۔ (آمین ثم آمین)

وَ آخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝﴾

حفظِ قرآن کا شوق

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامعہ عائشہ جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اس امت میں سب سے پہلی حافظ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ تھیں۔ان کے بعد حفصہ ؓ بنت خطاب (حضرت عمرؓ کی بہن) تھیں جو قرآن مجید کی حافظ تھیں ۔اس طرح بچیوں میں حفظ قرآن کا سلسلہ چلتا رہا۔حتیٰ کہ بہت ساری صحابیات قرآن مجید کی حافظات بھی تھیں ۔پھر یہ سلسلہ تابعین میں چلا۔ پھر تبع تابعین میں چلا۔ہر دور اور ہر زمانے میں ہزاروں بچیاں ایسی تھیں جنہوں نے حفظِ قرآن والی نعمت کو اپنے سینوں میں سمویا۔یہ سلسلہ آج تک موجود ہے۔اور ان شاء اللہ قیامت تک اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کے دلوں میں قرآن مجید کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ان کے دل میں شوق اٹھتا ہے کہ میں قرآن مجید حفظ کروں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

حفظِ قرآن کا شوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ٥﴾ (الحجر: ٩)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

عظمتِ قرآن:

قرآن، عظیم الشان
اللہ رب العزت کا پیغام
انسانیت کے نام
یہ کتابِ ہدایت ہے، جسے اللہ رب العزت نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے بھیجا ہے۔ یہ دستورِ حیات ہے، منشورِ حیات ہے، ضابطہء حیات ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لیے آبِ حیات ہے۔

قرآن مجید کو دیکھنا بھی عبادت،
پڑھنا بھی عبادت،
پڑھانا بھی عبادت،
سمجھنا بھی عبادت،
سمجھانا بھی عبادت، اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اس پر عمل کرنا دنیا کی سب سے بڑی عبادت ہے۔

جب کسی چیز کو کسی بڑے کے ساتھ نسبت ہو تو اس چیز کی عزت بڑھ جاتی ہے۔ دو اینٹیں ایک ہی بھٹے سے خرید کر لائی گئیں۔ ایک کو بیت الخلا میں لگا دیا گیا اور دوسری کو مسجد میں لگا دیا گیا۔ جو اینٹ بیت الخلا کے اندر لگی اس پر انسان ننگا پاؤں بھی رکھنا پسند نہیں کرتا اور جو اینٹ مسجد میں لگی اس پر انسان سجدہ کر کے اپنا ماتھا ٹیکتا پھرتا ہے۔ اس اینٹ کی شان کیسے بڑھی؟ کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے گھر سے نسبت ہوگئی۔ اسی طرح کتاب کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہے کہ وہ اللہ رب العزت کا کلام ہے اس لیے اس کی تو بہت اونچی شان ہے۔

شفاعتِ قرآن:

جس دل میں قرآن مجید کی محبت ہوگی قیامت کے دن یہ قرآن مجید اس کی شفاعت کرے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن قرآن مجید کو ایک بہت ہی خوبصورت نوجوان کی شکل میں پیش کیا جائے گا اور جب کوئی قرآن مجید سے محبت کرنے والا حساب کے لیے کھڑا ہوگا تو قرآن مجید اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرے گا: اے پروردگار عالم! یہ بندہ مجھ سے محبت کرتا تھا، اب آپ یا تو اسے معاف فرما دیجیے، ورنہ مجھے اپنے کلام سے نکال دیجیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو قبول کر کے اس بندے کو جہنم سے آزاد فرما دیں گے۔

شفاعتِ حافظِ قرآن:

قیامت کے دن ایک حافظ قرآن کو دس ایسے بندوں کی شفاعت کا حکم دیا جائے گا، جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کن لوگوں کی شفاعت کرے گا؟ علما نے لکھا ہے کہ جب بھی کوئی بچہ یا بچی حفظِ قرآن کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ارادہ کرتے ہیں تو ان کے قریب کے لوگوں کی دو جماعتیں بن جاتی ہیں۔

⊙......ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کو منع کرتے ہیں۔ وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حافظ بن کر کیا کرو گے؟ لڑکیوں کو کہتے ہیں: تم حافظہ بن کر کیا کرو گی؟ تم بھول جاؤ گی، یاد رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح اس کو منع کرتے ہیں کہ یہ حافظہ نہ بنے۔ بلکہ یہ مشورہ دیتے ہیں کہ تم سکول یا کالج میں پڑھ لیتی تو اچھا ہوتا۔ ایسے لوگ اپنے قریبی رشتہ دار بھی ہو سکتے ہیں اور دوست بھی ہو سکتے ہیں۔

⊙......کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اس بچی کی ہمت بندھاتے ہیں۔ اس کی مارل سپورٹ کرتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا کام ہے۔ تم قرآن مجید کی حافظہ بن جاؤ گی، تمہیں اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملے گا، اور نیکی کی توفیق ملے گی۔

⊙......محدثین نے یہ بات لکھی ہے کہ قرآن مجید کے حافظ کو جب قیامت کے دن دس بندوں کی شفاعت کی اجازت ملے گی، تو جن لوگوں نے حفظ قرآن کرنے میں اس کی مخالفت کی ہوگی وہ تمام لوگ اپنے آپ کو شفاعت کے حق سے محروم کر بیٹھیں گے۔ شفاعت کی یہ اجازت ان کے حق میں ہوگی، جو دنیا میں اس کی حوصلہ افزائی کر کے اس کی سپورٹ کرتے تھے۔ اور خوشی کا اظہار کرتے تھے، ماں باپ خوش ہو کر مدرسے میں بچے کو ڈالتے ہیں اور بہن بھائی بھی خوش ہوتے ہیں، جتنے لوگ بھی اس پر خوشی کا اظہار کریں گے ان میں سے وہ دس بندے جو جہنم میں جا چکے ہوں گے، وہ اس حافظ قرآن کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم سے نکال کر جنت عطا فرما دیں گے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست:

قرآن مجید کا حفظ کر لینا بہت ہی خوشی کی بات ہے۔ یہ سعادت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کو نصیب فرما دیتا ہے۔ وہ خوش نصیب بچیاں جنہوں نے قرآن مجید حفظ کر لیا ان کے والدین بھی مبارک باد کے لائق ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کی معلمات بھی مبارک باد کے لائق ہیں، وہ بچیاں خود بھی مبارک باد کے لائق ہیں اوران کی جو قریبی رشتہ دار مستورات آتی ہیں وہ بھی مبارک باد کے لائق ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا کرم ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

"یہ سعادت زورِ بازو سے حاصل نہیں ہوتی، یہ تب ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں"

کتنے لوگ ایسے ہیں جو بڑے ذہین ہیں لیکن قرآن پاک کے حافظ نہیں بن سکتے۔ اور کتنے لوگ ایسے ہیں جو اتنے ذہین تو نہیں ہوتے مگر محنت اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ قرآن مجید کے حافظ بن جاتے ہیں۔ یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ انسان کا وقت اللہ تعالیٰ کے کلام کے پڑھنے میں گزرے اور اس کا ایک ایک لمحہ نیکی میں گزرے۔

مستورات میں حفظِ قرآن کا ذوق:

اس امت میں سب سے پہلی حافظہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن) تھیں جو قرآن مجید کی حافظہ تھیں۔ اس طرح بچیوں میں حفظ قرآن کا سلسلہ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ بہت ساری صحابیات قرآن مجید کی حافظات بھی تھیں۔ پھر یہ سلسلہ تابعین میں چلا۔ پھر تبع تابعین میں چلا۔ ہر دور اور ہر زمانے میں ہزاروں بچیاں ایسی تھیں جنہوں نے حفظِ قرآن والی نعمت کو اپنے سینوں میں سمویا۔ یہ سلسلہ آج تک موجود ہے۔ اور ان شاء اللہ قیامت تک اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کے دلوں میں قرآن مجید کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ ان کے دل میں شوق اٹھتا ہے کہ میں قرآن مجید حفظ کروں۔ لہٰذا وہ سب محنت کرتے ہیں تو وہ قرآن مجید کے حافظ بن جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پانچ سال کی عمر میں حفظِ قرآن:

ہارون الرشید کے دربار میں ایک بچے کو پیش کیا گیا۔ اس بچے کو اس کے باپ نے کہا: بیٹا! قرآن مجید سناؤ! وہ بچہ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ اپنے والد سے جھگڑ کر کہنے لگا: ابو! آپ پہلے میرے ساتھ وعدہ کریں کہ مجھے گڑ لے کر دیں گے تا کہ میں کھا سکوں ...... چونکہ اس زمانے کہ کینڈیز اور ٹافیاں گڑ کی ڈلی ہی ہوتی تھی اس لیے اس نے اس کا مطالبہ کیا...... اس کے والد نے اسے کہا: ہاں! بیٹا! میں تجھے گڑ کی ڈلی لے کر دوں گا۔ یہ بات سن کر اس بچے نے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ ہارون الرشید نے اس سے پانچ جگہوں سے سنا اور اس نے پانچوں جگہ سے ٹھیک قرآن پاک سنا دیا۔ جب اس کی عمر پوچھی گئی تو پتہ چلا کہ اس بچے کی عمر پورے پانچ سال تھی۔ دیکھو! یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم اور کتنا احسان ہے کہ پانچ سال کا بچہ قرآن مجید کا حافظ بن گیا۔!!

نوے سال کی عمر میں حفظِ قرآن:

ہمارے ایک قریبی بزرگ ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا۔ انہوں نے تکمیل کے موقع پر اس عاجز کو حکم دیا کہ آپ نے آ کر ہمیں دستار بندی کروانی ہے۔ یہ عاجز دستار بندی کے لیے کراچی حاضر ہوا۔ جب ان کی دستار بندی ہو رہی تھی تو مجھے ان کے جسم پر ایک بال بھی کالا نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب پتہ کیا تو ان کی عمر نوے سال کے قریب ہو چکی تھی۔

اس امت میں پانچ سال کا بچہ بھی حافظ بنا اور نوے سال کا بوڑھا بھی قرآن پاک کا حافظ بنا۔ ان دونوں کے درمیان کی عمر میں تو لاکھوں انسان حافظ بنے۔ رہ گئی بات وقت کی، تو عام طور پر بچے بچیاں دو سے تین سال کے درمیان حفظِ قرآن مکمل

www.besturdubooks.wordpress.com

کر لیتے ہیں۔ اگر ہمت سے کام لیں تو دو سال لگتے ہیں اور زیادہ محنت کریں تو ڈیڑھ سال میں، بلکہ ایک سال میں بھی حافظہ بن سکتی ہیں۔ اور کچھ ایسی بچیاں بھی ہوتی ہیں، جو ایک سال سے پہلے بھی قرآن مجید حفظ کر لیتی ہیں۔

سات مہینوں میں حفظِ قرآن:

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ہمارے جامعہ کی ایک بچی تھی۔ اس نے سات مہینے میں قرآن مجید کو مکمل یاد کیا تھا۔

سات ماہ سے کم کی بھی مثالیں ملتی ہیں، مثلاً:

ایک ماہ میں حفظِ قرآن:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کے بانی تھے۔ وہ ایک مرتبہ حج کے سفر پر تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں بحری جہازوں کے ذریعے سفر ہوتا تھا۔ اور راستے میں کئی کئی مہینے لگ جاتے تھے۔ چنانچہ لوگ رمضان المبارک سے پہلے ہی حج کا سفر شروع کر دیتے تھے۔ تاکہ وقت سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ جائیں۔ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔

جب درمیان میں رمضان شریف کا مہینہ آیا تو ان کو پتہ چلا کہ میرے گروپ میں کوئی بھی قرآن مجید کا حافظ نہیں ہے۔ بڑے بڑے عالم تو تھے، وہ نماز بھی پڑھا سکتے تھے، مگر ان میں حافظ کوئی نہیں تھا جو انہیں تراویح میں پورا قرآن مجید سناتا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ مجھے تو اچھا نہیں لگتا کہ علما کی اتنی بڑی جماعت ہو اور وہ آخری سورتوں سے تراویح پڑھیں۔ لہٰذا وہ روزانہ دن کے وقت ایک پارہ یاد کر لیتے اور رات کو تراویح کے اندر سنا دیتے۔ اُدھر رمضان المبارک مکمل ہوا اور اِدھر ان کا قرآن مجید کا حفظ مکمل ہو گیا۔ یہ ایک مہینے میں قرآن مجید حفظ کرنے کی مثال ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تین دنوں میں حفظِ قرآن:

اس سے کم کی بھی مثالیں ملتی ہیں...... ہشام بن کلبی ایک عالم تھے۔ایک مرتبہ وہ کچھ علما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ان علمانے آپس میں گفتگو کی کہ فلاں عالم ہے، فلاں حافظ ہے اور فلاں عالم بھی ہے حافظ بھی ہے۔ جب ان کا نام آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ عالم تو بہت بڑے ہیں، مگر یہ حافظ نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بس اسی وقت سے میرے دل میں ایک بات آئی۔اس کے بعد میں نے قرآن مجید منگوایا اور اس کو یاد کرنا شروع کر دیا۔فرماتے ہیں کہ تین دن مکمل ہونے تک میں نے پورے قرآن مجید کو یاد کر لیا۔لوگ ان کا ٹمیسٹ لیا کرتے تھے اور وہ اس کا ٹمیسٹ دے دیا کرتے تھے۔

عشقِ قرآن سے لبریز خاتون کا تعجب:

کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو قرآن مجید بہت اچھا یاد ہوتا ہے۔تین چار سال پہلے کی بات ہے، ایک خاتون نے ہمارے ساتھ حج کیا۔اس کو قرآن پاک ایسے یاد تھا جیسے لوگوں کو سورت فاتحہ یاد ہوتی ہے۔ جہاں سے قرآن مجید پڑھ دیتے، وہ وہیں سے آگے پڑھنا شروع کر دیتی۔اس کو تھوڑی سی دیر کے لیے بھی الجھن نہیں ہوتی تھی۔وہ اس بات پر حیران ہوتی تھی کہ لوگ قرآن پاک کو کیسے بھول جاتے ہیں یا ان کو اشکال لگ جاتا ہے!اس کو قرآن پاک اس طرح یاد تھا۔

حفظِ قرآن میں اتنی پختگی!!

ایک مرتبہ ہم نے اپنے حضرت کے ساتھ رمضان المبارک کے کچھ دن مری میں گزارے۔ایک مرتبہ شبینہ تھا، ہم بھی وہاں گئے۔امام صاحب نے کہا: حضرت! یہاں پر ملک کے دور و نزدیک سے مہمان آ کر رمضان شریف گزارتے ہیں۔وہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

پتہ چلا کہ اس مصلے پر چھتیس سال سے تراویح پڑھائی جا رہی تھی اور ایک مرتبہ بھی کسی قاری کو کوئی متشابہ نہ لگا اور کسی کو لقمہ دینے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ چھتیس سال تک قرآن سنانے والے جتنے بھی قرّا آئے، ان کو اتنا قرآن پاک یاد تھا کہ کسی ایک کی بھی غلطی نہ نکلی۔ تو ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ یوں قرآن مجید یاد کروا دیتے ہیں جیسے اسکرین پر بیٹھے وہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں۔ ایسی ان کی کیفیت ہوتی ہے۔

قرآن مجید کا کمپیوٹر:

ایک مرتبہ کراچی میں ایک تقریبِ نکاح میں ہم حاضر ہوئے۔ نکاح کے بعد ایک عالم سے ملاقات ہوئی۔ ہمارے دوستوں نے اس کا تعارف کروایا کہ جی یہ قرآن مجید کا کمپیوٹر ہے۔ یہ سن کر اول تو میں نے دل میں سوچا کہ پتا نہیں، کیوں ان کے بارے میں ایسا لفظ کہا گیا کہ یہ قرآن مجید کے کمپیوٹر ہیں۔ بس یہی کہہ دیتے کہ اچھے قاری ہیں، اچھے حافظ ہیں ...... اتنے میں دس بارہ حافظ وہاں اکٹھے ہو گئے۔ وہاں پتہ چلا کہ ان کو قرآن مجید کا کمپیوٹر کیوں کہا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ان سے سوال پوچھا: حضرت! فَتَكُوْنَ کا لفظ قرآن مجید میں کہاں کہاں آیا ہے؟ فَتَكُوْنَ کا لفظ سنتے ہی انہوں نے فوراً کہنا شروع کر دیا کہ فلاں پارہ، فلاں رکوع، اور فلاں آیت نمبر میں ایک مرتبہ ہے، دوسری جگہ پر فلاں پارہ، فلاں رکوع، اور فلاں آیت نمبر میں یہ لفظ آیا ہے۔ پھر تیسری جگہ پر بھی بالکل ٹھیک ٹھیک نشاندہی کی۔ غرض، قرآن مجید میں فَتَكُوْنَ کا لفظ جہاں جہاں تھا، وہ اس کی نشان دہی بھی کرتے، پارہ، رکوع اور آیت نمبر بھی بتا دیتے اور اسی وقت یہ بھی بتا دیتے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ کہاں کہاں موجود ہے۔ ان کو دیکھ کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی۔ ہم نے بھی ان سے بڑے مشکل سوالات پوچھے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جتنے الفاظ پوچھے، انہوں نے ان سب الفاظ کا بالکل صحیح صحیح جواب دے دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ فقط قرآن مجید یاد ہی نہیں ہوتا بلکہ قرآن پاک کی اس آیت میں کون سا لفظ ہے، حافظ کو یہ بھی یاد رہ جاتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

(الحدید: ۲۱)

چند ماہ کی عمر میں سورت ملک حفظ کرنے والا بچہ:

ہماری ایک شاگردہ تھی۔ اس کی شادی ہوئی۔ اللہ نے اس کو بیٹا دیا۔ اس کے خاوند قاری صاحب تھے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے بیٹے کو لے کر آئے۔ کہنے لگے: حضرت! ہم نے اس کے لیے دعا بھی کروانی ہے اور اس بچے نے آپ کو اپنا سبق بھی سنانا ہے۔ دیکھنے میں وہ بچہ کافی کمزور اور چھوٹا سا لگ رہا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ بچہ کلمہ پڑھے گا یا پھر کوئی چھوٹی سی سورت پڑھے گا۔ یہی اس کا سبق ہوگا۔ لیکن جب میں نے اس سے کہا: پڑھو! تو اس کے والد صاحب نے کہا کہ اس کی امی نے کہا ہے کہ حضرت صاحب کو کھڑے ہو کر سنانا ہے۔ ہم نے کہا: ٹھیک ہے اس کو کھڑا کر دیں۔ وہ بچہ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ اپنے دونوں پاؤں پر خود کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ اس بچے کی عمر کتنی چھوٹی تھی کہ جو بچہ اپنی چاہت اور شوق سے کھڑا بھی نہیں ہو سکتا، اس قدر وہ چھوٹا بچہ تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کو بٹھائیں تاکہ یہ سبق سنائے۔ انہوں نے کہا: جی اس کی امی نے کہا ہے کہ یہ کھڑا ہو کر سبق سنائے گا۔ ہم نے کیا کیا؟ دو گول تکیے منگوائے اور دیوار کے ساتھ لگا دیے اور اس بچے کو درمیان میں کھڑا کر دیا کہ چلو تم درمیان میں کھڑے ہو کر تکیے سے ٹیک لگا لو اور پھر ہمیں سبق سناؤ۔ چنانچہ اس نے تکیے سے ٹیک لگائی اور اس کے بعد اس بچے نے اپنا

www.besturdubooks.wordpress.com

سبق پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے چھوٹے سے بچے نے (جو اپنے پاؤں پر کھڑا بھی نہیں ہوسکتا تھا) تَبَارَكَ الَّذِيْ سے پڑھنا شروع کیا اور پوری کی پوری سورت ملک اس نے زبانی سنا دی۔ میں اس بچے کو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ جو اتنا چھوٹا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اپنا وزن بھی نہیں اٹھا سکتا، لیکن اس بچے کو بھی اللہ تعالیٰ نے پوری سورت ملک یاد کرا دی۔

حفظ قرآن کا تعلق شوق اور لگن سے ہے۔ بعض بچیاں محنت کرتی ہیں تو جلدی حافظہ بن جاتی ہیں۔ اور جو محنت نہیں کرتیں وہ کئی کئی سال تک لٹکی رہتی ہیں۔

شوق کے پروں سے حافظِ قرآن کی پرواز:

میرا چھوٹا بیٹا سیف اللہ جب حافظ بن رہا تھا تو اس کا معمول تھا کہ ایک صفحہ روزانہ سبق لیتا تھا اور تقریباً اٹھارہ سے بیس دن کے درمیان ایک پارہ مکمل کر لیتا تھا۔ ہم بھی سمجھتے کہ یہ مناسب سپیڈ ہے، چلو پڑھنے دینا چاہیے۔ لیکن جب آخری پانچ چھ پارے رہ گئے، ان دنوں ہمارا عمرہ پر جانے کا بھی پروگرام تھا۔ اس کو ہم نے کہا کہ آپ کوشش کریں کہ کسی طرح آپ کا قرآن مجید جلد مکمل ہو جائے۔ خیر! اس نے کوشش کر کے پاؤ پاؤ سبق لینا شروع کر دیا۔ اس طرح اس نے چار دنوں کے اندر ایک پارہ حفظ کرنا شروع کر دیا۔

جب عمرے پر جانے کا وقت تھا تو اس کو کسی نے یہ کہا: دیکھو! ابھی دو چار دن باقی ہیں اور آپ کے تین پارے رہتے ہیں۔ اگر آپ یہ یاد کر لیں تو عمرے کے موقع پر ہم احرام کی حالت میں مقامِ ابراہیم کے قریب بیٹھ کر آپ کے لیے دعا کریں گے۔ اس بچے کو یہ بات سمجھ آ گئی۔ چنانچہ اس نے ان تین پاروں کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ جب اس نے دو پارے مکمل یاد کر لیے اس دن ہمارا عمرے کا سفر تھا۔ ہم لوگ مکہ مکرمہ پہنچ

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے۔ اب ایک دن رہتا تھا۔ کیونکہ ہم نے اگلے دن عمرہ کرنا تھا۔ تو اس نے کہا: ابو جی! میں کوشش کروں گا کہ میں مکمل کر سکوں۔ چنانچہ وہ فجر کی نماز کے بعد بیٹھا اور اس نے ایک مرتبہ ایک پاؤ سنایا، پھر تھوڑی دیر بعد دوسرا پاؤ یاد کر کے سنایا، پھر تیسری مرتبہ بھی پاؤ سنایا اور بالآخر چوتھی مرتبہ بھی آخری پاؤ سنا دیا۔ ہم نے اس کا آخری سبق مقامِ ابراہیم کے پاس بیٹھ کر سنا اور پھر ہم نے اس بچے کے لیے دعائیں کیں۔

اس سے پتا چلا کہ اگر بچے اپنے شوق سے حفظ کرنا شروع کر دیں تو یہ ایک دن میں ایک سپارہ تک بھی مکمل یاد کر لیتے ہیں۔ وہی بچہ جو بیس دنوں میں ایک پارہ یاد کرتا تھا، جب اس کا اپنا شوق شامل ہو گیا تو اس بچے نے ایک دن میں ایک پارہ مکمل یاد کر کے سنا دیا۔ اس لیے بچیوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ کے اندر جتنا شوق ہوگا، جتنا جذبہ ہوگا، جتنی لگن ہوگی کہ جی میں قرآن مجید کی حافظہ بن جاؤں، میں جہنم کی آگ سے بچ جاؤں، میں قیامت کے دن اپنے ماں باپ کے سروں پر تاج رکھے جانے کا سبب بن جاؤں، تو اتنا ہی اللہ تعالیٰ آپ کے لیے قرآن مجید کو یاد کرنا آسان بنا دیں گے۔ اور اگر آپ قرآن مجید کو یاد کرنے میں سستی کریں گی تو پھر یاد رکھیں کہ دیر لگتی چلی جائے گی۔

شریعت کے احکام پر کاربند رہیے:

اس سلسلے میں ماں باپ کی بھی دعائیں لینی چاہییں۔ اور خاص طور پر یہ یاد رکھیں کہ کوئی بھی کام خلافِ شرع نہیں کرنا چاہیے۔ نہ جھوٹ بولیں اور نہ ہی کوئی اور ایسا کام کریں۔ اس لیے کہ انسان جو بھی گناہ کرتا ہے وہ گناہ حفظ کے راستے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں ان بچیوں کو جنہوں نے حفظ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی مقبول بندیوں میں شامل فرمالے اور قیامت کے دن ان کے سروں پر عزتوں کے تاج سجا دے۔ اللہ تعالیٰ ان بچیوں کو ساری زندگی یہ نسبت سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ﴾ (الزمر:۳)

اخلاصِ نیت

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جب نیت میں اخلاص ہوتا ہے تو پھر عمل قبول بھی ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے کا فیض بھی جاری فرما دیتے ہیں۔ دیکھیں! آج مدارس تو بہت بنتے ہیں، مگر سب مدارس کا فیض تو آگے نہیں چلتا۔ ہم نے دیکھا کہ محل نما عمارتیں بنی ہوتی ہیں، لیکن اجڑی اجڑی نظر آتی ہیں۔ ایک عمارت کسی نے مدرسے کی نیت سے بنائی اور آج وہاں پر انگریزی سکول چل رہا ہے۔ ہر ادارے کو قبولیت نہیں ملتی۔ کیوں؟ اخلاصِ نیت کی کمی کی وجہ سے فرق آجاتا ہے۔ اگر تو اہتمام کرنے والے کے دل کے اندر غم ہو تو ادارہ قبول ہو جاتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاصِ نیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ﴾ (الزمر:۳)
وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى مَقَامٍ آخَر
﴿ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْن ﴾ (البينة: ۵)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مومن کی نیت کا مقام:

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''

ایک دوسری حدیث پاک میں فرمایا:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ

''مومن کی نیت اس کے عمل سے بھی زیادہ اچھی ہوتی ہے''

طالب علم کو یہ بات سمجھنے میں ذرا مشکل پیش آتی ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ نیت عمل سے زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ علما نے اس کی کئی وجوہات لکھی ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ...... سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ نیت کرنے سے مومن کو اجر ملتا ہے اور اس کی نیکی لکھی جاتی ہے۔ بھلے بعد میں اس کے عمل میں ریا نکلے، یا کسی وجہ سے اس کا عمل قبول نہ ہو۔ لیکن نیت کے کرنے سے اسی وقت اس کے نامہء اعمال میں نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

⊙ ...... دوسری وجہ یہ ہے کہ نیت کے اندر دوام ہوتا ہے اور عمل کے اندر دوام نہیں ہوتا۔ کوئی بھی عمل کریں، وہ محدود ہوگا، لیکن نیت کی کوئی حد نہیں۔ مثال کے طور پر ایک آدمی یہ نیت کر سکتا ہے کہ جب تک میری زندگی ہے تہجد کی نماز پڑھوں گا۔ اگر اس کی زندگی سو سال ہو تو یہ نیت سو سال تک کی ہوگی اور اگر اس سے بھی زیادہ ہے تو اس میں نیت بھی زیادہ مدت تک محیط ہو جائے گی۔ اس دوام کی وجہ سے نیت عمل سے افضل ہو جاتی ہے۔

⊙ ...... یہاں ایک نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے...... انسان جو بھی اعمال کرتا ہے وہ محدود ہوتے ہیں، لیکن اس کو اس کے بدلے میں جو جنت ملے گی اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اسی طرح انسان جتنے بھی گناہ کرتا ہے وہ محدود ہوتے ہیں لیکن جہنم کا عذاب ہمیشہ ہمیشہ ملتا رہے گا۔ یعنی کافر نے کفر تو محدود عمر کے لیے کیا، مگر ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب ملے گا۔

علما نے اس کی یہی وجہ بتائی کہ اگرچہ مومن محدود عمل کرتا ہے مگر اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ جب تک میری زندگی ہے میں اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کروں گا، اس لیے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہے گا۔ اور کافر کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں نے اللہ کو نہیں ماننا، یا پھر اس کے ساتھ کسی کو شریک بنا دیا۔ اس نیت کی وجہ سے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔

⊙ ...... اس کی تیسری وجہ یہ ہے کہ نیت قلب کا عمل ہے۔ اس قلب کو پورے جسم میں

www.besturdubooks.wordpress.com

فضیلت کا مقام حاصل ہے کیونکہ وہاں پر انسان کو معرفت حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا قلب کا عمل باقی تمام جسم کے اعضا کے عمل پر فضیلت رکھتا ہے اس لیے ہمیشہ اپنی نیتوں کو ٹٹولتے رہنا چاہیے۔ ان کی نگرانی کرتے رہنا چاہیے کہ ہم جو کام کر رہے ہیں، کیا واقعی وہ اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کر رہے ہیں یا اس میں کوئی اور مقصد بھی ہے؟

بھلائی کی نیت پر بخشش کا فیصلہ:

نیت کی خرابی کی وجہ سے پہاڑوں جیسے بڑے عمل قیامت کے دن ''هَبَآءً مَّنثُورًا'' بنادیے جائیں گے۔ اور وہ چھوٹے چھوٹے عمل جن کو انسان کر کے بھول جاتا ہے، نیت کے اخلاص کی وجہ سے قیامت کے دن انسان کی بخشش کا سبب بن جائیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بندہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اس کے حق لینے والے بہت ہوں گے۔ جب ان کو ان کا حق دے دیا جائے گا تو اس بندے کے سارے عمل ہی ختم ہو جائیں گے۔ دیکھنے والے یہ سمجھیں گے کہ یہ بندہ اب ضرور جہنم میں جائے گا مگر پروردگارِ عالم فرمائیں گے: اس کے نامہ اعمال کے سب اعمال اگرچہ لوگوں میں تقسیم ہو گئے لیکن یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اس بندے کی نیت سب کے لیے ہمیشہ کے لیے، بھلائی کی ہوتی تھی۔ اس بندے کی بھلائی کی یہ نیت مجھے اتنی پسند آئی کہ اس نیت پر، میں نے اس بندے کی بخشش فرما دی۔

حیران کر دینے والا نامہء اعمال:

ایک روایت میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ پیش کیا جائے گا۔ اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

گ ق ۔۔ ۔ ر ایسے ہی انکی زندگی تھی۔ پھر انہوں نے بتایا کہ میں اس وجہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اس کو نہیں ملا کرتیں۔

صدق دل کی علامت:

صدق دل کی علامت یہ ہے کہ جو انسان کے بس میں ہو وہ کر لے......ایک بندہ کہتا ہے کہ جی میں یہ چاہتا ہوں۔اب کیسے پتہ چلے کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے یا غلط......تو صدق دل کی یہ علامت لکھی گئی ہے کہ جتنا اس کے اختیار میں ہے، اگر وہ کر لے گا تو اللہ رب العزت اسے اس کا بھی اجر عطا فرمادے گا جو اس کے اختیار سے باہر ہوگا، اس لیے قیامت کے دن کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا کے اندر بڑے امیر گزرے ہوں گے، دنیا کے اندران کا شمار امراء میں ہوگا، مگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو فقرا میں شمار فرمائیں گے۔اور کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا میں نانِ شبینہ کو ترستے تھے، فاقوں میں زندگی گزارتے تھے، مگر قیامت کے دن قارون کے ساتھ ان کا حشر کر دیا جائے گا۔اس لیے کہ ان کے دل کی وہی نیت تھی جو قارون کے دل کی تھی۔یہ دل کی نیت پر منحصر ہے۔

اگر ہمارے دل میں یہ نیت ہوگی کہ ہم اللہ رب العزت کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کی محبت سے اپنے دل کو لبریز کرنا چاہتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ اسی نیت کو اللہ تعالیٰ قبول کر کے قیامت کے دن اپنے چاہنے والوں کی جماعت میں ہمیں بھی شامل فرمالے۔

مخلص بندے کی پہچان:

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: حضرت ہم اخلاص کے بارے میں بہت کچھ سنتے رہتے ہیں، آپ ہمیں کوئی مثال سے کر سمجھائیں کہ مخلص کون ہوتا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت نے ان کو ایک عجیب مثال سے بات سمجھائی۔ فرمایا: کیا تم نے کبھی بکریوں کے چرواہے کو دیکھا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ پوچھا: جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے ارد گرد بکریاں موجود ہوتی ہیں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کبھی اس کے دل میں یہ خیال گزرا ہے کہ میری اس عبادت پر بکریاں میری تعریف کریں گی؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمانے لگے کہ یہ مخلص بندے کی نشانی ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اس کے دل میں ذرا بھی توقع نہیں ہوتی کہ لوگ میری تعریفیں کریں۔ جیسے کسی کو بکریوں سے تعریف کی امید نہیں اسی طرح اس کے دل میں بھی لوگوں سے تعریف کی کوئی امید نہیں ہوتی ع

جس کا عمل ہو بے غرض، اس کی جزا کچھ اور ہے

ہیرا اور موتی دیکھنے میں کتنا چھوٹا ہوتا ہے مگر قیمت کے اعتبار سے کتنا زیادہ ہوتا ہے۔ جس عمل میں بھی اخلاص ہوگا وہ ہیرے اور موتی کی طرح ہوگا۔

مخلص بندے کے عمل کی عظمت:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا..... مکتوبات یا وعظ و نصیحت کی باتیں، قرآن و حدیث کی باتیں...... قلم ٹھیک نہیں چل رہا تھا۔ میں نے اسے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ذرا ٹھیک کیا۔ ناخن پر سیاہی لگ گئی۔ فرماتے ہیں: کہ میں لکھتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد مجھے قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ جب میں بیت الخلاء میں گیا تو ضرورت سے فارغ ہونے کے لیے بیٹھنے لگا تو اچانک میری نظر اس سیاہی پر پڑی۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ جس سیاہی کو میں اللہ رب العزت کے کلام اور نبی علیہ السلام کے فرمان کو لکھنے میں استعمال کرتا ہوں، اگر میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا، اور طہارت کے لیے پانی استعمال کیا تو یہ سیاہی دھل کر اس نجاست کے اندر شامل ہو جائے گی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ چیز مجھے ادب کے خلاف محسوس ہوئی، چنانچہ میں نے اپنے تقاضے کو دبایا اور بیت الخلا سے باہر آ گیا۔ پھر ایک پاک جگہ پر میں نے اس سیاہی کو دھولیا۔ جیسے ہی میں نے پاک جگہ پر سیاہی کو دھویا اسی وقت مجھے الہام ہوا:

''احمد سرہندی! تیرے اس عمل کی وجہ سے ہم نے جہنم کی آگ کو تیرے اوپر حرام کر دیا۔''

اب دیکھنے میں یہ عمل کتنا چھوٹا ہے! مگر چونکہ اخلاص تھا اس لیے مغفرت کا سبب بن گیا۔

تین چیزیں اللہ کے لیے خاص ہیں:

تین چیزیں اللہ رب العزت کے لیے خاص ہیں:

- ......پہلی چیز، رجوع۔ کوشش کی جائے کہ رجوع ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔ اس کو کہتے ہیں، انابت الی اللہ...... رجوع الی اللہ...... مُنِيبِينَ اِلَيَّ...... ثُمَّ اَنَابَ۔
- ......دوسری چیز، احتیاج۔ کہ ضرورت کے وقت انسان ہمیشہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔ خواہ کوئی بھی ضرورت ہو۔ حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اپنے پرودگار سے مانگے۔
- .....تیسری چیز، اعتماد۔ بھروسہ ہمیشہ اللہ رب العزت کی ذات پر رکھے۔ کوئی بھی کام کیا جائے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھا جائے۔

جس بندے کے یہ تین عمل ٹھیک ہو گئے اس کی زندگی شریعت وسنت کے مطابق بن جاتی ہے۔

قول وفعل کا تضاد:

آج کے دور میں تین باتوں میں قول اور فعل کا تضاد بہت عام ہو گیا ہے:۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱)......ہم کہتے ہیں کہ ہم اللہ رب العزت کے بندے ہیں، مگر کام آزاد لوگوں جیسے کرتے ہیں۔ زندگی ہی ایسے گزارتے ہیں جیسے ہم من مرضی کے مالک ہیں، بلکہ زبان سے کہہ بھی دیتے ہیں کہ ہم وہ کریں گے جو ہماری مرضی ہوگی۔ بھئی! جب کلمہ پڑھ لیا تو ہماری مرضی تو گئی۔ اب تو رب کی مرضی چلے گی، ہماری مرضی نہیں چلے گی۔ شریعت کے حکم کو ہی سب پر فضیلت حاصل ہے۔ دیکھیں! ایک ہوتا ہے خادم، ایک ہوتا ہے غلام اور ایک ہوتا ہے بندہ۔ خادم آزاد ہوتا ہے مگر کچھ وقت کے لیے اس کی خدمت پر مامور ہوتا ہے۔ غلام اس سے ذرا کم درجے کا ہوتا ہے، وہ خریدا ہوا ہوتا ہے۔ اور جس کو بندہ کہتے ہیں وہ غلام سے بھی کم درجے کا ہوتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اس کی مِلک ہیں، وہ ہمارا مالک ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو بندوں پر اختیار بہت زیادہ ہے بہ نسبت اس کے جو ایک بندے کو غلام پر ہوتا ہے۔ غلام سے کیا توقع کی جاتی ہے؟ کہ وہ اپنے آقا کی ہر بات مانے گا۔ کیا ہم بھی اپنے پروردگارِ حقیقی کی بات اس طرح مانتے ہیں؟......ہم زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں لیکن کام آزاد لوگوں والے کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی کوتاہی نظر ہی نہیں آتیں۔ باقی سب لوگوں کے اندر عیب نظر آتے ہیں۔ اسی لیے کسی عارف نے کہا:

"اے دوست! تم لوگوں کے عیب اس طرح نہ دیکھو کہ جیسے تم لوگوں کے آقا ہو، بلکہ اس طرح سے دیکھو کہ جیسے تم بھی کسی کے غلام ہو۔"

(۲)......ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہمارا رازق (رزق دینے والا) ہے، لیکن دلوں کو اطمینان اس وقت تک نہیں آتا جب تک کہ سب کچھ اپنے پاس حاصل نہیں کر لیتے۔ زبان سے تو کہتے ہیں کہ اللہ کے وعدے سچے ہیں، مگر رزق کے معاملے میں، جب تک آنکھ سے نظر نہیں آجاتا کہ ہاں سب کچھ آگیا ہے، جیب میں موجود ہے، اس وقت تک یقین نہیں آتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے جو بندہ آج دین داری کی زندگی گزارتا ہے اور وہ طالب علم بننا چاہتا ہے، تو گھر والوں کا اس سے سب سے پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ پھر کھاؤ گے کہاں سے؟ ان کو یہ بات سمجھ ہی نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ رزق کیسے پہنچائیں گے؟

ایک صاحب بیرون ملک میں ملے۔ وہ کہتے تھے: میں تقلید کو نہیں مانتا۔ فلاں نہیں مانتا۔ فلاں نہیں مانتا۔ کچھ باتیں کہنے کے بعد مجھے کہنے لگے: آپ لوگوں کو اللہ اللہ کے سوا اور کوئی کام نہیں؟ میں نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا: اللہ کے بندے اللہ کے واسطے قیامت کے دن یہی گواہی دے دینا کہ ان لوگوں کو دنیا میں اللہ اللہ کے سوا کوئی کام نہیں تھا۔ ہم زبان سے تو کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہمارے رازق ہیں مگر ہمیں اس وقت تک یقین نہیں آتا جب تک ہماری جیب میں کچھ آ نہیں جاتا۔

(۳)...... اللہ رب العزت کی ملاقات کے لیے تیاری کی ضرورت ہے۔ اس بات کو تو ہم سب مانتے ہیں، مگر زندگی ایسے گزارتے ہیں جیسے ہمیں مرنا ہی نہیں۔ ہر بندہ کہے گا کہ جی! موت آنی ہے۔ لیکن اگر پوچھا جائے کہ اس کی تیاری کس نے کرنی ہے، تو ہم میں سے کوئی بھی ہاتھ کھڑا نہیں کر سکے گا۔ ہمیں موت کی تیاری جس طرح سے کرنی چاہیے ہم نہیں کر پا رہے۔ دنیا ہی کے معاملات میں الجھے ہوتے ہیں۔ حالانکہ دنیا انسان کے جسم کو بوڑھا کر دیتی ہے اور اس کی آرزوؤں کو جوان بنا دیتی ہے۔ جی ہاں! عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی آرزوئیں بھی جوان ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ہم اپنے کاموں کو سمیٹتے نہیں ہیں۔ یہ تو ایسے ہی ہوا جیسے بارات والے گھر پہنچ گئے تھے اور لڑکی والے لڑکی کے کان چھیدوانے کہیں گئے ہوئے تھے۔ اسی طرح جب انسان کی روانگی کا وقت آئے گا تو اسے کھڑے پیر سب کچھ چھوڑ کر جانا پڑے گا۔

ایک اور مثال پر غور کیجیے! اگر کسی دن آپ اپنے کاموں میں بیٹھے ہوئے ہوں اور کوئی آ کر کہے۔ بھئی! اٹھ کر چلو، فلاں کام کے لیے فلاں شہر جانا ہے، تو آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کو کتنی مصیبت نظر آئے گی؟ آپ کہیں گے: بھئی! میں نے یہ کام بھی کرنا ہے، یہ کہنا ہے، وہ بتانا ہے۔ ہمیں اپنے اردگرد سینکڑوں ایسے کام نظر آئیں گے۔ ہم کہیں گے: میرا تو فلاں کام میرے بغیر چل ہی نہیں سکتا، میرا موجود ہونا ضروری ہے۔ اس پر موت کو قیاس کریں کہ جب ملک الموت آئیں گے تو وہ اچانک لے کر چلے جائیں گے۔ پھر ہمارے پیچھے کاموں کا کیا بنے گا؟ اس موت کی تیاری ہمیں اسی زندگی میں کرنی ہے۔ اس کے لیے ہمیں کوئی علیحدہ وقت نہیں ملے گا۔

اچھے سالک کی تین علامتیں:

علما نے اچھے سالک کی تین علامتیں لکھی ہیں:

(۱)......دل سے دنیا کو ٹھکرا دینا:

پہلی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے دل سے دنیا کو ٹھکرا دیتا ہے، وہ دنیا سے نگاہیں ہٹا کر آخرت پر جما لیتا ہے، اس لیے کہ دنیا فانی ہے اور ایک نہ ایک دن ہمیں اسے چھوڑ کر جانا ہے۔ اس کا دل اس دھوکے والے گھر سے کٹ جاتا ہے۔ اور آخرت کی طرف اس کی طبیعت مائل ہو جاتی ہے۔ جب ایسی کیفیت ہوتی ہے تو پھر انسان دنیا کے پیچھے نہیں بھاگتا، بلکہ دنیا اس کے پیچھے آتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں! دنیا آخرت کے سائے کی مانند ہے۔ اگر ہم سائے کے پیچھے جائیں گے تو یہ سایہ کبھی نہیں ملے گا، لیکن اگر آخرت کو بنا لیں گے تو دنیا خود بخود پیچھے آتی چلی جائے گی۔ انسان کو بن مانگے دنیا تو مل سکتی ہے، لیکن بن مانگے آخرت نہیں ملتی۔ اس کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے۔

(۲)......موت کو محبوب سمجھنا:

دوسری علامت یہ ہے کہ موت کو محبوب سمجھتا ہے۔ آج تو حالت یہ ہے کہ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ گھر میں موت کا نام لیں تو عورتیں نام بھی سننا پسند نہیں کرتیں، جبکہ ہمارے اکابر کا یہ حال تھا کہ موت کو یاد کرنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر لکھوایا:

كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَا عُمَرُ

''اے عمر! موت ہی نصیحت کافی ہے''

بلکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو اس بات پر متعین کیا کہ مختلف محفلوں میں ساتھ رہو اور موقع کی مناسبت سے موت کا تذکرہ چھیڑتے رہا کرو۔ کیا ہم بھی اپنی موت کو یاد کرنے کے لیے کوئی ایسا اہتمام کرتے ہیں؟ اسی وجہ سے غفلت میں پڑ جاتے ہیں۔

یہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے رومی کو خط لکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا تھا:

''میرے ساتھ ایک ایسی قوم ہے جو موت کا پیالہ پینا اس طرح پسند کرتی ہے جس طرح تم شراب کا پیالہ پینا پسند کرتے ہو۔''

وہ موت کے انتظار میں رہا کرتے تھے۔ ملک الموت کو دیکھ کر کہتے تھے:

''کتنا ہی اچھا مہمان آیا...... ! ہم تو عرصے سے تمہارے انتظار میں تھے۔''

(۳)...... صلحا کا مقبول ہونا:

تیسری علامت یہ ہے کہ وہ صلحا کا مقبول ہو۔ نیک اور پارسا لوگ اس کو پسند کریں۔ آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ وہ علما پر ہی اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا تصوف میں کوئی حصہ نہیں ہوتا جن کو علما سے حسنِ ظن حاصل نہ ہو۔ کچھ تو علم کے ہی مخالف ہوتے ہیں اور کہتے ہیں:

''علموں بس کریں او یار''

علم ذکر وسلوک کے راستے میں رکاوٹ نہیں بلکہ معاون ہوتا ہے۔ حسن بصری

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اور میرا ایک اور ساتھی اکٹھے سلوک کی راہ پر چلے، لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے لیے منزل زیادہ آسان کردی، کیونکہ میں علم میں اپنے بھائی سے بڑھا ہوا تھا۔

سالک کو چاہیے کہ وہ سب صلحا سے عقیدت اور محبت رکھے۔اول تو وہ مراد بنے۔جیسے:

- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی مراد بنے
- جیسے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مراد بنے

ان کے شیخ ان پر اتنے خوش تھے کہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر شریعت اجازت دیتی کہ دو بندوں کو ایک قبر میں دفن کیا جائے تو میں وصیت کرجاتا کہ امیر خسرو اور مجھے ایک ہی قبر میں دفن کردیا جائے۔''

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی اسی طرح کے الفاظ کہے۔فرماتے تھے:

''اگر قیامت کے دن رب کریم نے مجھ سے پوچھا کہ تو میرے پاس کیا لایا ہے؟ تو میں ثناء اللہ کو پکڑ کر اللہ کے حضور پیش کردوں گا۔''

سالک اوّل تو مراد بنے۔اگر مراد نہیں بن سکتا تو کم از کم مرید تو بنے۔شیخ کی ارادت تو دل میں ہو ہی سہی۔بلکہ آج کے دور میں تو ارادت بھی خالی خولی ہوتی ہے۔مرید چاہتا ہے کہ میں پیر بن کے رہوں اور پیر سے توقع کرتا ہے کہ وہ مرید بن کے رہے۔اس طرح چونکہ ارادت پختہ نہیں ہوتی اس لیے انسان بہت سارے فیوضات سے محروم رہ جاتا ہے۔

شیخ سے ارادت کا ایک سبق آموز واقعہ:

ایک بزرگ تھے، ان سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگ تھے۔وقت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بادشاہ کو پتہ چلا تو اس نے سوچا کہ ان کے مریدین زیادہ ہوتے چلے جارہے ہیں، کہیں میرے لیے یہ خطرہ ہی ثابت نہ ہوں، چنانچہ اس نے حضرت کو اپنے پاس بلوایا۔

بادشاہ نے کہا: جی! مجھے آپ کے متعلقین کی کثرت کی وجہ سے ڈر سا محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں آپ میرے لیے خطرہ ثابت نہ ہوں۔

انہوں نے فرمایا: جناب! آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، یہ بھیڑ جمع ہے، مریدین تھوڑے ہیں۔

بادشاہ کہنے لگا: نہیں، میں نے تو سنا ہے کہ آپ کے چاہنے والے لاکھوں ہیں۔

انہوں نے فرمایا: نہیں، آپ کو رپورٹ غلط ملی ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

بادشاہ نے کہا: نہیں، ہم تو دیکھتے ہیں کہ روزانہ سینکڑوں آدمی آپ کے پاس آتے جاتے ہیں۔

انہوں نے فرمایا: جناب! ایسا نہیں ہے، میرے تو اس دنیا میں کل ڈیڑھ مرید ہیں۔

بادشاہ نے حیران ہو کر کہا: یہ لاکھوں کا مجمع ......اور آپ کہتے ہیں کہ ڈیڑھ مرید......!!!

انہوں نے کہا: جی ہاں!

بادشاہ نے کہا: میں نہیں مانتا۔

انہوں نے کہا: میں آپ کو طریقہ بتا دیتا ہوں چیک کرنے کا۔

بادشاہ نے کہا: ٹھیک ہے۔

چنانچہ انہوں نے بادشاہ کو ایک ترکیب بتائی۔ پھر بادشاہ نے ترکیب کے مطابق اعلان کروا دیا کہ ان سے جتنے تعلق رکھنے والے ہیں وہ سارے کے سارے فلاں جگہ جمع ہو جائیں۔ وہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے۔

وہاں پر بادشاہ نے یہ اعلان کیا کہ اس شیخ سے ایک ایسی غلطی ہوئی ہے کہ جس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

وجہ سے آج اس کو قتل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ ہاں! اس کے بدلے میں اگر کوئی اپنی جان پیش کر سکتا ہے تو پھر ہم ان کو معافی دینے کے بارے میں سوچ سکتے ہیں...... اب کون ہاتھ کھڑا کرے...... وہیں سے لوگوں نے واپس جانا شروع کر دیا۔ بس تھوڑے سے رہ گئے۔ بادشاہ نے پھر کہا: ہے کوئی؟ جو اپنے آپ کو ان کی جگہ پر پیش کرے؟

یہ سن کر ایک مرد آگے بڑھا اور اس نے کہا: جی ہاں! آپ بے شک مجھے قتل کر دیں اور میرے شیخ کو چھوڑ دیں۔

بادشاہ نے ایک خیمہ لگایا ہوا تھا اور اس خیمے کے اندر ایک بکری بھی پہنچائی ہوئی تھی۔ پھر وہ مرید جس نے کہا: آپ مجھے میرے شیخ کی جگہ پر قتل کر دیں اس کو اس خیمے میں پہنچا دیا گیا اور اس بندے کی بجائے اس بکری کو وہاں پر ذبح کر دیا گیا۔ جب بکری کا خون خیمے سے باہر نکلا تو سب لوگوں نے سمجھا کہ بندے کو تو قتل کر دیا گیا ہے۔ اب سب لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

بادشاہ نے پھر اعلان کیا کہ ایک اور بندے کی ضرورت ہے۔ اب کوئی اور ہے جو اپنے آپ کو اپنے شیخ کی جگہ پر پیش کرے...... اب تو وہ خون بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ اس لیے کون اپنے آپ کو پیش کرتا...... چنانچہ سب خاموش ہو گئے۔ جب بار بار پوچھا گیا تو ایک عورت نے کہا: جی ہاں! میں بھی اپنے شیخ کے بدلے میں اپنی جان پیش کرتی ہوں، مجھے قتل کر دو اور میرے شیخ کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد کسی نے ہاتھ کھڑا نہ کیا۔

چنانچہ اب شیخ نے بادشاہ سے کہا: دیکھا! میں نہیں کہتا تھا کہ آپ کو لاکھوں کا مجمع نظر آتا ہے لیکن میرے مریدین ان میں سے ڈیڑھ ہی ہیں۔

بادشاہ نے کہا: ہاں: ٹھیک ہے، مرد کی گواہی پوری اور عورت کی گواہی آدھی ہوتی ہے، اس لیے آپ نے ٹھیک ہی کہا کہ مرد ایک مرید ہے اور عورت آدھی مرید۔ یوں

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈیڑھ مرید بن گئے۔

شیخ نے کہا: نہیں نہیں! ...... الٹ بات ہے...... مرد آدھا مرید تھا اور عورت پوری مرید تھی، جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر اپنی جان دینے کے لیے تیار ہوگئی۔

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ لوگ شیخ کے ساتھ ارادت کا اظہار تو کرتے ہیں، لیکن آج ہر ایک کو ارادت میں پختگی حاصل نہیں ہوتی۔ پھر اس کی وجہ سے مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

تین سچی باتیں:

تین باتیں لوہے پر لکیر ہیں۔ ان کو اپنے سینوں پر لکھ لیجیے۔ آپ ان کو ہمیشہ سچا پائیں گے۔

(۱) ...... جو بندہ اپنے باطن کو درست کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو سنوار دیا کرتے ہیں۔ آج لوگ یہی تو کہتے ہیں کہ جی میری یہ بھی رکاوٹ ہے اور یہ بھی رکاوٹ ہے۔ یہ رکاوٹیں اس لیے ہوتی ہیں کہ من میں خرابی ہوتی ہے۔ جو بندہ اپنے من کو صاف کر لے گا، ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ سب رکاوٹوں کو دور کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ناموافق حالات کو بھی اس کے لیے موافق بنا دیں گے۔

(۲) ...... جو بندہ اپنی آخرت کو سنوار لیتا ہے اللہ رب العزت اس کی دنیا کو بھی سنوار دیتے ہیں۔

(۳) ...... جو بندہ اپنا معاملہ اپنے پروردگار سے درست کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا معاملہ مخلوق کے ساتھ بھی درست فرما دیتا ہے۔ آج نوجوان سوچتے ہیں، او جی! میں کیا کروں؟ چہرے پر سنت سجاؤں گا تو امی ناراض ہو جائے گی۔ ابو ناراض ہو جائیں گے۔ فلاں ناراض ہو جائے گا...... نہیں...... شریعت کے معاملے میں اللہ رب العزت کی رضا کو سب سے پہلے ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

خاوند کہتا ہے: دعا کریں بیوی دین کے معاملے میں میرے ساتھ کوآپریٹ (تعاون) نہیں کرتی۔ بیوی کہتی ہے: دعا کریں، دین کے معاملے میں خاوند میرا ساتھ نہیں دیتا۔ نہیں، ایسی بات نہیں ہوتی۔ اگر یہ میاں یا بیوی اپنے تعلق کو اللہ کے ساتھ ٹھیک کر لیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اور مخلوق کے تعلق کو خود بخود ٹھیک کر دیں گے۔ چور اپنے اندر ہوتا ہے اور ہم اسے کسی اور جگہ ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔ ہمیں نظر آتا ہے کہ اولاد ٹھیک نہیں۔ بھئی! اولاد میں چور نہیں ہے، چور ہمارے دل کے اندر ہے۔ ہم اگر اپنے آپ کو شریعت پر سو فیصد جما لیں گے تو اللہ رب العزت ہمارے اور مخلوق کے تعلقات کو بھی درست فرما دیں گے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ہم تو جیسے کیسے ہیں، سو ہیں، بس اولاد ٹھیک ہو جائے۔ ایسی صورت میں اولاد ٹھیک نہیں ہوگی، اس لیے کہ ہم جیسا نمونہ ان کو پیش کریں گے وہ اپنے آپ کو اسی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گی۔

ایک بزرگ تھے۔ ان کے پاس ایک بندہ اپنے بیٹے کو لے کر آیا اور کہنے لگا: حضرت! دعا کریں کہ میرا بیٹا ٹھیک بن جائے...... وہ معصوم سا دودھ پیتا بچہ تھا...... اس آدمی کا چہرہ بالکل صاف ستھرا تھا۔ انہوں نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھر کر فرمایا: اچھا! ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پہلے باپ کو نیک بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

محبت دنیا کی سزا کی علامتیں:

محبتِ دنیا کی سزا بہت سخت ہوتی ہے، اس کی تین علامتیں ہیں:۔

☆ <u>پہلی علامت</u>...... اللہ رب العزت محبتِ دنیا کی وجہ سے بندے کو ایسا غم دے دیتے ہیں، جس سے چھٹکارا ہی نہیں ملتا، اسی لیے ڈپریشن کا شکار رہتے ہیں۔ ایک پریشانی ختم نہیں ہوتی اور دوسری اوپر سے...... وہ ختم نہیں ہوتی اور تیسری اوپر

www.besturdubooks.wordpress.com

سے...... یہ پہلی سزا ہے۔

☆ دوسری علامت...... ایسی الجھن جو ختم ہوتی ہی نہیں۔ بندہ الجھنوں کا شکار رہتا ہے۔ روز کشتیاں کرتے ہیں اپنی پریشانیوں سے، لیکن پریشانیاں دور نہیں ہوتیں۔ لوگ آ کر کہتے ہیں: حضرت! میں بڑی کوشش کر رہا ہوں کہ میری پریشانیاں دور ہوں لیکن وہ ختم ہوتی ہی نہیں۔ حضرت! آپ دعا کریں...... بھئی! وہ تو دعا کر رہے ہیں، ہم بھی تو اپنے من کو صاف کریں نا! ہم چاہتے ہیں کہ ہم جیسے ہیں ہمیں نہ بدلنا پڑے، اللہ تعالیٰ ہمارے حالات کو بدل دیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

☆ تیسری علامت...... ایسا فقر جو کبھی دور نہیں ہوتا۔ دیکھنے میں انسان لاکھوں پتی ہوگا مگر اس کے قرضے بھی لاکھوں میں ہوں گے۔ یہ بڑے بڑے بزنس مین اور کارخانہ دار بنک کے کتنے مقروض ہوتے ہیں؟ یہ ان سے ہی پوچھیں۔

تعجب خیز باتیں:

جو انسان دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کرے گا، رب کریم اس کی دنیا کے حالات کو بھی سنوار دیں گے۔ سنوارنے سے کیا مراد؟ یہ نہیں کہ اسے بادشاہ بنا دیں گے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے حالات کو دین کے موافق بنا دیں گے۔ کتنی عجیب بات! ہے کہ مالدار آدمی اس دنیا میں اپنے گھر میں ہر سہولت مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کیا اسے آخرت کے گھر کے لیے سہولیات کی ضرورت نہیں ہے؟ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے:

"مجھے تعجب ہے اس مالدار شخص پر جو دنیا کی سہولتوں کے لیے تو سب کچھ خرچ کر دیتا ہے لیکن آخرت کی سہولت کے لیے مال خرچ نہیں کرتا۔"

وہ یہ بھی فرماتے تھے:

"مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو بستر لگا کر آرام کی نیند تو سوتا ہے مگر آخری پہر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اللہ کے سامنے اٹھ کر فریاد نہیں کرتا۔''

اور فرماتے تھے:

''مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو مانتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے حضور میری پیشی ہوگی اور پھر بھی ارادے کے ساتھ گناہ کر بیٹھتا ہے۔''

گناہ...... پریشانیوں کی پوٹلی:

گناہوں کے اندر پریشانیاں ہیں۔ آپ یوں سمجھیں کہ گناہ کی مثال ایک پوٹلی کی مانند ہے اور اس پوٹلی میں پریشانیاں بھری ہوئی ہیں۔ جب ہم وہ گناہ کریں گے تو اس پوٹلی میں سے وہ پریشانیاں ہمیں چمٹ جائیں گی۔

اگر کسی کو کہا جائے کہ اس پوٹلی کے اندر بچھو ہیں، ذرا اسے کھولو، تو وہ قریب بھی نہیں جائے گا۔ کہے گا: جی! میں کیسے کھولوں؟ تو بھئی! اگر ہم بچھو والی پوٹلی کو کھولنے پر آمادہ نہیں ہوتے تو پریشانیوں کی پوٹلی کو کیوں کھولتے پھرتے ہیں، گناہ کا ارتکاب کرنا پریشانیوں کی پوٹلی کو کھولنے کے مترادف ہے۔ اس لیے سالک کو چاہیے کہ وہ علم اور ارادے کے ساتھ گناہ کرنا چھوڑ دے۔

یاد رکھیں! جو انسان اللہ رب العزت کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرتا ہے، پھر اللہ رب العزت اس کی دنیا کو بھی برباد کر دیتے ہیں۔ تصوف وسلوک کا پہلا قدم بھی یہی ہے کہ انسان حتی الوسع کوشش کرے کہ اللہ رب العزت کی نافرمانی نہ ہو۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتہ بن جائے گا؟ نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ دل میں نیت یہی رکھے، ہاں! اگر کسی وقت نفس غالب آجائے اور شیطان بہکا لے اور گناہ کروا دے تو فوراً توبہ کے ساتھ پھر اس نیت کا اعادہ کرے۔ نیت ہر وقت اپنے دل میں یہی رکھے کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرنی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

روحانیت کی تباہی:

گناہوں کی وجہ سے آج روحانی حالتیں بہت زیادہ ابتر ہو چکی ہیں۔ مثال کے طور پر:

☆...... ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے مرزا مظہر جانِ جاناں، وہ بڑے ہی باخدا اور صاحبِ کشف بزرگ تھے۔ ان کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ اس وقت مرزا صاحب جیسا صاحبِ روحانیت شخص مجھے پوری دنیا میں نظر نہیں آتا۔

مرزا مظہر جانِ جاناں نے اپنے گھر کے ساتھ ''مسجدِ بیت'' بنائی ہوئی تھی، وہ روزانہ کی نمازیں وہاں باجماعت پڑھتے تھے، البتہ جمعہ پڑھنے کے لیے وہ دہلی کی جامع مسجد میں آیا کرتے تھے۔ حضرت کے گھر سے چند سو قدم کے فاصلے پر وہ جامع مسجد تھی۔ چونکہ حضرت باہر نہیں نکلتے تھے اس لیے مریدین ملنے کے لیے اور زیارت کرنے کے لیے تڑپا کرتے تھے۔ جب حضرت جمعہ کے دن جامع مسجد میں جاتے تھے اس وقت ملنے والے ان سے مل لیتے تھے۔ مگر حضرت کیا کرتے تھے؟ وہ یہ کرتے تھے کہ جیسے ہی مسجد میں داخل ہونے لگتے تو اپنے چہرے پر رومال لے لیتے تھے۔ دیکھنے والے اور ملنے والے اور زیادہ پریشان ہوتے تھے۔

ان کا ایک خادم تھا، اس نے ایک دن پوچھ لیا: حضرت! لوگ آپ سے اتنی محبت کرتے ہیں اور آپ کا دیدار کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ کا معاملہ یہ ہے کہ آپ چھ دن تو گھر سے باہر نکلتے ہی نہیں اور اگر ساتویں دن نکلتے ہیں تو اپنا چہرہ ہی چھپا لیتے ہیں۔ انہوں نے اس خادم کو اپنے قریب بلا کر وہی رومال اس کے سر پر ڈال دیا۔ رومال کا سر پر آنا ہی تھا کہ خادم نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔

جب وہ ہوش میں آیا تو اس سے پوچھا: کیا بنا؟ اس نے بتایا کہ انہوں نے جیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی میرے سر پر رومال ڈالا اور میں نے لوگوں کی طرف دیکھا تو مجھے مسجد میں چند انسان نظر آئے اور باقی سب کتے، بلے اور خنزیر نظر آرہے تھے۔ ان کی روحانی شکلیں جو گناہوں کے سبب تھیں، وہ ان کو نظر آئیں۔

پھر مرزا صاحب نے فرمایا: کہ دیکھو! میری یہ روحانی کیفیت ہے۔ اس وجہ سے میں اپنے چہرے کو چھپا لیتا ہوں، تاکہ میری ان پر نظر ہی نہ پڑے اور مجھے کسی کے بارے میں بدگمانی بھی نہ ہو۔

☆......اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی ہے...... یہ واقعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے درسِ قرآن میں سنایا کرتے تھے......فرماتے تھے: ایک مرتبہ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ مجھے ایک مجذوب ملے۔ ایک اللہ والے ملے۔ میں نے انہیں پہچان لیا اور ان کے قریب ہو گیا......السلام علیکم......وعلیکم السلام......انہوں نے مجھ سے پوچھا: احمد علی! انسان کہاں بستے ہیں؟ جب انہوں نے پوچھا تو میں بڑا حیران ہوا، کیونکہ اردگرد سب لوگ تھے۔ چنانچہ میں نے کہا: حضرت! یہ سب انسان ہی تو ہیں۔ جب میں نے یہ کہا تو انہوں نے حیران ہو کر ان لوگوں پر ایک نظر ڈالی اور کہا: یہ سب انسان ہیں......!!!

ان کی اس بات میں کچھ تاثیر ایسی تھی کہ میری بھی ایسی کیفیت بنی کہ مجھے بھی بازار میں جانور زیادہ اور انسان تھوڑے نظر آئے۔ جب میری یہ کیفیت دور ہوئی تو وہ اللہ والے جا چکے تھے۔ حضرت یہ واقعہ درس قرآن میں سنا کر یہ فرمایا کرتے تھے: ؎

مالک تو سب کا ایک مالک کا کوئی ایک
ہزاروں میں نہ ملے گا لاکھوں میں تو دیکھ

شاید لاکھوں میں کوئی ایک مل جائے۔

تصوف و سلوک کا نچوڑ یہ ہے کہ ہم اپنی پوری زندگی شریعت و سنت کے مطابق

www.besturdubooks.wordpress.com

بنائیں۔ہم سر سے لے کر پاؤں تک اپنے رب کی فرمانبرداری والی زندگی کو اختیار کریں۔اپنے دل میں ہر وقت یہ تمنا رکھیں،ورنہ اپنی زندگی میں خود بھی گناہوں کا وبال دیکھنا پڑے گا۔

تین بنیادی گناہ:

تین گناہ تمام گناہوں کی بنیاد ہیں:

(۱)......سب سے پہلا گناہ تکبر ہے،یہ ماں ہے اور عجب اور خود پسندی،سب اسی تکبر کے اندر سمائی ہوئی ہیں،عرش کے اوپر اللہ رب العزت کی نافرمانی اسی گناہ کی وجہ سے ہوئی۔شیطان نے تکبر ہی تو کیا تھا۔

(۲)......دوسرا گناہ حرص ہے،یہ حرص بہت بڑی مصیبت ہے،نوجوان میں جو شہوت ہوتی ہے وہ اسی حرص ہی کی اولاد ہے،اصل بنیاد حرص ہوتی ہے۔سوچیں تو سہی کہ ایک آدمی کا نکاح ہوگیا،پاس بیوی بھی ہے،وہ نیک بھی ہے اور محبت کرنے والی بھی ہے۔اب تو اس کی گھریلو زندگی خوشی سے گزرنی چاہیے۔مگر نہیں،اب اس کی نظر کسی اور کے اوپر ہوتی ہے۔کس وجہ سے؟ حرص کی وجہ سے۔

(۳)......تیسرا گناہ حسد ہے۔یہ ایمان والوں کے خلاف جو کینہ دل میں ہوتا ہے،یہ حسد کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ان تینوں گناہوں سے ہم ہمیشہ بچنے کی کوشش کریں۔یہ بہت ہی خطرناک گناہ ہیں،کیونکہ

☆......عرش کے اوپر جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی وہ کس وجہ سے ہوئی؟ تکبر کی وجہ سے ہوئی۔

☆......جنت میں حضرت آدم علیہ السلام سے جو بھول ہوئی اس کی بنیاد کیا بنی تھی؟اس کی بنیاد حرص تھی۔حرص اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی ہوتی ہے۔ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دل میں تھا کہ مجھے ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہنے کا موقع ملے اور اللہ رب العزت کے قرب میں رہوں۔

☆......زمین میں جو سب سے پہلا گناہ ہوا وہ حسد کی وجہ سے ہوا کہ ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو قتل کر دیا۔

یہ تینوں گناہ بنیادی گناہ ہیں۔لہٰذا ان سے بچنے کے لیے انسان کو پوری پوری کوشش کرنی چاہیے۔عمر گزر جاتی ہے اور انسان گناہوں کو چھوڑنے کی بجائے گناہ کی عادت میں پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

سفید بالوں سے حیا،مگر......

سیدنا عمرؓ ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ نبی ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں۔سیدنا عمرؓ دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ابھی میرے پاس جبریل آئے تھے اور وہ آ کر مجھے کہنے لگے: جو بندہ کلمہ پڑھ لیتا ہے اور کلمہ پڑھتے پڑھتے اس کے بال سفید ہو جاتے ہیں۔اس بوڑھے کو عذاب دیتے ہوئے اللہ رب العزت کو حیا آتی ہے۔میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو تو بوڑھے بندے کو عذاب دیتے ہوئے حیا آتی ہے مگر بوڑھے کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے کیوں حیا نہیں آتی؟

ایک بزرگ کی نصیحت:

ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی: ''بیٹا! گناہ نہ کر،اللہ سے حیا کر،اور اگر اللہ سے حیا نہیں تو مخلوق سے حیا کر،اور اگر مخلوق سے حیا نہیں تو اپنے آپ کو جانوروں میں شمار کر۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

تین انمول باتیں:

آج کی پہلی محفل میں آپ تین باتیں اپنے دلوں میں محفوظ کر لیجیے۔

(۱)......سلک، کامیاب تب ہوتا ہے جب اس کے دل میں گناہوں سے بچنے کے لیے اللہ کا خوف موجود ہو، جو بندہ یہ کہے کہ جی میرے دل میں اللہ کا بڑا خوف ہے اور پھر ارادے سے گناہ کا ارتکاب کرے تو سمجھ لو کہ یہ غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی یہ پہچان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ جاتا ہے۔

(۲)......آدمی دل میں اللہ رب العزت سے نیک امیدیں رکھے۔ نیک امید رکھنے کی پہچان یہ ہے کہ ایسا بندہ ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ جو کہے نا، کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے بڑی نیک امیدیں وابستہ ہیں اور نمازیں پوری نہ پڑھتا ہو تو سمجھ لو کہ اس کی امیدیں ٹھیک نہیں، بلکہ غلط ہیں۔

(۳)...... بندے کو ہر وقت اللہ رب العزت کا دھیان نصیب رہے۔ یاد رکھیں! ہر چیز کی ایک پہچان ہوتی ہے اور محبت کی پہچان دھیان ہوتا ہے۔ کسی کو بھی محبت ہو کسی سے، ہر وقت ہی اس کو اس کا دھیان رہے گا۔ وہ بندہ آپ کو سوچوں میں گم نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کا بھی یہی معاملہ ہے۔ وہ بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی سوچوں میں گم ہوتے ہیں۔ وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے خیال میں، اللہ تعالیٰ کے دھیان میں گم نظر آئیں گے۔ اسی کو "وقوفِ قلبی" کہتے ہیں۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا: لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے ہر وقت اپنے دل میں ہم اپنے رب کا دھیان رکھیں۔

ایمان ضائع ہونے کے اسباب:

تین چیزیں ایمان ضائع ہونے کا سبب بنتی ہیں:-

(۱)......جو انسان ایمان کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا اس کے ایمان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سلب ہونے کے چانسز زیادہ ہوتے ہیں، کیونکہ جس نعمت پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ اس نعمت کو واپس لے لیں گے۔ نعمت تب ہی باقی رہتی ہے جب انسان اس نعمت پر اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے۔ اسی لیے دعائیں سکھائی جاتی ہیں۔

رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا

چنانچہ ہم اپنے دل میں بھی یہی سوچیں کہ ہم اپنے رب سے راضی ہیں کہ وہ ہمارا پروردگار ہے، ہم نبی علیہ السلام سے راضی ہیں کہ وہ ہمارے آقا اور سردار ہیں اور ہم دین سے راضی ہیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔

(۲)......ایمان کے سلب ہونے کے بارے میں متفکر رہیں۔ جو انسان ایمان سلب ہونے سے بے پروا ہو جاتا ہے وہ کئی مرتبہ ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ بھئی! جب ایک آدمی کو کسی چیز کا دھیان ہی نہ ہو تو صاف ظاہر ہے کہ وہ نعمت اس سے چھن سکتی ہے۔ اس لیے کتابوں میں لکھا ہے کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جن کا نام زندگی بھر مسلمانوں کی فہرست میں رہتا ہے مگر موت کے وقت اس کا نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قرب قیامت میں ایسا وقت آئے گا کہ تو دیکھے گا کہ ایک آدمی صبح کو اٹھے گا تو ایمان والا ہوگا اور جب شام کو سونے کے لیے بستر پر جائے گا تو ایمان سے خالی ہو چکا ہوگا۔ اس کی وجہ کیا ہوگی؟ کہ اس زمانے میں شک پیدا کرنے والی باتیں عام ہو جائیں گی:

......کبھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک

......کبھی نبی علیہ السلام کے بارے میں شک

......کبھی دین کی باتوں میں شک

یہ شک بندے کے ایمان کو ضائع کر دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳)......دین داروں سے نفرت ہونا۔آپ نے کئی لوگوں کو دیکھا ہو گا جو کہتے ہیں: ہمیں مولوی اچھے ہی نہیں لگتے۔ یا کوئی بھی باریش چہرہ ان کو اچھا نہیں لگتا۔جس بندے کو دین داروں سے نفرت ہو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

یہ تین باتیں بہت اہم ہیں۔ایک ،نعمت ایمان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ دوسرا،ایمان کی حفاظت کے لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہیے اور تیسرا،دین داروں سے محبت رکھیں۔

تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ:

ہمارے مشائخ نے بتایا کہ اگر تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ نکالیں تو تین باتیں بنتی ہیں۔

<u>پہلی بات</u>......انسان کے دل میں سب سے زیادہ خوف اللہ رب العزت کا ہوتا کہ وہ گناہوں سے بچ سکے۔

<u>دوسری بات</u>......بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ سے امید اس خوف سے بھی زیادہ ہو۔یعنی جتنا اللہ تعالیٰ کا خوف ہو،اللہ تعالیٰ سے امید اس سے بھی زیادہ ہو۔

<u>تیسری بات</u>......انسان اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہو۔بتائیں:

⊙......کیا ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہماری غیبت کرے؟نہیں۔پھر ہم کسی کی غیبت کیوں کرتے ہیں؟

⊙......کیا ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہمارے ساتھ جھوٹ بولے؟نہیں۔پھر ہم کیوں جھوٹ بولتے ہیں؟

⊙......کیا ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہمارے ساتھ وعدہ خلافی کرے؟نہیں۔پھر ہم کیوں وعدہ خلافی کرتے ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......کیا ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہماری عزت کی طرف بری نظر سے دیکھے؟ نہیں۔ تو پھر ہم کیوں کسی کی عزت کی طرف بری نظر ڈالتے ہیں۔

یہ چیزیں تب انسان کو نصیب ہوتی ہیں جب اس کی نیت کے اندر اخلاص ہو۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی نیت اچھی کرلیں۔ ہر ایک کے بارے میں ہماری نیت خیر خواہی کی ہو، کوئی برا بھی کرے تو اس کے ساتھ ہم اچھائی کا معاملہ کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے برا کہا۔ آپ نے اس کے جواب میں اس کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کیا۔ دیکھنے والا بڑا حیران ہوا اور پوچھنے لگا: حضرت! اس نے آپ کے ساتھ اتنی بدتمیزی کی اور آپ اس کے ساتھ اتنے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آئے۔ فرمایا:

كُلُّ اِنَاءٍ يَترشح بِمَا فِيهِ

''ہر برتن سے وہی کچھ نکلتا ہے جو کچھ برتن میں موجود ہوتا ہے۔''

اس کے اندر شر تھا، شر ہی نکلا، اور اگر ہمارے اندر اللہ نے خیر ڈالی ہے تو ہم خیر ہی کی بات کریں گے۔

سینے کو سیاہ کر دینے والا گناہ:

کوشش کریں کہ ہماری نیت ہمیشہ صاف اور اچھی ہو، کسی کے بارے میں بری نیت نہ ہو۔ یہ جو ہوتا ہے کہ فلاں کے بارے میں دل میں کینہ، فلاں کے بارے میں کینہ، یہ چیز انسان کے دل کو سیاہ کر دیتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے، اب اس کے بارے میں ہمارے دل میں کینہ نہ ہو تو اور کیا ہو؟ بھئی! اچھائی کرنے والے کے بارے میں دل میں کینہ تھوڑا ہوگا؟ ہوگا تو اسی کے بارے میں جو کوئی برا کرے گا۔ مومن کی عظمت اس میں ہے کہ اس کے ساتھ جو برائی کرے اس کے بارے میں بھی دل میں کینہ مت رکھے۔ اللہ کے لیے معاف کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دے۔لیلۃ القدر میں ہر گناہ گار کی مغفرت ہو جاتی ہے، سوائے چند ایک کے، جن میں سے ایک وہ بندہ بھی ہے جس کے دل میں کینہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ شب قدر کے اندر بھی اس بندے کی مغفرت نہیں فرمایا کرتے۔کوئی کتنا بھی ہمارے ساتھ برا کیوں نہ کرے، زیادتی کیوں نہ کرے، ہم اس مومن کے بارے میں کینہ مت رکھیں۔اللہ کے لیے معاف کر دیں۔پھر اس کی برکتیں دیکھیں۔

فیض کا اجراء کیسے؟

جب نیت میں اخلاص ہوتا ہے تو پھر عمل قبول بھی ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے کا فیض بھی جاری فرما دیتے ہیں۔دیکھیں! آج مدارس تو بہت بنتے ہیں، مگر سب مدارس کا فیض تو آگے نہیں چلتا۔ہم نے دیکھا کہ محل نما عمارتیں بنی ہوتی ہیں، لیکن اجڑی اجڑی نظر آتی ہیں۔ایک عمارت کسی نے مدرسے کی نیت سے بنائی اور آج وہاں پر انگریزی سکول چل رہا ہے۔ ہر ادارے کو قبولیت نہیں ملتی۔ کیوں؟ اخلاصِ نیت کی کمی کی وجہ سے فرق آجاتا ہے۔اگر تو اہتمام کرنے والے کے دل کے اندر غم ہو تو ادارہ قبول ہو جاتا ہے۔ایک ہوتا ہے عربی کا ھَمْ اور ایک ہوتا ہے اردو کا ''ہم''۔عربی کا جو ھَم ہے اس کا مطلب ''غم'' ہوتا ہے۔اسی ھَم سے مہتمم کا لفظ بنا۔کہ جس کے دل میں غم ہو۔اور ایک اردو کا ہم ہے، کہ جس کا مطلب ''ہم ہی ہم ہیں''۔اگر اردو کا ''ہم'' ہو تو ادارہ گیا، اور اگر عربی کا ''ھَم'' ہو گا تو ادارہ اللہ کے ہاں قبول ہو گا۔

ہمارے اکابرین علمائے دیوبند کی زندگیوں کو دیکھیں۔ایک ایک کی زندگی میں ایسا خلوص ملتا ہے کہ انسان حیران ہوتا ہے۔اسی اخلاص کی وجہ سے ان کا فیض جاری ہوا۔پوری دنیا میں آج آپ کہیں بھی چلے جائیں، آپ کو ہر جگہ ان کے روحانی فرزند بیٹھے ہوئے دین کا کام کرتے نظر آئیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ علم و ہنر کا گہوارا تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
عابد کے یقیں سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل
وہ اخلاص کا تاج محل تعمیر کر کے چلے گئے
کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخِ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

یہ عظمت ملتی ہے اخلاص کی وجہ سے۔

ہمارے سب دوست جو دینی ادارے چلا رہے ہیں، وہ ذرا متوجہ ہوں۔اس کو غم بنائیں۔''ہم'' نہ بنائیں، غم بنائیں۔اللہ رب العزت سے تہجد میں مانگا کریں۔ نمازوں کے بعد مانگا کریں۔جب دل میں غم ہوگا تو اللہ رب العزت کی طرف سے قبولیت ہو جائے گی۔چنانچہ آج کی اس محفل میں:

⊙......ایک تو ہم دلوں میں نیت کریں کہ ہم ہر معاملے میں اپنی نیت خالصتاً اللہ کے لیے کریں گے۔

⊙......دوسری بات یہ کہ ہم اپنے دل میں کسی کے بارے میں کینہ نہیں رکھیں گے۔

⊙......تیسری بات یہ کہ ہم ہمہ تن اللہ رب العزت کے دھیان میں زندگی گزاریں گے۔وقوف قلبی کے ساتھ۔

چنانچہ آپ جتنا بھی وقت لے کے آئے ہیں ......تین دن یا پانچ دن...... ہر وقت باوضو رہیں اور ہر وقت اللہ کی طرف دھیان رکھیں۔ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیالات میں مشغول رہنا، یہ چیز مقصد کے اندر رکاوٹ پیدا کرے گی۔یہاں رہ کر یہی سیکھنا ہے کہ ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کے دھیان میں زندگی گزاریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابر کا اندازِ تربیت:

جب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے علم حاصل کر لیا تو حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ وقت گزارنے کے لیے تھانہ بھون حاضر ہوئے، طالب علم تھے، جوانی کی عمر میں تھے، ان دونوں میں علمی استعداد بہت زیادہ تھی۔

خانقاہ میں پہلا دن گزارا۔ جب رات کا وقت آیا تو دونوں کو ایک کمرے میں ٹھہرنے کے لیے کہا گیا۔ وہاں انہوں نے آپس میں دینی معاملات میں بحث شروع کر دی۔ جب ان کی آوازیں کچھ بلند ہوئیں تو وہ بڑے میاں جو خانقاہ کے نگران تھے، وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ شہزادے آ گئے ہیں، آپ کو خانقاہ کے دستور کا پتہ نہیں، یہاں ہر بندے نے اپنی عبادت کرنی ہے، ایک دوسرے سے بات کرنا ممنوع ہے، سوائے کسی خاص ضرورت کے، اور آپ تو بیٹھے بحث کر رہے ہیں، پہلا دن ہے لہٰذا آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ آپس میں باتیں مت کیجیے اور اگر کریں گے تو آپ کا بستر خانقاہ سے باہر نکال کر رکھ دیا جائے گا۔...... ہمارے اکابر نے ایسے سلوک سیکھا کہ خانقاہ میں بات چیت کرنے پر بھی پابندی تھی۔

آپ بھی اس سے اندازہ لگا لیجیے کہ آپس میں بات چیت کرنے کی کس حد تک اجازت ہے۔ اس لیے آپ جتنا وقت بھی لے کر آئے ہیں، ہر وقت یہ فکر لگی ہوئی ہو کہ اللہ کا دھیان نصیب ہو جائے۔ لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے ہر وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا دھیان ہو۔ بات بھی کرنی ہو تو بس ضرورت کی بات کریں، ضرورت سے زیادہ بات مت کریں، خاموشی اختیار کر کے اپنے رب کی یاد میں اپنا وقت گزاریے۔ جب آپ یہ چند دن احتیاط کے ساتھ گزاریں گے تو انشاء اللہ رب کریم آپ کی مراد عطا فرما دیں گے۔ اللہ رب العزت ہماری حاضری کو قبول فرما (آمین ثم آمین)

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اُدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾

(حم السجدہ: ۳۴)

حسنِ اخلاق کی اہمیت

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دینِ اسلام نے اچھے اور اعلیٰ اخلاق کو بڑا رتبہ دیا ہے۔انسانیت نام ہی اسی کا ہے، انسان کا لفظ بعض علما کے نزدیک ''اُنس'' سے بنا ہے اور اُنس محبت کو کہتے ہیں۔تو جس انسان میں محبت و پیار ہو، الفت ہو، سینہ کینہ سے بھرا ہوا نہ ہو، عداوتوں اور دشمنیوں سے بھرا ہوا نہ ہو، نفرتیں تقسیم نہ کرے، بلکہ محبت و پیار کی زندگی گزارے، اس انسان میں انسانیت زیادہ ہے، اور یقیناً اللہ رب العزت کے نزدیک بھی اس کی قیمت زیادہ ہے۔''جس طرح درخت کی قیمت اس کے پھل کے حساب سے ہوتی ہے، انسان کی قیمت اس کے اخلاق کے حساب سے ہوتی ہے۔''

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

حسن اخلاق کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (حم السجدہ: ۳۴)
وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي مَقَامٍ آخر
﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم: ۴)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے:

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، جس درخت کا پھل اچھا ہو، لوگ اسے اپنے گھروں میں لگا کر خوش ہوتے ہیں۔ اس کی نگرانی کرتے ہیں، اس درخت کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دیتے۔ کوئی بچہ یا جانور نقصان پہنچائے تو اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

جس درخت کا پھل کڑوا ہو، جس کے پھلوں میں کیڑے پڑے ہوں، جس میں کانٹے ہی کانٹے ہوں، لوگ اس کے قریب سے گزرنا بھی پسند نہیں کرتے، بلکہ اس پیڑ کو ہی کاٹ دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان اپنے اخلاق سے پہچانا جاتا ہے:

انسان اپنے اخلاق سے پہچانا جاتا ہے۔جس انسان کے اخلاق اچھے ہوں، لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہے، اللہ کے بندوں کے لیے راحت جان بن کر رہے، لوگ اس انسان کے ساتھ رہ کر خوش ہوتے ہیں، اسے اپنے دلوں میں جگہ دیتے ہیں، اس کے ساتھ رہنے کی دل میں آرزو اور تمنا کرتے ہیں۔وہ انسان اللہ کے بندوں کے لیے رحمت بن کر زندگی گزارتا ہے۔اسی طرح جس انسان کے اخلاق اچھے نہ ہوں، لوگ اس کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔

اسی لیے دین اسلام نے اچھے اخلاق پر بہت زور دیا ہے۔انسان وہی ہوتا ہے جس میں انسانیت ہو، جو اللہ کے بندوں کے لیے رحمت بن کر رہے، جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے، سکھ پہنچائے، دوسروں کی مصیبت میں کام آئے، دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے، اللہ کی مخلوق کے ساتھ اللہ رب العزت کی نسبت سے محبت کرے۔

حیوانوں سے بھی بدتر انسان:

جو انسان دوسروں کے دل دکھی کرے، جو انسان دوسروں کے لیے وبال جان بن کر رہے، وہ انسان نہیں، وہ دوسروں کے لیے مصیبت ہے۔وہ حیوان ہے بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر ہوتا ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

"یہ تو جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔"

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (الاعراف:۱۷۹)

"وہ غفلت میں پڑنے والے ہیں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

حیوانات میں مراتب:

جانور تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) مفید اور بے ضرر حیوان:

کچھ جانور ہیں جو اپنی تکلیف برداشت کر لیتے ہیں، مگر دوسرے جانوروں کو تکلیف نہیں دیتے۔ جیسے گائے، بھینس اور بکری وغیرہ۔ بکری کتنی ہی بھوکی کیوں نہ ہو وہ کسی دوسرے جانور کو نہیں کاٹے گی۔ وہ بھوک سے مر جائے گی، مگر دوسری بکری کو وہ ایذا نہیں دے گی۔ گائے دوسری گائے پر حملہ نہیں کرے گی۔ وہ بھوکی ہوگی مگر بھوک برداشت کر لے گی۔ یہ سب سے بہتر جانور ہیں، جو اپنی راحت کے لیے دوسرے جانوروں کو تکلیف نہیں دیتے۔ تو اپنی تکلیف برداشت کرنی، مگر دوسروں کو دکھ نہ دینا، یہ ان کی صفت ہے۔

(۲) وحشی حیوان:

جانوروں کی ایک دوسری قسم ہے۔ جب ان کو ضرورت ہوتی ہے تو وہ دوسرے جانوروں کو کاٹتے ہیں اور کھا جاتے ہیں، لیکن جب پیٹ بھر جاتا ہے تو ان کو پروا نہیں ہوتی۔ جیسے شیر اور بھیڑیا وغیرہ۔ مشہور ہے کہ اگر شیر کا پیٹ بھرا ہوا ہو تو اس پر چوہا بھی چڑھ کر ناچے تو وہ سویا رہتا ہے۔ تو ضرورت کے وقت وہ کاٹ کھائے گا لیکن جب ضرورت نہ ہو یعنی اس کو بھوک نہ ہو تو اس کو کوئی پروا نہیں کہ کون اس کے قریب ہے اور کون نہیں۔

(۳) موذی حیوان:

ایک جانوروں کی تیسری قسم ہے جو دوسروں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، حالانکہ اس میں ان کا اپنا فائدہ کوئی نہیں ہوتا۔ جیسے سانپ اور بچھو وغیرہ۔ جب بچھو کسی کو کاٹتا ہے تو کون سا اس کو مزہ آتا ہے؟ یا اس کو نیند اچھی آجاتی ہے؟ یا اس کی بھوک اتر جاتی ہے؟ نہیں! وہ عادتاً دوسروں کو کاٹتا ہے اور اس کا اپنا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ بچھو کی عادت ہے کہ جس چیز کے ساتھ لگے گا اس کو اپنا ڈنگ لگائے گا۔ یہ جانوروں میں سب سے بدترین قسم ہے۔

جانوروں سے بدتر انسان:

قرآن پاک میں فرمایا گیا:

﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ (الاعراف:۱۷۹)

''وہ جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں''

تو اس کا کیا مطلب ہے؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان حیوان بن جاتا ہے تو یہ سب سے بدترین قسم کے جانوروں کی مانند بن جاتا ہے۔ یہ سانپ اور بچھو جیسا بن جاتا ہے۔ اس کا اپنا فائدہ بھی کوئی نہیں ہوتا، مگر یہ دوسرے انسانوں کا دل دکھاتا ہے۔ اللہ کے بندوں کو دکھ پہنچا رہا ہوتا ہے، ان کے راستے میں روڑے اٹکا رہا ہوتا ہے۔ اپنے سے نیچے والوں کو، اوپر والوں کو دائیں بائیں والوں کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہوتا ہے۔

اسی لیے آپ نے کچھ لوگوں کو یہ کہتے سنا ہوگا کہ میں نے اس کا دل جلایا۔ عورتیں آپس میں بات کر رہی ہوتی ہیں۔ میں نے ایسی بات کہی کہ جلتی رہی ہوگی۔ ایسے لوگ دوسروں کو دکھ پہنچاتے ہیں اور پھر اس پر خوشیاں مناتے ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ

''جانور ہیں، بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

دین میں حسنِ اخلاق کی تعلیم:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان بنایا۔ مرتبہ انسانیت پر فائز فرمایا، اس لیے ہمیں اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گزارنی ہے۔ نبی علیہ السلام کی طرف سے بھی یہی پیغام ہے کہ ہم اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گزاریں۔ دوسروں کے لیے نفع رسانی کا کام کریں۔ دوسروں کا فائدہ سوچیں۔ جتنا ہم دوسروں کا فائدہ سوچیں گے، اتنا اللہ تعالیٰ ہم سے بھلا کریں گے۔

دین اسلام نے اچھے اخلاق کا حکم دیا ہے۔ نبی علیہ السلام کی یہ شان بتائی کہ

﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾(القلم:۴)

''اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر پائے گئے۔''

نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اخلاقِ عظیم عطا کیے تھے۔ قرآن پاک کے اس فرمان کی تفصیل کو سمجھ لیجیے، یہ فرمان اس لیے ذہن میں آیا ہے کہ یہ طلباء موجود ہیں، یہ قرآن کے حافظ بنیں گے اور دین کے عالم بنیں گے، اس لیے یہ بات شروع سے ہی ان کے ذہن میں بٹھانی چاہیے کہ:

''انسانیت کس چیز کا نام ہے۔''

علم کیا چیز ہے؟ الفاظ کے رٹ لینے کا اور زیادہ چیزوں کے جان لینے کا نام علم نہیں۔

''علم نام ہے انسان کے اچھے اخلاق اور کردار کا۔''

اگر یہ اخلاق و کردار ہم بنالیں گے تو ہم اچھے انسان بن جائیں گے۔ اور اگر نہ بنا سکے تو پھر یہ الفاظ ہمارے کام نہیں آئیں گے، لہٰذا بچوں کی اس طرف توجہ دلانی ضروری ہے کہ اللہ رب العزت کو اچھے اخلاق کتنے پسند ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاق کے تین درجات

اخلاق کے تین درجے اور مرتبے ہیں:

(۱) اخلاق حسنہ یا اخلاق عالیہ

(۲) اخلاقِ کریمانہ

(۳) اخلاق عظیمہ

(۱) اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ عالیہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا:

یا خلیل احسن خلقکم ولو مع الکفار

''اے میرے خلیل! اپنے اخلاق کو اچھا بنا لیجیے۔ اگرچہ کفار کے ساتھ ہی کیوں نہ ہوں۔''

تو اچھے اخلاق کا ہونا، ان کو اخلاقِ حسنہ کہتے ہیں۔ اخلاق کے اس پہلے مرتبے کو ''اخلاقِ عالیہ'' بھی کہتے ہیں۔ اور ان اخلاق کا حکم قومِ یہود کو کیا گیا۔ بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے اندر اخلاق عالیہ پیدا کریں۔

یہ اخلاقِ حسنہ یا اخلاقِ عالیہ کیا ہوتے ہیں؟ اخلاقِ عالیہ یہ ہوتے ہیں کہ زیادتی کسی کے ساتھ نہ کرو۔ ہاں! اگر تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کرے اور تمہیں دکھ پہنچائے اور تم بدلہ لینا چاہو، تو تم اتنا بدلہ لے سکتے ہو جتنا تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی۔ اس سے زیادہ نہیں لے سکتے۔ اس سے زیادہ جو کرے گا تو وہ ظلم ہوگا۔ یعنی دوسروں کے ساتھ عدل کا سلوک رکھے، برابری کا سلوک کرے۔

موسوی اخلاق:

اخلاق حسنہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ آدمی دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اگر کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

بندہ اس کے ساتھ زیادتی کرے، تو جتنا اس نے زیادتی کی، اگر یہ چاہے تو اس سے اتنا بدلہ لے سکتا ہے۔ چنانچہ تورات میں یہی حکم دیا گیا:

﴿اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ﴾ (المائدہ:۴۵)

"جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان، زبان کے بدلے زبان۔"

تو یہ تورات کا اصول تھا۔ قوم یہود کو اللہ نے ان اخلاق کی تعلیم دی کہ تم صرف اتنا بدلہ لے سکتے ہو جتنا تم پر زیادتی ہوئی، اس سے زیادہ نہیں۔

آج کل جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ یہ غلط ہے۔ ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی جو Logic (منطق) ہے، یہ بتا رہی ہے کہ آج ہمارے اندر اخلاق نہیں ہیں۔ اس سے بڑی بد اخلاقی کیا ہو سکتی ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیں...... انتقام! اور اس انتقام کی ہوس نے آج لوگوں کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ حالت یہ ہوتی ہے کہ کسی کا اچھا دیکھ ہی نہیں سکتے۔ ان کے بس میں ہو تو یہ کسی کو زندہ نہ دیکھ سکیں۔ جیسے کافر نبی علیہ السلام کو:

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

"وہ چاہتے تھے کہ اپنی نگاہوں سے نبی علیہ السلام کو گرا دیں۔"

ایسے ہوتا ہے، ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ کیوں؟ اخلاق نہیں ہوتے۔

(۲) اخلاقِ کریمانہ:

قوم نصاریٰ کو اللہ نے اس سے بھی بلند درجے کا خلق عطا فرمایا تھا، اس کو اخلاق کریمانہ کہتے ہیں۔ اخلاق کریمانہ کا کیا مطلب؟ اگر کوئی آپ کے ساتھ اچھا سلوک

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا ہے تو آپ بھی اچھا سلوک کرو۔ اگر کوئی برا سلوک کرتا ہے تو آپ اس کو معاف کر دو۔ اسی لیے عیسائی اپنی محفلوں میں مزے لے لے کر دہراتے ہیں کہ اگر کوئی تمہارے ایک رخسار پر تھپڑ مارے تو تم اللہ کے لیے معاف کر دو اور اپنا دوسرا رخسار بھی پیش کر دو۔ تو معاف کر دینے کو اخلاقِ کریمانہ کہتے ہیں۔ یہ کریموں کا کام ہوتا ہے کہ وہ معاف کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی جہالت کی بات کرتا ہے تو آپ اس کے ساتھ جواب میں جہالت کی بات نہ کریں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کھڑے تھے۔ ایک آدمی نے آکر الٹی سیدھی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ آپ نے اس کو دعائیں دینی شروع کر دیں۔ وہ آپ کو گالی دے رہا تھا اور آپ آگے سے دعائیں دیتے جا رہے تھے۔ ایک آدمی نے دیکھا تو کہنے لگا۔ عجیب بات ہے! یہ کیا معاملہ ہوا؟ کہ وہ آپ کو گالیاں بک رہا ہے اور آپ آگے سے دعائیں دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ

''ہر برتن کے اندر سے وہی نکلتا ہے جو اس کے اندر موجود ہوتا ہے۔''

اس کے اندر جو کچھ تھا، وہ نکل رہا ہے، اور میرے اندر جو کچھ ہے وہ نکل رہا ہے۔ یعنی جس کے اندر شر ہوگا تو شر ہی باہر نکلے گا اور کسی کے اندر خیر ہوگی تو خیر ہی باہر نکلے گی۔

ہماری حالتِ زار:

آج ہماری حالت کیا ہے؟ ذرا غصہ آئے، ہماری حقیقت کھل جاتی ہے۔ پھر ہمیں یہ بھی یاد نہیں ہوتا کہ ہمارے سر پر عمامہ یا ٹوپی ہے، چہرے پر سنت سجائی ہوئی ہے۔ بس گالیاں بکنا شروع کر دیتے ہیں۔ بیوی کو گالیاں بکتے ہیں، بچوں کو گالیاں

www.besturdubooks.wordpress.com

بکتے ہیں۔ حیران ہوتے ہیں کہ اس وضع قطع کے ساتھ بھی بات کرنے کی تمیز نہیں۔ ویسے ہم دین دار بنے پھرتے ہیں، لوگوں کو دین کی دعوتیں دے رہے ہوتے ہیں، بلا رہے ہوتے ہیں۔ محفلِ ذکر میں بیٹھ کر اونچی اونچی تسبیح پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اب اس تسبیح کا کبھی بننے کی کیا ضرورت ہے؟ اوپر سے لا الٰہ اور اندر سے کالی بلا! تو کیا فائدہ اس کا؟ اصل چیز تو یہ دیکھنی ہے کہ اخلاق ہیں یا نہیں۔ ہم نے انسانیت بھی سیکھی ہے یا نہیں سیکھی۔ تو ہم انسان بن کر جینا سیکھیں۔ اس سے اللہ رب العزت کے ہاں بھی ہمارا مرتبہ بڑھے گا اور اللہ رب العزت ہمیں دنیا اور آخرت میں عزتیں عطا فرمائیں گے۔

شریعت کا حسن:

اللہ رب العزت نے دونوں اخلاق کی اجازت دی، دونوں اصول دین اسلام میں قائم رکھے۔ قوم یہود والے اخلاق عالیہ بھی اور قوم نصاریٰ والے اخلاق کریمانہ بھی۔ کیوں؟ اس لیے کہ اسلام قیامت تک کے لیے دین ہے۔ نرم طبیعت کے لوگ معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں، تو وہ اس اصول پر عمل کر لیں۔ یعنی اخلاق کریمانہ کے مطابق۔ کچھ طبیعت میں بہادر اور دلیر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، وہ کسی کی زیادتی برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کو کہا کہ اچھا بھئی! تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو اتنا لو جتنا تم پر زیادتی کی گئی۔

شریعت کا حسن دیکھیے! اگر دلیر بندے کو کہتے کہ تم معاف کر دو۔ وہ جواب دیتا اسلام کو سات سلام! جو ہمیں بزدلی سکھاتا ہے۔ اگر نرم طبیعت والے بندے کو کہتے کہ اس نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اب لازمی اس سے بدلہ لو اور جا کر اس کو تھپڑ لگا کے آؤ تو نرم طبیعت کا بندہ کہتا کہ اسلام کو سات سلام، یہ تو ہمیں جھگڑے سکھاتا

ہے۔تو یہ شریعت کا حسن ہے۔ چونکہ یہ عالمی دین تھا۔قیامت تک کے لیے دین تھا۔اس لیے پروردگار نے دونوں اصول باقی رکھے کہ جو بندہ جس حال میں ہو اپنے لیے بہتر اصول پسند کر لے۔

(۳) اخلاقِ عظیمہ:

امتِ محمدیہ کو اللہ رب العزت نے اس سے بھی ایک بلند مرتبے کا خُلق عطا فرمایا۔جس کو اخلاقِ عظیمہ کہتے ہیں۔اخلاقِ عالیہ اور اخلاقِ کریمہ سے بھی اونچا اخلاق۔اخلاقِ عظیمہ کیا ہیں؟

اخلاقِ عظیمہ یہ ہیں کہ اگر کوئی آدمی آپ کے ساتھ برا سلوک کرے،تو فقط یہی نہیں کہ آپ اس سے بدلہ نہ لیں اور آپ اس کو معاف کر دیں، بلکہ آپ الٹا اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کریں۔بھلائی والا سلوک کریں۔فرمایا:

﴿اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ﴾ (حم السجدہ:۳۴)

لوگ تمہارے ساتھ برائی کا معاملہ کریں تو تم الٹا ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو۔بروں سے بھی اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔اس کو اخلاق عظیمہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی شان بیان فرمائی کہ:

﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیۡمٍ﴾ (القلم:۴)

''اے محبوب! آپ اخلاق کے سب سے اعلیٰ مرتبے پر پائے گئے۔''

اخلاقِ عظیمہ کی مثال:

میدانِ احد میں صحابہ کرام ﷺ سے ایک اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔وہ سمجھے کہ ہمارے ڈیوٹی لگی ہے اس وقت تک جب تک کہ کافر بھاگ نہیں جاتے،اب وہ بھاگ گئے ہیں۔سب لوگ مالِ غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں،تو ہم بھی ان کی مدد کریں،تو

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ پہاڑی سے نیچے آ گئے، جس کی وجہ سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے، پیچھے سے آئے اور پھر مسلمانوں کے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔ بہر حال اس پر نبی علیہ السلام کی طبیعت بڑی رنجیدہ ہوئی۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بڑا رنج تھا۔ طبیعت بہت غم زدہ تھی۔ اس غمزدہ طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا ارشاد فرمایا؟ اے محبوب! فَاعْفُ عَنْهُمْ ان سے جو اجتہادی غلطی ہو گئی ہے...... سمجھنے میں غلطی ہو گئی، ان کی نیت بری نہیں تھی، سمجھ کی غلطی تھی۔ وہ یہ سمجھے کہ جب دشمن پسپا ہو گئے، تو بس اب کام ختم ہو گیا...... تو اب آپ کیا کیجیے! ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معاف کر دیجیے۔ اور فقط معاف ہی نہ کیجیے۔ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ایک قدم اور آگے...... ان کو معاف بھی کر دیجیے اور پھر ان کی طرف سے استغفار بھی کیجیے کہ اللہ بھی معاف کر دے۔ اور یہی نہیں کہ صرف معاف ہی کرنا ہے......

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾

''اے میرے محبوب! ان کو اپنے مشورے میں شامل بھی فرمایئے۔''

اب بتایئے! تین قدم آگے بتائے۔ اس کو اخلاق عظیمہ کہتے ہیں۔

اخلاق عظیمہ کی تعلیم:

عام مومن کو بھی اخلاق عظیمہ کی تعلیم دی، لیکن اگر حکم دے دیتے تو پھر یہ اخلاق ہمارے اوپر فرض ہو جاتا۔ پھر Choice (اختیار) والی بات نہ رہتی۔ اس لیے فرمایا کہ ہم پسند کرتے ہیں...... کن کو؟ ایسے ایمان والوں کو جن کے اندر یہ خوبیاں ہوں:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ﴾

''غصے کو پی جانے والے۔''

﴿وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ﴾

''اللہ کے بندوں کو معاف کر دینے والے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (آل عمران:۱۳۴)

''اور اللہ نیکو کاروں کو محبت فرماتے ہیں''

یعنی تم نے غصے کو پینا ہے، ان کو معاف بھی کرنا ہے، اور پھر ان کے ساتھ احسان کا سلوک بھی کرنا ہے۔ تو تین قدم اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں گے۔

یہ ہیں اخلاق عظیمہ:

چنانچہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مہمان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ باندی کو حکم دیا کہ مہمان کے لیے کچھ لاؤ۔ گھر میں صرف شوربہ تھا۔ اس نے شوربہ گرم کیا اور پیالے میں لے کر آ رہی تھی۔ اللہ کی بندی دیکھ کہیں رہی تھی اور قدم کہیں اٹھا رہی تھی۔ جب دروازے میں داخل ہونے لگی تو پاؤں جو اٹکا اور پیالہ گر گیا اور گرم گرم شوربہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے جسم کے اوپر گرا۔ اب جب ابلتا ہوا سوپ جسم پر گرے تو کیا ہوتا ہے......؟ کتنا غصہ آتا ہے! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چہرے کے اوپر جلال کے آثار ظاہر ہوئے، مگر وہ خادمہ بھی اس ہی گھر کی تربیت یافتہ تھی۔ اور ان کے اخلاقِ عظیمہ کو جانتی تھی۔ جیسے ہی اس نے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے تو اس نے فوراً! قرآن کی آیت پڑھی:

﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾

''غصے کو پی جانے والے''

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اپنے غصہ کو برداشت کر لیا۔ جب اس نے دیکھا کہ غصہ ختم ہو گیا تو پڑھنے لگی:

﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾

''انسانوں کو معاف کرنے والے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس پر آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ چل میں نے تیری غلطی معاف کی۔ اس نے آگے پڑھا:

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔''

فرمانے لگے: چل میں نے تجھے اللہ کے راستے میں آزاد کیا۔ یہ ہیں اخلاق عظیمہ۔

برے سے بھی اچھا سلوک:

بدلہ لینا تو کجا، صرف معاف ہی نہیں کرنا، بلکہ برے سے بھی اچھا سلوک کرنا ہے۔...... حکم تو یہ دیا گیا کہ جو ہمارے ساتھ جتنا برا سلوک کرے ہم اس کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کریں۔ ارشاد فرمایا:

صِلْ مَنْ قَطَعَكَ

''جو تجھ سے توڑے، تو اس سے جوڑ۔''

وَاعْفُ عَنْ مَنْ ظَلَمَكَ

''جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے۔''

وَ اَحْسِنْ اِلٰى مَنْ اَسَاءَ اِلَيْكَ

''اور تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کر جو تیرے ساتھ برا سلوک کرے۔''

''محترم جماعت! اچھوں سے تو ساری دنیا اچھا سلوک کرتی ہے، مزہ تو یہ ہوتا ہے کہ بروں سے اچھا سلوک کیا جائے۔''

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنا موازنہ کریں!

لیکن آج اگر ہم اپنی زندگیوں کو دیکھیں کہ ہم کن اخلاق کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں؟ تو لگے گا کہ تینوں درجوں میں سے ہمیں ایک درجہ بھی حاصل نہیں۔ سب سے اعلیٰ درجہ حاصل ہونے کی بات تو دور، جو سب سے چھوٹا درجہ ہے، وہ بھی حاصل نہیں۔ کیونکہ ہم تو ہر بندے کو کہتے ہیں کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ یہ بات تو تینوں درجوں میں سے کسی درجہ میں بھی نہیں آتی۔ ہم تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر انتقام کے عادی بن جاتے ہیں۔ دل کے اندر کینہ رکھ لیتے ہیں۔ سینہ تو کینہ سے بھرا ہوا ہوتا ہے، اور پھر سوچتے ہیں کہ عبادات میں لذت نہیں، تہجد کی توفیق حاصل نہیں، دعائیں قبول نہیں ہوتیں، دل کو سکون نہیں۔ جب دل میں کینہ ہو تو سکون کیسے آئے گا؟

کینہ پروری کا نتیجہ:

کینہ کسے کہتے ہیں؟ کینہ کہتے ہیں کہ کسی سے رنجش ہوئی اور اس کو دل میں رکھ لیا۔ اب اس کا برا چاہا، برا سوچا، برا مانگا، اس کے بارے میں بری تمنا دل میں رکھ لی۔ اس کو کینہ کہتے ہیں......! اور آج ہر دل میں کسی نہ کسی کے بارے میں کینہ موجود ہے۔ الا ماشاءاللہ۔ بھائی کے دل میں بھائی کے بارے میں کینہ موجود..... بہن بھائی کے دل میں کینہ موجود۔ ایک دوسرے کے گھر کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتے، اور کہنے کو ہم سب مسلمان ہیں۔

یاد رکھیے! احادیث میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت لیلۃ القدر میں سب گناہ گاروں کی بخشش کر دیتے ہیں مگر چند گناہوں کی بخشش اس رات بھی نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک وہ بندہ ہے جس کے دل میں مسلمانوں کے بارے میں کینہ موجود ہو۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

جس کے دل میں کینہ ہو اس کی لیلۃ القدر میں بھی بخشش نہیں ہوتی۔ کیا ہم نے کبھی اس طرف سوچا کہ ہم اپنے سینے کو بے کینہ کر دیں۔ کینے کو اپنے دل سے نکال دیں۔ یہ سنت بھی ہے۔

سینہ بے کینہ کا انعام:

نبی علیہ السلام نے ایک صحابی کو آتے دیکھا تو فرمایا: یہ جنتی ہے، جنت کی بشارت تو سب کے لیے تھی لیکن by name (نام لے کر) یوں کسی کو Pin point (نشاندہی) کر کے کہنا کہ یہ جنتی ہے، بڑے اعزاز کی بات تھی۔ ایک دوسرے صحابی ﷺ محفل میں موجود تھے۔ فرمانے لگے کہ میں نے دل میں سوچا کہ اب میں ان کے ساتھ دوستی لگاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ یہ کون سا ایسا عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے نبی علیہ السلام نے ان کو نام لے کر جنت کی بشارت دی۔

چنانچہ انہوں نے ان سے کہا کہ بھئی! میں آپ کے ہاں تین دن کے لیے مہمان رہنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ ان کے دن رات کے معمولات دیکھے۔ تین دن کے بعد کہنے لگے: بھئی! میں تو اس لیے آیا تھا کہ آپ کا کوئی عمل دیکھوں، جو دوسروں سے بڑھ کر ہو، مجھے تو کوئی ایسا عمل نظر نہیں آیا جو دوسرے صحابہ نہ کرتے ہوں۔ آپ کے اعمال بھی ویسے ہی ہیں، کوئی انوکھی چیز نظر نہیں آئی۔ مگر یہ کیا وجہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے آپ کا نام لے کر فرمایا ہے کہ یہ جنتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ دیکھیں! میرے اندر کوئی اور عمل تو نہیں جو دوسروں سے زیادہ بڑھا ہوا ہو، مگر ایک چیز میرے اندر ضرور موجود ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ کہنے لگے کہ وہ عمل یہ ہے کہ جب میں رات کو سونے لگتا ہوں، میں ہمیشہ نیت کر کے سوتا ہوں کہ جن لوگوں نے مجھے دکھ دیا، تکلیف پہنچائی اور میرے دل میں ان کے بارے میں غصہ ہو، میں نے ان

www.besturdubooks.wordpress.com

سب کو اللہ کے لیے معاف کر دیا۔ میں اپنے سینے سے کینے کو ختم کر کے سوتا ہوں۔ شاید میرا یہ عمل اللہ کو پسند آ گیا ہو اور پروردگار نے مجھے دنیا میں جنت کی بشارت دے دی۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر:

ہم بھی بیٹھ کر سوچیں کہ ہم بھی اللہ کے لیے معاف کرنا سیکھیں۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی بیوی سے غلطی ہو گئی، بڑی غلطی تھی، اگر وہ چاہتا تو طلاق دے سکتا تھا، چاہتا تو اس کو مارتا، اس کو جو مرضی سزا دیتا، حق بجانب تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ اب میں اگر اس کو سزا دوں گا اور طلاق دوں گا تو یہ پریشان ہو جائے گی۔ چلو اللہ کی بندی ہے، غلطی کر بیٹھی، میں اس کو معاف کر دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ کافی عرصہ گزر گیا اور وہ آدمی فوت ہو گیا۔ کسی نے دیکھا کہ جنت کی سیر کر رہا ہے۔ اس نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگا کہ بس اللہ رب العزت کے حضور پیشی ہوئی اور پروردگار نے معاف کر دیا۔ اس نے پوچھا تیرا کون سا عمل پسند آیا؟ کہنے لگا اور تو کوئی ایسا عمل تھا نہیں۔ پروردگار نے فرمایا کہ تم نے اپنی بیوی کو میری بندی سمجھ کر معاف کر دیا...... چل! میں تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف کرتا ہوں۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

کر بھلا، ہو بھلا:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص دوسروں کو جلدی معاف کرنے والا ہو گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جلدی معاف فرما دیں گے۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو آدمی دوسروں کے عذر کو جلدی قبول کرنے والا ہوگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عذروں کو جلدی قبول فرمالیں گے۔''

کتنا آسان ہے کہ ہم اللہ کے بندوں کو اللہ کے لیے معاف کرتے رہیں، قیامت کے دن اللہ رب العزت ہم پر مہربانی فرمادیں گے۔

زادِ راہ کی فکر:

ہمارے اسلاف کیا کرتے تھے؟

وہ آخرت کے لیے عمل جوڑ جوڑ کر رکھتے تھے۔ ان کو پتہ تھا کہ اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ تھے، وہ بقالہ کی دوکان کرتے تھے۔ ان کے پاس لوگ کھوٹے سکے لے کر آتے۔ پہلے وقتوں میں چاندی کے روپے پیسے ہوتے تھے، جب وہ زیادہ ہاتھوں میں رہتے تو اوپر سے گھس جاتے تھے، پڑھے نہیں جاسکتے تھے، ان کو کھوٹے سکے کہتے تھے۔ ان بزرگوں کے پاس لوگ کھوٹے سکے لے کر آتے، وہ ان کو پہچان لیتے اور رکھ لیتے، سودا دے دیتے۔ ساری زندگی ان کا یہی معمول رہا۔ جب ان کا آخری وقت آیا اور انہیں محسوس ہوا کہ بس میرے جانے کا وقت ہے، تو انہوں نے ان کھوٹے سکوں کا تھیلا سامنے رکھ کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا مانگی:

''اللہ! میں ساری زندگی تیرے بندوں سے کھوٹے پیسے قبول کرتا رہا، تو بھی میرے کھوٹے عملوں کو قبول فرمالے۔''

کیا ہم نے بھی قیامت کے دن کی تیاری اس طرح سے کی؟ ہم اگر اس طرح سے دوسروں کی غلطیاں معاف کرنا سیکھیں گے تو اس کے بدلے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمادیں گے...... دل بڑا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اتنا چھوٹا دل کر

www.besturdubooks.wordpress.com

لینا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنا شروع کر دینا، جھگڑا شروع کر دینا، ایک دوسرے کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنا شروع کر دینا، یہ مومن کا شیوہ ہرگز نہیں ہوتا۔ لیکن ہم تو دوسروں کی بال برابر بھی غلطی معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے بڑے بڑے کرتوتوں کو معاف کر دے گا......!

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''جب تو رات کو سویا کرتے تو اپنے سینے سے کینے کو ختم کر دیا کر، یہ میری سنت ہے۔ اور جو میری سنت پر عمل کرے گا، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

تو کیا ہم نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہیں؟

کبھی ہم نے رات کو سوتے ہوئے یہ سوچا کہ ہم جن لوگوں کے بارے میں دل میں غصہ رکھتے ہیں ہم انہیں اللہ کے لیے معاف کر دیں۔ اور جب اللہ کے لیے معاف کریں گے تو اس کے بدلے میں اللہ رب العزت ہمارے گناہ معاف کر دے گا۔

مومن کامل:

ہمیں اپنی زندگی کو سنوارنے کے لیے اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ جب تک ہمارے اخلاق اچھے نہیں ہوں گے اللہ کے ہاں ہماری کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ جس انسان کے اخلاق اچھے ہوں گے، اللہ کے ہاں وہ انسان قیمتی ہوگا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا

''ایمان والوں میں سب سے کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔''

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:

''ایمان لانے کے بعد مومن کو جو سب سے بڑی نعمت نصیب ہوتی ہے وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھے اخلاق ہیں۔''

انسانیت کا معیار:

دینِ اسلام نے اچھے اور اعلیٰ اخلاق کو بڑا رتبہ دیا ہے۔ انسانیت نام ہی اسی کا ہے، انسان کا لفظ بعض علماء کے نزدیک ''اُنس'' سے بنا ہے اور اُنس محبت کو کہتے ہیں۔ تو جس انسان میں محبت و پیار ہو، الفت ہو، سینہ کینہ سے بھرا ہوا نہ ہو، عداوتوں اور دشمنیوں سے بھرا ہوا نہ ہو، نفرتیں تقسیم نہ کرے، بلکہ محبت و پیار کی زندگی گزارے، اس انسان میں انسانیت زیادہ ہے، اور یقیناً اللہ رب العزت کے نزدیک بھی اس کی قیمت زیادہ ہے۔

''جس طرح درخت کی قیمت اس کے پھل کے حساب سے ہوتی ہے، انسان کی قیمت اس کے اخلاق کے حساب سے ہوتی ہے۔''

انسان کی اصل متاع، اس کا کردار ہے۔ یہ کردار دیکھنے میں بے قیمت سی چیز نظر آتی ہے، مگر سچی بات یہ ہے کہ اس کردار کے ذریعے انسان دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز خرید سکتا ہے۔

''دنیا تلوار کا مقابلہ کر سکتی ہے، کردار کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔''

اخلاق کی تلوار:

نبی علیہ السلام نے مدینہ اخلاق کے زور پر فتح کیا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ جی! اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے! اس عاجز نے پوچھا وہ کیسے؟

کہنے لگا چند بہادر اور جنگ جو قسم کے لوگ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام کے گرد جمع ہو گئے تھے، انہوں نے قوت بازو کے ذریعے پوری دنیا میں اسلام پھیلا دیا......

اس عاجز نے اس سے Counter Question (سوال کے جواب میں سوال) کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ بتاؤ کہ ان چند جنگ جو اور بہادر لوگوں کو کس تلوار نے نبی علیہ السلام کے گرد اکٹھا کیا تھا؟ جب یہ سوال کیا تو وہ سوچنے لگا اور کہا کہ وہ تو مسلمانوں کے نبی علیہ السلام کے اچھے اخلاق کی وجہ سے قریب ہوئے تھے۔ میں نے کہا کہ یہی اچھے اخلاق کی تلوار تھی جس نے پوری دنیا کو فتح کر لیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں:

فُتِحَتِ الْمَدِیْنَةُ بِالْاَخْلَاقِ

''مدینہ اخلاق سے فتح ہوا''

''نبی علیہ السلام نے اخلاق کی تلوار کے ذریعے مدینہ فتح کیا۔''

نبی رحمت ﷺ کے اخلاقِ عظیم کی جھلکیاں:

نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اچھے اخلاق کے ذریعے لوگوں کے دل جیت لیتے تھے۔

دیہاتیوں کے دل کیسے جیتے:

ایک شخص دیہات سے آئے، مسلمان ہوئے، محفل میں بیٹھے۔ کافی دیر بیٹھنے کے بعد جب مجلس برخاست ہوئی تو ان کو پیشاب کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ جو اٹھے اور مسجد نبوی کے ساتھ خالی جگہ پر، جو کہ مسجد ہی کا حصہ تھی، پیشاب کرنے بیٹھ گئے۔ عام طور پر باہر دیہاتوں میں لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ صحابہ ؓ نے دیکھا تو انہوں نے اس کو منع کرنے کی کوشش کی مگر نبی علیہ السلام نے ان کو منع کر دیا کہ اسے کچھ نہ کہو۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو نبی علیہ السلام نے ان کو بلایا اور محبت کے ساتھ پاس بٹھا کر فرمایا: دیکھو! مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ عظیم ہیں، بڑے ہیں، اس کے گھر کو پاک رکھنا چاہیے اور گندگی سے بچانا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اتنے پیارے انداز سے سمجھایا کہ اس کے خانے میں بات بیٹھ گئی۔ وہ صحابیؓ بڑے خوش ہوئے اور حیران بھی ہوئے کہ مجھ سے اتنی بڑی غلطی ہوئی لیکن انہوں نے نہ مجھے طعنہ دیا، نہ شرمندہ کیا اور نہ انہوں نے مجھے ڈانٹا بلکہ مجھے اچھے اخلاق سے بات سمجھائی۔ جب وہ جانے لگے تو نبی علیہ السلام نے ان کو کچھ کپڑے ہدیہ اور تحفہ میں دے دیے۔ جب نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ پیدل جا رہے ہیں تو آپ کے پاس ایک سواری تھی، وہ سواری بھی آپ ﷺ نے اسے ہدیہ میں دے دی۔ جب انہیں کپڑے بھی مل گئے اور سواری بھی مل گئی تو وہ بڑے حیران ہوئے۔ انہوں نے کپڑے پہن لیے اور سواری پر بیٹھ گئے اور اپنے گھر کی طرف چل پڑے۔ جب وہ اپنی بستی میں داخل ہونے لگے تو دور سے ہی اونچی اونچی پکارنے لگے...... اے میرے چچا!...... اے میرے ماموں!...... اے فلاں، اے فلاں، لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اتنی اونچی اونچی چیخ رہا ہے۔ کہنے لگا کہ میں ایک ایسے معلم کو دیکھ کر آیا ہوں کہ میں نے تو زندگی میں کبھی ایسی شخصیت نہیں دیکھی۔ میں نے اتنی بڑی غلطی کی لیکن انہوں نے میرے ساتھ اتنا پیار کا سلوک کیا...... مجھے معاف بھی کر دیا، کپڑے بھی دیے اور سواری بھی دی۔ دیکھو! کیسے اخلاق تھے ان کے! جب بستی والوں نے یہ سنا تو کہنے لگے: اچھا! اگر اتنے اچھے اخلاق والے ہیں تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ اس بستی سے تین سو آدمی ان کے ساتھ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب نے آ کر کلمہ پڑھ لیا۔ یوں نبی علیہ السلام نے دل جیتے تھے...... اور یوں اسلام پھیلا۔

دشمنوں کے دل کیسے جیتے:

آپ ﷺ کے اخلاقِ عظیمہ کا یہ عالم کہ آپ ہجرت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کا جی چاہتا تھا کہ روانگی سے پہلے میں بیت اللہ شریف کے اندر جاؤں اور اندر جا کر دو

www.besturdubooks.wordpress.com

رکعت نفل پڑھوں اور اللہ رب العزت کے سامنے دعا کروں، سجدہ ریز ہو جاؤں۔ آپ نے اس بندے کو بلایا جس کا نام عثمان تھا اور وہ بنی شیبہ میں سے تھا، اس کے پاس بیت اللہ شریف کی چابی ہوتی تھی۔ اس سے کہا کہ بھئی! ذرا بیت اللہ کا دروازہ کھول دو تاکہ میں دو رکعت پڑھ لوں۔ اس نے آگے سے کہا کہ نہیں کھولتا، وہ مسلمان نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: بھئی! کھول دو۔ کہنے لگا کہ نہیں کھولنا۔ آپ ﷺ کے دل کی بڑی تمنا تھی لیکن اس نے پوری نہ ہونے دی۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ نہیں مان رہا، اس وقت آپ نے فرمایا: عثمان! ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ جیسے تم چابی ہاتھ میں لے کر اس وقت کھڑے ہو، ایسے میں چابی ہاتھ میں لے کر کھڑا ہوں گا۔ اور جیسے میں تم سے مانگ رہا ہوں، ایسے ہی تم میرے سامنے خالی ہاتھ کھڑے ہو گے۔ سوچو! اس وقت کیا ہوگا؟ جب آپ نے یوں فرمایا تو اس کو غصہ آ گیا، وہ آگے سے بکواس کرنے لگا کہ شیخ چلی کے خواب دیکھنا چھوڑ دیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں چابی آئے۔ اس نے بہت ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ محبوب ﷺ نے جدا ہونا تھا، مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنی تھی۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ کو دیکھ کر فرمایا:

> ”مکہ! دل نہیں چاہتا کہ تجھے چھوڑ دوں، مگر تیرے شہر کے بسنے والے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے، اس لیے میں یہاں سے ہجرت کر کے جا رہا ہوں“

آپ ﷺ نے خاموشی سے ہجرت فرمائی۔ جب فتح مکہ کا وقت آیا تو نبی علیہ السلام فاتح بن کر داخل ہوئے۔ اس وقت مکہ کے لوگوں کی حالت عجیب تھی۔ سب عورتیں یہ سمجھتی تھیں کہ آج مسلمان ہم سے گن گن کر بدلہ لیں گے۔ بعض یہ سمجھتی تھیں کہ آج پورے مکہ میں کسی عورت کی عزت محفوظ نہیں رہے گی...... مال محفوظ نہیں رہے گا...... جان محفوظ نہیں رہے گی۔ مسلمانوں کو ہم نے اتنا تنگ کیا تھا کہ یہ ہم سے گن

www.besturdubooks.wordpress.com

گن کر بدلہ لیں گے۔اس لیے وہ ڈر سے گھروں میں چھپی ہوئی تھیں۔آدھی رات کا وقت ہو گیا اور کوئی مسلمان کسی گھر میں داخل نہیں ہوا۔اس پر عورتیں بڑی حیران ہوئیں۔انہوں نے مردوں سے کہا جائیں پتہ کریں،مسلمان ہیں کہاں؟ یہ کوئی Planning تو نہیں کر رہے۔جب مردوں نے آ کر دیکھا کہ مسلمان حرم کے اندر ہیں،کوئی سجدہ کر رہا ہے،کوئی بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر رو رہا ہے،کوئی مقام ابراہیم پر سجدے میں ہے،سب اللہ رب العزت کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں۔وہ بڑے حیران ہوئے۔

چنانچہ جب اگلا دن ہوا تو نبی علیہ السلام نے عثمان کو بلایا،وہ چابی لے کر آیا۔نبی علیہ السلام نے اس سے چابی لے لی،بیت اللہ کا دروازہ کھولا،بتوں کو توڑا،صاف کر دیا اور پھر آپ ﷺ نے وہاں نماز ادا فرمائی۔جب باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پھر بیت اللہ کو تالہ لگا دیا۔جب آپ ﷺ نے بیت اللہ کو تالہ لگایا تو اس وقت وہاں پر عجیب منظر تھا...... کیونکہ مکہ مکرمہ والے سمجھ رہے تھے کہ وہ بڑا خوش نصیب ہو گا جس کے ہاتھ میں آج آپ چابی دیں گے۔قریش کے لوگ بھی قریب ہو گئے،جو آپ کے خدام تھے وہ بھی قریب ہو گئے۔ہر صحابی کے دل میں تمنا تھی کہ مجھے بیت اللہ کا چابی بردار بنا دیا جائے۔

جب کوئی فاتح بن کر داخل ہوتا ہے تو وہ دشمن کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ساری دنیا کا دستور یہی ہے،مگر یہ تو ایک نرالا فاتح تھا،جس نے ساری دنیا کو اخلاق کا درس دینا تھا۔چنانچہ نبی علیہ السلام نے جب تالہ لگا دیا تو اس وقت عثمان آپ کے سامنے تھا۔

آپ نے فرمایا: عثمان! اس وقت کو یاد کرو،جب میں نے تم سے چابی مانگی تھی اور تم نے دینے سے انکار کیا تھا۔دیکھو! آج چابی میرے ہاتھ میں ہے،تم خالی ہاتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے سامنے کھڑے ہو۔اس وقت وہ کہنے لگا کہ جی! آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: جیسا تو نے میرے ساتھ کیا تھا، میں تمہارے ساتھ ویسا نہیں کروں گا۔میں یہ چابی تمہیں واپس دیتا ہوں۔اگرچہ تم کافر ہو مگر بیت اللہ کی چابی کی ذمہ داری میں تمہیں سونپتا ہوں۔جب آپ نے چابی اس کے ہاتھ میں دی تو وہ کہنے لگا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ نے چابی تو دے دی، اب آپ ﷺ میرے دل کا تالہ بھی کھول دیجیے۔چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چابی قیامت تک تمہارے خاندان میں چلتی رہے گی۔

ہم جیسا کوئی ہوتا تو بدلے لیتا کہ تم نے اس وقت یہ کیا تھا اور وہ کیا تھا......تو دیکھیے! اللہ کے محبوب ﷺ کے کیا اخلاق تھے۔اسی کو اخلاق عظیمہ کہتے ہیں۔اور یہ اخلاق ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

دوستوں کے دل کیسے جیتے؟

نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ سفر پر تشریف لے جا رہے تھے اور ایک صحابی ساتھ تھے۔ایک جگہ رکے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک درخت سے دو مسواک بنائے، ان میں سے ایک مسواک سیدھا اور خوب صورت تھا اور ایک ذرا ٹیڑھا تھا۔نبی علیہ السلام نے سیدھا مسواک اس صحابی کو دے دیا اور ٹیڑھا مسواک اپنے پاس رکھ لیا۔اس صحابیؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا دل چاہتا ہے کہ یہ سیدھا مسواک آپ کے پاس ہو۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ سیدھا اور خوبصورت مسواک آپ کے پاس ہو۔دیکھا! کیسی تعلیمات دی ہیں!......شریکِ سفر اگر کوئی ہے تو اس کا بھی حق بنا دیا۔اگر زندگی کا چند قدموں کے لیے چلتے ہوئے کوئی شریک بن

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہے تو اس کا حق ہے، تو جو ایک گھر میں پیدا ہوئے، ایک ماں باپ کے نورِ نظر ہیں، ان کا ایک دوسرے پر کتنا حق ہوگا؟

چھوٹوں کے دل کیسے جیتے؟

نبی علیہ السلام چھوٹے بچوں کو بھی پیار سے سمجھاتے تھے۔ایک لڑکپن کی عمر کے صحابی تھے جسے ہم (Teen ager) کہتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عادت تھی کہ لوگوں کے درختوں سے جو پھل مجھے پسند آتا میں توڑ کے کھالیا کرتا تھا۔اس وقت کا پھل کھجور ہی تھا۔ایک دفعہ کھجور کے مالک نے مجھے پکڑ کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا۔نبی علیہ السلام نے مجھے پاس بلایا، میرا گمان تھا کہ مجھے ڈانٹ پڑے گی، مجھے مار پڑے گی، لوگوں کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔مگر نبی علیہ السلام نے مجھے کچھ کہنے کی بجائے مجھ سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ تم بغیر اجازت لوگوں کے پھل کیوں کھاتے ہو؟ میں نے کہا اللہ کے نبی ﷺ! مجھے اچھے لگتے ہیں، تو جس درخت کے پھل اچھے لگتے ہیں، وہ میں کھاتا ہوں۔نبی علیہ السلام نے پیار سے فرمایا: دیکھو! جو پھل درخت پر لگے ہوتے ہیں، وہ ملکیت ہوتے ہیں اور جو پھل نیچے گر جاتے ہیں، اگر تم چاہو تو ان کو اٹھا کر کھالیا کرو۔ایک اصول بتا دیا، جو جائز تھا۔اس کے بعد نبی علیہ السلام نے دعا فرمائی: اے اللہ! اس کی بھوک دور فرما دے۔اور دعا دیتے ہوئے نبی علیہ السلام نے اسے قریب کیا اور اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا۔وہ صحابیؓ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا محبت بھرا ہاتھ جب میرے سر پر آیا تو نبی علیہ السلام کی بات ایسے میرے دل میں بیٹھ گئی کہ میں نے اپنے دل میں یہ عہد کیا کہ آج کے بعد بغیر اجازت کے کسی کے پھل نہیں کھایا کروں گا۔

اب ذرا آنکھ بند کر کے ہم اپنے بارے میں سوچیں کہ اگر ہمارے ساتھ یہ معاملہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش آتا تو ہم کیا کرتے؟ یا تو زبان سے کچھ بول دیتے یا ہاتھ سے کچھ کر دیتے، معاملے کو بگاڑ بیٹھتے، وہ بچہ سدھرنے کی بجائے الٹا دشمن بنتا اور پہلے سے زیادہ اسی کام کو کرنے پر آمادہ ہوتا۔ یہی بنیادی فرق ہے، اگر اچھے اخلاق سے انسان بات کرے تو وہ دوسرے کے دل میں اتر جاتی ہے، چنانچہ نبی علیہ السلام نے اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔ ہر انسان اسی بات کا پابند ہے کہ وہ اچھے اخلاق اور اچھی عادات کو اپنائے۔ جو بندہ بھی دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے گا، دوسروں کے بارے میں مثبت سوچ رکھے گا، دوسروں کو فائدہ دینے کی نیت رکھے گا، یقیناً وہ ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے گا۔ ایسا انسان اللہ رب العزت کی نظر میں قیمتی ہے۔

نبوّت کی انوکھی دلیل:

دیکھیے! نبی علیہ السلام کی ذات گرامی کی ایسی پیاری زندگی تھی کہ آپ سے پہلے جتنے انبیاء آئے، جب ان سے نبوت کی دلیل پوچھی گئی تو کسی نے اونٹنی کو پیش کیا، کسی نے عصا کو اژدھا بنا کر پیش کیا...... کسی نے مادرزاد اندھوں کو ٹھیک کر کے دکھا دیا...... کسی نے برص کے مریضوں کو ٹھیک کر کے دکھا دیا...... لیکن جب نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ اگر اللہ کے نبی ہیں تو آپ کے پاس نبوت کی دلیل کیا ہے؟

جواب میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ ﴾

”تمہاری عقل کام نہیں کرتی! کیا میں اب تک تمہارے اندر زندگی نہیں گزار چکا۔“

تو نبی علیہ السلام نے نبوت کی دلیل کے طور پر اپنی گزری ہوئی زندگی کو پیش فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑا مشکل کام ہوتا ہے اپنی زندگی کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا۔ لیکن وہ زندگی اتنی صاف...... اتنی کھلی...... اتنی ڈھلی زندگی تھی کہ کافر بھی آپ ﷺ کی عظمتوں کے قائل تھے۔ کسی کو انگلی اٹھانے کی بھی جرات نہیں تھی۔ وہ دشمنی کی وجہ سے نبی علیہ السلام کو مجنون کہتے تھے، دشمنی کی وجہ سے جادوگر کہتے تھے، لیکن معاذ اللہ! کسی نے نبی علیہ السلام کو امانت میں خیانت کرنے والا نہ کہا۔ معاذ اللہ! جھوٹ بولنے والا نہ کہا وعدہ خلافی کرنے والا نہ کہا، اخلاقی اعتبار سے تو کوئی انگلی نہ اٹھا سکا۔ تو اتنی پیاری زندگی تھی کہ جب نبوت کی دلیل مانگی گئی تو نبی علیہ السلام نے اپنی مبارک زندگی کو نبوت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا۔ ذرا سوچیں نا! یہ کتنا مشکل کام ہوتا ہے!

پردے میں رہنے دو......!

میں اور آپ جب اپنے گھر میں ہوتے ہیں تو اپنی بیوی سے کہیں گے کہ ہماری آپس میں کوئی بات ہوگی تو تنہائی میں ایک دوسرے سے بحث کر لیں گے، ایک دوسرے کو سن سنا لیں گے، ایک دوسرے کو ڈانٹ لیں گے لیکن باہر بات مت کرنا۔ ہم بیوی سے کہیں گے کہ بس جو بھی ہے اندر ہی رکھنا باہر نہیں کرنا۔ لیکن محبوب ﷺ کی زندگی اتنی پیاری تھی کہ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا:

”اگر کوئی عورت تم سے میری اندرونِ خانہ زندگی کے بارے میں سوال کرے، تو تم اس بات کی پابند ہو، تمہارے اوپر فرض ہے کہ میری زندگی کو اس کے سامنے کھول کر بیان کرنا“

......اللہ اکبر! اللہ اکبر!...... کہ تنہائی کی باتیں بھی، تمہارا فرض ہے کہ تم لوگوں تک پہنچاؤ...... کیسی زندگی ہوگی......!

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے ہی اسیرانِ زلف:

آج ہماری حالت یہ ہے کہ جو جتنا زیادہ ہمارے قریب ہوتا ہے، وہ اتنا زیادہ متنفر ہوا ہوتا ہے، کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے، توبہ توبہ کر رہا ہوتا ہے، کہتا ہے، جی! اللہ کی پناہ...... کوئی ساتھ مل کر رہنا پسند نہیں کرتا۔ لیکن نبی علیہ السلام کا معاملہ دیکھیے، جو جتنا زیادہ قریب تھا، وہ اتنی زیادہ محبت کرنے والا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے عورتوں میں جو ایمان لائیں، وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ بھلا بیویاں بھی کسی کو مانتی ہیں؟ باہر نصیحت کرنا بہت آسان اور گھر میں نصیحت کرنا بڑا مشکل کام۔ بیویاں تو مانتی ہی نہیں۔ لیکن اللہ رب العزت کے محبوب کی عظمتوں پر قربان کہ سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والی اپنی بیوی تھی۔ پھر رشتہ داروں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے قریب تھے، وہ بچوں میں سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والے بن گئے۔ پھر دوستوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ قریب تھے، وہ سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والے بن گئے۔ جو جتنا زیادہ قریب تھا، وہ اتنا زیادہ کلمہ پڑھنے والا بن گیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کھلی، ڈھلی اور پیاری اور انوکھی زندگی تھی۔

یہ اچھے اخلاق ہوتے ہیں جو بندے کا دل موہ لیتے ہیں۔ انسان لوگوں کے دلوں میں بس جاتا ہے، لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتا ہے، یہ اچھے اخلاق ایسی نعمت ہیں۔ تو انسان اچھے اخلاق سے زندگی گزارے، خود بھی سکھی رہے اور اللہ کے بندوں کو بھی سکھ دے۔

خوش خلقی عبادت ہے:

کسی مومن کو خوش خلقی سے پیش آنا، اللہ رب العزت کے نزدیک یہ بھی عبادت ہے، کھلے چہرے کے ساتھ...... کھلی پیشانی کے ساتھ...... بشاشت کے ساتھ پیش

www.besturdubooks.wordpress.com

آنا۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے:

''جو مسلمان بھائی کو ملتے ہوئے مسکرا کے ملتا ہے، اس کا یہ مسکرانا بھی صدقہ کرنے میں لکھا جاتا ہے، اور جب مصافحہ کرتے ہوئے ان کے ہاتھ ملتے ہیں تو ان کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑ جایا کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کہ میرے بندے پیار اور محبت سے ملیں، تو یہ اچھے اخلاق ہم اپنے اندر پیدا کریں، تاکہ ہم دوسروں کے لیے آرام کا سبب بن سکیں اور خوشیوں کا سبب بن سکیں۔

ویراں نال زندگی دی بہار:

آج حالت یہ ہے کہ صلہ رحمی کا جتنا زیادہ شریعت نے حکم دیا، اتنا زیادہ ہم رشتوں ناتوں پر چھریاں پھیرتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پر دو بھائی آپس میں بولنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمیں بھائی کے مرتبے کا پتہ ہی نہیں۔ دونوں بھائی جوان ہوتے ہیں، بھائی سے محبت نہیں کریں گے بلکہ دوسرے لڑکوں سے محبت کریں گے۔ اور یہ قرب قیامت کی علامت ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''قرب قیامت میں ایسا وقت آئے گا کہ انسان دوسروں سے محبت کرے گا اور جن سے صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے ان کے ساتھ تعلق توڑے گا۔''

تو آج بھائی سے دوستی کوئی نہیں کرتا، کرتے ہیں تو غیروں سے، بھئی! اپنے بھائی کو ہی دوست بناؤ! ماں باپ کا دل خوش ہوگا، اللہ رب العزت خوش ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو جوڑنے کا حکم دیا ہے۔

حق سچ تو یہ ہے کہ بندے کے اوپر جب بھی مصیبت آتی ہے، نظر پڑتی ہے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

بھائی پر ہی پڑتی ہے۔قرآن عظیم الشان سے مثال

......جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام نے یہ محسوس کیا کہ میں اکیلا ہوں اور میرے سامنے فرعون ایک Established (مستحکم) گورنمنٹ رکھنے والا بادشاہ ہے، اور اس کے ساتھ اس کی پوری قوم ہے، تو میرا بھی کوئی ساتھی ہونا چاہیے، معاون ہونا چاہیے۔اب جب نبوت کا بوجھ پڑا تو اس بوجھ کو اٹھانے کے لیے ایک نبی علیہ السلام کی نظر فوراً کس پر پڑی......؟ کیا دعا مانگتے ہیں؟

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ o وَ يَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ o وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِّسَانِيْ o وَ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ o وَاجْعَلْ لِيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ o هَارُوْنَ اَخِيْ o﴾ (طٰہ: ۲۵-۳۰)

''اے رب میرا سینہ کھول دیجیے۔اور میرا کام آسان فرما دیجیے۔اور میری زبان کی گرہ کھول دیجیے۔تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں۔اور مقرر کر دیجیے ایک وزیر میرے کنبے میں سے۔یعنی ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔''

تو معلوم ہوا کہ دنیا میں جب مشکل پڑی تو نظر کس پر گئی؟ بھائی پر گئی۔اور آخرت میں بھی جب مشکل پڑے گی...... یہ اور بات ہے کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، تاہم جب بندے پر مشکل پڑے گی، تو سب سے پہلے رجوع کس سے کرے گا؟

قرآن میں فرمایا:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ﴾

یہاں پر ''ابی'' کا نام نہیں لیا...... ''امی'' کا نام نہیں لیا۔سبحان اللہ!

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے پہلے بندہ بھائی کی طرف رجوع کرے گا۔

تو ہم ذرا اپنے بھائی سے دوستی کر کے تو دیکھیں۔ پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ کیسے رحمت فرماتے ہیں۔ جب یہ تعلق ماں باپ کی طرف سے بھی ہو اور پھر دین کی نسبت سے بھی ہو جائے تو یہ ''نورٌ علیٰ نور'' بن جاتا ہے۔

پیوستہ رہ شجر سے:

آج حالت یہ ہے کہ اگر نوجوان بچے کو اس کے ماں باپ تربیت کی خاطر سمجھا دیں، تو بس...... وہ غصے میں گرم ہو جاتا ہے۔...... میں یہاں سے چلا جاؤں گا! پھر شیطان اسے سمجھاتا ہے کہ بس! تم یہاں سے چلے جاؤ گے نا! تو تمہاری ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ دیکھیں! یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے بازو یہ سوچے کہ میں خوامخواہ بدن کے ساتھ لٹکا ہوا ہوں، میری آزادی اسی میں ہے کہ میں بدن سے جدا ہو جاؤں۔ اچھا! اگر یہ جسم سے جدا ہو گا تو کیا ہو گا؟ اس میں کیڑے پڑیں گے، اس کو کتے کھائیں گے، اس کی ہڈیاں توڑیں گے، اسے چچوڑیں گے، گلیوں میں گھسیٹا جائے گا، اس بازو کے اندر بدبو پڑے گی۔ یہ سب کیوں ہو گا؟

اس لیے کہ یہ مرکز سے جدا ہوا۔ بالکل ایسے ہی جو نوجوان بچہ یہ سمجھتا ہے کہ میری آزادی اس میں ہے کہ میں اپنے ماں باپ سے جدا ہو جاؤں، تو اس کا بھی یہی حال ہو گا، اسے ایسے دوست ملیں گے جو اس کے ایمان کو خراب کریں گے، اسے جہنم کا ایندھن بنائیں گے، نہ دین کا رہے گا نہ دنیا کا۔

والدین کا سایہ عاطفت:

آج نوجوانوں میں اتنا حوصلہ نہیں کہ اگر والدین اچھی بات کہہ رہے ہیں تو ان میں قبولیت کا مادہ ہو۔ بھئی! کہہ تو تمہارے فائدے کے لیے رہے ہیں نا! اچھا! اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

والدین کہنا چھوڑ دیں تو نقصان کس کا ہوگا؟ اولاد کا ہی نقصان ہے، ماں باپ تو اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر وہ Unconsult (لاتعلق) بن جائیں کہ جاؤ بھئی! اللہ کے حوالے۔ اگر تم ہماری بات نہیں مانتے تو ہم تمہیں اللہ کے حوالے کرتے ہیں، اس میں نقصان تو بچے کا ہی ہوگا کہ اس کے سر پر سایہ نہ رہے گا۔

برکات کے محور:

حدیث پاک میں فرمایا گیا:

اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ

''تمہارے لیے برکت بڑوں کے ساتھ رہنے میں ہے۔''

اور شیطان کہتا ہے کہ بس تم علیحدہ ہو جاؤ۔ جن رشتوں کو رب کریم نے جوڑنے کا حکم دیا ہے، ہم ان رشتوں کو توڑ رہے ہوتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھیے کہ شب قدر میں بڑے بڑے گناہ گاروں کی مغفرت ہو جاتی ہے، لیکن چند بندوں کی مغفرت نہیں ہوتی، ان میں سے ایک وہ جو رشتوں ناتوں کو توڑنے والا ہو، شب قدر میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہیں فرماتے۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ قطع تعلقی کرنا اللہ رب العزت کے نزدیک کتنا برا کام ہے۔

معاملات خراب ہونے کی وجہ:

دینِ اسلام ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ بنا کر رکھیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ بندہ سلجھانے کی نیت کر لے تو بڑے بڑے مسئلے سلجھا لیتا ہے اور اگر الجھانے پر آجائے تو ہر بات الجھ جاتی ہے۔ الجھانا کون سا مشکل کام ہے؟ ہمیں چاہیے کہ ہم معاملات کو سلجھانے کی کوشش کیا کریں۔

معاملات خراب کیسے ہوتے ہیں؟ غصے کی وجہ سے...... ذرا سی بات پر آپے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

باہر ہو جاتے ہیں۔ ایسی بات کر دی کہ بیوی سارا دن روتی رہی۔ ایسی بات کر دی کہ دوسرے بھائی کا دل دکھ گیا۔ یاد رکھیے! ''بیماریوں میں سے سب سے بری دل کی بیماری اور دل کی بیماریوں میں سے سب سے بری دل آزاری۔''

کسی کا دل توڑ دینا..... آج ہم اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ اور ہم کن کا دل توڑتے ہیں؟..... اپنوں کا۔ کسی نے کیا خوب کہا:

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا
دلِ دشمناں راہم کردن نہ تنگ
تُرا کہ میسر شَوَدی مقام
کہ با دوستاں راہم پے کارِ جنگ

''میں نے سنا ہے کہ جو مردانِ رہِ خدا ہوتے ہیں، وہ تو دشمنوں کے دل بھی تنگ نہیں کیا کرتے، تجھے یہ مقام کہاں سے ملا کہ تو اپنوں کے ساتھ برسرِ پیکار ہے!''

چنانچہ آج معمولی بات پر بھائی بہن کے گھر جانا چھوڑ دیتا ہے۔ حیرت کی بات ہے!

غصہ پینے کا انعام:

اللہ مارے اس غصے کو، اس نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا، جس کسی سے پوچھو، دوسرے کی رپورٹ..... دماغ گرم..... دماغ B o i l (ابل) کر رہا ہوتا ہے، بھاپ بنی رہتی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے، مومن ایسے غصے کو دباتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

''اگر کسی شخص کے ساتھ کسی نے زیادتی کی اور یہ بندہ بدلہ لے سکتا تھا، مگر اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کی خاطر یہ اس کو معاف کر دے، تو اللہ رب العزت اس معاف کرنے کی وجہ سے، قیامت کے دن اس کو اپنے چہرے کا دیدار عطا فرمائیں گے۔''

تو بھئی! آج جو بندہ غصے کا گھونٹ پیے گا، کل کو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دیدار کا شربت پلائیں گے، کتنا مزے کا سودا ہے......!

اس غصے سے اللہ کی پناہ مانگیں، یہ انسان کی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دیتا ہے۔ ہاں! اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بندہ انتظامی امور میں بھی نہ سمجھائے، اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے، وگرنہ بات سمجھ نہیں آتی...... لیکن ایک غصہ یہ ہوتا ہے کہ بس! Flash up (آگ بگولا) ہو جانا، ذرا سی بات پر اسی وقت بھڑک اٹھنا، ایسا ٹھیک نہیں، تھوڑا تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

برائی کا بدلہ بھلائی

نبی علیہ السلام حلیم تھے۔ حلیم کس کو کہتے ہیں؟ حلیم کہتے ہیں جو دوسرے کو سزا دینے میں ذرا توقف کرے، دیر کرے، اس کو حلیم کہتے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام حلیم الطبع تھے، ہمیں بھی اپنے اندر حلم پیدا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ﴾

''نیکی اور برائی برابر تو نہیں ہو سکتی۔''

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾

''تم برائی کو نیکی کے ساتھ دھکیلو''

جب برائی کا جواب بھلائی کے ساتھ دو گے تو تمہارے اور اس کے درمیان جو عداوت تھی وہ ختم ہو جائے گی اور وہ تمہارا جگری یار بن جائے گا۔ یہ اچھائی ایسی چیز ہے کہ دشمنوں کو بھی دوست بنا دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نفع رسانی کا انعام:

اس لیے یہ خوش اخلاقی ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی ہے، اس کو سیکھنا ہے اور اس پر پوری زندگی گزارنی ہے۔ پھر اس کی برکتیں دیکھیے گا۔ اللہ رب العزت کی طرف سے رزق میں برکت، صحت میں برکت، عزت میں برکت، ہر ہر چیز میں اس کی وجہ سے برکت آئے گی۔ کیوں؟

اس لیے کہ اللہ کا وعدہ ہے:

﴿ وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ﴾

''جو دوسروں کی نفع رسانی کا کام کرے گا، اللہ اس کے قدم زمین میں جما دے گا۔''

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے قدم زمین میں جما دیے جائیں تو ہم دوسروں کی خیر خواہی کریں۔ سب کا بھلا چاہیں، سب کا بھلا سوچیں۔

یہ قدم زمین میں جمنے کیسے ہیں؟

جب بندے کے پاس رزق اچھا ہو...... صحت ہو...... جب بندے کے پاس کاریں اور بہاریں ہوں...... معاشرے میں عزت ہو، تو لوگ کہتے ہیں، ماشاء اللہ! اس بندے کے قدم جم گئے ہیں!

خیر خواہی کی قدردانی:

یہ خیر خواہی اللہ رب العزت کو اتنی پسند ہے کہ پروردگار عالم خیر خواہ بندے سے محبت فرماتے ہیں۔ حتی کہ ایک دفعہ سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ جا رہے تھے، راستے میں چیونٹیاں جا رہی تھیں۔ ایک چیونٹی نے محسوس کر لیا کہ لشکر آ رہا ہے، اس نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ تم بلوں میں گھس جاؤ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ﴾ (النمل:۱۸)

''اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔''

کیونکہ سلیمان علیہ السلام کا لشکر آ رہا ہے اور تم راستے میں چل رہی ہو، ایسا نہ ہو کہ ان کا لشکر بے دھیانی میں تمہیں پاؤں کے نیچے مسل دے۔ تم جلدی جلدی اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ اب چیونٹی کتنی چھوٹی سی مخلوق ہے، اس نے دوسری چیونٹیوں کی خیر خواہی کی اور یہ خیر خواہی اللہ کو اتنی پسند آئی کہ اس بات کو قرآن پاک میں Mension (مذکور) فرمایا اور اس سورت کا نام ''النمل'' چیونٹی کے نام پر رکھ دیا۔ سوچنے کی بات ہے، اگر ایک چیونٹی دوسری چیونٹیوں کی خیر خواہی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ قرآن میں فرماتے ہیں، تو اگر بندۂ مسلمان اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کرے گا، تو اللہ رب العزت کیوں نہ خوش ہوں گے......!

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کریں، دوسروں کا بھلا سوچیں، اچھا سوچیں۔ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر بھی دوسروں کو نفع پہنچائیں تو اللہ کا احسان جانیں۔

دو لفظوں میں پورا دین:

دین اسلام ایک عجیب دین ہے۔ نبی علیہ السلام نے دو لفظوں میں پورا دین سمجھا دیا۔ فرمایا:

﴿ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَة ﴾

''دین سراسر خیر خواہی ہے۔''

یہاں طلبا، علما کے لیے ایک علمی نکتہ ہے...... عام طور پر مبتدا خبر میں ایک معرفہ ہوتا ہے اور دوسرا نکرہ ہوتا ہے۔ مگر یہاں دونوں معرفہ ہیں۔ الدین ...... النصیحه دونوں کو معرفہ کیوں لائے؟ علماء نے لکھا ہے کہ جب مبتدا اور خبر میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

دونوں کو معرفہ لایا جائے، تو وہاں پر دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے، دونوں ایک دوسرے کے محصور ہوتے ہیں، مقید ہوتے ہیں۔ کیا مطلب؟..... فرمایا: ''دین وہی ہے جو خیر خواہی ہے، اور جہاں خیر خواہی ہے، وہی سراپا دین ہے۔'' یہ آپس میں لازم وملزوم ہیں..... جہاں آپ دین دیکھیں گے، وہاں آپ کو خیر خواہی نظر آئے گی، اور جہاں آپ کو خیر خواہی نظر آئے گی، وہیں آپ کو دین نظر آئے گا۔ دین اور بدخواہی، یہ دونوں چیزیں کبھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ دین موجود ہو اور بندے کے اندر بدخواہی ہو۔ اس لیے مومن ہمیشہ دوسروں کا خیر خواہ ہوتا ہے، اپنا بھی خیر خواہ، دوسروں کا بھی خیر خواہ، ہر ایک کا خیر خواہ۔ تو بھئی! ہم نے خیر خواہی سیکھنی ہے، اللہ کے بندوں کی خیر خواہی، ایمان والوں کی خیر خواہی، یہ مقصدِ زندگی ہے۔

درسِ اخلاق کی ضرورت:

جب آپ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بدخواہ دیکھیں، تو سمجھ لیں کہ دین کی دھجیاں اڑ چکیں، دین کے پرخچے اڑ چکے، اب دین درمیان میں نہیں رہا۔ اور آج تو ہم دین والے، جنہوں نے وضع قطع دین داروں والی بنائی ہوتی ہے، آپس میں الجھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے سینگ نہیں سماتے، اکٹھا مل کر رہنا ہمارے لیے مشکل ہوتا ہے۔ شاید سینگوں والے جانوروں کو اکٹھا کمرے میں رکھ دیں تو وہ بھی ایک دوسرے کے ساتھ رہ لیں گے، اور اگر ہم بے سینگ کے جانوروں کو اکٹھا رکھیں تو ہماری ایک دوسرے سے نہیں بنے گی۔

کیا وجہ ہوتی ہے؟

اخلاق نہیں سیکھے ہوتے، کسی نے اخلاق کا درس نہیں دیا ہوتا، کسی نے بتایا نہیں ہوتا کہ اخلاق کی اللہ کے ہاں کیا قیمت ہے۔ یہ سمجھنے کی بات ہے، یہ درس سن کر دلوں میں نقش کرنے کے قابل ہوتے ہیں، تاکہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان بن کر زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

گزاریں۔ دوسروں کے حقوق کی رعایت کریں، دوسروں کو فائدہ پہنچائیں۔

پڑوس کی قیمت:

مجھے ایک آدمی نے کسی صاحب کے بارے میں بات کی کہ حضرت! جو فلاں بندہ ہے نا! بچے اس کے قریب بھی رہنا پسند نہیں کرتے، بچے اس سے پریشان ہی رہتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ جھگڑا کرتا ہے۔ میں نے اس کے کہا کہ جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے تو اس وقت ہمارے پڑوس کی قیمتیں بڑھ جایا کرتی تھیں، پھر میں نے اسے واقعہ سنایا۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امیر المومنین فی الحدیث تھے، محدثین میں ان کا بڑا مقام ہے۔ بلکہ جتنی تعریفیں اسماء الرجال کی کتب میں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی کی گئی ہیں، کسی اور محدث کی اتنی تعریفیں نہیں کی گئیں۔ ایسے مانے ہوئے بزرگ تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں ایسے الفاظ نہیں کہے گئے، جیسے متفقہ طور پر حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں کہے گئے۔

ان کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ ان کے ہمسائے میں ایک یہودی رہتا تھا، وہ مکان بیچنا چاہتا تھا۔ خریدنے والا پہنچا اور اس نے پوچھا کہ آپ نے مکان بیچنا ہے، اس نے کہا جی ہاں! کتنے میں بیچیں گے؟ کہنے لگا دو ہزار دینار میں بیچوں گا۔ خریدنے والے نے کہا: بھئی! اس مکان کی قیمت اس ایریا میں ہزار دینار ہے۔ ہزار دینار کافی ہے اور آپ دو ہزار مانگ رہے ہیں؟ وہ کہنے لگا کہ ہاں! مکان کی قیمت تو ایک ہزار دینار ہی ہے اور دوسرا ہزار دینار عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس کی قیمت ہے۔ یہ بات یہودی کر رہا ہے۔

ایک وقت تھا کہ ہم جس مکان میں رہتے تھے، اس گھر کے پڑوس کی قیمتیں بڑھ جایا کرتی تھیں۔ اس وقت ہمارے اندر اخلاق ہوتے تھے، ہم دوسروں کا بھلا سوچتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔

خیر خواہی ہو تو ایسی!

ہمارے اسلاف دوسروں کا کتنا بھلا سوچتے تھے، سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے۔ جابر بن عبداللہ البجلی تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے کسی سے گھوڑا خریدا۔ فرض کیجیے سات ہزار کا خریدا۔ گھوڑا خرید کر گھر لائے۔ جب گھوڑا خریدا جاتا تو صاف ظاہر ہے کہ لوگ دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ اگلے دن لوگ دیکھنے آ گئے۔ انہوں نے آ کر دیکھا اور کہا، ماشاء اللہ! بڑا اچھا سودا کر کے آئے، بڑا اچھا خرید لیا، ویسے لگتا تو یہ کہیں آٹھ ہزار کا ہے۔ آپ کو بڑے مناسب دام میں مل گیا۔ وہ لوگ یہ کہہ کر چلے گئے۔ تو یہ دوسرے دن گئے اور گھوڑے کے مالک کو ایک ہزار دینار اور دیئے اور کہا کہ بھئی! لوگ کہتے ہیں کہ یہ آٹھ ہزار کا ہے، میں نے تو آپ سے کم قیمت پر لیا۔ اگلے دن کوئی اور دیکھنے والا آ گیا۔ اس نے جب آ کر دیکھا تو کہا کہ یہ گھوڑا تو بہت اچھا ہے، مجھے تو بہت اچھا لگا، مجھے تو بڑا پسند آیا، میری نظر میں تو اس کی قیمت نو ہزار تھی اور تمہیں یہ آٹھ ہزار میں مل گیا۔ یہ پھر اگلے دن گئے اور خاموشی کے ساتھ اس کے مالک کو ایک ہزار دینار اور دیے۔ اب مالک نے کہا کہ آپ بار بار پیسے کیوں دیے جا رہے ہیں، میں نے اس قیمت میں بخوشی آپ کے ہاتھ فروخت کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ ''خیر خواہی'' کی وجہ سے۔ ہم نے اپنے اساتذہ کے ہاتھوں پر بیعت کی ہوئی ہے کہ ہم مومن کی خیر خواہی کریں گے۔ تمہیں اپنے گھوڑے کی قیمت کا صحیح اندازہ نہیں تھا۔ میں نے لوگوں سے رائے پوچھی۔ کتنے ہی لوگوں نے اس کی قیمت نو ہزار بتائی۔ میں آپ کا نقصان نہیں بلکہ بھلا چاہتا ہوں، اس لیے میں نے آپ کو اوپر کے دو ہزار روپے بھی دے دیے۔ کبھی ہم دوسروں کے اتنے خیر خواہ ہوا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خیر خواہی کی انوکھی مثالیں:

جب اسلام کا دنیا پر غلبہ تھا، تو مسلمان پوری دنیا پر حکومت کر رہے تھے۔ اس وقت کفار نے ایک آدمی بھیجا کہ جاؤ پتہ کر کے آؤ، ان مسلمانوں کے اندر کیا خاص چیز ہے کہ یہ جدھر جاتے ہیں کامیابیاں ان کے قدم چومتی ہیں، دوسرے لوگوں کو بڑا متاثر کر لیتے ہیں اور ان کو مسلمان بنا دیتے ہیں۔ بغداد اس وقت مسلمانوں کا مرکز تھا۔

چنانچہ وہ بغداد آیا کہ دیکھوں کہ آخر وجہ کیا ہے؟ جب وہ شہر میں آیا تو دوپہر کے وقت اس کو بھوک لگی۔ وہاں ایک ہوٹل تھا، وہ کھانا کھانے کے لیے اس ہوٹل میں بیٹھ گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کے قریب ہی ایک اور بندہ بیٹھا کھانا کھا رہا ہے اور اس کی طرف بار بار دیکھ رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ میں اجنبی ہوں، اس لیے مجھے دیکھ رہا ہوگا۔ جب اس نے کھانا کھا لیا اور کاؤنٹر پر آ کر پوچھا کہ میں نے آپ کو کتنے پیسے دینے ہیں؟ کاؤنٹر والے نے جواب دیا کہ جناب! آپ کے پیسے تو ادا ہو چکے۔ اس نے پوچھا، جی! کیسے ادا ہو چکے؟ کھانا تو میں اب کھا کر آیا ہوں۔ اس نے بتایا کہ آپ کے ساتھ وہ جو دوسرا بندہ بیٹھا ہوا تھا، وہ مقامی تھا۔ وہ جب اپنے پیسے دینے آیا تو مجھے کہنے لگا کہ یہ شخص پردیسی نظر آتا ہے، یہ مہمان ہے، چلو اس کے پیسے میں دے دیتا ہوں، میری طرف سے ان کی دعوت سہی۔ اور اس نے آپ کو بتایا بھی نہیں، کیونکہ وہ اس کے بدلے میں آپ سے شکریہ کے الفاظ بھی نہیں چاہتا تھا، بلکہ اللہ سے بدلہ لینا چاہتا تھا۔ لہٰذا آپ کا بل ادا کر کے چلا گیا۔ یہ شخص بڑا حیران ہوا کہ یہ ایسے لوگ ہیں۔ مہمان نوازی بھی کرتے ہیں اور پتہ بھی نہیں چلنے دیتے کہ کس نے مہمان نوازی کی۔ وہ بڑا خوش ہوا۔

وہ شخص آگے چلا، اس کو کسی چیز کے خریدنے کی ضرورت تھی۔ ایک دکان پہ اس نے وہ چیز دیکھی، اس نے دکاندار سے کہا کہ مجھے یہ چیز چاہیے۔ دکاندار نے کہا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاں! لے لو۔ کتنے میں دو گے؟ اس نے جواب دیا اتنے میں دوں گا۔ نو وارد نے کہ ٹھیک ہے ایک دے دو۔ دکاندار کہنے لگا کہ بھئی! آپ تھوڑی سی تکلیف کریں، وہ سامنے دکاندار سے یہی چیز اتنے ہی پیسوں میں مل جائے گی، آپ مہربانی فرما کر اس سے لے لیں۔ اس نے دوسری دکان سے جا کر چیز تو خرید لی لیکن اس کے دل میں خیال آیا کہ پہلے دکان دار نے چیز کیوں نہ دی؟ اس نے واپس آ کر اس سے پوچھا: کیا آپ کے پاس چیز موجود نہیں تھی یا دینی پسند نہیں کی؟ اس نے جواب دیا کہ چیز تو موجود تھی لیکن میں نے چاہا کہ آپ میرے ہمسائے سے خرید لیں۔ اس نے کہا دکاندار تو ایسا نہیں کرتے کہ میری بجائے اس سے خرید لیں۔ اس نے جواب دیا کہ ایسا میں نے اس لیے کیا کہ آج میرے پاس اتنے گاہک آ گئے کہ میرے اخراجات پورے کرنے کے لیے کافی تھے، لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ میرے اس بھائی کے پاس کوئی گاہک نہیں آیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آپ اس سے وہ چیز خرید لیں گے، اس کو بچت ہو جائے گی اور اس کے بیوی بچوں کی روٹی کا انتظام ہو جائے گا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے:

ایک وقت تھا کہ آمنے سامنے والے دکاندار ایک دوسرے کے اتنے خیر خواہ ہوتے تھے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ اور آج اپنی حالت ہم خود دیکھ سکتے ہیں، اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ تو یہ اچھے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے، زبانی کلامی اچھے نہیں بن سکتے جب تک کہ عمل ساتھ نہ ہو۔ بندے کی شخصیت کی عمل سے تصدیق ہوتی ہے۔ اگر ہم اچھے اخلاق کو اپنائیں گے تو اللہ کے مقبول بندوں میں شمار ہوں گے۔

انوکھا مقدمہ اور نرالا فیصلہ:

سیدنا عمر بن خطاب ؓ کا زمانہ تھا۔ ایک آدمی نے زمین بیچی اور دوسرے نے

www.besturdubooks.wordpress.com

خریدی۔ جب خریدنے والے نے ہل چلائے تو اس زمین میں سے کچھ خزانہ نکل آیا۔ اس نے سوچا کہ میں نے تو صرف زمین خریدی تھی، خزانہ تو نہیں خریدا تھا۔ لہٰذا خزانہ اسی کا ہے جس نے زمین فروخت کی۔ وہ ان کے پاس گئے اور کہا: بھائی! یہ آپ کا خزانہ چھپا ہوا تھا، آپ واپس لے لیں۔ آگے سے اس بیچنے والے نے جواب دیا کہ بھائی! جب میں نے اپنی زمین بیچ دی، اب زمین سے جو بھی فائدہ ہو وہ آپ کا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ نہیں میں نے صرف زمین کی قیمت ادا کی تھی، خزانے کی قیمت ادا نہیں کی، لہٰذا یہ خزانہ آپ کا ہے۔ آگے سے وہ کہے کہ نہیں اب ہر چیز آپ کی ہے۔ دونوں میں بحث چلتی رہی، مشورہ یہ ہوا کہ عدالت میں چلتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دو مسلمان بھائیوں کے درمیاں یہ پہلا مقدمہ تھا جو عدالت میں پیش ہوا۔ اور وہ مقدمہ بھی ایسا کہ ایک فریق کہتا ہے یہ آپ کا حق ہے، اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ نہیں یہ آپ کا حق ہے۔

آج عدالتوں میں مقدمے آتے ہیں، ایک فریق کہتا ہے کہ یہ میرا حق ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے، نہیں! یہ میرا حق ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں اپنے حق کی حفاظت کے لیے خون کا آخری قطرہ بھی بہادوں گا۔ دوسرا بھی کہتا ہے کہ میں خون کا آخری قطرہ بہادوں گا۔ جب اس نیت سے وہاں جاتے ہیں تو آج کی عدالتوں سے عداوتیں ملتی ہیں۔ جہاں عدالت دیکھو، سمجھ لو وہاں عداوت موجود ہے۔ جہاں عداوتیں ہوں وہاں عدالتیں ہوں گی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں طرف عداوتیں ہیں۔ اس لیے جائز و ناجائز حقوق کے لیے جھگڑا کرتے ہیں کہ یہ میرا حق ہے اور وہ میرا حق ہے۔

لیکن حضرت عمرؓ کی عدالت میں کیا جھگڑا آ رہا ہے؟

ایک بندہ کہتا ہے کہ یہ میرے بھائی کا حق ہے اور دوسرا کہتا ہے، نہیں! یہ میرا حق

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں بلکہ میرے بھائی کا حق ہے۔اب جس نے فیصلہ کرنا تھا، وہ بھی حیران کہ کس سے کہا جائے کہ اس کا حق ہے۔

اللہ نے ان حضرات کو سمجھ بھی بڑی دی تھی۔دونوں طرف سے مقدمہ سن لینے کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ لوگوں کے گھروں میں اولاد ہے۔ایک نے کہا کہ میری اولاد ہے، اور دوسرے نے کہا کہ میری بھی اولاد ہے۔معلوم یہ ہوا کہ ایک کے گھر میں بیٹا جوان ہے اور دوسرے کے گھر میں بیٹی جوان ہے۔حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ آپ دونوں اپنے بیٹے اور بیٹی کا آپس میں نکاح کر دیں اور یہ خزانہ اس بیٹی کے جہیز میں دے دیں۔پہلے وقتوں میں مسلمانوں کے جھگڑے ایسے ہوتے تھے۔

نہ ہو دین تو سجن بھی دشمن:

آج مسلمانوں کے جھگڑے کیا ہوتے ہیں؟

ایک بالشت زمین کی خاطر بندے مرتے ہیں۔بالشت زمین کی بات بھی چھوڑیے...... دو دوست ہیں، زندگی کے بیس سال دوست رہے۔آپس میں باتیں کر رہے ہیں مذاق میں۔باتیں کرتے کرتے بات بڑھ گئی تو ان میں سے ایک دوست نے دوسرے دوست کو قتل کر دیا۔

ایسا کیوں ہوتا ہے......؟؟؟

اس لیے کہ دین کا پتہ نہیں ہوتا۔ان کو دین سکھانے کی ضرورت ہے۔

مومن کو قتل کرنے پر اللہ تعالیٰ کا غضب:

ایک مسلمان بھائی کو قتل کرنا اتنا بڑا گناہ ہے! اتنا بڑا گناہ! کہ جتنا اللہ رب العزت نے اس گناہ کے کرنے پر غصہ فرمایا ہے اور کسی گناہ پر اتنا غصہ نہیں فرمایا۔سنیے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور دل کے کانوں سے سنیے۔ جتنا رب العزت نے غصے کا اظہار اس گناہ پر کیا اور کسی گناہ پر اتنا غصے کا اظہار نہیں کیا۔ سنیے! قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهُ جَهَنَّمُ﴾

''اور جو جان بوجھ کر مومن کو قتل کرے، اس کی جزا جہنم ہے''

اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ اس کو جہنم میں ڈالیں گے، قصہ ختم۔ مگر نہیں۔ اتنا جلال کا اظہار فرمایا کہ یہ کہنے کے بعد آگے فرمایا:

خَالِدًا فِيهَا

''ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔''

ارے! ہمیشہ ہمیشہ تو کافر، مشرک اور منافق رہتے ہیں۔ مگر فرمایا کہ نہیں! یہ اتنا برا کام ہے! یہ گناہ اتنا بڑا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ یعنی بہت لمبا عرصہ رہے گا۔

اچھا! اگر یہ بھی کہہ دیتے کہ اتنا لمبا عرصہ جہنم میں رہنا پڑے گا تو یہ بھی بہت بڑی سزا تھی۔ مگر نہیں۔ اس پر غصہ ختم نہیں ہوا، آگے فرماتے ہیں:

﴿وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾ (النساء:۹۳)

''اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔''

اگر اتنا ہی کہہ دیتے تو بہت تھا کہ...... جہنم میں ڈالیں گے...... لمبا عرصہ جہنم میں رہیں گے، اتنا کہہ دیتے تو کافی تھا، مگر نہیں! گناہ اتنا بڑا تھا کہ پھر بھی غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَعَنَهُ﴾

اس پر اللہ رب العزت کی لعنت ہوگی۔

کسی مومن کو قتل کر دینا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اس پر غصہ در غصہ کا اظہار فرمایا...... اب پوری آیت سن کر ذرا تصور کیجیے کہ کتنا غصے کا اظہار فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

قربِ قیامت کی نشانی:

اور آج سب سے آسان کام یہی نظر آتا ہے۔ اور یہ قرب قیامت کی علامت ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''قرب قیامت کے علامات میں سے ایک یہ ہے کہ مومن کو قتل کیا جا رہا ہوگا اور اس کو پتہ بھی نہیں ہوگا کہ مجھے کس گناہ کی وجہ سے مارا جا رہا ہے۔''

اور آج تو لوگ نمازوں کے لیے مسجدوں میں آتے ہیں اور ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ واپس گھر بھی جائیں گے کہ نہیں جائیں گے اور کہنے کو اسلام کے بڑے ٹھیکیدار بنتے ہیں۔

مومن کی شان اور رتبہ:

اس لیے ہمیں اخلاق سیکھنے کی ضرورت ہے۔ مومن کی شان اور مومن کا رتبہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کی طرف دیکھا اور فرمایا:

بیت اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں تیرا مقام بہت بڑا ہے، لیکن

حُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَرْجَحُ مِنْ حُرْمَةِ الْكَعْبَةِ

''اللہ رب العزت کی نظر میں ایک مومن کی عزت بیت اللہ کی عزت سے بھی زیادہ ہے''

اب بیت اللہ کو جا کر لپٹتے پھرتے ہیں۔ غلاف پکڑ پکڑ کر دعائیں مانگتے ہیں لیکن مومن کی توہین کرتے پھرتے ہیں، مومن کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ مومن پر تو نگاہ ہی نہیں ٹکتی۔ کہتے ہیں، میں تجھے کیا جانوں! آپ سنتے نہیں ایسی باتیں؟ تیرے جیسے کو خرید کر یہ کر دوں۔ یہ باتیں کس لیے کرتے ہیں؟ اس لیے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے اخلاق کا درس سنا ہی نہیں ہوتا۔ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ زندگی گزارنی کیسے ہے۔

کر بھلا...... ہو بھلا:

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے بندوں کے لیے رحمت بن کر رہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمُكُم مَنْ فِي السَّمَاءِ

''تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا''

اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے اخلاق سے زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ ہم سیکھیں کہ اچھے اخلاق کیا ہوتے ہیں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی:

☆...... ہم سے تو صندل کا درخت اچھا۔ کیونکہ صندل کا درخت اس کلہاڑے کے منہ کو بھی خوشبودار بنا دیتا ہے جو کلہاڑا اس کو کاٹتا ہے۔

☆...... ارے! ہم سے تو پھول کی پتیاں اچھی۔ جو انسان پھول کی پتیوں کو مسل دیتا ہے، یہ پتیاں ان ہاتھوں کو بھی خوشبودار بنا دیتی ہیں۔

☆...... ہم سے تو درخت اچھا! بیری کے درخت پر لوگ پتھر پھینکتے ہیں تو وہ ادھر سے بیر گراتا ہے۔ لوگوں نے اسے پتھر مارے، اور اس درخت نے اس پتھر مارنے والوں کو بھی اپنے پھل عطا کیے۔

کاش! ہم بھی اپنے ساتھ برائی کرنے والوں کو کوئی اچھائی دیتے۔ لیکن اچھائی تو تب دیں جب ہمارے اندر کوئی اچھائی ہو۔ اگر اندر ہی گند بھرا ہوا ہو تو وہ گند ہی باہر

www.besturdubooks.wordpress.com

آئے گا۔ اچھے بھلے نمازی حاجی صاحب نے ذرا سی بات پر ننگی گالیاں دینا شروع کر دیں۔ ذرا چھیڑ کے دیکھیے، ذرا غصے کا موقع آیا تو حقیقت کھل جاتی ہے۔ ساری زندگی میں انہوں نے یہی کچھ سیکھا۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو کچھ سنوارنے کی کوشش کریں۔ موت سے پہلے خدا کا بندہ بن کر رہنا سیکھیں۔ اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کر لیں۔

تین قیمتی باتیں:

تین باتیں ذہن میں رکھیے:

(۱) اگر ہم کسی کے ساتھ اچھائی نہیں کر سکتے تو کم از کم برائی بھی تو نہ کیا کریں۔

(۲) اگر ہم کسی کو سکھ نہیں دے سکتے تو ہم کسی کو دکھ بھی تو نہ دیا کریں۔

(۳) اگر ہم کسی کی تعریف نہیں کر سکتے تو بدتعریفی بھی تو نہ کریں......

نہیں تعریف کر سکتے، زبان چھوٹی سی ہے، تعریف گوارا نہیں تو بند رکھو اس زبان کو! کیوں کھولتے ہو؟

معاملات سے پتہ چلتا ہے:

کسی بندے کے اخلاق کا پتہ اس کے معاملات سے چلتا ہے۔ ایک صاحب نے کسی کی بڑی تعریف کی۔ عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ تم نے کبھی اس کے ساتھ لین دین کیا؟ کہنے لگا، جی نہیں! اچھا! تو اس کے ساتھ کبھی سفر کیا؟ کہتا ہے کہ، جی نہیں۔ فرمایا: اچھا! آپ نے اس کو مسجد سے نکلتے دیکھ لیا ہوگا! اس لیے تعریفیں کر رہے ہو۔ تو لین دین کر کے پتہ چلتا ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے!

آج ہمارا یہ حال ہے کہ ایک آدمی کسی مسلمان بھائی کے ساتھ خیر خواہی کرتا ہے، اس کو غریب سمجھ کر اپنے کاروبار میں شریک کر لیتا ہے۔ آگے سے وہی اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جڑیں کاٹتا ہے...... کسی نے خیر خواہی کی، کاروبار نہیں چلتا تھا۔ مسلمان بھائی سمجھ کر Credit (ادھار) پر مال دے دیا، وہ دبا کر بیٹھ جاتا ہے۔ جس سے بھلا کرو وہی آگے سے برا ثابت ہوتا ہے۔ کیوں؟

اس لیے کہ ہمارے تربیت نہیں ہوئی۔ ہمیں کسی نے اخلاق سکھائے نہیں۔ یہ نہیں سمجھایا کہ انسانیت کسے کہتے ہیں۔ جب یہ انسانیت آئے گی تو ہمارے اندر خیر خواہی آجائے گی۔ دوسروں کے بارے میں بھلائی آجائے گی۔ پھر ہمارے دین کو دیکھ کر لوگ اسلام قبول کیا کریں گے۔ ہمارے معاملات کو دیکھ کر لوگ اسلام قبول کیا کریں گے۔ آج معاملہ الٹ ہے۔ جب ہماری زبان سے لوگ جھوٹ سنتے ہیں تو پھر سوچئے کہ مسلمانوں کے بارے میں ان کا کیا تصور بنے گا۔

آج کے مسلمان کی ''ان شاء اللہ'':

ایک آدمی مجھے باہر کے ملک میں کہنے لگا کہ جب کوئی مسلمان ان شاء اللہ کہہ دے تو سمجھ لیں کہ اس کا کام کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ میں حیران ہوا یہ بات سن کر۔ وہ کہنے لگا کہ میں ٹیچنگ کرتا ہوں۔ مسلمانوں میں میں نے یہ دیکھا ہے کہ جو کام انہوں نے کرنا ہو تو ٹھوس کہتے ہیں کہ جی میں یہ کام کروں گا اور جہاں نیت خراب ہوتی ہے، آگے سے کہتے ہیں، ان شاء اللہ!...... اب بتایئے کہ مسلمانوں کے ساتھ کام کرتے ہوئے کفار کے تجربہ میں یہ بات آئی کہ جب ان شاء اللہ کہہ دیں گے تو کام نہیں کریں گے۔ تو ہم نے اس اللہ کے نام کی نسبت کو کہاں تک پہنچا دیا۔ اللہ اکبر!

ہم سبب بن رہے ہیں اسلام کی بدنامی کا۔ چونکہ ہم بگڑے ہوئے ہیں اس لیے ہم بگڑے ہوئے کام کرتے ہیں۔ دین کے راستے میں ہم رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ تو ہمیں اپنے اخلاق پر توجہ دینی ہے اور اپنے آپ کو ایک اچھا انسان بنانا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرام ﷡ میں عیب پوشی:

صحابہ کرام ﷡ نے اپنے اخلاق کو بنایا تھا، اس لیے وہ جس طرف رخ کرتے تھے، کامیابیاں ان کے قدم چومتی تھیں۔ صحابہ کرام ﷡ کی آپ میں ایسی محبت تھی کہ حیران ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی وہ کس طرح پردہ پوشی فرمایا کرتے تھے۔ اللہ اکبر کبیرا!

ایک مرتبہ صحابہ ﷡ بیٹھے تھے، نماز کا وقت قریب تھا۔ اچانک یوں محسوس ہوا کہ کسی کا وضو ٹوٹا اور بدبو محسوس ہوئی۔ صاف ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی اٹھ کر جاتا اور وضو کر کے آتا اور جو محفل سے اٹھ کر جاتا تو سب کے سامنے اس کی سبکی ہوتی۔ ہے تو یہ قدرتی چیز مگر شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ اس سے پہلے کہ کوئی اٹھ کر جائے، عبداللہ بن عباس ﷠ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! اگر اجازت ہو تو ہم سب دوبارہ وضو کر کے نہ آ جائیں؟ محبوب ﷺ نے فرمایا: بہت اچھا! سب کے سب صحابہ کرام ﷡ گئے اور دوبارہ وضو کر کے آئے تا کہ یہ پتہ نہ چلے کہ کس کا وضو خطا ہوا تھا۔ ایک دوسرے کے عیبوں پر پردے ڈالتے تھے۔ مسلمان بھائی کو شرمندہ نہیں کرتے تھے۔ اللہ اکبر۔

بوقتِ قتل بھی خیر خواہی:

ہمارے اسلاف ایک دوسرے کے لیے قربانی دیتے تھے۔ چنانچہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ دوسروں کی خیر خواہی کے بارے میں ان کا ایک عجیب واقعہ ہے۔ وقت کے بادشاہ نے اپنی مرضی کا کوئی فتویٰ مانگا۔ آپ نے انکار کر دیا اور اس کی مرضی کا فتویٰ نہ دیا۔ فتویٰ وہ دیا جو شریعت کے مطابق تھا۔ ہمارے اکابر کا یہی دستور رہا ہے۔ بادشاہ نے دو اور حضرات سے بھی پہلے فتویٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا تھا۔ان کی طرف سے بھی ایسا ہی معاملہ ہوا۔اس کو بڑا غصہ آیا۔اس نے حکم دیا کہ تینوں کو گرفتار کرلو! جب بادشاہوں کی مرضی نہیں چلتی تو پھر یونہی ان کا حکم چلتا ہے۔تینوں حضرات گرفتار ہو گئے۔بادشاہ نے کہا کہ میں ان کو قتل کراؤں گا اور میں خود سامنے بیٹھوں گا۔جلاد کو بلالیا۔بادشاہ نے دیکھا کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے آگے ہیں،ان کے پیچھے دوسرے دو حضرات ہیں۔بادشاہ کے دل میں ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عقیدت تھی کہ یہ بزرگ ہیں، نیک ہیں۔وہ چاہتا تھا کہ باقی دو کو تو میں قتل کرادوں اور ان کو پھر کسی بہانے سے معاف کردوں گا لیکن وہ کھڑے سب سے آگے تھے۔بادشاہ کہنے لگا نہیں! یہ جگہ ٹھیک نہیں۔ان کو ذرا ادھر لے آؤ۔مقصد (ترتیب بدلنا) تھا۔جب ادھر کھڑے کیے گئے تو ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ پھر سب سے آگے۔پھر اس نے کوئی عذر بنایا کہ نہیں، ان کو ادھر لے آؤ۔وہاں گئے تو ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ پھر آگے۔اب بادشاہ نے ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور بلا کر بات کھول دی کہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ آپ کو معاف کر دوں۔باقی دو کو تو میں قتل کروانے کے بارے میں Serious (سنجیدہ) تھا۔آپ تینوں جگہ سب سے آگے کھڑے ہوئے،اس کی کیا وجہ ہے؟ ابوالحسن رحمۃ اللہ علی ہنے اس کے پوچھنے پر فرمایا کہ میں تینوں جگہ آگے اس لیے کھڑا ہوا کہ آپ نے تو قتل کا حکم دے دیا۔میں نے سوچا کہ جلاد پہلے مجھے قتل کرے گا اور جتنی دیر مجھے قتل کرنے میں لگے گی،میرے بھائیوں کو اتنی دیر زندہ رہنے کا موقع مل جائے گا۔ایک وقت تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کے بارے میں اتنا فائدہ سوچا کرتے تھے کہ مرتے مرتے بھی دوسروں کا فائدہ سوچتے تھے۔

موت کے وقت خیر خواہی:

جنگ یرموک کا واقعہ اکثر بیان کرتے رہتے ہیں: کہ تین صحابہ ﷺ کا آخری

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت ہے۔ان میں سے ایک پیاس کی شدت سے پکارتا ہے **العطش،العطش** ان کا کزن پانی لے کر جاتا ہے۔یہی الفاظ دوسرے صحابی ﷺ سے سنتے ہیں تو اپنا منہ بند کر لیتے ہیں۔اشارہ کرتے ہیں کہ پہلے اس کے پاس جاؤ!وہاں پانی لے کر جاتے ہیں تو وہ اشارہ کرتے ہیں کہ پہلے تیسرے کے پاس جاؤ!وہ تیسرے کے پاس جاتے ہیں تو وہ شہید ہو چکے ہوتے ہیں۔واپس دوسرے کے پاس آتے ہیں تو وہ بھی شہید ہو چکے ہوتے ہیں اور واپس پہلے صحابی ﷺ کے پاس آتے ہیں تو وہ بھی جامِ شہادت نوش کر چکے ہوتے ہیں۔

وہ حضرات عین سکراتِ موت کے وقت بھی دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔مگر ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ہوش وحواس میں بھی دوسروں کو ترجیح نہیں دیتے۔

درجہ انسانیت معلوم کرنے کا تھرمامیٹر:

ہمیں اپنے آپ کا جائزہ لینا ہے...... جیسے حرارت معلوم کرنی ہو تو اس کے لیے تھرمامیٹر ہوتا ہے۔اسی طرح اگر کسی کو اللہ رب العزت کے قریب معلوم کرنا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو وہ کتنا پسند ہے؟اس کو معلوم کرنے کا تھرمامیٹر اس بندے کے اخلاق ہیں۔اس کے اخلاق دیکھیے۔جس کے اخلاق اعلیٰ درجے کے ہیں وہ اللہ کا مقرب ہے اور جس کے جتنے اخلاق برے ہیں اتنا وہ اللہ سے بھی دور ہے۔اور اخلاق کا پتہ چلتا ہے ساتھ رہ کر،چل پھر کر کہ کتنا تحمل اور بردباری ہے!کتنا قربانی اور خیرخواہی کا جذبہ ہے!

مسلمانی کو فخر ہے ان پر:

امام اعظم ابو حنیفہ ابتدائے جوانی میں کپڑے کی دکان کرتے تھے۔ایک دن ظہر کے بعد ہی دکان بند کر کے آرہے تھے۔راستے میں کسی دوست کو ملے تو اس نے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا۔نعمان! اتنی جلدی دکان بند کر دی؟ فرمانے لگے کہ آسمان پر بادل تھے، اس لیے میں نے دکان بند کر دی۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا، بھئی بادلوں سے کیا تعلق دکان بند کرنے سے؟ فرمانے لگے کہ بات یہ ہے کہ جب آسمان پر بادل ہوتے ہیں تو اس وقت گاہک کو قیمتی اور ہلکے کپڑے کے درمیان تمیز نہیں ہوتی۔ میں نے دکان بند کر دی تاکہ کوئی ہلکے کپڑے کو قیمتی سمجھ کر نہ لے جائے اور اس کا نقصان نہ ہو جائے۔ سوچیے! کہ کبھی ہم کتنے خیر خواہ تھے دوسروں کے۔ تبھی تو کافر ملکوں سے لوگ آتے تھے مسلمانوں کے پاس کہ آپ ہمارے پاس آئیں اور ہمیں بھی یہ طریقہ زندگی سکھا دیں۔

کتنے ملک ایسے ہیں کہ جہاں مسلمانوں کی فوج بعد میں پہنچی اور اسلام وہاں پہلے پہنچا۔ خطوط آتے تھے مسلمانوں کی طرف کہ آپ آجایئے اور ہمیں اپنا طرز زندگی بتا دیجیے۔ ہم اس ظلم کی زندگی سے بے زار ہیں۔ یوں اسلام پھیلا۔ تو ہماری زندگی جب شریعت و سنت کے مطابق ہوگی تو ہم سراپا خیر بن جائیں گے۔ اسی لیے فرمایا:

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ

''دین سراسر خیر خواہی ہے۔''

جانوروں کی بھی خیر خواہی:

ہمارے حضرات تو جانوروں کی بھی خیر خواہی کرتے تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ نے ایک رات تہجد کی نماز ادا کی۔ سخت سردی تھی۔ سائبیریا کی یخ ہوائیں، تاشقند کے رہنے والے تھے۔ نماز کے بعد ٹھٹھرتے کانپتے آئے کہ لحاف میں جاؤں۔ دیکھا کہ لحاف میں ایک بلی مزے سے سو رہی ہے۔ انہوں نے بلی کو نہ اٹھایا اور ٹھٹھرتے ہوئے مصلے پر بیٹھ کر رات گزار دی۔ اللہ اکبر!

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے اسلاف جانوروں کی بھی خیر خواہی کرتے تھے اور ہم اللہ کے بندوں کی خیر خواہی نہیں کر سکتے!

خیر خواہی جہنم کے لیے آڑ:

خیر خواہی پروردگار کو اتنی اچھی لگتی ہے......اتنی اچھی لگتی ہے کہ بنی اسرائیل کی زانیہ عورت اگر پیاسے کتے کو پانی پلا دیتی ہے اور کتے کی پیاس دور ہو جاتی ہے، اللہ رب العزت اس فاحشہ عورت کے سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تو اگر ہم اللہ کے بندوں کو کھلائیں گے، پلائیں گے، پہنائیں گے، ان کا بھلا سوچیں گے۔ ان کو دین سکھائیں گے تاکہ آخرت کا کھانا پینا مل جائے تو اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوں گے! ہم اگر اللہ کے بندوں کو جہنم کی آگ سے بچائیں گے تو اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوں گے۔ اسے کہتے ہیں خیر خواہی اور یہ خیر خواہی ہمیں کرنی ہے۔ یہی مقصود زندگی ہے۔

ہم جہاں رہیں خیر کی علامت بن کر رہیں۔ اچھے اخلاق اسی کو کہتے ہیں اور ایمان کا کمال اچھے اخلاق سے حاصل ہوتا ہے۔

منہ گریباں پا فقیرا:

آپ کی خدمت میں ایک سبق آموز بات عرض کر کے مضمون کو سمیٹنے کوشش کرتے ہیں۔ بچپن کی بات ہے کہ چھٹی یا ساتویں میں پڑھتے تھے۔ عمر بھی کوئی بارہ تیرہ سال تھی۔ یہ چھوٹی عمر ہوتی ہے، نادانی ناسمجھی کی عمر ہوتی ہے۔

ہمارے سکول میں ایک ساتھی تھا وہ دیہات سے آتا تھا۔ ہم کبھی شہر سے باہر نکلے ہی نہیں تھے۔ ہمیں یہ تک نہیں پتہ تھا کہ گندم درخت پر لگتی ہے یا کسی پودے پر لگتی ہے۔ وہ دیہاتی ساتھی ہمیں جو بات بتاتا ہمارے لیے نئی ہوتی تھی۔

ایک دن اس نے تجویز پیش کی کہ بھئی گرمی کی چھٹیاں آنے والی ہیں۔ آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے ہاں مہمان بنیں، ہم آپ کو دیہات کی سیر کروائیں گے۔ہم نے گھر آکر بیان کیا۔والدہ صاحبہ نے فرمایا: ٹھیک ہے، تم اچھے بچے ہو، شوق سے پڑھتے ہو، کہنا مانتے ہو۔ میں تمہیں بھائی کے ساتھ بھیجوں گی، وہ تمہیں لے کر جائیں گے اور ایک دو دن وہیں تمہارے ساتھ رہیں گے اور ساتھ لے کر آئیں گے، اکیلے نہیں جانا۔ہم نے کہا بہت اچھا! چنانچہ بڑے بھائی جان کے ساتھ وہاں گئے اور دو دن رہے۔ہم نے خوب وہاں قریب قریب کھیتوں کی سیر کی۔نئی دنیا دیکھی۔یہ تو تھا Back ground (پس منظر)۔

اصل بات یہ بتانی تھی کہ ہم کھیتوں کی سیر کرتے پھر رہے تھے۔ایک جگہ ہم نے دیکھا کہ گائے بھینس کا گوبر جمع کیا ہوا ہے۔گوبر کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ہم شہر میں رہنے والے تھے، جب پہلی مرتبہ نجاست کا ڈھیر لگا ہوا دیکھا تو حیران ہو گئے۔ہم نے کہا، عجیب بات ہے! یہاں نجاست کا ڈھیر لگا کر رکھتے ہیں، اتنی بو آتی ہے۔ہم آگے گزر گئے۔جب کھیتوں کی سیر کر کے واپس آ رہے تھے تو کیا دیکھا کہ ایک دیہاتی بندہ اس گوبر کو زمین میں ملا رہا تھا۔اب تو ہمیں اور زیادہ حیرانی ہوئی۔ہم نے ساتھی سے پوچھا کہ بھئی! یہ نجاست ہے، گندگی ہے، بدبو آتی ہے اور یہ اس کو زمین میں ملائے جا رہا ہے! ساتھی نے کہا کہ اسی سے پوچھو۔ہم نے اس کسان سے پوچھا کہ چچا جان! یہ بدبودار چیز کیوں ساری زمین میں ملا رہے ہیں؟ وہ آگے سے ہنسا اور کہنے لگا، بچہ! تم شہری ہو، تمہیں پتہ نہیں ہے۔یہ ہے تو نجاست، لیکن ہمارے تو بڑے کام کی چیز ہے۔ہم اس گوبر کو اکٹھا کر کے رکھتے ہیں اور جب زمین میں کوئی فصل بونی ہوتی ہے تو پہلے اس گوبر کو زمین میں ملا دیتے ہیں۔اب یہ سن کر تو ہم اور حیران ہو گئے۔ اچھا! اس نجاست کو اس زمین میں ملا دیتے ہیں، جس میں فصل بونی ہوتی ہے؟ اس نے کہا: بچہ! حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔یہ ہے تو نجاست لیکن جس کھیت میں اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کو ملا دیں، یہ وہاں کھاد کا کام کرتی ہے۔ اس کھیت کی کھیتی بڑی اچھی ہو جاتی ہے اور اس میں فصل زیادہ ہوتی ہے۔

اس وقت تو ہماری سمجھ میں بات نہ آئی۔ ہم حیران ہو کر چل پڑے کہ یا اللہ! یہ کیا معاملہ ہے! لیکن اب بات سمجھ میں آئی ہے۔ اب سوچتے ہیں کہ اے انسان! جس چیز کو ہم نجاست کہتے ہیں، گندگی کہتے ہیں، جس میں بدبو ہوتی ہے۔ قریب سے گزرنا گوارہ نہیں کرتے۔ جوتے پر لگ جائے تو گھن آتی ہے، اسے اتار دیتے ہیں، نفرت کرتے ہیں...... ارے اس نجاست کو اگر کھیت میں ڈال دیتے ہیں تو وہ کھیتی کو فائدہ دیتی ہے، کھیتی اچھی ہو جاتی ہے مگر تو انسان ہو کر، اشرف المخلوقات ہو کر اپنے ساتھ رہنے والے دوسرے انسانوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا؟ معلوم ہوا کہ تجھ سے تو پھر وہ نجاست اچھی ہے جو اپنے ساتھی کو فائدہ دیتی ہے۔ تو اس گندگی سے بھی گیا گزرا ہے۔

واقعی بات ٹھیک ہے کہ ہم اگر اپنے ساتھ رہنے والوں کو دکھ دیں، ان کا دل دکھائیں اور ان کی دل آزاری اور بدخواہی کے درپے ہوں تو پھر یقیناً یہ گوبر اور نجاست ہم سے اچھی ہوئی کہ جو کھیتی کے ساتھ لگ کر اس کو فائدہ دیتی ہے۔ ہم ساتھ رہنے والے ساتھی کو فائدہ نہیں دے سکتے۔ پھر ہم نجاست سے بھی گئے گزرے اور گندگی سے بھی گندے ہیں۔

راحتِ جاں یا وبالِ جاں:

اچھے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنا تا کہ اللہ کے بندوں کے لیے راحتِ جاں بن کر رہیں، مگر ہم تو وبال جان بنے ہوئے ہیں۔ تو اچھے اخلاق ہم اپنے اندر پیدا کریں اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور اپنے اوپر محنت کریں۔ پھر دیکھیے، اللہ رب العزت کی کیسے رحمت آتی ہے۔ اصول یہی سمجھ لیں کہ اگر کوئی ہم سے برائی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی کر جائے، لیکن ہم نے اس سے برائی نہیں کرنی۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ حضرت! فلاں آدمی میری بدخواہی کرتا ہے۔ مجھے زچ کرتا ہے۔ میرے راستے میں کانٹے بچھاتا ہے۔ میرا بھی صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا ہے۔ اب میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس سے ٹکا کر بدلہ لوں (کوئی ہم جیسا پہنچ گیا ہوگا نا!)۔ حضرت! بس مجھے اجازت دے دیں، میں ذرا اس کے ساتھ نمٹ لوں۔ حضرت نے اس کو بلایا۔ اللہ والوں کی باتیں بڑی پیاری ہوتی ہیں۔ حضرت نے بڑے پیار سے ایک بات سمجھائی۔ وہ بات سونے کی سیاہی سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ بھی اس بات کو یاد کر لیجیے، زندگی میں کام آئے گی۔ حضرت نے فرمایا:

> ''اے دوست! اگر کوئی تیرے راستے میں کانٹے بچھائے تو آپ اس کے راستے میں کانٹے نہ بچھانا، ورنہ ساری دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔''

اللہ رب العزت ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور ہم اچھے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ہم نیکی کو اپنانے کی کوشش کریں تاکہ ہم دوسروں کے لیے سراپا خیر بن جائیں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَ
هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴾ (العنکبوت:۱،۲)

طلبا سے قیمتی باتیں

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جو لوگ بھی اللہ رب العزت کے بندے ہیں یعنی کلمہ پڑھنے والے ہیں پروردگار ان کو آزماتے ہیں۔ ہمیں اگر دس روپے کا تربوز لینا ہو تو اسے ٹھونک کر دیکھتے ہیں کہ کچا ہے یا پکا۔ اگر ہم نے مٹی کا پیالہ خریدنا ہو تو جو کہ معمولی قیمت، دو چار روپے کا ہوتا ہے، اسے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کچا ہے یا پکا۔ تو اگر دو چار روپے کی چیز کو بھی قبول کرنے سے پہلے اسے ٹھونک کر دیکھتے ہیں کہ کچی ہے یا پکی۔ پروردگار عالم بھی اسی طرح ایمان والوں کو ذرا ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ کچے ہیں یا پکے۔ ان کو آزماتے ہیں۔ کبھی خوشی دے کر آزماتے ہیں اور کبھی غم دے کر آزماتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

طلبا سے قیمتی باتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ط

(العنکبوت: ۱، ۲)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دنیا امتحان گاہ ہے:

دنیا دارلفنا ہے، آخرت دارالبقا ہے۔ دنیا دارالغرور ہے، آخرت دارالسرور ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

اَلدُّنْيَا دَارُ الْمِحَنْ

''دنیا امتحان کی جگہ ہے''

امتحان میں قابل اور نا قابل کا پتہ چلتا ہے۔ فیل اور پاس کا پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح اس دنیا کی امتحان گاہ میں حق اور باطل کا پتہ چلتا ہے۔ حق کا ساتھ دینے والے کون ہیں اور باطل کا ساتھ دینے والے کون ہیں۔ ''عباد الرحمٰن'' کون ہیں؟ اور ''عباد الشیطٰن'' کون ہیں؟ اسی لیے پروردگار نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ج اِنَّهٗ لَكُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ (یٰسٓ:۶۰)

''اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا؟ کہ تم شیطان کی عبادت نہیں کرو گے، بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

﴿وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾ (یٰس:۶۱)

''میری عبادت کرو گے، یہ سیدھا راستہ ہے''

ہم روزانہ کئی مرتبہ دعائیں مانگتے ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

''اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔''

اب اس ایک دعا کے جواب میں پورے قرآن کی تفصیل ہے:

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

نہ نفس کی بندگی کرنی ہے، نہ شیطان کی بندگی کرنی ہے، اللہ کی بندگی کرنی ہے۔ یہ بندگی ایک آزمائش ہے، اس سے فرق کا پتہ چلتا ہے کہ کون ماننے والے ہیں اور کون نہیں ماننے والے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ضرور آزماتے ہیں:

﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾

(العنکبوت:۱،۲)

''کیا سمجھتے ہیں یہ لوگ کہ چھوٹ جائیں گے، صرف یہ کہہ کر کہ ہم ایمان لائے اور یہ آزمائے نہ جائیں گے؟''

کیا شاہانہ انداز ہے! اندازِ تخاطب دیکھیں، کیا عظمت جھلکتی ہے!!

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

''میں نے ان سے پہلے والوں کو بھی آزمایا۔''

﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ﴾ (العنکبوت:۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

''ہم ضرور بالضرور سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق کر کے رہیں گے۔''

يَعْلَمُنَّ ثقیلہ کا صیغہ ہے، تاکید کا آخری درجہ ہے۔

دو قسم کے لوگ:

یہ دنیا آزمائش کی جگہ ہے۔ایک طرف انبیا اور ان کے پیچھے چلنے والوں کی جماعت ہے اور دوسری طرف شیطان اور اس کے پیچھے چلنے والوں کی جماعت ہے۔ایک جماعت ایمان والی ہے اور دوسری جماعت انکار والی ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ (التغابن:۲)

''وہ ذات جس نے تمہیں پیدا کیا، پس تم میں سے کچھ کافر ہیں اور کچھ مومن''

کچھ ماننے والے ہیں اور کچھ انکاری ہیں

☆...... جو مومن ہیں وہ ''اصحاب الجنه'' اور جو کافر ہیں وہ ''اصحاب النار''۔

☆...... مومن ''اصحاب الميمنه'' اور کافر ''اصحاب المشئمه''

☆...... یہ ''اصحاب اليمين'' ہیں اور وہ ''اصحاب الشمال''۔

اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں:

جو لوگ بھی اللہ رب العزت کے بندے ہیں یعنی کلمہ پڑھنے والے ہیں پروردگار ان کو آزماتے ہیں۔ ہمیں اگر دس روپے کا تربوز لینا ہو تو اسے ٹھونک کر دیکھتے ہیں کہ کچا ہے یا پکا۔ اگر ہم نے مٹی کا پیالہ خریدنا ہو تو جو کہ معمولی قیمت، دو چار روپے کا ہوتا ہے، اسے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کچا ہے یا پکا۔ تو اگر دو چار روپے کی چیز کو بھی قبول کرنے سے پہلے اسے ٹھونک کر دیکھتے ہیں کہ کچی ہے یا پکی۔ پروردگار عالم بھی اسی طرح ایمان والوں کو ذرا ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ کچے ہیں یا پکے۔ ان کو آزماتے ہیں۔ کبھی خوشی دے کر آزماتے ہیں اور کبھی غم دے کر آزماتے ہیں۔ کبھی صحت دے کر

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کبھی بیماری دے کر۔ کبھی حالات کو موافق کر دیتے ہیں اور کبھی مخالف کر دیتے ہیں۔

حالات کا تغیر:

وہ پروردگار 'مغیر الاحوال' ہیں۔ فرماتے ہیں:

﴿ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ﴾ (آل عمران:۱۴۰)

''یہ دن ہم انسانوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں''

ایک جیسا وقت ہمیشہ نہیں رہتا۔

☆ ..... آج خوش ہیں تو کل غم زدہ۔

☆ ..... آج غم زدہ ہیں تو کل خوشیاں نصیب ہوں گی۔

☆ ..... کبھی ہاتھ تنگ ہے تو کبھی ہاتھ کھلا۔

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ ﴾ (البقرة:۱۵۵)

ترجمہ ''اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے، کچھ خوف سے، کچھ بھوک سے اور کچھ جان مال اور میوہ جات کی کمی سے اور بشارت دیجیے، صبر کرنے والوں کو''

بشارت اور نذارت ساتھ ساتھ چل رہی ہیں۔ مگر بشارت سے پہلے کچھ آزمائشوں میں سے گزرنا پڑے گا۔ ہر حال میں بندہ آزمایا جا رہا ہے۔

دو جھنڈے:

یہ ایمان والے شرم و حیا کے علم بردار ہیں۔ دین اسلام نے کہا:

اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ

''حیا ایمان کا شعبہ ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے مومن باحیا زندگی گزارتا ہے، پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے۔ جبکہ کافر حیا کو ایک بیماری سمجھتا ہے۔ اس لیے یورپ اور امریکہ میں کہتے ہیں کہ:

Shyness is a sickness.

''کہ شرم وحیا ایک بیماری ہے۔''

یعنی وہاں پر اگر کوئی آدمی شرمیلا ہو، شرم وحیا والا ہو تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بیمار ہے، نفسیاتی مریض ہے۔ جتنا وہ بے حیا ہوگا، ان کے نزدیک وہ اتنا ہی جی دار اور روشن خیال ہوگا۔ تو یہ دو نظام ہیں۔ ایک نظام حیا کا جھنڈا اٹھائے چل رہا ہے اور ایک بے حیائی کا جھنڈا اٹھائے چل رہا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں۔

فائنل نتیجہ:

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ پوری دنیا میں ملت اسلامیہ ایک طرف ہوتی جا رہی ہے اور کافر ''ملت واحدہ'' ایک طرف ہوتے جا رہے ہیں۔

اللہ رب العزت بھی نتیجہ نکال رہے ہیں۔ جیسے کسی کام کو سمیٹنا مقصود ہوتا ہے نا! تو پھر اس کام کی سمری بنا لیتے ہیں۔ اچھا بھئی! یہ سارے پھیلے ہوئے کام کو ذرا مختصر کرتے جائیں۔ اب فائنل نتیجہ ہونا ہے۔ اچھا! لسٹیں بنا لو کہ فیل کون ہے اور پاس کون ہے۔ اب چونکہ قرب قیامت کا زمانہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ یوں معاملہ فرما رہے ہیں:

﴿ لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ﴾ (الانفال:۳۷)

اللہ تعالیٰ ایسے حالات بنا رہے ہیں۔ وہ خبیث اور طیب کے درمیان فرق کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے پوری دنیا کے لوگوں کو جھنجھوڑا گیا۔ کافروں نے برملا پوچھا کہ تم ہمارے ساتھ ہو کہ اوروں کے ساتھ؟ کھل کر بات کرو۔ درمیانی بات کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں۔ ہر بندے کو کھل کے ساتھ دینا پڑا۔کسی کی ہمدردیاں اور دعائیں ایمان والوں کے ساتھ تھیں اور کسی کی ہمدردیاں کفار کے ساتھ ۔ اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کے انسانوں کو جھنجھوڑ کر پرکھ کرلی۔

کاروانِ حق:

اہل ایمان کا ایک قافلہ ہے جس میں سب سے اوّل انبیائے کرام کی جماعت ہے اور اس جماعت کے پیچھے ان کے صحابہ ﷺ کی جماعت اور صحابہ کرام ﷺ کے پیچھے علمائے کرام اور اولیائے کرام کی جماعت ۔ یہ سب اللہ کی رضا چاہنے والے لوگ ہیں۔اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا والی منزل کی طرف چل رہے ہیں۔ان کا مقصد کیا ہے؟

وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَر

''یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے''

دنیا میں رہتے ہوئے یہ ہر کام کرتے ہیں مگر اللہ کے لیے۔ان کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا،سونا جاگنا،کھانا پینا سب اللہ کے لیے ہوتا ہے۔

﴿اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

(الانعام:۱۶۲)

''بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا سب اللہ پروردگار کے لیے ہے''

یہ ایسی مقدس جماعت ہے کہ جو بھی چھوٹا یا بڑا کام کرتے ہیں،اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔اپنے نفس کی خواہشات کے لیے نہیں،ریاکاری اور دکھاوے کے لیے نہیں،بلکہ صرف اللہ کی رضا کے لیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست:

ایک دوسری جماعت ہے جو کافروں کی جماعت ہے، وہ عیش وعشرت میں لگی ہوئی ہے:

''بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست''

بابر نے کہا تھا کہ بھئی! تم عیش کرلو، دنیا دوبارہ نہیں آتی۔ کرلو جو مزے کرنے ہیں۔ تو کافر اس دنیا کو اپنی جنت سمجھتے ہوئے ہر کام کرنا چاہتے ہیں اور وہ مسلمانوں کو بھی اس بے حیائی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ کبھی ٹی وی کے ذریعے، کیبل کے ذریعے، وی سی آر کے ذریعے...... پتہ نہیں کس کس بلا کے ذریعے۔

رب کی رضا کے متلاشی:

یہ ہمارے طلبا...... الحمدللہ! انبیائے کرام کے پیچھے چلنے والی جماعت میں شامل ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو اللہ کے دین کے لیے وقف کر دیا۔ انہوں نے دل ہی دل میں عہد کرلیا کہ ہم نے اللہ رب العزت کی رضا کو حاصل کرنا ہے اور ہم اس جماعت کے پیچھے چلنے والے ہیں، اس میں راحت ملے یا تنگی۔

- ......انہوں نے رسم ورواج کو چھوڑا
- ......انہوں نے انگریز کی تہذیب کو لات ماری
- ......انہوں نے میز کرسیوں کی بجائے چٹائیوں پر بیٹھنا پسند کرلیا
- ......انہوں نے وہاں کی بریانیاں کھانے کی بجائے معمولی روٹی کھانی پسند کرلی

یہ قربانی ہے!...... دین کی خاطر معمولی زندگی کے رہن سہن کو قبول کرلیا۔ یہ بھی ایک قربانی ہے۔

انہوں نے قربانی کو قبول کرلیا اور یہ قربانی دے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ان طلبا کا

www.besturdubooks.wordpress.com

تعلیم میں گزرنا ہے اور پھر اس کے بعد تعلیم و تدریس میں یا وعظ و نصیحت میں، امامت وخطابت میں، افتاء وارشاد میں ان کا وقت گزر جاتا ہے، تو یہ خیر کی طرف بلانے والے لوگ ہیں۔

شیطان کا زوردار حملہ:

آزمائش ہر طرح کی آتی ہے۔ خاص طور پر عربی مدارس کے طلباء کے پیچھے تو شیطان ہاتھ دھو کے پڑ جاتا ہے۔ اس کو پتہ ہوتا ہے کہ اب یہ میرے ہاتھ سے گئے، یہ اسی طرح چلتے رہے تو منزل پر ضرور پہنچیں گے۔ لہٰذا اب لگالو جو زور لگانا ہے۔ ان کی توجہ اور کاموں میں لگا کر پڑھائی سے ہٹالو۔

شیطان کی آماجگاہیں:

کہتے ہیں کہ کسی نے شیطان کو فارغ بیٹھے دیکھا۔ اس نے اس سے پوچھا: تو تو کبھی فارغ ہوتا ہی نہیں، ہر وقت کام میں لگا رہتا ہے، نہ تجھے کھانا نہ پینا، نہ سونا، ہر وقت کام کرتا ہے۔ اب تجھے فارغ بیٹھا دیکھ رہا ہوں، کیوں؟ کہنے لگا: میرے چیلے چانٹے بہت ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا وہ کیسے؟ شیطان نے کہا کہ یہ جو اتنے سکول کالج بن گئے ہیں! یہ جتنے بھی سکول، کالج ہیں، میرے چیلے چانٹوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اب اتنے برخوردار ہو گئے ہیں کہ مجھے زیادہ کام کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب میں گرو بن کے بیٹھ گیا ہوں۔ اسی لیے اکبر الہ آبادی نے فرعون کے بارے میں کہا تھا:

یوں قتل سے بچوں کے بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اگر وہ کالج بنوا دیتا تو بنی اسرائیل کے بچوں کو مروانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان جگہوں پر جو جاتا ہے، ان کے ایمان کا گلا ہی گھونٹ کے رکھ دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہے۔ آج کل حالات ایسے بن گئے ہیں، کالج میں قدم رکھتے ہی علمی اعتبار سے فتنہ فساد شروع، شریعت کی بات سننا اور اس میں میم میخ نکالنا، یہ ان کا کام ہوتا ہے۔ یہ ایسے کیوں ہے؟...... وہ ایسے کیوں نہیں؟ جیسے وکیل تبصرہ اور جرح کرتا ہے نا! یہ ایسے جرح کرتے ہیں شریعت کی باتوں پر۔ اور جب یونیورسٹی میں پہنچتے ہیں تو پھر وہاں تو اور ہی زیادہ حساب ہوتا ہے۔

خطرۂ ایمان:

ایمان کا بچانا آج کل کالج یونیورسٹی کے ماحول میں مشکل ہو گیا ہے بہت مشکل ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس ماحول میں غارتی کتعبیت زیادہ ہو رہی ہے۔ بس وہ تو وہی دنیاداری اور مادہ پرستی میں لگا ہوا ہے۔ ایک طرف تو وہ ادارے ہیں جو مادی زندگی کو خوب انجوائے کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ مدارس ہیں کہ جہاں آخرت بنانے کی باتیں ہوتی ہیں۔ نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کی باتیں ہوتی ہیں۔ آپ کی اتباع اور اللہ کی یاد والی زندگی کی باتیں، یہ ہماری اصل بنیاد ہے۔

فنونِ معاش اور علومِ معاد:

جس کو علم کہتے ہیں حقیقت میں وہ یہ علم ہے جو قرآن اور حدیث سے ملتا ہے۔ ادھر تو فنون پڑھائے جاتے ہیں۔ کسی کو انجینئر بنا دیا، کسی کو ڈاکٹر بنا دیا، کسی کو کمپیوٹر سائنس سکھا دی۔ وہ تو فنون ہیں، سکھاتے جا رہے ہیں۔

''فنون سے انسان دنیا کی روزی کماتا ہے، ان علوم سے انسان اللہ کی رضا کماتا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کا انتخاب:

عزیز طلباء! آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ یہاں آ گئے، نہیں! اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبول کر لیا۔ آپ خود بتائیں کہ جو بندہ آپ کو ناپسندیدہ ہو، آپ اسے اپنے گھر میں آنے دیتے ہیں؟ گھر تو کیا گلی سے کوئی نہیں گزرنے دیتا۔ تو اگر آپ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ! ناپسندیدہ ہوتے تو وہ تمہیں اپنے گھر بلاتا؟ یہ مسجد اور مدرسہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ مسجدیں تو اللہ کا گھر ہیں ہی سہی، وہ فرماتے ہیں کہ جن جگہوں پر قرآن پڑھا جاتا ہے، وہ بھی ”بیوت اللہ“ میں شامل ہیں۔ یعنی وہ جگہیں جہاں قرآن پاک کی تدریس ہوتی ہے، وہ جگہیں بھی بیت اللہ میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے گھر میں صرف اپنے دوستوں کو ہی بلاتا ہے۔

شیطان کی بٹالین فوج:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے گھر میں آنے کی توفیق دی اور جب آپ آ گئے تو شیطان کو پتہ چل گیا کہ یہ اب میری جماعت کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ اب وہ کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس بندے کو علم سے محروم کیا جائے۔ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ طلباء کے ذہن میں وسوسے ڈالنا۔ وہ ہر وقت وسوسے ڈالنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اس کو پتہ ہے کہ میرا یہ محاذ کمزور ہے۔ اس پر مجھے زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ جب جرنیل دیکھتا ہے نا! کہ فلاں جگہ پر دشمن کی تعداد زیادہ ہے، تو پھر وہ وہاں اپنے دفاع کے لیے اپنی فوج بھی زیادہ کر دیتا ہے۔ شیطان کو پتہ ہے کہ یہ دل کی بستی والے بن جائیں گے، اہل علم بن جائیں گے، لہٰذا وہ بھی اپنی بٹالین

فوجیں بھیجتا ہے۔

اسی لیے عام بندے کے ساتھ تو ایک شیطان ہوتا ہے، اور پتہ نہیں طالب علم کے ساتھ کتنے شطونگڑے ہوتے ہیں!! یہ تو حدیث میں بھی آ گیا کہ اَمرد کے ساتھ ستر (70) شطونگڑے ہوتے ہیں۔ تو شیطان اور شطونگڑے سب مل کر کوشش کرتے ہیں کہ ان بچوں کو علم سے بے زار کر دو۔

شیطان کے انجیکشن:

چنانچہ نتیجہ کیا ہوتا ہے! وہ یہ کہ طالب علم کو علم کے سوا ہر کام اچھا لگتا ہے۔ پڑھنا مشکل، باقی ہر کام آسان۔ حالانکہ نیت کر کے آئے، گھر والوں کی چاہت سے آئے ارادہ لے کے آئے، لیکن شیطان ذہن کے اندر Objection (اعتراضات) ڈالتا رہتا ہے۔ وساوس...... لہٰذا طالب علم کے لیے سب سے بڑا فتنہ، شیطانی وساوس ہیں۔ ہر وقت بے چارے پریشان ہوتے ہیں۔ شیطان ان پر حملے کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو لوگ کالجوں، یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں، ان کو وساوس نہیں آتے۔ ان کو تو وسوسے ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں، وہ تو خود بخود وہ کام کر رہے ہوتے ہیں جو شیطان چاہتا ہے۔ وہ خوش ہو کے بیٹھا ہوتا ہے۔ کہتا ہے: Well Done ٹھیک کر رہے ہو! بہت اچھا کر رہے ہو!...... ادھر اس کو خود کام کرنا پڑتا ہے۔ اس کو پتہ ہے کہ ایک ایک طالب علم جو میرے ہاتھ سے نکل گیا، یہ تو گھر جا کر ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا سبب بن جائے گا۔ اپنے چیلوں سے کہتا ہے کہ ادھر توجہ دو۔ ان کو پڑھائی سے ہٹاؤ۔ لہٰذا:

> ''کامیاب طالب علم وہ ہے جو ہر طرف سے اپنی توجہ ہٹائے اور حصولِ علم پر اپنی توجہ جمائے۔''

دن رات اس کام میں لگا ہوا ہو، علم کا نور حاصل کرنے کا شوق ہو، جب ا

www.besturdubooks.wordpress.com

جماعت میں بیٹھے تو ہمہ تن متوجہ ہو کر پڑھے، اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے۔

گناہ اور یادداشت:

ابتدائے جوانی میں انسان کی یادداشت بہت اچھی ہوتی ہے، لیکن گناہوں کی وجہ سے پھر وہ چھین لی جاتی ہے۔ اگر نوجوان نیکوکاری اور پرہیزگاری کی زندگی کو اپنائیں تو ان کی یادداشت بہت اچھی رہے گی۔

فوٹوگرافک میموری:

حضرات محدثین کی زندگیوں کو آپ نے پڑھا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے کیسی یادداشت عطا فرمائی تھی! فوٹوگرافک میموری! جو بات ایک دفعہ سن لیتے پھر سالوں نہیں یاد رہتی تھی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں علم نبوی سے زیادہ محبت شوق رکھنے والے تھے۔ حضرت مفتی محمد شفیع نے اپنی کتاب میں لکھا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، یہ مولوی قسم کے صحابی تھے۔ ان کا نبی علیہ السلام کی بات اور آپ کے اعمال یاد رکھنے کا شوق تھا۔ مگر شروع شروع میں بھول جاتے تھے۔ غزوہ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے، صحبت کا زمانہ بھی تھوڑا پایا، مگر تھوڑے وقت میں اتنا کچھ پایا کہ دوسروں سے اس میدان میں آگے نکل گئے۔ جب بھول جاتے تھے تو ایک دفعہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! عمر بھی زیادہ ہوگئی ہے، وقت بھی میرے پاس کم ہے، بھول بھی جاتا ہوں، دعا فرما دیجیے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ! انہوں نے چادر بچھائی۔ تو نبی علیہ السلام نے ایسے کوئی چیز ڈالی جیسے گٹھڑی میں کچھ ڈالتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے چادر لپیٹی اور گٹھڑی بنا کے اٹھالی۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام سے سنی ہوئی بات مجھے ایسے یاد ہوتی تھی کہ بھولتی ہی نہیں تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بے مثال قوتِ حافظہ:

چنانچہ تابعین میں سے ایک حاکم تھا، مروان۔ اسے ایک دفعہ خیال آیا کہ ابو ہریرہ ؓ بہت احادیث کی روایت کرتے ہیں، آیا یہ روایات من وعن وہی ہیں یا بالمعنیٰ ہیں۔ یعنی ایک یہ ہوتا ہے کہ میں نے آپ کی بات سنی اور اپنے لفظوں میں ہو بہو مفہوم آگے ادا کر دیا۔ اس کو روایت بالمعنیٰ کہتے ہیں، یعنی معنی وہی مگر الفاظ اپنے۔ ایک دوسری صورت ہوتی ہے کہ جو الفاظ سنے من وعن اسی طرح آگے بیان کر دیے۔ یعنی الفاظ بھی وہی اور معنی بھی وہی، اس کو روایت بالمتن کہتے ہیں۔ مروان کے ذہن میں اشکال پیدا ہوا۔ یہ تو اس کو پتہ تھا کہ یہ جو بات کرتے ہیں سچی ہے، اس میں اس کو شبہ نہیں تھا۔ اس کے دل میں اشکال یہ آیا کہ یہ اپنے الفاظ میں مفہوم بیان کرتے ہیں یا واقعی الفاظ بھی وہی ، معنی بھی وہی ہوتا ہے۔ اس نے سوچا، چلو! اس کا پتہ کر لیتے ہیں۔ اب وقت کے بادشاہ کی اپنی ترتیب ہوتی ہے ہر کام کی۔ اس نے ترتیب یہ بنائی کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ اور بہت سارے دوسرے حضرات کو کھانے کی دعوت دی، بہت سارے صحابہ ؓ اور بھی تھے۔

چنانچہ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے یہ بات کہی کہ آپ نبی علیہ السلام کی بہت باتیں سناتے ہیں، ہمیں بھی آج آپ ﷺ کی باتیں سنائیے۔ ساتھ ہی ایک پردہ تھا اور اس کے پیچھے اس نے دو تیز لکھنے والے کاتب بٹھائے ہوئے تھے اور کسی کو پتہ نہیں تھا کوئی یہاں ہے یا نہیں۔ تو سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے سینکڑوں احادیث روایت فرمائیں۔ لمبی محفل تھی۔ جو کچھ وہ کہتے رہے، پردے کے پیچھے دو بندے لکھتے رہے۔ دو بندے اس لیے بٹھائے کہ اگر کوئی غلطی لگے تو دوسرا ٹھیک لکھ لے، آپس میں تقابل بھی کر سکیں۔ لہٰذا پوری محفل کی روداد انہوں نے قلم بند کی۔ کسی کو پتہ ہی نہیں تھا، کانوں کان خبر ہی نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے بعد ایک سال گزر گیا۔ایک سال بعد مروان نے دوبارہ حضرت ابو ہریرہ ﷛ کو دعوت دی، کھانے پہ بٹھایا۔وہ جو دو بندے پچھلے سال والے تھے ان کو پھر پردے کے پیچھے بٹھایا اور ان کو سمجھایا کہ میں عرض کروں گا کہ ہمیں پچھلے سال والی حدیثیں سنائیں،اور جب وہ سنائیں تو تم نے جو پچھلے سال کا لکھا ہوا ہے اس کے ساتھ Comparision (موازنہ) کرتے جانا ہے کہ کہاں کہاں فرق پڑتا ہے۔صاف ظاہر ہے کہ پچھلے سال کی کئی باتیں اس سال تو یاد نہیں ہوتیں۔یہ اس نے چیک کرنے کا ایک ڈھنگ،ایک طریقہ نکالا۔چنانچہ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے عرض کیا کہ حضرت! جو پچھلے سال آپ نے حدیثیں سنائیں تھیں نا! وہ بہت اچھی تھیں، بڑا مزہ آیا،بس دل چاہتا ہے کہ وہ محفل دوبارہ تازہ ہو جائے،وہ پھر سنا دیجیے۔سیدنا ابو ہریرہ ﷛ نے وہی حدیثیں سنانا شروع کیں۔ سینکڑوں وہی احادیث اس محفل میں سنائیں۔کاتب حضرات نے گواہی دی کہ کہیں ایک لفظ کا فرق بھی نہیں تھا۔یہ قوت حافظہ ان کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔

حافظہ یا چھاپہ......!!!:

یہ نعمت اللہ تعالیٰ طلبا کو بھی دیتے ہیں۔بس اس میں ایک ہی چیز رکاوٹ بنتی ہے اور اسے کہتے ہیں ''گناہ''۔جو طالب علم تقویٰ اور پرہیز گاری کی زندگی گزارتا ہے،اس کی قوت حافظہ کو اللہ تعالیٰ بہت بہتر کر دیتے ہیں۔بس ''فوٹو گرافک میموری'' بن جاتی ہے۔جو کچھ سنتا ہے،اس کی چھاپ لگ جاتی ہے،ایسی یادداشت عطا فرما دیتے ہیں۔اور یہی چیز حضرات محدثین میں تھی۔

محدث کی تعریف:

محدّثین کون تھے؟ یہ وہ رجال تھے جن کے دلوں میں نبی علیہ السلام کی محبت کوٹ

کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور قوت حافظہ ان کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں سے ممتاز عطا فرمائی تھی۔ اور ان کو ہر وقت نبی علیہ السلام کے اقوال، افعال اور اعمال یاد رکھنے کی فکر رہتی تھی۔ پوری زندگی اسی میں گزر جاتی تھی۔

قوتِ حافظہ کی انوکھی مثال:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی قوت حافظہ ایسی تھی کہ لاکھوں حدیثیں ان کو یاد تھیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب بصرہ تشریف لے گئے تو اہل بصرہ نے ان کا استقبال کیا اور پورے شہر کے لوگ نکل کر باہر آ گئے۔ استقبال کرنے کے بعد انہوں نے آپ کو ایک محفل میں بٹھایا۔ ذرا توجہ سے سننا!

انہوں نے پہلے پلاننگ بنائی کہ یہ حافظ الحدیث ہیں۔ ہم ان کو پرکھیں گے کہ یہ کیسے حافظ ہیں۔ انہوں نے دس بندوں کو تیار کیا اور ہر بندے نے دس احادیث یاد کر لیں، مگر کہیں متن میں اور کہیں سند میں ہر حدیث میں فرق ڈال دیا۔ اچھا! جب کسی کا تعارف کرایا جائے کہ یہ حافظ الحدیث ہیں، اور اس سے کہا جائے کہ حدیث سناؤ، تو اس کا دل تو چاہتا ہے کہ جو مجھے کہا جائے سب آتا ہو۔ پہلے تو ان لوگوں نے اتنے بڑے مجمع میں امام بخاری کا تعارف کرایا کہ جی، بڑے امام ہیں، حافظ ہیں، لاکھوں حدیثیں یاد ہیں، انہوں نے خوب تعریفیں کیں۔ اس کے بعد ایک بندہ کھڑا ہوا کہ جی! مجھے کچھ حدیثیں پہنچی ہیں، ذرا سنیں! آپ کو پہنچی ہیں کہ نہیں؟ چنانچہ اس نے پہلی حدیث پڑھی مگر اس حدیث کی سند میں یا متن میں کہیں فرق تھا۔ اس نے پڑھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ حدیث پہنچی ہے؟ امام بخاری نے فرمایا: لَا۔ اب ایک کو تو بندہ کہہ سکتا ہے لا، اس نے دوسری پڑھی، فرمایا: لَا۔ اس نے تیسری پڑھی، فرمایا: لا۔ چوتھی پڑھی، فرمایا: لا۔ اب عام بندہ تو سمجھے گا کہ واہ بھئی واہ! یہ کیسے حافظِ حدیث ہیں! کہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھتے ہیں، آگے سے لا۔ اسے تو کچھ نہیں آتا۔ پھر دوسرے نے پوچھا..... تیسرے نے پوچھا ..... دس بندوں نے سو حدیثیں پوچھیں۔ انہوں نے سب کے جواب میں ''لا'' کہا۔ پتہ ہے ان پر کتنا نفسیاتی بوجھ پڑا ہوگا!!! اللہ اکبر۔ بہت بڑا امتحان تھا، مگر وہ ''لا'' کہتے رہے۔

جب سب بندوں کے جواب میں لا کہا تو اس کے بعد امام بخاری نے فرمایا کہ بھئی دیکھو! آپ حضرات نے جو حدیثیں پوچھی ہیں نا! اب ذرا سنو! تو امام بخاری نے پہلی حدیث پڑھی جو اس بندے نے غلط متن یا سند کے ساتھ پڑھی تھی اور پھر فرمایا کہ اس بندے نے اس حدیث میں یہ غلطی کی ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ حدیث یوں پہنچی ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے ان کے غلط متن یا سند کی جو روایت تھیں سو کی سو اسی ترتیب کے ساتھ پہلے سنائیں اور ساتھ ساتھ ہر حدیث صحیح متن و سند کے ساتھ سناتے گئے۔ علماء فرماتے ہیں کہ سو حدیثوں کو یاد کر لینا یا سنا دینا امام صاحب کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ حیران کن بات تو یہ تھی کہ پوچھنے والوں نے جو خلط ملط کر کے پوچھا تھا، ان سے ایک ہی دفعہ سن کر ان کی بھی سو باتیں یاد رہ گئیں اور ترتیب بھی وہی رکھی۔

پرہیزگاروں کا انعام:

اس سے کیا پتہ چلتا ہے؟ ایسی قوت حافظہ تھی کہ بس دماغ میں فوٹو کھینچ لیتے تھے۔ یہ کب ہوتا ہے؟ جب انسان تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی گزارتا ہے، یہ ایک انعام ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ اسے دیتے ہیں..... قوت حافظہ تیز ہو جاتی ہے، چھاپ لگ جاتی ہے۔ اور جب انسان شیطانی خیالات کا شکار رہتا ہے، بس پھر پڑھی ہوئی باتیں بھی یاد نہیں رہتیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قوتِ حافظہ اور محدث کا مقام:

ان حضرات کی یادداشت حیران کن حد تک تیز تھی۔ یہاں تک کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھا ہے کہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، ظاہری بینائی چلی گئی تھی۔ ایک دفعہ حرمین شریفین کے سفر پر جا رہے تھے، اونٹ پر سوار تھے۔ اب اونٹ ویسے بھی اونچا ہوتا ہے، اور جو بندہ اونٹ کے اوپر بیٹھا ہوتا ہے، ماشاء اللہ وہ کافی اونچا ہوا ہوتا ہے۔ اگر سڑک کے ادھر ادھر درخت لگے ہوئے ہوں تو ڈر رہتا ہے کہ سر کو نہ لگیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اونٹ پر سوار جا رہے تھے کہ ایک جگہ امام صاحب نے سر بالکل نیچے جھکا لیا۔ لوگ بڑے حیران ہوئے، آگے جا کر پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ تو پوچھنے والے نے پوچھا؟ حضرت! آپ نے سر ایسے کیوں جھکا لیا؟ فرمانے لگے: وہ جو درخت تھا اس کی شاخوں سے بچنے کے لیے میں نے سر نیچے جھکایا۔ حضرت! یہاں تو درخت کوئی نہیں۔ پوچھنے لگے کوئی نہیں ؟ ؟ ؟ حضرت! یہاں تو درخت ہے ہی نہیں۔ فرمانے لگے: رک جاؤ۔ سب رک گئے۔ فرمایا کہ علاقے کے لوگوں سے پتہ کرو کہ یہاں پر پہلے درخت تھا جسے کاٹ دیا گیا یا درخت تھا ہی نہیں۔ خادم نے کہا کہ حضرت! میں پتہ تو کر کے آتا ہوں مگر یہ اتنا بڑا مسئلہ تو کوئی نہیں ہے۔ فرمانے لگے کہ نہیں مسئلہ ہے۔ اس لیے کہ میری یادداشت مجھے بتاتی ہے کہ یہاں درخت تھا۔ اگر مجھے بھول ہوگئی ہے تو پھر آج کے بعد میں حدیث نقل کرنا بند کر دوں گا۔ کیونکہ میری یادداشت ٹھیک نہیں رہی۔ اس لیے اس کی ابھی پرکھ ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اہل علاقہ سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ درخت تھا، مسافروں کے لیے مشکل ہوتی تھی ٹہنیاں نیچے آجاتی تھیں۔ ہم نے وہ درخت جڑ سے ہی نکال دیا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ الحمدللہ! میں حدیث کی روایت کو آئندہ جاری رکھوں گا۔ ایسی قوت حافظہ... اللہ اکبر! ... یہ کیسے ملتی ہے؟ تقویٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

اور پرہیزگاری سے ملتی ہے۔

کرشماتی قوتِ حافظہ:

اس قسم کے واقعات کتب میں بہت لکھے ہوئے ہیں۔ یہ ان کی حد تک۔ امام ابوزرعہ کے واقعات بہت کثرت سے لکھے گئے ہیں۔ آپ محدث تھے اور حدیثیں بہت یاد تھیں۔ ان کے زمانہ میں ایک نوجوان کی شادی ہوئی۔ شادی کو ابھی تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ ایک دن وہ درس سننے کے لیے آیا تو اسے دیر تک امام صاحب کا بیان سننے کے لیے بیٹھنا پڑا۔ گھر جاتے ہوئے بہت دیر ہوگئی۔ بیوی انتظار میں تھی۔ اس نے پوچھا آج آپ بہت دیر سے آئے۔ اس نے بتایا کہ میں وہاں درس میں بیٹھا رہا۔ بیوی غصے میں تھی، کہنے لگی تم لیٹ آتے ہو... روز دیر کر دیتے ہو... یہ کیا طریقہ بنایا ہوا ہے..... وغیرہ وغیرہ۔ بات بڑھ گئی اور جھگڑے میں پڑ گئی۔ جب جھگڑا بڑھ گیا تو بیوی کہنے لگی کہ تم نے علم حاصل کرنا ہے! تمہارے استاذ کو تو کچھ آتا نہیں۔ وہ نوجوان اپنے متعلق تو باتیں برداشت کر لیتا مگر جب اس کے استاد کے متعلق بیوی نے یہ بات کر دی تو غصے میں آکر کہا: اچھا! اگر میرے استاذ کو ایک لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں تو تجھے تین طلاق، چل فارغ...... ! ٹھاہ! ٹھاہ! ٹھاہ! ..... اب رات تو گزر گئی، صبح دونوں کے دماغ جب ذرا ٹھنڈے ہوئے تو ہوش ٹھکانے آ گئے۔ بیوی نے کہا: جی مشروط طلاق ہے۔ اب بتائیں کہ اگر تو شرط پوری ہوتی ہے تو طلاق نہیں ہوئی اور اگر شرط پوری نہیں ہوئی تو طلاق ہوگئی۔ نوجوان نے کہا: اچھا! میں پتہ کر کے آتا ہوں، میں خود تو نہیں بتا سکتا۔

چنانچہ وہ اپنے استاذ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی نالائقی کی داستان سنا دی کہ حضرت! مجھ سے یہ گڑبڑ ہوگئی۔ اب آپ بتائیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں ہوئی۔ یہ بات سن کر ابوزرعہ مسکرائے اور فرمانے لگے:

"جاؤ میاں بیوی کی طرح زندگی گزارو! اس لیے کہ ایک لاکھ حدیثیں مجھے اس طرح یاد ہیں، جیسے عام لوگوں کو سورۃ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔"

دیکھا! یہ تھے ہمارے حضرات، اور ہم ان کے قافلے کے پیچھے چل رہے ہیں۔ آگے آگے وہ ہیں اور پیچھے پیچھے ہم ہیں۔

ایک ہی منزل کے راہی:

عزیز طلبا! ہمیں یہ جوان محدثین کے ساتھ نسبت ہے، یہ بڑی عزت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا انعام ہے کہ اسی راستے پر ہم بھی چل رہے ہیں۔ اگرچہ ان میں اور ہم میں زمین آسمان کا فرق ہے، لیکن منزل ان کی اور ہماری ایک ہی ہے۔

ٹرین چل رہی تھی فرسٹ کلاس کا ائرکنڈیشنڈ، خوبصورت ڈبہ جہاں ختم ہوتا تھا، وہاں تھرڈ کلاس کا ٹوٹا پھوٹا ڈبہ جڑا ہوا تھا۔ فرسٹ کلاس کے ڈبے نے تھرڈ کلاس کے ڈبے سے کہا: میں تو بالکل نیا ہوں، ائرکنڈیشنڈ لگا ہوا... لائننگ بہترین... قالین بچھے ہوئے...... اور میرے اندر بیٹھنے والے عظیم لوگ ہیں۔ تو کیا بھنگھڑ قسم کا میرے ساتھ لگ گیا ہے۔ چلتا ہے تو چوں چوں کی آوازیں آتی ہیں... تیرے اندر بیٹھنے والے معمولی درجے کے لوگ ہیں... تیری قیمت بھی معمولی...... زنگ لگا ہوا ہے...... چل میرا پیچھا چھوڑ! تو تھرڈ کلاس کے ڈبے نے کہا: میں نے مان لیا کہ آپ کی شان بڑی اونچی ہے، آپ فرسٹ کلاس کے ہیں اور میں تھرڈ کلاس کا ہوں۔ سب لوگ مجھے کم نظر سے دیکھتے ہیں... زنگ آلود ہوں... میری کرسیاں بھی ٹوٹی ہوئی ہیں...... اور سب کچھ جو آپ کہتے ہیں میں اس سے بھی برا ہوں، لیکن ایک بات بڑی پکی ہے۔ اس نے کہا: وہ کیا؟ تھرڈ کلاس ڈبے نے کہا: وہ یہ کہ میری کنڈی تمہاری کنڈی کے ساتھ پھنسی ہوئی ہے۔ اب میاں! جہاں تم جاؤ گے، وہیں میں نے پہنچ جانا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اگر تم کراچی کے اسٹیشن پر پہنچو گے تو ہم بھی کراچی کے اسٹیشن تک پہنچ جائیں گے۔

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ جب آپ نے دارالعلوم میں داخلہ لے لیا تو آپ نے ان کے قافلے کی ٹرین کے ساتھ کنڈی پھنسا دی۔ اب ہم نالائق بھی ہیں، نا اہل بھی ہیں اور کمزور بھی ہیں۔ جو کہا جائے سب ٹھیک ہے، لیکن یہ بات اپنی جگہ حقیقت ہے کہ..... الحمد للہ! کنڈی پھنس گئی۔ جس راستے پر وہ قافلہ چل رہا ہے، اسی راستے پر ہم چل رہے ہیں۔

صورت کو حقیقت بنالیں:

اب ضرورت کس بات کی ہے؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ جب ہم نے کنڈی پھنسائی تو پھر ہم اپنے ظاہر اور باطن کو ایک کر کے اچھا بنالیں، تاکہ ان کے ساتھ کچھ مشابہت پکی ہو جائے۔

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

ہم سب نے صورت تو بنائی ہوئی ہے۔ ماشاء اللہ! اب اس کو حقیقت بنوانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔

مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ

''جو طلب کرتا ہے، وہ پالیتا ہے''

یہ کام آسان ہے۔ اتنا بڑا قدم جب اٹھا دیا، اب اگلا قدم تو چھوٹا ہے۔ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیجیے! دل میں یہ عہد کر لیجیے کہ میں نے کوئی کام شریعت و سنت کے خلاف نہیں کرنا۔ اس لیے کہ یہ بڑے حضرات کے ساتھ نسبت ہے۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

راستہ ادھر کو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس راستے پر اس بندے کو نہیں چلنے دیتے جن کے اندر منافقت ہوتی ہے۔ وہ نکھیڑا کر دیتے ہیں۔ جیسے کسی دوسرے ملک جا رہے ہوں تو ائر پورٹ پر چیک کرنے والے کاغذات دیکھتے ہیں۔ اگر کسی کے کاغذات ٹھیک نہ ہوں تو کہتے ہیں کہ جاؤ بھئی! تم ادھر اور ٹھیک کاغذات والے آگے جاؤ۔ تو ایسا نہ ہو کہ جب ہمارا نامہ اعمال اوپر پہنچے تو کہہ دیا جائے کہ غلط کاغذات والے اُدھر اور دوسرے اِدھر جاؤ۔

اس لیے یہ ڈرنے والی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ طرزِ زندگی اختیار کرنے کی توفیق بخش دی۔ تو اب اس کو صورت نہ رہنے دیں بلکہ حقیقت میں بدلنے کی کوشش کریں۔

اتباعِ رسول:

مگر یہ سودا ہے بڑا! وہ عظیم حضرات ہیں، عظیم ہستیاں ہیں، جن کے پیچھے پیچھے ہم چل رہے ہیں۔

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام دعا مانگ رہے تھے۔ یا اللہ! مجھے میرے ''احباء'' سے جلدی ملا دے۔ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں، ان سے جلدی ملا دینا۔ نبی علیہ السلام کے خادم حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ یہ سن کر عرض کرنے لگے، اے اللہ کے محبوب ﷺ! ہم آپ کے عاشق صادق ہیں۔ تو وہ کون ہیں جن کے بارے میں آپ بیٹھے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ثوبان تم عاشقِ صادق ہو، اس لیے کہ تم نے مجھے دیکھا ہے، میری محفل پائی ہے، قرآن اترتے دیکھا ہے، میرا دیدار کیا ہے۔ ثوبان! میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے، جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا۔ وہ فقط کتابوں میں میرے تذکرے پڑھیں گے۔ اپنے اساتذہ سے میری باتیں سنیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے۔ وہ میرے بارے میں غائبانہ پڑھ کر اور سن کر، ان کے دل میں ایسی محبت پیدا ہو جائے گی کہ وہ میری ہر سنت کو پورا کریں گے، میری اتباع کریں گے۔ اور اگر ان کے بس میں ہوتا کہ اپنی اولادوں کو بیچ کر میری زیارت کر سکتے تو وہ کر گزرتے۔ ایسی محبت ہوگی۔ ثوبان! میں اپنے ان چاہنے والوں کے لیے دعا کر رہا ہوں۔ اللہ! ان چاہنے والوں کو جلدی ملا دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس جماعت میں شامل فرما دے۔

کانٹوں کی سیج!!

یہ ایک قافلہ ہے جو حق والوں کے پیچھے چل رہا ہے، اہلِ حق کے پیچھے چل رہا ہے، یہ اہل حق والوں کا قافلہ ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے۔ اب اس راستہ میں تنگی تو آئے گی۔ مشکلات تو آئیں گی۔ کبھی کوئی مشکل اور کبھی کوئی تکلیف۔ ان تکالیف سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ مقصد نصیب ہو جائے گا۔ مطلوب حاصل ہو جائے گا۔

رب لئی تج کرنا پیندا اے آسائشاں نوں آراماں نوں

ہمارے کچھ دوست تو شاید نہیں سمجھ رہے ہوں گے! کیوں جی! اب کیا کریں! ان کی انگلش بنائیں کیسے۔ کچھ پشتو والے بھی ہیں!

زبانِ یارِ من پشتو و من پشتو نمی دانم

(حضرت والا یہ باتیں فرماتے ہوئے بہت ہنستے مسکراتے رہے اور محفل کشت زعفران بنی رہی)

رب لئی تج کرنا پیندا اے آسائشاں نوں آراماں نوں
کنڈیاں تے چلنا پیندا اے گل بدناں نوں گل فاماں نوں

یہ تو کانٹوں کی سیج ہے، اس پر چلنا پڑتا ہے، گل بدن ہوں یا گل فام ہوں، چل

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں رہے ...؟ دیکھ نہیں رہے؟ کہاں کہاں کی نعمتیں چھوڑ کر آئے بیٹھے ہیں۔ جہاں دنیا جانے کے خواب دیکھتی ہے، متقی لوگ بیچارے ترلے لیتے پھرتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں، وظیفہ بتا دو کہ ویزا لگ جائے، ہم وہاں پہنچ جائیں۔ جب کہ وہاں پیدا ہونے والے، وہاں پرورش پانے والے۔ ماشاء اللہ! اس حق کی تلاش میں، اللہ نے ان کو ان جگہوں پر بھیج دیا، یہ آ کر بیٹھ گئے، قالینوں کو چھوڑ دیا۔ ابراھیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں آج تازہ ہو رہی ہیں۔

نسبت کا حق:

یہ اہلِ حق کا قافلہ ہے ... خوب سمجھیے!! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بحر کی یاد تازہ کر دی۔ کیونکہ یہ باطل کو چھوڑ کر اہلِ حق کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر بھی بڑا ملتا ہے۔ تو بھئی! ہم اب اس جماعت میں شامل ہیں، لہٰذا ہم نے دوستی کا حق نبھانا ہے۔ دین کو پانا بھی ہے، اس پر عمل بھی کرنا ہے اور اس کو آگے بھی پہنچانا ہے۔ ہمیں تین کام کرنے ہیں

☆ پڑھنا ہے،

☆ پھر کیا؟ عمل بھی کرنا ہے،

☆ پھر کیا؟ کام! آگے بھی پہنچانا ہے۔

تینوں کام کرنے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا تھا، تو ایک چڑیا تھی، وہ اوپر آ کر چونچ سے پانی ڈال کر جاتی تھی۔ تو کسی نے اس چڑیا سے پوچھا کہ تمہارے اس قطرہ پانی سے کیا بنے گا؟ اس سے آگ تو نہیں بجھے گی۔ اس نے کہا کہ یہ تو مجھے بھی پتہ ہے کہ آگ نہیں بجھے گی، مگر میں نے بھی ابراہیم خلیل اللہ کی دوستی کا حق نبھانا ہے نا! جو میں کر سکتی ہوں وہ کر رہی ہوں۔ تو جتنا ہم کر سکتے ہیں، وہ ہم کریں۔

اپنی سلطنت:

اس وقت ہر طرف ..و فتنے فساد کا زمانہ ہے، تو ہمارے بس میں تو نہیں کہ ہم اس سارے نظام کو خود ٹھیک کر سکیں، لیکن جس حد تک ہمارا اختیار ہے اپنے آپ پر اس کو استعمال کرتے ہوئے، اس جسم کی سلطنت پر اللہ کا قانون لاگو کریں۔

اس چھ فٹ کے جسم پر تو اللہ نے ہمیں اختیار دیا ہے نا! اس کو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا مطابق بنا کر کھائیں، پھر دیکھیں اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے پھر مہربانی ہوگی اور ان شاء اللہ قبولیت ہوگی۔

دودھ اور پانی کا دلچسپ مکالمہ:

چند دن پہلے ایک صاحب نے عجیب سی بات سنائی۔ اچھی لگی، آپ لوگوں کو بھی سنا دیتے ہیں۔ کہنے لگے کہ حلوائی دودھ کو آگ پر گرم کر کے جب اس کی ملائی بناتے ہیں تو پہلے اس میں پانی ڈالتے ہیں۔ حلوائی لوگ جو کڑاہی میں دودھ ڈال کر گرم کرتے ہیں، وہ فقط دودھ نہیں ہوتا بلکہ اس میں پانی بھی ملاتے ہیں، کیونکہ وہ پک کر خشک ہوتا ہے اور ملائی بن جاتی ہے۔ وہ عالم فرمانے لگے کہ جب حلوائی دودھ میں پانی ڈالنے لگا تو پانی اور دودھ کے درمیان مکالمہ ہوا۔

دودھ نے کہا: جناب! میرا رنگ بھی گورا، سفید چٹا! میری قیمت بھی اعلیٰ، میرا ذائقہ بھی بہترین، میرے اندر غذائیت بھی بہت زیادہ ہے۔ اے پانی! تیرے اندر تو ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں۔ نہ تیری شکل ہے، نہ تیری قیمت، نہ تیرا ذائقہ ہے۔ تو کیوں مجھ میں شامل ہو رہا ہے؟ میرے اور تیرے درمیان بڑا فرق ہے۔ میں اعلیٰ ہوں، تو ادنیٰ ہے۔ میرا تیرا کیا جوڑ؟ بھئی!

پانی نے کہا: دودھ صاحب! بات آپ کی بالکل ٹھیک ہے، آپ اعلیٰ، آپ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

قیمت اعلیٰ، آپ کے طلب گار زیادہ لوگ ہیں۔ آپ کی قیمت بھی بہت ہے اور آپ کی غذائیت بھی بہت ہے اور میں کم قیمت ہوں، میری شکل دیکھنے میں اتنی اچھی نہیں، ذائقہ بھی کوئی نہیں، میں ادنیٰ ہوں اور آپ اعلیٰ۔ لیکن مجھے اپنے اندر شامل ہونے دیں اس لیے کہ میں وفادار ہوں، میں اگر آپ میں شامل ہوا تو وفا کروں گا۔

دودھ نے کہا: اچھا! آپ میں وفا بڑی ہے۔ بھئی! ذرا بتاؤ تو سہی کہ وہ وفا کیسے ہوگی؟

پانی نے کہا: جناب! وفا ایسی کہ جب آپ کو آگ پر رکھ کر گرم کریں گے تو جب تک میرا آخری قطرہ پہلے بھاپ نہیں بن جاتا، میں اس وقت تک آپ کو آنچ نہیں آنے دوں گا۔

(جب دودھ میں پانی ڈال کر آگ پر پکاتے ہیں تو پہلے پانی اڑتا ہے، بعد میں دودھ کی باری آتی ہے۔)

تو پانی نے کہا: جناب! میرے میں وفا ایسی کہ پہلے میں آگ کی غذا بنوں گا، اور جب تک میں موجود رہوں گا، اس وقت تک آپ بھاپ نہیں بن سکتے۔ اس لیے مجھے ملنے دیجیے۔

دودھ نے کہا: اچھا! پھر آؤ، مجھے گلے ملو، تم اتنے وفادار ہو! مگر ایک بات میری بھی سن لو! جب تم نے مجھے گلے لگانے کی کوشش کی وفا کے ساتھ، تو پھر ایک بات ذہن نشین رکھو کہ جس قیمت پر میں بکا کروں گا، قیمت تمہاری بھی وہی لگے گی۔

اکابر دودھ ہیں اور ہم پانی:

بھئی! بات ایسی ہی ہے، ہمارے اکابر دودھ تھے اور ہم پانی ہیں، لیکن ہم ان کے گلے لگنا چاہتے ہیں، ہم ان کے قدموں میں پڑنا چاہتے ہیں، مگر ان کے قدموں میں پڑتے ہوئے ہمیں قربانی دینا پڑے گی، نفس و شیطان کے خلاف جنگ کرنا پڑے گی۔ اگر ہم نے گناہوں کی آگ سے بچنے والی جنگ کر لی تو اللہ کا وعدہ یہی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّہ
''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی''

ان شاء اللہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جیسے ان علما، فقہا اور محدثین کا درجہ فرمائیں گے، کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ ہم عاجز مسکینوں کے ساتھ بھی وہی معاملہ فرمائیں گے۔

وَمَاذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (فاطر:۱۷)
''اور اللہ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں۔''

تمنائے فقیر:

دعا اور تمنا یہ ہے کہ آپ حضرات کا یہاں آنا اور ان حضرات کی نگرانی میں یہاں پڑھنا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ اس عاجز مسکین کی دعائیں آپ سب کے ساتھ ہر وقت شاملِ حال رہیں گی۔ آپ خوب دل لگا کر پڑھیے، تاکہ جو مقصد لے کر آئے ہیں وہ پورا ہو۔ اساتذہ الحمدللہ محنتی ہیں اور آپس میں محبت رکھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اَللّٰهُ يَجْتَبِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴾

جذب وسلوک کی تجلیات

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامع مسجد مدینہ جھنگ صدر

بتاریخ: 16 اکتوبر 2004 برموقع: سالانہ نقشبندی اجتماع

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ دونوں طرح کے لوگ الگ الگ تجلیات کے تحت زندگی گزارتے ہیں۔ انسان کی زندگی میں کبھی ایک طرح کی تجلیات پہلے پڑتی ہیں اور کبھی دوسری طرح کی تجلیات پہلے پڑتی ہیں۔ چنانچہ دنیا میں کچھ لوگ ایسے تھے جو پہلے مجذوب بنے...... کیا مطلب؟...... کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے خود ان کو اپنی طرف کھینچا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف کھینچا اور وہ کھنچے، تو کھنچنے کے بعد وہ خود بھی اپنی محبت اور شوق کے ساتھ آگے بڑھنے لگ گئے۔ جیسے نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں اور محبّ بھی۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی یاد میں روتے تھے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

جذب وسلوک کی تجلیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

راہِ عشق کے راہی:

راہِ عشق پر چلنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں:۔

(۱)...... وہ لوگ جو اپنی محنت اور ریاضت سے محبوبِ حقیقی کا وصل چاہتے ہیں، مشقتیں اٹھاتے ہیں، تکلیفیں برداشت کرتے ہیں، قربانیاں دیتے ہیں، ہر دکھ اور سکھ کو گلے لگاتے ہیں۔ ان کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ ہمیں اپنے محبوب کا وصل حاصل ہو جائے۔ اس وصل کو حاصل کرنے کے لیے وہ اپنی زندگی کو مقصد پر قربان کر دیتے ہیں۔...... نہ انہیں آرام کی پروا...... نہ انہیں آسائش کی پروا...... وہ ہر وقت فکر مند ہوتے ہیں کہ ہمارا محبوب کیسے راضی ہو جائے۔ مجھے محبوب کی نگاہوں میں کیسے قرب حاصل ہو جائے۔ مجھے میرے محبوب کا وصل کیسے حاصل ہو جائے۔ اس کے لیے وہ دن اور رات کو ایک کر دیتے ہیں، جی بھر کے عبادت کرتے ہیں، نفسانی خواہشات کو توڑتے ہیں، اپنے نفس کو مشقتوں کی چکی میں سے گزارتے ہیں اور ریاضت کی اس بھٹی میں

www.besturdubooks.wordpress.com

جل کر کندن بن جاتے ہیں اور پھران پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت ہو جاتی ہے۔ایسے لوگوں کو عاشق کہتے ہیں، مرید کہتے ہیں، سالک کہتے ہیں۔

(۲)......کچھ ایسے خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جن سے محبوب وصل چاہتا ہے۔ محبوب خود چاہتا ہے کہ یہ میرے قریب ہو جائیں اور یہ میرے چاہنے والے بن جائیں۔محبوب خود ان کو ا

پنے قریب کر لیتا ہے۔ان کو مراد کہتے ہیں اور انہیں تصوف کی زبان میں ''مجذوب '' کہتے ہیں۔

......مجذوب سے مراد وہ لوگ نہیں جو گلیوں میں آدھے ننگے پھر رہے ہوتے ہیں۔کہتے تو ان کو بھی مجذوب ہی ہیں، لیکن ان کا معاملہ کچھ اور ہوتا ہے۔

جو مجذوب ہم کہہ رہے ہیں اس سے مراد وہ بندہ ہے جس میں جذب ہو، کشش ہو، محبوب اسے چاہے، محبوب اسے قریب کرے، محبوب اسے اپنے وصل کا موقع خود عطا کرے۔ان کو مراد اور مجذوب کہتے ہیں۔

ایسے لوگوں پر جذب کی تجلیات پڑتی ہیں۔ان کے لیے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں۔مثلاً:

......اسباق کرنے آسان

......کیفیات بڑی اچھی

......تہجد کی پابندی میں کوئی مشکل نہیں ہوتی

......دین کے کسی کام میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی

......ماحول بھی بڑا سازگار ہوتا ہے

......ہمت بھی بلند ہوتی ہے، اور

......خوب ذوق وشوق کے ساتھ وہ اس راستے پر لگے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یوں لگتا ہے کہ ان کو کوئی چیز کھینچے چلی جارہی ہوتی ہے۔وہ محسوس کرتے ہیں کہ جیسے مجھے کوئی چیز اس راستے پر دھکیلتی چلی جارہی ہے۔یوں سمجھیں جیسے سمندر کی لہریں بندے کو دھکیل کر اندر لے جاتی ہیں۔یہ بھی محبت کے سمندر میں لہروں کے ہاتھوں دھکیلا جاتا ہے اور بالآخر اندر پہنچ جاتا ہے۔یا جیسے آندھی تیز چل رہی ہو اور آندھی ہی کی سمت کوئی آدمی قدم اٹھائے تو وہ ایسے چلتا ہے جیسے اس کے صرف پنجے ہی لگ رہے ہیں اور وہ تیزی سے چلتا چلا جارہا ہے،ہوا اس کو پیچھے سے دھکیل رہی ہوتی ہے۔یہ کیفیت مجذوب کی ہوتی ہے کہ جس کو محبوب چاہتے ہیں کہ یہ میرے قریب ہو جائے۔یہ میرا دیوانہ بن جائے۔یہ بھی میرے چاہنے والوں میں شامل ہو جائے۔

ایک اور مثال سمجھیے۔دوست دو طرح کے ہوتے ہیں۔ایک دوست وہ جو بندے کو ملنے آنا چاہتا ہے۔اس کو تو بندہ راستہ بتا دیتا ہے۔بھئی! اگر آپ ملنے آنا چاہتے ہیں تو بس یا ویگن یا ٹیکسی کے ذریعے فلاں جگہ پر میرے مکان پر آجائیں۔اس کی مثال سالک کی سی ہے جسے چل کے آنا پڑ رہا ہے۔اور کئی مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ انسان کو کوئی بچپن کا دوست ملا۔وہ بڑا گہرا دوست تھا۔سالوں کے بعد ملا۔اس سے مل کر اتنی خوشی ہوتی ہے کہ بندہ کہتا ہے: آؤ یار! گھر چلیں،میرے ساتھ ایک کپ چائے ہی پی لیں۔اس کو آدمی خود پکڑ کے اپنے گھر لے آتا ہے۔ایسے شخص کی مثال مجذوب کی مانند ہے۔

مجذوب کو تو لائے وہ ہمراہ بزم میں
اور سالکوں کو دور سے رستے بتا دیے

اسی بات کو سمجھنے کے لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال کو سامنے رکھیے...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے،محب تھے۔ان کے دل کی چاہت تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کروں،اس کا وصل پالوں۔جبکہ نبی علیہ السلام اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ کے محبوب تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملاقات کے لیے کوہِ طور پر جانا پڑتا تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا ﴾

''اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہماری ملاقات کی خاطر۔''

جب سیدنا رسول اللہ ﷺ کا معاملہ آیا تو ان کو جانا نہیں پڑا، بلکہ فرشتہ بھیج کر ان کو بلوالیا گیا۔ ان کو لے جایا گیا۔ چنانچہ معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى ﴾

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گیا رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک''

تو جانا اور بات ہے اور لے جانا اور بات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام خود کوہِ طور پر گئے اور نبی علیہ السلام لے جائے گئے۔ جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا: جاؤ! میرے محبوب علیہ السلام کو لے کر آؤ...... سواری کا بھی بندوبست ہے، راستے کا بھی پتہ ہے...... ان کو ملاقات کے لیے بلایا جارہا ہے۔ اب ان دونوں میں فرق کا اندازہ لگائیے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ پیش آیا تو ان کو دعا مانگنی پڑی:

﴿ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ﴾

''اے میرے پروردگار! میرے سینے کو کھول دیجیے اور میرے کام کو آسان کر دیجیے۔''

اور جب نبی علیہ السلام کا تذکرہ آیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

”(اے میرے محبوب!) کیا ہم نے آپ کے سینے کو نہیں کھول دیا“

یہ دونوں طرح کے لوگ الگ الگ تجلیات کے تحت زندگی گزارتے ہیں۔ انسان کی زندگی میں کبھی ایک طرح کی تجلیات پہلے پڑتی ہیں اور کبھی دوسری طرح کی تجلیات پہلے پڑتی ہیں۔ چنانچہ دنیا میں کچھ لوگ ایسے تھے جو پہلے مجذوب بنے...... کیا مطلب؟...... کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے خود ان کو اپنی طرف کھینچا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف کھینچا اور وہ کھنچے، تو کھنچنے کے بعد وہ خود بھی اپنی محبت اور شوق کے ساتھ آگے بڑھنے لگ گئے۔ جیسے نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں اور محب بھی۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی یاد میں روتے تھے۔

دیدارِ الٰہی کی تڑپ:

سیدہ حفصہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر پر سو گئے۔ اچانک میں نے اپنے چہرے پر گرم گرم چیز لگتی محسوس کی۔ میں اٹھ بیٹھی کہ میرے چہرے پر کیا چیز ہے۔ جب دیکھا تو نبی علیہ السلام کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے اور وہ آنسو میرے رخسار پر گرے تھے۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا:

مَا يُبْكِيكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ

”اے اللہ کے رسول! آپ کیوں رو رہے ہیں؟“

تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: حفصہ! تم سن نہیں رہی ہو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے غور کیا تو میرے بھائی عبداللہ بن عمر ؓ صحن میں کھڑے تہجد پڑھ رہے تھے اور تہجد کی نماز میں تلاوت کرتے ہوئے اس آیت کو بار بار دہرا رہے تھے:

﴿ كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ آیت کافروں کے بارے میں ہے کہ قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہوں گے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب نہیں ہوگا۔ نبی علیہ السلام نے جب یہ آیت سنی کہ قیامت کے دن ایسے بھی لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کر پائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی محبت یوں دل میں موجزن ہوئی کہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں سن رہی ہوں کہ میرے بھائی عبداللہ بار بار یہ آیت پڑھ رہے ہیں:

﴿ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُوْنَ ﴾

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: حفصہ!

"أَنَا مُشْتَاقٌ وَبِي اِشْتِيَاقٌ"

''میں مشتاق ہوں اور میرے اندر شوق بڑھ گیا ہے (کہ مجھے اپنے رب کا دیدار نصیب ہوگا)''

اللہ کے محبوب ﷺ خود بھی اداس ہوتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا جلدی وصل نصیب ہو۔ نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی تھے۔ محبوب ایسے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب سے محبت تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے کی قسمیں کھائیں۔ قرآن مجید میں ان کی مبارک آنکھوں کا تذکرہ کیا۔ ان کے بولنے کا تذکرہ کیا۔ ان کے شہر کا تذکرہ کیا۔ ان کے قلب مبارک کا تذکرہ کیا۔ گویا قرآن مجید میں جا بجا اپنے محبوب کے تذکرے فرمائے۔

حسین، ناز ضرور دکھاتا ہے:

انسان پر کبھی کبھی ابتدا میں سلوک کا وقت گزرتا ہے کہ بندہ اپنے شوق سے آگے

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑھ رہا ہوتا ہے۔ بڑھتے بڑھتے پھر ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو کر اس کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شروع شروع میں اچھے احوال دے دیتے ہیں، اچھی کیفیات دے دیتے ہیں اور وہ سلوک کے راستے پر تیز چلتا ہے اور پھر ایک جگہ جا کر وہ کیفیات تھوڑی دیر کے لیے روک لیتے ہیں۔ اب کہتے ہیں: ذرا چل کے آگے آؤ۔ وہ دیکھنا بھی تو چاہتے ہیں نا، کہ خود اس کو بھی ہماری طلب ہے یا نہیں۔ دیکھیں! جس کو اپنے حسن پر ناز ہوتا ہے وہ ناز دکھاتا ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی ناز دکھاتے ضرور ہیں کہ ہاں! ہم نے تجھے اپنا جلوہ دکھا دیا، محبت کی لذت چکھا دی، اب اگلا رستہ ذرا خود طے کر کے آؤ۔ تو سالک کو کبھی اس مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے اور کبھی اس مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے۔

جذب کی تجلیات پانے والے:

بہت سارے اولیا ایسے گزرے ہیں جن پر ابتدا میں جذب کی تجلیات پڑیں اور وہ بہت تیزی کے ساتھ اللہ کی طرف کھنچے۔ ویسے تو ایسے بے شمار لوگ ہیں، تاہم چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ جب ان کی عمر سولہ سال کی تھی انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ان کو بتایا جا رہا ہے کہ اللہ رب العزت کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آئیں گے اور آپ ان کے وزیر بنیں گے اور ان کے خلیفہ بنیں گے۔ ایک راہب سے انہوں نے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو اس نے بھی کھول کر بتا دیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

جب نبی علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تو اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے نبوت کا اظہار فرما دیا ہے۔ اب ان کو خواب بھی یاد تھا اور راہب کی بتائی ہوئی تعبیر بھی یاد تھی کہ،

تَکُوْنُ وَزِیْرَہٗ فِیْ حَیَاتِہٖ وَ خَلِیْفَتَہ بَعْدَ وَفَاتِہٖ

لیکن

فَاَسَرَّھَا اَبُوْ بَکْرٌ مِنَ الْکَائِنَاتِ کُلِّھَا

ابوبکرؓ نے ہر کسی سے یہ خواب چھپایا (کسی کو بھی نہ بتایا)

نبوت کے دعوے کے بعد صدیق اکبرؓ نے نبی علیہ السلام سے پوچھا:

یَا مُحَمَّدُ! مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی مَا تَدَّعِی

''اے محمد! آپ جس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟''

نبی علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اَلرُّؤْیَا الَّتِیْ رَاَیْتَ بِا الشَّامِ

''(اس کی دلیل) وہی خواب ہے جو آپ نے ملک شام میں جا کر دیکھا تھا۔''

یہ سن کر صدیق اکبرؓ تڑپ اٹھے

فَعَانَقَہٗ وَ قَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ

''انہوں نے نبی علیہ السلام سے معانقہ کیا اور نبی علیہ السلام کی پیشانی پر بوسہ دیا (اور آپ پر ایمان لے آئے)''

اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کو پسند کیا تو سولہ سال کی عمر میں پہلے ہی سے دل میں بات ڈال دی۔ پہلے ہی سے ذہن سازی کر دی تا کہ ان کے سامنے اعلان نبوت ہو اور یہ کھنچے کھنچے ان کی طرف آ جائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود چاہتے تھے کہ میرا یہ مقبول بندہ میرے قریب ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ پیش آیا۔ نبی علیہ السلام ان کے بارے میں دعائیں کرتے تھے: یا اللہ! یا تو عمر بن خطاب کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرما، یا عمر بن ہشام کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی دعا کو قبول کر لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے تو اس پر ایمان والوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ سب کے سب لوگ خوش ہوئے۔ بلکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ پھر جبرئیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے محبوب:

اِسۡتَبۡشَرَ اَھۡلُ السَّمَاءِ بِاِسۡلَامِ عُمَر

''عمر کے اسلام لانے پر آسمان کے فرشتے بھی خوش ہو گئے''

دیکھو! یہ جذب کی تجلیات ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان لانے کے بعد یہ آیت اتاری۔

﴿ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴾

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ:

اس امت میں ایک بزرگ گزرے ہیں جن کا نام بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔...... حافی کہتے ہیں، ننگے پاؤں چلنے والے کو۔...... وہ ابتدا میں غفلت کی زندگی گزارتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ آدھے نشے میں اور آدھے ہوش میں جا رہے تھے۔ راستے میں انہوں نے ایک کاغذ پڑا دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا دیکھا تو ان کو یہ بات بوجھل لگی کہ اللہ کا نام اس کاغذ پر

www.besturdubooks.wordpress.com

لکھا ہوا ہے اور یہ زمین پر پڑا ہے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے وہ نام والا کاغذ اٹھا کر اوپر کسی جگہ پر رکھ دیا۔ جیسے ہی انہوں نے نام اونچی جگہ پر رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے ایک ولی کو الہام فرمایا:

''جاؤ! بشر حافی سے کہہ دو کہ تم نے میرے نام کو فرش سے اٹھا کر سر کے اوپر بلند کیا، میں تمہارے نام کو فرش سے اٹھا کر عرش تک بلند کر دوں گا۔''

گویا فرمایا: تم نے تو اتنا اونچا کیا جتنا تم کر سکتے تھے اور میں پروردگار تمہارا نام اتنا اونچا کروں گا جتنا میں کر سکتا ہوں۔ بس! اس کے بعد ان کی زندگی بدل گئی۔ پھر انہوں نے ایسی اولیا والی زندگی گزاری کہ وہ وقت کے بہت بڑے شیخ بنے۔ ہر وقت بڑے بڑے علما ان کی صحبت سے فیض پاتے تھے۔

ایک آدمی بشر حافی کے گاؤں کا رہنے والا تھا۔ ایک دن وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ گدھے نے راستے میں لید کر دی۔ یہ دیکھ کر گدھے کا مالک رونے لگا۔ کسی نے پوچھا: بھئی! رو کیوں رہے ہو؟ کہنے لگا: میں رو اس لیے رہا ہوں کہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ بشر حافی فوت ہو گئے ہیں۔ انہوں نے گدھے والے سے پوچھا: تمہیں کیسے پتہ چلا کہ بشر حافی فوت ہو گئے ہیں؟ گدھے والے نے کہا: میں نے ایک چیز نوٹ کی تھی کہ یہ اللہ کا نیک بندہ ننگے پاؤں زمین پر چلتا تھا، میرے گدھے نے جب بھی پیشاب یا لید کرنی ہوتی تھی وہ ہمیشہ سڑک کے کنارے پر جا کر پیشاب اور لید کرتا تھا، راستے کے درمیان میں نہیں کرتا تھا کہ کہیں اللہ کے اس نیک بندے کے پاؤں نہ ناپاک ہو جائیں۔ آج میرے گدھے نے راستے کے درمیان میں لید کر دی تو میں سمجھ گیا کہ اب وہ بندہ دنیا سے چلا گیا ہے جس کی وجہ سے میرا گدھا بھی احتیاط کرتا تھا۔ چنانچہ جب پتا کیا تو واقعی لوگ ان کو نہلانے کفنانے کا بندوبست کر رہے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کی قدر دانی دیکھیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی زمین پر ننگے پاؤں چلنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے جانوروں کے بھی دلوں میں ڈال دیا کہ راستے میں گندگی نہ پھیلاؤ، ایسا نہ ہو کہ نجاست میرے مقبول بندے کے پاؤں پر لگ جائے۔

کسی نے خود حضرت بشر حافی سے پوچھا: جی! آپ ننگے پاؤں کیوں چلتے ہیں؟......اپنی اپنی سمجھ کی بات ہے......وہ جواب میں کہنے لگے: جب میں نے سچی توبہ کی اس وقت میرے پاؤں میں کچھ نہیں تھا۔ میں نے قرآن مجید میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَجَعَلْنَا الْاَرْضَ فِرَاشًا ﴾

''اور ہم نے زمین کو فرش بنایا۔''

اب جس زمین کو شہنشاہِ حقیقی نے فرش بنایا اس فرش پر جوتے کے ساتھ چلتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔ میں اللہ کے بنائے ہوئے فرش پر جوتے کے ساتھ کیسے چلوں۔ ان کی محبت کا یہ عالم تھا۔ یہ وہ برگزیدہ ہستی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچا، جن کے لیے محبوب نے اپنی طرف آنے کا راستہ ہموار کر دیا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ تھے۔ ان کی زندگی بڑی شاہانہ تھی۔ لیکن کبھی کبھی چاہتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا وصل بھی حاصل ہو جائے۔ ان کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔

ایک دن گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ ان کو ایسے محسوس ہوا جیسے چھت کے اوپر کوئی چل رہا ہے۔ وہ بڑے گھبرائے کہ میرے محل کی چھت پر کون چل رہا ہے۔ چنانچہ کمرے سے باہر نکل کر پکار کر کہا: ارے! تم کون ہو؟ جواب آیا: میں تمہارا

دوست ہوں۔انہوں نے پوچھا: تم کیا کر رہے ہو؟ تو جواب آیا: میں اپنا اونٹ تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔ یہ سن کر بڑے حیران ہوئے کہ رات کے وقت میں یہ بادشاہ کے محل کی چھت پر اونٹ تلاش کر رہا ہے۔ بادشاہ نے اونچی آواز میں کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم رات کے وقت بادشاہ کے محل کی چھت پر اونٹ تلاش کرتے پھر رہے ہو؟ جیسے ہی انہوں نے یہ بات کی تو جواب آیا: یہ اتنی حیران کن بات نہیں، حیران کن بات تو یہ ہے کہ اس ناز ونعمت کی زندگی میں رہتے ہوئے تم اللہ کو تلاش کرتے پھر رہے ہو۔ بھئی! رات کے وقت محل کی چھت پر اونٹ کو ڈھونڈنا اتنی حیران کن بات نہیں ہے، حیران کن بات یہ ہے کہ تم اس ناز اور نخرے کی زندگی میں ہو اور پھر کہتے ہو کہ مجھے اللہ کا وصل بھی مل جائے۔

یہ سن کر دل پر فوراً چوٹ لگی۔ دل نے بتا دیا کہ مجھے واقعی اس کے لیے کچھ نہ کچھ قربان کرنا پڑے گا۔

اس کے بعد ایک اور واقعہ پیش آ گیا...... اس زمانے میں فوم کے گدے بھی نہیں ہوتے تھے اور روم فریشنر بھی نہیں ہوتے تھے۔ لہٰذا جب بادشاہوں کے بستر بنائے جاتے تھے تو عام طور پر اس کے اردگرد دونوں سائڈوں پر پھول رکھ دیے جاتے تھے۔ اسے پھولوں کی سیج کہا جاتا تھا۔ اس سے کمرہ مہک جاتا تھا۔ ادھر کروٹ بدلتے تو ادھر پھولوں کی خوشبو اور ادھر کروٹ بدلتے تھے تو ادھر پھولوں کی خوشبو۔

ایک دن ان کے گھر کی کسی خادمہ نے وہ بستر بنایا۔ وہ تھکی ہوئی تھی۔ اس کے ذہن میں خیال آیا کہ میں ذرا دیکھوں تو سہی کہ یہ بستر کیسا ہے۔ چنانچہ وہ جیسے ہی بستر پر لیٹی اسے نیند آ گئی...... بعض اوقات کام کر کر کے بندے کی یہ حالت ہو چکی ہوتی ہے کہ بندے کو پتہ نہیں چلتا کہ میں نے سرہانے پر سر پہلے رکھا تھا یا مجھے نیند پہلے آئی تھی۔ اجتماع میں بھی پہلے ایک دو دن تو رات کو خوب جاگتے ہیں لیکن جب تیسرا دن

www.besturdubooks.wordpress.com

آتا ہے تو یہی حالت ہوتی ہے۔ دل کہہ رہا ہوتا ہے کہ آج تو حضرت صاحب ذرا مختصر تقریر کریں تا کہ ہمیں ذرا سونے کا موقع مل جائے۔ بعض سالکین تو کہتے ہیں: حضرت! بس کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ مگر مزے کی بات یہ ہے کہ نیند آجانے سے ان کی طبیعت بالکل ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یہ ایسی مزے کی بیماری ہے کہ چار گھنٹے سونے کا موقع مل جائے تو ہشاش بشاش ہو جاتے ہیں اور بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ بہر حال یہ انسان کی ایک ضرورت ہے۔...... تو اس باندی کو نیند آگئی۔

جب ابراہیم بن ادھم ؒ کمرے میں گئے اور اس نوکرانی کو بستر پر لیٹے دیکھا تو انہیں بڑا غصہ آیا کہ اس کی کیا مجال کہ بادشاہ کے بستر پر سوئے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور اسے دو چار تھپڑ لگا ئے۔ جب تھپڑ لگائے تو وہ روئی، مگر چپ جلدی ہوگئی۔ بادشاہ کو محسوس ہوا کہ میں نے اس کو مارا تو زیادہ ہے لیکن یہ اتنا روئی نہیں، جلدی چپ ہوگئی ہے، بلکہ ہنسنے لگ گئی، آخر وجہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں روئی تو اس لیے ہوں کہ آپ نے مجھے تھپڑ لگایا اور مجھے درد ہوئی۔ پھر پوچھا: ہنسی کیوں؟ کہنے لگی: میں ہنسی اس بات پر کہ مجھے خیال آیا کہ میں اس بستر پر چند منٹ کے لیے سوئی ہوں اور مجھے اتنی سزا ملی ہے، آپ تو ساری زندگی اس پر سوئے ہیں، پتہ نہیں قیامت کے دن آپ کا کیا حال ہوگا!؟۔ باندی تو یہ کہہ کر چلی گئی، لیکن ان کے دل کی دنیا کے تار چھیڑ گئی۔ اب ان کو رات کو نیند نہ آئی۔ اپنی آخرت اور عاقبت کے بارے میں سوچتے رہے۔

اس سے اگلے دن تیسرا واقعہ پیش آیا جس نے ان کی زندگی کو بدل دیا۔ دربار میں بیٹھے ہوئے تھے اور دربار مصاحبین سے بھرا ہوا تھا۔ اچانک ایک خوبصورت نوجوان دربار میں داخل ہوا اور وہ چلتے چلتے سیدھا ان کے تخت کے قریب آکے کھڑا ہوگیا۔ ان کو بڑا غصہ آیا کہ یہ کون ہے جو سیدھا چلتا آیا اور میرے تخت تک پہنچ گیا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

بادشاہ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ تمہیں پتہ نہیں کہ تم کہاں آئے ہو؟

نوجوان نے جواب دیا: میں سرائے میں آیا ہوں۔ میں ہوٹل میں آیا ہوں۔

بادشاہ نے پوچھا: وہ کیسے؟ یہ تو میرا محل ہے اور میں یہاں کا بادشاہ ہوں۔

نوجوان نے جواب میں کہا: بادشاہ سلامت! آپ سے پہلے یہاں کون تھے؟

بادشاہ نے کہا: میرے والد۔

پھر پوچھا: ان سے پہلے کون تھے؟

بادشاہ نے کہا: ان کے والد۔

پھر پوچھا: ان سے پہلے کون تھے۔

بادشاہ نے کہا: ان کے والد۔

نوجوان نے کہا: بادشاہ سلامت! اسی کو سرائے کہتے ہیں کہ ایک آتا ہے، وہ کچھ دیر قیام کر کے چلا جاتا ہے، پھر دوسرے کی باری آتی ہے، جب وہ بھی چلا جاتا ہے تو پھر تیسرے کی باری آتی ہے، اب آپ کی باری ہے کچھ عرصے کے بعد کسی اور کی باری ہوگی۔

اس نے یہ کہا اور باہر نکل گیا۔ بس! اس بات سے دل پر چوٹ پڑی اور فیصلہ کر لیا کہ مجھے اب اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے محنت اور مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ چنانچہ انہوں نے تخت و تاج چھوڑا اور ایک ایسے شہر میں گئے جہاں علما تھے۔ وہاں ان سے علم حاصل کیا اور اللہ تعالیٰ کے بہت ہی مقرب اولیا میں سے بنے۔

اب دیکھیے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچنے کے اسباب خود بنا دیے۔

جب محبوب خود کسی کو مسکرا کے دیکھے تو وہ تو دل ہی دے بیٹھتا ہے اور ساری زندگی کے لیے محبوب کا غلام بن جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بسا اوقات سالک کے حلق میں اپنی شراب الست کے چند قطرے ٹپکا دیتے ہیں تو بندے کو بڑی اچھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کیفیات ملتی ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی طرف چلنا شروع کر دیتا ہے۔ مگر ساری زندگی تو ایسی کیفیات نہیں ہوتیں...... گاہے گاہے...... گاہے گاہے...... کیونکہ نبی علیہ السلام نے بھی ایک صحابیؓ سے کہا تھا کہ اگر ساری زندگی تمہاری وہی کیفیت رہے جو میرے پاس بیٹھے ہوئے ہوتی ہے تو پھر فرشتے راستہ چلتے ہوئے تمہارے ساتھ مصافحہ کرنے لگ جائیں۔

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے والد مبارک ایک باغ میں کام کرتے تھے۔ باغ کے مالک نے ان سے کہا: پھل لے آؤ۔ وہ ایک درخت کے پھل توڑ کر لائے، وہ کھٹے تھے۔ پھر دوسرے درخت سے توڑ کر لائے، وہ بھی کھٹے تھے۔ پھر تیسرے درخت سے لے آئے، وہ بھی کھٹے تھے۔ باغ کے مالک نے کہا: تجھے اتنے سالوں میں یہ پہچان بھی نہیں ہوئی کہ کس درخت کا پھل میٹھا ہے اور کس کا کھٹا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جناب! آپ نے مجھے باغ کی نگرانی کے لیے رکھا تھا، کھانے کی اجازت تو نہیں دی تھی۔ چنانچہ اتنے سالوں میں میں نے کوئی پھل چکھ کر بھی نہیں دیکھا کہ یہ کھٹا ہے کہ میٹھا ہے۔ یہ سن کر باغ کے مالک نے ان کو آزاد کر دیا اور ان کا اپنی بیٹی سے نکاح کر کے اس باغ کا مالک بنا دیا۔ تو یہ مبارک باغ کے مالک بن گئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹا دیا۔ انہوں نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ بچہ بڑا ہی خوب صورت تھا۔ یوں سمجھ لیں کہ وہ سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوا۔ یوں ناز و انداز میں پیدا ہوا۔ جب بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچا اس کی بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

غفلت کی زندگی تھی...... گانا بجانا، پینا پلانا...... ایسی اس کی زندگی تھی۔

ایک مرتبہ انہوں نے اپنے دوستوں کی دعوت کی۔ باغ کے اندر ہی بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔شراب پینے پلانے کا دور چل رہا تھا۔اچانک ان کے کان میں قرآن مجید کی آیت کی آواز پڑ گئی۔ وہ ایسی دل میں اتر گئی کہ انہوں نے اسی وقت اپنی زندگی کو بدلنے کی نیت کر لی۔ پھر جب زندگی بدل لی تو اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا اور پڑھتے پڑھتے بالآخر وقت کے ایک بہت بڑے محدث بن گئے۔ اتنے بڑے محدث بنے کہ ایک مرتبہ ان کی حدیث کی کلاس میں وہ دواتیں گنی گئیں، جن سے طلبا حدیثیں لکھتے تھے،تو ان دواتوں کی تعداد چالیس ہزار نکلی...... لوگ کتنے ہوں گے!!؟ یہ حدیث سناتے تھے اور ان سے حدیث سن کر لوگ آگے دوسروں تک آواز پہنچاتے تھے۔ جب ان مکبر لوگوں کی تعداد کو گنا گیا تو ان کی تعداد بارہ سو تھی۔ آپ خود بتائیں جہاں بارہ سو سپیکر لگے ہوں وہاں مجمع کتنا بڑا ہوگا!!؟

ایک مرتبہ یہ جامع مسجد میں آئے۔ راستے میں ان کو چھینک آ گئی۔ انہوں نے الحمد اللہ کہا۔تو ان کے پیچھے جتنے طلبا تھے ان سب نے جواب میں يَرْحَمُكَ اللّٰه کہا۔اس سے اتنی آواز پیدا ہوئی کہ ہارون الرشید بادشاہ نے سمجھا کہ شاید کوئی بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا ہے۔ جب اس کی بیوی نے پتہ کروایا اور اس کو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ ایسے ہوا ہے تو اس نے اپنے خاوند سے کہا:

”یوں تو دنیا آپ کو بادشاہ کہتی ہے،لیکن تمہاری خاطر تو اتنے لوگ کبھی بھی اکٹھے نہیں ہوتے، کہ وہ تمہاری چھینک کا اس طرح جواب دے سکیں۔“

اس وقت کے لوگ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے معتقد تھے۔

ابتدا میں تو اللہ تعالیٰ نے خوب ان کو اپنی طرف کھینچا اور بعد میں خود ان کو آگے چلنا پڑا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بہت کثرت کے ساتھ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بہت ڈرتے تھے۔

انہی کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو اس وقت انہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ مجھے چارپائی سے اٹھا کر نیچے لٹا دو۔ شاگردوں نے حضرت کے حکم پر عمل تو کیا، مگر وہ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ جیسے ہی انہوں نے ان کو اٹھا کر زمین پر لٹایا تو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ زمین پر اپنا رخسار رگڑنے لگے اور اپنی داڑھی کو پکڑ کر کہنے لگے: ''اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما'' یہ نہیں کہا کہ میں بہت بڑا محدث ہوں، میں بڑا استاد ہوں، میں شب زندہ دار ہوں، میں نیکو کار ہوں، میں اتنے لوگوں تک حدیث کا نور پہنچا چکا ہوں۔ نہیں، اپنا کوئی بھی عمل اللہ کے حضور پیش نہیں کیا۔ بس اتنی بات کہی: ''اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما دے۔''

دوگنا ترقی کا وقت:

یہ جذب کی تجلیات ہوتی ہیں جو بندے کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ مجاہدہ کرے۔ اب ہوتا کیا ہے؟...... کہ کچھ لوگ بیعت ہوتے ہیں۔ شروع میں ان کی بڑی اعلیٰ کیفیات ہوتی ہیں۔ ایسے جیسے موٹر وے پر بھاگتے چلے جاتے ہیں۔ ایسے ان کو اللہ تعالیٰ بڑھاتے رہتے ہیں۔ پھر ایک مقام ایسا آتا ہے کہ جہاں پر اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اب میرا بندہ کچھ خود بھی آگے چل کے دکھائے، اس وقت وہ پہلے والی لذت اور کیفیت نہیں رہتی، تو وہ لوگ اس کو قبض کی کیفیت سمجھ کر مایوس ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ مایوس ہونے کا وقت نہیں ہوتا، وہ تو ڈبل ترقی کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ یہی ہے کہ وہ ہر بندے کو آزماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ حَتّٰی یَسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا جَآءَھُمْ نَصْرُ اللّٰہِ ﴾

ایک ایسا پوائنٹ آتا ہے کہ جہاں جا کر بندہ محسوس کرتا ہے کہ

﴿ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ﴾

ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں سلوک کے میدان میں کبھی بھی کوئی ایسی رکاوٹ پیش نہ آئے۔ بھئی! یہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ بندے کے اختیار میں تو نہیں ہوتا۔ ہاں ہمارے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا لکھا ہے:

''اگر بسط میں سالک کی ترقی ایک گنا ہوتی ہے تو قبض کی حالت میں سالک کی ترقی دوگنا ہوتی ہے۔''

جب بھی ایسی کوئی کیفیت ہو وہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ اس لیے چاہیے کہ ایسے وقت میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگا کریں۔ جب آدمی دیکھے کہ میں جو کر سکتا تھا کر لیا، میری کیفیت نہیں سنور رہی تو وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کچھ وقت کے لیے اسی حال میں رکھنا چاہتے ہیں۔

گر یہ غم نہ ہوتے تو خوشیاں انسان کو سلا دیتیں۔ غافل بنا دیتیں۔ یہ غم انسان کو جگائے رکھتے ہیں۔ اسی لیے تو کہنے والے نے کہا:

سُکھ دُکھاں توں دیواں وار
دکھاں آن مِلایم یار

میں سکھوں کو دکھوں پر قربان کر دوں کہ دکھوں نے مجھے میرے یار سے ملا دیا۔

دل ٹوٹنے پر روحانی پرواز:

جب انسان کا دل ٹوٹتا ہے اور دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ پھر انسان کی ترقی جلدی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے ؎

تو چھپا چھپا کے نہ رکھا سے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَنَا عِنْدَ مُنْكَسِرَةِ الْقُلُوْبِ

’’میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں ہوتا ہوں۔‘‘

جس نے مجھے ڈھونڈنا ہو وہ ٹوٹے ہوئے دلوں میں ڈھونڈے۔

ایک دلچسپ واقعہ:

ایک بزرگ کا واقعہ ہے۔ وہ خود بھی نیک تھے اور ان کی بیوی بھی نیک تھی۔ نیکی کرتے کرتے ان کی عمر گزر گئی۔ بڑھاپے کی عمر آگئی۔ ایک دن ان کی بیوی صاحبہ نے ان سے کہا: دیکھیں! میں اتنا درود شریف پڑھتی ہوں، لیکن مجھے نبی علیہ السلام کا دیدار کبھی نہیں ہوا۔ آپ کوئی ایسا عمل بتائیں کہ مجھے دیدار ہو جائے۔ انہوں نے جواب دیا: میں آپ کو عمل تو بتا دیتا ہوں، پھر آپ کو وہ عمل کرنا پڑے گا۔ وہ نیک اور بھولی بھالی سی بندی تھی لہٰذا وہ کہنے لگی: جی کروں گی۔ وہ کہنے لگے: پھر آج ذرا دلہن بن کر بیٹھو۔ دلہن والے کپڑے پہنو، زیورات پہن کر بن سنور کر بیٹھو۔ جیسے نئی نویلی دلہن ہوتی ہے ایسے سج دھج کے بیٹھو۔ وہ سمجھی کہ واقعی اس میں کوئی ایسا عمل ہوگا۔ چنانچہ وہ بڑھیا نہا دھو کر، گوٹے کناری والے کپڑے پہن کر اور خوب میک اپ وغیرہ کر کے بیٹھ گئی۔

جب بالکل دلہن کی طرح بن ٹھن کے بیٹھ گئی تو وہ بزرگ اس کے بھائی کے گھر گئے اور اس کو کہنے لگے: میری عمر بھی دیکھ لے، اپنی بہن کی عمر بھی دیکھ لے اور آ کر اس کا حال بھی دیکھ لے۔ بھائی اسی وقت ان کے گھر آیا کہ کیا معاملہ ہوا ہے۔ جب اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے گھر میں آ کر دیکھا تو اس کی بہن چمک دمک والے کپڑے پہن کر دلہن بنی بیٹھی ہے۔

جب بھائی نے دیکھا تو اسے بڑا غصہ آیا اور اس نے اسے ٹکا کے ڈانٹا کہ تجھے شرم نہیں آتی، پچھتر سال تیری عمر ہے اور اس عمر میں تیرے یہ چال چلن ہیں۔ وہ بے چاری بہت شرمندہ ہوئی اور کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ اب بھائی تو ڈانٹ ڈپٹ کر کے چلا گیا مگر اس سے اس کا اتنا دل ٹوٹا کہ رو رو کر بالآخر سو گئی۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ اس نیند کے اندر اس کو نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوگئی۔

نبی علیہ السلام کی زیارت کی وجہ سے اسے خوشی تو بہت ہوئی لیکن وہ اس بات سے بہت دکھی تھی کہ میرے بھائی نے کیوں ڈانٹا اور اسے بتایا کس نے؟ جب پتا کیا تو معلوم ہوا کہ خاوند نے بتایا ہے۔ تو وہ کہنے لگی: جی! آپ نے ہی تو کہا تھا کہ یوں تیار ہو کے بیٹھنا، آپ نے میرے بھائی کو جا کر کیوں بتایا۔ وہ کہنے لگے: اللہ کی بندی! میں نے تجھے اپنے گھر میں اتنی محبت سے رکھا، اتنے پیار سے رکھا کہ میں نے کبھی تمہارا دل دکھنے نہیں دیا، جتنی مرضی عبادت کر لیتی، کچھ نعمتیں ایسی ہوتی ہیں جو دکھی دل والوں کو دی جاتی ہیں، تمہیں کبھی کوئی ایسا دکھ نہیں پہنچا تھا، میں نے بہانہ بنایا، کوئی طریقہ تو ایسا ہو کہ تمہارا دل بھی دکھے تاکہ تم پر اللہ کی خاص رحمت اتر آئے، اس لیے میں نے تجھ سے کہا کہ سج دھج کے بیٹھو، پھر تمہارے بھائی کو اطلاع دی، خیال تھا کہ وہ تمہیں ڈانٹ ڈپٹ کرے گا۔ پھر ایسا ہوا کہ تمہارا بھائی آیا، اس کے آنے کی وجہ سے تمہارا دل ٹوٹا، جس کی وجہ سے اللہ کی رحمت آگئی اور اللہ نے تمہاری مراد کو پورا فرما دیا۔

شیخ کی طرف سے رہنمائی:

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جب کبھی انسان کا دل ٹوٹتا ہے، یا حالات ایسے آجاتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، یا کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو وہ گھبرانے کا وقت نہیں ہوتا، بلکہ دعائیں مانگنے کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت بندے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

......کبھی اولاد کی وجہ سے غمزدہ

......کبھی صحت کی وجہ سے غمزدہ

......کبھی بیوی کی وجہ سے غمزدہ

......کبھی کاروبار کی وجہ سے غمزدہ

عام طور پر شیطان دیکھتا ہے کہ یہ چونکہ قبولیت دعا کا وقت ہے اس لیے وہ بندے کے اندر مایوسی پیدا کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے بندہ سارا کچھ چھوڑ چھاڑ کے ایک طرف ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: جی! اب تو کچھ نہیں ہوتا۔

پھر اس جگہ پر جن کا رابطہ شیخ مضبوط ہوتا ہے ان کو شیخ بتاتے ہیں: بھئی! گھبرانے والی بات نہیں ہے بس یہ قدرت کی طرف سے بس حالات ہیں، اس چکی میں تجھے پیسا جا رہا ہے، جیسے ہی پس کے نکلو گے تو دیکھو گے کہ پھر تمہیں اللہ کی طرف سے کتنا انعام مل جائے گا۔

تو چھپا چھپا کے نہ رکھا سے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

جب دل ٹوٹتا ہے تو پھر اللہ کی نظر میں بہت عزیز تر بن جایا کرتا ہے۔ پھر بندے کے اوپر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہوتی ہیں۔ مگر اس کو صرف صاحبِ نسبت سمجھتے ہیں اور وہ بتاتے ہیں کہ نہیں نہیں، آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

طلب کی پرکھ:

سالک جب اس راستے پر قدم اٹھاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے تو وہ شروع میں تو کئی مرتبہ کھینچ لیا جاتا ہے۔مگر کچھ وقت اس کو چلنے کا بھی موقع دیا جاتا ہے کہ اتنا سفر تو ہم تمہیں اٹھا کر لے آئے، جلدی طے کروادیا، اب ذرا خود بھی کچھ کر کے دکھاؤ۔تمہارے اندر طلب بھی ہے یا نہیں۔اس لیے کہ ہمیں اپنے حسن و جمال پہ اتنا ناز ہے کہ ہم بے طلبوں کی پروانہیں کیا کرتے۔جو ہمارے حسن کو جانتے ہوئے بھی ہم سے بے طلب ہو کر بیٹھیں، ہم اس کی پروانہیں کیا کرتے۔اب تم ذرا چل کے آؤ اور دکھاؤ کہ تم بھی ہمیں چاہتے ہو۔ہم نے تمہارے لیے

......اتنا راستہ کھول دیا

......گُر بھی بتا دیا

......تمہیں شوق بھی عطا کر دیا

......تمہیں ہم نے اپنے حسن کی تجلی بھی دکھا دی

اب تم بھی چند قدم آگے آ کر تو دکھاؤ۔

میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے
انہی پتھروں پہ چل کے اگر آسکو تو آؤ

ذکر وسلوک کے راستے میں انسان پر مختلف حالات آتے ہیں۔

نبیءِ رحمت کا اضطراب:

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ پر کئی مرتبہ وحی کو تھوڑے عرصے کے لیے روک لیا۔اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ پر یہ بات اتنی بھاری تھی کہ بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔حتی کہ ایک کیفیت ایسی بھی بنی کہ آپ ﷺ کا جی چاہتا تھا: کاش! میں پہاڑ کے اوپر سے اپنے آپ کو نیچے گرادوں، اس لیے کہ لوگوں نے بھی کہنا شروع کر دیا تھا کہ اب تو تمہارے پروردگار نے بھی تم کو چھوڑ دیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پریشانی کی تلافی:

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہوتے ہیں۔ان کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔کوئی بھی ایسا بوجھ نہیں ڈالتے جو وہ نہ اٹھا سکتا ہو۔

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾

''اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی ہمت سے زیادہ مکلف نہیں کرتے''

اس لیے اگر اس راستے میں اس طرح کی کیفیت آئے تو بدل ہو کر سب کچھ چھوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ ہمت سے کام لیکر، رجوع الی اللہ کرنے کی اور اللہ سے مانگنے کی عادت بنائی جائے۔کیونکہ وہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص نعمت ملنے کا وقت ہوتا ہے۔اس وقت میں جو لوگ رجوع الی اللہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ان کی امیدوں سے بڑھ کر عطا کرتا ہے۔آپ نے نہیں دیکھا کہ ماں اگر کبھی غصے میں بچے کو تھپڑ لگا دے اور وہ روتا ہی رہے تو پھر اللہ کی ایسی مہربانی ہوتی ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد وہی ماں جب دوسروں کو کوئی چیز تقسیم کرتی ہے تو جس کو تھپڑ لگایا ہوتا ہے اس کو دوسروں کی نسبت زیادہ دے رہی ہوتی ہے۔اگر ماں بھی Compansate (تلافی) کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ میں نے اسے تھپڑ لگا دیا تھا، جھڑکی دی تھی، چلو اب اس کی تالیفِ قلب کرلوں، تو اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح مہربانی فرماتے ہیں۔اگر بندے پر کوئی مشکل یا پریشانی ڈال بھی دیتے ہیں تو پھر تھوڑے عرصے کے بعد اس بندے کی بھی تالیفِ قلب فرما دیتے ہیں۔

تو مجذوب وہ ہوتا ہے جس کو خود اللہ رب العزت چاہیں کہ یہ میری طرف آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف آگے چل رہا ہوتا ہے۔اس وقت ہر طرح سے بہار ہوتی ہے۔اسی کو کہنے والے نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے وہ گریبانی

کوئی کُرتے سے پکڑ کر مجھے کھینچ کے اپنے ساتھ لے جا رہا ہے۔اسی کو کسی عارف نے یوں کہا:۔

سن لے اے دوست! جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

وہ خود ہی ملنے کا راستہ بتلا دیتے ہیں کہ تم اس طریقے سے مجھ سے ملاقات کر سکتے ہو۔......سبحان اللہ!...... جب اللہ تعالیٰ ہی چاہیں کہ میرا بندہ میری طرف آ جائے تو پھر راستہ کتنا آسان ہو جاتا ہے۔

بھئی! دیکھیں! آج کل اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر میں جانے کا راستہ کتنا آسان کر دیا ہے۔ایک وقت تھا کہ لوگ پیدل جاتے تھے۔ایک وقت تھا جب لوگ گھوڑوں اور اونٹوں پر جاتے تھے۔ایک وقت تھا جب لوگ بحری جہازوں پر جاتے تھے۔ایک وقت تھا جب موٹر گاڑیوں پر جاتے تھے۔اور آج وہ وقت ہے کہ ہوائی جہازوں پر چند گھنٹوں میں چلے جاتے ہیں۔جس پروردگار نے اپنے گھر کا راستہ آسان کر دیا، کیا اس نے اپنے تک آنے کا راستہ آسان نہیں کر دیا ہوگا؟ اگر بیت اللہ تک جانے کا راستہ آسان ہو چکا ہے تو رب البیت کی طرف جانے کا راستہ بھی آسان ہو گیا ہے۔اس لیے آج کے دور میں ذکر وسلوک کی منزلیں طے کرنا اتنا مشکل نہیں ہے، آسان ہے۔بس! آرزوؤں کو توڑنا پڑتا ہے، غلط تمناؤں کو چھوڑنا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کے اوپر ہمت کے مطابق عمل کرنا پڑتا ہے۔کوئی ایسا کام نہیں کرنا پڑتا جو بندے کے بس میں نہ ہو۔تو پھر یہ آسانی ہوئی نا۔کوئی مشکل کام نہیں۔پھر اللہ تعالیٰ خود بندے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔اسی لیے کسی نے کہا:۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یونہی نام ہوتا ہے

نام عشق کا لگا دیتے ہیں، اصل میں تو حسن کا انتظام ہوتا ہے کہ محبوب خود ملاقات کی تدبیر کر رہا ہوتا ہے کہ یہ ہمیں ملنے کے لیے آ جائے۔

عشقِ عاشق اور عشقِ محبوب کا تقابل:

امام ربانی امجد دالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں فارسی کے دو شعر لکھے۔ فرماتے ہیں:

عشقِ معشوقاں پنہاں است و ستیر
عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر

''جو محبوبوں کا عشق ہوتا ہے وہ چھپا ہوا ہوتا ہے اور جو عاشق کا عشق ہوتا ہے وہ دو سو ڈھول ڈھمکوں کے ساتھ ہوتا ہے۔''

یعنی محبوب شور نہیں مچایا کرتے کہ جی ہمیں ملنے کے لیے آ جاؤ، وہ چھپی آشنائی کرتے ہیں۔ وہ دل ہی دل میں چاہتے ہیں مگر ظاہر نہیں کیا کرتے۔ لیکن جس عاشق کو عشق ہوگا وہ آہیں بھرے گا۔ ادھر تذکرہ کر بیٹھے گا ادھر تذکرہ کر بیٹھے گا۔ عاشق اپنی بات کو کھول بیٹھتا ہے۔ اس لیے عاشق کے عشق کا لوگوں کو جلدی پتہ چل جاتا ہے۔ آگے فرماتے ہیں:۔

عشقِ عاشق آں بدن لاغر کند
عشقِ معشوقاں بدن فربہ کند

''جو عاشق کا عشق ہوتا ہے وہ بدن کو کمزور کر دیتا ہے، اور محبوبوں کا عشق بدن کو موٹا کر دیتا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

جب بندے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نظر عنایت ہوتی ہے تو پھر اس کے اوپر عجب بہار کی کیفیت ہوتی ہے۔

عالمِ تحیر:

سلوک کا کچھ راستہ انسان جذب کے طرز پر طے کرتا ہے اور کچھ راستہ سلوک کے طرز پر طے کرتا ہے۔ کتنے لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچا۔ بہانے بنا دیے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچتے ہی چلے گئے۔ ہم بھی ذرا اپنی زندگی کو پیچھے مڑ کے دیکھیں تو واقعی حیرانی ہوتی ہے کہ ہم کیسے کھچ کے یہاں آ گئے! جیسے پہاڑی راستے پر گاڑی جا رہی ہو اور آدمی پیچھے مڑ کے دیکھے تو حیرانی ہوتی ہے کہ یا اللہ! اس راستے سے گزر کر میں یہاں تک کیسے آ گیا ہوں! تصوف وسلوک کی زندگی میں بھی بعض اوقات بالکل اسی طرح نظر آتا ہے تو حیرانی ہوتی ہے کہ یا اللہ! میں پچھلے سارے راستے کو عبور کر کے یہاں کیسے آ گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے کمزور بندوں پر مہربانی فرما دیتے ہیں۔ تو کبھی تو سالک بن کر راستہ طے کرنا پڑتا ہے اور کبھی مجذوب بن کر ہواؤں کے دوش پر پرواز کرنی پڑتی ہے۔ کبھی یہ تجلیات ہوتی ہیں اور کبھی وہ تجلیات ہوتی ہیں۔ یہ بات شیخ ہی سمجھتا ہے کہ اس سالک پر اس وقت کون سی تجلیات ہیں۔

شیطان کا داؤ:

کئی سالکین کو دیکھا ہے کہ جب ان کو جذب کی تجلیات سے کھینچا جا رہا ہوتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اب میں کچھ بن گیا ہوں۔ میں رات کو جو خواب دیکھتا ہوں وہ دن کو پورا ہو جاتا ہے۔ میں جو دعا مانگتا ہوں وہ قبول ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ سمجھتے ہیں کہ اب مجھے شیخ کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ وہ بے نیاز بن جاتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ اصل میں شیطان داؤ لگاتا ہے کہ اب تو تیری اپنی کیفیت ایسی ہوگئی ہے کہ تیری دعائیں قبول ہوتی ہیں، تیرا کشف اب بالکل ٹھیک ہونے لگ گیا ہے، لوگ تیری طرف متوجہ ہونے لگ گئے ہیں، اس لیے اب تجھے شیخ کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے موقع پر کتنے اچھے اچھے لوگ دھوکہ کھا کر لڑھک جاتے ہیں اور راستے سے ہٹ جاتے ہیں۔

احساسِ محرومی بھی ایک نعمت ہے:

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کو پہلے بڑے ہی اچھے حالات میں کھینچا جا رہا ہوتا ہے، مگر راستے میں اللہ تعالیٰ ان پر تھوڑی سی آزمائش بھی ڈال دیتے ہیں۔

......گھر کی طرف سے آزمائش

......اولاد کی طرف سے آزمائش

......صحت کی طرف سے آزمائش

......کیفیات رُکی نظر آتی ہیں

اس موقع پر شیطان ان کے دل میں مایوسی ڈال دیتا ہے اور یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ او جی! ہم نے بیس سال لگائے مگر ہمیں کیا ملا۔ بھئی! آپ کو جو یہ احساس حاصل ہے کہ آپ کو کچھ نہیں ملا، یہ احساس بھی آپ کو ملا ہے کہ نہیں ملا۔ یہ احساس مل جانا کہ مجھے کچھ نہیں ملا، یہ بھی بڑی نعمت ہے۔

هَلْ مِنْ مَّزِيْد کا معاملہ:

ایک بات ذہن میں رکھ لیجیے۔ پوری زندگی میں کبھی بھی ایسا وقت نہیں آسکتا کہ بندہ یہ کہہ سکے کہ مجھے سب کچھ مل چکا ہے۔ جس نے کہا کہ مجھے سب کچھ مل چکا ہے اس نے اپنے اوپر ترقی کے دروازے بند کر دیے۔ یہ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ هَلْ مِنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

مَّـزِیـد ہی معاملہ رہے گا۔ انسان جتنی بھی ترقی کرتا چلا جائے، اس کی زندگی میں ھَـل مِن مَّـزِیـد ھل من مزید کا معاملہ رہے گا۔ اور دل چاہتا ہے کہ قریب ہو جائیں، اور قریب ہو جائیں، محبوب کے ساتھ اور زیادہ قرب کی کیفیت حاصل ہو جائے۔

جذب اور سلوک کی پہچان کیسے؟

جذب اور سلوک میں سے کون سی کیفیت بندے کے اوپر ہوتی ہے؟ اس کو شیخ پہچانتا ہے۔ تو نسبت سے اس کو پہچان ہوتی ہے۔ اسی لیے اگر ایسے معاملے میں ہمیشہ شیخ کو اپنے حالات بتائے جائیں تو وہ بندے کو گائیڈ کر دیتے ہیں اور بندے کی بڑی بڑی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔

اس ذکر وسلوک کے راستے میں جذب اور سلوک کی کیفیات کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ اس سے بندے کو پتہ چلتا ہے کہ میں زندگی کے کس فیز میں سے گزر رہا ہوں۔ جس نے اس کو سمجھ لیا بس وہ اپنے کام میں لگا رہنا۔ قبض میں بھی اللہ کی رضا پر چل رہا ہوتا ہے اور بسط کی کیفیت میں بھی اللہ کی رضا پر چل رہا ہوتا ہے۔ پھر اس کے راستے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، بلکہ اس کی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔

قبولیتِ دعا کا وقت:

البتہ! یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اگر کسی کے اپنے اوپر قبض کی کیفیت ہے تو اس وقت اس کی اپنی دعا قبول ہوتی ہے۔ ...... یہ نکتے کی بات ذرا سمجھ لینا...... اگر کسی کے اوپر قبض کی کیفیت ہے تو اس کیفیت میں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف اور زیادہ رجوع کرے تو اس کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ صبر کا وقت ہوتا ہے اور دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ یہ انسان ہی ہے کہ بچے کو جھڑکی پڑی اور بچہ پھر ماں کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوتا ہے...... مجھے اٹھا لو، اٹھا لو، اٹھا لو۔ اب ماں دیکھتی ہے کہ جھڑکی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی دی اور پھر بھی پیچھے آ رہا ہے، تو پھر ماں اس کو اٹھا لیتی ہے اور اسے سینے سے لگا لیتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی دیکھتے ہیں کہ میں نے اس کو قبض کی کیفیت میں رکھا اور یہ بندہ پھر بھی میرے ہی راستے پر چلتا رہا، پتہ چل گیا کہ یہ کیفیات کا طالب نہیں، یہ طالب مولیٰ ہے۔ ایسے وقت میں جب وہ بندہ دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کر لیتے ہیں۔ مگر کئی مرتبہ یہ معاملہ کٹھن ہوتا ہے۔

حالتِ قبض میں عطائے خداوندی:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان پر قبض کی کیفیت اتنی زیادہ آئی کہ کچھ حال احوال محسوس بھی نہیں ہوتے تھے۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے سب کچھ ہی چلا گیا۔ چنانچہ وہ بڑا عرصہ استغفار بھی کرتے رہے، اللہ سے توبہ بھی کرتے رہے، آگے بڑھنے کی کوشش بھی کرتے رہے، مگر کچھ نہ محسوس ہوا۔ حتی کہ ایک دن خیال آیا کہ جب کچھ بھی کیفیت نہیں ہے تو پھر چلیں جا کر کوئی رزقِ حلال والا کام کریں۔ بچوں کو بھی تنگی ہے۔ چلو ایک طرف سے تو سہولت ہو جائے گی۔ یہ سوچ کر وہ اپنے گھر سے چل پڑے کہ میں جا کر دکان پر کام کرتا ہوں۔ راستے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ ایک مسجد میں داخل ہوئے۔ مسجد میں سامنے جو نظر پڑی تو ایک دو شعر لکھے ہوئے تھے۔ ان کا پڑھنا تھا کہ ان کی زندگی ہی بدل گئی۔ چنانچہ پھر دوبارہ ذوق شوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ وہ وقت تھا کہ جس قبض کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو نسبتِ نقشبندیہ سے سرفراز فرما دیا۔ اتنی بڑی نعمت مل گئی۔ وہ شعر کیا تھا؟ وہ شعر یہ تھے:

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمالِ روئے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے اللہ! میں تیری گلی میں مفلس بن کر حاضر ہوا ہوں۔ تو اپنے چہرے کے حسن کے صدقے کچھ مجھے بھی عطا کر دے۔''

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما
آفریں بر دست و بر بازوئے تو

''وہ پیالہ جو میں نے لینے کے لیے پکڑا ہوا ہے، ذرا اپنا ہاتھ اسے دینے کے لیے میری طرف بڑھا دیجیے۔''

یہ اشعار ان کو اتنے اچھے لگے کہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ جب میں مروں اور میرا جنازہ دنیا سے اٹھے تو کوئی ایک بندہ میرے جنازے کے آگے یہ اشعار پڑھتا ہوا جائے۔

ان اشعار نے اس عاجز کو بھی بڑا فائدہ دیا۔ جب کبھی حرم شریف میں جانے کا اتفاق ہوا تو رات کی تنہائی میں بیت اللہ شریف کے پاس جا کر تصور کرتا ہے کہ میں اس وقت شہنشاہ کے دربار میں کھڑا ہوں۔ پھر وہاں انسان اللہ کا دھیان کر کے انسان اپنے رب سے باتیں کریں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ان اشعار کو بیت اللہ شریف کے سامنے پڑھنے سے بندے کی ایسی کیفیت بنتی ہے جس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔

طلبِ مولیٰ کی قدردانی:

ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ جو بندہ دنیا میں اللہ تعالیٰ سے دوستی کے لیے کوشش کرتا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے دشمنوں کی قطار میں کبھی بھی کھڑا نہیں فرمائیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بندہ دنیا میں اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے تڑپتا رہا، مانگتا رہا، کبھی ادھر کی ٹھوکریں کبھی ادھر کی ٹھوکریں۔ سارا سارا دن

چٹائیوں کے اوپر بیٹھ کر اپنے جسم کے حصوں کو گھساتا رہا اور اس کے لیے بیٹھنا مشکل تھا، اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے اس طلب گار بندے کو دشمنوں کی قطار میں شامل کر دیں!؟ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ اے اللہ! ہم بھی تجھے چاہتے ہیں اور تیرے چاہنے ہی کی نیت لے کر اپنے گھروں سے چل کر تیرے گھر میں آئے بیٹھے ہیں، یا اللہ: ہمیں بھی آخرت میں رسوانہ کرنا۔

نیک بننے کی تمنا اور اس کی قدر دانی:

حضرت اقدس تھانوی ؒ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے: فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک بندے کو کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: او میرے بندے! تو نیک کیوں نہیں بنا؟ وہ بندہ آگے سے جواب دے گا: اللہ! میں دنیا میں دعائیں تو مانگتا تھا، اللہ! تو مجھے نیک بنا دے۔ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہونے کے باوجود فرشتوں سے فرمائیں گے: او فرشتو! ذرا اس کے نامہ اعمال میں تو دیکھو، کیا یہ دعائیں مانگتا تھا؟ فرشتے نامہ اعمال کو دیکھیں گے اور کہیں گے: اے اللہ! اس کے نامہ اعمال میں لکھا ہے، یہ کہتا تھا: اللہ! تو مجھے نیک بنا دے، اللہ! تو مجھے اپنا بنا لے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: فرشتو گواہ رہنا، یہ دنیا میں میری دوستی کا سوال کرتا تھا، میں نے اسے اپنے دوستوں میں شامل فرما دیا۔...... اللہ اکبر!!!

ان مجالس میں آنا اور بیٹھنا بہت ہی مبارک عمل ہے۔ ہمیں اس کے اجر و ثواب کا پتہ انشاء اللہ قیامت کے دن چلے گا۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنی زندگی میں ان مجالس کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ ہمیں امتحانوں سے محفوظ فرمادے، ہمیں بھٹکنے سے محفوظ فرمادے، الجھنے سے محفوظ فرمادے، پھسلنے سے محفوظ فرمادے۔ اپنی رحمت کے سہارے ہمیں خود ہی اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

منزل تک پہنچا دے۔ (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ﴾

دعا مانگنے کا ادب

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہی اور ہے۔ بندہ ایک دفعہ مانگے دیتے ہیں، دوسری دفعہ مانگے دیتے ہیں تیسری دفعہ مانگے دیتے ہیں، جتنی بار مانگے اتنی بار دیتے ہیں، بار بار مانگیں بار بار دیتے ہیں۔ بلکہ جو شخص ہر چیز، ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنا ولی، اپنا دوست بنا لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ میرے غیر سے مانگتا ہی نہیں، صرف مجھ سے مانگتا ہے۔ یہ میرا دوست ہے۔ کتنا فرق ہے!!

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا مانگنے کا ادب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط﴾
و قال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر
اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ ط
وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی مَقَامٍ اٰخر
یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ وَ مَاذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ کی بے شمار نعمتیں:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بے انتہا نعمتوں سے نوازا ہے۔ ہم ان نعمتوں کو گننا بھی چاہیں تو گن نہیں سکتے۔ اگر کوئی بندہ کہے کہ میں آسمان کے تاروں کو گن سکتا ہوں تو مان لیں گے، ساری دنیاں کے درختوں کے پتوں کو گن سکتا ہوں تو مان لیں گے، ساری دنیا کے ریت کے ذرات کو گن سکتا ہوں تو مان لیں گے، لیکن اگر کوئی بندہ کہے میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو گن سکتا ہوں تو ہم کبھی اس بات کو نہیں مانیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے اس لیے کہ کائنات کو پیدا کرنے پر پروردگار نے فرمایا:

اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا بھی چاہو تو تم گن نہیں سکتے۔''

احساناتِ خداوندی اور ہم:

غور تو کریں اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بینائی نہ دیتے تو ہم اندھے ہوتے، اگر اللہ تعالیٰ ہمیں سماعت نہ دیتے تو ہم بہرے ہوتے، اللہ تعالیٰ ہمیں بولنے کی طاقت نہ دیتے تو ہم گونگے ہوتے، ہاتھ اور پاؤں نہ دیتے تو لنگڑے ہوتے، اگر اللہ تعالیٰ صحت نہ دیتے تو ہم بیمار ہوتے، کھانے کو نہ دیتے تو ہم بھوکے ہوتے، پانی نہ دیتے تو ہم پیاسے ہوتے، گھر نہ دیتے تو ہم بے گھر ہوتے، اولاد نہ دیتے تو لاولد ہوتے، اگر اللہ تعالیٰ ہمیں مال نہ دیتے تو ہم فقیر ہوتے، اگر اللہ تعالیٰ ہمیں دماغ نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے، علم نہ دیتے تو جاہل ہوتے، عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے۔

یہ جو عزتوں بھری زندگی ہم گزارتے پھر رہے ہیں یہ سب اس مولا کا کرم اور احسان ہے۔...... اللہ اکبر کبیرا!

ایک پیالہ پانی کی قیمت:

اب ذرا غور کیجیے۔ ہارون الرشید نے ایک دفعہ پینے کے لیے پانی مانگا۔ ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا۔ ایک عالم باللہ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا: بادشاہ سلامت! پینے سے پہلے میری ایک بات سن لینا: اگر آپ کو پیاس لگے اور پوری دنیا میں اس پانی کے پیالے کے سوا پانی نہ ہو اور دینے والا کہے کہ مجھے اس کی قیمت چاہیے تو کتنی قیمت دے کر یہ پانی خریدیں گے۔ اس نے کہا: آدھی حکومت دے کر میں پانی لے کر پیوں گا، اس لیے کہ جان نکل رہی ہوگی۔ اس نے کہا: اچھا! پانی آپ کے پیٹ میں چلا

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے اور پیشاب بن کر جسم میں رک جائے اور خارج نہ ہو تو یہ بھی ایک بیماری ہے..... جن بندوں کو یہ بیماری ہوتی ہے وہ مرغے کی طرح تڑپ رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ بے چاروں کی جان نکل رہی ہے۔ ہم نے پہلوانوں کو آنسوؤں سے روتے دیکھا یہ اتنی تکلیف دہ بیماری ہوتی ہے..... اگر یہی پیشاب رک جائے اور ایک طبیب کے پاس اس کی دوا ہو اور وہ کہے کہ مجھے اس کی قیمت دو پھر دوائی دوں گا تو کتنی قیمت دے کر خریدیں گے؟ اس نے کہا: آدھی حکومت دے کر۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت! معلوم یہ ہوا کہ آپ کی پوری سلطنت اور حکومت پانی کا ایک پیالہ پینے اور پیشاب کی شکل میں جسم سے گزار دینے کے برابر ہے۔ پھر آپ نے تو ہزاروں پیالے پانی پیے، کیا کیا مشروب پیے، آپ بتائیں آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کیسے ادا کر سکتے ہیں۔

قدم قدم پر ہم اللہ رب العزت کے احسان مندی میں ڈوبے ہوئے ہیں، اللہ رب العزت کے احسانات میں غرق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا شکر گزار بندہ بنائے۔

فالج سے بچنے کا قدرتی انتظام:

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہر بندے کے بلڈ کے اندر کئی دفعہ کلوٹ بن جاتا ہے۔ اگر وہ بلڈ کلوٹ انسان کے دماغ کے اندر پہنچ جائے تو جس حصہ کو بلاک (Block) کر دے، وہ حصہ فالج زدہ ہو جاتا ہے۔ وہ کلوٹ بھی پھرتا رہتا ہے اور اللہ رب العزت اسے اس جگہ پہنچنے نہیں دیتے۔ ہمیں پتا بھی نہیں ہوتا اللہ رب العزت کی ہم پر کتنی بڑی مہربانی ہوتی ہے کہ اللہ نے ہمیں اتنے مہلک مرض سے بچایا ہوا ہوتا ہے۔ کتنا امیر انسان کیوں نہ ہو اگر اس کو کبھی نیند نہ آئے، تو دوسرے چوتھے دن اس کا کیا حال ہو گا۔ کتنی پر سکون نیند ہم روزانہ سوتے ہیں۔ میرے مولا کا کتنا بڑا کرم ہے ہم پر، ہم ان نعمتوں کو گن بھی نہیں سکتے۔ بس اتنی بات ہے کہ ہمیں ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہیے۔ انسان کمزور ہے۔ نعمتیں لیتا بھی ہے اور پھر بھول بھی جاتا ہے۔

کسی نے کہا ہے کہ:

Allah gives and forgives.

Man gets and forgets.

اللہ دیتا بھی ہے اور معاف بھی کر دیتا ہے۔

بندہ لیتا بھی ہے اور بھول بھی جاتا ہے۔ ...اللہ اکبر کبیرا!

پرودگار عالم کی پسند:

بہر حال اللہ رب العزت اس چیز کو پسند کرتے ہیں کہ میرے بندے مجھ سے مانگیں اور میں ان کو عطا کروں۔ میرے بندے مجھ سے محبت کا تعلق جوڑ لیں۔ اب اس کی ایک دلیل سن لیجیے۔

قرآن مجید میں لوگوں نے جو سوالات پوچھے ان کو بھی مینشن (Mention) کروایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس کا جواب بھی دیا۔ اس کی ایک ترتیب بنادی ''یَسْـئَـلُـوْنَـکَ'' کے لفظ کے ساتھ Question کروایا گیا اور ''قُـلْ'' کے لفظ کے ساتھ اس کا جواب دلوایا۔ مثال کے طور پر:

- ...یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ...... یہ سوال ہے
قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَج ......اللہ نے جواب اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دلوایا۔
- ...یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰی ... یہ سوال ہے
قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْر ...جواب ہے
- یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ ... یہ سوال ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ﴾...... جواب ہے
یَسْئَلُوْنَكَ کے ذریعے سوال اور قُلْ کے ذریعے اس کا جواب پورے قرآن میں یہی ترتیب رکھی۔

ایک سوال ایسا تھا کہ پوچھنے والوں نے پوچھا تو پروردگار کو اتنا اچھا لگا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ذریعے سے جواب دینے کی بجائے براہ راست خود جواب دیا۔ وہ سوال اتنا اچھا لگا کہ ترتیب ہی بدل دی۔ فرمایا اے میرے محبوب:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾

''اور جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو پس میں قریب ہوں''

یہاں اللہ تعالیٰ نے سوال بیان کر کے خود ہی جواب عطا فرما دیا۔

تو اللہ اور بندے کا یہ تعلق ایسا ہے کہ اس میں اللہ نے درمیان میں واسطے کو بھی ایک طرف رکھ کر جواب دیا...... وہ کتنا چاہتے ہیں کہ بندہ میرے ساتھ تعلق جوڑے۔

خالق اور مخلوق سے مانگنے میں فرق:

مخلوق سے بھی مانگتے دیکھا، مالک سے بھی مانگتے دیکھا، مگر دونوں میں بڑا فرق ہے۔ بندوں سے کوئی چیز اگر آپ بار بار مانگیں گے تو وہ ناراض ہو جائیں گے ایک دفعہ مانگیں گے تو دیں گے، دوسری دفعہ مانگیں گے تو دیں گے، تیسری دفعہ مانگیں گے تو کنی کترائیں گے۔ چوتھی دفعہ مانگیں گے تو پھرتی دکھائیں گے۔ کہیں گے: کیا ہے اس کو ہر وقت مانگتا ہی رہتا ہے؟ تعلق توڑ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہی اور ہے۔ بندہ ایک دفعہ مانگے دیتے ہیں، دوسری دفعہ مانگے دیتے ہیں تیسری دفعہ مانگے دیتے ہیں، جتنی بار مانگے اتنی بار دیتے ہیں، بار بار مانگیں بار بار دیتے ہیں۔ بلکہ جو شخص ہر چیز ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنا ولی، اپنا دوست بنا لیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ میرے غیر سے مانگتا ہی نہیں، صرف مجھ سے مانگتا ہے۔ یہ میرا دوست ہے۔ کتنا فرق ہے!!

کسی امیر آدمی سے تھوڑا مانگو تو وہ ناراض ہو جائے گا۔ کسی منسٹر (وزیر) کے پاس مجمع میں چلے جائیں کہ ایک روپیہ دے دو! وہ کہے گا تم نے مجھے سمجھا کیا ہے؟ اسی طرح غریب کے پاس چلے جائیں کہ بلین ڈالر دے دیجیے، وہ کہے گا: بد بخت۔ غریب سے زیادہ مانگو تو وہ ناراض، امیر سے کم مانگو تو وہ ناراض۔ ''سبحان اللہ'' اللہ رب العزت وہ ذات ہے کہ بندہ اس سے جتنا مانگے اللہ اتنا ہی دیتے ہیں۔

خالق اور مخلوق کے دینے میں فرق:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی بندہ اپنے جوتے کا ٹوٹا ہوا تسمہ بھی اللہ سے مانگے تو اللہ وہ بھی خوش ہو کر عطا فرماتے ہیں۔ کئی دفعہ مخلوق دیتی ہے مگر ناراض ہو کر۔ جیسے آپ ڈرائیونگ کر رہے ہیں، والدہ قریب بیٹھی ہیں، کہیں کھڑے ہوئے تو ایک مانگنے والا پہنچ گیا۔ اب اس نے شیشہ کھٹکھٹایا۔ آپ اشارہ بھی کرتے ہیں کہ معاف کر دو۔ وہ بھی بڑے صاحب استقامت ہیں، آپ کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ نہیں ہٹتے تو آپ کو غصہ آتا ہے کہ منع کرنے کے باوجود نہیں جاتا۔ اتنے میں آپ کی امی کہہ دیتی ہیں کہ بیٹا کچھ دے دو۔ اب اماں نے کہہ دیا، بات تو ماننی ہے۔ آپ جیب سے روپیہ نکالتے ہیں لیکن جب اس کو دے رہے ہوتے ہیں تو اس کو غصے کی نگاہوں سے دیکھ بھی رہے ہوتے ہیں۔ تو مخلوق دیتی بھی ہے تو ناراض ہو کر۔ قربان جائیں اس پروردگار پر کہ جب بھی بندوں کو دیتا ہے کبھی ناراض ہو کر نہیں دیتا۔ وہ ہمیشہ خوش ہو کر عطا کرتا ہے۔ جب بھی بندوں کو دیتا ہے خوش ہو کر دیتا ہے۔

پھر یہ بھی دیکھا کہ مخلوق کبھی دے دیتی ہے کبھی معذرت بھی کر لیتی ہے کہ

کاروباری حالات اچھے نہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

.... آج کل حالات ٹھیک نہیں ہیں،

.... ابھی تو میں نہیں کر سکتا۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت وہ ذات ہیں کہ جب بھی مانگا، جس نے مانگا اور جتنا مانگا، اللہ کے خزانوں میں کمی کا تصور ہو ہی نہیں سکتا۔

مخلوق اگر دن میں دیتی ہے تو رات کو دروازے بند۔ اگر چھٹی کا دن ہے تو بنکوں کے دروازے بھی بند۔ اللہ کا وہ ایسا در ہے کہ نہ دن میں بند ہوتا ہے نہ رات میں بند ہوتا ہے، نہ چھٹی ہے، جو بندہ جب مانگے اسے ملتا ہے، وہ ایسا پروردگار ہے۔

﴿لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾

''نہ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے۔''

کیوں؟ اس لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مانگنے والے بندے مانگیں اور دینے والے کو اونگھ آ رہی ہو۔ اگر دینے والا ہی سو رہا ہو تو یہ دینے والے کی عظمت کے خلاف ہے۔ لہٰذا اللہ وہ ذات ہے جو نیند اور اونگھ سے مبرہ اور منزا ہے۔ تم جس وقت بھی مانگو گے اپنے مولا کو دینے والا پاؤ گے۔

مخلوق پہلے اپنوں کو دیتی ہے۔ اگر کسی کو اقتدار مل گیا تو جنہوں نے ووٹ دیے ہوں گے اور جنہوں نے مدد کی ہوگی پہلے ان کو دیں گے۔ تو نوازتے بھی ہیں تو پہلے اپنوں کو۔ اللہ کا معاملہ الگ ہے وہ دیتا ہے، اپنوں کو بھی دیتا ہے اور غیروں کو بھی دیتا ہے۔ ایمان والوں کو بھی دیتا ہے اور بے ایمانوں کو بھی دیتا ہے، وہ وفاداروں کو بھی دیتا ہے تو ساتھ غداروں کو بھی دیتا ہے۔ مخلوق اگر کسی کو کچھ دے تو پھر کئی دفعہ لوگوں کو گفٹ لے کر جاتے ہوئے دیکھا ہے، آنے پر پوچھتے ہیں، کیا لائے ہو۔

سبحان اللہ......! اللہ وہ ذات ہے جو آنے والے سے نہیں پوچھتے کیا لائے ہو؟ بلکہ آنے والے سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندے کیا لینے آئے ہو؟ کریم ہے نا!......

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ اکبر کبیرا......!!!

بادشاہ اگر کسی کی دعوت کرے اور وہ کھانا اپنے گھر سے لے کر جائے تو کیا بادشاہ خوش ہوگا؟ بلکہ وہ کہے گا کہ میرے دستر خوان پر لانے کی کیا ضرورت تھی؟ کسی عارف نے کہا:

بَلَغْتُ عَلَى الْكَرِيْمِ بِغَيْرِ زَادٍ
مِنَ الْاَحْوَالِ وَالْكَرْبِ السَّرِيْرِ
كَرِيْماً ذَاتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
اِذَا كَانَ الْغَفُوْرُ عَلَى الْكَرِيْمِ

''میں کریم کے دروازے پر آ پہنچا اور میرے پاس کوئی سامانِ سفر بھی نہیں تھا۔ کریم کے پاس جانا ہو تو لے کر جانا اچھا نہیں لگتا۔ وہ کریم آقا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میرے بندے مجھ سے لینے کے لیے میرے در پر آ گئے، میرے لیے یہی کافی ہے۔

پروردگارِ عالم سے مانگنے کے آداب:

اللہ سے دعا کرنا ایک عبادت ہے، بلکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ

''دعا عبادت کا مغز ہے''

دعا کے بھی کچھ آداب ہیں:۔

دل کھول کر مانگیں:

دعا کی محفل میں مل کر بیٹھیں تو اللہ سے جو چاہیں خوب مانگیں۔ ہر بندے کی اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی پہنچ ہوتی ہے کہ کوئی انسان کتنا مانگ سکتا ہے۔مگر جب اللہ سے مانگنا ہے تو دل کھول کر مانگیں۔ہم بندے ہیں، ہمیں کئی دفعہ اللہ سے مانگنا بھی نہیں آتا۔

ایک صاحب مجھے ملے۔کہنے لگے:او جی! اللہ تعالیٰ میری عمر بھی آپ کو لگا دے۔میں نے کہا: واہ بھئی واہ! اس کے ہاں کس کی کمی ہے کہ وہ پہلے لے گا اور پھر دے گا۔اللہ کے بندے دعا دینی ہے تو یوں دو کہ اللہ عمر میں برکت دے۔رزق میں برکت دے۔قبولیت عطا فرمائے۔یہ کیا بات ہوئی کہ میری عمر بھی آپ کو لگا دے؟ یعنی ادھر قرض کم ہو گیا تو ادھر سے نکال کر پورا کر دو یہ تو دنیا کے مسئلے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔تو واقعی ہمیں اللہ سے مانگنا نہیں آتا۔

ایک مرتبہ ایک خاتون آئی، اس کی اولاد نہیں تھی۔اب وہ پردے کے پیچھے بیٹھی اپنی بات کر رہی ہے، بس میں اللہ سے اولاد مانگتی ہوں، مجھے اللہ صرف بیٹا دے دے، میں اور کچھ نہیں مانگتی۔میں نے تو پھر اس کو اچھی طرح سمجھایا۔میں نے کہا پتہ ہے کس سے مانگ رہی ہو؟ سمجھ نہیں ہے کہ اللہ سے کیسے مانگنا ہے؟ یہ کوئی مانگنے کا طریقہ ہے کہ میں صرف ایک بیٹا مانگتی ہوں۔میں نے کہا کہ اگر اللہ تمہیں خاوند کی محبت سے محروم کر دے تو کیا حال ہوگا؟ بینائی سے محروم کر دے، اللہ تعالیٰ تمہیں عزت سے محروم کر دے کیا بنے گا؟ یہ کیا بات ہوئی کہ یہی مانگتی ہوں اور کچھ نہیں مانگتی۔اللہ سے مانگنا ہی نہیں آتا۔میں نے کہا اللہ کی بندی! آپ کو کہنا چاہیے کہ میں اللہ سے سب کچھ مانگتی ہوں اور میں اللہ سے بیٹا بھی مانگتی ہوں۔فقیر جو ٹھہرے تو فقیر کو مانگنے میں کوئی شرم ہوتی ہے؟ کبھی کسی فقیر کو شرماتے ہوئے دیکھا ہے؟ اسے تو مانگنے میں کوئی شرم نہیں ہوتی ہر ایک کے سامنے ہاتھ پھیلا دیتا ہے۔تو تمہیں مانگتے ہوئے کیوں شرم آتی ہے؟...... میں صرف یہ مانگتا ہوں۔مشروط دعائیں نہیں مانگنی چاہیے۔اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہیں، انکی ایک رحمت کی نظر سے ہماری زندگی کی تمام نعمتیں ہمیں ایک پل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں مل سکتی ہیں۔ایسی ذات سے یہ کہنا کہ اور کچھ نہیں مانگتی، یہ دعا مانگتی ہوں، سخت بے ادبی ہے۔تو اللہ تعالیٰ سے مانگیں تو اس کا در دیکھ کر مانگیں۔

یقین کے ساتھ مانگیں:

ہم نے دیکھا ہے کہ فقیر جب کسی بڑے کے دروازے پر آجاتے ہیں تو اونچی صدا لگاتے ہیں۔اسے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ بڑا دروازہ ہے خالی نہیں جاؤں گا۔تو فقیر کو اگر دنیا کے کسی بڑے کے دروازے سے اتنی توقع ہے تو ہم اللہ کے در پر بیٹھے ہیں، پکا یقین ہونا چاہیے کہ جو دعائیں مانگیں گے یقیناً قبول ہوں گی۔فرق صرف اتنا ہے کہ اگر دنیا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ مصلحت کو دیکھیں گے کہ یہ چیز بہتر ہے یا نہیں، اور اگر مصلحت کو دیکھیں تو ہمارا ہی فائدہ ہے۔

عافیت والا رزق مانگیں:

ہم کئی دفعہ ایسی باتیں مانگ لیتے ہیں جو ہمارے لیے مصیبت ہوتی ہیں۔ایک بندہ مال پیسہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ نہیں دیتے۔اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس بندے کو دولت ملے گی تو اس کی اولاد نافرمان بن جائے گی۔اب وہ دولت کیا مانگی کہ جو گھر میں آئے تو اولاد ماں باپ کی نافرمان بن جائے، ایسی دولت پر اللہ کی لعنت ہو۔مانگیے تو عافیت والا پیسہ مانگیے۔حلال، طیب، پاکیزہ، جو آئے تو دین لے کر آئے۔جو دولت وبال لے کر، مصیبت لے کر آئے اللہ تعالیٰ اس سے ہماری حفاظت فرمائے۔مال و دولت کا ہمیشہ آنا کوئی اچھا نہیں ہوتا۔یہ آتا ہے، بیسیوں وبال ساتھ لے کر آتا ہے۔تو اس لیے اللہ سے مانگیے تو عافیت والا، پاکیزہ مال مانگیں، طیب مال مانگیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ مصلحت کو دیکھتے ہیں:

اب دیکھیے، توجہ فرمائیں! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کیساتھ سفر کیا تو انہوں نے ایک بچے کو قتل کر دیا۔ اب ظاہرا تو کتنا عجیب معاملہ تھا۔ دیکھنے والے کو بھی پتہ چلتا ہے۔ ماں باپ بھی بیٹے سے محروم ہو گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ مصلحت کو دیکھتے ہیں۔ بعد میں پوچھنے پر بتایا کہ یہ بیٹا ان کا نافرمان بنتا، ان کی ناک میں دم کر دیتا، ان کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس بیٹے کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ان ماں باپ کو ایک بیٹی دی اور بیٹی کی نسل سے اللہ تعالیٰ نے انبیا کو پیدا فرمایا، ایسی بیٹی اللہ نے انکو عطا کی جس کی نسل سے اللہ نے اولیا پیدا فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ مصلحت کو دیکھتے ہیں۔

یا تو اس کی دعا کے بدلے کوئی مصیبت ٹال دیتے ہیں ورنہ تو اسکو ذخیرہ بنا دیتے ہیں۔ قیامت کے دن اس بندے کو دیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب بندہ دیکھے گا کہ مانگی جانے والی دعاؤں کے بدلے اتنا اجر ملا، کہے گا: کاش! دنیا میں میری کوئی دعا پوری نہ ہوتی، سب دعائیں ذخیرہ بنتی۔ آج اللہ آپ مجھے اپنی شان کے مطابق عطا فرماتے۔ تو مومن کے تو مزے ہی مزے۔ تینوں صورتوں میں سے جو بھی ہو جائے ہمارے لیے فائدہ ہے۔ لہٰذا مانگنے میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔ ہر چیز مانگو، ہر وقت مانگو، ٹکا کے مانگو، مانگنا سیکھنا پڑتا ہے۔

کچھ دوست مل جل کر کہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے کہا کہ یا اللہ! مجھے پچاس کروڑ ڈالر دیں۔ تو دوسرے نے کہا: ''اتنے''!؟۔ اس نے کہا: تجھ سے نہیں مانگے تو کیوں پریشان ہوتا ہے؟ اللہ سے مانگے ہیں۔ جب اللہ سے مانگنے ہیں تو پھر اس میں کمی کیوں کی جائے۔ بس ہمیں مانگنا ہی نہیں آتا جس کی وجہ سے کوتاہی ہو جاتی ہے۔ ورنہ دینے میں دیر نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیں احوال
کہ آگ لینے جائے اور پیغمبری مل جائے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں......

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک فرشتہ رات کے آخری پہر میں اعلان کرتا ہے:

''ہے کوئی سوال کرنے والا جس کو عطا کیا جائے۔''

ہم کو شکوہ ہے ہمارا مدعا ملتا نہیں
دینے والے کو گلا ہے کہ گدا ملتا نہیں
ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہرو منزل ہی نہیں
طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں
لفظ و شاعری دیکھ کر بندے کو کہتا ہے کریم
دینے والا دے بھی کسے لفظِ دعا ملتا ہی نہیں

اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میں کس کو دوں؟ کوئی ہاتھ بھی آگے بڑھائے نا۔ تہجد کے وقت سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت تو دے کر خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے جو بندہ اللہ رب العزت سے جتنا زیادہ اضطراب کے ساتھ مانگے گا اتنی جلدی قبولیت ہوگی۔

سراپا سوال بن کر دعا مانگیں:

یہ عاجز پہلے بھی عرض کرتا ہے کہ دعائیں مانگنے سے قبول ہوتی ہیں، دعائیں پڑھنے سے قبول نہیں ہوتیں۔ جیسے آج کل ہمیں دعائیں پڑھنے کی عادت ہے۔

رَبَّنَـا اٰتِنَـا...... رَبَّنَـا لَاتُـزِغْ قُلُوْبَنَـا...... پھر کہتے ہیں دعائیں قبول نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتیں۔ مانگنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک انسان کا رواں رواں اللہ کے سامنے فریاد کر رہا ہوتا ہے، ایسے مانگیں تو پھر دیکھو

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ

اب کئی ایمان والوں کو دیکھا ہے کہ جب وہ دعا مانگتے ہیں تو ایسے جیسے اللہ کے ذمے کام لگا رہے ہیں۔ جیسے بہت سے بزنس مینوں کو دیکھا، آتے ہیں اپنے کام سے اور کہتے ہیں کہ تم فلاں کام کر لینا۔ تم یہ کام دیکھ آنا۔ تم یہ کام کر لینا۔ یہ بھی دعا ایسے کرتے ہیں جیسے، معاذ اللہ، اللہ کے ذمے کوئی کام لگا رہے ہیں۔ اللہ میرے بیٹے کو اچھی بیوی مل جائے، میری بیٹی کو اچھا رشتہ مل جائے، خاوند کا بزنس اچھا ہو جائے جیسے؟ ایسے دعا کرتے ہیں۔ اس کو دعا تو نہیں کہتے۔ دعا میں تو انسان کے اندر عاجزی ہوتی ہے۔ ذرا فقیر کو دیکھیں! ایک روپیہ مانگنا ہوتا ہے تو کپڑے بھی پھٹے پرانے پہن کر آتا ہے، ہاتھ میں کشکول پکڑتا ہے، سامنے آتا ہے تو یوں نہیں کھڑا ہوتا جھپ کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہاتھ بھی کپکپا رہا ہوتا ہے اور آواز بھی کپکپا رہی ہوتی ہے۔ چن چن کے الفاظ لا رہا ہوتا ہے جو بندے کے دل کو گرما دیتے ہیں اور ایک روپیہ مانگتا ہے۔ جس نے ایک روپیہ مانگنا ہوتا ہے وہ اتنی عاجزی سے مانگتا ہے تو جس نے اللہ سے اللہ کو مانگنا ہو تو اس کو کتنی عاجزی کرنی چاہیے!! تو دعا ایسے مانگیں جیسے مانگنے کا طریقہ ہے، پھر دیکھیں اللہ کی کیسی رحمتیں آتی ہیں۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ ہمارے گناہوں کے باوجود، خطاؤں کے باوجود وہ مالک دروازے کو بند نہیں کرتا۔

آدابِ شاہانہ کا تقاضا:

آداب شاہانہ کا تقاضا یہ تھا کہ جو بندہ اللہ رب العزت ﷻ کے در سے پیٹھ پھیر کر جاتا تو اللہ تعالیٰ اس کی پیٹھ کے اندر لات لگاتے اور اس کے لیے دروازہ بند کر دیتے۔ اس طرف سے منہ پھیر کر جا رہا ہے اب تیرے لیے دروازے بند ہیں۔ مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

مالک ایسا نہیں کرتا۔غفلت میں پڑا پڑا بندہ بوڑھا ہو جائے ،اب بیوی نہ رہی ،اولاد نہ رہی ، بھائی بہن چلے گئے ،ماں باپ چلے گئے۔اب یہ خاندان کا اکیلا بندہ اور وہ بھی کسی کے گھر میں ٹکا ہوا ہے۔انہوں نے بھی کہا آپ ساری رات کھانستے ہیں ، ہمارے بچے تنگ ہوتے ہیں ،آپ یہاں سے چلے جائیں ،انہوں نے بھی دھکا دے دیا۔اب وہ بوڑھا جس نے کبھی مسجد کا دروازہ نہیں دیکھا تھا ، جمعہ نہیں پڑھتا تھا ،عید کی نماز نہیں پڑھتا تھا ، وہ باغی بوڑھا اب سوچتا ہے کہ میں کدھر جاؤں؟ تو اسے کوئی دروازہ نظر نہیں آتا۔اب رب یاد آتا ہے چلو اللہ کے دروازے پر جاتا ہوں۔ اب وہ لاٹھی ٹیکتے ہوئے ،ہانپتے ہوئے ،کانپتے ہوئے قدم بڑھاتا ہے پھر تھک کر بیٹھ جاتا ہے، پھر چلتا ہے اس حالت میں جا رہا ہوتا ہے، اللہ رب العزت اس باغی بوڑھے سے بھی سوال نہیں پوچھتے میرے بندے جوانی کہاں ضائع کی؟ جب حسن کا مال تھا ، جب مال ہی مال تھا ، جب فضل وکمال تھا ،اس وقت کو کہاں لگاتے رہے؟ یہ سب نعمتیں ضائع کر آئے ،اب تجھے میرا گھر یاد آیا؟ اللہ اس کو گلہ نہیں دیتے ،پوری زندگی کا طعنہ نہیں دیتے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے آخر سوچا کہ میرا کوئی پروردگار ہے،آیا تو میرے ہی دروازے پر ہے، مالک کو کتنی خوشی ہوتی ہے؟ مالک فرماتے ہیں: یہ باغی بوڑھا میرے گھر کی طرف آتا ہے، یہ ایک بالشت چلتا ہے میری رحمت دو بالشت چلتی ہے، یہ چل کر آتا ہے میری رحمت دوڑ کر آتی ہے۔ اتنے کریم ہیں وہ پروردگار...... اللہ اکبر!...... پھر کیوں نہ انسان ان سے مانگے۔

پروردگارِ عالم کا اندازِ محبت:

جب بچہ ماں سے روٹھ جائے تو ماں بچے کو مناتی ہے کہ بیٹے! ماں سے نہیں روٹھا کرتے۔ بیٹے! ماں سے بولو! بات کرو! کیوں اپنی ماں سے خفا ہو؟ جس طرح ماں

www.besturdubooks.wordpress.com

شفقت بھرے لہجے میں بچے کو سمجھاتی ہے اللہ تعالیٰ اسی شفقت بھرے لہجے میں بندوں کو سمجھا کر کہتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ

اے انسان تجھے تیرے کریم پروردگار کے دروازے سے کس چیز نے دھوکے میں رکھا کہ کریم آقا کو بھی چھوڑ کر کہیں اور جا رہا ہے، دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ روتا ہے۔ جوتیاں تیری گھس گئیں اور اعمال نہ سنورے، کیوں نہیں تو اپنے رب کے دروازے پر آجاتا جس کی ایک رحمت کی نظر تیرے سب مسئلوں کو حل کردے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ

اتنے پیار سے سمجھاتے ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ اللہ رب العزت کے سامنے عاجزی کے ساتھ جتنا مانگ سکتا ہے مانگے۔ ہمیشہ لینے والوں کو اپنے دامن کے چھوٹے ہونے کا شکوہ رہا، دینے والے کی دین ہمیشہ بڑی ہوتی ہے۔ اللہ کی دین تو بہت بڑی ہے۔......اللہ اکبر کبیرا!

محبت بھری دعا اور اس کی قدردانی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا مانگتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ قَبْرِيْ فِيْ بَلَدِ حَبِيْبِكَ

اے اللہ! اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور اپنے حبیب کے شہر میں دفن ہونا نصیب فرما۔

مانگنے والے نے تو اتنا مانگا، دینے والا کتنا قدردان ہے کہ وہ شہادت پہاڑ کی چوٹی پر مل سکتی تھی، گلی میں مل سکتی تھی، کسی چٹان پہ مل سکتی تھی، کسی صحرا میں مل سکتی تھی......نہیں...... پروردگار نے شہادت بھی دی تو کہاں دی؟......مسجد نبوی ہے، مصلاءِ نبوی ہے، وضو کی حالت میں، نماز کے اندر، اللہ کے قرآن کی تلاوت کر

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے ہیں، حملہ ہوتا ہے وہ ان کی شہادت کا سبب بنتا ہے۔ انہوں نے یہ تو نہیں مانگا تھا کہ مجھے مصلاءِ نبوی پر شہادت دینا بلکہ انہوں نے مانگا تھا کہ اللہ کے محبوب کے شہر میں دفن ہونے کی توفیق عطا فرمانا۔ میرے مالک نے دعا قبول کر لی۔ جنت البقیع میں دفن ہو جاتے تو دعا پوری ہو جاتی؟ مگر نہیں۔ دینے والے کی دین زیادہ...... امید سے بھی زیادہ دیتے ہیں۔ کہاں دفن ہونا نصیب فرمایا، اپنے محبوب کے قدموں میں روضۂ انور کے اندر دفن ہونے کی سعادت نصیب فرمائی۔ اس سے مانگ کر تو دیکھیں، پھر پتہ چلے گا کہ اس کی دین کیا ہے۔ وہ امیدوں سے ہمیشہ زیادہ دیتا ہے۔ بڑا قدردان ہے...... اللہ اکبر کبیرا!

بگڑے بندے کا انتظار:

آپ ذہن میں رکھیے کہ اگر کسی ماں کا بیٹا بچھڑ جائے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے، وہ بے چاری روتی ہے، نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے، پریشان رہتی ہے۔ اس کو راتوں کو نیند نہیں آتی اور ذرا اونگھ آ جائے اور دروازہ ہوا کی وجہ سے آواز دے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے کہ کہیں میرا بیٹا تو نہیں آ گیا۔ ماں کو بیٹے کا انتظار اتنا ہوتا ہے۔ مگر ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ بچھڑے بیٹے کا انتظار ماں اتنا نہیں کرتی جتنا کہ بگڑے بندے کا انتظار اس کا پروردگار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ انتظار کرتے ہیں کہ میرا یہ بگڑا ہوا بندہ کب میرے دروازے پر واپس آ جائے مانگنے کا وقت ہے۔

اللہ کے در کو تھامے رکھیے:

یہ بات ذہن میں رکھنا کہ ہمیں ملنا ہے تو اللہ کے در سے ملنا ہے اور کہیں سے کچھ نہیں ملنا۔ ہم نے دنیا میں دیکھا ہے کہ جس کتے کے گلے میں پٹے کا نشان ہوتا ہے وہ ہر طرف پھرتا رہتا ہے کوئی روٹی کا ٹکڑا نہیں ڈالتا، ہر بندہ کہتا ہے کہ اپنے مالک کے دروازے پر جا کر کھائے گا۔ جس کتے کے گلے میں پٹہ پڑ جائے اسے کوئی ٹکڑا نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈالتا۔ ہمارے گلے میں

تو کلمے کا پٹہ پڑا ہوا ہے، ہمیں دنیا سے کبھی کچھ نہیں ملے گا۔ صرف ایک ہی در سے ملنا ہے۔ پرائی کملی کو کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا۔ ہم نے بھی کلمہ پڑھا ہے۔ ساری دنیا کہتی ہے تیری دعا کو کیا ہوا؟

کفر آج باتیں کرتا ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہمیں اپنے رب سے مانگنا نہیں آتا۔ اپنے اللہ سے مانگیے! پھر دیکھیے اللہ کیسے رحمت کے دروازے کھولتے ہیں۔ ہماری ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی سعادتیں عطا کرتے ہیں۔ آپ اسی کیفیت کے ساتھ مانگیے اللہ تعالیٰ آپ کو عطا کریں گے۔ اللہ یہ سب آپکی رحمت کے سہارے بیٹھے ہیں، آپ کے گھر کی چوکھٹ پکڑ کر بیٹھے ہیں۔ ہم اس وقت تک نہیں اٹھیں گے جب تک آج آپ کو منا نہیں لیں گے۔

تنگدستی کے جو عالم میں میں گھبراتا ہوں
ہر در غیر پر جاتے ہوئے کتراتا ہوں
ہاتھ پھیلانے میں محتاج کو غیرت کیسی
شرم آتی ہے کہ بندہ تیرا کہلاتا ہوں

اے اللہ! بندے آپ کے کہلائیں اور درِ غیر پر چلے جائیں، بس آپ ہی سے مانگیں گے۔

تم ہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے
تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

اپنے رب کو منا لیجیے۔ اللہ سے اللہ کو مانگ لیجیے۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنا قرب، اپنی رضا اور اپنی لقا نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبہ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 047-7625454
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 062-2442791
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بارزار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 041-7224228
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539
- مکتبہ الشیخ 445/3 بہادر آباد کراچی 0214935493
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- مکتبہ علمیہ، دوکان نمبر 2 اسلامی کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4918946
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2288261
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی 03009834893 ، 051-5462347

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد انیس

- اللہ والوں کی صحبت
- دلوں کو زندہ کرنا
- ماں کی محبت
- پردہ کیوں ضروری ہے
- خواتین سے چند اہم باتیں
- معاشرت کے راہنما اصول
- نوجوانوں کو اہم نصیحتیں
- چار اہم نصیحتیں
- وقت کی قدر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 ...
...618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے
.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبات فقیر (۱۹)

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مرتب

فقیر محمد زاہد راشدی نقشبندی

ناشر

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ اللہ

© جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطباتِ فقیر
از افادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
مرتب ———— محمد زاہد راشدی نقشبندی
ناشر ———— مکتبة الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
اشاعت سوم ———— مئی 2010ء
تعداد ———— گیارہ سو
سرورق ———— حافظ انجم محمود
کمپوزنگ ———— دارالمطالعہ حاصل پور

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

أللهم صل على محمد وعلى آل محمد وأنزله المقعد المقرب عندك

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: "جو اس درود شریف کو پڑھے میری شفاعت اس پر واجب اور ضروری ہے۔" طبرانی

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی شخصیت عالم عرب وعجم میں کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے مقناطیسیت اور جاذبیت رکھی ہے۔ جو افراد معاشرے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی گفتگو میں تقویٰ کا حسن، علم کی خوشبو، پاکیزگی کا جمال اور عمل کی لذت ہوتی ہے۔ آپ کے بیان میں سوز، رقت اور واردات قلبی کا اظہار ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم اپنی کیفیات باطنی کو چند جملوں میں بیان فرما کر اہل دل حضرات کو سوز کا بہت بڑا سرمایہ عطا فرما دیتے ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی زندگی کا مشن حضور اکرم ﷺ کا پیغام زندگی، جو ابدی نجات کا ذریعہ ہے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں تک پہنچانا ہے۔

جی میں آتا ہے کہ اس نام کی خوشبو لے کر
سارے عالم میں پھروں اور بادِ صبا ہو جاؤں

اس مقصد کے حصول کے لیے حضرت جی دامت برکاتہم کا بسا اوقات صبح ایک ملک میں دوپہر دوسرے ملک میں اور شام ایک اور ملک میں بسیرا ہوتا ہے۔ تبلیغی اسفار میں آپ کے جذب وشوق کی ترجمانی کے لیے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھ پر
مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے کام لیتے ہیں تو اس کے اوقات میں بھی برکت عطا فرما دیتے ہیں۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسے اللہ والے جہاں سے گزرتے تھے وہاں ہدایت پھیل جاتی تھی۔ دنیائے روحانیت کے تاجدار حضرت جی دامت برکاتہم بھی جہاں تشریف لے گئے الحمد للہ بڑی تعداد میں لوگ تائب ہو جاتے ہیں۔

الحمد للہ آپ کی شخصیت بڑی مؤثر، دل آویز اور ہمہ گیر ہے، آپ سراپا عمل اور مجسم جدوجہد کے حامل، نہ جھکنے والے نہ مایوس ہونے والے نہ پست ہونے والے داعی ہیں۔ امت کی تربیت وتعلیم میں آپ کا سوز کچھ اس طرح سے ہے۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر موجود سے بیزار کرے

www.besturdubooks.wordpress.com

موت کے آئینہ میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی اور بھی تیرے لیے دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرمادے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

بربطِ حیات کا وہ کون سا تار ہے جو مفکرِ اسلام حضرت اقدس دامت برکاتہم نے نہ چھیڑا ہو اور جن کے سرمدی نغموں نے زندگی کے اسرار و رموز کا انکشاف نہ کیا ہو۔

خطباتِ فقیر و حضرت جی کی دیگر تصنیفات کیا ہیں؟ وہ ایک ایسا دردِ دل ہے جس کا مشاہدہ یوں کیا جاسکتا ہے۔

سلطان عالمگیر کی بیٹی نے جیسے کہا:

درسخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگِ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

ترجمہ: میں اپنے کلام میں مخفی ہوں، جس طرح کہ پھول کی مہک اس کی پتیوں میں پنہاں ہوتی ہے، جو شخص مجھے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو، میرے کلام میں مجھے دیکھ لے حقیقت یہ ہے کہ کلام کسی کا بھی ہو وہ اپنے متکلم کا عکس ہوتا ہے جس سے اس کے بلیغ علم، زورِ بیان، اندازِ فکر اور طرزِ استدلال کا بخوبی پتہ چل جاتا ہے۔

اس سعی ناتمام کتب کی اشاعت میں حضرت جی دامت برکاتہم کے محبوب خلیفہ ادارہ "**مکتبۃ الفقیر**" کے انچارج حضرت حاجی محمد صدیق صاحب مدظلہ اور ان کے رفقاء کی شبانہ روز کی جہدِ مسلسل شامل ہے۔ ادارہ "**مکتبۃ الفقیر**" کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کے خطبات و دیگر تصنیفات کو شائع کروا کر دنیا بھر میں پہنچا کر حضرت جی دامت برکاتہم کی خصوصی دعاؤں اور توجہات کو حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرتے دم تک شیخ محترم کے ان صدقاتِ جاریہ کو جاری رکھنے کے لیے قبول فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ

اجازت ہو تو آ کر میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں
سنا ہے کہ کل تیرے در پر ہجومِ عاشقاں ہوگا

دعاؤں کا طالب
عاجز محمد زاہد راشدی نقشبندی
خانقاہ نقشبندیہ جامعہ دارالعلوم تعلیم و تربیت حاصل پور

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

عرضِ مرتب 3

اللہ والوں کی صحبت 21

تقویٰ کیسے کہتے ہیں 23
پہلا مرتبہ: کفر اور شرک کو چھوڑنا 24
دوسرا مرتبہ: ترک معاصی 24
تیسرا مرتبہ: مشتبہات سے بچنا 24
حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں تقویٰ 25
تقویٰ پر انعام 26
علم نافع کی پہچان 26
امت کی کشتی کیسے کنارے لگے گی؟ 27
نورِ نبوت سے محرومی کا سبب 28
علم اور خشیت الٰہی 29
علم کو محفوظ کرنے کا طریقہ 29
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی علماء کو زریں نصیحت 30
کونوا مع الصادقین کے مصداق کون؟ 31
علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور کونوا مع الصادقین کی وضاحت 32
بندہ اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے 32
حریص اور زاہد کی صحبت کے اثرات 32
مولانا روم کی نصیحت 33
حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور صحبت کی تاکید 34
مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اشکال کی وضاحت 35
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق کی صحبت میں 37

www.besturdubooks.wordpress.com

- ابو حواس ابن سریر رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں 38
- علامہ ابن عابدین شامی اور سید محمود آلوسیؒ مشائخ کی صحبت میں 38
- حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی حضرت مظہر جان جاناں کی صحبت میں 39
- اکابر علماء کی تصدیق 40
- اکابر علماء دیوبند حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی صحبت میں 40
- اہل اللہ کی صحبت فرض ہے 41
- قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور نور باطن 42
- حضرت مفتی زین العابدین کے نزدیک سیکھ کر ذکر کرنے کی اہمیت 42
- مولانا روم کا قال سے حال میں تبدیل ہونا 42
- علامہ عبدالحق محدث دہلوی کی نصیحت 43
- سید سلمان ندوی کی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت 43
- حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب مثال 44
- ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت پر پر اثر دلائل 45
- عجیب نکتہ 47
- عقلی دلیل 47
- جتنی بڑی قربانی اتنی اللہ کی مہربانی 48
- اہل اللہ کی صحبت میں نفع کی چار وجوہات 50
- ایک سوال کا موثر جواب 52
- وصول الی اللہ کا نسخہ 52
- چھنگے سنگترے 53
- نیک دوست کی مثال 54
- صحبت پر عقلی دلائل 54
- اللہ کے لیے محبت پر اجر عظیم 56
- محبت کے انداز نرالے 57

www.besturdubooks.wordpress.com

- مولانا روم کی تڑپا دینے والی مثال 58
- واقعہ معراج کے علمی نکات 59

دلوں کو زندہ کرنا 61

- دنیا اک تلاش میں ہے 63
- دنیا میں عالمگیر فساد 64
- متاع انسانیت ہے کہاں؟ 65
- اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی 66
- انسانی بدن ایک عظیم دنیا 67
- دل کی دنیا اور انبیاء کرام علیہم السلام 67
- فساد کی جڑ کون؟ 68
- فساد کا راستہ 68
- چھوٹا سا تجربہ 70
- من کی دنیا کا جائزہ 70
- فساد کی بنیاد خود غرض دل 72
- دل کا علاج کیا ہے؟ 72
- صحابہ کرامؓ کیسے تھے؟ 73
- امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص 74
- آج کی دنیا 74
- ایثار وہمدردی کی انوکھی مثال 74
- صحابہ کرامؓ کا مثالی طرز عمل 75
- ابو طلحہؓ کی مہمان نوازی 75
- ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انداز خدمت 76
- انبیاء علیہم السلام کی محنت کا نتیجہ 78
- ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایثار 79

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ ...... انوکھی مثال 80
❁ ...... سب سے پہلی بات 81
❁ ...... دوسری وجہ 82
❁ ...... تیسری وجہ 83
❁ ...... محبت کی تاثیر 85
❁ ...... قول و فعل کا تضاد 87
❁ ...... عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وقت شہادت 89

ماں کی محبت 91

❁ ...... چھپا ہوا خزانہ 93
❁ ...... دائرہ شریعت 94
❁ ...... فطری محبت 94
❁ ...... ایک سبق آموز واقعہ 95
❁ ...... ماں کی ممتا 96
❁ ...... پچھلی صدی کا حیران کن واقعہ 96
❁ ...... ماں کی محبت کا تقاضا 97
❁ ...... ماں کی دعا 98
❁ ...... ماں کی عظمت 98
❁ ...... ایک مثال 99
❁ ...... نبوی ﷺ طرز عمل 99
❁ ...... ماں کی فکر 100
❁ ...... مثالی ماں کا منفرد انداز تربیت 100
❁ ...... ماں کا انداز تربیت 102
❁ ...... آج کی ماں 103
❁ ...... گناہ کبیرہ 104

www.besturdubooks.wordpress.com

دیہاتی نوجوان کا عبرت انگیز واقعہ 104
ماں کی ناراضگی پر اللہ تعالیٰ کی گرفت 105
آج کی نوجوان نسل کا والدین سے سلوک 106
ماں کی گود بچے کے لیے رحمت عظمیٰ 106
آنکھوں دیکھا حال 107
انمول خزانہ 107
قیامت کی نشانی 107
ماں کی دعا 108
رحمت والی صفت 108
ماں کی حقیقت 108
ایک سچا واقعہ 111
ماں کا معیار محبت 114
صحابی کا عمل اور نبوی ﷺ جواب 115
انگریزی کہاوت 115
اخلاص کا پیکر 115

پردہ کیوں ضروری ہے 119

تمہید 121
لمحہ فکریہ 122
عفت و عصمت کی حفاظت پر اجر 122
غازیہ عورت کون؟ 123
سیرت تلخیوں سے بنتی ہے 123
ناموس کی حفاظت کیسے؟ 124
ایک زریں نصیحت 125
ازواج مطہرات کا اسوہ 126

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت کی اہم ذمہ داری	126
مسلمہ حقیقت	126
نظر کی کوتاہی کا وبال	127
ایک مثال	128
شریعت میں حیا اور پاکدامنی کی تعلیم	128
نظر اور دل کی پاکیزگی	129
پردے کی بات	130
جہنم کا فون Hell Phone	131
قرآن کی نصیحت	132
گناہ سے بچئے	134
حفاظت ناموس اور انعام خداوندی	135
اللہ رب العزت کی قدردانی	135
انتہائی قابل توجہ بات	135
سب سے بڑا جھوٹ	137
گناہ کا وبال دنیا میں	137
برقعوں کی سادگی	138
عورت اور خوشبو کا استعمال	139
نازک ترین معاملہ	140
اجر عظیم	140
شرعی احتیاطیں	140
در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری	141
مستجاب الدعوات جوان	141
شیطان کی بریگیڈ فوج	142
عفت و عصمت کی حفاظت کا آسان حل	142

www.besturdubooks.wordpress.com

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دردبھری نصیحت 143
عورت کا سب سے بڑا فرض 143
آنکھوں کا پردہ کتنا چھوٹا اور تیز رفتار 143
اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان 144
غیرت ایمان 144
غیرمحرم کی تنہائی خطرے کا آلارم 144
موسیقی کے خطرناک نقصانات 145
سب سے بہترین عورت 145
شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کا ایمان افروز واقعہ 146
حقیقی حسن 147
تعمیر سیرت کے چند درخشاں پہلو 148
شہوت کی ابتدا اور انتہا 149
دل میں بٹھا لیجیے 150
اللہ رب العزت کی نظر رحمت سے محروم عورت 150

خواتین سے چند اہم باتیں 153

دو بنیادی باتیں 155
ماحول کے اثرات 156
اللہ رب العزت کی کرم نوازیاں 156
توبہ کے اثرات 157
پریشانی کی وجہ کیا ہے؟ 157
سکون حاصل کیوں نہیں؟ 158
حیرت انگیز نکتہ 159
گناہ سے بچنے کا فائدہ 159
ذاتی مشاہدہ 159

www.besturdubooks.wordpress.com

- سبق آموز مثال 160
- ایک خاوند انوکھا انداز 161
- گناہوں کی نحوست 162
- فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول 162
- ہماری قابل افسوس حالت 163
- پریشانی کیوں آتی ہے؟ 163
- شریعت سے دوری 164
- لمحہ فکریہ 164
- رحمت خداوندی 165
- پہلی قوموں کے اعمال اور انجام 165
- قیمتی نصیحت 165
- پریشانی کا حل استغفار 166
- دین میں کامیابی ہے 166
- گناہ کے نقصانات 167
- بے برکت زندگی 167
- اللہ رب العزت کی فرمانبرداری پر انعام 168
- دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟ 168
- قبولیت دعا کا راز 169
- انوکھی مثال 169
- حدیث قدسی 170
- کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے 170
- اللہ رب العزت کی بندے سے محبت 172
- بے سہاروں کا سہارا کون؟ 172

www.besturdubooks.wordpress.com

معاشرت کے راہنما اصول 175

ایمان والوں کا باہمی رشتہ 177
شریعت کا خوبصورت سبق 178
محبت کے تعلق کا مستحق کون؟ 179
احترام انسانیت 180
کلام نبوی ﷺ کا اعجاز 181
مسلمان کی بنیادی تعریف 181
دوسروں کا خیال رکھنے میں آپ ﷺ کی عادت مبارک 182
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اپنی رعایا کی نیند کا خیال 182
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور بیوہ کی خدمت 184
اکابرین کی زندگی معاشرت نبوی ﷺ کا عکس جمیل 186
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس کی قیمت 188
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حسن معاشرت 188
دشمن دوست کیسے بن جائیں؟ 189
ایک بزرگ کی خوبصورت عادت 190
آج معافی مانگ لیجیے 191
سوچیں اس دن ہمارا کیا حال ہوگا؟ 192
اسلام کا آفاقی نظام 193
حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ 193
حقوق سے لاپرواہی کا وبال 194
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز واقعہ 195
ایمان والوں کے ساتھ الجھنا ناپسندیدہ عمل 196
نبی علیہ السلام کی ضمانت 196
قابل تقلید واقعہ 197

منفرد مثال کے ذریعے اہم پیغام 197
اے انسان 199

نوجوانوں کو اہم نصیحتیں 201

انسانی زندگی کے مختلف ادوار 203
کام کی ذمہ داری کس کو سونپیں؟ 204
تاریخی شواہد پر طائرانہ نظر 205
ابراہیم علیہ السلام کا انداز دعوت 206
انبیاء علیہ السلام کی باہمی مطابقت 207
اصحاب کہف کا واقعہ 208
نوجوانی کے کمالات 208
اہم نصیحت 209
مشاہیر امت کی جوانی 210
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی تربیت 211
تصوف کے اکابر کا عہد شباب 212
مسلم سپہ سالار نوجوانی میں 212
ایک بنیادی فرق 213
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی 213
حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی محنت 213
تربیت کا اثر 214
عہد شباب کی خرافات 214
خاموش قاتل 216
حیران کن واقعہ 217
لمحہ فکریہ 218
میوزک ایک خطرناک زہر 218

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانی دماغ کے اسرار	218
انوکھی مثال	219
سائنسی کرشمے	220
سائنسی تحقیق کا تاریخی پس منظر	221
انسانی دماغ تک رسائی کیسے حاصل ہو؟	222
Music is a Tool	223
بیک ٹریک سسٹم	224
Effects of Back Track System	224
نفسیاتی اثرات	226
ایک چشم کشا واقعہ	227
دشمن کا میٹھا زہر	228
Media is Source of Distruction	229
ایمان کی ٹی بی	230
Are you want to be constructive Life?	231
نوجوان زندگی کیسے گزاریں؟	231
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے	232
یوسف علیہ السلام کا قصہ	233
جیسا کرو گے ویسا بھرو گے	233
دو سبق آموز واقعات	234
کیا زنا قرض ہے؟	235
زنا ایک قرض ہے	236
جماعت کسے کہتے ہیں؟	236
شیطانی جال	237
ظاہری حسن ایک دھوکہ	238

www.besturdubooks.wordpress.com

۞ تقویٰ اور صبر پر انعامات الٰہی 238
۞ دو راستے 241

چار اہم نصیحتیں 243

۞ نصیحت کسے کہتے ہیں؟ 245
۞ نصیحت کا اثر اپنی ذات پر 246
۞ چیونٹی کی خیر خواہی 246
۞ اسلاف کا طرز نصیحت 247
۞ امام زین العابدین کے والدین کی نصیحتیں 247
۞ اولاد کی تربیت پر سینکڑوں کتابوں کا نچوڑ 250
۞ اسلام کی جیت 250
۞ حضرت عمرؓ اور قول کی پاسداری 252
۞ حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں 253
۞ لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں کا لب لباب 254
۞ پہلی نصیحت 254
۞ دوسری نصیحت 255
۞ تیسری نصیحت 255
۞ چوتھی نصیحت 256
۞ بیٹے دو باتوں کا تذکرہ نہ کرنا 257
۞ دو چیزوں کو کبھی نہ بھولنا 257
۞ عبرت انگیز واقعہ 258

وقت کی قدر 261

۞ نعمتوں کی بارش 261
۞ وقت اہم کیوں ہے 262
۞ پوشیدہ نعمتیں 263

www.besturdubooks.wordpress.com

- خوش نصیب انسان کون؟ 263
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذیشان 263
- عزتوں والی زندگی کا راز 264
- ابن ابوقیس کا عارفانہ جواب 264
- عروج بندگی 264
- امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت 265
- مولانا حبیب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا دین سے والہانہ تعلق 265
- حیران کن واقعہ 266
- ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت 267
- مطالعہ کرنے کا عجیب انداز 268
- امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا شوق مطالعہ 268
- دنیا جن پر ناز کرتی ہے 268
- حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا مثالی انداز 269
- حضرت امام ابن سفون رحمۃ اللہ علیہ کا استغراق 269
- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی انوکھی شرط 270
- قیمتی نصیحت 270
- طلباء کے لیے راہنما مثال 270
- امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا اشاعتی کام اور ہماری حالت زار 271
- قرآن فہمی کی عجیب مثال 272
- ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات 272
- ایک وقت میں دو کام 272
- علامہ ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کا علمی ولولہ 273
- فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا محاسبہ 273
- علامہ ضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام الیل 273

www.besturdubooks.wordpress.com

استاد کی عزت 274
علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث نبوی ﷺ سے محبت 274
امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ایک مثالی مدرس 275
ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ طالب علمی 275
وہ جن کا عشق صادق ہے 275
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 276
کم کھانے کا فائدہ 276
علامہ باخلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ 276
وقت برف کی مانند ہے 276
ہدایت کا سبب 277
The Golden words سنہری حروف 277
قابل توجہ 277
سیل فون یا ہیل فون 278
حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا انداز ذکر 278
حضرت مولانا یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش 279
حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان 279
حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول رمضان 279
حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ 279
کام کی ذمہ داری کس کو سونپیں 280
آخرت کی فکر 280
حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت اور اس کی وضاحت 280
دنیا امتحان گاہ ہے 281
Tust in time system 281
زرعی ترقی کا راز 282

www.besturdubooks.wordpress.com

۞ نوجوان نسل کی حالت زار 283
۞ ادھار کا مال 284
۞ انوکھی مثال 284
۞ لمحہ فکریہ 284
۞ وقت سونے کی ڈلیوں کی مانند ہے 285
۞ پانچ چیزوں کی قدر کرو 285
۞ وقت شاعر مشرق کی نظر میں 286
۞ نبوی لیل و نہار ﷺ 286
۞ وقت کی آواز 286
۞ خلاصہ کلام 286

۞ ۞ ۞

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (سورۃ توبہ آیت ۱۱۹)

اللہ والوں کی صحبت

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج زمانے میں اہل اللہ کی صحبت کو میں فرض عین کہتا ہوں۔ یہ حکیم الامت کے الفاظ ہیں ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ، بہت بلند مقام کے بزرگ ہیں۔ ان کا درس تفسیر بڑا معروف، رمضان المبارک میں سینکڑوں علماء جو اپنے اپنے مدارس میں تفسیر پڑھاتے تھے ان کے ہاں تفسیر کا دورہ کرنے جاتے تھے۔ اللہ نے علماء میں اتنا مقبول بنایا تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنا دورہ حدیث محدث اعظم حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا جب حضرت نے بخاری شریف پڑھائی تو اس کے بعد فرمایا (طلباء کو مخاطب کر کے) کہ جتنی بار چاہو بخاری شریف ختم کر لو جب تک اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی نہ کرو گے تم روح علم سے محروم رہو گے۔ چنانچہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ صحبت اہل اللہ حاصل کیے بغیر اخلاص کامل مل جانا یہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ والوں کی صحبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ
بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (سورۃ التوبہ: آیت ۱۱۹)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تقوی کسے کہتے ہیں؟

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

اے ایمان والو! اے وہ لوگو جو اللہ رب العزت اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے حکموں کو ماننے کا اقرار کر چکے ہو، جو عہد کر چکے ہو کہ ہم اللہ رب العزت کے حکم کو مانیں گے اور اس کے محبوب ﷺ کے طریقے کو اپنائیں گے۔ اے ایمان والو! اے ماننے والو! اتقو اللہ۔ اللہ سے ڈرو۔ تقوی اختیار کرو۔ تقویٰ کہتے ہیں ہر اس چیز کو ترک کر دینا جس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آئے۔اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔جو چیز بھی اللہ سے دوری کا باعث بنے اس کو چھوڑ دینا تقویٰ کہلاتا ہے۔تین تقویٰ کے مراتب ہیں۔

پہلا مرتبہ: کفر اور شرک کو چھوڑنا:

کفر اور شرک سے توبہ کر لینا۔یہ خلود نار سے بچاؤ کا سبب ہے۔جو آدمی کفر اور شرک سے بچ گیا۔وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ نہیں رکھا جائے گا۔خلود نار کے عذاب سے، ہمیشہ ہمیشہ والے عذاب سے یہ بچ گیا۔

دوسرا مرتبہ: ترکِ معاصی:

یہ خلود فی النار سے دخول فی الجنۃ کا سبب ہے۔پہلا خلود فی النار سے بچاؤ کا سبب ہے۔دوسرا جو کبائر سے بچا وہ جہنم میں داخل ہونے سے بچ گیا۔

تیسرا مرتبہ: متشبہات سے بچنا:

ایسا انسان جنت کے اندر اللہ رب العزت کے ہاں بڑے مراتب پانے کا حقدار بن جاتا ہے۔لہٰذا جتنا انسان تقویٰ اختیار کر سکے اتنا کم ہے۔ارشاد فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

''اتنا تقویٰ اختیار کرو جتنا تمہارے اندر استطاعت ہے''

تم جتنے گھوڑے تیز دوڑا سکتے ہو اس میدان میں تم دوڑا لو۔تمہیں اجازت ہے۔یہ وہ عمل ہے جس کی اللہ رب العزت نے وصیت فرمائی۔نصیحت کے رنگ میں فرمایا

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (سورۃ النساء، آیت ۱۳۱)

''ہم نے تم سے پہلے والوں کو بھی یہ وصیت کی تمہیں بھی یہ وصیت کرتے ہیں''

﴿اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ سے ڈرو۔ایک سانس میں ایک بات کو دو مرتبہ Repeat کر دیا جائے تو بات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ایک کلمے کے اندر، ایک آیت کے اندر دو دو مرتبہ

﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ اِتَّقُوا اللّٰهَ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، آگے کیا فرمایا:

﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (سورۃ الحشر، آیت ۱۹)

ایک ہی آیت ہے۔اتقوا اللہ پھر چند لفظوں کے بعد اتقوا اللہ۔اس کا مطلب ہے اللہ رب العزت کے ہاں کتنی اہمیت ہے اس کی؟ اس لئے اس تقوی کو اختیار کیے بغیر انسان ولی نہیں بن سکتا۔قرآن مجید میں فرما دیا:

﴿اِنْ اَوْلِيَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (سورۃ الانفال، آیت ۳۴)

''اللہ کے جو ولی ہوتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جو متقی ہوتے ہیں''

ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا کہ ہم تقوی بھری زندگی گزاریں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں تقوی:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضرت! تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ اگر تمہارے دل کی تمناؤں کو مجسم کر کے کسی طشتری کے اندر رکھ دیں اور اس کو سر بازار پھرائیں تو کوئی ایسی تمنا اس میں نہ ہو جس پر تمہیں شرمندگی ہو۔دل میں بھی گناہ کی تمنا نہ رکھنا۔اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔آسان لفظوں میں اگر کوئی چاہے کہ میں سمجھوں کہ تقوی کسے کہتے ہیں تو بھئی! تقویٰ یہ ہے کہ انسان ایسی زندگی گزارے کہ قیامت کے دن اس کا گریبان پکڑنے والا کوئی نہ ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تقوی پر انعام:

اپنی زندگی کے بارے میں سوچیں کہ کیا میری زندگی میں کوئی ایسا ہے جس کا دل میں نے خفا کیا، جس کے حق ادا نہ کیے جس کو میں نے دکھایا ستایا اور ایسا تو نہیں کہ قیامت کے دن وہ میرا گریبان پکڑے۔ اس لیے اس تقویٰ پر اللہ تعالیٰ انسان کو وہ علم دیتے ہیں جو اس کو کتابوں میں بھی نہیں ملا کرتا۔

علم نافع کی پہچان:

ایک ہے علم نافع، نفع دینے والا علم۔ یہی تو مانگا گیا چنانچہ نبی ﷺ نے دعا مانگی:

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا ﴾

''اے اللہ! میں نفع دینے والا علم مانگتا ہوں''

یہ نفع دینے والا علم کونسا ہے؟ جو انسان کے جسم میں نور بن کر آتا ہے۔ ایک ہوتی ہے معلومات، وہ تو یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس بھی بہت ہوتی ہیں۔ ایک ہوتا ہے علم یہ کوئی اور چیز ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے طلباء سے پوچھا کہ بتاؤ علم کا مفہوم کیا ہے؟ کسی نے کہا جاننا، کسی نے کہا پہچاننا۔ اپنا اپنا جواب دیتے رہے۔ حضرت خاموش رہے۔ طالب علم نے کہا کہ حضرت آپ ہی کچھ بتا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا۔ ایک علم وبال ہوتا ہے۔ اس کے باوجود انسان گمراہ ہوتا ہے۔ سنئے قرآن عظیم الشان! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ﴾

''کیا دیکھا آپ نے اسے جس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا لیا''

﴿ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ ﴾ (سورۃ الجاثیۃ آیت ۲۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہ کیا''

امت کی کشتی کیسے کنارے لگے گی؟

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا حضرت! اس امت کی کشتی کیسے ڈوبے گی؟ فرمایا علماء کی وجہ سے۔ حضرت! اس امت کی کشتی کنارے کیسی لگے گی؟ فرمایا علماء کی وجہ سے۔ پوچھنے والا حیران، حضرت کیا مطلب؟ فرمایا جو علماء سوء ہوں گے، نفس کے پجاری ہوں گے، نام کے عالم ہوں گے ان کی وجہ سے امت کی کشتی ڈوبے گی۔ اور جو علماء حق پر ہوں گے ان کی وجہ سے کشتی کنارے لگ جائے گی۔ اس لئے تقویٰ میں کمی علم میں کمی کا سبب بنتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس میں تقویٰ نہیں وہ جلالین اور بیضاوی شریف پڑھا نہیں سکتا، مسلم شریف، بخاری شریف پڑھا نہیں سکتا۔ پڑھا سکتا ہے اگر یہ بندہ تقویٰ اختیار کرتا تو جتنا علم اب اس کے پاس تھا اس سے کئی گنا زیادہ علم اللہ اس کو اور عطا فرما دیتے۔ یہ مت سوچیں کہ میرے پاس تقویٰ بھی نہیں اور میں بڑا ذہین ہوں، جماعت میں سب سے آگے ہوں، حدیث کو سمجھ لیتا ہوں۔ او اللہ کے بندے اگر آپ ان گناہوں کے ساتھ حدیث پاک کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو اگر آپ تقویٰ کو اختیار کر لیتے اللہ رب العزت آپ کو حفاظ حدیث میں شامل فرما دیتے۔ ابھی بھی آپ نے اپنے مرتبے کو کم کر لیا۔ اس لئے امام شافعی نے جو پوچھا۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترك المعاصی
فان العلم نور من الهی
و نور الله لا یوتی العاصی

تو اس علم سے مراد یہ ظاہری الفاظ نہیں ہیں علم کا نور تھا۔ وہ علم کا نور جو گناہوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سبب بندے سے چھین لیا جاتا ہے۔ بندے کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ علم نافع کی کیا پہچان؟ علم نافع کی یہ پہچان کہ جتنا یہ علم بڑھتا چلا جاتا ہے بندے کے دل میں خوف خدا اور خشیت بڑھتی چلی جاتی ہے' یہ پہچان ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (سورۃ فاطر آیت ۲۸)

لہٰذا کوئی پوچھے کہ عالم کون ہوتا ہے؟ تو آسان لفظوں میں اس کی تعریف سن لیجئے۔ جس بندے پر گناہوں کی مضرتیں جتنی زیادہ کھل جائیں وہ اتنا بڑا عالم اللہ کی نگاہ میں ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ گناہ کے قریب بھی نہ جائے' یہ عالم ہے۔

نور نبوت سے محرومی کا سبب:

جب انسان کے اندر تقویٰ نہیں ہوتا معصیت کی زندگی گزاری جاتی ہے تو (علم نور نبوت ہے) اس نور نبوت سے اللہ اس کو محروم کر دیتے ہیں۔ اس کو حاصل ہی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ایسا شخص اپنے اعمال کی تاویل کرتا پھرے گا۔ جہاں اپنے نفس کا معاملہ آئے گا اس کا فتویٰ اور ہوگا۔ لوگوں کے بارے میں فتویٰ اور ہوگا۔ یہی اس بات کی دلیل ہے۔ اور آج تک جس کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا گیا ان معبودوں میں کوئی اتنا برا معبود نہیں جتنا برا معبود انسان کا اپنا نفس ہے۔ یہ سب سے بڑا معبود ہے جس کی اللہ کے سوا بندوں نے پرستش کی ہے۔

بنی اسرائیل کے بے عمل علماء۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ (... آیت ۵)

''یہ گدھے ہیں جن کے اوپر بوجھ لادا ہوا ہے''

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے گدھے کا لفظ استعمال کیا۔ اور بے عمل پیر جو بنی اسرائیل کے تھے اللہ نے ان کو کتے کی تشبیہ دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ (سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۷۶)

یہ بلعم باعور بھی پیر تھا اپنے وقت کا مگر بے عمل نکلا۔ نتیجہ کیا؟ اللہ نے فرمایا اس کی مثال کتے کی مانند ہے۔ تو انسان اللہ رب العزت کی نظر میں عالم بنے اس کے لئے تقویٰ لازمی ہے۔ پھر اللہ رب العزت وہ علم دیتے ہیں جو علم انسان کو عام کتابوں میں سے نہیں ملا کرتا۔

علم اور خشیت الٰہی:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا

﴿عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمِیْ﴾

''مجھے میرے رب نے علم سکھایا اور بہترین علم سکھایا''

﴿عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ﴾

میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔ علم کون دیتا ہے۔ اللہ رب العزت دیتا ہے اور متقی بندے کو دیتے ہیں۔ جتنا تقویٰ زیادہ اتنا ہی اس پر اللہ تعالیٰ اسرار و رموز کھولتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ علماء یہود کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لو کانو یعلمون۔ کاش! کہ جانتے۔ حالانکہ علماء تھے۔ اس کا مطلب یہ کہ اللہ رب العزت کی نظر میں وہ بے علم تھے۔ تب ہی تو فرمایا لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ اور ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ۔ آیت ۴۴)

''تم کتاب پڑھتے ہو تمہارے پاس عقل کی رتی نہیں ہے''

تو علم وہ کہ جس سے انسان کے دل میں خشیت الٰہی بڑھتی چلی جائے۔

علم کو محفوظ رکھنے کا طریقہ:

اب یہاں پر ایک نکتے کی بات سمجھ لیجئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم کہتے ہیں کہ ایمان کا محافظ علم ہے، علم کا محافظ تقویٰ ہے۔ تقویٰ نہیں تو علم سے محروم، علم نہیں تو ایمان سے محروم۔ جو ایمان کی حفاظت چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے علم کو محفوظ رکھے اور جو علم کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ تقویٰ اختیار کرے۔ اس لئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا علم بکثرت روایت کا نام نہیں علم عمل کرنے کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت فرمائی کہ آپ اپنے عمل کو آٹا بنائیں اور اپنے علم کو نمک کی مانند بنائیں۔

دنیا میں جتنے بھی فرقے بنے ان سب کے بانی عالم تھے۔ مگر نام کے عالم تھے۔ حقیقت میں جاہل تھے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان ڈرے اور اللہ رب العزت سے علم نافع حاصل کرنے کی دعائیں مانگے۔ اور یہ خشیت، یہ خوف خدا پھر بندے کے اعمال کے اوپر کھڑا کرتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی علماء کو زریں نصیحت:

چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہر عالم کو چاہیے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کچھ نہ کچھ نیک مخفی اعمال کا ذخیرہ موجود ہو۔ لوگوں سے چھپ کے اللہ کے لئے عمل کریں۔ پتہ بھی نہ چلنے دیں کسی کو۔ ہمارے اکابر ایسا ہی کرتے تھے۔ زندگی میں کتنے اعمال ایسے کرتے تھے کہ پروردیگار کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا۔ اللہ کی رضا کے لئے کرتے تھے۔ اس لئے ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ دین کا کام اللہ نے جب بھی لیا ظاہر اور باطن کے جو جامع علماء تھے ان سے لیا۔ آپ اس امت کی تاریخ پڑھ کے دیکھ لیں۔ جن کو اللہ نے دین میں بلندی عطا فرمائی، دین میں قبولیت عطا فرمائی یہ سب وہی لوگ تھے جو مرج البحرین کی مانند تھے۔ علم ظاہر بھی تھا علم باطن بھی تھا۔ شریعت اور طریقت کے جامع تھے۔ دونوں نعمتیں اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھیں۔ اس لئے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں۔

علم چوں برتن زنی مارے بود
علم چوں بردل زنی یارے بود
بینی اندر خود علوم انبیاء
بے کتاب و بے معین او سطی

کہ ''علم کو اگر تم فقط ظاہر پر لگاؤ گے تو یہ سانپ بنے گا اور اگر اس علم کو اپنے دل پر دو گے تو علم تمہارے لئے یار بن جائے گا۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اپنے اندر انبیاء کا علم پاؤ گے۔ اللہ تمہیں وہ علم دے گا جو تمہیں عام کتابوں کے اندر نہیں مل سکتا۔ بغیر کتاب اور بغیر استاد کے اللہ رب العزت تمہارے سینے کو علم کے نور سے بھر دے گا۔'' فرمایا

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو۔

کونوا مع الصدقین کے مصداق کون؟

﴿كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ﴾

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ کونوا امر کا صیغہ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ یہ فرض ہے۔ حکم خدا کی تعمیل بندے پر فرض ہے کیا فرما رہے ہیں:

﴿كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ﴾

سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ وہ کون سچے؟ جن کے ظاہر اور باطن میں فرق نہیں ہوتا' قول اور فعل میں فرق نہیں ہوتا۔ دو رنگی سے اللہ نے جن کو بچا کر اپنے رنگ میں ان کو رنگ لیا ہوتا ہے۔ چنانچہ مفسرین نے اس کا ترجمہ مشائخ وقت لیا ہے۔ کہ تم مشائخ کی صحبت میں بیٹھو اور ان سے فائدہ پاؤ۔ چنانچہ علم کا لطف عشق الٰہی کی برکت سے ملتا ہے۔ ان

www.besturdubooks.wordpress.com

مشائخ کی صحبت کی برکت ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور کونوا مع الصادقین کی وضاحت:

روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کونوا مع الصدقین کا مطلب یہ ہے:

﴿خَلَطُوْ هُمْ لِتَكُوْنُوا مِثْلَهُمْ﴾

تم اتنا ان کے ساتھ ملو، رابطہ رکھو کہ تم ان کی مانند بن جاؤ۔ کہتے ہیں خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ تم اتنا ان کے ساتھ آنا جانا رکھو، میل جول رکھو، کہ ان کی کیفیات تمہارے اندر آ جائیں۔

﴿فَكُلُّ قَرِيْنٍ بِالْمُقَارِنِ يَقْتَدِیْ﴾

اس لئے کہ ساتھی ہمیشہ جو اپنا ساتھی ہوتا ہے اس کی وہ پیروی کرتا ہے۔ اس کی بات کو مانتا ہے۔ اور واقعی یہ بات سچی ہے۔ چنانچہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنے سے انسان ان کے باطنی کمالات کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اس پر کسی عارف نے کہا

یہاں تک جذب کرلوں کاش! تیرے حسن کامل کو
تجھی کو سب پکار اٹھیں گزر جاؤں جدھر سے میں

میں جدھر سے گزر جاؤں آپ کو لوگ یاد کریں۔

بندہ اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مشکواۃ شریف میں فرماتے ہیں اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ۔ بندہ اپنے دوست کے دین کے اوپر ہوتا ہے۔ تو ان کی صحبت میں انسان رہے گا یقیناً انہی کی عادات واطوار کو اپنائے گا۔

حریص اور زاہد کی صحبت کے اثرات:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاہ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب قول نقل کیا۔ فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿مُجَالَسَةُ الْحَرِيْصِ وَ مُخَالَطَتُهٗ تَحْرِثُ الْحِرْصَ﴾

حریص بندے کے صحبت اور اس کے ساتھ میل جول بندے کے اندر حرص کو پیدا کر دیتا ہے۔

﴿وَمُجَالَسَةُ الزَّاهِدِ وَ مُخَالَطَتُهٗ تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا﴾

کسی زاھد کی صحبت اور اس کے ساتھ ربط انسان کے اندر زھد کی دنیا پیدا کر دیتا ہے

﴿لِاَنَّ الطَّبَائِعَ مَجْعُوْلَةٌ﴾

اس لئے کہ اللہ رب العزت نے انسانوں کی طبیعتوں کو بنایا ہی ایسا ہے

﴿التَّشَبُّهِيْ وَالْاِ قْتِدَ اَءِ﴾

کہ وہ مشابہت اختیار کرتی ہے اور اقتداء کرتی ہے۔یعنی انسان کی فطرت ہی اللہ نے ایسی بنائی ہے جس کے ساتھ رہتا ہے اس جیسا بننا چاہتا ہے یا اس کے نقش قدم پہ چلنا چاہتا ہے۔فطرت انسانی ہی اللہ نے ایسی بنائی ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں

﴿وَالطَّبْعُ يَسْرِقُ مِنَ الطَّبْعِ مِنْ حَيْثُ لَا يَدْرِيْهَا﴾

طبیعتیں دوسرے بندے کے اعمال کو اتنا چوری کر لیتی ہیں کہ ان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ میری عادت کو اپنا لیا گیا ہے۔اس طرح کی طبیعتیں اپنے ساتھ والے کی عادت کو اپنا لیا کرتی ہیں۔ہمیں بھی چاہیے کہ ہم نیکوں کے صحبت کو اختیار کریں، مشائخ کے صحبت اختیار کریں تا کہ ہمارے اندر حال پیدا ہو جائے۔ابھی تو ہم قال کے بندے ہیں۔پھر ہم حال کے بندے بھی بن جائیں۔

مولانا روم کی نصیحت:

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال را بگزار مرد حال شو

پیش مرد کاملے پامال شو

www.besturdubooks.wordpress.com

صد کتاب و صد ورق درنار کن

جان و دل را جانب دلدار کن

کہ کسی صاحب حال کے سامنے اپنے قال کو ڈال دو اور کسی مرد کامل کے سامنے اپنے آپ کو پامال کر دو۔ سو کتابیں اور سو ورق تم بھلے آگ میں ڈال دو اپنی جان اور اپنے دل کو اپنے اللہ کے حوالے کر دو۔

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری اور صحبت کی تاکید:

چنانچہ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضرت! یہ اولیاء کے صحبت میں رہنا اتنا ضروری کیوں ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ صحابی بن سکتے ہو؟ نہیں۔ تابعی بن سکتے ہو؟ جی نہیں۔ تبع تابعی بن سکتے ہو؟ جی نہیں۔ کیوں؟ کہا جی! صحابی تو وہی جس نے نبی کی صحبت پائی۔ تابعی وہ جس نے صحابہ کی صحبت پائی۔ اور تبع تابی وہ جس نے تابعی کی صحبت پائی۔

﴿قرون ثلثه مشهود لها باالخير﴾

وہ تو یہی تھے۔ تو یہ کتابوں سے تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے فرمایا کہ دیکھو اگر اللہ رب العزت کے ہاں اس لفظ سے زیادہ اور کوئی پسندیدہ لفظ ہوتا اللہ اپنے محبوب ﷺ کے شاگردوں کے لئے اس لفظ کو پسند فرما دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابی کا لفظ پسند کیا۔ میرے محبوب کے صحبت یافتہ۔ صحبت پانے والے۔ تو جو نعمتیں صحبت سے ملتی ہیں وہ اس کے بغیر بندے کو حاصل نہیں اور برکتیں ہو سکتیں چنانچہ انہوں نے کہا

جزاك الله كه چشم باز کردی

مرا با جان جاں همراز کردی

اسی لئے بزرگوں نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا

تو نشیند در حضور اولیاء

''ہر بندہ جو چاہے کہ میں اللہ کے ساتھ صحبت اختیار کروں۔اس کو چاہیے کہ اولیاء کی صحبت میں بیٹھے''۔یہ باخدا لوگ ہیں ان کو اللہ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔چنانچہ ان کی ایک لمحے کی صحبت بندے کی زندگی کے بدلنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اشکال کی وضاحت:

مفتی اعظم پاکستان مفتی حضرت محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت عام طور یہ دیکھا گیا ہے کہ کہ شعراء حضرات جب اپنا کلام لکھتے ہیں تو افراط و تفریط کے شکار ہو جاتے ہیں۔جس طرف رجحان ہوتا ہے بات کو لمبی کر دیتے ہیں اور جہاں نہیں ہوتا اس کو ضرورت سے زیادہ گھٹا دیتے ہیں۔تو مجھے لگتا ہے کہ مولانا روم نے بھی ایک شعر میں کچھ ایسا ہی عمل کیا ہے۔کونسا شعر؟ کہا کہ جی انہوں نے فرمایا۔

یک زمانہ صحبت اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک لحہ بیٹھنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

اگر عبادت کہہ دیتے تو پھر بھی بات سمجھ میں آ جاتی۔نہیں سو سال کی بے ریا عبادت۔حضرت اقدس تھانوی بھی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ تھے فرمایا کہ اس شعر کو میں پڑھوں؟ جی حضرت! فرمایا

یک زمانہ صحبت اولیاء

بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

www.besturdubooks.wordpress.com

اولیاء اللہ کی صحبت میں چند لمحے گزارنا، ایک لمحہ گزارنا لاکھ سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ کہنے لگے حضرت! سو سال سمجھ میں نہیں آ رہے تھے اور آپ نے تو لاکھ سال کی بات کر دی۔ پھر حضرت نے ان کو تحقیقی انداز میں بات سمجھائی۔ حضرت نے فرمایا ایک بندہ ایک لاکھ سال بے ریا عبادت کرے کیا اس کے پاس یقین دہانی ہے کہ اس کا انجام اچھا ہوگا۔ یقین دہانی تو کسی کے پاس نہیں ہوتی۔ شیطان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ زمین کے چپے چپے پہ اس نے سجدہ کیا۔ طاؤس الملائکہ اس کا نام پڑ گیا۔ لیکن ایسی پھٹکار پڑی کہ رب کریم نے فرمایا

﴿ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ۔ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ (سورۃ ص: آیت ۷۷۔۷۸)

قیامت تک تیرے اوپر لعنتیں برستی رہے گی۔

تو اتنی عبادت مگر انجام برا۔ دنیا میں دیکھ لی جیسے بلعم باعور بنی اسرائیل کا بڑا نیک عابد شخص تھا۔ مستجاب الدعوات بن گیا' کیا مطلب؟ جو دعا مانگتا تھا وہ قبول ہو جاتی تھی۔ لیکن ایسی پھٹکار پڑی

﴿ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰهُ ﴾ (سورۃ الاعراف: آیت ۱۷۶)

خواہشات کی پیروی کی تو اللہ نے پھٹکار دیا۔ تین سو سال عبادت میں گزارنے کے بعد بھی پھٹکار ملی۔ جب یہ واقعات پڑھتے ہیں تو دل ڈرتا ہے۔ ہماری عبادت اتنی ہے ہی نہیں' فرمایا اچھا میں تمہیں حدیث سناؤں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جو نیک لوگ ہیں مقدار میں بھی اور معیار میں بھی تو ہم کس کھاتے میں؟ تو لاکھ سال کی عبادت کے بعد بھی کوئی گارنٹی نہیں، اولیاء اللہ ہیں ان کی صحبت میں جو آنا جانا رکھتا ہے۔

﴿ هُمْ رِجَالٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ایسے لوگ ہیں ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا۔ اور بد بخت وہ ہوتا ہے کہ موت کے وقت ایمان سے محروم ہو جائے۔ تو حدیث پاک بتا رہی ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے پر انسان کا خاتمہ اچھا ہوتا ہے اور ایمان کو لے کر سلامت چلا جاتا ہے۔ لہٰذا لاکھ سال کی عبادت پر بھی جس کا بھروسہ نہیں محبوب کی مبارک زبان سے بشارت مل رہی ہے چند لمحوں کی صحبت میں وہ نعمت اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق کی صحبت میں:

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا جتنے بھی بڑے بڑے علماء گزرے، فقہاء گزرے سب نے کسی نہ کسی کی صحبت پائی۔ سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ اس لئے جتنے فقہاء اور محدثین ہیں وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت کے شاگرد ہیں لہٰذا حضرت کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ (جو ہمارے نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگ ہیں) کی صحبت پائی۔ اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے امام قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی۔ اور یہ امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ فقہائے سبع مدینہ میں سے تھے۔ یعنی مدینہ کے سات بڑے مفتی جو گزرے ان میں سے ایک تھے۔ اتنا تقویٰ اللہ نے دیا تھا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی نظر میں دنیا میں اس وقت کونسا انسان ایسا ہے جو خلافت کا مستحق ہو۔ تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا مجھے اختیار دیا جائے تو میں خلافت قاسم بن محمد کے سپرد کر دوں' اس درجے کے بزرگ تھے۔ انہوں نے فیض پایا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے فیض پایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ تو ہمارے سلسلے کی لڑی میں سے ہیں۔ امام ابوحنیفہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے، دو سال مختلف موقعوں پر ملنا جلنا رہا مگر اس ملنے کا اثر کیا ہوا۔ امام صاحب نے اپنی زبان سے یہ کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَوْ لَا سَنَتَانِ لَهَلَكَ نُعْمَانُ﴾

اگر میری زندگی کے دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہی ہو جاتے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہاشم الصوفی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کی صحبت میں جاتے تھے جن کا نام تھا ابو ہاشم۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کو کہتے تھے ابو ہاشم الصوفی۔ یہ الصوفی کا لفظ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقیہہ استعمال فرماتے تھے۔ آج کہتے ہیں حنبلی لیکن تصوف کو نہیں مانتے' اور یہ صوفی کا لفظ ان کے امام استعمال فرما رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا آپ اتنے بڑے محدث بھی اور اتنے بڑے فقیہ بھی تو آپ ایسے بندے کے پاس جاتے ہیں۔ امام صاحب نے ایسا جواب دیا کہ ان کو ہی زیب دیتا ہے فرمایا میں عالم بکتاب اللہ ہوں ابو ہاشم الصوفی عالم با اللہ ہے۔ عالم باللہ کو عالم بکتاب پر فضیلت ہوا کرتی ہے۔ اس لئے میں اس کی صحبت میں ریا کی دقیق باتوں سے کبھی واقف نہ ہو سکتا اگر میں ابو ہاشم کی صحبت میں نہ بیٹھتا۔ یہ ریا کو پہچاننا، اس کی تفصیلات سے آگاہ ہونا، یہ مشائخ کی صحبت میں بیٹھ کر راز کھلتے ہیں۔

ابوحواص رحمۃ اللہ علیہ ابن سریر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں:

چنانچہ ابو حواص ابن سریر رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی اپنے وقت کے بڑے فقیہ تھے۔ قاضی القضاۃ تھے۔ انہوں نے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پائی۔ اور اس کے بعد وہ کہتے تھے کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی بات مجھے سمجھ میں نہ آئی مگر ان کی باتیں اتنی پر شکوہ ہیں کہ یہ شان کسی باطل کلام کے اندر ہرگز نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ طبقات الکبریٰ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹے! اخلاص کے جس مقام پر یہ مشائخ پہنچے ہم ابھی اس مقام پر نہیں پہنچ پائے۔

علامہ ابن عابدین شامی اور سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کی صحبت میں:

ہمارے سلسلہ عالیہ کے بزرگ تھے مرزا مظہر جان جاناں اللہ نے عجیب ان کو جامع

www.besturdubooks.wordpress.com

کمالات بنایا تھا۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ہم عصر تھے۔تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے بارے میں کہ اللہ رب العزت نے مجھے ایسا نور فراست دیا۔باطن دیا کہ میں پورے جہاں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے عام بندہ ہتھیلی پہ پڑے ہوئے گندم کے دانے کو دیکھتا ہے اور فرمایا کہ اس کشف کے حاصل ہونے کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ جیسا کامل ولی اس وقت دنیا میں دوسرا کوئی موجود نہیں۔یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کہا۔مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ تھے۔شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تیرھویں صدی کا مجدد فرمایا۔اس کی اپنی تفصیلات ہیں۔ان کے خلیفہ تھے مولانا خالد رومی رحمتہ اللہ علیہ۔کردستان کے رہنے والے تھے۔مولانا خالد کردی بھی ان کو کتابوں میں لکھا گیا ہے اور مولانا خالد رومی بھی لکھا گیا ہے۔ان سے بہت سارے علماء نے فیض پایا۔ان میں سے دو عالم بڑے نمایاں ایک ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتاوی شامی، جن کو علامہ شامی کہتے ہیں۔درمختار۔بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کے اخلاق اور کمالات کے بارے میں مستقل ایک کتاب لکھی۔اور دوسرے ان کے خلیفہ تھے جن کا نام تھا علامہ سید محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ جنہوں نے روح المعانی تفسیر لکھی۔اب بتائیے بڑے بڑے ایسے مفسر اور فقیہ ان حضرات کی صحبت میں آ کر سیکھنے والے تھے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی حضرت مظہر جان جاناں کی صحبت میں:

چنانچہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔مگر اللہ نے ان کو جامع کمالات بنایا تھا۔یہ مفسر بھی تھے۔انہوں نے ایک تفسیر لکھی نام اپنے شیخ کے نام پر تفسیر مظہری رکھا۔آپ معارف القرآن پڑھیے ہر چند صفحوں کے بعد تفسیر مظہری کا Refrence ملے گا۔یہ ام الکتب ہے۔بڑی کتابوں کا ریفرینس یہاں سے نکلتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

۔تو مفسر بھی تھے۔محدث بھی تھے۔فقیہ بھی تھے۔اپنے وقت کے قاضی بھی تھے۔اور وقت کے شیخ اور صوفی بھی تھے۔

اکابر علماء کی تصدیق:

ان کی ایک معروف کتاب 'مالا بدمنہ' ہے فارسی میں لکھی ہوئی ہے ابتدائی درجے میں پڑھائی جاتی ہے۔وہ اپنی کتاب تحفۃ السالکین میں فرماتے ہیں کہ بے شمار لوگ جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہے اس لئے کہ اس جماعت کا ہر فرد تقویٰ سے آراستہ ہے۔جو متقی شخص ہوتا ہے وہ جھوٹ تو نہیں بول سکتا۔تو فرماتے ہیں کہ بیشمار لوگوں کی جماعت نے زبان قلم سے اس بات کی خبر دی کہ ہمیں مشائخ کی صحبت سے وہ نعمت ملی جس نے ہمارے باطن کو بیدار کر دیا۔امت کی تصدیق موجود ہے اس کے اوپر امت کے بڑے بڑے اکابر نے اس کی تصدیق کی۔ان مشائخ کی صحبت میں بیٹھ کر ہمارے باطن کی غفلت دور ہوئی۔عشق الٰہی ہمارے سینے میں بھر گیا، ہمارے اندر عمل کا جذبہ آ گیا۔

اور قریب کے زمانے میں دیکھئے! سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے عالم اور متقی بزرگ اور شیخ الاسلام مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بزرگ کے قریب تھے۔سید احمد شہید شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے قریب تھے۔علم ظاہر پڑھنے کے لئے گئے ایک دن دیکھا کہ کتاب کے صفحے بالکل صاف۔اپنے شیخ کو بتایا فرمایا کہ اللہ رب العزت اپنے علوم وہبی عطا فرمائیں گے اور تم سے دین کا کام لیں گے' ان کی صحبت پائی۔

اکابر علماء دیوبند حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی صحبت میں:

ماضی قریب میں دیکھنا چاہیں تو اکابرین علماء دیوبند میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جبال علم ان شخصیتوں نے حضرت امداد اللہ مہاجر مکی کی صحبت سے فیض پایا۔کسی نے حضرت گنگوہی

www.besturdubooks.wordpress.com

سے سوال کیا کہ جی! آپ جیسا فقیہ انسان حاجی صاحب کی صحبت میں کیوں جائے؟ انہوں نے کیا پیارا جواب دیا فرمایا کہ ہم نے دارالعلوم میں پڑھائی کے دوران مٹھائیوں کے نام یاد کر لئے تھے۔ (کونسی مٹھائیاں؟ توکل، تسلیم، رضا، یہ جو باطن کے مقامات ہیں۔) ہم نے مٹھائیوں کے نام پڑھ لئے مگر ذائقے سے ناآشنا تھے ہم حاجی صاحب کے پاس ان مٹھائیوں کا ذائقہ چکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ یہ نعمت ہے جو ان مشائخ کے پاس ہوتی ہے:

''بڑے بڑے بدکار قسم کے لوگ ان مشائخ حضرات کی صحبت میں آکر بہت اونچے درجے کے نیکوکار بن جاتے ہیں۔ بابو میاں ان بزرگوں کے صحبت میں آکر تابو میاں بن جاتے ہیں۔ پتہ بھی نہیں چلتا زندگی کے بدلنے کا۔ کہ ایک لمحے کی صحبت نے اُن کی زندگی کو کیسے بدل کے رکھ دیا؟ اس لئے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم باطن کی یہ نعمت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے اپنے آپ کو کھپا دیں۔''

اہل اللہ کی صحبت فرض ہے:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج زمانے میں اہل اللہ کی صحبت کو میں فرض عین کہتا ہوں۔ یہ حکیم الامت کے الفاظ ہیں ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ، بہت بلند مقام کے بزرگ ہیں۔ ان کا درس تفسیر بڑا معروف، رمضان المبارک میں سینکڑوں علماء جو اپنے اپنے مدارس میں تفسیر پڑھاتے تھے ان کے ہاں تفسیر کا دورہ کرنے جاتے تھے۔ اللہ نے علماء میں اتنا مقبول بنایا تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنا دورہ حدیث محدث اعظم حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا جب حضرت نے بخاری شریف پڑھا دی تو اس کے بعد فرمایا (طلباء کو مخاطب کر کے) کہ جتنی بار چاہو بخاری شریف ختم کر لو جب تک

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی نہ کرو گے تم روح علم سے محروم رہو گے۔ چنانچہ حضرت سوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ صحبت اہل اللہ حاصل کئے بغیر اخلاص کا مل مل جانا یہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور نور باطن:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں ''نور باطن راز سینہ درویشاں باید جست'' یہ باطن کا نور درویشوں کے سینے سے تم حاصل کرو۔ یہ سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتا ہے۔

حضرت مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سیکھ کر ذکر کرنے کی اہمیت:

حضرت مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت تبلیغ میں اللہ نے اونچا مقام دیا۔ ایک مرتبہ ان کا بیان تھا اور ان کا یہ بیان عاجز نے خود سنا اور آج ممبر پر بیٹھ کے یہ فقرہ نقل کر رہا ہوں کہ انہوں نے بیان میں یہ کہا کہ جب تک تم کسی سے سیکھ کر ذکر نہیں کرو گے تبلیغ میں جوتیاں چٹخانے کے سوا تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ یہ بھرے مجمع میں انہوں نے فرمایا۔ یہ ذہن میں رکھیں ہمارے اکابر علمائے دیو بند میں جتنا کثرت سے ذکر کرنے والے حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ تھے اتنا کثرت سے ذکر کرنے والا اکابر میں کوئی دوسرا نہیں۔ اس ذکر کی برکت سے اللہ نے ان پر دعوت کے کام کو کروایا۔ اور آج دیکھئے دنیا بھر کے ممالک میں اللہ رب العزت اس محنت کے ذریعے لوگوں کے ایمان کے حفاظت فرما رہے ہیں۔

مولانا روم کا قال سے حال میں تبدیل ہونا:

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بے عنایت حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہ تست ورق

کہ حق اور خاصان حق کی عنایت کے بغیر تم فرشتے بھی بن جاؤ گے تمہارا نامہ اعمال

www.besturdubooks.wordpress.com

سیاہ رہے گا۔اس لئے فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مشہور واقعہ ہے بیٹھے بچوں کو پڑھا رہے تھے وضو کے لئے تالاب بھی قریب تھا۔تو اس وقت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ آئے۔انہوں نے آ کے پوچھا مولانا روم سے کہ ایں چیست؟(یہ کیا ہے)ایں قال است (یہ قال ہے)۔حضرت نے کتاب مانگی اور لے کر پانی میں ڈال دی۔اس زمانے میں فوٹو کاپیاں تو ہوتی نہیں تھیں۔مخطوطہ نسخے ہوتے تھے جو قلم اور سیاہی سے لکھے جاتے تھے۔کتاب کو پانی سے بچانا بڑا ضروری ہوتا تھا۔مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بڑے گھبرائے کتاب ہی گئی۔تو جب انہیں گھبرائے دیکھا انہوں نے ہاتھ ڈالا اور شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب نکالی۔اس کو جو ہاتھ سے جھاڑا تو اس میں سے دھول نکلنے لگی۔مولانا روم حیران !کہا ایں چیست؟(یہ کیا ہے)۔انہوں نے فرمایا کہ ایں حال است۔(یہ حال ہے)۔تو یہ نعمت ہے جو اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر ملتی ہے۔یہ صاحب قال پھر بالآخر صاحب حال بن جاتے ہیں۔

علامہ عبدالحق محدث دہلوی کی نصیحت:

علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں پڑھنے کے لئے گیا تو میرے والد صاحب نے مجھے پیچھے سے خط لکھا اور فرمایا بیٹے !ملائے خشک و ناہموار نہ باشی (ملّائے خشک و ناہموار نہ بننا)۔کئی خشکے بھی ہوتے ہیں نا۔آپ سمجھ رہے ہونگے۔

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت تھانوی سے بیعت:

چنانچہ سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آئے اور بیعت ہو گئے۔ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ عربیت کے ایسے ماہر، زبان پہ آپ کو اتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

عبور حاصل ہے تو آپ نے کیوں بیعت کر لی کسی کی؟ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں جا کر اپنی جہالت کا اندازہ ہوا۔ تم تو مجھے بڑا عالم کہتے ہو۔ نکتے کی بات فرماتے ہیں فرماتے تھے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ سے ایک دعا منگوائی جن میں محبت اہل اللہ کو اعمال پر مقدم کروایا۔ نبی ﷺ نے کیا دعا کی۔

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ حُبَّكَ ﴾

اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں۔ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ۔ جو آپ سے محبت کرتے ہیں میں ان کی محبت کا سوال کرتا ہوں۔

﴿ وَحُبَّ عَمَلٍ يُبَلِّغُنَا اِلٰى حُبِّكَ ﴾

اور جو اعمال آپ کی محبت کو بڑھاتے ہیں ان کا بھی سوال کرتا ہوں۔ تو فرماتے ہیں اہل اللہ کی محبت پہلے' اعمال کی محبت کی دعا بعد میں' فرماتے تھے اس بات کی دلیل ہے صحبت اولیاء سے انسان کو نیک اعمال کی توفیق ملا کرتی ہے۔ اس لئے انہوں نے شعر کہا ؎

ان سے ملنے کی ہی یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

حضرت مرشد عالم کی عجیب مثال:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اولاد کون دیتا ہے؟ تو سب کہتے اللہ۔ حضرت فرمایا کرتے تھے ماں باپ ذریعہ بن جاتے ہیں۔ پھر فرماتے بارش کون برساتا ہے؟ سب جواب دیتے اللہ۔ پھر فرماتے بادل اس کا زریعہ بن جاتے ہیں۔ پھر فرمایا دلوں میں نور کون عطا کرتا ہے؟ اللہ! مگر شیخ استاد اس نور کے آنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ کوئی عجیب بات ہے جو سمجھ میں نہ آئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک ہے نظر بد۔ بری نظر لگ جانا۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا العین حق ۔ کہ نظر لگ جاتی ہے۔ جس سے دوسرا بندہ بیمار ہو جاتا ہے۔ اور بچوں کو بھی نظر لگتی ہے کثرت کے ساتھ۔ کیونکہ بچے بہت ہی پیارے ہوتے ہیں۔ اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ نظران کو ماں یا باپ کی زیادہ لگتی ہے۔ بہرحال نظر لگ جاتی ہے۔ تو نظر اتار کی جو دعا تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بھی بتائی۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور انہوں نے کہا جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو نظر لگ جاتی ہے۔ کیا کروں، دم کرلیا کروں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ تو معلوم ہوا بری نظر دوسرے پہ اپنا اثر ڈال لیتی ہے۔ یا بہت محبت کی نظر سے دیکھو تو دوسرے پر اثر ڈال دیتی ہے۔ اب دیکھئے جس نظر کے اندر حسد ہے، عداوت ہے، بغض ہے، کینہ ہے اگر وہ نظر دوسرے پہ اثر ڈال سکتی ہے تو اہل اللہ کی وہ نظر جس میں الفت ہے، محبت ہے، اخلاص ہے، اللہ کی رضا ہے پھر یہ نظر دوسرے پر اپنا اثر کیوں نہیں ڈال سکتی؟

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پر پُر اثر دلائل:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قلت، میں کہتا ہوں

﴿ وَضِدُّ هٰذَا الْعَيْنِ نَظْرُ الْعَارِفِيْنَ ﴾

یہ جو بری نظر لگ جاتی ہے اس کا ضد کیا ہے وہ عارفین کی نظر ہے۔

﴿ فَاِنَّهٗ مِنْ حَيْثُ التَّاْثِيْرِ الْكَثِيْرِ ﴾

اس لئے کہ یہ عارف کی نظر بڑی مؤثر ہوتی ہے۔

﴿ يَجْعَلُ الْكَافِرَ مُؤْمِنًا ﴾

یہ کافر کو مومن بنا دیتی ہے

﴿ وَالْفَاسِقَ صَالِحًا ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

فاسق بندے کو نیک بنا دیتی ہے

﴿ وَ الْجَاهِلَ عَالِمًا﴾

جاہل کو عالم بنا دیتی ہے

﴿ وَالْكَلْبَ اِنْسَا نًا﴾

بلکہ کتے کو انسان بنا دیتی ہے۔دیکھیں جنت میں کون جائے گا؟ انسان جائیں گے۔مگر ایک ایسی بھی مثال ہے کہ ایک جانور، کتا کچھ اللہ والوں کے ساتھ لگ گیا۔انہوں نے بھی کہہ دیا کہ جاؤ جان چھوڑو ہماری، وہ پیچھے پیچھے، ساتھ ساتھ رہا۔اللہ اکبر! اس کتے کی محبت اللہ کو پسند آئی قرآن میں تذکرہ۔

﴿وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ﴾ (سورۃ الکھف: آیت ۱۸)

اسکا تذکرہ فرمادیا۔تو کسی پنجابی شاعر نے اس پر اشعار کہے۔کہ جب کتے کو کہا کہ تم چلے جاؤ۔تو اس نے آگے سے جواب دیا ؎

نہ میں بھونکاں تے نہ میں ٹونکاں

تے نہ میں شور مچاواں

تے نیکاں دے لڑ لگیاں سائیاں

میں وی جنت وچ وڑ جاواں

ہے کتا کہتا ہے نیکوں کے ساتھ لگا ہوں میں بھی جنت میں چلا جاؤں گا۔مفسرین نے لکھا اللہ نے اس کتے کو یہ خوشخبری دی کہ ہاں! نیکوں کی صحبت کی وجہ سے قیامت کے دن انسانی شکل میں لاکر میں تمہیں جنت عطا فرمادوں گا۔اگر کتے کو انسان بنا سکتی ہے تو یہ نظر انسان کو اچھا انسان کیوں نہیں بنا سکتی۔وہ فرماتے ہیں

وھاب لانھم منظور ون بنظر الجمال

اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی جمال کی نظر سے یہ لوگ بڑے منظور ہوا کرتے ہیں۔تو یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

صحبت عجیب! چنانچہ اتباع کی برکت دیکھیے، پیچھے چلنے کی، نبی ﷺ کی اتباع جنہوں نے کی ان میں صدیقین تھے، شہداء تھے، صالحین تھے۔ یہ وہ جماعت ہے جن پر اللہ کی نعمتیں ہوئیں۔

عجیب نکتہ:

﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ﴾ (سورۃ النساء آیت:۶۹)

تو یہاں پر ایک تفسیر نے عجیب نکتہ لکھا وہ فرماتے ہیں کہ اتباع کی برکت دیکھو کہ انبیاء معصوم ہیں مگر اللہ نے اتباع کی برکت سے (ان کو وٗ عاطفہ کے ساتھ جوڑ دیا صدیقین کے درمیان جو وٗ ہے یہ عاطف ہے) غیر معصومین کو وٗ عاطفہ کے ساتھ اکٹھا فرما دیا۔ تو ایک آیت میں اللہ یوں اکٹھا فرما دیتے ہیں تو آخرت میں اکٹھا نہیں فرمائیں گے۔

عقلی دلیل:

آج یہ دنیا سائنسی عقلی باتیں زیادہ سمجھتی ہے۔ ایک آم ہوتا ہے جسے کہتے ہیں 'لنگڑا' ہے لنگڑا مگر ساری دنیا کا سفر کرتا ہے ٹانگوں والوں سے اچھا۔ ہم نے دیکھا کینیڈا میں آم جا رہا ہے۔ کونسا؟ جی لنگڑا۔ ہم نے کہا دیکھو لنگڑا ادھر بھی پہنچ گیا۔ کیا لنگڑا ہے! نام کا لنگڑا لیکن ذائقے کا، خوشبو کا بہت اچھا۔ لوگ کیا کرتے ہیں؟ دیسی آم اگاتے ہیں اور اس کی ایک شاخ کے اوپر Grafting کرتے ہیں اس لنگڑے آم کی۔ چونکہ دیسی آم کے اندر اتنا رس نہیں ہوتا، لذیذ بھی نہیں ہوتا، خوشبودار بھی نہیں ہوتا۔ اور پھل بھی تھوڑا سا آتا ہے۔ تو Quantity اور Quality دونوں میں اتنی زیادہ...... نہیں ہوتی لیکن جب لنگڑے آم کے ساتھ اس کی Grafiting کی جاتی ہے، اس کو جوڑ دیا جاتا ہے تو شاخ کے آپس میں جڑنے کے بعد اس کو کہتے ہیں 'پیوندکاری۔ یہ پیوندکاری کا عمل ایسا ہے کہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

شاخ بڑھنے لگ جاتی ہے اور اس شاخ پر پھر وہی آم لگتا ہے تو تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے، رس بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے اور اس کے اندر خوشبو بھی بہت زیادہ ہوتی ہے یہی مثال ہے کہ جو بندہ اللہ والوں کی صحبت میں آئے اور اپنے دل کی اس کے دل کے ساتھ پیوند کاری کر لے۔ یہ دیسی ہوگا اور اللہ والے ماشاء اللہ! اعلیٰ قسم کے آم کی مانند ہوتے ہیں ان کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ پھر اس کے پھل کو بھی بڑھا دیتے ہیں، اور اس کی کوالٹی کو بھی بہتر فرما دیتے ہیں۔

جتنی بڑی قربانی اتنی اللہ کی مہربانی:

ایک درخت کا پھل ہے جس کو آملہ کہتے ہیں۔ یہ جو حکیم لوگ ہیں ان کے استعمال میں کثرت سے رہتا ہے۔ آملہ مختلف بیماریوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا کہ آملہ کے دو دانے تھے گرے پڑے تھے۔ کسی نے کہا بھئی! میں آپ کو اٹھاتا ہوں ر آپ کے جسم میں سوئیاں چبھوں گا' آگ پہ آپ کو چڑھاؤں گا۔ آپ کو یہ ساری تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ لیکن جب تکلیف برداشت کر لیں گے تو آپ کی قیمت ڑھ جائے گی۔ چنانچہ ایک آملے نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ جس حکیم نے اسے اٹھایا تھا ں نے پہلے اس کو سوئیاں چبھو کر اس کے اندر جو کڑوا پانی تھا، رس تھا وہ نکالا۔ نکالنے کے بعد اس نے پانی گرم کیا اور اس کو ڈال کے ابالا۔ اتنا جوش دیا اتنا جوش دیا کہ آملہ بالکل نرم ہو گیا۔ اس کی جو سختی تھی نرمی میں بدل گئی۔ اب جب نرم ہو گیا تو اس کے اوپر سونے کا ورق چڑھایا، چاندی کا ورق چڑھایا اور اس کو اس نے شیرے کے اندر رکھا۔ چینی کا بنا ہوا۔ اس کو کہتے ہیں آملے کا مربہ۔ یہ آملے کا مربہ ایسا کہ انسان کے دل کی تقویت کا سبب بنتا ہے۔ چنانچہ حکیم لوگ پہلے زمانے میں جو دل کی کمزوری کا علاج کرتے تھے۔ تو وہ بڑے دماغی کام کرنے والوں کو دیتے تھے آملے کا مربہ استعمال کریں۔ یہ بادشاہوں کو پیش

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا جاتا تھا۔سونے کے ورق میں لپیٹ کے،اور چاندی کے ورق میں لپیٹ کے اور ایک ایک دانہ کئی کئی روپے مہنگا بکا کرتا تھا۔تو فرمایا کہ جس نے جان مجاہدے کے لئے پیش کی اس کی شان تو بڑھی کہ بادشاہوں کے ہاتھوں میں پہنچا سونے کا ورق لگ کے ان کی غذا بنا۔اور آملے کا دوسرا دانہ،اس نے کہا بھئی! مجھ سے مجاہدے برداشت نہیں ہوتے۔تو میں تو ادھر پڑا ہوں۔لہٰذا وہ وہیں پڑا رہا۔اس کے اوپر سورج کی دھوپ پڑی،ہوا کا اثر ہوا، بارش کا اثر ہوا لہٰذا اس کے اوپر جو تازگی تھی وہ خشکی میں بدل گئی۔جو حسن ظاہر تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔سیاہی مائل بن گیا۔دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔اب صفائی کرنے والا خاکروب آیا اس نے جھاڑو کے ساتھ اس کو بھی اکٹھا کیا۔اور ایسے بدشکل کے جو آملے تھے،سیاہ شکل کے جو آملے تھے اس کی بوری بھری اور کسی حکیم کو پہنچائی۔حکیم نے اسے معمولی قیمت دیدی۔حکیم نے سوچا کہ میں اسے کیا کروں؟ چنانچہ حکیم نے اس آملے پیس لیا۔اب اس کو پسنا پڑا۔جب پس کے یہ بالکل سفوف ہو گیا تو اس نے اس کی پڑیاں بنالیں۔کس لئے؟ قبض کے علاج کے لئے۔اب یہ آملہ انسان کو دیا جاتا ہے قبض توڑنے کے لئے۔سوچو اللہ نے اس کے ذمے پاخانے کو دھکیلنے کا کام لگا دیا۔تم بندے کے پیٹ میں جاؤ اور پاخانے کو دھکیلو۔تو جس نے مجاہدے کیلئے پیش کیا اپنے آپ کو ورق لگا کے بادشاہوں کے پاس پہنچا اور جس نے پیش نہ کیا قیمت بھی کم لگی اور کام بھی ذمے لگا کہ وہ پاخانہ دھکیلتا پھرے۔فرماتے ہیں جو انسان ہیں ایک اپنے آپ کو مشائخ کے حوالے کر دیتا ہے۔وہ محنت کر کے اس کے دل میں اللہ کی محبت کا بیج ڈال دیتے ہیں، جگا دیتے ہیں۔یہ وہ ہوتا ہے جس کے جوتوں کو وقت کے بادشاہ اپنے سروں کا تاج بناتے ہیں۔اور ایک دوسرا ہوتا ہے جو ان مشائخ کے صحبت میں نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا کے پیچھے لگا دیتے ہیں جیسے یہ پاخانے کو دھکیلتا پھرتا تھا یہ بندہ دنیا کے نجاست کو دھکیلتا پھرتا ہے۔اس کے پیچھے پڑا ہوتا ہے۔تو معلوم ہوا کہ ہم اللہ والوں کی صحبت میں آئیں تو ہمیں یقیناً اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت کی طرف سے رحمتیں ملیں گی۔اس لئے حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ ، یہ انگریزی تعلیم یافتہ تھے، بڑے اعلیٰ افسر تھے اپنے وقت کے۔ان سے کسی نے پوچھا تھا کہ مجذوب صاحب! آپ تو 'مسٹر' تھے آپ کی 'ٹر' کیسے ختم ہوگئی؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آیا شیخ کی ایک لمحہ کی صحبت نے مجھے اس غفلت سے نکال کر اللہ کے اولیاء میں کھڑا کر دیا۔فرماتے ہیں ۔

نقش بتاں مٹایا سکھایا جمال حق
آنکھوں کو آنکھیں ،دل کو میرے دل بنا دیا
آہن کو سوز دل سے کیا نرم آپ نے
نا آشنائے درد ، کو بسمل بنا دیا

یوں اللہ کی محبت نے تڑپا کے رکھ دیا۔چنانچہ اللہ کی محبت میں تڑپا کے رکھ دیا۔

اہل اللہ کی صحبت میں نفع کی وجوہات:

اہل اللہ کی صحبت میں نفع کی چار وجوہات ہیں۔پہلی وجہ: کہ جس طرف ان کے دل متوجہ ہوتے ہیں اللہ کی رحمتیں، اللہ کا فضل بھی اس طرف متوجہ ہوتا ہے۔ایک بزرگ سے کسی خادم نے پوچھا حضرت اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر جو آدمی کہتا ہے مجھے بھی فیض ملتا ہے۔کیا مطلب ہے؟ پہلے زمانے میں ہاتھ کے پنکھے ہوتے تھے جو چھت پر لٹکے ہوتے تھے اور رسی سے اس کو کھینچتے تھے۔ہم نے اپنے بچپن میں وہ زمانہ دیکھا۔ہم بھی چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے تو بڑے بیٹھ کے کھانا کھاتے تھے ہم رسی کھینچ کے پنکھا چلاتے تھے۔وہ پنکھا اتنا بڑا ہوتا تھا کمرے کے سائز کا کپڑا لٹکتا تھا، کمرے کے سب لوگوں کو ہوا ملتی تھی۔یہ خادم بھی پنکھا چلا رہا تھا۔انہوں نے پوچھا کہ بتاؤ یہ پنکھا کس لئے چلا رہے ہو؟ حضرت! آپ کے لئے۔ساتھ والوں سے پوچھا ہوا آپ کو بھی لگ رہی ہے۔سارے کہنے لگے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگ رہی ہے۔ فرمایا بالکل اسی طرح اللہ رحمتیں تو اپنے مقبول اللہ بندوں پہ فرماتے ہیں اس کے پاس بیٹھنے والے اس رحمت کی ہوا سے محروم نہیں رہتے ۔ دوسری وجہ: ان بزرگوں کے ملفوظات سن کر انسان کو نفس کے رذائل کا پتہ چلتا ہے۔ ورنہ نفس کی خباثتوں کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ اب جیسے کوئی آپ سے سوال پوچھے کہ جی وسوسہ تو شیطان کی طرف سے بھی آتا ہے اور وسوسہ انسان کو اپنے نفس کی طرف سے بھی آتا ہے تو سالک کو کیسے پتہ چلے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے یا نفس کی طرف سے ہے۔ کوئی بھی عام طالب علم جواب نہیں دے سکتا۔ اس کا جواب کون دے گا؟ وہ جس کو اللہ نے نور فراست دے رکھی ہے۔ وہ سمجھائے گا۔ دونوں قسم کے وسوسے میں پہچان کیسے کی جائے گی۔

تیسری وجہ: اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر جب انسان ان کو اپنے حالات بتاتا، سناتا ہے تو ان کی مقبول دعاؤں کے اوقات میں یہ بندہ ان کو یاد آجاتا ہے۔ ان کی دعاؤں میں حصہ پڑ جاتا ہے۔

چوتھی وجہ: انسانی طبیعت میں نقل صفات کا خاصہ ہے۔ لہٰذا ان کی محفل میں بیٹھ کر انسان کو نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿ فِيهِ اِسْتِحْبَابُ دُعَاءِ مُسْتَحْضَرُ الصَّالِحِيْنَ ﴾

نیکوں کی محفل میں بیٹھ کر دعا مانگنا یہ مستحب ہے

﴿ فَاِنَّ عِنْدَ ذِكْرِهِمْ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ ﴾

اس لئے کہ نیکوں کے تذکرے سے اگر رحمت اترتی ہے تو

﴿ فَضْلاً عَنْ وُجُوْدِهِمْ وَحُضُوْرِهِمْ ﴾

تو جہاں وہ خود موجود ہوں اور جہاں ان کو خود حاضری ہو پھر اللہ تعالیٰ اس جگہ کتنی رحمتیں نازل فرمائے گا جن کے تذکرے پر اللہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک سوال کا مؤثر جواب:

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جی ہم نیکوں کی صحبت میں تو آئیں گے مگر کسی ایک شیخ سے بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم جہاں چاہیں گے جائیں گے۔ کیونکہ نفس جو ہے یہ دنیا کا سب سے بڑا غیر مقلد ہے۔ وہ نہیں چاہتا کسی کے پیچھے چلے۔ یہ کہتا ہے کسی ایک کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ بس میں جہاں چاہوں گا بیٹھ جاؤں گا۔ مگر یہ تو ایسا ہوا کہ مریض کہے کہ کسی ایک ڈاکٹر سے دوا لینے کی کیا ضرورت ہے۔ صبح کسی سے لونگا، دوپہر کسی سے، شام کسی سے تو علاج ہو جائے گا؟ خاندانی ڈاکٹر رکھتے ہیں۔ یہ ہماری History جانتا ہے، اس کو پتہ ہے ہماری طبیعت کا، یہ ہماری طبیعت کے موافق ہمیں دوا دیگا۔ بالکل اسی طرح ایک شیخ کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ بندے کی طبیعت سے واقف ہو جاتا ہے لہٰذا وہ اس کی طبیعت کے مطابق اس کو علاج بتا دیتا ہے۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ ایک، اسکے بندے کئی۔ رسول ہمارے ایک امتی کئی۔ امام ہمارے ایک اور اس کے مقلد ہزاروں۔ باپ ایک اور اس کے بیٹے کئی۔ میاں ایک اور بیویاں کئی۔ معالج ایک اور اس کے طبیب کئی۔ پیر ایک اور اس کے مرید کئی۔ اور اگر بیوی ایک اور خاوند زیادہ، بندہ ایک اس کے خدا زیادہ، اسی طرح مرید ایک اور اس کے پیر زیادہ۔ پھر کیا اصلاح ہوگی؟ اس لئے ''یک گیر محکم بگیر'' ایک کو پکڑلو مضبوطی سے پکڑلو۔ پھر دیکھو اللہ رب العزت کی طرف سے کیسے رحمتیں نازل ہوتی ہیں؟

وصول الی اللہ کا نسخہ:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے وصول الی اللہ کا ایک نسخہ بتایا ہے اور عجیب بات لکھی ہے پڑھ کے حیران ہوا۔ فرماتے ہیں ایک نسخہ میں لکھ رہا ہوں اس کو اپناؤ' کونسا نسخہ؟

پہلی بات: اعمال میں ہمت کر کے ظاہراً باطناً شریعت کے پابند بنو۔ دوسری بات

www.besturdubooks.wordpress.com

کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔ تیسری بات شیخ کی صحبت اختیار کرو۔ چوتھی بات: جب ان سے دور ہو تو ان کی کتابوں سے، مواعظ سے، اس کے ملفوظات سے فائدہ اٹھاؤ۔ اگر یہ چار کام تم کرلو گے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ٹھیکہ لیتا ہوں کہ آپ لوگ باخدا بن جائیں گے۔ یہ الفاظ لکھے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا۔

چنگے سنگترے:

ایک بزرگ جارہے تھے راستے میں ایک آدمی سنگترہ بیچ رہا تھا۔ آواز لگا رہا تھا چنگے سنگترے۔ چنگے پنجابی کا لفظ ہے جس کا معنیٰ ہے اچھے۔ ان بزرگوں نے جب سنا تو ان کے اوپر حال پڑا اللہ اللہ عجیب کیفیت۔ طبیعت سنبھلی لوگوں نے پوچھا کہ حضرت! کیا ہوا؟ فرمایا سنا نہیں وہ کیا کہہ رہا ہے؟ حضرت وہ تو سنگترے بیچنے والا آواز لگا رہا ہے سنگترے بیچنے کے لئے۔ کہا نہیں نہیں سنو کیا کہہ رہا ہے؟ حضرت سنگترے بیچ رہا ہے۔ فرمایا سنو کیا کہہ رہا ہے۔ حضرت ہم نہیں سمجھ پارہے۔ فرمایا دیکھو کہہ رہا ہے چنگے سنگ، ترے جو نیکوں کے سنگ لگ جاتے ہیں وہ تر جاتے ہیں کشتی کنارے لگ جایا کرتی ہے۔

نیکاں دے لڑ لگیاں میری جھولی وچ پھل پے\
تے بریاں دے لڑ لگیاں میرے اگلے بھی ڈل پے

....

جہاں عطر بکتا ہے جاؤ وہاں گر\
تو آؤ گے ایک روز کپڑے بسا کر\
جہاں آگ جلتی ہے جاؤ وہاں گر\
تو آؤ گے ایک روز کپڑے جلا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک صاحب کہنے لگے کہ جی آگ جل رہی تھی اور میں وہاں جا کے بیٹھا رہا میرے کپڑے تو کوئی نہیں جلے۔تو شاعر نے اس کا بھی جواب دیا۔

یہ مانا کہ کپڑے بچاتے رہے تم
مگر آگ کی سینک کھاتے رہے تم

بدکاروں کے پاس بیٹھو گے تو معصیت پہنچے گی۔

نیک دوست کی مثال:

نبی ﷺ نے بہت اچھے انداز سے بات سمجھا دی۔فرمایا نیک دوست کی مثال عطار کی مانند ہے۔اس سے دوستی لگاؤ کبھی نہ کبھی عطر دے ہی دیگا۔نہ بھی دے گا تب جتنی دیر بیٹھو گے تو خوشبو تو آئے گی۔اور برے دوست کی مثال فرمایا کہ جیسے لوہار کی بھٹی ہوتی ہے۔تو کوئلہ،کالا،اور نہ دیا تو کوئلے کی جو کالک ہے،سیاہی ہے وہ تو ضرور ملے گی۔اس لئے ہمیں نیکوں کی صحبت کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ اللہ رب العزت کی رحمت متوجہ ہو۔

صحبت پر عقلی دلائل:

ٹرین کے ڈبے ہوتے ہیں ایک فرسٹ کلاس کا ڈبہ،ایک تھرڈ کلاس کا ڈبہ۔فرسٹ کلاس کے ڈبے نے تھرڈ کلاس کے ڈبے کو کہا کہ تم کیا ہو،مصیبت،زنگ لگا ہوا ہے،چلتے ہوئے چوں چوں کرتا رہتا ہے،نہ تیری سیٹیں اچھی نہ تیرے اندر ٹھنڈک کا کوئی انتظام،نہ کوئی اور آرام دہ چیزیں۔میرا مقام دیکھو فوم کے گدے لگے ہیں،ائرکنڈیشنڈ چل رہا،کیا آرام دہ ماحول بنا ہوا ہے۔تو تھرڈ کلاس کے ڈبے نے کہا اس کو کہ جناب! میں آپ کی بڑی شان کو مانتا ہوں،تسلیم کرتا ہوں مگر ایک بات بتاؤں کہ میری کنڈی آپ کی کنڈی میں پھنسی ہوئی ہے لہٰذا آپ جس منزل پر جائیں گے میں تھرڈ کلاس کا ڈبہ بھی اسی منزل پہ جاؤں گا۔یہی اللہ والوں کا معاملہ ہے کہ یہ لوگ فرسٹ کلاس کے ڈبے ہوتے ہیں جو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کی رضا والے اسٹیشن کی طرف جا رہے ہوتے ہیں جو اپنی کنڈی ان کے ساتھ پھنسا دیتا ہے اللہ اس کو بھی اس رضا والے اسٹیشن پر پہنچنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ اب آپ اس کی دلیل مانگیں گے۔ قرآن مجید سے بھی دلیل اور حدیث پاک سے بھی دلیل سنیئے اور دل کے کانوں سے سنیئے! اللہ رب العزت فرماتے ہیں

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾

وہی لوگ جو ایمان لائے

﴿ وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ ﴾

ان کی اولادوں نے ایمان کے ساتھ ان کے اتباع کی۔

﴿ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ﴾ (سورۃ الطور: آیت ۲۱)

ہم ان اولادوں کو بڑوں کے ساتھ اکٹھا فرما دیں گے۔ اعمال میں اونچ نیچ بھی رہی نا چونکہ نسبت ان کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اتباع کی وجہ سے، یہ چلنے کی کوشش انہوں نے کی۔ مفسرین نے لکھا اولاد ہوتی ہے دو طرح کی ایک جسمانی اولاد ایک روحانی اولاد۔ یہ جسمانی اولاد کے لئے بھی ہے۔ کہ اگر اللہ والوں کے اولاد میں سے کوئی ان کے نقش قدم پہ چلنے کی کوشش کرے مگر اس بلندی تک نہ پہنچے جہاں اکابر پہنچے تھے اپنی ہمت کوشش کرتا رہے۔ اس نسبت کی وجہ سے، اس برکت کی وجہ سے اللہ قیامت کے دن چھوٹوں کو اپنے بڑوں کے ساتھ اکٹھا کر دیں گے۔ فرمایا اس میں روحانی اولاد بھی شامل ہے۔ لہٰذا اگر کسی سے روحانی تعلق ہے، بندہ اتنا متقی نہ بن سکا، اتنا بلند پرواز نہ کر سکا لیکن کسی اہل دل کے ساتھ رشتہ جوڑ لیا محبت کا، دل کی کنڈی پھنسا دی تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں قیامت کے دن ہم اس روحانی اولاد کو ان کے روحانی والدین کے ساتھ اکٹھا فرما دیں گے۔ نبی ﷺ نے سادہ لفظوں میں بات سمجھا دی۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بندہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی۔ ذرا سوچئے! بالفرض اس عاجز کو اپنے شیخ کے ساتھ محبت ہے۔ پکی بات۔ یہ عاجز اپنے شیخ کے ساتھ۔ میرے شیخ کو ان کے شیخ کے ساتھ محبت، لہٰذا وہ ان کے ساتھ۔ ان کو اوپر والے شیخ کے ساتھ محبت، یہ سلسلہ چلتا چلتا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ تو یہ سارے کہ سارے کہاں جا کر اکٹھے ہوئے، صدیق اکبرؓ کے ساتھ، اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کس سے محبت؟ تو پھر جا کر Final صحبت نصیب کس کی ہوئی؟ قدموں میں جگہ کس کی ملی؟ معلوم ہوا اللہ والوں کے ساتھ محبت کا رشتہ جوڑیں گے اس کے صدقے اللہ قیامت کے دن اپنے محبوب کے قدموں میں جگہ عطا فرما دیں گے۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے بہت بڑی بات ہے۔ اس پر تو انسان اپنی زندگی لگا دے یہ سودا کر لے انسان۔ اس لئے کہ یہ محبت دین کے لئے۔

اللہ کے لیے محبت پر اجر عظیم:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جن لوگوں کے درمیان اللہ کے لئے محبت ہوگی۔ یہ جو سلوک اور طریقت کا تعلق ہے اس میں بھی محبت ہے اللہ کی۔ فرمایا

﴿اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ﴾

قیامت کے دن جن سات آدمیوں کو عرش کا سایہ نصیب ہوگا ان میں سے یہ دو بندے جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں ہونگے۔ تو پھر اس محبت کی کتنی قدر کرنی چاہیے۔ کتنی اس کی لاج رکھنی چاہیے۔ اس کو مضبوطی سے ضبط کرنا چاہیے تاکہ اللہ رب العزت اس محبت پر ہمیں زندہ رکھے اور اس محبت پر ہمیں دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر قیامت کے دن اس کے نظارے آپ دیکھیں۔ ہاں! ان بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کے انسان اکڑے نہیں، فخر نہ کرے، اپنے آپ کو کچھ سمجھنے نہ لگ جائے، شیطان اس راستے سے بھی تو بھٹکا دیتا ہے بندے کو۔ کہ میں تو بڑا قریبی ہوگیا ہوں، میں تو بڑا رابطہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھتا ہوں، اور 'میں'...... اور 'میں'۔ نہیں نہیں یہ 'میں' بندے کو مٹاتی ہے، مروا دیتی ہے۔ اس لئے عاجزی دل میں ہونی چاہیے۔ شکر ادا کریں اللہ کا اور طبیعت کے اندر 'میں' آنے کی بجائے عاجزی آنی چاہیے۔ عاجزی جتنی ہوگی اللہ کے ہاں اتنا مقبول ہوگا۔

محبت کے انداز نرالے:

ایک عجیب بات کتابوں میں لکھی ہے ابراھیم ادھم نے جب توبہ کی، یہ بلخ کے بادشاہ تھے۔ انہوں نے ارادہ کرلیا کہ میں بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے جاتا ہوں۔ ہر قدم پر دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے جا رہے تھے۔ ایک قدم بڑھاتے مصلیٰ بچھا کے دو رکعت نماز پڑھتے۔ ہر قدم پر دو دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے تقریباً اڑھائی سال میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ واہ میرے مولیٰ! آپ کی بھی کیا شان ہے اور آپ کے دنیا میں کیسے کیسے چاہنے والے؟ اتنے میں رابعہ بصریہ بھی آ گئیں۔ ابراھیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ رابعہ بصریہ پر اللہ کی خصوصی تجلیات ذاتیہ وارد ہو رہی ہیں۔ بڑے حیران! کہنے لگے رابعہ! تجھے یہ مقام کیسے ملا؟ فرمایا کہ شور تو آپ نے مچا رکھا ہے ہر قدم پر دو رکعت پڑھ کے آئے ہو۔ فرق بتاؤں؟ کہنے لگے بتائیں۔ کہنے لگی فرق یہ ہے آپ اس جگہ سر کی نیاز لے کے آئے ہیں اور میں اس جگہ پر دل کی نیاز لے کر آئی ہوں۔ میری اس نیازمندی کو اللہ نے پسند فرما لیا۔ تو اللہ والوں کی صحبت میں رہیں تو عاجز بن کر رہیں۔ پھر دیکھو کہ اللہ رب العزت کی کیا رحمتیں آتی ہیں؟ پھر ان بزرگوں کی محبت بندے کے دل میں Reflect ہو جاتی ہے۔ اور بندہ اللہ کا عاشق اور اللہ کا دیوانہ بن جاتا ہے۔ پھر دل اللہ کی محبت میں تڑپتا ہے۔ اللہ کی محبت میں اداس ہوتا ہے۔ انسان راتوں کو اٹھ کر رویا کرتا ہے۔ پتہ ہے یہ محبت کیا ہے؟ چنانچہ اشعار ہیں فرمایا ؎

محبت کیا ہے دل کا درد سے معمور ہو جانا

www.besturdubooks.wordpress.com

متاعِ جاں کسی کو سونپ کر مجبور ہو جانا
قدم ہے راہ الفت میں تو منزل کی ہوس کیسی
یہاں پر عین منزل ہے تھکن سے چور ہو جانا
یہاں پر سر سے پہلے دل کا سودا شرط ہے یارو!
کوئی آسان نہیں ہے سرمد و منصور ہو جانا
بسا لینا کسی کو دل میں ،دل کا ہی کلیجہ ہے
پہاڑوں کو تو بس آتا ہے جل کر طور ہو جانا

''طور پہاڑ پر اللہ کی تجلی پڑی تھی ریزہ ریزہ ہو گیا تھا، سرمہ بن گیا تھا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی تڑپا دینے والی مثال:

مولانا روم نے عجیب معرفت کی بات لکھی۔فرماتے ہیں کہ جب پہاڑ پر سورج کی روشنی پڑتی ہے تو Reflect ہوتی ہے، منعکس ہوتی ہے تب ہی ہمیں پہاڑ نظر آتے ہیں۔ اگر منعکس نہ ہوتو پہاڑ نظر نہ آئے۔روشنی پڑی سطح سے ٹکرا کر منعکس ہوئی پہاڑ ہمیں نظر آیا۔ عام دستور تو یہی تھا۔جب اللہ رب العزت نے اس پر اپنی تجلیات ذاتیہ ڈالی تو فرماتے ہیں پہاڑ نے یوں سوچا کہ اگر عام روشنی کی طرح یہ نور میری سطح سے ٹکرا کر چلا گیا تو میرے اندر کے حصے کو اس نور سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع نہیں ملے گا لہٰذا یہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا تا کہ میرے ہر ذرے میں اللہ کی تجلیات سمو جائیں۔اللہ اکبر کبیر!''

علماء نے لکھا ہے کہ شیخ سے جو محبت ہے وہ اس نظر سے کرو کہ یہ اللہ رب العزت کا چاہنے والا ہے ،اللہ سے محبت کرنے والا ہے ،اس کی راتیں ،اس کے دن ،اس کی صحبتیں ،اس کی شام ،اس کا اٹھنا بیٹھنا ہر وقت اللہ کی محبت میں گزر رہا ہے لہٰذا میں اللہ کے چاہنے والے ایک دل کے ساتھ محبت کر رہا ہوں۔اب ذرا نکتے کی بات سنئے !حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿رَبِّ أَرِنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْكَ﴾

اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں اپنے آپ کو دکھا دیجیے۔ فرمایا

﴿لَنْ تَرَانِيْ﴾

''دیکھ نہیں سکتے''

لیکن جب نبی ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں پیچھے نماز پڑھی۔

واقعہ معراج کے علمی نکات:

جب نبی علیہ السلام عرش پر تشریف لے گئے جب واپسی آئے تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حدیث پاک میں آتا ہے پوچھا کہ اللہ نے کیا دیا۔ پچاس نمازوں کا تحفہ۔ اے اللہ کے پیارے محبوب ﷺ میری امت سے بہت سی نمازیں چھوٹیں ذرا تخفیف کے لئے جائیے۔ نبی علیہ السلام نے دوبارہ عرض کی پانچ کم ہوگئیں، پھر پانچ کم ہوگئیں۔ نو دفعہ جانے سے پینتالیس کم ہوگئیں اور باقی پانچ رہ گئیں۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا اب تو مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے اب یہاں پر ایک دو علمی نکتے علماء نے عجیب لکھے۔ فرماتے ہیں یہ جو بار بار اوپر نیچے آنا جانا تھا اس میں اللہ رب العزت اپنے محبوب کی شان دکھانا چاہتے تھے۔ کہ اگر ایک دفعہ جاتے اور واپس آتے تو کہنے والے کہتے کیا ہوا جو ایک دفعہ قدرتاً چلے۔ کہا نہیں یہ ایک دفعہ کی بات نہیں میں نے اپنے محبوب کو وہ مقام دیا جائے جب چاہا اوپر آئے پھر نیچے گئے، پھر اوپر آئے پھر نیچے گئے نو دفعہ اوپر نیچے جانے کا شرف اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ یہاں پر دوسرا نکتہ یہ لکھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تھے ان میں سے اللہ کے خلیل علیہ السلام بھی تھے۔ ابراھیم علیہ السلام وہ تو راستے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نہیں بیٹھے تھے۔ اللہ کے کلیم بیٹھے تھے۔ اس میں کیا بات ہے؟ علماء نے لکھا ہے۔ بات یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ سے کہا تھا میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں اور اللہ نے فرمایا تھا نہیں دیکھ سکتے۔ اب موسیٰ علیہ السلام کو پتہ چلا کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو اپنے پاس اپنے دیدار کے لئے بلایا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے سوچا میں دیدار نہ کر سکا لیکن میں دیدار کرنے والوں کا دیدار تو کر سکتا ہوں۔ اس لئے راستے میں جا کر بیٹھ گئے جب اللہ کا دیدار کر کے آئیں گے میں سب سے پہلے ان کا دیدار کرونگا۔ فرمایا شیخ سے محبت اس لئے رکھو یہ وہ دل ہے جس پر اللہ کی تجلیات ذاتیہ نازل ہوتی ہیں، میرے اللہ! میں یہ سعادت حاصل نہ کر سکا مگر میں نے اس دل سے محبت کا رشتہ تو جوڑ لیا۔ پھر دیکھو کہ اللہ رب العزت کے ساتھ کیسے قبولیت نصیب ہوتی ہے؟ اللہ رب العزت کس طرح بندے کے ساتھ خیر کا معاملہ فرماتے ہیں؟ دعا ہے اللہ رب العزت ہمیں اپنی بارگاہ میں قبول فرمالے۔ اور اپنی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے۔

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (سورۃ النحل آیت ۹۷)

دلوں کو زندہ کرنا

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دیکھئے ہماری ذات بدلے گی ہمارے گھر کا ماحول بدلے گا۔ ہمارا معاشرہ بدلے گا ہمارے ملک کے حالات بدلیں گے پوری دنیا کے حالات بدل جائیں گے اگر انسانوں کے دل بدل جائیں۔

اسی لیے یاد رکھیے دل بدل جاتا ہے تو انسان بدل جاتا ہے۔ زندگی کے حالات بدل جاتے ہیں۔ مقصد حیات بدل جاتے ہیں۔ محبت و عداوت کے معیار بدل جاتے ہیں۔ کسب و تجارت کے احکام بدل جاتے ہیں۔ گھر بدل جاتا ہے۔ معاشرہ بدل جاتا ہے۔ اخلاق بدل جاتے ہیں۔ زمانہ بدل جاتا ہے تاریخ بدل جاتی ہے دن بدل جاتے ہیں راتیں بدل جاتی ہیں۔ ساتھی بدل جاتے ہیں پیمانے بدل جاتے ہیں۔ بلکہ مے خانے بدل جاتے ہیں۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دلوں کو زندہ کرنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (سورۃ النحل: آیت ۹۷)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دنیا اک تلاش میں ہے:

اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا۔ یہ اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل کا نور عطا کر دیا اور باقی مخلوق سے ممتاز کر دیا۔ ہر آدمی کے دماغ میں اس کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ چنانچہ کئی مرتبہ جب ایک ہی چیز کو وہ مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں۔ تو ان کی رائے مختلف ہو جاتی ہے۔ یہ اختلاف

www.besturdubooks.wordpress.com

رائے اتنی عام ہے کہ یہ آپ کو پوری دنیا کے ہر معاشرے میں ہر جماعت میں ہر جگہ پہ ملے گی۔ حتیٰ کہ گھر کی سطح پر بھی مختلف لوگوں کی سوچیں مختلف ہوتی ہیں۔ اگر ایک مذہب والے ایک بات پر متفق ہیں۔ تو دوسرے مذہب والے اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اگر ایک ملک والے ایک بات پر متفق ہیں تو دوسرے ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ایک خاندان والے لوگ ایک بات متفق ہیں تو دوسرے اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ہر جگہ پہ آپ کو یہ اختلاف ملے گا لیکن ایک ایسی بات ہے کہ جس پر اس وقت دنیا کے سارے انسان متفق ہو چکے ہیں کسی مذہب کے ہوں کسی ملک سے ہوں' کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں' عربی ہوں یا عجمی ہوں' گورے ہوں یا کالے ہوں' مومن ہوں یا کافر سب کے سب ایک بات پر متفق نظر آتے ہیں۔ اور وہ بات کیا ہے کہ اس وقت ہم جس دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ایک عالمگیر فساد مچ چکا ہے۔ ہر بندہ یہ کہے گا' ہر طرف فساد نظر آتا ہے۔ بے سکونی نظر آتی ہے' بے چینی نظر آتی ہے' پریشانی نظر آتی ہے۔

دنیا میں عالمگیر فساد:

آپ دنیا کی Develop Nation کے پاس چلے جائیں ہر دوسرا بندہ جواب دے گا Life is very difficult ساری دنیا کی سہولتیں اسکو میسر ہیں۔ من مرضی کی زندگی گزارتے ہیں۔ شتر بے مہار کی طرح اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرتے ہیں پھر کہتے ہیں Life is very difficult تو گویا اس وقت کے دنیا کے تمام انسان اس بات پر متفق ہو چکے ہیں کہ دنیا میں عالمگیر فساد برپا ہو چکا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ انسانیت اپنے ضمیر کے کندھوں پر اپنی لاش کو لے کر جارہی ہے۔ اس فساد کا کوئی تو حل ہوگا۔ اسے ڈھونڈنے میں سب لگے ہوئے ہیں اپنی اپنی سطح پر اپنی اپنی طرف سے ہر کوئی کوشش کر رہا ہے کہ میری پریشانی ختم ہو جائے میرے دل کو سکون مل جائے مجھے عزتوں بھری زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

نصیب ہو جائے۔ مگر ایک یہ ایسا مسئلہ ہے۔ جو ابھی لَایَنۡحَلّ نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ وجہ یہ کہ انسان اس الجھی ہوئی ڈور کا سرا ہی پکڑنے سے محروم ہو گئے۔ اک ڈور الجھ گئی جس کو سلجھانے میں سب لگے ہوئے ہیں۔ مگر اس کا سرا کسی کو کسی کے ہاتھ نہیں آتا۔ دنیا کے فلاسفر بیٹھے ہوئی ہیں اور ان پریشانیوں کو ختم کرنے کے لیے ہر وقت ان کا حل سوچ رہے ہیں۔ مگر ان کو سرا نہیں ملتا۔

متاعِ انسانیت ہے کہاں:

سرا نہ ملنے کی ایک بنیادی وجہ ہے ہم اپنے بڑوں سے ایک لطیفہ سنا کرتے تھے۔ کہ ایک آدمی روشنی میں روپیہ ڈھونڈ رہا ہے تو دوستوں نے پوچھا کیا کر رہے ہو۔ کہنے لگا روپیہ ڈھونڈ رہا ہوں۔ گر گیا تھا۔ انہوں نے بھی ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ سب لوگ مل کے روپیہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ روپیہ ملتا نہیں۔ جب تھک ہار چکے تو کسی نے اس سے یہ پوچھا کہ بھئی تمہیں یقین ہے کہ تمہارا روپیہ گرا تھا۔ اس نے کہا یہ تو یقین ہے گرا تھا مگر گھر کے اندر گرا تھا۔ مگر تم تو گھر کے باہر ڈھونڈ رہے ہو کہنے لگا وہاں اندھیرا تھا۔ یہاں روشنی تھی میں نے کہا چلو روشنی میں تلاش کرتے ہیں۔ اب یہ سارے لوگ اس روشنی میں ساری زندگی روپیہ ڈھونڈتے رہیں، روپیہ نہیں ملے گا۔ ہو بہو یہی مثال آج کے انسان کی ہے۔ اس کی متاع جو گم ہوئی وہ من سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ اس چیز کی متاع کو باہر کی دنیا میں ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ اس لیے اس فساد کا حل نظر نہیں آتا۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں پر
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی:

پوری دنیا کو قمقموں سے روشن کرنے کا دعویٰ کرنے والا انسان آج اس کے من میں اندھیرا ہے۔ اس لیے اس کو فساد کا حل نظر نہیں آتا یہ اپنے من میں ڈھونڈیں۔ جو متاع گم ہوئی ہے پھر سراہاتھ آئے گا۔ اس لیے آج دنیا کے فلسفی حل پیش کرتے ہیں۔ پریشانیوں کا کہ جی اقتصادی حالت اتنی اچھی ہو کہ ہر بندے کو کھانے کو مل جائے لیکن ہم اس بات کو دیکھ چکے کہ جہاں معاشرے میں سب کچھ بندوں کو کھانے کو ملا۔ تو وہاں وہ پیٹ بھر کر پھر بدمستیوں میں مشغول ہو گئے' کھاؤ پیؤ عیش اڑاؤ۔ اس عیاشی میں انہوں نے ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنا شروع کر دیا' تو پھر بے سکونی۔ بھوکے تھے تو بھی بے سکونی' جب پیٹ بھر گئے تو اس سے زیادہ بے سکونی۔ تو کسی نے کہا نہیں اس فساد یا پریشانی کا حل یہ ہے کہ سب کو تعلیم دو۔ یہ بھی ایک اچھا حل لیکن جس معاشرے میں سب تعلیم یافتہ ہیں۔ Education Rate سو فیصد کے قریب پہنچ چکا ہے یا 99% ہے۔ اس ماحول میں دیکھا کہ لوگ اس اپنے علم کو اس طرح اپنے بزنس میں استعمال کرنے لگے کہ لوگوں کا سب پیسہ جمع ہو کر ان کی جیبوں میں آنے لگا۔ پھر بھی بے سکونی ہے۔

کسی نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ اپنے اندر تنظیم پیدا کر لو۔ چنانچہ جن ملکوں کے اندر اعلیٰ درجے کی تنظیم ہے' اصولوں کی پابندی ہے۔ لوگ قانون کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ وہ قومیں جب آج اپنا پیٹ بھر چکیں تو اپنی خواہشات کی پیروی کے لیے انہوں نے دوسروں پر پابندیاں لگانا شروع کر دیں۔ ادھر یہ نہیں جا سکتا ادھر وہ نہیں جا سکتا۔ مرضی ہماری چلے گی گھر آپ کا ہے۔ مرضی ہماری تو اس میں بھی حل نظر نہ آیا۔ تو آخر کوئی حل تو ہے؟ یہ حل دنیا کے فلاسفر بتا ہی نہیں سکتے۔ اس لیے کہ یہ ان کے دماغوں سے بھی اونچی بات ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانی بدن ایک عظیم دنیا:

اصل وجہ یہ ہے کہ انسان اتنا گہرا ہے کہ اپنی ذات میں ایک دنیا ہے۔ اس لیے ہمارے مشائخ نے اسے عالم کبیر کہا۔ کہ یہ عالم کبیر ہے اور یہ عالم صغیر ہے۔ باہر جو کچھ ہے سب کچھ انسان کے اندر موجود ہے۔ آپ غور کریں کہ باہر زمین ہے انسان کا بدن اس کا بدل بن گیا۔ باہر زمین میں پہاڑوں کے سلسلے ہیں۔ انسان کے جسم میں ہڈیوں کے سلسلے ہیں۔ باہر کی دنیا میں پانی کے دریا ہیں۔ اندر کی دنیا میں خون کے دریا چل رہے ہیں۔ باہر کی دنیا میں کھیتیاں اگتی ہیں۔ انسان کے بازو اور باقی جسم پر چھوٹے چھوٹے بال ان کی مانند ہیں۔ باہر کی دنیا میں آپ کو جنگل نظر آتے ہیں۔ انسان کے سر پر بال یا بھنویں جسم کی کچھ جگہیں ایسی ہیں کہ ان حصوں پر بال آپ کو جنگل کی طرح نظر آتے ہیں۔ باہر کی دنیا میں ہوا ہے۔ تو انسان کے اندر روح اس کی مانند ہے۔ تو انسان ایک چھوٹی سی دنیا نظر آتی ہے۔ اور یہ دنیا اتنی پیچیدہ کہ اس کو سمجھنا ہر بندے کے بس میں نہیں۔ اسی کو حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ

دل دریا سمندروں ڈونگے
کون دلاں دیاں جانے ہو

دل کی دنیا اور انبیاء کرام علیہم السلام:

یہ دل اتنے گہرے ہیں کہ سمندروں کی پیائش تو انسان کر سکتا ہے کسی کے دل کی گہرائیوں کی پیائش انسان نہیں کر سکتا۔ ایسے پیچیدہ انسان کو سنوار کیسے لیا جائے۔ اس کے فساد کا حل کیسے ڈھونڈا جائے۔ اس کے لیے رب کریم نے اپنے بندوں پر احسان فرما کر انبیاء کرامؑ کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء کرامؑ جو دنیا میں آئے ان سب نے یہی بات سمجھائی کہ لوگو! جو طرز زندگی میں لے کر آیا ہوں' جو تعلیمات میں دنیا میں لے کر آیا ہوں ان تعلیمات پر عمل کرو گے تو تمہارے دلوں کو اطمینان ملے گا' سکون ملے گا' عزت ملے

www.besturdubooks.wordpress.com

گی۔اگر تم ان سے روگردانی کرو گے تو تم مشاہدات و تجربات کی ٹھوکریں کھاتے پھرو گے۔تمہیں منزل پر پہنچنا کبھی نصیب نہیں ہوگا۔

فساد کی جڑ کون؟

چنانچہ انبیاء کرام نے آکر حقیقت سے آگاہ کیا۔کہ اس سارے فساد کی جڑ فقط انسان ہے۔جتنا دنیا میں فساد نظر آتا ہے۔اس کی بنیاد حضرت انسان ہے۔جانور نہیں ہے۔آپ غور کریں کہ درندوں نے انسانیت کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا بگڑے ہوئے انسانوں نے اپنے ہاتھوں سے انسانوں کو پہنچایا کبھی سنا آپ نے کہ بھیڑیوں نے مل کر دوسرے بھیڑیوں پر حملہ کر دیا؟ شیروں نے مل کر انسانوں پر حملہ کر دیا؟ نہیں انفرادی طور پر تو کسی ایک جانور نے ایسا کیا ہوگا اجتماعی طور پر تو کبھی ایسا نہیں کیا۔جبکہ انسان اجتماعی طور پر ایسا کرتا ہے۔کچھ لوگ اپنے مفاد کی خاطر باقی دنیا کے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں۔تو فساد کی جڑ یہ خود انسان ہے۔کبھی درندوں نے کوئی تنظیم بنائی؟ کبھی آپس میں انہوں نے جوڑ نہیں کیا کہ ہم مل کر انسانوں کو نقصان دیں۔انسان مل کر تنظیمیں بناتے ہیں اور اپنے مفادات کی خاطر دوسروں کا جینا حرام کر دیتے ہیں۔انبیاء کرام علیہم السلام نے آکر اس حقیقت کو کھولا۔لوگو! فساد کی جڑ تمہیں بتا دی جائے۔سنو! ذرا دل کے کانوں سے۔

سنو ارشاد خداوندی ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ (سورۃ الروم:۴۱)

ترجمہ: خشکی اور تری میں جو فساد نظر آتا ہے وہ انسانوں کے ہاتھوں کی کمائی ہے۔

تو فساد کی بنیاد خود انسان ہے۔

فساد کا راستہ:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان اگر بگڑ گیا ہے تو پھر بگڑے ہوئے انسانوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

اصلاح کی بھی کوئی صورت ہوگی۔ تو انبیاء کرام نے وہ ڈور کا سرا بھی ہاتھ پکڑا دیا۔ انہوں نے بتایا کہ دیکھو جب مچھلی گلنا سڑنا شروع کرتی ہے تو ہمیشہ سر کی طرف سے گلنا سڑنا شروع کرتی ہے۔ انسان میں جب بھی فساد آتا ہے۔ ہمیشہ اس کے دل کے راستے سے آتا ہے۔ سب سے پہلے انسان کا عضو جو خراب ہوتا ہے وہ انسان کا دل ہے۔ دل کے سنورنے سے انسان سنورتا ہے۔ دل کے بگڑنے سے انسان بگڑتا ہے۔

دل کے بگاڑ ہی سے بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنوار لیا وہ سنور گیا

اب نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نورِ نبوت عطا کیا ہے، نورِ بصیرت عطا کیا، نورِ ایمان عطا کیا، نورِ قرابت عطا کیا کہ انہوں نے صحیح صحیح اس مرض کی نشاندہی کر دی۔ اللہ نے اپنے انبیاء کی مدد فرمائی انہیں حقائق سے آگاہ کیا۔ اس لیے قرآن مجید میں آتا ہے۔

﴿وَكَذَالِكَ نُرِىٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (سورۃ الانعام: آیت ۷۵)

اس طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین وآسمان کے ملکوت کی سیر کرائی۔

خود نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں عطا فرمائیں حدیث پاک میں آتا ہے۔

نبی پاک علیہ السلام نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الدُّنْيَا كَمَا هِيَ

اے اللہ چیزوں کی جیسی حقیقت ہے ہمیں وہ حقیقت آپ عطا فرما دیں۔

تو حقیقتوں کا پتہ انبیاء کو چلا اللہ رب العزت نے ان کو عقل سلیم عطا کی تھی۔ فطرت سلیمہ عطا کی تھی کہ انہوں نے صحیح صحیح اس مرض کی تشخیص کر لی کہ انسان کے بدن میں بگاڑ کیسے آیا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِي جَسَدِ بَنِي آدَمَ لَعُضْوًا اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ ......

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھو! لسان نبوت سے، اس مرض کی تشخیص کیسے ٹھیک ہو رہی ہے۔ کہ بنی آدم کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جب وہ خراب ہوتا ہے تو پورے جسم کے اعمال خراب ہوتے ہیں تو معلوم ہوا اس عالمگیر فساد کی جڑ انسان ہے۔ اور انسان کے فساد کی بنیاد اس کا بگڑا ہوا دل ہے۔

چھوٹا سا عجوبہ:

یہ جو دل ہے یہ ہے تو چھوٹا سا مگر بہت ہی کوئی گہری چیز ہے۔ یہ چھوٹا سا عجوبہ ہے، یہ سادہ بھی ہے عیار بھی ہے۔ مغرور بھی ہے خاکسار بھی ہے۔ بے خبر بھی ہے خبردار بھی ہے۔ یہ مسیحا بھی ہے، بیمار بھی ہے۔ یہ متقی بھی ہے، گنہگار بھی ہے۔ یہ طاقتور بھی ہے لاچار بھی ہے۔ یہ مجبور بھی ہے، مختار بھی ہے۔ یہ مقتول بھی ہے تلوار بھی ہے۔ گل بھی ہے تو یہ خار بھی ہے۔ یہ یکتا بھی ہے تو یہ خریدار بھی ہے۔ اگر یہ عشق کی محفل میں مدہوش ہے تو یہ عقل کی محفل میں عیار بھی ہے۔ یہ بگڑے تو بت کا بندہ ہے، اگر سنورے تو اپنے رب کا پرستار بھی ہے۔

من کی دنیا کا جائزہ:

دل کا رخ کس کی طرف ہے اللہ تعالیٰ کی طرف ہے یا دنیا کی خواہشات کو پورا کرنے کی طرف ہمیں آج کی محفل میں اپنے من کی دنیا میں جھانک کر دیکھنا ہوگا کہ ہمارے دل کی گاڑی کس رخ پر چل رہی ہے۔ کیا یہ دنیا کی محبت سے لبریز ہو چکا اور فقط دنیا کی خواہشات پوری کرنے کے لیے ہر وقت مصروف ہے یا یہ اللہ رب العزت کی محبت سے بھر گیا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے یہ ہر وقت کوشاں ہے۔ آج ہمیں اس بات کی ضرورت ہے اس لیے انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات کا نچوڑ کہ

تسخیر مہر و ماہ مبارک تمہیں مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ روشنی دل سے ملے گی یہ مینارۂ نور ہے انسان کے لیے چنانچہ انسان کا دل اتنا بگڑ چکا کہ آج اس میں انسانیت کا درد ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس نفسانفسی کے عالم میں ہر ایک اپنے مفاد پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ ایثار جس چیز کو کہتے تھے آج وہ زندگیوں سے نکل بھی گئی۔

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے:

جب انسان کے دل میں کسی کا درد نہ ہو تو پھر انسان کو پرواہ نہیں ہوتی۔ اچھا آپ بتائیے کئی مرتبہ موسم کی خرابی کی وجہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں مچھر مر جاتے ہیں۔ کبھی آپ نے اخباروں میں یہ خبر پڑھی کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ فلاں جگہ لاکھوں مچھر مر گئے۔ بڑی افسوس ناک خبر کہ فلاں جگہ لاکھوں مکھیاں مر گئیں۔ اس لیے کہ انسان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ بالکل اسی طرح جب انسان خود غرض بنتا ہے تو دوسرے انسان اس کی نظر میں مکھی، مچھر کی مانند بن جاتے ہیں۔ ان کے گھر اجڑ رہے ہوں ان کے معصوم بچے ان کی آنکھوں کے سامنے مر رہے ہوں ان کی عزتیں لوٹی جا رہی ہوں ان کو در بدر کیا جا رہا ہو۔ اس کرنے والے کو پرواہ نہیں ہوتی۔ یہ اپنی بات پر ڈٹا ہوا ہوتا ہے۔ کہ نہیں میری بات مانی جانی چاہیے۔ اسی لیے انسان کے سنورنے کے لیے اس کے دل کا سنورنا ضروری ہے اور دل کیوں نہیں سنور رہا۔ اس لیے کہ خود غرضی کی زندگی آ گئی ہے۔ کسی کا ایک شعر

رام رام جپ دیاں میری جیبا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا اے کی دھاڑ پئی

کہ رام رام کر کے میری زبان گھس گئی اور رام دل میں نہ بسا یہ مصیبت کیا بنی۔

گل وچ مالا کاٹ دی تے منکے لے پرو
دل وچ گھنڈی پاپ دی رام جپیاں کی ہو

جب دل میں ہی پاپ کی گھنڈی ہے تو اس میں رام جپنے سے کیا فائدہ لہٰذا آج اسی طرح ہوتا ہے کہ کہنے والے زبان سے انسانیت کے ہمدرد بن رہے ہوتے ہیں اور ان کے عملوں کو دیکھیں تو انسانیت کا جنازہ نکال رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ دل کی گھنڈی ہی کھلی نہیں ہوتی۔ اس وقت انسانوں پر ایک عجیب سے حالات ہیں۔ انسانیت پریشان نظر آتی ہے۔ لیکن اس کی بنیاد ہماری اپنی غفلت ہے اگر ہم نے اپنے دلوں کی بیماریوں کا علاج کیا ہوتا تو آج پریشانی کے یہ دن ہمیں دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

صیاد کو بھی تھا خوف کہ ہمراہ ملا کے
اب خوف ہے مدت سے دلوں رجا ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے

اک مدت عمر ہم نے غفلت میں گزار دی اپنے دلوں سے غافل
اپنے جہاں سے بے خبر سارے جہاں سے باخبر

فساد کی بنیاد خودغرض دل:

اور اسی میں ہم نے زندگی کی کامیابی سمجھ لی۔ اس وجہ سے آج یہ فساد بڑھتا ہی چلا گیا یاد رکھیے کہ ہر فساد کی بنیاد یہ خودغرض دل ہے۔ دلوں کے اندر جو خودغرضی چھپی ہوئی ہے۔ مفاد پرستی چھپی ہوئی ہے کسی بھی سطح کی ہو یہ اصل بنیاد ہے انسانوں کی پریشانی کی۔

دل کا علاج کیا ہے:

اس کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو ایمان کے نور سے معمور کرے۔ اللہ تعالیٰ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت سے اپنے دل کو بھر لے۔ تو پھر انسان کے دل میں انسانیت کا درد پیدا ہو جائے گا۔ اور جب درد پیدا ہوگا تو پھر اس کا Attitude انسانوں کی طرف ہوگا۔

ایک ہوتا ہے انسان کی کہانی بیان کرنا وہ کہانی بیان کرتے ہوئے ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ اور ایک ہوتا ہے ایک عورت کا اپنے گھر کی اپنے خاوند کی پریشانیاں بیان کرنا وہ بیان بھی کر رہی ہوتی ہے اور آنکھوں میں سے آنسو بھی ٹپک رہے ہوتے ہیں۔ اس کہانی کے بیان کرنے میں اور اس کہانی کے بیان کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

آج ہم انسانیت کی پریشانی کی کہانی بیان کرتے ہیں۔ عام قصہ گوئی کی طرح' جب دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوگی پھر جب ہم انسانیت کی پریشانی کی کہانی بیان کریں گے تو ہمارا حال اس عورت کی طرح ہوگا جو گھر کی پریشانی کی بات کر رہی ہے۔ اور اس کی آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات برس رہی ہوتی ہے۔

نبی علیہ السلام نے جب اپنے صحابہ کرام کے دلوں کی اصلاح فرمائی تو ان کے دل میں انسانیت کا یہ درد آپ ﷺ نے بھر دیا۔ چنانچہ ان کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ غمگساری ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا ایسا جذبہ بھر گیا کہ انہوں نے ایسی ایسی مثالیں دکھائیں کہ تاریخ انسانیت ایسی مثالیں دکھانے سے قاصر ہے۔

صحابہ کرامؓ کیسے تھے:

آپ ﷺ کے بعض صحابہ کرامؓ کے بارے میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے دنیا کا مال ان کو خوب دیا تھا تو وہ چاہتے تھے کہ ہم اپنے غریب بھائی کی مدد کریں لیکن اس کو جتلانا بھی نہیں چاہتے تھے۔ تو جب رات ہوتی تو ان کے گھر میں یا دروازے پر وہ مال بوریوں میں بھر کر ڈال جاتے تھے۔ کھانے پینے کی اشیاء کی اور Message چھوڑ جاتے تھے کہ یہ آپ میری طرف سے قبول کر لیں۔ سامنے اس لیے نہیں دیتے تھے کہ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہیں مجھے شکریہ ادا کرنے کا بھی پابند نہ بن جائے۔اتنی بے غرضی ہوتی تھی طبیعت میں۔

امام زین العابدین کا اخلاص:

امام زین العابدین کے حالات زندگی میں ہے کہ فوت ہوئے تو غسل دینے والے نے دیکھا کہ ان کے دائیں کندھے پر کالا نشان بنا ہوا ہے۔ بڑے خوبصورت تھے‘ نازک بدن تھے۔اسکو بڑی حیرانی ہوئی کہ یہ نشان کیسا؟ اس نے لوگوں سے پوچھا گھر والوں نے کہا ہمیں بھی معلوم نہیں ہم سے بھی چھپایا انہوں نے۔کسی کو پتہ نہ چلا لیکن جب ان کو دفنایا گیا تو ہفتہ‘ عشرہ گزرنے کے بعد جو اس وقت نادار تھے۔معذور تھے۔ بیوائیں تھیں ان کے گھروں سے آواز آئی ہائے وہ کہاں گیا۔ جو رات کے اندھیرے میں ہمارے گھروں میں پانی پہنچایا کرتا تھا۔تب یہ راز کھلتا ہے کہ وہ مشک لے کر رات کے اندھیرے میں ان مجبور لوگوں کے گھروں میں پانی پہنچایا کرتے تھے۔مگر اتنی خاموشی سے کیا کہ زندگی بھر اس بات کا علم کسی کو نہ ہونے دیا۔

آج کی دنیا:

آج کی دنیا بول بولتی ہے کہ ہمیں لوگوں کی بڑی ہمدردی ہے۔اور ہم انکا تعاون کر رہے ہیں۔اور تعاون کیا کیا جاتا ہے۔کہ سود کے اوپر ان کو قرضہ دیا جاتا ہے۔نام امداد رکھا کہ ہم امداد کر رہے ہیں۔اور امداد کیا کہ سود کے اوپر قرضے۔اور وہ سود اتنا بڑھتا ہے کہ ساری زندگی بھی وہ محنت کر کے ادا کرنے کی کوشش کریں تو ادا کر نہیں پاتے۔یہ آج کے پڑھے لکھے انسانوں کی امداد ہے۔

ایثار و ہمدردی کی انوکھی مثال:

ایک دور میں صحابہ کی یادیں تازہ ہوتی ہیں۔امداد کیا تھی ہر بندہ دوسرے کی ضرورت کو اپنے سے فوقیت دیتا تھا۔چنانچہ ایک صحابی کے گھر میں بکری ذبح ہوئی انہوں نے بکری

www.besturdubooks.wordpress.com

کی سری اپنے دوست کے گھر پہنچادی۔ دوست نے سوچا کوئی بات نہیں میرا گزارا ہوجائے گا میں فلاں کے گھر بھیج دیتا ہوں۔ وہ دوسرے کے گھر گئی۔ دوسرے سے تیسرے کے گھر گئی۔ پانچ یا سات گھروں میں جب پہنچی تو اس گھر والے نے سوچا میں اپنے فلاں دوست کو بھیج دیتا ہوں میری خیر ہے۔ ان کے گھر میں پکے گی ان کے بیوی بچے کھائیں گے۔ انہوں نے وہ سری پھر اس گھر بھیجی جہاں بکری ذبح ہوئی تھی۔ اور وہاں سے سری چلی تھی۔

صحابہ کرامؓ کا مثالی طرزِ عمل:

صحابہ کرام تشریف فرما ہیں اچانک ایسا محسوس ہوا کہ کسی کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ بدبو محسوس ہوئی۔ اب صاف ظاہر ہے کہ کوئی بندہ ان میں سے اٹھے گا تو جا کر وضو کرے گا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور نبی علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ کے محبوب اگر آپ اجازت دیں تو ہم سب دوبارہ وضو کی تجدید کر کے آئیں۔ نبی علیہ السلام نے اجازت دی سب کے سب دوبارہ اس لیے وضو کر کے آئے کہ ہمارے کسی بھائی کو شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔ اس کو قرآن مجید نے اپنی زبان میں کہا۔

﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾

آپس میں رحیم وکریم

یہ ہے انسانیت کے درد کا درماں کہ وہ درد دل میں پیدا ہو جائے کہ اگر درد ایک بندہ محسوس کر رہا ہے۔ تو آنسو دوسرے کی آنکھوں سے ٹپک رہے ہیں۔ یہ اصل مقصود ہے۔ چنانچہ دورِ صحابہ میں یہ مثالیں تو بہت زیادہ ہیں۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی:

آپ حیران ہوں گے نبی علیہ السلام کے پاس ایک مہمان آئے آپ نے صحابہؓ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا کوئی ہے جو مہمان کو اپنے گھر لے جائے۔ ابوطلحہؓ کھڑے ہو گئے۔ اے اللہ کے نبی میرے ساتھ بھیج دیجیے۔ وہ مہمان کو لے کر اپنے گھر چلے گئے۔ گھر جا کر بیوی سے پوچھتے ہیں مہمان آیا ہے۔ گھر میں کھانے کے لیے کچھ ہے تو انہوں نے کہا گھر میں تو کھانا اتنا ہی ہے کہ ہم بچوں کو کھلا سکتے ہیں میرے اور آپ کے لیے بھی نہیں ہے۔ تھوڑا سا ہے۔ کہنے لگے اچھا تم بچوں کو تھپکی دے کر سلا دو۔ اور وہ کھانا دستر خوان پر لگا دو۔ جب میں مہمان کو کھانا کھانے کے لیے بلاؤں تو جب وہ قریب آنے لگے تو تم چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانے اس کو intently بجھا دینا تو اندھیرا ہو جائے گا۔ تو مہمان کھانا شروع کر دے گا تو میں اس کے سامنے بیٹھا فقط ہاتھ کی حرکت کرتا رہوں گا۔ کچھ نہیں کھاؤں گا۔ تا کہ کھانا مہمان کے لیے کافی ہو جائے اور مہمان کو یہ بھی محسوس نہ ہو کہ ہم نے نہیں کھایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جب مہمان کھا پی کر چلا گیا اس وقت روشنی جلا دی گئی۔ چنانچہ اگلے دن جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام آ گیا۔

﴿يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

خود حالانکہ یہ اسکے ضرورت مند ہوتے ہیں۔ لیکن اپنے بھائیوں کو اس کے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے اوپر ایثار کرتے ہیں۔ کیا تاریخ انسانیت ایثار کی ایسی مثالیں پیش کر سکتی ہے۔ یہ اس لیے ہماری تاریخ میں موجود ہے کہ نبی علیہ السلام نے دلوں میں درد بھرا تھا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انداز خدمت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے آئے۔ دیکھا کہ ان کے پاس رجسٹر یعنی کوئی ایسی چیز جس پر لکھا ہوا ہے پڑا ہے۔ کچھ Senior Citizen جو بہت بوڑھے ہو جاتے ہیں یا جو معذور ہوتے ہیں یا بوڑھی عورتیں یا بیوائیں ان کے نام

www.besturdubooks.wordpress.com

لکھے ہوئے ہیں۔ان کے سامنے ایڈریس بھی لکھے ہوئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ان کی خدمت کس نے اپنے ذمے لی۔تو آپ وہ سارا ریکارڈ دیکھتے ہیں۔ایک جگہ ایک بوڑھی عورت کا نام ہے ایڈریس بھی ہے لیکن خدمت والے کا نام درج نہیں ۔تو عمر رضی اللہ عنہ اپنے دل میں سوچتے ہیں اس کی خدمت میں اپنے ذمے لے لیتا ہوں۔چنانچہ اگلے دن فجر کی نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد سیدھے اس بڑھیا کے گھر گئے۔دروازہ کھٹکھٹایا اس نے پوچھا کون آپؓ نے جواب دیا میں آپ کی خدمت کرنے کے لیے آیا ہوں کوئی کام ہو تو بتایئے۔اس وقت دو کام ہوتے تھے گھر کی صفائی اور باہر سے پانی بھر کر اندر پہنچا دینا۔باقی کام تو گھر والے خود کر لیا کرتے تھے۔تو بڑھیا نے جواب دیا کوئی آ گیا تھا وہ میرے گھر کے کام کر کے چلا گیا۔پوچھا کہ کب سے آ رہا ہے۔جواب ملا کہ مدتوں سے آ رہا ہے۔

پوچھا اس کا نام بڑھیا کہنے لگی نہ میں نے کبھی پوچھا نہ اس نے کبھی بتایا۔وہ آ کر دروازے پہ دستک دے کر کہتا ہے پردہ کر لیں میں کمرے میں چلی جاتی ہوں وہ کام سمیٹ کے جب جاتا ہے تو دروازے پہ Knock کر کے مجھے بتا جاتا ہے۔میں جا رہا ہوں میں باہر آ جاتی ہوں۔نہ میں نے کبھی شکل دیکھی نہ میں نے کبھی نام پوچھا۔عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے یہ کون ایسا بندہ ہے۔چنانچہ اگلے دن تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد آپ بڑھیا کے گھر پہنچ گئے۔جب دیکھا تو پھر کام مکمل ہو چکے۔وہ بھی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔کہنے لگے بہت اچھا اگلے دن عشاء کی نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر بڑھیا کے گھر کے قریب راستے میں بیٹھ گئے۔کہ ذرا میں اس بندے کو تو دیکھوں کہ جو رات کے اندھیرے میں آ کر اس طرح کام کرتا ہے کہ کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا جب گہری رات ہوگئی اندھیرا چھا گیا۔لوگ گہری نیند کی آغوش میں چلے گئے۔عمر رضی اللہ عنہ کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی اللہ کا بندہ آہستہ آہستہ قدموں سے چلتا آ رہا ہے۔اتنا آہستہ کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے قدم اٹھا کر رکھنے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

زمین کو بھی تکلیف نہ پہنچے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے۔ قریب آنے پر پوچھا تو کون ہے۔ جواب میں امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز آئی میں ابوبکر ہوں۔ امیر المومنین اس بڑھیا کا کام آپ رات کو آ کر کرتے ہیں۔ تو بتایا کہ ہاں میں کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ امیر المومنین تو ننگے پاؤں چل رہے تھے۔ جوتا بھی نہیں تھا۔ تو پوچھا امیر المومنین آپ نے جوتا کیوں نہیں پہنا تو فرمایا کہ جوتا میں گھر اتار آیا اس وجہ سے کہ رات ہے لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں گلی میں چلوں اور قدموں کی آہٹ سے کسی سونے والے کی نیند میں خلل آ جائے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی محنت کا نتیجہ:

یہ انسانیت کا درد ہے آج کسی کے سینے میں؟ انبیاء کرام نے دلوں کو سنوارا اور دلوں میں انسانیت کا غم بھر دیا۔ اس کی وجہ سے پھر ان کے لیے ایثار کرنا ہے اور دوسروں کے حقوق کو ادا کرنا اور اپنے آپ کو مجاہدے میں ڈال لینا۔ یہ سب باتیں آسان ہو گئیں۔ یہ سب احسان چڑھانے کے لیے نہیں کرتے تھے۔ آج تو پڑھے لکھے لوگ اپنے آپ کو کہتے ہیں، کسی ملک پر احسان چڑھاتے ہیں تو ان کے قرضے کا سود معاف کر دیتے ہیں۔۔ یہ آج کے دور کا احسان ہے۔ کہ ہم نے تم کو جو قرضہ دیا ہوا ہے اس کا سود ہم نے معاف کر دیا، ہم نے تم پر بڑا احسان کر دیا۔

آپ اندازہ کر سکتے ہیں انبیاء کرام نے جو معاشرہ دنیا کو دیا۔ حقیقی انسانیت کی تعمیر اس معاشرے میں ہوئی۔ انہوں نے دلوں کو سنوارا اور انسانوں کے دلوں کو محنت کا میدان بنا دیا۔ نتیجہ کیا ہوا کہ لوگوں کی آپس کی محبتیں، الفتیں سب کی زندگی حتیٰ کہ لوگ اپنے گھروں کو تالا نہیں لگاتے تھے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر راستہ چلتے ہوئے کسی کا کمبل اونٹ سے گر جاتا تو اس کمبل کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ سالوں کے بعد اگر کبھی وہ لوٹتا تھا تو وہ کمبل مٹی

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی کے پڑنے سے گل چکا ہوتا تھا۔ مگر پڑا اسی جگہ ہوتا تھا! کیا سچ کی زندگی تھی! کیا عزتوں کی حفاظت والی زندگی تھی! یہ انسانیت کا درد اس لیے تھا کہ دل سنور چکے تھے۔ لہٰذا آج اسی بھولے ہوئے سبق کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اور اسی جام الفت الٰہی کو آج پھر گردش میں لانے کی ضرورت ہے۔

دور صحابہؓ کے بعد بھی اسلامی تاریخ میں ایسی بہت ساری مثالیں ہیں ایثار و قربانی کی۔ چنانچہ ابوالحسن نوری کی زندگی کا ایک عجیب واقعہ ان کی کتاب میں لکھا ہے۔

ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایثار:

وقت کے کسی حاکم نے ایک مسئلہ پوچھا' انہوں نے حق سچ بات گوش گزار کر دی۔ اس کو برا لگا اس نے چند حضرات کو گرفتار کروایا۔ اور چاہتا تھا کہ ان کو قتل کروا دیا جائے گا۔ لیکن جب اس نے ان کو دیکھا کہ وہ لائن میں کھڑے ہیں جلاد ان کے سامنے ہے تو ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے پھر باقی لوگ تھے۔ اس کے دل میں ابوالحسن نوری کی محبت تھی۔ عظمت تھی وہ چاہتا تھا کہ باقی ایک دو کو قتل کر دوں اور ان کو بہانہ بنا کر رہا کر دوں۔ چنانچہ اس نے کہا یہ جگہ ٹھیک نہیں آپ لوگ اس کی بجائے اس جگہ پر آ جائیے۔ مقصد یہ تھا کہ جب نئی جگہ پر آئیں گے تو ترتیب بدل جائے گی۔

جب نئی جگہ پر آئے تو ابوالحسن نوری پھر آ گے۔ پھر اس نے بہانہ بنایا کہ ان کو ذرا میرے قریب لا کر قتل کرو۔ دیکھا کہ ابوالحسن نوری پھر آ گئے' اب اس نے ابوالحسن نوری کو بلایا اور کہا کہ میں چاہتا تھا کہ ترتیب بدلتی میں دوسروں کو قتل کر دیتا اور آپ کو بہانہ سے معاف کر دیتا۔ مگر تینوں جگہ آپ آگے آ گئے اس کی کیا وجہ ہے؟

ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ کہ میں تینوں جگہ اس لیے آگے رہا کہ آپ پہلے مجھے قتل کریں گے اور جتنی دیر جلاد مجھے قتل کرنے میں لگائے گا اتنی دیر میرے بھائیوں کو اور

www.besturdubooks.wordpress.com

زندہ رہنے کا موقع مل جائے گا۔ کیا حسن ہے اس سوچ کا۔ کیا خوبصورتی ہے اس سوچ کی۔ اتنا بھی انسان دوسرے کا ہمدرد ہو جاتا ہے۔ یہ اخلاق حمیدہ آتے ہیں، تعلیمات نبوت سے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو فرمایا۔ کہ میرے محبوب ﷺ

﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (سورۃ القلم: آیت ۴)

آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔

تو انہوں نے یہ اخلاق اپنی امت کو سکھلائے۔

انوکھی مثال:

ہم چاہتے ہیں کہ آج ہماری پریشانیاں دور ہو جائیں ہماری ان پریشانیوں کا حل ہمیں باہر نہیں ملے گا اندر ملے گا۔ یا یوں سمجھئے کہ حدیث پاک میں کھجور کے درخت کو انسان کی خالہ کہا گیا ہے۔ تو میں بہت عرصہ سوچتا رہا کہ یہ کیا بات ہے۔ پھر کھجوریں لگانے کا ہمیں موقع ملا تجربہ ہوا۔ تو کھجوروں کے ماہرین نے بتایا۔ کہ کھجور کا درخت جب بھی کسی جگہ لگایا جائے تو اس کے باہر کے پتے شاخیں ایک دفعہ خشک ہو جاتے ہیں۔ پھر اندر سے سبزہ نکلنا اور بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ پھر ہرا بھرا درخت سامنے آ جاتا ہے۔ جس طرح کھجور کا درخت اندر سے ہرا ہونا شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانیت کا کملایا ہوا درخت بھی اندر سے سرسبز ہونا شروع ہوتا ہے۔ اب ہم اس سفر کی ابتدا اگر دل سے شروع کریں گے تو یقیناً منزل پر پہنچ جائیں گے۔

لہٰذا آج اس محفل میں دلوں میں یہ نیت کر لیجیے کہ ہم اپنے دلوں کو سنواریں گے، بنائیں گے اور اس کو اللہ کی محبت سے بھر لیں گے۔ ایسے بھریں گے کہ اللہ تعالیٰ دل میں آ جائیں، چھا جائیں۔ ایسی زندگی ہونی چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے چند طریقے ہیں۔ مختصر انداز سے وہ چند باتیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

سب سے پہلی بات:

انعامات الٰہیہ میں غور و فکر کرنے سے غور کرنے والے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے کہ عربوں کا مقولہ ہے:

اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ

انسان احسان کا بندہ ہے۔

آپ نے جانوروں کو سرکس وغیرہ میں دیکھا ہوگا۔ شیر کے منہ میں بھی اگر کوئی آدمی ہاتھ ڈال دیتا ہے تو شیر اس کو کچھ نہیں کہتا۔ وجہ کیا کہ یہ آدمی اس شیر کو روزانہ گوشت دیتا ہے اور اسکی وجہ سے شیر اس کا ممنون ہوتا ہے۔ تو اگر درندے بھی احسانات کرنے والے محسن کا لحاظ کرتے ہیں۔ تو انسان تو پھر آخر انسان ہوتا ہے۔

﴿جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ اِلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا﴾

جو بھی کسی کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے اللہ تعالیٰ نے دلوں کی فطرت بنادی کہ دل اس سے محبت کریں۔

آپ دیکھیں کوئی کسی کی نوکری لگوادے۔ ساری زندگی اس کی تعریفیں کرتے تھکتے نہیں ہیں۔ احسان جو کیا اس نے' کوئی ڈاکٹر کسی کا آپریشن کرے اور وہ کامیاب ہو جائے جب بھی تذکرہ ہوگا۔ یہ مریض اس کی تعریف کرتے نہیں تھکے گا۔ کہ احسان جو اس نے کیا۔ تو پھر جب انسان اپنے محسنوں کے ساتھ محبت کرتا ہے تو پھر انسان اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پہ غور و فکر کرے تو لامحالہ دل میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار ہوگا۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی۔ وہ کتنا بڑا پروردگار ہے جس نے بن مانگے ہمیں یہ صحت

www.besturdubooks.wordpress.com

مند بدن عطا فرما دیا۔

میرے دوستو اگر اللہ تعالیٰ بینائی نہ دیتے ہم اندھے ہوتے۔ گویائی نہ دیتا ہم گونگے ہوتے۔ کان نہ دیتا ہم بہرے ہوتے۔ صحت نہ دیتا ہم بیمار ہوتے۔ لباس نہ دیتا ہم ننگے ہوتے۔ روزی نہ دیتا ہم بھوکے ہوتے۔ پانی نہ دیتا ہم پیاسے ہوتے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کے اندر مال نہ دیتا ہم فقیر ہوتے۔ اگر اللہ تعالیٰ عقل نہ دیتا ہم پاگل ہوتے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں عزت نہ دیتا ہم ذلیل ہوتے یہ جو عزتوں کی زندگی گزارتے پھر رہے ہیں یہ سب اس مولا کا احسان ہے۔

تو ہمیں تو چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور و فکر ہی کرتے رہیں۔ اس کو قرآن مجید نے کہا:

﴿اُولِی الْاَلْبَابِ﴾

یہ ہیں اصلی عقل مند بندے۔

﴿وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

اور کیا کہتے ہیں

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (سورۃ آل عمران ۱۹۱)

تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پہ غور و فکر کیجیے پھر احساس ہوگا کتنی بڑی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بن مانگے عطا فرما دیں۔

دوسری وجہ:

قلب میں محبت الٰہی پیدا ہونے کی دوسری وجہ کہ انسان نیک اعمال پر استقامت کے ساتھ لگا رہے۔ سنت کی اتباع پر استقامت کے ساتھ لگا رہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ سنت اعمال کی یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے دل میں اپنی محبت کو بھر دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یوں سمجھ لیجئے کہ جس سنت کو ہم لیں گے' اس سنت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کی کچھ مقدار بندھی ہے۔ وہ ہمارے دل میں اترنی شروع ہو جائے گی۔ اگر ہم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اپنے آپ کو سنت سے مزین کر لیں گے تو ہمارے دل کی دنیا اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہو جائے گی۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کے سنتوں پہ عمل کیجئے۔ اہتمام کیجئے سنتوں کا۔ اگر آپ غور کریں آج سنت کا اہتمام ہماری زندگی میں ہے؟ بہت کم بلکہ ہمارے گھر' ہمارے بازار' گلی کوچے یہ نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کی مذبح گاہ بن چکی ہیں۔

ایک روپے کی پیالی بچے سے ٹوٹ جائے ماں اس کو ترچھی نظروں سے دیکھتی ہے اور کوئی بچہ نبی علیہ السلام کی سنت کو توڑ دے ماں اس کی طرف غصے کی نظر سے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی۔ کیا سنت کی (Value) ہم نے ایک روپے کے برابر بھی نہ ڈالی۔ شادی کے موقع پہ سب کو مناتے ہیں۔ ہمسائے کو مناؤ' رشتہ داروں کو مناؤ' ہر روٹھے ہوئے رشتے دار کے پاس جا رہے ہوتے ہیں۔ حتی کہ جو گھر کی نوکرانیاں ہوتی ہیں جو روٹھ جاتی ہیں۔ ان کو بھی مناتے ہیں۔ کہ شادی کا موقع ہے کوئی بات نہیں نوکرانی کو بھی منا لو۔ جبکہ نوکرانی کو بھی شادی کے موقع پر منا لیا جاتا ہے۔ تو کیا شادی کے موقع پہ اپنے رب کو منانا ضروری نہیں تھا۔ اتنا بھی لحاظ نہ کیا جتنا گھر کے نوکر کا کیا۔ کوئی خیال کرتا ہے الا ماشاء اللہ شادی پہ دل کھول کر ہم اپنی من مرضی کرتے ہیں۔ چاہے اللہ کے محبوب ﷺ کو اس سے خوشی ملے یا اس سے ایذاء ملے۔

سنت کو اہتمام کے ساتھ اپنے اوپر مزین کیجئے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دل کو اپنی محبت سے بھر دے گا۔

تیسری وجہ:

ذکر اللہ کی کثرت

www.besturdubooks.wordpress.com

یادر کھیے قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ذکر کا حکم دیا وہیں پر اس کی کثرت کا حکم بھی عطا فرمایا۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: ۴۱)

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴾ (سورۃ الاحزاب: ۳۵)

تو دیکھیے کثرت کا حکم ہے ایک جگہ فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا﴾ (سورۃ الانفال: ۴۵)

ہر ہر جگہ کثرت ذکر کا حکم ہے۔ تو معلوم ہوا کثرت ذکر کی ضرورت ہے انسان کے دل کی دنیا کو بدلنے کے لیے۔ بعض دفعہ چیز کی جو مقدار ہوتی ہے۔ وہ بھی ضروری ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر صاحب آپ کو دوائی دیں کہ آپ کو بخار ہو گیا آپ یہ انٹی بائیوٹک (Antibiotic) لے جائیے۔ پانچ دن کھانی ہے۔ ٹوٹل پندرہ گولیاں ہیں۔ پندرہ گولیاں استعمال کریں۔ صبح دوپہر شام۔ انشاء اللہ پندرہ گولیاں کھا کر آپ کا بخار ٹوٹ جائے گا۔ اور وہ بندہ دن میں ایک گولی کھانا شروع کر دے۔ پہلے دن ایک گولی، دوسرے دن دوسری گولی، تیسرے دن تیسری گولی۔ پندرہ دن پندرہ گولیاں کھا بھی لیں۔ بخار پھر بھی نہیں ٹوٹتا۔ ڈاکٹر کہے گا کہ آپ نے دوائی تو ٹھیک استعمال کی مگر مقدار صحیح استعمال نہیں کی۔ اس لیے ذکر کرنا فقط کافی نہیں ذکر کی کثرت کرنا ضروری ہے۔ اور آج ہم کیا کرتے ہیں ذکر تو کرتے ہیں کثرت نہیں کرتے۔ آپ سالکین سے پوچھیں کہ آپ کتنا مراقبہ کرتے ہیں۔ جی پانچ منٹ۔ جو دل سالوں میں جا کر بگڑا وہ پانچ منٹوں میں سنور سکتا ہے۔ منٹوں کے مراقبے کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر کوئی مجنون سے پوچھے کہ جی لیلیٰ کو کتنا یاد کرتے ہو وہ آگے سے جواب دے پانچ منٹ۔ تو آپ کو ہنسی نہیں آئے گی؟ کہ یہ کیسا مجنوں ہے کہتا ہے کہ سارے دن میں لیلیٰ کو یاد کرنے کے لیے پانچ منٹ نکلتے ہیں۔ آج ہم ایسے مجنون ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لیے پانچ منٹ اور وہ بھی کبھی ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے۔ معمولات کا ٹائم ہی نہیں ملتا۔ پھر آ کر کہتے ہیں۔ حضرت معمولات تو مجھ سے ہوتے نہیں بس آپ ہی کچھ توجہ ڈال دیجیے کہ میرا کام بن جائے۔ یہ کیا بات ہے کہ مجھ سے تو معمولات ہوتے نہیں جو کرنا ہے بس آپ ہی کر لیجیے۔ تو اس کثرت ذکر کے نہ کرنے کی وجہ سے دل میں وہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا نہیں ہوتی تو تین چیزیں:

(۱) انعامات الٰہیہ میں غور و فکر کرنا

(۲) مسنون اعمال پر استقامت سے عمل کرنا

(۳) ذکر اللہ کی کثرت کرنا

(۴) چوتھی چیز جو ان سب کا لب لباب' اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا اہل اللہ کی صحبت میں آپ بیٹھیں خود بخود اللہ کی محبت آپ کے دل میں بڑھتی جائے گی۔

آپ دیکھتے نہیں ہیں لوگ اگر کمپیوٹر کا کاروبار کریں۔ چند دن اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھیں۔ کہتے ہیں کہ جی میں تو کمپیوٹر کا بزنس کر رہا ہوں یہ آپ کے دل میں چاہت کیسے پیدا ہوئی' صحبت کی وجہ سے ہوئی۔ تو اللہ والوں کی صحبت سے انسان کے دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔ ایک ایک مجلس بسا اوقات انسان کی زندگی کے رخ کے بدلنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

محبت کی تاثیر:

چند لمحوں کی صحبت بسا اوقات انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ اسی کو

www.besturdubooks.wordpress.com

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ دل اپنے رب کے حوالے کیجئے پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا کیا مزہ نصیب ہوتا ہے۔ جب ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھر جائے گی تب ہمارے اندر صحیح انسانیت آ جائے گی۔ پھر ہمارے دل میں ہر ایک کا دکھ ہوگا۔ اپنوں کا بھی پرایوں کا بھی۔ یہ محبت دل میں بھرنے کی ضرورت ہے۔ پھر انسان کی بات میں تاثیر' نگاہ میں تاثیر' عمل میں تاثیر ہر چیز میں تاثیر آ جاتی ہے۔ اس لیے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھری ہوتی ہے۔

چنانچہ انڈیا کے ایک بزرگ تھے میاں جی عمر رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں آتا ہے' وہ تانگے پہ کبھی کبھی سفر کیا کرتے تھے۔ تو ان کے ساتھ اگر تانگے پر کوئی ہندو بیٹھ جاتا تھا۔ اترنے سے پہلے وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا تھا۔ تھوڑی دیر کا ساتھ ایسی نورانیت والا ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیتا تھا۔

ہمارے علاقوں میں ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت خواجہ غلام حسن سواک رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں بھی یہی واقعہ کہ ہندوؤں نے فرنگی کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ یہ بندہ ہمارے نوجوانوں کو زبردستی مسلمان بناتا ہے۔ تو حضرت کو عدالت میں بلایا گیا۔ حضرت نے وہاں جا کر جج سے پوچھا! کہ مجھے عدالت میں کیوں بلایا گیا۔ جج نے کہا اس لیے کہ آپ کے خلاف یہ مقدمہ درج ہے کہ آپ نوجوان ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتے ہیں۔ تو جب آپ نے یہ سنا تو ہندوؤں کی طرف متوجہ ہوئے جہاں وہ کھڑے تھے۔ اُن میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں نے کہا آپ کو مسلمان بننے کے لیے زبردستی کی؟ اس اشارہ کرنے میں کوئی ایسی توجہ تھی' تاثیر تھی اس نے کلمہ پڑھا اور کہا میں مسلمان بنتا ہوں۔ پھر دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ ایک ہجوم گواہی دیتا ہے ایک جماعت گواہ ہے نیک لوگوں کی کہ انہوں نے دو یا تین کی طرف اشارہ کیا سب لوگوں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ جج نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا اب

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اس مقدمہ کو خارج کرتا ہوں۔ نگاہوں میں تاثیر دل میں تاثیر بات میں تاثیر یہ کس وجہ سے ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں موجود ہوتی ہے جب دل محبت الٰہی سے خالی تو اس وقت پھر انسان کا قول کچھ ہوتا اور فعل کچھ اور ہوتا ہے۔

قول وفعل کا تضاد:

جیسے آج ہماری زندگی بنی ہوئی ہے کہ آپ خود غور کریں کہ آج ہم زبان سے کہتے ہیں کہ دنیا بے وقعت ہے لیکن عملاً ہم سب کے سب چوبیس گھنٹے دنیا کو سمیٹنے میں کوشاں ہوتے ہیں۔ زبان سے کہا کہ دنیا کی کوئی Value ہی نہیں۔ عملاً دیکھیں تو کئی لوگوں کو فرصت ہی نہیں ملتی نماز کی، کہ جی کسٹمر دوکان پر زیادہ تھے۔ میں نماز نہیں پڑھ سکا۔ جاگتے ہیں تو دنیا کا خیال دل میں رات کو سونے لگتے ہیں تو دنیا کا خیال دل میں اور زبان سے کیا کہتے ہیں کہ جی دنیا کی تو کوئی وقعت ہی نہیں ہے۔ عملاً دیکھیں تو بالکل اس کے خلاف کر رہے ہوتے ہیں۔ زبان سے کہتے ہیں دنیا فانی ہے۔ اور عملاً اگر دیکھا جائے تو ہم ایسے مکان بنواتے ہیں ایسے Plan بناتے ہیں جیسے دنیا سے کبھی ہم نے مرنا ہی نہیں ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ﴾ (سورۃ الشعراء:۱۲۹)

تم ایسے گھر بناتے ہو کہ جیسے تم نے ہمیشہ یہیں زندگی گزارنی ہے۔

زبان سے ہم کہتے ہیں آخرت بہتر ہے۔ لیکن عملاً دنیا کے پیچھے زیادہ وقت لگاتے ہیں اور آخرت کی تیاری کے لیے تھوڑا وقت لگاتے ہیں۔ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ لیکن عملاً دیکھیں تو ہر بندے کی زبان پہ اللہ کا شکوہ موجود ہوتا ہے کسی نہ کسی صورت میں کوئی کہتا میرا بیٹا نہیں ہوتا کوئی کہتا ہے میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ کوئی کہتا ہے میرا فلاں کام نہیں ہوتا۔ یہ جو دنیا کے سامنے حالات کہتے ہیں۔ یہ حقیقت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اللہ کے شکوے ہی کرنے ہوتے ہیں۔اسی لیے ایک بزرگ تھے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر الہام فرمایا:

"کہ اے میرے پیارے! بندوں سے کہہ دو کہ جب تمہیں رزق میں تھوڑی سی کمی آتی ہے تو تم دوستوں کی محفل میں بیٹھ کے میرے شکوے شروع کر دیتے ہو۔اور تمہارے نامہ اعمال گناہوں سے بھرے ہوئے میرے پاس آتے ہیں۔میں کبھی فرشتوں میں بیٹھ کر تمہارے شکوے تو نہیں کرتا۔"

زبانی کہیں گے۔ہم اللہ کے بندے ہیں اور عملاً دیکھیں تو زندگی ایسی ہوتی ہے جیسے شتر بے مہار ہوتے ہیں۔اس لیے دل چونکہ بنا نہیں ہوتا اس لیے قول اور فعل کے اندر تضاد ہوتا ہے۔زبان سے کہتے ہیں ہم عاشق رسول ﷺ ہیں۔لیکن عملاً زندگی کو دیکھیں تو سنتوں سے محروم ہوتے ہیں۔یہ قول و فعل کا تضاد کس لیے کہ ابھی دل نہیں بنا۔اس دل پر محنت کر لیجیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں ایسی آ جائے کہ صحیح انسانیت کو ہمارے اندر بیدار کر دے۔وہ جو درد ہے ہمارے دل میں پیدا ہو جائے۔ہمارے اندر اخلاق نبوی کا نمونہ آ جائے۔ہماری زندگی دوسروں کی خیر خواہی والی زندگی بن جائے۔ہم جہاں جائیں اللہ کے بندوں کے لیے راحت جان بنیں۔اللہ کے بندوں کے لیے عذاب نہ بن جائیں آپ غور کریں آج کتنے لوگ ایسے ہیں گھر والوں کے لیے عذاب' اولاد کے لیے عذاب بن جاتے ہیں۔جس گلی میں رہتے ہیں' گلی والوں کے لیے عذاب بن جاتے ہیں۔جس شہر میں رہتے ہیں' شہر والوں کے لیے عذاب بن جاتے ہیں۔کس لیے کہ دل نہیں بنا ہوتا۔
دل کا سنورنا ہماری ان تمام پریشانیوں کا ایک ہی حل ہے۔اسی کو شاعر مشرق نے یوں کہا:

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

یہ امتوں کے پرانے مرضوں کا ایک ہی علاج ہے کہ تم اپنے مردہ دلوں کو زندہ کر لو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ ہمارے مردہ دلوں کو زندہ کر دے۔ اور ہمارے دل کی دنیا کو بدل دے۔

میرے دوستو! جب دل بدلتا ہے تو انسان اللہ کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ اور احسان بھی اپنے رب کا مانتا ہے۔ اللہ اکبر۔ پھر اللہ کے نام پر جان دینا بھی آسان نظر آتا ہے۔

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وقت شہادت:

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اللہ اکبر۔ جنگ یرموک کے اندر زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ سخت گرمی تھی عصر کا وقت ہو گیا۔ جسم سے خون بہنے کی وجہ سے بہت نقاہت۔ ہونٹ خشک ہو چکے۔ ان کا ایک دوست تھا کزن تھا' انہوں نے اس کو دیکھا تو سوچا کہ میں ان کو پانی پلا دوں' چنانچہ انہوں نے مشک سے پانی پلانا چاہا تو عبداللہ نے اپنے ہونٹوں کو بند کر لیا تو دوست نے کہا عبداللہ اس وقت تمہیں پیاس لگی ہوئی ہے سخت گرمی ہے۔ تمہارا جسم خون بہنے کی وجہ سے اتنا ڈھیلا ہو چکا۔ تھوڑا سا پانی پی لو۔ جب انہوں نے کہا پانی پی لو تو عبداللہ نے آگے سے جواب دیا فرمانے لگے نہیں۔ میں اس وقت روزے سے ہوں۔ چاہتا ہوں کہ مجھے شہادت نصیب ہو جائے۔ تو میں اپنے محبوب کے شربت دیدار سے اپنے روزے کو افطار کروں میں پانی سے افطار نہیں کرنا چاہتا میں تو اپنے محبوب کے دیدار سے افطار کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تب ہوتا ہے دل میں جب اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ تو اس لیے اپنے دلوں کو بدلیے۔

دیکھیے ہماری ذات بدلے گی ہمارے گھر کا ماحول بدلے گا۔ ہمارا معاشرہ بدلے گا ہمارے ملک کے حالات بدلیں گے پوری دنیا کے حالات بدل جائیں گے اگر انسانوں کے دل بدل جائیں۔

اسی لیے یاد رکھیے دل بدل جاتا ہے تو انسان بدل جاتا ہے۔ زندگی کے حالات بدل

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے ہیں۔ مقصد حیات بدل جاتے ہیں۔ محبت و عداوت کے معیار بدل جاتے ہیں۔ کسب و تجارت کے احکام بدل جاتے ہیں۔ گھر بدل جاتا ہے۔ معاشرہ بدل جاتا ہے۔ اخلاق بدل جاتے ہیں۔ زمانہ بدل جاتا ہے تاریخ بدل جاتی ہے دن بدل جاتے ہیں راتیں بدل جاتی ہیں۔ ساتھی بدل جاتے ہیں پیمانے بدل جاتے ہیں۔ بلکہ مے خانے بدل جاتے ہیں۔

آیئے اپنے دلوں کو بدل لیجئے تاکہ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آجائے۔ اور ہمیں زندگی گزارنے کا طریقہ نصیب ہو جائے۔ اور آج پوری دنیا کے اندر فساد مچا ہوا ہے۔ اس فساد کا حل انسانیت کو نصیب ہو جائے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب حاضرین کے دل کی دنیا کو بدل دے اور اسے اپنی محبت سے لبریز فرما دے۔ اور ہمیں حقیقت سے آشنا فرما کر ہمیں نیکوکاری پرہیزگاری کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دے۔

فکر دنیا کر کے دیکھی فکر عقبیٰ کر کے دیکھ
چھوڑ کر اب فکر سارے فکر مولا کر کے دیکھ
کون کس کے کام آیا کون کس کا ہے بنا
سب کو اپنا کر کے دیکھا رب کو اپنا کر کے دیکھ

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ○ (سورۃ النساء: آیت ۳۶)

ماں کی محبت

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

نوجوان بچے اور بچیوں کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے مقام اور مرتبے کا خیال رکھیں۔ آج کل کی جوان بچیاں ماں کے ساتھ ضد لگاتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ ضد لگا لیتی ہیں۔ کئی کئی دن بولتی نہیں اور کالج جانے والی بچیاں صبح اٹھ کر وہ اپنے نہانے دھونے میں مصروف ہیں اور ان کی ماں ان کی نوکرانی کی طرح ان کا ناشتہ بنا رہی ہوتی ہے۔ اور اگر ناشتہ بنانے میں دو منٹ دیر ہو گئی تو بھی منہ بنائے بغیر کھائے اپنے کالج چلی جاتی ہے۔ ماں بیچاری سارا دن افسوس کرتی ہے کاش! میں نے اپنی بچی کو دو منٹ پہلے ناشتہ بنا کے دیا ہوتا تو آج کے زمانے میں نوجوان بچوں کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ دیکھئے ماں باپ کی دعائیں لینے والے بنئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عزت دے دیں گے اور آخرت کی بھی عزت دے دیں گے۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ماں کی محبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا○ (سورۃ النساء، آیت ۳۶)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

چھپا ہوا خزانہ:

حدیث قدسی میں آیا ہے:

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا

فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ

میں نے اس بات کو پسند کیا کہ مجھے پہچانا جائے۔

فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

پس میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گویا مخلوق کے پیدا ہونے کا سبب محبت بنی

"فَاَحْبَبْتُ" مجھے پسند آیا مجھے اچھا لگا یہ محبت سبب بنی مخلوق کے پیدا ہونے کا۔ لہٰذا کائنات میں جتنی بھی مخلوق ہے اس سب نے اس محبت میں سے حصہ پایا۔ انسانوں نے' حیوانوں نے' چرندوں نے' پرندوں نے' ساری مخلوق کو حصہ ملا ہر ایک کے اپنے اپنے ظرف کے مطابق۔

چنانچہ آج دنیا میں جتنی بھی محبتیں آپ دیکھتے ہیں یہ وہی حصہ ہے۔ جو اللہ رب العزت نے مخلوق کو عطا کیا۔

دائرہ شریعت:

شریعت نے کچھ محبتوں کو باعث اجر بتایا ہے جیسے ماں باپ کی محبت' میاں بیوی کی محبت' دو بھائیوں کی محبت' دو کلمہ گو مسلمان بھائیوں کی محبت۔ یہ وہ محبتیں ہیں کہ جن پر انسان کو اجر اور ثواب ملتا ہے۔ یہ جائز محبتیں ہیں' اور اگر نفسانی' شیطانی' شہوانی وجہ سے محبتیں ہونگی تو یہ حرام ہونگی۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے گائے اور بھینس کا دودھ پاک ہوگا۔ حلال ہوگا اور کتیا کا دودھ ناپاک اور حرام ہوگا۔ تو شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے جتنی محبتیں ہیں ان میں سب سے زیادہ گہری محبت وہ ماں کی محبت ہے۔

فطری محبت:

چنانچہ آپ ایک چھوٹی سی چڑیا کو دیکھیں۔ ننھی سی جان ہے مگر گھونسلے کے اندر اس کے بچے موجود ہیں تو ان بچوں کو پانی پلانے کے لیے وہ تڑپتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے کمرے کا دروازہ بند ہے تو وہ کمرے کے چکر لگائے گی۔ اس ننھی سی جان کو اطمینان نہیں۔ جائے گی' پانی اپنی چونچ میں لاکر اپنے بچوں کو پلائے گی اور اگر واپسی پر پھر کسی نے دروازہ بند کر دیا تو اب وہ باہر چکر لگاتی رہے گی۔ پسینہ بھی آ گیا تھک بھی گئی۔ چونچ کا پانی بچے گی نہیں'

www.besturdubooks.wordpress.com

انتظار کرے گی۔ جب اپنے بچوں تک پہنچی تو اپنے بچوں کو وہ پانی پلا کر خوش ہو جائے گی۔

ایک سبق آموز واقعہ:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی صحبت میں جا رہے تھے۔ انہوں نے ایک درخت کے اوپر گھونسلا دیکھا جس میں بہت خوبصورت چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ اور ان بچوں کی ماں وہ دانہ چگنے کے لیے کہیں گئی ہوئی تھی۔ اس صحابیؓ نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ لے کر چل پڑے۔ کچھ دور آگے گئے تو اتنے میں چڑیا بھی آ گئی۔ اب چڑیا نے جب اپنے بچوں کو غائب پایا تو تلاش کرنے لگی، حتیٰ کہ تھوڑی کوشش کے بعد اس نے یہ پہچان لیا کہ اس بندے کے ہاتھ میں میرے بچے موجود ہیں۔ وہ ان کے سر کے اوپر چکر لگانے لگی۔ آوازیں نکالتی تھی اور چکر بھی لگاتی تھی، یہ اسے سمجھے نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چڑیا ان کے کندھے پر آ کر بیٹھ گئی۔ انہوں نے اس چڑیا کو بھی پکڑ لیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بڑی خوبصورت عادت یہ تھی کہ جب کوئی نئی بات پیش آتی تو نبی علیہ السلام کے سامنے اس کو پیش ضرور کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو آ کر سارا واقعہ سنایا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا دیکھو یہ ماں تھی۔ جب تم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا یہ تمہارے سر کے اوپر چکر لگاتی رہی۔ فریاد کرتی رہی۔ منت سماجت کرتی رہی کہ اللہ کے لیے میرے بچوں کو چھوڑ دو۔ مجھے اپنے بچوں سے جدا نہ کرو۔ تم اس کی بات سمجھے نہیں۔ جب تم نے اس کے بچوں کو نہ چھوڑا تو اس چڑیا نے یہ فیصلہ کیا میں اپنی آزادی کو قربان کرتی ہوں۔ میں بھی اپنے آپ کو گرفتار کروا دیتی ہوں۔ گرفتار تو میں ہو جاؤں گی مگر اپنے بچوں کے ساتھ تو ہو جاؤں گی۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جاؤ اور اس چڑیا اور بچوں کو واپس اسی گھونسلے میں چھوڑ کر آؤ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ماں کی ممتا:

آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک مرغی نے بچے دیے ہوئے ہیں اور وہ ان کو لے کر پھر رہی ہے۔ اتنے میں بلی آ جاتی ہے، مرغی اچھی طرح جانتی ہے کہ میں بلی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ بلی مجھے جان سے مار دے گی۔ لیکن اس کو اپنے بچے عزیز ہیں۔ اس کو بچوں سے پیار ہے۔ وہ نہیں پسند کرتی کہ جیتے جاگتے یہ بلی اس کے بچوں کو ہاتھ لگائے۔ لہٰذا بچوں کے آگے پر پھیلا کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ بلی سے لڑنے کے لیے تیار۔ کیا مطلب؟ اس کی ماں کی ممتا برداشت نہیں کرتی۔ وہ کہتی ہے کہ پہلے آپ مجھے جان سے ماریں گی اور پھر اس کے بعد آپ میرے بچوں کو ہاتھ لگائیں گی تو ایک ننھی سی جان ہے، کمزوری مخلوق ہے اگر اس کے اندر ماں کی ممتا اتنی موجود ہے تو انسان تو پھر انسان ہے۔ ایک ماں کے اندر اپنی اولاد کی کتنی محبت موجود ہوگی۔

پچھلی صدی کا حیران کن واقعہ:

مشہور واقعہ ہے کہ جاپان میں پچھلی صدی میں ایک زلزلہ آیا تھا۔ جس میں کئی لاکھ آدمی موت کی آغوش میں چلے گئے۔ ایک بڑی ساری بلڈنگ (Multy Story) تھی۔ اس کا ملبہ ہٹانے میں کئی دن لگ گئے۔ تو نیچے ایک جگہ ایک کنکریٹ سلیب (Concrete Slab) گری ہوئی تھی۔ اس کے نیچے ایک عورت کو بے ہوش دیکھا گیا۔ ایک بچہ اس کے ساتھ لیٹا ہوا تھا۔ ہاسپٹل لے گئے۔ ٹریٹمنٹ Treatment ہوئی۔ جب وہ عورت ہوش میں آ گئی تو ڈاکٹروں نے اس سے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ تیرے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے سرے زخمی ہیں۔ اس نے بتایا کہ میرے اوپر چھت اس طرح سے گری کہ میں ایک کونے کے اندر محفوظ تھی۔ بچہ میری چھاتی سے لگا ہوا تھا۔ اور میں سمجھتی تھی کہ اگر میری زندگی ہوئی تو کوئی کنکریٹ ہٹائے گا اور مجھے نکالے گا۔ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دو دن تو میں بچے کے ساتھ رہی اسے دودھ پلاتی رہی۔ خود بھوکی پیاسی تھی اب میرے اپنے سینے میں دودھ ختم ہوگیا۔ میرا بچہ روتا میں اسے بہلاتی۔ لیکن بچے کا رونا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا تھا۔ میں کبھی اس کے منہ میں انگلی ڈالتی' کبھی اپنی زبان ڈالتی' جب بچے کے پیٹ میں کچھ نہ جاتا تو وہ روتا۔ کہنے لگی میرے دل میں خیال آیا کہ بچے کو میں دودھ تو نہیں پلا سکتی میرے جسم کے اندر خون تو موجود ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ کی انگلی کو دانتوں سے کاٹا اور جب اس میں سے خون ٹپکنے لگا تو میں نے وہ انگلی بچے کے منہ میں ڈال دی۔ بچے نے چوسنا Suck شروع کر دیا۔ جب بچے کے پیٹ میں کچھ جانے لگا تو یہ خاموش ہوا۔ اب میں ایک انگلی کاٹتی پھر دوسری کاٹتی میں نے اس بچے کو اتنا اپنا خون پلایا کہ میں بھی بے ہوش ہوگئی بچہ بھی بے ہوش ہوگیا۔ اب آپ لوگوں نے نکالا ہے تو دوائیوں سے ہم پھر دوبارہ ہوش میں آگئے۔ لوگ حیران ہوگئے کہ ماں کی محبت اس درجے تک ہوتی ہے۔ کہ اگر وہ محسوس کرے کہ اپنے جسم کا خون دے کر اپنے بچے کی جان بچا سکتی ہے تو ماں اس سے بھی گریز نہیں کیا کرتی۔ اس کو ماں کی محبت کہتے ہیں۔

ماں کی محبت کا تقاضا:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس' دو عورتوں کا جھگڑا آیا۔ ہوا یہ کہ دونوں کے پاس بچے تھے اور دونوں جنگل میں سے گزر رہی تھیں۔ بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک بچے کو اس نے چھینا اور بھاگ گیا۔ اب اس نے کیا کیا کہ دوسری عورت کے بچے کو لینے کی کوشش کی۔ کہ میرا بچہ تو گیا چلو اس کا بچہ لے لیتی ہوں۔ وہ کہے میرا بیٹا' وہ کہے میرا بیٹا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جھگڑا آ گیا۔ آپ نے دونوں کی بات کو سنا اور سن کر آپ نے فرمایا کہ اچھا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ نے حکم دیا کہ جاؤ چھری لے کر آؤ۔ جب چھری آ گئی تو آپ نے فرمایا کہ میں اس بچے کو کاٹوں گا اور آدھا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک کو دے دوں گا۔ آدھا دوسری کو۔ تو ایک تو تیار ہوگئی اور دوسری رونے لگ گئی۔ کہنے لگی نہیں اس کو کاٹو نہیں دوسری کو دے دو کم از کم میں اپنے بچے کو دیکھ تو لیا کروں گی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پہچان گئے کہ ان میں سے حقیقی ماں کون ہے۔ تو ماں کی محبت' ماں کی مامتا یہ اللہ رب العزت کی صفت رحمت کا ایک نمونہ ہوتی ہے۔ دنیا کے اندر جہاں بھی ماں ہوگی اسے اولاد سے محبت ہوگی۔

ماں کی دعا:

یہ اللہ رب العزت نے ماں کے دل میں مامتا پیدا کی ہوتی ہے۔ اسی لیے ماں کی دعا جنت کی ہوا کہلاتی ہے۔ کہ وہ جلدی قبول ہوتی ہے۔ یاد رکھیں جب بھی ماں اولاد کے لیے دعا کرتی ہے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور وہ دعا اللہ رب العزت کے حضور پیش کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ مان کی دعا قبول کرتے ہیں۔ بلکہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ماں گناہ گار بھی ہو تب بھی اس کے اخلاص کی وجہ سے' محبت کی وجہ سے' اولاد کے حق میں اس کی دعائیں اس طرح قبول ہوتی ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔

ماں کی عظمت:

ایک شخص نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا

''اے اللہ کے نبی گناہ ہوگیا'' فر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ند سے معافی مانگ لے۔

اس نے کہا: حضور بڑا گناہ ہوگیا ہے۔

فرمایا ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا جی۔

فرمایا جاؤ ماں سے دعا کرواؤ۔ ماں کی دعا پر اللہ تعالیٰ بندے کے کبیرہ گناہوں کو بھی معاف فرمادیتے ہیں۔ تو ماں کی خدمت سے انسان کو عزتیں ملتی ہیں۔ دنیا کی بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

اور آخرت کی بھی۔

ایک مثال:

اس کی ایک موٹی سی مثال ہے۔ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ یہ تابعین میں سے تھے۔ نبی علیہ السلام کا زمانہ پایا۔اور یہ اکیلے اپنی والدہ کی خدمت کرنے والے تھے۔ایک موقعہ پر والدہ سے انہوں نے اجازت مانگی کہ میں نبی علیہ السلام کا دیدار کروں۔ نبی علیہ السلام کے دیدار کی اجازت مل گئی۔مگر والدہ نے کہا کہ بیٹا خدمت کرنے والا پیچھے کوئی دوسرا نہیں تم جلدی لوٹ آنا۔ مدینہ طیبہ آئے اللہ تعالیٰ کی شان کہ نبی علیہ السلام اس وقت سفر پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ وہاں ٹھہرے اور واپس آ گئے۔

جب نبی علیہ السلام واپس تشریف لائے تو آپ کو بتایا گیا کہ اس طرح کا ایک بندہ آیا تھا۔ ملاقات کرنا چاہتا تھا۔زیارت کرنا چاہتا تھا۔مگر چونکہ آپ نہیں تھے ان کو واپسی کی جلدی تھی وہ واپس چلا گیا۔ نبی علیہ السلام اس بات کو سن کر خوش ہوئے۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنا ایک جبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے حوالے فرمایا اور کہا کہ اس بندے کا نام اویس ہے قرن قبیلے کا ہے میرے اس جبے کو لے کر جانا اور جب وہ پہنچے تو اسے کہنا کہ میری امت کی بخشش کی وہ دعا کردے۔ یہ ماں کی خدمت کا اجر ہے۔ کہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہدیہ بھیج رہے ہیں اپنے جبے کا اور ساتھ فرمائش فرماتے ہیں کہ آپ میری امت کی بخشش کی دعا فرمادیں۔

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم طرزِ عمل:

نبی علیہ السلام ایک مرتبہ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر حاضر ہوئے۔ ابواء کے مقام پر وہ دفن تھیں۔ نبی علیہ السلام کی مبارک آنکھوں میں سے آنسو آ گئے۔ایک صحابی بڑے حیران ہوئے۔اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو بڑی مصیبت کے موقعوں پر کبھی نہیں گھبراتے اور میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے آپ کی آنکھوں سے آنسو یوں ٹپکتے نہیں دیکھے۔ یہاں آنسوں کیوں آرہے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ محبت کے آنسو ہیں۔ مجھے اپنی والدہ کی یاد آرہی ہے۔

ماں کی فکر:

محبت کی وجہ سے ماں بچے کی خاطر بہت تکلیفیں اٹھاتی ہے۔ اوراس کی تربیت کے لیے اپنی جان کھپاتی ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ بچے ہونے کے بعد ماں اپنے آپ کو بھول جاتی ہے۔ بچے سے پہلے خاوند کے ساتھ کہیں جاتی تھی تو اپنا کپڑا لیڑا خرید کرلاتی تھی۔ بچے ہونے کے بعد کہیں جاتی بھی ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں ڈھونڈتی پھررہی ہوتی ہے۔ میرے بچے کے جوتے ایسے ہوں' کپڑے ایسے ہوں' فیڈر ایسا ہو۔ اب اپنے آپ کو بھول گئی اب اسے بچہ یادرہتا ہے۔ کیا محبت ہے پہلے بچے کو کھلاتی ہے بعد میں خود کھاتی ہے۔ پہلے بچے کو پلاتی ہے بعد میں خود پیتی ہے۔ پہلے بچے کو سلاتی ہے بعد میں خود سوتی ہے۔ چوبیس گھنٹے کے لیے حاضر یہ کیا چیز ہے؟ یہ ماں کے دل میں اولاد کی محبت ہوتی ہے۔ چنانچہ ماں سے بچے کو اگر اس سے ذرا جدا کر دیا جائے۔ پریشان ہو جاتی ہے۔ کہتی ہے میرا بچہ کہاں اور بچہ جب گود میں آتا ہے تو ماں کو یوں لگتا ہے کہ ساری کائنات کی خوشیاں سمٹ کر میری گود میں آگئیں۔ اسی لیے دنیا میں جتنی بڑی بڑی ہستیاں گزری ہیں اگران کی زندگیوں پر غور کریں تو ان کے پیچھے آپ کو ان کی ماں کی تربیت نظر آئے گی۔

مثالی ماں کا منفرد انداز تربیت:

ایک بزرگ گزرے ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔ کاکی ہندی کا لفظ ہے اس کا مطلب ہوتا ہے "روٹی" جب یہ پیدا ہوئے ان کے ماں باپ نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم بچے کی دینی تربیت کریں گے تا کہ بچہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا بن جائے۔ ماں نے کہا کہ ہاں میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے۔ میں اس پر عمل کروں گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ بچہ جب مدرسے جانے کے قابل ہوا تو ایک دن اپنے مدرسے سے واپس آیا۔ امی بھوک لگی ہے۔ ماں نے کہا بیٹے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی روزی دیتے ہیں' آپ کو بھی وہی رزق دیتے ہیں۔ تو آپ اللہ سے مانگو ہم بھی اللہ سے مانگتے ہیں۔ بیٹے نے کہا کہ امی کیسے مانگوں۔ ماں نے کہا کہ بیٹا مصلیٰ بچھاؤ اور اللہ سے دعا مانگو۔ بچے نے مصلیٰ بچھایا دعا مانگی کہنے لگا امی اب کیا کروں۔ ماں نے کہا بیٹے کمرے میں جا کر دیکھو اللہ نے تمہارا کھانا کہیں بھجوایا ہوگا۔ تو ماں نے کھانا پکا کر کہیں چھپایا ہوا تھا۔ وہ بچے نے ڈھونڈا تھوڑی دیر میں مل گیا۔ بچہ بڑا خوش ہوا۔ اب یہ روز کا معمول بن گیا۔ پہلے مصلے پہ بیٹھ کے دعا مانگتا پھر اسے کمرے میں سے کھانا مل جاتا اب وہ کھانا کھاتے ہوئے امی سے پوچھتا اماں اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ماں کہتی جی' انسانوں کو بھی وہی رزق دیتے ہیں' حیوانوں کو بھی۔ ماں کہتی ہاں بیٹا کہتا اماں اللہ تعالیٰ کتنے اچھے ہیں' کتنے بڑے ہیں اب وہ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرتا۔ ماں جب بچے کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف سنتی وہ خوش ہوتی۔ اور سمجھتی کہ بچے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی جارہی ہے۔ اللہ کی شان دیکھیں ایک دن ماں خاندان کی کسی تقریب میں چلی گئی اور اسے وقت کا احساس نہ رہا۔ جب خیال آیا تو بچہ گھر آچکا تھا ماں بڑی پریشان ہوئی اسی وقت برقعہ لیا گھر کی طرف چلی رو بھی رہی ہے دعا بھی کر رہی ہے۔ اللہ میں نے تو اپنے بچے کا یقین بنانے کے لیے یہ سارا عمل کیا تھا۔ اگر میرا بچہ آج روٹی نہیں ڈھونڈ پائے گا تو کہیں اس کا یقین ٹوٹ نہ جائے۔ اللہ تو لاج رکھ لینا۔ اب دعائیں کرتے کرتے جب گھر پہنچی تو دیکھا کہ بچہ میٹھی نیند سویا ہوا ہے۔ ماں نے کھانا بنایا اور واپس آکر اپنے بچے کے رخسار کو بوسہ دیا اس کو جگایا میرے بیٹے تجھے تو آج بڑی بھوک لگی ہوگی اس نے کہا امی نہیں۔ کیوں بیٹے اماں میں مدرسے سے آیا تھا میں نے مصلیٰ بچھایا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے اللہ میں تھکا ہوا ہوں اور آج بھوک بھی لگی ہوئی ہے۔ اور اماں بھی گھر پر نہیں ہے اللہ مجھے کھانا دے دے۔ اماں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کمرے میں گیا تو وہاں مجھے ایک روٹی پڑی ہوئی ملی وہ میں نے کھائی مگر اماں جو مزہ مجھے آج اس روٹی میں آیا یہ مزہ مجھے پہلے کبھی نہیں آیا تھا اس روٹی کی وجہ سے ان کا نام قطب الدین بختیار کاکی پڑ گیا۔ اور یہ اتنے بڑے شیخ بنے کہ وقت کے بادشاہ بھی ان سے بیعت کیا کرتے تھے۔

ماں کا انداز تربیت:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی چلی گئی تھی بچپن میں ماں کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے انکو دوبارہ بینائی عطا فرما دی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ان کی ماں نے کی یہ دو بھائی تھے احمد غزالی، محمد غزالی، احمد غزالی بڑے تھے اور محمد غزالی جن کو امام غزالی کہتے ہیں یہ چھوٹے تھے۔ والد فوت ہو گئے ماں نے تربیت کی اس وقت کی مائیں ایسی تربیت کرتی تھیں جیسے کہ مشائخ کسی کی تربیت کیا کرتے ہیں۔

چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ شہر کی مرکزی مسجد کے خطیب تھے نماز پڑھاتے تھے۔ ایک دن انہوں نے والدہ سے کہا کہ اماں سارے لوگ مجھے آ کر کہتے ہیں کہ تم خطیب شہر، مفتی اعظم ہو اور تمہارا اپنا بڑا بھائی تمہارے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ چنانچہ احمد غزالی نماز تو پڑھتے تھے مگر الگ پڑھ لیتے تھے۔ جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے۔ ماں نے بچے کو بلایا بیٹے بھائی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھا کرو۔ اماں بہت اچھا۔ چنانچہ اگلی نماز میں امام غزالی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے اور احمد غزالی پیچھے۔ ابھی دو رکعت پڑھی تھیں کہ تیسری رکعت میں احمد غزالی نے نماز توڑی اور صف میں سے نکل گیا۔ جب لوگوں نے سلام پھیرا تو اعتراض کرنے والوں نے پھر اور زیادہ اعتراض کیے۔ کیا تماشا ہے یہ نماز ہے یا کیا؟ تو امام غزالی بڑے پریشان ہوئے پھر والدہ کو آ کر بتایا کہ اماں بھائی نے تو الٹا میری اور بے عزتی کروا دی۔ ماں نے بلا لیا۔ بیٹے تم نے یہ کیا حرکت کی؟ تو احمد غزالی نے کہا کہ اماں

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ نے کہا تھا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جب تک یہ نماز میں تھے میں پیچھے کھڑا رہا۔ جب نماز میں نہیں تھے میں آ گیا۔ وہ صاحب کشف تھے۔ اللہ نے ان کو باطن کی نظر' بصیرت عطا کر دی تھی۔ چنانچہ جب ماں نے پوچھا امام غزالی سے کہ کیا کہہ رہا ہے وہ ان کا سر جو تھا وہ شرم سے جھک گیا۔ اماں بات تو ٹھیک ہے۔ پہلی دو رکعتوں میں تو میری توجہ الی اللہ بنی رہی لیکن تیسری رکعت میں میں کھڑا ہوا تھا لیکن نماز سے پہلے میں کچھ طہارت کے مسائل پڑھ رہا تھا۔ ان میں سے ایک مسئلہ میرے دماغ میں آ گیا اور اس کے بارے میں خیال آنے لگا۔ تو واقعی تیسری رکعت میں میری توجہ نماز میں نہیں تھی۔ ماں نے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگی کہ میرے دو بیٹے تھے۔ افسوس کہ دونوں میں سے میرے کام کا کوئی بھی نہ بنا۔ جب ماں نے یہ کہا تو انہوں نے کہا کہ وہ کیسے؟ کہنے لگی کہ دیکھو ایک آگے نماز پڑھا رہا تھا اور نماز کے اندر وہ طہارت کے مسائل کھڑا سوچ رہا تھا۔ اور دوسرا اس کے پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑا تھا اور وہ بھی اپنے بھائی کے دل کی کیفیت کو جانچنے میں لگا ہوا تھا نہ اس کی توجہ اللہ کی طرف تھی نہ اس کی توجہ اللہ کی طرف۔ یہ پہلے وقت کی مائیں ہوتی تھیں جو اپنے بچوں کی ایسی تربیت کیا کرتی تھیں۔

آج کی ماں:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ماں نے کی۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی تربیت ان کی ماں نے کی۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ان کی ماں نے کی۔ پہلے وقت کی مائیں تربیت کیا کرتی تھیں۔ آج ایسا وقت آ گیا کہ بچیاں ماں تو بن جاتی ہیں مگر ان کو ماں کے مقام کا پتا نہیں ہوتا۔ خود دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے انکو پتہ نہیں ہوتا ہم نے بچے کی تربیت کیسے کرنی ہے اسی لیے کہیں کہیں دیکھا گیا کہ مائیں اولاد کی دینداری پر خوش ہونے کی بجائے الٹا ناراض ہوتی ہیں۔ بیٹے نے جماعت کے ساتھ سہ روزہ لگایا

www.besturdubooks.wordpress.com

چہرے پہ سنت سجانے کی نیت کرلی۔اب ماں ہی اسے کہہ رہی ہے کہ بیٹا جلدی اس کو صاف کرو۔اب یہ ماں اپنے حق کو نہیں پہچان رہی اور جب بیٹا بات نہیں مانتا تو کہتی ہے کہ یہ نافرمان ہے۔

﴿لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ﴾

''اللہ تعالیٰ کی معصیت میں مخلوق کی کوئی فرمانبرداری نہیں''

اگر ماں باپ اولاد کو دین سے ہٹنے کے لیے کوئی کام کہتے ہیں دین کو نظر انداز کر کے اپنے پیچھے چلنے کے لیے کہتے ہیں تو پھر شریعت کہتی ہے کہ اب ان کی فرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔تو ماں باپ کو بھی چاہیے کہ دائرہ شریعت کے اندر رہیں۔اولاد کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کر کے ان کی دعائیں لیں۔ان کی ناراضگی سے بچیں۔

گناہ کبیرہ:

کئی دفعہ نوجوان معمولی باتوں میں ماں باپ کی نافرمانیاں کرتے ہیں۔ان سے ضد بازی کر لیتے ہیں ان کا دل دکھاتے ہیں۔یہ کبیرہ گناہ ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ کچھ گناہوں کا اللہ تعالیٰ عذاب اسی دنیا میں دیتے ہیں۔ان میں سے ایک گناہ جو ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اس کو اس کا عذاب دے دیتے ہیں۔

دیہاتی نوجوان کا عبرت انگیز واقعہ:

ایک نوجوان تھا۔دیہات سے اس کو ہسپتال لایا گیا۔اس کو ایک ایسی بیماری تھی کہ وہ تھوڑی دیر کے بعد چیختا تھا۔''میرا گلا نہ دباؤ' میرا گلا نہ دباؤ'' تو ڈاکٹروں نے کہا یہ کوئی نفسیاتی مریض ہے۔اس کے باپ نے کہا یہ نفسیاتی مریض نہیں ہے اس کا اپنا کیا سامنے آ رہا ہے۔اس نے پوچھا کہ کیا؟ وہ کہنے لگا کہ یہ نوجوان تھا کمائی بھی کرتا تھا۔اور ماں اسکو

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ سمجھاتی تھی کہ تم اچھے لوگوں سے دوستی کرو۔ برے لوگوں سے دوستی نہ کرو۔ یہ اس کو برا سمجھتا تھا کہ ماں مجھے سمجھاتی کیوں ہے۔اور یہ ماں کو دھمکاتا تھا اگر تو بولی تو میں تیرا گلا دبادوں گا۔تو ماں چپ ہوجاتی تھی۔ چونکہ یہ ساری زندگی ماں کو دھمکی دیتا رہا کہ اگر تو میرے سامنے بولے گی میں تیرا گلا دبادوں گا آج اللہ نے اس کو دکھا دیا۔ایسی بیماری میں مبتلا کیا خود چیختا ہے کہ خدا کے لیے میرا گلا نہ دباؤ۔خود بات سامنے پیش آ گئی۔

ماں کی ناراضگی پر اللہ تعالیٰ کی گرفت:

چنانچہ ایک صحابیؓ تھے علقمہ رضی اللہ عنہ کسی بات پر ماں ان سے ناراض ہوگئی۔ ان کی وفات کا وقت آ گیا مگر ان کی روح نہیں نکل رہی نبی علیہ السلام کی خدمت میں بات پہنچائی گئی۔ نبی علیہ السلام حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو لے کر صہیب رضی اللہ عنہ کو لے کر بلال رضی اللہ عنہ کو لے کر وہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے یہ صورتحال دیکھی تو والدہ سے کہا کہ آپ بچے کو معاف کر دیں۔ اس کا دل بہت دکھی تھا۔اس نے کہا کہ میں نے اسے معاف نہیں کرنا۔ نبی علیہ السلام نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں لے کر آؤ۔تو پوچھا گیا کہ کیوں آپ نے فرمایا کہ میں لکڑیوں کو آگ لگاؤں گا اور علقمہ کو اس آگ کے اندر ڈال دوں گا۔ جب ماں نے یہ دیکھا کہ نبی علیہ السلام نے یہ حکم فرمادیا لکڑیاں لانے کا وہ سمجھ گئی کہ اللہ کے نبی ایسے ہی نہیں بات کر رہے وہ ایسا ہی کر دیں گے۔تو لگی منت سماجت کرنے میرے بیٹے کو آگ میں نہ ڈالیں۔فرمایا اگر تو اسے معاف نہیں کرے گی تو اللہ تعالیٰ نے بھی تو اس کو جہنم کی آگ میں جلانا ہے۔ میں تیری آنکھوں کے سامنے ڈالتا ہوں تجھے پتہ چلے۔ماں کا دل پسیج گیا کہنے لگی میں نے اپنی ناراضگی معاف کر دی۔ آپ اللہ کے لیے میرے بیٹے کو آگ میں نہ ڈالیں۔ ماں نے معاف کر دیا اور ان کی روح اسی وقت پرواز کر گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج کی نوجوان نسل کا والدین سے سلوک:

نوجوان بچے اور بچیوں کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے مقام اور مرتبے کا خیال رکھیں۔ آج کل کی جوان بچیاں ماں کے ساتھ ضد لگاتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ ضد لگالیتی ہیں۔ کئی کئی دن بولتی نہیں اور کالج جانے والی بچیاں صبح اٹھ کر وہ اپنے نہانے دھونے میں مصروف ہیں اور ان کی ماں ان کی نوکرانی کی طرح ان کا ناشتہ بنا رہی ہوتی ہے۔ اور اگر ناشتہ بنانے میں دو منٹ دیر ہوگئی تو بیٹی منہ بنائے' بغیر کھائے اپنے کالج چلی جاتی ہے۔ ماں بیچاری سارا دن افسوس کرتی ہے کاش! میں نے اپنی بچی کو دو منٹ پہلے ناشتہ بنا کے دیا ہوتا تو آج کے زمانے میں نوجوان بچوں کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ دیکھیے ماں باپ کی دعائیں لینے والے بنیے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی بھی عزت دے دیں گے اور آخرت کی بھی عزت دے دیں گے۔

ماں کی گود بچے کے لیے رحمت عظمیٰ:

اللہ تعالیٰ نے باپ میں شفقت رکھ دی' ماں میں محبت رکھ دی۔ اسی لیے ماں کی گود سے بہتر بچے کے لیے کوئی اچھی جگہ نہیں۔ بچے کی عمر خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ ماں کی گود سے بہتر جگہ بچے کے لیے اور دنیا میں کوئی زیادہ اچھی نہیں ہوتی۔ بچے کی عمر چاہے کتنی ہی کیوں نہ ہو وہ چالیس سال کا ہو جائے پھر بھی ماں کے لیے بچہ ہی ہوتا ہے۔ ستر سال کا ہو جائے ماں کے لیے پھر بھی بچہ ہے۔ وہ ستر سال کا بھی ماں کی گود میں بیٹھ جائے تو ماں اسے بچہ ہی کہے گی۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ ماں بچوں کے لیے مصیبت کے وقت میں ڈھال ہوتی ہے۔ حتی کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ چھوٹا بچہ جب ماں کی محبت میں روتا ہے تو بسا اوقات فرشتے آ کر اس بچے کے آنسو پونچھتے ہیں۔ یہ ماں کی محبت میں رو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ محبتیں اتنی پسند ہیں۔ اس لیے انسان کتنا ہی غم زدہ کیوں نہ ہو تو ماں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

یاد سے اس کو سکون ملتا ہے۔

آنکھوں دیکھا حال:

ہم نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا ہاسپٹل میں آئی اور اماں' اماں کہہ رہی ہے حالانکہ وہ خود نانی' دادی بنی ہوئی تھی تو پوچھا کہ یہ اماں کیوں کہتی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا مجھے اماں کا لفظ کہنے سے سکون ملتا ہے۔ یہ ایسا لفظ ہے ''اللہ اکبر'' بچے کو اماں کا لفظ کہنے سے سکون ملتا ہے۔ اور بڑے کو اللہ کا لفظ کہنے سے سکون مل جاتا ہے۔

انمول خزانہ:

اسی لیے ماں ایک مرتبہ چلی جائے پھر انسان کو زندگی میں کبھی نہیں ملا کرتی۔ ماں کی مامتا کو دیکھنا ہو تو اس وقت دیکھو جب بچہ بیمار ہوتا ہے۔ بیمار بچے کی ماں ایسی ایسی دعائیں مانگتی ہے کہ سمجھ ہی نہیں آتی کہ اس کو یہ دعائیں سکھا کس نے دی ہیں۔ وہ محبت اس کو دعائیں سکھا دیتی ہے۔ مانگنا سکھا دیتی ہے۔ تڑپ کے مانگتی ہے اللہ تعالیٰ بچے کو صحت عطا فرما دیتے ہیں۔ اسی لیے محبت' ایثار' صبر اور اخلاص اگر ان چار صفتوں کو جمع کر لیا جائے تو ان کے مجموعے کو ماں کہتے ہیں۔ ماں کے اندر محبت بھی ہوتی ہے۔ ایثار بھی ہوتا ہے۔ صبر بھی ہوتا ہے۔ اور اخلاص بھی ہوتا ہے۔ چاروں کے مجموعے کا نام اس کو ماں کہا جاتا ہے۔

قیامت کی نشانی:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ ماں اپنی حاکمہ کو جنے گی' یعنی بیٹی ماں پر حکومت کرے گی۔ اور آج کے زمانے میں دیکھا کہ بچیاں اپنی ماں پہ رعب ڈالتی ہیں۔ ماں بوڑھی ہو جاتی ہے اور بچیاں آنکھیں دکھاتی ہیں۔ کاش! کہ خدمت کر کے ہم بھی ماں کی دعائیں لے لیتے تو اور آخرت کی سعادتیں نصیب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جائیں۔

ماں کی دعا:

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک ولی اللہ تھے۔ انکی والدہ فوت ہوگئیں۔ تو جب ان کی والدہ فوت ہوگئیں تو اللہ رب العزت نے ان کے دل میں الہام فرمایا ''اے میرے پیارے جس کی دعائیں تیری حفاظت کرتی تھیں وہ ہستی اب دنیا سے چلی گئی ہے۔ اب ذرا سنبھل کے قدم اٹھانا'' کہ جس کی دعائیں تیری حفاظت کرتی تھی وہ ہستی دنیا سے چلی گئی۔ ماں اگرچہ بڑھاپے کی وجہ سے ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی کیوں نہ ہو، بیمار کیوں نہ ہو، ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہلا سکتی مگر بستر پہ پڑے جب س کی زبان سے دعا نکلتی ہے وہ بچے کی حفاظت کر دیا کرتی ہے۔ اللہ اکبر

رحمت والی صفت:

یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنے صفت رحمیت کا نمونہ دنیا میں دکھانے کے لیے ماں کو بنایا ہے کہ میرے بندوں تم نے میری صفت رحمیت کو اگر دیکھنا ہے کہ میں کتنا رحیم ہوں، کتنا محبت کرنے والا ہوں تو تم ماں کو دیکھو میں نے تمہارے گھروں میں نمونہ بنا دیا۔ ہر گھر کے اندر دیکھ لو، ماں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمیت کا نمونہ ہوتی ہے۔ خفا بھی ہو جاتی ہے کسی وقت اتنا جلدی مان جاتی ہے کہ کوئی حد نہیں۔

ماں کی حقیقت:

ایک مرتبہ میں نے کسی جگہ امتحان لینا تھا پردے میں طالبات موجود تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ دنیا میں سب سے زیادہ آسانی سے کون مان جاتا ہے۔ تو بچی نے جواب دیا کہ ماں جلدی مان جاتی ہے۔

میں نے پوچھا کیسے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنے لگی کہ اپنے گھر میں میں دیکھتی ہوں میرا بڑا بھائی جب بھی کوئی گڑبڑ کرتا ہے' تو امی اس کو سمجھاتی ہے۔ ناراض ہوتی ہے۔ ایسے نہیں کرنا تھا تم نے ایسے کرنا تھا۔ یوں کیوں کیا یوں کیوں کیا؟ تو میرا بھائی منہ بنا کے باہر نکل جاتا ہے۔ تو جیسے ہی باہر نکلتا ہے میں دیکھتی ہوں کہ امی اس کے لیے دعائیں کرنے لگ جاتی ہے۔ وضو کرتی ہے مصلے پر آ جاتی ہے نفل پڑھنے لگ جاتی ہے۔ اب ماں نفل پڑھ کے دعا مانگ رہی ہے۔ اللہ میرا بچہ کسی برے کے ہاتھ نہ لگ جائے' اللہ میرے بچے کو خیرت سے واپس لوٹا دینا۔ اب ماں جب دعائیں مانگتی ہے تو میں ان سے کہتی ہوں کہ اماں اگر آپ نے اس طرح رونا ہی تھا تو پھر اسکو ڈانٹا کیوں؟

ماں کہتی ہے آخر میں ماں ہوں تربیت بھی تو میں نے ہی کرنی ہے۔ میں نہیں سمجھاؤں گی تو کون سمجھائے گا۔ مگر میرا یہ بھی دل نہیں چاہتا کہ اولاد میری نظر سے دور ہو جائے۔ چنانچہ میں دعا مانگ رہی ہوں اللہ کرے میرا بیٹا جلدی واپس آ جائے۔ اب اس دوران کھانے کا وقت ہو جاتا ہے گھر کے سارے لوگ آ کے کھانا کھا لیتے ہیں۔ میں دیکھتی ہوں کہ امی کھانا نہیں کھاتیں۔ میں کہتی ہوں امی کھانا کھا لیں۔ ماں کہتی ہے بیٹی پتہ نہیں تیرے بھائی نے کھایا ہوگا یا نہیں کھایا ہوگا۔ میرا کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ پھر رات کا وقت آ جاتا ہے۔ گھر کے سارے لوگ سو جاتے ہیں۔ ایک امی جاگ رہی ہوتی ہے۔ ابو بھی امی کو ڈانٹتے ہیں کہ تیری بے جا شفقت نے' محبت نے بچے کو بگاڑ دیا۔ ماں ڈانٹ بھی سن لیتی ہے۔ پھر بھی راتوں کو جاگتی ہے۔ پوچھتی ہے اماں جاگ کیوں رہی ہو؟ کہتی ہے بیٹی ایسا نہ ہو تیرا بھائی آئے اور دروازہ کھٹکھٹائے اور اسے دروازے پہ انتظار کرنا پڑ جائے۔

یہ ماں روتی ہے' سوتی بھی نہیں' کھاتی بھی نہیں۔ کس لیے؟ بچے کی محبت اس کے دل میں موجود ہے۔ ذرا سی آہٹ اس کو آتی ہے۔ ہوا سے بھی دروازہ بند ہوتا ہے تو ماں اٹھ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بیٹھ جاتی ہے کہ میرا بیٹا تو نہیں آ گیا۔ اور آدھی رات کے وقت جب بھائی گھر آتا ہے اور گھر آ کے اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے تو امی مجھے آ کے جگاتی ہے۔ بیٹی تمہارا بھائی آ گیا۔ اسے کھانا پکا کے اسے گرم کھانا دو۔ میں کہتی ہوں امی اس نے کمرہ بند کر لیا صبح کھا لے گا۔ صبح ہوتی ہے تو امی پھر میرے پاس آتی ہے۔ بیٹی رات کا بھوکا ہے چلو اپنے بھائی کو کھانا دے دو میں کہتی ہوں امی جب اتنی محبت ہے تو پھر آپ بچے سے کیوں ناراض ہوتی ہے۔ ماں کہتی ہے بیٹی میں تو بچے سے راضی ہونے کیلئے تیار ہوں بس اتنا کہتی ہوں کہ وہ میرے پاس آ کے کہہ دے امی غلطی ہوئی بس اس کے غلطی کا لفظ کہنے پر میں اس کو معاف کر دوں گی اب جو ماں تیار بیٹھی ہے کہ بیٹا اتنا ہی کہہ دے امی مجھ سے خطا ہوئی' غلطی ہوئی وہ ماں تو جلدی معاف کر دے گی۔ میں نے کہا کہ اچھا اگر ماں کو زیادہ غصہ تھا اور ان الفاظ پر ماں معاف نہیں کرتی کہ امی مجھے معاف کر دیں تو پھر؟

تو وہ کہنے لگی کہ اگر میرا بھائی آ کر امی کے پیر پکڑ لے تو امی اسی وقت نرم ہو جائے گی اور بچے کو کہے گی کہ اچھا بیٹا میرے پاؤں مت پکڑو میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

میں نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ ناراض تھی۔ پاؤں پکڑنے پہ بھی راضی نہیں ہوتی۔ تو اب بتاؤں؟

کہنے لگی اگر میرا بھائی آ جائے اور امی کے پاس بیٹھ کر آنکھوں سے دو آنسو اس کے نکل آئیں ماں اپنے بیٹے کی آنکھوں کے آنسو برداشت نہیں کر سکتی۔ اپنے دوپٹے سے آنسوؤں کو پونچھے گی کہے گی بیٹا میں ناراض نہیں چل میں نے تجھے معاف کر دیا۔

یہ ماں کی مامتا ہے کہ بیٹے کے آنسو برداشت نہیں کر سکتی۔ ناراض ہوتی ہے وہ بھی ظاہری طور پر ورنہ دل تو اس وقت بھی اولاد سے محبت کر رہا ہوتا ہے۔ کاش کہ ہم ماں کی حقیقت کو پہچانتے کہ ماں کو اولاد کے ساتھ کیا محبت ہوتی ہے۔ آپ کو ایک سچا واقعہ سناؤں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک سچا واقعہ:

دیہات کے اندر ایک ماں باپ تھے۔ جن کو اللہ نے ایک بیٹا عطا کیا۔ یہ بیٹا کافی ذہین تھا' لائق تھا۔ بڑا ہوا اور انجینئر بن گیا۔ ماں باپ کا ایک ہی بیٹا تھا۔ ایک ہی اولاد تھی۔ بڑھاپے کی اولاد۔ جب انجینئر بن گیا تو شہر میں اس کو نوکری مل گئی۔ SDO تھا۔ کوٹھی بھی ہے کار بھی ہے' عزت بھی ہے وقار بھی ہے۔ اب اس نے شہر میں زندگی گزارنی شروع کر دی۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے سوچا کہ اب میں شادی کروالوں۔ چنانچہ شہر کے اندر ایک بڑا معزز گھرانہ تھا۔ امیر بھی تھے نیک بھی تھے ان کے گھر' نے کی ایک بچی کے بارے میں اسے پتہ چلا تو اس نے سوچا کہ یہاں میں شادی کرتا ہوں۔ ماں کو جا کر کہا ماں نے کہا کہ بیٹا تم نے زندگی گزارنی ہے اگر تم راضی ہو تو ہم بھی راضی ہیں۔

چنانچہ نکاح کا پیغام بھیجا گیا۔ بچہ اتنا اچھا تھا لڑکی والوں نے رشتہ قبول کر لیا۔ شادی ہوگئی۔ اب شادی کے بعد چند دن تو وہ بچی جو تھی وہ دیہات میں اس کے ماں باپ کے ساتھ رہی۔ پھر اس نے کہا میرے لیے تو دیہات میں رہنا مشکل ہے۔ ماں باپ نے اجازت دے دی بیٹا بیوی کو لے جاؤ اور شہر میں اپنی کوٹھی کے اندر جا کر زندگی گزارو۔ ہم یہاں دیہات میں خوش ہیں۔ سادہ زندگی ہے تم شہر میں رہو مگر کبھی کبھی آتے رہنا۔ ہمیں مل کے جاتے رہنا۔ چہرہ دکھا جایا کرنا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔

چنانچہ بچہ ہفتے بعد آ جاتا اور مل کے چلا جاتا۔ اب اللہ کی شان انسان ہے کبھی گھنٹے کا پروگرام بنا کے آتا ہے تو ڈیڑھ گھنٹہ لگ جاتا ہے دو گھنٹے لگ جاتے۔ تو جب ذرا یہ لیٹ ہو جاتا تو پھر بیوی پیچھے اس کے ساتھ جھگڑا کرتی۔ چلے جاتے ہو تمہیں پیچھے یاد ہی کوئی نہیں ہوتا۔ پیچھے سارے مر جاتے ہیں۔ جیسے عورتیں کہا وتیں بولتی ہیں۔ وہ بھی ایسے ہی بولنے لگ جاتی اب وقت کے ساتھ ساتھ جھگڑا شروع ہو گیا۔ جب یہ ماں کے گھر جانے کا ارادہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا تو بیوی اس کے ساتھ جھگڑا کرتی۔ یہ شریف آدمی تھا۔ سن لیتا کہ میں اس جھگڑے کی مصیبت سے کیسے بچوں۔

اللہ کی شان اسی دوران سعودی عرب میں کچھ ویکنسیاں Vacancies نکلیں۔ انجینئر کی اس نے Apply کیا تو اس کی درخواست قبول ہوگئی۔ اس نے ماں باپ سے اجازت مانگی ماں نے کہا بیٹا ہم تو وہ پاک دیس نہیں دیکھ سکے تم ہمارے بیٹے ہو جاؤ پاک دیس میں زندگی گزارو۔ ہمارے لیے بھی دعائیں کرنا اور کبھی کبھی ہمیں آ کے ملتے بھی رہنا۔ بچہ ماں باپ کی اجازت سے مکہ مکرمہ چلا گیا۔ یہ بچہ وہاں پر تیرہ سال رہا۔ شروع شروع میں تو یہ ماں باپ کو خرچہ وغیرہ بھیجتا رہا۔ بعد میں اسے اتنا خرچ کا بھی سلسلہ نہ رہا۔ وہ ٹیلی فون کا زمانہ تھا نہیں۔ شہروں میں بھی ٹیلی فون کم ہوتے تھے۔ دیہاتوں میں تو ہوتے ہی نہیں تھے۔ تو حج عمرے سے آنے جانے والوں کے ہاتھ ایک دوسرے کو پیغام دے دیتے کوئی خط لکھ دیتے کوئی چیز بھیج دیتے۔ اس نوجوان نے وہاں رہتے ہوئے تیرہ حجیں کیں۔ تیرھویں حج جب اس نے کی تو یہ بیت اللہ شریف کے سامنے بالکل کھڑا ہے۔ مطاف کے اندر اور رو رہا ہے۔ ایک اللہ والے نے اس نوجوان کو دیکھا پوچھا نوجوان کیوں روتے ہو۔ کہنے لگا کہ میں اس لیے روتا ہوں کہ میں نے تیرہ حجیں کی ہیں جب بھی حج کرتا ہوں تین دن کے اندر اندر خواب دیکھتا ہوں کوئی کہنے والا کہتا ہے تیرا حج قبول نہیں ہے۔ تیرہ حج کیے اور تیرہ مرتبہ خواب دیکھا تو میں حیران ہوں کہ میرا حج قبول کیوں نہیں ہوتا۔ وہ اللہ والے تھے نظر رکھتے تھے انہوں نے ذرا حالات پوچھے تو جان گئے کہ بیٹا تمہارا اور کوئی بھائی ہوتا بہن ہوتی ماں کی خدمت کرنے والی ہوتی تو چلو اور بات تھی تو پیچھے تو ان کا ہے ہی کوئی نہیں۔ اور تم یہاں آ کے یہاں کی نعمتوں میں اسے بھول ہی گئے۔ جاؤ پہلے جا کے ان سے بخشواؤ۔ معافی مانگو۔ بچے کو بات سمجھ آ گئی یہ گھر آیا ٹکٹ بنوائی تیاری کی جانے لگا بیوی نے آئیں بائیں شائیں کرنے کی کوشش کی اس نے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دی تو وہ بھیگی بلی کی طرح بیٹھ گئی۔ جب عورت کو پتہ ہوتا ہے کہ مرد سیریس ہے تو وہ آگے سے آنکھ اٹھا کے بھی نہیں دیکھتی۔ اب اس نے جب ٹکٹ بنوالی تو یہ واپس آیا اپنی آبادی کے قریب پہنچ کر اب اس کو احساس ہوا کہ میں جاؤں گا اپنے امی ابو سے ملوں گا میں ان کو کیا کہوں گا کہ تیرہ سال میں آیا ہی نہیں۔ میں وہیں رہا اتنے میں ایک لڑکا کوئی دس سال کا گزر رہا تھا اس نے پوچھا اس سے کہ بتاؤ بھئی فلاں بوڑھے میاں اور بوڑھی اماں کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ جی جو بوڑھے میاں تھے وہ تو چھ مہینے پہلے فوت ہو گئے۔ اور جو بوڑھی اماں ہیں وہ بھی فالج کی مریضہ ہیں چارپائی سے لگی ہوئی ہیں ہم نے سنا ہے ان کا کوئی بیٹا ہے جو مکہ گیا ہوا ہے۔ پتا نہیں کیسا منحوس ہے جو کبھی اپنے ماں باپ کو پوچھنے آیا ہی نہیں۔

اب اس بچے کو کیا پتا کہ وہ اسی کی بات کر رہا ہے۔ بچہ تو بات کر کے چلا گیا۔ اب اس کے دل کی گرہ کھلی واقعی میں نے اپنی ماں کا حق ادا نہیں کیا جیسے کرنا چاہیے تھا۔ اور اب میں جاؤں گا تو ماں تو شاید مجھے ملنا ہی پسند نہیں کرے گی۔ وہ تو گھر سے ہی نکال دے گی کہ تمہارا باپ چلا گیا اب تم کس لیے آئے ہو۔

چنانچہ ڈرتا ہوا گھبراتا ہوا اپنے گھر کے دروازے پر آیا۔ دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ صحن کے اندر ایک چارپائی پڑی ہے۔ اور چارپائی پر اس کی ماں ہڈیوں کا ڈھانچہ چارپائی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا ممکن ہے کہ اماں سو رہی ہوں تو اس لیے میں پہلے قریب جا کر دیکھتا ہوں موتیا بھی آ چکا ہے بینائی بھی نہیں ہے یہ بچے نے بتا دیا تھا۔ اگر اماں جاگیں گی تو میں سلام کروں گا ورنہ انتظار کروں گا جگانا مناسب نہیں۔ یہ آہستہ قدموں سے ماں کے قریب آیا تو اس نے کیا دیکھا کہ اس کی ماں نے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور ماں دعا مانگ رہی تھی۔ تو یہ قریب ہوا کہ میری ماں کیا دعا مانگ رہی ہے۔ اس کی ماں اس وقت یہ دعا مانگ رہی تھی۔ اللہ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ میرا

www.besturdubooks.wordpress.com

خاوند دنیا سے چلا گیا۔ میرے بیٹے کو بخیرت واپس پہنچا دینا کہ جب میری موت آئے تو مجھے قبر میں اتارے والا کوئی میرا بھی محرم موجود ہو۔ بیٹا سوچتا ہے کہ ماں مجھ سے کلام نہیں کرے گی اور ماں کی یہ حالت ہے کہ وہ چارپائی پہ پڑی دعائیں مانگ رہی ہے۔ اللہ! میرا خاوند دنیا سے چلا گیا ایک ہی میرا بیٹا ہے۔ اللہ! اسے بخیریت واپس پہنچا دینا جب میری موت آئے تو مجھے بھی قبر میں اتارنے والا کوئی میرا بھی محرم موجود ہو۔ ماں کی محبت کی یہ انتہا ہوتی ہے۔

ماں کا معیار محبت:

یاد رکھنا ماں کی محبت وہ گہرا سمندر ہے جس کی گہرائیوں کی پیائش آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ ماں کی محبت وہ ہمالیہ پہاڑ ہے جس کی بلندیوں کی پیائش کوئی نہیں کر سکا۔ ماں کی محبت وہ حسین باغ ہے جس کی محبت کے پھول کبھی مرجھاتے نہیں۔ ماں کے سینے میں محبت ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنا کہ دنیا میں اچھوں سے ہر کوئی محبت کرتا ہے ہر آدمی اچھوں پہ فدا ہوتا ہے۔ باپ بھی اچھی اولاد سے محبت کرتا ہے۔ ماں ہی تو ہے جو بروں سے بھی محبت کرتی ہے۔ اولاد بگڑ جائے سب ان کو برا کہتے ہیں۔ ماں کہتی ہے میں کیا کروں وہ بگڑ گئے ان کا نصیب تھا میرے تو بچے ہیں مجھے تو وہ پیارے ہیں۔ خدا کے بعد اس دنیا میں بروں سے محبت کرنے والی ماں کے سوا کوئی دوسری ہستی نہیں۔ اللہ نے ماں کو وہ دل دیا ہوتا ہے۔ اولاد کے بارے میں اس کا دل اس قدر تڑپتا ہے اس لیے ہم نے دیکھا چھوٹا بچہ اپنی ماں کے بال کھینچ لیتا ہے۔ اپنی ماں کے منہ پہ تھپڑ مارتا ہے اور ماں محبت کی وجہ سے اس چھوٹے بچے کے ہاتھوں کو چوم لیا کرتی ہے۔ یہ محبت کا عالم ہے۔ اس محبت سے بچے کو پال رہی ہے۔ حق تو یہ بنتا تھا بچے نے ماں کو تھپڑ مارا وہ بچے کو اٹھا کے دیوار کے ساتھ پھینک دیتی مگر محبت کا کیا کریں۔ بچہ تھپڑ مارتا ہے۔ ماں اس بچے کے ہاتھوں کو بوسہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دے دیتی ہے۔کون ہے جو ماں کا حق ادا کر سکے۔اللہ اکبر کبیرا۔

صحابی کا عمل اور نبوی ﷺ جواب:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

اے اللہ کے نبی میں نے اپنی ماں کو پیدل حج کروادیا اور میرے پاؤں میں جوتا بھی نہیں تھا۔گرم پتھروں پہ چل چل کے میرے پاؤں کے اندر چھالے پڑ گئے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہاں جب تمہاری ولادت ہوئی تھی اور تمہاری ماں کو دردیں ہوئیں تھیں ممکن ہے ان میں سے کسی ایک درد کا بدلہ تم نے چکا دیا ہو۔تو اللہ رب العزت نے ماں کو وہ محبت دی ہے جس کو ماتا کہتے ہیں۔

انگریزی کہاوت:

Mother's shadow is like honey of Bee Especially in the desert of lifeJust like a green tree.

"جس طرح ریگستان کے اندر ایک سبز درخت لہلہا رہا ہوتا ہے ماں کی محبت انسان کی مصیبتوں کے اندر اس طرح بندے کو لہلہا کر کام آیا کرتی ہے"

ماواں ٹھنڈیاں چھاواں
لعل لڑاون سارے
ماواں باج نہ آکھے کوئی
آ فرزند پیارے

کوئی ہے جو یہ الفاظ کہہ سکے یہ ماں ہی کہتی ہے آؤ میرے بیٹے آجاؤ۔اللہ اکبر

اخلاص کا پیکر:

یہ محبتیں ماں کی ہوا کرتی ہیں۔اس لیے ماں اپنے بستر پر بیٹھی دعائیں دیتی ہے۔گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بڑی دعائیں دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کے صدقے اولاد کی حفاظت فرماتے ہیں۔

دور بیٹھا کوئی تو دعائیں دیتا ہے
میں ڈوبتا ہوں سمندر اچھال دیتا ہے

انسان ایسی حرکتیں کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ رسوا کر دیتے مگر ماں کی دعا کی وجہ سے اللہ اولاد کی ستر پوشی فرما لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد کو مصیبتوں سے بچا لیا کرتے ہیں۔ یہ ماں کا مقام ہوتا ہے جو اللہ رب العزت نے ماں کو عطا فرما دیا عجیب بات تو یہ ہے انسان جب بڑا ہوتا ہے اور زندگی میں اس مقام پہ پہنچتا ہے جب اپنی ماں کی خدمت کرنے کے قابل ہوتا ہے تو اس وقت عام طور پہ ہم نے دیکھا مائیں اس دنیا سے اللہ کے پاس چلی جایا کرتی ہیں۔

تربیت سے تیری میں انجم کے ہم قسمت ہوا
گھر میرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا
عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں تیری خدمت کے قابل جب ہوا

تو چل بسی

جب بچے ماں باپ کی خدمت کے قابل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ یہ نعمت واپس لے لیا کرتے ہیں۔ اور یہ نعمت جب چلی جاتی ہے دوبارہ نہیں آتی۔ اللہ رب العزت ان تمام بچوں کو جن کے والدین زندہ ہیں ان کو والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو بیمار ہیں اللہ ان کو شفا عطا فرمائے۔ ہماری والدہ محترمہ اس دنیا سے تشریف لے گئیں۔ آج ان کی ان دعاؤں کی کمی ہمیں محسوس ہو رہی ہے۔ جو وہ جیتے بیٹھے دیا کرتی تھیں۔ آج ان کے دونوں بچے یہاں موجود ہیں ان کے سر سے ماں کی وہ شفقتیں چلی گئیں۔ ہم دعا گو ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ رب العزت جو رحمتیں ماں کی موجودگی میں تھیں اللہ تعالیٰ انہی رحمتوں کو ان کے اوپر ہمیشہ کے لیے دراز فرمائے۔

اللہ ان بچوں کی اچھی تربیت فرمائے۔ حضرت صاحبزادہ دامت برکاتہم بڑے ہوں یا چھوٹے اللہ تعالیٰ دونوں کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما کر پوری زندگی دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جو دعائیں مانگا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی قبولیت ان بچوں کو اپنی آنکھوں سے دکھائے۔ ہمارے حضرت مرشد عالم فرماتے تھے کہ حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ یہ دعا مانگتے تھے اے اللہ میرے بیٹوں کو وقت کا قطب بنا دینا۔ ایسی دعا بھی کوئی باپ مانگتا ہو گا نہ۔ سبحان اللہ اور واقعی حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دعائیں رنگ لائیں گی اور اللہ تعالیٰ اس مرکز کو اور زیادہ ترقی عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قیامت تک آنے والی نسلوں کو دین کے لیے قبول فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہماری والدہ محترمہ کی آخرت کی منزلوں کو آسان فرمائے۔ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ اپنی وفات سے دو دن پہلے جو ذکر اسم ذات شروع ہوا جس طرح سے سانس کے ذریعے سے اللہ اللہ کی آواز نکلتی رہی اس پر ڈاکٹرنیاں بھی حیران' ڈاکٹر بھی حیران' ہسپتال میں جو قریب کے مرد عورتیں تھیں وہ بھی حیران۔ اللہ نے ان کے دل کو اس طرح جاری کر دیا۔ دکھلا دیا کہ دیکھو میرے ولی کامل کی صحبت جس کو ملتی ہے میں آخری وقت میں اس کے انجام کو کتنا اچھا کر دیا کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت ہمیں ان کی دعاؤں کا سایہ ساری زندگی نصیب فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

دل مغموم کو مسرور کردے
دل بے نور کو پرنور کر دے
فروزاں دل میں شمع طور کر دے
یہ گوشہ نور سے پرنور کر دے
مرا ظاہر سنور جائے الٰہی
مرے باطن کی ظلمت دور کر دے
مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کردے
نہ دل مائل ہو میرا انکی جانب
جنہیں تیری عطا مغرور کر دے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا اسکو بے مقدور کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ○ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۲)

پردہ کیوں ضروری ہے؟

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

حدیث پاک میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے غیر محرم سے اپنی نظر کی حفاظت کی اس کو اللہ رب العزت عبادت میں لذت عطا فرما دیتے ہیں۔

یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ خوبصورت عورت کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں۔لیکن خوب سیرت عورت کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ صورت کو سنوارنے کے بجائے اپنی سیرت کو سنواریئے۔میں تو بچیوں کو کہتا ہوں کہ قد اونچے Heel کے جوتے بغیر بھی بڑا نظر آتا ہے' اگر عورت کی شخصیت کے اندر بلندی ہو۔آنکھیں بغیر سرمے کے بھی خوبصورت نظر آسکتی ہیں اگر ان کے اندر حیا موجود ہو۔ پلکیں بغیر مسکارے کے بھی دلفریب ہوسکتی ہیں اگر شرم سے جھکی ہوئی ہوں۔ پیشانی بغیر بندیا کے بھی پرکشش ہوسکتی ہے اگر اس کے اوپر سجدوں کے نشان ہوں۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پردہ کیوں ضروری ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلًا ○ (سورۃ بنی اسرائیل ۳۲)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تمہید:

جب بچے نوجوان ہو جاتے ہیں' تو یہ زندگی کے ایک نئے مرحلے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ان کی اپنی سوچیں ہوتی ہیں۔ احساسات ہوتے ہیں۔ اپنے جذبات ہوتے ہیں۔ جس طرح ان کو کھانا' پینا' سونا۔ اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اس طرح ان کو اپنی جنسی ضروریات کو پورا کرنے کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ شریعت وسنت نے اس کا بہترین حل یہ بتایا کہ جب بھی بچی کے جوڑ کا خاوند مل جائے' فوراً اس کی شادی کر دی

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے۔ ہمارے مشائخ اس بارے میں اتنی احتیاط کرتے تھے کہ جیسے ہی انہیں پتہ چلتا کہ بچی گھر میں جوان ہوگئی تو ایک سے دوسرا مہینہ اپنے گھر میں نہیں آنے دیتے تھے اس کی رخصتی کر کے فریضہ ادا کر دیتے تھے۔

لمحہ فکریہ:

اس لیے کتابوں میں لکھا ہے جوان ہونے کے بعد بیٹی کی اگر شادی نہ ہوئی تو وہ جو گناہ کا کام کرے گی، وہ ماں باپ کے نامہ اعمال میں بھی جائے گا۔ آج تو حالت ایسی ہے کہ جہیز کی تیاریوں میں اور ادھر ادھر کی تیاریوں میں اتنی دیر لگا دیتے ہیں کہ ایک بیٹی کی شادی کر رہے ہوتے ہیں اور اس سے نیچے کی تین بیٹیاں بھی جوان ہو رہی ہوتی ہیں۔ اب ایسی صورت میں کہ جب بچے جوان ہو گئے اور اس کو دس پندرہ سال پھر ماں باپ کے گھر رہنا پڑا تو اس دوران تو پھر وہی گناہ سے بچے گی جو یا تو غبیہ ہوگی یا پھر اللہ کی ولیہ ہوگی۔ غبیہ کہتے ہیں کہ جس کا دماغ کام نہ کرتا ہو۔ پاگل سی ہو۔ اور ولیہ کہتے ہیں جس کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے ولایت کے نور سے روشن کر دیا ہو۔ ان دونوں کے درمیان جو کوئی ہے اس کا گناہ سے بچنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے کہ شیطان گناہ کی طرف لاتا ہے اور انسان کا اپنا نفس گناہ کی طرف کھینچتا ہے۔

عفت وعصمت کی حفاظت پر اجر:

کچھ لوگ ہوتے ہیں جو انسان کی شکل میں شیطان کے نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کلاس فیلوز ہوں، اپنے قریب کے رشتے دار ہوں یا اجنبی غیر محرم ہوں وہ بھی گناہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پھر ریڈیو ٹی وی، گانا موسیقی، ویڈیو اور انٹرنیٹ کے اوپر چیٹنگ۔ اس نے جلتی پہ تیل کا کام کر دیا۔ ایسی صورت حال میں جب اس نوجوان بچی کو ہر طرف گناہوں کی کشش کھینچتی ہے تو پھر اس کی سوچوں میں فرق آنا شروع ہو جاتا ہے۔ حیا ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

قدرتی اور فطری چیز ہے جو اللہ نے عورت میں رکھی ہے۔اس کے لیے حیا اور پاکدامنی کی زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے۔اس کو اپنے اندر ایک جنگ کرنی پڑتی ہے۔اب خوش نصیب بچیاں اس جنگ کو سمجھتی ہیں کہ ہم جہاد کر رہی ہیں۔مرد دشمن کے سامنے میدان جنگ میں جا کر جہاد کرتے ہیں اور بچیاں اپنے گھروں میں رہ کر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر رہی ہوتی ہیں۔ان کو ادھر ادھر سے گناہ کی دعوتیں ملتی ہیں مگر وہ سمجھتی ہیں ہم نے اپنے ناموس کی حفاظت کر لی تو اللہ کی نظر میں ہم فتح یاب ہونگی۔

غازیہ عورت کون؟

جس طرح مجاہد اگر جنگ میں فتح پائے تو غازی بنتا ہے۔اسی طرح اگر بچی اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کر گئی تو وہ اللہ کی نظر میں غازیہ ہوگی۔مردوں کا جہاد میدان جنگ میں، عورت کا جہاد چوبیس گھنٹے اپنے گھر میں رہتے ہوئے اپنے نفس کے ساتھ۔مرد کا جہاد کھلا ہوتا ہے۔سب کے سامنے ہوتا ہے۔نوجوان بچی کا جہاد چھپا ہوا ہوتا ہے وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی۔کسی کو اپنے دل کے راز کھول بھی نہیں سکتی کہ کہاں کہاں سے شیطان اس پہ حملے کرتا ہے۔نفس اس کو کہاں کہاں جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔بس وہ اپنے رب کے سامنے فریاد کر سکتی ہے اور اپنے آپ کے ساتھ جہاد کر سکتی ہے تاکہ وہ اس میں کامیاب ہو جائے۔

سیرت تخلیوں سے بنتی ہے:

یہ بات ذہن میں رکھنا کہ عورت کی ہر غلطی معاف ہو جایا کرتی ہے۔لیکن کردار کی غلطی کبھی معاف نہیں ہوا کرتی۔اس لیے عورت کی تربیت میں اگر کوئی اور کمی رہ گئی کہ زبان دراز ہے، غصے کی تیز ہے، ضدی ہے، کام چور ہے، غافلہ ہے، سست ہے۔اس قسم کی اس کی تمام کمزوریاں برداشت آسانی سے کر لی جاتی ہیں۔لیکن اس کے کردار کی کمزوریاں

www.besturdubooks.wordpress.com

برداشت کرنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا۔ اس لیے جوان بچیوں کے لیے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا یہ سب سے بڑا کام ہے۔ اللہ رب العزت نے جہاں قرآن مجید میں چوری کا تذکرہ کیا' وہاں فرمایا:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت ان دونوں کے ہاتھوں کو کاٹ دیا جائے۔ مرد کا تذکرہ پہلے اور عورت کا تذکرہ بعد میں لیکن جہاں زنا کا تذکرہ آیا وہاں اللہ تعالیٰ نے عورت کا تذکرہ پہلے کیا:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (سورۃ النور ۲)

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد...... مفسرین نے لکھا ہے کہ جب تک عورت خود ڈھیل نہ دے' خود موقع مہیا نہ کرے' مرد کوشش کے باوجود عزت و ناموس پہ ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ پھر چوری کرنا مردانگی کے زیادہ خلاف تھا۔ اس لیے وہاں پر مرد کا تذکرہ پہلے کیا۔ زنا کرنا حیا کے خلاف ہے اور حیا عورت میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے عورت کا تذکرہ پہلے کیا۔

ناموس کی حفاظت کیسے؟

لہٰذا جوان بچی کے لیے دنیا میں سب سے بڑا کام اپنی عزت کی حفاظت کرنا۔ اس کو یوں محسوس ہونا چاہیے کہ ہر غیر آدمی میری طرف لالچ کی نظر رکھتا ہے اور میں نے اپنے آپ کو خود بچانا ہے۔ جس طرح چراغ جل رہا ہو تو ہوا کے جھونکوں سے خود کو بچایا جاتا ہے' نہیں بچائیں گے تو کوئی تھپیڑا آئے گا چراغ گل کر جائے گا۔ اسی طرح بچی سمجھے کہ میری عزت و ناموس کا چراغ جل رہا ہے۔ آندھیوں سے' ہواؤں سے اسے میں نے بچانا ہے۔ اگر میں نے غفلت کی تو کوئی تھپیڑا لگے گا اور میری عزت کا چراغ گل ہو جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ یہ عورت کا دنیا کے اندر رہتے ہوئے سب سے بڑا کام ہوتا ہے کہ وہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

ایک زریں نصیحت:

ایک نابینا کے بارے میں ایک واقعہ آتا ہے کہ رات کا وقت تھا اسے پانی لانے کی ضرورت پڑی، کہیں دور سے اس نے پانی کا گھڑا اپنے سر پہ رکھا اور لاتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ میں چراغ جلا کر پکڑا ہوا تھا۔ اب دیکھنے والے بڑے حیران تھے۔ کہنے لگا آپ تو نابینا ہو آپ کو اس روشنی سے فائدہ تو کوئی نہیں۔ آپ تو اپنے اندازے کے مطابق راستوں کے اوپر چلتے ہو تو آپ کو تو روشنی کی ضرورت ہی نہیں۔ اس نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے روشنی کی ضرورت نہیں لیکن رات کا اندھیرا ہے۔ آنکھوں والے جب اندھیرے میں چلتے ہیں تو ان کو صحیح پتہ نہیں چلتا۔ میں نے چراغ جلا کر اس لیے پکڑ لیا کہ کہیں کوئی آنکھوں والا مجھ سے نہ ٹکرائے اور اس کی وجہ سے میرا گھڑا نہ ٹوٹ جائے۔

اندھا کتنا سمجھدار تھا کہ اس نے چراغ اس لیے پکڑا تھا کہ دوسرے لوگ راستے کو دیکھیں اور مجھ سے مت ٹکرائیں۔ اس لیے کہ اگر ٹکرائیں گے تو نقصان تو میرا ہوگا۔ جوان عورت کو بھی یہی سوچ رکھنی چاہیے اگر میں بے پردہ باہر نکلی، اگر کسی غیر محرم نے دیکھ لیا اور اس کی نظر میں فتور آ گیا، اگر میں نے کسی کے ساتھ تنہائی میں باتیں کیں، اگر میں نے کسی کے ساتھ ٹیلی فون پر باتیں کرنا شروع کر دیں اور ذرا سا بھی کسی کو موقع دیا تو عزت تو میری خراب ہوگی۔ دنیا کی بھی بدنامی اور اللہ کے ہاں کی بھی ناراضگی اور میں اس جہاد میں پھر ناکام ہو جاؤں گی۔ اپنے رب کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ اس لیے اس کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ازواج مطہرات کا اسوہ:

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں آیا کہ اس بارے میں اتنا احتیاط کرتی تھیں کہ جب کبھی صحن کے اندر فارغ بیٹھی ہوتیں، کوئی تسبیح وغیرہ کر رہی ہوتیں تو کھلے صحن کی طرف چہرہ نہیں کرتی تھیں۔ بلکہ دیوار کی طرف چہرہ کر کے بیٹھتی تھیں کہ غلطی سے بھی کسی کی نظر پڑنے کا امکان نہ ہو۔ اب سوچئے کہ اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی عورت صحن کی طرف چہرہ کر کے اس لیے نہیں بیٹھتی کہ ممکن ہے کہ دروازہ کھلے یا کوئی اور ایسی صورت بن جائے غلطی سے بھی کسی کی نظر نہ پڑے تو وہ بیٹھتی بھی تھیں تو دیوار کی طرف اپنا چہرہ کر کے بیٹھتی تھیں۔ تاکہ کسی کی نظر پڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

عورت کی اہم ذمہ داریاں:

یہ عورت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ فرض منصبی ہوتا ہے۔ اس کا دنیا میں رہتے ہوئے سب سے بڑا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔ اگر اس کی عزت لٹ گئی اس کا سب کچھ لٹ گیا۔ اس کے پلے کچھ نہ بچا۔ اس لیے عورت کو اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

مسلمہ حقیقت:

ایک اصول ذہن میں رکھ لیں، افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ مرد ہمیشہ Opportunisth ہوتے ہیں۔ یہ طے شدہ بات ہے۔ آزمائی ہوئی بات ہے۔ آپ کو اسے آزمانے کی ضرورت نہیں۔ اصول بنالیں کہ مرد ہمیشہ موقع پرست ہوتے ہیں۔ عورت کے معاملے میں مرد اٹھارہ سال کا جوان ہو یا اسی سال کا بوڑھا ہو، سب کی حالت ایک جیسی ہوتی ہے۔ جب بے پردہ عورت نکلتی ہے، ایک ہی وقت میں اس کو جوان بیٹا بھی لالچ کی نظر سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اور اس کا سفید بالوں والا باپ بھی اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لڑکی کو لالچ کی نظر سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔عورت مرد کی ایک کمزوری ہے۔اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنے امت کے مردوں پر سب سے زیادہ جس چیز کا خطرہ ہے' وہ عورت کا فتنہ ہے۔اس لیے یہ عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچائے۔شریعت نے مردوں کو بھی کہا کہ وہ اپنی نگاہوں کا لحاظ کریں' خیال رکھیں۔عورت کو بھی کہا کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کا خیال رکھیں۔آج کل کی جوان بچیاں سمجھتی ہیں کہ نظروں کو نیچے کرنا تو مرد کا کام ہے وہ کیوں ہماری طرف دیکھتے ہیں اور اس چیز کو بھول جاتی ہیں کہ ان میں بھی نفس ہے اور ان کے ساتھ بھی شیطان ہے۔ان کی نظر بھی اگر غیر مرد پر پڑے گی تو ان کے بھی فتنے میں پڑنے کا خطرہ ہے۔

قرآن مجید میں گواہی دے دی ہے:

﴿اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ (سورۃ الاحزاب:۵۳)

کہ پردے میں رہو بیبیو! یہ ان مردوں کے دلوں کے لیے بھی' پاکیزگی کے لیے اچھا ہے اور تمہارے دلوں کی پاکیزگی کے لیے بھی اچھا ہے۔

نظر کی کوتاہی کا وبال:

دلوں کے بھید جاننے والے اللہ نے فیصلہ فرمادیا کہ جب بھی انسان نظر کی کوتاہی کرتا ہے تو مرد کے اندر بھی اس سے گناہ آجاتا ہے اور عورت کے دل میں بھی گناہ کے خیالات آتے ہیں۔لہٰذا کسی کو رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بننے کی ضرورت نہیں۔قرآن مجید کی تعلیمات کو قبول کرنے کی ضرورت ہے اور اس بات کو مان لینا چاہیے کہ عورت کے لیے بھی اپنی نظر کی حفاظت کرنا ضروری ہے' مرد کے لیے بھی اپنی نظر کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔تاہم مرد کو بھی منع کیا گیا' عورت کو بھی منع کیا گیا۔

جوان بچی کے لیے دنیا کا سب سے بڑا اہم کام اور فرض اس کا اپنی عزت وعصمت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

حفاظت ہے۔

ایک مثال:

مثال سنئے! فرض کرو کہ آپ کے پاس دس ہزار ڈالر ہیں اور آپ حج کیلئے سفر کر رہی ہیں تو کیا خیال ہے آپ اپنے اس پیسے کو عام کسی شاپر کے اندر ڈال کر سفر کرتی پھریں گی؟ نہیں آپ اسے Lock میں رکھیں گی۔ چھپا کر رکھیں گی کہ آپ اگر حرم شریف جائیں اور پیچھے کوئی آپ کے کمرے میں بھی آ جائے صفائی کرنے والا تو وہ بھی آپ کی اس رقم کو نہ دیکھ سکے۔ جب آپ کو اپنی رقم کے رکھنے کا اتنا خیال ہے کہ اسے Locked Key میں رکھنے کے باوجود بھی ایسی جگہ چھپا کے رکھتی ہیں کہ ڈھونڈنے والا بھی نہ پائے تو عزت وعصمت تو اس سے بھی بہت زیادہ قیمتی ہے۔ آپ اپنے آپ کو بھی اس طرح مردوں سے چھپا کر رکھیں کہ اگر کسی کی نیت میں فتور بھی ہو تو اس کا ہاتھ آپ تک پہنچ نہ پائے۔

شریعت میں حیا اور پاکدامنی کی تعلیم:

شریعت نے ہمیں حیا اور پاکدامنی کی تعلیم دی۔ اس قدر پاک دامنی کی تعلیم دی کہ شریعت نے حکم دیا کہ عورت اگر کنگھی کرے اور اس کے کچھ بال ٹوٹ جائیں تو ان ٹوٹے ہوئے بالوں کو بھی عام جگہوں پہ نہ ڈالے۔ ممکن ہے کسی غیر مرد کی نظر پڑ جائے اور یہی بال اس کے لیے عورت کی طرف میلان کا سبب بن جائیں۔ جو شریعت عورت کے جسم سے ٹوٹے ہوئے بالوں کی بھی بے پردگی کو پسند نہیں کرتی' وہ زندہ عورت کی بے پردگی کیسے پسند کرے گی؟

جس شریعت نے یہ حکم دیا کہ عورت اگر فوت ہو جائے تو اس کا جنازہ جب قبر میں اتارا جانے لگے تو فقط قریب کے لوگ اتاریں۔ غیر محرم مرد بھی اس کو ہاتھ لگانے سے پرہیز کرے۔ پھر زندگی میں جیتے جاگتے شریعت کیسے پسند کرے گی کہ یہ عورت اپنے آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کو کسی غیر کے حوالے کرے۔ اس لیے یہ ایک بہت اہم عنوان ہے اور آج کل چونکہ عریانی عام ہے فحاشی عام ہے۔ اور ہم ایک ایسے ماحول میں رہتے ہیں کہ جہاں پر مسلمان ہیں غیر مسلم بھی ہیں اور غیر مسلموں کے نزدیک چونکہ کسی کو کوئی اہمیت ہی نہیں۔ اس لیے وہ آدھے ننگے جسموں کے ساتھ چلتے پھرتے ہیں۔ مسلمان بچیاں بھی دھوکے میں آ جاتی ہیں۔

نظر اور دل کی پاکیزگی:

یاد رکھنا مسلمان حیا والا ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ﴾

حیا ایمان کا شعبہ اور ایک جگہ فرمایا:

﴿اِذَا فَاتَكَ الْحِیَاءُ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ﴾

جب تجھ سے حیا رخصت ہو گی پھر جو چاہے کرتا پھرے۔

حیا ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورت کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ یہ فطرت ہے عورت کی کہ وہ حیادار ہوتی ہے۔ جس عورت سے حیا چلی گئی یوں سمجھ لے کہ مجھ سے اللہ کی نعمت چھن گئی۔ نہ اس کے لیے دنیا میں عزت ہے اور نہ اس کے لیے آخرت میں عزت ہے۔ اس لیے اپنی نگاہوں کو پاک رکھنا' اپنے دلوں کو صاف رکھنا' اپنے ناموس اور عزت کی حفاظت کرنا یہ عورت کے فرائض میں سب سے بڑا فریضہ ہوتا ہے۔ جیسے آپ گاڑی چلا رہی ہیں تو گاڑی آپ اتنی احتیاط سے چلاتی ہیں کہ آپ کو پتہ ہوتا ہے کہ سامنے سے آنے والی گاڑیاں ہو سکتا ہے۔ وہ مجھے ٹکر ماریں تو میں نے اپنی گاڑی کو بچانا ہے۔ اسی طرح آپ یوں سمجھئے کہ ہر گزرنے والا مرد آپ کے ناموس کے ساتھ ٹکراتا ہے۔ اپنے ناموس کی گاڑی کو بچانا یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ ڈرائیور کبھی غافل نہیں ہوتا کہ جی میں تو چلا رہوں' دوسروں کو چاہیے کہ وہ ایکسیڈنٹ سے اپنے آپ کو بچائیں۔ نہیں خود

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈرائیور اپنے آپ کو بچاتا ہے کہ ایکسیڈینٹ نہ ہونے پائے۔اسی طرح جوان بچی کو اپنے آپ کو خود محفوظ کرنا ہے کہیں ایکسیڈنٹ نہ ہونے پائے۔شریعت نے اس کی ابتداء ہی ایسے کردی ہے۔

پردے کی بات:

فرمایا کہ مخلوط محفلوں سے پرہیز کرو۔

چنانچہ عورت فقط ان مردوں کے سامنے آسکتی ہے جو محرم کہلاتے ہیں۔جہاں حیا کا رشتہ ہے۔جہاں جنسی ہوس ناکیاں ختم ہوجاتی ہیں۔الفتیں' محبتیں سچی ہوتی ہیں۔جیسے باپ کا رشتہ' بھائی کا رشتہ' یہ محرم رشتے ہیں اور جہاں اس سے ایک قدم آگے بڑھا اور نگاہوں میں لالچ آجاتی ہے' حرص آجاتی ہے۔ہوس آجاتی ہے۔شریعت نے وہاں پردے کا حکم دے دیا۔اس لیے کئی غیر محرم جو گھروں میں رہتے ہیں' ان سے بھی بچنے کا حکم دیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَمْوُ مَوْتٌ

کہ دیور تو موت ہے۔اب یہ غیر محرم ہوتا ہے کہ رہتا بھی قریب ہے اور ہوتا بھی غیر محرم ہے اور عورت کے لیے اپنے آپ کو بچا کے رکھنا یہ انتہائی اہم ہوتا ہے۔اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ غیر محرم سے حتی الوسع بات ہی نہ کریں۔بچیاں یہ دستور بنالیں۔اصول بنالیں کہ انہیں غیر مرد سے بات کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔موقعہ ہی نہ آئے غیر محرم سے بات کرنے کا وہ اس قدم پہ اپنے آپ کو روکیں کہ نہ تو غیر محرم کو دیکھنا ہے اور نہ غیر محرم کو اپنا جسم دیکھنے کا موقع دینا ہے اور نہ اس سے بات کرنی ہے۔اس لیے کہ جب بات کرنے کا موقع ملتا ہے تو پھر شیطان کو درمیان میں Function کرنے کا موقع مل گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جہنم کا فون:(Hill Phone)

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب بھی کوئی غیر محرم ایک دوسرے بات کرتے ہیں۔ شیطان ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف رغبت پیدا کر دیتا ہے۔ ایک دوسرے کی طرف میلان پیدا کر دیتا ہے۔ شیطان کو درمیان میں Catalist بن کر کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس لیے ایسا موقع ہی نہ آئے کہ کہیں غیر محرم کو رقعہ لکھنا پڑے۔ ٹیلی فون پر بات کرنی پڑے یا آمنے سامنے بات کرنی پڑے۔ ایسا موقع ہی نہیں آنا چاہیے۔ اس موقع سے جو بچی بچ گئی اس نے اپنی عزت کو بچالیا۔ آج کل ان ملکوں میں ایک نئی مصیبت دیکھنے میں آ رہی ہیں کہ بچیاں اپنے ماں باپ کی اجازت سے اپنے پاس سیل فون رکھ لیتی ہیں۔ ایک ملک سے ابھی یہ عاجز ہو کر آیا وہاں پر یہ سنا کہ 90% سے زیادہ جوان بچیوں کے پاس سیل فون ہوتے ہیں۔ سکولوں میں بھی اپنے بستوں میں رکھے ہوتے ہیں۔ اب سیل فون پہ وہ کیا کرتی ہیں کہ ان کو کالیں آ رہی اپنے کزنوں کی' اپنے کلاس فیلوز کی۔ یہ سیل فون نہیں حقیقت میں اس بچی کے ہاتھ میں Hill Phone ہے۔ اس کو سیل فون نہیں کہنا چاہیے۔ اس کو Hill Phone کہنا چاہیے۔ یہ جہنم کا فون ہے اس کے ہاتھ میں اور اس کو جہنم سے کالیں آ رہی ہیں کہ تم جلدی میرے اندر آؤ۔ میں تمہارے لیے تیار بیٹھی ہوں۔

یاد رکھنا کہ عورت کی سب سے بڑی غلطی یہ ہوتی ہے کہ وہ غیر محرم کو بات کرنے کا موقع دیتی ہے۔ قرآن مجید نے اس راستے کو اس طرح بند کیا۔ فرمایا:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾

کہ اگر کبھی کوئی بات کرنے کا موقع ہی بن جائے' ضرورت ہی ایسی پیش آ گئی تو عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی آواز میں نرمی نہ رکھے' سختی کے انداز میں بات کرے۔ اب سختی

www.besturdubooks.wordpress.com

سے مراد بدتمیزی نہیں' سختی سے مراد یہ کہ جو بات ضروری ہے وہ کرلے اور غیر ضروری کا موقع ہی نہ دے۔

قرآن کی نصیحت:

روکھے پن سے بات کرنا۔ جو عورت روکھے پن سے غیر مرد سے بات کرے گی' اس مرد کو جرأت ہی نہیں ہوگی کہ وہ ایک بات سے دوسری بات کہہ سکے۔ اور اگر بات کرتے ہوئے ساری دنیا کی شیرینی زبان میں سمٹ آئے گی اور پیار محبت کے انداز میں نرم باتیں کی جائیں گی:

﴿فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ (سورۃ الاحزاب:۳۲)

قرآن مجید نے فیصلہ دے دیا کہ ایسا نہ ہو کہ طمع کرے وہ بندہ جس کے دل میں مرض ہے۔ دلوں میں شہوت اور مرض تو مردوں کے ہوتا ہی ہے۔ ذرا کسی نے نرم بات کی' آواز پسند آ گئی لہجہ پسند آ گیا۔ کچھ بھی اور نہیں تو مرد کے ذہن میں اتنا خیال آ گیا کہ یہ عورت خود بات کرنے کا موقع دے رہی ہے تو مرد خود آگے قدم بڑھائے گا۔ اس لیے' اس کو تو موقع کی تلاش ہوتی ہے۔

میں تو پہلے نے عرض کیا کہ سب کے سب مرد Opportunisth ہوتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ' اللہ جس کی حفاظت کرے۔ جس کے دل میں اولیاء کا نور ہو۔ بس وہ ہے کہ جو اس فتنے سے بچتا ہے۔ ورنہ اس معاملے میں سب کے سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔ شریعت نے کہا جب بات کرنے کا موقع ملے تو آپ بات ہی ذرا روکھے انداز سے کیجئے۔ کئی مرتبہ بچیوں کے ذہن میں یہ بات آتی ہے اور وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتی ہیں کہ بس میں تو ذرا فون پہ بات کر لیتی ہوں۔ میں نے تو کبھی اسے دیکھا بھی نہیں۔ یہ بہت بڑا شیطان کا پھندا ہے۔ جب آپ کسی سے بات کرنے پر آمادہ ہوئیں تو پھر اگلے

www.besturdubooks.wordpress.com

کام سب آسان ہو جائیں گے۔

دیکھئے! پورے انبیاء علیہم السلام میں کسی نے یہ دعا نہیں مانگی کہ اللہ! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

﴿رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ﴾ (سورۃ الاعراف: ۱۴۳)

اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ صرف موسیٰ علیہ السلام ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں قرآن پاک میں یہ فرمایا کہ اے اللہ! میں آپ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔

مفسرین نے اس کی وجہ لکھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا موقع ملتا تھا۔ یہ دستور ہے کہ جب کسی کو ہم کلامی کا موقع ملے گا تو اگلا قدم ہوگا کہ ایک دوسرے کو دیکھنے کو دل کرے گا۔ قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اگر آپ نے فون پر بات کرنے کی کسی کو اجازت دے دی تو اگلا قدم پھر ملاقات کا ہوگا۔ جب ملاقات ہوتی ہے تو پھر حجابات سب کے سب ہٹ جایا کرتے ہیں۔

نہ تو خدا ہے نہ میرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انسان ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں

پھر سب حجاب اتر جاتے ہیں اور انسان کو احساس ہی نہیں ہوتا۔ پتہ تب چلتا ہے جب گناہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو ابتداء سے ہی روکیے۔

یہ ذہن میں سوچنا کہ فلاں کی شکل ایسی ہے فلاں کی personality میں بڑی Grace ہے۔ انتہائی بیوقوفی کی بات ہے۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کے مقدر میں یہ چیز لکھ دی کہ اس نے جوان ہونا ہے۔ پھر اس کی شادی ہونی ہے تو انسان اپنے وقت کا انتظار کرے۔ ہر چیز اپنے وقت پہ اچھی لگتی ہے۔ جو انسان وقت سے پہلے گناہوں کے ذریعے اپنی ضرورتیں پوری کرنے لگتا ہے تو پھر اس کی زندگی کے اندر پریشانیاں آتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی بندہ آپ ایسا نہیں دکھا سکتیں کہ دنیا کے اندر جس نے زنا والے گناہ کو اپنایا ہو اور خوشیوں بھری زندگی گزاری ہو۔ بلکہ یہ اگر کسی سے بات کرنے بھی لگتی ہیں تو ہزار خطرے۔ بہن سے چھپاؤ' امی سے چھپاؤ' بھائی سے چھپاؤ' ابو سے چھپاؤ' کسی کو پتہ نہ چلنے پائے۔ ایک گناہ کیا کیا ہر وقت کی مصیبت خرید لی۔ اب اس گناہ کو چھپانے کے لیے ان کو قدم قدم پہ جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ بہانے بنانے پڑتے ہیں۔ بات چیت کا موقع نکالنے کے لیے یہ جھوٹ اور غلط بیانی کے ذریعے مواقع پیدا کرتی ہیں۔ کیا تو ایک گناہ ہے لیکن اس نے سینکڑوں گناہوں کے راستے کھول دیئے۔ اور کئی مرتبہ تو جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں اپنے عیبوں کو چھپانے کیلئے۔

گناہ سے بچیے:

چنانچہ ایک بچی نے خط لکھ کر کسی ملک میں سے فتوی پوچھا کہ میں کسی کے ساتھ گناہ میں ملوث ہوتی تھی اور میری والدہ کو پتہ چل گیا اور اس نے مجھے ایک مرتبہ سخت ڈانٹا اور کہا تو نے ایسی حرکت کیوں کی؟ میں نے اس کو یقین دہانی کروانے کے لیے قسم کھائی۔ اس نے کہا تمہاری قسم پر بھی اعتبار نہیں کرتی۔ بالآخر اس بچی نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر میرے اس کے ساتھ تعلقات ہوں تو مجھے مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو۔ اب ماں کے سامنے تو شرمندگی سے وقتی طور پر اپنے آپ کو بچالیا۔ بعد میں اسکو احساس ہوا کہ میرا حشر کیا ہوگا۔

اس بچی نے خط لکھا حضرت! مجھے مسئلہ سمجھائیں۔ میں نہ دین کی رہی نہ دنیا کی رہی۔ اب میرا انجام کیا ہوگا؟ یہ سب کس لیے کہ اس نے ایک غلط راستے پر قدم اٹھایا۔ انجام ایمان کی تباہی نکلی۔ جب ایک راستہ ہے ہی خطرناک تو کیوں انسان اس میں قدم اٹھائے۔ اگر آپ کے سامنے ایک سو ٹافیاں رکھ دی جائیں اور یہ کہہ دیا جائے کہ جی اس

www.besturdubooks.wordpress.com

میں سے ایک میں زہر ہے باقی ننانوے ٹھیک ہیں۔ آپ کھا لیجئے۔ آپ ایک کو بھی ہاتھ نہیں لگائیں گی۔ کیوں؟ آپ کہیں گی میری جان کو خطرہ ہے۔ اے بیٹے تجھے جان کا خطرہ ہے تو ایک فیصد بھی رسک نہیں لینا چاہتی' ان سو ٹافیوں میں سے ایک بھی نہیں لینا چاہتی۔ جہاں تیری عزت کا خطرہ ہو' وہاں تو کیوں رسک لیتی ہے؟ کیوں اور قدم آگے بڑھاتی ہے؟ وہاں بھی تو ہمیں سو فیصد محتاط رہنا چاہیے تاکہ میری عزت کی حفاظت رہے۔

حفاظت ناموس اور انعام خداوندی:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھیں گے کہ آپ نے اپنی عزت کی حفاظت کیوں نہیں کی؟ اس لیے جوان بچیوں کو چاہیے کہ وہ محسوس کریں ہمارے لیے زندگی میں ایک جہاد کا وقت ہوتا ہے اور وہ ہے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا۔ اسی لیے جو عورت اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرے گی اور اس کی حفاظت کرتے ہوئے اگر اس کو موت بھی آئی تو شریعت نے کہا کہ جو لڑکی اپنی عزت بچاتے ہوئے فوت ہو جائے گی' اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہیدوں کی قطار میں کھڑا فرمائیں گے۔

اللہ رب العزت کی قدردانی:

اللہ رب العزت بھی بڑے قدردان ہیں۔ ایک حدیث میں یہ فرمایا کہ اگر کسی کو کسی نے گناہ کی دعوت دی اور اس نے جواب میں کہا کہ میں اللہ سے ڈرتی ہوں اور گناہ کی طرف قدم نہ اٹھایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔ اب یہ نعمتیں کیوں مل رہی ہیں؟ اس لیے کہ اس نے اپنے آپ کو گناہوں سے بچایا۔

انتہائی قابل توجہ بات:

ایک بات اور بھی ذہن میں رکھئے ۔اس کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ انسان کی زندگی کی ہر چیز کا ایک کوٹا ہے۔ سانسوں کا کوٹا کہ پوری زندگی میں کتنے سانس لینے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ پھر انسان نے جتنے لقمے کھانے ہیں ان کا کوٹا۔ جتنے گھونٹ پانی پینے ہیں ان کا کوٹا۔ جتنے لمحے زندگی میں گزارنے ہیں' ان کا کوٹا۔ ہر چیز کا ایک کوٹا متعین ہے۔ اسی طرح انسان کی اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ اس کی جنسی ضرورتیں پوری ہونگی اس کا بھی ایک کوٹا ہے۔ اب جس نے شریعت کی حدود سے باہر قدم نکال کر اسکو پورا کرنے کی کوشش کی' اس کے نتیجہ میں اللہ رب العزت اسکو حلال ضروریات سے محروم فرما دیں گے۔ پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ روتی پھرتی ہیں' خاوند ہماری طرف توجہ نہیں دیتا۔ پھر کہتی ہیں کہ جی ہم کیا کریں زندگی میں خوشیاں نہیں ہیں' خاوند اچھے انداز سے بولتا نہیں۔ اس لیے کہ جب آپ نے شریعت کی حدود کو Cross کر کے غیر سے محبت حاصل کرنے کی کوشش کی اللہ نے اس کی وجہ سے تمہیں جائز محبت سے محروم فرما دیا' اس لیے یہ چیز بہت ڈرنے کی ہے۔ اس کا تعلق خوفِ خدا سے ہے۔ جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا وہ اپنی عزت کی حفاظت کرے گی اور وقتی لذتوں کے اوپر نظر کرنے کی بجائے ہمیشہ ہمیشہ کی آخرت کی لذتوں پر نظر رکھے گی اور اللہ کے ہاں سرخرو ہوگی۔ ایک انسان کی خاطر وہ بھی جو گناہ کی طرف بلاتا ہے قیامت کے دن انسان حسرت اور افسوس کرے گا:

﴿يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا﴾ (سورۃ الفرقان۔ ۲۷۔ ۲۸)

اے کاش میں نے فلاں کے ساتھ دوستی نہ کی ہوتی۔

﴿لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا﴾ (سورۃ الفرقان: ۲۹)

اس لیے دنیا میں بھی ایسے لوگ کبھی وفا والے نہیں ہوتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے بڑا جھوٹ:

ایک اصول عرض کردوں۔ عورتوں کو چاہیے کہ توجہ سے سنیں کہ جب کسی مرد کو کسی غیر عورت نے' لڑکی نے قریب آنے کا موقع دیا' اگرچہ وہ مرد بہانے بناتا ہے۔ میں شادی کرلوں گا۔ میں تمہیں اپنانا چاہتا ہوں۔ یہ سب بکواس ہوتی ہے۔ یہ گناہ کرنے کا موقع تلاش کرنے کے بہانے ہوتے ہیں۔ ہر مرد یہی کرتا ہے جو بھی کسی کو گناہ کی طرف بلاتا ہے۔ چونکہ اس کو پتہ ہے کہ اگر میں Direct کہوں گا کہ میں آپ کی عزت خراب کرنا چاہتا ہوں تو کوئی بھی میری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گی۔ ہر مرد جب بھی کسی غیر عورت کی طرف قسم اٹھائے گا' تعریفیں کرے گا وہ تعریفیں اس کی نہیں کررہا ہوتا' وہ تعریفوں کے ذریعے اس کو اپنے سے مانوس کررہا ہوتا ہے۔ اس کے دل میں اس کی تعریفیں نہیں ہوتیں۔ وہ حقیقت میں مطلب نکالنا چاہتا ہے۔ وہ ہمیشہ تعریفیں کرے گا حتی کہ وہ اس کی غلطیوں کو بھی اچھائیاں ثابت کرے گا۔ پھر دوسری بات کہ وہ یہ کہے گا کہ میں تمہیں اپنانا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں زندگی کا ساتھی بنانا چاہتا ہوں۔ اس سے بڑا جھوٹ شاید کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ جب وہ بچی اس کے قریب آجائے گی' اس پر اعتماد کرلے گی' اپنا مطلب نکالنے کے بعد پھر یہ بہانہ بنادے گا' میری امی نہیں مانتی۔ میرے ابو نہیں مانتے۔ گھر والے نہیں مانتے۔ میں تو چاہتا ہوں تمہیں اپناؤں۔ لیکن کیا کروں گھر والے نہیں آمادہ ہوتے۔ اس لیے یہ نوجوان اس سے شادی کبھی نہیں کرے گا۔

گناہ کا وبال دنیا میں:

یادرکھنا جس نوجوان نے کنواری بچی کے ساتھ تعلقات جوڑ لیے۔ وہ اس کے ساتھ شادی ہرگز نہیں کرے گا۔ کیونکہ ہم نے نوجوان سے جو گنہگار تھے' توبہ کرنے آئے' ہم نے ان سے یہ بات پوچھی کہ آپ لوگوں نے کیوں اس سے شادی نہ کی؟ جب موقع مل گیا'

www.besturdubooks.wordpress.com

ساری زندگی قسمیں کھا کھا کران کو یقین دہانیاں کرواتے رہے؟ انہوں نے صاف بتایا کہ ہمارے ذہن میں یہ بات تھی کہ جب اس لڑکی نے کنوارے پن میں ہما ے ساتھ ناجائز تعلقات بنالیے تو جب یہ ہماری بیوی بنے گی تو ہماری بیوی ہوگی۔ گھر ہمارا بسائے گی، ممکن ہے دل میں کسی اور کو بسائے گی۔

مرد کے دل میں یہ بات آجاتی ہے کہ جو لڑکی ناجائز طریقے سے میرے ساتھ تعلق رکھ سکتی ہے وہ میری بیوی ہو کر کل دوسروں سے ناجائز تعلق کیوں نہیں رکھ سکتی؟ لہٰذا اس وجہ سے یہ گناہ تو کر لیتے ہیں مگر شادی کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔ اس لیے بچی کو چاہیے کہ وہ ایسی باتوں پہ اعتماد نہ کرے اور نہ ایسی باتوں پر دھیان دے۔ یہ جھوٹ ہوتا ہے۔ سو فیصد جھوٹ ہوتا ہے اور دوسرے کو شیشے میں اتارنے کا طریقہ ہوتا ہے۔ بچیاں اعتماد کر جاتی ہیں اور بعد میں پھر چھپ چھپ کر روتی ہیں۔ رونے کا کیا فائدہ؟ اس رونے والے رستے پہ قدم ہی نہیں اٹھانا تھا۔ جب پتہ چل گیا کہ یہ راستہ ایمان کے لیے خطرہ ہے۔ عزت کے لیے خطرہ ہے تو پھر اس راستے پہ قدم ہی کیوں اٹھایا؟ اس لیے شریعت نے یہ حکم دیا عورت اپنی عزت و ناموس کی خود حفاظت کرے۔ کسی کی چکنی چپڑی باتوں میں آنے کی ضرورت نہیں اور یہ عورت کا سب سے بڑا فرض منصبی ہے۔

برقعوں کی سادگی:

اس لیے عورت کو بتایا گیا کہ وہ گھر سے باہر نکلے تو پردے میں نکلے۔ اور پردہ بھی ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس کو دیکھتے ہی رہ جائیں۔ آج کل کی نوجوان بچیاں برقعے بھی کرتی ہیں تو ایسے کڑھائی والے خوبصورت برقعے ڈھونڈ کے لاتی ہیں کہ جن کو دیکھ کر ہر انسان سوچے کہ برقعہ کے اندر تو حور کی بچی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اندر چڑیل کی بہن موجود ہوگی۔ جب پردہ کرنا ہے تو پردے کا کیا مطلب ہے کہ ایسے برقعے پہنیں کہ جس کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھنے کو طبیعت نہ کرے۔ وہ بھی موتی لگاتی ہیں۔ اپنے برقعوں کو کڑھائیاں اچھی اچھی کرواتی ہیں۔ اور پھر ہوتی بھی کنواری بچیاں ہیں۔ چلو بڑی عمر کی ہیں' بچوں والی ہوگئی ہیں اور اس نے کوئی ایسا برقعہ لے لیا تو اور بات ہوتی ہے۔ جوان کنواری بچی کے لیے اس قسم کی آرائش کرنا کہ جس پر غیر مرد کی نظر خواہ مخواہ کھینچے' یہ گناہ کی دعوت ہے اس لیے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

جوان بچیاں گھروں سے باہر نکلیں۔ سادہ برقعے پہن کر نکلیں تاکہ کسی کی نظر ہی اس کی طرف نہ آئے۔ بلکہ پہلے وقت کی نوجوان بچیاں جب گھر سے باہر نکلتی تھیں تو ہم نے سنا' کتابوں میں پڑھا کہ وہ ایسے چلتی تھیں جیسے بوڑھی عورتیں چل رہی ہوں تاکہ غیر مرد کی ان کی طرف توجہ بھی نہ جا سکے اور یہ اللہ کے ڈر سے وہ کیا کرتیں تھیں۔

عورت اور خوشبو کا استعمال:

اسی لیے شریعت نے کہا کہ جب عورت گھر سے نکلے پردہ کرے اور ایسی خوشبو نہ لگائے جس کی خوشبو قریب سے گزرنے والے مردوں کو محسوس ہو۔

نبی علیہ السلام نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے وہ ایسی ویسی ہے۔ ایسی ویسی کا ترجمہ محدثین نے یہ کیا کہ وہ کردار کی کمزور ہے۔ اس کی نیت میں فتور ہے تبھی تو اس نے ایسی خوشبو لگائی۔

مرد کو اللہ نے' شریعت نے اجازت دی وہ پھیلنے والی خوشبو لگا سکتا ہے۔ عورت ایسی خوشبو لگائے کہ فقط اس کے قریب جو گھر کا کوئی آدمی آئے تو اس کو خوشبو محسوس ہو۔ دور والوں کو خوشبو محسوس نہ ہو۔ آج تو معاملہ الٹ ہوگیا۔ آج تو یہ چاہتی ہیں کہ ہم جس گلی سے گزر جائیں بعد میں گزرنے والے بھی ہماری خوشبو کو یاد کرتے پھریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نازک ترین معاملہ:

یہ ایسا نازک معاملہ ہے کہ عورت جس راستے سے گزر جاتی ہے اور اس کے قدموں کے نشان لگ جاتے ہیں اگر بعد میں گزرنے والے مرد کا پاؤں اس کے قدموں کے نشان پہ پڑ جائے اللہ تعالیٰ اس مرد کے اندر بھی شہوت پیدا کر دیتے ہیں۔ شیطان اس کے اندر شہوت کو بیدار کر دیتا ہے۔ اس لیے یہ بہت نازک معاملہ ہے۔ اس لیے شریعت نے پردے کو بہت اہمیت دی اور اس کے بارے میں احادیث میں بہت تفصیل موجود ہے۔

جوان بچیوں کو چاہیے کہ وہ اس کو اپنا جہاد سمجھیں اور ہر وقت اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں اس جہاد میں کامیاب فرما۔ اس کے بدلے میں کیا ملے گا؟ اللہ رب العزت کی رضا ملے گی اور اگر دل کسی کی طرف کھنچے تو چاہیے اللہ سے دعا مانگیں تاکہ اللہ تعالیٰ دل کی کیفیت کو ٹھیک کر دے۔

مَنْ تَعَشَّقَ وَكَتَمَ عِشْقَهٗ مَاظَهَرَ فَهُوَ شَهِيْدٌ

اجر عظیم:

جس کے دل میں کسی کی طرف کوئی میلان آ گیا اور اس نے اس کو چھپایا اور ظاہر نہ کیا اور اسی حالت میں موت آ گئی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہیدوں کا رتبہ عطا فرما دیں گے۔ اس لیے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا یہ بچیوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اس کے لیے یہ جتنی احتیاط کریں گی اتنی احتیاط تھوڑی ہے۔ ہر ہر احتیاط پر اسکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملے گا۔

شرعی احتیاطیں:

شریعت نے تو یہاں تک کہا کہ اپنے کپڑے ایسی جگہ پر نہ رکھے جہاں غیر محرم مرد کی نظر پڑے۔ اپنا نام کسی غیر مرد کے علم میں نہ آنے دے نام تک کا پردہ رکھا۔ ضرورت

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑے تو فلاں کی بیٹی' فلاں کی بیوی' فلاں کی امی' اس انداز سے غیر محرم کو بتایا جائے۔ نام کا بھی پتہ نہ چلے۔ شریعت نے تو اس میں اتنی احتیاط کرنے کا حکم فرمایا اور یہ احتیاط سب اس لیے کہ شیطان کو راستہ نہ ملے۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیمبری:

گناہ کروانے شیطان نے کہا کہ عورتیں میرا وہ تیر ہیں جو کبھی خطا نہیں ہوتا۔

﴿اَلنِّسَآءُ حَبَآئِلُ الشَّيْطٰنِ﴾

عورتیں تو شیطان کی رسیاں ہوتیں ہیں۔ اس لیے شیطان ایسی صورت میں عورت کے دل میں بھی گناہ کا خیال ڈالتا ہے۔ اور مرد کے دل میں بھی اور اس کی حفاظت عورت کی ذمہ داری ہے' مرد کی بھی ذمہ داری ہے اور جس نے اپنی جوانی کو عفیف بنالیا۔ پاکیزہ بنالیا' پاکدامن زندگی اللہ کے ہاں اس کی بڑی قیمت ہے۔

کسی شاعر نے کہا:

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیمبری
وقت پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

جوانی میں توبہ کرنا یہ پیغمبروں کا شیوہ ہے اور بڑھاپے میں تو بھیڑیا بھی بڑا پرہیزگار بن جاتا ہے۔

مستجاب الدعوات جوان:

ایک بزرگ کو جب بھی کوئی ضرورت پیش آتی دعا کی تو وہ نیک نوجوان کو دیکھتے اور ان سے دعا کرواتے۔ کسی نے پوچھا آپ اتنے بڑے بزرگ ہیں اور سفید ریش ہیں۔ آپ خود دعا کیوں نہیں کرتے؟ نوجوان سے دعا کرواتے ہیں۔ وہ فرمانے لگے کہ جو نوجوان اپنی جوانی کی حفاظت کرتا ہے۔ جب وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے' اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے شرماتے ہیں۔اس جوانی کو عبادت کے ذریعے سے محفوظ کر لیجیے۔اپنے آپ کو گناہوں کے ہر موقع پہ بچائیے۔

شیطان کی بریگیڈ فوج:

آج کل تو جن کو ڈائجسٹ پڑھنے کا شوق ہے ان کا پہلا مضمون ہی تین عورتیں تین کہانیاں کمپیوٹر پہ بیٹھیں تو چیٹنگ شروع ہو جاتی ہے اور اگر TV ہے تو یوں سمجھیں کہ گھر کے اندر شیطان کی ایک بریگیڈ فوج موجود ہے۔ یہ TV نہیں حقیقت میں یہ ایمان کی TB ہوتی ہے۔جس گھر میں TV ہے عزتیں کہاں محفوظ ہوتی ہیں۔بچے ماں باپ کے ناک کے نیچے دیا جلاتے ہیں اور ان کو نہیں پتہ چلنے دیتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ایسی ایسی ترکیبیں گھڑتے ہیں۔ایسی ایسی پلاننگ کرتے ہیں کہ کانوں کان خبر نہیں ہونے دیتے۔ شریعت نے تو حکم دیا کہ دائیں ہاتھ سے تم صدقہ اس طرح دو کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے اور آج کل لوگ دائیں ہاتھ سے اس طرح گناہ کرتے ہیں کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلنے دیتے۔مگر کب تک۔لوگوں سے تو چھپا لیں گے اللہ کریم جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے اس سے تو نہیں چھپا سکیں گے۔

عفت و عصمت کی حفاظت کا آسان حل:

اس لیے چاہیے کہ جب جوانی کی عمر آجائے۔سب سے پہلا کام ماں باپ کا فرض ہے کہ بچوں کے جوڑ کا جب بھی رشتہ مل جائے فوراً شادی کر دی جائے۔کئی گھروں میں ماں باپ انتظار میں ہوتے ہیں کہ ہم نے نیا گھر بنانا ہے۔

جب مکان بن جائے گا پھر ہم بچوں کی شادی کریں گے۔ایسے ماں باپ ان بچوں کے گناہوں کی وجہ سے قیامت کے دن جہنم کے عذاب میں جلیں گے۔خود بوڑھے ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں جیسے بڑھاپے میں اب ہماری سوچیں پختہ ہو گئیں۔ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے کے بارے میں ہمارے دلوں میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی۔شاید جوان بچوں کی سوچ بھی ایسی ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی درد بھری نصیحت:

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک گھر میں مہمان تھے۔ پتہ چلا کہ گھر میں جوان بیٹی ہے۔انہوں نے مشورہ دیا کہ اس بچی کا جلدی نکاح کر دو۔اس کی ماں کہنے لگی' ابھی تو میری بچی کے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے۔ابھی میں شادی کر دوں؟انہوں نے کہا اماں شادی کر دو۔اس لیے کہ دودھ خراب ہو گیا تو پھر اسے کتے ہی پئیں گے انسان نہیں پئیں گے۔

پتہ نہیں کیوں انتظار میں ہوتے ہیں کہ بچوں کی عزتیں خراب ہونگی پھر ان کی شادیاں کریں گے۔شریعت نے حکم دیا۔ہم پہلے ہی اس فریضہ سے فارغ ہو جائیں تاکہ یہ اپنے گھر کی ہو کر اپنے عزت و ناموس کی حفاظت کر کے اپنی زندگی گزاریں۔

عورت کا سب سے بڑا فرض:

جس بچی کو اللہ تعالیٰ نے خاوند دے دیا' پھر اولاد دے دی' خوش نصیب بچی ہے۔ اب اس کو چاہیے کہ وہ کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر ہی نہ دیکھے۔ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس سے چھن جائیں۔اس لیے کہ عزت و ناموس کی حفاظت یہ عورت کا سب سے بڑا فرض منصبی ہے۔

آنکھوں کا پردہ کتنا چھوٹا اور تیز رفتار:

اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کے پردے کا جو حکم دیا تو آپ کو پتہ ہے اللہ نے آنکھوں کا پردہ کتنا چھوٹا اور کتنا تیز رفتار بنایا کہ دنیا میں پلک جھپکنا ایک مثال بن گئی۔مختصر وقت میں اللہ تعالیٰ نے آنکھ ایسی بنائی کہ پلک کا پردہ گرتا ہے اور آنکھ بند ہو جاتی ہے۔اگر یہاں پر کوئی long acting یا slow acting پردہ ہوتا تو لوگ بہانہ بنا دیتے۔اللہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اس سے نگاہ بند کرنے کا ارادہ کیا تھا' کرتے کرتے اس پر نگاہ پڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے پورے جسم میں سب سے زیادہ جلدی حرکت کرنے والی چیز انسان کی آنکھ کی پلکیں بنائی ہیں تاکہ کل قیامت کے دن اپنی آنکھوں کو بند کرنے کے بارے میں یہ کوئی بہانہ نہ بنا سکیں۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کی آنکھوں میں وہ حیا دیکھی کہ جو میں مدینہ کی کنواری لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی نہیں دیکھا کرتی تھی۔

غیرت ایمان ہے:

ایک حدیث میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا غَیْرَۃَ لَہٗ﴾

جس شخص کے اندر غیرت نہیں' اس شخص کے اندر ایمان نہیں

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

﴿اَنَا اَغْیَرُ وُلْدِ اٰدَمَ﴾

میں اولاد آدم میں سب سے غیور ہوں۔

﴿وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ﴾

اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہیں۔

غیر محرم کی تنہائی خطرہ کا آلارم:

اسی لیے حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ کسی مرد اور عورت کو زیب نہیں دیتا۔ اجازت نہیں کہ وہ غیر محرم ہوں اور ایک جگہ تنہائی میں بیٹھیں' ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جیسا استاد ہو اور رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا جیسی شاگردہ ہو' اور دونوں ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے کو قرآن پڑھائیں' تب بھی وہ اگر تنہائی میں بیٹھیں گے تو شیطان ان کو گناہ کا مرتکب کروادے گا۔

موسیقی کے خطرناک نقصانات:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ موسیقی کا سننا کانوں کا زنا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا میں آلات موسیقی کو توڑنے کے لیے آیا ہوں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا کہ موسیقی کے سننے سے دل میں گناہ کی خواہش اس طرح ابھرتی ہے جیسے بارش کے ہونے سے زمین کے اندر گھاس اگ آتی ہے۔اس لیے جن بچیوں کو گانے سننے کا شوق ہو' حقیقت میں یہ شوق ان کو گناہ کی طرف لے جانے والا شوق ہے۔اس لیے اپنے آپ کو موسیقی سے بچائیں۔شریعت نے تو یہاں تک کہا کہ جو بے پردہ پھرنے والی عورت فاسقہ ہو' پردہ دار عورت کو چاہیے کہ اس سے بھی اپنے آپ کو پردے میں رکھے۔اس لیے کہ بے پردہ فاسقہ عورت بھی محرم مرد کے حکم میں ہے۔شریعت نے منع فرمایا کہ شادی شدہ عورت کو نہیں چاہیے کہ وہ دوسری عورتوں لڑکیوں کو اپنے خاوند کے ساتھ گزرے ہوئے خلوت کے لمحات کی باتیں سنائے۔اگر کوئی سنائے گی تو شریعت نے کہا وہ سورنی ہے۔

سب سے بہترین عورت:

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی محفل میں بات چلی کہ سب سے بہترین عورت کون ہے؟ کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے کسی کام کے لیے' گھر جا کر بتایا کہ محفل میں یہ بات چلی ہے۔سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں بتاؤں سب سے بہتر عورت کون ہے؟ پوچھا کہ بتائیے۔فرمانے لگیں کہ وہ عورت جو نہ تو غیر محرم کو خود دیکھے اور نہ کسی غیر محرم کو دیکھنے کا موقع دے۔انہوں نے آ کر یہ جواب نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام کی خدمت میں آ کر بتا دیا۔ نبی علیہ السلام سن کر مسکرائے فرمایا:

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ

فاطمہ رضی اللہ عنہا تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ خاتون جنت فرماتی ہیں کہ سب سے بہترین عورت وہ ہوتی ہے جو خود نہ کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کسی غیر مرد کو اپنی طرف دیکھنے کا موقع دے۔ ہر نامحرم سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کا ایمان افروز واقعہ:

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد تھا' اس کو ایک مرتبہ کسی عورت نے بہانے سے گھر میں بلوایا کہ ایک مریض ہے اس کو پڑھ کر دم کر دیجیے۔ وہ سادہ آدمی تھا بیچارہ' جب گھر میں گیا تو دروازے بند۔ تب اس کو پتہ چلا کہ اس خاتون کی تو نیت ٹھیک نہیں۔ اب کیسے گناہ سے بچے؟ اس نے فوراً بہانہ کیا کہ مجھے Toilet جانے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ Toilet میں چلا گیا۔ وہاں جا کر جو گندگی پڑی ہوئی تھی اس نے وہ گندگی اپنے جسم پر مل لی۔ جب باہر نکلا تو بو کے بھبھوکے آ رہے تھے۔ جب وہ اس عورت کے قریب آیا تو اتنی بو آ رہی تھی۔ اس نے کہا مجھے کیا پتہ کہ تم اتنے کمینے اور اتنے بیوقوف انسان ہو۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔

چنانچہ دروازہ کھولا' اس نے اپنا ایمان بچایا نکل آیا۔ اب رو رہا تھا کہ راستے میں لوگوں کو بو آئی تو میں کیا جواب دوں گا۔ سیدھا مدرسے پہنچا۔ وہاں جا کر غسل خانے میں کپڑے بھی پاک کیے' دھوئے' غسل بھی کیا اور گیلے کپڑے پہن کر حضرت کے درس کے اندر آ کر پیچھے بیٹھ گیا۔ یہ کبھی لیٹ نہیں آیا تھا' اس دن لیٹ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے درس دینے کے دوران رک کر پوچھا ارے تم میں سے آج اتنی تیز خوشبو لگا کر کون آیا۔ لڑکوں نے جب ادھر ادھر دیکھا۔ ایک لڑکے نے بتایا کہ جو یہ نیا لڑکا آیا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ابھی دیر سے اس نے خوشبو لگائی ہے۔

حضرت نے قریب بلایا۔ فرمایا کہ تم نے اتنی تیز خوشبو کیوں لگائی؟ جب بار بار پوچھا تو بتانا پڑا۔ اس کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے اس نے واقعہ سنایا۔ کہنے لگا حضرت! میں نے تو اپنے دامن کو بچانے کیلئے عزت کو بچانے کیلئے اپنے جسم پر گندگی کو لگایا تھا لیکن اب میں نہا بھی چکا دھو بھی چکا جہاں جہاں گندگی لگائی تھی۔ میرے جسم کے ان ان حصوں سے خوشبو آ رہی ہے۔ چنانچہ جب تک یہ نوجوان زندہ رہا اس کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی رہی۔

کتابوں میں لکھا ہے اسی وجہ سے ان کا نام خواجہ مشکی پڑ گیا تھا۔ لوگ انہیں خواجہ مشکی کہتے تھے۔ کہ جہاں جہاں انہوں نے گناہ سے بچنے کے لیے گندگی لگائی تھی۔ ان کے جسم کی ان جگہوں سے خوشبو آیا کرتی تھی۔

حقیقی حسن:

حدیث پاک میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے غیر محرم سے اپنی نظر کی حفاظت کی اس کو اللہ رب العزت عبادت میں لذت عطا فرما دیتے ہیں۔

یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ خوبصورت عورت کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں۔ لیکن خوب سیرت عورت کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ صورت کو سنوارنے کے بجائے اپنی سیرت کو سنواریئے۔ میں تو بچیوں کو کہتا ہوں کہ قد اونچے Heel کے جوتے بغیر بھی بڑا نظر آتا ہے اگر عورت کی شخصیت کے اندر بلندی ہو۔ آنکھیں بغیر سرمے کے بھی خوبصورت نظر آ سکتی ہیں اگر ان کے اندر حیا موجود ہو۔ پلکیں بغیر مسکارے کے بھی دلفریب ہو سکتی ہیں اگر شرم سے جھکی ہوئی ہوں۔ پیشانی بغیر بندیا کے بھی پرکشش ہو سکتی ہے اگر اس کے اوپر سجدوں کے نشان ہوں۔ انگریزی کا ایک فقرہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

Wealth lost nothing lost

health lost something lost

character lost everything lost.

So people feel that charater is not a Precious thisng but can buy the most precious thing of the world with the help of your character.

تعمیر سیرت کے چند درخشاں پہلو:

یہ بات ذہن میں بٹھالینا کہ ساری دنیا مل جائے یہ تلوار کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ کردار کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اپنے کردار کو بنایئے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آنکھ بگڑنے سے دل کی حفاظت مشکل ہے۔ اور دل کے بگڑنے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل تر ہے۔ عقل مند لوگ وہ ہوتے ہیں جو دوسروں کی غلطیوں سے سبق سیکھتے ہیں اور بیوقوف لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنی غلطیاں کرتے ہیں۔ پھر ان کو دھکے پڑتے ہیں۔ تب ان کو سمجھ آتی ہے۔ اصولی بات یہ ہے کہ حسن ہی عورت کی تباہی کا ذریعہ بنتا ہے۔ عورت پر جتنی بھی آفتیں آتی ہیں۔ سب کی سب اس کے حسن کی وجہ سے آتی ہیں۔ اس لیے شریعت نے مردوں کو کہا کہ تم شریر عورتوں سے بے کنار رہو اور اگر بھلی عورتیں بھی ہوں تو ان سے ہوشیار رہو۔ جیسے دل کے اوپر مصیبتیں آنکھوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ اگر اماں حوا شجر ممنوعہ کو نہ دیکھتی تو ان کو جنت سے نہ نکلنا پڑتا۔ اگر قابیل ہابیل کی بیوی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتا تو اس کو قتل کا جرم اپنے سر پہ نہ اٹھانا پڑتا۔ اگر زلیخا یوسف کو نہ نگاہ اٹھا کر دیکھتی تو قرآن نے اس کے گناہ کے یوں کھول

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتذکرے نہ کیے ہوتے۔ اور یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ جی فلاں کی شکل اچھی لگی، شخصیت اچھی لگی، یہ سب بکواس ہوتا ہے۔ حقیقت میں تو محبت ہوتی ہے جو انسان کی نیکی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ چہرے کی زیبائش یہ تو عارضی چیز ہے۔ آج جو بچی جوان العمر ہے اور اس کے چہرے پہ جوانی کی خوبصورتی ہے۔ ایک دو بچے ہونے کے بعد اس کے چہرے کی جاذبیت وہ نہیں رہتی اور جب ذرا اور عمر گزر جاتی ہے پھر تو اور ہی انسان کی شکل وصورت ہو جاتی ہے۔

اگر خاوند کو فقط عورت کی خوبصورتی کی وجہ سے تعلق ہوگا، پھر چند سالوں کے بعد وہ کسی اور کو ڈھونڈنا شروع کر دے گا۔ اس لیے اچھی زندگیوں کی بنیاد حسن ظاہری نہیں ہوتا۔ حسن باطنی ہوا کرتا ہے۔ اچھے اخلاق ہوا کرتے ہیں۔ ظاہری حسن فانی ہوتا ہے اور اخلاق کا حسن ہمیشہ باقی ہوتا ہے۔ ویسے بھی اگر دور سے کسی کو دیکھیں تو وہ زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے۔ بہ نسبت قریب کے اس کو دیکھنے کے۔ اگر دور سے کسی کی آواز زیادہ دل کش معلوم ہوتی ہے بہ نسبت قریب سے سننے کے تو کہا حسن کی حقیقت فاصلہ ہے کہ انسان فاصلے سے رہے تو حسن محسوس ہوتا ہے اور قریب آئے تو حسن ختم ہو جاتا ہے۔

شہوت کی ابتداء اور انتہا:

انسان گناہ کرنے سے پہلے تو بڑا بہادر بنتا ہے۔ لیکن جب گناہ کر بیٹھتا ہے تو پھر اتنا بزدل بنتا ہے کہ پھر اس کو چھپانے کے لیے جھوٹ بولتا پھرتا ہے۔ شہوت وہ شیرنی ہے جو چکھنے والے کو ہلاک کر دیتی ہے اور اصول یہ ہے کہ محبت اور عداوت کبھی چھپی نہیں رہ سکتی۔ جو انسان یہ سمجھے کہ محبت کروں گا اور چھپی رہے گی یا میری دشمنی ہے وہ چھپی رہے گی۔ وہ انسان بیوقوف انسان ہے۔

محبت اور عداوت ایسی چیزیں ہیں جو کبھی چھپی نہیں رہ سکتیں۔ شہوت کی ابتداء

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوٹے کیڑے کی مانند ہوتی ہے' اس کو مارنا آسان ہوتا ہے اور شہوت کی انتہا پھنکارنے والے اژدھے کی مانند ہوتی ہے۔ یہ خود انسان کو ہڑپ کر جاتا ہے۔ اس لیے حسن ظاہری کو بڑھانے کی بجائے حسن باطنی اور حسن اخلاق کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ جس طرح کانٹوں کے اوپر پھول ہو تو شاخ کو خوبصورت بنا دیتا ہے۔ اس طرح جس گھر کے اندر نیک خاتون ہو وہ اس گھر کو خوبصورت بنا دیتی ہے۔ اس گھر کو باعزت بنا دیتی ہے۔

دل میں بٹھا لیجیے:

ایک بات ذہن میں رکھیے کہ انسان کو ہر چیز سے خوشی ہوتی ہے لیکن جتنی خوشی اپنے آپ سے جیت کر ہوتی ہے' اتنی خوشی کبھی نہیں ہوا کرتی۔ یہ بات پھر سنئے گا اور دل میں بٹھا لیجیے گا کہ انسان کو ہر چیز سے خوشی ہوتی ہے لیکن جتنی خوشی اپنے آپ سے جیت کر ہوتی ہے اتنی خوشی پھر کبھی نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے نوجوان بچیوں کو چاہیے کہ اپنے آپ سے جیت کر زندگی کی خوشیوں والی بنیں اور اپنے رب کے سامنے سرخرو ہو جائیں۔

اللہ رب العزت کی نظر رحمت سے محروم عورت:

حدیث پاک میں آتا ہے اور سند کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ جو عورت اس لیے بنی سنوری یعنی نہائی دھوئی' میک اپ کیا' اچھے کپڑے پہنے' خوشبو لگائی کہ غیر محرم اس کو دیکھ کر خوش ہو۔ اس گناہ کی یہ سزا ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اس عورت کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھوں گا۔ اب سوچیے! یہ کتنی بڑی سزا ہے۔

پھر سن لیجیے! جس عورت نے اس لیے آرائش اختیار کی' جو عورت اس لیے بنی سنوری کہ غیر مرد مجھے دیکھ کر خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ لکھوا دیتے ہیں کہ قیامت کے دن اس عورت کی طرف میں محبت کی نظر سے نہیں دیکھوں گا۔ اس لیے اپنے آپ کو غیر مردوں کی نظروں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بچائیے۔ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا مددگار بن جائے اور نیکی کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو گناہ ہو چکے ان پر سچی توبہ کر لیجیے کہ توبہ کے دروازے کھلے ہیں۔

موت سے پہلے پہلے کسی نے کوئی بھی گناہ کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتے ہیں۔ وہ تو اتنے کریم ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک طوائفہ تھی۔ جس نے سینکڑوں مردوں سے زنا کروایا تھا۔ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلا دیا تھا' اللہ نے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیا۔ جو پروردگار اتنا کریم ہو اس کے کرم سے فائدہ اٹھائیے۔ پچھلے گناہوں کی معافی مانگ لیجیے۔

رمضان المبارک کی کچھ گھڑیاں باقی ہیں' یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم ان بابرکت گھڑیوں میں سچی توبہ کر سکتے ہیں۔ سچی معافی مانگ سکتے ہیں۔ اس لیے دوستوں کے اصرار پر اس عاجز نے یہ پروگرام بنایا کہ کل کا بیان موت کے عنوان پر ہوگا۔ توبہ کے عنوان پر ہوگا۔ اور اس کے بعد جو بچیاں' جو عورتیں سچی توبہ کرنا چاہیں گی' ان کو سنت کے مطابق توبہ کے کلمات پڑھا دیے جائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ نیکوکاری کی زندگی نصیب فرما دے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

اک نشہ سا ہے جو چھائے ہے تیرے نام کے ساتھ
اک تسلی سی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

عنبر و عود لٹائے ہے تیری یاد جمیل
ایک خوشبو سی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

گویا کونین کی دولت کو سمیٹا اس نے
دل کی دنیا جو بسائے ہے تیرے نام کے ساتھ

ہے تیرا ذکر حلاوت میں کچھ ایسا کہ زبان
ایک نیا ذائقہ پائے ہے تیرے نام کے ساتھ

دل تڑپتا ہے سنے جب بھی تیرا نام کہیں
آنکھ بھی اشک بہائے ہے تیرے نام کے ساتھ

خوب کیا عشق الٰہی کا اثر ہوتا ہے
روح بھی وجد میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

حشر کیا ہوگا بھلا ان کا تیری دید کے دن
جن کا دل جوش میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

خوب جی بھر کے جو کرتا ہے تیرا ذکر فقیر
دل کی ظلمت کو مٹائے ہے تیرے نام کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ○ (سورۃ التحریم: ۸)

خواتین سے چند اہم باتیں

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

وہ انسان جس نے گناہ کرتے کرتے بال سفید کر لیے، کبھی نماز کے لیے مسجد میں نہ آیا اور اب اس کی بیوی بھی زندہ نہ رہی، اتنا بوڑھا ہو گیا کہ بچے بھی چلے گئے، کوئی اپنا بہن بھائی نہیں، کوئی بھی رشتہ دار نہیں، کسی کے ہاں واقفیت کی وجہ سے یہ رہتا ہے۔ انہوں نے بھی اپنے گھر سے منع کر دیا کہ آپ کی کھانسی سے ہمارے بچے پریشان ہوتے ہیں۔ بڑے میاں آپ چلے جائیں۔ انہوں نے بھی گھر سے دھکا دے دیا۔ اب اس بوڑھے کا دنیا میں کوئی بھی نہیں رہا، جائے کہاں۔ کون اس کو کھلائے اور پلائے اس کی خبر گیری کرے۔ اب لاٹھی پکڑ کے یہ گھر سے باہر نکلتا ہے۔ حالت یہ ہے منہ میں دانت نہیں، پیٹ میں آنت نہیں۔ آنکھوں میں بینائی نہیں۔ کانوں میں شنوائی نہیں، جسم میں طاقت نہیں۔ اب اگر لاٹھی کے سہارے یہ سوچتا ہے میں کہاں جاؤں تو خیال آتا ہے۔ اپنے رب کے دروازے پہ جاتا ہوں، کوئی اور دروازہ ایسا نہیں کہ جسے میں کھٹکھٹا سکوں۔ چنانچہ ہانپتے ہوئے۔ کانپتے ہوئے یہ باغی بوڑھا اگر اپنے رب کے گھر کی طرف جاتا ہے تو رب کریم اس کو طعنہ نہیں دیتے۔ تم نے جوانی کہاں ضائع کی، تیرے مال کا کیا بنا، تیرے جمال کا کیا بنا۔ تُو تو جوانی میں غیروں کے پیچھے بھاگتا پھرتا تھا۔ او حسن کی پرستش کرنے والے اب تمہیں میرا گھر یاد آیا۔ پروردگار طعنہ نہیں دیتے۔ یہ بھی نہیں پوچھتے او بوڑھے اتنی زندگی گزار کے میرے در پہ کیا لائے ہو۔ بلکہ یہ پوچھتے ہیں اے بوڑھے تم میرے در پہ کیا لینے کے لیے آئے ہو۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خواتین سے چند اہم باتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی' اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا○ (سورۃ التحریم: ۸)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دو بنیادی باتیں:

اللہ رب العزت نے جب انسان کو پیدا کیا تو اس کے نفس میں خیر اور شر دونوں قسم کی باتیں رکھ دیں۔

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا﴾ (سورۃ الشمس آیت ۷-۸)

پہلے تو حکم یہ ملا کہ جو خیر کو اپنی طرف غالب کرے گا وہ اچھا انسان ہوگا اور جو شر کو اپنی طرف غالب کرے وہ برا انسان ہوگا۔ تو جو سراپا خیر ان کا نام فرشتے' جو سراپا شر اسکا نام شیطان۔ اور جو خیر اور شر کا مجموعہ اسکا نام حضرت انسان۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ماحول کے اثرات:

دنیا کے ہر انسان کے اندر خیر بھی ہوتی ہے۔ شر بھی ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نیک ماحول مل جائے تو اس پر خیر غالب آجاتی ہے۔ اور غفلت کا ماحول مل جائے تو شر غالب آجاتا ہے۔ دنیا کے بڑے سے بڑے زاہد کو بھی اگر ظلمت اور غفلت کے ماحول میں رکھا جائے تو اس کے گر جانے کے Chances موجود ہوتے ہیں۔ اور دنیا کے برے سے برے انسان کو بھی نیک ماحول میں رکھا جائے تو اس کے سدھر جانے کے Chanes موجود ہوتے ہیں۔ اس لیے اچھا انسان وہی ہے کہ جو خود بھی نیکی کی کوشش کرے اور اپنے آپ کو نیک ماحول میں رکھے۔

اللہ رب العزت کی کرم نوازیاں:

انسان نسیان کا پتلا ہے۔ جلدی بھول جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ۷۰۰ سے زیادہ مرتبہ فرمایا: ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾

نماز قائم کرو۔ حالانکہ عظمت الٰہی کا تقاضا یہ تھا کہ پورے قرآن مجید میں ایک مرتبہ فرما دیتے کہ

﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾

تو بندے کو نماز کا قائم کرنا فرض ہو جاتا۔ اور آداب شاہی بھی یہی ہوتے ہیں کہ فرمان ایک مرتبہ جاری کیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ میرے بندے بھولنے والے ہیں، خطا کرنے والے ہیں۔ تو شفقت کی بنا پر

﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورہ بقرہ آیت ۱۴۳)

اس مغفرت اور رحمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے سات سو سے زیادہ مرتبہ نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کے اثرات:

تو انسان اگر نیکی کے ماحول میں رہے تو اس کا نیکی پر جمے رہنا آسان ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو توبہ کرنے میں دیر نہ کرے۔ توبہ وہ عمل ہے کہ جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی بہت خلوص سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کروا دیتے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا

﴿اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ﴾

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہوتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں ہے۔ اور اگر بہت ہی نادم ہو شرمندہ ہو دل میں ندامت کی آگ جل اٹھے کہ میں نے یہ گناہ کیوں کیا مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا تو اس پر اللہ تعالیٰ کو اتنا پیار آتا ہے فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾ (سورۃ الفرقان آیت: ۷۰)

تو یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکیوں میں بدل دیا۔ یہ کتنے مزے کی بات ہے۔ تو جیسے بال صفا پاؤڈر ہوتا ہے۔ یہ پاؤڈر استعمال کریں تو بال صاف ہو جاتے ہیں اسی طرح توبہ بال صفا پاؤڈر کی مانند ہے۔ جو شخص بھی توبہ کرے اس کے گناہ معاف۔ تو پھر جلدی توبہ کرنی چاہیے۔ اول تو گناہوں سے بچے اور اگر سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرے۔

پریشانی کی وجہ کیا ہے؟

گناہوں میں انسان کے لیے دنیا کی بھی ذلت ہے اور آخرت کی بھی ذلت ہے۔ اسی لیے گناہوں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ ہر چیز کی ایک تاثیر ہوتی ہے۔ جیسے آگ گرم ہوتی ہے۔ برف ٹھنڈی ہوتی ہے۔ یہ ان کی اپنی اپنی تاثیر ہے۔ اسی طرح گناہ کی یہ تاثیر ہے کہ وہ بندے کے دل کو پریشان کر دیتا ہے۔ چنانچہ کوئی انسان کتنا ہی رازداری

www.besturdubooks.wordpress.com

سے گناہ کیوں نہ کرے کوئی سمجھانے والا نہیں' کوئی روکنے والا نہیں' کوئی ہٹانے والا نہیں' گمراہی کے مواقع بھی موجود ہیں۔ جو جی میں آئے وہی انسان کر رہا ہے۔ اپنے ذہن کے مطابق اپنی Life کو Enjoy کر رہا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس بندے کے دل کو اللہ تعالیٰ پریشان کر دیتے ہیں۔ بس یوں سمجھ لیں کہ اللہ کے پاس کچھ پریشانی کی مقدار بندھی ہوئی ہے ہم اگر گناہ کا ارتکاب کریں گے۔ پریشانی ہمیں چمٹ جائے گی اور اسی وجہ سے پھر زندگی میں سکون نہیں ہوتا۔

سکون حاصل کیوں نہیں؟

کتنے لوگ ہیں جو Multi Millionaire (کروڑ پتی' لکھ پتی بے حد دولت مند) ہوتے ہیں مال پیسے کی بہتات ہوتی ہے۔ لیکن دل میں سکون نہیں ہوتا۔ راتوں کو نیندیں بھی نہیں آتیں۔ گولیاں کھا کھا کے سونا پڑتا ہے۔ ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں رانوں کے اوپر کمبل لے کر کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔ نیند کی منتیں کرتے ہیں اور نیند آتی نہیں۔

ان سے پوچھیں کہ بھئی آپ کو مسئلہ کیا ہے؟ کہیں گے کہ ظاہر میں مسئلہ تو کوئی بھی نہیں۔ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔ جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں' جو چاہتے ہیں پیتے ہیں۔ جس کے ساتھ چاہتے ہیں سو جاتے ہیں مگر حالت یہ کہ دل میں پھر بھی اطمینان نہیں ہے یہ جو بے چینی دل میں لگی رہتی ہے۔ یہ جو ڈپریشن ہوتی ہے۔ اس کی آخر وجہ ہوتی ہے۔ اور وہ وجہ گناہوں کی نحوست ہے۔ غریب آدمی تو زندگی میں ایک دفعہ مرتا ہے ایسے غفلت کی زندگی گزارنے والے امیر وہ تو ایک دن میں کتنی دفعہ جیتے ہیں اور کتنی دفعہ مرتے ہیں۔ اتنے پریشان ہوتے ہیں کسی کو بتا بھی نہیں سکتے اگر ڈپریشن اور خودکشی کرنا جائز ہوتی تو سب سے زیادہ خودکشی کے لیے دنیا کے امیر تیار ہوتے۔ کسی کو inexcite ستی ہے۔ کسی کو ڈپریشن ہے' کسی کو ٹینشن ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حیرت انگیز نکتہ:

آپ ذرا غور کریں کہ یہ تینوں انگریزی کے لفظ ہیں اور ہماری اردو کی زبان میں بھی اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ گویا ان کا ہم معنی ہماری زبان میں کوئی لفظ تھا ہی نہیں۔ لہٰذا انگلش کے انہی الفاظ کو ہم نے اپنی زبان میں استعمال کرنا شروع کر دیا تو یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کی زندگی میں نہ کوئی ڈپریشن ہوتی تھی' نہ ٹینشن ہوتی تھی نہ Inexcite ستی ہوتی تھی اگر یہ کیفیتیں ہوتیں تو بھی اس کے لیے کوئی نہ کوئی لفظ بنا لیتے۔ جب لفظ ہی نہیں بنایا تو اس کا مطلب ہوا کہ یہ مصیبتیں ہماری زندگی میں اس وقت سے ہیں جب سے ہم نے حکم خداوندی کو Ignore نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ جب سے ہم نے یہودیوں کے طور طریقوں کو اپنانا شروع کر دیا تب سے ان کی زندگی کی کیفیات بھی ہماری زندگیوں میں آنا شروع ہو گئیں۔

گناہ سے بچنے کا فائدہ:

جو بندہ گناہوں سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دل کا سکون عطا فرما دیتے ہیں۔ کھانے کو روٹی نہ ملے' فاقہ ہو مگر اس بندے کا دل مطمئن ہو گا' اس کا دل پریشان نہیں ہو گا۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

ذاتی مشاہدہ:

ہم نے ایک مرتبہ مسجد کا لینٹر ڈالا' جولائی اگست کا مہینہ تھا۔ اتنی گرمی' اتنی گرمی' توبہ توبہ۔ دوپہر کے وقت تو دھوپ میں چند منٹ نہیں کھڑے ہوا جاتا تھا۔ ہم نے ایک بجے کے قریب چھٹی کر دی۔ کام کرنے والے لوگ دو تین گھنٹہ کے لیے آرام بھی کر لیں' نماز پڑھ لیں' کھانا کھا لیں۔ اور Fresh ہونے کے بعد دوبارہ کام شروع کر دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو میں نے دیکھا کہ باہر کنکریٹ کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اب بتائیں کہ جب ٹمپریچر 50,49 ڈگری سیلیئس ہو۔ اس وقت تو باہر زمین بھی گرم ہوتی ہے اور اگر کنکریٹ کا ڈھیر ہو تو کنکریٹ پتھر تو بہت گرم ہوتا ہے۔ تو میں نے اس کنکریٹ کے ڈھیر پر ایک مزدور کو آرام کی نیند سوئے ہوئے خراٹے لیتے ہوئے دیکھا۔ اس کو دیکھ کر بے اختیار میری زبان سے شعر نکلا:

کتنی تسکین ہے وابستہ تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آ جاتی ہے آرام کے ساتھ

تو جو لوگ گناہوں سے بچتے ہیں۔ ان کو گرمیوں کی کڑکتی دھوپ میں کنکریٹ کے ڈھیر پر بھی آرام کی نیند آتی ہے۔ اور جو من مانیاں کرتے پھرتے ہیں۔ ان کو ائیر کنڈیشنڈ ساؤنڈ پروف کمروں میں بھی نیند نہیں آتی۔ حقیقت کیا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا دل پریشان کر دیتے ہیں۔

سبق آموز مثال:

میں اپنے دوستوں کو بعض اوقات ایک مثال دیا کرتا ہوں کہ بچپن میں اپنے بڑوں کے ساتھ ایک ولیمہ کی دعوت میں جانا ہوا کسی بڑے ہوٹل میں تو انہوں نے بوفے سسٹم کیا ہوا تھا تو دیکھا کہ بڑی بڑی تھال میں جن کے اندر سالن ہے' کھانا ہے اور اس کے نیچے انہوں نے بتی جلائی ہوئی ہے۔ اب ہر تھال کے نیچے ہم نے بتی پہلی مرتبہ جلتے دیکھی تو اس مینجر سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا کہ جی باراتیوں کو کھانا کھانے میں دو تین گھنٹے لگیں گے لوگ آتے رہیں گے۔ کھا کے جاتے رہیں گے۔ تو ہم نے ہر کھانے کے نیچے اس لیے بتی جلائی کہ کھانا مستقل گرم رہے۔ وہ بچپن کی سنی ہوئی بات ایسی ذہن میں بیٹھ گئی کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جو بندہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی میں بتی جلا دیتے ہیں اور وہ بتی اس کو گرم رکھتی ہے۔Heat ملتی رہتی ہے۔

کبھی اولاد کو اللہ تعالیٰ بتی بنا دیتے ہیں۔ بیٹا ہے پڑھتا نہیں' توجہ نہیں دیتا' غصہ زیادہ کرتا ہے۔ ہٹ دھرم ہے' ضدی ہے' کام چور ہے' اب کہنے کو بیٹا مگر دل جلتا ہے۔ اس کی حالت دیکھ کے' کبھی اللہ تعالیٰ بیٹی کو ایسی بنا دیتے ہیں۔ کہنے کو بیٹی ہے مگر اس کی توجہ دوستیاں لگانے کی طرف ہو جاتی ہے۔ اب ماں اپنی بیٹی کی یہ حالت کسی کو بیان بھی نہیں کر سکتی۔ چھپ چھپ کر روتی ہے۔ تنہائیوں میں اللہ سے مانگتی ہے۔ بیٹی کیا ملی کوئی مصیبت گھر میں پال لی۔ اس نے تو ماں کا جینا حرام کر دیا۔ ہر وقت اس پر پہرا دو پتا نہیں یہ کیسی روح پیدا ہو گئی۔ تو ماں جب پریشان ہوتی ہے کبھی اس پر بھی اس نے سوچا کہیں ایسا تو نہیں کہ میری خطاؤں کی وجہ سے اللہ نے اس کو Heat source بنا دیا ہے۔ اور اس کی وجہ سے مجھے پریشانی مل گئی۔ کبھی کسی کو اولاد ہوتی ہی نہیں۔ اس کے لیے یہ چیز بتی بن جاتی ہے۔ کبھی کسی کے لیے خاوند بتی بنتا ہے۔ اور اگر خاوند بگڑ جائے یا خاوند بیوی کو پریشان کرنا شروع کر دے تو اس عورت کی تو دنیا میں کوئی حالت ہی نہیں ہوتی۔ جس سے محبت کی توقعات ہوتی ہیں۔ جب وہی دل جلانا شروع کرے تو دل پہ کیا گزرتی ہے۔ وہ عورت کسی کو بتا بھی نہیں سکتی۔ کس کے سامنے بات کھولے' کس کو اپنی من کی حالت بتائے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے خاوند کو اس کے لیے Heat Source بنا دیتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پہ تنقید۔ کھانا ٹھنڈا کیوں ہو گیا؟ مرچ کم کیوں ہو گئی؟ نمک زیادہ کیوں ہو گیا؟ یہ تو ایسے ہی ہے کہ تم آٹا گوندھتے ہلتی کیوں ہو۔

ایک خاوند کا انوکھا انداز:

ہمیں ایک خاوند ایسا بھی ملا جو اپنی بیوی سے سخت ناراض' کئی کئی مہینے اس سے بات نہیں کرتا تھا۔ اس کو تو گویا اس نے جیل میں رکھا ہوا تھا۔ تو جب پتا چلا تو ہم نے اسکو بلا کر

سمجھایا پوچھا کہ بھئی مسئلہ کیا ہے۔تو اس کو اعتراض یہ تھا کہ بس میری بیوی میں عقل ہی نہیں۔جو کہتا ہوں بس وہی کرتی ہے۔ہم بات سن کے حیران ہو گئے کہ خاوند کو اس بات پہ اعتراض ہے کہ بس جو میں کہوں وہی کرتی ہے۔حالانکہ یہ تو صفت ہے مگر اس کو اس پہ بھی غصہ کہ جی بس جو کہو وہی کرتی ہے۔

گناہوں کی نحوست:

کئی مرتبہ خاوند دوستوں میں بہت زیادہ ہنسنے کھیلنے مسکرانے والا' گھر میں آتا ہے تو ایسے چہرے کے اوپر اس کے غصہ ہوتا ہے کہ جیسے پتا نہیں گھر والوں نے کیا قصور کر دیا۔ اس کی مسکراہٹ کو بیویاں ترس جاتی ہیں۔تو پریشانی کی زندگی۔حالانکہ اس کی بیوی اچھی بھی ہوتی ہے۔کام بھی کرتی ہے' نیک بھی ہوتی ہے۔مگر چھپے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے خاوند کو اس کے لیے بتی بنا دیتے ہیں۔کئی مرتبہ خاوند تو ٹھیک ہے کام چور ہوتا ہے۔ کام کوئی نہیں کرتا۔احساس ذمہ داری نہیں ہوتی۔اور کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کوئی حاسد بھی پیدا کر دیتے ہیں۔کسی کی بہن حسد کرنا شروع کر دیتی ہے۔کسی کی پڑوسن حسد کرنا شروع کر دیتی ہے۔کہیں کوئی ساس بنی ہے تو بہو ایسی مل گئی کہ بتی بن گئی اور کہیں بہو ہے تو اس کو ساس ایسی ملی کہ بتی بن گئی۔ جینا حرام کر دیتی ہیں۔اب بندہ پریشان ہوتا ہے کہ کیا مصیبت ہے زندگی۔لیکن وہ اس چیز کو نہیں سوچتا کہ یہ میرے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بھی اللہ رب العزت کے حکموں کو پورا کرنے میں مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی میں نے دیکھا کہ اس کے بدلے میں جو میرے ماتحت تھے انہوں نے میری اطاعت کرنے سے کوتاہی کی۔ادھر میں نے کبیرہ گناہ کیا۔ ادھر بیوی نے میری نافرمانی کی۔یا اولاد نے نافرمانی کی یا نوکروں نے نافرمانی کی یا کم

www.besturdubooks.wordpress.com

از کم میرے سواری کے جانور گھوڑے یا گدھے نے میری نافرمانی کی۔ جیسے کہتے ہیں کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے تو گناہ ایک عمل ہے اس کا ردعمل ہو کے رہتا ہے۔ گناہ کرنے کا اختیار بندے کے پاس ہے لیکن اس کے ردعمل کو روکنے کا اختیار نہیں ہے۔ ہاں سوائے اس کے کہ انسان فوراً اپنے رب سے معافی مانگ لے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے' قصور اپنا نکل آیا

ہماری قابل افسوس حالت:

آج کل تو حالت یہ ہے کہ بس جادو ٹونے ہیں' کاروبار کسی نے باندھ دیا ہے جی' بچی کا رشتہ کسی نے باندھ دیا ہے جی' حالات ہمارے اچھے نہیں کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ او اللہ کی بندیوں کیوں کسی کو چھوٹا رب بناتی ہو' کوئی رزق کو کم کر سکتا ہے' کوئی باندھ سکتا ہے۔ نہ کوئی عزتیں دے سکتا ہے' نہ کوئی ذلتیں دے سکتا ہے۔ یہ سب کام پروردگار کے ہاتھ میں ہوتا ہے ہمیں اگر یہ مصیبتیں پیش آتی ہیں تو ہمارے اپنے کرتوت ہوتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو تو دیکھتے نہیں۔

جب کہا میں نے کہ یا اللہ تو میرا حال دیکھ
حکم آیا میرے بندے نامہ اعمال دیکھ

تو ہم اپنے نامہ اعمال کو تو دیکھتے نہیں' نمازوں میں ہم نے سستی کر لی۔

پریشانی کیوں آتی ہے؟

پردے میں ہم نے کوتاہی کر لی' احساس ہی نہیں کہ رب کریم نے پردے کا حکم دیا۔ او جی یہ تو کزن ہیں ہمارے اپنے ہیں۔ اور یہ تو اپنے رشتے دار ہیں' برادری ہے۔ اب اگر عورت اس طرح اللہ کے حکموں کو پامال کرے گی اور غیر محرم مردوں کے سامنے آئے گی تو پھر یہ کیا کہے گی کہ میں پریشان کیوں ہوں۔ پریشان تو خود اپنے عمل کی وجہ سے ہو گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنے گھر ہیں جن میں ٹی وی کی سکرین پر روز تماشے دیکھے جاتے ہیں۔ کتنے گھروں کے اندر موسیقی کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ انٹرنیٹ پہ چیٹنگ ہوتی ہے' نمازوں سے بے پرواہی' گھر کے افراد اگر دس ہیں تو مشکل سے دو یا تین ہوگے جو تلاوت باقاعدگی سے کرتے ہیں۔ باقیوں کو تلاوت کی فرصت ہی نہیں۔

شریعت سے دوری:

اپنی بیٹیوں کو بن سنور کے اپنے ساتھ بازار مارکیٹ میں لے کے جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے شہر میں تو شاپنگ نہیں کررہے ہم تو دوبئی میں کررہے ہیں۔ تو کیا دوبئی میں خدا کا قانون لاگو نہیں ہے۔ بس اتنی سی بات وہاں واقف دیکھنے والا کوئی نہیں تو بیٹی بھی ننگے سر پھر رہی ہے۔ ماں بھی ننگے سر پھر رہی ہے اور اس کو پھر گناہ ہی نہیں سمجھتے۔

لمحہ فکریہ:

اگر آپ غور کریں تو کتنی ہماری کوتاہیاں ایسی ہیں کہ جن کی بنا پر یہ مصیبتیں ہمارے اوپر آتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن عظیم الشان میں فرمادیا:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ (سورۃ الروم: ۴۱)

خشکی اور تری میں جو فساد نظر آتا ہے یہ انسانوں کے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا سنیے اور دل کے کانوں سے سنئے

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾

جو بھی تمہیں مصیبت پہنچتی ہے۔ وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہوئی ہے۔

﴿وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ (سورۃ الشوریٰ آیت ۳۰)

اور کتنی تمہاری کوتاہیاں تمہیں معاف کردیتے ہیں۔ اگر وہ معاف نہ کرتے تو تمہیں تو جینے کا حق ہی نہ ملتا۔ تم اس قابل تھے کہ اس دنیا میں جی سکتے۔ جس مالک کا دیا کھاتے ہو'

www.besturdubooks.wordpress.com

جس مالک کی دی ہوئی زندگی گزار رہے ہو اسی خدا کے حکم کی نافرمانی۔

رحمت خداوندی:

یہ تو بس اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے ہمیں زندگی بخشی ہوئی ہے ورنہ تو شکلیں مسخ ہو جاتیں۔ زمین کو حکم ملتا کہ ان کو دھنسا لو اپنے اندر۔ اور پتا نہیں سر کے اوپر پتھروں کی بارش ہو جاتی' کیا کیا ہوتا۔ یہ تو نبی علیہ السلام' نبی رحمت کی رحمت العالمینی کا حصہ ہے کہ شکلوں کے مسخ ہونے سے ہم بچے ہوئے ہیں۔

ورنہ تو اور بھی تو قومیں تھیں۔ گناہ کیا تو ان کے چہروں کو اللہ نے بندر اور خنزیر کی طرح بنا دیا۔

﴿فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۶۵)

اسی طرح کے گناہ ہم کرتے پھر رہے ہیں۔

پہلی قوموں کے اعمال اور انجام:

شعیب علیہ السلام کی قوم میں ناپ تول کی کمی بیشی تھی۔ اللہ نے زلزلے سے مٹا کے رکھ دیا۔ قوم عاد کے اندر تکبر تھا اللہ نے ہوا کے ذریعے سے ان کو مٹا کے رکھ دیا۔ قوم ثمود کے اندر بھی اسی طرح کا معاملہ تھا۔ اک چیخ آئی اللہ نے سب کو موت کی نیند سلا دیا۔ آج ہم اگر اپنی زندگیوں میں دیکھیں تو یہ سب کے سب گناہ ہمارے اندر موجود ہیں۔ مگر اللہ رب العزت کی طرف سے عذاب کے آنے کو ٹال دیا گیا۔ نبی علیہ السلام کی دعاؤں کی وجہ سے۔

قیمتی نصیحت:

اکثر لوگ تو یہ سوچتے ہیں جی کہ ہمارے خلاف کسی نے جادو کر دیا۔ تعویز کر دیے یہ ہمارے حساب سے تو ننانوے فیصد باتیں غلط ہوتی ہیں۔ عملیات والوں کے پیچھے کبھی نہ جائیں۔ وہ پروفیشنل (Professional) قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ وہ آپ کو ڈرائیں گے نہیں تو آپ کی جیب سے پیسے کیسے نکالیں گے۔ تو وہ پہلے ڈراتے ہیں کہ جی

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کو تو بہت زبردست جادو کر دیا گیا ہے۔ اب جب زبردست جادو آپ نے سن لیا تو زبردست رقم نکال کے آپ نے دے دی۔ ان کا کام بن گیا۔ وہ تو بندے کو Confuse کر دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثر ہمارے حالات کے بگاڑ کا دارومدار ہمارے اپنے اعمال ہوتے ہیں۔ ہم سدھر جائیں اللہ تعالیٰ حالات کو سدھار دیتے ہیں۔

پریشانی کا حل استغفار:

ہم میں ایسے لاڈلے نازنین ہیں ہم شرط لگاتے ہیں نہیں پہلے حالات ٹھیک ہوں پھر ہم ٹھیک ہو جائیں گے۔ پریشان ہیں کسی کو پوچھو کہ مسجد میں کیوں نہیں آتے کہتے ہیں کہ جی اچھا بس کچھ کام ہے۔ پریشانی ہے، ٹھیک ہو جائے گی تو میں آ جاؤں گا۔ کیا مطلب؟ کہ پہلے اللہ تعالیٰ میرے حالات کو ٹھیک کریں پھر میں اللہ کے گھر کی طرف چل کے آؤں گا۔ یہ تو ہماری حالت ہے۔ تو اس لیے اکثر و بیشتر آج جو پریشانیاں ہیں وہ انسانوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے۔ اسکا ایک ہی حل ہے استغفار کر لیجئے توبہ کر لیجئے۔ اور پھر اپنی زندگی میں برکتوں کو اترتے اپنی آنکھوں سے دیکھئے۔ یہ کوئی طفل تسلی والی بات نہیں، کہ بچے کو تسلی دے رہے ہیں ایک حقیقت بیان کر رہے ہیں۔

دین میں کامیابی ہے:

آج اگر کوئی عورت دل میں یہ عہد کر لے کہ میں نے آج کے بعد اپنے مولا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرنی، کوئی کام میں نے خلاف سنت نہیں کرنا، وہ دیکھ لے گی اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ اس کے مسئلوں کو حل فرما دیں گے سکھ اور سکون کی زندگی عطا فرما دیں گے۔ بہت چیزوں کا آپ تجربہ کرتی ہیں۔ اسکا بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ ہم تو ڈنکے کی چوٹ پہ یہ بات کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ قرآن مجید یہ بتا رہا ہے۔

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر یہ گلی، بستی دیسوں والے ایمان لاتے تقوی کو اختیار کرتے۔

﴿لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ (سورۃ الاعراف آیت ۹۶)

اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیتے۔

گناہ کے نقصانات:

گناہ کے اندر کچھ تاثیر ہوتی ہے۔

☆......ایک تو تاثیر یہ کہ گناہ بندے کے دل کو پریشان رکھتا ہے۔

☆......دوسری گناہ کی تاثیر یہ ہے کہ بندے کی زندگی سے برکت نکل جاتی ہے۔ کسی چیز میں برکت نہیں رہتی۔

بے برکت زندگی:

دیکھنے کو بہت مال پیسہ ہے برکت نہیں ہے۔ کہنے کو جوانی کی عمر ہے صحت میں برکت نہیں ہے۔ ان بیس بائیس سال کی بچیوں کو ہم نے دیکھا کہ جوڑوں میں درد ہے، سانس پھول جاتا ہے۔ میں بے ہوش ہونے لگتی ہوں۔ اللہ کی بندی یہ بائیس سال کی عمر بھی کوئی ایسی عمر ہے کہ جس میں یہ بیماریاں ہوں۔ صحت میں سے برکت نکل گئی۔ وقت میں برکت نہیں ہوتی کہتی ہے جی میں کام سمیٹنا چاہتی ہوں لیکن کام میرے سمٹتے ہی نہیں۔ وقت میں برکت ہی نہیں۔ قوت حافظہ میں برکت نہیں رہتی۔ بھلکو بن جاتے ہیں۔ ایک کام کرنا تھا وہ جب خاوند نے آ کر پوچھا کیا بنا تب خیال آیا وہ تو کام کیا نہیں۔ اب ڈانٹ تو پڑنی ہے۔ اب بے عزتی تو ہونی ہے۔ تو یہ پریشانی کہ جی میں بھولتی بہت ہوں۔ اصل میں یہ برکت نکل گئی۔ صحت سے بھی برکت وقت سے بھی برکت، رزق میں سے برکت، ہر چیز میں سے جب برکت نکل جاتی ہے تو پھر بندے کا یہی حال ہوتا ہے۔ دوڑ دوڑ کے بھاگ بھاگ کے بیچاری کام سمیٹنے کی کوشش کرتی ہے اور کام سمٹتے نہیں ہیں۔ گھر کے جتنے افرد

www.besturdubooks.wordpress.com

اتنے بیمار۔ آج ایک ڈاکٹر کے پاس گیا اور ابھی اس کو شفا نہیں ہوئی تو دوسرا بیمار، جب دوسر اجانا شروع کر دیتا ہے تو تیسرا بیمار۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے لائن ہی لگی ہوئی ہے۔ یہ اصل میں بے برکتی کی علامت ہے تو گناہ کی ایک تاثیر تو یہ ہے کہ بندے کا دل پریشان رہتا ہے۔ اور دوسری تاثیر اس کی یہ ہے کہ بندے کی زندگی سے برکت نکل جاتی ہے۔ کسی کام میں برکت نہیں ہوتی۔ محنت بھی کرلو کوشش بھی کرلو دوڑ بھاگ بھی کرلو نتیجے میں، فاقے ہوتے ہیں، خاوند کی گھوریاں ہوتیں ہیں۔ ساس کے طعنے ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کے الزام ہوتے ہیں۔ برکت ہی نہیں کسی چیز میں پھر اپنے آپ سے تنگ ہو کے کہتے ہیں کہ جی اس سے تو مرجانا بہتر ہے۔ تو واقعی بات ٹھیک ہے اگر ہم نے گناہوں کی جان نہیں چھوڑنی تو مصیبتوں نے بھی ہماری جان نہیں چھوڑنی یہ معاملہ ہمارے اختیار میں ہے۔

اللہ رب العزت کی فرمانبرداری پر انعام:

آج کی اس مجلس میں ہم دل میں یہ عہد کرلیں کہ ہم نے اپنے مولا کی آج کے بعد نافرمانی نہیں کرنی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے وقت میں بھی برکت دیں گے۔ صحت میں بھی برکت دیں گے، دین میں بھی برکت دیں گے اور عزت میں بھی برکت دیں گے۔ ہر بندہ آپ کی عزت کرے گا۔ جس عزت کو آپ ڈھونڈتی پھرتی ہیں۔ کہ میری تو سسرال میں کوئی عزت ہی نہیں۔ آپ دیکھنا آپ اللہ کے حکم کی عزت کریں اللہ تعالیٰ آپ کو انسانوں اور لوگوں کے درمیان عزتیں عطا فرمائیں گے۔ تو گناہوں کے دو نقصانات اتنے واضح ہیں کہ ان کو سن کے تو بندے کو فیصلہ کرلینا چاہیے کہ آج کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرنی۔

دعا قبول کیوں نہیں ہوتی:

یہ جو ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، روز مانگتے ہیں۔ صبح بھی شام بھی، دن بھی رات

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اور قبولیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے۔ After all یہ کہاں پہ Zong لگا ہوتا ہے کہ دعا اوپر جاتی ہی نہیں۔ یہ گناہوں کا Zong لگا ہوتا ہے۔ جیسے کسی پرندے کو رسی سے باندھ لیں اڑ ہی نہیں سکتا۔ ہماری دعائیں ہمارے گناہوں کی رسیوں میں ایسے جکڑی جاتی ہیں۔ وہ اوپر اڑنا چاہتی ہیں اڑ نہیں سکتیں۔

قبولیت دعا کا راز:

اس لیے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ تو آج کی اس محفل میں آپ ارادہ کر لیجئے کہ ہم نے آج کے بعد اپنے علم اور ارادے سے اپنے مالک کی نافرمانی نہیں کرنی۔

انوکھی مثال:

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ دیکھیں ایک گھر ہو تو خاوند کا اس میں کتنا تھوڑا سا اختیار ہے کہ گھر اس نے بنایا' خرچہ وہ دیتا ہے' باپ کہلاتا ہے' کسی کا خاوند کہلاتا ہے۔ وہ خاوند جو دیکھتا ہے۔ اپنے گھر میں کسی کو کہ میری مانی نہیں جا رہی تو کہتا ہے کہ اچھا اس گھر میں تم رہو گے میں بھی دیکھتا ہوں کیسے تم خوش رہتے ہو۔ تو جب ایک چھوٹے سے گھر میں ایک انسان دوسرے کو یہ کہتا ہے کہ تم اگر میری بات نہیں مانو گے تو تم کیسے یہاں ٹھیک رہ سکتے ہو۔ فیکٹری کا منیجر مزدور کو کہتا ہے اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو میں دیکھتا ہوں تم یہاں رہو گے کیسے؟

تو آپ کیا سوچتے ہیں اللہ رب العزت جس نے ہمیں پیدا کیا' سب نعمتوں سے نوازا اگر ہم اس کے ہی حکموں کو توڑتے رہیں گے تو کیا پھر ہم خوشیاں مناتے پھریں گے۔ پھر پروردگار کی طرف سے بھی یہی ہوتا ہے کہ بندے گناہ تو تو نے کر لیا اب میں بھی دیکھتا ہوں تم خوش کیسے ہوتے ہو۔ کرتا کوئی ہے اور بدنامی کسی کے ذمے۔ پھر روتی ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جی میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ بھئی آپ نے جو اللہ کے حکموں کی نافرمانی کر لی وہی کچھ کافی ہے۔ اب اللہ نے بے عزتی آپ کے سر پہ ڈالنی ہے' پریشانی آپ کے سر پہ ڈالنی ہے۔ اور آپ خواہ مخواہ پھر یہ کہیں گی کہ میرے اوپر یہ مصیبت آ گئی۔

حدیث قدسی:

اس لیے جو انسان بھی تقویٰ' طہارت کی زندگی گزارے گا' نیکوکاری' پرہیزگاری کی زندگی کو اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو گی۔ حدیث پاک میں آتا ہے اے بندے ایک تیری مرضی ہے۔ ایک میری مرضی ہے۔ اگر تو چاہے کہ پورا ہو وہ جو تیری مرضی ہے تو اے بندے میں تجھے تھکا بھی دوں گا۔ اور تیری مرضی کو بھی پورا نہیں ہونے دوں گا۔ اور اگر تو چاہے کہ پورا ہو جو میری مرضی ہے اے میرے بندے میں تیرے کاموں کو بھی سنوار دوں گا اور تیری مرضی کو بھی پورا کر دوں گا۔

کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے:

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اللہ سے آج صلح کر لیں۔ یہ گناہ اللہ رب العزت کے ساتھ جنگ کرنے کی مانند ہیں۔ اس لیے تو فرمایا کہ جو سودی کاروبار کرتے ہیں۔

﴿فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷۹)

تو ہم معصیت کے ذریعے اب تک نافرمانیاں کرتے پھر رہے ہیں۔ آج ہم توبہ کے ذریعے اپنے مالک کے ساتھ صلح کرتے ہیں۔ اور آئندہ نیکوکاری' پرہیزگاری کی زندگی گزارنے کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ آپ یہ نیت کر لیں پھر دیکھیں اللہ رب العزت کی مدد کیسے ہوتی ہے۔ وہ پروردگار قرآن عظیم الشان میں فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ﴾ (سورۃ انفطار آیت ۶)

اے انسان تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا۔ حالانکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حق تو یہ بنتا تھا کہ جو بندہ حق تعالیٰ کے در سے پیٹھ پھیر کے جاتا اس کو پیچھے سے اک لات لگائی جاتی کمر میں اور دروازہ بند کر کے کہا جاتا۔ اے بد بخت آج کے بعد تیرے لیے یہ دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔ مگر میرا مولا کریم ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورہ بقرہ آیت ۱۴۳)

وہ پیٹھ پھیر کے جانے والے کے لیے دروازے بند نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ﴾ (سورۃ انفطار آیت ۶)

اے انسان تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا۔

جس طرح کوئی چھوٹا معصوم بچہ ماں باپ سے روٹھ جائے تو وہ اس کو گود میں لے کے پیار کرتی ہے۔ مناتی ہے کہ بیٹا اپنی ماما سے نہیں روٹھا کرتے۔ بالکل یہی انداز ہے اس پروردگار کا۔ اے انسان تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا۔ کیوں دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ کیوں بدنامیاں لیتا پھرتا ہے۔ کیوں پریشانیاں لیتا پھرتا ہے۔ کیوں تجھے زندگی میں سکون نہیں۔ آؤ سکون میری ذات سے ملے گا۔ تمہیں زندگی میں عزتیں مجھ سے ملیں گی۔ عزت تو میرے ہاتھ میں ہے۔ آؤ میرے در کی طرف میں تمہیں پرسکون زندگی عطا کروں گا۔

تو ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کے در کی طرف آئیں پروردگار فرماتے ہیں:

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ (سورہ زمر آیت ۳۶)

کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں۔ تو جب اللہ ہمارے لیے کافی ہے کیا ضرورت ہے عاملوں کے پیچھے بھاگنے کی' کیا ضرورت ہے کسی اور کے پیچھے جانے کی' اپنے رب کو منا لیجئے اور دل میں یہ بات بٹھا لیجئے کہ میرا اللہ میرے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکوکاری کی زندگی عطا فرمادے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت کی بندے سے محبت:

پروردگار تو ابھی بھی چاہتے ہیں کہ ہم گناہوں سے توبہ کر لیں۔اسی لیے تو فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا﴾ (سورۃ التحریم آیت ۸)

تو اے ایمان اللہ کے سامنے سچی توبہ کرلو۔ اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ بچھڑے ہوئے بیٹے کا انتظار ماں اتنا نہیں کرتی جتنا بگڑے ہوئے بندے کا انتظار اس کا پروردگار کرتا ہے۔اور اگر کسی ماں کا بیٹا بچھڑ جائے آپ جانتی ہیں اس کی حالت کیا ہوتی ہے۔نہ کھانا اچھا لگتا ہے نہ پینا اچھا لگتا ہے۔نہ نیند آتی ہے۔کہیں سکون نہیں ملتا۔ماں اپنے بیٹے کے انتظار میں ہوتی ہے۔کہیں سے خبر آجائے اگر تھکاوٹ کی وجہ سے ذرا اونگھ آ بھی گئی اور دروازہ کھٹکا ماں فوراً بیٹھتی ہے کہیں میرا بیٹا نہ آ گیا ہو' ماں کو اگر اپنے بچھڑے بیٹے کا اتنا انتظار ہوتا ہے۔تو پھر بگڑے بندے کا انتظار پروردگار کو کتنا ہوگا۔

بے سہاروں کا سہارا کون:

اسی لیے وہ انسان جس نے گناہ کرتے کرتے بال سفید کر لیے' کبھی نماز کے لیے مسجد میں نہ آیا اور اب اس کی بیوی بھی زندہ نہ رہی' اتنا بوڑھا ہو گیا کہ بچے بھی چلے گئے' کوئی اپنا بہن بھائی نہیں' کوئی بھی رشتہ دار نہیں' کسی کے ہاں واقفیت کی وجہ سے یہ رہتا ہے۔انہوں نے بھی اپنے گھر سے منع کر دیا کہ آپ کی کھانسی سے ہمارے بچے پریشان ہوتے ہیں۔بڑے میاں آپ چلے جائیں۔انہوں نے بھی گھر سے دھکا دے دیا۔اب اس بوڑھے کا دنیا میں کوئی بھی نہیں رہا' جائے کہاں۔کون اس کو کھلائے اور پلائے اس کی خبر گیری کرے۔اب لاٹھی پکڑ کے یہ گھر سے باہر نکلتا ہے۔حالت یہ ہے منہ میں دانت نہیں' پیٹ میں آنت نہیں۔آنکھوں میں بینائی نہیں۔کانوں میں شنوائی نہیں' جسم میں طاقت نہیں۔اب اگر لاٹھی کے سہارے یہ سوچتا ہے میں کہاں جاؤں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

خیال آتا ہے۔ اپنے رب کے دروازے پہ جاتا ہوں' کوئی اور دروازہ ایسا نہیں کہ جسے میں کھٹکھٹا سکوں۔ چنانچہ ہانپتے ہوئے۔ کانپتے ہوئے یہ باغی بوڑھا اگر اپنے رب کے گھر کی طرف جاتا ہے تو رب کریم اس کو طعنہ نہیں دیتے۔ تم نے جوانی کہاں ضائع کی' تیرے مال کا کیا بنا' تیرے جمال کا کیا بنا۔ تُو تو جوانی میں غیروں کے پیچھے بھاگتا پھرتا تھا۔ او حسن کی پرستش کرنے والے اب تمہیں میرا گھر یاد آیا۔ پروردگار طعنہ نہیں دیتے۔ یہ بھی نہیں پوچھتے او بوڑھے اتنی زندگی گزار کے میرے در پہ کیا لائے ہو۔ بلکہ یہ پوچھتے ہیں اے بوڑھے تم میرے در پہ کیا لینے کے لیے آئے ہو۔ جو اتنا کریم پروردگار ہے کہ اس بوڑھے کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿وَاِذَا اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً﴾

اگر وہ چل کے میرے گھر کی طرف آتا ہے میری رحمت اس کی طرف دوڑ کے جاتی ہے۔ اللہ تیری رحمت پہ قربان جائیں تو اپنے بندوں پہ واقعی ماؤں سے بھی ستر گناہ زیادہ مہربان ہے۔ ہم کتنے نالائق بنے' ہم کتنے نکھٹو بنے۔ ہم گناہوں کے پیچھے پڑے رہے۔ بھاگتے رہے مخلوق کی محبتوں میں' اور ہم وقت کو ضائع کرتے پھرے۔ اللہ آج بات سمجھ میں آئی آپ سے ہم نے صلح کرنی ہے اور آپ کو ہم نے منانا ہے۔ اے میرے مولا! ہم اپنے گزرے گناہوں پہ نادم ہیں' شرمندہ ہیں۔ ہمیں معاف کر دیجیے۔ اور آئندہ ہمیں نیکوکاری کی زندگی عطا فرما دیجیے۔ اس کو کہتے ہیں:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا﴾ (سورۃ التحریم آیت ۸)

اللہ تعالیٰ ہماری توبہ کو قبول فرمائیں اور ہمیں عزتوں کی' نیکیوں کی دین والی زندگی نصیب فرمائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

کس سے مانگیں کہاں جائیں' کس سے کہیں اور دنیا میں حاجت روا کون ہے
سب کا داتا ہے تو' سب کو دیتا ہے تو' تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے

کون مقبول ہے' کون مردود ہے' بے خبر! کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر' تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی' کس کے ہاتھوں میں کنجی ہے مقسوم کی
رزق پر کس کے پلتے ہیں شاہ و گدا' مسند آرائے بزمِ عطا کون ہے

اولیاء تیرے محتاج اے ربِ کل! تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل
ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تیری' ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے

میرا مالک میری سن رہا ہے فغاں' جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں
اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو' نامہ بر کیا بلا ہے' صبا کون ہے

ابتدا بھی وہی' انتہا بھی وہی' ناخدا بھی وہی ہے خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما اس احد کے سوا دوسرا کون ہے

وہ حقائق ہوں اشیاء کے یا خشک و تر' فہم و ادراک کی زد میں ہیں سب مگر
ماسوا ایک اس ذات بے رنگ کے' فہم و ادراک سے ماوری کون ہے

انبیاء اولیا اہلِ بیتِ نبی' تابعین رحمۃ اللہ علیہ و صحابہؓ پہ جب آ بنی
گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی' تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے

اہلِ فکر و نظر جانتے ہیں تجھے' کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیر! اس کو تو فضلِ باری سمجھ' ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورۃ الحجرات آیت ۱۰)

معاشرت کے راہنما اصول

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

شریعت نے ہمیں ایک بہت خوبصورت سبق دیا فرمایا:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ (سورۃ لقمان: آیت ۱۸)

کہ جب بھی تم کسی انسان سے ملو شگفتہ چہرے کے ساتھ، کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ، مسکراتے چہرے کے ساتھ تم اپنی گالیں نہ پھلاؤ۔ جیسے غصے میں بندہ پھولے ہوئے چہرے کے ساتھ دوسرے کو ملتا ہے۔ تو اگلا بندہ دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ اس کے دل میں کس قدر نفرت ہے؟ شریعت نے اس میں مسلمان کی قید بھی نہیں لگائی۔ لِلنَّاسِ انسانوں سے۔ اس لیے کہ سب انسان اللہ کے بندے ہیں۔ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ۔ مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔ جو بھی انسان ہے مسلمان ہے کافر ہے۔ جب آپ اس سے ملیں تو چہرے کا تاثر آپ کا ہمیشہ اچھا ہو۔ چہرے کے اوپر آپ کے رعنائی ہو محبت ہو۔ جب آپ محبت سے ملیں گے تبھی تو کافر بھی مسلمان ہونے کے بارے میں سوچے گا۔ اس میں مسلمان کی قید نہیں لِلنَّاسِ اس میں سارے انسان شامل ہیں۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

معاشرت کے راہنما اصول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورۃ الحجرات: آیت ۱۰)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ○

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ایمان والوں کا باہمی رشتہ:

دین اسلام عالمی دین ہے، دین فطرت ہے، ہر دور اور ہر زمانے میں انسان کو بہترین زندگی گزارنے کا سبق دیتا ہے۔ شریعت اسلامی نے ہمیں ایک سبق سکھایا کہ:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

بے شک سب ایمان والے آپس میں بھائی ہیں۔

ایک بھائی ہوتے ہیں خون کے رشتے سے، ماں باپ ایک ہیں۔ اس لیے وہ ایک دوسرے کو بھائی کہتے ہیں۔ اور ایک بھائی ہوتے ہیں اللہ رب العزت کے ایمان کے رشتے سے، کہ انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اب یہ آپس میں بھائی بھائی کی مانند ہیں۔ جب سب ایمان

www.besturdubooks.wordpress.com

والے آپس میں بھائی ہوں تو یقیناً مل جل کر رہنا ان کے لیے بہت آسان، ہوتا ہے۔ شریعت نے ہمیں اس بات کی تلقین کی کہ جب بھی ہم کسی بندے سے ملیں تو سب سے پہلا تاثر جو بندے کو ملتا ہے اس کے چہرے کے اثرات سے ملتا ہے۔ یہ بندہ خوش ہے یا ناراض ہے' یہ بندہ محبت کرنے والا ہے یا نفرت کرنے والا ہے۔ یہ بندہ لکھا پڑھا ہے یا جاہل ہے۔ تو چہرے کے تاثرات بتاتے ہیں کہ اس بندے کی شخصیت کیسی ہے؟

شریعت کا خوبصورت سبق:

شریعت نے ہمیں ایک بہت خوبصورت سبق دیا۔ فرمایا:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ﴾ (سورۃ لقمان: آیت ۱۸)

کہ جب بھی تم کسی انسان سے ملو شگفتہ چہرے کے ساتھ' کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ' مسکراتے چہرے کے ساتھ' تم اپنی گالیں نہ پھلاؤ۔ جیسے غصے میں بندہ پھولے ہوئے چہرے کے ساتھ دوسرے کو ملتا ہے۔ تو اگلا بندہ دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ اس کے دل میں کس قدر نفرت ہے؟ شریعت نے اس میں مسلمان کی قید بھی نہیں لگائی۔ لِلنَّاسِ انسانوں سے۔ اس لیے کہ سب انسان اللہ کے بندے ہیں۔ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ۔ مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔ جو بھی انسان ہے' مسلمان ہے' کافر ہے۔ جب آپ اس سے ملیں تو چہرے کا تاثر آپ کا ہمیشہ اچھا ہو۔ چہرے کے اوپر آپ کے رعنائی ہو' محبت ہو۔ جب آپ محبت سے ملیں گے تبھی تو کافر بھی مسلمان ہونے کے بارے میں سوچے گا۔ اس میں مسلمان کی قید نہیں لِلنَّاسِ اس میں سارے انسان شامل ہیں۔

شریعت کی تین سنہری باتیں:

پہلی بات: جب تم کسی کو ملو تو کھلے چہرے کے ساتھ' مسکراتے چہرے کے ساتھ ملو' محبت والے چہرے کے ساتھ ملو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری بات: کہ انسان کسی سے گفتگو کرتا ہے۔ اس کی گفتگو کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نیک انسان ہے یا برا انسان ہے۔ یہ مہذب انسان ہے یا وحشی انسان ہے' اکھڑ مزاج پتہ چلتا ہے نا کہ یہ کیسا ہے۔ شریعت نے فرمایا قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ تم انسانوں کے ساتھ اچھی گفتگو کرو۔ تمہارے الفاظ کا چناؤ ایسا ہو مخاطب کرنے کا طریقہ ایسا ہو' بات کرنے کا انداز ایسا ہو کہ تمہاری بات دوسرے بندے کے دل میں اتر جائے۔ اس میں مسلمان کی قید نہیں ہے کوئی بھی ہے۔ فرمایا "قُوْلُوْا لِلنَّاسِ" تم انسانوں کے ساتھ اچھے انداز سے گفتگو کرو۔

تیسری بات شریعت نے یہ فرمائی کہ تم دوسرے لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ۔ ہر انسان کے اندر خیر بھی ہے اور شر بھی۔ ہم شر اور خیر کا مجموعہ ہیں۔ جو سراپا خیر وہ فرشتے' جو سراپا شر وہ شیطان' جو خیر اور شر کا مجموعہ وہ حضرت انسان۔ تو شریعت نے کہا کہ تم دوسرے لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ۔ مثال کے طور پر جی چاہتا ہے کہ فلاں بندے کو ایک ایسی بات کریں کہ اس کا مذاق اڑائیں۔ اب دل میں ایک Temptation پیدا ہو رہی ہے۔ شریعت کہتی ہے نہیں تم اپنے آپ کو روکو۔ ایسی بات نہ کرو کہ وہ لوگوں میں رسوا ہو۔ ایسی بات نہ کرو کہ وہ ذلیل ہو' اس کو شرمندہ ہونا پڑے کسی کا مذاق نہ اڑاؤ کسی کا۔ تم اپنے شر سے لوگوں کو بچاؤ۔ یہ تین ایسی باتیں ہیں کہ تمام انسانوں کے لیے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں میل جول رکھ رکھاؤ۔ یہ سب کے ساتھ اچھا ہونا چاہیے۔ بھلے وہ مومن ہے یا کافر۔ ایک جگہ پر شریعت نے لائن کھینچ دی۔

محبت کے تعلق کا مستحق کون:

دیکھو ایک ہوتا ہے ملنا جلنا' عام کاروبار یہ تو تم سب کے ساتھ کر سکتے ہو۔ ایک ہوتا ہے محبت کا تعلق یہ محبت کا تعلق فقط ایمان والوں کے ساتھ۔ تمہیں زیب نہیں دیتا کہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ کافر ہیں تم ان سے محبت کرو۔ آپ خود سوچیے! دن میں آپ پانچ سو بندوں سے ملتے ہو نگے' لیکن ان میں سے محبت دو چار سے ہوتی ہے۔ جہاں محبت ہوتی ہے انسان وہاں خوشی غمی میں شریک ہوتا ہے۔ دل کی بات اس کو بتاتا ہے اس سے مشورہ لیتا ہے۔ اس کے مشورے کے مطابق عمل کرتا ہے۔ شریعت نے کہا کہ یہ کام تم فقط ایمان والوں کے ساتھ کر سکتے ہو۔ کافر کے ساتھ محبت کا تعلق تمہارا نہیں ہوسکتا اس لیے کہ وہ اللہ کا دشمن ہے۔ انسانیت کی respect ایک حد تک ہے۔ اس کو کہتے ہیں Respect of humanity تو انسانیت کا احترام نبی علیہ السلام نے سکھایا۔

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے
وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے
جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پر
سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے

احترام انسانیت:

نبی علیہ السلام نے انسانیت کا احترام سکھایا۔ اس میں تین باتیں فرمائیں کہ جب بھی کسی سے بات کرو اچھے انداز سے کرو' اچھی گفتگو کرو اور دوسرے کو اپنے شر سے بچاؤ۔ رہ گئی بات محبت کی یہ فقط ایمان والوں کے ساتھ تمہارا رشتہ ہونا چاہیے۔ تاہم نبی علیہ السلام نے مسلمان کی تاریخ بتائی۔ اس کو کہتے ہیں Definition کہ مسلمان کہتے کس کو ہیں؟ فرمایا:

﴿ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ ﴾

مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کلامِ نبوی ﷺ کا اعجاز:

انسان دوسرے کو تکلیف دیتا ہے۔ یا اپنے قول سے یا اپنے فعل سے۔ تو نبی ﷺ نے زبان کا تذکرہ کیا اور ہاتھ کا تذکرہ کیا۔ کہ تم اپنے قول اور فعل سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ یہاں پر زبان کا تذکرہ نبی علیہ السلام نے پہلے فرمایا۔ اس میں کئی حکمتیں ہیں۔ ایک حکمت تو یہ کہ ہاتھ سے تکلیف پہنچانے کے لیے طاقت چاہیے ورنہ آپ ایک تھپڑ کسی کو ماریں گے تو الٹا دو چار تھپڑ کھا بیٹھیں گے۔ لیکن زبان سے بات کر کے تو کمزور بندہ کسی طاقت ور کا بھی دل دکھا سکتا ہے۔ چھوٹا بڑے کا دل دکھا سکتا ہے۔ پھر زبان سے تکلیف پہنچانے کے لیے قریب ہونا بھی ضروری نہیں۔ آپ یہاں بیٹھ کے گفتگو کریں دوسرے کسی شہر میں بندے تک بات پہنچے گی اس کا دل دکھے گا' فلاں نے میرے بارے میں یہ بات کی۔ زبان سے تکلیف پہنچانے کے لیے ایک وقت میں ہونا بھی ضروری نہیں۔ ہاتھ سے تکلیف ان کو پہنچائیں گے جو ایک وقت میں ہوں گے۔ لیکن زبان سے انسان ایسی بات کرتا ہے کہ جو لوگ دنیا سے چلے گئے ان کی روحوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ چونکہ زبان سے تکلیف پہنچانا آسان تھا' یہ اعجاز ہے نبی علیہ السلام کے کلام کا۔ چونکہ زبان سے تکلیف پہنچانا آسان تھا آپ ﷺ نے زبان کا تذکرہ پہلے فرمایا ہاتھ کا تذکرہ بعد میں فرمایا۔ تو فرمایا کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھوں سے مسلمان سلامتی میں ہوں۔ ان کی جان بھی سلامت' ان کی عزت آبرو بھی سلامت' ان کا مال بھی سلامت۔ ان کو کوئی ڈر خوف نہ ہو کہ مسلمان میری عزت' میری جان' میرے مال کے اوپر کوئی ہاتھ اٹھائے۔

مسلمان کی بنیادی تعریف:

اب ہم ذرا سوچیں کہ نبی علیہ السلام نے جس کو مسلمان کہا کیا وہ خوبی ہمارے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

موجود ہے؟ یا نہ مسلمانوں کا مال ہم سے محفوظ' نہ عزت آبرو ہم سے محفوظ' نہ ان کی جان ہم سے محفوظ۔ تو پھر مسلمانی کس بات کی؟ اس بات کو ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے بیٹھ کر سوچیں کہ یہ مسلمان کی بنیادی تعریف ہے۔

دوسروں کا خیال رکھنے میں آپ ﷺ کی عادت مبارکہ:

نبی علیہ السلام اس قدر دوسروں کا خیال کرتے تھے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ حدیث پاک میں آتا ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں لیٹی ہوئی تھی اچانک میری آنکھ کھلی' میں نے دیکھا کہ اللہ کے پیارے نبی ﷺ بڑے آہستہ آہستہ بستر سے نیچے اترے۔ اور جب نیچے اترے تو اسی طرح دبے ہوئے قدموں سے' نرم نرم پاؤں رکھتے ہوئے چلنے لگے۔ میں نے کہا اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ آپ کیوں اس طرح کر رہے ہیں؟ فرمایا حمیرا تم سوئی ہوئی تھی' میں تہجد کے لیے اٹھ رہا تھا میں نے چاہا میرے اٹھنے کی وجہ سے کہیں تمہاری نیند میں خلل نہ آجائے۔ یہ سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ ہیں۔ یہ سَیِّدُ الْمَلَائِکَۃ' یہ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاء ہیں۔ ان کا یہ عمل اپنی بیوی کے لیے کہ میرے قدموں کی آہٹ سے میری بیوی کی نیند میں کہیں خلل نہ آجائے اور آگے آ یئے!

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اپنی رعایا کی نیند کا خیال:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کے لیے آتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک فہرست بنی ہوئی ہے کہ فلاں بندہ معذور ہے' بوڑھا ہے اس کا کوئی خدمت کرنے والا نہیں۔ تو اس کا یہ یہ کام کرنا ہے۔ اب جس کی خدمت جس نے ذمہ لی اس کا بھی نام لکھا ہوا ہے۔ ایک جگہ ایک بوڑھی عورت کا نام لکھا ہوا ہے مگر اس کے آگے کسی نے وہ کام ذمہ نہیں لیا ہوا۔ نام کی جگہ خالی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ سوچتے ہیں۔ اچھا! اس بوڑھی عورت کی خدمت میں اپنے ذمہ لے لوں گا۔ آج کل کے نوجوان تو ماں باپ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

خدمت نہیں کر پاتے۔ کسی پرائے کی خدمت کیا کریں گے؟ یہ وہ دور تھا جب معاشرے کے ہر بوڑھے اور معذور کی خدمت کسی نہ کسی بندے نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔ کیا محبتیں ہونگی، کیا الفتیں ہونگی آپس میں۔

چنانچہ انہوں نے اگلے دن فجر کی نماز پڑھ لی اور اس بوڑھی عورت کے گھر چلے گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اماں! میں آپ کی خدمت کے لیے آیا ہوں۔ خدمت کیا ہوتی تھی؟ کہ باہر کنویں سے پانی بھر کے گھر میں لے آنا، گھر کے اندر جھاڑو دے دینا، برتن ہو تو ان کو دھو دینا، تا کہ اس بوڑھے یا معذور کو آسانی ہو کام کی۔ اس کو خدمت کہا جاتا تھا۔ اندر سے جواب آیا ایک بندہ خدمت کے لیے آتا ہے وہ آج بھی آیا اور خدمت کر کے چلا گیا۔ عمر رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اماں! اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا بھئی! میں نے کبھی پوچھا نہیں، اس نے کبھی بتایا نہیں۔ اچھا اماں! اس کی شکل صورت کیسی ہے؟ اس نے کہا کہ وہ آتا ہے تو دروازہ کھٹکھٹا کر کہتا ہے کہ پردہ کرلو۔ میں کمرے میں چلی جاتی ہوں۔ جب سارے کام وہ سمیٹ لیتا ہے تو دروازہ کھٹکھٹا دیتا ہے۔ کہ پردہ ختم ہو گیا۔ وہ چلا جاتا ہے میں نے آج تک اس بندے کا چہرہ نہیں دیکھا۔ عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران! کہ یہ کون ایسا بندہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے خدمت کر رہا ہے۔ نہ اپنا نام بتایا نہ اپنا چہرہ تک دکھایا۔ اچھا! اگلے دن میں فجر کی نماز سے پہلے آتا ہوں۔

اگلے دن عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز سے پہلے اس بڑھیا کے گھر آ گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اماں! خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ اس نے کہا کہ خدمت والا آیا تھا اور خدمت کر کے چلا گیا۔ یہ بھی عمر بن الخطاب ؓ تھے۔ کہنے لگے اچھا اب دیکھتا ہوں اگلے دن عشاء کی نماز پڑھی اور آ کر بڑھیا کے دروازے کے قریب ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔ میں دیکھوں تو سہی کہ یہ کون ہے جو رات کو آتا ہے اور خدمت کر کے چلا جاتا ہے۔ پتہ بھی چلنے نہیں دیتا۔ جب رات گہری ہو گئی سب لوگ سو گئے، سناٹا چھا گیا، ایک آدمی بڑے نرم پاؤں سے چلتے چلتے،

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے وہ آہستہ آہستہ پاؤں رکھ رہا تھا کہ کہیں اس کے پاؤں رکھنے سے زمین کو بھی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ اتنا نرم نرم چلتے ہوئے وہ آیا۔

جب قریب آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مَنْ اَنْتَ؟ آپ کون ہیں؟

جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز آئی کہ میں ابوبکر ہوں۔

امیر المومنین! آپ رات کے وقت اس بڑھیا کی خدمت کے لیے، اور آپ نے فہرست میں اپنا نام بھی نہ لکھا۔ ہاں! میں نے نام اس لیے نہیں لکھا کہ میں نہیں بتانا چاہتا تھا، میں اس عمل کو اللہ کے لیے کرنا چاہتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا امیر المومنین کے پاؤں میں جوتا نہیں۔ تو پوچھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے جوتا نہیں پہنا ہوا؟ خیر تو ہے؟ جوتا تھا نہیں یا اتار کے آ گئے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عمر! رات کا وقت ہے لوگ سوئے ہوئے ہیں، تھکے ہوئے ہوتے ہیں نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں جوتا گھر اس لیے اتار کے آیا کہ ابوبکر کے جوتوں کی آواز سے کسی بندے کی نیند میں خلل نہ آئے۔ وقت کا خلیفہ، امیر المومنین، اپنی رعایا کی نیند کا بھی اتنا خیال کیا کرتا تھا۔ اندازہ لگائیں کہ وہ کتنا دوسرے بندے کا لحاظ اور خیال کرتے ہونگے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور بیوہ کی خدمت:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے غلام اسلم رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ اسلم! ایک قافلہ کہیں باہر سے آیا ہے اور انہوں نے مدینہ طیبہ شہر کے کنارے پر اپنے خیمے لگائے ہیں آؤ رات کا وقت ہے ذرا دیکھ کے آئیں کہ کیا حال ہے؟ اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ساتھ ہولیا۔ ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ خیمے میں وہ لوگ آرام کر رہے ہیں۔ ایک خیمے کے سامنے ایک عورت نے چولہا جلایا ہوا تھا اور ایک برتن اوپر رکھا ہوا تھا، جیسے ہنڈیا ہوتی ہے۔ اس میں چمچ ہلا رہی تھی۔ اس کے ساتھ دو بچے تھے وہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے۔ جا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھتے ہیں کہ اللہ کی بندی! آپ اس وقت کیوں جاگ رہی ہیں؟ اس نے کہا کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں' میرے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ بھی نہیں' فاقے سے ہوں' سارے دن کے یہ بچے بھوکے ہیں' میں نے ان کی دل کی تسلی کے لیے آگ جلا کر ہنڈیا میں پانی ڈال دیا ہے' اس کو میں ہلا رہی ہوں' یہ بچے تھوڑی دیر انتظار کر کر کے سو جائیں گے اور مجھ بیوہ کی اور یتیم بچوں کی رات گزر جائے گی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سنا۔ اسلم کو اشارہ کیا کہ آؤ چلیں۔ مدینہ طیبہ واپس آئے۔ بیت المال کا دروازہ کھلوایا۔ ایک بوری آٹے کی نکلوائی' کچھ شہد لیا' کچھ گھی کا ڈبہ لیا۔ اور اپنے غلام سے فرمایا کہ یہ آٹے کی بوری میری کمر پر لاد دو۔ یہ امیر المومنین ہیں اور ساتھ ان کا غلام' وہ کہتا ہے کہ حضرت میں اٹھاتا ہوں' میں غلام بے نام۔ فرمایا نہیں اسلم! قیامت کے دن میرے عملوں کا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی مجھے اٹھانا پڑے گا۔ آج یہ بوجھ بھی میں ہی اٹھاؤں گا۔ غلام نے آٹے کی بوری امیر المومنین کی کمر پر رکھ دی۔ وہ اس کو اٹھا کے شہر میں سے Cross کر کے وہاں تک آئے۔ عورت کو آٹے کی بوری بھی دی' گھی بھی دیا' شہد بھی دیا۔ اور کہا کہ لو ان کے لیے کچھ بنا دو۔ اس نے کہا ہاں! میں ان کے لیے حلوہ سا بنا دیتی ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں آگ جلاتا ہوں تم تیاری کرو۔ لکڑیاں گیلی تھیں' دھواں تھا' عمر رضی اللہ عنہ پھونکیں مارتے رہے' مارتے رہے' بالآخر آگ جلا دی' اس عورت نے گھی ڈالا' آٹا ڈالا' شہد ملا دیا۔ اب حلوہ سا بن کر' حریرہ بن کر تیار ہو گیا۔ جب پک کے تیار ہو گیا بچے بھی خوش ہو گئے۔ اسلمؓ نے اشارہ کیا امیر المومنین چلیں کھانا تو تیار ہو گیا۔ فرمایا نہیں ابھی نہیں جانا۔ بیٹھو اس کے بعد جب وہ تھوڑا ٹھنڈا ہوا اور بچوں نے کھایا۔ کھانے کے بعد بچے خوش ہو کر آپس میں کھیلنے لگے۔ عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے دیکھتے رہے۔ کافی دیر کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے۔ راستے میں اسلمؓ نے پوچھا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ! جب کھانا تیار ہو گیا تھا ہم آجاتے اتنی دیر کیوں انتظار میں بیٹھے رہے؟ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسلم! میں نے ان

www.besturdubooks.wordpress.com

بچوں کو اپنی آنکھوں سے روتے ہوئے دیکھا تھا' تو میرا جی چاہا اب ان بچوں کو اپنی آنکھوں سے ہنستا ہوا دیکھ کے جاؤں۔ سبحان اللہ! یہ انسانیت ہے۔ یہ نیکی ہے۔ آج کل کا نوجوان بگڑا ہوا ہوتا ہے' ماں روتی ہے' آنسوؤں کی قدر نہیں ہوتی۔ باپ آنسو بہاتا ہے' سمجھاتا ہے قدر نہیں ہوتی۔ احساس نہیں ہوتا۔ پرواہ نہیں ہوتی نوجوان کو' ہمارے اکابر دوسرے کے دل دکھنے کو اتنا بڑا گناہ سمجھتے تھے۔

سب سے بری بیماری:

یاد رکھنا! بیماریوں میں سب سے بڑی دل کی بیماری۔ دل کی بیماریوں میں سب سے بری دل آزاری۔ دل آزاری کا کیا مطلب؟ کسی کا دل دکھا دینا۔ یہ دل دکھا دینا آج تو بہت عام سی بات ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ شاید ہم اسے گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ ہمارے اکابر اس کا بہت خیال فرمایا کرتے تھے۔ آپ کہیں گے کہ جی! یہ تو عظیم لوگوں کی باتیں ہیں۔ ہم تو ایسے نہیں بن سکتے قریب کے زمانے کی بات سن لیں۔

اکابرین کی زندگی معاشرت نبوی ﷺ کا عکس جمیل:

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (مفتی اعظم پاکستان) فرماتے ہیں کہ جب میں نے دارالعلوم سے دورہ حدیث کر لیا۔ تخصص کر لیا' مفتی بن گیا' میرے پاس کچھ وقت فارغ تھا' میں میاں اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلا گیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد جب دستر خوان سمیٹنے کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ حضرت! میں دستر خوان سمیٹتا ہوں۔ حضرت نے سوال پوچھا تم نے دستر خوان سمیٹنا کسی سے سیکھا ہے؟ ایک مفتی سے پوچھا جا رہا ہے کہ تم نے دستر خوان سمیٹنا کسی سے سیکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت آپ سکھا دیجیے۔ فرمایا دیکھیں جو بچا ہوا کھانا ہے میں اسے پہلے اٹھا کے الگ کر لیتا ہوں تا کہ کوئی اور بندہ اس کو کھا لے۔ پھر جو چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں ان سب کو

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اکٹھا کرتا ہوں۔ ان کو میں فلاں جگہ پر ڈالتا ہوں۔ اس لیے کہ وہاں پر چیونٹیوں کے بل ہیں تو کھانے کے یہ چھوٹے چھوٹے ذرات چیونٹیوں' کیڑے مکوڑوں کی خوراک بن جاتے ہیں۔ اور یہ جو ہڈیاں ہیں بچی ہوئی ان کو میں اٹھاتا ہوں اور فلاں جگہ پر ڈالتا ہوں وہاں پر بلیاں' کتے وغیرہ آتے ہیں' تو یہ ہڈیاں کھاتے ہیں اور ان کے کام آجاتے ہیں۔ یہ جو تم نے آم کھائے ان کی گھٹلیوں کو اکٹھا کر کے میں فلاں جگہ پر چھوڑتا ہوں وہاں میدان ہے اور محلے کے بچے کھیلتے ہیں تو گھٹلیاں خشک ہو جاتی ہیں' بچوں کو خشک گھٹلیاں مل جاتی ہیں اور ان کے دل خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمیں کھیلنے کی چیز مل گئی۔ اور یہ جو آم کے چھلکے ہیں یہ میں اکٹھے کرتا ہوں مگر ایک جگہ پر پھینکتا نہیں' کیوں؟ اس لیے کہ یہ غریب محلّہ ہے اگر بچے دیکھیں گے ان کے دل میں حسرت ہوگی' ہمارے والد کے پاس بھی پیسے ہوتے وہ ہمیں بھی آم لا کر کھلاتا اور ان کے دل کی حسرت کا سبب میں بنوں گا۔ میں ایک جگہ نہیں ڈالتا۔ میں چلتا جاتا ہوں ایک چھلکا یہاں ڈالتا ہوں۔ دوسرا دس قدم آگے' تیسرا دس قدم آگے۔ تاکہ کسی کو پتہ ہی نہ چلے کہ اس محلے میں کسی نے آم کھائے بھی ہیں یا نہیں۔ حیران ہوتے ہیں! یہ تھے اللہ والے جو دوسروں کو اتنی بھی تکلیف پہنچانا گوارہ نہیں کرتے تھے۔

مفتی حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے عشاء کی نماز پڑھی۔ عشاء کی نماز پڑھ کر واپس آنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت نے جوتے اتار لیے اور پیدل ننگے پاؤں چلنے لگے۔ ننگے پاؤں چلنے کے بعد کوئی تیس چالیس قدم آگے چلا اور پھر جوتے پہن لیے۔ میں نے کہا کہ حضرت مجھے تو بات کی سمجھ نہیں آئی۔ آپ نے جوتے اتارے کیوں' پھر دوبارہ پہنے کیوں؟ فرمانے لگے کہ دیکھو یہاں ملی جلی آبادی ہے۔ مسلمان بھی ہیں کافر بھی ہیں۔ Partition سے پہلے کی بات ہے۔ جہاں میں نے جوتے اتارے وہاں ایک کافرہ عورت رہتی ہے جو طوائف تھی' جسم فروشی کا کام کرتی تھی۔ اپنی عزت بیچتی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خوبصورت تھی' جوانی میں بہت لوگ اس کے پاس آتے تھے۔ اب تھوڑی عمر اس کی بڑی ہوگئی اب کوئی نہیں آتا۔ مگر وہ انتظار میں ہوتی ہے کہ کوئی گاہک آئے گا۔ میرا راستہ وہی بنتا ہے۔ میں اس کے مکان کے قریب آکر جوتے اس لیے اتار لیتا ہوں کہ مرد کے جوتوں کی آواز دور تک جاتی ہے' ایسا نہ ہو کہ میرے جوتوں کی آواز سن کے اس کے دل میں امید لگے کہ کوئی میری طرف آرہا ہے۔ اور جب میں اس سے دور چلا جاؤں گا گھر سے' تو اس کے دل میں افسوس ہوگا کہ میری طرف تو کوئی نہیں آیا۔ میں ایک کافرہ بدکار عورت کے دل کو بھی اتنی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا۔ اللہ اکبر کبیرا! آپ سوچیے کہ ہمارے اکابر کیسے اچھے انسان تھے۔ اس لیے ان کے ساتھ مل جل کر رہنے سے لوگ خوش ہوتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کے پڑوس کی قیمت:

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اسے مکان بیچنے کی ضرورت پیش آئی۔ ایک آدمی خریدنے کے لیے آیا تو پوچھا کہ آپ یہ مکان کتنے کا دیں گے؟ یہودی کہنے لگا دو ہزار دینار کا۔ اس نے کہا جی اس جیسا مکان تو یہاں ایک ہزار دینار کا ملتا ہے۔ یہودی اس کے جواب میں کہنے لگا کہ واقعی ایک ہزار دینار تو اس مکان کی قیمت ہے۔ اور دوسرا ہزار دینار عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس کی قیمت ہے۔ سبحان اللہ!

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حسن معاشرت:

ہمارے اکابر اپنے والدین کا کتنا احترام کرتے تھے سنیں اور دل کے کانوں سے سنیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی والدہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گئی تھیں اور یہ وہ زمانہ تھا جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حماد رحمۃ اللہ علیہ کی نشست پر بیٹھ گئے تھے اور حضرت کا فتویٰ چلتا تھا۔ یہ ۱۲۰ھ کی بات ہے۔ والدہ صاحبہ کی نظر میں بیٹا بچے کی مانند ہوتا ہے' کتنی ہی عمر ہو جائے۔ تو والدہ نے کبھی کوئی مسئلہ پوچھنا ہوتا تو وہ کہتی نعمان! مجھے فلاں عالم کے

پاس لے جاؤ وہ ذرا بوڑھے ہیں' علم پختہ ہے' میں ان سے مسئلہ پوچھوں گی۔ امام صاحب والدہ کی یہ بات سن کر سواری کا انتظام کرتے' والدہ کو سواری پر بٹھاتے اور سواری کی لگام پکڑ کر چلنا شروع کرتے۔ جب گلی میں گزر رہے ہوتے تو امام صاحب کے شاگرد چاروں طرف تھے وہ حیران ہوتے کہ امام صاحب کسی کی سواری کی لگام پکڑ کے خاموشی سے چلتے جا رہے ہیں۔ امام صاحب اس بزرگ کے پاس لے کر جاتے' دروازہ کھٹکھٹا کر کہتے میری والدہ صاحبہ آپ سے ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی ہیں۔ اب جب مسئلہ پوچھا جاتا تو ان کو پتہ نہ ہوتا۔ تو وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے کہ جی اس کا جواب کیا ہے۔ امام اعظم ان کو آہستہ آواز سے مسئلے کا جواب بتاتے اور کہتے کہ آپ اونچا کہہ دیں تاکہ میری والدہ سن لے۔ جتنا بھی عرصہ گزرا ان کی وفات تک وہ یہ عمل کرتے رہے۔ انہوں نے والدہ کو یہ کبھی نہ بتایا کہ اماں! جس سے مسئلہ پوچھنے جاتی ہے وہ بھی مجھ سے مسئلہ پوچھ کے اس کا جواب دیتے ہیں۔ اگر میری والدہ کو تسلی اس طرح سے ہوتی ہے تو میں ایسا ہی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ حسن معاشرت ہے۔

دشمن دوست کیسے بن جائیں؟

نبی علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی کہ ہم ایسے بن کر رہیں کہ ہمارے اخلاق سے' عادات سے' پرائے اپنے بن جائیں' دشمن دوست بن جائیں' خاموش تبلیغ' کافر ہمیں دیکھ کے مسلمان ہو جائیں۔ لیکن آپ سوچیں آج ہمارے ماحول میں جتنی دشمنیاں ہیں' جتنی عداوتیں ہیں' جتنا ایک دوسرے کے ساتھ بدخواہی ہے کیا اس سے پہلے بھی ایسی تھی؟ آپ کو شاید احساس ہوگا کہ واقعی ہر بندہ کہیں نہ کہیں الجھا ہوا ہے۔ کوئی ادھر الجھا ہوا ہے' کوئی ادھر الجھا ہوا۔ گھر کے اندر نہ ہم اچھے باپ بن کر رہتے ہیں کہ اولاد ہم سے خوش ہو' نہ اچھے خاوند بن کر رہتے ہیں کہ بیوی خوش ہو' بس اس کو زور سے دبا کے رکھا ہوتا ہے۔ اور نہ اچھے

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹے بن کر رہتے ہیں کہ ہم سے ماں باپ خوش ہوں۔ تو پھر ہم ہیں کیا؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا

﴿اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ﴾

ہم نے دیکھا جب جنازہ پڑھنے کا وقت آتا ہے تو اعلان ہوتا ہے ''بھئی! اگر میت نے کسی کا دل دکھایا ہو یا کوئی زیادتی کی ہو تو معاف کر دیا جائے۔'' مجھے اس بات کا جواب دیں کہ اس نے جس کے دل دکھائیں ہونگے وہ اس کا جنازہ پڑھنے آئے ہونگے؟ اس اعلان کا کتنا فائدہ؟ مزہ تو یہ تھا کہ زندگی میں ہم معافی مانگتے۔

ایک بزرگ کی خوب صورت عادت:

چنانچہ ہمارے ایک قریبی بزرگ تھے ان کی بڑی خوبصورت عادت تھی۔ جب بھی وہ کسی سے ملتے تو الوداع ہوتے ہوئے سلام بھی کرتے اور ساتھ یہ بھی کہتے بھئی! آپ کے تو میرے اوپر بڑے حقوق تھے۔ میں کمزور ہوں ادا نہیں کر سکا آپ مجھے اللہ کے لیے معاف کر دیں۔ اور شریعت یہ کہتی ہے کہ اگر کسی نے یہ الفاظ کہے اور سننے والے نے اس کو سن کر مسکرا دیا تو اس کی مسکراہٹ گویا اس کی معافی کا سبب بن جائے گی۔ یہ کتنا آسان ہے۔ بڑا چھوٹے سے معافی مانگ سکتا ہے چھوٹا بڑے سے معافی مانگ سکتا ہے۔ اپنے بھائی سے مانگ سکتے ہیں' اپنی والدہ سے مانگ سکتے ہیں۔ زیادہ تفصیل کرنے کی کیا ضرورت ہے بس اتنے الفاظ۔ جب بھی ملیں کسی سے' جی آپ کے میرے اوپر بہت حقوق ہیں میں کمزور ہوں حقوق ادا نہیں کر سکا کوتاہی ہوگئی آپ مجھے معاف کر دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ جب آپ عاجزی سے کسی سے یہ الفاظ کہیں گے یقیناً اگلے کے چہرے پہ مسکراہٹ آ جائے گی۔ اس کے چہرے کی مسکراہٹ ہمارے گناہوں کی بخشش کا سبب بن جائے گی۔ کتنا آسان ہے زندگی میں معافی مانگنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج معافی مانگ لیجئے:

آج معافی مانگ لیجئے۔کل قیامت کے دن جب انبیاء تھراتے ہونگے۔وہ قیامت کادن جبکہ اللہ رب العزت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے۔

ءَأَنتَ قُلْتَ

کیا آپ نے یہ کہا تھا؟

علماء نے لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خوف کے مارے کانپنے لگ جائیں گے۔وہ جو سچے ہیں۔جن کو اللہ قرآن میں سچا فرماتا ہے۔

﴿ لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ﴾ (سورۃ الاحزاب: آیت ۸)

میں قیامت کے دن سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں پوچھوں گا۔اس دن پھر ہم جیسے جھوٹوں کا کیا بنے گا؟ ہمارا کیا حال ہوگا اس دن؟ جب اللہ سچوں کے بارے میں فرماتے ہیں میں سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں پوچھوں گا۔آج کسی کو کمینہ کہہ دینا آسان' بے ایمان کہہ دینا آسان' ذلیل کہہ دینا بہت آسان' کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس کا جواب دینا بہت مشکل کام ہے۔

ایران کا ایک بادشاہ گزرا ہے اس کا نام ملک شاہ تھا۔اس نے سوچا کہ شکار کے لیے جاتا ہوں۔اس کے ساتھ اس کے کارندے بھی تھے۔وہ شکار میں مصروف ہوگیا۔تین دن اس نے رہنا تھا۔وہاں ایک بڑھیا کا گھر تھا اس کی ایک گائے تھی۔وہ جو کارندے تھے انہوں نے اس کی گائے کو ذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کے' پکا کر کھالیا۔بوڑھی عورت نے کہا مجھے کچھ پیسے دے دو' میں دوسری گائے خریدلوں گی۔انہوں نے پیسے بھی نہ دیئے۔اس نے کہا کہ اچھا مجھے بادشاہ سے بات کرنے دو۔انہوں نے بات بھی نہ کرنے دی۔وہ بڑی پریشان کہ میرا اب کیا بنے گا؟ میرا تو اسی گائے کے دودھ پر گزارہ تھا۔کسی طالب علم

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اس کی بات ہوئی۔تو اس طالب علم نے مشورہ دیا کہ دیکھیں تین دن کے لیے بادشاہ آیا ہے۔تین دن کی بعد بادشاہ نے واپس جانا ہے اور راستے میں ایک دریا ہے اور دریا کے اوپر ایک پل ہے۔اس پل کے سوا دوسرا پل نہیں ہے۔اس نے وہیں سے گزرنا ہے۔آپ جائیں پل کے اوپر بیٹھ جائیں' انتظار کریں۔جب بادشاہ کی سواری گزرنے لگے تو آپ بادشاہ کو اپنی بات بتا دینا۔وہ اچھا بندہ ہے آپ کو گائے کی قیمت ادا کر دے گا۔بوڑھی عورت وہاں پہنچ گئی۔جب وہاں پہنچی بادشاہ گزرنے لگا' بوڑھی عورت نے آگے بڑھ کر سواری کی لگام پکڑ لی۔ملک شاہ حیران! اس نے کہا اماں! کیا بات ہے؟ کیوں میری سواری روکی؟ بوڑھی عورت نے کہا کہ ملک شاہ! میرا اور تیرا ایک معاملہ ہے اتنا پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس معاملے کو یہاں حل کرنا چاہتے ہو یا قیامت کے دن پل صراط پہ حل کرنا چاہتے ہو؟ جب بڑھیا نے یہ بات کہی بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔نیچے اترا معافی مانگی۔اماں! جو کچھ ہے ادھر ہی معاف کر دو میں قیامت کے دن پل صراط پہ جواب نہیں دے سکتا۔

سوچیں اس دن ہمارا کیا حال ہوگا:

ہم سوچیں ہم نے کتنوں کے دل دکھائے' کتنوں پہ ظلم کئے' کتنوں کے ساتھ برائی کی۔کل قیامت کے دن اگر ہم پل صراط سے گزرنے لگیں گے' اللہ کے سامنے پیش ہونگے اور اس وقت یہ کہہ دیا جائے گا:

﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ﴾ (سورۃ الصافات: آیت ۲۴)

ان کو روک لیجئے ہم نے ان سے بات پوچھنی ہے۔ان کا Trail لینا ہے۔انہوں نے لوگوں کے دل دکھائے تھے۔انہوں نے میرے بندوں کو ستایا تھا۔

﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ﴾ (سورۃ الصافات: آیت ۲۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

سوچیں پھر اس دن ہمارا کیا حال ہوگا؟ آج وقت ہے ہم اپنی پچھلی کوتاہیوں کی معافی مانگ کر' اللہ کے بندوں سے معافیاں مانگ لیں اور کوشش کریں کہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ کوئی ہمیں تکلیف پہنچائے گا ہم اللہ کے لیے معاف کر دیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو جتنا جلدی دوسرے کے قصور کو معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قصوروں کو اتنا جلدی معاف فرما دے گا۔ اگر ہم سے کوئی برائی کرے گا ہم اللہ کے لیے معاف کر دیں گے۔ مگر ہم کسی کے ساتھ برائی نہ کریں۔ یوں ہم ابتدا کریں ایک بندہ سنورے گا آہستہ آہستہ آپ دیکھیں گے ہمارا معاشرہ ہی سنور جائے گا۔

اسلام کا آفاقی نظام:

اسلام نے فقط انسانوں کو تکلیف پہنچانے سے منع نہیں کیا۔ جانوروں کو بھی تکلیف پہنچانے سے منع کیا۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی۔ کتاب کا نام تھا ''حقوق البہائم'' جانوروں کے حقوق۔ ہم گائے بیل پالتے ہیں۔ بھینس پالتے ہیں' بکری پالتے ہیں' گھوڑا اور گدھا پالتے ہیں' اونٹ پالتے ہیں۔ ان جانوروں کے بھی ہمارے اوپر حقوق ہیں۔ سبحان اللہ! کیا خوبصورت دین ہے۔ یہ کتنی خوبصورت شریعت ہے کہ جس نے جانوروں تک کے حقوق کا لحاظ کیا انسان تو پھر انسان ہوا کرتے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقعہ:

واقعہ بڑا ہی عجیب ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ وہ دن تھے۔ جب میں بیان القرآن تفسیر لکھ رہا تھا۔ میری بیوی نے کسی تقریب میں رشتہ داروں کے ہاں جانا تھا۔ اس نے گھر میں کچھ مرغیاں پالی ہوئی تھیں۔ وہ جاتے ہوئے مجھے کہہ گئی کہ جی صبح دس بجے مرغیوں کو دانہ ڈال دینا اور پانی بھی دے دینا۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ فرمانے لگے کہ وہ تو چلی گئی اگلے دن مجھے بات یاد نہ رہی۔ اس لیے کہ روز کا کام جو نہیں ہوتا بات ذہن سے نکل جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں میں تفسیر لکھنے لگا میری آمد بند ہوگئی' مضامین کا سلسلہ رک گیا۔ میرا دماغ چلتا ہی نہیں تھا۔ بڑا سوچا' بڑا غور کیا۔ حتیٰ کہ میں اس نتیجے پر پہنچا کوئی نہ کوئی مجھ سے گناہ ہوا' کوتاہی ہوئی جس کی بے برکتی کی وجہ سے آج یہ معارف کا سلسلہ رک گیا ہے' میں تفسیر نہیں لکھ پا رہا۔ کہنے لگے میں نے بیٹھ کے تھوڑی دیر غور شروع کیا تو مجھے خیال آیا کہ اوہو! یہ تو گیارہ بج گئے میں نے مرغیوں کو دانہ ہی نہیں ڈالا۔ فرماتے ہیں میں نے سارا کام وہیں رکھا گھر آیا مرغیاں بھوکی پیاسی تھیں' میں نے دانہ ڈالا ان کو پانی دیا۔ جب مرغیوں نے دانہ کھایا پانی پیا' ان کی بھوک پیاس ختم ہوئی۔ کہنے لگے آمد کا سلسلہ پھر شروع ہوا اور میں نے آ کر اللہ کے قرآن کی تفسیر لکھنی شروع کر دی۔ اگر مرغیوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو مجدد ملت' حکیم الامت کے اوپر اللہ معارف کے سلسلے کو روک دیتے ہیں۔

حقوق سے لاپرواہی کا وبال:

ہم اگر ماں باپ کا دل دکھائیں گے' پڑوسی کا دل دکھائیں گے' ایمان والوں کا دل دکھائیں گے تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک بندے کو کھڑا کریں گے فرمائیں گے بندے! میں بھوکا تھا' پیاسا تھا تو نے مجھے کھانا ہی نہیں کھلایا' پانی نہیں پلایا۔ بندہ حیران! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں بیمار تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ وہ کہے گا یا اللہ! آپ بھوک پیاس سے منزہ اور مبرا ہیں۔ عظیم ہیں۔ پاک ہیں۔ ان چیزوں کی آپ کی تو ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں! فلاں موقع پر آپ کا پڑوسی بھوکا تھا' پیاسا تھا اگر تو اسے کھلاتا پلاتا ایسا ہی ہوتا جیسے تو نے مجھے کھلایا پلایا۔ اس دن احساس ہوگا کہ واقعی کسی بھوکے پیاسے کو کھلانا پلانا اللہ کے ہاں کتنا بڑا اجر رکھتا ہے۔ ایک دوسرے کا لحاظ کیجئے۔ ہم انسان ہیں اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت سے رہیں۔ کسی کو دکھ نہ دیں' کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ بلکہ دوسرے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کو خوش کریں مومن کے دل کو خوش کرنا اللہ رب العزت کے ہاں بہت بڑی نیکی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز واقعہ:

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام المحدثین، امیر المومنین فی الحدیث ان کو لکھا گیا ان کے پاس ایک آدمی آیا اور آ کر کہتا ہے کہ سات سو درہم میرے اوپر قرضہ ہے اگر آپ مجھے دے دیں تو میرا قرضہ اتر جائے گا اور پرسکون ہو جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا کاغذ لیا اور اس کے اوپر لکھ دیا سات ہزار درہم۔ اور اس کو کہا کہ یہ لے جاؤ میرے سیکرٹری کے پاس اور اس سے پیسے لے لو۔ وہ بڑا خوش ہوا کہ جی سات سو درہم مل جائیں گے۔ سیکرٹری کو جا کے کہا کہ جی حضرت نے کہا ہے کہ سات سو درہم کا قرضہ ہے مجھے دے دے۔ سیکرٹری نے جب کھول کے پڑھا تو اس پر سات سو کے بجائے سات ہزار درہم لکھا تھا۔ وہ کنفیوز ہو گیا کہ کہیں ایک زیرو زیادہ تو نہیں لگ گئی۔ وہ کہنے لگا اچھا یار! یہ تو سات ہزار لکھا ہوا ہے تم تو سات سو کی بات کر رہے ہو۔ چلو حضرت سے پوچھتا ہوں۔ وہ حضرت سے پوچھنے کے لیے آیا۔ حضرت! آپ نے سات ہزار لکھا؟ فرمایا ہاں، میں نے سات ہزار لکھا۔ اس نے کہا اچھا میں دے دیتا ہوں۔ فرمایا لاؤ چیک میں ٹھیک لکھ دیتا ہوں۔ حضرت نے سات ہزار کو کاٹا اور سات ہزار کی جگہ چودہ ہزار لکھ دیا۔ اور کہا دے دو اس کو۔ اب اس بندے نے پیسے تو دے دیئے لیکن پھر دوبارہ آیا حضرت! مجھے آپ کی اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ قرضہ تھا سات سو درہم، آپ نے لکھے سات ہزار درہم۔ جب میں پوچھنے کے لیے آیا تو سات ہزار کو کاٹ کے چودہ ہزار کر دیئے۔ حضرت نے اس وقت یہ بات بتائی فرمانے لگے دیکھو! میں نے نبی علیہ السلام کی ایک حدیث پڑھی ہے کہ جب کوئی بندہ کسی ایمان والے کو اچانک دل کی خوشی پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس عمل پر زندگی کے پچھلے سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ جب یہ بندہ میرے پاس آیا اور اس نے آ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سات سو در ہم مانگے۔ میں نے سوچا سات سو دیتا ہوں پھر سوچا سات لے کر اس کے دل کو اچانک خوشی نہیں پہنچے گی تو میں نے سات ہزار لکھ دیے۔ کہ اس کو Expectation بھی نہیں ہوگی اور Unexpected خوشی ملے گی تو میرے گناہ معاف ہونگے اور تم نے میرا کام خراب کر دیا۔ سات ہزار کا پوچھنے آگئے۔ اب سات ہزار بھی دے دیے جاتے تو Unexpected خوشی اس کو نہ ہوتی۔ تو اب میں نے اس کو کاٹ کر چودہ ہزار کر لیے۔ توقع سات ہزار کی تھی۔ جب چودہ ہزار ملیں گے تب اس کے دل کو اچانک خوشی ملے گی اور اس عمل پر اللہ تعالیٰ میرے پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ یہ ایمان والے لوگ تھے جو دوسروں کا اتنا لحاظ کرتے تھے۔ اتنا خیال کرتے تھے۔ دوسروں کو ذرا بھی تکلیف نہیں پہنچایا کرتے تھے۔

ایمان والوں کے ساتھ الجھنا ناپسندیدہ عمل:

اللہ رب العزت ہمیں بھی ایسی زندگی عطا فرمائے کہ ہم اللہ کے بندوں کے لیے رحمت بن جائیں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے زحمت نہ بن جائیں۔ وبال جان نہ بنیں۔ آج تو جیسے کوئی بے سینگ کا بکرا ہوتا ہے نا' ادھر کوئی قریب سے آیا تو اس کو ٹکر ماری' ادھر سے کوئی گزرنے لگا تو اس کو ٹکر ماری' ہم بھی بے سینگ کے جانور ہیں۔ سینگ نظر تو نہیں آتے ہمارے سر پہ۔ ہم ٹکر مارتے ہیں اس کو ٹکر ماری' اس کو ٹکر ماری۔ ذرا سی بات پہ لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ الجھنا شروع کر دیتے ہیں اور ہم اس کو مسئلہ ہی نہیں سمجھتے۔ یاد رکھیں! ایمان والوں کے ساتھ لڑنا الجھنا اللہ رب العزت کو قطعاً پسند نہیں ہے۔

نبی علیہ السلام کی ضمانت:

ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اس شخص کو جنت کے وسط میں گھر دلانے کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا کرنا ترک کر دے اگر چہ حق کے اوپر کیوں نہ ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ﴾

مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان سے جس کے ہاتھوں سے دوسرے مسلمان سلامتی میں رہیں۔ آج کی اس محفل میں ہم اپنے پچھلے گناہوں کی معافی مانگیں اور آئیندہ عزم اور ارادہ کریں میرے اللہ! آپ کے بندوں کو بندیوں کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے اور نیکوکاری کی زندگی گزار کر قیامت کے دن آپ کے سامنے جائیں گے۔ دوسرے کوئی غلطی کریں گے ہم معاف کردیں گے آپ کی رضا کے لیے۔ ہم غلطی کرنے سے بچیں گے۔

قابلِ تقلید واقعہ:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں ایک آدمی کی بیوی سے کوئی نقصان ہوگیا۔ نقصان اتنا زیادہ تھا وہ چاہتا تو سزا دیتا یا چاہتا تو ناراض ہو کے گھر بھیج دیتا۔ حق بجانب تھا نقصان بڑا تھا۔ لیکن اس نے محسوس کیا کہ بیوی خود بھی شرمندہ تھی کہ مجھ سے بڑا نقصان ہوگیا۔ اس نے کہا چلو کوئی بات نہیں اللہ کی بندی ہے اس کو اب Realize بھی ہوگیا کوئی بات نہیں میں اس کی غلطی کو معاف کردیتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصے کے بعد یہ شخص فوت ہوگیا۔ کسی کو خواب میں ملا اس نے پوچھا کہ بتاؤ بھئی! آگے کیا بنا۔ کہنے لگا کہ اللہ رب العزت کے حضور پیشی ہوئی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا فلاں موقع پر تو نے اپنی بیوی کو میری بندی سمجھ کے معاف کردیا تھا آج میں بھی تمہیں اپنا بندہ سمجھ کر معاف کردیتا ہوں۔ اللہ رب العزت ہمیں ایسے اچھے اخلاق والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منفرد مثال کے ذریعے اہم پیغام:

آخر میں ایک بات اور عرض کرتا چلوں۔ یہ نویں جماعت کی بات ہے۔ اس زمانے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں یہ عاجز نویں جماعت میں پڑھتا تھا سکول میں۔ ایک میرا کلاس فیلو تھا ہم اکٹھے بینچ پر بیٹھے تھے۔ وہ دیہات سے پڑھنے کے لیے آتا۔ ذہین تھا' نمازی تھا اچھا آدمی تھا۔ میرا اس کے ساتھ اچھا دوستانہ تعلق تھا ہم مل کے پڑھتے بھی تھے اور ایک دوسرے کے اچھے دوست تھے۔ وہ مجھے کبھی کبھی دیہات کی باتیں سناتا تھا کہ دیہات میں گاجریں ایسی لگتی ہیں' مولی ایسے لگتی ہیں۔ شلغم ایسے لگتے ہیں' سبزیاں ایسے لگتی ہیں۔ ہمیں پتہ ہی نہیں تھا۔ زندگی میں ہم نے کبھی دیہات دیکھا ہی نہیں تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مجھے یہ نہیں پتہ ہوتا تھا کہ گندم کسی پودے پہ لگتی ہے یا کسی درخت کے اوپر لگتی ہے۔ کچھ پتہ نہیں تھا۔ جب وہ بات سناتا دیہات کی تو میں اس کو شوق سے سنتا تھا۔ ایک دن وہ کہنے لگا کہ بھئی! آپ ایسا کریں کہ گرمی کی چھٹیاں ہونے والی ہیں ہمارے پاس دیہات میں آئیں ایک دو دن کے لیے میں آپ کو دیہات کی سیر کراؤں گا اور یہ ساری چیزوں کی فصلیں میں آپ کو خود دکھاؤں گا۔ ہم نے کہا بہت اچھا۔ گھر میں' میں نے اپنی والدہ سے بات کی۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ تم اپنے بڑے بھائی کے ساتھ چلے جاؤ اور ایک دو دن وہاں ٹھہر کے بڑے بھائی کے ساتھ واپس آ جاؤ۔

چنانچہ میرے بڑے بھائی مجھے لے کر گئے۔ ہم وہاں گئے' رات سوئے' صبح اس نے اٹھایا' ہم نے نماز پڑھی سیر کو نکلے۔ سیر کرتے ہوئے مجھے تعارف کروا رہا تھا۔ ایک جگہ میں نے کیا دیکھا کہ ایک جگہ گوبر کا ڈھیر لگا ہوا ہے' انبار گوبر کا' یہ گائے بھینس کی جو نجاست ہوتی ہے' اس کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کے مجھے عجیب سا لگا۔ میں نے کہا کہ یار! یہ اکٹھا کر کے رکھا ہوا ہے یہ تو ناپاک ہوتا ہے' یہ تو بدبودار ہوتا ہے' یہ تو نجاست ہے' اس کو تو پھینک دینا چاہیے کہیں۔ اس نے کہا کہ یہ جو بندہ ہل چلا رہا ہے اس سے پوچھو کہ اس نے کیوں جمع کر کے رکھا ہے؟ میں نے اس ہل چلانے والے سے پوچھا کہ آپ نے یہ گائے بھینس کا گوبر بدبودار' نجس یہ کیوں یہاں رکھا ہوا ہے؟ (میں چھوٹا تھا اس وقت)۔ وہ کہنے لگا

www.besturdubooks.wordpress.com

بچے! تم ابھی بچے ہو، کچے ہو، تمہیں پتہ نہیں ہے، تمہاری نظر میں یہ نجاست ہے، تمہاری نظر میں یہ گوبر ہے، ناپاک ہے۔ میری نظر میں یہ Fertilizer ہے۔ میں اس کو کھیت کے اندر ملاتا ہوں مٹی میں، پھر جب سبزی اُگاتا ہوں تو سبزی بڑی اچھی ہوتی ہے، سائز بھی اچھا ہوتا ہے۔ تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔ مجھے اس کا بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ اس نے سمجھانے کی کوشش کی مگر چھوٹی عمر کی وجہ سے مجھے اس کی بات سمجھ میں نہ آئی۔ مجھے یہی بات سمجھ آرہی تھی کہ ناپاک ہے، نجس، گندی بدبودار کیوں ڈالتا ہے۔ یہاں تو کھانے کی چیز پیدا ہوتی ہے، نہیں ڈالنی چاہیے۔ گھر میں واپس آ گیا۔

اے انسان:

آج جب کبھی اپنی زندگی کے اس واقعے کو میں یاد کرتا ہوں تو اب بات سمجھ میں آتی ہے اور میں سوچتا ہوں کہ اے انسان! جس کو ہم گوبر کہتے ہیں، نجاست کہتے ہیں، گندگی کہتے ہیں، ناپاک کہتے ہیں، بدبودار کہتے ہیں، حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس گوبر کو اگر کسی کھیت میں ملا دیا جائے تو وہ گوبر بھی ساتھ والی فصل کو اور سبزی کو فائدہ پہنچا دیتا ہے۔ تو انسان ہو کر اگر ساتھ والے انسان کو فائدہ نہیں پہنچاتا تو اللہ کی نظر میں تو گوبر اور گندگی سے بھی گیا گزرا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں باعمل مؤمن بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا رستہ دل بدل دے

سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزہ آ جائے مولیٰ دل بدل دے

کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے

ہٹا لوں آنکھ اپنی ماسوٰی سے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پر دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے

ترا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے
بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے

میری فریاد سن لے میرے مولیٰ
بنا لے اپنا بندہ دل بدل دے

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ○ (سورہ ھود آیت ۱۱۴)

نوجوانوں کو اہم نصیحتیں

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اس امت کے جتنے بڑے مشاہیر تھے یہ وہ تھے جنہوں نے اپنے ماں باپ سے تربیت پائی اورانہوں نے جوانی کی عمر میں ہی بہت بلند مقام پالیا۔ مثال کے طور پر بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ' جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے جس طرح فرشتوں میں جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے۔ میری نظر میں اولیاء کی دنیا میں بایزید کا وہ مقام ہے۔ بچپن میں یتیم ہوگئے تھے اور یاد رکھیں اس دنیا میں یتیم ہی دُرِ یتیم بنا کرتے ہیں۔ جب ظاہری سہارے نہیں ہوتے' تو پھر اللہ تعالیٰ اس کا سہارا بن جایا کرتے ہیں۔ ماں نے تربیت کی اور یہ بچہ لڑکپن سے ہی سعادت مند بنا اور زمین عالم شباب میں یہ عالم بھی تھا ولی بھی تھا اور اپنے وقت کا بہت بڑا شیخ بھی تھا۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نوجوانوں کو اہم نصیحتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ○ (سورہ ہود آیت ۱۱۴)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

انسانی زندگی کے مختلف ادوار:

انسانی زندگی کے مختلف دور ہوتے ہیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ بچپن کا دور کہلاتا ہے۔ اس دور میں بچہ کا کام دودھ پی لینا اور وقت گزار دینا۔ جب ذرا اور بڑا ہوتا ہے چلنے پھرنے' دوڑنے' بھاگنے کے قابل ہوتا ہے تو پھر اسے کھیلنے کا شوق ہوتا ہے۔ بس کھاتا پیتا ہے' سوتا ہے اور باقی سارا وقت وہ کھیلتا ہے۔ پھر لڑکپن کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اس لڑکپن کے دور میں اس پر تھوڑی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے۔ کہ اس کو پڑھانا شروع

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا جاتا ہے۔ عام طور پر ۶ سال کی عمر میں بچے کو قرآن مجید اور دوسری ایسی تعلیم شروع کروادیتے ہیں۔ اور ذرا بڑا ہوتا ہے تو پڑھائی کا بوجھ اور بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جب یہ بچہ جوانی کی عمر میں قدم رکھتا ہے تو پھر اس کی تعلیم کا بوجھ بھی کافی زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی زندگی کی ضروریات بھی بدل جاتی ہیں۔ پھر یہ اپنے ماں باپ کا مشیر بھی بن جاتا ہے۔ پہلے فقط ان کی باتیں سنا کرتا تھا اب تین باتیں سنتا ہے تو ایک بات میں مشورہ بھی دے دیتا ہے۔ چونکہ تعلیم پاتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ پختگی آتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ تعلیم مکمل کر کے یہ بچہ اپنے لیے روزگار ڈھونڈتا ہے۔ کبھی تو بزنس میں چلا جاتا ہے کبھی کسی سروس کو join کر لیتا ہے۔ کوئی نہ کوئی صورتحال اس کے والدین اس کے لیے ڈھونڈتے ہیں۔ اور یہ بچہ اس میں کام کرنے لگ جاتا ہے۔ جب اچھا کام کرنے لگا کمائی بھی ہوگی۔ تو والدین بھی سوچتے ہیں کہ اب اس کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے کسی ساتھی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس نوجوانی کی عمر میں اس نوجوان کی شادی کر دی جاتی ہے۔ یہ زندگی کا ایک Phase ہے۔ جس میں انسان اپنی بیوی کے ساتھ مل کر اپنے گھر کی بنیادیں رکھتا ہے۔ اور ایک نئی فیملی (Family) کی بنیاد پڑتی ہے۔ اس کی ذمہ داریاں اٹھاتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو پورا کرتا ہے۔ لیکن یہ جوانی کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ انسان کی پاس وقت زیادہ ہوتا ہے اور کام کرنے کو تھوڑا ہوتا ہے۔

کام کی ذمہ داری کس کو سونپیں:

جو کام کرنے والے لوگ ہوتے ہیں ان کی بات کر رہے ہیں۔ جو کام کرنے والے نہیں ہوتے انکو تو ہمیشہ وقت کی کمی کا شکوہ ہی رہتا ہے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اگر کوئی کام ذمے لگانا ہو تو فارغ بندے کے ذمے نہ لگائیں جو پہلے ہی سے کسی کام میں لگا ہو اس کے ذمے لگائیں وہ کام کرنے والا اس کام کو بھی کر دے گا۔ فارغ بندے کے ذمے اس لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ لگاتا کہ اس کے پاس فرصت نہیں ہوتی۔

چنانچہ سست آدمی کی یہ علامت ہوتی ہے کہ کوئی کام اسے کہہ دو بس وہ کہے گا کہ فرصت ہی نہیں۔تو جو لوگ کام کرنے والے ہوتے ہیں ان کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کرنے کا کام ہمارے پاس تھوڑا ہے ہم اور بھی کر سکتے ہیں۔ یہ اصل وقت ہوتا ہے زندگی کا۔ توانائیاں بھرپور ہوتی ہیں انسان کی قوت یادداشت بہت ہوتی ہے۔ جسمانی طاقت اپنے عروج پر ہوتی ہے۔قوت ارادی کی انتہا ہوتی ہے اگر اس عمر میں انسان کے سامنے کوئی مقصد ہو تو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یہ نوجوان بہت کام کر سکتا ہے۔

تاریخی شواہد پر طائرانہ نظر:

اگر ہم اپنی تاریخ کو دیکھیں تو دنیا میں جتنے بڑے بڑے کام ہوئے ہیں اکثر و بیشتر نوجوانوں نے کیے۔ مثال کے طور پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام جو کہ ابوالانبیاء ہیں۔ جدالانبیاء ہیں جن کی نسل سے اللہ تعالیٰ نے دس ہزار انبیاء بھیجے وہ ابراہیم علیہ السلام اپنی جوانی کی عمر میں توحید کا پیغام لے کے اٹھتے ہیں۔شرک اور بت پرستی کی مذمت کرتے ہیں۔ان کے دور میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام تھا نمرود جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔تو ابراہیم علیہ السلام اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ تو غلط ہے جب اُس سے بات چیت کا موقع ملا تو اس نے کہا تم بتاؤ تمہارا پروردگار کیا کرتا ہے۔تو انہوں نے کہا کہ میرا پروردگار وہ ہے جو انسانوں کو زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی دیتا ہے۔تو نمرود نے سوچا اور کہنے لگا یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔

چنانچہ ایک ملزم جیل میں جس کو پھانسی کی سزا ہو چکی تھی اس کو اس نے آزاد کر دیا کہ دیکھو میں نے مردہ کو زندہ کر دیا اور ایک بے گناہ بندہ اس کو موت کا حکم جاری کر کے اس کو پھانسی پر چڑھوا دیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے۔یا تو اس کے پاس عقل ہے نہیں' اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر عقل ہے تو یہ بالکل استعمال نہیں کرتا۔ اس نے سنبھال کے رکھی ہوئی ہے۔ اس لیے اب اس کو کسی اور طرح سے سمجھانا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۸)

''میرا پروردگار وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تم اگر خدائی کا دعوی کرتے ہو تو تم اسے مغرب سے طلوع کر کے دکھا دو۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ تو مبہوت ہو گیا' لاجواب ہو گیا''

ابراہیم علیہ السلام کا انداز دعوت:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام توحید کا پیغام لے کر اٹھے۔ پوری قوم بت پرستی میں پڑی ہوئی تھی۔ ایک موقع پر قوم نے جانا تھا کسی میلے ٹھیلے پر تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے معذرت کرلی کہا:

﴿قَالَ اِنِّىْ سَقِيْمٌ﴾ (سورۃ الصافات آیت ۸۹)

''میری طبیعت ٹھیک نہیں''

جب وہ لوگ چلے گئے تو انہوں نے پیچھے جو بت تھے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے اور جو ایک بڑا بت تھا کلہاڑا اس کے کندھے پر رکھ دیا۔ اب جب قوم واپس آئی اور انہوں نے بتوں کا یہ حال دیکھا تو پریشان ہوئے کہنے لگے یہ کام کون کرسکتا ہے۔ قرآن مجید یہ گواہی دے رہا ہے کہ اس وقت یہ کہا گیا کہ ہم نے ایک نوجوان کے بارے میں سنا ہے جس کا نام ابراہیم ہے وہ ہمارے بتوں کی باتیں کرتا ہے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو بلایا گیا تو انہوں نے فرمایا جس کے کندھے پر کلہاڑا ہے اس سے پوچھو۔ کہنے لگے یہ تو جواب نہیں دیتا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے جو اپنے آپ کو نقصان سے نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بچا سکتے وہ تمہیں نقصان سے کیا بچائیں گے۔اب ان کو پریشانی ہوگئی۔ کہنے لگے:

﴿وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ﴾

''آؤ بھئی سب مل کر اپنے خداؤں کی مدد کرو''

عقل جب اندھی ہوتی ہے تو یہاں تک انسان کا معاملہ پہنچتا ہے۔ کہ آؤ اپنے معبودوں کی مدد کرو۔قوم ایک جیسی تھی سب نے کہا جی بس اس کا کوئی ٹھکانہ بناؤ' حرقوہ جلادو ابراہیم علیہ السلام کو تو یہاں سے پتہ چلا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو ان کی عمر کونسی تھی جوانی کی عمر تھی بھرپور جوانی کی قرآن پاک نے انکو خطا کہا ہے۔ تو معلوم ہوا دنیا میں حق کا بول لے کر جو لوگ اٹھے اور انہوں نے وقت کے نمرودوں کو لاجواب کر کے دکھایا اور آزمائشوں کی آگ میں ان کو جلنا پڑا یہ لوگ کون تھے؟ یہ لوگ نوجوان تھے۔

انبیاء علیہ السلام کی باہمی مطابقت:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مثال دیکھ لیں' کہ ان کو فرعون کی طرف اللہ تعالیٰ نے بھیجا'

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى﴾ (سورۃ النازعات آیت ١٧)

''آپ جائیں فرعون کے پاس بہت باغی بن گیا''

تو جب وہ آئے تو ان کی عمر کیا تھی ایسی عمر تھی کہ انہوں نے دو آدمیوں کو دیکھا کہ جھگڑا کر رہے ہیں کہ ایک ان کی اپنی قوم کا تھا۔اور ایک کوئی اور تھا انہوں نے ذرا ہٹانے کے لیے ان میں سے ایک کے مکا لگایا۔ایسا پنچ (Punch) لگا کہ وہ تو گرتے ہی مر گیا۔ اب یہ بڑھاپے کی عمر ہوتی ہے اتنی طاقت کہ ایک مکا لگا کہ اس بندے کو ہمیشہ کے لیے ٹیکنیکل ناک آؤٹ کر دیا۔ یہ جوانی کی عمر تھی بھرپور جوانی کی عمر تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے سامنے کھڑے ہوئے ان کی بھی جوانی کی عمر تھی؟

www.besturdubooks.wordpress.com

اصحاب کہف کا واقعہ:

قرآن مجید میں اصحاب کہف کا واقعہ ہے آج جمعہ کا دن تھا اور جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے سورہ کہف کا پڑھنا سنت بھی ہے۔ یہ اصحاب کہف کون تھے وقت کا بادشاہ بہت ظالم تھا تو کچھ نوجوان تھے جن کو اپنا ایمان خطرے میں محسوس ہوا۔ انہوں نے سوچا ہم اس جگہ کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ قرآن مجید گواہی دے رہا ہے۔

﴿اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى﴾ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۳)

یہ لوگ کون تھے فتیۃ یہ لوگ نوجوان تھے۔ تو لفظ ہے ان کے بارے میں نوجوان کا تو اصحاب کہف جو اللہ کے اولیاء بنے وہ کون لوگ تھے نوجوان تھے۔ تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نوجوان، سیدنا موسیٰ علیہ السلام نوجوان، اصحاب کہف بھی نوجوان اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی نوجوان جب ان کو اس دنیا سے اٹھایا گیا تو بھرپور جوانی کی عمر تھی۔

نوجوانی کے کمالات:

جب رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں آ کر نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت ان کی عمر مبارک کتنی تھی چالیس سال۔ جوانی کی عمر بھرپور جوانی کی عمر۔ جب نبوت کا اعلان کیا تو آپ کی عمر مبارک چالیس سال، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر اڑتیس سال عمر فاروق کی عمر رضی اللہ عنہ ستائیس سال، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال، حمزہ رضی اللہ عنہ بھی جوان ہیں، عثمان غنی بھی جوان ہیں۔ یہ جوانوں کی ایک جماعت تھی۔ جس کو اللہ نے کھڑا کر دیا۔ اور انہوں نے پوری دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ تو ان مثالوں سے پتہ چلتا ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں بڑے کام کر دکھائے یہ لوگ کون تھے؟ یہ نوجوان تھے۔ یہ نوجوان لوگ تھے۔ لہٰذا اس عمر میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی نعمتیں اپنے کمال کو پہنچی ہوتی ہیں لہٰذا آدمی جس کام کو کرنے کی نیت کرے اس کام کو کر گزرتا ہے۔ یہ بہترین عمر ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

آخرت کی کھیتی کاشت کرنے کی دین کے کام کو اپنا کام بنانے کی۔

اہم نصیحت:

ہمارے بڑوں نے کہا کہ جو بوڑھے لوگ ہوتے ہیں ان کے پاس زندگی کے تجربات ہوتے ہیں۔ انہوں نے زندگی میں ٹھوکریں کھا کھا کر یہ سمجھ لیا ہوتا ہے کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا۔ زندگی میں دو طرح کے کام ہوتے ہیں۔ ?What to do اور ایک ہوتا ہے ?What not to do یہ What to do جس طرح اہم ہوتا ہے What not to do اس سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ٹھوکریں کھائے بغیر بندہ سمجھ نہیں سکتا تو جنہوں نے زندگی میں ماریں کھائیں ہوتی ہیں اونچ نیچ دیکھی ہوتی ہے۔ گرمی سردی دیکھی ہوتی ہے ہر طرح کے حالات بھگتے ہوتے ہیں ان کو پہلے سے پتہ ہوتا ہے تو یہ بوڑھے لوگ حقیقت میں دین اسلام کی نظر میں Think Tank ہوتے ہیں۔ ہر گھر کے اندر ماں باپ کی حیثیت Think Tank کی ہوتی ہے۔ اور نوجوانوں کی حیثیت ہوتی ہے کہ وہ ان سے ہدایات لیں پالیسی لیں اور کام کرتے رہیں چلتے رہیں یہ کام نوجوانوں نے کرنا ہوتا ہے۔ اور گائیڈ لائن (Guige line) ان کو ان کے بڑوں نے دینی ہوتی ہے۔

بڑوں کی برکت:

نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ

برکت تمہارے لیے بڑوں کے ساتھ رہنے میں ہے۔ دیکھیں ایک ہوتا ہے پانی اور ایک ہوتی ہے آگ جب دونوں ملتے ہیں تو بھاپ بن جاتی ہے۔ Steem بن جاتی ہے۔ اور یہ steem بڑی بڑی ریل گاڑیوں کے بوجھ کو کھینچتی ہے۔ اس طرح نوجوانوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی مثال آگ کی اور بوڑھوں کی مثال پانی کی اور نوجوانوں کا جوش اور بوڑھوں کا ہوش یہ جمع ہو جائیں۔ تو نوجوانوں کا جوش اور بوڑھوں کا ہوش یہ اکٹھے ہو جائیں تو یہ بھی ایک steem طرح کی چیز بنتی ہے جو زندگی کی گاڑی کو دھکیل کر منزل تک پہنچا دیا کرتی ہے۔

اس لیے جہاں نوجوان ایک دوسرے کے راہبر خود بن جائیں وہاں ٹھوکر کھائیں گے۔

A young leading be young is like a blind leading be blind they will be both fall into the ditch.

چونکہ انہوں نے زندگی کے راستے کو دیکھا نہیں ہوتا

A real guide is he who has gone all the roads which you want to go.

جس کو پتہ ہی نہیں راستے کا وہ کیا بتائے گا وہ تو جب آئیں گے اس کو کیا پتہ کہاں کہاں Speed breaker لگے ہوئے ہیں۔ تو اس لیے کامیاب زندگی ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو کہ جوانی کی عمر میں اپنے بڑوں کی ہدایات کے مطابق زندگی گزاریں۔

مشاہیر امت کی جوانی:

اس امت کے جتنے بڑے مشاہیر تھے یہ وہ تھے جنہوں نے اپنے ماں باپ سے تربیت پائی اور انہوں نے جوانی کی عمر میں ہی بہت بلند مقام پالیا۔ مثال کے طور پر بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ' جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے جس طرح فرشتوں میں جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے۔ میری نظر میں اولیاء کی دنیا میں بایزید کا وہ مقام ہے۔ بچپن میں یتیم ہوگئے تھے اور یاد رکھیں اس دنیا میں یتیم ہی دُرِ یتیم بنا کرتے ہیں۔ جب ظاہری سہارے نہیں ہوتے' تو پھر اللہ تعالیٰ اس کا سہارا بن جایا کرتے ہیں۔ ماں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

تربیت کی اور یہ بچہ لڑکپن سے ہی سعادت مند بنا اور عین عالم شباب میں یہ عالم بھی تھا ولی بھی تھا اور اپنے وقت کا بہت بڑا شیخ بھی تھا۔

امام غزالی کی والدہ کی تربیت:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ابو حامد محمد غزالی یہ بھی اپنی ابتدائی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ ان کی تربیت ان کی والدہ نے کی دو بھائی تھے بڑے احمد غزالی' چھوٹے محمد غزالی جن کو امام غزالی کہتے ہیں۔ یہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے خطیب' مفتی اعظم سب بن گئے تھے۔ ان کے بڑے بھائی بڑے نیک تھے۔ صاحب روحانیت تھے مگر ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ تو ایک دن انہوں نے اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ امی سارے لوگ کہتے ہیں کہ تیرا تو بھائی ہی تیرے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تو ماں نے بیٹے کو کہا بیٹے اکیلے پڑھنے کی بجائے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ اگلی نماز میں بڑا بھائی بھی چلا گیا۔ اس نے ایک رکعت تو پڑھی جب دوسری رکعت شروع ہوئی تو بڑے بھائی نے نیت توڑی اور گھر آ گیا۔ اب پہلے سے زیادہ فتنہ اٹھا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بڑے Depress تھے گھر آئے امی اس نے تو پہلے سے زیادہ تماشا کر دکھایا۔ دوسری رکعت میں نماز توڑ کر گھر واپس آ گیا۔ تو ماں نے بلایا پوچھا بیٹے تم نے ایسے کیوں کیا؟ اس نے کہا امی آپ نے حکم دیا تھا کہ بھائی کے پیچھے نماز پڑھنا جب تک یہ نماز میں تھا میں اس کے پیچھے رہا جب یہ نماز میں ہی نہیں تھا تو مجھے اس کے پیچھے کھڑے ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ اب ماں نے پوچھا چھوٹے بیٹے سے کیا بنا شرم سے سر جھک گیا کہتا ہے امی بھائی ٹھیک کہتا ہے۔ پہلی رکعت میں میری توجہ پوری کی پوری اللہ رب العزت کی طرف تھی دوسری رکعت میں جب کھڑا ہوا تو نماز سے پہلے میں نے درس دینا تھا تو اس میں فقہ کے مسائل پڑھ رہا تھا مستورات کو درس دینا تھا تو ان میں سے ایک مسئلہ کی طرف میرا دھیان چلا گیا تو نماز میں نہ رہا۔ تو بڑے نے کہا جب

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ نماز میں تھا ہی نہیں میں نے نیت توڑی میں آ گیا۔ ماں نے ٹھنڈی سانس بھری اور ٹھنڈی سانس لے کر کہا افسوس میرے دو بیٹے اور دونوں میں سے میرے کام کا کوئی بھی نہ نکلا۔ دونوں حیران! تو دونوں نے پوچھا امی وہ کیسے؟

فرمانے لگیں وہ ایسے کہ چھوٹا آگے کھڑا تھا نماز کی حالت میں اور عورتوں کے حیض اور نفاس کے مسائل پر غور کر رہا تھا۔ اور بڑا اس کے پیچھے کھڑا تھا اور وہ کھڑا اپنے بھائی کی دل کی کیفیت پر غور کر رہا تھا۔ نہ اس کی توجہ اللہ کی طرف تھی نہ اس کی توجہ اللہ کی طرف تھی دونوں میں سے میرا کوئی بھی نہ بنا۔ وہ تصوف کے باریک مسائل جو وقت کے بڑے بڑے مشائخ حل کیا کرتے تھے اس وقت کی مائیں حل کر دیا کرتی تھیں۔ تو امام غزالی بھی عالم جوانی میں امام غزالی بن گئے تھے۔

تصوف کے اکابر کا عہد شباب:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عین عالم شباب میں وقت کے بڑے شیخ بن چکے تھے۔ حضرت خواجہ میر عالم رحمۃ اللہ علیہ جوانی میں اپنے وقت کے بڑے شیخ بن چکے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ عین عالم جوانی میں وقت کے بادشاہوں کے پیر بن چکے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے ماں باپ سے اچھی تربیت پائی اور وہ پھر جوانی میں آسمان ہدایت پر ستارے بن کر چمکے آج بھی ہم ان کا نام لیتے ہیں تو ہمارے دل میں ان کی عظمت آ جاتی ہے۔ صرف یہ ہی نہیں اور بھی بہت ساری مثالیں ہیں۔

مسلم سپہ سالار نوجوانی میں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پردہ فرمانے سے پہلے جو آخری لشکر بھیجا تھا تو اس کا جس کو امیر بنایا ان کا نام تھا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ان کی عمر تھی اس وقت اٹھارہ سال۔ اٹھارہ سال کی عمر میں وہ لشکر کے امیر بنے۔ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ جس نے ایک بڑے علاقے کو فتح کر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہاں اسلام پھیلایا۔ جب یہ لشکر کا امیر بن کر آیا تو اس کی عمر کتنی تھی؟ سترہ سال۔ آج سترہ سال کا بچہ گھر نہیں سنبھال سکتا۔ ان سترہ سال کے بچوں نے پوری فوج کو سنبھالا اور سینکڑوں میل تک دین اسلام کو پھیلا دیا۔ ان کے اندر یہ نعمت کیسے آئی؟ کہ ان کی Direction ٹھیک تھی انہوں نے بڑوں کی ہدایات کے مطابق زندگی گزاری۔ تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرلیا۔

ایک بنیادی فرق:

آج کے نوجوان کی زندگی میں Distuction بہت ہوتی ہے Furstration بہت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے اس کی زندگی میں Net out put جو ہوتا ہے کاموں کا وہ بہت تھوڑا ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تیرہ سال کی عمر میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بن گئے تھے۔ درس قرآن شروع ہو گیا تھا تیرہ سال کی عمر میں۔ اتنے چھوٹے تھے کہ بیٹھے درس قرآن دے رہے تھے کہ دو چڑیاں لڑتے لڑتے پاس آ کر گریں۔ تو حضرت مفسر صاحب نے اپنا عمامہ اتارا اور چڑیوں کے اوپر رکھ دیا۔ جو بڑے بوڑھے سفید ریش تھے انہوں نے اس کو برا منایا کہ یہ سنجیدگی کے خلاف ہے۔ تو آپ نے درس شروع فرمایا اور اس میں حدیث سنائی کہ بچہ بچہ ہی ہوتا ہے کہ اگرچہ نبی علیہ السلام ہی کیوں نہ ہو۔ تو گویا اس عمر سے انہوں نے درس قرآن شروع کر دیا۔

حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی محنت:

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے انہوں نے بارہ سال کی عمر میں اپنے والد گرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اجازت و خلافت

www.besturdubooks.wordpress.com

حاصل کر لی تھی۔ بارہ سال کی عمر میں۔ تو دیکھیں جو کرنے والے ہوتے ہیں بارہ سال کی عمر میں، تیرہ سال کی عمر میں، سترہ سال کی عمر میں، اٹھارہ سال کی عمر میں اتنے بڑے بڑے کام کر گئے۔ تو اس لیے یہ عمر بڑے کام کی عمر ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں چھوٹا سا بچہ ہے نہیں اس کو اللہ نے بڑی صفات دی ہوتی ہیں۔

تربیت کا اثر:

اگر صحیح طور پر شروع سے اس کی تربیت ہو تو پندرہ اٹھارہ سال کی عمر میں وہ ایک بھرپور معاشرے کا فرد بن چکا ہوتا ہے۔ مگر اس میں وہی بنتے ہیں جنہوں نے بچپن سے تربیت پائی ہو۔ اور اگر بچے ایسے ہوں کہ ماں باپ کی سنتے ہی نہ ہوں ماں باپ کچھ سمجھانے کی کوشش کریں تو ان کو برا لگے۔ تو پھر یہ اس عمر میں اتنا نہیں بن سکتے۔ پھر یہ وہ لائن ہوتی ہے جہاں ٹھوکریں کھا کھا کے بندہ سمجھتا ہے۔ Hit and Trail والی زندگی ہوتی ہے۔ خود آزمایا کہیں تھپڑ پڑے، کہیں ذلت ملی پھر جا کے سمجھ میں آیا کہ بڑوں نے کہا تھا کہ یار یہ کام تم نے نہیں کرنا۔ تو اس لیے یہ جوانی کی عمر ہمیشہ بڑی اعلیٰ عمر ہوتی ہے۔

عہد شباب کی خرافات:

مگر ایک مسئلہ اور بھی ہے کہ جب یہ جوانی کی عمر آ جاتی ہے، Teen Ager جس کو کہتے ہیں خاص طور پر sixteen, seventeen,eighteen اس عمر میں نوجوان کے اندر شہوات بھی بیدار ہو جاتی ہیں۔ جوانی بھی بیدار ہو جاتی ہے اور وہ ان کے لیے ایک نئی چیز ہوتی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ یہ اپنے بڑوں سے ہدایات لیں کہ ہمیں کیسے زندگی گزارنی ہے یہ اپنے دوستوں کو اپنا مشیر بنا لیتے ہیں۔ اور دوست تو پھر ایک دوسرے کو الٹی سیدھی باتیں ہی بتاتے ہیں۔ لہٰذا بہت سارے نوجوان اس موقع پر پہنچ کر پٹڑی سے اتر جاتے ہیں۔ وہ وقت سے پہلے ان چیزوں کو آزمانے کی کوشش کرتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جن کا ابھی وقت نہیں آیا ہوتا۔ مثلاً ماں باپ نے کہا کہ بھئی پڑھائی مکمل کرلو پھر اپنے آپ کو Profession میں سیٹ کرو پھر ہم تمہاری شادی کریں گے۔ یہ ایک ترکیب ہے مگر اس کے کالج اور سکول کے زمانے میں ان کا دل کرتا ہے کہ نہیں۔ تو یہ پھل کچا ہونے سے پہلے پکنے کی کوشش کرتا ہے ابھی پوری طرح کچا ہوا نہیں ہوتا ایک پھل ہوتا ہے اس کی جسامت پہلے بڑھتی ہے پھر ایک بڑھنے کے بعد پکنا شروع ہوتا ہے۔ تو ابھی تو وہ پوری طرح کچا بھی نہیں بنا تو یہ اس سے پہلے پکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں آ کر ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔

چنانچہ کتنے نوجوان ایسے ہیں جو ابھی سکول کے زمانے میں ہیں اور ان کو دوستوں کے چکر میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ان کو Miss Guide کر دیتے ہیں ان کے ساتھ والے کسی دوست نے کر دیا، کسی کو کزن نے کر دیا اور کسی کو کلاس فیلو نے کر دیا۔ یہ نوجوان چونکہ پختہ ذہن کا ہوتا نہیں تو یہ جلدی Miss guide ہو جاتے ہیں اور اس لائن پر لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ماں باپ اس انتظار میں ہیں کہ بچوں کے A گریڈ آئیں گے اور A+ گریڈ آئیں گے اور بچوں کو پڑھائی کے سوا دنیا کا ہر کام اچھا لگ رہا ہوتا ہے۔ اگر بچوں سے پوچھو تو وہ کہتے ہیں کہ

کتاب کھول کر بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

ماں باپ بڑے خوش ہیں کہ ہمارا بچہ بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا ہے۔ اور بچہ کتاب کے صفحوں پر شکل بیٹھا کسی اور کی دیکھ رہا ہے۔ اب اس کا A گریڈ کیسے آئے گا۔ بھئی یہ بچے اپنے کیرئیر کو کیسے بنائیں گے۔ پہلے زمانے میں پھر بھی کچھ سادگی زندگی میں ہوتی تھی تو بگڑتے بھی تھے تو تھوڑا بگڑتے تھے۔ آج کل کی سہولیات نے بگڑنا آسان کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خاموش قاتل:

مثال کے طور پر ایک چھوٹی سی چیز ہے جس کو سیل فون کہتے ہیں تو کچھ لوگوں کے لیے تو یہ سیل فون ہوتا ہے اور ہم نے اس کا نام ہیل فون رکھا ہوا ہے۔ پکی بات ہے نوجوان کے ہاتھ میں یہ چیز اس کو جہنم کی طرف لے جانے میں دوڑتے گھوڑے کا کام کرتی ہے۔ SMS کیوں؟ فری ہے۔ اب SMS سے پیغامات آ رہے ہیں۔ ٹائم گزر رہا ہے۔ گھنٹوں گزرتے ہیں۔ اور جہاں پر لوکل کال فری وہاں پر گھنٹوں سیل فون پر بات ہوتی ہے۔ نوجوان یا تو ایک دوسرے کے ساتھ کر رہے ہوتے ہیں یا پھر کہیں نہ کہیں کوئی تعلق جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو کہیں نہ کہیں تعلق جُڑ گیا بس گناہوں کا پینڈورا بکس کھل گیا۔ اب ان بچوں کو پھر کوئی ہوش نہیں ہوتی۔ نہ سورج چڑھنے کی ہوش نہ غروب ہونے کی ہوش۔ اور پہلے تو پھر بھی پتہ چل جاتا تھا کہ Bell ہوتی تھی تو بجتی تھی اللہ مارے بنانے والوں نے اس میں Vibration ڈال دی۔ اب محفل میں بیٹھنے والوں کو کچھ نہیں پتہ بس اس کا دل دھڑک رہا ہے۔ جیب میں جوڑالا ہوا ہے۔ اب کسی کو کیا پتہ لوگ اپنے کام میں لگے ہیں۔ اور کھانے کھا رہے ہیں اور اس کی جیب میں وہ جو دل دھڑکا تو بس یہ اٹھا کھڑا اس کا دل کبھی تو Wash room جانے کے بہانے Wash room میں بیٹھ کر باتیں ہو رہی ہیں اور کبھی باہر باتیں ہو رہی ہیں۔ اچھا ماں باپ سمجھتے ہیں کہ بچے اپنے کمرے میں سو رہے ہیں۔ بچے سوئے ہوئے نہیں ہوتے بچے باتوں میں کھوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس سے ان کی زندگیاں برباد ہو رہی ہیں۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ نوجوانوں کے ہاتھ میں یہ مصیبت نہ آئے۔ اِلَّا کہ کوئی مجبوری ہو۔ ہم محبت میں اپنے ہاتھوں سے نئے نئے سیٹ لا کر دیتے ہیں۔ دوبئی سے بیٹا میں آپ کے لیے سیٹ لایا ہوں۔ تو جب ہم بھی یہ چیزیں لا کے دے دیتے ہیں اور بچے بھی بہانے بناتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بچیاں بہانے بناتی ہیں۔ ابو چھٹی ہو جاتی ہے اور انتظار کرنا ہوتا ہے اور اس وقت میں فون پر آپ کو بتا دوں گی کہ میں فارغ ہو گئی ہوں۔ تو باپ کو تو یوں مطمئن کیا۔ اصل میں فون چاہیے ہوتا ہے اپنا مقصد پورا کرنے کیلئے۔

حیران کن واقعہ:

ایک صاحب کہنے لگے کہ میرے بیٹے کو پتہ نہیں تھا کہ اس کا بل بھی آتا ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ لوکل کال ہے اور بل نہیں آتا اور اس نے کسی اور شہر کا نمبر یہاں لیا ہوا تھا اور اس کو رومنگ پڑتی تھی کہنے لگا کہ وہ استعمال کرتا رہا کرتا رہا ایک مہینے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ One Thousand ڈالر بل صرف اس کی باتوں کا آیا۔ اتنی باتیں یہ بچے ایک دوسرے کے ساتھ سیل فونوں پر کرتے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے پھر ٹارگٹس بدل جاتے ہیں۔ ماں باپ نے پڑھنا ٹارگٹ دیا ہوتا ہے اور بچے کے دل میں کسی سے ملنا ٹارگٹ بن جاتا ہے۔ تو جب منزل ہی بدل گئی تو پھر انسان تو اس راستے پر چل ہی نہیں سکے گا۔ پھر اس پر ایک اور مصیبت آ گئی لوگوں نے اس کا نام رکھا ہوا ہے۔ انٹرنیٹ اور یہ عاجز اس کو کہتا ہے انٹرنیٹ۔ نیٹ جال کو کہتے ہیں۔ انٹر in to the net کوئی شریف بندہ بھی کمپیوٹر پر بیٹھا کام کر رہا ہے نا انٹرنیٹ پہ تو اچانک سکرین پر بہت فضول قسم کی Advertisement آنی شروع ہو جائے گی۔ اس لیے کہ جو معاشرے میں فحاشی پھیلانے والے بدمعاش پھیلانے والے لوگ ہیں وہ بھی تو بیٹھی سوچ رہے ہیں نا کہ ہم نے کرنا کیا ہے۔ وہ ایسے طریقے سے اپنے پروگرام بناتے ہیں کہ وہ دوسرے پروگرام کو بائی پاس کر کے سکرین پر آ جاتا ہے صرف پندرہ سیکنڈ کے لیے اب پندرہ سیکنڈ میں ان کو تصویر دکھا دی اور پڑھنے والا جو بچہ ہوتا ہے اس کے دماغ کے اندر انہوں نے طوفان برپا کر دیا۔ انہوں نے شکل دکھا دی کسی ماڈل کی اور نیچے فون دے دیا بس اب وہ بچہ دوبارہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خود ڈھونڈتا ہے کہ وہ مجھے شکل ایک دفعہ پھر نظر آئے۔

لمحہ فکریہ:

پھر اس انٹرنیٹ پہ ایک دوسرے کے ساتھ سلام' کلام' پیام کا سلسلہ بھی شروع ہوجاتا ہے۔ اس کا نام لوگوں نے چیٹنگ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ چیٹنگ نہیں ہوتی بلکہ چیٹنگ ہو رہی ہوتی ہے۔ بالکل صحیح بات اور اس میں تو ایسے ایسے واقعات کہ مسلمان بچیاں کافر لڑکوں کے ساتھ دوستانہ کر رہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ میرے پاس ایک آدمی آیا کہنے لگا کہ فلاں ملک کا رہنے والا دوبئی کا رہنے والا اور میری بیٹی کہتی ہے کہ میں نے فلاں کافر ملک کے کافر نوجوان سے شادی کرنی ہے۔ بھئی تیرا اس سے واسطہ کیسے ہوا کہتی ہے کہ انٹرنیٹ کے ذریعے اک نئی مصیبت آگئی۔ اور اس سے بھی زیادہ جو چیز نقصان دہ ہو رہی ہے۔ اس وقت وہ ہے میوزک۔

میوزک ایک خطرناک زہر:

جتنا ہم سمجھتے ہیں کہ میوزک نقصان دہ ہے یہ اس سے سینکڑوں گنا زیادہ نقصان دہ ہے۔ ذرا توجہ فرمایئے! عاجز نے اس کے اوپر کافی ریسرچ کی اور اس لیے اپنی کتاب حیا اور پاک دامنی میں اس پر میں نے کچھ Details بھی دی ہیں۔ پہلے دور کی میوزک اور آج کے دور کی میوزک میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ذرا تفصیل آج آپ کی خدمت میں بھی کہہ دی جائے۔

انسانی دماغ کے اسرار:

انسان کا جو دماغ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار ہے۔ اتنا یہ complex چیز ہے کہ روزانہ لاکھوں ڈاکٹر دنیا میں بیٹھے ہوئے اس چھوٹی سی چیز پر ریسرچ کر رہے ہیں اور اس کے فنکشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن دماغ کا پندرہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فیصد حصہ ابھی تک انسان استعمال کر سکا ہے۔اور جو memory ہے ہمارے اندر Hard Disk کی تو انسان اس کو کتنا بھر سکا ہے 15% اور باقی 85% تک انسان ابھی رسائی نہیں حاصل کر سکا مگر فنکشن وہ بھی کر رہا ہے۔وہ کیا فنکشن کر رہا ہے ابھی تک انسان کو پتہ ہی نہیں۔ Auto matic فنکشن ہے کچھ۔انسان کی جو باڈی ہے کچھ اس میں سیمی آٹومیٹک فنکشن ہے اور کچھ آٹومیٹک فنکشن ہیں۔انسان کا دماغ ایک سیکنڈ میں اپنے جسم کو ایک لاکھ پیغامات بھیجتا ہے۔اور ایک لاکھ پیغامات پھر اس کو واپس پہنچتے ہیں۔اور پورے جسم کو maintain کر رہا ہے پوری فیکٹری کو۔ہمیں تو نہیں پتہ ہم تو اپنی آنکھ سے ہاتھ سے' منہ سے چند اور سنگل ہی بھیجتے ہیں باقی System آٹومیٹک ہے۔اور اتنا complex کہ ہر آدمی کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔

چنانچہ ہمارا دماغ جتنا ہم سمجھتے ہیں اس سے بھی زیادہ انفارمیشن اپنے اندر رکھتا ہے۔

انوکھی مثال:

اب اس کی میں ایک مثال آپ کو سمجھا دوں۔ایک آدمی نے کسی کی تصویر بنائی تھی پاسپورٹ کے لیے اور یوں اس کو کھڑا کر کے اس کی تصویر بنائی تو اس کی نیت کیا تھی کہ تصویر کس کی بنائے اس بندے کی مگر کیمرے نے اس کی تصویر بھی محفوظ کر لی اور اس کے پیچھے جو اس کا بیک گراونڈ (Back Ground) تھا اس کو بھی محفوظ کر لیا۔اب آپ غور سے دیکھیں تو آپ کو اس بندے کے پیچھے زمین پر لگا ہوا گھاس بھی نظر آ رہا ہے درخت بھی نظر آ رہے ہیں ان پر لگے پھل بھی نظر آ رہے ہیں۔ان پر کوئی پرندہ بیٹھا ہے تو وہ بھی نظر آ رہا ہے' اور پیچھے کوئی دیوار ہے تو وہ بھی نظر آ رہی ہے۔تصویر بنانے والے نے کس کی تصویر بنائی تھی انسان کی اور باقی پیچھے کی پوری سینری کس نے محفوظ کر لی کیمرے نے بالکل اسی طرح جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو ہم تو فقط اس چیز کو دیکھ رہے ہوتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر ہمارا دماغ اس کے علاوہ بھی بہت ساری انفارمیشن کو حاصل کر لیتا ہے۔ اب اس کی مثال سنیئے ذرا تھوڑا سا آپ غور کریں گے تو اس کے بعد ایک عجیب حقیقت آپ کے سامنے آئے گی۔ آپ Drive کر رہے ہیں آپ نے دیکھا کہ یہاں سے پتو کی کتنے میل ہے۔ آپ نے پڑھ لیا جب آپ آگے چلے گئے اب آپ اپنے ذہن پر زور دیں تو ذہن نے فقط mile نہیں پڑھے اس کے علاوہ بھی انفارمیشن لے لی ہے۔ مثلاً کہ بورڈ کا رنگ نیلا تھا اس پر سفید حروف میں لکھا ہوا تھا۔ اونچائی اس کی زمین سے 18 فٹ تھی۔ اور وہ جو چادر تھی وہ آٹھ بائی چار فٹ کی تھی۔ اب آپ اگر سوچیں تو آپ نے یہ سب چیزیں تو اس وقت نہیں نوٹ کرنی تھیں۔ آپ نے تو نیت کی تھی دیکھنے کی' کہ میل کتنے ہیں۔ مگر ان Mile کے ساتھ اتنی انفارمیشن دماغ نے خود حاصل کر لی۔ تو ہمارا دماغ اتنا زیادہ فعال ہے کہ ہم ابھی اس کو سمجھ ہی نہیں پاتے۔ بہت ساری انفارمیشن یہ لے لیتا ہے۔ جب یہ بات ہم نے سمجھ لی کہ ہم نے جتنا لینا تھا اس سے زیادہ یہ لے لیتا ہے۔

سائنسی کرشمے:

تو اب اس پر سائنس دانوں نے محنت کی کہ کسی طرح ہمیں ذہنوں تک رسائی حاصل ہو جائے۔ اس کے لیے انہوں نے سوچا کہ دیکھیں کہ جس طرح کمپیوٹر کے in puts ہوتے ہیں مثال کے طور پر نوجوان ذرا توجہ فرمائیں! کمپیوٹر کے اوپر اب اگر Key بورڈ لگائیں تو Key-bord کے ذریعے بھی آپ اس میں in put دے سکتے ہیں۔ ماؤس لگا دیں تو اس کے ذریعے بھی in put دے سکتے ہیں۔ اگر آپ سکینر (Scaner) لگا دیں تو اس کے ذریعے سے بھی input دے سکتے ہیں۔ اگر آپ digitizer ساتھ لگا دیں کوئی اپنی ڈایا گرام بنانے کے لیے تو Digitizer کے ذریعے بھی آپ اس میں انفارمیشن دے سکتے ہیں۔ اور اگر آپ چاہیں کہ ہم اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اوپر کوئی اور کمپیوٹر ساتھ contact net working کردیں تو اس کمپیوٹر سے بھی input اس میں دے سکتے ہیں۔ تو ایک ہی کمپیوٹر کی Hard disk میں آپ کئی طرح سے in put دے سکتے ہیں۔ اسی طرح دماغ کے اندر بھی مختلف راستوں سے input آسکتے ہیں۔ آنکھ سے input آتا ہے زبان سے input آتا ہے' ناک سے input آتا ہے۔ ہاتھوں سے input آتا ہے۔ پاؤں سے in put آتا ہے۔ مختلف چاروں طرف سے input آتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ ایک بندے نے کوئی نشہ والی چیز اپنے منہ میں رکھی اب رکھی تو اس نے منہ میں مگر اس کا infact کہاں پر پہنچا اس کے دماغ پر اور وہ جا کر نشے میں آگیا۔ تو سائنس دانوں نے سوچا کہ منہ کے راستے یہ دوائی دماغ تک پہنچ گئی تو ہم بھی کوئی ایسی چیز بنائیں کہ ہماری مرضی کے مطابق وہ بندے کے دماغ میں پہنچ جائے۔

سائنسی تحقیق کا تاریخی پس منظر:

چنانچہ شروع میں اس پر Research کی جس کی History اور بیک گراؤنڈ Back ground آپ کو بتا رہا ہوں۔ سب پہلے انہوں نے کہا کہ کوئی خوشبو ایسی بناؤ کہ جس خوشبو کو اگر مرد لگائے اور وہ خوشبو عورت اگر سونگھ لے تو اس عورت کے اوپر جذباتی جنسی کیفیت آجائے۔ اس پر انہوں نے ریسرچ کی۔ یہ خوشبو بنالی مثال کے طور پر کورم جو نوجوان کالجوں والے لگاتے ہیں۔ ایسی خوشبو کے اندر خاص چیز یہ تھی کہ اس کو جب کوئی سونگھتا تھا تو سونگھنے والے میں وہ جنسی جذبے کو بیدار کردیتی تھی۔ چنانچہ اس کا دل چاہتا تھا کہ میں کسی سے جنسی باتیں کروں۔ Sex کی باتیں کروں۔ محبت پیار کی باتیں کروں۔ تو جب انہوں نے مردوں کو استعمال کروایا اور دیکھا کہ جو مرد لگاتا ہے تو اس معاشرے میں جوان کفار کا معاشرہ ہے۔ اس میں عورتیں اس کے ساتھ بہت جلدی محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

کی باتیں کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ پھر انہوں نے ایک اور خوشبو بنائی کہ جس کو عورت استعمال کرے اور کہیں سے گزر جائے تو خوشبو سونگھنے والا مرد جو ہے اس کے اوپر یہ کیفیت آ جائے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ بالکل اس میں کامیاب۔ تو جب یہ کامیابی ان کو مل گئی کہ ایسی خوشبوئیں بن گئیں کہ مرد لگائے تو عورت attract ہوتی ہے۔ عورت لگائے تو مرد attract ہوتا ہے۔ تو انہوں نے کہا اس کا مطلب یہ کہ ہم انسان کے ذہن تک اپنی رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اب انہوں نے ایک خوشبو ایسی بنائی کہ جو خوشبو اگر بندہ سونگھ لے تو اس بندے کے اوپر ایک ایسی کیفیت آتی ہے کہ اس کا دل چاہتا ہے کہ میں ساری دنیا کو خرید لوں۔ ایسی کیفیت اس کی بنتی ہے۔ لہٰذا ان سائنس دانوں نے کہاں پر اس کا تجربہ کیا۔ بڑے بڑے سٹوروں پر چنانچہ یہ جو بڑے بڑے سٹور بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ محلوں کے برابر ان کے ائیر کنڈیشنڈ کی ہوا کے ساتھ انہوں نے اس خوشبو کو جب پھینکا تو جو بندہ دل میں نیت لے کر آیا تھا نیت کہ میں پانچ ڈالر سے ناشتہ کی چیزیں لاؤں گا۔ جب اس نے سونگھی تو وہ پچاس ڈالر کی purchase کر کے واپس گیا۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی purchase یکدم Boast ہو گئی۔ تو یہ تجربہ سے ثابت ہو گیا کہ اس خوشبو نے بندے کی کیفیت کے دماغ کو ایک ایسی کیفیت میں پہنچا دیا کہ اس کا دل چاہتا تھا کہ میں بس send کر دوں جو کچھ میرے پاس ہے۔ چنانچہ ہر آنے والا اپنے پاس کچھ نہیں بھی ہوتا تھا تو کریڈٹ کارڈ کے اوپر سب کچھ خرید کر لے جاتا تھا۔ چنانچہ جب یہ بھی تجربہ کامیاب ہو گیا تو انڈسٹری کے لوگوں نے سائنس دانوں کو کہا کہ ہم آپ کو سپورٹ کریں گے۔

انسانی دماغ تک رسائی کیسے حاصل ہو؟

انسان کے دماغ تک پہنچنے کیلئے اور تجویزیں ڈھونڈو اور راستے ڈھونڈو۔ چنانچہ انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے سوچا کہ انسان کا دماغ Electrical Waves پر فنکشن کرتا ہے۔ ہمارا جو دماغ Brain ہے یہ کیسے فنکشن کرتا ہے۔ یہ بجلی کی لہروں پر برقی لہروں پر جو دماغ سے سگنل جاتے ہیں وہ الیکٹرک سگنل ہوتے ہیں۔ Charge ہوتے ہیں انسان کے جسم میں اس لیے اگر ریڈیو چل رہا ہو اور آپ اس کے انٹینے کو پکڑ لیں تو اس کی آواز تیز ہو جائے گی۔ اس کی progress بہتر ہو جائے گی یعنی آپ خود انٹینا بن گئے۔ آپ اس کی waves کو receive کر کے اس کو دے رہے ہیں۔ تو انسان کا پورا جسم جو ہے وہ Electrical function کر رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ کوئی ایسا طریقہ ہو کہ ہم Electricoy انسان کے دماغ تک اپنا راستہ بنائیں۔

:MUSIC IS A TOOL

انہوں نے سوچا کہ دن بھر انسان جو میوزک سنتا ہے۔ تو یہ میوزک پہلے تو آواز ہوتی ہے مگر انسان کے جسم میں یہ آگے Electrical wave بن کے جاتی ہے۔ تو انہوں نے اس پر ریسرچ کرنی شروع کر دی۔ اس کو کہتے ہیں Wavelet Analysis۔ کہ بھئی کونسی Wave let انسان کے دماغ پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسی Wave let نکالی کہ جب وہ میوزک بندہ سنتا ہے تو اٹھ کر ناچنا شروع کر دیتا ہے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ بھئی یہ تو ہمارا تجربہ کامیاب رہا کہ ہم اگر اس قسم کی Wave let والی میوزک دیتے ہیں تو مجمعے کو ذرا وہ میوزک چلانے دیتے ہیں تو ہر کوئی تھرکنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اٹھ کر ناچنا شروع کر دیتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ ہم دماغ تک پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا اور اس پر محنت کرنی چاہیے۔ انہوں نے کرتے کرتے اس میں ایک System نکالا اور اس system کو کہتے ہیں Back Track سسٹم۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیک ٹریک سسٹم:(BACK TRACK)

یہ بیک ٹریک کیا ہوتا ہے؟ کہ میوزک جو ہوتی ہے وہ تو Wave Bar میں ہوتی ہے اس کے اوپر اپنا ایک Message بیٹھا دیتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ گھوڑا جا رہا ہے اس گھوڑے پر سواری بیٹھا دی۔ اس کی مثال یوں لیں کہ آپ نے تو اپنے بھائی کے لیے دروازہ کھولا کہ اندر آ جاؤ۔ لیکن بھائی کے کندھے پر مکھی بیٹھی ہوئی تھی وہ خود بخود اندر آ گئی۔ بالکل اسی طرح بندے نے تو میوزک سنی کہ میں Refresh ہونے کیلئے یہ گانا سن رہا ہوں مگر اس میوزک کے اوپر جوان کا پیغام تھا وہ خود بخود اس بندے کے دماغ میں چلا گیا۔ بندے نے وہ ارادۃً نہیں لیا ہوتا مگر وہ دماغ میں پہنچ جاتا ہے۔ جب وہ دماغ میں پہنچ جاتا ہے تو دماغ پر اثر کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا تجربہ انہوں نے شروع میں یوں کیا کہ ایک گانا بنوایا ایک ایسے گویے کے ذریعے سے کہ جس کی آواز کو لوگ پسند کرتے تھے۔ اور ان کو پتہ تھا کہ اس کی آواز کو لوگ پسند کرتے ہیں اور جو گانا پسند کریں گے وہ ایک دو دفعہ نہیں وہ سینکڑوں دفعہ سنیں گے۔ دفتر جاتے بھی سنیں گے آتے بھی سنیں گے۔ دن میں بھی سنیں گے رات میں بھی سنیں گے۔

EFFECTS OF BACK TRACK SYSTEM

چنانچہ انہوں نے کیا کیا کہ اس گانے پر انہوں نے اپنا پیغام بھیجا اور پیغام کیا تھا Kill your mom یہ پیغام دیا اس نے kill your mom

تو پھر انہوں نے Analysis کیا کہ جتنے نوجوانوں کو وہ گانا پسند تھا وہ سنا کرتے تھے ان کے اندر امی کے بارے میں ایسا غصہ آتا تھا کہ ان کا دل چاہتا تھا کہ میں اس کو قتل ہی کر دوں۔ اب جب انہوں نے اس کا بھی تجربہ کامیاب کر لیا کہ جتنے لوگوں کو بھی یہ گانا پسند ہے ان سب کا ہم نے نفسیاتی جائزہ لیا وہ سب اپنی ماں کے خلاف۔ انہوں نے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

میڈونا کو کہہ کر دوسرا گانا گوایا اور اس پر message دیا Hate your DaD چنانچہ انہوں نے کہا یہ گانا جتنوں کو پسند آیا نوجوانوں کو جب انہوں نے ان کا Analysis کیا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے دلوں میں باپ کے بارے میں بڑے نفرت کے جذبات ہیں۔ اب ان کو سمجھ لگ گئی کہ ہمارے پیغام لوگوں کی مرضی کے بغیر ان کے دماغوں میں جاتے ہیں اور ان کے خانوں میں بیٹھ جاتے ہیں۔ تو یہ سائنس کی دنیا میں بڑی کامیابی تھی چنانچہ اس وقت کے ارباب اقتدار تھے انہوں نے رابطہ کیا کہ ہم لوگوں میں آپ کی مرضی کے پیغام بھر دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا آج کل ہمارے ہاں مردوں کی مردوں سے شادی کا سلسلہ شروع ہے ہم نے قانون پاس کیا ہے آپ بات سمجھ گئے ہیں ہماری تو اس کے خلاف پبلک بہت ہے۔ لہٰذا تم کوئی ایسا پیغام ڈالو کہ ہم ٹی وی پر میوزک کے ذریعے وہ سنایا کریں اور ہماری پبلک جو ہے اس خلاف جذبات ختم کر دیں۔ انہوں نے ایک میوزک بنائی اور اس پر کونسا سگنل ڈالا یہ لائف سٹائل' یہ لائف سٹائل' اب جو بندہ میوزک سن رہا ہے یہ لائف سٹائل۔ انہوں نے دیکھا کہ چند مہینوں کے اندر جو اس لائف کے خلاف بہت باتیں کرتے تھے وہ سارے کے سارے چاہتے تھے کہ ہم بھی ایسی زندگی گزاریں۔ اب جب یہ تجربہ بھی ان کا کامیاب ہو گیا تو انہوں نے کہا ہمیں تو ایک Tool ہاتھ میں آ گیا کہ ہم کسی بندے کے دماغ میں میوزک کے ذریعے اپنا پیغام بھیج سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک پیغام بھیجا ایک گانے میں Worship the Devel چنانچہ جب یہ بیک ٹریک اس میں تھا تو انہوں نے دیکھا کہ جو لوگ بڑے مذہبی قسم کے تھے لیکن اس گانے کو پسند کرتے تھے تو اس گانے کو سننے کے بعد وہ بھی کہتے تھے کیا دین ہے۔ اور کیا خدا ہے۔ وہ بھی کہتے تھے جی بس اپنی من مرضی کی زندگی گزارو تو ان کو یہ بات سمجھ میں آئی کہ اس کا مطلب تو یہ کہ ہم لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ اپنے خفیہ پیغامات کی وجہ سے اس کی کئی مثالیں آپ دیکھیں گے

www.besturdubooks.wordpress.com

نفسیاتی اثرات:

مثال کے طور پر خبروں میں ایک خبر لگائی ہے کہ جس خبر کے اندر کسی جگہ پر بہت سارے مسلمان مرے یا کافروں نے مارا یہ کیا وہ کیا۔ فلاں بہت خطرناک خبر ہے اس سے پہلے وہ میوزک کے اندر وہ ایسا message دے رہے ہیں کہ ہوتا ہی رہتا ہے یعنی Its, Normal یہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ یہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ اب وہ میوزک سن سن کے اس کے بعد جب اچانک وہ خبر دی انہوں نے تو جو وہ خبر سنتا ہے وہ کیا کہتا ہے۔ ہوتا ہی رہتا ہے۔ ہوتا ہی رہتا ہے۔ چنانچہ Reaction نہیں ہوتا تھا۔ اور جب انہوں نے اپنی کوئی خبر دینی ہوتی ہے تو اس خبر سے پہلے ایک پیغام بھیجا کہ جس پیغام سے دماغوں کے اندر یہ بیٹھایا کہ یہ تو بہت ہی زیادہ برا ہے۔ تو یہ تو قصائی لوگ ہیں۔ یہ تو فلاں لوگ ہیں۔ اب میں انگلش کے الفاظ جان بوجھ کر استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ تو اس قسم کا پیغام دیا جب وہ پیغام دیا اور اس کے بعد انہوں نے وہ تھوڑی سی بھی خبر دکھا دی تو جس نے بھی وہ خبر دیکھی اس نے کہا یہ اسلام یہ مسلمان وہ اتنا خلاف ہو گئے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ تو یہاں اسے ایک نئے دور نے جنم لیا اس کو کہتے ہیں Culture through Media(CTM) یہ ایک نیا باب ہے انسان کی زندگی کا Culture through media میڈیا کے ذریعے اپنے کلچر کو لوگوں کے دماغ میں بیٹھادو۔

ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ:

چنانچہ پہلے زمانے میں میوزک حرام تھی۔ اس لیے کہ اس میں فقط Tones ہوتی تھیں اور آج کل تو میوزک اس لیے حرام در حرام در حرام ہے کہ اس میں انسان کے ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ جتنی پہلے زمانے میں میوزک حرام تھی آج اس کی آپ Raise to the power ten تو سوگنا بھی کر دیں تو تھوڑا بنتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میوزک کے بھیانک اثرات:

اس لیے آپ دیکھیں گے کہ جس نوجوان کو میوزک سے دلچسپی ہے آپ لاکھ اسے سمجھائیں وہ کفر کی تہذیب کے خلاف کوئی بات سننا نہیں چاہے گا۔ جتنا اپنی طرف لانے کی کوشش کریں۔ مسجد میں آنا نہیں چاہے گا وہ مولویوں کے پاس بیٹھنا نہیں چاہے گا وہ کسی کی بات سننا نہیں چاہے گا۔ وجہ کیا؟ میوزک کے ذریعے اس کے دماغ میں اتنا کچھ دین کے خلاف بیٹھا دیا اب وہ قریب آنا ہی نہیں چاہتا۔ میوزک کے ذریعے سے کفر کی تہذیب کے بارے میں اتنی باتیں اس کے اندر ڈال دی گئیں کہ اب وہ اس تہذیب کے خلاف کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتا۔ تو میوزک اس وقت کفر کے لیے پیغام انسان کے دماغ میں بھیجنے کا ذریعہ بن گئی ہے۔ اور ہم اپنے بچوں کو بڑے آرام سے میوزک سننے کی اجازت دے دیتے ہیں اور ہمارے بچے کہتے ہیں کہ ابو میں میوزک ہی تو سن رہا ہوں۔ مجھے بس Walk man چاہیے۔ اور یہ بچے یہ نہیں سمجھتے کہ Walk man میں ہم صرف گانے کے بول نہیں سن رہے ان گانے کے بولوں کے ساتھ میوزک میں کفر نے کچھ ایسے Message بھی خفیہ ڈالے ہوئے ہیں۔ جو Message ہمارے دماغ میں بیٹھ کر ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر رہے ہیں۔ جو ہمیں دین سے ہٹا رہے ہیں۔

ایک چشم کشا واقعہ:

چنانچہ میرے ایک اپنے قریبی تعلق رکھنے والے جن کا سلسلے میں اصلاحی تعلق تھا اور اس بچے نے MSC کی تھی۔ وہ کہنے لگا کہ حضرت! میں اس کو پہلے لوگوں کی باتیں سمجھتا تھا لیکن ہمارے پروفیسر صاحب نے جو Phd پروفیسر تھے کلاس کے اندر تین سو بچوں کو جمع کیا اور ان کو انہوں نے ایک گانا سنایا اور گانے سنا کے ان کو کہا کہ بھئی سناؤ تم نے کیا message لیا۔ تو انہوں نے کہا کہ جی ہم نے اس کو سن کر اس کے بول کے مطابق

یہ message لیا تو انہوں نے کہا نہیں اس کے علاوہ بھی ہم نے آپ کو ایک message دے دیا ہے۔ تو تین سو لڑکوں نے کہا کہ نہیں جی اس کے علاوہ ہمیں کوئی message نہیں ملا۔ پروفیسر نے کہا کہ میں اس کے ذریعے ایک message تمہارے دماغ میں ڈال چکا ہوں۔ تین سو طلبا کہہ رہے ہیں جی کہ ہمیں کوئی message نہیں ملا پھر کہنے لگا اس نے جو میوزک تھی اس کو بیک ٹریک پر چلایا یعنی Frequence Slow جب چلایا تو کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ اس کے اوپر اس نے ایک message بھرا ہوا تھا اور اتنا گندا message تھا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہ ہم سوچ ہی نہیں سکتے۔ تو وہ کہنے لگا کہ دیکھو آپ لوگوں نے صرف میوزک سنی اور ہم نے اس میوزک کے ذریعے سے آپ لوگوں کے دماغوں میں یہ پیغام بھی ڈال دیا۔ وہ ہمیں Brain کے بارے میں پڑھا رہا تھا۔ تو کہنے لگا میں Paractically دیکھا کہ آج سائنس نے میوزک کے ذریعے سے اپنے کفریہ پیغامات معصوم ذہنوں کے اندر ڈالنے کے تجربات مکمل کر لیے ہیں۔

دشمن کا میٹھا زہر:

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیقی کے سننے سے انسان کے ذہن میں زنا کی خواہش اس طرح جنم لیتی ہے جس طرح بارش کے برسنے سے زمین کے اندر کھیتی پیدا ہوتی ہے۔ تو یہ تو فقط tones کی بات تھی اور اب تو tones کے اندر انہوں نے شیطانی Worship کی باتیں ڈالنی شروع کر دیں۔ اگر وہ اس کے اندر Hate your Religion-Hate Your Religion یہ پیغام ڈال دیں اور آپ کے بچے کو وہ گانا اچھا لگے اور دن میں اس کو پندرہ بیس دفعہ سن لے تو آپ تو سمجھ رہے ہیں کہ میرا بیٹا بس میوزک ہی سن رہا ہے اور آپ کو کیا پتہ اس چھوٹے سے آلہ کے ذریعے آپ کا بچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کے دین کے ساتھ نفرت کرنا سیکھ رہا ہے۔ اور جو بچے خود نہیں بگڑ۔ چاہتے وہ بھی بگڑتے ہیں۔ اسے مائنڈ سیٹ (Mind Set) کہتے ہیں۔ مائنڈ سیٹ ہو جاتا ہے۔ کہ دماغ کے اندر ایک پیغام پہنچ گیا۔

اغیار کا جادو چل بھی چکا:

کئی دفعہ لوگ کہتے ہیں جی میں ایک خیال کو ذہن سے نکالنا چاہتا ہوں نہیں نکلتا۔ تو اس کا مطلب یہ کہ کچھ چیزیں ایسی آپ کے دماغ میں اٹک جاتی ہیں کہ بندہ نکالنا بھی چاہتا ہے تو نہیں نکال سکتا۔ تو یہ ایسے ویسے خیال ہوتے ہیں۔ کہ جو بندے کے دماغ میں آ کر اس طرح سے پھنس جاتے ہیں کہ پھر وہ بچے اس کو نکال ہی نہیں پاتے۔ اس لیے آج کے دور میں میوزک سب سے زیادہ بچوں کو بگاڑنے کا ذریعہ ہے اور ہم اسے بہت معمولی سمجھتے ہیں۔ اس لیے بچے جب یہ سنتے ہیں تو نہ ان کو دین اچھا لگتا ہے نہ ان کو اپنے بڑے اچھے لگتے ہیں ۔ اور نہ ان کو پابندیاں اچھی لگتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں بس ہمیں Freedom چاہیے۔ ایسا Freedom کا message ان کے دماغوں میں پہنچا دیتے ہیں کہ وہ بچے بس پندرہ سولہ سال کی عمر میں ہی Freedom مانگتے ہیں۔ اور پھر ماں باپ رو رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے بچوں کا کیا ہوا۔

:Media is source of Distruction

اس لیے یہ یاد رکھنا! آج کے دور میں یہ میڈیا ہمارے بچوں کو برباد کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے کچھ دوستوں سے Discussion کی تو ان لوگوں میں سے جو نئے مسلمان بنے جو New Muslim تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول کیا انہوں نے ایک بات مجھے بتائی کہنے لگے حضرت! دین پر ہم آ گئے ہم تقوی کی زندگی بھی گزارنا شروع کر چکے ۔ تہجد گزار بن گئے متبع سنت بن گئے لیکن ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

problem ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ بھئی کونسی problem ؟ تو کہنے لگے ہمارے لیے تمام دنیا کے گناہوں کو چھوڑنا آسان ہے۔ ہمارے لیے میوزک کو چھوڑنا سب سے مشکل کام ہے۔ وہ نوجوان جن کی تہجد قضا نہیں ہوتی اتنے نیک ذاکر مشاغل بن گئے وہ نوجوان کہنے لگا: حضرت! میں غیر محرم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا ایسی اچھی زندگی گزار رہا ہوں لیکن اگر چلتے ہوئے کوئی پرانا سنا ہوا گانا میرے کان میں پڑ جائے میرے اندر کے تار پھڑکنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ میرے بس میں نہیں تو اس سے پتہ چلا کہ یہ میوزک انسان کے اندر ایسے گہرے اثرات مرتب کرتی ہے کہ بندہ بے بس ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں نے کہا کہ آج کے دور میں یہ میوزک کے لیے بہت زیادہ Detrimental ہو چکی ہے Dangerous ہو چکی ہے تو اس کے ایمان کے لیے برباد کرنے کا ذریعہ بن چکی ہے۔ اس لیے پھر طلبا اپنے مقصد کی طرف جانے کی بجائے پھر Distructive لائنوں کے اوپر چل پڑتے ہیں۔ ان کا دل چاہتا ہے کہ Enjoy your self اب جب اس کو پیغام جول گئے بیک ٹریک پر کہ enjoy your self تو وہ بچے تو پھر نہ پڑھائی کو دیکھیں گے نہ کسی اور کو وہ تو کہیں گے enjoy your self دن رات ان کو اسی چیز کی فکر ہوگی۔ لہٰذا اپنے بچوں کو اس مصیبت سے بہت زیادہ بچائیے۔

ایمان کی ٹی بی:

اور یہ بھی اللہ کی شان دیکھئے کہ جماعت کے لوگ ہیں اگر گشت پر جائیں تو ان کو دروازہ کھٹکھٹا کے آپ کے باہر بلانا پڑتا ہے۔ آپ کی مرضی باہر آئیں یا نہ آئیں لیکن کفر جس میڈیا کے ذریعے ہمارے بچوں کے ذہنوں میں کفر بھر رہا ہے ان کو آپ نے خود اپنے bed room میں ٹی وی کی شکل میں سجایا ہوا ہوتا ہے۔ تو ان کو آپ کے Bed Room تک رسائی حاصل ہو چکی ہے۔ ہمیں تو آپ کے گھر کے دروازے تک نہیں جو

www.besturdubooks.wordpress.com

خیر کی طرف بلانے والے یا نیکی کی طرف بلانے والے ہیں۔ یا اللہ کی طرف بلانے والے ہیں۔ ان کو تو آپ دروازے سے ہی جھڑک کر بھیج دیتے ہیں۔ ان کو آپ کے گھر کے دروازے تک پہنچنے کی اجازت نہیں اور جنہوں نے کفر بھرنا ہے اور شیطانیت بھرنی ہے آپ دفتر چلے گئے۔ آپ کی بیوی bed room میں لیٹی ہوئی ہے اور ٹی وی سکرین پر دیکھ رہی ہے اور ٹی وی پر کافر بیٹھا ہوا اب اس کے سامنے اپنے کفر کی تبلیغ کر رہا ہے۔ گانا گایا جا رہا ہے۔ اور اس گانے میں آپ کی بیوی کے دماغ میں برائیاں ڈالی جا رہی ہیں۔ یہ permet تو آپ نے خود اس کو لے کر دیا۔ اس لیے یہ عاجز کہتا ہے ہے کہ حقیقت میں یہ ٹی وی ایمان کی ٹی بی ہے۔ ٹی بی بیماری ہے لاعلاج ہوتی ہے۔ یہ بھی اسی طرح ٹی بی ہے۔ ایسے بھی ٹی وی اور بیوی ایک دوسرے کے کزن نظر آتے ہیں۔

:Are You want to beConstintive Life

ہم اگر چاہتے ہیں کہ ہمارے نوجوان پاکیزہ جوانیاں گزاریں Cnstrultive زندگی گزاریں تو یہ جو میڈیا کی یلغار ہے ہمیں اس سے اپنے آپ کو بچانا پڑے گا۔ جب تک میڈیا کے سیلاب سے اپنے بچوں کو نہیں بچائیں گے۔

نوجوان زندگی کیسے گزاریں؟

ماں باپ کی تمنا ہوتی ہے کہ میرا بچہ پڑھ کر فلاں افسر بنے گا' اور بچے کے دماغ میں کوئی اور ہی بھوت سوار ہوتا ہے۔ نوجوان بچو اگر انسان وقت سے پہلے ہی کچھ کام کرنے شروع کر دے تو اس کی اپنی زندگی کی ترتیب خراب ہو جاتی ہے۔ ہر چیز اپنے وقت پہ اچھی لگتی ہے مثال کے طور پر آپ تعلیم پا رہے ہیں اگر تعلیم کے زمانے میں آپ چاہیں کہ میں شادی شدہ ہو جاؤں تو یہ وقت سے پہلے والی بات ہوگئی۔ تو یہ چیز پھر آپ کو تعلیم نہیں حاصل کرنے دے گی۔ تو ہر چیز اپنے وقت پہ اچھی لگتی ہے۔ آپ کے والدین نے آپ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

کہا تعلیم پائیں آپ یکسوئی سے تعلیم پائیں اگر آپ کام میں لگے ہوئے ہیں تو اپنے کام کو خوب دل لگا کر کریں۔ پھر جب آپ کی عمر ایسی ہوگئی کہ آپ گھر چلانے کے اہل بن گئے پھر آپ کے والدین آپ کے لیے شادی کا بھی انتظام کر دیں گے۔ تو جب اپنے وقت پہ کوئی چیز ہوگی تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کی زندگی کی ترتیب بہت اچھی ہوگی اور آپ کو کامیابیاں ملیں گی۔ ترتیب بدل کے آپ اپنی زندگی کو خود اپنے ہاتھوں سے تباہ کریں گے۔

جتنے بچے سکول کالجوں میں دوستیوں کے چکر میں پڑ جاتے ہیں وہ پڑھائیاں تو نہیں کر سکتے وہ اپنے بزنس میں بھی نوکری میں بھی کہیں بھی کام نہیں کر سکتے۔ اس لیے کتنے بچے ایسے ہیں جو وقت سے پہلے بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے:

قریب کے کسی ملک میں ایک بچہ میرے پاس آیا کہ حضرت! دعا کریں ایک ہفتہ بعد رخصتی ہے اور میں HIV Positive ہوں۔ اور ایک ہفتہ بعد رخصتی ہے۔ اب میں کیا کروں میری بھی بدنامی ہوگی اور پورے خاندان کی بھی بدنامی ہوگی اب بتائیں ایک بچے کی غلطی اب دو خاندانوں کا سکون تو برباد ہو گیا تو اس لیے ہر چیز اپنے وقت پہ اچھی لگتی ہے۔ پڑھائی کے وقت میں پڑھیں کھیل کے وقت میں کھیلیں۔ نیند کے وقت میں نیند کریں۔ نماز کے وقت میں نماز پڑھیں اور دوسرے کاموں کے وقت میں دوسرے کام کریں۔ زندگی کی ایک ترتیب بنائیں اور اس کے مطابق چلیں۔ ہر وقت دماغ کے اندر شیطانی خیالات رہیں اور بندہ ہر وقت جنسی خیالات کو سوچتا رہے تو یہ تو زندگی برباد ہو جاتی ہے تو اس لیے جن نوجوانوں کے دماغوں میں ہر وقت نفسانی خیالات ہوتے ہیں۔ ہر وقت ان کے ذہن میں عورت کے خیال' اگر آپ چھوٹی عمر میں ہی ہر وقت Girl کے خیال میں پڑیں گے تو پھر جب آگے جائیں گے تو پھر فرشتے بھی اچھی طرح آپ کو کرل

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں گے۔ گناہوں میں پڑ کر انسان دین بھی برباد کر بیٹھتا ہے اور دنیا بھی برباد کر بیٹھتا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

یوسف علیہ السلام کا قصہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس واقعہ کو احسن القصص فرمایا۔ قصوں میں سے بہترین قصہ۔ اس لیے نوجوان آج کل کے ماحول میں بہت سارے گناہوں میں پڑ جاتے ہیں۔ جن میں سے بدنظری اور فحش کام یہ گناہ آج بہت عام ہوتے جا رہے ہیں۔ اچھا ایک اور بات ذرا اس میں سن لیجیے۔ سب لوگ ذرا توجہ سے سنیں کہ علماء نے کتابوں میں لکھا ہے۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے:

حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا! کہ اگر تم دوسروں کی عورتوں کے ساتھ پارسائی کا معاملہ کرو گے تو دوسرے لوگ بھی تمہاری عورتوں کے ساتھ پارسائی کا معاملہ کریں گے یہ حدیث پاک ہے۔ اور اگر ہم بری نظر غیروں کی طرف اٹھائیں گے تو کوئی ہماری عزت کی طرف بھی غلط نظر اٹھائے گا۔ اسکو علماء نے لکھا ہے کہ زنا ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کا قصاص ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقیہ نے بھی اشعار لکھے ہیں اور انہوں نے اپنے شعروں میں کہا ہے کہ زنا ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کا قصاص ہوتا ہے۔

قصاص کا کیا مطلب؟ قصاص کا مطلب یہ کہ جو کیا وہی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے قتل کیا تو اس کے بدلے قتل ہوگا۔ اس کو قصاص کہتے ہیں تو لفظ انہوں نے یہ استعمال کیا۔ یہ ایک ایسا جرم ہے کہ جو بندہ جیسا کرتا ہے اس کے ساتھ ویسا ہی ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو سبق آموز واقعات:

ایک جیولر تھا بخارا کا اسکی بیوی بڑی نیک تھی۔ شکل وصورت میں اچھی تھی۔ شریف عورت تھی۔ ان کے گھر میں کوئی دس پندرہ سال سے کوئی پانی بھرنے والا آتا تھا۔ ایک دن جب وہ پانی بھرنے کے لیے آیا تو اس نے اس عورت کا ہاتھ پکڑا اور اسکو اس نے شہوت کے ساتھ دبایا اور نکل گیا۔ اس عورت کو بڑا افسوس ہوا کہ یہ پندرہ سال سے ہمارے گھر آرہا ہے اور اتنا بے اعتبار آدمی۔ تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے۔ بڑی غمزدہ اتنے میں اس کا خاوند آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ بیوی رو رہی ہے تو اس نے پوچھا بھئی کیا ہوا کیوں رو رہی ہو۔ اس نے واقعہ سنایا کہ دیکھو پندرہ سال سے ہمارے گھر پانی بھرنے آرہا ہے۔ اور آج جب یہ آیا تو اس نے اس طرح میرا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔ جب اس نے یہ بات بتائی تو اس جیولر کی آنکھ میں سے آنسو آ گئے۔ تو بیوی نے کہا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ اس کی غلطی نہیں یہ میری غلطی ہے۔ اس نے کہا آپ کی غلطی کیسے؟ کہنے لگا آج ایک عورت چوڑیاں خریدنے آئی۔ اس نے پسند کیں اور کہنے لگی مجھے پہنا دو تو میں جب چوڑیاں پہنانے لگا تو اس کے ہاتھ نرم خوبصورت تھے۔ مجھے اچھے لگے میں نے اس کے ہاتھوں کو شہوت کے ساتھ دبایا۔ اس کے بدلہ میں اس سقہ نے میری بیوی کے ہاتھوں کو شہوت کے ساتھ دبایا۔ کہنے لگا میں توبہ کرتا ہوں میں آج کے بعد ایسا گناہ نہیں کروں گا۔ پھر جاتے ہوئے کہنے لگا کہ اگر آج کے بعد یہ سقہ دوبارہ کوئی عمل کرے تو مجھے بتانا ضرور اس عورت نے کہا ٹھیک۔ چنانچہ اگلے دن وہی پانی بھرنے والا پھر آیا اور اس نے اس عورت کو کہا کہ کل میرے اوپر شیطان سوار ہو گیا اور میں ایک بڑا گناہ کر بیٹھا۔ میں نے سچی توبہ کر لی ہے آج کے بعد میں کبھی یہ دوبارہ گناہ نہیں کروں گا۔ ادھر جیولر نے توبہ کی ادھر اس نے توبہ کر لی۔ ادھر اس نے برائی کی ادھر اس نے اس کی بیوی کے ساتھ برائی کر دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ایک عالم نے یہ واقعہ کسی بادشاہ کے سامنے سنایا۔ بادشاہ نے کہا کہ نہیں میں اس کا تجربہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے کہا کہ میں اپنی زندگی میں کسی عورت کے ساتھ ایسا سلسلہ نہیں کیا لہٰذا اس نے اپنی بیٹی کو کہا کہ بیٹی تم ذرا جاؤ اور شہر کا ایک چکر لگا کے آؤ۔ شہزادی والے کپڑے اتار کر اچھے کپڑے عام عورت والے پہن کے ذرا چکر لگا کے آؤ۔ اور ایک عورت کو بھی ساتھ کر دیا بھئی پتہ چلے کہ کیا ہوتا ہے۔ وہ لڑکی سارے شہر میں چکر لگا کے گئی۔ کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہیں دیکھتا تھا۔ جب واپس اپنے محل میں آئی تو اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی چونکہ عام کپڑوں میں تھی تو محل میں کام کرنے والا ایک نوجوان تھا۔ اس کو کیا پتہ یہ شہزادی ہے یا کوئی عام لڑکی اس نے کہا یہ بھی کام کرنے والی لگتی ہے۔ اس نوجوان نے شرارت کی اس لڑکی کو گلے لگا لیا اور اس کا بوسہ لیا اور بھاگ گیا۔ اب شہزادی نے آ کر اپنے باپ کو پوری صورتحال بتائی۔ باپ تھوڑی دیر چپ رہا اور پھر کہنے لگا کہ کہنے والے نے بات ٹھیک کہی۔ اب مجھے یاد آیا کہ ابتدائے جوانی میں میں نے بھی ایک عورت کے ساتھ صرف اتنا ہی کیا تھا کہ اس کو گلے لگا کے بوسہ لیا تھا۔ جو میں نے کیا وہی میری بیٹی کے ساتھ ہوا۔ باقی میں نے جب سے نگاہیں نیچی رکھنی شروع کر دیں پورے شہر کے لوگوں نے میری بیٹی پر آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اس کو قصاص کہتے ہیں۔ جو کچھ ہم دوسروں کی عورتوں کے ساتھ معاملہ کریں گے وہی لوگ ہمارے ساتھ کریں گے۔

کیا زنا قرض ہے؟

کئی مرتبہ زنا بھائی کر رہا ہوتا ہے اور اس کا قرضہ بہن چکا رہی ہوتی ہے۔ باپ زنا کر رہا ہوتا ہے اور اس کا قرضہ اس کی بیٹی چکا رہی ہوتی ہے۔ زنا شوہر کرتا ہے اس کا قرضہ اس کی بیوی چکا رہی ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام کی حدیث میں نے پڑھی۔ میں کتاب کا Refreince دے سکتا ہوں۔ فرمایا اگر تم دوسروں کی عورتوں کے ساتھ زنا کرو گے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے تمہاری عورتوں کے ساتھ زنا کریں گے۔ حتیٰ کہ تمہاری دیواروں کے ساتھ بھی زنا کریں گے یہ خدا کا بنایا ہوا ایک نظام ہے۔ اس لیے نوجوان بچے جو ہر وقت ان ہی کاموں میں رہتے ہیں۔ وہ سوچیں کہ ہم بہن والے بھی ہیں ماں والے بھی ہیں۔ بیٹی والے بھی ہیں۔ بیوی والے بھی ہیں۔ ہم اگر لوگوں کی عزتوں کے پیچھے بھاگتے پھریں گے تو پھر کوئی ہماری عزتوں کے اوپر بھی للچائی نظریں ڈال رہا ہوگا۔ اس لیے اس گناہ سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔

زنا ایک قرض ہے:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زنا ایک دین ہے بندے کے اوپر ایک قرض ہے اور اس قرض کو پھر اس کے قریبی لوگوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور ادا کیا ہی کرتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس گناہ سے بچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تو سیدنا یوسف علیہ السلام کا قصہ میں چند منٹ میں آپ کے سامنے بتاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿أَحْسَنَ الْقَصَصِ﴾

قصوں میں سے بہترین قصہ اب اس قصے کو بہترین قصہ کیوں کہا؟ اس کی وجہ یہ کہ اس واقعہ میں دو جماعتوں کا تذکرہ ہے۔ ایک یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی جماعت جو کہتے تھے

﴿نَحْنُ عُصْبَةٌ﴾

ہم ایک بڑا گروپ ہیں۔ ایک بڑی جماعت ہیں۔ تو ایک وہ جماعت اور ایک حضرت یوسف علیہ السلام خود ایک جماعت ہیں۔

جماعت کسے کہتے ہیں:

بعض اوقات شخصیت ایک ہوتی ہے مگر وہ مستقل ایک جماعت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

فلاں شخص تو اپنی ذات میں ایک انجمن ہے۔فلاں شخص تو اپنی ذات میں ایک ادارہ ہے۔تو کچھ لوگ دیکھنے میں ایک ہوتے ہیں مگر اپنی ذات میں ایک ادارہ ہوتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً﴾ (سورۃ النحل آیت ۱۲۰)

یہ ابراہیم ایک امت تھے۔ایک آدمی ہیں ان کو امت فرمایا۔تو اسی طرح یوسف علیہ السلام ایک جماعت ہیں۔اب ان دو جماعتوں کے اوپر آزمائش آئی اور دونوں کا رویہ مختلف ہوا اور اس وجہ سے دونوں کا انجام بھی مختلف ہوا وہ کیسے؟ کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے دل میں یہ خیال آیا کہ ہمارے والد یوسف علیہ السلام سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔﴿وَنَحْنُ عُصْبَةٌ﴾ جبکہ ہم تو تعداد میں زیادہ ہیں۔

﴿اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر۸)

چنانچہ اب اس کا حل کچھ کرو بھئی۔کیا کرنا چاہیے۔

﴿اقْتُلُوْا يُوْسُفَ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر۹)

یوسف علیہ السلام کو قتل کر دو۔

﴿اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر۹)

یا پھر اس کو ایسی زمین میں پھینک آؤ۔کہ بس تمہارے والد کا پیار خالص تمہارے لیے ہو جائے۔

﴿وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر۹)

پھر اس کے بعد تم نیک بن جانا۔

شیطانی جال:

اب ذرا توجہ فرمانا بڑے نکتے کی بات ہے کہ شیطان نے ذہن میں ڈالا کہ تم بھائی کو

www.besturdubooks.wordpress.com

قتل کر دو یا کہیں دور پھینک کے آ جاؤ اور یہ گناہ کرنے کے بعد پھر تم نیک بن جانا یعنی ان کے ذہن میں ڈالا یہ کر لیتے ہیں بعد میں توبہ کر لیں گے۔

﴿وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۹)

پھر بعد میں بس تم نیک بن جانا۔

چنانچہ بھائیوں کے دماغ میں جو خیال آیا تھا انہوں نے وہ گناہ کر لیا بھائی کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ اب دوسری طرف یوسف علیہ السلام کو ایک قافلے والوں نے نکال لیا اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کو عزیز مصر کے محل میں پہنچا دیا۔

ظاہری حسن ایک دھوکہ:

اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں۔

﴿وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۰)

وہ بیچنے والوں نے بھی جب ان کو بیچا۔ شروع میں تو کھوٹے سکوں کے بدلے بیچ دیا۔ چند کھوٹے سکے۔ یہاں مفسرین نے ایک نکتہ لکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن سب انسانوں سے زیادہ تھا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو حسن کا اتنا حصہ عطا کر دیا گیا تھا اتنا بڑا حسن ان کے پاس تھا اور پھر عمر ایسی تھی لڑکپن کی اور جس میں اور زیادہ بندے کے اوپر معصومیت ہوتی ہے۔ اور حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ اس حسن کی حالت میں ان کو بیچا گیا کتنی قیمت لگی چند کھوٹے سکے۔ تو مفسرین نے لکھا حسن ظاہر کے پیچھے بھاگنے والو تم چند کھوٹے سکوں کی متاع کے پیچھے اپنی زندگی کو ضائع کرتے پھر رہے ہو۔ اس کی قیمت چند کھوٹے سکوں کے سوا کچھ نہیں۔

تقویٰ اور صبر پر انعامات الٰہی:

جس گھر میں حضرت یوسف علیہ السلام تھے اب اس گھر کی جو عورت تھی اس کے دل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بدنیتی آ گئی۔ چنانچہ ایک موقع پر اس نے یوسف علیہ السلام کے سامنے بند کمرے میں اپنے برے ارادے کا اظہار کیا۔ اب یوسف علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ میں کر گزرتا ہوں۔

﴿وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۹)

پھر بعد میں بس تم نیک بن جانا۔

نہیں حضرت یوسف علیہ السلام کا رویہ اور تھا جیسے ہی اس نے کہا یہ کام ہے آؤ تو آپ نے فرمایا قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ تو وہ ڈر گئے اور پھر اس سے بچنے کیلئے بھاگے اللہ نے دروازے کھول دیے اور اللہ تعالیٰ نے انکو نجات عطا فرما دی۔ چنانچہ پھر لمبی باتیں ہیں بالآخر ان کو جیل پہنچنا پڑا۔ ایک وقت آیا کہ ان کو جیل سے نکالا گیا اور ان کو پھر تخت و تاج عطا کر دیا گیا۔ اب یوسف علیہ السلام کا وہاں رشتہ دار کوئی نہیں تھا۔ کوئی ووٹ بینک نہیں تھا۔ کوئی ساتھی نہیں تھا۔ اکیلے تھے جیل میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرش سے اٹھا کر عرش کے اوپر بٹھا دیا۔ تخت کے اوپر بیٹھا دیا۔ اور ادھر وہ بھائی جنہوں نے اپنی خواہش کو پورا کر لیا تھا کہ تم کر گزرو بعد میں نیک بن جانا۔ ان کا یہ حال کہ ان کے اوپر زندگی تنگ ہوگئی کھانے کو کچھ نہیں ملتا۔

چنانچہ وہ آئے گندم لینے کیلئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک حیلے سے اپنے بھائی بنیامین کو بھی پاس رکھ لیا۔ رعایتی پیالے کے بہانے سے اور بھائی چلے گئے۔ اب یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی ادھر ہیں باقی بھائی پیچھے ہیں۔ پھر ان پر ایک ایسا وقت آیا کہ وہ بے حال ہو گئے۔ تنگ دست ہیں۔ پریشان ہیں۔ پھر آئے کہ ہم عزیز مصر سے کچھ لے کے آئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھے ہیں۔ تو ان کے بھائی جب دربار میں داخل ہوتے ہیں تو کیا کہتے ہیں۔ کہتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا

www.besturdubooks.wordpress.com

الْكَيْلَ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۸)

اے عزیزِ مصر! ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگ دستی نے بے حال کر دیا۔ اور ہم قیمت اتنی لائے ہیں کہ پوری نہیں ہے۔ لیکن ہمیں وزن پورا دے دیجئے۔ ہمارے اوپر صدقہ خیرات کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ تو جیسے فقیر صدقہ خیرات مانگتا ہے انہوں نے ایسے عزیزِ مصر سے صدقہ خیرات مانگا۔ جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ میں بھی نبی علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔ اور یہ بھی نبی زادے ہیں اور ان کا حال یہ کہ اب کھڑے بھیک مانگ رہے ہیں تو اس وقت آپ علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا:

﴿مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۹)

تم نے یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ جیسا ہی انہوں نے پوچھا

﴿مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۹)

تو وہ تو حیران ہو گئے کہنے لگے:

﴿ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوسُفُ﴾ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۹۰)

آپ یوسف ہیں؟

﴿قَالَ اَنَا يُوسُفُ﴾

آپ نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں۔

﴿وَهٰذَا اَخِيْ﴾

اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے۔ تحقیق اللہ نے ہم پر احسان کیا بے شک جو آدمی تقویٰ اختیار کرتا ہے صبر اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیکوں کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے۔ ہر دور اور ہر زمانے میں جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے راستے پر چلے گا۔ کہ خواہش پوری کر لو بعد میں نیک بن جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو فرش پر فقیر بنا کے کھڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں گے اور جو یوسف علیہ السلام کی طرح تقوی اور پاک دامنی کی زندگی گزارے گا۔ اللہ تعالیٰ عزتوں کے تاج پہنا کے ان کو تخت پر بٹھائیں گے۔

دوراستے:

تو نوجوانو! دوراستے ہیں زندگی میں اگر آپ نے اس عمر ہی میں دوستیاں لگانی شروع کردیں تو گویا آپ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے راستے پر چل پڑے۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ آپ دنیا میں اسی طرح پریشان ہوتے پھریں گے۔ ذلیل وخوار ہوتے پھریں گے اور اگر آپ ابھی نیک بن جائیں، تقوی والی زندگی اختیار کرلیں، اپنی جوانی کو اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق گزاریں تو پھر اللہ تعالیٰ کی برکتیں ایسی آپ کے ساتھ شامل ہونگی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا دونوں کی عزتیں عطا فرمائیں گے۔ اللہ رب العزت ہمیں نیکوکاری، پرہیزگاری کی زندگی نصیب فرمائے۔

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کرگئی شاہین بچے کو صحبت زاغ
حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تیری رہے بے داغ

اللہ کرے ان بچوں کی جوانیاں بے داغ رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو معاشرے کا ایک نیک فرد بنائے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو دنیا آخرت کی عزتیں عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُحِبُّکَ بِقَلْبِیْ کُلِّہٖ وَاُرْضِیْکَ بِجَھْدِیْ کُلِّہٖ۔

○

اے اللہ، مجھے ایسا بنادے کہ اپنے سارے دِل کے ساتھ تجھ سے محبّت کروں، اور اپنی ساری کوششیں تجھے راضی کرنے میں لگادوں۔

○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (سورۃ الذاریات ۵۵)

چار اہم نصیحتیں

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر

مکتبة الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یوں سمجھ لیں کہ سینکڑوں کتابیں جو تربیت اولاد کے بارے میں ہیں۔ ان سب کا اصل اصول اور نچوڑ ہیں۔ کون کون سی بات یاد ہوئی یا بھول گئی۔ سچ بولنا پانچ وقت کی نماز پڑھنا اور دوسروں کی خدمت کرنا۔ جس بچے میں یہ تین باتیں آ گئیں۔ آپ سمجھ لیں کہ یہ اپنے وقت میں اللہ تعالیٰ کا ولی بن جائے گا۔ یہ ایسی صفتیں ہیں تو بات سمجھ آ گئی۔ اچھا تو بات چل رہی تھی فرمایا کہ چند لوگوں سے دوستی نہ کرنا ایک بیوقوف سے دوسرا جھوٹے سے۔ جھوٹ سے تو انسان کو اتنی نفرت ہو کہ بس نہ کہے نہ سنے اور ایک بات بتاؤں جھوٹ جتنا بھی تیز بھاگے بالآخر سچ اسے جا کے پکڑ لیتا ہے۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چار اہم نصیحتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (سورۃ الذاریات:۵۵)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

﴿وَذَكِّرْ﴾

آپ نصیحت کیجیے۔

﴿فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

بیشک نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔

نصیحت کسے کہتے ہیں:

کسی کو خیر خواہی کی بات کرنا۔ فائدے کی بات کرنا، نقصان سے بچنے کی بات کرنا،

www.besturdubooks.wordpress.com

اس ہمدردی کے جذبے پر جو بات کی جائے اس کو نصیحت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے کہ میرے بندے ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں۔ چنانچہ نصیحت کو بہت پسند کیا گیا۔ حکم یہ فرمایا کہ نصیحت کیجئے۔ نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔ ہر بندے کو نصیحت فائدہ دیتی ہے۔ جو غافل ہو اس کو دین کی طرف آنے میں نصیحت فائدہ دیتی ہے۔ جو دین کی طرف آیا ہو اس کو آگے ترقی حاصل کرنے میں نصیحت فائدہ دیتی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی انسان ایسا نہیں کہ جس کو نصیحت سے فائدہ نہ ہو۔

نصیحت کا اثر اپنی ذات پر:

حضرت حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خطیب اگر اس بات پر خطبہ دے جس کی کمی وہ اپنے اندر محسوس کرتا ہے تو اس نصیحت کرنے سے اس کی اپنی ذات کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ یعنی نصیحت کی بات ایسی اعلیٰ چیز ہے کہ دوسروں کو تو فائدہ دیتی ہی ہے اپنی ذات کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

چیونٹی کی خیر خواہی:

اللہ تعالیٰ اس چیز کو اتنا پسند فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جا رہا تھا اور راستے میں چیونٹیاں چل رہی تھیں۔ تو ان میں سے ایک چیونٹی نے دوسروں کو کہا کہ جلدی سے اپنی بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تمہیں پاؤں کے نیچے کچل دے۔ تو ان میں سے ایک چیونٹی نے کہا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ﴾ (سورۃ النمل: ۱۸)

''اے چیونٹیو! تم اپنے بلوں میں سوراخوں میں چلی جاؤ''

اب سوچئے کہ ایک چیونٹی اگر دوسری چیونٹی کی خیر خواہی کرتی ہے اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں اور اس سورۃ کا نام بھی النمل چیونٹی کے نام پر رکھ دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ تو انسان، انسانوں کی خیر خواہی کریں گے تو اللہ کو کتنا پسند آئے گا۔

اسلاف کا طرز نصیحت:

ہمارے اسلاف میں شروع سے یہ طریقہ رہا کہ گھر ہو یا باہر ہو۔ مسجد ہو یا مدرسہ ہو، ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی اور نصیحت کی بات کرتے رہے، چنانچہ پہلے وقتوں میں باپ اپنے بیٹوں کو نصیحتیں کیا کرتے تھے۔ آج تو وہ وقت آ گیا کہ بیٹے باپ کو نصیحتیں کرتے ہیں۔ اگر باپ بولنے لگے تو کہتے ہیں۔ (ابا چپ کر بندیاں نوگل کرن دے) یعنی جیسے باپ تو بندہ ہی نہیں رہا۔ حالت یہ ہو گئی۔ مگر ایک وقت ایسا تھا کہ جب باپ اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے تھے آج ماں باپ ہی دین والی زندگی نہیں رکھتے تو اپنے بچوں کو نصیحتیں کیا کریں گے۔ دنیا داری اتنی آ چکی حتی کہ کئی جگہوں پر اولاد دین دار بننا چاہتی ہے۔ ماں باپ ان کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں مگر پہلے وقتوں میں مائیں اپنے بچوں کو نصیحتیں کرتی تھیں۔ اس کی دلیل کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی جب گھر سے چلے علم حاصل کرنے کے لیے تو ماں نے ان کو نصیحت کی تھی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا، اب بتائیں کہ ماں کی نصیحت تھی کہ بیٹا سچ بولنا اور راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹا۔ بیٹے نے سچ بولا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان ڈاکوؤں کو توبہ کی توفیق عطا فرما دی۔ یہ ایک ماں کی نصیحت کا اثر تھا، والد نصیحت کرتے تھے۔

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کی نصیحتیں:

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے نصیحتیں کیں۔ بیٹا چند شخصوں کے ساتھ دوستی مت کرنا حتی کہ اگر راستہ چلتے ہوئے چلنا بھی پڑے تو مت چلنا۔ راستے میں بھی ساتھ نہ چلنا۔ کون کون سے؟ فرمایا کہ ایک تم بیوقوف سے دوستی مت کرنا اس لیے کہ وہ تمہارا فائدہ کرنا چاہے گا اور تمہارا نقصان کر بیٹھے گا۔ ہے جو بیوقوف۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک بندے نے ریچھ پالا ہوا تھا۔ تو اس کے دل میں خیال آیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ بھئی میں جب دوپہر کو سوتا ہوں گرمی ہوتی ہے تو ریچھ کو کیوں نا پنکھا کرنا سکھاؤں۔ اس نے ریچھ کو پنکھا کرنا سکھایا اب مالک سو جاتا اور ریچھ پنکھا کرتا۔ لوگوں نے منع بھی کیا بھئی یہ جانور ہے۔ اس کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرو مگر نہیں اسے سکھا دیا۔ چنانچہ کچھ دن تو ایسا چلتا رہا۔ ایک دن مالک سویا ہوا تھا اور ریچھ پنکھا کر رہا تھا۔ ایک مکھی آئی وہ اس سوئے ہوئے بندے کے کبھی ماتھے پر بیٹھے کبھی ناک پر بیٹھے۔ اب اس ریچھ نے اس مکھی کو اڑانے کی پوری کوشش کی، وہ بھی مکھی تھی کہاں اڑتی۔

مگس ہرگز نہ خواہد رفت ازدکان حلوائی

اک حلوائی کی دکان پر مکھی نہیں ہٹتی اور ایک بھی کسی چہرے پر بیٹھ جائے تو بھی نہیں ہٹتی، ہٹاؤ تو نہیں ہٹتی۔ تو جب اس نے کئی دفعہ اس کو ہٹایا اور مکھی نہ ہٹی تو ریچھ کو غصہ آیا اس نے کہا اچھا میں اس مکھی کی خبر لیتا ہوں۔ چنانچہ ایک پتھر بھاری سا پڑا تھا اس نے اٹھایا اور اس مکھی کو دے مارا اور اپنے مالک کے دماغ کا کچومر نکال دیا۔ تو اپنی طرف سے تو اس نے مارا مکھی کو لیکن عقل اتنی نہیں تھی کہ آگے اس کے سر کا کیا بنے گا۔ تو فرمایا کہ بیوقوف سے دوستی نہ کرنا وہ فائدہ پہنچانا چاہے گا الٹا نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ اور دوسرا فرمایا کہ جھوٹے سے دوستی نہ کرنا۔ اللہ اکبر ایک بات میں آپ کو بتاؤں۔ تینوں باتیں بچوں کی تربیت کا نچوڑ ہیں۔ تین باتیں جو چاہے کہ میں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کروں۔ تین باتیں اگر ان تین باتوں کو اس نے کر لیا تو یوں سمجھ لے میں نے اپنے بچوں کی پوری تربیت کر لی۔ تین نکتے کی باتیں۔ ایک بات کہ بچوں سے یہ کہے کہ تم نے ہمیشہ سچ بولنا ہے مجھے ہر غلطی گوارا ہے جھوٹ گوارا نہیں۔ اس پہ بچوں کے ساتھ کوئی Compromise نہیں۔ ہر غلطی کو برداشت کر جائے۔ جھوٹ برداشت نہ کرے کہ بچو ہمیشہ سچ بولنا ہے۔ نبی علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا: ''مومن سب کچھ ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا'' تو یہ صدق مقال بڑی اہم بات ہے۔ لیکن آج کے دور میں ماں باپ یہ نصیحت بچوں کو کیسے کریں کہ خود ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سامنے جھوٹ بولتے ہیں۔ تو بچوں کو نصیحت کیسے کریں گے۔ خود سچ بولیں گے تو بچوں سے وعدے لیں گے۔ یہ بڑی اہم بات ہے اس لیے کہ غفلت والی زندگی کی ابتداء ہی جھوٹ سے ہوتی ہے۔ وہ اپنی ایک حرکت کو چھپانے کے لیے ایک جھوٹ بولتا ہے پھر جھوٹ کو چھپانے کے لیے اسے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ پھر اتنے زیادہ جھوٹوں کو چھپانے کے لیے اسے کئی اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ تو ایک نصیحت بچوں کو کیا کریں؟ سچ بولنا ہے جھوٹ یہ تو compromis ہے ہی نہیں سچ بولنا ہے پکی بات' جو مرضی ہو جائے حالات جو مرضی ہوں مگر بچوں کو کہیں کہ بیٹا سچ بولنا:

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندر کا طریق

ایک تو یہ نصیحت اور دوسری نصیحت پانچ وقت کی نماز' اس پہ کوئی کمپرومائز نہیں۔ میں تھکا ہوا ہوں میرا ہوم ورک زیادہ ہے۔ مجھے رات کو نیند نہیں آئی تھی میں فجر میں جاگ نہ سکا' نہ نہ کچھ قابل قبول نہیں۔ بڑا نقصان بچہ کر دے برداشت کریں گے۔ لیکن پانچ نمازوں میں اگر وہ سستی کرے یہ بات قطعاً قابل قبول نہیں اس کا ایک تو ہے۔ دینی فائدہ کہ صلحاء کے چہرے کا نور آئے گا۔ اور اس کے اندر برکتیں آئیں گی۔ اک فائدہ یہ بھی ہے کہ پانچ وقت کی نمازوں سے اس کی زندگی کی ترتیب سنور جائے گی۔ اس میں Time کی پابندی آ جائے گی۔ جب نمازوں کی پابندی نہیں ہوتی تو پھر Time کی بھی پرواہ نہیں۔ تو پانچ وقت کی نماز اپنے وقت پہ باجماعت ادا کرنا اسکے اوپر کوئی کمپرومائز نہیں۔ رعایت ہے ہی نہیں' اور اگر تکبیر اولیٰ ہو تو پھر سبحان اللہ کیا ہی بات نور علیٰ نور۔

اور تیسری چیز خدمت کرنا۔ بچے کو ہمیشہ انسان ایسا بنائے کہ وہ دوسرے کی خدمت کر کے خوش ہو۔ کئی بچے ہوتے ہیں۔ ان کو کام کرنا بوجھ نظر آتا ہے۔ مصیبت نظر آتی ہے۔ نہیں بچے کو کہنا ہے خدمت کو عظمت سمجھو' جب چھوٹا بڑے کی خدمت کرے' اپنے ماں

www.besturdubooks.wordpress.com

باپ کی خدمت کرے تو اس خدمت کی وجہ سے خود بخود اس بچے کے اندر عاجزی آجاتی ہے۔ عجب اور تکبر کی جڑ نکل جاتی ہے۔ جس بچے نے خدمت کرنے کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ تو یہ تین باتیں یہ سمجھ لیں کہ پوری زندگی کی تربیت کا نچوڑ ہیں۔ بچے سے سچ کا عہد لینا۔ پانچ وقت کی نماز کو پکا کروانا اور خدمت میں ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں۔ ان کے منہ میں آپ گھی شکر دیں ان کو حلوے کھلائیں جو مرضی کھلائیں، جتنا مرضی پیار دیں۔ تین چیزوں میں ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں۔

اولاد کی تربیت سینکڑوں کتابوں کا نچوڑ:

یوں سمجھ لیں کہ سینکڑوں کتابیں جو ترتیب اولاد کے بارے میں ہیں۔ ان سب کا اصل اصول اور نچوڑ ہیں۔ کون کون سی بات یاد ہوئی یا بھول گئی۔ سچ بولنا پانچ وقت کی نماز پڑھنا اور دوسروں کی خدمت کرنا۔ جس بچے میں یہ تین باتیں آ گئیں۔ آپ سمجھ لیں کہ یہ اپنے وقت میں اللہ تعالیٰ کا ولی بن جائے گا۔ یہ ایسی صفتیں ہیں تو بات سمجھ آ گئی۔ اچھا تو بات چل رہی تھی فرمایا کہ چند لوگوں سے دوستی نہ کرنا ایک بیوقوف سے دوسرا جھوٹے سے۔ جھوٹ سے تو انسان کو اتنی نفرت ہو کہ بس نہ کہے نہ سنے اور ایک بات بتاؤں جھوٹ جتنا بھی تیز بھاگے بالآخر سچ اسے جا کے پکڑ لیتا ہے۔

اسلام کی جیت:

مشہور واقعہ ہے کاندھلہ میں ایک زمین کا ٹکڑا تھا جس پہ ایک مسلمان اور ایک ہندو کے درمیان تنازعہ ہو گیا۔ مسلمان کہتا تھا یہ میرا ہے۔ ہندو کہتا تھا یہ میرا ہے۔ اور بستی میں ہندو بھی تھے مسلمان بھی تھے مل جل کر رہتے تھے۔ اب جو ذرا تنازعہ تھوڑا زیادہ بڑھا تو مسلمان جو تھا اس نے Smartness دکھائی۔ کئی ہوتے ہیں ضرورت سے زیادہ چالاک تو وہ سمارٹ بنا اور اس نے کہا کہ جی ہاں یہ میری زمین ہے اور میں اس زمین کو لوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گا اور اس پر مسجد بنا کر دکھاؤں گا۔ جب اس نے یہ کہا تو ہندو نے کہا کہ نہیں یہ تو میری زمین ہے اور میں اس پر مندر بنا کے دکھاؤں گا۔ لو بات تھی دونوں کی Personal اور اب بات بن گئی دونوں کے دین کی۔ اب ہندو ایک طرف ہو گئے۔ مسلمان ایک طرف ہو گئے۔ جھگڑا، مقدمہ بن گیا انگریز جج تھا وہ بھی پریشان کہ یہ اتنا حساس مسئلہ ہے کہ ذرا سا کوئی مسئلہ بگڑا تو یہ تو انسانوں کی جانیں ضائع ہو جائیں گی۔ تو وہ بھی چاہتا تھا کہ کہیں صلح صفائی کا راستہ نکل آئے۔ چنانچہ جب پہلی دفعہ عدالت میں دونوں پیش ہوئے۔ اس نے کہا کہ کوئی طریقہ ہے آپس میں صلح صفائی کا معاملہ ہو۔ ہندوؤں نے کہا کہ ہاں ایک طریقہ ہے۔ ہم آپ کو ایک مسلمان کا نام بتائیں گے۔ آپ ان سے پوچھ لینا وہ کہیں کہ یہ زمین مسلمانوں کی ہے تو ان کو دے دینا وہ کہے ہندوؤں کی تو ان کو دے دینا۔ لو جی اس پر انگریز نے بات طے کر دی اگلی Date دے دی۔ اب مسلمان تو بڑے خوش کمرے سے باہر نکلے کہ بھئی جو بھی ہے۔ ہے تو مسلمان تو مسجد بنانے کی بات کرے گا اور ہندو بعد میں جب باہر والوں سے ملے تو ان کو اپنی غلطی کا اس وقت احساس ہوا کہ ہم نے تو ایک مسلمان کا نام دے دیا۔ تو وہ تو ہماری Favour نہیں کرے گا۔ تو باہر والوں نے ان سے کہا کہ تم نے تو جیتی بازی ہار دی۔ تم نے یہ کیا کیا مسلمان کا نام لے دیا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں وہ بندہ سچا ہے۔ سچ بتائے گا۔ خیر مسلمانوں نے تو اپنے ذہن میں تیاری بھی کر لی کہ وہ مسلمان ہے اس نے مسلمانوں کا نام لینا ہے۔ اور میں اینٹیں لوں گا، میں سریہ لوں گا، میں یہ کروں گا ہم بس مسجد بنا دیں گے۔ اگلی دفعہ جب وہ عدالت میں پیش ہوئے تو مفتی الٰہی بخش صاحب شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے اسی سلسلے میں سے تھے۔ ان کو بھی انگریزوں نے بلا لیا تھا۔ اس نے پوچھا کہ مفتی صاحب یہ زمین کس کی ہے انہوں نے کہا کہ یہ تو ہندوؤں کی ہے۔ جج نے کہا کہ ہندوؤں کی ہے تو کیا ہندو اس کے اوپر مندر بنا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب زمین ہندوؤں کی ہے تو وہ گھر بنائیں یا مندر بنائیں یہ اس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

اختیار ہے۔ اب اس گواہی کو سن کر انگریز نے فیصلہ لکھا۔ فیصلے میں کہا کہ آج کے اس مقدمے میں مسلمان تو ہار گئے مگر اسلام جیت گیا۔ جب اس نے یہ فیصلہ پڑھ کے سنایا تو ہندوؤں نے بھی سنا وہ کہنے لگے کہ جج صاحب آپ نے تو اپنا فیصلہ سنا دیا۔ ہمارا بھی فیصلہ سن لیں اس نے کہا کہ آپ لوگوں کا کیا فیصلہ ہے؟ کہا کہ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ جب اسلام جیت گیا تو ہم بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور اس جگہ مسجد بنانے کا ہم اعلان کرتے ہیں۔ تو ظاہراً نظر آتا ہے کہ سچ بولنے سے کام خراب ہو جائے گا مگر کبھی ایسا نہیں ہوسکتا۔ سچ بولنے سے ہمیشہ انسان کو کامیابی ملتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور قول کی پاسداری:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک ملک کا شہزادہ گرفتار ہو کر پیش ہوا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ اس نے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا ہوا ہے اس لیے اسکو قتل کر دیا جائے۔ تو اس کو پیش کیا گیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بالکل اس کو قتل کرنے پہ سو فیصد آمادہ تھے۔ اتنا شریر انسان، اتنا مسلمانوں کے لیے یہ نقصان دہ اس کو قتل کر دینا چاہیے۔ آپ نے جلاد کو بلوا لیا لیکن اس شہزادے کے چہرے کے اوپر بڑا غم، خوف، مایوسی۔ آپ نے پوچھا بھئی تجھے اس وقت کسی چیز کی طلب ہے اس نے کہا ایک پیالہ پانی۔ حکم ہوا کہ پیش کرو۔ چنانچہ پانی کا پیالہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اب اس نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا تو پیتا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھئی پی کیوں نہیں رہا۔ اس نے کہا کہ جی مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ اگر میں پانی پینے لگوں گا تو آپ میری گردن اڑانے کا اشارہ کر دیں گے۔ تو آپ نے کہا نہیں جب تک تو پانی پی نہیں لیتا اس وقت تک تیری گردن نہیں اڑاتے۔ جب آپ نے یہ کہا کہ جب تک تو یہ پانی پی نہیں لیتا ہم تیری گردن نہیں اڑائیں گے۔ وہ ایسا چالاک بندہ اس نے وہ پانی زمین کے اوپر ڈال دیا۔ کہنے لگا امیر المومنین اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے۔ آپ کا قول یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا جب تک تو یہ پانی پی نہیں لیتا۔ ہم تجھے قتل نہیں کریں گے۔ اب عمر رضی اللہ عنہ نے قول دیا ہوا تھا۔ کوئی ہم جیسا ہوتا تو کہتا دفع ہو پرے۔ لیکن وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ قول کا پاس کیا۔ کہنے لگے ہاں میں نے بات تو یہی کر دی تھی۔ جب تک تو یہ پانی نہیں پیے گا۔ تجھے نہیں قتل کروں گا، تو اب میں تجھے قتل تو نہیں کر سکتا چل میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ تو جب آپ نے کہا کہ میں تجھے قتل نہیں کر سکتا میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ تو وہ کہتا ہے کہ حضرت آپ نے مجھے قتل کا حکم دیا تھا اس وقت اگر میں کلمہ پڑھ لیتا تو لوگ سمجھتے موت کے ڈر سے اس نے کلمہ پڑھا میں نے ایک ترکیب لگائی کہ اب آپ عاجز ہو گئے مجھے قتل کرنے سے تو آپ نے تو مجھے چھوڑ دیا میں اب اعلان کرتا ہوں کہ جس مذہب میں' دین میں اتنا سچ کا ساتھ ہے میں بھی کلمہ پڑھ کے اس مذہب کو قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ مسلمان ہوا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کئی مرتبہ اس شہزادے سے امور خلافت کے کاموں میں مشورے فرمایا کرتے تھے۔ اتنا ذہین تھا۔ دیکھو سچ جو ہے وہ سچ ہے۔

ایک یہ فرمایا کہ تم فاسق سے دوستی نہ کرنا کیوں؟ اس لیے کہ وہ تمہیں ایک لقمے سے بھی کم میں بیچ دے گا۔ کیا مطلب؟ ایک لقمہ تو پھر بھی سمجھ میں آتا ہے۔ تو فرمایا کہ ایک لقمے سے کم سے یہ مراد کہ ایک لقمے کی امید پہ بیچ دے۔ اچھا خیر اب آئیں اپنی اصل بات کی طرف جو میں آپ سے آج کہنا چاہ رہا تھا۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں:

حضرت لقمان علیہ السلام ایک اللہ کے ولی گزرے ہیں۔ ظاہراً رنگ کے کالے تھے۔ مگر اللہ کے ہاں بڑے مقام والے تھے' حبشی تھے' میری انکی بستی کے لوگوں سے ملاقات ہوئی ہے۔ جس بستی میں وہ رہتے تھے وہ شہر ابھی تک ہے اسی نام کے ساتھ' بہر حال وہ حبشی تھے۔ یعنی کالے تھے رنگ کے۔ وہ اپنے بچے کو نصیحتیں کرتے تھے اور ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نصیحتیں اللہ تعالیٰ کو اتنی اچھی لگیں کہ سورۃ لقمان اور اس میں ان کی اپنے بچے کے لیے نصیحتوں کو قرآن مجید کا حصہ بنا دیا۔ یہ نصیحتیں اللہ کو اتنی پسند آئیں۔ انہوں نے اپنے بچے کو ہزاروں نصیحتیں کیں۔ بعض کتابوں میں تو چھ ہزار لکھی ہوئی ہیں۔ بعض میں چار ہزار لکھی ہوئی ہیں۔

لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں کا لب لباب:

ایک موقع پر انہوں نے اپنے بچے سے ایک بات کی جو مجھے آپ کو سنانی ہے۔ فرمانے لگے کہ بیٹے میں نے چار ہزار نصیحتوں میں سے چار کو تمہارے لیے چن لیا۔ چار ہزار میں سے چار باتوں کو تمہارے لیے چن لیا اور وہ میری سب نصیحتوں کا لب لباب ہیں۔ تو پھر یہ بڑی اہم باتیں ہونگی۔ تو بیٹے نے پوچھا کہ ابو وہ کونسی؟ فرمایا:

﴿اِحْفِظْ اَرْبَعًافِیْ اَرْبَعٍ﴾

چار موقعوں پر چار چیزوں کی حفاظت کرنا

پہلی نصیحت:

پہلی بات فرمایا:

﴿اِحْفِظْ عَیْنَیْکَ فِیْ بُیُوْتِ النَّاسِ﴾

''جب لوگوں کے گھروں میں جاؤ تو اپنی آنکھوں کی حفاظت کرنا''

یہ اس دور کے حساب سے کہا گیا۔ اس دور میں جب لوگ آتے جاتے تھے۔ کسی کے ہاں مہمان تو اس آنے جانے میں بے پردگی کا بھی ڈر رہتا تھا۔ آج کل کے دور میں کہیں گے کہ نظر اٹھاتے ہوئے نظر کا خیال رکھنا۔ چونکہ آج تو گلی میں' بازار میں جہاں کہیں نظر اٹھے گی تو خطرہ ہے کہ آگے سے کہیں غیر محرم ہی سامنے نہ ہو۔ تو مقصد کیا تھا کہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا یہ آج کل کے نوجوانوں کے لیے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور مدارس کے طلباء پتا ہے کیا کرتے ہیں کہ سارا دن تو مدرسے میں رہے بند۔ عصر کے وقت یہ ایسے نکلتے ہیں جیسے بکریوں کو باندھا ہو کسی نے اور چھوڑ دیں تو وہ بھاگتی ہیں۔ یہ بھی بازاروں کی طرف بھاگتے ہیں۔ ان کا پھر مدرسے میں دل نہیں لگتا۔ پھر یہ کسی دکان پہ جائیں گے۔ بازار میں جائیں گے۔ وہاں بیٹھ کر یہ تماشہ کریں گے۔ یہ جو تماشہ ہے اس نے پورے دن کی پڑھائی کے نور پر پانی پھیر دیا' جو کچھ حاصل کیا ہوتا ہے۔ پورے دن میں' مسجد میں رہ کر وہ عصر سے مغرب بازار کے اندر جا کر بیٹھنے سے پوری کی پوری نعمت ضائع ہو جاتی ہے۔ پھر آ کے کہتے ہیں کہ جی حضرت کچھ بتائیں سبق یاد نہیں ہوتا۔ کیسے سبق یاد ہو۔ جہاں عصیان ہوگا وہاں نسیان ہوگا۔ پھر سبق یاد کرتے ہیں سبق یاد نہیں ہوتا۔ اس گناہ کی ظلمت سامنے آتی ہے۔ تو فرمایا کہ نگاہوں کی حفاظت کرنا یہ پہلی نصیحت۔

دوسری نصیحت:

دوسری نصیحت فرمائی:

﴿اِحْفَظْ لِسَانَکَ فِیْ مَجَالَسَۃِ النَّاسِ﴾

''جب لوگوں کی مجلس میں بیٹھو تو اپنی زبان کی حفاظت کرنا''

اکیلے بیٹھ کے تو زبان کی حفاظت کی ضرورت ہی نہیں۔ اکیلے میں بیٹھ کے تو گالیاں وہی بکے گا جس کا دماغ خراب ہوگا۔ عام بندہ تو کچھ نہیں کرتا اکیلے میں۔ زبان کا Missuse کب ہوتا ہے۔ لوگوں کی مجلس میں جب ایک سے دو ہوتے ہیں۔ دو سے تین ہوتے ہیں۔ پھر زبان کا برا استعمال شروع ہوتا ہے۔ کسی کی غیبت کی چغلی کی' بہتان باندھا۔ تو فرمایا کہ لوگوں کی مجالس میں بیٹھ کر کس کی حفاظت کرنا؟ زبان کی حفاظت کرنا۔

تیسری نصیحت:

تیسرا یہ فرمایا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اِحْفَظْ مِعْدَتَكَ عَلٰى مَائِدَةٍ﴾

”جب تو دستر خوان پر بیٹھے تو اپنے معدے کی حفاظت کرنا“

اس لیے کہ دستر خوان پر بیٹھ کر انسان جو کھاتا ہے۔ وہی اس کی صحت ہوتی ہے۔ اس کو انگریزی میں کہتے ہیں:

Your health is What you eat

جو آپ کھاتے ہیں۔ وہی آپ کی صحت بنتی ہے۔ اور آج کل کے نوجوانوں کو تو کھانا اچھا نہیں لگتا ان کو Fast food اچھا لگتا ہے۔ Chips کھائیں گے، پتا نہیں کیا کیا الٹی سیدھی چیزیں بن گئیں ہیں۔ نئی دور کی یا اللہ اگر روٹی سالن دو تو وہ اچھا نہیں لگتا یہ کہیں گے کہ ہمیں Pototo Chips لے کر دیں اب نئے نئے کھانوں کے ہمیں نام ہی نہیں آتے۔ پرانے دماغ کے بندے ہیں۔ ہمیں نام بھی نہیں آتے کیا کیا؟ تو فرمایا کہ بیٹے دستر خوان پر اپنے معدے کا خیال رکھنا۔

چوتھی نصیحت:

چوتھی بات فرمائی کہ اے بیٹے

﴿اِحْفَظْ قَلْبَكَ فِي الصَّلٰوةِ﴾

”جب نماز پڑھنے کا وقت ہو تو اپنے دل کی حفاظت کرنا“

کہ دل میں وساوس کوئی نہ آئیں۔ اور واقعی جب بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو ایسی ایسی باتیں یاد آتی ہیں جو آگے پیچھے یاد ہی نہیں آسکتیں۔ ایک بندہ کہیں پیسے رکھ کے بھول گیا۔ یعنی خزانہ کہیں دبا کر بھول گیا اس کو یاد ہی نہیں آتا تھا۔ تو وہ آیا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس۔ ماشاء اللہ وہ تو اتنے ذہین تھے کہ کیا بات۔ کہنے لگا حضرت مجھے یاد ہی نہیں آرہا میں نے کہاں رکھا۔ انہوں نے کہا دو رکعت نفل پڑھ۔ ان کو پتا تھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دو رکعت نفل پڑھے تو بس فوراً اسکو نماز کا خیال نہیں رہتا۔ سب باتیں یاد آ جاتی ہیں۔ تو فرمایا کہ بیٹے نماز میں اپنے دل کا لحاظ رکھنا' یعنی خیال رکھنا تا کہ اس میں کوئی وساوس' خیالات باہر کے نہ آ جائیں۔ تو بھئی یہ چار باتیں۔ عزیز طلباء ان کی پوری نصیحتوں کا نچوڑ ہیں۔ اب آپ ذرا مجھے گنوا دیں۔ وہ چار باتیں کون سی ہیں۔

① آنکھوں کی حفاظت

② زبان کی حفاظت

③ معدے کی حفاظت

④ اور نماز کے اندر دل کی حفاظت۔

بیٹے دو باتوں کا تذکرہ نہ کرنا:

پھر چار باتوں کے ساتھ تھوڑا سا ضمیمہ بھی ساتھ لگا دیا ہوتا ہے کہ یہ تو میرا پیپر ہے اور میں اس کے ساتھ کچھ اور بھی اضافہ لگا رہا ہوں۔ تو فرمایا کہ بیٹے دو باتوں کا کبھی تذکرہ نہ کرنا۔ ایک اگر تو کسی کے اوپر احسان کرے تو اس احسان کا کبھی تذکرہ ہی نہ کرنا اور دوسرا اگر کوئی تیرے ساتھ برائی کرے تو اس برائی کا کبھی بدلہ نہ لینا' یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے معاف کر دینا۔ جب اللہ کے لیے معاف کر دیں گے تو تم اسکا تذکرہ ہی نہ کرنا۔ تو دو چیزوں کا تذکرہ نہ کرنا' کونسی دو چیزیں؟ ایک تو اگر تم کسی پر احسان کرو اسکا تذکرہ نہ کرنا اور دوسرا کوئی تمہارے ساتھ برائی کرے تو اسکا بھی تذکرہ نہ کرنا اور فرمایا کہ دو چیزوں کو کبھی بھی نہ بھولنا۔ دو چیزوں کو یاد نہ کرنا۔

دو چیزوں کو کبھی نہ بھولنا:

دو چیزوں کو کبھی نہ بھولنا۔ اتنا یاد کرنا کہ دو چیزوں کو کبھی نہ بھولنا اس نے کہا کہ جی کونسی؟ فرمایا ایک اپنے رب کو کبھی نہ بھولنا اور دوسرا اپنی موت کو کبھی نہ بھولنا۔ ایک اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

کو کبھی نہ بھولنا اور دوسرا اپنی موت کو۔ اور واقعی بات سو فیصد سچی ہے۔ جو شخص ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے اور ہر وقت اپنی موت کو یاد رکھے وہ بندہ اپنے راستے سے کبھی بھی پٹڑی سے نہیں اتر سکتا۔ ہمیشہ اللہ کو یاد رکھیں اور ہمیشہ موت کو یاد رکھیں۔ جب انسان موت کو بھولتا ہے تو پھر وہ دنیا کے اندر الجھ جاتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿اُذْكُرُوْا هَاذِمَ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ﴾

''لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو یاد رکھو''

یہ موت کو بھولنے کی علامت ہے کہ ادھر زلزلہ آیا اور لوگوں کے گھر گرے' لوگوں کی جانیں چلی گئیں اور ایسے بھی لوگ تھے جو ان مکانوں کے گرے ہوئے ملبے میں سے لوگوں کی چیزوں کو لوٹ رہے تھے۔ اور ایسے بھی تھے کہ اگر عورتیں اس میں دب کر مریں تو ان کے ہاتھ کاٹ کر اس میں سے زیور چھین رہے تھے۔

عبرت انگیز واقعہ:

اب یہ واقعہ پتا نہیں کہاں تک سچا ہے' اللہ جانے لیکن مجھے ہمارے ایک دوست ہیں پروفیسر نصیر صاحب انہوں نے سنایا۔ کہنے لگے ایک بس جا رہی تھی۔ ایک آدمی نے جو دیکھا تو اسے نیچے ایک سانپ پڑا نظر آیا۔ بس کے اندر تو اس نے کنڈیکٹر کو کہا سانپ سانپ' کنڈیکٹر نے اس سانپ کو پکڑ کے جو کھڑکی تھی اس سے نیچے پھینکا۔ تو کہتے ہیں کہ ساتھ ہی ایک سکوٹر پہ نوجوان جا رہا تھا' وہ سانپ اس سکوٹر والے کے جسم سے جا کے لگا اس نے اس کا ٹا۔ جو کاٹا تو سکوٹر والا گرا اور مرا۔ جب پولیس نے آ کر اس بندے کو دیکھا تو اس کے سکوٹر کے پیچھے ایک چیز بندھی ہوئی تھی جیسے کچھ بریف کیس یا جو مرضی سمجھ لو۔ اس کو جب کھول کر دیکھا تو زلزلے میں جو عورتیں دب کر مر گئیں ان کے ہاتھوں کو کاٹ کر لایا تھا جن میں چوڑیاں اور انگوٹھیاں پہنی ہوئیں تھیں۔ اور ان کو لے کے جا رہا تھا۔ اب بتاؤ کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیسا پتھر دل ہوگا کہ مری ہوئی' ملبے میں دبی ہوئی عورتوں کے ہاتھوں کو وہ کاٹ رہا ہے۔ کس لیے کہ اس میں سے اس نے چوڑیاں اور انگوٹھیاں اتارنی ہیں۔ اور ان کو وہ بریف کیس میں بھر کے لے جا رہا تھا۔ جب انسان اپنی موت کو بھول جاتا ہے۔ تب وہ اس قسم کی حرکتیں کرتا ہے۔ تو دو باتیں کہیں فرمایا کہ بیٹے اللہ تعالیٰ کو کبھی نہ بھولنا اور اپنی موت کو کبھی نہ بھولنا۔ جب موت بھول جاتی ہے تو پھر انسان بالکل دنیا میں الجھ جاتا ہے۔ تو ہمیں ان دو چیزوں کو ہم یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی یاد کی توفیق نصیب فرمائے۔ موت کو ہر وقت یاد رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت کی قدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ (سورۃ العصر ۱ تا ۳)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْھِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

نعمتوں کی بارش

اللہ رب العزت کی بے شمار نعمتیں ہر انسان کو میسر ہیں۔ اگر ہم ان کی گنتی کرنا چاہیں تو ہم ان کو گن بھی نہیں سکتے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (سورۃ النحل: ۱۸)

اگر تم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن بھی نہیں سکتے۔ تو اللہ رب العزت نے ہر انسان کو ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے۔

وقت اہم کیوں ہے:

ان میں سے ایک نعمت وقت ہے۔ اس کی قدر و قیمت اس قدر ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اس کی قسم کھائی۔ فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ﴾

قسم ہے زمانے کی اللہ رب العزت کا قسم اٹھانا یہ اس وقت کی قدر و قیمت کی ایک بیّن دلیل ہے۔ اور ایک جگہ نہیں قرآن کریم میں متعدد بار اللہ رب العزت نے قسم کھا کر بات فرمائی۔

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ (سورۃ الفجر: ۱۔۲)

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ○ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ﴾ (سورۃ التکویر: ۱۷۔۱۸)

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ○ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى﴾ (سورۃ اللیل: ۱۔۲)

ایک جگہ فرمایا:

﴿فَلَا اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ○ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ﴾ (سورۃ الانشقاق: ۱۶۔۱۷)

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى﴾ (سورۃ الضحیٰ: ۱۔۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

تو دن اور رات کی قسمیں کھائیں۔ وقت کی قسم کھائی۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت کے ہاں اس کی بڑی اہمیت ہے۔

پوشیدہ نعمتیں:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں۔ نـعـمـتـٰـن دو نعمتیں ایسی ہیں۔

﴿ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ﴾

اکثر لوگ ان دو نعمتوں کو Miss Use کرتے ہیں۔ مغبون کا مفہوم سمجھنے کے لیے ترجمہ یہ کیا جارہا ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان دو نعمتوں کو Miss use کرتے ہیں۔ کونسی؟

اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

① ...... ایک صحت کی نعمت ② ...... ایک فرصت کی نعمت

اکثر دیکھا گیا کہ جب اللہ رب العزت صحت دیتے ہیں۔ تو انسان کا دل ساتھ نہیں دیتا۔ اور جب آخری عمر میں انسان کا دل ساتھ دیتا ہے تو انسان کی صحت ساتھ نہیں دیتی۔

خوش نصیب انسان کون؟

وہ انسان خوش نصیب ہے۔ جو اپنے صحت کے زمانے میں بھی اپنے وقت کی قدر کرتا ہے۔ اور فرصت کی قدر وہی کرتے ہیں جن پر اللہ کا خصوصی انعام ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذیشان:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے صوفیاء کرام کی دو باتوں سے بہت فائدہ ہوا۔ ایک بات کہ انہوں نے فرمایا کہ وقت ایک تلوار ہے۔ اگر تم اسے نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ کے رکھ دے گی۔ بات تو ایسی ہے۔ جس بندے سے بات کرو وہی کہتا ہے وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھا گزر رہا ہے۔ گزر رہا ہے۔ گزر رہا ہے۔ اور کچھ سالوں کے بعد پتہ چلتا ہے کہ وقت نے کیا گزرنا تھا یہ خود ہی دنیا سے گزر گیا۔ تو فرمایا وقت ایک تلوار ہے اگر تم اسے نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ کے رکھ دے گی۔

عزتوں والی زندگی کا راز:

چنانچہ ہمارے اکابر نے وقت کی بہت قدر فرمائی' بلکہ دنیا میں جس نے بھی عزتیں پائیں دین کے میدان میں یا دنیا کے میدان میں۔ ہر بندے کے حالات زندگی پڑھ کر دیکھیں انہوں نے اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کی قدر کی ہوگی۔ آج کی اس مجلس میں یہ عاجز اپنے ہی اکابر کی مثالیں پیش کرے گا۔ تاکہ ہمیں یہ احساس ہو کہ ہمارے اکابر وقت کے کتنے پابند تھے۔ اور کتنے اس کے قدر دان تھے۔

ابن ابو قیس کا عارفانہ جواب:

ابن ابو قیس رحمۃ اللہ علیہ محدث گزرے ہیں۔ ہر وقت حفظ حدیث اور روایت حدیث میں مشغول رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ کچھ دیر ان سے بات بھی کر لیں تو جواب میں فرمایا کہ تم سورج کو تھام لو تو میں تم سے باتیں کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس لیے کہ غروب ہونے والا سورج انسان کو پکارتا ہے۔ کہ اے انسان آج میں تیری زندگی میں غروب ہو رہا ہوں۔ پھر لوٹ کر دوبارہ طلوع نہیں ہونگا۔ ایک نیا دن ہوگا یہ دن ہاتھوں سے چلا گیا۔

عروج بندگی:

حماد بن اسلمی رحمۃ اللہ علیہ حافظ حدیث تھے اور اکثر وقت ان کا روایت حدیث ہی میں گزرتا تھا۔ جب فارغ ہوتے تھے تو نماز میں نوافل میں لگ جایا کرتے تھے۔ اللہ کی شان دیکھیں کَمَا تَعِیْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ۔ تم جس حال میں زندگی گزارو گے تمہیں اسی حال میں موت آئے گی۔ اللہ کی شان ایک دن عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ عین حالت نماز میں اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت کو پیارے ہو گئے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔ بیمار ہو گئے تو قریب کے جو کچھ احباب تھے انہوں نے چاہا کہ ہم جائیں اور امام صاحب کی طبع پرسی کریں جب وہ امام صاحب کے پاس پہنچے تو ان کے آخری لمحات تھے تو اس وقت میں انہوں نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ رمی جمار مشیاً افضل ہے کہ راکباً افضل ہے۔ سواری پر سوار ہو کر شیطان کو کنکریاں مارنا یہ بہتر ہے یا پیدل چل کے۔ بعض نے کہا راکباً افضل ہے۔ فرمایا نہیں بعض نے کہا کہ جی پیدل چل کے مارنا افضل ہے۔ فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا جی آپ ہی بتا دیجیے۔ تو پھر مسئلہ کی وضاحت فرمائی کہ جس جمار کو کنکری مارنے کے بعد دعا مانگنا سنت ہے۔ اس کو پیدل مارنا افضل ہے۔ اور تیسرے کو جہاں دعا نہیں مانگتے اس کو سواری پر بیٹھ کے مارنا یہ افضل ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے جواب سنا تو ہم نے کہا اچھا نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم مسجد میں جاتے ہیں۔ ہم ابھی دروازے تک نہیں پہنچے تھے کہ پیچھے ہم نے کلمہ کی آواز سنی لوٹ کر دیکھا تو امام صاحب کی روح پرواز کر گئی تھی۔

مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا دین سے والہانہ تعلق:

ہمارے اکابر علماء دیو بند میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ان کی وفات اس حال میں ہوئی کہ ان کے سینے کے اوپر ایک استفتاء لکھا ہوا پڑا ہوا تھا۔ یعنی فتوی دے رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے وہ ان کے ہاتھ سے گر گیا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ زندگی کے آخری لمحے تک انہوں نے عبادت میں گزارے۔ ہمارے مشائخ نے One mintue Accuraly Develop کر لی تھی۔ ان کے نزدیک ایک منٹ کا وقت بھی بڑا قیمت رکھتا تھا۔ آج ہماری زندگی کی ترتیب کچھ ایسی بن گئی کہ ہم گھنٹوں کی پرواہ نہیں کرتے دنوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی پرواہ نہیں کرتے۔

حیران کن واقعہ:

چنانچہ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ حفاظ حدیث میں سے گزرے ہیں۔ بڑے محدث تھے اور ان کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے۔ ایک نوجوان کی شادی ہوئی ابتدائی دن تھے۔ وہ آپ کی خدمت میں علم حاصل کرنے کے لیے آیا کرتا تھا۔ ایک دن مجلس ذرا لمبی ہوگئی وہ دیر سے گھر پہنچا۔ بیوی کو بھوک لگی ہوئی تھی کھانے کا انتظار کررہی تھی۔ اس نے اس بات کا برا منایا کہ اتنی دیر سے کیوں آئے۔ تو خاوند جب گھر پہنچا تو وہ اس سے الجھ پڑی۔ جیسے اکثر بیویاں میوزک سناتی ہیں۔ آپ کو تو پرواہ ہی نہیں کسی کی۔ بس آپ تو جاتے ہیں تو پچھلے آپ کے لیے مرجاتے ہیں۔ خیر وہ خاموشی سے سنتا رہا پھر اس نے بتایا کہ بھئی میں درس سننے کے لیے گیا تھا۔ دیر ہوگئی کوئی بات نہیں۔ وہ کچھ زیادہ ہی غصے میں تھی اس نے جواب میں کہہ دیا کہاں گئے تھے درس سننے تمہارے استاد کو کچھ نہیں آتا تم کیا سیکھو گے۔ اب جب استاد کے بارے میں بات کی۔ یہ بھی تو جوان خون تھا' برداشت نہ کرسکا اس نے کہا اچھا اگر میرے استاد کو ایک لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں تو میری طرف سے تمہیں طلاق۔ خیر جب رات گزری دونوں کے دماغ ٹھنڈے ہوئے اب بیوی کو بھی افسوس ہوا کہ مجھے ایسی بات ان کے استاد کے بارے میں نہیں کرنی چاہیے تھی۔ خاوند نے بھی سوچا ہاں مجھے ایسے وقت ایسی بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اب چونکہ Conditional طلاق تھی۔ Dirorce تھی تو بیوی نے پوچھا کہ یہ واقع ہوئی یا نہیں ہوئی۔ اس نے کہا کہ میں اپنے استاد سے Verify کروں گا۔

چنانچہ وہ نوجوان آیا اور اس نے ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ مسئلہ بن گیا آپ بتائیں کہ میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی۔ تو ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا کہ جاؤ

www.besturdubooks.wordpress.com

میاں بیوی بن کے زندگی گزارو۔ ایک لاکھ حدیثیں مجھے اس طرح یاد ہیں جس طرح لوگوں کو سورۃ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت:

یہ مرض الموت میں گرفتار تھے آخری وقت تھا۔ طلباء حاضر خدمت ہوئے۔ اب انہوں نے محسوس کیا کہ بس آخری آخری لمحہ ہے۔ تو حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایسے وقت میں جو لوگ حاضر ہوں وہ میت کے سامنے تلقین کریں۔ تلقین کہتے ہیں یاددہانی کو کہ وہ ذرا اونچی آواز سے کلمہ پڑھیں جہر سے تاکہ مریض سنے اور اس کو اپنا سبق یاد آجائے۔ یہ نہیں ہوتا کہ اسے حکم دیں کہ تم پڑھو بس اونچی آواز سے پڑھ دینا تاکہ اسے یاد آجائے۔ اب شاگردوں نے سوچا کہ یہ ہمارے استاد محدث ہیں۔ ہم انہیں کلمے کی تلقین کریں۔ مگر عمل بھی ضروری تھا۔ تو انہوں نے ایک خوبصورت فیصلہ کیا کہ جس حدیث مبارکہ میں یہ خوش خبری ہے کہ کلمہ پڑھنے سے جو اس پر موت آئے تو اس پر جنت ملتی ہے۔ ہم اس حدیث مبارکہ کی روایت کرتے ہیں۔ ان کے سامنے چنانچہ انہوں نے حدیث مبارکہ پڑھنی شروع کی سنانی شروع کی۔ عن فلاں عن فلاں۔ جیسے ہی انہوں نے ایک دوراویوں کا نام لیا تو وہ پہچان گئے کہ یہ فلاں حدیث پڑھنا چاہتے ہیں تو انہوں نے خود Pick up کرلیا اور حدیث بیان کرنی شروع کردی۔ حدیث مبارکہ یہ تھی کہ

مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

کہ جس بندے کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو او وہ جنت میں داخل کردیا جاتا ہے۔

چنانچہ حدیث پڑھتے ہوئے جب انہوں نے اتنا کہا

من کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ اس لفظ پر پہنچ کر ان کی روح پرواز کرگئی اور وہ Paractically جنت میں داخل ہوگئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

Imagain تصور کریں کہ زندگی کے اس لمحے تک وہ لوگ علم کی خدمت میں لگے رہے۔

مطالعہ کرنے کا عجیب انداز:

چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ عبید بن یعیس ایک محدث تھے۔ حدیث کی کتاب سامنے ہوتی تھی اور وہ اس کا مطالعہ کرتے تھے۔ یاد کرتے تھے اس کی Revision کرتے تھے۔ اور اتنے مصروف ہوتے تھے کہ ان کو کھانے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ بہن ان کے لیے کئی مرتبہ کھانا پکاتی یا گرم کرتی یا پھر تیار کرتی ان کو فرصت ہی نا ملتی تو بہن نے کہا بھائی اگر آپ کو مطالعہ سے فرصت ہی نہیں تو میں ہی لقمے بنا کے منہ میں ڈال دیتی ہوں۔ آپ مطالعہ بھی کرتے رہیں اور لقمہ بھی چباتے رہیں۔ چنانچہ بیس سال ان کا یہ معمول رہا کہ کھانے کے وقت بہن لقمے ڈال دیتی تھی وہ کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے وقت بھی مطالعہ جاری رہتا تھا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا شوق مطالعہ:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ کی قسم مجھے بہت افسوس ہوتا ہے اس وقت پر جو کھانے کے اندر گزر جاتا ہے کہ میں اس وقت میں مطالعہ نہیں کر سکتا۔ سوچیے وہ اپنے کھانے کے اوقات کو بھی Minimize کیا کرتے تھے۔ کہ بس کھانے کھاؤ اور باقی وقت میں پھر تم مطالعہ شروع کردو۔

دنیا جن پر ناز کرتی ہے:

چنانچہ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ خشک ستو کھا رہے تھے تو دیکھنے والے نے کہا کہ پانی ملا کر اگر گڑ ڈال کر کھائیں تو ٹیسٹی ہوتے ہیں۔ اچھے لگتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پانی ملا کے کتنا Time لگتا ہے اس کا بھی تجربہ کیا اور خشک ستو پھانکنے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی تجربہ کیا۔ تو میں نے دیکھا کہ خشک ستو پھانکنے میں وقت کم لگتا ہے۔ چنانچہ پچھلے بیس سال سے میری زندگی کا معمول ہے کہ میں خشک ستو کھا لیتا ہوں اور جو Time میرا بچتا ہے اس میں ستر مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرتا ہوں۔ Un believeable حیران ہوتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کے اوقات کا اس قدر خیال رکھا کرتے تھے۔

حدیث نبوی ﷺ سے محبت کا مثالی انداز:

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث ہیں۔ جرح اور تعدیل کے یہ امام گنے جاتے ہیں۔ یعنی حدیث کے جو راوی ہوتے ہیں ان کی پرکھ کرنے میں اللہ نے ان کو خصوصی انعام دیا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ ان کو پتہ چلا کہ ایک محدث محمد بن افضل ان کے پاس ایک حدیث ہے جو انہوں نے پہلے نہیں سنی ہوئی تھی۔ یہ ان کے پاس گئے دروازہ کھٹکھٹایا انہوں نے دروازہ کھولا۔ تو دروازے میں کھڑے کھڑے انہوں نے ان سے پوچھا کیسے آنا ہوا۔ کہنے لگے کہ میں آپ سے فلاں حدیث مبارکہ سننے کے لیے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں مجھے زبانی بھی یاد ہے اور میں نے کتاب میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ تو میں ابھی آپ کو کتاب لا کر سنائے دیتا ہوں تو جب وہ واپس لوٹنے لگے تو یحییٰ بن معین نے ان کا قمیض پکڑ لیا۔ کہ حضرت ایسا نہ ہو کہ آپ لینے جائیں اور اس دوران مجھے موت آ جائے یا آپ کو آ جائے۔ حدیث پہلے سنا دیں اس کے بعد جا کے کتاب لے آنا میں حدیث دوبارہ پھر سن لوں گا۔

حضرت امام ابن سفون رحمۃ اللہ علیہ کا استغراق:

ابن سفون مالکیہ مذہب کے بڑے امام گزرے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ کھانا نہیں کھایا اپنے مطالعے میں لگے ہوئے تھے۔ باندی تھی اس کا نام تھا ام ملام۔ وہ بار بار آ کے پوچھتی میں کھانا لے آؤں، میں کھانا لے آؤں۔ اور یہ کہتے تھوڑا صبر کر لو۔ صبر کر لو۔ میں اور مطالعہ کر لوں۔ تو ایک موقع پر پھر اس نے کہا کہ اچھا اگر آپ کے پاس

www.besturdubooks.wordpress.com

کھانے کی فرصت نہیں تو میں لقمے آپ کے منہ میں ڈال دیتی ہوں۔ کہنے لگے بہت اچھا وہ لقمہ منہ میں ڈال دیتی چبا لیتے مگر مطالعہ کرتے رہے۔ اس قدر مطالعہ کے اندر Obsorve تھے کہ جب صبح کے وقت مطالعہ ختم کیا اور ام ملام کو کہا کہ کھانے لاؤ تو اس نے کہا جناب کھانا تو میں آپ کو کھلا چکی۔ کہنے لگے مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی انوکھی شرط:

نحو کے بڑے امام گزرے ہیں امام صاحب نوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو اگر کوئی بندہ اپنے گھر سے Invite کرتا تو وہ ایک Condition رکھتے کہ اچھا مجھے اپنے گھر میں ایک الگ کمرہ دے دو۔ میں اپنی کتابیں اپنی پیٹھ پر لاد کر آؤں گا۔ اور جتنی دیر میں تمہارا کھانا تیار ہوگا میں مطالعہ کرتا رہوں گا۔ اور کھانے کے بعد بھی میں مطالعہ کروں گا اور اس کے بعد میں وہاں سے واپس آؤں گا۔

قیمتی نصیحت:

آج ہمارے گھروں میں دعوتیں ہوتی ہیں تو گھنٹوں گپوں میں گزر جاتے ہیں۔ اور کئی مرتبہ تو ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے بات ہی کوئی نہیں ہوتی۔ تے اچھا فیر ہور سنا حال اے۔ وہ اس لیے کہ ہمیں وقت کی اہمیت کا احساس نہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ Be Breif on Phone کہ ٹیلی فون کرتے ہوئے بہت مختصر بات کرو اس میں دنیا کا بھی فائدہ اور دین کا بھی فائدہ۔

طلباء کے لیے راہنما مثال:

چنانچہ امام ثعلب کے بارے میں آتا ہے کہ یہ راستہ چلتے ہوئے بھی مطالعہ کیا کرتے تھے۔ سڑک کے کنارے چلتے تھے اور کتاب ہاتھ میں ہوتی تھی اور پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ ان کو اردگرد کی ٹریفک کا اور لوگوں کا کچھ پتہ نہیں ہوتا تھا۔ ان کی وفات بھی ایسے ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

آئی کہ مطالعہ کرتے کرتے آگے گڑھا تھا پتہ نہ چلا اور گڑھے کے اندر جا کر گرے اور اس کی وجہ سے موت آ گئی۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا اشاعتی کام اور ہماری حالت زار:

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اتنی کتابیں لکھیں کہ ان کے صفحات کی تعداد تین لاکھ اٹھاون ہزار تھی۔ تین لاکھ اٹھاون ہزار صفحے لکھ لینا اللہ اکبر کبیرا۔ ان کی ٹوٹل زندگی پر جب اس کی Dirvide کیا گیا تو per day کی Eighteen Pages Average بنے۔ اور اگر ابتداء کے پندرہ سولہ سال جو علم حاصل کرنے کے ہیں وہ نکال دیئے جائیں تو یہ Average forty سے اوپر چلے جاتی ہے۔ اب ہم روزانہ ایک نئی کتب کے چالیس صفحے نہیں پڑھ سکتے۔ وہ نئی کتاب کے چالیس صفحے لکھ دیا کرتے تھے۔ اب ذرا اس کو بیٹھ کے سوچیں تو پھر اندازہ ہوگا۔ آج تو دیکھئے لکھنے کے لیے ہمارے پاس ایسے پن ہیں کہ آپ صفحے کے اوپر سے شروع کریں تو نیچے تک اس کے مکمل ہونے تک اس کے اندر کوئی ink ڈالنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ پن کو اٹھانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اور ان کے پاس تو قلم اور دوات ہوتی تھی۔ ہر لفظ کے لیے ان کو دوات میں سے سیاہی لینی پڑتی تھی۔ پھر قلم خراب ہو جاتی تھی سیاہی کم ہو جاتی تھی۔ آج ہمارے پاس تو Air Condition envirement ہے ان کو تو گرمیوں کے اندر دھوپ کے اندر پسینے کی حالت میں بیٹھ کر لکھنا پڑتا تھا۔ آج ہمارے پاس بجلی کی نعمت موجود ہے۔ ان کے پاس چراغوں کی روشنی بھی مشکل ہوتی تھی۔ تو ان حالات میں ان Resavrses میں ان کا اتنے صفحات کا لکھ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی ہی انہوں نے زندگی کے ایک ایک منٹ کو صحیح طریقے سے گزارا ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن فہمی کی عجیب مثال:

شاگردوں نے کہا کہ حضرت تفسیر لکھ دیں۔فرمایا بہت اچھا اب انہوں نے تفسیر بیان کرنی شروع کردی۔شاگردوں نے لکھنی شروع کردی۔انہوں نے محسوس کیا کہ ایک ایک لفظ پر علم کے خزانے ہی کھلتے جارہے ہیں۔اوروہ تو لکھ لکھ کے تھک جاتے تھے تو انہوں نے پوچھا کہ حضرت کتنی بڑی تفسیر ہوگی۔فرمایا تیس ہزار صفحات کی۔تو جب دو چار مہینے انہوں نے لکھا تو شاگردوں نے ہاتھ جوڑے کہ تیس ہزار صفحات نہیں لکھے جاتے چنانچہ Negotiate کریں انہوں نے کہا کہ اچھا میں اس کو بہت مختصر کرتا ہوں چنانچہ انہوں نے سات ہزار صفحات کی تفسیر لکھوائی اوراس کے لکھنے میں ان کو سات سال لگ گئے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات:

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا ہوگا۔اوراپنی انگلیاں دکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان انگلیوں سے میں نے دین کے اوپر دو ہزار کتابیں لکھی ہیں۔ان کی دو باتیں بڑی عجیب ہیں۔ایک تو یہ کہ لکھتے رہتے تھے اور جیسے ہی قلم خراب ہوتی تھی اوراس کو بنانے کا وقت آتا تھا۔تو اس وقت میں ذکر شروع کردیتے تھے کہ میرا قلم بنانے کا وقت بھی غفلت میں نہ گزرے۔اب سوچنے کہ یا تو لکھنے میں مصروف ہیں اور جیسے ہی قلم بنانے لگتے تو ذکر میں مشغول ہوجاتے کہ میرے اس وقت میں بھی میرے نامہ اعمال میں نیکی لکھی جائے۔اور جو قلموں کا چورا تھا اس کو جمع کرتے رہتے تھے تو کئی من چورا بن گیا تھا تو وصیت فرمائی کہ جب مجھے موت آئے تو میرے غسل کا پانی اس سے گرم کیا جائے۔

ایک وقت میں دو کام:

حاکم شہید صاحب مستدرک ان کے پاس لوگ ملنے کے لیے آتے تھے تو وہ اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

لکھائی جاری رکھتے تھے۔ اور اس سے کہتے تھے کہ بھئی آپ بات کرتے رہو میں آپ کی بات بھی سنتا رہوں گا۔ ایک وقت میں دو کام کیا کرتے تھے۔

علامہ ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کا علمی ولولہ:

چنانچہ علامہ ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اسی (۸۰) سال کی عمر میں ان کو علم حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ بیس (۲۰) سال کے نوجوان ان کے پاس بیٹھ کر شرمندہ ہوا کرتے تھے۔ وہ کتاب کا مطالعہ کرتے تھے اور روٹی جو آتی تھی اسکو پانی میں بھگو کے رکھ دیتے تھے۔ تو شاگرد نے پوچھا کہ حضرت یہ روٹی بھگو کر کیوں کھاتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ چبانے میں وقت کم لگتا ہے جلدی کھالیتا ہوں اور کھانے کا وقت بچا کر اسکو بھی مطالعہ میں لگالیتا ہوں۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی الفنون جس کی آٹھ سو جلدیں بنیں۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو قریب طلباء تھے فرمانے لگے کہ میں نے پوری زندگی واعظ و نصیحت میں گزار دی۔ اب مجھے میرے اللہ کے ساتھ تخلیہ دے دو چنانچہ ان کو بھیج دیا اور وہ ذکر کرتے کرتے اپنے پروردگار کے پاس پہنچ گئے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا محاسبہ:

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ہر ہفتے میں جتنی گفتگو کرتے تھے وہ لکھتے تھے اور پھر جمعہ کے دن اس کا حساب لگاتے تھے۔ اس ہفتے میں میرا نامہ اعمال کیسا اللہ رب العزت کے حضور پہنچا ہوگا۔ ہم تو ایک دن کی گفتگو نہیں لکھ سکتے اتنا بولتے ہیں۔ وہ کتنا کم بولتے ہونگے کہ ہفتے بھر کی گفتگو لکھتے تھے۔ یہی نہیں وہ پھر اسی مطالعہ ہی میں وقت گزار دیتے تھے۔

علامہ ضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام لیل:

ضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ درس حدیث بھی دیتے تھے اور جب

www.besturdubooks.wordpress.com

رات آتی تھی تو تین سو رکعت نفل تہجد کے بھی پڑھا کرتے تھے۔ تین سو رکعت آج ہمارے لیے چار رکعت پڑھنی مشکل ہوتی ہے۔ رمضان المبارک میں اگر دس بیس رکعت کبھی کوئی پڑھ لے تو پھر اسے اپنے گھٹنوں کا احساس ہوتا ہے کہ اس میں کتنی جان ہے۔ میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ بیس رکعت نفل پڑھ لو تو پھر آخری رکعت میں سمع اللہ کی بجائے اوی اللہ نکل رہا ہوتا ہے۔ اتنا مطالعہ اور اس کے ساتھ تین سو رکعت نوافل رات کو پڑھا کرتے تھے۔

استاد کی عزت:

امام ابو یوسف کا چھوٹا بیٹا تھا فوت ہو گیا اللہ کی شان کہ عین یہی وقت تھا کہ جب وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ کے اوپر درس سنا کرتے تھے اور لکھا کرتے تھے اب ان کو فکر لاحق ہوئی چنانچہ انہوں نے اپنے بھائیوں سے منت سماجت کر کے کہا کہ بھئی جنازہ یہاں پڑھ لو اور تدفین آپ لوگ جا کے کر دینا میں نہیں چاہتا کہ میرے استاد کے سبق کا میرا ناغہ ہو جائے۔

علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

ابن شاہین حافظ منذری کے بارے میں بھی آتا ہے کہ ان کے بیٹے کی وفات ہوگئی۔ حدیث کا درس دیتے تھے تو پھر فرمایا کہ بھئی جنازہ یہاں پڑھ لیتے ہیں اور اس کے بعد میں حدیث کا درس دوں گا۔ چنانچہ مدرسے کے دروازے تک جنازے کے ساتھ گئے سنت کی نیت سے۔ رخصت کیا اور رخصت کرتے وقت آنکھوں میں سے آنسو آگئے۔ کہنے لگے حدیث کا درس مجھے روک رہا ہے۔ کہ میرے معمول میں کہیں فرق نہ آ جائے۔ آج تو پڑھانے والے حضرات اگر تین اسباق پڑھائیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑا تیر مار لیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ایک مثالی مدرس:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ روزانہ تیرہ اسباق پڑھاتے تھے۔ اور ان کی زندگی کے دن بعض ایسے بھی گزرے کہ انہوں نے چوبیس اسباق روزانہ پڑھائے۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ طالب علمی:

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ طالب علمی میں اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر تکرار کرتے تھے علم پڑھتے تھے تو اگر انہیں بیت الخلاء جانے کی ضرورت پیش آتی تو اپنے دوستوں سے Request کرتے کہ آپ ذرا اونچی آواز سے تکرار کریں کہ میں بیت الخلاء جا کر اپنی زبان سے کچھ بول تو نہیں سکتا مگر کم از کم میں آپ کی آواز سنتا ہی رہوں گا مجھے بھی تکرار میں حصہ مل جائے گا۔ بیت الخلاء کے وقت میں بھی مجھے مطالعہ کے لیے وقت مل جائے۔ اللہ اکبر۔

وہ جن کا عشق صادق ہے:

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حاکم وقت نے کسی مسئلہ کی وجہ سے ان کو جیل میں ڈال دیا۔ تو انہوں نے کاغذ قلم منگوالیا کنوئیں کے اندر بند کر دیا گیا اور انہوں نے کنوئیں کے اندر کتاب لکھنی شروع کر دی۔ اللہ کی شان کہ ایک نئی کتاب آ گئی۔ حاسدین کو پتہ چلا کہ وہاں بیٹھے ہوئے بھی یہ تصنیف و تالیف کا کام کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے کاغذ اور قلم کی سپلائی بھی روک لی۔ تو انہوں نے ایک پولیس والے سے بات کر کے چند کوئلے منگوا لیے۔ اور ان کوئلوں کے ذریعے کنوئیں کی دیوار پر کچھ Hints لکھ دیئے جب کنوئیں میں ان کی وفات ہوئی تو اس کے بعد اُن کے لکھے ہوئے جو چھوٹے چھوٹے نکات تھے ان کو جمع کیا گیا تو ان کی زندگی کی آخری کتاب وہ بن گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ چوبیس گھنٹے میں ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے۔فرماتے تھے ایک سے زیادہ مرتبہ کھانا کھانے کی بجائے میں اپنے اس وقت کو بھی تعلیم و تعلم میں استعمال کرنا چاہتا ہوں۔

کم کھانے کا فائدہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو حکیم صاحب نے چیک کرنے کے بعد کہا کہ لگتا ہے کہ اس بندے نے کبھی مرچ کھائی ہی نہیں ہے امام صاحب سے پوچھا گیا کہ حضرت حکیم صاحب تو کہتے ہیں کہ آپ نے کبھی مرچ کھائی ہی نہیں۔فرمانے لگے ہاں پچھلے سولہ سال گزر گئے۔ میں نے سولہ سال میں کبھی مرچ نہیں کھائی۔ انہوں نے پوچھا حضرت پھر کھاتے کیا ہیں۔فرمانے لگے تین بادام یا سات بادام کھالیتا ہوں۔ میرا روزانہ کا گزارا اتنے ہی پر ہو جاتا ہے۔ چوبیس گھنٹے میں سات بادام یہ ان کی غذا تھی پھر اللہ کے ہاں قبولیت کیا ہوئی کہ آج بخاری شریف کو پڑھے بغیر کوئی بندہ عالم نہیں بن سکتا۔ کیا وار کام کر کے دنیا سے چلے گئے۔

علامہ باخلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ:

علامہ باخلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ جب تک سونے سے پہلے رات پینتیس صفحات نئے لکھ نہیں لیتے تھے اس وقت تک سویا نہیں کرتے تھے۔

وقت برف کی مانند ہے:

محترم سامعین وقت بہت قیمتی ہے مگر اس کو ضائع کرنے میں کوئی قیمت نہیں لگا کرتی۔ وقت تو گزر رہا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم
رفتہ رفتہ چپکے چپکے دم بہ دم

وقت کی مثال برف کی مانند ہے آدمی کے پاس برف ہو تو یہ اس کی اپنی صوابدید ہے کہ چاہے تو اس سے شربت ٹھنڈا کر کے پی لے اور اگر نہیں پئے گا تو برف نے تو پگھلنا ہی ہے۔

ہدایت کا سبب:

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ میری ہدایت کا سبب ایک برف والا بنا۔ کہنے لگے کہ وہ کیسے؟ کہ میں بازار میں سے گزر رہا تھا کہ ایک بندہ تھا جو برف بیچتا تھا۔ تو موسم ذرا ابر آلود سا ہو گیا اور برف لینے والے گاہک ذرا تھوڑے تھے۔ تو کہنے لگے میں نے اسے دیکھا وہ بڑا پریشان سا کھڑا ہے۔ آنے جانے والے لوگوں کے چہرے دیکھ رہا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی برف خریدنے والا نہیں تو جب کچھ دیر وہ اس طرح کھڑا رہا تو رہ نہ سکا اور اس نے اونچی آواز سے کہا کہ لوگو! رحم کرو اس شخص پر جس کا سرمایہ پگھل رہا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس فقرے کو سن کر میرے دل میں احساس ہوا کہ اگر اس کا سرمایہ پگھل رہا ہے اور اس کو اتنی فکر لگی ہوئی ہے تو ہمارا وقت بھی برف کی مانند پگھل ہی رہا ہے۔

The Golden words (سنہری حروف):

ایک آدمی نے کتاب میں لکھا:

Suddenly I realize that the days coming and going are my life.

اچانک مجھے احساس ہوا کہ جو دن آ رہا ہے اور جا رہا ہے یہ ہی میری زندگی ہے۔

قابل توجہ:

اب ذرا توجہ فرمائیے کہ اگر کوئی ولی ہمیں بتا دے کہ تمہاری زندگی کے پچیس سال کم

www.besturdubooks.wordpress.com

کر دیے گئے' تو کتنا افسوس ہوگا۔ شاید غم کے مارے ہم اس دن کھانا بھی نہیں کھا سکیں گے۔ کئی دن ہمیں Dipression رہے گی۔ زندگی کے پچیس سال ہمارے کم کر دیے گیے۔ اور اگر ہم زندگی کے ان اوقات کو جو Un productive ہم نے گزارے تو اگر count کریں تو ممکن ہے کہ تیس سال ہم نے ایسے گزار دیے۔ تو زندگی کے تیس سال بغیر کوئی نیک کام کیے فضول میں گزار دیے۔ سوتے میں گزار دیے' بیٹھے میں گزار دیے' لہو ولعب میں گزار دیے۔ فونوں پہ گھنٹوں گزار دیے۔

سیل فون یا ہیل فون:

یہ ایک ایسی مصیبت ہے سیل فون اللہ اس کے شر سے بچائے۔ اس سے تو مجھے اللہ کے لیے بغض ہے۔ اور نوجوانوں کا حال کیا؟ کہ کروبات ساری رات۔ ہم اپنے زندگی کے وقت کو اس طرح ضائع کرنے پر تل جاتے ہیں کہ جیسے ان کی کوئی قیمت ہی نہیں ہوا کرتی۔

:How our Leaders use the Time

ہمارے اکابر زندگی کے وقت کو اس طرح غنیمت بناتے تھے کہ ایک وقت میں دو کام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا دست بکار دل بیار ہاتھ کام کاج میں مشغول اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو۔ ایک وقت میں دو کام کرتے ہیں۔

حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا انداز ذکر:

حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ مسکین پوری کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں ہل بھی چلاتا تھا اور روزانہ اسی ہزار مرتبہ اسم اللہ کی ضرب اپنے قلب پر لگایا کرتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش:

حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی ہیں۔ پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دفعہ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ بھئی سردیوں میں فرصت ہوتی تو دھوپ میں بیٹھ کے گنا چوسیں گے۔ تو فرماتے ہیں کہ میری زندگی کے بیس سال گزر گئے مگر مجھے گنا چوسنے کا وقت نہ مل سکا۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان:

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ عمر کے آخری حصے میں اس قدر مصروف' فرماتے تھے کہ میں عظیم الفرصت ہوگیا ہوں فرماتے تھے' تمہاری نظر میں دن اور رات کا فرق ہے۔ میری نظر میں دن اور رات کا فرق ختم ہوگیا ہے۔ ان کے دن اللہ کی عبادت میں مشغول ہو کر گزرتے تھے اور ان کی راتیں ان کے دنوں کی مانند ہوا کرتی تھیں۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول رمضان:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رمضان آتا ہے تو لوگوں کے اعمال میں خوب اضافہ ہوتا ہے اور فرماتے ہیں کہ میرا تو یہ حال ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں معمول ایک ہی جیسا ہوتا ہے۔ یعنی جس ترتیب پر ہم رمضان گزارتے ہیں اس ترتیب پر ان کی پوری زندگی گزرتی تھی۔

حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ:

مفتی اعظم حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے بڑوں کو دیکھا کہ وقت کے کتنے قدر دان تھے میں نے بھی عادت بنالی میں دو کام کر رہا ہوں تو تیسرا اس میں گھسا دیتا تھا۔ اور اس کی برکت سے تیسرا بھی ہو جاتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کام کی ذمہ داری کس کو سونپیں:

اللہ کی شان اس لیے ہمارے اکابر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر تم کوئی کام کروانا ہوتو فارغ آدمی کو کام نہ کہا کرو اس لیے کہ اس کے پاس فرصت نہیں ہوتی۔ مصروف بندے کو کام کہو وہ مصروف بندہ اس کام کے لیے بھی وقت نکال لے گا۔

آخرت کی فکر:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے۔ حضرت مولانا حسین علی ان کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی شخص ملنے آتا تھا۔ سلام کر کے خیریت پوچھنے کے بعد فرماتے تھے۔ اچھا بھئی آپ نے بھی تیاری کرنی ہوگی آخرت کی میں نے بھی تیاری کرنی ہے۔ اچھا پھر انشاء اللہ قیامت کے دن ملیں گے۔ یہ کہہ کر رخصت کر دیا کرتے۔ آپ نے بھی تیاری کرنی ہوگی مجھے بھی تیاری کرنی ہے۔ اچھا قیامت کے دن ملیں گے۔

حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت اور اس کی وضاحت:

حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ یہ وقت وقت کار ہے۔ کام کرنے کا وقت ہے۔ اب اس کی مثال آپ یوں سمجھئے کہ جیسے کمرہ امتحان میں ایک طالب علم بیٹھا ہوتا ہے تو وہ اس کے لیے Paper دینے کا وقت ہوتا ہے وہ اس وقت ہر ضرورت اور تقاضے کو بھی دباتا ہے۔ بھوک' پیاس' یہ تقاضا اگر ہو جائے تو وہ نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ حتیٰ کہ washroom جانے کا تقاضا ہو تو اس کو بھی دباتا ہے کہ تین ہی تو گھنٹے ہیں میں جلدی سے اپنا paper مکمل کرلوں بعد میں فارغ ہوں گا۔ اس دوران اگر اس سے کوئی گفتگو کرنا چاہے تو اس کو بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر Examiner اس کے قریب آ کے کوئی اعلان کرنا چاہے تو اس کا دل چاہتا ہے کہ یہ جلدی اعلان کر کے جان چھوڑے اور میں Paper مکمل کروں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا امتحان گاہ ہے:

تو جو کیفیت طالب علم کی کمرہ امتحان میں ہوتی ہے مومن کے قلب کی ہر وقت وہی کیفیت ہے۔ اس لیے کہ دنیا ہمارے لیے کمرہ امتحان کی مانند ہے۔ الدنیا دار المھند دنیا امتحان گاہ ہے۔ ہم کمرہ امتحان میں ہیں۔ یاد رکھیں مرجانے کے بعد انسان ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے ثواب کو ترسے گا کہ کاش مجھے ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا اجر مل جائے۔ اور آج ہم جتنا چاہیں اللہ کا ذکر اپنی زبان سے کر سکتے ہیں۔

آج سائنسی دور ہے آج کے زمانے کے انسان نے وقت کی قدر و قیمت کو دنیا کے نقطہ نظر سے پہچانا لہذا جتنی بڑی بڑی انڈسٹریز ہیں ان میں وقت کو بچایا جاتا ہے۔ یہ جو Auto- Nation کی جاتی ہے آٹومیٹک مشین اس Auto-Nation کے پیچھے Under line ایک آئیڈیا کیا ہے؟ کہ کم وقت میں زیادہ Production دینا۔ تو دنیا جان گئی کہ کم وقت میں زیادہ Production دینے سے Profitibility بڑھ جایا کرتی ہے۔ تو مومن کو بھی اپنے اوقات کے بارے میں یہ ہی تصور رکھنا چاہیے۔

Tust in time system:

یہ عاجز ایک مرتبہ ٹیوٹا کمپنی کی Annual رپورٹ پڑھ رہا تھا تو انہوں نے لکھا کہ ہماری اسمبلی یونٹ ہے کار کا' اسمبلی لائن ہوتی ہے۔ تو اس میں گاڑی کا فریم شروع میں رکھا جاتا ہے۔ پھر کوئی بندہ اس میں پہیے فٹ کرتا ہے اور کوئی لائٹس فٹ کرتا ہے کوئی دروازے فٹ کرتا ہے وہ آگے کنوئیر چلتی رہتی ہے۔ مختلف لوگ مختلف چیزیں فٹ کرتے کرتے اخیر میں وہ پینٹ ہو کے Finish ہو کے گاڑی نکل آتی ہے۔ تو انہوں نے محسوس کیا کہ ایک بندہ ایک وقت میں ایک کام کرتا ہے تو ہمیں زیادہ بندے رکھنے پڑتے ہیں اور زیادہ تنخواہیں دینی پڑتی ہیں تو انہوں نے کہا کہ اگر کوئی بندہ ایک وقت میں دو کام کر دے تو ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی تنخواہ ڈیڑھ گنا بڑھا دیں گے۔ یعنی Fifty percent بچت مالک کو جائے گی اور 50% جس بندے کا Increase ہو گا اور دو بندوں کا کام ایک بندہ کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کو Traind کیا۔ تو پہلے یہ ہوتا تھا کہ گاڑی جب آتی تھی تو دائیں ہاتھ سے ایک بندہ پیچ کس رہا ہوتا تھا اب اس نے ایسی Training لی کہ اس کے دونوں ہاتھ کام میں مصروف کر لیے۔ ایک سے پیچ کھول رہا ہے دوسرے سے ٹائیٹ کر رہا ہے۔ اس ہاتھ سے یہ کام کر رہا ہے دوسرے سے یہ۔ دو ہاتھوں سے دو کام کر کے آج لوگوں نے دنیا کا Profit کمانے کا معاملہ سوچا۔

دیکھیے پہلے لوگ پرزے خرید تے تھے اور بڑے بڑے سٹوروں میں رکھتے تھے۔ پھر انہوں نے سوچا کہ اتنا پیسہ جو ہم Dead بنا کے رکھ دیتے ہیں اس کا فائدہ تو نہیں ہوتا تو ہم اس کا سٹور کیوں نہ بنائیں۔ چنانچہ گاڑیوں کے Assemble کرنے کی جو فیکٹری ہوتی ہے اس میں پہیہ کہیں سے آتا ہے' لائٹیں کہیں سے آتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے وہ مینڈر بناتے ہیں۔ انہوں نے ایک ایک System نکالا اس کو کہتے ہیں Just in Time میں کیا؟ ادھر گاڑی بن رہی ہے جب وہ اس سٹیشن پر پہنچتی ہے جہاں پہیے فٹ ہونے ہیں تو اس کے پہیے کمپنی کی طرف سے اسی وقت اس کو پہنچتے ہیں۔ درمیان میں سٹور بنانے کی ضرورت ہی نہیں۔ وقت کی بچت کر کے انہوں نے دنیا کے بلین آف ڈالر بچا لیے۔

زرعی ترقی کا راز:

یہ وقت کتنا قیمتی ہوتا ہے۔ ہم لوگوں کا تعلق کچھ کھیتی باڑی سے بھی ہے۔ تو آج کل ایک طریقہ کار ہے۔ جس کو Oxygen Vegitable کہتے ہیں۔ جب سردیاں آتی ہیں تو عام کاشت کار سردی میں کھیتی کر نہیں سکتا۔ کیونکہ سردی کی وجہ سے پودے مر

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے ہیں۔ تو لوگوں نے کیا کیا Tunnal بنا لیے اس کے اوپر شاپر ڈال دیئے Poly tunnal کہلاتی ہے۔ اور اس میں پودے اگا کر اس کو ایسے وقت میں مارکیٹ کے اندر لے کے آئے کہ وہ ایک دو مہینے عام Grower سے Advance سبزی لاتے ہیں۔ جو ٹماٹر عام Season میں دو روپے کا بکتا ہے۔ جب ان لوگوں کی فصل تیار ہوتی ہے تو دو روپے کا ٹماٹر پچیس روپے کلو بک رہا ہوتا ہے۔ Time کی اہمیت کو جن لوگوں نے سمجھ لیا انہوں نے دنیا کے فائدے نکال لیے۔

ہمارے اکابر نے اس کی اہمیت کو سمجھا تھا تو انہوں نے اس سے دنیا کے فائدے بھی اٹھائے اور آخرت کے بھی۔

نوجوان نسل کی حالت زار:

آج ہمارے اندر ایک عام بیماری ہے کہ ہمیں وقت کی قدر کا احساس ہی نہیں۔ چنانچہ کوئی کام ہم کرنا چاہتے ہیں ایک گھنٹہ لیٹ کریں دو گھنٹے لیٹ کریں تین گھنٹے ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ وقت کی قدر انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ تو انسان کی زندگی بغیر کام کے گزر رہی ہوتی ہے۔ اور آج کل ہم نے نوجوانوں کو دیکھا! ایک دوسرے سے بات کر رہے ہوتے ہیں کہتے ہیں بڑی اچھی Job مل گئی تو دوسرا پوچھتا ہے کیسی ملی۔ وہ کہتا ہے فلاں کمپنی میں Job مل گئی اور Basic Pay اتنی ہے۔ House Rent اتنا ہے۔ Medical Allowance اتنا ہے۔ Provident fund اتنا ہے۔ اور بونس اتنے ہیں اور Medical Leave اتنی ہے۔ Annual leave اتنی ہے اور C.leave اتنی ہے۔ اور اخیر پہ کہتا ہے' جی کام بالکل کوئی نہیں۔ اب جس قوم کے نوجوانوں کا مزاج یہ بن جائے کہ بڑی اچھی نوکری ہے۔ Benefits اتنے ہیں اور پھر اخیر پہ کہے جی کام کوئی نہیں ہے۔ ہم دنیا میں کیا ترقی کریں گے۔ دین میں کیا ترقی

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں گے۔ افسوس ہوتا ہے اس نوجوان کو تو چاہیے تھا کہ اخیر پر کہتا کہ جی کام اتنا ہے کہ مجھے سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی۔ ہمارے اکابر نے اپنے وقت کو ضائع نہیں ہونے دیا۔ اس لیے وہ دنیا میں بھی راج کرتے تھے' آج ہم وقت ضائع کرتے ہیں تو دنیا میں بھی پھر ذہنی غلام بن کے زندگی گزار رہے ہیں۔

ادھار کا مال:

یاد رکھیں ایک دستور ہے کہ ادھار کے مال سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کے گھر میں استری خراب ہوگئی آپ کی Wife نے قریب بہن کا گھر تھا اس سے استری منگالی اب وہ جو استری منگوائے گی تو صرف آپ کے کپڑے استری نہیں کرے گی۔ آپ کے بھی کرے گی۔ اپنے بھی کرے گی بچوں کے بھی کرے گی۔ اور کہے گی جی کہ بار بار تو استری نہیں مانگی جاتی۔ تو تھوڑے وقت میں وہ زیادہ کپڑے استری کرے گی تو ادھار کے مال سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام کیا جاتا ہے۔ یہ جسم ہمارے پاس ادھار کا مال ہے۔ خوش نصیب وہی ہوگا جو اس ادھار کے مال سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام لے گا۔

انوکھی مثال:

جیسے گاڑی کے سیٹرنگ پر بٹھا دیں تو Drire کرنے والا اس کو اپنی مرضی سے اس کو Prire کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس باڈی کے سیٹرنگ پر ہمیں بٹھا دیا۔ اس کو چلاؤ جیسے تم چلا سکتے ہو۔ اب Rent پر کار آپ لے لیں اور دو دن گھر میں رکھیں تو کرایہ تو پورا دینا پڑے گا۔ اور کام سمیٹ لیں تو اچھا ہوگیا۔

لمحہ فکریہ:

اللہ رب العزت نے جو مہلت دی وہ تو گزرنی ہے۔ کچھ نہیں کریں گے مہلت پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی گزر جائے گی۔ دن بھی گزر گیا رات بھی گزر گئی۔ لیکن ہم سوچا تو کریں کہ ہم اپنی زندگی کے اس وقت میں کتنا کام کر رہے ہیں۔ آج کل کے نوجوان آٹھ گھنٹے نیند پوری نہیں ہوتی، نو گھنٹے نیند پوری نہیں ہوتی۔ وہ کہتے ہیں کہ جو سوتے ہیں وہ کھوتے ہیں۔ اب کھوتے کا ترجمہ آپ انگلش میں کریں تو Loose بنتا ہے The Loose اور اگر پنجابی میں کریں تو شاید بہترین ترجمہ وہی ہوگا۔ زندگی سو کر گزارنے کے لیے نہیں بنی کام کرنے کے لیے بنی ہے۔

وقت سونے کی ڈلیوں کی مانند ہے:

یہ وقت کے لمحات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہیں۔ ہمارے اکابر نے کہا الوقت من الذہب والفضہ کہ وقت سونے اور چاندی کی ڈلیوں کی مانند ہے۔ تم اس کو ان کی طرح قیمتی بنا سکتے ہو۔

اس لیے موت کے وقت انسان کہے گا کہ ایک لمحہ مجھے اور مل جاتا مگر ایک لمحہ اسکو اس وقت نہیں دیا جائے گا۔

پانچ چیزوں کی قدر کرو:

چنانچہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلایا کہ پانچ نعمتیں ہیں ان کی قدر کرو۔ اس سے پہلے کہ یہ تم سے ضائع ہو جائیں۔

① زندگی کی قدر کرو موت سے پہلے

② جوانی کی قدر کرو بڑھاپے سے پہلے

③ صحت کی قدر کرو بیماری سے پہلے

④ مال کی قدر کرو غربت سے پہلے

⑤ فرصت کی قدر کرو مشغولیت سے پہلے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جو شخص ان پانچ نعمتوں کی قدر کرے گا۔ یقیناً کامیاب زندگی گزارے گا۔

وقت شاعر مشرق کی نظر میں:

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب صورت بات کہی:

میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندہ حر کے لیے جہاں میں فراغ

جو بندہ حر ہوگا اس کے لیے جہاں میں فرصت نہیں وہ ہر وقت کام میں لگا ہوا ہوگا۔

نبوی لیل و نہار صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کی کتنی قدر دانی فرماتے تھے۔ سارا دن دین کی اشاعت میں گزر جاتا تھا اور جب رات آتی تھی تو اتنی عبادت کرتے تھے:

﴿حَتّٰى يَتَوَرَّمَ قَدَمَاهُ﴾ قدموں مبارک کے او پر ورم آجایا کرتا تھا۔

وقت کی آواز:

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

تو یہ گھڑیال ہوتا ہے آواز آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ایک ایک سیکنڈ ہے تو وہ کہہ رہا ہے گھٹا دی گھٹا دی۔ گھڑیال بج رہا ہوتا ہے پیغام دے رہا ہوتا ہے۔ Message دے رہا ہوتا ہے۔ تیری زندگی کی ایک اور گھڑی گھٹا دی۔ گھٹا دی۔

خلاصہ کلام:

چنانچہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی کے اوقات کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ یہ بات معلوم نہیں کہ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں

www.besturdubooks.wordpress.com

میں سے سب سے پہلے کس کو موت آئے گی لیکن یہ پکی بات ہے کہ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے جتنے لوگ ہیں ایک وقت آئے گا جب سارے کے سارے اس دنیا سے چلے جائیں گے۔ اسلاف اپنے اکابر کی زندگی سے فائدے اٹھاتے تھے۔ اور جب وہ چلے جاتے تھے تو پھر وہ کہتے تھے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
بوئے گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 047-7625454
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 062-2442791
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 041-7224228
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539
- مکتبہ الشیخ 445/3 بہادر آباد کراچی 0214935493
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- مکتبہ علمیہ، دوکان نمبر 2 اسلامی کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4918946
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب نیو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2288261
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی 03009834893 ، 051-5462347

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

الله جل جلاله

خطباتِ فقیر

جلد بیس

- جذبہ محبتِ الٰہی
- میزانِ عدل کی حقیقت
- یک زمانہ صحبتے با اولیاء
- اللہ نیکوں کا سرپرست ہے
- فضائلِ ذکر
- عظمتِ اسلام
- شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
- غنیمت سمجھ زندگی کی بہار

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ، فیصل
+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر
جلد ۲۰

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

مرتب
مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطباتِ فقیر (جلد ۲۰)

از افادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ——— اکتوبر 2009ء

اشاعت دوم ——— نومبر 2009ء

اشاعت سوم ——— مئی 2010ء

تعداد ——— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— ڈاکٹر شاہد محمود عفی عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	11
پیش لفظ	13
① جذبہ محبت الٰہی	17
کشش اور محبت میں فرق	17
محبت کی علامت	17
محبت کی سمت کیا ہو؟	18
محمود اور مذموم محبتیں	19
محبتِ الٰہی کی چھتری	20
محبت الٰہی نیوکلیس کی مانند ہے	21
محبت کے مدارج	22
محبت الٰہی کا بیج	22
محبت والوں کے محبت بھرے اعمال	23
ایک نوجوان کا روح پرور واقعہ	24
برائی سے محبت ہو، برے سے نہیں	27
محبت الٰہی کی کوئی حد نہیں	29
اعمال کی گفٹ پیکنگ	30
رب کے نام کے دام	31
راہ خدا میں مٹنے کا جذبہ	32
اللہ کی راہ میں فدا ہونے کی تڑپ	33
عمل بالقرآن کی انوکھی مثال	35
دیوانے بنو، فرزانے نہ بنو	36
کچھ ہاتھ آتا نہیں بے آہ سحر گاہی	37
اعمال کی صورت اور حقیقت	38
محبت والوں کی راتیں	41
جذبہ محبت کا دائرہ کار	42
جذبہ محبت کی بیداری کیسے؟	43
اشعار محبت	44
اللہ سے محبت الٰہی کا سوال	45
② میزان عدل کی حقیقت	47
قیامت کا تصور	49
قیامت کے دن کی اہمیت	49
قیامت کیسے آئے گی؟	51
(۱)......دینی نقطہ نظر	51
(۲)......سائنسی نقطہ نظر	52

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
دو چیزوں کا حساب	54
اَلْقِسْط کی لغوی وصرفی تحقیق	55
معتزلہ کا رد	56
چیزوں کو ناپنے کے مختلف پیمانے	57
وزنِ اعمال کا فائدہ	58
میزانِ عدل......احادیث کی روشنی میں	58
وزن کس چیز کا ہوگا؟	61
(۱)......اعمال کا وزن ہوگا	62
(۲)......نامہء اعمال کا وزن ہوگا	67
(۳)......انسانوں کا وزن ہوگا	70
تینوں قسم کی احادیث میں تطبیق	71
جتنا اخلاص اتنا وزن	72
ریاءئے اعمال بے وقعت ہوں گے	73
حدیث مبارکہ کی تشریح	75
تین نصیحتیں	79
(۱)......اشاعتِ علم	79
کثرتِ درود شریف کا فائدہ	82
مشکل گھڑی میں مدد کیسے پہنچی؟	82
(۲)......خدمتِ خلق	85
(۳)......فتنوں سے بچنے کی دعا	86
③ یک زمانہ صحبتِ با اولیا	89
تقویٰ کا حکم	91
تقویٰ کسے کہتے ہیں؟	91
تقویٰ کی تاکید	92
تقویٰ کی وصیت	93
تقویٰ کی ترغیب	93
تقویٰ کیا ہے؟	94
علمِ نافع کونسا علم ہے؟	94
علم وبال	95
تقویٰ اور علم کا تعلق	95
علم کا مقصد......رضائے الٰہی کا حصول ہے	96
حقیقی عالم کون ہے	97
علم پر عمل ضروری ہے	99
اللہ متقی عالم سے ہی دین کا کام لیتے ہیں	99
تقویٰ کیسے پیدا ہوسکتا ہے؟	100
اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے	101
صحبت مؤثر ہوتی ہے	102

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
”قال را بگذار مرد حال شو“	103
صحبت کی اہمیت	104
یک زمانہ صحبتِ با اولیا	106
مشاہیر امت اور صحبتِ اہل اللہ	108
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	108
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	108
حضرت ابن شریح رحمۃ اللہ علیہ	110
حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ	110
حضرت عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	110
حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ	111
سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ	112
اکابر علمائے دیوبند	112
حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ	113
حضرت سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ	113
حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ	114
اہل اللہ کی صحبت کیوں ضروری ہے؟	115
حضرت گنگوہی کا فرمان	115
حضرت مولانا روم کا فرمان	115
مولانا عبدالحق دہلوی کا فرمان	116
مفتی زین العابدین کا فرمان	116
حضرت مرشد عالم کا فرمان	117
نظر کی تاثیر	117
اصحابِ کہف کے کتے کی مثال	118
انعام یافتہ لوگ	119
صحبت اہل اللہ کا عقلی اور سائنسی ثبوت	121
مثال ۱	121
مثال ۲	122
صحبتِ اہل اللہ سے زندگی میں انقلاب	123
اہل اللہ کی صحبت مفید ہونے کی وجوہات	124
پہلی وجہ	124
دوسری وجہ	125
تیسری وجہ	125
چوتھی وجہ	125
کسی ایک شیخ سے بیعت کی کیا ضرورت؟	126
وصول الی اللہ کا نسخہ	127
”چلتے سنگ ترے“	127
صحبتِ اہل اللہ کی عقلی دلیل	129

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
حکایت	129
قرآن مجید سے دلیل	130
حدیث شریف سے دلیل	131
مشائخ کی محبت کا بنیادی اصول......	
عاجزی	132
محبت سے محبت ملتی ہے	133
سیکھنے کی باتیں	134
④ اللہ نیکوں کا سرپرست ہے	137
سرپرست کا مطلب	139
ایک مثال سے وضاحت	140
اللہ کی سرپرستی میں آنے کا طریقہ	141
اللہ پاک کی سرپرستی کی لاجواب مثالیں	142
بی بی مریم علیہا السلام کی سرپرستی	142
بی بی ہاجرہ علیہا السلام کی سرپرستی	143
دو یتیم بچوں کی سرپرستی	143
عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں کی سرپرستی	145
ایک ولی کامل کی سرپرستی	147
مرشدِ عالم کے ایک خادم کی سرپرستی	148
ایک فارغ التحصیل عالم کی سرپرستی	151
ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی	159
رابعہ بصریہ کی سرپرستی	160
ایک بوڑھی عورت کی سرپرستی	161
حکم خداوندی کی بجا آوری پر سرپرستی	162
ایک مدرسہ کی سرپرستی	164
اللہ پر بھروسہ کیجیے	165
ساری مشکلات کا حل	166
شیطان ایک بھنگی کی مانند ہے	166
رزق کے فیصلے کی رات	167
رزق میں شامل چیزیں	168
ہم تو مائل بہ کرم ہیں	168
اس کے لطف اور کرم کا کیا کہنا	169
غیر اللہ کے در پر جانے کی شرمساری	171
⑤ فضائل ذکر	173
ذکر کرنے والا زندہ کی مانند ہے	175
ذکر کے معانی	176
تمام اعمال کا مقصود	176
بندوں کا ذکر...... فرشتوں کی محفل میں	177
فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ کا مطلب	177

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
ذکر میں فنائیت کیسے؟	179
نفس و شیطان کے شر سے بچنے کا طریقہ	181
ڈپریشن سے بچنے کا آسان طریقہ	182
اصلی ذکر یہ ہے......!!!	183
مراقبہ کرنے کے آداب	185
گناہوں کا کاربن کیسے دور ہو؟	185
تین چیزوں میں لذت ڈھونڈنے کی تلقین	186
کیا حلاوت نہ ملنے پر ذکر کرنا ضروری ہے؟	187
ذکر سات طرح پر ہوتا ہے	187
تسلیم و رضا......ایک نعمتِ بیش بہا	189
جنتی اور جہنمی لوگوں کی قلبی کیفیت	191
عذابِ الٰہی سے بچنے کا بہترین عمل	192
اللہ کے محبوب بندے کون؟	193
اللہ سے ملاقات کا شوق	194
اوقاتِ حسرت	194
ذکر سے بیماریوں کا علاج	195
چلتی پھرتی لاشیں	195

عنوان	صفحہ نمبر
مناجات	196
(۶) عظمت اسلام	197
سلامتی کا علمبردار دین	199
جھگڑوں کے دروازے بند کرنے والا دین	200
شریعت میں قیل وقال کی گنجائش نہیں	201
اسلام میں سوال پوچھنے کی حوصلہ افزائی	202
سوال پوچھنے کی حدود وقیود	204
اسلام میں دل توڑنے کی مذمت	205
شخصیت کی پہچان	206
اسلام مقناطیسیت کا نام	207
دو صحابہؓ کی ایک درخشندہ مثال	208
اسلام اور ایمان میں فرق	209
بندۂ مومن کی اتنی عظمت!!	209
انا کا مسئلہ	210
ایک عجیب نکتہ	210
ایک اور نکتہ	212
موبائل یونیورسٹیاں	213
رسول اعظم ﷺ......مرشدِ اعظم	214

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوان
215	جیسا گمان ویسا فیض
216	خود ہی مریض خود ہی طبیب
217	تعلیماتِ اسلامی کا نکتہ کمال
217	رویتِ ہلال اور اسلامی تعلیمات
221	ایذائے مسلم سے اجتناب کی تعلیم
224	مسلمان بھائی کی عزتِ نفس کا خیال
225	خانقاہیں......تربیت گاہیں
227	**شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن**
229	قربانی کا پیغام
230	مخلوقات میں قربانی کا دستور
230	زندگی بہرِ مقصود
231	قربِ الٰہی کے حصول کی شرط
232	صحابہ کرام ؓ میں قربانی کی تڑپ
233	تمنائے فاروقی ؓ
233	معذور صحابی ؓ کا کٹ مرنے کا جذبہ
235	بچوں میں قربان ہونے کا جذبہ
236	صحابیہ ؓ میں قربانی کی تڑپ
236	فتوح الشام......مجاہدین کی داستان
237	نقاب پوش مجاہدہ
238	محبت کا کرشمہ

صفحہ نمبر	عنوان
239	گھوڑے کی وفاداری کی اللہ کے ہاں قدر
240	مومنانہ صفت
240	حالاتِ حاضرہ میں قربانیوں کی ضرورت
241	اکابر علمائے دیوبند کی قربانیاں
241	مولانا حسین احمد مدنی ؒ کی شانِ قربانی
242	جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق
245	غیر اللہ کے خوف سے خالی دل
246	حق پرست مجاہد کی للکار
246	دیدۂ عبرت لے اے مردِ ضعیف!
247	ایک عمر رسیدہ صحابیہ ؓ کی قربانی کی داستان
248	شہادت کی تمنا
248	قطرۂ شہادت کی قیمت
249	غسلِ شہادت
249	شہید کی نرالی شان
249	شہید کی روح کا اکرام
250	پا گئے حیاتِ جاوداں

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
⑧ غنیمت سمجھ زندگی کی بہار	251
نصیحت ہر حال میں فائدہ مند ہے	253
نصیحت کے فائدہ مند ہونے کی شرائط	254
سننا......بھی ایک کمیاب نعمت	255
فیض ملنے کے ذرائع	255
جنتیوں کا ایک خاص وصف	256
جہنمیوں کا وصف	257
اہل خیر ہی سنتے ہیں	257
ضمیر کی آواز	258
مجاہدے کے بعد مشاہدہ	259
اللہ کی ایک ولیہ کی مجاہدے کی انتہا	260
پانچ [illegible]ں کی قدر	261
ہورہی ہے زندگی مثل برف کم	262
وقت کے سچے قدردان	263
جنت میں بھی ایک حسرت	263
وقت کی قدر دانی کا عجیب واقعہ	263
وقت کی قدردانی ہوتو ایسی	264
موت سے پہلے اپنا محاسبہ کر لیجیے	265
دوسروں کو معاف کرنا سیکھیے	266
نفس وشیطان کی شرارتوں کو سمجھیے!	267
مشاہدۂ نفس؟	267
حصول مغفرت کا بہانہ	269
قبولیت دعا کا ماحول	269
اللہ کو اپنا بنالو!	270

❁❁❁❁

عرضِ ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطباتِ فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ بیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پروازِ فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یادکی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقولِ شاعر۔

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحبِ دل کی بات ہوتی ہے اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیتِ عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علما بھی مستفید ہوتے ہیں عوام بھی مستفید ہوتے ہیں۔ بڑے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چھوٹے بھی سبق حاصل کرتے ہیں۔ مردوں کے دل کی دنیا بھی بدلتی ہے، خواتین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اصلاح ہوتی ہے۔ غرض کہ ہر طبقہ کے انسان کے لیے یہ خطبات مشعل راہ ہیں۔

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کیا کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحر معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لیے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تازیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

خادم

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب بھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنے شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلّہ بنا دیا۔ اِس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟...... مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے ع

''قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے،
و اما بنعمة ربك فحدث ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبروار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

كان الله له عوضا عن كل شيء

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ۝﴾

(البقرۃ:۱۶۵)

جذبہ محبتِ الٰہی

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ محبتیں اللہ کی عبادت اور بندگی میں رکاوٹ نہیں بنی چاہئیں۔اگر کہیں کوئی محبت رکاوٹ بنے گی تو پھر اس پر پاؤں رکھ کر ہمیں آگے قدم بڑھانا ہوگا۔تو یہ محبتیں اس وقت تک سلامت ہیں، ٹھیک ہیں، اچھی ہیں، جب تک اللہ رب العزت کی نسبت سے ہیں۔اللہ کی محبت کی بنا پر......اصل محبت کس کی دل میں ہو؟ پرودگار عالم کی۔

محبت الٰہی کی مثال یوں سمجھیے! کہ یہ ایک درخت کا Stem (تنا) ہے اور باقی اس کی برانچز (شاخیں)۔صاف ظاہر ہے کہ جو برانچ اپنے تنے سے جدا ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ ہری بھری نہیں رہتی بلکہ مرجھا جاتی ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

جذبۂ محبت الٰہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ○﴾ (البقرة:۱۶۵)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

کشش اور محبت میں فرق:

اللہ رب العزت نے کائنات کی تمام چیزوں میں ایک دوسرے کی طرف میلان رکھا ہے۔ یہ میلان اگر بے جان چیزوں میں ہو تو کشش کہلاتی ہے۔ جیسے کشش ثقل یا گریویٹیشنل فورس۔

سائنس کا ایک چھوٹا سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ Planets (سیارے) ایک دوسرے کو اپنی طرف Attract (کھینچتے) کرتے ہیں۔ یہ میلان جو بے جان چیزوں کا ایک دوسرے کی طرف ہے یہ کشش کہلائے گا۔ اور یہی میلان اگر جاندار لوگوں کا ہو تو اس کو محبت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

محبت کی علامت:

محبت کی علامات یہ ہوتی ہیں کہ طبائع ایک دوسرے کی طرف رغبت رکھتی ہیں۔ ایک دوسرے سے بات کرنے میں مزا آتا ہے، مل بیٹھنے میں مزا آتا ہے۔ حال احوال

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنے، سننے میں مزا آتا ہے۔ اور اگر کبھی اس سے جدا وقت گزارنا پڑے تو انسان اس کی کمی کو محسوس کرتا ہے۔

محبت کی سمت کیا ہو؟

یہ محبت انسان کو مخلوق سے بھی ہوتی ہے اور پروردگار سے بھی۔ اگر مخلوق سے یہ محبت نہ ہو تو انسان معاشرے میں زندگی گزار ہی نہیں سکتا۔ معاشرے میں ایک کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ان محبتوں کا ہونا ضروری ہے۔ ماں باپ سے محبت، اپنے استاذ سے محبت، پڑوسی سے محبت، رشتہ داروں سے محبت۔ یہ تمام وہ محبتیں ہیں کہ جن کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ اسی وجہ سے انسان دوسرے کے غم کو اپنا غم سمجھتا ہے اور دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انسان بیمار لیٹا ہوا ہوتا ہے اور تیماردار ساری رات جاگ کر اس کے قریب گزارتا ہے۔ اگر یہ محبتیں نہ ہوتیں تو دنیا میں کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوتا۔ انسانیت کا جو امتیاز ہے وہ امتیاز شاید باقی نہ رہتا۔

لیکن ایک اصول وضع کر دیا گیا کہ یہ تمام محبتیں دل میں ہوں تو سہی، مگر ان کی ڈائریکشن (سمت) ٹھیک ہونی چاہیے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے۔

Its not the distance which counts its direction.

(فاصلے کی کوئی پروانہیں ہوتی سمت کو دیکھا جاتا ہے۔)

صحیح سمت کو انسان قدم بڑھا رہا ہے تو بالآخر اسے جلد یا بدیر اپنی منزل تک پہنچ جانا ہے اور اگر سمت ہی ٹھیک نہیں تو جتنا ہی تیز رفتار ہو پھر بھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔

تو اللہ رب العزت نے اس محبت کو Scalar Quantity (غیر سمتی مقدار) نہیں بنایا کہ جدھر جی چاہے انسان اپنے دل کو اٹکا بیٹھے، بلکہ اس کو vector

www.besturdubooks.wordpress.com

Quantity (سمتی مقدار) بنایا۔ اس کا Magnitude بھی ہے اور ڈائریکشن بھی۔ ڈائریکشنز اللہ رب العزت کے لیے۔ چنانچہ ہم جو کلمہ پڑھتے ہیں:

لا الہ الا اللّٰہ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

تو اس کا نچوڑ یہ ہوتا ہے سینٹرل آئیڈیا یہ ہوتا ہے کہ انسان مخلوق سے کٹے اور اللہ رب العزت سے جڑے اور پھر اللہ رب العزت کی نسبت کے ساتھ مخلوق سے تعلقات قائم کرے۔

محمود اور مذموم محبتیں:

جب یہ اللہ رب العزت کی نسبت سے ہوں گے تو یہ تعلقات عبادت بن جائیں گے۔ اور اگر اپنے نفس کی خواہشات کی وجہ سے ہوں گے تو گناہ بن جائیں گے۔ یہ لائن آف دیمارکیشن ہے، جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ اگر ان محبتوں کی ڈائریکشن اور نسبت اللہ رب العزت کی وجہ سے ہے تو اللہ رب العزت کے یہ مقبول ہے۔ حتیٰ کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا:

((هُمُ الْمُتَحَآبُّوْنَ فِي اللّٰهِ))

''اللہ کے لیے وہ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے۔''

قیامت کے دن جب عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا تو وہ دو بندے جو اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے ان دونوں کو اللہ اس محبت کی وجہ سے جنت میں داخلہ عطا فرما دیں گے۔ تو یہ محبتیں محمود ہیں اگر اللہ رب العزت کی نسبت کی وجہ سے ہوں۔ اور اگر اپنی خواہشات نفسانی، اپنے فائدے اور دنیاوی اغراض کے لیے ہوا تو یہ مذموم بن جائیں گی۔

پہلی صورت کو انسان عشقِ حقیقی کہتا ہے۔ اور دوسری صورت کو دنیا عشقِ مجازی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتی ہے۔ ہے تو عشق ہی..... چونکہ ڈائریکشن کا فرق ہو گیا اور اسی وجہ سے منزلیں مختلف ہو گئیں۔

محبتِ الٰہی کی چھتری:

قرآن مجید میں چیزوں کی اور لوگوں کی محبت سے منع نہیں کیا گیا بلکہ ان کی اَحَبِّیَّت سے منع کیا گیا۔ احبیت کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ محبتیں اللہ کی محبت پر غالب نہیں ہونی چاہئیں۔ بلکہ ماتحت ہونی چاہئیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآءُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُنِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ﴾

"کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، برادری، وہ مال جو تم نے کمایا، وہ تجارت جس کے ختم ہونے کا تمہیں ڈر ہے، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ پسند ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے"

یہ تمام محبتیں اگر اللہ رب العزت کی محبت ...... اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کی محبت پر غالب آ جائیں تو پھر تم اللہ کے حکم کا انتظار کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام محبتیں ہونی چاہئیں مگر اللہ کی محبت کی "Umbrella" (چھتری) کے نیچے، یعنی اس کے تحت ہونی چاہئیں۔ پھر تو یہ ٹھیک

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔اس لیے پھر انسان ان محبتوں سے زندگی گزارے گا تو نیکی کمائے گا لیکن جہاں دیکھے کہ یہ اللہ کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہیں تو اب حکم ملے گا کہ اگر یہ تمہارے راستے میں آئیں تو پاؤں کی ٹھوکر لگا کر آگے نکل جاؤ۔منزل مقصود کچھ اور ہے۔

یہ محبتیں اللہ کی عبادت اور بندگی میں رکاوٹ نہیں بنی چاہئیں۔اگر کہیں کوئی محبت رکاوٹ بنے گی تو پھر اس پر پاؤں رکھ کر ہمیں آگے قدم بڑھانا ہوگا۔تو یہ محبتیں اس وقت تک سلامت ہیں، ٹھیک ہیں، اچھی ہیں، جب تک اللہ رب العزت کی نسبت سے ہیں۔اللہ کی محبت کی بنا پر...... اصل محبت کس کی دل میں ہو؟ پرودگار عالم کی۔

محبت الٰہی کی مثال یوں سمجھیے! کہ یہ ایک درخت کا Stem (تنا) ہے اور باقی اس کی برانچز (شاخیں)۔صاف ظاہر ہے کہ جو برانچ اپنے تنے سے جدا ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ ہری بھری نہیں رہتی بلکہ مرجھا جاتی ہے۔برگ وبار سے محروم ہو جاتی ہے۔اسی طرح جب بھی کوئی محبت اللہ رب العزت کی نسبت سے کٹ جائے گی تو وہ انسان کے لیے نقصان کا باعث بن جائے گی۔ایک ہی محبت ہے جو غالب ہے۔

محبتِ الٰہی نیوکلیس کی مانند ہے:

حدیث پاک میں فرمایا گیا:

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلِ الْاِیْمَان))

''جس نے دیا اللہ کے لیے، نہ دیا اللہ کے لیے، کسی سے محبت کی تو اللہ کے لیے اور اگر کسی سے دل میں بغض رکھا تو بھی اللہ کے لیے تو اس بندے نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔''

یعنی محبت الٰہی ایک سنٹر ہے، ایک نیوکلیس ہے اور باقی محبتیں اس کے گرد Orbit (مدار) میں Revolve (گھوم) رہی ہیں۔جب تک مدار میں چل رہی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تب تک تو ٹھیک ہیں۔ جب اس نیوکلیس سے ہٹیں گی تو پھر یہ محبتیں انسان کو نقصان دینے والی بن جاتی ہیں۔اس لیے ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾

''ایمان والوں کو اللہ رب العزت سے شدید محبت ہوتی ہے۔''

محبت کے مدارج:

یہاں سے معلوم ہوا کہ محبت کے بھی مدارج ہیں۔جس طرح آپ پینے کے لیے پانی مانگتے ہیں اور سادہ پانی اٹھا کر آپ کو دے دیا جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں یہ گرم ہے، حالانکہ وہ گرم نہیں ہوتا۔لیکن وہ اتنا ٹھنڈا بھی نہیں ہوتا جتنا آپ چاہتے ہیں۔آپ تو ریفریجریٹر کا پانی پینا چاہتے ہیں۔اس نے آپ کو ٹونٹی کا پانی لا کر دے دیا۔آپ کہتے ہیں کہ وہ گرم پانی لائے ہیں۔اب لفظ آپ نے گرم استعمال کیا،لیکن گرمی کا اپنا ایک معیار ہے۔پھر آپ وضو کے لیے پانی لینا چاہتے ہیں۔اب اگر آپ کو ٹیپ واٹر دیا جائے تو آپ کہتے ہیں کہ جی! گرم ہونا چاہیے یعنی گرمی کی شدت ذرا زیادہ چاہیے۔اگر آپ چائے کے لیے پانی منگواتے ہیں تو اگر وہی پانی آپ کو دیا جائے تو آپ اس سے زیادہ گرم چاہتے ہیں۔کہتے ہیں یہ کم گرم ہے۔تینوں صورتوں میں آپ نے گرم کا لفظ استعمال کیا۔

پینے کا پانی، یہ گرم ہے..... وضو کا پانی، یہ گرم ہے..... چائے کا پانی، یہ گرم ہے۔مگر تینوں کی گرمی کی جو ڈگری ہے (ڈگری آف ہاٹ نیس) وہ سب کی ڈفرنٹ ہے۔اس کو شدت کہتے ہیں۔

محبت الٰہی کا بیج:

ہر مومن کے دل میں جس نے بھی کلمہ پڑھا ہے، اللہ رب العزت کی محبت کا بیج

www.besturdubooks.wordpress.com

موجود ہے۔کتنا ہی غافل کیوں نہ ہو!کس قدر بےعمل ہی اس کی زندگی کیوں نہ ہو،دن رات گناہوں میں گزرے لیکن وہ کلمہ پڑھنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس کے اندر محبت الٰہی کا بیج موجود ہے۔لہٰذا اس کو مناسب Environment (ماحول) ملنا چاہیے۔پھر یہ بیج پھلے پھولے گا،اور پھل پھول لگائے گا۔

ہاں!انسان جس ماحول میں رہے،اور جیسے عمل کرے پھر اس محبت کی کیفیت میں شدت آتی چلی جاتی ہے۔بڑھتی چلی جاتی ہے۔

محبت والوں کے محبت بھرے اعمال:

جن کو آج ہم اولیاء اللہ کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس محبت کی Maximum degree of hotness (گرمی کی زیادہ سے زیادہ شدت کو) حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ان کو سینے میں اللہ کی محبت کی ایک حرارت محسوس ہوتی ہے۔وہ محبت کی گرمی انہیں چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔وہ ہر وقت عمل کے لیے برانگیختہ ہوتے ہیں۔وہ ہر وقت ایک موٹی ویشن (تحریک)محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔چنانچہ وہ فجر کی نماز پڑھتے ہیں تو ظہر کا انتظار ہوتا ہے......ظہر پڑھتے ہیں تو عصر کا،ان کو اللہ کے حکموں پر عمل کرنا بوجھ محسوس نہیں ہوتا بلکہ محبت میں وہ اس پر عمل کررہے ہوتے ہیں۔اپنی طرف سے وہ اعمال بھی کرتے ہیں اور اوپر سے اللہ رب العزت کا احسان بھی مان رہے ہوتے ہیں کہ اے مالک!یہ تیرا احسان ہے کہ تو نے ہمیں توفیق دی ہوئی ہے۔ان کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ کہنے والے نے کہا:

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت ازو شناس کہ درخدمت گزاشتند

اے دوست!تو بادشاہ پر احسان نہ چڑھا کہ تو اس کی خدمت کرتا ہے۔ ارے!بادشاہ کی خدمت کرنے والے لاکھوں!یہ تو بادشاہ کا احسان ہے کہ جس نے

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہیں خدمت کے لیے چن لیا ہے۔ تو ایسا بندہ جب اللہ کی عبادت میں زندگی گزارتا ہے تو اس کے سامنے سجدہ ریز بھی ہوتا ہے اور احسان بھی پھر اسی پروردگار کا مانتا ہے۔ یہ محبت کی شدت ہے اور اللہ رب العزت کو یہی مطلوب ہے۔

﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾

''ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے۔''

آج ہم سب کے سب جتنے بھی یہاں کلمہ گو موجود ہیں سینوں میں اللہ کی محبت لیے بیٹھے ہیں۔ یہ محبت ہی تو ہے جو ہمیں یہاں کھینچ لائی۔ ہمارا اپنے گھروں سے وقت نکال کر، اپنے بزنس سے ٹائم فارغ کر کے، اپنی مصروفیات سے وقت نکال کے یہاں آجانا، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ رب العزت کی محبت سینوں میں موجود ہے۔ لیکن ہم اس بات کے طلبگار ہیں کہ یہ محبت زیادہ ہو جائے۔

آپ نے دیکھا ہوگا! ایک آدمی کتنا ہی غافل کیوں نہ ہو؟ بالکل بے نمازی، بے عمل قسم کا آدمی ہو، اگر وہ بھی دیکھتا ہے کہ زمین پر کاغذ پڑا ہے جس پر اللہ رب العزت کا نام لکھا ہے تو وہ بھی اس کو اٹھا کے اوپر رکھ دیتا ہے۔ یہ علامت ہے کہ اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت موجود ہے۔ جوتا الٹا پڑا ہو تو کئی لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس کو فوراً سیدھا کر دیتے ہیں۔ یہ محبت کی دلیل ہے۔

ایک نوجوان کا روح پرور واقعہ:

امریکہ میں ایک نوجوان تھا۔ کلمہ گو مسلمان تھا۔ لیکن جس دفتر میں کام کرتا تھا اس دفتر میں کام کرنے والی ایک امریکن لڑکی سے اس کا تعلق ہو گیا۔ اس کا یہ محبت کا تعلق اتنا بڑھا کہ اس نے محسوس کیا کہ اب میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اس نے پروپوزل (تجویز) بھیج دی کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے والدین نے کہا کہ ہماری یہ کنڈیشن (شرط) ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......ہم عیسائی ہیں اس لیے آپ کو اپنا دین چھوڑ کر عیسائی ہونا پڑے گا۔

☆......والدین سے قطع تعلقی کرنا پڑے گی۔

☆......آپ اپنے ملک واپس نہیں جایا کریں گے۔

☆......جس کمیونٹی میں آپ رہتے ہیں اس کمیونٹی کے لوگوں سے آپ بالکل نہیں ملا کریں گے۔

اگر آپ یہ تمام شرائط پوری کر سکتے ہیں تو ہم اپنی بیٹی کی شادی کر دیتے ہیں۔ یہ اپنے جذبات میں اس قدر مغلوب الحال تھا کہ اس اللہ کے بندے نے یہ تمام شرائط قبول کر لیں۔ ماں باپ سے قطع تعلقی، عزیز و اقارب سے رشتہ ختم، ملک سے رشتہ ختم، جس کمیونٹی (مسجد) میں رہتا تھا، وہاں آتا جاتا تھا، وہاں سے رشتہ ختم۔ حتی کہ یہ اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائی بن گیا اور عیسائیوں کے ماحول میں زندگی گزارنے لگ گیا۔ پھر اس نے اس لڑکی سے شادی کر لی۔ مسلمان بڑے پریشان۔ کبھی کبھی وہ اس کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے مگر وہ ان سے ملنے سے بھی کترایا کرتا تھا۔ کہیں پبلک میں مل جاتا تو یہ دور سے کنی کترا جاتا تھا، لوگ بالآخر تھک گئے۔

☆......کسی نے کہا: اس کے دل پر مہر لگ گئی۔

☆......کسی نے کہا: مرتد ہو گیا۔

☆......کسی نے کہا: اس نے جہنم خرید لی۔

☆......کسی نے کہا: اس نے بڑا مہنگا سودا کیا۔

جتنے منہ اتنی باتیں۔ اسی حال میں اس کو ایک سال گزر گیا، دو سال گزر گئے، چار سال یونہی گزر گئے۔ حتی کہ اس کے دوست احباب اس سے مایوس ہو گئے۔ حتی کہ یہ ان کی یادداشت سے بھی نکلنے لگ گیا اور بھولی بسری چیز بنتا چلا گیا۔ اچانک ایک دن امام صاحب نے مسجد کا دروازہ کھولا۔ یہ نوجوان بھی فجر کی نماز

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھنے کے لیے آیا۔ وضو کیا اور مسجد میں صف میں آکر بیٹھ گیا۔ امام صاحب بڑے حیران! ان کے لیے تو یہ بڑی عجیب چیز تھی۔ انہوں نے نماز پڑھائی، پھر اس سے سلام لیا اور اس کو اپنے حجرہ کمرے میں لے گئے۔ انہوں نے محبت، پیار سے بیٹھ کر ذرا پوچھا کہ آج بڑی مدت کے بعد آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔

اس وقت اس نے اپنی حالت بتائی کہ میں نے اس لڑکی کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا، بہت کچھ میں نے اپنا ضائع کر دیا۔ لیکن جس گھر میں میں رہتا تھا، میرے اس گھر میں ایک جگہ پر اللہ کا قرآن پڑا ہوا تھا۔ میں جب کبھی آتا جاتا میری نظر اس قرآن مجید پر پڑتی تو میں اپنے دل میں سوچتا کہ یہ میرے مولا کا کلام ہے اور یہ میرے گھر میں موجود ہے۔ میں اپنے نفس کو ملامت کرتا کہ تو ظاہر میں جو بنا پھرتا ہے، پھر بھی تیرے دل میں اللہ کا ایمان موجود ہے۔ اعمال میرے برے تھے لیکن دل مجھے کہا کرتا تھا: میں نے جس کا کلمہ پڑھا، میں اس سے محبت کرتا ضرور ہوں اس لیے اس کی نشانی میں نے رکھی ہوئی ہے۔

اسی طرح کئی سال گزر گئے۔ ایک دن میں آیا اور حسب معمول میں نے گزرتے ہوئے اس پر نظر ڈالی تو مجھے وہ کتاب نظر نہ آئی۔ میں نے وائف سے پوچھا کہ ایک کتاب یہاں پڑی تھی، وہ کدھر ہے؟ اس نے کہا: میں نے گھر کی صفائی کی تھی تو جو غیر ضروری چیزیں تھیں، جو استعمال نہیں ہوتی تھیں، ان سب کو میں نے ٹریش کر دیا (یعنی ان کو الگ کر کے ایک گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا)۔ اس نے پوچھا اس کتاب کو بھی؟ اس نے کہا: ہاں! یہ نوجوان وہیں سے واپس گیا اور جا کر ٹریش کیبن میں سے وہ کتاب اٹھا لایا۔ جب لڑکی نے دیکھا کہ یہ بڑی Strong Feelings (شدید جذبات) کا اظہار کر رہا ہے اس کتاب کے بارے میں تو وہ بھی محسوس کرنے لگی کہ آخر کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ بس میں اس کتاب کو گھر میں رکھنا چاہتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اس لڑکی نے کتاب کو دیکھا کہ عربی ہے تو اس نے سوچا کہ اس کا اس سے کوئی نہ کوئی تعلق ہے۔ وہ کہنے لگی: دیکھو! یا تو اس گھر میں یہ کتاب رہے گی یا پھر میں رہوں گی۔ تمہیں آج یہ Decide (فیصلہ) کرنا ہے۔

جب اس لڑکی نے یہ کہا تو میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ تو نے اپنے نفس کی خواہشات کی تکمیل کے لیے وہ کچھ کر لیا جو تجھے نہیں کرنا چاہیے تھا، آج تیرا رشتہ پروردگار سے ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جائے گا، اب تو فیصلہ کر لے کہ تو اس (لڑکی) کو چاہتا ہے یا پھر اپنے پروردگار کو چاہتا ہے۔ جب میں نے دل میں سوچا تو دل نے آواز دی کہ نہیں، میں اپنے مولا سے کبھی نہیں کٹنا چاہتا۔ میں نے اس لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ اب میں نے دوبارہ کلمہ پڑھا اور ہمیشہ کے لیے پکا مسلمان بن گیا ہوں۔

تو اتنا غافل مسلمان ہوں کر بھی دل میں اللہ رب العزت کی محبت کا بیج موجود ہوتا ہے۔

برائی سے محبت ہو، برے سے نہیں:

کئی لوگوں کو دیکھا کہ اگر کوئی نماز نہ پڑھتا ہو تو لوگ اس کو بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایک اصول یاد رکھ لیجیے! برائی سے نفرت ہونی چاہیے برے سے نہیں۔ جس طرح ڈاکٹر اپنے ہاسپٹل میں بیماریوں سے نفرت کیا کرتے ہیں بیماروں سے نفرت نہیں کرتے۔ اگر بیماروں سے نفرت کرتے تو سٹاف رات دن ان کی خدمت کیوں کرتے؟ وہ بیماریوں سے بچتے ہیں، پوری پوری توجہ دیتے ہیں کہ یہ بیماریاں ہمیں نہ لگ جائیں۔ نبی علیہ السلام نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی۔ چنانچہ پیاز کو جو کھایا جاتا ہے، اس میں مہک ہوتی ہے۔ اس لیے منع فرمادیا گیا کہ تم یہ مہک والی چیزیں کھاؤ تو مسجد میں نہ جاؤ۔ جب تک کہ تم اپنے منہ کو صاف نہ کرلو۔ تو نبی علیہ السلام نے وہاں یہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کہ میں پیاز سے نفرت کرتا ہوں بلکہ یوں فرمایا

((اِنِّیْ اَکْرَہُ رِیْحَهَا))

''کہ میں پیاز کی بو سے نفرت کرتا ہوں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں بندے کے اعمال (کی بو) سے نفرت ہونی چاہیے، بندے سے نہیں۔ اگر یہی اللہ کا بندہ اپنی ڈائریکشن بدل لے گا تو جیسے آج گنہگار ہے ویسے ہی کل تہجد گزار بن جائے گا۔ یہ دل اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیاں ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

((یُقَلِّبُهَا کَیْفَ یَشَاءُ))

''اللہ تعالیٰ جیسے چاہتے ہیں دلوں کو بدل دیا کرتے ہیں''

اس لیے ہمیں انسان ہونے کے ناطے ہر بندے سے محبت ہو کہ یہ بھی اللہ کے بندے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰهِ

''اللہ کی مخلوق اللہ کی عیال ہے۔''

یعنی جس نے بھی کلمہ پڑھا اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے مگر اس محبت کی کنڈیشن (حالت) یہ ہوتی ہے کہ یہ بہت ویک (کمزور) ہوتی ہے۔ اب اپنی اس Weakness کو Strenght میں بدلنے کی ضرورت ہے۔ وہ کیسے بدلیں؟ اس کی مثال یوں سمجھیے! جیسے ایک درخت کمزور ہے۔ اس کو پانی دیجیے، کھاد دیجیے تو پھر وہ اچھا اور توانا درخت بن جائے گا۔ اسی طرح آپ بھی اس نوجوان کو اچھا ماحول دیجیے۔ وعظ ونصیحت کیجیے۔

﴿وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الذّٰریٰت:۵۵)

''پس تم میرا ذکر کرو، پس بے شک میرا ذکر ایمان والوں کو نفع دیتا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس پر توجہ دیجیے۔ پھر یہی کمزور نو جوان بالآخر آپ کے سامنے ایک مضبوط مومن بن کر کھڑا ہو جائے گا۔

محبت الٰہی کی کوئی حد نہیں:

یہ تمام محبتیں اس وقت تک ٹھیک ہیں جب تک اللہ رب العزت کی نسبت سے ہیں۔ اور رہی بات اللہ رب العزت کی محبت کی، تو اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس کی کوئی ڈگری نہیں بتائی گئی۔ فرمایا:

﴿اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ﴾

''اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔''

اب اس محبت کی شدت جتنی بھی ہم بڑھا سکیں یہ ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ ایسی محبت ہو کہ ہم اللہ کا نام سنیں تو تڑپ اٹھیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:

''نبی علیہ السلام ہمارے درمیان بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے ہوتے تھے۔ ادھر اذان کی آواز آتی۔ بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے...... اللہ اکبر...... ادھر فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوتے اور یوں لگتا کہ جیسے ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔''

یہ ہے محبت کی شدت کہ اللہ کا نام سنا، منادی نے ندا دی تو سب چیزوں کو چھوڑ دیا اور اپنے مالک کے سامنے سجدہ ریز ہونے کو تیار ہو گئے۔

تو ہمیں بھی ایسی محبت ہو کہ اذان کی آواز سنیں تو فوراً اسی وقت مسجد کے اندر پہنچ جائیں۔ حکم سنیں تو اس پر عمل کے لیے تیار ہو جائیں۔

محبت کا جنون باقی نہیں ہے:

آج ہمارے اندر یہ چیز بہت کم ہے جس کی وجہ سے اکثر احباب بے عملی کا شکار

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں۔ دل کرر ہا ہوتا ہے لیکن قدم عمل کے لیے آگے نہیں بڑھتا۔ وہ محبت کا جذبہ کہ اگر اس کے اندر Strenght (قوت) آ جائے تو پھر انسان کو پیچھے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ یہ محبت کا جذبہ ہمارے سلف الصالحین سے لے کے اب تک زندگیوں میں نمایاں نظر آتا ہے۔

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

اعمال کی گفٹ پیکنگ:

آج اعمال تو ہیں لیکن ان کے اندر روح باقی نہیں ہے۔ اور یہ روح ان میں محبت کی وجہ سے پڑتی ہے۔ دیکھیں! آج اگر کسی آدمی کی کہیں منگنی ہو تو وہ جب کسی موقع پر ایک دوسرے کو گفٹ بھیجیں تو اس کو گفٹ پیک کرواتے ہیں۔ اگر فروٹ باسکٹ بھی بھیجنی ہے تو اس کو بھی گفٹ پیکنگ کرواتے ہیں۔ بھئی! آپ جو پھلوں کی ٹوکری بھیج رہے ہیں یہ تو ویسے بھی دی جا سکتی ہے۔ لیکن نہیں! محبت کا اظہار اس طرح سے ہو گا کہ ہم گفٹ پیکنگ کر کے بھیجیں۔ جس طرح آج محبت کی وجہ سے یہ چیزیں گفٹ پیکنگ کے ساتھ بھیجتے ہیں۔ مومن اسی طرح اپنے اعمال کی گفٹ پیکنگ کر کے اپنے پروردگار کے پاس بھیجتا ہے۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

مومن کے دل میں بھی ہر وقت یہی چیز ہوتی ہے۔ اس لیے نماز پڑھتا ہے تو حضوری کے ساتھ پڑھتا ہے۔ خشوع کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اللہ رب العزت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن پڑھتا ہے تو وہ اسے ڈوب کر پڑھتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے تو تاوان سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی محبت کے ساتھ دے رہا ہوتا ہے۔ یہ چیزیں اعمال کے اندر جان پیدا کر دیتی ہیں۔

رب کے نام کے دام:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔ آپ اپنی بکریاں چرا رہے تھے۔ ایک آدمی قریب سے گزرا اور گزرتے ہوئے اس نے کہا:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ

جب اس نے اللہ رب العزت کی حمد اور تعریف اتنے پیارے الفاظ میں کہی تو آپ علیہ السلام کا دل مچل اٹھا، تڑپ اٹھا۔ وہیں رک گئے۔ کہا: اے بھائی! ذرا یہ الفاظ ایک مرتبہ پھر کہہ دیجیے۔ اس نے کہا: جی! آپ مجھے اس کے بدلے کیا دیں گے؟ آپ نے فرمایا: اچھا! یہ میرا آدھا ریوڑ آپ کا ہو گیا اور آپ یہ الفاظ ایک مرتبہ پھر کہہ دیجیے۔

اس نے وہ الفاظ پھر دہرائے، کانوں میں رس گھل گیا۔ طبیعت اور زیادہ بے تاب ہو گئی۔ جی چاہا پھر سنوں۔ فرمایا: اے بھائی! یہ الفاظ ایک مرتبہ پھر کہہ دیجیے۔ اس نے کہا: اب آپ اس کے بدلے میں کیا دیں گے؟ فرمایا: باقی بکریاں بھی آپ لے لیجیے اور ایک مرتبہ یہ الفاظ پھر کہہ دیں۔ اس نے پھر وہی الفاظ کہے۔ دل میں ایسا ولولہ تھا کہ جی چاہا پھر سن لوں۔ طبیعت چاہتی تھی ع

ہوتی رہے ثناء تیرے حسن و جمال کی

کہنے لگے اے بھائی! ایک دفعہ پھر یہ الفاظ کہہ دیں۔ وہ کہنے لگا: اب تو آپ کے پاس بکریاں بھی نہیں تو اب اس کے بدلے میں کیا دیں گے؟ ابراہیم علیہ السلام نے

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض کی: تمہیں اس کے لیے چرانے والے کی ضرورت ہوگی، تو اس کے لیے میں تمہاری بکریاں چرایا کروں گا، آپ ایک مرتبہ وہی الفاظ پھر کہہ دیجیے۔ اس نے کہا: اے ابراہیم خلیل اللہ! مبارک ہو...... میں تو اللہ رب العزت کا فرشتہ ہوں۔ مجھے پروردگار نے بھیجا تھا کہ میرے خلیل کے سامنے جا کر میرا نام لو اور دیکھو کہ وہ میرے نام کے کیا دام لگاتا ہے۔ اس کو محبت کی شدت کہتے ہیں کہ انسان اللہ کے نام پر بک جاتا ہے ؎

خدا کی راہ میں مٹ جا خدا کے نام پر بک جا
یہی ایسی تجارت ہے کہ جس کو بے خطر پایا

دنیا میں یہ ایک ایسا بزنس ہے جس میں لاس کا کوئی چانس ہی نہیں۔ جس نے بھی یہ سودا کیا ہمیشہ اس نے نفع پایا۔ منزل پہ پہنچ گیا تو بھی خوش نصیب ہے اور اگر پہنچنے سے پہلے راستے میں موت آگئی پھر بھی خوش نصیب ہے۔ اس لیے کہ اللہ کی محبت کے راستے میں چلنے والا بن گیا تھا۔ تو یہ محبت ہمارے اندر ہونی چاہیے۔

راہ خدا میں مٹنے کا جذبہ:

صحابہ ﷺ کے دلوں میں اللہ رب العزت کے ساتھ اتنی محبت ہوتی تھی۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ احد کی لڑائی میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ اگلے دن فائر کھلنا ہے، لڑائی شروع ہونی ہے۔ دو صحابہؓ آپس میں دوست ہیں۔ پہلا دوسرے کو کہتا ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجاہد جب اللہ کے راستے میں نکل کر دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ دوسرے نے کہا میں نے بھی سنا ہے۔ کہنے لگے کیوں نہ ہو، میں دعا مانگتا ہوں آپ آمین کہنا اور پھر آپ دعا مانگیے گا پھر میں آمین کہوں گا۔ ہماری دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ انہوں نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ دونوں ایک طرف کو گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب ایک نے دعا مانگی: اے اللہ! کل میرا مقابلہ دشمن کے کسی بڑے سے ہو، وہ مجھ پر اٹیک کرے میں اس پر وار کروں۔ اے مالک! ہمارا خوب مقابلہ ہو۔ بالآخر میں اس پر ایسا وار کروں کہ تیرے راستے میں اس کو قتل کر ڈالوں اور دشمن کے کسی بڑے کو قتل کرنے کا اعزاز مجھے حاصل ہو۔ دوسرے نے کہا: آمین۔

اب دوسرے کی باری تھی اس نے دعا مانگی، کہا: اے پروردگار! کل میرا مقابلہ کسی بہادر دشمن سے ہو، وہ مجھ پر وار کرے میں اس پر وار کروں، ہمارا خوب ایک دوسرے سے مقابلہ ہو۔ اور بالآخر وہ مجھ پر ایسا وار کرے کہ مجھے تیرے راستے میں شہید کر دے۔ اے اللہ! پھر وہ میری آنکھیں نکال دے اور میرے کانوں کو کاٹ لے، اے آقا! میں قیامت کے دن اسی حال میں آپ کے سامنے کھڑا کیا جاؤں اور تو مجھ سے پوچھے اے میرے بندے! تیری آنکھوں اور کانوں کا کیا بنا؟ اور میں عرض کروں اے اللہ! میں محبت میں یہ نذرانہ آپ کے سپرد کر کے آیا ہوں۔

اندازہ کیجیے کہ محبت ان کو کس قدر اللہ رب العزت کی ملاقات کے لیے بے تاب کر دیتی تھی۔ یہ جذبہ آج ہمارے اندر موجود نہیں ہے۔ اگر ہو تو ہماری زندگی کی ترتیب مختلف ہو گی۔ ہماری لائف Objective Life (بامقصد زندگی) بن جائے گی۔ ہر بندے کی زندگی کے سامنے ایک مقصد ہوتا ہے۔ اس کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، ایک مقصد کے تحت ہوتا ہے۔ ہمیں اس جذبے کو اپنے اندر پیدا کرنے کی خاص ضرورت ہے۔

اللہ کی راہ میں فدا ہونے کی تڑپ:

اسی طرح کا ایک اور واقعہ تابعین کے ہاں بھی پیش آیا۔ دو صاحب تھے جن کو عیسائی بادشاہ نے گرفتار کر لیا۔ اب ان کے فوجی جو اچھے دین و دانش رکھنے والے تھے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ آپ ان کو قتل نہ کرنا۔ آپ ان کو کسی طرح اپنے دین

www.besturdubooks.wordpress.com

پر لے آئیں تو یہ ہماری فوج کے سپہ سالار بنیں گے۔ان کے چہروں سے ایسی بہادری جھلکتی ہے کہ یہ بڑے شیر دل قسم کے لوگ نظر آتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا: ٹھیک ہے میں ان کو اپنی طرف لے آؤں گا۔ چنانچہ اگلے دن اس نے ان کو بڑے سبز باغ دکھائے کہ تم ہمارے دین پہ آ جاؤ۔ ہم تمہیں یہ دیں گے، وہ دیں گے۔انہوں نے ساری باتیں سن کر کہا کہ ہم تو ہرگز اپنے دین سے ٹلنے والے نہیں ہیں۔اب بادشاہ بڑا عجیب فیل کرنے لگا اب اُدھر تو وعدہ کر چکا تھا اور اس طرف اسے کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔تو اب اس کی طبیعت میں غصہ پیدا ہوا۔ اس نے کہا: اچھا! اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو پھر میں دوسرا راستہ اپناؤں گا۔ اور تمہیں قتل کرادوں گا۔انہوں نے کہا:

فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ

''جو تو کر سکتا ہے کر لے۔''

چنانچہ اس نے تیل گرم کروایا اور ان میں سے ایک کو اس میں ڈلوا دیا۔اب جب گوشت گرم تیل میں پڑے تو کیا ہوتا ہے؟ چند بخارات اٹھے اور پوری لاش کباب بن چکی تھی۔ بادشاہ نے اب دوسرے کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو جاری تھے۔ بادشاہ یہ سمجھا کہ اب یہ گھبرا گیا، ڈر گیا تو بادشاہ نے ہمدردی کے لہجے میں اس سے کہا: آپ نہ روئیں، میں آپ کو اس تیل میں نہیں ڈالتا۔ جب اس نے یہ بات کی تو وہ صاحب اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگے:

او عقل کے اندھے! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں اس کے ڈر اور خوف کی وجہ سے رو رہا ہوں؟ اس بادشاہ (عقل کے اندھے) نے کہا: ہاں۔تو وہ کہنے لگے: نہیں۔ میرے دل میں ایک بات آئی اور وہ یہ کہ تو مجھے ایک دفعہ تیل میں ڈالے گا تو میری ایک ہی جان ہے، وہ چلی جائے گی، اے کاش! آج میرے بدن پر جتنے بال ہیں اتنی

www.besturdubooks.wordpress.com

میری جانیں ہوتیں، تو مجھے اتنی ہی مرتبہ تیل میں ڈالتا اور میں ہر جان کا نذرانہ اللہ کے سپرد کر دیتا۔

یہ محبت ہے۔ جب ایسی محبت ہو تو پھر انسان اللہ رب العزت کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا تا ہے۔ اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی ایک آیت سنتے تھے تو اپنے سروں کو جھکا لیتے، فوراً اپنے آپ کو بدل لیتے تھے۔ عمل بالقرآن ان کا جو پکا تھا اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اللہ کی محبت ان کے دلوں میں اس قدر سما چکی تھی کہ اللہ کا کلام سنتے اور فوراً خود کو بدل ڈالتے تھے۔

عمل بالقرآن کی انوکھی مثال:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ گھر میں مہمان آئے۔ باندی کو حکم دیا کہ کچھ پیش کیجیے۔ شوربے کا ایک پیالہ تھا وہ گرم کر کے لے آئی۔ جب گرم کر کے لے آئی، دروازے سے داخل ہونے لگی تو قدرتاً دیکھ کہیں رہی تھی اور قدم کہیں اٹھا رہی تھی۔ اچانک پاؤں اٹکا تو شوربے کا پیالہ آپؓ کے جسم مبارک پر آ گرا۔ اب جب گرم گرم شوربہ گرے تو بدن جلتا ہے اور کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ کتنا غصہ آتا ہے؟ تو آپ نے جو غصے کے ساتھ باندی کی طرف دیکھا کہ اتنی Careless (غیر ذمہ دار) ہے۔ تو آخر وہ بھی اسی گھر کی باندی تھی۔ پہچان گئی کہ طبیعت میں جلال ہے تو جیسے ہی انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے آگے سے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ کہنے لگی:

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ ''غصے کو پی جانے والے۔''

قرآن مجید میں ایمان والوں کی کچھ خوبیاں پروردگار نے گنوائیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ''غصے کو پی جانے والے'' تو جب اس نے یہ الفاظ کہے آپؓ نے فوراً اپنے غصے کو کنٹرول کیا اور اس کی طرف مسکرا کر دیکھا، تو پھر اس نے اگلے الفاظ پڑھ دیے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ ''لوگوں کو معاف کر دینے والے''

آپؒ نے فرمایا: اچھا چل میں نے تیری غلطی کو معاف کر دیا۔ تو اس نے اگلے الفاظ بھی کہہ دیے۔

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''اور اللہ نیکوکاروں کو پسند فرماتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا: جا میں نے تجھے اللہ کے راستے میں آزاد کر دیا۔

کہاں اتنا غصہ ہے؟ کہ اسے سزا دی جائے اور کہاں قرآن کریم کے دو الفاظ تے ہیں تو اپنے آپ کو اسقدر بدل ڈالتے ہیں کہ جس کو سزا دینا تھی اس کو اللہ رب زت کے راستے میں آزاد کر دیا۔

یوانے بنو، فرزانے نہ بنو:

عقلی محبت کام نہیں آتی۔ عقل پیچھے رہ جاتی ہے یہاں صرف ولولہ کام آتا ہے۔

لوٹ آئے جتنے بھی فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

فرزانہ کہتے ہیں عقل مند کو جس کا کیلیبر اچھا ہو، آئی کیو لیول بہت اچھا ہو۔ اور زل تک وہی پہنچتے ہیں جن کے دلوں میں محبت الٰہی کی دیوانگی ہوا کرتی ہے۔ اس چیز کو علامہ اقبال نے کہا:

نالہ ہے بلبلِ شوریدہ خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل

www.besturdubooks.wordpress.com

عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل کہتی ہے کہ ادھر راستہ ہی نہیں کوئی جاتا۔ عشق کہتا ہے میں تو ہزاروں بار ہو کے بھی آ چکا ہوں، آج اس کی ضرورت ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت موجزن ہو تا کہ ہم عمل و علم کے فاصلوں کو مٹا سکیں۔ دورنگی کو دور کر سکیں۔ ظاہر اور باطن کے تضاد کو ختم کر سکیں۔ جتنی یہ محبت کامل ہو گی اتنے ہی علم و عمل کے فاصلے ختم ہو جائیں گے اور انسان اپنے علم پہ عمل کرنے والا ہو گا۔

کچھ ہاتھ آتا نہیں بے آہِ سحر گاہی:

یہ سوز عشق پھر انسان کو راتوں کو بھی جگا دیا کرتا ہے۔ اللہ کی محبت میں پھر انسان راتوں کے آخری پہر میں اکثر اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کیا کرتا ہے۔

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ آتا نہیں بے آہِ سحر گاہی

ان کو سحر گاہی کی عادت ہوتی تھی، کسی کو خواجہ غلام فرید نے فرمایا:

اٹھ فریدا سُتیا تے جھاڑو دے وچ مسیت
تو سُتا تیرا رب جاگدا تیری ڈاھڈے نال پریت

جب اللہ رب العزت کی محبت دل میں ہو تو پھر راتوں کا اٹھنا مشکل نہیں ہوتا۔ خود بخود آنکھ کھلتی ہے۔ ایسے لوگوں کو بستر اچھال دیتا ہے رات کے آخری پہر میں۔ الارم فٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کے اپنے اندر الارم فٹ ہوتا ہے۔ وہ اس وقت ان کو اٹھا دیتا ہے۔ کتنے تھکے ہوئے کیوں نہ ہوں ان کو مصلے پر

www.besturdubooks.wordpress.com

کھڑے ہونے سے سکون ملتا ہے اور ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔اس لیے وہ رات کے آخری پہر میں استغفار کرتے اور سسکیاں لے لے کر روتے اور روٹھے ہوئے رب کو منایا کرتے تھے۔

تیری محفل بھی گئی ، چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

وہ صبح کے نالے آج نظر ہی نہیں آتے۔کہاں ہیں وہ نوجوان جو لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگایا کرتے تھے اور ان کے سینوں میں دل کانپتے تھے۔

منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
دل ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

اس لیے دلوں میں وہ ولولہ نہیں ،وہ شوق نہیں۔نگاہ میلی بن گئی۔ذرا باہر نکلے ادھر ادھر کی شکلوں صورتوں کو دیکھا۔ادھر للچائی ہوئی نظریں پڑ رہی ہیں۔ڈائریکشن بدلتی جا رہی ہے۔اب اس کو دوبارہ ٹھیک کرنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت کی ضرورت ہے۔ایسی مجالس کی ضرورت ہے جن میں انسان اپنے آپ کو محسوس کرے کہ میں اپنی ڈائریکشن کو ٹھیک کر سکوں اور اللہ کی محبت کو اپنے دل میں بڑھا سکوں۔محبت کے بڑھنے سے انسان کو اعمال کی حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے۔

اعمال کی صورت اور حقیقت:

دیکھیے ! یہ جو اعمال ہیں ان کی ایک حقیقت ہے اور ایک ان کی صورت ہے۔ صورت تو یہی ہے کہ ہم مسجد میں تو آ گئے اور آ کر چند رکعات پڑھ لیں۔اگر ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت کیا ہے کہ کھڑے تو مسجد میں ہیں پہنچے ہوئے دفتر میں، بازار میں اور یار کے پاس ہوتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک ٹیپ ریکارڈ تھا اس نے اللہ اکبر کے الفاظ سے پش بٹن کو پریس کیا اور ٹیپ ریکارڈ پڑھتا رہا، پڑھتا رہا۔ اس کے بعد السلام علیکم ورحمتہ اللہ پر آف کا پش بٹن پریس کر دیا۔ درمیان میں کیا پڑا؟ کئی بار ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں ہوتا، یہ ہے نماز کی صورت۔ اور نماز کی حقیقت کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَنْ تَعْبُدُوْ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ))

"یہ کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے۔"

اگر یہ کیفیت حاصل نہیں تو:

((فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ))

"پس اگر تو اس طرح نہیں کرسکتا تو اس طرح تو نماز پڑھ کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔"

اب نہ یہ کیفیت حاصل نہ وہ کیفیت حاصل، تو پھر ہماری نماز کس درجے کی نماز ہے۔

میرے دوستو! سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے۔ آج یہ حضور قلب دلوں سے نکل گیا ہے۔ قرب قیامت کی علامت ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا: تو دیکھے گا کہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہوگی، مگر ان کے دل اللہ رب العزت کی یاد سے خالی ہوں گے۔

ایک دفعہ ایک مسجد میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ امام صاحب نے سلام پھیرنے کے بعد پوچھا: بھئی! میں نے دو رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ پوری مسجد میں ایک بندہ ایسا نہ تھا جو کونفیڈینس اور صمیم قلب سے کہے کہ ہم نے دو رکعت پڑھی ہیں یا چار پڑھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔سب شک میں تھے۔کسی کو پتہ نہیں کہ دو پڑھی ہیں یا چار رکعت پڑھی ہیں۔جب ہماری Concentration (توجہ) کا یہ عالم ہو تو پھر بتایئے اس نماز اثر کا ہمارے اوپر کیا آئے گا؟اسی لیے کسی کہنے والے نے کہا: ؎

سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ سیماب

سیماب کہتے ہیں مرکری کو(پارے کو)۔اور اس کی یہ صفت ہوتی ہے کہ وہ تھرتھراتا رہتا ہے۔کانپتا رہتا ہے۔

علامہ اقبال نے کہا: کہ کچھ لوگ ایسے اذان دینے والے تھے کہ جب وہ اذان دیتے تھے تو ان کے ''اللہ اکبر'' کے الفاظ کہنے سے پہاڑ پارے (مرکری) کی طرح کانپنے لگ جاتے تھے۔آگے فرماتے ہیں:

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اس کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

کسی فارسی شاعر نے عجیب بات کہی کہ: ؎

بہ زمیں چوں سجدہ کردم ززمیں ندا بر آمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

''جب میں نے زمین پہ سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی: اے ریا کے سجدہ کرنے والے! تو نے مجھے بھی خراب کر ڈالا'' ؎

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں؟

تو آج اس دل کو صنم آشنائی کی بجائے خدا آشنا بنانے کی ضرورت ہے۔تاکہ اس کے اندر اللہ رب العزت کی محبت پیدا ہو۔پھر ہمیں اعمال کرنے میں قرآن مجید

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھنے میں بھی مزا آئے گا۔ صحابہ کرام اس قرآن مجید کو پڑھتے تھے، سنتے تھے تو ان کو ایک الگ مزا آیا کرتا تھا۔

ایک صاحب نماز میں سورۃ کہف پڑھ رہے ہیں، سینے پہ تیر لگ رہے۔ بالآخر ساتھی کو جگا کر کہتے ہیں۔ اگر مجھے اپنے فرض منصبی میں کوتاہی کا ڈر نہ ہوتا تو میں تیروں پر تیر کھاتا رہتا اور کہف مکمل پڑھے بغیر نماز ختم نہ کرتا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ نماز پڑھتے تھے تو یوں محسوس ہوتا کہ اپنے پروردگار سے ہم کلامی کر رہے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ بیٹا باہر سے فون کرے تو ماں کہتی ہے بیٹا کوئی اور بات کرو، ابھی تو کال کی ہے تم نے۔ بیٹا کہتا ہے اماں پندرہ منٹ ہو گئے ہیں کال کو، تو ماں کہتی ہے کہ پندرہ منٹ گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔ تو جس طرح ماں کو بیٹے سے بات کرتے ہوئے پندرہ منٹ گزرنے کا پتہ نہیں چلا۔ اسی طرح ان حضرات کو بھی راتوں کے گزرنے کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ تو یہ تمام چیزیں اس لیے تھیں کہ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت شدت کے ساتھ تھی۔ تو ان کو یہ مقام حاصل تھا۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾

''اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔''

اس لیے وہ دن کو گھوڑے کی پیٹھ پر مجاہد ہوتے تھے اور راتیں وہ مصلے کی پیٹھ پر گزار دیا کرتے تھے۔ یہ کیسے؟ سارا دن تھکنے کے بعد تو آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مصلے پہ کھڑے ہونے سے ان لوگوں کو آرام مل جایا کرتا تھا۔

محبت والوں کی راتیں:

مبتدی کے لیے یعنی نئے بندے کے لیے عبادت دوا کی مانند ہے اس کو ذرا کھینچ تان کرنی پڑتی ہے۔ لیکن جب اس راستے پر چل پڑتا ہے تو عبادت گزار بن جاتا ہے۔ پھر اس کا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں، نیکی میں مصروف رہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنے ہی ایسے واقعات ہیں کہ وہ لوگ ساری ساری رات عبادت میں گزار دیا کرتے تھے۔ سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ عشا کے بعد دو رکعت کی نیت باندھی۔ اللہ رب العزت کا کلام پڑھتی رہیں، پڑھتی رہیں، دل میں ایسا لطف تھا، ایسا مزا تھا، جب سلام پھیرا تو کیا دیکھتی ہیں کہ صبح صادق کا وقت قریب ہے۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور یہ دعا مانگی: اے اللہ! میں نے ابھی دو رکعت کی نیت باندھی تھی۔ تیری راتیں کتنی چھوٹی ہیں کہ تیری رات ہی ختم ہوگئی۔ تو ان کو راتوں کے چھوٹا ہونے کا شکوہ ہوا کرتا تھا۔ یہ نماز ان کی تھکاوٹ دور کر دیا کرتی تھی، فریش کر دیا کرتی تھی۔

آج نوجوان چھٹی کی رات دو وڈیوز لے کر آتے ہیں اور چھ گھنٹے بیٹھ کر سکرین پر تماشا دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ٹائم گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔ بالکل اسی طرح ہمارے اسلاف بھی جب قرآن پاک کھول کے بیٹھتے تھے یا مصلے پر کھڑے ہوتے تھے تو ان کو بھی ٹائم گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔

جذبۂ محبت کا دائرہ کار:

ہمیں یہ کیفیت دلوں میں پیدا کرنی ہے تاکہ دل اللہ کی عبادت کے اندر لگیں۔ اللہ کے حکموں کی تعمیل کا جذبہ ہمارے دلوں کے اندر آجائے۔ یہ فقط مصلے تک محدود نہ رہے بلکہ اگر ہم دفتر کی کرسی پر بیٹھے ہیں پھر بھی اللہ کی محبت کا جذبہ دل کے اندر غالب ہو، اگر ہم گھر کے اندر شوہر کی حیثیت سے ہیں تو بھی اللہ کی محبت کا جذبہ غالب ہو۔ ہم زندگی کے جس حال میں بھی ہیں اللہ کی محبت کا جذبہ غالب ہوگا تو ہم ہر جگہ پر اللہ کے حکم کو نافذ کریں گے۔ ہم نبی علیہ السلام کی مبارک سنت کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ اسی لیے اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے اس کے کرنے سے انسان کے دل میں اس ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جذبۂ محبت کی بیداری کیسے؟

اب آپ دیکھیے! آپ یہاں بیٹھے ہیں آپ کے دل میں خیال بھی نہیں، لیکن اگر کوئی بندہ Walls کی آئس کریم کا تذکرہ کرے اور ذرا پانچ منٹ تذکرہ کرتا رہے تو شاید جاتے ہوئے آدھے سے زیادہ ان میں سے لے کر یا کھا کر جائیں گے۔ تو تذکرہ کے ہونے سے طبیعت میں میلان پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح جن محفلوں میں اللہ کی اس کے محبوب کی اور اللہ والوں کی محبت کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جو بندہ ان محفلوں میں اکثر اٹھنا، بیٹھنا شروع کر دیتا ہے تو پھر اس کے دل میں بھی اللہ رب العزت کی محبت کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ ایک مقناطیس ہوتا ہے۔ لوہے کو تھوڑے دنوں کے لیے اس کے ساتھ رکھیں تو لوہے اندر بھی میگنیٹزم انڈیوس ہو جاتا ہے۔ یہ محبت کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ یہ محبت بھی میگنیٹزم کی مانند ہے۔ جب اللہ والوں کے ساتھ کچھ وقت گزارتے ہیں تو ایسے ہی نیک اور صالحین کے دلوں کی وہ محبت ان دلوں میں انڈیوس ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے دلوں میں اس کے اثرات محسوس کرتے ہیں۔ پھر ہمارے لیے اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہوگی۔ جب ہمارے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت ہوگی تو راتوں کو جاگنا مشکل نہیں ہوگا۔ اسی لیے تو کہنے والے نے کہا:

مجھ کو نہ اپنا ہوش، نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں
تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

تو پھر انسان اللہ کے خیال میں، اس کی یاد میں راتوں کو جاگتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اشعارِ محبت:

ہمارے ایک بزرگ خواجہ عزیز الحسن تھے۔ان سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا: حضرت سنایئے کیا حال ہے؟ پہلے تو وہ ڈپٹی کلکٹر تھے پھر انہوں نے پنشن لے لی۔تو انہوں نے اس کا جواب شعر میں دیا۔یہ شاعروں کی عادت ہوتی ہے۔فرمانے لگے: ؎

پنشن ہو گئی ہے کیا بات ہے اپنی
اب دن بھی ہے اپنا اور رات ہے اپنی
اب اور ہی کچھ ہے میرے دن رات کا عالم
ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم

اگر یہ چیز نصیب ہو جائے کہ ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم،تو پھر ہم گناہ نہیں کریں گیں بلکہ سوچیں گے بھی نہیں گناہ کے بارے میں۔اٹھنا ،بیٹھنا،چلنا پھرنا ہر کام اللہ کے حکموں کے مطابق ہو جائے تو پھر نماز کے لیے ترغیب نہیں دینی پڑے گی۔یہ نہیں بتانا پڑے گا کہ اشراق پڑھ لو، حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔پھر انسان موقع ڈھونڈے گا۔جن دو بندوں کے درمیان تعلق ہو تو وہ ٹیلی فون پر بات کرنے کے لیے موقع ڈھونڈتے ہیں۔اسی طرح جس بندے کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔پانچ فرض نمازوں سے اس کے محبت کے جذبات کو تسکین نہیں ہوتی۔وہ بہانے ڈھونڈتا ہے،کوئی اور موقع مل جائے ذرا گفتگو کرنے کا۔لہٰذا...... تہجد کا وقت آیا تو حاضر ہیں...... چاشت کا وقت آیا پھر حاضر ہیں......چاشت دعا کا وقت آیا تو پھر حاضر ہیں......اوابین کا وقت آیا پھر حاضر ہیں......انہوں نے مسجد میں قدم رکھا،جلدی سے تحیۃ الوضو کی نیت کر لی......ان کو تو موقع کی تلاش تھی۔موقع مل گیا۔اللہ کے حضو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ باندھ کے کھڑے ہوتے ہیں اور محبوب سے بات کرنے کا مزہ پا رہے ہوتے ہیں۔تو پھر یہ کیفیت ہوتی ہے۔

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے
ہم ثواب و عذاب کو کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے
عشق والے حساب کیا جانیں

وہ جمع،تفریق تھوڑا کر رہے ہوتے ہیں۔

اللہ سے محبتِ الٰہی کا سوال:

یہ اللہ رب العزت کی محبت ایسی نعمت ہے کہ ہمیں اپنی ہر دعا میں یہ نعمت مانگنی چاہیے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی اور حقیقت میں امت کو سکھائی کہ ہم یہ دعا مانگا کریں۔تو یہ ایسی نعمت ہے کہ اللہ کے محبوب نے بھی اسے اللہ سے اور مانگا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّکَ

”اے اللہ بے شک میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں،اور جو آپ سے محبت کرنے والے ان کی محبت کا بھی آپ سے سوال کرتا ہوں،اور جو عمل آپ کی محبت بڑھانے والے ہیں میں ان عملوں کی بھی محبت کی درخواست کرتا ہوں۔“

اگر ہمیں یہ چیزیں نصیب ہو گئیں تو انشاء اللہ ہمیں مقصودِ حقیقی حاصل ہو جائے گا اور زندگی کا مقصد پورا کرنا ہمارے لیے بہت آسان بن جائے گا۔اللہ رب العزت ہمیں سچی محبت عطا فرمائیں۔ایسی محبت جو ہمیں اللہ کی طرف مشغول کر دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

اللہ رب العزت ہمیں موت سے پہلے پہلے وہ لذت آشنائی والی چند گھڑیاں نصیب فرمادے۔(آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

چنانچہ میزان کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ایک ترازو ہوگا اور اسی پر ہر چیز تولی جائے گی۔ یہ اللہ کی اپنی قدرت ہے کہ وہ ترازو کس قسم کا ہوگا۔ مگر یہ عین ممکن ہے کہ انسان کے اعمال اور اقوال کو تولا جاسکے۔ پہلے زمانے میں تو انسان کی بات کو پکڑا ہی نہیں جاسکتا تھا۔ آج ٹیپ بن گئی ہے اور وہ بندے کی پوری بات کو محفوظ کر لیتی ہے۔ جس پروردگار نے دنیا میں باتوں کو محفوظ کروادیا، وہ باتوں کو تولنے کے آلات بھی بنوادے گا۔ البتہ یہ بات پکی ہے کہ قیامت کے دن اعمال بھی تلیں گے اور اقوال بھی تلیں گے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ ﴾

میزان عدل کی حقیت

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

بمقام: جامعہ مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

برموقع: اختتامِ بخاری شریف

www.besturdubooks.wordpress.com

میزانِ عدل کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ
وَ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصَلِ مِنِّىْ اِلَى الْاِمَامِ الْهُمَّامِ يَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ ذُوْالْفِقَارِ اَحْمَدُ حَدَّثَنِىْ حَضْرَةُ الْاُسْتَاذُ حَافِظُ الْقُرْآنِ وَ الْحَدِيْثِ مَوْلَانَا مُحَمَّدُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدُ اَمِيْر قَالَ حَدَّثَنِىْ حَضْرَةُ الْاُسْتَاذُ مَوْلَانَا شَيْخُ مُحَمَّدُ مَالِكُ كَانْدهلَوِىْ نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ مُحَمَّدُ اِدْرِيْس قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ مُحَمَّدُ اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَلِىٌّ بْنُ الظَّاهِرِ الْوَتْرِىْ الْمَدَنِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ عَابِدُ قَالَ حَدَّثَنِىْ صَالِحُ الْعُمْرِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ سَنَةَ الْعُمْرِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ الْعَجَلِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ قُطْبُ الدِّيْنُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ الْمُعَمَّرُ الشَّيْخُ يُوْسُفُ هَرَوِىْ اَلْمَشْهُوْرُ بِسَه صَدْ سَالَه قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ شَاذُ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفُ الْفِرَبْرِىْ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَّاسِعَةً قَالَ حَدَّثَنِىْ الشَّيْخُ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِىْ الْحَدِيْثِ وَ سَيِّدُ الْمُحَدِّثِيْنَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنِ اِسْمٰعِيْل بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةَ الْجُعْفِيّ الْبُخَارِىْ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً
بَاب: قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ وَ اَنَّ اَحْمَالَ بَنِىْ آدَمَ وَ قَوْلِهِمْ يُوْزَنُ وَ قَالَ مُجَاهِدُ الْقِسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

يُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَ هُوَ الْعَادِلُ وَ اَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اِشْكَابِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِی الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

بخاری شریف کی آخری حدیث مبارکہ تلاوت کی گئی ہے۔امام بخاری اس باب میں سب سے پہلے قرآن مجید کی یہ آیت لائے ہیں:

وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اس آیت مبارکہ میں قیامت کے دن میزانِ عدل قائم ہونے کا تذکرہ ہے۔

قیامت کا تصور:

یہ بات ذہن نشین رہے کہ قیامت کا تصور تمام امتوں میں اجمالی طور پر رہا ہے۔لیکن امتِ محمدیہ کو اللہ تعالٰی نے قیامت کے بارے میں تفصیلی علم عطا فرمایا۔چنانچہ قرآن مجید کی ایک صورت کا نام بھی اَلْقِيٰمَة ہے۔

قیامت کے دن کی اہمیت:

اللہ تعالٰی نے قیامت کے دن کو ایک بہت بڑا سانحہ اور وقوعہ کہا۔چنانچہ ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ

اور دوسری جگہ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ

ان دونوں آیتوں میں قیامت کے دن کو ایک بڑا واقعہ کہا گیا۔علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بڑے کسی چیز کو بڑا کہیں تو وہ بہت بڑی ہوتی ہے۔اللہ رب العزت، جو مالکِ کائنات ہیں، خالقِ کائنات ہیں، وہ اس واقعہ کو ایک بہت بڑا واقعہ فرما رہے ہیں۔اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ قیامت کے دن کی کیا اہمیت ہے؟

قرآن مجید میں قیامت کے دن کے بہت سارے نام ہیں۔یہ مختلف نام بھی اس کی اہمیت پر دلیل ہیں۔

......کہیں اس کو یوم عسیر کہا۔

......کہیں اس کو یوم الدین کہا۔

......کہیں اس کو یوم التغابن کہا

......کہیں اس کو یوم النشور کہا

......کہیں اس کو یوم الحسرۃ کہا

یہ طے شدہ بات ہے کہ قیامت کا دن آنا ہے۔

قیامت کیسے آئے گی؟

یہاں طالب علم کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کیسے آئے گی؟اس کے دو جواب ہیں:

(۱)......دینی نقطۂ نظر:

دینی نقطۂ نظر سے تو اس کا یہ جواب ہے کہ جس پروردگار نے انسان کو عبادت کے لیے دنیا میں بھیجا، وہ ان کے اعمال کا بدلہ دینے کے لیے ان کو قیامت کے دن

www.besturdubooks.wordpress.com

اکٹھا فرمائے گا۔تاکہ اچھے اعمال کرنے والوں کو ان کا اجر ملے اور برے اعمال کرنے والوں کو ان کی سزا ملے۔اگر یہ تصور نہ ہو تو انسان نیکی کیوں کرے گا؟ برائی سے انسان کیوں بچے گا؟۔

(۲)......سائنسی نقطۂ نظر:

سائنسی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو سائنس دانوں کے اس کے متعلق مختلف نظریات ہیں۔

⊙......بعض سائنسدانوں کا نظریہ یہ ہے کہ زمین کے اوپر ہر روز شہاب ثاقب گرتے ہیں۔ان کو Metroits (میٹرائٹس) کہتے ہیں۔دس ہزار ٹن ملبہ زمین پر روزانہ گر رہا ہے۔کبھی کبھی بڑے پتھر بھی گرتے ہیں۔1908ء میں سائبیریا میں تنکسکا کے علاقے میں ایک اتنا بڑا شہابِ ثاقب گرا جس کی طاقت ایٹم بم کی طاقت سے دس ہزار گنا زیادہ تھی۔اب آپ سوچیے کہ ایٹم بم کی طاقت کتنی ہوتی ہے! اس سے بھی دس ہزار گنا زیادہ طاقت اس شہابِ ثاقب کی تھی۔

تو بعض سائنس دان کہتے ہیں کہ کوئی میٹرائٹ (شہاب ثاقب) زمین پر گرے گا اور زمین کے اوپر کے سارے کے سارے لوگ مر جائیں گے۔یوں اس دنیا کا اختتام ہوگا۔

⊙......بعض سائنس دان کہتے ہیں کہ کچھ ستارے زمین کے قریب سے گزرتے ہیں۔جیسے 1993ء میں ایک دم دار ستارہ، جسے Haley Comet کہتے ہیں، وہ زمین کے قریب سے گزرا تو سائنس دانوں کو ڈر تھا کہ یہ کہیں زمین سے نہ ٹکرا جائے۔چنانچہ ایک امکان یہ ہے کہ کوئی ستارہ زمین کے ساتھ ٹکرائے گا اور دنیا ختم ہو جائے گی۔

⊙......بعض سائنس دان کہتے ہیں کہ زمین اور سورج کے گرد اللہ رب العزت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ ایسی جگہیں بنائی ہیں کہ جن کو ''بلیک ہول'' کہتے ہیں۔ وہ اتنا بڑا ہے کہ وہ پورے سورج کا ایک لقمہ بنا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر زمین کبھی اس کے قریب ہوئی تو وہ اس کو بھی ایک لقمہ بنا لے گا۔ چنانچہ آج کل انٹرنیٹ پر ایک کاؤنٹ ڈاؤن لگا ہوا ہے، یعنی دن گن رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ 21 دسمبر 2012ء کو زمین اور سورج ایک بلیک ہول کے بالکل سامنے آجائیں گے۔ اس میں دو امکان ہیں:

ایک امکان تو یہ ہے کہ وہ ان دونوں کو اپنے اندر کھینچ لے، یعنی کھا ہی لے۔ پھر معاملہ ختم ہو جائے گا۔ اور دوسرا امکان یہ ہے کہ اس کی کشش اتنی ہوگی کہ زمین کو گھما کے رکھ دے گا۔ مشرق مغرب بن جائے گی اور مغرب مشرق بن جائے گی۔ چنانچہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ یعنی وہ بات سامنے آئے گی جو آج سے چودہ سو سال پہلے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمائی تھی۔ اس وقت تو اس کو عقلاً سمجھنا محال تھا، مگر آج سائنس کی دنیا نے خود کہنا شروع کر دیا کہ ایسا ہونا ممکن ہے کہ سورج مغرب سے بھی طلوع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں زمین کے نارتھ اور ساؤتھ پول (قطب شمالی اور قطب جنوبی) بدل جائیں گے۔

⊙......بعض سائنس دانوں کا نظریہ ہے کہ سورج کے اندر آگ ہے۔ وہ آگ بنیادی طور پر ہائیڈروجن ہے جو ہیلیم بن رہی ہے۔ یوں سمجھیں کہ اس میں ہر وقت کھرب ہا کھرب ہائیڈروجن بم پھٹ رہے ہیں اور اس کا ٹمپریچر دس ملین سنٹی گریڈ سے لے کر سو ملین سنٹی گریڈ تک ہے۔ گویا سورج آگ کا ایک بہت بڑا گولہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی ایک طبعی عمر ہے۔ جب ساری ہائیڈروجن، ہیلیم میں بدل جائے گی تو آگ ٹھنڈی ہو جائے گی اور پھر سورج کے ٹھنڈا ہو جانے کی وجہ سے زمین پر زندگی ختم ہو جائے گی۔

⊙......ایک نظریہ جو سب سے زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے، اس کو Big Bang

www.besturdubooks.wordpress.com

Theory (بگ بینگ تھیوری) کہتے ہیں۔ یہ بگ بینگ تھیوری کیا ہے؟......سائنس دان کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ کے حکم سے ایک دھما کہ ہوا تو زمین بھی وجود میں آ گئی اور آسمان بھی وجود میں آ گیا۔ یہ چیز ہم مسلمانوں کے نظریے کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْن

لہٰذا ہم ان کے بگ بینگ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ کا حکم ہوا اور زمین اور آسمان وجود میں آ گئے۔

☆ ......سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ سب چیزیں پھیلتی جا رہی ہیں۔ جیسے دھما کہ ہو تو چیزیں دور دور تک چلی جاتی ہیں۔ اس کو ''وسعتِ کائنات کا نظریہ'' کہتے ہیں۔ یہ بھی دین کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْن

''اور ہم نے آسمان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم اس کائنات کو وسیع کرتے چلے جا رہے ہیں''

یہ پھیلتی تو چلی جا رہی ہے لیکن سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ ایک حد تک تو پھیلے گی اور اس کے بعد سپرنگ کی طرح واپس ایک دوسرے کے ساتھ آئے گی اور آپس میں ٹکرائیں گی۔ تو یہ جو سیکنڈ بگ بینگ ہوگا، یہ قیامت کا دن ہوگا۔

بہر حال! سائنس دانوں کی باتیں کبھی تو سچی ہو جاتی ہیں اور کبھی محض تخیلات ہوتے ہیں، لیکن اس بات پر تو گویا سب متفق ہیں کہ قیامت کا دن آنا ہے اور اس دنیا کا ایک آخری دن متعین ہے۔

دو چیزوں کا حساب:

جب قیامت کا دن آنا ہے تو پھر انسان کو اللہ رب العزت کے حضور پیش بھی ہونا

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑے گا۔ چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

''اور ہم قیامت کے دن میزانِ عدل کو قائم کریں گے''

اور آگے فرمایا:

وَ اَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَ قَوْلَهُمْ يُوْزَنُ

''اور بنی آدم کے اعمال اور اقوال کا وزن کیا جائے گا''

دیکھیے! دو چیزیں ہوتی ہیں: ایک افعال اور دوسرا اقوال۔ قرآن مجید سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ

''اچھا کلام اسی کو پہنچتا ہے اور اچھا کام اس کو پہنچاتا ہے''

کَلِمُ الطَّیِّب سے اقوال اور عَمَلُ الصَّالِح سے افعال۔ یہی دو چیزیں ہی محفوظ ہو رہی ہیں، اور قیامت کے دن انہی دو چیزوں کا حساب ہوگا۔

اَلْقِسْط کی لغوی و صرفی تحقیق:

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ قَالَ مُجَاهِد: اَلْقُسْطَاس؛ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ

اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہفرماتے ہیں: قسطاس کا معنیٰ عدل ہے اور یہ رومی زبان کا لفظ ہے۔

یہاں پر طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لفظ تو قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے، پھر یہ رومی زبان کا لفظ کیسے ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ

www.besturdubooks.wordpress.com

علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ ابتدا میں یہ رومی زبان کا لفظ تھا۔ مگر چونکہ یہ عربی زبان کے قواعد وضوابط پر پورا اترتا تھا اس لیے عربوں نے بھی اس کو استعمال کرنا شروع کر دیا ع

ہر چہ در کانِ نمک رفت نمک شد

''نمک کی کان میں جو چیز چلی جاتی ہے وہ نمک ہو جاتی ہے۔''

لہٰذا اب یہ قرآن مجید کا لفظ کہلائے گا...... عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ

آگے فرماتے ہیں:

وَ یُقَالُ: اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ

''اور کہا جاتا ہے کہ قِسْط مُقْسِطْ کا مصدر ہے۔''

اَلْقِسط کا مطلب ہے، انصاف۔ یہ مُقْسِطْ کا مصدر ہے مُقْسِط کا مطلب ہے، انصاف پرور۔ چنانچہ اَلْمُقْسِطُ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے۔ یہ بابِ افعال سے ہے۔ اَقْسَطَ یُقْسِطُ اِقْسَاطاً فَهُوَ مُقْسِطٌ

پھر آگے فرمایا:

وَ اَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِر

''اور قاسط ظالم ہوتا ہے۔''

قَاسِطْ کی جمع ہے قُسَّاط اور قَسْطًا وَ قُسُوْطًا ناانصافی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر قِسْط ہوگا تو ''انصاف'' کا معنی دے گا اور اگر قَسْطًا اور قُسُوطاً ہوگا تو اس کا معنی ''ناانصافی'' ہوگا۔

معتزلہ کا رد:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس آیت کو یہاں لانے کا یہ تھا کہ معتزلہ کا رد ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے...... معتزلہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں ایک فرقہ تھا جو عقل پرست تھا۔ وہ فرقہ یہ کہتا تھا کہ جو چیز عقل میں نہ آئے، وہ چیز ممکن نہیں ہو سکتی۔ وہ کہتے تھے کہ انسان کی باتوں کو کیسے ناپا جا سکتا ہے؟ کیسے تولا جا سکتا ہے؟ یہ عقل میں نہیں آتا۔ اعمال کا وزن ہو ہی نہیں سکتا ...... حالانکہ قرآن مجید میں وزن ہونے کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

چیزوں کو ناپنے کے مختلف پیمانے:

آج سائنس نے یہ ثابت کر دیا کہ بعض ایسی چیزوں کو بھی ناپا جا سکتا ہے جن کا ماپنا پرانے زمانے میں ممکن نہیں تھا۔ مثلاً:

...... بلڈ پریشر۔ آج ماپ لیتے ہیں کہ بندے کا کتنا بلڈ پریشر ہے۔

...... بخار۔ تھرمامیٹر کے ذریعے سے بخار کو ماپا جاتا ہے۔

...... شوگر۔ شوگر کتنی ہے؟ اس کو بھی ماپ لیتے ہیں۔

...... نمی۔ کسی کمرے میں نمی کتنی ہے؟ اس کے لیے ہومیڈ ٹی میٹر بن گئے۔ اس سے نمی ماپ سکتے ہیں۔

...... بجلی کے وولٹیج، فریکونسی اور کرنٹ کو ماپ لیتے ہیں۔

چنانچہ میزان کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ایک ترازو ہوگا اور اسی پر ہر چیز تولی جائے گی۔ یہ اللہ کی اپنی قدرت ہے کہ وہ ترازو کس قسم کا ہوگا۔ مگر یہ عین ممکن ہے کہ انسان کے اعمال اور اقوال کو تولا جا سکے۔ پہلے زمانے میں تو انسان کی بات کو پکڑا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ آج ٹیپ بن گئی ہے اور وہ بندے کی پوری بات کو محفوظ کر لیتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔جس پروردگار نے دنیا میں باتوں کو محفوظ کروا دیا، وہ باتوں کو تولنے کے آلات بھی بنوا دے گا۔البتہ یہ بات پکی ہے کہ قیامت کے دن اعمال بھی تلیں گے اور اقوال بھی تلیں گے۔

وزنِ اعمال کا فائدہ:

ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اعمال کے وزن کا فائدہ کیا ہوگا؟ تو اس کا جواب سن لیجیے۔

⊙ ...... لِاِظْهَارِ الْعَدْلِ۔ اللہ تعالیٰ عدل کے اظہار کے لیے میزان عدل کو قائم کریں گے۔

⊙ ...... لِاِظْهَارِ صِفَةِ الْقِسْطِ لِاَنَّه مُقْسِطٌ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ انصاف پرور ہیں، لہٰذا وہ میزانِ عدل کو قائم کریں گے تاکہ انصاف کی صفت کا ظہور ہو۔

اس لیے میزان عدل قائم کیا جائے گا۔

میزانِ عدل...... احادیث کی روشنی میں:

اب رہ گئی یہ بات کہ میزانِ عدل کی تفصیل کیا ہے؟ احادیث میں اس کی بہت ساری تفصیلات ہیں۔

⊙ ...... حدیث جبرئیل میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا:

یا محمد! ما الایمان؟

تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَنْ تُؤمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْمِيْزَانِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

اس حدیث مبارکہ میں تذکرہ ہے کہ میزان قائم ہوگا۔

⦿......حاکم نے ''مستدرک'' میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

يُوْضَعُ الْمِيْزَانُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَوْ وُزِنَ فِيْهِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ لَوَسِعَتْ

''قیامت کے دن میزان کو پیش کیا جائے گا، اگر آسمانوں اور زمین کا اس میں وزن کرنا چاہیں گے تو وہ ان کے وزن سے بھی زیادہ گنجائش کا ہوگا۔''

ایسا میزان ہوگا۔

⦿......ایک حدیث مبارکہ، جس کو ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے نقل کیا ہے، اس میں وہ فرماتے ہیں:

اَلْمِيْزَانُ لَهٗ لِسَانٌ وَّ كَفَّتَانِ

''میزان کی ایک زبان اور دو پلڑے ہوں گے۔''

زبان کا مطلب، سوئی۔ انڈی کیٹر۔ یہ بتاتی ہے کہ پلڑا ادھر جھک رہا ہے یا اُدھر جھک رہا ہے۔ اس کے دو پلڑے ہوں گے۔ ایک میں نیکیاں رکھی جائیں گی اور دوسرے میں گناہ۔ پھر سوئی بتائے گی کہ کون سا پلڑا بھاری ہے۔

⦿......ذہن میں یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس میزان میں تولے گا کون؟ حدیث پاک میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے۔

صَاحِبُ الْمَوَازِيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جِبْرِيْلُ علیہ السلام

''قیامت کے دن میزان کرنے کے ذمہ دار جبرئیل علیہ السلام ہوں گے۔''

⦿......ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں:

يُحَاسَبُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ كَانَتْ حَسَنَاتُهٗ اَكْثَرَ بِوَاحِدَةٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ كَانَتْ سَيِّئَاتُهُ اَكْثَرَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ بِوَاحِدَةٍ دَخَلَ النَّارَ

''قیامت کے دن انسانوں کا حساب ہوگا۔جس کی ایک نیکی بھی گناہ سے زیادہ ہوگی وہ جنت میں داخل کردیا جائے گا۔اور جس کا ایک گناہ زیادہ ہو گا تو اس کو جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔''

⊙......ایک اور روایت ہے جو ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

يُؤْتٰى بِسَيِّئَاتِ الْعَبْدِ وَحَسَنَاتِهٖ فَيُقْضٰى بَعْضُهَا بِبَعْضٍ فَاِنْ بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ وَسَّعَ اللّٰهُ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ

''(قیامت کے دن) بندے کی نیکیوں اور برائیوں کو پیش کیا جائے گا۔بعض نیکیاں بعض گناہوں کے ساتھ کفایت کریں گی (یعنی گناہوں کو نیکیوں کی وجہ سے ختم کردیا جائے گا۔اب کیا ہوگا؟) اگر ایک نیکی بھی بچ گئی تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو جنت عطا فرمادیں گے''

⊙......سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔وہ فرماتی ہیں:

خَلَقَ اللّٰهُ كَفَّتَيِ الْمِيْزَانِ مِثْلَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يَا رَبَّنَا مَاتَزِنُ بِهٰذَا؟ قَالَ اَزِنُ بِهٖ مَنْ شِئْتُ

''اللہ تعالیٰ نے میزان کے پلڑے آسمان اور زمین کی مانند بہت بڑے بنائے ہیں۔جب ملائکہ نے دیکھا تو انہوں نے پوچھا: اے ہمارے پروردگار! آپ اس میزان کے ذریعے کس کا وزن کریں گے؟ اللہ نے فرمایا: میں جس کا چاہوں گا اس کا وزن کروں گا۔''

⊙......بیہقی نے ''شعب'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ارشاد فرمایا:

يُؤتٰى بِابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُوْقَفُ بَيْنَ كَفَّتَيِ الْمِيْزَانِ وَيُوَكَّلُ بِهٖ مَلَكٌ فَاِنْ ثَقُلَ مِيْزَانُهٗ نَادَى الْمَلَكُ بِصَوْتٍ يَسْمَعُ الْخَلَائِقَ: سَعِدَ فُلَانٌ سَعَادَةً لَا يَشْقٰى بَعْدَهَا اَبَدًا، وَاِنْ خَفَّ مِيْزَانُهٗ نَادَى الْمَلَكُ بِصَوْتٍ يَسْمَعُ الْخَلَائِقَ: شَقِيَ فُلَانٌ شِقَاوَةً لَا يَسْعَدُ بَعْدَهَا اَبَدًا

’’قیامت کے دن اولادِ آدم کو پیش کیا جائے گا۔ دو پلڑوں کے درمیان اس کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر یہ کام ایک فرشتے کو سپرد کر دیا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا تو فرشتہ ایک منادی کرے گا، ایسی آواز کے ساتھ جس کو ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں بندہ ایسی نیک بختی پا گیا کہ اب اس کے بعد وہ بد بخت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس کا (نیکیوں کا) پلڑا ہلکا ہو گیا تو فرشتہ ایک اعلان کرے گا، ایسی آواز کے ساتھ جس کو ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں بندہ ایسی بدبختی پا گیا کہ اب اس کے بعد وہ نیک بخت نہیں ہو سکتا۔‘‘

اس لیے قیامت کا دن ہمارے لیے ہار اور جیت کا دن ہو گا۔ اگر ہم جیت گئے تو بہت بڑی جیت ہے اور اگر ہار گئے تو پھر ایسی ہار دنیا میں ہے ہی نہیں۔

وزن کس چیز کا ہو گا؟

ہمن ایک بحث چل پڑی کہ قیامت کے دن وزن ہو گا کس کا؟

......بعض علما نے کہا: اعمال کا وزن ہو گا۔

......بعض نے کہا: نامہء اعمال (یعنی جو دفتر لکھے ہوئے ہوں گے) کا وزن ہو گا۔

......بعض نے کہا: انسانوں کا اپنا وزن ہو گا۔

احادیث مبارکہ سے یہ تینوں چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱)......اعمال کا وزن ہوگا:

پہلی بات یہ ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا۔ اس کے بارے میں احادیث میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔

⊙......ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْمِیْزَانُ لَہٗ کَفَّتَانِ وَ لِسَانٌ یُوْزَنُ بِهَا الْحَسَنَاتُ وَ السَّیِّئَاتُ فَیُؤْتٰی بِالْحَسَنَاتِ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَتُوْضَعُ فِیْ کَفَّهِ الْمِیْزَانِ فَتَثْقُلَ عَلَی السَّیِّئَاتِ فَتُؤْخَذُ فَتُوْضَعُ الْجَنَّۃُ عِنْدَ مَنَازِلِهٖ ثُمَّ یُقَالُ لِلْمُؤْمِنِ: اَلْحَقُّ بِعَمَلِكَ، فَیَنْطَلِقُ اِلَی الْجَنَّةِ فَیَعْرِفُ مَنَازِلَهٗ بِعَمَلِهٖ ،وَ یُؤْتٰی بِالسَّیِّئَاتِ فِیْ اَبْغَضِ صُوْرَۃٍ فَتُوْضَعُ فِیْ کَفَّةِ الْمِیْزَانِ فَتَخَفُّ، وَالْبَاطِلُ خَفِیْفٌ، فَتُطْرَحُ فِیْ جَهَنَّمَ اِلٰی مَنَازِلِهٖ مِنْهَا وَیُقَالُ: اَلْحِقْ بِعَمَلِكَ اِلَی النَّارِ فَیَاتِیَ النَّارُ فَیَعْرِفُ مَنَازِلِهٖ بِعَمَلِهٖ، وَ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ فِیْهَا مِنْ اَنْوَاعِ الْعَذَابِ

''میزان کے دو پلڑے ہوں گے اور ایک اس کی زبان (سوئی) ہوگی۔ نیکیوں کو بہت خوب صورت شکل میں پیش کیا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر زیادہ وزنی ہو گئیں تو اس بندے کو جنت میں بھیج دیا جائے گا اور اس مومن کو کہا جائے گا: تو اپنے عملوں کے ساتھ ملحق ہو جا (مل جا)۔ وہ جنت کے درجوں پر چڑھے گا اور اپنی منزل کو اپنے عملوں کی وجہ سے پہچان لے گا (کہ یہ میرا مکان ہے)۔''

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے دن میزان عدل میں انسان کے اعمال کو تولا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْأُ الْمِيْزَانِ

''سبحان اللہ پڑھنے سے آدھا پلڑا بھر جاتا ہے اور الحمد للہ پڑھنے سے پورے میزان کا پلڑا بھر جاتا ہے۔''

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

⊙......عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ نُوْحًا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا ابْنَيْهِ فَقَالَ: آمُرُكُمَا بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْأَرْضِيْنَ وَ مَا بَيْنَهُمَا لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كَفَّةِ الْمِيْزَانِ وَوُضِعَتْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي الْكَفَّةِ الْأُخْرٰى كَانَتْ أَرْجَحُ مِنْهَا۔

''جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم لا الہ الا اللہ کی تسبیح پڑھو۔ اگر ایک پلڑے میں سات زمینوں اور سات آسمانوں کو رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ کے عمل کو رکھ دیا جائے تو یہ کلمے والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔''

اس حدیث سے بھی پتا چلتا ہے کہ اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

⊙......ایک اور حدیث پاک ہے جسے امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ ابوالدردا روایت فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنَ الْخُلُقِ الْحَسَنِ

''میزان میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری نہیں ہوتی۔''

یعنی انسان جتنے بھی اعمال کرے گا، ان میں سے اس کی خوش خلقی سب سے

www.besturdubooks.wordpress.com

وزنی عمل ہوگا......اللہ اکبر!!!......بھئی! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کریں تاکہ اس کی برکت سے قیامت کے دن ہمارا نیکیوں کا پلڑا زیادہ بھاری ہو جائے۔

⊙......طبرانی کی ایک روایت ہے جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

يَا اَبَا ذَرٍّ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَصْلَتَيْنِ هُمَا اَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَ اَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ غَيْرِهِمَا؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ، وَطُوْلِ الصَّمْتِ؛ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا تَجَمَّلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهَا۔

''اے ابوذر! کیا میں تمہیں دو ایسی باتیں نہ بتاؤں کہ جن کا کرنا تو بہت آسان ہے اور میزان میں باقی عملوں سے زیادہ بھاری ہیں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ضرور بتائیے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم حسنِ خلق کو اپنے اوپر لازم کرلو اور طویل خاموشی کو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ انسان کو اس سے زیادہ خوبصورتی اور زینت اور کوئی نہیں عطا کی گئی۔''

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اندر حسنِ خلق بھی پیدا کریں اور زیادہ چپ رہنے کی بھی عادت ڈالیں۔ تاکہ قیامت کے دن نیکیوں کا پلڑا زیادہ بھاری ہو۔ آج کل کے بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ بدتمیزی کرتے ہیں۔ آج کل چھوٹے، بڑوں کے ساتھ بدتمیزی کرتے ہیں۔ اچھے اخلاق بہت کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اسے بہت ہی زیادہ عام کرنا چاہیے۔

⊙......ایک اور حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے وزنِ اعمال کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بتایا...... توجہ طلب بات ہے...... اس کو امام احمد نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

تَعَبَّدَ رَاهِبٌ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ سِتِّيْنَ سَنَةً، فَنَظَرَ يَوْمًا فِيْ غِبِّ السَّمَآءِ فَقَالَ: لَوْ نَزَلْتُ فَاِنِّيْ لَا اَرٰى اَحَدًا فَشَرِبْتُ مِنَ الْمَاءِ وَتَوَضَّاْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلٰى مَكَانِيْ فَنَزَلَ فَعَرَضَتْ لَهٗ اِمْرَاَةٌ فَتَكَشَّفَتْ لَهٗ، فَلَمْ يَمْلِكْ نَفْسَهٗ اَنْ وَقَعَ عَلَيْهَا فَدَخَلَ بَعْضَ تِلْكَ الْغُدْرَانِ يَغْتَسِلُ فِيْهِ، وَ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، وَمَرَّ بِهٖ سَائِلٌ فَاَوْمَأَ اِلَيْهِ اَنْ خُذِ الرَّغِيْفَ رَغِيْفًا كَانَ فِيْ كِسَائِهٖ۔ فَاَخَذَ الْمِسْكِيْنُ الرَّغِيْفَ وَمَاتَ الرَّاهِبُ فَوُزِنَ عَمَلُ سِتِّيْنَ سَنَةً فَرَجَحَهُ الزِّنَا، فَوُضِعَ الرَّغِيْفُ فَرَجَحَ عَمَلُهٗ فَغُفِرَلَهٗ

''ایک راہب نے اپنے عبادت خانے میں ساٹھ سال عبادت کی۔ ایک دن اس نے اپنی کھڑکی سے باہر پانی کی جگہ میں جھانکا اور کہنے لگا: اگر میں نیچے اتر کر یہاں سے پانی پی لوں تو میں کسی کو دیکھوں گا بھی نہیں اور پانی بھی پی لوں گا، وضو بھی کرلوں گا، پھر میں واپس اپنی جگہ پر آ جاؤں گا۔ چنانچہ وہ (اپنے عبادت خانے سے) نیچے اترا۔ ایک عورت آ گئی اور اس عورت کے جسم سے کپڑا ہٹ گیا۔ اس نے اس عورت کے حسن و جمال کو دیکھا تو وہ اپنے آپ کو روک نہ سکا (اپنے آپ کو کنٹرول نہ کر سکا) اور اس نے اس عورت سے زنا کا ارتکاب کرلیا۔ اس کے بعد وہ ایک جگہ پر غسل کے لیے داخل ہوا اور اسے موت آ گئی۔ وہ اس حال میں تھا کہ اس کے آخری سانس تھے۔ اس کے پاس ایک سائل آ گیا (ایک مانگنے والا فقیر آ گیا)۔ جب اس (فقیر) نے اس سے سوال کیا تو راہب نے اس کو اشارہ کیا کہ یہ میرا تھیلا ہے اور اس میں روٹی کا ٹکڑا ہے۔ اس کپڑے میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ مسکین نے اس کپڑے میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

روٹی کا ٹکڑا لے لیا اور راہب مر گیا۔ اس راہب کی ساٹھ سال کی عبادت کا وزن کیا گیا تو زنا کا گناہ سب سے زیادہ بھاری نکلا .... اللہ اکبر کبیرا .....!!! یہ بہت توجہ طلب بات ہے۔ ساٹھ سال کی عبادت ایک طرف اور زنا کا گناہ ایک طرف۔ ایک زنا کا گناہ ساٹھ سال کی عبادت پر بھاری ہو گیا۔ پھر روٹی کا ایک ٹکڑا رہ گیا تھا جو اس نے سائل کو دیا تھا۔ چنانچہ پھر اس ٹکڑے کو لایا گیا اور اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈالا گیا۔ پھر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا اور اس بندے کو بخش دیا گیا۔ (اس آخری جملے پر حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ آبدیدہ ہو گئے)

ذرا سوچیے کہ اخلاص کے ساتھ اگر چھوٹا سا عمل بھی کیا جاتا ہے تو میزان میں کتنا وزنی ہوتا ہے کہ وہ گناہوں کے پلڑے کو ہلکا کر دیتا ہے۔ اس حدیث پاک سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

⊙ ...... ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

من توضا فمسح بثوب نظيف فلا باس به، ومن لم يفعل فهو افضل ، لان الوضوء يوزن يوم القيامة مع سائر الاعمال ۔

’’جو شخص وضو کرے پھر وہ صاف کپڑے سے اس کو صاف کر لے، خشک کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر ایسا نہ کرے تو یہ بہتر ہے، اس لیے کہ قیامت کے دن باقی اعمال کے ساتھ انسان کے وضو کو بھی تولا جائے گا۔‘‘

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ اعمال کا وزن ہوگا۔

⊙ ...... ایک اور حدیث پاک ہے جس کو طبرانی نے ’’اوسط‘‘ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ مَا يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْعَبْدِ نَفَقَتُهٗ عَلٰى اَهْلِهٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

’’(قیامت کے دن) نیکی کے پلڑے میں سب سے پہلے جو عمل ڈالا جائے گا وہ بندے کا اپنے اہل خانہ کو دیا جانے والا نفقہ (خرچہ) ہے۔‘‘

اللہ اکبر کبیراً......!!!

اگر وسعت ہو تو گھر والوں کو تنگی نہیں دینی چاہیے۔ نہ ہو تو پھر تو صبر والی بات ہے۔ مگر بعض مرد حضرات اس کو ٹول (ہتھیار) کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ بیویوں کو ستاتے ہیں، ان کا دل دکھاتے ہیں اور ان کو خرچے سے تنگ رکھتے ہیں۔ بھئی! تربیت کا معاملہ ایک حد تک ہوتا ہے، لیکن اذیت کی حد تک نہ پہنچے۔ خود تو دوستوں میں بیٹھا رس گلے کھا رہا ہے اور گھر والوں کے پاس بچوں کو دینے کے لیے دودھ بھی نہیں ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے اپنے اہلِ خانہ کو خرچہ دیتا تھا، اس کو نیکی کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ چنانچہ ہر انسان چاہے گا کہ میرا عمل ایسا ہو جو نیکی کے پلڑے کو جھکا دے۔ اس لیے ہمیں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ خرچ کے معاملے میں اپنی استطاعت کے مطابق حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

(۲)......نامہء اعمال کا وزن ہوگا:

جن علما نے کہا کہ اعمال نامے کو تولا جائے گا ان کے پاس بھی دلائل ہیں۔

⊙......امام ترمذی اور امام حاکم نے ابن عمروؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُصَاحُ بِرَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُنْشَرُ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِّنْهَا مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ: اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ: اَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَارَبِّ فَيَقُوْلُ لَا ظَلَمَكَ اللّٰهُ؟ فَيَهَابُ الرَّجُلُ

www.besturdubooks.wordpress.com

فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَب! فَيَقُوْلُ: بَلٰى إِنَّ لَكَ عِنْدِيْ حَسَنَةً وَ إِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ ، فَتُخْرَجُ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَاهٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ؟ فَيَقُوْلُ: اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ ،فَيَقُوْلُ: اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةِ وَلَا يَثْقَلُ مَعَ اِسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ ۔

’’قیامت کے دن میری امت کے ایک بندے کو پیش کیا جائے گا۔اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر ہوں گے۔ان میں سے ایک ایک دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ جہاں تک نگاہ جائے گی وہ دفتر نظر آئے گا۔اس سے یہ کہا جائے گا: یہ جو تیرے گناہ لکھے ہوئے ہیں ان کرتوتوں میں سے تو کسی کا انکار کرتا ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! میں انکار نہیں کرتا، میں نے خطائیں کی ہیں۔اس سے پوچھا جائے گا: کیا تمہارے اوپر میرے لکھنے والے فرشتوں نے کوئی ظلم کیا؟ (کیا کچھ زیادہ لکھ دیا ہے؟)۔وہ کہے گا: نہیں، اے پروردگار! نہیں۔کہا جائے گا: کیا اللہ نے تیرے اوپر ظلم کیا؟ وہ بندہ اس بات کو سن کر ڈر جائے گا۔ وہ کہے گا: اے پروردگار! نہیں، آپ نے ظلم نہیں کیا (میں نے ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑیاں ماری تھیں)۔اس سے کہا جائے گا: البتہ تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اور آج کے دن تیرے اوپر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت (اشهد ان لاالٰه الاالله واشهد ان محمد عبده ورسوله) لکھا ہوگا۔پھر وہ بندہ پوچھے گا: اے پروردگار! گناہوں کے اتنے دفتروں کے مقابلے میں یہ کاغذ کا چھوٹا سا ٹکڑا کیا وقعت رکھتا ہے؟ اس سے کہا جائے گا: تمہارے اوپر

www.besturdubooks.wordpress.com

ظلم نہیں کیا جائے گا۔ایک پلڑے میں اس کے گناہوں کے ننانوے دفتروں کو رکھا جائے گا اور کاغذ کے اس ٹکڑے کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔گناہ ہلکے ہو جائیں گے اور وہ کاغذ کے ٹکڑے والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔کاغذ کا ٹکڑا اس لیے بھاری ہو جائے گا کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز وزنی نہیں ہو سکتی۔''

سوچیے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے ہاں اس کلمے کی کیا قدر و قیمت ہوگی! اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے دن نامہ اعمال کو تولا جائے گا۔

☆......امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ابن عمر ؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

تُوْضَعُ الْمَوَازِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُؤْتٰى بِالرَّجُلِ فَيُوْضَعُ فِي كَفَّةٍ، وَ يُوْضَعُ مَا أُحْصِيَ عَلَيْهِ، فَتَمَايَلَ بِهِ الْمِيْزَانُ فَيُبْعَثُ بِهِ إِلَى النَّارِ فَإِذَا أَدْبَرَ بِهِ إِذَا صَائِحٌ يَصِيْحُ مِنْ عِنْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا تَعْجَلُوْا فَإِنَّهُ قَدْ بَقِيَ لَهُ، فَيُؤْتٰى بِبِطَاقَةٍ فِيْهَا شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَتُوْضَعُ مَعَ الرَّجُلِ فِيْ كَفَّةٍ حَتّٰى يَمِيْلَ بِهِ الْمِيْزَانُ

''قیامت کے دن نامہ اعمال کو لایا جائے گا اور ایک پلڑے میں بندے کے اعمال کو رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں ایک بطاقہ (کاغذ کا ٹکڑا) رکھا جائے گا، اس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا ہوگا۔ پلڑے میں اس کو آدمی کے ساتھ ہی رکھا جائے گا۔تو وہ بطاقہ والا پلڑا اس کے گناہوں والے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔''

اس حدیث مبارکہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ اعمال نامے کو تولا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳)......انسانوں کا وزن ہوگا:

بعض علما نے کہا کہ میزان عدل میں اشخاص کو تولا جائے گا۔ اس بات کے دلائل بھی موجود ہیں۔

⊙......عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی پنڈلیاں پتلی سی تھیں۔ بعض صحابہ نے جب ان کو دیکھا تو مسکرا دیے۔ ان کو مسکراتا دیکھ کر نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ وَالَّذِیْ نَفْسِی بِيَدِهٖ لَهُمَا فِی الْمِيْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ اُحُدٍ

''تم ان کی پتلی پنڈلیوں پر ہنستے ہو۔ اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ پنڈلیاں میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوں گی۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ بندے کو بھی تولا جائے گا۔

⊙......ایک اور دلیل سنیے۔ اس روایت کو شیخان نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَ تَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَ رَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

''جس نے اللہ کے راستے میں نکلنے کے لیے گھوڑا پالا، اللہ پر ایمان اور تصدیق کے ساتھ، چنانچہ اس گھوڑے کا چارہ، اور اس کا پینا اور اس کی لید اور اس کا پیشاب، قیامت کے دن نیکیوں کے پلڑے کے اندر تولا جائے گا۔''

اس سے پتا چلتا ہے کہ واقعی انسان کو اور اس کی ایسی چیزوں کو تولا جائے گا۔

⊙......اس پر ایک اور حدیث پاک بھی دلیل ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

رَاَیْتُ لِامْرَأَۃٍ اَنَّہُ اُتِیَ بِھَا اِلٰی کَفَّۃِ الْمِیْزَانِ فَوُضِعَتْ فِیْھَا وَ وُضِعَ فِی الْکَفَّۃِ الْاُخْرٰی جَبَلُ اُحُدٍ فَرَجَحَتْ بِہٖ، فَقَالَ النَّاس: مَارَأَیْنَا ھٰذَا قَطُّ۔ فَقِیْلَ: اِنَّہُ تُوُفِّیَ لَھَا اِثْنٰی عَشَرَ مِنَ الْوَلَدِ فَکَانَتْ تَکْظِمُ الزُّفْرَۃَ وَتَرُدُّ الْعِبْرَۃَ

’’میں نے ایک عورت کو دیکھا جسے لایا گیا اور اسے میزان کے ایک پلڑے میں ڈالا گیا۔ اور دوسرے پلڑے میں احد پہاڑ کو رکھا گیا۔ تو وہ عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری نکلی۔ لوگوں نے کہا: ہم نے تو ایسا کبھی نہیں دیکھا (کہ ایک عورت احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہو)۔ ان کو بتایا گیا: اس عورت کے بارہ بچے فوت ہوئے، یہ آہیں پی جاتی تھی اور آنسوؤں کو روک لیتی تھی۔ (اس کے صبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری کر دیا)‘‘

دیکھیں! زندگی میں جو مشکلیں اور مصیبتیں آتی ہیں، ان پر جو لوگ صبر کرتے ہیں وہ قیامت کے دن اللہ کی نظر میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزن رکھنے والے ہوں گے۔

تینوں قسم کی احادیث میں تطبیق:

احادیث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اعمال کو تولا جائے گا، اعمال نامے کو تولا جائے گا یا بندوں کو تولا جائے گا۔ علما نے ان تینوں باتوں کو تطبیق یوں دی ہے کہ یہ اللہ رب العزت کی اپنی منشا اور اپنا فیصلہ ہو گا۔ چاہیں گے تو بندے کے عملوں کو تول دکھائیں گے، چاہیں گے تو نامہ اعمال کے دفتروں کو تول دیں گے اور چاہیں گے تو کسی بندے کو تول دیں گے۔ یہ اس مالک الملک کی مرضی ہے، جس کے لیے جو چاہے

www.besturdubooks.wordpress.com

معیار مقرر کر دے۔یعنی قیامت کے دن ان تینوں میں سے کوئی ایک صورت ہر بندے کو پیش آئے گی۔

جتنا اخلاص اتنا وزن:

اب حدیث پاک کی طرف دوبارہ توجہ کیجیے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی پہلی حدیث ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ'' لائے۔اور بخاری شریف کے آخر میں ایسی حدیث لائے جس میں وزن اعمال کا تذکرہ ہے۔اس میں معرفت یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس بندے نے عمل کو جتنا صحیح نیت سے کیا ہوگا قیامت کے دن اس کے اعمال میزان میں اتنے ہی زیادہ وزنی ہوں گے۔ اگر بندہ اخلاص کے ساتھ کوئی عمل کرے گا تو میزان کے اندر اس کا وہ عمل بہت زیادہ بھاری ہوگا۔اس پر کئی روایات ہیں۔

☆......نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''میرے ایک صحابی کا ایک مُد جو خرچ کرنا دوسروں کے احد پہاڑ کے صدقہ کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔''

کیونکہ صحابہ ؓ جیسا اخلاص تو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہو سکتا۔جو اعمال انسان اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے اور ان کو دوسروں سے چھپاتا ہے،ان اعمال کا وزن بھی قیامت کے دن بہت زیادہ ہوگا۔

☆......سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لِفَضْلِ الذِّكْرِ الْخَفِيِّ الَّذِىْ لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ عَلٰى غَيْرِهٖ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا فَيَقُوْلُ:إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، وَجَمَعَ اللّٰهُ الْخَلَائِقَ لِحِسَابِهِمْ، وَجَاءَتِ الْحَفَظَةُ بِمَا حَفِظُوْا وَكَتَبُوْا، قَالَ اللّٰهُ لَهُمْ:

www.besturdubooks.wordpress.com

اُنْظُرُوْا هَلْ بَقِيَ لَهُ مِنْ شَيْءٍ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مَا تَرَكْنَا شَيْئًا مِمَّا عَلَّمْنَاهُ وَ حَفِظْنَاهُ اِلَّا وَ قَدْ اَحْصَيْنَاهُ وَ كَتَبْنَاهُ ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اِنَّ لَكَ عِنْدِي خَبِيْئًا لَا تَعْلَمُهُ وَ اَنَا اَجْزِيْكَ بِهِ الْيَوْمَ وَ هُوَ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ

ایک ہوتا ہے لسانی ذکر، جس کو فرشتے سنتے ہیں اور ایک ہوتا ہے قلبی ذکر، جسے خفی ذکر بھی کہتے ہیں، اس کو فرشتے نہیں سن پاتے۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ جس ذکر کو فرشتے نہیں سن پاتے وہ جہری ذکر سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

آج دنیا پوچھتی ہے کہ ذکر خفی کا ثبوت کہاں ہے؟ دیکھو! اس حدیث پاک میں ذکر خفی کا تذکرہ ہے یا نہیں؟

ریا والے اعمال بے وقعت ہوں گے:

جو بندہ ریاکاری کے لیے اعمال کرے گا اس کے اعمال قیامت کے دن ہلکے ہوں گے۔

☆ ...... چنانچہ شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّهُ لَيَاْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ ثُمَّ قَرَاَ: ﴿ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴾

”ایک بندے کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ وہ بڑا ہوگا، صحت مند ہوگا۔ اس کا وزن اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا، پھر نبی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی:

﴿ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴾

”قیامت کے دن ہم ان کے اعمال کا وزن لائیں گے بھی نہیں (یعنی ان کا

www.besturdubooks.wordpress.com

وزن زیرو ہو گا)۔

☆ ......ایک اور حدیث مبارکہ اسی ریا کاری کے متعلق سن لیجیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يُجَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصُحُفٍ مُخْتَمَةٍ فَتُصَبُّ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اَلْقُوْا هٰذَا وَ اَقْبِلُوْا هٰذَا۔ فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: وَ عِزَّتِكَ مَا كَتَبْنَا اِلَّا مَا عَمِلَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اِنَّ هٰذَا كَانَ لِغَيْرِ وَجْهِي، وَاَنَا لَا اَقْبَلُ الْيَوْمَ اِلَّا مَا ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهِي

''قیامت کے دن ایک ایسا بندہ آئے گا جس کا نامہء اعمال مہر شدہ ہو گا (پیک کیا ہوا ہو گا)۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: یہ یہ (اعمال) پیچھے ہٹا دو اور یہ یہ قبول کرلو۔ فرشتے کہیں گے: آپ کی عزت کی قسم! ہم نے وہی لکھا جو اس نے عمل کیا (آپ اس کے عملوں کو رد کیوں فرما رہے ہیں؟) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس نے یہ عمل میرے غیر کی رضا کے لیے کیا تھا اور آج کے دن میں صرف وہ عمل قبول کروں گا جو میری رضا کے لیے کیا گیا ہو۔''

تو بھئی! عمل کر کے بھی کچھ ہاتھ نہ آیا تو کیا فائدہ؟ اس لیے اگر انسان عمل کرے تو فقط اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کرے۔

☆ ......بیہقی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُنَادِيْ مُنَادٍ، مَنْ كَانَ اَشْرَكَ فِيْ عَمَلِهٖ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ

''اللہ تعالیٰ جب قیامت کے دن اگلے اور پچھلے سب لوگوں کو جمع کرے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک ندا دینے والا اس وقت ندا دے گا: جس بندے نے اپنے عمل میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا، اس کو چاہیے کہ وہ اس شریک سے اپنے عمل کا اجر اور بدلہ لے لے"

یعنی اللہ تعالیٰ اس کو اس عمل کا کوئی اجر نہیں دے گا۔

طلبا سے گزارش ہے کہ اس سبق کو پلے باندھ لیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بتلانا چاہتے ہیں کہ میں نے پہلی حدیث اس لیے نقل کی کہ نیت ٹھیک ہو جائے اور آخری حدیث اس لیے نقل کی کہ جتنی نیت ٹھیک ہوگی اتنا ہی اس عمل کا وزن زیادہ ہو گا۔ لہٰذا ہمیں اپنے اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنے چاہییں۔

حدیث مبارکہ کی تشریح:

اب طلبا حدیث مبارکہ کی طرف توجہ دیں تاکہ اس کے مضمون کے بارے میں بھی پڑھ لیا جائے۔

حَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ اِشْكَابٍ..........

یہ اس حدیث پاک کے راوی ہیں جن سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی۔ ان سے یہ رواۃ کا سلسلہ چلتا ہوا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے نبی علیہ السلام سے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

ترجمہ: دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے ہیں۔

⊙ ...... كَلِمَتَانِ کا مطلب ہے دو کلمے...... اس سے نحوی کلمہ مراد نہیں ہے...... بلکہ اس کا مطلب ہے دو جملے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙..... حَبِيْبَتَانِ کا مطلب ہے محبوبتان، کہ یہ دونوں کلمے اللہ کو بڑے پسند ہیں۔ یہ دونوں جملے بھی اللہ کو پسند ہیں اور ان جملوں کو کہنے والا بندہ بھی اللہ کو پسند ہے۔ وہ بھی اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

⊙..... اِلَى الرَّحْمٰنِ۔ رحمان کو بڑے پیارے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تو ننانوے نام ہیں۔ لیکن یہاں پر رحمٰن کے نام کو پسند فرمایا۔ کیوں؟ اس لیے کہ رحمٰن صفت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنوں اور غیروں سب پر مہربان ہو، اور تھوڑے سے عمل پر زیادہ اجر دینے والا ہو۔ تو یہاں چونکہ چھوٹے سے عمل پر اجر زیادہ ملنا تھا اس لیے یہاں اللہ رب العزت کے نام ''رحمٰن'' کو استعمال کیا گیا۔

⊙..... خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ۔ زبان پر لانے میں بڑے ہلکے ہیں۔ خفیفتان اس لیے کہا گیا کہ ان جملوں کے حروف بہت تھوڑے ہیں اور ان کے حروف بھی ایسے ہیں جو زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کو خفیف کہا گیا۔ بندہ تھوڑے سے وقت میں زیادہ نفع کما لیتا ہے۔

⊙..... ثَقِيْلَتَانِ۔ بھاری ہیں۔ ثَقِيْلَتَانِ کے لفظ سے موضوع باب ثابت ہو گیا۔ امام بخاری ترجمۃ الباب میں جو حدیث لائے اس کا مطلب کیا تھا۔ فرمایا: ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، وہ اعمال میزان میں بھاری ہوں گے۔

یہاں پر دو نکتے ہیں۔ طلبا ذرا توجہ فرمائیں۔

(۱)..... كَلِمَتَانِ کے بعد یہ نہیں کہا گیا کہ وہ زبان پر لانے میں ہلکے ہیں اور میزان میں بھاری ہوں گے۔ بلکہ پہلے کہا گیا: حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ۔ یہ کیوں کہا گیا؟ اس لیے کہ ہر عمل کا مقصود یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کو پسند آ جائے۔ تو چونکہ مقصد یہ تھا اس لیے حَبِيْبَتَانِ کا لفظ پہلے لائے۔ اللہ کو پسند ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم جو عمل بھی کریں وہ اللہ کی رضا کے لیے کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)...... جب طالب علم پڑھتا ہے کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ، خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَان، ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ، تو وہ محسوس کرتا ہے کہ جیسے شاعری میں وزن کا خیال کرتے ہوئے کلام کرتے ہیں اسی طرح یہ مسجع کلام کیا گیا ہے۔ جیسے قافیے اور ردیف ملا کر بات کی گئی ہے۔ تو محدثین نے یہ لکھا ہے کہ اگر بلا تکلف مسجع کلام ادا ہو جائے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ تکلف سے بچنا چاہیے۔ البتہ اگر بلا تکلف ادا ہو جائے تو اچھی بات ہے۔ محدثین نے نبی علیہ السلام کے اس کلام سے بھی اس مسئلہ کا استنباط کیا ہے۔

⊙...... سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ یہاں پر نبی علیہ السلام نے تسبیح کو تحمید پر مقدم کیا۔ یعنی تسبیح کا ذکر پہلے اور تحمید کا ذکر بعد میں ہے۔ وجہ کیا ہے؟ اس لیے کہ تسبیح میں مذمومات سے تنزیہہ ہوتی ہے اور تحمید میں صفات سے اتصاف ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ پہلے کپڑے کو صابن لگا کر مٹی سے پاک کر دیتے ہیں اور پھر اس کے اوپر خوشبو لگاتے ہیں، بالکل اسی طرح تنزیہہ پہلے اور صفات سے اتصاف، اس کے بعد ہوتا ہے۔

ویسے بھی تسبیح میں نفی ہے اور تحمید میں اثبات۔ اور ہمارے کلمہ طیبہ میں بھی یہی ہے۔ لا الہ میں نفی اور الا اللہ میں اثبات۔ محدثین نے لکھا ہے کہ تسبیح کو پہلے اور تحمید کو بعد میں لانے میں راز یہ تھا کہ تسبیح میں تَخَلِّیْ عَنِ الرَّذَائِلِ (رزائل سے پاک ہونا) ہے اور تحمید میں تَخَلِّیْ بِالْفَضَائِلِ (فضائل کا حاصل ہونا) ہے۔ اس لیے جو انسان اپنے دل کو صاف کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے دل کو نور سے بھر دیتے ہیں۔

اس مضمون کی روایتیں اور بھی حدیث کی کتب میں موجود ہیں۔

⊙...... چنانچہ ایک حدیث پاک میں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ،فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْتُكَ تُعَلِّمُنِیْ عِلْمًا یُدْخِلُنِیَ الْجَنَّۃَ وَ یُنَجِّیْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ فَقَالَ لَہُ النَّبِیَّ ﷺ :اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی کَلِمَتَیْنِ ثَقِیْلَتَیْنِ فِی الْمِیْزَانِ خَفِیْفَتَیْنِ عَلَی اللِّسَانِ تُرْضِیَانِ الرَّحْمٰنَ وَ تُسْخِطَانِ الشَّیْطٰنَ ،تَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ، فَاِنَّھُمَا الْمُقَرِّبَتَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ وَ یُبْعِدَانِ مِنَ النَّارِ

’’ایک شخص نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے ایسا علم سکھا دیجیے کہ جس کے ذریعے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں اور جہنم سے بچ جاؤں۔ نبی علیہ السلام نے اس کو فرمایا: کیا میں تمہیں دو ایسے کلمے نہ سکھا دوں جو میزان میں بھاری، زبان پر لانے میں ہلکے، رحمان کو راضی کرنے والے اور شیطان کو غصہ دلانے والے ہیں۔ (وہ کون سے ہیں؟) تم یوں کہو: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ یہ دونوں کلمے انسان کو جنت کے قریب کر دیتے ہیں اور جہنم سے دور کر دیتے ہیں۔‘‘

⊙...... ایک اور حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فِیْ یَوْمٍ مِاْۃَ مَرَّۃٍ حُطَّتْ خَطَایَاہُ وَ اِنْ کَانَتْ مِثْلَ زُبَدِ الْبَحْرِ

’’جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کا ذکر کیا اسکے گناہ دھو دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔‘‘

عزیز طلبا! اگر وقت مل جائے تو سبحان اللہ وبحمدہ کی تسبیح سے روزانہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ معاف کروا لیا کریں۔

⊙...... حضرت ابوذر ؓ روایت کرتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَیُّ الْكَلَامِ اَفْضَلُ، قَالَ: مَا اصْطَفَی اللّٰهُ لِلْمَلٰئِكَةِ

''نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا: کون سا کلمہ افضل ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے پسند کیا۔''

اور فرشتوں کا کلام کیا ہے؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

یہاں پر اللہ تعالیٰ کے اسم ''عظیم'' کا تذکرہ کیا گیا۔ عظیم کا تذکرہ کرنے سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی جلالتِ شان کا احساس پیدا ہوتا ہے اور دل پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔

علما نے لکھا ہے: رحمٰن کے لفظ سے امید، اور عظیم کے لفظ سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ یہ امید اور خوف، دونوں ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس حدیث سے دونوں باتوں کا ثبوت مل گیا۔ لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو کتاب کے آخر میں اس لیے لائے کہ وہ اللہ کی رحمت سے قبولیت کے امیدوار تھے اور اللہ کی عظمت سے اس کے رد ہونے پر خوف زدہ تھے۔

تین نصیحتیں:

عزیز طلبا! چونکہ یہ آپ کے بخاری شریف کے سبق کی آخری حدیث تھی اس لیے آج آپ سے مختصر انداز میں تین باتیں کرنی ہیں تا کہ آپ کے لیے نصیحت، وصیت کے رنگ میں رہے۔

(۱)......اشاعتِ علم:

پہلی بات تو یہ کہ جو آپ نے پڑھا، اس سے آپ پکے طالب علم ہو گئے۔ یہ نہیں کہ اب آپ عالم بن گئے۔ عالم بننے کے لیے تو زندگی لگانی پڑتی ہے۔ رسوخ فی العلم

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے کے لیے تو زندگی لگانی پڑتی ہے۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اب آپ پکے طالب علم بن گئے ہیں کہ آپ نے آٹھ سال پڑھ کر اپنے طالب ہونے کی سند لے لی۔

⊙..... اب جب آپ پکے طالب علم بن گئے تو مدرسے سے آپ گھروں کو جائیں گے تو کون سا کام کریں گے؟ اسی علم کو آگے پھیلانے والا کام کریں گے۔ سنیے: نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا

''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

تو جو بندہ نبی علیہ السلام کا وارث بننا چاہے گا وہ بھی وہی کام کرے گا جو نبی علیہ السلام نے کیا۔ چنانچہ آپ بھی معلم بننے کی کوشش کیجیے۔

بعض لوگ پوچھتے ہیں، جی! میرے والد فلاں جگہ بزنس کرتے ہیں کیا ہم بھی کر سکتے ہیں۔ بھئی! ہم نہ تو کام سے روکتے ہیں اور نہ ہی نوکری سے روکتے ہیں، بلکہ ہم تو علم کے ساتھ رشتہ جوڑے رکھنے کی بات کرتے ہیں۔ آپ فجر کی نماز کے بعد کسی مسجد میں تفسیر پڑھائیں، حدیث کا درس دیں یا طلبا کو پڑھائیں۔ کسی باقاعدہ ادارے میں نہیں تو انفرادی طور پر ہی کسی کو پڑھائیں۔ مقصد تو علم کے ساتھ رشتہ جوڑے رکھنا ہے۔ اگر آپ صبح کے وقت میں فارغ نہ ہوں تو شام کو پڑھا لیں۔ مگر تعلیم کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہے گا تو آپ کو نبی علیہ السلام کی وراثت والی فضیلت حاصل رہے گی۔ پھر جو لوگ آپ سے دین سیکھیں گے ان کا ثواب آپ کو ملے گا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يُجَاءُ بِعَمَلِ الرَّجُلِ فَيُوْضَعُ فِي كَفَّةِ الْمِيْزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فيخف فَيُجَاءَ بِشَيْءٍ اَمْثَالُ الْغَمَامِ فَيُوْضَعُ فِيْ كَفَّةِ مِيْزَانِهٖ فَيَرْجَحُ فَيُقَالُ لَهٗ: اَتَدْرِيْ مَاهٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: لَا ، فَيُقَالُ لَهٗ: هٰذَا فَضْلُ الْعِلْمِ الَّذِىْ

www.besturdubooks.wordpress.com

كُنْتَ تُعَلِّمُهُ النَّاسَ

قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا، پھر اسے میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا۔ اس کا نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا۔ ایک چیز بادل کی مانند آئے گی اور وہ اس کے نیکیوں کے پلڑے میں آ جائے گی اور نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں، (مجھے نہیں پتہ کہ کیا ہے؟) اس سے کہا جائے گا: یہ اس علم کا اجر ہے جو تو لوگوں کو دیا کرتا تھا (آج اس کی وجہ سے اللہ نے تیرے نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کر دیا)

آپ ایک کو پڑھائیں گے تو وہ آگے سینکڑوں کو پڑھائے گا، پھر وہ آگے ہزاروں کو پڑھائیں گے۔ یوں سارے کا سارا اجر آپ کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ کیونکہ

الدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

اسی سے متعلقہ ایک حدیث مبارکہ اور بھی ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يَجِيْءُ رَجُلٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَرٰى عَمَلَهٗ مُحْتَقِرًا فَبَيْنَمَاهُوَ كَذٰلِكَ اِذْجَاءَهٗ مِثْلُ السَّحَابِ حَتّٰى يَقَعَ فِي مِيْزَانِهٖ، فَيُقَالُ: هٰذَا مَا كُنْتَ تُعَلِّمَ النَّاسَ مِنَ الْخَيْرِ فَوُرِثَ بَعْدَكَ فَاُجِرْتَ فِيْهِ

"ایک آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ وہ اپنے عملوں کو دیکھے گا تو وہ حقیر ہوں گے (یعنی نیکیاں تھوڑی ہوں گی)۔ ابھی یہی معاملہ ہوگا کہ ایک بادل آئے گا اور اس کی نیکیوں کے پلڑے میں آ جائے گا۔ اس سے کہا جائے گا: یہ وہ ہے جو تو لوگوں کو بھلائی کی باتیں کرتا تھا......"

دیکھا! بندے کی اپنی نیکیاں تو تھوڑی ہوں گی لیکن لوگوں کو جو خیر کی بات بتائی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس عمل کی وجہ سے اس بندے کی بھی مغفرت فرما دیں گے۔ تو اس سے قیامت کے دن مغفرت بھی آسان ہو جائے گی۔

کثرتِ درود شریف کا فائدہ:

یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جو لوگ حدیث پاک کی تعلیم دیتے ہیں وہ نبی علیہ السلام پر درود شریف بھی زیادہ پڑھتے ہیں۔ انہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

کتنی بار پڑھنا پڑتا ہے۔ تو درود شریف کی کثرت بھی وہی لوگ کرتے ہیں جو پڑھنے اور پڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔ اس درود شریف کی کثرت کی وجہ سے بندے کو نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک اور نسبت نصیب ہو جاتی ہے۔

مشکل گھڑی میں مدد کیسے پہنچی؟

اب ایک حدیث مبارکہ ذرا توجہ کے ساتھ سنیے۔ اس کو ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

ان لا دم من اللّٰه عزوجل موقفا فی فسح من العرش علیه ثوبان اخضران کانه نخلة سحوق ،ینظر الی من ینطلق به من ولده الی الجنة، وینظر الی من ینطلق به من ولده الی النار، فبینما آدم علی ذالك .ذنظر الی رجل من امة (محمد) ﷺ ینطلق به الی النار فینادی آدم :یا احمد یا احمد،فیقول: لبیك یا ابا البشر! فیقول:هذاالرجل من امتك منطلق به الی النار فاشد المئزروا هرع فی اثر الملئکة واقول: یا رسل ربی ! قفوا؛ فیقولون:نحن الغلاظ الشداد الذین لا تعصی امراللّٰه ما امرنا،و نفعل ما نومر،

www.besturdubooks.wordpress.com

فاذا یدی النبی ﷺ قبض علی لحیته بیده الیسری و استقبل العرش بوجهه فیقول: یا رب! قد وعدتنی ان لا تخزینی فی امتی فیاتی النداء من عند العرش: اطیعوا محمدا و ردوا عن العبد الی المقام، فاخرج من حجزتی بطاقة بیضاء کالانملة فالقیها فی کفة المیزان الیمنی، وانا اقول: باسم اللّٰہ، فترجع الحسنات علی السیئات، فینادی سعد وسعد جدہ و ثقلت موازینه انطلقوا به الی الجنة فیقول: یا ملائکة قفوا حتی اسال العبد الکریم علی ربه فیقول بابی انت وامی ما احسن وجهك واحسن خلقك، من انت؟ فقد اقلت عثرتی رحمت عتبی فیقول: انا نبیك محمد، وهذه صلاتك التی وافتك احوج ما تکون الیها

''قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کے لیے عرش کے پاس ایک جگہ ہوگی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دو سبز چادریں لپیٹی ہوئی ہوں گی (سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے)۔ حضرت آدم علیہ السلام کا اتنا اونچا قد ہوگا جتنا کھجور کا لمبا درخت ہوتا ہے۔ جب ان کی اولاد میں سے کوئی بندہ جنت کے درجے چڑھے گا تو آدم علیہ السلام اس کو چڑھتا دیکھیں گے۔ اور ان کی اولاد میں سے جو جہنم کے اندر جائے گا، وہ (اونچے قد کی وجہ سے) اس کو بھی دیکھیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام اسی حال میں ہوں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام امت محمدیہ میں سے ایک ایسے بندے کو دیکھیں گے جس کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا۔ آدم علیہ السلام آواز دیں گے: یا احمد! یا احمد!۔ (آدم علیہ السلام نبی علیہ السلام کو پکاریں گے: یا احمد! یا احمد! جب نبی علیہ السلام کو آواز پڑے گی تو) نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام فرمائیں گے: اے بشر کے باپ! لبیک سعدیک۔ آدم علیہ السلام کہیں گے: یہ آپ کی امت کا ایک بندہ ہے۔ اس کو تو آگ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔(نبی علیہ السلام فرماتے ہیں) میں اپنی تہبند کو کس کے باندھ لوں گا اور فرشتے اس بندے کو جس طرف لے کر جا رہے ہوں گے، میں ان کے قدموں پر چلوں گا (پیچھے جاؤں گا) اور میں یہ کہوں گا: اے میرے پروردگار کے کارندو! رک جاؤ۔ وہ فرشتے آگے سے جواب دیں گے: ہم سخت گیر ہیں (شدت کرنے والے ہیں)، ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے ہم اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم دیا جاتا ہے۔ اس وقت نبی علیہ السلام اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی ریش مبارک پر رکھیں گے اور اپنا چہرہ مبارک عرش کی طرف کریں گے۔ فرمائیں گے: اے میرے پروردگار! آپ نے میرے ساتھ وعدہ نہیں کیا کہ میری امت کے معاملے میں آپ مجھے رسوا نہیں فرمائیں گے۔ پھر عرش سے ایک ندا آئے گی۔ محمد ﷺ کی بات مانو اور اس بندے کو اس کے مقام پر واپس لے جاؤ (جہاں میزان عدل قائم کیا گیا تھا، جب وہ بندہ میزان عدل کے پاس آجائے گا تو نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) میں اپنی چادر کے پلے (ڈب) سے انگلی کے پور کے برابر کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالوں گا۔ میں اس (ٹکڑے) کو میزان کے نیکی والے پلڑے میں ڈال دوں گا اور میں کہوں گا: بسم اللہ (اللہ کے نام سے)۔ اس بندے کی نیکیوں کا پلڑا گناہوں کے پلڑے سے جھک جائے گا۔ پس اعلان کر دیا جائے گا: یہ شخص نیک بخت بن گیا اور اس کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ اس کو جنت کی طرف لے جاؤ۔ وہ بندہ کہے گا: اے ملائکہ! رک جاؤ، حتی کہ میں اس کریم شخص سے معلوم کروں کہ یہ کون ہے؟ (جس نے کاغذ کا چھوٹا سا پرزہ میرے پلڑے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر ڈالا)۔پس وہ کہے گا: آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے! اور آپ کے اخلاق کتنے اچھے ہیں! آپ کون ہیں؟ آپ نے تو میرے گناہوں کو کم کر دیا اور میرے عذاب کو مجھ سے ہٹا دیا۔ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: (میں یہ کہوں گا کہ) میں تمہارا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ وہ درود شریف ہے جو تو میرے اوپر پڑھتا تھا، اور اب یہ تجھے ایسے وقت میں پہنچ گیا ہے جب تو اس کا بڑا محتاج تھا۔''

قیامت کے دن اس درود شریف کی برکت سے اللہ رب العزت اس گناہگار کی مغفرت فرما دیں گے۔ اگر ہم بھی کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھیں گے تو ہمارے نامہ اعمال میں بھی وہ بطاقہ آئے گا جو ہمارے گناہوں کو ہلکا کر دے گا اور ہماری نیکیوں کو وزنی کر دے گا۔

(۲)......خدمتِ خلق:

دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ امتحانوں کے بعد مدرسے سے فارغ ہوں گے تو آپ کو چاہیے کہ نیت یہ کریں کہ ہم نے جہاں بھی جا کر زندگی گزارنی ہے، ہم نے وہاں اللہ کے بندوں کی خدمت کرنی ہے۔ اس لیے کہ جو اللہ کے بندوں کی خدمت کرتا ہے، قیامت کے دن اس کو نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔ ذرا توجہ کے ساتھ حدیث مبارکہ سنیے!

ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَضٰی لِاَخِیْهِ حَاجَةً کُنْتُ وَاقِفًا عِنْدَ مِیْزَانِهٖ فَاِنْ رَجَعَ فِیْهَا وَ اِلَّا شَفَعْتُ لَهٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

''جس نے اپنے بھائی کے کسی کام کو پورا کر دیا میں اس کے میزان کے پاس کھڑا ہوں گا۔ اگر نیکی کا پلڑا بھاری ہو گیا تو بہت اچھا، اور اگر گناہ کا پلڑا بھاری ہو گیا (تو چونکہ اس نے اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کیا ہو گا اس عمل کی وجہ سے) میں اس کی شفاعت کر دوں گا۔''

دیکھیے! جب آپ اللہ کے بندوں کی خدمت کریں گے تو قیامت کے دن اللہ کے محبوب ﷺ کی شفاعت نصیب ہو گی۔ بھئی! دنیا داروں کو دیکھا۔ کہ وہ بھی اپنے اداروں کے باہر لکھوا دیتے ہیں:

Come to learn, Leave to serve.

''سیکھنے کے لیے آؤ، خدمت کرنے کے لیے جاؤ۔''

جب دنیاوی فنون سیکھنے والوں کا یہ ذہن بنایا جاتا ہے کہ تم دوسروں کی خدمت کرو تو پھر ہم دین پڑھنے والوں کو تو اس بات کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

(۳)......فتنوں سے بچنے کی دعا:

تیسری بات یہ ہے کہ یہ فتنوں کا دور ہے۔ شہوات اور شبہات، دونوں طرح کے فتنے بہت عام ہیں۔ یہ وہی زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''قرب قیامت میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ صبح ایک آدمی اٹھے گا تو ایمان والا ہو گا اور شام کو سونے کے لیے بستر پر جائے گا تو ایمان سے خالی ہو چکا ہو گا۔ ایسے وقت میں ہمیں چاہیے کہ ہم رات کے آخری پہر میں نفل پڑھنے کی عادت بنائیں اور اس وقت اللہ رب العزت سے اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے دعائیں مانگیں: اے رب کریم! ہمیں فتنوں سے محفوظ فرما لے۔ یہ انتہائی اہم ہے۔ جو مانگے گا اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور زاری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت بھی فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کے پھسلنے کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لیے یہ کام کرتے بھی رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی رہنا چاہیے۔ دونوں کام ضروری ہیں۔ چنانچہ جو آدمی اللہ رب العزت کے سامنے رات کے وقت میں روتا ہے، اس کا ایک ایک آنسو جہنم کی آگ کو بجھا دینے کے لیے کافی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّا نَزِنُ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ کُلَّهَا اِلَّا الْبُکَاءَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَطْفِیءُ بِالدَّمْعَةِ الْوَاحِدَةِ بُحُوْرًا مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ

''ہم بنی آدم کے تمام اعمال کا وزن کریں گے، سوائے رونے کے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایک آنسو کی وجہ سے جہنم کی آگ کے سمندروں کو بجھا کے رکھ دیں گے۔''

بس! رونے کی عادت بنالیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ وہ اگر مدد کرے گا تو ہم ایمان کی حفاظت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوں گے۔

مجھے تو وہ واقعہ یاد آرہا ہے کہ بارش ہونے کے بعد باپ اور بیٹی سفر کر رہے تھے۔ آگے پھسلنے کی جگہ تھی۔ چنانچہ باپ نے بیٹی سے کہا: بیٹی! میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لے، کہیں پھسل نہ جانا۔ بیٹی کہنے لگی: ابو! میں آپ کا ہاتھ پکڑ بھی لوں گی، اگر میں پھسل بھی گئی تو جلدی ہاتھ چھوڑ بیٹھوں گی، آپ میرا ہاتھ پکڑ لیں، مجھے یقین ہے کہ آپ میرا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

اے اللہ! ہمارا معاملہ بھی وہی ہے، اگر ہم نے آپ کا دامن پکڑ بھی لیا تو ہم کمزور ہیں، چھوڑ بیٹھیں گے، ہم تو پھسل جائیں گے، شیطان اور نفس ہمارے پیچھے ہے۔ میرے مولیٰ! ہم اتنی فریاد کرتے ہیں کہ آپ اپنی رحمت کے ہاتھ سے ہمارا بازو پکڑ لیجیے، ہمیں یقین ہے کہ جب آپ بازو پکڑ لیتے ہیں تو پھر اسے چھوڑا نہیں کرتے۔

اللہ رب العزت کے حضور ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما

www.besturdubooks.wordpress.com

دے اور ہمیں موت کے وقت ایمان کی حفاظت کے ساتھ اس دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝﴾

یک زمانہ صحبتے با اولیا

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامعہ مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

برموقع: سالانہ نقشبندی اجتماع ۱۴۲۸ھ مطابق 2007ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

میرے دوستو! ہم اپنے آپ کو مٹی سمجھیں اور اپنے آپ کو کسی اللہ والے کے حوالے کر دیں، پھر وہ ہمیں جس شکل میں ڈھالے ڈھلتے چلے جائیں۔ پھر دیکھنا کہ اللہ رب العزت ہمیں کیسے معرفت کے جام پلائیں گے۔ دیکھیں کہ جس پودے کا مالی کوئی نہ ہو وہ کتنا بدصورت ہوتا ہے! اس کی شاخیں کسی ڈھب پر نہیں ہوتیں، ٹیڑھا میڑھا ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کا کوئی مالی ہو تو وہ اس کی شاخوں کو تراشتا ہے اور اس طرح یہ پودا دیکھنے میں بھی دیدہ زیب اور جاذب نظر ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارا بھی کوئی نگہبان ہو۔ اس نگہبان کو شیخ کہتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

یک زمانہ صحبتے با اولیا

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد !
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ٥﴾
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ
وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

تقوی کا حکم:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

''اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ!''

اے ایمان والو! اے وہ بندو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے حکموں کو ماننے کا اقرار کر چکے ہو! جو عہد کر چکے ہیں کہ ہم اللہ رب العزت کے حکم کو مانیں گے اور اس کے محبوب کے طریقے کو اپنائیں گے۔ اتقوا اللہ اللہ سے ڈرو! تقویٰ اختیار کرو! اس آیت میں تقوی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ تو تقویٰ حاصل کرنا یہ مؤمن کے لیے ضروری ہے۔

تقوی کسے کہتے ہیں؟

تقوی کہتے ہیں ہر اس چیز کو ترک کر دینا جس کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں فرق آ جائے۔ جو چیز بھی اللہ رب العزت سے دوری کا باعث بنے اس کو چھوڑ دینا تقویٰ کہلاتا ہے۔لہٰذا تقویٰ کے تین مراتب ہیں:

(۱) پہلا ہے ''کفر اور شرک کو چھوڑ دینا'' کفر اور شرک سے توبہ کرنا خلود فی النار سے بچاؤ کا سبب ہے۔ جو آدمی کفر اور شرک سے بچ گیا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں رکھا جائے گا، خلود فی النار کے عذاب سے اور ہمیشہ ہمیشہ والے عذاب سے بچ گیا۔

(۲) دوسرا ہے'' ترک معاصی''معصیت کو چھوڑ دینا، یہ دخول فی النار سے بچاؤ کا سبب ہے۔

(۳) تیسرا ہے''مشتبہات سے بچنا'' ایسا انسان جنت کے اندر اللہ رب العزت کے ہاں بڑے مراتب پانے کا حقدار بن جاتا ہے۔لہٰذا انسان جتنا تقویٰ اختیار کرے اتنا کم ہے۔

تقویٰ کی تاکید:

قرآن مجید میں تقویٰ کی تاکید بار بار آئی ہے۔ بلکہ کہیں تو ایک ہی آیت میں دو دو دفعہ تقویٰ کا لفظ آیا ہے۔ جب ایک سانس میں ایک بات کو دو مرتبہ دہرایا جائے تو بات کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ جیسے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّاقَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الحشر:۱۸)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص دیکھے کہ اس نے آگے کیا (سامان) بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو! بے شک اللہ تمہارے اعمال سے خبر دار ہے''

دیکھیں ایک ہی آیت ہے اتقوا اللہ کے بعد پھر اتقوا اللہ اس کا مطلب ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ رب العزت کے ہاں تقویٰ کی اتنی اہمیت ہے۔ اس لیے اس کو اختیار کیے بغیر کوئی انسان ولی نہیں بن سکتا۔ قرآن مجید میں فرمادیا کہ

﴿اِنْ اَوْلِيَاءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ﴾(الانفال: ۳۴)

''اللہ کے ولی وہی ہیں جو متقی ہوتے ہیں''

تو ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم تقویٰ بھری زندگی گزاریں۔

تقویٰ کی وصیت:

جب کوئی وصیت کے رنگ میں کوئی نصیحت کرتا ہے تو اس نصیحت کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ﴾(النساء:۱۳۱)

''ہم نے تم سے پہلے لوگوں کو بھی یہ وصیت کی تھی تمہیں بھی یہ وصیت کرتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو!''

تو تقویٰ وہ چیز ہے کہ جس کی اللہ رب العزت نے وصیت فرمائی ہے۔

تقویٰ کی ترغیب:

ارشاد فرمایا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن:۱۶)

''تقویٰ اختیار کرو جتنی تمہاری استطاعت ہے''

یعنی تم جتنے تیز گھوڑے دوڑا سکتے ہو اس میدان میں دوڑا لو۔ میدان کھلا ہے، ہمت کرو اس میں جتنا آگے بڑھ سکتے ہو بڑھو۔ جتنا زیادہ تم تقویٰ اختیار کر سکتے ہو کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کیا ہے؟

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ تو فرمایا کہ اگر تمہارے دل کی تمناؤں کو مجسم کر کے کسی طشتری کے اندر رکھ دیں اور اس کو سرِ بازار پھرائیں تو کوئی ایسی تمنا اس میں نہ ہو کہ جس پر تمہیں شرمندگی ہو اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔ تو دل میں گناہ کی تمنا بھی نہ رکھنا اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔

آسان لفظوں میں اگر کوئی چاہے کہ میں سمجھوں کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں تو تقویٰ یہ ہے کہ انسان ایسی زندگی گزارے کہ قیامت کے دن اس کا گریبان پکڑنے والا کوئی نہ ہو۔ اپنی زندگی کے بارے میں یہ سوچیں کہ میری زندگی میں کوئی انسان ایسا ہے کہ جس کا دل میں نے دکھایا، جس کے حقوق ادا نہیں کیے، جس کو میں نے ستایا ہو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ قیامت کے دن وہ میرا گریبان پکڑ لے۔ ایسی زندگی گزارنا کہ قیامت کے دن انسان کا گریبان پکڑنے والا کوئی نہ ہو اسے تقویٰ کہتے ہیں۔ ایسا انسان متقی ہوتا ہے۔

علمِ نافع کونسا علم ہے؟

اس تقویٰ پر اللہ رب العزت انسان کو وہ علم دیتے ہیں جو اس کو کتابوں میں بھی نہیں ملا کرتا۔ ایک ہے علمِ نافع، نفع دینے والا علم، یہی علم تو مانگا گیا ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا

''اے اللہ میں نفع دینے والا علم مانگتا ہوں''

یہ نفع دینے والا علم کون سا ہے؟ یہ وہ علم ہے جو انسان کے سینے میں نور بن کے آتا ہے۔ ایک ہوتی ہیں معلومات وہ تو عیسائیوں اور یہودیوں کے پاس بھی بہت ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک ہوتا ہے علم یہ کوئی اور چیز ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ بتاؤ علم کا مفہوم کیا ہے؟ کسی نے کہا کہ جاننا، کسی نے کہا پہچاننا، اپنا اپنا جواب دیتے رہے، حضرت خاموش رہے۔ ایک طالب علم نے کہا کہ حضرت! آپ ہی بتا دیجئے، تو حضرت نے فرمایا کہ علم وہ نور ہے کہ جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا۔ یہ ہے علم نافع۔

علم وبال:

اور ایک علم وبال ہوتا ہے اس علم کے باوجود انسان گمراہ ہوتا ہے۔ سنیے! قرآن عظیم الشان کیا کہتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ ﴾

(الجاثیہ: ۲۳)

''کیا دیکھا آپ نے اسے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا، اللہ تعالیٰ نے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا''

تقویٰ اور علم کا تعلق:

اس لیے تقویٰ اور علم کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تقویٰ ہوگا تو علم نافع زیادہ ہوگا اور تقویٰ نہیں ہوگا تو علم وبال زیادہ ہوگا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت اس امت کی کشتی کیسے ڈوبے گی؟ تو فرمایا کہ علما کی وجہ سے۔ پھر پوچھا گیا کہ اس امت کی کشتی کنارے کیسے لگے گی تو فرمایا کہ علما کی وجہ سے۔ تو پوچھنے والا حیران ہوا کہ حضرت! کیا مطلب؟ فرمایا کہ جو علمائے سوء ہوں گے، نفس کے پجاری ہوں گے، نام کے عالم ہوں گے ان کی وجہ سے امت کی کشتی ڈوبے گی اور جو علمائے حق ہوں گے، ان کی وجہ سے یہ کشتی کنارے لگے گی۔ اس لئے تقویٰ میں کمی علم کی کمی کا

www.besturdubooks.wordpress.com

باعث بنتی ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس میں تقویٰ نہیں تو وہ جلالین اور بیضاوی پڑھا نہیں سکتا۔ مسلم شریف اور بخاری شریف نہیں پڑھا سکتا۔ پڑھا سکتا ہے اگر یہ بندہ تقویٰ اختیار کرتا تو جتنا علم اب اس کے پاس ہے اس سے کئی گنا زیادہ علم اس کو عطا کر دیا جاتا۔ یہ مت سوچیے کہ میرے پاس تقویٰ نہیں اور میں بڑا ذہین ہوں، میں جماعت میں سب سے آگے ہوں، میں حدیث کو سمجھ لیتا ہوں۔ او اللہ کے بندے! اگر تم ان گناہوں کے ساتھ حدیث پاک کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہو تو اگر تقویٰ کو اختیار کر لیتے تو اللہ رب العزت تمہیں حفاظ حدیث میں شامل فرما دیتے۔ تقویٰ کی کمی کی وجہ سے آپ نے اپنے مرتبے کو کم کر لیا۔ چنانچہ ایسا شخص اپنے اعمال کی تاویل کرتا پھرے گا۔ جہاں اپنے نفس کا معاملہ آئے گا فتویٰ اور ہوگا اور لوگوں کے بارے میں فتویٰ کچھ اور ہوگا۔ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ تقویٰ زندگی میں نہیں ہے۔

علم کا مقصد...... رضائے الٰہی کا حصول ہے:

چٹائیوں پر بیٹھ بیٹھ کر آدمی کے گھٹنوں اور ٹخنوں پر نشان پڑ جاتے ہیں مگر یاد رکھیں تقویٰ دل میں پیدا نہ ہو تو یہ نشان فائدہ نہیں دیں گے۔ کسی بیل کو دیکھ لیں گھوڑے اور گدھے کو دیکھ لیں ان کی ٹانگوں اور ٹخنوں پر بھی نشان نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی عالم یا طالب علم یہ سوچے کہ صفوں پر بیٹھ بیٹھ کر جسم پر نشان پڑ چکے ہیں تو اسے جان لینا چاہیے کہ اگر مقصود اللہ کی رضا ہے تو ایک ایک حرف پر اجر ملے گا اور اگر مقصود دنیا ہوگی تو یہ ایک بوجھ ہوگا جو گدھے کی پشت پر لا د دیا گیا۔

چنانچہ بنی اسرائیل کے علما کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا﴾ (جمعہ: ۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

''یہ گدھے ہیں جن کے اوپر بوجھ لادا ہوا ہے''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے گدھے کا لفظ استعمال فرمایا اور بے عمل پیر جو بنی اسرائیل کے تھے اللہ نے انہیں کتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

﴿ مَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ﴾ (اعراف:۱۷۶)

''ان کی مثال کتے کی مثال ہے''

یہ بلعم باعورہ اپنے وقت کا پیر تھا مگر بے عمل نکلا، نتیجہ کیا نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی مثال کتے کی مانند ہے۔

حقیقی عالم کون ہے:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد سے سوء حافظہ کی شکایت کی

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ
فَاَوْصَانِيْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ
فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ اِلٰهِيْ
وَ نُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطِيْ لِعَاصِيْ

تو اس علم سے مراد ظاہری الفاظ نہیں تھے، علم کا نور تھا۔ وہ علم کا نور گناہوں کے سبب بندے سے چھین لیا جاتا ہے، بندے کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ اب علم نافع کی کیا پہچان؟ علم نافع کی پہچان یہ ہے کہ جتنا یہ علم بڑھتا چلا جاتا ہے بندے کے دل میں خوف خدا اور خشیت بڑھتی چلی جاتی ہے یہ پہچان ہے علم نافع کی، چنانچہ فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾

''بے شک علما ہی ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں''

لہٰذا اگر کوئی پوچھے کہ عالم کون ہوتا ہے؟ تو آسان لفظوں میں اس کی تعریف سن لیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

''جس بندے پر گناہوں کی جتنی زیادہ مضرتیں کھل جائیں وہ اللہ کی نگاہ میں اتنا ہی بڑا عالم بن جاتا ہے''

تو عالم کون؟ جس پر گناہوں کی مضرتیں کھل جائیں، نقصان کھل جائیں حتیٰ کہ وہ گناہ کے قریب بھی نہ جائے، یہ عالم ہے۔ اللہ کے ہاں یہ شخص علم رکھنے والا ہے۔ اسی لیے جس انسان کے اندر تقویٰ نہیں ہوتا، معصیت کی زندگی گزارتا ہے، نور نبوت کے علم سے اس کو محروم کر دیتے ہیں، وہ اس کو حاصل ہی نہیں کر سکتا۔

انسان اللہ رب العزت کے ہاں عالم بنے لیکن اس کے لیے تقویٰ لازمی ہے۔ پھر اللہ رب العزت وہ علم دیتے ہیں جو علم انسانوں کو عام کتابوں سے نہیں ملتا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمِیْ اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ

''مجھے میرے رب نے علم سکھایا اور بہترین علم سکھایا، مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا''

تو علم کون دیتا ہے اللہ رب العزت دیتے ہیں اور متقی بندے کو دیتے ہیں۔ جتنا تقویٰ زیادہ اتنا اللہ رب العزت اس کے اوپر اسرار و رموز کھولتے چلے جاتے ہیں۔

چنانچہ علمائے یہود کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَوْ کَانُوْ یَعْلَمُوْنَ﴾ ''کاش کہ وہ جانتے!''

حالانکہ وہ علماء تھے لیکن وہ اللہ کی نظر میں بے علم ہیں تبھی تو فرمایا لَوْ کَانُوْ یَعْلَمُوْنَ۔ اور ایک اور جگہ فرمایا کہ

﴿وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾

کہ تم کتاب پڑھتے ہو اور تمہارے پاس عقل کی رتی بھی نہیں۔

تو علم وہ ہے جس سے انسان کے دل میں خشیت الٰہی بڑھتی جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

علم پر عمل ضروری ہے:

تو اب یہاں ایک نکتہ کی بات سمجھ لیجیے کہ ایمان کا محافظ علم ہے اور علم کا محافظ تقویٰ ہے۔ تقویٰ نہیں تو علم سے محروم، علم نہیں تو ایمان سے محروم۔ جو ایمان کی حفاظت چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کو محفوظ رکھے اور جو علم کو محفوظ کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔ اسی لئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم بکثرت روایات کا نام نہیں، علم عمل کرنے کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ انہوں نے امام شافعی کو نصیحت فرمائی کہ آپ اپنے عمل کو آٹا بنائیں اور اپنے علم کو نمک کی مانند بنائیں۔ آپ حیران ہوں گے دنیا میں جتنے گمراہ فرقے بنے ہیں ان سب کے بانی عالم تھے مگر نام کے عالم تھے حقیقت میں جاہل تھے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان اللہ رب العزت سے ڈرے اور علم نافع حاصل کرنے کی دعائیں مانگے اور یہ خشیت اور خوف خداوندی بندے کو اعمال کے اوپر کھڑا کر دیتے ہیں۔

چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہر عالم کو چاہیے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کچھ نہ کچھ نیک اور مخفی اعمال کا ذخیرہ موجود ہو۔ لوگوں سے چھپ کر اللہ کے لئے عمل کرے کسی کو پتہ بھی نہ چلنے دے کہ کیا عمل کیا۔ ہمارے اکابر ایسے ہی کیا کرتے تھے، زندگی میں کتنے اعمال ایسے کرتے تھے کہ ان کے پروردگار کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا، فقط اللہ کی رضا کے لئے کرتے تھے۔

اللہ متقی عالم سے ہی دین کا کام لیتے ہیں:

ایک یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ دین کا کام اللہ نے جب بھی لیا ظاہر اور باطن کے جو متقی علماء تھے ان سے دین کا کام لیا۔ آپ امت کی تاریخ پڑھ کر دیکھ لیجیے جن کو اللہ نے دین میں بلندی عطا فرمائی، دین میں قبولیت عطا فرمائی، یہ سب وہی

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ تھے جو مرج البحرین کی مانند تھے۔ علم ظاہر بھی تھا اور علم باطن بھی تھا۔ شریعت اور طریقت کے جامع تھے دونوں نعمتیں اللہ نے ان کو عطا فرمائیں تھیں۔ اسی لئے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علم چوں برتن زنی مارے بود
علم چوں بر دل زنی یارے بود

علم دین کو اگر تم جسم کی پرورش کا ذریعہ بناؤ گے تو یہ تمہارے لیے سانپ بن جائے گا اور اگر اس علم کو اپنے دل کے بیدار کرنے کا ذریعہ بناؤ گے تو یہ تمہارا یار بن جائے گا۔

بنی اندر خود علومِ انبیا
بے کتاب و بے معین استاد

اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو اپنے اندر انبیا کا علم پاؤ گے۔ اللہ تمہیں وہ علم دے گا جو تمہیں عام کتابوں سے نہیں مل سکتا۔ بغیر کتاب اور بغیر استاد کے تعاون کے اللہ رب العزت تمہارے سینے کو علم کے نور سے بھر دے گا۔

تقوی کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تقوی کیسے پیدا ہو؟ یہ تقویٰ اللہ والوں کے ساتھ رہنے سے پیدا ہوتا ہے۔ کیوں کہ ان کے دل خشیتِ الٰہی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدَنٌ وَ مَعْدَنُ التَّقْوٰى قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ

''ہر شئے کا ایک خزانہ ہوتا ہے اور تقوی کا خزانہ اولیاء اللہ کے دل ہوا کرتے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے:

اسی لیے آگے فرمادیا:

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

''اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''

یہ کونوا امر کا صیغہ ہے، گویا یہ اللہ کا حکم ہے۔ حکمِ خدا کی تعمیل بندے پر فرض ہے۔ فرمایا کہ وکونوا مع الصادقین تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ وہ کون سچے؟ جن کے ظاہر اور باطن میں فرق نہیں ہوتا۔ دورنگی سے جن کو اللہ تعالیٰ بچا کر اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے۔

مفسرین نے اس آیت کا مفہوم مشائخ وقت کو لیا ہے کہ تم مشائخ کی صحبت میں بیٹھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ! چنانچہ علم کا لطف عمل کی برکت سے ہے، عمل کا لطف عشق الٰہی کی برکت سے اور عشقِ الٰہی ملتا ہے ان مشائخ کی صحبت سے۔ چنانچہ روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کونوا مع الصادقین کا مطلب یہ ہے کہ

''خَالِطُوهم لِتَكُونُوا مِثْلَهُمْ''

''ان سے ملوتا کہ تم ان جیسے ہو جاؤ''

اتنا ان کے ساتھ ملو، رابطہ رکھو کہ تم ان کی مانند بن جاؤ! کہتے ہیں ناں کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ تو تم ان کے ساتھ اتنا آنا جانا رکھو، میل جول رکھو، اتنا رابطہ رکھو کہ ان کی کیفیات تمہارے اندر جذب ہو جائیں۔

فكل قرين بالمكارم يقتداء

''ہمیشہ جو اپنا ساتھی ہوتا ہے اس کی وہ پیروی کرتا ہے''

وہ بات مان لیتا ہے اور واقعی بات سچی ہے۔ چنانچہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنے سے انسان ان کے باطنی کمالات کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اس پر کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

عارف نے کہا ؎

یہاں تک جذب کرلوں کاش تیرے حسن کامل کو
تجھی کو سب پکار اٹھیں گزر جاؤں جدھر سے میں

صحبت مؤثر ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مشکوۃ شریف میں ہے کہ

المرء علٰی دین خلیله

''کہ بندہ اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے''

تو جب انسان اللہ والوں کی صحبت میں رہے گا تو یقیناً انہی کی عادات واطوار کو اپنائے گا۔ چنانچہ حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب قول نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

مجالسة الحريص ومخالطته تحرث الحرص ومجالسة الزاهد ومخالطته تزهد في الدنيا لان الطباع مجبولة

''حریص بندے کی صحبت اور اس سے میل جول حرث پیدا کرتا ہے اور زاہد کی صحبت اور اس سے میل جول دنیا سے زہد پیدا کرتا ہے اس لیے کہ طبائع نقل کرتی ہیں''

حریص بندے کی صحبت بندے کے اندر حرص پیدا کر دیتی ہے اور کسی زاہد کی صحبت انسان کے اندر زہد فی الدنیا پیدا کر دیتی ہے۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت نے انسانوں کی طبیعتوں کو بنایا ہی ایسا ہے کہ وہ مشابہت اختیار کرتی ہیں اور اقتدا کرتی ہیں۔ یعنی انسانوں کی فطرت ہی اللہ نے ایسی بنائی ہے کہ جس کے ساتھ رہتا ہے اسی جیسا بننا چاہتا ہے یا اس کے نقش قدم پہ چلنا چاہتا ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں طبیعتیں دوسرے بندے کے اعمال کو اس طرح چوری کر لیتی ہیں کہ اسکو پتہ بھی نہیں چلتا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میری عادات کو اپنایا گیا ہے۔ اسطرح طبیعتیں اپنے ساتھ والے کی عادات اپنا لیا کرتی ہیں۔

کئی لوگ کہتے ہیں کہ جی میں نے فاسق دوست تو بنائے ہوئے ہیں لیکن ان کی باتوں کا میرے اوپر اثر نہیں ہوتا۔ یہ سو فیصد غلط بات ہے کیونکہ آدمی پر تو جانوروں کی صحبت کا بھی اثر ہو جاتا ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جو آدمی گھوڑوں کی سواری کرنے والا ہو اس کے اندر جوانمردی کا جذبہ ہوتا ہے، جو آدمی اونٹوں کی صحبت میں رہنے والا ہو اس کے اندر ہٹ دھرمی ہوتی ہے، جو بکریاں پالنے والا ہو اس میں عجز و انکساری ہوتی ہے۔ اگر ان جانوروں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کی فطرت طبیعت پر اثر کرتی ہے تو جو انسانوں کے ساتھ رہے گا اس پر اثر کیوں نہیں ہوگا۔

"قال را بگذار مردِ حال شو"

تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی نیکوں کی صحبت کو اختیار کریں اور مشائخ کی صحبت کو اختیار کریں تاکہ ہمارے اندر حال پیدا ہو جائے ابھی تک تو ہم قال کے بندے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو
صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

کسی صاحب حال کے سامنے اپنے قال کو ڈال دو اور کسی مرد کامل کے سامنے اپنے آپ کو پامال کر دو، سو کتابیں اور سو ورق بھلے تم آگ میں ڈال دو اپنی جان اور اپنے دل کو تم اللہ کے حوالے کر دو۔

کسی پنجابی شاعر نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

مٹی بن کے کمہار دے وس پیئے تے پیالے والڑا بھیس وٹا لئیے
قسمت نال جے پک کے تو ڑ چڑھیے مزہ یار دے لباں دا پا لیئے

مٹی بن کر ہم کسی کمہار کے ہاتھوں میں آئیں جو ہمیں پیالے کی شکل میں ڈھال دے۔ اگر قسمت سے ریاضت کی بھٹی سے پک کر نکلے تو محبوب کے لبوں سے لگنے کا ہمیں لطف نصیب ہو جائے گا۔

میرے دوستو! ہم اپنے آپ کو مٹی سمجھیں اور اپنے آپ کو کسی اللہ والے کے حوالے کر دیں، پھر وہ ہمیں جس شکل میں ڈھالے ڈھلتے چلے جائیں۔ پھر دیکھنا کہ اللہ رب العزت ہمیں کیسے معرفت کے جام پلائیں گے۔ دیکھیں کہ جس پودے کا مالی کوئی نہ ہو وہ کتنا بدصورت ہوتا ہے! اس کی شاخیں کسی ڈھب پر نہیں ہوتیں، ٹیڑھا میڑھا ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کا کوئی مالی ہو تو وہ اس کی شاخوں کو تراشتا ہے اور اس طرح یہ پودا دیکھنے میں بھی دیدہ زیب اور جاذب نظر ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارا بھی کوئی نگہبان ہو۔ اس نگہبان کو شیخ کہتے ہیں۔

صحبت کی اہمیت:

شاہ عبدالغنی پھول پوری (رحمۃ اللہ علیہ) سے کسی نے پوچھا کہ حضرت اولیاء اللہ کی صحبت میں رہنا اتنا ضروری کیوں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ! صحابی بن سکتے ہو، کہا نہیں۔ تابعی بن سکتے ہو؟ جی نہیں...... تبع تابعی بن سکتے ہو، نہیں...... کیوں کہ صحابی تو وہ ہے جس نے نبی ﷺ کی صحبت پائی اور تابعی وہ ہے جس نے صحابہ کی صحبت پائی اور تبع تابعی وہ ہے جس نے تابعین کی صحبت پائی۔ قرونِ ثلاثہ مشہور بالخیر تو یہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ دیکھو اگر اللہ رب العزت کے ہاں اس لفظ سے زیادہ اور کوئی پسندیدہ لفظ ہوتا اللہ اپنے محبوب ﷺ کے شاگردوں کے لیے اس لفظ کو پسند فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابی کے لفظ کو پسند کیا، میرے محبوب ﷺ کے صحبت یافتہ،

www.besturdubooks.wordpress.com

صحبت پانے والے صحابہ کہلائے۔

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) سے کسی نے سوال پوچھا کہ حضرت! سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا درجہ بڑا ہے یا عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بعد کے دور کے تھے اور خلیفہء عادل تھے جبکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بہت لڑائیاں رہیں۔ اور انہی جنگوں کی وجہ سے حالات پر امن نہ تھے اس لیے اس آدمی نے ان دو شخصیات کے بارے میں سوال کیا۔ امام شافعی نے ایسا جواب دیا جو سونے کی روشنائی سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا: جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیلیے نکلے اور ان کے گھوڑے کے نتھنوں میں جو گرد اور مٹی جا پڑی، عمر بن عبدالعزیز سے اس مٹی کا رتبہ بھی بڑا ہے۔ تو یہ فرق کس وجہ سے پڑا؟ صحبت کی وجہ سے پڑا۔

جو نعمتیں اور برکتیں صحبت سے ملتی ہیں وہ اس کے بغیر بندے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ کسی نے کہا: ؎

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا باجان جان ہمراز کردی

اسی لیے بزرگوں نے کہا:

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
او نشیند در حضور اولیا

ہر بندہ جو یہ چاہے کہ میں اللہ کے ساتھ صحبت اختیار کروں اس کے ساتھ بیٹھوں۔ اس کو چاہیے کہ وہ اولیا کی صحبت میں بیٹھے یہ باخدا لوگ ہیں، ان کو خدا کی معیت نصیب ہوتی ہے، چنانچہ ان کی ایک لمحہ کی صحبت بندے کی زندگی کو بدلنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

''یک زمانہ صحبتِ با اولیا''

چنانچہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضرت عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ شعراء جب اپنا کلام لکھتے ہیں تو افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جس طرف رجحان ہوتا ہے بات کو لمبا کر دیتے ہیں اور جہاں نہیں ہوتا اس کو ضرورت سے زیادہ گھٹا دیتے ہیں۔ تو مجھے لگتا ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں کچھ ایسا ہی عمل کیا ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک لحہ بیٹھنا سو سال کی بے ریا عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر صرف عبادت کہہ دیتے تو پھر بھی بات سمجھ میں آ جاتی۔ سو سال کی بے ریاء عبادت تو سمجھ میں نہیں آ رہی۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی حکیم الامت تھے فرمایا کہ اس شعر کو میں یوں پڑھتا ہوں: ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

''اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک لحہ گزارنا لاکھ سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے''

کہنے لگے کہ حضرت سو سال سمجھ میں نہیں آ رہے تھے اور آپ نے تو لاکھ سال کی بات کر دی۔ پھر حضرت نے ان کو تحقیقی انداز میں بات سمجھائی۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک بندہ لاکھ سال بے ریا عبادت کرے کیا اس کے پاس یقین دہانی ہے کہ اس کا انجام اچھا ہوگا؟ یقین دہانی تو شاید کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ شیطان کی مثال

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے سامنے ہے۔ زمین کے چپے چپے پر اس نے سجدہ کیا طاؤس الملائکہ اس کا نام پڑ گیا لیکن ایسی پھٹکار پڑی کہ رب کریم نے فرما دیا:

﴿ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ ﴾ (الزمر: ۷۷۔۷۸)

''نکل جا یہاں سے! بے شک تو مردود ہے اور بے شک تجھ پر روز قیامت تک لعنت پڑتی رہے گی''

اتنی عبادت مگر انجام اتنا برا۔ دنیا میں دیکھ لیجیے بلعم باعور بنی اسرائیل کا بڑا نیک عابد شخص تھا، مستجاب الدعوات بن گیا۔ جو دعا مانگتا تھا وہ دعا قبول ہو جاتی تھی لیکن ایسی پھٹکار پڑی کہ فرمایا:

﴿ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُۥٓ أَخْلَدَ إِلَى ٱلْأَرْضِ وَٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ ﴾ (اعراف: ۷۶)

''اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں سے اس کے درجے کو بلند کر دیتے مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا''

خواہشات کی پیروی کی وجہ سے اللہ نے ایسی پھٹکار دی کہ تین سو سال عبادت میں گزارنے کے بعد بھی پھٹکارا گیا۔ جب یہ واقعات پڑھتے ہیں تو دل ڈرتا ہے کہ ہماری عبادت تو اتنی ہے نہیں، مقدار میں بھی اور معیار میں بھی کمتر ہے تو ہم کس کھاتے میں ہیں۔ فرمایا کہ اچھا میں آپ کو ایک حدیث سناؤں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هُمْ رِجَالٌ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ

''وہ، وہ بندے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بد بخت نہیں ہوتا''

کہ یہ جو نیک لوگ ہیں، اولیاء اللہ ہیں، ان کی صحبت میں جو آنا جانا رکھتا ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بد بخت نہیں رہتا اور بد بخت وہ ہوتا ہے جو

www.besturdubooks.wordpress.com

موت کے وقت ایمان سے محروم ہو جائے۔ تو حدیث پاک بتا رہی ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے پر انسان کا خاتمہ اچھا ہوتا ہے، ایمان کو لے کر سلامت چلا جاتا ہے۔ لہٰذا لاکھ سال کی عبادت پر بھی جس کا بھروسہ نہیں محبوب کی زبان مبارک سے یہ بشارت مل رہی ہے کہ چند لمحوں کی صحبت سے اللہ رب العزت وہ نعمت عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ بد بخت نہیں ہو سکتا۔

مشاہیرِ امت اور صحبتِ اہل اللہ:

اگر ہم امت مسلمہ کی تاریخ کو دیکھیں تو جتنی بڑی بڑی ہستیاں گزری ہیں جن سے اللہ نے دین کا کام لیا سب نے مشائخ کی صحبت پائی۔ چنانچہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جتنے بھی بڑے بڑے علما گزرے، فقہاء گزرے، سب نے کسی نہ کسی کی صحبت پائی۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

سب سے پہلے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اسی لیے جتنے فقہا اور محدثین ہیں وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت کے شاگرد ہیں۔ لہٰذا حضرت کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگ ہیں ان کی صحبت پائی۔ اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی۔ یہ امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ فقہائے سبعہ مدینہ میں سے تھے۔ یعنی مدینہ کے جو سات بڑے مفتی گزرے ہیں یہ ان میں سے ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا تقویٰ دیا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی نظر میں اس وقت دنیا میں کون سا انسان ایسا ہے جو خلافت کا مستحق ہو تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اگر مجھے اختیار دیا جائے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

میں خلافت قاسم بن محمد کے سپرد کر دوں گا۔ اس درجہ کے بزرگ تھے اور انہوں نے فیض پایا حضرت سلمان فارسیؓ سے اور انہوں نے فیض پایا صدیق اکبرؓ سے۔ یہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سلسلے کی لڑی میں سے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے۔ دو سال مختلف موقعوں پر ملنا جلنا رہا مگر اس ملنے کا اثر کیا ہوا کہ امام صاحب نے اپنی مبارک زبان سے یہ فرمایا

لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ

''اگر میری زندگی کے یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہی ہو جاتا''

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کی صحبت میں جاتے تھے جن کا نام تھا ابو ہاشم رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کو کہتے تھے ابو ہاشم الصوفی یہ صوفی کا لفظ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقیہ فرماتے تھے۔ آج کہتے ہیں کہ ''جی ہم ہیں تو حنبلی لیکن تصوف کو نہیں مانتے'' اور یہ صوفی کا لفظ ان کے امام صاحب فرما رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے محدث بھی اور اتنے بڑے فقیہ بھی تو آپ نے ایسا جواب دیا جو ان کو ہی زیب دیتا تھا فرمایا کہ میں عالم بکتاب اللہ ہوں اور ابو ہاشم الصوفی عالم باللہ ہیں اور عالم باللہ کو عالم بکتاب اللہ پر فضیلت حاصل ہے۔ اس لئے میں ان کی صحبت میں جاتا ہوں اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے بیٹے! میں ریا کی دقیق باتوں سے کبھی بھی واقف نہ ہو سکتا اگر میں ابو ہاشم کی صحبت میں نہ بیٹھتا۔ یہ ریا کو پہچاننا اس کی تفصیلات سے آگاہ ہونا، یہ مشائخ کی خدمت میں بیٹھ کر ہی راز کھلتے ہیں۔ طبقات الکبری میں امام احمد رحمۃ اللہ عایہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ

''بیٹے اخلاص کے جس مقام پر یہ مشائخ پہنچے ہم ابھی اس مقام پر نہیں پہنچ پائے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت ابن شریح رحمۃ اللہ علیہ

چنانچہ حضرت ابو العباس ابن شریح رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی اپنے وقت کے بڑے فقیہ تھے، قاضی تھے بلکہ قاضی القضاء تھے۔ انہوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پائی۔ اور اس کے بعد وہ کہتے تھے کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی بات تو مجھے سمجھ میں نہیں آئی مگر ان کی باتیں اتنی پرشکوہ ہیں کہ یہ شان کسی باطل کلام کے اندر ہرگز نہیں ہو سکتی۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ

اور آگے آ جائیے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عجیب جامع کمالات بنایا تھا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ دونوں ایک زمانے کے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے مجھے ایسا نور فراست دیا، نور باطن دیا کہ میں کشف کی نظر سے پورے جہان کو ایسے دیکھتا ہوں کہ جیسے عام بندہ ہتھیلی میں پڑے ہوئے گندم کے دانوں کو دیکھتا ہے ۔اور فرمایا کہ اس کشف کے حاصل ہونے کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ جیسا کامل ولی اس وقت پوری دنیا میں کوئی نہیں۔

حضرت عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے حضرت عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں تیرہویں صدی کا مجدد فرمایا، اس کی اپنی تفصیلات ہیں۔ حضرت عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے مولانا خالد رومی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

سارے علماء نے فیض پایا۔ جن میں سے دو عالم بڑے نمایاں ہیں۔ ایک علامہ ابن عابدین جن کو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بلکہ علامہ شامی نے اپنے شیخ کے اخلاق اور کمالات کے بارے میں ایک مستقل کتاب بھی لکھی اور دوسرے ان کے خلیفہ تھے جن کا نام تھا۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے روح المعانی تفسیر لکھی۔ اب بتایئے ایسے بڑے بڑے محدثین ان حضرات کی صحبت میں آ کر نسبت احسان حاصل کرتے تھے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے مگر اللہ نے انہیں جامع کمالات بنایا تھا۔ یہ مفسر بھی تھے انہوں نے ایک تفسیر لکھی، اس کا نام اپنے شیخ کے نام پر تفسیر مظہری رکھا۔ معارف القرآن پڑھیے اس میں تفسیر مظہری کا حوالہ ملے گا۔ یہ ام الکتب ہے کئی کتابوں میں اس کا حوالہ ملے گا۔ مفسر بھی تھے محدث بھی تھے۔ اپنے وقت کے قاضی بھی تھے وقت کے شیخ اور صوفی بھی تھے۔ چنانچہ ان کی ایک کتاب مالا بد منہ ہے ترجمے میں پڑھائی جاتی ہے۔ حضرت اپنی کتاب تحفۃ الصالحین میں فرماتے ہیں کہ بے شمار لوگوں کی جماعت کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہے۔ اس لیے کہ اس جماعت کا ہر فرد تقویٰ سے آراستہ ہے تو جو متقی ہوتا ہے وہ جھوٹ تو نہیں بول سکتا۔ اور ہر فرد تقویٰ سے مزین ہے۔ اپنے قلم کی زبان سے اس بات کی خبر دی کہ مشائخ کی صحبت سے ہمارے باطن میں ایک چیز پیدا ہوئی جس نے ہمارے باطن کو بیدار کیا۔ امت کی تصدیق موجود ہے۔ امت کے بڑے بڑے اکابر نے اس کی تصدیق کی۔ ان کی صحبت میں بیٹھ کر ہمارے باطن کی غفلت دور ہوئی۔ عشق الٰہی ہمارے اندر بھر گیا اور عمل کا جذبہ ہمارے اندر آ گیا۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

"نور باطن را از سینہ درویشاں باید جست"

کہ تم باطن کا نور درویشوں کے سینوں سے حاصل کرو یہ نسبت سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے۔

سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

چنانچہ اور قریب دیکھیے سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے عالم اور متقی بزرگ اور شیخ الاسلام مولانا عبدالحیٔ جیسے بزرگ یہ دونوں حضرات سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ علم ظاہری پڑھنے کے لیے گئے تو ایک دن دیکھا کہ کتاب کے صفحے بالکل صاف ہیں۔ اپنے شیخ کو بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ رب العزت اب تمہیں علوم باطن بھی عطا فرمائیں گے اور تم سے دین کا کام بھی لیں گے۔

اکابر علمائے دیوبند:

ماضی قریب میں دیکھنا چاہیں تو ہمارے اکابرین علمائے دیوبند میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جبال علم جو کہ علم کے پہاڑ تھے ان شخصیتوں نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض پایا۔ کسی نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ آپ جیسا فقیہ انسان حاجی صاحب کی صحبت میں کیوں گیا؟ انہوں نے بڑا پیارا جواب دیا۔ فرمایا کہ ہم نے دارالعلوم میں پڑھائی کے دوران مٹھائیوں کے نام یاد کر لیے تھے۔ کون سی مٹھائیاں؟ جیسے توکل، تسلیم، رضا یہ جو باطن کے مقامات ہیں گویا مٹھائیوں کی مانند ہیں۔ ہم نے ان مٹھائیوں کے نام پڑھ لیے تھے مگر ذائقے سے ناآشنا تھے۔ ہم حاجی صاحب کے پاس ان مٹھائیوں کا ذائقہ چکھنے

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے تھے۔

یہ نعمت ہے جو ان مشائخ کی صحبت سے ملتی ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے بدکار قسم کے لوگ ان حضرات کی صحبت میں آ کر بہت اونچے درجے کے نیکوکار بن جاتے ہیں۔ بابو میاں ان بزرگوں کی صحبت میں آ کر ''تابو میاں'' بن جاتے ہیں۔ زندگی کے بدلنے کا پتہ نہیں چلتا کہ ایک لمحہ کی صحبت نے ان کی زندگی کو کیسے بدل کر رکھ دیا! اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم باطن کی یہ نعمت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے لئے اپنے آپ کو کھپا دیں۔ حضرت تھانوی نے فرمایا کہ اس زمانے میں اہل اللہ کی صحبت کو میں فرض عین کہتا ہوں۔ یہ حضرت حکیم الامت کے الفاظ ہیں۔ ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ آج کے زمانے میں اہل اللہ کی صحبت کو میں فرض عین کہتا ہوں۔

حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

چنانچہ حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے حضرت سید فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے بہت مقام کے بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا درس تفسیر بڑا معروف تھا۔ رمضان المبارک میں سینکڑوں علما جو اپنے اپنے مدارس میں تفسیر پڑھاتے تھے وہ ان کے ہاں تفسیر کا دورہ کرنے جاتے تھے۔ اللہ نے علما میں اتنا کام لیا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنا دورہ حدیث محدث اعظم حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ جب حضرت نے بخاری شریف پڑھا لی تو اس کے بعد طلباء کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جتنی بار چاہو بخاری شریف ختم کر لو۔ جب تک اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی نہیں کرو گے تب تک تم روح علم سے محروم رہو گے۔

حضرت سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آئے اور بیعت ہو گئے۔ ان سے کسی نے پوچھا: آپ عربیت کے ایسے ماہر، زبان پر آپ کو اتنا عبور حاصل ہے۔ تو آپ نے کیوں کسی کی بیعت کر لی؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں جا کر اپنی جہالت کا اندازہ ہوا۔ وہ ایک نکتہ کی عجیب بات فرماتے تھے اور طلبا کے لئے واقعی علمی بات ہے! فرماتے تھے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب سے ایک دعا منگوائی کہ جس میں اہل اللہ کی محبت کو اعمال پر مقدم کر دیا۔ نبی ﷺ نے دعا فرمائی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمِلَ الَّذِیْ يُبَلِّغُنِیْ عَلٰی حُبِّكَ

"اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور جو آپ سے محبت کرتے ہیں ان کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور جو اعمال آپ کی محبت کو بڑھاتے ہیں میں ان کا بھی سوال کرتا ہوں"

فرماتے ہیں: اہل اللہ کی محبت پہلے، اعمال کی محبت کی دعا بعد میں۔ فرماتے تھے کہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحبت اور محبتِ اولیاء سے انسان کو نیک اعمال کی توفیق ملا کرتی ہے۔ اس لیے انہوں نے شعر کہا ہے: ؎

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے اکابر علما دیوبند میں جتنا کثرت سے ذکر کرنے والے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ (بانی تبلیغی جماعت) تھے اتنا کثرت سے ذکر کرنے والا اکابر میں کوئی نہیں تھا، اس ذکر کی کثرت کی وجہ سے دعوت کا کام ان پر کھولا گیا۔ اور آج دیکھیے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ دنیا کے سو سے زیادہ ممالک میں اللہ رب العزت اس محنت کے ذریعے سے لوگوں کے ایمان کی حفاظت فرما رہا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ تمام علماو اکابرینِ امت اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے والے تھے۔

اہل اللہ کی صحبت کیوں ضروری ہے؟

اکثر یہ دیکھا گیا کہ بندہ عمل تو کر لیتا ہے لیکن اخلاص سے خالی ہوتا ہے۔ لیکن بے روح عمل کا نہ بندے کے دل پر اثر ہوتا ہے اور نہ اللہ کے ہاں شرف قبولیت پاتا ہے۔ اس لیے اخلاص ضروری ہے اور یہ اخلاص اللہ والوں کی صحبت سے پیدا ہوتا ہے۔

حضرت گنگوہی کا فرمان:

حضرت گنگوہی فرماتے تھے کہ

اہل اللہ کی صحبت کے بغیر اخلاص کا مل جانا یہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

حضرت مولانا روم کا فرمان

مولانا روم فرماتے ہیں: ؎

بے عنایت حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

حق تعالیٰ اور خاصان حق کی عنایت کے بغیر اگر فرشتے بھی بن جاؤ گے تو تمہارا نامہ اعمال سیاہ رہے گا اسی لیے فرماتے تھے کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

www.besturdubooks.wordpress.com

مولانا رومی کا مشہور واقعہ ہے کہ بیٹھے بچوں کو پڑھا رہے تھے۔ وضو کے لیے تالاب بھی قریب ہی تھا تو اس وقت حضرت شمس تبریزی آئے انہوں نے آ کے پوچھا مولانا روم سے کہ ''ایں چیست'' یہ کیا ہے انہوں نے فرمایا ''ایں قال است'' یہ قال ہے۔ تو حضرت نے کتاب مانگی اور لے کر پانی میں ڈال دی۔ اب اس زمانے میں فوٹو کاپیاں تو ہوتی نہیں تھیں مخطوطہ ہوتے تھے جو دوات اور سیاہی سے لکھے جاتے تھے۔ اور کتاب کو پانی سے بچانا بڑا ضروری ہوتا تھا۔ کتاب پانی میں ہی ڈال دی۔ مولانا روم بڑے گھبرائے کہ کتاب ہی گئی۔ جب ان کو گھبراہٹ میں دیکھا تو انہوں نے ہاتھ ڈالا اور کتاب نکالی اور اس کو ہاتھ سے جھاڑا تو اس میں سے دھول نکلنے لگی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حیران ہو گئے اور فرمایا: ''ایں چیست'' یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''ایں حال است'' یہ حال ہے۔ تو یہ وہ نعمت ہے جو ان اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر نصیب ہو جاتی ہے کہ صاحب قال بالآخر صاحب حال بن جاتا ہے۔

مولانا عبدالحق دہلوی کا فرمان:

مولانا عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب پڑھنے کے لیے گیا تو میرے والد صاحب نے مجھے پیچھے سے خط لکھا اور فرمایا کہ بیٹے:

ملائے خشک و ناہموار نہ باشی

یعنی خشک ملا اور ناہموار نہ بننا۔ کئی خشک ہوتے ہیں! وہ قال ہی کی باتیں کرتے ہیں حال کی انہیں کوئی خبر نہیں ہوتی۔ عشق الٰہی کا ان میں فقدان ہوتا ہے۔

مفتی زین العابدین کا فرمان:

مفتی زین العابدین ایک بزرگ عالم گزرے ہیں۔ دعوت و تبلیغ میں بھی اللہ نے ان کو اونچا مقام دیا، ایک مرتبہ ان کا بیان تھا اور اس بیان میں ایک بات انہوں نے ارشاد فرمائی جو اس عاجز نے خود سنی اور آج ممبر پر بیٹھ کر اسی طرح نقل کر رہا ہوں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے بیان میں یہ فرمایا:

جب تک تم کسی سے سیکھ کر ذکر نہیں کرو گے، تبلیغ میں جوتیاں چٹخانے کے سوا تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ یہ بات انہوں نے بھرے مجمع میں کہی۔

حضرت مرشد عالم کا فرمان:

چنانچہ ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اولاد کون دیتا ہے؟ تو سب کہتے ہیں اللہ...... حضرت فرماتے ماں باپ ذریعہ بن جاتے ہیں۔ پھر فرماتے کہ بارش کون برساتا ہے؟ تو سب کہتے اللہ...... تو حضرت فرماتے کہ بادل ذریعہ بن جاتے ہیں۔ پھر فرماتے کہ دلوں کو نور کون عطا کرتا ہے؟ تو سب جواب دیتے اللہ۔ مگر شیخ استاد اس نور کے آنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت اور اہمیت میں کون سی ایسی بات ہے جو سمجھ میں نہ آئے؟

نظر کی تاثیر:

آج کل شعاعوں سے علاج ہوتا ہے۔ ٹی بی کا علاج، کینسر کا علاج شعاعوں کے ذریعہ سے کیا جا رہا ہے۔ جس طرح مشین سے نکلنے والی شعاعیں ہیں اسی طرح اللہ والوں کی نگاہوں سے بھی نور کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ میں اور آپ ایکسرے کو تو نہیں دیکھتے لیکن حقیقت کو ماننا پڑتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کی نگاہوں سے بھی نور کی کچھ شعاعیں نکلتی ہیں جو انسان کے دل کی ظلمتوں کو مٹا کے رکھ دیتی ہیں اور اس کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ بندے کے اندر نیکی آنی شروع ہو جاتی ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ایک ہے نظر بد، بری نظر لگ جانا۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا: ''العین حق'' کہ نظر لگ جاتی ہے۔ جس سے دوسرا بندہ بیمار ہو جاتا ہے۔ بچوں کو بھی بہت نظر لگتی ہے کیونکہ بچے تو بہت ہی پیارے ہوتے ہیں۔ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ان کو ماں باپ کی نظر زیادہ لگتی ہے۔ بہر حال نظر لگ جاتی ہے۔ نظر کی اتار کی جو دعا تھی نبی ﷺ نے وہ بھی بتائی۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور انہوں نے کہا کہ جعفر کی اولاد کو نظر لگ جاتی ہے میں کیا کروں؟ کیا دم کر لیا کروں؟ تو نبی ﷺ نے بتایا

تو معلوم ہوا کہ یا تو بری نظر دوسروں پر اپنا اثر ڈالتی ہے یا بہت محبت بھری نظر دوسرے پر اپنا اثر ڈال دیتی ہے۔ اب دیکھیے کہ جس نظر کے اندر حسد ہے، عداوت ہے، بغض ہے، کینہ ہے اگر وہ نظر دوسرے پر اثر ڈال سکتی ہے تو اہل اللہ کی نظر جس میں الفت ہے، محبت ہے، اخلاص ہے، اللہ کی رضا ہے تو یہ نظر دوسرے پر اپنا اثر کیوں نہیں ڈال سکتی؟ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

وضد العين ونظر العارفين فانه من حيث تاثير في العكسي

یہ جو بری نظر لگ جاتی ہے اس کی ضد عارفین کی نظر ہے، اس لیے کہ یہ عارفین کی نظر بڑی موثر ہوتی ہے۔ یہ کافر کو مومن بنا دیتی ہے، فاسق بندے کو نیک بنا دیتی ہے اور جاہل کو عالم بنا دیتی ہے۔ بلکہ کتے کو انسان بنا دیتی ہے:

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اصحابِ کہف کے کتے کی مثال:

دیکھیں! جنت میں انسان ہی جائیں گے مگر ایک ایسی بھی مثال ہے کہ ایک جانور، کتا اللہ والوں کے ساتھ لگ گیا، انہوں نے بھی کہہ دیا کہ جاؤ جان چھوڑو ہماری، مگر وہ پیچھے پیچھے، پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ رہا۔ اللہ اکبر! اس کتے کی محبت اللہ کو پسند آئی قرآن میں تذکرہ فرمایا:

﴿وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ﴾ (کہف:۱۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کا تذکرہ فرما دیا۔ کسی پنجابی شاعر نے اس پر اشعار کہے کہ جب کتے کو کہا کہ تم چلے جاؤ۔ تو اس نے آگے سے زبان حال سے جواب دیا:

نہ میں بھونکاں تے نہ میں ٹونکاں تے نہ میں شور مچاواں
تے نیکاں دے لڑ لگیاں سائیاں، میں جنت وچ وڑ جاواں

کتا کہتا ہے کہ نیکوں کے ساتھ لگا ہوں کیا پتہ میں بھی جنت میں چلا جاؤں۔ چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتے کو یہ خوشخبری دی کہ نیکوں کی صحبت کی وجہ سے قیامت کے دن انسانی شکل میں لا کر میں تمہیں جنت عطا کروں گا: ؎

سگِ اصحابِ کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت و مردم شد

''اصحاب کہف کے کتے نے چند دن نیکوں کی پیروی کی اور آدمی کے حکم میں ہو گیا''

اگر نظر کتے کو انسان بنا سکتی ہے تو پھر انسان کو اچھا انسان کیوں نہیں بنا سکتی؟ مفسرین یہ فرماتے ہیں کہ

وَهٰذَا لِاَنَّهُمْ مَنْظُوْرُوْنَ بِنَظْرِ الْجَمَالِ

''اس لئے یہ لوگ اللہ کی جمال کی نظر کی وجہ سے بڑے منظور ہوا کرتے ہیں''

انعام یافتہ لوگ:

ہم اپنی نمازوں میں سورۃ فاتحہ میں یہ دعا مانگتے ہیں

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

''دکھا ہمیں سیدھا راستہ، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا''

یعنی فقط سیدھے راستے کی دعا نہیں کی بلکہ اللہ کے مقبول بندوں کی نسبت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا مانگی کہ ان کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔ آگے پھر ایک اور آیت میں یہ بھی بیان کر دیا کہ انعام یافتہ بندے کون ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا (النساء: ۶۹)

''اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے روز ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے''

تو یہ صحبت عجیب چیز ہے۔ چنانچہ اتباع کی برکت دیکھیے کہ نبی ﷺ کی اتباع جنہوں نے کی، ان میں صدیقین تھے، شہداء تھے، صالحین تھے۔ ''اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ '' یہ وہ جماعت ہے جن پر اللہ کے انعامات ہوئے۔ تو یہاں پر تفسیر میں ایک عجیب نقطہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اتباع کی برکت دیکھو کہ انبیاء معصوم ہیں مگر اللہ نے اتباع کی برکت کی وجہ سے ان کو واؤ عاطفہ کے ساتھ جوڑ دیا۔ صدیقین، شہداء اور صالحین کے درمیان 'واؤ' جو ہے وہ واؤ عاطفہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ اتباع کی برکت نے غیر معصومین کو واؤ عاطفہ کے ساتھ معصومین کے ساتھ اکٹھا کر دیا۔ تو اگر ایک آیت میں اللہ یوں اکٹھا کر دیتے ہیں تو کیا آخرت میں اکٹھا نہیں فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا فرما کر ان حضرات کی رفاقت کی اہمیت واضح فرما دی۔ دنیا میں ان کو رفیق بنائیں گے تو آخرت میں بھی ان کی رفاقت نصیب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگی۔

صحبت اہل اللہ کا عقلی اور سائنسی ثبوت:

آج کی دنیا سائنسی یا عقلی باتیں زیادہ سمجھتی ہے اس لیے آپ کو صحبت کی تاثیر والی بات ذرا عقلی مثال سے سمجھاتے ہیں۔

مثال ۱:

ایک آم ہوتا ہے جس کو کہتے ہیں ''لنگڑا''۔ ہے لنگڑا مگر ساری دنیا کا سفر کرتا ہے۔ ٹانگوں والوں سے اچھا ہے۔ ہم نے دیکھا کینیڈا میں آم جا رہا ہے۔ کون سا جی؟ ''لنگڑا''۔ ہم نے کہا دیکھو! لنگڑا ادھر بھی پہنچ گیا۔ کیا لنگڑا ہے! ہے تو لنگڑا مگر کینیڈا پہنچ گیا کیونکہ ذائقے اور خوشبو کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔

آم کو لوگ کیا کرتے ہیں؟ دیسی آم اگاتے ہیں اور اس کی ایک شاخ کے اوپر اس لنگڑے آم کی Graphiting (پیوندکاری) کرتے ہیں۔ کیونکہ دیسی آم کے اندر اتنا رس بھی نہیں ہوتا، لذیذ بھی نہیں ہوتا، خوشبودار بھی نہیں ہوتا اور پھل بھی تھوڑا آتا ہے تو Quality اور Quantity (معیار اور مقدار) دونوں زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن جب لنگڑے آم کے ساتھ اس کا پیوند کر دیا جاتا ہے، اس کو جوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ پیوندکاری کا عمل ایسا ہے کہ وہ شاخ بڑھنے لگ جاتی ہے اور اس شاخ پر پھر جو آم لگتا ہے تعداد میں بھی زیادہ اور رس میں بھی زیادہ ہوتا ہے اور اس کے اندر خوشبو بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہی مثال ہے کہ جو بندہ اللہ والوں کی صحبت میں آئے اور اپنے دل کی ان کے دل کے ساتھ پیوندکاری کر لے یہ دیسی ہوگا اور اللہ والے: وہ ماشاءاللہ اعلیٰ قسم کے آم کی مانند ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت کی برکت کی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ اس کے دل کو بھی صاف کر دیتے ہیں۔ اس کی کوالٹی کو بھی بہتر فرما دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مثال ۲:

ایک اور مثال سمجھیں۔ایک درخت کا پھل ہوتا ہے جس کو کہتے ہیں ''آملہ''۔یہ جو حکیم لوگ ہیں ان کے استعمال میں بہت کثرت سے رہتا ہے۔ یہ آملہ مختلف بیماریوں کیلیے استعمال ہوتا ہے۔تو مشائخ نے فرمایا کہ آملے کے دو دانے تھے،گرے پڑے تھے،کسی نے کہا کہ بھئی میں آپ کو اٹھاتا ہوں اور آپ کے جسم میں سوئیاں چبھوؤں گا،آپ کو آگ پہ چڑھاؤں گا۔آپ کو یہ ساری تکلیف برداشت کرنی پڑے گی۔ لیکن جب یہ تکلیف برداشت کرلیں گے تو آپ کی قیمت بڑھ جائے گی۔چنانچہ ان میں سے ایک آملے نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔جس حکیم نے اسے اٹھایا اس نے پہلے اس کے سوئیاں چبھوکر اسکے اندر جو کڑوا پانی تھا وہ نکال دیا۔اور اس کے بعد اس نے پانی گرم کیا اور اسکو ڈال کر ابالا۔اتنا جوش دیا،اتنا جوش دیا کہ آملہ بالکل نرم ہوگیا ،اس کی جو سختی تھی وہ نرمی میں بدل گئی۔اب جب نرم ہوگیا تو اس نے اس کے اوپر سونے کا ورق چڑھایا،چاندی کا ورق چڑھایا اور اس کو اس نے چینی کے بنے ہوئے شیرے کے اندر رکھا،اس کو کہتے ہیں آملہ کا مربہ۔یہ آملہ کا مربہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے دل کی تقویت کا سبب بنتا ہے۔چنانچہ حکیم لوگ جو پہلے زمانے میں دل کی کمزوری کا علاج کرتے تھے،اور بڑے دماغی کام کرنے والوں کو کہتے تھے کہ جی آملہ کا مربہ استعمال کریں۔تو یہ سونے اور چاندی کے ورق میں لپیٹ کر بادشاہوں کو پیش کیا جاتا تھا۔اور ایک ایک دانہ کئی کئی روپے مہنگا بکا کرتا تھا۔فرمایا کہ جس نے مجاہدے کے لیے پیش کر دیا اس کی شان تو بڑھی کہ بادشاہوں کے ہاتھوں میں ورق لگ کر پہنچا اور ان کی غذا بنا۔

آملہ کا دوسرا دانہ،اس نے کہا کہ بھئی مجھ سے مجاہدے برداشت نہیں ہوتے، میں تو ادھر پڑا ہوں۔لہٰذا وہ وہیں پڑا رہا۔اب اس کے اوپر سورج کی دھوپ پڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

، ہوا کا اثر ہوا، بارش کا اثر ہوا لہٰذا کچھ دنوں میں وہ جو اس پر تازگی تھی وہ خشکی میں بدل گئی۔ جو حسن ظاہر تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ سیاہی مائل بن گیا، دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ اب صفائی کرنے والا خاکروب آیا اور اس نے آ کر جھاڑو کے ساتھ اس کو بھی اکٹھا کیا۔ اور سیاہ شکل کے جو آملے تھے ان کی بوری بھری اور بوری بھر کے اس نے کسی حکیم کو پہنچائی۔ حکیم نے اسے معمولی سی قیمت دے دی۔ اب حکیم نے سوچا کہ میں اسے کیا کروں۔ اس حکیم نے اس آملے کو پیس لیا۔ اب اس کو پسنا پڑا۔ جب پس کے یہ بالکل سفوف بن گیا تو اس نے پڑیاں بنا دیں۔ کس لیے؟ قبض کے علاج کے لیے۔ اب یہ آملہ ایک انسان کو دیا جاتا ہے قبض توڑنے کے لیے، سوچو: اللہ نے اس کے ذمہ پاخانہ دھکیلنے کا کام لگا دیا۔ تم بندے کے پیٹ میں جاؤ اور پاخانے کو دھکیلو، تو جس نے مجاہدے کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ورق لگ کے بادشاہوں کے ہاتھ میں پہنچا اور جس نے پیش نہ کیا قیمت بھی کم لگی اور کام بھی یہ ذمہ لگا کہ وہ پاخانہ دھکیلتا ہے۔

فرماتے ہیں دو انسان ہیں۔ ایک اپنے آپ کو مشائخ کے حوالے کر دیتا ہے، وہ محنت کر کے اس کے دل میں اللہ کی محبت کا بیج ڈال دیتے ہیں۔ اللہ کی محبت جگا دیتے ہیں۔ یہ وہ ہوتا ہے کہ اس کے جوتوں کو وقت کے بادشاہ اپنے سروں کا تاج بنا لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرا ہوتا ہے جو ان مشائخ کی صحبت میں نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے پیچھے لگا دیتے ہیں۔ جیسے یہ پاخانہ کو دھکیلتا پھرتا ہے یہ بندہ دنیا کی نجاست کو دھکیلتا پھرتا ہے۔ اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ ہم اللہ والوں کی صحبت میں آئیں تو ہمیں یقیناً اللہ رب العزت کی طرف سے رحمتیں ملیں گی۔

صحبتِ اہل اللہ سے زندگی میں انقلاب:

حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ یہ انگریزی تعلیم یافتہ تھے، اپنے وقت کے بڑے اعلیٰ افسر تھے۔ تو ان سے کسی نے پوچھا کہ مجذوب صاحب آپ تو مسٹر تھے۔ آپ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹر کیسے مس ہوگئی؟ تو پھر انہوں نے بتایا کہ میں حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آیا۔ شیخ کی ایک لحہ کی اس صحبت نے مجھے غفلت سے نکال کر اولیاء اللہ کی صف میں کھڑا کر دیا یوں اللہ کی محبت نے تڑپا کر رکھ دیا۔ فرماتے ہیں: ؎

نقش بتاں مٹایا ، دکھایا جمالِ حق
آنکھوں کو میری آنکھیں ، دل کو دل بنایا
آہن کو سوز دل سے کیا نرم آپ نے
نا آشنائے درد کو بسمل بنا دیا

اہل اللہ کی صحبت مفید ہونے کی وجوہات:

اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے سے کیوں فائدہ ہوتا ہے؟ اس کی چار بنیادی وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ:

ایک وجہ یہ ہے کہ جس طرف ان کے دل متوجہ ہوتے ہیں اللہ کی رحمتیں اور اللہ کا فضل بھی اس طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ایک بزرگ سے کسی خادم نے پوچھا کہ حضرت! یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر فیض ملتا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ پہلے زمانے میں ہاتھ کے پنکھے ہوتے تھے جو چھت پہ لٹکے ہوتے تھے اور رسی سے اس کو کھینچتے تھے۔ ہم نے اپنے بچپن میں وہ زمانہ دیکھا، جب بڑے بزرگ کھانا کھاتے تھے تو ہم رسی کھینچ کر وہ پنکھا چلاتے تھے۔ اور وہ پنکھا اتنا بڑا ہوتا تھا کہ کمرے کے سب لوگوں کو ہوا ملتی تھی۔ یہ سوال پوچھنے والا خادم بھی وہی پنکھا چلا رہا تھا۔ کہنے لگا کہ جی اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر کیسے دوسرے کو فیض ملا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: یہ بتاؤ کہ پنکھا کس کے لیے چلا رہے ہو؟ حضرت آپ کے لیے۔ ساتھ والوں سے پوچھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہوا آپ کو بھی لگ رہی ہے؟ کہنے لگے کہ لگ رہی ہے۔فرمایا کہ بالکل اسی طرح اللہ رحمتیں تو اپنے مقبول بندوں پر فرماتے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والے بھی اس رحمت کی ہوا سے محروم نہیں رہتے۔

دوسری وجہ:

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان بزرگوں کے ملفوظات سن کر انسان کو نفس کے رذائل کا پتہ چل جاتا ہے۔ورنہ نفس کی خباثتوں کا پتہ ہی نہیں چلتا۔اب جیسے کوئی ہم سے سوال پوچھے کہ وسوسہ تو شیطان کی طرف سے بھی آتا ہے اور وسوسہ انسان کو نفس کی طرف سے بھی آتا ہے۔سالک کو کیسے پتہ چلے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے یا نفس کی طرف سے؟ تو کوئی بھی عام طالب علم اس کا جواب نہیں دے سکتا۔اس کا جواب کون دے گا؟ وہ جسے اللہ نے نور فراست عطا کیا ہوگا۔وہ سمجھائے گا کہ دونوں قسم کے وسوسے میں پہچان کیسے کی جاسکتی ہے؟

تیسری وجہ:

اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر جب انسان ان کو اپنے حالات سناتا ہے، بتاتا ہے تو ان کی مقبول دعاؤں کے اوقات میں یہ بندہ ان کو یاد آجاتا ہے تو ان کی دعاؤں میں حصہ پڑ جاتا ہے۔

چوتھی وجہ:

انسانی طبیعت میں نقل صفات کا خاصہ ہے، لہٰذا ان کی صحبت میں بیٹھ کر انسان کو نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں:

فیہ استحباب دعا عند حضور الصالحین فان عند ذکرھم تنزل رحم فضل عند وجودھم وظھورھم فضل عند وجودھم

www.besturdubooks.wordpress.com

وظھورھم

''کہ نیکوں کی محفل میں بیٹھ کر دعا مانگنا، اس میں اس کا استحباب یہ ہے کہ اگر نیکوں کے تذکرے سے رحمت اترتی ہے تو جہاں وہ خود موجود ہوں اور جہاں ان کی خود حاضری ہو تو وہاں پر اللہ تعالیٰ کتنی رحمتیں نازل فرمائیں گے''

وہ جن کے تذکرے پر اللہ تعالیٰ اتنی رحمتیں نازل فرما دیتا ہے تو پھر اللہ رب العزت ان کے موجود ہونے پر کتنی رحمتیں نازل فرمائے گا۔

کسی ایک شیخ سے بیعت کی کیا ضرورت؟

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جی اچھا: ہم نیکوں کی صحبت میں تو آئیں مگر کسی ایک شیخ سے بیعت کی کیا ضرورت ہے؟ ہم جہاں چاہیں گے جائیں گے۔ دراصل یہ نفس جو ہے یہ دنیا کا سب سے پہلا غیر مقلد ہے، یہ نہیں چاہتا کہ کسی کے پیچھے چلے، یہ کہتا ہے کہ کسی ایک کی ماننے کی کیا ضرورت؟ بس میں جہاں چاہوں جاؤں۔ مگر یہ تو ایسے ہی ہوا کہ مریض کہے کہ کسی ایک ڈاکٹر سے دوائی لینے کی کیا ضرورت ہے؟ صبح کسی سے لوں گا، دوپہر کسی سے، شام کسی سے تو کیا اس کا علاج ہو جائے گا؟ اسی لیے لوگ تو خاندانی ڈاکٹر رکھتے ہیں کہ یہ ہماری ہسٹری جانتا ہے، اس کو ہماری طبیعت کا زیادہ پتہ ہے۔ یہ ہماری طبیعت کے موافق ہمیں دوا دے گا۔ بالکل اسی طرح ایک شیخ کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ بندے کی طبیعت سے واقف ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ اس بندے کی طبیعت کے مطابق اس کو علاج بتا دیتا ہے

ویسے بھی اللہ تعالیٰ ایک اور اس کے بندے کئی...... رسول ہمارے ایک اور امتی کئی...... امام ہمارے ایک اور ان کے مقلد کئی ...... باپ ایک اور اس کے بیٹے کئی...... میاں ایک اور اس کی بیویاں کئی...... معالج ایک اور اس کے مریض کئی۔ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

پیر ایک اور اس کے مرید کئی۔ اور اگر بیوی ایک اور اس کے خاوند زیادہ...... بندہ ایک اس کے خدا زیادہ...... اسی طرح مرید ایک اور اس کے پیر زیادہ ہوں تو پھر اس کی کیا اصلاح ہوگی؟ اسی لیے ''یک گیر محکم بگیر'' ایک کو پکڑ لو مضبوطی سے پکڑ لو۔ پھر دیکھو اللہ رب العزت کی طرف سے کیسی رحمتیں ہوتی ہیں۔

وصول الی اللہ کا نسخہ:

چنانچہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے وصول الی اللہ کا ایک نسخہ بتایا ہے اور عجیب بات لکھی ہے۔ پڑھ کے حیرانی ہوئی۔ کسی شخص کو فرمایا کہ ایک نسخہ میں لکھ رہا ہوں اس کو اپناؤ۔

پہلی بات کہ اعمال میں ہمت کر کے ظاہراً باطناً شریعت کے پابند بنو۔

دوسری بات کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔

تیسری بات کہ شیخ کی صحبت اختیار کرو۔

اور جب ان سے دور ہو تو ان کی کتابوں سے، مواعظ سے اور ملفوظات سے فائدہ اٹھاؤ۔ اگر تم یہ چار کام کر لو گے تو میں ٹھیکہ لیتا ہوں کہ آپ لوگ باخدا بن جاؤ گے۔ یہ حضرت فرماتے ہیں کہ تم چار کام کر لو، چار کام کرنے کے بعد میں ٹھیکہ لیتا ہوں کہ آپ لوگ باخدا بن جاؤ گے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

''چنگے سنگ ترے''

چنانچہ ایک بزرگ جا رہے تھے تو راستے میں ایک آدمی سنگترے بیچ رہا تھا اور وہ آواز لگا رہا تھا کہ ''چنگے سنگترے'' یہ پنجابی کا لفظ ہے ''چنگے سنگترے'' تو اس کا مطلب ہے ''اچھے سنگترے'' تو جیسے بیچنے والے آوازیں لگاتے ہیں وہ بھی آواز لگا رہا تھا۔ ''چنگے سنگترے...... چنگے سنگترے......'' ان بزرگوں نے جب سنا تو ان کے اوپر

www.besturdubooks.wordpress.com

حال پڑ گیا، جذب میں اللہ، اللہ کہنے لگے، عجیب کیفیت بنی۔ جب طبیعت سنبھلی لوگوں نے پوچھا کہ حضرت کیا ہوا؟ فرمایا، سنا نہیں وہ کیا کہہ رہا ہے؟ حضرت وہ تو سنگترے بیچنے والا سنگترے بیچنے کے لیے اپنی آواز لگا رہا ہے۔ فرمایا: نہیں، نہیں۔ دیکھو! وہ کہہ رہا ہے ''چنگیے سنگ ترے'' جو نیکوں کے سنگ لگ جاتے ہیں وہ تر جاتے ہیں۔ اس کی کشتی کنارے لگ جایا کرتی ہے۔

نیکاں دے لڑ لگیاں میری جھولی وچ پھل پئے
تے بریاں دے لڑ لگیاں میرے اگلے وی ڈل گئے

اچھی صحبت میں جانے کا یہ بھی فائدہ ہے کہ کسی نے اس طرح فرمایا ہے:

جہاں عطر کھچتا ہے جاؤ وہاں گر
تو آؤ گے اک روز کپڑے بسا کر

وہاں جاؤ گے تو اپنے کپڑوں پر بھی خوشبو لگ جائے گی۔

جہاں آگ جلتی ہے جاؤ وہاں گر
تو آؤ گے اک روز کپڑے جلا کر

آگ کے پاس جا کر بیٹھو گے تو ایک دن کپڑے جلا کر آؤ گے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ جی آگ جل رہی تھی اور میں وہاں جا کر بیٹھا رہا تو میرے کپڑے تو نہیں جلے۔ تو شاعر نے اس کا بھی جواب دیا۔ کہا:

یہ مانا کہ کپڑے بچاتے رہے تم
مگر آگ کی سینک کھاتے رہے تم

تم نے کپڑے تو بچا لیے مگر آگ کی گرمی تو پہنچی۔ اسی طرح بدکاروں کے پاس بیٹھو گے تو معصیت کی ظلمت پہنچے گی۔ نبی ﷺ نے بہت اچھے انداز میں بات سمجھا دی۔ نیک دوست کی مثال عطار کی مانند ہے، اس سے دوستی لگاؤ! کبھی نہ کبھی عطر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی دے گا۔ نہ بھی دے تو جتنی دیر بیٹھو گے اتنی دیر خوشبو تو آئے گی۔ اور برے دوست کی مثال، جیسے لوہے کی آگ کی بھٹی ہوتی ہے۔ دے دے گا تو کوئلے ہی دے گا۔ اور نہ بھی دیا تو اس کوئلے کی کالک اور سیاہی تو ضرور ملے گی۔

صحبتِ اہل اللہ کی عقلی دلیل:

علماء کہتے ہیں کہ ٹرین کے ڈبے ہوتے ہیں۔ ایک فرسٹ کلاس کا ڈبہ اور ایک تھرڈ کلاس کا ڈبہ۔ ایک فرسٹ کلاس کے ڈبے نے تھرڈ کلاس کے ڈبے کو کہا کہ تو کیا ہے؟ نری مصیبت ہے، زنگ لگا ہوا ہے، چلتے ہوئے چوں چوں، کھٹ کھٹ کرتا رہتا ہے اور نہ تیری سیٹیں اچھی، نہ تیرے اندر ٹھنڈک کا انتظام، نہ کوئی اور ایسا آرام۔ میرا مقام دیکھو فوم کے گدے لگے ہیں، ائیر کنڈیشن چل رہا ہے، میں کتنا آرام دہ ڈبہ بنا ہوا ہوں! تھرڈ کلاس کے ڈبے نے کہا کہ جناب میں آپ کی بڑی شان کو مانتا ہوں، تسلیم کرتا ہوں۔ مگر ایک بات بتاؤں کہ میری کنڈی آپ کی کنڈی میں پھنسی ہوئی ہے، لہٰذا آپ جس منزل پر جائیں گے میں تھرڈ کلاس کا ڈبہ بھی اسی منزل پر جاؤں گا۔ یہی اللہ والوں کا معاملہ ہے۔ یہ فرسٹ کلاس والے ڈبے ہوتے ہیں جو اللہ کی رضا والے اسٹیشن کی طرف جا رہے ہوتے ہیں۔ جو اپنے دل کی کنڈی ان کے دل کے ساتھ پھنسا لیتا ہے اللہ اس کو بھی اپنے رضا والے سٹیشن پر پہنچا دیتا ہے۔

حکایت:

اس بات کو سمجھنے کیلئے ایک حکایت بیان کی جاتی ہے۔ ایک چیونٹی کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں کسی طرح خانہ کعبہ پہنچوں اور بیت اللہ کی زیارت کروں۔ لیکن وہ تو وہاں سے کوسوں دور تھی۔ وہ روزانہ سوچتی رہ جاتی کہ میں چھوٹی سی مخلوق ہوں، بھلا وہاں کیسے پہنچ سکتی ہوں؟ ایک دفعہ جہاں وہ رہتی تھی کبوتروں کا ایک غول

www.besturdubooks.wordpress.com

آ گیا اور کھیتوں سے دانہ وغیرہ چگنے لگا۔ چیونٹی نے کیا کیا کہ ایک کبوتر کے پنجے سے چمٹ گئی جیسے ہی کبوتر نے اڑان بھری وہ بھی اس کے ساتھ ہی اڑ گئی۔ آخر کار کبوتر خانہ کعبہ پہنچ گئے تو وہ بھی خانہ کعبہ پہنچ گئی اور اپنی مراد کو پالیا۔

اب دیکھیں! کہ تھی تو وہ چیونٹی ہی، کبوتر تو نہیں بن گئی لیکن کبوتر کے ساتھ لگنے کی وجہ سے جہاں کبوتر پہنچے وہاں وہ بھی پہنچ گئی۔ یہی حال اولیاء اللہ کی صحبت کا ہے کہ ان کے ساتھ لگنے کی وجہ سے کم مرتبہ شخص بھی کسی مرتبے کو پالیتا ہے۔

قرآن مجید سے دلیل:

اب آپ پوچھیں گے کہ اس کی شرعی دلیل کیا ہے؟ قرآن مجید سے بھی دلیل اور حدیث پاک سے بھی دلیل۔ سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے! اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيْمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی۔ ایمان میں ان کے پیچھے چلی، ہم ان کی اولاد کو بھی ان (کے درجے) تک پہنچادیں گے''

جن اولادوں نے ایمان کے ساتھ ان کی اتباع کی یعنی ان کے مطابق چلنے کی کوشش کی، ہم ان کی اولادوں کو ان کے بڑوں کے ساتھ اکٹھا فرمادیں گے۔ اب مفسرین نے لکھا کہ اولاد ہوتی ہے دو طرح کی۔ ایک جسمانی اولاد اور ایک روحانی اولاد۔ تو یہ آیت جسمانی اولاد کے لیے بھی ہے کہ اگر اللہ والوں کی اولاد میں سے کوئی ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے مگر اس بلندی تک نہ پہنچے جہاں اکابر پہنچے تھے، اپنی ہمت اور کوشش کرتا رہے۔ اس نسبت کی وجہ سے، اس برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس چھوٹے کو بھی اپنے بڑوں کے ساتھ اکٹھا کر دیں گے۔

اور فرمایا کہ اس میں روحانی اولاد بھی شامل ہے۔ لہٰذا اگر کسی سے روحانی تعلق

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، بندہ اتنا متقی نہ بن سکا، اتنا بلند پرواز نہ بن سکا لیکن کسی شہباز کیساتھ محبت کا تعلق جوڑ لیا، دل کی کنڈی پھنسالی تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن ہم اس روحانی اولاد کو ان کے روحانی والدین کے ساتھ اکٹھا فرما دیں گے۔

حدیث شریف سے دلیل:

نبی ﷺ نے سادہ لفظوں میں بات سمجھا دی۔ ارشاد فرمایا:

((المرء مع من احب))

"بندہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت ہوگی۔"

اب ذرا سوچیے کہ اس عاجز کو اپنے شیخ کے ساتھ محبت ہے، میرے شیخ کو اپنے کے شیخ کے ساتھ محبت ہے تو وہ اپنے شیخ کے ساتھ ہونگے۔ ان کو اوپر والے شیخ کے ساتھ محبت۔ یہ سلسلہ چلتے چلتے صدیق اکبر تک پہنچا تو یہ سارے کے سارے کہاں جا کر اکٹھے ہوئے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کن سے محبت؟ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تو پھر آخر پر جا کر صحبت کس کے ساتھ نصیب ہوئی؟ کن کے قدموں میں جگہ ملی؟ معلوم یہ ہوا کہ اللہ والوں سے یہ محبت کا رشتہ جوڑیں گے اس کے صدقے اللہ قیامت کے دن اپنے محبوب کے قدموں میں جگہ عطا فرما دیں گے۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے، بہت بڑی بات ہے۔ اس پر تو انسان اپنی زندگی لگا دے۔ یہ سودا کر لے سستا ہے۔ اس لیے کہ یہ محبت دین کے لئے ہے۔

اور ویسے بھی حدیث پاک میں آتا ہے کہ جن لوگوں کے درمیان اللہ کے لیے محبت ہوگی۔ فرمایا: "ھم المتحابون فی اللہ" قیامت کے دن جن سات آدمیوں کو عرش کا سایہ نصیب ہوگا ان میں سے وہ بندے بھی ہیں جو اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے۔ اور یہ سلوک اور طریقت کا تعلق یہی اللہ کے لیے محبت ہے۔ تو پھر اس محبت کی کتنی قدر کرنی چاہیے۔ اس کی کتنی لاج رکھنی چاہیے! اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کو مضبوط سے اضبط کرنا چاہیے تاکہ اللہ رب العزت اسی محبت پر ہمیں زندہ رکھے اور اسی محبت پر ہمیں دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر قیامت کے دن اس کے نظارے آپ دیکھیں گے۔

مشائخ کی صحبت کا بنیادی اصول......عاجزی:

بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر انسان اکڑے نہیں، فخر نہ کرے، اپنے آپ کو کچھ سمجھنے نہ لگ جائے۔شیطان اس راستے سے بھی تو بندے کو بھٹکا دیتا ہے کہ میں تو بڑا قریبی ہو گیا ہوں میں تو بڑا تعلق رکھتا ہوں...... یہ ''میں'' ہی تو بندے کو پھنسا دیتی ہے، مروا دیتی ہے۔اسی لیے دل میں عاجزی ہونی چاہیے۔اللہ کا شکر ادا کریں اور طبیعت میں ''میں'' آنے کی بجائے عاجزی آنی چاہیے۔ عاجزی جتنی زیادہ ہوگی اللہ کے ہاں اتنے ہی زیادہ مقبول ہوں گے۔

چنانچہ کتابوں میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے جب توبہ کی تو یہ بلخ کے بادشاہ تھے۔انہوں نے ارادہ کیا کہ میں بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے جاؤں۔ ہر قدم پر یہ دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے وہاں گئے۔ایک قدم بڑھاتے مصلی بچھا کر دو رکعت نفل پڑھتے، پھر قدم بڑھاتے دو رکعت پڑھتے۔ ہر ہر قدم پر دو دو رکعتیں پڑھتے پڑھتے تقریباً اڑھائی سال میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ واہ میرے مولا! آپ کی بھی کیا شان ہے! اور آپ کے دنیا میں کیسے کیسے چاہنے والے ہیں! وہاں جا کر طواف کیا، مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا مانگی، اے اللہ! تیرے بندے پاؤں سے چل کر تیرے گھر کی طرف آتے ہیں، میں وہ بندہ ہوں جو پلکوں کے بل چل کر تیرے گھر کی طرف آیا ہوں۔اتنے میں رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا بھی آ گئیں۔ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا پر اللہ کی خصوصی تجلیات ذاتیہ وارد ہو رہی ہیں۔ بڑے حیران ہوئے، کہنے لگے: رابعہ ایسا

www.besturdubooks.wordpress.com

مقام تجھے کیسے مل گیا؟ تو رابعہ نے کہا: شور تو آپ نے مچا رکھا ہے کہ ہر قدم پر دو رکعت پڑھ کے آئے ہو۔ فرق بتاؤں؟ کہنے لگے: بتائیں۔ کہنے لگیں کہ فرق یہ ہے کہ آپ اس جگہ پر سر نیاز لے کر آئے ہیں اور میں اس جگہ پر دل نیاز لے کر آئی ہوں۔ میری اس نیاز مندی کو اللہ نے پسند فرما لیا۔ تو اللہ والوں کی صحبت میں رہیں تو عاجز بن کر رہیں۔ پھر دیکھیں کہ اللہ رب العزت کی کیا رحمتیں آتی ہیں۔

صحبت سے محبت ملتی ہے:

عاجزی کے ساتھ ان بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے ان کے دلوں کی جو محبت ہے وہ اس بندے کے دل میں Reflect (منعکس) ہو جاتی ہے۔ اور بندہ اللہ کا عاشق اور اللہ کا دیوانہ بن جاتا ہے۔ پھر دل اللہ کی محبت میں تڑپتا ہے۔ اللہ کی محبت میں اداس ہوتا ہے۔ انسان پھر اللہ کے لئے راتوں کو اٹھ کر رویا کرتا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ شیخ سے جو محبت ہے وہ اس نظر سے کرو کہ یہ اللہ رب العزت کا چاہنے والا ہے، اللہ سے محبت کرنے والا ہے۔ اس کی راتیں، اس کے دن، اس کی صبحیں، اس کی شام، اس کا اٹھنا بیٹھنا ہر وقت اللہ رب العزت کی محبت میں گزر رہا ہے۔ لہٰذا میں اللہ کے چاہنے والے ایک دل کے ساتھ محبت کر رہا ہوں تاکہ مجھے بھی اللہ سے شدید محبت نصیب ہو جائے۔ اور پتہ ہے کہ یہ محبت کیا ہے؟ کسی نے عجیب اشعار کہے ہیں:

محبت کیا ہے دل درد سے معمور ہو جانا
متاع جاں کسی کو سونپ کر مجبور ہو جانا
قدم ہیں راہ الفت میں منزل کی ہوس کیسی
یہاں پر عین منزل ہے تھکن سے چور ہو جانا
یہاں پر سر سے پہلے دل کا سودا شرط ہے یارو

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی آسان نہیں ہے سرمد و منصور ہو جانا

کیا عجیب شعر کہا:

بسا لینا کسی کو دل میں دل کا ہی کلیجا ہے
پہاڑوں کو تو بس آتا ہے جل کر طور ہو جانا

نکتے کی باتیں

☆...... پہاڑ پر اللہ کی تجلی پڑی تھی ریزہ ریزہ گیا تھا۔ سرمہ بن گیا تھا۔ یہاں پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب معرفت کی بات لکھی۔ طلباء کے لئے ایک عجیب نکتہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب پہاڑ پر سورج کی روشنی پڑتی ہے تو وہ منعکس ہوتی ہے۔ تبھی ہمیں پہاڑ نظر آتا ہے اگر منعکس ہی نہ ہوتو پہاڑ نظر ہی نہ آئے۔ تو روشنی پڑی سطح سے ٹکرا کر منعکس ہوئی اور پہاڑ ہمیں نظر آیا۔ تو عام دستور یہی تھا جب اللہ رب العزت نے اس پر اپنی تجلیات ذاتیہ ڈالی تو فرماتے ہیں کہ پہاڑ نے یوں سوچا کہ اگر عام روشنی کی طرح یہ نور میری سطح سے ٹکرا کر چلا گیا تو میرے اندر کے حصے کو تو اس نور سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع تو نہیں ملے گا۔ لہٰذا یہ پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا تاکہ میرے ہر ہر ذرے میں اللہ کی تجلیات سمو جائیں۔ اللہ اکبر۔ تو یہ محبت اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر ملتی ہے۔

☆...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ

اے رب! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں ذرا تجلی دکھا دیجیے، فرمایا کہ

لن ترانی "نہیں دیکھ سکتے"

لیکن جب نبی علیہ السلام معراج پر تشریف لے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس آئے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

وہاں موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اللہ پاک نے کیا دیا فرمایا کہ پچاس نمازوں کا تحفہ۔ فرمایا اے اللہ کے محبوب! میری امت پر بھی نمازیں تھی۔ ذرا تخفیف کے لئے چلے جایئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ عرض کی، پانچ کم ہوگئیں، پھر پانچ کم ہوگئیں تو نو دفعہ جانے سے پینتالیس کم ہوگئیں اور باقی پانچ رہ گئیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو مجھے جاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

علما فرماتے ہیں کہ یہ جو بار بار اوپر نیچے آنا جانا تھا اس میں اللہ رب العزت اپنے پیارے محبوب کی شان دکھانا چاہتے تھے۔ اگر ایک دفعہ جاتے اور واپس آتے تو کہنے والے کہتے کہ کیا ہوا ایک دفعہ قدرتاً چلے گئے۔ یہ ایک دفعہ کی بات نہیں میں نے اپنے محبوب کو وہ مقام دیا جب چاہا اوپر آئے پھر نیچے چلے گئے اور پھر اوپر آئے۔ نو دفعہ اوپر نیچے آنے جانے کا شرف آپ کو عطا فرمایا۔

☆......اب یہاں پر دوسرا نکتہ یہ لکھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تھے تو ان میں اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم بھی تھے وہ تو راستے میں نہیں بیٹھے تھے۔ اللہ کے کلیم بیٹھے۔ اس میں کیا بات ہے تو علماء نے لکھا بات یہ تھی کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کہا تھا کہ اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں تو اللہ نے فرمایا کہ نہیں دیکھ سکتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتہ چلا کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس اپنے دیدار کے لئے بلایا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ میں دیدار تو نہ کرسکا لیکن میں دیدار کرنے والوں کا دیدار تو کرسکتا ہوں۔ اس لئے راستے میں جا کر بیٹھ گئے جب اللہ کا دیدار کرکے آئیں گے تو میں سب سے پہلے ان کا دیدار کروں گا۔

فرمایا کہ شیخ سے محبت اس لئے رکھو کہ یہ وہ دل ہے جس پر اللہ کی تجلیات ذاتیہ نازل ہوتی ہیں۔ میرے اللہ میں یہ سعادت حاصل نہ کرسکا لیکن میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس دل سے محبت کا رشتہ تو جوڑ لیا ہے پھر دیکھو اللہ رب العزت کے ہاں کیسی قبولیت ہوتی ہے اللہ رب العزت کس طرح اپنے بندے کے ساتھ خیر کا معاملہ فرماتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مشائخ کی حقیقی محبت نصیب فرمادے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمالے۔

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهُ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴾

(الاعراف:۱۹۶)

اللہ نیکوں کا سرپرست ہے

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جو بندہ بھی گناہوں کو چھوڑ کر نیکی کو اپنا لیتا ہے، نیکو کاری کی زندگی گزارنا شروع کر دیتا ہے تو:

- اللہ رب العزت اس کے نگران، نگہبان اور سرپرست بن جاتے ہیں۔
- اس کے کاموں کو سیدھا کر دیتے ہیں۔
- اس کو مسائل میں الجھنے سے بچا لیتے ہیں۔
- اس کی پریشانیوں میں سے نکلنے کا راستہ ہموار کر دیتے ہیں۔
- ذلت کے نقشوں میں اس کے لیے عزت نکال دیتے ہیں۔
- اللہ رب العزت اس کی اس طرح حفاظت فرماتے ہیں، جس طرح باپ اپنے بچے کی حفاظت کرتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ نیکوں کا سرپرست ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ﴾
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سرپرست کا مطلب:

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

﴿وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ﴾

''اور وہ اللہ نیکوں کاروں کا سرپرست ہے''

سرپرست کا لفظی مطلب ہوتا ہے کسی کی ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہونا اور اس کے نفع اور نقصان کا ذمہ دار ہونا۔ مثال کے طور پر ایک باپ بچے کا سرپرست ہوتا ہے۔ لہٰذا بچے کی جو بھی ضروریات ہوں، وہ ضروریات اس کی صحت سے متعلق ہوں یا لباس سے متعلق، کھانے پینے سے متعلق ہوں یا تعلیم سے متعلق، ان تمام ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار اس کا والد ہوتا ہے۔ اگر کوئی نفع ونقصان ہو جائے تو اس کا ذمہ دار بھی والد ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اگر چھوٹا بچہ پتھر مار کر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمسائے کا شیشہ توڑ دے تو اس کے والد سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ آپ اس کی قیمت ادا کریں۔ اس صورت میں باپ ذمہ دار بھی بنتا ہے اور اس کی قیمت بھی ادا کرتا ہے۔

ایک مثال سے وضاحت:

سرپرست کی موجودگی میں اس بچے کو کوئی فکر یا پریشانی نہیں ہوتی۔ ایک بچے نے اپنے دوست سے بات کی: میں حج کرنے جا رہا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس پیسے ہیں؟ وہ کہتا ہے: نہیں۔ وہ پھر پوچھتا ہے: کیا تم نے درخواست دیدی؟ کہتا ہے: نہیں۔ وہ پوچھتا ہے: کیا تم نے پاسپورٹ بنالیا؟ وہ جواب دیتا ہے: نہیں۔ وہ پوچھتا ہے: کیا تمہیں حج کا طریقہ آتا ہے؟ وہ کہتا ہے: نہیں۔ وہ پوچھتا ہے: کیا تمہیں پتہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جب تم جاؤ گے تو کہاں ٹھہرو گے؟ یہ کہتا ہے: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا تم نے ٹکٹ بنوالی ہے۔ یہ کہتا ہے: نہیں۔ جب ہر سوال کے جواب میں اس نے (نہیں) کہا۔ تو دوسرے بچے نے حیران ہو کر پوچھا: پھر تم حج پر جا کیسے رہے ہو؟ تو پہلے بچے نے مسکرا کر کہا: میں اپنے ابو کے ساتھ حج پہ جا رہا ہوں۔

اب اس کے اس ایک فقرہ میں ہر سوال کا جواب موجود ہے کہ جب میں اپنے ابو کے ساتھ حج پر جا رہا ہوں۔ تو وہ میری ہر ضرورت کو پورا کرے گا اور ہر قسم کے نفع ونقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بھی مومن کے بارے میں یہی لفظ استعمال فرما رہے ہیں:

﴿ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴾

''اور وہ اللہ نیکوں کا سرپرست ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی سرپرستی میں آنے کا طریقہ:

جو بندہ بھی گناہوں کو چھوڑ کر نیکی کو اپنا لیتا ہے، نیکو کاری کی زندگی گزارنا شروع کر دیتا ہے تو:

- اللہ رب العزت اس کے نگران، نگہبان اور سرپرست بن جاتے ہیں۔
- اس کے کاموں کو سیدھا کر دیتے ہیں۔
- اس کو مسائل میں الجھنے سے بچا لیتے ہیں۔
- اس کی پریشانیوں میں سے نکلنے کا راستہ ہموار کر دیتے ہیں۔
- ذلت کے نقشوں میں اس کے لیے عزت نکال دیتے ہیں۔
- اللہ رب العزت اس کی اس طرح حفاظت فرماتے ہیں، جس طرح باپ اپنے بچے کی حفاظت کرتا ہے۔

ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ ہم گناہوں سے جان چھڑا کر نیکو کاری کی زندگی اختیار کر لیں، نیک بندوں میں شامل ہو جائیں۔ جب ہم یہ کام کر لیں گے تو اگلا نظام ایسا آٹو میٹک ہے کہ خود بخود عمل میں آ جاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں اگر اللہ کی رحمت کسی کا بازو پکڑ لیتی ہے تو اس کی کشتی ہمیشہ کنارے پر لگ جایا کرتی ہے، یہ بات یاد رکھیں۔ اللہ کی رحمت کیسے بازو پکڑتی ہے؟ جب بندہ نیک بنتا ہے۔

سالکین کا لفظ ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں نیکو کاری کو اختیار کرنا ہوگا۔ اللہ رب العزت اس کے بدلے ہمارے سب کاموں کو سنوار دیں گے حدیث پاک میں آیا ہے:

”اے بندے! تو دن کے شروع میں چند رکعتیں ادا کر لیا کر میں سارا دن تیرے کاموں میں تیری مدد کروں گا“

چنانچہ ہمارے لیے تو کام بہت آسان ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ پاک کی سرپرستی کی لاجواب مثالیں:

جنھوں نے نیکوکاری کی زندگی گذاری اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پناہی فرمائی ایک غیبی ہاتھ ہمیشہ ان کے پیچھے رہا۔ ذرا توجہ فرمایئے:

بی بی مریم علیہا السلام کی سرپرستی:

بی بی مریم علیہا السلام اللہ کی بندی، اور بیت المقدس میں سارا دن اللہ کی عبادت میں مشغول رہتی تھیں

اللہ کے نبی زکریا علیہ السلام ان کی کفالت کے ذمہ دار تھے، ان کو سفر پر جانا پڑ گیا۔ اس سفر میں ان کو زیادہ وقت لگ گیا۔ چنانچہ وہ واپسی پر کافی گھبرا ئے کہ ایسا نہ ہو کہ مریم علیہا السلام کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو اور فاقوں کی نوبت آ گئی ہو۔ مگر معاملہ عجیب بنا۔

﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ﴾

جب زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوئے تو دیکھا بی بی مریم علیہا السلام بے موسم کے پھل کھا رہی ہے۔ اللہ کے پیغمبر حیران ہو کر پوچھتے ہیں:

﴿ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ﴾

اے مریم، تجھے یہ پھل کہاں سے مل گئے؟

مریم نے جواب دیا:

﴿ هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

(آل عمران: ۳۷)

یہ اللہ کی طرف سے ہے اللہ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب عطا فرما دیتے ہیں۔

دیکھیے اللہ رب العزت اپنے بندوں کی کیسے پشت پناہی فرماتے ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

بی بی ہاجرہ علیہا السلام کی سرپرستی:

سیدنا ابرھیم علیہ السلام نے اپنی اہلیہ سیدہ ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کے قریب چھوڑا اور سواری سے اتار کر خاموشی سے واپس ہونے لگے۔ یہ ایسی جگہ تھی کہ جہاں سبز پتہ رکھنے والا کوئی درخت نظر ہی نہیں آتا تھا۔ پانی تھا ہی نہیں، جہاں پانی نہ ہو وہاں سبزہ کیسے ہو؟ خشک پہاڑی تھی اور گرمی بھی انتہا کی تھی، تو بی بی ہاجرہ پوچھتی ہیں: آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خاموش رہنے کا ہی حکم تھا، چنانچہ خاموش رہے۔ دوسری مرتبہ پوچھنے پر بھی خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ انہوں نے ذرا بدل کر سوال کیا: کیا آپ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں سر ہلا دیا کہ ہاں! اللہ کے حکم سے چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اگر آپ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ دیکھیے ایک خاتون کا یقین کتنا پکا ہے۔ اب کھانے پینے کے لیے جو کچھ پاس تھا وہ چند دنوں میں ختم ہو گیا۔ پینے کو پانی نہیں، جینے کو پانی نہیں۔ ماں بھی پیاسی، بیٹا بھی پیاسا۔ پانی کہاں سے لائیں؟ اب بی بی ہاجرہ صفا اور مروہ کی پہاڑی کے درمیان اپنے بچے کی خاطر پانی ڈھونڈنے کے لیے دوڑتی ہیں، لیکن اس ماں کا اضطراب اور اس کی پانی کی تلاش اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اس بے برگ وگیاہ وادی میں پتھریلی جگہ سے اللہ نے اس کے بچے کے پاؤں سے پانی کا چشمہ عطا فرما دیا۔

دو یتیم بچوں کی سرپرستی:

اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی اولادوں کے ساتھ بھی خیر کا معاملہ فرما دیتا ہے۔ دلیل قرآن عظیم الشان میں سے سنئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام ایک بستی میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پہنچے۔ اس بستی والے ایسے لوگ تھے جنھوں نے ان سے کھانا بھی نہیں پوچھا تھا۔

﴿فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا﴾ (الکہف: ۷۷)

لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے ایک گھر کی گرتی ہوئی دیوار کو صحیح کر کے تعمیر کر دیا۔ تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: ان لوگوں کا تو ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ انہوں نے ہمیں کھانا تک نہ پوچھا اور آپ نے ان کی دیوار بھی تعمیر کر دی؟ انہوں نے جواب میں کہا:

یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی، ان میں خاص بات یہ تھی کہ

﴿كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا﴾ (الکہف: ۸۲)

''ان کا باپ نیک تھا''

اشارہ خداوندی ہوا کہ میں ان کے اس خزانے کی حفاظت کر دوں۔ یوں اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی اولاد کے ساتھ بھی اسپیشل فیور والا معاملہ فرما دیتے ہیں۔ اگر ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی نصیب ہو جائے اور ہماری اولادوں کو بھی نصیب ہو جائے تو اس کا آسان نسخہ یہ ہے کہ ہم گناہوں سے جان چھڑائیں اور اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہو جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو چالیس سال تک من و سلویٰ کھلا سکتا ہے تو کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس امت کو اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں سے رزق نہیں عطا فرما سکتا۔ قصور ہماری طرف سے ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں آتے ہی نہیں۔ ہم من مرضی کے مالک بنے پھرتے ہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ جو بندہ ہاسٹل میں داخلہ لے لے اسکو وہاں کے کچن سے کھانا ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر ایک بندہ داخل ہی نہ ہو تو راہ چلتے تو اسے کوئی کھانا نہیں دے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل ہونے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ادھر بھی دیکھیں ادھر بھی دیکھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◉ رنگ برنگ کھانوں کا مزہ لیں
◉ اپنی شہوات کو پورا کریں
◉ شریعت کے حکم بالائے طاق رکھتے ہوئے نفس کی خواہشات کو پورا کریں

اسی وجہ سے اس فہرست سے ہمارا نام خارج کر دیا جاتا ہے۔اب بتایئے کہ چند لمحوں کی لذت کی خاطر جو بندہ اللہ تعالیٰ کے نیکوکار بندوں کے دفتر سے اپنا نام کٹوا بیٹھے وہ کتنا خسارا پانے والا ہوگا۔لمحوں نے خطائیں کی صدیوں نے سزا پائی۔ ہمارا کام اللہ رب العزت کے نیک بندوں میں شامل ہو جانا ہے۔ جب ہم شامل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ پشت پناہی بھی کریں گے اور کاموں کو سنواریں گے۔اب میں آپ کو چند واقعات سناتا ہوں جس سے پتہ چلے گا کہ اللہ رب العزت کی کیسے مدد ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کاموں کو کیسے سنوارتے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں کی سرپرستی:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک نیک بزرگ گزرے ہیں۔ اللہ نے ان کو حکومت بھی عطا فرمائی۔ مگر انھوں نے اپنے آپ کو نیکی کے راستے پر چلائے رکھا۔انتہائی سادہ زندگی گزاری اور اپنے رب کو راضی کرنے میں لگے رہے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے ایک دوست نے کہا: عمر تم نے اپنے بچوں کے ساتھ بہت برا کیا۔ پوچھا کیسے؟ اس نے کہا: دیکھو! جو تم سے پہلے حاکم تھے، انہوں نے اپنی اولادوں کے لیے اتنے خزانے چھوڑے، اتنی زرعی زمینیں چھوڑیں اتنی جاگیروں کا انتظام کیا، وہ ان کے لیے کیا کیا خزانے چھوڑ کر گئے، آج ان کی اولادیں عیش کی زندگی گذار رہی ہیں، تمہارے گیارہ بیٹے ہیں تم نے ان کے لیے کچھ بھی نہیں بنایا۔ یہ بات سن کر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ فرمانے لگے: میری بات سنو! اگر میں نے اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی، ان کو نیکی سکھائی ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

نیکی کے راستے پر لگایا تو اللہ کا وعدہ ہے:

﴿ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴾

''اور وہ اللہ نیکوکاروں کا سرپرست ہے''

چنانچہ میں اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں دے کر جا رہا ہوں۔ اگر یہ نیک نہیں بنے اور بدکار رہیں تو ان کی بدکاریوں پر میں ان کا کوئی تعاون نہیں کرنا چاہتا۔ یہ کہہ کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے۔ لیکن ان کے بعد جو بندہ حکومت میں آیا، اس کو مختلف علاقوں کے گورنر بنانے کے لیے اچھے بندوں کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس کو پورے علاقے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں سے زیادہ لکھا پڑھا، تربیت یافتہ اور سنورا ہوا بندہ نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان کے ایک بیٹے کو گورنر بنایا، پھر دوسرے کو بنایا، پھر تیسرے کو بنایا...... حتیٰ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا پہلے والے وہ حکام جو اپنے بیٹوں کے لیے بڑی بڑی جاگیریں چھوڑ کر گئے تھے۔ ان کے اوپر ایسے حالات آئے کہ ان کا سب کچھ ختم ہو گیا اور میں نے ان کو جامع مسجد کے دروازے پر بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔ اور عین اس وقت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے گیارہ بیٹے، گیارہ صوبوں کے گورنر بنے ہوئے تھے۔

سوچیے! کہ جو اتنا کچھ چھوڑ کر گئے ان کے بیٹوں کے ایسے حالات پھرے کہ وہ نان شبینہ کو ترستے تھے اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بھیک مانگتے تھے۔ اور جو کچھ بھی نہ چھوڑ کر گئے مگر اولاد کو نیک بنا گئے، اس کے گیارہ بیٹے ایک ہی وقت میں گیارہ صوبوں کے گورنر بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ جو لوگ سوچتے ہیں پلاٹ چھوڑ جاؤ، فیکٹری لگا جاؤ، دکان بنا جاؤ، بزنس بنا جاؤ۔ یہ سب ریت کے گھروندے ہیں، ان کے جانے کرنے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ مکڑی کے جالے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

پائیدار کام کیا ہے؟ یہ کہ خود بھی نیک بنیں اپنی اولادوں کو نیک بنا کر ان کو اللہ رب العزت کی سپردگی میں دے جائیں۔ ان کے لیےش اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بڑا نگران کوئی نہیں ہوگا وہ ان کے لیے زندگی کے اندر عزتوں کے نقشے سجا دے گا۔

ایک ولی کامل کی سرپرستی:

ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں خواجہ عبدالمالک چوک قریشی والے۔ ایک مرتبہ مسکین پور شریف والی مسجد میں ان کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہ فرمانے لگے: میں آپ کو اپنی زندگی کا ایک واقعہ مسجد میں باوضو بیٹھ کر سناتا ہوں۔ ہم نے کہا: بہت اچھا ضرور سنائیے۔ کہنے لگے: جب حضرت نے مجھے اجازت وخلافت عطا فرمائی تو میرے پاس وسائل کی بہت کمی تھی۔ والدین نے میری شادی کر دی۔ میں اور میری بیوی، دونوں فاقے کا وقت گزارتے۔ میں اپنے حضرت سے کہتا۔ حضرت! میرے لیے رزق کی دعا کر دیں۔ حضرت جواب میں فرماتے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

”اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے“

ایک مرتبہ حضرت نے مجھے ایک چھوٹی سی گندم کی بوری بھیجی جسے گٹو کہتے ہیں۔ اس کے اندر تقریباً دس کلو گندم ہوگی اور ساتھ ایک رقعہ بھیجا اور فرمایا: عبدالمالک! تم اس گندم کو کسی بند برتن میں ڈال دینا اور اس کا دروازہ بند کر دینا اور یہ رقعہ بھی اندر ڈال دینا۔ پھر ایک سوراخ سے وہ گندم نکال کر تم کھاتے رہنا۔ اس رقعے پر پھر نیچے لکھا ہوا تھا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرۃ:۱۵۳)

وہ کہنے لگے: میں نے اپنے شیخ کے کہنے پر ایسے ہی عمل کیا۔ پھر فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

......میں ابھی نماز پڑھ کے فارغ ہوا ہوں

......مسجد میں بیٹھا ہوں

......باوضو بیٹھا ہوں

میں اللہ کے گھر میں بیٹھ کر آپ کو بتا رہا ہوں کہ آج اس گندم کو استعمال کرتے ہوئے مجھے چالیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن وہ گندم ختم نہیں ہوئی۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴾

''اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے''

ان کے کام سنوار دیتا ہے۔ عزتوں کے تاج ان کو پہنا دیتا ہے ان کے گلے میں کامیابیوں کے ہار ڈلوا دیتا ہے۔ ان کو کرنا کچھ بھی نہیں پڑتا۔ ایسے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ان کے لیے انتظامات کر دیے ہوں۔ یہ نیکوکاری کا پھل ہوتا ہے جو انسان کو دنیا میں بھی مل رہا ہوتا ہے اور آگے جا کر تو پھر مزے ہی مزے ہوتے ہیں۔

مرشدِ عالم کے ایک خادم کی سرپرستی:

ہمارے ایک پیر بھائی تھے، قاری صاحب۔ وہ ہمارے حضرت کے بڑے خادم تھے، ان کا گھر مدینہ طیبہ میں تھا۔ اللہ نے ان کو کثیر الاولاد بنایا تھا۔ ان کے نو بیٹے ہوئے اور بیٹیاں ان کے علاوہ تھیں۔ پھر ماشاء اللہ انہوں سب کو نیکی پر لگایا ان کا ہر بچہ حافظ قاری اور مفتی بنا۔ وہ ہمارے حضرت کے بہت قریبی تھے اور خدمت خوب کیا کرتے تھے۔

جب حضرت مرشدِ عالم دنیا سے تشریف لے گئے تو چند سالوں کے بعد یہ عاجز مسجد میں بیٹھا تھا، وہی قاری صاحب تشریف لائے اس وقت ان چہرے پر بہت ہی افسردگی کے آثار نظر آرہے تھے میں نے پوچھا قاری صاحب خیر تو ہے۔ کہنے لگے: آج بہت پریشان ہوں، پوچھا کس بات پر پریشان ہیں، فرمانے لگے: بڑا بیٹا اب

www.besturdubooks.wordpress.com

مفتی بن چکا ہے اور وہ جوان بھی ہو چکا ہے۔ ہماری اتنی بڑی فیملی، گھر کے تین کمروں میں رہتی ہے۔ اب اس کی شادی کرنے کے وقت ہمارے پاس کوئی اور کمرہ نہیں کہ اس کی شادی کر کے اس کو وہاں ٹھہرائیں۔ سعودیہ میں شادی کا خرچہ لڑکی والوں کی بجائے سب کا سب لڑکے والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں تو لڑکی والے جہیز بناتے ہیں، خرچ کرتے ہیں اور کیا کیا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اسی لیے لڑکی کی پیدائش پر لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔ وہاں کھلا ڈلا معاملہ ہے۔ لڑکی والوں کو کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا، تمام خرچہ لڑکے والے برداشت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہنے لگے: ہم اس ملک میں ہیں شادی کا خرچہ برداشت ہی نہیں کر سکتے، کیا کریں؟ میری تنخواہ بھی اتنی تھوڑی ہے کہ دال ساگ اور روٹی ہی خرچ ہو جاتی ہے، اس سے زیادہ تو کچھ ہے ہی نہیں۔ آج میرا دوست آیا ہے اس نے مجھے بہت جلی کٹی سنائیں۔ اس نے کہا: بڑے مولوی بنے پھرتے ہو، کیا کیا ہے تم نے؟ تمھاری مت ماری گئی ہے، تم دو بچوں کو ملا بنا دیتے اور خوش ہو جاتے۔ باقی میں سے کسی کو انجینئر بناتے، کسی کو ڈاکٹر بناتے اور کسی کو بزنس مین بناتے آج یہ بچے کمانے والے ہوتے اور تمھارے ساتھ مل کر گھر کا بوجھ اٹھاتے۔ تم جیسا بھی کوئی بے وقوف ہوگا کہ ساروں کو ہی ملا اور مولوی بنا دیا۔ اب یہ نہ تو خود کھا سکتے ہیں اور نہ ہی تمہیں کھلا سکتے ہیں۔ اب بیٹھ کر سوچو کیا کرنا ہے؟

کہنے لگے: وہ میرا بچپن کا دوست ہے، اس نے میرا اتنا دل توڑا کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں کوئی بہت بڑا جرم کر بیٹھا ہوں۔ آخر میں اس نے کہا: اب جاؤ اپنے بیٹے کے لیے رشتہ تلاش کرو، جوتیاں چٹخا بیٹھو گے پھر بھی رشتہ نہیں ملے گا۔ میں اس کی بات سے اور زیادہ مایوس ہو گیا۔ اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے بچے کا یہ معاملہ آسان کر دے۔ اس عاجز نے ان سے کہا: ہم آگے سرکار (نبی کریم ﷺ) کی خدمت میں سلام کے لیے جا رہے ہیں، آئیں

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ بھی چلیں! پھر دعا کریں گے۔ خیر مواجہ شریف پر حاضر ہو کر سلام پڑھا اور دعا کی۔

اگلے دن مسجد نبوی میں عشا کی نماز پڑھ کر بیٹھے تو قاری صاحب مٹھائی کا ایک ڈبہ ہلاتے، مسکراتے، تشریف لے آئے۔ جب ہم نے ان کے چہرے پر چمک دیکھی تو ہمیں بھی خوشی ہوئی کیونکہ کل کہہ رہے تھے کہ ہم نے رشتہ دیکھنے کے لیے جانا ہے دعا کریں کہ وہاں ہو جائے۔ چنانچہ ہم نے پوچھا: قاری صاحب کیا بنا؟ کہنے لگے: اللہ کی عجیب رحمت ہوئی! ہم نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگے: ہمیں پتہ چلا کہ ایک پاکستانی انجینئر تھا۔ وہ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گیا۔ اس کے گھر میں ایک بیٹی جوان تھی، وہ پڑھی لکھی خوب صورت، خوب سیرت بہت ہی اچھی بچی تھی۔

جب ہمیں پتہ چلا تو میں اپنی بیوی کو لے کر ان کے گھر گیا۔ جب میری بیوی ان کے گھر گئی اور انجینئر صاحب کی اہلیہ صاحبہ سے ملی تو دو منٹ کے بعد پیغام بھیجا کہ میں آپ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں تو میرا دل تو گھبرا گیا کہ انھوں نے میری بیوی کو جواب دے کر بھیج دیا ہو گا۔ جب میں اپنی بیوی سے ملا اور پوچھا کیا ہوا؟ میری بیوی کا سانس پھولا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگی: ہو گیا، ہو گیا، میں نے پوچھا کیا ہو گیا کہنی لگی سب ہو گیا سب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد جب اسکا سانس بحال ہوا تو کہنے لگی: اصل بات یہ ہے کہ اتنی خوبصورت بچی کا زندگی میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس کی ماں کو جب میں نے بات کی تو اس نے کہا: میرا خاوند دیندار تھا اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اپنی ہر بیٹی کا رشتہ کسی دیندار عالم سے کروں گا۔ اس لیے میں ان کا رشتہ عالم لوگوں سے کروں گی۔

پھر کہنے لگی: اب میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں، پھر خاموش ہو گئی اور سسپنس میں ڈال دیا۔ میں نے کہا: بتاتی کیوں نہیں؟ کہنے لگی: الحمد للہ ہمارے نو بیٹے ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی نو بیٹیاں ہیں اور ہر بیٹی ہمارے بیٹے سے دو سال چھوٹی ہے، ہم نے نو بیٹوں کی ہاں کر دی ہے۔ ایک بڑا ہے اس کی شادی کر دیں گے، پھر اگلا بڑا ہوگا، اس کی شادی کر دیں گے، میں آج دو منٹ میں نو بچوں کی منگنی کر کے آئی ہوں۔

﴿وَ هُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ﴾

''اور وہ اللہ نیکوں کاروں کا سرپرست ہے''

جن لوگوں کی صرف ایک بیٹی ہوتی ہے اور اس کا رشتہ نہیں آ رہا ہوتا تو پھر ماں باپ کے دل پر کیا گزرتی ہے؟ یہ ماں باپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پریشان ہوتے ہیں۔ روتے ہوئے کہتے ہیں: حضرت! یہ بیٹی ہے، خود تو اسے کہیں نہیں چھوڑ کر آ سکتے؟ آخر کوئی رشتہ مانگنے آئے گا تب ہی بھیجیں گے نا۔ حضرت! کیا کریں؟ ہمارے آنسو ہی نہیں تھمتے، ہم تو میاں بیوی چھپ چھپ کے روتے ہیں۔ ایک بیٹی کا رشتہ کرنا اتنا مصیبت بن جاتا ہے! لیکن جب اللہ کی مدد آتی ہے تو چند منٹوں میں بچوں کے رشتے طے ہو جاتے ہیں۔

ایک فارغ التحصیل عالم کی سرپرستی:

جرمنی میں ایک شہر ہیمبرگ ہے وہاں سب سے پہلے قرآن شریف پرنٹ ہوا تھا ایک رشیا میں بھی سن پیٹر برگ میں پرنٹ ہوا تھا یعنی جب چھاپہ خانے بنے تو سب سے پہلے ان جگہوں پر قرآن مجید کی طباعت ہوئی۔

ایک مرتبہ مجھے ہیمبرگ میں جانا ہوا۔ بیان کیا۔ بیان کے بعد ایک پاکستانی انجینئر مجھے ملنے آئے۔ وہ دیکھنے میں بہت خوبصورت تھے۔ نقش نین بڑے پیارے، رنگ بڑا صاف، پرسنیلٹی بڑی اچھی...... وہ مجھے آ کر کہنے لگے: جی! میں آپ کو ایک بات بتاؤں؟ میں نے کہا: بتائیں۔ وہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ داڑھی والوں کی بڑی فیور کرتے ہیں۔ میں نے کہا: بات تو بالکل ٹھیک ہے مگر آپ کو کیسے پتہ چلا۔ وہ کہنے لگا:

www.besturdubooks.wordpress.com

جی! میرے ساتھ ایسی کہانی بیتی ہے جو کسی کو بتا نہیں سکتا لیکن میں آپ کو ضرور بتاؤں گا۔ میں نے کہا: بہت اچھا۔ اب اس نے اپنی آپ بیتی سنانا شروع کر دی:۔

میں بڑی اچھی تنخواہ لینے والا پاکستانی انجینئر ہوں۔ جس دفتر میں کام کرتا ہوں وہاں ایک جرمن لڑکی کام کرتی ہے۔ وہ حسن و جمال میں اپنی مثال آپ ہے، لوگ اسے بیوٹی کوئین (حسن کی ملکہ) کہتے ہیں۔ وہ بھی انجینئر ہے۔ مگر اتنی سمجھدار ہے کہ وہ کسی بندے کو ایک سے دوسری بات نہیں کرنے دیتی۔ دفتر کے جتنے نوجوان ہیں، ان میں سے ہر ایک کے دل کی حرص ہے کہ اس سے میری شادی ہو۔ کوئی کسی ڈھنگ سے کوشش کرتا ہے، کوئی کسی ڈھنگ سے۔ مگر وہ کسی کے قابو میں ہی نہیں آتی۔ اتنا رعب رکھتی ہے کہ وہ دوسری بات ہی نہیں کرنے دیتی۔ نوجوان آپس میں جب بیٹھتے ہیں تو بے اختیار اسی کا ٹاپک (موضوع) چھڑ جاتا ہے کہ پتہ نہیں کس قسمت والے کو ملے گی؟ پتہ نہیں کس کی بات سنے گی۔

ایک دن دوپہر کے کھانے کا وقفہ تھا لوگوں نے میس ہال میں کھانا کھایا لیکن میں نے کھانا نہ کھایا۔ قدرتاً اٹھتے ہوئے وہ لڑکی قریب سے گذری تو مجھ سے کہنے لگی: جی! آپ نے کھانا نہیں کھایا؟ میں نے کہا: بس آج میں نے کھانا نہیں کھانا۔ پوچھنے لگی: کیا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ میں نے کہا: کیونکہ ہمارا رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو گیا ہے، اس لیے آج میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ کہنے لگی: رمضان کیا ہوتا ہے؟ میں نے اسے رمضان المبارک اور اس کے روزوں کے متعلق تعارف کرایا۔ اس کے دل میں دلچسپی پیدا ہوگئی، چنانچہ اگلے دن اس نے پھر روزے کے بارے میں پوچھا۔ مجھے بات کرنے کا موقع مل گیا، میں اسی ٹاپک کو لمبا کرتا گیا۔ مجھے روزے کے متعلق جو مسئلے یاد نہیں تھے، وہ بھی سن سنا کے یاد کر کے اس کو بتائے۔

کئی دن اسی ٹاپک پر ہماری بات چیت ہوتی رہی۔ ایک دن وہ کہنے لگی: تمہارا

www.besturdubooks.wordpress.com

عالم کہاں ہوتا ہے؟ جس سے میں اور مسئلے پوچھوں! میں نے ایک اسلامک سنٹر کا پتہ بتا دیا کہ آپ وہاں کے امام صاحب سے رابطہ کر لیں، وہ عالم ہیں تمہیں سب مسئلے بتا دیں گے۔ اس لڑکی نے وہاں رابطہ کیا اور اس لڑکی کی اس امام کے ساتھ ایک مستقل رابطے کی صورت بن گئی۔

چند دنوں کے بعد جب وہ واپس آئی تو اس نے سر کے بال چھپائے ہوئے تھے۔ ہم بڑے حیران ہوئے، سب نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے بتایا جی میں مسلمان ہو گئی ہوں اور میں نے اسی امام صاحب کے پاس جا کر کلمہ پڑھا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر باقی لوگ تو بڑے حیران ہوئے مگر میں بڑا خوش ہوا۔ اگلی بات سوچنے لگا کہ پورے دفتر میں میں ہی ایک مسلمان ہوں لہٰذا اب میرا کام بن جائے گا۔ یہ اب میرے ساتھ ہی رشتہ کرے گی، کسی اور کے ساتھ کر ہی نہیں سکے گی۔ میں اس دن مین آف دی ڈے بنا ہوا تھا۔ باقی سب میری طرف حسرت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ بازی لے گیا۔

اب میں نے اس سے ذرا کھل کے اسلام کے متعلق باتیں کرنا شروع کر دیں۔ جو ماں سے سنی تھیں جو باپ سے سنی تھیں یا استادوں سے سنی تھیں، سب اس کو بتاتا اور وہ بھی میری باتیں خوب سنتی تھی۔ حتیٰ کہ چھٹیوں کا زمانہ آ گیا۔

پہلے وہ دسمبر کی چھٹیوں میں ساحلِ سمندر میں جانے کا پروگرام بناتی تھی۔ اب میں نے کہا: تم مسلمان ہو کیسے جاؤ گی؟ وہ کہنے لگی: نہیں میں خود بھی نہیں جانا چاہتی۔ میں نے پوچھا پھر کیا کرو گی؟ کہنے لگی: میں ترکی جاؤں گی وہ مسلمان ملک ہے میں وہاں جا کر اسلام کے بارے میں کچھ معلوم کروں گی۔ میں نے اس سے کہا: جی! ترکی میں کیا پڑا ہوا ہے، اصل اسلام تو پاکستان میں ہے۔ تم میرے ساتھ پاکستان چلو! تمہیں وہاں سارا اسلام نظر آ جائے گا۔ عالم وہاں ملیں گے، کتابیں وہاں ملیں گی،

www.besturdubooks.wordpress.com

مدرسے وہاں ملیں گے۔ وہاں سب کچھ ملے گا۔ اندر سے میرا دل کہہ رہا تھا: اللہ کرے! یہ ایک مرتبہ پاکستان میں آجائے۔ یہ پنچھی ایک مرتبہ پنجرے میں پھنس جائے! بالآخر وہ کہنے لگی: ٹھیک ہے، میں سوچوں گی۔

اس نے دوسرے دن آکر کہا: اچھا! میں پاکستان جاؤں گی۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے، میں بھی جانے کا پروگرام بناؤں گا۔ میں ذرا اچھے طریقے سے آپ کو اسلام سکھانے میں کام آؤں گا۔ کہنے لگی: نہیں میں اپنی ٹکٹ خود بک کرواؤں گی اور وہاں ہوٹل کی بکنگ کرواؤں گی، ہوٹل میں جا کر رہوں گی۔ ہاں! میں مساجد دیکھنے کے لیے بھی جاؤں گی۔ میں نے کہا: نہیں! میرے گھر چلنا، وہیں رہنا، وہاں میری والدہ بھی ہے، بہنیں بھی ہیں، وہ آپ کو بڑی باتیں بتائیں گی۔ میری بہن ایم اے ہے اور میری والدہ بھی پڑھی لکھی ہے۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے ان کو میرے ہوٹل میں لے آنا، میں وہاں ان سے بات چیت کروں گی، اگر میں نے اطمینان محسوس کیا تو میں تمھارے گھر ایک دن کے لیے آؤں گی۔ میں نے کہا: چلو یہی بہتر ہے۔

ادھر میں نے اپنی بہن کو فون کیا، والدہ کو فون کیا کہ تیار رہیں! میں اپنی منگیتر کو لے کر آرہا ہوں۔ آتے ہی آپ لوگوں نے میری شادی کر دینی ہے۔ باقی جو دس دن تھے وہ کٹتے ہی نہیں تھے۔ لوگوں کو راتوں کو خواب آتے ہیں، مجھے دن میں بیٹھے خواب آتے تھے کہ ہم پاکستان جا رہے ہیں، وہ میری بیوی بنے گی اور ہماری لائف ایسی ہوگی میں، بڑا خوش نصیب ہوں گا۔ پوری برادری دیکھے گی کہ کیسی میری بیوی ہے! گھنٹوں، میں ان خیالوں میں گم رہتا گویا مجھے اپنی طرف سے پوری تسلی ہوگئی کہ اب میری شادی ہو جائے گی۔

جس دن میں ائیر پورٹ پر پہنچا تو میری نگاہیں اسے تلاش کرنے لگیں کہ پتہ نہیں وہ آتی بھی ہے یا نہیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا سامان اٹھایا،

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر وہ آ کر لائن میں لگی اور اس نے بھی چیکنگ کروالی۔ پھر اس نے مجھے بتا دیا میں نے بھی اپنی سیٹ لے لی ہے، اب میں چلوں گی۔ یوں مجھے پکی تسلی ہو گئی۔ بالآخر ہم لاہور اتر گئے۔

لاہور میں ہمارا کروڑوں کا کاروبار تھا، ڈیفنس میں کوٹھی تھی اور گاڑیوں کا شوروم تھا۔ ہمارا خاندان بڑا امیر کبیر شمار ہوتا تھا۔ مجھے تسلی تھی کہ جب یہ سب کچھ دیکھے گی تو بس اگلے دن نکاح ہو جائے گا اور اس کے بعد ہم اپنا وقت گذاریں گے۔ اس کو ائرپورٹ پر ہوٹل والی گاڑی لینے آئی ہوئی تھی، چنانچہ اس نے کہا: ابھی میں تھکی ہوئی ہوں، لہٰذا اب میں ہوٹل میں جا کر آرام کروں گی۔ کل دوپہر کو تم اپنی والدہ کو میرے پاس لے آنا۔ اگلے دن میں اپنی والدہ اور بہن کو بھی اس ہوٹل میں لے گیا۔ انہوں نے اس سے کہا: دیکھو! تمہیں یہاں کھانے کی تنگی ہے، کھانے میں بھی پتہ نہیں حلال چیز ڈالی ہوتی ہے یا کوئی اور۔ سب سے زیادہ حلال چیز ہمارے گھر میں ہے۔ تم ہمارے گھر آؤ ہم تمہیں کھانے کھلائیں گے۔ ہم چائنیز ڈشز بھی بناتے ہیں، فلاں بھی بناتے ہیں۔ انہوں نے ایسی گردان پڑھی کہ اچھے بھلے پیٹ بھرے بندے کے منہ سے بھی رال ٹپک جائے، بھوکے کے منہ سے تو ٹپکتی ہی ہے۔ بالآخر اس نے کہا: اچھا میں آؤں گی۔

چنانچہ وہ ہمارے گھر آ گئی۔ اب میری بہن نے اس کو اس بات پر تیار کیا کہ ہوٹل کی رہائش چھوڑو اور ہمارے گھر میں رہو! اس نے بھی محسوس کیا کہ گھر میں کچھ عورتیں ہیں، میں ان کے درمیان محفوظ رہ سکتی ہوں، یہاں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس نے رہنے کا ارادہ کر لیا۔

لو جی! میری والدہ نے اسے ایک ہی دم میں بیٹی بنا لیا۔ اس نے کہہ دیا بس آج کے بعد آپ میری بیٹی ہیں۔ ایک میری یہ بیٹی، ایک میری آپ بیٹی ہیں۔ میری ماں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے ساتھ اتنی سوئیٹ ہوگئی اور میری بہن تو اس کی سہیلی بن گئی۔ وہ کہتی: میں سوچتی تھی کہ زندگی میں کسی کو اپنی سہیلی بناؤں گی، اب آپ مجھے ملی ہیں اور اب میں نے آپ کو سہیلی بنالیا ہے۔ وہ دونوں اس سے بڑی باتیں کرتی تھیں۔ اور وہ ان دونوں کی باتیں سن کر چپ رہتی تھی۔

اب، میری والدہ نے کہنا شروع کردیا کہ آپ دونوں انجینئر ہیں، ایک ہی جگہ کام کرتے ہیں، کتنا اچھا جوڑ ہے، کیوں نہ ہم تمہاری شادی کردیں اور تم واپس جا کر میاں بیوی کی زندگی گذارو۔ اس نے کہا: میں ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں، والدہ کہنے لگی: کوئی بات نہیں ہم ایک دو دن انتظار کرلیں گے۔ پھر ایک ہفتہ اسی طرح گذر گیا۔

جب دوسرا ہفتہ شروع ہونے لگا تو مجھے فکر ہوئی۔ میں بڑا پریشان ہوا۔ میں نے اپنی امی سے، بہن سے کہا: اگر یہ میرے لیے نہیں مان رہی تو چلو میرے چھوٹے بھائی بھی ہیں، وہ بھی ماشاء اللہ! لکھے پڑھے اور نوجوان تھے اور مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور Young (نوجوان) تھے۔ ان کے رشتے کی ہی بات کردو۔ چنانچہ میری والدہ نے اس کو ان کے رشتے بھی پیش کیے۔ اس نے ان کو بھی رد کردیا۔ میری والدہ حیران تھی کہ پتہ نہیں، یہ چاہتی کیا ہے؟

میرے ایک چچا تھے۔ تبلیغی جماعت میں جاتے تھے۔ رائیونڈیے تھے۔ ان کا ایک بیٹا تھا۔ اس کو انھوں نے جامعہ اشرفیہ میں پڑھایا اور وہ عالم بن گیا تھا۔ پوری برادری میں معاشی اعتبار سے سب سے زیادہ کمزور حالت ان کی تھی۔ ان کے پاؤں میں ہوائی چپل ہوتی تھی، میلے سے کپڑے ہوتے تھے، سر پر ٹوپی ہوتی تھی، دال ساگ کھاتے تھے اور اسی حال میں پڑھتے تھے۔

میرا وہ کزن میری امی کو کچھ دینے کے لیے ہمارے گھر آیا اور اس لڑکی نے اس داڑھی والے بندے کو دیکھ لیا۔ پھر اس نے میری والدہ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

میری کم بختی آ گئی کہ امی نے بتا دیا کہ یہ میرے دیور کا بیٹا ہے اور عالم ہے۔ اس نے کہا: کیا میں اس سے اسلام کے بارے میں کوئی سوال پوچھ سکتی ہوں؟ امی نے کہا بہت اچھا! ضرور پوچھیں! جب امی نے اس مولوی صاحب سے بات کی تو پہلے تو اس نے منع ہی کر دیا کہ میں اس سے بات ہی نہیں کرتا۔ مگر امی نے منت سماجت کی بالآخر وہ تیار ہو گیا لیکن اس نے اس طرح بات چیت کی جیسے کوئی روٹھا ہوا ہوتا ہے۔ نہ تو اس نے اس کی طرف دیکھا اور نہ ہی صحیح لہجہ میں بات کی۔ بہر حال! لڑکی نے اس سے باتیں پوچھیں اور اس نے اسے بتا دیں اور پھر وہ اپنے گھر چلا گیا۔

لڑکی نے جاتے ہوئے اس سے کہا: بھئی! آپ اپنا کوئی نمبر دے دیں، میں فون پر آپ سے بات کر لیا کروں گی۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے اس سے نمبر لے لیا۔ اب جب دوسرے دن اس نے ایک گھنٹہ دین کے بارے میں باتیں پوچھیں تو مولوی صاحب تو کچھ زیادہ ہی جانتے تھے۔ انھوں نے اس کو سارا کچھ بتا دیا۔

اس کے بعد وہ لڑکی کہنے لگی: کیا میں آپ سے شادی کر سکتی ہوں؟ مولوی صاحب نے بتایا: میں ابو سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ جب مجھے امی نے بتایا تو میں دعائیں مانگنے لگا: یا اللہ! اس کو ابو نہ کر دے۔ جب اس نے ابو سے پوچھا تو اس نے کہا: بیٹا! ہم نے تو دین کی خدمت کے لیے زندگی گزارنی ہے، اگر اللہ نے تمہارا رزق وہاں رکھا ہے تو جاؤ اور وہاں جا کر دین کا کام کرو۔ چنانچہ اس نے فون پر اس لڑکی کو ہاں کر دی۔ جیسے ہی ہاں ہوئی تو اس نے اس کے والد کو بلوا لیا اور قریب کی مسجد میں چند شرعی گواہوں کی موجودگی میں اس لڑکی نے اس سے نکاح کر لیا۔

اگلے دن اس کو لے کر جرمن ایمبیسی چلی گئی۔ وہاں جا کر اس نے کہا: میں جرمن ہوں، انجینئر ہوں، یہاں پاکستان میں چھٹیاں گذارنے آئی تھی۔ یہ بندہ مجھے پسند آ گیا اور میں نے اس سے شادی کر لی ہے۔ لہٰذا اس کو ویزہ لگا دیں۔ انھوں نے اس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

دس سال کا ملٹی پل ویزہ لگا دیا۔ وہ مولوی صاحب کو لے کر جرمنی پہنچ گئی، ہم دیکھتے رہ گئے۔

یہ کہانی سنا کر وہ پھر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ مولویوں کی بڑی فیور کرتا ہے۔ میں نے اس سے کہا: حقیقت یہ ہے:

﴿ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴾

''اور وہ اللہ نیکوں کاروں کا سرپرست ہے''

ان کے کام سنوار دیتا ہے۔ ان کے لیے ایسے اسباب بنا دیتا ہے کہ بندے کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتے۔

جو بندے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بہت مدد کرتے ہیں۔ یہ الفاظ کہنا مناسب تو نہیں کہ ہم بندوں کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ فلاں افسر فلاں کی بڑی فیور (رعایت) کرتا ہے۔ اور زیادہ کہنا ہو تو کہتے ہیں: جی ''آوٹ آف دی وے'' جا کر (روٹین سے ہٹ کر) فیور (حمایت) کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تو ہر چیز ان دی وے ہے۔ اس کے لیے کوئی چیز آوٹ آف دی وے نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی اس طرح پشت پناہی کرتے ہیں، جس طرح آج دفتروں کے افسر دفتروں میں اپنے کسی رشتہ دار کی روٹین سے ہٹ کر پشت پناہی کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمارے لیے آسان طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سپردگی میں آجائیں۔

آج جن کے تعلقات زیادہ ہوں، جن کے وسائل زیادہ ہوں، ان کے بارے میں کہتے ہیں: جی! ان بندوں کے ہاتھ بڑے لمبے ہیں۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اصل میں تو اللہ کے ولیوں کے ہاتھ لمبے ہوتے ہیں۔ اتنے لمبے ہوتے ہیں کہ اللہ کے خزانوں میں جا پہنچتے ہیں۔ ہمارے ایک بزرگ سمجھانے کے لیے فرمایا کرتے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ والوں کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی جیب میں ہوتے ہیں۔

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی:

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں، ایک مرتبہ بادشاہ کو ان سے کوئی کام پڑا تو بادشاہ نے اپنے سپاہی کو آپ کے پاس بھیجا کہ جا کر ملا صاحب سے فتویٰ پوچھ کر آؤ! ملا جیون درس حدیث دے رہے تھے۔ اس درس کے دوران وہ آیا اور دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ اب یہ لوگ حدیث کے درس میں سپاہیوں کو کیا جانیں؟ چنانچہ وہ درس دیتے رہے، دیتے رہے، اسی طرح اسے ایک گھنٹہ تک کھڑا ہونا پڑا۔ اتنی دیر کے بعد جب اس نے مسئلہ پوچھا تو انھوں نے بات بتا دی۔

اب اسے اندر سے غصہ تھا کہ انھوں نے مجھے ایک گھنٹہ کھڑا رکھا۔ اس نے تو ایسی کہانی بادشاہ کو جا کر سنائی کہ جناب! وہ تو آپ کو سمجھتا ہی کچھ نہیں، اس کے تو اتنے شاگرد ہیں، مجھے تو لگتا ہے کہ وہ آپ کے خلاف ایک بہت بڑی فوج تیار کر رہا ہے، اسکا ابھی سے بندوبست کرلیں، میں وردی کے ساتھ ان کے پاس گیا لیکن انہوں نے میرے ساتھ ایسے ڈیل کیا جیسے میں ان کا چپڑاسی بھی نہیں ہوں۔ اس نے ایسی لگائی بجھائی کی کہ بادشاہ نے کہا کہ ملا جیون کو گرفتار کر کے لاؤ!

ادھر اس نے حکم جاری کیا، اُدھر ملا جیون کا ایک شاگرد جو اسی بادشاہ کا بیٹا تھا، ان کے پاس پڑھتا تھا، اس نے جب ابو کی بات سنی تو بھاگا کہ اپنے استاد کو بتاؤں۔ چنانچہ اس نے آکر بتایا: حضرت! میرے والد نے آپ کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا ہے اور پولیس ابھی کچھ دیر کے بعد آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ ملاں جیواں نے کہا: اچھا ایسا ہے تو پانی لاؤ! ہم بھی وضو کرتے ہیں، مصلے پر دو رکعت پڑھتے ہیں۔ اب اس نے وضو تو کروا دیا، مگر بچہ سمجھدار تھا، جب وہ مصلیٰ پر بیٹھے تو باپ کی طرف بھاگا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنے لگا: ابوملاجیون نے وضو کرلیا ہے اور مصلے پر چڑھ چکے ہیں اگر دعا کے لیے ان کے ہاتھ اٹھ گئے تو پتہ نہیں آپ کے آئندہ مستقبل کا کیا بنے گا؟

اس وقت بادشاہ کے سر پر تاج نہیں تھا، وہ ننگے سر اور ننگے پاؤں بھاگتا ہوا آیا اور آکر ملاجیون کے پاؤں پکڑ لیے اور عرض کرنے لگے حضرت! آپ ہاتھ نہ اٹھائیں اگر آپ نے ہاتھ اٹھا لیے تو میری نسلوں کا حشر ہو جائے گا۔

﴿ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴾

''اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے''

کیا سمجھتے ہیں؟ اللہ والے بے سہارا ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی ولی وارث نہیں ہوتا۔ نہیں! ان کا وارث ان کا پروردگار ہوتا ہے، وہ ان کا مددگار ہوتا ہے۔ وہ ان کا نصیر ہوتا ہے اور ان کا وکیل ہوتا ہے۔

رابعہ بصریہ کی سرپرستی:

رابعہ بصریہ کا واقعہ ہے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے عبادت خانے میں عبادت کرتے کرتے سو گئیں۔ انھوں نے اوپر چادر لی ہوئی تھی۔ ایک چور بیچارہ کہیں سے پھرتا پھراتا ان کے عبادت خانے میں جا پہنچا...... کوئی نشئی قسم کا چور ہوگا...... اس نے اندر جا کر دیکھا کہ کوئی سویا ہوا ہے، صرف ایک چادر پڑی ہوئی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ خیر اس نے کہا یہی چادر ہی سہی۔ جیسے ہی اس نے چادر اٹھائی اور واپس جانے کے لیے مڑا تو اس کے سر کو ایسا چکر آیا کہ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اس پر وہ گھبرا گیا اس گھبراہٹ میں چادر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، جب چادر چھوٹی، تو اس کو دروازے کی روشنی نظر آئی تو بیچارہ ویسے ہی بھاگا۔ اس وقت آواز آئی اگر ایک دوست سویا ہو تو دوسرا دوست جاگتا ہے۔ یہاں تو چڑیا کو پر مارنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

اجازت نہیں تم کیسے کوئی چیز چرا کر لے جا سکتے ہو۔

﴿ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴾

''اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے''

ایک بوڑھی عورت کی سرپرستی:

ایک بوڑھی عورت تھی، اس کا ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ اللہ کی شان کہ اس گھر کے ساتھ بادشاہ کا محل تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے اپنے محل کی توسیع کا پروگرام بنا لیا اور اس بڑھیا کے گھر تک توسیع کرنا چاہتے تھے۔ سپاہی اس بڑھیا کے پاس آیا اور اس نے کہا: اماں! یہاں سے چھٹی کرو! بادشاہ نے محل بنانا ہے۔ اس نے کہا: میں تو نہیں جا سکتی۔ سپاہی نے کہا: اماں! تجھے کہیں اور کوٹھڑی بنا کر دیں گے۔ اس نے جواب دیا میں نے پوری زندگی یہاں گزاری ہے، اب تھوڑے ہی دن ہیں مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے، میں یہاں سے نہیں جانا چاہتی۔ اس کے بعد سپاہی بادشاہ کے پاس پوچھنے چلے گئے اور وہ بڑھیا اپنے رشتہ داروں کی کسی تقریب میں شامل ہونے کے لیے چلی گئی۔

ادھر سپاہیوں کو آرڈر ملا کہ تم نے اس سے پوچھا ہی کیوں؟ جاؤ اس کا سب کچھ ہٹا دو اور محل بنا دو۔ اللہ کی شان جب وہ ایک مہینہ کے بعد واپس آئی تو اس کی جگہ پر محل کھڑا تھا۔ کٹیا نظر ہی نہیں آتی تھی۔ وہ حیران ہو کر کبھی ایک سے پوچھتی ہے کبھی دوسرے سے کہ یہاں میرا گھر تھا۔ کسی نے بتایا: اماں آپ تو یہاں نہیں تھی، بادشاہ نے تمہارا گھر ہٹا کر اپنا گھر بنا لیا۔ جب اس نے یہ کہا تو اس بڑھیا نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: اے اللہ! اگر میں یہاں نہیں تھی، تو تو یہاں تھا۔ کہتے ہیں جب ہی اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے، بادشاہ کے محل کی چھت نیچے زمین پر آ گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴾

''اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے''

کلمہ گو بندے کے لیے کتنا آسان ہے کہ وہ گناہوں کو چھوڑے اور اللہ کی سرپرستی میں آجائے۔ ہم خواہ مخواہ مصیبتوں میں پڑے ہوتے ہیں۔ ہم اگر اللہ کے کام کو کریں گے تو اللہ ہمارے کاموں کو سنواریں گے۔ سنیے: قرآن عظیم الشان۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴾

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا! اور وہ تمہارے قدموں کو جمادے گا''

آج عورتیں کہتی ہیں: جی آج خاوند کا پیار نہیں ملتا۔ بس! نیک بن جاؤ! اللہ تمہارے قدم جمادیں گے۔ کیسے قدم جمیں گے؟ اللہ گھر بھی دیں گے اور گھر والے کا پیار بھی عطا فرمائیں گے۔

آج لوگ کہتے ہیں: جی حضرت! کاروبار نہیں چلتا۔ تم اللہ کے دین کا کام کرو اللہ تعالیٰ تمہارے قدم جمادیں گے۔ کیا مطلب؟ کہ تمہیں دنیا میں بھی عزتیں دیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے الٹے کاموں کو سیدھا فرمادیں گے۔

حکمِ خداوندی کی بجا آوری پر سرپرستی:

ایک عرب کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے۔ جمعہ کے دن اس نے جمعہ پڑھنے کی تیاری کی عین اسی وقت اس کو اطلاع ملی کہ ہمارے کھیت کو پانی ملنے کا یہی وقت ہے۔ اب اگر آپ جمعہ پڑھنے کے لیے چلے گئے تو کھیتی کو پانی نہیں ملے گا اور یوں فصل نہیں ہوگی۔ بیوی نے بھی کہا جا کر کھیتی کو دیکھو! اس نے کہا: اللہ نے جمعہ کے لیے بلایا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا میں جمعہ پڑھنے کے لیے نکلتا ہوں۔ جب وہ مسجد میں جانے کے لیے گھر سے نکلا تو پتہ چلا کہ ایک اونٹ گم ہو گیا ہے۔ اور اگر دیر ہوگئی تو نہیں ملے گا، اسے جتنا جلدی تلاش کیا جائے اس کے ملنے کے اتنے ہی چانس زیادہ ہیں اور اگر دیر ہوگئی تو نہیں ملے گا۔ اس کے علاوہ کھیتی بھی ختم ہو جائے گی تو ہمارا بنے گا کیا؟ اس نے کہا: میرا اللہ مالک، مجھے فرض پڑھنے دو میں واپس آکر باقی کام دیکھوں گا۔

چنانچہ اس نے فرض ادا کیے اور جلدی جلدی کھیتوں کی طرف واپس آیا۔ کیا دیکھا کہ کھیتی کو پانی لگ چکا ہے، وہ بڑا حیران ہوا کہ میری کھیتی کو پانی کس نے لگا دیا؟ اتنے میں ساتھ والی زمین کا زمیندار آیا اور کہنے لگا: میں تو اپنی باری پر اپنی زمین کو پانی لگا رہا تھا، آج میرا پانی پورا ہی نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے بڑی کوشش کی آخر میں پتہ چلا کہ میرے کھیت اور آپ کے کھیت کے درمیان والا نکہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے اپنی کھیتی کو پانی دیا تو تمہاری کھیتی کو خود بخود پانی لگ گیا۔ اس نے کہا: الحمد للہ اب گھر جاتا ہوں تا کہ اونٹ کا پتہ کروں۔

جب وہ گھر پہنچا تو دیکھا اونٹ صحن میں بندھا ہوا تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ اس نے بیوی سے پوچھا کہ یہ اونٹ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا: میں تو آٹا گوندھ کر فارغ ہوئی تھی، میں نے باہر کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔ باہر نکل کر دیکھا تو یہ اونٹ آگے آگے بھاگ رہا تھا اور کتے اس کا پیچھا کر رہے تھے اور یہ اپنے گھر کی طرف آرہا تھا۔ جب یہ گھر کے دروازہ پر آیا تو میں نے اس کی رسی پکڑ کر باندھ دیا۔ یہ سن کر اس نے کہا: دیکھو! میں نے اللہ کے حکم کو پورا کیا تو اللہ نے میرے دنیا کے کاموں میں مدد فرما دی۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

''اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم اس لائن پر تو آتے ہی نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے کاموں کو خود سنواریں اور خود ہم سے کام سنورتے ہی نہیں۔ دھکے کھاتے پھرتے ہیں اور پریشان ہوتے پھرتے ہیں۔ آیئے آج کی رات نیکوکاری کا ارادہ کر لیجیے! اور اللہ رب العزت کی سرپرستی میں آ جایئے۔

ایک مدرسہ کی سرپرستی:

ہمارے سسر محترم حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے انڈیا میں دہلی کے قریب ایک جگہ مدرسہ بنایا...... یہ تقسیم ہند سے پہلے کی بات ہے...... اللہ کے فضل سے مدرسہ بہت ہی کامیاب رہا۔ اس میں کئی سو طلبا پڑھتے تھے۔

اس کے بعد پارٹیشن ہو گئی۔ تقسیم کے وقت جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی، وہاں مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کو مارتے تھے۔ جہاں سکھوں اور ہندوؤں کی اکثریت تھی، وہاں مسلمانوں کو مارتے تھے۔ اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو کہہ دیا کہ آپ سب لوگ دروازے بند کر کے گھروں کے اندر ہی رہیں۔ چنانچہ انہوں نے اندر رہنا شروع کر دیا۔

ایک استاد صاحب کو کوئی کام پڑ گیا، دوسرے گاؤں میں اس نے جانا تھا۔ حضرت نے فرمایا: ٹھیک ہے تم جاؤ! وہ بے چارہ ڈرتا ہوا مدرسہ سے نکلا چھپ چھپا کے جا رہا تھا کہ سامنے ایک سکھ ملا۔ پہلے تو وہ اس کو دیکھ کر گھبرایا، پھر سوچنے لگا یہ بھی ایک ہے میں بھی ایک ہوں، ون ٹو ون اگر آمنے سامنے ہو بھی گئے تو کوئی بات نہیں۔ جب وہ اس کے قریب سے گزرا تو اس نے کہا:

''میاں جی! تسی فوج منگائی اے''

پہلے تو وہ اس کی بات ہی نا سمجھا۔ پھر جب اس نے دوبارا پوچھا تو پھر سمجھ آئی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ وہ کیا پوچھ رہا ہے؟ میں نے پوچھا: کیوں؟ آپ کس وجہ سے پوچھ رہے ہیں؟ میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ قریب کی بستیوں والے تین مرتبہ تلواریں اور نیزے لے کر تمہارے تمام بچوں کو ختم کرنے کے لیے رات کو آئے۔ جب بھی آتے تھے ہمیں تمہارے مدرسے کے پیچھے سپاہی بندوق لیے کھڑے نظر آتے تھے، ہم تین مرتبہ آئے تینوں مرتبہ فوج کو دیکھا۔

انہوں نے آکر یہ واقعہ حضرت کو سنایا۔ حضرت نے فرمایا:

''ہاں! ایک خدائی فوج تھی جسے اللہ نے ہماری حفاظت کے متعین کر دیا، اس لیے کہ میں اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کرتا تھا کہ ان میں کوئی کبیرہ گناہ کرنے والا نہیں تھا۔

﴿وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ﴾

''اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے''

اللہ پر بھروسہ کیجیے:

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہم اللہ کے غیر پر تو بھروسہ کر لیتے ہیں لیکن اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے۔ کیا ہم اللہ پر بھروسہ نہیں کر سکتے؟

...... باپ پر بھروسہ

...... بڑا بھائی سرپرست بن جائے تو بھروسہ

...... چچا سرپرست بن جائے تو بھروسہ

...... ماموں سرپرست بن جائے تو بھروسہ

او خدا کے بندے: اللہ سرپرست بنتا ہے تو اس پر کیوں بھروسہ نہیں کرتے؟۔

بتوں سے تجھے امیدیں خدا سے ناامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

آج ہمیں اس عظیم رات میں سب گناہوں سے سچی توبہ کر کے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ جب ہم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کریں گے تو پھر دیکھنا اللہ ہمارے کاموں کو کیسے سنوارتا ہے۔

ساری مشکلات کا حل:

دیکھیں! اگر ایک بندہ اربوں پتی ہو اور اس کا بیٹا ہزار روپے تنخواہ والی نوکری ڈھونڈنے کے لیے دوسرے بندے کے پاس جاتا پھرے تو باپ کو تو غصہ آئے گا کہ یہ کیسا بے وقوف ہے۔ میں اربوں پتی بندہ ہوں اور میرا بیٹا ہزار روپے کی نوکری کی خاطر لوگوں کے پاس دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ مجھے یہی مثال سمجھ میں آتی ہے جب کلمہ پڑھنے والا اپنے پروردگار کے خزانوں کے باوجود چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے دھکے کھاتا ہے اور لوگوں کی منتیں کرتا پھرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی کیا سوچیں گے کہ میرا بندہ میرے دروازہ پر کیوں نہیں آتا کیوں نہیں ہاتھ پھیلاتا میں اس بندے کی ساری مشکلات کو آسان کر دیتا۔

شیطان ایک بھنگی کی مانند ہے:

اگر ایک بادشاہ اپنی بیوی سے پیار کرتا ہو اور اسے اس نے محل میں بڑی آسائشوں کے ساتھ رکھا ہو۔ اب ایک بھنگی جو گھروں سے پاخانہ اٹھاتا ہے وہ اس ملکہ کو اپنی طرف مائل کرنے کوشش کرے تو کیا ملکہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے گی۔ ہرگز نہیں۔ وہ کہے گی ایک طرف بادشاہ ہے، میں پورے ملک کی فرسٹ لیڈی ہوں، خزانوں کے انبار لگے ہوئے ہیں، خدمت کرنے والیاں بھی ہزاروں ہیں۔ اور ایک طرف یہ بھنگی بدبخت کہاں سے آ گیا۔ اس نے میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی کیوں دیکھا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

بالکل یہی مثال ہے۔ شیطان اس بھنگی کی مانند ہے، اور بادشاہ سے مراد اللہ رب العزت کی ذات ہے اور اللہ کے بندے اور بندیاں اس کے محبوب بندے اور بندیاں ہیں، جن سے اللہ کو محبت ہے۔ اب اگر اللہ رب العزت کی موجودگی میں ہم شیطان بدبخت کی طرف توجہ دیں اور اس کے راستہ پر چلیں تو گویا ہم نے بھنگی کو چن لیا اور اپنے مالک کے در کو چھوڑ دیا۔ حالت تو یہی ہے کہ یہی کرتے پھرتے ہیں۔

نمازوں کے لیے اذانیں ہوتی ہیں مگر مسجد میں آنے کی توفیق نہیں ملتی۔ پورا دن گزر جاتا ہے مگر تلاوت کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ پھر ہمارا شمار صالحین میں کیسے ہوگا؟

اس کا طریقہ سن لیجیے صالحین میں شامل ہونے کے لیے پچھلے گناہوں سے توبہ، آئندہ نیکوکاری کا پکا وعدہ اور اگر پھر غلطی ہو جائے تو پھر فوراً توبہ کرنا ضروری ہے۔ ہم فرشتے نہیں کہ اب ہم سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر غلطی ہو جائے تو پھر فوراً توبہ کریں گے اور نادم اور شرمندہ ہوں گے۔ اس طرح کرنے سے ہم نیکوکاروں میں شامل ہو جائیں گے اور دنیا کے سارے جھمیلے اللہ تعالیٰ خود ہی آسان فرما دیں گے۔

رزق کے فیصلے کی رات:

آج کی رات رزق کے فیصلے ہونے کی رات ہے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: آنے والے پورے سال کا بجٹ آج کی رات بنتا ہے۔ چنانچہ ایک اور حدیث میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جب میرے رزق کا معاملہ بھی پیش ہو تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں روزے کے ساتھ ہوں۔ لہٰذا نبی علیہ الصلوۃ والسلام پندرہ شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔ یہ روزہ بھی اسی لیے ہے کہ جب روزے کی حالت میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ رحم فرما دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رزق میں شامل چیزیں:

اچھا رزق میں کیا شامل ہے؟ ذرہ توجہ سے سننا!

دکان، مکان، کاروبار، کپڑے، کھانا پینا، اچھی صحت، اچھی بیوی، اولاد، عزت اور دل کا سارا سکون۔ یہ تمام چیزیں بندے کے رزق میں شامل ہیں۔ اور مسائل زیادہ تر انہی چیزوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ آج ہم اللہ سے معافی مانگ لیں اللہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور اللہ تعالیٰ کو منالیں تو اللہ تعالیٰ آئندہ سال میں ہمارے لیے رزق کے معاملے میں خیر کے فیصلے فرمادیں گے؟

اللہ تیری اک نگاہ کی بات ہے میری زندگی کا سوال ہے۔

آج اپنے رب کے در پر جھک جایئے! اپنے رب کو منا لیجیے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں:

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو اپنے پرائے سب کو دے کر خوش ہوتا ہے۔ ساری دنیا اپنوں کو دیتی ہے، مولا! تو کتنا کریم ہے کہ تو اپنوں کو بھی دیتا ہے اور دنیا میں اپنے نہ ماننے والے باغی کافروں کو بھی عطا فرما دیتا ہے۔ وہ کتنا کریم ہے کہ دنیا اگر دیتی بھی ہے تو ناراض ہو کر دیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جب بھی دیتے ہیں بندے کو خوش ہو کر عطا فرماتے ہیں۔ اس کے در سے مانگنے کے لیے مسلمان ہونا بھی شرط نہیں۔ شیطان نے بھی مانگا رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ جب اللہ نے اس کی بھی دعائیں قبول کر لیں تو کیا اللہ تعالیٰ کلمہ گو بندوں کی دعائیں قبول نہیں کرے گا۔ اصل میں ہمیں مانگنا ہی نہیں آتا۔ مانگ کے دیکھو پھر اللہ کی دین کو دیکھو۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے حال
کہ آگ لینے کو جائیں اور پیمبری مل جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی نے کیا خوب کہا:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہ رو منزل ہی نہیں

طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں۔

آج ذرا اللہ کے نیکوکار بندے بنیے اور پھر اللہ کی مدد کے نظارے کیجیے۔ ہم سب کے لیے یہی پیغام ہے کہ ہم نیکوکاری کی زندگی اپنا کر اللہ کی سرپرستی میں آ جائیں۔ پروردگار کا وعدہ ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ اور وہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے سرپرست ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں کتنے پیارے انداز میں فرماتے ہیں:

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾

''کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے''

اس آیت کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرما رہے ہیں کہ کیا اللہ اپنے بندوں کے کافی نہیں ہے؟ او میرے بندو! کیوں دھکے کھاتے پھرتے ہو؟ کیوں پریشان پھر رہے ہو؟ کیوں تمہیں سکون نہیں؟ کیوں تم ہر وقت مصیبت میں گرفتار ہو؟ کلمہ تم نے پڑھ لیا، اللہ کو بڑا مان لیا، کیا اللہ کے خزانے سے تم کچھ نہیں پانا چاہتے؟ پانے کے لیے نیکوکار بننا پڑے گا۔ تم اپنے گناہوں کو نہیں چھوڑنا چاہتے تو ایسے میں تو تم میری سرپرستی میں نہیں آ سکتے۔ میری ذات پاک ہے اور میں بھی پاک دلوں کو پسند کرتا ہوں۔ ناپاک دل میری بارگاہ میں کبھی پسند نہیں کیے جاتے۔ آج اپنے دلوں کی میل دور کر لیجیے! پھر دیکھیے اللہ تعالیٰ کتنے مہربان ہیں۔

اس کے لطف اور کرم کا کیا کہنا:

واقعی، اے اللہ! جو آپ کے در کو چھوڑتا ہے اور دنیا کے در پر جاتا ہے تو اسے پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

در در کے دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ دنیا کہتی ہے کہ ''پرائی بکری کو کوئی گھاس نہیں ڈالتا''۔ اللہ! ہم نے خود دیکھا کہ جس کتے کے گلے میں پٹے کا نشان ہو اس کو کوئی روٹی نہیں ڈالتا، ہر بندہ کہتا ہے: یہ جا کر اپنے مالک کے گھر کھائے گا۔ مولا ہم در در پہ گئے، ہمیں ہر طرف سے ٹھوکریں ملیں، کہیں بھی ہمارا مقصد پورا نہ ہوا، مولا! ہم آپ کے بندے ہیں آپ کے در سے کھانے والے ہیں، آج اس نسبت کی لاج رکھ لیجیے! ہماری پریشانیوں کو دور فرما دیجیے! رب کریم! ہم نے آپ کی عظمتوں کو نہ پہچانا، مولا! ہم آج کی اس مبارک رات میں سچی توبہ کرتے ہیں اور آپ سے یہ فریاد کرتے ہیں کہ آپ مان جائیے۔ آپ تو مانگنے والے کو امید سے زیادہ دیتے ہیں، کہنے والے نے کہا تھا:

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے
بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف و کرم کا کیا کہنا
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

وہ اتنا دینے والا پروردگار ہے، اس سے پیٹھ پھیر کر ہم اوروں کی طرف جاتے پھرتے۔ اے پروردگار! آپ کی عظمت اور شان کا تقاضا یہ تھا کہ اگر کوئی بندہ آپ کے دروازے سے پیٹھ پھیر کر واپس جاتا تو اس کو اس کی پشت میں لات ماری جاتی اور دروازے کو بند کر دیا جاتا اور کہہ دیا جاتا: اے منحوس! اے بدبخت! آج کے بعد تیرے لیے یہ دروازہ بند ہے۔ مگر اللہ! آپ تو ایسا نہیں کرتے، دروازہ کھلا رکھتے ہیں۔ شاید میرا بندہ، دن میں پریشان ہو کر آجائے، رات کی تاریکیوں میں اٹھ کر آجائے۔ اللہ! آپ سوتے بھی نہیں، آپ کو اونگھ بھی نہیں آتی۔ اس لیے کہ مانگنے والا مانگے تو اپنے پروردگار کو کہیں سوتا ہوا نہ پائے۔ اسی لیے آپ نیند سے پاک ہیں۔ ہر

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ رب کریم! ہم پر مہربانی فرما دیجیے! آج اس رات میں ہماری مشکلات کو آسان کر دیجیے! ہم نے بہت دھکے کھا لیے، اب مزید دھکے کھانے کی گنجائش ہمارے پاس نہیں رہی۔ ہمیں آج بات سمجھ میں آ گئی کہ غلطی ہماری تھی۔ ہم اپنا قصور مانتے ہیں اور آپ کو مناتے ہیں۔

غیر اللہ کے در پر جانے کی شرمساری:

اے اللہ ہمارے سب گناہ معاف کر دیجیے۔ آئندہ نیکوکاری کی زندگی عطا فرما دیجیے! اے اللہ! سچی بات یہی ہے کہ ہمیں غیر کے در پر جاتے ہوئے شرم بھی آتی ہے، بندے آپ کے ہوں اور درِ غیر پر چلے جائیں، یہ دل بھی گوارہ نہیں کرتا۔ اس لیے کہنے والے نے کہا تھا:

تنگ دستی کے جو عالم ہیں میں گھبراتا ہوں
پر درِ غیر پہ جاتے ہوئے کتراتا ہوں
ہاتھ پھیلانے میں محتاج کو غیرت کیسی
شرم آتی ہے بندہ تیرا کہلاتا ہوں

اے مولیٰ! بندہ آپ کا کہلاؤں اور درِ غیر پر جا کے ہاتھ پھیلاؤں، اللہ! مجھے اس سے شرم آتی ہے۔

تمہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے
تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

آج کی یہ برکت والی رات ہے۔ اے اللہ! ایک نظر ہم مسکینوں پر بھی ڈال دیجیے۔ گنہگاروں پر ڈال دیجیے۔ اور ہمارے لیے آئندہ زندگی میں خیر کے فیصلے فرما دیجیے۔ اللہ! ضائع ہونے سے بچا لیجیے۔ شیطان کا لقمہ ہونے سے بچا لیجیے۔ اللہ!

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما دیجیے۔ اے اللہ! ہم آپ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں، ہمارے اس دامن کو اپنی رحمت کے ساتھ بھر دیجیے۔ ہمیں خوشیوں نیکیوں اور برکتوں کے ساتھ واپس لوٹا دیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

فضائلِ ذکر

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

زبان کا ذکر، اللہ کی تعریف کرنا ہے۔ آپ غور کریں کہ آج ماں اپنے بیٹے کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتی۔ بیوی خاوند کی تعریف کرتے نہیں تھکتی۔ دوست اپنے دوست کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتا۔ اسی طرح جس مومن کو اپنے اللہ سے سچی محبت ہوتی ہے وہ اللہ کی تعریفیں کرتا نہیں تھکتا۔ اس کی کیفیت تو یہ ہوتی ہے: ؎

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
ورنہ پھر ہم سے گفتگو نہ کرے

اے اللہ! یا تو ہر کوئی تیرا ہی تذکرہ کرے، اگر کوئی تیرا تذکرہ نہیں کرتا تو پھر ہم سے بھی گفتگو نہ کرے۔ مومن کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

فضائل ذکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا﴾

وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَر
وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○
(احزاب:۳۵)
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ذکر کرنے والا زندہ کی مانند ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا

''اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔''

مچھلی کے لیے جسمانی زندگی پانی کے ساتھ وابستہ ہے۔مچھلی پانی میں رہے تو زندہ رہتی ہے۔اگر اسے پانی سے باہر نکال دو تو تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔اسی طرح مومن کی روحانی زندگی اللہ کے ذکر کے ساتھ وابستہ ہے۔جب تک ذکر کرتا رہے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ روحانی طور پر زندہ رہے گا اور جب وہ غافل ہو جائے گا، اس کو روحانی طور پر موت آ جائے گی۔ اس پر دلیل ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا فرمان ہے۔ فرمایا:

((مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ کَمَثَلِ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ))

''مثال اس شخص کی جو ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی مانند ہے۔''

ذکر کے معانی:

ذکر کا لفظ قرآن مجید میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے:۔

☆......ایک معنی اللہ کا قرآن۔ جیسے فرمایا:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ ﴾

''ہم نے ہی اس نصیحت نامے کو نازل کیا اور اس کی حفاظت کے ہم ہی ذمہ دار ہیں۔''

☆......قیامت کے لیے بھی قرآن مجید میں ذکر کا لفظ استعمال ہوا۔

☆......ذکر کا تیسرا معنی ہے، یاد اور تذکرہ۔ جیسے ہم بات کرتے ہیں کہ فلاں بندے کا تذکرہ ہوا۔ اسے یاد کہتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں جو یہ فرمایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرو، اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم ہر وقت اپنے دل میں اللہ رب العزت کا دھیان رکھیں۔

تمام اعمال کا مقصود:

تمام اعمال کا مقصود اللہ کی یاد ہے۔ ان اعمال میں سے سب سے اعلیٰ عمل نماز

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ یہ افضل الاعمال ہے۔ اس نماز کا اپنا مقصود کیا ہے؟ فرمایا:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

''نماز قائم کرو میری یاد کے لیے۔''

لہٰذا جس نماز میں اللہ کی یاد نہیں ہوتی وہ پھٹے کپڑے کی طرح پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہے کہ ہمیں تیری اس نماز کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ ہمارا دھیان نماز میں بھی اللہ ہی کی طرف رہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہماری زندگی کا زیادہ تر وقت اس انداز سے گزرے کہ ہمارے ہاتھ کام کاج میں مصروف ہوں اور دل اللہ کی یاد میں مصروف ہو۔ یہی زندگی ہے، ورنہ شرمندگی ہے۔

بندوں کا ذکر...... فرشتوں کی محفل میں !!!

حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْہُ

''میں بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، میں بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر وہ بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے لوگوں کے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں ان سے بہتر فرشتوں کے مجمع میں اس کو یاد کرتا ہوں۔''

اب سوچیے کہ بندے کے لیے یہ کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ اس کے تذکرے فرشتوں کی محفل میں ہو رہے ہوں۔

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ کا مطلب:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرمایا: ''جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔'' اسی طرح کا ایک اور مضمون بھی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

''تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔'' تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا، اس کا کیا معنی ہے؟

اس کا یہ معنی نہیں کہ انسان کہے:اللہ اللہ اللہ،اور اللہ تعالیٰ فرمائیں: بندے، بندے، بندے۔ بلکہ اس کا معنی سمجھنے کے لیے ایک مثال سمجھیے :اگر کسی بچے کو کہیں کوئی ملازمت ملتی ہے اور وہ افسر جس نے اس کا انٹرویو لینا ہے وہ اس کے والد کا دوست ہے۔تو اس کا والد اپنے دوست کو فون کرتا ہے کہ میرا بچہ انٹرویو کے لیے آئے گا، آپ ذرا اس کا خیال رکھیے گا، آپ اسے یاد رکھیے گا۔پھر جس دن بچے نے انٹرویو کے لیے جانا ہوتا ہے تو وہ اسے دوبارہ Remind (یاددہانی) کرواتا ہے کہ جی میرا بچہ آئے گا، ذرا اس کا خیال رکھنا۔اب باپ جو یہ کہہ رہا ہے نا، کہ میرے بچے کا خیال رکھنا، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ میرے بچے کا نام لیتے رہیں، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ جب آپ فیصلے کرنے لگیں تو میرے بچے کے حق میں فیصلہ کیجیے۔

چنانچہ بندے کا اللہ کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے احکام پر عمل کرے اور اللہ کا بندے کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس کے حق میں رحمت کے فیصلے کر دیں۔تو ''تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا'' کا مطلب یہ بنا کہ

......اے میرے بندو!تم مجھے اطاعت کے ساتھ یاد کرو گے تو میں تمہیں مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔

......اے میرے بندو!تم مجھے فرش پر یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہیں عرش پہ یاد کروں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا ہی Directly Propotional بات کہی گئی۔ لہٰذا اب یہ بندے کے اپنے اختیار میں ہے کہ جتنا اللہ کو یاد کرے اتنا ہی اللہ کا مقرب بنے۔

ذکر میں فنائیت کیسے؟

اس عمل کو سیکھنا کہ لیٹے، بیٹھے، چلتے پھرتے، ہر وقت انسان کو اللہ کا دھیان رہے، یہ انتہائی ضروری ہے۔ اور یہ سیکھے بغیر نہیں آتا۔

زندگی میں کتنی ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن کو ہم بھلانا بھی چاہتے ہیں مگر نہیں بھول پاتے۔ ان کی چھاپ ذہن میں اس طرح لگ جاتی ہے، وہ میموری میں اس طرح پرنٹ ہو جاتی ہیں کہ ذہن سے نکلتی ہی نہیں۔

روز کہتا ہوں بھول جاؤں انہیں
روز یہ بات بھول جاتا ہوں

اسی طرح کہنے والے نے کہا:

یادِ ماضی عذاب ہے یا رب

اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جو نہ چاہتے ہوئے بھی یاد آتی ہیں۔ انسان اللہ کے ذکر والے اس کام کو بھی اس نقطے تک پہنچائے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اللہ یاد آتا رہے۔ ایسی کیفیت ہونی چاہیے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''کثرتِ ذکر سے انسان ایک ایسے مرتبے تک پہنچ جاتا ہے۔''

ذرا غور کریں کہ شریعت نے جو باقی احکام بتائے ہیں ان کے کرنے کی ایک حد متعین ہے۔ مثلاً

......نماز، دن میں پانچ مرتبہ

......حج، زندگی میں ایک دفعہ

www.besturdubooks.wordpress.com

......روزے، ہر سال میں ایک مہینہ

لیکن جب ذکر کا معاملہ آیا تو فرمایا:

اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا

''اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو''

اس کی کوئی حد نہیں بتائی۔ ذکر کے اثرات کثرت کے ساتھ ہی مرتب ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے مرتب نہیں ہوتے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ آپ پانی کو آگ کے اوپر ایک منٹ کے لیے چڑھا دیں تو پانی بوائل نہیں ہوتا، وہ جیسے تھا ویسے ہی نظر آتا ہے، نہ بخارات نظر آتے ہیں، نہ کھولتا نظر آتا ہے، Heat (حرارت) کے آثار ہی نظر نہیں آتے۔ بھئی! اس کی حرارت کی ایک حد ہے۔ اگر اس حد تک آگ پر رہے گا تو وہ حرارت بڑھتے ایک فلیش پوائنٹ پر پہنچ جائے گی۔ جب حرارت فلیش پوائنٹ پر پہنچ جائے گی تو پانی ابلنا شروع کر دے گا، آپ اس وقت چولہا بند بھی کر دیں تو وہ پانی ابلتا رہے گا۔ اسی طرح ذکر میں فنائیت کے لیے ایک حد متعین ہے۔ جب ذکر کرتے کرتے اس نقطے تک پہنچا دیں گے تو اللہ رب العزت کی ایسی یاد دل میں آئے گی کہ بھولنا بھی چاہیں گے تو بھلا نہیں سکیں گے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس بندے کو ذکر میں فنا حاصل ہو جائے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر اس کو ایک ہزار سال کی عمر بھی دے دی جائے اور یہ کہا جائے کہ اس ایک ہزار سال میں تم اللہ کو بھول کر دکھاؤ تو وہ اللہ کو نہیں بھول سکتا۔''

کاش! ہم بھی ذکر کو اس نقطے تک پہنچا دیتے جہاں انسان اللہ کو بھول بھی نہیں سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نفس وشیطان کے شر سے بچنے کا طریقہ:

انسان کے پاس اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے جو سب سے بہترین ہتھیار ہے، وہ اللہ کا ذکر ہے۔ شیطان سے بچنے کے لیے اس سے بڑا ہتھیار کوئی اور نہیں ہے۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کسی فوج کا آدمی کسی دشمن پر غالب آتا ہے تو وہ کہتا ہے: ہینڈز اپ! یہ ہینڈز اپ کہنے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر اس کے ہاتھ میں کوئی نقصان وہ چیز ہے تو وہ گر جائے، چھوٹ جائے اور پتہ چل جائے کہ اس کے ہاتھ خالی ہیں۔ گویا سب سے پہلے وہ اس کو اس کے ہتھیار سے محروم کرتا ہے کہ کاؤنٹر اٹیک (جوابی وار) نہ کر سکے۔ اسی طرح جب انسان پر شیطان غالب آتا ہے تو سب سے پہلا کام یہ کرتا ہے کہ بندے کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے۔ فرمایا:

﴿ اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ ﴾

’’شیطان ان کے اوپر غالب آگیا اور ان کو اللہ کی یاد بھلا دی‘‘

انسان کے لیے سیدھے راستے سے بھٹکنے کا سب سے پہلا قدم ’’اللہ کو بھول جانا‘‘ ہے۔ باقی گناہ اس کے بعد شروع ہوتے ہیں۔ انگریزی میں کہتے ہیں:

Nip the evil in the bud.

’’برائی کو ابتدا ہی سے روک دو۔‘‘

چنانچہ اگر ہم گناہوں سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم غافل نہ ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رہے گا تو انسان گناہوں کی طرف قدم ہی نہیں اٹھائے گا۔

جب انسان اللہ کو یاد کرنے لگ جاتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾

''متقی لوگوں پر جب شیطان کی ایک جماعت حملہ آور ہوتی ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو بصیرت عطا فرما دیتے ہیں۔''

یوں انسان شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچ جاتا ہے۔تو وساوس نفسانی اور وساوس شیطانی، ان دونوں سے جان چھڑانے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ انسان اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔

ڈپریشن سے بچنے کا آسان طریقہ:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَهُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ

''جو قوم اللہ کی یاد کے لیے بیٹھتی ہے اس کو ملائکہ گھیر لیتے ہیں، اللہ کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ اس کے دل کے اندر سکینہ اور اطمینان ڈال دیتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب

''جان لو! اللہ کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے۔''

آج کیوں ڈپریشن زیادہ ہے؟ فرسٹریشن اور اینگزائٹی (بے چینی اور اضطراب) کیوں ہے؟ ان کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دل اللہ کی یاد سے خالی ہیں۔جس کو اللہ کی یاد نصیب ہوگئی، اس کا ڈپریشن کے ساتھ کیا واسطہ؟ جس کا خدا سے واسطہ جڑ جائے اس کا پھر ڈپریشن سے کیا واسطہ؟

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

اللہ تعالیٰ کی یاد اطمینان کا سبب بن جاتی ہے۔

اصلی ذکر یہ ہے......!!!

فاذکرونی اذکرکم کے بارے میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اَصْلُ الذِّكْرِ التَّنَبُّهُ بِالْقَلْبِ لِلْمَذْكُوْرِ وَ التَّيَقُّظُ لَهٗ

''اصلی ذکر یہ ہے کہ دل میں مذکور کی یاد رہے (دھیان رہے) اور بیداری رہے۔''

یعنی جس کا ذکر کر رہے ہیں دل میں اس کی یاد بھی رہے اور بیداری بھی رہے۔ اصل ذکر تو یہی ہے کہ دل میں بیداری ہو، لیکن انسان جو ذکر زبان سے کرتا ہے اسے ذکر کہنے کی کیا وجہ ہے؟ چنانچہ اس کی دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَ سُمِّيَ الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ ذِكْرًا لِاَنَّهٗ دَلَالَةٌ عَلَى الذِّكْرِ الْقَلْبِيْ

''اور زبان کے ذکر کو جو ذکر کہتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ زبان کا ذکر بھی دل کے ذکر پر دلالت کر رہا ہوتا ہے۔''

بھئی! دل میں بات ہوتی ہے تو زبان پر تذکرہ آتا ہے نا، اس لیے اس کو بھی ذکر کہتے ہیں۔ ورنہ اصل ذکر، ذکرِ قلبی ہی ہے۔ اور یہ ذکرِ جہر سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

ہم روزمرہ زندگی میں اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایک بیٹا اگر بیرون ملک سفر پر گیا ہوا ہے اور کئی مہینوں کے بعد اپنی والدہ کو فون کرتا ہے تو اسے والدہ کہتی ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹا! میرا دل تجھے بہت یاد کرتا ہے۔ آج تک کسی ماں نے یہ نہ کہا: بیٹا! میری زبان تجھے بہت یاد کرتی ہے۔ اس لیے کہ ماں سمجھتی ہے کہ زبان سے تو فقط اظہار ہوتا ہے، اصل تو دل میں یاد ہوتی ہے۔ جس طرح بیٹے کی یاد ماں کے دل میں ہوتی ہے، اسی طرح بندے کے دل میں اپنے پروردگار کی یاد ہوتی ہے۔

ذکر انسان کے دل سے گناہوں کے اثرات کو دھو دیتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَ صِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ

''ہر چیز کے لیے ایک پالش ہوتی ہے اور دلوں کو چمکانے کی پالش اللہ کی یاد ہے''

ہر چیز کو چمکانے کے لیے ایک پالش ہوتی ہے۔ یہ فرنیچر کو چمکانے کی پالش ہے، یہ گلاس کو چمکانے کی پالش ہے، یہ لوہے کو چمکانے کی پالش ہے۔ اگر کوئی یہ پوچھے کہ دلوں کو چمکانے کے لیے پالش کون سی ہے؟ تو فرمایا: اللہ کی یاد دلوں کے لیے پالش ہے۔

وہ آگے فرماتے ہیں:

اَلْغَفْلَةُ نَوْمُ الْقَلْبِ وَالنَّائِمُ لَا يَذْكُرُ

''غفلت دل کے لیے نیند کی مانند ہے اور سویا ہوا ذکر نہیں کر رہا ہوتا۔''

ہمیں اللہ کا ذکر اتنا کرنا چاہیے کہ لوگ ہمیں پاگل کہنا شروع کر دیں۔ چنانچہ فرمایا:

حَتّٰى يُقَالُ اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ

جب ہم اس طرح کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کریں گے تو پھر اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مراقبہ کرنے کے آداب:

ایک یہ ہوتا ہے کہ انسان لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے دل میں اللہ کو یاد کرے، اور ایک ہوتا ہے، بیٹھ کر مراقبہ کرنا۔ بیٹھ مراقبہ کرنے کے آداب ہوتے ہیں۔ مثلاً:

☆......اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ۔

جب مراقبہ کرنے کے لیے بیٹھے تو قبلے کی طرف رخ کر کے بیٹھے۔ قبلے کی طرف رخ کر کے بیٹھنا انسان کے لیے رحمت کا سبب بنتا ہے۔ایک بزرگ فرماتے تھے: میرے دو طالب علم تھے۔ان میں سے ایک ہمیشہ قبلے کی طرف رخ کر کے بیٹھتا تھا اور دوسرا کلاس میں اس طرح بیٹھتا تھا کہ اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہوتی تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں برابر کے ذہین تھے، مگر میں نے دیکھا کہ جو قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھتا تھا اس نے قرآن مجید بہت جلدی یاد کر لیا۔

☆......اَنْ يَّكُوْنَ الْمَكَانُ الَّذِىْ يَذْكُرُ اللّٰهُ فِيْهِ نَظِيْفًا خَالِيًا۔

جس جگہ پر بیٹھ کر انسان نے ذکر کرنا ہو، وہ صاف ستھری ہونی چاہیے۔

☆......اَنْ يَّكُوْنَ فَمُهٗ نَظِيْفًا وَ قَوْلُهٗ نَظِيْفًا۔

اس کا منہ بھی صاف ہونا چاہیے اور اس کی بات بھی صاف ہونی چاہیے۔

☆......اَنْ يَّكُوْنَ فِىْ حَالِ ذِكْرِهٖ خَاشِعًا لِلّٰهِ مُعَظِّمًا لِجَلَالِهٖ

یہ ذکر کرنے والا اس طرح ذکر کرے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی ہو۔اس حال میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے۔ پھر انسان کو ذکر میں لذت ملے گی۔

گناہوں کا کاربن کیسے دور ہو؟

دیکھیں! بجلی کی تار پر مٹی یا کوئی اور چیز لگی ہوئی ہو تو جوڑ بھی لگا دیا جائے تو کرنٹ آگے نہیں جائے گا۔ الیکٹریشن کہے گا کہ اصل میں اوپر مٹی لگی ہوئی ہے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے تار کا جوڑ ٹھیک نہیں لگ رہا۔ چنانچہ وہ اس کو کھول کر اسٹارٹر کے کاربن کو صاف کر دیتا ہے۔ جب کاربن اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے تو وہی موٹر چلنے لگ جاتی ہے۔ اگر الیکٹریشن سے پوچھا جائے کہ بتائیں! اب کیسے چلی؟ تو وہ کہتا ہے کہ اب کاربن صاف کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح انسان کے دل پر گناہوں کا کاربن یعنی کالا پن آجاتا ہے۔ جب وہ ذکر کے ذریعے اس کاربن کو دور کرتا ہے تو اس کا جوڑ ایسا جڑ جاتا ہے کہ روحانیت کا نور اس میں سے آگے پاس ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

تین چیزوں میں لذت ڈھونڈنے کی تلقین:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تَفَقَّدُوا الْحَلَاوَةَ فِي ثَلَاثَةِ اَشْيَاءِ

''تم تین چیزوں میں لذت ڈھونڈو۔''

یاد رکھیں! لذت اس وقت ملتی ہے کہ جب لذت پانے والے اعضا ٹھیک ہوں۔ فرض کریں ایک آدمی نزلہ زکام کا مریض ہے، اس کے سامنے عنبر، کستوری یا دنیا کی قیمتی ترین خوشبو رکھو تو اس کو پتہ ہی نہیں چلے گا۔ اگر اسے کہیں کہ یہ اتنی اچھی خوشبو ہے تو وہ کہے گا: مجھے پتہ ہی نہیں چل رہا۔ اس کو کیوں نہیں پتہ چلتا؟ اس لیے کہ اس کو نزلہ زکام کی بیماری ہے۔ اسی طرح جس انسان کو گناہوں کی بیماری ہوتی ہے اس کو اللہ کے ذکر کی لذت نصیب ہی نہیں ہو سکتی۔ لذت حاصل کرنے کے لیے گناہوں کو چھوڑنا ہوگا۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تم تین چیزوں میں لذت ڈھونڈو۔

فِي الصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَفِي الذِّكْرِ

''نماز میں، قرآن مجید کی تلاوت میں اور اللہ کی یاد میں (لذت ڈھونڈو)۔''

جو لوگ صحیح آداب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں ان کو یہ نعمت نصیب ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتی ہے۔

کیا حلاوت نہ ملنے پر ذکر کرنا ضروری ہے؟

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن کو یہ حلاوت والی نعمت نہیں ملتی، کیا وہ ذکر نہ کریں؟ نہیں کرتے رہیں۔ شروع تو یہیں سے کرنا ہوگا۔ چنانچہ روایت ہے:

سُئِلَ اَبُوْ عُثْمَانَ فَقِيْلَ لَهٗ: نَذْكُرُ اللّٰهَ وَلَا نَجِدُ فِيْ قُلُوْبِنَا حَلَاوَةً

''ابوعثمان سے کسی نے یہ بات پوچھی: ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں لیکن ہمیں دل میں کوئی حلاوت محسوس نہیں ہوتی۔''

انہوں نے آگے سے جواب دیا:

اَحْمِدُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى اَنْ زَيَّنَ جَارِحَةً مِنْ جَوَارِحِكُمْ بِطَاعَتِهٖ

''تم اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو کہ اس نے تمہارے جسم کے اعضا میں سے ایک عضو کو اپنی اطاعت میں لگا دیا ہے۔''

یہی سوچ لیا کرے کہ جتنی دیر بیٹھ کر میں ذکر کرتا ہوں اتنی دیر گناہوں سے تو بچتا ہوں۔ میں نیکی ہی کا تو کام کر رہا ہوتا ہوں۔ اگر حلاوت نہیں ملتی تو کیا ہوا؟ وقت کے ساتھ ساتھ یہ نعمت بھی مل جائے گی۔

ذکر سات طرح پر ہوتا ہے:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض عارفین کا یہ قول نقل کیا:

اَلذِّكْرُ عَلٰى سَبْعَةِ اَنْحَاءٍ

''ذکر سات طرح پر ہوتا ہے۔''

(۱)......فَذِكْرُ الْعَيْنَيْنِ بِالْبُكَاءِ۔

آنکھوں کا ذکر رونے کے ذریعے ہوتا ہے۔ جب آنکھ اللہ کی یاد میں روتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور گناہوں کی وجہ سے شرمندہ ہو کر روتی ہے تو آنکھ کا یہ رونا آنکھ کا ذکر ہی ہے...... اللہ اکبر...... یہ بھی عجیب نعمت ہے۔ واقعی! جب محبت ہوتی ہے تو انسان اس حد تک مس کرتا ہے کہ اس کا دل رونے کو چاہتا ہے۔ کسی نے عجیب مضمون باندھا ؎

آیا ہی تھا خیال کہ آنکھیں برس پڑیں
آنسو تمہاری یاد کے کتنا قریب تھے

محبوب کی یاد آئی اور بس! آنکھوں سے آنسو آ گئے۔

(۲)...... ''وَذِكْرُ الْاُذُنَيْنِ بِالْاِصْغَاءِ''

کانوں کا ذکر، اللہ کی بات کو توجہ کے ساتھ سننا ہے۔ یہ بھی محبت کی دلیل ہوتی ہے کہ جب محبوب کی بات ہو تو انسان کان لگا کے سنے کہ کیا بات کر رہے ہیں۔

(۳)...... ''وَ ذِكْرُ اللِّسَانِ بِالثَّنَاءِ''

زبان کا ذکر، اللہ کی تعریف کرنا ہے۔ آپ غور کریں کہ آج ماں اپنے بیٹے کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتی۔ بیوی خاوند کی تعریف کرتے نہیں تھکتی۔ دوست اپنے دوست کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتا۔ اسی طرح جس مومن کو اپنے اللہ سے سچی محبت ہوتی ہے وہ اللہ کی تعریفیں کرتا نہیں تھکتا۔ اس کی کیفیت تو یہ ہوتی ہے: ؎

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
ورنہ پھر ہم سے گفتگو نہ کرے

اے اللہ! یا تو ہر کوئی تیرا ہی تذکرہ کرے، اگر کوئی تیرا تذکرہ نہیں کرتا تو پھر ہم سے بھی گفتگو نہ کرے۔ مومن کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

(۴)...... ''وَذِكْرُ الْيَدَيْنِ بِالْعَطَاءِ''

ہاتھوں کا ذکر یہ ہے کہ اللہ کے راستے میں خوب خرچ کرے۔ وہ انسان انتہائی خوش نصیب ہے جسے اللہ رب العزت کھلی روزی دے اور وہ دونوں ہاتھوں کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے راستے میں لگائے۔

(۵)......"وَ ذِكْرُ الْبَدَنِ بِالْوَفَاءِ"۔

بدن کا ذکر یہ ہے کہ انسان اللہ سے وفا کرے۔ اصول یہی ہے کہ جس کا کھایئے اسی کے گیت گایئے۔ ہم اللہ کا دیا کھاتے ہیں تو اللہ ہی کے گیت گائیں۔ کسی پنجابی شاعر نے کہا:

کنگ پیتے ہیں ، ساگ کھاتے ہیں
اللہ سائیں کے گیت گاتے ہیں

بندے کی بھی یہی کیفیت ہونی چاہیے۔ رب کا دیا کھاتا ہے تو اسی کو وہ یاد کرے۔

(۶)......"وَ ذِكْرُ الْقَلْبِ بِالْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ"۔

دل کا ذکر یہ ہے کہ انسان کے دل میں کبھی اللہ سے امید ہو اور کبھی اللہ کا خوف ہو۔ یہ کیفیتیں ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔ جیسے آسمان کی حالت ہے۔ کبھی بادل ہوتے ہیں اور کبھی مطلع بالکل صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح مومن کے دل میں کبھی اللہ سے امید لگی ہوتی ہے اور کبھی اس پر اللہ کا خوف غالب ہوتا ہے۔

(۷)......"وَ ذِكْرُ الرُّوْحِ بِالتَّسْلِيْمِ وَالرِّضَاءِ"۔

اور روح کا ذکر یہ ہے کہ انسان اللہ کے ہر فیصلے پر راضی ہو جائے۔

تسلیم و رضا......ایک نعمتِ بیش بہا:

یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ انسان اپنے مقدر پر راضی ہو جائے۔ آج تو ہم مقدر کے ساتھ کشتی کرتے پھرتے ہیں۔ یہ نہیں ملا، یہ نہیں ملا، اور یہ نہیں ملا۔ عجیب حالت یہ ہے کہ ہم دنیا کے معاملے میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھتے ہیں۔ کہتے ہیں: مجھے صرف موٹر سائیکل ملی اور فلاں کو تو گاڑی مل گئی۔ مجھے یہ چھوٹی گاڑی ملی ہے اور اسے

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑی گاڑی مل گئی ہے۔ دنیا کے معاملے میں ہماری نظر اوپر والوں پر ہی رہتی ہے۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ ہر وقت دل میں گھبراہٹ رہتی ہے۔ ورنہ اگر انسان دل میں سوچے تو واقعی اللہ رب العزت نے ہمیں الحمد للہ لاکھوں انسانوں سے بہتر رزق عطا فرمایا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو دن میں تین دفعہ کھاتے ہیں، یا دو دفعہ کھاتے ہیں یا صرف ایک ہی دفعہ کھا لیتے ہیں۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ایک دفعہ بھی نہیں کھا پاتے۔

ہمیں ایک دفعہ بنگلہ دیش جانے کا موقع ملا۔ ہم بیان کے لیے ایک آبادی میں گئے تو انہوں نے بتایا کہ یہاں کے اکثر لوگ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک جوتا نہیں پہنتے۔ پوری زندگی میں ان کو جوتا پہننے کا تجربہ ہی نہیں ہوتا۔ بس ننگے پاؤں ہی پھرتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ چھوٹے بڑے، مرد عورت سب ننگے پاؤں پھر رہے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس جوتا پہننے کے وسائل ہی نہیں تھے۔ یہ معاملہ دیکھ کر حیران ہو گئے، یا اللہ! یہ کیا ماجرا ہے کہ انہوں نے پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی جوتا پہن کر نہیں دیکھا......!! یہ لوگ اسی دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں۔

اگر اس بات پر غور کریں تو دل میں اللہ رب العزت کی عظمت آتی ہے اور انسان بے اختیار ہو کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ میرے مالک! تو نے میرے استحقاق کے بغیر مجھے اپنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ سوچیں تو سہی!

......اگر اللہ تعالیٰ بینائی نہ دیتے تو کیا ہوتا؟

......گویائی نہ دیتے تو کیا ہوتا؟

......سماعت نہ دیتے تو کیا ہوتا؟

......اللہ تعالیٰ خوب صورت جسم دے کر مجنون (پاگل) بنا دیتے تو کیا ہوتا؟

سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کتنی مہربانی فرمائی کہ بن مانگے یہ نعمتیں عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں۔ ہم تو ان نعمتوں کا شکر بھی ادا نہیں کرتے۔ اللہ نے آنکھیں تو اس لیے دی تھیں کہ

......میرے قرآن کو دیکھو

......میرے گھر کو دیکھو

......اللہ والوں کے چہروں کو دیکھو

......ماں باپ کے چہروں پر محبت کی نظر ڈالو

لیکن ہم ان آنکھوں کو غیر محرم کے دیکھنے میں استعمال کرتے پھرتے ہیں۔ گویا ہم اللہ کی نعمتوں کو غلط طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

جنتی اور جہنمی لوگوں کی قلبی کیفیت:

ابنِ تیمیہ نے ایک عجیب بات لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''جس بندے کو اللہ نے آخرت میں جنت دینی ہوتی ہے، دنیا میں اس کے دل کی کیفیت ایسی بنا دیتے ہیں کہ وہ اللہ سے راضی ہوتا ہے۔''

اس سے جب بھی پوچھو تو وہ کہتا ہے: جی! میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ آگے فرماتے ہیں:

''اور جس بندے کو اللہ نے جہنم میں بھیجنا ہوتا ہے، دنیا میں اس کے دل کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر وقت اس کو خدا پر اعتراض ہوتا ہے۔''

یہ نہیں ہوا، وہ نہیں ہوا، مجھے اولاد نہیں ملی، مجھے فلاں چیز نہیں ملی۔ جس کی زبان سے ہر وقت اعتراض سنیں تو سمجھ لیں کہ اس کے دل کی حالت وہی ہے۔

ایک دفعہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال پوچھا:

''ہمیں کیسے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ ہم پہ راضی ہے؟''

بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تشریف لے گئے اور انہوں نے عرض کی:

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ! بنی اسرائیل والے پوچھتے ہیں کہ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ ہم پہ راضی ہے......کوئی لٹمس ٹیسٹ ہونا چاہیے جس سے ہمیں پتہ چلے......رب کریم نے جواب دیا: اے میرے کلیم! یہ بہت آسان ہے۔ بنی اسرائیل والوں کو بتا دیجیے: ''یہ اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیں، اگر یہ اپنے دل میں مجھ سے راضی ہیں تو میں پروردگار ان سے راضی ہوں اور اگر یہ مجھ سے خفا ہیں تو میں پروردگار ان سے خفا ہوں۔''

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دل میں اپنے پروردگار سے راضی رہیں۔ محسن انسانیت ﷺ نے ہمیں ایک چھوٹی سی دعا سکھائی۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا

''میں اللہ سے راضی ہوں کہ وہ میرا پرودگار ہے، میں اپنے آقا ﷺ سے راضی ہوں کہ وہ میرے نبی ہیں اور میں اسلام سے راضی ہوں کہ وہ میرا دین ہے۔''

عذابِ الٰہی سے بچنے کا بہترین عمل:

حدیث پاک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

مَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

''اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے ذکر سے بہتر عمل اور کوئی ہے ہی نہیں۔''

جو انسان چاہے کہ میں اللہ کے عذاب سے بچ جاؤں گا وہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرے۔ اس عذاب کی مختلف شکلیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً:

......قحط کا عذاب

......مہنگائی کا عذاب

......کہیں بارشوں کے کم ہونے کا عذاب

www.besturdubooks.wordpress.com

..... کہیں بارشوں کے زیادہ ہونے کا عذاب

..... بیماریوں کا عذاب

..... کاروبار ٹھپ ہونے کا عذاب

اگر ہم چاہیں کہ ہم اللہ کے عذاب سے بچ جائیں تو ان سب کا ایک ہی علاج ہے۔اور وہ ہے ذکر اللہ۔ ہم آج اپنے دل کا قبلہ ٹھیک کرلیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر، اپنی توجہ اپنے رب کی طرف کرلیں تو آج بھی اللہ کی مدد اور اللہ کی رحمت یقیناً اتر سکتی ہے۔

اللہ کے محبوب بندے کون؟

ایک حدیث مبارکہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

قَالَ مُوْسٰی علیہ السلام: رَبِّ اَیُّ الْعِبَادِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: اَکْثَرُهُمْ لِیْ ذِکْرًا

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ہمکلامی کی اور کہا: اے اللہ! آپ کن بندوں سے زیادہ محبت فرماتے ہیں؟ فرمایا: جو میرا زیادہ ذکر کرتا ہے (میں اپنے اس بندے سے زیادہ محبت کرتا ہوں)۔''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَی اللّٰهِ اَکْثَرُهُمْ لَهٗ ذِکْرًا فَاِنَّكَ لَنْ تُحِبَّ شَیْئًا اِلَّا اَکْثَرْتَ مِنْ ذِکْرِهٖ''

دستور بھی یہی ہے کہ جس کے بارے میں اس کے دل میں محبت ہوتی ہے، ہر وقت اس کی زبان پر اسی کی باتیں ہوتی ہیں۔

ایک بندہ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس آیا اور دنیا کی بڑی مذمت کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگا۔ وہ تھوڑی دیر تو سنتی رہیں، پھر کہنے لگیں: چل جا یہاں سے، مجھے لگتا ہے کہ تیرے دل میں دنیا کی محبت بہت ہے، تو دنیا کا اتنا تذکرہ کر رہا ہے۔

دراصل تذکرہ وہی زیادہ کرتا ہے جس کے دل میں اس چیز کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔

اللہ سے ملاقات کا شوق:

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنِ اشْتَغَلَ قَلْبُهٗ وَ لِسَانُهٗ بِالذِّكْرِ قَذَفَ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ نُوْرُ الْاِشْتِيَاقِ اِلَيْهِ

''جو انسان اپنی زبان کو اور اپنے دل کو اللہ کے ذکر میں مشغول کر لیتا ہے اللہ اس کے دل میں اپنے وصل کے اشتیاق کا نور عطا فرما دیتے ہیں۔''

ذکر کرنے والوں کے دل میں اللہ سے ملاقات کا شوق بڑھ جاتا ہے۔

اوقاتِ حسرت:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ سَاعَةٍ تَمُرُّ بِابْنِ اٰدَمَ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهَا اِلَّا تَحَسَّرَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''انسان کی زندگی کے جو اوقات اللہ کی یاد کے بغیر دنیا میں گزرے ہوں گے ان اوقات پر اس کو قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت ہوگی۔''

انسان حسرت کرے گا، کاش! میں نے وہ وقت غفلت میں نہ گزارا ہوتا۔ جیسے ایک طالب علم فیل ہوتا ہے تو کہتا ہے: کاش! میں نے پڑھا ہوتا۔ جن اوقات میں اس نے نہیں پڑھا ہوتا، ان اوقات پر وہ افسوس کر رہا ہوتا ہے۔ بالکل یہی حال قیامت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دن اس بندے کا ہوگا۔ وہ اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہوگا اور اس وقت اس کے دل میں حسرت ہوگی: کاش! میں نے دنیا میں اپنے رب کو یاد کیا ہوتا، آج میری زندگی کے اوقات میرے لیے خزانہ بنے ہوتے۔

ذکر سے بیماریوں کا علاج:

ہمارے اکابر اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں:؎

اِذَا مَرِضْنَا تَدَاوِيْنَا بِذِكْرِكُمْ
فَنَتْرُكُ الذِّكْرَ اَحْيَانًا فَنَنْتَكِسُ

''اے اللہ! جب ہم روحانی طور پر بیمار ہو جاتے ہیں تو اس بیماری کا علاج تیری یاد سے کرتے ہیں اس لیے اگر احیاناً آپ کا ذکر چھوڑ بیٹھتے ہیں تو ہم پھر بیمار ہو جاتے ہیں۔''

چلتی پھرتی لاشیں:

کہنے والے نے کہا:؎

فَنِسْيَانُ ذِكْرِ اللّٰهِ مَوْتُ قُلُوْبِهِمْ
وَ اَجْسَامُهُمْ قَبْلَ الْقُبُوْرِ قُبُوْرُ
وَ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ وَحْشَةٍ مِنْ جُسُوْمِهِمْ
وَ لَيْسَ لَهُمْ حَتَّى النُّشُوْرِ نُشُوْرُ

''جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں ان کی دنیا کی قبر تو جب آئے گی، سو آئے گی، ان کا اپنا جسم ان کے دل کی قبر بنا ہوتا ہے۔''

پھر چلتی پھرتی لاشیں ہوتی ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں غفلت سے محفوظ فرمائے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہمیں اپنی یاد کا لطف عطا فرمادے۔

مناجات:

کہنے والے نے کیا مزے کی بات کہی:۔

پہلو میں جب تک قلب رہے اور تن میں جب تک جان رہے
لب پہ تیرا ہی ذکر رہے اور قلب میں تیرا دھیان رہے
جذب میں پرّاں ہوش رہے اور عقل میری حیران رہے
لیکن تجھ سے غافل ہرگز دل نہ میرا اک آن رہے
اب تو رہے بس تا دمِ آخر وردِ زباں اے میرے الہٰ!
لا الہ الا اللہ ، لا الہ الا اللہ
یاد میں تیری سب کو بھلادوں ، کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں ، خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں ، غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرادوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تادمِ آخر وردِ زبان اے میرے الہٰ!
لا الہ الا اللہ ، لا الہ الا اللہ

اللہ رب العزت ہمیں کثرت کے ساتھ اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ﴾

عظمتِ اسلام

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ دین، دینِ فطرت ہے۔ دینِ کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہی ایسا پسند کیا، جس نام سے اس کی تعلیمات کا پتہ چلتا ہے۔ اسلام، تسلیم سے ہے۔ اَسْلِمْ تَسْلَمْ ''اسلام قبول کرلے، سلامتی پاجا''

انگلش میں اسے Peace کہتے ہیں۔ اس کا معنی ہے ''امن''

تو اسلام دنیا میں سلامتی دینے کے لیے آیا ہے۔

......صحت کی سلامتی

......روحانیت کی سلامتی

......اخلاق و کردار کی سلامتی

......حقوق اللہ کی سلامتی

......حقوق العباد کی سلامتی

حتی کہ اسلام نے ہر چیز کی سلامتی سکھائی ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

عظمتِ اسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام ﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دین اسلام قانون فطرت ہے۔ اس کے مطابق زندگی گزارنے سے دنیا میں روتے ہوئے آنے والا ہنستا ہوا واپس جنت کی طرف لوٹتا ہے۔ یہ انسان کو اللہ رب العزت کی رضا والی زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔

سلامتی کا علمبردار دین:

اسلام سے پہلے جتنے بھی ادیان آئے، ان کے نام یا تو انبیائے کرام کے ناموں پر رکھے گئے یا قبیلوں کے نام پر یا جگہوں کے نام پر رکھے گئے۔ مثلاً:

...... عیسائیت کا نام مسیح کے نام پر رکھا گیا...... مسیح اللہ...... یعنی دین کے نام سے ہی پتہ چلتا ہے کہ اس سے کسی نبی علیہ السلام کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

...... یہودیت کا نام، ایک قبیلہ جودہ کی نسبت سے ہے...... جودہ ازم...... وہاں سے جو گنا۔ یہودی بن گئے۔ گویا یہ لفظ بھی ایک قبیلے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اسلام نہ تو کسی شخصیت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور نہ ہی کسی قبیلے کی طرف۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

لفظ ہی انوکھا ہے۔ یہ دین، دینِ فطرت ہے۔ دینِ کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہی ایسا پسند کیا، جس نام سے اس کی تعلیمات کا پتہ چلتا ہے۔ اسلام، تسلیم سے ہے۔

اَسْلِمْ تَسْلِمْ ''اسلام قبول کر لے، سلامتی پا جا''

انگلش میں اسے Peace کہتے ہیں۔ اس کا معنی ہے ''امن'' تو اسلام دنیا میں سلامتی دینے کے لیے آیا ہے۔

......صحت کی سلامتی

......روحانیت کی سلامتی

...... اخلاق و کردار کی سلامتی

......حقوق اللہ کی سلامتی

......حقوق العباد کی سلامتی

حتی کہ اسلام نے ہر چیز کی سلامتی سکھائی ہے۔

جھگڑوں کے دروازے بند کرنے والا دین:

آپ غور کریں کہ باوجود اس کے کہ مال و دولت کی اللہ کے ہاں کوئی وقعت نہیں، قرآن مجید کی یہ آیات اتاری گئیں کہ اگر تم کسی کو قرض دو یا اس سے لو، تو

فَلْيَكْتُبْ بَيْنَهُمَا كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ

''ایک لکھنے والا تمہارے درمیان ایک تحریر دے''

اس میں طلبا کے لیے ایک نکتہ ہے کہ جس مال و دولت کی اللہ کے ہاں کوئی وقعت نہیں تھی، اگر مومن کے اس مال کی حفاظت کی بھی اللہ تعالیٰ اتنی تاکید فرماتے ہیں کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے، کوئی تم سے لوٹ کر نہ لے جائے، کوئی تمہیں دھوکا نہ دے جائے، تو اس مومن کی روحانیت اور اخلاق کو بچانے کے لیے کتنی تعلیمات دی گئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں گی۔ یہ لکھنے کا حکم کیوں دیا گیا؟ اس لیے کہ معاملات کرتے ہوئے لوگ آپس میں بھائی اور دوست بن کر اعتماد سے کام کرتے ہیں، لیکن ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ جہاں بھی مال آتا ہے وہاں انسان کے اندر شیطان کو آنے کا راستہ مل جاتا ہے۔ یہ بھائی، بھائی کے درمیان تفریق ڈال دیتا ہے، اور بھائی، بہن کے درمیان تفریق ڈال دیتا ہے۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ

...... باپ کی جائیداد پر بھائی اور بہن کے درمیان جھگڑا

...... دو بھائیوں کے درمیان جھگڑا

...... ماں اور اولاد کے درمیان جھگڑا

شریعت مطہرہ کا حسن دیکھیے کہ پہلے ہی جھگڑوں کے دروازے بند کر دیے۔ بھئی! تم لکھ لو، تاکہ تمہارا مال ضائع نہ ہو۔ جو پروردگار مال کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے تعلیمات ارشاد فرما رہے ہیں، وہ انسان کو ایمان کے ضائع ہونے کے بارے میں کیوں تعلیمات ارشاد نہیں فرمائیں گے۔ دینِ اسلام ایسا سلامتی کا دین ہے جس نے ہر ایک کے حقوق متعین کر دیے ہیں۔

شریعت میں قیل وقال کی گنجائش نہیں:

جب انسان کلمہ پڑھتا ہے تو ساتھ یہ بھی پڑھایا جاتا ہے:

وَ قَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِه

''اور میں نے اللہ کے تمام احکام کو قبول کر لیا۔''

جس طرح نکاح کے وقت خاوند کہتا ہے۔ قَبِلْتُ اور بیوی کو نکاح میں قبول کر لیتا ہے۔ پھر بیوی کی جتنی بھی ضروریات ہوتی ہیں ان کا پورا کرنا خود بخود خاوند کے ذمے ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح جس نے کلمہ پڑھا اور اس نے قَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِه کے الفاظ کہہ دیے، اس کے اوپر پوری شریعت کے احکام پر عمل کرنا لازم ہو گیا۔ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ ہم پوچھیں کہ شریعت میں ایسا کیوں ہے؟ کیوں والی بات ہی نہ رہی۔ پتہ ہی کاٹ کر رکھ دیا۔ ہمارے پاس اختیار ہی نہیں۔ ہم سوال پوچھ ہی نہیں سکتے کہ ایسا کیوں ہے...... نہیں...... بس! مالک کا حکم ہے جو ہم نے قبول کر لیا ہے اور اب فقط سر جھکانا ہے۔

ہاں! یہ تو پوچھ سکتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟ شریعت نے اس سوال کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔

......اپنے استاد سے پوچھیے

......مفتی صاحب سے پوچھیے

......والدین سے پوچھیے

......بزرگوں سے پوچھیے

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

''اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (اہل علم) سے پوچھیے''

اسلام میں سوال پوچھنے کی حوصلہ افزائی:

بلکہ پوچھنے کو شریعت نے اچھا سمجھا ہے۔ اس لیے حدیث پاک میں فرمایا:

شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ

یعنی جہالت یا نہ جاننا ایک بیماری ہے اور اس بیماری کا علاج سوال کے پوچھ لینے میں ہے۔ گویا سوال پوچھنے کی حوصلہ افزائی کی گئی کہ سوال پوچھا کرو۔ ساتھ یہ بھی کہہ دیا:

حُسْنُ السُّوَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ

''اچھا سوال پوچھنا آدھے علم کی نشانی ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ تو آدھا علم ہوتا ہے۔ بلکہ مومن کو سوال پوچھنے کی ترغیب دی گئی، حکم دیا گیا، فضائل سنائے گئے۔

حدیث پاک میں ہے کہ" جو سائل غربت کی وجہ سے روٹی مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے چند بندوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

......جس بندے نے مال کمایا، اس کی مغفرت،

......جس بندے نے اس کا کھانا بنایا، اس کی مغفرت اور

......جس بندے نے وہ کھانا سائل تک پہنچایا، اس کی بھی مغفرت"

یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں کھانا دینے پر تین بندوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ لیکن جس طالب علم نے اپنے استاد سے دین کا سوال پوچھا، حدیث پاک میں آیا ہے کہ اس سوال کے پوچھنے پر اللہ تعالیٰ چار بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

(۱)......سوال پوچھنے والے کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ روٹی کے سوال والی حدیث پاک میں اس روٹی مانگنے والے کی مغفرت کا کوئی تذکرہ نہیں۔ بھئی! اس نے روٹی طلب کی اور اس کو روٹی مل گئی، بات ختم۔ اللہ اللہ، خیر سلا۔ لیکن اس حدیث پاک میں فرمایا کہ جو بندہ دین کا سوال پوچھتا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اس سائل کی مغفرت فرماتے ہیں۔

(۲)...... جو استاد اس سوال کا جواب دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس جواب دینے والے کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

(۳)...... جو آس پاس میں بیٹھے سوال و جواب کو سن رہے ہوتے ہیں، مجلس میں، کلاس روم میں، کمرہ جماعت میں، ان کی بھی اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں۔

(۴)......ایک آدمی وہاں موجود نہیں تھا لیکن اس استاد اور طالب علم والے عمل سے محبت کرتا تھا، ان پر وہ خرچ کرتا تھا، ان کی دل میں محبت رکھتا تھا۔ حدیث پاک میں

www.besturdubooks.wordpress.com

آیا ہے کہ سوال پوچھنے والے اور جواب دینے والے سے محبت رکھنے والے بندے کی بھی اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں۔ بیٹھے گھر میں ہوتے ہیں اور ادھر مغفرت ہو رہی ہوتی ہے۔

سوال پوچھنے کی حدود و قیود:

دیکھو! دین کا سوال پوچھنے کا اللہ کے ہاں کتنا درجہ ہے۔ لیکن حدود و قیود بھی بتا دیے۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ

''اے ایمان والو! تم ایسی باتیں مت پوچھو کہ جو کھل جائیں تو تمہارے لیے مشکل کا باعث بن جائیں۔''

لیکن پھر ان کے جواب کو تم پسند نہ کرو۔ مقصد کیا؟ کہ سوال برائے سوال نہیں ہونا چاہیے، سوال علم حاصل کرنے کے لیے ہونا چاہیے۔ مگر کچھ لوگ

..... اعتراض کی نیت سے سوال کرتے ہیں

..... اپنا آپ دکھانے کی نیت سے سوال کرتے ہیں

..... لوگوں پر اپنی علمیت ظاہر کرنے کے لیے سوال کرتے ہیں۔

شریعت نے ان تمام چیزوں کا راستہ بند کر دیا ہے کیونکہ ایسے سوال بدنیتی پر مبنی ہوتے ہیں۔ شریعت کا حسن دیکھو۔ حصولِ علم کے لیے سوال پوچھنا ہو تو اس کا حکم دیا گیا اور فضائل بتائے گئے۔ لیکن اگر دکھاوا آجائے، بدنیتی آجائے یا دوسروں کو نیچا دکھانا ہو تو ایسے سوال سے منع کر دیا۔ جس شریعت نے سوال پوچھنے اور جواب دینے والے کے احکام کو بھی اتنا کھول کر بتا دیا، اس شریعت نے زندگی کے باقی احکام کو کیسے کھولا ہوگا۔ واقعی دینِ اسلام سلامتی کا دین ہے۔ جس نے بھی اس کو قبول کیا وہ سلامتی پا گیا۔ دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا دار لوگ دھکے کھا کھا کے کچھ باتیں سیکھتے ہیں اور جب وہ علما سے پوچھتے ہیں تو شریعت میں اس کا حکم پہلے ہی سے موجود ہوتا ہے۔ دھکے کھا کھا کے سیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کام آئندہ نہیں کرنا اور علما کہتے ہیں کہ شریعت نے تو اس سے پہلے ہی منع کر دیا تھا۔

اسلام میں دل توڑنے کی مذمت:

شریعت نے ہر بندے کو سلامتی دی اور ہر ایک کے حقوق متعین کر دیے۔ یہ ایسا سلامتی کا دین ہے،...... آپ حیران ہوں گے...... کہ درخت کے اوپر پتہ لگا ہوتا ہے۔ اگر کوئی بندہ پتے کو بے مقصد توڑتا ہے تو شریعت نے اس کو بھی مکروہ قرار دیا ہے کہ بے مقصد کیوں توڑا۔ جس شریعت نے پتے کو بے مقصد توڑنا مکروہ قرار دیا ہو تو پھر کسی انسان کا دل توڑنا، کیا قرار دیا ہوگا؟ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم دین اسلام پر عمل کرنے والے بن جائیں تو ہم خود بھی سکھی رہیں گے اور اللہ کے بندوں کے لیے بھی راحت جان بن جائیں گے۔ چونکہ عمل میں کمی ہوتی ہے اس لیے اللہ کے بندوں کے لیے وبال جان بنے ہوتے ہیں۔ ہماری شکل وصورت دیکھو، تو بڑی مومنوں والی اور اگر اہل خانہ سے ہمارا برتاؤ پوچھو تو اللہ توبہ کریں گے۔

......بچوں سے پوچھو تو کہیں گے، ابو جیسا نہیں بننا۔

......بیوی سے کہو کہ دین دار بن جاؤ، وہ کہتی ہے کہ جیسا دین دار میرا خاوند ہے، میری توبہ، میں ایسی دین دار نہیں بن سکتی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم دوسروں کے راستے میں رکاوٹ بنے ہوتے ہیں:۔

......اپنی نالائقیوں کی وجہ سے

......اپنی بے ضابطگیوں کی وجہ سے

......معاملات اچھے نہیں ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

......اخلاق اچھے نہیں ہوتے

......معاشرت اچھی نہیں ہوتی

اگر کوئی بندہ مصلے پر بیٹھ کر نماز پڑھ لے تو کیا وہ اچھا انسان بن گیا؟ ہرگز نہیں۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو اپنے تعلق کو ٹھیک کیا مگر اللہ کے بندوں کے ساتھ بھی تو اپنے تعلقات کو ٹھیک کرنا ہے نا۔ جب تک ان تعلقات کو ٹھیک نہیں کرے گا، کامل نہیں بنے گا۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں کسی نے ایک آدمی کی تعریف کر دی۔ انہوں نے پوچھا! بھئی! بتاؤ کہ تم نے کبھی اس کے ساتھ لین دین کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: حضرت میں نے لین دین تو کبھی نہیں کیا۔ انہوں نے فرمایا: کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اس کے ساتھ کبھی سفر کیا ہے؟ اس نے کہا: جی سفر بھی کبھی نہیں کیا۔ پھر حضرت نے فرمایا: اچھا! پھر تم نے اس کو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہوگا اس لیے تو اس کی اچھائی بیان کر رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ کسی کی اچھائی کی سند اس وقت تک نہیں دی جا سکتی جب تک کہ اس کے ساتھ معاملہ نہ کیا جائے۔ اس کی عادات اور اخلاق کا پتہ ہی تب چلتا ہے جب لین دین کا معاملہ کیا جائے۔

شخصیت کی پہچان:

آدمی جہاں رہتا ہے، وہاں جو اس کے قریب ہوتے ہیں وہ اس کی شخصیت کے بارے میں بہترین رائے دیتے ہیں۔ آج کل کے لوگ

......بچوں سے پوچھتے ہیں

......بیوی سے رائے پوچھتے ہیں

......نوکر چاکر سے رائے پوچھتے ہیں

......ساتھ رہنے والے ڈرائیور سے پوچھتے ہیں کہ بندہ کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر بندے کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کیسا ہے۔

آپ اکثر دیکھیں گے کہ ساری دنیا بندے کو بڑا مانتی ہوگی۔ لیکن اس کی بیوی، بچے اور کام کرنے والے خادم ناک تک ہوئے ہوں گے، اللہ توبہ کرتے ہوں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بالکل مختلف تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر سب سے پہلے وہ ایمان لائے جو سب سے زیادہ قریب تھے۔

...... دوستوں میں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ زمانہ جاہلیت یا حالتِ اسلام میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوئے تھے۔ ایسی دوستی تھی۔ سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا۔

...... بیوی نے اسلام قبول کیا۔

...... زید رضی اللہ عنہ جو غلام تھے انہوں نے اسلام قبول کیا۔

...... حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر کے بچے تھے، انہوں نے اسلام قبول کیا۔

یعنی جو سب سے قریبی تھے، انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

اسلام مقناطیسیت کا نام:

مقناطیس قریب کی چیزوں کو جلدی کھینچتا ہے۔ اسلام کی مثال مقناطیس کی مانند ہے۔ جس شخص میں جتنا اسلام ہوگا۔ اس میں اتنی ہی مقناطیسیت ہوگی۔ آپ ذرا اس بات پر غور کیجیے کہ ہم لوگوں کے پاس اسلام کا ظاہر ہے، باطن نہیں ہے ۔ ظاہر پہ لوگ اتنی محبتیں جتلاتے ہیں، اگر ہمارے پاس باطن ہوتا تو پھر محبتوں کا کیا عالم ہوتا، گویا اسلام، نام ہی مقناطیسیت کا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو صحابہ ﷺ کی ایک درخشندہ مثال:

دو صحابہ انڈونیشیا میں آئے۔ انہوں نے کوئی تبلیغ نہیں کی۔ کوئی وعظ نہیں کیا۔ کوئی درس قرآن نہیں دیا۔ فقط دکان کھولی۔ ان کی دکانداری کو دیکھ کر پورا ملک مسلمان ہوگیا۔ ایسے اصولوں کے ساتھ دکانداری کی کہ لوگ ان کی دکان سے خریداری کرنا پسند کرتے تھے۔ مگر لوگ دیکھتے کہ یہ درمیان میں کچھ وقت کے لیے دکان بند کر دیتے ہیں۔ پوچھتے کہ گاہک کھڑے ہوتے ہیں اور آپ دکان بند کر دیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے؟ وہ کہتے کہ اس وقت میں ہم اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر پوچھتے ہیں: جی! آپ چھٹی کیوں کرتے ہیں؟ بتاتے کہ وہ جمعہ کا دن ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا: اچھا! تمہیں دکانداری کے یہ اصول وضوابط کس نے سکھائے؟ انہوں نے کہا: یہ اصول و ضوابط ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے سکھائے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر انہوں نے آپ کو سکھائے تھے تو آپ ہمیں بھی سکھا کر اپنے جیسا بنا لیجیے۔ سبحان اللہ!

پتہ چلا کہ مسلمان کا فقط بیٹھ جانا ہی دعوت ہوتا ہے بشرطیکہ عمل بھی ہو۔ اگر شکل و صورت سے ہی یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہو کہ ''جن کو دیکھ کر شرمائیں یہود۔'' ایسے مسلمان کا بیٹھنا اٹھنا ہرگز دعوت نہیں بن سکتا۔ مسلمان کہلانا آسان ہے لیکن مسلمان بن کے رہنا بڑا مشکل کام ہے۔ جو بنتا ہے یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے ؎

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الہ را

''جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو لرز جاتا ہوں۔ اس لیے کہ میں لا الہ الا اللہ کی مشکلات کو سمجھتا ہوں''

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام اور ایمان میں فرق:

چند اعرابی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے۔ وہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگے: ’’ہم نے تو اسلام قبول کرلیا اور مومن بن گئے۔ گویا وہ احسان جتلانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آیتیں اتار دیں۔ فرمایا:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾

’’یہ جانگلی، دیہاتی، اعرابی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، آپ فرما دیجیے کہ تم ایمان نہیں لائے، البتہ تم یہ کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا، اور ابھی ایمان کامل تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔‘‘

یعنی ابھی تو ابتدا ہے۔ ذرا قدم آگے بڑھاؤ گے اور عمل کر کے دکھاؤ گے تو ایمانِ کامل پھر دل میں داخل ہوگا۔ پتہ چلا کہ لا الہ الا اللہ کہنے سے کام ختم نہیں ہوتا، بلکہ یہ تو کام کی ابتدا ہے۔ اس کے بعد اس کے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا ہوگا۔

بندۂ مومن کی اتنی عظمت......!!

یہ بات یاد کر لیجیے کہ مومن جہاں بھی ہوتا ہے وہ اللہ کے بندوں کے لیے راحتِ جان بنا ہوتا ہے۔ ایمان والوں کے سامنے نرم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو فرماتے ہیں:

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

’’اے محبوب! ایمان والوں کے لیے اپنے کندھے جھکا دیجیے۔‘‘

جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو بھی یہ حکم دے رہے ہیں تو پھر ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں کہ اکڑفوں میں رہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انا کا مسئلہ:

ہم تو ذرا ذرا سی بات کو اپنے لیے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔

......دو دوستوں کا تعلق دیکھو تو انا کا مسئلہ

......میاں بیوی کے معاملات کو دیکھو تو انا کا مسئلہ

......رشتہ داروں کے تعلقات کو دیکھو تو انا کا مسئلہ

......ہمسایوں میں دیکھو تو انا کا مسئلہ

اس ''انا'' نے تو ہمیں ڈبو دیا ہے۔

ایک عجیب نکتہ:

علما نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے، ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جہاد سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ تھک گئے، نیند آنے لگی، رات کا وقت بھی ہو گیا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم دے دیا۔ سارا لشکر تھکا ہوا تھا اس لیے سب سونا چاہتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: وہ کون ہے جو پہرہ دے اور ہمیں صبح فجر کی نماز کے لیے جگائے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اَنَا ''میں اس کام کے لیے حاضر ہوں'' چنانچہ ان کی ڈیوٹی لگ گئی اور باقی سب سو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر تو چلتے پھرتے رہے۔ وہ بھی تھکے ہوئے تھے۔ ایک جگہ پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ ان کو کھڑے کھڑے نیند آ گئی۔ صبح کے وقت جب سورج طلوع ہوا اور سورج کی کرنوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک رخساروں کے بوسے لیے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو جگایا اور فرمایا: بلال! آپ نے ہمیں جگایا ہی نہیں، فجر کی نماز قضاء ہو گئی۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قضا کروائی۔ کیوں؟ قضا نماز کا مسئلہ واضح فرمانا تھا۔ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی میں نماز کبھی قضا نہ ہوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی تو امت کے سامنے قضاء نماز کا مسئلہ کیسے کھلتا؟ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نماز میں بھولتے ہی نہ تو سجدہ سہو کا مسئلہ کیسے واضح ہوتا؟ جی ہاں! ایک مرتبہ آپ ﷺ نے چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھی سلام پھیر دیا۔ صحابہ ؓ نے کہا:

اَقُصِرَتِ الصَّلٰوۃِ اَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!

اے اللہ کے نبی! کیا آج سے بعد یہ نماز کم ہوگئی یا آپ بھول ہوگئی؟

فرمایا:

لَا نَسِیْتُ بَلْ نُسِیْتُ

''میں بھولا نہیں، بلکہ بھلایا گیا ہوں''

اللہ تعالیٰ نے بھلا دیا ہے تاکہ تمہارے سامنے بھولنے کی صورت میں سجدہ سہو کا مسئلہ واضح ہو جائے کہ نماز کو کیسے ٹھیک کر سکتے ہیں۔ اب سوچیے کہ جس محبوب ﷺ کا بھولنا بھی امت کے لیے رحمت ہوگا، اس محبوب ﷺ کا ہوش مندی کا معاملہ امت کے لیے کتنی بڑی رحمت ہوگا۔ جس محبوب ﷺ کا سو جانا امت کے لیے رحمت ہوگا اس محبوب ﷺ کا جاگنا امت کے لیے کتنی بڑی رحمت ہوگا۔ تو محبوب ﷺ سو گئے اور امت کے لیے قضا نماز کا مسئلہ واضح ہو گیا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ اب نماز قضا ہوگئی ہے۔

یہاں پر علما فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے محبوب ﷺ نے پوچھا: بلال! تم نے ہمیں کیوں نہیں جگایا تو بلال ؓ نے آگے بڑھ کر جواب دے دیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! جس اللہ نے آپ کو سلایا اسی اللہ نے مجھ پر بھی نیند طاری کر کے مجھے بھی سلا دیا ...... بات تو آئی گئی ہوگئی ...... لیکن یہاں محدثین نے نکتہ یہ لکھا کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تھا کہ ہمیں کون جگائے گا تو بلال ؓ نے جواب میں ''انا'' کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اس ''انا'' کے لفظ کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز قضا کر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دکھادی۔ یہ انا یعنی ''میں'' بہت خراب کرتی ہے۔ یہ لفظ ہی اللہ کو پسند نہیں آیا۔

اس لیے ہمارے مشائخ ''میں'' کا لفظ استعمال ہی نہیں کرتے۔ وہ فقیر کا لفظ اور عاجز کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ عاجز نے یہ کیا، فقیر نے یہ کیا، عاجز یہ کرنا چاہتا ہے۔ ''میں'' کا لفظ ہی زبان پر نہ آئے۔ اس لیے کہ یہ میں اللہ کو بہت ہی ناپسند ہے۔

ایک اور نکتہ:

بکری کی عادت ہوتی ہے کہ جب وہ بولتی ہے تو ''میں میں'' کرتی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دیکھو! اللہ نے اسے اس کی ''میں میں'' کا کیا مزا چکھایا۔

...... سب سے پہلے اس کے گلے پر تیز چھری چلوائی اور خون کے فوارے چھوٹے۔ اس کی میں نکل رہی ہے۔

......گردن کٹی

......اس کی چمڑی اتروائی

...... جب چمڑی اتر گئی تو اس کے گوشت کی بوٹیاں بنوائیں۔

......اس کی ہڈیوں کو بھی کٹوا دیا

...... پھر اسے آگ کے اوپر چڑھا کے کباب بنوا دیے اور دستر خوان پر پہنچا دیے۔

......ہم جیسے فقیروں کے بتیس دانتوں نے اس کو پیٹ میں پہنچا دیا۔

......گوشت پیٹ میں چلا گیا، ہڈیاں جانوروں کے منہ میں چلی گئیں۔

......کسی ہڈی کو کتے نے چچوڑا اور کسی کو کسی اور نے توڑا۔

باقی رہ گئیں آنتیں۔ ان آنتوں کو لوگوں نے مشینوں میں استعمال کرنے کے لیے خشک کیا۔

پہلے وقتوں میں روئی دھننے کی ایک مشین ہوتی تھی اس میں دھاگے کی جگہ بکری

www.besturdubooks.wordpress.com

کی آنت خشک کر کے استعمال ہوتی تھی۔ دھاگہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ ٹوٹتی نہیں تھی۔ چنانچہ روئی دھننے کی مشین میں اس کو استعمال کرنے کے لیے اس کی آنتوں کو خشک کیا گیا۔ جب بالکل خشک ہو کر دھاگہ بن گئی تو کسی بندے نے اس کو اس مشین میں فٹ کیا۔ پھر جب وہ اس مشین کو چلاتے وقت دھاگے کو ہلاتا ہے تو اس میں سے ''توں توں'' کا لفظ نکلتا ہے۔

اس پر بزرگوں نے فرمایا: دیکھو! بکری کی میں اللہ کو اتنی ناپسند آئی کہ اتنے مراحل سے اسے گزارا، جب تک توں کا لفظ نہیں نکلا اس وقت تک نہیں چھوڑا۔

بھئی! ہم بھی اسی طرح بجائے اس کے کہ فرشتوں سے عذاب سہیں، مشقتیں اٹھائیں، سزائیں پائیں، بہتر یہ ہے کہ خود ہی توں کہنا شروع کر دیں۔ تو میں سے بچیں اور توں کا سبق یاد کریں۔ ہماری خانقاہوں میں سب سے پہلے یہی بات سکھائی جاتی ہے۔

موبائل یونیورسٹیاں:

خانقاہ کس کو کہتے ہیں؟ کیا کسی عمارت کا نام ہوتا ہے؟ نہیں۔ خانقاہ شخصیتوں کا نام ہوتا ہے۔ اب کوئی بندہ جس کو اللہ کے کسی بندے نے بنایا سنوارا اور اس کے سر پر بوجھ ڈالا کہ اب آگے لوگوں کو بناؤ۔ بننے کی پہچان ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ آگے بنا رہا ہوتا ہے۔...... ایک دفعہ ایک بزرگ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا: یہ بتاؤ کہ ذکر و سلوک میں لگا ہوا کون ہے؟ کسی نے کچھ جواب دیا اور کسی نے کچھ۔ ایک شاگرد نے عرض کیا: حضرت! آپ ہی بتا دیں۔ فرمانے لگے: ''ذکر و سلوک میں لگا ہوا وہ ہے جس کو لگی ہوئی ہو۔'' پھر پوچھا: بتاؤ! لگی ہوئی کس کو ہے؟ شاگردوں نے کہا: حضرت! اب اس کا جواب بھی آپ ہی بتا دیں۔ فرمایا: لگی ہوئی اس کو ہوتی ہے جو آگے لگا رہا ہوتا ہے۔ یہ ایک فطری سی چیز ہے...... تو خانقاہ کسی عمارت کا نام نہیں ہوتا، شخصیت

www.besturdubooks.wordpress.com

کا نام ہوتا ہے۔

..... وہ عمارت کے نیچے بیٹھیں تو وہ خانقاہ

..... وہ درخت کے نیچے بیٹھ جائیں تو وہ خانقاہ

..... وہ چٹیل میدان میں بیٹھ جائیں تو وہ خانقاہ

..... وہ جنگل میں بیٹھ جائیں تو وہ خانقاہ بن جائے گی، بلکہ منگل کا سماں ہوگا۔

آج کے دور میں لوگ یونیورسٹیوں میں علوم سیکھنے جاتے ہیں۔ یہ خانقاہیں بھی موبائل یونیورسٹیاں ہیں۔ ایک فون گھر میں ہوتا ہے اور ایک موبائل فون بھی ہوتا۔ موبائل فون پر جب چاہو اور جہاں چاہو، بات کرلو..... خانقاہیں موبائل یونیورسٹیاں ہوتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ دنیا کی یونیورسٹیوں میں طلبا آٹھ گھنٹے پڑھتے ہیں اور ان موبائل یونیورسٹیوں میں وقت گزارنے والا چوبیس گھنٹے کا طالب علم ہوتا ہے۔ جب بھی شیخ کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ سیکھ رہا ہوتا ہے۔ دن میں بھی رات میں بھی، سونا بھی سیکھتا ہے جاگنا بھی سیکھتا ہے۔ یونیورسٹیوں میں تو صرف ایک مضمون پڑھا دیا جاتا ہے۔ الیکٹریکل پڑھنے والوں کو الیکٹرسٹی کے بارے میں مکینیکل والوں کو مکینیکس کے بارے میں۔ لیکن ان خانقاہوں میں آنے والے طالب علم کا جو سلیبس (نصاب) ہے وہ پوری زندگی سے متعلقہ علوم ہیں۔ چنانچہ مشائخ چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑی سے بڑی چیز بھی سکھاتے ہیں۔

رسولِ اعظم ﷺ..... مرشدِ اعظم:

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ "مرشدِ اعظم" تھے۔ انہوں نے

..... تھوک پھینکنا بھی سکھایا

..... روٹی کا لقمہ منہ میں ڈالنا سکھایا

..... پلیٹ سے سالن لقمے کے ساتھ کیسے لینا ہے، یہ بھی سکھایا۔ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

كُلْ بِيَمِينِكَ وَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

''دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور جو قریب کی جگہ ہے وہاں سے کھاؤ۔''

.... لقمہ چبا چبا کر باریک کرنا اور پھر نگلنا سکھایا۔

.... اپنی قضائے حاجت کے لیے کیسے بیٹھنا ہے، کس طرف رخ کرنا ہے، اور کس طرف نہیں کرنا، یہ بھی سکھایا۔

.... میاں بیوی آپس میں وقت کیسے گزاریں، یہ بھی سکھایا۔

.... ایک دوسرے کے ساتھ معاملات کیسے کرنے ہیں، یہ بھی سکھایا۔

.... اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے کرنی ہے، یہ بھی سکھایا۔ زبانی ہی نہیں، بلکہ پریکٹیکل بھی کروایا۔ یونیورسٹیوں میں جیسے پہلے تھیوری پڑھا دیتے ہیں اور پھر پریکٹیکل کرواتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے تھیوری بھی بتائی اور پریکٹیکل بھی کروایا۔ نماز کی تعلیم زبان مبارک سے بھی دی اور پھر منبر پر چڑھ کر فرمایا:

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ

''جیسے تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو ویسے نماز پڑھو۔''

گویا پریکٹکل بھی کروایا۔

جیسا گمان ویسا فیض:

خانقاہ کے اندر رہتے ہوئے ہر چیز پر شیخ کی نظر ہوتی ہے۔ کئی دفعہ قریب رہنے والے لوگ سوچتے ہیں کہ جی! شیخ کو پتہ ہی نہیں ہے۔ بیوی نے کوئی بات کی۔ کہتا ہے: نہیں نہیں، خط میں اپنی بات ذرا ایسے ایسے لکھ دے، حضرت کو کون سا پتہ چلتا ہے۔ کئی دوستوں کا یہ گمان ہوتا ہے۔ او جی! باقی لوگ بھی تو اپنے اچھے اچھے حالات آکر بیان کرتے ہیں۔ وہ کون سا جا کر دیکھتے ہیں، تم بھی اپنے اچھے اچھے حالات بیان کرو۔ شیخ کے بارے میں ان کا یہ گمان ہوتا ہے۔ ان کو اتنا اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہنے

www.besturdubooks.wordpress.com

والے کی بات بھی سن رہے ہوتے ہیں اور کچھ اس کے دل کی حالت کو بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ذرا سوچیں کہ جب شیخ کے بارے میں گمان ہی یہ ہو کہ ان کو جیسے بھی حالات بتا دیں ویسے ہی وہ بات مان لیتے ہیں تو پھر بندے کو کیا فائدہ ہوگا۔ پھر کہتے ہیں:

......حضرت! میرے حالات اچھے نہیں ہیں

......حضرت! میرا کاروبار ڈاؤن جا رہا ہے۔

......حضرت! میری باطنی حالت بہت خراب ہوگئی ہے

......حضرت! میں گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہوں

......حضرت! نمازوں میں میرا دل نہیں لگتا

......حضرت! تہجد میں دل نہیں لگتا

جیسا آپ کا گمان ہوگا ویسا آپ کو فیض ملے گا۔

خود ہی مریض خود ہی طبیب:

مشائخ کی عادت ہوتی ہے خاموشی اختیار کرنے کی۔......یہی عادت مبارکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی، کئی معاملات میں جب ناپسند چیز سامنے آتی تھی تو آپ ﷺ خاموشی اختیار فرما لیتے تھے۔ اور آپ ﷺ کی خاموشی میں یہ پیغام ہوتا تھا کہ یہ چیز اچھی نہیں ہے۔ جیسے ایک صحابیؓ نے ایک اونچا مکان بنایا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش ہوگئے۔ کچھ بھی نہ کہا۔ اور محبوب ﷺ کی خاموشی سے ہی ان کو میسج مل گیا......

شیخ مرید کی بات سن کر خاموشی کیوں اختیار کرتے ہیں؟

اس لیے کہ انہیں مریض کے مرض کا پتہ ہوتا ہے۔

آج کل تو مریض خود ڈاکٹر بن کر آتے ہیں۔ کہتے ہیں:

''حضرت! میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ مجھے یہ مشورہ دیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک صاحب نے آ کر اپنے حالات بتائے اور حالات بتانے کے بعد ان کا حل بھی بتایا۔ وہ دراصل عاجز کی زبان سے کہلوانا چاہتے تھے۔ میں نے پوچھا: کیا آپ میری زبان سے کہلوانا چاہتے ہیں۔ کہنے لگا: ہاں ہاں! بس میں اسی لیے آیا ہوں کہ آپ کی زبان سے یہ جواب نکل جائے اور میں سن لوں۔ اب بتائیں کہ جب خود ہی مریض ہوں اور خود ہی طبیب ہوں تو کیا بہترین علاج ہوگا!

تعلیماتِ اسلامی کا نکتہ کمال:

یہ دینِ اسلام کا حسن ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو وہ تمام احکام سکھلا دیے جن کی ان کو ضرورت پڑتی ہے۔ تمام اصول وضوابط بتا دیے۔ لہٰذا اگر کوئی آدمی تھرڈ ورڈ میں زندگی گزارے تو بھی اسلام کی تعلیمات اس کے لیے موجود ہیں اور اگر کوئی بڑی ترقی یافتہ دنیا میں جا کر زندگی گزارے تو بھی اسلام کی تعلیمات سامنے ہیں۔ قیامت تک کے لیے یہ شریعت ہمارے لیے کافی، وافی اور شافی ہے۔ اس کی تعلیمات ہی ایسی ہیں۔

رویتِ ہلال اور اسلامی تعلیمات:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں فرمایا:

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَ اَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ

''چاند دیکھ کر تم روزے رکھو اور چاند دیکھ کر تم افطار کرو''

اس وقت یورپ میں مسلمانوں کے دو طرح کے گروہ ہیں۔ ایک گروہ تو وہ ہے جو کہتا ہے کہ اتنی سائنسی ترقی ہو چکی ہے کہ انسان سائنس کے ذریعے چاند پر پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا یہ تو پہلے ہی سے پتہ ہوتا ہے کہ چاند کہاں نظر آئے گا اور کہاں نظر نہیں آئے گا۔ تو چاند کو دیکھ کر روزے رکھنے کا کیا مطلب؟ پہلے سے ہی اعلان کر سکتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ایک ملک کی ایمبیسی کی طرف سے شعبان کے آخری جمعہ میں اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں دن روزہ ہوگا، صرف یہی نہیں، بلکہ یہ بھی اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں دن عید ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جب سائنسی ترقی اتنی ہو چکی ہے کہ ہمیں پتہ ہے کہ چاند کس جگہ پر کب نظر آئے گا، اور کب نظر نہیں آئے گا۔ لہٰذا ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ہم جیسے لوگ وہاں رہ کر بھی چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیں "پرانے دماغوں کے مولوی" کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں: جی! روزے تو ہمارے ہیں، آپ کے تو ہیں نہیں۔ اس لیے ہم اپنا روزہ چاند کو دیکھ کر رکھیں گے۔ اور دیکھ کر کھولیں گے۔ الحمدللہ! ان ملکوں میں رہنے والے وہ لوگ جو اپنے اکابر کی طرز پر چلتے ہیں، وہ معلومات تو حاصل کر لیتے ہیں کہ کہاں چاند نظر آ سکتا ہے اور کہاں نظر نہیں آ سکتا، لیکن تصدیق کے لیے لوگوں کو اونچی عمارتوں پر بھیجتے ہیں، اور جب تک تصدیق نہیں ہو جاتی اور شرعی گواہیاں نہیں مل جاتیں اس وقت تک روزے رکھنے کا اور افطار کرنے کا فیصلہ نہیں کرتے۔ یہ دوسرے گروہ کے لوگ ہیں۔

ایک دفعہ ایک صاحب ہمارے پاس آ گئے اور کہنے لگے: جی! آپ تو سائنس پڑھے ہوئے ہیں، انجینئر ہیں۔ آپ بھی ان پڑھوں والی باتیں کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا مطلب؟ کہنے لگے: آپ تو سائنس جانتے ہیں اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم چاند دیکھ کر روزہ رکھیں گے اور چاند دیکھ روزہ کھولیں گے۔ یعنی عید منائیں گے۔ کئی دفعہ آسمان پر بادل بھی ہوتے ہیں، کبھی نظر نہیں بھی آتا، اس لیے سائنس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

خیر! ہم نے اس بندے کو تو جو جواب دینا تھا وہ اسے دیا۔ لیکن پھر ہم نے اس کے بعد اس کی تحقیق شروع کر دی کہ سائنس اس کے بارے میں کیا کہتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امریکہ میں سپیس (خلا) کے بارے میں ایک میوزیم ہے۔ وہاں پر ہر وقت بتایا جاتا ہے کہ خلا میں کیا ہو رہا ہے۔ ایک ریڈیو سٹیشن ہی ایسا ہے کہ آپ وہاں فون کریں تو آپ کو ہر وقت وہاں پر یہ خبریں سنائی دے رہی ہوں گی کہ اب

......مشتری میں یہ ہو رہا ہے۔

......عطارد میں یہ ہو رہا ہے۔

......سورج میں یہ ہو رہا ہے۔

......چاند میں یہ ہو رہا ہے۔

جو کچھ اوپر کی دنیا میں ہو رہا ہوتا ہے اس کے بارے میں معلومات بتائی جاتی ہیں۔ آج چاند کس کس جگہ پر نظر آئے گا اور کس کس جگہ پر نظر نہیں آئے گا، وہ بتاتے ہیں۔ ہم نے ان سے پوچھا: آج چاند کہاں کہاں نظر آئے گا؟ انہوں نے کہا: فلاں فلاں جگہ پر نظر آئے گا۔ ہم نے پوچھا: آپ کی یہ بات پکی ہے یا اندازے پر مبنی ہے؟ جب ہم نے بات کو ذرا کھولنا چاہا تو وہ کہنے لگے کہ ہم سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتے۔ ہم نے پھر پوچھا: جناب! سو فیصد یقین کے ساتھ کون کہہ سکتا ہے۔ انہوں نے کہا: جی! آپ نیوی والوں سے رابطہ کریں۔ ان کا مستقل ایک ڈیپارٹمنٹ ہے اور ایک بڑا کمپیوٹر ہے ان کے پاس۔ وہ چاند کے مدار کے ایک ایک انچ کی پیمائش رکھتے ہیں، ان کو پکا پتہ ہوتا ہے۔ کہ اس وقت چاند کہاں پہ ہے۔

ان سے نمبر لے کر میں نے خود فون کیا۔ وہاں اس کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ میں ایک خاتون تھی۔ اس سے میری بات ہوئی۔ میں نے کہا: میں فلاں علاقے میں ہوں اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں چاند نظر آئے گا یا نہیں نظر آئے گا۔ اس نے کمپیوٹر سے پتہ کر کے بتایا کہ صرف اتنے پرسنٹ چانس ہیں۔ میں نے کہا: واہ! انسان تو چاند پر قدم لگا چکا ہے اور سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے اور آپ کہہ رہی ہیں کہ صرف اتنے

www.besturdubooks.wordpress.com

پرسنٹ چانس ہیں نظر آنے کے، کوئی پکی بات کرو...... جو سوال دوسرے لوگ ہم سے کہتے تھے ہم نے ہو بہو وہی سوال ان سے کر دیا کہ کوئی پکی بات بتاؤ۔ انسان تو چاند پر پہنچ چکا ہے اور ابھی بھی آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ چانسز ہیں۔...... جب اس عاجز نے کہا کہ کوئی پکی بات بتاؤ کہ چاند یقینی طور پر نظر آئے گا یا نہیں آئے گا۔ تو اس نے کہا کہ ہم یقین سے کبھی بھی نہیں کہہ سکتے۔ میں نے کہا: چاند پر چڑھ گئے اور یقین سے کہہ نہیں سکتے!؟ کہنے لگی: دراصل بات یہ ہے کہ اس کے درمیان کچھ مشکلات ہیں۔ وہ مشکلات یہ ہیں کہ ہم جو چاند کی پوزیشن بتاتے ہیں، وہ دیکھ کر نہیں بتاتے، حساب کی کچھ Equations مساواتیں ہیں۔ ہم ان سے جمع تفریق کر کے بتاتے ہیں کہ اب چاند یہاں ہوگا۔ وہ جمع تفریق کا حساب اتنا پکا ہے کہ صحیح پوزیشن کا پتہ چلتا ہے۔ اس کو Simulator Methematical کہتے ہیں۔ میں نے کہا: جب آپ کے پاس ایسی مساواتیں ہیں جو پکا حساب بتا دیتی ہیں تو آپ بھی پکی بات کریں۔ کہنے لگی: جی! بات یہ ہے کہ ان مساواتوں میں چھ ہزار پیرامیٹرز ایسے ہیں جو Variables (متغیرات) ہیں، ان میں سے کسی ایک کے بدلنے سے بھی رزلٹ بدل سکتا ہے۔

میں نے پوچھا: آپ کا یہ بتانے کا مقصد کیا ہے؟ کہنے لگی: دنیا کا کوئی انسان کبھی بھی گارنٹی کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا چاہے کتنا بڑا سائنس دان ہو، کہ آج چاند کہاں اور کس جگہ پر ہوگا۔ اس میں شبے کی ہی گنجائش ہوگی، معلوم نہیں کہ ان چھ ہزار میں سے کوئی ایک پیرامیٹر بدل جائے اور چاند کی پوزیشن میں فرق آ جائے۔

میں نے اس کی بات سن کر کہا: الحمد للہ! صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا:

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ

''چاند دیکھ کر روزہ رکھ لو اور چاند کو دیکھو تو افطار کر لو۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا نے ٹھوکریں کھائیں، ریسرچ کی، سائنس کے پیچھے لگے رہے۔ بیسیوں سالوں کی محنت کے بعد بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے۔ بھئی! یہ تو اب یہ بات کر رہے ہیں اور ہمارے محبوب ﷺ نے تو چودہ سو سال پہلے ہی یہ بتا دیا تھا۔

اس مثال سے آپ اچھی طرح سمجھ جائیں گے کہ انسان ٹھوکریں کھا کھا کے جو باتیں سمجھتا ہے، شریعت نے وہ باتیں ہمیں پہلے ہی بتا دی ہیں۔ اس لیے اپنے نئے تجربے کرنے کی ضرورت نہیں، مومن کو چاہیے کہ بس سر جھکائے اور اسلام کی تعلیمات پر قدم بڑھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر ہر حکم ہماری سلامتی کا حکم ہے۔ اس میں ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس میں کسی قسم کی نقصان کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ یہ سو فیصد پکی بات ہے۔

ایذائے مسلم سے اجتناب کی تعلیم:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں ہوں۔"

یہ دین اسلام میں مسلمان کی تعریف بتائی گئی ہے کہ مسلمان کون ہوتا ہے۔ اس حدیث پاک میں کچھ طالب علمانہ نکات ہیں۔

......پہلی بات تو یہ کہ یہاں سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ کیوں کہا؟ سَلِمَ النَّاس کیوں نہیں کہا؟ بھئی! سارے انسان ہی سلامتی میں ہونے چاہییں ......اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کو مسلمان معاشرے میں رہتے ہوئے اکثر و بیشتر مسلمانوں سے لین دین کا معاملہ کرنا ہوتا ہے۔ جب مسلمانوں کے بارے میں کہہ دیا تو دوسرے لوگ بھی اسی

www.besturdubooks.wordpress.com

ضمن میں خود بخود شامل ہو گئے۔ للا کثر حکم الکل۔

......اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ مُسْلِمُوْن کہا ہے، مُسْلِمَات کا تذکرہ نہیں ہوا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب مردوں کی بات کر دی تو عورتیں خود بخود اس میں شامل ہیں۔

......زبان اور ہاتھ کیوں کہا؟......اس لیے کہ تکلیف کا باعث عام طور پر یہی دو چیزیں ہی بنا کرتی ہیں۔قول سے اور فعل سے۔قول ہوتا ہے زبان سے اور فعل ہوتا ہے ہاتھوں سے۔

...... ہاتھ پر زبان کو مقدم کیوں کہا گیا؟ ہاتھ بڑا ہے، اور زبان چھوٹی ہے، اس لیے ہاتھ کو مقدم کرتے۔اگر عورت یہ حدیث پڑھے تو وہ کہے گی کہ مردوں کے ہاتھ بہت چلتے ہیں لہٰذا ہاتھ کو مقدم کرنا چاہیے، اگر مرد حدیث پڑھیں تو وہ کہیں گے کہ نہیں، عورتوں کی زبان بہت تیز چلتی ہے لہٰذا یہ بالکل ٹھیک ہے کہ زبان کو مقدم کیا۔تو بھئی! اب فیصلہ کون کرے کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ اس میں کئی حکمتیں ہیں۔مثال کے طور پر:

انسان ہاتھوں سے جو ایذا پہنچاتا ہے وہ فقط ان لوگوں کو پہنچاتا ہے جو حاضر ہوتے ہیں۔لیکن زبان سے ایذا اپنے گزرے ہوئے لوگوں کو بھی پہنچا سکتا ہے۔حال کے لوگوں کو بھی اور آنے والی نسلوں کو بھی ایذا پہنچا سکتا ہے۔اس لحاظ سے چونکہ زبان سے ایذا پہنچانے کا دائرہ کار ہاتھ سے بہت زیادہ ہے اس لیے نبی ﷺ نے اس کو مقدم فرمایا۔

- ہاتھ سے لگا ہوا زخم مندمل ہو جاتا ہے جبکہ زبان سے لگا ہوا زخم کبھی مندمل نہیں ہوتا۔
- کچھ تعلقات ایسے ہوتے ہیں جن کو انسان ہاتھ سے نہیں کاٹ سکتا، زبان ان

www.besturdubooks.wordpress.com

تعلقات کو بھی کاٹ کے رکھ دیتی ہے۔ اکثر آپ دیکھیں گے کہ جو انسان ہاتھ سے ایذا پہنچاتا ہے اس کی زبان بھی ضرور کچھ نہ کچھ بول رہی ہوتی ہے۔ مثلاً: آ میں تجھے دیکھتا ہوں...... میں تجھے یہ کرتا ہوں۔ وہ کرتا ہوں اس لیے زبان کو ہاتھ پر مقدم کیا گیا۔

⊙ حدیث پاک میں لسان کا تذکرہ کیوں کیا؟ جبکہ زبان سے تو ایذا نہیں پہنچ سکتی، زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سے، قول سے، کلام سے ایذا پہنچتی ہے......نہیں آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی مرتبہ دوسرے کا دل جلانے کے لیے زبان کو نکال کر اشارہ کر دیتے ہیں۔ منہ سے زبان نکال کر دوسرے کا منہ چڑا دیتے ہیں۔ کوئی لفظ نہیں بولتے۔ معلوم ہوا کہ زبان کی ایذا فقط بولنے تک ہی نہیں۔ زبان نکالنے سے بھی ایذا پہنچائی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے زبان کے کلام کی بات نہیں فرمائی۔ فقط من لسانہ کا تذکرہ فرما دیا۔

⊙ حدیث پاک میں ہاتھوں کا تذکرہ کیا، پاؤں کا تذکرہ نہیں کیا، کیوں؟ اس لیے کہ ہاتھ عام طور پر پورے جسم کے نمائندے ہوتے ہیں۔ اسی لیے تو لوگ کہتے ہیں: ''اس کے بڑے لمبے ہاتھ ہیں'' کہتے ہیں: ''اس میں کسی کا ہاتھ نظر آتا ہے۔'' لگتا ہے کہ اس میں ہمارے کسی مخالف کا ہاتھ ہے۔'' گویا جب کسی کی فخر اندازی کا تذکرہ کرنا ہو تو اس کے ہاتھوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں: ''آؤ جی! میرے ہاتھ مضبوط کرو۔'' ان تمام باتوں میں ہاتھ پورے جسم کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے پاؤں کا تذکرہ نہیں کیا، ان تمام باتوں میں ہاتھ پورے جسم کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے پاؤں کا تذکرہ نہیں کیا، فقط ہاتھوں کا تذکرہ کیا ہے۔

بھئی! مومن، شر کو پسند کرنا تو کیا شر پر راضی بھی نہیں ہوا کرتا، یعنی مومن شر پر نہیں ہوتا بلکہ وہ مسلمان ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے لیے راحت جان بنتا ہے۔

......گھر والوں کے لیے راحتِ جان

www.besturdubooks.wordpress.com

......پڑوسیوں کے لیے راحتِ جان

......بچوں کے لیے راحتِ جان

......بڑوں کے لیے راحتِ جان

......اپنوں کے لیے راحتِ جان

......پرایوں کے لیے راحتِ جان

......دوستوں کے لیے راحتِ جان، حتیٰ کہ

......دشمنوں کے لیے بھی راحتِ جان بن کر رہتا ہے۔ اس کی ہر ممکن کوشش ہوگی کہ میری ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ ہاں! کئی مرتبہ ایسا ہو سکتا ہے کہ میل جول والے دوست زیادہ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ہر ایک کے ساتھ ایسا معاملہ رکھ نہیں پاتا، تو اسے مجبوری پر محمول کیا جائے گا۔ ورنہ دل سے پوچھو تو:

...... ہر ایک کا احترام دل میں

...... ہر ایک کی محبت دل میں

...... ہر ایک کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا

اس کا ہر ایک کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ہے۔ ایسے بندے کو مومن کہتے ہیں ایسے بندے کو مسلمان کہتے ہیں۔ میرے دوستو! ہم اپنے دلوں میں جھانک کے دیکھیں کہ ہم نے اللہ کی مخلوق کو کتنا ستایا ہوا ہے۔

اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ بنا کہ

''مسلمان وہ ہوتا ہے جو مسلمانوں کو ایذا دینے والے اعمال ترک کر دے۔''

یہ اس حدیث کا لب لباب ہے۔ صحابہ کرام اس کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔

مسلمان بھائی کی عزتِ نفس کا خیال:

عبداللہ بن عباس ؓ کی روایت ہے۔ صحابہ کرام ؓ موجود ہیں۔ نماز کا وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

قریب ہے۔ محفل میں کچھ بدبو سی محسوس ہوئی۔ اس سے پتہ چلا کہ کسی کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ جس کا وضو ٹوٹا اگر وہ اٹھ کر جاتا تو لوگوں کے سامنے اس کو شرمندگی ہوتی۔ وہ آپس میں اتنے شیر و شکر تھے، اتنا پیار تھا، اتنی محبت تھی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے ہیں، نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھتے ہیں: اے اللہ کے نبی! کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم سب جائیں اور دوبارہ وضو کر کے آئیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ جتنے لوگ بیٹھے تھے سب نے جا کر نیا وضو کیا تاکہ یہ نہ پتہ چلے کہ کس کا وضو ٹوٹا تھا اور اسے شرمندگی نہ اٹھانی پڑ جائے۔ یہ ہوتا ہے مسلمان، جو اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو مجھ سے راحت ملے۔ راحت جان بن کر رہتا ہے وبال جان بن کر نہیں رہتا۔

خانقاہیں......تربیت گاہیں:

یہ باتیں سیکھنے کے لیے انسان کو خانقاہوں میں آنا پڑتا ہے کیونکہ یہ ایسی باتیں ہیں جو ماں باپ گھروں میں نہیں سکھا پاتے۔ کیونکہ بچے سے ماں باپ کو لاڈ پیار کا تعلق بھی ہوتا ہے۔ اور وہ اس لیے بھی اسے نہیں سکھا پاتے کہ اگر وہ بیٹے کی ایک بات پر ٹوکیں گے تو بیٹا آگے سے باپ کی دو باتیں دکھا دے گا۔ یہی تو آجکل مدارس میں مصیبت بنی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ عاجز نے مدرسے کے ایک استاد صاحب سے پوچھا: جی! آپ جب طلبا کو پڑھاتے ہیں تو ان کو ساتھ ساتھ آپ سمجھاتے کیوں نہیں؟ تربیت کیوں نہیں کرتے۔ کہنے لگے: جی! یہ کام تو آپ لوگ کریں۔ پوچھا: وہ کیوں؟ کہنے لگے: جی! طلبا بڑے ہوتے ہیں، سمجھدار ہوتے ہیں، اگر ہم ان کی ایک بات کو ٹوکیں گے تو وہ ہماری دس باتوں کو ٹوک دیں گے، اس لیے ہم یہ کھاتہ کھولتے ہی نہیں۔ پھر کہنے لگے: جی! آپ لوگ چونکہ اسی کام میں لگے ہوتے ہیں، یہ تعلق بھی عقیدت کا ہوتا ہے، آپ ڈانٹ بھی دیں گے تو وہ سن لیں گے اور اگر آپ سمجھائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے تو وہ مان بھی لیں گے، اس لیے یہ کام آپ ہی کریں، یہ کام ہم سے نہیں ہو سکتا...... واقعی! ان کی بات سمجھ میں آئی کہ مجبوریاں بھی ہیں۔ تو یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ایک عقیدت اور محبت کا تعلق دیا ہوتا ہے اس لیے کسی کو نرمی سے سمجھا دیا جاتا ہے تو کسی کو ذرا گرمی سے سمجھا دیا جاتا ہے۔ نرمی اور گرمی دونوں کا مقصد سمجھانا ہوتا ہے۔ دل میں کسی کے بارے میں کینہ نہیں ہوتا۔

جو بندہ اس حقیقت کو سمجھ گیا اس کی اصلاح کا راستہ آسان ہو گیا۔ چنانچہ اگر آپ سے کوئی آج کا سبق پوچھے تو آپ بتا سکتے ہیں کہ آج کا سبق ہمیں یہ ملا ہے کہ ہم مسلمان تب بنیں گے جب مسلمانوں کو ایذا دینے والے اعمال چھوڑ دیں گے...... اچھا! اگر گھر جا کر بیوی نے پوچھا کہ پیر صاحب نے کیا سکھایا، تو کیا آپ وہاں بھی یہ بتائیں گے؟ مصیبت بن جائے گی۔ جب بیوی کو پتہ چل جائے گا کہ پیر صاحب نے کیا سکھایا ہے تو وہ تو شیرنی بن جائے گی ..... تو انسان حقیقی معنوں میں تبھی مسلمان بن سکتا ہے جب کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو ایذا پہنچانے والے اعمال ترک کر دے۔ بس آج آپ نے اس نکتے پہ سوچنا ہے، رات میں جب تک سو نہیں جاتے، یا کل صبح تک جب تک آپ اگلے درس میں آ نہیں جاتے۔ اس چیز کو ہر بندہ سوچے کہ میں کہاں کہاں اور کس کس کے دل کو ایذا پہنچاتا ہوں۔ اگر اس پر آج رات آپ نے سوچ لیا اور جس جس انسان کو آپ نے ایذا پہنچائی اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگیں گے اور اس بندے سے بھی معافی مانگ لیں گے۔ تو بس سمجھیے کہ نسبت کا نور ملنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دروازے کو کھول دیا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دوسروں کے لیے راحت جان بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ
قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾

شہادت ہے
مطلوب و مقصود مومن

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بمقام: جامع قاسم العلوم ملتان

بتاریخ: 19 مارچ 2004

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

علامہ قرطبیؒ نے یہ بات نقل کی ہے کہ جب بھی کسی بندے کی موت آتی ہے تو ملک الموت اس کی روح قبض کرتے ہیں، چاہے وہ کتنا ہی بڑا ولی، کتنا بڑا مقرب اور کتنا ہی بڑا صاحب روحانیت ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن جب کسی شہید کی شہادت کا وقت آتا ہے تو اللہ رب العزت ملک الموت سے فرماتے ہیں، ملک الموت! یہ بندہ میرے نام پر جان قربان کر رہا ہے، لہٰذا تو ذرا پیچھے ہٹ جا! اس کی روح میں خود قبض کروں گا۔ لہٰذا شہید کی روح کو اللہ رب العزت خود قبض فرماتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
﴿رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب:۲۳)

وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى مَقَامٍ آخَر

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِىْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ﴾

(البینۃ: ۵)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

قربانی کا پیغام:

اسلامی سال کی ابتدا محرم کے مہینے سے اور اس کا اختتام ذوالحجہ کے مہینے پہ ہوتا ہے۔ محرم میں بھی قربانی کا پیغام ہے اور ذوالحجہ میں بھی قربانی کا پیغام ہے۔ محرم میں ہی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی محرم میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش آیا۔ اور ذوالحجہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی۔ ابتدا بھی قربانی سے اور انتہا بھی قربانی پہ۔ اس میں مومن کے لیے ایک پیغام ہے کہ تمہاری اس دنیا کی زندگی کا مقصد، اپنا سب کچھ اللہ کے لیے قربان کر دینا ہے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

لہٰذا ہمارا مقصد اللہ کے دین پر اور اس کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کرنا ہے۔

مخلوقات میں قربانی کا دستور:

دستور یہ ہے کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ چیز پر قربان ہوتی ہے۔ اگر آپ غور کریں تو زمین کے اندر جو نمکیات ہیں وہ نباتات پر قربان ہوتے ہیں، یہ نمکیات ان کی غذا بنتے ہیں۔ چنانچہ نمکیات کی غذا لے کر زمین کے اندر سے درخت اور پھول نکلتے ہیں۔ اور یہ جو نباتات ہیں یہ سارے کے سارے حیوانات کے لیے قربان ہوتے ہیں۔ زمین میں سے چارہ نکلتا ہے اسے کاٹ کر جانور کے آگے رکھا جاتا ہے۔ وہ اسے کھاتے اور چباتے ہیں۔ اور اگر آپ غور کریں تو یہ حیوانات انسان کے لیے قربان ہوتے ہیں۔ بکری کے گلے پہ چھری پھیری جاتی ہے، اسے ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت انسان کی غذا بنتا ہے۔ ہر ادنیٰ چیز کسی اعلیٰ چیز کے لیے قربان ہو رہی ہے۔ نمکیات نباتات کے لیے قربان، نباتات حیوانات کے لیے قربان، حیوانات انسان کے لیے، اور انسان اپنے ربِ رحمان کے لیے قربان ہوتے ہیں۔

زندگی کا گوہرِ مقصود:

لہٰذا بندے کی زندگی کا مقصد اپنا سب کچھ اللہ رب العزت کے نام پر قربان کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دینا ہے۔ اپنا مال، اپنی جان اور اپنا سب کچھ اللہ کے لیے قربان کر دینا ہے۔ یہ مقصدِ زندگی ہے۔ اس لیے جو انسان اللہ کے راستے میں بڑی سے بڑی قربانی دے، وہ اللہ رب العزت کے زیادہ سے زیادہ مقرب بندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ مومن کی تھوڑی سی زندگی قربانیوں کا سبق ہے۔ دین کے لیے تنگی اٹھانا، مجاہدہ کرنا اور مشقتیں برداشت کرنا مومن کی زندگی ہے۔

میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے
انہی پتھروں پہ چل کے گر آ سکو تو آؤ

قربِ الٰہی کے حصول کی شرط:

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے راستہ ذرا دشوار ہے۔ بندہ وہاں مشقتوں سے پہنچتا ہے۔

رب لئی تج کرنا پیندا اے آسائشاں نوں، آراماں نوں
کنڈیاں تے وی چلنا پیندا اے گل بدناں نوں، گل فاماں نوں

کتنا ہی کوئی نازک بدن کیوں نہ ہو اسے دین کے لیے قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ جو انسان بھی اللہ رب العزت کا قرب چاہتا ہے۔ اسے قربانیوں سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ حالات کے اعتبار سے ہر ایک کے لیے نوعیت مختلف ہوتی ہے، مگر قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ بہر حال اس راستے کو طے کرنے میں انسان کو بہت بلند ہمت رکھنا پڑتی ہے۔

بڑے کٹھن ہیں راستے جو آسکو تو ساتھ دو
یہ زندگی کے فاصلے مٹا سکو تو ساتھ دو
ہزار غم ہیں یہاں، ہزار آزمائشیں
ہزار غم ہزار بار اٹھا سکو تو ساتھ دو

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہء کرامؓ میں قربانی کی تڑپ:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لیا تھا۔ اس لیے وہ اللہ کے دین کی خاطر قربانی دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ بلکہ اس کے لیے وہ دعائیں مانگتے تھے۔

جنگ احد کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن جحشؓ دونوں دوست ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے سنی ہے کہ جب مجاہد اللہ کے راستے میں نکلتا ہے تو اس راستے میں اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے بھی یہ بات سنی ہے، اب ایک نے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ آمین کہنا اور آپ دعا کرنا میں آمین کہوں گا۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات دعا کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے پہلے دعا کی۔ دعا یہ مانگی کہ اے اللہ! کل میرا مقابلہ ایک بڑے قوی دشمن سے ہو، وہ مجھ پر وار کرے اور میں اس پر وار کروں اور خوب مقابلہ ہو۔ اے اللہ! میں اس پر ایک ایسا وار کروں کہ وہ قتل ہو جائے اور دشمن کے سرغنہ کو مارنے کی سعادت مجھے نصیب ہو جائے۔ دوسرے نے کہا : آمین۔ اب دعا مانگنے کی باری حضرت عبداللہ ابن جحشؓ کی تھی۔ انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! کل میرا مقابلہ ایک قوی دشمن سے ہو، وہ مجھ پر وار کرے اور میں اس پر وار کروں۔ اے اللہ! اس مقابلہ میں وہ ایک ایسا وار کرے کہ مجھے تیرے راستے میں شہید کر دے۔ پھر وہ میری آنکھوں کو بھی نکال دے اور میرے کانوں کو بھی کاٹ دے اور میں اس حال میں قیامت کے دن تیرے حضور پیش کیا جاؤں۔ اے اللہ! پھر آپ مجھ سے پوچھیں کہ میرے بندے! تیری آنکھوں اور کانوں کو کیا ہوا؟ میں عرض کروں کہ اے اللہ! یہ نذرانہ میں تیرے نام پر پیش کر کے آیا ہوں۔ دوسرے نے آمین کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور دونوں حضرات کی دعائیں قبول ہو گئیں۔ سعدؓ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا کو یاد کر کے فرمایا کرتے تھے کہ میرے بھائی کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر شہید ہونے اور قربان ہونے کے لیے وہ تڑپتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے۔

تمنائے فاروقی رضی اللہ عنہ:

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف آ رہے تھے۔ راستے میں رات کے وقت قیام فرمایا۔ رات کو جب سوئے اور تہجد کے وقت آنکھ کھلی۔ دیکھا کہ آسمان پر چودھویں کا چاند نور برسا رہا ہے، ماحول میں بھی ٹھنڈک ہے، ہر طرف چاندنی ہی چاندنی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ قبولیتِ دعا کا وقت ہے۔ یہ رحمتوں کے نزول کا وقت ہے۔ اسی وقت آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور دل کی تمنا پیش کی، اے اللہ! میرے دل کی یہ تمنا ہے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ قَبْرِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِكَ

''اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما اور مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں دفن ہونے کی سعادت نصیب فرما۔''

اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں کتنی تڑپ ہوا کرتی تھی۔ اللہ رب العزت کی محبت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ وہ اللہ کے نام پر جان بھی قربان کر دیتے تھے۔ اور احسان بھی اللہ تعالیٰ کا مانتے تھے۔ گویا زبانِ حال سے یہ کہتے تھے:

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

معذور صحابی رضی اللہ عنہ کا کٹ مرنے کا جذبہ:

اللہ رب العزت کی محبت کا راستہ بھی عجیب ہے۔ صحابہ کرام میں سے ایک معذور

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابی تھے، حضرت امر بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہ اپنی ٹانگوں سے معذور تھے اور اپنا توازن بھی قائم نہیں رکھ سکتے تھے۔ ان کے چار بیٹے جہاد میں شریک تھے۔ ان کے دل میں تمنا اٹھی کہ میں بھی جہاد میں شریک ہوں۔ نبی علیہ السلام سے آکر اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے تو چار بیٹے جہاد میں شریک ہیں، آپ گھر میں ہی رہیں تو ٹھیک ہے۔ عرض کی کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے لنگڑے پن کے باوجود جنت میں چلا جاؤں۔ نبی علیہ السلام نے اجازت عنایت فرمادی۔ گھر آئے اور اہلِ خانہ سے کہا کہ میرے جہاد کے سفر کی تیاری کرو، چنانچہ گھر میں تیاریاں ہونے لگیں۔ بیوی کا خاوند کے ساتھ ایک خصوصی تعلق ہوتا ہے، انکی بیوی نے دل لگی کے طور پر ہمت بندھانے کے لیے کہہ دیا کہ مجھے تو لگتا ہے کہ آپ میدانِ جہاد سے بھاگ کر واپس آجائیں گے۔ جیسے ہی یہ سنا دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ

''اے اللہ! مجھے میرے اہلِ خانہ کی طرف نہ لوٹانا''

چنانچہ جہاد میں گئے۔

فَقَتَلَ وَ قُتِلَ حَتّٰی قُتِلَ

''انہوں نے قتال در قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے''

انکی اہلیہ جب لاش لینے کے لیے گئیں تو سواری واپس چلتی ہی نہ تھی۔ نبی علیہ السلام کی خدمت میں معاملہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ جانے سے پہلے گھر میں کوئی بات ہوئی؟ انہوں نے سارا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب اس کی لاش بھی گھر کی طرف واپس نہیں جائے گی۔ جس قوم کے معذوروں کا یہ حال ہو اس کے صحت مندوں کا کیا حال ہوگا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

بچوں میں قربان ہونے کا جذبہ:

جنگِ بدر کے موقع پر دو چھوٹے چھوٹے بچے معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما میدان میں کھڑے ہیں۔ تلوار بڑی ہے اور ان میں سے ایک کا قد اپنی تلوار سے بھی چھوٹا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا کہ میرے ساتھ کون ہیں تا کہ ہم مل کر کفار سے جہاد کریں۔ مجھے دو چھوٹے چھوٹے بچے نظر آئے۔ مجھے خیال آیا کہ اگر کوئی بڑا جوان ہوتا تو اچھا تھا۔ اتنے میں وہ بچے میرے قریب آئے اور پوچھنے لگے کہ چچا! آپ کو پتہ ہے کہ ابوجہل کہاں ہے؟ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ اتنے چھوٹے بچے اور وہ کفار کے سرغنے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ بچو! آپ کیوں پوچھ رہے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ وہ ہمارے محبوب ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے، ہم نے عہد کر لیا ہے کہ وہ زندہ لوٹ کر گھر واپس نہیں جائے گا یا ہم اپنے گھروں کو واپس نہیں جائیں گے۔ جس قوم کے بچوں کا یہ عالم ہو اس قوم کے جوانوں کا عالم کیا ہوگا! اور واقعی ان دو بچوں نے بالآخر ابوجہل کو مارا۔ جب جہاد شروع ہوا تو وہ اتنے چھوٹے تھے کہ کسی نے ان کا نوٹس ہی نہیں لیا۔ اور یہ اندر سے سب گھوڑوں کے درمیان سے پیدل بھاگتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے اس کے گھوڑے کی ٹانگ پر وار کیا تو گھوڑا گرا اور گھوڑے کے گرنے سے ابوجہل بھی گرا۔ انہوں نے اس پر وار کر کے اسے زخمی تو کر دیا مگر یہ اتنے چھوٹے تھے اس کا گلا بھی نہیں کاٹ سکتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اللہ نے یہ سعادت عطا فرمائی، وہ آگے بڑھے اور انہوں نے ابوجہل کا گلا کاٹ دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابیہ رضی اللہ عنہا میں قربانی کی تڑپ:

گھروں کے اندر عورتیں دین کی خاطر قربانی دینے کے لیے تڑپتی تھیں۔ ایک دفعہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا کہ جہاد کی تیاری کرو۔ مدینہ طیبہ میں ایک صحابیہ اپنے چھوٹے سے بچے کو گود میں لے کر بیٹھی ہے اور زاروقطار رو رہی ہے۔ رو کیوں رہی ہے......! اس لیے کہ اس کا خاوند پہلے ہی کسی جنگ میں شہید ہو گیا تھا۔ اور گھر میں کوئی مرد نہیں تھا کہ جس کو تیار کر کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بھیج سکے۔ رو رو کر جب طبیعت ہلکان ہو گئی تو اپنے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اس بچے کو جہاد کے لیے قبول فرمائیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اتنا چھوٹا بچہ جہاد میں کیسے شریک ہو سکتا ہے! عرض کرنے لگیں: اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے اس بچے کو ایسے مجاہد کے حوالے کر دیجیے کہ جس کے پاس ڈھال نہ ہو۔ تاکہ جب وہ مجاہد جہاد میں جائے اور سامنے سے دشمن تیروں کی بارش برسائے، تو وہ تیروں سے بچنے کے لیے میرے بیٹے کو آگے کر دے، میرا معصوم بیٹا تیروں کے روکنے کے کام آ سکتا ہے۔ جس قوم کی عورتوں کا یہ عالم ہو اس قوم کے مردوں کی عالم کیا ہوگا......!

وہ لوگ تڑپتے تھے اللہ کے راستے میں قربان ہونے کے لیے۔ اللہ اکبر!

فتوح الشام...... مجاہدین کی داستان:

فتوح الشام ایک کتاب ہے جو علامہ واقدی نے لکھی ہے۔ آجکل اس کا اردو ترجمہ بھی ملتا ہے۔ نوجوانوں کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کتاب کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت کیسے ٹھاٹھیں مارتی تھی اور وہ اللہ کے نام پر قربان ہونے کے لیے ہر

وقت تیار ہوتے تھے۔

اس کتاب میں اور صحابہ کے علاوہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بہت سارے واقعات ہیں۔ ایک اور صحابی ہیں حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ، ان کے واقعات ہیں، بلکہ وہ تو اس کتاب کے ہیرو نظر آتے ہیں۔ کیا عجیب واقعات اس کتاب میں ہیں......! سبحان اللہ! حضرت ضرار رضی اللہ عنہ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر بغیر زین کے جہاد کے لیے چلے جاتے تھے۔ ننگے بدن کے ساتھ جہاد کرتے تھے۔ نہ کوئی ڈھال اور نہ کوئی دوسرا ساز و سامان مگر جہاد کر رہے ہیں۔ شیر کی طرح حملہ کرتے تھے۔ دشمن کے دل دہلتے تھے۔ جو لوگ بھی سامنے آتے انہیں گاجر مولی کی طرح کتر دیا کرتے تھے۔

نقاب پوش مجاہدہ:

ایک مرتبہ شام کے وقت لڑائی ختم ہوئی اور مسلمان حضرات پیچھے ہٹے تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔ خالد بن ولید بڑے حیران ہوئے۔ فرمایا کہ جا کر شہیدوں میں تلاش کرو، ان میں بھی نظر نہ آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ اب دوبارہ حملہ کرنا چاہیے تاکہ پتہ چلے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ جب دوبارہ حملہ کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک سوار کو دیکھا جس کا گھوڑا تازہ دم تھا اور اس نے چہرے پر ڈھاٹا باندھا ہوا تھا۔ جیسے چہرے کو نقاب کی شکل میں باندھ لیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ میرے قریب قریب رہتا۔ کئی مرتبہ جب میں دشمن کے نرغے میں آتا تو وہ مجھے نکالتا اور وہ نرغے میں آتا تو میں اسے نکالتا۔ اس طرح مل کر ہم نے جہاد کیا۔ جب لوگوں کو ہم نے پکڑا اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ ہمارے اس مجاہد کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا کہ جناب ان کو تو گرفتار کر کے پیچھے بھیج دیا گیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ پیچھے ہٹتے ہیں۔ چنانچہ پیچھے ہٹے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس نقاب پوش مجاہد نے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

قدر قتال کیا تھا کہ اس کے گھوڑے کا پورا بدن خون سے تر بتر تھا، میں اس کی بہادری کو دیکھ کو بڑا متاثر ہوا، لہٰذا میں نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ اے مجاہد! تو کون ہے؟ تو جواب میں خاموشی تھی۔ دوبارہ پوچھا: اے مجاہد! تو کون ہے؟ تو پھر بھی جب خاموشی دیکھی تو میں نے کہا دیکھو! میں لشکر کا سپہ سالار ہوں، میں تجھ سے حکماً پوچھ رہا ہوں کہ بتاؤ تو کون ہے؟ اس پر دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی اور بتانے والی نے بتایا کہ میں ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی بہن خولہ رضی اللہ عنہا ہوں۔ اور حضرت! میں نے پیشگی اجازت اس لیے نہ مانگی کہ آپ صاف انکار فرما دیتے۔ اور جب بھائیوں پر مصیبتیں آتی ہیں تو بہنیں ہی تو کام آیا کرتی ہیں۔ میرے بھائی کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا۔ آپ اجازت دیجیے کہ ایک قافلہ ان کی تلاش کے لیے نکلے۔ ایسی ہمت کی بات کی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوراً ان کی تلاش کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ خیر! اللہ کی شان کہ ان کو راستے ہی سے چھڑا کر لے آئے۔

محبت کا کرشمہ:

یہ تو تھوڑا بیک گراؤنڈ کے طور پر بتا دیا مگر اصل تو ایک عجیب واقعہ آپ کو سنانا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ جہاد کرتے ہوئے دشمن کے گھیرے میں آ گئے۔ اسی حالت میں کئی گھنٹے لڑتے بھڑتے ان کا گھوڑا تھک گیا۔ وہ چاہتے تھے کہ گھوڑے کو بھگائیں مگر گھوڑا اتنا تھک چکا تھا کہ بھاگنا مشکل تھا۔ چاروں طرف ان کے دشمن تھے اور انہوں نے بھی دیکھ لیا تھا کہ اب گھوڑا بھاگ نہیں سکتا۔ انہوں نے گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا تا کہ انہیں زندہ گرفتار کر سکیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اب دشمن میرے اتنے قریب آ رہے ہیں تو یہ زیادہ متفکر ہوئے اور گھوڑے کی لگام کھینچی مگر گھوڑا تھکن کی وجہ سے آگے بڑھتا ہی نہیں تھا۔ کتاب میں لکھا ہے کہ یہ اس وقت گھوڑے پر آگے جھکے اور اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگے: اے گھوڑے! تو

www.besturdubooks.wordpress.com

تھوڑی دیر کے لیے میرا ساتھ دے دے ورنہ میں نبی ﷺ کے روضے پر جا کر تیری شکایت کروں گا۔ یہ الفاظ کہنے تھے کہ گھوڑا ہنہنایا اور ایسے بھاگنے لگا جیسے تازہ دم ہو۔ انہوں نے دشمن کا حصار توڑا اور گھیرے سے باہر تشریف لے آئے۔ گھوڑے تھک جاتے تھے مگر مجاہد نہیں تھکا کرتے تھے، کیسے لوگ تھے.....!

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ

''یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اللہ سے وعدہ سچ کر دکھایا''

ان کی زندگی کے ان حالات کو پڑھ کر حیران ہوتے ہیں۔ وجہ کیا تھی.....؟ ان کے دل اللہ رب العزت کی محبت سے لبریز تھے۔ اس لیے اللہ کے نام پر قربان ہو جانا ان کی زندگی کا مقصد ہوتا تھا۔ وہ لوگ استقامت کے پہاڑ تھے۔ اور اللہ رب العزت کو یہی استقامت پسند ہے۔

گھوڑے کی وفاداری کی اللہ کے ہاں قدر:

دیکھیں! ایک گھوڑے کے اندر کتنی وفاداری ہے، اس کا مالک اسے کھلاتا ہے، پلاتا ہے، پالتا ہے تو گھوڑے کو پتہ ہوتا ہے کہ میرے مالک نے مجھے کسی مقصد کے لیے پالا ہے۔ جب اس کا مالک اس پر سوار ہو کر میدانِ جہاد میں پہنچتا ہے تو گھوڑے کو پتہ ہوتا ہے کہ سامنے دشمن کی صفیں ہیں۔ مالک گھوڑے کو بھاگنے کے لیے اپنی ایڑھی کا اشارہ کرتا ہے تو گھوڑا بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔ سامنے سے دشمن کے تیر آ رہے ہیں اور گھوڑے کے جسم میں لگ رہے ہیں، اس کے جسم سے خون نکلتا ہے مگر اس گھوڑے کو اتنی سمجھ ہے کہ میرے مالک نے اسی وقت کے لیے مجھے کھلایا پلایا تھا۔ اب میں ثابت کروں گا کہ میں وفادار ہوں، پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ تو گھوڑا اپنے زخموں کی بھی پروا نہیں کرتا اور دشمن کی صفوں میں گھستا چلا جاتا ہے۔ آگے سے تیر ہو، تفنگ ہو، تلوار ہو، نیزہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو یا بھالا ہو، اس کے جسم سے خون کے فوارے چھوٹتے ہیں مگر وہ اپنی جان کی پروا کیے بغیر اپنے مالک کو دشمن کی صفوں میں پہنچا دیتا ہے، اس لیے کہ مالک نے مجھے آج تک کھلایا اور پلایا ہے۔

جب گھوڑے نے اپنے مالک سے اتنی وفاداری کا اظہار کیا تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اور مجاہد کے اس گھوڑے کے قدموں سے لگ کر جو مٹی اڑ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس مٹی کی بھی قسمیں کھائیں

ارشاد فرمایا:

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ○ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ○ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ○

''سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اٹھتے ہیں، پھر پتھر پر ٹاپ مار آگ جھاڑتے ہیں پھر صبح کے وقت دھاوا کرتے ہیں''

واہ میرے مولا! آپ کتنے قدردان ہیں کہ ایک وفادار گھوڑے کے قدموں سے اڑنے والی مٹی کی بھی قسمیں کھا رہے ہیں...... تو جو مجاہد اپنی جان پیش کر رہا ہے، اللہ کے ہاں اس کا کیا مرتبہ ہوگا!

مومنانہ صفت:

تو مومن کے اندر استقامت ہونی چاہیے۔ ہم اللہ رب العزت سے آزمائش مانگیں نہیں، اس لیے کہ ہم کمزور ہیں، آزمائش کے قابل نہیں ہیں۔ لیکن اگر وقت آ جائے تو پیچھے مڑ کر دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ جس کے نام پر پلے اور جس کے نام کا کھایا، آج اس کے نام پر قربان ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

حالاتِ حاضرہ میں قربانیوں کی ضرورت:

حالات اس تیزی سے بدل رہے ہیں کہ کوئی نہیں جانتا کہ مستقبل میں کیا پیش

www.besturdubooks.wordpress.com

آنے والا ہے۔ بالخصوص علما اور طلبا جو دین کے محافظ ہیں انہیں اس دین کی حفاظت کے لیے اور زیادہ قربانیاں دینا پڑسکتی ہیں۔

اکابر علمائے دیوبند کی قربانیاں:

پہلے بھی ایسا ہوا، ہمارے اکابرینِ دیوبند نے دین کے لیے قربانیاں پیش کیں۔ تب یہ دین بحفاظت ہم تک پہنچا ہے۔ اگر وہ حضرات قربانیاں نہ دیتے تو آج دین ہم تک اس طرح نہ پہنچ پاتا۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ انکی قربانیوں کا آج ہمیں فائدہ ہوا کہ ہم دین کے اوپر زندگی گزارنے میں آج اس قدر آسانیاں محسوس کرتے ہیں۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ قربانی:

ایک مرتبہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر غداری کا مقدمہ چلا اور فرنگی کی عدالت (جناح) ہال کراچی میں ان کی پیشی ہوئی۔ مولانا محمد علی جوہر اور بہت سارے دوسرے اکابرین بھی وہاں جمع تھے۔ فرنگی نے بلایا اور کہا کہ حسین احمد! یہ جو تم نے فتویٰ دیا ہے کہ انگریز کی فوج میں شامل ہونا حرام ہے، اس کی اجازت نہیں، تمہیں پتہ ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ حضرت نے فرمایا کہ ہاں مجھے پتہ ہے اس کا نتیجہ کیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا نتیجہ ہے؟ حضرت کے کندھے پر ایک سفید چادر تھی، حضرت نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس کا نتیجہ ہے۔ فرنگی نے کہا کہ کیا مطلب؟ فرمایا کہ یہ کفن ہے، میں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں تاکہ تم اگر مجھے پھانسی بھی دے دو گے تو کفن میرے پاس ہوگا۔ مولانا محمد علی جوہر نے حضرت کے پاؤں پکڑ لیے اور عرض کیا کہ حضرت! تھوڑا سا ذو معنی سا جواب دے دیں جس سے آپ بچ جائیں کیونکہ ہمیں آپ کی بڑی ضرورت ہے، آپ ہمارے سر کا تاج ہیں، آپ جیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابر ہمیں پھر نہیں ملیں گے۔ مگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اس وقت عجیب شان تھی۔ سبحان اللہ!

فرنگی کہنے لگا: حسین احمد! تمہیں کفن لانے کی کیا ضرورت تھی؟ جس کو حکومت پھانسی دے، اس کو کفن بھی حکومت دیتی ہے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اگرچہ کفن حکومت دیتی ہے، لیکن میں اپنا کفن اس لیے ساتھ لایا ہوں کہ فرنگی کے دیے ہوئے کفن میں مجھے اللہ کے حضور جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میں قبر میں تمہارا کفن بھی لے کر نہیں جانا چاہتا۔ ہمارے اکابر کیا استقامت کے پہاڑ تھے......! اللہ اکبر کبیرا۔

اس قسم کے آپ کو کتب کے اندر سینکڑوں واقعات ملیں گے۔

جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بڑے تابعین میں سے ہیں۔ ان کو حجاج بن یوسف نے گرفتار کرا لیا۔ اسکو آپ سے مخالفت تھی۔ اس لیے وہ چاہتا تھا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔

اس نے آپ کو اپنے سامنے بلایا اور پوچھا: تمہارا نام؟

آپ نے فرمایا: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ

اس نے کہا: مجھے تو تم شقی بن کسیر لگتے ہو۔

سعید کے بالمقابل شقی جس کا معنی ہے "بد بخت" اور جبیر کہتے ہیں "اصلاح کی ہوئی چیز" اور کسیر کسر سے ہے جس کا معنی ہے ٹوٹی ہوئی چیز۔

انہوں نے جواب دیا: جس ماں نے میرا نام رکھا وہ مجھے تم سے بہتر جانتی تھی۔

حجاج نے کہا: تو بھی بد بخت، تیری ماں بھی بد بخت۔

انہوں نے آگے سے جواب دیا: غائب کا علم اللہ کے پاس ہے۔

اس نے غصہ میں آکر کہا: میں ابھی تجھے جہنم رسید کرتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو جواب میں فرمانے لگے: اگر میں تجھے اتنے اختیار والا سمجھتا کہ تو مجھے جہنم میں بھیجنے کے قابل ہے تو میں تجھے سجدہ کرنا شروع کر دیتا۔

اس جواب پر وہ بڑا زچ ہوا۔ حالانکہ موت کے وقت تو بندے کا گلا ہی خشک ہو جاتا ہے، آواز ہی نہیں نکلتی اور ان کو دیکھیں کہ شیر کی طرح آگے سے گرج کر جواب دے رہے ہیں۔

حجاج کہنے لگا: اچھا تم کیسے قتل ہونا پسند کرو گے؟

جواب میں فرمانے لگے: جیسے آپ خود قتل ہونا پسند کریں، میں بھی ویسے ہی پسند کروں گا۔

بڑا پریشان ہوا، کہنے لگا: اچھا میں جلاد کو بلاتا ہوں۔

اس نے جلاد کو بلایا اور کہا کہ اس کو قتل کر دو! تو جیسے ہی انہوں نے سنا تو وہ تیار ہونے لگے۔

حجاج نے پوچھا: تمہاری کوئی آخری خواہش اور تمنا؟

فرمایا: ہاں! دو رکعت نفل پڑھنا چاہتا ہوں۔

کہنے لگا: ٹھیک ہے پڑھ لو۔

انہوں نے دو رکعت تو پڑھیں مگر بڑی خفیف اور ہلکی، جلدی جلدی مکمل کر لیں۔

اس پر حجاج بڑا حیران ہوا اور کہا: مشہور تو ہے کہ تم بڑی لمبی نماز پڑھتے ہو اور آج تو دو رکعت تم نے بڑی ہلکی پڑھیں۔ اس کی کیا وجہ؟

جواب میں فرمایا: میں نے آج نماز ہلکی اس لیے پڑھی کہ تمہارے دل میں یہ گمان نہ ہو کہ موت کے ڈر کی وجہ سے یہ اپنی نماز لمبی کر رہا ہے۔ اس لیے مختصر نماز پڑھی۔

اس نے کہا: اچھا اس کو لٹاؤ!

جب انہوں نے آپ کو لٹایا تو انہوں نے فوراً اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کیا اور یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عا:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الانعام ۷۹)

"سب سے یکسو ہو کر میں نے اپنے منہ کو اسی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائی"

اس پر اس کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف سے پھیر دو۔ تو ں نے ان کا چہرہ قبلہ کی طرف سے پھیر کر رخ بدل دیا، تو وہ پڑھنے لگے:

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ ۱۱۵)

"پس تم جس طرف بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کا رخ ہے"

اس نے کہا کہ اس کا چہرہ زمین کی طرف کر کے اوندھا لٹا دو، جب ان کو اوندھا تو زمین پر لیٹ کر پڑھنے لگے:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی﴾ (طٰہٰ ۵۵)

"اسی زمین سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں لوٹائیں گے اور دوبارہ اسی سے نکالیں گے"

جب انہیں شہید کیا گیا تو اتنا خون نکلا اتنا خون نکلا کہ جگہ ہی ساری خون سے بھر ۔ لوگ بھی حیران اور حجاج بن یوسف بھی حیران تھا۔ اس نے اطبا سے پوچھا کہ یہ معاملہ ہے؟ بڑے لوگوں کو قتل کیا گیا مگر بس تھوڑا سا خون نکلتا تھا، لیکن آج تو اتنا ن نکلا کہ حیران ہیں۔ اطبا نے جواب دیا کہ علم طب کی رو سے یوں محسوس ہوتا ہے پہلے لوگوں کو جو قتل کیا جاتا تھا، ان کے دل میں موت کا خوف سوار ہوتا تھا، اس ے کی وجہ سے ان کا خون خشک ہو جاتا تھا۔ تو قتل کرنے کے باوجود تھوڑا سا خون نکلتا تھا۔ اس بندے کو جو قتل کیا گیا تو لگتا ہے کہ موت کا خوف تھا ہی نہیں، لہٰذا جتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

خون تھا اصل حالت میں باقی رہا اور ان کی شہادت کے بعد سارا خون جسم سے باہر نکلا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ موت کا خوف ان کے دلوں میں تھا ہی نہیں۔ کیسے لوگ تھے!

غیر اللہ کے خوف سے خالی دل:

ایک بزرگ تھے، ان کو بادشاہ نے بلوایا اور غصے میں ان کو بھوکے شیر کے آگے ڈال دیا، اور کہا کہ میں خود بھی تماشہ دیکھوں گا۔ جب انہیں شیر کے پنجرے میں ڈالا دیا گیا تو شیر آیا اور ان کے قدموں میں اس طرح بیٹھ گیا جیسے کتا اپنے مالک کے پاؤں چاٹنے لگ جاتا ہے۔ وزیر بڑا سمجھ دار تھا، اس نے بادشاہ سے کہا کہ دیکھو! یہ کوئی اللہ کا مقبول بندہ ہے، اس سے ابھی معافی مانگ لو! وگرنہ انہوں نے اگر بددعا کر دی تو تمہاری آئندہ نسل ہی برباد ہو جائے گی۔ بادشاہ نے اسی وقت ان بزرگ کو بلوایا اور اپنی پگڑی ان کے قدموں میں رکھ دی اور معافی مانگی اور ان سے کہا کہ میں آپ کو واپس گھر بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر پہنچ گئے۔ اب بیوی تو سمجھ رہی تھی کہ میرے خاوند کو آج شہید کر دیا گیا۔ لیکن جب اس نے اچانک اپنے خاوند کو دیکھا تو بڑی حیران ہوئی۔ اور پوچھا کہ آپ زندہ سلامت کیسے واپس آ گئے؟ انہوں نے سارا واقعہ سنایا کہ یہ واقعہ پیش آیا اور بادشاہ نے مجھے گھر بھیج دیا۔ اب بیویاں تو پھر بیویاں ہوتی ہیں۔ اس کے ذہن میں ایک بات آئی اور خاوند سے کہنے لگی کہ اچھا! ایک بات ذرا سچ بتانا۔ انہوں نے کہا کہ کیا بات؟ کہنے لگی کہ جب بھوکا شیر تمہاری طرف آیا تو تمہیں ڈر تو بہت لگا ہوگا، تو بتاؤ کہ اس وقت کیا سوچ رہے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب شیر میری طرف آ رہا تھا تو میں اس وقت یہ سوچ رہا تھا کہ پتہ نہیں شیر کا لعاب پاک ہوتا ہے یا ناپاک ہوتا ہے۔ یعنی ذرا برابر بھی ان کے دلوں میں خوف نہیں تھا۔ یہ تھے ہمارے اکابر۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حق پرست مجاہد کی للکار:

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ نے روم کے بادشاہ ہرقل کو خط لکھا کہ:

اِنَّ مَعِیَ قَوْمٌ یُحِبُّوْنَ الْمَوْتَ کَمَا تُحِبُّوْنَ الْخَمْرَ

’’میرے ساتھ ایک ایسی قوم ہے جو موت کو یوں محبوب رکھتی ہے جس طرح تم شراب کے پیالے کو‘‘

یہ سب کس لیے تھا؟ اللہ کے نام پر جان دینا، یہ ان کی زندگی کا مقصد تھا۔

دیدۂ عبرت لے اے مردِ ضعیف!

آج ہمیں اپنے اندر استقامت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم جان تو کیا قربان کریں گے، اللہ کے نام پر ہم اپنی خواہشات کو بھی قربان نہیں کر پاتے۔ ذرا سوچیے کہ ہم نے کس مقام پر پہنچنا تھا اور ہم کہاں کھڑے ہیں!؟ جو ناجائز خواہشات کو بھی قربان نہیں کر سکتے، وہ جانیں کیا قربان کریں گے! وہ اپنا سب کچھ کیسے قربان کریں گے! شیطان ذرا سی پھونک مار دے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی وقت گناہ کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ استقامت اسے تو نہیں کہتے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ رب العزت کے مقبول بندے بنیں تو ہمیں اپنے اندر استقامت پیدا کرنا ہوگی، اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ہوگا۔ ہمیں اپنی زندگی کو شریعت کے اوپر لانا ہے، پھر اس بات کی دلیل ملے گی کہ واقعی یہ بندہ اپنا سب کچھ اللہ کے لیے قربان کرنا چاہتا ہے۔

ایک عمر رسیدہ صحابیہ ﷞ کی قربانی کی داستان:

یہاں تک آپ کو جوانوں کی باتیں سنائیں۔ چلیں، ذرا اپنے بوڑھوں کا حال بھی سن لیجیے۔ اور بوڑھے بھی مرد نہیں بلکہ ایک عورت کا واقعہ سناتے ہیں۔ حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

اسماءؓ بنت ابو بکر صدیقؓ۔ جب آپ بوڑھی ہو گئیں تو آنکھوں کی بینائی چلی گئی، موتیا بند سا آ گیا۔ بڑھاپے میں نظر نہیں آتا تھا۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف بھی اسی طرح حجاج نے ایک لشکر بھیجا اور چاہتا تھا کہ ایسے حق گو بندے کو قتل کر دیا جائے۔ دنیا کے یہ حکام اسی طرح کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ کسی کو دیکھتے ہیں کہ یہ حق کی بات کرے گا اور جھکے گا نہیں، تو وہ چاہتے ہیں کہ اس کا کانٹا ہی نکال دیا جائے۔ ان کے ساتھ بھی اس نے ایسا ہی کیا۔

چنانچہ عبداللہ ابن زبیرؓ کے ساتھ چند اور ساتھی بھی تھے، لیکن سامنے لشکر بہت بڑا تھا۔ ان کے ساتھی ایک ایک کر کے شہید ہونے لگے۔ عبداللہ ابن زبیرؓ گھر کے قریب ہی تھے۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ اب تو میں تھوڑے وقت کے بعد شہید کر دیا جاؤں گا، لہٰذا میں اپنی والدہ کے پاس جاؤں اور آخری وقت میں دعا لے لوں۔ جب دل میں یہ بات آئی تو وہ گھر میں داخل ہوئے، والدہ کو ملے اور کہنے لگے کہ امی! میں اب تھوڑی دیر کے بعد شہید کر دیا جاؤں گا۔ ماں نے پوچھا: بیٹا! تم حق پر ہو کہ نہیں؟ عرض کیا: امی! میں حق پر ہوں، آپ جانتی بھی ہیں۔ فرمانے لگیں: بیٹا! اگر تم حق پر ہو تو پھر تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ دیکھیں! بوڑھی ماں اپنے جوان بیٹے سے یہ کہہ رہی ہے۔ آگے سے انہوں نے کہا کہ امی! مجھے یہ خیال آ رہا ہے کہ یہ لوگ مجھے شہید کریں گے اور میری لاش کا مثلہ کریں گے، میری لاش کا قیمہ بنا دیں گے اور مسخ کر دیں گے۔ آگے سے بوڑھی ماں جواب دیتی ہے کہ بیٹے! جب بکری کو ذبح کیا جاتا ہے تو پھر اس کی بوٹیاں بنانے کی اسے تکلیف نہیں ہوا کرتی۔ تو تمہارا اگر قیمہ بنا دیں گے تو تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ماں یہ بات کر رہی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے دعا کے لیے کہا اور اجازت مانگی۔ تو ماں نے تین دعائیں دیں۔ ایک دعا یہ دی کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ یہ میرا وہ بیٹا ہے جو سردیوں کی لمبی رات تیرے سامنے

www.besturdubooks.wordpress.com

قیام کی حالت میں گزار دیا کرتا تھا۔ اے اللہ! یہ میرا وہ بیٹا ہے جو گرمیوں کے لمبے دن کی سختی اور گرمی روزے کی حالت میں برداشت کیا کرتا تھا۔ اور اے اللہ! یہ میرا وہ بیٹا ہے جس نے ماں باپ کے دل کو خدمت کے ساتھ خوش کیا۔ میرے اس بیٹے کی مدد فرمانا اور اسے استقامت عطا فرمانا۔ اس کے بعد فرمانے لگیں کہ بیٹا! میری بینائی نہیں کہ تمہارا چہرہ دیکھ سکوں، اب تم ذرا میرے قریب ہو جاؤ، میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہارا بوسہ لوں اور تمہارے جسم کی خوشبو سونگھ لوں۔

جس قوم کی بوڑھی عورتوں کا یہ عالم ہو اس قوم کے جوان مردوں کا عالم کیا ہوگا!؟ یہ تھا اللہ کے نام پر جان دینا اور قربانی دینا۔ دین کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینا ان کے لیے آسان ہوتی تھی۔

شہادت کی تمنا:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ''جس مومن کے دل میں شہادت کی تمنا نہ ہو اور اس کو دین کے راستے میں کوئی تکلیف بھی نہ آئے، یہ مرے گا تو ایک قسم کی منافقت پر اس کو موت آئے گی'' ہر بندے کے دل میں شہادت کی تمنا ہونی چاہیے۔ ہم اس قابل تو نہیں ہیں، اس لیے آزمائش مانگیں نہیں، مگر دل کے اندر ایک تمنا تو ہونی چاہیے۔

قطرۂ شہادت کی قیمت:

اللہ رب العزت کو شہید بہت محبوب ہوتا ہے۔ سنیے اور ذرا دل کے کانوں سے سنیے! شہید کا مرتبہ دیکھیے، حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب کوئی بندہ شہید ہوتا ہے تو اس کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اللہ رب العزت اس کے سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے، اللہ رب العزت اس کی مغفرت پہلے فرما دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

غسلِ شہادت:

عام دستور تو یہ ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کی میت کو غسل دینا چاہیے۔ چاہے وہ کوئی ولی ہو، ابدال ہو، قطب ہو، یا اپنے وقت کا بڑا بزرگ ہو، شریعت کا حکم ہے کہ اسے غسل دے دیا جائے کیونکہ اس نے اپنے مالک کے سامنے پیش ہونا ہے، اسے تیاری کروائی جائے۔ لیکن جو آدمی شہید ہوا، اب اس کا مرتبہ دیکھیے، اللہ! اس شہید کو بھی نہلا دیں؟ اللہ نے اپنا ضابطہ بدل دیا، فرمایا: ہرگز نہیں، یہ میرا بندہ جو خون میں نہا چکا، اب اسے دنیا کے پانی سے نہلانے کی ضرورت نہیں۔

شہید کی نرالی شان:

کوئی بھی ولی، قطب، ابدال فوت ہوتا ہے، شریعت کا حکم ہے کہ اس کو کفن پہنا دو، یونیفارم پہنا دو کیونکہ اس نے مالک کے سامنے پیش ہونا ہے۔ لیکن جب شہید کی باری آئی تو ضابطہ ہی بدل دیا۔ پروردگار! کیا ہم اس کو بھی یونیفارم پہنا دیں؟ فرمایا: ہرگز نہیں۔ جن کپڑوں پر خون کے داغ لگ چکے، اب مجھے اس کے یہ کپڑے بھی اچھے لگتے ہیں۔ اس کو کفن پہنانے کی بجائے انہیں کپڑوں میں دفن کر دیا جائے تا کہ قیامت کے دن میرا بندہ خون کے دھبوں کے پھولوں والا گلدستہ میرے سامنے پیش کر سکے۔

شہید کی روح کا اکرام:

علامہ قرطبی نے یہ بات نقل کی ہے کہ جب بھی کسی بندے کی موت آتی ہے تو ملک الموت اس کی روح قبض کرتے ہیں، چاہے وہ کتنا ہی بڑا ولی، کتنا بڑا مقرب اور کتنا ہی بڑا صاحب روحانیت ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن جب کسی شہید کی شہادت کا وقت آتا ہے تو اللہ رب العزت ملک الموت سے فرماتے ہیں، ملک الموت! یہ بندہ میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

نام پر جان قربان کر رہا ہے، لہٰذا تو ذرا پیچھے ہٹ جا! اس کی روح میں خود قبض کروں گا۔ لہٰذا شہید کی روح کو اللہ رب العزت خود قبض فرماتے ہیں۔

پا گئے حیاتِ جاوداں:

بڑے سے بڑا ولی فوت ہو جائے تو کہتے ہیں: جو فوت ہو گیا، میت ہے، لیکن جب شہید کا وقت آیا:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ﴾

''جو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اسے مردہ مت کہو!''

تم جانتے نہیں؟ یہ بندہ میرے نام پر جان قربان کر رہا ہے، خبردار! اسے کوئی شخص مردہ نہ کہے۔ ضابطہ ہی بدل دیا۔

﴿بَلْ اَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾

''یہ زندہ ہے، لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے''

اللہ رب العزت ہمیں بھی اپنی سچی محبت عطا فرمائے اور دین کے اوپر سب کچھ قربان کرنے کی، اللہ رب العزت ہمیں بھی توفیق نصیب عطا فرمائے۔

وَ آخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا﴾

غنیمت سمجھ
زندگی کی بہار

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

انسانی جسم ہمیں مستعار ملا ہے، یہ ہمارے پاس امانت ہے، یہ ادھار کا مال ہے اور ادھار کے مال کے بارے میں یہ عام دستور ہے کہ انسان اسے اچھی طرح استعمال کرتا ہے، تھوڑے وقت میں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ اس چیز کو کچھ وقت کے بعد اس کے مالک کو واپس لوٹانا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ ہمسائیوں سے استری عاریتاً لیتے ہیں تو آپ کی کوشش ہوگی کہ میں کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کپڑے استری کر لوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جلدی واپس لینے آجائیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿اَلَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

نصیحت ہر حال میں فائدہ مند ہے:

وَذَكِّرْ...... ''آپ نصیحت فرمائیے۔''

﴿فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''بے شک نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔''

یہ قرآن خدائی قانون ہے، کائنات کی صداقتوں میں سے ایک صداقت ہے، دنیا اور آخرت کی حقیقتوں میں سے ایک حقیقت ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کی اس آیت کی رو سے، جب بھی نصیحت کی جائے گی وہ ایمان والوں کو نفع دے گی۔ کوئی آدمی ایمان پر کتنی بھی محنت کر چکا ہو، ایمان کی بلندیوں کو اس نے چھو لیا ہو، تب بھی نصیحت اس کو فائدہ دیتی ہے۔

''آپ نصیحت فرمایے، نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

نصیحت کے فائدہ مند ہونے کی شرائط:

البتہ فائدہ ہر آدمی کو مختلف ہوتا ہے، مگر اس فائدہ اٹھانے کی کچھ شرائط ہیں۔
قرآن پاک میں ان کو بھی بیان فرما دیا گیا ہے۔ فرمایا:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی

''اس (قرآن) میں نصیحت ہے ان کے لیے۔''

لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ

''جن کے اندر دل ہو''

جن کے سینے میں دل ہو، سل نہ ہو۔ کبھی کبھی سینے میں سل بھی ہوتی ہے۔

اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ

''اور وہ ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھیں۔''

وَهُوَ شَهِیْدٌ

''اور حاضر باش ہو کر بیٹھیں۔''

یہ تین شرائط ہیں نصیحت کے فائدہ مند ہونے کے لیے:

☆ ......دل میں طلب ہو
☆ ......کان متوجہ ہوں
☆ ......اور انسان حاضر باش ہو

دل کی طلب والی بات تو پوری ہو گئی کہ آپ باوجود دنیا کی مصروفیات کے اپنے گھروں سے یہاں تشریف لائے۔ یہ بات دل کی طلب کی علامت ہے۔ اگر طلب نہ ہوتی تو جیسے اور بہت سارے احباب اپنے گھروں میں گھرے رہے، آپ بھی وہاں پھنسے ہوتے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو طلب والی نعمت نصیب فرما دی۔ لہٰذا اللہ رب العزت کا ارادہ خیر کا ہے۔ جب وہ بندے کو کچھ عطا کرنا چاہتا ہے تو اس کو اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

راستے میں نکلنے کی توفیق فرما دیتا ہے۔

......اب دوسری شرط...... اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ...... ''اور ہمہ تن گوش ہو''۔ توجہ سے بات کو سنے، اس شرط کو آپ نے اب یہاں پورا کرنا ہے۔ شیطان مختلف حیلے بہانے سے انسان کو ادھر ادھر مصروف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ بیان کے دوران مراقبے میں مزا آئے گا، جی چاہے گا کہ مراقبہ کر لیں اور مراقبہ کے بہانے شیطان نیند طاری کر دے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ شیطان چاہتا ہے کہ اب یہ آ تو گئے مگر سن نہ سکیں۔ پہلا قدم آپ نے اٹھالیا ہے۔ اب دوسرا قدم توجہ کے ساتھ سننا ہے۔

سننا...... بھی ایک کمیاب نعمت:

یہ ''سننا'' ایک نعمت ہے۔ ہر بندہ نہیں سنتا۔ آپ نے دورانِ گفتگو یہ فقرہ کئی مرتبہ استعمال کیا ہوگا کہ ''اس نے تو سنی ان سنی کر دی''۔ یعنی اس نے بات کی طرف توجہ نہیں کی۔ آج اکثر سننے والوں میں سننے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ قسمت والے ہی سنتے ہیں۔ کان تو سب کے سنتے ہیں مگر دل کسی کسی کا سنتا ہے۔ ان باتوں کو دل کے کانوں سے سننے کی ضرورت ہے۔ اس طرح تو کفار کے کان بھی سنتے تھے مگر فائدہ نہیں ہوتا تھا۔

فیض ملنے کے ذرائع:

انسان کو فیض تین طرح سے ملتا ہے۔

☆......ایک یہ کہ جو بات کہی گئی اس کو توجہ سے سنے، اس کا دل پر اثر ہوتا ہے۔ اس سے بھی فیض ملتا ہے۔

☆......دوسرا یہ کہ جب آنکھ دیکھتی ہے بیان کرنے والے کو، اس سے احساسات بندے میں منتقل ہوتے ہیں۔ جس جذبے سے بات کہی گئی، شوق سے بات کہی

www.besturdubooks.wordpress.com

گئی، درد سے بات کہی گئی۔ کہنے والے کے چہرے کے تاثرات بھی انسان کو فیض پہنچاتے ہیں۔ جس کی دلیل قرآن پاک میں بیان فرمائی:

کہ اللہ والوں کی پہچان کیا ہے؟

اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰه

''جب تم دیکھو تو تمہیں اللہ یاد آئے۔''

تو معلوم یہ ہوا کہ بسا اوقات آنکھ دیکھتی ہے تو توجہ کدھر جاتی ہے؟ اللہ کی طرف جاتی ہے۔ تو کچھ وہ باتیں جو آپ کانوں سے سنیں گے اور دل تک پہنچیں گی اور کچھ ایسے احساسات ہوں گے جو آپ آنکھ سے دیکھیں گے اور آپ کے دل پر ان کے اثرات مرتب ہوں گے۔

☆......تیسرا طریقہ یہ کہ اس دل سے ایک محنت کی جاتی ہے جو دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

فارسی میں کہتے ہیں ''اب دل سوزد، بر دل روزد''

دل سے جو بات نکلتی ہے تو وہ دل میں اپنی جگہ بنالیتی ہے۔

اس لیے آپ نے ان تین دنوں میں ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھنا ہے، جو بھی بیان کریں اُن کی طرف متوجہ رہنا ہے۔ اللہ کرے آپ کسی کو دیکھیں اور کوئی آپ کو دیکھنے والا بن جائے۔ کسی کی نظر میں رہیں۔ یہ بھی قسمت کے سودے ہوتے ہیں کہ انسان کسی اللہ والے کی نظر میں رہے۔ اہل اللہ کی نگاہ نصیب ہو جائے۔

جنتیوں کا ایک خاص وصف:

جنتیوں کا ایک خاص وصف بتایا گیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن پاک میں فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ وَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

''وہ لوگ جو بات کو سنتے ہیں اور اس پر خوب عمل کرتے ہیں۔''

لہٰذا ہم نے سننا ہے عمل کرنے کی نیت سے۔

جہنمیوں کا وصف:

جہنمیوں سے جب پوچھیں گے:

اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ کیا آپ کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟

تو وہ اس کا لمبا جواب دیں گے اور خلاصہ یہ نکالیں گے:

آیا تو تھا:

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ ''اے کاش! ہم سنتے''

اَوْ نَعْقِلُ ''یا ہم سمجھتے''

وَمَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ

''تو ہم جہنم والوں میں سے نہ ہوتے۔''

یہ سننا اور سمجھنا اہل جنت کا وصف ہے، جہنمی اس دن اپنی اس محرومی کا شکوہ کریں گے۔ آج وقت ہے سننے کا اور سمجھنے کا۔ جو کہا جائے اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور جو سمجھ آجائے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

اہل خیر ہی سنتے ہیں:

اللہ رب العزت جسے چاہتا ہے اسے خیر کی بات سنوا دیتا ہے اور جس کو فائدہ نہیں پہنچانا ہوتا وہ سامنے بھی بیٹھا ہو تو نہیں سنتا۔ اسی لیے تو فرمایا:

وَلَوْ اَرَدَ اللّٰهُ خَیْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اگر اللہ ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا تو انہیں بات سنوا دیتا۔''

نبی علیہ السلام قرآن پڑھتے تھے اور کئی ایسے کافر بھی تھے جو اس کو جادو سمجھتے تھے۔اس لیے ان پر قرآن کا اثر بھی نہیں ہوتا تھا۔تو سننا، یہ بھی اللہ رب العزت کی ایک رحمت ہے۔اس نیت سے سننا کہ ہم نے اس پر عمل کرنا ہے۔اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے: نبی علیہ السلام نے بعض صحابہ کرام سے اس بات پر بیعت لی کہ جو سنیں گے اس پر عمل کریں گے۔

اِسْمَعُوا وَاَطِيْعُوا

''تم جو سنو! اس پر عمل کرو۔''

اس کی اتباع کرو، اطاعت کرو۔معلوم ہوا کہ اس کی تو بڑی اہمیت ہے۔اسی لیے کہ جو سن کر اطاعت کرتے ہیں، ان کو پروردگار کی طرف سے پھر مغفرت ملتی ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

پرودگارا! ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔''

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

تمہیں تو پروردگار کی طرف سے مغفرت نصیب ہوتی ہے، جو:

......سنتے ہیں

......عمل کرتے ہیں

......رب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں

ضمیر کی آواز:

میرے دوستو! جن کو سننے کی عادت پڑ جائے پھر وہ اپنے ضمیر کی آواز بھی سنتا ہے۔آج وہ وقت آچکا کہ ضمیر انسان کو پکارتا ہے، آواز دیتا ہے، چیختا ہے، اندر سے

www.besturdubooks.wordpress.com

آواز آرہی ہوتی ہے اور انسان اپنے ضمیر کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اس لیے کہ اس نے سننا سیکھا نہیں ہوتا۔ ہم تو اس بات کو بھی معمولی سمجھتے ہیں کہ جی! بس سن لیا۔ نہیں! یہ سننا مستقل ایک عمل ہے، اس کو سیکھنا پڑتا ہے اور یہی شیخ نے سکھانا ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آج سے پہلے آپ کے ذہن میں اس کی اتنی اہمیت نہ ہو کہ یہ سننا بھی ایک عمل ہے۔ اس خوبی کو اپنے اندر پیدا کرنا پڑتا ہے کہ انسان اچھا سننے والا ہو۔ اور جب انسان ظاہر کی لفظی نصیحت کی بات کو توجہ سے سنتا ہے تو پھر پروردگار عالم اس کو اندر کی آواز بھی سننے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ ورنہ تو انسان بہرا ہوتا ہے، اپنے اندر کی آواز نہیں سن سکتا، دو چار نمازیں پڑھ لیں اور سمجھنے لگتا ہے کہ ہماری نیکی پر تو رب کا اجماع ہو گیا۔ اور اسے یہ نہیں پتہ ہوتا کہ نہیں، ایک کا اختلاف ہے اور وہ کون؟ وہ میرا اپنا ضمیر، اس کا مجھ سے اختلاف ہے۔ لہٰذا اپنے اندر کی آواز کو بھی سننے کی کوشش کریں۔

چونکہ یہ اس اجتماع کی پہلی محفل ہے لہٰذا اس مجلس میں کچھ ہدایات دی جائیں گی۔ وہ ہدایات کیا؟ چند اہم باتیں آپ کے گوش گزار کی جائیں گی کہ ان باتوں کو پیش نظر رکھ کر آپ یہاں وقت گزار سکیں۔

مجاہدے کے بعد مشاہدہ:

انسانی جسم ہمیں مستعار ملا ہے، یہ ہمارے پاس امانت ہے، یہ ادھار کا مال ہے اور ادھار کے مال کے بارے میں یہ عام دستور ہے کہ انسان اسے اچھی طرح استعمال کرتا ہے، تھوڑے وقت میں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ اس چیز کو کچھ وقت کے بعد اس کے مالک کو واپس لوٹانا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ ہمسائیوں سے استری عاریتاً لیتے ہیں تو آپ کی کوشش ہوگی کہ میں کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کپڑے استری کرلوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جلدی واپس لینے

www.besturdubooks.wordpress.com

جائیں۔

یہ جسم بھی ہمیں مستعار ملا ہے۔اپنی موت سے پہلے پہلے اس سے فائدہ اٹھا لیجیے۔مجاہدہ دین کے راستے میں مشاہدہ کا سبب بنتا ہے۔اگر یہاں رہتے ہوئے آپ کے جسم کو مشقت ملے،آرام نہ ملے اور نیند پوری نہ ہو۔بیانات میں بیٹھنے میں تکلیف پہنچے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں،کیونکہ اس جسم نے بڑے لطف اٹھائے ہیں،اس نے بڑی لذتیں پائی ہیں۔ہمارا جسم بہت لطف اور مزے کے لمحات گزار چکا۔اگر اللہ رب العزت کے لیے اس کو کچھ تکلیف بھی اٹھانی پڑے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔اللہ کے راستے میں نکل کر جو تکلیف بھی انسان کو پہنچتی ہے:

اِلَّا كُتِبَ لَهُم وَهِيَ عَمَلٌ صَالِحٌ

اس پر اس کے لیے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجرَ الْمُحْسِنِينَ

اللہ کی ایک ولیہ کی مجاہدے کی انتہا:

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اللہ کی ایک بندی تھیں،وہ دن رات عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔جب رات کا کافی حصہ گزر جاتا تو اس وقت وہ دعا کرتیں،اے اللہ! سورج ڈوب چکا رات آچکی،دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیے، اللہ! تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے،میں تیرے سامنے فریاد کرتی ہوں۔ساری رات جاگنے کی وجہ سے پھر اگر دن میں کبھی غنودگی آتی تو اٹھتیں اور دعا مانگتیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَيْنٍ لَا تَشْبَعُ مِنَ النَّوْمِ

”اے اللہ! میں ایسی آنکھ سے تیری پناہ چاہتی ہوں جو نیند سے بھرتی ہی نہیں ہے۔“

ساری رات جاگ کر جن آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑے رہتے،میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

دوستو! اگر تھوڑی دیر بیٹھے بیٹھے بھی اگر ان کی آنکھیں بند ہوتی تھیں تو وہ اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

پانچ چیزوں کی قدر:

اس لیے اگر جسم کو کچھ مشقت پہنچے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت کی قدر کیجیے۔ یہ آپ کی زندگی کا بہت اہم وقت ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

پانچ چیزیں غنیمت ہیں، انکی قدر کرو۔

☆ ...... زندگی کی قدر کرو موت سے پہلے

☆ ...... جوانی کی قدر کرو بڑھاپے سے پہلے

☆ ...... فراغت کی قدر کرو مصروفیت سے پہلے

☆ ...... مال کی قدر کرو غربت سے پہلے

☆ ...... صحت کی قدر کرو بیماری سے پہلے

یہ پانچ نعمتیں ہیں۔ جب ان میں سے ہر ایک چیز غنیمت ہے تو پھر ہم سوچیں کہ رب نے:

...... زندگی بھی دی

...... جوانی بھی دی

...... فرصت بھی دی

...... مال بھی دیا

...... صحت بھی دی

سوچیے! جس بندے کے پاس ایک وقت میں یہ پانچوں نعمتیں موجود ہوں، وہ اپنی زندگی کا کتنا قیمتی وقت گزار رہا ہوگا!! اس وقت ہم اپنی زندگی کا Prime Time قیمتی ترین اور بہترین وقت گزار رہے ہیں۔ میرے دوستو! اس وقت کی قدر

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے کی ضرورت ہے۔اس کا ایک ایک لمحہ ایسا ہے کہ:

اَلْوَقْتُ مِنْ ذَھَبٍ وَّ فِضَّۃٍ

''یہ وقت سونے اور چاندی کی ڈلیوں کی مانند ہے۔''

......اس کی قدر کیجیے۔یہ ہیرے اور جواہرات ہیں جو پروردگار نے ہمیں عطا کر دیے۔ہمارے دامن سے ہر لمحے ایک ہیرا یا موتی کم ہوتا جا رہا ہے۔یہ دولت گھٹتی جا رہی ہے۔

ہو رہی ہے زندگی مثل برف کم:

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ مجھے ایک برف والے نے نصیحت کر دی۔حالانکہ وہ بڑے عالم تھے۔شاگردوں نے عرض کی کہ حضرت! آپ اتنے بڑے عالم ہیں اور ایک برف بیچنے والے نے آپ کو نصیحت کی؟ فرمایا: ہاں! وہ ایسے کہ ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور اچانک بادل آگئے۔موسم میں خنکی آگئی۔میں بازار سے گزر رہا تھا اور میں نے ایک برف والے کو دیکھا کہ اس کی برف پڑی ہے اور پگھل رہی ہے لیکن خریدنے والا کوئی نہیں تھا۔وہ حسرت سے آنے جانے والوں کو دیکھتا ہے کہ کوئی خریدنے والا ہو۔پھر کبھی برف کو دیکھتا ہے کہ پگھل کر تھوڑی ہوتی جا رہی ہے۔اس پریشانی کے عالم میں اس شخص نے کھڑے ہو کر آواز لگائی: لوگو! رحم کرو اس شخص پر جس کا سرمایہ پگھل رہا ہے! وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی درد بھری صدا سن کر میرے دل پر چوٹ لگی کہ اگر اس کی چند روپوں کی برف پگھل رہی ہے تو اس کو اتنا احساس ہے، میری زندگی کا لمحہ لمحہ برف کے قطروں کی مانند پگھلتا جا رہا ہے، مجھے بھی تو اس کا احساس کرنا چاہیے۔

ہو رہی ہے زندگی مثل برف کم
رفتہ رفتہ ، چپکے چپکے ، دم بدم

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت کے سچے قدردان:

زندگی کے ان قیمتی اوقات کی قدر کرنی چاہیے۔ ہمارے بعض مشائخ نے وقت کی اتنی قدر کی کہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ خشک ستّو پھانک رہے ہیں۔ پوچھا: حضرت! پانی میں ملا کر کیوں نہیں پی لیتے؟ فرمایا کہ میں نے حساب لگایا کہ پانی میں ملا کر پینے میں اور خشک کھانے میں اتنا فرق ہے کہ اگر میں خشک کھاؤں تو وقت کم لگتا ہے اور اتنا وقت بچ جاتا ہے کہ میں اس وقت میں ستر مرتبہ سبحان اللہ پڑھ سکتا ہوں۔ اس لیے گزشتہ بیس سال سے میرا یہ معمول ہے کہ میں خشک ستو کھو کر گزارا کر لیتا ہوں اور باقی وقت میں ستر مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرتا ہوں۔ ان حضرات نے اس قدر اپنے وقت کا خیال کیا۔

جنت میں بھی ایک حسرت:

عام طور پر خوشی کے عالم میں تو انسان کو کوئی غم یاد نہیں رہتا۔ جب جنت میں جائیں گے تو اس سے زیادہ کوئی خوشی کا وقت نہیں ہو سکتا۔ مگر حدیث پاک میں آیا ہے:

لَا یَتَحَسَّرُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَّرَّتْ بِہٖ لَمْ یَذْکُرُ اسْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْھَا

”اہل جنت کو اپنی زندگی کے ان لمحات پر حسرت ہوگی جو انہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزارے ہوں گے۔“

اگر جنت میں جا کر بھی یہ احساس رہے گا کہ ہم نے زندگی کے چند لمحات ضائع کر دیے تو کیوں نہ! ہم دنیا میں ہی زندگی کے اوقات کو اللہ کے ذکر سے معطر کر لیں!

وقت کی قدردانی کا عجیب واقعہ:

زندگی کے اوقات کی قدر کیجیے، یہ وقت پھر نہیں ملے گا۔ ابنِ تیمیہ ایک مرتبہ قید

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئے۔ بادشاہِ وقت نے اپنی مرضی کا فتویٰ مانگا، انہوں نے دیا نہیں تو ان کو جیل بھیج دیا۔ بادشاہ اپنے دربار میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک نوجوان دربار میں آیا اور وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ سب لوگ اس کی جوانی، اس کی خوبصورتی اور اس کے چہرے کا نور اور فراست دیکھ کر متاثر ہوئے مگر جس درد سے وہ زار و قطار وہ رو رہا تھا یہ اس سے بھی عجیب تر بات تھی۔ لہٰذا لوگ حیران ہوکر بادشاہ کی طرف دیکھنے لگے کہ آپ اس نوجوان کی جو بھی فریاد ہے اس کو ضرور پورا کریں۔ بادشاہ نے پوچھا: اے نوجوان! آپ کس لیے آئے ہو؟ تو وہ نوجوان رو کر کہنے لگا: میں ایک فریاد لے کر آیا ہوں اور میں امید بھی رکھتا ہوں کہ میری اس فریاد کو ضرور پورا کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر بادشاہ کا دل پسیج گیا، اس نے کہا کہ تم جو کچھ کہو گے، تمہاری بات کو پورا کیا جائے گا۔ اس نوجوان نے کہا: بادشاہ سلامت! مجھے جیل بھیج دیا جائے۔ بادشاہ حیران ہو گیا کہ لوگ تو جیل سے نکلنے کی فریاد لے کر آتے ہیں اور یہ جیل میں جانے کی فریاد لے کر آیا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا: تم یہ فریاد کیوں لے کر آئے ہو؟ وہ نوجوان کہنے لگا کہ جس استاد سے میں سبق پڑھتا تھا، آپ نے ان کو قید کر دیا ہے۔ اب میرا سبق قضا ہو رہا ہے اور زندگی کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ آپ مجھ پر احسان فرمائیے، مجھے بھی قید میں ڈال دیں تاکہ میں اپنے استاد صاحب سے سبق تو پڑھ لیا کروں۔

جو لوگ زندگی کے اوقات کی قدر جانتے تھے وہ پھر اس طرح اپنے لمحات کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ انہیں آزادی کی بجائے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا بھی آسان لگتا تھا۔

وقت کی قدردانی ہو تو ایسی:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کئی مرتبہ گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے ہوتے تھے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو ان کے شاگرد تھے، وہ ساتھ ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

پیدل چلتے اور اس وقت میں وہ ان سے سبق پڑھا کرتے تھے۔ استاد سواری پر جا رہے ہیں کہ وقت کم ہے کیونکہ کہیں پہنچنا ہے اور شاگرد اس پیدل چلنے والے راستے میں بھی اپنے وقت کو ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ علم حاصل کرتے تھے۔

امام رازی فرمایا کرتے تھے کہ:

''مجھے اس وقت پر افسوس ہے جو کھانے پینے پر لگ جاتا ہے اور میں اس وقت علمی کام سے رک جاتا ہوں''۔

ہمارے مشائخ اور علماء کو اپنے کھانے پینے کا اوقات پر بھی افسوس ہوتا تھا کہ وہ وقت علم کے بغیر کیوں گزر جاتا ہے!!!

موت سے پہلے اپنا محاسبہ کر لیجیے:

میرے دوستو! جو وقت آپ یہاں لے کر آئے یہ غنیمت ہے۔ آپ اس کے ایک ایک لمحے کی قدر کیجیے۔ اب یہ وقت آپ کا نہیں بلکہ یہ آپ اللہ کے لیے وقف کر چکے ہیں۔ لہٰذا اس وقت کو اللہ رب العزت کے لیے گزاریئے۔ آپ کو جو بھی وقت یہاں پر گزرے وہ اپنے محاسبے میں گزرے۔

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا

''تم اپنا محاسبہ کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے''

اور محاسبہ کیا ہوتا ہے؟ وہ یہ کہ اپنی برائیوں پر نظر ہو اور دوسروں کی اچھائیوں پر نظر ہو۔ اپنے آپ کو معاف نہ کریں۔ کوئی بھی چھوٹی سے چھوٹی غلطی ہو فوراً استغفار کریں۔ اس کو چھوٹا نہ سمجھیں۔ جبکہ آج یہ حالت ہے کہ انسان دوسروں کے گناہوں کا گمان ہونے پر ان سے نفرت کرنا شروع کر دیتا ہے اور اپنی برائیوں کو یقین ہوتا ہے مگر پھر بھی اپنے نفس سے محبت کرتا ہے۔ تو محاسبہ یہ ہے کہ اپنے اعمال پر نظر ڈالو اور اپنے آپ کو ضمیر کی عدالت میں کھڑا کرو۔ دنیا میں ضمیر کی عدالت سے بڑی کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

عدالت نہیں ہے۔ اپنے بارے میں اگر پوچھنا ہو تو دل سے پوچھیے، دل وہ گواہ ہے جو کبھی رشوت قبول نہیں کرتا۔ ہمیشہ سچی گواہی دیتا ہے۔ تو محاسبہ کیجیے۔ اپنے آپ کو دیکھیے کہ میرا اصلی چہرہ کیا ہے؟ میری حقیقت کیا ہے؟ میں پروردگار کے سامنے کس چہرے کے ساتھ کھڑا ہوں گا؟ تو ہم نے ان ایام میں اپنا محاسبہ کرنا ہے۔

دوسروں کو معاف کرنا سیکھیے:

دوسروں کی کوتاہیوں سے درگزر کر لیجیے۔ ہمارے مشائخ کا یہی دستور رہا۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کشتی میں سفر کر رہے تھے اور آپ نے حلق کروایا ہوا تھا، سر کے بال منڈوائے ہوئے تھے۔ کچھ نوجوان بھی اس کشتی میں سوار ہو گئے۔ ان کو کیا سوجھی! کہ انہوں نے آپ سے کچھ ہنسی مذاق کی باتیں شروع کر دیں، ایک نوجوان اٹھا اور اس نے آپ کے سر پر دھول لگائی مگر آپ خاموش بیٹھے رہے۔ باری باری سب نے اس طرح کی بدتمیزی کی حتی کہ تماشہ بن گیا۔ انہوں نے آپ کو بہت پریشان کیا مگر آپ نے برداشت کیا۔ اسقدر پریشان کیا کہ سارے کشتی والے ہنس رہے ہیں اور لڑکے آپ کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اتنی جگ ہنسائی کے بعد آپ کی اس پر عجیب سی کیفیت ہوئی، تکلیف پہنچی، آپ کو دکھ اور ایذا پہنچی۔ اس پر رب کریم کی طرف سے آپ کے دل پر یہ الہام ہوا کہ: اے میرے پیارے! انہوں نے آپ کی توہین کی ہے، بے ادبی کی ہے، ہماری غیرت کو یہ گوارا نہیں۔ اگر آپ چاہیں تو یہ کشتی الٹ دی جائے اور ان سب کو غرق کر دیا جائے۔''

حضرت نے اللہ تعالیٰ سے اسی وقت دعا کی کہ:

''اے اللہ! اگر آپ نے الٹنا ہی ہے تو ان کے دل کی کشتی کو الٹ دیجیے اور ان کو ہدایت عطا فرما دیجیے!''

حضرت نے جب ان کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو بدل دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ہدایت دے دی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ان سب نوجوانوں کو اپنے اپنے وقت پر اس حال میں موت آئی کہ سب اللہ کے ولی بن چکے تھے۔ اس لیے ہم نے دوسروں کی غلطی کوتاہیوں کو معاف کرنا سیکھنا ہے۔ اللہ کا مقرب بندہ بننے کے لیے یہ صفت اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے۔

نفس وشیطان کی شرارتوں کو سمجھیے!

شیطان جو کہ ہمارا ازلی دشمن ہے، اس کی پہلی کوشش تو یہ ہوتی ہے کہ آپ کو کسی خیر کی مجلس میں جانے ہی نہ دے اور اگر چلے گئے تو اس کی اگلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کو ادھر ادھر کی فضولیات میں مشغول کر دیا جائے تا کہ اللہ والوں کی صحبت کم سے کم اختیار کریں اور ان کا کم سے کم فائدہ ہو۔

میرے دوستو! یہ نفس کی شرارتیں ہوتی ہیں تا کہ وہ ان لمحات میں انسان کے دل کو غافل کر دے۔ اللہ رب العزت کی رحمت کے وعدے پکے ہیں، لیکن اللہ رب العزت قہار بھی ہیں، عزیز بھی ہیں، قادر بھی ہیں۔ میرے دوستو! اگر اس نے ناپ تول کر لی تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ اسی لیے فرمایا:

مَنْ نُوْقِشَ فِی الْحِسَابِ فَقَدْ عُذِّبَ

''قیامت کے دن اگر کسی کے حساب کو کھول دیا گیا، بس پھر اس کی کم بختی آجائے گی''

مشاہدۂ نفس؟

اس لیے اپنی اصلاح ابھی کر لیں تا کہ پروردگارِ عالم کی طرف سے رحمت کا معاملہ ہو۔ جو وقت آپ کا یہاں گزرے کوشش کریں کہ باوضو رہیں۔

◉...... ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

- ......جب مسجد میں آئیں تو اعتکاف کی نیت کر لیجیے۔
- ......دل سے اللہ رب العزت کی طرف متوجہ رہیے۔
- ......دورانِ اجتماع معصیت کو ترک کرنے کی مشق کریں گناہوں کے بغیر شب و روز گزارنا سیکھیے۔ مثلاً:
- ......آنکھ غلط نہ دیکھے۔
- ......کان غلط نہ سنیں۔
- ......زبان سے غلط بات نہ نکلے۔
- ......دل و دماغ میں غلط خیال نہ آئیں۔

ان تین دنوں میں آپ اس کی کوشش کیجیے۔

میرے دوستو! زندگی میں کوئی ایک دن تو ایسا گزرے کہ جس میں ہم اپنے پروردگار کی نافرمانی نہ کریں۔ گناہ کو اس نظر سے نہ دیکھیں کہ چھوٹا ہے یا بڑا۔ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے زیادہ گناہوں کو صغیرہ فرمایا ہے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اے دوست! یہ نہ دیکھ کہ گناہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے بلکہ اس ذات کی عظمت کو دیکھ جس کی تو نافرمانی کر رہا ہے۔''

حدیث پاک میں آیا ہے:

''جو دن آپ گناہوں کے بغیر گزاریں ایسے ہی ہے کہ جیسے وہ دن میری صحبت میں گزارا۔''

اگر چاہیں تو نبی علیہ السلام کی صحبت میں اور معیت میں وقت گزاریں، تو گناہوں کے بغیر دن گزارنا سیکھیں۔ یہ تین دن تو ہم فارغ کر چکے۔ اب ان تین دنوں میں ہم پوری کوشش کریں کہ ہمارے اس چھ فٹ کے جسم سے کوئی بھی گناہ سرزد نہ ہو۔ نفس کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہے گا؟ کہ جی! آپ گناہوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ مگر ہم کوشش تو کر سکتے ہیں نا!

انجام اس کے ہاتھ میں ، آغاز کر کے دیکھ!
ہوئے پروں سے پرواز کر کے تو دیکھ!

حصولِ مغفرت کا بہانہ:

نیت تو کیجیے! پھر دیکھیے! اللہ کی رحمت کیسے ہاتھ پکڑتی ہے۔ کم از کم قیامت کے دن یہ تو کہہ سکیں گے کہ ربِّ کریم! ہم نے کسی وقت ایک مجلس میں مسجد میں بیٹھ کر سچے دل سے توبہ کی تھی۔ ربِّ کریم! اپنے آپ کو آپ کے حوالے کر دیا۔ اے اللہ! ہم گناہ نہیں کریں گے۔ اب آپ ہم پر رحم فرمائیے اور ہمیں گناہوں کی دلدل سے بچا لیجیے۔

قبولیتِ دعا کا ماحول:

ایسے اجتماعات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ قبولیت دعا کے لیے:

☆ ...... کچھ اوقات ہوتے ہیں

☆ ...... کچھ مقامات ہوتے ہیں

☆ ...... کچھ شخصیات ہوتی ہیں

اس وقت یہ تینوں نعمتیں یہاں موجود ہیں۔ آپ لوگ یہاں اللہ رب العزت کی نسبت سے اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں جو دعائیں مانگیں گے ان شاء اللہ قبول ہوں گی۔ آپ کی جو بھی پریشانیاں ہوں، تنہائی کے وقت میں، انفرادی معمولات کے وقت میں نفل پڑھیے اور اللہ سے دعائیں مانگیے۔ تہجد کے وقت میں اللہ سے مانگیے۔ جو دکھڑے مخلوق کے سامنے بیان کرتے ہیں، جو اپنی پریشانیاں لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں، میرے دوستو! ہم کیوں نہ اپنے پروردگار کے سامنے بیان کریں!! ہم اس ذات کے سامنے اپنے دکھ کھولیں جو ذات سب کی پریشانیاں دور کرنے والی ہے۔ اے میرے دوستو!

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ ...... جب سب امیدیں ختم ہو جاتی ہیں تو وہ ذات جو امیدوں کی آخری کرن ہوتی ہے، ہم کیوں نہ اس ذات کی طرف متوجہ ہوں!!

☆ ...... جب سب سہارے ٹوٹ جاتے ہیں تو وہ ذات اس وقت بھی دکھی لوگوں کا سہارا ہوتی ہے۔ ہم کیوں نہ اپنی فریادیں اس کے سامنے پیش کریں!!

لہٰذا قبولیت کے ان دنوں میں آپ فائدہ اٹھا لیجیے۔ انفرادی دعاؤں میں اپنے اعمال کی قبولیت کی دعائیں کیجیے۔

اللہ کو اپنا بنا لو!

ایک بات ذہن میں رکھیے! سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے! ''شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات'' جو آدمی دنیا میں اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنے کی کوشش کرے گا، رب کریم کی رحمت سے بعید ہے کہ وہ اس کو قیامت کے دن اپنے دشمنوں کی صف میں کھڑا کرے۔

جب آپ یہ نیت لے کر آئے ہیں تو میرے دوستو! یہ تین دن ہمارے اور آپ کی مغفرت کا سبب بن جائیں گے۔ اللہ رب العزت ہم پر کرم فرما دیں گے۔

فکرِ دنیا کر کے دیکھی، فکرِ عقبیٰ کر کے دیکھ
چھوڑ کر اب ذکر سارے، ذکر مولیٰ کر کے دیکھ
کون کس کے کام آیا؟ کون کس کا ہے بنا؟
سب کو اپنا کر کے دیکھا، رب کو اپنا کر کے دیکھ

اللہ رب العزت ان تین دنوں میں آپ حضرات کے اعمال کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کی ان کوششوں کو قبول فرمائے اور اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرما لے۔ (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دیگر کتب

- خطبات فقیر (بیس جلدیں)
- مجالس فقیر (چھ جلدیں)
- لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند (سفرنامہ)
- قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز
- نماز کے اسرار و رموز
- رہے سلامت تمہاری نسبت
- موت کی تیاری
- مہلک روحانی امراض
- گھریلو جھگڑوں سے نجات
- مثالی ازدواجی زندگی کے رہنما اصول
- اولاد کی تربیت کے سنہری اصول
- حیاء اور پاکدامنی
- میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں
- شرم و حیا
- ایمان کی اہمیت
- علمِ نافع
- زبدۃ السلوک
- مغفرت کی شرطیں

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

❁ معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ بائی پاس جھنگ 0471-622832,625454

❁ معہد الفقیر گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246

❁ جامعہ دار الہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966

❁ دار المطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059

❁ ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255

❁ مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور

❁ مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

❁ اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی

❁ مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

❁ دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی

❁ ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشرفیہ منزل، فوارہ چوک ملتان 061-540513

❁ مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس، ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965

❁ مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار سادات ٹونگ PP 09261-350364

❁ حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956

❁ جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد اکیس

- کون مقبول ہے
- اللہ کی نعمتیں
- قلب کا جاری ہونا
- ہماری زبان دل کی ترجمان
- علمائے دیوبند کے علمی کارنامے
- حصول حیاتِ طیبہ کے مدارج
- قوموں پر اللہ رب العزت کا عذاب
- اماں جی رحمۃ اللہ علیہا کا سفرِ آخرت

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

علماءِ دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبات فقیر (۲۱)

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مرتب
فقیر محمد زاھد راشدی نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ اللہ

© جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطباتِ فقیر ۲۱

از افادات ——— حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

مرتب ——— محمد زاہد راشدی نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ——— دسمبر 2009ء

اشاعت دوم ——— اپریل 2010ء

تعداد ——— گیارہ سو

سرورق ——— حافظ انجم محمود

کمپوزنگ ——— دار المطالعہ حاصل پور
062-2442059

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْہُ
الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو اس درود شریف کو پڑھے میری شفاعت اس پر واجب اور ضروری ہے۔ طبرانی

www.besturdubooks.wordpress.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مرتب

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی شخصیت عالم عرب وعجم میں کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے مقناطیسیت اور جاذبیت رکھی ہے۔ جو افراد معاشرے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی گفتگو میں تقویٰ کا حسن، علم کی خوشبو، پاکیزگی کا جمال اور عمل کی لذت ہوتی ہے۔ آپ کے بیان میں سوز، رقت اور واردات قلبی کا اظہار ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم اپنی کیفیات باطنی کو چند جملوں میں بیان فرما کر اہل دل حضرات کو سوز کا بہت بڑا سرمایہ عطا فرما دیتے ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی زندگی کا مشن حضور اکرم ﷺ کا پیغام زندگی، جو ابدی نجات کا ذریعہ ہے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں تک پہنچانا ہے۔

جی میں آتا ہے کہ اس نام کی خوشبو لے کر
سارے عالم میں پھروں اور بادِ صبا ہو جاؤں

اس مقصد کے حصول کے لیے حضرت جی دامت برکاتہم کا بسا اوقات صبح ایک ملک میں دوپہر دوسرے ملک میں اور شام ایک اور ملک میں بسیرا ہوتا ہے۔ تبلیغی اسفار میں آپ کے جذب وشوق کی ترجمانی کے لیے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھ پر
مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے کام لیتے ہیں تو اس کے اوقات میں بھی برکت عطا فرما دیتے ہیں۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسے اللہ والے جہاں سے گزرتے تھے وہاں ہدایت پھیل جاتی تھی۔ دنیائے روحانیت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

تاجدار حضرت جی دامت برکاتہم بھی جہاں تشریف لے گئے الحمدللہ بڑی تعداد میں لوگ تائب ہو جاتے ہیں۔

الحمدللہ آپ کی شخصیت بڑی مؤثر' دل آویز اور ہمہ گیر ہے' آپ سرتاپا عمل اور مجسم جدوجہد کے حامل' نہ تھکنے والے' نہ مایوس ہونے والے نہ پست ہونے والے داعی ہیں۔ امت کی تربیت و تعلیم میں آپ کا سوز کچھ اس طرح سے ہے۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینہ میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست
زندگی اور بھی تیرے لیے دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

بربط حیات کا وہ کون سا تار ہے جو مفکر اسلام حضرت اقدس دامت برکاتہم نے نہ چھیڑا ہو اور جن کے سرمدی نغموں نے زندگی کے اسرار و رموز کا انکشاف نہ کیا ہو۔

خطبات فقیر و حضرت جی کی دیگر تصنیفات کیا ہیں؟ وہ ایک ایسا دردِ دل ہے جس کا مشاہدہ یوں کیا جا سکتا ہے۔

سلطان عالمگیر کی بیٹی نے جیسے کہا:

درسخن مخفی منم' چوں بوئے گل در برگ گل
ہر کہ دیدن میل دارد' درسخن بیند مرا

ترجمہ: میں اپنے کلام میں مخفی ہوں' جس طرح کہ پھول کی مہک اس کی پتیوں میں پنہاں ہوتی ہے' جو شخص مجھے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو' میرے کلام میں مجھے دیکھ لے حقیقت یہ ہے کہ کلام کسی کا بھی ہو وہ اپنے متکلم کا عکس ہوتا ہے جس سے اس کے مبلغ علم' زور بیان' انداز فکر اور طرز استدلال کا بخوبی پتہ چل جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس سعی ناتمام کتب کی اشاعت میں حضرت جی دامت برکاتہم کے محبوب خلیفہ ادارہ "**مکتبۃ الفقیر**" کے انچارج حضرت حاجی محمد صدیق صاحب مدظلہ اور ان کے رفقاء کی شبانہ روز کی جہد مسلسل شامل ہے۔ادارہ "**مکتبۃ الفقیر**" کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کے خطبات و دیگر تصنیفات کو شائع کروا کر دنیا بھر میں پہنچا کر حضرت جی دامت برکاتہم کی خصوصی دعاؤں اور توجہات کو حاصل کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ مرتے دم تک شیخ محترم کے ان صدقات جاریہ کو جاری رکھنے کے لیے قبول فرمائے۔آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ

اجازت ہو تو آ کر میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں
سنا ہے کہ کل تیرے در پر ہجوم عاشقاں ہوگا

دعاؤں کا طالب

عاجز محمد زاہد راشدی نقشبندی

خانقاہ نقشبندیہ جامعہ دار العلوم تعلیم و تربیت حاصل پور

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ اُحِبُّكَ بِقَلْبِیْ كُلِّهٖ وَاُرْضِيكَ بِجَهْدِیْ كُلِّهٖ۔

اے اللہ، مجھے ایسا بنا دے کہ اپنے سارے دِل کے ساتھ تجھ سے محبت کروں، اور اپنی ساری کوششیں تجھے راضی کرنے میں لگا دوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

✿ ... عرض مرتب	4
✿ **کون مقبول ہے.........؟**	21
✿ ... لفظ قبولیت کی تحقیق	23
✿ ... معیار قبولیت کی وضاحت	25
✿ معروف عارف عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک قول	26
✿ ... مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان	27
✿ ..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ عبدیت	28
✿ ... امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	28
✿ ... عبادت قبول کیسے ہوتی ہے	28
✿ ... جنت میں داخلہ کیسے ہوگا	29
✿ .... ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے عارفانہ دلائل	31
✿ ..... انوکھی مثال	33
✿ ... قبولیت کا اولین معیار سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	34
✿ ..... اللہ کا پسندیدہ عمل	35
✿ ..... آنکھوں دیکھا حال	36
✿ ..... روحانیت میں کمی کی وجہ کیا ہے	38
✿ .... اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے	39
✿ ..... سکونِ قلب	40
✿ ... مداومتِ عمل	42

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ ..... عمل کا جاری ہونا 43

❁ ..... فقہ حنفی کی قبولیت 43

❁ ..... دارالعلوم دیوبند کا قیام 44

❁ ..... انبیاء کی فکر 47

❁ ..... نبی کریم ﷺ کی تعلیم 48

❁ ..... اللہ رب العزت کی بے نیازی 49

❁ ..... بنی اسرائیل کا عابد 51

❁ ..... **اللہ کی نعمتیں** 57

❁ ..... حضرت انسان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات 59

❁ ..... انسان بھی سونے اور چاندی کی مانند 60

❁ ..... انسان کے نفس کی دو حالتیں 61

❁ ..... رونا قرب الٰہی کا موثر ذریعہ 62

❁ ..... جوانی کیسے گزاریں 64

❁ ..... عبادت الٰہی میں سرشار نوجوان 64

❁ ..... علم اور ارادہ سے گناہ چھوڑنے پر انعام 64

❁ ..... زندگی ایک امانت ہے 65

❁ ..... نعمتوں کی واپسی 65

❁ ..... انوکھی مثال 66

❁ ..... نعمتوں کا عروج وزوال 67

❁ ..... آنکھ والی نعمت کا غلط استعمال 67

❁ ..... کان والی نعمت کی واپسی 68

❁ ..... زبان والی نعمت کا غلط استعمال 68

www.besturdubooks.wordpress.com

پاؤں والی نعمت کا استعمال	69
سنت کی قدر	70
جنتیوں اور دوزخیوں کا تقابلی جائزہ	70
دنیا امتحان گاہ ہے	73
اُمت کے اکابر	74
ایک حیران کن واقعہ	74
گناہوں کی حقیقت	76
آٹھ گواہ	77
آٹھ گواہیاں کون سی ہونگی	78
اعمال نبی ﷺ کے سامنے پیش ہونگے	81
سبق آموز واقعہ	81
میرے آقا ﷺ کیا کہیں گے؟	83
بزرگ کا قول مبارک	83
سنہری موقعہ	83
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا	84
ایمان کیسے بچایا جائے	85
اندھے کی عقل مندی	86
اے اللہ تمہیں سے مانگیں گے تم ہی دو گے	86
قلب کا جاری ہونا	89
کثرتِ ذکر کے اثرات	91
ذکر کے اثرات کی علامات	92
ایک نوجوان کا واقعہ	92

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر کے اثرات کی علامات	93
سالقین کا مسئلہ	94
انوکھی مثال	94
سائنسی مشاہدہ	95
اللہ رب العزت نیتوں کو دیکھتے ہیں	95
ذاکرین پر سکینہ کا نزول	96
انسانی مشاہدہ	96
رحمت کی برسات	97
ذکر میں کیفیت نہ ملنے کی وجہ	97
لمحہ فکریہ	98
نبی ﷺ کا فرمان مبارک	99
قابل توجہ	99
سائنسی مثال	99
اللہ کے محبوب ﷺ کی شان	100
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام	100
ایک بیماری اور اُس کی علامت	101
روحانی علاج	101
سائنسی وضاحت	101
نظر کا لگنا حدیث کی رُو سے	102
انگریزی زبان کی حقیقت	102
گُر کی بات	104
دلچسپ مثال	104

www.besturdubooks.wordpress.com

آج کا سالک	105
مراقبہ کی پابندی کا اثر	105
دل کا جاری ہونا کیسے کہتے ہیں	105
قلب کا مقام	106
پہلی کیفیت	106
دل کا دھڑکنا اور پھڑکنا	106
دل کی دھڑکن کا ایک جائزہ	107
مقامِ لطیفہ کی حالت	107
مشاہداتی وضاحت	107
قابلِ توجہ	107
مثال	108
قلبی کیفیات	109
دل جاری ہونے کی علامت	111
مستند اصول	112
اسباق کی ترقی کیسے؟	112
سالک کون؟	112
پہلی بات	113
دوسری بات	113
تیسری بات	114
کیفیات کی کسوٹی معیارِ سنت	114
اصل چیز	115
اے اللہ آپ ہی کی چاہت	116

www.besturdubooks.wordpress.com

۞ ...... **ہماری زبان دل کی ترجمان**	119
۞ ...... مومن کے الفاظ	122
۞ ...... زبان کی حقیقت	123
۞ ...... کفریہ کلمات	124
۞ ...... دو چیزوں کی ضمانت	125
۞ ...... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عمل	126
۞ ...... حقیقی مسلمان	126
۞ ...... زبان کی طاقت	126
۞ ...... عجیب بات	128
۞ ...... خطرناک کون	128
۞ ...... اللہ والے کی نصیحت	128
۞ ...... انوکھی مثال	129
۞ ...... زبان کی حفاظت	129
۞ ...... علمی نقطہ	131
۞ ...... مومن کی پہچان	131
۞ ...... عقلمند کون	131
۞ ...... گفتگو کیسی ہو	132
۞ ...... اللہ کی نفرت کن سے ہے	132
۞ ...... زبان اللہ کی نعمت	133
۞ ...... دعا کس کی قبول ہوتی ہے	134
۞ ...... سچ اور جھوٹ	134
۞ ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سچ اور کافر کا قبول اسلام	135

❁ ...... سچ کی جیت	136
❁ ...... اللہ کے پسندیدہ کون	138
❁ ...... **علمائے دیوبند کے علمی کارنامے**	141
❁ ...... تین مراحل	143
❁ ...... دارالعلوم کے تین مراحل	144
❁ ...... دوقومی نظریہ	144
❁ ...... دوسرا مرحلہ شاہ ولی اللہ کی ولادت	144
❁ ...... حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا الہامی ترجمہ	145
❁ ...... شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ	146
❁ ...... حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا دردمند دل	147
❁ ...... دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد	147
❁ ...... اصول ہشت گانہ	147
❁ ...... پھر تم ہی تم رہو گے	148
❁ ...... علماء دیوبند کی چند نمایاں صفات	148
❁ ...... بت پرستی، شہوت پرستی، قبر پرستی، نفس پرستی کا خاتمہ	149
❁ ...... اکابر علماء دیوبند اور عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم	149
❁ ...... درکفے جام شریعت درکفے سندان عشق	150
❁ ...... علماء دیوبند کے علمی کمالات	151
❁ ...... حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ	152
❁ ...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام	153
❁ ...... حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا درس حدیث	153
❁ ...... حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی مشغولیت	153

www.besturdubooks.wordpress.com

علماء دیوبند کی علمی خدمات	154
علماء دیوبند کے تاریخی کارنامے	155
علماء دیوبند کے مجاہدانہ کارنامے	155
علماء دیوبند اسلاف کی سچی نسبت کے امین	156
تکوینی نسبتیں	157
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا	158
علماء دیوبند کی نسبت	161
حصول حیات طیبہ کے مدارج	163
اعمال کی طاقت	166
فلاح کی تعریف	166
اطمینان قلب کا نسخہ	166
تقویٰ پر انعام	167
مغفرت اور وسعت رزق کا وعدہ	167
اثرات	168
اعمال پر یقین	168
نماز پر فلاح کا وعدہ	168
قرآن پڑھنے پر دعوت	169
سیدنا سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی	169
حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر پر انعام	170
قرب الٰہی ملنے کی وجوہات	170
دو خوشخبریاں	171
دو عذاب	171

ایک سنہری اصول	173
قیامت کا دن اور کامیابی کا معیار	173
دوسرا فرق	175
طلباء کے لیے نقطہ	176
ایمان والوں کی تکلیف آزمائش	176
سستی شیطان کا ایک داؤ	177
چند مثالیں	178
شیطان سے بچاؤ کا ہتھیار	179
بسم اللہ کی برکات	179
شیطانی اثرات کا سبب	180
بچے کو بسم اللہ کی عادت ڈالیں	181
وضو کی برکت	181
ذکر کی برکات	182
خشوع خضوع سے نماز پڑھنے کی برکت	182
روزہ کی برکات	183
آج کل عورتوں کی بے احتیاطی	183
آج کی بچی دین سے دور کیوں	183
ایک بڑھیا کی حالت زار	183
طہارت کی فضیلت	184
حج اور عمرہ کی فضیلت	184
صلہ رحمی پر اجر	185
صدقہ پر اجر	185

www.besturdubooks.wordpress.com

خوفِ الٰہی پر انعام	186
درود شریف کی برکت	186
اچھے اخلاق پر انعام	186
کامیابی کا دارومدار اعمال پر	187
کامیابی کا دارومدار	187
نفع اور نقصان کا مالک کون	188
مؤمن کی نظر	188
علمی نقطہ	189
یقین کی خرابی	189
نفسِ شریر	190
رجوع الی اللہ کے ثمرات	191
بندہ کی عجیب بات	192
غیبی نظام کی پشت پناہی	192
سنت کی اتباع	193
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی حکمرانی	195
فقیری میں بادشاہی	196
معیتِ الٰہی	196
اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی انعام	197
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت	201
تین باتیں لوہے کی لکیر	202
محنت کا میدان	203
وعدۂ الٰہی	203

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ عمومی مزاج	203
❁ شریعت کا مزاج	204
❁ گناہوں پر گواہ	205
❁ عجیب علمی نقطہ	205
❁ چار انعامات ربانی	207
❁ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا سفر بنگال	209
❁ دین کو سینے سے لگائیں	210
❁ گناہوں کی شرمندگی پر رونا	210
❁ **قوموں پر اللہ رب العزت کا عذاب**	211
❁ انسان کا امتحان	213
❁ اقوامِ عالم کا تاریخی پس منظر	214
❁ قومِ نوح علیہ السلام کے حال پر طائرانہ نظر	214
❁ ہوا کا عذاب	215
❁ قوم ثمود کی کوتاہی	215
❁ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اور اللہ کی پکڑ	216
❁ ناپ تول میں کمی کا انجام	217
❁ فرعون وقارون کا حال	217
❁ دین نصیحت ہے	217
❁ قرآن پاک کا شرطیہ انداز	218
❁ لفظ لو اور قلما کا خوبصورت اظہار	219
❁ نبی علیہ السلام کی دعا	219
❁ ادلے کا بدلہ	220

www.besturdubooks.wordpress.com

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	220
نیکی اور بدی کا انجام قرآن کی روشنی میں	220
پانچ کے بدلے پانچ	221
عدل کی حقیقت	222
زکوۃ نہ دینے کا نقصان	223
عہد شکنی پر عذاب الٰہی	224
احکام خداوندی کی نافرمانی	224
حیران کن واقعہ	225
لمحہ فکریہ	226
مقام عبرت	227
اللہ کی نافرمانی کا انجام	227
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نصیحت	227
گناہوں پر سزا کے طریقے	228
پہلا طریقہ	228
دوسرا طریقہ	228
سبق آموز واقعہ	229
تیسرا طریقہ	229
اللہ رب العزت کی کرم نوازی	230
تین اہم باتیں	230
رضا بالقدر	230
مال کی حقیقت	231
پریشانیاں کم کیسے ہوں	232

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیاء علیہم السلام کا طریق	232
یونس علیہ السلام کی دعا	234
اماجی رحمۃ اللہ علیہا **کا سفرِ آخرت**	235
دنیا فنا کے داغ سے داغ دار ہے	238
موت کی یاد بڑی نعمت ہے	239
صفت رحمٰن رحیم کی تجلیات	240
ننھی چڑیا کی اپنے بچوں سے محبت	241
مرغی کی اپنے بچوں سے محبت	241
رشیا کا حیران کن واقعہ	242
شادی کے بعد پہلی خواہش	243
عمران علیہ السلام کی بیوی کی دعا	244
ماں کی محبتوں کا محور	244
ماں کی محبت کا انداز	245
ماں کا مقام	246
ماں کی دعا جنت کی ہوا	246
انسان کی زندگی بڑا سانحہ	247
انا للہ پڑھنے پر اجر	247
ماں کی دعا کا بدل کوئی نہیں	248
دور بیٹھا کوئی تو دعائیں دیتا ہے	249
ماں کی محبت ہمالیہ پہاڑ	250
اللہ میرے بیٹے کو ہدایت عطا فرما	250
پیغامِ قرآنی	253

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (سورۃ مائدہ آیت: ۲۷)

کون مقبول ہے...؟

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر مکتبة الفقير 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جس نے دین میں ایسی بات پیدا کی جو اس میں نہیں تھی وہ بات مردود ہوگی وہ کام مردود ہو گا مردود ہو جائے گا۔ آپ نے دیکھا ہے کئی مرتبہ لوگ چیز خریدنے جاتے ہیں تو اوپر Brand name پڑھتے ہیں مہر لگی ہوتی ہے۔ اگر Brand name ہو تو چیز لیتے ہیں ورنہ نہیں لیتے۔ بالکل قیامت کے دن فرشتے متعین ہونگے۔ بندے کے عمل اللہ کے حضور پیش ہونگے۔ ہر ہر عمل پر فرشتے دیکھیں گے کہ سنت کی مہر لگی ہے یا نہیں۔ جس پر ٹھپہ لگتا نظر آئے گا وہ عمل قبولیت کے لیے ہوگا جو سنت کے مطابق نہیں ہوگا وہ نہیں ہوگا۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کون مقبول ہے......؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○ (سورۃ مائدہ آیت: ۲۷)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

لفظ قبولیت کی تحقیق:

○ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿ (سورۃ مائدہ آیت: ۲۷)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔

قبول عربی کا ایک لفظ ہے لسان العرب میں لکھا ہے کہ مُتَقَبِّلِ الشَّیْءِ کسی چیز کو لے لینا جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْھُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا ﴾ (آیت ۱۶ پارہ ۲۶)

یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال کو اللہ قبول کرلیں گے۔ یعنی نیک اعمال قبول

ہوجائیں گے اور جو اخلاص والے اعمال نہیں ہونگے وہ رد کردیے جائیں گے۔ شریعت کی اصطلاح میں قبول کے دو معنی ہیں۔

ایک معنی ہے الصحۃ کہ عمل کا ٹھیک ہوجانا جیسے حدیث پاک میں ہے:

﴿لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ﴾

تم میں سے کسی آدمی کا وضو ٹوٹ جائے تو جب تک دوبارہ وضو کر کے نماز نہ پڑھے اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ رہا قبول کا اصطلاحی معنی صحت عمل کہ عمل ہی تب ٹھیک سمجھا جائے گا۔ اب کوئی آدمی بے وضو کھڑا ہو کے کہہ دے میں نے تو جی ساری نماز پڑھی تو شریعت کہے گی آپ کی نماز ہی نہیں ہوئی۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے نجومی کے بارے میں کہا جو لوگ کاہن ہوتے ہیں مستقبل کی باتیں بتاتے ہیں شریعت نے منع کیا اس لیے کہ انسان ان چیزوں میں لگ کر اللہ کے یقین کو کمزور کرتا ہے اس پر ہر وقت ڈر اور خوف رہتا ہے مختلف چیزوں کا تو شریعت نے جڑ کاٹ دی کہ تم نجومیوں کے پاس جاؤ ہی نہ۔ حدیث پاک میں ہے:

﴿مَنْ اَتٰى عَرَّافًا لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا﴾

جو آدمی کاہن کے پاس آیا چالیس دن تک اللہ اس کی نماز کو قبول نہیں کرتے۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ اگر کسی بندے کا کوئی غلام ہو اور وہ بھاگ جائے تو فرمایا:

﴿اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ﴾

اگر غلام بھاگ گیا

﴿لَمْ تُقْبَلْ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ﴾

جب تک وہ اپنے مالکوں کے پاس لوٹ کر نہیں آئے گا اس کی نمازوں کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

دوسرا معنی قبول کا ہے کہ انسان کو کوئی چیز اچھی لگے پسند آجائے جب پسند آجاتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے تو آدمی اس چیز کو لے لیتا ہے نکاح کے موقع پر جب دولہا سے پوچھا جاتا ہے کہ تو نے فلاں کو اپنے نکاح میں قبول کیا تو آگے سے وہ کہتا ہے قبلت میں نے قبول کیا۔ یہاں قبول کا مطلب کہ چیز اچھی لگی اور انسان نے اس کو لے لیا۔ یہی معنی یہاں لیا جائے گا کہ

﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (سورۃ مائدہ آیت:۲۷)

بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کے عمل کو قبول کرتا ہے چنانچہ مفردات میں علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ التقبل یہ لفظ جو ہے یہ باب تفعل سے ہے

﴿قُبُوْلُ الشَّيْءِ عَلٰى وَجْهٍ يَقْتَضِىْ ثَوَابًا كَالْهَدِيَّةِ﴾

جیسے کوئی آدمی کسی کو ہدیہ پیش کرتا ہے تو ثواب کی نیت سے اس بندے کا ہدیہ لے لینا اس کو قبول کہتے ہیں۔ اسی طرح انسان جو عمل کرتا ہے اللہ رب العزت کے لیے اگر اس عمل کے اندر اخلاص ہوگا شریعت کے مطابق عمل ہوگا' تو اللہ تعالیٰ بھی بندے کا وہ عمل قبول کریں گے۔ اس کو قبولیت کہتے ہیں۔

معیار قبولیت کی وضاحت:

یہ ایک مستقل چیز ہے' جو سمجھنے والی ہے کیونکہ جب تک کوئی عمل قبول نہ ہو اس عمل کا انسان کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ کئی مرتبہ اچھی چیز ہوتی ہے۔ آپ نہیں قبول کرتے مثال کے طور پر آپ پھل کی دکان پر گئے اور وہاں جا کر آپ نے سیب خریدے وہ آپ کو کہتا ہے جی میرے پاس اچھی قسم کے انگور آئے ہوئے ہیں۔ آپ انگوروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں وہ دیکھنے میں بہترین پکے ہوئے تیار ہیں' خوبصورت ہیں لگتا ہے کہ میٹھے بھی ہونگے۔ صفات سب موجود ہیں۔ آپ کا موڈ نہیں ہے آپ اس پر ایک نظر ڈال کر کہتے ہیں کہ جی نہیں مجھے نہیں لینے۔ اب باوجود اس چیز میں خوبیوں کے آپ نے اس کو Reject کر دیا۔

اس لیے عمل کا صحیح ہونا ایک درجہ اور عمل کا اللہ تعالیٰ کو پسند آ جانا یہ دوسرا درجہ۔ یہ وہ غم ہے جو نیکوں کو لگا ہوتا ہے وہ کانپتے رہتے ہیں۔ آپ نے کئی مرتبہ سنا ہوگا ایک عورت اچھے

گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ بہت لکھی پڑھی تھی' خوبصورت حور پری تھی' عقل مند تھی۔ اللہ نے اس کو عقل شکل ہر نعمت سے نوازا تھا اور اس کو طلاق ہوگئی تو باوجود اس کے پاس وہ سب چیزیں ہیں جو ایک بیوی کے پاس ہونی چاہئیں عمل کو پسند کیا۔ خوبصورت عورت کو طلاق ہوگئی اور آپ نے کئی دفعہ یہ بھی سنا ہوگا کہ عورت بالکل ان پڑھ ہے لکھنا نہیں جانتی شکل کی بھی عام ہے مالی اعتبار سے بھی عام گھرانے سے ہے۔ مگر خاوند اس کے ساتھ کچھ اس طرح خوش ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں راج کرتی ہے۔ قبول ہوگئی اک دلہن کو اس کی سہیلیاں شادی کے موقع پر تیار کر رہی تھیں' زیور پہنا رہی تھیں اور میک اپ کر رہی تھیں۔ اس دوران اس کی کسی سہیلی نے کہہ دیا کہ تم تو بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ تمہیں یہ سوٹ بڑا سج رہا ہے۔ اور زیور تو کیا بات ہے۔ جب اس کی سہیلی نے تعریف کی تو دلہن کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے تو سہیلی گھبرا گئی کہ مسئلہ کیا ہے۔ پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو؟ تو دلہن نے جواب دیا کہ آپ تو میرے حسن و جمال کی اتنی تعریفیں کر رہی ہیں لیکن جس خاوند کے پاس میں جا رہی ہوں اگر اسے پسند نہ آئی تو تمہاری تعریفیں میرے کس کام آئیں گی۔

لوگ ہمیں نیک سمجھیں' متقی سمجھیں' عبادت گزار سمجھیں' عارف باللہ سمجھیں لیکن اگر ہم اللہ کو پسند نہ آئے تو لوگوں کی تعریفیں کس کام کی کہ یہ اہم بات ہے کہ ہم ایسے زندگی گزاریں کہ اپنے مالک کو پسند آ جائیں اس کو قبولیت کہتے ہیں۔

معروف عارف عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک قول:

چنانچہ عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ اک بڑے عارف گزرے ہیں اسکندریہ میں پیدا ہوئے پلے بڑھے پھر مصر میں جامعہ الازہر کے استاذ بھی رہے۔ بہت حکمت اور دانائی کی باتیں کرتے تھے ان کی باتیں آج کتب کے اندر Refrance کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔ تو اپنی ایک کتاب میں وہ یوں لکھتے ہیں۔

﴿رُبَّمَا فَتَحَ لَكَ بَابَ الطَّاعَةِ﴾

کبھی کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ تمہارے لیے طاعت کا دروازہ کھول دیا جائے

﴿وَمَا فُتِحَ لَكَ بَابُ الْقُبُوْلِ﴾

لیکن تمہارے اوپر قبولیت کا دروازہ نہ کھولا جائے اب اس کی مثال اگر سننی ہے تو عزازیل شیطان نے اسی ہزار سال اس نے عبادت کی کوئی زمین کا ایسا ٹکڑا نہیں تھا جو اس نے چھوڑا ہو سجدہ نہ کیا ہو۔ اتنا سر جھکایا اطاعت تو کی اس نے مگر قبولیت نہ پاسکا تو عمل کرنا ایک بات۔ عمل اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہو جانا یہ الگ ہے۔ جب تک اس کی فکر نہیں لگے گی جب تک انسان اس بارے میں فکر مند نہیں رہے گا۔ اللہ کے سامنے گڑگڑائے روئے مانگے تب جا کے قبولیت ہوگی۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ

﴿لَوْلَا جَمِيْلُ سَتْرِهٖ﴾

اگر اسکی ستاری خوبصورت نہ ہوتی

﴿لَمْ يَكُنْ عَمَلٌ اَهْلًا لِلْقُبُوْلِ﴾

کوئی عمل بھی قبولیت کے قابل نہ ہوتا اگر عمل قبول ہوتا ہے تو اللہ کی صفت ستاری کے صدقے قبول ہوتا ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالیشان:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں فرمایا ہے کہ انسان جتنی یکسوئی کی عبادت کرے، جتنا دل لگائے عبادت کرلے خشوع اور خضوع سے عبادت کرلے اس کی عبادت کبھی بھی اللہ کے شایان شان نہیں ہوسکتی۔

﴿وَهُوَ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى وَرَاءُ الْوَرٰى﴾

وہ پروردگار اس سے بھی بلند ہے اس سے بھی بلند ہے اس سے بھی بلند ہے ہم کس کھیت کی گاجر مولیاں ہیں کہ ہم اپنی بات کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عبدیت:

سید الانبیاء، سید الانس و جان سید الملائکہ، محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے ایک مرتبہ یوں فرمایا:

﴿مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ﴾ (سورۃ الحج آیت:۶۵)

اے اللہ ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسے عبادت کرنے کا حق تھا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی حرم تشریف لے گئے طواف کیا مقام ابراہیم پہ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا مانگی:

﴿مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ﴾

جس بندے نے چالیس سال ایسے گزارے کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ساری رات اللہ کی عبادت کی ہمسائے کے بچے ان کو چھت کا مینارہ سمجھتے تھے۔ اتنا لمبا قیام کیا کرتے تھے وہ بزرگ مقام ابراہیم پر نفل پڑھ کر کہتے ہیں۔

﴿مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ﴾

اللہ جیسے آپ کی عبادت کا حق تھا وہ حق ادا نہیں کر سکے۔

عبادت قبول کیسے ہوتی ہے:

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم ایسی عبادت کر بھی نہیں سکتے جو اللہ کے شایان شان تو عبادتیں قبول کیسے ہوتی ہیں۔ بھائی اس کی بھی مثال سن لیجیے۔ آپ نے اپنے بچے کو عبداللہ کو سکول داخل کروایا ابتدائی دنوں میں آپ اس کو سکول سے لے کر آئے وہ آپ کو کہتا ہے ابو میں نے گنتی لکھنا سیکھی ہے آپ کہتے ہیں دکھاؤ وہ ایک صفحہ آگے کرتا ہے جس پر جگہ جگہ سیاہی لگی ہوتی ہے۔ اور لائنیں بالکل ٹیڑھی اور گنتی ایسی لکھی کہ

بالکل سمجھ نہیں لگتی مگر جو شفقت آپ کو بیٹے کے اوپر ہے آپ اس کی Effort کو Appriciate کرنے کے لیے اس کو آئس کریم انعام کے طور پر لے کر دیتے ہیں۔ اب یہ جو اس بچے کو آئس کریم کا انعام ملا یہ خوشخطی کے بدلے نہیں تھا اگر لکھائی کو دیکھتے تو یہ تو دیکھنے کے قابل نہیں مگر باپ کی محبت ہے کہ وہ بچے کو دیکھتا ہے۔ Pain Stacking کی اس نے Efforts کی اس نے لہٰذا اچھا نہیں بھی لکھا پھر بھی انعام دے دیا۔ ہم بھی اسی طرح عبادت کرتے ہیں۔ ہماری عبادت ہرگز اللہ کے شایان شان نہیں ہوتی۔ مگر

﴿اللّٰهُ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورہ الحج آیت ۶۰)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رؤف اور رحیم ہے۔ وہ بندے کی Pain Stacking کو دیکھتے ہوئے محنت کو دیکھتے ہوئے جیسا بھی عمل ہوگا اپنی رحمت سے قبول فرما لیتے ہیں۔

جنت میں داخلہ کیسے ہوگا:

یہاں پر ایک بات اور سمجھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ اگر ہمارے اعمال قبولیت کے درجے کو نہیں پہنچے تو پھر ہمیں قیامت کے دن اس کا بدلہ کیا ملے گا اس لیے یہ فکر کا لمحہ ہے۔ چنانچہ فرمایا

﴿لَيْسَ كُلُّ طَاعَةٍ سَبِيْلًا اِلٰى مَثُوْبَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهٖ﴾

ہر طاعت یعنی ہر عمل اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ کو وہ راضی کر پائے اور اللہ اس پر بندے کو اجر عطا فرمائے ہر عمل ایسا نہیں ہوتا اور ایک جگہ فرماتے ہیں۔

﴿لَاعِبْرَةَ بِالطَّاعَةِ اِذَا لَمْ يَصْحَبْهَا قَبُوْلٌ﴾

اس عمل کا کوئی اعتبار نہیں جس عمل کے ساتھ قبولیت نہ ہو۔ اس عمل کا کیا فائدہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہی نہ آئے اسی لیے اس بات کی فکر ہو کہ ہمارے عمل اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہو جائیں۔ اب یہاں پر ایک سوال حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ انسان جنت میں

جو داخل ہوگا وہ اللہ رب العزت کی رحمت کی وجہ سے ہوگا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے حدیث مبارکہ میں فرمایا

﴿لَا يَدْخُلُ اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ﴾

طبرانی شریف کی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں تم میں سے کسی بندے کا عمل اس کو جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

﴿وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ﴾

نہ اس کو جہنم سے نکالے گا۔

﴿وَلَا اَنَا﴾

اور نہ مجھے

﴿اِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ﴾

ہاں اللہ رب العزت کی رحمت ہمیں جنت لے جائے گی اور جہنم سے نکالے گی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۃ النحل آیت:۳۲)

تم جنت میں جاؤ اپنے عملوں کی وجہ سے تو قرآن پاک کی آیت بتا رہی ہے کہ جنت میں جاؤ عملوں کی بنا پر اور حدیث مبارکہ بتا رہی ہے کہ کوئی بندہ نہ اپنے عملوں کی وجہ سے جنت جائے گا اور نہ جہنم جائے گا ہاں اللہ کی رحمت اس کو جہنم سے نکالے گی جنت لے جائے گی تو حدیث مبارکہ میں اس کی تفصیل ہے۔ اس لیے ایک حدیث کو پڑھ کر آپ دین کو نہیں سمجھ سکتے جب تک تمام احادیث سامنے نہ ہوں دوسری حدیث میں نبی علیہ السلام نے بتلا دیا کہ:

﴿دُخُوْلُ الْجَنَّةِ بِفَضْلِهٖ﴾

جنت میں داخل ہونا اللہ کے فضل سے ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَدَرَجَاتُهٗ بِحَسْبِ الْاَعْمَالِ﴾

اور جو درجے ہوں گے وہ اعمال کے حساب سے ہوں گے۔ نفس جنت میں داخل ہونا وہ اللہ کے فضل سے ہوگا اور

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (آیت ۱۹ پارہ ۲۶)

سب کے درجات ان کے عملوں کے بقدر تو درجات عمل کی بنا پر اور جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت کی بنا پر چنانچہ حدیث پاک میں ہے

﴿لَنْ يَّدْخُلَ اَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهٖ﴾

تم میں سے کوئی بندہ اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوگا ایک اور حدیث مبارکہ توجہ سے سنئے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لِلْجَنَّةِ﴾

اللہ تعالیٰ نے جنت سے یہ فرمایا

﴿اَنْتِ رَحْمَتِيْ﴾

تو میری رحمت ہے۔

﴿اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ﴾

اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تیرے ذریعے اس پر رحمت کروں گا اب اس پر علماء نے بہت بہت خوبصورت تفصیل بیان کی ہے کہ آدمی جنت میں کیوں نہیں جائے گا اپنے عملوں کی وجہ سے چنانچہ لمبی تفصیل میں پڑنے کی بجائے صرف ایک بزرگ کی بات یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے عارفانہ دلائل:

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کی تحقیق یہ ہے کہ انسان کو عمل کی توفیق ملتی ہے وہ اللہ کی رحمت کی وجہ سے ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنَّ التَّوْفِیْقَ لِلْعَمَلِ مِنْ رَّحْمَۃِ اللہِ

﴿وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللہِ﴾ (سورۃ ہود آیت:۸۸)

بھئی مشین بجلی کی چل تو رہی ہے لیکن مین سوئچ جس کے ہاتھ میں ہے اسکی مرضی ہے کہ مین سوئچ آن کرے تو چلے ورنہ موٹر بھی ٹھیک پمپ بھی ٹھیک پانی نہیں نکلے گا کیوں کہ پیچھے سے بند کر دیا ہے تو توفیق اللہ رب العزت کی طرف سے ملتی ہے۔ تو جب عمل کی توفیق ہی اللہ نے دی تو سبحان اللہ معاملہ تو پھر اللہ پہ پہنچا فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْلَا رَحْمَۃُ اللہِ سَابِقَہٗ مَا حَصَلَ الْاِیْمَانُ وَلَا الطَّاعَۃُ الَّتِیْ یَحْصِلُ بِھَا النَّجَاۃُ﴾

اگر اللہ رب العزت کی اس بندے پر رحمت نہ ہوتی نہ یہ ایمان حاصل کر پاتا نہ عمل کی توفیق ملتی تو پھر اس کو جنت کیسے مل جاتی تو ملی تو کس وجہ سے ملی اللہ کی رحمت کی بنا پر۔

دوسری دلیل قائم کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ

﴿اِنَّ مَنَافِعَ الْعَبْدِ لِسَیِّدِہٖ﴾

جب کوئی غلام ہوتا ہے تو اس غلام کے جتنے منافع ہوتے ہیں اس کے لیے نہیں ہوتے وہ کس کے ہوتے ہیں اس کے آقا کے ہوتے ہیں۔ اور ہم تو اللہ کے ملک ہیں غلام سے بھی ایک درجہ آگے تو ہم اگر اعمال کریں بھی تو یہ ملک کس کے ہوئے اللہ کی۔

﴿وَعَمَلُہٗ لَمُسْتَحِقٌّ لِمَوْلَاہُ﴾

اب دیکھیں غلام ہے اور وہ غلام آپ کے گھر میں کام کرتا ہے غلام جو ہے آخر اس نے کام کرنا ہے اب اس غلام کو کام کرنے پر آپ انعام دے دیں اپنی طرف سے اس کا تو حق ہی نہیں بنتا تھا۔ آپ نے جو انعام دیا یہ آپ کی اس کے اوپر مہربانی ہوگی تو اللہ رب العزت نے بندے کو عمل کی توفیق بھی دی اور بندے نے عمل بھی کیے اب ان عملوں پر جنت کا عطا کر دینا یہ مالک کا اپنے بندوں کے اوپر احسان ہے ورنہ تو بندے اس بات کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مستحق تھے کہ ساری زندگی عبادت کرتے وہ مملوک ہیں اور اللہ مالک ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿فَمَهْمَا أَنْعَمَ عَلَيْهِ مِنَ الْجَزَاءِ﴾

جو بھی نعمت اسکو بدلے میں اللہ کی طرف سے ملی:

﴿فَهُوَ مِنْ فَضْلِهِ﴾

وہ اللہ کے فضل کی وجہ سے ہے اور پھر تیسری دلیل عجیب قائم کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ انسان جو عمل کرتا ہے وہ فانی ہے اور جنت جو ہے وہ باقی رہنے والی ہے۔ تو فانی عملوں پر کبھی بھی کوئی بندہ باقی رہنے والی جنتوں کا حق دار نہیں بن سکتا اگر اس کو اللہ نے ہمیشہ رہنے والی جنت دی تو یہ اپنے فضل کی وجہ سے۔

﴿إِنَّ أَعْمَالَ الطَّاعَةِ كَانَتْ فِي ثَمَنٍ يَسِيرٍ ○ وَالثَّوَابُ لَا يَنْفَدُ وَالْإِنْعَامُ الَّذِي لَا يَنْفَدُ فِي جَزَاءِ مَا يَنْفَدُ بِفَضْلٍ لَا مُقَابَلَةِ الْأَعْمَالِ﴾

لہٰذا جنت جو ملی یہ اعمال کے مقابلے میں نہیں یہ اللہ کے فضل سے ملی بلکہ علماء نے مسئلہ لکھا ہے۔

انوکھی مثال:

آپ ایک مثال سن لیں آپ کے پاس ایک سیب ہے آپ اس کو فریزر کے اندر رکھ دیتے ہیں تو کوئی بندہ آپ کو کہہ سکتا ہے کہ آپ بڑے ظالم ہیں جی فریزر کے اندر رکھ دیا آپ اس کو اٹھا کے چولہے پہ چڑھا دیتے ہیں کوئی بندہ کہہ سکتا ہے کہ آپ نے بڑا ظلم کیا بھئی آپ مالک ہیں مالک کو اختیار ہوتا ہے۔ اپنی مملوکہ چیز میں کہ جو مرضی کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مالک ہیں وہ چاہیں تو جنت میں رکھ دیں اور وہ چاہیں تو جہنم میں ڈال دیں دونوں صورتوں میں ظالم کوئی نہیں کہہ سکتا۔ چنانچہ حدیث پاک میں

﴿لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ وَأَهْلَ سَمٰوٰتِهِ وَأَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُ﴾

اگر اللہ تعالیٰ اہل آسمان اور زمین کو عذاب دے سزا دے تو سزا دینے کے باوجود ظالم کوئی نہیں کہہ سکتا۔

﴿وَلَوْ رَحِمَهُمْ﴾

اور اگر اللہ ان پر رحمت کردے اس کی رحمت اپنے بندوں کیلئے زیادہ بہتر ہے تو معلوم ہوا کہ اعمال ہمیں کرنے ہیں اور قبولیت کے لیے فکرمند رہنا ہے یہ نہیں کہ اب ہم نے چونکہ نماز پڑھ لی چاہے نماز میں دنیا کا خیال رہا چاہے کاروبار کا چاہے کسی بندے کا۔ اب جی اللہ پہ لازم ہو گیا قبول کرنا ایسی بات نہیں ہے۔ اعمال کرنا ایک قدم اور اس کی قبولیت کی فکر ہونا دوسرا قدم ہے۔

قبولیت کی علامات:

کچھ علامات ایسی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عمل قبول ہے۔ تو وہ علامات آپ کو معلوم ہونی چاہئیں۔ کہ جس سے پتہ چلے کہ ہمارے عمل قبولیت کے مقام تک پہنچے کہ نہیں۔

قبولیت کا اولین معیار سنت نبوی ﷺ:

﴿مِنْ عَلَامَاتِ قَبُوْلِ الْاَعْمَالِ﴾

سب سے پہلا

﴿مُوَافَقَةُ الْعَمَلِ لِمَا جَاءَ بِهِ الشَّرْعُ وَصَحَّتْ بِهِ السُّنَّةِ﴾

جو بھی عمل آپ کریں شریعت کے مطابق ہو اور سنت کے بالکل مطابق ہو یہ قبولیت کی پہلی شرط اگر کوئی عمل شریعت کے مطابق نہیں آپ کا جی چاہا کہ جی آج تو فجر میں میری طبیعت بڑی انشراح والی ہے۔ میں آج چار رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ تو چار رکعت آپ نے بڑے خشوع وخضوع سے پڑھے کیا قبول ہو جائے گی۔ نہیں ہوگی اس کا مطلب یہ کہ پہلی شرط کہ عمل اگر ہو تو شریعت کے مطابق ہو اس کو کہتے ہیں۔

﴿مِيزَانٌ لِلْاَعْمَالِ فِي ظَاهِرِهَا﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ظاہر میں کسوٹی ہے اعمال کی جس عمل کو دیکھنا ہے قبولیت کے قابل ہے یا نہیں اسکو سنت پہ تولو اگر سنت کے مطابق تو قبولیت کے قابل ہے۔ یہ پہلی شرط پوری ہوگئی اور اگر سنت کے خلاف ہے تو پھر قبولیت کے قابل نہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ﴾

جس نے دین میں ایسی بات پیدا کی جو اس میں نہیں تھی وہ بات مردود وہ کام مردود وہ کام مردود ہو جائے گا۔ آپ نے دیکھا ہے کئی مرتبہ لوگ چیز خریدنے جاتے ہیں تو اوپر Brand name پڑھتے ہیں مہر لگی ہوتی ہے۔ اگر Brand name ہو تو چیز لیتے ہیں ورنہ نہیں لیتے۔ بالکل قیامت کے دن فرشتے متعین ہونگے۔ بندے کے عمل اللہ کے حضور پیش ہونگے۔ ہر ہر عمل پر فرشتے دیکھیں گے کہ سنت کی مہر لگی ہے یا نہیں۔ جس پہ ٹھپہ لگا نظر آئے گا وہ عمل قبولیت کے لیے ہوگا جو سنت کے مطابق نہیں ہوگا وہ نہیں ہوگا۔

اللہ کا پسندیدہ عمل:

انسان کا کام ہے صحیح طریقے سے کرے۔

اَنْ یَّکُوْنَ الْعَمَلُ حَلَالًا طَیِّبًا

چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا﴾

اللہ تعالیٰ خود بھی طیب ہیں اور کون سے عمل کو پسند کرتا ہے جو طیب ہو پاکیزہ ہو۔

﴿وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ﴾

ایک جگہ فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ (سورۃ المومنون آیت نمبر ۵۱)

طیب چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ طبرانی شریف کی ایک روایت ہے بہت ہی عجیب۔ سبحان اللہ۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام نے نصیحت فرمائی تو فرمایا:

﴿یَاسَعْدُ اَطِبْ مَطْعَمَکَ﴾

اپنے کھانے کو پاکیزہ کر یعنی تو وہی کھا جو پاکیزہ ہو۔

﴿تَکُنْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَۃِ﴾

ایسا کرنے سے تو مستجاب الدعوات بن جائے گا۔ تیری دعا اللہ کے ہاں سیدھی قبول ہوگی اللہ اکبر۔

آنکھوں دیکھا حال:

ہمیں ایک مرتبہ اس کا تجربہ ہوا بیرون ملک میں مدرسے میں ایک طالب علم پڑھتا تھا ایک ڈاکٹر صاحب کا بیٹا تھا بڑا ذہین۔ آئی کیو لیول (I.Q Level) بڑا اچھا سکول کے اندر پوزیشن لینے والا بلکہ Presidential award کیلئے اس کا نام پیش کیا گیا۔ اتنا ذہین بچہ قرآن پاک پڑھنے کیلئے آیا۔ ایک سال وہ ابتدائی قاعدہ ہی پڑھتا رہا قرآن پاک پر ہی نہیں پہنچا۔ جب ہم نے جائزہ لیا سال کے بعد کہ کس بچے نے کتنا پڑھا۔ تو وہاں آ کے ہماری سوئی بھی اٹک گئی کہ ایک سال ہو گیا اس بچے کو آئے ہوئے اور ابھی تک اس کا قرآن پاک ہی شروع نہیں ہوا۔ استاد کو بلایا استاد نے کہا:

جناب میری محنت میں کوئی کمی نہیں۔ میں اسے پڑھاتا ہوں چند صفحے آگے جاتا ہوں یہ پیچھے سے بھول جاتا ہے۔ پھر پیچھے سے میں کوئی دو درجن دفعہ شروع سے شروع کرا کے لے جا چکا ہوں آگے دوڑ تو پیچھے چوڑ میں کیا کروں بچے کو بلایا بھائی معاملہ کیا ہے؟ بچے نے کہا جی میری محنت میں کمی نہیں ہے کلاس کے لڑکے بھی گواہی دیں گے استاد بھی گواہی دے گا میں آتا ہوں پورا ٹائم میں بیٹھ کے پڑھتا ہوں اس بات کی سمجھ مجھے نہیں آتی میں چند صفحے آگے جاتا ہوں پیچھے کی باتیں میرے ذہن سے نکل جاتی ہیں۔ اور میں نالائق نہیں ہوں۔ میں ٹاپ کرنے والا لڑکا ہوں پتہ نہیں زبان سے میری مناسبت نہیں ہو رہی ہے۔ یا کیا وجہ ہے اب ہماری فکر کم ہونے کے بجائے اور بڑھ گئی کہ جب استاد بھی پڑھا رہا ہے

شاید کہ بھی پڑھ رہا ہے۔ تو پھر قرآن پاک بچہ کیوں نہیں پڑھ رہا ہم نے اس بچے کو الگ بلایا۔ اور بعد ازاں اس سے تھوڑی دیر بات چیت کی اللہ تعالیٰ دلوں میں بات ڈالنے والے ہیں۔ اس سے ایک Question پوچھا کہ بچہ یہ بتاؤ کہ تم کھاتے کیا ہو۔ کون کون سی چیزیں تمہیں پسند ہیں۔ اس نے کہا جی چکن نگٹس مکڈانل کے بڑے اچھے لگتے ہیں۔ اور فلاں Peeza Hut (پیزا ہٹ) کی Chees مجھے بڑی اچھی لگتی ہے۔ اور ابو فلاں چیز Thanks God is Friday وہاں سے لے کر آتے ہیں۔ پتہ چلا کہ ان ڈاکٹر صاحب کو شام کا کھانا باہر کھانے کی عادت تھی وہ سارا دن مریضوں' دفتر میں لگے رہتے تھے۔ حلال پاکیزہ کمائی شام کو بیوی بچوں کو لے جاتے اور اس طرح جو ملٹی نیشنل قسم کے Advertise (ایڈورٹائیز) وہاں سے اپنی طرف سے چکن کی چیز لے لی فش کی بنی ہوئی چیز لے لی اس قسم کی چیزیں کھلاتے تھے۔ Potato Chips کھلا دیتے تھے مگر بنی ہوئی تو انہیں کی اب ہمیں بات سمجھ میں آئی کہ آخر مسئلہ کیا ہے تو ہم نے ایک ٹیچر پیرنٹ میٹنگ رکھی اس بچے کے والدین کو بلایا ہم نے ان سے ایک بات کی آپ اگر چاہتے ہیں بچہ قرآن پڑھے ہمارے ساتھ Promise کریں کہ اس بچے کو آپ اپنے گھر کا پکا ہوا کھانا کھلائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب کو کہا آپ کی بیوی مسلمان ہے نماز پڑھتی ہے۔ اس کا پکا ہوا کھانا آپ اس کو کھلائیں تب ہم محنت کریں گے ورنہ ہماری محنت بھی ضائع اور اگر آپ باہر کھلانا نہیں چھوڑ سکتے تو جاتے ہوئے بچے کو ساتھ لے جائیں جب انہوں نے دیکھا کہ یہ تو بہت ہی Hard ہو گئے ہیں اس معاملہ میں کہنے لگے نہیں حضرت ہم نے بچے کو پڑھانا تو ہے ہم باہر نہیں کھاتے گھر ہی کا کھانا کھائیں گے۔ بچے کو والدین نے گھر کا کھانا کھلانا شروع کیا اور ادھر سے بچے نے قرآن پڑھنا شروع کیا ایک سال میں بچے نے پورا قرآن پاک مکمل پڑھ لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

روحانیت میں کمی کی وجہ کیا ہے؟

انگریزی میں کہتے ہیں You a healt is what you eat? کہ تمہاری صحت وہی ہوتی ہے جو تم کھاتے ہو اور اسی کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی جو روحانیت ہے Its what you eat نمازوں کا نور' تلاوت کا نور' باہر سے کوئی مشتبہ چیز کھالی سارا کا سارا ایک برابر ہو گیا۔ آج کیوں انسانوں کے اندر روحانیت کی کمی ہے۔ اس کی بہت ساری وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے اور ماشاء اللہ یہ شوق ہوتا ہے۔ فلاں کارنر سے یہ کھائیں گے فلاں کارنر سے یہ کھائیں گے۔ چیز تو آپ نے کھالی لیکن جس مزے کے پیچھے آپ کا سب کچھ ضائع ہوا وہ کتنا نقصان دہ ہے۔ کوشش کریں گھر کا کھانا کھانے کی عادت بنائیں کچھ باہر سے لینا بھی ہے تو ایسی چیزیں جو پاکیزہ حلال مل سکتی ہیں وہ لا کے گھر کھائیں۔ ورنہ فجر کی نماز کے بارے میں پوچھتے ہیں کہتے ہیں کہ جی فجر میں آنکھ نہیں کھلتی بھائی آپ نے سوچا تھا کہ آپ نے شام کو کھایا کیا تھا۔ جب جسم میں حرام جائے گا تو انسان عمل کی توفیق سے محروم ہو جائے گا۔ اور جی الارم بھی لگا کے رکھتا ہوں۔ سات بجے آنکھ کھلتی ہے تو ایک بڑی اہم بات اپنے من کے نور کی حفاظت کرنے کیلئے کہ انسان اپنے کھانے کو پاکیزہ حلال رکھے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ کو کہ اے سعد اطیب مطعمك تو اپنے کھانے کو پاکیزہ کر لے۔

﴿تَكُنْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ﴾

اللہ تعالیٰ تیری مانگی ہوئی ہر دعا کو قبول فرمائیں گے۔ بہت بڑا انعام ہے تو یہ پہلی چیز کیا ہوئی اس کو کہا میزان الاعمال فی مظاھرھا۔ ظاہر میں عمل کے قبولیت کی کسوٹی اور میزان Criteria کریٹیریا ایک اسکا باطن بھی ہے کہتے ہیں

﴿مِيزَانُ الْاَعْمَالِ فِي بَاطِنِهَا﴾

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے:

باطن میں انسان کے اعمال کی کسوٹی وہ کیا چیز ہے:

﴿اِبْتِغَاءُ وَجْهِ اللّٰهِ بِالْعَمَلْ﴾

کہ عمل کا اصل مقصود اللہ کی رضا کا حاصل کرنا ہو چنانچہ آپ نے حدیث مبارکہ سنی ہوگی۔

﴿اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ﴾

اعمال کی صحت اعمال کی قبولیت کا دارومدار انسان کی نیت کے اوپر ہے تو نیت بھی ٹھیک ہو۔ اگر نیت ٹھیک نہیں ہوگی تو عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوگا۔

سنیے قرآن عظیم الشان ایک جگہ فرمایا:

﴿اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى﴾ (سورۃ الیل آیت ۲۰)

﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَلَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ﴾ (سورہ بقرہ آیت ۲۶۵)

حدیث مبارکہ میں ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَقَبَّلُ مِنَ الْعَمَلِ﴾

اللہ تعالیٰ عمل قبول نہیں کرتے۔

﴿اِلَّا مَا كَانَ خَالِصًا﴾

جو خالص ہو

﴿وَابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ﴾

اور عمل سے بندے کا مقصود اللہ کی رضا ہو اور بعض سلف سے یہ منقول ہے کہ

﴿مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّقْبَلَ عَمَلُهٗ﴾

جس کو یہ بات اچھی لگے کہ اس کے عمل قبول ہو جائیں۔

« فَلْيُصْحِحْ نِيَّتَهُ »

اس کو چاہیے کہ اپنی نیت کو ٹھیک کر لے۔

« فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَأْجُرُ لِعَبْدِهِ »

بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو اجر دیتے ہیں۔

« إِذَا حَسُنَتْ نِيَّتُهُ حَتّٰى بِلُقْمَةٍ »

جب اس کی عمل کی نیت ٹھیک ہوتی ہے حتیٰ کہ لقمہ بھی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اللہ لقمہ پر بھی اجر عطا فرمائے گا تو عمل کی قبولیت کی دو کسوٹیاں ایک ظاہر میں شریعت کے مطابق سنت کے مطابق۔ ایک باطن میں کہ نیت اس کی خالص اور صحیح ہو یہ دو کسوٹیاں ہیں۔

سکون قلب:

تیسری بات علامت عمل کے قبول ہونے کی

« زِيَادَةُ الْأَعْمَالِ وَالتَّرَقِّي فِي الْأَحْوَالِ »

کہ انسان جو عمل کرتا ہے اس کے اعمال میں اور احوال میں ترقی ہوتی ہے۔ ایک عمل کے بعد دوسرے عمل کی توفیق مل جاتی ہے۔ دروازہ کھلتا چلا جاتا ہے۔

« عِبَادُ الْهِمَمِ أَحْمَدُ بْنُ عَجِيبَه »

فرماتے ہیں۔

« مَنْ وَجَدَ ثَمْرَةَ عَمَلِهِ عَاجِلًا »

جس نے اپنی عبادت کا اجر جلدی پالیا اجر سے مراد ثمرہ سے مراد روحانی سکون یعنی جس بندے کو عبادت کرتے ہوئے سکون ملا دل کو تسلی ہوگئی۔

« فَهُوَ دَلِيلٌ عَلٰى وُجُوبِ الْقُبُولِ عَاجِلًا »

یہ دلیل ہے قیامت کے دن یہ عمل اللہ کے ہاں قبول ہوگا اب یہاں پر ایک اور (Question) ہوگا کہ جی اب پتہ کیسے چلے کہ ہمارے عمل کو وہ کیفیت ملی یا نہیں ملی

چنانچہ سنیے:

﴿فَمِنْ عَلَائِمِ قُبُوْلِ اللّٰهِ الصَّلٰوةِ﴾

لکھتے ہیں کہ نماز میں قبولیت کی علامت یہ ہے۔

﴿اَنْ يَّشْعُرَ الْمُصَلِّيْ فِيْهَا بِلَذَّةِ الْاِقْبَالِ عَلَى اللّٰهِ﴾

ایک نماز پڑھنے والے نماز کے دوران محسوس کرتے ہیں کہ میں اپنے رب کے حضور کھڑا ہوا ہوں جب یہ کیفیت ہو نماز کے دوران کہ میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوں وہ فرماتے ہیں۔ یہ روحانی کیفیت اس بات کی دلیل ہے کہ نماز اللہ کے ہاں قبول ہے:

﴿وَمِنْ عَلَائِمِ قُبُوْلِ اللّٰهِ لِمَنَاسِكِ الْحَجِّ﴾

اگر کوئی آدمی حج پر گیا تو اس کے مناسک حج کی قبولیت کی علامت کیا ہے۔

﴿اَنْ تَقْطَعَهٗ عَنْ مَشَاغِلِ الدُّنْيَا وَهُمُوْمِهَا﴾

کہ وہ جو حج کرنے میں اس کا ٹائم گزرتا ہے۔ اس میں اللہ کی طرف اتنا دھیان کہ وہ بندہ دنیا کے ہموم اور غموم سے بالکل فارغ ہو جاتا ہے' دماغ ادھر سے کٹ جاتا ہے ادھر انسان کا دل جڑ جاتا ہے۔

وَمِنْ عَلَائِمِ قُبُوْلِ اللّٰهِ لِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ

اگر کوئی بندہ تلاوت قرآن کر رہا ہے تو اس کی کون سی کیفیت ہوگی کہ پتہ چل جائے کہ تلاوت قبول فرماتے ہیں

﴿اَنْ يَّشْعُرَ اَنَّهٗ مَاصِلٌ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ﴾

تلاوت کرتے ہوئے یہ کیفیت ہو کہ میں اپنے اللہ کے سامنے بیٹھا اپنے مالک سے ہمکلامی کر رہا ہوں اور پھر فرماتے ہیں کہ:

﴿وَمِنْ عَلَائِمِ قُبُوْلِ اللّٰهِ لِذِكْرِ الذَّاكِرِيْنَ﴾

ذکر کرنے والے جو ذاکرین ہیں ان کے ذکر کی قبولیت کی علامت کیا:

﴿اَنْ تَبْعَثَ الْيَقْظَةُ بِمُرَاقَبَةِ اللّٰهِ بِقُلُوبِهِمْ﴾

ان کے قلوب میں بیداری آجاتی ہے۔

﴿اَنْ تَبْعَثَ الْيَقْظَةُ اِلٰى مُرَاقَبَةِ اللّٰهِ فِي قُلُوبِهِمْ﴾

اوران کے نفوس میں اللہ کی خشیت آجاتی ہے۔تو اگران اعمال کو کرتے ہوئے یہ کیفیات مل رہی ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اعمال قیامت کے دن اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہو جائیں گے۔

مداوۂ عمل:

چوتھی نشانی اعمال کے قبول ہونے کی

﴿اَلْمُدَاوَمَةُ عَلَى الْعَمَلِ﴾

عمل پر مداومۃ مل جانا مستقل انسان پابندی کے ساتھ عمل کر رہا ہے۔حدیث پاک میں ہے:

﴿اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ﴾

اللہ کو پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو پابندی سے کیے جائیں اگرچہ وہ عمل تھوڑے ہوں۔ مثلاً ایک انسان ہزار دفعہ درود شریف نہیں پڑھتا صرف ایک سو مرتبہ صبح یا شام پڑھتا ہے۔ اور پابندی سے پڑھتا ہے اس پابندی سے پڑھنا بہتر ہے کہ کبھی نہ پڑھا اور کبھی ہزار دفعہ پڑھ لیا مداومت تسلسل کے ساتھ اسی لیے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اے دوست! تیرا ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کیلئے مسجد میں آجانا تیری پہلی نماز کی قبولیت کی دلیل ہے۔ اگر قبول نہ ہوتی اللہ تجھے توفیق نہ دیتے آنے کی۔تو یہ جو تہجد ہے اس پہ مداومت مل جائے۔مستقل تہجد پڑھ رہے ہیں۔متواتر تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد آنکھوں کا پرہیز یہ اعمال مستقل بندہ کرتا ہے یہ قبولیت کی دلیل ہوتی ہے۔

عمل کا جاری ہونا:

اور اس کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ جو عمل اللہ کے ہاں قبول ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان اعمال کو پھر جاری کر دیتے ہیں وہ کیسے ذرا توجہ فرمائیں بات کو اب سمیٹنا چاہوں گا کہ ایک معنی اس کا یہ بھی ہے کہ انسان کا جب عمل اللہ کے ہاں قبول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس عمل کو آئندہ وقت میں جاری فرما دیتے ہیں وہ کیسے سنیئے قرآن عظیم الشان سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی قربانی اللہ کے حضور پیش کی اللہ تعالیٰ کو قربانی پسند آ گئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ ' ابراہیم تم پر سلامتی ہو ہمارے ہاں جیسے خوش ہو کر کہتے ہیں کہ او بچے تمہاری عمر دراز ہو تم جیتے رہو بالکل اس کا عربی میں ترجمہ یہی بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کی قربانی سے اتنا خوش ہوئے کہ فرمایا" سلام علی ابراھیم "ابراہیم تمہیں شاباش ہو ابراہیم تم جیتے رہو ابراہیم تم پر سلامتی ہو اب اللہ کے ہاں قربانی تو قبول ہو گئی لیکن کیا ہوا اللہ تعالیٰ اس عمل کو آگے جاری کر رہے ہیں آئندہ امتوں میں فرمایا "وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ ہم نے آنے والوں میں اس عمل کو جاری کر دیا سال میں ہم بھی عید الاضحیٰ کے دن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کر کے اس عمل کو تازہ کرتے ہیں عمل کا جاری ہو جانا

فقہ حنفی کی قبولیت:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ رب العزت نے ان کے کام کو کیا شان دی آج آپ مشرق مغرب کا سفر کر کے دیکھیں اک اہم فقہی عمل آپ کو ملے گا پاکستان میں اسی پر عمل قریب کے ملک میں اس پر عمل بنگلہ دیش میں اس پر عمل اور آگے چلتے چلے جائیں۔ اگر ماوراء النہر میں ازبکستان قزاقستان تاجکستان جتنے یہ ممالک ہیں سب میں فقہ حنفی پھر چائنہ میں آجائیں تو چائنہ میں سنکیانگ کا علاقہ جہاں مسلمان ہیں وہاں فقہ حنفی ترکی میں آجائیں وہاں فقہ حنفی شام میں آجائیں فقہ حنفی سبحان اللہ حیران ہوتے ہیں فقہ حنفی اور حرمے کی بات

سنیے کہ جن ملکوں میں فقہ حنفی نہیں ایسے بھی ممالک ہیں کہ جو عبادات تو امام مالک کی فقہ پر کرتے ہیں لیکن ان کی عدالتوں کا نظام ان کے فیصلے فقہ حنفی کے مطابق ہوتے ہیں۔ مجھے سوڈان کے ایک جج ملے سفر میں کہیں اکٹھے ہو گئے جہاز میں آپس میں بات چیت ہوتی رہی عالم تھے بہت بھلے آدمی تھے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے ہاں اعمال کس فقہ کے مطابق کرتے ہیں؟ اس نے یہ بات کہی کہ ہمارے ہاں عبادات تو ہم امام مالک کے مطابق کرتے ہیں لیکن عدالت کے جو فیصلے ہیں وہ ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں میں نے پوچھا وہ کیوں؟ کہنے لگے کہ پوری دنیا میں اس وقت عدالتوں کے نظام کے مطابق فقہ حنفی جتنی کامل ہے کوئی دوسری فقہ اس درجے پر اترتی ہی نہیں تو مجھے یہ بات دل میں آئی کہ ممکن ہے یہاں ایسا ہو کہیں مصر جانا ہوا۔ جامعہ الازہر کے استاذ نے بتایا کہنے لگے کہ ہمارے ہاں عبادات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہوتی ہیں اور ہمارے ہاں بھی عدالتوں کے فیصلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہوتے ہیں' یہ کیا ہے؟ یہ قبولیت عند اللہ ہے۔ چنانچہ ہارون الرشید نے علماء کی ایک جماعت بھیجی دیوار چین کو دیکھنے کے لیے کہ یہ کہاں ہے۔ جو دیوار ہے اسکو دیکھنے کے لیے وہ جب لوٹ کر آئے تو وہ کہنے لگے عجیب بات ہے ہم جہاں جاتے تھے وہاں لوگوں کو فقہ حنفی کے مطابق عمل کرتے پاتے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کا حکومتی وفد بعد میں جا رہا ہے۔ میرا اللہ اپنے ایک متقی نیک پرہیزگار بندے کی محنت کو قبول کر کے ان سے پہلے وہاں پہنچا رہا ہے۔ یہ قبولیت ہے اللہ کی دیکھیں حدیث مبارکہ کی کتابیں تو بہت ہیں لیکن امام بخاری کی بخاری شریف اللہ کے ہاں قبول ہو گئی۔ آج کوئی نوجوان عالم نہیں بن سکتا جب تک بخاری شریف کو نہ پڑھے قبولیت ہے عند اللہ سبحان اللہ۔

دار العلوم دیوبند کا قیام:

اسی طرح مدارس دنیا میں بہت ہیں لیکن دار العلوم دیوبند اللہ رب العزت کے ہاں

قبول دیکھیں کیا قبولیت اللہ نے دی۔ سبحان اللہ۔ آج اس دارالعلوم کے بالواسطہ یا
بلاواسطہ شاگرد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے دین کا کام کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے دوستوں کو
پہلے بھی کئی مرتبہ بتا چکا کہ اس دین کی نسبت سے اللہ رب العزت نے تقریباً پچاس ملکوں
سے زیادہ جانے کی توفیق دی افریقہ دیکھا امریکہ دیکھا۔ مشرق دیکھی مغرب دیکھا۔ بہت
جگہوں پر اللہ نے توفیق دی ایسی جگہ بھی جانا ہوا جہاں سائبیریا برف ہی برف۔ سفر کر رہے
ہیں۔ سڑک کے دونوں طرف ہے۔ دو دو فٹ اونچی چنانچہ نماز پڑھی تو برف کو کھود کر نیچے
سے پانی نکالا اور اس سے وضو کیا اور برف کے اوپر چادر بچھا کر نماز پڑھی اور وہ برف اتنی
پکی تھی شیشہ تھی۔ کہ ہم نے اپنے سفر کی دو رکعت پڑھی جب چادر اٹھائی تو گیلی نہیں ہوئی
تھی۔ برف پہ نماز پڑھی چادر گیلی نہیں ہوئی۔ اتنی ٹھنڈی بلکہ اس جگہ بھی اللہ نے پہنچایا۔
جہاں چھ مہینے رات اس جگہ بھی اللہ نے پہنچایا کہ برف اتنی کہ لوگوں کے گھر برف کے بنے
ہوئے دیواریں برف کی' چھت برف کی۔ دروازے برف کے اور مزے کی بات کہ
چارپائی برف کی اور اس سے مزے کی بات کہ جب وہ کھانا کھلانے کے لیے لاتے تھے تو
وہ ٹرے برف کی لوگ ہزاروں ڈالر خرچ کر کے وہاں جاتے ہیں صرف Enjoy کرنے
کے لیے اور اللہ تعالیٰ نے اس دین کی نسبت سے وہاں بھی پہنچایا۔ ایک ایسی جگہ بھی جانا ہوا
جس کو End of the World کہا گیا۔ دنیا کا آخری کنارہ مجھے حیرت ہوئی تو میں
نے پوچھا اسے کیوں دنیا کا آخری کنارہ کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا دیکھو جی۔ یہ گورنمنٹ
نے بورڈ لگایا ہوا ہے پوری دنیا کے سائنس دان متفق ہیں کہ یہ دنیا کا آخری کنارہ ہے۔ وجہ
بھی تو ہوگی کہنے لگے ہاں ایک وجہ ہے وجہ یہ ہے کہ یہاں سال میں ایک دن ایسا آتا ہے
کہ سورج ڈوبنے کے لیے نیچے اترتے اترتے اور پھر غروب ہونے کی بجائے دوبارہ
طلوع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ وہاں پر رات نہیں اس دن کئی لاکھ سیاح پوری دنیا سے وہاں
پہنچے ہوتے ہیں۔ اس منظر کو دیکھنے کے لیے اللہ کی شان تو ان ساری باتوں کو بتانے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

مقصد یہ تھا کہ اللہ نے دین کی نسبت سے اتنی جگہوں پر جانے کی توفیق دی۔ مگر ایک بات اس منبر پر بیٹھے ہوئے ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ عاجز دنیا میں جہاں بھی گیا، وہاں اپنے سے پہلے دارالعلوم دیوبند کا کوئی نہ کوئی روحانی فرزند بالواسطہ یا بلاواسطہ دین کا کام کرتا ہوا وہاں نظر آیا۔

یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا شہ پارہ ہے
ہر پھول اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
عابد کے یقین سے روشن ہے سادات کا سچا ساتھ عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل

یہ خلوص ہوتا ہے اللہ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے۔ آج اللہ نے دیکھو اس کا فیض پوری دنیا میں پہنچایا۔

پانچویں علامت التقوی کہ انسان احتیاط کے ساتھ عمل کرے کئی مرتبہ ہم ایسی Situation میں آ جاتے ہیں کہ جہاں طبیعت سوچتی ہے یہ کروں یا یہ کروں۔ مشتبہ معاملہ اس میں اسکو چھوڑ دو اللہ کے لیے۔ چھوڑ دو اس کو تقوی کہتے ہیں۔ آپ نے تقوی کا اگر مطلب سمجھنا ہو آج کی زبان میں اسکو کہتے ہیں To be on the safe side کیا کہتے ہیں۔ to be on the safe side کہ انسان To be on the safe side رہ کر شریعت پر عمل کرے آپ کہتے ہیں جی کہ فلائٹ 5 بجے ہے اور مجھے تو چار بجے ائرپورٹ پہنچنا ہے مگر To be on the safe side میں پونے چار بجے پہنچ جاؤں گا دیکھا۔ آپ نے احتیاط برتی۔ بیوی کو کہتے ہیں کہ میں نے تو دس بندوں کو دعوت دی مگر To be on the safe side آپ پندرہ کا کھانا بنا دیں۔ احتیاط جس طرح دنیا میں ہم ان کاموں میں احتیاط کرتے ہیں، شریعت پر عمل کے معاملے میں جو بندہ احتیاط کرتا ہے۔ اللہ کے ہاں متقی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (سورۃ مائدہ آیت: ۲۷)

اللہ متقیوں ہی کے عملوں کو قبول فرماتے ہیں تو یہ پانچ علامات ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کا یہ عمل قبول ہوا یا نہ ہوا۔

انبیاء کی فکر:

ایک بات ذرا ایک بات غور سے سن لیجئے وہ یہ کہ قبولیت کا غم مومن کے دل سے زندگی بھر جاتا نہیں ہے۔ کوئی ایسا وقت نہیں آئے گا کہ پاؤں پسار کے سو جائے کہ جی اب سب قبول نہیں ڈر لگا رہتا ہے۔ غم لگا رہتا ہے دل کے اندر فکر ہوتی ہے اور یہ فکر ہم جیسے گناہ گاروں کو نہیں ہوتی۔ یہ اولیاء کو اور انبیاء کو بھی فکر ہوتی ہے۔ اللہ اکبر توجہ فرمایئے انبیاء کو فکر ہوتی ہے۔ جی ہاں سنئے ذرا بات کو سمیٹیں:

﴿ابتهال الانبياء الى الله بان يرزق القبول﴾

انبیاء کا اللہ کے سامنے گریہ زاری کرنا اللہ ہمارے عملوں کو قبول کرنا یا اللہ معصوم ہستیاں وہ بھی ڈرتے تھے۔ وہ بھی روتے تھے۔ اللہ قبول کرنے سنئے قرآن عظیم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۷)

ابراہیم خلیل اللہ کا گھر بنا رہے ہیں مسجد بنا رہے ہیں۔ جب مسجد بنائی پہلی دعا کیا مانگی ربنا اللہ قبول کرلے ابراہیم خلیل اللہ بھی اللہ سے زاری کر رہے ہیں۔ دعا مانگی

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ﴾

(سورۃ ابراہیم آیت ۴۰)

انبیاء کے بھی دل گڑگڑاتے تھے کپکپاتے رہتے تھے۔

﴿رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ﴾

اللہ دعا کو قبول فرمالیجئے۔ چلیں نیک عورت کا تذکرہ قرآن عظیم الشان میں عمران علیہ

السلام کی اہلیہ حاملہ ہیں امید سے ہیں۔ چاہتی ہیں کہ میرا بچہ بڑا ہو کر نیک بنے۔ بچہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ ماں کے بطن میں ہے اور ماں کو فکر لگی ہوئی ہے اور ماں اللہ کے ہاں کیا دعا مانگتی ہے۔

﴿رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ﴾ (آل عمران آیت ۳۵)

دیکھا اللہ قبول کرلے یہ غم ہے یہ ایک دل کے اندر حزن ہوتا ہے ہر وقت کا کہ جو کر رہے ہیں مولا قبول کرلے۔ آیئے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی تعلیمات دیکھیں۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیم:

حدیث مبارکہ میں آتا ہے نبی علیہ السلام ذبح کے وقت دعا مانگتے تھے۔

﴿بسم اللہ اللھم تقبل من محمد ومن امۃ محمد﴾

اے اللہ آپ قبول کیجئے یہ نبی محمد ﷺ اور ان کی امت کی طرف سے قبول فرمالیجئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے نبی علیہ السلام نے دعا مانگی

﴿رب تقبل توبتی واجب دعوتی﴾

ام سلمی رضی اللہ عنہا کی روایت ہے نبی علیہ السلام نے دعا مانگی

﴿اللھم انی اسئلک علما نافعا ورزقا طیبا وعملا متقبلا﴾

ام سلمی رضی اللہ عنہا کی روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا اللھم تقبل حسنات اللہ میرے نیک عملوں کو قبول کر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ بھی یہ دعا مانگ رہے ہیں۔ گویا امت کو تعلیم دے رہے ہیں۔ یہ ہیں کہ تم نے نماز پڑھ کے گویا اللہ پہ احسان چڑھا دیا نہیں۔ دعا مانگو اللہ اسکو قبول کرے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام افطار کے وقت دعا مانگتے:

﴿اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ﴾

اللہ مجھ سے قبول کرلیجئے تو معلوم ہوا کہ ہمیں اپنے اعمال کی قبولیت کی فکر ہوئی۔

اللہ رب العزت کی بے نیازی:

اب یہاں پر ایک بات ذرا وضاحت طلب ہے کہ آخراتنا ڈرانے کی وجہ کیا ہے؟ اتنا ڈرنے کی بات سن رہے ہیں توجہ سے امید ہے کہ آپ حضرات ساتھ دیں گے اور اب میں بات کا نچوڑ جو میں عرض کرنے لگا ہوں اسکو سمجھنے کی کوشش فرمائیں گے آخراتنے خوف کی وجہ کیا تھی؟ سنئے

خوف کی وجہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ رحیم بھی ہے کریم بھی ہے ستار بھی ہے۔ غفار بھی ہے رؤف بھی ہے سب صفات ہیں مگر اک صفت اللہ کی اور بھی ہے پتہ ہے کیا اللہ تعالیٰ بے نیاز بھی ہے وہ جو اس کی بے نیاز ہے نا وہ رلاتی ہے۔

کیا کیا اپنے زہد و اطاعت پہ ناز تھا
بس ورع نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے

جب یہ سنتے ہیں کہ وہ بے نیاز ہے دل ڈرتا ہے اللہ اگر بے نیاز ہے تو پھر ہمارے عمل کی قبولیت کا کیا؟ ہر چیز تھی جو گڑگڑاتے تھے انبیاء بھی اور اہل اللہ راتوں کو اٹھ کر روتے ہیں۔ اللہ کی بے نیازی بلند ہے اور اللہ کی خوبی تدبیر سے ڈرتے ہیں۔ سنئے قرآن عظیم الشان اللہ فرماتے ہیں۔

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ﴾ (سورۃ الانفال آیت ۲۴)

جان لو اللہ بندے اور اسکے دل کے ارادوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

جو امیدیں ہوتی ہیں۔ پوری نہیں ہوتیں اللہ اکبر کبیرا چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا:

﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ﴾

اللہ کی تدبیر سے مطمئن ہو گئے۔

﴿فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (سورۃ اعراف آیت ۹۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی تدبیر سے مطمئن نہیں ہو سکتا مگر وہی جو کافر ہوتا ہے۔ جو مومن ہوتا ہے وہ ڈرتا رہتا ہے۔ حسن کی کی باتیں نہیں بچا سکتا ہے کہ اب اللہ کے لیے لازم کہ مجھے جنت بھیجیں گے۔ موت تک یہ غم ساتھ چلتا ہے آخر وقت یہ وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی علیہ السلام کی زبان ترجمان جنت کی بشارتیں پا چکے تھے۔ پھر بھی ڈرتے تھے حدیث پاک میں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حبیبہ حبیب رب العالمین رات کو تہجد پڑھتے ہوئے ایک آیت سامنے آ گئی رونے لگ گئیں یہ آیت تھی:

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ (سورۃ الزمر آیت ۴۷)

اور ان کو قیامت کے دن ایک ایسا معاملہ پیش آئے گا جس کا وہ گمان نہیں کرتے یہ آیت اور پوری رات روتی رہیں کہ کہیں میرے ساتھ یہ معاملہ نہ پیش آ جائے یہ جو ہے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور یہ بندے کو رلا کے رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سنئے قرآن سبحان اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ (سورۃ المومنون آیت ۶۰)

اللہ اکبر دیتے ہیں اللہ کے راستے میں مگر دل ان کے کانپ رہے ہوتے ہیں کیوں فرمایا:

﴿اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ﴾

ان کو ڈر ہوتا ہے ہم نے اللہ کی طرف لوٹنا ہے اس کے سامنے کھڑا ہونا ہے اسی لیے فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ﴾ (سورۃ انشقاق آیت ۶)

تجھے درجے چڑھنے ہیں اور ایک دن تجھے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے یہ جو پیشی کا احساس ہوتا ہے یہ رلا کے رکھ دیتا ہے راتوں کی نیند چلی جاتی ہے۔ انسان کرتا بھی ہے اور اوپر سے ڈرتا بھی ہے کہ پتہ نہیں میرے ساتھ اللہ کا معاملہ کیا ہوگا اب اللہ کی بے

نیازی کی بات سنئے۔

بنی اسرائیل کا عابد:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد تھا تین سو سال عبادت کی ہماری تو زندگی آج پچاس سال کم وبیش اس نے کتنی عبادت کی تین سو سال عبادت کی۔ حتی کہ مستجاب الدعوات بندے کے درجے پر پہنچ گیا جو دعا مانگتا تھا قبول ہو جاتی تھی۔ اتنے بڑے درجے پر پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر کیا ہوا اک غلطی کر بیٹھا اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ﴾ (سورۃ اعراف آیت ۱۷۶)

تو پھر اللہ نے کیا فرمایا:

﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ﴾ (پارہ ۳ آیت ۲۶۴)

جب اس آیت کو پڑھتے ہیں قرآن پاک میں تو دل بند ہونے لگتا ہے۔ اللہ اس بندے نے تین سو سال تو آپ کی عبادت کی تین سو سال تو سر جھکاتا رہا۔ اور تین سو سال سر جھکانے کے بعد آپ نے قرآن مجید میں فرمایا:

- ﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ (سورۃ اعراف آیت ۱۷۶)

اس کی مثال کتے کی مانند ہے۔ اللہ اکبر دل کانپتا ہے ڈرتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ اندلسی کا واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ حافظ الحدیث تھے ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ حافظ قرآن تھے لاکھوں طلباء کے استاد تھے ہوا کیا ایک بستی کے قریب سے گزرتے ہوئے وہاں صلیب کے نشان بنے ہوئے دیکھے عیسائیوں کی بستی تھی تو دل میں سوچا کہ یہ کتنے بے وقوف لوگ ہیں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں اس بات پر صرف پکڑ ہوگئی۔ اچھا تم اگر ہدایت پر ہو تو یہ تمہاری عقل کا کمال ہے یا میرے فضل کا کمال ہے اتنی سی بات پر پکڑ کوئی کبیرہ گناہ تو نہیں کیا تھا کیا ہوا؟ صرف اتنی سی بات دل میں آئی کتنے بے وقوف لوگ ہیں۔ فرمایا اچھا اسے تم اپنے عقل کی

طرف منسوب کر رہے ہو۔ تمہارا ایمان تو ہمارے فضل کی وجہ سے تھا۔ تمہیں تو ہماری طرف منسوب کرنی چاہیے تھی۔ یہ چیز۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے سے جو کیفیات تھیں وہ نکال لیں۔ آگے گئے وضو کیلئے تو کنوئیں کے اوپر پانی بھرنے والی لڑکیاں تھیں کسی ایک پر نظر پڑی ایسی اس کی خواہش دل میں جم گئی کہ اپنے شاگردوں کو کہا کہ تم جاؤ اب میں جاؤں گا اور اس کے والد سے بات کر کے اس سے شادی کروں گا اس کے عیسائی باپ کے پاس گئے کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دو۔ اس نے کہا میں کر دوں گا مگر مجھے آپ سے اجنبیت ہے۔ ہمارے ہاں رہو کچھ موانست ہو کچھ ہمیں جانو کچھ ہم جانیں ایک دو سال رہو۔ یہاں کہنے لگے ٹھیک اس نے کہا شرط یہ ہے کہ یہاں رہو گے تو ہمارے کام کرنے پڑیں گے۔ ہاں یہی کام [illegible] گا۔ [illegible] ہمارے سوروں کا ریوڑ ہے وہ تم چرایا کرو گے۔ قبول کر لیا۔ روزانہ سوروں کو لے کر نکلتے چرانے کے لیے۔ اللہ نے اپنی شان دکھا دی تم ہزاروں لاکھوں لوگوں کی ہدایت کا سبب بننے والے میری رحمت کی نظر ہٹی تو تم سوروں کو چرانے لگو۔ ایک سال کے بعد شبلی رحمہ اللہ ان کے پاس واپس گئے وہ جانتے تھے کہ میرے شیخ متقی ہیں۔ نیک ہیں اک کیفیت میں گرفتار ہو گئے۔ اللہ کی رحمت ہو گی۔ پوچھا لوگوں سے جی وہ کہاں ہیں عبداللہ اندلسی انہوں نے کہا جنگل میں جاؤ سور چرا رہے ہوں گے۔ کہتے ہیں جنگل میں جا کے دیکھا تو جس کپڑوں میں عصا کو لے کر منبر پر خطبہ دیا کرتے تھے جمعہ کا آج انہیں لباس وضع قطع میں وہ سوروں کو چرا رہے ہیں شبلی قریب ہوئے آپ تو حافظ قرآن تھے قرآن یاد ہے کہنے لگے۔ قرآن تو بھول گیا کوئی آیت یاد ہے کہنے لگے۔ ہاں ایک آیت یاد آتی ہے۔ کونسی آیت؟ کہنے لگے آیت یاد آتی ہے:

﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ﴾ (سورۃ الحج آیت ۱۸)

جسے اللہ ذلیل کرنے پہ آتا ہے اسے عزت دینے والا کوئی نہیں۔

سارا قرآن بھول گئے بس اتنی سی بات یاد تھی۔ حضرت آپ تو حدیث کے حافظ تھے

حدیث یاد ہے حدیث تو بھول گیا۔ کوئی ایک حدیث یاد ہو ہاں ایک حدیث یاد ہے کونسی:

﴿مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ﴾

جو دین کو بدل لے اسکو قتل کر دینا چاہیے اس پر شبلی رحمۃ اللہ علیہ بڑے روئے پھر عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ بھی روئے اور روتے ہوئے انہوں نے یہ بات کہی اللہ میں آپ سے یہ توقع تو نہیں کرتا تھا میں تو قع تو نہیں کرتا تھا میں اس حال میں پہنچ جاؤں گا ان کا رونا اللہ کو پسند آ گیا اللہ نے پھر ان کو دوبارہ ہدایت عطا فرمائی۔

کون جانتا ہے کونسی اخلاص انتظار میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زندگی بھر ہمیں اللہ کے سامنے رونا پڑے گا اللہ سے مانگنا پڑے گا کیا پتہ اللہ رب العزت کا ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ اور ہمارا حال تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اعمال سستی والے آج کیسے کل نہیں کیے کل کیے پرسوں نہیں کیے۔ حالت ہم اپنی دیکھیں تو وہ اس قابل تو نہیں کہ اللہ کے حضور عمل پیش کیے جاسکیں ایک دن قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے ایک آیت سامنے آئی بات پرسنل سی ہے مگر فائدے کی خاطر عرض کر رہا ہوں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (سورۃ انبیاء آیت ۱۰)

تحقیق ہم نے تمہارے اوپر کتاب نازل کی جس میں تمہارا ذکر ہے تم عقل نہیں رکھتے۔ تو دل میں سوچ آئی کہ ہمارا ذکر اس کا مطلب ہے کہ پڑھنے والے کا بھی کہیں ذکر ہوگا تو پورے قرآن پاک کو اس نیت سے پڑھا ایک ایک آیت کے ساتھ سوچیں کہ میری حالت کے ساتھ فٹ کیا ہوتی ہے۔ اور واقعی ایک آیت مل گئی اس آیت کو پڑھتا ہوں تو بالکل 100 فیصد اپنی حالت پر منطبق ہوتی نظر آتی ہے۔ اور وہ آیت پتہ ہے کیا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک غلام کا تذکرہ فرماتے ہیں:

﴿عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ﴾ (سورۃ النحل)

کسی کام کی قدرت نہیں تھی

﴿وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ﴾

اپنے مالک کا بوجھ بنا ہوا تھا۔

﴿اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ﴾ (سورہ النحل آیت ۲۶)

جہاں کہیں جاتا تھا کہیں سے خیر نہیں لاتا تھا۔ آج ہم اگر اپنا معاملہ اللہ کے ساتھ دیکھیں تو بالکل ہماری مثال یہی ہے۔

﴿وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ﴾ (آیت ۷۶ پارہ ۱۶)

اپنے گناہوں کے بوجھ زمین پر بنے ہوئے ہیں۔ اللہ نے فرمایا:

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ﴾ (سورہ الرحمٰن آیت ۳۱)

اور میری زمین کے بوجھ ہم اپنے آپ کو تمہارے لیے فارغ کر رہے ہیں۔ نمٹیں گے تمہارے ساتھ۔ تم میری زمین پہ بوجھ بنے پھر رہے ہو۔ تو ہمارے پاس سوائے عاجزی وزاری کے ہے ہی کچھ نہیں ہمارا معاملہ وہی ہے کہنے والے نے کہا تھا ایک خاوند اپنی بیوی سے سخت ناراض ہوا تھا' ڈانٹا اس کو کہنے لگا نہ شکل ہے نہ عقل ہے' نہ تعلیم نہ اچھے گھرانے کی ہو۔ نہ یہ ہے کچھ بھی نہیں تمہارے پاس۔ جب اتنا زبردست اس نے ڈانٹا تو بیوی نے آگے سے جواب دیا:

نہیں کوئی اوقات اوگنہاردی
نہیں کوئی اوقات اوگنہار دی
جیہو جئی وی ہاں میں ہاں سرکار دی

خاوند کو پیار آ گیا کہ نہیں کوئی اوقات اوگنہاردی جیہو جئی وی ہاں میں ہاں سرکار دی۔ اے میرے مولا عمل کوئی پاس نہیں جو آپ کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہو۔ فقط یہ بس اتنی سی بات ہے جیسے بھی ہیں آپ کے ہیں۔ آپ کا کلمہ پڑھا' آپ کی رحمت سے

وحدانیت کی گواہی دی۔ اللہ بندے تو آپ کے ہیں آپ کے بندے تو ہیں نا ہم نافرمان بن جائیں آپ کی بندگی سے نکل تو نہیں نہ سکتے۔ بندے آپ ہی کے ہیں میرے مولا۔ بس تو رحمت کر لے اور میرے مولا ہمیں قبول کر لے اور ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم آپ کو پسند آ جائیں۔

کون مقبول ہے کون مردود ہے
بے خبر کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر
تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

یہ تو قیامت کے دن پتہ چلے گا میرے مولا! بس آپ رحمت کی نظر اک فرما دیجئے اور ہمیں ایک مرتبہ محبت کی نظر سے دیکھ لیجئے۔ ہم آپ کو پسند آ جائیں ایک مرتبہ ہمارا معاملہ اللہ رب العزت کی ایک نظر پر موقوف ہے ایک مرتبہ اللہ نے پیار سے دیکھ لیا ہماری کشتی کنارے لگ گئی۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
اے اللہ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلا دل کا
اے اللہ پیار سے دیکھ لو جاتا رہے گلا دل کا

ایک مرتبہ محبت کی نظر سے دیکھ لیجئے ہمارے مولا ہماری بگڑی بن جائے گی۔ لہٰذا آج کے بعد اپنی دعاؤں میں اس دعا کو شامل کر لیجئے۔ کہ اللہ ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم آپ کو پسند آ جائیں۔ اے اللہ ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم آپ کو پسند آ جائیں۔ ساری دعاؤں کا نچوڑ آخیر پر یہ دعا ضرور مانگا کریں میرے مولا بس ہمیں ایسا بنا دیجئے ہم آپ کو پسند آ جائیں:

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (سورہ مائدہ آیت ۲۷)

اللہ تعالیٰ متقیوں کے عمل ہی کو قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ وطہارت کی زندگی نصیب فرمائے اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ○

اللہ کی نعمتیں

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

آپ ذرا غور فرمایئے اگر اللہ رب العزت ہمیں بینائی نہ دیتے ہم اندھے ہوتے' گویائی نہ دیتے ہم گونگے ہوتے' سماعت نہ دیتے ہم بہرے ہوتے' اگر اللہ تعالیٰ ہمیں صحت نہ دیتے ہم بیمار ہوتے' لباس نہ دیتے تو ننگے ہوتے' کھانا نہ دیتے تو ہم بھوکے ہوتے' پینے کو نہ دیتے تو ہم پیاسے ہوتے' گھر نہ دیتے تو بے گھر ہوتے' اولاد نہ دیتے لاولد ہوتے' علم نہ دیتے تو ہم جاہل ہوتے اگر اللہ رب العزت ہمیں عقل نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے' اگر عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے۔ آج دنیا میں جو عزتوں بھری زندگی گزارتے پھر رہے ہیں۔ یہ سب اس مالک کا کرم اور احسان ہے۔ اس نے بن مانگے نعمتیں عطا فرمائیں۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کی ان نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

اللہ کی نعمتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ○
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حضرت انسان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات:

انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب اسکا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہر اطہر ہے۔ اسے اللہ رب العزت نے ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے۔ ہم اگر ان نعمتوں کو گننا چاہیں تو ہم انہیں گن ہی نہیں سکتے۔ رب کریم نے ارشاد فرمایا

• اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ○ (سورہ ابراہیم آیت ۳۴)

کہ اگر تم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو گننا بھی چاہو تو تم انہیں گن بھی نہیں سکتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ذرا غور فرمائیے اگر اللہ رب العزت ہمیں بینائی نہ دیتے ہم اندھے ہوتے' گویائی نہ دیتے ہم گونگے ہوتے' سماعت نہ دیتے ہم بہرے ہوتے' اگر اللہ تعالیٰ ہمیں صحت نہ دیتے ہم بیمار ہوتے' لباس نہ دیتے تو ننگے ہوتے' کھانا نہ دیتے تو ہم بھوکے ہوتے' پینے کو نہ دیتے تو ہم پیاسے ہوتے' گھر نہ دیتے تو بے گھر ہوتے' اولاد نہ دیتے لاولد ہوتے' علم نہ دیتے تو ہم جاہل ہوتے اگر اللہ رب العزت ہمیں عقل نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے' اگر عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے۔ آج دنیا میں جو عزتوں بھری زندگی گزارتے پھر رہے ہیں۔ یہ سب اس مالک کا کرم اور احسان ہے۔ اس نے بن مانگے نعمتیں عطا فرمائیں۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کی ان نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ عام طور پر ہر انسان کے اندر اچھائیاں بھی ہیں۔ برائیاں بھی ہیں۔

انسان بھی سونے اور چاندی کی مانند:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

○ الناس معادن كمعادن الذهب والفضة ○

کہ جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں انسان بھی کانوں کی مانند ہیں۔ کسی میں کوئی خوبی کسی میں کوئی خوبی ہر بندے میں اللہ تعالیٰ نے خوبیاں رکھی ہیں۔ لیکن دستور یہ ہے کہ جس شخص پر خیر غالب وہ اچھا انسان کہلائے گا اور جس پر شر غالب وہ برا انسان کہلائے گا چنانچہ انسان کے نفس کے اندر یہ خیر اور شر کا مجموعہ فطرتاً رکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتے ہیں۔

○ ونفس وما سواها فالهمها فجورها وتقواها ○ (سورۃ الشمس آیت ۸)

جو آدمی اپنے اوپر خیر کو غالب کرے۔

○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○

اور جو شر کو غالب کرے وہ ناکام ہو گیا

انسان کے نفس کی دو حالتیں:

تو انسان کے نفس کی دو حالتیں ایک نفس امارہ۔ جب انسان کا نفس امارہ ہوتا ہے سرکش ہوتا ہے تو اسے خیر اور شر میں تمیز نہیں ہوتی حسن اور قبح کے اندر کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ نماز پڑھ لے یا قضا کر دے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سچ بول دے یا جھوٹ بولے احساس نہیں ہوتا۔ حلال کھالے یا حرام کھالے اس کو فکر نہیں ہوتی یہ نفس امارہ کی دلیل ہے۔ کہ اس کو ضار اور نافع کے درمیان فرق کا پتا نہیں چلتا۔ اندھیرے اور اجالے کے درمیان باطنی اعتبار سے پتا نہیں چلتا۔ میں نے زبان سے جھوٹ بولا اور میرے دل پر کتنی ظلمت آئی اسے اس چیز کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ ایسا نفس مائل شہوات ہوتا ہے۔ بس اس کی ایک تمنا ہوتی ہے کہ میری چاہت پوری ہو جائے۔ جائز طریقے سے ہو یا ناجائز طریقے سے وہ گناہ کرتا ہے اور مزے لیتا ہے۔ وہ دوسرے کا دل دکھاتا ہے اور محفل میں بیٹھ کر اچھے انداز سے اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ دیکھا میں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ تو یہ نفس امارہ کہ گناہ بھی کرتا ہے اور اس پر شرمندہ ہونے کی بجائے التالذ تیں لیتا ہے۔ اگر انسان کے نفس کی اصلاح ہو اور وہ کچھ بہتر ہو جائے تو اس کو نفس لوامہ کہتے ہیں۔ نفس لوامہ کیا ہے کہ جو انسان گناہ کر بیٹھے تو دل میں شرمندہ ہو مجھے ایسا کرنا نہیں چاہیے تھا۔ جس شخص کے دل میں غلطی کرنے کے بعد احساس ندامت ہو اعتراف جرم ہو یہ نفس لوامہ کی دلیل ہے۔ کہ دل میں ملامت ہو رہی ہے۔ ندامت ہے کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میں برا کر بیٹھا لیکن چونکہ نفس کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ موقع آنے پہ غصہ کر دیتا ہے زبان سے باتیں نکال دیتا ہے۔ بعد میں پچھتاتا بھی ہے۔ یہ ایسا نفس کہ تفرح وتحزن یہ لطف بھی لیتا ہے اور بعد میں غمگین بھی ہوتا ہے کہ میں نے غلط کام کیا شریعت کے حکم کو توڑ دیا تطیعہ اطاعت بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کر بیٹھتا ہے۔ حکم خداوندی کو نظر انداز بھی کر بیٹھتا ہے تو یہ نفس لوامہ کی پہچان ہے۔ اگر انسان اپنے نفس کی اصلاح اور زیادہ کر لے تو یہ

ایک ایسا مقام پالیتا ہے کہ جہاں اس پر خیر غالب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کے اندر اللہ رب العزت کی محبت غالب آنے کی وجہ سے اتباع اوامر و نہی کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر کام میں یہ اللہ رب العزت کے حکم کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔ کوئی کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں سوچتا بھی نہیں۔ اس راستے پر قدم بھی نہیں اٹھاتا جیسے بکری اپنے مالک کے اشارے پر گھاس کھانا چھوڑ دیتی ہے۔ یہ بھی اسی طرح مالک کے حکم پر اپنی خواہشات کو ترک کر دیتا ہے اور اللہ رب العزت کے احکام پر سر تسلیم خم کر لیتا ہے۔ اس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ یہ نفس انسان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ قیامت کے دن اسی کو اللہ رب العزت کامیابیوں سے نوازیں گے اور اس کے سر پر عزتوں کے تاج رکھیں گے فرمائیں گے:

﴿يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾

(سورۃ الفجر آیت ۲۷، ۲۸)

لوٹ اپنے رب کی طرف اے اطمینان پکڑنے والی جان! اے نفس مطمئنہ! لوٹ اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی

﴿فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ﴾

میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنتوں میں داخل ہو جا۔ تو یہ کوشش ہو کہ اللہ رب العزت ہمیں ایسا نفس عطا فرما دے۔

اس کے لیے انسان کو محنت کرنی پڑتی ہے۔ جیسے مختلف چیزوں کے لیے انسان محنت کرتا ہے تب حاصل ہوتی ہیں۔ یہ مقام پانے کے لیے بھی انسان کو محنت کرنی پڑتی ہے۔ رزق حلال صدق مقال اگر اس کی پابندی کرے تو پھر انسان کے نفس کے اندر خیر غالب آ جاتی ہے۔

رونا قرب الٰہی کا مؤثر ذریعہ:

غور فرمائیے! انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بچہ پیدا ہوتا ہے نہ اس کے پاس لباس اپنا نہ اس کے پاس مکان اپنا' نہ اس کے جسم میں طاقت اتنی کہ اٹھ کر کھڑا ہو سکے نہ اس کی عقل کہ کچھ بات سمجھ سکے۔ بولنے کی طاقت نہیں منہ میں دانت نہیں۔ اپنا اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر اللہ رب العزت اس حالت میں بھی اس کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو ایک نعمت دیتے ہیں۔ جسے کہتے ہیں رونا یہ رونا ایک ایسی نعمت ہے بچے کو بھوک لگی رو پڑا اماں باپ نے دودھ کا انتظام کر دیا۔ بچہ بیمار ہوا رو پڑا اماں باپ نے اس کے لیے دوائی کا انتظام کر دیا' بچے کو نیند آئی وہ رو پڑا اماں باپ نے بستر کا انتظام کر دیا' بچے کی جو بھی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فقط رونے کے ذریعے اس کی ضرورت کو پورا کر دیتے ہیں۔ یہاں سے کسی عارف نے ایک نقطہ نکالا اے انسان جب تو رونا جانتا تھا اللہ تعالیٰ تیرے کاموں کو سلجھا دیتے تھے تو نے رونے کو بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے کاموں کو الجھا دیا۔ اب یہ بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اسے اپنی نعمتیں اور عطا کرتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر بچپن سے لے کر جوانی کی عمر کو پہنچا اللہ تعالیٰ اسے علم عطا فرما دیتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو علم دیا۔

﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا﴾

اللہ تعالیٰ اس بندے کو علم دے دیتے ہیں' طاقت دے دیتے ہیں' مشقت اٹھا سکتا ہے۔ اس کو نفع اور نقصان کی چیزوں کے درمیان فرق عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ اندازہ لگا لیتا ہے کہ یہ چیز نقصان دہ اور یہ چیز فائدہ مند ہے۔ پھر اللہ رب العزت اس کو مال دے دیتے ہیں۔ گھر دے دیتے ہیں۔ گھر والی دے دیتے ہیں۔ اولاد دے دیتے ہیں۔ معاشرے کے اندر عزت کا مقام دے دیتے ہیں۔ محبتیں دیتے ہیں۔ یہ سب نعمتیں آہستہ آہستہ بندے کو مل جاتی ہیں۔ یہ اللہ کی نعمتیں اس پر کامل ہوتی چلی جاتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جوانی کیسے گزاریں:

چنانچہ جوانی کا ایسا زمانہ کہ انسان ان کامل نعمتوں کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے۔ یہ نعمتیں دینے کا ایک مقصد ہے اور وہ مقصد یہ کہ میرے بندے یہ نعمتیں تیرے پاس ادھار کا مال ہے۔ تم ان نعمتوں کو دینے والے کی مرضی کے مطابق استعمال کرو۔ اور کئی مرتبہ انسان ان نعمتوں کو پاکر دینے والے کو بھول جاتا ہے۔ جو شخص ادھار کے مال پر فریفتہ ہوا کرے اسی کو تو 'بیوقوف کہا جاتا ہے۔ تو وہ انسان جوانی میں کئی مرتبہ بیوقوفی کرتا ہے۔ نعمتوں سے محبت کرتا ہے اور نعمتیں دینے والے پروردگار کو بھول جاتا ہے۔ مستیاں اڑانے میں لگ جاتا ہے۔ یہ جوانی کی عمر ہے ہی ایسی۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ جب انسان کو زندگی کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے تو اس کی آدھی سے زیادہ زندگی گزر چکی ہوتی ہے۔ یہ عمر ایسی ہے۔

عبادت الٰہی میں سرشار نوجوان:

جو نیک ت لوگ ہوتے ہیں وہ اس جوانی کی عمر میں بھی اللہ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے:

شاب نشاق عبادة الله

وہ نوجوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت میں سرشار رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرما دیں گے

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار

علم اور ارادہ سے گناہ چھوڑنے پر انعام:

ہمارے بعض بزرگوں نے کتابوں میں لکھا ہے کہ جو نوجوان کبیرہ گناہوں سے اپنے

آپ کو محفوظ رکھتا ہوا ایسا پاک دامنی کی زندگی گزارنے والا نوجوان جب اللہ رب العزت کے حضور دعا مانگنے کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتے۔تو یاد رکھئے کہ جو شخص علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

زندگی ایک امانت ہے:

یہ جوانی اس لیے ملی کہ ہم اپنے پروردگار کو راضی کریں۔اس کے حکموں کے مطابق ان نعمتوں کو استعمال کریں۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾

بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے حقدار کے سپرد کردو۔

چنانچہ یہ امانتیں اللہ کی ہیں ہمیں اللہ کے سپرد کرنی ہیں کیا مطلب؟ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق استعمال کرنی ہیں۔آپ ذرا غور کریں۔کرایے کا مکان ہو اور آپ اسے گندہ رکھیں صاف نہ کریں۔تو مالک مکان آپ کو کہے گا کہ مکان خالی کردو کہ آپ اس کو میری مرضی کے مطابق استعمال نہیں کر رہے تو اگر دنیا میں مالک مکان Attitude (رویہ) یہ ہے تو سوچیے یہ چھ فٹ کا جسم ہمارا اپنا تو نہیں ہے یہ ہمارے مالک کا ہے۔ہمیں اللہ تعالیٰ نے تھوڑی مدت کے لیے اس پر اختیار عطا کر دیا اب اگر ہم ان اعضاء کو حکم خداوندی کے مطابق استعمال کریں گے تو اللہ تعالیٰ خوش ہونگے اور اگر حکم خدا کو توڑیں گے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہونگے پھر یہ انسان کا وقت ہمیشہ نہیں رہتا یہ جوانی کی مدت تھوڑی مختصر سی ہوتی ہے۔

نعمتوں کی واپسی:

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ یہ نعمتیں آہستہ آہستہ واپس لینی شروع کر دیتے ہیں۔پہلے نظر 6/6 تھی اب پچاس سے اوپر ہوئے تو قریب پڑھنے والی عینک لگانی پڑ گئی کچھ عرصے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بعد دور والی عینک بھی لگ گئی۔ بینائی کمزور ہونی شروع ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ یہ نعمت اب واپس جا رہی ہے۔ پہلے دور کوئی بندہ آہستہ بات کرتا تھا تو سن لیتا تھا اب کان ایسے ہو گئے کہ قریب آواز دے تب سنائی دیتی ہے ورنہ سنتا ہی نہیں۔ سماعت کا بند ہو جانا نعمت کی واپسی کی علامت ہے۔ پہلے 32 دانت ٹھیک کام کرتے تھے اب کسی میں Cavity ہو گئی کوئی دانت ہی نکلوانا پڑ گیا یہ نعمت بھی کم ہوتی چلی گئی معلوم ہوا کہ یہ نعمت آہستہ آہستہ واپس ہو گئی۔ پہلے ہاضمے کا نظام ایسا تھا کہ جوانی میں جو کھائے ہضم لکڑ ہضم پتھر ہضم اب ایسا ہے کہ ذرا سی کوئی چیز کھائی پیٹ خراب یہ نعمت اب آہستہ آہستہ واپس جا رہی ہے۔ پہلے دوڑتا بھاگتا تھا تھکنے کا نام نہیں لیتا تھا اب بیٹھا ہوا اٹھ جائے تو آنکھوں میں اندھیرا آ جاتا ہے۔ یہ نعمتوں کے واپس جانے کی علامت ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے کامل حالت میں دی تھی اب آہستہ آہستہ وہ نعمت واپس جانی شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ موت کے وقت اللہ رب العزت یہ نعمتیں تمام کی تمام انسان سے واپس لے لیتے ہیں۔

انوکھی مثال:

اب اس بات کو سمجھنے کے لیے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ جس سے بات جلدی سمجھ میں آ جائے گی۔ ایک بڑا امیر باپ ہے۔ Multi Mallinier ہے۔ اس کا جوان بیٹا وہ اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ بیٹے میں تمہیں دس بیس لاکھ کا ایک کام کر کے دیتا ہوں یہ جانچنے کیلئے کہ تمہارے اندر اہلیت کتنی ہے اگر تم نے اس کام کو اچھی طرح کر دکھایا ذمہ داری سے چلا دیا۔ تو میں اپنا سارا بزنس تمہارے حوالے کر دوں گا۔ اب اگر اس دس بیس لاکھ کے کام کو ہی تم نے بگاڑ دیا تو میں اپنا بزنس تمہارے حوالے کس لیے کروں۔ بالکل یہی مثال ہے اللہ رب العزت دنیا میں یہ نعمتیں بندے کے حوالے فرماتے ہیں۔ اے میرے بندے ان نعمتوں کو میری مرضی کے مطابق استعمال کر کے دکھاؤ۔ چنانچہ جوان کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اسکو یہ نعمتیں اور زیادہ کر

کے واپس لوٹا دیتے ہیں۔ اور اگر وہ ان نعمتوں کو غلط استعمال کرتا ہے تو موت کے وقت ان نعمتوں سے اللہ تعالیٰ اس انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔

چنانچہ موت نام ہے ان نعمتوں کے چھن جانے کا۔ اب اس کے بعد قیامت کے دن انسان کو کھڑا کیا جائے گا۔ یہ انسان Justify کرے گا کہ اے اللہ! میں نے آپ کی نعمتوں کو ٹھیک استعمال کیا۔ اگر اس نے ثبوت پیش کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں بھیجیں گے اور یہ نعمتیں بہت زیادہ حالت میں اسکو واپس لوٹائیں گے۔ اور اگر ثابت ہوا کہ اس نے نعمتوں کو غلط استعمال کیا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں بھیجیں گے اور ان نعمتوں سے اس کو محروم کر دیں گے۔

نعمتوں کا عروج و زوال:

اگر انسان نے دنیا میں اپنی آنکھ کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق استعمال کیا' غیر محرم سے اپنی آنکھ کو بچایا' جھکایا اور ان چیزوں کو دیکھا جن کو شریعت نے جائز قرار دیا تو گویا اس نے اس نعمت کی قدر دانی کی اللہ تعالیٰ موت کے وقت اس سے یہ بینائی واپس لیں گے۔ اب اگر قبر میں حشر میں یہ ثابت ہو گیا کہ اس بندے نے بینائی کا ٹھیک استعمال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت پہنچائیں گے اور اس کو ایسی بینائی عطا فرمائیں گے جس سے یہ اللہ رب العزت کا دیدار کر سکے گا۔

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (سورۃ القیامۃ آیت ۲۲، ۲۳)

آنکھ والی نعمت کا غلط استعمال:

رب کی طرف دیکھیں گے کیا Climax ہے اس نعمت کا کہ بندے کو ایسی مدد مل جائے گی یہ اپنے رب کا دیدار کرے گا۔ اللہ اکبر کبیرا۔ اور اگر ثابت ہوا کہ نہیں یہ تو دنیا میں ان کو غلط استعمال کرتا تھا۔ تو اللہ رب العزت موت کے وقت اس سے بینائی واپس لے لیں گے اور اس کو نہ میدان محشر میں عطا کریں گے اور نہ جہنم میں عطا کریں گے چنانچہ

قرآن مجید میں آتا ہے۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا

جب اس دنیا میں زندہ ہند رہا اللہ کے حکموں کو پس پشت ڈالتا رہا' اللہ تعالیٰ اسکو قیامت میں اندھا کھڑا کر دیں گے۔

اب قیامت کے دن اسکو بینائی نہیں ملے گی اندھا جہنم میں ڈالیں گے تو وہاں بھی روشنی نہیں ہوگی۔ اندھیرا ہوگا۔ وہاں بھی کچھ نہیں نظر آئے گا۔ بینائی اس سے لے لی گئی یہ اس نعمت کے دیے جانے کے قابل ہی نہیں۔ غلط استعمال کرتا پھرا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سے بینائی واپس لے لیں گے۔

کان والی نعمت کی واپسی:

اسی طرح اگر دنیا کے اندر اس نے اپنی سماعت کا استعمال ٹھیک کیا' کانوں سے نیک بندوں کے واعظ سنے' قرآن سنا' نبی علیہ السلام کی شان میں نعت سنی' اچھی باتیں سنیں۔ اب اس سماعت کو اللہ تعالیٰ موت کے وقت واپس لیں گے لیکن اسکو بہتر کر کے واپس لوٹائیں گے۔ حتیٰ کہ سماعت ایسی ہوگی کہ جنت میں اللہ رب العزت جب قرآن مجید سورۃ یسین کی تلاوت فرمائیں گے یہ بندہ اپنے کانوں سے اللہ تعالیٰ کی تلاوت کو سن سکے گا۔

اور اگر غلط استعمال کیا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں پہنچائیں گے اور جہنم میں اسکو بہرا بنا دیں گے۔ یہ کچھ بھی نہیں سن سکے گا۔

زبان والی نعمت کا غلط استعمال:

اگر اس نے اپنی گویائی کو شریعت کے مطابق استعمال کیا۔ خیر کی باتیں زبان سے نکالتا تھا۔ سچ بولتا تھا۔ غیبت سے بچتا تھا۔ چغلی سے بچتا تھا۔ لوگوں کے دل نہیں دکھاتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ موت کے وقت اس سے یہ گویائی کی صفت واپس لے لیں گے لیکن اس کو جنت میں بھیج کر ایسی گویائی عطا فرمائیں گے کہ یہ بندہ اپنے رب سے ہمکلامی کرے گا اور

اگر اس نے گویائی کا استعمال غلط کیا' زبان سے یہ جھوٹ بولتا تھا' بری باتیں کہتا تھا اللہ تعالیٰ موت کے وقت اس سے یہ نعمت واپس لے لیں گے اور پھر اس کو اللہ تعالیٰ یہ واپس نہیں لوٹائیں گے چنانچہ قیامت کے دن یہ گونگا کھڑا کیا جائے گا۔ سنئے قرآن عظیم الشان' ذلیل اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا﴾

ہم قیامت کے دن ان کو اندھا' بہرا اور گونگا کر کے کھڑا کریں گے۔

یہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کو یہ نعمتیں دیں۔ انہوں نے تو دنیا میں غلط استعمال کر لیا تھا۔ من مرضی شروع کر دی تھی۔ یہ Justify ہی نہیں کرتے کہ ان کو یہ نعمتیں واپس دی جائیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نعمتیں واپس لے لیں گے۔

پاؤں والی نعمت کا استعمال:

حتی کہ اللہ نے پاؤں چلنے کیلئے دیے۔ اب اگر انسان مسجد کی طرف چل کے جاتا ہے اللہ کے راستے میں چل کے جاتا ہے۔ بیت اللہ کا طواف کرتا ہے۔ اب اللہ رب العزت اس کو قیامت کے دن ایسے پاؤں عطا کریں گے جو جنت کی طرف چل کے جائیں گے۔

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا﴾

جنت کی طرف یہ چل کر جائے گا اگر یہ ان پاؤں کے ذریعے سے برے لوگوں سے ملنے کیلئے جاتا تھا' برائی کے اڈوں کی طرف جاتا تھا' غلط کاموں میں اپنے ان پاؤں کو استعمال کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو سر کے بل کھڑا کریں گے۔

﴿نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى وُجُوهِهِمْ﴾

جیسے ایک بندہ سر نیچے رکھ کے ups and down ہو جائے مفسرین نے لکھا ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح سر کے بل کھڑا کریں گے۔ پاؤں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں چلے گا اب سر کے بل گھسٹتا ہوا بالآخر اس کو جہنم کے اندر ڈال دیا جائے گا۔ تو یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہم ان امانتوں کا صحیح استعمال کریں تو امانت کامل ہو کر واپس مل جائے گی اور اگر غلط استعمال کریں گے اللہ تعالیٰ اس نعمت کو ہم سے واپس لے لیں گے۔

سنت کی قدر:

دنیا کے اندر اگر کسی انسان نے اپنے لباس کو سنت کے مطابق بنایا تو اللہ رب العزت اس کو جنت میں بھیجیں گے:

○ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ

اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔

بہتر لباس عطا فرمادیں گے اور اگر فرنگی کے طریقے پر چلے اور سنت کے خلاف لباس پہنتے پھرے آدھا جسم ڈھکا ہوا آدھا ننگا رہا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کو قیامت کے دن ایسا لباس پہنائیں گے جہنم میں ڈالتے ہوئے قرآن مجید گواہی دے رہا ہے:

○ سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ

گندھک کا لباس پہنایا جائے گا۔

فقہا نے لکھا کہ جہنمی کے لباس میں اتنی بو ہوگی کہ اگر ساری دنیا کے انسان حیوان چرند پرند مر جائیں اور ان کی لاشیں گل سڑ جائیں تو جتنی بدبو اس جگہ ہوگی جہنمی کے کپڑوں میں بدبو اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ آج اگر اس نعمت کو غلط استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ ایسا بدبودار لباس عطا فرمادیں گے۔ اور اگر سنت کے مطابق بنالیا اللہ تعالیٰ ریشم کے لباس عطا فرمادیں گے۔

جنتیوں اور دوزخیوں کا تقابلی جائزہ:

اگر دنیا میں حلال کھایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت میں بھیج کر بہترین کھانے نَعَمٌ طَرِيٌّ بھونا ہوا پرندوں کا گوشت اس کو عطا فرمائیں گے اور اگر اس بندے نے حرام

کھایا تو اللہ رب العزت یہ نعمت واپس لیں گے چنانچہ اس کو جہنم کے اندر

﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ○ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ○ کَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ﴾

اللہ تعالیٰ زقوم کھلائیں گے یہ کانٹے والا ایک پودا ہوتا ہے جو انتہائی کڑوا' صبح کے وقت اپنی زبان سے لگاؤ تو شام تک کڑواہٹ دور نہیں ہوتی اور اوپر سے یہ کیکٹس کا پودا کانٹے والا بھی ہوتا ہے۔ جب انسان کھائے گا نہ نگلتے بنے گی نہ اگلتے بنے گی۔ پریشان ہوگا تو اگر حلال کھایا تو نعمتیں جنت میں ملیں گی اور اگر حرام کھایا تو جہنم میں دیکھئے کھانے کیلئے زقوم کا پودا ملے گا۔

اگر دنیا کے اندر اچھے مشروبات پیے۔ پانی پیا' دودھ پیا' پھلوں کے جوس پیے جو حلال مشروبات ہیں۔ تو اللہ رب العزت اس بندے کو جنت میں

﴿شَرَابًا طَهُوْرًا وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾

اور ان کا پروردگار ان کو شراب طہور پلائے گا۔ وہ نعمت عطا کر دی جائے گی۔ اور اگر دنیا کے اندر اس نے حرام مشروبات استعمال کیے تو اللہ تعالیٰ یہ نعمت واپس لے لیں گے اور جہنم کے اندر اس کو کون سا مشروب دیں گے؟

﴿وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ○ لَا یَاْکُلُهٗ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ﴾ (سورۃ الحاقہ آیت ۳۶'۳۷)

مفسرین نے لکھا جہنمیوں کے زخموں سے جو خون گرے گا' پیپ گرے گی اس کو پیالوں میں اکٹھا کر کے فرشتے اس جہنمی کو پینے کیلئے دیں گے۔ پیپ کی بدبو کی وجہ سے بندہ قریب نہیں کھڑا ہوتا اور آج جہنم کے اندر یہ بندہ پیپ بھرا سوپ پی رہا ہے۔ اے دنیا کے اندر غلط مشروبات پینے والے تو نے نعمت کا غلط استعمال کیا۔ آج دیکھ تو اس کے بدلے تجھے سزا کیا دی جا رہی ہے۔ دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ نے انسان کو مکان دیا اگر حلال مال سے بنایا اور اس کو نمازوں کے ذریعے' تلاوت کے ذریعے نبی علیہ السلام کی سنتوں کا گلشن بنایا تو اللہ رب العزت اس نعمت کی قدردانی پر اس کو آخرت میں اتنا بڑا گھر دیں گے حدیث

www.besturdubooks.wordpress.com

پاک میں آتا ہے کہ" آخری جو جنتی ہوگا اس کو اتنی بڑی جنت دی جائے گی جو زمین و آسمان سے دس گنا بڑی جنت ہوگی" اتنا بڑا گھر دے دیں گے اور اگر اس نے یہ مکان حرام مال سے بنایا۔ پھر اس میں ڈرامے اور موسیقی اور اس قسم کے بے حیائی کے کام شروع رکھے نمازیں قضا کرتے رہے فجر کے وقت سب لوگ سوتے رہے اللہ کی نماز قضا کی تو اس بے قدری کے اوپر اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جہنم میں بھیجیں گے اور جہنم میں مکان کیسے ہوگا سنئے قرآن عظیم الشان اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَكَانًا ضَيِّقًا﴾

بہت تنگ مکان ہوگا اتنا چھوٹا کہ انسان صحیح طرح اس میں بیٹھ اٹھ بھی نہیں سکے گا حتی کہ اس ڈربے کے اندر یہ تنگ ہو کر کہے گا:

﴿دعوهنالك ثبورا﴾ (الفرقان آیت ۱۳)

اللہ مجھے موت دے دے۔ پھر اللہ تعالیٰ کیا فرمائیں گے:

﴿لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا﴾ (الفرقان:۱۴)

ایک موت نہیں کتنی موتیں مانگو تمہاری جان چھوٹ نہیں سکتی۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

دنیا کے اندر اگر انسان نے خیر کے اوپر زندگی گزاری تو جنت کے اندر اللہ تعالیٰ اس کو بھیجیں گے اور اس پر سلام پڑھیں گے۔

﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ﴾ (یٰس آیت ۵۸)

رب کی طرف سے ان کو سلامتی کا پیغام ملے گا۔ اور جب یہ جنت میں جائیں گے تو فرشتے بھی مبارکیں دیں گے:

﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿سورۃ الرعد آیت ۲۴،۲۳﴾

اب فرشتے بھی ان کو مبارکیں دے رہے ہیں۔ سلامتی کا پیغام دے رہے ہیں۔ اور اگر دنیا میں اس نے من مرضی کی زندگی گزاری تو اللہ تعالیٰ جہنم میں بھیجیں گے اور جہنم میں جا کے یہ اپنی زبان سے کیا کہے گا۔ یوں کہے گا:

﴿ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ ﴾ (المومنون ۱۰۶)

اے ہمارے پروردگار ہمارے اوپر ہماری بدبختی غالب آ گئی اور ہم تو گمراہ ہو گئے۔

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا اللہ ایک دفعہ نکال دیجیے۔

﴿ فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُوْنَ ﴾

اگر ہم دوبارہ لوٹ کر گناہ کریں تو واقعی بڑے ظالم ہوں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ اتنے ناراض ہوں گے، قرآن مجید نے گواہی دی۔ فرمائیں گے:

﴿ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴾

دنیا امتحان گاہ ہے:

یہ دنیا ہمارے لیے امتحان ہے۔ ہم ان نعمتوں کو شریعت وسنت کے مطابق استعمال کریں تاکہ اللہ رب العزت کے ہاں جب پہنچیں تو یہ نعمتیں اور بہتر حالت میں ہمیں واپس لوٹا دی جائیں اور اگر بندہ بیس لاکھ کا کاروبار بھی سنبھال نہ سکا تو یہ کہاں اس قابل کہ اس کو اربوں کھربوں کا کام کر کے دے دیا جائے۔ تو یہ نعمتیں ہماری اپنی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہیں۔ صرف جاننے کیلئے آزمانے کے لیے کہ بندو تم دنیا میں کرتے کیا ہو۔ ہم ان نعمتوں کو شریعت وسنت کے مطابق استعمال کریں۔ تاکہ قیامت کے دن ان نعمتوں میں اضافہ ہو اور اللہ رب العزت یہ بہتر حالت میں ہمیں واپس لوٹا دیں۔ پانچ انگلیاں برابر تو نہیں ہوتیں۔ اگر گناہ گار ہیں تو اس دنیا میں نیکوکار بھی موجود ہیں ایسی ایسی ہستیاں اس امت میں گزری ہیں۔

امت کے اکابر:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس امت میں بعض ایسی پاکیزہ ہستیاں گزریں کہ ان کے گناہ لکھنے والے فرشتے کو بیس بیس سال تک کوئی گناہ لکھنے کا موقع نہ ملا۔ ایسی پاکیزہ ہستیاں تھیں۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک عورت میں نے دیکھی "رایت امرءۃ مشکلۃ بالکلام" وہ عورت جو قرآن مجید کی آیتوں سے گفتگو کرتی تھی۔ قرآن مجید کے سوا کوئی لفظ اس کی زبان سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ اللہ اکبر! کہاں یہ لوگ قیامت کے دن کھڑے ہوں گے اور کہاں ہم ہوں گے کہ جن کی زبانوں سے معلوم نہیں کیا کیا کلام نکلا ہوگا۔ تو نیک لوگ بھی گزرے۔

ایک حیران کن واقعہ:

ایک صاحب تھے بھوک لگی تھی یہ نہر کے کنارے چل رہے تھے ایک سیب تیرتا نظر آیا انہوں نے وہ سیب اٹھا کر کھالیا۔ جب پیٹ میں کچھ پڑ گیا اب بات سمجھ میں آئی کہ یہ سیب میرا تو نہیں تھا یہ تو کسی اور کی ملکیت اور میں نے بغیر اجازت کے کھالیا قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ زیادہ بہتر ہے کہ ابھی جا کر میں معافی مانگ لوں، چنانچہ up stream جدھر سے پانی آرہا تھا وہ ادھر کو چل پڑے آگے ان کو ایک باغ نظر آیا جو سیب کے درختوں کا تھا وہ پہچان گئے کہ یہاں سے سیب گرا ہوگا۔ باغ کے مالک سے مجھے معافی مانگنی ہے۔ باغ کے مالک سے جا کر کہا کہ میں فقیر آدمی ہوں میرے پاس پیسے نہیں کہ میں pay کرسکوں آپ پلیز مجھے اللہ کے لیے معاف کردیں۔ اس نے کہا میں تو معاف نہیں کرتا یہ معافی مانگنے لگے وہ انکار۔ ادھر سے اصرار تو ادھر سے انکار تو انہوں نے کہا کہ اچھا

بھی کوئی صورت ہے کہ آپ مجھے معاف کر دیں۔ اس نے کہا ایک صورت ہے میری ایک بیٹی ہے مگر بکما اللسان زبان سے گونگی ہے' عمیا العینین آنکھوں سے اندھی ہے' صما الاذنین دونوں کانوں سے بہری ہے' فصیحۃ القدمین اور دونوں پاؤں سے لولی لنگڑی ہے اگر تم اس میری بیٹی کے ساتھ نکاح کرو اور اس کی خدمت کرو ساری زندگی تو تب میں یہ اپنا حق معاف کر دوں گا۔ اس اللہ کے بندے نے یہ سوچا کہ دنیا میں یہ مشقت اٹھانی آسان قیامت کے دن اس بندے کے حق کا جواب دینا یہ بڑا مشکل کام تیار ہو گیا۔ اللہ کی شان نکاح ہوا جب اپنی بیوی سے ملاقات ہوئی دیکھتا ہے بہت خوبصورت آنکھوں والی' بولنے والی' سننے والی علم والی' عقل بھی اچھی' شکل بھی اچھی حیران ہوا پوچھا کہ تم اپنے باپ کی ایک ہی بیٹی ہو کوئی اور بہن بھی ہے۔ اس نے کہا نہیں ایک ہی ہوں خیر وقت گزر گیا اگلے دن سسر سے ملاقات ہوئی۔ سسر نے پوچھا مہمان کو کیسے پایا کہنے لگا کہ جناب آپ نے تو معلومات کچھ اور ہی دی تھیں اور بیوی تو بہت اچھی خوبصورت' خوب سیرت ہے اس پر اس کے سسر نے کہا کہ ہاں یہ میری بیٹی کبھی اس نے غیر محرم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا میں نے کہا کہ یہ آنکھوں سے اندھی ہے۔ کبھی غیر محرم سے ہمکلامی نہیں کی میں نے کہا گونگی ہے۔ کبھی کسی کی بات نہیں سنی غلط میں نے کہا کہ یہ بہری ہے۔ کبھی بغیر اجازت گھر سے نکل کر نہیں گئی۔ میں نے کہا پاؤں سے لنگڑی ہے۔ ویسے یہ میری بیٹی قرآن کی حافظہ حدیث کی عالمہ ہے میں چاہتا تھا۔ اس بیٹی کا رشتہ کسی ایسے بندے سے کروں جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوتا کہ وہ میری بیٹی کو عزت قدر کے ساتھ رکھ سکے۔ جب تم نے ایک سیب کی مجھ سے معافی مانگی میں پہچان گیا تیرے دل میں اللہ کا خوف ہے میں نے اپنی اس بیٹی کا نکاح اس وجہ سے تمہارے ساتھ کر دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ ماں تھی اور یہ باپ تھا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ایک بیٹا عطا کیا۔ جس کا نام انہوں نے نعمان رکھا یہ بڑا ہو کر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہوا۔ جب ماں فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا ہوتی ہے اور باپ علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں تو پھر بیٹے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ بنا کرتے ہیں۔ تو ایسے بھی لوگ دنیا میں گزرے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی ٹھیک ٹھیک قدر دانی کی۔ اور ہم جیسے غافل لوگ بھی ہیں۔ کبھی تکبیر اولیٰ قضا، کبھی نماز قضا، کبھی تلاوت کی فرصت نہیں۔ کبھی اپنے معمولات چھوٹ گئے۔ کبھی زبان سے جھوٹ بول لیا۔ ہمیں چاہیے کہ ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔ ہم اپنے ان گناہوں سے سچی توبہ کر کے یہ نیت کرلیں کہ اے مولا زندگی کا جو وقت گزر گیا وہ تو ہاتھ سے نکل گیا جو باقی ہے ہم ارادہ کرتے ہیں ہم اس کو آپ کے حکموں کے مطابق استعمال کریں گے۔ آپ ہمیں شریعت و سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دیجئے۔ اللہ رب العزت بڑے مہربان ہیں۔ وہ بندے کو رد نہیں فرماتے۔ تو اگر نیک ہیں تو اس دنیا سے اندر ن عاق ـ ـ ـ ـ ابھی ہیں۔

گناہوں کی حقیقت:

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو بندہ جس قسم کے گناہ کرتا ہے باطنی طور پر اس بندے کی شکل ویسی ہوتی ہے جانور جیسی شکل۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ دوسروں کے دل بلاوجہ دکھاتا ہے اس کی مثال بچھو کی مانند ہوتی ہے۔ جو بندہ حریص زیادہ ہوتا ہے باطنی طور پر یہ کتے کی مانند ہوتا ہے جو عالم ہو کر بھی بے عمل ہوتا ہے یہ باطنی طور پر گدھے کی شکل رکھتا ہے۔ اور جو شخص بے شرمی اور بے حیائی کی زندگی گزارتا ہے باطنی طور پر سور کی شکل ہوتی ہے۔ اور جو عیار، مکار، سمارٹ بنتا ہے باطنی طور پر بندر کی شکل ہوتی ہے جانوروں جیسی شکل۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ... میں اپنا واقعہ خود سناتے ہوئے فرماتے تھے۔

میں ایک مرتبہ ... میں جا رہا تھا۔ میں نے ایک اللہ والے کو دیکھا قریب ہوا میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دینے کے بعد مجھے پہچانا اور پہچان کر کہنے لگے احمد علی انسان کہاں بستے ہیں؟ میں نے بڑے حیران ہو کر دیکھا بازار لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں

نے کہا کہ حضرت یہ انسان ہی تو ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے ایک عجیب سی نظر مجمع پر دوڑائی فرماتے ہیں کہ ان کی توجہ کا یہ اثر ہوا کہ جب میں نے مجمعے کی طرف دیکھا تو مجھے بازار میں کتے بلے اور بھیڑیے چلتے نظر آتے تھے انسان تھوڑے کوئی کوئی چلتا نظر آتا تھا۔ فرماتے ہیں جب یہ کیفیت میری زائل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ تو چلے گئے تھے۔ چنانچہ میں گھر واپس آیا۔

حضرت یہ واقعہ اپنے درس قرآن میں سنا کر کہا کرتے تھے کہ لوگو!

مالک تو سب کا ایک مالک کا کوئی ایک
ہزاروں میں نہ ملے گا لاکھوں میں تو دیکھ

لاکھوں میں کوئی ایک بندہ ہوتا ہے جو سر کے بالوں سے لے کے پاؤں کے ناخنوں تک ادخلوا فی السلم کافۃ میں داخل شدہ ہوتا ہے۔ یہ ہیں صحیح وہ بندے کہ جن پر اللہ کے نیک بندوں کے لقب کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ کو خوشی ہوتی ہے ان بندوں کو دیکھ کر۔ ان کے ہاتھ اٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہاتھوں کو نہیں لوٹاتے

﴿لو اقسم علی اللہ لا برا﴾

اگر یہ لوگ قسم کھالیں اللہ ان کی قسم کو کبھی ٹوٹنے نہیں دیتے۔ ان کی قسموں کو پورا فرما دیتے ہیں۔ تو ہم بھی نیکوکاری کی زندگی گزار دیں تا کہ اللہ رب العزت کی ہم پر بھی مہربانی ہو جائے۔

آٹھ گواہ:

قیامت کے دن ہر انسان کے خلاف گواہی اس کے اعضاء سے لی جائے گی۔ اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ اعضاء کی لذتوں کی خاطر ہم گناہ کرتے ہیں۔ یہی اعضاء اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دینگے کہ اس بندے نے ہم سے کیا کیا کروایا اور یہ بندہ ناراض ہو گا کہے گا

﴿لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

تم نے کیوں میرے خلاف گواہی دی

﴿قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ﴾ (سورہ حم السجدہ آیت ۲۱)

وہ کہیں گے ہمیں اللہ نے نطق عطا کیا جس نے ہر چیز کو بلوا دیا۔ ہمیں بھی بولنے کی طاقت اسی نے عطا کی۔ اب بتائیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ (حم السجدہ ۲۲)

تم تو گناہ کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے، ٹانگوں سے اعضاء سے پردہ ہی نہیں کیا کرتے تھے۔ لو یہی سلطانی گواہ بن جائیں گے۔

چنانچہ علماء نے کہا ہے قیامت کے دن بندے کے خلاف آٹھ گواہیاں پیش کی جائیں گی۔ آٹھ گواہ بندے کے گناہوں پر گواہی دیں گے۔

آٹھ گواہیاں کونسی ہونگی؟

وہ آٹھ گواہیاں کونسی ہونگی۔ فرمایا ان میں سے پہلی گواہی "المکان" جس جگہ پر انسان گناہ کرتا ہے۔ اللہ کی وہ زمین کے ذرات ویڈیو کیمرے کی طرح اس منظر کو Save کر لیتے ہیں۔ اس منظر کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیں گے۔ تو زمین اپنی خبریں سنائے گی۔

﴿یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا﴾ (سورہ زلزال آیت ۴،۵)

اللہ تعالیٰ زمین کو کہیں گے بتاؤ اس جگہ پر اس بندے نے کیا کرتوت کیے زمین کے ٹکڑے گواہی دیں گے۔ اللہ اس جگہ پر یہ کیا تھا۔ اس جگہ پر یہ کیا تھا تو زمین قیامت کے دن انسان کے خلاف گواہی دے گی۔ یہ پہلا گواہ "المکان"

دوسری گواہی وقت کی، وقت بھی گواہی دے گا "الزمان" جس کو ہم وقت کہتے ہیں زمانہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی گواہی کے لیے کھڑا کریں گے۔ چنانچہ حدیث پاک

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آتا ہے۔

یمادی کل یوم

ہر دن یہ آواز دیتا ہے

اَنَا یَوْمٌ الْجَدِیْدُ وَاَنَا فِیْ مَا تَعْمَلُ فِیْهَا شَهِیْدٌ

میں نیا دن ہوں اور میرے اندر تو جو عمل کرے گا اے بندے قیامت کے دن میں تیری گواہی دوں گا۔ تو وقت بھی گواہی دے گا قیامت کے دن تیسری گواہی "والسان" انسان کی زبان گواہی دے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ﴾

قیامت کے دن ان کی زبانیں ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے "سب اعضاء زبان کے سامنے فریاد کرتے ہیں کہ اگر تو ٹھیک استعمال ہوئی تو ہم سب ٹھیک رہیں گے تیرے غلط استعمال سے ہم مصیبت میں پڑ جائیں گے"۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے۔ بندہ نیکی کرتے کرتے جنت کے بہت قریب پہنچ جاتا ہے مگر اپنی زبان سے ایک کلمہ ایسا نکالتا ہے ناشکری کا' اللہ کے سامنے شکوے شکایت کا' ایسا کلمہ نکالتا ہے کہ اس ناشکری کے کلمے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے گھسیٹ کر جہنم میں داخل کر دیتے ہیں۔ اس لیے ہمارے بزرگوں نے کہا "جِرْمُهٗ صَغِیْرٌ وَجُرْمُهٗ کَبِیْرٌ" اس کی جسامت تو چھوٹی سی ہے لیکن اس سے ہونے والا گناہ بڑا موٹا ہوتا ہے۔ تو زبان کا ایک فقرہ بسا اوقات جہنم میں جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

چوتھا گواہ "والارکان" انسان کے جسم کے باقی اعضاء ہاتھ' پاؤں' آنکھیں' کان اور رانیں یہ بھی انسان کے خلاف گواہی دیں گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ﴾

ہاتھ بولیں گے اور رانیں گواہیں دیں گی کہ ہم نے دنیا میں کیا کام کیا۔ چنانچہ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چوتھی گواہی ہوگی۔ پانچویں گواہی انسان کے خلاف "والملکان" اور دو فرشتے:

﴿وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾

تمہارے اوپر محافظ متعین ہیں کراماً کاتبین تم جو کرتے ہو وہ جانتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔ چنانچہ یہ فرشتے گواہی دیں گے' اے اللہ! اس نے فلاں فلاں جگہ جا کر آپ کے ان ان حکموں کو توڑا تھا۔ پھر چھٹی گواہی والدیوان اور نامہ اعمال جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ اس کا ریکارڈ بن رہا ہے۔ اس کی شیٹ وہ تیار ہو رہی ہے۔ اور قیامت کے دن وہ سب کچھ اللہ کے سامنے کھول دیا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب مجرم اپنے سامنے نامہ اعمال کو دیکھے گا تو کہیں گے:

﴿يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ﴾

او ہماری کمبختی یہ کیسی کتاب ہے

﴿لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا﴾

کوئی چھوٹا کوئی بڑا عمل ایسا نہیں کہ جو اس میں درج نہ کر دیا گیا ہو۔

﴿وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا﴾

جو کیا ہوگا اپنے سامنے حاضر پائیں گے

﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾

تیرا رب تو کسی ایک پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔

اپنے پاؤں پر کلہاڑیاں ماری ہونگی۔ بھاگ بھاگ کے گناہ کیے ہونگے روز دوز کے گناہ کیے ہونگے۔ اس کی وجہ سے یہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھ کر پچھتائیں گے۔ کاش کہ ہم نے نیک اعمال کیے ہوتے:

﴿يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا﴾

اے کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ اکبر! تو انسان کا نامہ اعمال گواہی دے گا۔ اور اس سے اوپر ایک گواہی بہت زیادہ نازک گواہی ہے اور وہ کیا ہوگی؟ گواہی ہوگی "نبی الانس والجان" اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی گواہی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾

اعمال نبی ﷺ کے سامنے پیش ہونگے:

چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے متعین ہیں۔ وہ بندوں کے اعمال کو میرے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تو امت کے اعمال نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں تو جو نیک اعمال کرنے والے ہیں۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو خوشی ہوتی ہے اور جو گناہوں میں پڑنے والے ہیں۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ محبوب جو راتوں کو اٹھ کر رویا کرتے تھے۔ قیامت کے دن فرمائیں گے میرے امتی تم نے میرے آنسوؤں کی قدر نہ کی تم دنیا میں بھول گئے کہ یہ تمہارے اعمال میرے سامنے بھی اللہ پہنچاتے رہے ہیں۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔

سبق آموز واقعہ:

چنانچہ مشہور واقعہ ہے مرزا بیدل ایک شاعر گزرے ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ کچھ اچھے شعر لکھے تو ایک ایرانی شیخ تھے انہوں نے وہ پڑھے تو ان کا جی چاہا کہ میں اس شاعر سے ملاقات کروں لہٰذا وہ مرزا بیدل سے ملنے کے لیے اس کے پاس آئے۔ جب اس کے پاس آئے تو انہوں نے کیا دیکھا کہ مرزا صاحب بیٹھے ہوئے اپنے چہرے سے سنت کو صاف کر رہے تھے کاٹ رہے تھے۔ شیو کر رہے تھے تو ایرانی شیخ نے جب یہ دیکھا تو اس نے فوراً پوچھا

آغا ریش مے تراشی

کیا تم نبی علیہ السلام کی سنت کو تراش رہے ہو تو اس نے آگے سے جواب دیا

اے بریش مے تراشم ولے دل کسے تراشم

میں داڑھی مونڈ رہا ہوں میں کسی کے دل کو تکلیف نہیں پہنچا رہا۔ ایرانی شیخ نے چیخ مار کر کہا۔ او خدا کے بندے

ولے دل رسول اللہ می خراشی

تو رسول اللہ ﷺ کے دل کو تکلیف پہنچا رہا ہے۔ تو سید القلوب کو تکلیف پہنچا رہا ہے۔ جب اس نے یہ بات کی مرزا بیدل کے دل پر چوٹ پڑی تھی توبہ کر لی اور پھر اس نے یہ کہا

جزاک اللہ کہ چشمم واکردی

مرا با جان جاں ہمراز کردی

کہ اللہ بدلہ دے کہ تو نے میری آنکھ کھول دی اور مجھے میرے محبوب سے تو نے واصل کر دیا۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے سامنے ہمارے گناہ اگر پیش ہو گئے تو ہمارے لیے یہ کتنی شرم کی بات ہے۔ تکلیف کی بات ہے اور اسی کو تو کہا تھا علامہ اقبال نے کہ اے اللہ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

روز محشر عذر ہائے من پذیر

زمین بھر دو عالم من فقیر اللہ

تو دو عالم سے غنی ہے۔ میں فقیر ہوں اللہ قیامت کے دن میرے عذروں کو قبول کر لینا

گر تو می بینی حسابم ناگزیر

اور اللہ اگر فیصلہ کر لیں میرا حساب آپ نے لازمی لینا ہے تو اے اللہ آپ

از نگاہ مصطفی پنہاں بگیر

نہ آئے مصطفیٰ کریم کی نظروں سے اوجھل میرا حساب لینا مجھے ان کے سامنے شرمندگی۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہیں گے؟

میرے آقا کیا کہیں گے یہ میری سنتوں کا مذاق اڑاتا پھرتا تھا۔ قیامت کے دن نبی علیہ السلام کی بھی گواہی۔ اور پھر ایک گواہی اس سے بھی اور آگے نازک اللہ اکبر وہ گواہی کیا ہوگی؟ علماء نے لکھا کہ وہ گواہی ہوگی "والرحمان" اور اللہ تعالیٰ خود بھی گواہی دیں گے۔

قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا﴾ (سورہ یونس آیت ۶۱)

تم کوئی عمل نہیں کرتے مگر ہم تمہارے عملوں پر گواہ ہوتے ہیں۔ ہم رب کے سامنے گناہ کرتے ہیں اس رحمان کے سامنے جس کی رحمت سے ہمارا کام سنورتا ہے۔ وہ رحمان بھی کیا کہتے ہونگے یہ میرے بندے نعمتیں مانگتے چلے جاتے ہیں۔ اور میری ان نعمتوں کی دیکھو کتنی ناقدری کرتے پھر رہے ہیں۔

بزرگ کا قول مبارک:

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا' میرے دل میں یہ خیال ڈالا فرمایا کہ "میرے بندو سے کہہ دو کہ گناہ کرنے کیلئے تم ان تمام دروازوں کو بند کر دیتے ہو جن سے مخلوق دیکھتی ہے۔ اس دروازے کو بند نہیں کرتے جس سے میں پروردگار دیکھتا ہوں۔ کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے کم درجے کا تم مجھے سمجھتے ہو" اللہ اکبر یہ قیامت کے دن گواہیاں ہونگی۔ انسان کے گناہ کے اوپر تو پھر سوچئے قیامت کے دن ہمارا کیا بنے گا۔

سنہری موقعہ (گولڈن چانس):

آج وقت ہے ہم اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی سچی معافی مانگ کر اپنے گناہوں کو بخشوا لیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ دعا کریں کہ رب کریم ہمیں نیکوکاری کی زندگی نصیب فرما' اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کی کوشش کریں اور اپنے نفس کے اوپر کبھی بھی اعتماد نہ کریں اس لیے ایک کہنے والے نے کہا:

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

انسان اپنے آپ پر بھروسہ نہ کرے اس لیے کہ گناہوں کی طرف انسان کا کھنچاؤ کئی مرتبہ بڑھ [illegible] ہو جاتا ہے۔ تو گناہوں کے موقعوں سے ہی بچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اے اللہ مجھے گناہ کے موقعوں سے بچا دے۔

نظر [illegible] کے سائے محیط نہ کرنا
کسی غریب کو دل کا غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولا
مجھے گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا

اے اللہ ہمیں گناہ کے موقع سے بچا لیجئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا:

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بال سفید ہو گئے بڑھاپا ہے اس بڑھاپے کے عالم میں دعا مانگتے تھے۔

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَزْنِيْ وَاَسْرِقَ﴾

اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں زنا کروں اور چوری کروں جب وہ یہ دعا مانگتے تو کسی کہنے والے نے کہا

قیل لہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان سے کہا گیا

کبر سنك

آپ کی عمر اتنی بڑھاپے کی ہوگئی

وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں

﴿ اَتَخَافُ عَلٰی نَفْسِكَ مِنَ الزِّنٰی وَالسرقة﴾

کیا آپ اپنے نفس پر زنا اور سرقہ (چوری) سے خوف کھاتے ہیں۔ انہوں نے آگے سے قال فرمایا

کیف امن علی نفسی وابلیس حی

میں اپنے نفس سے کیسے اطمینان کر سکتا ہوں جبکہ شیطان ابھی زندہ ہے جب تک شیطان زندہ ہے۔ یہ بندے کو کسی وقت بھی گرا سکتا ہے۔

ایمان کیسے بچایا جائے:

اپنے آپ کو انسان گناہوں سے بچانے کی پوری کوشش کرتا رہے۔ حتی کہ انسان کی زندگی کا آخری لمحہ آ جائے۔ اس طرح جو اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے گا تو پھر ایمان کو یہ اس دنیا سے لے کر آخرت میں جائے گا۔ اللہ رب العزت کی اس بندے کے اوپر رحمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فائدہ اٹھا کر آج کی اس محفل میں اللہ سے معافیاں مانگ لیجیے۔ پچھلے گناہوں کو بخشوایئے۔ آئندہ نیکوکاری پرہیزگاری کی زندگی گزارنے کا ارادہ کر لیجیے۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نجاست سے لتھڑا ہوا دریا کے کنارے کھڑا تھا۔ دریا نے پوچھا! اے نجاست سے آلودہ شخص تو کیوں غسل نہیں کر لیتا۔ اس نے کہا میری نجاست کہیں تجھے ناپاک نہ کر دے۔ تو دریا کے پانی نے کہا ارے تیرے جیسے سینکڑوں نجاست بھرے آئے ذرا میرے اندر غوطہ لگا دے۔ جاری پانی ہوں تجھے بھی پاک کر دوں گا خود

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی پاک رہوں گا۔ ارے جب دریا کا یہ عالم ہے اللہ کی رحمت کے دریا کا کیا کہنا۔ آج اگر ہم سچی توبہ کریں گے تو رحمت کا دریا ایسا ہے گا ہمارے گناہوں کو بھی دھو دیا جائے گا۔ آئندہ ہمیں نیکوکاری اور پرہیزگاری کی زندگی عطا کر دی جائے گی۔

اندھے کی عقلمندی:

آخر کوئی تو زندگی کا وقت ایسا ہو کہ انسان سچی توبہ کرے۔ فیصلہ کرے کہ مولا آج کے بعد آپ کے حکموں کی نافرمانی نہیں کرنی۔ ہم سے تو وہ اندھا زیادہ عقل مند تھا۔ جس کے ہاتھ میں کشکول تھا مانگتا پھر رہا تھا ایک دروازے کے سامنے پہنچا صدا لگائی جواب نہیں آیا۔ پھر صدا لگائی پھر جواب نہیں آیا۔ تیسری مرتبہ جب جواب نہ آیا کہنے لگا۔ کس بخیل کا دروازہ ہے۔ جواب نہیں آتا۔ کسی نے کہا او خدا کے بندے یہ مسجد کا دروازہ ہے تو اللہ کے در پہ آ پہنچا ہے اس اندھے نے جب یہ سنا اس نے زور سے پیالے کو دیوار پہ مارا اور اس کو توڑ کے کہا اچھا اگر میں اللہ کے دروازے پہ آ پہنچا ہوں تب میں کسی اور دروازے پہ نہیں جاؤں گا۔ میں رب کے دروازے پہ آ پہنچا ہوں۔

اے اللہ تمہی سے مانگیں گے تمہی ہی دو گے:

ہم بھی تو اللہ کے گھر میں آئے بیٹھے ہیں۔ آج ہم اللہ تعالیٰ سے یہی دعا مانگیں اے رب کریم اگر کوئی آدمی مندر سے نکل کر جہنم میں ڈال دیا گیا اس پہ کوئی حسرت نہیں۔ حسرت تو اس پہ ہے جو اللہ کے گھر میں آیا مسجد میں آیا۔ مگر یہاں آ کر سچی توبہ نہ کی اور اللہ پھر آپ اپنے گھر سے نکال کر اس کو جہنم میں ڈال دیں۔ اے مولا تیرے گھر سے نکل کر جہنم میں نہیں جانا چاہتے۔ ہم آپ کے در پہ آئے بیٹھے ہیں۔

اے اللہ تمہی سے مانگیں گے تمہی دو گے
تمہارے در سے ہی لو لگی ہے
عمل کی اپنے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے سلامت تمہاری نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے

اے اللہ کلمہ پڑھ لیا۔ آپ کی وحدانیت کی گواہی دے دی۔ آپ کے پیارے حبیب ﷺ کی رسالت کی گواہی دے دی۔ آپ کے کلام کی گواہی دے دی۔ اے اللہ اسی ایمان کو قبول کر کے آج ہم پر رحمت کی نظر فرما دیجئے۔ اے اللہ آپ نے قرآن مجید میں فرما دیا:

﴿وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (سورۃ الضحیٰ آیت ۱۰)

سوالی کو انکار نہ کرو' جھڑکیاں نہ دو' اے اللہ ہم کمزوروں کو حکم ہے ہم سوالی کو انکار نہ کریں۔ اللہ ہم بھی تو آپ کے در کے سوالی ہیں۔ ہم بھی تو آپ سے بیٹھے معافی مانگ رہے ہیں۔ آپ کے در پہ جھولی پھیلائے بیٹھے ہیں۔ اے رب کریم اپنی رحمت کی ایک نظر فرما دیجئے۔ ہمارے دلوں کو دھو دیجئے۔ اللہ ہم اپنے نفس سے تنگ آ گئے ہیں۔ گناہ کر کر کے ہم تھک گئے ہیں۔ میرے مولا نفس پلید' پلید جا کیتا کوئی اصل پلید نہ تھے۔ اس نفس نے ہمیں ناپاک کر دیا ورنہ دنیا میں کوئی ناپاک تو پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اے اللہ اس ناپاکی کو دور کر کے آج گناہوں سے پاک کر دیجئے۔ اور آئندہ نیکوکاری' پرہیزگاری کی زندگی گزارنے کی ہمیں توفیق عطا فرما دیجئے۔ تاکہ قیامت کے دن ہم آپ کے پیارے حبیب ﷺ کے قدموں میں حاضر ہوں۔ اور ان کے ہاتھوں حوض کوثر کا جام پینے والے بن جائیں۔ اے اللہ ہم دنیا میں ایسے وقت میں پیدا ہوئے کہ آپ کے پیارے حبیب ﷺ کا دیدار نہیں کر سکے اے اللہ اگر آپ نے قیامت کے دن اندھا کھڑا کر دیا۔ تو ہم تو قیامت کے دن بھی ان کا دیدار نہ کر سکیں گے۔ اللہ اس دوہری محرومی سے بچا لینا۔ اگر دنیا میں نہیں دیکھ سکے تو آخرت میں ان کا دیدار عطا فرمانا۔ ہمارا بھی دل چاہتا ہے اس چہرے کو دیکھیں جسے آپ نے والضحیٰ کہا ان زلفوں کو دیکھیں۔ جنہیں آپ نے واللیل فرمایا۔ جو چہرہ آسمان کی طرف دیکھتا تھا آپ فرماتے تھے:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۴)

محبوب آپ آسمان کی طرف دیکھتے تھے ہم آپ کے چہرے کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ہمیں قیامت کے دن ان کے قدموں میں جگہ عطا فرما دینا۔ ان کے ہاتھوں حوض کوثر کا جام عطا فرما دینا۔ اور جو زندگی کے دن باقی ہیں۔ اللہ تیری ایک ایک سنت کی پابندی پر گزارنے کی توفیق عطا فرما دیجئے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

قلب کا جاری ہونا

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

ناشر

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

بعض اوقات کچھ لوگ یہ Complain کرتے ہیں کہ حضرت ہم مراقبے میں بیٹھتے تو ہیں ہمیں بیٹھ کے نیند آجاتی ہے۔ وہ بچارے ضروری نہیں کہ تھکے ہوئے ہوتے ہیں تو نیند آجاتی ہے۔ نہیں فریش ہوتے ہیں اور فریش ہونے کے باوجود جیسے ہی مراقبے میں بیٹھتے ہیں نیند آجاتی ہے۔ وہ بڑے پریشان ہوتے ہیں۔ یہ بات سمجھ لیں کہ مراقبے میں نیند آجانے سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ کوشش کرنی چاہیے۔ نیند نہ آئے۔ اپنی طرف سے انسان کوشش کرے کہ بیدار ہوکر ہوشیار ہوکر بیٹھے۔ لیکن اگر بالفرض نیند آ بھی جائے اونگھ آ بھی جائے تو اس سے فرق نہیں پڑتا۔ میں آپ لوگوں کو ایک مزے کی بات سناؤں کہ جب آپ نیت کرکے اللہ کی یاد کی مراقبے میں بیٹھ گئے تو آنکھ لگ جائے تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مجددی نقشبندی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

قلب کا جاری ہونا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا○ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ○
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

کثرت ذکر کے اثرات:

سالک جب کثرت کے ساتھ اللہ رب العزت کا ذکر کرتا ہے تو اس پر کچھ کیفیات وارد ہوتی ہیں۔ جو بندہ ذکر نہ کرے اس پر کیفیات بھی وارد نہیں ہوتیں۔ اس لیے ہمارے مشائخ نے فرمایا:

☆ مَنْ لَّا وِرْدَ لَهٗ لَا وَارِدَ لَهٗ

جو آدمی اوراد اور وظائف نہیں کرے گا اس کے اوپر واردات اور کیفیات نہیں ہوں گی، رہ گئی بات ذکر کی تو اس کے اثرات انسان پر یقینی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نے

بتلا دیا کہ جس مجلس میں ذکر کیا جاتا ہے۔

نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ

ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے۔ سکینہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خصوصی برکت' رحمت' نور اہل ذکر کے اوپر نازل کیا جاتا ہے اس کو سکینہ کہتے ہیں۔

ذکر کے اثرات کی علامات:

اس سکینہ کے انسان کے اوپر مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ کئی مرتبہ اس سکینہ کی وجہ سے انسان کے دل کی پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ تو یہ بھی ایک پہچان ہے۔ دل کا اطمینان پالینا' سکون پالینا' مطمئن ہو جانا۔ غموں کا ہجوم انسان کے دل سے دور ہو جانا۔ طبیعت کا ہلکا پھلکا محسوس کرنا۔ یہ نشانیاں ہیں اس سکینہ کے نازل ہونے کی۔ بعض اوقات سالک کو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ محسوس ہوتا ہے۔ یہ نشانی ہے اس سکینہ کے نازل ہونے کی۔ بعض مرتبہ انسان کو اپنے گناہوں پہ بہت ندامت ہوتی ہے۔ رونا آتا ہے' افسوس ہوتا ہے۔ یہ بھی نشانی ہے اس سکینہ کے نازل ہونے کی۔ بعض اوقات دنیا انسان کو بہت حقیر نظر آنے لگ جاتی ہے۔ بہت ہی بے وقعت نظر آتی ہے۔ جیسے اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہوتی۔ میں اس کے پیچھے جو لگا ہوا ہوں میں کس پروردگار کو چھوڑ کر دنیا کے دھوکے میں پڑ گیا ہوں۔ تو دنیا کا حقیر نظر آنا یہ بھی اس سکینہ کے اثرات ہوتے ہیں۔ کئی مرتبہ انسان کا مرنے کو جی چاہتا ہے' یہ بھی عجیب بات ہے۔ کہ دل میں یہ بات آئی ہے کہ بس جلدی اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جاؤں' یہ بھی ایک کیفیت ہے۔ یہ بھی اس سکینہ کے نازل ہونے کی ایک نشانی ہے۔

ایک نوجوان کا واقعہ:

ایک نوجوان کسی بزرگ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت مجھے موت سے بہت ڈر لگتا ہے۔ موت سے بہت خوف آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھئی یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے

پاس کچھ مال پیسہ ہے۔ کہنے لگا جی انہوں نے کہا اسے اللہ کے راستے میں خرچ کیا کرو۔ اور نیک اعمال کی پابندی کیا کرو۔ اس نے کہا بہت اچھا' کچھ عرصہ کے بعد پھر ان کی ملاقات ہوئی۔ بزرگوں نے پوچھا سناؤ بھئی اب طبیعت کیسی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ حضرت وہ موت سے خوف تو ختم ہو گیا مگر حیران اس بات پر ہوں کہ اب تو میرا مرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر ایسا کیوں ہوا۔ تو ان بزرگوں نے یہ بات سمجھائی کہ دیکھو بندے کا دل وہیں لگتا ہے جہاں اس کا خزانہ ہوتا ہے۔ پہلے تم نے اپنے آگے کے لیے کوئی سرمایہ جمع نہیں کیا تھا تو تمہیں موت سے وحشت تھی۔ اب تم نے آگے یہ سرمایہ بھیج دیا ہے نیکیوں کا صدقے کا مال کا۔ تو جہاں سرمایہ ہوتا ہے بندے کا وہیں جانے کو دل کرتا ہے۔ تو رحمت کے نازل ہونے کی ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ انسان کا مرنے کو جی چاہتا ہے۔ موت اچھی لگتی ہے موت سے وحشت ختم ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے اوپر یہ کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

ذکر کے اثرات کی علامات:

جیسے نیند آ رہی ہو اونگھ کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ یہ جو اونگھ کی کیفیت ہے یہ بھی وہی سکینہ کے نازل ہونے کی نشانی ہے۔ اور اس کی دلیل قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً﴾

دیکھا میدان بدر میں اللہ تعالیٰ نے رحمت نازل فرمائی۔

﴿فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

قرآن مجید میں ایک جگہ یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر اور ان کے جو خدمت گزار تھے' ایمان والے ان پر سکینہ نازل فرمائی۔ اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ جب تمہارے اوپر اونگھ کو طاری کر دیا۔

تو سکینہ کی کئی مرتبہ یہ بھی نشانی ہوتی ہے کہ سالک اونگھنا شروع کر دیتا ہے۔ اچھا یہاں یہ بات بھی ذرا توجہ سے سن لیں۔

سالکین کا مسئلہ:

بعض اوقات کچھ لوگ یہ complain کرتے ہیں کہ حضرت ہم مراقبے میں بیٹھتے تو ہیں ہمیں بیٹھ کے نیند آ جاتی ہے۔ وہ بیچارے ضروری نہیں کہ تھکے ہوئے ہوتے ہیں تو نیند آ جاتی ہے۔ نہیں فریش ہوتے ہیں اور فریش ہونے کے باوجود جیسے ہی مراقبے میں بیٹھتے ہیں نیند آ جاتی ہے۔ وہ بڑے پریشان ہوتے ہیں۔ یہ بات سمجھ لیں کہ مراقبے میں نیند آ جانے سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ نیند نہ آئے۔ اپنی طرف سے انسان کوشش کرے کہ بیدار ہو کر ہوشیار ہو کر بیٹھے۔ لیکن اگر بالفرض نیند آ بھی جائے اونگھ آ بھی جائے تو اس سے فرق نہیں پڑتا۔ جی آپ لوگوں کو ایک مزے کی بات سناؤں کہ جب آپ نیت کر کے اللہ کی یاد کی مراقبے میں بیٹھ گئے تو آنکھ لگ جانے سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

انوکھی مثال:

فرض کرو کہ ایک آدمی فقیر ہے۔ اب کسی سخی کے دروازے پر گیا ہے اور فجر پڑھ کے جا بیٹھا۔ اب جب جا بیٹھا تو وہاں بیٹھے بیٹھے اسے اونگھ بھی آ گئی۔ وہ گھنٹہ آدھا گھنٹہ اونگھتا بھی رہا بیٹھا بھی رہا۔ تو جب اس کا وہ آدمی سخی آئے گا۔ اور پوچھے گا جی آپ کب آئے تو کیا وہ اپنی اونگھ کا ٹائم نکال کر بتائے گا۔ کیا بتائے گا۔ کہ جی فجر پڑھ کے آ گیا تھا۔ تو حاضری لگے گی تو کس وقت سے لگے گی فجر پڑھ کے آ گیا تھا جی اب اگر بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی تو وہ تو کیفیت بندے کی ہے۔ تو اگر دنیا کے سخی کے دروازے پر جائے تو وہ بیٹھنے کا وقت دیکھتا ہے درمیان میں اونگھ کے وقت کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ تو اگر سخیوں کے پروردگار کے دروازے پر جا کر بیٹھو تو کیا وہ پھر اونگھ کے ٹائم کو نکال دے گا۔

سائنسی مشاہدہ:

اب اس کی اور ایک پریکٹیکل مثال دوں آپ کو یہ تو خیر ایک بات ویسے ہی سمجھانے کے لیے کی تھی۔ آج کل کچھ باتوں کا سمجھنا آسان ہو گیا سائنس کی ترقی کی وجہ سے۔ مثال کے طور پر آپ ٹیلیفون دیکھیں۔ ایک بندہ ٹیلی فون کو چارجنگ پہ لگا دیتا ہے on ہو فون یا off ہو۔ وہ چارجنگ پہ لگ جاتا ہے۔ آپ بتائیں۔ فون on ہو یا فون off ہو۔ چارجنگ پہ لگا دیا تو چارجنگ ہو رہی ہے یا نہیں۔ تو جب آپ نے مراقبے کی نیت کر کے دل کی بیٹری کو چارجنگ پہ جوڑ دیا تو اب آپ کی سکرین on ہے یا off ہے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اترتی ہے۔ اور بندے کے دل کی بیٹری کو چارج کرتی ہے۔

اللہ رب العزت نیتوں کو دیکھتے ہیں:

اونگھ سے تو بالکل بھی نہیں گھبرانا چاہیے۔ ہاں اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے کہ بیدار ہو کر بیٹھے ہوشیار ہو کر بیٹھے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ کئی مرتبہ تو اونگھ یا نیند تھکاوٹ کی وجہ سے آجاتی ہے۔ کئی مرتبہ عادت کی وجہ سے آجاتی ہے۔ کچھ لوگوں کی عادت ہی ہوتی ہے اونگھنے کی۔ ذرا ان کی نیند کا سلسلہ ہی ایسا ہوتا ہے۔ over dream ہوتے ہیں۔ جب چاہو ان کو سلا دو۔ پس انہوں نے مراقبے میں سر جھکایا تو بس اب ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ میں نے سر پہلے جھکایا تھا یا مجھے نیند پہلے آئی۔ یہ نہیں پتا ہوتا ان کو مگر اس سے فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ تو یہ دیکھیں گے کہ میرا بندہ میری یاد کی نیت کر کے بیٹھا تھا یا نہیں۔ اچھا یہ بتائیں کہ جب آپ بیٹھتے ہیں مراقبے میں تو آپ کی سونے کی نیت تو نہیں ہوتی۔

﴿اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ﴾

اعمال کا دارومدار نیت کے اوپر ہے۔ ہاں اگر آپ نے نیت ہی یہ کر لی کہ میں اس پوزیشن میں بیٹھ کر سونا چاہتا ہوں تو وہ تو بات ہی اور ہے۔ مگر مراقبے میں بیٹھنے والا تو کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

بندہ ایسی نیت نہیں کرتا وہ تو اللہ کی یاد میں بیٹھتا ہے۔ تو اگر اس دوران اونگھ بھی آجائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ذاکرین پر سکینہ کا نزول:

اصل وجہ یہ ہے بھائی کہ وہ جو سکینہ نازل ہوتی ہے اس سکینہ کے نازل ہونے سے کئی مرتبہ انسان پر اونگھ کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ وہ اونگھ نہیں ہوتی۔ حقیقت میں وہ سکینہ کے اثرات اس پہ ہوتے ہیں۔ اس لیے مراقبے میں جو لوگ اونگھ رہے ہوتے ہیں وہ باتیں بھی ساری سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی بولے' کوئی آواز آئے وہ سب باتیں ان کو سنائی دے رہی ہوتی ہیں۔ اس کو نیند نہیں کہتے۔ اچھا جی یہ اونگھ کا آجانا یہ رکاوٹ نہیں ہے۔ سالک اس کو یہ نہ سمجھے کہ جی میں تو ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ مجھے تو فوراً نیند آجاتی ہے۔ بیٹھنا ہمارا کام رحمتوں کا نازل کرنا یہ پروردگار کا کام' ہم بیٹھے رہیں گے تو پروردگار اپنی رحمت نازل فرماتے رہیں گے۔ تو جب بھی ذکر میں انسان بیٹھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

﴿نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ﴾

ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے۔ اب جب سکینہ نازل ہوگی تو اس کے اثرات تو ہوں گے' انسان پر' یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رحمت کی بارش ہو اور بندے پہ اثر نہ ہو' اثرات تو ہوں گے۔ جب اثرات ہوں گے تو صاف ظاہر ہے کہ پھر انسان کی کیفیات ہوں گی۔ کیونکہ اثرات کے ہونے سے کیفیات ہوتی ہیں۔

انسانی مشاہدہ:

آپ دیکھیں عام طور پر جب بارش برستی ہے تو زمین کے اندر سے کچھ نہ کچھ جڑی بوٹیاں ضرور نکل آتی ہیں۔ ہاں کوئی پتھریلی زمین ہو تو بات اور ہے۔ ورنہ عام طور پر جب بارش کا موسم ہوتا ہے برسات کے موسم میں خوب ہریالی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ساون

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اندر سے کو ہرا بھرا ہی نظر آتا ہے۔تو ساون کا موسم ہی ایسا ہوتا ہے کیونکہ برسات ہوتی ہے۔اور برسات کے موسم میں زمین سے خوب کھیتیاں نکلتی ہیں۔یعنی پودے نکلتے ہیں۔

رحمت کی برسات:

جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کی برسات برستی ہے۔تو انسان کے اندر سے کیفیات کے پودے اور کھیتیاں پھر برآمد ہوتی ہیں۔کیفیات کو روک نہیں سکتے۔ذکر کی وجہ سے بندے کی کوئی نہ کوئی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔یا تو اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا اضافہ نظر آئے گا یا جو کیفیتیں میں نے پہلے بتائیں وہ محسوس ہوں گی۔

ذکر میں کیفیت نہ ملنے کی وجہ:

اگر کوئی بندہ کہے کہ جی مجھے تو کوئی بھی کیفیت محسوس نہیں ہوتی تو یہ بھی ایک کیفیت ہے۔یہ بھی ایک کیفیت ہے مراقبے میں بیٹھتا ہے تو اسے کوئی بھی کیفیت محسوس نہیں ہوتی اس لیے کہ Some thing is to be wrong somewhere اس کو Ignore کرنا چاہیے۔ہو سکتا ہے کہ اس کے دل پر کوئی اور اثر ہو کیا وجہ ہے کہ اس کے دل پہ اثرات نہیں ہوتے؟ کیا وجہ ہے کہ اس کے دل پر ان برکات کا اثر نہیں ہوتا؟ اور اس کی وجہ عام طور پر کوئی نہ کوئی زیادہ گڑبڑ ہوتی ہے۔وہ بندہ کوئی ایسے گناہ کبیرہ میں پھنسا ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے دل کے اوپر تالے لگے ہوتے ہیں۔دل کے دروازے بند ہو چکے ہوتے ہیں۔یا کوئی حلال حرام کا چکر ہوتا ہے کہ جو کیفیات اس کو ذکر میں ملتی ہیں۔حرام ان کیفیات کو چھپا دیتا ہے۔

حیران کن واقعہ:

چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا فرماتے ہیں کہ ایک ہمارا خادم تھا اور خادم لوگ جو ہوتے ہیں پھر ان کی رعایت بھی کرنی پڑتی ہے۔

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾

تو خادم صاحب تو ایک مرتبہ ان کا ایک بھائی وہ بیمار ہوا اور اس کے اوپر جان کنی کا عالم طاری ہو گیا۔ یعنی آخری وقت' آخری لمحات' آخری علامات پوری ہو گئیں۔ تو خادم نے آ کر کہا کہ حضرت میرا بھائی ہے' اگر آپ مہربانی فرمائیں تو آپ تشریف لائے چلیں دعا بھی فرما دیں اور اس موقع پر اس پر توجہ بھی فرما دیں۔ اسکا معاملہ اچھا ہو جائے گا۔ خاتمہ بالخیر ہو جائے گا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس کے ساتھ وہاں گیا۔ دعا بھی کی اور پھر توجہ بھی کی' لیکن توجہ کرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کے دل پر کوئی اثر نہیں۔ فرماتے ہیں میں بہت دیر بیٹھا رہا اور توجہات ڈالتا رہا مگر اس بندے کے دل پہ کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اس روحانیت کا بندہ اگر کسی بندے پر توجہ کر رہا ہو تو پھر دل پر اثر تو لازمی ہونا چاہیے مگر وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت دیر بیٹھ کر توجہ کی مگر اس بندے کے دل پر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ فرماتے ہیں میں بہت پریشان ہوا اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ میرے اللہ میرے مولیٰ رحمت فرما دے اور بات میرے اوپر واضح کر دے۔ فرماتے ہیں کہ پھر الہام کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے واضح فرمایا کہ اس بندے کی مصاحبت بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ تھی۔ اس بندے کا بیٹھنا اٹھنا بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ تھا' اس کی دوستی تھی کافروں کے ساتھ۔ اور کافروں کی دوستی کی وجہ سے یہ ان کی باتیں سنتا تھا اور ان کے ساتھ راہ و رسم رکھتا تھا اس کی ظلمت ایسی تھی کہ وقت کے مجدد نے بھی توجہ ڈالی تو اس بندے کے دل پہ اثر نہ ہو سکا۔

لمحہ فکریہ:

ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ہزار سال کا مجدد اتنی روحانیت والی شخصیت' کہ پورے ہزار سال میں جس قدر انسانوں کو فیض پہنچے گا۔ وہ ان کے قلب کے ذریعے سے پہنچے گا۔ مجدد کا یہ مطلب ہے۔ جیسے امت کو فیض پہنچ رہا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے۔

نبی علیہ السلام کا فرمان مبارک:

نبی علیہ السلام نے فرمایا

﴿ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي ﴾

کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں اسے تقسیم کرنے والا ہوں۔

تو یہ قلوب کے ذریعے سے جیسے تار کے ذریعے سے بجلی ہمارے گھر پہنچتی ہے۔

قابل توجہ:

دیکھیں بھی بارش کون برساتا ہے۔ اللہ رب العزت۔ بارش کون برساتا ہے؟ اللہ تعالیٰ برساتا ہے۔ مگر بادل اس کے لیے ذریعہ بن جاتا ہے۔ سمجھ گئے؟ اولاد کون دیتا ہے اللہ رب العزت دیتا ہے۔ مگر ماں باپ اس کے لیے ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اسی طرح دلوں میں نور کون دیتا ہے؟ اللہ دیتا ہے مگر پیر اس کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ تو یہ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ کہ انسان کے دل میں براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آ جائے اس کے لیے قلب کو کسی درجے کا بنانا ہوتا ہے۔

سائنسی مثال:

اسکو سمجھنے کے لیے ایک مثال کہ جیسے ایک بجلی کا پلانٹ ہائی وولٹیج پہ ہوتا ہے اب اس ہائی وولٹیج پلانٹ کے آگے ایک ٹرانسفارمر لگا ہوتا ہے۔ تو ٹرانسفارمر کے ایک طرف سے یہ بجلی کا بلب لگا ہوتا ہے اور دوسری طرف ہائی وولٹیج ہوتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر یہ بلب کو ڈائریکٹ ہائی وولٹیج کے ساتھ لگا دیں تو پھر کیا ہوگا' فیوز ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس میں استعداد نہیں۔ اسی طرح مخلوق میں استعداد نہیں کہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض حاصل کر سکے۔ نبی علیہ السلام پوری امت کے لیے اس کا ذریعہ بنے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے وہ صلاحیت دی وہ نعمت دی وہ برکت دی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست وہ نعمت

حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ کے محبوب ﷺ کی شان:

اس لیے معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی﴾

اب وہ محبوب اور محب میں کیا باتیں ہوئیں کیا ملاقاتیں ہوئیں یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو اللہ رب العزت کے محبوب کی یہ شان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ان رحمتوں اور برکتوں کو لیتے ہیں اور آگے پوری مخلوق کو جو رحمت نعمت ملتی ہے محبوب کے واسطے سے ملتی ہے۔ بات سمجھ آ گئی' محبوب کے واسطے سے' سی طرح ہم لوگ جو ہیں ہمارے اور نبی ﷺ کے درمیان ہمارے مشائخ کے قلوب موجود ہیں۔ فرض کرو آپ کا قلب اس عاجز کے قلب کے ساتھ منتقی ہے۔ اس عاجز کا قلب اپنے شیخ ابن شیخ حضرت مرشد عالمؒ ان کے قلب کے سات منتقی ہے۔ ان کا ان کے شیخ کے ساتھ تو یہ آپس میں قلوب کا رابطہ ہے تمام قلوب جا کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قلب سے جڑ گئے اور ان کا قلب نبی علیہ السلام کے قلب سے جڑا۔ نبی ﷺ کا قلب مبارک اللہ رب العزت کے ساتھ یوں برکتیں آتی ہیں' یوں رحمتیں آتی ہیں۔ تو اس لیے اس آدمی کو جو مراقبے میں بیٹھتا ہے یہ جب مراقبے میں بیٹھے گا تو اسکو کیفیات تو محسوس ہوگی ہی سہی۔ اور اگر کیفیت محسوس نہیں ہو سکتی تو یہ بھی کیفیت ہے۔ اس کی بھی کوئی نہ کوئی Reason ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:

میں بات آپ کو سنا رہا تھا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کہ ہزار سال کا مجدد امت کے علماء نے متفق طور پر ان کے لیے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یہ جو ہجرت کے بعد دوسرا ہزار سال گزر رہا ہے اس میں جتنے اولیاء کسی بھی سلسلے کے ہوں کسی بھی رتبے کے ہوں ان کو جو فیض پہنچ رہا ہے۔ اس لیے کہ وہ چاروں سلسلے کے بزرگ

تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ یہ چاروں خلافت کے خلیفہ ہیں۔ ان کو چاروں نسبتیں حاصل تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ظاہر میں ان سے نقشبندیہ کا کام زیادہ لیا تھا۔ لیکن جتنا یہ فیض آگے چل رہا ہے یہ ان کے ذریعے سے چل رہا ہے۔

ایک بیماری اور اس کی علامت:

اگر انسان مراقبے میں بیٹھے اور اسکو کیفیت کچھ بھی محسوس نہ ہو تو یہ Indication ہے کہ یہ E.C.U سیکشن کا مریض ہے۔

روحانی علاج:

اسکو وہاں Extentive Care Unit داخلہ دینا چاہیے۔ اس کو جا کے Hospitalize ہونا چاہیے۔ ادھر بیٹھ کے علاج نہیں ہو گا۔ جب ذرا بڑی بیماری ہوتی ہے تو پھر لے کہ بھاگتے ہیں یا نہیں ہاسپٹل میں بندے کو۔ کہتے ہیں کہ ہم گھر سے نہیں جانے دیں گے۔ بیوی کہتی ہے کہ میں نہیں جانے دیتی؟ والد کہتا ہے والدہ کہتی ہے۔ نہیں سب کہتے ہیں جلدی لے چلو جلدی لے جاؤ۔ سب کہتے ہیں جلدی لے جاؤ۔ اسی طرح بعض لوگ روحانی اعتبار سے ECU سیکشن کے مریض ہوتے ہیں۔ ان کو بھی پھر شیخ کے پاس آکے ایڈمٹ ہونا پڑتا ہے۔ پھر ان کو خانقاہ میں کچھ وقت ساتھ لگانا پڑتا ہے پھر ان کو سفر میں حضر میں شیخ کی صحبت میں رہنا پڑتا ہے۔ یہ وہ مبارک لوگ ہیں کہ جن کا کلام دوا اور دل کی نظر شفاء ہوتی ہے۔

سائنسی وضاحت:

کیوں بھئی آج کل شعاعوں سے علاج ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں یہ بات بڑی مشکل تھی۔ میں نے بتایا کہ آج کچھ باتیں بڑی آسان ہو گئیں ہیں۔ دیکھیں کینسر کا علاج کس سے کر رہے ہیں۔ لیزر کے ساتھ شعاعوں کے ذریعے آج کل انسان کے اندر اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

(Stone) ہوتو اسکوکس سے توڑتے ہیں لیزر کے ذریعے۔تو اگر دنیا کی بیماریوں کا علاج شعاعوں کے ذریعے سے ہوسکتا ہے تو کیا روحانی بیماریوں کا علاج شعاعوں کے ذریعے سے نہیں ہوسکتا۔مشائخ کی نگاہیں تو شعائیں ہوتی ہیں۔

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں
خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں

تو نظر کا اثر ہوتا ہے۔اچھا اس کی دلیل شرعی طور پردوں۔

نظر کا لگنا حدیث کی رو سے:

حدیث پاک میں آتا ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ تھے تو ان پہ اثر ہوگیا۔بیماری محسوس کرنے لگے۔تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بھئی تمہیں اپنے فلاں بھائی کی نظر لگ گئی ہے۔تو اس کو اتارنے کا طریقہ بتادیا اور حدیث پاک میں آتا ہے۔

اَلْعَیْنُ حَقٌّ

کہ نظر کا لگ جانا ٹھیک ہے نظر لگ جاتی ہے نظر اپنا اثر کردیتی ہے۔اب بتائیں جس نظر کے اندر دشمنی ہے حسد ہے عداوت ہے بغض ہے حرص ہے طمع ہے اگر وہ نظر دوسرے بندے پہ اثر دکھا دیتی ہے۔تو اللہ والوں کی وہ نظر جس کے اندر رحمت ہو شفقت ہو محبت ہو عنایت ہو پھر وہ نظر اپنا اثر کیوں نہیں دکھاسکتی۔اس لیے اللہ والوں کی بھی نظر لگ جاتی ہے۔جیسے لوگوں کو بری نظر لگ جاتی ہے تو برے اثرات نکل آتے ہیں اور اللہ والوں کی جب نظر لگ جاتی ہے تو پھر اچھے اثرات نکل آتے ہیں۔اس بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھ جاتی ہے زندگی بدل جاتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وصل کی تمنا دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

انگریزی زبان کی حقیقت:

یہ معمول تو تھا انگریزی میں گٹ مٹ کرنے کا۔مگر مجبوری یہ ہے کہ مجھے اب یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بیانات اردو میں کرنے پڑ رہے ہیں۔اس لیے کہ مجھے انگریزی میں لفظ ہی نہیں ملتے۔اب بتاؤ میں توجہ کو انگریزی میں کیا کہوں گا۔فیض کو انگریزی میں کیا کہوں گا' مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔کہ ان الفاظ یا ان Terms کا انگریزی میں ترجمہ کرنا اور سمجھانا بس میں ہی نہیں ہے۔تجلیات کا ترجمہ کیا کریں گے آپ ہمارے پاس تو تجلیات اور پتا نہیں کیا کیا الفاظ ہیں کہ ہر ہر لفظ صحیح معنوں میں سمجھا دیتا ہے کہ کیا چیز نازل ہو رہی ہے۔تو اس لیے چونکہ مجھے خاص ٹاپک پہ گفتگو کرنی تھی ذکر قلبی کے اوپر اب دیکھیں ایک بندے کا قلب جاری ہو گیا۔لیکن انگریزی میں کیسے سمجھاؤں گا جی ذرا انگریزی والے بیٹھے ہوئے ہیں ماشاء اللہ یہ بتا دیں کہ انگریزی میں قلب جاری ہونے کو کیا کہتے ہیں۔ہمیں تو انگریزی نہیں آتی۔ہم نے تو سیکھی ہوئی ہے۔ان کی تو مادری زبان ہے' یعنی شروع سے ہی انگریزی تھی۔اسی ماحول میں رہے اور ہم تو انگریزی بھی بولتے ہیں تو وہ بھی دیسی لہجے میں اور یہ تو انگریزی کے ماشاء اللہ قاری ہیں۔ان کا تو لہجہ بھی وہی ہوتا ہے۔ان سے پوچھ لیں یہ قلب جاری ہونے کو کیا کہیں گے انگریزی میں' ہمیں تو سمجھ نہیں ہے۔میں آپ کو انگریزی میں سمجھانا چاہوں کہ قلب جاری ہونا کیا ہوتا ہے تو میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں سمجھا سکوں۔قلب جاری ہونا۔لیکن اگر اردو میں کہوں گا تو آپ سمجھ جائیں گے کہ قلب جاری ہونا کسے کہتے ہیں۔تو اس مجبوری کی وجہ سے بالخصوص آج کی گفتگو میں نے اردو زبان میں کی تاکہ میرے لیے سمجھانا آسان آپ کے لیے سمجھنا آسان ہوگا۔اور جن کو سمجھ بالفرض نہیں آئی ان کے لیے ہے کہ وہ بھی سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ہم جیسے انگلش میں بولنے کی کوشش کرتے ہیں آپ ذرا اردو میں سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔یہ تو نہیں کہ آپ کہیں کہ ہم تو انگلش ہی سمجھیں گے۔کوئی آپ نے بھی ٹھیکہ تو نہیں لیا ہوا انگلش کا تو ہم بھی کچھ قدم اٹھا رہے ہیں کہ گٹ مٹ بولنا سیکھ رہے ہیں۔اور آپ بھی مہربانی فرمائیں اردو سمجھنا سیکھیں تاکہ افہام وتفہیم آسان ہو جائے ہمارے لیے' تو اس لیے اگر کسی پر ذکر کرنے کے

باوجود اثر مرتب نہیں ہوتا یہ بھی ایک کیفیت ہے اور اس کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ جو بندہ ذکر کرے گا تو اس کے اثرات اس پر یقینی ہونگے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ اس پر اثرات نہ ہوں۔

گر کی بات:

اس لیے آپ کو ایک گر کی بات بتاؤں کہ بغیر بتائے پیروں کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ کون ذکر مراقبہ کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ وہ کوئی عالم غیب نہیں ہوتے۔ عالم غیب اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ مگر ان کے پاس فراست ہوتی ہے اور وہ فراست کیا ہوتی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ سمجھا دیتے ہیں اب میں آپ کو ایک موٹی سی بات بتا دوں کہ بھئی جب ذکر کے اثرات یقینی بندے پر ہوتے ہیں تو مجھے ایک بات بتائیں کہ اگر ایک بندہ پابندی سے ذکر کر رہا ہے تو اثرات اس کے اوپر ہونگے اور اگر اثرات ہونگے تو وہ پیر سے پوچھے گا اور اگر کوئی پوچھے نہ کبھی یا سبق کی بات ہی نہ کرے یا مراقبے کا تذکرہ ہی نہ کرے اور پیر سے پوچھے نہ کیفیت خط نہ لکھے فون نہ کرے۔ ملے تو بھی مراقبے کا تذکرہ ہی نہ کرے یہ علامت ہوتی ہے کہ یہ صاحب ذکر واذکار کو پابندی سے نہیں کرتا۔ جو کرنے والے ہوتے ہیں ان کا فوراً پتا چل جاتا ہے۔ پیر کو اندازہ ہو جاتا ہے کون کتنا ذکر کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ بات سمجھا دیتے ہیں یہ کوئی علم غیب نہیں ہے۔ اسے تجربہ کہہ سکتے ہیں۔ فراست کہہ سکتے ہیں۔ انسان کی بصیرت کہہ سکتے ہیں۔

دلچسپ مثال:

جیسے ڈاکٹر ہوتا ہے وہ ایسے بندے کو دیکھ کر ہی بتا دیتا ہے کہ اسے ملیریا ہے۔ اس نے چیک کچھ نہیں کیا ہوتا Test کچھ نہیں لیا ہوتا۔ بس اس نے تھوڑی سی علامات کچھ دیکھی ہوتی ہیں اور فوراً کہہ دیتا ہے کہ جی آپ کو یہ ہے اور واقعی وہی ہوتا ہے۔ تو جیسے جسمانی بیماری کے طبیب دیکھتے ہی بتا دیتے ہیں ایسے ہی بسا اوقات مشائخ دیکھتے ہی سالک کی

کیفیت کو پہچان لیتے ہیں۔اس کے اندر کیا ہے اور کیا نہیں۔

آج کا سالک:

مگر آج کل کے سالک بھی بڑے ہوشیار ہیں۔ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں تو دلی خواہش مرض بتاتے ہیں۔اور پیروں کے پاس آتے ہیں تو بالکل صحیح بات نہیں بتاتے۔ خواب بھی بتائیں گے تو خواب کا وہ حصہ جوان کی اپنی سمجھ کے مطابق اچھا ہے وہ بتائیں گے۔ اور اسی خواب کا وہ حصہ جو ذرا گڑ بڑ ہے وہ چھپائیں گے۔تو پیروں کو in between the line ڈیل کرنا پڑتا ہے جو کہنے والا کہہ رہا ہوتا ہے تو ضروری نہیں کہ سوفیصد بات ویسی ہی ہو۔وہ کچھ کہہ رہا ہوتا ہے اور کچھ درمیان میں شیخ پڑھ بھی رہا ہوتا ہے۔تو سمجھ ان کو لگ رہی ہوتی ہے۔اس لیے اثرات اور کیفیات جب بھی بندے پر ہونگی وہ ضرور رابطہ کرے گا۔یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے فیزیشن سے ڈاکٹر سے رجوع نہ کرے تو ذرا کھانسی ہوتی ہے فلاں ہوتی ہے تو فوراً ڈاکٹر سے فون کر کے پوچھ لیتے ہیں تو اگر بندے کو کیفیات محسوس ہو رہی ہونگی تو کیوں نہیں بتائے گا۔اس لیے پھر وہ رابطہ از خود بخود رکھتا ہے۔

مراقبہ کی پابندی کا اثر:

پابندی کے ساتھ جو بندہ مراقبہ کرتا ہے اس کے اوپر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اب ان اثرات میں سے ایک اثر یہ ہے کہ انسان کا دل جاری ہو جاتا ہے۔تو آپ یہ سمجھ لیں کہ دل جاری ہونا کس کو کہتے ہیں؟

دل کا جاری ہونا کسے کہتے ہیں؟

بات سمجھیے کہ آج کیا سمجھنا ہے ہم نے اس محفل میں بیٹھ کے دل جاری ہونا کس کو کہتے ہیں۔کیونکہ پرانے حضرات ہیں کچھ سالکین ہیں کچھ طلباء ہیں تو ان کے سامنے اس قسم کی

باتیں کھولی جا سکتی ہیں۔ عام محفلوں میں اس کا تذکرہ کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ نہ آپ نے تذکرہ کبھی سنا ہوگا۔ لیکن خاص محفلوں میں جہاں سالک صادق ہوں، سیکھنے والے ہوں، حاصل کرنے والے ہوں، یا محنت کرنے والے ہوں تو پھر ان کو یہ بات سمجھائی جا سکتی ہے۔ دل جاری ہونا کس کو کہتے ہیں۔

قلب کا مقام:

قلب کی جگہ کونسی ہے انسان کے سینے میں بائیں پستان کے دو انگل نیچے بائیں طرف جو بریسٹ ہے اس کے دو انگل نیچے کی طرف انسان کا دل ہے۔

پہلی کیفیت:

عام طور پر سب سے پہلے مراقبے کی پابندی کرنے والے تقویٰ طہارت کی زندگی اختیار کرنے والے اتباع سنت والی زندگی اختیار کرنے والے سالک کو پہلی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ دل کی جگہ پر اس کو ایک حرکت سی محسوس ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ حرکت سے تحرک ہے کہ یہ تحرک کہلاتی ہے پہلی کیفیت کیا کہلاتی ہے تحرک۔ ایک عجیب سی حرکت سی محسوس ہوتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کبھی کبھی بیٹھے بیٹھے انسان کا گوشت پھڑکنے لگ جاتا ہے۔ کبھی بازو کا کبھی کمر کا تو وہ گوشت جو پھڑکتا ہے یہ اس سے ملتی جلتی سی کیفیت ہے۔ تو انسان کو باقاعدہ اپنے دل کی اس جگہ پر ایک کیفیت سی محسوس ہوتی ہے۔ جیسے کچھ پھڑک رہا ہو۔

دل کا دھڑکنا اور پھڑکنا:

دل کا دھڑکنا اور ہے اور ذکر کی وجہ سے اس کا پھڑکنا اور ہے۔ یہ الگ چیزیں ہیں۔ یہ دونوں ایک چیز نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کی دھڑکن کا ایک جائزہ:

یہ جو قلب کی دھڑکن ہے اس کو کہتے ہیں Pulpitation of Heart دل کا دھڑکنا۔ یہ تو ایک منٹ میں ستر مرتبہ بہتر مرتبہ بندے کا دل دھڑکتا ہے۔ زیادہ تیز چلے گا اور بھاگنا شروع کر دے گا تو سو مرتبہ دھڑکن چلی جائے گی۔ ایک سوبیس مرتبہ چلی جائے گی۔ اور زیادہ بھاگے گا تو ایک سوتیس مرتبہ چلی جائے گی۔ تو یہ جو دھڑکن ہے یہ تو تھوڑی ہوتی ہے۔

مقام لطیفہ کی حالت:

لیکن وہ جو پھڑکن سی محسوس ہوتی ہے انسان کو لطیفہ میں وہ بہت تیز ہوتی ہے۔ وہ کیا ہوتی ہے بہت تیز ہوتی ہے۔ ارتعاش محسوس ہوتا ہے۔ انسان کو اپنے اس لطیفہ کی جگہ ارتعاش پر کیا محسوس ہوتا ہے۔

مشاہداتی وضاحت:

فرض کرو کہ انسان کسی کھڑی بس کے اوپر بیٹھا ہے اور اسٹارٹ کر کے وہ بس کھڑی کی ہوئی ہے۔ سٹارٹ حالت میں انجن چل رہا ہے تو جو لوگ اس کے اندر بیٹھیں گے وہ محسوس کریں گے کہ جیسے ان کے جسم جو ہیں سارے کے سارے تھوڑے ہل رہے ہیں وہ جو ایک ہلکی سی وائبریشن محسوس کر رہا ہوتا ہے بندہ وہ وائبریشن انسان کو اپنے لطیفے میں محسوس ہوتی ہے۔

قابل توجہ:

بعض لوگوں کو تو باقاعدہ وہ دل کی وہ پھڑکن سی محسوس ہوتی ہے' ذرا سی توجہ کریں تو ان کو وہ کیفیت سی محسوس ہوگی وہ تیز ہوگی۔ وہ دل کی دھڑکن نہیں ہوگی۔ وہ بلکہ دل کی پھڑکن ہوگی' ارتعاش ہوگا۔ ایک وائبریشن ہوگی۔ جو دھڑکن سے بہت تیز ہوگی۔ وہ اس کو محسوس

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگی۔ اچھا کئی مرتبہ ایسے بندے کو جس کو یہ کیفیت محسوس ہو وہ اور زیادہ ذکر کرے اور زیادہ ذکر کرے یہ جو حرکت ہے یہ تحرک یہ پختہ ہوتا جاتا ہے۔ کیا ہوتا ہے؟ پختہ ہوتا ہے۔ اور پھر پختہ ہوتے ہوتے اس کا اثر غالب آنے لگتا ہے۔ پہلے یہ متوجہ ہوتا تھا اس تحرک کی طرف۔ اور پھر ذکر کرتے کرتے یہ کیفیت ہوگئی کہ وہ اس پہ غالب آنے لگ گیا۔ تو یہ اگر اس کو نہیں بھی متوجہ ہونا چاہتا تب بھی وہ اس کے اوپر غالب آجاتا ہے۔ تو پہلے یہ توجہ کرتا تھا ذکر کی کثرت سے۔ پھر حرکت اتنی مضبوط ہوجاتی ہے اتنی بڑھ جاتی ہے کہ بندے پہ غالب آنے لگ جاتی ہے تو خود بخود بندے کی توجہ ادھر جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس بندے کو اپنے آنکھوں کے سامنے بھی اس ارتعاش کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ ایسے بندے کو اپنے قلب کی وہ جو تحرک کی کیفیت ہے اس کی وجہ سے جب وہ غالب آجاتی ہے تو کیا اثر محسوس ہوتا ہے؟ آنکھوں کے سامنے بھی اثر محسوس ہوتا ہے ہوا متحرک اس کو نظر آتی ہے۔ کیونکہ وہ قلب کی حرکت ہوتی ہے تو قلب کی حرکت کا اثر اتنا غالب آجاتا ہے کہ عام بندے کو تو محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن اس بندے کو یوں Feel ہوتا ہے کہ جیسے ہوا اس کے سامنے متحرک ہے۔ وہ ایک کیفیت ہوتی ہے اس کے اوپر۔

مثال:

اچھا اس کو ذرا مثال سے سمجھاتے ہیں۔ تاکہ آپ کے لیے بات کو سمجھنا آسان ہو۔ کبھی اگر ٹیوب لائٹ اوپر لگی ہو۔ ٹیوب لائٹ کہاں لگی ہوئی ہو؟ اوپر چھت کے ساتھ۔ اور سیلنگ فین نیچے لگا ہوا ہے تو آپ اگر سیلنگ فین کو چلائیں تو سیلنگ فین کے چلنے سے آپ کو فرش کے اوپر سائیڈ میں ایک ارتعاش سا نظر آئے گا۔ کیونکہ وہ بہت تیزی سے چل رہا ہوتا ہے۔ سایہ بھی نظر نہیں آتا مگر ایسے نظر آتا ہے جیسے کچھ چیز ہے اور وہ حرکت کر رہی ہے۔ ارتعاش نظر آتا ہے وہ جو ارتعاش کی کیفیت ہے۔ ہو بہو اسی طرح اس بندے کی آنکھوں کے سامنے کیفیت ہوتی ہے۔ جس کا قلب جاری ہو۔

قلبی کیفیات:

Exactly آپ اسی چیز کی مثال دے سکتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ ہر بندے کی کیفیت ایک جیسی ہو۔ اس لیے میں نے بتایا کہ سکینہ نازل ہونے کی وجہ سے جو قلب کے اور ہر انسان کے جو اثرات ہیں وہ مختلف ہوتے ہیں۔ کسی کو قلب میں خوشی محسوس ہوتی ہے کسی کو گناہوں پہ ندامت محسوس ہوتی ہے۔ پوری تفصیل بتائی تو اس کا مطلب ہے کہ ہر بندے کی کیفیت الگ الگ ہے۔ لیکن عام طور پہ جو کیفیت زیادہ لوگ Report کرتے ہیں وہ آپ کے سامنے بتائی جارہی ہے۔ یہ کیفیت کون محسوس کرتے ہیں؟ زیادہ لوگ محسوس کرتے ہیں۔ جو آپ کو بتائی جارہی ہے۔ اچھا تو یہ تحرک کی کیفیت ہوتی ہے۔ اسکو کیا کہتے ہیں تحرک اور اردو میں اس کو کہتے ہیں اس بندے کا دل جاری ہو گیا۔ یہ ابتدائی کیفیت ہے' یہ کیفیت حرکت والی محسوس ہوتی ہے۔ جب یہ بندہ تقوی طہارت والی زندگی گزارے تو اور زیادہ پابندی سے ذکر کرتا رہے تو یہ تحرک کی کیفیت آہستہ آہستہ تذکر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ حرکت اس کو جو محسوس ہوتی تھی وہ حرکت کے ساتھ اللہ اللہ کی طرف دھیان اسکو نصیب ہو جاتا ہے۔ وہ حرکت نہیں محسوس ہورہی لگتا ہے جیسے اللہ اللہ اللہ ایسے محسوس ہو رہا ہو۔ تو یہی حرکت اس طرف جو ہے شکل اختیار کر لیتی ہے۔ تو ایسے سالک کو جب وہ بیٹھا ہوتا ہے لیٹے' بیٹھے' چلتے پھرتے ہر وقت کہیں سے جیسے اللہ اللہ کی آواز اس کو آرہی ہے اور سنائی دے رہی ہے۔ حالانکہ دوسرے لوگ نہیں سن رہے ہوتے اور یہ بیٹھا سن رہا ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے آج کل وہ جوگنگ کرنے والے لوگ جو ہیں انہوں نے جیب میں جو واک مین ہوتا ہے وہ ڈالا ہوتا ہے۔ اور اپنے کانوں کے ساتھ اسے لگایا ہوا ہوتا ہے۔ اب وہ کیا سن رہے ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے بندے تو نہیں سن رہے ہوتے۔ اب ہم نے ایک بندے کو دیکھا وہ واک مین سن بھی رہا تھا اور وہ ہنس بھی رہا تھا اور پتہ نہیں وہ کیا کیا الٹی سیدھی حرکتیں کر رہا تھا۔ اب دیکھنے والا اسے پاگل سمجھ رہا ہے۔ اور وہ اس کیفیت کی وجہ سے جو

اس کو کان میں سنائی دے رہی ہے وہ سب کچھ Respond کر رہا ہے۔

تو اسی طرح سالک کی کیفیت ہوتی ہے کہ وہ چونکہ ذکر کی کیفیت محسوس کرتا ہے تو مجمع میں بیٹھا ہوا وہ مجمع سے غائب ہوا کرتا ہے۔

اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
جو آئے اپنی جلوت پر تو ساقط وستانی
یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
یہی ہیں جن کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی

یہ اسکو کہتے ہیں خلوت در انجمن محفل میں بیٹھ کر تنہائی کے مزے لینے۔ بیٹھے لوگوں میں ہوتے ہیں مگر اپنے یار کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں۔ باتیں کر رہے ہوتے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں:

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا!!!

اللہ ان کے پاس ہوتا ہے اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

ہر وقت ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ تو یہ قلب کا جاری ہونا ابتداء میں تحرک کی کیفیت اور وقت کے ساتھ تذکرہ کی کیفیت اللہ اللہ کی کیفیت ہوتی ہے۔ ایسے سالک کو کہتے ہیں کہ اس کا قلب جاری ہو گیا۔

چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کو بھولتا نہیں ہے۔ لیٹے، بیٹھے چلتے پھرتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف اس کا دھیان رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہتی ہے۔

خیالك فی عینی وذکرك فی فمی
خیالك فی عینی وذکرك فی فمی
ومثواك فی قلبی فاین تغیب

اے محبوب! تیرا تصور میری نگاہوں میں ہے اور تیرا تذکرہ میرے ہونٹوں پہ ہے۔ اور تیری یادیں میرے دل میں ہیں۔

اے محبوب! تو مجھ سے کہاں غائب ہو سکتا ہے۔ تو بندے کی کیفیت یہ ہوتی ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد۔ اس لیے ان لوگوں کو باخدا لوگ کہتے ہیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی معیت ہوتی ہے۔ ذکر کی کیفیت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پھر ان پر خاص رحمتیں ہوتی ہیں۔ تو یہ ہے قلب کا جاری ہونا۔ یہاں تک بات سمجھ آ گئی۔

دل جاری ہونے کی علامت:

اب ذرا اگلی بات بھی سمجھیں کہ یہ قلب کا جاری ہو جانا بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ بندے کی کیفیت ہوتی ہے مگر ضروری نہیں کہ ہر ایک کی یہ کیفیت ہو۔ تو کیفیات کی بات عام طور پر تو یہی ہوتی ہے مگر کوئی پکا اصول نہیں' ہر بندے کی اپنی اپنی کیفیت ہے۔ تو بھی کوئی پکا اصول بھی تو ہونا چاہیے۔ یہ تو کیفیت ہے' کیفیتوں میں تو شیطان دھوکہ بھی دے سکتا ہے۔ وہی اس کے اوپر ایسی کیفیت طاری کروا دے کہ حقیقت میں کچھ اور ہو۔ اور یہ صاحب محسوس کر رہے ہوں کہ ہمارا دل جاری ہے۔ اور دل ذکر کر رہا ہے۔ تو پھر کوئی راسخ پکی بات ہونی چاہیے تو ہمارے مشائخ نے پکی بات بھی کی ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ جس بندے کا دل جاری ہوتا ہے ضروری نہیں کہ اس کو حرکت محسوس ہو' آواز محسوس ہو۔ فلاں محسوس ہو' یہ محسوسات ایک طرف رکھ دو۔ اس کے اثرات یہ ہوتے ہیں کہ بندے کے اوپر شریعت کے احکامات جاری ہو جاتے ہیں۔ بندے کے اوپر کیا ہوتا ہے؟ دل کا حکم اس کے اعضاء پر جاری ہو جاتا ہے۔ ذرا بتائیں؟ جب انسان کے دل کا حکم اعضاء پر جاری ہو جائے جب اعضاء دل کے تابع بن جائیں۔ جب دل اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بن جائے اور اعضاء دل کی اتباع کر رہے ہوں۔ یعنی دل کی جو حالت ہے۔ وہ کیفیت اعضاء پر طاری ہو جائے۔ دل کا حکم جب اعضاء پر طاری ہو جاتا ہے تو اس بندے کا دل جاری

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جاتا ہے یہ پکی بات ہے۔

مستند اصول:

لہٰذا جس بندے کا دل جاری ہو ہم دیکھیں گے کہ اتباع سنت میں آگے بڑھ رہا ہوگا۔ اب ہمارے پاس ایک پکی چیز آ گئی۔ اب کوئی صاحب آ جائے کہ جی میرا دل تو بڑا جاری ہے اور اس کو نماز کی توفیق نہیں۔ تو اس کے دل جاری ہونے کو کیا کریں گے بھئی؟ تو ہم کہیں کہ نہیں بھئی آپ کا دل جاری نہیں بلکہ آپ کو کوئی دھوکہ لگ رہا ہے۔ تو ہمارے پاس ایک پکی چیز آ گئی۔ اور وہ پکی چیز کیا ہے شریعت کی اتباع۔ تو جس بندے کا دل جاری ہوگا اور جس بندے کو کیفیتیں محسوس ہونگی تو اس کے اثرات یہ ہونگے کہ وہ بندہ اتباع سنت میں اتباع شریعت میں تقویٰ طہارت میں زہد فی الدنیا میں آگے بڑھے گا اس کے اندر ترقی محسوس ہوگی۔ اب یہاں سے سالک کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ان کے شیخ کو کہ بھئی اس کا دل جاری ہوا یا نہیں ہوا۔ تو جس بندے کے اندر اتباع سنت میں عمل میں ترقی محسوس کرتے ہیں اخلاص میں ترقی محسوس کرتے ہیں تو پھر شیخ کو فوراً اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس بندے کے دل پر اثرات مرتب ہوئے ہیں یا نہیں۔

اسباق کی ترقی کیسے؟

اب کچھ لوگ پوچھتے ہیں کہ جی شیخ ایک لطیفے کے بعد دوسرے لطیفے کا سبق کیسے دے دیتے ہیں؟ تو بھئی اسی طرح دے دیتے ہیں کہ پہلے لطیفے کے جو اثرات ہیں جب سالک کی شخصیت میں وہ شیخ کو نظر آ جاتے ہیں تو پھر وہ ایک کے بعد دوسرے سبق کی طرف انسان کو متوجہ کرتے ہیں تو یہ سلوک ہے۔

سالک کون؟

سلوک کہتے ہیں اس راستے کو اور سالک کہتے ہیں اس راستے پہ چلنے والے کو۔ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی بندہ مراقبہ ہی نہ کرے ورد وظیفہ ہی نہ کرے تہجد ہی نہ پڑھے۔ تقویٰ طہارت اختیار نہ کرے وہ سالک نہیں وہ ہالک ہے۔ وہ سالک نہیں وہ تو ہالک ہے۔ وہ تو ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔ وہ تو محروم ہے ان نعمتوں سے بھی جو کھڑا ہو جائے تو کھڑے ہونے کے وقت اس کا سفر تو طے نہیں ہوتا۔ تو جو بندہ مراقبہ نہ کرے ذکر واذکار نہ کرے ورد وظائف نہ کرے۔ شیخ سے رابطہ نہ کرے وہ تو کھڑے ہونے والے کی طرح ہے۔ اس کا سفر کیسے طے ہوگا۔ اس لیے مراقبہ کی ذکر اذکار کی تہجد کی اعمال کی پابندی سالک کے لیے ضروری ہے۔ اور آج کل کے سالک تو بس یہ چاہتے ہیں ہمیں کچھ نہ کرنا پڑے جو کرنا ہے پیر صاحب خود ہی کریں۔ بس جو کرنا ہے وہ پیر صاحب ہی کریں۔ وہ جانیں ان کا کام جانے۔ اس لیے آتے ہیں تو آجکل کے پیر صاحب سے تین باتیں کرتے ہیں۔

پہلی بات:

آتے ہی کرتے ہیں حضرت میں نے بڑے بزرگوں کو دیکھا ہے اور بڑے بزرگوں کے پاس رہا ہوں مگر میں نے بیعت آپ سے کی ہے یعنی احسان جتلاتے ہیں۔ کہ بڑے پیر ملتے تھے۔ مارکیٹ میں بہت بہتات تھی پیروں کی مگر حضرت صاحب میں نے آپ کو چنا ہے۔ یعنی میرا آپ پر احسان ہے۔ دوسرے لفظوں میں تو پہلی بات یہ کرتے ہیں حضرت میں فلاں بزرگ کی صحبت میں بیٹھا فلاں کی محفل میں بھی گیا۔ فلاں کے پاس بھی بیٹھا یہ سارے تذکرے کرتے ہیں۔ تذکرے کرکے پھر کہتے ہیں بس میں نے صرف آپ سے بیعت کی۔ بس حضرت مجھ سے تو کچھ ہوتا نہیں آپ ہی توجہ ڈال دیں۔ ویسے مجھے جلدی واپس بھی جانا ہے۔ یعنی بات بھی کی اور بات کرکے اگلی بات کیا کرتے ہیں کہ مجھے جلدی واپس بھی جانا ہے

دوسری بات:

اور دوسری بات یہ کرتے ہیں کہ حضرت بس وہ آجکل کچھ کاروبار جو ہے وہ ٹھیک نہیں

چل رہا بس کچھ پڑھنے کو بھی بتا دیں اور ویسے میں نے جلدی واپس جانا ہے۔

تیسری بات:

اور تیسری بات کرتے ہیں حضرت بس وہ بیوی جو ہے وہ پوری طرح ہر بات نہیں مانتی کچھ پڑھنے کو بھی بتا دیں۔وہ میری مٹھی میں آجائے۔ ویسے میں نے جلدی گھر جانا ہے۔

یہ تین باتیں کرتے ہیں۔ پہلا اعلان کہ بس مجھ سے وظیفے ورد تو ہوتے نہیں۔بس آپ ہی کچھ توجہ فرما دیں۔ اور دوسری بات کاروبار کی اور تیسری بات گھربار کی وہ تین باتیں کر کے کہتے ہیں ویسے میں نے جلدی گھر جانا ہے۔تو اب بتائیں کہ پھر پیر حضرات کیا کریں• جب ایک بندہ علاج کا ٹائم ہی نہیں دے رہا کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ ہسپتال میں گئے ہوں اور آپ نے کہا ہو ڈاکٹر صاحب طبیعت میری بڑی خراب ہے تو آپ نے جو کرنا ہے کریں مگر مجھے جلدی واپس جانا ہے۔ڈاکٹر کہے گا جناب ایڈمٹ ہونا پڑے گا۔ تو بھی مشائخ اگر کہیں کہ آپ محفل میں آئیں' مراقبے میں آئیں' ذکر میں آئیں' آپ اجتماع پہ آئیں تو یہ بھی تو ایڈمٹ کرنے والا مسئلہ ہوتا ہے۔

کیفیات کی کسوٹی معیار سنت:

تو اس لیے ہمیں اس علاج کی بھی فکر کرنی چاہیے۔تو دل جاری ہونے کو آپ نے سمجھ لیا۔کس کو کہتے ہیں دل کا جاری ہونا؟! اکثر اوقات یہ کیفیات محسوس ہوتی ہیں۔ اکثر اوقات کیا ہوتا ہے؟ یہ کیفیات محسوس ہوتی ہیں۔مگر ان کیفیات کے جو اثرات ہیں ان سے پتا چل جاتا ہے کہ یہ کیفیات سچی ہیں یا جھوٹی ہیں۔تو اگر تو انسان اتباع سنت میں ترقی پا رہا ہے تو اب اس کا دل جاری ہے۔ اور اگر اس کو کیفیتیں بھی بڑی لگ رہی ہیں مگر کبیرہ گناہ کا بھی مرتکب ہو رہا ہے۔دھڑلے سے یہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔اوپر لا الہ اور اندر سے کالی بلا۔تو پھر اس کے تحرک کو کیا کریں گے تذکر کو کیا کریں گے اس کی کیفیات کو کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں گے۔اس کی کیفیات کو پاؤں کی نوک سے اچھال دیں گے۔ بھئی اگر اتباع سنت میں آگے نہیں بڑھ رہے تو تمہاری کیفیات کو ہم کیا کریں گے۔اس لیے سید الصالحین جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ خواب میں کسی کو بتایا اپنی وفات کے بعد فرمانے لگے کہ وہ سب عبادات ختم ہوگئیں وہ سب کیفیات ختم ہوگئیں اور وہ جو آخری رات میں ہم نے جو تہجد کے دو نفل پڑھتے تھے وہ تہجد کے نفل ہمیں کام آگئے۔ اسی واسطے جو لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمیں بڑی کیفیات ہیں مگر شریعت وسنت میں آگے نہیں بڑھتے۔ ہمارے مشائخ نے ان کی سختی سے تردید کی ہے۔انہوں نے کہا کہ ایسے بندے کا ذکر لسان لقوہ اور ذکر قلب وسوسہ۔ کیسی پکی باتیں کی ہیں کہ اگر تم شریعت کی کسوٹی پہ پورے نہیں اترتے اور ساتھ یہ بھی کہتے ہو کہ جی بڑی میری کیفیات ہیں تو انہوں نے کہا جس بندے کو لقوہ ہوتا ہے نا اس کا منہ ہلتا رہتا ہے۔تو انہوں نے کہا اس بندے کا ذکر لسان لقوہ اور اس کا ذکر قلب وسوسہ۔ اس کے اوپر کچھ نہیں۔

اصل چیز:

تو اصل چیز اتباع سنت ہے۔رب کریم ہمیں ہر حال میں سلف کی اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔امام ربانی مجدد الف ثانی نے عظمت شریعت کے بارے میں ایک جگہ عبارت لکھی ہے۔ مگر دل خوش ہوگیا۔ میں جب بھی عبارت پڑھتا ہوں تو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی درجات کی دعا کرتا ہوں۔ ہمیشہ یہ عبارت مجھے اتنی اچھی لگتی ہے کہ جب بھی مجھے یاد آتی ہے میں پڑھتا ہوں کتاب میں۔ میں ان کی بلندی درجات کی دعائیں کرتا ہوں۔ ہمیشہ کہتا ہوں اللہ میرے سردار کو میری طرف سے بہترین اجر اور بدلہ عطا فرما۔ کیا فرمایا وہ فرماتے ہیں ہمارے مشائخ ہمارے مشائخ شرع شریف کے نفیس موتیوں کو بچوں کی مانند وجود حال کے جوز ومویز کے بدلے میں نہیں خریدتے کہتے ہیں اخروٹ اور منقہ۔ بچے کیا کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھ میں موتی بھی ہوگا تو وہ دے دیں

گے اور اخروٹ اور منکہ لے لیں گے۔ تو وہ لکھتے ہیں تو کہ ہمارے مشائخ شرع شریف کے نفیس موتیوں کو تو احکام شریعت کو لطیف موتیوں کے ساتھ تشبیہ دی۔ سبحان اللہ۔ نص سے فسق کی طرف مائل نہیں ہوتے۔

نص: سے مراد قرآن وحدیث نص سے مراد کیا ہے؟ قرآن وحدیث فسق کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ اور فسق سے مراد۔

اصول حکم: ایک کتاب ہے جو تصوف کے اوپر لکھی گئی ہے۔ تو فرماتے ہیں کہ یہ جو کیفیات ہیں ان کو فسق کہا اور شریعت کی باتیں ہیں ان کو نص کہا۔

فتوحات مدنیہ سے فتوحات مکیہ کی طرف التباس نہیں کرتے۔ یعنی جہاں حدیث کی بات آجاتی ہے اس کو فتوحات مدنیہ کہا۔ سبحان اللہ کیا عظیم عبارت ہے۔ الہامی عبارت ہے۔ یہ فتوحات مدنیہ سے فتوحات مکیہ یہ کتاب ہے تصوف کی۔ تو فرماتے ہیں ہمارے مشائخ ہمارے مشائخ شرع شریف کے نفیس موتیوں کو بچوں کی مانند وجود حال کے جوز ومنقی کے بدلے میں نہیں خریدتے کہتے ہیں۔ نص سے فسق کی طرف مائل نہیں ہوتے فتوحات مدنیہ سے فتوحات مکیہ کی طرف التباس نہیں کرتے انکا کارخانہ بلند ہے۔ ان کا کارخانہ بلند ہے اور پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہمارے مشائخ کو جزادے یہ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہمارے پیروں کو جزادے۔ جنہوں نے ہمیں اپنے پیچھے چلانے کی بجائے شریعت کی روشن راہ پہ چلنا بتایا۔ سبحان اللہ اللہ رب العزت ہمیں مشائخ کی محبت اختیار کرنے کی اور اسی کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے اللہ آپ ہی کی چاہت:

اور میرے دوستو ذکر واذکار کی پابندی کیجئے تاکہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ اپنی محبت کی یہ کیفیات عطا فرمادیں۔ کبھی ہم بھی اس کی محبت میں دیوانے بن کر بیٹھے ہوں۔

کبھی ہم بھی اس کی محبت میں دنیا سے بگڑ کے بیٹھے ہوں، کبھی ہم اس کی محبت میں دنیا سے ناراض ہو کے بیٹھے ہوں۔ کبھی ہم بھی اپنے دل میں کہہ رہے ہوں اللہ بس اب مجھے آپ ہی کی چاہت ہے اور اے اللہ مجھے آپ کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔ کبھی اس محبت میں ہم بھی مست ہو کر یوں کہیں اللہ بس اور باقی ہیں۔ اللہ بس اور باقی ہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی ہمیں بھی ایسی کیفیت محسوس ہو۔ اس لیے کہ جس کو زندگی میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی یہ کیفیتیں ملیں گی باوجود اللہ تعالیٰ کی محبت کی کیفیت میں زندگی کا ایک لحہ بھی گزارے گا۔ قیامت کے دن اس کا اجر ضرور پائے گا۔ اور ایک مزے کی بات سناؤں۔ مزے کی بات یہ ہے حوصلہ والی امید والی بات یہ ہے۔ ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ جو انسان دنیا میں اللہ سے محبت کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دشمنوں کی صف میں کبھی کھڑا نہیں کرے گا۔ تو یہ اللہ رب العزت کا احسان ہے۔ کہ وہ پروردگار ہمیں ایسی محفلوں میں آنے کی توفیق دے دیتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پروردگار کا ارادہ خیر کا ہے۔ وہ کچھ دینا چاہتا ہے۔ وہ بلاتے ہی ان کو ہیں جن کو کچھ دینا ہوتا ہے۔ جن کو دینا نہیں ہوتا ان کو آنے ہی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حاضری کو قبول فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

مناجات

اک نشہ سا ہے جو چھائے ہے تیرے نام کے ساتھ
اک تسلی سی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ
عنبر و عودلٹائے ہے تیری یاد جمیل
ایک خوشبوی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ
گویا کونین کی دولت کو سمیٹا اس نے
دل کی دنیا جو بسائے ہے تیرے نام کے ساتھ
ہے تیرا ذکر حلاوت میں کچھ ایسا کہ زبان
ایک نیا ذائقہ پائے ہے تیرے نام کے ساتھ
دل تڑپتا ہے سنے جب بھی تیرا نام کہیں
آنکھ بھی اشک بہائے ہے تیرے نام کے ساتھ
خوب کیا عشق الٰہی کا اثر ہوتا ہے
روح بھی وجد میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ
حشر کیا ہوگا بھلا ان کا تیری دید کے دن
جن کا دل جوش میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ
خوب جی بھر کے جو کرتا ہے تیرا ذکر فقیر
دل کی ظلمت کو مٹائے ہے تیرے نام کے ساتھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

زبان ہماری دل کی ترجمان

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر اپنی زبان کو پکڑ کر فرماتے تھے کہ اے زبان اکثر لوگ تیری وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ اور حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ایک آدمی نیک اعمال کرتا رہتا ہے کرتا رہتا ہے۔ اور کرتے کرتے جنت کے بالکل قریب ہوجاتا ہے۔ دروازے کے بالکل قریب ہوجاتا ہے لیکن زبان سے ایسی ناشکری کا لفظ بولتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پیچھے کھینچ کر جہنم کے اندر الٹا پھینک دیتے ہیں۔ آج کسی بندے کو کمینہ کہنا آسان، ذلیل کہنا آسان، بے ایمان کہنا آسان۔ کل قیامت کے دن جب انبیاء تھراتے ہونگے اللہ رب العزت اپنے جلال میں ہونگے اس وقت ہم سے پوچھ لیا گیا کہ تم نے فلاں کو کمینہ کیوں کہا تھا؟ تو ہمارے لیے اس کا جواب دینا کتنا مشکل کام ہوگا۔ آج وقت ہے کہ ہم اپنے جسم کے اس عضو کو اچھا استعمال کرنے کی عادت ڈالیں۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہماری زبان دل کی ترجمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ○ (سورۃ الصف پارہ ۲۸ آیت ۲)

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی (سورۃ النحل پارہ نمبر ۱۴ آیت نمبر ۹۷)

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾

اے ایمان والو! اے وہ لوگو جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کا اقرار کر چکے ہو

﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (سورۃ الصف پارہ ۲۸ آیت نمبر ۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

جو کچھ تم کہتے ہو وہ تم کرتے کیوں نہیں۔

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (سورۃ الصف پارہ ۲۸ آیت نمبر ۳)

اللہ رب العزت کے نزدیک یہ بات بڑی غصہ دلانے والی ہے کہ تم وہ باتیں کہو جو تم کرتے نہیں۔

مومن کے الفاظ:

اللہ رب العزت کے ہاں مومن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی بڑی اہمیت ہے چنانچہ ایک مرد اور ایک عورت ایک دوسرے سے محرموں سے ہیں۔ اجنبی ہوتے ہیں ان کا ایک دوسرے کو دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہوتا خلوت میں ایک دوسرے کے پاس رہنا بھی شرعاً جائز نہیں ہوتا لیکن اگر گواہوں کے سامنے ان کا نکاح ہو جائے تو وہ میاں بیوی کی حیثیت سے آجاتے ہیں اب نکاح کے وقت مرد یا عورت کو بھاگنا دوڑنا نہیں پڑتا ورزش نہیں کرنی پڑتی مرد سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا آپ نے اس عورت کو نکاح میں قبول کیا اور مرد اتنے الفاظ کہتا ہے قَبِلْتُ ہاں میں نے قبول کیا اب ذرا غور کیجیے کہ زبان سے ایک لفظ نکلا قَبِلْتُ تو جس عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا حرام تھا وہ بیوی بن گئی ساری اپنوں سے جڑی زندگی کی ساتھی ہو گئی۔ اب یہی عورت جو انسان کی بیوی ہے بچوں کی ماں ہے اگر بالفرض انسان نے اس کو طلاق کا لفظ کہہ دیا تو یہ اتنی قریب زندگی گزارنے والی اس کے لیے ایک اجنبی عورت بن جائے گی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کی اللہ رب العزت کے ہاں بڑی قدر و قیمت ہے۔ اس لیے ہمارے اوپر فرشتے متعین ہیں جو کچھ ہم بولتے ہیں۔ فرشتے اس کا ریکارڈ بنا رہے ہیں ایک ایک لفظ ہمارا لکھا جا رہا ہے۔ اور قیامت کے دن ہمیں اپنی زبان سے نکلے ہوئے ہر ہر لفظ کا جواب دینا ہوگا مومن کو چاہیے کہ اپنی زبان کا اچھا استعمال کرے زبان سے خیر کے کلمے نکالے نیکی کی بات نکالے لوگوں سے باتیں کرے تو خیر خواہی کی باتیں کرے ایسی باتیں نہ کرنا کہ جس

سے لوگوں کا دل ٹوٹے لوگوں دل دکھ جائے لوگوں کی دل آزادی ہو ذلت ہو یا ان کا ایسا مذاق اڑایا جائے کہ ان کو برا لگے تو شریعت نے ایسی باتوں سے منع فرمایا اس لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ﴾ (سورۃ الحجرات پارہ ۲۶ آیت نمبر ۱۱)

اے ایمان والو! تم میں سے ایک جماعت دوسرے کے ساتھ مذاق نہ کرے ہوسکتا ہے جس سے تم مذاق کر رہے ہو وہ اللہ رب العزت کے نزدیک تم سے بہتر ہو تو۔

گویا ہمیں اس بات کی ترغیب دی گئی کہ اللہ رب العزت کی یہ ایک دی ہوئی نعمت ہے اس نعمت کا اچھا استعمال کرنا چاہیے اگر آپ غور کریں جس آدمی کو یہ زبان نہیں ملتی جو گنگا ہوتا ہے وہ کتنی بڑی نعمت سے محروم ہوتا ہے ہم نے بعض جوانوں کو دیکھا خوبصورت بھی ہیں صحت مند بھی ہیں ہر لحاظ سے وہ بہت ہی زیادہ قابل رشک ہیں لیکن ان کی زبان کام نہیں کرتی۔ وہ گنگے ہیں بول نہیں سکتے۔ بیچارے اپنے جذبات کا اظہار بھی نہیں کر سکتے اپنی بیوی سے اپنی ماں سے اپنے بھائی سے زندگی کے بہت قریبی بندے سے بھی اپنی Feelings کو Share نہیں کر سکتے اشاروں سے باتیں کرتے ہیں تو اس وقت احساس ہوتا ہے کہ یا اللہ! یہ زبان کتنی بڑی نعمت ہے آپ کو۔

یہ اس لیے تو عطا نہیں کی گئی کہ اس زبان سے الٹی سیدھی باتیں نکالتے پھریں ایسے الفاظ کہیں جو لوگوں کیلئے پریشانی کا باعث بن جائیں۔

زبان کی حقیقت:

اس لیے ہمارے بزرگوں نے یہ بات کہی کہ

﴿جِرْمُہٗ صَغِیْرٌ وَّجُرْمُہٗ کَبِیْرٌ﴾

کہ زبان کی جسامت تو چھوٹی ہے لیکن اس سے جو انسان گناہ کرتا ہے وہ بہت موٹا ہوتا ہے۔

چنانچہ غیبت زبان سے کی جاتی ہے غیبت کہتے ہیں کہ کسی کی ایسی بات کرنا پیٹھ کے پیچھے جو اس کو بری لگے۔ اب ہمیں غیبت کا احساس نہیں ہوتا۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا:

﴿اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا﴾

غیبت تو زنا سے زیادہ بڑا جرم ہے' انسان جب غیبت کرتا ہے تو گویا ایک مردار کا گوشت کھا رہا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اسی طرح کا مضمون فرماتے ہیں کیا تم کسی مردار کا گوشت کھانا پسند کرتے ہو زبان سے ہی انسان جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ سے اللہ رب العزت کو اتنی نفرت ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ آدمی بسا اوقات جھوٹ بولتا رہتا ہے بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو کر اس کا نام جھوٹوں کی فہرست میں لکھوا دیتے ہیں اسی زبان سے انسان چغل خوری کرتا ہے' اسی زبان سے انسان دوسروں پر بہتان لگاتا ہے' اسی زبان سے انسان دوسرے پر طعن دیتا ہے۔ اب زبان تو چھوٹی سی ہے لیکن دیکھئے کتنے بڑے بڑے گناہ اس سے ہوتے ہیں۔ ایک گناہ ایسا ہے کہ انسان کے اعمال کے ضائع ہو جانے کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی زبان سے انسان چاہے تو اللہ پر ایمان لائے اور اس کا اظہار کرے اقرار باللسان وتصدیق بالقلب' زبان سے اس کا اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق کرے اور اسی زبان سے انسان بے احتیاطی کا کلمہ بولے تو وہ کفریہ کلمہ بن جاتا ہے۔

کفریہ کلمات:

بہت سارے ایسے کلمات ہیں جو علما نے لکھا ہے کہ کفریہ کلمے ہیں' اور ہمیں اس کا پتہ نہیں ہوتا مثال کے طور پر دو بندے باتیں کر رہے ہوتے ہیں ایک نے پوچھا کہاں رہتے ہو؟ دوسرے نے کہا کہ فلاں جگہ رہتا ہوں۔ اب پہلا کہتا ہے اچھا (نقل کفر کفر نباشد) وہ

کہتا ہے کہ اچھا خدا کے پچھاوڑے رہتے ہو۔ اب جس بندے نے کہا خدا کے پچھاوڑے گویا اس نے کفریہ کلمہ بولا۔

چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ دو بندے آپس میں باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ تو شریعت کا حکم ہے اور سننے والے نے آگے سے کہہ دیا کہ رکھ تیری شریعت کو تو۔ فقد کفر ان لفظوں کے بولنے سے یہ شخص کافر ہو گیا کیونکہ اس نے دین کا مذاق اڑایا اس لیے تو علماء نے لکھا ہے کہ انسان اپنے نفس کی وجہ سے سستی کی وجہ سے، کاہلی کی وجہ سے فرض چھوڑ بیٹھے وہ گناہ گار ہو جاتا ہے کافر نہیں بنتا لیکن اگر دین کی کسی بات کا مذاق اڑائے اس کو کہتے ہیں کہ استخفاف کرنا کہ سنت کا مذاق اڑانے سے بھی وہ شخص کافر ہو جاتا ہے اس لیے زبان کا استعمال ہمیں بہت سمجھ کر کرنا چاہیے۔

دو چیزوں کی ضمانت:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے دو چیزوں کے صحیح استعمال کی ضمانت دے دے میں اسے جنت میں گھر دلانے کی ضمانت دیتا ہوں۔ فرمایا:

﴿مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ﴾

دو چیزیں جو دو جبڑوں یعنی زبان اور دو چیزیں جو دو رانوں کے درمیان یعنی انسان کی شرم گاہ۔ جو شخص ان دو اعضاء کو صحیح استعمال کرے اللہ رب العزت کے پیارے حبیب علیہ السلام نے فرمایا میں اس شخص کو جنت میں گھر دلانے کی ضمانت دیتا ہوں۔ اگر آپ غور کریں تو دونوں اعضاء پر Double Protection ہوتی ہے۔ مثلاً زبان کو دیکھیں یہ ایک ہونٹوں کے ذریعے اس پر کور آ گیا اور ایک اللہ تعالیٰ نے دانتوں کی دیوار اس کے گرد بنا دی۔ Double Protection ہے تاکہ تم ان اعضاء کو استعمال کرنے سے پہلے سوچو! اور اللہ تعالیٰ نے زبان کے اندر کوئی ہڈی نہیں بنائی اس کو گوشت کا بنایا نرم بنایا حکمت یہ تھی کہ میرے بندو! تم زبان سے کڑوی کسیلی باتیں مت کرو ایسی باتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

مت کرو جو گولی کی طرح دوسرے بندے کے دل سے جالگے یعنی زبان کو نرم بنایا اور تم زبان سے نرم گفتگو کرنے کے عادی بنو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عمل:

چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر اپنی زبان کو پکڑ کر فرماتے تھے کہ اے زبان اکثر لوگ تیری وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ اور حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ایک آدمی نیک اعمال کرتا رہتا ہے کرتا رہتا ہے۔ اور کرتے کرتے جنت کے بالکل قریب ہو جاتا ہے۔ دروازے کے بالکل قریب ہو جاتا ہے لیکن زبان سے ایسی ناشکری کا لفظ بولتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پیچھے کھینچ کر جہنم کے اندر الٹا پھینک دیتے ہیں۔ آج کسی بندے کو کمینہ کہنا آسان' ذلیل کہنا آسان' بے ایمان کہنا آسان۔ کل قیامت کے دن جب انبیاء تھراتے ہو نگے اللہ رب العزت اپنے جلال میں ہو نگے اس وقت ہم سے پوچھ لیا گیا کہ تم نے فلاں کو کمینہ کیوں کہا تھا؟ تو ہمارے لیے اس کا جواب دینا کتنا مشکل کام ہوگا۔ آج وقت ہے کہ ہم اپنے جسم کے اس عضو کو اچھا استعمال کرنے کی عادت ڈالیں۔

حقیقی مسلمان:

نبی علیہ السلام نے ایک حدیث مبارکہ میں مسلمان کی (Defination) بتائی تعریف بتائی اس کو Define کیا ارشاد فرمایا:

﴿اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ﴾

کہ مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان زبان اور ہاتھ سے سلامتی میں رہیں۔

زبان کی طاقت:

اب عام طور پر تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہاتھ سے انسان دوسروں کو زیادہ دکھ دیتا ہے لوگ کہتے بھی ہیں کہ جی فلاں کے تو بڑے لمبے ہاتھ ہیں جی اس نے آہنی ہاتھوں سے اس

بندے کو نمٹایا۔ تو عام طور پر ہاتھوں کا تذکرہ اس طرح سے کرتا ہے لیکن حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے زبان کا تذکرہ پہلے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھوں سے دوسرے مسلمان سلامتی میں رہیں اب عام طور پر تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہاتھ سے انسان دوسروں کو زیادہ دکھ دیتا ہے لوگ کہتے بھی ہیں کہ جی فلانے کے تو بڑے لمبے ہاتھ ہیں لو جی اس نے آہنی ہاتھوں سے اس بندے کو نمٹایا تو عام طور پر ہاتھوں کا تذکرہ اس طرح سے کرتا ہے لیکن حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے زبان کا تذکرہ پہلے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھوں سے دوسرے مسلمان سلامتی میں رہیں اسکے اندر ایک راز ہے۔ ہاتھوں سے تو انسان دوسرے بندے کو تب نقصان پہنچا سکتا ہے جب وہ سامنے ہو اگر کوئی دور ہے اور غائب ہے اس کو تو نہیں نقصان پہنچا سکتا لیکن زبان سے انسان دل آزاری جو کرتا ہے تو وہ سامنے والے کی بھی کر لیتا ہے جو گھروں میں بیٹھے ہوں دور ہوں ان کو بھی دکھ دینے والی بات کر سکتا ہے۔ کہ جب وہ سنیں تو ان کو دکھ ہو اور ہاتھوں سے انسان جو اس وقت زندہ ہوتے ہیں ان کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ جو فوت ہو گئے ان کو تو نہیں پہنچا سکتا لیکن زبان سے انسان ان فوت شدہ لوگوں کی غیبت کر کے ان کو بھی ایذاء پہنچا سکتا ہے اور ہاتھوں سے تکلیف پہنچانے کے لیے تو قوت چاہیے اگر سامنے والا بندہ زیادہ طاقت ور ہے یہ اس پر ہاتھ اٹھائے گا تو ایک مار کے دو کھائے گا مگر زبان سے تو ایسا کمزور بھی طاقت ور کا دل دکھا سکتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھنا کہ تلوار کا وار انسان کے جسم پر پڑتا ہے زبان کا وار انسان کے دل پر پڑتا ہے۔ اور وہ رشتے ناطے جن کو انسان تلوار کے ذریعے نہیں توڑ سکتا ان کو انسان زبان کے ذریعے ایک لمحے میں توڑ دیتا ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ گفتگو کرے تو اللہ کے ذکر کے ساتھ ورنہ خاموش رہے اللہ کے فکر کے ساتھ جو شخص خاموش رہنے کی عادت ڈال لے اور اس وقت بولے جب ضرورت ہو تو یہ شخص بہت بڑے فتنوں سے بچ گیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمَنْ صَمَتَ نَجَا﴾

جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

چنانچہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ حضرت آپ بولا کریں نصیحت کیا کریں لوگوں کو فائدہ ہوگا تو فرمایا جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا اسی کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کہا:

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش

عجیب بات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اَلْمَرْءُ تَحْتَ لِسَانِہٖ کہ بندہ اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوتا ہے جب تک بات نہ کرے کسی کو کیا پتہ لکھا پڑھا ہے یا جاہل۔ بولتا ہے تو اپنا راز کھولتا ہے۔

خطرناک کون:

علما نے لکھا ہے کہ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ جس بندے کی زبان اس کے اوپر حکمران ہو پھر اس کی زندگی اور موت کا فیصلہ وہی کرتی ہے پاؤں سے لغزش ہوئی تو انسان کی جان چلی جائے گی زبان سے لغزش ہوئی تو انسان کا ایمان چلا جائے گا۔

اللہ والے کی نصیحت:

اک نوجوان گالیاں نکال رہا تھا وہ خوش کلامی کر رہا تھا تو ایک بزرگ نے اس کو دیکھ کر کہا کہ اے نوجوان ہوش کر غور کر دیکھ تو اپنے اللہ کے نام تو کیسا خط بھیج رہا ہے۔ جو ہم بولتے ہیں یہ نامہ اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتا ہے آپ یوں سوچیں کہ یہ ہمارا محبت نامہ

اللہ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو ہم اپنی زبان سے بولیں تو خیر خواہی کی باتیں کریں۔ نیکی کی باتیں اچھائی کی باتیں لوگوں کے ساتھ بھلائی کی باتیں ہوں زبان سے تو پھر اللہ رب العزت کو خوشی ہوگی اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی بس میں زبان سے ذرا ایسی باتیں کر لیتا ہوں ویسے بہت اچھا ہوں جو شخص اپنے اقوال میں حیاء کو سامنے رکھتا ہے وہی اپنے افعال میں بھی حیاء کو سامنے رکھتا ہے۔

انوکھی مثال:

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دل کی مثال ہنڈیا کی مانند ہے اور زبان کی مثال چمچ کی مانند ہے جیسے چمچ سے انسان ہنڈیا سے وہی نکالتا ہے جو اس کے اندر ہو سبزی پکی تو سبزی نکلے گی گوشت پکا تو گوشت نکلے گا جو ہنڈیا میں ہے چمچ نے وہی کچھ نکالنا ہے تو یہ زبان دل کی ہنڈیا کا چمچ ہے۔ یہ وہی کچھ نکالتا ہے جو انسان کے دل میں ہوتا ہے عام طور پر دیکھا ہے کہ مردوں کے ہاتھ قابو میں نہیں ہوتے اور عورت کی زبان قابو میں نہیں آتی زبان ایسی تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوتی۔

زبان کی حفاظت:

بزرگوں نے لکھا ہے کہ عالم کے سامنے بیٹھو تو اپنی زبان کو سنبھال کر بیٹھو اور اہل اللہ کے سامنے بیٹھو تو اپنے دل کو سنبھال کر بیٹھو اس لیے کہ بھی زبان انسان کی زندگی کو چھوٹا کر دیتی ہے۔ تلوار کا وار انسان کے جسم پر پڑتا ہے زبان کا وار انسان کے دل پر پڑتا ہے تلوار کا زخم جلدی مندمل ہو جاتا ہے جبکہ زبان کا زخم مندمل ہونے میں وقت لیتا ہے۔

ایک بزرگ کہا کرتے تھے کہ بند منہ کے اندر مکھیاں نہیں پڑتیں مکھی تو تب پڑے گی جب منہ کھولے گا۔ اس لیے جو انسان خاموش رہنے کا عادی ہو غلطیاں بھی کم کرے گا۔

کہے ایک جب سن لے انسان دو
خدا نے زبان ایک دی کان دو

اللہ تعالیٰ نے زبان تو ایک دی ہے اور کان دو دیے ہیں کہ تم دو باتیں سنو پھر ایک بات کرو اور آج کل تو بس ہم سنتے تو ہیں نہیں بس بولتے ہی رہتے ہیں لطیفہ بنا ہوا ہے کہ جب میری شادی ہوئی تو میں بولتا تھا اور میری بیوی سنتی تھی۔ پھر اولاد ہو گئی پھر بیوی بولتی تھی اور میں سنتا تھا پھر ہم دونوں بوڑھے ہو گئے۔ ہم دونوں بولتے تھے اور محلے والے سنتے تھے اور کئی دفعہ ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی بات سنتے ہی نہیں بس بولتے چلے جاتے ہیں تو چاہیے کہ وہ انسان اپنی زبان سے خیر کا کلام، خیر کی باتیں بولے اچھی گفتگو کرے نرم گفتگو کرے پیار کی گفتگو کرے صرف شریعت نے عورت کو کہا ہے کہ اگر اس کو کسی موقع پر ضرورت پڑے کسی غیر محرم مرد سے بات کرنے کی تو فرمایا کہ اب تم نرم گفتگو مت کرو۔

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ﴾

تم نرم گفتگو مت کرو تم ایسے انداز سے بات کرو ایسا نہ ہو کہ سامنے والے کے دل میں تمہارے بارے میں طمع پیدا ہو" اور یہی آج کل کی غلطی ہے۔ عورتیں اپنی خاوند سے گفتگو کرتی ہیں تو اتنی سخت کہ جیسے سارے جہان کی کڑواہٹ ان کی زبان میں آ گئی اور غیر مرد سے بولنا چاہیں گی تو اتنا نرم بولیں گی کہ جیسے سارے جہاں کا شہد ان کی زبان میں سمٹ گیا ہے تو صرف ایک موقع پر شریعت نے کہا کہ عورت غیر مرد سے بات کرتے ہوئے۔ صاف سیدھی بات کہے ایسا انداز اپنائے کہ اگلے نے تین باتیں کرنی ہوں تو دو ہی کر کے چپ ہو جائے کیونکہ بات سے بات بنتی ہے۔ یہ ذہن میں رکھنا کہ بعض عورتیں یہ سوچتی ہیں کہ ہم گفتگو ہی کرتی ہیں اور کیا ہے؟ نہیں یہ گفتگو ہی تو ذریعہ ہے ہر گناہ کا ہمیشہ انسان پہلے گفتگو کرتا ہے اور پھر گفتگو کرنے کے بعد ایک دوسرے سے ملاقات کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علمی نقطہ:

ذرا غور کیجیے علمی نقطہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے اور ان میں سے کسی نے دنیا میں یہ دعا نہیں مانگی کہ اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

﴿رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ﴾

اللہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں آپ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں تو مفسرین نے لکھا ہے کہ حقیقت میں موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے بہت اونچے درجے پر تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرتے تھے تو جب ہمکلامی ہوتی ہے تو لامحالہ ایک دوسرے کو دیکھنے کی' ملنے کی دل میں تمنا پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے چاہے فون ہو ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کا موقع ملے تو عورت کو چاہیے کہ غیر مرد سے بہت نپی تلی بات کرے (Releaf on phone) نوجوان بچوں کیلئے یہ بہت سنہری اصول ہے۔ اور اگر بات کرنی شروع کر دی تو آپ سمجھ لیں کہ بس اب بات سے بات بڑھتی ہی چلی جائے گی اور دوسری بات یہ ہے کہ جھوٹ سے ہم پرہیز کریں۔

مومن کی پہچان:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "مومن سب کچھ ہو سکتا ہے مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا" سچ کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے جو انسان سچ بولنے کی عادت ڈال لے تو اس سے دوسرے لوگ محبت کرتے ہیں۔

عقل مند کون؟

کسی نے لکھا ہے کہ عقلمند انسان سوچ کر بولتا ہے اور بیوقوف انسان بول کر سوچتا ہے بے وقوف کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ بولتا ہے تو خود ہی بتا دیتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ میں بے وقوف ہوں۔ اس لیے ہمارے بزرگوں نے کہا کہ "پہلے تو لو پھر بولو" انسان پہلے سوچ سمجھ لے اور پھر بات کرے چنانچہ موقع پر کہی ہوئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے۔

گفتگو کیسی ہو:

یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ نرم جواب دوسرے بندے کے غصے کو ہمیشہ ختم کر دیتا ہے۔ اس لیے جب میاں بیوی آپس میں گفتگو کریں تو نرم گفتگو کریں پیار محبت کی گفتگو کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کی گفتگو ایک دوسرے کے دل میں محبت کے اضافہ کا سبب بنتی ہے۔ جس طرح زبان کی رنگت سے ہاضمے کا اندازہ لگ جاتا ہے اسی طرح زبان کی شیرینی سے انسان کی خوش اخلاقی کا اندازہ لگ جاتا ہے اور بزرگوں نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ بری بات کرے تو اسے جواب مت دو اس لیے کہ اس کے پاس کہنے کے لیے اور بھی برے الفاظ ہو نگے۔

اللہ کی نفرت کن سے ہے؟

چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھ چیزوں سے نفرت ہے اس کو ذرا سنیں اور دل کے کانوں سے سنیں کہ اللہ رب العزت کو چھ چیزوں سے نفرت ہے ایک اونچی آنکھیں بعض لوگوں کی آنکھیں ہر وقت غیر کے چہرے دیکھتی پھرتی ہیں گردن تنی رہتی ہے آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ دوسروں کے چہروں پر پڑتی ہیں ان کے عیب ٹٹولتی پھرتی ہیں۔ اے کاش یہ آنکھ بند ہو جاتی یہ گردن جھک جاتی' نگاہیں اپنے سینہ پر پڑتیں کہ میرے اپنے اندر کیا ہے؟

دوسرا فرمایا جھوٹی زبان اس سے بھی اللہ رب العزت کو نفرت ہے اور تیسرا فرمایا برے منصوبے باندھنے والا دل' کئی دفعہ انسان اپنے دل میں گناہوں کی (Planing) بھی کرتا رہتا ہے کہ میں کس طرح اپنی خواہشات کو شہوات کو پورا کر سکتا ہوں ایسا بڑے

منصوبے باندھنے والا دل اللہ رب العزت کو ناپسند ہے فرمایا برائی کی طرف چل کر جانے والے پاؤں اللہ کو ناپسند اور بے گناہ بندے کو دکھ دینے والے ہاتھ۔ اگر انسان کسی بے گناہ بندے کو دکھ پہنچائے تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے اب آپ دیکھیں کئی مرتبہ لڑکے کے ماں باپ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ لڑکے کے دل میں بیوی کی محبت کم ہوتی ہے اور کبھی لڑکی کے ماں باپ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ بیوی کے دل میں خاوند کی محبت کم ہو جاتی ہے تو جو شخص بھی میاں بیوی کے درمیان دوری کا سبب بنے گا۔ یہ شخص اللہ رب العزت کو ناپسند ہوگا۔

کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے کہ میاں بیوی ایک دوسرے سے خفا ہوں ایک دوسرے سے ناراض ہوں ایک دوسرے سے دور ہوں۔ یہ میاں بیوی کا پیار سے رہنا اللہ رب العزت کو اتنا پسند ہے کہ شریعت نے کہا کہ اگر میاں بیوی کے درمیان کسی وجہ سے (Miss Understanding) ہو گئی اور کوئی بندہ ان کے درمیان صلح کروانا چاہتا ہے تو اب اگر یہ صلح کرانے والا بندہ کوئی غلط (Statement) بھی دے دیتا ہے تو گو کہ یہ جھوٹ ہے مگر مقصد میں اس لیے اس جھوٹ پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے کی پکڑ نہیں فرمائیں گے شریعت نے اپنا حق معاف کر دیا اللہ تعالیٰ اتنا پسند کرتے ہیں کہ میاں بیوی آپس میں پیار سے رہیں۔

زبان اللہ کی نعمت:

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور اس سے ہم خیر کی گفتگو کریں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (پارہ۲۶،آیت۳)

کہ اس سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے جو دوسروں کو اللہ کی طرف بلائے۔ لہٰذا نیکی

www.besturdubooks.wordpress.com

کی طرف بلانا نیکی کی دعوت دینا یہ بہت اللہ کے ہاں پسندیدہ عمل ہے۔

..................بہت سی خواتین تو اس کو زندگی کا مقصد بنالیتی ہیں خود بھی نیکی کرنے کی کوشش کرتی ہے اور دوسروں کو بھی نیکی کی طرف بلاتی ہیں یہ اس دنیا میں اللہ کی سفیر ہوتی ہیں۔ یہ اس دنیا میں اللہ کی (conveyanced) ہوتی ہیں۔ یہ غفلت میں پڑی عورتوں کو گناہوں میں گھری ہوئی عورتوں کو اللہ رب العزت کی طرف بلاتی ہیں۔ اور نیکی طرف ان کو لاتی ہیں۔

مردوں کو بھی یہی کام کرنا چاہیے کہ وہ دوسرے مردوں سے گفتگو کریں تو خیر کی گفتگو کریں اچھی گفتگو کریں اور میاں بیوی خیر کے کام میں ایک دوسرے کا تعاون کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو میاں بیوی نیکی میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے وہ اللہ رب العزت کو خوش کریں گے۔ سورۃ المائدہ میں قرآن مجید میں فرمایا

﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴾ (پارہ ۶، ع ۲)

تم نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کا تعاون کرو۔

تو اگر خاوند نیک بننا چاہتا ہے تو بیوی تعاون کرے بیوی نیک بننا چاہتی ہے تو خاوند تعاون کرے۔ نیکی کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے رکاوٹ بننے لگیں تو اللہ رب العزت کی نظروں میں گرجائیں گے۔

دعا کس کی قبول ہوتی ہے:

چنانچہ جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اللہ رب العزت اس بندے کی زبان سے نکلی ہوئی دعا کو رد نہیں فرماتے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص سچ بولنے کا عادی ہو اس زبان سے جب بھی کوئی دعا نکلتی ہے اللہ تعالیٰ نکلی ہوئی ہر دعا کو قبول فرمالیتے ہیں۔

سچ اور جھوٹ:

سچ کی ایک اور خوبصورتی ہے کہ جھوٹ کتنا ہی تیز کیوں نہ بھاگے سچ بالآخر اس کو جا کر

پکڑ لیتا ہے۔ ظاہر میں لگتا ہے کہ اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو پھر ہم بچ جائیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا

﴿اَلصِّدْقُ يُنْجِي وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ﴾

کہ سچ انسان کو نجات دیتا ہے اور جھوٹ انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

تو سچ سے نجات ملتی ہے۔ آج کل کے زمانے میں شیطان نے جھوٹ کی نفرت دلوں میں گھٹانے کے لیے اس کا نام بدل کر رکھ دیا چنانچہ اس کو بہانہ کہتے ہیں۔ بیوی کہتی ہے میں نے خاوند کے سامنے بہانہ کر دیا خاوند کہتا ہے میں نے بیوی کے سامنے بہانہ کر دیا۔ حالانکہ وہ تو جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ﴾

میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ چنانچہ مکارم میں سے دو باتیں ہیں سچ بولنا اور سچائی کا معاملہ کرنا۔ یہ ذہن میں رکھنا جھوٹ جتنا بھی تیز بھاگے سچ بالآخر اس کو جا کر پکڑ لیتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں وہ ایک موقع پر نبی علیہ السلام کے ساتھ سفر میں نہیں جا سکے مگر انہوں نے بہانہ بنانے کی بجائے سچ بولا کچھ دن ان کے ساتھ تنگی رہی پھر اللہ کی رحمت آئی اور اللہ نے ان کی توبہ کو قبول فرما لیا اور نبی علیہ السلام نے ان کو خوشخبری عطا فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سچ اور کافر کا قبول اسلام:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شہزادہ آیا کافر تھا اور اس نے مسلمانوں کو بہت نقصان دیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ تو چاہتے تھے کہ بس اس شخص کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے جلاد کو بلا لیا ان کی عادت مبارکہ تھی عمر رضی اللہ عنہ کی کہ وہ اگر کسی پر یہ حکم نافذ کرتے تو اس سے پوچھتے تھے کہ تمہاری زندگی کی آخری تمنا؟ جب پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے ایک پیالہ

پانی پلا دیجیے اور اس کے ہاتھ میں دے دیا گیا پانی ہاتھ میں لے کے وہ کھڑا ہو گیا اور اس کے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ پانی بھی پیو اس نے کہا کہ نہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے ایسا نہ ہو کہ میں پانی پینے لگوں اور اس دوران یہ جلاد تلوار چلا کر میرا کام ہی ختم کر دے تو عمر رضی اللہ عنہ نے جلدی میں فرمایا کہ جب تم پانی نہیں پیو گے ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے یہ لفظ کہنے تھے کہ اس شہزادے نے پانی کا پیالہ زمین کے اوپر پھینک دیا اور پانی نیچے گرا دیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے آپ نے مجھے قول دیا کہ جب تک میں پانی نہیں پیوں گا آپ مجھے قتل نہیں کریں گے پانی میں نے نہیں پیا آپ کیسے قتل کر سکتے ہیں؟ ہمارے جیسا کوئی ہوتا تو کہتا الو کا پٹھا اور جلاد کو اشارہ کرتا کہ جلدی اس پر تلوار کا وار کرو لیکن وہ تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے فرمانے لگے ہاں میں نے کلمات تو یہی بولے ہیں اب میں تجھے قتل نہیں کروا سکتا۔ ہاں جب یہ کہہ دیا تو وہ شہزادہ کہنے لگا امیر المومنین میرے دل کے اندر اسلام کی عظمت بہت زیادہ تھی میں چاہتا تھا کہ اس سچے دین کو قبول کر لوں لیکن میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں کلمہ پڑھوں گا تو لوگ کہیں گے کہ موت کے ڈر کی وجہ سے کلمہ پڑھ لیا اب میں نے ایسا حیلہ کیا کہ آپ مجھے قتل تو کروا نہیں سکتے۔ لہٰذا میں اپنے اختیار سے مسلمان بننے کا اعلان کرتا ہوں اس نے کلمہ پڑھا اور وہ مسلمان بن گیا۔ تو دیکھو سچ بولنے سے اللہ رب العزت کی رحمت اترتی ہے۔

سچ کی جیت:

انڈیا میں ایک مرتبہ واقعہ ہوا۔ باندنا ایک گاؤں تھا جس میں ایک پلاٹ تھا زمین کا وہ ٹکڑا Disputed تھا ایک مسلمان کہتا تھا یہ میرا ہے اور ایک ہندو کہتا تھا یہ میرا ہے۔ خیر دونوں کا Personal معاملہ تھا لیکن مسلمان بہت سمارٹ بنا اور اس نے یہ کہہ دیا کہ اگر یہ زمین کا ٹکڑا مجھے مل گیا تو میں اس میں مسجد بناؤں گا اس کو سن کر ہندوؤں نے کہا کہ اگر یہ زمین کا ٹکڑا ہمیں مل گیا تو ہم مندر بنائیں گے۔ لو جی Personal بات تھی اور وہ

دونوں کی آپس کی مذہب کی بات بن گئی مسلمان کے ساتھ مسلمان جمع ہو گئے اور ہندو کے ساتھ ہندو جمع ہو گئے قریب تھا کہ شہر کے اندر فساد ہوتا خون خرابہ ہوتا بدامنی ہوتی۔ کسی نے کہا بھائی تم عدالت سے فیصلہ کروالو۔ مقدمہ کرلیا گیا جب مقدمہ کا دن تھا تو بہت تعداد میں مسلمان بھی آئے اور ہندو بھی آئے۔ جج حیران تھا کہ بھائی میں کس طرح صلح صفائی سے یہ معاملہ سمیٹ لوں تاکہ کوئی بدامنی نہ ہو۔ اس نے پوچھا بھائی کوئی ایسی صورت ہے کہ تمہاری آپس میں صلح ہو جائے۔ ہندوؤں نے کہا کہ جی ہاں ایک مسلمان ہے ہم ان کا نام آپ کو بتا دیتے ہیں آپ ان کو بلالیں اگر وہ کہے کہ زمین مسلمان کی تو ان کو دے دیں اور اگر وہ کہے زمین ہندو کی تو ان کو دے دیں۔ چنانچہ جج نے اگلی تاریخ دے دی اور اگلی تاریخ پر اسی طرح بہت سارے لوگ عدالت میں آئے انہوں نے دیکھا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک بزرگ تھے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو جج نے بلایا ہوا تھا۔ جج نے ان سے پوچھا کہ بتاؤ یہ ٹکڑا زمین کا کس کا ہے؟ مسلمان مطمئن تھے کہ آخر اس کے ساتھ مسجد بنانے کی بات کریں اللہ کا گھر بنانے کی بات کریں گے تو مفتی صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندو کا ہے۔ جب ان سے پوچھا کہ کیا یہ شخص یہاں پر مندر بنا سکتا ہے؟ مفتی صاحب نے جواب دیا کہ جب یہ ملکیت ہے اس کی اب یہ اپنا گھر بنائے یا رام کا مندر بنائے اس کو اختیار ہے۔ اس کی Gerdection ہے۔ یہ اس پر جج نے ایک Historical Decision دیا اور فیصلہ بھی سنایا کہ آج کے اس مقدمے میں مسلمان تو ہار گئے لیکن اسلام جیت گیا آج کے اس مقدمے میں مسلمان تو ہار گئے لیکن اسلام جیت گیا جب جج نے یہ فیصلہ پڑھ کر سنایا تو ہندو کہنے لگے کہ جج صاحب! آپ نے اپنا تو فیصلہ سنا دیا ہمارا بھی فیصلہ سن لیں پوچھا کون سا فیصلہ؟ تو کہنے لگے کہ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ جو دین اسلام سچ کی اتنی تلقین کرتا ہے اور سچا دین ہے تو پھر ہم بھی کلمہ پڑھتے ہیں مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اب ہم اس جگہ مسجد یعنی اللہ کا گھر بنائیں گے۔

تو دیکھئے سچ بولنے سے ہمیشہ اللہ کی رحمت اترتی ہے۔ کئی لوگ بڑی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ جھوٹ نہیں چھوڑتے وہ عبادت کا اثر نہیں ہوتا اس لیے کہنے والوں نے کہا کہ

"رام رام جپدیاں میری جیبا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا ایہہ کی دھاڑ پئی
گل وچ مہلا کاٹھ منکے جپتے منکے لیے پرو
دل وچ گھنڈی پاپ دی رام جپیا کی ہو

اگر دل میں پاپ کی گھنڈی ہے تو زبان سے رام رام کرنے سے کیا ہوگا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دل سے سچی پکی گناہوں سے توبہ کریں اور اپنے اللہ کے حضور عہد کریں کہ اے اللہ ہمیں آئندہ نیکوکاری پرہیزگاری کی زندگی عطا فرما دیجئے اور ہمیں دین کی خدمت کے لیے اللہ قبول کر لیجئے۔ اگر ہم قبول ہو گئے تو یہ اللہ رب العزت کا ہم پر احسان۔

اللہ کے پسندیدہ کون؟

جو لوگ دین کا کام کرتے ہیں تعلیم وتعلم کا پڑھنے پڑھانے کا لوگوں کے اندر خیر پھیلنے کا یہ اللہ رب العزت کے پسندیدہ بندے ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ کسی نے کہا

منت منہ کہ خدمت سلطان کنی
منت ازو شناس کہ بے خدمت گذاشتد

اے دوست تو بادشاہ پر احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے' اے بادشاہ کی خدمت کرنے والے لاکھوں یہ بادشاہ کا احسان ہے اس نے تجھے خدمت کیلئے قبول کر لیا ہے۔ اگر اللہ رب العزت ہمیں دین کی خدمت کیلئے قبول کر لے تو یہ اللہ رب العزت کا ہم پر احسان ہے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کو صحیح استعمال کرنے کی توفیق

عطا فرمائے دین کی محنت کے لئے خدمت کے لیے دعوت کیلئے تعلیم حاصل کرنے کیلئے تعلیم دینے کیلئے اللہ تعالیٰ اس زبان کو استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے آخری وقت میں اسی زبان سے ہمیں اللہ تعالیٰ اونچی آواز سے کلمہ پڑھ کر اس دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا رستہ دل بدل دے

سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزہ آ جائے مولیٰ دل بدل دے

کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے

ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوا سے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پہ دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے

ترا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے
بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے

میری فریاد سن لے میرے مولیٰ
بنا لے اپنا بندہ دل بدل دے

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمائے دیوبند کے علمی کارنامے

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دارالعلوم دیوبند ایک علمی گلشن قائم ہوا اور یہ بھی تین مراحل سے گزرا۔ سب سے پہلے مرحلے میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے زمین کو تیار کیا جب اکبر بادشاہ نے دین الٰہی کا نظریہ پیش کیا تو اس وقت انہوں نے حق کو لے کر اس کا مقابلہ کیا گوالیار کے قلعے میں دو سال کی قید بند کی صعوبتیں برداشت کیں وقت کے حکمرانوں کے دلوں پر توجہات ڈالیں جو مشائخ صوفیا کے درمیان بھکیں تھیں ان کو کنارے لگایا شریعت کی بالادستی کو قائم کیا اور بالآخر اپنے مکاتیب کے ذریعے لوگوں کے دلوں تک صحیح دین کو پہنچایا شریعت کی عظمت ان کے دلوں میں پیدا کی جس کے نتیجے میں انہوں نے تقریباً (۵۰۰۰) پانچ ہزار افراد کو نورِ نسبت سے نواز کر مختلف جگہوں تک بھیجا ان حضرات نے کام کیا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند جانشین خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ پھر خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ انکی محنت کے نتیجے میں پھر اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ جیسا ایک بادشاہ گزرا جس نے اس برصغیر کے اندر زمین کو تیار کرنے میں نمایاں کام ادا کیا۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

علمائے دیوبند کے علمی کارنامے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

تین مراحل:

دنیا دارالاسباب ہے مادی اعتبار سے ہر چیز کو پروان چڑھنے کے لیے تدریجاً آگے بڑھنا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو بچپن اور لڑکپن کے مراحل سے گزر کر جوانی کی منزل تک پہنچتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی باغ لگانا چاہے تو اس کو تین مراحل میں کام کرنا پڑتا ہے۔ پہلے مرحلے میں اس کو زمین کے اوپر جو خودرو پودے ہوں گے جھاڑ جھنکار ہوں گے ان کو ختم کرنا پڑے گا دوسرے مرحلے میں ہل چلا کر بیج ڈالنا ہوگا اور تیسرے مرحلے میں جو پودے پھوٹیں گے ان کی حفاظت کر کے انکو درخت بننے تک پہنچانا ہوگا۔

دارالعلوم کے تین مراحل:

دارالعلوم دیوبند ایک علمی گلشن قائم ہوا اور یہ بھی تین مراحل سے گزرا۔ سب سے پہلے مرحلے میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے زمین کو تیار کیا جب اکبر بادشاہ نے دین الٰہی کا نظریہ پیش کیا تو اس وقت انہوں نے حق کو لے کر اس کا مقابلہ کیا گوالیار کے قلعے میں دو سال کی قید بند کی صعوبتیں برداشت کیں وقت کے حکمرانوں کے دلوں پر توجہات ڈالیں جو مشائخ صوفیا کے درمیان بھکیں تھیں ان کو کنارے لگایا شریعت کی بالادستی کو قائم کیا اور بالآخر اپنے مکاتیب کے ذریعے لوگوں کے دلوں تک صحیح دین کو پہنچایا شریعت کی عظمت ان کے دلوں میں پیدا کی جس کے نتیجے میں انہوں نے تقریبا (۵۰۰۰) پانچ ہزار افراد کو نور نسبت سے نواز کر مختلف جگہوں تک بھیجا ان حضرات نے کام کیا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند جانشین خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ پھر خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ انکی محنت کے نتیجے میں پھر اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ جیسا ایک بادشاہ گزرا جس نے اس برصغیر کے اندر زمین کو تیار کرنے میں نمایاں کام ادا کیا۔

دوقومی نظریہ:

دوقومی نظریہ کی سوچ سب سے پہلے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کی تو یہ پہلا مرحلہ تھا دارالعلوم دیوبند کا کہ جس نے تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ نے دلوں کی زمین کو تیار کرنے کے لیے اک مرد مجاہد کو پیدا فرما دیا۔

دوسرا مرحلہ شاہ ولی اللہ کی ولادت:

دوسرے مرحلے میں شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ سن ۱۷۰۳ء میں ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جن کا نام انہوں نے شاہ ولی اللہ رکھا۔ یہ بچہ جب ابتدائی جوانی میں قدم رکھتا ہے تو مدینہ منورہ میں ابو طاہر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر حدیث کا علم حاصل کرتا ہے بالآخر

مختلف اساتذہ سے علم حدیث علم تفسیر حاصل کر کے انہوں نے دہلی میں آ کر علم کے یہ موتی بکھیرنے شروع کر دیے۔ یوں سمجھئے کہ لوگوں کے دلوں کی زمین میں انہوں نے علم کے بیج ڈالنے شروع کر دیے وہ جو دوسرے مرحلہ کا کام تھا وہ اللہ نے خاندان ولی اللہ سے لیا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے سب سے پہلے قرآن مجید کی فارسی زبان میں تفسیر لکھی ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی اردو میں لکھی پھر ان کے دو صاحبزادے شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کا پہلی مرتبہ اردو میں ترجمہ کیا ایک نے با محاورہ ترجمہ کیا اور دوسرے نے لفظ بہ لفظ ترجمہ کیا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا الہامی ترجمہ:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ الہامی تھا چونکہ علماء کی محفل ہے چند مثالیں تاکہ محسوس ہو کہ بھائی واقعی ان کا ترجمہ کیا تھا۔

﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾

اس کا ترجمہ جب انہوں نے ترجمہ کیا کہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو۔ تو حاشیہ میں لکھا کہ جیسے میل اتے صابن اسے پوری طرح سمجھا دی گئی کہ نیکیاں برائیوں کو کس طرح مٹاتی ہیں۔ قرآن مجید کی آیت

﴿بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ﴾

اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں کہ دو ہاتھ ایک تھم کا ایک مہر کا ترجمہ ایسا کیا کہ بات کو اچھی طرح سمجھا دیا

﴿نَسْیًا مَّنْسِیًّا﴾

اس کا ترجمہ مفسرین نے یوں کیا کہ ہوئی آئی مگر شاہ صاحب نے لکھا کہ بھولی بسری آئی۔ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اس کا ترجمہ اکثر مفسرین نے کیا جو شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر حضرت شاہ صاحب نے ترجمہ کیا جو تھامتے ہیں اپنے شرمگاہوں کو ایسے

www.besturdubooks.wordpress.com

الفاظ استعمال کیے کہ جو من وعن اس کا مفہوم انسان کے ذہن میں بٹھا دیتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ اس کا ترجمہ اکثر مفسرین نے یہ کیا کہ تم ہاتھ لگاؤ عورتوں کو اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ یوں کیا کہ یا تم لگو عورتوں کو ان الفاظ کے ساتھ ایسا مضمون بیان کیا کہ سب اختلاف ختم کر کے رکھ دیے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

چنانچہ ۱۷۶۲ء میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان کے جانشین ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز بنے انہوں نے جب حالات دیکھے اور انہوں نے دیکھا فرنگیوں نے اسلام کی مخالفت میں کیا کیا کام سرانجام دیے۔ تو انہوں نے ۱۷۷۲ء میں ایک فتویٰ جاری کیا کہ مسلمانوں کو آزادی حاصل کرنی چاہیے یہ فتویٰ بعد میں آنے والی تحریک کا بنیادی سبب بنا۔ چنانچہ تحریک ریشمی رومال، تحریک خلافت، جنگ آزادی، تحریک ترک موالات جیل بھرو تحریک اور معرکہ بالاکوٹ یہ تمام کے تمام جتنے معرکے تھے یہ اسی فتویٰ کے بعد وجود میں آئے۔ یہ دلوں کی زمین میں علم کے بیج ڈالنے والا مرحلہ تھا جو خاندان ولی اللہ نے سرانجام دیا۔

تیسرا مرحلہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے وجود میں آیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جیتنے کے بعد فرنگی نے مسلمانوں کے اوپر شکنجہ کس دیا چنانچہ امراء کی زمینیں چھین لی گئیں۔ مدارس کے ساتھ جو وقف کی زمینیں تھیں ان کو حکومت کی تحویل میں لے کر مدارس کا گلا گھونٹ دیا گیا دہلی میں (۴۰۰۰) چار ہزار مدارس بند ہو گئے مدرسہ رحیمیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بلڈوزر سے اس کی عمارت کو ختم کر دیا گیا اس وقت علم کے تین مراکز تھے۔ دہلی میں تفسیر وحدیث کا ولی اللہی مرکز اور لکھنؤ میں فقہ اور اصول فقہ کا مرکز اور خیر آباد میں فنون کا مرکز ان تین مراکز کو اچھی طرح ختم کر دیا گیا فرنگی یہ سوچتا تھا کہ شاید اس کے بعد اسلام کا نام لینے والے دنیا میں نہیں رہیں گے لیکن جن کے دل میں

درد تھی وہ فکرمند رہے کہ آخر مسلمانوں سے دنیا کا مال چلا گیا اس کی تو کوئی اہمیت نہیں دوبارہ بھی مل سکتا ہے۔لیکن مسلمانوں کا دین تو ان کے ہاتھوں سے نہ جائے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا دردمند دل:

لہٰذا ایک دردمند دل رکھنے والے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے اپنے سسرال میں دیو بند چھوٹی سی بستی تھی وہاں پر ایک استاد اور ایک شاگرد کے ذریعے سے یہ کام شروع کیا پڑھانے والے بھی ملا محمود اور پڑھنے والے بھی محمود الحسن عمارت بھی نہیں تھی انار کے درخت کے نیچے کام شروع ہوا مگر یہ کام اتنا خاموشی سے شروع کیا گیا کہ اس کی طرف کسی کی توجہ ہی نہ گئی چنانچہ کئی سالوں کے بعد جب مسلمانوں کو آزادی ملی تو یہ علم کا ایک بڑا مرکز بن کر دنیا میں ظاہر ہوا۔

دارالعلوم دیو بند کا سنگ بنیاد:

چنانچہ شاہ عبدالغنی مجددی کے شاگرد مولانا مملوک علی جو استاد کل کہلاتے ہیں۔ان کے شاگرد مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء ۱۰ محرم الحرام کو دارالعلوم دیو بند کا سنگ بنیاد رکھا۔سنگ بنیاد بھی حضرت میاں شاہ ایک بزرگ تھے جن کے ہاتھوں رکھوایا گیا جن کے بارے میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا کہ جنہوں نے کبیرہ گناہ تو کیا کرنا کبیرہ گناہ کرنے کا پکا ارادہ بھی کبھی دل میں نہیں کیا۔ایسے متقی اور پرہیزگار لوگوں سے دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھوایا گیا۔خواب میں نبی علیہ السلام نے دارالعلوم کی جو حدود تھی اس کے بارے میں نشاندہی فرمائی۔اور اس کے نتیجے میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی۔

اصول ہشت گانہ

اصول ہشت گانہ بنا کر اس کی بنیاد توکل علی اللہ کو بنایا گیا۔اللہ رب العزت پر نظر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے سامنے یہ ایسا سبق پڑھایا کہ ہم کہہ سکتے ہیں یہ ادارہ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی کی بنیاد پر دنیا میں وجود میں آیا۔

پھر تم ہی تم رہو گے:

اس ادارے میں تعلیم پانے والے جو دوسرے گروپ کے لوگ تھے ان میں حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے پر اتنے باخدا اہل اللہ تھے کہ ان کی نظر میں ہر وقت علم پر عمل اخلاص کے ساتھ کرنا یہ چیز ہر وقت پیش نظر رہتی تھی۔ چنانچہ ان کی جب دستار بندی کے لیے تیاریاں ہوئیں تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور آنکھوں سے آنسو آ گئے اور کہنے لگے حضرت ہم نے سنا ہے کہ مدرسے کی انتظامیہ ہماری دستار بندی کروانا چاہتی ہے۔ ہم طلباء اس لیے مل کر آئے ہیں ہماری دستار بندی نہ کروائی جائے ایسا نہ ہو کہ کہیں دارالعلوم کی بدنامی ہو جائے۔ حضرت شیخ الہند ٹیک لگا کر بیٹھے تھے سیدھے ہو کر بیٹھے فرمانے لگے۔ اشرف علی تم اپنے استادوں کے سامنے ہوتے ہو تمہیں اپنا آپ نظر نہیں آتا۔ جب ہم نہیں ہوں گے پھر تم ہی تم ہو گے اور واقعی مرد قلندر کی زبان سے یہ نکلی ہوئی بات وقت نے ثابت کر دی کہ ایک وقت تھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے اس دین کے میدان میں کام کرنے کے لیے قبول فرما لیا۔

علماء دیوبند کی چند نمایاں صفات:

علماء دیوبند کو اللہ رب العزت نے چند نمایاں صفات عطا فرمائیں۔ خوبیاں عطا فرمائیں ان کو سات مختلف انداز میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ ایک یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت اتنی تھی عظمت اتنی تھی کہ وہ شرک یا شرکت سے متعلق کوئی بھی چھوٹی سی چیز کو قبول کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوتے تھے اس کے لیے انہوں نے مستقل کام کیے چنانچہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تقویۃ الایمان لکھی حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے براہین قاطعہ لکھی، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی

www.besturdubooks.wordpress.com

رشیدیہ میں شرک و بدعات کو ختم کرنے کے لیے صحیح عقائد کو کھلے ڈھلے الفاظ میں بیان فرمادیا۔

بت پرستی، شہوت پرستی، قبر پرستی، نفس پرستی کا خاتمہ:

یہ وہ حضرات تھے کہ جنہوں نے اس دنیا سے بت پرستی، قبر پرستی، نفس پرستی، شہوت پرستی ہر قسم کے غیر کی پرستش کو ختم کر کے ایک خدا پرستی کی تعلیم کر کے دکھادیا۔

اکابر علماء دیوبند اور عشق رسالت ﷺ:

دوسری صفت ان کی یہ تھی کہ ان کے دلوں میں نبی علیہ السلام کی محبت بہت مضبوط تھی دل ان کے نبی علیہ السلام کی محبت سے لبریز تھے۔ چنانچہ اکابرین علماء دیوبند میں سے صرف دو حضرات کی ایک دو باتیں یہ عاجز نقل کرتا ہے۔ ایک حضرت مولانا قاسم نانوتوی عاشق رسول تھے فرماتے ہیں:

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون ومکاں کو سجایا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی حسن مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا

اتنی محبت تھی نبی علیہ السلام سے کہ جب حرمین شریفین کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو بیئر علی سے سواری سے اتر کر جوتے اتار کر پیدل چلنا شروع کر دیا۔ نازک بدن تھے۔ پاؤں زخمی ہونے کا ڈر تھا قریب کے ساتھیوں نے کہا کہ حضرت کیوں آپ اس طرح ننگے پاؤں چل رہے ہیں۔ فرمایا کہ جس زمین پر میرے آقا کے نقش قدم لگے ہوں قاسم نانوتوی کو زیب نہیں دیتا کہ جوتوں کے ساتھ اس زمین پر اپنے قدم رکھے۔

ایک شخص نے سبز رنگ کا جوتا پیش کیا آپ نے ادب کی وجہ سے نہیں پہنا اس نے پوچھا حضرت اتنا قیمتی جوتا تھا آپ نے پہنا نہیں۔ فرمایا میرے دل نے گوارہ نہیں کیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے محبوب کے گنبد کا رنگ بھی سبز ہو اور میں اس سبز رنگ کا جوتا اپنے پاؤں کے اندر پہن لوں۔ اتنا ادب کا خیال کرنے والے بزرگ تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو روضۂ انور کو دیکھ کر فرماتے ہیں۔

دمکتا رہے تیرے روضہ کا منظر چمکتی رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابوذر ہمیں بھی عطا ہو روح بلالؓ

فرماتے ہیں

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ کہ ہو سگانِ مدینہ میں نام شمار
جیوں تو ساتھ فیضانِ حرم کے تیرے پھروں مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں یہ عاجزانہ سلام کرکے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے دیکھا کہ چہرہ بڑا پرانوار پوچھا کہ حضرت آج تو کچھ عجیب کیفیات ہیں حضرت نے شعر میں جواب دیا فرماتے ہیں

میرے آقا کا مجھ پر اتنا کرم تھا
بھر دیا میرا دامن پھیلانے سے پہلے
یہ اتنے کرم کا عجب سلسلہ ہے
نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے

جب مدینہ طیبہ سے واپس آنے لگے تو گنبد خضریٰ پر نظر ڈال کر شعر فرماتے ہیں:

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا
جو بس چلتا تو مر کر بھی نہ میں تجھ سے جدا ہوتا

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک خاص شان عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ان کا واقعہ ہے کہ اپنے طلباء کو حدیث پاک کا درس دے رہے تھے

اچانک بارش شروع ہوگئی بارش کی وجہ سے طلباء اپنی کتابیں لے کر کمرے میں چلے گئے اور ان کے جوتے اسی جگہ پڑے رہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا رومال بچھایا اور ان طلباء کے جوتے اس میں ڈالے گٹھڑی باندھی' اپنے سر پر اٹھائی اور لے کر کمرے میں تشریف لائے۔ جب طلباء نے دیکھا کہ ہمارے شیخ الحدیث ہمارے جوتے سر پر اٹھا کر لا رہے ہیں ۔ چیخیں نکل گئیں حضرت آپ نے یہ کیا کیا؟ آگے سے جواب دیا کہ جو لوگ قال اللہ قال رسول اللہ پڑھتے ہیں رشید احمد ان کے جوتے نہ اٹھائے تو اور کیا کرے؟

تو اللہ رب العزت نے ان کو عشق رسول میں ایک خاص شان عطاء فرمائی تھی ۔ تو ایک ہاتھ میں یوں سمجھئے توحید تھی اور دوسرے ہاتھ میں ان کے عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم۔

درکفے جام شریعت در کفے سندان عشق

علمائے دیوبند کے علمی کمالات:

علمائے دیوبند کے علمی کمالات اس قدر ہیں کہ انسان ان کے علم کے بارے میں پڑھ کر حیران ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مقبرہ شاہ جہاں میں تشریف لے جاتے اور تمام مذاہب والوں کے سامنے دین اسلام کی حقانیت کو واضح فرماتے حتی کہ کتنے لوگ تھے جو ان کے اس بیان کو سن کر اسلام کے دامن میں داخل ہو جاتے تھے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جب درس قرآن دیتے تو ان کے شاگرد خواص خلیفہ خاص حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت شیخ الحدیث کے والد گرامی وہ سنتے اور اسی وقت اس درس کو عربی میں منتقل کرتے چلے جاتے بعد میں جب بھی نوٹ اکٹھے ہوئے تو کوکب الدری اور لامع الدراری دو کتابیں انہیں نوٹس کے ساتھ وجود میں آگئیں۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنی کتابوں کو سردی کے موسم میں دھوپ لگوانے کا ارادہ فرمایا کہ نمی کی وجہ سے مخطوطہ کتابوں کے ضائع ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ اس زمانے

میں تو اتنے زیادہ چھاپے خانے بھی نہیں ہوتے تھے۔ جب انہوں نے کتابیں باہر دھوپ میں لگوائیں تو طالب علم نے کہا حضرت ایک کتاب کے صفحے دیمک نے کھا لیے فرمایا کہ بھائی اس پر سادہ کاغذ جوڑ کر اس کی عبارت کو مکمل کر دو اس نے کہا حضرت یہ کتاب تو میں نے پچھلے سال پڑھی تھی زبانی عبارت تو یاد نہیں فرمایا بس پچھلے سال پڑھی تھی اور زبانی یاد ہی نہیں بتاؤ کتاب کونسی ہے۔ اس نے کہا حضرت مسعودی ہے۔ حضرت نے فرمایا جس سے آگے عبارت جو منقطع ہو گئی اس نے وہ عبارت کے الفاظ پڑھے حضرت نے تمام صفحوں کو زبانی لکھوا کر مکمل کروا دیا۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ:

حضرت کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ جب بہاولپور میں ختم نبوت میں تشریف لائے تو اس وقت قادیانیوں نے ایک کتاب کی عبارت پیش کی اس عبارت کو پڑھنے سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ اکابر اہل سنت کے موقف سے ہٹ کر قادیانیوں کا جو موقف ہے گویا وہ ٹھیک ہے اس عبارت سے یوں ثابت ہوتا ہے اب انہوں نے کتاب بھی دکھائی جج نے کہا کتاب بھی ٹھیک اور عبارت بھی یہی بنتی ہے۔ حضرت کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میں ایک طالب علم ہوں یہ دھوکہ دینا چاہتے ہیں میں اس کے دھوکے میں نہیں آؤں گا میں نے اس کتاب ستائیں سال پہلے پڑھی تھی۔ یہ کتاب ذرا مجھے دکھایئے۔ آپ نے کتاب لے کر پڑھی اور فرمایا کہ لکھنے والے نے اس میں سے ایک لائن پوری کی پوری حذف کر دی ہے پچھلی عبارت جب اگلی سے مل کر پڑھی جاتی ہے تو وہ بات ثابت ہوتی ہے۔ جو یہ کہتے ہیں دوسری کتاب منگائی جائے جب دوسری کتاب منگائی گئی تو حضرت کے کہنے کے مطابق درمیان میں سے وہ ایک لائن حذف پائی گئی۔ اس نے پوچھا کہ حضرت آپ کو یہ بات کیسے یاد رہ گئی۔ فرمایا ستائیس سال پہلے پڑھا تھا آج بھی وہی عبارت میرے ذہن میں پوری طرح محفوظ تھی۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی علیہ السلام کی محبت میں نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کتاب لکھی۔ چنانچہ ان کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے۔ دوسرے کارناموں کے ساتھ کہ انہوں نے تصوف وسلوک کو قرآن مجید سے ثابت فرمایا چنانچہ سلوک کے مسائل جو انہوں نے اپنی تفسیر میں بیان فرمائے وہ ایسی چیز ہے کہ جو ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ اردو کی کتابیں اور تفسیر میں پڑھنے سے اپنے طلباء کو ابتداء میں منع فرما دیتے تھے۔ لیکن جب بیان القرآن ان کی نظر میں گزری تو فرماتے ہیں کہ اس کو دیکھنے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ علم اردو میں منتقل ہو گیا۔ اب میں طلباء کو اردو کتابیں پڑھنے سے منع نہیں کروں گا گویا پہلے عربی کی تفاسیر پڑھی جاتی تھیں اب اس بیان القرآن کی عظمت کو دیکھ کر انہوں نے گویا اردو کی تفسیر پڑھنے کی بھی اجازت عطا فرما دی اس سے ان کی علمی مقام کا اندازہ لگا لیں۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا درس حدیث:

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ اپنے اجلاس سے رات کو تین بجے آتے تو طلباء دربان سے یہ کہہ کر سوتے کہ جب بھی حضرت تشریف لائیں آپ ہمیں جگا دیجئے گا۔ چنانچہ اتنی دیر حضرت دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے اتنی دیر دربان طلباء کو جگا دیتا۔ حضرت سلام پھیرتے پیچھے درس حدیث کی پوری کلاس آپ کی منتظر ہوتی رات کے تین بجے حضرت مدنی درس حدیث دیا کرتے۔

حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی مشغولیت:

حضرت مولانا یحییٰ کو حماسہ، متنبی، نفح الیمین زبانی یاد تھیں بلکہ قیصدہ بردہ زبانی یاد تھا۔ سلم دو سو مرتبہ تسبیح کے ساتھ انہوں نے اس کو پڑھا۔ ایک دفعہ دل میں خیال آیا کہ کبھی

فرصت ہوتی تو سردی کے موسم میں دھوپ میں بیٹھ کر گنا چوسیں گے اتنی علمی معروفیت کہ ۱۸ سال ان کو گنا چوسنے کی فرصت نہ مل سکی۔ یہ اکابرین علماء دیوبند کا علمی مقام تھا۔

علماء دیوبند کی علمی خدمات:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی آریا سماج تحریک کے خلاف جو کام کیا اس کے بڑھتے طوفان کو انہوں نے بند کر دیا۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مالٹا کی جیل میں جا کر تفسیر لکھی۔

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی شرح لکھی۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ سال مسجد نبوی میں درس حدیث دیا۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء السنن لکھی۔

پنجاب یونیورسٹی میں ایک کتاب ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام پر 2800 کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر حضرت کی کتب پر لسٹ بھی دی ہے۔

حضرت کے اوپر اس میں لسٹ دی گئی کہ حضرت ۲۸۰۰ کتابیں دین اسلام پر لکھیں۔

حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بَذْلُ الْمَجْهُود لکھی۔

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا جو اس وقت الحمد اللہ ۱۸۰ سے بھی زیادہ ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔

حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل اعمال لکھی جس کو اللہ نے ایسی قبولیت دی کہ آج قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ دنیا میں پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ تو علماء دیوبند کے علمی کمالات جو تھے اس کی وجہ سے علمی خدمات بھی سرانجام دیں اور یہ ثابت کر دیا کہ علماء دیوبند ہر میدان میں دین کو صحیح انداز میں امت کے سامنے پیش کرنے والے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علماء دیوبند کے تاریخی کارنامے:

انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ مولویت نام ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کا
مولویت نام ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت کا
مولویت نام ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت کا
ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع سنت کا
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صفائی قلب کا
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت کا
شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا
حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت کا
حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی وجاہت کا
اور حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا

﴿أُولَئِكَ آبَائِي فَجِئْنِي بِمِثْلِهِمْ إِذَا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيرُ الْمَجَامِعُ﴾

علماء دیوبند کی جو علمی خدمات ہیں ان میں ایک بڑی خدمت ان کی یہ کہ انہوں نے باطل کے خلاف ہر محاذ پہ مقابلہ فرمایا۔

علماء دیوبند کے مجاہدانہ کارنامے:

اگر ان اکابر کے حالات زندگی پوچھتے ہیں تو ذرا مالٹا کے در و دیوار سے پوچھیے کہ شیخ الہند کی شخصیت کیسی تھی۔

دینا ہال کراچی کے در و دیوار سے پوچھیے کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت کیسی تھی؟

جزیرہ انڈمان سے پوچھیے کہ مولانا جعفر خان تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کیا تھی۔
بالاکوٹ کے سنگریزوں سے جا کر پوچھیے کہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شجاعت کیسی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی؟

میاں والی اور سکھر کی جیلوں سے جا کر پوچھئے کہ عطاء اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اندر استقامت کتنی تھی؟

اگر علماء دیوبند کی علمی خدمات دیکھنی ہیں تو دہلی سے لے کر پشاور تک خیبر جرنیلی سڑک دونوں طرف جو درخت بڑے بڑے موجود ہیں ذرا ان درختوں سے داستانیں پوچھ لیجئے کہ علماء دیوبند کو جب پھانسی پر تمہارے اوپر لٹکا دیا گیا تو اس وقت تم نے ان میں کیسی استقامت دیکھی تھی بلکہ پھانسی گروں کے ان پھندوں سے جا کر پوچھئے کہ تمہیں کن لوگوں نے چوم کر اپنے سینے سے لگایا اور اللہ کے نام پر پھانسی کے اوپر چڑھ کر ثابت کر دیا کہ ہم اپنی جان تو قربان کر سکتے ہیں لیکن اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتے۔

کفر ناچا جن کے آگے تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر ناچ کرتا ہے سپند
ان میں قاسم ہو یا انور شاہ کہ محمود الحسن
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند

علماء دیوبند اسلاف کی سچی نسبت کے امین:

علمائے دیوبند کی ایک اور خوبی کہ ان کو اپنے اسلاف کے ساتھ سچی نسبت تھی اور یہ نسبت ایسی پکی تھی کہ اس کی چند مثالیں بڑی حیران کن ہیں۔ ذرا توجہ فرمایئے گا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نبوی میں درس حدیث دیا علماء دیوبند میں سے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا روحانی وارث بن کر دکھایا' اور مسجد نبوی کے اندر ۱۸ سال درس حدیث دیا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا تو ان کی قبر سے خوشبو آئی چنانچہ ان کے روحانی فرزند حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جب ان کو دفن کیا گیا میانی شریف کے

www.besturdubooks.wordpress.com

قبرستان میں تو ان کی قبر سے بھی خوشبو آ ئی تھی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے مسئلہ خلق القرآن میں استقامت کی وہ مثال پیش کردی کہ دنیا حیران ہے ان کے روحانی فرزند حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مالٹا کے اندر استقامت کی وہی مثال پیش کردی۔ چنانچہ جب ان کو فرنگی سزائیں اور ان کو راتوں کو دردنا سزائیں دیتا۔ اس وقت بے قرار ہوتے اور اپنے شیخ سے عرض کرتے حضرت کوئی ایسی بات فرمادیجئے جس سے یہ آپ کو سزا نہ دیں تکلیف نہ پہنچائیں مگر شیخ الہند فرماتے ہر گز نہیں ایک مرتبہ دو چار شاگردوں نے مل کر سب کے سب نے عرض کیا۔ حضرت اب تکلیف ہم سے نہیں دیکھی جاتی کوئی تو آپ ایسی بات کردیں آخر امام محمد نے کتاب الحیل لکھی کوئی حیلہ کوئی ذومعنی لفظ استعمال کر لیجئے تاکہ آپ کو یہ تکلیف نہ پہنچے۔ اس وقت حضرت شیخ الہند اٹھ کر بیٹھ گئے فرمانے لگے حسین احمد مدنی تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا میں وارث ہوں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا میں روحانی بیٹا ہوں بی بی سمیہ کا میں روحانی بیٹا ہوں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا میں روحانی بیٹا ہوں احمد بن حنبل کا یہ لوگ میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں لیکن میرے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔ شاعر نے الفاظ میں بیان کیا

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے جو ستارہ تو زمین پر نہیں گرتا
گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا
لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا

تکوینی نسبتیں:

بعض چیزیں انسان کے بس میں نہیں ہوتیں تکوینی انداز سے پیش آتی ہیں مگر اس سے نسبت کے سچے ہونے کے ثبوت ملا کرتے ہیں۔ کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اللہ

نے ان کو بڑی فقاہت دی تھی اور بہت علم عطا فرمایا تھا۔ ان کی وفات ۱۲۳۹ھ میں ہوئی۔ حضرت شاہ اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان لکھی شرک کی جڑیں اکھاڑ کر رکھ دیں پورے ایک ۱۰۰ سال کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے براہین قاطعہ لکھی ان کی ۱۳۴۶ھ میں وفات ہوتی ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فقاہت آج تمام علماء پر ظاہر ہے کہ فتاوی شامی ہر دارالافتاء کے اندر موجود ہوتا ہے۔ ان کی وفات ۱۲۵۲ھ میں ہوئی۔ ٹھیک ایک سو سال کے بعد ۱۳۵۲ھ میں حضرت کشمیری کی وفات ہوئی یہ تکوینی نسبتیں ہیں جو اللہ نے وارثوں کو ان کے مورث کے ساتھ عطا فرما دی۔ ان کے اکابر کے ساتھ عطا فرما دی۔

چنانچہ ایک توجہ طلب بات ہے۔ ۱۸۲۸ء یکم مئی اتوار کا دن پشاور کے چوک میں شاہ اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر شریعت کے نفاذ کا اعلان کیا تھا۔ اور ۱۹۷۲ء یکم مئی اتوار کا دن بنتا ہے جب حضرت مفتی محمود نے اسی چوک کے اندر شراب کی بندش کا اعلان فرمایا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا:

کچھ باتیں انسان کے اختیار میں ہوتی ہیں اور کچھ اختیار میں نہیں ہوتیں ان میں بھی اگر دیکھا جائے تو اللہ رب العزت نے ہمارے اکابرین علماء دیوبند کو اپنے اکابر کے ساتھ سچی نسبتیں عطا فرمائیں چنانچہ ہر مومن کے دل میں تڑپ ہوتی ہے کہ مجھے نبی علیہ السلام کے قدموں میں جگہ مل جائے جنت البقیع میں جگہ مل جائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر اس کے لیے تڑپتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دعا مانگتے تھے اے اللہ مجھے شہادت کی موت عطا فرما اور مدینہ میں دفن ہونے کی سعادت نصیب فرما یہ وہ سعادتیں ہیں۔ یہ سعادتیں بھی اللہ رب العزت نے ہمارے علماء دیوبند کو عطاء فرمائیں چنانچہ حضرت حاجی امداد اللہ مکی مہاجر مکہ مکرمہ میں جنت معلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ایک طرف دفن

ہوئے ان کے بعد حضرت لاہوری بڑے بیٹے وہ بھی جنت معلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قدمین کی طرف دفن ہوئے پھر باقی حضرات مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ جو علماء دیوبند میں سے ایک نمایاں مقام رکھنے والے بزرگ تھے۔ ان کے شاگرد تھے۔ ان کی وفات بھی مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ چنانچہ جنت البقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ ان کی بھی وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب دفن ہوئے۔ حضرت خلیل احمد میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ان کی وفات بھی مدینہ طیبہ میں ہوئی اور حضرت ابراہیم جونبی علیہ السلام کے فرزند ارجمند تھے ان کے قدموں میں وہ دفن ہوئے اسی طرح قاری شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ ان کو بھی مدینہ طیبہ میں وفات ہوئی جنت البقیع میں وہ بھی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے قدمین کی طرف ہیں۔ اس طرف ان کی تدفین ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا ان کی بھی وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی اوران کی تدفین شہداء احد کے قریب ہوئی۔

دیکھئے یہ عشاق رسول ہیں جنہوں نے زندگیاں بھی قال اللہ قال رسول اللہ میں گزار دیں اور جب ان کی وفات ہوئی تو اپنے آقا کے قدموں میں جگہ پائی کسی شاعر نے کہا

آقا تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
اور میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

علمائے دیوبند کو اللہ رب العزت نے روحانی کمالات بھی بڑے عطا فرمائے تھے۔ چنانچہ یہ حضرات خشک ملاں نہیں تھے بلکہ صفائی باطن کا کام کرنے والے چنانچہ جب مسند حدیث پر بیٹھتے تھے تو عسقلانی اور قسطلانی نظر آتے تھے اور جب مسند ارشاد پر بیٹھتے تھے تو وقت کے جنید رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ نظر آیا کرتے تھے۔ جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے کسی بزرگ نے فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم سے لے کر دربان تک سب کے سب صاحب نسبت ہوا کرتے تھے چنانچہ شیخ الحدیث مولانا نظر شاہ صاحب ان سے اس عاجز کی ملاقات

دارالعلوم دیوبند میں ہوئی تو انہوں نے یہ بات اس عاجز کو بتائی فرمانے لگے کہ دارالعلوم کے پہلے پچاس سال میں جو بھی بچہ دارالعلوم سے فراغت حاصل کرتا تھا اس کو سند تو دے دی جاتی تھی مگر اس کی دستار بندی اس وقت کروائی جاتی تھی جب کسی نہ کسی بزرگ سے صاحب نسبت بھی ہو جاتا تھا پھر دارالعلوم کی انتظامیہ نے مشورہ کیا شوری نے کہ اس طرح تو طلباء کا بہت سارا وقت لگ جاتا ہے۔ دس سال پڑھنے میں لگائیں پھر دو چار سال کسی شیخ کی خدمت میں لگائے اب ان کو موقع دینا چاہیے یہ اپنے گھروں پر جا کر قریب کے کسی شیخ سے بیعت کی نسبت حاصل کریں اور یہ محنت وہاں کر لیا کریں تو پچاس سال کے بعد پھر جو تعلیمی امتحان پاس کرتا تو اس کی دستار بندی کروانی شروع ہو گئی اسی لیے اگر کسی آدمی کو فلسفہ اور منطق پر ناز ہے تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے کہ وہ صاحب نسبت تھے اگر کسی کو اپنی فقاہت پہ ناز ہے تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔ کسی کو اقامت دین کی کوششوں پہ ناز ہے تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔ کسی کو اپنی تصنیف و تالیف پہ ناز ہے تو حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔ اگر کسی کو اپنی ذہانت پر ناز ہے تو حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔ اگر کسی کو اپنے تقوی پر ناز ہے تو حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔ کسی کو اپنی توحید پر ناز ہے تو حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کی زندگی کو دیکھے۔ کسی کو اپنے جذبہ دعوت و تبلیغ پہ ناز ہے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے اگر کسی کو ادب اور عربیت پر ناز ہے تو حضرت مولانا سید سلمان ندوی کی زندگی کو دیکھے اگر کسی کو سحر تقریر پہ ناز ہے تو اس کو چاہیے کہ امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے۔ اگر کسی کو فرنگی کے خلاف اپنی آزادی کی تحریکوں پہ ناز ہے تو حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھے یہ وہ حضرات تھے جنہوں نے ہر محاذ پہ کام کر کے بتا دیا کہ ہم ظاہر میں بھی دین کا کام کر رہے ہیں اور باطن میں نسبت کا نور بھی رکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ نسبت کا نور رکھنے

www.besturdubooks.wordpress.com

والے وہ اکابر تھے جن کو اللہ نے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالیا تھا۔ چنانچہ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا قافلہ جارہا تھا ان میں سے اللہ رب العزت نے چند روحوں کو پیچھے روک لیا اور ہمارے زمانے میں پیدا فرمادیا تاکہ متاخرین متقدمین کی زندگیوں کے نمونے اپنی زندگی کے اندر دیکھ سکیں اللہ رب العزت نے ان کو وہ قدسی نفوس بنادیا تھا۔

علمائے دیو بند کی نسبت:

دیو بند کی علمی نسبت نبی علیہ السلام تک پہنچتی ہے۔ عزیز طلباء ہمارے یہ اکابر اپنی علمی نسبت میں بڑے مضبوط اور پکے تھے چنانچہ ذرا توجہ فرمایئے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ درس حدیث حاصل کیا کن سے حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے یہ نور حاصل کیا شاہ اسحٰق سے انہوں نے حاصل کیا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حاصل کیا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حاصل کیا۔ شیخ ابو طاہر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حاصل کیا۔ علامہ محمد بن احمد صاحب مجمع البحار رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حاصل کیا۔ شیخ عصام الدین صاحب کنز الاعمال سے انہوں نے حاصل کیا ربیع بن سعید سے انہوں نے حاصل کیا ابو عیسیٰ ترمذی سے انہوں نے حاصل کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حاصل کیا۔ محدث یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حاصل کیا۔ امام ابو یوسف علیہ السلام جبکہ منصف بالحدیث کا لقب دیا گیا۔ جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ ان سے حاصل کیا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ نے امام حماد سے حاصل کیا اور انہوں نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حاصل کیا۔ اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث کا نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ ہمارے اکابرین کی یہ علمی نسبت اتنی پکی پچی اور مضبوط ہے کہ اللہ رب العزت ہمارے اکابرین کو ہماری طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے کہ جنہوں نے ہمیں اپنے پیچھے چلانے کی بجائے شریعت کی روشن راہ کے اوپر چلا کر دکھادیا۔

آخری بات ذرا توجہ فرمایئے کہ اللہ رب العزت نے اس فقیر کو دین کی نسبت سے دنیا کے کئی ممالک میں سفر کی توفیق عطا فرمائی مشرق دیکھا مغرب دیکھا امریکہ دیکھا' افریکہ دیکھا وہ علاقہ بھی دیکھا جہاں چھ مہینے کا دن چھ مہینے کی رات وہ جگہ دیکھی جہاں پر لکھ کر گورنمنٹ نے لگایا ہے End of the world یہ دنیا کا آخری کنارہ ہے سائبیریا کی وہ جگہیں دیکھیں جہاں پر سارا سال لوگ برفانی گھروں کے اندر برف کے بنے گھروں کے اندر زندگی گزارتے ہیں افریقہ کے جنگلوں میں جا کر زندگی کو دیکھا لیکن یہ عاجز اتنی بات باوضو بیٹھ کر مسجد میں عرض کرتا کہ یہ عاجز دنیا میں جہاں بھی گیا۔وہاں پہ علمائے دیوبند کا کوئی نہ کوئی روحانی فرزند پہلے ہی بیٹھا دین کا کام کرتا نظر آیا۔

یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
عابد کے یقین سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل
کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں
یہ علم وہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے

اللہ رب العزت ہمیں ساری زندگی ان اسلاف کی تعلیمات کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں کے قدموں میں ہمیں جگہ عطا فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ النحل ۹۷)

حصول حیاتِ طیبہ کے مدارج

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

انسان اپنے بارے میں فکرمند رہے اور دوسروں کے بارے میں حسن ظن رکھے۔ آج ہم الٹ کرتے ہیں۔ دوسروں کی فکر ہوتی ہے۔ اس میں یہ ہے اس میں یہ ہے۔ اور اپنے بارے میں بڑا حسن ظن ہوتا ہے۔ کہ ہم تو قیامت کے دن بڑے آرام وسکون میں ہونگے۔ چنانچہ جب قیامت کے دن کے بارے میں سوچتا ہے عام آدمی تو وہ سوچتا ہے کہ قیامت کا دن ہوگا لوگ کھڑے ہونگے' حساب ہو رہا ہوگا' بڑا میزان ہوگا جس پر نیکیاں گناہ تل رہے ہونگے' کچھ لوگ جنت میں جا رہے ہونگے اور دوسرے کچھ لوگ وہ جہنم میں جا رہے ہونگے اور میں! دیوار پہ بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہونگا۔ اپنے بارے میں یہ سوچتا ہے بندہ۔ یہ نہیں سوچتا کہ یا تو میں جنت والوں میں سے ہوں گا یا میں بھی جہنم جانے والوں میں سے ہونگا۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حصول حیات طیبہ کے مدارج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ (سورۃ النحل ۹۷)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی

جو کوئی بھی نیک اعمال کرے مرد ہو یا عورت ہو۔

وَھُوَ مُؤْمِنٌ

اور وہ ایمان والا ہو۔

فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً

ہم ضرور بالضرور اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ اس آیت مبارکہ میں ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ پاکیزہ زندگی ملنے کی خوشخبری مل رہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمال کی طاقت:

دنیا کا ہر انسان چاہتا ہے مجھے پاکیزہ زندگی ملے۔ تو یہ آیت مبارکہ اس راز سے پردہ ہٹا رہی ہے۔ کہ اے کلمہ پڑھنے والو! اگر تم نیک اعمال کو اپنالو زندگی کو نیکی پر لے آؤ تو اس کے بدلے میں اللہ رب العزت تمہیں پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔ اللہ رب العزت نے اعمال کے اندر طاقت رکھی ہے' اعمال کے اندر اثرات رکھے ہیں۔ چنانچہ جو انسان اچھے طریقے سے نماز پڑھے اس کو کامیابی کا وعدہ۔ ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (المومنون)

تحقیق فلاح پا گئے وہ ایمان والے جو خشوع و خضوع کے ساتھ نماز کو ادا کرتے ہیں۔

فلاح کی تعریف:

فلاح کہتے ہیں ایسی کامیابی جس کے بعد ناکامی نہ ہو۔ اللہ رب العزت کے ہاں ایسی عزت کہ جس کے بعد ذلت نہ ہو۔ اور یہ اچھی نماز پڑھنے پر اللہ رب العزت بندے کو عطا فرما دیتے ہیں۔

اطمینان قلب کا نسخہ:

ذکر کرنے پر اللہ رب العزت کی طرف سے اطمینان قلب ملنے کا وعدہ۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد:۲۸)

جان لو! اللہ رب العزت کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

تو اللہ رب العزت کی یاد سے انسان کے دل کو اطمینان ملتا ہے۔ سکون ملنے کا اللہ

رب العزت نے وعدہ فرمایا۔

تقوی پر انعام:

روزہ رکھنے پر انسان کو تقوی نصیب ہوتا ہے۔اور تقوی ملنے پر اللہ رب العزت کی طرف سے برکتوں کے دروازے بندے پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ روزے کو فرض کرنے کا جو مقصد بتایا گیا

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾(البقرۃ:۱۸۳)

تا کہ تم متقی ہو جاؤ۔اور اس تقوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا﴾

اگر یہ بستی دیسوں والے ایمان لے آتے اور تقوی کو اختیار کرتے

﴿لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾(الاعراف۹۶)

ہم آسمان اور زمین سے ان کے لیے برکتوں کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔ ہر بندے کے دل کی تمنا ہے کہ مجھے برکتیں نصیب ہوں' میری صحت میں برکت' وقت میں برکت' رزق میں برکت' اولاد میں برکت' دین میں برکت' میرے کاموں میں برکت' تو ہم ہر چیز میں اللہ رب العزت کی طرف سے برکتیں چاہتے ہیں۔ اگر تقوی بھری زندگی کو اختیار کریں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم تمہارے اوپر برکتوں کے دروازوں کو کھول دیں گے۔

مغفرت اور وسعت رزق کا وعدہ:

حج کرنے پر انسان کے لیے مغفرت اور وسعت رزق کے وعدے۔ چنانچہ حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

﴿تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ﴾

تم حج اور عمرہ بار بار کرو

﴿فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے کہ بار بار حج اور عمرہ کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو تنگدستی اور گناہوں سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔ تو مغفرت بھی ملی اور رزق بھی بندے کا بڑھ گیا۔

اثرات:

اعمال کے اندر طاقت و اثرات ہیں' یہ خدائی وعدہ ہے۔ چیزوں کے اثرات یہ ہمارا مشاہدہ ہے۔ بجلی کا جھٹکا لگنے سے بندے کی موت آتی ہے۔ لہٰذا کوئی آدمی بجلی کی ننگی تار کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ زہر کھا لینے سے انسان کی موت واقع ہوتی ہے۔ ہر بندہ زہریلی چیز سے دور رہتا ہے۔

اعمال پر یقین:

اسی طرح اگر یقین ہو جائے کہ نیک اعمال کرنے پر اللہ کی طرف سے خیر ملے گی اور گناہوں کے کرنے سے اللہ کی طرف سے عذاب ہوگا تو پھر کوئی بھی انسان گناہ کی طرف قدم نہ بڑھائے بلکہ اپنی پوری زندگی نیکی کے اوپر خرچ کرے۔ دو بندے ایک کام کرتے ہیں۔ ایک کا عمل بنا ہوا فلاح مل گئی دوسرے کا عمل بگڑا ہوا اس کو اللہ کی طرف سے سزا مل گئی۔

نماز پر فلاح کا وعدہ:

ذرا غور فرمایئے! اچھی نماز پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاح کا وعدہ۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾

چنانچہ جس کو فلاح نصیب ہوگی وہ جنت میں جائے گا۔ اور اسی نماز کو بگاڑنے سے جہنم میں جانے کا معاملہ۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (الماعون)

ایک ہی نماز ہے بنانے والے کو جنت مل گئی' غفلت کرنے والے اور اس عمل کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بگاڑنے والے کو اللہ نے جہنم کی بات کر دی۔

قرآن پڑھنے پر دعوت:

چنانچہ اچھا قرآن انسان کے لیے سلامتی کا سبب۔ جو انسان حافظ ہے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اقرا قرآن پڑھ اور جنت کا درجہ چڑھ اور

﴿وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا﴾

ٹھہر ٹھہر کے پڑھ جیسے دنیا میں ٹھہر کے پڑھتا تھا۔ اب یہ جنت میں گیا قرآن کی وجہ سے۔ اور جنت میں اس کو ملائکہ بھی سلام دے رہے ہیں۔ اور جنتی بھی سلام ایک دوسرے کے اوپر سلامتی اور اگر اسی قرآن کی تعلیمات کی خلاف ورزی کر کے قرآن کو پڑھا تو حدیث میں آتا ہے:

﴿رُبَّ قَارِئٍ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ﴾

کتنے قرآن پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں اور قرآن اس کے اوپر لعنت کر رہا ہوتا ہے۔ تو ایک ہی عمل کو بنا لیا تو رضا مل رہی ہے۔ اسی عمل کو بگاڑ لیا تو انسان کو اللہ کی طرف سے سزا مل گئی تو جب اعمال انسان کو کرنے ہی ہیں تو کیوں نہ سنوار کے کرے۔ انکو بہتر کرنے کی کوشش کرے۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی:

سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے اس دنیا میں ایسی بادشاہی دی کہ نہ پہلے کسی کو ایسی بادشاہی ملی ہے اور نہ بعد میں کسی کو ملے گی۔ انسانوں کے بادشاہ جنوں کے بادشاہ پرندوں کے بادشاہ ہوا کے بادشاہ خشکی تری کی ہر مخلوق کے بادشاہ۔ ان کا حکم چلتا تھا ہر ایک کے اوپر۔ ایسی اللہ رب العزت نے ان کو بادشاہی اور سلطنت عطا فرمائی۔ لیکن اس کے بعد فرمایا کہ ان کو اللہ رب العزت کی طرف جو قرب ملا قبولیت ملی وہ ان کو ان کے اعمال کی وجہ سے ملی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿نِعْمَ الْعَبْدُ﴾

میرا کتنا اچھا بندہ تھا

﴿اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ﴾ (ص ۳۰)

وہ میری طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اب یہ نعمت عبد کا مرتبہ ملا نعمت عبد کا جو تاج ان کے سر پر سجایا اس کی بنیاد اللہ کی طرف رجوع فرمایا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر پر انعام:

دوسری طرف دیکھیے حضرت ایوب علیہ السلام کے اوپر امتحان آ گیا۔ ساری جائیداد چلی گئی باغات چلے گئے' بیوی بھی فوت ہو گئی' بچے بھی مر گئے اور خود بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ اتنی آزمائش لیکن اس سب کے باوجود اللہ رب العزت کا قرب ملا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا﴾ (ص ۴۴)

ہم نے انہیں صبر کرنے والا پایا۔ کیا شاہانہ کلام ہے۔ ﴿اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا﴾ میرا کتنا اچھا بندہ۔ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ وہ میری طرف رجوع کرنے والے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ دنیا کی بادشاہت ہے پھر بھی قرب مل رہا ہے' رجوع الی اللہ کی وجہ سے۔ اور ظاہری طور پر فقر و فاقہ' تنگدستی سب کچھ ہے نعم العبد کا خطاب مل رہا ہے آواب ہونے کی وجہ سے۔

قرب الٰہی ملنے کی وجوہات:

معلوم ہوا کہ قرب ملتا ہے اعمال کی وجہ سے۔ اس میں دنیا کی مال و دولت کا کوئی دخل نہیں۔ ایک انسان جھونپڑی میں بیٹھ کے بھی اللہ کا ولی بن سکتا ہے۔ اور ایک انسان قوم کے گدوں کے اوپر لیٹ بیٹھ کے بھی اللہ کا ولی بن سکتا ہے۔ دنیا ظاہری ایک چیز ہے' مادی چیز ہے' اس راستے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

دو خوشخبریاں:

چنانچہ ایمان اعمال بنانے والے کو دو خوشخبریاں، دو نعمتیں ملیں۔

پہلی: فرمایا:

﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾

پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔

دوسرا اس عمل پر انعام

﴿وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

دو انعام ملے، دنیا میں پاکیزہ زندگی اور آخرت میں بڑا اجر۔ جتنا اجر اتنے ان کے درجات۔

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (الاحقاف:۱۹)

چنانچہ دنیا میں پاکیزہ زندگی ملی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کے درجات مل گئے۔

دو عذاب:

اور اعمال بگاڑنے والے پر دنیا میں دو عذاب۔ کیا؟ فرمایا:

﴿مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ﴾

جو میرے قرآن سے رخ پھیرے

﴿فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ (طٰہٰ:۱۲۴)

یہ پہلا عذاب ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں۔ تنگ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی بکری تھوڑی ہوتی ہے۔ پیسے نہیں ہوتے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے بے سکون رزق دیتے ہیں۔ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ایسا رزق ملتا ہے کہ Tention ہوتی ہے سر پہ۔

چنانچہ آپ دیکھیں بڑے بڑے انڈسٹریوں والے راتوں کو نیند نہیں آتی۔ او جی!

کمپنی کا Shere کھلتا ہے' پتہ نہیں کتنا کھلتا ہے؟ Tention ہر وقت کی پریشانی۔ او جی! ہم نے Container بھیجا تھا اور وہ رک گیا۔ بڑے پریشان۔ ہم نے ایک Deal کرنی تھی موقع پہ نہیں ہو سکی' بڑی پریشانی۔ تو کروڑوں میں کھیلنے والے بھی پریشان۔ مَعِیْشَةً ضَنْكًا۔ کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کے رزق کو ایسے تنگ کریں گے کہ بے سکون ہی رہے گا۔ پریشان ہی رہے گا رزق کی طرف سے۔ کبھی ادھر کوئی پیسے دبا کے بیٹھ گیا اور کبھی کوئی دھوکے سے پیسے لے کے چلا گیا' پریشان ہی رہے گا۔ ذہنی طور پہ ہر وقت Occopied رہتے ہیں یہ لوگ۔ نماز میں اسی مال کا خیال' سکون نہیں ہوتا۔ ایسی مصروفیت اللہ دے دیتے ہیں کہ اپنے گھر والوں کے ساتھ کوئی سکھ کے دو لمحے گزارنے کا موقع نہیں ملتا۔ مَعِیْشَةً ضَنْكًا۔ فرمایا ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں۔ بے سکون روزی دیتے ہیں۔ ایک عذاب تو یہ ملتا ہے۔ دوسرا وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔ (طٰہٰ ۱۲۴) اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کھڑا کریں گے۔ یا اللہ یہ سزا کیسی؟ فرمایا کہ شریعت کا اصول ہے' جزا من جنس العمل جیسا عمل ویسا بدلہ۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ فرمایا دنیا میں اس نے میری تعلیمات سے' احکام سے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا' اپنا رخ پھیر لیا' یہ اندھا بنا رہا' جب دنیا میں اس نے اندھے پن کا مظاہرہ کیا ہم قیامت کے دن اس کو اپنے سامنے اندھا کھڑا کریں گے۔ اب بتایئے! اعمال بنانے پر کس قدر اچھائیاں مل رہی ہیں؟ اور اعمال کے بگاڑنے پر بندے کو کس قدر نقصان نصیب ہو رہا ہے؟ لہٰذا جو شخص چاہے کہ میں اپنی ذات کو قیمتی بناؤں اس کو چاہیے کہ اپنے اوپر محنت کرے۔ دستور یہ ہے کہ جس چیز پر محنت ہوتی ہے۔ وہ چیز قیمتی بن جاتی ہے۔ لکڑی پر محنت کر دی' لکڑی فرنیچر بن کر کتنی مہنگی بکتی ہے۔ انسان نے پتھر پر محنت کی' پتھر پالش ہو کے جب نکلتا ہے تو کیا اعلیٰ ریٹ اس کا ملتا ہے۔ لوہے پر محنت کی' لوہا ہوا میں اڑتا پھر رہا ہے۔ اور دیکھو جہاز کی کتنی قیمت ہوتی ہے۔ سلیکون کہ Silicon ریت کو کہتے ہیں۔ اس ریت پر بندے نے محنت کی اور سیلیکون

سے اس نے............ سرکٹ بنائے۔ سرکٹ اتنے مہنگے کہ اگر اس کا ہم وزن سونا تولا جائے تو سونے سے تین گناہ زیادہ ان کے اوپر قیمت لگ رہی ہے تو انسان کی محنت اگر مادے پر لگی تو مادہ سونے سے تین گناہ قیمتی بن گیا اے بندے! اگر تو اپنی محنت اپنی ذات پر لگائے گا کیا اللہ کی نظر میں تو قیمتی نہیں بن جائے گا؟ اگر لوہا پرواز کر سکتا ہے تو کیا انسان روحانی طور پر پرواز نہیں کر سکتا۔ تو محنت کا رخ اپنی ذات کو بنا لیجیے۔

ایک سنہری اصول:

انسان اپنے بارے میں فکر مند رہے اور دوسروں کے بارے میں حسن ظن رکھے۔ آج ہم الٹ کرتے ہیں۔ دوسروں کی فکر ہوتی ہے۔ اس میں یہ ہے اس میں یہ ہے۔ اور اپنے بارے میں بڑا حسن ظن ہوتا ہے۔ کہ ہم تو قیامت کے دن بڑے آرام وسکون میں ہونگے۔ چنانچہ جب قیامت کے دن کے بارے میں سوچتا ہے عام آدمی تو وہ سوچتا ہے کہ قیامت کا دن ہوگا لوگ کھڑے ہونگے' حساب ہو رہا ہوگا' بڑا میزان ہوگا جس پر نیکیاں گناہ تل رہے ہونگے' کچھ لوگ جنت میں جا رہے ہونگے اور دوسرے کچھ لوگ وہ جہنم میں جا رہے ہونگے اور میں! دیوار پہ بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہونگا۔ اپنے بارے میں یہ سوچتا ہے بندہ۔ یہ نہیں سوچتا کہ یا تو میں جنت والوں میں سے ہوں گا یا میں بھی جہنم جانے والوں میں سے ہونگا۔

قیامت کا دن اور کامیابی کا معیار:

قیامت کے دن کو اللہ رب العزت یوم التغابن کہتے ہیں۔

﴿یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ﴾ (التغابن:۹)

اے انسان! تیرے لیے وہ ہار جیت کا دن ہوگا۔ یا تو زندگی کی بازی جیت جائے گا یا پھر زندگی کی بازی ہار جائے گا۔ اگر ایسا دن ہے تو کیا ہم اس طرح سوچتے ہیں۔ اصول یہ ہے اپنے بارے میں فکر مند رہے اور دوسروں کے بارے میں حسن ظن رکھے۔ اگر حسن ظن

رکھنا آ گیا اور اپنے بارے میں فکر لگ گئی تو یہ انسان کامیاب ہو گیا۔ چنانچہ اس دنیا میں ظاہر طور پر نیکوں پر بھی حالات آ جاتے ہیں' بروں پر بھی حالات آ جاتے ہیں۔ ظاہر میں وہ ایک جیسے نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ جیسے نیک بندہ اور برا بندہ ظاہر میں تو ایک جیسے نظر آتے ہیں' جسمانی طور پہ کیا فرق ہے؟ مگر باطن میں فرق ہے۔ حقیقت میں فرق ہے۔ ایک ایمان سے خالی' دوسرا ایمان سے بھرا ہوا دل لیے پھر رہا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا بانس ہوتا ہے پتلا سا' تو دیکھنے میں گنے کے بالکل مشابہ نظر آتا ہے' بالکل مشابہ۔ ظاہر میں فرق نہیں نظر آتا لیکن بانس اندر سے بالکل خشک ہوتا ہے اور گنا اندر سے سارا کا سارا میٹھے رس کے ساتھ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ تو ظاہر ایک مگر حقیقت مختلف۔ اسی طرح حالات عام بندے پر بھی آتے ہیں۔ اور آزمائش کے حالات مومن پر بھی آ جاتے ہیں۔ ظاہر ایک ہوتا ہے لیکن حقیقت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ذرا توجہ سے یہ نکتہ سمجھ لیجیے کہ فرمانبرداروں پر بھی حالت آتے ہیں اور نافرمانوں پر بھی آ جاتے ہیں۔ مگر دونوں میں فرق کہاں ہوتا ہے؟ سمجھنے کی کوشش فرمایئے گا! نافرمانوں پر اللہ رب العزت کی نعمتیں شروع میں آتی ہیں۔ پھر وہ ان نعمتوں کی ناقدری کرتے ہیں۔ اور ناقدری کرنے پر اللہ رب العزت ان کی پکڑ فرماتے ہیں۔ جبکہ فرمانبرداروں کے ساتھ اللہ کی مدد آخیر کے اوپر آتی ہے۔

﴿حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ﴾

حتی کہ جب رسول بھی مایوس ہو گئے

﴿وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا﴾

اور انہوں نے یہ جان لیا کہ شاید ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا گیا اللہ فرماتے ہیں

﴿جَآءَهُمْ نَصْرُنَا﴾ (یوسف: ۱۱۰)

ان کے اوپر ہماری مدد آ گئی۔ تو نافرمانوں کو اللہ پاک ابتدا میں نعمتیں دیتے ہیں آخر

پر ان کی پکڑ فرماتے ہیں کہ گت بناتے ہیں۔ اور فرمانبرداروں پہ شروع میں مجاہدہ کروا لیتے ہیں اور آخیر پر جا کر اللہ اپنی مدد ان کے شامل حال فرما دیتے ہیں۔

دوسرا فرق:

مصیبت آتی ہے نیکوں پر بھی بروں پر بھی مگر نافرمان پر مصیبت ایسے جیسے کسی نے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا اور بلڈ کے زیادہ نکلنے سے یہ صاحب فوت ہی ہو گئے۔ چھری تو اس کو بھی لگی' خون تو اس کا بھی نکلا مگر نتیجہ اس کی موت کے ساتھ نکلا۔ اور فرمانبرداروں پر بھی مصیبت آئی مگر اس کی مثال ایسے کہ جیسے جسم میں پھوڑا تھا ڈاکٹر نے آپریشن کے لیے چھری چلائی۔ چھری یہاں بھی چل رہی ہے' خون یہاں بھی نکل رہا ہے' پانچ سات خون کی بوتلیں یہاں بھی لگ رہی ہیں لیکن اپریشن کا انجام اللہ نے بیماری سے اس کو صحت عطا فرما دی۔ ظاہر ایک جیسا مگر انجام میں فرق ہوتا ہے۔ نافرمان کو رزق ملتا ہے تو ایسے جیسے چوہے کو پکڑنے کے لیے کوئی پراٹھے کا ٹکڑا پنجرے میں لٹکا دیتا ہے۔ اب جی! وہ بڑا خوش پھر رہا کہ پراٹھا مل گیا کھانے کو مگر وہ یہ تو نہیں جانتا کہ اسی پراٹھا کے کھانے میں میری گردن پکڑی جائے گی اور مجھے جان سے ہی مار دیا جائے گا۔ نافرمان کو پراٹھا ملا مگر پراٹھے کا ٹکڑا اس کے لیے موت کا سبب بنا۔ اور فرمانبرداروں کو بھی اللہ نعمتیں دیتے ہیں مگر ایسے جیسے کوئی بولنے والے طوطے کو چوری کھلاتا ہے۔ یہ جو بولنے والے طوطے ہوتے ہیں نا کبھی سلام کرتے ہیں' کبھی اللہ کا لفظ لیتے ہیں' لوگ اس کو بڑے شوق سے پالتے ہیں۔ ان کی بڑی خدمت کرتے ہیں۔ اور یہ میاں مٹھو کو چوری کھلاتے ہیں۔ مگر یہ جو چوری ہے یہ نعمت کے طور پر مل رہی ہے۔ اور ادھر روٹی اس کے لیے موت کا پیغام بن کر آ رہی ہے۔ ظاہر ایک ہے ایک کے لیے موت کا سبب ہے دوسرے کیلئے زندگی اور صحت کا سبب ہے۔

چنانچہ نافرمانوں پر اللہ رب العزت جو نعمتیں بھیجتے ہیں اس کا نام اللہ رب العزت نے فتح ابواب رکھا۔

طلبہ کے لیے نکتہ:

نافرمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ جو نعمتیں بھیجتے ہیں اس کا نام اللہ نے رکھا؟ فتح ابواب۔ دروازے کھول دیتے ہیں۔ فرمایا:

﴿فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ﴾

جب بھول گئے جوان کو نصیحت کی تھی۔

﴿فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ﴾

ہر چیز کے دروازے ہم نے کھول دیے۔ تاکہ یہ نعمتیں پائیں، عیاشی کریں اور اچھی طرح ہماری پکڑ میں آئیں۔ فرماتے ہیں جب وہ خوب ہم سے غافل ہو گئے۔

﴿أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً﴾ (الانعام:۴۴)

ہم نے اچانک ان کو اپنی پکڑ میں لے لیا۔ یہ فتح ابواب تھی۔ اور فرمانبرداروں کے لیے فرمایا کہ جو نیکی اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں:

﴿لفتحنا عليهم بركات من السماء والارض﴾ (الاعراف:۹۶)

تو ان کے لیے فتح برکات ہوتی ہے۔ ان کے لیے فتح ابواب ہوتا ہے۔

ایمان والوں کی تکلیف آزمائش (امتحان):

دیکھیے ایمان والوں کو بھی تکالیف آتی ہیں مگر اللہ نے ان کو آزمائش کہا فتنہ کہا۔ ہم آزماتے ہیں Test لیتے ہیں۔ ہم دور وپے کا اگر گھڑا لیں تو ٹھونک کے دیکھتے ہیں کچا یا پکا۔ تو اللہ رب العزت نے بھی جنتوں کے بدلے بندے کو قبول کرنا ہوتا ہے وہ بھی آزماتے ہیں کچا یا پکا۔ مگر یہ آزمائش مومن پر اور طرح سے آتی ہے۔ فاسق، فاجر پر اور طرح سے آتی ہے۔ جب فاسق پر آتی ہے اللہ کا عذاب بن کے آتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان نافرمانوں پر اپنے عذاب کا کوڑا پھینکا۔ کیسا تھا ارشاد فرمایا:

﴿وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ

یَرْجِعُوْنَ﴾(۲۱)

ہم بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب ان کی طرف بھیجیں گے تاکہ ممکن ہے یہ واپس لوٹ آئیں۔ تو نافرمانوں پر جو مشقتیں آئیں اللہ نے اس کے لیے عذاب کا لفظ استعمال کیا۔ اور ایمان والوں کے لیے اللہ رب العزت نے فرمایا کہ ہم ان کو آزمائیں گے۔

چنانچہ

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ﴾

کبھی جان میں کمی، کبھی مال میں کمی فرمایا کہ ان تمام حالات میں جو بھی صبر کے ساتھ رہے گا ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیں۔ تو اللہ رب العزت کا معاملہ مختلف ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اعمال کو سنواریں اور اللہ رب العزت کے فرمانبردار بندوں میں شامل ہو جائیں۔

سستی شیطان کا ایک داؤ:

چنانچہ جو بندہ عبادات میں سستی کرتا ہے تو شیطان صرف اس کے اوپر چڑھ دوڑتا ہے۔ یہ دنیا کا دستور ہے جب کوئی اپنے دشمن پہ قابو پائے تو سب سے پہلا کام یہ کرتا ہے کہ جو اس کے پاس سب سے مہلک چیز ہوتی ہے، وہ پھر چھین لیتا ہے۔ یہ فوجی لوگ جب دشمن کو گرفتار کرتے ہیں تو اس کو کہتے ہیں Hands Up-Hands Up کیا مطلب ہوتا ہے؟ کہ کہ اس کے ہاتھ میں کوئی نقصان دینے والی چیز ہے وہ ہاتھ سے چھوٹ جائے یہ مجھ پر حملہ نہ کر سکے۔ شیطان بھی یہی کرتا ہے۔ کہ جب بندے کے اوپر قبضہ جماتا ہے تو سب سے مہلک ہتھیار جو بندے کے پاس ہوتا ہے نا وہ اس کو بندے سے علیحدہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ﴾ (المجادلہ:۱۹)

شیطان ان پر غالب آ گیا اور شیطان نے ان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا۔ تو شیطان کا سب سے بڑا کام یہ کہ اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے۔ چونکہ وہ جانتا ہے اگر یہ اللہ کی یاد میں لگا رہا تو ہمارا وار اس پر نہیں چل سکے گا۔ تو مومن شیطان کے وار سے بچے۔ دیکھیے! شیطان کے وار سے بچنے کے لیے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ایک بات ہمیں سمجھا دی۔ Spell Out کر کے بتایا۔ کھول کھول کے بتایا۔ اس طرح کرو گے شیطان آ جائے گا' حملہ کرے گا' تمہیں ورغلائے گا۔

چند مثالیں:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اگر کھانا کھانے بیٹھے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے کھانے میں شامل ہو جاتا ہے۔ دیکھیے شیطان کے نقب لگانے کے کون کون سے راستے ہیں؟ اللہ کے محبوب ﷺ نے ان راستوں کو کھول کھول کے بتایا۔ لہٰذا کھانے سے پہلے کی دعا پڑھنا' بسم اللہ پڑھنا یہ کتنا ضروری؟ تاکہ ہم شیطانی اثرات سے بچ جائیں۔ جب کھانے میں شیطانی اثر شامل ہوگا تو ظاہر ہے جو طاقت بندے کو ملے گی وہ بندے کو گناہ پر ہی آمادہ کرے گی۔ تو کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے میں شریک نہیں ہو سکتا۔

بلکہ ایک صحابی تھے وہ پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول گئے انہیں درمیان میں یاد آئی تو درمیان میں انہوں نے پڑھ لی تو اللہ کے نبی ﷺ مسکرا پڑے۔ کسی نے پوچھا کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کیسے مسکرائے؟

فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھا رہا تھا جب اس نے بسم اللہ پڑھی شیطان نے سب کھایا پیا نکال دیا یہاں سے دفع ہو گیا۔ تو بسم اللہ پڑھنی کتنی ضروری؟

آگے دیکھیے! حدیث پاک میں آتا ہے جو بندہ رات کو اپنے گھر کا دروازہ بند کرتے

ہوئے بسم اللہ پڑھ لے شیطان رات کے وقت اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ بات کتنی آسان ہے مگر اہم کتنی زیادہ؟ جب بھی انسان رات کو گھر کا دروازہ بند کرے' گھر کی عورت گھر کا دروازہ بند کرے تو بسم اللہ پڑھ کے ہی بند کرے تا' تو بسم اللہ پڑھ کے گھر کا دروازہ بند کر لیا اللہ نے شیطان کو گھر میں داخل ہونے سے روک لیا۔ اب اکثر گناہ راتوں میں ہی ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ جب گھر میں شیطان آیا ہی نہیں تو ایک رات کے گناہ سے بچے دوسرا تہجد میں اٹھنا آسان اور فجر کی نماز میں بھی اٹھنا آسان۔ شیطان جو گھر میں نہیں ہے۔ ورنہ تو تھپکیاں دے' دے کے سلا دیتا ہے۔ کانوں میں آ کے پیشاب کر جاتا ہے۔

حدیث پاک کا مفہوم کہ جو آدمی فجر کی نماز کے لیے نہیں اٹھتا درحقیقت شیطان اس کے کان میں آ کر پیشاب کر جاتا ہے اس کی وجہ سے اس کی آنکھ نہیں کھلتی۔ تو بھئی! شیطان کو روکنے کا کتنا اچھا طریقہ! کہ انسان سنت کے مطابق اپنے گھر کا دروازہ بند کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے۔

شیطان سے بچاؤ کا ہتھیار:

دیکھئے! حدیث پاک میں آتا ہے جو انسان بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے' مسنون دعا پڑھ لے تو شیطان اس کے ساتھ بیت الخلاء میں داخل نہیں ہوتا۔ اور اگر پڑھنا بھول جائے گا شیطان بیت الخلاء میں ساتھ داخل ہو گا' اور اس کی شرمگاہ کے ساتھ کھیلے گا۔ گدگدی کرے گا اس کی شرم گاہ کے ساتھ۔ تو بندے کو شہوانی خیال آئیں گے۔ دیکھئے نبی علیہ السلام نے ایک ایک بات سمجھائی کہ کیسے ہم شیطان کے Attacks سے' حملے سے بچ سکتے ہیں۔

بسم اللہ کی برکات:

چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا کہ آدمی اگر ضرورت کے وقت اپنے جسم سے کپڑے اتارے تو بسم اللہ پڑھ لے۔ اس بسم اللہ کے پڑھنے سے نہ جن اسے دیکھ سکتے ہیں نہ

شیطان سے دیکھ سکتا ہے۔ یہ کتنا چھوٹا سا عمل ہے مگر کتنے لوگ کپڑے اتارتے ہوئے بسم اللہ پڑھتے ہیں؟ بہت سارے بھول جاتے ہیں۔ عورتوں نے اگر غسل کرنا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھتیں تو ان کو جن بھی دیکھیں گے شیطان بھی دیکھیں گے۔ پھر کیوں روتی پھرتی ہیں کہ ہمارے اوپر آسیب کا اثر ہو گیا۔ بھئی! نبی علیہ السلام نے ایک چھوٹی مختصری بات بتائی تھی اس سے اتنا بڑا فائدہ تھا کہ انسان کے جسم پر نہ شیطان کی نظر نہ جن کی نظر۔ اور ہم بھول ہی گئے اس عمل کو کرنا۔ چنانچہ اگر میاں بیوی دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ اپنے کپڑے اتارتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا بھول گئے تو شیطان ان کے عمل میں شریک ہوتا ہے۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ ہونے والی اولاد اللہ کی بھی نافرمان، ماں باپ کی بھی نافرمان۔ بات مختصری ہے۔ چھوٹی سی ہے لیکن اثرات دیکھو کہاں تک جا رہے ہیں؟

شیطانی اثرات کا سبب:

چنانچہ نبی علیہ السلام نے ایک دعا بتائی میاں بیوی دونوں اکٹھے ہوں تو ضرورت پوری ہونے کے وقت اس کو پڑھ لیا جائے۔ اللہ اکبر! محدثین نے لکھا کہ اس دعا کے پڑھنے سے اگر حمل ٹھہر گیا تو حمل کے اندر شیطانی اثرات سے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمادیں گے۔ آج جس کو دیکھو جی! اولاد نہیں مانتی، اولاد نافرمان۔ بھئی! اولاد تو نافرمان مگر ہم نے بھی تو سنت کو نظر انداز کیا تھا۔ ہم نے بھی تو نبی علیہ السلام کے بتائے ہوئے اعمال کو چھوڑ دیا تھا۔ اپنی بوئی ہوئی کھیتی تھی اب اپنی آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ جہاں انسان نے اللہ کا حکم توڑا شیطان اس وقت اس کے پاس پہنچ گیا۔

﴿فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ (زخرف:۳۶)

شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور غفلت کی زندگی ایسی گزارتے گزارتے ایسا وقت آ جاتا ہے اللہ خود ہی اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں۔ شیطان کے حوالے کر دیتے ہیں۔

﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ فرماتے ہیں ہم نے ان پر ان کے ساتھی متعین کر دیئے۔

﴿فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ﴾

(حم سجدہ: ۲۵)

اب ایک بسم اللہ پڑھنے کی عادت ڈال لیجیے تو کتنے مواقع ہیں جہاں انسان شیطان کے اثرات سے بچ جاتا ہے۔

بچے کو بسم اللہ کی عادت ڈالیں:

بسم اللہ کی عادت بچے کو بچپن میں سکھانی چاہیے۔ ہر اچھے کام کو کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھو۔ دروازہ کھولتے بسم اللہ' گاڑی میں بیٹھنا ہے بسم اللہ' کھانا کھاتا ہے بسم اللہ' ہر اچھا کام کرتے ہوئے اگر بسم اللہ کی عادت پڑ جائے' چھوٹا سا عمل ہے لیکن دیکھیے اس پر کتنے اچھے اثرات بندے کو ملتے ہیں؟ تو معلوم ہوا ہم اگر اپنی زندگی میں فلاح چاہتے ہیں تو ہمیں نیک اعمال کو اپنانا پڑے گا۔ پھر ہم شیطان کے اثرات سے بچ جائیں گے۔ اور اگر اعمال نہیں ہوں گے تو ہم دنیا میں بھی نہیں بچ سکیں گے اور آخرت کے عذاب سے بھی نہیں بچ سکیں گے۔

وضو کی برکت:

مختلف اعمال سے محروم ہونے کا قیامت کے دن مختلف عذاب ہوگا۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں یہ حدیث پاک لکھی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ خواب میں جہنم کے یہ حالات دیکھے اور صحابہ کو فرمایا کہ میں نے جہنم میں بعض لوگوں کو عذاب پاتے دیکھا (اس بات کو) حدیث پاک کو امام ترمذی نے بھی نوادر الاصول میں لکھا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک بندے کو قبر میں ڈالا گیا اور عذاب قبر اس کی طرف بڑھا کہ اس میت کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ مگر اس کا اچھی طرح وضو کر لینا عذاب قبر سے بچنے کے کام آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو معلوم ہوا کہ اچھی طرح جو بندہ وضو کرے۔ یعنی فراغت کے بعد استنجاء کرتا ہے تو اچھے انداز سے کرے۔ سنت کے مطابق مٹی استعمال کرے۔ موجود نہیں تو چلو ٹوائلٹ پیپر استعمال کرے کہ وہ بنا ہی اسی مقصد کے لیے ہوتا ہے۔

ذکر کی برکات:

پانی استعمال کرے۔ تسلی کرے۔ پھر اس کے بعد وضو اہتمام کے ساتھ۔ پانی اپنے کپڑوں پہ نہ گرنے دیں۔ سنت کے مطابق تمام اعضاء کو مل مل کے دھوئے۔ جو مسنون دعائیں ہیں وہ پڑھے۔ تسلی کے ساتھ وضو کرنے کی عادت ہو گی نتیجہ کیا نکلے گا؟ اس اچھی طرح وضو کرنے پر اللہ تعالیٰ بندے کو قبر کے عذاب سے نجات دیں گے۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بندے کی طرف شیطان لپکا کہ میں اس پر حملہ کروں۔ مگر اس بندے نے اللہ کا ذکر کرنا شروع کیا شیطان نے منہ کی کھائی اور اس کو چھوڑ کے واپس بھاگا۔ چنانچہ ذکر کی وجہ سے شیطان بندے پہ قابو نہیں پا سکتا۔ اور قابو نہ پاسکنے کی وجہ سے بندوں کے دل میں وساوس نہیں ڈال سکتا۔ تو عمل چھوٹا سا اللہ کا ذکر کرنا اور فائدہ کتنا بڑا کہ شیطان سے حفاظت ہو گئی۔

خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے کی برکت:

فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو عذاب کے فرشتوں کو دیکھا کہ اس کی طرف بڑھنے لگے۔ فرمایا کہ اس کی نماز اس کے کام آ گئی۔ اور نماز نے بڑھتے فرشتوں کو واپس بھیج دیا۔ تو جو انسان اچھے انداز سے نماز پڑھے گا' سکون تسلی کے ساتھ' خشوع وخضوع کے ساتھ۔ خشوع کہتے ہیں کہ دل میں اللہ کی عظمت ہو اور بندہ عظمت الٰہی کو دل میں رکھ کے نماز پڑھے۔ خضوع کہتے ہیں کہ ارکان جو ہیں نماز کے اس کو بھی تسلی سے ادا کر رہا ہو۔ تو اس نماز کے پڑھنے پر اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب کے فرشتوں سے بچائیں گے۔

روزہ کی برکات:

فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا قیامت کے دن ایک بندہ شدت پیاس کی کیفیت میں ہے۔ اتنی پیاس کے برداشت نہیں ہو رہی۔ جان نکلی جا رہی ہے۔ فرماتے ہیں، اس پیاس کی شدت میں اس کا روزہ اس کے کام آ گیا اور اس کو حوضِ کوثر سے جام مل گیا۔

آج کل عورتوں کی بے احتیاطی:

آج کل کی عورتیں مہندی کم لگاتیں ہیں اور ناخن پالش کی طرف زیادہ توجہ ہے۔ اور جو عام گھروں کی بچیاں ہیں ماشاء اللہ ان کو ناخن بڑھانے کی بھی عادت ہے۔ جتنے لمبے ناخن اتنی اس میں میل جم گئی۔ اور میل کی جگہ پر پانی نہیں جاتا تو غسل کیسے ہوگا؟ تو دیکھئے چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں۔ یا غسل کرتے ہیں تو بالوں کو صحیح طرح نہیں کھولتیں، یا صحیح طرح بالوں کو پانی سے تر نہیں کرتیں۔ اور کئی ایک کو تو غسل کے فرائض کا پتہ ہی نہیں۔ کسی نے پوچھا شادی ہو گئی غسل کے فرائض آتے ہیں؟

کہنے لگی ہاں!

کون کون سے غسل کے فرائض ہیں؟

صابن تیل اور تولیہ۔ یہ تین غسل کے فرائض ہیں۔ ماشاء اللہ! ایم اے پاس اور غسل کے فرائض کا پتہ نہیں ہے۔

آج کی بچی دین سے دور کیوں؟

ایک مرتبہ ایک بچی ہمارے جامعہ میں آئی کہنے لگی میری امی نے میری شادی کی Date رکھ دی ہے تو میں آئی ہوں کہ میں آپ سے غسل کے مسائل پوچھوں۔ تو گھر والوں نے پوچھا کہ آپ کی عمر تو بائیس تیئس سال لگتی ہے۔ جی نماز تو بڑے عرصے

سے فرض ہو گی۔ پندرہ سال عمر میں عام طور پر بچیوں پہ نماز فرض ہو جاتی ہے۔ کہنے لگی ہاں! تو پندرہ سے بائیس سال تک درمیان میں غسل کیسے کرتی تھی؟ کہنے لگی درمیان میں کیسے غسل؟ ماہانہ جو ایام آتے تھے اس کے بعد بھی تو غسل کرنا ہوتا ہے۔ کہنے لگی وہ تو میں نہاتی تھی بس۔ سات سال اس لڑکی کے گزر گئے اور اس کو غسل کا پتہ ہی نہیں تھا۔ وہ سمجھتی تھی کہ شاید شادی کے بعد ہی جا کر غسل کی ضرورت پڑتی ہے۔

ایک بڑھیا کی حالت زار:

ایک حاجی صاحب میرے پاس آئے کہنے لگے حالت یہ ہے میں بوڑھا ہو گیا لیکن ایک دن میاں بیوی نے ملاقات کی۔ میں فجر پڑھنے چلا گیا جب واپس آیا تو دیکھا کہ بیوی بھی فجر پڑھ رہی ہے لیکن آثار نظر نہیں آتے تھے کہ اس نے غسل کیا۔ تو میں نے پوچھا کہ تم نے غسل کر لیا آج تو سردی تھی۔ کہنے لگی نہیں کیا۔ اللہ کی بندی! خاوند بیوی کی ملاقات اور اس کے بعد غسل نہیں کیا؟ کہنے لگی اپنے خاوند سے ملاقات کی ہے نا' غسل تو ہوتا ہے کہ جب غیر مرد سے ملاقات کرے۔ اب اندازہ لگائیں۔ معلوم ہوا کہ دین کے مسائل میں جہالت کی وجہ سے انسان ایسے گناہ کر لیتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی زندگی ہی ناپاک گزر رہی ہے۔

طہارت کی فضیلت:

تو طہارت کے مسائل بھی سیکھیے اور غسل جنابت کو صحیح طرح سے کیجیے اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ رب العزت انبیاء کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت عطا فرمائیں گے۔

حج اور عمرہ کی فضیلت:

نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی اندھیرے میں ہے۔ بہت اندھیرا اس کے اردگرد ہے اور اس کو راستے کی سمجھ نہیں لگ رہی کہ میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہاں جانا ہے؟ پریشان تھا مگر اس کا حج اور عمرہ آیا انہوں نے اس کے گرد روشنی کر دی جس سے اس کو راستہ نظر آ گیا۔ تو حج عمرے کی سعادت سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن صحیح راستے کی رہنمائی فرما دیں گے۔

صلہ رحمی پر اجر:

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن ایک بندہ بڑا پریشان حال کھڑا ہے۔ کوئی اس کا حال پوچھنے والا نہیں۔ گھبرایا ہوا' خوف زدہ' وحشت اس کے اوپر طاری ہے' اکیلا کھڑا ہے۔ میں نے دیکھا کہ جو صلہ رحمی کرتا تھا' وہ صلہ رحمی کا عمل ایا اور اس نے اس کی وحشت کو دور کر دیا۔ صلہ رحمی کہتے ہیں رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا اور زندگی گزارنا۔ ایمان والوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھنا۔ یہ صلہ رحمی کا عمل قیامت کے دن کی وحشت سے بچاؤ کا سبب بن گیا۔

صدقہ پر اجر:

پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جہنم کے کنارے تک پہنچا ہوا ہے اور آگ کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں اور اس کے چہرے تک آ رہی ہیں۔ اور چہرہ جھلس رہا ہے۔ مگر میں نے دیکھا کہ اس کا صدقہ اس کی خیرات' وہ عمل آیا اور اس کے اور جہنم کے درمیان آڑ بن کر اس کو جہنم سے بچا لیا۔ تو اللہ کے راستے میں دینا' دین کے کاموں میں خرچ کرنا' ضروری تو نہیں ہوتا کہ ہر بندہ لاکھوں لگائے۔ کئی دفعہ ایک...... جو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا بندے کے لیے جنت میں جانے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔ تو تھوڑا بھیج مگر اللہ کے نام پہ انسان دے۔ یہ صدقہ خیرات قیامت کے دن جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

خوف الٰہی پر انعام:

پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جہنم کے کنارے پہ کھڑا ہے قریب ہے کہ جہنم میں گر جائے کہ خوف خدا کا عمل آیا جو وہ اللہ سے ڈرتا تھا' خوف کھاتا تھا' کہ میں اللہ کی نافرمانی نہ کروں۔ خوف خدا کے عمل نے آکر اس کو جہنم میں گرنے سے روک لیا' بچالیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ آدمی اوندھے منہ جہنم کے اندر ڈال دیا گیا۔ گناہ زیادہ تھے۔ لیکن اللہ کے خوف سے اس کی آنکھ سے آنسو نکلا تھا یہ آنسو کے نکلنے کا عمل آیا اور جس طرح ڈوبتے کو دریا سے نکال لیتا ہے اس نے جہنم میں غوطہ کھانے والے بندے کو جہنم سے نکال دیا۔

درود شریف کی برکت:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک آدمی پل صراط کے اوپر ہے اور وہ پھسلتا ہے بار بار' قدم بڑھاتا ہے پھر پھسلتا ہے' ڈرتا ہے۔ نیچے نہ گر جاؤں۔ جہنم کے اوپر پل صراط بنی ہوئی ہے۔ بڑا گھبرایا ہوا۔ فرمایا کہ جو مجھ پر اس نے درود شریف پڑھا تھا وہ درود شریف کا عمل آیا اور اس نے ہوا کہ تیز رفتاری سے جہنم کے اوپر کا پل صراط طے کروایا۔ تو درود شریف پڑھنا کتنا ضروری؟ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بندہ جنت کے دروازے پر پہنچا مگر دروازے کو بند پایا۔ یہ بھی بڑا پریشان مگر کلمے کا عمل اس کا آیا اور کلمے نے اس کے لیے جنت کے دروازے کو کھلوا دیا۔

اچھے اخلاق پر انعام:

اور پھر فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک بندے سے اللہ ناراض تھے۔ اور اللہ اور بندے کے درمیان ایک پردہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ﴾ (البقرہ ۱۷۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ اللہ ان کے ساتھ گفتگو کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا۔

﴿ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ ﴾ (آل عمران ۷۷)

نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ بھی نہیں رہے اور بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ ہے' حجاب ہے۔ اس حالت میں وہ بندہ بڑا پریشان۔ اس بندے کے اچھے اخلاق آئے اور ان اخلاق نے درمیان کے پردے کو اٹھا دیا اور بندے کو اپنے رب کا دیدار نصیب ہو گیا۔

کامیابی کا دارومدار اعمال پر:

معلوم ہوا کہ اگر کامیابی نصیب ہوگی تو اعمال کے ذریعے نصیب ہوگی۔ اعمال کے بغیر بندے کو فلاح نہیں مل سکتی' کامیابی نہیں مل سکتی۔ اسی لیے ہم جو ایمان لائے تو اس میں ہم نے اللہ رب العزت کے سامنے ایک عہد کیا' ایک وعدہ کیا۔ جو ایمان مفصل ہے نا اس کے اندر ہم نے بڑے وعدے کیے اللہ سے۔ ذرا توجہ کے ساتھ! ایمان مفصل میں ہم نے اللہ رب العزت کے ساتھ کیا وعدے کیے؟ سب سے پہلے ہم نے کہا

﴿ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ﴾

کامیابی کا دارومدار:

میں اللہ پر ایمان لایا۔ اللہ پر ایمان لانے کا مقصد کیا؟ ایمان لانے کا مقصد یہ کہ اے اللہ! فاعل حقیقی آپ کی ذات ہے۔ یہ دنیا اسباب سے چلتی ہے اور آپ مسبب الاسباب ہیں۔ آپ کے اشارے سے ہوتا ہے جو دنیا میں ہو رہا ہے۔ ہمیں نہ چیزوں سے امیدیں ہیں اور نہ چیزوں کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہمیں تو آپ کو راضی کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتے ہیں چیزوں کے بغیر اور چیزیں کچھ بھی نہیں کر سکتیں اللہ کے بغیر۔

نفع اور نقصان کا مالک کون؟

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہی بات کھولی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو معجزے دیئے۔ پہلا معجزہ کیا؟ کہ عصا کو زمین پر ڈالا اور وہ اژدھا بن گیا۔ پھر اژدھا کو جب پکڑا تو وہ دوبارہ عصا بن گیا۔ اللہ رب العزت نے یہاں ایک بات کھولی۔ اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! آپ کہہ رہے تھے کہ یہ عصا میرے بڑے کام کی چیز ہے۔

﴿اَتَوَکَّؤُا عَلَیۡہَا وَ اَہُشُّ بِہَا عَلٰی غَنَمِیۡ وَ لِیَ فِیۡہَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰی﴾ (طٰہٰ)

ٹیک لگاتا ہوں' بکریوں کو میں اس سے چارہ بہم پہنچاتا ہوں اور میرے لیے اس میں بڑے فائدے۔ تو جو فائدے کی چیز آپ سمجھ رہے تھے۔ جب اس کو آپ نے ہمارے حکم سے زمین پہ ڈالا تو وہ ایسی نقصان دینے والی چیز بنی کہ آپ بھاگنے لگے۔ اور جس کو آپ نقصان دہ سمجھ رہے تھے' اس سے بھاگ رہے تھے ہمارے حکم سے جب آپ نے اس کو دوبارہ ہاتھ لگایا ہم نے دوبارہ اس کو نفع دینے والی چیز میں بدل دیا۔ معلوم ہوا نفع اور نقصان چیزوں میں نہیں ہوتا نفع اور نقصان ہمارے حکم کے ساتھ ہے۔ اللہ چاہتے ہیں تو دودھ کو بندے کی صحت کا ذریعہ بنا دیتے ہیں۔ اسی سے بندہ موٹا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو دودھ پینے سے Food Poisening ہوتی ہے اور بندہ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ یہی دودھ زندگی کا سبب یہی دودھ انسان کے لیے موت کا سبب۔ اس میں زندگی اور موت کے اثرات کس نے ڈالے؟ اللہ رب العزت نے ڈالے۔

مومن کی نظر

مومن کی نظر ہمیشہ اللہ رب العزت کی ذات پر ہوتی ہے۔ وہ اللہ سے امیدیں رکھتا ہے۔ بندوں سے امیدیں نہیں لگاتا۔ آج کیا یقین ہے؟ اللہ تعالیٰ پر ہے' نہیں ہمارا کارخانہ ہمیں پالتا ہے۔ ہمارا دفتر ہمیں پال رہا ہے' بزنس ہمیں پال رہا ہے' کھیتی ہمیں پال

رتی ہے ہم اسباب کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تمہیں کوئی نہیں پال رہا بلکہ تمہارا پروردگار پال رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نظر نہیں۔ بندے کی اللہ تعالیٰ کی طرف نظر ہو تو وہ آدمی حرام کی طرف کیوں ہاتھ بڑھائے گا۔ اس کو تو پتہ ہی ہوگا کہ جب میرے اللہ نے مجھے دینا ہے تو وہی حلال طریقے سے دے گا۔ وہ دھوکہ نہیں دے گا' وہ رشوت نہیں لے گا' جھوٹ نہیں بولے گا' امانت میں خیانت نہیں کرے گا' وہ تمام گناہوں سے بچے گا۔ کیونکہ اس کے دل میں یہ ہوگا کہ میرا اللہ میرا رزق دینے والا ہے۔ وہ یقیناً مجھے رزق پہنچا کر رہے گا۔ اس لیے اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے یہ بات کھولی ایک

علمی نکتہ:

ایک اور علمی نکتہ! کہ دو معجزے عطا فرمائے گئے۔ ایک تو عصا سے سانپ بننے والا معجزہ۔ اسکو تو اکثر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ عصا سانپ بن گیا' سانپ پھر عصا بن گیا۔ سمجھ میں بات آ گئی۔ لیکن ایک اور بات بھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں لے جائیں' نکالا تو وہ بہت منور ہو گیا' روشن ہو گیا۔ اس روشن ہونے میں کیا مطلب؟ مطلب یہ اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! کبھی ہم شکلوں کو شکلوں سے بدلتے ہیں' عصا کی شکل کو ہم نے سانپ کی شکل میں بدل دیا' سانپ کی شکل کو ہم نے عصا کی شکل میں بدل دیا۔ کبھی کبھی ہم شکلیں بدل دیتے ہیں۔ اور جب ہم چاہتے ہیں ہم چیزوں کی خاصیتیں ہی بدل کے رکھ دیتے ہیں۔ یہ تمہارا ہاتھ تھا اس کو منور ہونے سے کیا کام لیکن ہمارے حکم پر جب آپ نے ہاتھ اپنی بغل میں ڈالا اور نکالا تو منور کر دیا۔ ہم چاہیں تو چیزوں کی خاصیتوں کو ہی بدل کے رکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں باتیں دکھا دیں۔

یقین کی خرابی:

تو مومن کا ایمان پکا اللہ کے ساتھ' کہ یہ اللہ رب العزت کا خیر کا معاملہ میرے

ساتھ۔ اچھا جس کو اللہ سے ملنے کا پکا یقین ہوگا' وہ پھر جائے گا قبروں پہ مانگنے کے لیے' وہ جائے گا مزاروں پہ مانگنے کے لیے؟ وہ تعویذ والوں کے پیچھے پھرے گا؟ او جی! میرا رزق لگتا ہے کسی نے باندھ لیا! کیسا کفریہ کلمہ ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ یہ لوگ چھوٹے چھوٹے خدا بنے ہوئے ہیں۔ عامل نے ہمارا رزق باندھ لیا۔ عامل کی کیا اوقات؟ کیا پدی کیا پدی کا شوربہ؟ یہ عامل کیا لگے اور بندے کا رزق باندھنا کیا لگے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ﴾ (الذاریات:۲۲)

تمہارا رزق آسمانوں میں ہے۔

﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ﴾

جو بھی چیز ہے ہمارے پاس خزانے ہیں۔

﴿وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ﴾ (الحجر:۲۱)

ہم ایک معلوم اندازے سے اتار دیتے ہیں۔ تو رزق تو اللہ اتارتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ﴾ (زخرف:۳۲)

ہم نے ان کی معیشت کو تقسیم کیا۔ اور ہم کیا سمجھتے ہیں؟ او جی! لگتا ہے کسی نے رشتہ باندھ دیا' کاروبار باندھ دیا۔ یہ بالکل شرک کے قریب کی بات ہے۔ ایسا کبھی بھی نہیں سوچنا چاہیے۔ نہ کوئی باندھ سکتا ہے' نہ کوئی کھول سکتا ہے۔ یہ اختیار فقط میرے پروردگار کے پاس ہے۔ تو عام لوگوں کے پیچھے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ایمان خراب ہوتا ہے۔

نفسِ شریر:

تعویذوں کے پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟ اعمال پہ توجہ نہیں دیتے۔ کہتے ہیں جی! ہمیں دشمنوں نے بڑا پریشان کیا ہوا ہے۔ میں بعض دوستوں کو کہتا ہوں آپ کو دشمنوں نے پریشان نہیں کیا ہوا آپ کے اپنے نفس شریر نے پریشان کیا ہوا ہے۔ ادھر دھیان نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

آتا کہ ہمارے نفس خبیث نے ہمیں پریشان کیا ہوا ہے۔ تو امنت باللہ جو ہم نے کہا تو ہم نے ساری اپنی امیدیں اللہ رب العزت کے ساتھ لگا دیں۔ جو ہمیں ملے گا کس سے ملے گا؟ اللہ رب العزت سے ملے گا۔ اب سوچیے! آج امیدیں کہاں لگی ہوئی ہیں؟

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

تو جب ہم نے کہا امنت باللہ تو ہم نے گویا اللہ کے ساتھ عہد کر لیا اے مالک! آج کے بعد ہم تمام اعمال کا فاعل حقیقی آپ کی ذات کو سمجھتے ہیں۔

﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ (البروج:۱۶)

آپ کی شان ہے۔ جو ہو رہا ہے آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ ہم آپ کی طرف رجوع کریں گے۔

رجوع الی اللہ کے ثمرات:

ایسا بندہ جو اللہ کی طرف رجوع کرے گا پریشانی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت آئے گی۔ ہم سے تو بچہ ہی زیادہ اچھا۔ بچے کو ہم نے دیکھا ماں کئی دفعہ جھڑکی دیتی ہے نا تو پھر بھی ماں کے پیچھے پیچھے۔ کہتی ہے میں بڑی مصروف ہوں مجھے کام کرنے دو تنگ نہ کرو۔ پھر ماں کے پیچھے جھڑکی دیتی ہے پھر ماں کے پیچھے۔ اور کئی دفعہ تھپڑ لگا دیتی ہے پھر بھی ماں کے پیچھے۔ ہم نے دیکھا کہ بچہ تھپڑ کھا کر بھی ماں ہی کے سینے سے لپٹتا ہے کاش! ہم اگر دنیا میں اس قسم کی مصیبتوں میں گرفتار ہوتے ہم بھی اپنے پروردگار کے قدموں میں سر رکھ دیتے ہیں۔ ہم بھی اللہ کے در پہ آجاتے۔ مولا! آپ کے در کو نہیں چھوڑنا ہم نے۔ ہم سے تو نمازیں ہی چھوٹ جاتی ہیں۔ کئی نمازوں کے لیے مسجد میں نہیں آتے۔ او جی! کچھ حالات ٹھیک نہیں کاروبار کے ٹھیک ہو گئے تو میں آؤں گا۔ واہ! کاروبار ٹھیک نہیں جو دروازہ سب سے پہلے چھوٹا وہ خدا کا دروازہ تھا۔ اپنے گھر کا دروازہ تو کبھی نہ چھوڑا وہاں تو روز جاتا ہے۔

سرال کے دروازے کو بھی جاتا ہے۔ چھوڑا تو کس دروازے کو نہ چھوڑا؟ خدا کے دروازے کو چھوڑا۔

بندے کی عجیب بات:

بندے کی بھی عجیب بات ہے۔ مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ بندوں کے سامنے اور جب بندوں سے کچھ نہیں ملتا تو ناراض ہوتا ہے اپنے پروردگار سے۔ کوئی ہاتھ تو پھیلائے بندوں کے سامنے اور کام نہ کیا تو ناراض ہوتے ہیں اللہ سے کہ میرا کام نہیں ہوا۔ بھئی! اللہ کے سامنے آپ پھیلاتے پھر دیکھتے۔ اگر ہم اسباب پر ایک چھٹانک محنت کریں ہمیں اللہ سے منوانے کے لیے ایک مَن محنت کرنے کی ضرورت ہے۔

غیبی نظام کی پشت پناہی:

اس لیے یہ دنیا کے جغرافیے دن میں نہیں بدلتے' یہ راتوں کو بدلا کرتے ہیں۔ جب ہاتھ اٹھتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ جغرافیہ بدلا کرتے ہیں۔ مقدروں کے فیصلے اللہ کردیتے ہیں۔ توامنت باللہ کے پیچھے ہم نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرلیا۔ پھر اس کے بعد ہم نے کہا وملئکتہ اس کے ملائکہ پر ایمان لائے۔ مقصود کیا تھا؟ مقصود یہ یقین تھا کہ مومن کے ساتھ دنیا کا ظاہری نظام ہو یا نہ ہو اور ایمان اور اعمال پر یہ پکا ہوگا تو اللہ کا غیبی نظام ضرور اس کی پشت پناہی کرکے رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! اگر تم مدد نہیں کروگے تو اللہ مولیٰ ہے اپنے محبوب کا وجبریل۔ اور جبریل علیہ السلام بھی ان کے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتے ہیں ایمان والوں کی مدد کیلئے۔ تو جب یہ یقین ہو کہ میں اگر اپنی شریعت کی بات پر استقامت کے ساتھ ڈٹا رہوں گا تو ظاہری نظام موافق ہو یا مخالف ہو اللہ کا غیبی نظام ضرور میرے ساتھ ہوگا۔ اور اللہ نے صحابہ کو جو فتح فرمائی وہ اسی غیبی نظام کے ذریعے۔

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (آل عمران:۱۲۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ﴾ (براءة: ۲۵)

دیکھا فرشتے اترتے ہیں پھر

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اب بھی فرشتے اتر سکتے ہیں اگر ہم ایمان لانے کے بعد نیک اعمال لے اوپر جم جائیں۔ پھر فرمایا ﴿وکتبه﴾ اور کتابوں پر ایمان لے آئے۔ اس کا کیا معنی؟ کہ اے اللہ! ہمیں علوم الٰہیہ کے اوپر یقین ہے۔ جو آپ نے قرآن میں بتا دیا کہ یہ کرو اس میں کامیابی اور جو کہا نہ کرو اس میں ناکامی۔ گویا ہمیں احکام خداوندی پہ ایسا یقین آ جائے۔

سنت کی اتباع:

پھر فرمایا ورسولہ اور اللہ کے رسولوں پر ایمان۔ کیا مطلب؟ کہ یہ یقین دل میں آ جائے کہ اگر ہم نبی علیہ السلام کی سنت کی اتباع کریں گے تو زندگی کامیاب اور اگر اس کی مخالفت کریں گے تو زندگی ناکام۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (نساء: ۸۰)

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی ایسا ہی ہے کہ اس نے اللہ رب العزت کی اطاعت کی۔ تو نبی علیہ السلام کی سنت کی عظمت دل میں آ جائے۔ کہ ان اعمال کو اپنانے سے ہمیں اللہ رب العزت کے طرف سے رحمت ملے گی۔

﴿وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾

اور قیامت کے دن پر بھی ایمان۔ کیا مطلب؟ کہ اگر ہمیں آخرت کے دن پر یقین ہے تو نیک اعمال سے قیامت کے دن عزت ملے گی اور برے اعمال سے قیامت کے دن ذلت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾ (التحریم: ۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے ان کو رسوا نہیں ہونے دے گا۔ تو اگر یقین پکا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کی ذلت نہیں دے گا۔ ہم لوگ تو دو بندوں کے سامنے ذلت برداشت نہیں کر سکتے۔ بیوی کو اگر خاوند دو بندوں کے سامنے ڈانٹ دے ایک کے سامنے ڈانٹ دے۔ روتے دن گزر جاتا ہے۔ او جی! لوگوں کے سامنے اس نے ڈانٹا۔ تو بھئی! قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے معاملہ کھلے گا پھر کیا بنے گا؟ اسی لیے کہنے والے نے کہا

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

روز محشر عذر ہائے من پذیر

گر تو می بینی حسابم ناگزیر

از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اے اللہ! تو دو عالم سے غنی ہے میں فقیر ہوں۔ قیامت کے دن اللہ! میرے عذروں کو قبول کر لیجیے گا اللہ! اگر آپ فیصلہ کر لیں کہ میرا حساب لینا لازمی ضروری ہے۔ اللہ! مصطفیٰ کریم سے میرا حساب اوجھل لے لینا۔ مجھے ان کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑ جائے۔ قیامت کے دن کی عزت اور ذلت کیسے ملتی ہے؟ اس کا یقین آجائے۔ اور پھر فرمایا وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى قضا وقدر پہ بندے کا یقین۔ کیا مطلب؟ مقصد یہ کہ اے بندے! اچھے حالات بھی اللہ کی طرف سے اور برے بھی آزمائش بن کے آتے ہیں اسی کی طرف سے۔ لہٰذا اچھے حالات آئیں تو اترائے نہیں اور برے حالات آئیں تو گھبرائے نہیں۔ ایسا یقین ہو اللہ تعالیٰ کی ذات پہ۔ اور فرمایا والبعث بعد الموت۔ اور موت کے بعد قیامت کے دن کھڑے ہونے پر بندے کو یقین ہو۔ جب قیامت کے دن کے بعد کی زندگی پر یقین ہوگا تو بندہ پھر اگلے جہاں کے لیے بھی کچھ تیاری کرے گا۔ موت کے لیے بھی تیاری کرے گا۔ اگر تجھے یہ یقین ہو یہی گھر ہے دنیا کا تو سارا دن اسی

میں لگا رہے گا۔ اور اگر آخرت کے گھر کی بھی فکر ہوگی تو انسان اعمال میں لگے گا تاکہ اللہ تعالیٰ جنت میں گھر عطا فرمادیں۔ چنانچہ یہ جو کلمہ پڑھا جاتا ہے اس میں ان تمام اعمال کا یقین بندے کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس پر انسان کو اللہ رب العزت کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں ملتی ہیں۔ صحابہؓ نے ایمان پر محنت کی فرمایا:

﴿تَعَلَّمْنَا الْإِيْمَانَ ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ﴾

نبی علیہ السلام نے ہمیں پہلے ایمان سکھایا پھر انہوں نے قرآن سکھایا۔ تو چونکہ ایمان بن چکا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں عزتیں عطا فرمادیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حکمرانی:

ذرا غور کیجیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت ہیں اللہ نے وہ شان عطا فرمائی کہ زمین پہ ان کا حکم چلتا ہے۔ دیکھیں اللہ کی مخلوق آگ ہوا پانی اور مٹی چار چیزوں سے بنی۔ چاروں پہ ان کا حکم لاگو۔ چنانچہ ایک مرتبہ زمین پر زلزلہ آیا عمر رضی اللہ عنہ نے زمین پہ ایڑی ماری اور ایڑی مار کے فرمایا اے زمین! کیوں ہلتی ہے کیا عمر رضی اللہ عنہ نے تیرے اوپر عدل نہیں قائم کیا؟ ان کی یہ بات سن کر زمین کا زلزلہ رک جاتا ہے۔ زمین پہ حکم چل رہا ہے۔ پھر کھڑے ہوئے خطبہ دینے کے لیے فرماتے ہیں۔

﴿يَا سَارِيَةَ الْجَبَلَ﴾

ہوا ان کے پیغام کو سینکڑوں میل دور جا کر پہنچا دیتی ہے۔ ہوا پہ حکم چل رہا ہے۔ دریائے نیل کا پانی نہیں چلتا۔ دریائے نیل کو رقعہ لکھتے ہیں دریائے نیل! اپنی مرضی پہ چلتا ہے تو نہ چل اگر اللہ رب العزت کے حکم پہ چلتا ہے امیر المومنین حکم دیتے ہیں کہ چل۔ دریائے نیل چلنا شروع کرتا ہے۔ آج تک دریائے نیل کا پانی چل رہا ہے۔ عمر ابن الخطاب کی عظمتوں کے پھریرے لہرا رہے ہیں۔ آگ نکلتی ہے مدینہ طیبہ کی ایک طرف سے جس کو حرہ شرقیہ کہتے ہیں اور وہ بڑھنا شروع ہوتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کو

فرماتے ہیں جائیں اور اس آگ کو واپس دھکیلیں۔ وجیہ الکلبی رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نفل پڑھے اور آگ کے پاس جا کر چادر کو چابک کی طرح استعمال کیا۔ چادر کے ذریعے جیسے انسان کسی حیوان کو واپس اپنی جگہ پہ دھکیلتا ہے وہ آگ کو چابک مارتے گئے جہاں سے آگ نکلی تھی وہاں پہ واپس چلی گئی۔ تو دیکھئے! ایمان کے بنانے پر ہوا پہ حکم چلتا ہے پانی پہ حکم چلتا ہے زمین پہ حکم چلتا ہے آگ پہ حکم چلتا ہے۔ صحیح شہنشاہی تو یہ ہے نا۔ اسی لیے کہنے والے نے کہا:

ہم فقیروں سے دوستی کرلو
گر سکھا دیں گے بادشاہی کے

فقیری میں بادشاہی:

بندہ جب اللہ کے در پر جھکتا ہے اور نیک اعمال کو اپنا لیتا ہے۔ اللہ فقیری میں اس کو شاہی کا رنگ عطا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ جا رہے ہیں۔ اور آگے دشمن کی فوج ہے درمیان میں دریا۔ اللہ کی شان ہے۔ انہوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیے اور گھوڑے چلتے چلتے بالآخر دریا کے دوسرے کنارے تک پہنچ گئے۔ اللہ اکبر کبیرا! اور آگے جا کر انہوں نے پوچھا کہ کسی کی کوئی چیز دریا میں گری تو نہیں؟ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا میرا لکڑی کا پیالہ تھا وہ دریا میں گر گیا۔ دریا کو حکم دیتے ہیں کہ لکڑی کا پیالہ واپس کر۔ ایک پانی کی لہر آتی ہے اور لکڑی کے اس پیالے کو بھی کنارے پہ ڈال جاتی ہے۔

لگاتا تھا تو جب نعرہ تو خیبر توڑ دیتا تھا
حکم دیتا تو دریا کو تو راستہ چھوڑ دیتا تھا

معیت الٰہی:

تو ایمان بنانے پر اللہ رب العزت بندے کو دنیا میں ایسی کامیابی عطا فرما دیتے

ہیں۔ یہاں پر طلباء کے لیے ایک علمی نکتہ! ایک بنی اسرائیل نے دریا عبور کیا تھا اور ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریا عبور کیا تھا۔ دونوں میں فرق دیکھ لیجیے۔ دل کے کانوں سے سنئے توجہ کے ساتھ۔ پہلی بات کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل کے کنارے پہنچ آئے۔ پیچھے فرعون اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آیا۔

﴿قَالَ اَصْحَابُ مُوْسٰی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ﴾ (الشعرآء:۶۱)

کہا موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ نے اب ہم پکڑے گئے دھر لیے گئے۔ اس وقت ایک یقین بھری آواز اٹھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کیا فرمایا:

﴿اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ﴾ (الشعرآء:۶۲)

میرے ساتھ میرے رب کی معیت ہے میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ ضرور راستے کی رہنمائی فرمائے گا۔ تو دیکھیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے معی کا لفظ استعمال کیا۔ میرا رب میرے ساتھ ہے تو معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کے ساتھ اللہ کی معیت تھی۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے دریا میں راستے بنا دیے۔ بارہ راستوں سے بارہ قبیلے اپنا راستہ پار کر گئے۔

اُمت محمدیہ ﷺ کا خصوصی انعام:

یہ ادھر ذرا امت محمدیہ ﷺ کے ساتھ اللہ رب العزت کا خصوصی انعام دیکھیے۔ نبی علیہ السلام ہجرت کے وقت غار ثور میں پہنچے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھبرا رہے ہیں کافر نہ آجائیں۔ کہیں نبی علیہ السلام کو تکلیف نہ پہنچے۔ ماں کو جس طرح بچے سے محبت ہو تو اس کے لیے پریشانی زیادہ ہوتی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام سے محبت زیادہ تو اس کی پریشانی زیادہ۔ تو جب نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پریشان تو قرآن کی آیتوں نے کیا کہا؟

﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (التوبہ:۴۰)

آپ گھبرائیے نہیں! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ صدیق اکبر کو بھی شامل فرما دیا۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

معیت کبریٰ فقط نبی علیہ السلام کے ساتھ نہیں بلکہ آپ ﷺ کی امت کے صدیقین کے بھی ساتھ ہے۔ معنا کا لفظ استعمال کیا۔ ایک بات۔ دوسری بات دیکھئے حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا۔ اپنے والد کو سنایا کہ میں نے گیارہ ستارے دیکھے:

﴿اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ﴾ (یوسف:۴)

یعقوب علیہ السلام نے خواب کی تعبیر سمجھ لی اور اپنے بیٹے کو یہ بات کہی

﴿كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ﴾ (یوسف:۶)

یہ مستقبل کا صیغہ ہاں! آپ کا پروردگار آپ کا قبول کرلے گا۔ تو دیکھئے کہنے والے بھی اللہ کے نبی ہیں اور جن کے بارے میں کہا وہ ہونے والے نبی مگر صیغہ مضارع کا استعمال کیا گیا۔

﴿يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ﴾

تیرا پروردگار تجھے اپنے لیے خاص کرلے گا۔ لیکن جب اس امت کا معاملہ آیا تو اللہ رب العزت نے حال کا صیغہ بھی استعمال نہیں کیا مضارع کا بھی نہیں کیا بلکہ کیا فرمایا

﴿هُوَ اجْتَبٰكُمْ﴾ (الحج:۷۸)

وہ پروردگار جس نے تمہیں اپنے لیے خاص کیا۔ ماضی کا صیغہ استعمال کیا۔ اللہ تمہیں چن چکا اپنے لیے۔ اللہ اکبر! کیا شان اللہ نے عطا فرمائی۔ پھر آگے نبی علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ بھی دریا میں چلے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ بھی دریا میں چلے۔ ذرا فرق دیکھئے گا۔ توجہ فرمایئے! کہ وہاں موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ وقت کے نبی ہیں ان کی معیت میں وہ دریا Cross کر رہے ہیں اور یہاں دریا کراس کرتے ہوئے نبی علیہ السلام موجود نہیں ہیں۔ فقط صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور وقت کے نبی علیہ السلام موجود نہیں ہیں۔ فقط صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں' وقت کے نبی کی معیت میں چل کے جاتے ہیں دریا اتر جاتا ہے یہاں نبی علیہ السلام نہیں فقط صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں ذرا غور کیجئے صحابہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رضی اللہ عنہم صرف دریا عبور نہیں کرتے اپنے ساتھ اپنے گھوڑوں کو بھی لے کے جاتے ہیں۔اور فرق دیکھئے! سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی روحانی طاقت کوہ طور پہ لے کر گئی۔

﴿فَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا﴾ (الاعراف:۱۴۳)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب موسیٰ علیہ السلام ہماری ملاقات کے لیے آئے تو کوہ طور پہ۔تو وہاں ان کے آنے کا تذکرہ۔اور جب نبی علیہ السلام کا معاملہ آیا تو اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى﴾ (اسرائیل:۱)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے محبوب کو رات کے تھوڑے سے وقت میں مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک پہنچا دیا۔وہاں آئے یہاں بلائے گئے۔ایسے ہی ہوتا ہے نا کہ بعض لوگ ملنا چاہتے ہیں ان کو Adddress دے دیا جاتا ہے بھئی! آپ ہمارے گھر آ جانا ملنے کے لیے اور کبھی کوئی بچپن کا محبوب کلاس فیلو مل جائے بندہ ہاتھ پکڑ کے کہتا ہے چلو گھر یار! آج مل کے کھانا کھاتے ہیں۔ادھر آنے کا راستہ بتا دیا۔ادھر اس کو ہاتھ پکڑ کے خود اپنے گھر پہنچا دیا۔تو نبی علیہ السلام کو اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر اپنے پاس بلوا لیا۔

اسی لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ﴾ (طٰہٰ:۲۵)

اے اللہ! میرے سینے کو کھول دے اور جب نبی علیہ السلام کا معاملہ آیا تو نبی علیہ السلام کو اللہ نے فرمایا:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ (الم نشرح:۱)

کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا۔

پھر ذرا دیکھئے! کہ ادھر ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام چھوڑ کر گئے کہ میرے بعد

قوم کا خیال رکھنا۔ اب قوم نے بات نہ مانی تو ہارون علیہ السلام خوف کھانے لگے کہ کہیں بٹ نہ جائیں اور مجھے نہ الزام دیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تو انہوں نے آ کر سختی کی۔ تو ہارون علیہ السلام کو کہنا پڑا۔

﴿یَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ﴾ (طٰہٰ:۹۴)

اے میری ماں کے بیٹے! تو یہ کہنا پڑا' لیکن اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کو جو وزیر عطا کیے دنیا میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دین پر استقامت کا یہ معاملہ کہ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا جیش بھیجنے کا معاملہ تھا ہرقل روم دو لاکھ فوج کو لے کے آیا ہوا تھا حملہ کرنا چاہتا تھا۔ نبی علیہ السلام نے اس کو بھیج تو دیا تھا مگر طبیعت ناساز تھی۔ تو ان کی اہلیہ نے ان کو پیغام بھیجا جانے میں جلدی نہ کرنا انتظار کر لینا۔ نبی علیہ السلام پردہ فرما گئے۔ لشکر قریب تھا وہ بھی اس میں شریک ہو گیا۔ اب بھیجنے کا وقت تھا مشکل۔ چونکہ مدینہ پر حملے کے لیے کافر دو لاکھ فوج لے کر آ رہا تھا۔ تو بڑے بڑے صحابہؓ یہ سمجھ رہے تھے کہ یا تو لشکر کو ابھی بھیجیں نہیں اور ابھی بھیجیں تو پھر اسامہ رضی اللہ عنہ یہ تو چھوٹی عمر کے نوجوان ہیں کسی بزرگ بندے کو' تجربہ کار بندے کو امیر بنا کر بھیجیں۔

چنانچہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ آئے اور آ کر کہنے لگے ابوبکر! اگر آپ نے لشکر کو بھیج دیا تو مجھے ڈر ہے کہ مدینہ کی عورتوں کو آنے والے دشمن کہیں لے نہ جائیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کے کہا:

﴿الْجَبَّارُ فِی جَاهِلِیَّةٍ خَوَّارٌ فِی الْإِسْلَامِ﴾

جہالت میں اتنے جبار تھے اسلام میں آ کر تم اتنے کمزور ہو گئے۔

اور پھر کیا فرمایا:

﴿ این القطع دین وانا حی﴾

یہ کیسے ممکن ہے دین میں نقص آ جائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔ فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ!

اکیلے جو جانا پڑے گا میں جاؤں گا اور اللہ کے حکم کو پورا کر دکھاؤں گا۔ یہ بھی کہا! اگر مجھے پکا یقین ہو مدینے کی عورتوں کو جنگل کے جانور آ کر نوچ لیں گے لاشیں گھسیٹیں گے میں اسکو بھی قبول کرلوں گا مگر میں اس لشکر کو اللہ کے راستے میں ضرور بھیجوں گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں...... کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامت پر حیران کہ جیسے نبی ﷺ استقامت کے ساتھ کھڑا ہو کہ اللہ کے حکم کو لاگو کر لیتا ہے۔ صدیق اکبر نے محبوب ﷺ کی صحبت میں بیٹھنے کا حق ادا کر دیا۔ اس لیے جب موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا کہ آپ جائیے اپنی قوم کے ساتھ ملک میں داخل ہو جائیے فتح ہوگی۔ تو بنی اسرائیل والے وہ سارے کے سارے گھبرا کر بیٹھ گئے کہنے لگے۔

﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴾ (المائدہ:۲۴)

نبی علیہ السلام آپ جائیں اور آپ کا پروردگار جا کے ان سے قتال کریں ہم یہاں بیٹھیں ہیں۔ لیکن جب نبی علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا معاملہ آیا تو نبی علیہ السلام نے میدان بدر میں صحابہؓ سے پوچھا سامنے لوہے سے لدی ہوئی فوج ہے بتاؤ کیا کریں؟ سعد رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہتے ہیں اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اگر آپ حکم دیں دریا میں چھلانگ لگا دیں ہم آپ کے غلام سمندر میں چھلانگیں لگا دیں گے۔ ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں جو اپنے نبی علیہ السلام کو کہہ رہے تھے آپ جائیں اور آپ کے رب جائیں قتال کریں ہم یہاں بیٹھیں ہیں۔ ہم ساتھ چھوڑنے والے نہیں ہم تو جانیں لٹانے والے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی تیار کردہ جماعت:

دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو کیا ایمان والی جماعت عطا فرمائی تھی' استقامت والی جماعت عطا فرمائی تھی۔ جیسے شاگرد کے کمالات سے استاد پہچانا جاتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کمالات سے نبی علیہ السلام کی شان سامنے آتی ہے۔ تو ہمیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر اچھی زندگی گزارنی ہے تو ہمیں اپنے اوپر محنت کرنی پڑے گی۔ اور یہ محنت ہم کیسے کر سکیں گے؟ جب اعمال کو اپنائیں گے۔ تو آج کی جو مجلس ہے اس کا محور، نچوڑ، خلاصہ کلام یہ کہ ایمان ہم لا چکے اس میں کوئی شک نہیں، اب نیک اعمال رہ گئے ہم اس پر محنت کریں اور اپنی زندگی کو نیک اعمال سے مزین کریں۔ جیسے کوئی بندہ کسی گم شدہ چیز کی تلاش میں ہوتا ہے ہم نیک اعمال کو اس طرح ڈھونڈیں اور اپنائیں۔

تین باتیں لوہے کی لکیر:

ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ تین باتیں لوہے کی لکیر ہیں۔ ذرا توجہ کے ساتھ سن لیجیے!

﴿۱﴾......پہلی بات یہ فرمائی:

﴿مَنْ عَمِلَ لِاٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ اَمْرَ الدُّنْيَا﴾

جو آدمی آخرت کے لیے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کے کاموں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذمہ داری لیتے ہیں۔ تم اپنے لیے آخرت کی تیاری کرو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں پروردگار تمہارے دنیا کے کاموں کا معین اور مددگار رہتا ہوں۔

﴿۲﴾......دوسری بات یہ فرمائی:

﴿مَنْ اَصْلَحَ سَرِيْرَتَهٗ اَصْلَحَ اللّٰهُ عَلَانِيَتَهٗ﴾

جو آدمی اپنے خلوت کے (باطن کے) معاملات کو درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کے حالات کو بھی درست فرما دیتے ہیں۔

﴿۳﴾......تیسری بات یہ فرمائی

﴿مَنْ اَصْلَحَ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ﴾

جو شخص اپنا اور اللہ کے درمیان کے تعلق کو اچھا کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں اس کی محبت ڈالتے ہیں اور اس کے اور مخلوق کے تعلقات کو بھی اللہ اچھا بنا دیتے ہیں۔

محنت کا میدان:

معلوم ہوا کہ محنت تو ہمیں اپنے لیے کرنی چاہیے۔ اگر ہم اپنے باطن کو ٹھیک کرلیں گے اللہ ظاہر کو ٹھیک کر دیں گے۔ اگر ہم اپنے اور اللہ کے تعلق کو ٹھیک کرلیں گے اللہ ہمارے اور بندوں کے درمیان تعلق کو ٹھیک کرلیں گے۔ اگر ہم اپنی آخرت پر محنت کرلیں گے اللہ ہماری دنیا کے کام سنوار دیں گے۔ تو محنت کا میدان کون بنا؟ اپنی ذات بنی۔ اس لیے آج ہماری نگاہیں دوسروں پر پڑتی ہیں۔ ان کے عیب ڈھونڈتی ہیں۔ کاش! یہ آنکھیں بند ہو جاتی' یہ نگاہیں اپنے سینے پہ پڑتی' میرے اپنے اندر کیا چھپا ہوا ہے۔ یہ گردن جھکانا بڑی مشکل' گردن کھڑی رہتی ہے۔ سریا ہوتا ہے اس میں۔ آنکھیں دوسروں کو دیکھتی ہیں اپنے پہ نظر نہیں پڑتی۔ بہر حال لب لباب یہ نکلا کہ چیزوں کے اندر تاثیر یہ انسانی تجربہ ہے اور اعمال کے اندر تاثیر یہ خدا کا وعدہ ہے۔

وعدۂ الٰہی:

بھئی! اپنے تجربے سے زیادہ خدا کے وعدہ پہ زیادہ بھروسہ ہونا چاہیے۔ اگر ہم اپنے تجربے کے تحت بجلی کو ہاتھ نہیں لگاتے' اپنے تجربے کے تحت زہر نہیں پیتے' دور رہتے ہیں کہ یہ نقصان دہ ہے تو پھر خدائی وعدہ تو ہے کہ گناہ کرو گے تو عذاب پاؤ گے۔ ہم گناہ سے کیوں نہیں بچتے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم گناہوں سے بچیں' اللہ رب العزت کی ناراضگی سے اپنے آپ کو محفوظ کرلیں۔ یہ جو انسان کے گناہ ہیں اس کے اوپر اللہ رب العزت کی ناراضگی آتی ہے۔

عمومی مزاج:

آج پوری دنیا میں آپ گھوم کے دیکھ لیں آج لوگوں کا لینے کا مزاج بنا ہوا ہے۔ ہر بندہ لینا چاہتا ہے' ہر کسی سے لینا چاہتا ہے۔ لینے کا مزاج۔ جھوٹ لینے کے لیے' سود لینے

کی دلیل، دھوکہ لینے کی دلیل، خیانت کی دلیل، غبن لینے کی دلیل، چوری لینے کی دلیل، ڈکیتی لینے کی دلیل، ناپ تول میں کمی بیشی لینے کی دلیل۔ تو یوں لگتا ہے کہ عمومی مزاج ہی لینے کا بن گیا ہے۔

شریعت کا مزاج:

شریعت کو دیکھو کہ شریعت مؤمن کو کہتی ہے کہ تم دینے کا مزاج بناؤ۔ یا اللہ! دینے کا مزاج! کہاں ہاں! تم مومن ہو۔ لینے کا مزاج نہیں رکھنا دینے کا مزاج رکھنا۔ کیسے دیں؟ فرمایا زکوۃ دو۔ تمہارے مال میں غریبوں کا حق ہے۔

﴿وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ (الذاریات: ۱۹)

زکوۃ دو۔ اچھا اللہ! زکوۃ دے دیں۔ فرمایا کھیتی کرتے ہو عشر ادا کرو۔ اچھا اللہ! عشر بھی ادا کر دیا۔ فرمایا زکوۃ دے دی، عشر دے دیا اللہ کے راستے میں صدقات نافلہ بھی دو۔ صدقہ بھی کرو۔ اچھا اللہ! ہم نے یہ صدقہ بھی کر لیا فرمایا ایک دوسرے کو ہدیہ بھی دو۔

﴿تھادو تحابوا﴾

تم ہدیہ کرو گے محبتیں بڑھے گی۔ مزاج دین کا دیکھو۔ زکوۃ دے دو، عشر دینا، صدقہ دینا، ہدیہ دینا، ہبہ دینا۔ اللہ! آپ مومن کو کہتے ہیں دے، دے، دے تو لے گا کہاں سے؟ فرمایا میرے بندے! بات کو سمجھو! میرے آگے ہاتھ پھیلاؤ میں تمہاری جھولیاں بھر دوں گا۔ تم ہاتھ بڑھاؤ، تم لوگوں کو دو، تم لوگوں کی جھولیاں بھرو گے، مجھ سے مانگو گے میری مخلوق بن جاؤ گے، لوگوں کو دیں گے تم دنیا کے محبوب بن جاؤ گے، عزتوں والی زندگی گزارنے والی کا طریقہ میں تمہیں بتاؤں گا۔ یہ ہے مومن کی زندگی۔ اللہ سے لے اللہ کی مخلوق کو دے۔ اس لیے شریعت نے دینے کا مزاج بنایا۔ تو ہم اپنی زندگی سے گناہوں کو چن چن کے ختم کریں۔ اور اللہ رب العزت سے معافیاں مانگیں۔ جو گناہ ہم کر چکے اے اللہ! آپ ان کو معاف کر دیجئے، ہماری گناہوں کو بخش دیجئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں پر گواہ:

ہر انسان کے گناہوں پر قیامت کے دن چار گواہیاں ہونگی۔ ایک گواہی ہوگی فرشتوں کی کراماً کاتبین۔ دوسرے گواہ ہونگے انسان کے اعضاء۔ تیسری گواہی ہوگی زمین۔

﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا﴾ (الزلزال:)

چوتھی گواہی انسان کا نامہ اعمال۔ یہ چار گواہ پیش ہونگے۔ لیکن جب بندہ سچی توبہ کرلیتا ہے تو حدیث پاک میں آتا ہے۔

﴿اذا تاب العبد انسى الله حفظه وسيئات جوارحه ومعالمه من الارض﴾

جب بندہ توبہ کرتا ہے اللہ فرشتوں کو بھی گناہ بھلا دیتے ہیں اس کے اعضاء کو بھی گناہ بھلا دیتے ہیں۔ اور زمین کے ٹکڑوں کو بھی بھلا دیتے ہیں۔

﴿حتى يلق الله وليس عليه شاهدامن الله بذنب﴾

وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے اس کے گناہوں کی گواہی دینے والا کوئی بھی نہیں ہوتا۔

عجیب علمی نکتہ:

یہاں پر ایک دو علمی نکتے طلباء کے لیے۔ دنیا کی عدالت میں اگر کسی پر جھوٹا مقدمہ کر دیا جائے اور کیس کی پیروی سے پتہ چل جائے کہ مقدمہ جھوٹا تھا۔ عدالت کہے گی ہم نے باعزت بری کر دیا۔ آپ کہیں جناب! ریکارڈ ختم کریں۔ وہ کہیں گے ریکارڈ تو ختم نہیں کرسکتے یہ تو رہیں گے۔ ساری عمر ریکارڈ رہے گا کہ مقدمہ ہوا تھا حالانکہ جھوٹا تھا۔ حالانکہ لوگوں نے جھوٹا مقدمہ بنایا تھا مگر عدالت ریکارڈ ختم کرنے پر راضی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ دیکھو۔ ایک بندہ مجرم تھا' گناہ کیا تھا۔ رحم کی اپیل کر دی۔ میرے اللہ! میں نادم

ہوں شرمندہ ہوں میری توبہ قبول کر لیجئے۔ اللہ فرماتے ہیں میں وہ پروردگار ہوں فقط باعزت بری ہی نہیں کرتا میں اس کا ریکارڈ بھی نامہ اعمال سے ختم کر دیتا ہوں۔ اب یہ نامہ اعمال سے ختم کرنے میں کیا حکمتیں؟

ذرا توجہ سے سنئے!

پہلی بات: اگر نامہ اعمال میں گناہ ہوتے مگر لکیر پھیر دی جاتی تو قیامت کے دن ہر مومن اپنا نامہ اعمال دوسروں کو پڑھائے گا۔ کیا کہے گا کہ میرا نامہ اعمال دیکھو۔

﴿هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ فَهُوَ فِیْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾

تو نامہ اعمال اس نے اپنے قریبی لوگوں کو دکھانے تھے۔ رب کریم نے فرمایا میرے بندے! جو گناہ تو کر بیٹھا اگر اس پر نشان بھی کاٹنے کا لگا دیں' لکیر بھی لگا دیں تب بھی اگر کوئی تیرا نامہ اعمال دیکھے گا اسے پتہ تو چلے گا نا کہ میاں! کرتوت کیسے تھے مگر معاف کر دیا گیا تھا۔ میرے بندے! معافی مانگنے کے بعد یہ بھی تیری ذلت ہے میں تجھے اس ذلت سے بھی بچا دیتا ہوں۔ میں سرے سے گناہوں کو تمہارے نامہ اعمال سے نکال دیتا ہوں۔ پتہ ہی نہ چلے کسی کو گناہ کیے تھے یا نہیں کیے تھے۔ یا اللہ! نامہ اعمال سے تو گناہ ختم کر دیئے مگر آپ فرمار ہے ہیں۔

﴿انسی اللہ حفظہ﴾

اللہ بھلاتا ہے۔ گویا گناہ اللہ مٹاتے ہیں' اللہ بھلاتے ہیں۔ بھئی! یہ کام تو فرشتوں سے بھی کروا سکتے تھے۔ دنیا کے حاکم کام کروانا ہو تو کلرکوں سے کرواتے ہیں۔ بھئی! یہ کام کرو۔ یہاں رب کریم فرشتوں کو نہیں فرمار ہے کہ یہ کام کرو فرماتے ہیں ہم مٹاتے ہیں' ہم بھلاتے ہیں۔ تو محدثین نے لکھا یہ جو اپنی طرف منسوب کیا فرمایا میرے بندے! میں یہ عمل اس لیے کر رہا ہوں تمہارے عملوں کو معاف کرنا اور بھلانا اس لیے کہ اگر فرشتے یہ کام

کرتے کل قیامت کے دن تمہارے نامہ اعمال پہ فرشتے کہتے ہمیں پتہ ہے جی! ان کے کرتوتوں کو ہم نے مٹایا ہوا ہے اصل حقیقت کیا ہے؟ تمہیں فرشتوں کا احسان مند ہونا پڑتا یا فرشتوں کا طعنہ سننا پڑتا' تم نے میرے ساتھ دوستی کر لی نہ تمہیں فرشتوں کا طعنہ سننا پڑے گا نہ احسان مند ہونا پڑے گا میں پروردگار تمہارے گناہوں کو خود مٹاتا ہوں۔ اتنا کریم آقا اللہ اکبر کبیرا! اس لیے فرمایا کہ جب کوئی بندہ گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ رب العزت سے دعا مانگے واعف عنا اے اللہ ہمارے گناہوں کے آثار مٹا دیجیے تاکہ قیامت کے دن ہمیں رسوائی نہ ہو۔ واغفر لنا اور ہمارے قبیح اعمال کو ڈھانپ لیجیے اچھے اعمال کو لوگوں پر ظاہر کیجیے۔ تو واعف عنا سے گناہ مٹ گئے اور واغفر لنا سے نیک اعمال لوگوں پر ظاہر بھی فرما دیے۔ اس کے بعد ایک عجیب بات! فرمائی آگے کہو وارحمنا اللہ ہم پر رحم بھی فرما دیجیے۔ یہ وارحمنا کیوں لے کے آئے۔ اس لیے کہ بیٹے سے اگر باپ ناراض ہوتا۔ خرچہ پانی بھی بند کیا ہو بولنا بھی چھوڑا ہوا ور بیٹا آ کے ابو کے ہاتھ پکڑ لے تو باپ اس سے راضی ہو کے معاف بھی کر دیتا ہے اور پھر اس کے خرچے کو بھی جاری کر دیتا ہے۔ بلکہ جیب خرچ بڑھا دیتا ہے کہ تم نے معافی مانگ لی۔ تو یا اللہ! گناہ کیے تھے آپ کی رحمتیں اٹھی ہوئی تھیں اب تو ہم نے معافی مانگ لی اللہ! ابا کو منالیں جیب خرچہ شروع ہوتا ہے اب تو ہم نے ربا کو منالیا اب آپ بھی ہمارا جیب خرچہ شروع کر دیجیے۔ کونسا جیب خرچہ؟ وارحمنا۔ مفسرین نے لکھا کے وارحمنا کے تحت بندے کو چار انعام ملتے ہیں۔

چار انعاماتِ ربانی:

پہلا انعام: توفیق عبادت جو گناہوں کی وجہ سے چھن گئی تھی اللہ رب العزت توبہ کے بعد عبادت کی توفیق دوبارہ عطا فرما دیتے ہیں۔ گناہوں سے توفیق چھن جاتی ہے نا۔ نماز پڑھنی مشکل' تلاوت مشکل' تہجد مشکل۔ وہ جو توفیق چھن گئی تھی فرمایا اب تم نے صلح کر لی میرے دوست بن گئے لہٰذا اب ہم تمہیں پھر توفیق عبادت دے دیتے ہیں۔

دوسرا انعام: فرمایا کہ ہم نے گناہوں کے سبب تمہیں بے سکونی دی تھی رزق میں
معیشتہ ضنکا" ہم اب سکون والی روزی دے دیتے ہیں، فراخ روزی دے دیتے ہیں،
پرسکون روزی لو اور اس سے نیک اعمال کرو، اللہ کے راستے میں جاؤ۔ اور اس سے خوب
میرے گھر کا دیدار کرو۔ اور جا کر میرے حبیب ﷺ کے روضے پر حاضری دو۔ اس لیے
کہ تمہیں اب مل جو گیا خرچہ۔ خرچہ ملنے کے بعد اب تم حج عمرے کر [illegible] پڑھو، میرے
محبوب ﷺ کے در پہ حاضری دو۔ تم کہتے تھے نا۔ (پشتو کے الفاظ ہیں)

شنے روضے تہ چہ حے

مدینے تہ چہ حے

اللہ اپنے محبوب کا گھر دکھا دیں۔ کرو ذرا سفر میرے گھر کا، آؤ میرے گھر۔ یا اللہ! آپ کتنے کریم ہیں۔ بندے پر اتنی مہربانیاں فرما دیں ہیں! فرمایا ہاں!

تیسرا انعام میں یہ دوں گا کہ بے حساب تمہارے گناہوں کی مغفرت فرما دوں گا۔ بے حساب جنت میں داخلہ۔ یا اللہ! یہ بے حساب کیسے ہو گیا؟ ہم نے ایک مرتبہ حج کے سفر میں Air Port پہ دیکھا۔ وہ کسٹم والے ہوتے ہیں نا تو وہ ہر سامان کو چیک کر کے چاک کا نشان لگاتے ہیں۔ جب گئے تو ان کو ہماری مسکین صورت پہ رحم آ گیا انہوں نے ٹرالی کے اوپر سامان تھا کسٹم کا نشان لگا دیا کہتا ہے جاؤ بھئی۔ یا اللہ! جنت میں بے حساب ایسے ہی جائیں گے نا۔ اگر دنیا والے چاک کا نشان لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن نشان لگا دیں گے جاؤ بے حساب کتاب جنت میں۔

چوتھا انعام: فرمایا کہ دخول جنت تمہارے لیے آسان فرما دیں گے۔ دخول جنت کیسے آسان؟ حدیث پاک میں آتا ہے کہ بڑا عجیب مضمون! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے کو بلائیں گے۔ اس کے گرد ایک رحمت کا پردہ تان دیں گے۔ اور پھر اس بندے کے تمام زندگی کے بڑے بڑے گناہ گنوائیں گے۔ کذا و کذا یہ کیا؟ جی یا اللہ

کیا۔ یہ بھی کیا؟ یہ بھی کیا۔ یہ بھی کرتے تھے؟ جی کرتے تھے۔ یہ بھی کرتے تھے؟ جی کرتے تھے۔ اتنے گناہ گنوائیں گے کہ وہ بندہ دل میں سوچے گا آج جہنم کی آگ سے میں بچ نہیں سکتا۔ اللہ فرمائیں گے اچھا! تم نے گناہ تو کیے مگر تو مجھ سے دعائیں مانگتا تھا' نیک بننے کی کوشش بھی کرتا تھا' ہم نے تیری ان کوششوں کو قبول کر کے تیرے سارے گناہوں کو تیری نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ پھر جو رحمت کا پردہ ہٹے گا ساری مخلوق دیکھے گی اس بندے کے نامہ اعمال میں کوئی بھی گناہ نہیں۔ لوگ سوچیں گے یا انبیاء میں سے کوئی نبی ہے یا صدیقین میں سے کوئی ہے۔ جس نے زندگی میں کبھی کسی گناہ کا ارتکاب ہی نہیں کیا۔ اللہ ایسے بندے کو فرمائیں گے۔ اللہ اکبر کبیرا! تو وارحمنا کے تحت اللہ تعالیٰ یہ سب نعمتیں دیں گے اور پھر آخیر پر فرمایا:

﴿ انت مولنا انت سیدنا و امالکنا و متولی الامور ﴾

دیکھو ایک دعا سکھا کے اللہ رب العزت نے کتنی آسانیاں بندے کے اوپر فرمائیں۔ کتنی رحمتیں فرما دیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی اصلاح کی کوشش کریں' اپنے اعمال کو سنواریں۔ جب ہم سنور جائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی اشاعت کا ذریعہ بنائیں گے۔ جدھر سے ہم گزر جائیں گے لوگ شکلیں دیکھ کر کلمہ پڑھنے پہ مجبور ہو جائیں گے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ بنگال:

حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بنگال کا سفر کیا۔ سات لاکھ انسانوں نے کلمہ پڑھا۔ ستر لاکھ گناہ گاروں نے ان کے ہاتھ پہ بیعت توبہ کی۔ جیسے کوئی کاریگر ماسٹر پیس بنا دیتا ہے نا دکھاتا ہے لوگوں کو کیسا ہے؟ کیسا ہے؟ جو اللہ کا بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس ماسٹر پیس کو ساری دنیا کے اندر پہنچا دیتا ہے' دنیا کے لوگوں کو دکھا دیتا ہے۔ کہ دیکھو تم بھی تو آج کے دور میں ایسے بن سکتے ہو۔ پھر اللہ راستے کھول دیتے ہیں بندے کے لیے۔ پھر ہم دین کا کام کریں اور اپنی زندگیاں دین کے لیے خرچ کریں۔ یاد رکھنا! آج

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دور میں جو انسان دین پر زندگی گزارے، دین کی اشاعت کرے وہ اللہ رب العزت کا محبوب اس لیے کہ آج کے دور میں دین یتیم ہو چکا ہے۔

دین کو سینے سے لگائیں:

یاد رکھنا کہ جس طرح حلیمہ سعدیہؓ نے یتیم مکہ کو سینے سے لگایا تھا اللہ نے رحمتوں سے اس کے گھر کو بھر دیا تھا۔ ہم اس دین کو سینے سے لگائیں گے اللہ ہمارے گھروں و مدارس کو رحمتوں سے بھریں گے۔ مخلوق کے دلوں میں ایسی محبتیں ڈال دیں گے کہ آنے والے وقتوں میں لوگ ہماری قبروں کے ساتھ لپٹ کر رویا کریں گے۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنی زندگی میں اپنے آپ کو سنوارنے والی محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

گناہوں کی شرمندگی پر رونا:

مومن کے پاس اپنے گناہوں پہ شرمندگی کا جو رونا ہے یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مومن کی آنکھ سے جو اللہ کی خشیت کی وجہ سے آنسو نکلتا ہے، وہ اس کے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوا کرتا ہے۔ ایک پنجابی صوفی شاعر فرماتے ہیں

جیہڑا لطف ہے رون اندر
او وچ بیان نہ آوے
رونا دل دی میل اتارے
نالے روٹھڑے یار مناوے
تے یاد خدا وچ رون والہ
کدے دوزخ وچ نہ جاوے

اللہ ہمیں اپنی یاد میں رونے کی سعادت عطا فرمائے، قیامت کے دن کی ذلت سے محفوظ فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۝ (سورۃ القلم: ۳۳)

قوموں پر اللہ رب العزت کا عذاب

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اے دوست گناہ کو نہ دیکھنا کہ چھوٹا ہے یا بڑا۔ بلکہ اس ذات کی عظمت کو دیکھنا جس کے حکم کی تم نافرمانی کر رہے ہو۔ وہ بہت بڑی ذات ہے۔ اللہ رب العزت دنیا میں بھی انتقام لیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ انتقام کا ارادہ کر لیتے ہیں تو پھر گھر بیٹھے بٹھائے بندہ کو ذلت نصیب ہو جاتی ہے۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

قوموں پر اللہ رب العزت کا عذاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ○ (سورۃ القلم: ۳۳)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى
الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان کا امتحان:

اللہ رب العزت نے انسان کو اس دنیا میں نیکی اور برائی کرنے کا اختیار دیا۔ اگر وہ چاہے تو نیک عمل کرے چاہے تو برا عمل کرے۔ یہی اس کا امتحان ہے۔ انسانی خواہشات اس کو برائی کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ شیطان انسان کو برے راستے کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جبکہ رحمان اپنے بندوں کو نیکی کے راستے کی طرف بلاتا ہے۔ یہ حق اور باطل کے درمیان ایک جنگ ہے۔ جو نیک لوگ ہوتے ہیں وہ اللہ رب العزت کا حکم مان کر زندگی گزارتے ہیں اور جو فسق و فجور میں پڑنے والے ہیں وہ خواہشات کے بندے بن کر زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

گزارتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا قانون جزا اور سزا ہے۔ جو نیکی کرے گا وہ انعام کا مستحق بنے گا۔ اور جو برائی کا مرتکب ہوگا وہ سزا کا مستحق ہوگا۔ یہ سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی ملے گی۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس بندے کو اس کی برائی کا بدلہ دیتے ہیں۔

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ﴾ (سورۃ القلم:۳۳)

اللہ رب العزت کا قانون سزا اور جزا چل رہا ہے۔ انسان اگر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچے تو اپنی زندگی میں وہ اس کی کتنی مثالیں دیکھ سکتا ہے۔

اقوام عالم کا تاریخی پس منظر

اگر تاریخ عالم پر نظر ڈالیں تو کتنی قومیں آئیں جنہوں نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور اللہ نے ان پر انعامات کی بارش کر دی۔ اور جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی بالآخر اللہ رب العزت کے عذاب کی لپیٹ میں آ گئے۔ آپ دیکھئے کہ ابلیس ابتدا کے اندر "عزازیل" کہلاتا تھا اور اتنی عبادت اس نے کی کہ اس کو فرشتوں میں شامل کر لیا گیا۔ اتنا اس کو مرتبہ ملا لیکن جب اللہ رب العزت کی نافرمانی کی، حکم عدولی کی تو رب کریم نے فرمایا:

﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ﴾ (سورہ ص آیت:۷۷)

نکل جا یہاں سے تو مردود ہے۔ اور پھر ساتھ یہ بھی فرما دیا:

﴿وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (سورہ ص:۷۸)

قیامت تک تیرے اوپر میری لعنتیں برستی رہیں۔ یہ کتنا بڑا عذاب ہے اللہ کی طرف سے چنانچہ مردود بنا دیا گیا۔

قوم نوحؑ کے حال پر طائرانہ نظر:

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو نو سو سال تقریباً خیر کی طرف بلایا۔ چند لوگ تھے جو ایمان لے آئے اور باقی لوگوں نے انکار کیا پھر جنہوں نے انکار کیا ان پر عذاب کا کوڑا پھینکا گیا۔ اسی دنیا میں وہ طوفان کی لپیٹ میں آئے بلکہ جب اللہ نے حضرت نوح

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام کو بتایا کہ عذاب آئے گا تو ساتھ یہ بھی فرما دیا:

﴿وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ﴾ (سورۃ ہود: ۳۷)

اب ان ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا کہ کہیں آپ کے اندر جو رحمت کا مادہ ہے وہ اپنی قوم کو دیکھ کر دعا کیلئے مجبور نہ کر دے۔ اب آپ دعا نہ کیجئے گا۔ ان کو ہم نے غرق کر دینا ہے۔ اور وہی ہوا کہ اللہ رب العزت نے ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

ہوا کا عذاب:

دنیا میں ایک ایسی قوم آئی جس کو اپنی طاقت پہ بڑا ناز تھا۔ وہ کہا کرتے تھے:

﴿مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً﴾ (سورۃ حم سجدہ: ۱۵)

کون ہے ہم سے طاقت میں زیادہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں

﴿لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ (سورۃ الفجر آیت ۸)

ایسی قوم شہروں میں پھر پیدا نہیں ہوئی۔ انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر ہوا کا عذاب بھیجا۔

﴿فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا﴾ (سورۃ حم السجدہ ۱۶)

وہ ایسی ہوا تھی کہ جب مومن محسوس کرتے تھے تو ان کی طبیعت کو وہ فرحت بخشتی تھی، اچھی لگتی تھی۔ جیسے گرمی کے موسم کی ٹھنڈی ہوا ہوتی ہے۔ لیکن کافروں کے لیے وہ اتنی تیز تھی کہ ان کو پٹخ کر زمین پر مارتی تھی۔ چنانچہ وہ لوگ نیچے گرے اور مار دیے گئے۔ ان کی لاشیں اس طرح بکھری ہوئی تھیں۔

﴿كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾ (سورۃ الحاقۃ: ۷)

جیسے کہ درختوں کے تنے گرے ہوئے ہوتے ہیں۔

قوم ثمود کی کوتاہی:

حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے بھیجا قوم ثمود کی طرف یہ اتنے بڑے

www.besturdubooks.wordpress.com

قد و قامت والے لوگ تھے:

﴿وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا﴾ (سورۃ الحجر آیت ۸۲)

پہاڑوں کو کھود کر اپنے گھر بناتے تھے۔ اللہ رب العزت نے اس عاجز کو وہ بستی دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ قوم صالح حیران ہوئے کہ پہاڑوں کے اندر کھود کر گھر بنائے گئے تھے۔ ان کے اندر کمرے تھے۔ یا اللہ کیسے ہمت اور طاقت والے لوگ ہوتے۔ لیکن ان کو ایک اونٹنی عطا کی گئی۔ اور حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو بتایا کہ

﴿وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (سورۃ الاعراف:۷۳)

اس اونٹنی کو برائی کا ہاتھ مت لگانا ورنہ پکڑ لے گا تم کو بڑا عذاب۔

اور وہی ہوا کہ اس قوم کے چند ایسے لوگ جو نفس کے پجاری تھے انہوں نے بالآخر اس اونٹنی کو ذبح کیا۔ اس کی وجہ سے

﴿فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ﴾ (سورۃ الاعراف:۷۸)

اللہ کا ان پر عذاب آ گیا اوندھے پڑے ہوئے تھے زمین کے اوپر

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اور اللہ کی پکڑ:

حضرت لوط علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ ان کی قوم کے اندر ایک کبیرہ گناہ عام ہو گیا کہ وہ اپنی خواہشات کو اپنی بیویوں کی بجائے لڑکوں کے ساتھ پورا کرتے بالآخر ان کے اوپر اللہ رب العزت کی طرف سے عذاب آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا﴾

جبرائیل علیہ السلام زمین پر آئے۔ انہوں نے زمین کے اس ٹکڑے کو اپنے پر سے توڑا اور آسمان کی بلندی پر لے جا کر اس کو الٹا کر دیا۔ جو اوپر کا حصہ تھا وہ نیچے بنا دیا گیا۔

﴿وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ﴾ (سورۃ ھود:۸۲)

پتھروں کی بارش ان پر برسادی گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ناپ تول میں کمی کا انجام:

شعیب علیہ السلام کی قوم آئی۔ یہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ بالآخر اللہ کا عذاب آیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ﴾ (سورۃ ھود: ۹۴)

ایک چیخ کی آواز آئی اور پوری قوم جو تھی اس کے برے لوگوں کو مار دیا۔

فرعون و قارون کا حال:

فرعون آیا۔ خدائی کا دعویٰ کیا۔ اس کی قوم نے اس کا ساتھ دیا۔ بالآخر نتیجہ کیا نکلا۔

﴿وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۵۰)

فرعون کی آل کو غرق کر دیا گیا اور تم دیکھ رہے تھے۔

قارون کو اپنے مال پر بڑا ناز تھا۔ اس نے اللہ رب العزت کے حکم کو توڑا۔ نتیجہ کیا نکلا

﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ (سورۃ القصص: ۸۱)

اس کو اور اس کے گھر کو زمین کے اندر دھنسا دیا گیا۔ یہ اللہ کی طرف سے عذاب تھا۔ اس عاجز کو زندگی میں ایک ایسی جگہ دیکھنے کا موقع ملا افریقہ کے جنگلوں میں جو زمین میں دھنس گئی تھی۔ ہمارے ساتھی نے ایک بڑی ٹہنی لی کوئی دس پندرہ فٹ لمبی۔ اور دور سے اس کو اس نے اس جگہ کے اوپر ڈالا۔ اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ٹہنی پوری کی پوری زمین کے اندر غائب ہو گئی۔ اللہ کی قدرت کو دیکھا۔ کہ اللہ ہم اگر تیرے حکموں کی نافرمانی کریں گے تو آپ اس پر یقیناً قادر ہیں کہ زمین اس بندے کو اپنے اندر نگل لے۔ چنانچہ اس جگہ پر کوئی بھی جانور آتا ہے انسان آتا ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے۔

دین نصیحت ہے:

بنی اسرائیل نے اللہ رب العزت کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ﴾ (سورۃ البقرۃ:۶۱)

دیکھا اللہ نے ان کو ذلت اور مسکنت عطا فرمائی۔ لہٰذا یہ طے شدہ بات ہے کہ جو انسان اللہ کی نافرمانی پر ڈٹ جائے گا۔ اللہ اس دنیا میں بھی اپنے عذاب کا کوڑا اس پر پھینکیں گے اور آخرت میں بھی اس کو عذاب ملے گا۔

قرآن پاک کا شرطیہ انداز:

قرآن مجید کی مختلف آیتوں میں یہ تذکرے موجود ہیں۔ چنانچہ بعض آیات میں "ان" کے لفظ سے اس کا تذکرہ فرمایا گیا۔ یہ شرطیہ ہے۔ اگر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾

کہ اگر اللہ سے ڈرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فرقان عطا فرمائے گا۔ فرقان ایک نور ہوتا ہے۔ جو فرق بین الحق والباطل کا کام کرتا ہے۔ انسان کو نیکی اور برائی کی تمیز آجاتی ہے۔ اچھائی اور برائی کا پتہ چل جاتا ہے۔

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ﴾

اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔

﴿اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ﴾ (سورۃ النساء:۱۴۷)

اگر تم شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ۔ تو یہ مشروط ہے کہ اگر ایمان لاؤ اور شکر ادا کرو تو اللہ رب العزت تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اب مفہوم اگر سمجھنا چاہیں تو یوں ہے کہ تمہیں عذاب دے کر اللہ کے ہاتھ کیا آئے گا۔ اگر تم شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ۔ ایک جگہ فرمایا

﴿اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر تم ان کی اتباع اور پیروی کرو گے تو تم ہدایت پا جاؤ گے۔ یہ مشروط باتیں ہیں۔

لفظ لو اور فلما کا خوبصورت اظہار:

اسی طرح لو کے ذریعے سے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ کیا۔

﴿لَوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾

کہ اگر وہ طریقت کے رو پر قائم ہو جائے تو ان کو پلایا جاتا خوش ذائقہ پانی

ایک جگہ پر فرمایا

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾

اگر وہ مان لیتے' کرتے جو ان کو نصیحت کی گئی تو یہ ان کے لیے اچھا ہوتا۔ تو دیکھیں اعمال کے ساتھ نتائج کا تعلق ہے۔ بعض جگہ پر فلما کے ذریعے سے اس کا تذکرہ کیا۔ چنانچہ فرمایا

﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ﴾

جس سے منع کیا گیا تھا تو جب وہ حد پار کر گئے

﴿قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ﴾

ہم نے کہا ہو جاؤ پھٹکارے ہوئے بندر تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بندروں کی شکل میں بدل کے رکھ دیا۔

نبی علیہ السلام کی دعا:

نبی علیہ السلام کی دعائیں ہیں جو ہماری حفاظت کر رہی ہیں۔ مسجد اجابہ میں جو دعائیں قبول ہوئیں ان میں سے ایک یہ تھی۔ کہ نبی ﷺ نے دعا مانگی اے اللہ میری امت کی شکلوں کو اس طرح مسخ نہ کر دینا جیسے بنی اسرائیل کی شکلوں کو مسخ کر دیا تھا۔ دعا قبول ہو گئی آج ہم اصلی شکلوں کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ادلے کا بدلہ:

ہم اگر نیکی کریں گے تو اجر پائیں گے اور اگر گناہوں کا ارتکاب کریں گے تو بالآخر اللہ کی طرف سے اس کی سزا پائیں گے۔ ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾

یہ آیت پڑھتے ہیں تو یقیناً کانپتے ہیں۔ جب انہوں نے ہمیں متاسف کیا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پھر ہم نے ان سے انتقام لیا۔ اب ذرا اللہ کی عظمت کو سامنے رکھیے۔ کہ اللہ رب العزت ارشاد فرمائیں کہ ہم نے ان سے انتقام لیا۔ اللہ اکبر کبیرا۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت:

ابن قیم فرماتے تھے کہ اے دوست گناہ کو نہ دیکھنا کہ چھوٹا ہے یا بڑا۔ بلکہ اس ذات کی عظمت کو دیکھنا جس کے حکم کی تم نافرمانی کر رہے ہو۔ وہ بہت بڑی ذات ہے۔ اللہ رب العزت دنیا میں بھی انتقام لیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ انتقام کا ارادہ کر لیتے ہیں تو پھر گھر بیٹھے بٹھائے بندہ کو ذلت نصیب ہو جاتی ہے۔

نیکی اور بدی کا انجام قرآن کی روشنی میں:

اسی طرح قرآن مجید میں فا کے حرف سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ مثلاً:

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ﴾

یہ پہلا فا جو ہے یہ عاطفہ ہے۔ عطف کے لیے استعمال ہوا۔ کہ اگر وہ توبہ کریں نماز پڑھیں اور زکوۃ ادا کریں۔ فاخوانکم یہ فاسببیہ ۔ پس وہ تمہارے بھائی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ اعمال اگر کریں تو پھر اس کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ ایک جگہ فرمایا:

﴿فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً﴾

پس انہوں نے نافرمانی کی رسول کی، پس ان کو پکڑ لیا عذاب نے

فکذبوھما انہوں نے دونوں کا انکار کیا۔ فکانو من المھلکین دونوں ہو گئے ہلاک ہونے والوں میں۔ کہیں ذَالِکَ کا لفظ استعمال کر کے اشارہ کر دیا گیا۔ فرمایا:

﴿ذَالِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ﴾

یہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا۔ ذالک یہ کس لیے ہوا!۔

﴿[illegible] كفروا بآياتنا﴾

انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا۔ تو قرآن مجید کی یہ آیات ہمیں وضاحت کے ساتھ بتا رہی ہیں کہ اگر انسان اللہ رب العزت کی نافرمانی کرے گا تو اس کا انجام برا اور اگر نیکوکاری کی زندگی گزارے گا تو اللہ رب العزت کی طرف سے رحمتوں اور نعمتوں کا مستحق بنے گا۔ ہمارے اعمال ہی ہیں جن کے نتیجے ہم بھگت رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے روایت میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف بندوں کے اعمال پہنچائے جاتے ہیں۔ ان کے اعمال کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ویسے ہی ان پر حالات نازل فرماتے ہیں۔ جیسے اعمال ویسے احوال۔

جب کہا میں نے یا اللہ تو میرا حال دیکھ
حکم آیا میرے بندے نامہ اعمال دیکھ

ہم اپنے نامہ اعمال کو دیکھیں ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ کیوں ہمیں پریشانیاں آئیں

﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾

پانچ کے بدلے پانچ:

چنانچہ ابن ماجہ کی روایت ہے، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانچ کے بدلے پانچ چیزیں وقوع پذیر ہو کر رہیں گی۔

جب بے حیائی اور فحاشی عام ہو جائے گی تو مہلک بیماریوں کو عام کر دیا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج آپ غور کیجئے ہر دوسرے چوتھے دن آپ ایک نئی بیماری کا نام سن لیتے ہیں۔ایسی بیماریاں جن کا نام ہمارے باپ دادا نے کبھی سنا ہی نہیں یہ بے حیائی اور فحاشی کا نتیجہ ہے۔

عدل کی حقیقت:

جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی تو اللہ رب العزت اس پر ظالم حکام کو مسلط کر دیں گے۔ہم عام طور پر ناپ تول میں کمی سمجھتے ہیں کہ کریانے کی دکان ہے اور بندے نے سودا تولنا ہے تو ایک طرف باٹ ہیں اور ایک طرف سودا یہ ناپ تول میں کمی ہے۔یہ بھی ناپ تول میں کمی ہے لیکن یہ میزان تو ہر بندے کی زندگی میں ہے۔مثلاً میاں بیوی ان کے درمیان ایک میزان ہے۔خاوند اگر چاہتا ہے کہ بیوی نیک بن کر زندگی گزارے تو پھر خاوند کو خود بھی تو چاہیے کہ وہ نیک بنے۔جس چیز کی توقع بیوی سے کر رہا ہے۔اس کے اوپر کیوں نہیں پورا اترنے کی کوشش کرتا۔آپ دیکھیں ناپ تول میں یہاں کمی ہوگئی۔خاوند چاہتا ہے کہ بیوی تو بس میرے اشارے کے اوپر پلاسٹک کی بنی ہوئی بے بی کی طرح چلتی پھرتی اٹھتی بیٹھتی رہے جو کہہ دیا جائے۔اور اپنے بارے میں میں اپنی مرضی کا مالک ہوں اور دوسری طرف بیویوں کا بھی یہ معاملہ ہے کہ وہ چاہتی ہیں کہ خاوند تو بس ہمارے اشارے پہ انگلیوں پہ ناچتا رہے۔اور ہم چاہے تو بات مانیں چاہے تو نہ۔یہ بھی ناپ تول میں کمی ہے۔یہ بھی مطفف ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾

بربادی ہے ان لوگوں کے لیے جو مطفف ہیں۔ناپ تول میں کمی کرنے والے ہیں۔

﴿الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ﴾

لینے کا موقع آئے تو پورا سودا لینے کی کوشش کریں اور دینے کا وقت آئے تو کم دینے کی کوشش کریں۔ماں باپ اور اولاد کے درمیان میزان۔اولاد یہ تو چاہتی ہے کہ ماں باپ

ہمارے ساتھ شفقت' محبت کا معاملہ کریں' ہمیں محبت دیں' ہمیں اخلاقی اعتبار سے Back up کریں۔ ہمارے اوپر ہر طرح سے مہربانیاں کریں۔ تو کیا اولاد کی ذمہ داری نہیں کہ وہ بھی ماں باپ کی نیک باتوں کے اوپر توجہ دیں۔ اور ان پر عمل کریں۔ یہ بھی میزان ہے اولاد اور ماں باپ کے درمیان۔ ایک مسلمان اور دوسرے مسلمان کے درمیان میزان۔ حقوق ہیں اللہ نے متعین کر دیے ہم اگر دوسروں سے حقوق لینے کے متمنی ہیں۔ اور دینا نہیں چاہتے یا دینے میں کمی کرتے ہیں۔ تو ہم بھی مطفف ہیں۔ ہم بھی ناپ تول میں کمی کرنے والے ہیں۔ استاد اور شاگرد کے درمیان میزان۔ شاگرد یہ تو چاہتا ہے کہ استاد محنت سے پڑھائے مگر کیا وہ اس پڑھائے ہوئے علم کو محفوظ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ بھی ایک میزان ہے۔

تو ناپ تول میں کمی اگر وسیع النظر سے دیکھا جائے تو آج ہمارے اندر بہت زیادہ ہے۔ اس ناپ تول کی کمی میں فرمایا کہ جب امت میں ناپ تول میں کمی آجائے گی اللہ ان کے اوپر ظالم حکمران متعین کر دیں گے۔

﴿اَعْمَالُكُمْ عُمَّالُكُمْ﴾

تمہارے اعمال ہی تمہارے عمال ہیں

زکوۃ نہ دینے کا نقصان:

تیسری بات فرمائی گئی کہ جب میری امت زکوۃ کو تاوان اور بوجھ سمجھنا شروع کر دے گی۔ اللہ رب العزت قحط کو ان کے اوپر مسلط کر دیں گے۔ بارشیں کم ہوں گی' یا بارشیں ہوئیں تو بیماریاں آجائیں گی۔ پھلوں کو اور اجناس کو ختم کر دیں گی۔ ہم کتنی مرتبہ یہ دیکھ چکے اخباروں میں بیان آتے ہیں کہ جی فلاں فصل اس مرتبہ بہت زیادہ لگائی گئی جب فصل لینے کا وقت آتا ہے تو کہتے ہیں کہ جی موسم کی خرابی کی وجہ سے گندم کا دانہ چھوٹا رہا۔ لہٰذا وزن کم رہا۔ یہ کسی اختیار رکھنے والے پروردگار نے کنڈی ہلائی پیچھے سے۔ نتیجہ وہ نہیں ملا جو ہم

چاہتے تھے۔گندم کے علاوہ Cotton لگائی جاتی ہے۔شروع میں بیانات آتے ہیں کہ جی اتنی کاٹن لگادی گئی۔پھر آخیر میں نتیجہ نکلتا ہے کہ مکڑیوں نے' فلاں نے اسکے اوپر حملہ کر دیا' فصل خراب ہوگئی۔تو فصلوں کا خراب ہو جانا' پھلوں کا خراب' کھیتی کا خراب یہ قحط سالی ہی کی ایک شکل ہے۔کبھی بارش ہی نہیں دی جاتی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زمین کے نیچے کے پانی کو نیچا کر دیا جاتا ہے۔

چنانچہ کئی شہروں میں آپ سنیں گے کہ پانی نیچے ہو گیا۔پانی پورا نہیں ہے۔تو فرمایا کہ جب میری امت زکوۃ کو بوجھ سمجھنا شروع کر دے گی تو ان کو قحط سالی کے اندر لپیٹ دیا جائے گا۔

عہد شکنی پر عذاب الٰہی:

چوتھی بات فرمائی کہ جب میری امت عہد شکنی کے جرم میں مبتلا ہو جائے گی اللہ تعالیٰ ان کے اوپر دشمنوں کو مسلط فرما دیں گے۔اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھ سکتے ہیں۔آج بات کا پاس ہی نہیں رکھا جاتا۔زبان سے قسم کھا کر بات کی جاتی ہے اور پھر اس کو پورا نہیں کرتے۔مومن کی تو یہ شان کہ اس کی زبان سے کوئی لفظ نکلے تو وہ اس بات کو پورا کر دکھائے۔قسم کھا لیتے ہیں۔اور جھوٹی قسم کھانا بہت عام ہو گیا۔عہد شکنی عام ہوتی جا رہی ہے۔اس کا نتیجہ کیا نکلا آج دشمن مسلط ہوتے جا رہے ہیں۔

احکامِ خداوندی کی نافرمانی:

پانچویں بات کہ جب امت حکم خدا کو توڑنا آسان سمجھے گی تو اللہ تعالیٰ ان کو نااتفاقی اور خانہ جنگی کے اندر مبتلا کر دیں گے۔حکم خدا کو توڑنا ان کو کچھ محسوس ہی نہیں ہوگا' جوں بھی نہیں رینگی جیسے۔نتیجہ یہ نکلے گا اللہ تعالیٰ خانہ جنگی میں نااتفاقیوں کے اندر امت کو ملوث کر دیں گے۔

چنانچہ ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے

اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِذَنْبٍ يُصِيبُهُ

کہ بندہ اپنے گناہوں کے سبب اس رزق سے محروم ہو جاتا ہے جو اس کو عطا ہونے والا تھا۔ بندے نے گناہ کیا اللہ نے رزق میں کمی کر دی' رزق میں تنگی کر دی۔ اور آج آپ دیکھیں لاکھوں کماتے ہیں مگر پھر بھی ہاتھ تنگ' ہر دوسرے بندے سے پوچھ لیجئے' ہر تیسرے سے پوچھ لیجئے۔ آج تھوڑا کمانے والے شاید تھوڑے تنگ ہو گئے اور کاروبار اور فیکٹریاں چلانے والے زیادہ تنگ ہیں۔ جتنے کروڑوں پتی نظر آتے ہیں اتنے کروڑوں ہی قرضے میں دبے ہوئے ہیں۔ معیشت تنگ تو حکم خدا کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں۔ بندے کو جو نعمتیں دی ہوئی ہوتی ہیں اللہ ان نعمتوں کو واپس لے لیتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا

حیران کن واقعہ:

کہتے ہیں ایک تاجر تھا جسے اللہ نے بہت زیادہ مال سے نوازا تھا اس نے اپنے من پسند کی ایک خوبصورت لڑکی سے شادی کی۔ بڑا اچھا محل بنوایا۔ بیٹھا اپنی بیوی کے ہمراہ کھانا کھا رہا تھا۔ دروازے کے اوپر دستک ہوئی تو کسی سائل نے آواز دی۔ اَجْرُکُمْ عَلَى اللّٰهِ بیوی کی عادت تھی وہ اپنے دروازے سے کسی سائل کو خالی نہیں جانے دیتی تھی۔ اس نے خاوند سے اجازت مانگی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان میں سے ایک روٹی سائل کو دے دیتی ہوں۔ اس نے کہا دے دو۔ اس نے جا کر اس کو ایک روٹی دی تو جانے آنے میں جو منٹ آدھا منٹ لگا تو خاوند کا موڈ آف ہو گیا۔ واپس آ کر کھانا کھانے لگی تو وہ بولنے لگا یہ بدمعاش لوگ ہوتے ہیں' بہانے بنا لیتے ہیں مانگنے کے' کماتے کیوں نہیں۔ غرض خوب اس نے باتیں کیں۔ بیوی نے کہا کہ بھئی وہ اللہ کے نام پر مانگنے آیا ہے۔ اس کا معاملہ اللہ جانے۔ مگر اس نے بڑے متکبرانہ انداز میں گفتگو کی۔ اور اللہ کو اس کا تکبر ناپسند آیا۔ یاد رکھنا جو پروردگار دینا چاہتا ہے وہ پروردگار لینا بھی جانتا ہے۔ حالات

بدل گئے۔ چنانچہ کاروبار کے اندر نقصان ہونے لگ گیا۔ one way down نقصان ہوتے گئے۔ حتی کہ اس کو اپنا کاروبار ختم کرنا پڑ گیا۔ ایک وقت آیا کہ اپنا مکان بیچنا پڑا۔ اور ایسا بھی وقت آیا اس نے اپنی بیوی کو بھی طلاق دے کر فارغ کر دیا۔ وہ اللہ کی نیک بندی اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی۔ کہ اللہ میرے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائے۔ کچھ عرصے کے بعد ایک اور تاجر تھا اس نے اس کی طرف نکاح کا پیغام بھجوایا۔ چونکہ اس کو اللہ نے حسن و جمال بھی دیا تھا اور فضل و کمال میں نیکوکاری بھی عطا فرمائی تھی۔ ماں باپ نے نکاح کا پیغام قبول کر لیا اس کی شادی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ کچھ عرصے کے بعد یہ اپنے خاوند کے ساتھ بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ دروازے پر دستک ہوئی۔ کسی نے اللہ کے نام پر مانگا۔ اس نے خاوند سے اجازت چاہی عادت کے مطابق کہ اگر اجازت ہو تو میں سائل کو دے دوں اس نے کہا دے دو۔ یہ ایک روٹی لے کر گئی جب جا کر دروازہ کھولا تو اس نے کیا دیکھا کہ اس کا جو پہلے والا شوہر تھا اتنا بڑا تاجر۔ آج اس کے دروازے پر سائل بن کر کھڑا۔ اللہ کے نام پر مانگ رہا تھا۔ اس نے چیخ ماری۔ خاوند بھاگا میری بیوی کو کیا ہوا دیکھا تو رنگ پیلا بڑی پریشان۔ پوچھا کہ کیا بنا۔ اس نے کہا میرے دروازے پر میرا پہلا خاوند سائل بن کر کھڑا ہے۔ اس نے بھی اسے دیکھا۔ پہچانا اور کہنے لگا کیا تم نے مجھے پہچانا۔ میں وہی سائل ہوں جو ایک مرتبہ تمہارے دروازے پر سائل بن کر گیا۔ اللہ نے سائل کو گھر اور بیوی کا مالک بنا دیا۔ اور گھر کے مالک کو دروازے پر سائل بنا کر کھڑا کر دیا۔

لمحہ فکریہ:

تو کتنی نعمتیں ہوتیں ہیں۔ گناہوں کے سبب انسان ان سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ہم دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ کسی نے جادو کر دیا فلاں نے کچھ کر دیا۔ کوئی کچھ نہیں کرتا۔ رزق اللہ کے اختیار میں کسی کو چھوٹا خدا نہ بنائیں۔ کہ جی فلاں نے کاروبار باندھ دیا ہے ہمارا اللہ تعالیٰ دینا چاہیں تو ساری مخلوق مل کر اس کو روک نہیں سکتی۔ اور اگر اللہ نہ دینا چاہے

تو ساری مخلوق مل کر دے نہیں سکتی۔ ہمیں کسی نے پریشان نہیں کیا ہوا۔ ہمیں ہمارے اعمال نے پریشان کیا۔

مقام عبرت:

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمائی کہ جب قبرص فتح ہوا تو ایک صحابیؓ نے ابودرداؓ کو روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کہ حضرت رو کیوں رہے ہیں۔ فرمایا کہ عبرت کا مقام ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو کیا نعمتیں دی تھیں۔ آج اللہ نے ان سے یہ بیت المقدس والی نعمت اس کی کنجیاں لے کر مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ عبرت کا مقام نہیں ہے۔

اللہ کی نافرمانی کا انجام:

ابن ابی دنیا روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب نافرمانوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں تو ان کے بچے بکثرت مرتے ہیں۔ عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ لوگ اپنے حکام کو برا کہنے لگ جاتے ہیں۔ اور یہ ہوتا ہے ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نافرمان بندے پر لعنت فرماتے ہیں تو اس لعنت کا اثر اس کی سات پشتوں تک آگے چلا جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نصیحت:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہؓ کو پیغام بھیجا کہ آپ میری والدہ ہیں امت کی والدہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ تو عائشہ صدیقہؓ نے نصیحت کرنے کا حق ادا کر دیا۔

فرمایا کہ دیکھو اگر لوگوں کی خوشنودی کی خاطر تم اللہ کے حکموں کو توڑو گے اللہ ان لوگوں کے دلوں میں تمہاری بے وقعتی پیدا کر دیں گے۔ اور وہ تمہاری بے عزتی کر دیں گے۔ اور اگر لوگوں کو ایک طرف رکھ کر اللہ کے حکم کو تم سامنے رکھو گے تو جو لوگ تم سے ناراض ہیں اللہ ان کے دل میں تمہاری عظمت پیدا کر دیں گے۔ یہ بھی تم سے محبت کرنے

لگیں گے۔ ہم حکم خدا کی عظمت کو سمجھیں۔ آج گھر میں نہیں دیکھتے۔ خاوند ذرا سا ناراض ہو تو بیوی کو نکال دیتا ہے۔ بھائی بھائی کو نکال دیتا ہے۔ باپ بیٹے کو نکال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے ناراض ہو گئے تو پھر کیا بنے گا۔ لوگ کہتے ہیں جی رہنا دریا میں مگر مچھ سے بیر۔ تو بھی رہنا دنیا میں اور پھر دنیا کو بنانے والے سے بیر۔ تو گاڑی کیسے چلے گی۔ ایک ہی راستہ ہے پریشانیوں سے نجات پانے کا' اور وہ ہے اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کا راستہ۔

گناہوں پر سزا کے طریقے:

چنانچہ انسان کو گناہوں کے اوپر اللہ رب العزت کی طرف سے سزا ملتی ہے۔ مگر اس کے تین طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ نقید:

نقید کس کو کہتے ہیں۔ ادلے کا بدلہ ادھر گناہ کیا ادھر تھپڑ پڑا۔ اور کوئی لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ جی ہم نے فلاں کام کیا تو یہ ہو گیا۔ یہ نقد معاملہ ہے۔ یہ سب سے نرم معاملہ ہے' کہ کچھ کرے اور فوراً اس کا نتیجہ دیکھ لے۔ کوئی نہ کوئی پریشانی آجاتی ہے۔

دوسرا طریقہ:

ایک طریقہ سزا کا ہے تاخیر۔ تاخیر کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نقد سزا نہیں دیتے' مہلت دے دیتے ہیں۔ رسی ڈھیلی کر دیتے ہیں۔ اور یہ رسی کا ڈھیلا کرنا پہلے سے بڑی سزا ہے۔ اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ انسان جب گناہوں پہ گناہ کرلے۔ اور پھر اللہ کی نعمتوں کی بارش دیکھے تو یہ خطرے کی گھنٹی ہے۔ اب عنقریب اس کی رسی کو کھینچا جائے گا۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تاخیر کر کے بڑھاپے میں بیوی کو نافرمان بنا دیتے ہیں۔ خاوند کی سنتی نہیں۔ اولاد ماں کا ساتھ دیتی ہے۔ بچے ماں کا ساتھ دیتے ہیں۔ سب ایک ہو جاتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اور خاوند کی کوئی نہیں سنتا۔ اتنا اس شخص کا بڑھاپا خراب ہوتا ہے عبرت ناک ہوتا ہے۔

سبق آموز واقعہ:

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے تو پیچھے شاگرد نکل رہا تھا۔ اس نے کسی غیر کی طرف نظر اٹھائی تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روکا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنا جرم تسلیم کرتا۔ اس نے آگے سے Logic دینی شروع کر دی کہ نہیں نہیں میرا مقصد یہ نہیں تھا۔ میری نیت یہ نہیں تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ نوجوان قرآن کا حافظ تھا۔ اس گناہ کی اس کے اوپر ذلت پڑی عذاب آیا کہ بیس سال کے بعد قرآن مجید کو بھول گیا۔ آج کے بچے کہتے ہیں کہ جی ہمیں سبق یاد نہیں ہوتا۔ یہ نسیان کی بیماری کہیں عصیان کا نتیجہ تو نہیں ہے؟ تو ایک ہے نقد سزا ایک ہے تاخیر ذرا سی ڈھیل چھوڑ دینا۔

تیسرا طریقہ:

اور ایک ہے اللہ رب العزت کی خفیہ تدبیر۔ یہ خفیہ تدبیر سب سے بڑی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ﴾

جب وہ بھول گئے جو ان کو نصیحت کی گئی۔

﴿فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ﴾

ہم نے ان پر تمام نعمتوں کے دروازے کھول دیے۔

﴿حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا﴾

حتی کہ جب وہ بڑے خوش ہو گئے کہ ہمیں کیا نعمتیں مل گئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً﴾

ہم نے اچانک ان کو اپنی پکڑ میں لے لیا۔ تو یہ اللہ رب العزت کا قانون جزا اور سزا ہے۔ ہم اللہ رب العزت کے حکموں کو مان کر چلیں گے تو رحمتیں برکتیں ہمارے شامل حال

ہوگی۔ اور اگر اللہ رب العزت کے حکموں کی نافرمانی کریں گے تو پریشانیاں اور مصیبتیں ہماری جان نہیں چھوڑیں گی۔ تسبیح جیسے ٹوٹتی ہے اور ایک کے اوپر دوسرا دانہ جیسے گرتا ہے۔ اس طرح ایک پریشانی کے اوپر دوسری پریشانی ہے۔ پھر کئی مرتبہ تو تنگ آ کر موت مانگتے ہیں۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اللہ رب العزت کی کرم نوازی:

یہ تو اللہ رب العزت کی رحمت اور کرم نوازی ہے کہ وہ اس دنیا میں پکڑنے میں جلدی نہیں فرماتے۔ بندے کو مہلت دیتے ہیں۔ جیسے بجلی ہے کہ پہلی غلطی بھی معاف نہیں کرتی۔ ہاتھ لگاؤ جھٹکا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ مہلت دے دیتے ہیں۔ اور یہ مہلت اسی لیے ہوتی ہے کہ بندہ شاید سمجھ جائے اور اپنے راستے کو بدل لے۔ ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں۔ جہاں جہاں ہم سے خلاف شریعت کوئی بات ہوتی ہے۔ ہم اللہ کے حضور اس کی توبہ کریں۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

تین اہم باتیں:

انسان اگر اپنے گناہوں پر نادم ہو تو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس کے گناہوں کو اس کی نیکیوں میں بدل دیں۔ اس لیے تین باتیں یاد کرنے کے قابل ہیں۔

رضا بالقدر:

پہلی بات: رزق بقدر مقدر جو اللہ نے لکھ دیا ملنا وہی ہے۔ تو پھر حرام طریقہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کسی کی جیب کاٹنے کی، کسی کے مال پر ہاتھ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو اللہ نے مقدر میں لکھ دیا وہ ملنا ہے۔ تو اس کا یقین کرتے ہوئے انسان اچھائی کی زندگی گزارے۔ اپنی طرف سے محنت کرے۔ جو مقدر ہوگا وہ مل کے رہے گا۔ اس

پر اللہ سے خوش ہو جائے۔ اللہ نے جو نصیب میں لکھا اس میں برکت ہو۔ جو رزق ملے گا برکتوں والا رزق ملے گا۔ کبھی ڈاکٹروں کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ کبھی گھر میں کوئی ایسی پریشانی ہی نہیں آئے گی۔ پرسکون زندگی ہوگی۔

مال کی حقیقت:

یاد رکھنا کہ مال جب آتا ہے تو اپنے ساتھ وبال بھی لے کر آتا ہے۔ اسی لیے ہمیشہ مال کا آنا اچھا نہیں ہوتا۔ ایسا مال جس میں وبال نہ ہو اللہ سے وہ مانگیں اور وہ حلال ہوتا ہے۔ حرام آتا ہے تو وبال لے کے آتا ہے "رزق بقدر مقدر" جس کا جو اللہ نے نصیب لکھ دیا وہ اس کو ملتا ہے۔

دوسرا فرمایا کہ "عقوبت بقدر معصیت" جتنی نافرمانی ہوگی اتنی سزا، اتنی پریشانیاں۔ چنانچہ بے نماز آدمی کی زندگی کو آپ دیکھیں آپ کو اکثر پریشان نظر آئے گا۔ بظاہر اس کے پاس مال و دولت ہو مگر کبھی دل سے پوچھ کر دیکھو اس کا دل ہمیشہ غمزدہ رہے گا۔ کبھی کاروبار کی طرف سے، کبھی گھر بار کی طرف سے، کبھی صحت کی طرف سے کوئی نہ کوئی سبب ہوگا اس کی پریشانی کا۔ راتوں کو نیند نہیں آتی، نیند کی گولیاں کھا کھا کے سوتے ہیں۔ تو "عقوبت بقدر معصیت"۔

اور تیسرا فرمایا "سلوک بقدر مشقت" روحانی بلندی اتنی ہوگی جتنا مجاہدہ ہوگا۔ آج ہم چاہتے ہیں مجاہدہ تو ہمیں کرنا نہ پڑے اور روحانیت ہمیں مفت مل جائے۔ اس سلوک کو طے کرنے کے لیے بندے کو مجاہدے کی بھٹی میں سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ عبادات کے ذریعے مجاہدہ کرے۔ اپنے نفس کی خواہشات کو توڑ کر مجاہدہ کرے، ہر حال میں سنت پر عمل کر کے مجاہدہ کرے۔ ہر حال میں اللہ کے حکم پر عمل کر کے مجاہدہ کرے۔ یہ مجاہدہ کرنا ہی ہے سلوک تب طے ہوگا۔ تو "رزق بقدر مقدر، عقوبت بقدر معصیت، اور سلوک بقدر مشقت"

www.besturdubooks.wordpress.com

پریشانیاں کم کیسے ہوں:

یہ جو پریشانیوں میں تاخیر ہوتی ہے کمی ہوتی ہے اس کی وجوہات ہیں۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے استغفار کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرما دیا:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾

اے میرے پیارے حبیب ﷺ اللہ انکو عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ﷺ ان میں موجود ہیں۔

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾

اوران کو اس وقت تک بھی عذاب نہیں دے گا۔ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے۔ تو ایک تو استغفار کی کثرت دل میں بھی نادم ہو جائیے زبان سے بھی استغفر اللہ پڑھیے اور دوسرا کبھی انسان ہاتھ سے صدقہ کر دیتا ہے۔ ضروری نہیں ہوتا کہ لاکھوں کا صدقہ ہو۔ خشک کھجور بھی صدقہ کر دے تو اللہ کے ہاں اس کا مقام بھی کئی مرتبہ پہاڑ برابر سونا خرچ کرنے سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ ایک کھجور انسان کو دوزخ کے عذاب سے نجات دینے کے برابر ہو سکتی ہے۔ اگر اخلاص کے ساتھ ہو۔ تو صدقہ دیتا ہے اور

﴿اِنَّ الصَّدَقَةَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ﴾

اللہ کے غضب کو یہ بجھا دیتا ہے۔ کسی کے ساتھ بھلائی کی حسن سلوک کیا یہ جو صلہ رحمی ہے اور حسن سلوک ہے حدیث میں آیا اس کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ بندے سے عذاب کو ٹال دیتے ہیں۔ ہم بھی اپنے گناہوں سے اللہ رب العزت سے معافی مانگیں۔ اللہ رب العزت بڑے کریم ہیں۔ بندے کی توبہ کو جلدی قبول فرما لیتے ہیں۔ ہم تو صبح و شام گناہوں کی زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کا طریق:

جو اس دنیا میں معصوم ہستیاں آئیں اور جنہوں نے پاکیزہ زندگی گزاری اس کے

باوجود انہوں نے اللہ سے معافیاں مانگیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے کہا:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

سیدنا نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال دعوت دی اپنی قوم کو اور آخر میں کیا ہوا کہ بیٹا آنکھوں کے سامنے غرق ہوا اتنا کہا اے اللہ

﴿إِنَّ ابْنِيْ مِنْ أَهْلِيْ وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ﴾

آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تیرے اہل کو میں بچالوں گا اور میرا بچہ ڈوب گیا اور یہ میرے اہل میں سے تھا۔ تو اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ﴾

وہ تیرے اہل میں سے نہیں تھا۔

﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾

اس کے عمل برے تھے اور پھر آگے فرمایا:

﴿وَلَا تَسْئَلْنِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾

ایسی بات مجھ سے نہ پوچھیے جس کا آپ کو علم نہیں۔

﴿إِنِّيْ أَعِظُكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ﴾

میں نصیحت کرتا ہوں آپ کو جاہلوں میں سے نہ ہو جائیے۔ اللہ اکبر ساڑھے نو سو سال اللہ کی طرف بلایا۔

﴿رَبِّ إِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا﴾

اور پھر اتنی سی بات سے اللہ کا جلال دیکھیے فرمایا میں نصیحت کرتا ہوں

﴿إِنِّيْ أَعِظُكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ﴾

جاہلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ جب یہ حکم ہوا کوئی آگے سے Excuse نہیں فوراً کہا

﴿وَإِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْ أَكُنْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ آپ اگر مجھے معاف نہیں کریں گے میرے اوپر رحم نہیں کریں گے میں تو خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

یونس علیہ السلام کی دعا:

حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھئے۔ قوم کو دین کی دعوت دی لیکن جلدی ان سے الگ ہو گئے۔ مچھلی نے اپنے پیٹ میں لے لیا۔ اللہ کے سامنے کہتے ہیں۔

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾

اگر وہ مچھلی کے پیٹ میں ہماری تسبیح بیان نہ کرتے قیامت تک ہم ان کو مچھلی کے پیٹ کے اندر رکھتے آج یہ پریشانیاں یہ مچھلی کا پیٹ ہی تو ہے۔ جنہوں نے ہمیں گھیرے میں لیا ہوا ہوتا ہے۔ ہم بھی ان پریشانیوں میں جو مچھلی کے پیٹ کی مانند ہے۔ اللہ کی تسبیح بیان کریں اللہ سے معافیاں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے ہمیں ان پریشانیوں کی مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرما کر پرسکون زندگی عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ○

اماں جی کا سفر آخرت
رحمۃ اللہ علیہا

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جنہوں نے اپنی ماں کی خدمت کی اوران کی دعائیں لیں اللہ رب العزت نے دنیا و آخرت میں ان کو کامیاب فرمایا۔ماں کی دعائیں اللہ رب العزت کے حضور اس طرح قبول کی جاتی ہیں۔جس طرح کے اولیاء اللہ کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔حتی کہ کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ ماں فاسق گناہ گار صحیح' ماں خطا کار اور غافل صحیح' دینی زندگی نہ بھی ہو مگر ماں ماں ہے اگر بیٹے کیلئے ہاتھ اٹھائے گی اللہ تعالیٰ اس گناہ گار ماں کی دعا کو بھی اسی طرح قبول فرمائیں گے جس طرح کے اپنے اولیاء کی قبول فرماتے ہیں۔

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اماں جی رحمۃ اللہ علیہا کا سفرِ آخرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ○

وَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ○ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ○ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ ○ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ ○ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ○ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ ○ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ○

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَمَا تَعِیْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تُحْفَۃُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے:

دنیا کی ہر چیز فنا کے داغ سے داغدار ہے ہر چیز کا انجام موت ہے جو گھر بنایا جاتا ہے ایک دن اسے گرنا ہے جو بچہ دنیا میں پیدا ہوتا ہے ایک دن اسے مرنا ہے۔

لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ لَهٗ مُلْكُ الْمَعَادِ كُلَّ يَوْمٍ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

اللہ رب العزت کا بنایا ہوا قانون ایسا کہ ہر آدمی اپنی مہلت گزار کر دنیا سے جاتا ہے ہم سے پہلے ہمارے آباؤ اجداد اس دنیا میں بستے رہے دنیا سے چلے گئے۔ آج ہم دھرتی پر مہمان ہیں کل ہم بھی چلے جائیں گے نئے لوگ ہونگے' نئے چہرے ہونگے' جوان دیسوں بستیوں کو آباد کریں گے۔

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے محفل کا ہے رنگ وہی
ساقی کی نوازش جاری ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں

آج ہم دھرتی پہ مہمان ہیں جانے والے دنیا سے چلے گئے کل ہم بھی نہیں ہونگے۔ نئے لوگ ہونگے' جوان دیسوں بستیوں کو آباد کریں گے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ

محبوب ﷺ آپ سے پہلے بھی ہم نے کسی کے لیے ہمیشہ رہنا نہیں لکھا۔ ساڑھے نوسو برس بھی عمر ہو تو بالآخر دنیا سے جانا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا فنا کا گھر ہے ہر چیز سے ہمیں یہی پیغام مل رہا ہے کہ یہ منزل نہیں یہ راہ گزر ہے۔ اس لیے دنیا سے دل لگانے سے منع فرما دیا گیا۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

بس اس دنیا کے بازار سے ہمیں گزرنا ہے اپنا دل مخلوق میں الجھانے کی بجائے پروردگار سے لگانا ہے اور جن لوگوں نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ان کے لیے زندگی کی تمام مشکلات آسان ہو گئیں۔

موت کی یاد بڑی نعمت ہے:

موت کی یاد انسان کے لیے بڑی نعمت ہے۔ یہ انسان سے بڑے بڑے غموں کو آسان کر دیتی ہے۔ کسی کا جدا ہو جانا ایک بڑا غم ہوتا ہے۔ صدمہ ہوتا ہے اس موقع پر ہمیں قرآن مجید کی ایک آیت سکھائی:

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

اس آیت کے دو حصے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ ہم اللہ کے ہیں اللہ رب العزت ہمارا ہے اور مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنی چیز کو جب چاہے جہاں سجائے کوئی دوسرا نہیں پوچھ سکتا کہ آپ گھر میں فرنیچر لائے تو فلاں کمرے میں کیوں رکھا؟ یا تھوڑی دیر کے بعد دوسرے کمرے میں کیوں شفٹ کر دیا۔ یہ مالک کی مرضی ہوتی ہے تو پروردگار جب تک چاہتے ہیں اپنے بندے کو دنیا میں رکھتے ہیں وہ چاہے تو پیدا ہوتے ہی واپس لے لے چاہے تو بچپن میں لے لے جوانی میں لے لے چاہے تو بڑھاپے میں لے لے۔ یہ سب مالک کا اختیار ہے یہ اسی کی شان ہے۔

جب ہم نے کہا انا للہ تو یہ تسلی ہو گئی کہ اب اللہ رب العزت نے جس کو لیا یہ اسی کا فیصلہ سو فیصد ٹھیک ہے۔ یہ اس کی شان ہے ہمیں اس پر سر تسلیم خم کرنا ہے۔ لیکن اس کے

باوجود دل میں جدائی کا صدمہ تو رہتا ہے۔ اب اس کی تسلی کے لیے دوسرے فقرے میں کہہ دیا وانا الیہ راجعون کہ تمہاری جدائی ہمیشہ کی نہیں ہے تم بھی اسی منزل کے مسافر ہو۔ جہاں وہ جانے والے چلے گئے۔ اک دن آئے گا کہ تمہیں بھی ان کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ آپ نے دیکھا ہوگا ائر پورٹ کے اوپر لوگ اپنے رشتہ داروں کو الوداع کرتے ہوئے رہے ہوتے ہیں لیکن ایک بھائی وہ ہنس ہنس کے باتیں کر رہا ہوتا ہے اور وہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ آپ جائیں اور ہفتہ کے بعد میری بھی فلائٹ ہے میں پہنچ رہا ہوں۔ باقی سارے روتے ہیں کیوں؟ ان کے دل میں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم جدا ہو رہے ہیں اور وہ بھی ہنس ہنس کر اس کو جدا کر رہا ہوتا ہے کیوں؟ اس کے دل میں احساس ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد میں بھی وہیں جانے والا ہوں تو جب یہ دل میں احساس ہو گیا "وانا الیہ راجعون" اب موت کا بڑے سے بڑا صدمہ جھیلنا بھی انسان کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ کہ ہماری یہ جدائی ہمیشہ کی نہیں ہم نے بھی تھوڑے دن میں وہاں آنا ہے۔

صفت رحمٰن رحیم کی تجلیات:

دنیا میں ماں باپ انسان کے لیے سر کا سایہ ہوتے ہیں۔ مخلص، پرخلوص دعائیں کرنے والی ہستیاں ہوتی ہیں۔ اللہ رب العزت کی رحمت کے عنوان پر دو نام ہیں ایک رحیم اور ایک رحمٰن۔ اللہ رب العزت کی صفت رحیم کی تجلی وہ ماں کے اوپر زیادہ ہوتی ہے اور اللہ رب العزت کی صفت رحمٰن کی تجلی وہ باپ پر زیادہ ہوتی ہے۔ غالب ہوتی ہے اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ باپ کو بھی اولاد سے محبت ہوتی ہے مگر اس میں عقل غالب ہوتی ہے اس کی عقل ہر وقت اس پر حاکم ہوتی ہے لہٰذا باپ نیک اچھے بیٹے کے ساتھ زیادہ محبت کرے گا۔ اور دل کے ساتھ محبت کی بجائے اس کو تنبیہ کرے گا اس کو ڈانٹے گا مگر ماں کے اوپر اللہ رب العزت کے اسم رحیم کی تجلی زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا دنیا میں ماں ہی وہ ذات ہے جو اپنے اچھے اور برے ہر طرح کے بیٹے سے محبت کرتی ہے۔ دنیا میں گناہ گاروں سے

محبت کرنے والی بھی اگر کوئی ذات ہے تو وہ ماں کی ذات ہے بیٹا نالائق نکل آیا باپ گھر سے نکالنے کو تیار ہو جائے گا مگر ماں ایک ایسی ذات ہے جو پھر بھی اسے سینے سے لگائے گی۔ ساری دنیا اس کی برائیاں کرے گی بھائی باپ، بہن سب اس کو برا کہیں گے۔ مگر ماں ایسی ذات ہے جو اس برے کیلئے بھی دل میں حسرتیں رکھے گی۔ چاہتیں رکھے گی۔ پھر بھی اسے سینے سے لگائے گی۔ یہ اللہ رب العزت نے صفت رحیمیت کی تجلی ہر ماں کے اندر ڈال دی ہے۔

ننھی چڑیا کی اپنے بچوں سے محبت:

آپ دیکھئے کہ چڑیا ایک چھوٹی سی جاندار ہے اپنے گھونسلے میں رہتی ہے جب اس کے بچے ہوتے ہیں یہ اپنے بچوں کو پانی لا کر پلاتی ہے دانہ وغیرہ لا کر کھلاتی ہے۔ اب اگر دروازہ کبھی بند ہو اور چڑیا نے باہر نکل کر پانی لینے جانا ہو تو کبھی اس کی بے قراری کو دیکھا کرو۔ وہ پھڑ پھڑاتی ہے کبھی اس دیوار پر کبھی اس دیوار پر اسے اطمینان نہیں ہوتا اسے چین نہیں آتا' اسے سکون نہیں ہے۔ دروازہ بند ہے کوئی سوراخ نہیں جہاں سے وہ نکل سکے مگر کبھی وہ ادھر بیٹھتی ہے کبھی ادھر بیٹھتی ہے۔ اس کے بس میں یہی کچھ ہے وہ کر رہی ہوتی ہے۔ ذرا دروازہ کھلتا ہے وہ باہر نکل کر اپنی چونچ میں پانی لے کر آتی ہے دروازہ پھر بند ہوتا ہے وہ دروازہ کے ساتھ ٹکریں مارتی ہے۔ کتنی بار دیکھا کہ چڑیا نے بند دروازے کے ساتھ ٹکریں مار مار کر اپنی جان بھی ضائع کر دی' زخمی کر لیتی ہے کیوں؟؟ اس کے دل میں محبت ہوتی ہے میرے بچے کمرے کے اندر ہیں میں نے ان بچوں کو پانی پلانا ہے ننھی منی سی جان ہے مگر پروردگار نے اس کے دل میں بھی ایسی محبت رکھ دی کہ بچوں کی وجہ سے اداس ہے تڑپتی ہے اپنے پانی پینے کھانے کو بھول جاتی ہے مگر اپنی اولاد کی اسکو کتنی فکر ہوتی ہے۔

مرغی کی اپنے بچوں سے محبت:

مرغی ایک کمزور سا جاندار ہے اسے اچھی طرح پتہ ہے کہ میں بلی کے مقابلے میں

کامیاب نہیں ہوسکتی لیکن اگر اس نے بچے دیے ہوں اس کے اندر ماتا کی محبت ایسی ہوتی ہے کہ بلی بھی اگر آجائے تو بچوں کو اپنے پروں میں سمیٹ کے اس بلی کے سامنے کھڑی ہوجاتی ہے۔ اس کا سامنے کھڑے ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ چاہتی ہے کہ تم پہلے میری جان کے ساتھ کھیلو اس کے بعد بچوں تک پہنچو گے۔ چھوٹی سی کمزور سی جاندار ہے محبت ایسی ہے کہ اپنی آنکھوں کے سامنے بھی نہیں دیکھ سکتی کہ بلی اس کے بچے کو اٹھا کے لے جائے۔

انسان تو پھر انسان ہے عقل سمجھ رکھنے والا انسان اسکی محبت کی انتہا تو کچھ اور ہوتی ہے۔ حتی کہ اگر کافر بھی ہو تو بھی ماں کو اولاد سے محبت ہوتی ہے۔

رشیا کا حیران کن واقعہ:

رشیا میں ایک مرتبہ زلزلہ آیا کئی بڑی بڑی عمارتیں گر گئیں کرینوں کے ذریعے ان کا ملبہ ہٹایا گیا۔ ایک ملبہ کے نیچے سے ایک عورت کو سات دن کے بعد نکالا گیا جس نے اپنے بچے کو سینے سے لگایا ہوا تھا اور ابھی زندگی کے سانس لے رہی تھی ہسپتال لے گئے۔ ہوش میں لائے اس سے پوچھا کہ اللہ رب العزت نے تمہیں سلامت رکھا یہ بتاؤ۔ تمہاری انگلیاں زخمی کیوں نظر آتی ہیں۔ وہ کہنے لگی کہ میں ایسی طرح ملبے کے نیچے آگئی کہ میں خود تو محفوظ تھی ٹنوں کے حساب سے میرے اوپر ملبہ تھا میں نکل نہیں سکتی تھی امید تھی کہ ممکن ہے میری زندگی باقی ہو بچے کو سینے سے لگائے رکھا میں اس کو ایک دو دن تک اپنا دودھ دیتی رہی۔ جب مجھے غذا نہ ملی تو میرے سینے سے دودھ آنا بند ہوگیا۔ بچہ روتا میں انگلی منہ میں ڈالتی بچے کی پیاس اور بھوک کی شدت کی وجہ سے اس کا رونا مجھ سے دیکھا نہ جاتا۔ پھر میں پریشان کہ کیا کروں میرے دل میں ایک خیال آیا کہ اگر میرے سینے میں دودھ نہیں مگر جسم میں خون تو موجود ہے۔ میں اپنے دانتوں سے اپنی انگلی کو کاٹتی حتی کہ اس میں سے قطرہ قطرہ خون نکلنے لگا اور وہ بچے کے منہ میں دے دیتی کہ اسے کچھ تو پینے کے لیے مل جائے۔

اور بقیہ پانچ دن میں اپنے بچے کو اپنے جسم کا خون پلاتی رہی اور یوں آج مجھے اور میرے بیٹے کو دوبارہ زندگی نصیب ہوئی۔ محبت کی انتہاء دیکھئے اپنی انگلیوں کو کاٹ کاٹ کر اپنے بیٹے کو اپنا خون پلا رہی ہے کہ بچے کی زندگی بچ جائے۔ تو ماں کو اولاد کے ساتھ والہانہ محبت ہوتی ہے۔ جسے ماں کی ممتا کہتے ہیں اور یہ اللہ رب العزت نے ماں کے دل میں رکھ دیا کیوں کہ اس کی گود میں بچے نے پرورش پائی تھی وہ بچپن سے لے کے بڑی عمر تک اپنے اس بچے کے ساتھ اسی طرح والہانہ محبت کرتی ہے جس طرح پہلے دن کیا کرتی تھی۔

شادی کے بعد پہلی خواہش:

اس لیے آپ دیکھیں کہ اگر کسی بچی کی شادی ہو اس کو خاوند اچھا ملا مال و دولت اس کے پاس ہے تعلیم یافتہ ہے دنیا کی عزت اس کے پاس موجود ہے مگر آپ اسے غم زدہ دیکھیں گے پوچھیں اس نوجوان بچی سے کہ کیوں غم زدہ ہو؟ کہے گی کہ دو سال شادی کو ہو گئے اور ابھی تک کوئی امید نہیں اس لیے میرا دل افسردہ رہتا ہے۔ بس دعائیں کریں اللہ تعالیٰ مجھے بھی خوشی عطا فرمائیں۔ اس کا اتنا بڑا گھر اسے اچھا نہیں لگتا اسے سکون نہیں ملتا۔ وہ کہیں کسی نیک بندے کی محفل کے بارے میں سنتی ہے تو وہاں جا کر اولاد کے لیے دعائیں مانگتی ہے۔ وہ تلاوت کرتی ہے اولاد کے لیے دعائیں' وہ تہجد پڑھتی ہے اولاد کے لیے دعائیں' وہ حج اور عمرہ پر گئی غلاف کعبہ کو پکڑ کر اولاد کے لیے دعائیں' مقام ابراہیم پر نفل پڑھے تو اولاد کے لیے دعائیں۔ نہ کوئی علاج میں کمی کرتی ہے نہ دعا میں کمی کرتی ہے جب کسی کے بارے میں سنا کہ نیک آدمی ہے دعاؤں کے پیغام بھیجتی ہے۔ ایک ہی دعا اللہ مجھے اولاد عطا فرما دے۔ اس بچی کے پاس دنیا کا سب کچھ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محبت کرنے والا خاوند دیا' گھر دیا' مال دیا' جمال دیا' عزت دی' سب کچھ دیا مگر ایک نعمت ایسی ہے جس کی خاطر یہ تڑپتی پھرتی ہے۔ رو رو کے دعائیں مانگتی ہے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد کی نعمت عطا فرما دے اس کا بس نہیں چلتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت اسے مل

سکے لہٰذا دعائیں مانگتی ہے لمبے لمبے سجدے کر کے روتی ہے۔ اللہ مجھے اولاد عطا فرما اور جب اس بچی کو اللہ رب العزت خوشی دیتے ہیں تو پھر یہ خوشی سے پھولی نہیں سماتی ابھی بچہ پیٹ میں ہوتا ہے اس وقت یہ اپنے بچے کے لیے دعائیں مانگ رہی ہوتی ہے۔ بچہ ابھی پیٹ میں ہے ولادت نہیں ہوئی لیکن اس وقت سے دعائیں مانگتی ہے قرآن مجید اس پر گواہی دیتا ہے۔

عمران علیہ السلام کی بیوی کی دعا:

عمران علیہ السلام کی بیوی نے اپنی بچی کے لیے اس وقت دعا مانگی جب پیٹ میں تھی اور کیا کہا

﴿رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَافِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ﴾

اے اللہ جو میرے بطن میں ہے میں نے اسے تیرے دین کے لیے وقف کر دیا اللہ اس کو میری طرف سے قبول کر لیجیے۔

ماں کی محبتوں کا محور:

اندازہ کیجیے ماں کی محبتوں کا ابھی بچے کی ولادت نہیں ہوتی لیکن ماں کی دعائیں اس وقت سے شروع ہو گئیں ماں اس وقت سے بچے کیلئے دعائیں مانگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کو نیک بنائے اس کا بچہ دنیا کے اندر نیک بنے۔ اچھا بنے اس وقت سے ماں کی تمنائیں شروع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ جب بچے کی ولادت ہوتی ہے ماں اپنے آپ کو بھول جاتی ہے۔ اس بچے کے چہرے کو دیکھ کر اس کو سکون ملتا ہے اس کو اطمینان مل جاتا ہے بچے کو ایک کمرے میں سلا کر وہ کچن میں آ کے کام کر رہی ہے مگر کان بچے کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ ذرا سی آہٹ ہوئی دوسرے لوگ نہیں پہچانتے ماں کو فوراً پتہ چلتا ہے کہ میرا بچہ جاگ گیا۔ بھاگ کر جاتی ہے کپڑا اٹھا کر بچے کے چہرے کو دیکھتی ہے۔ اگر سویا ہوا ہے پھر واپس آتی ہے کام میں لگ جاتی ہے۔ ورنہ بچے کو اٹھا کر دودھ دیتی ہے۔ بچے کی تکلیف اس کی

اپنی تکلیف اور بچے کی خوشی اسکی اپنی خوشی ہوتی ہے۔ بچے کی پیدائش سے پہلے رشتہ داریوں کے انداز اور تھے اب بچے کی پیدائش کے بعد انداز بدل گئے۔ جو شخص اس کے بچوں سے محبت کرے گا بھائی ہو، بہن ہو کوئی بھی عزیز ہو اس کو وہ اپنا سمجھے گی اور جو اس کی اولاد سے محبت نہیں کرتا چاہے کوئی بھی ہو تو وہ سمجھے گی کہ اس کو میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں وہ قریب کی رشتہ داریوں کے انداز بھی بدل گئے اب وہ بچہ مرکب اور محور بن گیا۔ کہتی ہے کہ جو میرے بچے سے پیار کرے گا میں سمجھوں گی وہی میرا اپنا ہے۔ وہی میرا رشتہ دار ہے۔

ماں کی محبت کا انداز:

چنانچہ پہلے کبھی اپنے خاوند کے ساتھ بازار جاتی تھی تو اپنے کپڑے جوتے کا خیال کرتی تھی اب کبھی بازار میں گئی چھوٹی چھوٹی چیزیں ڈھونڈتی پھر رہی ہوتی ہے۔ بچے کا کھلونا ملے اس کے کپڑے ملیں۔ چھوٹے چھوٹے جوتے ملیں۔ بے چاری کو خود اپنا آپ یاد نہیں ہوتا ہر وقت اپنے بچے کی خدمت میں لگی ہوتی ہے۔ اس ماں کو اللہ نے ایسی محبت دی یہ پہلے بچے کو کھلاتی ہے بعد میں خود کھاتی ہے۔ پہلے بچے کو پلاتی ہے بعد میں خود پیتی ہے۔ پہلے بچے کو سلاتی ہے بعد میں خود سویا کرتی ہے۔ حتیٰ کہ بچہ جوان ہو گیا نوکری کے لیے دور کہیں چلا گیا رات کو آتے ہوئے دیر ہو گئی گھر کے سارے لوگ سو جاتے ہیں باپ بھی سویا پڑا ہوتا ہے مگر ماں چارپائی کے اوپر کروٹیں لے رہی ہوتی ہے اسے نیند نہیں آتی اس لیے جاگتی ہے کہ معلوم نہیں میرا بیٹا کس وقت آئے گا وہ دروازہ کھٹکھٹائے گا ایسا نہ ہو کہ اسے انتظار کرنی پڑے۔ اس لیے کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈا کھانا نہ کھانا پڑے۔ ماں رات کے آخری حصے تک جاگتی ہے۔ بچے کو اپنے ہاتھ سے کھلائے گی۔ دعائیں دے گی کہ بیٹا میں تو تیری انتظار میں بیٹھی رہی یہ محبت ہے جو اللہ نے اس کے دل میں رکھ دی ماں کے لیے اللہ رب العزت نے ایسی محبتیں رکھ دیں ہیں لہٰذا اولاد کے لیے ہر وقت اٹھتے بیٹھتے دعائیں رکھتی ہے۔ چلتے پھرتے دعائیں کرتی ہے۔

ماں کا مقام:

اس لیے دنیا کے اندر ماں کو بڑا مقام عطا فرمایا گیا۔ فرمایا:

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ

جنت تو ماں کے قدموں کے نیچے ہے

جنہوں نے اپنی ماں کی خدمت کی اور ان کی دعائیں لیں اللہ رب العزت نے دنیا و آخرت میں ان کو کامیاب فرمایا۔ ماں کی دعائیں اللہ رب العزت کے حضور اس طرح قبول کی جاتی ہیں۔ جس طرح کے اولیاء اللہ کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ حتی کہ کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ ماں فاسق گناہ گار صحیح' ماں خطا کار اور غافل صحیح' دینی زندگی نہ بھی ہو مگر ماں ماں ہے اگر بیٹے کیلئے ہاتھ اٹھائے گی اللہ تعالیٰ اس گناہ گار ماں کی دعا کو بھی اسی طرح قبول فرمائیں گے جس طرح کے اپنے اولیاء کی قبول فرماتے ہیں۔

ماں کی دعا جنت کی ہوا:

ماں کے منہ سے جب دعا نکلتی ہے اس کے اور اپنے رب کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں ہوتا۔ آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں یہ دعا اپنے رب کے حضور پیش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ماں کی دعا کو قبول فرماتے ہیں اسی لیے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ ماں کی دعا جنت کی ہوا ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر بھی کوئی بات کہی جا سکتی تو وہ بھی کہہ سکتے تھے۔ اللہ رب العزت کی رحمتیں ہوتی ہیں کہ ان کی ماں کو اللہ رب العزت نے وہ محبت دی کیونکہ پرخلوص دعائیں کرتی ہے اس لیے اس کی دعاؤں کا ہمیشہ نتیجہ اچھا دیکھنے میں آتا ہے۔ اللہ رب العزت ماں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جس کی ماں دنیا سے رخصت ہو چکی والدین رخصت ہو چکے اب وہ اپنے والدین کے لیے نیکی کے ذریعے انکو تحفے بھیج سکتے ہیں۔ دعائیں کر سکتے ہیں۔ نیکوں کی زندگی گزار کے اپنے والدین کے لیے آخرت کا ذخیرہ بن سکتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کی زندگی بڑا سانحہ:

ماں باپ کی جدائی انسان کی زندگی کا بہت بڑا سانحہ ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے باپ کا جنازہ اٹھایا جس شخص نے اپنی ماں کا جنازہ کندھے پہ اٹھایا اور پھر اس کی زندگی میں دین نہ آیا اس سے زیادہ بدبخت آدمی دنیا میں کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور کون سا موقع ہوگا عبرت حاصل کرنے کا' اور کون سا وقت ہوگا اپنے نفس کو پامال کرنے کا' اور کون سا وقت ہوگا اللہ کے سامنے سر جھکانے کا۔ اتنی بڑی نعمت ماں والی جو ہر وقت دعائیں کرتی تھی جب جدائی ہوگئی ان دعاؤں سے بندہ محروم ہوگیا۔ اب اس محرومی کے وقت میں بھی اگر اللہ رب العزت کی رحمت کو نہ مانگے اور اللہ رب العزت کے سامنے عاجزی کے سر نہ جھکائے تو پھر اس کی شقاوت میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ماں کی جدائی آدمی کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔

اِنَّا لِلّٰہ پڑھنے پر اجر:

چنانچہ نبی علیہ السلام اپنے حجرے میں تشریف فرما ہیں چراغ جل رہا ہے چراغ بجھ گیا محبوب ﷺ نے فرمایا

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ تو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے محبوب ﷺ یہ تو کسی کے مرنے اور جدائی پر پڑھا کرتے ہیں فرمایا کہ جب مومن کو دنیا میں کوئی صدمہ پہنچتا ہے اور وہ یہ آیت پڑھے اللہ تعالیٰ اس صدمے کو دور کر دیتے ہیں۔ اور اس کے دل کو خوشی عطا کر دیتے ہیں۔ مومن کے لیے چراغ کے بجھ جانے پر بھی اس کو اجر اور ثواب مل جاتا ہے۔ اب سوچیے تو کسی گھر کا ایک چراغ بجھ جائے اس پر بھی اجر دیتے ہیں۔ تو جن کے گھر میں ان کی والدہ کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا اور یہ جدائی انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی اور اپنے ہاتھوں سے اس کا جنازہ اٹھایا اگر شریعت کے مطابق صدمہ کو برداشت کریں گے تو پروردگار ان پر کیا رحمت فرمائیں گے۔ پروردگار ان

پر کیا محبتیں عطا فرمائیں گے۔

ماں کی دعا کا بدل کوئی نہیں:

ماں کی دعا کا بدل کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ سوائے اللہ رب العزت کی رحمت کے تو لہٰذا ماں کی جدائی کے بعد ایک راستہ باقی ہوتا ہے کہ اللہ اب تو اپنی رحمت کا سہارا عطا فرما۔ کہ جو مجھے دعائیں کرنے والی ذات تھی وہ جو پشت پناہی کیا کرتی تھی اللہ دنیا سے رخصت ہو چکی۔ میرے مولا ہم بے سایہ ہو گئے دنیا میں۔ اب تو مہربانی فرما دے اور ہمارے اوپر اپنی رحمت عطا فرما ہمارے اوپر اپنی رحمتیں نازل فرما چنانچہ اسی لیے کہا گیا کہ جب کوئی فوت ہو جائے تو یہ دعا پڑھنی سنت ہے۔

﴿اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ﴾

اے اللہ ہمیں اس کی جدائی کے اجر سے محروم نہ فرما اور اسکے بعد ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈال

اور اگر ماں فوت ہو جائے تو یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھَا

اور اس کے بعد ہمیں اس کی جدائی کے اجر سے محروم نہ فرما

وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھَا

اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ فرما تو یہ دعائیں حدیث پاک میں سکھائی گئیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اتریں مہربانیاں اتریں تو ماں کی دعاؤں کا بدلہ اب اللہ رب العزت کی رحمتیں ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی مہربانی فرمائیں اور اپنی رحمتیں عطا فرمائے اور ماں جو دعائیں کرتی تھی دن رات میں اللہ تعالیٰ ان کے بدلے میں اپنی رحمتوں کا معاملہ فرمائے اور پھر ماں اگر غافلہ بھی ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے رحمتیں عطا فرماتے ہیں اور اگر ماں نیک ہو، تقیہ، نقیہ، پاک بازی کی زندگی گزارنے والی ہو، تہجد گزاری کی زندگی

ہو۔اس کو اللہ رب العزت نے شروع سے دین دارانہ زندگی دی ہو تو پھر ایسی قدسی روح کی دعائیں وہ تو اللہ کے ہاں بہت مقبول ہوتی ہیں۔ان کی تو زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ کے ہاں قبول ہوتے ہیں ایسی دعاؤں سے محروم ہو جانا یقیناً انسان کے لیے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔لیکن ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی جدائی کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ صحابہ کو آخران سے جدا ہونا پڑا ہر انسان کو اپنے ماں باپ سے عزیز رشتہ دار سے ایک دن جدا ہونا ہے۔ لہٰذا موت کی یاد انسان کے لیے اس غم کو آسان کر دیتی ہے۔اللہ رب العزت ہمیں دنیا کے اندر دینی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی ماں کی جن کی مائیں زندہ ہیں باپ زندہ ہیں ان کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور جن کے ماں باپ دنیا سے رخصت ہو چکے اللہ تعالیٰ ان کی آگے کی منزلوں کو آسان فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کی رحمتیں جو ان کی وجہ سے دنیا میں تھیں ان برکات کو سلامت رکھے۔ان کی دعاؤں کے اثرات کو قیامت تک کے لیے سلامت رکھے اور اپنی رحمت کا سایہ عطا فرما دے کہ یہ وہ دعائیں دینے والی ہستی دنیا سے چلی گئی۔

دور بیٹھا کوئی تو دعائیں دیتا ہے:

ایک بزرگ کے بارے میں ایک عجیب بات پڑھی کہ جب ان کی والدہ فوت ہوئی' اللہ رب العزت نے ان کو الہام فرمایا کہ اے میرے پیارے وہ جو ہستی تیرے لیے دعائیں کیا کرتی تھی وہ اب دنیا سے چلی گئی اب ذرا سنبھل کے زندگی گزارنا۔سنبھل کے قدم اٹھانا۔کہ وہ دعائیں دینے والی ہستی اب دنیا میں نہیں ہے اللہ رب العزت ہمارے اوپر رحمت فرمائے اور ہمیں دنیا کے اندر آزمائشوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ فرمائے اور ماں کی دعاؤں کے اثرات اللہ رب العزت پوری زندگی ہمارے اوپر سلامت رکھے اور یہ نعمت کہ اس کا نعم البدل دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔جو محبت بندے کو ماں سے ملتی ہے دنیا میں کسی دوسرے سے نہیں مل سکتی ماں کی محبتوں کا تو کوئی کیا اندازہ لگائے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ماں کی محبت ہمالیہ پہاڑ:

یہ ہمالیہ پہاڑ ہے جس کی بلندیوں کو کوئی نہیں ماپ سکتا۔ یہ وہ گہرا سمندر ہے جس کی گہرائیوں کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ یہ وہ سدا بہار گلشن ہے جس کے پھولوں کو کبھی خزاں نہیں آتی ہمیشہ بہار رہتی ہے۔ چنانچہ ماں بوڑھی ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائے اس کے بچوں کے اپنے بال سفید ہو جائیں مگر ماں ماں ہے اور اولاد اولاد ہے۔ ماں اسی نظر سے دیکھتی ہے اسی نظر سے بچوں کو بلا کر پیار کرتی ہے۔ ماں کے دل کی محبتوں کو الفاظ میں کوئی نہیں بیان کر سکتا۔ ماں کی محبتیں کتنی زیادہ لہٰذا ماں کی محبت اللہ رب العزت کی ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی اب دنیا میں اپنی صفت رحیمیت کی ایک جھلک دکھلا دی کہ میرے بندو اگر ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے ایک ماں اپنے بیٹے سے ناراض ہو اور کہے میں نے اس سے نہیں بولنا اگر بچہ اس کی طرف چل کر آ جائے ماں چل کے آ جانے کا لحاظ کر لیتی ہے کہتی ہے بیٹا میں نے تجھے معاف کر دیا تو چل کے میرے پاس آ گیا۔ لیکن اگر دل پھر بھی اس سے تنگ تھا کہتی ہے میں تجھے نہیں معاف کروں گی وہی بیٹا اگر پاؤں پکڑ لیتا ہے کوئی بھی ماں ایسی نہیں بیٹا پاؤں پکڑے اور ماں کا دل نرم نہ ہو ماں کہتی ہے اچھا بیٹا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ جس کو اللہ کی رحمت کا اتنا سہارا ہو ہم دل میں یقین رکھتے ہیں اللہ رب العزت اس آدمی کی توبہ کو قبول فرمائیں گے اور اسے جنت عطا فرمائیں گے۔

اللہ میرے بیٹے کو ہدایت عطا فرما:

ماں کو اولاد کے ساتھ بڑی محبت ہوتی ہے۔ یہ ایک عجیب رشتہ ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ ہے ایک عورت بیوہ ہوگئی بچہ جوان العمر ہے اب جب باپ کا سایہ سر پر نہ رہا بچے کی صحبت بری ہوگئی غلط ہوگئی۔ بچہ ہر وقت جوانی کے کاموں میں لگا رہتا اس کو عیاشی سے فرصت نہیں ہوتی نہ دن میں نہ رات میں ماں کی بات ادھر سے سن کر ادھر سے نکال دیتا۔ اور توجہ ہی نہ کرتا ماں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے درس پر باقاعدہ آتی اور دعائیں مانگتی

مگر بیٹے کی زندگی میں تبدیلی نظر نہ آئی وہ ایک مرتبہ بیٹے کو حضرت کے پاس لائی انہوں نے نصیحت فرمائی مگر بچے کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ چنانچہ معمول بن گیا کہ وہ بار بار ان کے پاس لاتی حضرت نصیحت فرماتے علیحدہ بیٹھ کر سمجھاتے مگر نوجوان کی زندگی نہ بدلی اسی طرح وقت گزرتا رہا ماں کا صرف ایک ہی بیٹا تھا اس کا دل مغموم رہتا دل اداس رہتا اللہ میرے اس بیٹے کو تو ہدایت عطا فرما مگر بیٹے کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

چنانچہ بار بار دعائیں بار بار کا سمجھانا، نصیحت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ بات آئی شاید اس بچے کی قسمت میں ہدایت نہیں کہ نہ یہ قرآن کا درس سنتا ہے نہ حدیث کا درس سنتا ہے نہ کوئی بات اس کے دل پر اثر کرتی ہے۔ شاید یہ بچہ اسی طرح گمراہی کی حالت میں دنیا سے جائے گا۔ ان کے دل میں یہ بات آنے لگی۔

چنانچہ ایک مرتبہ یہ بچہ بیمار ہو گیا۔ جب یہ بیمار تھا ماں اس کی خبر گیری کر رہی تھی خدمت کر رہی تھی ماں نے ایک دن بچے کو کہا تو بیمار ہے تیری اب وہ صحت نہیں جو پہلے تھی اب تیرے لیے معلوم نہیں کون سا وقت آ جائے بہتر ہے توبہ کر لے میں تیری ماں ہوں میں تجھے یہ نصیحت کرتی ہوں بچے کے دل میں احساس ہوا کہنے لگا اماں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مجھے لے جایئے تاکہ میں سچی توبہ کروں اور میں ان سے دعائیں بھی لوں ماں نے کہا بیٹا میں تمہیں اٹھا کر تو لے جا نہیں سکتی البتہ میں یہ کرتی ہوں کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو تمہارے پاس بلا کر لاتی ہوں تاکہ وہ تمہیں نصیحت کر دیں توبہ کے بارے میں ترتیب بتا دیں۔ اس نے کہا بہت اچھا وہ گئی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اور کہنے لگی کہ حضرت میرا بچہ اس وقت توبہ کرنے پر آمادہ ہے۔ آپ آ جایئے حضرت ابھی درس قرآن سے فارغ ہوئے تھے اور اس کے بعد قیلولہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ ان کی ساری زندگی عبادت میں گزرتی تھی۔ دوپہر کا سنت آرام ان کو بہت محبوب ہوا کرتا تھا۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ بچہ ماں کو ایسے ہی ٹرخا رہا ہے آج تک اس نے بات نہ مانی اب یہ بات کیا مانے گا۔

انہوں نے کہہ دیا کہ میں تو اس وقت اپنے معمولات پورے کروں گا جائیں اس بچے سے کہہ دیں کہ میں اس کے پاس نہیں آؤں گا۔ اتنی مرتبہ اس نے میری نصیحت کا کوئی اثر نہ لیا اب بھی میرا وقت ضائع کرنا چاہتا ہے۔ جب انہوں نے یہ بات کہہ دی تو اس نے کہا کہ اس بچے نے تو یہ بات بھی کہی ہے اگر میں مرجاؤں تو حسن بصری سے کہنا کہ وہی میرے جنازہ کی نماز پڑھائیں انہوں نے غصے میں کہہ دیا نماز تو وہ پڑھتا نہیں کام تو کوئی نیک کرتا نہیں اسے کہنا کہ میں تمہارے جنازے کی نماز بھی پڑھانے کیلئے تیار نہیں۔ اب ماں نے یہ بات سنی تو چپ ہو کے واپس آ گئی مگر ماں تو ماں تھی۔ واپس آئی بچے نے جب دیکھا اکیلی آئی ہے حضرت تو نہیں آئے پوچھنے لگا۔ اماں آج وہ بزرگ کیوں نہیں آئے؟ اس نے کہا بیٹا تو نے اتنا ان کا وقت ضائع کیا اتنی زیادہ مرتبہ انہوں نے تمہیں سمجھایا آخر ان کے دل میں تیری نیکی کی امید نہ رہی وہ کہتے ہیں کہ میں کیوں اپنا وقت برباد کروں اس لیے وہ نہیں آئے اور ماں نے کہا ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ بیٹا اگر تو مر بھی گیا تو میں تو اس کے جنازہ کی نماز بھی نہیں پڑھاؤں گا اس لیے کہ اس نے تو نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔

چنانچہ جب بچے نے یہ بات سنی اتنے بڑے بزرگ نے میری جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کر دیا بچے کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس کے دل کی دنیا بدل گئی ماں سے کہنے لگا اماں پھر میری آخری وصیت سن لے ماں نے کہا بیٹا کیا وصیت ہے؟ کہنے لگا کہ اماں میری وصیت یہ ہے کہ جب میری روح نکل جائے تو تو ایک تو اپنا دوپٹہ میرے گلے میں باندھ کر اس صحن کے اندر مجھے کھینچنا میری لاش کو کھینچنا تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے جو ماں باپ کا نافرمان ہوتا ہے اپنے پروردگار کا نافرمان ہوتا ہے کتے کی طرح اس کی لاش کو گھسیٹا جاتا ہے اور اماں مجھے قبرستان میں دفن نہ کرنا ماں نے پوچھا بیٹا کیوں؟ کہا اماں میں اتنا گناہ گار ہوں کہیں میری وجہ سے قبرستان کے دوسرے مردوں پر بھی عذاب نہ آ جائے۔ کہیں ان کا وقت بھی پریشان نہ گزر جائے مجھے گھر میں دفن کر دینا۔ ابھی بچے نے وصیت

کی اور اس کی روح نکل گئی اتنے میں دروازے پر دستک ہوتی ماں بھاگتی ہوئی جاتی ہے پوچھتی ہے کون؟ بتایا گیا کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آیا ہوں حضرت آپ کیسے تشریف لائے فرمانے لگے کہ میں نے جب انکار کر دیا تو میں تو سو گیا تھا مگر مجھے خواب میں اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوا اللہ رب العزت نے فرمایا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تو میرا کیسا دوست ہے؟ میرے دوست کے جنازے کے پڑھنے سے تو انکار کرتا ہے؟ میری آنکھ کھل گئی میں سمجھ گیا اللہ نے تیرے بیٹے کی توبہ کو قبول فرما لیا تو دنیا مایوس ہو جاتی ہے ماں اس آخری وقت تک اپنے بچوں سے مایوس نہیں ہوتی اس کی نظر میں اس کے گناہ گار بچے بھی بیٹے ہوتے ہیں۔ کتنی بے لوث دعائیں کرنے والی ماں کتنی بے لوث محبت رکھنے والی ماں جب بندے سے جدا ہوتی ہے تو انسان کے دل پر کتنا صدمہ ہوتا ہے تاہم اللہ رب العزت مصیبتوں کو آسان فرما دیتے ہیں۔

پیغامِ قرآنی:

ہمارے لیے قرآن مجید کا پیغام کافی ہے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

اللہ رب العزت ہمیں اس مصیبت کو آسانی کے ساتھ صبر کے ساتھ جھیلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ رب العزت وہ رحمتیں اور برکتیں جو والدہ کی وجہ سے ہم عاجزوں کے اوپر تھیں ہم بے کسوں کے اوپر تھیں ہم کم کوشوں پر تھیں وہ حفاظت جو ماں کی دعاؤں کی وجہ سے پروردگار کی طرف سے تھیں ایمان کی حفاظت دوسری دنیا کے اسباب کی حفاظت پروردگار عالم ان دعاؤں کی برکتوں سے ہمیں محروم نہ فرمائے اور ان برکات کو ہمارے لیے ہمیشہ جاری و ساری رکھے اور ہمیں قیامت تک ہماری آنے والی نسلوں کو ایمان کی حفاظت فرمائے اور آنے والی نسلوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے دین کے اوپر چلنے والا بنائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

دل مغموم کو مسرور کر دے
دل بے نور کو پرنور کر دے
فروزاں دل میں شمع طور کر دے
یہ گوشہ نور سے پرنور کر دے
مرا ظاہر سنور جائے الٰہی
مرے باطن کی ظلمت دور کر دے
مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کر دے
نہ دل مائل ہو میرا انکی جانب
جنہیں تیری عطا مغرور کر دے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا اسکو بے مقدور کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

مجالسِ فقیر

جلد ہفتم

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مرتب

حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی

ایم اے اسلامیات ﴿گولڈ میڈلسٹ﴾

ایم اے اردو ایل ایل بی

ناشر

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

☆......معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ بائی پاس جھنگ:047-7626454
☆......دارالمطالعہ نزد پرانی ٹینکی حاصل پور:062-2442059
☆......ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 37353255
☆......مکتبہ مجددیہ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
☆......مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور:042-722872
☆......مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 042-7224228
☆......مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-4544965
☆......مکتبہ بیت العلم بنوی ٹاؤن کراچی 021-2018342
☆......مکتبہ الشیخ 445/3 بہادر آباد کراچی 021-4935493
☆......دارالاشاعت اردو بازار کراچی:021-2213768
☆......مکتبہ علمیہ بنوری ٹاؤن کراچی 021--4918946
☆......مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد سرائے نورنگ 09261-350364
☆......حضرت مولانا قاسم منصور صاحب مسجد اسامہ بن زید اسلام آباد 051-2288261
☆......جامعۃ الصالحات، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی 051-5462347
☆......مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور:091-2567539
☆......مکتبہ علمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک:092-3630594

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد بائیس

- ہمارے لئے اللہ کافی ہے
- قبولیتِ اعمال
- خوفِ خدا میں رونا
- یقینِ کامل کی اہمیت
- ذکرِ کثیر کے فوائد
- تصوف وسلوک

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر
جلد ۲۲

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلیے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

مرتب
مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطباتِ فقیر (جلد ۲۲)

ازافادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ——— دسمبر 2009ء

اشاعت دوم ——— اپریل 2010ء

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہ

پروف ریڈنگ ——— حضرت مولانا مفتی شاکرالرحمٰن نقشبندی
مولانا محمد افضل صاحب نقشبندی

تعداد ——— 1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	9
پیش لفظ	11
① ہمارے لیے اللہ کافی ہے	13
سبحان تیری قدرت	15
اللہ سب سے بڑا ہے	16
آگ کی طاقت	17
پانی کی طاقت	17
ہوا کی طاقت	18
مٹی کی طاقت	18
مرضیِ مولیٰ...... ہر حال میں اولیٰ	18
مشرک اور متکبر کا انجام	20
جلال خداوندی کے سامنے جبرئیل علیہ السلام کی حیثیت	21
ایک تعجب خیز بات	21
ذکرِ کثیر کا مقصد	22
اللہ کے رجسٹرڈ بندے بنیے	22
ہر معاملے میں اللہ پر نظر رکھیے	23
اللہ تعالیٰ مغیر الاحوال ہیں	24
نامساعد حالات میں اللہ پر نظر	25
حضرت نوح علیہ السلام کی اللہ پر نظر	25
بنی اسرائیل احسانِ خداوندی	27
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اللہ پر نظر	28
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حفاظتِ خداوندی	36
خاتم الانبیاء اور حفاظتِ خداوندی	36
سچے رب کے سچے وعدے	40
جنگ یرموک میں اللہ کی مدد	42
غزوہ بدر میں اللہ کی مدد	43
شاہنامۂ اسلام	45
غزوہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کی مدد	48
ہمیں ایک اللہ کافی ہے	49
اللہ کے فیصلے	50
اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ	51
فجر کی سنتوں پر تین انعام	52
پورا دن اللہ کی مدد حاصل کرنے کا عمل	54
قرب بالفرائض	54
قرب بالنوافل	55
پھر پیچھے کون ہٹا؟	57
اے رب کا راستہ بھولنے والے! سن ذرا...... !	58
کامیابی کا صرف ایک ہی راستہ	59
اللہ کا دوست بننے کا فائدہ	60

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
ایک وجد آفرین کلام	60
دس کلمات پڑھنے والے کے لیے اللہ کافی ہے	61
میرے لیے یہی عزت کافی ہے	63
رب سے اپنا رشتہ جوڑ	63
بچپن کا سبق	64
② قبولیتِ اعمال	65
لفظ قبول کی صرفی ولغوی تحقیق	67
چیز پسند آنے کی عمومی وجہ	68
صفات میں کمی کے باوجود چیز پسند آ جانا	68
کیا ہمارے اعمال قبولیت کے لائق ہیں	71
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق	73
عبادت کرنے کا حق	73
شایانِ شان عبادت نہ کرنے پر اجر کیسے؟	74
نجات کا دارومدار رحمت الٰہی پر ہے	75
علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق	77
ایک مرفوع حدیث سے تائید	78
روایات میں تطبیق	80
قبولیتِ اعمال کی علامات	81
(۱) عمل شرع وسنت کے مطابق ہو	81
(۲) عمل سے مقصود اللہ کی رضا ہو	85
(۳) اعمال واحوال میں ترقی محسوس ہو	86
(۴) اعمال میں ہمیشگی ہو	87
(۵) تقویٰ	88
(۶) دعا	89
انبیائے کرام کو قبولیت اعمال کی فکر	90
صحابہ کرامؓ میں عدم قبولیت کا خوف	92
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	93
حضرت عمر رضی اللہ عنہ	96
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	98
حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ	99
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	100
حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	101
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	102
حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ	103
حضرت حسن رضی اللہ عنہ	103
حضرت سالم مولی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ	104
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	105
حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	107
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	108
حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	109
حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ	110
حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	110
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	111
حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ	112
پسندیدگی کی دعا	112
خاطی وپاپی مایوس نہ ہوں	113
تری اک نگاہ کی بات ہے......	113

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
③ خوفِ خدا میں رونا	115
بکاء کا لغوی معنی	117
اصطلاحی تعریف	117
رونے کی اقسام	118
(۱)......خوشی کی وجہ سے رونا	118
(۲)......غم کی وجہ سے رونا	118
(۳)......ڈر کی وجہ سے رونا	120
(۴)......ریا کی وجہ سے رونا	121
(۵)......درد کی وجہ سے رونا	121
(۶)......شکر کی وجہ سے رونا	121
(۷)......خشیتِ الٰہی کی وجہ سے رونا	122
بکاء کا حکم	123
مبارک ہو اس شخص کو......	124
صحابہ کرام ؓ کے لیے سخت ترین دن	125
جہنم سے محفوظ دو آنکھیں	125
رونا اللہ تعالیٰ کو کیوں پسند ہے؟	126
چشمہ اور چشم کے پانی میں فرق	128
دل کیسے دھلتا ہے؟	128
اللہ کے لیے رونے کی فضیلت	129
دو محبوب قطرے اور دو محبوب نشان	130
آنکھیں بہہ پڑیں اور دل تڑپ گئے	131
خلفائے راشدین کا عمل سنت ہے	132
جہنم سے کیسے بچیں؟	132
رونے والا ایک، بخشش سب کی!!!	134

عنوان	صفحہ نمبر
ندامت کے آنسوؤں کا وزن	135
زیادہ ہنسنے کی مذمت	135
قساوتِ قلبی کے تین اسباب	137
اللہ والے کی نصیحت کا اثر	137
اخلاص سے رونے والے ایسے تھے	138
نبی رحمت ﷺ بھی رو پڑے	140
رونے کے تین اسباب	141
رونے کے بارے میں علما کے اقوال	142
علاماتِ محزون	144
ایک ہی جملے میں نوجوان کی اصلاح	144
پروردگارِ عالم کا شکوہ......!!!	145
رونے کا ایک عجیب سبب	146
دل ہلا دینے والی ایک روایت	147
اللہ کی خفیہ تدبیر سے بچنے کی اتنی فکر!!	148
جبرئیل علیہ السلام کا اضطراب	149
سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا اضطراب	149
حضرت عمر ؓ کا اضطراب	150
قیامت کے دن انسانوں کی اسکیننگ	150
ایک انوکھا سفارشی	152
آج گناہوں پر رولیں	152
④ یقینِ کامل کی اہمیت	155
سنتِ الٰہی اور قدرتِ الٰہی	157
اسباب اور مسبب پر نظر رکھنے والے	158
اسباب برتن کی مانند ہیں	160

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
ذلت کے نقشوں میں عزت کا فیصلہ	160
عزت کے نقشوں میں ذلت کا فیصلہ	160
دودھ سے صحت بھی، موت بھی	161
شفا اللہ کے حکم سے ملتی ہے	162
انبیا کا راستہ عزت کا راستہ	162
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یقین	163
شریعت کے حکم میں نفع ہی نفع	163
خوف، نبوت کے منافی نہیں	164
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اللہ پر یقین	166
بدر میں صحابہ کی مدد و نصرت	167
ناقابل تسخیر قلعوں کی تسخیر	170
خیر کے راستے میں کامیابی ہے	172
ایک تابعی کا یقین	175
یقین کے حصول کیلیے محنت ضروری ہے	175
دو اصول باتیں	176
(ا) جو سبب غم کا وہی سبب خوشی کا	176
قرآن مجید سے دلائل	176
''جیسی کرنی ویسی بھرنی''	183
قرآن مجید سے دلائل	184
حاصل کلام	191
۵ ذکر کثیر کے فوائد	193
ذکرِ کثیر کے حکم میں راز	195
بے جا شکوہ	196
فکر کی گندگی کیسے دور ہو؟	197
جذبِ فیض کے لیے قلب کی استعداد بنانے کا طریقہ	198
نقشبندی سلوک یقیناً موصل ہے	201
ابتداء میں اوراد و وظائف کی حیثیت	202
محبت الٰہی ناپنے کا پیمانہ	203
خیالات آنے سے نہ گھبرائیں	205
تلین جلود اور تلین قلوب	206
ذکر کثیر کی تاثیر	208
کرامات کی حیثیت	210
ذکر کی اہمیت کو سمجھیں	210
ذکر کرنے میں حکمِ خدا کی بجا آوری ہے	211
مراقبہ کیوں کرتے ہیں؟	211
ذکر کرنے کے دو خاص فائدے	212
مشائخ عظام اور کثرتِ ذکر	213
مشائخ کی خلوت کی زندگی	213
مراقبہ، اصل تریاق ہے	214
ذکر کب سے ہوتا آرہا ہے؟	215
باباسن کی آنکھیں کھول	216
خلفائے راشدین اور دوامِ ذکر	217
ترتیب خلافت میں علما کا استدلال	218
اللہ کی یاد میں سب کو بھول جائیں	219
محبتِ الٰہی میں اضطراب ضروری ہے؟	221
انتقال نسبت اور صفائی قلب	221
آج کے سالکین کی حالتِ زار	222
مشائخ سے توجہات لینے کا طریقہ	223

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت سے نشاہ اور ذکرِ الٰہی	225
ہم بھی ایسا ذکر کریں	226
⑥ تصوف و سلوک	227
ہر گل رنگ و بوئے دیگر است	229
خیر اور شر کا ماحول	230
ماحول کے اثرات	230
جسمانی اور روحانی بیماریاں	231
جسمانی اور روحانی علاج	232
جسمانی اور روحانی بیماریوں پر کتب	232
معالج کی ضرورت و اہمیت	232
جسمانی اور روحانی غذائیں	235
صحیح علاج نہ کروانے کا نقصان	235
جسمانی اور روحانی بیماریوں کی علامات	236
بے استاد بے بنیاد	238
کیا تصوف بدعت ہے؟	238
روحانی بیماریوں کے قرآنی نسخے	238
روحانی بیماریوں کی حقیقت	241
فقہ الظاہر اور فقہ الباطن	245
تزکیہ نفس کی اہمیت	247
تصوف ایک حقیقت ہے	248
نماز سیکھ کر پڑھیے	249
علم الشرائع اور علم الاحسان	251
نفاق کا ڈر	251
ایک سوال کا دلچسپ جواب	252
فقہ اور تصوف کے امام	253
رنگ، رنگ فروش اور رنگ ریز	253
''اہلِ ذکر'' سے رابطہ رکھنے کا حکم	254
علوم شرعیہ اور تصوف میں چار چار امام کیوں؟	255
علم الاحسان کا ثبوت	256
حدیثِ جبرئیل کے جزیات پر ایک نظر	258
عالم نزع میں شیطان کا حملہ	260
اصل تو شریعت ہی ہے	261
صحبت بے ریا عبادت سے افضل کیوں	261
اخلاصِ نیت کا نام تصوف ہے	263
سلاسلِ تصوف کی منزل	264
غسل کرنے میں نیت کا دخل	264
وقوفِ قلبی میں مدد کیسے؟	265
مشائخ کے ہاں علم کی قدر و منزلت	266
مشائخ پر اعتراضات کیوں ہوئے؟	267
پاکباز مشائخ کا دفاع	268
اعتدال کا راستہ	269
مقصودِ تصوف	270
علماء مشائخ کی دہلیز پر	270
سیرت پر زیادہ محنت کریں	271
دل مردہ، دل نہیں ہے......	272

❀❀❀❀

www.besturdubooks.wordpress.com

عرضِ ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ بائیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پروازِ فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر ؎

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

''خطبات فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئینِ کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعۂ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحرِ معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہلِ دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہلِ ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تا زیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقۂ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہٗ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنے شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلّہ بنا دیا۔ اِس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟...... مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے ع

"قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے،
وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبر وار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

كان الله له عوضا عن كل شيء

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل﴾

(آل عمران:۱۷۳)

ہمارے لیے اللہ کافی ہے

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ایک مرتبہ یہ عاجز ایک ملک میں جا رہا تھا۔ وہاں ایک دیوار پر ایک عجیب فقرہ لکھا ہوا دیکھا۔ میں کافی دیر تک اس کو پڑھتا رہا۔ انگریزی میں لکھا ہوا تھا۔ مگر لکھنے والے نے عجیب بات لکھ ڈالی تھی۔ لکھا ہوا تھا:

"اگر تم محسوس کرتے ہو کہ اللہ دور ہے تو یہ اندازہ لگاؤ کہ پیچھے کون ہٹا"

واقعی اللہ تعالیٰ تو اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ تو پھر پیچھے کون ہٹتا ہے؟ بندہ خود ہٹتا ہے۔ اگر ہم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اللہ رب العزت کے حکموں پر عمل کرنے والے بن جائیں تو اللہ تعالیٰ اس ایگری منٹ کے مطابق بندے کو یہ نعمتیں عطا فرما دیں گے۔ یہ دنیا میں کامیابی اور غلبہ حاصل کرنے کا سب سے آسان طریقہ ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے لیے اللہ کافی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾ (آل عمران:۱۷۳)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سبحان تیری قدرت:

انسان اگر اپنے اردگرد پھیلی ہوئی اس کائنات میں غور کرے تو یہ جلوہ گاہِ یار نظر آتی ہے۔ قدم قدم پر اللہ رب العزت کی قدرت کی نشانیاں نظر آتی ہیں۔ یہ قدرتی مناظر اللہ رب العزت کی صفات کے آئینہ دار ہیں۔ آسمان کی وسعتوں کو دیکھیں تو اللہ کی عظمت اور کبریائی سامنے آتی ہے۔ انسان کا ذہن اتنا محدود ہے کہ اگر وہ سوچنا چاہے کہ آسمان کی انتہا کہاں ہے، تو دماغ میں نہیں آسکتی۔ اگر کوئی یہ سوچے کہ اس کائنات کی وسعت کہاں تک ہے، تو دماغ میں سوچ سوچ کر کہ وہاں تک ہوگی، تو دماغ میں پھر سوچ آئے گی کہ اس سے آگے بھی کائنات ہے۔ جس انسان کا دماغ اتنا چھوٹا ہے کہ اس میں کائنات کی وسعت نہیں آسکتی، وہ اللہ کی ذات کو کیا سمجھ پائے گا!

⊙......ہم اگر سمندر کے طلاطم کو دیکھیں، سمندر کے اندر جو موجیں ایک دوسرے کے اوپر گر رہی ہوتی ہیں، ان کو دیکھ کر اللہ رب العزت کی رحمت کے بے پایاں سمندر کا اندازہ ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ...... سورج کو دیکھیں، جو ہر وقت نور برساتا ہے، تو بے اختیار دل میں بات آتی ہے، اللہ! آپ کی اپنی ذات کے نور کا کیا عالم ہوگا!

⊙ ...... پھول کو دیکھیں تو اللہ رب العزت کا جمال نظر آتا ہے۔

⊙ ...... شیر کو دیکھیں تو اللہ رب العزت کا جلال نظر آتا ہے۔ حالانکہ شیر ایک جانور ہے، مگر اس کے اندر اتنی ہیبت ہے، اتنا خوف ہے کہ بندہ اس کے قریب جاتا ہے تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ! جس مخلوق کو آپ نے پیدا کیا اس کا اتنا جلال ہے تو جب آپ کسی بات پہ خفا ہوتے ہوں گے تو آپ کے جلال کا کیا عالم ہو گا!؟ جانوروں کو دیکھیں تو اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کرنے کی سمجھ آ جاتی ہے کہ جس جانور کو اللہ نے جس ہیئت پر پیدا کیا وہ پوری زندگی اسی پر گذار دیتا ہے۔

اللہ سب سے بڑا ہے:

سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت بہت بڑے ہیں۔ جتنا ہم سوچتے ہیں اس سے بھی بڑے ہیں، اور سوچیں تو اس سے بھی بڑے ہیں، اس سے بھی زیادہ سوچیں تو اس سے بھی زیادہ بڑے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں: ''اللہ اکبر''۔ اللہ سب سے بڑے ہیں۔

اذان کے شروع میں چار مرتبہ کہا جاتا ہے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ یہ چار مرتبہ کہنے کی حکمت کیا ہے؟ حکمت یہ ہے کہ مخلوق چار عناصر۔ آگ، پانی، ہوا، مٹی سے مل کر بنی ہے۔ کچھ مخلوق آگ سے بنی، جیسے جن۔ اسی طرح کچھ پانی کی مخلوق ہے، کچھ ہوا کی مخلوق ہے، کچھ مٹی سے بننے والی مخلوق ہے۔ جب مؤذن اللہ اکبر کہہ رہا ہوتا ہے تو وہ پیغام دے رہا ہوتا ہے کہ آؤ! اس پروردگار کی طرف

...... جو آگ اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ طاقت والا ہے۔

...... جو پانی اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ طاقت والا ہے۔

...... جو ہوا اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ طاقت والا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......جو مٹی اور اس کی مخلوق سے بھی زیادہ طاقت والا ہے۔

آگ کی طاقت:

آگ اتنی طاقت والی ہے کہ جب یہ بڑھتی ہے تو پھر بجھائی نہیں جا سکتی۔ رشیا میں ایک جگہ سفر کرتے ہوئے ہم نے آگ کا ایک شعلہ دیکھا جو پتہ نہیں کتنے فرلانگ اونچا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا: بھئی! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: جی تیل کا کنواں کھود رہے تھے، جب اس میں سے تیل نکلنے کا وقت آیا تو کسی فنی خرابی کی وجہ سے اس میں آگ لگ گئی۔ اب وہ تیل اتنے پریشر سے نکل رہا ہے اور اس میں آگ بھی لگی ہوئی ہے۔ یہ اتنی شدید آگ ہے کہ پوری دنیا کی کمپنیوں نے اس آگ کو بجھانے کی کوشش کر لی ہے، سالوں گذر چکے ہیں مگر آج تک آگ نہیں بجھا سکے۔

پانی کی طاقت:

کبھی آپ نے پانی کی طاقت دیکھی ہے؟......اللہ اکبر......اگر کبھی سمندر میں طوفان آجائے تو بڑے بڑے جہاز الٹے ہو جاتے ہیں۔ پانی کی طاقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ فرنگی ماہرین نے Titanic (ٹائی ٹینک) نامی جہاز بنایا تو دعویٰ کیا کہ یہ ٹوٹ ہی نہیں سکتا یعنی پانی میں ڈوب ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ بحری جہاز ایک سمندری طوفان میں پھنس کر دو ٹکڑے ہو گیا اور ڈوب گیا۔

سیلاب آتا ہے شہروں کے شہر برباد کر دیے جاتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا طوفان آیا تھا اس کو سونامی کا نام دیا گیا۔ لیکن شہروں کے شہر ختم ہو گئے۔ بلڈنگز ختم ہو گئیں۔ یہاں تک کہ انسانوں کا نام و نشان مٹ گیا۔ پانی کی اتنی طاقت ہے۔

ہوا کی طاقت:

ہوا کی طاقت کتنی ہے؟ قومِ عاد کو اپنی طاقت پر بڑا ناز تھا۔ ان کے قد بڑے

www.besturdubooks.wordpress.com

اونچے لمبے تھے۔ کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً ہم سے کون ہے زیادہ طاقت والا؟ اللہ نے ہوا کا عذاب بھیج دیا۔ فرمایا:

﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا﴾ (حم سجدہ:۱۶)

''ہم نے بھیجی ان پر تیز و تند ہوا''

وہ ہوا مومن کے لیے اتنے مزے کی تھی کہ کہتے تھے بڑے مزے کی ہوا چل رہی ہے اور کافر کے لیے اتنی زیادہ سخت تھی کہ ان کو اس نے پٹخ پٹخ کر زمین پر مارا اور اگلے دن ان کفار کی لاشیں زمین پر اس طرح بکھری پڑی تھیں:

﴿كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾

''جیسے کھجور کے تنے زمین پر لیٹے ہوئے ہوں''

مٹی کی طاقت:

مٹی کے اندر بھی ایک طاقت ہے۔ کشمیر میں کیا ہوا؟ رمضان کا مہینہ ہے، لوگ فجر کی نماز پڑھ کر سوئے ہوئے ہیں، مٹی کے اندر ایک جھٹکا سا آیا، یعنی زمین میں زلزلہ آیا تو پھر پورے کے پورے مکان زمین میں دھنس گئے۔ اللہ اکبر کبیرا...... ان مخلوقات کے اندر اتنی طاقت ہے۔ لیکن مؤذن ہر مرتبہ کہہ رہا ہوتا ہے، لوگو! تمہیں اس پروردگار کی طرف بلایا جا رہا ہے جس کی طاقت اور قوت آگ کی طاقت سے بھی زیادہ ہے۔ اور مٹی کی طاقت سے بھی زیادہ ہے۔

مرضیٔ مولیٰ...... ہر حال میں اولیٰ:

یاد رکھیں! مرضی ہر حال میں اللہ رب العزت کی پوری ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر:

- ...... حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ہیں اور دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ جنت میں رہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ان کو دنیا میں بھیجیں۔ شیطان نے آکر مشورہ دیا کہ یہ دانہ کھالیں تو آپ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ چنانچہ دانہ کھالیا اور نتیجہ کیا نکلا؟ زمین پر اترنا پڑا۔ تو منشا کس کی پوری ہوئی؟ اللہ رب العزت کی۔

☆...... حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ طوفان آچکا ہے، کشتی میں سوار ہیں۔ سگا بیٹا سامنے کھڑا ہے۔ فرماتے ہیں:

﴿ یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا ﴾ (ھود:۴۲)

''اے بیٹے! ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ''

بیٹا سنی ان سنی کر دیتا ہے۔ بات ہی نہیں مانتا...... آج کل بھی تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ باپ دین کی کشتی پر سوار ہے اور بیٹا فسق و فجور کے طوفان میں ہے۔ باپ کہتا ہے: یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا بیٹے! نیک بن جاؤ، آؤ ہمارے ساتھ دین کی کشتی میں سوار ہو جاؤ مگر وہ سنی ان سنی کر دیتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اتنی چاہت ہے، لیکن بیٹا بالآخر

﴿ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ﴾ (۴۳:ھود)

ان دونوں کے درمیان پانی کی ایک موج حائل ہو گئی اور وہ والد کے سامنے طوفان میں غرق ہو گیا تو مرضی کس کی پوری ہوئی؟ اللہ رب العزت کی۔

⊙...... ایک موقعہ پر نبی علیہ السلام نے دل میں ارادہ فرمالیا کہ میں شہد استعمال نہیں کروں گا کیوں کہ اس میں ایک خاص قسم کی مہک آتی ہے۔ جب ارادہ فرمالیا تو رب کریم کی طرف سے محبوبانہ خطاب آگیا:

﴿ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (التحریم:۱)

''اے نبی ﷺ! آپ اسے کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا؟ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے والا ہے"

اس آیت کے نزول کے بعد نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے شہد کا استعمال دوبارہ شروع فرمادیا۔ پھر مرضی کس کی پوری ہوئی؟ اللہ رب العزت کی، تو یہ بات دل میں بٹھا لیجیے کہ اللہ رب العزت سب سے بڑے ہیں مرضی ہر حال میں اسی اللہ کی پوری ہوتی ہے۔

مشرک اور متکبر کا انجام:

اللہ کے سامنے کسی کی بڑائی نہیں چل سکتی۔ آپ غور کریں کہ دو بندے ایسے ہیں جن کو نہ تو جنت کی خوش بو مل سکے گی اور نہ ہی وہ جنت میں قدم رکھ سکیں گے...... کون؟

ایک مشرک۔ جس کے بارے میں فیصلہ ہی کر دیا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء:١١٦)

اللہ تعالیٰ مشرک کو معاف نہیں کریں گے۔ اس کے سوا کوئی بھی گناہ لے کر آئے گا چاہیں گے تو معاف کر دیں گے۔ دوسرا، حدیث پاک میں فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ

جس کے دل میں ذرہ کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

نہ مشرک نہ ہی متکبر

متکبر اسے کہتے ہیں جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے۔ اور مشرک اسے کہتے ہیں جو مخلوق میں سے کسی کو بڑا سمجھے۔ جی ہاں! بڑا سمجھتا ہے تو سجدے کرتا ہے نا...... تو جس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا، اس پر بھی جنت حرام۔ اس لیے جب ہم اللہ اکبر کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نہ میں بڑا نہ کوئی اور بڑا۔ بڑا کون ہے؟ اللہ رب العزت ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑے ہیں۔ جس نے دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں بلایا، اس لیے کہ تم دنیا کے کاموں میں لگے ہوئے ہو، ہوسکتا ہے کہ تم سبق بھول جاؤ۔ تمہیں یاددہانی رہنی چاہیے۔

دو کلام ایسے ہیں جن کو سن کر شیطان دور بھاگتا ہے۔ ایک ''اللہ اکبر''۔ حدیث پاک میں آیا ہے: ''جب موذن ''اللہ اکبر'' کہتا ہے تو اس کو سنتے ہی شیطان دور بھاگتا ہے''۔ اور دوسرا کلام جس سے شیطان دور بھاگتا ہے وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔ اس کلام سے تو اس کی ریح خارج ہوتی ہے۔

جلالِ خداوندی کے سامنے جبرئیل علیہ السلام کی حیثیت:

جبرئیل علیہ السلام اتنے بڑے ہیں اگر اپنے پر پھلائیں تو ایک پر سے مشرق کو ڈھانپ دیں اور دوسرے پر سے مغرب کو ڈھانپ دیں۔ زمین پر کھڑے ہوں تو ان کا سر آسمان کی بلندیوں کو چھوئے۔ طاقت اتنی ہے کہ زمین کے ٹکڑے کو پر سے اکھاڑ اور آسمان کی بلندیوں پر لے جا کر نیچے دے مارا۔

تیزی اتنی ہے کہ بارش کا ایک قطرہ زمین سے ایک بالشت کے فاصلے پر ہو تو اس سے پہلے کہ وہ قطرہ زمین پر پہنچے وہ آسمان سے زمین پر آ کر واپس جا سکتے ہیں۔

ان کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بسا اوقات جبرئیل علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے جلال کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ ان کا قد ایک چڑیا کے برابر بن جاتا ہے۔ ان کے ہاں اللہ رب العزت کی عظمت اتنی ہوتی ہے کہ وہ کانپ رہے ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنے دلوں میں اس اللہ کی عظمت کو بٹھانا چاہیے تاکہ گناہوں کا چھوڑنا آسان ہو جائے۔

ایک تعجب خیز بات:

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ بیان کیا تو ایک نوجوان آیا، وہ کہنے لگا: جی آپ نے ایک فقرہ بولا ہے۔ میں نے کہا: ہاں، کیا فقرہ بولا تھا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

عَجَبًا لِضَعِیفٍ یَعْصِی قَوِیًّا

''تعجب ہے اس ضعیف پر جو قوی کی نافرمانی کرتا ہے''

بندے سے زیادہ ضعیف کوئی نہیں اور اللہ سے زیادہ قوی کوئی نہیں۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک ضعیف ایک قوی کی نافرمانی کر رہا ہوتا ہے۔ جب دل میں عظمتِ خداوندی بیٹھ جاتی ہے تو پھر انسان آسانی سے گناہوں سے بچ سکتا ہے۔

ذکرِ کثیر کا مقصد:

اللہ رب العزت نے اسی لیے تو ذکر کثیر کا حکم دیا ہے:

﴿ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴾

مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ ہر وقت اپنے دل میں اللہ کی یاد رکھیں کہ اللہ بہت بڑے ہیں پھر دنیا ان کا دل نہیں لبھا سکے گی۔ ان کو اس راستے سے نہیں ہٹا سکے گی۔ اس لیے مومن بہانے بہانے سے اللہ کی بات چھیڑ دیتا ہے...... اماں کو دیکھو وہ کہیں بھی ہو بیٹے کا تذکرہ چھیڑ دیتی ہے۔ کہتی ہے: میرا بیٹا دودھ کو ددھو کہتا ہے، وہ محبت سے کہہ رہی ہوتی ہے۔ بیوی کو خاوند سے محبت ہوتی ہے اسلیے وہ پانچ منٹ میں اپنے خاوند کی ساری باتیں دوسری عورتوں کو بتا دیتی ہے...... اسی طرح مومن کو اپنے رب سے محبت ہوتی ہے۔ اس لیے جہاں بھی وہ بیٹھتا ہے، اللہ کی بات کرتا ہے۔

''جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں''

اللہ کا تذکرہ...... اللہ کی باتیں...... اللہ کی عظمت...... اللہ کی نعمتوں کے تذکرے کرنا مومن کا شیوہ ہوتا ہے۔

اللہ کے رجسٹرڈ بندے بنیے:

اگر آج ہم اللہ رب العزت کے ساتھ محبت کا اظہار کریں گے تو قیامت کے دن

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کا انعام پائیں گے۔ یہ جو ایمان ہے نا، یہ رجسٹریشن ہے بندے کی کہ یہ اللہ کی بندگی میں داخل ہو گئے اور اللہ کے رجسٹرڈ بندے بن گئے ہیں۔ ایک سکول تھا وہاں طلبا ایک کھڑکی کے سامنے لائن میں جا رہے تھے، اس کھڑکی کے پاس جانے پر ہر طالب علم کو مٹھائی کا ایک ڈبہ دیا جاتا تھا، ایک دیہاتی لڑکے نے جب یہ دیکھا کہ اس کھڑکی کے سامنے جانے پر مٹھائی کا ڈبہ ملتا ہے تو وہ بھی لائن میں لگ گیا، آگے بڑھتے بڑھتے اس دیہاتی کی بھی باری آگئی، جب وہ کھڑکی کے پاس پہنچا تو مٹھائی کا ڈبہ دینے والے نے کہا: اپنا آئی ڈی کارڈ دکھاؤ' یہ کہنے لگا: وہ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: جو سٹوڈنٹس یہاں رجسٹرڈ ہیں ان کا ایک آئی ڈی کارڈ بنا ہوتا ہے اور ان کو یہ انعام میں مٹھائی کا ڈبہ مل رہا ہے، تم اگر رجسٹرڈ نہیں ہو تو پھر جاؤ یہاں سے۔ جیسے سکول کے رجسٹرڈ طلبا کو انعام میں مٹھائی کا ڈبہ ملا، اسی طرح آج جس نے ایمان کو رجسٹرڈ کروا لیا، کل قیامت کے دن جب اللہ کے پاس جائے گا تو انعام کا ڈبہ پالے گا۔ اور اگر کوئی دیہاتی کی طرح ویسے ہی لائن میں لگ کر چلا گیا تو اس کو کہا جائے گا۔ Prove your identity. کون ہو بھئی؟ کہاں سے آگئے؟ دنیا میں کہاں تھے؟

ہر معاملے میں اللہ پر نظر رکھیے:

جیسے بچے کا تعلق ماں سے ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز میں اپنی ماں کی طرف دیکھتا ہے۔ مومن کا تعلق بھی اسی طرح اپنے پروردگار کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ ہر معاملے میں اللہ پر نظر رکھتا ہے۔ ایک بزرگ کسی کے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ صاحب خانہ اپنے بچے کو اٹھا کر لے آیا۔ ان کے پاس کوئی میٹھی چیز تھی انھوں نے وہ بچے کی طرف بڑھائی مگر بچے نے لینے سے انکار کر دیا، دوبارہ کہا کہ لے لو! لیکن بچے نے پھر بھی انکار کر دیا۔ اب یہ بڑی عجیب بات ہے، حالانکہ بچے کے اندر میٹھی چیز کھانے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی Temptation (شدید طلب) ہوتی ہے۔اس کی گروتھ کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ میٹھا کھائے، اس لیے بچے میٹھی چیز کے پیچھے پاگل ہو کر بھاگتے ہیں......لیکن جب ان بزرگوں نے بچے کو میٹھی چیز پیش کی تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور مٹھائی لینے سے انکار کر دیا۔

جب دو مرتبہ ان بزرگوں نے اس سے کہا تو بعد میں باپ نے بچے کو کہا: بیٹا لے لو! یہ ہمارے حضرت جی ہیں۔یعنی باپ نے بچے کو اجازت دی تو پھر بچے نے وہ مٹھائی لے لی۔اس پر ان بزرگوں کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔یہ دیکھ کر وہ صاحب خانہ معذرت کرنے لگا: جی! بچے نے بدتمیزی کر دی اور آپ سے مٹھائی نہیں لی، آپ اس کو محسوس نہ فرمائیں۔وہ کہنے لگے: نہیں نہیں، اس وجہ سے آنکھ سے آنسو نہیں آئے، بلکہ مجھے یہ خیال آیا کہ اس کے اندر میٹھا کھانے کی چاہت بھی ہے، پھر بھی جب میں نے اس کو ایک دو دفعہ مٹھائی پیش کی تو اس نے اپنے ''ابا'' کو دیکھا، کاش! میرا بھی ایمان ایسا ہوتا کہ میں بھی ہر معاملے میں اپنے ''ربا'' کو دیکھ لیتا۔

ہم بھی تو باہر نکلتے ہیں، نیلی پیلی مٹھائیاں پھر رہی ہوتی ہیں نا۔ہم بھی ان مٹھائیوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے کے بجائے اپنے رب کو دیکھیں کہ رب چاہتے ہیں تو دیکھوں گا نہیں چاہتے تو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گا۔

اللہ تعالیٰ مغیر الاحوال ہیں:

یہ بات ذہن میں رکھیے کہ اللہ رب العزت نے جس طرح اس کائنات کو پیدا کیا اسی طرح اس کائنات میں ادلنے بدلنے والے حالات بھی اللہ رب العزت کی منشا سے ہیں۔اللہ تعالیٰ مغیر الاحوال ہیں۔دن ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔

﴿ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ﴾ (آلِ عمران:۱۴۰)

''اور ہم انسانوں کے درمیان دن بدلتے رہتے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ کسی پر ہمیشہ خوشی نہ کسی پر ہمیشہ غم، نہ ہمیشہ صحت نہ ہمیشہ بیماری، حالات ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ یہ حالات اس لیے بدلتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو مختلف حالات میں آزماتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی بندہ کسی مصیبت یا پریشانی میں پھنس جائے تو وہ پریشان ہو جاتا ہے کہ جی مصیبت ختم ہی نہیں ہوتی تو اس میں اصول سمجھیں کہ مصیبت اللہ رب العزت کی طرف سے آتی ہے۔

﴿ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ﴾ (التوبۃ:۵۱)

''کہہ دیجیے! ہرگز تم کو کوئی پریشانی نہیں پہنچتی مگر وہی جو اللہ نے مقدر میں لکھی ہوتی ہے''

جب مصیبت آتی ہی اللہ کی طرف سے ہے تو پھر مصیبت ختم ہونے کے لیے رجوع بھی اللہ کی طرف کرنا چاہیے۔ ہم کیا کرتے ہیں؟ مصیبت تو اللہ کی طرف سے آتی ہے اور اس کو دور کرنے کے لیے مخلوق کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں یہاں آکر معاملہ گڑبڑ ہوتا ہے۔ جس نے پریشانی کے عالم میں اللہ رب العزت کی طرف رجوع کیا، اللہ رب العزت اس کے حالات کو سنوار دیتے ہیں۔

نامساعد حالات میں اللہ پر نظر:

انبیائے کرام کے واقعات قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بتائے گئے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ پہلے والی مقدس ہستیوں پر بھی حالات آئے، انھوں نے ان حالات میں اللہ کی طرف رجوع کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات کو سنوار دیا۔ ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے بنیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اللہ پر نظر:

حضرت نوح علیہ السلام تقریباً ایک ہزار سال تک اپنی قوم کو اللہ کی طرف آنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

دعوت دیتے رہے۔ بالآخر کہنے لگے:

﴿رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا﴾ (نوح:۵)

دن اور رات دعوت دی۔ مگر قوم ایسی تھی کہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھی۔ بہت تھوڑے سے لوگ تھے جو ماننے والے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی طبیعت بھر گئی، کیونکہ قوم بات بات پر مذاق اڑاتی تھی۔ یہاں تک کہ جب انھوں نے کشتی بنانا شروع کی تو قوم پوچھتی تھی: کیوں بنا رہے ہو؟ وہ فرماتے: طوفان آئے گا۔ تو وہ کہتے ہم تو دعائیں مانگتے ہیں کہ طوفان آئے، ریت پر کشتی تھوڑا چلے گی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام فرماتے:

﴿اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ﴾ (ھود:۳۸)

''جیسے تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو ایک وقت آئے گا کہ ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے''

تو قوم نے ستا دیا تھا۔ وہ اتنے پتھر مارتے تھے کہ آپ پتھروں میں دب جاتے تھے۔ بسا اوقات جبرئیل علیہ السلام آکر ان کو پتھروں سے نکالتے تھے، اکیلے تھے۔ دیکھیں! انسان کے دل پر کتنا غم ہوتا ہے۔ آپ کسی کو چند دن تک کوئی بات سمجھائیں، آپ تنگ آجائیں گے۔ ایک سال کی بات نہیں دو سال کی نہیں ایک ہزار سال کی...... اللہ اکبر کبیرا۔ دل میں ایک کرب تھا، ایک غم تھا، جس نے ان کو مغموم بنا دیا تھا۔ چنانچہ بالآخر انھوں نے اللہ رب العزت سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ﴾ (الصّٰفّٰت:۷۵)

''اور تحقیق نوح علیہ السلام نے ہمیں پکارا اور ہم پکار کا بہتر جواب دینے والے ہیں''

﴿وَ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ﴾ (الصّٰفّٰت:۷۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

”اور ہم نے ان کو اوران کے اہلِ خانہ کو کربِ عظیم سے نجات دلائی“

تو اس کرب سے ،ان مصیبتوں سے بچانے والا کون ہے؟ اللہ رب العزت ہے۔

بنی اسرائیل احسانِ خداوندی:

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام، دونوں پیغمبر فرعون کی طرف بھیجے گئے۔انھوں نے اس کو جا کر دعوت دی لیکن فرعون نے اپنی حکومت کے نشے میں ان کی قوم کو پیس کے رکھ دیا۔

﴿يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ﴾ (ابراھیم:۶)

”بیٹوں کو قتل کر دیتے، بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے“

آپ ذرا سوچیں وہ کتنا جابر بادشاہ ہوگا! آج کسی کے بچے کو ناحق قتل تو کروا کے دیکھے اگلے دن اس کو اپنی حکومت چھوڑنی پڑ جائے گی۔ جی ہاں! ایک بچے کے قتل کی وجہ سے ایسا ممکن ہے۔ وہاں فرعون نے سینکڑوں نہیں، ہزاروں قتل کروائے، کوئی کوئی اف بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اس قوم کے اوپر فرعون کا کتنا ہولڈ ہوگا۔ اس عاجز کو مصر میں فرعون کی لاش دیکھنے کا موقع۔ اندازاً چھ فٹ اس کا قد تھا۔ تاریخ اٹھا کر دیکھی تو لکھا ہوا تھا کہ وہ بیس سال کی عمر میں ملک کا بادشاہ بن گیا تھا، اور تقریباً پینسٹھ سال تک ملک کا بادشاہ رہا۔ جس کو نوجوانی میں ہی اقتدار مل گیا ہو تو پھر اس کے اندر فرعونیت آ ہی جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو اس کے ظلم سے نجات عطا فرمائی۔

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(الانبیاء:۸۸)

”اور ہم نے اس کی اس پکار کو قبول کر لیا اور ہم نے اس کو غم سے نجات عطا فرمائی، اور ہم ایمان والوں کو ایسے ہی نجات عطا فرما دیتے ہیں“

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر ہم اللہ کو پکاریں گے تو کرب سے، غم سے، مصیبت سے، پریشانی سے ہمیں وہ پروردگار ہی بچانے والا ہے۔آج ذرا کوئی بات ہوتی ہے تو بھاگتے ہیں عملیات والوں کے پیچھے۔کیا فائدہ ایمان خراب کرنے کا؟ جاؤ تو کسی صاحبِ شریعت بندے کے پاس جاؤ تاکہ کم ازکم شریعت پر عمل تو ہو۔تو ہم نے مصیبت اور پریشانی میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا ہے۔جس نے پریشانی بھیجی ہے وہی ہمیں پریشانی سے دور کرسکتا ہے۔اللہ رب العزت کا یہ وعدہ ایمان والوں کے ساتھ ہے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے احکام پر ثابت قدم رہیں گے تو وہ رب کریم ہمیں ہر مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا کرے گا۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام کی اللہ پر نظر:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم میں اکیلے تھے۔قوم شرک کرتی ہے اور نمرود کو خدا مانتی ہے بتوں کی پوجا کرتی ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام تو توحیدِ خالص پر عمل کرنے والے ہیں۔ایک موقع پر قوم نے کوئی فنکشن منانا تھا۔چنانچہ وہ ان کو بھی کہنے لگے: چلو ہمارے ساتھ! مگر انھوں نے قوم کو معذرت کردی اور فرمایا:

﴿اِنِّیْ سَقِیْمٌ﴾ (الصّٰفّٰت:۸۹) ''میری طبیت ٹھیک نہیں ہے''

واقعی اس کفروشرک کے ماحول کو دیکھ کر ان کی طبیعت کتنی بیزار ہوتی ہوگی۔قوم چلی گئی پیچھے ان کے بت اکیلے تھے،سیدنا ابرہیم علیہ السلام نے بھی کیا مزے کا کام کیا۔ایک کلہاڑا لیا،

﴿ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا﴾ (الانبیاء:۵۸)

سارے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔جب قوم آئی اور اس نے اپنے معبودوں کا یہ حشر دیکھا تو کہنے لگے یہ کام کس نے کیا؟ تو ان میں سے کسی نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اِنَّا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِیْمُ﴾ (الانبیاء:۶۰)

ہم نے ابرہیم علیہ السلام نامی ایک نوجوان کے بارے میں سنا ہے، وہ ان بتوں کے بارے میں اس طرح کی ناگواری کی باتیں کرتا تھا۔ لگتا ہے یہ کام اسی نے کیا ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے ابراہیم علیہ السلام کو پکڑ لیا اور پوچھا: آپ نے فرمایا: اس بڑے بت سے پوچھو۔ یہ جواب سن کر ہکا بکا رہ گئے کہ کیا کہیں؟

نتیجہ کیا نکلا؟ وہ کہنے لگے:

﴿حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ﴾ (الانبیاء:۶۸)

''اسے آگ میں ڈال دو اور معبودوں کی مدد کرو''

کیا معبود ان کے؟ پتھر کے بنے ہوئے، پتلے خدا، موٹے خدا، چھوٹے خدا ہیں! سب کے سب چھوٹے خدا۔ اب اس وقت ابرہیم علیہ السلام کا ساتھ دینے والا کوئی نہیں تھا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ نمرود نے حضرت ابرہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کی تیاریاں کیں۔ اس زمانے کی عورتیں منت مانتی تھیں کہ اگر میرا بیٹا ہوا تو ابراہیم علیہ السلام کی چتا کے لیے اتنے من لکڑیاں ڈالوں گی۔ اتنی لکڑیاں اکٹھی کی گئیں کہ پہاڑ نظر آتا تھا، ان لکڑیوں کو آگ لگائی گئی۔ اتنی آگ تھی کہ اس کے قریب کوئی جا ہی نہیں سکتا تھا، جھولے پر بٹھا کے ڈالا گیا۔ حضرت ابرہیم علیہ السلام کو آگ نظر آرہی تھی لیکن ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان پختہ تھا۔ سنیے! امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَوْلُه تعالیٰ: ﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ﴾ لَمَّا انْقَطَعُوْا بِالْحُجَّةِ اَخَذَتْهُمْ عِزَّةٌ بِالْاِثْمِ وَانْصَرَفُوْا اِلٰی طَرِیْقِ الْغَشْمِ وَالْغَلَبَةِ وَ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ رُوِیَ اَنَّ قَائِلَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ هُوَ رَجُلٌ مِنَ الْاَكْرَادِ مِنْ اَعْرَابِ فَارِسٍ اَیْ مِنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

بَادِيَتِهَا: قاله ابنُ عُمَرَ وَ مُجَاهِدٌ و ابنُ جُرَيْجٍ ۔و يقالُ اسمُهٗ هَيْزَرُ فَخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ قِيْلَ بَلْ قَالَهٗ مَلِكُهُمْ نَمْرُوْدُ ﴿وَ انْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ﴾ بِتَحْرِيْقِ اِبْرَاهِيْمَ لِاَنَّهٗ يَسُبُّهَا وَ يَعِيْبُهَا وَ جَاءَ فِي الْخَبَرِ: اَنَّ نَمْرُوْدَ بَنٰى صَرْحًا طُوْلُهٗ ثَمَانُوْنَ ذِرَاعًا عَرْضُهٗ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا قَال ابن اسحاق: وَ جَمَعُوا الْحَطَبَ شَهْرًا ثُمَّ اَوْقَدُوْهُ وَاشْتَعَلَتْ وَاشْتَدَّتْ، حَتّٰى اَنْ كَانَ الطَّائِرُ لَيَمُرُّ بِجَبَاتِهَا فَيَحْتَرِقُ مِنْ شِدَّةِ وَهْجِهَا ثُمَّ قَيَّدُوْا اِبْرَاهِيْمَ وَ وَضَعُوْهُ فِي الْمَنْجَنِيْقِ مَغْلُوْلًا و يقالُ اِنَّ اِبْلِيْسَ صَنَعَ لَهُمُ الْمِنجَنِيْقَ يَوْمَئِذٍ، فَضَجَّتِ السَّمٰوٰاتُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ جَمِيْعَ الْخَلْقِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ ضَجَّةً وَاحِدَةً رَبَّنَا، اِبْرَاهِيْمُ لَيْسَ فِي الْاَرْضِ اَحَدٌ يَعْبُدُكَ غَيْرُهٗ يُحْرَقُ فِيْكَ فَاْذَنْ لَنَا فِي نُصْرَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِ اسْتَغَاثَ بِشَيْءٍ مِّنْكُمْ اَوْ دَعَاهُ فَلْيَنْصُرْهُ فَقَدْ اَذِنْتَ لَهٗ فِي ذَالِكَ وَاِنْ لَمْ يَدْعُ غَيْرِي فَاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَ اَنَا وَلِيُّهٗ فَلَمَّا اَرَادُوْا اِلْقَائَهٗ فِي النَّارِ اَتَاهُ خُزَّانُ الْمَاءِ، وَهُوَ فِي الْهَوَاءِ ،فَقَالُوْا يَا اِبْرَاهِيْمُ اِنْ اَرَدْتَ اَخْمَدْنَا النَّارَ بِالْمَاءِ، فَقَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ اِلَيْكُمْ وَ اَتَاهُ مَلَكُ الرِّيْحِ فقال: لَوْ شِئْتَ طَيَّرْتُ النَّارَ فَقَالَ: لَا، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِي السماء وَ اَنَا وَاحِدٌ فِي الْاَرْضِ لَيْسَ اَحَدٌ يَعْبُدُكَ غَيْرِي حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ:

قوم کے لوگوں نے کہا: کہ جلاؤ۔ جب ان کی حجت منقطع ہوگئی تو وہ ظلم کے طریقے پر چل نکلے (حکومت اور طاقت کے نشے میں بات تو کر نہیں سکتے تھے چنانچہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنے لگے: اس کو جلادو! روایت کی گئی ہے کہ اس بات کو کہنے والا اعراق کے دیہاتیوں
میں سے ایک کرد آدمی تھا۔ ابن عمر، مجاہد اور ابن جریج نے اس بندے کا نام
''ہیرز'' لکھا ہے۔ اللہ نے اس بندے کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین
کے اندر دھنسا ہوا چیختا رہے گا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے بادشاہ نمرود نے کہا تھا
کہ تم اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ اس لیے ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بارے میں
ناپسندیدہ الفاظ کہے تھے اور ان میں عیب نکالا تھا (کہ ان سے پوچھو! وہ تو بتا نہیں سکتے
تھے) اور خبر میں یہ بات آتی ہے کہ نمرود نے ایک گڑھا کھدوایا۔ اس کی لمبائی اسی
ہاتھ تھی اور چوڑائی چالیس ہاتھ تھی۔ ابنِ اسحاق فرماتے ہیں کہ وہ ایک مہینہ تک اس
میں لکڑیاں جمع کرتے رہے۔ پھر انہوں نے آگ کو جلایا، آگ جل اٹھی اور بھڑک
گئی۔ حتی کہ اگر کوئی پرندہ اس آگ کے اوپر سے گزرنے لگتا تھا تو شدت کی وجہ سے وہ
جل کر نیچے گر جاتا تھا (پرندہ بھی اوپر سے نہیں گذر سکتا تھا) پھر انھوں نے ابرھیم علیہ السلام
کو قید کیا پکڑا اور ان کو منجنیق میں بٹھایا، اس کے وقت ان کے ہاتھ باندھے ہوئے
تھے۔ (یوں سمجھ لیں کہ ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھی) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابلیس ایک
بندے کی شکل میں آیا تھا اور اس نے آکر ان کو جھولا بنانے کا گر سکھایا تھا۔ (ہدایت
دینے والا وہ تھا کہ اس طرح یوں کر کے جھولا بناؤ) آسمان زمین اور جو کچھ اس میں
ہے، چیخنے لگے۔ ملائکہ اور ساری مخلوق سوائے انسانوں اور جنوں کے (انسانوں اور
جنوں کے سوا جتنی مخلوق تھی، جب اس نے یہ منظر دیکھا کہ آگ جل رہی ہے تو چیخ
اٹھی، کیونکہ ایک بندے کے لیے چندفٹ کی آگ بھی کافی ہو سکتی ہے اور یہ اتنی آگ
تھی کہ پرندے بھی قریب سے نہیں گذر سکتے تھے۔ پھر جھولے میں بٹھایا گیا ہاتھ
بندھے ہوئے ہیں، پاؤں بندھے ہوئے ہیں۔ اب وہ جھولا جھلا کر ان کو آگ میں
ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس وقت آسمان اور زمین اور اس کے اندر کی مخلوق پکار اٹھی۔ کہنے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگی: اے ہمارے پروردگار! ابرہیم اکیلا ہی تو زمین میں ہے جو تیری عبادت کرتا ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں کرتا۔ آپکی خاطر اسے جلایا جارہا ہے، ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم ابراہیم کی مدد کرسکیں۔ جیسے کسی پریشانی میں دیکھ کر کہتے ہیں:

Can I help you? What can I do for you?

کیا میں آپ کی مدد کرسکتا ہوں؟ میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں؟

تو ساری مخلوق نے بھی یہی بات کی کہ آپ اجازت دے دیں کہ ہم آپ کے ابراہیم کی مدد کرسکیں) اللہ رب العزت نے فرمایا: اگر میرا ابراہیم تم سے مدد مانگے یا تمھاری اس دعوت پر مدد قبول کرے تو تم اس کی مدد کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے اور اگر وہ میرے کسی غیر کو نہیں پکارتا تو میں اس کو اچھی طرح جانتا ہوں اور میں اس کا سرپرست ہوں۔ سبحان اللہ! جو بندہ اللہ سے لو لگاتا ہے، اللہ رب العزت اس کے حالات کو بھی جانتے ہیں اور اللہ اس بندے کے سرپرست بھی ہوتے ہیں اس کے نگران اور اور نگہبان ہوتے ہیں) جب ان لوگوں نے ارادہ کرلیا کہ ابراہیم کو آگ میں ڈالیں: ان کے پاس پانی کے فرشتے آئے اس وقت ابراہیم ہوا میں تھے۔ یعنی منجنیق سے نکل کر آگ میں جانے کے لیے ابھی ہوا کے اندر ہیں کہ پانی پر مامور فرشتے آتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اے ابراہیم! اگر آپ چاہیں تو ہم اس آگ کو پانی سے ابھی بجھا دیتے ہیں یعنی بارش برسا دیں گے تو یہ آگ ختم ہو جائے گی۔ (ابراہیم علیہ السلام کا یقین اور ایمان دیکھیے) فرمایا: مجھے آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (دنیا کی اسباب کی نفی تو اپنی جگہ فرشتے آتے ہیں اور فرشتوں کو بھی کہہ دیا کہ مجھے آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر ان کے بعد ہوا کا فرشتہ آیا۔ اگر آپ کہیں تو ایسی ہوا چلے کہ آگ کو ہی اڑا کے لے جائے۔

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ پھر انھوں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ! تو آسمان میں اکیلا ہے۔ میں زمین میں اکیلا ہوں، میرے سوا تیری عبادت کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ میرے لیے اللہ کافی ہے، وہی میرے لیے بہتر وکیل ہے۔ اللہ اکبر! ایمان دیکھیے کیسا تھا! اللہ کے وعدوں پر یقین کتنا تھا! بھروسہ کتنا تھا! سامنے آگ نظر آرہی ہے، ہوا کے اندر ہیں، اب تو لمحوں کی بات ہے، مگر متزلزل نہیں ہوئے۔ ابی بن کعب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں:

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حِينَ قَيَّدُوْهُ لِيُلْقُوْهُ فِي النَّارِ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْعَالَمِينَ لَكَ الْحَمْدُ وَ لَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ، قَالَ ثُمَّ رَمَوْا بِهِ فِي الْمَنْجَنِيْقِ مِنْ مَضْرِبٍ شَاسِعٍ فَاسْتَقْبَلَهُ جِبْرِيْلُ ؛ فَقَالَ: يَا إِبْرَاهِيمُ أَلَكَ حَاجَةٌ؟ قَالَ أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا :فَقَالَ جِبْرِيْلُ فَاسْئَلْ رَبَّكَ ، فَقَالَ حَسْبِي مِنْ سُؤَالِي عِلْمُهُ بِحَالِيْ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ هُوَ أَصْدَقُ الْقَائِلِيْنَ: ﴿يَا نَارُ كُوْنِي بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰى إِبْرَاهِيمَ o﴾ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ :جَعَلَ اللّٰهُ فِيهَا بَرْدًا يَرْفَعُ حَرَّهَا، وَ حَرًّا يَرْفَعُ بَرْدَهَا، فَصَارَتْ سَلَامًا عَلَيْهِ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةَ: وَ لَوْ يَقُلْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا لَكَانَ بَرْدُهَا أَشَدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَرِّهَا ،وَ لَوْ لَمْ يَقُلْ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ ، لَكَانَ بَرْدَهَا بَاقِيًا عَلَى الْأَبَدِ ، وَ ذَكَرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْزَلَ زِرْبِيَّةً مِنَ الْجَنَّةِ فَبَسَطَهَا فِي الْجَحِيمِ وَ أَنْزَلَ اللّٰهُ مَلَائِكَةً: جِبْرِيْلَ وَ مِيكَائِيْلَ وَ مَلَكَ الْبَرْدِ وَ مَلَكَ السَّلَامَةِ ـ وَقَالَ عَلِي وَ ابْنِ عَبَّاس۔ وَ لَوْ لَمْ يَتْبَعْ بَرْدَهَا سَلَامًا لَمَاتَ إِبْرَاهِيمَ مِنْ بَرْدِهَا ،وَ لَمْ تَبْقَ يَوْمَئِذٍ نَارٌ إِلَّا طَفِئَتْ ظَنَّنْتُ أَنَّهَا تَعْنِي ـ قَالَ السُّدِيُّ: وَ أَمَرَ اللّٰهُ كُلَّ عُوْدٍ مِنْ شَجَرَةٍ أَنْ يَّرْجِعَ إِلٰى شَجَرَةٍ وَ يَطْرَحُ ثَمَرَتَهُ ـ وَ قَالَ كَعْبٌ وَ قَتَادَةُ: لَمْ تَحْرِقِ النَّارُ مِنْ إِبْرَاهِيمَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اِلَّا وَ ثَاقَهُ ـ وَ قَالَ كَعْبُ وَ قَتَادَةُ وَالزهرى: وَلَمْ تَبْقَ يَوْمَئِذٍ دَابَّةٌ اِلَّا اطْفَأَتْ عَنْهُ النَّارَ اِلَّا الْوَزَغ فَاِنَّهَا كَانَتْ تَنْفَخُ عَلَيْهِ؛ فَلِذٰلِكَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِقَتْلِهَا وَ سَمَّاهَا فُوَيْسِقَةً

''جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں میں ڈالنے کے لیے انھوں نے قید کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، تو جہانوں کا پروردگار ہے، سب تعریفیں تیرے لیے ہیں اور تیرے لیے ہی بادشاہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں'' پھر انھوں نے ان کو منجنیق میں بٹھا کر دور سے آگ کے اندر ڈالا۔ اس موقع پر پھر جبرئیل علیہ السلام آئے۔ پانی کے فرشتے کو انکار کر دیا، ہوا کے فرشتے کو انکار کر دیا، (جبرئیل تو انبیا کی مدد پر متعین ہیں، انبیا کی مدد کرنا ان کا چارٹر آف ڈیوٹی ہے) جبرئیل علیہ السلام نے آکر پوچھا: اے ابراہیم علیہ السلام! کیا آپ کو میری مدد کی ضرورت ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم اپنی طرف سے آئے ہو تو مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے ابراہیم خلیل اللہ! پھر اپنے رب سے سوال کیجیے۔ (جب جبرئیل نے یہ بات کی تو ابراہیم علیہ السلام نے عجیب بات کی) فرمایا: سوال کرنے سے یہ بات زیادہ کافی ہے کہ میں جس حال میں ہوں میرا اللہ جانتا ہے۔ (میرے لیے یہ بات کافی ہے، مجھے سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میرا پروردگار دیکھنے والا جاننے والا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور وہ بات کرنے والوں میں سے زیادہ سچا ہے۔ (رب کریم نے آگ کو براہ راست حکم دیا) فرمایا: اے آگ! میرے ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ بعض علما نے یہ فرمایا: اللہ نے اس میں ایسی ٹھنڈک پیدا کر دی جس نے گرمی کو ختم کر دیا اور ایسی گرمی پیدا کر دی جس نے ٹھنڈک ختم کر دیا (آج کے زمانے میں آپ اس کو یوں کہہ سکتے ہیں کہ ماحول ایئر کنڈیشنڈ بن گیا، نہ آگ محسوس ہوتی تھی اور نہ ہی یخ بستہ ٹھنڈک محسوس ہوتی تھی)

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ وہ ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی بن گئی۔ابو العالیہ فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ ﴿بَرْدًا وَّ سَلٰمًا﴾ ساتھ نہ کہتے تو اتنی ٹھنڈک ہو جاتی کہ ابراہیم علیہ السلام اس ٹھنڈک کی وجہ سے اللہ کو پیارے ہو جاتے۔(تو اکیلا بَرْدًا نہیں کہا، بلکہ سَلٰمًا۔یعنی سلامتی والی بھی کہا)۔اور اگر اللہ تعالیٰ عَلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ نہ کہتے تو اس کی ٹھنڈک قیامت تک اسی طرح موجود رہتی۔(یعنی جب ابراہیم علیہ السلام تھے اس وقت تک ٹھنڈی ہونے کا حکم ہوا۔اللہ اکبر کبیرا) بعض علما نے یہ لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے ایک مخملی چادر اتاری اور اس کو اس آگ کے اندر بچھا دیا (ابراہیم کے لیے) اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں (جبرئیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، ٹھنڈک کے فرشتے اور سلامتی کے فرشتے) کو اتارا۔اور حضرت علی اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر ٹھنڈی ہو جا کے بعد سلامتی والی ہو جا نہ کہتے تو ابراھیم اس ٹھنڈک سے ہلاک ہو جاتے۔

اور اس دن دنیا سے ہر آگ بجھ گئی، کیونکہ ہر آگ نے سمجھا شاید یہ حکم مجھے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر لکڑی کو حکم دیا کہ واپس اپنے درخت سے جا لگے اور کعب قتادہ فرماتے ہیں کہ اس دن سوائے چیل کے کوئی جانور ایسا نہ رہا جس نے آپ علیہ السلام کی آگ نہ بجھائی ہو، اور یہ چیل مزید آگ کو پھونک رہی تھی اسی وجہ سے نبیؐ کے اس کے قتل کا حکم فرمایا اور اس کا نام فوسیقہ رکھا۔

حضرت علی ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک عجیب بات فرماتے ہیں۔جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: اے آگ! تو سلامتی والی ہو جا۔تو اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں ''يَا نَارُ'' کہا تھا اس کے لیے سب میں عموم تھا۔چنانچہ اس حکم کے آتے ہی ابراہیم علیہ السلام کی آگ کے ساتھ پوری دنیا میں جہاں آگ جل رہی تھی ہر جگہ بجھ گئی۔کہ شاید میرے مالک کا یہ حکم مجھے دیا جا رہا ہو،، اس سے پتہ چلا کہ اللہ رب العزت انسان کو مصیبتوں سے بچا لیتے ہیں۔اگر دنیا کے ظاہری اسباب نہ بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ اسباب کو براہ راست حکم

www.besturdubooks.wordpress.com

فرما کر اس کو بندے کی فیور میں بنا دیتے ہیں۔ تو یہاں سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ ہمیں اللہ پر پکا یقین رکھنا چاہیے اور اس کے وعدوں پر بھروسہ رکھنا چاہیے اس لیے کہ اس کے وعدے ہر حال میں سچ ثابت ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حفاظتِ خداوندی:

جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک بات ارشاد فرمائی:

﴿لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی﴾ (طٰہٰ:۴۶)

''تم دونوں خوف نہ کھاؤ، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، (فرعون جو بات کہے گا وہ) میں سنوں گا اور (جو عمل کرے گا) میں دیکھوں گا''

یعنی جب سننے والا اور دیکھنے والا ہوں اور تمہارے ساتھ ہوں تو تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ اسی طرح ہر مومن کے ساتھ اللہ کا یہ وعدہ کہ جو حکموں پر ثابت قدم رہے گا، اس کے ساتھ جو بھی پنگا لے گا، اللہ اس کو دیکھے گا اور اللہ اس کو سنے گا۔ اور جب اللہ ساتھ ہے تو پھر پریشانی کس بات کی ہے، اللہ نے اپنے ایمان والے بندوں کو اس لیے تسلی دے دی کہ وہ بالکل پرسکون ہو جائیں۔ ظاہر کی آنکھ سے جو کچھ نظر آتا ہے اس پر فیصلہ نہ کریں، بلکہ اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کریں، یہی ایمان کا تقاضا ہے۔

خاتم الانبیاء اور حفاظتِ خداوندی:

جب سیدنا رسول اللہ ﷺ ہجرت کا ارادہ فرما چکے تو کافروں نے سوچا کہ ہم ہر قبیلے سے ایک ایک دو دو بندے لے کر مکان گھیرے میں لے لیتے ہیں اور جب صبح کے وقت نماز کے لیے نکلیں گے تو ایک ہی وقت میں حملہ کر کے سب کے سب ان کا

www.besturdubooks.wordpress.com

کام تمام کر دیں گے۔ پھر قریش اپنے قبیلے والوں کے ساتھ کیسے لڑیں گے ان کی یہ پلاننگ تھی لیکن اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ﴾ (الانفال ۳۰)

''اور یاد کرو اس وقت کو جب آپ کے خلاف تدبیر کی کافروں نے کہ آپ کو حبسِ بے جا میں رکھیں، یا آپ کو شہید کر دیں، یا آپ کو دیس نکالا دے دیں۔ انھوں نے بھی تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے''۔

چنانچہ نبی اپنے گھر سے با حفاظت باہر تشریف لے آتے ہیں مگر ان کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ پھر آپ غارِ ثور کے اندر تشریف لے گئے۔ جب ان کو صبح کو پتہ چلا کہ نبی ﷺ تو چلے گئے تو انھوں نے نبی ﷺ کو ڈھونڈنے پر دو سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا۔ یہ انعام سن کر مکہ میں کوئی ایسا قبیلہ نہیں تھا، کوئی ایسا خاندان نہیں تھا، کوئی ایسا گھر نہیں تھا کہ جس کا نوجوان تلاش کرنے کے لیے پیچھے نہ نکل پڑا ہو۔ وہ جبلِ ثور پر بھی پہنچ گئے۔ مگر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کی حفاظت فرما دی۔

علما نے لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کیسے فرمائی:

وَ اَخْرَجَ اِبْنِ سَعْدٍ وَابْنِ مَرْدَوَيه عَنْ اِبْنِ مَصْعَبْ قال: ادركت انس بن مالك و زيد بن ارقم، و المغيرة بن شعبة فَسَمِعْتُهُمْ يتحدثون اَنَّ النبى لَيْلَةَ الْغَارِ اَمَرَ اللّٰهُ شَجَرَةً فَنَبَتَتْ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ فَسَتَرَتْهُ، وَ اَمَرَ الْعَنْكَبُوْتَ فَنَسَجَتْ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ فَسَتَرَتْهُ وَ اَمَرَ اللّٰهُ حَمَامَتَيْنِ وَحْشِيَّتَيْنِ فَوَقَفَتَا بِفَمِّ الْغَارِ وَاَقْبَلَ فِتْيَانُ قُرَيْشٍ مِنْ كُلِّ بَطْنٍ رَجُلٌ بِعِصِيِّهِمْ وَ اَسْيَافِهِمْ وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

هَرَاوِيهِمْ حَتّٰى إِذَا كَانُوا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْرَ أَرْبَعِينَ ذِرَاعًا فَنَزَلَ بَعْضُهُمْ فَنَظَرَ فِي الْغَارِ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالُوا مَا لَكَ لَمْ تَنْظُرْ فِي الْغَارِ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ حَمَامَتَيْنِ بِفَمِّ الْغَارِ فَعَرَفْتُ إِنَّ لَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ فَسَمِعَ النَّبِيُّ مَا قَالَ عَرَفَ إِنَّ اللّٰهَ دَرْئًا عَنْهُ بِهِمَا فَسَمَّتُ النَّبِيُّ عَلَيْهِنَّ وَ فَرَضَ جَزَائُهُنَّ وَانْحَدَرْنَ فِي الْحَرَمِ ،

فَاخرج ذلك الزوج كل شئى في الحرم

...... بیان کرتے ہیں جس رات نبی غار میں روپوش ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک پودے کو حکم دیا، وہ پودا اگ آیا اس نے نبی کے چہرہ انور کو ڈھانپ لیا۔(غار کے دہانے پر ایک پودا اگ آیا اللہ کے حکم سے) اور اللہ نے مکڑی کو حکم دیا، اس نے غار کے دھانے پر جالا بن دیا اور نبی کو چھپا لیا اور اللہ رب العزت نے جنگلی کبوتر کو حکم دیا کہ وہ غار کے دروازے کے اوپر ہی ٹھہر جائیں چنانچہ غار کے دہانے پر دو جنگلی کبوتر رک گئے) ہر گھر سے قریش کے نوجوان نکل پڑے اپنے عصا لے کر، اپنی تلواریں لے کر اور اپنے ڈنڈے لے کر حتیٰ کہ نبی سے چالیس ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔ان میں سے ایک بندہ اپنی سواری سے نیچے اترا اور اس نے غار کے اندر بھی دیکھا۔جب اس نے دیکھا کہ غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا بھی ہے اور جنگلی کبوتریاں بھی ہیں تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔اس سے ساتھیوں نے پوچھا کیا مسئلہ تھا، تو نے غار کے اندر جھانک کر کیوں نہیں دیکھا۔وہ کہنے لگا میں نے دو کبوتریوں کو غار کے دہانے بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔لگتا ہے اس غار میں کوئی نہیں۔اگر کوئی ہوتا تو جنگلی کبوتریاں یہاں نہیں بیٹھتی)۔نبی نے اس کافر کی وہ باتیں سن لیں جو وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا نبی سمجھ گئے کہ اللہ نے ادھر سے موڑ دیا ہے۔مکڑی کے جالے کو دنیا میں سب سے کمزور دیوار کہا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ﴾ (العنکبوت:۴۱)

بتلا دیا کہ لوگو! جب میں حفاظت کرنے پر آتا ہوں تو سب سے کمزور دیوار اگر میں حائل کر دیتا ہوں تو پوری دنیا کی طاقت بھی اس دیوار کو توڑ نہیں سکتی میں اس سے بھی حفاظت کر کے دکھا دیتا ہوں۔

ابنِ عساکر نے اپنی تاریخ میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

كَانَ اَبُوْ بَكرٍ مع رسولِ اللهِ في الغارِ فَعَطِشَ ، فَقَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْهَبْ اِلٰى صَدْرِ الْغَارِ فَاَشْرَبْ فَانْطَلَقَ اَبُوْ بَكْرٍ اِلٰى صدرِ الغَارِ فَشَرِبَ مِنْهُ مَاءٌ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَ ابْيَضَ مِنَ اللَّبَنِ وَ اَزْكٰى رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ ، ثُمَّ عَادَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمَلَكَ الْمُوَكَّلَ بِاَنْهَارِ الْجَنَّةِ اَنْ خَرَقَ نَهْرًا مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ اِلٰى صَدرِ الْغَارِ لِتَشْرِبَ

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں نبی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ ان کو پیاس محسوس ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: غار کے دہانے پر جاؤ۔ چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے دہانے پر چلے گئے۔ وہاں سے انہوں نے شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار پانی پیا۔ پھر واپس آ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں پر مامور فرشتے کو حکم دے دیا کہ وہ تمہارے پینے کے لیے جنت فردوس سے لے کر غار کے دہانے تک ایک نہر کھود دے۔"

اللہ اکبر اللہ تعالیٰ پھر یوں مدد فرماتے ہیں۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی مدد بھی عجیب چیز ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے احکام پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے والے بن جائیں تو جس حال میں بھی ہوں گے ہمارا

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار ہماری مدد فرمائے گا اور وہ پروردگار ہمیں مصیبتوں سے نکال دے گا۔ اس لیے آج کا یہ سبق پکا کر لیں کہ نظر کس پر رکھنی ہے؟ اللہ رب العزت کی ذات پر ادھر ادھر سے نگاہیں ہٹا لیں اور ایک اللہ رب العزت پر اپنی نگاہوں کو جما لیں۔ ان مشکلات میں وہی ہمارے کام آئے گا اور اس کرب اور غم سے وہی ہمیں نجات دلائے گا۔

سچے رب کے سچے وعدے:

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ایمان والوں کے ساتھ کچھ وعدے فرماتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ گوش ہوش کے ساتھ سنیں گے۔

☆......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ﴾ (النساء:۴۵)

''اور اللہ بہتر جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو''

ہم نہیں جانتے کہ ہمارا دشمن کون ہے؟ ہماری نظر میں دوست ہوسکتا ہے، مگر دوستی کے رنگ میں دشمنی کر رہا ہو تو دلوں کی نیت کو ہم کیسے جانیں؟

آج کل تو حال بھی یہی ہے۔ کفر دوست بن کر دشمنی کرتا ہے، زیادہ قریب ہو کر زیادہ گہرا زخم لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ اوپر اوپر سے خیر خواہی کر رہا ہوتا ہے اور اندر سے جڑیں کاٹ رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں، ایمان والو! تمہیں پتہ نہیں ہے تمہارا دوست کون ہے اور دشمن کون ہے؟...... اگلی بات یہ بتائی:

﴿وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾ (النساء:۱۴۱)

اور اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز کافروں کو ایمان والوں تک پہنچنے نہیں دے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ کوئی کسی کے بچے کو مارنا چاہے تو باپ کہتا ہے: میاں تم میری لاش سے گذر کے جاؤ گے بچے کے پاس۔ یعنی پہلے مجھ سے نمٹو! پھر میرے بچے کو ہاتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

لگاؤ! اس آیت کا ترجمہ ہو بہو یہی بنتا ہے۔ کہ ایمان والو! جو تم تک آنا چاہے گا، وہ پہلے مجھ سے نمٹے گا پھر تم تک آئے گا۔ یعنی میں ان کو تم تک آنے ہی نہیں دوں گا، ایک مرغی بچوں کو لے کر پھر رہی ہوتی ہے۔ بلی ادھر آ جاتی ہے، مرغی جانتی ہے کہ میں کمزور ہوں، مگر ممتا کی محبت کی وجہ بلی کے سامنے پر پھیلا کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ پر پھیلانے کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ بلی کو مارے گی؟ نہیں نہیں، مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے کچھ کرنا ہی ہے تو پہلے مجھے مارو، پھر میرے بچوں کو ہاتھ لگاؤ۔ جب ماں کی ممتا کا یہ حال ہے تو پھر اللہ کی اپنے ایمان والوں کے ساتھ محبت کا کیا عالم ہوگا۔ اسی لیے فرمایا کہ اگر کافر تجھ تک آنا چاہیں گے تو میں ان کو آنے ہی نہیں دوں گا۔ ان کے راستہ میں رکاوٹ بن جاؤں گا، ان کا راستہ روک دوں گا تم تک ان کے ہاتھ پہنچ ہی نہیں سکیں گے۔

☆...... پھر اگلی بات ذرا اور وضاحت کے ساتھ فرما دی۔ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (المومن: ۵۱)

''بے شک ہمارے ذمے ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی، اس دنیا کی زندگی میں بھی اور اس دن جب گواہیاں دی جائیں گی (یعنی قیامت کے دن)

یہ انّا کا لفظ بڑا معنیٰ خیز ہے۔ ترجمہ تو یہی بنتا ہے کہ ہمارے ذمہ ہے مدد اپنے رسولوں کی لیکن سمجھنے کی خاطر ہم اس کا ترجمہ اپنی زبان میں کریں تو یوں بنتا ہے ہم پر فرض ہے، مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی۔ اللہ تعالیٰ پر تو کوئی چیز فرض نہیں ،مگر الفاظ کا انداز یہی مفہوم بتا رہا ہے کہ ہم پر لازم ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی۔ یہ دنیا کے کسی وڈیرے کی بات نہیں ہے جو آج وعدہ کرے گا کل کو اس کے خلاف کرے گا یہ تو خدا کی بات ہے۔ یہ مالک الملک کی بات ہے۔ فرما رہے ہیں: ہمارے ذمہ ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جنگ یرموک میں اللہ کی مدد:

جنگ یرموک میں ایک موقعہ ایسا آیا کہ ایمان والے تعداد میں بہت تھوڑے تھے اور نصاریٰ بہت زیادہ تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ سفید گھوڑے کے جسم پر چھوٹا سا کالا سا داغ ہوتا ہے، اس سفیدی کی طرح دشمن تھے اور اس کالے داغ کی مانند مسلمان کی تعداد تھی۔ یہ تھے کوئی پانچ سات ہزار، اور وہ تھے کئی لاکھ کی تعداد میں اور مقابلہ تھا۔

اس موقعہ پر امیر لشکر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ہم بہت تھوڑے ہیں، لہٰذا کچھ فوجی کمک بھیج دیجیے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا حق ادا کر دیا۔ خط میں کیا لکھا؟ فرمایا:

قَدْ جَاءَ نِیْ کِتَابُکُمْ تَسْتَمِدُّوْنَنِیْ وَ اِنِّیْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَنْ هُوَ اَعَزُّ نَصْرًا وَ اَحْصَنُ جُنْدًا اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَاسْتَنْصِرُوْهُ فَاِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نُصِرَ فِیْ یَوْمِ بَدْرٍ فِیْ اَقَلَّ مِنْ عِدَتِکُمْ فَاِذَا جَاءَکُمْ کِتَابِیْ هٰذَا فَقَاتِلُوْهُمْ وَ لَا تُرَاجِعُوْنِیْ

تمہارا مکتوب مجھے ملا ہے جس میں تم نے مجھ سے مدد طلب کی ہے۔ میں تمہیں اس ذات کے بارے میں بتاتا ہوں (اس کا پتہ دیتا ہوں) جو سب سے زیادہ غالب آنے والی ذات ہے اور سب سے بہترین لشکر رکھنے والی ذات ہے۔ وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ پس تم اسی سے مدد مانگو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میدان بدر میں تھوڑے تھے مگر اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ (لہٰذا تم اسی اللہ پر نظر رکھو) جب یہ مکتوب تم تک پہنچے تو تم ان پر ٹوٹ کر حملہ کر دو اور پھر میری طرف اس سلسلہ میں کوئی مراجعت نہ کرو۔

جیسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا، ایمان والوں نے اگلے دن اکٹھے ہو کر ایسا

www.besturdubooks.wordpress.com

شدید حملہ کیا کہ اللہ کی مدد اتر آئی اور اللہ نے مسلمانوں کو جنگ یرموک میں کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ یہاں قلت اور کثرت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ معاملہ اللہ کی مدد کا ہے۔ جس پر لڑنے میں اللہ کی مدد اتر آتی ہے، وہ پلڑا بھاری ہو جاتا ہے۔ انھوں نے ہمیں سبق سکھا دیا۔ آج ہمیں بھی ایسا نیک بننے کی ضرورت ہے کہ اللہ کی مدد ہمارے ساتھ آ جائے۔ جب مدد آ گئی تو پھر خیر ہے۔ سینکڑوں سالوں کے مشاہدے غلط ثابت ہو جائیں گے۔ بڑی بڑی سپر پاور کو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے سامنے صفر پاور بنا دیں گے یہ ایمان بڑی مضبوط چیز ہے۔

غزوہ بدر میں اللہ کی مدد:

اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں بھی صحابہ کرام کی مدد فرمائی۔ وہ کیسے؟ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (ال عمران:۱۲۳)

”تحقیق اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی اور تم تو کمزور تھے“

دو تلواریں اور ستر گھوڑے اور بعض کے ہاتھوں میں درختوں کی ٹہنیاں تھی اور ایک ہزار کے مقابلے میں تین سو تیرہ اصحاب خالی ہاتھ آ کر کھڑے ہو گئے۔ صحابہ کی جب نظر پڑی تو ان کو لگتا تھا کہ ہمیں تو موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں گواہی دے رہے ہیں:

﴿كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ﴾ (الانفال:٦)

صحابہ کو اپنی آنکھوں سے موت نظر آ رہی تھی۔ اب سوچیں کہ ایسی موت میں بندے کا کیا حال ہوتا ہے مگر اس وقت اللہ کے پیارے حبیب نے اللہ رب عزت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے مدد مانگی۔ آپ نے قلت اور کثرت کو نہیں دیکھا۔ آپ نے اسباب پر نظر نہیں دوڑائی کہ وہ لوگ لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے۔

......زرہیں پہنی ہوئی

......خود پہنے ہوئے ہیں

......تلواریں ہاتھ میں ہیں

......نیزے ہیں

.... گرز ہیں

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی مدد پر نظر رکھی۔ چنانچہ بدر کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے سامنے تہجد کے بعد دعا مانگی۔ حضرت ابوبکر صدیق آپ کے خیمے کے باہر سیکورٹی گارڈ کی ڈیوٹی دے رہے تھے۔ آپ نے دعا مانگتے ہوئے فرمایا:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ فِي قُبَّةٍ

((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ))

"اے اللہ! میں آپ کو آپ کے عہد اور آپ کے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں"

دیکھا اللہ نے وعدہ کیا ہوا تھا کہ میں مدد کروں گا، اس لیے اللہ کے نبی نے فرمایا: کہ اے اللہ! میں آپ کو آپ کے عہد اور آپ کے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں۔

اس سے آگے عرض کیا:

((اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ))

"اے اللہ! اگر تو چاہے کہ کفار ہمیں مٹا دیں تو پھر آج کے بعد دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا"

مرضی تو آپ کی چلنی ہے نا۔

آگے فرماتے ہیں:

فَاَخَذَ اَبُوْ بَکْرٍ بِیَدِہٖ فَقَالَ: حَسْبُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰی رَبِّکَ

(جب نبی نے یہ دعا مانگی) تو صدیق اکبر آگے بڑھے اور نبی کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کے لیے یہ دعا کافی ہے، آپ نے اپنے رب سے اصرار کے ساتھ مانگنے کی انتہا کر دی ہے''

کیا عجیب دعا مانگی ہے آپ نے: یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یقین آ گیا کہ اب اللہ کی مدد اتر کر رہے گی۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا کہ جب دن ہوا تو

﴿سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾ (القمر:۴۵)

''وہ جماعت شکست کھا گئی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئی''

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی اس وقت اپنی مدد سے فتح عطا فرما دی۔

شاہنامۂ اسلام:

حنیف جالندھری نے شاہنامۂ اسلام لکھا ہے۔ وہ نوجوان کے پڑھنے کی چیز ہے۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی معیت میں میدانِ بدر میں پہنچے تو اس وقت وہاں کے پہاڑ کی کیا حالت تھی۔ حنیف جالندھری نے ذرا شاعرانہ انداز میں اس کو بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

یہ تشنہ لب جماعت جب یہاں پر رک گئی آکر
دعا کی دامن صحرا نے دونوں ہاتھ پھیلا کر
کہ اے صحرا کو آتشناک چہرہ بخشنے والے
رخِ خورشید کو کرنوں کا سہرا بخشنے والے
ازل کے دن سے اب تک بھاڑ میں بھنتا رہا ہوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

صدائے رعدِ باراں دور سے سنتا رہا ہوں میں
ہوا ہوں جب سے پیدا جان پانی کو ترستی ہے
میرے سینے کے اوپر آگ کی بدلی برستی ہے
میں سمجھتا ہوں مقدر ہو چکی ہے دھوپ کی سختی
میری قسمت میں لکھی جا چکی ہے سوختہ بختی
بنایا رفتہ رفتہ میں نے بھی مزاج اپنا
لیا ہر آبلہ پا سے زبردستی خراج اپنا
خبر کیا تھی یا الٰہی! اک دن ایسا بھی آئے گا
کہ تیرا ساقیِ کوثر یہاں تشریف لائے گا
اگر یہ بات پہلے سے معلوم ہو جاتی
میرے دل کی کدورت خود بخود معدوم ہو جاتی
خبر کیا تھی تیرے نمازی یہاں آکے ٹھہریں گے
شہید آرام فرمائیں گے غازی آکر ٹھہریں گے
خبر کیا تھی ملے گی یہ سعادت میرے دامن کو
بنایا جائے گا فرشِ سعادت میرے دامن کو
خبر ہوتی میں شبنم کے قطرے جمع کر رکھتا
چھپا کر ایک گوشے میں مصفا حوض بھر رکھتا
وہ پانی ان مقدس مہمانوں کو پلا دیتا
میں اپنی تشنگیِ دیدار حضرت سے بجھالیتا
مرے سر پر سے گذرا نوح کے طوفاں کا پانی
تاسف ہے کہ مجھ سے ہو گئی اس وقت نادانی

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر میں رکھتا اس پانی کی تھوڑی سی خبرداری
تو ہو جا میری آنکھوں سے چشموں کی طرح جاری
یہ ستر اونٹ دو گھوڑے یہاں سیراب ہو جاتے
مجاہد بھی وضو کرتے نہاتے غسل فرماتے
تیرے محبوب کے پیارے قدم اس خاک پر آئے
الٰہی حکم دے سورج کو اب آگ نہ برسائے
اگر اب میرے دامن سے ہوائے گرم آئے گی
تو مجھ کو رحمت للعالمین سے شرم آئے گی
جلیل الشان مہمانوں کا صدقہ مہربانی کر
عطا بہرِ وضو ان کے لیے تھوڑا سا پانی کر
برائے چند ساعت ابر باراں بھیج دے یا رب
بہاراں بھیج دے یا رب! بہاراں بھیج دے یا رب!
حضور ساقی کوثر میری کچھ لاج رہ جاتی
مری عزت میری شرم آج رہ جاتی

گویا کہ پہاڑ بھی یہ فریاد کر رہا ہے کہ مجھے نبی ﷺ کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑ جائے کہ میرے پاس تو خشکی کے سوا کچھ نہیں ...... اللہ رب العزت نے اگلے دن بارش عطا فرما دی ...... تو دیکھیے کہ بدر کے پہاڑوں کا کیا حال ہے۔ پھر اللہ رب العزت نے وہاں پر فرشتوں کو اتارا اور اپنے محبوب کی مدد کا وعدہ پورا فرما دیا۔

اگر اللہ رب العزت وہاں پر پہنچائے اور دیکھنے والا دیکھے تو عجیب منظر نظر آتا ہے۔ ایک وہ پہاڑ ہے جس پر فرشتے نازل ہوئے اور ایک وہ پہاڑ جس کی طرف اللہ کے پیارے حبیب تھے اور دوسرا وہ کھلی جگہ جس کی طرف قریشِ مکہ تھے۔ ان کو اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

طاقت پر بڑا ناز تھا۔ بالآخر اللہ رب العزت نے ایسی مدد فرمائی کہ ایمان والوں کو کامیابی عطا فرمادی، اور یہ کامیابی فقط اللہ رب العزت کی مدد سے ممکن ہوئی۔ اگر ہم بھی آج اللہ رب العزت کے وعدوں پر بھروسہ کریں گے تو اللہ رب العزت ہماری مدد پر بھی، اسی طرح قادر ہے جس طرح اس نے اپنے انبیا کی اور ایمان والے صحابہ کی مدد فرمائی۔

غزوہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کی مدد:

قریشِ مکہ نے صحابۂ کرام کی جماعت کے بارے میں سوچا کہ یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے، ہم سب مل کر جاتے ہیں اور جا کر ایک ہی وقت میں ان کا قصہ ہی تمام کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ سارے قبائل کو لے کر آگئے اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ یوں سمجھ لیں کہ پوری دنیا کو لے کر آگئے۔ اس کو غزوہ احزاب کہتے ہیں۔ اس وقت لوگ دیکھتے تھے تو کہتے تھے:

﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾ (ال عمران: ۱۷۳)

''لوگ تمھارے لیے جمع ہو کر آگئے ہیں، لہٰذا تم ان سے ڈرو''

لیکن وہ ایسی جماعت تھی کہ

﴿فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا﴾ (ال عمران: ۱۷۳)

''اس بات کو سن کر ایمان والوں کا ایمان بڑھ گیا''

دیکھو! آج کے حالات کو غزوۂ احزاب پر ذرا منطبق کر لو۔ اس وقت بھی قریش پوری دنیا کی سپورٹ لے کر ایمان والوں کو ختم کرنے کے لیے آگئے تھے اور یہی یہودی ڈراتے تھے کہ

﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾ (ال عمران: ۱۷۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

سارے انسان تمھارے لیے جمع ہو کر آ گئے ہیں، بھئی! ڈرو کچھ فکر کرو۔ لیکن یہ سن کر ایمان والوں کا ایمان بڑھ جاتا تھا۔ اس لیے کہ ان کو یقین تھا کہ اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ اور وہ کیا کہتے تھے؟

﴿قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (ال عمران:۱۷۳)

آج بھی کفار مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور غزوۂ احزاب کی طرح سب متحد ہو کر، ایک اتحادی قوت بن کر میدان میں اترے ہوئے ہیں۔ اگر آج ہم بھی اللہ کی ذات پر یقین پختہ کر لیں تو یہ کفار ہمارا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ حالات جیسے بھی ہوں ہمیں اللہ پر نظر رکھنی چاہیے۔

''اللہ بس...... باقی ہوس''

ہمیں ایک اللہ کافی ہے:

کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اپنے پروردگار کو راضی کر لیں۔ جب وہ پروردگار راضی ہو گیا اور اس نے ہماری مدد کا ارادہ فرما لیا تو یاد رکھنا! ایمان والوں کو دنیا سے کوئی بھی ختم نہیں کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ﴾

(ال عمران:۱۷۴)

''یہ (ایمان والے) لوٹے اللہ کی مدد کے ساتھ اور ایسے فضل کے ساتھ کہ ان کو مس نہیں کیا برائی نے''

﴿وَ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ﴾

(ال عمران:۱۷۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

اب آگے اللہ تعالیٰ ایک بات سمجھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآئَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِیْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (ال عمران:۱۷۵)

''یہ شیطان جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان سے مت ڈرنا ایک مجھ سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو''

تو ہمیں کس سے ڈرنا ہے؟ ایک اللہ رب العزت سے ڈرنا ہے۔

اللہ کے فیصلے:

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات سمجھائی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں سواری پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے سوار تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((یَا غُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُكَ کَلِمَاتٍ: اَحْفَظِ اللّٰهُ یَحْفَظْكَ اللّٰهُ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، اِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ، وَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَ اعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَضُرُّوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیْكَ، رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفِ))

''اے لڑکے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں۔ تو اللہ کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا (یعنی تو اللہ کا دھیان رکھ اللہ تیری حفاظت کریں گے) تو اللہ کی بات کو مان، تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔ جب تم نے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو! اگر مدد مانگنی ہے تو اللہ سے مدد مانگو! جان لو! اگر ساری مخلوق تجھے نفع

www.besturdubooks.wordpress.com

دینے کے لیے اکٹھی ہو جائے تو وہ وہی نفع پہنچا سکے گی جو اللہ نے لکھا ہوا ہو گا۔اور اگر ساری مخلوق تجھے نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو اللہ نے لکھ دیا۔قلم اٹھالی گئی ہے اور صحیفے کی سیاہی خشک ہو چکی ہے۔"

یعنی جو کچھ اللہ نے لکھنا تھا وہ لکھا جا چکا ہے۔لہٰذا اب پوری دنیا مل کر نہ تو تمہیں نفع دے سکتی ہے اور نہ ہی نقصان دے سکتی،اگر کچھ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔اس لیے اگر ہمیں مدد مانگنی ہے تو کس سے مانگنی ہے؟ اپنے پروردگار سے مانگنی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے اوپر تو آپ کے آنے سے پہلے بھی مصیبت تھی اور آپ کے آنے کے بعد بھی۔

﴿اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَ مِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا﴾ (الاعراف:۱۲۹)

تو حضرت موسیٰ نے اس کے جواب میں کیا کہا تھا؟

﴿قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا﴾ (الاعراف:۱۲۹)

"موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: اللہ سے مدد مانگو اور صبر اختیار کرو"

دو باتیں کہی جا رہی ہیں۔اللہ سے مدد مانگو اور صبر اختیار کرو۔چنانچہ جب قوم نے صبر کیا اللہ سے مدد مانگی تو اللہ رب العزت نے مدد کر دی،ہمیں بھی یہی حکم دیا گیا ......قرآن عظیم الشان......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ﴾ (البقرۃ:۱۵۳)

"اور مدد مانگو،صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ"

سبحان اللہ! ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کی مدد مانگنے کا طریقہ کیا ہے۔پہلی بات

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرمائی کہ اپنے اندر صبر و ضبط پیدا کرو اور دوسری بات یہ بتائی کہ نماز کے ذریعے مدد مانگو۔ سبحان اللہ! اللہ کے پیارے حبیب ﷺ امت کے لیے تیئیس سال روتے رہے...... کوئی ماں اپنے بچے کے لیے تیئیس سال نہیں روئی کوئی باپ بیٹے لیے تیئیس سال نہیں رویا ہوگا...... میرے آقا امت کے لیے تیئیس سال روتے رہے۔ تیئیس سال رونے کے بعد اللہ کے حبیب امت کو بے یار و مددگار چھوڑ کر نہیں چلے گئے۔ بلکہ اس امت کو نماز کے ذریعے اللہ سے مانگنے کا طریقہ سکھا کر گئے کہ اگر میرے جانے بعد تم پر کوئی ایسا وقت آجائے تو تم اس وقت نماز کے ذریعے سے اپنے رب سے مانگنا۔ جب کسی دفتر سے کام کروانا ہوتا ہے تو Application (درخواست) بھرنی پڑتی ہے۔

...... حج پہ جانا ہے، ایپلیکیشن بھرو!

...... ویزہ لینا ہے، ایپلیکیشن بھرو!

اسی طرح

...... اللہ سے مدد مانگنی ہے، اپلیکیشن بھرو!

اس ایپلیکیشن کا نام نماز ہے۔ ہمارے اسلاف کا یہ طریقہ تھا کہ جب کسی پر مصیبت آتی تھی تو وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے پھر اللہ سے دعا مانگتے تھے۔

جی ہاں! یہ دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ سے دعا مانگنا۔ ایک طریقہ ہے۔ کاش! ان حالات میں ہم اس کو اپنی زندگی کا ایک حصہ بنالیں ہماری کوئی رات تہجد کی چند رکعتوں کے بغیر نہ گذرے۔ ہم اللہ سے اٹھ کر مانگیں کہ اللہ! اپنی مدد عطا کر دیجیے۔

فجر کی سنتوں پر تین انعام:

واقعی! نماز کے ذریعے اللہ کی مدد اترتی ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ میں لکھا ہے جو

www.besturdubooks.wordpress.com

شخص فجر کی سنتیں گھر پڑھ کر مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تین انعام عطا فرماتا ہے……ایک تو فجر کی سنتیں خود ''سنتیں'' ہیں اور ان کو گھر سے پڑھ کر مسجد جانا الگ سنت ہے……جو بندہ اس سنت پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تین انعامات عطا فرماتا ہے۔ایک تو اس گھر کے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔آج دیکھو تو شاید نوے فیصد لوگ کہیں گے کہ گھر کی مصیبتیں ہیں۔

……اولاد کی نافرمانی

……بیوی کی پریشانی

……گھر کے تقاضے پورے نہیں ہوتے

……میاں بیوی کے درمیان نہیں بنتی۔

پہلا انعام یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ان پریشانیوں سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔جو بندہ فجر کی سنتیں گھر میں پڑھ کر مسجد میں جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوسرا انعام یہ دیتے ہیں کہ اس بندے کے رزق میں اللہ تعالیٰ کشادگی عطا فرما دیتے ہیں، یعنی

……جاب اور بزنس کے مسئلے ختم

……کارخانوں کے مسئلے ختم

……مارکیٹ کے مسئلے ختم

……قرضوں کے مسئلے ختم، اور

……رزق کی کشادگی

تیسرا انعام سب سے بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔یہاں سے اندازہ کیجیے کہ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب نے کیا کیا پیاری باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔عمل کرنا تو ہمارے ذمے ہے نا۔ہم اگر عمل کریں تو یہ نعمتیں ہمیں مل سکتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پورا دن اللہ کی مدد حاصل کرنے کا عمل:

مسلم شریف کی روایت ہے۔ یہ حدیثِ قدسی ہے، حدیثِ قدسی کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،......ابو درداؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((يَا بْنَ آدَمَ لَا تَعْجِزْ عَنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ))

''اے آدم کی اولاد! تو دن کے شروع میں (یعنی فجر کی) چار رکعت پڑھ لیا کر، (اس کی برکت سے) میں سارا دن تیرے کاموں میں تیری مدد کروں گا''

اب بتائیں کہ فجر کی نماز کتنے لوگ پڑھتے ہیں؟ آج جمعہ کی نماز میں جتنے مسلمان مسجد میں آئے ہیں، اتنے مسلمان اگر فجر کی نماز میں مسجد میں آنے لگ جائیں تو یہ عاجز گمان کرتا ہے کہ اللہ کی مدد اتر آئے گی۔ تو فرمایا کہ دن کے شروع میں چار رکعتیں پڑھ لیا کر، میں سارا دن تیرے کاموں میں تیری مدد کروں گا۔

قرب بالفرائض:

یہ نماز ایک عجیب نعمت ہے۔ یہ بندے کو اللہ سے ملا دیتی ہے۔ بلکہ بندے کو اللہ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ سنیے! ابن سنّی نے ام میمونہ سے یہ حدیث روایت کی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((مَا تَقَرَّبَ إِلَى الْعَبْدِ بِمِثْلِ أَدَاءِ فَرَائِضِي))

''میرا بندہ میرا اتنا تقرب نہیں پا سکتا جتنا کہ فرض ادا کرنے سے تقرب پا سکتا ہے''

اس کو کہتے ہیں ''قرب بالفرائض''۔ یعنی فرائض پر عمل کرنے سے انسان اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور اس کے پیارے بندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ فرائض ادا کرنے پر اتنا قرب ملتا ہے۔

قرب بالنوافل:

اور جو نفل پڑھے، وہ Cherry upon the cake ''چیری اپاؤن دا کیک'' کی مانند ہوتا ہے۔ جیسے کیک کے اوپر میٹھی میٹھی مزے دار کریم رکھتے ہیں اسی طرح وہ نفل اللہ تعالیٰ کو اتنے ہی پیارے اور اچھے لگتے ہیں ۔ دستور کی بات بھی یہی ہے کہ جو بندہ Extra (اضافی) ٹائم میں اپنے مالک کا کام کرے تو وہ پیارا لگتا ہے۔ گھر کا خادم اگر آتے ہوئے شہد کی بوتل لے آئے اور کہے: جی! راستے میں خالص شہد مل رہا تھا، میں نے سوچا کہ میں آپ کے لیے لے آتا ہوں، اب اس کا یہ ڈیوٹی ٹائم تو نہیں تھا، اس نے اپنے ٹائم میں سے پانچ منٹ کے لیے رک کے شہد خریدا۔ مالک اس کو پیسے بھی دے گا اور ساتھ محبت بھی بڑھے گی کہ اس نے میرا خیال رکھا اور اضافی وقت میں میرا کام کیا۔ اس سے پتہ چلا کہ ایکسٹرا ٹائم لگانا خوشی کا باعث بنتا ہے۔ یہ نفل بھی ایکسٹرا ٹائم کا کام ہے فرائض نہیں ہیں ۔ اس لیے نفل پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس حدیث قدسی میں آگے فرماتے ہیں:

((وَ اِنَّہٗ لَیَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ))

''اور وہ نوافل کے ذریعے اتنا میرے قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں''

ہمارے دل میں بھی تمنا ہونی چاہیے کہ ہم بھی اللہ کی نظر میں محبوب بن جائیں پھر وہ محبوب بھی کیسا بنتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ رِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا))

''پھر جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی ٹانگیں بن جاتا ہوں جن

www.besturdubooks.wordpress.com

سے وہ چلتا ہے“

((وَ يَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا))

”اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے“

((وَ لِسَانَهُ الَّذِيْ يَنْطِقُ بِهٖ))

”اور اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے“

((وَ قَلْبَهُ الَّذِيْ يَعْقِلُ بِهٖ))

”اور اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ سوچتا ہے“

اسی طرح کی ایک حدیث بخاری شریف میں بھی الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ ہے۔اس کا بھی یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کہ

......میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں

......زبان بن جاتا ہوں

......ہاتھ بن جاتا ہوں

......پاؤں بن جاتا ہوں

یا اللہ! آپ فرما رہے ہیں!!! مالک الملک، احکم الحاکمین، ربُّ العالمین اپنے بندے کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ میں اس کے اعضا بن جاتا ہوں۔اللہ اکبر کبیرا صرف یہی نہیں کہ یہ بات ہی بات ہے بلکہ یہ سچ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سچ کر دکھایا۔جب نبی نے ریت پھینکی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (الانفال:۱۷)

”اور آپ نے نہیں پھینکا جب آپ پھینک رہے تھے، وہ تو اللہ پھینک رہا تھا“

یا اللہ! آپ اتنے بڑے ہیں اور بندے کے ساتھ اتنا احسان فرماتے ہیں!!! کہ اگر وہ آپ کے حکم کی پیروی کر لیتا ہے اور استقامت کے ساتھ جما رہتا ہے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ اس کو اتنی شان سے نواز دیتے ہیں!! اسی پر تو کہنے والے نے کہا:

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

وہ بندے کے گلے سے بات نکل رہی تھی مگر حقیقت میں ان کا بولنا اللہ کا بولنا تھا، یہی تو ہمیں یہ حدیث پاک سکھا رہی ہے کہ پھر مومن کو اللہ تعالیٰ کیا مقام عطا فرما دیتے ہیں۔ اسی حدیث پاک میں آگے فرماتے:

((اِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُہٗ))

''اگر (وہ بندہ) مجھ سوال کرتا ہے تو میں اس بندہ کے سوال کو پورا کر دیتا ہوں''

((وَ اِنْ دَعَانِیْ اَجَبْتُہٗ))

''اور اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہوں''

بھئی! ایگریمنٹ تو سامنے ہے:

......اللہ تعالیٰ مدد کے لیے بھی تیار

......دعا قبول کرنے کے لیے بھی تیار

......جو مانگے، اسے دینے کے لیے بھی تیار

تو پھر پیچھے رہ تو ہمارا ہی کام گیا ہے نا کہ ہم اللہ سے مانگنے والے بن جائیں۔

پھر پیچھے کون ہٹا؟

ایک مرتبہ یہ عاجز ایک ملک میں جا رہا تھا۔ وہاں ایک دیوار پر ایک عجیب فقرہ لکھا ہوا دیکھا۔ میں کافی دیر تک اس کو پڑھتا رہا۔ انگریزی میں لکھا ہوا تھا۔ مگر لکھنے والے نے عجیب بات لکھ ڈالی تھی۔ لکھا ہوا تھا:

If you feel God is away, guess who moved

''اگر تم محسوس کرتے ہو کہ اللہ دور ہے تو یہ اندازہ لگاؤ کہ پیچھے کون ہٹا''

www.besturdubooks.wordpress.com

واقعی اللہ تعالیٰ تو اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ تو پھر پیچھے کون ہٹتا ہے؟ بندہ خود ہٹتا ہے۔ اگر ہم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اللہ رب العزت کے حکموں پر عمل کرنے والے بن جائیں تو اللہ تعالیٰ اس ایگری منٹ کے مطابق بندے کو یہ نعمتیں عطا فرما دیں گے۔ یہ دنیا میں کامیابی اور غلبہ حاصل کرنے کا سب سے آسان طریقہ ہے۔

اے رب کا راستہ بھولنے والے! سن ذرا......!

اگر انسان اللہ کے در کا راستہ بھول جائے اور رخ پھیر لے تو ایک حدیث قدسی میں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((اِبْنِ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَاءُ صَدْرَكَ غِنًی وَ اَسُدُّ فَقْرَكَ))

"اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر لے میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو روک دوں گا"

((وَ اِلَّا تَفْعَلْ مَلَاْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا وَ لَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ))

اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے سینے کو کاموں سے بھر دوں گا اور تمہارا فقر نہیں روکوں گا۔ ایک کام ختم نہیں ہوگا کہ دوسرا کام دل میں ڈال دوں گا اور دوسرا ختم نہیں ہوگا کہ تیسرا کام دل میں ڈال دوں گا۔ جیسا کہ آج کل ہم پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور آگے فرمایا کہ تمہارے فقر کو روکوں گا نہیں۔ اتنا کمائیں گے کہ تھک ہار کر رہ جائیں گے مگر خرچے پورے نہیں ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آج گھر کے سب لوگ نوکریاں کر رہے ہوتے ہیں لیکن خرچے پھر بھی پورے نہیں ہوتے۔ جس کو دیکھو اسی کو گلہ کہ خرچے پورے نہیں ہوتے۔ تو پھر ان خرچوں کو تو اللہ ہی پورا فرمائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کامیابی کا صرف ایک ہی راستہ:

ہمارے پاس کامیابی کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اپنی نگاہیں مخلوق سے ہٹائیں اور اللہ کی ذات پر جمادیں اور یوں کہیں:

"حَسْبُنَا اللّٰہُ" "ہمارے لیے اللہ کافی ہے"

اس لفظ کو سوچیے گا۔ یہ ہم بہت بڑی بات کر رہے ہیں۔ ہمارے لیے اللہ کافی ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ (النساء:۸۱)

"اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اور اللہ کارسادکافی ہے"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق:۱۲۹)

"جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے"

ایک اور جگہ پر فرمایا:

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (المائدہ:۳۳)

"اللہ ہی پر توکل کرو اگر تم مومن ہو"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ (ھود:۱۲۳)

"تمام امور اسی کی طرف لوٹتے ہیں سو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو"

ہمیں بار بار کہا گیا ہے کہ

......اللہ پر توکل کرو

www.besturdubooks.wordpress.com

......اللہ کی طرف دھیان کرو

......اللہ پہ نظریں جماؤ

اللہ کا دوست بننے کا فائدہ:

جو بندہ اللہ تعالیٰ کا دوست بنتا ہے پھر اللہ رب العزت اس کا معاملہ خود سمیٹتا ہے اس سلسلے میں بھی حدیث پاک سن لیجیے۔ فرمایا:

((مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ))

''جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے''

غور کیجیے کہ اللہ کا دوست بننے کا فائدہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا اس بندے کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے جو میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے۔ اللہ اکبر کبیرا

واقعی! اللہ رب العزت نے اپنا یہ وعدہ سچ کر دکھایا۔ بدر میں صحابہ سمجھتے تھے کہ ہم نے کافروں کو قتل کیا مگر اللہ تعالیٰ نے بات ہی صاف کر دی۔ فرمایا

﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ﴾ (الانفال:۱۷)

میرے مالک تیری عظمت پہ قربان جائیں، آپ اپنے قول کے کتنے سچے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو تو اللہ نے قتل کیا ہے۔ تو بھئی! اگر ہم اپنے اللہ پر نظریں جمائیں گے تو وہ ہمارے الٹے کاموں کو سیدھا کر دیں گے۔ ہماری مشکلات کو آسان کر دیں گے اور ہمیں اللہ تعالیٰ مصیبتوں سے محفوظ فرما دیں گے۔ اسی لیے ہمیں اکثر و بیشتر کہنا چاہیے:

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ﴾

ایک وجد آفرین کلام:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایک بات بڑے عجیب انداز میں ارشاد فرماتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرمایا:!

﴿اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ﴾

کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟

یہ آیت پڑھتے ہیں نا تو دل کو کچھ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ مفسرین نے فرمایا: کہنے کا مقصود یہ تھا:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عِبَادِہٖ

کیا اللہ اپنے ہر بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟

جب ہم نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لی تو ہم کیا کہیں؟

ہم کہیں: ''ہمارے لیے اللہ کافی ہے''

دس کلمات پڑھنے والے کے لیے اللہ کافی ہے:

اب ذرا ایک حدیث مبارکہ سن لیجیے۔ کیونکہ آج کل کے حالات میں پریشان حال لوگ کہتے ہیں کہ جی! کچھ پڑھنے کے لیے بتا دیں لہٰذا پڑھنے کی بات بھی سن لیجیے۔ درمنثور میں حضرت بریدہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ دس کلمات پڑھنے والے کے لیے اللہ کافی ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے پانچ باتیں دنیا سے متعلق ہے اور پانچ باتیں آخرت سے متعلق ہیں۔ آپ ان دس باتوں کو یاد کر لیں۔ ایک بات بھی روز یاد کریں تو دس دنوں میں حدیث پاک یاد ہو جائے گی۔ پھر آپ اس حدیث پاک کو اپنی دعاؤں کا حصہ بنا لیں۔ جب آپ ان فقروں کو پڑھیں گے تو اللہ آپ کے کاموں کو کفایت فرما دیں گے۔

(۱)...... حَسْبِیَ اللّٰہُ لِدِیْنِیْ

میرے دین کے لیے میرا اللہ کافی ہے

یعنی دین میں کوئی فتنہ وفساد نہ آ جائے ۔یاد رکھیں دین میں فتنے دو طرح سے آتے ہیں۔ایک شبہات کی وجہ سے ایک شہوات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ہمارا دین سلامت رہے۔

(۲)......حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِیْ

''میرا اللہ کافی ہے ہر اس چیز کے لیے جو مجھے پریشان کرتی ہے''

بندہ پریشان کرتا ہے،کوئی چیز پریشان کرتی ہے،کاروبار پریشان کرتا ہے، جو چیز بھی ٹف ٹائم دے رہی ہے،میرا اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

(۳)......حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰی عَلَیَّ

''میرا اللہ کافی ہر اس کے لیے جو مجھ پر سرکشی کرے''

یعنی چڑھ دوڑے۔چنانچہ اگر ہمارے اوپر کوئی چڑھ دوڑنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اللہ کافی ہو جائے گا۔

(۴)......حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِیْ

''میرا اللہ کافی ہے ہر اس کے لیے جو مجھ سے حسد کرتا ہے''

دفتروں کی زندگیوں میں بہت حسد ہوتا ہے۔leg pulling(ٹانگیں کھینچی جاتی ہیں)اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ سب حاسدوں سے بندے کو نجات عطا فرما دیتے ہیں۔

(۵)......حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِیْ بِسُوْءٍ

''میرا اللہ کافی ہے ہر اس کے لیے جو میرے لیے برے منصوبے بناتا ہے''

اب برے منصوبے بنانے والا کوئی بھی ہو سکتا ہے۔کوئی بندہ ہو سکتا ہے کوئی جماعت ہو سکتی ہے۔ایمان والوں کے خلاف کوئی ملک منصوبے بنا رہا ہے۔جو مرضی بنا رہا ہے اللہ ان سب کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ پانچ باتیں دنیا کے لیے ہوگئیں۔اب پانچ باتیں آخرت کے لیے سن لیجیے۔

(۱)......حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمَوْتِ

''میرا اللہ کافی ہے موت کے وقت''

موت کا لمحہ انسان کی زندگی کا سب سے نازک لمحہ ہوتا ہے۔

(۲)......حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ الْقَبْرِ

''میرا اللہ کافی ہے قبر کے سوال کے وقت میں''

(۳)......حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمِیْزَانِ

''میرا اللہ کافی ہے جب میزان پر اعمال تولے جائیں گے''

(۴)...... حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الصِّرَاطِ

''میرا اللہ کافی ہے پل صراط سے گذرنے کے وقت''

(۵)......حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْب

اگر یہ دس فقرے ہم ہر نماز کے بعد پڑھ لیں تو ہمارا پروردگار ہمارے دنیا اور آخرت کے مسائل کے لیے کافی ہو جائے گا

میرے لیے یہی عزت کافی ہے:

سیدنا علی کرم اللہ وجہ ایک عجیب بات فرماتے تھے:

''اے اللہ! میرے لیے یہ عزت کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے اور میرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں''۔

اللہ اکبر کبیرا،

رب سے اپنا رشتہ جوڑ:

ہمیں بھی اسی طرح اپنی نظریں ہر طرف سے ہٹا کر اپنے پروردگار کے اوپر جما

www.besturdubooks.wordpress.com

لینی چاہئیں۔ پھر دیکھیے اللہ رب العزت اپنے وعدوں کو کیسے پورا فرماتے ہیں۔ کہنے والے نے کہا:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
جھوٹی دنیا سے منہ موڑ
رب سے اپنا رشتہ جوڑ
کون ہے تیرا اس کے سوا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

بچپن کا سبق:

ہمارے اسلاف یہ پیغام چھوٹے بچے کو لوری دے کر شروع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ پرانے وقتوں کی مائیں بچوں کو سلانے کے لیے لوری دیتے ہوئے کہتی تھیں:

حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللہ
مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللہ
نُوْرِ مُحَمَّدْ صَلَّی اللہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

یہ حسبی ربی ہمارا بچپن کا سبق تھا۔ اللہ رب العزت ہمارے دنیا اور آخرت کے کاموں میں کافی ہو جائے اور ہمیں اپنے مغفرت کیے ہوئے گنہگار بندوں میں شامل فرمالے (آمین ثم آمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴾

(المائدہ: ۲۷)

قبولیتِ اعمال

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہاں ایک نکتے کی بات سن لیجیے۔ اگر بات ہوتی قابلیت کی، تو ہمارے لیے خطرہ زیادہ تھا۔ ہم پھنس جاتے۔ اس لیے کہ قابلیت تو ہے نہیں۔ بات قابلیت کی نہیں ہے، بات قبولیت کی ہے، جہاں اس بات کو سن کر نیکیوں والے خوش ہوئے ہیں، وہاں خاطی اور پاپی بھی مایوس نہ ہوں۔ بات قبولیت کی ہے۔ جس کو مالک چاہے قبول کر لے۔ چنانچہ اگر ہم مانگنا شروع کر دیں تو کیا پتہ کہ اس کی رحمت کی نظر ہم مسکینوں پر بھی پڑ جائے۔ اس لیے امید ہمارے لیے بھی ہے۔ دروازے بند نہیں ہیں۔ بس! اللہ سے محبت کا اظہار کیجیے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قبولیتِ اعمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (المائدہ:۲۷)

وَ قَالَ تَعَالٰى فِي مَقَامٍ اٰخَر

﴿وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت:۶۹)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (المائدہ:۲۷)

''بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کے اعمال کو قبول فرماتے ہیں۔''

لفظ قبول کی صرفی ولغوی تحقیق:

لسان العرب میں ہے:

اَلْقُبُوْلُ مِنْ قَبْلِ الشَّیْء

''قبول یہ ہوتا ہے کہ انسان کسی چیز کو پسند کر لے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا﴾ (الاحقاف:۱۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

التقبل باب تفعل سے ہے۔

چیز پسند آنے کی عمومی وجہ:

انسان کو جب بھی کوئی چیز اچھی لگے اور پسند آئے تو اس کو حاصل کرنے کو جی چاہتا ہے۔ عام طور پر پسند آنے کی وجہ صفات ہوتی ہیں۔ جب کوئی چیز صفات والی ہو تو وہ اچھی لگتی ہے۔ صورت اچھی ہو یا سیرت اچھی ہو۔ مثال کے طور پر:

......اچھا منظر کہیں بھی ہوگا تو انسان کو اچھا لگے گا۔

......اچھا مکان بنا ہوا ہو یا اچھی مسجد بنی ہوئی ہو، تو انسان کا دل اس کی طرف کھنچے گا۔

......اچھا لباس بھی اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

......اچھی شخصیت والا انسان ہمیشہ اچھا لگتا ہے۔

صفات میں کمی کے باوجود چیز پسند آجانا:

اگر صورت اور سیرت دونوں اچھی ہوں تو نورٌ علی نور، لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صفات میں کمی کے باوجود چیز اچھی لگتی ہے۔ مثلاً

⊙......بعض کھلاڑی اپنے کھیل کے اندر دنیا میں نمایاں مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ لوگ ان کے دیوانے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ان کی شکلیں دیکھنے کے قابل بھی نہیں ہوتی، لیکن لوگ ان کے نمبر کی شرٹیں پہن کے پھر رہے ہوتے ہیں۔

⊙......قرآن عظیم الشان سے بھی اس کی مثال دی جاسکتی ہے۔ اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بچپن کے ایک واقعہ کی وجہ سے گفتگو میں ذرا دشواری ہوتی تھی (انگارہ منہ میں رکھ لیا تھا) اسی لیے دعا مانگی تھی:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

لِسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ﴾ (طٰہٰ:۲۸)

تو قرآن مجید سے ثبوت مل رہا ہے کہ ان کے بولنے میں دشواری تھی۔ کجی ہوتی تھی۔ ان کے دل میں بات آئی کہ ہارون علیہ السلام بڑے فصیح اللسان ہیں۔ تو قرآن گواہی دے رہا ہے:

﴿هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا﴾ (القصص:۳۴)

اب دیکھیے کہ فصیح اللسان ہارون علیہ السلام ہیں لیکن اللہ نے اپنے ساتھ ہمکلامی کے لیے کن کو پسند کیا؟ موسیٰ علیہ السلام کو پسند فرمایا: یہ پسند کرنے والے پر ہی منحصر ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ (النساء:۱۶۴)

◉ ...... کشمیر کے سفر میں بعض ایسے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں کہ انسان کا جی چاہتا ہے کہ کھڑا ہو کر دیکھتا ہی رہے۔ وہاں تصوراتی خوبصورتی دیکھنے کو ملتی ہے۔ وادی نیلم، وادی کاغان، وادی ناران، وادی لیپا، ...... اللہ اکبر! ...... قدرتی خوب صورتی اور حسن کی وہ عجیب جگہ ہے۔

لیکن یہ خوب صورت پہاڑ اپنی جگہ کھڑے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمکلامی کے لیے کس پہاڑ کو پسند کیا؟ جبل طور کو پسند کیا، جس کے اوپر دیکھنے کو درخت بھی نظر نہیں آتا۔

اپنے حبیب ﷺ کے لیے جبل احد کو پسند کیا۔ اس کے اوپر بھی کہیں درخت نظر نہیں آتا۔ اور اللہ کے حبیب ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ))

''احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

سبحان اللہ! اللہ کے حبیب ﷺ جس پہاڑ سے محبت کرتے ہیں وہ احد ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے قریب جن پہاڑوں کو پسند کیا ان پر کوئی سبزہ ہی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ﴾ (ابراہیم: ۳۷)

تو ہر سبز پہاڑ اللہ کو پسند نہیں ہوتے اور اللہ کو جو پہاڑ پسند آئے ان پر سبزے کا نام و نشان بھی نہیں۔

⊙ ماں باپ کے گھر بیٹی پیدا ہوئی۔ دیکھنے میں اتنی کالی کہ رات کی طرح اور انہوں نے اس کا نام لیلیٰ رکھ دیا۔ لیلیٰ کا معنی رات کی طرح کالی۔ لیکن مجنوں صاحب کو پسند آ گئی اور وہ اس پر مرا جاتا تھا۔

لکھتے ہیں حاکم وقت نے سوچا کہ یہ مجنوں کس کے پیچھے اتنا دیوانہ ہوا پھرتا ہے، ذرا میں دیکھوں تو سہی کہ وہ کون سی حور پری ہے۔ چنانچہ اس نے لیلیٰ کو بلوایا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وہ حاکم وقت اس کو دیکھ کر کہنے لگا:

از دگر خوباں تو افزوں نیستی

"لیلیٰ! تو دوسری حسیناؤں سے کوئی زیادہ اچھی اور بہتر تو نہیں ہے"

لیلیٰ نے جواب میں کہا:

گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

"جناب! خاموش رہیے، اس لیے کہ آپ کے پاس دیکھنے کے لیے مجنوں کی آنکھ نہیں ہے۔"

⊙... سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وقت کے امرا تھے۔ بہت ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ گھرانوں کے افراد اس کے اردگرد موجود تھے، مگر اسے ایک ایسا نوجوان پسند آیا جس کا نام "ایاز" تھا۔ وہ دیہات کا رہنے والا تھا اور اتنا لکھا پڑھا ہوا بھی نہیں تھا، مگر محمود کی نظر میں بھا گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ...... ہم نے اپنی زندگی میں دیکھا کہ بہت ہی پڑھی لکھی اور اچھے مالدار گھرانوں کی لڑکیوں کو طلاق ہو جاتی ہے اور غریب گھر کی ان پڑھ لڑکیوں پر ان کے خاوند اس طرح فدا ہوتے ہیں کہ وہ مزے کی زندگی گزارتی ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ عمومی طور پر تو صفات کی وجہ سے چیز پسند آتی ہے مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ عین ممکن ہے کہ بغیر خوبی کے ہی کوئی پسند آجائے۔

کیا ہمارے اعمال قبولیت کے لائق ہیں؟

اب یہاں ذہن میں ایک بات آتی ہے کہ ہم جتنے بھی اعمال کر رہے ہیں، کیا ہمارے یہ اعمال قبولیت کے لائق بھی ہیں؟

ابن عطا اسکندری رحمۃ اللہ علیہ اسکندریہ (مصر) میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک صاحبِ دل انسان تھے۔ انہوں جامعۃ الازہر میں پڑھانا شروع کیا ...... الازہر یونیورسٹی کو جو پوری دنیا میں شہرت ملی، وہ انہی اساتذہ کی وجہ سے ملی ...... ان کی حکمت بھری باتوں پر مستقل ایک کتاب ہے۔ وہ ان میں ایک بات فرماتے ہیں:

رُبَمَا فُتِحَ لَكَ بَابُ الطَّاعَةِ وَ مَا فُتِحَ لَكَ بَابُ الْقُبُوْلِ

"کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ تمہارے اوپر عمل کا دروازہ تو کھول دیا جائے لیکن قبولیت کے دروازے کو نہ کھولا جائے۔"

تو انسان اعمال کرتا رہتا ہے لیکن قبولیت نہیں ہوتی۔ اس کی مثالیں بھی سن لیجیے۔

⊙ ...... شیطان ابلیس نے مردود ہونے سے پہلے اتنی عبادت کی کہ زمین کا کوئی چپہ ایسا نہیں جس پر اس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ ہزاروں سال عبادت کی، لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ﴾ (الزمر:۷۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

''میرے دربار سے نکل جا، تو مردود ہے۔''

انجام برا ہوا۔ ہزاروں سال کی عبادت کو ٹھوکر ماردی۔

◉ ......بنی اسرائیل میں بلعم باعور بڑا عبادت گزار تھا۔ اس نے تین سو سال تک عبادت کی حتی کہ مستجاب الدعوات بندے کے درجے تک پہنچ گیا۔ وہ جو بھی دعا کرتا تھا وہ قبول ہوتی تھی لیکن بالآخر اس نے ایسی غلطی کی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ﴾

(الاعراف:۱۷۶)

اور پھر آگے جو الفاظ ہیں، وہ پڑھتے ہوئے دل کانپتا ہے۔ فرمایا:

﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ (الاعراف:۱۷۶)

جب یہ الفاظ پڑھتا ہوں تو فوراً یہ بات ذہن میں آتی ہے:

''اللہ! اس بندے نے تین سو سال تو سجدے کیے تھے نا، ہماری تو زندگی بھی تین سو سال کی نہیں ہے۔''

تو تین سو سال کی عبادت کے باوجود پھٹکار دیا گیا، اللہ فرماتے ہیں:

''اس کی مثال کتے کی مانند ہے''۔ اللہ اکبر کبیراً

اس لیے بزرگوں نے کہا:

لَا عِبْرَةَ بِالطَّاعَةِ اِذَا لَمْ يَصْحَبْهَا قَبُوْل

''اس اطاعت کا کوئی اعتبار نہیں جو قبولیت کے رتبے کو نہ پہنچے۔''

یہ بھی فرمایا:

لَيْسَ كُلُّ طَاعَةٍ سَبِيْلًا مَثُوْبَةِ اللّٰهِ وَ رِضْوَانِهٖ

''ہر طاعت اور نیکی اللہ رب العزت کی رضا کے درجے تک نہیں پہنچ پاتی۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے فکر مند ہونا چاہیے کہ ہمارے اعمال اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہو جائیں۔ دل میں اس بات کا خوف رہے کہ کہیں یہ رد نہ کر دیے جائیں۔ اللہ کے حضور یہ فریاد کی جائے:

اے کریم آقا! ہر چہ گیرو علتی علت شود

اعمال تو ہمارے ناقص ہیں۔ ہم بھی ناقص، ہمارے عمل بھی ناقص۔ آپ قبول فرمالیجیے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

ہمارے بزرگوں نے ایک عجیب بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں:

لَوْلَا جَمِیْلُ سَتْرِہٖ لَمْ یَکُنْ عَمَلًا اَھْلًا لِلْقَبُوْلِ

''اگر اللہ رب العزت کی ستاری نہ ہوتی تو بندے کا کوئی عمل قبولیت کے لائق ہی نہ ہوتا۔''

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک عجیب تحقیق کی ہے۔ وہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

''انسان جتنا بھی اچھے طریقے سے عبادت کر لے، جتنا زور لگا لے، جتنی کوشش کر لے، اس کی عبادت اللہ کی شان کے پردوں سے نیچے رہ جاتی ہے۔ اللہ اس سے بھی بلند ہیں۔''

چنانچہ ہم اپنی پوری زندگی میں کبھی اس کے شایانِ شان عبادت نہیں کر سکتے۔

عبادت کرنے کا حق:

سید الاولین والآخرین امام الدنیا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کتنی خشوع والی ہوتی تھی۔ آپ کی عمر مبارک کی بھی اللہ نے قسم کھائی۔ آپ کی شان

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید میں بیان فرمائی لیکن اس کے باوجود اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا:

((مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ))

''اے اللہ! جیسی تیری عبادت کا حق تھا ہم وہ حق ادا نہیں کر سکتے اور جیسے تیری معرفت حاصل کرنے کا حق تھا ہم وہ معرفت بھی حاصل نہیں کر سکے۔''

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ چالیس سال تک ان کا معمول رہا تہجد پڑھنے کا۔ عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے۔..... اللہ اکبر کبیرا..... پھر حرم کی زیارت کے لیے گئے۔ طواف کیا۔ مقام ابراہیم پر دو نفل ادا کیے۔ پھر دو نفل ادا کرنے کے بعد یہ دعا مانگی:

((مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ))

''اے اللہ! جیسے تیری عبادت کا حق تھا ہم وہ حق ادا نہیں کر سکے۔''

ہم لوگ کس کھیت کی مولی ہیں، ہماری کیا اوقات ہے۔ چنانچہ ہم ایسی عبادت ہرگز نہیں کر سکتے جو اللہ رب العزت کی شان کے مطابق ہو۔ بس میں ہی نہیں۔ اس کی شان اس سے بھی بلند، اس سے بھی بلند، اس سے بھی زیادہ بلند ہے۔ وہ مالک بہت بڑا ہے۔ سوچوں سے بھی بڑا ہے۔ جہاں سوچ کی انتہا ہوتی ہے پروردگار کی شان اس سے بھی بلند ہے۔

شایانِ شان عبادت نہ کرنے پر اجر کیسے؟

یہاں ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی شان اتنی بلند ہے کہ ہم اس کی شایان شان عبادت کر ہی نہیں سکتے تو پھر عبادت پر اجر کیسے ملے گا؟

علما نے اس کا جواب دیا ہے۔ اس کی مثال آپ یوں سمجھیں کہ آپ اپنے بیٹے کو پہلے دن اسکول چھوڑ کے آئے۔ وہ دوپہر کو واپس آیا۔ کہتا ہے: ابو میں نے گنتی لکھنی سیکھی ہے۔ باپ کہتا ہے: پھر تختی دکھاؤ۔ وہ تختی دکھاتا ہے۔ اس پر جا بجا سیاہی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دھبے لگے ہوئے ہیں۔ ٹیڑھی میڑھی لکیریں لگی ہوئی ہیں۔ اور جو لکھا ہوا ہے اس کی سمجھ بھی نہیں آتی، مگر آپ بچے کی حوصلہ افزائی کے لیے جیب سے پیسے نکال کر اس کو آئس کریم لے کر دیتے ہیں۔ اب یہ آئس کریم اس کی خوش خطی کا انعام نہیں ہے، بلکہ یہ آپ کی محبت کا اظہار ہے۔

ہمیں جو عبادتوں پر اجر ملتا ہے وہ ہماری عبادت کی اچھائی کی وجہ سے نہیں ہوتا، بلکہ

﴿إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (البقرۃ:۱۴۳)

''بے شک اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، رحیم ہے''

وہ دیکھتا ہے کہ یہ کوشش تو کرتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ جیسے بھی عمل ہوتے ہیں وہ قبول فرما لیتے ہیں۔

نجات کا دارومدار رحمتِ الٰہی پر ہے:

پھر یہاں پر بھی طالب علم کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کئی آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اعمال کے بدلے جنت ملے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (الزخرف:۸۳)

''یہ جنت ہے، اس کا وارث ہم نے اسے بنایا جو تم میں سے اچھے اعمال کرے۔''

ایک جگہ اور بھی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

''جنت میں داخل ہو جاؤ، اس لیے کہ تم اچھے اعمال کرتے تھے۔''

اور اگر حدیث مبارکہ پر غور کریں تو حدیث مبارکہ میں ہے:

((لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

’’تم میں سے کوئی بھی بندہ اپنے عملوں کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔‘‘

بخاری شریف کی ایک روایت میں بھی ہے۔ جابرؓ راوی ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((لَا یُدْخِلُ اَحَدًا مِّنْکُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا یُجِیْرُهٗ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی))

’’تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا نہ اسے جہنم سے چھڑائے گا اور نہ ہی میں سوائے اللہ کی رحمت کے‘‘

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَنْ یُّنْجِیَ اَحَدًا مِنْکُمْ عَمَلُهٗ))

’’تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلائے گا‘‘

((قَالُوْا: وَلَا اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ))

’’صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بھی؟

((قَالَ: وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِغُفْرَانِهٖ))

’’نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! میں بھی، البتہ اگر اللہ کی مغفرت ڈھانپ لے تو اور بات ہے۔‘‘

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((اَنْتَ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكَ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ))

’’تو میری رحمت ہے، میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا، تمہارے ذریعے سے اس پر رحم فرماؤں گا۔‘‘

اب علما نے یہاں اس کی تفصیل لکھی ہے کہ بندہ اپنے عملوں کی وجہ سے جنت میں جائے گا یا نہیں جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حافظ ابنِ رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ عَمَلَ الْاِنْسَانِ لَا یُنْجِیْهِ مِنَ النَّارِ وَ لَا یُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ، اِنَّ ذٰلِكَ كُلَّهٗ اِنَّمَا یَحْصِلُ بِمَغْفِرَةِ اللّٰهِ وَ رَحْمَتِهٖ

''بے شک بندے کا عمل نہ جہنم سے نجات دلاسکتا ہے اور نہ جنت میں داخل کرواسکتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رحمت سے ہونا ممکن ہے۔''

علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تحقیق کی۔

⊙......وہ فرماتے ہیں:

اِنَّ تَوْفِیْقَ الْعَمَلِ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ لَوْلَا رَحْمَةُ اللّٰهِ السَّابِقَةُ مَا حَصَلَ الْاِیْمَانُ وَ لَا الطَّاعَةُ الَّتِیْ یَحْصِلُ بِهَا النَّجَاةَ

''عمل کی توفیق اللہ کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتو نہ تو بندہ ایمان قبول کرسکتا ہے اور نہ ہی ایسی عبادت کرسکتا ہے جس سے نجات مل سکے۔''

لہٰذا اگر عملوں پر بھی بندے کو جنت مل جائے تو عمل تو اللہ کی رحمت سے ہورہا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت سے ہی بندہ جنت میں جائے گا۔

⊙......دوسری بات فرماتے ہیں:

اِنَّ مَنَافِعَ الْعَبْدِ لِسَیِّدِهٖ فَعَمَلُهٗ مُسْتَحَقٌّ لِمَوْلَاهُ فَمَهْمَا اَنْعَمَ عَلَیْهِ مِنَ الْجَزَاءِ فَهُوَ مِنْ فَضْلِهٖ

''غلام کا نفع آقا کا نفع ہوتا ہے (کیونکہ وہ اس کا مملوک ہوتا ہے۔ اور مملوک کا ہر فائدہ اس کے مالک کا ہوتا ہے) اس کا ہر کام اس کے آقا کا ہوتا ہے۔ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی مالک اس کے کام کرنے پر کوئی انعام دے دے تو یہ اس کی اجرت نہیں ہوتی، وہ مالک کا احسان ہوتا ہے۔''

بھئی! ہم تو اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کی ملک ہیں۔ اگر ہم عمل کریں بھی سہی تو چونکہ اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں لہٰذا یہ عمل اللہ کے ہوں گے، لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ ان اعمال کی بنیاد پر جنت بھی دے دیتے ہیں تو یہ جنت ہمارا حق نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کا فضل ہے۔

⊙......پھر ایک تیسری دلیل دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَعْمَالَ الطَّاعَاتِ كَانَتْ فِيْ زَمَنٍ يَسِيْرٍ وَ الثَّوَابَ لَا يَنفَدُ فَالْاِنْعَامُ الَّذِيْ لَا يَنْفَدُ فِيْ جَزَاءِ مَا يَنْفَدُ بِالْفَضْلِ لَا بِمُقَابَلَةِ الْاَعْمَالِ

محدود وقت میں ہمارے محدود اعمال ہیں لیکن ان پر اگر جنت ملے گی تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوگی۔ اب محدود عملوں پر لامحدود اجر، یہ عملوں کے بدلے میں تو نہیں ہو سکتا، یہ تو اللہ کی رحمت سے ہی ہو سکتا ہے نا۔

ایک مرفوع حدیث سے تائید:

اس مضمون کی وضاحت ایک حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے جس کو حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ یہ مرفوع حدیث جبرائیل علیہ السلام سے مروی ہے۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کو بتایا:

((اِنَّ عَابِدًا عَبَدَ اللّٰهَ عَلٰى رَأْسِ الْجَبَلِ فِي الْبَحْرِ خَمْسَ مِأَةَ سَنَةً ثُمَّ سَأَلَ رَبَّهُ اَنْ يَقْبِضَهُ سَاجِدًا، قَالَ جِبْرَيْلُ فَنَحْنُ نَمُرُّ عَلَيْهِ اِذَا هَبَطْنَا وَ اِذْ عَرَجْنَا۔ وَ نَجِدُ فِي الْعِلْمِ اَنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: اُدْخُلُوْا عَبْدِيْ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِيْ، فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ: يَا رَبِّ بِعَمَلِيْ يُفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مَرَّات ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ الْمَلَائِكَةَ تَائِيْسُوا عَبْدِیْ بِنِعْمَتِیْ عَلَيْهِ وَ بِعَمَلِهٖ...... فَيَجِدُوْنَ نِعْمَةَ الْبَصَرِ قَدْ اَحَاطَتْ بِعِبَادَةِ خَمْسَ مِأَة سَنَة......وَبَقِيَتْ نِعْمَةُ الْجَسَدِ لَهٗ فَيَقُوْلُ اُدْخُلُوا عَبْدِیَ النَّارِ فَيُجَرُّ اِلَى النَّارِ فَيُنَادِیْ بِرَحْمَتِكَ اَدْخِلْنِیَ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ۔فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ قَالَ جِبْرِيْلَ: اِنَّمَا الْاَشْيَاءَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم))

''ایک عبادت گزار بندے نے ایک پہاڑ کی چوٹی کے اوپر پانچ سو سال تک عبادت کی۔ پھر اس نے دعا مانگی: اے اللہ! مجھے سجدے میں موت عطا فرما دینا۔ (یہ دعا قبول ہوگئی اور اسے مرنے کے بعد دفن کر دیا گیا)۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: جب ہم آسمان پر جاتے اور نیچے آتے تو اس کے قریب سے ہم گزرتے ہیں۔ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ اس بندے کو قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور اس کو اللہ رب العزت کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے اس بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔ وہ بندہ کہے گا: یا اللہ! میرے عملوں کی وجہ سے۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوگا۔ (اللہ فرمائیں گے کہ اسے میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو اور وہ کہے گا: میرے عملوں کی وجہ سے۔ جب وہ تین مرتبہ ایسا کہے گا تو) پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرمائیں گے: میرے بندے کے عملوں اور اس پر جو میری نعمتیں تھیں ان کا ذرا حساب چیک کرلو۔ جب چیک کریں گے تو آنکھوں کی بینائی کی نعمت کی قیمت پانچ سو سال کی عبادت پڑ جائے گی۔ جسم کی باقی ساری نعمتیں اس کے علاوہ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے بندے کو جہنم میں داخل کر دو۔ فرشتے اس کو جہنم کی طرف گھسیٹنے لگیں گے۔ وہ چیخے گا، چلائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا، کہے گا: اللہ! تو اپنی رحمت سے مجھے جنت میں داخل کر دے، تو اپنی رحمت سے مجھے جنت میں داخل کر دے۔ پھر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد ﷺ! معاملہ تو اللہ رب العزت کی رحمت کے اوپر موقوف ہے۔"

ماں نے کون سا بیٹا جنا ہے جو یہ کہے کہ میں نعمتوں کا حساب دینے کے قابل ہوں۔ ہم تو بھئی! اللہ کی نعمتوں کا حساب نہیں دے سکتے۔ تو جب ہم حساب ہی دینے کے قابل نہیں، ناپ تول کے ہی قابل نہیں ہیں تو اگر جنت ملے گی تو وہ اللہ کی رحمت سے ہی ملے گی۔

روایات میں تطبیق:

محترم سامعین! اگر اللہ تعالیٰ ہمارے عملوں کو پکڑنے پہ آ جائے تو یقیناً بہت مشکل بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ (فاطر: ۴۵)

"اور اگر اللہ پکڑنے پہ آ جائے جو تم عمل کرتے ہو، تو زمین کی پیٹھ پر کوئی جاندار باقی نہیں بچے گا۔"

یہی مضمون حدیث پاک میں بھی بیان فرمایا گیا، چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ اَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَ اَرْضِهٖ لَعَذَّبَهُمْ وَ هُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ وَ لَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهٗ خَيْرًا لَّهُمْ))

اب تطبیق کیسے ہوگی؟

علما نے اس کا جواب دیتے ہوئے حدیث مبارکہ پیش کی، نبی علیہ السلام نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرمایا:

((دُخُوْلُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهٖ وَ دَرَجَاتِهٖ بِحَسْبِ الْاَعْمَالِ))

''جنت میں داخلہ اللہ کے فضل سے ہوگا اور جنت کے اندر بندوں کے درجے عملوں کے حساب سے ہوں گے۔''

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (الاحقاف:۱۹)

جب بندہ جنت میں داخل ہوجائے گا تو اس کے عملوں کے مطابق اس کی الاٹمنٹ کردی جائے گی۔

قبولیتِ اعمال کی علامات

دل میں ایک بات آتی ہے کہ جب معاملہ قبولیت پر ہے تو ہمیں کیسے پتہ چلے کہ ہمارے عمل اللہ کے ہاں قبول بھی ہیں یا نہیں؟

علما نے اعمال کی قبولیت کی کچھ علامات لکھی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پالیتے ہیں۔

(۱) عمل شرع وسنت کے مطابق ہو:

سب سے پہلی علامت:

مُوَافَقَةُ الْعَمَلِ لِمَاجَاءَ بِهِ الشَّرْعُ وَصَحَّتْ بِهِ السُّنَّةُ

''انسان جو بھی عمل کرے، وہ شریعت اور سنت کے مطابق ہو۔''

اس کو کہتے ہیں:

مِيْزَانُ الْاَعْمَالِ فِيْ ظَاهِرِهَا

''ظاہر میں تولنے کی ایک کسوٹی''۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مثال کے طور پر ایک دن اعمال کرنے کی بڑی کیفیت بنی ہوئی ہے اور صوفی صاحب کہتے ہیں: جی! میں تو آج فجر کی چار رکعت پڑھوں گا، اگر وہ اس طرح کرے گا تو اللہ کے ہاں مردود ہوں گی۔ پڑھا قرآن ہے، پڑھی نماز ہے، کیے سجدے ہیں، مگر لات ماردیں گے اس کو۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کا یہ عمل شریعت وسنت کے مطابق نہیں ہے۔ تو کوئی بھی عمل جو ظاہر میں سنت کے مطابق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))

''جو ہمارے اس دین کے اندر نئی چیز (بدعات) پیدا کرے، اس کو رد کر دیا جائے گا۔''

اس لیے عمل ہمیشہ شریعت اور سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔

ہمارے مشائخ فرماتے ہیں:

''ہمارے سالک کا سلوک اتباع سنت کے ذریعے سے طے ہوتا ہے۔''

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سنت کے اتباع کے بارے میں فرماتے ہیں:

''دوپہر کے وقت سنت قیلولہ کی نیت سے تھوڑی دیر سو جانے پر وہ اجر ملتا ہے جو ہزاروں سال کی نفلی شب بیداریوں پر نہیں مل سکتا۔''

سبحان اللہ! ان حضرات کے دل میں سنت کی کیا ہی قدر ومنزلت تھی۔ دیکھیں! ادھر شب بیداری ہے اور ادھر نیند ہے، مگر اس نیند کو چونکہ نبی علیہ السلام کی نیند کے ساتھ ایک نسبت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے ہزاروں نفلی شب بیداریوں سے زیادہ مقام پا لیتی ہے۔

ہمارے اکابر میں سے مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ فرمایا کرتے تھے:

''سنت طریقے پر پیشاب پاخانہ کر لینے پر وہ اجر ملتا ہے جو خلافِ سنت طریقے

www.besturdubooks.wordpress.com

پر نقلیں پڑھنے پر بھی نہیں مل سکتا۔"

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سنت کے اتنے پابند تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے دانت میں درد تھا۔آپ نے ایک سالک سے فرمایا: بھئی! لونگ لے کر آؤ۔اس زمانے میں لونگ چبا لینے سے درد میں کمی ہو جاتی تھی۔وہ لونگ لے آیا اور دے دیے۔جب ان پر حضرت کی نظر پڑی اور گنے تو وہ طاق عدد نہیں تھے۔حضرت نے فرمایا:صوفی بنے پھرتے ہیں اور ان کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ

((اَللّٰهُ وِتْرٌ وَّيُحِبُّ الْوِتْرَ))

"اللہ تعالیٰ خود بھی اکیلا ہے اور طاق عدد کو پسند فرماتے ہیں"

فرمایا: جب یہ بات حدیث میں آگئی ہے تو پھر تم نے اس کی رعایت کیوں نہ کی؟ اب بتائیں یہ لونگ لے کر آنا کتنا چھوٹا سا عمل نظر آتا ہے۔لیکن اس میں بھی سنت کی اتباع کا اتنا اہتمام فرماتے تھے۔اللہ اکبر کبیرا

ایک کتاب میں تو عجیب بات پڑھی۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

"جو میرے بس میں سنتیں تھیں، میں نے ان پر عمل کر لیا،ایک سنت کو پورا کرنے کی تمنا تھی۔وہ کیا؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے تھے۔ان کو نبی علیہ السلام نے اٹھایا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حسین رضی اللہ عنہ نے پیشاب کر دیا۔اس سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے گیلے ہو گئے۔چنانچہ فرماتے تھے کہ اللہ نے بیٹی تو دی ہے مگر نواسہ نہیں ہے، بڑی تمنا تھی کہ میں بھی اسے اٹھاتا اور میرے بھی کپڑے گیلے ہوتے۔مگر نواسہ نہ ہوا۔چنانچہ نصیحت فرمائی: اگر میرے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ میری بیٹی کو بیٹا عطا کرے تو اس بچے کو میری قبر پر بٹھا دیا جائے۔یہاں تک کہ وہ وہاں پر پیشاب کر دے۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہیں۔فاصلہ طے ہو رہا ہے۔سواری کھڑی کر کے نیچے اترتے ہیں۔ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھتے ہیں۔پھر اٹھ کر آتے ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

سفر شروع کر دیتے ہیں۔ پوچھنے والے نے کہا: حضرت! جب قضائے حاجت کی ضرورت نہیں تھی تو پھر رکے کیوں؟ وقت کیوں لگایا؟ جواب میں فرمایا: میں نے اپنے آقا ﷺ کو دیکھا۔ محبوب ﷺ نے یہاں سواری روکی تھی اور یہاں بیٹھ کر فارغ ہوئے تھے۔ اگرچہ مجھے حاجت درپیش نہیں تھی لیکن میرا جی چاہا کہ میں وہی کروں جو میرے آقا ﷺ نے کیا۔

یہ سنت سے محبت، ذرا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھیے۔ جنہوں نے اہلِ فارس سے کہا تھا:

أَ أَتْرُكُ سُنَّةَ حَبِيْبِيْ لِهٰؤُلَاءِ الْحُمَقَاءِ

ان احمقوں اور روشن خیالوں کی وجہ سے میں اپنے محبوب ﷺ کی سنت کو ترک کر دوں۔

تو قبولیت کی پہلی علامت یہ ہے کہ ظاہر میں وہ عمل سنت کے مطابق ہو۔ کھانا بھی حلال کھائے اور عمل بھی طیب کرے، اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا))

اس لیے جو انسان رزقِ حلال کا اہتمام کرتا ہے۔ اللہ رب العزت اس کے اعمال کو قبول فرما لیتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی:

((يَا سَعْدُ! اَطِبْ مَطْعَمَكَ تَكُنْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ))

''اے سعد! اپنے کھانے کو حلال کر لے، اللہ تعالیٰ تجھے مستجاب الدعوات بنا دیں گے۔''

آج کل صوفیوں کا پیٹ ٹریش کین (کچرے کا ڈبہ) بنا ہوا ہے۔ جو بھی گند بلا ہو اسی میں ڈالتے ہیں۔ صوفی کا پیٹ کوئی تیلی کا کولہو تو نہیں ہے نا۔ اس لیے کہ کولہو میں جو چیز ڈالو وہ پیستا ہے۔ اور صوفی کا پیٹ بھی، اس میں جو ڈالو، وہ پیس دیتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔حرام حلال کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔بس!لذت حاصل کرنے کا شوق ہوتا ہے۔جی!مجھے PIZZA کھانے کا شوق ہے۔اور پھر بھاگتے ہیں شہر کی طرف...... میکڈونلڈ کی طرف......کے ایف سی کی طرف...... یہ باہر سے آئی ہوئی کمپنیاں کیا ڈالتی ہیں؟اللہ جانے۔حلال پیسے خرچ کر کے حرام کھاتے ہیں۔ہم تو اس کے بارے میں نہیں جانتے۔اللہ جانے کیا ہے؟تحقیق کس کو ہے؟ذکر وسلوک سیکھنا ہے تو حلال کا اہتمام کریں۔

(۲)عمل سے مقصود اللہ کی رضا ہو:

قبولیت اعمال کی دوسری علامت:

اِبْتِغَاءُ وَجْهِ اللّٰهِ بِالْعَمَلِ

"عمل سے مقصود اللہ کی رضا ہو"

اس کو کہتے ہیں: مِیْزَانُ الْاَعْمَالِ فِی بَاطِنِهَا "باطن میں تولنے کی کسوٹی"۔ یہ دیکھنا کہ عمل اللہ کے لیے ہے یا نہیں۔چنانچہ طبرانی شریف کی روایت ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ خَالِصًا وَّابْتُغِیَ بِهٖ وَجْهُهٗ»

اس لیے ہم جب بھی عمل کریں تو اللہ کی رضا کے لیے کریں۔اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی ابتدا انما الاعمال بالنیات سے کی ہے کہ عملوں کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔

مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صَلَاحُ الْقَلْبِ بِصَلَاحِ الْعَمَلِ وَصَلَاحُ الْعَمَلِ بِصَلَاحِ النِّیَّةِ

"قلب کی درستی،عمل کی درستی سے ہوتی ہے اور عمل کی درستی،نیت کی درستی سے ہوتی ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) اعمال واحوال میں ترقی محسوس ہو:

اعمال کی قبولیت کی تیسری علامت:

زِیَادَةُ الْاَعْمَالِ وَالتَّرَقِّیْ فِی الْاَحْوَالِ

جب بندے کا عمل اللہ کے ہاں قبول ہوتا ہے تو اس کو پھر اللہ تعالیٰ وجد، لذت، شوق اور ذوق عطا فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ احمد بن عجیبہ اپنی کتاب ''اِیْقَاظُ الْھِمَمْ'' میں فرماتے ہیں:

مَنْ وَجَدَ ثَمْرَةَ عَمَلِهٖ عَاجِلًا فَهُوَ دَلِیْلٌ عَلٰی وَجُوْدِ الْقُبُوْلِ اٰجِلًا

''عمل کرتے ہوئے جس بندے کو لذت محسوس ہو جاتی ہے، یہ دلیل ہے کہ بعد میں اللہ نے اس کو قبول بھی کر لینا ہے۔''

مختلف اعمال کو قبول کرنے کی علامتیں مختلف ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر:

⊙...... **فَمِنْ عَلَائِمِ قُبُوْلِ اللّٰهِ لِلصَّلٰوةِ اَنْ یَّشْعَرَ الْمُصَلِّیْ فِیْهَا بِلَذَّةِ الْاِقْبَالِ عَلَی اللّٰهِ**

''نماز کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کو واقعی محسوس ہو کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔''

بسا اوقات نماز میں بندے کی ایسی کیفیت بنتی ہے کہ اور محسوس ہوتا ہے کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔

⊙...... **فَمِنْ عَلَائِمِ قُبُوْلِ اللّٰهِ الْمَنَاسِكِ الْحَجِّ اَنْ تَقْطَعَهٗ عَنْ مَشَاغِلِ الدُّنْیَا وَ هُمُوْمِهَا**

''حج کے مناسک کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ جو بندہ حج پر جاتا ہے تو وہاں جا کر دل دنیا کے مشاغل اور فکروں سے کٹ جاتا ہے۔''

اور اگر پیچھے دل اٹکا رہے، ایک طواف کیا کعبے کا اور دس طواف کیے بازار

www.besturdubooks.wordpress.com

کے، تو صحیح معنوں میں فائدہ نہیں ہوگا۔ حاجی کو اس بات کا پتہ نہیں ہوتا کہ حرم میں کس کس جگہ پر دعائیں قبول ہوتی ہیں، البتہ گھڑیوں کی قیمت کا پتہ ہوتا ہے کہ کس گھڑی کی کیا قیمت ہے۔ دکانوں کے چکر ہی لگاتے رہتے ہیں۔

⊙...... فَمِنْ عَلَائِمِ قُبُوْلِ اللّٰهِ لِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ اَنْ يَّشْعَرَ اَنَّهٗ مَاثِلٌ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ

''تلاوت قرآن کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ تلاوت کرنے والے کی کیفیت ایسی ہو جیسے میں اپنے پروردگار سے ہمکلام ہو رہا ہوں۔''

(۴) اعمال میں ہمیشگی ہو:

قبولیت اعمال کی چوتھی نشانی:

اَلْمُدَاوَمَةُ عَلَى الْعَمَلِ

''عمل پر ہمیشگی اختیار کرنا''

یعنی جو عمل اللہ کے ہاں قبول ہونا ہوتا ہے اللہ اس کے اوپر پھر استقامت کے ساتھ چلنے کی توفیق دے دیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں: اللہ اس عمل کو آنے والوں میں جاری فرما دیتے ہیں۔

ہمارے بزرگوں نے اس بات کو شارٹ کٹ کر کے یوں بیان کیا:

''اے دوست! تیرا ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کے لیے مسجد میں آجانا تیری پہلی نماز کی قبولیت کی دلیل ہے۔''

قبول کی ہے تو آنے دیا ہے نا۔ ناراض ہوتے تو آنے ہی نہ دیتے۔ آپ خود دیکھیں کہ بندہ جس سے ناراض ہوتا ہے اس کو اپنے گھر میں آنے سے روک دیتا ہے۔ باپ، بیٹے کو گھر میں آنے سے روک دیتا ہے۔ بھائی، بھائی کو روک دیتا ہے۔ خاوند، بیوی کو روک دیتا ہے۔ اگر اللہ ناراض ہوتے تو اپنے گھر آنے سے روک

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے۔ اگر آنے دیا ہے تو یہ کس کی دلیل ہے؟ کہ ارادہ خیر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنا چاہتے ہیں۔ دینا چاہتے ہیں۔ اب تو جھولی پھیلانے والے پر منحصر ہے کہ وہ کتنا مانگتا ہے۔

(۵) تقویٰ:

پانچویں چیز جس کی وجہ سے اعمال قبول ہوتے ہیں، وہ ''تقویٰ'' ہے۔ انسان جتنا متقی ہوگا اتنے اس کے عمل اللہ کے ہاں شرف قبولیت پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ﴾ (المائدہ:۲۷)

اس کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں:

⊙...... امام العلما والصلحا حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ حیران کن تھا۔ حضرت سردی گرمی میں ہاتھ میں چھتری رکھتے تھے۔ علما حیران ہوتے تھے کہ گرمیوں میں تو چھتری ہاتھ میں رکھنے کی وجہ سمجھ میں آتی ہے لیکن سردی کے موسم میں چھتری کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ ایک عالم نے پوچھ لیا: حضرت! سخت سردی میں بھی آپ ہاتھ میں چھتری رکھتے ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت نے فرمایا: چونکہ آپ عالم ہیں اس لیے آپ کا ذہن صاف کرنا ضروری ہے۔ مجھے اس کی نہ تو گرمیوں میں ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی سردیوں میں، میں اس کو ہاتھ میں اس لیے رکھتا ہوں کہ راستہ چلتے ہوئے اگر دائیں طرف سے عورتیں آرہی ہوتی ہیں تو میں چھتری اس طرف کر لیتا ہوں۔ اور بائیں طرف سے آرہی ہوں تو ادھر کر لیتا ہوں۔ حتی کہ میں عورتوں کے کپڑے بھی نہیں دیکھتا۔ پھر فرمایا: لوگوں کی نظر میں چھتری کا سایہ ہے اور میری نظر میں غیر محرم سے نظر کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اللہ اکبر کبیراً

جب غیر محرم سے نظر کی اتنی حفاظت کی جائے تو پھر اللہ تعالیٰ بند...

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں؟ حدیث پاک میں آتا ہے:

’’اللہ ایسے بندے کو حلاوتِ ایمان عطا فرما دیتے ہیں۔‘‘

حضرت کی عادتِ شریفہ تھی کہ نماز کی جماعت خود کرواتے تھے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ تکبیر ہو جاتی تھی اور تھوڑے توقف کے بعد آپ تکبیرِ تحریمہ کہتے تھے۔ جیسے پندرہ بیس سیکنڈ یا آدھا منٹ۔ حضرت کی جماعت میں اکثر علما ہوتے تھے۔ مردان میں ایک عالم نے پوچھا: حضرت! آپ تکبیر ہو جانے کے فوراً بعد نیت نہیں باندھتے اور تھوڑا سا توقف ہو جاتا ہے، کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟ حضرت نے جواب دیا:

’’مولانا! آپ تو عالم لوگ ہیں، آپ کی تو کیفیتیں بنی رہتی ہیں، میں فقیر آدمی ہوں، مصلے پر کھڑا ہوتا ہوں، جب تک مجھے سامنے بیت اللہ نظر نہیں آتا، میں تحریمہ نہیں باندھتا۔‘‘

ادھر غیر محرم سے نظر کی حفاظت کی اور ادھر اللہ نے ایسی نماز عطا فرما دی۔ مقام احسان والی نماز! جتنا زیادہ تقویٰ ہوگا اتنی زیادہ قبولیت ہوگی۔

⦿......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پوری دنیا میں مشہور ہے۔ کیوں؟ ان کے تقویٰ کی وجہ سے۔

⦿......ہمارے اکابر علمائے دیوبند کی محنت اللہ کے ہاں اتنی مقبول ہوئی کہ آج دارالعلوم دیوبند کو پوری دنیا کے اندر شہرت حاصل ہے۔ کیوں؟ ان کے تقویٰ کی وجہ سے۔

(۶) دعا:

قبولیت کی چھٹی علامت ’’دعا‘‘ ہے۔ رونے سے اور مانگنے سے قبولیت مل جاتی ہے۔ اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے۔

دیکھیں! عمران علیہ السلام کی اہلیہ امید سے ہیں اور اس حالت میں وہ اللہ سے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا مانگتی ہیں:

﴿رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ﴾

(الاحقاف:۱۹)

''اے اللہ! میرے اس بچے کو، جو ہونے والا ہے، قبول کر لیجیے۔''

اب ماں تڑپ کے دعا مانگ رہی ہے۔ یہ تڑپ تڑپ کے مانگنا اللہ کے ہاں اس قدر پسندیدہ ہے کہ رب کریم فرماتے ہیں:

﴿فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا﴾ (آل عمران:۳۷)

قبول کر لیا نا، اللہ نے۔

ہم اگر اوپر کی سب علامات کو دیکھیں تو سمجھ میں آتا ہے کہ سوائے دعا کے ہمارے پلے اور کچھ نہیں ہے۔ بس! ہم دعا مانگیں: اللہ! آپ رحمت کر دیجیے اور آپ ہمارے ان ٹوٹے پھوٹے عملوں کو قبول فرما لیجیے۔

انبیائے کرام کو قبولیت اعمال کی فکر:

انبیائے کرم کو بھی یہ خوف لاحق ہوتا تھا۔

ابتهال الانبياء الى الله بان يرزقهم القبول

انبیا کو بھی یہ خوف دامن گیر رہتا تھا۔ سنیے:

⊙......ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمَاعِيْلُ﴾

(البقرة:۱۲۷)

''اور یاد کرو اس وقت کو جب ابراہیم اور ان کے بیٹے اسماعیل نے میرے گھر کی بنیادوں کو بلند کیا۔''

اس وقت انہوں نے کیا کہا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾ (البقرۃ:۱۲۷)

''اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ قبول فرمالے۔''

دیکھیں! قبولیت عمل کی کتنی فکر دامن گیر تھی۔ دعا مانگتے ہیں:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَا﴾

(ابراہیم:۴۰)

''اے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نمازی بنا اور ہماری دعا قبول فرما''

دیکھا! قبولیت کی ہے نا فکر۔

⊙......خود نبی ﷺ نے امت کو یہی تعلیم دی کہ ہم قبولیت پر ہی نظر رکھیں۔ چنانچہ کتنی ایسی دعائیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ نے قبولیت مانگنے کی تعلیم دی ہے۔ مثال کے طور پر:

⊙......حدیث پاک میں ہے کہ جب نبی ﷺ جانور ذبح فرمانے لگتے تو پڑھتے:

((اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ))

⊙......ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

((رَبِّ اَعِنِّیْ وَ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَ اَجِبْ دَعْوَتِیْ))

⊙......ایک روایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

((اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ حَسَنَاتِیْ))

''اے اللہ! میرے نیک عملوں کو قبول فرما''

⊙......ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام افطار کے وقت دعا مانگتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ))

⊙......ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَ رِزْقًا طَیِّبًا وَ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا))

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرامؓ میں عدمِ قبولیت کا خوف:

اب یہ جتنا کچھ ہم نے سنا اس کی ذرا پریکٹیکل شکل صحابہؓ کی زندگیوں میں دیکھیں، یہ وہ جماعت تھی جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی صحبت کے لیے چنا، جو اپنے استاد کے کمالات کا آئینہ تھے۔ کہتے ہیں کہ اگر استاد کے کمالات کو دیکھنا ہو تو اس کے شاگردوں کو دیکھو، نبی کریم ﷺ کے کمالات کو دیکھنا ہو تو صحابہؓ کی زندگیوں کو دیکھ لو۔

علما نے لکھا ہے کہ صحابہؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ اور نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا: انبیا کی تعداد کتنی ہے؟ تو نبی علیہ السلام نے بتایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ جتنے انبیا تھے اتنے ہی صحابہ۔ علما نے اس بات میں ایک راز لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے ہر صحابیؓ کو کسی نہ کسی نبی کے، جو نبوت کے علوم اور برکات تھیں، ان کا وارث بنا دیا۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«اَلصَّحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ»

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم جس کسی کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔''

ان صحابہ میں وہ ہستیاں بھی تھیں جو عشرہ مبشرہ میں سے تھیں۔ ان کا نام لے کر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جنت میں جائیں گے۔ اور یہ وہ لوگ تھے جن کے بارے میں قرآن مجید میں آچکا ہے:

﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ (البینة:۸)

اس سب کے باوجود ان کے دل پر یہ خوف طاری رہتا تھا کہ پتہ نہیں موت کے وقت ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ اب سنیے...... مَخَاوِفُ الصَّحَابَةِ مِنْ عَدَمِ قُبُوْلِ الْاَعْمَالِ...... امید ہے کہ آپ توجہ کے ساتھ سنیں گے۔ اس میں ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے بہت حکمت کی باتیں ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

خلفائے راشدین میں سے سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِیْلًا))

(مشکوۃ المصابیح:۵۵۴)

''اگر اپنی امت میں سے میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو میں ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔''

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اَهْلَ الجنة لیراؤون اهل علیین كَمَا تَرَوْنَ الكَوْكَبَ الدُّرِّیَّ فِی اُفُقِ السَّمَاءِ وَ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ مِنْهُمْ وَ اَنْعَمَا))

(مشکوۃ المصابیح:۵۵۹)

''جنت میں جنتی جائیں گے تو نیچے والے اوپر والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے زمین والے ستاروں کو دیکھتے ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ان میں سے اس سے بھی اونچے ہیں۔''

ان کو علمانے ہم خانۂ رسول کہا ہے۔ ہم خانۂ رسول کا کیا مطلب؟ کہ جنت میں جو درجہ نبی علیہ السلام کو ملے گا، اسی درجے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی پہنچایا جائے گا۔ کیسے؟ جیسے آپ ڈبل سٹوری منزل دیکھتے ہیں، اسی طرح جنت کی اوپر کی منزل میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرمائیں گے اور اسی محل کی نیچے کی منزل میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قیام فرمائیں گے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

''میرے بدن مبارک کو بنایا گیا، کچھ مٹی بچ گئی تھی، اس بچی ہوئی مٹی سے اللہ نے ابوبکر کے بدن کو بنایا، پھر جو مٹی بچی تو عمرؓ کا بدن بنا دیا گیا۔''

ایک ہی مٹی تھی، پھر دیکھو! اللہ نے ایک ہی جگہ پر پہنچا دیا۔ مٹی اکٹھی ہوگئی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا، ابوبکر! تیرے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ دے گا۔''

نبی علیہ السلام پر اتنے احسان تو کیے تھے۔ ایسے صحابی!!!

نبی علیہ السلام نے جب تبوک کے مقام پر فرمایا کہ اللہ کے راستے میں لاؤ تو عمرؓ کہتے ہیں میرے پاس وسعت تھی، میں سے سوچا کہ آج ابوبکر سے میں بڑھ جاؤں گا، چنانچہ میں نے آدھا مال گھر کے لیے چھوڑا اور آدھا مال آگے لے کر گیا۔ اللہ کے حبیب ﷺ کے حضور پیش کیا۔ پوچھا: عمر! کیا لائے ہو؟ عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! آدھا پیچھے چھوڑ آیا ہوں اور آدھا لا کر آپ کی خدمت پیش ہوا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ اتنے میں وہ فقیر (حضرت ابوبکر صدیقؓ) بھی آگیا، وہ عاشق رسول بھی آگیا۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا:

((مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِكَ))

''ابوبکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کے آئے؟''

جواب میں عرض کیا:

اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ (مشکوۃ المصابیح:۵۵۴)

''میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کے آیا ہوں''

اللہ اکبر! سارے گھر کا سامان، حتی کہ لباس اتار کر ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور اپنا لباس بھی اس سامان میں شامل کر دیا۔ پھر یہیں تک بس نہیں، بلکہ دیوار پر ہاتھ مارا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہیں کوئی سوئی بھی اٹکی ہوئی نہ ہو، میں وہ سوئی بھی اس سامان میں شامل کر دوں۔

جب نبی علیہ السلام کی خدمت میں یہ سامان پیش کیا تو نبی علیہ السلام حیران ہیں کہ سب کچھ دے دیا۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام اترتے ہیں۔ سلام عرض کیا اور کہا:

''اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! اللہ رب العزت نے ابو بکر کی طرف سلام بھیجے ہیں۔''

نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ جبرئیل علیہ السلام نے ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے۔ شیخ الحدیث کہتے ہیں: نبی علیہ السلام نے پوچھا: جبرئیل! آج یہ ٹاٹ کا لباس کیسا؟ عرض کیا:

''اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! اللہ رب العزت ابو بکر کے اس عمل سے اتنا خوش ہیں کہ آسمان کے فرشتوں کو حکم دیا کہ آج تم بھی ابو بکر جیسا لباس پہنو۔''

پھر اس کے بعد کہا:

''اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: جاؤ! ابو بکر سے پوچھو، کیا اس حال میں تم مجھ سے راضی ہو؟''

یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے:

''میں اپنے اللہ سے ہر حال میں راضی ہوں۔''

اب ذرا یہ بات دیکھیں کہ وہ صحابی جن کو عرشوں سے سلام آیا کرتے تھے، ان کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے:

⊙...... جب وہ کسی پرندے کو دیکھتے تو فرماتے:

طُوبٰی لَکَ یَا طَیْرُ مَا اَنْعَمَکَ عَلٰی هٰذِهِ الشَّجَرَةِ تَاکُلُ مِنْ هٰذِهِ الثَّمَرَةِ ثُمَّ تَمُوْتُ ثُمَّ لَا تَکُوْنُ شَیْئًا لَیْتَنِیْ مَکَانَکَ یَالَیْتَ اَبَا بَکْرٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

مَثَلُكَ

''اے پرندے! تجھے مبارک ہو، تو اس درخت کے اوپر کتنا اچھا بیٹھا ہوا ہے۔ تو درختوں کے پھل کھائے گا اور پھر فوت ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں گے۔ کاش! میں تیری جگہ پر ہوتا۔ کاش! ابوبکر تیری مانند ہوتا (کہ اسے بھی تیری طرح حساب نہ دینا پڑتا)۔''

⊙......ایک مرتبہ فرمایا:

لَيْتَنِيْ شَجَرَةٌ تَعْضُدُ ثُمَّ تُؤْكَلُ

''کاش میں درخت کی طرح ہوتا۔ پھر اس کو کھالیا جاتا''

⊙......ایک مرتبہ فرمایا:

لَيْتَنِيْ خَضِرَةٌ تَاكُلُنِيْ الدَّوَابُّ

''کاش! میں گھاس ہوتا جس کو چرندے چر لیتے۔''

یہ باتیں کرنے کا مقصد کیا تھا؟ اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہونے کا اتنا ڈر تھا۔ اتنا خوف غالب تھا۔ کہتے تھے کہ اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہونا میرے بس کی بات نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)) (مشکوۃ المصابیح:۵۵۷)

اللہ اکبر! قسم کھا کر فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اے عمر! تم جس راستے سے گزرتے ہو، شیطان اس راستے کو چھوڑ دیتا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَإِنْ يَّكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ)) (مشکوٰۃ المصابیح:۵۵۶)

''جو پہلی امتیں گزری ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے تھے جن کو الہام ہوا کرتا تھا۔ اگر میری امت میں سے کوئی ایک ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔''

اللہ اکبر!

یہی وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے:

اَلَّذِیْ كَانَ رَأْيُهٗ مُوَافِقًا لِّلْوَحْيِ وَالْكِتَابِ

''کتنی مرتبہ اس کی رائے قرآن مجید کے حکم کے عین مطابق ہوتی تھی۔''

جن کو یہ شان ملی وہ فرماتے تھے:

⊙......وَاللّٰهُ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ عَذَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ

''کاش! پوری زمین کے برابر اگر سونا میرے پاس ہوتا اور میں اللہ کے سامنے پیش ہونے سے پہلے فدیہ کے طور پر اس کو دے سکتا تو میں اسے دے دیتا۔''

⊙......کبھی فرماتے:

وَيْلِيْ وَيْلٌ لِاُمِّيْ اِنْ لَّمْ يَرْحَمْنِيْ رَبِّيْ

''ہلاکت ہے میری، ہلاکت ہے میری ماں کی، اگر اللہ نے قیامت کے دن میرے اوپر رحم نہ کیا۔''

⊙......ایک مرتبہ جانوروں کے بھوسے پر نظر پڑی اور فرمانے لگے:

يَالَيْتَنِيْ مِثْلَ هٰذِهِ التِّبْنَةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

"کاش! میں اس بھوسے کی مانند ہوتا۔"

لَیْتَ اُمِّیْ لَمْ تَلِدْنِیْ

کاش! میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا۔"

لَیْتَنِیْ لَمْ اَكُ شَیْئًا

"کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا۔"

لَیْتَنِیْ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا

"کاش! میں کوئی بھولی بسری چیز ہوتا۔"

⊙......ایک مرتبہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ قرآن مجید کی اس آیت پر پہنچے:

﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ﴾ (الصّٰفّٰت:۲۴)

تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ حتیٰ کے رونے کی آواز جماعت کی آخری صف تک پہنچی۔ پھر اس غم کی وجہ سے ایک مہینہ بیمار رہے۔ اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی علیہ السلام نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

((یَا عَائِشَةُ اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْهُ الْمَلٰئِكَةُ))

(مشکوٰۃ المصابیح:۵۶۱)

"اے عائشہ! کیا میں ایسے بندے سے حیا نہ کروں جس سے ملائکہ بھی حیا کرتے ہیں؟"

پھر ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ عُثْمَانَ رَضِیْتُ عَنْهُ فَارْضِ عَنْهُ))

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں، اللہ! تو بھی اس سے راضی ہو جا۔''

وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں لسانِ نبوت سے اتنی عظمت بتائی گئی، وہ فرمایا کرتے تھے:

لَوْ وَقَفْتُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَخُيِّرْتُ بَيْنَ اَنْ اَصِيْرَ رَمَادًا اَوْ اُخَيَّرَ اِلٰى اَيِّ الدَّارَيْنِ اَصِيْرُ، لَاخْتَرْتُ اَنْ اَكُوْنَ رَمَادًا

''اگر مجھے قیامت کے دن کھڑا کر کے پوچھا گیا کہ تیرا حساب لیں اور جنت دوزخ بھیجیں یا تجھے ہم مٹی بنا دیں، تو میں اللہ کے حضور اپنی پسند بتا دوں گا، اللہ! میرا حساب نہ لے، مجھے مٹی بنا دے۔''

یہ وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں جن سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے، جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھ کو فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے، اور یہ میرا ہاتھ ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ دمشق کے قاضی تھے اور سید القراء تھے۔ ایک مرتبہ ان کو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دوست ہونے کے ناطے نصیحت کی کہ تم اپنے جسم کا خیال رکھا کرو۔ تو نبی علیہ السلام نے تصدیق فرمائی:

((يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا مِثْلَ مَا قَالَ لَكَ سَلْمَانُ))

''اے ابو درداء! جیسے سلمان نے تجھے کہا ہے اسی طرح تمہارے جسم کا بھی تمہارے اوپر حق ہے۔''

وہ فرماتے تھے:

''لَوْلَا ثَلَاثٌ مَا اَحْبَبْتُ الْبَقَاءَ سَاعَةً ظَمَأُ الْهَوَاجِرِ وَالسُّجُوْدُ فِي اللَّيْلِ وَمَجَالِسَةُ اَقْوَامٍ يَنْتَقُوْنَ جَيِّدَ الْكَلَامِ كَمَا يَنْتَقِيْ اَطَايِبَ

www.besturdubooks.wordpress.com

الثَّمرِ“

”اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو مجھے زندگی سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی۔ گرمیوں میں دوپہر کے وقت روزے کی وجہ سے پیاسا رہنا، رات کو سجدے کرنا اور اللہ والوں کی مجالس میں جانا، جیسے تم اچھے اچھے پھلوں کو چن لیتے ہو، ایسے ہی لوگ ان کی باتوں کو چن لیا کرتے ہیں۔“

نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اَبَا الدَّرْدَاء مِنَ الْعُلَمَاءِ الْفُقَهَاءِ الَّذِيْنَ يَشْفُوْنَ مِنَ الدَّاءِ))

”وہ لوگ جن کے پاس بیٹھنے سے روحانی بیماریوں کو شفا ملتی ہے، ابودردا ان علما فقہا میں سے ہیں۔“

وہ فرمایا کرتے تھے:

”لَئِنْ اَسْتَيْقِنُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ تَقَبَّلَ لِیْ صَلَاةً وَّاحِدَةً اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا“

”اگر مجھے اس بات کا پتہ چل جائے کہ اللہ نے میری ایک نماز کو قبول کر لیا ہے تو یہ مجھے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے زیادہ پسندیدہ بات ہوگی۔“

ان حضرات کے اوپر اللہ تعالیٰ کے خوف کا ایسا غلبہ تھا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو غفار کے تھے۔ یہ قبیلہ مکہ مکرمہ میں لوٹ مار میں بڑا مشہور تھا۔ جو بھی تجارتی قافلہ گزرتا، بنو غفار کے لوگ جا کر اس کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ اس قبیلے میں سے جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ مرتبہ دیا کہ ایک مرتبہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

”ابوذر! تیرے جیسے سچے آدمی آج آسمان کے نیچے بہت تھوڑے ہیں۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى تَوَاضُعِ عِيْسٰى بِنْ مَرْيَمْ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى اَبِىْ ذَرٍّ))

’’تم میں سے اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام کی تواضع کو دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ ابوذر کو جا کر دیکھ لے۔‘‘

ایک نبی کی تواضع!

اللہ اکبر! وہ ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

’’وَ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَنِيْ يَوْمَ خَلَقَنِيْ شَجَرَةً تَعْضَدُ وَ يُوْكَلُ ثَمَرُهَا‘‘

’’اللہ کی قسم! میں تمنا کرتا ہوں، کاش! جس دن اللہ نے مجھے پیدا کیا، وہ مجھے ایک درخت کی شکل میں پیدا کرتے اور اس درخت کو جانور کھا لیا کرتے۔‘‘

ایسی باتیں کیوں کرتے تھے؟ اس لیے کہ وہ اللہ رب العزت کی عظمتوں کو جانتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ:

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امیر جیش تھے۔ سبحان اللہ! دیکھیں، اللہ تعالیٰ بھی کیسے جوڑ ملاتا ہے۔

خلیفہ راشد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی نرم طبیعت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سپہ سالار خالد بن ولید جیسا دے دیا۔ دبنگ آدمی۔ اور پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ دبنگ آدمی آگئے تو اللہ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جیسا نرم طبیعت کا سپہ سالار عطا فرما دیا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَ اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ))

''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔''

جب ایک حدیث پاک پڑھتا ہوں تو جھومنے کو جی چاہتا ہے۔......آہاہا، سبحان اللہ! سبحان اللہ!......اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے کیا عجیب پیاری بات کہی۔ فرمایا:

((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا لَوْ شِئْتُ لَاَخَذْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ خُلُقِهٖ اِلَّا اَبَا عُبَيْدَةَ))

''تم میں سے صرف ابوعبیدہ ایسا ہے کہ اس کے بعض اخلاق ایسے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے اندر بھی ہوں۔''

اللہ اکبر کبیرا!

وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَدِدْتُ اِنِّيْ كُنْتُ كَبْشًا فَيَذْبَحُنِيْ اَهْلِيْ فَيَاْكُلُوْنَ لَحْمِيْ"

''کاش! میں ایک مینڈھا ہوتا، میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیتے اور میرا گوشت کھا لیتے۔''

قیامت کے دن کا معاملہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ہمارے اسلاف قیامت کے دن کے تصور سے رو پڑتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سید المحدثین تھے، سید الحفاظ تھے۔ ایک مرتبہ رو رہے تھے، کسی نے پوچھا: بھئی! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا:

اَمَا اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ عَلٰى دُنْيَاكُمْ هٰذِهٖ وَ لٰكِنْ اَبْكِيْ لِبُعْدِ سَفَرِيْ وَقِلَّةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

زَادِیْ اَصْبَحْتُ فِیْ صَعُوْدٍ مُّهْبِطَةٍ عَلٰی جَنَّةٍ وَّ نَارٍ فَلَا اَدْرِیْ اِلٰی اَیِّهِمَا یُسْلَكُ بِیْ

''میں تمہاری اس دنیا پر نہیں روتا، بلکہ میں روتا ہوں کہ میرا سفر لمبا ہے اور میرا توشہ تھوڑا ہے۔ میں ایک گھاٹی کی طرف چڑھ رہا ہوں جو پہنچتی ہے جنت کی طرف یا جہنم کی طرف، اور میں نہیں جانتا کہ مجھے ان دونوں میں سے کس کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔''

جنت میں اتروں گا یا جہنم میں اتروں گا۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ:

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام نے ''صاحب سر'' فرمایا: ایک مرتبہ بیٹھے رو رہے تھے، کسی نے پوچھا: حضرت! کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا:

مَا اَبْکِیْ اَسَفًا عَلَی الدُّنْیَا بَلِ الْمَوْتُ اَحَبُّ اِلَیَّ وَلٰکِنِّیْ لَا اَدْرِیْ عَلٰی مَا اَقْدَمُ عَلَی الرِّضَا اَمْ عَلٰی سَخَطٍ

''میں دنیا پر افسوس نہیں کر رہا، بلکہ موت مجھے بہت پسندیدہ ہے۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ جب میں اللہ کے سامنے پیش ہوں گا تو وہ مجھ سے راضی ہوں گے یا مجھ سے ناراض ہوں گے۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ:

نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ، جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ))

''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اس سے محبت فرمالیجیے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کے بارے میں نبی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ))

"حسن اور حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں"

وہ فرمایا کرتے تھے:

"اِنِّیْ اَقْدِمُ عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ وَ هَوْلٍ لَمْ اَقْدَمْ عَلٰی مِثْلِهٖ قَطُّ"

"میں ایک ایسے عظیم امر کی طرف جا رہا ہوں کہ ایسا عظیم معاملہ کبھی کسی کو پیش نہیں آئے گا۔"

حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ:

سالم، ابو حذیفہؓ کے غلام تھے، انہوں نے ان کو آزاد کر دیا، پھر بیٹا بنا لیا۔ اللہ کی شان دیکھیں! پردے کی آیتیں اتریں تو ابو حذیفہؓ کی بیوی نبی علیہ السلام کے پاس آ گئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہم نے اس کو بیٹے کی طرح گھر میں پالا ہے۔ اب پردے کی آیتیں اتر گئیں ہیں اور وہ ہمارا نامحرم بن گیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: صرف تمہارے لیے کہہ رہا ہوں کہ تم سالم کو اپنا دودھ پلاؤ۔ وہ بالغ تھے لیکن آقا ﷺ نے تخصیص فرما دی کہ اب بھی اگر سالم دودھ پی لے گا تو تمہارا بیٹا ہے، چنانچہ بیٹا بن گیا۔

وہ اللہ سے محبت کرنے والا نوجوان بنا۔ کیسی محبت تھی ان کے دل میں؟ سید العاشقین، اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کے بارے میں حدیث پاک میں فرمایا:

((يُحِبُّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ حَقًّا مِنْ قَلْبِهٖ))

"سالم، اپنے دل سے اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرتا ہے۔"

یہ الفاظ نبوت کی زبان سے نکل رہے ہیں...... اللہ اکبر کبیرا...... وہ کیسے نوجوان ہوں گے۔!!! لسانِ نبوت سے گواہی دلوائی جا رہی ہے کہ سالم وہ نوجوان ہے جو

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے دل سے اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرتا ہے۔

وہ سالم فرماتے تھے:

"وَدِدْتُ اِنِّی بِمَنْزِلَةِ اَصْحَابِ الْاَعْرَافِ"

''میں تمنا کرتا ہوں کہ مجھے قیامت کے دن نہ جنت بھیجیں نہ جہنم بھیجیں، بلکہ اعراف میں یعنی برابر سرابر چھوڑ دیا جائے۔''

اللہ اکبر! جن کے پاس اتنی محبتیں تھیں، عبادتیں تھیں، اللہ کے حبیب ﷺ کی گواہیاں تھیں، وہ بھی اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہونے سے اتنا ڈرتے تھے۔ اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہونا کوئی مذاق ہے؟

کاش! ہمارے دل پر اگر غفلت کے پردے نہ ہوتے تو ہم اس تصور سے بھی کانپ اٹھتے کہ ہمیں اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے ہمارے اکابر قرآن کی آیت پڑھتے تھے:

﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (المطففین:٦)

یہ آیت پڑھتے ہی بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ جنت میں تم میری بیویوں میں شامل ہوگی۔

ان کے بارے میں علمائے امت نے فرمایا:

اَفْقَهُ نِسَاءِ الْاُمَّةِ عَلَى الْاِطْلَاقِ

''پوری امت کی عورتوں میں سے سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والی تھیں۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے آدھا دین نبی علیہ السلام سے سیکھا اور گھر کے متعلقہ دین انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ام المومنین سے سیکھا۔

وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کو اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند کیا۔ جبرئیل علیہ السلام ان کی تصویر لے کر آئے تھے کہ اے میرے محبوب! اللہ نے آپ کی شریکِ حیات کے طور پر ان کو پسند کیا ہے۔

وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کی پاکدامنی پر اللہ کی طرف سے گواہیاں آئیں۔ یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں، بہتان لگتا ہے، بچے سے گواہی دلوائی۔ بی بی مریم اللہ کی ولیہ ہیں، بہتان لگتا ہے، بچے کی زبان سے گواہی دلوائی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک حیات پر جب بہتان لگا تو رب کریم خود گواہی دیتے ہیں۔ دلوں کے بھید جاننے والی ذات فرماتی ہیں:

﴿سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ (النور:١٦)

جن کی پاکدامنی کی گواہیاں قرآن دے رہا ہے۔ آج بھی تلاوت ہو رہی ہے نمازوں میں، تراویح میں، وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((يَا عَائِشُ! هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَءُكِ السَّلَامَ))

یہاں یا عائشہ نہیں کہا گیا، یعنی پورا نام نہیں لیا گیا، بلکہ یا عائش فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کئی مرتبہ منادی میں ترخیم کر لی جاتی ہے۔ آخری حرف کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ محبت کا انداز ہوتا ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

"یا عائش! یہ جبرئیل ہیں اور پیغام لے کر آئے ہیں کہ آپ کی طرف اللہ نے سلام بھیجے ہیں۔"

وہی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے بارے میں نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

''دنیا کی عورتوں پر عائشہ صدیقہ ﷞ کو ایسے فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو باقی سب کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔''

وہ عائشہ صدیقہ ﷞ فرمایا کرتی تھیں:

"فَوَاللّٰہِ لَوَدِدْتُ اِنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا"

''اللہ کی قسم! میں تمنا کرتی ہوں کہ کاش! میں کوئی بھولی بسری چیز ہوتی (اور ختم ہو چکی ہوتی)۔''

وہ یہ بھی فرمایا کرتی تھیں:

"يَا لَيْتَنِي كُنْتُ وَرْقَةً مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ"

''کاش! میں کسی درخت کا پتہ ہوتی۔''

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن رواحہ ﷛ کے بارے میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ ابْنَ رَوَاحَةَ اِنَّهُ يُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِي تَتَبَاهٰى بِهَا الْمَلٰئِكَةُ))

''اللہ ابن رواحہ پر رحم فرمائے، یہ ایسی مجالس میں بیٹھنا پسند کرتا ہے جن جالس پر ملائکہ بھی فخر کرتے ہیں۔''

جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگ گئے۔ کسی نے کہا: عبداللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے:

وَ اللّٰهُ مَا بَكَيْتُ جَزَعًا مِنَ الْمَوْتِ وَ لٰكِنِّي بَكَيْتُ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا، وَلَمْ اَدْرِ اَنْجُوْا مِنْهَا اَمْ لَا

''میں موت کے خوف کی وجہ سے نہیں رو رہا، بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا اور میں نہیں جانتا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نجات پاؤں گا یا نہیں پاؤں گا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«رَجُلٌ صَالِحٌ»

"عبداللہ صالح آدمی ہے۔"

ایک اور جگہ فرمایا:

«نِعْمَ الرَّجُلُ»

"عبداللہ کتنا پیارا بندہ ہے۔"

ان کے بارے میں ایسے تعریفی الفاظ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہیں۔

ان کے بارے میں سعید ابن المسیب تابعی فرماتے ہیں:

"لَوْ شَهِدْتُ لِاَحَدٍ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَشَهِدْتُ لِابْنِ عُمَرَ"

"اگر میں کسی کے بارے میں گواہی دیتا کہ یہ جنتی ہے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں گواہی دیتا کہ یہ جنتی ہے۔"

ان کے غلام نافع فرماتے ہیں:

"لَوْ نَظَرْتُ اِلَى ابْنِ عُمَرَ اِذَا اتَّبَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقُلْتُ هٰذَا مَجْنُوْنٌ"

"اگر میں ابن عمر کو دیکھتا کہ وہ اس طرح دیوانہ وار نبی علیہ السلام کی اتباع کرتے تھے تو میں کہتا تھا کہ واقعی وہ مجنون ہیں۔"

وہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے۔

ایک مرتبہ تلاوت کرتے ہوئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس آیت پر پہنچے:

﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (المطففین:٦)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ سن کر انہوں نے رونا شروع کر دیا۔حتی کہ غش کھا کر گر گئے۔ پھر اس کے بعد قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکے۔

وہ فرمایا کرتے تھے:

لَوْ عَلِمْتُ اِنَّ اللّٰهَ تَقَبَّلَ مِنِّیْ سَجْدَةً وَّاحِدَةً اَوْ صَدَقَةَ دِرْهَمٍ لَمْ يَكُنْ غَائِبٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْمَوْتِ

''اگر میں جان لیتا کہ اللہ نے میرا ایک سجدہ قبول کر لیا ہے، یا صدقہ کا ایک درہم قبول کر لیا ہے تو مجھے کوئی بھی غائب چیز موت سے زیادہ محبوب نہ ہوتی''

گویا دوسرے الفاظ میں یوں فرماتے تھے:

''اگر مجھے پتہ چل جائے کہ اللہ نے میرا سجدہ قبول کر لیا ہے تو میں کبھی بھی اپنا سر سجدے سے نہیں اٹھاؤں گا۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ :

کئی صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سن کر یاد کرتے تھے۔لیکن عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو سنتے بھی تھے اور لکھتے بھی تھے۔ان کا ''صحیفہ صادقہ'' آج بھی دنیا میں موجود ہے۔کاتب حدیث تھے۔

وہ فرماتے تھے:

وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ هٰذِهِ السَّارِيَةُ

''میں تمنا کرتا ہوں کہ میں ایک ستون کی مانند ہوتا۔''

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے بھی سلام کرتے تھے۔وہ فرمایا کرتے تھے:

يَا لَيْتَنِیْ رَمَادًا تَذْرِيْنِی الرِّيْحُ

''اے کاش! مجھے مٹی بنا دیا جاتا، جسے ہوا اڑا کے لے جاتی۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ:

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

وَدِدْتُ اِنِّیْ کُنْتُ کَبْشًا لِاَ ھْلِیْ فَذَبَحُوْنِیْ فَشَوُّوْنِیْ وَ اَکَلُوْا لَحْمِیْ

''کاش! میں اپنے گھر والوں کا ایک مینڈھا ہوتا، جو مجھے ذبح کرتے، پھر مجھے بھونتے اور میرا گوشت کھا لیتے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَعْلَمُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذٌ))

ان کو نبی علیہ السلام نے خود بنفس نفیس یمن کی طرف معلم بنا کر بھیجا۔ ان کو اپنی سواری پر بٹھایا۔ خود سواری پہ ساتھ چلے اور پھر راستے میں نبی علیہ السلام نے ان سے ایک بات کہی۔ یہ تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا دل تھا جس نے اس بات کو برداشت کر لیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((یَا مُعَاذُ اِنَّکَ عَسٰی اَنْ لَا تَلْقَانِیْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا))

''اے معاذ! ممکن ہے کہ اس سال کے بعد ہم ایک دوسرے سے نہ مل سکیں۔''

اور آگے فرمایا:

((وَ لَعَلَّکَ لَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِیْ وَ قَبْرِیْ))

''تو آئے گا تو میری مسجد کو دیکھے گا اور میری قبر کو دیکھے گا۔''

اللہ اکبر! ایک عاشق رسول نے یہ الفاظ سنے ہوں گے تو ان کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فَبَكٰى مُعَاذٌ جَعْشًا بِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

نبی علیہ السلام نے ان کو فرمایا:

((يَا مُعَاذ! اِنِّيْ اُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ))

''اے معاذ! میں اللہ کے لیے تجھ سے محبت کرتا ہوں۔''

یہ اللہ کے رسول فرما رہے ہیں۔ (ان الفاظ پر حضرت جی دامت برکاتہم آبدیدہ ہوگئے)

وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ قَبْضَتَيْنِ فَجَعَلَ وَاحِدَةً فِي النَّارِ وَاحِدَةً فِي الْجَنَّةِ فَلَا اَدْرِيْ فِيْ اَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ اَكُوْنُ۔

''اللہ تعالیٰ نے دو مٹھیاں بھریں، ایک کو جنت میں اور ایک کو جہنم میں ڈال دیا، مجھے نہیں پتہ کہ میں کس مٹھی میں ہوں گا۔''

مجھے نہیں پتہ کہ میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں جاؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فقیہ الامت کہا:

كَانَ مِنَ السَّابِقِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ

جو چھٹے نمبر پر ایمان لانے والے ہیں۔

جن کی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر صحابہ ہنسے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُمَا اَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ اُحُدٍ))

''وہ ذات جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ دونوں پنڈلیاں میزان کے اندر اللہ کے نزدیک احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں۔''

وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

لَوْ وَقَفْتُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَقِيلَ لِي اِخْتَرْ نُخَيِّرُكَ مِنْ اَيِّهِمَا تَكُوْنُ اَحَبُّ اِلَيْكَ اَوْتَكُوْنُ رَمَادًا لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَكُوْنَ رَمَادًا

''اگر مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا گیا اور مجھے اختیار دیا گیا کہ حساب دے کر جنت جاتے ہو یا مٹی بنا دیں تو کہوں گا: اللہ! حساب نہ لے، مجھے مٹی بنا دے۔''

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ:

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لِاَنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ تَقَبَّلَ مِنِّىْ مِثْقَالَ حَبَّةٍ، اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا لِاَنَّهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ: اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

''اگر میں جان لوں کہ اللہ نے میرے عملوں میں سے ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل قبول کر لیا ہے تو یہ مجھے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سے زیادہ پسند ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں کے عملوں کو ہی قبول فرماتے ہیں۔''

اس وجہ سے ہمارے اکابر اعمال بھی کرتے تھے اور ڈرتے بھی تھے۔

پسندیدگی کی دعا:

اب رہ گئی ہماری بات۔تو بھئی! کوشش کریں کہ ہمارے اندر بھی عدم قبولیت کا خوف پیدا ہو جائے اور ہم اپنا یہ معمول بنالیں کہ ہر نماز کے بعد دعا مانگیں:

''اے اللہ! مجھے ایسا بنا دیجیے کہ میں آپ کو پسند آ جاؤں۔''

یہ دعا تو مانگ سکتے ہیں نا۔ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے بنے کیوں نہیں؟ تو اتنا تو کہہ سکیں گے، اللہ! ہم مانگتے تھے کہ تو ہمیں ایسا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاص کے ساتھ یہ دعا مانگیں، اللہ تعالیٰ ایسا بنا دیں گے۔

خاطی و پاپی مایوس نہ ہوں:

یہاں ایک نکتے کی بات سن لیجیے۔اگر بات ہوتی قابلیت کی، تو ہمارے لیے خطرہ زیادہ تھا۔ہم پھنس جاتے۔اس لیے کہ قابلیت تو ہے نہیں۔بات قابلیت کی نہیں ہے، بات قبولیت کی ہے، جہاں اس بات کو سن کر نیکیوں والے خوش ہوئے ہیں، وہاں خاطی اور پاپی بھی مایوس نہ ہوں، بات قبولیت کی ہے۔جس کو مالک چاہے قبول کر لے۔چنانچہ اگر ہم مانگنا شروع کر دیں تو کیا پتہ، کہ اس کی رحمت کی نظر ہم مسکینوں پر بھی پڑھ جائے۔اس لیے امید ہمارے لیے بھی ہے۔دروازے بند نہیں ہیں۔بس! اللہ سے محبت کا اظہار کیجیے۔

تری اک نگاہ کی بات ہے......:

کہتے ہیں کہ ایک خاوند اپنی بیوی سے ناراض ہوا تھا۔وہ کہنے لگا: تو کیا نکمی سی میرے پلے پڑ گئی۔نہ شکل ہے، نہ عقل ہے، نہ تعلیم ہے، نہ خاندان ہے، کیا ہے تیرے پاس؟ جب خاوند نے خوب سنائیں تو جواب میں بیوی نے کہا تھا:

نہیں کوئی اوقات اوگن ہار دی
جیہو جئی وی ہاں میں ہاں سرکار دی

''مجھ نکمی کی کوئی اوقات نہیں ہے، میں جیسی بھی ہوں، مگر ہوں تو آپ کی ہی''

اے اللہ! ہم بھی کسی کام کے نہیں ہیں، مگر کلمہ پڑھا ہے۔اللہ! کافروں نے ہمیں اپنا دشمن بنایا اور ہم ان کے دشمن بنے۔حتیٰ کہ ایمان والے روشن خیالوں نے بھی ایمان والوں کو دشمن سمجھنا شروع کر دیا۔دنیا سے الگ ہو گئے۔ہمارے پاس تو کوئی اور در نہیں ہے۔''جیہو جئی وی ہاں میں ہاں سرکار دی''۔اللہ! ہم جیسے بھی ہیں، ہیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کے بندے نا۔آپ کے در پر آئے بیٹھے ہیں۔آپ کے دین کی نسبت مل رہی ہے،علم کی نسبت مل رہی ہے،

......آپ کے دین کی نسبت مل رہی ہے،

......علم کی نسبت مل رہی ہے،

......قرآن وحدیث کی نسبت مل رہی ہے،

اے اللہ! اگر ہم برے ہیں، جو بھی ہیں، ہیں تو آپ کے۔اے اللہ! اگر آپ نے بھی دھتکار دیا تو پھر ہمارے پاس تو کوئی دوسرا در نہیں۔اللہ! آپ ہی رحمت فرما دیجیے۔آپ ہم پر محبت کی ایک نظر ڈال دیجیے۔اللہ! ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہمارے لیے کوئی دوسرا نہیں در نہیں، اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جو آپ کے در سے خالی جاتا ہے، وہی بد بخت ہوا کرتا ہے۔اے اللہ! ہمیں شقی نہ بنا دینا۔اپنے در سے دھتکار نہ دینا۔اے اللہ! اگر آپ عمل دیکھنے پہ آ جائیں تو ہمارے پاس ندامت کے سوا کچھ نہیں۔بس! ہمارے پاس فریاد ہے۔اے اللہ! ہمارے پاس مناجات ہیں اور اتنی بات ہے کہ اللہ! ہم آپ کے ہیں۔اے اللہ! آپ ہمیں قبول فرما لیجیے۔ہم پر رحمت کی نظر ڈال دیجیے۔اے اللہ! آپ کے یہ بندے دور قریب سے چل کر یہاں آئے۔اے اللہ! آپ ان کا یہاں آنا قبول فرما لیجیے۔یہ دل میں جو مرادیں لے کر آئے ان کو پورا فرما دیجیے۔میرے مولا! ہمارے دلوں کو ایک مرتبہ محبت کی نظر سے دیکھ لیجیے۔اللہ! صرف ایک مرتبہ اس مجمع کو محبت کی نظر سے دیکھ لیجیے۔

تری اک نگاہ کی بات ہے مری زندگی کا سوال ہے

اے اللہ! اپنی رحمت سے ہماری حاضری کو قبول فرما، ہمارے پچھلے گناہوں کو معاف فرما اور آئندہ نیکوکاری کی زندگی نصیب فرما۔(آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْکُوْا کَثِیْرًا﴾

خوفِ خدا میں رونا

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دنیا کا دستور ہے کہ امپورٹڈ چیز کو زیادہ پیسے دے کر خریدتے ہیں۔ اب ذرا سنیے ... یہ جو گنہگار اور خطا کار کے آنسو ہیں، یہ آسمان سے اوپر کی دنیا کے لیے امپورٹڈ چیز کی مانند ہیں۔ فرشتے عبادت کر سکتے ہیں لیکن ندامت کا رونا نہیں رو سکتے۔ عرش کے اوپر یہ جنس نہیں ہے۔ یہ نعمت وہاں نہیں ہے۔ لہذا جب کسی بندے کی آنکھوں سے ندامت کے آنسو نکلتے ہیں تو فرشتے ان کو امپورٹڈ چیز کی مانند اٹھا کر اللہ کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

خوفِ خدا میں رونا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
﴿فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا۔ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بکاءٌ کا لغوی معنیٰ:

بُـکَـاءٌ عربی زبان کا ایک لفظ ہے جو قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا اور حدیث مبارکہ میں بھی۔ اس کا لفظی معنیٰ ہے، رونا۔ یہ لفظ دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ اکثر قصر کے ساتھ بُکَاءٌ ہو تو اس کا معنیٰ ہوتا ہے، فقط آنسوؤں کا نکلنا۔ اور اگر مد کے ساتھ ہو، بُـکَـاءٌ تو پھر اس کا معنی ہوتا ہے آواز بھی نکالنا اور رونا بھی۔ چنانچہ فرمایا:

وَهُوَ بِالْقَصْرِ خُرُوْجُ الدَّمْعِ فَقَطْ وَ بِالْمَدِّ خُرُوْجُ الدَّمْعِ مَعَ الصَّوْتِ

اصطلاحی تعریف:

اصطلاحاً، جب انسان کے دل پر کوئی خوف ہوتا ہے یا حزن ہوتا ہے تو اس کے اظہار کی وجہ سے آنکھوں سے جو پانی نکلتا ہے، اس کو رونا کہتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اِرَاقَةُ الدُّمُوْعِ مِنْ اَثَرِ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ اَوْ لِلتَّعْبِيْرِ عَنْ حُزْنٍ فِي الْفُؤَادِ

تو غم سے بھی آنسو نکلتے ہیں اور خوف سے بھی آنسو نکلتے ہیں۔

رونے کی اقسام

علما نے اس رونے کو تفصیل سے بیان کیا اور بتایا کہ رونے کی سات اقسام ہیں۔

عَنْ يَزِيْدِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: اَلْبُكَاءُ مِنْ سَبْعَةِ اَشْيَاءَ

''یزید بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رونا سات وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے۔''

(۱)......خوشی کی وجہ سے رونا:

اَلْبُكَاءُ مِنَ الْفَرَحِ

''خوشی کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آجانا۔'' جیسے:

...... باپ کو اطلاع ملے کہ آپ کا بیٹا ہوا ہے تو خوشی سے آنسو آجاتے ہیں،

...... طالب علم کو اطلاع ملے کہ جناب! آپ پورے جامعہ میں فرسٹ آگئے تو خوشی سے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔

یعنی جب کوئی بھی (غیر متوقع) نعمت ملتی ہے تو خوشی کی بنا پر انسان کی آنکھوں میں سے آنسو آجاتے ہیں۔

(۲)......غم کی وجہ سے رونا:

اَلْبُكَاءُ مِنَ الْحُزْنِ

''غم کی وجہ سے رونا''۔ جب بھی کسی بندے پر کوئی مصیبت آتی ہے تو آنکھوں میں سے آنسو آجاتے ہیں۔ مثلاً

www.besturdubooks.wordpress.com

......کسی کو کاروبار میں (نقصان) ہو گیا......آنکھوں میں آنسو،

......کوئی بچہ فیل ہو گیا......آنکھوں میں آنسو،

......ماں کا بیٹا فوت ہو گیا......آنکھوں میں آنسو۔

جب دل محزون ہوتا ہے تو پھر آنکھیں برسنے لگ جاتی ہیں۔جیسے انسان کسی ایسے شخص کو یاد کرے جس سے بہت محبت ہو تو اسے یاد کرنے سے بھی آنسو آ جاتے ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرمانے کے بعد مسجد نبوی میں اذان دینا بند کر دی۔وہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے میں اذان دیتا تھا تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بھی کرتا تھا۔اب میں اذان دونگا اور دیدار نہ کر سکوں گا تو یہ غم مجھ سے برداشت ہی نہیں ہو گا۔چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اذان ہی نہ دی۔

جب بیت المقدس فتح ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن اس قبلہ کے اندر بھی اذان دے۔چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیے انکار کرنے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔لہٰذا حکم کی تعمیل کی۔اور دوسری اذان کا واقعہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں بلال رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلال! کتنی سرد مہری ہے کہ ہمیں ملنے ہی نہیں آتے۔''

بس یہ غم ایسا تھا کہ تڑپ گئے اور جب آنکھ کھلی تو بیوی سے کہا: ابھی تیاری کرو۔چنانچہ تیاری کر کے شام سے مدینہ کی طرف نکل پڑے۔

جب مسجد نبوی میں آئے تو پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی! آپ اذان دے دیں۔لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے ان کو انکار کر دیا۔پھر حسن و حسین رضی اللہ عنہما، دونوں شہزادے

www.besturdubooks.wordpress.com

تشریف لائے۔انہوں نے بھی آکے فرمائش کی کہ ہمیں نانا جان کے زمانے کی اذان سنائیں۔اب ان کی یہ فرمائش ایسی تھی کہ انکار کی گنجائش ہی نہیں تھی۔چنانچہ دوسری اذان انہوں نے اس وقت کہی۔

کہتے ہیں کہ جب انہوں نے اذان دینی شروع کی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی یاد تازہ ہوگئی۔دل تڑپ گئے کہ ایک زمانہ تھا کہ جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے،اذان ہوا کرتی تھی،ہم انتظار میں ہوتے تھے کہ وہ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائیں گے۔چنانچہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

جب اذان کی آواز گھروں تک پہنچی تو گھر کی عورتیں حیران ہوئیں کہ یہ تو بلال کی اذان ہے۔چنانچہ انہوں نے بھی سروں پر چادریں لیں اور وہ بھی مسجد نبوی کے باہر پہنچ گئیں۔اب اندر مرد رو رہے ہیں اور باہر عورتیں رو رہی ہیں اور معاملہ اس وقت عجیب بنا جب ایک عورت نے اپنے بیٹے کو اٹھایا ہوا تھا اور اس بیٹے نے اپنی ماں سے یہ پوچھا:''امی!بلال رضی اللہ عنہ تو کچھ عرصے کے بعد واپس آگئے ہیں،بتاؤ!نبی علیہ السلام کب واپس آئیں گے۔''اللہ اکبر کبیرا

یہ حزن کے آنسو کہلاتے ہیں۔

(۳)......وَالْفَزَع

وَالْفَزَعِ ''ڈر کی وجہ سے آنسو''ڈر کسی بھی قسم کا ہوسکتا ہے۔مثلاً جان،مال یا عزت کے جانے کا ڈر ہو یا کسی بھی قسم کے نقصان کا خدشہ ہو تو آنسو آجاتے ہیں۔

بعض دفعہ ہم دیکھتے ہیں کہ بچہ کوئی غلطی یا نقصان کر دے تو رونا شروع کر دیتا ہے کیونکہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ اب مجھے امی ابو ماریں گے۔اسی طرح چھوٹے بچے کو ڈاکٹر ٹیکہ دکھائے تو وہ رونا شروع کر دیتا ہے،اس لیے کہ درد ہوگا۔حالانکہ درد ابھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا نہیں اور اتنا زیادہ ہوتا بھی نہیں، مگر ٹیکے کا خوف اتنا ہوتا ہے۔

(۴)......ریا کی وجہ سے رونا:

وَالرِّیَاءِ۔ ''ریا کی وجہ سے آنسو''۔ ''دکھاوے کے آنسو''۔ ان کو مگرمچھ کے آنسو کہا جاتا ہے۔ کروکوڈائل ٹیئرز۔ اس کی دلیل قرآن عظیم الشان سے سنیئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا۔ مگر ڈالنے کے بعد پھر کام کیا کیا؟

﴿وَجَاءُوْا اَبَاهُمْ عِشَاءً یَّبْکُوْنَ﴾ (یوسف:۱۶)

''وہ عشا کے وقت باپ کے پاس روتے آئے''

یہ جھوٹ موٹ اور دکھاوے کا رونا تھا۔

(۵)......درد کی وجہ سے رونا:

وَالْوَجْعِ۔ ''درد کی وجہ سے رونا''۔ بندے کو کہیں بھی چوٹ لگے تو آنکھوں میں سے آنسو آجاتے ہیں۔ کیونکہ درد جو ہو رہی ہوتی ہے۔ کبھی گردے کے درد والے مریض کو دیکھیں درد سے اس کی کیا حالت ہوتی ہے! ایسی حالت میں آنسوؤں کو روکنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۶)......شکر کی وجہ سے رونا:

وَالشُّکْرِ۔ ''شکر کی وجہ سے رونا''۔ بسا اوقات تشکر کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے: یا اللہ! تو نے مجھے بن مانگے کیا کیا نعمتیں عطا کی ہیں۔

ایک اللہ والے جا رہے تھے۔ انہوں نے ایک پتھر کو روتے ہوئے دیکھا۔ تو اس سے پوچھا: تم کیوں رو رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں نے سنا ہے کہ جہنم میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پتھروں کو ڈالا جائے گا، مجھ پر یہ خوف غالب ہے کہ کہیں میں بھی انہی پتھروں میں سے نہ ہوں، اس لیے میں رو رہا ہوں۔ انہوں نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: اے اللہ! اس پتھر کو جہنم میں نہ ڈالیے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور انہوں نے پتھر کو بتا دیا کہ تو جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا اور وہاں سے چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ کچھ عرصے کے بعد ان کا جب دوبارہ وہاں سے گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ پتھر پھر رو رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا: جی! اب رونے کا کیا مطلب؟ تو اس نے کہا:

" ذٰلِكَ بُكَاءُ الْخَوْفِ وَ هٰذَا بُكَاءُ الشُّكْرِ وَالسُّرُوْرِ "

''وہ خوف کا رونا تھا اور یہ شکر اور سرور کا رونا ہے۔''

(۷)......خشیتِ الٰہی کی وجہ سے رونا:

وَبُكَاءٌ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

''خشیتِ الٰہی کی وجہ سے آنسو نکلنا''۔ واقعی! جب انسان اللہ رب العزت کی عظمتوں کو یاد کرتا ہے اور اپنے اعمال پر نظر ڈالتا ہے تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو آ جاتے ہیں۔ سوچتا ہے کہ میں کہیں محروم نہ ہو جاؤں۔

ام المومنین سیدہ حفصہ ؓ فرماتی ہیں: میں اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھی۔ نبی علیہ السلام میرے پاس وہاں تشریف لے آئے۔ جب دیر ہوگئی تو ارادہ کیا کہ یہیں سو جاتے ہیں۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بستر پر آ کر لیٹ گئے۔

فرماتی ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے رخسار پر کوئی گرم گرم سی چیز ہے۔ جب میں نے غور کیا تو وہ آنسو تھے۔ میں فوراً اٹھ بیٹھی۔ چونکہ دونوں ایک ہی تکیے پر سر رکھ کر سو رہے تھے اس لیے محسوس کیا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک آنسو تکیے پر گر رہے تھے اور وہ گیلا پن ان کو محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے چونک کر

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا:

مَا يُبْكِيكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

''اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟''

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم نے سنا نہیں کہ تمہارا بھائی صحن میں تہجد پڑھ رہا ہے اس نے ابھی قرآن کی کون سی آیت پڑھی ہے؟ فرماتی ہیں کہ جب میں نے غور کیا تو عبداللہ بن عمر تہجد کی نماز میں پڑھ رہے تھے

﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ (المطففین:۱۰)

''ہرگز نہیں، یہ لوگ قیامت کے دن اللہ رب العزت سے حجاب میں ہوں گے۔''

یعنی ان کو اللہ رب العزت کا دیدار نصیب نہیں ہوگا۔ جب نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے یہ مضمون سنا تو آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو آ گئے کہ یہ کتنی بدنصیبی ہے کہ انسان اللہ رب العزت کے دیدار سے قیامت کے دن محروم ہو جائے گا۔

بکاء کا حکم:

بکاء کا حکم کیا ہے؟ بکا کا حکم یہ ہے کہ کچھ بکا اچھی ہیں اور کچھ بکا ٹھیک نہیں۔

اَلْبُكَاءُ بَيْنَ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ

چنانچہ اگر تو بندہ!......اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے

......اللہ رب العزت کی عظمت کو سامنے رکھ کر روئے

......احساس تشکر کی وجہ سے روئے،

......قران مجید میں تدبر کی وجہ سے روئے،

تو یہ ساری بکا محمود کہلاتی ہیں اور اگر ریا کی وجہ سے روئے تو یہ مذموم کہلائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گی۔خلاف شرع کہلائے گی۔

باقی یہ انسان کی فطرت ہے کہ غم آتا ہے یا جدائی ہوتی ہے تو آنکھوں سے آنسو آجاتے ہیں۔اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اپنے پیارے صاحب زادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دفن فرمارہے ہیں اور مبارک آنکھوں میں آنسو ہیں۔تو ایک صحابیؓ پوچھتے ہیں: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو فرمایا:

((اَلْقَلْبُ یَحْزَنُ وَالْعَیْنُ تَدْمَعُ وَاَنَابِفِرَاقِكَ یَا بْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ))

''دل مغموم ہے، آنکھوں سے آنسو چھلک رہے ہیں اور اے ابراہیم! تیری جدائی میں ہم بہت مغموم ہیں۔''

مبارک ہو اس شخص کو......:

ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

طُوْبٰی لِمَنْ مَلَكَ نَفْسَهٗ وَ وَسِعَهٗ بَیْتُهٗ وَبَکٰی عَلٰی خَطِیْئَتِهٖ

''مبارک ہو اس شخص کو جس کا نفس اس کے قابو میں ہو، اس کا گھر وسیع ہو، اور اس کو اپنے گناہوں پر رونا آتا ہو۔''

اس حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس بندے میں تین خوبیاں ہوں اس کو مبارک ہو۔

(۱)......جو اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا ہو۔اپنے اندر کی غلط قسم کی Temptation (طلب) کی مزاحمت کرنے کی پاور رکھتا ہو۔

(۲)......اس کا گھر ایسا ہو کہ باہر نکلنے کو اس کا دل ہی نہ کرے۔نکلے تو با مقصد نکلے۔کئی ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ انہوں نے روڈ کا لائسنس بنوایا ہوتا ہے۔ان کی زندگی کا اکثر وقت ہی سڑکوں اور گلیوں میں گزرتا ہے۔

(۳)......وہ اپنی خطاؤں پر شرمندہ ہو کر روئے۔کیونکہ اپنی خطاؤں کو یاد کر کے رو...

www.besturdubooks.wordpress.com

بہت ہی محبوب چیز ہے۔اس سے انسان کا دل دُھلتا ہے اور گناہ ختم ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سخت ترین دن:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَ الشَّرِّ، وَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا، قَالَ فَمَا اَتٰی عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ، قَالَ غَطُّوْا رُءُوْسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِیْنٌ))

''مجھے جنت اور جہنم دکھائی گئی۔آج کے دن کی طرح میں نے خیر اور شر نہیں دیکھا (یعنی جنت سے زیادہ کوئی خیر نہیں اور جہنم سے زیادہ کوئی شر نہیں)۔جو میں جانتا ہوں، اگر تم جان لیتے تو تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے صحابہ پر اس سے زیادہ سخت دن کوئی نہیں تھا۔بس نبی علیہ السلام نے یہ بات کہی تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سر ڈھانپ لیے اور سسکیوں کی ساتھ ان کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔''

جب صحابہ رضی اللہ عنہم نبی علیہ السلام سے بات سنتے تھے تو ان کے دل کی کیفیت فوراً ایسے ہو جاتی تھی۔

جہنم سے محفوظ دو آنکھیں:

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَ عَیْنٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

''دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی: وہ آنکھ جو اللہ رب العزت کی خشیت میں روئی ہو، اور وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے (رات کو) جاگی ہو۔''

سبحان اللہ! اللہ کی خشیت کی وجہ سے اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونا، اللہ کو بہت پسندیدہ ہے۔

رونا اللہ تعالیٰ کو کیوں پسند ہے؟

یہاں ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اللہ کی خشیت کی وجہ سے رونا اس قدر کیوں پسندیدہ ہے؟......تو بھئی! سنیے کہ اس قدر پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی چیز کہیں نہ ملتی ہو تو اس کی پرائس (قیمت) زیادہ بن جاتی ہے۔ اور اگر بیرون ملک کی چیز ہو تو پھر اور بھی مہنگی ملتی ہے۔ کیونکہ وہ امپورٹڈ چیز ہوتی ہے۔

ایک بندہ کوئی سیٹ خرید کر لایا۔ پوچھا گیا: بھئی! اتنا مہنگا کیوں خریدا ہے؟ جواب ملا: جی! امپورٹڈ چیز مل رہی تھی اس لیے میں نے زیادہ پیسے دے کر خرید لی۔ گویا دنیا کا دستور ہے کہ امپورٹڈ چیز کو زیادہ پیسے دے کر خریدتے ہیں۔

اب ذرا سنیے۔ یہ جو گنہگار اور خطا کار کے آنسو ہیں، یہ آسمان سے اوپر کی دنیا کے لیے امپورٹڈ چیز کی مانند ہیں۔ فرشتے عبادت کر سکتے ہیں لیکن ندامت کا رونا نہیں رو سکتے۔ عرش کے اوپر یہ جنس نہیں ہے۔ یہ نعمت وہاں نہیں ہے۔ لہٰذا جب کسی بندے کی آنکھوں سے ندامت کے آنسو نکلتے ہیں تو فرشتے ان کو امپورٹڈ چیز کی مانند اٹھا کر اللہ کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

www.besturdubooks.wordpress.com

رب کے خزانوں میں چار چیزوں کی کمی!!!

ایک مجذوب ایک شعر پڑھتے تھے:

چہار چیز آوردہ ام شاہا در گنج تو نیست

''اے اللہ! چار چیزیں میرے پاس ایسی ہیں جو تیرے خزانے میں بھی نہیں ہیں۔''

لوگ سن کر حیران ہوتے کہ یہ مجذوب کیا کہتا پھر رہا ہے۔ وہ بس یہی ایک ہی مصرعہ پڑھتا رہتا تھا۔ ایک نوجوان ان کے پیچھے لگ گیا کہ پوچھیں تو سہی کہ آخر یہ کہتا کیا ہے۔ جب اس نے پوچھا تو اس نے بتانے سے صاف انکار کر دیا۔ ادھر سے اصرار اور ادھر سے انکار۔ مگر کچھ لوگ لسوڑھے کی گٹھلی کی طرح ہوتے ہیں۔ ان سے جان چھڑانا مشکل ہوتا ہے۔ یہ بھی ایسے ہی پیچھے پڑ گیا۔ حتیٰ کہ اس مجذوب نے اپنا شعر مکمل پڑھ کے سنایا:۔

چہار چیز آوردہ ام شاہا در گنج تو نیست
نیستی و حاجت و عذر و گناہ و آوردہ ام

کہ میرے پاس نیستی ہے، آپ کے پاس نیستی نہیں ہے، میرے پاس محتاجی ہے آپ کے پاس محتاجی نہیں ہے، میں عذر پیش کرتا ہوں اور آپ کو کسی کے سامنے عذر پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور میں خطا کر بیٹھتا ہوں، اے پروردگار! آپ کا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے۔۔۔

واقعی! یہ ندامت کے آنسو ایسی چیز ہیں کہ جو اوپر کے خزانوں میں نہیں ہے۔ اس لیے یہ اللہ کو بڑے پسند ہیں۔ یوں سمجھیں کہ امپورٹڈ چیز کی طرح اللہ تعالیٰ ان کا خوب ریٹ لگاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چشمہ اور چشم کے پانی میں فرق:

’’عین‘‘ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ایک، چشمہ کے لیے۔قرآن مجید میں فرمایا:

﴿عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ (المطففین:۲۸)

اور دوسرا چشم کے لیے۔یعنی آنکھوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

چشمے سے بھی پانی نکلتا ہے اور چشم میں سے بھی پانی نکلتا ہے۔لیکن دونوں کے پانی میں فرق ہوتا ہے۔

- ...... جو چشمے سے نکلا وہ پانی کہلایا اور جو چشم سے نکلا وہ آنسو کہلایا،
- ...... جو چشمہ سے نکلا اس نے جسم کی پیاس بجھائی اور جو چشم سے نکلا اس نے روح کی پیاس کو بجھایا۔
- ...... جو چشمہ سے نکلا اس سے دنیا کے گلشن آباد ہوئے اور جو چشم سے نکلا اس سے من کے گلشن آباد ہوئے۔
- ...... جو چشمہ سے نکلا اس نے ظاہر کی گندگی کو دھوڈالا اور جو چشم سے نکلا اس نے من کی گندگی کو دھوڈلا۔
- ...... جو چشمہ سے نکلا اس نے دنیا کی آگ کو بجھاڈالا اور جو چشم سے نکلا اس نے جہنم کی آگ کو بجھاڈالا۔

دل کیسے دھلتا ہے؟

ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’میرے پیارے ابراہیم! تو اپنے دل کو دھولیا کر۔‘‘

ابراہیم علیہ السلام حیران ہوکر پوچھتے ہیں: اللہ! پانی تو وہاں پہنچتا نہیں، میں اپنے دل

www.besturdubooks.wordpress.com

کو کیسے دھوؤں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''میرے خلیل! یہ دل دنیا کے پانی سے نہیں دھلتا، یہ تو ندامت سے نکلے ہوئے آنسوؤں سے دھلا کرتا ہے۔''

کاش! ہمارا بھی کوئی ایک آنسو ایسا ہو جو ہمارے مالک کو پسند آ جائے ؎

ادھر نکلے ادھر ان کو خبر ہو
کوئی آنسو تو ایسا معتبر ہو

کوئی ایک معتبر آنسو ہی آنکھ سے نکال جاتے۔ تڑپ کے روتے۔ ندامت کے ساتھ روتے اور مالک کو ترس آ جاتا۔

اس حدیث مبارکہ میں آگے فرمایا:

((وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

''اور وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں رات کو پہرہ دینے کے لیے جاگی۔''

اللہ رب العزت ایسی آنکھ پر بھی جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتے ہیں۔ سبحان اللہ!

اللہ کے لیے رونے کی فضیلت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ

''جہنم کی آگ، اللہ کے لیے رونے والے بندے کو چھو نہیں سکتی جب تک کہ دودھ تھنوں میں واپس نہ چلا جائے۔''

اب دودھ تو تھنوں میں واپس جا نہیں سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رونے والے بندے کو جہنم کی آگ چھو نہیں سکے گی۔ اور آگے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ

''اور جس جسم پر اللہ کے راستے کی مٹی لگ گئی ہوگی اس کے اوپر جہنم کی آگ جمع نہیں ہوگی۔''

دو محبوب قطرے اور دو محبوب نشان:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَ أَثَرَيْنِ قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوْعٍ فِيْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ قَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ أَمَّا الْأَثَرَانِ فَأَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ أَثَرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ

''کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کو دو قطروں سے زیادہ اور دو نشانوں سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔ایک تو آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں بہایا گیا ہو۔اور جو دو نشان ہیں (وہ یہ ہیں) ایک وہ جو نشان اللہ کے راستے میں لگا ہو اور دوسرا وہ نشان جو اللہ کے فرائض ادا کرتے وقت لگے۔''

جیسے بعض لوگوں کو التحیات میں بیٹھنے کی وجہ سے ٹخنوں پہ نشان پڑ جاتے ہیں، گھٹنوں پر بھی نشان پڑ جاتا ہے۔سجدے کی جگہ یعنی پیشانی پر نشان پڑ جاتا ہے۔یہ فرض ادا کرتے ہوئے جو نشان پڑا، یہ میرے مالک کو بہت پیارا لگتا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصِيْبَ الْأَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهٖ لَمْ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

''جو بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں حتی کہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آنسو زمین پر پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کو کبھی عذاب نہیں دے گا۔'' سبحان اللہ!

آنکھیں بہہ پڑیں اور دل تڑپ گئے:

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

((وَعَظَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا بَعْدَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَ وَجِلَتْ مِنْهُ الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَبِمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ وَ إِنْ عَبْدٌ حَبْشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَ اِخْتِلَافًا كَثِيرًا، وَ إِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتُ الْأُمُوْرِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَالِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ))

''ایک دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فجر کی نماز کے بعد وعظ فرمایا۔ وہ بڑا موثر وعظ تھا، آنکھیں بہہ پڑیں اور دل تڑپ گئے۔ ایک صاحب نے سن کر کہا: یہ تو کوئی الوداعی وعظ لگتا ہے (جیسے کوئی وصیت کے رنگ میں نصیحت کرتا ہے)...... پھر نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، اور سنو اور عمل کرو (سنو اور مانو) اگرچہ تمہارا امیر کوئی حبشی ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو کوئی لمبی عمر والا ہوا، وہ میرے بعد (امت میں) بڑے اختلافات دیکھے گا۔ اور تم بدعات (نئی نئی چیزوں) سے بچو کہ وہ گمراہی ہے۔ جو ایسا وقت پالے اس کو چاہیے کہ وہ میری سنت پر بھی عمل کرے اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت پر بھی عمل کرے۔ تم ان صحابہ کے عمل کو اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

دانتوں سے مضبوطی سے پکڑلو۔''

خلفائے راشدین کا عمل سنت ہے:

اب یہاں ایک نکتہ سمجھیے کہ نبی علیہ السلام نے خلفائے راشدین کے عمل کے لیے سنت کا لفظ ارشاد فرمایا۔ فرمایا:

((وَسُنَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ))

یہ حدیث مبارکہ اس پر دلیل ہے۔ اسی وجہ سے ہم اپنے آپ کو اہلِ سنت والجماعت کہتے ہیں۔ کیا مطلب؟ کہ ہم نبی علیہ السلام کی سنت پر بھی عمل کرتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کی طرف سے اگر کوئی عمل ثابت ہو تو ہم اس پر بھی عمل کرتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ بھی سنت ہے، نبی علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ))

آج کل انٹرنیٹ کا دین آ گیا ہے۔ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں: ہم کسی کی نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں: بیس رکعت تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بدعت ہے۔

اب ان کا مبلغ علم دیکھیں کہ نبی علیہ السلام تو عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو سنت کا نام دیں اور یہ انٹرنیٹ سے دین سیکھنے والا ان کے عمل کو بدعت کہتا ہے۔

﴿فَمَا لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا﴾

جہنم سے کیسے بچیں؟

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِمَ اتَّقِي النَّارَ؟

''ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جہنم کی آگ سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنا پیارا سوال پوچھا! تو دی پوائنٹ سوال کیا۔

((قَالَ: بِدُمُوْعِ عَيْنَيْكَ، فَإِنَّ عَيْنًا بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ لَا تَمَسُّهَا النَّارُ اَبَدًا

''نبی علیہ السلام نے فرمایا: اپنی آنکھ سے نکلے ہوئے آنسوؤں کے ذریعے۔ جس آنکھ سے اللہ کے خوف کی وجہ سے آنسو نکلتا ہے، اس آنکھ کو جہنم کی آگ چھو بھی نہیں سکے گی۔''

سبحان اللہ! کتنی وضاحت اور صراحت کے ساتھ بتایا گیا لیکن اگر آج ہماری آنکھوں کے چشمے خشک ہیں تو یہ ہمارے لیے بہت بڑا الارم ہے۔ خطرے کا نشان ہے۔ اور اگر کوشش کے باوجود بھی آنکھوں سے آنسو نہیں آتے تو

فَإِنَّهَا مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ

''یہ عظیم مصیبت ہے''

جب دل کی بجائے سینے میں سل ہو تو پھر آنکھوں سے کچھ نہیں نکلا کرتا۔ یہ دل کی سختی انسان کی آنکھوں سے آنسوؤں کو نکلنے سے روک دیتی ہے۔ اور جب سینوں میں دل ہوتا ہے تو پھر آنکھ سے آنسو بھی نکلتے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ لَا تَمَسُّهَا النَّارُ اَبَدًا

''جہنم کی آگ اس آنکھ کو چھو ہی نہیں سکتی جو اللہ کی خشیت کی بنا پر روتی ہے۔''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی علیہ السلام کا یہ فرمان پہنچا۔

مَامِنْ قَطْرَةٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَةٍ مِّنْ دَمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَقَطْرَةِ دُمُوْعٍ قَطَرَتْ مِنْ عَيْنِ رَجُلٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اللہ کے راستے میں خون کا جو قطرہ بہتا ہے اس سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ کو پسند نہیں۔ اور وہ آنسو کا قطرہ جو رات کے آخری پہر میں کسی مومن بندے کی آنکھ سے اللہ کے خوف کی وجہ سے نکلا ہو، اللہ کو وہ قطرہ بہت پسند ہے۔''

رونے والا ایک، بخشش سب کی......!!!

حضرت نضر رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

مَا اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَا عَبْدٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ جَسَدَهَا عَلَى النَّارِ فَاِنْ فَاضَتْ عَلٰى خَدِّهٖ لَمْ يَرْهَقْ وَجْهَهٗ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ وَلَوْ اَنَّ عَبْدًا بَكٰى فِيْ اُمَّةٍ مِنَ الْاُمَمِ لَاَنْجَى اللّٰهُ بِبُكَاءِ ذٰلِكَ الْعَبْدِ تِلْكَ الْاُمَّةَ مِنَ النَّارِ وَ مَا مِنْ عَمَلٍ اِلَّا لَهٗ وَزْنٌ اَوْ ثَوَابٌ اِلَّا الدَّمْعَةَ فَاِنَّهَا تُطْفِئُ بُحُوْرًا مِّنَ النَّارِ

''جب کسی کی آنکھ سے آنسو اللہ کی خشیت کی وجہ سے نکلتا ہے تو آنسو کے نکلتے ہی اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم کی آگ پر حرام فرما دیتے ہیں۔ اگر وہ آنسو اس کے رخسار کے اوپر بہہ پڑے تو ایسے چہرے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلیل و رسوا نہیں فرمائیں گے اور اگر کسی بڑی جماعت میں سے کوئی ایک بندہ روتا ہے تو اس ایک بندے کے رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پوری جماعت کو جہنم کی آگ سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔ (سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کتنے قدر دان ہیں کہ اگر پوری جماعت میں سے ایک بندہ بھی رو پڑتا ہے تو اس ایک کی برکت سے پاس بیٹھنے والے بھی محروم نہیں رہتے) ہر عمل کا وزن ہوتا ہے اور ہر عمل کا ثواب ہوتا ہے، سوائے انسان کے ندامت سے نکلے ہوئے آنسوؤں کے، اس لیے کہ آنسو کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کے سمندروں کو بجھا دیتے ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ اکبر! آنسو کا ایک قطرہ جہنم کی آگ کے سمندروں کو بھی بجھا دیتا ہے۔

ندامت کے آنسوؤں کا وزن:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بَلَغَنَا اَنَّ الْبَاکِیَ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ لَا یَقْطُرُ مِنْ دُمُوْعِہٖ قَطْرَۃٌ عَلَی الْاَرْضِ حَتّٰی تُعْتَقُ رَقَبَتُہٗ مِنَ النَّارِ وَلَوْ اَنَّ بَاکِیًا بَکٰی فِیْ مَلَاءٍ مِنْ مَلَاءٍ لَرُحِمُوْا جَمِیْعًا بِبُکَائِہٖ وَلَیْسَ شَیْءٌ اِلَّا لَہٗ وَزْنٌ اِلَّا الْبُکَاءُ فَاِنَّہٗ لَا یُوْزَنُ

’’یہ بات ہمیں پہنچی ہے کہ جو اللہ کی خشیت کی وجہ سے روتا ہے، اس کے آنسو کا قطرہ زمین پر نہیں گرتا، مگر یہ کہ اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جاتی ہے۔ اور اگر کسی جماعت میں سے کوئی ایک بندہ بھی رویا تو اللہ اس ایک کے رونے کی وجہ سے سب پر رحم فرما دیتے ہیں۔ اور ہر چیز کا وزن ہوتا ہے، سوائے گنہگار کے آنسوؤں کے، کہ میزان کے اندر ان آنسوؤں کے وزن کو تولا ہی نہیں جا سکتا۔‘‘ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام فرماتے کہ ہم بندے کے ہر عمل کو تولتے ہیں سوائے گنہگار کے آنسوؤں کے، کہ ان کو ہم میزان میں تول ہی نہیں سکتے۔ وہ میزان میں اتنے بھاری ہوتے ہیں

زیادہ ہنسنے کی مذمت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ نَبِیٌّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاِذَا قَوْمٌ یَتَحَدَّثُوْنَ وَ یَضْحَکُوْنَ فَوَقَفَ وَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ، ثُمَّ قَالَ: اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذَالِکَ مَرَّۃً اُخْرٰی فَاِذَا قَوْمٌ یَضْحَکُوْنَ قَالَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَ لَمَّا اَرَادَ الْخِضْرُ اَنْ یُفَارِقَ مُوْسٰی قَالَ لَهٗ عِظْنِیْ قَالَ یَا مُوْسٰی اِیَّاكَ وَاللِّجَاجَةَ وَ لَا تَمْشِ بِغَیْرِ حَاجَةٍ ، وَلَا تَضْحَكْ مِنْ غَیْرِ عُجُبٍ وَ لَا تُعَیِّرِ الْخَطَّائِیْنَ بِخَطَایَاهُمْ وَابْكِ عَلٰی خَطِیْئَتِكَ وَ قَالَ ﷺ کَثْرَةُ الضَّحِكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ وَ قَالَ ﷺ مَنْ ضَحِكَ لِشَبَابِہٖ بَکٰی لِهَرَمِہٖ وَ مَنْ ضَحِكَ لِغَنَاهُ بَکٰی لِفَقْرِہٖ وَ مَنْ ضَحِكَ لِحَیَاتِہٖ بَکٰی لِمَوْتِہٖ

’’ایک دن نبی علیہ السلام مسجد سے باہر تشریف لائے۔ کچھ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔ نبی علیہ السلام وہاں کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی چیز (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ پھر ایک دن اور بھی ایسا ہی ہوا۔ اس وقت بھی لوگ ہنس رہے تھے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: خبردار! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔ (پھر نبی علیہ السلام نے آگے بھی بات بتائی۔ ارشاد فرمایا) جب خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے جدا ہونے کا فیصلہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے کوئی نصیحت کر دیجیے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ! تم جھگڑے سے بچو، بغیر حاجت کے مت چلو، تعجب کے بغیر مت ہنسو (البتہ کوئی بہت تعجب کی بات ہو اور بے اختیار ہنسی آ جائے تو اور بات ہے) اور تم خطا کاروں اور گنہگاروں کو عار نہ دلاؤ کہ تم نے یہ یہ کرتوت کیے ہیں۔ اور اپنے گناہوں پر روئیے۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا: زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ پھر نبی علیہ السلام نے بہت ہی قابل غور بات ارشاد فرمائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا:

☆ جو اپنی جوانی پر ہنسے گا اس کو اپنے بڑھاپے پہ رونا پڑے گا،

☆ جو اپنی غنا (مالداری) پر ہنسے گا اس کو اپنے فقر کے اوپر رونا پڑھے گا، اور

☆ جو اپنی زندگی پر ہنسے گا، اس کو اپنی موت کے اوپر رونا پڑے گا۔

تین آنکھیں قیامت کے دن نہیں روئیں گی:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''تین آنکھیں ایسی ہیں جو قیامت کے دن نہیں روئیں گی (باقی ہر آنکھ کو رونا پڑے گا)۔ ایک، وہ آنکھ جو اللہ کی خشیت سے روئی ہو۔ دوسری، وہ آنکھ جو اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے رک گئی ہو (یعنی غیر محرم کو دیکھنے سے رکی ہو)۔ تیسری وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں رات کو جاگی ہو''

قساوتِ قلبی کے تین اسباب:

اور کہا گیا ہے:

''تین چیزیں دل کو سخت کرتی ہیں: بغیر تعجب کے ہنسنا، بغیر بھوک کے کھانا اور بغیر ضرورت کے باتیں کرنا۔''

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی خطاؤں پر اللہ کے سامنے روئیں، تنہائیوں کے اندر، تہجد کے اور اندھیروں میں اللہ کے حضور گڑگڑائیں اور سسکیاں لے لے کے فریاد کریں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو جائے۔

اللہ والے کی نصیحت کا اثر:

ایک مرتبہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے نوجوان کے پاس سے گزرے جو ہنس رہا تھا۔ انہوں نے اس کو دیکھ کر فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

يَا بُنَيَّ هَلْ جُزْتَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ: هَلْ تَبَيَّنَ لَكَ إِنَّكَ تَصِيْرُ إِلَى الْجَنَّةِ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ فَفِيْمَ الضِّحْكُ؟ فَمَا رُؤِيَ الشَّابُّ ضَاحِكًا بَعْدَ ذٰلِكَ

''اے بیٹے! کیا تو پل صراط سے گزر چکا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر فرمایا: کیا تجھے اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ تو جنت میں جائے گا؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو پھر فرمایا: پھر یہ ہنسنا کس بات کی وجہ سے ہے؟ (یہ اللہ والے کی نصیحت تھی، اس نے اپنا اثر دکھایا) کہتے ہیں: اس کے بعد وہ نوجوان اپنی پوری زندگی میں ہنستا نظر نہیں آیا۔''

اللہ اکبر! اس نوجوان کے دل میں ایک غم آ گیا کہ مجھے بھی تو پل صراط سے گزرنا ہے، ابھی تو قیامت کے دن کا فیصلہ ہونا ہے۔ جب یہ بات دل میں آ جاتی ہے تو پھر انسان کی ہنسی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر غم دل کے اوپر غالب آ جاتا ہے۔

اخلاص سے رونے والے ایسے تھے:

ہمارے اکابر اللہ کی رضا کے لیے روتے تھے اور اپنے رونے کو دوسروں سے چھپایا کرتے تھے۔ پتہ ہی نہیں چلنے دیتے تھے کہ کوئی رو رہا ہے یا نہیں۔ محمد بن واسع کہتے ہیں:

''میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا کہ آدمی کا اور اس کی بیوی کا سر ایک تکیے کے اوپر ہوتا تھا (دونوں لیٹے ہوئے ہوتے تھے) اس شخص کے آنسو اس کی رخساروں پر بہہ رہے ہوتے تھے لیکن اس کی بیوی کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا (نہ آواز نہ کوئی حرکت، بس دل میں غم ہے اور آنسو گر رہے ہیں، اس کو کہتے ہیں اخلاص کا رونا)۔ فرماتے ہیں: میں نے ایسے بندے بھی دیکھے کہ ان میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک نماز کی صف میں کھڑا ہوتا تھا، اس کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے ہوتے تھے اور ساتھ والے نمازی کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا (کہ یہ رو رہا ہے یا نہیں رو رہا)۔''

نماز کسوف میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ وزاری:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَى الصَّلٰوةِ، وَقَامَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا فَطَالَ الْقِيَامُ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ، وَ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَ جَلَسَ فَاَطَالَ الْجُلُوْسَ، ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَ قَامَ ، فَصَنَعَ فِى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَاصَنَعَ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الْقِيَامِ وَالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَالْجُلُوْسِ فَجَعَلَ يَنْفُخُ فِى اٰخِرِ سُجُوْدِهٖ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَ يَبْكِىْ وَ يَقُوْلُ: لَمْ تَعِدْنِىْ هٰذَا وَ اَنَا فِيْهِمْ، لَمْ تَعِدْنِىْ هٰذَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ

''نبی علیہ السلام کے زمانے میں سورج گرہن لگ گیا۔ نبی علیہ السلام نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پھر نبی علیہ السلام نے لمبا قیام کیا۔ پھر رکوع کیا تو وہ بھی لمبا رکوع کیا۔ پھر نبی علیہ السلام نے سر اٹھایا، سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا۔ پھر نبی علیہ السلام نے سر اٹھایا اور جلسہ کیا، لمبا جلسہ۔ پھر دوسرا لمبا سجدہ کیا۔ پھر نبی علیہ السلام نے سر اٹھایا اور دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت میں بھی قیام، رکوع، سجدہ اور جلسہ کیا۔ پھر نبی علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

رونے لگے۔ اور روتے ہوئے نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ! آپ نے وعدہ نہیں فرمایا ہوا، اور میں تو ابھی ان کے اندر موجود ہوں۔ آپ نے وعدہ نہیں فرمایا ہوا اور ہم استغفار بھی کر رہے ہیں۔''

قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (الانفال: ۳۳)

''اے میرے پیارے حبیب ﷺ! جب تک آپ ان میں ہیں ہم ان کو عذاب نہیں دیں گے اور جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے اس وقت تک بھی عذاب نہیں دیں گے۔''

اللہ کے حبیب ﷺ نے اس آیت کی طرف اشارہ کیا کہ اے پروردگارِ عالم! آپ نے وعدہ نہیں فرمایا، حالانکہ میں ان میں موجود ہوں۔ آپ نے وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک ہم استغفار کرتے رہیں گے آپ ہمیں عذاب نہیں دیں گے۔

دیکھیے! اللہ کے پیارے حبیب ﷺ بھی سورج کی اس حالت کو دیکھ کر اللہ رب العزت کے عذاب سے کتنا خوف کھاتے تھے۔

نبی رحمت ﷺ بھی رو پڑے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ﴾ بَكٰى اَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰى جَرَتْ دُمُوْعُهُمْ عَلٰى خُدُوْدِهِمْ فَلَمَّا سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَكٰى مَعَهُمْ فَبَكَيْنَا بِبُكَائِهٖ: فَقَالَ ﷺ لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مُصِرٌّ عَلٰی مَعْصِیَۃٍ وَلَوْ لَمْ تَذْنِبُوْا لَجَاءَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ یَذْنِبُوْنَ فَیَغْفِرُلَھُمْ

''جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿اَفَمِنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ وَ تَضْحَکُوْنَ وَ لَا تَبْکُوْنَ﴾ تو اصحاب صفہ اس آیت کو سن کر رو پڑے حتی کہ ان کے آنسوان کے رخساروں پر بہنے لگے۔ پھر جب نبی علیہ السلام نے اصحاب صفہ کو روتے سنا تو اللہ کے نبی ﷺ بھی ساتھ رو پڑے۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا: اس بندے کو جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا جو اللہ کی خشیت کی وجہ سے روئے گا۔ اور جو بندہ اپنے گناہ پر بار بار اصرار کرے گا، ایسے اصرار کرنے والے کو جنت نہیں بھیجا جائے گا۔ اور اگر گناہ نہیں کرو گے تو اللہ ایسی قوم کو لے آئے گا جو گناہ کرے گی اور اللہ سے استغفار کرے گی''۔

رونے کے تین اسباب:

رونا کیسے آتا ہے؟...... یہ بات بھی سن لیجیے تا کہ ہم بھی کوشش کریں کہ ہمیں بھی وہ نعمت حاصل ہو جائے جس سے ہماری آنکھیں بھی نم ہو جائیں۔ علما نے اس کی تین وجوہات لکھی ہیں۔

⊙ ...... وہ فرماتے ہیں:

اِذَا قَلَّتْ خَطَایَاہُ سَرَعَتْ دَمْعَتُہٗ

''جب گناہ کم ہوتے ہیں تو آنسو جلدی نکلتے ہیں''

گناہوں نے آنسوؤں کے راستے کو بلاک کیا ہوتا ہے۔ اور جب راستے میں کوئی کچرا پھنسا ہوا ہو تو پھر چیز نہیں آتی۔ یہ گناہوں کا کچرا راستے میں پھنسا ہوتا ہے جس کی وجہ سے آنسو نہیں نکلتے۔ نچوڑنے سے بھی نہیں نکلتے۔ اگر بندہ کوشش کرے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آنکھوں کو نچوڑ لوں تو پھر بھی نہیں نکلتے۔ہاں! وہی بندہ اگر سچی توبہ کر لے اور گناہوں کی وہ ظلمت ختم ہو جائے تو خود بخود آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔

⊙......پھر دوسرا سبب بیان کرتے ہیں:

مَنْ اَكْثَرَ لِلّٰهِ الصِّدْقَ نَدِيَتْ عَيْنَاهُ

''جو دل میں نیت کا سچا ہو اس کی بھی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں۔''

جو بندہ نیت کا سچا ہو، یعنی اس کی نیت خالص ہو تو اس کی وجہ سے بھی اس کو رونا آجاتا ہے۔

⊙......تیسرا سبب کیا ہے؟ فرمایا:

اِذَا قَرِحَ الْقَلْبُ نَدِيَتْ عَيْنَانِ

''جب دل مغموم ہوتا ہے تو پھر آنکھوں سے خود بخود آنسو آجاتے ہیں۔''

تو آخرت کے غم کو اپنے دلوں پر سوار کر لیجیے، تاکہ اسی دنیا میں ہماری آنکھوں سے آنسو نکلیں اور ہماری خطائیں ادھر ہی صاف ہو جائیں۔جی ہاں! یہ خطائیں بھی ڈیلیٹ ہو جاتی ہیں۔ایک ایک آنسو پچھلے سب گناہوں کو ڈیلیٹ کر دیتا ہے۔

رونے کے بارے میں علما کے اقوال:

اب اس سلسلے میں علما کے اقوال بھی سن لیجیے۔

⊙......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّبْكِيْ فَلْيَبْكِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَتَبَاكِ

''تم میں سے جو رو سکتا ہے وہ روئے اور جو رو نہیں سکتا وہ رونے والی صورت بنا لے''

ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس بہروپ کو ہی قبول فرمالیں۔اللہ کو رونا اتنا پسند تو ہے نا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......ابن عمر رضی اللہ عنہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے:

﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (المطففین:٦)

''وہ دن جب انسان جہانوں کے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

تو رونے لگ گئے۔ حتی کہ غش کھا کر گر گئے اور ان کی قرات وہیں پر موقوف ہو گئی اور آگے قرآن پڑھ ہی نہ سکے۔

⊙......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کا نام ''ہانی'' تھا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت اور جہنم کے تذکرے سے اتنا نہیں روتے تھے لیکن قبر کو دیکھ کر بہت روتے تھے۔ اس بات کو وہی غلام بیان کرتے ہیں:

''عثمان جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تھے تو رونا شروع کر دیتے حتی کہ اپنی داڑھی کو پکڑ لیتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا: جب آپ کے سامنے جنت اور جہنم کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر رونے لگ جاتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے، اگر قبر کا معاملہ آسان ہوگا تو اس کے بعد آنے والا معاملہ اور بھی آسان ہوگا اور اگر قبر سے نجات نہ ملی تو اس کے بعد آنے والا معاملہ اور بھی سخت ہوگا۔ عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا: میں نے قبر سے زیادہ مشکل اور فضیحت والا کوئی دوسرا منظر نہیں دیکھا۔''

کتنے لوگ ایسے ہوں گے کہ جو قبر میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گت بنائیں گے۔

⊙......ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

لِيَسْعَكَ بَيْتُكَ وَابْكِ مِنْ ذِكْرِ خَطِيْئَتِكَ وَكُفَّ لِسَانَكَ

www.besturdubooks.wordpress.com

''گھر میں رہو، اپنی خطاؤں کو یاد کر کے روؤ اور اپنی زبان کو بند رکھو۔''

○......ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ محدث ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

عَوِّدُوْا اَعْیُنَکُمُ الْبُکَاءَ وَ قُلُوْبَکُمُ التَّفَکُّرَ

''اپنی آنکھوں کو رونے کا عادی بناؤ اور دلوں کو سوچنے کا عادی بناؤ۔''

علاماتِ محزون:

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس بندے کے دل پر غم طاری ہوتا ہے اور وہ محزون ہوتا ہے اس کی کچھ علامات ہیں۔ فرماتے ہیں:

(۱)......اَلْحُزْنُ اللَّازِمُ۔ اس کے دل کے اوپر حزن غالب ہوتا ہے۔

(۲)......اَلْھَمُّ الْغَالِبُ۔ اس کے اوپر غم غالب ہوتا ہے۔

(۳)...... اَلْخَشْیَةُ الْمُقْلِقَةُ۔ ایسی خشیت ہوتی ہے جو اس کے دل کو بے قرار رکھتی ہے۔

(۴)...... کَثْرَةُ الْبُکَاءِ۔ وہ کثرت کے ساتھ روتا ہے۔

(۵)..... اَلتَّضَرُّعُ فِی اللَّیْلِ وَ النَّھَارِ۔ دن اور رات کے اندر وہ اللہ کے حضور گڑگڑاتا ہے۔

(۶)......اَلْھَرْبُ مِنْ مَوَاطِنِ الرَّاحَةِ۔ راحت کے مقامات سے وہ اپنے آپ کو دور رکھتا ہے۔

(۷)......وَوَجَلَ الْقَلْبِ۔ اور اس کا دل ہر وقت گڑگڑاتا رہتا ہے۔

کیوں؟ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو جانتا ہے۔

ایک ہی جملے میں نوجوان کی اصلاح:

یہی سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک دفعہ وعظ کیا اور اس میں میں نے ایک فقرہ بولا:

www.besturdubooks.wordpress.com

عَجَبًا لِضَعِيفٍ يَعْصِي قَوِيًّا

"تعجب ہے اس کمزور پر جو قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔"

کہتے ہیں کہ یہ سن کر ایک نوجوان کھڑا ہو گیا۔ اس کا لباس بڑا فاخرانہ اور امیرانہ تھا۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ حشم وخدام بھی تھے۔ وہ اٹھا اور چلا گیا۔

اگلے دن میں بیٹھا تھا کہ وہ میرے پاس اکیلا آیا۔ اس دن اس کے نوکر چاکر نہیں تھے۔ سادہ سا سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ مجھ سے آ کر پوچھنے لگا: کل آپ نے ایک بات کہی تھی۔ میں نے کہا: ہاں۔ پوچھنے لگا: اس کا معنیٰ کیا ہے؟ میں نے کہا: دیکھو! اللہ سے قوی کوئی ہے نہیں اور بندے سے ضعیف بھی کوئی نہیں۔ لہٰذا تعجب ہے اس بندے پر جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس نافرمانی پر سزا دینے کا فیصلہ فرما لیں تو بندے کا کیا بنے گا۔

فرماتے ہیں کہ جب اس نے میری بات سنی تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے اور کہنے لگا: آج کے بعد میں اپنی زندگی کا رخ بدلتا ہوں اور میں اپنے اس قوی پروردگار کی کبھی نافرمانی نہیں کروں گا۔

پروردگارِ عالم کا شکوہ......!!!

عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"میرے بندوں سے کہہ دو کہ تم ان تمام دروازوں کو بند کر لیتے ہو جس سے مخلوق دیکھتی ہے اور اس دروازے کو بند نہیں کرتے جس سے میں پروردگار دیکھتا ہوں۔ کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے کم درجے کا تم مجھے سمجھتے ہو؟"

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی خطاؤں پر نظر رکھیں اور قیامت کے دن کو سوچا کریں جس میں سے ابھی ہمیں گزرنا ہے۔ پھر بات سمجھ میں آ جائے گی کہ ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابر کیوں اتنا رویا کرتے تھے؟ اخلاق الصالحین میں لکھا ہے: ہمارے بعض بزرگ راتوں کو اتنا روتے تھے کہ جس جگہ پر ان کے آنسو گرتے تھے اس جگہ پر گھاس اگ آیا کرتی تھی۔ اللہ اکبر!

رونے کا ایک عجیب سبب:

ایک آدمی بہت روتا تھا۔ اس سے پوچھا: بھئی! تم اتنا کیوں روتے ہو؟ تو وہ کہنے لگا:

''مجھے یہ بات سوچ کر رونا آتا ہے کہ میں نے جب گناہ کیا تو میں نے اپنے گناہ پر گواہ اس پروردگار کو بنایا جو مجھے سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ نے سزا کو قیامت کے دن تک مؤخر کر دیا اور مجھے قیامت تک مہلت دے دی کہ تم نے اگر رو دھو کے منانا ہو تو منالو۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ دو باتوں میں سے تو کس بات کو اختیار کرتا ہے، ساری مخلوق کے سامنے تیرا حساب کریں اور پھر تجھے جنت میں بھیج دیں یا تجھے کہا جائے کہ تو مٹی ہو جا، تو میں قیامت کے دن مٹی بن جانے کو اختیار کروں گا۔''

یعنی میں نہیں چاہوں گا کہ میرا نامۂ اعمال ساری مخلوق کے سامنے کھولا جائے۔

اب اس بات کو آپ ذرا یوں سوچیے کہ اگر قیامت کے دن

...... باپ کا نامہ اعمال اولاد کے سامنے کھولا جائے

...... ماں کا نامہ اعمال بچوں کے سامنے کھولا جائے

...... شاگرد کا نامہ اعمال استاد کے سامنے کھولا جائے

...... پیر کا نامہ اعمال مریدوں کے سامنے کھولا جائے

...... بڑوں کا نامہ اعمال چھوٹوں کے سامنے کھولا جائے

تو کیا قیامت کے دن ہم اس بات پر آمادہ ہو جائیں گے کہ سب کے سامنے

www.besturdubooks.wordpress.com

حساب کھولا جائے؟ دل کیا کہے گا؟ بیوی کبھی برداشت نہیں کرے گی کہ میرا نامۂ اعمال میرے خاوند کے سامنے کھولا جائے۔ وہ کہے گی: یا اللہ! میں خود ہی جہنم میں چلی جاتی ہوں، میرا نامۂ اعمال نہ کھولنا، کیونکہ میں ذلت برداشت نہیں کرسکتی۔ اگر ہم واقعی اس دن کی ذلت برداشت نہیں کرسکتے تو پھر آج وقت ہے، اپنی خطاؤں پر نادم و شرمندہ ہوکر اللہ کے حضور روئیں اور ان خطاؤں کو اپنے نامۂ اعمال سے بخشوا کر مٹوا لیں۔ آج یہ گناہ آسانی کے ساتھ ڈیلیٹ ہوسکتے ہیں مگر اس کے لیے اس میں احساس ندامت کا ہونا ضروری ہے۔

دل ہلا دینے والی ایک روایت:

قیامت کے دن ذلت و رسوائی کیسے ہوگی؟ اس سلسلے میں بھی ذرا حدیث مبارکہ سن لیجیے۔ اس حدیث پاک کو ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محقق عالم نے بھی بیان کیا۔ وہ روایت حدیث کے معاملے میں بڑے محتاط ہیں۔ تو انہوں نے اپنی کتاب میں یہ بات لکھی ہے۔ ذرا توجہ سے سنیے گا:

> ''نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: مجھے جبرئیل علیہ السلام نے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے اتنا ڈرایا، اتنا ڈرایا، اتنا ڈرایا کہ میں رونے لگ گیا۔ میں نے کہا: اے میرے دوست جبرئیل: کیا اللہ رب العزت نے میرے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف نہیں کردیا؟ یہ بات سن کر جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: اے محمد ﷺ! قیامت کے دن آپ ہیبت کے ایسے احوال دیکھیں گے کہ آپ قیامت کی مغفرت کو بھول جائیں گے۔ نبی علیہ السلام یہ بات سن کر اتنا روئے کہ آپ ﷺ کے آنسو آپ کی مبارک ریش پر بہنے لگے۔''

اللہ اکبر!

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ اللہ کے حبیب ﷺ کا معاملہ ہے۔

اللہ کی خفیہ تدبیر سے بچنے کی اتنی فکر......!!!

طہارت القلوب میں یہ بات لکھی ہے:

لَمَّا مَكَرَ بِاِبْلِيسَ لَعنَهُ اللّٰهُ طَفِقَ جِبْرَائِيلَ وَ مِيكَائِيلَ يَبْكِيَان

''جب ابلیس لعنت اللہ کو اللہ نے اپنے دربار سے دھتکار دیا تو جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا۔''

دھتکارا تو ابلیس کو جا رہا ہے اور رونا انہوں نے شروع کر دیا۔

فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِمَا مَا لَكُمَا تَبْكِيَانِ

''اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا: تم دونوں کیوں روتے ہو؟''

قَالَا : يَارَبِّ مَانَا مَنُ مَكْرَكَ

''دونوں نے کہا: اے اللہ! ہم آپ کی اس خفیہ تدبیر سے امن میں نہیں ہیں''

یعنی اس ابلیس نے بھی تو ہزاروں سال عبادت کی تھی نا اور ہزاروں سال کی عبادت کرنے کے بعد پھر کیا تدبیر ظاہر ہوئی کہ اس کو دھتکار دیا گیا، لہٰذا اے اللہ! ہم بھی آپ کی خفیہ تدبیر سے امن میں نہیں ہیں۔ جب انہوں نے یہ کہا تو

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰكَذَا كُوْنَا لَا تَامَنَا مَكْرِىْ

''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ایسے ہی ہونا چاہیے، تمہیں میری تدبیر سے کبھی امن میں نہیں ہونا چاہیے۔''

یعنی تمہارے اوپر میرا خوف رہنا چاہیے۔ میں جب چاہوں، جس کا حشر جیسا چاہوں کر دوں۔ میرے دوستو! اگر ان کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو ہم کیا چیز ہیں؟ ہماری کیا حیثیت ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

جبرئیل علیہ السلام کا اضطراب:

ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام نبی علیہ السلام سے ملنے کے لیے آئے۔اس وقت جبرائیل علیہ السلام کانپ رہے تھے۔رو رہے تھے۔غلافِ کعبہ کے پاس گئے اور پھر اسے پکڑ کر انہوں نے دعا مانگی:

اِلٰهِیْ وَ سَیِّدِیْ لَاتُغَیِّرْ اِسْمِیْ وَ لَا تُبَدِّلْ جِسْمِیْ

''میرے اللہ! میرے سردار! میرے نام کو نہ بدلنا اور میرے جسم کو نہ بدلنا''

نبی علیہ السلام نے پوچھا: جبرئیل! آج آپ نے یہ کیا دعا مانگی؟ جواب میں جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے:

''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جب سے ہم نے شیطان کو دھتکارے ہوئے دیکھا ہے اس وقت سے دل پر اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف ہے کہ میں یہ دعا مانگتا ہوں: اے اللہ! شیطان کا نام عزازیل تھا اور آج اسے ابلیس کہتے ہیں، اے اللہ! تو نے اس کا نام بدل دیا۔پھر اسے اطاعت اور فرمانبردار لوگوں کے زمرے سے نکال کر اسے نافرمانوں کے زمرے میں شامل کر دیا۔(لہٰذا اب میں یہ دعا مانگتا ہوں کہ) اے اللہ! میرا نام نہ بدلنا اور میرے جسم کو فرمانبرداروں کے زمرے سے نکال کر کہیں نافرمانوں میں شامل نہ کر دینا۔''

ہم بھی اللہ رب العزت سے دعا مانگیں: اے کریم آقا! آپ کا در پکڑا ہے، آپ مہربانی فرما دیجیے، ہماری حاضری کو قبول کر لیجیے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اضطراب:

یہ وہ غم تھا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی ہر وقت لگا رہتا تھا۔مثال کے طور پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کو نبی علیہ السلام کی مبارک زبان سے جنت میں بیوی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونے کی خوشخبری مل چکی تھی، وہ رات کو تہجد پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچتی تھیں:

﴿وَ بَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ﴾ (الزمر:۴۷)

''اور ان کو اللہ کی طرف سے ایسا معاملہ پیش آئے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتے ہوں گے۔''

تو اس آیت پر رویا کرتی تھیں۔ ساری ساری رات یہ آیت پڑھتی رہتی تھیں۔ ذرا ہم بھی سوچیں کہ جو ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا، اگر ہمارے ساتھ قیامت کے دن ایسا معاملہ پیش آ گیا تو پھر ہمارا کیا بنے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اضطراب:

صحابہ رضی اللہ عنہم جب قرآن پڑھتے تھے تو جو آیتیں کفار کے بارے میں ہوتی تھیں وہ اپنے اوپر چسپاں کر کے رویا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک آیت پڑھی گئی۔

﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾

(الاحقاف:۲۰)

یہ آیت اگرچہ کفار کے بارے میں ہے، لیکن اسے سن کر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

کسی نے پوچھا: امیر المومنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا:

''کیا پتہ! کل کہیں عمر کو بھی یہی نہ کہہ دیا جائے!!!''

قیامت کے دن انسانوں کی اسکیننگ:

کل قیامت کا دن ہوگا۔ ہمارے سر پر گناہوں کے انبار ہوں گے۔ وہاں اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا۔ ایک ایک کو اللہ تعالیٰ دیکھیں گے۔ جیسے ایئر پورٹ پر ایک ایک کو مشین کے ذریعہ سے اسکین کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح ایک ایک بندے کے دل کو اسکین کریں گے۔ کتنے خوش نصیب ہوں گے جو وہاں سے بحفاظت گزر جائیں گے اور ان کو جنت کا دروازہ دکھا دیا جائے گا۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہوں گے جو گزرنے لگیں گے تو ان کے بارے میں کہہ دیا جائے گا:

﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ﴾ (الصفت:۲۴)

''ان کو روک لیجیے، ہم نے ان کا ٹرائل لینا ہے''

یہ صوفی صاحب ہیں، اوپر سے تسبیح، اندر سے میاں کسی

﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ﴾

''انہیں روک لیجیے، ہم نے ان کی تفتیش کرنی ہے۔''

سوچیے اگر یہی حکم ہمارے بارے میں ہو گیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ کہیں گے:

......ان حاجی صاحب کو بھی روک لو،

......اس طالب علم کو بھی روک لو،

......اس عالم کو بھی روک لو،

شکل کیا بنائی ہوئی تھی، اصل کچھ اور تھا، آج دورنگی سامنے آگئی، ہماری مشین نے ان کے دل کو اسکین کر لیا۔

......ان کے دل میں محبت نہیں

......ان کے دل پر شہوت غالب رہتی تھی

......شیطانیت غالب رہتی تھی

......گندے خیالات غالب رہتے تھے

روک لو ان کو، ہم ذرا ان سے پوچھیں گے، نعمتیں ہم نے دی تھیں، ہماری

www.besturdubooks.wordpress.com

عبادت میں دل نہیں لگتا تھا، تم کیسی زندگی گزار کے آئے۔

"وَقِفُوْهُمْ" "روک لو ان کو" "اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْن" "ہم نے ان سے سوال کرنا ہے"

میرے دوستو! آج وقت ہے۔ ہم آج اپنے گناہوں پر رولیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔

ایک انوکھا سفارشی:

حدیث مبارکہ میں ہے...... ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں...... اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب جہنمیوں کو جہنم میں ڈالیں گے تو کئی لوگوں کو تو شفاعت کی وجہ سے نکال لیا جائے گا۔ انبیا شفاعت کریں گے، علما کریں گے، شہدا کریں گے، جنتی کریں گے۔ حتیٰ کہ کوئی شفاعت کرنے والا باقی نہیں رہے گا۔

ایک جہنمی ایسا ہوگا جس کی پلکوں کا بال اللہ کے حضور سفارش کرے گا۔ کہے گا۔ یا اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ دنیا میں آپ کی محبت میں اور آپ کے خوف کی وجہ سے ایک مرتبہ رویا تھا۔ اس رونے کی وجہ سے ایک چھوٹا سا آنسو نکلا تھا جس کی وجہ سے میں تر ہو گیا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بندہ تیرے ڈر کی وجہ سے رویا تھا۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو فرمائیں گے: جبرائیل! ندا دے دو کہ پلکوں کے ایک بال کی گواہی کی وجہ سے ہم نے اس جہنمی کو بھی جہنم سے نکال لیا۔

آج گناہوں پر رولیں:

میرے دوستو! جب قیامت کے دن یہ معاملہ ہوگا تو آج آسان کام ہے، ہم اللہ کے سامنے اپنے گناہوں پہ روئیں، اپنی خطاؤں پہ روئیں اور آئندہ سچی زندگی گزارنے کی دل میں نیت کرلیں۔ اسی لیے کسی نے کہا ؎

www.besturdubooks.wordpress.com

بَکَیْتُ عَلَی الذُّنُوْبِ لِعَظْمِ جُرْمِیْ
وَ حَقَّ لِکُلِّ مَنْ یَّعْصِی الْبُکَاءِ
فَلَوْ کَانَ الْبُکَاءُ یَرُدُّ هَمِّیْ
لَاَسْعَدَتِ الدُّمُوْعُ مَعًا دِمَاءُ

اللہ رب العزت ہمیں اپنی خطاؤں پر آنسو بہانے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ اس کو قبول بھی فرمالے۔کہیں کل قیامت کے دن یہ ریا کے آنسو نہ بنا دیے جائیں۔ کہنے والے نے کیا ہی اچھی بات کہی:

جیہڑا لطف ہے رون اندر اوہ وچ بیان نہ آوے
رونا دل دی میل اتارے نالے رٹھڑے یار مناوے
یادِ خدا وچ رون والا کدی دوزخ وچ نہ جاوے

اللہ! ہم پر مہربانی فرمادے۔ہم قیامت کے دن کی ذلت کو برداشت نہیں کر سکتے، دو بندوں کے سامنے کی ذلت ہم سے برداشت نہیں ہوتی، قیامت کے دن آپ کے حبیب ﷺ کے سامنے کی ذلت کیسے برداشت ہوگی۔اے اللہ! ہماری ان خطاؤں کو معاف فرما دیجیے اور ہمیں بھی اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما لیجیے۔اللہ! ان دلوں کو بھی نرم بنا دیجیے تاکہ ان آنکھوں سے بھی ندامت کے آنسو بہنے آسان ہو جائیں۔(آمین ثم آمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المال والبنون زينة الحياة الدنيا

١٤٠١ ھ

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا القرآن الحکیم

مال اور بیٹے رونق ہیں دنیا کے جیتے ۔ اور رہنے والی نیکیاں بہتر ہے تیرے رب کے ہاں بدلہ، اور بہتر ہے توقع

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾

(الاحزاب: ۴۸)

یقینِ کامل کی اہمیت

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

انبیائے کرام نے انسانوں کو Definite (پکے) نتائج حاصل کرنے والی زندگی گزارنا سکھائی۔ یہ Diffrential Reasons (امکانی باتیں) نہیں ہیں پکی باتیں ہیں۔ جس نے انبیائے کرام کے راستے پر چل کر زندگی گزاری اس کو یقیناً اللہ کی جانب سے عزت مل کر رہتی ہے، اس میں شک والی بات نہیں ہے۔ اس کو بندے کا ایمان اور یقین کہتے ہیں۔ سو فیصد بندے کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ میں اب ہر حال میں اللہ کے حکم پر عمل کروں گا۔ میری آنکھ جو بھی دیکھتی پھرے اللہ رب العزت مجھے عزتیں عطا فرمائیں گے۔ اگر میں اللہ کے حکم سے ہٹ کر زندگی گزاروں گا تو میری نظر کتنے ہی کامیابی کے نقشے دیکھتی پھرے، میرے لیے اللہ بالآخر ذلت نکال دے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

یقینِ کامل کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۔ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾ (الاحزاب:۴۱۔۴۲)
﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ (الاحزاب:۴۸)
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي مَقَامٍ آخَرُ
﴿وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق:۳)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّم

سنتِ الٰہی اور قدرتِ الٰہی:

اللہ رب العزت نے اس کائنات کو اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا فرمایا اور اس کے چلنے کے کچھ اصول متعین فرما دیے۔ جن اصول کے مطابق یہ کائنات چل رہی ہے۔ ہم ان کو قوانینِ فطرت کہتے ہیں، Physical Laws کہتے ہیں۔ عربی زبان میں اس کو اللہ رب العزت کی سنت کہتے ہیں۔ یہ کائنات ان اصولوں کے تحت چلتی رہتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو ان اصولوں سے ہٹ کر اپنی مرضی اور منشا کے مطابق چیزوں کو استعمال فرماتے ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک آدمی نے فیکٹری لگائی اور اس کو چلانے کا ایک نظام ترتیب دے دیا، فیکٹری چل رہی ہے، روٹین کے مطابق نظام کام کر رہا ہے، اب وہ نظام بنا کر مجبور نہیں ہو گیا کہ کچھ کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا۔ وہ مالک ہے جب چاہے نظام کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق بدل سکتا ہے۔ تو گویا ایک اللہ رب العزت کی سنت ہوئی، یہ وہ قانون ہے جس میں عام دستور کے مطابق دنیا چل رہی ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴾

عام حالات میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت بدلتی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر آگ جلاتی ہے، پانی سطح کو برابر کرتا ہے۔ یہ اللہ رب العزت کے اصول ہیں، لیکن اگر اللہ رب العزت چاہیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اور آگ نے انہیں جلایا نہیں اور ایسا بھی ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم دریا کے کنارے پہنچ گئی اور پانی نے اپنی سطح برابر کرنے کی بجائے ان کو راستہ دے دیا۔ تو یہ اللہ رب العزت کی قدرت ہے، وہ مالک الملک ہے، اس نے اس کائنات کو پیدا کیا۔ اس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز ہے، وہ جیسے چاہے چیزوں کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ یہ اللہ کی قدر ہے۔

اسباب اور مسبب الاسباب پر نظر رکھنے والے:

اب یہاں سے مومن کی زندگی اور کافر کی زندگی میں فرق ہے۔ کافر کائنات کو ان کے اصولوں کے مطابق چلتا ہوا دیکھ کر یہی سمجھتا ہے کہ بس انہی اصولوں کے مطابق ہی کائنات نے چلنا ہے جبکہ مومن کی نظر اللہ رب العزت کی ذات پر ہوتی ہے تو وہ جانتا ہے کہ اللہ رب العزت قادرِ مطلق ہیں، ہوگا وہی جو میرے اللہ رب العزت کی مرضی اور منشا ہوگی۔ تو مومن کی نظر مسبب الاسباب پر ہوتی ہے اور کافر کی نظر فقط

www.besturdubooks.wordpress.com

اسباب پر ہوتی ہے۔اس لیے کافر دنیا میں دھوکہ کھا جاتا ہے اور مومن ہمیشہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت اللہ رب العزت نے اپنے انبیا پر کھولی اور انہوں نے آ کر لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ لوگو! جو تمہاری ظاہر کی نظر دیکھ رہی ہے ہمیشہ ایسا نہیں ہو سکتا، جب اللہ رب العزت چاہیں گے تمہاری نظر تمہیں دھوکہ دے جائے گی۔ تمہارے سینکڑوں سالوں کے تجربات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے، اللہ کی منشا پوری ہو جائے گی۔اب اس کی ایک مثال سمجھیے۔

جب کوئی آدمی ایمرجنسی کی حالت میں ہسپتال لایا جاتا ہے تو ڈاکٹر اس کو ایک نظر دیکھ لیتے ہیں اور اس کی بیماری کی چند وجوہات لکھ دیتے ہیں اس کو Differntial Reasons (امکانی وجوہات) کہتے ہیں۔اس مریض کی یہ حالت ہے تو یہ بھی ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے، تو جتنے امکان ہو سکتے ہیں ان کو Differential Reasons کہتے ہیں۔پھر اس کے بعد اس کے ٹیسٹ لیے جاتے ہیں، اس کا بلڈ ٹیسٹ لیا جاتا ہے اور بھی ٹیسٹ لیے جاتے ہیں تو ٹیسٹ کے بعد متعین ہو جاتا ہے کہ بیماری کی یہ وجہ تھی۔اس کو Definite Reason کہتے ہیں۔جو اسباب پر نظر رکھ کر زندگی گزارنے والے ہیں وہ Differential Reasons پر زندگی گزارتے پھر رہے ہیں اور مومن چونکہ اللہ رب العزت کے حکموں کو سامنے رکھ کر چلتا ہے، اس کے سامنے ہمیشہ Definite Reason ہوتی ہے۔

مثال سے بات سمجھ لیجیے کہ عام دستور کے مطابق جب آسمان پر بادل آ جائیں تو یہ بارش کی علامت ہوتی ہے کہ پہلے بادل آئے اور پھر بارش ہوئی لیکن یہ Differential Reasons ہیں۔ہمیشہ تو ایسے نہیں ہوتا کبھی پورا مہینہ بادل آتے ہیں اور بارش کی بوند نہیں برستی ان کو Diffirential Reasons کہیں گے۔ ایک Definite Reason ہے بارش کے برسنے کی۔قرآن نے اس بات کو

کھولا کہ جب بھی کوئی قوم استغفار کرتی ہے اللہ کے سامنے تو ان کے استغفار کو قبول کر کے اللہ رب العزت بارشوں کو برسا دیتے ہیں۔

﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ (نوح:۱۱)

اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بارش نہ ہو تو سارے لوگ ایک میدان میں جمع ہوں اور اللہ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں تو اللہ ان کی توبہ کو قبول کر کے بارش کو نازل فرما دیتے ہیں یہ Definite Reason ہے بارش کے برسنے کی۔

اسباب برتن کی مانند ہیں:

اسباب کی حیثیت تو ایسے ہے جیسے کوئی برتن ہوتا ہے، اس میں نفع ڈالنا یا نقصان ڈالنا اس کے مالک کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اب آپ کے پاس ایک گلاس ہے چاہیں تو اس میں پانی ڈالیں، چاہیں تو اس میں دودھ ڈالیں۔ بالکل! یہ تمام دنیا اسباب پر چل رہی ہے اور ان اسباب میں نفع ڈال دینا یا نقصان ڈال دینا یہ میرے مولا کی منشا کے مطابق ہوتا ہے۔

ذلت کے نقشوں میں عزت کا فیصلہ:

جو بندہ اپنے رب کو راضی کرتا ہے اللہ رب العزت اس کو ذلت کے نقشوں میں بھی عزت عطا فرما دیتے ہیں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے غلامی کے نقشے سے نکال کر بادشاہی عطا فرما دی۔

عزت کے نقشوں میں ذلت کا فیصلہ:

اور جب کوئی بندہ اللہ کے حکموں کے خلاف زندگی گزارتا ہے اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے لیے عزت کے نقشوں میں سے ذلت نکال دیتے ہیں۔قارون کو کیا عزت ملی تھی! اپنے وقت کا کتنا بڑا بزنس مین تھا؟ کہا کرتا تھا کہ یہ

﴿اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ﴾ (القصص:۷۸)

جو میرے پاس علم ہے، ٹیکنالوجی ہے، جتنا میرا تجربہ ہے۔میں بزنس مین ہوں، میں اچھی ڈیل کرتا ہوں، تب پیسے آتے ہیں۔

﴿فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ﴾ (القصص:۷۹)

قوم کے سامنے بڑے زیب وزینت سے نکلتا تھا۔لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی تھیں کہتے تھے۔

﴿یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ﴾ (القصص:۷۹)

اے کاش! ہمارے پاس بھی اتنا ہوتا جتنا قارون کو ملا۔

اپنے وقت میں وہ رول ماڈل تھا لوگوں کے لیے۔اس کی عزت کے نقشوں میں اللہ نے اس کے لیے ذلت ایسے نکالی

﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ (القصص:۸۱)

اس کو اور اس کے خزانوں کو ہر چیز سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

دودھ سے صحت بھی، موت بھی:

آپ غور کریں! ایک بندہ دودھ پیتا ہے تو اس کی صحت اچھی ہوتی ہے اور وہ قوی ہو جاتا ہے۔اور ایک بندہ دودھ پیتا ہے اور فوڈ پوائزننگ ہونے کے بعد دودھ پینے کی وجہ سے اس کی موت آجاتی ہے۔جب اللہ چاہیں دودھ زندگی بخشتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ چاہیں، یہ دودھ انسان کو موت دے دیتا ہے۔یہ بات اگر کھل جائے تو زندگی آسان ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شفا اللہ کے حکم سے ملتی ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام بیمار ہوئے، کوہِ طور پر آئے اور پوچھا: پروردگارِ عالم! طبیعت ناساز ہے۔ حکم ہوا: فلاں درخت کے پتے کھالو۔ استعمال کیے تو ٹھیک ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد پھر اسی طرح بیماری کے آثار ظاہر ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے اور درخت کے پتے بھی کھائے اور اثر بھی نہیں ہوا۔ اب کوہ طور پر گئے کہ ربِ کریم! آپ ہی کے حکم سے میں نے پتے کھائے تو شفا ملی تھی اب پتے بھی استعمال کیے ہیں مگر طبیعت ٹھیک نہیں ہو رہی۔ فرمایا: پیارے کلیم! ان پتوں میں شفا نہیں تھی ہم نے ان پتوں میں آپ کے لیے شفا رکھ دی تھی تو یہ اللہ رب العزت کی مرضی اور منشا ہے کہ وہ جب چاہتے ہیں چیزوں میں انسانوں کے لیے فائدہ رکھ دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں انسانوں کے لیے نقصان رکھ دیتے ہیں۔

انبیا کا راستہ عزت کا راستہ:

انبیائے کرام نے انسانوں کو Definite (پکے) نتائج حاصل کرنے والی زندگی گزارنا سکھائی۔ یہ Diffrential Reasons (امکانی باتیں) نہیں ہیں پکی باتیں ہیں۔ جس نے انبیائے کرام کے راستے پر چل کر زندگی گزاری اس کو یقیناً اللہ کی جانب سے عزت مل کر رہتی ہے، اس میں شک والی بات نہیں ہے۔ اس کو بندے کا ایمان اور یقین کہتے ہیں۔ سو فیصد بندے کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ میں اب ہر حال میں اللہ کے حکم پر عمل کروں گا۔ میری آنکھ جو بھی دیکھتی پھرے اللہ رب العزت مجھے عزتیں عطا فرمائیں گے۔ اگر میں اللہ کے حکم سے ہٹ کر زندگی گزاروں گا تو میری نظر کتنے ہی کامیابی کے نقشے دیکھتی پھرے، میرے لیے اللہ بالآخر ذلت نکال دے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یقین:

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے یقین کو اتنا مضبوط کر لیا تھا کہ آنکھ کے دیکھنے سے اتنا یقین نہیں ہوتا تھا جتنا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرما دینے سے ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت ہے جو مدینہ کی خبر مکہ والوں کے پاس لے کر جا رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس سے وہ رقعہ لے آؤ۔ انھوں نے اس کو راستے میں جا پکڑا، کپڑوں کی تلاشی لی، کچھ نہیں نکلا۔ لوگ حیران تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں میرے آقا کا فرمان ہے۔ اس عورت سے کہا کہ تم رقعہ دے دو! ورنہ تیرے کپڑے اتار کر تیرے پوشیدہ حصوں کے اندر سے بھی ہمیں رقعہ نکالنا پڑا تو ہم نکالیں گے۔ جب اس عورت نے یہ الفاظ سنے تو وہ ڈر گئی اور اس نے رقعہ اپنے بدن کے چھپے ہوئے حصے سے نکال کر دیا۔ اس کو یقین کہتے ہیں کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے بات نکلی تو ان کو پکا یقین تھا کہ Definite (پکی) بات ہے۔ اب ہمیں بھی یقین ہو جائے کہ ہم بھی نبی علیہ السلام کی سنتوں والی زندگی گزاریں گے تو Definite کامیاب ہو جائیں گے۔

شریعت کے حکم میں نفع ہی نفع:

یہ پکی بات ہے کہ اسباب کی دنیا میں رہتے ہوئے انسان چونکہ ہر چیز آنکھ سے دیکھ رہا ہوتا ہے تو اس کی نظر چیزوں کی طرف چلی جاتی ہے، مسبب الاسباب سے توجہ ہٹ کر اسباب پر جم جاتی ہے۔ اب اس کو نظر آتا ہے کہ مجھ کو سود ملے گا تو میرے پاس نفع آئے گا، مگر شریعت نے کیا کہا کہ یہ نفع کا آنا نہیں ہے بلکہ تمہارے مال میں سے برکت کا نکلنا ہے، جو تمہیں آتا ہوا نظر آتا ہے وہ تھوڑا ہے اور جو اس سے چلا جائے گا وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور ہم نے دیکھا کہ سود کا کاروبار کرنے والے پورے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

پورا اپنا کاروبار ڈبو بیٹھتے ہیں۔ ہم نے درجنوں بندوں کو سودی کاروبار میں ڈوبتے ہوئے دیکھا۔

تو ایک ہوا نظر کا راستہ اور ایک ہوا خبر کا راستہ۔ نظر کا راستہ تو یہ ہے کہ جو عام روٹین میں ہوتا نظر آتا ہے، بندہ اس کے مطابق سوچ کر چلنے لگے۔

''چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو''

مگر یہ تو کافر کی زندگی ہوتی ہے کہ جدھر فائدہ دیکھا ادھر لپک پڑے۔ اس کے ذہن میں یہ تو نہیں ہوتا کہ میں نے اللہ کو راضی کرنا ہے۔ مگر مومن کا معاملہ کچھ اور ہوتا ہے، وہ نبی کا بندہ نہیں ہوتا وہ خدا کا بندہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ رب العزت کے حکم پر چلتا ہے اور بالآخر اللہ رب العزت اس بندے کو ہمیشہ کے لیے کامیاب فرما دیتے ہیں۔

خوف، نبوت کے منافی نہیں:

چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ ہم کلامی ہوئی تو ربِ کریم نے فرمایا:

﴿مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى﴾ (طٰہٰ:۱۷)

''اے موسیٰ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟''

تو جواب دیا

﴿هِيَ عَصَايَ﴾ (طٰہٰ:۱۸)

''اے ربِ کریم! یہ میرا عصا ہے۔''

پھر اس کے فائدے بھی گنوا دیے۔

﴿أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا﴾

''میں اس سے ٹیک لگاتا ہوں''

﴿وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

''میں اپنے ریوڑ کو اس سے چراتا ہوں''

﴿وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی﴾

''اے میرے مالک! اس میں میرے لیے بہت سے فائدے ہیں''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی﴾ (طٰہٰ:۱۹)

''اے موسیٰ! اس کو زمین پر ڈال دیجیے''

﴿فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی﴾ (طٰہٰ:۲۰)

''زمین پر ڈال دیا تو وہ دوڑنے والا اژدھا بن گیا''

جب اس کو دوڑتے ہوئے دیکھا تو

﴿فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی﴾ (طٰہٰ:۶۷)

''حضرت موسیٰ کے دل میں خوف پیدا ہو گیا''

اور یہ نبوت کے منصب کے خلاف نہیں ہوتا یہ ایک طبعی چیز ہے، جیسے بھوک لگنا، پیاس لگنا، نیند آنا یہ سب نبوت کے منافی نہیں، اسی طرح کسی چیز سے ظاہری طور پر خوف محسوس ہو جانا یہ فطری چیز ہے اور جب ان کو خوف محسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿خُذْهَا وَلَا تَخَفْ﴾ (طٰہٰ:۲۱)

''اے میرے پیارے کلیم اس کو پکڑ لیجیے اور ڈریے نہیں''

﴿سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی﴾ (طٰہٰ:۲۱)

''ہم اسے پہلے والی سیرت دے دیں گے۔''

چنانچہ جب اس کو دوبارہ پکڑا تو وہ دوبارہ عصا بن گیا۔ اب یہاں مقصد کوئی کرتب دکھانا نہیں۔ مقصد کیا تھا؟ مقصد ایک بات کا سمجھانا، تعلیم دینا تھا کہ اے

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے پیارے کلیم! جس چیز کو آپ اتنا فائدے والا سمجھ رہے تھے اور اس کے اتنے فائدے گنوا رہے تھے، ہمارے حکم سے جب اس کو زمین پر ڈالا تو وہ نقصان والی چیز بن گئی اور جس کو نقصان والی چیز سمجھ کر گھبرا رہے تھے ہمارے حکم سے آپ نے اس کو ہاتھ لگایا تو وہ فائدے والی چیز بن گئی۔ تو ایک بات سمجھا دی کہ نفع، نقصان چیزوں میں نہیں ہمارے حکم سے چیزوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔

یہی مومن کی حالت ہوتی ہے کہ اس کی نظر ہمیشہ اللہ رب العزت کی ذات پر جمی رہتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ رب العزت جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتے ہیں چیزوں کے بغیر اور چیزیں کچھ نہیں کر سکتیں اللہ کے بغیر۔ حقیقت میں یہ دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ جب نظر اللہ کی ذات سے ہٹی وہیں دھوکہ کھایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اللہ پر یقین:

صحابہ رضی اللہ عنہم کا یقین ایسا تھا کہ نظر ہر وقت اللہ رب العزت کی ذات پر ہوتی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ فتوحات دے رہے ہیں۔ اتنی فتوحات کہ جدھر جاتے ہیں کامیابی قدم چومتی ہے، جدھر جاتے ہیں انہیں نئے انداز میں کامیابی مل جاتی ہے۔ جب ان کا طوطی بولتا تھا، عین اس زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو بھیجا اور پیغام دیا کہ خالد! آج جو رقعہ لے کر آ رہا ہے آج کے بعد یہ فوج کا سپہ سالار ہوگا۔ اگر آپ اللہ کے راستے میں لڑنا چاہیں تو عام سپاہی بن کر لڑ سکتے ہیں اور واپس آنا چاہیں تو آپ میرے پاس مدینہ میں آ جائیں۔ تو انہوں نے آ کر رقعہ دیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! میں اللہ کے راستے میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سپہ سالار اور میں ایک عام سپاہی۔

کسی نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: حضرت! آپ فوج کے سپہ سالار تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور بغیر کسی خاص وجہ کے امیر المومنین نے آپ کو ایک رقعہ بھیجا اور آپ عام سپاہی بن کر لڑنے لگے، آپ کو ایسا کرنا مشکل نہیں لگا؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے تو کچھ مشکل نہیں لگا، اس لیے کہ جب میں سپہ سالار بن کر لڑا تو جس ذات کو راضی کرنے کے لیے یہ عمل کر رہا تھا جب میں سپاہی بن کر لڑا تب بھی اس ذات کو راضی کرنے کے لیے عمل کیا، مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑا۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے امیر المومنین! آپ نے اس عمل سے امت کو اتنے بڑے جرنیل سے کیوں محروم کر دیا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے امت کو جرنیل سے تو محروم کر دیا مگر میں نے امت کا ایمان بچا لیا۔ حضرت! وہ کیسے؟ فرمایا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ اتنی فتوحات دے رہے تھے کہ عام فوجیوں کے دل میں یہ بات آ رہی تھی کہ خالد جدھر جائے گا کامیابی ہوگی۔ لوگوں کی نگاہیں اللہ کی مدد سے ہٹ کر ایک ذات پر جم رہی تھی تو میں نے کہا کہ وہ مدد ہٹ نہ جائے۔ میں نے ان کو ہٹا دیا، اللہ کی مدد تو اب بھی آئے گی اور اللہ اب بھی کامیابی عطا فرمائیں گے۔ آج ہماری بھی نظر ہر حال میں اللہ کی ذات پر رہے اس کو یقینِ کامل کہتے ہیں۔

بدر میں صحابہ کی مدد و نصرت:

اس لیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو میدانِ بدر میں بالکل بے اسباب لے کر آیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مدینے میں رہنے والے گھروں سے باہر نکلیں اور ان کے پاس تلواریں نہ ہوں۔ جس کلچر میں ہر بندے کے پاس تلوار ہوتی تھی اس میں یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ پورے لشکر میں دو تلواریں؟ اصل وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو بغیر تیاری کے کافروں کے سامنے کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ دنیا کو دکھانا چاہتے تھے کہ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

اُدھر بھی تلواریں ہوتیں اور اِدھر بھی تلواریں ہوتیں تو دنیا کہتی کہ یہ اس لیے کامیاب ہوگئے کہ یہ زیادہ بہتر تلوار چلانے والے تھے، یہ تھوڑے ہوکر بھی غالب آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا معاملہ بنایا کہ اسباب تھے ہی نہیں اور ادھر لوہے میں ڈوبی ہوئی فوج تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کیا حال تھا؟ قرآن نے خود گواہی دی:

﴿كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ﴾ (الانفال:٦)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب کافروں کو لوہے میں ڈوبے ہوئے دیکھا تو یوں لگتا تھا کہ موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا ہے اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ﴾ (الانفال:٨)

اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ حق کو حق ثابت کر دیں اور باطل کو باطل ثابت کر دیں۔ چنانچہ جب یہ بغیر اسباب والی جماعت ان کے ساتھ ٹکرائی تو اللہ نے اپنی مدد جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایسی نازل فرمائی کہ ان نہتے لوگوں کو بالآخر کامیابی نصیب ہوئی۔ ارشاد فرمایا:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:۲۴۹)

کتنی بار ایسا ہوا کہ ایک تھوڑی سی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی۔ اب اس کا ترجمہ سمجھنے کے لیے اپنی زبان میں کریں تو یوں ہوگا: کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ نے چڑیوں سے باز مروا دیے۔

﴿وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ”اور اللہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“

پروردگار جب چاہتا ہے چڑیوں سے باز مروا دیا کرتا ہے۔ یہ یقین کہلاتا ہے۔ جب یہ یقین دل میں آ جائے گا تو اللہ کی مدد ساتھ آ جائے گی۔ جب یہ یقین ساتھ نہیں ہوگا تو اللہ کی مدد نہیں ہوگی، پھر اسباب اسباب سے ٹکرائیں گے اور پھر جس کے پاس اسباب زیادہ ہوں گے وہ کامیاب ہو جائے گا۔ تو مومن کو یہ تعلیم دی کہ تم

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی کے میدان میں اگر صرف اسباب لے کر آؤ گے تو ہمیشہ نقصان اٹھاؤ گے۔ تم زندگی کے میدان میں یقین کو لے کر آؤ۔ یقین ایسی نعمت ہے کہ اس کے مقابلے میں کچھ نہیں ٹھہر سکتا۔ اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے:

تَعَلَّمْنَا الْإِيْمَانَ ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ

''پہلے ہم نے ایمان سیکھا پھر ہم نے قرآن سیکھا''

آج یہ ایمان ہمیں سیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ ہم سب لوگوں کی نظر آج اسباب پر ہے، الا ماشاء اللہ۔ اب تو یوں ہو گیا ہے کہ ہر بندہ کہتا ہے کہ میرا تو یقین بنا ہوا ہے۔ بھئی! ہم تو زبان سے باتیں کرتے ہیں، حالات پڑھتے ہیں تو اس وقت نظر آتا ہے کہ یقین کس کا بنا ہوا ہے۔ بس اتنا فرق ہے کہ کچھ باتیں کرتے ہیں اور کچھ بات نہیں کرتے اور جب موقع آتا ہے تو اس وقت تقریباً سب کے عمل ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔ اگر سچے یقین والے صرف تین سو تیرہ اٹھ کر آ جائیں تو اللہ رب العزت دنیا کا جغرافیہ بدل کر رکھ دیں۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں ہو پریشان
تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں رہے ناکام
تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں رہے غلام
غلامی نفس کی ہو، شیطان کی ہو یا کسی انسان کی ہو، نا، نا، نا
ہمیں کہتا ہے یہ قرآن، اے میرے ماننے والے مسلمان!

﴿اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ﴾ (العلق:۳)

''تو پڑھ قرآن، تیرا رب کرے گا تیرا اکرام''

''تیرا رب تجھے عزت و وقار دے گا، تیرے ظاہر اور باطن کو نکھار دے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا''۔ چنانچہ ایسا بھی ہوا کہ ایک ایسا ٹارگٹ تھا جس کو پورا کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی مشکل نظر آتا تھا۔ سب کہتے تھے کہ یہ تو نہیں ہوسکتا، یہ کام تو نہیں ہوسکتا۔ اللہ نے وہ کام بھی کروادیا۔

ناقابل تسخیر قلعوں کی تسخیر:

ایک قوم تھی جس نے بڑے بڑے قلعے بنائے ہوئے تھے۔ مجھے مدینہ کے قریب وہ قلعے دیکھنے کا موقع ملا۔ کم از کم ایک میٹر سے چوڑی ان کے گھروں کی دیواریں تھیں، وہ قلعے ناقابلِ تسخیر نظر آتے تھے۔ ان کی بنیادوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ واقعی اس زمانے کی ظاہری نظر کہتی ہوگی کہ وہ ناقابل تسخیر قلعے ہیں۔ اب صحابہ رضی اللہ عنہم بھی یہی سمجھتے تھے کہ ان کو فتح کرنا بہت مشکل ہے مگر جب میرے اللہ کی مرضی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ راستے نکال دیا کرتے ہیں۔ سنیے قرآن عظیم الشان! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَاظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا﴾ (الحشر:۲)

''تمہیں گمان ہی نہیں تھا کہ تم ان کو یہاں سے نکال سکو گے''

وَ ظَنُّوْٓا اوران کا بھی یہی گمان تھا

﴿اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ (الحشر:۲)

''کہ اب یہ قلعے اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے''

کوئی ان کو فتح نہیں کرسکتا۔ واہ میرے مولا! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا﴾ (الحشر:۲)

''پھر اللہ ایسی طرف سے آیا جہاں سے ان یہود کو گمان بھی نہیں تھا''

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا کیا؟

﴿وَ قَذَفَ فِی قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ﴾ (الحشر: ۲)

''اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان والوں کا رعب پیدا کر دیا''

لہٰذا وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ یہ مسلمان جہاں جاتے ہیں ان کو کامیابی نصیب ہوتی ہے، ہماری طرف رخ کر لیا تو ہماری عورتوں کا کیا بنے گا؟ مال کا کیا بنے گا؟ تو بھائی ان کے آنے سے پہلے ہی محفوظ مقام پر منتقل ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اپنا سامان نکال کر گھروں کو خالی کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ﴾ (الحشر: ۲)

''اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کرنے لگے''

﴿وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (الحشر: ۲)

''مومنین کو پتہ چلا تو انہوں نے بھاگنے میں مدد دی'' میرے مالک فرماتے ہیں:

﴿فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ﴾ (الحشر: ۲)

''او آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو''

جب میں چاہتا ہوں تو ایسے نہتے لوگوں سے ایسے قلعے والوں کو بھی شکست دلوا کر رکھ دیتا ہوں۔ اس یقین کو ہمیں اپنی زندگی کے اندر پیدا کرنا ہے۔ اس پر محنت کرنی پڑے گی، یہ دو چار باتیں کرنے سے حاصل نہیں ہوتا یہ زندگی کی قربانیوں سے حاصل ہوتا ہے۔ میں اور آپ دو منٹ بیٹھ کر بات کر لیں، کوئی وعظ سن لیں، خطبہ دے لیں دو چار دن سوچتے رہیں تو اس سے یہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی، یہ مشقتوں سے کمانا پڑتا ہے اور پھر جس کے دل میں یہ یقین آ جاتا ہے، اللہ رب العزت کی مدد اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ تو ایک ہوا نظر کا راستہ اور ایک ہوا خبر کا راستہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خبر کے راستے میں کامیابی ہے:

خبر کے راستے میں یقینی کامیابی ہوتی ہے۔نظر کے راستے میں کامیابی ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی۔آپ غور فرمائیں، قرآن مجید کی چند مثالیں سن لیجیے:

☆......حضرت موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کے درمیان گھرے کھڑے ہیں۔انہوں نے اپنی رسیاں پھینکیں۔

﴿يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰى﴾ (طٰہٰ:۶۶)

''ان کے جادو کی وجہ سے ایسے محسوس ہوا جیسے یہ رسیاں سانپ بن کر چل رہی ہیں''

اب ایسے وقت میں انسان اپنی عقل سے پوچھے کہ کیا کرنا چاہیے؟ تو عقل کہتی ہے کہ ان سانپوں کے واسطے تمہارے پاس فقط لاٹھی ہے۔لہٰذا لاٹھی مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑنا، جو سانپ قریب آئے لاٹھی سے اس کو کچل دینا، خیال رہے لاٹھی چھوٹنے نہ پائے، کہیں ٹوٹنے نہ پائے، اس لیے کہ یہ امید کا آخری سہارا اور آخری کرن ہے، یہ ہے نظر کا راستہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں، انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا کہ میرے مولا! آپ کا کیا حکم ہے؟ اوپر سے اطلاع آرہی ہے، خبر آرہی ہے:

﴿اَلۡقِهَا يٰمُوۡسٰى﴾ (طٰہٰ:۱۹)

اے موسیٰ! اس لاٹھی کو زمین پر ڈال دو! عقل چیختی ہے، چلاتی ہے، شور مچاتی ہے، یہ کیا کر رہے ہو، یہ زندگی کا آخری سہارا، اس کو بھی ہاتھ سے چھوڑ رہے ہو۔مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے، انہوں نے حکم خدا پر عمل کیا، ظاہری نظر کو نہیں دیکھا جیسے ہی اس کو پھینکا وہ اژدھا بن گیا اور اس نے تمام سانپوں کو نگل لیا اور اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کامیابی عطا فرما دی۔

⊙ ......حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر دریا کے کنارے کھڑے ہیں۔ پیچھے فرعون بھی اپنے لاؤ لشکر کو لے کر پہنچ گیا۔ اب عجیب سی صورت حال ہے، آگے پانی کا دریا ہے اور پیچھے انسانوں کا دریا ہے۔

نا جائے یا دن نہ پائے رستم

﴿قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰۤی اِنَّا لَمُدۡرَکُوۡنَ﴾ (الشعرا:۶۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ نے کہا: اب ہم ٹریس ہو گئے اب کیا ہو سکتا تھا؟ اس وقت یقین بھری آواز اٹھی حضرت موسیٰ نے فرمایا: کَلَّا ''ہرگز نہیں''

﴿اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَہۡدِیۡنِ﴾ (الشعرا:۶۲)

''میرا رب میرے ساتھ ہے اور ضرور میری رہنمائی کرے گا۔''

اچھا! ایسے وقت میں عقل سے پوچھیں کہ کیا کرنا چاہیے کہ آگے پانی کا دریا اور پیچھے انسانوں کا دریا۔ اب میں کیا کروں؟ عقل کہے گی: تمہارے ہاتھ میں سوائے لاٹھی کے کچھ نہیں، بھئی! لاٹھی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جب دشمن آئے تو ان کا مقابلہ کر لینا، ممکن ہے کہ تم بچ جاؤ، یہی صورت بنتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اوپر سے اطلاع آتی ہے:

﴿اَنِ اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡبَحۡرَ﴾ (الشعرا:۶۳)

''میرے پیارے موسیٰ! اس عصا کو پانی پر مارو''

یہ بات سن کر عقل چیختی ہے، چلاتی ہے، شور مچاتی ہے، کہتی ہے: یہ کوئی بات ہے بھلا کہ پانی پر لاٹھی مارو۔ کیا بنے گا لاٹھی کو پانی پر مارنے سے؟ او بھئی! مارنی ہے تو اس لاٹھی کو فرعون کے سر پر مارو، پھر تو شاید کچھ بن جائے، پانی پر مارنے سے کیا بنے گا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ رب العزت کے پیغمبر تھے اس لیے انہوں نے پانی پر

www.besturdubooks.wordpress.com

لاٹھی ماری۔ اللہ رب العزت نے بارہ راستے بنا کر بارہ قبیلوں کو وہاں سے گزار دیا۔ تو کامیابی خبر کے راستے پر ہوئی نظر کے راستے پر نہ ہوئی۔

⊙......حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر وادی تیہ میں ہیں۔ پانی نہیں ہے۔ ناز کی پلی قوم تھی۔ شکوے بھی بڑے کرتی تھی اور بات بات کا بوجھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ڈال دیتی تھی۔ عجیب قوم تھی۔ کہنے لگی: حضرت! پانی نہیں پینے کو، پانی چاہیے جینے کو۔ پانی چاہیے، کیا کریں؟ اب ایسے وقت میں عقل سے پوچھا جائے کہ کیا کرنا چاہیے تو عقل کہتی ہے: آپ کے پاس کوئی ہتھیار اور اوزار ہے نہیں، صرف لاٹھی ہے، تو ایسا کریں کہ لاٹھی سے کوئی گڑھا کھودیں، دھیان رکھنا کہ لاٹھی ٹوٹنے نہ پائے، لاٹھی ٹوٹ گئی تو گڑھا بھی نہیں کھدے گا اور نیچے سے پانی بھی نہیں نکلے گا۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اللہ رب العزت کی طرف سے پیغام ملا:

﴿فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ﴾ (البقرۃ:۶۰)

''میرے پیارے پیغمبر! اس لاٹھی کو پتھر پر دے ماریں''

عقل چیختی ہے، چلاتی ہے، شور مچاتی ہے، کہتی ہے: یہ کوئی کرنے کی بات ہے؟ پتھر پر لاٹھی مارو گے تو لاٹھی ٹوٹے گی اور تم گڑھا بھی نہیں کھود سکو گے اور تمہارے بچنے کی کوئی صورت نہیں رہے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ظاہر کو نہیں دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جیسے ہی پتھر پر لاٹھی ماری اللہ تعالیٰ نے پتھر سے پانی کے چشمے جاری فرما دیے۔ تو معلوم ہوا کہ کامیابی خبر کے راستے پر ملتی ہے، نظر کے راستے پر نہیں ملتی اور خبر کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے نبی جو لائحہ عمل اور طرزِ زندگی لے کر آئے اس پر چلنے میں کامیابی اور اس کے خلاف چلنے میں ناکامی ہے۔

اگر یہ یقین ہو تو ہم کبھی کوئی عمل سنت کے خلاف نہ کریں، ہم کبھی گناہوں کا ارتکاب نہ کریں۔ ہم کیوں اپنے مالک کی نافرمانی کریں گے؟ یہ جو ہماری زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

کی اونچ نیچ ہے یہ ہمارے یقین کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ جو اس عاجز نے عرض کیا کہ یہ یقین کوئی آسان کام نہیں ہے، تو اسی لیے اگر یقین ہوتا تو ہماری آنکھ خطا نہ کرتی۔ اب بتائیں کہ ہم میں سے کتنوں کی آنکھ خطا کرتی ہے۔ ادھر اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) نماز پڑھ کر جاتے ہیں اور وہاں جا کر نظر کسی اور چیز پر پڑی تو وہاں نفس کا حکم مانا یا خدا کا حکم مانا؟ اس لیے کہا کہ یقین نہیں بنا ہوا ہے۔

ایک تابعی کا یقین:

ایک تابعی تھے۔ وقت کے بادشاہ نے بیٹی کو کہا کہ ہم اس قیدی کو اپنا بنانا چاہتے ہیں، اس کو اپنے دین پر لاؤ۔ وہ ایک مہینہ یا کم وبیش اپنے آپ کو بنا سنوار کر ان کے پاس جاتی اور ان کا دل لبھانے کی کوشش کرتی، مگر انہوں نے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ ایک مہینے بعد پوچھنے لگی: مجھ میں کیا کمی ہے؟ میں حسن و جمال کی پیکر ہوں۔ تنہائی ہے، میں خود تمہیں گناہ کی طرف بلاتی ہوں، تم میری طرف کیوں نہیں متوجہ ہوتے؟ تم مرد ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں اس لیے متوجہ نہیں ہوتا کہ میرے رب نے مجھے اس کام سے منع کر دیا ہے۔ اس نے کہا: اچھا! تو پھر یہ طریقہ زندگی مجھے بھی سکھا دو۔ چنانچہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتی ہے۔

"شکار کرنے آئے تھے شکار ہو چلے"

یہ یقین کہلاتا ہے۔

یقین کے حصول کے لیے محنت ضروری ہے:

یہ یقین کب ہے کہ یہاں بیٹھ کر باتیں کر لیں اور باہر نکل کر وہی کام کر لیں جو دوسرے کرتے پھر رہے ہیں۔ جھوٹ بھی بول رہے ہیں، غیبت بھی کر رہے ہیں، حسد بھی کر رہے ہیں، یہ باتیں اس لیے ہیں کہ یقین نہیں بنا ہوا۔ تو یقین باتوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں عمل سے سامنے آتا ہے۔اس لیے میرے بھائیو!اس کو بنانے کی ضرورت ہے،اس پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔زندگیاں لگیں گی،مال لگے گا،وقت لگے گا،جانیں لگیں گی،تب جاکر ہمارے دلوں میں یقین پیدا ہوگا۔یہ جو عمر ملی ہے سو پچاس سال یہ اسی کو کمانے کے لیے ملی ہے،باقی تو ضروریاتِ زندگی ہیں،وہ تو پوری ہو ہی جاتی ہیں۔یہ یقین ہمیں بھی نصیب ہو جائے تو پھر دیکھیے کہ ہماری زندگی کی ترتیب ہی کچھ اور ہو جائے گی۔

دو انمول باتیں

دو باتیں ذہن میں رکھ لیجیے،بات پوری ہو جائے گی۔

(۱) جو سبب غم کا وہی سبب خوشی کا:

ایک تو یہ کہ اگر اللہ کے حکموں پر عمل کریں گے تو جو اسباب آپ کو ذلت کے نظر آرہے ہیں،اللہ آپ کی استقامت کی وجہ سے اسی سبب سے آپ کو عزت عطا فرما دیں گے۔جس سبب سے آپ کو رنج مل رہا ہے،اللہ اسی سبب سے آپ کو خوشی عطا فرمائیں گے۔

قرآن مجید سے دلائل:

اس کی دلیل قرآن عظیم الشان سے سنیے۔

⊙......حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو کنویں میں ڈال دیا اور ان کا کرتہ لے کر آئے جھوٹ موٹ کا خون لگا کر۔

﴿وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ﴾ (یوسف:۱۶)

روتے دھوتے،اس کا مطلب ہے کہ آنسو ہمیشہ سچے نہیں ہوتے دھوکہ بھی دیتے ہیں اور آج تو رو دھو کر بہت دھوکے دیے جاتے ہیں۔آکر کہنے لگے:حضرت!

www.besturdubooks.wordpress.com

یعقوب علیہ السلام سے ہم اپنے بھائی کو چھوڑ کر بھاگنے کے لیے نکلے پیچھے سے بھیڑیے نے کھا لیا اور ثبوت کے طور پر کرتہ دکھا دیا

﴿وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ﴾ (یوسف:۱۸)

اب حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل پر بیٹے کے خون آلود کرتے کو دیکھ کر ایک چوٹ پڑی، غم ملا۔ تو بتائیں غم ملنے کا سبب ظاہر میں کیا بنا؟ بیٹے کا خون آلود کرتہ۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ظاہری سبب جس کو دیکھنے سے دل کو چوٹ لگی وہ کیا تھا؟ بیٹے کا کرتہ دیکھا تھا۔ خیر! نصیحت ہو رہی ہے، قرآن میں اللہ نے اس کو احسن القصص فرمایا۔ فرعونوں کے لیے اس میں بڑی عبرت کی باتیں ہیں۔ بالآخر کیا ہوا؟ ایک وقت آیا کہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام سے معافی مانگنے لگے اور انہوں نے معاف فرما دیا تو بھائیوں نے بتایا کہ آپ کی جدائی میں رو رو کر ابا جان کی یہ حالت ہے کہ

﴿وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ﴾ (یوسف:۸۴)

''غم کے مارے بینائی چلی گئی''

اب اگر بینائی چلی جانے کا پتہ چلا تو حضرت یوسف علیہ السلام یہ فرماتے کہ میں دعا کرتا ہوں (آخر پیغمبر تھے) کہ اللہ میرے والد کو بینائی واپس عطا فرما دے۔ ایسے بھی ہو سکتا تھا، مگر نہیں۔ انہوں نے کہا:

﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ﴾ (یوسف:۹۳)

''میری قمیص کو لے جاؤ''

یا اللہ! راز کیا ہے؟

راز یہ ہے کہ جو سبب بنا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو غم ملنے کا ان کا سبب جب اللہ رب العزت کو پسند آ گیا تو اب اسی بیٹے کا قمیص آ رہا ہے، جیسے ہی اس کو برکت کے وسیلے سے آنکھوں پر لگایا، اللہ نے ان کی بینائی واپس کر دی۔ جو سبب ناکامی کا نظر آتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اللہ اسی میں سے کامیابی عطا فرماتے ہیں۔

⊙......اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو پانی میں ڈال دیجیے۔

﴿وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ﴾ (القصص:۷)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے وحی نازل کی، ہم نے الہام ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں، کہ اگر آپ کو اس کے بارے میں ڈر لگے کہ فرعون کے سپاہی اس کو پکڑ کر نہ لے جائیں تو

﴿فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ﴾

''اس کو دریا میں ڈالو''

﴿فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ﴾ (طٰہٰ:۷)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو وہ پکڑے گا جو اس کا بھی دشمن ہوگا اور میرا بھی۔

واہ میرے مولا! یہ بچے کو بچانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ ساتھ فرما رہے ہیں اس کو پکڑے گا وہ جو اس کا بھی دشمن ہوگا اور میرا بھی دشمن۔ مگر تسلی دی، فرمایا:

﴿وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ﴾

''خوف بھی نہ کھانا اور دل میں رنجیدہ بھی نہ ہونا''

﴿اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (القصص:۸)

''اس کو تمہارے پاس لوٹائیں گے۔ اور ہم نے اس کو رسولوں میں سے بنایا ہے۔''

اب عورت، بیٹے کے معاملے میں اتنی حساس ہوتی ہے کہ اگر اس کو وہم پڑ جائے کہ اس کے بچے کا نقصان ہو جائے گا تو وہ کبھی ادھر قدم بھی نہیں اٹھائے گی اور یہاں حکم ہو رہا ہے کہ بیٹے کو پانی میں ڈال دو۔ ان کی عقل کہتی ہوگی کہ اگر اللہ نے بچے

www.besturdubooks.wordpress.com

کو بچانا ہے تو پھر میرے گھر فوجی آئیں ہی نہ۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ میں اس کو کسی غار میں چھوڑ آتی ہوں، ادھر کوئی جائے گا ہی نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ بھی تو مشاہدے کے خلاف کرواتے ہیں۔ فرمایا کہ ڈالنا ہے تو پانی میں ڈالو۔ عقل کیا کہتی ہے؟ عقل کہتی ہے، بی بی! اگر بیٹے کو پانی میں ڈال دیا تو بیٹا تمہارا گیا۔ وہ کیسے؟ چھوٹے بچے کو باکس میں ڈال کر پانی میں ڈالنا ہے۔ تو بھئی! باکس میں سانس لینے کے لیے سوراخ بھی رکھنے پڑیں گے تو ان سوراخوں سے پانی جائے گا اور بچہ ڈوب کر مر جائے گا اور اگر پانی سے بچانے کے لیے سوراخ بند کریں گے تو بچہ آکسیجن کی کمی سے مر جائے گا۔ عقل کہتی ہے: تیرا بچہ نہیں بچے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ایک عورت ہے مگر اللہ رب العزت کی ذات پر یقین ہے، وہ مشاہدے کو نہیں دیکھتی کہ ہوگا کیا؟ وہ کہتی ہے کہ میرے مالک کا حکم ہے۔ مالک کا معاملہ دیکھو، ماں کو بیٹے کے معاملے میں آزماتے ہیں، اللہ اکبر۔

آپ ذرا ماں کے جذبات کا احساس رکھیے۔ یا آپ کو اللہ تعالیٰ شادی کے دس پندرہ سال بعد ایک ہی بیٹا عطا فرمائے، اور پھر اس بچہ کو کہیں پانی میں ڈالنا پڑ جائے تو پھر دل کی حالت بھی ذرا دیکھ لیجیے۔ وہ ماں ہے، امتحان ہو رہا ہے مگر یقین بنا ہوا تھا۔ جب یقین بن جاتا ہے تو پھر عورتیں بھی اس میدان میں مردوں سے آگے نکل جاتی ہیں، ایسا یقین اللہ تعالیٰ ہر ایک کو عطا فرمائے۔ بی بی ہاجرہ کو اللہ نے کیسا یقین دیا تھا کہ مردوں سے بھی آگے نکل گئیں۔

اب انہوں نے بچے کو پانی میں ڈال دیا اور واپس آگئیں۔ پتہ نہیں گھر آتے ہوئے ان کے قدم کتنے بوجھل ہو رہے ہوں گے۔ آج اگر ماں بچے کو رخصت کرے تو دو منٹ کے بعد اس کو میسج کرتی ہے کہ میں آپ کو مس کر رہی ہوں، تو جب وہ ماں اپنے بچے کو پانی میں ڈال کر آرہی تھی تو کتنا مس کر رہی ہوگی!؟ رات اپنے گھر میں آگئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ادھر کیا معاملہ بنا؟ فرعون اپنی بیوی کے ساتھ دریا کے کنارے ٹہل رہا ہے، اس کے اردگرد اس کی خدمت کے لیے آٹھ سو غلام تھے۔ کسی نے باکس کو دیکھا تو پکڑا اور ان کے حوالے کر دیا۔ اس نے کہا: کھولو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ﴾ (طٰہٰ:۳۹)

''اے میرے پیارے موسیٰ! ہم نے آپ کے چہرے پر محبت کی تجلی ڈال دی تھی۔''

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرے پر ایک جاذبیت تھی، مقناطیسیت تھی، ایسی محبوبیت تھی کہ فرعون کی بیوی نے دیکھا تو خاوند سے کہنے لگی:

لَا تَقْتُلُوْهُ

''اس کو قتل نہ کرنا''

﴿عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ (القصص:۹)

''ہم اسے کو بیٹا بنائیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے''

اب اتنا ظالم فرعون جو ہزاروں بچوں کو ذبح کروا چکا تھا اس نے بیوی کے کہنے پر اس بچے کو چھوڑ دیا۔...... لوگ کہتے ہیں کہ بیوی کی کوئی نہیں مانتا، بیوی کی تو بڑے بڑے فرعون بھی مانتے ہیں۔ یہ ہوم گورنمنٹ ہوتی ہی ایسی ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ بڑا مضبوط ہوتا ہے...... چنانچہ اس نے ایک آرڈر جاری کیا اور کہا: لَا تَقْتُلُوْهُ اس نے کہا: ٹھیک ہے، ہم اس کو بیٹا بنا لیتے ہیں۔ عقل نے دھوکہ دیا۔ فرعون کے دل میں یہ بات آئی کہ جب میں اس کو اپنا بچہ بنا کر اپنے گھر میں پالوں گا تو یہ میرا مرہون منت ہوگا تو کیا یہ مجھ سے تاج چھینے گا؟ مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا، اس لیے میں اس کو اپنا بیٹا بنا لیتا ہوں۔ اتنا خوش ہوا تھا کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس نے اسی وقت آٹھ سو غلاموں کو آزاد کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

روح المعانی میں ایک عجیب نکتہ لکھا ہے: وہ فرماتے ہیں کہ اللہ والے جہاں بھی جاتے ہیں لوگوں کے لیے انسانوں کی غلامی سے اور نفس کی غلامی سے نجات کا سبب بن جایا کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے بھی غلاموں کو آزادی نصیب ہوگئی۔

فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گھر لے آیا۔ اب اس زمانے میں ڈبے کے دودھ نہیں ہوتے تھے: عورتیں دودھ پلاتی تھیں۔ کہنے لگا: عورتوں کو بلاؤ، دودھ پلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾ (القصص:۱۲)

''اور ہم نے دوسری عورتوں کا دودھ ان پر حرام کر دیا۔''

جو عورت آتی ہے، فیڈ دینے لگتی ہے، بچہ فیڈ نہیں لیتا تھا۔ بھوک کی وجہ سے روتا ہے۔ فرعون کی بیوی کو کچھ ہوتا ہے اور اس کو دیکھ کر اس کو بھی کچھ ہوتا ہے۔ عورتیں آتی رہیں اور بچہ دودھ نہیں پیتا۔ ساری رات بے چینی میں گزری۔ صبح کو فرعون کا یہ حال تھا کہ کہتا تھا کہ کوئی عورت تو ایسی آئے جو بچے کو دودھ پلائے ادھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا﴾ (القصص:۱۰)

''حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صبح بہت بے قراری کی حالت میں کی''

بھوکی تھی۔ سوچتی رہی کہ پتا نہیں رات میرے بیٹے کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا﴾ (القصص:۱۰)

''اگر ہم اسے کے دل کو گرہ نہ دیتے تو وہ رو بیٹھتی اور راز کھول بیٹھتی''

ہم نے اس کے دل کو گرہ دے کر تسلی دے دی۔ کہنے لگی: جاؤ بیٹی! بھائی کا پتہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرو۔ وہ بھاگتی گئی۔ اس نے تماشا دیکھا کہ عورتیں دودھ پلانا چاہتی ہیں اور بچہ دودھ نہیں پیتا۔ تو وہ فرعون سے کہنے لگی:

﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ ﴾

(القصص:۱۲)

''میں تمہیں بتاؤں ایسے گھر والوں کے بارے میں کہ جو اس کی کفالت بھی کرے اور دودھ بھی پلائے اور اس کی خیر خواہ بھی ہو۔''

یہ بات فرعون کے ذہن میں کھٹکی تو سہی کہ یہ کیوں کہہ رہی ہے کہ وہ تمہاری خیر خواہ ہوگی۔ چنانچہ اس نے پکڑا اور کہا کہ اے لڑکی! کیوں یہ کہہ رہی ہو؟ وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھی، کہنے لگی: ہم آپ کی قوم ہیں، آپ کی ملت ہیں، آپ کی عوام ہیں، ہم آپ کی خیر خواہی نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا۔ اس نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔ اس نے کہا: امی چلو۔ لو جی امی صاحبہ بھی آ گئیں۔ فرعون کی ایسی مت ماری گئی کہ اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ رات کا جاگا ہوا تھا، کہتا تھا کہ بچہ کسی کا دودھ پی لے اور مجھے سکون کی نیند آ جائے۔ فرعون خدائی کا دعویٰ کرنے والا تھا، اس کی مت ماری گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آئیں، انہوں نے دودھ پلایا تو بچے نے دودھ پی لیا۔ وہ بھی سب خوش ہو گئے۔ فرعون نے کہا: اچھا! اس عورت کو جانے نہ دینا، یہیں رہے اور اس سے کہو کہ بچے کو دودھ پلائے اور وہ جا کر رضائی لے کر سو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ دو تین دن رہیں۔ پھر کہنے لگیں کہ میں تو یہاں نہیں رہوں گی مجھے تو اپنا گھر اچھا لگتا ہے۔ بات بھی ٹھیک ہے ''اپنا گھونسلا اپنا کچا ہو کہ پکا''۔ اس نے کہا کہ میں تو گھر جا رہی ہوں۔ جب اس نے یہ کہا تو فرعون کہنے لگا: بی بی! اکیلی نہ جانا بچے کو بھی اپنے ساتھ لے جانا اس کو اپنے گھر میں دودھ پلاتی رہنا اور میں تمہاری تنخواہ بھی بھیج دیا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (القصص:۱۳)

''ہم نے بچے کو اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کا دل خوف زدہ نہ ہو اور وہ جان لے کہ بے شک اللہ کے وعدے سچے ہیں''

بھئی! بات سچی ہے، ہمیں یہ بات ابھی سمجھ میں نہیں آئی، اللہ کرے سمجھ میں آجائے اور ہم اس کو سیکھنے کے لیے نیت کر لیں۔ یہ تو ایک عورت کا یقین تھا۔

اب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے بنی اسرائیل کو نجات عطا فرمائی اور نجات کے لیے فرعون کو زمین میں بھی تو دھنسایا جا سکتا تھا، آسمان سے پتھروں کی بارش بھی برسائی جا سکتی تھی، زمین میں زلزلہ بھی آ سکتا تھا، سینکڑوں صورتیں ہو سکتی تھیں۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نجات دی تو فرعون کو پانی میں ڈبو کر، وجہ کیا تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو غم ملا تھا تو بیٹے کو پانی میں ڈالتے ہوئے۔ جو سبب غم کا تھا اللہ نے اسی سبب کو خوشی کا بنا دیا اور جب سنا کہ فرعون پانی میں ڈوب گیا ہے تو کہنے لگی۔ الحمدللہ

اگر آپ یقین کے ساتھ اللہ کے حکموں پر چلیں گے تو جو سبب پریشانی کا ہوگا اللہ اسی سبب میں سے سکون عطا فرما دیں گے۔

(۲) ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'':

دوسری بات، ایک نکتہ سمجھیے کہ جیسے ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کریں گے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرمائے گا۔ اس کو کہتے ہیں: ''جیسی کرنی ویسی بھرنی''۔ یہ پکی بات ہے، یہ سو فیصد پکا اصول ہے۔ ہم اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ویسا ہی معاملہ فرمائیں گے اور اگر ہم اللہ سے نظر ہٹا کر غیروں پر نظر

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈالیں گے تو اللہ ہمارے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرمائے گا۔ بندہ جیسا عمل کرتا ہے اللہ کی طرف سے ویسا ہی ردعمل ہوتا ہے۔ جیسا Action ویسا Reaction۔

قرآن مجید سے دلائل:

قرآن مجید سے چند مثالیں سمجھیں تو اور مزہ آئے گا۔

⊙......بنی اسرائیل کی توبہ قبول کرنے کے لیے یہ دستور بنا دیا گیا تھا کہ تم اپنی بستیوں سے باہر نکلو ہم بادل کے ذریعے اندھیرا کر دیں گے۔

﴿فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ (البقرة:۵۴)

''تم چھریاں اپنے جسم پر مارو اور اپنے آپ کو زخمی کرو''

خون بہاؤ۔ قرآن مجید میں ہے کہ پھر ان کی توبہ کی قبولیت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب کتنی عجیب بات ہے کہ توبہ کی قبولیت کے لیے فرمایا کہ اپنا خون نکالو۔ امت محمدیہ کے لیے تو یہ نہیں ہے۔ امتِ محمدیہ کے لیے تو یہ ہے اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ بندے نے زبان سے لفظ بھی کچھ نہیں کہا اور اٹھ کر بھی کہیں نہیں گیا، صرف دل میں نادم اور شرمندہ ہو گیا تو اللہ اس کی ندامت پر توبہ قبول کر لیتے ہیں۔

یہ فرق کیسے؟ علما نے اس کی وجہ لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کے سامنے اللہ کے حکم کو پیش کیا تو بنی اسرائیل نے کہا:

﴿لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ (البقرة:۵۵)

ہم آپ کی بات نہیں مانیں گے جب تک کہ واضح طور پر اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہ لیں، تو انہوں نے ایمان لانے کے لیے شرط لگا دی کہ آنکھوں سے دیکھیں گے تو پھر بات مانیں گے۔ اللہ نے ان کی توبہ کی قبولیت کی بھی شرط لگا دی، اچھا! تو پھر تم بھی خون نکالو گے تو ہم مانیں گے کہ تم واقعی توبہ کرنا چاہتے ہو۔ جب کہ امت محمدیہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سامنے جب نبی ﷺ نے اللہ کے پیغام کو پیش کیا تو انہوں نے بغیر کسی دلیل کے اس بات کو قبول کر لیا اس لیے رب کریم نے فرمایا کہ تم نے میرے پیغام کو بغیر دلیل کے مان لیا، میں بھی دنیا میں تم سے دلیل نہیں مانگوں گا، فقط دل سے نادم ہو جاؤ گے تو میں اس پر توبہ کو قبول کر لوں گا۔

''جیسی کرنی ویسی بھرنی''

◉......ایک چھوٹی سی مثال قرآن مجید میں ہے کہ جو تہجد کی نماز پڑھتے ہیں

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾ (السجدہ:۱۷)

''کوئی بھی نہیں جانتا کہ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے جنت میں کیا تیار رکھا ہے''

اب یہاں طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں نہیں کہا کہ ان کے دل کے سکون کے لیے تیار کر رکھا ہے، ان کی دل کی خوشی کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے؟ بات تو دل کی ہوتی ہے کہ ایسا تحفہ دو کہ دل خوش ہو جائے، دل مطمئن ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے یہاں دل کا تذکرہ ہی نہیں کیا۔ کیا فرمایا؟ کوئی نہیں جانتا کہ انکی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے۔ تو مفسرین نے یہاں نکتہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ تہجد پڑھنے والے رات کو جاگتے ہیں تو صبح کو انکی آنکھیں نیند کو ترس رہی ہوتی ہیں، آنکھیں بوجھل ہو چکی ہوتی ہیں۔ چونکہ آنکھیں اللہ کی عبادت میں نیند کو ترسیں اس لیے رب کریم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے وہ انعام تیار کروں گا کہ جس کو دیکھ کر تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک مل جائے اور آنکھیں خوش ہو جائیں۔ تو ''جیسی کرنی ویسی بھرنی''

◉......حضرت یوسف علیہ السلام پر بھی بہتان لگا لیکن بہتان کے جواب میں ایک بچے نے دو فقرے کہے کہ اگر آگے سے قمیص پھٹا تو اس کا قصور اور اگر پیچھے سے قمیص پھٹا تو اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کا قصور۔ بات ختم ہوگئی۔ لیکن بی بی مریم علیہا السلام پر بھی بہتان لگا، اب اس بہتان لگنے کا واقعہ قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾

(مریم:۱۶)

غسل کرنے کے لیے اپنے مکان کی مشرقی سمت گئی کہ اللہ تعالیٰ نے مشرق کو قبلہ بنایا ہوا ہے۔

﴿فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا﴾

''پردہ کرلیا''

﴿فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾

''ہم نے جبرائیل کو بھیجا بھرپور مرد کی شکل میں''

اب جب بی بی مریم علیہا السلام نے ایک مرد کو سامنے دیکھا تنہائی میں تو گھبرا گئی۔ کہنے لگی:

﴿إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾

''میں رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں''

جبرائیل نے دیکھا کہ بی بی مریمؑ تو گھبرا گئیں، تو فرمانے لگے:

﴿إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ﴾

''میں تیرے رب کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں۔''

﴿لِأَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾

''تاکہ آپ کو نیک بیٹا عطا کیا جائے''

اس بات کو سن کر بی بی مریمؑ اور زیادہ گھبرا گئیں کیوں کہ عام اسباب تو یہ ہوتے ہیں کہ عورت نکاح کرے تو بیٹا ہوسکتا ہے یا گناہ کے ذریعے زنا کرے تو بیٹا ہوسکتا ہے اور بی بی مریمؑ جانتی تھیں کہ دونوں اسباب میری زندگی میں نہیں ہیں۔ چنانچہ فرمانے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگیں:

﴿ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ ﴾

''میرا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟''

﴿ وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ﴾

''نہ میں نے نکاح کیا''

﴿ وَلَمْ اَکُ بَغِیًّا ﴾

''نہ میں نے زنا کیا''

اب جب جرائیل علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ تو گھبرا گئی ہے تو فرمایا:

﴿ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ﴾

''تیرے پروردگار نے یہ کام میرے لیے آسان کر دیا ہے۔''

فَحَمَلَتْ ''بی بی مریم حاملہ ہو گئیں'' اب بی بی مریم بہت پریشان ہیں۔......

آپ تصور کریں کہ جس عورت نے بچپن سے اللہ کے نام پر زندگی گزاری ہو اور ان کی کفالت کے لیے لوگ ایک دوسرے کے لیے جھگڑے کرتے ہوں اور جس کو مسجد کے ماحول میں رکھا گیا ہو اور اعتکاف میں عبادت بھری زندگی گزاری ہو، وہ بچی جب جوان ہو اور حاملہ ہو جائے تو اس کو کتنا غم ہو گا......!! تو بی بی مریمؑ ایک ہارے ہوئے جرنیل کی طرح بیٹھی ہیں۔ اتنا غم اور اتنی ڈپریشن کی کیفیت ہے کہ کہتی ہیں:

﴿ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ﴾

''اے کاش! میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی، کوئی بھولی بسری چیز ہو چکی ہوتی۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَا ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

''ہم نے اس کو اطلاع دی فرشتے کے ذریعے سے''

اَنْ لَّا تَحْزَنِیْ ''غم نہ کر''

فرمایا کہ:

﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا﴾

''تمہارے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا جائے گا''

﴿وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾

اور یہ کھجور کی ٹہنی کو تم ہلاؤ تو کھجوریں گر پڑیں گی

﴿فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا﴾

کھجوریں کھانا، پانی پینا اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو دیکھنا تو تمہارا غم ختم ہو جائے گا اور جب تم اس کو لے کر قوم کے پاس جاؤ گی اور قوم تم سے پوچھے گی تو تم کہہ دینا:

﴿اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾

''میں نے تو رحمٰن کے لیے روزہ رکھا ہوا ہے''

اس دور کے روزے میں بولنے کا بھی روزہ ہوتا تھا۔ چنانچہ

﴿فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ﴾

''بی بی مریم علیہا السلام قوم کے پاس اپنے بچے کو لے کر آئیں''

اور لوگ کہنے لگے

﴿يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا﴾

''او مریم! یہ کیا طوفان چیز لے کر آ گئی؟''

﴿يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا﴾

''اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ برا تھا نہ تیری بہن بری تھی۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اب یہاں پر ایک نکتہ مل رہا ہے کہ غلطیاں نوجوان کرتے ہیں اور طعنے بھائی کو، باپ کو اور ماں کو ملتے ہیں۔ وہ مریم کو کچھ نہیں کہہ رہے تھے کہ مریمؑ ! تو یہ کیا کر بیٹھی۔ یَا اُخْتَ هَارُوْنَ بھائی کی بدنامی، مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَأَ سَوْءٍ والد کا نام لیا، والدہ کا نام لیا۔ اے نوجوانو! احتیاط کی زندگی گزارنا، کہیں اپنے بڑوں کی عزتوں کو پامال نہ کر بیٹھنا۔ ماں باپ زندگیاں گزار کر عزتیں کماتے ہیں اور بچے چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر عزتوں کو گنوا بیٹھتے ہیں۔ اب جب انہوں نے یہ بات کہی تو ان کے جواب میں بی بی مریم نے فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ (بچے کی طرف اشارہ کر دیا) بعض لوگ کہنے لگے:

﴿قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾

''یہ بچہ جو گود میں ہے کیسے بول سکتا ہے؟''

بہتان حضرت یوسف علیہ السلام پر بھی لگا، مگر ان کی گواہی کے لیے دو فقرے بولے گئے کہ اگر قمیص آگے سے پھٹا تو اس کا گناہ اور اگر پیچھے سے پھٹا تو اس کا گناہ۔ بات ختم ہو گئی۔ لیکن یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولتے ہیں اور بولے بھی کیسے کہ دو فقرے نہیں بولے ذرا غور کیجیے۔ آگے کیا ہوا؟

﴿قَالَ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ﴾

''فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں''

﴿اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○ وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ○ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا﴾ (مریم: ۳۰۔۳۳)

اتنی لمبی گواہی! مفسرین نے یہاں نکتہ لکھا کہ وہاں بھی گواہی دی مگر دو لفظ کی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں گواہی اتنی بڑی، انہوں نے فرمایا کہ وہاں بہتان ایک عورت نے لگایا تھا تو دو فقروں میں بات سمٹ گئی۔ یہاں بہتان قوم نے لگایا تھا، اللہ نے جواب میں بچے سے وعظ کروا دیا۔ یہاں چونکہ بہتان لگانے والی ایک پوری قوم تھی اس لیے اللہ نے دو فقروں میں بات نہیں سمیٹی، تو معلوم ہوا:

"جیسی کرنی ویسی بھرنی"

توجہ فرمایئے۔ اب بڑا علمہ نکتہ ہے۔

......ابرہہ نے ہاتھیوں کا لشکر لیا اور بیت اللہ شریف کو گرانے کے لیے آ گیا۔ اس نے ملکِ یمن میں اپنا ایک مرکز بنایا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ دنیا اس کو مرکز بنا دے اور یہ جو مرکز (بیت اللہ) بنا ہوا تھا اس کو مٹا دے۔ وہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر آ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پرندے آ گئے، جنہوں نے چھوٹی چھوٹی کنکریاں پھینکیں اور ان ہاتھیوں اور لوگوں کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا۔ اب یہاں پر ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہاتھیوں کو پرندوں سے کیوں مروایا گیا؟ ہاتھی زمین میں بھی دھنسائے جا سکتے تھے، بیماری بھی پیدا کی جا سکتی تھی، آگ بھی برسائی جا سکتی تھی، مگر نہیں، اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو استعمال فرمایا۔

یہاں پر مفسرین نے ایک عجیب نکتہ لکھا کہ پرندوں کو کیوں استعمال فرمایا؟ اب اس کی عام وجہ جو مفسرین نے لکھی: وہ تو یہ ہے کہ بھئی! یہ اپنی طرف سے ہاتھیوں کو لے کر آیا جو جانوروں میں سب سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔ تو جب وہ سب سے زیادہ طاقت والے جانوروں کو لے کر آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے میں پرندوں کو لے آتے ہیں جو طاقت میں انتہائی کمزور ہیں اور ان کا حشر تجھ کو دکھا دیتے ہیں، یہ بھی طاقت کا جواب ہے۔

مگر مفسرین نے ایک عجیب جواب لکھا جو اس مضمون کے متعلق ہے۔ وہ کیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جیسا عمل ویسا ردِ عمل

"جیسی کرنی ویسی بھرنی"

محققین نے یہ بات لکھی ہے: وہ فرماتے ہیں کہ ابرہہ چلا کس نیت سے تھا؟ وہ چلا اس نیت سے تھا کہ عزت والے گھر بیت اللہ کو گرا دوں اور اپنا گھر جس کی عزت نہیں اس کو عزتوں والا بنا دوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ترتیب کو الٹ کرنے چلا تھا کہ عزت والے گھر کو مٹا دوں گا اور جس کی عزت نہیں اس کو عزت دلاؤں گا۔ جب ابرہہ اس نیت سے چل کر آیا تو رب کریم نے بھی ترتیب الٹ کر دی کہ میرے بندو! عام دستور یہی ہے کہ تم صیاد (شکاری) بنتے ہو اور پرندے تمہارا شکار ہوا کرتے ہیں۔ تم نیت بدل کر آ رہے ہو، ترتیب بدل کر آ رہے ہو، ہم بھی ترتیب بدل کر دکھا دیتے ہیں۔ آج تم شکار بنو گے اور پرندے صیاد ہوں گے، وہ اوپر سے کنکریاں پھینکیں گے، میں ان کے ذریعے سے تمہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح بنا دوں گا۔

حاصلِ کلام:

تو اگر ہمارے دلوں میں اللہ کی ذات کا پکا یقین آ جائے تو ہمیں زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ عزتیں عطا فرمائیں گے اور آخرت میں بھی عزتیں عطا فرمائیں گے۔ اب اس یقین کو سیکھنے کے لیے دعوت و تبلیغ کے نام سے ایک محنت ہو رہی ہے۔ الحمد للہ پوری دنیا میں ہو رہی ہے اور اسمیں یہ بات سکھائی جاتی ہے کہ ذرا اپنے گھروں سے نکلو، اسباب کے ماحول سے ذرا باہر نکلو اور اللہ کے راستے میں قدم اٹھاؤ تو تمہیں اللہ کی مدد کی سمجھ آ جائے گی، تمہیں اللہ کے ساتھ ایمان اور تعلق کی سمجھ آ جائے گی۔ تو واقعی انسان کا ایمان یقین بڑھتا ہے اور انسان کو زندگی کا صحیح راستہ نظر آ جاتا ہے۔ اب اس راستے کو سیکھنے کے لیے آپ حضرات ارادہ فرمالیں، آپ حضرات اس کے مطابق

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے اوقات کو فارغ کیجیے اور اس یقین کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یقین بھری زندگی نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا

ذکرِ کثیر کے فوائد

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جس چیز کا جتنا زیادہ تذکرہ کرنا شروع کردیں اس کا اتنا ہی زیادہ پانے کو جی چاہے گا۔ ایک دن کوئی تذکرہ کر دے کہ اناس کیسا پھل ہے؟ کوئی دوسرے دن تذکرہ کر دے، دو چار مرتبہ تذکرہ ہو تو ہر بندہ کہے گا کہ اناس کھانے کو جی چاہتا ہے۔ تو ذکر سے ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے جو حضرات کثرت سے ذکر کرتے ہیں پھر ان کو دونوں چیزیں نصیب ہو جاتی ہیں۔ فکر کی گندگی بھی دور ہو جاتی ہے اور اللہ رب العزت کی محبت سے دل بھی لبریز ہو جاتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکرِ کثیر کے فوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (الاحزاب: ۴۱-۴۲)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ
﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ (المزمل: ۸)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ذکرِ کثیر کے حکم میں راز:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو''۔ اس آیت کریمہ میں پروردگارِ عالم نے اپنی یاد کا حکم دیا۔ مگر ایک نشاندہی بھی فرما دی کہ ذکر کثرت کے ساتھ کرنا ہے۔ یہ نشاندہی فرمانے میں ہمارا بہت فائدہ ہو گیا۔ اس لیے کہ ڈاکٹر جب کوئی دوائی دیتا ہے تو بتاتا ہے کہ اس دوائی کو آپ نے دن میں ایک مرتبہ لینا ہے۔ صبح و شام لینا ہے یا صبح، دوپہر اور شام لینا ہے۔ دوائی کی مقدار کا صحت کے حاصل ہونے میں بڑا دخل ہے۔ اگر وہ دوائی دن میں تین مرتبہ کھانی تھی اور کوئی آدمی اس کو تیسرے دن کھا لیتا ہے تو اس کو شفا نہیں ہو گی۔ حالانکہ دوائی ٹھیک تھی لیکن مقدار پوری نہیں تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی طرح وہ سالکین جو ذکر تو کرتے ہیں لیکن مراقبہ میں وقت پورا نہیں دیتے۔ کبھی پوچھیں تو پانچ منٹ کا مراقبہ، کبھی پوچھیں تو دس منٹ کا مراقبہ۔ منٹوں میں مراقبے سے دل نہیں بنا کرتے۔

دنیا کے بادشاہوں کا دستور ہے کہ ان کی ملاقات کے لیے جب بھی کوئی آتا ہے، تو گھنٹوں اسے انتظار میں بٹھاتے ہیں۔

آپ کسی دفتر میں وزیر کو ملنے جائیں، صدر کو ملنے جائیں، گھنٹوں دفتر میں انتظار کرنا پڑے گا۔ اس پروردگار کے ہاں بھی یہی معاملہ ہے کہ جو اس کی ملاقات چاہے، جو اس کی محبت چاہے، جو اس کا وصل چاہے وہ بھی گھنٹوں اپنی یاد میں بٹھاتے ہیں۔ دن بسر ہوتے ہیں، زندگی گزرتی ہے اللہ کی یاد میں۔ اس لیے کہ تھوڑا ذکر انسان کو فائدہ نہیں دیتا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذَالِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ﴾ (سورۃ النساء:۱۴۳)

''وہ ذکر نہیں کرتے مگر تھوڑا سا، لٹکے ہوئے ہیں دونوں کے بیچ نہ ان کی طرف نہ ان کی طرف''

تو یہ نشاندہی فرمادی کہ ذکر کثرت کے ساتھ! اس میں بڑا راز پنہاں ہے۔

بے جا شکوہ:

آج سالکینِ طریقت ذکر کرتے نہیں اور پھر شکوہ بھی کرتے ہیں کہ جی فائدہ نہیں ہوتا۔ آنکھ قابو میں نہیں، دل قابو میں نہیں۔ بھئی! بتانے والے شیخ نے نسخہ بالکل ٹھیک بتایا ہوتا ہے، کھانے والا مریض اس کی مقدار کا خیال نہیں رکھتا۔ اسی لیے جب بھی معمولات کے بارے میں پوچھیں تو کہتے ہیں جی حضرت! بس کیا کریں مراقبے کا وقت نہیں ملتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب بتایے کہ وہ کیسا مجنوں جس سے پوچھیں تو کہے لیلیٰ کو یاد کرنے کا وقت نہیں ملتا۔آج ہماری وہی حالت ہے۔دنیا سمجھتی ہے یہ سالک ہیں،صوفی ہیں۔یہ فلاں شیخ سے بیعت ہیں اور اس سب کے باوجود ہم اپنے معمولات کو وقت نہیں دیتے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا:

مَنْ لَّا وِرْدَ لَهٗ لَا وَارِدَ لَهٗ

''جس آدمی کا ورد نہیں اس پر واردات نہیں ہوں گی''

واردات کے ہونے کے لیے ورد ہونا لازمی ہے۔تو یہ جو معمولات بتائے جاتے ہیں یہی تو بنیاد ہیں۔انہیں کو باقاعدہ کرلیجیے۔استقامت کے ساتھ، پابندی کے ساتھ کیجیے۔پھر اس کی برکتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیے۔

جس بندے کو کسی نسخے سے شفا ملے وہ تو اس نسخے کو ہر ایک کو بتاتا ہے۔ہمارے مشائخ کا بھی یہی معمول ہے۔انہوں نے اس ذکر کے نسخے سے شفا پائی اور اسی پیغام کو انہوں نے اس دنیا میں پہنچایا۔ہر ایک کو بتایا کہ بھئی ذکر کی کثرت کرو۔

فکر کی گندگی کیسے دور ہو؟

ایک اصولی بات کو یاد رکھ لیجیے کہ فکر کی گندگی ہمیشہ ذکر سے دور ہوتی ہے۔جو بندہ چاہے کہ میرے خیالات پاک ہو جائیں۔نفسانی،شیطانی،شہوانی خیالات کا جو ہجوم ہے میری سوچوں میں،دماغ میں وہ ختم ہو جائے۔تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ اپنے رب کو یاد کرے۔اس کے سوا کوئی دوسرا طریقہ نہیں۔علم کے حاصل ہونے سے وساوس سے نجات نہیں ملتی،عبادت زیادہ کرنے سے وساوس سے نجات نہیں ملتی۔اللہ کے راستے میں خیرات زیادہ کرنے سے وساوس سے نجات نہیں ملتی۔

جس آدمی کو بخار ہو،وہ وٹامن کھالے تو یہ کھانے سے بخار دور نہیں ہوتا۔کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

درد کی گولی کھانے سے بخار دور نہیں ہوتا۔ ہاں! اینٹی بائیوٹک ایسی دوائی ہے کہ جب وہ اسے استعمال کرے گا تو اللہ رب العزت جلدی شفا عطا فرمائیں گے۔ اس لیے کہ وہ بنی ہی اسی بیماری کو دور کرنے کے لیے ہے۔ "ذکر اللہ" دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

((ذِكْرُ اللّٰهِ شِفَاءُ الْقُلُوْبِ))

"اللہ رب العزت کا ذکر دلوں کے لیے شفا ہے۔"

تو اس سے شفا ملتی ہے۔

جذبِ فیض کے لیے قلب کی استعداد بنانے کا طریقہ:

ایک نقطے کی بات عرض کرتا چلوں کہ قرآن مجید میں بھی شفا ہے۔

﴿وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

﴿ فَاِذَا مَرِضْتُ وَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾

﴿ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ﴾

﴿ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ﴾

یہ شفا ہے مگر کیسے؟ اس بات کو ذرا تفصیل سے سمجھیں۔ ایک حافظ صاحب جو بچوں کو ناظرہ قرآن پڑھاتے ہیں۔ صبح سے لیکر مغرب تک یا عشاء تک۔ ہر وقت قرآن مجید کی آواز ان کے کانوں میں پڑ رہی ہے۔ ایک وقت میں پانچ پانچ بچے۔ سات، سات بچے منزل سنا رہے ہیں اور وہ سب کی غلطیوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ منزل سن رہے ہیں۔ قرآن مجید کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(الانفال:۲۰۴)

''اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم اسے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمتیں برسیں۔''

تو قرآن کی تلاوت سے رحمتوں کے برسنے کا ثبوت قرآن مجید سے مل رہا ہے۔ جب ایک بندے کی تلاوت سے رحمتیں برستی ہیں تو جس استاد کے گرد پچاس یا ستر بچے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں، تو وہاں کتنی رحمتیں برس رہی ہوں گی۔ اب یہ حافظ صاحب جو صبح سے لے کر عشا تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے بھی ہیں سنتے بھی ہیں۔ اب یہ اگر شیخ کو بتاتے ہیں کہ حضرت میری نگاہ میرے قابو میں نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی فکر والی بات تو ہے نا۔ کہیں نہ کہیں مصیبت تو ہے نا کوئی۔

قرآن مجید کی رحمتوں میں تو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ اور پچاس بچے بیٹھے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں اور کوئی گھنٹے، دو گھنٹے کی بات نہیں۔ صبح سے لیکر شام تک پڑھ رہے ہیں پھر اس قرآن پاک کے انوارات دل کو منور کیوں نہیں کر رہے؟ پھر دل سے زنگ دور کیوں نہیں ہو رہا؟ دل کے اندر یہ شہوات ختم کیوں نہیں ہوتیں؟

آخر ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بچہ سبق سنا رہا ہے کئی مرتبہ استاد کی نظر اسی بچے کے اوپر بری پڑ رہی ہوتی ہے۔ آخر اس مصیبت میں کیا راز ہے؟ اگر اتنا قرآن مجید سن کر بھی اس بندے کا تصفیہ قلب نہیں ہوتا تو اور کہاں ہوگا؟ شفا کیوں نہیں ہو رہی؟ ہمارے مشائخ نے اس کا حل بتایا:

وہ فرماتے ہیں کہ دیکھو! جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ابتداء میں اس کا نظام انہضام (ڈائجسٹیو سسٹم) اتنا کمزور ہوتا ہے کہ وہ بہت ہلکا دودھ پی سکتا ہے۔ بھاری دودھ نہیں پی سکتا۔ چنانچہ اس کو ماں اپنا دودھ پلاتی ہے یا پھر بکری کا دودھ پلاتے ہیں۔ وہ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہضم کر لیتا ہے۔ اگر آپ اس کو پہلے دن بھینس کا دودھ پلا دیں تو اس کا ہاضمہ خراب ہو جائے گا، صحت کی بجائے الٹا اس کو بیماری ہو جائے گی۔ تو ماں کا دودھ پیے نہیں تو بکری کا دودھ، پھر جب اس کی صحت اور اچھی ہو گئی، بڑا اور جوان ہو گیا۔ اس کو اب آپ اگر بھینس کا دودھ بھی پلا دیں گے تو وہ اس کو بھی ہضم کر لے گا۔ اس لیے کہ اس کی استعداد بڑھتی چلی گئی۔

بالکل اسی طرح ایک سالک بالکل ابتداء میں جب بیعت ہوتا ہے، دین کی طرف آتا ہے، ابھی اس کے اندر استعداد نہیں بنی ہوتی۔ قرآن مجید کے انوارات کے نزول میں کوئی شک نہیں۔ مگر اس کا قلب ان انوارات کو جذب نہیں کر رہا ہوتا۔ چکنے گھڑے پہ بارش ہوتی ہے، پانی کا اثر نہیں ہوتا۔ وہ ابتدا ہی میں بے چارہ چکنا ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے انوارات تو ہوتے ہیں مگر اس پر اثر نہیں ہو رہا ہوتا۔ کیوں کہ قرآن مجید کے انوارات میں ثقل ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ (الحشر:۲۱)

''اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر اتارتے (نازل فرماتے) تو تو دیکھتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے''

یہ ایسا کلام ہے، ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا﴾ (المزمل:۵)

اس قول کے اندر ثقل (بھاری پن) ہے۔ یہ ہر بندے کے بس کی بات نہیں کہ اس کو اپنے قلب کے اندر جذب کر سکے۔ اس کے لیے قلب کی استعداد بنانی پڑتی ہے۔ تو مشائخ ہر آنے والے اور توبہ کرنے والے سالک کو ذکر کی تلقین کرتے ہیں۔ اس لیے کہ جو ذکر کا نور ہے وہ انتہائی لطیف اور ہلکا ہے۔ کتنا ہی گناہ گار بندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیوں نہ ہو، جب بھی اللہ کے نام کا ذکر کرے گا فائدہ ضرور پائے گا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نام میں اتنی برکت ہے کہ ریا کاری سے بھی اگر کوئی بندہ نام لے گا تو اس کا فائدہ وہ بھی ضرور پائے گا۔ یہ نام ایسا ہے کہ اگر ابتداء میں اس کا ذکر کیا جائے تو قلب اس کا نور جذب کرتا ہے۔ قلب کی استعداد بڑھتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آتا ہے کہ پھر سالک کا قلب قرآن مجید کے انوارات کو جذب کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ پھر تلاوت کی جاتی ہے تو اس کا دل منور ہو جاتا ہے، اس کا ایمان بڑھتا ہے، پھر ایک وقت آتا ہے کہ جب یہ نماز پڑھتا ہے تو نماز کے انوارات کو بھی یہ قبول کرتا ہے۔

نقشبندی سلوک یقیناً موصل ہے:

ہمارے علمائے کرام (مشائخ) نے باقاعدہ اس کا کورس ترتیب دیا ہے۔ اور اس کورس کو سلوک کہتے ہیں۔ ہمارے اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اسباق ہیں اور مشائخ ہر آنے والے کو (سالک کو) اس پر چلاتے ہیں۔

جیسے آجکل موٹروے بنا ہوتا ہے کہ آپ ایک جگہ سے اینٹر ہوں (داخل ہوں) تو کہیں آپ نکل نہیں سکتے، سوائے اس منزل کے جہاں آپ کو پہنچنا ہے۔ ایسی سڑکیں ترقی یافتہ ملکوں میں بنی ہوئی ہیں کہ جو بندہ داخل ہو جائے اب وہ نکل نہیں سکتا، دونوں طرف دیواریں ہیں، جہاں منزل آئے گی، وہاں وہ نکل سکے گا۔ تو منزل تک پہنچے بغیر وہ رہ نہیں سکتا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"ہمارے مشائخ نے اللہ رب العزت سے ایسا سلوک مانگا ہے، جو یقیناً موصل ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بندہ اس راستے پر چلے گا تو اللہ رب العزت کی مہربانی

www.besturdubooks.wordpress.com

شامل حال ہوگی اور وہ یقیناً اپنی منزل پر پہنچے گا۔

تو اس بات کو اپنے مکتوبات میں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ''ہمارے ہاں سالک کی سستی کے سوا اور کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔''

اگر کوئی چلنے والا بندہ ہی گاڑی بند کر کے کھڑا ہو جائے تو وہ گاڑی منزل پر نہیں پہنچے گی، چلتی رہے گی تو منزل پر پہنچے گی۔ دیر یا سویر یہ علیحدہ بات ہے۔ ہمارا سلوک بھی ایسا ہے۔

تو جو سالک اس راستے پر چلتا رہے دیر یا سویر منزل پر ضرور پہنچے گا۔ ہاں! سست ہو جائے، معمولات ہی کرنا چھوڑ دے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے وہ انجن ہی بند کر کے کھڑا ہو گیا۔ اس کا کوئی علاج نہیں۔ لہٰذا سالکین کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ وہ اپنے معمولات کو اپنے کھانے پینے سے زیادہ ضروری سمجھیں۔ ناشتہ چھوٹ سکتا ہے، دوپہر کا کھانا چھوٹ سکتا ہے، رات کا کھانا چھوٹ سکتا ہے، نیند کم ہو سکتی ہے، مگر ہمارے معمولات کم نہیں ہو سکتے۔ جب سالک کی یہ کیفیت بن جائے گی تو پھر یہ اوراد و وظائف اس کو فائدہ دینے لگ جائیں گے۔ ابتداء میں خود کوشش کرنا پڑتی ہے۔

ابتداء میں اوراد و وظائف کی حیثیت:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مبتدی کے لیے اوراد و وظائف دوا ئی مانند ہیں، اور منتہی کے لیے اوراد و وظائف غذا کی مانند ہیں۔

کئی دفعہ کڑوی دوائی پینا بڑی مشکل ہوتی ہے۔ بچوں کو کڑوا کھانسی والا شربت پلائیں تو وہ منہ بناتے ہیں کہ یہ دوائی نہیں پینی لیکن اگر اسی بچے کو آئس کریم کھلائیں تو وہ ایک پلیٹ کھانے کے بعد بھی تمنا کرے گا کہ ایک پلیٹ اور ہو جاتی۔ تو ابتدا میں سالک کو اپنے آپ کو ذکر پر لگانا پڑتا ہے۔ نفس نہیں چاہتا، مارے باندھے بٹھانا پڑتا ہے۔ اب اس میں بھی شیطان ذہن میں وساوس ڈالتا ہے۔ اکثر و بیشتر سالکین آ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں:

''حضرت میں تو بیٹھتا ہوں، مجھے تو نیند آجاتی ہے تو پھر بیٹھنے کا کیا فائدہ؟''

او اللہ کے بندے! بھلے نیند آجائے، بیٹھنے کا فائدہ ہے۔ اس لیے کہ عام سالک کو نیند میں اور ذکر کے کرنے کے وقت میں جو بندے کی کیفیت ہوتی ہے، اس میں وہ فرق ہی نہیں کرسکتا۔ اس کو کیا پتہ کہ وہ نیند تھی یا نعاس تھا؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً﴾

یہ بھی ایک اونگھ کی قسم ہوتی ہے، مگر عام بندہ فرق نہیں کرسکتا۔ مگر اس نعاس کی کیفیت میں اس کے لطائف پرواز کر رہے ہوتے ہیں۔ انجن سٹارٹ ہو چکا ہوتا ہے، وہ چل رہا ہوتا ہے، ترقی مل رہی ہوتی ہے۔

اگر کوئی فقیر کسی بادشاہ کے دروازے پر فجر پڑھ کے بیٹھ جائے اور ظہر تک انتظار میں بیٹھا رہے، اس دوران اس کو گھنٹہ، دو گھنٹہ اونگھ بھی آجائے اور بادشاہ ظہر کے وقت پوچھے: تم کب میرے در پر آئے؟ تو وہ کیا بتائے گا؟ دو گھنٹے کم کر کے کہے گا یا یہ کہے گا کہ فجر پڑھ کے آیا ہوا ہوں؟ اس لیے کہ جب در پر آ گیا پھر اگر نیند آ بھی گئی تو در پر بیٹھنے والوں میں تو شمار ہو ہی جائے گا۔ تو سالک جب مصلے پر بیٹھ گیا، دنیا کو اس نے چھوڑ دیا، اب اس کو تھکاوٹ ہے یا کوئی بھی وجہ ہے جس سے نیند آ گئی، تو اس نیند کی وجہ سے اس کی باطنی ترقی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

محبت الٰہی ناپنے کا پیمانہ:

اس لیے سالک کو چاہیے کہ بیٹھنے کی پابندی کرے۔ اگر کوئی معلوم کرنا چاہے کہ مجھے اللہ رب العزت سے کتنی محبت ہے؟ تو وہ ذرا دیکھے کہ مصلے پہ بیٹھنے کا شوق کتنا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

جب مصلے پر بیٹھنے سے وحشت ہو، بس آیا اور دو رکعت پڑھ کے بھاگا، سنت موکدہ پڑھیں اور فرض پڑھے باقی سب کچھ چھوڑ کے اٹھ گیا۔ جب یہ حالت دیکھیں کہ مصلے پہ بیٹھنے سے وحشت ہوتی ہے، سمجھ لیں کہ نہیں ابھی دوری ہے۔ اس لیے جب مومن مسجد میں آتا ہے، تو حدیث پاک میں فرمایا گیا:

اَلْمُؤمِنُ فِی الْمَسْجِدِ کَالسَّمَکِ فِی الْمَاءِ

''مومن کو مسجد میں ایسے سکون مل جاتا ہے جیسے مچھلی کو پانی میں سکون ملتا ہے۔''

مراقبے کے لیے وقت متعین کرنا ضروری ہے:

تو سالک کو چاہیے کہ اپنے نفس کو مارے، باندھے، خود کو بٹھائے۔ کچھ سالکین ایسے ہوتے ہیں کہ ہم ذکر کریں گے، جب وقت مل گیا۔ ناں، ناں، ناں۔

ابتدا میں وقت کو متعین کریں۔ ڈھیل دے تو نفس صبح کہے گا، شام کو کریں گے، اور شام کو کہے گا، کل صبح کو کریں گے۔ اور اسی صبح شام میں زندگی تمام ہو جائے گی۔ وقت کا تعین کر لیجیے۔ جیسے آج کل لوگ کھانا وقت پر کھا لیتے ہیں، سالک کو چاہیے کہ اس کو باطنی کھانا سمجھے۔

تَحْتَاجُ الْقُلُوْبُ اِلٰی اَقْوَاتِهَا مِنَ الطَّعَامِ

''دلوں کو بھی قوت کے لیے غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔''

جیسے جسموں کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح ہم اپنا روحانی کھانا وقت پر کھانے کی پابندی کریں۔ وقت متعین کر لیں۔ ہر بندے کی اپنی کیفیت ہوتی ہے۔ کوئی عصر سے مغرب تک بیٹھ سکتا ہے، کوئی عشاء کے بعد بیٹھ سکتا ہے، کوئی فجر کے بعد۔ تو جو بھی وقت ہو اس کی پابندی کیجیے۔ اپنے نفس کو بٹھائیے۔ جو مرضی ہو۔ اب اس میں کوئی مصروفیت نکل آئے گی، ملنے والے نکل آئیں گے، مگر اس کی پابندی کیجیے۔ اہل خانہ کو بھی پتہ ہو کہ اتنے سے اتنے وقت پر یہ ذکر و مراقبہ میں بیٹھتے ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت ان کو کسی نے ڈسٹرب نہیں کرنا۔

کچھ وقت تو ہم بھی متعین کر لیں اللہ کی یاد کے لیے تا کہ کہہ سکیں: اے اللہ! ساری دنیا سے ہٹ کٹ کے بیٹھ جاتے تھے تیری یاد کے لیے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ))

میرا اللہ کے ساتھ ایک وقت ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے (لی مع اللہ) اس وقت کی بڑی عجیب تفصیل لکھی ہے۔لیکن اتنا عرض ہے کہ ہم بھی اسی وقت کی اتباع میں اپنا وقت اللہ کے لیے فارغ کر لیں۔بس دل میں یہ سوچیں کہ میں نے اپنے رب کے سامنے بیٹھنا ہے۔

خیالات آنے سے نہ گھبرائیں:

توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کریں۔پہلے دن آپ بیٹھیں گے،ہو سکتا ہے ننانوے خیال آپ کو گندے آئیں اور صرف ایک خیال اچھا آئے۔

اسی موڑ پر علما،طلبا ذکر کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔کہتے ہیں کہ ذکر میں تو الٹا زیادہ وسوسے آتے ہیں۔بھائی! ذکر میں وسوسے زیادہ نہیں آتے۔مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کمرے کے اندر بلی نے پاخانہ کر دیا ہو تو آپ جب بھی اس کا دروازہ کھولیں گے تو بو تو آئے گی۔اب آپ دروازہ کھولتے ہی بند کر دیں کہ میں تو اندر نہیں جاتا بو ہے۔تو یوں وہ بو کبھی نہیں ختم ہو گی۔

ہمارے دل میں شیطان بلی نے گندے خیالات کی نجاست پھیلا رکھی ہے۔اب جب ہم مراقبے میں بیٹھ کر ذرا دل کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرتے ہیں تو اندر سے وہی جو بھر ہوتے ہیں،وہی مخلوق کی محبت وہی الٹی سیدھی باتیں،قطعاً گھبرانے کی بات

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں۔اس کو برداشت کیجیے۔اس پر بھی اجر ملے گا۔

چنانچہ ہمارے مشائخ میں سے کسی بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت میں مراقبے میں بیٹھتا تو ہوں، مگر وسوسے بڑے آتے ہیں۔انہوں نے جواب میں لکھا کہ اگر عام آدمی کو ایک اجر ملتا ہے تو آپ کو اللہ تعالیٰ دگنا اجر عطا فرمائیں گے۔اس لیے کہ رکاوٹ زیادہ ہے۔

حدیثِ پاک سے ثبوت ہے کہ جو بندہ اٹک اٹک کے قرآن مجید پڑھتا ہے اس کو زیادہ اجر مل جاتا ہے۔یہ اس لیے کہ بیٹھنا جتنا مشکل ہوتا ہے اتنا ہی اس کو اجر زیادہ مل جاتا ہے۔تو ابتداء میں بھلے آپ کو ادھر ادھر کے خیالات آئیں۔مگر آپ بیٹھے رہیے، بیٹھے رہیے، بیٹھنے میں ہی راز پوشیدہ ہے، اس ذکر کی برکات کے کھلنے کا۔

تلینِ جلود اور تلینِ قلوب:

اس پہلی کیفیت میں بیٹھنے کی عادت پڑ جائے تو اس کو کہتے ہیں جسم کا ذکر کے ساتھ مناسبت پا جانا۔یہ پہلا قدم ہے، اس کے بعد پھر قلب کو مناسبت ہوتی ہے۔ایک مثال سے ذرا سمجھیے:

جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کے لیے التحیات میں بیٹھنا بڑا آسان بلکہ کئی دفعہ کرسی پر بیٹھنا مشکل لیکن نیچے بیٹھنا آسان ہوتا ہے۔مگر جن لوگوں کو نماز کی عادت نہیں ہوتی یا جو کافر لوگ ہیں، ان کو اگر کہا جائے کہ آپ ذرا التحیات کی شکل میں بیٹھیں تو ان کے لیے یہ ایک مصیبت ہے۔کئی لوگوں کو دیکھا گیا کہ اگر ان کو کبھی نیچے بیٹھنے کا موقع ملے تو پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہیں۔کیوں؟ کہتے ہیں جی ہماری ٹانگیں ٹھیک ایسے مڑتی نہیں، جیسے مڑنی چاہئیں۔

اس لیے کہ ان کے جسم کی مناسبت ہی نہیں اس پوزیشن میں بیٹھنے کے ساتھ۔بالکل اسی طرح سالک کو بیٹھنے سے، پہلے تو جسمانی طور پر مناسبت ہوتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر اس کے دل کو ذکر کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَ قُلُوبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

یہاں ایک راز موجود ہے۔قلوب سے پہلے جلد کا تذکرہ کیا کہ یہ جو اللہ اللہ کرنے بیٹھتے ہیں، پہلے ان کی جلد نرم ہو جاتی ہے، بیٹھنے کی عادت پڑ جاتی ہے، بیٹھنا آسان ہو جاتا ہے۔آدھا گھنٹا، ایک گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ، دو گھنٹے بیٹھنا ان کو کوئی مشکل نہیں ہوتا۔یہ تلین جلود کا مرحلہ ہے۔

بلکہ سالکین کی تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ذرا ادھر ادھر سے وقت ملا، اللہ کی یاد میں، مراقبے میں بیٹھ جاتے ہیں۔جب مراقبے کے لیے طبیعت وقت تلاش کرنے لگ جائے، موقع تلاش کرنے لگ جائے تو آپ سمجھ لیں کہ مجھے اللہ نے اب تلین جلود کا مقام عطا کر دیا ہے۔اس کے بعد تلین قلوب ہے اور تلین قلوب جب ملتا ہے تو پھر انسان کے ذکر کی وہ کیفیت ہوتی ہے کہ ذکر کے بغیر اسے زندگی اچھی نہیں لگتی۔امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

”اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ، اور رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ“

اللہ کی یاد انسان کی زندگی کا حاصل بن جاتی ہے تو ذکر رسوخ پکڑ جاتا ہے۔انسان کے قلب میں اور پھر باطن ڈھل جاتا ہے اور قلب کے اندر کی صفائی ہو جاتی ہے۔نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔ذکر پھر اپنا اثر دکھاتا ہے۔جو حضرات ذکر کر کے اپنے دل کے اندر استعداد پیدا کر لیتے ہیں، پھر قرآن مجید کی تلاوت سے ان کی باطنی ترقی اور زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

اس لیے ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق کو اگر آپ دیکھیے تو ابتداء میں

www.besturdubooks.wordpress.com

سارے ہی اسباق ذکر کے ہیں۔ پھر اس کے بعد تہلیل آتی ہے اور پھر اس کے بعد جا کر مراقبہ اور پھر جا کر کہیں قرآن اور حقیقتِ صلوٰۃ کے مرحلے آتے ہیں۔ تو ترتیب ہی مشائخ نے ایسی بنا دی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی نماز سے فائدہ ہو، تلاوت قرآن سے فائدہ ہو، تو ابتدا یہ ہے کہ ہم ذکر کو اچھی طرح کریں تا کہ ذکر کے ساتھ طبیعت کو مناسبت ہو جائے۔

ذکر کثیر کی تاثیر:

یہ بنیاد اس عاجز نے اس لیے باندھی تا کہ اچھی طرح یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ ہماری بیماریوں کا حل اس ذکر کی کثرت میں پوشیدہ ہے۔ ہم اگر ذکر کرتے بھی ہیں تو کثرت کے ساتھ نہیں کرتے۔ اس لیے فائدہ نہیں ہوتا۔ اس لیے پریشانی ہوتی ہے کہ اتنا عرصہ ہو گیا اور ابھی تک قلب کے اندر وہ نورانیت نہیں آئی جو آنی چاہیے تھی۔

تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ ہم کثرت کے ساتھ ذکر کریں۔ جب طبیعت میں مناسبت ہو جائے گی تو پھر ایک وقت آئے گا کہ ہر وقت انسان کے دل میں اللہ کا دھیان رہے گا، توجہ رہے گی۔ پھر اگر کوئی بندہ اللہ کو بھلانا بھی چاہے گا تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کو بھلا نہیں سکے گا۔ ایسی کیفیت آجاتی ہے۔ بھلانا بھی چاہو تو بھلا نہیں سکو گے۔ ایسا وقت آجاتا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے؟ دنیا میں کسی سے تعلق ہوتا ہے، لوگ نہیں بھول سکتے، اپنی باتوں کو۔ شاعر نے کہا: ؎

روز کہتا ہوں بھول جاؤں اسے
اور روز یہ بات بھول جاتا ہوں

اگر دنیا کے تعلق کا یہ حال ہے تو پھر اللہ رب العزت کے تعلق کا کیا عالم ہو گا؟ اس لیے ہمارے مشائخ نے یہ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

جو دم غافل سو دم کافر

''جو سانس غفلت میں گزر گیا ایسا ہی ہے جیسے وہ سانس کفر میں گزر گیا۔''

انہوں نے یہ چھوٹی سی بات نہیں کی۔ یہ کیفیت بندے کو حاصل ہو جاتی ہے۔ ہمارے مشائخ ایک لحہ بھی اللہ رب العزت سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ ایسی کیفیت ہوتی تھی۔ اور یہی وہ کیفیت ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ﴾

(اٰلِ عمران:۱۹۱)

''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے ہیں۔''

ذکرِ کثیر کی یہ تاثیر کہ انسان کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتا ہے تو قلب کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے۔ محنت ابتداء میں کرنی پڑتی ہے۔ مگر اللہ رب العزت آسانی فرما دیتے ہیں۔

یہ معاملہ ایسا ہی ہے کہ جیسے چھوٹا بچہ ہو اور والد اس کو کہے کہ بیٹا ذرا میری طرف چل کے آؤ۔ ایک، دو میٹر کے فاصلے پر کھڑا کر دیتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ذرا چل کے میرے پاس آؤ۔ تو والد صرف یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ بچہ کوشش کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ والد کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ گر بھی سکتا ہے، اور وہ تیار ہوتا ہے، ذرا اس نے ڈگمگانا شروع کیا تو باپ گرنے نہیں دیتا فوراً اس کو سینے سے لگا لیتا ہے۔ تو پروردگارِ عالم بھی ہماری تمام کمزوریوں کو جانتے ہیں، مگر اس کے باوجود فرماتے ہیں، ذرا میرے پاس آؤ، آؤ میرے پاس۔ پروردگار بھی بندے کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ تو بندے کو چاہیے کہ اللہ رب العزت کی طرف سفر کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جائے، ڈٹ جائے، اگر اس راستے میں کوئی رکاوٹیں ہوں گی تو پروردگار عالم خود مہربانی فرما دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کرامات کی حیثیت:

ہمارے سلوک میں کرامات کو حاصل کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا:

اگر بہواروی مکسے باشی
و بر آب روی خسِ باشی
دل بدست آور تا کسے باشی

''اگر تو ہوا میں اڑتا ہے تو مکھی کی مانند ہے، پانی پر چلتا ہے تو تو ایک تنکے کی مانند ہے، تو تو دل کو قابو میں کر لے تاکہ کچھ تو بن جائے۔''

تو ہم نے اپنے دل پہ محنت کرنی ہے اور اپنے دل کو قابو کرنا ہے۔ پھر اس کی برکتیں دیکھیے گا۔

ذکر کی اہمیت کو سمجھیں:

تو ان اجتماعات کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہم ذکر کی اہمیت کو سمجھیں اور اپنی کمی کوتاہیوں کو دور کریں اور اگر کہیں ہم دوائی کم استعمال کر رہے ہیں تو دوائی کی ٹھیک مقدار استعمال کریں تاکہ فائدہ جلدی ہو جائے۔ اور اگر ہم نام کے سالک بھی بنے ہوئے ہیں اور عمل دیکھو تو ہالک بنے ہوئے ہیں تو پھر تو عمر بھی گزر جائے گی مگر کچھ نہیں بنے گا۔

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ پیر ہرات کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے ایک عجیب بات لکھی، سونے کی سیاہی سے لکھنے والی بات ہے۔ فرماتے ہیں:

''کوئی نقشبندی ہے، کوئی چشتی ہے، کوئی قادری ہے، کوئی سہروردی ہے۔ اگر دل میں خدا کی یاد ہے تو تم سب کچھ ہو ورنہ کچھ بھی نہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ذکر کی کثرت کرنی ہے۔ اس سے پھر ہمارے راستے کھلیں گے اور اللہ رب العزت کی طرف سے خصوصی رحمتوں کا نزول ہوگا، برکتوں کا نزول ہوگا۔

ذکر کرنے میں حکمِ خدا کی بجا آوری ہے:

ہمارے اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں یہ جو آیت ہے، ''﴿وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾'' اسی پر عمل ہے۔ دیکھیے اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔ یہ امر کا صیغہ ہے۔ ''واذکر'' حکم دیا جارہا ہے۔ آج لوگ پوچھتے ہیں ذکر کیوں کرتے ہیں؟ مراقبہ کیوں کرتے ہیں؟ بھئی کیوں نہ کریں، اللہ رب العزت کا حکم ہے ﴿وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ ہمارے رب کا نام کیا ہے؟

اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ تمہارے رب کا نام کیا ہے؟ تو ہم کیا نام لیں گے؟ اللہ۔ یہ اللہ جو ہے اس میں ...... یہ اللہ رب العزت کا اسم ذات کہا جاتا ہے۔ باقی صفاتی نام ہیں اور یہ ذاتی نام ہے۔ تو ارشاد فرمایا:

﴿وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ ''ذکر کر اپنے رب کے نام کا۔''

تو رب کا نام کیا ہے؟ اللہ۔ حکم ہے کہ رب کے نام کو یاد کرو، مگر یاد کرنے کی مقدار ہے۔ کتنا یاد کریں؟

﴿وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ (المزمل: ۸)

حتی کہ مخلوق سے تمہارا دل کٹ جائے اور تمہارا پروردگار سے دل جڑ جائے۔ اس حد تک ہم نے ذکر کو کرنا ہے۔ مخلوق سے انقطاع اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ وصل حاصل ہو جائے۔ اس حد تک ذکر کرنا ہے۔

مراقبہ کیوں کرتے ہیں؟

کہتے ہیں مراقبہ کیوں کرتے ہیں؟ دیکھیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ﴾ (الانفال:۲۰۵)

اپنے رب کا ذکر کر اپنے نفس میں، اپنے جی میں، اپنی سوچ میں، اپنے دھیان میں، اپنے من میں اپنے رب کو یاد کر۔ اب یہ حکمِ الٰہی ہے۔

کیسے کریں! اس کی تفصیل بھی بتا دی۔

تَضَرُّعًا وَّ خِيفَةً ''خفیہ اور پوشیدہ انداز سے''

معارف القرآن میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عینیلیہ فرماتے ہیں کہ ''تَضَرُّعًا وَّ خِيفَةً '' کے الفاظ سے ذکرِ قلبی کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ تو یہ حکمِ الٰہی ہے قرآن مجید میں۔ تم اللہ کا ذکر کرو اپنے من میں، اپنے جی میں، اپنے دل میں۔ ہم اپنے دل میں اللہ کو بیٹھ کر یاد کرتے ہیں۔ اس میں کون سی بات ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔ اور کئی مرتبہ تو بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان کو تو ذکر کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے۔ الحمد للہ اللہ کے بندے ذکر کو کام ہی نہیں سمجھ رہے۔ جس امر کا پروردگار حکم فرما رہے ہیں اس کو کام ہی نہیں سمجھتے۔ تو یہ سوچ کا قصور ہے، ہمیں ان سے کیا گلہ کرنا ہے۔ بہر حال ہمیں تو اپنا مقصد پورا کرنا ہے۔ اور ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہماری اصلاح ہو جائے، ہمارا دل منور ہو جائے، ہمارا دل اللہ رب العزت کی محبت سے بھر جائے۔

ذکر کرنے کے دو خاص فائدے:

تو دو باتیں ہیں۔ پہلی تو ذکر سے فکر کی گندگی دور ہوتی ہے اور دوسرا ذکر سے ذات (اللہ رب العزت) کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

جس چیز کا جتنا زیادہ تذکرہ کرنا شروع کر دیں اس کا اتنا ہی زیادہ پانے کو جی چاہے گا۔ ایک دن کوئی تذکرہ کر دے کہ اناناس کیسا پھل ہے؟ کوئی دوسرے دن تذکرہ کر دے، تو چار مرتبہ تذکرہ ہو تو ہر بندہ کہے گا کہ اناناس کھانے کو جی چاہتا ہے۔ تو ذکر سے ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے جو حضرات کثرت سے ذکر

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں پھران کو دونوں چیزیں نصیب ہو جاتی ہیں۔فکر کی گندگی بھی دور ہو جاتی ہے اور اللہ رب العزت کی محبت سے دل بھی لبریز ہو جاتا ہے۔

مشائخِ عظام اور کثرتِ ذکر:

ہماری بیماریوں کا علاج ذکر کی کثرت میں ہے۔ذکر کی کمی انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔تو ذکر کثرت کے ساتھ کریں۔ہمارے مشائخ کتنا ذکر کرتے تھے؟

☆......حضرت خواجہ فضل اللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ ان کے معمولات میں لکھا ہے کہ جب ہل چلاتے تھے زمین پر تو دل پر اللہ، اللہ کی ضرب بھی لگتی رہتی تھی۔فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب ہل ختم ہوئے میں نے گنا تو اسی ہزار مرتبہ اسم ذات کی ضرب لگائی تھی۔اسی ہزار مرتبہ، اتنا ذکر کرتے تھے۔

☆......حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر جب رات کو مراقبہ ہوتا تھا تو اس کی اختتامی دعا نہیں ہوتی تھی۔کیا مطلب؟ کہ حضرت عشا کے بعد مراقبہ کے لیے تشریف فرما ہوتے اور جماعت ساری حلقہ بنا کے بیٹھ جاتی اس کے بعد اجازت تھی جب کوئی تھک جائے، بے شک وہ چلا جائے۔ایک اٹھ کے جاتا، دوسرا جاتا، تیسرا جاتا حتی کے جاتے جاتے سب لوگ اٹھ کر چلے جاتے اور حضرت جب سر اٹھا کے دیکھتے کہ سب چلے گئے تہجد کا وقت تھا تو حضرت تہجد کی نیت باندھ لیا کرتے۔یہی مراقبہ تھا اور یہی رات کا گزرنا تھا۔مراقبے کی اختتامی دعا ہی نہیں ہوتی تھی۔گھنٹوں مراقبہ کرتے تھے، گھنٹوں۔

مشائخ کی خلوت کی زندگی:

ہم نے اپنے مشائخ کو دیکھا ان کے معمولات منٹوں والے نہیں تھے، گھنٹوں مصلے پر بیٹھتے تھے، بیٹھے رہتے تھے۔ہم نے تو ان کے دن کو دیکھا، کبھی اللہ ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

راتیں بھی دکھا دیتے تو کیا بات ہوتی۔ ان کی خلوت کے لمحات دیکھتے۔

عام لوگ چونکہ جلوت میں دیکھتے ہیں کہ اونچی مشائخ بیٹھے ہیں۔ کھانا بھی اچھا مل رہا ہے اور خدمت بھی خوب ہو رہی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہی کچھ ہے، انہوں نے ان کی خلوت کی زندگی اور مجاہدوں کو نہیں دیکھا ہوتا کہ وہاں انہوں نے کتنا وقت گزارا ہوتا ہے۔

یاد رکھیں! جتنا انسان خلوت میں بیٹھ کے اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نور کو اسی بندے کے چہرے پر سجا دیا کرتے ہیں۔ اس لیے تو اللہ والوں کے چہرے منور ہوتے ہیں۔ تو دل بھی منور ہوتے ہیں اور چہرے بھی منور ہوتے ہیں۔

ارشاد فرمایا:

((اَلَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہَ))

''اللہ والے وہ ہوتے ہیں کہ جن کو دیکھو تو اللہ یاد آ جائے۔''

تو اس لیے ذکر کی کثرت ایک انتہائی اہم نکتہ ہے اور آپ حضرات دلوں میں یہ ارادے کیجیے کہ اگر ہم اپنے معمولات نہیں کرتے تو کریں گے، اور اگر کرتے ہیں، کم وقت دیتے ہیں تو اس کو زیادہ وقت دیں۔

مراقبہ، اصل تریاق ہے:

اکثر ہم اپنے احباب کے خطوط میں یہی شکوہ پڑھتے ہیں کہ حضرت درود شریف کی تسبیح بھی پڑھ لیتا ہوں، استغفار بھی پڑھ لیتا ہوں، بس مراقبہ نہیں ہوتا۔

بھئی! درود شریف اور استغفار یہ اوراد ہیں اور مراقبہ ہمارا سبق ہے۔ یہ اصل تریاق ہے۔

ڈاکٹر جب دوائی دیتا ہے تو اس میں اینٹی بائیوٹک گولی بھی ہوتی ہے، درد کی گولی بھی ہوتی ہے اور وٹامن بھی ہوتے ہیں۔ اس کو ایک نسخہ بنا کے دیتا ہے۔ اب وہ بندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جب گولی کھائے تو اس نے اینٹی بائیوٹک تو کھائی نہیں اور وٹامن کی گولی روز کھائے اور پھر کہے کہ بخار نہیں اتر رہا۔ تو بخار کیسے اترے گا؟ اصل چیز تو وہ تھی جس نے بخار دور کرنا تھا۔

ہمارے گناہوں کے بخار کو دور کرنے کے لیے ذکرِ قلبی، مراقبہ، تریاق کی مانند ہے۔ آزما لیجیے۔ یہ ایسی بات نہیں ہے کہ ہم اور آپ پہلی بار اس سفر کے لیے نکلے ہیں۔ نہیں۔ یہ وہ راستہ ہے جس پہ ہمارے مشائخ۔ صدیوں سے چلے آ رہے ہیں، صدیوں سے۔ کروڑوں انسانوں نے اس راستے پر چل کر زندگی گزاری اور انہوں نے اللہ رب العزت کی محبت کو حاصل کیا۔

آج جیسے دو ضرب دو کوئی پوچھے، تو جواب دینے والا کہتا ہے پکی بات ہے چار ہے۔ جس طرح اس عاجز کو یقین ہے کہ دو ضرب دو چار ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس عاجز کو اس سے بڑھ کے یقین ہے کہ جو بندہ پابندی سے ذکر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں اپنا وصل ضرور نصیب فرمائیں گے۔ اور یہ بات کرتے ہوئے اس عاجز کے پاؤں کے نیچے چٹان ہے۔ ایسے یقین سے کہہ رہا ہوں۔ اس لیے کہ ہم نے اپنے مشائخ کی زندگیوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔

یہ کوئی تجربہ نہیں ہو رہا کہ پہلی بار نئی دوائی مارکیٹ میں آئی ہے کہ آپ اس کا تجربہ کر رہے ہیں۔ یہ ایک پیٹنٹ دوائی ہے۔ شروع سے لے کر اب تک۔

ذکر کب سے ہوتا آرہا ہے؟

نبی علیہ السلام کے دور سے لے کر اب تک ذکر ہوتا آ رہا ہے اور ذکر سے اجر ملتا ہے۔ اس کا اثر ہوتا ہے۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ذکر کرتے تھے باقاعدگی سے ذکر کرتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین ان کی زندگی کے اوقات اللہ کی یاد میں گزرتے تھے۔ ہاں۔ یہ اصطلاحات جو آج استعمال ہوتی ہیں یہ بعد کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مشائخ نے متعین کیں۔ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعین میں سے ہیں انہوں نے سب سے پہلے فنا اور بقاء کا لفظ استعمال کیا۔ تو الفاظ کا استعمال تو چلو بعد میں سہی مگر کیفیات تو شروع سے ہوتی آ رہی ہیں۔

احادیث میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بالکل خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث نقل کر کے پھر پوچھتے ہیں کہ کیا نبی علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتنی دیر خاموش رہنا غفلت کی وجہ سے تھا یا اللہ کی یاد کی وجہ سے تھا؟ تو یہ فقط خاموشی نہیں تھی بلکہ تدبر تھا، تفکر تھا اور یہ ذکر سے بھی اوپر کا مقام ہے۔ تو اس لیے کہ ان حضرات کی زندگیوں میں بھی ذکر بہت زیادہ تھا اور اس وقت سے آج تک چلا آ رہا ہے۔ تو ہمیں ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے۔

بابا من کی آنکھیں کھول:

اگر ہم چاہیں کہ ہمارا من صاف ہو جائے تو جب تک ہم ذکر نہیں کریں گے من کی آنکھیں نہیں کھلیں گی۔

بابا من کی آنکھیں کھول ، بابا من کی آنکھیں کھول
مطلب کی ہے دنیا ساری، مطلب کے ہیں سب سنساری
جگ میں تیرا کوہت کاری تن کا سارا زور لگا کے نام اللہ کا بول
(کوہت کاری یوں سمجھیں کہ مشکل کشا)

بابا من کی آنکھیں کھول ، بابا من کی آنکھیں کھول
دنیا ہے یہ ایک تماشا ، چاردنوں کی جھوٹی عاشہ
(عاشہ محبوبہ کو کہتے ہیں)
پل میں تولہ پل میں ماشہ
گیان ترازو ہاتھ میں لے کر تول سکے تو تول

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ہم من کی آنکھیں کھول کے ذرا دیکھیں تو سہی کہ ہمیں کیا معارف نظر آتے ہیں۔

خلفائے راشدین اور دوامِ ذکر:

خلفائے راشدین کی زندگی کے بارے میں ایک بات لکھی ہے کہ ان کی زبان پر اکثر کچھ اذکار رہتے تھے۔ اور وہ ان کے اذکار ان کے مقامات کے مطابق تھے۔ یہ بھی ایک عجیب معرفت کی بات لکھی گئی۔ مثلاً

- ......سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ اٹھتے، بیٹھتے، ہر وقت لا الہ الا اللہ کا ورد کثرت کے ساتھ کرتے تھے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کی مخلوق پر نظر اٹھتی ہی نہیں تھی، کاملاً ان کی توجہ اللہ رب العزت کی ذات کی طرف ہوتی تھی۔ ہر وقت لا الہ الا اللہ یہ نفی ہو رہی ہوتی تھی مخلوق کی۔ ذکر کر رہے ہوتے تھے۔ تو ان کا ذکر ہر وقت یہ ہوتا تھا۔ تہلیل لسانی اسی کو کہتے ہیں۔
- ......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کثرت سے اللہ اکبر کہنے کی عادت تھی چنانچہ اٹھتے بیٹھتے، جب بھی کوئی بات ہوتی تھی تو کہتے اللہ اکبر کبیرا! یہ ان کی زبان پر زیادہ رہتا تھا۔ کیوں؟ کہ ان کی نظر جب بھی مخلوق پر پڑتی تھی تو مخلوق کی بجائے اللہ رب العزت کی عظمت کی طرف ان کا دھیان چلا جاتا تھا۔ ہر چیز میں اللہ کی بڑائی کو دیکھتے تھے۔ یہ ان کی طبیعت ہی ایسی تھی چنانچہ اللہ اکبر، اللہ اکبر کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے تھے۔
- ......سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی زبان پر اکثر سبحان اللہ کا لفظ رہتا تھا۔ ہر وقت کہتے، بات بات پر سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

آپ نے سنا ہوگا کہ فرشتے بھی سبحان اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو اس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اندر شرم و حیا نسبتاً بہت زیادہ تھی۔ ایسے باحیا تھے کہ اللہ کے فرشتے بھی ان سے حیا کیا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خود نبی علیہ السلام تشریف فرما ہیں، بیٹھے ہیں اپنے گھر میں، حجرہ مبارک میں پنڈلی مبارک کا کچھ حصہ کھلا ہے تو جب اور صحابہؓ آتے ہیں تو آپ ﷺ لیٹے رہے اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں تو آپ اٹھ کے بیٹھ گئے اور جسم مبارک کو ڈھانپ لیا۔ جب پوچھا گیا تو فرمایا کہ جب فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں تو میں کیوں نہ حیا کروں۔ تو ان کو وہ مقام حاصل تھا۔

⊙ ...... سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو الحمد للہ کہنے کا، ان کا تقیہ کلام الحمد للہ تھا۔ تو چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنا اپنا تقیہ کلام تھا اور یہ ان کے مدارج کے حساب سے تھا۔

ترتیب خلافت میں علما کا استدلال:

ہمارے اس سلسلے میں حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا یہ جو طریقت ہے کیا یہ شریعت سے علیحدہ کوئی چیز ہے تو انہوں نے اس کا عجیب جواب دیا۔ فرمانے لگے نہیں، طریقت کا مقصود یہ ہے کہ جو کچھ اجمالی ہے وہ تفصیلی ہو جائے اور جو استدلالی ہے وہ کشفی ہو جائے۔ دو باتیں کہیں۔ تو علماء اسی چیز کو استدلال سے ثابت کر دیتے ہیں، مشائخ اسی چیز کو کشف میں دیکھ لیتے ہیں۔

چنانچہ مشائخ نے ان چاروں حضرات کے مقام کو دیکھا تو ان کو پتہ چلا کہ اللہ رب العزت نے ان کو ذکر کی مناسبت سے مقام دیا تھا۔ اور اسی مناسبت سے پھر ترتیب خلافت بھی آئی۔ لیکن علماء نے اس کو استدلال سے ثابت کر دیا چنانچہ انہوں نے ترتیب خلافت کی اپنی دلیلیں دیں۔

علما نے لکھا کہ نبی علیہ السلام نے جو فرمایا:

((خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ))

تو یہ جو قرنی کا لفظ ہے اس کے اندر ترتیب خلافت کا راز موجود ہے۔ مثلاً جتنے

www.besturdubooks.wordpress.com

خلفائے کرام ہیں، خلفائے راشدین ان کے نام کا آخری حرف اگر آپ لیتے جائیں تو قرنی کا لفظ بن جاتا ہے۔

صدیق کی 'ق' عمر کی 'ر' عثمان کی 'ن' اور علی کی 'ی' سب کے نام کا آخری حرف لیں تو کیا بن گیا؟ قرنی۔

تو فرماتے ہیں کہ قرنی کے لفظ میں ہی اللہ نے ان کی خلافت کی ترتیب بتا دی۔ اب انہوں نے اس کو دلائل سے ثابت کر دیا۔

بعض علما نے یہ دلیل دی کہ اگر ایک آدمی کے سسر ہوں اور ساتھ داماد ہو تو پھر فضیلت کس کے مقام کو حاصل ہے؟ سسر کو اس لیے کہ وہ والد کے درجے میں آجاتا ہے۔ اور داماد بیٹے کے درجے میں آجاتا ہے۔ تو سسر کو داماد پر فضیلت ہوتی ہے۔

لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ دونوں نبی علیہ السلام کے سسر تھے۔ اور باقی دو حضرات نبی علیہ السلام کے داماد تھے۔ اور ان میں سے بھی ایک عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دو بیٹیاں اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ایک بیٹی۔ لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے نمبر پر اور علی رضی اللہ عنہ چوتھے نمبر پر خلیفہ بنے۔

تو علما نے جن چیزوں کو استدلال سے ثابت کیا ہمارے مشائخ نے انہی چیزوں کو کشف کے ذریعے دیکھ کر بتا دیا۔ تو ان حضرات کا مقام ذکر کی مناسبت سے ہے۔ تو ذکر وہ حضرات بھی کرتے تھے، ہمیں بھی آج ذکر کی کثرت کے ساتھ کرنا ہے اور اسی میں ہماری تمام بیماریوں کا علاج موجود ہے۔

اللہ کی یاد میں سب کو بھول جائیں:

اتنا ذکر کیجیے کہ انسان ذکر کرتے کرتے اپنے آپ کو بھول جائے، بس اللہ کی یاد دل میں رہ جائے۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ ان کی خانقاہ پر سو، ڈیڑھ سو آدمی ہر وقت اللہ، اللہ سیکھنے کے لیے آتے تھے۔ صبح، دوپہر، شام ہر وقت وہیں ہوتے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کے حالات میں لکھا ہے بلکہ ہم نے اپنے شیخ سے یہ بات سنی بھی کہ وہ فرماتے تھے کہ جب رات کو لوگ سوتے تھے تو تھوڑی دیر کے بعد کسی ایک سالک پر حال طاری ہوتا۔ اللہ، اللہ، اللہ کہتا تھا۔ وہ زور سے یہ کہنے لگ جاتے تو سب کی آنکھ کھل جاتی اور تھوڑی دیر بعد ان کی طبیعت ذرا سنبھلتی، تھوڑی دیر آنکھ لگتی پھر کسی نہ کسی کے اوپر وہی کیفیت طاری ہو جاتی...... اللہ، اللہ، اللہ۔ اسی طرح سوتے جاگتے میں ساری رات گزر جایا کرتی تھی۔

یہ کیفیت تھی ان حضرات کی۔ فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ دو بوڑھے تھے دونوں آپس میں قریب قریب بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے کے بال کھینچتا، کپڑے کھینچتا، جھنجھوڑتا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ دوسرا پہلے والے کو اسی طرح کرتا۔ اب لوگ بڑے حیران کہ یہ لوگ سالک ہیں، بزرگ ہیں تو یہ مجھے میں کیا ایک دوسرے کو مار رہے ہیں اور بال کھینچ رہے ہیں۔ تو ایک بندہ ان کے قریب ہوا کہ دیکھیں تو سہی کہ مسئلہ کیا ہے۔ جب قریب ہوا تو تب اس کو پتہ چلا کہ ان میں ان کے درمیان الجھاؤ کا معاملہ پیش کیسے آیا۔

دونوں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک نے دوسرے کو کہہ دیا کہ اللہ میڈا ہے اور دوسرے پر بھی محبت کا عجیب غلبہ تھا اس نے اس کو جھنجھوڑ کے کہا جی اللہ میڈا ہے۔ اب وہ اس کو جھنجھوڑتا ہے اللہ میڈا ہے اور وہ اس کو جھنجھوڑتا ہے اللہ میڈا ہے۔ آپ اندازہ لگائیے۔ کتنی محبت ان کے دلوں میں ہوگی کہ جو اللہ کی محبت میں اتنے مست تھے کہ ان کو بس یہی اچھا لگتا تھا کہ اللہ میڈا ہے۔

کاش! یہ کیفیت ہمیں بھی زندگی میں کبھی حاصل ہو جاتی۔ یہ محبت ایسی چیز مل جائے۔ یہ ہے "اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ" اللہ تعالیٰ کی شدید محبت دل میں۔ یہ بندے کو پھر مضطرب بنا دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبتِ الٰہی میں اضطراب ضروری ہے؟

اسی لیے حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک سالک ذکر کے حصول میں مضطرب نہ ہو جائے تب تک کام نہیں بنتا۔

﴿حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾

فرماتے ہیں کہ ایسی کیفیت ہو کہ زمین اس پر باوجود کشادگی کے تنگ ہو جائے اور یہ کیفیت ہو کہ ہر سالک محسوس کرے

﴿وَ ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ﴾ (التوبۃ:۱۸)

کہ اب میرا اللہ کے علاوہ کوئی ملجا اور ماوٰی نہیں۔ تو جب یہ کیفیت ہو جائے گی تو پھر دیکھنا کہ قلب کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور کتنا آتا ہے۔ تو یہ ایک بنیاد ہے۔

ذکر کو کثرت سے کرنا، اگر یہ نسخہ سمجھ میں آگیا تو پھر آپ تھوڑی دیر کے لیے اپنے شیخ کی صحبت میں بیٹھیں گے تو یہ تھوڑی دیر نہیں رہے گی اللہ اسی میں کام سنوار دیں گے۔

انتقال نسبت اور صفائی قلب:

جن حضرات کے آپ نے یہ واقعات پڑھے کہ اپنے شیخ کی خدمت میں آئے اور بس ایک دن میں ان کو نسبت مل گئی، یا ایک محفل میں نسبت مل گئی، ایک مہینے میں نسبت مل گئی تو یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنے مقام پر رہ کر اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا۔ انہوں نے اپنے دل کو صاف کیا ہوا تھا۔ جب کوئی آئینہ صاف کر کے اپنے شیخ کے پاس آئے تو پھر اس میں نسبت کے انڈیلنے والی بات ہی پیچھے رہ گئی۔

ہم کیا کرتے ہیں کہ گندے برتن لے کر آ جاتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ ہم پر

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی وہی توجہ کریں جو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔ کہتے ہیں: پتہ نہیں یہ واقعہ کہاں سے پڑھ لیا، یہ نہیں بھولتا۔ ہاں! یہ واقعہ سو فیصد ٹھیک ہے لیکن جس پر توجہ ہوئی ذرا یہ تو سوچیے کہ اس بندے نے کتنی اخلاص سے خدمت کی ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کو کتنا راضی کیا ہوگا؟ کہ آخر ایک ایسا وقت آیا قربانی دینے کے بعد کہ اس کے شیخ کے قلب کی یہ کیفیت ہوگئی، شیخ نے خود پوچھا بتا تو کیا چاہتا ہے، تو وہ کہنے لگا کہ جو آپ کی کیفیات ہیں، میں وہی چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اپنے سینے سے لگایا تو اللہ رب العزت نے نسبت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل فرما دیا۔

ہاں! یہ نسبت منتقل ہوتی ہے لیکن اس کے لیے پھر برتن کو صاف کر کے آنا پڑتا ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ اپنے شیخ کی خدمت میں گئے تھے۔ چند دن کے بعد ان کو بھی نسبت مل گئی تھی۔ تو یہ وہ حضرات تھے جو اپنے مقام پر رہ کر کثرت کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔

آج کے سالکین کی حالتِ زار:

آج ہمارا مسئلہ یہ بنتا ہے کہ ہم اپنی جگہ اوراد و وظائف اور ذکر کی پابندی نہیں کرتے اور اگر کبھی شیخ کی صحبت میں جانا بھی ہوتا ہے تو وہاں جا کر توقعات کرتے ہیں کہ بس جی ان کے پاس کوئی مشک ہونا چاہیے اور اس کے اندر ڈبکی لگوائیں اور اللہ کے رنگ میں رنگ کے ہمیں واپس بھیج دیں۔

آتے بعد میں ہیں اور کہتے پہلے ہیں کہ حضرت میں نے بڑے مشائخ کو دیکھا۔ فلاں کے پاس بھی گیا، فلاں کے پاس بھی گیا، فلاں کے پاس، احسان چڑھاتے ہیں۔ حضرت میں نے بڑے مشائخ کو دیکھا ہے لیکن آپ سے بیعت کی ہے۔ بس اب میں حاضر ہوا ہوں، ذکر و مراقبہ تو ہوتا نہیں بس آپ ہی توجہ فرما دیں۔ ویسے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے جلدی گھر جانا ہے۔ اور پھر تیسری بات یہ بھی کرتے ہیں کہ بیوی بھی کوئی بات نہیں مانتی اس کے لیے بھی کچھ بنا کے دے دیں کہ میں نے جلدی گھر جانا ہے۔

اگر سالک اور پیر کے درمیان اس طرح ہوگا تو پھر اصلاح کیسے ہوگی؟ تو اس لیے اجتماعات کا مقصد صرف وعظ ونصیحت کر کے اور دھواں دار تقریریں کر کے بھیجنا نہیں ہوتا۔ بلکہ بات ذہن میں بٹھانی ہوتی ہے، ذہن سازی کرنی ہوتی ہے، کچھ سمجھانا ہوتا ہے۔

اگر ہم نے آج یہ بات سمجھ لی کہ ہم اپنا کھانا بھی چھوڑ دیں گے اور مراقبے کا ناغہ نہیں کریں گے تو بس آپ سمجھ لیں کہ ایک بنیاد بن گئی تو پھر اس کی برکت، محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی۔ پھر آپ دیکھئے گا کہ آپ اس راستے پر کتنی تیزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ یہ بہت آسان راستہ ہے۔ مشکل نہیں ہے۔ الحمدللہ۔

کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ ہر بندہ نہیں کر سکتا۔ تو ہمارے مشائخ نے الحمدللہ اللہ رب العزت سے ایسا راستہ مانگا کہ جس پر چلنا ہر بندے کے لیے بہت آسان ہے۔ اللہ رب العزت کا احسان سمجھئے کہ پروردگار عالم نے ہمیں اس جگہ ان بڑے حضرات کی خدمت میں حاضری کی توفیق نصیب فرمائی۔

مشائخ سے توجہات لینے کا طریقہ:

اب ہم ان توجہات سے فائدہ تبھی پائیں گے جب ہم اپنے قلب کی توجہ ان حضرات کی طرف رکھیں گے۔ جب صحبت میں ہوں تو رابطہ شیخ، اپنے آپ کو خالی سمجھیں۔

یوں سمجھیں کہ اوپر سے فیض آرہا ہے۔ نبی علیہ السلام کے قلب مبارک میں اور مشائخ کے قلب سے ہوتا ہوا میرے شیخ کے قلب سے فیض میرے قلب میں آرہا ہے۔ یہ رابطہ قلبی ہے جب سامنے ہوں اور جب سامنے نہیں تو ذکر قلبی ہے۔ اگر یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دو باتیں سمجھ میں آ گئیں تو پھر دیکھئے اس کی برکتیں کیسے ملتی ہیں۔

ہمارے مشائخ کی ایک ایک محفل بندے کے دل کو دھو دینے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ لیکن دل کا قبلہ درست ہونا چاہیے۔ اگر بارش موسلا دھار ہو لیکن ایک پیالہ ہی الٹا ہو تو اس میں تو کوئی قطرہ پانی نہیں آئے گا۔ تو یہ بارش کا قصور نہیں یہ اس پیالے کا قصور ہے جس کا رخ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم ایسی جگہوں پر آئیں تو دل کے پیالے کو ٹھیک کر کے بیٹھیں۔ متوجہ ہو کر بیٹھیں۔

﴿اِنَّ فِی ذَالِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ﴾

''بے شک اس میں نصیحت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل ہیں''

ان باتوں میں نصیحت ہے ان کے لیے جن کے دل ہوں یعنی ان کے دل متوجہ ہوں۔

﴿اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ﴾ (ق:۳۷)

ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھیں اور نگاہیں شیخ کے چہرے کی طرف ہوں، کان متوجہ ہوں کہ کیا فرماتے ہیں دل حاضر ہوں۔ پھر دیکھئے کہ آپ کو ایک محفل میں کتنا فیض ملتا ہے۔ آداب کے ساتھ تھوڑا بھی وقت گزاریں گے تو زیادہ فائدے کا سبب بن جائے گا۔

تو یہ بنیادی چند باتیں تھیں جو اس عاجز نے آپ کے سامنے عرض کر دیں۔ مقصود تو اپنا سبق پکا کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز کو بھی ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمادے۔ اور آپ حضرات بھی اگر ان پر پابندی فرمائیں گے تو انشاء اللہ ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔ فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ تو ذکر کی کثرت کرنی پڑتی ہے۔ ذکر کر کے پھر وہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ پھر انسان اپنے رب کی یاد میں لگ جاتا ہے۔ اللہ کے نام کو بھولتا ہی نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت منے شاہ اور ذکرِ الٰہی:

حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دارالعلوم دیو بند کا سنگِ بنیاد رکھا جانے لگا تو مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت یہ اعلان فرمایا کہ آج سنگِ بنیاد میں ایک ایسی ہستی سے رکھواؤں گا کہ جنہوں نے کبیرہ گناہ تو کیا کرنا، کرنے کا ارادہ ہی دل میں کبھی نہیں کیا۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا:

مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں ''منے شاہ'' کے نام سے مشہور تھے۔ ظاہر میں تو قد چھوٹا تھا مگر اللہ کے ہاں قد بہت بڑا تھا اور گھاس کاٹتے تھے۔ اور گھاس کاٹ کر بیچ کے اپنا وقت گزارتے تھے۔ ظاہر میں حیثیت اتنی معمولی سی تھی مگر بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔

ان کے بارے میں آتا ہے کہ سارا سال ایک ایک پیسہ جمع کر کے اتنا پیسہ جمع کرتے کہ دارالعلوم کے اساتذہ کی سال میں ایک مرتبہ دعوت کرتے۔ اساتذہ خود لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ہمیں سارا سال ان کی دعوت کا انتظار رہتا تھا۔ جب ہم ان کی دعوت کھا کے آتے تھے تو چالیس دن تک نماز کی حضوری میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ سبحان اللہ!

چالیس دن تک ہم نماز میں حضوری کا اضافہ پاتے، جب ان کی دعوت کھا کے آتے۔ ان سے سنگ بنیاد رکھوایا گیا اور ان کی کیا کیفیت تھی؟ ان کے ذکر کی یہ حالت تھی کہ ان کا داماد تھا اس کا نام تھا ''اللہ بندہ'' وہ سامنے سے گزرا۔ ارے میاں تم کون ہو؟ حضرت میں اللہ بندہ ہوں۔ ارے سبھی اللہ کے بندے ہیں، تم کون ہو؟ حضرت میں آپ کا داماد اللہ بندہ ہوں۔ اچھا، اچھا، اچھا۔ پھر کچھ دیر بعد سامنے آتا، ارے میاں تم کون ہو؟ حضرت میں اللہ بندہ ہوں۔ ارے، سبھی اللہ کے بندے ہیں تم کون ہو؟ حضرت میں آپ کا داماد اللہ بندہ ہوں۔ اچھا، اچھا، اچھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو سال وہ داماد آپ کی خدمت میں رہا اور دو سال میں اس کا نام یاد نہ ہوا۔ غیر کا نام ایسے محو ہو گیا تھا کہ ماسوا کہ قلب میں میں دوسرے کا نام آتا ہی نہیں تھا۔

یہ ذکر کی کیفیت تھی ہمارے مشائخ کی۔ اللہ کا نام رچ بس گیا تھا ان کے دلوں میں۔

ہم بھی ایسا ذکر کریں:

اسی طرح ہم بھی ذکر کی کثرت کریں۔ تا کہ ہمارے قلب میں اللہ کا نام رچ بس جائے، اتر جائے اللہ کا نام۔ ایسی کیفیت ہو کہ:

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے الہ
لا الہ الا اللہ ، لا الہ الا اللہ

یہ کیفیت ہو جائے اللہ تعالیٰ سے ہم ایسا دل مانگیں۔

اللہ وہ دل دے جو تیرے عشق کا گھر ہو
دائم رحمت کی اس پہ تیری نظر ہو
دل دے کہ تیرے عشق میں یہ حال ہو اس کا
محشر کا اگر شور ہو تو بھی نہ اس کی خبر ہو

ایسے اللہ رب العزت کی ہمارے دل میں یاد آ جائے کہ ہمیں ہر چیز سے غافل کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی یاد عطا فرما دیں۔ (آمین ثم آمین)

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

تصوف وسلوک

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ایک تھیں تعلیماتِ نبوی اور ایک تھیں کیفیاتِ نبوی۔ تعلیماتِ نبوی ﷺ کو ''علم شرائع'' (شرع کا علم) کہتے ہیں۔ اور کیفیاتِ نبوی ﷺ کو ''علم الاحسان'' کہتے ہیں۔ اسی علم الاحسان کا دوسرا نام تصوف ہے۔ بھئی! ہم اگر اس کو تصوف کہتے ہیں اور آپ کو اس نام سے چڑ ہے تو آپ اس کو تزکیہ کہہ دیں یا علم الاحسان کہہ لیں، یہ تو قرآن و حدیث کے الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں فرماتے ہیں:

﴿وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ (ال عمران:۱۳۴)

''اور اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت فرماتے ہیں''

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تصوف وسلوک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّم

ہر گل رنگ و بو دیگر است:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

''انسان کانوں کی مانند ہیں، جیسے سونے اور چاندی کی کانیں۔''

کسی انسان میں اللہ نے کوئی صفت رکھی ہے اور کسی میں کوئی۔ اگر انسانوں کی زندگیوں کا جائزہ لیا جائے تو ان میں مختلف صفات نظر آئیں گیں۔

ہر گلِ رنگ و بو دیگر است

''ہر پھول کا رنگ اور ہر پھول کی خوش بو جدا ہوتی ہے۔''

کسی میں کوئی خیر کی بات ہوگی اور کسی میں کوئی شر کی بات ہوگی۔ حتی کہ جس کو ہم بہت ہی برا اور فاسق و فاجر کہتے ہیں ان کی زندگیوں کو قریب سے دیکھیں تو ان میں بھی آپ کو کوئی نہ کوئی اچھی باتیں نظر آجائیں گی۔ گویا انسانوں کی زندگیوں کی عقلی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خیر اور شر کا ماحول:

مخلوقات میں سے

......جو سراپا خیر ہیں، وہ فرشتے ہیں۔

......جو سراپا شر ہے، وہ شیطان ہے، اور

......جو خیر اور شر کا مجموعہ ہے، وہ حضرت انسان ہے۔

یعنی ہر انسان کے اندر خیر بھی ہے اور شر بھی۔ فرق یہ ہے کہ انسان اگر خیر کے ماحول میں رہے تو اس پر خیر غالب آجاتی ہے اور شر کے ماحول میں رہے تو اس پر شر غالب آجاتا ہے۔ دنیا کے نیک ترین کو اگر برا ماحول مل جائے تو اس کے پھسلنے کے مواقع موجود ہوتے ہیں۔ اور اگر دنیا کے بدترین انسان کو اچھا ماحول مل جائے تو اس کے سنورنے کے مواقع موجود ہوتے ہیں۔ تو ماحول کا انسان پر اثر ہوتا ہے۔

ماحول کے اثرات:

علما نے لکھا ہے کہ جو لوگ مختلف جانور پالتے ہیں ان پر ان جانوروں کا بھی اثر ہوتا ہے۔ مثلاً

......جو لوگ گھوڑے پالتے ہیں ان کے اندر شجاعت ہوتی ہے۔

......جو اونٹ پالتے ہیں ان کے اندر ہٹ دھرمی ہوتی ہے۔

......جو بکریاں پالتے ہیں ان کے اندر عاجزی ہوتی ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ اگر جانوروں کے ساتھ رہنے پر انسان کے اوپر اثرات مرتب ہو جاتے ہیں تو پھر نیک صحبت میں رہنے سے نیک اثرات کیوں مرتب نہیں ہوں گے۔ اسی لیے کہتے ہیں:

اَلصُّحْبَةُ مُؤَثِّرَةٌ ''صحبت کے اثرات ہوتے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو نیک ماحول میں رکھے۔ نیک دوست بنائے تاکہ وہ اس کو نیکی کے راستے سے ہٹنے نہ دیں، بھٹکنے نہ دیں۔ اگر وہ بھٹکنا بھی چاہے تو وہ اس کو نیکی کی طرف کھینچیں۔ آج کل نوجوان کہتے ہیں: میرے دوست برے ہیں، میں نہیں ہوں۔ وہ برے کام کرتے ہیں، میں تو صرف دیکھتا ہوں، میں کرتا کچھ نہیں۔ جب بھی کوئی نوجوان یہ بات کرے تو آپ سو فیصد یہ سمجھ لیں کہ یہ بڑے یقین سے جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ خود برے کام نہ کرے۔ دوست ہی سے تو پہچان ہوتی ہے۔ اگر اچھے دوست ہوں گے تو بندہ خود بھی اچھا ہوگا اور اگر برے دوست ہوں گے تو وہ خود بھی برا ہوگا۔ تو انسان جس ماحول میں پرورش پائے اس پر اس ماحول کے اثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں۔ نیکی کے ماحول میں رہنے والا اللہ رب العزت کا مقبول بندہ بن جاتا ہے اور برائی کی زندگی گزارنے والا اور برے ماحول میں رہنے والا اللہ رب العزت کا ناپسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

جسمانی اور روحانی بیماریاں:

انسان کے جسم میں جسمانی بیماریاں بھی ہوتی ہیں اور روحانی بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔ جسمانی بیماریاں تو وہ ہیں جو آپ جانتے ہیں۔ جیسے ایک بندے کو بلڈ پریشر ہے، شوگر ہے، السر ہے۔ یہ تو ڈاکٹروں کی ٹرمینالوجی کی بیماریاں ہیں۔ اسی طرح اطباً کی زبان میں انشقاق الشفتین، رمد چشم، شقیقہ، خناق، قبض، قولنج، وجع المفاصل، عرق النساء، مختلف بیماریوں کے نام ہیں۔

اسی طرح روحانی بیماریوں کے بھی نام ہیں۔ جیسے بغض، حسد، کینہ، تکبر، ریا، کذب، شہوت، کسلان فی الصلوۃ، ترک الصوم والزکوۃ اور نفاق۔ یہ سب کی سب باطن کی بیماریاں ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جسمانی اور روحانی معالج:

جیسے ظاہر کی بیماری کی صورت میں ہم اطباً اور ڈاکٹروں کی طرف جاتے ہیں، اسی طرح باطن کی بیماریوں کے لیے بھی باطنی اطباً کی طرف جانا چاہیے۔اللہ نے باطنی بیماریوں کے لیے بھی اطباً بنائے ہیں۔ان کو مشائخ، علما اور صلحا کہا جاتا ہے۔اور جو ظاہری بیماریوں کو ڈیل کرنے والے ہیں ان کو حکما، اطبا، سرجن، ڈاکٹر اور کمپوڈر کہتے ہیں۔

جسمانی اور روحانی بیماریوں پر کتب:

ظاہری بیماریوں کے لیے اطباً نے کتابیں لکھی ہیں اور ان کی تفصیلات درج کیں۔مثال کے طور پر: میزان الطب، طب اکبر، شرح اسباب، قانونچہ، منہاج الاطبہ وغیرہ۔اسی طرح باطنی بیماریوں کے علاج کے لیے بھی کتابیں موجود ہیں۔سب سے بڑی کتاب اللہ کا قرآن، عظیم الشان ہے۔پھر اس کی اگلی تفصیلات بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، نسائی، موطین، اخلاق الصالحین وغیرہ۔یہ سب کتابیں انسانوں کی باطنی بیماریوں کو ختم کرنے کے طریقے بتاتی ہیں۔

معالج کی ضرورت واہمیت:

جسمانی بیماریوں کے لیے کوئی بھی آدمی صرف کتابوں تک ہی محدود نہیں رہتا۔وہ نہیں سوچتا کہ جی! مجھے بلڈ پریشر ہے اور میں کتاب سے پڑھ کر بلڈ پریشر کی گولی لے لوں گا۔آپ دیکھیں گے کہ کوئی بھی بندہ کتاب پڑھ کر اپنا علاج نہیں کرتا۔وہ تو ایک سپیشلسٹ سے دوسرے اسپیشلسٹ کے پاس بھاگتا ہے۔بلکہ اگر ایک اسپیشلسٹ بتا دے کہ یہ بیماری ہے تو پھر وہ کہتا ہے کہ میں ایک اور اسپیشلسٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ویری فائی کرواتا ہوں۔اسی طرح روحانی بیماریوں کے علاج کے لیے بھی فقط کتابیں کام نہیں آئیں گی۔ان کے لیے بھی کسی نہ کسی طبیب کی ضرورت پڑتی ہے۔شیطان ایک بڑا خوبصورت دھوکہ دیتا ہے کہ تمہیں کیا ضرورت ہے کسی سے اپنی بات کرنے کی؟ اپنی اصلاح خود کرلو۔جو اپنا علاج خود کرے گا،بس وہ جلدی مرے گا۔بلکہ ہم نے تو دیکھا ہے کہ جب ڈاکٹر بیمار ہوتا ہے تو وہ فوراً دوسرے ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ڈاکٹر اپنا علاج خود نہیں کرتے۔حالانکہ ان کے اپنے پاس بھی نالج ہوتا ہے۔مگر پھر بھی دوسرے ڈاکٹر کو چیک کرواتے ہیں۔اس سے رائے لیتے ہیں یہ مجھے کیا بیماری ہے؟ اپنے بارے میں انسان کی اسیسمنٹ (تشخیص) ٹھیک نہیں ہوتی۔نفس اپنی باتوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔انسان کو اپنی برائی برائی ہی نہیں لگتی اور اپنی چھوٹی سی نیکی بہت بڑی لگتی ہے۔اس لیے انسان اپنے بارے میں نہ تو اپنی ٹھیک رائے قائم کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنا علاج خود کرسکتا ہے۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ ایک صاحب کا بیٹا بیمار ہو گیا۔اس کا پیٹ خراب ہو گیا۔لوز موشن لگ گئے۔بیوی نے بہت کہا کہ اس کا علاج کرواؤ،ڈاکٹر کو دکھاؤ اور اس کو دوائی لاکر دو۔اس بیچارے کے پاس پیسے کم تھے۔اس نے سوچا میں نے جو ڈاکٹر کو سو روپیہ فیس دینی ہے تو کیوں نہ میں اس پیسے سے دوائی خرید لوں۔کیونکہ یہ ایک سادہ سی بیماری ہے۔چنانچہ وہ کسی میڈیکل سٹور پر گیا اور اپنے ذہن میں سوچتا رہا کہ بیماری کیا ہے۔وہ یہی سوچتا رہا کہ ایک ہوتی ہے قبض اور ایک ہوتی ہے لوز موشن۔یہ ایک دوسرے کے متضاد بیماریاں ہیں۔اب بچے کو لوز موشن لگے ہوئے ہیں،لہٰذا اگر اس کو لوز موشن لگے ہوئے ہیں اور اگر اس کو قبض کی دوائی دے دیں تو ٹھیک ہونے کی بجائے اور زیادہ پریشان کن حالت ہو جائے گی۔اس نے میڈیکل سٹور پر جا کر کہا: جی! مجھے قبض کی دوا چاہیے۔اس نے دے دی۔جب دوائی دی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

بچے کی حالت اور خراب ہوگئی۔ وہ تو مرتے مرتے بچا۔ بیوی سمجھدار تھی۔ وہ اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے گئی۔ خاوند بھی ساتھ گیا، بچہ تو خیر بچ گیا۔ تاہم ڈاکٹر نے پوچھا: تم نے اسے کون سی دوائی دی؟ وہ کہنے لگا: میں نے سوچا اس کو لوز لوشن لگے ہوئے ہیں، لہٰذا اگر قبض کی دوا کھالے گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے اسے قبض کی دوا دے دی۔ ڈاکٹر نے کہا: عقل کے اندھے! ہماری زبان میں قبض کی دوا کا مطلب ہے، قبض ہے، اسے کھولنے کی دوا دو۔ اس دوائی نے تو الٹا پیٹ لوز کر دیا ہے۔ جبکہ تمہارے بیٹے کو پہلے ہی موشن لگے ہوئے تھے۔ انسان اگر اپنی بیماری کا علاج کرے تو ایسا ہی علاج کرتا ہے ۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

نفس تو یہی کہے گا: بھئی! خواہش پوری کر لو، سب ٹھیک ہے، مسئلہ ہی کوئی نہیں۔ اس لیے معالج کی ضرورت پیش آتی ہے۔

جسمانی اور روحانی علاج کے طریقہ ہائے کار:

جسمانی علاج کے لیے کئی طریقہ کار ہیں۔ ایک کو ہم کہتے ہیں: یونانی طب۔ ایک کو کہتے ہیں: ایلوپیتھک۔ ایک کو کہتے ہیں: ہومیو پیتھک۔ آج کل ایک نیا طریقہ علاج بھی آگیا ہے اس کو کہتے ہیں: آکوپنکچر۔ یہ عجیب طریقہ ہے۔ ایک انچ، دو انچ، تین انچ کی لمبی لمبی سوئیاں بندے کے اندر چبھو دیتے ہیں اور بیماری کا علاج ہو جاتا ہے۔ ایک بندے کو نیند نہیں آتی ۔ اس کو ڈاکٹر صاحب ایک سوئی چبھوئیں گے اور وہ ایسے سوئے گا جیسے نشے کی دوا پی کے سو رہا ہے۔

جس کا جی چاہے وہ ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، طب اور آکوپنکچر نگ میں سے جو مرضی طریقہ علاج اختیار کرے۔ ایسے ہی اللہ رب العزت نے روحانی بیماریوں کے علاج

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بھی مختلف طریقے بنا رکھے ہیں۔ایک روحانی طریقہ کار ہے نقشبندیہ،ایک ہے چشتیہ،ایک ہے قادریہ اور ایک ہے سہروردیہ۔کہیں ذکر خفی سے علاج کرتے ہیں اور کہیں ذکر جہر سے علاج کرتے ہیں۔انداز مختلف ہیں مگر طریقے سارے ٹھیک ہیں۔ان طریقوں سے انسان کو واقعی روحانی طور پر صحت ملتی ہے۔

جسمانی اور روحانی غذائیں:

اس کے بعد اگر انسان اچھی غذا استعمال کرے تو اس کی صحت اچھی ہو جاتی ہے۔ بیمار آدمی کو گندم کی روٹی دیتے ہیں، پھر جو کی روٹی دیتے ہیں، دودھ پلاتے ہیں، جوس پلاتے ہیں۔جسمانی غذائی استعمال کروائی جاتی ہیں۔ایسے ہی انسان کی روحانی خوراک انوارات، فیوضات، تجلیات اور سکینہ ہیں جو انسان کی روح کو ٹھیک کر دیتی ہیں۔

دستور یہ ہے کہ انسان کا جسم مٹی سے بنا اور اس کی خوراک بھی مٹی سے نکلی۔اور انسان کی روح اوپر سے آئی اور اللہ نے اس غذا کا انتظام بھی اوپر سے کیا۔اس لیے ایسی محفلوں میں بیٹھنا جن میں انوارات اور تجلیات برستی ہوں اور رحمتیں برستی ہوں، وہاں روحانی بیماریوں کا علاج خود بخود ہو جاتا ہے۔

صحیح علاج نہ کروانے کا نقصان:

اگر جسمانی بیماریوں کا صحیح طرح علاج نہ کروائیں تو بندے کی جان گئی اور اگر روحانی بیماریوں کا صحیح علاج نہ کروائیں تو بندے کا ایمان گیا۔کتنے ایسے لوگ ہیں کہ ان کا فسق اتنا بڑھتا ہے کہ وہ ایسی باتیں کر دیتے ہیں کہ ایمان سے خالی ہو جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ ہم انجینئرز کی میٹنگ میں بیٹھے تھے۔ایک انجینئر نے اپنے ورکر کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بلایا۔فورمین صاحب کو۔پھر اس فورمین نے ایسی بات کی کہ توبہ توبہ۔اس نے ایسی خطرناک بات کی کہ میں تو کانپ ہی گیا۔وہ فورمین خدا کے بارے میں کفریہ بات کرنے لگا۔معاذ اللہ......نقلِ کفر کفر نہ باشد......وہ کہنے لگا:

"اگے تے پنجی منٹی سنداسی، پتہ نئیں کتھے چلا گیا سندا ای نئیں،اسیں وی نمازاں پڑھنیاں چھڈ دتیاں نیں۔"

سوچیں کہ ایسے بندے کا ایمان کہاں سلامت رہا۔اس لیے جسمانی علاج سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ انسان اپنا روحانی علاج کروائے۔

جسمانی اور روحانی بیماریوں کی علامات:

یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جسمانی بیماریوں کی علامات ہوتی ہیں۔مثلاً:

⊙......جس بندے کو ہائی بلڈ پریشر کی بیماری ہے وہ محسوس کرے گا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے، چہرہ پھول رہا ہے،کانوں میں کچھ محسوس ہوگا۔اس کو ڈاکٹر کہے گا: جی! آپ کا بلڈ پریشر ہائی ہو چکا ہے۔

⊙......ایک بندے کو بار بار بیت الخلاء میں جانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔یہ بھی ایک بیماری کی علامت ہے۔چنانچہ ڈاکٹر کہے گا: جی! آپ کو شوگر ہے۔

⊙......ایک بندہ چند منٹ چلتا ہے اور سانس پھول جاتا ہے۔ڈاکٹر اسے کہے گا: جی! آپ کو دل کی بیماری ہے۔

ان علامات کی بنیاد پر جب انسان جسمانی طور پر بیمار ہوتا ہے اس کے لیے کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔اسی طرح روحانی بیماریوں کی علامت یہ ہے کہ جو انسان روحانی طور پر بیمار ہوتا ہے اس کے لیے اعمال کرنے مشکل ہو جاتے ہیں۔نماز کے لیے اس کا دل نہیں کرتا۔تلاوت نہیں ہو سکتی۔تہجد کے لیے آنکھ ہی نہیں کھلتی۔سچ بولنا مشکل ہو جاتا ہے۔اپنی غلطی کو تسلیم کرنا مصیبت نظر آتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

سمجھا کے دیکھو، وہ آگے سے گلے پڑ جائے گا۔ بہن کو کہتا ہے: نماز پڑھ۔ وہ کہے گی: جا! پہلے اپنی بیوی کو سمجھا۔ یہ تسلیم نہیں کرے گی کہ ہاں میں نماز نہیں پڑھتی۔ اپنے ہی بات نہیں مانتے۔ اس لیے انسان اپنی جسمانی بیماریوں سے زیادہ اپنی روحانی بیماریوں کے علاج پر توجہ دے۔

''سلسلہ'' کس کو کہتے ہیں؟

یہ جو ''سلسلہ'' کہا جاتا ہے، یہ ان روحانی طبیبوں کی ایک چین (زنجیر) ہے جو روحانی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ ہمارے طبیبِ اعظم، مرشدِ اعظم اور معلمِ اعظم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ ہیں۔ ان سے روحانی بیماریوں کا علاج صحابہ نے سیکھا۔ پہلے خود مریض تھے لیکن جب اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں آئے تو علاج ہو گیا۔ اور علاج بھی کیسا ہوا؟ ؎

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
وہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

روحانی طور پر مردہ لوگ آتے تھے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس جاتے تھے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے تابعین نے اپنا روحانی علاج کروایا۔ پھر ان سے تبع تابعین نے کروایا اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہ سلسلہ ہمارے پاس آج تک محفوظ ہے۔ لوگ اپنے نسب کو محفوظ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: جی! ہم حسنی حسینی سید ہیں اور پھر اس سلسلے کو نبی علیہ السلام سے شروع کر کے نیچے تک لے کے آتے ہیں۔ جو علوی حضرات ہیں وہ کہتے ہیں: جی! ہم محمد بن حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔

اسی طرح ہمارے روحانی سلسلہ میں ہمارے تمام مشائخ کے نام موجود ہیں کہ کن حضرات نے کن سے دین سیکھا؟ پھر ان سے کن حضرات نے دین سیکھا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

بے استاد بے بنیاد:

بھئی! دین تو سیکھنے سے ہی آتا ہے۔ خود بخود تو نہیں آ جاتا۔ عجیب بات ہے کہ آج کے زمانے میں انٹرنیٹ سے دین سیکھتے ہیں۔ اور کئی لوگوں کو تو سنا سنایا دین ہوتا ہے۔ ان کا استاد کوئی نہیں ہوتا۔ ادھر سے بات سن لی، ادھر سے بات سن لی، اخبار سے خبریں پڑھ لیں اور یہیں سے دین سمجھ لیا ہے

ہر آں کارے کہ بے استاد باشد
یقین دانی کہ بے بنیاد باشد

''ہر وہ کام جو بے استاد ہوتا ہے، سمجھ لو کہ وہ بے بنیاد ہوتا ہے۔''

کیا تصوف بدعت ہے؟

آج کچھ لوگ بڑے آرام سے کہہ دیتے ہیں کہ تصوف بدعت ہے۔ بھئی! یہ بدعت کہاں ہے، یہ تو روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔ شریعت نے کہا کہ اگر تمہارے اندر تکبر ہوگا تو تمہیں جنت میں داخلہ نصیب نہیں ہو سکے گا۔ اب بتائیں کہ یہ تکبر کیسے ختم کریں؟ جو محنت تکبر ختم کرنے کا طریقہ بتائے وہ کہاں بدعت بن گئی۔

روحانی بیماریوں کے قرآنی نسخے:

ہاں! علما و مشائخ نے قرآن و حدیث پر غور کر کے وہاں سے کچھ اعمال نکالے اور ہمیں نسخہ دے دیا کہ اس نسخے پر عمل کر لو، تمہیں روحانی شفا نصیب ہو جائے گی۔ ان اعمال کا ماخذ اور مبدا قرآن عظیم الشان اور نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی بندہ ہمارے سلسلہ میں بیعت ہوتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ یہ چھ اعمال کرنا شروع کر دو۔ ان کو ہم معمولات کا نام دیتے ہیں۔ ان سب معمولات کا حکم قرآن مجید کے اندر موجود ہے۔ ہمارے مشائخ نورِ ایمان کے ذریعے ان کو پہچانا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ہیرے موتی نکال کر ہمیں دے دیے۔اب ذرا ان کی تفصیل سنیے۔

(۱)......ایک تو ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام درود شریف پڑھو۔اب نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾(الاحزاب:۵۶)

اب بتائیں کہ 'صَلُّوْا' کون سا صیغہ ہے؟امر کا صیغہ ہے۔اللہ تعالیٰ حکم فرما رہے ہیں۔چنانچہ جو بندہ صبح اور شام درود شریف پڑھے گا وہ تو قرآن مجید کے حکم پر عمل کر رہا ہو گا۔

(۲)......صبح اور شام سو سو مرتبہ استغفار پڑھنے کو کہتے ہیں۔قرآن مجید میں استغفار پڑھنے کا حکم ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾(نوح:۱۰)

یہاں "اِسْتَغْفِرُوْا" کون سا صیغہ ہے؟امر کا صیغہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ استغفار کرو۔اگر کسی کو کہہ دیا جائے کہ صبح و شام استغفار کیا کرو تو یہ کہاں سے بدعت آ گئی۔بھئی!یہ تو منشائے قرآن پر عمل ہے۔

(۳)......قرآن مجید کی تلاوت کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے۔قرآن مجید میں تلاوت کرنے کا بھی حکم ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾(المزمل:۲۰)

بتائیں یہ "اِقْرَءُوْا" کون سا صیغہ ہے؟امر کا صیغہ ہے۔کیا ہمیں اس آیت پر عمل کرنا چاہیے؟اگر کسی کو کہا جائے کہ ایک پارہ یا آدھا پارہ روزانہ تلاوت کیا کرو تو یہ قرآن کی منشا پر عمل ہوا،بدعت تو نہ بنی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۴)...... چلتے پھرتے، لیٹے بیٹھے، ہر وقت اللہ کا دھیان رکھنے کو کہا جاتا ہے۔ یہ بھی حکم خدا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ (النساء:۱۰۲)

یہ ''اُذْكُـــرُوا'' کون سا صیغہ ہے؟ امر کا صیغہ ہے۔ اللہ کا حکم ہے کہ کھڑے ہوئے بھی، بیٹھے ہوئے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اللہ کو یاد کرو۔ اب اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ تم وقوف قلبی رکھو، یعنی لیٹے، بیٹھے، کھڑے اللہ کو یاد رکھو، تو یہ قرآن کی منشا پر ہی عمل ہوگا۔

(۵)...... ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی (مراقبہ) کرو۔ اس ذکر قلبی کا بھی قرآن مجید میں حکم ہوا ہے۔ وہ کیسے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ﴾ (الانفال:۲۰۵)

''اور ذکر کر اپنے رب کا اپنے نفس میں''

مفسرین نے لکھا: اَیْ فِیْ قَلْبِكَ ''اپنے دل میں اپنے رب کو یاد کرو'' کیسے یاد کریں؟ آگے فرمایا:

﴿تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً﴾

''گڑگڑاتے ہوئے، بہت خفیہ انداز سے۔''

تفسیر معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً'' کے الفاظ سے قرآن مجید سے ذکر قلبی کا ثبوت ملتا ہے۔

یہاں ''و اذكر'' بھی امر کا صیغہ ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو کہا جائے کہ قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کرو تو یہ کہاں سے بدعت بن جائے گا۔

(۶)...... چھٹے نمبر پر بتایا جاتا ہے کہ مشائخ کی صحبت اختیار کرو۔ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم بھی قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾
(التوبۃ:۱۱۹)

یہ "کُوْنُوْا" بھی امر کا صیغہ ہے۔تو جو لوگ مشائخ کی صحبت اختیار کرتے ہیں وہ بھی منشائے قرآنی پر عمل کر رہے ہوتے ہیں۔

اگر ان چھ اعمال کے بارے میں کسی کو کہہ دیا جائے تو یہ کہاں سے بدعت بن جائے گی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ان اعمال کو بدعت کہتے ہیں، وہ یا تو جاہل ہیں یا متجاہل ہیں۔عالم ہوتے تو کبھی بدعت نہ کہتے۔پتا چلا کہ یہ بھی منشائے قرآنی پر ہی عمل ہے۔یاد رکھیں! ہمارے مشائخ نے اپنے پاس سے کچھ نہیں کیا، ان اعمال کو قرآن وحدیث سے لے کر بتا دیا کہ بھئی! تم اس پر عمل کرو۔پھر اللہ تعالیٰ ان میں برکت رکھ دیتے ہیں اور بندے کو شفا مل جاتی ہے۔

آپ ان چھ معمولات کو باقاعدگی سے کر کے دیکھیں، آپ کو اپنی زندگی میں واضح فرق نظر آئے گا۔آپ کا اپنا دل گواہی دے گا کہ ہاں! اب میرے دل میں اللہ کی محبت پہلے کی نسبت بڑھ گئی ہے۔

روحانی بیماریوں کی حقیقت:

ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی یہ روحانی بیماریاں ہوتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں! روحانی بیماریاں ہوتی ہیں۔اس کی دلیل قرآن عظیم الشان سے۔اللہ تعالیٰ ایک جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبی علیہ السلام کی بیویو! پردے میں رہو، ایسا نہ ہو کہ

﴿فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ﴾ (الاحزاب:۳۲)

"کہ تمہیں دیکھ کر طمع کرے وہ بندہ جس کے اندر بیماری ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید سے ثابت ہو رہا ہے کہ جب غیر عورت کو دیکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

کر کسی کے دل میں طمع پیدا ہوتا ہے اور شہوت اٹھتی ہے تو یہ ایک بیماری ہوتی ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ ''فِی قَلْبِهٖ مَرَضٌ''

اب اگر ایک بندہ نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلتا ہے اور اس کے لیے آنکھ پر کنٹرول کرنا مشکل ہوتا ہے، ادھر بھی عورت کو چلتے دیکھتا ہے اور ادھر بھی دیکھتا ہے تو بھئی! یہ تو کنفرم ہو گیا کہ اندر روگ ہے۔ ہم لوگوں کو تو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن رب کو تو دھوکہ نہیں دے سکتے، ہمارا رب تو جانتا ہے نا، کہ یہ ادھر بھی دیکھتا ہے اور ادھر بھی دیکھتا ہے۔

☆...... ہوائی جہاز پر سفر کرتے ہوئے ایئر ہوسٹس کو دیکھتے ہیں یا نہیں۔

☆...... بسوں اور ویگنوں میں سفر کرتے ہوئے مسافر عورتوں کو دیکھتے ہیں یا نہیں۔

☆...... راستہ چلتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہیں یا نہیں۔

☆...... دکاندار صاحب آنے والی گاہک عورتوں کو دیکھتے ہیں یا نہیں۔

اگر ہوس بھری نظر اٹھتی ہے اور پیچھا کرتی ہے تو یہ کنفرم ہو گیا کہ روحانی بیماری ہے۔ اب اگر روحانی بیماری کی کنفرمیشن بھی ہو اور بندہ علاج نہ کروائے تو پھر وہ تو قابل رحم ہوگا۔ بلکہ اطبا کہتے ہیں کہ سب سے بڑا مریض بھی وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو مریض نہ سمجھے۔ چنانچہ جن لوگوں کو ہیپاٹائٹس سی کی بیماری ہوتی ہے اور وہ اپنا علاج نہیں کرواتے کہ ٹھیک ہو جائیں گے، آپ دیکھیں گے کہ چند مہینوں کے اندر ان کے جسم کے اعضا سکڑ جاتے ہیں، جن پر اثر ہوتا ہے، بالآخر وہ بندہ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

یہی مثال روحانی بیماری کی بھی ہے کہ جب سمجھتا ہے کہ میری آنکھ پاک نہیں، اور پھر علاج نہیں کرواتا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بے ایمان مرنے کے لیے تیار ہے۔ کیونکہ علما نے لکھا ہے کہ بدنظری کے بڑے نقصانات ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

نقصان یہ ہے کہ موت کے وقت بندہ کلمے سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ موت کے وقت کلمے سے محروم ہوتے ہیں ان میں سے اکثر وہ ہوتے ہیں جو بدنظری کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ میں نے اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال پوچھا: حضرت! گناہ تو اور بھی بڑے ہیں، لیکن یہ بدنظری اتنا بڑا گناہ ہے کہ انسان ایمان سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔...... ذہن میں ایک دو واقعات بھی تھے۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید جا رہا تھا۔ وہ حافظ قرآن تھا۔ اس کی نظر ایک خوب صورت لڑکے پر پڑی تو وہ پوچھنے لگا: حضرت! ایسے حسین لوگ بھی جہنم میں جائیں گے؟ حضرت نے فرمایا: تو نے بری نظر ڈالی ہے، توبہ کر لے۔ اس نے جواب دیا: حضرت! نہیں نہیں، میں نے تو ایسے ہی کہا ہے۔ بہانہ کر دیا۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پر اس بدنظری کا اتنا وبال پڑا کہ بیس سال کے بعد قرآن اس کے سینے سے نکل گیا اور وہ قرآن مجید بھول گیا۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور بھی واقعہ نقل کرتے ہیں کہ مؤذن اذان دینے کے لیے مینارے پر چڑھا اور ہمسائے کے گھر میں نظر پڑی۔ ان کی ایک جوان لڑکی تھی۔ ایک بدنظری کا ایسا اثر ہوا کہ بالآخر ایمان سے محروم ہو گیا۔ یہ واقعات بندے کو ڈراتے ہیں...... اس لیے اس عاجز نے یہ سوال کیا اور عرض کیا: حضرت! بدنظری کے ان واقعات کو پڑھ کر تو بڑا ڈر لگتا ہے، کیا یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ بندہ ایمان سے ہی محروم ہو جاتا ہے...... دیکھو! قتل کرنے والے کو ایمان سے محروم نہیں کیا گیا، چوری کرنے والے کو محروم نہیں کیا گیا، لیکن بدنظری کرنے والے کو ایمان سے محروم ہونے کا کہا گیا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں! اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ رب العزت کی غیرت کا معاملہ ہے۔ چونکہ انسان غیر کی طرف للچائی نظر سے دیکھتا ہے، اس لیے اللہ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

غیرت آتی ہے کہ ارے! تو حسن دینے والے کو بھول گیا اور حسن کے پیچھے دیوانہ بن گیا۔ میری طرف سے تو نے نظریں ہٹا لیں اور مخلوق کے اوپر نظریں جما لیں۔ اللہ رب العزت کی یہ غیرت برداشت نہیں کرتی۔ آپ ذرا غور کریں کہ بیوی سب کچھ برداشت کر جاتی ہے لیکن مرد اگر کسی غیر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے تو بیوی کو برداشت نہیں ہوتا۔ یہی اللہ رب العزت کا معاملہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَنَا اَغْیَرُ وُلِدَ اٰدَمُ وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ))

''میں انسانوں میں سے سب سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ رب العزت مجھ سے بھی زیادہ غیور ہیں''

اس لیے یہ بدنظری بہت بڑا گناہ بن جاتی ہے۔ نظر نہیں آتا۔ لیکن یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ انسان کا من بیمار ہے۔ اب جب بیمار ہے تو پھر علاج کروائے۔

باطنی بیماری ہونے کی ایک اور دلیل بھی ہے۔ جب ہم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو اس نماز میں ہمارا دھیان نماز کی طرف ہوتا ہے یا دنیا کی طرف ہوتا ہے؟ اپنا دل گواہی دے گا۔ اگر تکبیر تحریمہ یعنی شروع میں اللہ اکبر کہنے سے سلام پھیرنے تک اللہ تعالیٰ کا دھیان رہتا ہے اور اَنْ تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ والی کیفیت ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ من سنورا ہوا ہے، اور اگر کھڑے ہوتے ہی پچھلے قصے بھی یاد آنے لگ جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ من بیمار ہے۔ کئی مرتبہ تو دنیا کے کام کاج تو کیا، نماز میں کھڑے ہوتے بندہ گناہوں کے بارے میں سوچ رہا ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ اس عاجز نے کسی شہر میں نماز کے عنوان پر بیان کیا تو بعد میں ایک عالم وہیں پر ملنے کے لیے آئے۔ ان کی بھنویں اور داڑھی سفید تھی۔ کہنے لگے: میں پچھلے چھبیس سال سے بخاری شریف پڑھا رہا ہوں اور جیسی نماز کے بارے میں آپ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

بیان کیا، مجھے زندگی میں ایسی ایک نماز بھی نصیب نہیں ہوتی۔

خیر! ان کو اس کے بارے میں بتایا اور سمجھایا، ساتھی بتانے لگے کہ یہ فلاں جگہ پر غیر مقلدوں کا جو مدرسہ ہے اس میں بخاری شریف کے شیخ الحدیث ہیں۔ اب اندازہ کریں کہ وہ شیخ الحدیث جو چھبیس سال سے بخاری شریف پڑھا رہے ہیں وہ خود فرماتے ہیں کہ مجھے ایک نماز بھی ایسی نصیب نہیں ہوئی۔

میں نے جواب میں ان سے پوچھا: کیا آپ نماز سیکھنے کے لیے کسی کے پاس گئے ہیں؟ کہنے لگے: میں گیا تو نہیں ہوں۔ میں نے کہا: پھر تم تصوف کو کیوں بدعت کہتے ہو؟ کیوں مخالفت کرتے ہو تصوف کی؟ من کی صفائی کے طریقے کو بدعت کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ آؤ نا، اللہ والوں کی صحبت میں چند دن رہو اور دیکھو، کیسے تمہاری نماز بنتی ہے۔ کیسے دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔ ایسی محبت نصیب ہوگی کہ آپ تہجد کی نیت باندھیں گے تو سجدے سے سر اٹھانے کو دل نہیں کرے گا۔ ہمارے مشائخ ایسی نمازیں پڑھتے تھے۔ چنانچہ اگر جسمانی بیماریوں کا علاج کروانا ضروری ہے تو روحانی بیماریوں کا علاج کروانا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انسان ایمان سے محروم ہو جائے۔

فقہ الظاہر اور فقہ الباطن:

شریعت نے کچھ کام کرنے کا حکم دیا ہے اور کچھ کام نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو ''ماموارت'' کہتے ہیں اور جن کاموں کو نہ کرنے کا حکم دیا ہے ان کو ''منہیات'' کہتے ہیں۔

اب ماموارت میں دو طرح کے احکام ہیں۔ بعض کا تعلق ظاہر سے ہے اور بعض کا تعلق باطن سے ہے۔ مثال کے طور پر فرمایا:

نماز پڑھو...... ظاہر سے تعلق

www.besturdubooks.wordpress.com

روزہ رکھو......ظاہر سے تعلق

حج کرو......ظاہر سے تعلق

زکوٰۃ ادا کرو......ظاہر سے تعلق

قربانی کرو......ظاہر سے تعلق

اور کچھ ایسے اعمال ہیں جن کا تعلق باطن سے ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

توکل کرو......اس کا تعلق باطن سے ہے

صبر کرو......اس کا تعلق باطن سے ہے

شکر کرو......اس کا تعلق باطن سے ہے

اس لیے کہ یہ چیزیں بندے کو نظر تو نہیں آتیں۔ یہ تو من کی کیفیتوں کے نام ہیں۔

اسی طرح منہیات کا معاملہ ہے۔ ان میں بھی دو طرح کے اعمال ہیں۔ بعض کا تعلق ظاہر سے ہے اور بعض کا تعلق باطن سے ہے۔ مثلاً شریعت نے کہا: چوری نہ کرو، شراب نہ پیو، قتل نہ کرو، زنا نہ کرو۔ ان تمام کا تعلق ظاہر سے ہے اور شریعت نے ان سے منع کیا ہے۔ اور شریعت کی کچھ منع کردہ باتوں کا تعلق باطن سے ہے۔ مثلاً فرمایا:

......حسد نہ کرو۔ اب بتائیں کہ کیا کسی کو آنکھ سے حسد نظر آتا ہے۔ آنکھ سے تو نظر نہیں آتا۔ اللہ ہی جانے کسی کے دل میں کیا ہے۔

......دل میں کینہ نہ رکھو۔ کیا پتہ کے کس کے دل میں کینہ بھرا ہوا ہے۔ اس کو پنجابی میں ''وٹ رکھنا'' کہتے ہیں۔ اپنے دل میں کسی کے بارے میں بَیر رکھنا۔ اس کو شریعت میں کینہ کہتے ہیں۔

......تکبر سے بچو۔ یہ باطنی بیماری بھی نظر نہ آنے والی چیز ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ سب کے سب باطن کے وہ اعمال ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔

وہ تمام ماموارت یا منہیات جن کا تعلق ظاہر سے بنتا ہے ان کو شریعت کی نظر میں فقہ کہتے ہیں۔ یہ فقہ الظاہر ہے۔ اور وہ تمام ماموارت یا منہیات جن کا تعلق باطن سے ہے ان تمام کے علم کو تصوف کہتے ہیں۔ اور یہ فقہ الباطن ہے۔

تزکیہ نفس کی اہمیت:

ان سب کا مقصود یہ ہے کہ انسان کے من کی بیماریاں ختم ہو جائیں۔ اگر کپڑے میں میل ہو تو اس کو دھونا پڑتا ہے۔ اس کا ایک طریقہ کار ہے۔ پانی لگاؤ، صابن لگاؤ، اس کو نچوڑو۔ اس سے میل ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان کے من میں بھی گناہوں کی میل آ جاتی ہے۔ ان گناہوں کی میل کو صاف کرنے کا نام ''من کی صفائی'' ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس تزکیہ نفس کی اہمیت قرآن مجید میں بیان فرمادی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (الاعلیٰ:۱۴)

''تحقیق فلاح پا گیا وہ جو ستھرا ہوا''

تو جو بندہ بھی اپنے من سے میل ختم کرے گا وہ فلاح پائے گا۔ بلکہ قرآن مجید میں ایک جگہ پر سات مرتبہ قسمیں کھا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے من کو صاف کرنے والا فلاح پائے گا۔ آپ غور کریں کہ ایک معتمد بندے کا ایک مرتبہ قسم کھا لینا کافی ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ دو مرتبہ قسم کھائے، تین مرتبہ قسم کھائے، اللہ تعالیٰ نے ایک ہی دم میں سات مرتبہ قسمیں کھائیں۔

﴿وَ الشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾......ایک قسم

﴿وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا﴾......دوسری قسم

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا﴾......تیسری قسم
﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا﴾......چوتھی قسم
﴿وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا﴾......پانچویں قسم
﴿وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا﴾......چھٹی قسم
﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا﴾......ساتویں قسم
پھر آگے فرمایا:

﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا﴾ (الشمس:۱)

سات قسمیں کھا کر ارشاد فرمایا کہ جو اپنے نفس کو ستھرا کر لے گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ اب ہمیں اس کی اہمیت کا اندازہ لگانا چاہیے کہ یہ من کی صفائی کتنی ضروری ہوتی ہے۔

نفس کا تزکیہ کرنا، یہ بعثت کے مقاصد میں سے ہے۔ اسی لیے جب نبی علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کی بعثت کے چار مقاصد بیان کرتے ہوئے اس کے بارے میں فرمایا:

﴿وَيُزَكِّيْهِمْ﴾

''آپ ان کا تزکیہ فرمائیں گے اور آپ ان کو ستھرا فرمائیں گے۔''

اس سے بھی بات سمجھ میں آتی ہے کہ واقعی انسان کو اپنے من کی صفائی کے لیے محنت کرنی چاہیے اور تزکیہ نفس حاصل کرنے کے لیے کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔

تصوف ایک حقیقت ہے:

اسی بات کو ایک اور زاویے سے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

ایک تھیں تعلیماتِ نبوی اور ایک تھیں کیفیاتِ نبوی۔ تعلیماتِ نبوی ﷺ کو ''علم شرائع'' (شرع کا علم) کہتے ہیں۔ اور کیفیاتِ نبوی ﷺ کو ''علم الاحسان'' کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔اسی علم الاحسان کا دوسرا نام تصوف ہے۔بھئی! ہم اگر اس کو تصوف کہتے ہیں اور آپ کو اس نام سے چڑ ہے تو آپ اس کو تزکیہ کہہ دیں یا علم الاحسان کہہ لیں، یہ تو قرآن وحدیث کے الفاظ ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں فرماتے ہیں:

﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (ال عمران:۱۳۴)

''اور اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت فرماتے ہیں''

آپ اپنی پسند کا نام دے لیں۔بھئی! جو اللہ چاہتے ہیں وہی نام مشہور ہو جاتے ہیں۔اسی طرح ''تصوف'' نام بھی شہرت پا گیا ہے۔ورنہ شروع میں اس کو علم الاحسان ہی کہتے تھے۔''تزکیہ کا علم'' ہی کہتے تھے۔ارے! ناموں سے کیا ہوتا ہے، اصل میں تو حقیقت کو دیکھا جاتا ہے۔ایک آدمی کسی چیز کو ''A'' کہے۔ دوسرا ''B'' کہے اور تیسرا ''C'' کہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔چیز تو وہی ہوتی ہے جو ہے۔تو تصوف ایک حقیقت ہے جس کو مانے بغیر چارہ ہی نہیں۔

نماز، سیکھ کر پڑھیے:

ایسے بندے کو کبھی بھی حضوری کی نماز نصیب نہیں ہوتی جو تصوف کا مخالف ہو۔نمازیں تو پڑھتا ہے، مگر نفس کے خیالات کے ساتھ پڑھتا ہے۔اب اگر ایسی ہی نمازیں اللہ کے حضور بھیجنی ہیں تو پھر آدمی کی اپنی مرضی کی بات ہے۔ورنہ کم از کم سیکھنے کی کوشش تو کرنی چاہیے۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضرت! میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ مجھے ایک نمازِ صحابہ جیسی پڑھا دیجیے۔...... یہ ہے بیعت کا اصل مقصد...... کیا ہی خوب صورت بات کہی۔چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا: بہت اچھا۔

رات کو وہاں قیام کیا۔ جب رات کا آخری پہر ہوا تو حضرت نے نام لے کر پکارا: اٹھ گئے ہو؟ عرض کیا: جی حضرت! اٹھ گیا ہوں۔ فرمایا: جاؤ! اللہ کے لیے وضو کر کے آؤ۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ فرمایا کہ اللہ کے لیے وضو کر کے آؤ۔ پتہ نہیں اس لفظ نے میرے دل پر کیا اثر کیا کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کی ذات کا استحضار شروع ہو گیا کہ میں اللہ کے سامنے ہوں۔ اب وضو بھی کر رہا ہوں اور آنکھوں سے آنسو بھی نہیں تھمتے۔

جب وضو کر کے آیا تو عرض کیا: حضرت! میں وضو کر کے آ گیا ہوں۔ فرمایا: جاؤ! اللہ کے لیے دو رکعت پڑھ لو۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے لفظ میں کیا اعجاز تھا کہ میں نے نماز کی نیت باندھی۔ پھر نیت باندھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک مجھے اپنا ہوش بھی نہ رہا۔ یہی استحضار تھا کہ میں اپنے رب کے سامنے ہوں۔ فرماتے ہیں کہ زندگی میں میں نے ایسی نماز نہیں پڑھی تھی۔ ہمارے مشائخ ایسی نمازیں پڑھتے تھے۔

ایک بزرگ تھے۔ ان سے کسی نے پوچھا: حضرت! آپ کو نماز میں دنیا کا خیال آتا ہے؟ فرمانے لگے: نہ نماز کے اندر آتا ہے اور نہ نماز کے باہر آتا ہے۔ اس تزکیہ کا یہ فائدہ ہے کہ انسان پھر ایسی نمازیں پڑھتا ہے۔

ہمارے دل میں بھی تو یہ تمنا ہونی چاہیے کہ ہم بھی زندگی میں دو رکعتیں ایسی پڑھ جائیں کہ ان میں اللہ اکبر سے لے کر سلام پھیرنے تک اللہ کے سوا کسی کا خیال نہ آئے۔ دل میں حسرت اور تمنا بھی ہو اور انسان اس کے لیے کوشش بھی کرے۔ یاد رکھیں! بغیر صحبت کے ہزاروں بار ایسی نمازیں پڑھنے کی کوشش کریں گے مگر یہ کیفیت نصیب نہیں ہوگی۔ کچھ نوجوانوں نے بتایا: حضرت! ایک دفعہ ہم نے یہ کوشش کی کہ ہم نے نماز میں کچھ نہیں سوچنا، اور پوری نماز میں یہی سوچتے رہے کہ کچھ نہیں سوچنا۔ نفس اور شیطان انسان کے ایسے دشمن ہیں۔ تو کوشش کرنی چاہیے کہ حضوری والی نماز

www.besturdubooks.wordpress.com

نصیب ہو جائے اور میرے آقا ﷺ پر احسان کی جو کیفیت تھی اس کی ایک جھلک نصیب ہو جائے۔

نبی علیہ السلام سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کرتے تھے:

اَرِحْنِی یَا بِلَال! ''اے بلال! میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاؤ (یعنی اذان دے دو)''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی علیہ السلام ہمارے درمیان میں ہوتے تھے۔ہم باتیں کر رہے ہوتے تھے۔اچانک مسجد سے اذان کی آواز آتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ایسے ہو جاتے تھے کہ جیسے مجھے پہچانتے ہی نہیں۔میں سامنے آتی تھی تو فرماتے تھے: مَنْ اَنْتِ ''تو'' کون ہے؟''۔میں کہتی: میں ابوبکرؓ کی بیٹی ہوں۔ پھر پوچھتے: مَنْ اَبُو بکر ؟ ''ابوبکر کون ہیں؟''۔اس سے میں سمجھ جاتی تھی کہ اذان کی آواز سن کر میرے آقا ﷺ پر اللہ کی محبت کا ایسا غلبہ ہو گیا ہے کہ اب وہ کسی کو نہیں پہچانیں گے جب تک نماز نہ پڑھ لیں۔

علم الشرائع اور علم الاحسان:

تعلیماتِ نبوی نبی اکرم ﷺ کی مبارک زبان سے صادر ہوئیں، ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے کانوں سے سنا اور پھر ان سے یہ علم حدیث کی شکل میں آگے چلا۔اس کو علم الشرائع کہتے ہیں۔اور جو کیفیات نبوی تھیں وہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی صحبت میں بیٹھ کر سیکھیں۔وہ دل سے دل میں منتقل ہوئیں، ان کو ''علم الاحسان'' کہتے ہیں۔اب اگر کوئی یہ پوچھے کہ یہ کیفیات کہاں سے آگئیں تو یہ روایت ان کے لیے مینارہ نور ثابت ہو گی۔

نفاق کا ڈر:

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ گھر میں بیٹھے ہیں۔سوچتے ہیں کہ میرے دل کی جو حالت

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت میں ہوتی ہے، گھر میں بیوی بچوں کے درمیان وہ حالت نہیں ہوتی۔ بس یہی سوچ کر کہنے لگے: نافق حنظله، نافق حنظله۔ ''حنظلہ منافق ہو گیا، حنظلہ منافق ہو گیا۔'' چنانچہ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں چل پڑے۔

راستے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ پوچھا: حنظلہ! کہاں جا رہے ہو؟ جواب میں اپنے بارے میں کہنے لگے: حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ پوچھا: کیسے؟ کہنے لگے: جو کیفیت نبی علیہ السلام کی صحبت میں ہوتی ہے وہ گھر میں نہیں ہوتی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھئی! یہ حالت تو ہماری بھی ہے۔ آؤ! چلتے ہیں اور نبی علیہ السلام سے پوچھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جب نبی علیہ السلام سے پوچھا تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: حنظلہ! تمہاری یہ کیفیت اگر ہر وقت رہے تو راستے میں اللہ کے فرشتے اتر کر تمہارے ساتھ مصافحہ کریں۔

ایک سوال کا دلچسپ جواب:

اب یہاں طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا گھر میں ان کا ایمان کم ہوتا تھا اور نبی علیہ السلام کی صحبت میں پورا ہو جاتا تھا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں تھا۔ ایمان تو پورا ہی ہوتا تھا مگر اس ظاہری فرق کی ایک وجہ تھی۔ اس کو ایک مثال سے سمجھیں۔ سمندر کے اوپر کچھ دن ایسے ہوتے ہیں جب اس کی سطح بالکل خاموش ہوتی ہے۔ پانی میں کوئی مدوجزر نہیں نظر آتی۔ اور جب چودھویں کی رات کا چاند پورا ہوتا ہے تو ہائی ٹائیڈ کا وقت آ جاتا ہے۔ وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ پانی کی لہریں پچیس پچیس فٹ یا پچاس پچاس فٹ تک اچھل اچھل کر پڑ رہی ہوتی ہیں۔ بھئی! سمندر کا پانی بڑھ تو نہیں گیا۔ سمندر میں ہیجان آ گیا ہے۔ سمندر کے اندر مدوجزر آ گئی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کی یہی کیفیت تھی۔ گھر میں جاتے تھے تو ایمان کا لیول پرسکون نظر آتا تھا اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آتے تھے تو اس ماہتاب نبوت کے سامنے ان کے ایمان کے سمندر میں مدوجزر آجاتی تھی۔ اللہ والوں کی صحبت میں بھی یہی ہوتا ہے کہ انسان ان کی صحبت میں آتا ہے تو اس کو اپنے ایمان کے اندر ایک حرارت محسوس ہوتی ہے۔

فقہ اور تصوف کے امام:

علم الشرائع سکھانے والوں کو علمائے کرام کہتے ہیں اور جو علم الاحسان سکھاتے ہیں ان کو مشائخ کرام کہتے ہیں۔ کتاب وسنت پر غور وخوض کر کے جنہوں نے جنہوں نے مسائل کا استنباط کیا ان کو فقہ کا امام کہتے ہیں۔ وہ اپنے وقت کے ائمہ مانے گئے۔ محدثین نے ان کی پیروی کی۔ محدثین نے ان کے قول پر عمل کیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ فقہا تھے۔ انہوں نے قرآن وحدیث کے سمندروں میں غوطے لگا کر ہیرے اور موتی نکالے اور علما کے سامنے پیش کیے۔ یہ استنباط شریعت کے عین مطابق تھا۔ قرآن مجید میں باقاعدہ لفظ ہے۔ فرمایا: يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ۔ کہ یہ اہل علم کے پاس آئے تو وہ اس بات کا استنباط کر لیتے ہیں۔ اور جنہوں نے علم الاحسان میں غور وخوض کر کے روحانی بیماریوں کے علاج کے جوابات نکالے ان کو بھی اپنے وقت میں تصوف کا امام اور مشائخ کہا گیا۔

رنگ، رنگ فروش اور رنگ ریز:

کتاب وسنت رنگ ہے اور علماء رنگ فروش ہیں۔ جو ان کے پاس آتا ہے اس کو اس رنگ کے بارے میں پوری تفصیلات بتا دیتے ہیں، بلکہ رنگ ہی دیتے ہیں۔ لیکن ایک ہوتا ہے، رنگ ریز۔ رنگ چڑھانے والا۔ جی ہاں! رنگ اور ہوتا ہے، رنگ فروش اور ہوتے ہیں اور رنگ چڑھانے والے اور ہوتے ہیں۔ بازاروں میں رنگ ریزوں کی دکانیں ہوتی ہیں۔ آپ کوئی کپڑا لے کر جائیں اور کہیں کہ یہ رنگ چڑھا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں تو وہ وہی رنگ چڑھا دیتے ہیں۔ چنانچہ

......کتاب وسنت رنگ ہے

......علمائے کرام رنگ فروش ہیں

......مشائخ عظام رنگ ریز ہیں۔

جو بندہ بھی مشائخ عظام کی صحبت میں آتا ہے وہ اس کے دل پر اللہ کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾ (البقرة:۱۳۸)

''اللہ کا رنگ، اور اللہ کے رنگ سے بہتر کوئی رنگ نہیں ہوتا۔''

''اہلِ ذکر'' سے رابطہ رکھنے کا حکم:

ہمیں علما اور مشائخ دونوں سے رابطہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں حکم دیا گیا کہ علما سے تعلق جوڑ کر علم الشرائع سیکھیں اور مشائخ سے تعلق جوڑ کر باطن کا علم سیکھیں۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

''اگر تم نہیں جانتے تو پھر اہل علم سے پوچھ لو۔''

یہاں علما نے اہل ذکر سے مراد اہل علم لکھا ہے۔ بتائیں! فَاسْئَلُوْا کون سا صیغہ ہے؟ امر کا صیغہ ہے۔ اس کا مطلب یہی نکلا کہ علما سے رابطہ رکھو، ان سے دین سیکھو اور ان سے شریعت کے احکام سیکھو۔ ہم میں سے ہر بندے کو حکم ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی فرمایا:

﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبة:۱۱۹)

''اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔''

بتائیں! کُــوْنُــوْا کون سا صیغہ ہے؟ امر کا صیغہ ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مشائخ کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم ہے۔ اگر ہم مدارس میں بیٹھیں گے تو ہم شریعت کا علم سیکھیں گے اور اگر مشائخ کے پاس خانقاہوں میں بیٹھیں گے تو باطن کا علم سیکھیں گے۔ البتہ کچھ ایسی بھی شخصیتیں ہوتی ہیں جو مرج البحرین ہوتی ہیں۔ اللہ رب العزت ان کو علم ظاہر اور علم باطن دونوں عطا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے بہت سے ایسے مشائخ گزرے جو ظاہر میں بھی جبال علم میں سے تھے۔ مثلاً: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ ساری کی ساری شخصیتیں عین اسی وقت علم باطن کے بھی امام تھے اور ان کی باطنی پرواز بہت بلند تھی۔ تو جہاں ظاہر کی تعلیم دی جاتی ہے اس جگہ کو "مدرسہ" کہا جاتا ہے اور جہاں باطن کی تعلیم دی جاتی ہے اس کو "خانقاہ" کہا جاتا ہے۔

علوم شرعیہ اور تصوف میں چار چار امام کیوں؟

یہ اللہ رب العزت کا تکوینی معاملہ ہے کہ

☆ ...... اللہ رب العزت نے اس دنیا میں اپنی چار کتابیں نازل فرمائیں۔ زبور، تورات، انجیل اور قرآن مجید۔

☆ ...... اسی طرح نبی علیہ السلام کے چار خلفائے راشدین ہیں۔ ابوبکر وعمر، عثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

☆ ...... اس سے آگے بھی اللہ رب العزت نے مہربانی کی کہ علم الشرائع میں بھی یوں تو درجنوں ائمہ سے فقہ کا آغاز ہوا۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی اقتدا ہوئی، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی اقتدا ہوئی، حماد رحمۃ اللہ علیہ کی اقتدا ہوئی۔ لیکن ان میں سے صرف چار ایسے حضرات تھے جن پر امت مجتمع ہوئی۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

اگر یہاں کوئی یہ سوال کرے کہ دین میں یہ چار ہی امام کیوں ہیں؟ تو اس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

جواب یوں دیا جا سکتا ہے کہ اگر کسی کے ایک درجن بیٹے ہوں اور ایک ایک کر کے وہ مرتے رہیں اور باقی چار رہ جائیں تو میراث کتنے بیٹوں میں تقسیم ہوگی؟ چار بیٹوں میں تقسیم ہوگی نا۔ اب اگر کوئی یہ پوچھے کہ یہ چار ہی میں کیوں تقسیم ہوگی تو کہیں گے: اللہ کی مرضی۔ ایسے ہی جو بندہ یہ پوچھے کہ اب چار ہی امام کیوں؟ تو کیا جواب دیں گے؟ جی! اللہ کی مرضی۔ یہ تو اللہ کے ہاں قبولیت ہے۔

اسی طرح علم الاحسان میں بھی چار حضرات ایسے تھے جن کو امام کا درجہ ملا۔ ان میں سے ایک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے شیخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، تیسرے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، اور چوتھے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ پھر ان چاروں بزرگوں کے نام پر چار سلسلے مشہور ہو گئے۔

علم الاحسان کا ثبوت:

اگر کوئی یہ پوچھے کہ علم الاحسان کا کہاں سے ثبوت ملتا ہے؟...... علم الشرائع کے بارے میں تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ((اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ)) اور یہ بھی فرمایا: ﴿طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ﴾ ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ علم کو سیکھنا چاہیے۔ پھر یہ علم الاحسان کہاں سے آ گیا؟

بخاری شریف کی ایک روایت ہے جس کو علما حدیث جبرئیل کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

ہم نبی علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی آیا۔ اس کے کپڑے بھی بڑے سفید تھے اور بال بھی بڑے کالے تھے۔ کوئی گرد وغیرہ کا نام ونشان نہیں تھا...... مٹی وغیرہ کا نام ونشان نہ ہونا اس بات کی دلیل تھی کہ وہ دور سے نہیں قریب سے آیا ہے۔ کیونکہ اگر دور کا سفر کر کے آتا تو اس پر مٹی وغیرہ ہوتی۔ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

درماندگی اور تھکاوٹ کے آثار نظر آتے۔ وہ تو بڑا فریش تھا۔ جب اس طرح سے آیا تو ہمیں محسوس ہوا کہ یہ قریب کا آدمی ہے۔ لیکن اس وقت جتنے بھی لوگ بیٹھے تھے ان میں سے اس کو پہچانتا کوئی بھی نہیں تھا۔ اس سے یہی سمجھ آتی تھی کہ یہ قریب کا نہیں ہے۔ بھئی! کوئی تو پہچانتا کہ یہ کس قبیلے کا ہے اور کس شہر کا ہے، کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا۔ کہنے لگے ہم بڑے حیران ہوئے...... وہ آئے اور نبی علیہ السلام کے سامنے اس طرح بیٹھ گئے کہ رُکْبَةً اِلَی رُکْبَتَیْنِ۔ محبوب ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ اپنے گھٹنے ملا دیئے...... ماشاءاللہ......!!!

پھر اس نے نبی علیہ السلام سے سوال پوچھا:

مَا الاِیْمَانُ؟ ''ایمان کیا ہے؟''

نبی علیہ السلام نے جواب دیا۔ جب آپ ﷺ نے جواب دیا تو اس نے کہا:

صَدَقْتَ ''آپ نے سچ فرمایا۔''

ہم بہت حیران ہوئے کہ پوچھ اس طرح رہا ہے جیسے پتہ ہی نہیں اور جواب ملنے پر صَدَقْتَ اس طرح کہہ رہا ہے جیسے پہلے ہی اس کو پتہ ہے۔

پھر اس نے دوسرا سوال پوچھا:

مَا الاِسْلَامُ؟ ''اسلام کیا ہے۔''

نبی علیہ السلام نے پھر جواب دیا۔ وہ پھر کہنے لگا:

صَدَقْتَ ''آپ نے سچ فرمایا۔''

اس پر ہم اور زیادہ حیران ہوئے۔

پھر تیسرا سوال پوچھا:

مَا الاِحْسَانُ؟ ''احسان کیا ہے۔''

تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ وَ اِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ))

''کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کر جیسے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے، اور اگر تجھے یہ کیفیت نصیب نہیں تو ایسے عبادت کر کہ جیسے اللہ تجھے دیکھتا ہے۔''

یہ ہے احسان۔ خود اللہ نے اس کا نام ''احسان'' پسند کیا۔

وہ آدمی یہ تین سوال پوچھ کر چلا گیا۔ بعد میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((ھٰذَا جِبْرَئِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ)) (صحیح مسلم:۱/۲۷)

''یہ جبرئیل تھے، یہ تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔''

اس لیے کہ بعض باتیں بندہ خود نہیں پوچھ سکتا۔ اللہ نے سبب بنا دیا باتیں کھلنے کا۔ اب دیکھیے! نبی علیہ السلام کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ **یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ** ''تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے۔ کیوں جی! پھر علم الاحسان، دین ہے یا نہیں؟ بالکل دین ہے۔ اور جو بندہ یہ کہے کہ یہ بدعت ہے تو اسی سے پتہ چل گیا کہ ان کا مبلغ علم کتنا ہے۔ پتہ چل گیا کہ ان بے چاروں کو قرآن اور حدیث کا کتنا علم ہے۔ بہر حال اس حدیث سے یہی پتہ چلا کہ یہ باطن کی صفائی، تزکیہ اور علم الاحسان دین ہے۔ یہ دین سے کوئی الگ چیز نہیں۔

حدیثِ جبرئیل کے جزیات پر ایک نظر:

اب اس حدیث پاک پر تھوڑا سا غور کریں کہ اس میں تین اہم اور بنیادی سوال پوچھے گئے۔ ایک ایمان کے متعلق، دوسرا اسلام کے متعلق اور تیسرا احسان کے متعلق...... اب ذرا توجہ فرمائیں۔

- ......ایمان کے متعلق جو باتیں ہوتی ہیں وہ ''ماننے کی باتیں'' ہوتی ہیں۔ ایمان کہتے ہی ماننے کو ہیں۔
- ......اسلام کے متعلق جو باتیں ہوتی ہیں وہ ''کرنے کی باتیں'' ہوتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......احسان کے متعلق جو باتیں ہوتی ہیں وہ ''سمجھنے کی باتیں'' ہوتی ہیں۔

اب اگر انسان کا ایمان بغیر سمجھ کے ہو تو وہ کمزور ہوتا ہے اور اگر سمجھ کے ساتھ ایمان ہو تو وہ زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔

ایک صاحب مناظرہ کرنے لگے۔ مناظرے کے دوران فریق مخالف نے کہا: میں تھوڑی دیر کے لیے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہوں اور تم تھوڑی دیر کے لیے اپنے آپ کو کافر سمجھو۔ جواب میں وہ مناظر صاحب کہنے لگے: اچھا ایسے ہی سہی۔ فَقَدْ كَفَرَ ''وہ تو کافر ہو گیا''۔ اس کے پاس ایمان تھا مگر سمجھ نہیں تھی۔ اس بدبخت نے اس کو ایمان سے محروم کر دیا۔ ہم زندگی میں ایک لمحہ کے لیے بھی ایسا نہیں کہہ سکتے...... جیسے قمیص ہے، وہ ہر وقت جسم پر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ ننگا شمار ہوگا۔ ایسے ہی دین ہے اور یہ ہر وقت ضروری ہے، ورنہ دین سے انسان خالی ہوگا۔ چونکہ اس بے چارے کو سمجھ نہیں تھی اس لیے اس نے کہہ دیا: اچھا! تھوڑی دیر کے لیے میں اپنے آپ کو کافر سمجھ لیتا ہوں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

بس! یہ بات یاد رکھیں کہ جب سمجھ کر ایمان لایا جائے تو وہ مضبوط ہوتا ہے اور اگر بے سمجھے کی باتیں ہوں تو محروم ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ جس کو چیز کی قیمت کا پتہ ہی نہ ہو وہ اس کی حفاظت کیسے کرے گا؟

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں بچہ تھا اس وقت والدہ نے سونے کی انگوٹھی بنوا کر میری انگلی میں پہنا دی۔ میں وہ پہن کر باہر نکلا تو ایک ٹھگ آ گیا۔ اس کے پاس گڑ تھا۔ اس نے مجھے گڑ کی ڈلی چکھائی۔ اس نے پوچھا: سناؤ! کیسی ہے؟ میں نے کہا: بڑی میٹھی ہے۔ پھر کہنے لگا: اب اپنی انگوٹھی کو چوسو۔ میں نے اسے چوسا تو اس میں کوئی لذت ہی نہیں تھی۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا: یہ میٹھی چیز تم لے لو اور وہ پھیکی چیز مجھے دے دو۔ میں تیار ہو گیا۔ چنانچہ میں نے گڑ کی ڈلی لے لی اور سونے کی انگوٹھی

www.besturdubooks.wordpress.com

دے دی۔

جو بے سمجھے ایمان لائے گا اس کا یہی حال ہوگا۔وہ اس سے جلدی محروم ہو جائے گا۔اس لیے ''احسان'' ایمان کی حفاظت کا سبب ہے۔جس کو احسان والی کیفیت حاصل ہوگی وہ کبھی ایمان سے محروم نہیں ہوگا۔

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کے انسان کے ایمان کو سب سے زیادہ خطرہ موت کے وقت ہوتا ہے۔کتنے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مرتے وقت شیطان ایسے حربے استعمال کرتا ہے کہ وہ ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں۔تو موت کے وقت اس بندے کا ایمان سلامت رہے گا جس کے پاس ایمان کے ساتھ احسان بھی ہوگا۔اس وقت یہ ظاہری دلیلیں نہیں چلتیں۔

عالم نزع میں شیطان کا حملہ:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایک سو دلیلیں قائم کیں۔کہتے ہیں کہ جب ان کی موت کا وقت آیا تو شیطان بد بخت آ گیا۔وہ مردود کہنے لگا: رازی خدا تو موجود ہی نہیں ہے۔انہوں نے فرمایا: اس کے تو بے شمار دلائل ہیں۔چنانچہ پھر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دلیل دی۔مگر اس مردود نے دلیل کو توڑ دیا۔انہوں نے پھر دوسری دلیل دی۔اس نے پھر توڑ دی۔اس طرح امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سو دلیلیں دیں اور اس نے سو دلیلوں کو توڑ دیا۔اس سے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ گھبرا گئے۔مگر ان کا اللہ والوں سے تعلق تھا۔جب گھبرائے تو ان کو اپنے شیخ کا چہرہ نظر آیا۔شیخ اس وقت جلال میں تھے اور فرما رہے تھے: رازی! تو اس بد بخت کو یہ کیوں نہیں کہتا کہ میں اللہ کو بغیر دلیل کے مانتا ہوں۔

اللہ اکبر! ایمان محفوظ ہو گیا کیونکہ شیطان کے پاس اس بات کا توڑ نہیں تھا۔تو موت کے وقت شیطان کا حملہ سب سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔اس وقت جس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس ایمان کے ساتھ احسان بھی ہوگا اس کا ایمان محفوظ رہے گا۔ اس لیے ہمارے اکابر موت کے وقت ہنستے مسکراتے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی شیطان بد بخت کو اس سے دور رکھتے ہیں۔ دنیا کا بھی یہی دستور ہے کہ اپنے پیاروں کے قریب ڈاکوؤں اور چوروں کو کوئی نہیں آنے دیتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیاروں کے قریب موت کے وقت اس شیطان بد بخت کو نہیں آنے دیتے۔ تو ایمان ہمیشہ کے لیے۔ ہم ایک سیکنڈ کے لیے بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم ایمان والے نہیں ہیں۔ یاد رکھیں! بستہ بستن سے ہے۔ یعنی بندھنے سے۔ اور ایمان بندھنے کا دوسرا معنی ہے لہٰذا ہم ہر ہر لمحے کے لیے اللہ کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔

اصل تو شریعت ہی ہے:

طریقت، حقیقت میں شریعت کی محافظ اور شریعت کی خادمہ ہے۔ یہ شریعت سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ احسان ہوگا تو نماز محفوظ، احسان ہوگا تو گناہوں سے محفوظ، اصل تو شریعت ہی ہے۔

صحبتِ صلحاء، بے ریا عبادت سے افضل کیوں؟

ایک مرتبہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: حضرت! شاعر لوگ جب شعر کہتے ہیں تو کسی کو گھٹا دیتے ہیں اور کسی کو بڑھا دیتے ہیں...... یہ ایک انسانی فطرت ہے، گھٹا بڑھا دیتے ہیں، افراط وتفریط کے مرتکب ہو جاتے ہیں...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کیسے؟ انہوں نے کہا: حضرت! مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ شعر کہا ہے ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے تو اس میں افراط وتفریط نظر آتی ہے کہ اللہ والوں کی ایک لمحہ کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ اگر یہ کہہ دیتے کہ سو سال کی عبادت سے بہتر ہے تو کہا جا سکتا تھا کہ ہاں بھئی! ریا والی عبادت ہوگی جس سے واقعی بہتر ہے۔ وہ کہتے ہیں: نہیں سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے، اس لیے مجھے اس میں افراط وتفریط نظر آتی ہے۔

اس کے جواب میں حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا! میں اس شعر کو پڑھوں۔ انہوں نے کہا: جی حضرت! آپ پڑھیں۔ تو حضرت نے پڑھا: ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از "لکھ" سالہ طاعت بے ریا

یعنی اللہ والوں کی صحبت کا ایک لمحہ ایک لاکھ سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

اب وہ اور زیادہ حیران ہوئے کہ سو سال سمجھ میں نہیں آرہے تھے اور حضرت نے لاکھ سال کی بات کر دی۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بات سمجھائی۔ حضرت نے فرمایا: دیکھو! اگر کوئی بندہ لاکھ سال تک عبادت کرے تو کیا اس کو اپنے ایمان کو محفوظ لے جانے کا یقین ہوتا ہے؟ عرض کیا: حضرت! یقین تو کسی کو نہیں ہو سکتا کہ پتہ نہیں موت کے وقت کیا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا: دیکھیں! شیطان بدبخت نے کتنی عبادت کی تھی۔ ہزاروں سال۔ چپے چپے پہ سجدے کئے۔ بالآخر محروم ہو گیا۔ بلعم باعور نے تین سو سال عبادت کی اور اس کو دھتکار دیا گیا۔ اس لیے یہ یقین تو کسی کو بھی نہیں کہ موت کے وقت کیا ہوگا۔ اتنی عبادت کے باوجود بھی خطرہ ہے کہ پتہ نہیں موت کے وقت کیا ہوگا۔ اس حساب سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ لاکھ سال کے بعد بھی خطرہ ہے۔ کچھ نہیں کہہ سکتے اور اگر اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت بھی انسان اختیار کر لے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو نبی علیہ السلام گواہی دے رہے ہیں:

((هُمْ رِجَالٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ))

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا''

(اور بدبخت وہ ہوتا ہے جو موت کے وقت ایمان سے محروم ہو جائے)

جب اللہ کے محبوب ﷺ نے فرما دیا کہ وہ بدبخت نہیں ہوسکتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والے کو اللہ تعالیٰ موت کے وقت ایمان کے ساتھ دنیا سے جانے کی توفیق دے دیتے ہیں۔ چنانچہ لاکھ سال کی عبادت سے بھی وہ نتیجہ نہ ملا جو ان کی ایک لمحہ کی صحبت سے مل گیا، اس لیے یہ صحبت زیادہ اعلیٰ ہوتی ہے۔

اخلاصِ نیت کا نام تصوف ہے:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تصوف بدعت ہے، ان سے اتنی سی بات پوچھنے کی ضرورت ہے کہ اعمال کا دارومدار کس پر ہے؟ حالانکہ بخاری شریف کی پہلی حدیث ہی اس کے بارے میں ہے۔ ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ))۔ تو پھر نیت کو صحیح کرنا ضروری ہوا کہ نہ ہوا؟ وہ بے چارے بخاری شریف کا نام تو لیتے ہیں، کیا ہی بہتر ہوتا اگر وہ پہلی حدیث ہی غور سے پڑھ لیتے۔ پہلی حدیث ہی یہ بتا رہی ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور نیت کو خالص کرنے کا نام ہی تو تصوف ہے۔ ہمارے مشائخ آٹھ آٹھ سال اپنے مشائخ کی خدمت کرتے تھے اور اتنے طویل عرصے کے بعد فرماتے تھے کہ ہم نے ابھی تک فقط نیت کرنا سیکھی ہے۔ یہ نیت ایسے ہی تھوڑا سیکھی جاتی ہے۔ یہ نیت مشائخ کی جوتیاں سیدھی کرنے سے آتی ہے۔

یاد رکھیں! ہندوستان میں تو اسلام آیا ہی مشائخ کے ذریعے سے اور پھر اللہ نے اسلام کو چمکایا علما کے ذریعے سے۔ اس لیے ہم علما کے بھی قدردان ہیں اور مشائخ کے بھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سلاسل تصوف کی منزل:

تصوف کے تمام سلاسل کی منزل ایک ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ جی! وہ کیسے؟ اس کو ایک مثال سے سمجھیں۔ دیکھو! پہاڑ کی چوٹی پر ایک محل بنا ہوا ہے۔ ایک راستہ اِدھر سے جاتا ہے، دوسرا راستہ اُدھر سے، تیسرا اِدھر سے اور چوتھا اُدھر سے۔ تو راستے مختلف ہیں مگر منزل ایک ہی ہے۔ اسی طرح یہ چار راستے محسوس ہوتے ہیں مگر ان سب کی منزل ایک ہی ہے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"کوئی نقشبندی ہے، کوئی چشتی ہے، کوئی قادری ہے، کوئی سہروردی ہے، اگر دل میں ایک خدا کی یاد ہے تو تم سب کچھ ہو ورنہ تم کچھ بھی نہیں ہو۔"

تو تمام سلاسل کا مقصود اللہ رب العزت کی یاد ہے اور سلسلہ کے اسباق سے انسان کو یہ کیفیت نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ نیت انسان مشائخ کے پاس آ کر سیکھتا ہے۔ نیت سے ہی تو عمل بدل جاتا ہے۔

غسل کرنے میں نیت کا دخل:

مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے والد تھے، ان کا ایک عجیب واقعہ ہے۔ جب گرمیوں کے موسم میں عصر کے وقت مدرسے سے چھٹی ہوتی تھی تو وہ ایک کنویں پر چلے جاتے تھے۔ وہاں جا کر بیٹھ جاتے اور طالب علموں کو کہتے کہ میرے اوپر ڈول بھر بھر کے ڈالتے جاؤ۔ یوں سینکڑوں ڈول پانی کے ڈلواتے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہمسایہ تھا۔ وہ ایک دن کہنے لگا: "مولانا! ہمیں تو کہو اسراف ہووے، خود کرتے جاؤ۔" یعنی مولانا! ہمیں تو آپ کہتے ہیں کہ یہ اسراف اور فضول خرچی ہے اور خود سینکڑوں ڈول ڈلواتے رہتے ہیں، یہ بھی تو اسراف ہے۔ تو وہ چونکہ قریبی بھی تھا اور بے تکلفی بھی تھی، اس لیے حضرت جواب دیتے تھے: یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے لیے جائز اور تیرے لیے حرام۔ چنانچہ ایک دن وہ کہنے لگا: مولانا! مجھے یہ بات آپ سمجھا دیں کہ آپ کے لیے کیسے جائز ہے اور میرے لیے کیسے حرام ہے؟

ایک دن منت کرنے لگا: مولانا! آج تو آپ یہ مسئلہ سمجھا ہی دیں۔ تو پھر مولانا نے ان کو بات سمجھائی اور پوچھا: اچھا! جب تم کنویں پر آتے ہو تو کس نیت سے آتے ہو؟ اس نے کہا: جی! نہانے کی نیت سے آتا ہوں۔ فرمایا: پھر تیرے لیے یہی حکم ہے کہ پانچ ڈول سے نہاؤ اور پھر چلے جاؤ، اس سے زیادہ کرو گے تو اسراف ہوگا۔ اس نے پوچھا: آپ کیا کرتے ہیں؟ فرمانے لگے: میں تو بیمار آدمی ہوں، اس لیے گرمی کے موسم میں ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے آتا ہوں۔ چنانچہ اس طرح ایک ہزار ڈول بھی ڈال لوں تو میرے لیے جائز ہوگا۔

اب دیکھیں کہ یہ ایک چھوٹا سا عمل ہے، اگر اس کو ایک عام آدمی کرتا تو شریعت اسراف کا حکم لگا کر حرام کہتی ہے اور اگر اسی عمل کو ایک عالم کرتا ہے لیکن بیماری دور کرنے کا سبب سمجھ کر استعمال کرتا ہے تو شریعت اس کی اجازت دیتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نیت کا سیکھنا بھی ضروری ہے۔

وقوفِ قلبی میں مدد کیسے:

اچھا! یہ بتائیں کہ ہوائی جہاز پر سوار ہوتے وقت کون سواری کی دعا پڑھتا ہے۔ اس طرف دھیان ہی نہیں جاتا کہ یہ بھی کوئی سواری ہے۔ بھئی! سواری پانی میں چل رہی ہو یا ہوا میں جا رہی ہو، ہے تو سواری۔ اس لیے دعا تو پڑھنی چاہیے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (ھود:۴۱)

لیکن لفٹ کا بٹن دباتے ہوئے نہیں یاد آئے گا، جب تک شیخ نہیں بتائے گا کہ یہاں بھی کوئی دعا پڑھنی ہے۔ بہت سے لوگ حج عمرے پر جاتے ہیں اور حرم شریف میں نمازوں کے بعد اعلان ہوتا ہے: الصلوۃ علی الاموات۔ ”نماز جنازہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگی۔" یہ اعلان سن کر کتنے لوگ ہیں جو﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن ﴾ پڑھتے ہیں۔علما بھی جاتے ہیں اور سنتے بھی ہیں، ذرا دل سے پوچھیں کہ کبھی ﴿ اِنَّا لِلّٰه وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن ﴾ پڑھی ہے۔حالانکہ الصلوٰۃ علی الاموات کے الفاظ سے ایک میت کی خبر مل رہی ہے۔تو میت کی خبر ملنے پر سنت کیا ہے؟ ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن ﴾ پڑھنی چاہیے،تو پھر کیا اِنَّا لِلّٰهِ پڑھنی یاد آتی ہے؟ بھئی! یاد تو تب آئے گی نا، جب شیخ یاد کرائے گا۔یہ شیخ ہی بتاتا ہے کہ مسنون دعائیں پڑھنے سے وقوف قلبی میں مدد اور تقویت ملتی ہے۔

مشائخ کے ہاں علم کی قدر و منزلت:

مشائخ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ علم کے مخالف ہوتے ہیں۔بھئی! مشائخ صوفیا علم کے مخالف نہیں ہوتے۔ہاں! اگر کسی بندے نے کسی خاص جذبے میں اور کسی خاص کیفیت میں ایسی بات کر دی تو وہ انفرادی بات کہی جائے گی۔اور جو لوگ کہیں "علموں بس کریں او یار" ہم ان کے پیچھے چلنے والے نہیں۔ہمارے جتنے بھی مشائخ تھے وہ سب کے سب علم کے زیور سے آراستہ تھے۔چنانچہ طبقہ اول کے تمام مشائخ اپنے مریدین کو علم حاصل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔مثال کے طور پر:

☆......سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَقْرَءِ الْقُرْآنَ وَلَمْ يَكْتُبِ الْحَدِيْثَ لَا يُقْتَدٰى بِهٖ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ

"جو قرآن اور حدیث نہیں پڑھا وہ ہمارے اس کام کے اندر مقتدا ہی نہیں۔"

ہمارے مشائخ تو حکم فرماتے تھے۔

☆......مکتوبات صدی میں بھی لکھا ہے کہ سالک کو علم حاصل کیے بغیر اس راستے پر قدم نہیں رکھنا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ناقد اور محتاط شخصیت بھی فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ الْمُتَقَدِّمُوْنَ فِي التَّصَوُّفِ اِلَّا رُؤُوْسًا فِي الْقُرْآنِ وَالْفِقْهِ وَالْحَدِيْثِ

''تصوف کے متقدمین قرآن، فقہ، اور حدیث میں سردار تھے''

انہوں نے یہ عبارت تلبیس ابلیس کے اندر لکھی ہے۔

معلوم ہوا کہ ایسے حضرات بھی مشائخ اور صوفیا کو ماننے والے تھے۔

مشائخ پر اعتراضات کیوں ہوئے؟

یہاں سوال ذہن میں آتا ہے کہ پھر مشائخ پر اعتراضات کیوں ہوئے؟

بھئی! بسا اوقات انسان کے اندر کسی کا کلام سمجھنے کی استطاعت نہیں ہوتی۔ اور جب سمجھ نہیں پاتا تو انسان کی فطرت ہے کہ

''اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِمَا جَهِلُوْا''

جب بات سمجھ میں نہیں آتی تو مخالفت کرتے ہیں۔ چنانچہ بڑے بڑے مشائخ کی مخالفت ہوئی۔ مثلاً

☆......ایک ایسا وقت آیا کہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو جلا دیا گیا۔ اور بعد میں جب دوسرے علما نے ان کی باتوں کو کھولا تو غلط فہمی دور ہونے پر آب زر سے لکھوایا گیا۔ لہٰذا پتہ چلا کہ جہاں کہیں ایسا ہوا تو وہ بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوا۔

☆......کتاب الشفا کے مصنف قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ پر بعض لوگوں نے یہودیت کی تہمت لگا دی۔ اور بعد میں حقیقت کھلی تو پھر اس کتاب کو شفائے شریعت کہنے لگے کیونکہ نبی علیہ السلام کے بارے میں واقعی کوئی ایسی کتاب نہیں ملتی۔

☆......شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ ملحد اور کافر کہہ کر سر عام رسوا کیا گیا اور پھر ایک وہ وقت آیا کہ جب ان کو بہت بڑا شیخ مانا گیا۔ وجہ یہی بنی کہ لوگوں نے ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

باتوں کے اپنے مطلب نکال لیے تھے۔بھئی! جو صاحب کلام ہوتا ہے، حق اسی کا ہوتا ہے کہ وہ بتائے کہ میرے کلام کی منشا کیا ہے۔اب یہ تو مناسب نہیں کہ کہنے والا کسی اور مقصد کے لیے بات کہے اور سننے والے نے اپنا مطلب نکال لیا۔وہ تو پتہ نہیں کیا سے کیا مطلب نکال لیں گے۔اسی کو تو کہتے ہیں:

تَوْجِيْهُ الْقَوْلِ لِمَا لَا يَرْضٰى بِهِ الْقَائِلِ

''قول کا ایسا معنیٰ کرنا جس پر قائل راضی نہ ہو''

کہنے والے نے کہا: روکو! مت جانے دو۔اور مطلب نکالنے والے نے کہا: روکو مت! جانے دو۔یعنی بات کچھ تھی اور نتیجہ کچھ نکال لیا۔ان مشائخ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

پاکباز مشائخ کا دفاع:

چنانچہ اللہ رب العزت نے مختلف ادوار میں ایسی عبقری شخصیات کو پیدا کیا جنہوں نے ان پاکباز مشائخ کا دفاع کیا۔مثال کے طور پر:

☆......ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''صفوۃ الصفوۃ'' کتاب لکھی۔

☆......علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سِیَرُ اَعلامِ النُّبلا'' کتاب لکھی۔

☆......عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نفحات الانس'' کتاب لکھی۔

☆......شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اخبار الاخیار'' کتاب لکھی۔

☆......علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الطبقات الکبریٰ'' کتاب لکھی۔

ان کتابوں میں ان علمانے مشائخ صوفیا کی زندگیوں کو کھولا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں کے ذہنوں میں ان مشائخ کے بارے میں جو شکوک وشبہات تھے وہ سب ختم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس پاک باز جماعت کے دفاع کا خود انتظام فرما دیا۔

اس کے علاوہ تصوف پر جو اوراعتراضات تھے، امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

نے آکر ان تمام اعتراضات کی مٹی کو صاف کر دیا۔ چنانچہ ان کے مکاتیب کو پڑھ کر دیکھیے، واقعی انہوں نے شریعت وطریقت کے تلازم کو سامنے رکھا۔

قریب کے زمانے میں حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم ظاہری بھی عطا کیا کہ حضرت نے دو ہزار سے زیادہ کتابیں لکھیں اور علم باطن سے بھی اللہ نے نوازا۔ اگر آپ ان کی تفسیر ''بیان القرآن'' کا حاشیہ پڑھیں تو اس میں ''مسائل سلوک'' کے نام سے قرآن کی آیات سے اخذ ہونے والے سلوک کے مسائل کو کھولا گیا ہے۔ بندہ پڑھ کر حیران ہوتا ہے کہ اللہ والوں کو قرآن پڑھ کر واقعی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اعتدال کا راستہ:

ہمارا راستہ اعتدال کا راستہ ہے۔ ہم علم کے پیچھے اتنا بھی نہیں پڑتے کہ مشائخ کو برا سمجھیں اور مشائخ کے بھی اتنا پیچھے نہیں لگتے کہ علم کو برا سمجھیں ؎

در کفِ جام شریعت در کفِ سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نہ داند جام وسندان باختن

ہر بندہ یہ کام نہیں کر سکتا۔ ہمارے اکابر علما دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ہم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جو اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَر کا نعرہ لگا کر علمائے کاملین کو گمراہ کہیں۔ اور نہ ہی ان لوگوں میں سے ہیں جو تصوف کو عجمی چیز کہیں اور نماز کی حضوری سے محروم رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخ جب مسندِ حدیث پر بیٹھتے تھے تو عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں تازہ کر دیتے تھے اور جب مسند ارشاد پر بیٹھتے تھے تو جنید اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ نظر آیا کرتے تھے۔

مقصودِ تصوف:

www.besturdubooks.wordpress.com

تصوف کا مقصد تین باتیں ہیں۔

(۱) خوفِ خدا...... (۲) اتباعِ مصطفیٰ...... (۳) مخالفِ نفس وھوٰی

جس کو یہ تین چیزیں حاصل ہیں اس کو تصوف کا مقصود حاصل ہو گیا۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر یہ چیزیں انسان کو نصیب ہوتی ہیں۔ بتائیں! کیا یہ تین چیزیں شریعت سے ہٹ کر ہیں۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ پھر کیوں تصوف کی مخالفت کرتے ہیں۔

کسی نے حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: حضرت! تصوف کا مقصود کیا ہے؟ تو حضرت نے عجیب جواب دیا۔ فرمایا: تصوف کا مقصود یہ ہے کہ انسان کی رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔

علماء مشائخ کی دہلیز پر:

وقت کے بڑے بڑے علما نے آ کر مشائخ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مثال کے طور پر:

- ......علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا خالد رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔
- ......قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔
- ......حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔
- ......جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔
- ......علاوہ ازیں حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مشائخ سے علم ظاہر بھی حاصل کیا اور علم باطن سے بھی مزین ہوئے۔

یہ ہمارا راستہ ہے جسے ہم اعتدال کا راستہ کہتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہمیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمال بھی نصیب ہوں اور اعمال کی کیفیات بھی نصیب ہوں۔

سیرت پر زیادہ محنت کریں:

دیکھیں! ایک ہوتا ہے، بانس۔ وہ خشک ہوتا ہے اور اس کی ایک خاص شکل ہوتی ہے۔ اور ایک ہوتا ہے، گنا۔ اگر آپ اگنے والے پتلے بانس کو کاٹیں اور ادھر سے گنے کو کاٹیں تو قریب رکھنے سے دونوں بالکل ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ مگر ایک رس سے خالی ہوتا ہے اور دوسرا رس بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح جو بندے تصوف کو سیکھے بغیر اعمال کرتے ہیں، وہ بانس کی طرح ہیں اور جو سیکھ کر اعمال کرتے ہیں وہ گنے کی طرح ہوتے ہیں۔ یعنی ایمان کی حلاوت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

اگر ایک عام مزدور کو آپ گھر لائیں اور کہیں جی! فرش توڑنا ہے تو وہ آئے گا، ہتھوڑا چلائے گا اور شام کو اپنی مزدوری لے کر چلا جائے گا۔ البتہ وہ ہتھوڑا چلاتے ہوئے بے دلی سے چلائے گا۔ اور ایک تھا، فرہاد۔ اس کو لوگوں نے کہا تھا کہ اگر تم پہاڑ کھود کر دودھ کی نہر نکالو تو تمہارے محبوب سے تمہارا وصل ہو جائے گا۔ وہ بھی پہاڑ توڑتا تھا۔ لیکن جو ضرب مزدور لگاتا ہے وہ بے دلی سے لگاتا ہے اور جو فرہاد ضرب لگاتا تھا وہ دل کی محبت سے لگاتا تھا۔ کہنے والے نے کہا: ؎

ہر ضرب تیشہ ساغرِ کیفِ وصال دوست
فرہاد میں جو بات ہے مزدور میں نہیں

''جب فرہاد ضرب لگاتا تھا تو ہر تیشے کی ضرب پر اس کو لگتا تھا کہ میں اپنے محبوب کے وصل کا جام پی رہا ہوں۔ اس لیے کہ مزدور میں عشق کی وہ بات ہی نہیں تھی جو فرہاد میں تھی۔''

آج ہم مزدور والی نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں، جبکہ اللہ والے فرماتے ہیں: آؤ! فرہاد والی نمازیں پڑھو۔ ہم بے ذوق سجدے اور بے سرور نمازیں کب تک

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھتے رہیں گے۔اپنے من کو صاف کرلیں تاکہ پھر ایسی نماز نصیب ہو کہ

((اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ وَ اِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ))

کا مصداق بن جائیں اور صورت کی بجائے سیرت پر زیادہ محنت کریں۔

دلِ مردہ، دل نہیں ہے......:

اللہ تعالیٰ ہمیں دلوں کو جگانے کی توفیق عطا فرمائے ۔

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

جب دل زندہ ہو جاتا ہے تو پھر انسان اللہ رب العزت کی رضا کے لیے اعمال کرتا ہے۔چنانچہ ہمارے مشائخ نے فرمایا: نہ ہم نے رونا ہے نہ رلانا ہے، نہ اڑنا ہے نہ اڑانا ہے، ہم نے تو بس روٹھے یار کو منانا ہے۔تصوف کا مقصود بھی یہی ہے کہ اللہ راضی ہو جائے۔اور اللہ تعالیٰ اس وقت راضی ہوتے ہیں جب انسان کے دل میں خوفِ خدا ہو، اس کے اعمال میں اتباعِ مصطفےٰ ہو اور مخالفتِ نفس وھوٰی ہو۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی اصلاح کی تڑپ عطا فرمادے۔جب دل میں آگ لگ جاتی ہے تو پھر بندے کو اپنی اصلاح کے لیے وقت گزارنا آسان ہو جاتا ہے۔

اللہ رب العزت ہمارے من کی بیماریوں کو ختم فرمادے اور ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمادے۔(آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد تیئیس

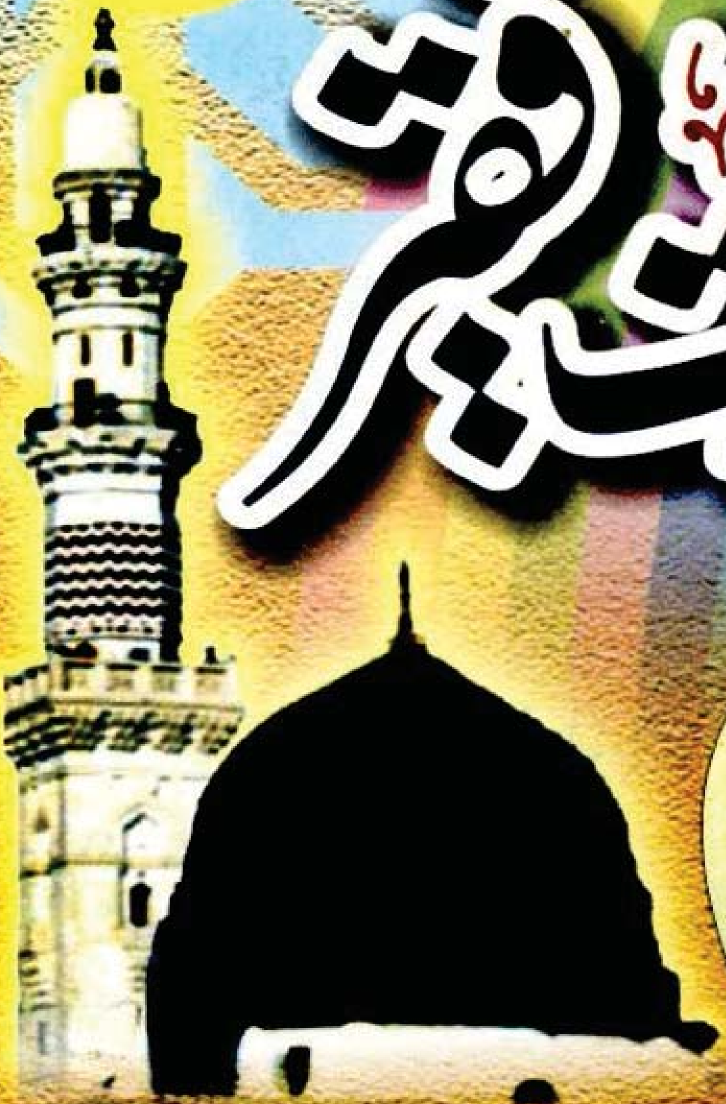

- محبتِ الٰہی
- نبیٔ رحمت ﷺ کے دائمی معجزے
- اصلاحِ باطن کی فکر
- گناہوں سے بچو
- تین انمول باتیں
- معاشرت کے سنہری اصول
- وجودِ باری تعالیٰ

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

b...ubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آ...

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد ۲۳

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

مرتب

مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطباتِ فقیر (جلد ۲۳)

از افادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ———— مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر ———— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت دوم ———— جون 2010ء

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— جامعۃ الحبیب
شاداب کالونی فیصل آباد

پروف ریڈنگ ———— حضرت مولانا مفتی شاکر الرحمٰن نقشبندی

تعداد ———— 1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	9
پیش لفظ	11
① محبتِ الٰہی	15
لفظ "حب" کا استعمال	17
دو علمی نکات	19
محبت کے مراتب	20
تعلق ہونا	20
ارادہ ہونا	20
کھنچ پڑنا	20
لازم ہوجانا	20
محبت محسوس ہونا	21
دل تک پہنچ جانا	21
عشق ہوجانا	21
سجدہ کرنے کو جی چاہنا	22
عبادت کرنا	22
اپنا خلیل بنالینا	23
محبت کرنے والوں کی چار نشانیاں	23
محبت کے جواب میں محبت کا تحفہ	25
① محبت الٰہی کیسے بڑھتی ہے؟	27
تلاوتِ قرآن سے	27
② نوافل سے	27
③ کثرتِ ذکر سے	28
④ محبوب کی چاہت کو اپنی چاہت پر ترجیح دینے سے	31
⑤ اللہ کے اسماء اور صفات میں غور کرنے کے ذریعے	31
⑥ اللہ کی نعمتوں میں غور کرنے کے ذریعے	31
⑦ ٹوٹے ہوئے دل کے ذریعے	33
⑧ تنہائی میں دعائیں مانگنے کے ذریعے	33
⑨ ...... محبین کی صحبت اختیار کرنے کے ذریعے	33
⑩ ...... اللہ کے راستے میں رکاوٹ دور کرنے کے ذریعے	34
ایک زریں اصول	35
بندے سے اللہ کی محبت کی تین نشانیاں	36
① زمین میں قبولیت	36
② آزمائش	38
③ خاتمہ بالخیر	38

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوان
40	بندے سے اللہ کی محبت کی چھ نشانیاں
40	① اللہ سے ملاقات کا شوق
41	② خلوت میں مناجات
41	③ مشکلات پر صبر کرنا
42	④ محبوب کے تذکرے سے دل مچل جانا
42	⑤ اللہ کے کلام سے محبت ہونا
43	⑥ اپنی محنت اور ریاضت کو کم سمجھنا
44	محبت کے بارے میں علما کے اقوال
48	محبت کی کیفیت احادیث کی روشنی میں
53	محبت میں دل خود بولتا ہے
53	رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے اللہ سے محبت کے واقعات
57	محبت بھری مناجات
58	محبت، منصور بن حلاج کی نظر میں
59	محبت الٰہی میں اتنا استغراق!!!
61	ہر سوال کے جواب میں محبوب کا تذکرہ
62	رو گریہ
63	مخلوق کی محبت کا یہ عالم!!!
65	رائی کے دانے کے برابر محبت کا مقام
65	لمبا سجدہ کرنے کی وجہ
59	اہل محبت کے لیے مژدہ جانفزا

صفحہ نمبر	عنوان
66	محبین کو پکارنے کا محبت بھرا انداز
66	محبت بکھیرتے اشعار
67	عشق کی پڑیا کہاں سے ملتی ہے؟
68	مراقبہ یا پریم پیالہ
68	پینے سے پہلے پینے والے
69	شراب الفت کی بھنڈری
69	بوڑھوں میں شراب الفت کی طلب
70	لکھے پڑھے لوگوں میں شراب الفت کی طلب
71	خطاکاروں میں شراب الفت کی طلب
72	اس وقت کی قدر کر لیجیے
73	محبت الٰہی سے سرشار کلام
76	تیری اک نگاہ کی بات ہے
77	③ نبی رحمت کے دائمی معجزے
79	وقت کے تقاضوں کے مطابق معجزے
81	دائمی نبوت اور دائمی معجزے
81	جمرات سے کنکریاں اٹھ جانے کا معجزہ
82	آب زم زم کا معجزہ
84	جہاد اور دائمی معجزے
84	① قرآن مجید
84	قرآن مجید کو مٹانے کی ناکام کوششیں

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
تاتاریوں کی کوشش	84
فرنگیوں کی کوشش	85
کمیونسٹوں کی کوشش	85
ایک روسی عورت کی بے قراری	85
حکومتِ وقت کی حیرانی	86
دو ایمان افروز واقعات	87
(۲) احادیثِ مبارکہ	92
حفاظتِ حدیث	92
ایک دلچسپ واقعہ	93
فنِ اسماء الرجال	94
(۳) مدارسِ عربیہ	94
سب سے پہلا مدرسہ	95
مدارس بند کرنے کی مذموم کوششیں	95
کمیونزم کے ذریعے	95
فرنگی حکومت کے ذریعے	97
دارالعلوم دیوبند کا قیام	97
علم وفن کے مراکز	98
دارالعلوم دیوبند کی قبولیت	100
مدرسے ختم کیوں نہیں ہوسکتے؟	101
مدرسے چلتے کیسے ہیں؟	101
(۴) علمائے کرام	103
اگر ہماری کشتی ڈوبے گی تو	103
علما کمائیں گے کہاں سے؟	104
علما کو ختم کرنے کی سعی لاحاصل	104
حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت	105

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی بے باکی	106
طالب علم پوری قوم کا محسن ہے	106
کن چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے؟	107
بروزِ محشر علما کا اعزاز	108
اللہ کے راستے میں	108
پچھلے گناہوں کا کفارہ	109
ہمت بلند کیجیے	109
کفر کی سازش ناکام بنا دیجیے	110
خلقِ نبوی کا نمونہ بن جائیں	110
مولویت کسے کہتے ہیں؟	111
قافلۂ اہلِ وفا	111
لوگوں کے دل جیتنے کا نسخہ	112
قبولیت کی فکر کیجیے	113
(۳) اصلاحِ باطن کی فکر	115
دینِ اسلام میں اصول کی تعیین	117
من کی صفائی کا حکم	120
دورِ حاضر میں دل کی گندگی	121
داغ دھبے دور کرنے کا ڈپلومہ	121
یہ زمانہ اور ہے	122
صرف ونحو شریعت کی نظر میں	123
ذکر وسلوک میں معاون اسباب	124
مراقبۂ موت	125
مقاصدِ نبوی ﷺ کی تکمیل کے شعبے	125
دوسرے شعبوں پر اعتراض مت	126

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
کریں	127
دین کا ہر شعبہ اہم ہے	128
علم ظاہر و باطن کی حامل شخصیات	128
ذکر و سلوک کا ایک الگ شعبہ ہے	129
مقامِ احسان شریعت کی نظر میں	129
فہم حدیث کے لیے استاد کی ضرورت	130
صاحب علم کو مغالطہ لگنے کی مثالیں	131
ایک سوال کا الزامی جواب	132
ذکر سری اور ذکر خفی کے اشارے	133
مراقبہ کا اصل مقصد	133
ایک شیخ الحدیث صاحب کی حالت زار	134
کیا ذکر و سلوک کا کام نفلی کام ہے؟	135
چند مغالطوں کا ازالہ	135
اکابر علمائے دیوبند میں ذکر کا اہتمام	137
حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خوش نصیبی	137
تکبر سے چھٹکارا کیسے؟	138
بے نفسی ہو تو ایسی	139
فقیرانہ کلام	140
پھر وہ حقیقت کو سمجھا ہی نہیں	141
ذکر اور ذوقِ عبادت	142
سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق کا اجمالی تعارف	142
دل جاری ہونا، پہلا قدم ہے	143

عنوان	صفحہ نمبر
تیس سال کی محنت رائیگاں ہو گئی	144
مراقبے کو اہمیت دیا کریں	145
سلسلہ نقشبندیہ کے اوراد و وظائف	146
زمانہ طالب علمی میں ذکر و سلوک کی اہمیت	146
طلبا اور معمولات کی پابندی	147
انبیا علیہم السلام کو ذکر کرنے کی تلقین	149
نوجوانوں کی پریشانی کا حل	150
(۲) گناہوں سے بچو	151
ایک خدائی قانون	153
برائی کسے کہتے ہیں؟	154
دو طرح کے گناہ	154
تَرْكُ مَأْمُوْر	154
فِعْلُ مَحْظُوْر	154
گناہوں کی تقسیم	155
(۱) ذنوبِ شیطانیہ	155
(۲) ذنوبِ سبعیہ	155
(۳) ذنوبِ بہیمہ	156
ملجائے معاصی	156
گناہوں کے دنیوی نقصانات	157
(۱) فسادِ قلب	158
(۲) توفیق چھن جانا	158
(۳) بے برکتی	159
(۴) نیکی سے فرار	160

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
(۵) کام ہوتے ہوتے رہ جانا	161
(۶) انجانا سا خوف محسوس ہونا	162
(۷) نیکی کی لذت سے محروم ہوجانا	162
(۸) عمر چھوٹی ہوجانا	163
(۹) اللہ کی نگاہوں سے گرجانا	163
(۱۰) گناہوں کا دروازہ کھل جانا	164
(۱۱) ذلت ملنا	164
(۱۲) فساد عقل	165
(۱۳) دل کا اندھا ہوجانا	165
(۱۴) نبی رحمت ﷺ کی لعنت کا مستحق ہونا	166
(۱۵) نبی رحمت ﷺ کی دعاؤں سے محروم ہوجانا	166
(۱۶) حیا رخصت ہوجانا	167
(۱۷) دل سے عظمتِ الٰہی کا نکل جانا	167
(۱۸) نسیان کا مریض بن جانا	168
(۱۹) زوال نعمت	168
(۲۰) روزی تنگ ہوجانا	169
امم سابقہ کی ہلاکت کی وجہ	170
چالیس سال قبل ہونے والے گناہ کا وبال	171
حفظ قرآن سے محرومی	172
اعمال کا سائن بورڈ	172
نیکی کرو...... نیکی پاؤ	173
اثر ماتحتوں پر	173

عنوان	صفحہ نمبر
ایک بادشاہ کی حسرت	174
عبرت انگیز واقعہ	174
⑤ تین انمول باتیں	177
عروج انسانی کا راز	179
اعمال لکھنے والے فرشتے	181
خوش کن نامۂ اعمال	181
پریشان کن نامۂ اعمال	181
ایک قیمتی حدیث	182
① صدقہ کرنے کی فضیلت	182
سائل کو انکار کرنے کی ممانعت	183
صدقہ کس کو دیں؟	183
صدقے کا آنا	184
تھوڑا دینا کم آمد والے	185
صدقہ دینا کب مشکل ہوتا ہے	186
موت سے ڈر لگنے کا علاج	186
ایک سبق آموز واقعہ	186
نفع کی تجارت	187
مہمان کو کھانا کھلانے کا ثواب	188
عمر میں برکت کا عجیب واقعہ	188
ایک روپیہ خرچ کرنے پر اجر	189
حسن نیت پر نقد اجر	189
② معاف کرنے کی فضیلت	190
جھگڑوں کی بنیادی وجہ	190
نبی رحمت ﷺ کے عفو و درگزر کی مثالیں	191

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
دلوں کی کشتی الٹ گئی	195
(۵) تواضع اختیار کرنے کی فضیلت	197
عزتوں کے فیصلے	197
دین پر عمل کیسے ہوسکتا ہے	198
غنیمت سمجھو زندگی کی بہار	198
توبہ کا دروازہ کب بند ہوتا ہے؟	199
رب کریم کی چاہت	199
گناہوں کو دھونے کا وقت	200
(۶) معاشرت کے سنہری اصول	203
دلوں کو جوڑنے والی چیز	205
بچے اوپر خیر کو غالب کرنے کا حکم	207
مسلمان کی تعریف	208
زبان کو ہاتھ سے مقدم کرنے کی حکمت	208
انسان، جانوروں سے بھی بدتر کیسے؟	209
اپنی جان کا صدقہ	2،1
اولاد کا رویہ	212
ماں کی مامتا	214
بیوی کو زچ کرنے سے بچو	215
بیویاں الجھنے سے بچیں	217
بے اولادی کا طعنہ	217
خیر خواہی یہ بھی ہے	218
اخلاق نبی ﷺ کی ایک جھلک	219
بیوی کا دل جیتنے کی کوشش کریں	219

عنوان	صفحہ نمبر
قطع کلامی سے بچیں	220
بھائیوں کا مقام قرآن کی نظر میں	220
پڑوسیوں کے حقوق	221
ماتحتوں کے ساتھ برتاؤ	222
نبی اکرم ﷺ کا آخری پیغام	223
نبی علیہ السلام کن کے وکیل بنیں گے؟	223
دوسروں کی دل آزاری سے بچیں	224
اکابرین امت میں ہمدردی کا جذبہ	225
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمدردی	226
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہمدردی	227
میاں اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمدردی	229
جانوروں سے ہمدردی کی تعلیم	231
حضرت تھانوی m کی ہمدردی	231
ایک زانیہ عورت میں ہمدردی	232
ایک محدث کی ہمدردی	232
حقوق معاف کروانے کا طریقہ	233
(۷) وجود باری تعالیٰ	237
شک سے بچنے کی تعلیم	239
دہریوں کو لاجواب کرنے والے سوالات	240
مخلوقات عالم اور فطری ہدایت	243
قرآن مجید میں قدرت کی نشانیاں	243
آفاق میں قدرت کی نشانیاں	244

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
		245	ڈارون تھیوری کا کھوکھلا پن
		246	قانون قدرت اور اس کا کمال
		247	ایک دہریے کی سرزنش
		248	کارخانہ قدرت کو سمجھنے کا حکم
		248	بالوں کے اگنے میں قدرت کی جلوہ آرائی
		249	ہڈیوں کے بڑھنے میں قدرت کی کارفرمائی
		250	شکلوں کے تفاوت میں قدرت کے کرشمے
		250	وجود باری تعالیٰ کی ایک انوکھی دلیل
		251	چکی کس کے ایمان میں ہے؟
		252	کدو بڑا اور آم چھوٹا پیدا کرنے میں حکمت
		252	ایمان کی حفاظت کی فکر
		253	ہم قدرت کا مطالعہ کیسے کریں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ تیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلندتر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر۔

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحب دل کی بات ہوتی ہے اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیت عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علما بھی مستفید ہوتے ہیں عوام بھی مستفید ہوتے ہیں۔ بڑے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چھوٹے بھی سبق حاصل کرتے ہیں۔ مردوں کے دل کی دنیا بھی بدلتی ہے، خواتین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اصلاح ہوتی ہے۔ غرض کہ ہر طبقہ کے انسان کے لیے یہ خطبات مشعلِ راہ ہیں۔

''خطباتِ فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کیا کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحرِ معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہلِ دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہلِ ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لیے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تا زیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

فقیر سیف اللہ نقشبندی
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنے شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلہ بنا دیا۔ اِس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟ ...... مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے ؎

"قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے،
وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبروار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

﴿وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾

(البقرة:١٦٥)

محبتِ الٰہی

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دوسری علامت محبت کی یہ ہے کہ جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی آزماتے بھی ہیں۔ اور یہ آزمانا سمجھ میں بھی آتا ہے۔ آپ پانچ روپے کا تربوز لیتے ہیں اور اس کو ٹھونک کر دیکھتے ہیں کہ اندر سے کچا ہے کہ پکا۔ پندرہ روپے کا گھڑا خریدتے ہیں اور ٹھونک کر دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے کہ پکا۔ اگر ہم دس پندرہ روپے کی چیز کو ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ کچی ہے یا پکی، تو اللہ تعالیٰ بھی ٹھونک بجا کے دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے کہ پکا۔ کہیں دودھ پینے والا مجنوں تو نہیں ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کی طرف کبھی کبھی مشکل حالات بھیج دیتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ ان مشکل حالات میں میرا یہ بندہ کیا کرتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

محبتِ الٰہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

''اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔''

یعنی ایمان والے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں۔

محبت دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے اور حدیث مبارکہ میں بھی استعمال ہوا ہے۔

لفظ ''حب'' کا استعمال:

محبت کا مادہ دو حروف سے مل کر بنا ہے۔ ''حا'' اور ''با''۔ حُب۔ عربی زبان میں کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے...... یہ عربی زبان کی خوب صورتی ہے کہ ایک ایک لفظ کئی کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے...... یہ ''حب'' کا لفظ پانچ معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

①...... اَلصَّفَا وَ الْبَیَاض۔ صفائی اور سفیدی۔ عرب لوگ اس لفظ کو صفائی اور سفیدی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے دانتوں کی صفائی اور سفیدی کے لیے کہتے ہیں:

لِصَفَاءِ بَیَاضِ الْاَسْنَانِ وَنَضَارَتِهَا حَبَبُ الْاَسْنَانِ

②...... اَلْعُلُوُّ وَالظُّهُوْرُ۔ بلندی۔ اسی حب کے لفظ سے ''حباب'' لفظ بنا ہے۔ جس کا معنی ہے، بلبلہ۔ اور آپ جانتے ہیں کہ بلبلے کے اندر بلندی ہوتی ہے۔

③...... اَللُّزُوْمُ وَالثَّبَاتُ۔ جب کوئی اونٹ ضد کر کے بیٹھ جائے اور اٹھانے پہ بھی نہ اٹھے تو کہتے ہیں: ''حَبَّ الْبَعِيْرُ'' اونٹ ضد کر کے بیٹھ گیا۔ اِذَا بَرَكَ وَلَمْ يَقُمْ۔ جب دو زانوں بیٹھ گیا اور کھڑا نہیں ہوتا، تو اس کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

④...... اَللُّبُّ۔ لب کہتے ہیں خلاصے کو۔ یہ لفظ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے لبّ لباب۔

⑤...... اَلْحِفْظُ وَالْاِمْسَاكُ جیسے برتن میں پانی ڈال دو تو برتن پانی کو روک لیتا ہے۔ اس کے لیے عرب لوگ کہتے ہیں: حُبُّ الْمَاءِ لِلْوِعَاءِ

اگر حقیقت پوچھیے تو محبت میں یہ پانچوں صفتیں ہیں۔

❶...... محبت صفائی مانگتی ہے، غیر کی میل برداشت نہیں کرتی۔ اگر ایک نقطہ کے برابر بھی غیر کی محبت ہو تو محبوب برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف کر دیں گے لیکن شرک کو معاف نہیں کریں گے۔

❷...... محبت کے اندر بلندی بھی ہے۔

❸...... اس کے اندر لزوم اور ثبات بھی ہے۔

❹...... یہ دل کا خلاصہ بھی ہے۔

❺...... یہ دل کو بھر بھی دیتی ہے۔ جس دل میں یہ ہوتی ہے اس پر چھا جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو علمی نکات:

حُــــبّ کے لفظ میں دو علمی نکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ''حا'' حلق سے نکلتا ہے، یہ حروفِ حلقی میں سے ہے اور ''با'' ہونٹوں سے ادا ہوتا ہے اور یہ حروفِ شفویہ میں سے ہے۔ ''حا'' مخارج کی ایک انتہا سے ادا ہوتا ہے اور ''با'' مخارج کی دوسری انتہا سے ادا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ محبت ایسی چیز ہے کہ ابتدا بھی محبوب سے ہوتی ہے اور انتہا بھی محبوب ہی پر ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو ''حب'' کہتے ہیں۔ ویسے بھی آپ دیکھیں کہ اگر حب کا لفظ بولا جائے تو دونوں ہونٹ آپس میں مل جاتے ہیں۔ یہ محبت بھی دو دلوں کو ملا دیا کرتی ہیں۔

اس میں ایک نکتہ اور بھی ہے۔ حرکات یعنی ضمہ، فتحہ، اور کسرہ میں سے جو فتحہ (زبر) ہوتی ہے اس کو اخف الحرکات کہا جاتا ہے۔ بہت آسان حرکت۔ اس لیے جب بچہ بولتا ہے تو ایسا لفظ بولنا اس کے لیے آسان ہوتا ہے جس کے شروع میں فتحہ (زبر) ہوتی ہے۔ جیسے: ابا، اماں، اللہ، یہ الفاظ بچہ جلدی بول لیتا ہے۔ لیکن ان حرکات میں سے جو سب سے مشکل حرکت ہے، اسے اشد الحرکات کہتے ہیں، اور وہ ضمہ (پیش) ہے۔ اب دیکھیں کہ ''حُب'' کے لفظ کے اندر کون سی حرکت ہے؟ حرکت شدیدہ ہے۔ یہ اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ حب کی کیفیت میں ہمیشہ شدت ہوتی ہے۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے
محبت کے انداز ہیں سب پرانے
خبردار ہو! اس میں جدت نہیں ہے

محبت کے مراتب

محبت کے کچھ مراتب ہوتے ہیں:

۱......تعلق ہونا:

محبت کی ابتدائی کیفیت کو ’’علاقہ‘‘ کہتے ہیں۔ ’’اَلْــعِلَاقَة‘‘۔ یعنی کسی سے ایک تعلق محسوس ہونا۔

۲......ارادہ ہونا:

پھر یہی کیفیت کچھ اور بڑھتی ہے تو ’’ارادہ‘‘ کہلاتی ہے۔ کہ بندہ ارادۃً کسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسے کہتے ہیں:

هِیَ مَيْلُ الْقَلْبِ اِلٰی مَحْبُوْبِهٖ

’’دل کا اپنے محبوب کی طرف مائل ہو جانا‘‘

۳......کھنچ پڑنا:

پھر جب یہ کیفیت اور بڑھتی ہے تو اسے ’’اَلصَّبَابَة‘‘ کہتے ہیں۔ الصبابۃ کا معنیٰ ہے: کھنچ پڑنا یعنی کھچ پڑتی ہے۔ جیسے: پانی گہرائی کی طرف کھچا ہوا جاتا ہے ایسے ہی محفل میں لوگ بیٹھے ہوں گے لیکن دل ایک طرف کھچا جا رہا ہوگا۔

۴......لازم ہو جانا:

اس کیفیت کا چوتھا درجہ ’’اَلْــغَــرَامُ‘‘ کہلاتا ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: لازم ہو جانا۔ جیسے کہا گیا:

اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (الفرقان: ۶۵)

۵……محبت محسوس ہونا:

یہ کیفیت جب اور زیادہ بڑھتی ہے تو اس کو ''الـــوِداد'' کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے اسماء الحسنٰی میں سے ایک نام ''الودودٌ'' بھی ہے۔ جب یہ محبت خالص ہوتی ہے تو اس کو ''وِدادٌ'' کہا جاتا ہے۔

۶……دل تک پہنچ جانا:

پھر جب یہ اور زیادہ بڑھتی ہے تو اس کو ''اَلشَّغَفُ'' کہتے ہیں۔ شغف کہتے ہیں: غلاف کو، یعنی یہ دل کے غلاف تک پہنچ جاتی ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے:

﴿قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا﴾ (یوسف:۳۰)

۷……عشق ہوجانا:

ساتویں درجے کو ''العشق'' کہا جاتا ہے۔ یہ جو قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

اس میں محبت کی جس شدت کی بات کی گئی ہے اس کا دوسرا نام عشق ہے۔ حدیث پاک میں بھی عشق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اردو زبان میں تو عام استعمال ہوتا ہے۔ پیلے رنگ کی ایک بیل ہوتی ہے، اسے عربی زبان میں ''عشق'' کہتے ہیں۔ بسا اوقات وہ درختوں کے اوپر پھیلی ہوئی نظر بھی آتی ہے۔ جس درخت کے اوپر یہ پھیلنا شروع ہو جاتی ہے اس درخت کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ یہی انسان کے عشق کا معاملہ ہے۔ کیونکہ عشق کے اندر بسا اوقات انسان اپنے آپ سے باہر ہو جاتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں صراحتاً عشق کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا، بس اتنا کہہ دیا گیا کہ محبت کی شدت ہونی چاہیے۔ مگر یہ ایسی چیز ہے کہ جو انسان کو بے

اختیار کر دیتی ہے۔ ایک روایت میں ہے:

((وَ رُفِعَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ شَابٌّ. وَ هُوَ يَعْرِفُهُ. قَدْ صَارَ كَالْحَلَالِ فَقَالَ: مَا بِهِ؟ قَالُوْا: الْعِشْقُ، فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَامَّةَ دُعَائِهِ بِعَرَفَةَ الْاِسْتِعَاذَةَ مِنَ الْعِشْقِ))

''ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوجوان کو لایا گیا۔ وہ نوجوان پتلا ہو ہو کر حلال کی مانند بن گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا: اس کو کیا ہوا؟ ان لوگوں نے بتایا کہ اسے عشق ہے (یہ بیمارِ عشق ہے)۔ اس کے بعد ابنِ عباس رضی اللہ عنہ عرفہ میں مستقل یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! میں عشق سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

یہ مخلوق کا عشق اس قدر بری چیز ہے کہ یہ انسان کو نہ دین کا چھوڑتا ہے اور نہ دنیا کا چھوڑتا ہے۔

﴿۸﴾......سجدہ کرنے کو جی چاہنا:

محبت کا آٹھواں درجہ ''اَلتَّیَتُّمُ'' ہے۔ ھُوَ التَّعَبُّدُ۔ کہ انسان اپنے محبوب کو اپنا آئیڈیل بنانے کے بعد اس کو پوجتا ہے۔ اس کے آگے سجدہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ تو مومن جو اللہ رب العزت کو سجدہ کرتا ہے، وہ محبت کی اس کیفیت کی وجہ سے کرتا ہے۔

﴿۹﴾......عبادت کرنا:

اس سے اگلا درجہ ''اَلتَّعَبُّدُ'' ہے۔ اسی لیے عبودیت، انسان کے لیے سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ نبی علیہ السلام کے لیے بھی قرآن مجید میں ''عبد'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔ جیسے:

(۱)......﴿لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ﴾ (الجن:۱۹)

(۲)......﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾ (بنی اسرائیل:۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ عبد کا لفظ استعمال ہونا، ایک فضیلت کی بات ہے۔

⑩......اپنا خلیل بنالینا:

محبت کا آخری درجہ ''اَلْخُلَّةُ'' ہے۔ اللہ رب العزت نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھی اپنا خلیل بنایا اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنا خلیل بنایا۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا))

''بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنایا''

ایک جگہ پر نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِیْلًا))

''اگر میں زمین والوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو میں ابو بکر کو اپنا خلیل بناتا۔''

لیکن آگے فرمایا:

((وَلٰكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ))

''لیکن تمہارا صاحب تو اللہ کا خلیل ہے''

یہ محبت کا سب سے زیادہ بڑا اور انتہائی درجہ ہے۔

محبت کرنے والوں کی چار نشانیاں

اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ بندے مجھ سے محبت کریں اور میں اپنے بندوں سے محبت کروں۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ﴾ (المائدۃ:۵۴)

''اے ایمان والو! اگر تم دین سے پیٹھ پھیرو گے (پیچھے ہٹو گے) تو اللہ

عنقریب ایسی قوم کو لائے گا کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی منشا بتا دی کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم ہم سے محبت کرو، ہم تم سے محبت کریں گے۔ آگے ایسے بندوں کی اللہ تعالیٰ نے چار نشانیاں بھی بتا دیں۔

❶......ارشاد فرمایا:

﴿ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (المائدۃ:۵۴)

"ایمان والوں کے سامنے وہ پست ہوں گے (جھکے ہوئے ہوں گے)"

گویا جس کو اللہ رب العزت سے محبت ہوتی ہے اس کے اندر عاجزی ہوتی ہے۔

❷......دوسری نشانی یہ بتائی:

﴿ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (المائدۃ:۵۴)

"کافروں کے اوپر غالب ہوں گے"

اسی کو کسی نے یوں کہا ۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اس کو قرآن مجید میں دوسری جگہ یوں فرمایا:

﴿ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ (الفتح:۲۹)

"کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم جو ہیں"

❸......تیسری صفت یہ بیان فرمائی:

﴿ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾

"وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔"

جہاد چار طرح کا ہوتا ہے:۔

☆......ایک اپنے نفس کے ساتھ جہاد۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ))

اللہ کی اطاعت میں نفس سے جہاد کرنا۔

☆......دوسرا، کافروں کے ساتھ جہاد کرنا۔

☆......تیسرا، اپنے مال کے ذریعے سے جہاد کرنا۔اور

☆......چوتھا، اپنی زبان کے ذریعے سے جہاد کرنا۔

چنانچہ جو آدمی جابر بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہہ دے، یقیناً وہ بڑا مجاہد ہوتا ہے۔تو یہ چاروں طرح کا جہاد کرنا مومن کی صفت ہوتی ہے۔

❹......اور آخری نشانی یہ بتائی:

﴿ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ﴾ (المائدۃ:۵۴)

"اور وہ ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہیں کریں گے"

جیسے آج کے دور میں دین پر عمل کرنے والے کو ہر "روشن خیال" ملامت کرتا ہے۔کیا مولوی بنے پھرتے ہو؟ کیا ملا بن گئے ہو؟ ان کو یہ ملامت اللہ کے لیے برداشت کرنی پڑتی ہے۔اس لیے وہ اس کو خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔

محبت کے جواب میں محبت کا تحفہ:

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُهٗ عَلَيْهِ))

"اور میرے بندے کو میرا جو قرب فرائض سے ملتا ہے، وہ کسی دوسرے عمل سے نہیں ملتا۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ قرب بالفرائض کہلاتا ہے۔ لیکن

((وَ لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ))

''میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرا اتنا قرب پالیتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔''

دیکھیں! آپ کا ڈرائیور آٹھ گھنٹے آپ کے ساتھ کام کرتا ہے۔اس سے آپ کے دل میں اس کی محبت نہیں آتی۔ لیکن اگر اس نے اپنے گھر سے آتے ہوئے راستے میں کہیں اچھا شہد دیکھا اور ایک بوتل آپ کے لیے خرید کر لایا اور آ کر کہے: جی! بڑا اچھا شہد مل رہا تھا، یہ میں آپ کے لیے لایا ہوں۔ آپ اس کو پیسے بھی دیتے ہیں اور اپنے دل میں اس کی محبت بھی محسوس کرتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس نے اپنے ذاتی وقت میں آپ کے لیے کام کیا۔ اسی طرح نوافل ایسی عبادت ہے جو مومن اپنے ذاتی وقت میں اللہ رب العزت کے سامنے سجدہ ریز ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لیے یہ محبت کا سبب بنتے ہیں۔

پھر بندہ اللہ تعالیٰ کے کتنا قریب ہو جاتا ہے؟ فرمایا:

کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ

''میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔''

وَ بَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ

''اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔''

وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا

''اور ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔''

وَ رِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا

''اور ٹانگیں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلَئِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهٗ

''اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں۔''

وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهٗ

''اور اگر وہ کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ عطا کرتا ہوں۔''

سبحان اللہ! یہ مقام محبت ہے۔ آپ سوچیے کہ بندے کے لیے اس سے بڑی نعمت اور کیا ہوسکتی ہے کہ رب کائنات یہ فرمائیں کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں، میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں...... اللہ اکبر کبیرا...... مومن کو اس سے بڑی بلندی اور کوئی نصیب نہیں ہوسکتی کہ اللہ رب العزت اس کے ساتھ محبت فرماتے ہیں۔

محبت الٰہی کیسے بڑھتی ہے؟

علما نے لکھا ہے کہ چند اسباب ایسے ہیں کہ جن سے یہ محبت بڑھتی ہے۔

۱...... تلاوتِ قرآن سے:

محبت بڑھنے کا پہلا سبب ہے:

قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بِالتَّدَبُّرِ وَالتَّفَهُّمِ

''قرآن مجید کو غور اور فکر کے ساتھ پڑھنا۔''

اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ محبوب سے جتنی زیادہ ہم کلامی کریں گے اتنی زیادہ محبت بڑھے گی۔ اس لیے کہ قرآن مجید کی تلاوت اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کرنے کی مانند ہے۔

۲...... نوافل سے:

محبت الٰہی بڑھنے کا دوسرا سبب ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلتَّقَرُّبُ اِلَى اللّٰهِ بِالنَّوَافِلِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ

''فرائض کے بعد نوافل ادا کرنے سے''

تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، شکر کے نوافل، صلوٰۃ الحاجات، یہ سب نوافل ہیں۔ جب موقع ملے فوراً اللہ رب العزت کے حضور نیت باندھ کے کھڑے ہو جائیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس لیے کہ ہم نہیں جانتے کہ کس جگہ کا کیا ہوا سجدہ ہمارے پروردگار کو پسند آ جائے۔ تو نوافل کے ذریعے سے اپنے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کریں۔

۳......کثرتِ ذکر سے:

اس کا تیسرا سبب ہے:

دَوَامُ ذِكْرِهٖ عَلٰى كُلِّ حَالٍ بِاللِّسَانِ وَ الْقَلْبِ

''ہر حال میں زبان سے بھی اللہ کے تذکرے کرنا اور دل میں بھی اللہ کو یاد کرنا''

اس لیے کہ ذکر کی کثرت، دل میں مذکور (جسکا ذکر کیا جائے) کی محبت پیدا کر دیتی ہے۔ جس چیز کا آپ نام لینا شروع کر دیں اس چیز کا آپ دل میں ایک تعلق سا محسوس کریں گے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کے سامنے آئس کریم کا تذکرہ شروع کر دیا جائے تو ہر بندے کا دل للچانے لگے گا کہ اگر مل بھی جاتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے ذکر کی کثرت کا حکم دیا ہے:

﴿ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴾ (الاحزاب:۴۱)

''اللہ کا ذکر کرو کثرت کے ساتھ۔''

کیونکہ کثرتِ ذکر سے اللہ رب العزت کی محبت میں شدت آتی ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ تم اتنی محبت کرو کہ:

www.besturdubooks.wordpress.com

حَتّٰی یُقَالَ: اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ

''حتی کہ یہ کہا جائے کہ یہ تو دیوانہ ہو گیا ہے۔''

دیوانگی کی حد تک اللہ سے محبت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے...... اللہ اکبر کبیرا!

ایک ہوتا ہے قانونی تعلق اور ایک ہوتا ہے جنونی تعلق۔ قانونی تعلق تو یہ ہوا کہ میاں بیوی ہیں لیکن ایک دوسرے سے طبیعت نہیں بنتی۔ خاوند کی طبیعت کہیں اور ہے، لیکن بیوی گھر میں ہے، بچوں کی ماں ہے، اس لیے بس گزارا ہی ہو رہا ہے۔ اکٹھے بیٹھ کر کھانا بھی نہیں کھاتے، ایک دوسرے سے میل ملاپ کا سلسلہ بند ہے، بس مہینے کی تنخواہ دے دی کہ گھر چلاؤ، بچوں کا نظام چلاؤ۔ شادی بیاہ میں دونوں میاں بیوی بن کر چلے گئے۔ اپنے گھر میں دعوت کی تو میاں بیوی بن کے ان کی میزبانی کر لی۔ عورت بھی گھر کے سارے کام کر رہی ہے اور خاوند صاحب بھی خرچہ وغیرہ دے رہے ہیں اور لوگوں کی نظر میں اپنی شادی کو دھکا لگا رہے ہیں۔ یہ قانونی تعلق ہے۔

ایک جنونی تعلق بھی ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ پسند کی شادی کی، ابتدائی دنوں میں تو ایسا جوش و جذبہ ہوتا ہے کہ اس کے بغیر آرام ہی نہیں آتا۔ چنانچہ پہلے دفتر میں دس بجے جاتے تھے، اب بارہ بجے جاتے ہیں اور جاتے ہی پہلا فون بزنس کا کرنے کی بجائے بیوی کو کرتے ہیں۔ اور درمیان میں بھی دو چار بزنس فون اور پانچواں بیوی کو۔ جی! آپ ٹھیک ہیں، اب کیا کر رہی ہیں؟ فون پہ کنٹری ہو رہی ہوتی ہے۔ اور پہلے شام پانچ بجے گھر آتے تھے اب تین بجے ہی بھاگتے ہیں۔ کئی مرتبہ ماں باپ کے پاس بیٹھنے کا وقت بھی نہیں ملتا۔ نوجوانوں کی شادی کا پہلا سال تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندو! تم مجھ سے قانونی تعلق تو رکھو گے ہی سہی کہ میں تمہارا پروردگار ہوں، لیکن میری چاہت ہے کہ تم میرے ساتھ جنونی تعلق رکھو۔ تمہیں بیٹھے میں یاد آؤں، کھڑے میں یاد آؤں، چلتے میں یاد آؤں، ہر وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے دل میں میری یاد ہو۔تم میرے لیے اداس ہوا کرو،تم مجھے مس کرو،میری ہی یاد میں تمہاری آنکھوں میں سے آنسو نکلیں،میرا ہی خوف دل میں ہو،میری ہی محبت دل میں ہو۔جو کام بھی کرو بس میرے لیے ہی کرو۔حتی کہ

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

(الانعام:۱۶۲)

کا نمونہ بن جاؤ۔اللہ تعالیٰ بندے سے ایسا تعلق چاہتے ہیں۔اور کثرت ذکر سے یہ کیفیت حاصل ہو جاتی ہے۔ہمارے مشائخ اپنی خانقاہوں میں سالکین کو کچھ عرصہ رکھ کر ذکر کی کثرت کرواتے تھے،مخلوق سے کاٹتے تھے۔کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا﴾(المزمل:۸)

''اور ذکر کر اپنے رب کے نام کا اور اس کی طرف تبتل اختیار کر''

جب تک تبتل نہیں ہوگا اس وقت تک اللہ رب العزت کی محبت کا لطف اور مزہ نہیں آئے گا۔اس لیے اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کی بھی کوشش کرے اور ساتھ ادھر بھی دل پھنسا ہوا ہو،ادھر بھی دل پھنسا ہوا ہو،تو محبت کا مزہ اسے حاصل نہیں ہوگا۔یہ رسمی باتیں تو کر لیتا ہے مگر دل کی وہ کیفیت نہیں ہو سکتی جو ہونی چاہیے۔

ذکر،انسان کو مخلوق سے کاٹ دیتا ہے اور اپنے مالک سے جوڑ دیتا ہے اس لیے بعض نوجوان جو مخلوق کی نفسانی،شیطانی اور شہوانی محبتوں میں پھنس جاتے ہیں ان کے لیے اس سے نکلنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ ذکر کریں۔ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ خود بخود دل کی حالت کو بدل دیتے ہیں۔وہ جو دل پر کسی کا غلبہ ہوتا ہے وہ آٹومیٹک ختم ہو جاتا ہے اور بالآخر اللہ کی محبت غالب آ جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۴......محبوب کی چاہت کو اپنی چاہت پر ترجیح دینے سے:

اللہ کی محبت بڑھنے کا چوتھا سبب فرمایا:

اِيْثَارُ مَحَابِّهٖ عَلٰى مَحَابِّكَ عِنْدَ غَلَبَاتِ الْهَوٰى

جب اپنے دل کی چاہتوں کو پورا کرنے کا دل کے اندر داعیہ پیدا ہو چکا ہو تو محبوب حقیقی کی چاہتوں پر ترجیح دینی چاہیے۔ اپنی چاہتوں کی اس قربانی پر انسان کو اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہو جائے گی۔

مثلاً، دل تو چاہ رہا ہے آرام کرنے کو لیکن کوئی دینی تقاضا ایسا سامنے آ گیا کہ سفر کرنے میں یا کسی سے ملاقات کرنے میں دینی فائدہ معلوم ہوتا ہو تو اپنے آرام کو اللہ کے لیے ترک کر دے۔ یہ چیز دل میں محبتِ الٰہی بڑھنے کا باعث بن جائے گی۔

۵......اللہ کے اسما اور صفات میں غور کرنے کے ذریعے:

پانچواں سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مُطَالِعَةُ الْقَلْبِ لِاَسْمَائِهٖ وَ صِفَاتِهٖ

''اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات میں غور کرنا''

اللہ رب العزت کن کن صفات والے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ جس میں جتنی زیادہ صفات ہوتی ہیں بندے کو اس سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو اپنی صفات میں کامل ہیں۔ لہٰذا اللہ رب العزت کی ان صفات میں غور کرنے سے مومن بندے کے دل میں اس کی محبت اور زیادہ ہوتی ہے۔

۶......اللہ کی نعمتوں میں غور کرنے کے ذریعے:

اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافے کا چھٹا سبب یہ ہے:

مُشَاهَدَةُ بِرِّهٖ وَ اِحْسَانِهٖ وَ آلَائِهٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

"اللہ تعالیٰ کے احسانات اور نعمتوں میں غور کرنا"

اللہ تعالیٰ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ اس نے ہمیں بن مانگے بے شمار نعمتیں دی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں:

......بینائی نہ دیتے تو ہم اندھے ہوتے

......گویائی نہ دیتے تو ہم گونگے ہوتے

......سماعت نہ دیتے تو بہرے ہوتے

......سر پر بال نہ دیتے تو گنجے ہوتے

......ہاتھ پاؤں ٹھیک نہ دیتے تو لولے لنگڑے ہوتے

......لباس نہ دیتے تو ننگے ہوتے

......کھانا پینا نہ دیتے تو بھوکے پیاسے ہوتے

......گھر نہ دیتے تو بے گھر ہوتے

......اولاد نہ دیتے تو لاولد ہوتے

......مال نہ دیتے تو فقیر ہوتے

......صحت نہ دیتے تو بیمار ہوتے

......عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے

آج ہم جو عزتوں بھری زندگی گزارتے پھرتے ہیں یہ سب اس مولا کا کرم اور احسان ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کی ان نعمتوں پر غور کیا کریں۔ ہم پر اللہ تعالیٰ نے کتنی نعمتیں فرمائی ہوئی ہیں۔ دل بھی چاہتا ہے کہ انسان اپنے محسن کے ساتھ محبت کرے۔ کیونکہ

اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ

"انسان، احسان کرنے والے کا غلام بن جاتا ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

⑦......ٹوٹے ہوئے دل کے ذریعے:

اللہ کی محبت کو بڑھانے والی ساتویں چیز یہ ہے:

وَهُوَ مِنْ اَعْجَبِهَا اِنْكِسَارُ الْقَلْبِ بِكُلِّيَّتِهٖ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى

جب بندہ یوں اپنے آپ کو ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ اللہ رب العزت کے حضور پیش کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ کی محبت ملنے کا باعث بن جائے گا۔

⑧......تنہائی میں دعائیں مانگنے کے ذریعے:

آٹھویں چیز کیا ہے؟ فرمایا:

اَلْخَلْوَةُ بِهٖ وَقْتَ النُّزُوْلِ الْاِلٰهِيِّ لِمُنَاجَاتِهٖ وَتِلَاوَةِ كَلَامِهٖ

''تنہائی میں بیٹھ کر اللہ سے لو لگائے، دعائیں مانگے اور قرآن مجید کی تلاوت کرے۔''

تنہائی کی ان دعاؤں میں کیا مانگے؟ اللہ سے محبت مانگے۔ نبی علیہ السلام نے امت کو اس کی تعلیم بھی دی۔ کیا دعا سکھائی؟

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ

''اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت چاہتا ہوں''

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

اس لیے انسان اللہ رب العزت سے اس کی محبت مانگے اور پھر ایسے کام کرے جو اس کی رضا ملنے کا سبب بنیں۔

⑨......محبین کی صحبت اختیار کرنے کے ذریعے:

نویں چیز، جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے، وہ یہ ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

مُجَالِسَةُ الْمُحِبِّیْنَ الصَّادِقِیْنَ

"محبین صادقین کی صحبت اختیار کرے۔"

دیکھیں! جب لوہے کے ٹکڑے کو مقناطیس کے پاس لایا جاتا ہے تو اس کی اندر بھی مقناطیسیت آجاتی ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کے دل مقناطیس کی مانند ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کی محبت کی وجہ سے مقناطیس بن چکے ہوتے ہیں۔ اس لیے جو بندہ بھی آکر ان کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس کے اپنے دل میں بھی وہ مقناطیسیت آجاتی ہے۔ جیسے جلتے ہوئے چراغ کے ساتھ چراغ لگاؤ تو وہ بھی روشن ہوجاتا ہے۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

یہ آگ خود بخود نہیں لگتی۔ کسی روشن چراغ کے ساتھ چراغ کی بتی لگانی پڑتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ دل کا چراغ جلا دیتے ہیں۔ تو اللہ سے محبت کرنے والوں کی چند لمحوں کی صحبت انسان کے دل کی ظلمت کو ختم کر کے رکھ دیتی ہے۔ دل پر ظلمت کی جو میل آئی ہوتی ہے وہ مٹ جاتی ہے۔ اللہ والوں کی صحبت ایسی نعمت ہے۔ اسی لیے فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾ (التوبۃ:۱۱۹)

دیکھو! یہ کُوْنُوْا امر کا صیغہ ہے۔ حکماً فرمایا جا رہا ہے کہ تم ان کے ساتھ بیٹھو تاکہ تمہیں بھی اس محبت کی کچھ لذت محسوس ہو۔

⑩ ...... اللہ کے راستے میں رکاوٹ دور کرنے کے ذریعے:

محبتِ الٰہی میں اضافے کے لیے دسویں چیز کیا ہے؟ فرمایا:

مُبَاعَدَةُ كُلِّ سَبَبٍ یَحُوْلُ بَیْنَ الْقَلْبِ وَ بَیْنَ اللّٰهِ

"ہر وہ چیز جو بندے کے دل اور اللہ کے درمیان رکاوٹ بن رہی ہو اس کو ہٹا

www.besturdubooks.wordpress.com

دینا۔"

چاہے وہ کوئی بھی چیز ہے، اسے ہٹا دیا جائے کیونکہ وہ اللہ رب العزت کے راستے میں رکاوٹ بن رہی ہے۔

ایک زریں اصول:

ہمارے مشائخ نے ایک اصول بتایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

وَهِيَ مَحَبَّةٌ تَنْبُتُ مِنْ مُطَالَعَةِ الْمِنَّةِ وَتَثْبُتُ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ وَتَنْمُو عَلَى الْاِجَابَةِ بِالْفَاقَةِ

"یہ محبت دل کے اندر اگتی ہے جب (اللہ کے) احسانات میں غور کیا جاتا ہے، اور یہ دل میں جم جاتی ہے جب انسان سنت کی اتباع کرتا ہے اور یہ قبولیت کی طرف بڑھتی ہے فاقے کے ذریعے سے"

انسان جب نفلی روزہ رکھتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور بھی دل میں آجاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کہ پیٹ بھرنے سے شہوات بڑھتی ہیں اور شہوات انسان کو مخلوق کی طرف کھینچتی ہیں اور خالی پیٹ رہنے سے شہوات ٹوٹتی ہیں اور مستیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس سے خود بخود توجہ الی اللہ ہو جاتی ہے۔ فاقہ سے انسان کے اندر عاجزی بھی آتی ہے۔

ایک بزرگ فاقے کے بڑے فضائل بیان کر رہے تھے۔ کسی نے کہا: حضرت! عجیب بات ہے، یہ بھی کوئی فضیلت کی چیز ہے؟ فرمانے لگے: "ہاں! اگر فرعون کو کبھی فاقہ آیا ہوتا تو کبھی بھی وہ خدائی کا دعویٰ نہ کرتا" حقیقت بھی یہی ہے کہ جو فاقے سے رہتا ہے وہ اپنے آپ میں رہتا ہے۔ اسے اپنی اوقات یاد رہتی ہے کہ میں کتنے پانی میں ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے سے اللہ کی محبت کی تین نشانیاں

جب بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی بندے کے ساتھ محبت فرماتے ہیں۔ اب کیسے پتہ چلے کہ کس بندے سے، اللہ کی محبت ہے۔ علمانے تین ایسی نشانیاں لکھی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں بندے سے اللہ رب العزت محبت فرماتے ہیں۔

(۱) زمین میں قبولیت:

پہلی نشانی یہ ہے:

اَلْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ

''زمین میں قبولیت''

اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور پیارے بندے کو دنیا میں قبولیت عطا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ))

''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام کو بلاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذمے مختلف امور سرانجام دینے کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے۔

......انبیا کی حفاظت کرنا

......ایمان والوں کی مدد کرنا

......انبیا کی طرف وحی لے کر آنا

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی طرح جبرئیل علیہ السلام کی ایک ڈیوٹی یہ بھی ہے کہ وہ فرشتوں میں موذن ہیں۔یعنی وہ اناؤنسمنٹ (اعلان) کرتے ہیں۔جیسے مسجد میں اناؤنسمنٹ ہوتی ہے۔ وہ اناؤنسمنٹ بھی ہر بندہ نہیں کرتا، بلکہ ایک خاص متعین بندہ ہوتا ہے جو اناؤنسمنٹ کرتا ہے۔تو جب اللہ رب العزت نے اناؤنسمنٹ کروانی ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلاتے ہیں۔

((فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ))

''اللہ تعالیٰ (جبرئیل علیہ السلام سے) فرماتے ہیں: میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، وہ مجھ سے محبت کرتا ہے، تو جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔''

اس لیے کہ یہ اللہ کا محبوب بندہ ہے۔

((ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ))

''پھر وہ آسمان میں ایک آواز لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں، تم بھی اس سے محبت کرو، پھر اہلِ آسمان (فرشتے) اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔(پھر وہ اسی طرح زمین میں آکر اعلان کرتے ہیں۔جب یہ اعلان ہوتا ہے تو زمین والوں کے دل بھی اس سے محبت کرتے ہیں)اور پھر اللہ تعالیٰ زمین میں اس کے لیے قبولیت رکھ دیتے ہیں۔''

یوں ہر دل اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ایک تو ظاہرداری ہوتی ہے، نہیں، بلکہ دل کی گہرائیوں سے اس سے محبت کرتے ہیں۔اللہ کی مخلوق کھنچی آرہی ہوتی ہے ان کی طرف۔وہ دلوں کے مقناطیس بن جاتے ہیں۔یہ اللہ رب العزت کی محبت کی علامت ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۲ آزمائش:

دوسری علامت محبت کی یہ ہے کہ جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی آزماتے بھی ہیں۔ اور یہ آزمانا سمجھ میں بھی آتا ہے۔ آپ پانچ روپے کا تربوز لیتے ہیں اور اس کو ٹھونک کر دیکھتے ہیں کہ اندر سے کچا ہے کہ پکا۔ پندرہ روپے کا گھڑا خریدتے ہیں اور ٹھونک کر دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے کہ پکا۔ اگر ہم دس پندرہ روپے کی چیز کو ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں کہ کچی ہے یا پکی، تو اللہ تعالیٰ بھی ٹھونک بجا کے دیکھتے ہیں کہ یہ کچا ہے کہ پکا۔ کہیں دودھ پینے والا مجنوں تو نہیں ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کی طرف کبھی کبھی مشکل حالات بھیج دیتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ ان مشکل حالات میں میرا یہ بندہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا اِبْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِیَ فَلَهُ الرِّضَاءُ وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ))

”بڑی آزمائش پر بڑا اجر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب لوگوں سے محبت کرتا ہے تو ان پر امتحان بھیج دیتا ہے۔ پھر جو (اس حال میں بھی) اللہ سے راضی ہو جاتے ہیں اللہ ان سے راضی ہو جاتا ہے اور جو ناراض ہو جاتے ہیں (کہ اللہ نے کیا کر دیا) اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو جاتے ہیں۔“

۳ خاتمہ بالخیر:

جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں ان کی تیسری علامت یہ ہے:

اَلْمَوْتُ عَلٰی عَمَلٍ صَالِحٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اللہ ایسے بندوں کو ہمیشہ اچھی موت عطا فرماتے ہیں''

ان کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَسَّلَہٗ قَالُوْا وَمَا عَسَّلَہٗ؟ قَالَ: یُوَفِّقُ لَہٗ عَمَلًا صَالِحًا بَیْنَ یَدَیْ اَجَلِہٖ حَتّٰی یَرْضٰی عَنْہُ جِیْرَانُہٗ اَوْمَنْ حَوْلَہٗ

''جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتے ہیں تو عَسَّلَہٗ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! عَسَّلَہ کیا ہے؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو اچھے اعمال کی ایسی توفیق دیتا ہے کہ اس کے گرد رہنے والے یا اس کے پڑوس میں رہنے والے سارے لوگ اس سے خوش ہوجاتے ہیں (اور اس حال میں اللہ تعالیٰ اس کو موت عطا فرما دیتے ہیں)۔''

گویا اچھی موت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اس بندے پر اللہ رب العزت کی نظرِ عنایت ہے۔

ہمارے بہت ہی قریبی محسنوں میں سے ایک بزرگ تھے۔ وہ ہمارے ایک دوست کے والد تھے۔ وہ اس عاجز سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ان کی ایک ہی چاہت تھی کہ ہر سال حج کروں اور ہر سال رمضان المبارک میں عمرہ کروں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ترپن حج کیے۔ ان کے سارے بال سفید تھے اور اس عاجز کی ایسی عمر تھی کہ اس وقت سارے بال کالے تھے۔ وہ اس عاجز سے کہتے: جی! آپ میرے دوست ہیں۔ مجھے ان کی زبان سے دوست کا لفظ سن کر حیا آتی تھی کہ مجھے اپنا دوست کیسے کہہ رہے ہیں۔ مگر وہ فرماتے تھے کہ مجھے اللہ کے لیے آپ سے محبت ہے۔

ان کی نیکی اور تقویٰ اللہ تعالیٰ کو ایسے پسند آیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

......رمضان المبارک میں

......روزے کی حالت میں

......مسجد نبوی میں

......اعتکاف کی حالت میں

......ریاض الجنۃ میں

......عصر کی نماز میں، اور

......سجدے کی حالت میں ان کی روح پرواز کر گئی۔ اللہ اکبر!!!

جو اللہ سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ایسا آخری وقت عطا فرما دیتے ہیں۔

بندے سے، اللہ کی محبت کی چھ نشانیاں

کیسے پتہ چلے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے؟ اس کی بھی چند علامات ہیں۔

(۱) اللہ سے ملاقات کا شوق:

سب سے پہلی علامت ہے:

حُبُّ لِقَاءِ اللّٰهِ

جس بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوگی اس کے دل میں اللہ سے ملاقات کا شوق ہوگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

((مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ))

"جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کا شوق رکھتا، اللہ اس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتے ہیں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿۲﴾ خلوت میں مناجات:

دوسری علامت یہ ہے:

اَنْ یَّکُوْنَ اُنْسُهٗ بِالْخَلْوَةِ وَمُنَاجَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی

''اس بندے کو تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنا بڑا اچھا لگتا ہے۔''

اس بات کو سادہ لفظوں میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اس بندے کو مصلے سے محبت ہوتی ہے۔ ورنہ تو مصلے پر چند منٹ کے لیے بیٹھنا مصیبت نظر آتی ہے۔ پوچھیں کہ مراقبہ کرتے ہیں؟ تو جواب ملتا ہے: جی ہاں! بس دو تین منٹ مراقبہ کرتے ہیں۔ یہ جو مراقبہ بوجھ محسوس ہوتا ہے، تلاوت بوجھ محسوس ہوتی ہے، نماز بوجھ محسوس ہوتی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دل میں اللہ کی محبت کتنی ہے۔ جب محبت غالب ہوتی ہے تو پھر بندہ بیٹھا رہتا ہے ؎

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے

ایسے لوگ پھر لمبے مراقبے کرتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، راتوں کو اللہ کے حضور جاگتے ہیں۔ ان کو جلوت کی نسبت خلوت میں زیادہ مزہ آتا ہے۔

﴿۳﴾ مشکلات پر صبر کرنا:

تیسری علامت کیا ہے؟

اَنْ یَّکُوْنَ الْعَبْدُ صَابِرًا عَلَی الْمَکَارِهِ

''کہ بندہ مشکلات آنے پر صبر کرتا ہے''

یعنی وہ اس بات کا مصداق بن جاتا ہے کہ ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر مشکل بھی آتی ہے تو وہ اس پر بھی اللہ سے راضی ہوتا ہے۔ اپنے دل میں وہ کہتا ہے: اللہ! ؎

ترا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری ہی دی ہوئی چیز ہے

۴ محبوب کے تذکرے سے دل مچل جانا:

چوتھی علامت یہ ہے:

اَلْمُحِبُّ الصَّادِقُ اِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا وَجِلَ قَلْبُهٗ وَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

''محب صادق کے سامنے جب کوئی اللہ کا نام لیتا ہے تو اس کا دل تڑپنے لگ جاتا ہے اور اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔''

جیسے ہی کوئی اس کے سامنے اللہ رب العزت کا تذکرہ کرتا ہے تو اس کا دل مچل اٹھتا ہے ؎

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا

یہ بھی محبت کی ایک پہچان ہوتی ہے کہ جب دل میں اللہ کا دھیان آتا ہے تو آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی: ؎

آیا ہی تھا خیال کہ آنکھیں چھلک پڑیں
آنسو تمہاری یاد کے کتنا قریب ہیں

۵ اللہ کے کلام سے محبت ہونا:

اللہ تعالیٰ سے بندے کی محبت کی پانچویں علامت ہے:

مُحَبَّةُ كَلَامِ اللّٰهِ

"اللہ کے کلام سے محبت"

ایسے بندے کو قرآن مجید کی تلاوت کرنا بہت ہی محبوب ہوتا ہے۔

مَنْ اَحَبَّ مَحْبُوْبًا کَانَ کَلَامُہٗ اَحَبَّ شَیْءٍ اِلَیْہِ

"جس سے بندہ محبت کرتا ہے اس کا کلام ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتا ہے"

اس لیے اللہ کا کلام اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو جاتا ہے۔

۶ اپنی محنت اور ریاضت کو کم سمجھنا:

پھر چھٹی علامت یہ ہے:

اَنْ یَّسْتَقِلَّ فِیْ حَقِّ مَحْبُوْبِہٖ جَمِیْعَ اَعْمَالِہٖ وَلَا یَرَاھَا شَیْئًا

وہ جتنی بھی عبادت کرتا ہے اور جتنی بھی کوششیں کرتا ہے، کر کر کے آخر میں کہتا ہے کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ اور اس کی دلیل...... اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا:

((مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ))

"اے اللہ! جس طرح تیری عبادت کرنے کا حق تھا اس طرح ہم عبادت نہ کر سکے"

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے عادتاً چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نمازیں پڑھیں، پھر حرم شریف میں تشریف لے گئے، طواف کیا، مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نفل پڑھے، کتابوں میں لکھا ہے کہ ان دو رکعتوں میں پورے قرآن مجید کی تلاوت کی اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی:

"اِلٰهِیْ! مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ"

ہمارے اکابر اتنی عبادتیں کرنے کے بعد کہتے تھے: اے اللہ! جیسے تیری عبادت کرنے کا حق تھا ہم ویسے تیری عبادت نہیں کر سکے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت کے بارے میں علما کے اقوال

اب ذرا اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ محبت کے بارے میں محبین (محبت والوں) نے کیا کہا ہے۔ اس سے محبت کی کیفیت کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ بعض نے فرمایا:

(۱)......اَلْمَحَبَّةُ اَلْمَيْلُ الدَّائِمُ بِالْقَلْبِ الْهَائِمِ

”محبت یہ ہے کہ دل کی توجہ ہمیشہ محبوب کی طرف رہے، پیاسے دل کے ساتھ“

هَائِم کہتے ہیں، پیاسے کو۔ جیسے قرآن مجید میں ہے ﴿فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ﴾ گویا دل پیاسا ہوتا ہے اور اس پیاسا ہونے کی وجہ سے وہ ہمیشہ محبوب کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

(۲)......اِيْثَارُ الْمَحْبُوْبِ عَلٰى جَمِيْعِ الْمَصْحُوْبِ

”محبت یہ ہے کہ جو چیزیں بندے کے پاس ہوں ان سب چیزوں کو انسان اپنے محبوب کے لیے قربان کرتا ہے۔“

(۳)......مُوَافَقَةُ الْحَبِيْبِ فِى الْمَشْهَدِ وَ الْمَغِيْبِ

”وہ محبوب کی موافقت کرتا ہے چاہے وہ سامنے ہو، چاہے اس سے غائب ہو۔“

(۴)......مَحْوُ الْمُحِبِّ لِصِفَاتِهٖ وَ اِثْبَاتُ الْمَحْبُوْبِ لِذَاتِهٖ

”محب کی اپنی صفات مٹ جاتی ہیں اور محبوب کی صفات اس کی ذات میں آجاتی ہیں۔“

(۵)......مُوَاطَاةُ الْقَلْبِ لِمُرَادَاتِ الْمَحْبُوْبِ

”دل کی موافقت محبوب کی چاہتوں کے ساتھ“

(۶)......خَوْفُ تَرْكِ الْحُرْمَةِ مَعَ اِقَامَةِ الْخِدْمَةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

”انسان محبوب کی خدمت کرتا ہے مگر محبت کی بنا پر ڈرتا بھی ہے کہ کہیں احترام میں کمی نہ کر بیٹھوں۔“

(۷)......اِسْتِقْلَالُ الْكَثِيْرِ مِنْ نَّفْسِكَ وَ اسْتِكْثَارُ الْقَلِيْلِ مِنْ حَبِيْبِكَ

”محب جتنا زیادہ محبوب کے لیے کرتا ہے اس کو وہ تھوڑا سمجھتا ہے اور محبوب اگر تھوڑا سا بھی کر دے تو اس کو بہت زیادہ سمجھتا ہے۔“

اس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا:

(۸)......اِسْتِكْثَارُ الْقَلِيْلِ مِنْ جِنَايَتِكَ ، وَ اسْتِقْلَالُ الْكَثِيْرِ مِنْ طَاعَتِكَ

”گناہ تھوڑا بھی ہو تو اس کو بہت بڑا سمجھتا ہے اور اگر نیکیاں بڑی بڑی بھی کر رہا ہو تو ان کو چھوٹا سمجھتا ہے۔“

کہ میں نے تو اتنی نیکیاں بھی نہیں کیں۔

(۹)......مُعَانَقَةُ الطَّاعَةِ وَمُبَايَنَةُ الْمُخَالَفَةِ

”اطاعت سے انسان معانقہ کرتا ہے (مل جاتا ہے) اور مخالفت سے انسان دور ہوتا ہے۔“

اس لیے وہ محبوب کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

(۱۰)......دُخُوْلُ صِفَاتِ الْمَحْبُوْبِ عَلَى الْبَدَلِ مِنْ صِفَاتِ الْمُحِبِّ

”محب کی اپنی صفات کی جگہ پر محبوب کی صفات آنے لگتی ہیں“

جس سے محبت ہوتی ہے بندے کی عادات اطوار اور اخلاق اسی جیسے ہو جاتے ہیں۔

(۱۱)......اَنْ تَهَبَ كُلَّكَ لِمَنْ اَحْبَبْتَ فَلَا يَبْقٰى لَكَ مِنْ شَيْءٍ

”کہ تو دے دے سب کچھ جس سے تو محبت کرتا ہے اور اپنے لیے پیچھے کچھ بھی نہ بچا“

جیسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کے فرمان پر اپنا سب کچھ پیش کر دیا تھا۔ پوچھا: پیچھے کیا چھوڑ آئے ہو؟ جواب دیا: پیچھے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

(۱۳)......اِقَامَةُ الْعِتَابِ عَلَى الدَّوَامِ

''محبوب کا عتاب اس پر دائمی ہوتا ہے۔''

یعنی اگر محبوب غصے میں بھی ہو تو یہ اس غصے کو برداشت کرتا ہے۔ جیسے محبوب کا جمال اچھا لگتا ہے، ایسے ہی محبوب کا جلال بھی اچھا لگتا ہے۔ جیسے کسی نے کہا تھا:

''محبوب ہنستے ہوئے تو پیارا ہوتا ہے اور جب غصے میں ہوتا ہے تو اور زیادہ پیارا ہو جاتا ہے''۔

نہ شوخی چل سکی باد صبا کی
بگڑنے میں بھی زلف ان کی بنا دی

(۱۴)......اَنْ تَغَارَ عَلَى الْمَحْبُوْبِ اَنْ يُّحِبَّهٗ مِثْلُكَ

''کہ محبوب پر غیرت آتی ہے کہ بس محبت میرے ساتھ کرے، میرے سوا کسی اور کے ساتھ محبت نہ کرے۔''

(۱۵)......اِرَادَةٌ غُرِسَتْ اَغْصَانُهَا فِي الْقَلْبِ فَاَثْمَرَتِ الْمُوَافَقَةَ وَالطَّاعَةَ

''ارادہ ہوتا ہے کہ دل کے اندر ٹہنیاں اگ آتی ہیں اور اس کا ثمر موافقت اور طاعت ہوتی ہے۔''

(۱۶)......اَنْ يَّنْسَى الْمُحِبُّ حَظَّهٗ فِي مَحْبُوْبِهٖ

''کہ محبوب سے اس کو کوئی تقاضا بھی نہیں رہتا۔''

کہتا ہے کہ مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے۔ محبوب کے ساتھ محبت کا یہ حال ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱۷)......مَجَانَبَةُ السَّلْوِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

"انسان ہر حال میں تسلی سے الگ ہوتا ہے۔"

یعنی محبت کے دل کو کبھی بھی تسلی نہیں ہوتی۔ اسے ڈر لگا رہتا ہے کہ محبوب ناراض نہ ہو جائے، مجھ سے کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ دل بے قرار رہتا ہے۔ اسی کا دوسرا نام محبت ہے۔

(۱۸)......تَوْحِیْدُ الْمَحْبُوْبِ بِخَالِصِ الْاِرَادَةِ وَصِدْقِ الطَّلَبِ

"خالصاً ارادے کے ساتھ اور سچی طلب کے ساتھ محبوب کی وحدانیت کو تسلیم کرتا ہے۔"

(۱۹)......سُقُوْطُ کُلِّ مَحَبَّةٍ مِّنَ الْقَلْبِ اِلَّا مَحَبَّةُ الْحَبِیْبِ

"دل میں کوئی اور محبتیں ہوں تو وہ سب ختم ہو جاتی ہیں سوائے محبوب کی محبت کے۔"

(۲۰)......غَضُّ طَرْفِ الْقَلْبِ عَمَّا سِوَی الْمَحْبُوْبِ غَیْرَةً وَّعَنِ الْمَحْبُوْبِ هَیْبَةً

"محبت، محبوب سے اپنی نگاہیں کسی اور طرف کو نہیں اٹھاتا غیرت کی بنا پر، اور محبوب کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں پاتا اس کی ہیبت کی وجہ سے۔"

یہ حالت ہوتی ہے محبت میں!

(۲۱)......اَلْمَحَبَّةُ نَارٌ فِی الْقَلْبِ تَحْرِقُ مَا سِوٰی مُرَادِ الْمَحْبُوْبِ

"محبت، دل کے اندر لگی ہوئی ایسی آگ ہوتی ہے جو محبت کی منشا کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔"

(۲۲)......اَلْمَحَبَّةُ بَذْلُ الْمَجْهُوْدِ وَتَرْكُ الْاِعْتِرَاضِ عَلَی الْمَحْبُوْبِ

"محبت، کوشش صرف کرنا، اور محبوب پر اعتراض کو چھوڑ دینا ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲۴)......سُكْرٌ لَا يَصْحُو صَاحِبُهٗ اِلَّا بِمُشَاهَدَةِ مَحْبُوْبِهٖ

''ایسی وارفتگی اور مدہوشی کہ محبوب کے دیدار کے بغیر بندے کو ہوش آتا ہی نہیں۔''

(۲۵)......اَنْ لَّا يُؤْثِرَ عَلَى الْمَحْبُوْبِ غَيْرَهٗ

''کہ بندہ محبوب کے علاوہ کسی کو ترجیح نہیں دیتا''

(۲۶)......اَلدُّخُوْلُ تَحْتَ رِقِّ الْمَحْبُوْبِ وَ عُبُوْدِيَّتِهٖ

''محبوب کی غلامی اور عبودیت میں آجانا''

(۲۷)......اَلْمَحَبَّةُ سَفَرُ الْقَلْبِ فِيْ طَلَبِ الْمَحْبُوْبِ

''محبت دل کا سفر ہے محبوب کی تلاش میں''

(۲۸)......اِنَّ الْمَحَبَّةَ هِيَ مَا لَا يَنْقُصُ بِالْجَفَاءِ وَلَا تَزِيْدُ بِالْبِرِّ

''محبت وہ ہے جو بے وفائی سے گھٹتی نہیں اور اچھائی سے بڑھتی ہے'' ع

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو

(۲۹)......اَلْمَحَبَّةُ اَنْ يَكُوْنَ كُلُّكَ بِالْمَحْبُوْبِ مَشْغُوْلًا وَكُلُّكَ لَهٗ مَبْذُوْلًا

''محبت یہ ہے کہ تو پورا کا پورا محبوب کے ساتھ مشغول ہو جائے اور تو مکمل محبوب کے حوالے ہو جائے''

محبت کی کیفیت، احادیث کی روشنی میں:

آیئے! اب ہم اس کیفیت کو ذرا حدیث پاک کی روشنی میں دیکھیں۔

☆......ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مُوْسٰى : يَا مُوْسٰى كُنْ كَالطَّيْرِ الْوَحْدَانِيِّ يَاكُلُ مِنْ رُؤُوْسِ الْاَشْجَارِ وَ يَشْرَبُ مِنْ مَّاءِ الْقَرَاحِ اِذَا جَنَّهُ اللَّيْلُ اٰوٰى اِلٰى كَهْفٍ مِنَ الْكُهُوْفِ اِسْتِئْنَاسًا بِيْ وَ اسْتِيْحَاشًا مِمَّنْ عَصَانِيْ يَا مُوْسٰى

www.besturdubooks.wordpress.com

إِنِّي آلَيْتُ عَلَى نَفْسِي أَنْ لَا أُتِمَّمَ لِمُدْبِرٍ عَنِّي عَمَلًا، وَلَأَقْطَعَنَّ أَمَلَ كُلِّ مُؤَمِّلٍ غَيْرِي، وَلَأَقْصِمَنَّ ظَهْرَ مَنِ اسْتَنَدَ إِلَى سِوَايَ، وَلَأُطِيلَنَّ وَحْشَةَ مَنِ اسْتَأْنَسَ بِغَيْرِي، وَلَأُعْرِضَنَّ عَمَّنْ أَحَبَّ حَبِيبًا سِوَايَ يَا مُوسَى إِنَّ لِي عِبَادًا إِنْ نَاجَوْنِي أَصْغَيْتُ إِلَيْهِمْ، وَإِنْ نَادَوْنِي أَقْبَلْتُ عَلَيْهِمْ وَإِنْ أَقْبَلُوا عَلَيَّ أَدْنَيْتُهُمْ، وَإِنْ دَنَوْا مِنِّي قَرَّبْتُهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبُوا مِنِّي اكْتَنَفْتُهُمْ، إِنْ وَالَوْنِي وَالَيْتُهُمْ، وَإِنْ صَافَوْنِي صَافَيْتُهُمْ، وَإِنْ عَمِلُوا لِي جَازَيْتُهُمْ، أَنَا مُدَبِّرُ أُمُورِهِمْ، وَسَائِسُ قُلُوبِهِمْ وَ أَحْوَالِهِمْ، لَمْ أَجْعَلْ لِقُلُوبِهِمْ رَاحَةً إِلَّا فِي ذِكْرِي

''اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: اے موسیٰ! آپ ایک تنہا پرندے کی طرح بن جائیں جو درختوں کی شاخوں سے پھل کھاتا ہے اور صاف پاکیزہ پانی پیتا ہے۔ جب رات کا وقت آتا ہے تو غاروں میں سے کسی ایک غار میں وہ پناہ پکڑتا ہے، مجھ سے محبت کے ساتھ۔ اور جو مجھ سے نامانوس ہوتے ہیں ان سے وحشت کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اے موسیٰ! میں نے اپنے اوپر یہ بات لازم کرلی ہے کہ مجھ سے جو پیٹھ پھیر کر جانے والا ہوگا، میں اس کے کام کو مکمل نہیں ہونے دوں گا اور جو کسی غیر سے امید رکھنے والا ہوگا، میں اس کی امیدوں کو پورا نہیں ہونے دوں گا۔ اور جو میرے غیر کی طرف تکیہ کرے گا میں اس کی پیٹھ توڑ دوں گا۔ اور جو میرے غیر کے ساتھ محبت کرے گا میں اس کی وحشت کو ختم نہیں ہونے دوں گا۔ اور جو میرے سوا کسی کو محبوب بنائے گا میں اس کے ساتھ اعراض کروں گا۔ اے موسیٰ! میرے ایسے بھی بندے ہیں کہ جب وہ مناجات کرتے ہیں تو میں ان کی طرف مائل ہوتا ہوں، جب وہ مجھ سے قریب ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تو میں ان کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں، جب وہ میرے قریب ہوتے ہیں تو میں ان کے اور زیادہ قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ میرے قریب ہوتے ہیں تو میں ان کو اپنا مقرب بنالیتا ہوں۔ اگر وہ میرے قریب ہوتے ہیں تو میں ان کو ڈھانپ لیتا ہوں (یعنی میری رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے) اگر وہ میری سرپرستی میں آتے ہیں تو میں ان کا سرپرست بن جاتا ہوں۔ اگر وہ میرے ساتھ اخلاص والے ہوتے ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ مخلص ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرے لیے عمل کرتے ہیں تو ان کا ان کو بدلہ دیتا ہوں۔ میں ان کے کاموں کی تدبیر کرتا ہوں۔ میں ان کے دلوں اور ان کے حالات کی نگرانی کرتا ہوں۔ میں نے اپنے ذکر کے سوا ان کے دل کے لیے کوئی راحت نہیں رکھی (اگر ان کو راحت ملتی ہے تو فقط میرے ذکر کے ساتھ ملتی ہے)۔"

یعنی محبت میں بندے کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ہر طرف سے اس کی توجہ ہٹ جاتی ہے اور ایک پروردگار کی ذات کی طرف توجہ جڑ جاتی ہے۔

☆......ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن ایک آدمی کو فرمایا:

يَا أَخِي تُحِبُّ أَنْ تَكُوْنَ لِلّٰهِ وَلِيًّا وَ يَكُوْنُ لَكَ مُحِبًّا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: دَعِ الدُّنْيَا وَ أَقْبِلْ عَلٰى رَبِّكَ بِقَلْبِكَ يُقْبِلُ عَلَيْكَ بِوَجْهِهٖ فَإِنَّهٗ بَلَغَنِيْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَوْحٰى إِلٰى يَحْيٰى بْنِ زَكَرِيَّا عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ: يَا يَحْيٰى إِنِّيْ قَضَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ أَنَّهٗ لَا يُحِبُّنِيْ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِيْ أَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْ نِيَّتِهٖ إِلَّا كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَفُؤَادَهُ الَّذِيْ يَعْقِلُ بِهٖ فَإِذَا كُنْتُ كَذٰلِكَ بَغَّضْتُ إِلَيْهِ أَنْ يَشْتَغِلَ بِغَيْرِيْ وَ أَدَمْتُ فِكْرَهٗ وَ أَسْهَرْتُ لَيْلَهٗ وَأَظْمَأْتُ نَهَارَهٗ، أَنْظُرُ إِلَيْهِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ نَظْرَةً، فَأَرٰى قَلْبَهٗ مَشْغُوْلًا بِيْ فَأَزْدَادُ مِنْ حُبِّهٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاَمْلَأُ قَلْبَهٗ نُوْرًا حَتّٰی يَنْظُرُ بِنُوْرِيْ فَكَيْفَ يَسْكُنُ يَا يَحْيٰى قَلْبُهٗ وَاَنَا جَلِيْسُهٗ وَغَايَةُ اُمْنِيَّتِهٖ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَاَبْعَثَنَّهٗ مَبْعَثًا ثُمَّ آمُرُ مُنَادِيًا يُنَادِيْ: هٰذَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَصَفِيُّهٗ، دَعَا اِلٰى زِيَارَتِهٖ فَاِذَا جَاءَنِيْ رُفِعَتِ الْحِجَابُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ

''اے بھائی! کیا تو یہ بات پسند کرتا ہے کہ تو اللہ کا ولی بن جائے اور اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: تو دنیا کو چھوڑ دے (دنیا کو چھوڑنے کا مطلب یہ نہیں کہ تو راہب بن جا، بلکہ ترک لذات دنیا کو دنیا چھوڑ دینا کہتے ہیں۔ یعنی دنیا کو مقصود و مطلوب نہ بنا) اور تو اپنے دل سے اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہو جا، اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کے ساتھ تمہاری طرف متوجہ ہوگا۔ (تم اللہ کو دل پیش کرو، اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے سے دل مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ دلوں کے بیوپاری ہیں۔ جبکہ حالت یہ ہے کہ بندے کا دل تو کہیں اور پھنسا ہوتا ہے اور ہاتھ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتے ہیں)۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو وحی نازل فرمائی: اے یحییٰ! میں نے اپنے اوپر اس بات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ جب میرا بندہ مجھ سے محبت کرے گا اور میں اس کی نیت پہچان لوں گا کہ یہ مجھ سے محبت کرتا ہے تو میں اس کے کان بن جاؤں گا جن سے وہ سنے گا، میں اس کی آنکھیں بن جاؤں گا جن سے وہ دیکھے گا اور اس کا دل بن جاؤں گا جس سے وہ سوچے گا، جب یہ کیفیت ہو تو میں مبغوض بنا دیتا ہوں کہ میرے سوا کسی اور کے ساتھ وہ مشغول ہو۔ میں اس کی فکر کو طویل بنا دیتا ہوں (یعنی وہ میرے ہی دھیان میں لگا رہتا ہے) وہ راتوں کو میرے لیے جاگتا ہے اور دن میں میرے لیے پیاسا رہتا ہے (یعنی رات کو تہجد کے لیے جاگتا ہے اور دن میں

www.besturdubooks.wordpress.com

روزہ رکھتا ہے) جو میرا ایسا بندہ ہوتا ہے کہ جس کے دل میں صرف میری محبت ہوتی ہے ایسے بندے کے دل کو میں ایک دن میں ستر مرتبہ محبت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔"

اللہ اکبر! اگر اللہ رب العزت ایک مرتبہ ہمارے دل کو محبت کی نظر سے دیکھ لے تو ہمارا بیڑا پار ہو جائے۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا

جس بندے کے دل کو اللہ رب العزت نے ایک مرتبہ محبت کی نگاہ سے دیکھ لیا تو وہ بندہ اللہ رب العزت کا مبغوض نہیں بن سکتا۔ جس پر اس نے پسند کی نظر ایک دفعہ ڈال دی وہ قبول ہو گیا۔ ہمارا معاملہ تو پروردگار کی ایک نگاہ، بلکہ نیم نگاہ پر موقوف ہے۔

"پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس کا دل میری ہی یاد میں مشغول ہے، میں اس کی محبت کو بڑھاتا رہتا ہوں اور اس کے دل کو اپنے ایسے نور سے بھر دیتا ہوں کہ وہ میرے نور سے ہی دیکھتا ہے (اسی کو نور باطن ،نور فراست اور فراستِ مومنانہ کہتے ہیں) اے نبی! کیسے سکون پا سکتا ہے وہ دل جس کا میں جلیس ہوتا ہوں اور جس کی امیدوں کی میں انتہا ہوتا ہوں۔ (پھر آگے اور بھی عجیب بات فرمائی) مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! جو ایسا میرا چاہنے والا ہوگا، میں قیامت کے دن اس کو اس طرح اپنے سامنے کھڑا کروں گا کہ انسان اس کے اوپر رشک کر رہے ہوں گے۔ پھر میں ندا کرنے والے کو حکم دوں گا کہ پکارو: یہ اللہ رب العزت کا دوست اور اس کا پسندیدہ (یعنی اسپیشل ہے) اللہ نے اسے بلایا ہے اپنی زیارت کروانے کے لیے۔ اور جب وہ بندہ میرے قریب آئے گا تو میں اپنے اور اس بندے کے درمیان کے سارے

www.besturdubooks.wordpress.com

پردے ہٹادوں گا (اور اسے اپنا دیدار عطا کروں گا)۔"

یہ کتنی خوشی کی بات ہے کہ ہم اپنے دل میں اللہ رب العزت کی ایسی محبت پیدا کر لیں کہ جس کی وجہ سے ہمیں اللہ رب العزت کا بلا حجاب دیدار نصیب ہو جائے۔

محبت میں دل خود بولتا ہے:

جب اللہ رب العزت کی ایسی محبت دل میں آجاتی ہے تو پھر بندے کو کچھ سکھانا نہیں پڑتا۔ بلکہ ع

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھاتی ہے

خود بخود دل بولتا ہے۔ بلوانا نہیں پڑتا۔ اس کو سکھانا نہیں پڑتا۔ محبت بلوا رہی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسا بندہ:

......واسطے دے رہا ہوتا ہے

......آہیں بھر رہا ہوتا ہے

......اللہ سے مناجات کر رہا ہوتا ہے

حتی کہ اس کے ایک ایک لفظ سے اللہ رب العزت کی محبت جھلک رہی ہوتی ہے۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے اللہ سے محبت کے واقعات

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔ وہ اللہ سے محبت کرنے والی ایک مقبول بندی تھی۔

◉......ایک مرتبہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس گئے اور ان کی موجودگی میں انہوں نے کہہ دیا:

اَللّٰھُمَّ ارْضِ عَنِّیْ "اے اللہ! تو مجھ سے راضی ہو جا۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

فَقَالَتْ: اَمَا تَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ تَسْاَلَهُ الرِّضَا وَاِنَّكَ غَيْرُ رَاضٍ عَنْهُ؟

''رابعہ نے کہا: کیا تمہیں حیا نہیں آتی کہ تم اللہ سے اس کی رضا مانگتے ہو، اور تم خود اللہ سے راضی نہیں ہو۔''

یعنی تو چاہتا ہے کہ اللہ راضی ہو جائے اور خود تو راضی ہے نہیں۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ''میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں''

قَالَ جَعْفَرٌ: فَقُلْتُ لَهَا: مَتٰى يَكُوْنُ الْعَبْدُ رَاضِيًا عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟

''جعفر کہتے ہیں، پھر میں نے سوال پوچھ لیا: ''بندہ اپنے رب سے کب راضی ہوتا ہے؟''

فَقَالَتْ: اِذَا كَانَ سُرُوْرُهُ بِالْمُصِيْبَةِ مِثْلَ سُرُوْرِهِ بِالنِّعْمَةِ

''رابعہ نے جواب دیا: جب اللہ کی طرف سے آئی ہوئی مصیبت پر بندے کو اسی طرح خوشی ہو جیسے اس کو اللہ کی طرف سے آئی ہوئی نعمت پر خوشی ہوتی ہے۔''

دیکھا! یہ ہے محبت۔ اللہ اکبر کبیرا

☆......ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے محقق اور محتاط عالم ہیں۔ یہ بھی رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس گئے...... مزے کی بات سنو کہ آج وہ لوگ جو کہتے ہیں: ہم کسی کی نہیں مانتے، وہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا امام مانتے ہیں۔ اور ان کے یہ امام اس وقت کے بزرگوں کے پاس جاتے تھے...... وہ فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى رَابِعَةَ الْعَدَوِيَّةِ فِيْ بَيْتِهَا وَكَانَتْ كَثِيْرَةَ الْبُكَاءِ فَقَرَاَ رَجُلٌ عِنْدَهَا اٰيَةً مِنَ الْقُرْاٰنِ فِيْهَا ذِكْرُ النَّارِ، فَصَاحَتْ ثُمَّ سَقَطَتْ

''میں رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس ان کے گھر گیا۔ وہ بہت رونے والی خاتون تھیں۔ (محبت میں انسان اپنے محبوب کی یاد میں روتا ہی ہے اور کیا

کرتا ہے) اس وقت ایک بندہ ان کے پاس تھا جس نے قرآن پاک کی ایک ایسی آیت پڑھ دی جس کے اندر جہنم کی آگ کا تذکرہ تھا۔ انہوں نے (آگ کا تذکرہ سن کر) ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر گئی۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی حال تھا۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی علیہ السلام تہجد پڑھ رہے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی پیچھے آ کر نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیام کی حالت میں یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا﴾

(المزمل:۱۳)

اس آیت کو سن کر وہ صحابی رضی اللہ عنہ وہیں گر پڑے اور ان کی وفات ہو گئی۔ اللہ والوں کے لیے ایسی آیات کو سن کر برداشت کر لینا بس سے باہر ہو جاتا تھا۔

......اب رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کی ایک پیاری بات سنیں۔ ذرا دل کے کانوں سے سنیے گا کہ محبت والوں کے دلوں سے کیا باتیں نکلتی ہیں۔ وہ اپنی مناجات میں یہ بات کہتی تھیں:

إِلٰهِي أَتُحْرِقُ بِالنَّارِ قَلْبًا يُحِبُّكَ؟

الٰہی! کیا آپ ایسے دل کو آگ میں جلائیں گے جو آپ سے محبت کرتا ہے؟

فَهَتَفَ بِهَا هَاتِفٌ! مَا كُنَّا نَفْعَلُ هٰكَذَا فَلَا تَظُنِّي بِنَا ظَنَّ السَّوْءِ

"ایک ندا دینے والے نے ندا دی (جواب آیا): ہم ایسا نہیں کریں گے، ہمارے ساتھ کوئی برا گمان نہ رکھے۔"

اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو پھر تسلیاں دیتا ہے۔

......یہ خوف انسان کے لیے بکا کا سبب بنتا ہے۔ چنانچہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى رَابِعَةَ وَهِيَ سَاجِدَةٌ، فَلَمَّا أَحَسَّتْ بِمَكَانِي رَفَعَتْ رَأْسَهَا، فَإِذَا

مَوْضِعُ سُجُوْدِهَا كَهَيْئَةِ الْمُسْتَنْقَعِ مِنْ دُمُوْعِهَا، فَسَلَّمَتْ، فَاَقْبَلَتْ عَلَيَّ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَكَ حَاجَةٌ ؟ فَقُلْتُ جِئْتُ لِاُسَلِّمَ عَلَيْكِ قَالَ: فَبَكَتْ، وَ قَالَتْ سَتَرَكَ اَللّٰهُمَّ سَتَرَكَ وَ دَعَتْ بِدَعْوَاتٍ ثُمَّ قَامَتْ اِلَى الصَّلَاةِ وَ انْصَرَفْتُ

"میں رابعہ ؒ سے ملنے کے لیے گیا۔ وہ (اس وقت نفل پڑھ رہی تھیں) سجدے میں تھیں۔ جب اس نے محسوس کیا کہ کوئی آیا ہے تو اس نے سجدے سے اپنا سر اٹھایا۔ میں نے ان کے سجدے کی جگہ کو دیکھا، وہ ان کے آنسوؤں کی وجہ سے کیچڑ والی ہو چکی تھی (سجدے میں اتنا روئی تھیں)۔ اس نے سلام پھیرا، پھر میری طرف متوجہ ہوئیں اور کہنے لگیں: اے بیٹے! تو کس ضرورت کے لیے آیا ہے؟ میں نے کہا: جی! میں آپ کو سلام کرنے کے لیے آیا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ان کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے (کہ یہ مجھے اللہ والی سمجھ کر سلام کرنے آیا ہے)۔ اور کہنے لگی: اللہ! یہ تیری پردہ پوشی ہے کہ تو نے میرے گناہوں کو چھپایا ہوا ہے۔ (یہ اللہ والوں کی کیفیت ہوتی ہے کہ لوگ ہاتھ چوم رہے ہوتے ہیں، جوتے اٹھا رہے ہوتے ہیں اور وہ اپنے دل میں اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں: میرے مولا! یہ جو بھی ہے، یہ تیری صفت ستاری کا صدقہ ہے، تو نے چھپایا ہوا ہے جس کی وجہ سے لوگ اتنی محبتوں کا اظہار کر رہے ہیں)۔ فرماتے ہیں کہ پھر انہوں نے مجھے کچھ دعائیں دیں۔ اس کے بعد پھر دوبارہ نماز میں کھڑی ہو گئیں اور مجھ سے الگ ہو گئیں۔"

اللہ والوں کا حال دیکھو! کہ اس کے آنے سے پہلے بھی اللہ کی طرف متوجہ تھیں اور اس کے جانے کے بعد بھی اللہ کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت بھری مناجات:

وہ رات کو کیا دعا مانگتی تھیں؟ وہ تو بڑی عجیب ہے۔ سنیے ذرا!

وَذُكِرَ عَنْ رَابِعَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا صَلَّتِ الْعِشَاءَ، قَامَتْ عَلَى سَطْحٍ لَهَا، وَشَدَّتْ عَلَيْهَا دِرْعَهَا وَخِمَارَهَا، ثُمَّ قَالَتْ: إِلٰهِيْ! أَنَارَتِ النُّجُوْمُ، وَنَامَتِ الْعُيُوْنُ، وَغَلَقَتِ الْمُلُوْكُ أَبْوَابَهَا، وَخَلَا كُلُّ حَبِيْبٍ بِحَبِيْبِهِ، وَهٰذَا مَقَامِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ

"رابعہ عدویہ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب وہ عشا کی نماز پڑھتیں تو اپنی چھت کے اوپر کھڑی ہو جاتی تھیں، اپنی چادر اور دوپٹے کو اچھی طرح کس کے اوڑھ لیتی تھیں (جیسے بندہ جب کوئی کام کرنے لگتا ہے تو اپنے کپڑوں کو اچھی طرح لپیٹ لیتا ہے)۔ پھر اسکے بعد کہتیں: اے اللہ! تارے روشن ہو گئے اور آنکھیں سو گئیں، دنیا کے سب بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لیے اور ہر محب اپنے محبوب کے پاس پہنچ گیا۔ اے اللہ! میں اس وقت تیرے سامنے حاضر ہوں۔"

کیا مطلب؟ کہ تو میرا محبوب ہے اور میں بھی تیرے سامنے حاضر ہوں۔ کبھی ہم نے بھی اس کیفیت کے ساتھ تہجد کے چند نوافل پڑھے! کہ ہم بھی مصلے پر آئے ہوں اور ہم نے یہ کہا ہو: اللہ! رات آ گئی، ہر محب اپنے محبوب کے پاس پہنچ گیا، اے اللہ! تیرا بندہ بھی تیرے سامنے حاضر ہے۔ دل کی کیفیت ہو تو یہ الفاظ نکلتے ہیں نا۔ ورنہ تو زبان سے یہ الفاظ نہیں نکلتے۔ یہ دل میں محبت کی دلیل تھی کہ وہ کتنے پیارے الفاظ اپنی زبان سے کہہ رہی تھیں۔

"ثُمَّ تُقْبِلُ عَلٰى صَلَاتِهَا، فَإِذَا كَانَ وَقْتُ السَّحَرِ وَمَطْلِعُ الْفَجْرِ قَالَتْ إِلٰهِيْ! هٰذَا اللَّيْلُ قَدْ أَدْبَرَ، وَهٰذَا النَّهَارُ قَدْ أَسْفَرَ فَلَيْتَ شِعْرِيْ! أَقَبِلْتَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مِنِّیْ لَیْلَتِیْ فَاُھَنِّیَ ؟ اَمْ رَدَدْتَھَا عَلَیَّ فَاُعَزِّیْ ؟"

''پھر وہ اپنی نماز پڑھتیں۔ جب سحر اور مطلعِ فجر کا وقت ہو جاتا تو اس وقت یہ کہتیں: اے اللہ! یہ رات گزر گئی اور دن کے اجالے کا وقت ہو گیا۔ کاش! میں جان لیتی کہ آ۔ آپ نے میری رات (کی عبادت) قبول کر لی تو میں اپنے آپ کو مبارکبادی دوں، اور اگر آپ نے میری رات کی عبادت کو رد کر دیا ہے تو میں اپنے آپ سے تعزیت کر لوں (کہ میری رات اللہ کے ہاں مردود ہو گئی)۔''

ایسے الفاظ کس کی زبان سے نکلتے ہیں؟ جس کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے۔ اس کے بعد آگے تو پھر عجیب بات کہی:

"فَوَعِزَّتِكَ لَوْ طَرَدْتَنِیْ عَنْ بَابِكَ مَا بَرِحْتُ عَنْهُ لِمَا وَقَعَ فِیْ قَلْبِیْ مِنْ مُحَبَّتِكَ"

''اللہ! تیری عزت کی قسم! اگر تو مجھے اپنے دروازے سے دھکیل بھی دے تو میں تیرے دروازے سے کبھی بھی نہیں ہٹوں گی، اس لیے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے ۔

اُدھر تو در نہ کھولے گا اِدھر میں در نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے کہیں تیری کہیں میری

یہ محبت ہوتی ہے کہ انسان اللہ کے دروازے کے اوپر جم کر بیٹھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر جان دینا بھی اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

محبت، منصور بن حلاج کی نظر میں:

جب منصور بن حلاج کو قتل کرنے کا وقت آیا تو اس کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

أَنَّهُمْ حَبَسُوهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَجَاءَهُ الشِّبْلِيُّ فَقَالَ يَا مَنْصُورُ! مَا الْمَحَبَّةُ؟ فَقَالَ لَا تَسْأَلْنِي الْيَوْمَ وَاسْأَلْنِي غَدًا فَلَمَّا جَاءَ الْغَدُ وَ أَخْرَجُوهُ مِنَ السِّجْنِ وَنَصَبُوا النِّطْعَ لِأَجْلِ قَتْلِهِ مَرَّ الشِّبْلِيُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَنَادَى يَا شِبْلِي! اَلْمَحَبَّةُ أَوَّلُهَا حَرْقٌ وَآخِرُهَا قَتْلٌ

''ان کو انہوں نے اٹھارہ دن قید میں رکھا۔ ان کے پاس ان کے دوست شبلی آئے اور انہوں نے پوچھا: منصور! محبت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: تم آج مجھ سے یہ سوال نہ پوچھو، کل یہ سوال پوچھنا۔ جب اگلا دن آ گیا اور انہوں نے ان کو جیل سے نکالا اور انہوں نے چمڑا بچھا دیا ان کو قتل کرنے کے لیے۔ شبلی آگے بڑھے اور ان کے سامنے آئے۔ تو منصور نے ان کو دیکھ کر کہا: اے شبلی! محبت کی ابتدا آگ ہوتی ہے اور آخر میں اپنے محب اپنے محبوب کو او پر جان دے دیا کرتا ہے۔''

محبوب کے نام پر جان دے کر پھر بھی وہ اللہ کا احسان مانتا ہے کہ اللہ رب العزت نے مجھ پر احسان کیا ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

محبت الٰہی میں اتنا استغراق!!!

ہمیں تو اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا چھوٹا سا بھی ذرہ مل جائے تو ہمارے دل کے لیے وہی کافی ہے۔ بلکہ اس سے بھی کم حصہ مل جائے تو بھی کام بن جائے گا۔

مَرَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِشَابٍّ يَسْقِي بُسْتَانًا فَقَالَ الشَّابُّ لِعِيسَى سَلْ رَبَّكَ أَنْ يَرْزُقَنِي مِنْ مَحَبَّتِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا

تُطِيقُ مِقْدَارَ ذَرَّةٍ فَقَالَ نِصْفَ ذَرَّةٍ فَقَالَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ! اُرْزُقْهُ نِصْفَ ذَرَّةٍ مِنْ مَحَبَّتِكَ فَمَضٰى عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ مُدَّةٍ طَوِيْلَةٍ مَرَّ بِمَحَلِّ ذٰلِكَ الشَّابِ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا جُنَّ وَذَهَبَ إِلَى الْجِبَالِ فَدَعَا اللّٰهَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يُرِيَهُ إِيَّاهُ فَرَاٰهُ بَيْنَ الْجِبَالِ فَوَجَدَهُ قَائِمًا عَلٰى صَخْرَةٍ شَاخِصًا طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَسَلَّمَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ اَنَا عِيسٰى فَاَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْفَ يَسْمَعُ كَلَامَ الْاٰدَمِيِّيْنَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِقْدَارُ نِصْفِ ذَرَّةٍ مِنْ مَحَبَّتِيْ فَوَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَوْقَطَعْتَهُ بِالْمِنْشَارِ لَمَا عَلِمَ بِذٰلِكَ

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نوجوان کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے باغ کو پانی دے رہا تھا۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ایک ذرے کے برابر اپنی محبت عطا فرمادے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تو ذرے کے برابر محبت کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ پھر اس نے کہا: آدھا ذرہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: اے پروردگار! اس کو اپنی محبت کا آدھا ذرہ عطا کر دیجیے۔ (دعا قبول ہوگئی)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔

پھر کافی عرصے کے بعد دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس نوجوان کی جگہ پر آنا ہوا۔ انہوں نے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا۔ تو وہ کہنے لگے: وہ تو دیوانہ ہو گیا (اللہ کی محبت میں) اور پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ! میں اس نوجوان کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ اب وہ کس حال میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ ایک چٹان کے اوپر اللہ کی طرف لو لگا کے، ہاتھ اٹھا کے مناجات کر رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا لیکن اس نے جواب ہی نہ دیا۔ پھر فرمایا: میں عیسیٰ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف وحی نازل فرمائی: وہ بندہ انسانوں کی بات کیسے سن سکتا ہے جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہے۔ (اللہ اکبر کبیرا) مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! اے عیسیٰ! اس حالت میں اگر اس کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو بھی اس کو پتہ نہیں چلے گا۔"

سوچیں کہ اس کو محبت الٰہی میں کس قسم کا استغراق نصیب ہو گیا تھا۔ بھئی! ہمیں تو تھوڑی سی محبت بھی مل جائے تو ہمارا کام بن جائے گا۔

ہر سوال کے جواب میں محبوب کا تذکرہ:

محبت، صرف محبوب کو چاہتا ہے، اور کچھ نہیں چاہتا۔ چنانچہ ایک مزے کی بات سنیے:

قِیْلَ لِبَعْضِ الْمُحِبِّیْنَ مِنْ اَیْنَ؟

"کسی نے محبین (اللہ سے محبت کرنے والوں) سے پوچھا: جی آپ کہاں سے آئے؟"

قَالَ: مِنْ عِنْدِ الْحَبِیْبِ

"کہنے لگے: محبوب کی طرف سے"

قِیْلَ: وَاِلٰی اَیْنَ؟

"پوچھا گیا: اور آپ نے جانا کہاں ہے؟"

قَالَ: اِلَی الْحَبِیْبِ

"کہنے لگے: محبوب کے پاس جانا ہے"

قِیْلَ: مَاتَشْتَھِیْ؟

"پوچھا گیا: آپ کی تمنا کیا ہے"

قَالَ: لِقَاءِ الْحَبِیْبِ

www.besturdubooks.wordpress.com

''کہنے لگے: محبوب سے ملاقات''

قِیْلَ: اِلٰی مَتٰی تَذْکُرُ الْحَبِیْبَ

''پوچھا گیا: تو کب تک محبوب کا تذکرہ کرتا رہے گا؟''

قَالَ: حَتّٰی اَرٰی وَجْهَ الْحَبِیْبِ

''کہنے لگے: جب تک میں محبوب کا چہرہ نہیں دیکھوں گا، میں محبوب کا تذکرہ کرتا ہی رہوں گا۔''

لمحہ فکریہ:

کاش آج ہمارے دلوں میں بھی اللہ رب العزت کی ایسی محبت ہو اور ہماری زندگیوں کا رخ ہی اور ہو جائے۔ آج تو یہ حالت ہے۔

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

آج کے دور میں سب سے بڑی کمی کوتاہی یہی ہے کہ سینوں میں تڑپنے والے دل نہیں ہیں۔ ایک وہ بھی وقت تھا جب رات کے آخری پہر میں نوجوان اٹھتا تھا، اللہ کے سامنے گڑگڑاتا تھا، اس کے سینے میں اللہ کی محبت کی وجہ سے دل مچلتا تھا، آج وہ مچلنے والے دل نہیں ہیں۔ اسی بات کو یوں کہا گیا۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھوگئی
لبھاتا ہے دل کو بیانِ خطیب
مگر لذتِ شوق سے بے نصیب

وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد
محبت میں یکتا ، امانت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا
وہ سالک مقامات میں کھو گیا
بجھی عشق کی آگ ، اندھیر ہے
مسلماں نہیں ، راکھ کا ڈھیر ہے

ایک وقت تھا کہ جب جلتے انگارے کی طرح سینے میں دل اللہ کی محبت سے گرم ہو رہا ہوتا تھا اور آج راکھ کا ڈھیر بنا ہوا ہے۔اللہ کا نام بھی سنتا ہے، ذکر بھی کرتا ہے، مگر ٹس سے مس ہی نہیں ہوتا۔جیسے نزلہ زکام کے مریض کو خوشبو کا پتہ ہی نہیں چلتا۔آج نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتوں کی وجہ سے ہمیں اللہ رب العزت کی محبت کی لذتوں کا پتہ ہی نہیں چلتا۔کاش! ہم اس محبت کا تھوڑا سا بھی مزا پا لیتے تو اس کمینی دنیا کو ہم لات ہی مار دیتے۔

مخلوق کی محبت کا یہ عالم!!!

مجنوں کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔اس کے بارے میں آتا ہے کہ

رُوِیَ مَجْنُوْنُ لَیْلٰی فِی الْمَنَامِ فَقِیْلَ لَہٗ: مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟
قَالَ: غَفَرَلِیْ وَجَعَلَنِیْ حُجَّۃً عَلَی الْمُحِبِّیْنَ

’’لیلیٰ والے مجنوں کو (اس کے مرنے کے بعد) کسی نے خواب میں دیکھا۔اس نے مجنون سے پوچھا: اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا: اللہ نے میری مغفرت کر دی ہے اور اللہ نے محبت کرنے والوں پر مجھے حجت بنا دیا ہے۔‘‘

کہ اگر یہ مخلوق کی محبت میں اتنا دیوانہ ہو سکتا ہے تو تم خالق کی محبت میں دیوانے

www.besturdubooks.wordpress.com

کیوں نہیں ہو سکتے؟ اس کی محبت کے غلبے کا یہ عالم تھا کہ لوگ اس کو مجنون مجنون پکارتے تھے مگر وہ جواب ہی نہیں دیتا تھا۔ ایک آدمی نے کہا: مجھے پتہ ہے کہ یہ کیسے سنے گا۔ وہ گیا اور جا کر کان میں کہنے لگا: لیلیٰ! لیلیٰ! اس نے فوراً آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ یہ کون ہے جو لیلیٰ کا نام لے رہا ہے۔ جب مخلوق کی محبت کا یہ عالم ہے تو پھر سوچیے کہ ہمیں اللہ رب العزت کے ساتھ کتنی محبت ہونی چاہیے۔

مجنون کہتا ہے ۔

أَطُوفُ عَلَى جِدَارِ دِيَارِ لَيْلَىٰ
أُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَ ذَا الْجِدَارَا

”میں لیلیٰ کے گھر کا چکر لگاتا ہوں، کبھی اس دیوار کو بوسے دیتا ہوں، کبھی اس دیوار کو بوسے دیتا ہوں۔“

وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِيْ
وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

”اس گھر کی محبت نے میرے دل کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا، بلکہ جو گھر میں رہنے والا ہے اس کی محبت نے میرے دل کو اپنے اندر اتنا مشغول کر دیا ہے۔“

کاش! ہمارے دل میں بھی اللہ رب العزت کی اتنی محبت ہوتی کہ اعمال کا مزہ آ جاتا۔

......سجدے کا مزہ آتا

.....رکوع کا مزہ آتا

......قرآن پڑھنے پڑھانے کا مزا آتا

....عبادات کا مزہ آتا

www.besturdubooks.wordpress.com

رائی کے دانے کے برابر محبت کا مقام:

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے...... بات توجہ کے ساتھ سننے کے قابل ہے، فرماتے تھے:

مِثْقَالَ خَرْدَلَةٍ مِّنَ الْحُبِّ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةً بِلَا حُبٍّ

''رائی کے دانے کے برابر محبت، مجھے ستر سال تک بغیر محبت کے عبادت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔''

لمبا سجدہ کرنے کی وجہ:

مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں لمبا سجدہ کرتے تھے۔ کسی نے کہا: حضرت! اتنا لمبا سجدہ! فرمانے لگے: ہاں! نماز میں آقا کے قدموں پر سر رکھ دیتا ہوں، اٹھانے کو میرا جی ہی نہیں چاہتا۔ سوچیں کہ ان کے دل کی کیا کیفیت ہوگی۔

اہلِ محبت کے لیے مژدہ جانفزا:

ایک طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی:

یَا دَاوٗدُ! ذِكْرِيْ لِلذَّاكِرِيْنَ

''اے داؤد! میرا ذکر، ذاکرین کے لیے''

وَجَنَّتِيْ لِلْعَابِدِيْنَ

''اور میری جنت، عبادت گزاروں کے لیے''

وَزِيَارَتِيْ لِلْمُشْتَاقِيْنَ

''اور میری زیارت، میرے مشتاق لوگوں کے لیے''

وَاَنَا خَاصَّةٌ لِلْمُحِبِّيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور میں، خاص ان لوگوں کے لیے جو مجھ سے محبت کرنے والے ہیں۔''

کاش! ہمارا شمار بھی اللہ رب العزت سے محبت کرنے والوں میں ہو جائے۔

محبین کو پکارنے کا محبت بھرا انداز:

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑی عجیب بات کہی...... جب میں نے یہ بات پڑھی تو اسے کئی مرتبہ پڑھنے کے بعد بھی دل نہ بھرا...... فرماتے ہیں:

تُدْعَى الْأُمَمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَنْبِيَائِهَا

''قیامت کے دن امتوں کو اپنے انبیا (کی نسبت) کے ساتھ پکارا جائے گا۔''

فَيُقَالُ: يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ يَا أُمَّةَ مُوسٰى يَا أُمَّةَ عِيسٰى

''انہیں کہا جائے گا: اے امتِ محمد ﷺ! اے امتِ موسیٰ علیہ السلام، اے امتِ عیسیٰ علیہ السلام۔''

وَيُدْعَى الْمُحِبُّوْنَ فَيُقَالُ: يَا أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ! هَلُمُّوْا إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ

''اور اللہ تعالیٰ اپنے سے محبت کرنے والوں کو پکاریں گے: اے اللہ کے دوستو! آؤ، اللہ سبحانہ کی طرف۔''

آگے فرماتے ہیں:

فَتَكَادُ قُلُوْبُهُمْ تَنْخَلِعُ فَرَحًا

''ان کے دل خوشی کی وجہ سے اچھلنے لگ جائیں گے۔''

ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت نصیب ہو جائے۔ (آمین)

محبت بکھیرتے اشعار:

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک آدمی محبت میں عجیب اشعار پڑھتا ہوا جا رہا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاللّٰہِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَّلَا غَرُبَتْ
اِلَّا وَاَنْتَ فِیْ قَلْبِیْ وَ وَسْوَاسِیْ

"اللہ کی قسم! کبھی سورج طلوع نہیں ہوا اور کبھی سورج غروب نہیں ہوا، مگر اے محبوب! تیرا خیال میرے دل میں اور میری سوچوں میں ہی رہا۔"

وَلَا ذَکَرْتُکَ مَحْزُوْنًا وَّلَا طَرِبًا
اِلَّا وَحُبُّکَ مَقْرُوْنٌ بِاَنْفَاسِیْ

"میں نے کبھی خوشی اور غمی میں آپ کا ذکر نہیں کیا، مگر آپ کی محبت میرے سانسوں میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔"

میرے سانس آپ کی محبت میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

وَلَا هَمَمْتُ بِشُرْبِ الْمَاءِ مِنْ عَطَشٍ
اِلَّا رَاَیْتُ خَیَالًا مِّنْکَ فِی الْکَاسِیْ

"میں نے کبھی سخت پیاس کی حالت میں پانی نہیں پیا، مگر اے محبوب! میں اس پانی کے اندر تیری تصویر ہی تو ڈھونڈ رہا ہوتا ہوں۔"

اللہ رب العزت کی ایسی محبت نصیب ہو جائے تو پھر کیا کہنے۔

عشق کی پڑیا کہاں سے ملتی ہے؟

اب ذرا ایک بات توجہ سے سنیے...... ایک مرتبہ مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: مولانا! آپ نے کبھی عشق کی دکان دیکھی ہے؟ یہ سن کر مولانا تھوڑی دیر تو خاموش رہے، پھر کہنے لگے: حضرت! میں نے عشق کی دو دکانیں دیکھی ہیں۔ پوچھا: کونسی؟ فرمایا: ایک شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ کی۔...... یہ اللہ والے جہاں بھی بیٹھے ہوں، یہ عشق کی دکان ہوا کرتے ہیں۔ طالب آتے ہیں اور وہاں سے عشق کی پڑیا

www.besturdubooks.wordpress.com

خرید کر واپس جاتے ہیں۔ اگر یہی عشق کی پڑیا نصیب ہو جائے تو بندے کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے۔ یہی عشقِ الٰہی ہے جس کی وجہ سے انسان فرشتوں سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْاِنْسَانُ عَاشِقٌ　　''انسان عاشق ہے''

اس عشق کی وجہ سے پھر یہ فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کرتا ہے۔ یہ اللہ کی یاد میں اپنی زندگی گزارتا ہے اور اللہ کے عشق میں اس کا عشق تڑپا رہتا ہے۔

مراقبہ یا پریم پیالہ:

مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کو جب مراقبہ کروانے کے لیے بلاتے تو فرماتے: ''آؤ! پریم پیالہ پی لو۔''

ایسے جیسے مراقبہ کرنے سے محبت کا پیالہ نصیب ہو جائے گا۔ اور واقعی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں جو جاتے ہیں تو پھر ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

پینے سے پہلے پینے والے:

یہ عاجز جب حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو پوچھا: کیا آپ کی پہلے بیعت تھی؟ عرض کیا: جی ہاں، حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نو سال رہا۔ پھر حضرت نے بہت مہربانی فرمائی اور بیعت فرما لیا۔

وہاں حضرت کی خدمت میں ایک کپتان صاحب سرگودھا والے رہتے تھے۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی قریبی اور عاشقوں میں سے تھے، عاشق صادق تھے۔ وہ فجر کی نماز پڑھ کر اس عاجز کو کہنے لگے: مبارک ہو۔ پوچھا: خیریت تو ہے۔ کہنے لگے: ہاں! حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے کہ یہ نوجوان پہلے کہیں سے پی کے آیا

ہے۔ اللہ اکبر

اللہ والوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ کون پی کے آیا ہے۔ کاش! ہم بھی کسی کی صحبت میں رہ کر کچھ پییں۔ تب پتہ چلے کہ اللہ رب العزت کی محبت کیا ہوتی ہے۔

شَرِبْتُ الْحُبَّ كَاْسًا بَعْدَ كَاسٍ
فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِيْتُ

جی ہی نہیں بھرتا بندے کا۔

شرابِ الفت کے بھکاری

ہمارے بزرگوں کی خانقاہوں میں

......جوان بھی پیتے تھے

......بوڑھے بھی پیتے تھے

......انگریزی لکھے پڑھے بھی پیتے تھے اور

......خطا کار، گنہگار، خاطی اور پاپی بھی آ کر پیتے تھے۔

بوڑھوں میں شرابِ الفت کی طلب:

خانقاہ فضلیہ مسکین پور شریف میں دو بوڑھے بیٹھے ہیں۔ دونوں سفید ریش ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ الجھ رہے ہیں۔ ایک اس کا گریبان پکڑتا ہے اور دھکے دیتا ہے، دوسرا اس کا گریبان پکڑتا ہے اور وہ اس کو دھکا دیتا ہے۔ وہ اس کے دھپی لگاتا ہے اور وہ اس کے لگاتا ہے۔ دیکھنے والا حیران ہوا کہ نیک ہیں، ذاکرین میں سے ہیں، بوڑھے ہیں، مسجد کے اندر ہیں اور یہاں الجھ رہے ہیں۔ اس نے کہا: میں دیکھوں تو سہی۔ چنانچہ جب وہ ذرا قریب ہوا تو پتہ چلا کہ دراصل وہ آپس میں بات چیت کر رہے تھے، تو بات کرتے کرتے ان میں سے ایک نے کہہ دیا: اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میڈا اے" "اللہ میرا ہے"۔ یہ سن کر دوسرے کو غیرت آئی۔ وہ گریبان پکڑ کے کہتا ہے: اللہ میڈا اے" "اللہ میرا ہے" اب ایک دوسرے کے گریبان پکڑ رہے ہیں۔ ایک کہتا ہے: اللہ میرا ہے۔ دوسرا کہتا ہے: اللہ میرا ہے۔ سبحان اللہ! دونوں کے دل میں اللہ کی کتنی محبت ہوگی کہ اللہ کی محبت میں ایک دوسرے کے ساتھ یوں الجھ رہے ہیں۔ بوڑھوں کا یہ حال تھا۔

لکھے پڑھے لوگوں میں شرابِ الفت کی طلب:

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ انگریزی لکھے پڑھے تھے اور اپنے وقت کے ڈپٹی کمشنر لیول کے بندے تھے۔ بیوروکریٹس میں سے تھے۔ ان سے کسی نے پوچھا: جناب! آپ تو مسٹر تھے، آپ کی ٹرکیسے مس ہوگئی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک اللہ والے کی خدمت میں گیا ہوں۔ جب وہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے تو ان کے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور ایسی بدلی کہ انہوں نے پھر ایک ایسا شعر کہا جو ان کے شیخ کو بھی پسند آیا۔ فرمایا:

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ شعر سنا تو فرمایا: "اگر میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہوتا تو اس شعر کے بدلے میں ایک لاکھ روپیہ انعام دے دیتا"۔

جب ان کی پنشن ہوگئی تو کسی نے پوچھ لیا: حضرت! کیا حال ہے؟ فرمانے لگے۔

پنشن ہو گئی ہے کیا بات ہے اپنی
اب دن بھی ہے اپنا اور رات بھی ہے اپنی
اب اور ہی کچھ ہے مرے دن رات کا عالم
ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم

www.besturdubooks.wordpress.com

کاش! ہر وقت ہی ملاقات والی اور انابت الی اللہ زندگی ہمیں بھی مل جائے، یہ رجوع الی اللہ ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ اللہ والوں کی صحبت میں ہم نے یہ چیز سیکھنی ہوتی ہے۔

ایک اور عجیب شعر فرماتے ہیں ؎

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے
ہم ثواب و عذاب کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے
عشق والے حساب کیا جانیں

جیسے کہتے ہیں کہ دو رکعت پڑھو تو حج عمرے کا ثواب ملتا ہے اور پھر ثواب کا نام سن کر نمازیں پڑھتے ہیں۔ لیکن جن کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے وہ ثواب کے پیچھے عبادت تھوڑا کرتے ہیں، وہ تو اللہ کی محبت میں ڈوب کر اس کی عبادت کر رہے ہوتے ہیں۔

خطا کاروں میں شرابِ الفت کی طلب:

اللہ والوں کی خدمت میں خاطی اور پاپی بھی آتے تھے اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر شراب الست پی کر واپس جاتے تھے۔

ایک شاعر تھے، جگر مراد آبادی۔ وہ بڑے مشہور شاعر تھے۔ ایک مرتبہ وہ حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ انہوں نے ان کے اوپر نیکی تقویٰ کے اثرات دیکھے تو کہنے لگے: جی! میں آپ کے شیخ سے ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: ہاں! ضرور ملیں۔ وہ کہنے لگے: شرط یہ ہے کہ میں پیتا ہوں...... مے نوش تھے، بلکہ بلا نوش تھے، اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے تھے...... وہ کہنے لگے: میں شیخ کو ملنے تو جاؤں گا لیکن وہاں بھی پیوں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سے پوچھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بھئی! خانقاہ تو پبلک پلیس ہے، یہاں تو نہیں پی سکتے، البتہ میں ان کو اپنے گھر مہمان ٹھہرا لیتا ہوں اور مہمان کو اپنی مرضی کرنے کا اختیار ہوتا ہے، کافر بھی مہمان بن سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت نے ان کو گھر میں ٹھہرا لیا۔ جب حضرت سے ملے تو بس ایک محبت نے دل کی دنیا کو بدل کے رکھ دیا۔ وہیں شراب پینے سے توبہ کر لی۔ پھر اس کے بعد بالکل ہی منہ نہ لگایا۔ بیمار بھی ہو گئے، ڈاکٹروں نے کہا کہ ایک دم چھوڑ دینے سے مر جائیں گے۔ وہ کہنے لگے: مجھے اس سے بڑی سعادت کوئی اور نہیں مل سکتی۔ اب میں نے حقیقی شرابِ محبت کا مزہ چکھ لیا ہے، لہٰذا اب میں اس کی طرف نہیں آ سکتا۔

اب انہوں نے داڑھی بڑھا لی، نیکی کی زندگی گزارنے لگے۔ لوگ دور دور سے سن کر ان کے پاس آتے کہ جی جگر کو کیا ہو گیا۔ تو انہوں نے اپنے بارے میں خوب شعر بنایا۔

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلماں ہوا ہے

پھر اللہ کی محبت دل پر غالب آئی اور محبت کے غلبے میں ان کی زبان سے پھر اللہ کی محبت میں اشعار نکلنے لگے۔ اب لوگ حیران ہوئے۔ چنانچہ کسی نے پوچھا: جناب! یہ اب آپ کے اندر جو جذب ہے کہ پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے اس پر بھی شعر بنایا۔ فرمانے لگے:۔

میرا کمال عشق میں اتنا ہے اے جگر!
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

اس وقت کی قدر کر لیجیے:

کاش! ہم بھی ان محفلوں سے اللہ کی محبت کو پانے کی کوشش کریں۔ اللہ سے

مناجات کریں۔دل کو خالی کر کے بیٹھیں۔مخلوق کی شیطانی ،نفسانی ،شہوانی محبتوں سے اپنے دلوں کو خالی کرلیں۔آپ اگر دودھ کا ایسا پیالہ لے کر جائیں جس پر گندگی، نجاست اور پاخانہ لگا ہوا ہو تو کوئی بھی دودھ نہیں ڈالے گا۔یہ ڈالنے والے کا قصور نہیں ،یہ قصور تو پیالہ لے جانے والے کا ہے جس نے صاف اور پاک پیالہ پیش نہیں کیا۔اس دل سے غیر کی محبتوں کو پہلے نکالیے۔اس دل سے ماسوٰی کی محبتوں کو نکالیے۔اگر خالی دل لے کر ان صحبتوں میں بیٹھیں گے تو ایک مجلس ہی آپ کے لیے کافی ہو جائے گی۔اللہ کی ایسی محبت دل میں بھرے گی کہ آپ اس کی حرارت کو خود بھی محسوس کریں گے۔کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا:۔

عشق والے یہ دکانیں نہ بڑھا کر چل دیں
ٹھہرو منصور مجھے دل کی دوا لینے دو

دل کی دوا پالیجیے۔وقت ایک جیسا نہیں رہتا۔اس وقت کی قدر کر لیجیے۔آج پلانے کو پلانے والے بے قرار ہیں اور پینے والوں کے دل متوجہ نہیں ہیں۔ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب پینا چاہیں گے لیکن قریب پلانے والے نہیں ملیں گے۔وقت کی قدر کر لیجیے۔جن کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے ان کے دلوں پر اللہ رب العزت کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے۔ان کے ایک ایک عمل میں محبت نظر آ رہی ہوتی ہے۔

محبتِ الٰہی سے سرشار کلام:

اللہ رب العزت سے محبت کرنے والے ایک اللہ کے عاشق بندے خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔انہوں نے پنجابی میں عجیب کلام کیا۔فرماتے ہیں:۔

ہور کہانی مول نہ بھانویں
الف ہکو ہم بس وے میاں جی

''اور کوئی کہانی مجھے اچھی نہیں لگتی، اے میاں جی! مجھے ایک اللہ کافی ہے۔''

'ب' 'ت' دی میکوں لوڑ نہ کائی
الف لئیم دل کھس وے میاں جی

''مجھے بے تے کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے ماسوئی کی کوئی ضرورت نہیں، الف (اللہ) نے تو مجھ سے میرا دل ہی چھین لیا ہے۔''

ذکر اللہ دا چنہ چاندیں
ہی شابس شابس وے میاں جی
جیندیاں مردیاں یار دی رہساں
وسری ہورہوس وے میاں جی
رانجھن میڈا میں رانجھن دی
روز ازل دی ہس وے میاں جی
عشقوں مول فرید نہ پھر سوں
روز نویں ہم چس وے میاں جی

''اے فرید! میں اللہ کے عشق سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹوں گا، مجھے روز اللہ کے ذکر میں نئی لذت مل رہی ہوتی ہے۔''

ایک جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

میڈا عشق وی توں، میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں، ایمان وی توں
میڈا جسم وی توں میڈا روح وی توں
میڈا قلب وی توں جند جان وی توں
میڈا کعبہ، قبلہ، مسجد، منبر
مصحف تے قرآن وی توں

www.besturdubooks.wordpress.com

میڈے فرض فریضے حج زکوٰتاں
صوم صلوٰۃ اذان وی توں
میڈا ذکر وی توں ، میڈا فکر وی توں
میڈا ذوق وی توں ، وجدان وی توں
میڈا سانول مٹھڑا شام سلونڑاں
من موہن جانان وی توں
میڈی آس امید تے کھٹیا وٹیا
میڈا تکیہ مان تران وی توں
میڈا دھرم وی توں ، میڈا بھرم وی توں
میڈا شرم وی توں ، میڈا شان وی توں
میڈا دکھ سکھ ، رون ، کھلن وی توں
میڈا درد وی توں ، درمان وی توں
میڈا خوشیاں دا اسباب وی توں
میڈے سولاں دا سامان وی توں
میڈا حسن تے بھاگ سہاگ وی توں
میڈا بخت تے نام نشان وی توں
میڈے ٹھنڈڑے ساہ تے موجھ منجاری
ہنجواں دا طوفان وی توں
میڈی مہندی ، کجل ، مساگ وی توں
میڈی سرخی ، بیڑا ، پان وی توں
جے یار فرید قبول کرے
سرکار وی توں سلطان وی توں

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ ہمارے دلوں کو بھی اپنی محبت سے بھر دے اور اپنی یاد کی لذت عطا فرمادے۔

تیری اک نگاہ کی بات ہے:

آپ حضرات کا یہاں تشریف لانا اللہ تعالیٰ قبول فرمالے۔ ہم اللہ کی طرف متوجہ ہوں کہ اے کریم آقا! ہم نے اپنے گھروں کو چھوڑا، اپنے کاروباروں کو چھوڑا، دکانوں کو چھوڑا، اپنے بزنس کو چھوڑا، اے اللہ! اپنے دفتروں کو چھوڑا، بیوی بچوں کو چھوڑا، ایک ہفتے کے لیے تیرے گھر میں آکر اس نیت سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آپ محبت کی ایک نظر ڈال دیجیے۔ مگر اللہ! ہمارے دل میلے ہیں، گناہوں کی نحوست سے کالے ہو چکے ہیں، آپ ایسے دلوں پر نظر نہیں ڈالتے، مولا! اب ان دلوں کو دھو دیجیے، ان کو غیر کی محبت سے خالی کر دیجیے اور ہمیں اپنے در سے خالی نہ لوٹائیے۔ ہم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو آپ کے دربار سے خالی اٹھتا ہے، وہی بدبخت ہوا کرتا ہے۔ اللہ! شقی بننے سے بچالینا۔ حاضری قبول فرمالینا۔ اے اللہ! اپنی محبت کی ایک نگاہ ہم پر بھی ڈال دینا۔ اللہ! تیری اک نگاہ کی بات ہے میری زندگی کا سوال ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنی محبت کی ایک نظر عطا فرمادے اور اپنی سچی محبت عطا فرمادے تاکہ ہم آئندہ زندگی شریعت وسنت کے مطابق گزارنے والے بن جائیں۔

(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل ﴾

(ال عمران:۱۷۳)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی معجزے

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ اللہ رب العزت نے اس زم زم کو ایسا برکت والا بنا دیا ہے کہ یہ سب ضرورتوں کے لیے پورا ہو جاتا ہے۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حرم میں بیٹھے ہوئے بندے کو کہا جائے کہ آج زم زم ختم ہو گیا ہے کل دوبارہ ملنا شروع ہوگا بلکہ جب چاہو، جس وقت چاہو، جتنا چاہو، ٹھنڈا زم زم وہاں ہر وقت موجود ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام کا یہ معجزہ بھی ہر وقت جاری وساری ہے اور ہر حاجی اپنی آنکھوں سے یہ معجزہ دیکھ سکتا ہے۔ عاجز ڈنکے کی چوٹ پر یہ بات کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی تو ایسی جگہ بتاؤ کہ جہاں ایک کنواں لاکھوں بندوں کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہو۔ بڑے بڑے ٹیوب ویل لگے ہوتے ہیں، موٹریں لگیں ہوتی ہیں، مگر پانی پورا کرنے سے قاصر ہوتی ہیں۔ اللہ نے اس زم زم کے چشمے کو کیا جاری کر دیا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک معجزہ ہمیں اپنی آنکھوں سے دکھا دیا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی معجزے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾ (ال عمران:۱۷۳)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

وقت کے تقاضوں کے مطابق معجزے:

اللہ رب العزت نے لوگوں کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنا سکھانے کے لیے انبیائے کرام کو دنیا میں بھیجا۔ پھر ان انبیا کی مدد و نصرت کے لیے معجزات عطا فرمائے۔ ہر نبی کو ان کے دور کے مطابق معجزے ملے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادوگری بڑے عروج پہ تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ معجزہ دیا کہ ان کا عصا اژدہا بن جاتا تھا۔ لہٰذا جب جادوگروں سے مقابلہ ہوا تو اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کامیاب فرمادیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا فن اپنے عروج پہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزے بھی ایسے ہی عطا کیے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (ال عمران:۴۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

”میں اپاہج کو، برص والے کو ٹھیک کرتا ہوں اور مرتے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے“

قم باذن اللہ فرماتے تھے اور مردہ تھوڑی دیر کے لیے زندہ ہو جاتا تھا۔

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو عربوں میں زبان دانی کا فن اپنے عروج پہ تھا۔ شعر و ادب کا زمانہ تھا۔ عکاظ کا میلہ لگتا تھا اور لوگ اس میں ہزاروں اشعار پڑھتے تھے۔ ایک ایک بندے کو ہزاروں اشعار یاد ہوتے تھے۔ ان کو اپنی زبان پہ اتنا عبور حاصل تھا کہ اپنے آپ کو وہ ”عرب“ کہتے تھے اور باقی دنیا کو ”عجم“ یعنی گونگا کہتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ عربوں جیسی فصاحت و بلاغت کہیں اور نہیں ہے۔ ان کو اس بات پر گھمنڈ تھا۔

اس دور میں اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید عطا فرمایا، یہ ایسا معجزہ تھا کہ جس نے لوگوں کی زبانوں کو بند کر دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۸)

”اے انسانوں اور جنوں کی جماعت! اگر تم سب کے سب جمع ہو جاؤ قرآن مجید جیسا کوئی کلام پیش کرنے پر تو تم ایسا کبھی بھی نہیں کر سکتے، اگرچہ تم میں سے بعض بعض کے مددگار رہیں“

وہ لوگ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دشمنی اور کینہ رکھتے تھے، مرنے مارنے پر تل گئے تھے، ان لوگوں کیلیے اگر اس چیلنج کو قبول کرنا آسان ہوتا تو وہ اس کو کر گزرتے۔ مگر یہ ان کی بس کی بات نہیں تھی۔ حتی کے قرآن مجید نے یہ بھی فرما دیا:

﴿فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ﴾ (البقرۃ: ۲۳)

یعنی اگر اس جیسا پورا قرآن نہیں بنا سکتے تو ایک سورت ہی اس جیسی بنا کے دکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

دو لیکن وہ اس چیلنج کو بھی قبول نہ کر سکے۔ ان کی عقلیں حیران تھی کہ یہ کیسا کلام ہے؟ ان کے شعرا اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز تھے۔ وہ کہتے تھے واقعی اس کلام جیسا اور کوئی کلام ہو نہیں سکتا۔

دائمی نبوت اور دائمی معجزے:

اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کو بہت سارے معجزات عطا فرمائے۔ چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت دائمی ہے ہمیشہ ہمیشہ رہے گی لہٰذا جو معجزے ملے وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اب ایک دو سادہ سی مثالوں سے اس بات کو واضح کیا جائے گا۔

جمرات سے کنکریاں اٹھ جانے کا معجزہ:

جو لوگ حج پر گئے ہیں، انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا کہ جب شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں تو لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے اگر ایک بندہ تیرہ ۱۳ ذوالحج تک کنکریاں مارے تو اس کی ستر کنکریاں بنتی ہیں...... اس سال اخبار کے مطابق پچاس لاکھ حاجی ہوائی جہاز کے ذریعے سے آئے اور بیس لاکھ حاجی زمینی راستے سے آئے۔ گویا اس ستر لاکھ حاجی تھے...... اب آپ اندازہ لگائیں کہ ستر لاکھ بندے ہوں اور ہر بندے نے ستر کنکریاں ماری ہوں، تو یہ تو کنکریوں کا پہاڑ بن جانا چاہیے۔ لیکن وہاں پر ایسا نظر ہی نہیں آتا۔ جب بھی کنکریاں مارنے کے لیے جاتے ہیں تو تھوڑا سا ڈھیر نظر آتا ہے اور ایک بلڈوزر دو تین مرتبہ میں وہاں سے ہٹا دیتا ہے۔

یہی بات نبی علیہ السلام سے پوچھی گئی کہ کنکریاں تو اتنی ماری جاتی ہیں، لیکن وہ نظر نہیں آتیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو کنکری اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہو جاتی ہے اس کو اللہ کے فرشتے اٹھا لیتے ہیں، اور جو نظر

www.besturdubooks.wordpress.com

آتی ہیں وہ بچی کھچی کنکریاں ہوتی ہیں۔

اس معجزے کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ عقل حیران ہوتی ہے اگر ایک کنکری کا سائز مٹر کے دانے کے برابر بھی ہو تو پھر بھی اگر ستر لاکھ بندے ستر ستر کنکریاں ماریں تو ایک پہاڑ نظر آنا چاہیے، لیکن نظر نہیں آتا اور نبی علیہ السلام کا یہ معجزہ قیامت کے دن تک جاری وساری رہے گا۔

آبِ زم زم کا معجزہ:

اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کو زم زم کا پانی عطا فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے زم زم کے بند کنویں کو دوبارہ کھودا اور اس میں سے زم زم نکلنا شروع ہوگیا۔ اس زم زم کے پانی کی عجیب برکتیں ہیں۔

جب نبی علیہ السلام حجۃ الوداع کے موقع پر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے بعد زم زم پیا اور ڈول میں جو بچا ہوا پانی تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس کنویں میں ڈال دیا تاکہ بعد میں آنے والے جتنے بھی حاجی زم زم پئیں ان کو میرا جھوٹا پانی پینے کی سعادت نصیب ہو جائے۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت پر شفقت کی وجہ سے تھا۔

اب دیکھیے کہ حکومت کو شہر میں پانی پہنچانے کے لیے پانچ چھ ٹیوب ویل بلکہ بعض شہروں میں تو بارہ بارہ ٹیوب ویل اور اٹھارہ اٹھارہ ٹیوب ویل بھی لگانا پڑتے ہیں، تب جا کر شہر کے لوگوں کی پانی کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ جبکہ زم زم کا تو ایک ہی کنواں ہے۔ اور اس کنویں سے پینے والے کتنے ہیں؟ ستر لاکھ تو حاجی ہیں۔ کیونکہ جو بندہ بھی حج کے لیے جاتا ہے تو وہ زم زم تو پیتا ہی ہے، اس کے علاوہ مکہ مکرمہ کے جتنے لوگ ہیں وہ سب زم زم ہی پیتے ہیں۔ بلکہ ہم نے یہ دیکھا کہ مکہ مکرمہ کے گرد سو

www.besturdubooks.wordpress.com

کلومیٹر کے اندر اندر جو شہر اور بستیاں ہیں ان کے لوگ بھی زم زم بھر کے لے جاتے ہیں اور گھروں میں لے جا کر پیتے ہیں۔ پھر سارے حاجی زم زم لے کر بھی جاتے ہیں۔ بلکہ اب تو ماشاء اللہ مسجد نبوی میں بھی زم زم پہنچا دیا گیا ہے۔

ایک انجینئر ہونے کے ناتے عقل اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ ایک کنویں سے اتنا پانی نکلنا کیسے ممکن ہے کہ شہر کے بھی لاکھوں لوگ پئیں، ستر لاکھ آنے والے بھی پئیں، وہ ساتھ گھروں کو بھی لے کے جائیں اور سو کلومیٹر قریب کے ایریا کے ہر شہر اور ہر بستی کے لوگ بھی اس کو پئیں۔

یہ کیا چیز ہے؟ یہ نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ اللہ رب العزت نے اس زم زم کو ایسا برکت والا بنا دیا ہے کہ یہ سب ضرورتوں کے لیے پورا ہو جاتا ہے۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حرم میں بیٹھے ہوئے بندے کو کہا جائے کہ آج زم زم ختم ہو گیا ہے کل دوبارہ ملنا شروع ہوگا بلکہ جب چاہو، جس وقت چاہو، جتنا چاہو، ٹھنڈا زم زم وہاں ہر وقت موجود ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام کا یہ معجزہ بھی ہر وقت جاری و ساری ہے اور ہر حاجی اپنی آنکھوں سے یہ معجزہ دیکھ سکتا ہے۔ عاجز ڈنکے کی چوٹ پر یہ بات کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی تو ایسی جگہ بتاؤ کہ جہاں ایک کنواں لاکھوں بندوں کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہو۔ بڑے بڑے ٹیوب ویل لگے ہوتے ہیں، موٹریں لگیں ہوتی ہیں، مگر پانی پورا کرنے سے قاصر ہوتی ہیں۔ اللہ نے اس زم زم کے چشمے کو کیا جاری کر دیا کہ اس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا ایک معجزہ ہمیں اپنی آنکھوں سے دکھا دیا۔

چنانچہ اب یہ بات واضح ہو گئی کہ نبی علیہ السلام کو جو معجزے ملے وہ دائمی ہیں اور قیامت تک جاری و ساری رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی رہے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے بھی رہیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چار اور دائمی معجزے:

ایک نکتے کی بات جو آج یہ عاجز کہنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ ان معجزات کے علاوہ نبی علیہ السلام کے چار معجزات ایسے ہیں جو ہمیشہ کے لیے محفوظ رہیں گے، جاری رہیں گے اور پوری امت ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔

① قرآن مجید

پہلا معجزہ اللہ رب العزت کا کلام، قرآن مجید ہے۔ یہ ایک محفوظ کلام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ (الحجر:۹)

”بیشک اس نصیحت نامے کو ہم نے نازل کیا اور اس کی حفاظت کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں۔“

چونکہ اللہ رب العزت نے اپنے کلام کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے اس لیے یہ آج بھی محفوظ ہے اور رہتی دنیا تک بھی محفوظ رہے گا۔ چودہ سو سال کے اس عرصے میں دنیا میں کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا کہ دنیا میں کہیں بھی اللہ کا کلام نہ ہو رہا ہو۔ اس طویل عرصے میں تسلسل کے ساتھ ہر وقت اللہ کا کلام کہیں نہ کہیں دنیا میں ضرور موجود رہا ہے۔ یہ کیا چیز ہے؟ یہ اللہ رب العزت کے کلام کا معجزہ ہے۔

قرآن مجید کو مٹانے کی ناکام کوششیں:

قرآن مجید کو مٹانے کی بڑی کوششیں کی گئیں۔

⊙ ......تاتاریوں کی کوشش:

تاتاریوں نے جب مسلمانوں پر فتح پائی تو انھوں نے دجلہ اور فرات میں اتنی

کتابوں کو ڈالا کہ وہاں پر پل بن گیا ایک مہینہ تک دریا کا پانی سیاہ ہو کر چلتا رہا۔ کتابوں کی سیاہی اترتی رہی اور پانی کالا ہو کر بہتا رہا وہ چاہتے تھے کہ اس کو ختم کر دیا جائے لیکن وہ خود تو ختم ہو گئے لیکن اللہ کا قرآن ختم نہ ہوا، دنیا میں موجود رہا۔

......فرنگیوں کی کوشش:

اس کے بعد دوسری کوشش اس وقت کی گئی جب یہاں متحدہ ہندوستان تھا۔ فرنگی نے جب یہاں پر آ کر حکومت کی۔ اس نے یہ کوشش کی کہ مسلمانوں کا قرآن سے رشتہ توڑ دو۔ بہت کوشش کی گئی مگر اللہ کا کرم ہوا کہ قرآن آج بھی اسی طرح موجود ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی صداقت کے پرچم کو لہرا رہا ہے۔

......کمیونسٹوں کی کوشش:

پھر تیسری کوشش اس وقت کی گئی جب ایشیا میں ''کمیونزم'' آیا، چنانچہ انہوں نے اپنے پورے ملک میں قرآن کو بھی بین کر دیا یعنی پابندی لگا دی۔ اس کی زبان ''عربی'' کو بھی بین کر دیا اور قانون یہ بنا دیا کہ اگر کسی گھر سے عربی زبان میں لکھا ہوا کاغذ بھی نکلے گا تو ہم اس گھر کے ہر فرد کو پھانسی دے دیں گے۔ ستر سال ایسے بھی گزرے کہ مسلمان اپنے گھروں میں قرآن مجید رکھ ہی نہیں سکتے تھے۔ جہاں سے بھی قرآن مجید کا ایک صفحہ نکل آتا تھا وہاں گھر کے سب لوگوں کو پھانسی دے دی جاتی تھی۔ نسلیں گزرتی گئیں مگر اللہ کے قرآن کو گھر میں رکھا نہیں جا سکتا تھا۔

ایک روسی عورت کی بے قراری:

مجھے ایک مرتبہ تاشقند جانے کا موقع ملا۔ علما بھی ساتھ تھے۔ ایک خاتون نے جب ہمیں دور سے دیکھا تو وہ قریب آ کر پوچھنے لگی: کیا آپ مسلمان ہیں؟ میں نے کہا: الحمد للہ! مسلمان ہوں۔ وہ کہنے لگی کیا آپ کے پاس قرآن ہے...... میری جیب

میں ایک چھوٹے سائز کا قرآن مجید تھا۔ جو عام طور پر سفر میں ساتھ رکھتے ہیں۔ میں نے وہ اسے دکھایا کہ یہ قرآن ہے۔ اس نے پوچھا: کیا میں اسے دیکھ سکتی ہوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، آپ ضرور دیکھیں۔ جب اس کو قرآن مجید دیا تو وہ اسے چومنے لگی، آنکھوں سے لگانے لگی، سینے سے لگانے لگی۔ جیسے کوئی بچھڑا ہوا بندہ کسی سے بڑی چاہتوں اور محبتوں کے ساتھ ملتا ہے، ایسے دیوانوں کی طرح وہ قرآن مجید کو پیار کرنے لگی۔

ہمارے ایک عالم نے پوچھا: آپ اس کو اتنا دیوانہ وار پیار کیوں کر رہی ہیں؟ وہ کہنے لگی: میری عمر اس وقت اتنالیس سال ہے۔ میرے والدین بھی مسلمان تھے اور انہوں نے مجھے بھی کلمہ پڑھایا تھا۔ لیکن ان اتنالیس سالوں میں آج پہلی مرتبہ اللہ کے کلام کو دیکھ رہی ہوں۔

وہاں ایسی پابندی لگائی گئی۔ لیکن اللہ کی شان دیکھیں کہ قرآن مجید وہاں پر بھی موجود رہا اور حافظ بھی رہے۔

حکومتِ وقت کی حیرانی:

ہمیں ایک مرتبہ رمضان المبارک میں وہاں جانے کا موقع ملا۔ وہاں کی حکومت نے اس وقت ایک "قرأت کانفرنس" منعقد کروائی۔ اس کانفرنس میں شمولیت کے لیے شرط رکھی گئی کہ صرف حافظ اور قاری حضرات درخواست دے سکتے ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ شاید ہمارے ملک میں زیادہ سے زیادہ سو نہیں، تو دو سو حافظ ہوں گے۔ لیکن اللہ کی شان ان کی آنکھیں اس وقت کھلی کی کھلی رہ گئیں جب چودہ ہزار حفاظ نے قرآن پڑھنے کے لیے درخواستیں جمع کروائیں۔ وہ حیران ہوئے کہ یہاں تو قرآن تھا ہی نہیں، یہ حافظ کیسے بن گئے؟ جی ہاں! یہ بھی قرآن کا معجزہ ہے کہ ظاہر میں قرآن نہ ہونے کے باوجود وہاں حفاظ پیدا ہو گئے۔

دو ایمان افروز واقعات:

(۱)......ہمارے ایک دوست تھے وہ سٹیل مل کے اندر ایک بڑے انجینئر تھے...... چونکہ سٹیل مل رشیا سے لی گئی تھی اس لیے سٹاف کو ٹریننگ کے لیے وہاں ماسکو بھیجا گیا...... جب ہمارے وہ انجینئر دوست ماسکو گئے تو وہاں قیام کے دوران جمعہ کا دن آ گیا۔ چنانچہ انہوں نے کہا: میں تو مسجد میں جا کر نماز پڑھوں گا۔ وہاں کے لوگوں نے کہا: جی، یہاں مسجدیں تو بند ہیں۔ صرف دو مسجدوں کو کھولا گیا ہے تا کہ سیاح آئیں اور وہ ان کو دیکھ کر چلے جائیں۔

یہ ایک مسجد میں پہنچ گئے، صفائی کی اور نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہاں کا دربان کہنے لگا کہ اگر آپ کو کسی نے پکڑ لیا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ اس نے کہا: بھئی! میں سرکاری مہمان ہوں، اپنے گھر میں بھی مسلمان تھا اور یہاں بھی مسلمان ہوں، مجھے اپنے پروردگار کی نماز پڑھنے سے کون روک سکتا ہے؟

جب اس نے نماز پڑھی تو ایک چھوٹا سا بچہ اس کے پاس آیا اور اشارے سے کہا کہ آپ کو میرے ابو بلا رہے ہیں۔ جب مسجد سے باہر نکلے تو سامنے ہی ان کا گھر تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں وہاں چلا گیا۔ ان لوگوں نے کنڈی لگا دی۔ اس وقت ان کے چہرے پر خوف کے آثار نمایاں تھے۔ جب انہوں نے کنڈی لگا دی تو ان کے چہروں سے خوف ختم ہو گیا اور وہ خوش ہو کر میری طرف لپکے۔ جب وہ ملے تو کہنے لگے: مسلمان! مسلمان! ہم بھی مسلمان ہیں وہ لوگ اردو اور انگلش زبان نہیں جانتے تھے اور میں رشین نہیں جانتا تھا۔ اس لیے ہم اشاروں میں ہی باتیں کرنے لگے۔ خیر! انھوں نے کھانا کھلایا چائے پلائی اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔

میرے سامنے چند بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا تم قرآن مجید پڑھے ہوئے ہو؟ ایک نے کہا: ہاں۔ میں نے جیب سے قرآن پاک نکال کے

اس کے سامنے رکھا اور میں نے کہا تم ذرا پڑھ کے سناؤ۔ وہ بچہ میرا منہ دیکھتا رہا، پڑھ نہیں رہا تھا۔ میں نے پھر اسے کہا لیکن وہ پھر بھی نہ پڑھ سکا۔ میں نے جب اس کے والد کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا رہے تھے۔ میں حیران ہوا کہ وہ کیوں مسکرا رہے ہیں۔

اس دوران میں نے ایک آیت پڑھنا شروع کر دی اور کہا کہ یہاں سے پڑھو:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ (التحریم:۶)

کہتے ہیں کہ جیسے ہی میں نے دو تین لفظ پڑھنا شروع کیے تو اس بچے نے بھی پڑھنا شروع کر دیا۔ میں حیران تھا کہ پہلے پڑھتا نہیں تھا اور اب پڑھنا شروع کیا ہے تو رکتا ہی نہیں ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟

پھر اس کے والد نے مجھے کہا: دیکھیں! ہم اپنے گھروں میں قرآن مجید نہیں رکھ سکتے، کیونکہ اس کے رکھنے پر پابندی ہے۔ ہمارے پاس جو پرانے حافظ ہیں، ہم اپنے بچوں کو ان کے پاس بھیجتے ہیں، درزی کا فن سیکھنے کیلیے، یا کوئی اور کام سیکھنے کے لیے، وہ استاد ان کو وہ کام بھی سکھاتے ہیں اور ساتھ ساتھ تھوڑا تھوڑا قرآن بھی یاد کراتے رہتے ہیں۔ جیسے نابینا بچے کو روزانہ دو تین آیات زبانی سبق دیا جاتا ہے، ان کو اس طرح سبق بھی دے دیا جاتا ہے، ہمارے بچے یاد کرتے کرتے پورے قرآن کے حافظ بن جاتے ہیں لیکن چونکہ قرآن دیکھا نہیں ہوتا اس لیے ان کو ناظرہ پڑھنا نہیں آتا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا

وہ کہنے لگے: جب ہم نے اپنی آنکھوں سے قرآن پاک کا معجزہ دیکھا تو دل سے آواز آئی: لوگو! تم کاغذ پر لکھے ہوئے قرآن کو تو بین کر سکتے ہو، سینے میں لکھے ہوئے قرآن کو تم کیسے بین کرو گے۔ تو قرآن مجید کو ختم کرنے کی کئی بار منظم کوششیں کی گئیں لیکن چودہ سو سال گزرنے کے بعد آج بھی قرآن پاک اپنی اصل شکل میں موجود ہے، کتابی شکل میں اور حفاظ کی شکل میں بھی۔ آج بھی لاکھوں مرد اور لاکھوں عورتیں

قرآن مجید کو اپنے سینے میں محفوظ کیے ہوئے ہیں۔

۲ ...... ایک مرتبہ امریکہ میں میرے پاس دو تین علما آئے۔ وہ کہنے لگے: جی! یہاں ایک Interfaith بین المذاہب کونسل بنی ہوئی ہے جہاں مختلف مذاہب کے سربراہ آتے ہیں۔ اور اپنے اپنے مذہب کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ ہم میں سے ایک دو بندوں نے وہاں جانا شروع کر دیا، لیکن وہ اتنے چالاک ہیں، اتنے سمارٹ ہیں، اتنے عیار ہیں کہ جب ان کے پاس کوئی دین پڑھا ہوا بندہ جاتا ہے تو اس سے سائنس کی باتیں پوچھتے ہیں اور اگر کوئی سائنس پڑھا ہوا جاتا ہے تو اس سے دین کی باتیں پوچھتے ہیں۔ اور اگر کوئی بندہ جاتا جو دین اور سائنس دونوں کے بارے میں جانتا ہے تو اس سے وہ روحانیت کی باتیں پوچھتے ہیں اس طرح وہ ہر آنے والے بندے کو عاجز کر دیتے ہیں، اب ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ وہاں جائیں اس فریضہ کو پورا کریں۔

میں نے پہلے تو ان سے بڑی معذرت کی، لیکن وہ کہنے لگے: جی! ہم آپ کے پاس چل کر آئے ہیں اور آپ سے کہہ رہے ہیں کہ اس وقت ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم وہاں جائیں اور اسلام کی نمائندگی کریں۔ خیر! ان کے اصرار پر میں وہاں چلا گیا اور ان کو بتا دیا آئندہ یہ عاجز میٹنگ میں آتا رہے گا اور اگر آپ کو اسلام کے بارے میں کچھ پوچھنا ہوگا تو آپ مجھ سے پوچھیے گا۔ جواب آتا ہوگا تو میں خود بتا دوں گا اگر نہیں آتا ہوگا تو میں اپنے بڑوں سے پوچھ کر یا کتابوں سے مطالعہ کر کے آپ کو بتا دوں گا۔ اس بات پر وہ مطمئن ہو گئے اور میں نے جانا شروع کر دیا۔

وہاں ایک بات تو میں نے یہ دیکھی کہ ان میں سے جو یہودی عالم تھا جسے ربائی کہتے ہیں، وہ مجھے بڑے غور سے دیکھتا۔ خاص طور پر جب وہ میرے عصا کو دیکھتا تو لگتا یہ تھا کہ اس کا دل گدگداتا ہے، وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ سنت تو حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی ہے، یہ مسلمان اس کے وارث بن گئے اور ہم محروم ہو گئے۔ ایک دن مجھے کہنے لگا:

You always come with a different respective look

''آپ ہمیشہ ایک باوقار شخصیت بن کر آتے ہیں''

مقصد اس کا یہ تھا کہ یہ جو عمامہ تھا، جبہ تھا، عصا تھا، ان کا اس کے دل پر اثر ہو گیا تھا۔

ایک دن سیکرٹری کہنے لگا: جی! اگلی میٹنگ کا ایجنڈا کیا ہوگا؟ میں نے کہا: جس دین والے کے پاس جو ورڈ آف گاڈ (اللہ کا کلام) ہے جو ان کے نبی پر اترا، ہر ایک وہ پڑھ کر سنائے گا۔ اس کو یہ آئیڈیا بڑا اچھا لگا اور اس نے فوراً کہہ دیا کہ اگلی میٹنگ میں ہر دین والے اپنے اپنے نبی پر اترنے والا اللہ کا کلام پڑھ کر سنائیں گے۔

جب اگلی دفعہ میٹنگ شروع ہوئی تو وہ صاحب مجھے ہی کہنے لگے: جی! آپ نے ہی آئیڈیا دیا تھا، لہٰذا اب آپ ہی شروع کریں..... جیسے ہم کہتے ہیں جو بولے وہی کنڈی کھولے..... خیر! میں نے سورت فاتحہ پڑھی اور پھر آسان انگریزی میں اس کا ترجمہ ان کے سامنے کر دیا۔

میں نے سورت فاتحہ کیوں پڑھی؟ اس لیے کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ اللہ رب العزت نے پہلی کتابوں میں جو کچھ نازل کیا وہ سارا کچھ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں نازل کر دیا۔ پھر جو کچھ پورے قرآن میں اللہ نے نازل کیا، وہ سورۃ بقرہ کے اندر نازل فرما دیا۔ اور جو کچھ سورۃ بقرہ کے اندر نازل کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو سورۃ فاتحہ میں نازل کر دیا۔ اس لیے اس کو ''فاتحۃ الکتاب'' بھی کہتے ہیں۔ یعنی یہ پورے قرآن مجید کا دیباچہ اور سمری ہے۔ تو چونکہ پورے قرآن مجید کی تعلیمات اس سورت کے اندر سمٹ کے آ گئیں، لہٰذا اس کو پڑھنا گویا پورے قرآن کی تعلیمات ان کے سامنے پیش کرنے کی مانند ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے بعد ایک پادری (عیسائیوں کا عالم) بیٹھا ہوا تھا، اب اس کی باری تھی۔ اس نے تو اپنی انگریزی والی بائبل کھولی اور اس میں سے اس نے "پہاڑی کا وعظ" پڑھنا شروع کر دیا۔ بائبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک پہاڑی کا وعظ ہے جس کو وہ بہت ہی جھوم جھوم کے پڑھتے ہیں۔...... جب اس نے ایک دو منٹ پڑھا تو میں نے پوائنٹ ریز کیا اور میں نے سیکرٹری سے کہا: کہ میں ایک پوائنٹ شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: جی بتائیں۔ میں نے کہا: پچھلی مرتبہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ ہر دین والے کے پاس جو ورڈ آف گاڈ (اللہ کا کلام) ہے وہ پڑھ کر سنایا جائے گا، اسی لیے تو میں نے عربی پڑھ کے سنائی کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ اب میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بائبل، جو ان کے پاس ہے، یہ انگریزی زبان میں نازل ہوئی تھی؟ اب وہ بات کی تہہ تک پہنچا کہ ہم کہاں آ کر پھنسے ہیں۔ چپ ہی رہا۔ اگر کہے کہ عبرانی زبان میں آئی ہے تو ہم نے کہنا تھا آپ تو انگریزی پڑھ رہے ہیں، عبرانی زبان میں بائبل پڑھو۔ تو پھر اس کا جواب یہی ہونا تھا کہ وہ تو ہے ہی نہیں۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ پھر یہودی ربائی آگے بڑھا، کیونکہ آگے اس کی باری تھی، اس کو بھی پتہ تھا کہ میں تورات کا انگریزی ترجمہ لایا ہوں، حبرو زبان میں تو میرے پاس کچھ بھی نہیں، اور یہ مجھ سے بھی یہی سوال کرے گا، تو وہ کہنے لگا: مسٹر احمد!...... وہ مجھے احمد کے نام سے پکارتے تھے اور میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھتا تھا۔ وہ مجھے کہنے لگا: مسٹر احمد! میں ایک بات آپ کے سامنے کلیر (واضح) کرتا ہوں کہ پوری دنیا میں جتنے بھی ادیان ہیں، آج ان میں سے فقط مسلمانوں کے پاس "اللہ کا کلام" اصلی شکل میں موجود ہے، باقی کسی کے پاس بھی اللہ کا کلام اصلی شکل میں موجود نہیں ہے۔ الحمد للہ، ثم الحمد للہ! اس دن دل کو اتنی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ کفر

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی زبان سے تسلیم کرتا ہے کہ صرف مسلمانوں کے پاس اللہ کا کلام قرآن مجید اپنی اصلی حالت میں آج بھی موجود ہے۔ تو یہ جو قرآن مجید محفوظ ہے اسکی بنیادی وجہ نبی علیہ السلام کا یہ معجزہ، جب تک نبوت رہے گی تب تک معجزہ جاری رہے گا۔ کوئی اسکو ختم کر ہی نہیں سکتا۔ جو اس کو ختم کرنے کا سوچے گا، خود ختم ہو جائے گا قرآن مجید ختم نہیں ہو سکتا۔ جب کوئی پہاڑ پہ سر مارتا ہے تو اس کی اپنی کھوپڑی دکھتی ہے پتھر کو کیا ہونا ہوتا ہے تو یہ اللہ کا کلام محفوظ کلام ہے۔

(۲) احادیث مبارکہ

دوسرا معجزہ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے، جسے ہم حدیث مبارکہ کہتے ہیں، کیونکہ حدیث مبارکہ قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بھیجا گیا کہ آپ پڑھیں اسے ﴿مَا نُزِّلَ اِلَیْهِ﴾ جو اللہ نے آپ کی طرف نازل فرمایا۔

تو آپ اس کو واضح فرمائیں، کھولیں، تو نبی علیہ السلام نے اس کو کھولا۔ چونکہ قرآن محفوظ تو نبی علیہ السلام نے جو قرآن کے معنی بیان فرمائے، وہ بھی محفوظ۔ چنانچہ چودہ سو سال کے عرصے میں ایک لمحہ ایسا نہیں آیا کہ پوری دنیا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کی کوئی کتاب موجود نہ ہو۔

حفاظ حدیث:

بلکہ ہر دور میں، ہر زمانے میں اللہ نے ایسے بندوں کو پیدا کیا جو حدیث کے حافظ بنے۔ آج تو ہم حافظ کا لفظ استعمال کرتے ہیں قرآن کے حافظ کیلیے، پہلے زمانے میں حدیث کے حافظ کے لیے یہ لفظ بولا جاتا تھا۔ حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ یہ تمام کے تمام حدیث کے استاد تھے۔ قرآن کے حافظ تو اکثر

و بیشتر ہوتے ہی تھے، تاہم قریب کے زمانے میں بھی ایسی ہستیاں گزریں۔ ہمارے اکابر میں حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو ہزاروں احادیث یاد تھی۔ تو یہ احادیث کتابوں میں بھی محفوظ دماغوں میں بھی محفوظ۔ اب اس کے واقعات تو بڑے لمبے ہیں، مگر بات کو مختصر کرتے ہوئے صرف ایک واقعہ سنا کر آگے چلتے ہیں۔

ایک دلچسپ واقعہ:

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث تھے، ان کے ایک شاگرد کی شادی ہوئی اور ابتدائی دنوں میں اسے ایک مرتبہ گھر جانے میں دیر ہوئی۔ بیوی کھانا پکا کے انتظار میں تھی، اس کو غصہ آیا کہ اتنی دیر سے آئے، چنانچہ بولنے لگی: کسی اور کی پرواہ ہی نہیں، چلے جاتے ہو تو تمہیں کوئی احساس ہی نہیں ہوتا کہ پیچھے والے بھی مر گئے ہیں یا زندہ؟ جیسے بیویاں اکثر اپنا گانا سناتی ہیں اور خاوند سنتے ہیں کئی مرتبہ۔ تو وہ بھی وہی بولنے لگی۔ خیر اس نے سمجھایا کہ میں کہیں برے کام کے لیے نہیں گیا تھا، حدیث سننے کے لیے گیا تھا۔ وہ بھی زبان کی ذرا تیز تھی، بعض ہوتی ہیں ناں، مرچ کی طرح۔ وہ کہنے لگی: تمہارے استاد کو کچھ آتا نہیں، تمہیں کیا آئے گا؟ جب استاد کے متعلق بات ہوئی تو یہ بھی غصے میں آ گیا۔ کہنے لگا: اگر میرے استاد کو ایک لاکھ سے زیادہ حدیثیں یاد نہ ہوں تو تمہیں میری طرف سے تین طلاق۔ لو جی! اب رات گزری ذرا بیوی کا بھی دماغ ٹھنڈا ہوا، خاوند کا بھی ٹھنڈا ہوا۔ اندر سے تو دونوں کو یہی تھا کہ طلاق واقع نہ ہو۔ لیکن حکم کیا ہے؟ یہ پتہ نہیں تھا۔ بیوی نے پوچھا بتائیں جی! طلاق ہوئی یا نہیں؟ اس نے کہا کہ بھئی! یہ بات تو مشروط تھی۔ یہ تو مجھے اپنے استاد سے پوچھنا پڑے گا۔ اگر میرے استاد کو ایک لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں تو پھر طلاق ہوگی۔ خیر، وہ حضرت کے پاس آیا اور پورا واقعہ سنایا اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہے؟ کہ رکھوں یا چھوڑوں۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا: کہ جاؤ میاں، بیوی کے ساتھ خوشیوں بھری زندگی گزارو۔ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

لاکھ حدیثیں مجھے اس طرح یاد ہیں جس طرح لوگوں کو سورۃ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔

فن اسماء الرجال:

تو قرآن مجید بھی محفوظ اور حدیث مبارکہ بھی محفوظ۔ اللہ نے ایسے بندے پیدا کر دیئے جن کو رجال الحدیث کہا گیا۔ وہ حدیث پاک کے حافظ بھی بنے اور ان کی تدوین بھی کر دی۔ انہوں نے ان کو پڑھا اور اس کے لیے انہوں چھان پھٹک کر کے اصول بھی بنائے۔ انہوں نے اس کو پڑھا اور جرح اور اسماء الرجال کا ایک پورا فن قائم کیا۔ اگر کوئی آدمی اٹھ کر کہے کہ میں فلاں حدیث جانتا ہوں تو پہلے اس آدمی کو تولا جائے گا کہ یہ اس قابل ہے بھی کہ حدیث بیان کرے، سبحان اللہ۔ کیا شان ہے اس دین کی! کیا خوبصورتی ہے اس علم کی کہ علما نے اس طرح چھان کے ان احادیث پاک کو محفوظ کیا جس طرح کوئی چھان کے پانی پیتا ہے۔ چنانچہ آج لاکھوں احادیث پاک کتابی شکل میں موجود ہیں اور یہ ہمیشہ محفوظ رہیں گی۔ تو قرآن مجید بھی محفوظ اور احادیث مبارکہ بھی محفوظ۔

③ مدارس عربیہ

تیسرا معجزہ قرآن اور حدیث کو جہاں پڑھایا جاتا ہے اس جگہ کا نام مدرسہ ہوتا ہے۔ جب قرآن بھی محفوظ، اور حدیث بھی محفوظ اور مدارس بھی محفوظ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ قرآن حدیث تو محفوظ ہوں اور اس کی حفاظت کی جگہ غیر محفوظ ہو جائے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ دیکھیں! اگر جان دنیا میں موجود ہے تو جسم کے اندر ہی ہے، جسم ہوگا تو اس کے اندر ہوگی۔ اسی طرح یہ مدارس ایک جسم کی مانند ہیں۔ قرآن و حدیث کا علم ان کی روح کی مانند ہے۔ تو اس روح کو یہاں رکھنے کے لیے ان مدارس کی ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے پہلا مدرسہ:

یہ مدارس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے شروع ہوئے، سب سے پہلا مدرسہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنایا اس کا نام تھا۔ ''اصحاب صفہ کا مدرسہ''

صفہ اونچی جگہ کو کہتے ہیں۔ وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم رہتے تھے، وہاں زندگی گذارتے تھے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لا کر ان کو دین سکھاتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلم فرمایا گیا:

((اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا))

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام معلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم متعلم اور دین کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ اس امت میں دین اسلام کا سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ پھر یہاں سے صحابہ رضی اللہ عنہم سیکھ کر دنیا میں نکلے اور انہوں نے پھر تابعین کو سکھایا۔ جو صحابی وہاں گیا وہ خود بخود دین کا ایک مدرسہ بنتا چلا گیا۔ چنانچہ مدرسہ اس عمارت کا نام نہیں ہوتا، استاد اور شاگرد کا بیٹھ کر پڑھنا، پڑھانا مدرسہ ہوتا ہے، اگر استاد اور شاگرد کھلے میدان میں جا کر بیٹھ جائیں تو وہ مدرسہ اور اگر انار کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ جائیں تو وہ مدرسہ۔ یہ مدارس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے شروع ہوئے اور پوری دنیا میں رہے، آج بھی دنیا میں محفوظ ہیں۔ انہی مدارس کی برکت ہے کہ آج ایک سو سے زیادہ حفاظ کی دستار بندی کے لیے ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔

مدارس بند کرنے کی مذموم کوششیں:

ان کو بند کرنے کی بڑی کوششیں کی گئیں۔

⊙...... کمیونزم کے ذریعے:

سب سے پہلے رشیا میں جب کمیونزم آیا تو انہوں نے مدرسوں پر بین لگا دیا،

چنانچہ مدرسہ نام کی کوئی چیز رشیا میں موجود نہ رہی، مگر ہوا کیا؟ کہ عمارتیں بند کر دی گئی اور علما جہاں تھے ہر ہر عالم کا گھر ایک مدرسہ بن گیا۔ اس عالم کے پاس نوجوان آتے اور وہ ان کو دین پڑھا دیتے۔ چنانچہ اس عاجز کو سمرقند میں ایک گھر دکھایا گیا اور کہا گیا کہ جب مدارس بند تھے تو ہم نے اس گھر کے درمیان میں ایک بڑا اسارا ہال بنایا۔ اور اس میں ضرورت کی ہر چیز پہنچا دی۔ اس کے گرد رہائش کے لیے کمرے بنا لیے ایک کمرہ جہاں سے اس کا دروازہ تھا، اس کمرے کو ہم نے شراب خانے کی شکل دے دی تھی۔ یہ فلاں بوتل پڑی ہے، یہ فلاں بوتل پڑی ہے اور بے ہودہ قسم کی ننگی تصویریں لگا دیں، کہ جو پولیس والا اس کو دیکھنے آتا وہ سمجھتا کہ یہ شرابی لوگ ہیں۔ انہوں نے گھر میں یہ شراب خانہ بنایا ہوا ہے، لہٰذا یہ کوئی ایسے خطرناک لوگ نہیں، وہ چلا جاتا۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں شراب کی بوتلوں کے پیچھے ہم نے دروازہ بنایا ہوا تھا جو پکا بند کر دیتے تھے۔ استاد اپنے شاگردوں کو لے کے اندر چلا جاتا۔ چھ مہینے کے لیے ہم دروازہ بند کر دیتے وہ اندر ہی کھاتے پیتے، ضروریات سے فارغ ہوتے، اندر ہی سب کچھ ہوتا۔ صحن میں ماں جھاڑو دے رہی ہوتی تھی اس کا اپنا بیٹا اندر ہال میں ہوتا اور ماں کو پتہ نہیں ہوتا کہ میرا بیٹا رو رہا ہے یا نہیں رو رہا ہے، بھوکا ہے یا اس نے کچھ کھایا ہوا ہے۔ قربانی دی ماں باپ نے۔ چھ مہینے کے بعد پھر ان کو باہر نکالا جاتا تو ایسا بھی ہوتا کہ جاتے ہوئے بچہ ایک لفظ نہیں پڑھا ہوا تھا، جب واپس آتا تو پورے قرآن کو ناظرہ پڑھنے والا بن جاتا۔ سن کر حیران ہوئے کہ مدرسے ختم کرنے والوں نے اپنی ہمت صرف کر لی لیکن مدرسے ختم نہ کر سکے۔ ہر عالم نے اپنے گھر کو ہی مدرسہ بنا لیا۔ تو مدارس تو ختم نہیں ہو سکتے۔ عزیز طلبا! یہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا معجزہ ہے، مدارس کا وجود اور ان کا باقی رہنا، موجود رہنا، کیونکہ یہی وہ جگہیں ہیں جہاں پہ دین اگلی نسلوں کو سکھایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......فرنگی حکومت کے ذریعے:

ہمارے اس پاک وہند میں جب فرنگی نے اپنی حکومت سنبھالی قبضہ کیا تو اس نے کوشش کی کہ مدارس کو ختم کر دیا جائے چنانچہ اس نے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ جس کا نام تھا مدرسہ رحیمیہ، اس کو بلڈوزر سے گرا دیا۔ زمین ہی برابر کر دی۔

اس زمانے میں مدارس وقف کی جائیداد سے چلتے تھے لہٰذا اس وقت جو بندہ مدرسہ بناتا تھا، وہ ایک مربعہ زمین، دو مربعہ زمین وقف کر دیتا تھا تو اس کی آمدنی سے طلبا کی ضرورتیں پوری ہوتی تھیں، یہ وقف جگہیں تھیں جن سے مدارس چلتے تھے۔ اور رواج ایسا تھا کہ اکثر و بیشتر مدرسے اسی طرح چل رہے تھے۔ اللہ کی شان اس کافر نے وقف کی تمام جائیدادوں کو سرکاری تحویل میں لے کر مدارس کا گلا گھونٹ دیا۔ ہزاروں مدرسے بند ہو گئے۔

حاکمِ وقت نے یہ سمجھا کہ میں نے تمام مدرسوں کو ختم کر دیا، لیکن علما گھروں میں بیٹھ کے اپنے بچوں کو، ہمسائیوں کے بچوں کو، محلے کے بچوں کو، اللہ کا قرآن پڑھاتے رہے، تعلیم کا سلسلہ تو چلتا رہا۔ مگر مدارس کی عمارتیں نہ رہیں۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام:

ایسے وقت میں ایک شخصیت تھی، جن کے دل میں دین کا درد تھا۔ ان کا نام تھا حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ۔ انہوں نے سوچا کہ مسلمانوں سے ان کی جائیدادیں چھین لی گئیں، ان کو دنیا سے محروم کر دیا گیا، یہ تو اتنی بڑی محرومی نہیں ہے۔ لیکن آنے والی نسلوں کو دین سے محروم کر دیا جائے گا، یہ تو بہت بڑی محرومی ہے۔ لہٰذا دین سے تو امت کو محروم نہیں ہونے دینا۔ چنانچہ اس غم کو دل میں لے کے انہوں نے اپنے سسرال میں جو کہ ایک بستی میں رہتے تھے، جس کا نام تھا "دیوبند" وہاں ایک

چھوٹا سا مدرسہ شروع کیا۔ ایک انار کا درخت ہے، ایک استاد اور ایک شاگرد، استاد کا نام ملا محمود شاگرد کا نام محمود الحسن تھا۔ انار کے درخت کے نیچے طالب علمی شروع کر دی گئی، وہ انار کا درخت آج تک اسی جگہ قائم ہے۔ اس عاجز کو وہاں جا کر مراقبہ کی سعادت نصیب ہوئی، میں اس درخت کو دیکھ رہا تھا کہ یا اللہ! اس جگہ سے آپ نے کیسے فیض کو جاری فرما دیا۔ بالآخر انہوں نے یہ سلسلہ اتنا سادگی کے ساتھ چلایا کہ کسی نے نوٹس ہی نہ لیا کہ یہ بھی کوئی مدرسہ ہے۔

شروع شروع میں مدرسہ میں مطبخ کا انتظام بھی نہیں تھا بستی کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں ایک طالب علم کا کھانا پکاتے یا دو کا، وہ طالب علم وہاں جا کر کھانا کھا لیتا۔ یوں مدرسہ اللہ توکل چل رہا تھا اور چلانے والے نے بھی آٹھ اصول بنائے۔ جن کو اصول ہشت گانہ کہا جاتا ہے، پہلا اصول اس میں یہ تھا کہ: مدرسے کے لیے کسی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ قبول ہی نہیں کیا جائے گا۔ اللہ کی شان دیکھیں۔ آج ہمارے ایمان اتنے کمزور کہ ہم دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ! مدرسہ کے لیے آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ بنا دے۔ لیکن ہمارے اکابر کا یہ حال ہے کہ فرمایا: مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ قبول ہی نہیں کیا جائے گا۔ کسی نے پوچھا: کیوں؟ فرمایا: نگاہیں اللہ رب العزت سے ہٹ کر اگر لوگوں پر آ کر جم گئیں تو اللہ کی مدد سے ہم محروم ہو جائیں گے۔

تو اللہ توکل یہ مدرسہ شروع کیا۔

علم وفن کے مراکز:

اس زمانہ میں علم کے تین مراکز تھے۔

ایک مرکز تھا دہلی میں قرآن وحدیث کا، جہاں خاندانِ ولی اللہ نے بیٹھ کر علم کی شمع روشن کی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا، ان کے بیٹے شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر لکھی۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ شاہ

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، اور شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے اردو میں ترجمہ کیا، ایک نے تحت اللفظ ترجمہ کیا اور دوسرے نے بامحاورہ ترجمہ کیا، مگر قبولیت دیکھیں کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ الہامی تھا۔'' چنانچہ (علما کی مجلس ہے تو ایک طالب ہونے کے ناطے) ایک، دو مثالیں بیان کر دیتا ہوں۔ قرآن مجید کی یہ آیت اس کا ترجمہ اکثر مفسرین نے لکھا:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ھود:۱۱۴)

''بے شک نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو''

اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ لکھا ''نیکیاں مٹاتی ہیں برائیوں کو'' اور حاشیے میں لکھا کہ جتنی میل اتنا صابن، جیسے صابن میل کو ختم کر دیتا ہے ایسے ہی نیکیاں گناہوں کی ظلمت کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ الہامی بات تھی کہ اس کی حقیقت سمجھ میں آ گئی، مفہوم سمجھ میں آ گیا۔ قرآن مجید کی یہ آیت:

﴿لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾ (المؤمنون:۵)

مفسرین نے اس کا ترجمہ کیا:

''جو حفاظت کرتے ہیں اپنی شرم گاہوں کی''

حضرت شاہ صاحب نے اس کا ترجمہ لکھا:

''جو تھامتے ہیں اپنی شرم گاہوں کو''

اب حفاظت کرنا وہ معنی نہیں دیتا جو معنی ''جو تھامتے ہیں'' دیتا ہے۔ یعنی جذبہ اندر موجود ہوتا ہے لیکن وہ اللہ کے حکم کی وجہ سے اس جذبہ کو روکتے ہیں۔ تو تھامنے کا لفظ مفہوم کے زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے:

﴿لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ (النساء:۴۳)

مفسرین نے اس کا ترجمہ لکھا:

www.besturdubooks.wordpress.com

''یا تم ہاتھ لگاؤ عورتوں کو''

اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ لکھا:

''یا تم لگو عورتوں کو''

ایسے الفاظ لکھے کہ سب اختلافات ہی ختم کر دیے بات خود سمجھ میں آ جائے۔ تو یہ الہامی ترجمہ ہے جو شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔

تو قرآن اور حدیث کا ایک مرکز دہلی میں تھا اور ایک مرکز تھا ذکر کا اور اصول فقہ کا لکھنؤ میں۔

ایک خیر آباد میں فنون کا مرکز تھا۔ علم النحو کے بہت ہی کامل اساتذہ وہاں گزرے۔

تو یہی تین الگ الگ جگہیں تھیں، علوم کے مراکز کی۔

دارالعلوم دیوبند کی قبولیت:

لیکن اللہ کی شان جب کہ مسلمانوں کو آزادی ملی تو دارالعلوم دیوبند ایک جامعہ بن کر ان تمام علوم کے ایک کامل مدرسے کے طور پر ابھرا۔ سارے علوم سمٹ کر اس کے پاس آ گئے، چنانچہ وہاں سے جن حضرات نے فیض پایا پھر انہوں نے ہندوستان میں بھی اپنے مدرسے بنائے اور پاکستان میں بھی مدرسے بنائے، جتنے بڑے بڑے مدارس اس وقت ملک میں ہیں یہ سب وہی حضرات ہیں جنہوں نے وہاں سے علم حاصل کیا۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے ایک ایسا بوٹا لگوا دیا جس کا فیض آج بھی پوری دنیا کے اندر موجود ہے۔ قبولیت کا عالم یہ تھا کہ پشاور سے لے کر کلکتہ تک کے طلبا دارالعلوم دیوبند علم پڑھنے کے لیے جاتے تھے۔ پہلے مہتمم

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے حضرت مولانا رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ رب العزت نے اس عالم کو قبولیت عطا فرمائی آج دنیا سمجھتی ہے کہ اگر قوم کو آزادی فرنگی سے ملی تو کس وجہ سے ملی؟ دار العلوم دیو بند کی وجہ سے۔ کہنے والے نے کہا:

کوہسار یہاں دب جاتے ہیں
طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخِ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں
یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اِک شعلہ ہے، ہر سرو یہاں منارہ ہے

مدرسے ختم کیوں نہیں ہو سکتے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدرسے ختم کیوں نہیں ہو سکتے؟ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس ملک میں جو ایمان والے لوگ ہیں، ان کا جب تک اللہ پر ایمان مضبوط ہے تب تک مدرسے ختم نہیں ہو سکتے۔ اور یہ ممکن ہی نہیں، کہ کوئی بندہ پوری عوام کو ایمان سے محروم کر دے۔

مدرسے چلتے کیسے ہیں؟

اب مدرسے کیسے چلتے ہیں؟ دیکھیے ذرا:

......کسی کو اللہ رب العزت نے بیٹا دیا، اب اس کا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ کے راستے میں صدقہ کروں، اب اس کو کسی نے کہا تو کچھ نہیں۔ بیٹا ملنے کی خوشی میں وہ خود ہی یہ سوچتا ہے اور رقم لا کے مدرسے کے مہتمم کے حوالے کر دیتا ہے۔

......کسی بندے کے گھر میں اسکی بیوی فوت ہو گئی، اب اس کا جی چاہتا ہے کہ میں اس کو ایصال ثواب کروں، وہ کیا کرتا ہے؟ وہ بکرے خریدتا ہے اور مدرسہ کے مہتمم کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سامنے پیش کر دیتا ہے۔

......کوئی بندہ بیمار ہوتا، اب وہ کہتا ہے کہ اللہ مجھے شفا دے دے اور میں ایک بوری گندم کی اس کے راستے میں صدقہ کروں گا۔ نہ خوشی ختم ہو سکتی ہے اور نہ غمی۔ جب ان تمام حالتوں میں ایمان والے اللہ پر یقین کرتے ہوئے اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں تو مدارس والوں کی تو گھر بیٹھے اللہ تعالیٰ ضروریات پوری فرما دیتے ہیں۔

......کون ان کو روک سکتا ہے؟ تو مدارس ختم نہیں ہو سکتے، ہم اپنے مدارس کو جانتے ہیں کہ جن کے مہتمم رسید بھی نہیں بنواتے اور گھر بیٹھے اللہ تعالیٰ لوگوں کو بھیجتے ہیں جو کہ ان کی ضروریات کو پورا کر دیتے ہیں۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں شروع یہ تھا کہ وہ زکوٰۃ مدرسے کے طلبا کے لیے قبول کر لیتے تھے، پھر ایک ایسا وقت آیا کہ زکوٰۃ کا پیسہ لیتے ہی نہیں تھے۔ کہتے تھے کہ میرے پاس لانے ہیں تو صاف مال لاؤ تو لوگ اتنا صاف مال پیش کرتے کہ اس میں مدرسے کی ضرورتیں پوری ہوتیں اور آخری وقت میں ان پر اللہ کی اتنی رحمتیں تھیں کہ لوگ اتنا مال لاتے کہ ضرورت سے زیادہ ہوتا۔ لہٰذا انہوں نے قانون بنا دیا کہ میں صرف رمضان المبارک کے اندر پیسہ لوں گا، اس کے علاوہ تمام وقت نہیں لوں گا، جس کو دینا ہو وہ پنجاب کے دوسرے مدارس میں دے دیں۔ جب یہ عالم ہو گا تو مدارس کون ختم کر سکتا ہے؟ اللہ جسے رکھنا چاہے اسے کون چکھ سکتا ہے؟

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

تو قرآن بھی محفوظ اور حدیث بھی محفوظ اور تیسرا مدارس بھی محفوظ۔ جب تک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت جاری رہے گی، مدارس بھی دنیا میں محفوظ رہیں گے ختم ہو نہیں سکتے، تین باتیں سمجھ میں آ گئیں۔

(۴) علمائے کرام

اب چوتھی بات کہ اگر مدارس محفوظ ہوں تو مدارس میں جنہوں نے پڑھانا ہے علم آگے پہنچانا ہے تو وہ علما بھی تو ہونے ضروری ہیں۔ عمارت ہو پڑھانے والا کوئی نہ ہو تو وہ مدرسہ کیسا؟ تو مدارس کی حفاظت اسی وقت ممکن ہے جب علما بھی محفوظ ہوں گے۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے کہ ان کے علم کی وراثت ہر وقت دنیا میں محفوظ ہے اور یہ علم کی وراثت سینوں میں ہوتی ہے۔

اگر ہماری کشتی ڈوبے گی تو......:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث دنیا میں محفوظ ہیں، کوئی بندہ ان کو ختم کر ہی نہیں سکتا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ میں، ایک مسجد تھی، جس کو ''مسجد اجابہ'' کہا جاتا ہے۔ اس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین دعائیں مانگیں جن میں سے دو دعائیں قبول ہوئیں۔

پہلی یہ کہ اے اللہ! جیسے پہلی امتوں کے چہروں کو آپ نے مسخ فرما دیا، میری امت کے گناہوں کی وجہ سے کوئی ایسا عذاب ان کے اوپر نہ بھیجنا، اور نبی کی یہ دعا قبول ہوگئی۔

آپ ﷺ نے دوسری دعا مانگی: اے اللہ! میری امت کے اوپر کوئی ایسا ظالم مسلط نہ کر دینا جو میری امت کو ختم کر دے۔ اللہ نے اس دعا کو بھی قبول فرما لیا۔

تو جب یہ دعا قبول ہے تو کیا ہمیں مسلمان ہونے کے ناطے کیا کوئی مٹا سکتا ہے؟ عزیز طلبا! نہ دین کو کوئی مٹا سکتا ہے، نہ مسلمان کو کوئی مٹا سکتا ہے۔ یاد رکھنا! ''جب ہماری کشتی ڈوبے گی تو پوری دنیا کا جہاز ڈوبے گا'' قیامت سے پہلے ہمیں کوئی ختم نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کرسکتا۔ سمجھ گئے؟

ہم آخری امت ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ اَنْتُمْ خَاتَمُ الْاُمَمِ))

''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو''۔

علما کھائیں گے کہاں سے؟

لہٰذا قرآن بھی محفوظ، حدیث بھی محفوظ، مدارس بھی محفوظ اور چوتھی چیز علماء بھی محفوظ۔

اور آپ لوگ اب حافظ، قاری، عالم بن رہے ہیں، لہٰذا آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا محافظ خود خدا ہے، وہ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ اگر کسی کو کوئی غلط فہمی ہو کہ کمائیں گے کہاں سے؟ بھوکے مرجائیں گے۔ مجھ سے ایک صاحب نے پوچھا یہ طلبا کھائیں گے کہاں سے؟ میں نے کہا جہاں سے انبیا کھاتے تھے۔ بھئی وہ کہاں سے کھاتے تھے؟ کیا تمہاری فیکٹریوں سے کھاتے تھے؟ ان کو خدا کھلاتا تھا ان طلبا کو بھی اللہ کھلائے گا۔ یہ کیا بات ہوئی؟ اللہ تعالیٰ مہربان ہیں، چنانچہ علما کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں گے۔

علما کو ختم کرنے کی سعی لاحاصل:

اس ملک میں پہلے ایسے حالات آئے کہ فرنگی نے یہ کوشش کی علما کو ختم کردیا جائے۔ لہٰذا اپنی تاریخ پڑھ کر دیکھئے کہ اس نے علماء کو چن چن کر پھانسی پر چڑھایا انگاروں پر لٹایا۔ جی ٹی روڈ کے دونوں طرف جو درخت تھے ان کے ساتھ ان کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔ بادشاہی مسجد کے دروازے پر پھندا لگا کر چوبیس گھنٹے ان کو پھانسی دی گئی۔ طریقہ کار یہ تھا ایک بندے کو پھانسی دی جاتی، جب تک اس کی لاش ہلتی رہتی،

تڑپتی رہتی، اس وقت تک لوگ تماشا دیکھتے۔ ذرا ٹھنڈے ہوتے تو دوسرے کو پھانسی دی جاتی۔ چوبیس، چوبیس گھنٹے یہ عمل رہا اور کئی مہینے یہ ہوتا رہا۔ مقصد کیا تھا؟ کہ لوگ اتنے ڈر جائیں کہ آج کے بعد کوئی اپنے بچے کو حافظ، عالم بنانے کا خیال بھی ذہن میں نہ لائے۔ مگر اس کی یہ تدبیر ناکام رہی اور ایمان والوں نے خود بھی دین کے اوپر استقامت دکھائی، اور اپنی اولادوں کو بھی دین پڑھا کے دکھایا۔ علما پھر بھی محفوظ رہے۔ میں نے کشمیر میں ایک درخت دیکھا جہاں پہ وہاں کے علما کو پھانسی دی گئی، آج تک وہ درخت محفوظ ہے۔

چنانچہ علما بھی ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔ اب اس کی تفصیل تو بہت لمبی ہے، مگر جو بھی آزمائشیں آئیں، میں سلام کرتا ہوں ان علما کی عظمت کو، ان کی استقامت کو، ان کے تقویٰ کو، ان کے دلوں میں جو اللہ کی محبت ہے اس کو۔ انھوں نے تمام تکالیف تو برداشت کر لیں مگر دین کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ ثابت کر دیا، لوگو! تم جسم سے جان تو نکال سکتے ہو دلوں سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا میں تھے تو ان کو بہت سخت تکلیفیں دی گئیں۔ حتیٰ کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا: حضرت! کوئی ایسا لفظ بول دیجیے کہ فرنگی آپ کو تکلیف دینا بند کر دے۔ فرماتے ہیں جب میں نے یہ بات کہی تو شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ حسین احمد! تم کیا سمجھتے ہو؟ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا، میں روحانی فرزند ہوں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا، شاہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ یہ لوگ میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں لیکن میرے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔ استقامت کے پہاڑ بن کر دکھا دیا۔ چنانچہ علما نے عجیب قربانیاں دیں۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی بے باکی:

ان کے شاگرد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو خالد بن نہال فرنگی نے کراچی میں بلایا اور کہا کہ تم آزادی کے نعرے لگاتے ہو اور ہمیں یہاں سے واپس بھیجنے کی باتیں کرتے ہو تو تمہیں پتہ ہے تمہارا انجام کیا ہے؟ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے، فرنگی نے جب پوچھا کہ کیا انجام ہے؟ تو انہوں نے اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا، ایک سفید چادر تھی، کپڑا تھا، جو کندھے پہ تھا۔ اس نے کہا: اس کا کیا مطلب؟ فرمایا: اس کا انجام موت ہے اور میں اپنا کفن لے کے یہاں پہ آیا ہوں۔ تو فرنگی نے کہا: جس کو ہم پھانسی دیتے ہیں اس کو کفن حکومت دیتی ہے، اس کو لانے کی کیا ضرورت تھی؟ تو فرمایا: مجھے اپنے رب کے سامنے فرنگی کا کفن لے کر جاتے ہوئے حیا آتی ہے۔ یہ استقامت تھی، ہمارے اکابر کی جس کی وجہ سے آج بھی دین ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اللہ رب العزت کی ان پر عجیب رحمتیں تھیں۔

طالب علم پوری قوم کا محسن ہے:

سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے۔ یہ چٹائی پہ سونے والا اور روکھی سوکھی کھانے والا طالب علم پوری قوم کا محسن ہے، اس کا پوری قوم کے اوپر احسان ہے۔ وجہ کیا ہے؟ دیکھیے ذرا، دلیل کے ساتھ بات کروں گا۔

◉ ...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ چار وجوہات سے آنے والی مصیبتوں کو ٹال دیتے ہیں، جب مؤذن اذان کے الفاظ کہتا ہے اللہ اکبر تو یہ اللہ کی عظمت کا بیان کرنا اللہ کو اتنا پسند ہے کہ اتنے الفاظ کہنے کی وجہ سے آبادی سے مصیبت کو ٹال دیتے ہیں۔ یہی طالب علم کل کو اللہ کا نام بلند کرنے والے بنے گے،

◉ ...... جب مومن احرام باندھتا ہے محرم بن جاتا ہے، اس وقت جب وہ تلبیہ پڑھتا

ہے، لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ تو یہ لبیک کا لفظ اللہ رب العزت کو اتنا پسند ہے کہ اس لفظ کے سنتے ہی اللہ اس آبادی پر آنے والی مصیبتوں کو ٹال دیتے ہیں۔

⊙......جب کوئی مجاہد دین کی سربلندی کے لیے اللہ کے نام کو بلند کرتا ہے اور اللہ اکبر کہتا ہے۔تو جہاں تک آواز جاتی ہے اللہ رب العزت مصیبتوں کو ٹال دیتے ہیں۔

⊙......چوتھا فرمایا: قرآن مجید کا حافظ جب اللہ کے قرآن کو پڑھنے کیلیے الحمد للہ کہتا ہے، تو اس کے الحمد للہ کہنے کے ساتھ اللہ اس آبادی پر آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں۔

آج شہر میں یہ حفاظ اور علما نہ ہوتے تو معلوم نہیں عریانی، فحاشی، زنا، موسیقی اور یہ فحاشیاں شہروں کی آبادی کو کسی عذاب میں مبتلا کر چکی ہوتیں۔آج بچے ہوئے ہیں تو کس کی وجہ سے؟ ان طلبا اور علما کی وجہ سے بچے ہوئے ہیں۔لہٰذا یہ طالب علم قوم کے محسن ہیں، یہ علما قوم کے محسن ہیں۔ان کی وجہ سے اللہ نے ہمارے کرتوتوں کو بھی ڈھیل دی ہوئی ہے۔یہ جو مستیاں کرتے پھرتے ہیں ساری کی ساری ڈھیل ہے۔اللہ نے عذاب کو ٹالا ہوا ہے، ان علما طلبا کی وجہ سے۔

کن چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے؟

حدیث پاک آیا ہے: چند چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے۔

❶......بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے

❷......زم زم کے کنویں میں دیکھنا عبادت ہے۔

❸......قرآن مجید کو دیکھنا، پڑھنا عبادت ہے۔

❹......ماں باپ کے چہروں کو محبت کی، عقیدت کی نظر سے دیکھنا عبادت ہے۔

❺......جو شخص محبت اور عقیدت کے ساتھ عالم کے چہرے کو دیکھتا ہے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ اس کو اجر عطا فرماتے ہیں۔اتنا تو اللہ کو یہ لوگ محبوب ہیں کہ ان کے چہروں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھنا اللہ نے عبادت بنا دیا۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

((كُنْ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا))

’’تم عالم بنو یا متعلم بنو یا سننے والے بنو یا ان کے ساتھ محبت رکھنے والے بنو‘‘

اگر کوئی عالم نہ بنا، یا طالب علم نہ بنا تو وہ کم از کم ان سے محبت کرنے والا تو بن سکتا ہے۔ تو کیا آپ لوگ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ آپ ان علما طلبا سے محبت کرنے والے بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس محبت کو قبول فرمائے۔

بروز محشر علما کا اعزاز:

حدیث پاک میں آتا ہے:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ علما کو کھڑا کریں گے، فرمائیں گے:

((يَا مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ لَنْ اٰتِيْ عِلْمِيْ فِيْكُمْ لِيُعَذِّبَكُمْ))

اے علماء‘‘ کی جماعت! میں نے تمہارے دلوں میں علم کو اس لیے تمہیں رکھا تھا کہ آگ میں تمہیں قیامت کے دن عذاب دوں‘‘

((اِنْطَلِقُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ))

’’تم چلے جاؤ میں نے تمہاری سب کوتاہیوں کو معاف کر دیا‘‘

اللہ کے راستے میں:

پھر پتہ چلے گا کہ اللہ کے ہاں ان علما کا کیا مقام ہے؟ اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے:

((مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ))

’’جو علم کی طلب کے لیے اپنے گھر سے نکلا پس وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے یہاں تک کہ گھر واپس لوٹ نہیں آتا‘‘

www.besturdubooks.wordpress.com

تو یہ جتنے طلبا اپنے گھر سے مدارس جانے کے لیے نکلتے ہیں، تو یہ کہاں ہوتے ہیں؟ اللہ کے راستے میں، اور یہ الفاظ کس کے ہیں؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہیں کہ یہ اللہ کے راستے میں ہوتے ہیں، جتنا ان کا وقت گزرتا ہے اللہ کے راستے میں گزرتا ہے۔

پچھلے گناہوں کا کفارہ:

حدیث پاک میں آتا ہے:

((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ لِمَنْ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضٰى))

''جو علم کو حاصل کرتا ہے یہ علم کا حاصل کرنا اس سے پہلے والے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے''

اس لیے آج ان علما طلبا کی ہمتوں کو توڑنے کے لیے کئی مرتبہ کئی باتیں سننے میں آتی ہیں۔ آپ اپنی ہمتوں کو بلند رکھیں، آپ کا منصب قرآن کی حفاظت، دین کی حفاظت ہے، یہ بڑا منصب ہے۔

ہمت بلند کیجیے:

ہمتیں بلند کیجیے اور ساری زندگی قرآن وحدیث سیکھنے، سکھانے میں لگا دیجیے۔

بڑے پسند ہیں قافلے نبھا سکو تو ساتھ دو
یہ زندگی کے فاصلے، مٹا سکو تو ساتھ دو
ہزار دکھ یہاں ہزار آزمائشیں
ہزار دکھ، ہزار بار، اٹھا سکو تو ساتھ دو

نیتیں کر لیجیے کہ ہم نے قرآن مجید کو سینے سے لگانا ہے اور پوری زندگی ہم نے قرآن پڑھنا اور پڑھانا ہے، ہم نے اس کام سے پیچھے نہیں ہٹنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کفر کی سازش ناکام بنا دیجیے:

آج کفر تو چاہتا ہے، علامہ اقبال نے بہت پہلے بتا دیا تھا، انہوں نے کہہ دیا تھا کہ کفر کیا چاہتا ہے۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے جسم سے نکال دو

مگر ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ ہمارے دلوں سے ایمان کبھی بھی نہیں نکل سکتا۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم:

- ......تقویٰ و طہارت کی زندگی اپنائیں۔
- ......امن وسلامتی کی زندگی اپنائیں۔
- ......اخلاق اور محبت کی زندگی اپنائیں۔
- ......ماحول کے اندر نبی علیہ السلام کے حسنِ خلق کا نمونہ بن کر رہیں۔
- ......اللہ کے بندوں کے لیے رحمت بن کر رہیں۔

خلقِ نبوی کا نمونہ بن جائیں:

طالبِ علم جہاں پہ چلا جائے لوگوں کو نبی علیہ السلام کا کلمہ یاد آجائے، ہمارے کھانے سے لوگوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ یاد آجائے، ہمارے بیٹھنے، اٹھنے سے لوگوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت یاد آجائے۔ عزیز طلبا ایسا بن جایئے کہ جب موت کا وقت آئے اور فرشتے اگر ہمارے دماغ کو ٹٹولیں تو علم نبی سے بھرا پائیں، اگر دل کو ٹٹولیں تو اس میں (اللہ کے) عشق کو پائیں اور اگر اعضاء کو ٹٹولیں تو سنت نبوی سے مزین پائیں۔ ایسا بن جایئے، پھر دیکھیے کہ اللہ رب العزت کی آپ کے اوپر کیسے رحمتیں برستی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مولویت کسے کہتے ہیں؟

مولویت مانگ کے روٹی کھانے کا نام نہیں ہے، بلکہ مولویت نام ہے:

- ......ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فصاحت کا،
- ......امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی جراءت کا،
- ......امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت کا،
- ......ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع سنت کا،
- ......مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صفائی قلب کا،
- ......شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت کا،
- ......شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت کا،
- ......شاہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا،
- ......حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت کا،
- ......حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی وصالت کا،
- ......حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا،

قافلۂ اہلِ وفا:

یہ قافلۂ اہلِ وفا ہے پہلے بھی انہوں نے دین کے لیے سب کچھ قربان کیا اور دین محفوظ رہا اور آج کے دور میں بھی یہ دین کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور دین کو محفوظ رکھیں گے اور قیامت کے دن اللہ سے اجر کے طالب بنیں گے۔

عزیز طلبا ریل گاڑی کے کئی ڈبے ہوتے ہیں ایک فرسٹ کلاس کا ڈبہ، دوسرا سیکنڈ کلاس کا ڈبہ اور ایک تھرڈ کلاس کا ڈبہ۔ فرسٹ کلاس کے ڈبے کے اندر ایرکنڈیشنڈ بھی ہیں، خوبصورت چیزیں بھی ہیں، ماحول بھی ستھرا ہے، مزے اور آرام

www.besturdubooks.wordpress.com

کی جگہ ہے۔ جبکہ تھرڈ کلاس کا ڈبہ زنگ لگا ہوا، دروازہ ٹوٹا ہوا، چیزیں بھی ہل جل رہی ہوتی ہیں۔ اگر یہ تھرڈ کلاس کا ڈبہ اپنی کنڈی کو فرسٹ کلاس کے ڈبے کے ساتھ پھنسائے رکھے تو جہاں پر انجن پہنچتا ہے اور فرسٹ کلاس کا ڈبہ پہنچتا ہے وہاں پر یہ تھرڈ کلاس والا ڈبہ بھی پہنچ جاتا ہے۔

ذرا توجہ فرمایئے! اس امت کی مثال ریل گاڑی کی سی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے انجن کی مانند ہیں اور یہ انجن اللہ کی رضا والے اسٹیشن کی طرف بھاگ رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت کے فرسٹ کلاس کے ڈبے ہیں، اولیائے کرام امت کے سیکنڈ کلاس کے ڈبے اور میں اور آپ اس امت کے تھرڈ کلاس کے ڈبے ہیں۔ حال تو برا ہے لیکن اگر ہم اپنے اسلاف کے ساتھ نسبت کو پکا رکھیں گے، اپنی نسبت کو سلامت رکھیں گے، اسی پر مٹنے کے ارادے رکھیں گے تو جہاں انجن اپنے اسٹیشن پر پہنچے گا، وہاں تھرڈ کلاس کا ڈبہ بھی اسٹیشن پر پہنچ جائے گا۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنی رضا والی زندگی نصیب فرمائے۔ لہٰذا

......اے قافلۂ اہلِ وفا کے نقشِ قدم پر چلنے والو!

......وستانِ وفا کی یادیں تازہ کرنے والو!

......عشقِ الٰہی کی جستجو میں زندگی گذارنے والو!

......اسلاف کی نسبتوں کو سینوں میں محفوظ کرنے والو!

چراغ علم جلاؤ بڑا اندھیرا ہے۔

لوگوں کے دل جیتنے کا نسخہ:

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے مدارس کے اندر تقویٰ وطہارت کے ساتھ بچوں کو ایسا علم سکھائیں کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق سیکھیں اور لوگوں کے دلوں کو جیت لیں چنانچہ آپ:

www.besturdubooks.wordpress.com

......گھر کے اندر اچھا بیٹا بن کر رہیں

......اچھا بھائی بن کر رہیں

......اچھے خاوند بن کر رہیں

......اچھے باپ بن کر رہیں

......اچھے دوست بن کر رہیں

......اچھے مومن بن کر رہیں

حتیٰ کہ ماں باپ دیکھیں تو دعائیں دیں کہ یہ کتنا اچھا انسان ہے۔ آج آپ ایسے رہیں گے، کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے جائیں گے اللہ رب العزت آپ کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالیں گے۔

قبولیت کی فکر کیجیے:

اور اگر ہم مدارس میں رہے، مگر گناہوں کو نہ چھوڑا تو اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت نہیں ہوگی، یہ تو دوہری محرومی ہوئی۔ چٹائیوں پہ بیٹھ بیٹھ کے جانوروں کی طرح گھٹنوں اور ٹخنوں پر نشان بھی پڑ جائیں اور پھر اللہ کے ہاں قبول نہ ہوں تو ہمارے پلے کیا رہا؟

مولا! دنیا نے ہمیں اپنے سے کاٹ دیا تو ہمیں اپنے سے نہ کاٹنا، ہمارا تیرے سوا کوئی نہیں۔ اللہ! ہم نے تیرے ہی در کو پکڑا ہے، تیرے ہی قرآن کو سینے سے لگایا ہے۔ میرے مولا! ہم جیسے بھی ہیں اپنی رحمت سے ہمیں قبول کر لینا۔

میرے مولا! ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے ہمیں ٹھکرا نہ دینا۔

اللہ! اپنی رحمت کی نظر ڈال کر سینوں کو دھو دینا اور ہمیں اخلاق حمیدہ والی زندگی عطا فرما دینا۔

تاکہ جب کل قیامت کے دن آپ کے نبی ﷺ کی موجودگی میں آپ کے حضور

حاضر ہوں تو ہم کہہ سکیں اے اللہ!

تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

جو طلبا حافظِ قرآن ہیں ان کو چاہیے کہ یہ اب عالمِ قرآن بھی بنیں، عاملِ قرآن بھی بنیں اور عاشقِ قرآن بن کر زندگی گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا والی زندگی عطا فرمائے، برائیوں سے اور دوسروں کے حقوق کو تلف کرنے سے اللہ ہمیں محفوظ فرمائے اور ایک پرامن شہری بن کر رہنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی

(الاعلیٰ:۱۴)

اصلاحِ باطن کی فکر

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس!

بالکل اسی طرح مقام احسان چونکہ دین کا ایک حصہ ہے اس لیے اس کا حاصل کرنا ہم میں سے ہر ایک پر لازم ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میرے لیے اس کیفیت کا حاصل کرنا ضروری نہیں۔ یہ دین ہے، اگر ہم اس کو حاصل نہیں کریں گے تو دین کے ایک حصہ سے محروم ہو جائیں گے۔ تو شاگرد کو بھی لازم ہے، استاد پر بھی لازم ہے، دفتر والے پر بھی لازم ہے، مدرسے والے پر بھی لازم ہے۔ ضرورت کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اب حاصل کیسے کیا جائے؟ اس میں ہم کسی کے ساتھ اصرار نہیں کرتے کہ تم یونہی کرو گے تو سنورو گے۔ یہ تو تجربہ کی بات ہے۔ ہمارے مشائخ کو اللہ نے جو بصیرت دی تو انہوں نے اس طریقۂ ذکر کو اختیار کیا اور اللہ نے انکو یہ نعمت عطا فرمائی۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اصلاح باطن کی فکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (الاعلیٰ:۱۴)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دینِ اسلام میں اصول کی تعیین:

ہم مشرق میں ہوں یا مغرب میں شمال میں ہوں یا جنوب میں دنیا کے کسی بھی گوشے کے لوگوں سے تعلق رکھتے ہوں اس کو قرآن مجید سے دین اسلام کی ہدایت ملتی ہیں۔اس کی بنیاد کیا ہے؟ اس کی بنیاد یہ ہے کہ شریعت میں اصول متعین کر دیے گئے اور اسباب اور وسائل کو امت کے علما پر چھوڑ دیا گیا کہ مقصود یہ ہے، اب اس کو حاصل کرنے کا جو بھی طریقہ آپ کے زمانے میں ہو اس کو اختیار کریں۔

فیصلہ کون کرے گا؟ اس دور کے جو علماء اور مشائخ ہوں گے، وہ اپنے اپنے دائرہ کار میں ان چیزوں کا فیصلہ کریں گے۔ یہ بات ذرا مثال سے واضح کرنا ضروری ہے۔

○......دینِ اسلام نے علم حاصل کرنے کا حکم دیا، علماء کے فضائل بتائے، علم کی فضیلت بتائی۔ نبی کریم ﷺ نے یہاں تک فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ))

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے''

لیکن علم کو کیسے حاصل کرنا ہے؟ یہ راستہ کھلا رکھا ہے متعین نہیں کیا۔ یہ میدان کھلا چھوڑ دیا۔ چونکہ مختلف ادوار میں تقاضے مختلف ہو سکتے ہیں۔

کہیں تو یہ علم فقط استاد ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا اور کہیں پر اس کے لیے مستقل کتابوں کی ضرورت ہو گی۔ جیسے آج کے زمانے میں۔ تو اصول متعین کر دیا کہ دین کا علم حاصل کرنا ہے، کرنا کیا ہے؟ کیسے کرنا ہے؟ طریقہ کیا ہے؟ یہ علما امت کے کندھوں پہ ذمہ داری رکھ دی۔ وقت کے علماء فیصلہ کریں۔ چنانچہ اس طرح جب وہ کسی ایک بات پر متفق ہو جائیں تو وہ طریقہ کار ٹھیک ہوتا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں حدیث پاک کی کوئی کتاب نہیں تھی۔ اب اگر کوئی طالب یہ کہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ کس صحابی رضی اللہ عنہ نے حدیث کی کتاب پڑھی؟ تو اسے کوئی کتاب ایسی نہیں ملے گی۔ ہاں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس اپنا اپنا لکھا ہوا ذخیرہ یعنی نوٹس موجود تھے۔ کوئی مستقل کتاب نہ تھی بلکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند باتیں لکھوا دیں، کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو کہہ کے۔ لیکن ایسی کوئی کتاب نہیں ملتی کہ جس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے اقوال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جمع تھے۔ یہ بعد کے علما نے کام کیا۔ اس لیے کہ تدوین حدیث کا دور دوسری صدی ہجری، تیسری صدی ہجری میں جا کے آتا ہے۔

پھر آج کے دور میں ایک مثال ہے جسے درسِ نظامی کہتے ہیں۔ اللہ کے کسی نیک بندے نے شروع میں اسے تجویز کیا اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی قبولیت ہوئی کہ اس سلیبس (نصاب) کو پڑھ کر اتنے لوگ عالم باللہ بنے۔ اس وقت (اس دور میں) اگر کوئی بچہ آ کر کہے کہ میں عالم بننا چاہتا ہوں تو آپ کا جواب کیا ہو گا؟ کہ درسِ

www.besturdubooks.wordpress.com

نظامی پڑھو۔ لیکن درسِ نظامی کا لفظ تو نہ کہیں قرآن میں اور نہ حدیث میں۔ جو آ کے پوچھے کہ میں حدیث پاک پڑھنا چاہتا ہوں تو آپ کہیں گے کہ صحاحِ ستہ پڑھو! صحاحِ ستہ کا لفظ نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ اب ایک صاحب اگر بیٹھ جائے کہ میں نے تو وہی کرنا ہے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا، بعد کے اعمال اور بعد کی چیزیں بدعت ہیں۔ تو پھر بخاری شریف پڑھنے کی دلیل کہاں سے ڈھونڈے گا؟ ترمذی شریف کا تذکرہ کہاں سے حدیث میں پائے گا؟ تو اس کو بات سمجھائیں گے کہ بھائی! شریعت نے علم حاصل کرنے کا حکم بھی دیا، فضیلت بھی بتادی تو یہ سبب ہے، وسیلہ ہے اس علم کو حاصل کرنے کا۔ کیونکہ علمائے امت اس پر متفق ہیں تو یہ ٹھیک ہے۔ لہٰذا اب یہ شریعت سے ہٹ کر کوئی چیز نہیں ہے بلکہ اس کو شرعی حیثیت حاصل ہے۔

⊙......دوسری مثال: دیکھیں! ملک کی فوج ہوتی ہے جس نے اپنے ملک کی سرحدوں کا بھی دفاع کرنا ہوتا ہے اور دین کا بھی دفاع کرنا ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جب کفار کے ساتھ جنگ ہوتی تھی تو گھوڑے استعمال ہوتے تھے ، اونٹ استعمال ہوتے تھے، تلوار استعمال ہوتی تھی، نیزہ استعمال ہوتا تھا، تیر استعمال ہوتے تھے۔ اب اگر ایک صوفی صاحب کہے کہ میں تو فوج کا جرنیل ہوں اور میں نے ہر کام سنت کے مطابق کرنا ہے اور پوری اپنی فوج میں تلوار، ڈھال اور تیر تقسیم کر کے بیٹھ جائے تو کیا وہ دفاع کرے گا؟ اس کو کہیں کہ تم ٹینک بناؤ تو وہ کہے گا کہ سنت میں تو یہ کہیں نظر نہیں آتا۔ تو اس کی اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی بلکہ اس دور کے مروجہ اسلحہ کو استعمال میں لانا پڑے گا اور اس کے مطابق جہاد و قتال کی تیاری کرنی پڑے گی۔ اس لیے کہ شریعت نے ایک اصول بتا دیا۔

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾

ایک اصول ہے کہ جتنا ہو سکے اتنا تم اپنے پاس طاقت کو اکٹھا کرو۔ اب کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

شخص کہے کہ یہ روحانی طاقت ہے۔نہیں بھائی! یہاں مراد ہے باطنی طاقت۔وہ کیسے؟ آگے آیا ہے:

﴿مِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال:۶۰)

''گھوڑے پالو یعنی ایسی طاقت ہو کہ جو اللہ کا دشمن ہے اور جو تمہارا دشمن ہے وہ تم سے ڈر جائے۔''

اس کو جرأت نہ ہو تمہاری طرف آنکھ اٹھا کے دیکھنے کی۔یہ اصول بتلایا گیا ہے۔ اِس اصول کے تحت ذمہ داری فوج کے بڑوں کے کندھوں پر آجاتی ہے کہ وہ اپنے ملک اور قوم کے دفاع کے لیے اس دور کے تقاضوں کے مطابق ضروری ساز و سامان اکٹھا کرے اور دفاع کے نظام کو مضبوط بنائے۔چنانچہ ایسے کوئی فوج کا بڑا کہے گا کہ مجھے سیٹلائٹ ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے تو وہ بھی شریعت والی بات ہو جائے گی اس پر بھی ثواب ملے گا۔حالانکہ حدیث پاک میں کہیں سیٹلائٹ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔تو یہ وسائل ہیں مقصد کو حاصل کرنے کے لیے، مقصد متعین ہے۔اور علماء امت متفق ہیں کہ یہ چیز دائرہ شریعت کے اندر ہے تو اس کام کو کرنا شرعی ذمہ داری ہے۔

من کی صفائی کا حکم:

ان دونوں مثالوں پر قیاس کرتے ہوئے، سامنے رکھتے ہوئے آپ یہ سوچیے کہ شریعت نے اپنے من کو صاف کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور اسے پسند بھی کیا۔من کو صاف کرنے کا نام تزکیہ ہے۔تو قرآن مجید میں فرمادیا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (الاعلیٰ:۱۴)

''تحقیق فلاح پاگیا وہ جو ستھرا ہوا''

جس نے اپنے من کو آلائشوں سے پاک کرلیا۔یہ ایک اصول بتا دیا اور کہہ بھی دیا کہ:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾ (الشمس: ۹۔۱۰)

”تحقیق کامیاب ہوا جس نے اس (نفس) کو پاک کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسکو خاک آلود کیا“

لیکن تزکیہ نفس حاصل کرنے کا کیا سبب؟ کیا طریقہ ہے؟ یہ مشائخ امت کے کندھوں پر ذمہ داری ڈال دی۔ اب آپ لوگ متعین کریں کہ کس دور اور زمانے میں کیا طریقہ ہے؟ انسان کے من کو صاف کرنے کا۔

دور حاضر میں دل کی گندگی کیسی ہوتی ہے؟

آج ہمارے دلوں پر جو گندگیاں لگتی ہیں نا، یہ ایسی ایسی ہیں کہ وہ پہلے زمانے کے لوگوں کے تصور میں بھی نہیں ہوتی تھیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک کپڑا میلا ہو گیا ہے اور اس پر صرف مٹی لگی ہوئی ہے تو پھر تو اس کو دھونے کے لیے صابن، پانی کافی ہے۔ لیکن ایک آدمی نے اس کو پہن کر پینٹ کیا اور وہ پینٹ کپڑے پر لگ گیا تو اب صابن پانی سے کام نہیں چلے گا۔ اس لیے کہ رنگ لگ گیا، اب رنگ صابن پانی سے نہیں اترے گا اس کے لیے کچھ اور بھی کرنا پڑے گا۔ مثلاً کہتے ہیں کہ تھنر Thiner سے اس کو صاف کرو تو یہ رنگ اتر جائے گا۔ کچھ ایسے مشروب ہیں کہ جب کپڑوں پر گر جاتے ہیں تو وہ صابن اور پانی سے ٹھیک ہی نہیں ہوتے۔

ایک مرتبہ لکھنے والا کوئی قلم تھا اس کی سیاہی کپڑوں پر لگ گئی۔ اس کو صابن بھی لگا رہے ہیں، پانی سے بھی دھو رہے ہیں لیکن وہ کالا داغ لگا ہوا ہے۔ پھر اس پر تحقیق کی کہ اس کو کیسے اتاریں تو ایک خاص کیمیکل کا پتہ چلا کہ وہ لگائیں گے تو پھر یہ اترے گا۔

داغ دھبے دور کرنے کا ڈپلومہ:

اس وقت یورپ کے ملکوں میں یہ ایک مستقل مضمون بن گیا ہے کہ چیزوں کے

داغ دھبے کیسے دور کیے جاتے ہیں؟ مستقل ڈپلومہ اس پر کیا جاتا ہے۔ ہم نے ایک آدمی سے پوچھا آپ کیا پڑھتے ہیں؟ تو اس نے کہا: چیزوں کے داغ دھبے دور کرنے کا ڈپلومہ۔ یا اللہ!!! ہم نے کہا بھئی یہ کیا چیز ہے؟ تو کہنے لگا! گھروں میں قالین ہوتے ہیں اور عجیب قسم کی چیزیں استعمال میں آتی ہیں۔ مثلاً کھانے پینے کی چیزیں ہوتی ہیں، بچے گرا دیتے ہیں تو ان کے ایسے ایسے داغ لگتے ہیں کہ اترتے ہی نہیں۔ ان کو اتارنا ایک مستقل علم بن گیا ہے۔ پہلے زمانے میں اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ نہ قالین تھے نہ قالینوں کے داغ تھے۔ کپڑے بھی سادہ ہوتے تھے اور زندگیاں بھی سادہ ہوتی تھیں۔ کوئی داغ لگ بھی جاتا ذرا سا دھونے سے صاف ہو جاتا۔ مگر آج تو بے دھیانی میں کوئی بندہ جیب میں مارکر ڈالے اور وہ کھلا رہ جائے تو تھوڑی دیر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ کھلا تھا، جب کافی حصہ کپڑے کا سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔ تو ضرورت پڑ گئی کہ اس کو صاف کیسے کیا جائے؟

تو یہ آج کی ضرورت ہے، پہلے اس کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی۔ جس طرح داغ دھبوں کو دھونے کی اب ضرورت پیش آرہی ہے، نئے نئے کیمیکل استعمال کرنے پڑتے ہیں تو اسی طرح دل کے داغ دھبوں کا بھی یہی حال ہے۔ آج کل جو داغ دل پر لگ جاتے ہیں تو ان کو دھونے کے لیے بھی روحانی نسخوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

یہ زمانہ اور ہے:

پہلے پاکیزہ دور ہوتا تھا، حیا کا دور ہوتا تھا بہت ساری برائیاں، گناہ اس زمانے میں ہوتے ہی نہیں تھے۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ اس زمانے میں اگر کوئی پاگل ہو جاتا تو وہ کثرت سے اذانیں دینی شروع کر دیتا۔ لوگ سمجھ جاتے کہ یہ پاگل ہو گیا ہے اس لیے ہر وقت اذانیں دیتا رہتا ہے اس وقت کے پاگل ایسے تھے۔ اور آج کل کے

تو عقل مند گالیاں بکنے لگ جاتے ہیں تو یہ زمانہ اور ہے۔

اتنا حیا کا زمانہ تھا کہ ایک نوجوان شخص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے آ کر سوال پوچھا کہ حضرت مرد عورت کے جو پوشیدہ اعضاء ہیں، ان میں فرق کیا ہوتا ہے؟ اب بتایئے کہ وہ جوانی کی عمر کو پہنچ گیا اور اس عمر میں پہنچنے تک اس کو یہ بھی پتہ نہ چلا کہ مرد عورت کے جسم میں فرق کیا ہوتا ہے؟ ایسا پاکیزہ دور تھا۔ اب تو پانچ سال اور سات سال کے بچے سے جو چاہے پوچھ لو۔ پہلے وقتوں میں انسان کے من کو صاف کرنے کا معاملہ کچھ اور تھا۔ اب اس کے اندر تبدیلی آتی چلی جا رہی ہے۔ اس لیے شریعت نے یہ ذمہ داری مشائخ کے کندھوں پہ ڈال دی۔ سالکین کو اس طرح ایسی محنت پر کھڑا کرنا ہے کہ وہ اپنے من کو صاف کریں۔

صرف و نحو شریعت کی نظر میں:

اب دیکھیے! ایک آدمی اگر بیٹھا ہوا ''علم الصرف'' کی گردان یاد کر رہا ہو ضرب یضرب ضرباً فھو ضارب۔ اب دوسرا بندہ کہے کہ جی خلاف سنت عمل کر رہا ہے تو آپ اس کو کیا کہیں گے؟ کہیں گے کہ بھئی! اپنی عقل کا ٹیسٹ کراؤ! یہ بچہ جو اس وقت یہ پڑھ رہا ہے یہ حقیقت میں ایک فن ایک علم جاننا چاہتا ہے، جس سے اس کو اس زبان پر عبور ہوگا اور اس زبان پر عبور حاصل کر کے قرآن و حدیث کو آسانی سے سمجھ پائے گا، یہ ضرورت ہے ہماری۔ تو آج اس علم کی تفصیل سامنے کھل گئی ہے، یہ ایک مستقل مضمون بن گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں یہ مضمون کتنا تھا حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فاعل مرفوع ہوتا ہے اور جو مفعول ہے وہ منصوب ہوتا ہے اور مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے۔ بات ختم اتنے سے فقرے میں علم النحو کو سمجھا دیا اور آج کے دور میں ماشاء اللہ ''علم النحو'' پر ایک مستقل کتاب ہے کہ جی ''ہدایۃ النحو'' پڑھ رہے ہیں۔ طلبا کی جان جاتی ہے ہدایۃ النحو کا سن کے۔ کیوں؟ اس لیے تفصیل

www.besturdubooks.wordpress.com

سامنے آگئی۔ تو یہ چیزیں وقت کے ساتھ ساتھ ضرورت کے طور پر اپنائی جاتی ہیں۔
مقصود شریعت نے متعین کر دیا ہوتا ہے۔ مثلاً:
علم کا حاصل کرنا متعین۔
علم کی فضیلت متعین۔
دشمن سے دفاع کے لیے تیار رہنا متعین۔
سبب کیا ہے؟ اس کا وسیلہ کیا بنے گا؟ وہ وقت کے جو مجاہد ہوں گے، جو فوج ہو گی، لوگ خود متعین کریں گے۔ وقت کے علاوہ اس کو متعین کریں گے، مشائخ اس کا تعین وہ کریں گے۔

ذکر وسلوک میں معاون اسباب:

عام جو ذکر و سلوک کے احباب کرتے ہیں، اس میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو علاج کے طور پر اپنایا جاتا ہے۔ اب ایک بندے کو کہیں کہ آپ ذرا مراقبہ کر لیجیے۔ تو جب کہتے ہیں کہ مراقبہ کر لیجیے تو ساتھ یہ بھی کہتے ہیں آنکھوں کو بند کر لیجیے، کوئی فرض نہیں۔ سر کو جھکا لیں، کوئی ضروری نہیں۔ کیا اللہ والے کھلی آنکھوں کے ساتھ ذکر نہیں کرتے؟

یہ اصول کی خاطر اس کو کہتے ہیں کہ چونکہ نیا بندہ ہے آنکھیں کھلی رکھے گا تو مراقبے کی بجائے کچھ اور تماشے بیٹھا دیکھتا رہے گا۔ تب اس کو کہتے ہیں کہ آنکھیں بند کر لو، یکسوئی ہو جائے گی، اب یکسوئی حاصل کرنے کے لیے ایسا عمل علیہ السلام سے بھی ثابت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک اپنے سر مبارک پر ڈال لیا کرتے تھے۔ اب آج اگر ہم نے مراقبے کیلئے رومال سر پہ ڈال لیا تو یہ کونسا خلاف شریعت چیز بن گئی۔ کچھ طلبا ایسے ہوتے ہیں ان کو کہیں تا کہ مراقبہ کر لیں تو کہتے ہیں کہ یہ حدیث میں تو کہیں نہیں ملتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ حدیث میں یہ تو ملتا ہے کہ من کو صاف کرنا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ ذکر انسان کے باطن کو دھو دیتا ہے۔ یہ سب چیزیں مل جائیں گی۔ لیکن کس بندے کے لیے کون سا طریقہ ذکر مناسب ہے، سری یا جہری، اللہ اللہ کا ذکر یا لا الہٰ الا اللہ کا ذکر، یہ تفصیلات اب مشائخ کے کندھوں پر ہیں۔ اب وہ جو ترتیب بتا دیں گے وہ کرنی ہوگی۔

مراقبہ موت:

بعض مشائخ موت کا مراقبہ کرواتے ہیں۔ مراقبہ موت، یعنی بیٹھ کے موت کے بارے میں سوچو۔ کہتے ہیں سوچو کہ آج تو میں اپنے اختیار سے آنکھیں بند کر رہا ہوں، ایک وقت آئے گا کہ یہ آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں گی۔ تو موت کو یاد کرنے کا حکم دیا تاکہ غفلت دور ہو جائے۔ توجہ الی اللہ نصیب ہو جائے، رجوع الی اللہ حاصل ہو جائے۔ کیا یہ خلاف سنت ہے؟

مقاصد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل کے شعبے:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے چار مقاصد قرآن مجید میں بیان کیے گئے:

﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

(آل عمران: ۱۶۴)

”تاکہ وہ ان پر اسکی آیات تلاوت کرے، اور ان کا تزکیہ کرے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے“

آپ آیات بھی تلاوت فرماتے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم کا تزکیہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، ان کو علم بھی سکھایا، حکمت بھی سکھائی“ تو اللہ نے جو چار مقاصد بتائے نبی علیہ السلام نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ان چاروں پر کام کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ دین کے شعبے ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل تھے، تمام صفات کے حامل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ سب خوبیاں موجود تھیں۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان تمام شعبوں میں تفصیل آتی گئی۔ پہلے اجمال تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تفصیل آتی چلی گئی۔ اتنی تفصیل آگئی کہ ایک شعبے میں کام کرنے والے اپنی پوری زندگی لگا دیں تو اس شعبے کا بھی حق ادا نہیں کر پاتے۔

چنانچہ علم والوں نے مدارس بنا دیے انہوں نے "علم" کے شعبے کو سنبھال لیا کہ ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں، یہ محبوب کی وراثت ہے۔ ہم اس کو تقسیم کرنے میں زندگی کھپائیں گے۔ اب وہ سارا دن پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوتے ہیں۔

مشائخ نے تزکیہ والے شعبے کو سنبھال لیا۔ اچھا ہم ذکر بھی کریں گے، اللہ اللہ بھی کریں گے، باطنی بیماری دور کرنے کی محنت بھی کریں گے۔ چنانچہ ان کی صحبت میں کتنے گنہگار آتے ہیں؟ کتنے ہی خطاکار آتے ہیں؟ کتنے غافل آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو بدلتے ہیں ان کو اپنی محبت سے سرفراز فرما دیتے ہیں۔ وہ اس پر کام کر رہے ہیں، سب دین کے شعبے ہیں، ہر ایک کو اجر ملے گا۔

بعض نے کہا کہ ہم اللہ کے راستے میں نکلیں گے اور دعوت وتبلیغ کا کام کریں گے۔ سبحان اللہ تمام کام برحق ہیں، سب دین کے شعبے ہیں۔

دوسرے شعبوں پر اعتراض مت کریں:

اگر ہم اپنی کوتاہی کی وجہ سے ایک ہی شعبے میں کام کر سکتے ہیں تو کریں لیکن ہمیں باقیوں کے ساتھ بھی محبت رکھنی ہوگی کیونکہ وہ بھی دین کا کام ہے۔ طالب علم پڑھنے والے دعوت وتبلیغ والوں پر اعتراض مت کریں، ذکر سلوک والوں پر اعتراض مت کریں۔ اپنے شعبے میں کام کرتے رہیں، دوسروں کے ساتھ محبت رکھیں۔ ان

کے ساتھ دعاؤں میں شریک ہوں، ضرورت پڑے تو ان کے تعاون سے پیچھے نہ ہٹیں ۔اسی طرح ذکر وسلوک کرنے والوں کو بھی چاہیے کہ وہ اللہ اللہ تو کریں مگر جو مدارس والے ہیں ان کی مخالفت مت کریں، اس لیے کہ وہ بھی کام ہے، اور نبوی کام ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا))

''میں معلم بن کر مبعوث ہوا ہوں''

اسی طرح ذکر وسلوک سیکھنے والے تبلیغ والوں پر اعتراض نہ کریں اور تبلیغ کرنے والے ذکر وسلوک سیکھنے والوں پر اعتراض نہ کریں کہ نکلو اللہ کے راستے میں۔ سارے ہی اللہ کے راستے میں کام کر رہے ہیں، ان سے محبت رکھنی ضروری ہے۔ ایک ہی ہسپتال ہوتا ہے، اس میں بھی مختلف قسم کے کام ہوتے ہیں۔ کوئی آنکھ کا ڈاکٹر ہوتا ہے، کوئی کان کا ڈاکٹر ہوتا ہے، کوئی دل کا ڈاکٹر بن جاتا ہے، لہٰذا سب مل کر مریض کی بیماری دور کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

آج وہ کامل ہستیاں تو نہ رہیں جو دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھیں۔ جن میں تمام صفات ایک میں اکٹھی تھیں۔ جیسے خلفائے راشدین ...... ماشاء اللہ ...... بالکل نبی علیہ السلام کی صفات کے آئینے۔ جو کمالات نبی علیہ السلام کو حاصل تھے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے نیابت کی وجہ سے وہ کمالات عطا فرما دیے۔ ان میں چاروں خوبیاں درجہ کمال میں موجود تھیں۔ لیکن آج کے زمانے میں تمام صفات کے حامل بندوں کا ملنا محال ہے لہٰذا جس کو جس شعبے سے مناسبت ہے وہ اسی میں کام کرتا رہے تو یہ بھی غنیمت ہے۔ چنانچہ اپنے اپنے شعبے میں جو لوگ بھی دین کا کام کر رہے ہیں سب کے ساتھ محبت ہونی چاہیے، سب کے لیے دعا ہونی چاہیے اور سب کے ساتھ نیک امیدیں ہونی چاہئیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دین کا ہر شعبہ اہم ہے:

اگر کوئی یہ کہے کہ باقی شعبوں کے لوگ کام چھوڑ کے صرف یہ کرنا شروع کر دیں تو ان کی غلط فہمی ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آنکھ کا ڈاکٹر کہے کہ اس ہسپتال کے سارے ڈاکٹر بس آنکھ کے ڈاکٹر بن جائیں۔ یا دل کا ڈاکٹر کہے کہ دل بہت اہم ہے لہٰذا ہسپتال کے سارے ڈاکٹر دل کے اسپیشلسٹ بن جائیں تو یہ غلط ہوگا۔ اسے کہیں گے بھئی! جیسے دل کا علاج ضروری ہے ویسے ہی ٹوٹی ہڈی کا جوڑنا بھی ضروری ہے۔

اسی طرح دین کے سب شعبوں میں کام کرنے والے کام کرتے رہیں۔ ہر شعبے کی اپنی اہمیت ہے۔ علم کی اپنی اہمیت ہے، ذکر کی اپنی اہمیت ہے، دعوت تبلیغ کی اپنی اہمیت ہے، اقامت دین کے لیے کام کرنے کی اپنی اہمیت ہے۔ تو آج تفصیلات کھلتی چلی جا رہی ہیں اس کی وجہ سے اب ذکر و سلوک ایک مستقل کام بن گیا ہے۔

علم ظاہر و باطن کی حامل شخصیات:

پہلے زمانے میں لوگ جن اساتذہ سے علم ظاہر پاتے تھے انہی اساتذہ سے اپنے من کو صاف کرنا سیکھ لیتے تھے۔ مثال کے طور پر:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے کتنے شاگرد ہیں؟ حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے علم بھی پڑھا، حدیث مبارکہ بھی انہی سے پڑھیں اور ساتھ ساتھ باطن کو بھی صاف کرایا۔ اس وقت استاد بھی کامل ہوتے تھے۔ ہر ہر استاد صاحب نسبت ہوتا تھا۔ وہ شاگردوں کو صرف الفاظ ہی نہیں پڑھاتا تھا بلکہ شاگردوں کے اندر ایمانی صفات بھی پیدا کرنا ان کو سکھایا کرتا تھا۔ چنانچہ ان کی صحبت میں جو شاگرد وہ کر نکلتے تھے، وہ ماشاء اللہ اپنے من کو صاف کر کے نکلتے تھے۔ آج ایسا وقت نہیں رہا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر و سلوک کا ایک الگ شعبہ ہے:

اس عاجز نے مدرسے کے ایک استاد سے کہا کہ آپ سبق تو پڑھاتے ہیں ذرا بچوں کی تربیت پہ بھی توجہ دیا کریں، ان کو سکھایا کریں، ان کو کہا کریں۔ انہوں نے آگے سے جواب دیا جی کہ بات یہ ہے کہ اگر ہم ان کو ایک بات کی نشاندہی کریں گے تو یہ ہماری زندگی کی دس باتوں کی نشاندہی کر دیں گے۔ یہ کام آپ لوگوں نے سنبھالا ہوا ہے جب آپ کہیں گے آپ کی بات یہ مان بھی لیں گے اور آپ کی ڈانٹ بھی سن لیں گے۔ چونکہ محبت اور عقیدت کا تعلق آپ سے ہے۔ اس لیے ہم تو ان کو سبق پڑھا دیتے ہیں جو مدرسے میں ذمے ہے اور باقی یہ جانیں اور ان کا کام جانے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ ذکر ایک مستقل شعبہ ہے اس شعبے میں بندے کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ اپنے من کو صاف کیسے کیا جائے؟ اچھے اخلاق کیسے حاصل کیے جائیں؟ ان بیماریوں کو کیسے دور کیا جائے؟ عبادات کے اندر یکسوئی اور جمعیت کیسے حاصل کی جا سکتی ہے؟

مقامِ احسان شریعت کی نظر میں:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے آ کر عرض کیا:

اے اللہ کے محبوب!

((مَا الْاِیْمَانُ)) ”ایمان کیا ہے“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دے دیا۔ کہنے لگے:

((صَدَقْتَ)) ”آپ نے سچ کہا“

پھر پوچھا:

((مَا الْاِسْلَامُ)) ”اسلام کیا ہے“

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا بھی جواب دے دیا۔ فرمایا:

((صَدَقْتَ)) ''آپ نے سچ کہا''

پھر انہوں نے پوچھا:

((مَاالْاِحْسَانُ)) ''احسان کیا ہے''

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ))

اس پر بھی انہوں نے کہا:

((صَدَقْتَ)) ''آپ نے سچ کہا''

اور وہ چلے گئے

جب چلے گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم بڑے حیران ہوئے۔ پوچھا: اے اللہ کے محبوب! یہ کون تھے؟ فرمایا جبرئیل علیہ السلام۔ یہ جبرئیل علیہ السلام آئے تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ تینوں چیزیں دین میں داخل ہیں۔ دین کا حصہ ہیں اب جو لوگ دین پر محنت کریں کہ

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ))

یہ کیفیت ہمیں نصیب ہو جائے تو کیا وہ دین سے ہٹ کر کام کر رہے ہیں؟

فہم حدیث کے لیے استاد کی ضرورت:

اب آج کے زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہیں، بچارے مانتے تو وہ کسی کی ہیں نہیں، وہ کہتے بھی ہیں کہ ہم نے کسی کے پیچھے نہیں چلنا، ہم تو بس اپنے نفس کے پیچھے چلیں گے۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ کہتے ہیں: جی بس خود ہی کتاب پڑھیں گے، ہمیں اب کسی استاد کی کوئی ضرورت نہیں۔ کتاب پڑھیں گے اور جو سمجھ میں آیا اسی پر عمل کریں گے۔ یعنی ایسا ہی ہے کہ کوئی بندہ کہے آج کے بعد ڈاکٹر کی کوئی ضرورت نہیں، بس ہم

کتاب پڑھیں گے اور اپنا علاج خود ہی تجویز کیا کریں گے۔ بھئی! اس طرح جلدی مرو گے، اور کیا ہونا ہے؟

یہی حال ہے، کہتے ہیں کہ ہم خود حدیث پڑھیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ بھئی! پڑھنی تو حدیث ہی ہے مگر استاد کی ضرورت ختم نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ استاد کے بغیر جب انسان پڑھتا ہے تو اس میں اس کو ضرور غلطی لگتی ہے۔

صاحب علم کو مغالطہ لگنے کی مثالیں:

◉ کیمسٹری کے ایک پروفیسر تھے، ان کا نام تھا چیمہ صاحب۔ اب چیمہ بھی CH (سی ایچ) سے آگے لکھا جاتا ہے (Chima) اور کیمسٹری بھی سی ایچ سے لکھی جاتی ہے (Chemistry)۔ تو وہ دوست کہتے ہیں کہ ہمارے چیمسٹری کے پروفیسر چیمہ صاحب ہیں۔ تو جب پروفیسر صاحب نے سنا تو کہتے ہیں کہ بھئی چیمسٹری نہیں کیمسٹری ہے۔ تو وہ کہتے کیمہ صاحب بات یہ ہے کہ اگر سی ایچ سے (ک) کیمسٹری ہے تو پھر آپ کا نام بھی سی ایچ سے کیمہ صاحب بننا چاہیے۔ تو یہاں استاد کی ضرورت ہے، استاد بتائے گا کہ کہاں کاف بنے گی اور کہاں ''چ'' بنے گی۔ اکیلا بندہ تو تماشہ کرے گا ناں۔

◉ اور یہ غلط فہمی صاحب علم کو بھی ہو سکتی ہے۔ ایک مرتبہ بہت بڑے شیخ الحدیث شہر تشریف لے گئے تو کہنے لگے بھئی کیا بات ہے؟ کراچی والوں کو سورۃ تبت زیادہ اچھی لگتی ہے، سورۃ اخلاص اچھی نہیں لگتی۔ انہوں نے کہا نہیں، ایسی بات تو نہیں ہے، آپ کیسے یہ بات کہہ رہے ہیں؟ فرمانے لگے: میں ایئر پورٹ سے مدرسہ تک آیا ہوں تو ہر جگہ لکھا ہوا تھا، تبت سنو، تبت سنو، تو ان کو سورۃ تبت یدی اچھی لگتی ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت! یہ تبت سنو نہیں یہ ایک فیس کریم ہے، تبت سنو (tibet

www.besturdubooks.wordpress.com

(snow) اس کا نام لکھا ہوا ہے۔ تو صاحب علم کو بھی اسی طرح کا مغالطہ لگ سکتا ہے، تو پھر استاد بتاتا ہے کہ یہ اس طرح نہیں اس طرح ہے۔ اسی لیے استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔

اب دیکھیں کہ لکھنے میں لفظ کو کلرنل پڑھا جائے گا، استاد بتائے گا کہ یہ کرنل ہے۔ تو کچھ حروف ایسے ہیں جو لکھے تو جاتے ہیں، پڑھے نہیں جاتے۔ یہ کون بتائے گا ؟ یہ استاد بتائے گا۔ تو جب ان عام مضامین میں استاد کی ضرورت ہے تو دین کے سیکھنے میں تو اور زیادہ استاد کی ضرورت ہے۔ تو کچھ ہمارے وہ دوست ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم تو خود حدیث پڑھ کے اس پر عمل کریں گے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ہم مراقبہ تب کریں گے، جب حدیث کی کتاب میں کہیں ہمیں ملے گا۔ تو بھئی! اشارے تو ملتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں تصوف کے جتنے بھی اسباق ہیں وہ حدیث کے اندر دکھاؤ تب ہم عمل کریں گے۔

ایک سوال کا الزامی جواب:

ایک صاحب مجھے کہنے لگے: او جی! جب تک آپ مجھے بخاری شریف میں کوئی چیز نہیں دکھائیں گے میں نہیں مانوں گا۔ ہم نے کہا: ہمیں بخاری شریف کی دلیل شریعت میں کہیں دکھاؤ! آپ جو کہتے ہیں: بخاری شریف، تو اس کا تذکرہ کہیں قرآن مجید میں ہے۔ یہ کیا بات ہوئی ؟ بات بات میں بخاری شریف۔ تو بھئی ذکر کی اہمیت، ذکر کی ضرورت، یہ تمام اصول یہ تمام باتیں ہمیں قرآن مجید میں ملیں گی۔ اس کی تفصیل کیا ہے؟ طریقہ کیا ہے؟ کب کرنا ہے؟ اس کی تفصیلات شریعت نے مشائخ وقت کے کندھوں پہ ڈالی ہیں۔ چنانچہ جس بات پر مشائخ کا اجماع ہوگا وہی ٹھیک ہو گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر سری اور ذکر خفی کے اشارے:

بعض حضرات: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کا ذکر کرتے ہیں، وہ بھی ٹھیک ہے، حدیث پاک سے اس کا اشارہ ملتا ہے۔ جبکہ بعض حضرات خاموش بیٹھتے ہیں تفکر کرتے ہیں، سوچتے ہیں، اس کا بھی حدیث پاک میں اشارہ ملتا ہے۔ یہ خفی طریقہ بھی جائز ہو گیا اور سری طریقہ بھی جائز ہے۔

مراقبہ کا اصل مقصد:

تو اس لیے یہ وہم ذہن سے نکال دینا چاہیے کہ ہم تو عالم ہیں، ہم تو مفتی ہیں، ہم تو فلاں ہیں اور جب مشائخ کے پاس جاتے ہیں تو یہ مراقبے شروع کروا دیتے ہیں۔ تو یہ مراقبے ذریعہ اور وسیلہ کے طور پہ کرواتے ہیں، اصل مقصود تو توجہ الی اللہ ہے، یہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے۔ کون کہتا ہے؟ کہ یہ فرض ہے یہ تو صرف ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ دوائی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اس لیے ہمارے مشائخ ان اسباق سے گزر کر جب آخری اسباق تک پہنچتے ہیں تو پھر ان کی ترقی قرآن کے پڑھنے پہ ہوتی ہے، نماز پڑھنے میں ہوتی ہے۔ اس وقت یہ عام مراقبوں کی بجائے ان اعمال میں زیادہ لگتے ہیں۔

چنانچہ ہمارے تصوف کے ان اسباق میں لکھا ہوا ہے کہ اس مراقبے میں پہنچ کر نوافل کے زیادہ پڑھنے سے فائدہ ہوتا ہے، اس سبق میں پہنچ کر زیادہ تلاوت قرآن سے فائدہ ہوتا ہے۔ تو اصل مقصود تو اس کی طرف آنا ہے، یہ تو صرف ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ اگر ذہن میں اس قسم کی کوئی بات آئے کہ جب بھی محفل ہوتی ہے تو کہتے ہیں سر کو جھکا لو! آنکھوں کو بند کر لو! بھئی! یہ ایک ذریعہ ہے، اس کے بغیر بندے کے اندر یکسوئی پیدا نہیں ہوتی، اس ذریعے کے طور پر اس کو سکھاتے ہیں۔ باقی یہ کہ تزکیہ

حاصل کرنا بندے پر لازم ہے اس سے انسان فرار اختیار نہیں کر سکتا۔

ایک شیخ الحدیث کی حالتِ زار:

ہمیں ایک دفعہ ایک شیخ الحدیث صاحب مل گئے مگر ایسے مدرسے سے پڑھے ہوئے تھے کہ جہاں پہلے دن بندے کو قرآن بھی پڑھانا شروع کر دیتے ہیں اور ساتھ بخاری شریف بھی پڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے ہی دن اور وہ بھی بچے کو۔ اس کو قاعدہ بھی شروع کروا دیتے ہیں اور ساتھ بخاری شریف بھی۔ تو وہ اس مدرسے کے تھے۔ خیر پہلے تو انہوں نے آ کے بیان سنا اور بیان سننے کے بعد کہنے لگے کہ آپ کی باتیں تو دل کی صفائی کے بارے میں بڑی اچھی تھیں، دل کو لگیں۔ مگر ان کا تذکرہ تو حدیث میں کہیں نظر ہی نہیں آتا۔

میں نے ان کو کہا: جو تذکرہ نظر آتا ہے وہ تو حاصل کرو نا...... ہم یہ نہیں کہتے کہ جو تذکرہ تمہیں نظر نہیں آتا وہ کرو۔ میں نے پوچھا: احسان کی کیفیت کو حاصل کرنے کا تذکرہ ہے؟ کہنے لگے: ہے۔ میں نے کہا: یقین ہے یا نہیں ہے؟ ((يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ)) کا لفظ جو آ گیا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ دین کا حصہ ہے۔ اگر اس کو حاصل نہیں کریں گے تو دین کے اس حصے کو آپ حاصل نہیں کریں گے۔ کہنے لگا ہاں یہ تو حدیث سے ثابت ہے۔ میں نے کہا: بتاؤ! پھر نماز میں یہ کیفیت حاصل ہوئی؟ کہنے لگا نہیں۔ تو دین تو نامکمل ہے ابھی تک۔ تم کرو اس کو مکمل۔ ہم کب کہتے ہیں کہ وہ کرو جس کا ذکر نہیں ہے ہم کہتے ہیں جو ہے وہ کر کے دکھاؤ۔

کہنے لگے: میں اسی مصیبت میں تو پڑا ہوا ہوں، اتنے سال گزر گئے، حدیث پڑھاتے ہوئے اور حالت میری یہ ہے کہ نہ میری آنکھ قابو میں ہے، نہ دل، نہ نماز۔ میں نے کہا: اسی لیے یہ تزکیۂ نفس کا حاصل کرنا یا احسان کی جو کیفیت ہے اس کو حاصل کرنا بھی ہماری ضرورت ہے۔ یہ کوئی نفلی کام نہیں ہے۔

کیا ذکر و سلوک کا کام نفلی کام ہے؟

آج کے دور کا ایک اور فتنہ یہ بھی ہے۔ اکثر علما نے ذکر و سلوک کو نفلی کام سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ یعنی اگر کوئی بیٹھا ورد وظیفہ کر رہا ہو تو ان کا ذہن یہ ہوتا ہے کہ نفلی کام کر رہا ہے، صوفی صاحب ہے۔ ضروری ہی نہیں سمجھتے کہ یہ ہمارے لیے بھی ضروری ہے۔ بھئی یہ ضروری ہے اس کے بغیر اندر کی میل دور نہیں ہوگی۔

((لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللّٰهِ))

''ہر چیز کے پالش ہوتی ہے اور دلوں کی پالش اللہ کی یاد ہے''

چند مغالطوں کا ازالہ:

اب اگر کہیں کہ کچھ وقت نکالیں تو کہتے ہیں کہ مراقبہ کہاں سے آ گیا؟ فلاں کہاں سے آ گیا؟ تو اس لیے شیطان جو فوری مغالطہ ذہن میں ڈال دیتا ہے، اس کو کلیر کرنا ضروری ہے۔

آج کے دور میں تو چونکہ داغ ایسے ہوتے ہیں کہ اس کیمیکل کو لگائے بغیر دھبے دور ہی نہیں ہوتے۔ ہوتے ہیں تو آپ بھی کر لیجیے، ہمیں بھی بتا دیجیے۔ ہم کون سا اس کو فرض کہہ رہے ہیں۔ ہمارے مشائخ نے جو اسباق بتائے لاکھوں انسانوں نے کیے اور اللہ نے ان کو نسبت کا نور عطا کیا۔ اور اس نسبت کے نور کی دلیل یہ ہے کہ ان لوگوں کو صبر اور شکر کی زندگی نصیب ہوئی۔ ان کو قضا و قدر کے اوپر اطمینان نصیب ہوا اور ان کو شریعت کی کسی بات کو قبول کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت کبھی محسوس نہ ہوئی۔ بلا دلیل انہوں نے سب مانا: اب یہ نعمتیں کسی کو بغیر اسباق کے نصیب ہیں تو وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے۔ ہم اس بندے کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔

بھئی دیکھیں! ایک ہوتا ہے چھت کے اوپر سیڑھیوں سے چڑھ کے جانا۔ اور

ایک بندہ پہلے ہی چڑھ کے کھڑا ہو، ہم اس کو مبارک بادہی دیں گے تا کہ آپ پہلے سے چڑھ کے کھڑے ہیں یا پہنچے ہوئے ہیں۔ جب شریعت نے کہہ دیا کہ چھت پر پہنچو تو اب جو ایک چھلانگ لگا کے پہنچ سکتا ہے، وہ پہنچے۔ جو ایسے نہیں پہنچ سکتا تو پھر سیڑھیوں کے ذریعے پہنچے اور اگر سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتے، ہڈی کے جوڑ میں درد ہے تو لفٹ کے ذریعے چھت پہ پہنچے۔ یہ تو سب ذرائع ہیں اصل تو چھت پہ پہنچنا ہے۔ یہی حال ان معاملات کا ہے۔ اصل مقصود اپنے من کو صاف کرنا ہے۔ خفی ذکر، جہری ذکر، مراقبے اور باقی مجاہدے، نفس کے خلاف کرنا، کم کھانا، کم سونا، کم باتیں کرنا یہ سب کے سب سیڑھیاں ہیں یا لفٹ ہیں یا اوپر چڑھنے کے لیے رسی کا ذریعہ ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی کو رسی کے ذریعے اوپر چڑھنا آسان لگے، کسی کو سیڑھی کے ذریعے آسان لگے، کسی کو لفٹ کے ذریعے آسان لگے، مگر سب کے لیے چھت پہ چڑھنا ضروری ہے۔

بالکل اسی طرح مقامِ احسان چونکہ دین کا ایک حصہ ہے اس لیے اس کا حاصل کرنا ہم میں سے ہر ایک پر لازم ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میرے لیے اس کیفیت کا حاصل کرنا ضروری نہیں۔ یہ دین ہے، اگر ہم اس کو حاصل نہیں کریں گے تو دین کے ایک حصہ سے محروم ہو جائیں گے۔ تو شاگرد کو بھی لازم ہے، استاد پر بھی لازم ہے، دفتر والے پر بھی لازم ہے، مدرسے والے پر بھی لازم ہے۔ ضرورت کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اب حاصل کیسے کیا جائے؟ اس میں ہم کسی کے ساتھ اصرار نہیں کرتے کہ تم یونہی کرو گے تو سنورو گے۔ یہ تو تجربہ کی بات ہے۔

ہمارے مشائخ کو اللہ نے جو بصیرت دی تو انہوں نے اس طریقہ ذکر کو اختیار کیا اور اللہ نے انکو یہ نعمت عطا فرمائی۔ تو صاف ظاہر ہے جس بندے کو جس دوائی سے فائدہ ہوتا ہے وہ دوائی دوسروں کو بھی بتاتا ہے۔ یہ ذکر و سلوک اسباق دوائیاں ہیں ہمارے مشائخ نے اس سے فائدہ پایا، صحت پائی اور انہوں نے دوسروں کو بھی بتایا کہ

بھئی تم بھی یہ دوائیاں استعمال کرنا۔ تو ہم بھی وہی دوائیاں استعمال کر رہے ہیں۔

ذکر کے اثرات یقیناً ہوتے ہیں، چیزوں کو نتائج کے ذریعے سے پہچانا جاتا ہے۔ عصری علوم کے ہم مخالف نہیں ہیں، لیکن جب نتائج برے نکلتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ سکول اور یونیورسٹیاں ٹھیک نہیں ہیں۔ ورنہ کیمسٹری پڑھنا، فزکس پڑھنا، حساب پڑھنا، کمپیوٹر پڑھنا کوئی خلاف شرع کام نہیں ہے۔ یہ عصری علوم وقت کی ضرورت ہیں اور دینی علوم مقصد زندگی ہیں۔ ہم اگر کبھی اس پر تنقید کرتے ہیں تو اس لیے کرتے ہیں کہ عصری علوم جن جگہوں پر حاصل کرتے ہیں، وہاں جانے والے طلبا اکثر اوقات شک کے مریض بن جاتے ہیں۔ دین سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ نتائج دیکھ کر ہم کہتے ہیں کہ سکول اور یونیورسٹیاں ٹھیک نہیں۔ ہمارے جو ذکر و سلوک کے نتائج ہیں ان کو دیکھیں۔ ہمارے مشائخ نے الحمد للہ استقامت کے ساتھ اس پر عمل کر کے دکھایا۔

اکابر علمائے دیو بند میں ذکر کا اہتمام:

اکابرین علمائے دیو بند کی زندگیوں کو دیکھیں ان میں آپ ذکر کا اہتمام پائیں گے۔ آج بھی اگر آپ دارالعلوم دیو بند جائیں تو آپ میاں عابد حسین رحمۃ اللہ علیہ کا کمرہ علیحدہ پائیں گے، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کمرہ علیحدہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا کمرہ علیحدہ۔ بھئی یہ چھوٹے چھوٹے کمرے کیوں بنے ہوئے ہیں؟ کہنے لگے کہ وہ یہاں بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرتے ہیں۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خوش نصیبی:

یہ عاجز تھانہ بھون حاضر ہوا۔ تھانہ بھون کے جو سجادہ نشین اور مہتمم تھے، عالم تھے۔ وہ فرمانے لگے کہ ہم نے آپ کے سونے کا انتظام کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ مجھے

ایک چھوٹے سے کمرے میں لے گئے کہ یہاں سو جائیں۔ میں ذرا دیکھا ایسے ہی کہ بندہ دیکھتا تو ہے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ کمرہ اصل میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ آج آپ کے آنے کی وجہ ہم نے اس کو کھولا اور آپ کا بستر یہاں لگوایا۔ تو آج بھی ان مشائخ کی وہ جگہیں موجود ہیں۔

اگر ان اکابرین کو خلوت کی ضرورت پڑتی تھی تو کیا آج کے طالب علموں کو اس کی ضرورت نہیں ہے؟ ذکر کو اہم نہ سمجھنے کی وجہ سے معمولات ہی نہیں کرتے۔ اکثر طلبا سے پوچھیں کہ مراقبہ کرتے ہیں؟ تو کہتے ہیں: جی وقت ہی نہیں ملتا۔ وقت تو ملتا ہے اصل میں دل میں اس کی اہمیت نہیں ہے، وہ اس کو نفلی سا کام سمجھتے ہیں، فارغ بندہ جس کو کوئی کام نہیں ہے وہ یہ کرلے۔ نہیں، یہ ایسا نہیں ہے۔ اس سے تزکیہ ملتا ہے اور تزکیہ کی اہمیت پر بنیاد رکھ کر اس کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے جو اوراد و ظائف بتائے جاتے ہیں، وہ انتہائی اہم ہوتے ہیں ان کی وجہ سے پھر باطن میں نور آتا ہے۔

تکبر سے چھٹکارا کیسے؟

یہ اوراد و وظائف نہ کیے جائیں تو تکبر سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ جو ''ت ک ب ر'' ہے یہ اندر سے نہیں نکلتا۔ بندہ جتنا علم حاصل کرے، علم کے باوجود یہ ہوتا ہے اس کی دلیل قرآن مجید سے سنیے:

﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ﴾ (الاعراف:۱۴۶)

''ہم اپنی آیات سے پھیر دیتے ہیں ان لوگوں کو جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں''

عبادت کے باوجود تکبر آتا ہے اس سے جان چھڑانی ایک مصیبت ہے۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بالمقابل تواضع ہے اور تواضع کا حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اب کیسے حاصل کریں گے؟ یہی اسباق، یہی سلوک، یہی طریقہ، کبر سے جان چھڑانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ بندہ پھر ایسے مٹ جاتا ہے کہ اس کے اندر تواضع آجاتی ہے، جیسے مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اندر تواضع آگئی تھی۔

ایسے مٹے ہوئے تھے کہ لوگ ان کو پہچان بھی نہیں پاتے تھے، درویش آدمی۔ حتیٰ کہ جب شاہ جہاں پور گئے، مباحثہ شاہ جہاں پور میں شرکت کے لیے، ایک کمرہ بک کروایا، سرائے میں جا کر اور وہاں آرام کر لیا۔ جو استقبال کے لیے آئے تھے، وہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہاں پہنچ گئے۔ تو ایک شاگرد نے کہا: حضرت! ہم تو آپ کے استقبال کے لیے اسٹیشن پر پہنچے ہوئے تھے۔ فرمایا: اس لیے تو میں آیا ہی نہیں کہ میں استقبال کے قابل ہی نہیں۔ پھر اس کے بعد عجیب بات کہی، فرمایا: چند لفظ پڑھ لیے ہیں دنیا پہچان گئی، ورنہ تو قاسم اپنے آپ کو اس طرح مٹاتا کہ کسی کو پتہ ہی نہ چلتا۔

اب یہ ہے اصل مقصود۔ ایسی تواضع ہو دل میں کہ بندہ سوچے اپنے آپ کو ایسے مٹاؤں کسی کو پتہ ہی نہ چلے۔ یہ اس ذکر کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی۔

بے نفسی ہو تو ایسی:

حضرت خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ خیر المدارس کے بانی تھے، ایک مرتبہ حدیث پاک پڑھا رہے تھے، درمیان میں کوئی اشکال پیدا ہوا اور وہ رفع ہی نہیں ہوتا تھا۔ کتاب کو بھی بار بار دیکھا حاشیہ بھی دیکھا لیکن ذہن میں کوئی بات آ نہیں رہی تھی، وہ کھرے لوگ تھے، انہوں نے شاگردوں کو بھی الفاظ بتا دیے کہ میں یہ پڑھ رہا تھا تو یہ اشکال وارد ہوا ہے اور مجھے جواب نہیں آ رہا۔ شاگردوں نے بھی اس پر سوچا۔ بڑی بڑی استعداد والے بچے ہوتے ہیں، ان کو بھی کوئی بات سمجھ نہ آئی، تو جب کچھ دیر اس طرح رہی تو حضرت فرمانے لگے کہ اچھا! وہ جو فلاں مولانا ہیں، میں ذرا ان سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھ کے آتا ہوں۔ وہ مولانا ان کے شاگرد تھے، دورہ انہوں نے حضرت سے کیا تھا، استعداد اچھی تھی۔ حضرت نے انہیں اپنے ہی دارالعلوم میں رکھ لیا تھا اور وہ حدیث پاک کی کوئی کتاب پڑھاتے تھے، اس وقت وہ قریب کے ایک کمرے میں کتاب پڑھا رہے تھے۔ حضرت نے کہا: کہ میں ذرا ان سے پوچھ کے آتا ہوں۔ انہوں نے بخاری شریف اٹھائی اور پوچھنے کے لیے چلے۔ ایک طالب علم بھاگا، ہمارے شیخ جا رہے ہیں، انہوں نے جلدی سے ان کو جا کر بتا دیا کہ وہ حضرت تشریف لا رہے ہیں، آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنا درس موقوف کیا، وہ بھی باہر برآمدے میں نکل آئے۔ اب استاد اور شاگرد کی برآمدے میں ملاقات ہوئی، استاد کے ہاتھ میں بخاری شریف پکڑی ہوئی ہے اور اپنے شاگرد سے فرماتے ہیں، مولانا یہ اشکال وارد ہو رہا ہے سمجھ نہیں آ رہی آپ ذرا مجھے سمجھا دیں۔

انہوں نے بخاری شریف دیکھی تو اس جگہ پر عبارت جب پڑھی تو فوراً جواب ذہن میں آ گیا۔ تازہ تازہ پڑھا ہوا تھا، علم اچھا تھا، استعداد اچھی تھی، ہونہار تھے، جب ان کے ذہن میں جواب آ گیا تو آگے حضرت کو کہنے لگے: حضرت! جب میں آپ کے پاس پڑھتا تھا اس وقت اس جگہ پر پہنچ کر آپ نے اس کا جواب یہ کہا تھا اور آگے جواب بتا دیا۔ یہ ہوتی ہے تواضع۔ یہ نہیں کہا کہ استاد پوچھنے آئے ہیں دیکھو جی، میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔ نہیں، یہ تواضع ہمارے کیسے آئے؟

ہماری حالت تو یہ ہوتی ہم چناں ڈنگرے نیست۔ تو اس کبر سے جان کیسے چھوٹے گی؟ ہمارے مشائخ اس میں کو کچلنے کیلئے اسباق کرواتے ہیں، مجاہدے کرواتے ہیں۔

فقیرانہ کلام:

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا:

"میں" نوں مچ فقیرا تے نکی کر کے کٹ
کھلے خزانے رب دے، تے جیویں چاہویں لٹ

کوٹ دینا کسی چیز کو، ریزہ ریزہ بنا دینا اس کو کہتے ہیں: مچ کرنا۔ میں توں مچ فقیرا! یعنی اس میں کو اچھی طرح کوٹو۔ اس میں کو مٹا لو، اللہ کے خزانے کھلے ہیں، جیسے چاہے لوٹو۔ ہمیں یہ صفت کیسے نصیب ہوگی؟ اس ذکر کے ذریعے، انہی مراقبوں کے ذریعے، انہی مشائخ کی مجالس کے ذریعے۔ تو یہ سب چیزیں اسباب وسائل اور ذرائع کے طور پر ہیں مقصود وہی ہے جو شریعت نے بتا دیا۔

پھر وہ حقیقت کو سمجھا ہی نہیں:

اب اگر ذہن میں یہ بات آئے کہ یہ پہلا سبق، یہ دوسرا سبق، یہ تیسرا سبق مجھے حدیث سے دکھاؤ! تو بھئی اس نے تو حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ اب اگر کوئی بندہ یہ کہہ دے کہ تم صحاح ستہ کے نام ہی دکھاؤ حدیث میں کہیں۔ بتاؤ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بخاری شریف پڑھی تھی۔ ختم بخاری، افتتاح بخاری، یہ تو آج کے الفاظ ہیں۔ ختم بخاری کی اپنی شان ہے، ہر جگہ بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔ تو بھئی یہ آج کے دور میں علم حاصل کرنے کے وسائل اور ذرائع ہیں۔ یہ کتاب ایسی ہے جو بہترین ذریعہ ہے علم حدیث کا اور کوئی دوسری کتاب آپ کو ایسی نہیں مل سکتی۔ علمائے امت کا اجماع ہے کہ قرآن مجید کے بعد اس کی سب سے زیادہ اہمیت ہے، اس لیے اس کو پڑھتے ہیں۔

اسی طرح مشائخ امت اس بات پر متفق ہیں کہ جو بندہ اپنے اندر سے ان باطنی بیماریوں کو دور کرنا چاہتا ہے اسے یہ ذکر و مراقبے کرنے پڑیں گے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا:

مَنْ لَّا وِرْدَ لَهٗ لَا وَارِدَ لَهٗ

جو بندہ ورد وظیفہ نہیں کرے گا، اس پر کوئی واردات نہیں ہوگی، آزما کے دیکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

لیجیے، محبتِ الٰہی میں خود آپ کو ترقی محسوس ہوگی۔ ورنہ تو عبادات کرنی مشکل ہوتی ہیں۔ طلبا کے لیے عبادات کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

ذکر اور ذوقِ عبادت:

ایک طالب بتانے لگے کہ جب سے میں نے دورہ مکمل کیا، اتنے سال گزر گئے اب تک میں نے ایک مرتبہ بھی پورا قرآن پاک ترتیب سے نہیں پڑھا۔ دورہ کیے ہوئے کئی سال گزر گئے۔ پڑھتے ہیں، کبھی کہیں سے کبھی کہیں سے، لیکن ترتیب سے ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھا۔ عبادت کے ساتھ مناسبت ہی نہیں تو بھئی یہ عبادت کا ذوق شوق پیدا ہو جائے، اخلاقِ حمیدہ پیدا ہو جائیں، شہوات دور ہوں، انسان کو حیا اور پاکدامنی کی زندگی نصیب ہو جائے، ان کیفیات کو حاصل کرنے کے لیے یہ ذکر و اذکار کرنے پڑیں گے۔ اس لیے ہر سالک اپنے شیخ کے ساتھ جو رابطہ ہے اس میں اپنے اسباق کے بارے میں ضرور بتاتا رہے۔ اب کئی سال بعد ملتے ہیں تو جب پوچھتے ہیں کہ سبق کرتے ہو کہ نہیں تو ان کو یاد ہی نہیں ہوتا کہ کوئی سبق ہے بھی یا نہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق کا اجمالی تعارف:

جس طرح ایک کورس ہوتا ہے کہ آپ پہلے یہ پڑھیں گے دوسرے میں یہ پڑھیں گے، تیسرے میں یہ، اس کے بعد آپ ایم اے اسلامیات کر کے ڈگری حاصل کر جائیں گے۔ سولہ سال کا کورس ہے۔ اسی طرح ہمارے مشائخ نے ذکر و سلوک کے اسباق متعین کر دیے۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں سولہ (۱۶) اسباق تھے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ معارف دیے تو انہوں نے اس سے بھی اوپر کے مقامات کے بھی اسباق اس میں شامل کر دیے۔ تو ہمارے اس سلسلہ

نقشبندیہ کے پینتیس اسباق ہیں۔

لطیفۂ قلب سے اسباق شروع ہوتے ہیں اور چلتے چلے جاتے ہیں اور ان میں ایسے اسباق آتے ہیں کہ جن کو کر کے بندے کی زندگی بدلتی ہے مثال کے طور پر:

مراقبہ حقیقتِ صلوٰۃ......

اس مراقبے کو کرنے سے پہلے نماز کا پتہ ہی نہیں چلتا اس مراقبے کو کرنے کے بعد وہ جو مقامِ احسان والی نماز کی کیفیت ہے اللہ تعالیٰ وہ نصیب فرما دیتے ہیں۔

مراقبہ حقیقتِ قرآن......

یہ ہمارے سلسلے کا سبق ہے اس کو کرنے کے بعد قرآن مجید سے ایسی محبت پیدا ہوتی ہے کہ قرآن پڑھتے ہوئے بندے کو لذت ملتی ہے۔ جیسے کوئی لذت لے لے کے مشروب پیتا ہے ویسے اللہ کا وہ بندہ اس طرح قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔

مراقبہ حقیقتِ کعبہ ربانی......مراقبہ حقیقت محمدی ﷺ، حقیقت موسوی، حقیقت عیسوی، حقیقت ابراہیمی۔

یہ مراقبات ہیں ان مراقبات کو کر کے پھر وہ نعمتیں ملتی ہیں کہ جس کی تمنا میں انسان پوری زندگی گزارے تو وہ بھی تھوڑی ہے۔ تو اس ذکر سلوک کو فقط یہ نہ سمجھیں کہ بس سر جھکا کے بیٹھ گئے تو یہ مراقبہ ہو گیا، نہیں، یہ تو پہلا قدم ہے۔

دل جاری ہونا، پہلا قدم ہے:

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دل جاری ہو گیا۔ او بھئی! دل جاری ہونا تو پہلا قدم ہے ایک باغ سے ذرا اس کی بہار کا اندازہ لگاؤ کہ اس کی بہار کیسی ہو گی؟ ذکرِ قلبی کی بات نہیں ہے۔ ذکر قلبی تو اس راستے میں پہلا قدم ہے، جس کو لطیفۂ قالبیہ کہتے ہیں اگر اس کی کیفیت نصیب ہو جائے تو مشائخ نے لکھا ہے کہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اس کا پورا بدن ذکر کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ فقط قلب ہی کی بات نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر سالک اپنی آنکھوں کو ذکر کرتا محسوس کرتا ہے، ہونٹوں کو ذکر کرتا محسوس کرتا ہے، پورا جسم اس کو ذکر کرتا محسوس ہوتا ہے۔

بھئی یہ ایک محنت ہے جسے کرنا ہے، اس میں آگے بڑھنا ہے اور اس کو سیکھنا ہے۔ اور یہ بھی عرض کر دوں کہ اس کو سکھانے والے عام نہیں ہیں۔ کہیں کہیں ملتے ہیں۔

بیس سال کی محنت رائیگاں ہوگئی:

مجھے ایک صاحب ملے، وہ بیس سال سے کسی شیخ سے بیعت تھے اور بیس سال میں اس شیخ نے فقط ایک عمل بتایا اور وہ صرف درود شریف پڑھنا تھا۔ وہ عالم تھے کہتے ہیں، میں روزانہ پانچ پانچ گھنٹے مصلے پہ بیٹھ کے اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اوراد پڑھتا ہوں۔ میں نے پوچھا: سبق کیا ہے؟ کہنے لگے: گیارہ ہزار مرتبہ درود شریف روز پڑھنا۔ میں نے کہا: یہ تو ورد ہوا۔ آپ بتائیں سبق کیا ہے؟ یہ کوئی کسی سلسلے کے سبقوں میں سے سبق تو نہیں ہے، سبق بتاؤ! اس نے کہا: مجھے سبق کا تو پتہ ہی نہیں۔ گیا تھا بیعت ہوا، شیخ نے کہا: سو مرتبہ درود شریف پڑھو۔ پھر جاتا رہا، بتاتا رہا، پھر انہوں نے سو سے دو سو کر دیا، دو سے تین سو کر دیا۔ بیس سال گزر گئے اب میں گیارہ ہزار مرتبہ درود پڑھتا ہوں، اس کے سوا کوئی سبق نہیں۔

اس کی وجہ کیا تھی کہ اس نے خود سلوک نہیں سیکھا تھا۔ والد کے بڑے صاحبزادے تھے، جانشین بن گئے، لاکھوں روحانی مریضوں کے پیشوا بن گئے، اب جب سلوک خود نہیں سیکھا تو آگے کیا سکھائیں؟ چنانچہ ان کے پاس جو بھی آتا ان کو درود شریف پہ لگا دیتے، پڑھو بھئی گیارہ ہزار مرتبہ۔ وہ صاحب اس وقت بہت روئے کہ میں نے بیس سال گھنٹوں محنت کی اور ابھی تک مجھے کسی نے سلوک کے راستے پر ہی

نہیں چلایا۔ یہ ہمارے مشائخ ہوتے ہیں کہ جو آتا ہے اس کو پہلے دن ہی لطیفہ قلب کا وظیفہ دے دیتے ہیں تاکہ موٹروے پر آگے چلتے رہیں۔

مراقبے کو اہمیت دیا کریں:

اس لیے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے اللہ تعالیٰ سے ایسا طریقہ مانگا ہے جس میں سالک کی سستی کے سوا کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ یہ موٹروے ہے، بھاگتے چلو۔ لیکن ایک بندہ مراقبہ اور ذکر ہی نہ کرے تو وہ تو ایسا ہی ہے جیسے مریض دوائی ہی نہ کھائے، اس کو شفا کیسے ہوگی؟ تو اس لیے یہ جو روزانہ کے اوراد و وظائف ہیں یہ انتہائی ضروری ہیں ان کو کھانے پینے سے زیادہ ضروری سمجھیے۔ کھانا جسم کی ضرورت ہے، یہ اوراد و وظائف روح کی ضرورت ہیں۔ کھانے پینے میں کوتاہی ہوئی تو موت کے منہ چلے جائیں گے اور اگر روحانی اعمال میں کوتاہی ہوئی تو جہنم کے منہ میں چلے جائیں گے۔

چائے کے ایک کپ کی طرح ہی مراقبے کو اہمیت دے دیا کریں۔ اس کے بغیر تو کئی لوگوں کو چین ہی نہیں آتا۔ جیسا بھی کوئی ہو صبح کا ناشتہ پکا، دوپہر کا کھانا پکا، رات کا کھانا پکا۔ تین وقت کھائیں گے، بھوک ہو نہ ہو، کم ہو یا زیادہ ہو معمول طے ہے۔ بیوی کو کوئی بتاتا ہے کہ دوپہر کا کھانا یا شام کا کھانا پکا دینا۔ وقت بے وقت آتے ہیں توقع کرتے ہیں کہ کھانا پکا ہوگا اور نہ پکا ہو تو دیکھو! بیوی پر کیا مصیبت آتی ہے۔ تو جس طرح کھانے کے بارے میں طے ہے کہ تین مرتبہ کھانا ہے۔ کاش ہم روحانی کھانے کا بھی اتنا اہتمام کر لیتے۔ چاہے آپ فجر سے پہلے ذکر و مراقبہ کریں یا فجر کے بعد کریں عصر کے بعد کریں، مغرب کے بعد کریں، عشاء کے بعد کریں، دو وقت ایسے ہوں کہ ان دو اوقات میں آپ اپنے اسباق کو روزانہ کیا کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سلسلہ نقشبندیہ کے اوراد و وظائف:

کچھ ہمارے اوراد و وظائف ہیں جو انسان بیعت ہوتا ہے اس کو چھ باتیں سمجھائی جاتی ہیں

(۱) وقوف قلبی۔(۲) مراقبہ۔(۳) درود شریف۔
(۴) قرآن پاک۔(۵) استغفار۔(۶) صحبت شیخ

ان میں سے پانچ چیزیں اوراد و وظائف ہیں اور ایک سبق ہے جس کو لطیفۂ قلب کہتے ہیں۔جب سالک محنت کرتا ہے تو پھر سبق بدلتا چلا جاتا ہے۔صرف ایک سبق ہے اور باقی اوراد و وظائف ہیں۔اگر کسی سے پوچھیں تو کہتے ہیں کہ میں چھ سبق کر رہا ہوں۔بھئی سبق چھ نہیں سبق ایک ہی ہے جس کو لطیفہ قلب کہا گیا۔اسباق میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور اس پر محنت کریں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔جب فکر لگ جاتی ہے اللہ تعالیٰ بھی راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔

زمانۂ طالب علمی میں ذکر و سلوک کی اہمیت:

تو بات یہ عرض کرنی تھی کہ طلبا اس طرف متوجہ ہوں۔پہلے ایک وقت تھا کہ مدرسہ کے طلبا کو ذکر نہیں سکھایا جاتا تھا۔اور یہ واقعی صحیح بات ہے اس لیے کہ ان کو علم حاصل کرنے میں اتنی یکسوئی ہوتی تھی کہ علما و مشائخ اس یکسوئی میں کوئی بھی کمی ہونا پسند نہیں کرتے تھے، وہ کہتے تھے کہ یہ اپنے مقصود پر جمے رہیں، جمیعت کے ساتھ اس علم کو حاصل کرتے رہیں۔ان کو ذکر بھی نہیں بتاتے تھے اور کئی مرتبہ بیعت بھی نہیں کیا کرتے تھے، آج کے دور کا معاملہ وہ نہیں ہے۔

آج کے دور میں طالب علم کو علم کے سوا باقی ہر چیز کے پڑھنے سے محبت ہوتی ہے۔کتاب کو کھولتا ہے، یکسوئی نہیں، یاد کرتا ہے بھول جاتا ہے۔خارجی چیزوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف اس کی توجہ پڑ گئی۔ اتنا الجھ گیا کہ اسے پڑھنے کی طرف یکسوئی ہی نہیں ہوتی، اس کا دل ہی نہیں چاہتا پڑھنے کو۔ ہم ایسے طلبا کو بھی جانتے ہیں جو کہتے ہیں کہ کلاس میں جاتے ہیں اونگھتے رہتے ہیں، واپس آتے ہیں نہ تکرار ہوتا ہے نہ کچھ ہوتا ہے، بس سال گزرتا جا رہا ہے۔ اب یہ بچہ جو پڑھ بھی ٹھیک نہیں رہا، اب اس کے بارے میں کہیں کہ اس کو بیعت کریں تو یہ بڑی بات نہیں ہے۔ اس کو بیعت کرنا چاہیے، اس کو ذکر بتانا چاہیے، تاکہ محبت الٰہی بڑھے اور اس کا علم کی طرف پہلے کی نسبت رجوع زیادہ ہو۔

ہمارے تجربہ میں یہ بات آئی کہ جن مدارس کے طلبا سلسلے میں داخل ہوتے ہیں، بیعت ہوتے ہیں، ان کے اندر عبادت کا بھی شوق آ جاتا ہے، وہ اپنی کتابوں کے مطالعہ میں بھی پہلے کی نسبت بہت بہتر ہو جاتے ہیں۔ ان کے اساتذہ ہمیں بتاتے ہیں کہ جب سے طلبا ذکر کی طرف متوجہ ہوئے ہیں تب سے علم کی طرف ان کی دلچسپی زیادہ ہو گئی ہے۔ تو اب یہ جو بیعت کا عمل ہے یہ علم میں رکاوٹ نہیں بلکہ علم کے لیے معاون بن گیا۔ جس نے بیعت کی اب وہ نگاہیں بھی بچائے گا، جھوٹ سے بھی بچے گا، مخلوق کے ساتھ نفسانی تعلقات سے بھی بچے گا۔ تو ذکر کی برکت سے علم میں ترقی جلدی ہو جاتی ہے، تیز ہو جاتی ہے۔ ہمارے مشائخ آج کے دور میں طلبا کو بھی بیعت کر لیتے ہیں، ہاں لمبے وظیفے نہیں بتاتے۔

طلبا اور معمولات کی پابندی:

اگر ایک طالب علم ہے تو اس کو کوئی گھنٹوں مراقبہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ دوران سال وہ کیا کرے؟ وہ ہر نماز میں چند منٹ پہلے آنے کی عادت ڈالے۔ یہ تو اب کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے، ہر مدرسے میں اذان کے وقت چھٹی ہو جاتی ہے، جو مرضی کلاس ہو رہی ہو، تو پندرہ بیس منٹ ہوتے ہیں نا...... اگر اس وقت کو ضائع

کرنے کی بجائے وضو کر کے مسجد میں پہنچ جائیں سنتیں بھی ادا کریں۔ سنتوں اور فرضوں کے درمیان پانچ منٹ، سات منٹ، دس منٹ، جو چند منٹ ہیں اگر طالبعلم اس میں بیٹھ کے مراقبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے من کو روشن فرما دیں گے۔ اب یہ کون سا مشکل کام ہے؟! اگر طالب علم کہے کہ میرے پاس فرصت نہیں۔ بھئی! نماز تو پڑھنی ہے۔ چاہیں تو وقت نکال سکتے ہیں۔

ہوتا کیا ہے کہ اذان ہو گئی کہ مسجد میں آگئے اور جہاں جوتے پڑے ہیں وہاں کھڑے ہو جاتے ہیں اور گھڑی دیکھ کر کہتے ہیں ابھی ایک منٹ باقی ہے۔ اب یہ جوتوں پہ کھڑے ہو کر پندرہ منٹ گزار رہے ہیں اور گھڑی دیکھ کے کہتے ہیں ابھی جماعت میں ایک منٹ باقی ہے۔ تو کیا اس وقت کو ضائع ہونا چاہیے؟ اس وقت کو ضائع کرنے کی بجائے قیمتی بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ نماز اور سنتوں کے وقت کی ہی پابندی کرتے رہیں تو تسبیحات بھی ہو جاتی ہیں اور مراقبہ بھی ہو جاتا ہے۔

اچھا! یہ بتائیں کہ سو مرتبہ درود شریف پڑھنا ہو تو کتنا وقت لگ جائے گا؟ زیادہ سے زیادہ دس منٹ لگ جائیں گے۔ تو سنتوں اور فرضوں کے درمیان ایک تسبیح آرام سے پڑھ سکتے ہیں۔ اور اگر ذرا اسپیڈ سے پڑھیں تو پانچ منٹ میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ سو مرتبہ درود شریف پڑھنا تو کوئی مشکل کام نہیں ہے، وقت بھی ہوتا ہے کر بھی سکتے ہیں مگر نفس بہانے بنا رہا ہوتا ہے۔ اس لیے آج سے اپنے دلوں میں یہ ارادہ کر لیجئے کہ ہم نفس کو بہانے بنانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اپنے معمولات پر ہم روزانہ پابندی سے عمل کریں گے۔ کھانا تو قربان کر دیں گے اپنے معمولات کو قربان نہیں ہونے دیں گے۔

اگر آپ نے یہ معمولات باقاعدگی سے کرنے شروع کر دیے تو یقیناً اس دوائی کا اثر آپ دیکھیں گے۔ جیسے بندے کو دو ضرب دو چار کا پکا یقین ہوتا ہے، اس عاجز کو ایسے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی پکا یقین ہے کہ یہ ایسے اسباق ہیں جو بندہ بھی ان کو کرنا شروع کرے گا اس کے من کی حالت ضرور بدلے گی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ تبدیلی نہ آئے، ممکن ہی نہیں۔ یہ کوئی نئی گولی نہیں نکلی کہ آج کل ٹیسٹ ہو رہی ہے۔ کروڑوں لوگوں نے اس کو استعمال کیا اور شفا پائی اور انہوں نے یہ بات ہم تک پہنچائی کہ اگر تم بھی اس کو استعمال کرو گے تو شفا پا جاؤ گے۔ یہ اوراد و وظائف ہوتے ہیں۔

یہ جو ہوتا ہے کہ جب بھی پوچھیں مراقبہ کرتے ہو جی حضرت وقت نہیں ملتا۔ تو یہ شیطان کا بہت بڑا جال ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ چلو محبت میں آ کے بیعت تو ہو گئے اب ان کو آگے نہ کچھ کرنے دوں۔ اس کو پتہ ہے کہ ذکر کر جائیں گے تو مجھ سے بچ جائیں گے۔

انبیا علیہم السلام کو ذکر کرنے کی تلقین:

تو ذکر کی کثرت انتہائی ضروری ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس کا حکم پروردگار اپنے انبیا کو فرما رہے ہیں۔ اب بتائیں انبیا کا کتنا بلند مقام ہوتا ہے؟ ان کا کام کتنا اعلیٰ کام ہوتا ہے؟ اللہ رب العزت دو انبیائے کرام علیہم السلام کو بھیج رہے ہیں دین کی دعوت کے لیے اور فرما رہے ہیں:

﴿اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ﴾ (طٰہٰ: ۴۲)

"جائیے آپ اور آپ کا بھائی میری آیتیں لے کر مگر تم دونوں میرے ذکر سے غافل نہ ہونا"

اللہ تعالیٰ اگر انبیائے کرام کو یہ فرماتے ہیں تو پھر کیا انبیاء کے جو وارث ہیں، نائب ہیں، ان کو ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟ اسی ذکر نہ کرنے کی وجہ سے آج اخلاقی حالت بہت بری ہو گئی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نوجوانوں کی پریشانی کا حل:

کئی نوجوان اپنے آپ سے بہت تنگ ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو بدلیں تو ان کا حل یہی ہے کہ وہ اپنے اوراد و وظائف کو پابندی سے کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کی حالت کو بدلیں گے۔ کب تک ہم نفس کے غلام بنے پھریں گے؟ کب تک ہم شیطانی خواہشات کو پورا کرتے رہیں گے؟ وہ غلا پن کب تک رہے گا؟ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، بندے کے ساتھ تو نہیں کہ ہم دھوکہ دے جائیں گے۔ علیم اور قدیر کے ساتھ معاملہ ہے، سمارٹ بننے کی کوشش ہم نہ کریں۔ سیدھا سیدھا جیسے کوئی اونٹ ہوتا ہے اگر اس کی نکیل بچے کے ہاتھ میں پکڑا دو تو وہ سر جھکا کے پیچھے چلنا شروع کر دیتا ہے ہم اسی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتلائے ہوئے راستے کی طرف سر جھکا کے چلنا شروع کر دیں۔

اسی میں ہماری نجات ہے۔ آپ ان اوراد و وظائف کی خوب پابندی فرمایئے گا۔ تا کہ اللہ رب العزت ہمارے قلب کی سختی کو دور فرمائیں، غفلت کو دور فرمائیں اور ہمیں قلب میں اپنی یاد والی زندگی نصیب فرمائے۔

اللہ وہ دل دے جو تیرے عشق کا گھر ہو
دائم رحمت کی تیری اس پہ نظر ہو
دل دے کہ ترے عشق میں یہ حال ہو اس کا
محشر کا اگر شور ہو تو بھی نہ خبر ہو

اللہ رب العزت ہمیں بھی ایسا دل عطا فرما دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿مَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾

(الشوریٰ:۳۰)

گناہوں سے بچو

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ گناہوں کے وہ نقصانات ہیں جو انسان کو دنیا ہی میں نظر آئیں گے۔ یعنی آخرت میں جو نقصان ہوگا وہ تو ہوگا ہی، لیکن دنیا میں بھی نقصان ہوتا ہے۔ یہ وہ ردعمل ہے جس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ جیسے دنیا کا ایک آٹومیٹک نظام ہوتا ہے اسی طرح یہ آٹومیٹک ایک ردعمل ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ اگر آپ منہ کے اندر لقمہ ڈال لیں تو ڈالنے تک تو آپ کو اختیار ہے، پھر اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ اب اگر آپ یہ کہیں کہ میرا جسم اس لقمے کو ہضم نہ کرے یا اس لقمہ کو میری مرضی کے مطابق ہضم کرے تو اب آپ کی مرضی ہرگز نہیں چلے گی۔ وہ ایک آٹومیٹک نظام ہے، جب اس کے اندر لقمہ داخل ہو گیا تو اب اس میں آپ کا اختیار نہیں چل سکتا۔ اسی طرح جس انسان نے گناہ کا ارتکاب کیا وہ بھی ایک آٹومیٹک نظام کے اندر داخل ہو گیا۔ اب وہ نظام اس کا اثر دکھا کر رہے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں سے بچو

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
﴿مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ (الشوریٰ:۳۰)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ایک خدائی قانون:

انسان جو بھی اعمال کرتا ہے ان کے اثرات ہوتے ہیں۔ دنیا کا قانون ہے کہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے۔

For any action, there is equal and apposite reaction

جس طرح مادی قانون یہ ہے، اسی طرح یہ بھی ایک قانون ہے کہ ہر عمل کے اثرات ہوتے ہیں۔ نیک عمل کے اثرات نیک ہوتے ہیں اور برے عمل کے اثرات برے ہوتے ہیں۔ چنانچہ مسلمہ رول یہ ہے کہ نیکی کا انجام نیک ہوتا ہے اور برائی کا انجام برا ہوتا ہے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

لہٰذا یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ جو انسان نیک کام کرے گا اس کا انجام نیک ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ نیک کام کا انجام برا ہو، اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ برے کام کا انجام نیک ہو، یہ ایک خدائی قانون ہے۔

برائی کسے کہتے ہیں؟

برائی کسے کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا، برائی کہلاتی ہے۔ شریعت کی نظر میں اس کو گناہ اور معصیت کہتے ہیں۔ جب ہم کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کریں یا نبی علیہ السلام کی سنت مبارکہ کے خلاف کریں، اس کو گناہ کہتے ہیں۔

دو طرح کے گناہ:

گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں:

۱......تَرْکِ مَأْمُوْر:

ایک کو کہتے ہیں، ترک مامور یعنی جس کام کا اللہ نے حکم دیا اس کو چھوڑ دینا۔ جیسے نماز کا حکم دیا، روزے کا حکم دیا، غیر محرم سے اپنی نگاہوں کو ہٹانے کا حکم دیا۔ ان کاموں کو چھوڑ دینا بھی گناہ ہے۔

۲......فِعْلِ مَحْظُوْر:

اور دوسرا ہوتا ہے، فعل محظور۔ یعنی جس کام کو نہ کرنے کا حکم دیا اس کو کر لینا۔ تو نماز کو چھوڑ دینا بھی گناہ ہے، اور غیر محرم کی طرف نظر اٹھا لینا بھی گناہ ہے۔ بعض علما نے کہا کہ اگر ان گناہوں کو مزید دیکھا جائے تو یہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ کچھ کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہوتا ہے اور کچھ کا تعلق عباد (بندوں) کے حقوق سے ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کی تقسیم

علما نے گناہوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

① ذنوبِ شیطانیہ:

پہلا حصہ ''ذنوبِ شیطانیہ'' ہے۔ یہ وہ گناہ ہے جن کا تعلق شیطانیت کے ساتھ ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

وَهِيَ أَنْ يَتَشَبَّهَ الْعَبْدُ بِالشَّيْطَانِ فِي الْحَسَدِ وَالْبَغْيِ وَالْكِبْرِ وَالشِّرْكِ وَالْغِشِّ وَالْغِلِّ وَالْخِدَاعِ وَالْمَكْرِ

گناہوں کے کچھ کام ہم حسد کی وجہ سے کرتے ہیں، حسد شیطان نے کیا۔ کچھ تکبر کی وجہ سے کرتے ہیں، تکبر شیطان نے کیا۔ کچھ عجب کی وجہ سے کرتے ہیں، عجب شیطان نے کیا۔ دھوکے بازی کے کام کرتے ہیں، شیطان سب سے بڑا دھوکے باز ہے، اس کا کام ہی انسانوں کو دھوکا دینا ہے۔ کچھ گناہ مکر کی وجہ سے کرتے ہیں، یہ مکر بھی شیطان کا کام ہے۔ تو وہ گناہ جو اس طرح کے ہوں ان کو ''ذنوبِ شیطانیہ'' کہتے ہیں، کیونکہ یہ گناہ شیطان کے کاموں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

② ذنوبِ سبعیہ:

دوسرا حصہ ''ذنوبِ سبعیہ'' کہلاتا ہے جیسے درندے ہوتے ہیں اور ان کے پاس طاقت ہوتی ہے۔ تو بغیر کسی جرم کے دوسرے جانوروں کو مار ڈالتے ہیں۔ ہرن نے شیر کا کیا قصور کیا ہوتا ہے؟ مگر شیر کے قریب آجائے تو اس کے ٹکڑے کر دے گا۔ یہ وہ گناہ ہوتے ہیں جو درندگی کے مشابہ ہیں۔ جیسے ظلم کرنا، کسی کا دل دکھانا۔ انسان بسا اوقات دوسرے کو تکلیف دے کر خوش ہوتا ہے۔ عورتیں آپس میں بات کرتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تو کہتی ہیں: میں نے ایسی بات کی کہ جلتی رہی ہوگی۔ تو وہ گناہ جن کا تعلق ظلم کے ساتھ ہے ان کو ذنوبِ سبعیہ کہتے ہیں۔

(۳) ذنوبِ بہیمہ:

گناہوں کا تیسرا حصہ ''ذنوبِ بہیمہ'' کہلاتا ہے۔ جانوروں والے گناہ، جانوروں کے دو ہی کام ہوتے ہیں، کھانا اور اپنی شہوت کو پورا کرنا۔

''قَضَاءُ شَهْوَةِ الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ''

بطن، پیٹ کو کہتے ہیں اور فرج، شرم گاہ کو کہتے ہیں تو پیٹ اور شرم گاہ کی شہوت کو پورا کرنا، یہ جانوروں کا کام ہے۔ بیل کو دیکھ لیں، اس کا کیا کام ہے؟ بکرے کا کیا کام ہے؟ اور باقی جانوروں کو دیکھ لیں۔ فقط کھانا اور شہوت کو پورا کرنا۔ یہ تین طرح کے گناہ بنے۔ شیطانیہ، جن کا تعلق مکر کے ساتھ ہے۔ سبعیہ، جن کا تعلق ظلم کے ساتھ ہے۔ اور بہیمہ، جن کا تعلق انسان کی شہوت کے ساتھ ہے۔

منتہائے معاصی:

ان تینوں گناہوں کا آخری آخری نقطہ بھی ہے۔

......ذنوبِ شیطانیہ کا آخری نقطہ یہ ہے کہ انسان کسی کو اللہ کا شریک بنا لے۔ اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کرنے کو شرک کہتے ہیں۔ گویا ذنوب شیطانیہ کا آخری نقطہ شرک کہلاتا ہے۔

......ذنوب سبعیہ کا آخری درجہ یہ ہے کہ کسی انسان کو قتل کر دیا جائے۔ اس سے بڑا ظلم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

......ذنوب بہیمہ کا آخری نقطہ زنا کا ارتکاب کرنا ہے۔ اس سے زیادہ کسی کا دل نہیں دکھایا جا سکتا کہ کسی گھر کی عورت کی عزت و عصمت کو لوٹا جائے۔ اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ان تینوں گناہوں کو ایک آیت میں جمع فرمادیا ہے۔

طلبا توجہ فرمائیں...... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ﴾ (الفرقان:۶۸)

یہاں

......"لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ"

سے مراد یہ ہے" جو شرک سے بچتے ہیں۔"

...... لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ

سے مراد "قتل" ہے۔

......وَلَا يَزْنُوْنَ

سے مراد" زنا" ہے۔قرآن مجید کی یہ آیت ان تینوں قسم کے گناہوں کے بارے میں تذکرہ کررہی ہے۔گنہگار انسان ان تینوں میں سے کسی نا کسی ایک طرح کا گناہ کررہا ہوتا ہے۔

گناہوں کے دنیوی نقصانات

علما نے گناہوں کے ستر دنیوی نقصانات گنوائے ہیں، کیونکہ مختصر مجلس ہے اس لیے ان میں سے چند نقصانات کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا جاتا ہے۔...... امید ہے کہ آپ دل کے کانوں سے سنیں گے...... یہ گناہوں کے وہ نقصانات ہیں جو انسان کو دنیا ہی میں نظر آئیں گے۔یعنی آخرت میں جو نقصان ہوگا وہ تو ہوگا ہی،لیکن دنیا میں بھی نقصان ہوتا ہے۔یہ وہ ردعمل ہے جس کو کوئی روک نہیں سکتا۔جیسے دنیا کا ایک آٹومیٹک نظام ہوتا ہے اسی طرح یہ آٹومیٹک ایک ردعمل ہوتا ہے۔اس کی مثال ایسے ہے کہ اگر آپ منہ کے اندر لقمہ ڈال لیں تو ڈالنے تک تو آپ کو اختیار ہے، پھر اختیار

ختم ہو جاتا ہے۔ اب اگر آپ یہ کہیں کہ میرا جسم اس لقمے کو ہضم نہ کرے یا اس لقمہ کو میری مرضی کے مطابق ہضم کرے تو اب آپ کی مرضی ہرگز نہیں چلے گی۔ وہ ایک آٹومیٹک نظام ہے، جب اس کے اندر لقمہ داخل ہو گیا تو اب اس میں آپ کا اختیار نہیں چل سکتا۔ اسی طرح جس انسان نے گناہ کا ارتکاب کیا وہ بھی ایک آٹومیٹک نظام کے اندر داخل ہو گیا۔ اب وہ نظام اس کا اثر دکھا کر رہے گا۔

(۱)......فسادِ قلب:

علما نے گناہوں کے نقصانات میں سے پہلا نقصان یہ لکھا:

فَسَادُ الْقَلْبِ وَ ظُلْمَتُہٗ

”دل میں فساد اور ظلمت پیدا ہوتی ہے“

ہر گناہ کے بدلے انسان کے دل کے اوپر ایک سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے۔ حدیث پاک سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

((اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا نُکِتَتْ فِیْ قَلْبِہٖ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ))

”جب بھی کوئی ایمان والا بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل کے اوپر سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے“

اور گناہ کیا تو اور نقطہ لگ گیا، اور گناہ کیا تو اور نقطہ لگ گیا، البتہ اگر توبہ کرلے تو وہ نقطہ دھل بھی جاتا ہے۔

(۲)......توفیق چھن جانا:

دوسرا نقصان یہ ہوتا ہے:

قِلَّۃُ التَّوْفِیْقِ

”نیک اعمال کی توفیق چھین لی جاتی ہے“

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز پڑھنے کو دل نہیں کرتا۔قرآن پڑھنے کو دل نہیں کرتا۔قرآن یاد کرلیا،مگر گردان کرنے کو دل نہیں کرتا۔ماں باپ کا حکم ماننا مصیبت نظر آتا ہے۔صبح کے وقت اٹھنا بھی مصیبت نظر آتا ہے۔حتی کہ نماز پڑھ لی تو اس کے بعد دعا مانگنا بوجھ نظر آتا ہے۔دل ہی نہیں کرتا دعا مانگنے کو۔چنانچہ آپ نوٹ کریں کہ کئی مرتبہ ہماری دعائیں آدھے منٹ کی بھی نہیں ہوتیں۔مخلوق کے سامنے شکوے کرنے میں گھنٹوں لگاتے ہیں اور اس پروردگار کے سامنے اپنی ایپلیکیشن فارورڈ کرنے میں آدھا منٹ بھی نہیں لگاتے۔دل ہی نہیں کررہا ہوتا،مصلے پر بیٹھنا مصیبت نظر آتا ہے۔یہ دراصل نیک اعمال کی توفیق ہی چھین لی جاتی ہے۔بلکہ اگر کوئی نیک عمل کے لیے کہے تو یہ بندے کو دشمن نظر آتا ہے۔

میں اسے سمجھوں ہی دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

یعنی جو مجھے سمجھاتا ہے،مجھے وہ سب سے بڑا دشمن نظر آتا ہے،باپ بیٹے کو سمجھاتا ہے:بیٹا!ایسا نہیں کرنا چاہیے،تو سب سے بڑا دشمن باپ ہی نظر آتا ہے۔باپ سے ایسے ہی نفرت کرتے ہیں جیسے کوئی باپ سے نفرت کرتا ہے......دل اتنا بگڑ چکا ہوتا ہے۔حالانکہ اس کا دنیا میں اس سے زیادہ خیر خواہ کوئی نہیں ہوتا۔وہ چاہتا ہے کہ اولاد نیک بنے۔لیکن اولاد کو سمجھ نہیں آرہی ہوتی۔

(۳)......بے برکتی:

تیسرا نقصان کیا ہوتا ہے؟

حِرْمَانُ الْعِلْمِ وَالرِّزْقِ وَ بَرَكَةُ الْعُمْرِ

"علم،رزق اور عمر میں برکت سے محرومی"

علم سے محرومی۔اول تو پڑھنے کو دل نہیں کرتا اور پڑھتے ہیں تو یاد نہیں ہوتا۔جی!میں کیا کروں،بار بار یاد کرتا ہوں،یاد ہی نہیں ہوتا،ذہن میں بات بیٹھتی ہی نہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ گناہوں کے اثر کی وجہ سے ہوتا ہے۔آپ ہمارے اکابرین کی زندگیوں کو دیکھیں۔ ان کی فوٹوگرافک میموری ہوتی تھی۔مثال کے طور پر امام بخاری کو ایک محفل میں سو حدیثیں سنائی گئیں۔سننے کے بعد ان سو حدیثوں کو انہوں نے دوبارہ اسی ترتیب سے سنا دیا۔صرف ایک مرتبہ سننے کے بعد، دراصل گناہ کی وجہ سے بندے کا ذہن ہی کام نہیں کرتا، اس لیے سکولوں اور مدرسے کے وہ بچے جو بری عادتوں کا شکار ہو جاتے ہیں ان کو پڑھائی کے سوا ہر چیز اچھی لگتی ہے...... پڑھنے کو کوئی نہ کہے۔اس کو کہتے ہیں علم سے محرومی۔

دوسری بات؟ رزق سے محرومی ہے۔اللہ رب العزت ان کے رزق سے برکت نکال دیتے ہیں۔گھر کے سب مرد اور عورتیں کام کرتے ہیں، پھر بھی خرچے پورے نہیں ہوتے۔ہمارے پاس بڑے شہروں کے کتنے لوگ آتے ہیں، میاں بھی نوکری کرتا ہے، بیوی بھی کرتی ہے، بیٹا بھی کرتا ہے، بیٹی بھی کرتی ہے لیکن پھر بھی خرچے پورے نہیں ہوتے۔اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ کہ برکت اٹھالی جاتی ہے۔

تیسری بات، عمر سے بھی برکت نکال دی جاتی ہے۔

(۴)......نیکی سے فرار:

چوتھا نقصان یہ ہوتا ہے:

وَحْشَةٌ يَّجِدُهَا الْعَاصِيْ فِيْ قَلْبِهٖ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ

''گناہ گار بندے کے دل میں اس کے اور اللہ کے درمیان وحشت سی ہو جاتی ہے''

یہی وجہ ہے کہ اللہ کی بات سننے کو اس کا دل نہیں کرتا، مسجد آنے کو دل نہیں کرتا، نیکی کی بات سننے سے انسان دور بھاگتا ہے۔یہ وحشت ہوتی ہے جو گناہوں کی وجہ سے دل کے اندر آتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۵)......کام ہوتے ہوتے رہ جانا:

پانچواں نقصان:

تَعْسِيرُ أُمُورِهٖ وَعَدَمُ قَضَاءِ حَاجَاتِهٖ

''کاموں میں مشکلات اور کام پورے ہی نہیں ہوتے''

آپ نے خود کئی مرتبہ یہ محسوس کیا ہوگا کہ کام ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے۔ کہتے ہیں: جی حضرت! میرا تو کام ہوتے ہوتے رہ گیا۔ حضرت بیٹی کا رشتہ دیکھنے تو بڑے لوگ آتے ہیں اور خوش ہو کر جاتے ہیں، لیکن دوبارہ کوئی نہیں آتا۔ یہ جو کام ادھورے رہ جاتے ہیں اس کی بنیادی وجہ انسان کے اپنے گناہ ہوتے ہیں جن کا وبال انسان محسوس کر رہا ہوتا۔ اور جو بندہ نیکوکار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کو خود سمیٹ دیا کرتے ہیں۔

ایک ہوتا ہے دوڑنے والا گھوڑا اور ایک ہوتا ہے تانگے کا گھوڑا۔ تانگے والا گھوڑا تو آپ کو دس پندرہ ہزار کا مل جائے گا لیکن جو گھوڑا دوڑ کر مقابلہ جیتنے والا ہوتا ہے وہ پانچ لاکھ دس لاکھ کا اور پندرہ لاکھ کا ہوتا ہے...... یا اللہ! اتنے مہنگے!...... ہاں! وہ ریکارڈ بنانے والے گھوڑے ہوتے ہیں۔ اب جس بندے کے پاس پندرہ لاکھ والا گھوڑا ہو کیا وہ اسے گدھا گاڑی میں استعمال کرے گا؟ وہ بندہ کہے گا، بھئی! یہ کوئی کرنے والی بات ہے۔ یہ میرا ریکارڈ بنانے والا گھوڑا ہے، میں اسے گدھا گاڑی میں استعمال نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جو بندہ نیکی کرنے والا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی گدھا گاڑی میں جوتنا پسند ہی نہیں فرماتے۔ فرماتے ہیں: میرا یہ نیک بندہ ہے، میں اسے دنیا کے کاموں میں الجھائے رکھوں، کیوں؟ اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کو آسان فرما دیتے ہیں۔

آج تو لوگ آ کر کہتے ہیں: حضرت! ایک وقت تھا کہ مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ

سونا بن جاتی تھی ،آج حالت یہ ہے کہ سونے کو ہاتھ لگاتے ہیں تو بھی مٹی بن جاتی ہے۔ یہ بھی ایک گناہوں کا وبال ہوتا ہے۔

(۶)......انجانا سا خوف محسوس ہونا:

چھٹا نقصان:

وَهْنُ قَلْبِهٖ وَ بَدَنِهٖ

''دل اور بدن کے اندر کمزوری آجاتی ہے''

بندہ پھر ڈرپوک بنا رہتا ہے۔ اسے ہر وقت خوف محسوس ہوتا رہتا ہے، انجانا سا خوف اس کے دل میں ہر وقت مسلط رہتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ جو بندہ خدا سے نہیں ڈرتا اسے ہر چیز ڈراتی ہے۔ اندھیرا ہوتا ہے تو ڈر جاتا ہے، ہوا سے دروازہ کھٹک جائے تو ڈر جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بدن کے اندر بھی کمزوری ہوتی ہے۔

(۷)......نیکی کی لذت سے محروم ہو جانا:

ساتواں نقصان:

حِرْمَانُ الطَّاعَةِ وَلَذَّتِهَا

''نیکی کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے''

نہ نماز میں لذت، نہ قرآن پاک پڑھنے میں لذت، نہ تہجد پڑھنے میں لذت، یعنی اعمال میں لذت ہی نہیں رہتی۔ یہ گناہوں کا وبال ہوتا ہے۔

بنی اسرائیل کا ایک عالم تھا، وہ کسی گناہ میں ملوث ہو گیا۔ چونکہ وہ عالم تھا، اس لیے گناہ کرنے کے بعد اس بات سے ڈرتا بھی تھا کہ پتہ نہیں اس گناہ کا میرے اوپر کیا اثر ہو گا؟ مگر وہ یہ بھی دیکھتا اسے جو نعمتیں مل رہی تھیں، وہ اسی طرح مل رہی ہیں۔ ایک دن وہ دعا مانگتے ہوئے کہنے لگا: یا اللہ! تو کتنا کریم ہے کہ میں گناہوں پر گناہ کر رہا ہوں اور آپ نے اپنی نعمتوں کو میرے اوپر اسی طرح باقی رکھا ہوا ہے۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے اس دل میں القاء فرمایا: میرے بندے! میری نعمتیں تیرے اوپر اسی طرح باقی نہیں ہیں تجھے محسوس نہیں ہو رہا، ذرا سوچ کہ جس دن سے تو نے یہ گناہ کرنا شروع کیا ہم نے اس دن سے تہجد کے وقت رونے کی نعمت سے تجھے محروم کر دیا ہے۔ تب اس کو احساس ہوا: اوہو! پہلے تہجد کی دعا میں رونا آتا تھا لیکن اب تو رونا نہیں آتا۔ یہ جو تکبیر اولیٰ کی توفیق نہیں ملتی، تہجد کی توفیق نہیں ملتی، پتہ نہیں یہ کس گناہ کا وبال ہے۔

(۸)......عمر چھوٹی ہو جانا:

آٹھواں نقصان:

قِصَرُ الْعُمُرِ

''عمر چھوٹی ہوتی جاتی ہے''

عمر چھوٹی ہونے کے دو معنی ہو سکتے ہیں: ایک معنی تو یہ کہ اس کی عمر کی مدت کم کر دی جاتی ہے، کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے:

''زنا کرنے سے عمر گھٹا دی جاتی ہے اور پرہیزگاری کی وجہ سے عمر بڑھا دی جاتی ہے''

اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کی عافیت والی عمر گھٹا دی جاتی ہے۔ مثلاً عمر تو تھی پچھتر سال، لیکن پچاس سال میں شوگر بھی، بلڈ پریشر بھی اور فلاں بھی اور فلاں بھی اور گھٹنے کے درد نے ہلنے جلنے کا بھی نہ چھوڑا۔ یوں لوگوں کے لیے مصیبت بنا ہوتا ہے۔ گویا ورکنگ پیریڈ آف لائف (زندگی کے فعال حصے) کو گھٹا دیتے ہیں۔ یہ بھی ایک طرح سے عمل میں کمی ہوگئی۔

(۹)......اللہ کی نگاہوں سے گر جانا:

نواں نقصان:

سَبَبٌ لِهَوَانِ الْعَبْدِ عَلٰى رَبِّهٖ وَ سُقُوْطِهٖ مِنْ عَيْنِهٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

''گناہوں کا ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان اللہ کی نگاہوں سے گر جایا کرتا ہے''

اللہ کے ہاں اس کی وقعت ہی نہیں رہتی۔ جیسے کوئی بے وقت چیز ہوتی ہے۔ اگر کسی جگہ پر روڈ ایکسیڈنٹ ہو جائے وہاں ایک بندہ فوت ہو جائے تو اخبار میں خبر لگتی ہے کہ فلاں روڈ پر ایکسیڈنٹ ہوا اور ایک بندہ فوت ہو گیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ بندے کی اہمیت ہے اور اگر کسی جگہ پر ایک لاکھ مچھر مر جائیں یا مکھیاں مر جائیں، تو کیا اخبار میں خبر لگے گی۔ نہیں، اس لیے کہ بندے کے نزدیک ان چیزوں کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ چنانچہ بندہ جب گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ رب العزت کی نظر میں وہ مکھی اور مچھر کے برابر ہو جاتا ہے، دنیا میں اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے، اللہ کو اس سے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

(۱۰)......گناہوں کا دروازہ کھل جانا:

دسواں نقصان:

اَلتَّعَوُّدُ عَلَی الْمَعَاصِیْ

''گناہوں کا دروازہ کھل جاتا ہے''

ایک گناہ دوسرے گناہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ مثال کے طور کے پر کسی سے بری دوستی لگائی۔ اب باپ نے پوچھا: بیٹا! کہاں وقت گزارا؟ آگے سے جھوٹ بول دیا۔ پھر اس ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے دس جھوٹ بولتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھانی پڑتی ہیں۔ اسی طرح ایک گناہ اتنے گناہوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(۱۱)......ذلت ملنا:

گیارہواں نقصان:

اِنَّ الْمَعْصِیَةَ تُوْرِثُ الذِّلَّ

''گناہوں کی وجہ سے انسان کو ذلت ملتی ہے''

یوں سمجھیں کہ ہر گناہ کے ساتھ ذلت بندھی ہوتی ہے۔ جب ہم گناہ کا ارتکاب کریں گے تو وہ ذلت ہم سے لپٹ جائے گی۔ لوگوں کے دلوں میں اللہ اس کی عزت کو ختم کر دیتے ہیں اندر سے کوئی عزت نہیں کرتا۔

(۱۲)......فسادِ عقل:

بارھواں نقصان:

اِنَّ الْمَعَاصِیْ تُفْسِدُ الْعَقْلَ

''گناہوں کی وجہ سے عقل کے اندر فساد آجاتا ہے''

یعنی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ٹھیک نہیں رہتی۔ کہتے ہیں: او جی! پردہ تو آنکھوں کا ہوتا ہے، چہرے کا پردہ تو نہیں ہے۔ گویا سوچنے کی صلاحیت چھین لی گئی۔ کہتے ہیں: جی! کیا حکمت ہے کہ فلاں چیز کو منع کر دیا گیا ہے۔ لو جی!...... جس نے کلمہ پڑھ لیا اس کو یہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کہ اللہ کے اس حکم میں حکمت کیا ہے؟'' پنجابی کہاوت ہے:

''ذات دی کوڑھ کِرلی چھتیراں نال جپھے''

بندہ ذرا اپنی اوقات کو دیکھے وہ حکم خدا کو چیلنج کرتا پھرتا ہے۔

(۱۳)......دل کا اندھا ہو جانا:

تیرھواں نقصان:

اِنَّمَا تَطْبَعُ عَلَی الْقَلْبِ حَتّٰی یَعْمٰی

''گناہوں کی وجہ سے دل پر مہر لگ جاتی ہے حتی کہ دل اندھا ہو جاتا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱۴)...... نبیِ رحمت ﷺ کی لعنت کا مستحق ہونا:

اور دسواں نقصان تو بڑا عجیب ہے

صَاحِبُ الْمَعَاصِیْ یَدْخُلُ تَحْتَ لَعْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

''گناہ کرنے والا نبی علیہ السلام کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے''

کتنے گناہ ایسے ہیں جن کے کرنے والوں پر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ تو ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا اللہ کے حبیب ﷺ کی لعنت میں آ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر:

❶ ...... جو مرد، عورت کی طرح بننے کی کوشش کرے اور عورت، مرد کی طرح بننے کی کوشش کرے، اللہ کے حبیب ﷺ نے ان پر لعنت فرمائی

❷ ...... جو بندہ غیر محرم عورت کو دیکھے یا کوئی عورت کسی غیر محرم مرد کو اپنا جسم دکھائے، ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے حبیب ﷺ نے لعنت فرمائی۔

(۱۵)...... نبیِ رحمت ﷺ کی دعاؤں سے محروم ہو جانا:

پندرہواں نقصان بھی بہت بڑا ہے

حِرْمَانُ الْمَعَاصِیْ مِنْ دَعْوَةِ رَسُوْلِ اللهِ وَ الْمَلٰئِکَةِ

''جو گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے نبی علیہ السلام اور ملائکہ کی مبارک دعاؤں سے اس کا حصہ نکال دیا جاتا ہے''

اس کا اس فہرست سے نام ہی نکال دیا جاتا ہے...... اللہ اکبر کبیرا...... یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔ اگر نیک لوگوں کی دعاؤں سے بھی حصہ نکال دیا جائے اور اللہ کے حبیب ﷺ کی دعاؤں میں سے بندے کا نام نکال دیا جائے تو یہ ہمارے لیے کتنے افسوس کی بات ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱۶)......حیا رخصت ہو جانا:

سولھواں نقصان:

ذِهَابُ الْحَيَاءِ

"گناہوں کی وجہ سے حیا چلی جاتی ہے"

یعنی بے حیا بن جاتا ہے۔

چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ

"جب تیری حیا فوت ہو جائے پھر تو جو چاہے کر"

یاد رکھیے: مؤمن ہمیشہ حیا والا ہوتا ہے، جس سے حیا کو چھین لیا گیا، سمجھ لو اس سے دین چلا گیا، کیونکہ حیا اور ایمان آپس جڑے ہوتے ہیں۔ حیا جاتا ہے تو اکیلا نہیں جاتا، ایمان کو لے کے جاتا ہے، اس لیے حدیث پاک میں آیا ہے:

"انسان جب زنا کر رہا ہوتا ہے اس وقت ایمان اس سے جدا ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے"

(۱۷)......دل سے عظمتِ الٰہی کا نکل جانا:

سترہواں نقصان:

تَضْعُفُ فِي الْقَلْبِ تَعْظِيمُ الرَّبِّ جَلَّ جَلَالُهُ

"گناہ کرنے والے بندے کے دل میں اللہ کی عظمت ختم ہو جاتی ہے"

کہتے ہیں: جی! گل ای کوئی نہیں۔ بندہ گناہ کرتا ہے اور پھر اس کو معمولی سمجھتا ہے۔ یہی سمجھتا ہے کہ ایک مکھی تھی، اڑا دی۔ اللہ کے حکم کو توڑنا اس کو کوئی مشکل ہی نظر نہیں آتا۔ نماز چھوڑ دینا معمولی سمجھتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱۸)......نسیان کا مریض بن جانا:

اٹھارہواں نقصان یہ ہوتا ہے کہ انسان ''نسیان'' کا مریض بن جاتا ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا: جہاں عصیان ہوتا ہے۔ بندہ بھول بھلکو بن جاتا ہے۔کوئی چیز بھی یادنہیں رہتی۔

(۱۹)......زوالِ نعمت:

انیسواں نقصان:

تَزِيْلُ النِّعَمُ وَ تَحِلُّ النِّعَمُ

''اللہ کی نعمتیں آہستہ آہستہ زائل ہونا شروع ہو جاتی ہیں''

یادرکھنا! جو پروردگار نعمتوں کو دینا جانتا ہے۔وہ پروردگار نعمتوں کو لینا بھی جانتا ہے۔اللہ ہماری بے قدریوں کی وجہ سے ہم سے نعمتیں واپس نہ لے لے،نعمتوں کی قدردانی کے لیے نعمتوں کے چھن جانے کا انتظار نہ کریں۔جب نعمتیں چھن جاتی ہیں تو دوبارہ نہیں ملا کرتی۔

علم،مال اور عزت ایک جگہ جمع تھے۔جب تینوں جدا ہونے لگے تو ایک دوسرے کو کہنے لگے: بھئی! جار ہے ہو تو پتہ بتادو،ڈھونڈنا بھی ہو تو کہاں ڈھونڈیں.

☆......مال نے کہا: میں بازاروں میں ملتا ہوں۔اگر کوئی مجھے تلاش کرنا چاہے تو وہ بازار میں دیکھے یعنی دکان بنائے،کاروبار کرے،تجارت کرے،میں اسے مل جاؤں گا۔

☆......علم نے کہا: میں مدارس میں ملتا ہوں۔اگر کسی بندے سے میں جدا ہو جاؤں اور وہ مجھے ڈھونڈنا چاہے تو وہ مجھے مدارس میں ملے۔

☆......عزت خاموش تھی۔دونوں نے پوچھا: خاموش کیوں ہے؟ بولتی کیوں نہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

عزت نے جواب دیا: میں ایک دفعہ جب چلی جاتی ہوں تو پھر دوبارہ نہیں ملا کرتی۔ میں زندگی میں صرف ایک مرتبہ ملا کرتی ہوں۔

(۲۰)......روزی تنگ ہو جانا:

بیسواں نقصان یہ ہوتا ہے:

اَلْمَعِيْشَةُ الضَّنْكُ فِي الدُّنْيَا

''جو گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کی روزی کو تنگ کر دیتے ہیں''

روزی کو تنگ کرنے کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ روزی ہوتی ہی کم ہے۔ سارا دن دکان پر بیٹھ کے آ گئے، گاہک ہی نہیں آیا۔ کمپنی بنی ہوتی ہے کوئی آرڈر ہی نہیں آتا۔ کام ہی کوئی نہیں۔

اس کے علاوہ رزق کی تنگی یہ بھی ہوتی ہے کہ کام تو بن رہا ہے لیکن پیسے پھنسا دیتے ہیں۔ ایک کنٹینرز ادھر پھنس گیا اور دو کنٹینرز ادھر پھنس گئے۔ لینے والے مطالبہ کر رہے ہیں۔ کروڑوں پتی ہوتا ہے، لیکن رات کو نیند ہی نہیں آ رہی ہوتی۔ یوں اللہ تعالیٰ انسان کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں۔ قرآن کا فیصلہ سنیے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى﴾ (طٰہٰ:۱۲۴)

''جو میرے قرآن سے آنکھ چرائے گا میں دنیا میں اس کے لیے معیشت کو تنگ کروں گا اور قیامت کے دن ایسے بندے کو میں اندھا کھڑا کروں گا۔''

سوچیے! یہ انسان کے لیے کتنا بڑا عذاب ہو گا کہ قیامت کے دن اندھا کھڑا کیا جائے گا۔ بھئی! ہم دنیا میں ایسے وقت میں پیدا ہوئے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کا دیدار نہیں کر سکے، یہ بھی ایک محرومی ہے۔ اب اگر گناہ کیے اور قیامت کے دن اللہ نے اندھا کھڑا کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر قیامت کے دن بھی دیدار نہیں ہو گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوہری محرومی ہوگی۔(اس جملے پر حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ آبدیدہ ہو گئے)

اممِ سابقہ کی ہلاکت کی وجہ:

پہلے جتنی امتیں گزریں، ان کو گناہوں کی وجہ سے اس دنیا میں ہلاک کر دیا گیا۔ بعض کی اللہ رب العزت نے شکلیں مسخ کر دی، بعض کو مختلف عذاب دیے گئے۔ عذاب بھی چار طرح کے...... آگ، پانی، ہوا اور مٹی کے ذریعے...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا﴾ (العنکبوت:۴۰)

"(ماضی کی امتوں کو) ان کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے پکڑا، بعض ایسی امتیں تھیں کہ ان پر ہم نے پتھروں کی بارش کر دی، بعض ایسی امتیں تھیں کہ چیخ کی وجہ ان کے کلیجے پھٹ گئے، بعض امتیں ایسی تھیں جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض ایسی امتیں بھی تھیں جن کو ہم نے پانی میں ڈبو کے رکھ دیا۔"

چنانچہ

......نوح علیہ السلام کی قوم پر پانی کا عذاب آیا

......فرعون پر پانی کا عذاب آیا۔

......قومِ عاد پر اللہ نے ہوا کا عذاب بھیجا۔

......قومِ ثمود پر چیخ کا عذاب آیا۔

......قومِ لوط پر پتھروں کا عذاب آیا، ان کے خطۂ زمین کو فرشتے نے اکھاڑا اور آسمان دنیا تک اوپر لے جا کر اس کو نیچے پھینک دیا۔

......قارون کو بھی زمین میں دھنسا دیا گیا۔

......قوم شعیب کے اوپر بادل آئے، قوم سمجھی کہ بارش ہوگی، لیکن اوپر سے اللہ تعالیٰ نے آگ برسادی۔

قرآن مجید کے بیان کردہ یہ واقعات فقط قصے کہانیاں نہیں ہیں کہ ہم سن کر خاموش ہو جائیں اور سوچیں کہ ہاں! ایسا ہوا ہوگا۔نہیں، بلکہ پروردگار عالم نے اس لیے بتایا کہ میرا دنیا کا ایک نظام ہے، جیسے میں نے مادی نظام بنا دیا کہ وہ بدل نہیں سکتا، دنیا میں جہاں چلے جاؤ، دنیا میں مادی قانون وہی ہوگا۔یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ یہاں چیز کی پراپرٹی اور ہو اور افریقہ میں چیز کی پراپرٹی اور ہو۔ایک ہی قانون ہے۔اسی لیے پوری دنیا میں بلڈنگ بنانے والے اس قانون کو سامنے رکھ کر بلڈنگ ڈیزائن کرتے ہیں اور سو منزلہ بلڈنگ بن جاتی ہے۔تو جیسے اللہ رب العزت کے مادی قوانین ہیں ویسے ہی اللہ رب العزت کے روحانی قوانین ہیں۔ جو ان قوموں کے لیے تھے ہمارے لیے بھی رہی ہیں۔ چنانچہ ہمیں بھی ان کے واقعات سنا کر بتایا گیا کہ دیکھو! انہوں نے گناہوں کا یہ راستہ اپنایا اور ان کا یہ انجام ہوا، اگر تم بھی اس راستے پر چلو گے تو پھر تمہارا انجام بھی انہی جیسا ہوگا۔

چالیس سال قبل ہونے والے گناہ کا وبال:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الزہد'' میں محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھا ہے۔ ایک دفعہ وہ مقروض ہو گئے۔فرمانے لگے:

إِنِّي لَأَعْرِفُ هٰذَا الْغَمَّ بِذَنْبٍ أَصَبْتُهُ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً

''میں جانتا ہوں کہ میرے اوپر یہ جو مصیبت آئی ہے، یہ ایک گناہ کی وجہ سے ہے جو میں نے چالیس سال پہلے کیا تھا''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ (الشوریٰ:۳۰)

''تمہیں جو مصیبتیں بھی ملتی ہیں، وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہیں''

ایک صاحب نے نامحرم عورت کو ہوس بھری نظروں سے دیکھا تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا:

''تجھے اس کا وبال پہنچ کر رہے گا، اگرچہ کچھ وقت کے بعد پہنچے''

حفظِ قرآن سے محرومی:

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک حافظِ قرآن تھا۔ اس نے کسی غیر محرم عورت پر غلط نظر ڈالی، اس ایک غلط نظر کا یہ اثر ہوا کہ اس کو چالیس سال کے بعد پورے کا پورا قرآن مجید بھول گیا۔

اعمال کا سائن بورڈ:

سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''انسان چھپ کر گناہ کرتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو اللہ رب العزت اس کے چہرے پر ذلت کو ظاہر کر دیتا ہے۔''

انسان جب تالوں کے اندر چھپ کر گناہ کرے گا تو جب وہ نکلے گا تو اللہ رب العزت پھر بھی اس کے چہرے پر ذلت کو ظاہر کر دیں گے۔ پہلی امتوں میں جب کوئی گناہ کرتا تھا تو صبح کے وقت اس کے دروازے پر لکھا ہوتا تھا کہ اس بندے نے فلاں گناہ کیا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی برکت ہے کہ اللہ رب العزت نے یہ پردہ تو رکھ لیا، مگر چہرے کو سائن بورڈ بنا دیا۔ اگر کوئی ''آنکھ والا'' ہو تو اسے چہرے کی نحوست اسی وقت نظر آ جاتی ہے۔ اسی طرح جو انسان چھپ کر عبادت کرے گا، اللہ اس عبادت کا نور اس بندے کے چہرے پر سجا دے گا۔

نیکی کرو......نیکی پاؤ:

ابوسلیمان درانی کا قول ہے:

مَنْ صَفّٰی صُفِّیَ لَهٗ وَمَنْ كَدَّرَ كُدِّرَ عَلَيْهِ

"جو نیکی کے کام کرے گا اللہ اس کے ساتھ بھی نیک برتاؤ فرمائیں گے اور جو برائی کا کام کرے گا اس کے ساتھ بھی وہی برائی کا معاملہ کیا جائے گا۔"

وَمَنْ اَحْسَنَ فِیْ نَهَارِهٖ كُوْفِیَ فِیْ لَيْلِهٖ

جو اپنا دن اچھا گزارے گا اللہ رب العزت اس کو رات کی عبادت کی توفیق عطا فرمادیں گے"

اثر ماتحتوں پر:

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے:

"جب بھی مجھ سے کوئی گناہ ہوتو میں نے اپنے اس گناہ کا اثر یا تو اپنی بیوی میں دیکھا جو اس نے میری نافرمانی کی، یا اپنے ملازموں کے اندر دیکھا کہ انہوں نے میری حکم عدولی کی، یا اپنی سواری کے اندر دیکھا کہ میری سواری نے میرا حکم ماننے سے انکار کر دیا"

یعنی قانون یہ بنا کہ جب ہم خدا کا حکم نہیں مانیں گے تو ہمارے ماتحت ہمارا حکم نہیں مانیں گے۔ آج شکوے کتنے عام ہیں؟ بیوی نہیں مانتی، اولاد نہیں مانتی۔ فیکٹریوں والے کہتے ہیں: مزدور بات نہیں مانتے۔ جس کے ہم ماتحت تھے، ہم نے اس پروردگار کا حکم ماننے میں کوتاہی کی، جو ہمارے ماتحت ہیں ان میں اس کا ردعمل ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور ایک اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں ان کی خدمت کے لیے لوگ زندگیاں وقف کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ وہ جوتیاں اٹھا کر آنکھوں پہ

www.besturdubooks.wordpress.com

لگانے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ بلکہ ترستے پھر رہے ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہوتی ہے؟ وجہ یہ ہوتی ہے کہ یہ اللہ کی خدمت میں لگے ہوتے ہیں اور اللہ نے مخلوق کو ان کی خدمت میں لگایا ہوتا ہے۔

ایک بادشاہ کی حسرت:

ہارون الرشید کھڑکی سے مسجد کی طرف دیکھ رہا تھا۔ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں داخل ہونے کے لیے آئے تو دو طالب علم پیچھے پیچھے تھے کہ حضرت کے جوتے اٹھائیں۔ جب انہوں جوتے اٹھائے اور مسجد میں داخل ہوئے (عجیب بات یہ کہ ایک طالب علم کا ہاتھ ایک جوتے پر اور دوسرے طالب علم کا ہاتھ دوسرے جوتے پر آیا۔ ایک نے بھی ایک جوتا اٹھالیا اور دوسرے نے بھی ایک جوتا اٹھالیا۔ اب جوتے اندر لے کر کیسے جائیں؟ طلباء تھے سمجھدار تھے چنانچہ ایک نے رومال بچھایا اور ایک نے بھی جوتا اس میں رکھا اور دوسرے نے بھی، ایک نے ادھر سے رومال پکڑ لیا اور دوسرے نے ادھر سے رومال پکڑ لیا۔ وہ حضرت کے جوتے اس طرح لے کر مسجد میں گئے کہ دونوں کو حضرت کے جوتے اٹھانے کی سعادت مل گئی۔ ہارون الرشید نے یہ دیکھا تو سرد آہ بھری اور کہنے لگا: ”یوں تو لوگ ہمیں بادشاہ سمجھتے ہیں، ہمارے جوتے اٹھانے کے لیے بھلا کون جھگڑتا ہے“

جو نیکی کا کام کرنے میں لگے ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ دنیا میں یوں عزتیں دیتے ہیں۔ اور جو گناہوں کے راستے کو اختیار کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسکی عزت لوگوں کے دلوں سے ہی نکال دیتے ہیں۔

عبرت انگیز واقعہ:

ایک جاگیردار تھا۔ اللہ نے اس کو بڑی زرعی زمین دی تھی۔ حتیٰ کہ ٹرین کے تین

اسٹیشن اسکی زمین میں بنے ہوئے تھے۔ یعنی ٹرین کا پہلا اسٹیشن بھی اس کی زمین میں، پھر ٹرین چلتی تو دوسرا اسٹیشن بھی اس کی زمین میں اور پھر تیسرا اسٹیشن بھی اس کی زمین میں آتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ دوستوں کے ساتھ شہر کے ایک بڑے چوک میں کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ ان میں سے کسی نے کہا: آج کل ہاتھ بڑا تنگ ہے، بڑی پریشانی ہے۔ تو وہ بڑے عجب اور تکبر میں بات کرنے لگا: کیا تم ہر وقت روتے ہی رہتے ہو کہ آئے گا کہاں سے، اور مجھے دیکھو کہ میں پریشان رہتا ہوں کہ لگاؤں گا کہاں پہ؟ میری تو چالیس نسلوں تک کافی ہوگا اس نے تکبر کا یہ بڑا بول بولا۔ اللہ کو اس کی یہ بات پسند نہ آئی۔ نتیجہ کیا نکلا؟ وہ اگلے چھ مہینوں میں کسی بیماری میں مبتلا ہوا اور دنیا سے چلا گیا۔

اس کا ایک بیٹا تھا، اس کی عمر سترہ سال تھی۔ وہ ساری جائیداد کا مالک بن گیا۔ بنک اکاونٹ بھی ہے، زمینیں بھی ہیں، کاریں بھی ہیں بہاریں بھی ہیں، روٹی بھی ہے، بوٹی بھی ہے۔ وہ تو سترہ سال کا نوجوان تھا۔ آپے سے باہر ہو گیا۔ ایسے نوجوان لڑکوں کے بدکار قسم کے دوست آسانی سے بن جاتے ہیں اور وہ اس کو غلط راہیں دکھاتے ہیں۔ چنانچہ کسی نے اس کو بری راہوں میں ڈال دیا...... وہ شراب اور شباب کے راستے پر چلنے لگ گیا...... وہ نوجوان زنا کا مرتکب ہونے لگ گیا۔ اب اس کو روز نئے سے نئے مہمان مطلوب تھے۔ کسی کو لاکھ دے رہا ہے تو کسی کو دو لاکھ۔ اس نے پانی کی طرح پیسہ بہانا شروع کر دیا۔ جب کچھ سال اس طرح گزرے تو کسی نے اس کو باہر (بیرون ملک) کا راستہ دکھا دیا۔ چلو فلاں جگہ...... اس کو باہر کے کلبوں میں جانے کا شوق پڑ گیا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ بنک اکاؤنٹ خالی ہو گیا۔ اب وہ واپس آتا زمین کے کچھ مربعے بیچتا اور پھر باہر کا چکر لگا کے آتا۔ پھر پیسے ختم ہو جاتے تو آتا اور زمین کا ایک اور ٹکڑا بیچتا اور پھر نائٹ کلبوں میں وقت گزارتا۔

جب اتنی برائی کا مرتکب ہوا تو اس نے اپنی صحت بھی برباد کر لی اور اس کو بری

بیماریاں بھی لگ گئیں، جو فحاشی کا کام کرنے والوں کو عام طور پر لگ جاتی ہیں۔ حتی کہ ایک وقت ایسا آیا کہ اس کو اپنا مکان بھی بیچنا پڑ گیا پھر اس نوجوان کو وہ دن بھی دیکھنا پڑا کہ جس چوک میں اس کے باپ نے کھڑے ہو کر کہا تھا: میں پریشان ہوتا ہوں کہ لگاؤں گا کہاں پہ، میری تو چالیس نسلوں کو پرواہ نہیں، اسی چوک میں اس نوجوان کو کھڑے ہو کر بھیک مانگنی پڑی۔

اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ میں اگر نعمتوں کو دینا جانتا ہوں تو میں نعمتوں کو لینا بھی جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی ذلتوں سے بھی محفوظ فرمائے اور آخرت کی ذلت سے بھی محفوظ فرمائے:

(آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ﴾

(فاطر:۱۸)

تین انمول باتیں

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

نبی ﷺ کی ایک حدیث پاک ہے۔ بالکل مختصر سی ہے مگر ہمارے لیے اس میں سبق اور نصیحت ہے۔ اس میں تین باتیں ارشاد فرمائی گئیں:

۱) جو آدمی مال میں سے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت عطا فرماتا ہے۔

۲) جو بندہ اللہ کیلیے کسی دوسرے کو معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔

۳) جو بندہ اپنے اندر تواضع پیدا کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو بلندی عطا فرما دیتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تین انمول باتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ○﴾ (النّٰزِعٰت:۴۰)
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ
﴿وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ (فاطر:۱۸)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

عروجِ انسانی کا راز:

انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اس کا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ یہ اپنے آپ پر محنت کرے تو یہ بنتا اور سنورتا ہے حتیٰ کہ یہ اتنی پرواز کرتا ہے کہ یہ فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور اگر اپنے آپ سے غافل ہو تو یہ بگڑتا ہے حتیٰ کہ جانوروں سے بھی پرے پار ہو جاتا ہے۔

اعمال لکھنے والے فرشتے:

دنیا میں ہر انسان دو نگرانوں کے تحت زندگی گزار رہا ہے۔ ایک دائیں کندھے پر بیٹھا ہوا ہے دوسرا بائیں کندھے پر بیٹھا ہوا ہے۔ دائیں کندھے والا فرشتہ اس کے نیک اعمال لکھتا ہے اور بائیں کندھے والا فرشتہ اس کی برائیاں لکھتا ہے۔ کوئی چھوٹا یا

بڑا عمل ایسا نہیں جس کا ان کو پتہ نہ ہو (خبر نہ ہو)۔ اس کا ہر عمل محفوظ ہو رہا ہے، اس کی فائل تیار ہو رہی ہے، جو قیامت کے دن اللہ رب العزت کے ہاں پیش کی جائے گی۔

ان دونوں فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف والے فرشتے کو امیر بنا دیا اور دوسرے کو مامور بنا دیا۔ چنانچہ جب انسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو نیکی والا فرشتہ چونکہ افسر ہے اس لیے وہ فوراً نیکی لکھ لیتا ہے۔ لیکن انسان جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو برائی والا فرشتہ اسے لکھ نہیں سکتا۔ حتیٰ کہ انسان گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے تب بھی برائی والا فرشتہ نیکی والے فرشتے سے پہلے پوچھتا ہے کہ کیا اب میں اس کو لکھ لوں؟ نیکی والا فرشتہ کہتا ہے کہ تم تھوڑی دیر صبر کر لو، ممکن ہے یہ بندہ سچی توبہ کر لے اور اس کو لکھنے کا موقع ہی نہ آئے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے انسان گناہ کرتا ہے تو نیکی والا فرشتہ اس کو ایک پہر تک روکے رکھتا ہے۔ اس کو گناہ لکھنے ہی نہیں دیتا کہ شاید اللہ کا یہ بندہ توبہ کر لے اور گناہ لکھنا ہی نہ پڑے۔ لیکن جب ایک پہر گزر گیا اس نے توبہ نہ کی، نادم اور شرمندہ نہ ہوا تو اب وہ فرشتہ گناہ کو لکھ لیتا ہے۔

تو دو فرشتے ایک نیکی لکھنے والا اور ایک گناہ لکھنے والا، یہ دونوں انسان کی فائل تیار کر رہے ہیں۔ دن رات انسان جو بھی اعمال کرتا ہے وہ سب کے سب لکھے جاتے ہیں اور پورے پورے لکھے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن برا انسان اپنے نامہ اعمال دیکھے گا تو پچھتائے گا۔ قرآن میں ہے کہ جب نامہ اعمال پیش کیا جائے گا۔

﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ (الکہف:۴۹)

"اور جب نامہ اعمال پیش کیا جائے گا تو مجرم اس نامہ اعمال کو دیکھ کر ڈرے گا اور کہے گا: اے ہماری بدبختی یہ کیسی کتاب ہے؟ کوئی چھوٹا عمل یا بڑا عمل ایسا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں جو اس میں درج نہ کر لیا گیا ہو۔ اور جو عمل کیا ہو گا اس کو اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا‘‘

خوش کن نامۂ اعمال:

اگر انسان نے دنیا میں نیکیاں کمائی ہوں گی تو اسے نیکیاں سامنے نظر آئیں گی۔ چنانچہ وہ اپنے اور دوستوں کو بلائے گا اور کہے گا۔

﴿هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّيْ مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ۔ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ الرَّاضِيَةٍ﴾ (الحاقة: ۱۹۔۲۱)

’’آؤ تم بھی اپنے نامۂ اعمال میں دیکھو۔ مجھے اس وقت بھی گمان تھا کہ میں نے اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس لیے میں نیک اعمال کرتا تھا۔ میرے نامۂ اعمال میں دیکھو کتنی نیکیاں لکھ دی گئیں۔ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ خوشیاں پانے والا انسان بن جائے گا۔‘‘

پریشان کن نامۂ اعمال:

اور جس انسان نے غفلت کی زندگی گزاری ہو گی۔ گناہوں میں زندگی گزاری ہو گی وہ کہے گا:

﴿يَا لَيْتَنِيْ لَمْ أُوْتَ كِتَابِيَهْ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ مَا أَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطَانِيَهْ﴾ (الحاقة: ۲۵۔۲۸)

اے کاش! مجھے یہ نامۂ اعمال نہ دیا جاتا، میرا یہ رزلٹ آؤٹ ہی نہ کیا جاتا۔ اور مجھے پتہ ہی نہیں تھا، یاد ہی نہیں تھا کہ میرا حساب ہونا ہے۔ میں تو دنیا میں غفلت کی زندگی گزارتا رہا اور آج میرا کیا کرایا سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میری دنیا کی شاہی بھی چلی گئی، میرے دنیا کے آرام بھی چلے گئے، میں دنیا میں ایسی زندگی

گزارتا تھا جیسے مرنا ہی نہیں۔ مجھے تو موت یاد ہی نہیں تھی، میں تو اپنی خواہشات کے پورا کرنے میں لگا ہوا تھا، مجھے کیا پتہ کہ موت کا فرشتہ مجھے مار گرائے گا۔ نیک اور برے اعمال لکھنے کیلیے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک نظام بنا دیا۔ جو انسان کی فائل تیار کر رہے ہیں مگر توبہ کے دروازے کو کھلا رکھا کہ اپنی موت سے پہلے پہلے اگر انسان گناہوں سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اور نیکی کی کوشش کرے تاکہ اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت پا جائے۔

ایک قیمتی حدیث:

نبی علیہ السلام کی ایک حدیث پاک ہے۔ بالکل مختصر سی ہے مگر ہمارے لیے اس میں سبق اور نصیحت ہے۔ اس میں تین باتیں ارشاد فرمائی گئیں:

❶ ...... جو آدمی مال میں سے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت عطا فرماتا ہے۔

❷ ...... جو بندہ اللہ کیلیے کسی دوسرے کو معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔

❸ ...... جو بندہ اپنے اندر تواضع پیدا کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو بلندی عطا فرما دیتا ہے۔

{1} صدقہ کرنے کی فضیلت

ارشاد فرمایا:

((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ))

"جو انسان اپنے مال میں صدقہ دیتا ہے اس سے اس کا مال کبھی بھی نہیں گھٹتا"

آج عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جن کے پاس مال ہو زکوۃ میں سستی کرتے ہیں۔ زکوۃ پوری ادا نہیں کرتے نفلی پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ حالانکہ جس کے فرض رہتے

ہوں اس کو نفل پڑھنے کی اجازت نہیں کہ اس کو فرض پہلے پڑھنے چاہئیں۔ تو ایسے آدمی کو چاہیے کہ جیسے ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرے زکوٰۃ کی نیت سے خرچ کرے۔

کچھ لوگ تو مالدار ہوتے ہیں لیکن کچھ مال کے چوکیدار ہوتے ہیں، ان دونوں میں فرق ہے۔ مالدار تو وہ ہوا جس کو اللہ نے بہت کچھ دیا اور وہ آخرت کے لیے خرچ کر رہا ہے، آخرت کا ذخیرہ بنا رہا ہے، تو وہ انسان صحیح معنوں میں مالدار ہے۔ اور مال کا چوکیدار وہ ہے جس نے بنک میں بیلنس بنا لیا یا جس عورت نے بہت سارے زیورات بنا لیے مگر سنبھال کے رکھ دیے۔ اب پہننے کا تو موقع نہیں ملتا اور فقط چوکیداری کرتی رہتی ہے۔ زکوٰۃ سے غافل ہوئی تو گناہ اپنے ذمے اور مرنے کے بعد یہ سونا کسی اور کا ہو گیا۔ تو جو بندہ مال کو شریعت کے مطابق خرچ نہ کرے تو وہ مالدار نہیں مال کا چوکیدار ہوتا ہے۔

سائل کو انکار کرنے کی ممانعت:

شریعت نے مال کی محبت سے انسان کو منع کیا۔ جس آدمی کے دل میں مال کی محبت زیادہ ہوگی اس کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑا مشکل ہوگا۔ کئی دوستوں کو دیکھا وہ اپنی طرف سے کچھ دینا نہیں چاہتے۔ اور مانگنے والا کوئی آیا تو کہتے ہیں کہ مانگنے والے عادی ہوتے ہیں، پیشہ ور ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے دینے والے کو ہمیشہ چاہیے کہ پہلے دیکھ لے، تاہم کوشش یہ کی جائے کہ جب بھی کوئی سائل آئے۔

﴿وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (الضحٰی:۱۰)

’’تم سائل کو انکار نہ کرنا‘‘

صدقہ کس کو دیں؟

ہمارے اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کے سامنے حرم شریف میں بیٹھے تھے، ایک آدمی آیا اور آ کر کہنے لگا: حضرت! یہاں بہت سے مانگنے والے ہوتے ہیں، کیا پتہ کون مستحق ہے؟ اور کون مستحق نہیں ہے؟ کس کو دیں اور کس کو نہ دیں؟ تو حضرت نے فرمایا: یہ بتاؤ اللہ رب العزت کے تمہارے اوپر کتنے انعامات ہیں؟ کتنی نعمتیں ہیں کیا تم ان سب نعمتوں کے مستحق تھے؟ کہنے لگا: نہیں۔ حضرت! میری اوقات تو اتنی نہیں تھی، اللہ نے مجھے میری اوقات سے بڑھ کر دیا۔ فرمایا: جب اللہ نے تمہیں تمہاری اوقات سے بڑھ کر دیا۔ ناپ تول کے بغیر تمہیں عطا کر دیا تو تم سے اگر کوئی مانگنے والا آئے تو تم بھی اسے دے دیا کرو۔

عام طور پر اس وقت دل میں یہ بات رکھنی چاہیے کہ جب بھی کوئی آ کر مانگے تو اسے دے دو اور دل میں یہ سوچو کہ یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے دینے والا بنایا ہے لینے والا نہیں بنایا۔ وہ عبرت کا وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی تمہارے سامنے ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو، دامن پھیلا کے کھڑا ہو اس وقت اللہ رب العزت کی نعمتوں کو دیکھا کریں۔ اس وقت اپنے دل میں اللہ رب العزت کے احسانات کو یاد کیا کریں کہ جس نے تمہیں اتنا رزق دیا کہ آج کوئی دوسرا تمہارے دروازے پہ مانگنے کے لیے آیا۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی تو کر سکتے تھے کہ اس فقیر کو دے دیتے اور تمہیں اس کے دروازے پر سائل بنا کر کھڑا کر دیتے تو پھر کیا ہوتا؟ اس لیے جب بھی کوئی سائل مانگنے آئے حتی الوسع کوشش یہ ہو کہ اس کو دے دیا جائے۔ بھلے تھوڑا دیں یا زیادہ دیں، یہ اور بات ہے۔ اور ہمیشہ اپنے مال میں سے کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور دینا چاہیے۔

صدقے کا آٹا:

ایک اچھا وقت تھا کہ عورتیں جب گھر میں آٹا گوندھتی تھیں تو آٹا گوندھتے ہوئے ایک مٹھی آٹا نکال کے باہر رکھ لیتی تھیں۔ یہ صدقے کا ہوتا تھا۔ چنانچہ کوئی فقیرنی آئی

تو اس کو دے دیا یا کسی مدرسے میں بھجوا دیا۔ تو اس وقت عورتیں کچھ نا کچھ مقدار اپنے مال میں سے صدقہ کیا کرتی تھیں۔ اب وقت کے ساتھ ساتھ یہ عادتیں بہت کم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ایک حدیث پاک میں قسم اٹھا کر فرمایا: کہ جو انسان اپنے رزق میں سے اللہ رب العزت کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت عطا فرما دیتا ہے۔

ہتھ داِدتا کم آندا اے:

آج اکثر عورتوں کو دیکھا کہ آ کر کہیں گی: پیر صاحب! دعا کریں، کاروبار میں برکت نہیں۔ کوئی کہے گی مال میں برکت نہیں۔ کوئی کہے گی کہ گھر کے سب لوگ کماتے ہیں مگر خرچے پورے نہیں ہوتے۔ اگر آپ غور کریں تو وہ اپنے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے عادی نہیں ہوتے۔

جب وہ اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی ضروریات کو بڑھا دیتے ہیں۔ جتنا کماتے ہیں ضرورتیں اس سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ تو انسان کو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ میرے پاس کم ہے یا زیادہ ہے، کچھ نہ کچھ اللہ رب العزت کے راستے میں ضرور خرچ کرتے رہنا چاہیے۔ پنجابی میں کہتے ہیں۔

''ہتھ دا دتا کم آندا اے''۔ انسان جو کچھ اپنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے دنیا میں بھی اس کی برکتیں ہوں گی اور آخرت میں بھی اس کی برکتیں ہوں گی۔ بلکہ اپنے چھوٹے بچوں کو یہ عادت سکھانی چاہیے کہ اگر کوئی مانگنے والا آئے تو خود دینے کی بجائے اپنے بچے کو دیں کہ بیٹا ایک روپیہ لے لو اور فلاں کو جا کر دے دو۔ بیٹی یہ روپیہ لے لو اور فلاں فقیرنی کو دے دو۔ تاکہ ان چھوٹے بچوں کے ذہن میں بھی یہ بات بیٹھے کہ ہم نے اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صدقہ دینا کب مشکل ہوتا ہے:

صدقہ دینا مشکل اس وقت ہوتا ہے جب دل میں مال کی محبت ہو۔ پھر انسان اپنے مال پہ سانپ بن کے بیٹھتا ہے۔ اور جب دل میں مال کی محبت نہ ہو تو پھر مال اور صدقات دینے آسان ہیں۔

موت سے ڈر لگنے کا علاج:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے موت سے ڈر لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے۔ کہنے لگا جی ہاں ہے۔ فرمایا: اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دو۔ انہوں نے صدقہ کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد پوچھا کہ بتاؤ کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگے حضرت اب موت سے ڈر ختم ہو گیا۔ اب تو میرا مرنے کو جی چاہتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انسان کا دل وہاں لگتا ہے جہاں اس کا مال اور ذخیرہ ہوتا ہے، سرمایا ہوتا ہے۔ پہلے تمہارا سرمایہ دنیا میں تھا تب تمہارا دنیا میں دل لگتا تھا، اب تم نے اپنا سرمایہ آخرت میں بھیج دیا اب تمہارا آگے جانے کو جی چاہتا ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ:

آج جھگڑوں میں سے اکثر جھگڑے اسی مال کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ بلکہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا اس کے دو بیٹوں میں جائیداد تقسیم ہوئی بہت ساری زمین تھی۔ جائیداد کی تقسیم میں ایک درخت ایسا تھا جو دونوں زمینوں کی درمیان والی لائن پر تھا۔ ایک نے کہا: یہ میرا درخت ہے، دوسرے نے کہا: یہ میرا ہے۔ دونوں بھائی آپس میں جھگڑ پڑے، مقدمے شروع ہو گئے۔ اس درخت کے مقدمے کے اوپر

دونوں نے وکیل بنالیے خرچ اتنا ہوا کہ دونوں کو اپنی اپنی زمینیں بیچنی پڑ گئیں۔ وہ بیچتے رہے مقدمے لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ دونوں بھائیوں کی زمینیں بک گئی اور عدالت نے فیصلہ دے دیا کہ جو درخت ہے اسے کاٹ کر آدھا ایک کو دے دیا جائے اور آدھا دوسرے کو دے دیا جائے۔

بسا اوقات انسان مال کی محبت میں اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ اب اس کو اس کے سوا کوئی اور بات نہیں سوجھتی۔ تو حدیث پاک میں فرمایا گیا: اگر انسان اپنے مال میں صدقہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو کم نہیں کریں گے۔ ظاہر میں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مال کم ہو گیا مگر صدقہ دینے سے اللہ رب العزت کی طرف سے مال میں برکتیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

نفع کی تجارت:

ایک روایت میں آیا ہے: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی تھا۔ وہ بہت زیادہ غریب تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت آپ کوہ طور پر جاتے ہیں وہاں جا کر میرے لیے دعا کریں کہ میری زندگی کا جتنا بھی رزق ہے وہ اللہ ایک ہی وقت میں مجھے دے دے۔ مقصد یہ تھا کہ میں چند دن تو آسانی اور سہولت کے گزار لوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرما دی اس آدمی کو پورا رزق ملا۔ ایک بوری گندم کی کچھ جانور کچھ اور ایسی چیزیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ ایک سال گزرا دل میں خیال آیا کہ معلوم نہیں فلاں آدمی کس حال میں ہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام اس کا حال پوچھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ اس کا تو بڑا امکان ہے کئی بکریوں کے ریوڑ ہیں، اس کا دسترخوان بھی بڑا وسیع ہے، بڑے اس کے پاس مہمان ہیں، دوست

www.besturdubooks.wordpress.com

احباب ہیں، خود بھی کھا رہا ہے اوروں کو بھی کھلا رہا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے۔ کوہ طور پر جا کر پوچھا: رب کریم اس کو جتنا رزق ملا وہ تو بہت تھوڑا تھا۔ آج اس کے پاس بہت زیادہ ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے پیارے پیغمبر علیہ السلام اگر وہ صرف اپنی ذات پر خرچ کرتا تو اس کا رزق اتنا ہی تھا جتنا اس کو دیا گیا تھا۔ مگر اس نے میرے ساتھ نفع کی تجارت کی۔ اس نے اپنے دسترخوان پر مہمانوں کو کھلانا شروع کر دیا اور جو میرے راستے میں خرچ کرتا ہے میں اس کو کم از کم سات سو گنا واپس کیا کرتا ہوں۔ لہٰذا جتنا وہ میرے راستے میں خرچ کرتا رہا اس کو سات سو گنا کر کے واپس کرتا رہا۔ آج اس کے رزق میں اتنی برکت پیدا ہوگئی، صدقہ دیتے ہوئے کبھی دل میں یہ غم نہ کریں کہ یہ کم ہو جائے گا۔ بلکہ اس میں برکت ہوگی۔

مہمان کو کھانا کھلانے کا ثواب:

ہمارے مشائخ نے تو یہاں تک فرمایا کہ عورت اگر گھر میں سالن بنانے لگے تو ہنڈیا میں پانی ڈالتے ہوئے دو تین گھونٹ اس میں پانی زیادہ ڈال دے گی تو ممکن ہے کوئی مہمان آجائے، کوئی مانگنے والا آجائے، کوئی بھوکا آجائے ہم اس کو یہ سالن دے دیں گے۔ پڑوسی کو دے دیں گے تو اس دو تین گھونٹ پانی ڈالنے پر اللہ تعالیٰ اس کو مہمان کو کھانا کھلانے کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ رب کریم کی طرف سے تو بڑی رحمتیں ہیں:

عمر میں برکت کا عجیب واقعہ:

ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ سفر کرنا تھا اور ان کو ماں نے نصیحت کی تھی: جب تم سفر میں نکلا کرو تو اللہ کے راستے میں کچھ نہ کچھ خرچ کیا کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ وہ کچھ بیٹھے کھا رہے تھے ایک سائل آیا۔ انہوں نے اپنی روٹی سائل کو دے دی۔ جب گھر سے نکلے تو راستے میں دیکھا کہ ایک سانپ ہے اس کے اوپر ان کا پاؤں پڑا اور بڑے پریشان ہوئے کہ کہیں ڈس نہ لے۔ جب پیچھے ہٹے تو کیا دیکھتے ہیں؟ کہ اس سانپ کے منہ میں کوئی چیز ہے جس نے اس کے منہ کو بند کیا ہوا ہے۔ یہ بڑے حیران ہوئے کہ اس کے منہ میں کیا چیز پھنسی ہوئی ہے؟ جب اس کو مارا تو دیکھا وہ روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جو اس کے منہ میں پھنسا ہوا تھا۔

پھر کسی بزرگ نے بتایا کہ تم نے جو آدھی روٹی کسی فقیر کو دے دی۔ تمہاری موت کا وقت تو آج لکھا تھا لیکن اللہ نے تمہارے اس صدقے کی وجہ سے تمہاری عمر میں برکت دے دی اور وہی روٹی کا ٹکڑا گویا اس سانپ کے منہ میں جا کر پھنس گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان اللہ کے راستے میں جو خرچ کرتا ہے اس کی بلائیں اور مصیبتیں اس کے بدلے میں دور ہوتی ہیں۔

ایک روپیہ خرچ کرنے پر اجر:

عورتوں کو چاہیے کہ گھروں میں اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ اللہ کے راستے میں جو بھی خرچ کر سکیں اگر کسی کی حیثیت ایک روپے کی ہے تو وہ اللہ کے ہاں اسی طرح قبول ہو گا جس طرح کسی امیر آدمی کا ایک لاکھ روپیہ قبول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کو دیکھتے ہیں، نیت کو دیکھتے ہیں، اخلاص کو دیکھتے ہیں مقدار کو نہیں دیکھتے۔

حسنِ نیت پر نقد اجر:

بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا۔ اس کے وقت میں قحط پڑ گیا۔ لوگ پریشان ہیں حیران ہیں اب کیا بنے گا؟ حتیٰ کہ بھوکے مرنے لگ گئے، برا حال ہو گیا۔ ایک آدمی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا، وہ اپنے گھر سے نکلا۔ شہر سے دور ویرانے میں اس نے سفر کرنا تھا۔ وہاں اس نے ایک پہاڑ دیکھا، اس کے دل میں صرف خیال آیا: کاش میرے پاس اتنا آٹا ہوتا میں شہروالوں میں تقسیم کر دیتا کہ سب کھانا کھالیں بھوکے نہ رہیں۔ جیسے ہی اس نے ارادہ کیا اللہ رب العزت نے فوراً ایک فرشتے کو حکم دیا کہ میرے بندے نے اتنے خلوص کے ساتھ یہ نیت کی کہ اس کے نامۂ اعمال میں اس پہاڑ کے برابر گندم صدقہ کرنے کا ثواب لکھ دیا جائے۔

اللہ رب العزت بندے کی نیت کے اوپر فوراً اجر فرما دیتے ہیں۔

(۲) معاف کرنے کی فضیلت

اسی حدیث مبارکہ میں دوسری بات ارشاد فرمائی گئی:

((وَ مَا كَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَبْدٍ اِلَّا عِزَّةً))

''جو بندہ دوسروں کو معاف کر دیتا ہے اس معافی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بڑھا دیتے ہیں''

جھگڑوں کی بنیادی وجہ:

عام طور پر دیکھا گیا اگر کسی کے ساتھ جھگڑا ہو تو آدمی کا دل چاہتا ہے میں اینٹ کا جواب پتھر سے دوں۔ ایک کے بدلے دو باتیں کروں، ایک گالی کے بدلے کئی گالیاں دوں، مگر حدیث پاک میں فرمایا گیا: جو بندہ دوسروں کو معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ یہ عفو درگزر بڑی نعمت ہے۔

اگر آپ غور کریں عورتوں کے جو گھروں کے جھگڑے ہیں، ساس بہو کا جھگڑا، نند کے ساتھ جھگڑا، پڑوسن کے ساتھ جھگڑا، آپس میں بہنوں کا جھگڑا، بھائیوں کا جھگڑا،

www.besturdubooks.wordpress.com

تمام جھگڑوں کی بنیادی وجہ ایک دوسرے کے ساتھ غصہ اور دشمنی ہوتی ہے۔ اگر ایک نے کوئی غلطی کر بھی لی تو دوسرا اس کو معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت مبارکہ تھی کہ دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف فرما دیتے تھے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو ودرگزر کی مثالیں:

⊙......حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لٹکا دی تھی۔ ایک کافر ادھر کو آ نکلا کافر نے دیکھا کہ اچھا موقع ہے۔ کیوں نہ میں تلوار اٹھا لوں اور ان کو شہید کر دوں۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اس نے تلوار ہاتھ میں لے لی۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جگا دیا۔ جیسے ہی نبی علیہ السلام جاگے تو وہ کافر کہنے لگا۔

مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي يَا مُحَمَّدُ

''اے محمد آپ کو کون ہے؟ میرے ہاتھ سے بچانے والا''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ

نبی علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان میں وہ تاثیر تھی کہ اس کافر کے دل پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ کانپنے لگا، تلوار اس کے ہاتھ سے نیچے گر گئی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تلوار جو اس کے ہاتھ سے گری تھی آگے بڑھ کر اٹھا لی اور فرمایا:

((مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي))

''اب تم بتاؤ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟''

وہ منت سماجت کرنے لگا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑے اچھے اخلاق والے ہیں آپ دوسروں کو معاف کر دینے والے ہیں، آپ مجھے بھی معاف کر دیجیے۔ نبی نے اس وقت جان کر اس دشمن کو معاف کر دیا۔ جیسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھے معاف کیا اس کے دل پر ایسی تاثیر ہوئی کہ رو پڑا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیں تا کہ میرا اللہ بھی مجھے معاف کر دے۔ نبی تو جان کر دشمن کو بھی معاف فرما دیا کرتے تھے۔

◉...... نبی علیہ السلام جب فاتح بن کر مکہ میں تشریف لائے۔ تو مکہ کے لوگ اس وقت بڑے پریشان تھے کہ آج مسلمان فاتح بن کر آ رہے ہیں۔ یہ مکہ میں آئیں گے۔ یہ مکہ وہی زمین ہے جہاں مسلمانوں کو مارا گیا۔ بلال رضی اللہ عنہ کو گھسیٹا گیا۔ جہاں ان کو سورج کی دھوپ میں گرم ریت کی چٹانوں پر رکھا گیا، جہاں ان کو کوڑے لگائے گئے، جہاں ان کے زخموں پر گرم پانی ڈالا گیا۔ جہاں ان کے پرانے زخموں کو پھر تازہ کیا گیا۔ ان کے جسموں کے کئی کئی ٹکڑے کر دیے۔ ان کو شعب ابی طالب میں کئی سال تک بھوکا پیاسا رکھا گیا۔ یہ وہی لوگ ہیں جو واپس آ رہے ہیں، معلوم نہیں ہمارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟ آج ہماری عزتیں پامال ہوں گی، ہم سے یہ بدلے لیں گے، گن گن کر یہ بدلے چکائیں گے۔

اس وقت مکہ کی کافر عورتیں پریشان تھیں معلوم نہیں ہمارے ساتھ کیا بنے گا؟ ہمارے خاوندوں کے ساتھ۔ ہمارے بچوں کے ساتھ کیا بنے گا؟ یہ مسلمان آج اسی شہر میں فاتح بن کر آ رہے ہیں جہاں ہم نے ان پر ظلم کی حدیں توڑ دی تھیں۔ جہاں ہم نے ان کو کمزور سمجھ کر اس قدر ظلم کی چکی میں پیسا تھا کہ ان کا ایک ایک بندہ زخموں کی وجہ سے بلبلا اٹھتا تھا۔ وہی آج فاتح بن کر آ رہے ہیں۔ چنانچہ وہ رات مکہ کے لوگوں پر عجیب تھی۔

مسلمان مکہ میں داخل ہوئے تو نبی علیہ السلام سب سے آگے ہیں۔ جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو آپ ﷺ کا سر مبارک جھکا ہوا ہے۔ داخل ہو رہے تھے تو سواری کی گردن کے ساتھ آپ کی پیشانی لگ رہی ہے اور آپ اللہ کے حضور شکر گزار بن کر جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ))

''اس ایک اللہ کی تعریف ہے جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور ایک نے سب جماعتوں کو شکست دی''

چنانچہ آپ عجیب شان سے مکہ میں داخل ہوئے۔ عاجزی ہے۔ آنکھوں میں شکر کے آنسوں ہیں۔ اے اللہ یہ وہی کعبہ ہے جہاں سے لوگوں نے مجھے نکال دیا تھا۔ مجھے وہاں رہنے کی اجازت نہ تھی۔ آج تو واپس مجھے کس شان کے ساتھ لا رہا ہے؟ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں۔ چنانچہ مسلمان جب داخل ہوئے تو مکہ کے لوگ حیران تھے، پتہ نہیں آج ہمارے ساتھ کیا بنے گا؟ رات ہوئی سارا دن گزر گیا مسلمان عمرہ کے اندر مشغول ہیں۔ کوئی طواف میں مشغول ہے، کوئی عبادت میں مشغول ہے۔ لوگوں نے کہا ممکن ہے یہ جنگی چال ہو کہ رات کے منتظر ہوں۔ جب رات کا اندھیرا ہوگا تو یہ ہمارے نوجوانوں کے گلوں پر تلواریں چلائیں گے۔ پھر ہماری بیٹیوں کی عزتیں لوٹی جائیں گی۔ معلوم نہیں کیا کہرام مچے گا؟ نیندیں اڑ چکیں، کھانے کو جی نہیں چاہتا، مکہ کے ہر گھر میں پریشانی ہے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے اعلان ہو گیا جو مسجد میں یا گھر میں بیٹھا رہے گا وہ امن میں ہے، جو ابوسفیان کے گھر میں آجائے وہ امن میں ہے۔ جو گھر سے باہر نہ نکلے وہ گویا امن میں ہے۔ مکہ کے لوگ کہنے لگے: ہوسکتا ہے کہ یہ اوپر اوپر کی باتیں ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ رات کے منتظر ہوں اور رات کو یہ ہم سے اپنی دشمنیوں کے بدلے لیں۔ چنانچہ رات آگئی اب مکہ کے لوگ انتظار میں ہیں اپنے دروازوں کی طرف نگاہیں اٹھا کے دیکھتے ہیں کہ شاید اب کوئی آئے گا ہمارے دروازوں کو توڑے گا پھر باپ کو قتل کرے گا، بیٹے کو قتل کرے گا، اور ان کی بیٹیوں کی عزتوں کو پامال کرے گا۔ مگر عشا کی نماز ہو چکی، دیر ہو گئی کوئی ان کی طرف آ نہیں رہا۔ مکہ کے لوگ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک کر کے باہر نکلے۔ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ یہ مسلمان کہاں ہیں؟ کسی نے کہا کہ وہ تو بیت اللہ شریف کے اندر ہیں۔چنانچہ وہ آ کر مکانوں کی چھتوں سے دیکھنے لگ گئے۔کیا دیکھتے ہیں ؟ کوئی حجرِ اسود کو بوسے دے کر رو رہا ہے ،کوئی مقامِ ابراہیم پہ سجدے میں رو رہا ہے،کوئی طواف کرتے ہوئے رو رہا ہے،کوئی نفل نمازیں پڑھتے ہوئے رو رہا ہے،کوئی قرآن مجید پڑھ کر رو رہا ہے۔مسلمانوں پر عجیب کیفیت تھی وہ تو اللہ کے گھر سے بچھڑے ہوئے تھے،آج وہ اپنے رب کو منا رہے تھے اس کا شکر ادا کر رہے تھے۔دنیا نے کبھی ایسی فتح کرنے والی آرمی نہیں دیکھی ہو گی جو اللہ کی عبادت میں سربسجود ہے۔

مکہ کی عورتیں حیران ہیں کہ ان مسلمانوں کو آج کیا ہوا ہے؟ کہ آج یہ اس طرح رو رہے ہیں۔تب ان کو پتہ چلا کہ ان کے دلوں میں اللہ کی محبت اتنی ہے کہ انہوں نے اپنے مالک کے سامنے شکر کے آنسو بہائے ،اس کی عبادت کی اس کے سامنے اس کا شکر ادا کیا۔

اس کے بعد جب اگلی صبح ہوئی تو مکہ کی عورتیں انتظار میں ہیں کہ معلوم نہیں اب ہمارے بارے میں کیا فیصلہ کیا جائے گا ؟ اب اللہ کے نبی کے پاس کافر لوگ آئے، انہوں نے کافروں سے پوچھا: بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم وہی کہتے ہیں جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا تھا۔

﴿لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ﴾ (الیوسف:۹۱)

’’واقعی اللہ نے آپ کو ترجیح دی ہم پر اور ہم غلطی پر تھے۔ہم نے آپ کے ساتھ بہت زیادتیاں کی‘‘

اللہ کے محبوب نے فرمایا: جب تم نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا تو اب میری بات بھی سن لو، میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾

"جاؤ آج میں نے تمہاری سب غلطیوں کو معاف کر دیا"

دنیا نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ مکہ کی عورتیں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں ہم کیا سمجھتی تھیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہو گا؟ اور انہوں نے معافی کا فیصلہ کر دیا۔ چنانچہ لائن لگ گئی کلمہ پڑھنے والوں کی۔ اللہ کے محبوب نے ان کو معاف کر کے ان کے دل جیت لیے۔ اللہ کے محبوب بیٹھے ہوئے ہیں، لوگ اسلام قبول کر کے مسلمانوں کے صف میں شامل ہو رہے ہیں۔ اللہ کے محبوب نے ہمیں یہ سبق دے دیا کہ دیکھو! اس سے زیادہ کس کو اذیتیں پہنچ سکتی ہیں؟ جو مجھے لوگوں نے پہنچائی مگر میں نے لوگوں کو معاف کر دیا۔ اس کے بدلے میں اللہ نے لوگوں کو اسلام کی نعمت بھی دی اور اس کے بدلے اللہ نے مسلمانوں کو عزتیں بھی دیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے: جو انسان اللہ کے لیے کسی کو معاف کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس بندے کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔ ہمارے آپس کے زیادہ جھگڑے صرف اسی وجہ سے ہوتے ہیں کہ ہم کسی کی بات برداشت نہیں کر سکتے، کسی کی کوتاہی برداشت نہیں کر سکتے، ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے لیے اس کو معاف کر دیا کریں تاکہ اسکے بدلے اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو معاف کر دے۔ بلکہ ہمارے بزرگوں نے تو اس سے بہت بڑھ کے مثالیں پیش کر دیں۔

دلوں کی کشتی الٹ گئی:

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے تھے کہ قریب سے ایک نوجوانوں کی جماعت گزری وہ کہیں دریا میں جا کر پکنک منانا چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک بڑی کشتی بک کروائی ہوئی تھی۔ چنانچہ جب وہ گزرنے لگے تو انہوں نے کہا: اس بوڑھے کو بھی ساتھ لے لو۔ ہم اس کے ساتھ مذاق کرتے رہیں

گے اور اس طرح ہمارا وقت خوش گپیوں میں گزرے گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے ان کو بازوں سے پکڑ لیا۔ حضرت ان کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے وہاں پہنچے۔ جب وہ کشتی میں بیٹھ گئے تو انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ خوب ہنسی مذاق کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک اٹھ کر آیا۔ جب کوئی لطیفہ سناتا تو ان میں سے جو اچھا لطیفہ ہوتا لوگ اس وقت حضرت کے سر پر تھپڑ مارتے اور وہ آپس میں ہنستے۔ تھپڑ ان کے سر پر لگتے رہے اور حضرت خاموش بیٹھے رہے۔ لوگ بار بار ان کو تھپڑ مار رہے ہیں، پریشان کر رہے ہیں، ان کو ذلیل کر رہے ہیں مگر ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی رضا کیلئے خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ کافی دیر گزر گئی، انہوں نے ایک ولی اللہ کے ساتھ بدتمیزی کی۔ جب اس طرح بدتمیزی کی جائے، اس کے دل کو ایذاء پہنچائی جائے تو اللہ رب العزت کو جلال آتا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں الہام فرمایا۔ اے میرے ابراہیم! یہ لوگ تیرے اتنے ناقدرے، اندھے تیرے ساتھ یہ معاملہ کر رہے ہیں، اگر تو دعا مانگے تو میں کشتی الٹ دوں، تاکہ ان سب کو غرق کر دیا جائے۔ جب یہ الہام ہوا تو ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگنے لگے: اے اللہ! جب آپ کچھ الٹنا ہی چاہتے ہیں تو اس کشتی کو نہ الٹیے بلکہ ان نوجوانوں کے دلوں کی کشتی الٹ دیجئے۔ تاکہ یہ بھی تیرے نیک اور برگزیدہ بندوں میں شمار ہو جائیں۔ چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی اور کشتی میں جتنے لوگ تھے ان سب کو اللہ رب العزت نے اپنے اولیاء اللہ میں شامل فرما لیا۔ تو دیکھیے۔ اللہ والوں نے کس طرح لوگوں کو معاف کر دیا اور اس کے بدلے اللہ رب العزت ان کو کیسی کیسی نعمتیں عطا فرمائیں؟ انسان جب کسی کی غلطی کو معاف کر دے تو اس کے بدلے اللہ رب العزت اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتے ہیں۔

③ تواضع اختیار کرنے کی فضیلت

اور تیسری بات ارشاد فرمائی:

((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ))

''جو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتے ہیں''

اور جو بندہ اللہ رب العزت کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتے ہیں اور اس کو بلندی عطا فرما دیتے ہیں۔ تواضع کہتے ہیں: اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا اور دوسروں کو اپنے سے افضل اور بہتر سمجھنا، یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔

چنانچہ جس نے اللہ رب العزت کے لیے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ ایسے انسان کو بلندیاں عطا فرماتا ہے۔ اور جسے اللہ رب العزت بلندی عطا فرماتا ہے اس کی عزت کو پھر کوئی روک نہیں سکتا۔ لوگ جتنی مرضی کوششیں کریں، اس انسان کو نیچے گرانے کی اس کی عزت گھٹانے کی جسے اللہ رب العزت عزتوں کے فیصلے دے دے پھر کوئی آدمی اس کو دنیا کے اندر ذلیل نہیں کر سکتا۔

عزتوں کے فیصلے:

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ انسان دنیا میں جھوٹی عزتیں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ عورتیں سمجھتی ہیں شاید ہم فلاں کپڑے پہن لیں گی تو ہماری بڑی عزت ہو گی، زیور پہن لیں گی تو بڑی عزت ہو گی، اچھا مکان ہو گا تو بڑی عزت ہو گی، اچھی گاڑی ہو گی تو بڑی عزت ہو گی۔ ان چیزوں سے عزتیں نہیں ملتی۔ عزت تو نیکوکاری سے ملتی ہے، پرہیزگاری سے ملتی ہے، عبادت سے ملتی ہے۔ جس نے اپنے پروردگار کے سامنے عزت پالی، پھر اللہ رب العزت اس کو دنیا میں عزتیں دیتا ہے۔ اس کے لیے عزتوں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

فیصلے ہو جاتے ہیں، بلکہ اللہ رب العزت اس کو بلندیاں عطا فرماتا ہے۔ یہ دین وہ نعمت ہے جس پر عمل کرنے کی وجہ سے انسان کو عزت ملی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کو دیکھیں! اولیاء اللہ کی زندگیوں کو دیکھیں! کہ کس طرح انہوں نے دین پر عمل کیا۔ حتیٰ کہ ان کے دروازے پر وقت کے بادشاہ آیا کرتے تھے، دنیا مال و دولت کے ڈھیر لگا دیتی تھی اور وہ آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔ تو اللہ رب العزت نے ان کو عزتیں عطا فرمائیں۔

اگر ہمیں اس حدیث پاک کی تینوں باتوں پر عمل کی توفیق نصیب ہو جائے تو یقینی بات ہے کہ ہماری زندگی نیکی پر گزرے گی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نبی علیہ السلام کے اس فرمان کو اپنی زندگی میں لاگو کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ اللہ رب العزت ہمیں عزتیں دے۔

دین پر عمل کیسے ہو سکتا ہے:

اب دین پر عمل کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کے لیے پہلے علم پڑھنا اور اس پر عمل کرنا۔ علم پڑھنا سب سے پہلا قدم ہے اور پھر علم پر عمل کرنا دوسرا قدم ہے۔ اس کے لیے عام طور پر بچیوں کو قرآن مجید کی تفسیر پڑھانا، حدیث پاک پڑھانا، تاکہ بچیوں کو دین کا پتہ چل سکے اور وہ اپنی زندگی دین کے مطابق گزار سکیں۔ تو اس کے لیے عام طور پر اداروں میں بھی کورس کروائے جاتے ہیں۔

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى﴾ (النّٰزعٰت: ۴۰-۴۱)

"اور جو کوئی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کو خواہشات نفسانی میں پڑنے سے بچا لیا اللہ تعالیٰ اس انسان کو جنت ماویٰ عطا فرمائیں گے۔“

دنیا کے اندر اگر انسان نیکی کے بیج بوئے گا تو اسے آخرت میں نیکی ملے گی اور اگر گناہوں کے کانٹے بیجے گا تو آخرت میں اسکو کانٹے ملیں گے۔

......دنیا میں اگر کوئی انسان کیکر کا درخت بوئے تو اس کے اوپر سیب نہیں لگتے اور اگر کوئی سیب کا درخت بوئے تو وہ کبھی کیکر کا درخت نہیں بن سکتا۔ دنیا میں جو بیج بویا جاتا ہے وہی انسان کو پھل ملتا ہے۔

آج اپنی زندگی کے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے نیکیوں کے بیج بولیں۔ نیک اعمال زیادہ سے زیادہ کر لیں، اپنے نامۂ اعمال میں ہم نیکیوں کو اکٹھا کر لیں۔ توبہ کے ذریعے سے گناہ اپنے پروردگار سے بخشوا لیں۔

توبہ کا دروازہ کب بند ہوتا ہے؟

اللہ رب العزت نے توبہ کے دروازے کو کھلا رکھا۔ دو کیفیتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں توبہ کے دروازے کو بند کر دیا جاتا ہے۔

ایک تو یہ انسان پر موت کی کیفیت طاری ہو جائے اور اس کا سانس اکھڑ جائے، سانس کے اکھڑ جانے پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔

دوسرا پھر قیامت کے نزدیک جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا اس وقت اللہ تعالیٰ توبہ کے دروازے کو بند کر دیں گے۔ اس سے پہلے پہلے جو انسان اپنی زندگی میں سچی توبہ کر لیتا ہے، اللہ رب العزت اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

رب کریم کی چاہت:

احادیث میں اس کے کتنے ایسے واقعات ہیں جن کو پڑھ کر انسان حیران ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ رب کریم چاہتے ہیں میرے بندے اپنے گناہوں سے معافی مانگیں، میں ان کے گناہوں کو معاف کر دوں میں ان کی خطاؤں کو معاف کر دوں۔ اللہ رب العزت بڑے رحیم ہیں وہ بڑے کریم ہیں۔ جتنا ایک ماں کے دل میں اولاد کی محبت ہوتی ہے۔ اگر ستر ماؤں کی محبت کو جمع کریں تو اللہ رب العزت کو اس سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت ہے۔

گناہوں کو دھونے کا وقت:

آپ ماں کی مثال کو دیکھ لیجیے۔ اس کو اپنے بچوں سے کتنی محبت ہوتی ہے۔ ایک ماں ہے اس کے بیٹے نے کوئی غلطی کر لی۔ اب بیٹا سامنے آ گیا اس نے معافی مانگ لی ماں معاف کر دیتی ہے۔ ماں کا دل بہت دکھا ہوا ہے، وہ بہت ناراض ہے، بیٹا آ گیا، اس نے آ کر پاؤں پکڑ لیے، ماں معاف کر دیتی ہے۔ اگر ماں اور زیادہ دکھی تھی اور اس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں بیٹے کو معاف نہیں کروں گی، بھی بیٹا اگر احساس کر لیتا ہے، ماں کے سامنے آ جاتا ہے اور ماں کے سامنے آ کر معافی مانگتا ہے۔ ماں انکار کر رہی ہے، بیٹا معافی مانگتا ہے۔ ماں انکار کرتی ہے، کہتی ہے: تجھے نہیں معاف کروں گی، [illegible] ہی بچہ رو پڑتا ہے اس کا ایک آنسو گرتا ہے، ماں کے دو آنسو گر جاتے ہیں۔ ماں اپنے بچے کو روتا نہیں دیکھ سکتی۔ ماں جتنا سخت دل کر چکی تھی، اب بیٹے کے آنسوؤں کو کون دیکھے؟ آخر اس کے دل میں ممتا کی محبت ہے، وہ ماں ہے، وہ اپنے بیٹے کو روتا تو نہیں دیکھ سکتی۔ بیٹے کی آنکھ سے آنسو نکلا، اس نے ماں سے معافی مانگی، ماں سب باتیں بھول جاتی ہے اور کہتی ہے: میرا بیٹا تو رو نہیں! وہ اسی بیٹے کے آنسو پونچھنے لگ جاتی ہے۔ کہتی ہے: میں تجھے روتا نہیں دیکھ سکتی، جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ تو جس ماں کے دل میں اولاد کی اتنی محبت ہو ایسی ستر ماؤں کی محبت کو جمع کریں اللہ رب العزت کو بندے سے اس سے بھی زیادہ محبت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے دامن پھیلا کر بیٹھتا ہے اور معافی مانگتا ہے تو اللہ رب العزت معاف فرما دیتے ہیں۔ اگر بندے کے اور بڑے گناہ تھے وہ اپنے دل میں شرمندہ ہوتا ہے اللہ معاف کر دیتے ہیں۔ اگر اور بڑے گناہ تھے بندہ اگر آنسوؤں کے ساتھ رو پڑتا ہے، اللہ کے سامنے معافی مانگ لیتا ہے، عہد کر لیتا ہے، رب کریم! میری غلطیوں کو معاف فرما! آئندہ میں نیکوکاری کی زندگی گزاروں گا۔ اس بندے کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں، نیچے نہیں گرتے بلکہ اس کے نامہ اعمال کے گناہوں کو دھوتے چلے جاتے ہیں۔ آج وقت ہے اپنے گناہوں کو آنسوؤں سے دھو لیجیے! ایسا نہ ہو یہ گناہوں کے انبار اکٹھے ہوتے چلے جائیں اور قیامت کے دن کی شرمندگی اٹھانی پڑ جائے۔

رب کریم نے وعدے فرما لیے۔ میرا بندہ معافی مانگے گا تو میں اس بندے کو معافی دے دوں گا، اگر چاہوں گا تو اس کے گناہوں کو اس کی نیکیوں سے تبدیل کر دوں گا۔ ان محفلوں میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے اپنی کوتاہیوں کو یاد کر کے رب کریم سے معافی مانگ لیجیے۔ وہ رب کریم چاہتا ہے میرے بندے اپنے گناہوں سے معافی مانگیں۔ فرمایا:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾ (الزمر:۵۳)

"فرما دیجیے: اے میرے بندو! جنہوں نے گناہوں کے ذریعے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا، تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہے"

اے پروردگار! قربان جائیں تیری رحمت پر آپ اپنے محبوب کو حکم دے رہے ہیں، میرے بندو! تم میری رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ جب تم معافی مانگو گے تو ...

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگیں تاکہ رب کریم ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور آئندہ ہمارے ساتھ اپنی مدد شاملِ حال فرمادے۔ ہمیں برائی سے بچا کر نیکی کمانے والا بنائے۔ ہمیں ایمانی قرآنی اور اسلامی زندگی بسر کرنے کی توفیق نصیب فرمادے۔ جس رب کریم نے دنیا میں ہمیں رزق دیا، عزتیں دیں، صحت دی، وہ رب کریم ہمیں آخرت کی منزلوں میں بھی آسانی کے ساتھ کامیاب وکامران فرمادے۔

ہماری آج کی محفل میں جو دعائیں مانگی جائیں گی، اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرما کر دنیا وآخرت میں ہماری سعادت کا فیصلہ فرمادے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ﴾

(آل عمران:۱۹)

معاشرت کے سنہری اصول

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دین محبتوں کو پیدا کرتا ہے، دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی دین پر عمل کرنے والا ہوگا۔ آپ غور کریں اس کو ہر دوسرے دیندار کے ساتھ ایک فطری محبت ہوگی۔ اگر کہیں کمی اور کوتاہی نظر آئے تو آپ فوراً سمجھ لیجیے کہ عمل میں کہیں نہ کہیں کوتاہی موجود ہے۔ اگر دین پر عمل ہوتا تو دلوں میں الفتیں ہوتیں، ہمدردی ہوتی۔ چنانچہ یہ دین اسلام محبتیں پیدا کرنے والا دین ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا "بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اگر وہ نیک اعمال کریں گے تو اللہ رب العزت ان کے دلوں میں محبتیں بھر دیں گے۔"

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

معاشرت کے سنہری اصول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (ال عمران:۱۹)

وقال تعالیٰ فی مقام اٰخر

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ (مریم:۹۶)

وَقَالَ الرَّسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دلوں کو جوڑنے والی چیز:

اللہ رب العزت نے اس کائنات میں دو چیزوں کو جوڑنے کے لیے کسی نہ کسی تیسری چیز کو بنایا ہے۔ مثال کے طور پر دو اینٹوں کو جوڑنا ہو تو اللہ رب العزت نے اس کیلیے سیمنٹ کو بنایا۔ اس کے ذریعے دو اینٹوں کو جب آپ جوڑ دیں گے تو اینٹیں یک جان ہو جائیں گی۔ لیکن اگر آپ کاغذ کے دو ٹکڑوں کو جوڑنا چاہیں تو سیمنٹ کام نہیں آئے گا، گلو کام آئے گی۔ آپ گلو کو اپلائی کریں تو کاغذ کے دو ٹکڑے یکجان ہو جائیں گے۔ اگر آپ کپڑے کے دو ٹکڑوں کو جوڑنا ہو تو وہاں گلو بھی کام نہیں آئے گی، سیمنٹ

بھی کام نہیں آئے گا، اس کے لیے اللہ رب العزت نے سوئی دھاگے کو بنا دیا۔ اس کے استعمال سے وہ دو ٹکڑے یکجان ہو جائیں گے۔ اگر لکڑی کے دو ٹکڑوں کو جوڑنا ہو تو نہ سوئی دھاگہ کام آئے گا، نہ گلو کام آئے گی اور نہ سیمنٹ کام آئے گا۔ وہاں پر آپ کیل ٹھونک دیں تو لکڑی کے دو ٹکڑے یکجان ہو جائیں گے۔ اگر لوہے کے دو ٹکڑوں کو جوڑنا ہو تو اس کے لیے کیل اور سیمنٹ کام نہیں آئے گا بلکہ اس کے جوڑنے کے لیے اللہ نے ویلڈنگ بنا دی۔ آپ ویلڈنگ کے ذریعے لوہے کے دو ٹکڑوں کو یک جان بنا سکتے ہیں۔ تو ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسانوں کے دو دلوں کو جوڑنا ہو تو اس کا Jointing Copound (جوڑنے والا مرکب) کون سا ہے؟ جو دو دلوں کو ملا دے، اکٹھا کر دے، ان میں محبت ڈال دے۔ اس چیز کا نام ہے "دینِ اسلام"۔ اللہ نے اس کو اتارا ہی اسی لیے کہ جو اس پر عمل کرے گا ان کے دلوں میں آپس میں الفتیں اور محبتیں پیدا ہو جائیں گی۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

﴿لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ (الانفال:۶۳)

"اگر آپ زمین کے سارے خزانوں کو خرچ کر دیتے تو آپ ان لوگوں کے دلوں میں الفتیں پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ یہ تو اللہ نے دلوں میں محبت ڈال دی ہے۔"

تو دین محبتوں کو پیدا کرتا ہے، دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی دین پر عمل کرنے والا ہوگا۔ آپ غور کریں اس کو ہر دوسرے دیندار کے ساتھ ایک فطری محبت ہوگی۔ اگر کہیں کمی اور کوتاہی نظر آئے تو آپ فوراً سمجھ لیجیے کہ عمل میں کہیں نہ کہیں کوتاہی موجود ہے۔ اگر دین پر عمل ہوتا تو دلوں میں الفتیں ہوتیں، ہمدردی

ہوتی۔ چنانچہ یہ دین اسلام محبتیں پیدا کرنے والا دین ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا﴾ (مریم:۹۶)

''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اگر وہ نیک اعمال کریں گے تو اللہ رب العزت ان کے دلوں میں محبتیں بھر دیں گے۔''

اپنے اوپر خیر کو غالب کرنے کا حکم:

اللہ رب العزت نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا، جنوں کو اللہ رب العزت نے آگ سے پیدا کیا اور انسان کو اللہ رب العزت نے مٹی سے پیدا کیا۔ اب جو فرشتے ہیں وہ سراپا خیر ہیں، جو شیطان ہے وہ سراپا شر ہے اور جو خیر اور شر دونوں کا مجموعہ ہے وہ حضرت انسان ہے۔ ہر انسان کے اندر خیر بھی ہے، شر بھی ہے۔ لیکن حکم یہ ملا: میرے بندو! تم اپنے اوپر خیر کو غالب کرو اور اپنے شر سے لوگوں کو بچاؤ۔ چنانچہ انسان کو جیسا ماحول ملتا ہے وہ ویسا بن جاتا ہے۔ دنیا کے نیک ترین انسان کو بھی برا ماحول مل جائے تو پھسلنے کے چانس موجود ہیں۔ اگر دنیا کے بدترین انسان کو نیک ماحول مل جائے تو سنورنے کے چانس موجود ہیں۔ شریعت نے کہا: اچھا انسان وہ ہے جس کے اوپر خیر غالب ہو۔ چنانچہ شریعت نے ایک گولڈن رول (بنیادی اصول) بتا دیا وہ کیا؟ مسلم شریف کی روایت ہے۔ ارشاد فرمایا:

((تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ))

''دوسرے لوگوں کو تم اپنے شر سے بچاؤ''

مسلمان کی تعریف:

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمان کی جو Defination (تعریف) کی۔ وہ یہ تھی۔ ''مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان سے اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں ہوں۔''

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ))

نہ زبان سے ان کو کوئی تکلیف پہنچے، نہ ہاتھ سے (فعل سے) کوئی تکلیف پہنچے۔ گویا زبان اور ہاتھ دونوں سے ہم دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ اگر ہمارے اندر یہ صفت موجود ہے تو ہم مسلمان ہیں ورنہ تو ہم مسلمان کی تعریف پر ہی پورا نہیں اترتے۔

زبان کو ہاتھ سے مقدم کرنے کی حکمت:

اس میں شریعت نے زبان کا تذکرہ پہلے اور ہاتھ کا تذکرہ بعد میں کیا کہ جس کی زبان سے اور ہاتھوں سے دوسرے محفوظ رہیں۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہاتھ سے دوسروں کو تکلیف پہنچانے کے مواقع کم ہوتے ہیں اور زبان سے تکلیف پہنچانے کے مواقع زیادہ ہیں۔ ایک لفظ ہی بولنا ہوتا ہے ایسا لفظ بولا کہ اگلے کا دل ہی ٹوٹ گیا اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

ہاتھ سے تکلیف پہنچانے کے لیے تو طاقت ور ہونا ضروری ہے لیکن زبان سے تکلیف تو کمزور بھی پہنچا سکتا۔ کوئی طعنہ دے دیا یا کوئی ایسی بات کر دی کہ اس کے دل میں غم چھا گیا۔ پھر ہر وقت تو انسان دوسرے کو ہاتھ سے تکلیف نہیں دے سکتا۔ لیکن زبان کی تکلیف تو جب چاہے پہنچا سکتا ہے۔ اس کے لیے قریب ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ ہاتھ سے تکلیف دینی ہے تو جس کو دینی ہے وہ پاس ہوگا تو تکلیف دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن زبان سے تکلیف دینے کے لیے تو پاس ہونا ضروری نہیں۔ کسی محفل میں بات کر دی فون پہ بات کر دی اگلے نے جب سنا تو اس کا دل برا ہو گیا کہ دیکھو اس نے میرے متعلق کیا (Comments) کلمات لڑھکا دیئے۔

چنانچہ ہاتھ سے انسان دوسرے کو جو زخم لگاتا ہے وہ پھر بھی بھر جاتے ہیں۔ لیکن جو زخم زبان سے لگتے ہیں وہ نہیں بھرا کرتے۔

ضرب المثل ہے:

"ہاتھ کا زخم بھر جاتا ہے لیکن زبان کا لگا زخم کبھی نہیں بھرتا"

ہمیشہ تازہ رہتا ہے۔ اس لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زبان کا تذکرہ پہلے فرمایا اور ہاتھ کا تذکرہ بعد میں فرمایا۔ ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے:

"جس کی زبان سے اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔"

دوسرے مسلمان سلامتی میں ہوں، ان کی جان محفوظ ان کا مال محفوظ ان کی عزت آبرو محفوظ ہو۔ ایسا شخص مسلمان کہلانے کا حق دار ہے۔ اس پر مسلمان کی تعریف پوری آتی ہے۔

انسان، جانوروں سے بھی بدتر کیسے؟

اگر ہم غور کریں تو ہم آج اس میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔ کتنے مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ ہم اپنے ساتھ والے بھائی کو دکھ دے دیتے ہیں، پریشانی کا سبب بن جاتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کے لیے وبالِ جان بن جاتے ہیں۔ اس لیے تو کہا گیا کہ ایسا بندہ جانور بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ کیوں؟ علما نے اس کی وجہ لکھی کہ جانور تین طرح کے ہوتے ہیں۔

ایک بکری، گائے، بھینس۔ یہ اپنی ضرورت کے لیے بھی دوسرے کو بھی تکلیف نہیں دیتے۔ بھینس کو اگر پیاس لگی ہوگی تو یہ نہیں ہوگا کہ وہ اپنے ساتھ والی بھینس کو ٹکر

www.besturdubooks.wordpress.com

مارنی شروع کردے گی۔ اگر اس کو پیاس لگی ہے تو بھی کھڑی ہے اگر بھوک لگی ہے تو بھی کھڑی ہے۔ یہ جانوروں کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔

ایک ان کی دوسری قسم ہے جیسے شیر، چیتا وغیرہ۔ ان کو اگر اپنی ضرورت ہو تو پھر دوسروں کو تکلیف دیتے ہیں۔ شیر کو بھوک لگی ہوگی تو دوسرے جانور کو مار کھائے گا جب پیٹ بھرا ہوگا تو پرواہ ہی نہیں ہوگی۔

ہم نے ایک مرتبہ ایک جنگل سے گزرتے ہوئے شیر کے بالکل چھ سات میٹر پر ایک امپالا دیکھا۔ ہرن کو کھڑا دیکھا تو بڑی حیرت ہوئی، میرے ذہن میں تو کوئی اور تصور تھا۔ میں نے گائیڈ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ امپالا اتنا قریب ہے اور شیر جاگ بھی رہا اور اسے کہہ کچھ نہیں رہا۔ اس نے کہا کہ اس نے پہلے شکار کیا، اب اس کا پیٹ بھرا ہے، جب تک اسے بھوک نہیں لگے گی یہ کسی کو کچھ نہیں کہے گا۔ چنانچہ شیر کا جب پیٹ بھرا ہو تو اس کے پیٹ پر اگر چوہا بھی ناچتا پھرے تو وہ چوہے کو بھی کچھ نہیں کہتا۔ یہ جانوروں کی دوسری قسم ہے

اور جانوروں کی ایک تیسری قسم ہے۔ سانپ اور بچھو ہیں، ان کا کام ہوتا ہے دوسرے کو تکلیف پہنچانا اور ان کا اپنا فائدہ بھی کوئی نہیں ہوتا۔ مثلاً بچھو جو کاٹتا ہے تو کون سی اس کی بھوک اتر جاتی ہے؟ کون سی اس کی پیاس بجھتی ہے؟ نہیں، عادت ہے کاٹنے کی۔ لہٰذا آپ بچھو کو دیکھیں لکڑی کے پاس ہوگا تو اسے ڈنگ لگائے گا، دیوار کے پاس ہے تو اسے ڈنگ لگائے گا، کوئی بھی چیز اس کے پاس ہے تو اس کو ڈنگ ضرور مارے گا۔ کسی نے بچھو سے پوچھا تھا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا جناب جس کی دم پر آپ ہاتھ رکھیں گے وہی آپ کو جواب دے گا۔ تو انسان جب اخلاقی طور پر گرتا ہے تو وہ اس قسم کا جانور بن جاتا ہے۔

دوسرے کو تکلیف پہنچاتا ہے اور الٹا اس کے اوپر خوشیاں مناتا ہے۔ مثال کے

www.besturdubooks.wordpress.com

طور پر: آپ نے عورتوں سے سنا ہوگا کہ میں نے بھی ایسی بات کی کہ گھر جا کر جلتی رہی ہوگی۔ اب خوش ہو رہی ہے کہ میں ایسی بات کر آئی کہ وہ گھر جا کر جلتی رہی ہوگی۔ تو ہم دوسروں کو دکھ دے کر اس پر الٹا خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسے لوگوں کو جانوروں سے بھی بدتر کہا گیا۔

اچھا انسان وہ ہے جو اپنے شر سے دوسروں کو بچائے۔

اپنی جان کا صدقہ:

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ))

''نیکی ہے کہ تم دوسرے کو اپنے شر سے بچاتے ہو''

جو اپنے شر سے دوسروں کو بچاتا ہے وہ اس کی اپنی جان کی طرف سے ایک صدقہ ہے۔ دیکھیں: اگر کوئی شخص کچھ کہنا چاہتا ہے کسی دوسرے کو اور وہ اپنے آپ کو روک لیتا ہے تو اس روکنے پر اس کو رکنے کا اجر دیا جائے گا۔ اس نے جو اپنے آپ کو ہولڈ کیا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس نے مجاہدہ کیا۔ حالانکہ اس نے کچھ کیا؟ نہیں۔ کیا حسن ہے دین اسلام کا!

کیا خوبصورتی ہے اس شریعت کی! سبحان اللہ! اب کسی کو تکلیف نہ پہنچانا کتنا آسان کام ہے۔ نہ وقت خرچ ہوتا ہے، نہ مال خرچ ہوتا ہے، نہ محنت خرچ کرنی پڑتی ہے۔ بس ہم کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں شریعت نے اس کو بھی ثواب کہا، فرمایا:

((فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ عَلٰى نَفْسِكَ))

''یہ تمہاری جانوں کی طرف سے ایک صدقہ ہے''

اب جب شریعت نے یہ بات کہہ دی تو ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے انسان بن کر زندگی گزاریں کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو، ہم سے کسی کو دکھ نہ پہنچے۔ ہر وقت یہ چیز

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے دل میں ہونی چاہیے کہ مسلمان کی Basic Definition (بنیادی تعریف) جسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈیفائن کیا ہے مسلمان کو اس پر توجہ دینی چاہیے۔

ہمیں اونچے مضامین سوچنے کی بجائے اپنی بنیاد کو دیکھنا چاہیے۔ اور یہ ایسا کام ہے جو ہر بندے کو کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ مل جل کر جو زندگی گزارتے ہیں تو ہمارے برتاؤ کا ہمارے رویے کا ساتھ والوں پر اثر ہوتا ہے۔ اگر ہم خوش اخلاق بن کر رہیں گے تو ہمارے ساتھ والوں پر اس کا اثر ہوگا۔ ہم سویٹ بن کر رہیں گے تو ساتھ والے ہمارے ساتھ رہنا، بولنا پسند کریں گے، ان کو راحت ہوگی، تو ہم اللہ کے بندوں کے لیے راحت جان بنیں۔ وبال جان نہ بنیں۔ شر تو ہر بندے کے اندر ہے، بس جو شر کی Tepmtation ہے اس کو ہم روکیں۔ ذرا سی بات غصہ دلا دیتی ہے تو اس کو روک لیں، نہ غصہ میں آئیں، یہ بندے کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے، مگر پتہ ہے کہ اس بات کو سن کر اس کا دل دکھے گا۔ ہم اس بات کو نہ کریں۔

یہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں لیکن اس پر بھی اللہ تعالیٰ صدقے کا اجر لکھ دیتے ہیں۔ اب ذرا اس کی مثالیں ہم دیکھتے چلے جائیں:

اولاد کا رویہ:

ہم گھر میں زندگی گزارتے ہیں۔ بچے والدین کو تنگ کرتے ہیں، ماں باپ کا دل دکھاتے ہیں۔ اب ماں باپ کتنا خرچ کرتے ہیں؟ ان کے لیے کماتے ہیں۔ پہلے ان کو کھلاتے ہیں بعد میں خود کھاتے ہیں، پہلے انہیں پلاتے ہیں بعد میں خود پیتے ہیں، پہلے ان کو سلاتے ہیں بعد میں خود سوتے ہیں۔ اور بچوں کا یہ حال کہ باپ سے اس طرح نفرت کرتے ہیں جس طرح کوئی پاپ سے نفرت کرتا ہے۔ کیونکہ ابو پڑھنے کے لیے کہتے ہیں۔ اب کیا ابو کا یہ مطالبہ کوئی برا ہے؟ ابو آپ کو اچھا انسان دیکھنا چاہتے

ہیں، جب کوئی غلطی کرتے ہو تو ابو آپ کو بتاتے ہیں، گائیڈ کرتے ہیں۔ اب تمہارے باپ سے زیادہ ہمدرد تمہارا کون ہو سکتا ہے؟ نوجوان اس چیز کو نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں: امی ہمیں گھر سے نکلنے نہیں دیتیں۔ بھئی! امی کی یہ ذمہ داری ہے، آپ جس عمر میں ہو اس میں آپ کا باہر نکلنا اور اس طرح دوستوں کے ساتھ ملنا، بیٹھنا یہ آپ کی زندگی کو برباد کر کے رکھ دے گا۔ مگر ماں باپ بچوں کو جو یہ تربیت سکھاتے ہیں اس لیے ان کو والدین اچھے نہیں لگتے۔ ان بچوں کو اس عمر میں پڑھنے کے سوا ہر چیز اچھی لگتی ہے۔ چنانچہ ان کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔

چھوٹی سی بات ہوتی ہے۔ ماں نے کوئی کام کہا ادھر سے سنا ادھر سے نکال دیا۔ ابو کی بات کو، بڑے بھائی کی بات کو Ignore (نظر انداز) کر دیا۔ اولاد ماں باپ کو تکلیف دیتی ہے حالانکہ ماں باپ کتنی محبت سے اولاد کو پالتے ہیں۔ کبھی والدین آ کر کہتے ہیں: حضرت! دعا کریں یہ بچے بس، ہر بچہ افلاطون بنا ہوا ہے۔ تو بچوں کو یہ بات سمجھانی پڑتی ہے کہ ماں باپ تمہارے محسن ہیں، ان کے حقوق ہیں، شریعت نے تو کہہ دیا کہ تمہارے لیے جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ شریعت نے تو یہاں تک کہہ دیا: جو بندہ اپنے والدین کے چہرے پر عقیدت اور محبت کی ایک نظر ڈالتا ہے اس کو ایک نظر پر اللہ تعالیٰ حج یا عمرے کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اگر کوئی بار بار دیکھے تو؟ فرمایا: جتنی مرتبہ دیکھے گا اللہ رب العزت چاہیں گے تو ہر مرتبہ اجر و ثواب عطا فرما دیں گے۔

جن کے چہرے کو دیکھنا اللہ نے عبادت بنا دیا، آج نوجوان انہیں کا دل دکھاتے ہیں۔ پڑھنے کو کہتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے بہت پڑھ لیا ہے۔ رزلٹ ایسا ہوتا ہے کہ اس مضمون میں بھی فیل، اسمیں بھی فیل، اس میں بھی فیل۔ ماں باپ کے دل پر کیا گزرتی ہے؟ یہ ماں باپ ہی جانتے ہیں۔ جس اولاد کے لیے دن میں دعائیں

کیں، رات میں دعائیں کیں، جب یہ بگڑتی ہے تو اس کا غم وہ کسی کو کہہ بھی نہیں سکتے۔

ماں کی مامتا:

نبی علیہ السلام کے زمانے میں ایک نوجوان صحابی علقمہ رضی اللہ عنہ ان کا نام ہے۔ انہوں نے کوئی بات کردی کہ ان کی والدہ ان سے ناراض ہوگئی۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ وہ بیمار ہوگئے اور ایسی کیفیت ہوئی کہ جان نکلتی نہیں تھی۔ علامات ساری سامنے تھیں لیکن اس جان کنی کے عالم میں جان نکل نہیں رہی۔ تکلیف میں ہیں۔ نبی علیہ السلام کو پتہ چلا۔ آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کی والدہ سے کہا: پتہ چلا ہے کہ آپ ان سے خفا ہیں، آپ انہیں معاف کردیں۔ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرا دل اتنا دکھا ہوا ہے میں اسے معاف نہیں کرتی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اچھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: جاؤ لکڑیاں لے کر آؤ! ماں تو اسے معاف کرتی نہیں اور اسے جہنم میں تو جانا ہی ہے تو کیوں نہ اسے یہیں آگ میں ڈال دیں۔

اب صحابہ رضی اللہ عنہم لکڑیاں لینے کے لیے گئے تو ماں ہوتی تو ماں ہے اور اس نے بھی دیکھا کہ نبی علیہ السلام سیریس ہیں اور لکڑیاں جمع کروا رہے ہیں تو کہنے لگی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے کو آگ میں تو نہ جلائیں۔ فرمایا کہ پھر آپ اسے معاف کردو! ماں نے کہا اچھا میں نے اس بچے کو معاف کردیا۔

جیسے ہی ماں نے بیٹے کو معاف کردیا، اس کی روح پرواز کرگئی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے بچے کی سب غلطیوں کو معاف کردیا۔

ہم اس ماں کے ساتھ Missbehave (غلط رویہ اختیار) کرتے ہیں۔ ان

کی امیدوں پر ہم پورا نہیں اتر پاتے، جنہوں نے ہمیں محبتیں دیں۔ ہم ان کو اس کے بدلے میں دکھ دیتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے۔ ذرا اور قریب سے دیکھیں۔

بیوی کو زچ کرنے سے بچو:

شریعت نے میاں بیوی کا تعلق بہت قریب کا بتایا ہے۔ میاں بیوی جو زندگی کے ساتھی ہیں، ایک دوسرے کو معمولی باتوں کی وجہ سے دکھ دیتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں جن کو انسان نظر انداز کر دیتا ہے۔

مثلاً بیوی کو طعنہ دینا۔ بعض خاوندوں کی یہ عادت ہوتی ہے، کبھی کوئی بھول ہو گئی، کوئی غلطی ہو گئی وہ بھی انسان ہے، بس اس کی چھیڑ بنالی۔ اس کو زچ کرنے کے طعنہ دینا شروع کر دیے، اسے دوسروں کے سامنے رسوا کیا، اپنے آپ کو بڑا دکھانے کے لیے کہ میرا بڑا رعب ہے، میں نے اپنی بیوی کو کیسے سیدھا کر کے رکھا ہوا ہے۔ ہر ایک کی عزت نفس ہوتی ہے، کسی کو رسوا تو نہیں کرنا چاہیے، شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن کتنی بار ایسا ہوتا ہے، ذرا سی بات پر بولنا بند کر دینا۔ وہ بیچاری مناتی پھر رہی ہے، منتیں کر رہی ہے، کھانے پکا کے رکھ رہی ہے، وہ کہتے ہیں: نہیں۔ ہمارے اس عمل سے اس کا دل کتنا دکھتا ہے؟ ہم کبھی اس کا اندازہ تو نہیں لگا سکتے، بھئی! وہ بھی تو اللہ کی بندی ہے۔

بسا اوقات مرد حضرات اپنے پیسے کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اپنی بیوی کو سیدھا کرنے کے لیے، خرچے میں تنگی کرتے ہیں، ایک ایک پیسے کو ترس رہی ہے۔ ہر ہر دفعہ اس کو مانگنا پڑتا ہے۔ اب کہنے کو تو چھوٹی سی بات ہے مگر اس طرح ڈاؤن ٹو ارتھ (زمین بوس) کر دینا کہ ضرورت کے لیے وہ خاوند کے ہی پاؤں پکڑے اور مانگتی پھرے، شریعت اس کی تو اجازت نہیں دیتی۔ ہاں یہ فرمایا کہ تم اپنی سہولت کے مطابق جتنی استعداد، طاقت ہو تم اس کو خرچ دیتے رہو۔ یہ رزق تمہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی بچوں کی وجہ سے تو ملا ہے، ہو سکتا ہے تمہارے بچے نہ ہوتے تو تمہیں اتنا رزق بھی نہ ملتا تو جن کی وجہ سے رزق ملا انہی کو ہم تنگ کر رہے ہوتے ہیں۔

کئی مرتبہ یہ بھی دیکھا کہ شادی کے بعد نوجوان اپنی بیوی کو اپنے ماں باپ کا محتاج بنا دیتے ہیں۔ کیوں؟ آپ کے ماں باپ کے ساتھ یقیناً اس کو محبت کا تعلق رکھنا ہے کہ وہ گھر کی بیٹی ہے۔ مگر ذرا سی بات پہ یہ فیصلہ کر لیا کہ یہ امی کرے گی۔ اور امی صاحبہ کیونکہ زندگی گزار چکی ہوتی ہیں وہ آنے والی بچی کو کئی مرتبہ اتنا پریشان کرتی ہے۔ کئی مثالیں ایسی ہمارے سامنے آئیں کہ گھر میں وہ بچی بہو فریج کا دروازہ نہیں کھول سکتی۔ اس پر بین (پابندی) ہے۔

جب لاتی ہے تو بڑی محبتوں کا اظہار کر کے لاتی ہے۔ اور جہاں وہ بچی گھر میں قدم رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ایک سرد جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ تو ساس کو چاہیے کہ وہ بڑی عمر کی ہے احساس کرے۔ اس کی بیٹی اگر کسی کے گھر جائے گی وہاں اگر اس کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے تو اس کے دل پر کیا گزرے گی؟

چنانچہ ہم نے دیکھا جو عورتیں اپنی بہوؤں کو تنگ کرتی ہیں وہ ساتھ اپنی بیٹی کے لیے دعاؤں کا بھی کہہ رہی ہوتی ہے۔ میری بیٹی کے لیے دعا کرو اس کو سسرال نے بڑا تنگ کیا ہوا ہے۔ جو اس نے کسی کی بیٹی کے ساتھ کیا ہوتا ہے دوسرے بھی اس کی بیٹی کے ساتھ ویسا ہی کر رہے ہوتے ہیں مگر انسان اس پر غور نہیں کرتا۔ دیکھتا نہیں ہے کہ میں کر کیا رہا ہوں۔

کئی نوجوان اپنی بیویوں کو ذرا ذرا سی بات پر طلاق کی دھمکی دیتے ہیں اور اس دھمکی کی عادت ہی بنا لیتے ہیں۔ بیوی کے لیے یہ Divorce (طلاق) کا لفظ کوئی چھوٹا سا لفظ نہیں ہوتا۔ اس لفظ کو سن کے اس کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ اس کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ اس کو اپنا مستقبل بالکل ہوا میں نظر آتا ہے۔ ذرا سی بات پر

www.besturdubooks.wordpress.com

سولی پہ لٹکا دیتے ہیں اس کو۔ شریعت نے یہ نہیں کہا کہ تم ذرا سی بات پہ ایسی دھمکیاں دینا شروع کر دو۔ اگر غور کریں تو مرد کتنے ہی معاملات میں اپنی بیویوں کا دل دکھاتے ہیں۔

بیویاں الجھنے سے بچیں:

اور کچھ بیویاں بھی اسی طرح کرتی ہیں۔ خاوند ان کی ہر مراد پوری کرتا ہے، اس کا خیال رکھتا ہے، خوش اخلاقی سے رہتا ہے اور وہ خاوند کی امیدوں پہ پانی پھیر دیتی ہے۔ چاہے بچوں کی تربیت ہو گھر کا ماحول ہو یا کوئی ایسی بات ہو۔ ذرا سی بات پہ الجھ پڑنا۔ تو ہم اگر اپنی ذاتی زندگی پر غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ ہم بہت چھوٹی چھوٹی باتوں میں ایک دوسرے کا دل دکھاتے ہیں۔ کہنے کو زندگی کے ساتھی ہیں مگر ایک دوسرے کو دکھ پہنچاتے ہیں۔

بے اولادی کا طعنہ:

بسا اوقات تو ایسی بات پر دل دکھاتے ہیں کہ دوسروں کے اختیار میں بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً ساس بہو کو طعنے دے رہی ہے کہ تیری اولاد نہیں ہوتی۔ اگر اس کے بس میں ہوتا تو کیا وہ بے اولاد رہتی؟ یا یہ طعنہ دینا کہ تیرا بیٹا نہیں ہوتا بیٹیاں ہوتی ہیں اگر کسی کے اختیار میں ہوتا تو شاید کوئی عورت بیٹی جننے کی کوشش ہی نہ کرتی۔ مگر نہیں طعنہ دینا ہے۔ اس کا کیا کنٹرول ہے اس کے اوپر کہ بیٹی ہوتی ہے۔ کیا اس کے اختیار میں ہے۔ بلکہ کئی مرتبہ خاوند ہی بیوی کو کہتے ہیں کہ اگر اس مرتبہ بیٹی ہوئی تو تمہیں اپنے گھر سے یہاں نہیں آنا۔ اب بتاؤ! کہنے کو ہم کلمہ گو ہیں اور اللہ کے مسلمان بندے کہلاتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ ہم اپنے ساتھ والے کے دلوں پر کیا کر دیتے ہیں۔

ہمارے بزرگ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ بہت حسنِ سلوک کی زندگی گزارتے تھے۔ حسنِ معاشرت کی زندگی گزارتے تھے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾

''تم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرز سے زندگی گزارو''

آج اگر کوئی آئی جی صاحب سفارش کر دیں کہ اس کا خیال رکھنا۔ ہم بڑے سیدھے ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کی سفارش اللہ رب العزت نے کی کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ تو ہمیں تو کرنا چاہیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو دنیا میں اللہ رب العزت کی سفارش کو مانے گا قیامت کے دن اللہ رب العزت اس کے ساتھ بھی خیر کا معاملہ فرمائیں گے۔

خیر خواہی یہ بھی ہے:

ایک بزرگ تھے۔ ان کی بیوی زبان کی ذرا تیز تھی۔ وہ اس کو طلاق نہیں دیتے تھے، کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت! جب آپ کے ساتھ یہ اتنی بدتمیزی کر جاتی ہے تو آپ اس کو طلاق کیوں نہیں دے دیتے۔ تو انہوں نے عجیب جواب دیا، فرمانے لگے: کہ اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ میں طلاق دوں گا تو پھر یہ آگے نکاح نہیں کر سکے گی، اگر نکاح نہیں کر سکے گی تو ازدواجی زندگی سے محروم زندگی گزارے گی۔ گناہ کی مرتکب ہوگی تو بھی جہنم کمائے گی۔

دوسری صورت یہ کہ نکاح کرے گی۔ اگر نکاح کرے گی تو جو عادت یہاں ہے یہ عادت وہاں بھی تو ہوگی پھر کسی اور مسلمان کو دکھ دے گی۔ تو اس لیے میں اس کو طلاق نہیں دیتا، میں ہی اس کا دکھ برداشت کر لیتا ہوں کہ دوسرے کسی مسلمان کو دکھ دینے کے قابل ہی نہ ہو۔ اتنی عجیب اعلیٰ سوچ تھی ان حضرات کی۔ چنانچہ اپنی بیویوں

کے ساتھ اچھے اخلاق والی زندگی گزارو۔

اخلاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تہجد کی نماز پڑھنی تھی، میں لیٹی ہوئی تھی۔ نبی علیہ السلام بستر سے بہت آہستہ سے اٹھے اور دبے پاؤں چلتے ہوئے باہر نکلے۔ یعنی جوتے نہیں پہنے۔ میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جوتے پہنے بغیر جا رہے ہیں، کیوں؟ فرمایا۔ عائشہ میں نے جوتے اس لیے نہیں پہنے کہ میرے جوتوں کی آواز سے تمہاری نیند میں خلل نہ آ جائے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی تھی۔ بیویوں کے ساتھ اتنی محبت سے زندگی گزارتے۔

بیوی کا دل جیتنے کی کوشش کریں:

علمانے لکھا ہے کہ ایک شخص کی بیوی سے کوئی نقصان ہو گیا۔ وہ چاہتا تو اسے سزا دیتا لیکن اس نے یہ محسوس کیا کہ بیوی کو واقعی اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہے کہ میں کوئی غلط Descion (فیصلہ) کر بیٹھی۔ لہٰذا اس بندے نے اس کو اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ نوجوان خود فوت ہوا تو کسی کو خواب میں نظر آیا۔ اس نے کہا: (پوچھا) سناؤ: آگے کیا معاملہ بنا؟ کہنے لگا اللہ رب العزت کے حضور پیشی ہوئی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: تو نے فلاں موقع پر اپنی بیوی کو میری بندی سمجھ کر معاف کر دیا تھا میں آج تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف کرتا ہوں۔ تو ہم اپنے گھر والوں کے ساتھ ایسی پیار و محبت کی زندگی گزاریں اور ان کو اپنے شر سے بچائیں کہ ان کا دل کہے کہ میرا خاوند اتنا اچھا ہے، اتنا نائس ہے کہ ایسا انسان دنیا میں شاید نہ ہو۔ جب بیوی کے دل میں یہ احترام ہو گا تو پھر وہ کیوں نہیں خدمت کرے گی؟ اور کیوں نہیں آپ کی بات کو پورا کرے گی؟ تو اپنی شخصیت کی عظمت کے ساتھ اپنی بیوی کا دل

www.besturdubooks.wordpress.com

جیتنے کی کوشش کیجیے۔

قطع کلامی سے بچیں:

ذرا اور قریب جائیے۔کئی بہن بھائیوں کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہوتا ہے۔ذرا سی بات پہ آپس میں بولنا ختم،دو بھائیوں کا ایک دوسرے کے ساتھ بولنا ختم،ذرا غور کریں تو بھائیوں کا آپس میں عجیب رشتہ ہوتا ہے۔

بھائیوں کا مقام قرآن کی نظر میں:

ذرا توجہ فرمائیے گا:قرآن عظیم الشان سنیے:

⊙......حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا اور حکم فرمایا:

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى﴾ (طٰہٰ:۲۴)

’’فرعون کے پاس جاؤ وہ باغی ہوا ہوا ہے‘‘

تو انہوں نے محسوس کیا کہ میں فرعون کی طرف جا رہا ہوں،میں اکیلا ہوں مجھے تو کسی نہ کسی معاون کی ضرورت ہے۔تو انہیں اپنے معاونت کے لیے کون یاد آیا؟

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ﴾ (طٰہٰ:۲۵۔۲۸)

دین کا بوجھ اٹھانے کے لیے کس پر نظر پڑی؟بھائی پر نظر پڑی۔

⊙......دوسری مثال قرآن مجید میں ہے:

قیامت کا دن ہوگا انسان پریشان ہوگا۔گناہ زیادہ نیکی کم ہوگی۔چاہے گا کہ مجھے کہیں سے کوئی نیکی مل جائے۔قرآن نے کہا۔

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ﴾

’’اس دن بھائی بھائی سے بھاگے گا‘‘

بھائی کا تذکرہ پہلے ہے کہ یہ اپنے بھائی کی طرف رجوع کریں۔ تو یہ وہ رشتہ ہے کہ بندے کی نظر سب سے پہلے اس پر پڑتی ہے اور ہم اس رشتہ کو معمولی بات پر توڑ دیتے ہیں۔ بولنا بند ہو جاتا ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق:

گھر سے ذرا آگے چلیں تو پڑوسی آجاتے ہیں۔ شریعت نے پڑوسی کے حقوق پر اتنا زور دیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے حقوق کیلئے اتنی مرتبہ میرے پاس آئے کہ مجھے شک ہونے لگا کہیں بندے کے مرنے کے بعد پڑوسی کو اس کی وراثت میں نہ شامل کر لیا جائے۔ اتنا پڑوسی کے حقوق کی شریعت نے تلقین کی اور ہم انہی پڑوسیوں کو دکھ دیتے ہیں اور انہیں کے ساتھ لڑائیاں جھگڑے ہوتے ہیں۔

⊙ ...... حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ایک آدمی عبادت گزار تھا۔ مگر وہ پڑوسیوں کا دل دکھاتا تھا تو اس کو جہنم میں بھیجا جائے گا اور ایک آدمی جو گنہگار خطا کار تھا مگر پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک رکھتا تھا۔ اس حسنِ سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمادیں گے۔

⊙ ...... قیامت کا دن ہوگا۔ ایک بندے کو اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے میرے بندے! میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا ہی نہیں کھلایا۔ وہ بڑا حیران ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی ہی نہیں پلایا اور میں بیمار تھا اور تو نے میری طبع پرسی ہی نہیں کی۔ اس پر وہ بندہ کہے گا۔ اللہ! آپ ان سب چیزوں سے مبرا واعلیٰ ہیں بھوک، پیاس آپ کو لگ ہی نہیں سکتی آپ کیسے یہ بات فرما رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: فلاں موقع پر تیرا پڑوسی بھوکا اور پیاسا تھا اگر تو اسے کھلا پلا دیتا تو ایسا ہی تھا جیسے تو نے مجھے کھانا کھلایا۔ اور تیرا پڑوسی فلاں موقع پر

www.besturdubooks.wordpress.com

بیمار تھا اگر تو نے اس کی طبع پرسی کی ہوتی تو ایسا ہی تھا جیسے تو نے میری طبع پرسی کی۔ تب پتہ چلے گا اللہ رب العزت کے ہاں پڑوسی کا کیا مقام ہے؟ اس لیے جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے اور حقوق کا لحاظ کرتے تھے تو ہمارے پڑوسی ہمارے ساتھ رہنا اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔

⊙......عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا اس نے کہیں شفٹ ہونا تھا۔ اس نے اپنا مکان کرائے پہ لگا دیا۔ ایک بندہ آیا اس نے پوچھا کہ آپ کا مکان For Sale (برائے فروخت) ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ کیا پرائس ہوگی؟ اس نے کہا: دو ہزار دینار۔ وہ کہنے لگا: یہ کیا بات ہوئی؟ اس جگہ تو ایک مکان ایک ہزار دینار کا مل جاتا ہے۔ یہودی نے کہا: ہاں۔ ایک ہزار میرے مکان کی قیمت ہے اور دوسرا ہزار دینار عبداللہ بن مبارک کے پڑوسی ہونے کی قیمت ہے۔ ہم جہاں رہتے تھے، ہمارے مکانوں کی قیمتیں بڑھ جایا کرتی تھیں۔ لوگ ہمارے اچھے برتاؤ پہ اتنا خوش ہوتے تھے۔ کیا آج ہم ایسے پڑوسی بن کر زندگی گزار رہے ہیں؟ اور اس ذرا آگے چلیے۔

ماتحتوں کے ساتھ برتاؤ:

ہم دفتر کے کام کرتے ہیں۔ فیکٹریوں کے کام کرتے ہیں۔ کتنے لوگ ہوتے ہیں جو ہمارے ماتحت ہوتے ہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ برتاؤ کیسا ہوتا ہے؟ ایک ہوتا ہے اصلاح کی خاطر کوئی بات کرنا۔ وہ تو اگر کسی کو بری بھی لگے تو بھی کرنی چاہیے۔ کیونکہ اصلاح کے لیے کر رہے ہیں، اس کی ضرورت ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے گند نکالنے کیلئے ڈاکٹر آپریشن کر دیتے ہیں۔ ان کو تو برا کوئی نہیں کہتا۔ بلکہ صحت پانے کے بعد سب اسے فرشی سلام کہہ رہے ہوتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے کسی کو خواہ مخواہ دکھ دے دینا شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام:

چنانچہ نبی علیہ السلام اس دنیا سے پردہ فرمانے لگے تو سب سے آخری بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگا کر سنی تو نبی علیہ السلام فرما رہے تھے: ''التوحید التوحید'' ایک تو آخری موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا پیغام دیا اور فرمایا:

﴿وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾

''اپنے ماتحتوں کے حقوق کا خیال رکھنا''

یوں سمجھیں نبی علیہ السلام کی پوری زندگی اور تعلیمات کا یہ نچوڑ ہے۔ جو آخری لفظوں میں نبی علیہ السلام نے انسانیت کو دے دیے۔ وہ یہ کہ اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنا۔ ہمارے ماتحتوں کے ساتھ ہمارا کیا معاملہ ہوتا ہے؟ کیسے ان کے ساتھ، ہم مل کر رہتے ہیں؟ اللہ اکبر کبیرا!

نبی علیہ السلام کس کے وکیل بنیں گے؟

نبی علیہ السلام نے ایک بات ارشاد فرمائی۔ حدیث پاک میں ہے ذرا دل کے کانوں سے سننے والی بات ہے۔ فرمایا:

((اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهُ اَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسِهِ اَنَا حَجِيْجُهُ))

''جو اپنے ماتحت پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے یا اس کی خوشی کے بغیر اس سے کچھ لے تو میں قیامت کے دن اس ماتحت کا وکیل بنوں گا اس کو اس بندے سے حق دلواؤں گا''

حدیث پڑھتے ہیں تو دل کانپنے لگ جاتا ہے۔ اب اگر قیامت کے دن اللہ رب العزت بیوی کے وکیل بنے ہوئے ہوں کہ یہ تمہاری ماتحت تھی اور تم نے اس کو رلایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اس کے آنسوں بہتے تھے تمہیں اثر نہیں ہوتا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: میں قیامت کے دن تمہارے ماتحتوں کا وکیل بن جاؤں گا اور میں تم سے ان ماتحتوں کو ان کا حق دلوا کر رہوں گا۔ کیا خیال ہے؟ قیامت کے دن ہم اس قابل ہوں گے کہ یہ حق دے سکیں۔

دوسروں کی دل آزاری سے بچیں:

اس سے ذرا اور آگے چلیے۔ شریعت نے یہ نہیں کہا کہ بس مسلمانوں کی دل آزاری نہیں کرنی بلکہ فرمایا کہ انسانوں کی دل آزاری نہیں کرنی۔ ہیومینٹی گراونڈ کے اوپر ہم خواہ مخواہ کسی بندے کو کیوں تنگ کریں؟ کیوں کسی کا دل دکھائیں؟ چنانچہ:

⊙..... شریعت نے کہا کہ اگر ایک آدمی کا گھر ہے تو اس کے دروازے کے سامنے کا جو حصہ ہے اس کو صاف رکھنا صاحب مکان کی ذمہ داری ہے۔ اب دیکھو! شریعت نے جس کو گھر کے سامنے کے باہر والے راستے کو صاف رکھنے کا حکم دیا وہ صاحب اپنے گھر کو ہی صاف نہیں رکھ پاتے۔ شریعت کہتی ہے کہ گھر والے دروازے کے راستے کو بھی صاف رکھو کہ تمہارے گھر کے سامنے سے گزرتے ہوئے کوئی سلپ نہ ہو، ٹھوکر نہ کھائے، کسی کو تکلیف نہ آئے۔ شریعت نے یہاں تک دوسروں کا خیال رکھا۔

⊙..... شریعت نے کہا کہ اگر تم مسجد میں آؤ تو پیاز کچے کھا کر نہ آؤ کیوں؟ تمہارے منہ سے بو آئے گی اور دوسرے کو تکلیف پہنچے گی۔ فرمایا کہ اگر تم مسجد میں آؤ تو اپنا بہترین لباس پہن کر آؤ کہ اگر تم کام والے، پسینے والے اور ڈیزل لگے کپڑے پہن کے آؤ گے تو دوسروں کو تکلیف ہوگی۔

⊙..... شریعت نے کہا کہ جس کو برص کے داغ ہوں وہ اگر گھر میں نماز پڑھ لے گا تو اسے باجماعت نماز ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا۔ کیونکہ بعض اوقات دوسرے بندے کو اس کا چہرہ (شکل) دیکھ کر طبعی کراہت سی ہوتی ہے۔ تو جو شریعت اس کو یہ کہہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہی ہے کہ تم گھر نماز پڑھ لو گے تو تمہیں وہیں باجماعت کا ثواب مل جائے گا۔ لوگوں کے سامنے مت آؤ۔ اتنی بھی میرے بندوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

اور آج لکھے پڑھے ایم ایس سی پاس ان کو اپنے زکام کو Manage کرنا نہیں آتا۔ لوگوں کے درمیان بیٹھ کر اپنی ناک کو صاف کرتے ہیں۔ اب دوسرے لوگوں کو کیا Feel (محسوس) ہو رہا ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں کبھی خیال ہی نہیں کیا۔ کیا ہم مجلس سے چند قدم ایک طرف نہیں ہو سکتے؟ وہاں جا کے کھانسی کر لیں، اپنے زکام کو وہاں جا کر صاف کر لیں۔ اتنی اعلیٰ تعلیم نے ہمیں کیا سمجھایا، اس نے کیا فائدہ پہنچایا؟ اس کو تھوڑا اور پھیلائیں تو سبحان اللہ۔

ایسے پرابلم کیوں ہوتے ہیں؟ اس لیے کہ ہم دوسروں کی رعایت نہیں کرتے۔ ہم نے دیکھا کہ پھاٹک کے اوپر جہاں ٹریفک رکی ہوئی ہے، ایک ایم ایس سی پاس اور ڈبل ایم اے کالج کے پروفیسر تھے۔ اب وہ گاڑی چلا کے آرہے ہیں اور جہاں انکی لین رکی ہوئی ہے، وہاں سے انہوں نے گاڑی ہٹائی اور دوسری آنے والی لائن میں گاڑی سیدھی جا کے لگا دی۔ اب اگر پھاٹک کھلے گا تو سامنے والی ٹریفک کیسے جائے گی؟ ٹریفک بلاک ہو جائے گی اور ہم اس کو برا بھی نہیں سمجھتے۔ یہ تو ہمارے پڑھے لکھے لوگوں کا حال ہے اور ان پڑھوں کا تو اس بھی آگے ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دوسروں کو دکھانا اور ان کو پریشان کرنا ہماری عادت بن چکی ہے اور ہم اس کے بارے میں سوچتے بھی نہیں۔ شریعت نے اس بات کی تعلیم دی کہ مؤمن دوسروں کو اپنے شر سے بچائے۔ کوشش یہ کرے کہ دوسرے کو اس کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ شریعت نے انسان تو کیا جانوروں کے حقوق کی رعایت کا بھی حکم دیا۔

اکابرین امت میں جذبۂ ہمدردی:

ہمارے اکابر دوسروں کے دکھ کا کتنا خیال کرتے تھے، اس کے بارے میں ذرا

www.besturdubooks.wordpress.com

چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش کر دی جائیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمدردی:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملنے کے لیے آتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس وقت خلیفہ تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے پاس کچھ لوگوں کے نام لکھے ہوئے ہیں کہ یہ بیوہ عورت ہے، یہ اپاہج ہے، یہ ہینڈی کیپ ہے، اور ان کی خدمت کرنی ضروری ہے۔ جنہوں نے ان کی خدمت کا ذمہ لیا ہوا تھا آگے ان کے نام بھی لکھے ہوئے تھے۔

کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص دوسرے محتاج کی خدمت کرتا ہے وہ اپنے جسم کی گویا زکوٰۃ نکال رہا ہوتا ہے۔ ہم تو آج کسی کی خدمت اپنے ذمے ہی نہیں لیتے۔ ماں کی نہیں کرتے، کسی اور کی کیا کرنی؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک بیوہ عورت کا نام لکھا ہوا ہے کہ اس کی خدمت کا کوئی کام ہے مگر آگے جگہ خالی ہے۔ انہوں نے اس کا نام، ایڈریس نوٹ کر لیا۔ اگلے دن فجر کی نماز کے بعد اس کے گھر گئے۔ دستک دی عرض کی اماں! میں خدمت کے لیے آیا ہوں۔ کیا خدمت ہوتی تھی؟ اس کے گھر کے اندر جھاڑو لگا دینا، برتن دھو دینا یا باہر سے پانی بھر کے مشکوں میں ڈال دینا۔ تاکہ اس بوڑھی عورت کو باہر نہ جانا پڑے۔ اس بوڑھی عورت نے جواب دیا کوئی خدمت کرنے آتا ہے اور وہ یہ سارے کام کر کے جا چکا ہے۔ اب تو مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ فرمانے لگے: اچھا! اب میں فجر سے پہلے آجاؤں گا۔

اگلے دن عمر رضی اللہ عنہ فجر سے پہلے گئے۔ جا کے پھر دستک دی اور فرمایا کہ میں کام کے لیے آیا ہوں۔ اس نے کہا جو آنے والا تھا یہ تو کام کر کے جا چکا پھر انہوں نے اس بڑھیا سے پوچھا اماں! وہ کون ہے؟ وہ کہنے لگی مجھے تو اس کے نام کا نہیں پتہ میں نے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی شکل نہیں دیکھی۔ وہ آتا ہے، دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، میں پردہ کر لیتی ہوں، وہ یہ سارے کام کر دیتا ہے۔ جب وہ جانے لگتا ہے تو پھر دروازہ کھٹکھٹا دیتا ہے، میں باہر آجاتی ہوں۔ نہ مجھے نام کا پتہ، نہ اس کی شکل کا پتہ ہے۔ وہ بھی عمر بن خطاب تھے فرمانے لگے: اچھا! اب اگلے دن انہوں نے تہجد کی نماز پڑھی اور جا کر راستے میں بیٹھ گئے کہ میں بھی دیکھوں نا وہ کون ہے؟ جو رات کے اندھیرے میں اس بڑھیا کے کام کر کے جاتا ہے۔

انہوں نے دیکھا کہ جب چاروں طرف خاموشی تھی، سب لوگ سوئے ہوئے تھے، بالکل اندھیرا۔ اس وقت ایک آدمی آہستہ آہستہ دبے پاؤں چلتا ہوا، اس بڑھیا کے گھر کے قریب آرہا ہے۔ تو جب وہ قریب آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مَنْ اَنْتَ تو کون ہے؟ تو جواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز آئی کہ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں۔ امیر المومنین رات کے اس وقت میں اس بوڑھی کی خدمت کرنے کے لیے آپ آرہے ہیں۔ اور دیکھا انہوں نے جوتے بھی نہیں پہنے ہوئے ہیں تو پوچھا: امیر المومنین! کیا آپ نے Intentionaly (ارادۃً) جوتے نہیں پہنے یا جوتے تھے ہی نہیں؟ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جوتے تو تھے مگر چونکہ یہ لوگوں کے سونے کا وقت ہے، اس لیے میں گھر جوتے اتار کے آیا کہ میرے جوتوں کی آہٹ سے کسی دوسرے مسلمان کی نیند نہ خراب ہو جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہمدردی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اطلاع ملی کہ ایک قافلہ باہر سے آیا ہے اور مدینے کے باہر انہوں نے خیمے لگا لیے ہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وقت تھا۔ انہوں نے مجھے کہا: آؤ اسلم! ذرا دیکھ کے آئیں کہ وہ کس حال میں ہیں؟ کہتے ہیں کہ ہم وہاں گئے، دیکھا کہ ایک عورت ہے، وہ آگ جلا رہی ہے اور اس نے ہنڈیا

کے اندر کچھ ڈالا ہوا ہے، اس کو ہلا رہی ہے۔ اور اس کے دو بچے کبھی روتے ہیں، کبھی چپ ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے اور پوچھا تیرے بچوں کا کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا: میں کیا بتاؤں؟ میں بیوہ عورت ہوں میرے پاس خرچے کی تنگی ہے میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ میں ان کو کھلا سکوں۔ میں نے لکڑیاں جوڑیں اور آگ جلا دی، پانی چولھے پر چڑھا دیا ہے تاکہ بچے سو جائیں اور میری رات گزر جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو اٹھے اور واپس آئے۔ بیت المال سے ایک بوری آٹے کی لی، کچھ گھی لیا اور اپنے غلام سے کہا: ان کو میری کمر پہ لاد دو۔ اس نے کہا: حضرت! میں ہوں جو سبھی خدمت کے لیے۔ فرمایا: اسلم قیامت کے دن میرا بوجھ تو نہیں اٹھائے گا، مجھے ہی اٹھانا پڑے گا۔ بوری اپنے کندھے پر رکھی اور شہر کے باہر تک اس کو اٹھا کر لے کے آئے۔ اس عورت کے سامنے بوری رکھی اور کہا کہ یہ شہد ہے، یہ گھی ہے اور یہ آٹا ہے تم کچھ بناؤ۔ اس نے کہا: ہاں، میں حلوہ سا بنا لیتی ہوں بچوں کو کھلا دوں گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اچھا میں آگ جلاتا ہوں۔

اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ لکڑیوں میں سے دھواں اٹھ رہا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اس کو پھونکیں مار رہے تھے۔ یہ امیر المؤمنین پھونکیں مار رہے ہیں۔ پھر اس کے بعد حلوہ سا بن گیا میں نے کہا: امیر المؤمنین چلیں بچے خود ہی کھا لیں گے۔ فرمایا: نہیں! ابھی میں نہیں جاتا۔ بچوں نے کھانا کھا لیا، کھیلنے لگ گئے، ہنسنے لگ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ جب اٹھ کر آنے لگے تو مجھے کہنے لگے: اسلم! تمہیں پتہ ہے میں کیوں بیٹھا رہا؟ وہ کہنے لگے کیوں بیٹھے رہے؟ فرمانے لگے میں نے ان بچوں کو اپنی آنکھوں سے روتے ہوئے دیکھا تھا۔ اب میں ان کو اپنی آنکھوں سے ہنستا ہوا دیکھنا چاہتا تھا۔

یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیا ہم نے کبھی یہ سوچا؟ کہ فلاں بندہ ہماری تکلیف

www.besturdubooks.wordpress.com

کی وجہ سے رو رہا ہے، کاش ہم اس کو ہنستا ہوا بھی دیکھ لیں۔ رلانا تو ہمیں یاد ہوتا ہے ہنسانا تو ہمیں یاد نہیں ہوتا اور بات کرو تو ہم سے بڑا مسلمان شاید دنیا میں کوئی نہیں۔ اپنے آپ کو ہم ایسا سمجھتے ہیں۔

میاں اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمدردی:

ممکن ہے کہ کوئی صاحب یہ سوچیں کہ وہ تو بڑی ہستیاں تھی اور ان کے تو اخلاق ہی ایسے تھے کہ اللہ نے قرآن میں تعریف کی ہم آج کل کے لوگ ہیں ہم سے تو کوتاہیاں ہوتی ہیں۔

قریب کے زمانے میں حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان گزرے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے اکابرین میں سے میاں اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور کچھ دن ان کے پاس رہا۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ان کے پاس کھانا کھایا تو انہوں نے مجھے آم بھی کھلائے۔ جب کھانا کھا چکے اور دستر خوان سمیٹنے لگے تو میں نے کہا: حضرت! میں دستر خوان سمیٹ لیتا ہوں۔ فرماتے ہیں: وہ مجھ سے پوچھنے لگے: کیا آپ کو دستر خوان سمیٹنا آتا ہے؟ اب یہ وہ شخصیت تھے جو مفتی بن گئے تھے، تعلیم مکمل ہو چکی تھی۔ اب ایک بندہ جو مفتی بن چکا ہے، وہ اس سے پوچھ رہیں کیا: آپ کو دستر خوان سمیٹنا آتا ہے؟ میں نے کہا: حضرت! آپ بتا دیجیے۔

فرمایا کہ ہاں آؤ! میں تمہیں سکھاتا ہوں۔ یہ جو روٹی کے ٹکڑے ہیں میں ان کو اکٹھا کرتا ہوں اور فلاں جگہ پر ان کو ڈالتا ہوں کیونکہ بلی اور اس قسم کے جاندار اور پرندے یہ روٹی کے ٹکڑے یہاں سے اٹھا کر کھا لیتے ہیں۔ اور دستر خوان کے اوپر چورا (بالکل چھوٹے چھوٹے ذرات) ہوتا ہے۔ میں ان کو اکٹھا کرتا ہوں اور فلاں جگہ پر ڈال دیتا ہوں، کیونکہ وہاں چونٹیاں ہوتی ہیں۔ تو کیڑے مکوڑے ان کو کھا لیتے ہیں۔ اور ہڈیوں کو میں اکٹھا کر لیتا ہوں اور فلاں جگہ ڈھیر پر ہڈیاں ڈالتا ہوں۔ کیونکہ میں

نے کئی دفعہ کتوں کو دیکھا کہ وہ وہاں سے ہڈیوں کو کھا رہے ہوتے ہیں۔ اور یہ جو آم کے چھلکے ہیں، ان کی گٹھلیوں کو تو میں فلاں جگہ ڈالوں گا کیونکہ گٹھلیاں خشک ہو جائیں گی تو محلے کے بچے گٹھلیوں سے کھیلتے ہیں۔ اور یہ جو چھلکے ہیں ان کو میں ایک جگہ نہیں پھینکتا بلکہ کوئی کہیں کوئی کہیں ڈال دیتا ہوں۔ اس لیے کہ اگر ایک جگہ پھینک دوں تو ہمسائے کے بچے جب دیکھیں گے تو سوچیں گے کہ کسی نے آم کھائے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں، ہر ایک کے اندر اتنی استطاعت نہیں کہ وہ اپنے بچوں کو آم کھلائے۔ ان بچوں کے دل میں حسرت ہوتی ہے کہ ہمارے ابو کے پاس بھی اتنے پیسے ہوتے کہ وہ آم لے آتا اور ہم کھاتے۔ تو میں گلیوں میں چل کر ایک ایک چھلکا ڈالتا جاتا ہوں اور اس طرح ان کو بکھیرتا ہوں کہ کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کسی نے آم کھائے ہیں یا نہیں۔

ان کا دستر خوان سمیٹنے کا طریقہ یہ ہوتا تھا۔ اللہ اکبر کبیرا

ان کے بارے میں یہ آتا ہے کہ ایک مرتبہ عشا کی نماز پڑھ کر آ رہے تھے۔ حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر انہوں نے جوتے اتار دیے اور ہاتھ میں پکڑ کر تھوڑا سا آگے چلے اور تھوڑی دور جا کر جوتے پہن لیے۔ انہوں نے پوچھا کہ حضرت آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ جو مکان ہے یہ ایک جسم فروش عورت کا ہے جو کہ غیر مذہب کی ہے۔ (وہ ایسا وقت تھا کہ مسلمان ہندو سب اکٹھے رہتے تھے، ایک محلے میں رہتے تھے) تو فرمانے لگے: جوانی میں اس کے پاس بہت لوگ آتے تھے، اب عمر ڈھل گئی ہے لوگوں کی آمد اس کے پاس کم ہو گئی۔ مجھے عشا کے بعد اس راستے سے گزرنا پڑتا ہے۔ میں قریب آ کر جوتے اس لیے اتار دیتا ہوں کہ اس کے دل میں کہیں آس نہ لگے کہ شاید میرا کوئی کسٹمر آیا ہے۔ میں اس آس سے بھی اس کو بچاتا ہوں۔ میں ننگے پاؤں اس کے مکان کے قریب سے گزرتا ہوں اور آگے جا کر جوتے پہن لیتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جانوروں سے ہمدردی کی تعلیم:

اندازہ لگائیں کہ اللہ والے ایک غیر مسلم جسم فروش عورت کا بھی لحاظ کر لیتے تھے۔ ہم تو گھروں میں نمازی، نیک، پردہ دار بیویوں اور بہنوں کا خیال نہیں رکھتے۔ شریعت نے کہا کہ اگر تم گھر میں جانور بھی پالتے ہو تو ان کے حقوق کا بھی خیال رکھو۔ چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب "بہار العلم" لکھی کہ اگر آپ نے جانور پالنے ہیں تو ان جانوروں کے کیا حقوق ہیں؟ قربان جائیں شریعت کے حسن پر جس نے جانوروں کے حقوق کے بارے میں بھی ایک مستقل علم دے دیا۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے: اگر کوئی بندہ کسی جانور کو پالے مثلاً بلی، پرندہ وغیرہ اور اس کے جانور بھوکے رہیں تو اس بندے کا شمار محسنین (نیکوکاروں) میں نہیں ہوگا۔ کہ ان کا خیال نہیں رکھا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمدردی:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میری اہلیہ نے کہیں جانا تھا رشتہ داروں کے ہاں کسی فنکشن میں۔ اس نے گھر میں مرغیاں پالی ہوئی تھیں تو وہ مجھے بتا گئی کہ آپ نے ذرا مرغیوں کو فلاں وقت میں دانے ڈالنے ہیں۔ اور میں نے اس کو کہہ دیا بہت اچھا۔ لیکن میرا چونکہ روز کا کام نہیں تھا مجھے بھول گیا۔ کہتے ہیں کہ میں اس دوران تفسیر بیان القرآن لکھ رہا تھا۔ میں روزانہ تفسیر لکھتا تھا۔ اب جب میں تفسیر لکھنے بیٹھا تو میرے ذہن میں کوئی مضمون ہی نہیں آرہا، بڑا سوچا، بڑی اللہ توبہ کی۔ لیکن ذہن میں کوئی مضمون آتا ہی نہیں تھا۔ میں سمجھ گیا کہ کوئی نہ کوئی اس کی وجہ ہوگی۔ جب میں نے بیٹھ کر سوچا تو یاد آیا کہ او ہو مرغیوں کو تو صبح دانہ ڈالنا تھا اور دوپہر ہوگئی تھی اور مرغیاں بھوکی تھیں۔ کہتے ہیں کہ فوراً میں مصلے سے اٹھ کر آیا اور اپنی مرغیوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دانہ ڈالا جیسے ہی واپس جا کر بیٹھا فوراً میرے ذہن میں تفسیر کے مضامین آنے شروع ہو گئے۔

ایک زانیہ عورت میں ہمدردی:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کی زانیہ عورت تھی۔اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا جس کی وجہ سے اللہ رب العزت اس کی بخشش کر دی۔

ایک محدث کی ہمدردی:

ایک محدث کے بارے میں ایک واقعہ آتا ہے کہ جب وہ فوت ہوئے۔وہ خواب میں کسی کو نظر آئے۔پوچھا: بتاؤ جی کیا معاملہ بنا؟ کہنے لگے اللہ نے ایک ایسے عمل پہ میری مغفرت فرمادی کہ جو مجھے یاد ہی نہیں تھا۔پوچھا وہ کون سا عمل؟ اس نے کہا میں ایک دفعہ لکھ رہا تھا، میں نے جونہی قلم پر سیاہی لگائی لکھنے کے لیے تو اس پر ایک مکھی آ کر بیٹھ گئی تو میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کہیں یہ مکھی پیاسی تو نہیں۔میں اپنے قلم کو ایک سیکنڈ کے لیے روکا تو وہ مکھی اڑ گئی۔اللہ رب العزت نے فرمایا تو نے میری ایک مخلوق کی پیاس کا اتنا خیال رکھا۔جا جہنم کی پیاس سے تجھے آزاد کر دیا۔مکھی کی پیاس کا خیال رکھنے پر اگر مغفرت ہوتی ہے تو اگر کسی اللہ کے بندے اور بندی کا خیال رکھیں گے تو اللہ رب العزت کا ہمارے ساتھ کیسا معاملہ ہوگا؟ اور آج ہم اس چیز کا بالکل خیال نہیں رکھتے۔الا ما شاء اللہ لہٰذا اگر ہم خیال رکھیں کہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے تو ہمارا معاشرہ بہشت کا نمونہ بن جائے۔کیوں؟ بزرگوں نے لکھا ہے"

بہشتاں جا کہ آرا باشد
کسے را با کسے کار بیاں باشد

بہشت وہ جگہ ہے جہاں تکلیف نہیں ہوگی۔کسی بندے کو کسی دوسرے سے کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

گلہ نہیں ہوگا۔

دین اسلام تو ہمیں دنیا میں ایسی زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے کہ ہمیں دنیا میں جنت کے مزے آجائیں۔ کہنے والے نے کہا:۔

مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے، ڈھا دے جو کچھ ڈھیندا اے
پر کسے دا دل نہ ڈھاویں، رب دلاں وچ رہندا اے

رب دلوں میں رہتا ہے اور ہم سب سے پہلا کام ہی یہی کرتے ہیں۔ تو دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں دوسروں کی دل آزاری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حقوق معاف کروانے کا طریقہ:

ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ اگر ہم کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو کسی کو دکھ بھی نہ دیا کریں، کسی کی تعریف نہیں کر سکتے تو اس کی برائی بھی نہ کیا کریں۔ کسی کے دل کو خوش بھی نہیں کر سکتے تو اس کے دل کو دکھ بھی نہ دیا کریں۔ قیامت کے دن اس کا بھی حساب ہوگا۔ یاد رکھیں! آج زبان سے الفاظ کہہ دینا بہت آسان ہے، کل قیامت کے دن جب اللہ رب العزت جلال میں ہوں گے۔ انبیا بھی تھراتے ہوں گے اس وقت اگر اللہ رب العزت نے پوچھ لیا کہ بتاؤ تم نے فلاں کو کمینہ کیوں کہا تھا؟ فلاں کو ذلیل کیوں کہا تھا؟ تو کیا ہم جواب دے پائیں گے؟ شاید وہاں ہمارے لیے کوئی مشکل بن جائے۔ اس لیے اچھا انسان وہ ہے جو دنیا میں اپنے معاملات کو سمیٹ لے۔

آج کیا ہوتا ہے؟ اگر کوئی فوت ہو جائے تو جنازے کے بعد اس کے وارثوں میں سے کوئی کہتا ہے: او جی! میت ہے اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو وہ اس کو معاف کر دیں۔ بھئی جس کی دل آزاری ہوئی ہوگی، کیا وہ جنازہ پڑھنے آئے ہوئے ہوں گے؟ پہلی بات تو یہی بتائیں۔ اور اگر آئے بھی ہوں تو ایب جو اعلان ہو رہا

ہے تو اس نے زندگی میں معافی کیوں نہ مانگ لی۔ تو بجائے اس کے ہمارے مرنے کے بعد اعلان ہو، اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم خود ہی دوسرے سے معافی مانگ لیں۔

چنانچہ شریعت نے اس کا اچھا طریقہ بتایا۔ اگر آپ کسی سے ملیں تو آپ اسے یوں کہیں کہ بھئی آپ کے میرے اوپر آپ کے بہت حقوق تھے۔ میں کمزور ہوں، حقوق پورے نہیں کر سکا، کوئی کمی بیشی ہو تو آپ معاف کر دیجیے۔ یہ عادت بنا لیں۔ حتیٰ کہ بیوی خاوند سے معافی مانگ لے اور خاوند بیوی سے معافی مانگ لے۔ بھائی بھائی سے معافی مانگ لے، دوست دوست سے معافی مانگ لے۔

ہمارے ایک مہربان تھے۔ ماشاء اللہ ان کی عادت ہی یہی تھی۔ جب بھی کسی سے ملتے تھے اپنی گفتگو کے آخر پر یہی کہتے تھے۔ آپ کے میرے اوپر بڑے حقوق تھے میں کمزور بندہ پورے نہ کر سکا جو بھی کمی کوتاہی رہ گئی ہو تو معاف کر دینا۔ ہم بھی یہی کلمات کہہ دیا کریں۔ اگر دوسرا بندہ مسکرا پڑا یا کہہ دیا کوئی بات نہیں تو اس کے سارے حقوق اس پر معاف ہو گئے۔ اتنا آسان کام ہے۔ ہم اس کو عادت بنا سکتے ہیں۔ اور ہم یہ سمجھیں کہ جن کے ہم نے دل دکھائے ہیں ان سے ہم ضرور ہی معافی مانگ لیں، ورنہ کل قیامت کے دن اگر کسی نے گریبان پکڑ لیا تو پھر جواب دینا وہاں مشکل ہو جائے گا۔ آج وقت ہے ہم اپنے آپ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔

میں اب بات کو سمیٹتا ہوں۔ ذرا توجہ فرمائیے گا۔ زمانۂ طالب علمی کی بات ہے۔ ایک دوست کلاس فیلو تھا۔ دیہات سے شہر میں سکول آتا تھا۔ یہ وہ عمر تھی جس میں ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ دیہات کیسا ہوتا ہے؟ کیا ہوتا ہے؟ یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ گندم پودے پہ لگتی ہے یا درخت پہ لگتی ہے۔ تو ہم اس دوست سے کبھی کبھی دیہات

www.besturdubooks.wordpress.com

کی باتیں پوچھتے تھے کہ دیہات کیا ہوتا ہے؟ ایک دن وہ کہنے لگا: گرمیوں کی چھٹیاں ہو رہی ہیں آپ ایک دو دن ہمارے مہمان بنیں، ہمارے پاس آئیں، ہم آپ کو دیہات کی سیر کروائیں گے۔ خیر ہم نے اپنی امی کو بتایا، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے بھائی کے ساتھ چلے جانا۔ اس چھوٹی عمر میں دو دن کے لیے اس کے پاس دیہات میں جانا ہوا۔

وہاں پر وہ ہمیں فصلیں دکھانے کے لیے لے کر نکلا۔ ہم دیکھ رہے تھے، بینگن کیسے لگتے ہیں؟ مولیاں کیسے لگتی ہیں؟ گاجریں کہاں ہوتی ہیں؟ اتنے میں ہم نے ایک کھیت کے اندر کیا دیکھا کہ گوبر کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اب وہ عمر ہی ایسی تھی میں نے اس سے پوچھا: یار یہ انہوں نے گوبر اکٹھا کیا ہوا ہے، یہ تو گند ہے نجاست ہے، یہ کیوں اکٹھا کر کے رکھا ہوا ہے؟ اس نے کہا: کہ کھیت میں ملائیں گے۔ یہ مجھے اور عجیب بات لگی کہ ان کھیتوں میں تو سبزیاں لگائی ہیں اور یہ ان کھیتوں میں گوبر ڈالے گا، مجھے بہت برا لگا۔ اس نے کہا: یہ ایک کسان ہے، اس کی افادیت اس سے پوچھ لو۔ تو میں نے کسان سے جا کر پوچھا: انکل یہ گوبر آپ کھیت میں ڈالتے ہیں، اس میں تو گاجریں لگتی ہیں۔ اس نے کہا: بیٹے! آپ کو پتہ نہیں میرے لیے یہ **Organic Fertilizer** (قدرتی کھاد) ہے۔ میں جب اس کو کھیت میں ڈالتا ہوں تو اس کھیت کی سبزی کو نیوٹریشن اچھی ملتی ہے تو میری ان چیزوں کی کوالٹی اچھی ہو جاتی ہے، ٹیسٹ اچھا ہو جاتا ہے۔ اس کا سائز بڑھ جاتا ہے۔ خیر اس عمر میں، میں اس بارے میں سمجھ تو نہ سکا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ لیکن اب اِس عمر میں جب کبھی میں اس بات کو سوچتا ہوں۔ تب یہ بات سمجھ میں آتی ہے اور یہ خیال دل میں آتا ہے، اے انسان! جسے ہم پاخانہ کہتے ہیں، گوبر کہتے ہیں، بدبودار سمجھتے ہیں اس کو اگر کسی کھیت میں ڈال دیا جائے تو وہ بھی اس کھیت کی سبزی کو فائدہ پہنچا دیتا ہے۔ اور ہم اگر انسان ہو کر اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ والے بندے کو فائدہ نہ پہنچا سکیں تو پھر ہم اس گوبر اور گند سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ اللہ رب العزت ہمیں صحیح معنوں میں ایک اچھا انسان بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم نیت کرلیں کہ آج کے بعد ہم نے کسی کا دل نہیں دکھانا تاکہ قیامت کے دن ہمارا کوئی گریبان نہ پکڑ پائے۔ اللہ تعالیٰ جو ہم سے پہلے کوتاہیاں ہوئیں ان کو معاف کردے۔ اور آئندہ ایک اچھا انسان بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اَلَّذِیْ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی﴾

(الاحزاب: ۳۰)

وجودِ باری تعالیٰ

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

آج کے زمانے کے دہریے چونکہ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود دہریے ہیں۔ اس لیے ان کی وجہ سے بہت فساد پھیلتا ہے۔ انہوں نے ایسے ایسے سوال تیار کیے ہوتے ہیں کہ عام نوجوانوں کے پاس اس کا جواب نہیں ہوتا۔ جب وہ سوال پوچھتے ہیں تو یہ بیچارے کنفیوز (پریشان) ہو جاتے ہیں۔ یہ ایمان کا معاملہ ہے۔ جتنا پختہ ہوگا اتنا اچھا ہے۔ ذرا سا شک بھی ایمان کے اندر فساد مچا دیتا ہے۔ اس لیے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جب دعا مانگی تو شرک سے پہلے شک سے بچنے کی دعا مانگی۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَ الشِّرْکِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَ سُوْءِ الْاَخْلَاقِ))

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

وجودِ باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
﴿اَلَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى﴾ (طٰہٰ:۵۰)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

شک سے بچنے کی تعلیم:

آج کی اس محفل میں وجودِ باری تعالیٰ کے بارے میں چند باتیں آپ کے گوش گزار کرنی ہیں۔ ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ آج کل نوجوانوں کا ذہن خراب کیا جا رہا ہے، یونیورسٹی کالجوں میں ان کو سائنس کی ایسی چیزیں پڑھائی جاتی ہیں کہ جن سے وہ دین کے معاملے میں شک میں پڑ جاتے ہیں۔ یہ شک انسان کے ایمان کو ضائع کر دیتا ہے۔ اس لیے اللہ رب العزت نے جب فرمایا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ تو پہلے فرمایا لَا رَيْبَ فِيْهِ پھر فرمایا هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ تو شک کی جڑیں پہلے کاٹیں۔ اب جس نوجوان کے دل میں شک ہو کہ جی پتہ نہیں کیا ہے؟ اور کیا نہیں؟ وہ کیا عبادت کرے گا؟ وہ کیا اللہ تعالیٰ کی معرفت پائے گا؟

آج کے زمانے کے دہریے چونکہ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود دہریے ہیں۔ اس لیے ان کی وجہ سے بہت فساد پھیلتا ہے۔ انہوں نے ایسے ایسے سوال تیار کیے ہوتے ہیں کہ عام نوجوانوں کے پاس اس کا جواب نہیں ہوتا۔ جب وہ سوال پوچھتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تو یہ بیچارے کنفیوز (پریشان) ہو جاتے ہیں۔ یہ ایمان کا معاملہ ہے۔ جتنا پختہ ہوگا اتنا اچھا ہے۔ ذرا سا شک بھی ایمان کے اندر فساد مچا دیتا ہے۔ اس لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعا مانگی تو شرک سے پہلے شک سے بچنے کی دعا مانگی۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَ الشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَ سُوْءِ الْاَخْلَاقِ))

دہریوں کو لاجواب کرنے والے سوالات:

آج کل لوگ بڑے آرام سے شک میں آجاتے ہیں۔ پہلے زمانے میں جب لوگ دہریت کے سوال پوچھتے تھے تو ان کے جواب اس دور کے زمانے کے مطابق تھے۔ آج چونکہ سائنسی تحقیقات سامنے آچکی ہیں اس لیے وہ اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے سائنس کو بنیاد بناتے ہیں۔...... آپ ایک نکتہ ذہن میں رکھ لیجیے کہ جب کوئی بندہ آپ سے اللہ رب العزت کے وجود کے بارے میں بات کرے تو سب سے پہلی بات آپ یہ پوچھیں کہ یہ کائنات کیسے بنی؟ ڈرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ Question آپ ان سے پوچھیں کہ یہ کائنات کیسے بنی؟ تو جیسے ہی آپ سوال پوچھیں گے فوراً آپ کو جواب ملے گا کہ مادہ تھا، اچانک ایک دھماکہ ہوا جس کو یہ سائنس کی زبان میں Big Bang Theory کہتے ہیں۔ اچانک دھماکہ ہوا اور پھر آہستہ آہستہ یہ سب کائنات وجود میں آگئی۔

وہ جب بھی یہ بات کریں تو آپ اس کو شروع سے ہی پکڑیں کہ یہ کیوں مفروضہ پیش کر رہے ہو کہ مادہ تھا؟ یہ کیوں مانتے ہو؟ اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوگا۔ اگر آپ نے یہ بات مان لی کہ دھماکہ ہوا تو اس کے بعد اس کے پاس سائنسی ثبوت ایسے ہوں گے کہ وہ آپ کو ہلنے نہیں دے گا۔ اس لیے آپ ان کو پہلے قدم پر پکڑیں۔ جیسے ہی کہیں کہ مادہ تھا تو کہیں کیوں فرض کر رہے ہو کہ مادہ تھا؟ ہم اگر کہہ

دیں کہ شروع سے اللہ تعالیٰ تھے اور انہوں نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہمارے اوپر اعتراض کہ جی اللہ کو کیوں مانتے ہیں۔ اور خود بات شروع کرتے ہیں تو مادے سے شروع کرتے ہیں۔ تمہارا مادہ اندھا بھی، بہرہ بھی۔ ہمارا خدا سننے والا، دیکھنے والا، زندگی والا بھی تو فرق دیکھیں دونوں میں کتنا زیادہ ہے؟

تو جب بھی ہو تو پہلا سوال یہ پوچھیں کہ کائنات کیسے پیدا ہوئی؟ تو وہ شروع اسی سے کرے گا کہ Matter (مادہ) موجود تھا اور اسی سائیڈ پہ اس کو پکڑ لو کہ کیوں کہہ رہے ہو کہ مادہ موجود تھا؟ یہ ان کا سب سے کمزور پوائنٹ ہے۔ اگر آپ نے اس پوائنٹ کو نہ پکڑا تو پھر وہ سائنسی وضاحتیں پیش کرتا پھرے گا اور آپ پریشان ہو جائیں گے تو اس لیے پہلے قدم پر اس سے یہ پوچھیں کہ یہ کائنات کیسے بنی؟ اور اسی نکتے پہ اس کو پکڑ لیں تو اس کے پاس آگے کرنے کے لیے کوئی بات نہیں ہوگی۔

یہ لوگ عام طور پر ایک Question کرتے ہیں۔ جیسے میں نے آپ کو بتایا کہ آپ اس سے Question کریں انہوں نے بھی Question بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔

...... عام طور پر سائنس پڑھنے والے کہتے ہیں کہ جی ہم تو دیکھ کر مانتے ہیں، سائنس دیکھ کر مانتی ہے، خیالی باتوں کو نہیں مانتی۔ تو اگر خدا ہے تو ہمیں دکھا دو کہ کہاں ہے؟ جب یہ Question کریں کہ دکھا دو کہ خدا کہاں ہے؟ اس کی شکل کیسی؟ اس کا رنگ کیسا؟ ہم تو دیکھ کر مانیں گے۔ تو اس کے جواب میں اس کو ہمیشہ ایک بات کہیے کہ انسان زندہ ہے یا نہیں؟ وہ کہے گا زندہ ہے۔ یہ زندہ روح کی وجہ سے ہے یا نہیں؟ وہ کہے گا روح کی وجہ سے۔ تو آپ اس سے کہیں کہ ہمیں روح دکھا دو کہ وہ کہاں ہے؟ بہت سادہ سا سوال اور بڑا سادہ سا جواب ہے اس کا۔ اس کو کہو کہ ایک زندہ آدمی لیٹا پڑا ہے اور ایک مردہ آدمی لیٹا پڑا ہے تو ظاہر میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

جو چیز نکل گئی اس کا رنگ بھی نظر نہیں آتا۔ پکڑ بھی نہیں سکتے تو وہ روح کو بن دیکھے مانتے ہیں۔ اگر روح انسان کے جسم کے قیام کا سبب ہے تو اللہ رب العزت کی ذات بھی اس ساری کائنات کے قیام کا سبب ہے۔ یہ بن دیکھے روح کو مانتے ہیں ہم بھی بن دیکھے خدا کو مانتے ہیں۔

تو جب یہ کہیں نا کہ ہم تو دیکھ کر مانتے ہیں تو یہ جھوٹ بول رہے ہوں گے۔ لیکن چونکہ سامنے والے کو پتہ نہیں ہوتا کہ ان کو پکڑنا کہاں پہ ہے؟ اس لیے پھر ہمارے نوجوان شک میں پڑ جاتے ہیں۔ تو وہ دیکھنے کی بات کریں آپ اس سے پوچھیں ہر چیز نظر تو نہیں آتی نا، کچھ چیزیں محسوس بھی تو ہوتی ہیں۔

اچھا ایک آدمی کہتا ہے کہ مجھے درد ہے کبھی کسی کو درد نظر آئی؟ چھوٹی؟ بڑی؟ لمبی؟ چوڑی؟ کسی نے درد دیکھا ہو جاتا ہوا یا آتا ہوا؟ مانتے سب ہیں۔ تو درد کو کیوں مانتے ہیں؟ اس لیے کہ جسم گواہی دے رہا ہوتا ہے۔ ہم بھی اسی طرح خدا کو مانتے ہیں کہ ہمارا دل گواہی دے رہا ہوتا ہے، درد نظر نہیں آتا مگر موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح پروردگارِ عالم بھی نظر نہیں آتے مگر موجود ہوتے ہیں۔

...... ایک سوال جس کا جواب کبھی بھی نہیں دے سکتے وہ یہ کہ، ان سے پوچھا جائے کہ جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے جانوروں کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے، پرندوں کا انڈوں سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کو انڈوں میں اور ماں کے پیٹ میں فطری ہدایت کون دیتا ہے؟ فطری ہدایت کا کیا مطلب؟ کہ ہر چیز کو زندگی گزارنے کا اللہ نے طریقہ بتا دیا۔ مثال سن لیجیے:

دو انڈے ہیں: ایک بطخ کا اور ایک مرغی کا۔ دونوں انڈوں کو آپ بطخ کے نیچے رکھ دیں تو چند دنوں کے بعد ان میں سے بچے نکل آئیں گے۔ بطخ کے بچے کو اٹھا کر پانی میں پھینکیں تو وہ تیرنے لگ جائے گا اور مرغی کے بچے کو اٹھا کر پھینکیں گے تو وہ

ڈوب جائے گا۔ کیوں ؟ مرغی خشکی کا پرندہ ہے اور بطخ پانی کا ۔ جو جہاں زندگی گزارنے والا تھا اس کو اللہ نے اس کے متعلق فطری ہدایت دے دی۔ تو یہ فرق کیوں ہے؟ دیکھنے میں تو انڈے ایک جیسے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی﴾ (طٰہٰ:۵۰)

''وہ پروردگار جس نے ہر چیز کو وجود بخشا اور پھر اسے ہدایت عطا فرمائی''

مکڑی کا بچہ جیسے ہی پیدا ہوتا ہے۔ پیدا ہونے کے تھوڑی دیر بعد جالا بننا شروع کر دیتا ہے۔ اگر انسان عقل استعمال کر کے سوچے کہ اس بچے کو ماں کے پیٹ میں جالا بننا کس نے سکھایا؟

مخلوقاتِ عالم اور فطری ہدایت:

تو یہ چیزیں اللہ رب العزت کے وجود کو ثابت کرتی ہیں کہ وہ ایک ایسی ذات ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور جس کو جو ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی فطری ہدایت بھی عطا فرمادی۔ مچھلی نے کبھی تیرنا سیکھا؟ اس لیے کہ پانی میں اس کی زندگی گزرنی تھی جو نیا بچہ مچھلی کا پیدا ہوتا ہے وہ تیرنا جانتا ہے۔ جو بچہ پرندے کا پیدا ہوتا ہے وہ اڑنا جانتا ہے۔ ہم لوگ تو ڈرائیور سے کئی کئی مہینے گاڑی چلانا سیکھتے ہیں اور وہ بھی کہیں نہ کہیں ڈینٹ ڈال کے سیکھتے ہیں تو اگر پرندوں کو بھی اڑنا اسی طرح سیکھنا پڑتا جس طرح ہمارے پائلٹ جہاز اڑانا سیکھتے ہیں تو ان بیچاروں کا کیا بنتا؟ پروردگار عالم نے ان کو فطری ہدایت عطا فرمادی یہ فطری ہدایت اللہ رب العزت نے عطا کی ہے۔

قرآن مجید میں قدرت کی نشانیاں:

قرآن مجید سے پوچھیں تو ایک آیت قرآن مجید کی ایسی ہے کہ بات اس میں

صاف کردی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ

زمین میں بھی نشانیاں ہیں یقین کرنے والے لوگوں کے لیے تمہارے اپنے اندر بھی تم بصیرت رکھتے ہو۔

آفاق میں قدرت کی نشانیاں:

انسان اگر باہر دیکھے تو بھی اسے اللہ کی نشانیاں ملتی ہیں۔

مثال کے طور پر:

◉......سورج کا زمین سے جتنا فاصلہ ہے اگر آدھا فاصلہ ہوتا تو زمین کے اوپر کوئی سبزہ باقی نہ رہ سکتا۔ اتنی گرمی ہو جاتی اور اگر دگنا ہوتا جتنا اس وقت ہے تو زمین پہ کوئی فصل پک ہی نہ سکتی ہر وقت برف جمی رہتی۔ وہ کون سی ذات ہے جس نے سورج کا فاصلہ زمین سے اتنا رکھا کہ ہمارے پھل بھی پکتے رہیں، سبزیاں بھی پکتی رہیں، سورج کی دھوپ سے نباتات نے جو حصہ حاصل کرنا ہے وہ آسانی کے ساتھ حاصل کر لیتے ہیں۔

◉......زمین اپنے محور کے گرد ایک ہزار میل فی گھنٹہ کے حساب سے گھومتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ گاڑی جو ہوتی ہے نا اس کے کئی مرتبہ جو پہیے ہوتے ہیں وہ غیر متوازن ہو جاتے ہیں۔ تو گاڑی میں بیٹھے ہوئے آدمی کو محسوس ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ بھئی آپ اپنے پہیے کو ٹھیک کرالیں تو وہ وہیل بیلنسنگ کرواتے ہیں۔ جو گاڑی بھاگے سو میل کے فاصلے سے اس میں چند گراموں کے وزن کا فرق آجائے تو اتنا ہلتی ہے اور زمین تو بھاگ رہی ہے 1000 میل فی گھنٹہ کے حساب سے اس کی بیلنسنگ کتنی پرفیکٹ ہوگی۔ کوئی اندازہ لگا سکتا ہے؟ سوچ سکتا ہے کوئی؟ ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا کہ زمین چل بھی رہی ہے یا نہیں؟ تو کس ذات نے اس زمین کو اتنا پرفیکٹ

Balance کیا؟ وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے۔

ڈارون تھیوری کا کھوکھلا پن:

دہریے عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ مخلوق خود بخود پیدا ہوگئی۔ ایک تھیوری ہے جس کا نام ہے Evolution Theory (ایوولیوشن تھیوری) اب تو خیر اس کو سائنسدانوں نے خود ہی Reject کر دیا ہے۔ ہمارا کام انہوں نے کر دیا لیکن کسی زمانے میں یہ ڈارون تھیوری کی بہت پذیرائی ہوئی تھی۔ یہ کیا چیز ہے؟

وہ کہتے ہیں کہ پانی تھا۔ مچھلی بنی۔ مچھلی سے اوپر چلتے چلتے بالآخر بندر بنا اور پھر بندر سے انسان بنا یہ ان کی Logic ہے۔ اس کو ایوولیوشن تھیوری کہتے ہیں۔

ہر دہریہ آپ کو یہ جواب دے گا لیکن اس میں دو باتیں بڑی اہم ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ایک Stage (مرحلہ) سے دوسری Stage (مرحلہ) کا جو جاندار بنا تو ہزاروں سال لگے اور ہزاروں سال کے بعد اگلا جانور بنا۔ ہزاروں سال کی بات کرتے ہیں لیکن جب بندر سے انسان بنا تو کہتے ہیں وہ بس تھوڑے سے وقت میں بن گیا، تو ان سے ایک Question پوچھنا ضروری ہوتا ہے کہ انسان کے جسم کے باقی اعضاء کا بننا آسان ہے مگر دماغ کا بننا سب سے مشکل ہے۔ انسان کے جسم میں سب سے زیادہ Complicated (پیچیدہ) چیز اس کا دماغ ہے، جس نے پورے جسم پر کنٹرول کرنا ہے۔

اب باقی اعضا کے وجود میں آنے میں تو ٹائم بہت سارا لگا۔ اور کہتے ہیں عقل کے بننے میں ٹائم بہت تھوڑا لگا۔ تو آپ یہ بات ان سے پوچھا کریں کہ یہ بتاؤ بھائی! انسان کی عقل جو سب سے زیادہ Complicated (پیچیدہ) ہے اس میں تو بہت زیادہ وقت لگنا چاہیے تھا۔ لیکن کہتے ہیں کہ جی وہ بس تھوڑی دیر میں بن گئی۔ آپ ان سے پوچھیں تو یہ درمیان میں ایک بات کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ جی Missing

www.besturdubooks.wordpress.com

Link ہے۔ یعنی جب یہ تفصیل پیش کرتے ہیں کہ اس سے یہ بنا اس سے وہ بنا۔ اس سے یہ بنا اب بندر سے انسان بنا تو درمیان میں یہ کہتے ہیں کہ اس میں Missing Link ہے۔ Missing Link کے بغیر ان کا کام چل ہی نہیں سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے بتلا دیا کہ بندر سے انسان نہیں بنے بلکہ انسانوں کو جب بگاڑ دیا گیا شکلیں مسخ کر دی گئیں تو اللہ نے ان کو بندر بنا دیا۔

اب دیکھو چودہ سو سال پہلے تو اس تھیوری کا نام و نشان ہی نہیں تھا۔ اس وقت یہ کیوں نہیں کہا گیا کہ انسانوں کو ہاتھی بنا دیا یا گدھا بنا دیا۔ یا انسانوں کو بیل بنا دیا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ان سے ناراض ہوئے ﴿فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾ ہم نے کہا ہو جاؤ پھٹکارے ہوتے بندر۔

جس سائنسی نکتہ نظر سے یہ دیکھتے ہیں کہ انسان اور بندر کے درمیان کچھ چیزیں Common (مشترک) ہیں۔ اور Common تو ہوتی ہیں۔ دیکھو بھئی! انسان جب بگڑے گا تو بگڑ کے جو کچھ بنے گا، کچھ نہ کچھ تو اس کی اور اس کی نسبت رہے گی نا آپس میں۔

تو قرآن مجید میں تو پہلے بتا دیا کہ بندر انسان نہیں بنا بلکہ اللہ رب العزت نے نافرمان انسانوں کو بندر بنا دیا۔

قانونِ قدرت اور اس کا کمال:

آج کل اکثر لوگ یہ بات کرتے ہیں کہ جی اب تو سائنس اتنی Advance ہو گئی ہے کہ آپ اگر جا کر ڈاکٹروں سے کہیں مجھے بیٹا چاہیے تو وہ آپ کو بیٹا دیں گے۔ یہ بات ٹھیک ہے لیکن اس میں سائنسدانوں کا کیا کمال؟ انہوں نے کیا کیا؟ اللہ رب العزت کا جو بنایا ہوا نظام ہے۔ اس کو Study کیا کہ بیٹے کی ولادت کیسے ہوتی ہے اور بیٹی کی ولادت کیسے ہوتی ہے؟ اور اس نظام کو Study کرنے کے بعد جو بیٹے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بنانے کا نظام تھا اس کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں اور بالآخر انسان کو بیٹا ملتا ہے تو اس صورت حال میں ہمیشہ ایک بات ان کو یہ کہیں کہ بھئی! اللہ رب العزت کے قانون کو Study کر کے اس کے مطابق کوئی چیز بنا لینا، یہ اللہ کا کمال ہے، تمہارا نہیں ہے۔ ہم تو تب مانیں گے جب ان قوانین کو ایک طرف رکھ کے اپنے قانون بناؤ اور اس کے مطابق کوئی چیز بنا کے دکھاؤ، بات سمجھ گئے نا جی؟ اگر قانون خداوندی ہی کو استعمال کرنا ہے تو تمہارا کیا کمال ہے۔ ہم تو تب مانیں گے کہ اگر ان قوانین کو ایک طرف کر دیں اپنا کوئی قانون بنائیں۔ اور اس کے مطابق خود بچہ بنا کے دکھائیں۔

ویسے ہی دنیا میں کئی چیزیں انسان بن دیکھے مان لیتا ہے۔ کچھ لوگ چاند سے ہو کر آئے، دنیا مان ہی لیتی ہے ناں؟ چاند سے ہو کر آئے وہ ان کے ساتھ تو نہیں گئے ہوتے، تو بن دیکھے بھی انسان گواہی دیتا ہے۔

ایک دہریے کی سرزنش:

مجھے ایک شہر میں جانا پڑا تو وہاں ایک وکیل تھا وہ دہریہ تھا۔ اس کے والد اس کو لے آئے۔ خیر کچھ دیر بات چیت ہوتی رہی۔ وہ کہنے لگا جی میں تو بن دیکھے کوئی چیز نہیں جانتا ہمیشہ دیکھ کے مانتا ہوں۔ اس کو سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ سمجھنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ تو جب میں نے دیکھا کہ یہ سمجھنے کو تیار نہیں تو میں سمجھ گیا کہ یہ ٹیڑھی سے کھیر نکلے گی۔ میں نے کہا پکی بات ہے کہ بن دیکھے کسی چیز کو نہیں مانتے؟ کہتا نہیں جی میں نہیں مانتا۔ میں نے اسے خوب پکا کر لیا۔ پکا کرنے کے بعد میں نے کہا: یہ آپ کے ساتھ کون بیٹھے ہیں؟ کہنے لگا: جی! یہ میرے والد گرامی ہیں۔ میں نے کہا: اس کو جو والد سمجھتے ہو تو دیکھ کے مانا ہے یا بن دیکھے مانا ہے؟ اب اس کے والد صاحب بھی اس پر گرم ہو گئے کہ دیکھا تو بڑا منحوس ہے۔ اس کو بڑی مصیبت پیش آئی میں نے کہا کہ آپ نے کوئی والدہ سے Proof (ثبوت) مانگا تھا؟ ماں نے کہہ دیا کہ بیٹا یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے ابو ہیں اور ہم نے مان لیا۔ اور ساری زندگی اپنے والد کی جگہ پر ان کا نام لکھتے آئے۔ تو دنیا میں کئی چیزیں انسان بن دیکھے کسی کی گواہی پہ مان لیتا ہے۔

اگر ہم نے ماں کی گواہی دینے پر اپنے والد کو مان لیا تو پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی پہ اللہ کے وجود کو کیوں نہیں مانتے؟ ہماری ماں تو جھوٹ بھی بول سکتی ہے۔ انسان ہے لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق اور امین تھے۔

کارخانۂ قدرت کو سمجھنے کا حکم:

اسلام وہ دین ہے جو انسان کو آنکھیں کھول کر ادھر ادھر عبرت کی نظر ڈالنے کا حکم دیتا ہے۔ فرمایا:

﴿سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا﴾ (العنکبوت: ۲۰)

زمین میں سیر کرو اور دیکھو عبرت کی نظر سے۔

اور فرمایا:

﴿ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾ (الغاشیۃ: ۱۷)

کیوں نہیں یہ غور کرتے کہ اس اونٹ کو کیسے پیدا کیا گیا ہے؟

تو اسلام تو خود چاہتا ہے کہ لوگ عبرت کی نظر ڈالیں اور اس کارخانہ قدرت کے نظام کو سمجھیں۔

بالوں کے اگنے میں قدرت کی جلوہ آرائی:

اللہ رب العزت کے وجود کی اتنی دلیلیں آپ ان کو دے دیں جو کہتے ہیں کہ جی خود بخود پیدا ہوا۔ پھر خود بخود کا قانون تو ایک جیسا ہونا چاہیے اگر انسان خود بخود بنا تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے جسم پر جہاں بھی بال ہیں ان بالوں کے بڑھنے کی رفتار ایک جیسی ہونی چاہیے، لیکن

www.besturdubooks.wordpress.com

......داڑھی کے بال اور رفتار سے بڑھتے ہیں

......سر کے بال اور رفتار سے بڑھتے ہیں

......پلکوں کے بال اور رفتار سے

......انسان کی بھنوؤں کے بال اور رفتار سے

......بازوؤں کے اوپر بال اور رفتار سے

اب یہ بتائیں کہ انسان کے جسم میں بال ہیں اور ہر ہر بال کی نشو ونما کو جو مختلف تناسب اللہ نے دیا یہ اللہ کے سوا کون اور کر سکتا ہے؟

ورنہ تو یہ قانون ہوتا کہ ایک رفتار سے بال بڑھتے تو اگر پلکیں بھی سر کے بالوں کی رفتار سے بڑھتیں تو کتنی خوبصورت ہوتیں اور بھنویں بھی سر کے بالوں کے حساب سے بڑھتیں تو ماشاء اللہ انسان تو اچھا بھلا بھوت نظر آتا۔ اور بازوؤں کے بال بھی سر کے حساب سے بڑھتے جیسے سر کے بال بڑھتے ہیں۔ ہر ہر جگہ کے بالوں کو بڑھنے کے لیے مختلف رفتار دینا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی پیچھے ذات ہے جو اس کو کنٹرول کر رہی ہے اور بال بڑھتے ایسے ہیں کہ انسان خوبصورت نظر آتا ہے۔

ہڈیوں کے بڑھنے میں قدرت کی کارفرمائی:

اچھا! اگر سارے جسم کی ہڈیاں ایک جیسی بڑھتیں تو؟ بچے کی ایک ٹانگ ایک شروع میں ایک فٹ ہوتی ہے، جوان ہو جاتا ہے تو پھر یہ کئی فٹ بڑی ہو جاتی ہے۔ اگر ہر چیز اسی رفتار سے بڑھتی تو شروع میں جتنے کان تھے ان کو چھ گنا بڑا ہونا چاہیے تھا۔ تو چھ گنا کان ماشاء اللہ کتنے بڑے ہوتے۔ ٹانگ کی رفتار بڑھنے کی یہ تھی کہ وہ کئی فٹ لمبی ہو گئی۔ ہڈی تھی کئی فٹ لمبی ہو گئی۔ اگر دانت بھی اسی رفتار سے بڑھتے تو انسان تو شاید منہ بھی اپنا بند نہ کر پاتا۔ وہ کون سی ذات ہے؟ جس نے دانت کی ہڈی کو اور رفتار سے بڑھایا، سر کی ہڈی کو اور رفتار سے بڑھایا، جس کی جتنی ضرورت تھی ایسے

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑھاپا کہ انسان خوبصورت نظر آتا ہے۔ تو وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے۔

شکلوں کے تفاوت میں قدرت کے کرشمے:

اور پھر مزے کی بات یہ کہ پروردگارِ عالم نے ہر انسان کو پیدا کیا۔ دیکھو یہ چند Organs (اعضا) ہی ہیں نا؟ آنکھیں ہیں، ناک ہے، منہ ہے، پیشانی ہے۔ چار پانچ چیزوں کے اندر انسان کا نقشہ بنایا۔ اربوں انسان ہیں مگر ہر انسان دوسرے سے جدا نظر آئے گا۔ آپ اگر کسی پینٹر کو کہیں کہ کچھ شکلیں بناؤ تو وہ دس پندرہ بنانے کے بعد ایک جیسی بنانی شروع کر دے گا۔ اس لیے کہ وہی آنکھیں، وہی ہونٹ، وہی ناک چند چیزیں ہی تو ہیں تو بناتے بناتے وہ ایک جیسی بنانی شروع کر دے گا۔ اللہ رب العزت وہ ذات ہے کہ اربوں انسان دنیا میں ہیں مگر ہر انسان کا چہرہ دوسرے سے جدا ہوتا ہے۔ ہر انسان کا چہرہ دوسرے سے جدا، بلکہ ہر انسان کے انگوٹھے کی جو لکیریں ہیں وہ دوسرے سے جدا ہوتی ہیں۔ یہ کس ذات نے ایسا کیا؟

اگر چیزیں خود بخود بنتیں تو شکلیں بھی ایک جیسی ہوتیں۔ ہر ایک کو مختلف شکل جو عطا کی تو یہ میرے پروردگار کا کام ہے۔ وہی زمین ہے اور وہی پانی ہے۔ ایک پھول کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ ایک کا نیلا ہوتا ہے، ایک کا پیلا ہوتا ہے۔ مختلف پھل زمین سے نمکیات لیتے ہیں۔ ہر ایک کا ذائقہ جدا ہوتا ہے۔ تو ایک زمین اور ایک پانی ہے مختلف چیزوں کو پیدا کر دینا یہ اللہ رب العزت کا کام ہے۔

وجودِ باری تعالیٰ کی ایک انوکھی دلیل:

کسی نے پوچھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے وجود کو کیوں مانتے ہیں؟ کہنے لگے دیکھو! شہتوت کا پتہ تھا اس کو بکری نے کھایا تو دودھ بنا۔ ہرن نے کھایا تو اس میں نافے میں مشک بنا۔ ریشم کے کیڑے نے کھایا تو ریشم بنا۔ شہد کی مکھی نے کھایا تو شہد بنا۔ ایک ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

پتہ ہے۔مختلف جاندار اس کو کھا رہے ہیں اور ان میں سے مختلف چیزیں بن رہی ہیں تو انسان بھی کبھی ایسی دس پندرہ مشینیں بنا لے ناں کہ اس میں پتے اور پانی ڈال دے، پھر اس میں سے شہد نکل رہا ہو۔اور دوسرے میں پتے اور پانی ڈال دے، اس میں سے دودھ نکل رہا ہو۔اور تیسری میں سے مشک نکل رہا ہو اور چوتھی میں سے ریشم بن کے نکل رہا ہو۔انسان ایسی مشین بنا سکتا ہے؟ نہیں بنا سکتا۔تو یہ پروردگارِ عالم نے بنائی ہیں۔اس لیے اللہ رب العزت کے وجود کو ہم مانتے ہیں اور ٹھوس جانتے ہیں۔ اس میں کوئی کچی بات نہیں ہے۔

پختگی کس کے ایمان میں ہے؟

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے وجود پر سو دلائل لکھے ہیں۔ایک مرتبہ جا رہے تھے تو شیطان نے کہا جی سناؤ! کیا کام کیا؟ تو کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کے وجود پر سو دلائل جمع کیے ہیں۔وہ کہنے لگا: یہ کیا بات ہوئی، مجھے بیان کرو میں دلیلیں توڑ دوں گا۔انہوں نے کہا کہ نہیں جی! میرا ایمان بہت پکا ہے۔کہنے لگا: مناظرہ کرنا ہے تو کر لو، پھر اس نے کہا دیکھو آپ کا ایمان کچا اور یہ جو دیہاتی ہے اس کا ایمان زیادہ پکا ہے۔وہ کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ سو دلائل میں نے لکھے ہیں، عالم میں ہوں اور تو کہتا ہے کہ آپ کا ایمان کچا اور یہ جو دیہاتی جا رہا ہے اس کا ایمان پکا۔انہوں نے کہا: بات سمجھ میں نہیں آئی۔تو اس نے کہا: ابھی آپ کو دکھاتا ہوں۔وہ شیطان دیہاتی کے پاس گیا اور جا کے اسے کہتا ہے کہ خدا موجود نہیں ہے۔اس نے جوتا اتارا اور کہا: تیری ایسی تیسی۔شیطان بھاگا وہاں سے اور آ کے کہتا ہے کہ دیکھا اس کا ایمان پکا ہے ناکہ اس نے سننا ہی گوارا نہیں کیا اور آپ نے تو سن لیا اور بحث کے لیے تیار ہو گئے۔میں کوئی زیادہ وزنی دلیل دیتا تو آپ چپ ہو جاتے اور بات مان لیتے تو آپ کا ایمان کچا اور اس دیہاتی کا ایمان پکا۔تو ایمان ایسا مضبوط ہونا چاہیے۔اس لیے کہ اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت کے وجود کا ایمان جتنا ہمارے دل میں پکا ہوگا اتنا ہی پھر ہم اس کی رضا کے لیے عمل کریں گے۔

کدو بڑا اور آم چھوٹا پیدا کرنے میں حکمت:

کسی نے دیکھا کہ ایک بیل ہے اور اس کے اوپر بڑے بڑے کدو لگے ہوئے ہیں۔ اتنے بڑے بڑے کدو اور پتلی سی بیل۔ آگے گیا تو اس نے ایک آم کا درخت دیکھا۔ اتنا بڑا درخت اور چھوٹے چھوٹے آم۔ اس کو نیند آ رہی تھی۔ وہ وہاں لیٹا اور کہنے لگا کہ لوگ اللہ کو مانتے ہیں مگر اللہ کے تو کام بڑے بے ڈھنگے ہیں (نعوذ باللہ)۔ اتنا بڑا کدو اور چھوٹی سی بیل اور اتنا بڑا درخت اور چھوٹا سا آم۔ کام کا سلیقہ ہی نہیں۔ یہ سوچتے ہی سو گیا۔ بیچارہ سویا ہوا تھا کہ اوپر سے کسی پرندے نے جو آم گرایا تو اس کی کنپٹی پہ لگا۔ اٹھ کے دیکھا تو کہا: یا اللہ! تیرے کام بڑے اچھے ہیں۔ اگر اس درخت کے اوپر کدو کے برابر آم لگتے تو میرا کیا بنتا۔ جب ٹھوکر لگتی ہے تو ان کو بھی بات سمجھ آ جاتی ہے۔ چاہیے کہ وہ اپنے دل کو سمجھائیں کہ ہم اللہ رب العزت کے وجود کو مانتے ہیں اور اس میں کوئی ذرہ برابر شک نہیں کرتے۔ کہہ دیں کہ انسان کئی چیزوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ کتنی چیزوں پہ ہم بن دیکھے ایمان لائے۔

ایمان کی حفاظت کی فکر:

یہ اللہ رب العزت کے وجود کے بارے میں دل میں پکا معاملہ ہو کہ اللہ رب العزت نے ہمیں پیدا کیا اور ایک دن ہم نے اس کے حضور پیش ہونا ہے اس کے لیے تیاری کرنی ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کیجیے۔ انسان کے پاس سب سے قیمتی چیز اس کا ایمان ہوتا ہے۔ ایمان سے زیادہ قیمتی چیز اور کوئی نہیں۔ اس ایمان کی خاطر انسان اپنی جان بھی دے دیتا ہے تو شہید کہلاتا ہے۔ تو ایمان ہمارے پاس ایک نعمت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اس نعمت کو اور بڑھانا چاہیے۔ اگر کوئی پوچھے کہ تم مسلمان ہو تو بالکل تسلی سے جواب دیا کریں کہ الحمد للہ ہم اللہ رب العزت کے وجود کو مانتے ہیں۔

ہم قدرت کا مطالعہ کیسے کریں؟

ایک سائنس دان لارڈ کیلون گزرا۔ اس نے لکھا کہ تم جتنا بھی غور کرتے چلے جاؤ گے بالآخر تمہیں اللہ تعالیٰ کے وجود کو ماننا پڑے گا۔ اور ایک اصول یاد رکھیں کہ اگر آپ اللہ کی نشانیوں کو دیکھنا چاہتے ہیں، تو **Go in details** (تفصیل میں جاؤ) ظاہر ہے موٹا موٹا دیکھیں گے تو نشانیاں نظر نہیں آئیں گی لیکن جس قدر آپ اس میں غور کرتے چلے جائیں گے۔ اور اس کی تفصیل کھلتی جائے گی اتنا ہی دل سے آواز نکلے گی کہ اللہ تو موجود ہے، جس نے کائنات کو پیدا کیا۔

چونکہ ہم نے مختلف اعمال اور عنوان کے اوپر آپ کو مختلف باتیں سمجھائی ہیں اور یہ اللہ رب العزت کے وجود کو معاملہ اتنا بنیادی ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کے ذہنوں میں اس قسم کے سوالات ہوتے ہیں تو ذہن میں بات آئی کہ اس کو بھی ذرا صاف کر دیا جائے تاکہ اگلی پچھلی باتیں سمجھنی آپ کے لیے آسان ہو جائیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اس ایمان کو مزید بڑھانے اور چمکانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ حضرات جو اپنے گھروں سے یہاں تشریف لائے آپ کا آنا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ رب کریم ان راتوں میں ہمیں رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کی رات میں عبادت کی سعادت نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دیگر کتب

- خطبات فقیر (چوبیس جلدیں)
- مجالس فقیر (سات جلدیں)
- مکتوبات فقیر
- تصوف وسلوک
- عشقِ الٰہی
- عشقِ رسول
- حیاتِ حبیب
- باادب بانصیب
- لاہور سے تا خاک بخارا وسمرقند (سفرنامہ)
- قرآن مجید کے ادبی اسرار ورموز
- نماز کے اسرار ورموز
- رہے سلامت تمہاری نسبت
- حیاء اور پاکدامنی
- دوائے دل دل
- تمنائے دل
- سکونِ دل
- سکونِ خانہ
- عمل سے زندگی بنتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

- اللہ والوں کے تڑپا دینے والے واقعات
- مجالسِ فقیر (مبوب)
- مہلک روحانی امراض
- گھریلو جھگڑوں سے نجات
- مثالی ازدواجی زندگی کے رہنما اصول
- اولاد کی تربیت کے سنہری اصول
- سوئے حرم
- میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں
- محسنینِ اسلام
- شرم وحیا
- ایمان کی اہمیت
- علمِ نافع
- زبدۃ السلوک
- مغفرت کی شرطیں
- کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے
- پریشانیوں کا حل
- دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات
- یہ رشتہ ہمیشہ سلامت رہے گا
- زلزلہ

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبہ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 0477-625454
- دار المطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بارزار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 041-7224228
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- مکتبہ دار الاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539
- مکتبہ الشیخ 445/3، بہادر آباد، کراچی 021-4935493
- دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- مکتبہ علمیہ، دوکان نمبر 2 اسلامی کتب مارکیٹ: نوری ٹاؤن کراچی 021-4918946
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

0300-834893 , 051-5462347

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد چوبیس

- محبتِ الٰہی کے فطری تقاضے
- حسن بے مثال
- معرفت کے موتی
- منافق کا انجام
- جنگل کی سیر
- اپنی غلطیوں کو پہچاننا

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ، فیصل آباد

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبات فقیر (۲۴)

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

مرتب

حضرت مولانا محمد حنیف نقشبندی

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجب رجب رجب

© جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب	خطباتِ فقیر ⑨
از افادات	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ
مرتب	حضرت مولانا محمد حنیف نقشبندی
ناشر	مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
اشاعت دوم	جون 2010ء
تعداد	گیارہ سو
سرورق	حافظ انجم محمود
کمپوزنگ	دارالمطالعہ حاصل پور 062-2442059

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

عرض ناشر	15
پیش لفظ	17
محبت الٰہی کے فطری تقاضے	19
اقتباس	20
جسم کا فطری تقاضا	21
روح کا فطری تقاضا	22
طفل شیر خوار اور حصول علم	22
آئیڈیل کی تلاش	23
ایڈلر کا نظریہ	24
فرائڈ کا نظریہ	24
میکڈوگلڈ کا نظریہ	25
مارکس کا نظریہ	25
قول فیصل	25
ہر بندہ اللہ کو مانتا ہے	26
دل کی بھوک پیاس مٹانے کی بے قراری	26
محبت الٰہی کے جذبے کی پہچان کیسے ہوتی ہے	27
دنیا و آخرت کی سب سے بڑی نعمتیں	29
نور ایمان کی افادیت	29
تین عجیب باتیں	30
پہلی بات	30
دوسری بات	30
تیسری بات	30
پتھر جیسے دل کو موم کرنے کا نسخہ	31
انقلاب آفرین نام	31
دنیا کی محبت کو ختم کرنے کا نسخہ	32
غفلت سے بچنے کا حکم	33

www.besturdubooks.wordpress.com

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولین	33
مخلوق کی محبت کا دائرہ کار	34
جو دلوں کو فتح کرلے	35
جذبہ محبت الٰہی کی تسکین	35
عشق کو حسن کے انداز سکھالوں تو چلوں	38
اللہ کی طرف بھاگنے کا مطلب	39
مخلوق سے جان چھڑانے کا طریقہ	40
ملاقات کی چار قسمیں	41
غذا کی مانند ملاقات	41
دوا کی مانند ملاقات	41
زہر کی مانند ملاقات	41
سانس کی مانند ملاقات	42
اللہ سے ملنے کی انتظار گاہ	42
تجلیات کا مشاہدہ	43
ایک علمی نکتہ	44
محبت الٰہی کی بنیاد	45
وہی تیرا معبود ہے	46
تین سنہری اقوال	46
وہ سجدہ گاہ	48
محبت کے دعویداروں سے خوف	48
مقصد پورا ہونے کا وقت	49
قرآن مجید میں تین طرح کے لوگوں کا تذکرہ	50
موت کس سے ڈرتی ہے؟	50
موت کا انتظار کرنے والے	51
محبت الٰہی میں اضافے کا سبب	52
قرآن مجید میں عشق کا لفظ کیوں نہیں؟	52
درد محبت	54
خیر کا ارادہ	54

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق کے راستے میں بیلنس رکھیے	54
سیل فون یا ہیل فون	55
پھر تہجد کی توفیق کیسے ملے؟	56
فرنگیوں والی سعادت	56
جلدی سونے پر تہجد کی توفیق	57
رات بھر عبادت میں مشغولی	57
مزے سے آشنائی	58
نماز وسیلہ لقائے یار ہے	58
اللہ کی محبت واجب کرنے والے اعمال	59
بندے کا تذکرہ کیسے دوام پاتا ہے؟	59
تجھے نسبت کا نور حاصل ہے	60
نرمی کرنے کی تعلیم	61
محبت بولنا سکھا دیتی ہے	61
عجیب نکتہ	62
ایک بوڑھے کی دلچسپ دعا	63
اکیلا تو، تو ہی اچھا لگتا ہے	63
ایک بڑھیا کی دعا	64
دل کی تاریں چھیڑا کریں	64
ایک عجیب بات	65
ایک محبت بھری دعا	65
ایک حیران کن دعا	66
دوست سے ملاقات کا ادب	67
اللہ رب العزت کا شکوہ	68
اللہ کو منا لیجیے	70
حسن بے مثال	73
اقتباس	74
محبوب کل جہاں	75
محبت رسول بڑھانے کا ذریعہ	76

www.besturdubooks.wordpress.com

بے مثال حسن و جمال	77
علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال	78
حسن بے مثال کا تذکرہ کرنے کے مقاصد	78
حسن بے مثال...... صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں	79
حلیمہ سعدیہؓ کی نظر میں	79
جبیر بن مطعمؓ کی نظر میں	80
براء بن عازب رضی اللہ عنہما کی نظر میں	82
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	82
ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہا کی نظر میں	83
جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں	84
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی نظر میں	86
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں	87
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نظر میں	88
ابو طفیل رضی اللہ عنہ کی نظر میں	90
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نظر میں	91
ابن عساکر کی روایت	94
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نظر میں	94
عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی نظر میں	94
حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نظر میں	95
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	95
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں	96
محبوبہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں	97
سراپائے انوار کا تذکرہ	97
پر جمال قد مبارک	97
میانہ جسم اطہر	98
پر کشش رنگت	99
خوبصورت سر مبارک	99
موئے مبارک	100

www.besturdubooks.wordpress.com

✿ رخ انور	100
✿ پرنور پیشانی	101
✿ خوبصورت ابرو	102
✿ دلنشین آنکھیں	103
✿ جاذب نظر پلکیں	104
✿ حسین رخسار	104
✿ خوبصورت ستواں ناک	104
✿ دہن دلربا	104
✿ دندان مبارک	105
✿ خوبرو کان	106
✿ مونچھیں مبارک	106
✿ ریش مبارک	107
✿ گردن مبارک	107
✿ خوبصورت کندھے	107
✿ نورانی ومعطر بغلیں	107
✿ فراخ سینہ بے کینہ	108
✿ شکم اطہر	108
✿ متوازن ناف	109
✿ بازو مبارک	109
✿ خوبصورت اور نرم ہتھیلیاں	109
✿ انگشت ہائے دلآویز	110
✿ اعضا کے جوڑ	110
✿ سڈول کمر	111
✿ کسرتی پنڈلیاں	111
✿ خوشنما پاؤں	111
✿ ترشی ہوئی ایڑیاں	111
✿ سفید نقرئی بال	112
✿ رفتار باوقار	112

www.besturdubooks.wordpress.com

مہرِ نبوت	112
پسینہ مبارک	115
شعرا کے ہاں عشقِ رسول ﷺ کا مقام	116
عشقِ بلالی شاعرِ مشرق کی نظر میں	118
عشقِ نبوی ﷺ میں پرکیف کلام	121
صلوا علیہ وآلہ	122
معرفت کے موتی	123
اقتباس	124
اہلِ علم کے القاب	125
زبان دانی اور فہمِ قرآن	126
ہدایت یافتہ فطرت پانے والے	126
مکتوباتِ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے معارف	129
ترکِ دنیا سے کیا مراد ہے؟	129
ادائے فرض کی لذت	130
دنیا کی حقیقت	132
سالک کی محرومی کا سبب	135
روحانی ضیافت	138
اعلانیہ نصیحت میں قباحت	139
حضوری کی کیفیت	139
صاحبِ نسبت ...... باعثِ عافیت	140
نفس سے مجادلہ کی فضیلت	140
انقلاب کا ذریعہ	140
بلا عذر وظائف ترک کرنے کا وبال	141
دو جیش بہاو تلیفے	142
رویتِ باری تعالیٰ کی کیفیت کیسی ہوگی؟	142
ظاہر میں بلا، حقیقت میں سببِ رضا	143
ایمانِ حقیقی کب حاصل ہوتا ہے	145
خواجہ عبید اللہ احرار اور احیاءِ سنت	146

www.besturdubooks.wordpress.com

✪ سالکین کو فائدہ کیسے ہوتا ہے	149
✪ ذکر قلبی کے فوائد	149
✪ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور اہتمام سنت	149
✪ کلمے کا تکرار کرنے کی عجیب وجہ	151
✪ قرب الٰہی کا اصول ذریعہ	152
✪ صحبت صلحا کی فضیلت	153
✪ خواہشات نفسانی موجود ہونے کی دلیل	153
✪ بقا کے بعد علوم کی واپسی	153
✪ فنا سے پہلے اور بقا کے بعد نفس کی حقیقت	154
✪ اتباع شریعت تمام کمالات کی بنیاد ہے	154
✪ دل کی تڑپ	154
✪ درود شریف اور ذکر قلبی	155
✪ ولی کو ولایت کا علم ہونا ضروری نہیں	156
✪ مصیبت بھی نعمت...... مگر کیسے؟	156
✪ اتباع سنت اور محبت شیخ کی فضیلت	157
✪ کفر کی ظلمت کیسے دور ہوتی ہے؟	157
✪ قابل تردید باتیں	158
✪ علمائے حق کا نور ہدایت	158
✪ یہ بھی ذکر میں داخل ہے	158
✪ جفائے محبوب کی لذت	158
✪ بدعت کی حقیقت	159
عشق معاد اور لذت فانیہ	159
✪ تصوف، اضطراب کا دوسرا نام کیسے؟	159
✪ کامیابی کا واحد راستہ	159
✪ وسیلہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت	160
✪ مرد کون ہوتا ہے؟	160
✪ سالک کی صفات	160
✪ مومن کون ہوتا ہے؟	161

www.besturdubooks.wordpress.com

✿ طریقت کی کیا مجال	161
✿ لذت عبادت ایک عطیہ ہے	161
✿ اطاعت حق ذاکر ہونے کی دلیل	161
✿ خوابوں کی حیثیت	161
✿ جب جنون طلب شعلہ زن ہوتا ہے	162
✿ انفاس رحیمہ سے معارف	162
✿ عوام الناس میں زبان کا پرہیز	162
✿ اگر کبھی تکلف کرنا بھی پڑے تو	162
✿ اگر ر ِ لب حق بے کانوں میں چلا جائے تو	163
✿ قید ہستی سے آزادی کی فضیلت	163
✿ اس بات کو یاد کر لیجیے	163
✿ سالک اپنے آپ کو مبتدی سمجھے	164
✿ اختیار سے چھوڑ دے	164
✿ سپردگی	164
✿ نقوش طریقت سے معارف	164
✿ غلبہ حال میں ناروا کلمات کا صدور	164
✿ اسم اعظم اللہ ہے	165
✿ فنا اور بقا کا کمال	165
✿ موت کے وقت عادی عمل کا اجرا	165
✿ اجازت وخلافت کی اصل	167
✿ وساوس اور ان کا علاج	167
✿ مکتوبات رشیدیہ سے معارف	168
✿ سونے سے پہلے تہجد پڑھنا	168
✿ جب ذکر ذات کا خیال قائم ہو جائے	169
✿ طریقت کا مقصود	169
✿ صحبت نبوی کا فیض	169
✿ تصوف میں لگے رہنا چاہیے	170
✿ سلوک کا مقصد	170

www.besturdubooks.wordpress.com

حصول نسبت کی علامت 170
ذکر کے لیے فرصت کا انتظار کیوں؟ 170
سالکین کی رہنمائی سے معارف 170
ثمرات کا انتظار 170
عجب سے حفاظت کیسے؟ 171
غیبت کا علاج 171
نیک اعمال کرنے کی وجہ 171
بدگمانی کا علاج 171
نماز میں یکسوئی پیدا کرنے کا بہترین نسخہ 172
مقصود کا مشاہدہ 172
انتقام لینے کا علاج 172
ماسوٰی کا تعلق کب مذموم بنتا ہے 172
حسد کا علاج 172
زہد کسے کہتے ہیں؟ 172
عبداللہ بن مبارک کی فضیلت 172
توجہ کا فیض 173

منافق کا انجام 175

اقتباس 176
اشیاء کی صورت اور حقیقت 177
باطن پر محنت کرنے کی ضرورت 178
خود فراموشی خدا فراموشی ہے 179
من کی صفائی 179
شیطان کو دور بھگانے کا طریقہ 180
من کو سنوارنے کے دو اصول 180
روزمرہ کے کاموں میں سنت کا اہتمام 180
بڑوں سے پوچھ کر چلنے کی عادت ڈالنا 183
شیطان کا طریقہ واردات 185
خیر خواہی کے رنگ میں دشمنی 186

www.besturdubooks.wordpress.com

نصائح دل پزیر	189
ندامت کی قسمیں	192
دورنگی کسے کہتے ہیں؟	193
نفاق کی قسمیں	194
نفاق اصغر	195
نفاق بڑھنے کی وجوہات	197
نفاق سے بچنے کا تریاق	198
موت کے وقت توحید کی آزمائش	198
سوءِ خاتمہ کے ڈر کے ثمرات	198
عدم اخلاص کا ڈر	199
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور سوءِ خاتمہ کا ڈر	199
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سوءِ خاتمہ کا ڈر	199
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سوءِ خاتمہ کا ڈر	200
منافقت کا وبال	202
جنگل کی سیر	207
اقتباس	208
زندگی گزارنے کا فطری علم	209
شیر باؤنڈری لائن کیسے بناتا ہے؟	211
جنگل کے بادشاہ کی شاہانہ زندگی	212
بچوں کا امتحان	212
بچوں کی علیحدگی	213
شیرنی سے ملاقات	213
شیر کا دسترخوان	213
شکار مارنے کی پلاننگ	214
شکار مارنے کا طریقہ	215
زرافے کا شکار	215
ایک اداکارہ شیرنی کی کہانی	215
شیر کی رفتار کی داستان	217

www.besturdubooks.wordpress.com

شیر کی خوراک	220
ایک حیران کن منظر	220
شیر کب شکار کرتا ہے	223
حملہ کرتے وقت احتیاط کا پہلو	223
شیر اپنی جگہ بدلتا رہتا ہے	223
انسانوں پر حملہ کرنے کی بنیادی وجہ	224
راستے کا حق	225
حیرت کی بات	225
اپنی غلطیوں کو پہچاننا	229
اقتباس	230
خصوصی مجالس سے کیا مراد ہے؟	231
عمل کرنے کا وعدہ	232
بندے پر اپنے عیب کب واضح ہوتے ہیں	233
غفلت کی پٹی	234
اپنی بیویوں سے زنا کرنے والے	235
وہ بندہ کافر ہو گیا	236
ایک شخص کی گستاخانہ باتیں	236
اپنی ہی باتوں سے اتنی غفلت	237
دورنگی چھوڑ دے	237
بدنظری سے کون بچتا ہے	238
وید قصور	238
اپنے عیوب پہچاننے کے طریقے	239
شیخ کامل کی نظر میں رہنا	239
شیخ آئینے کی مانند ہوتا ہے	239
شیخ پر عیوب واضح کرنے کی شرعی حیثیت	240
ایک سبق آموز واقعہ	241
بے استاد بے بنیاد	242
صلح سے دوستی	244

www.besturdubooks.wordpress.com

عیوب کے تحفے پر بخشش کی دعا	244
اچھے دوست کی پہچان	244
تعاون علی البر کی درخشندہ مثال	244
وہ درویش ایسے تھے	245
بادشاہ وقت کی سرزنش	246
گورنر ہوتو ایسا	247
حاسدین سے اپنی اوقات معلوم کرنا	248
زہر بھری باتیں یا مٹھائی کی ڈلیاں	248
تو نے مجھے صحیح پہچانا	249
ایک بزرگ کا واقعہ	250
لوگ حسد کیوں کرتے ہیں	250
دوسروں سے عبرت پکڑنا	151
حضرت لقمان علیہ السلام کی دانائی کی وجہ	251
چور کا ہاتھ اعلانیہ کاٹنے میں حکمت	252
انسان کامل کی نشانی	252
ہر ایک کو اپنے سے بہتر سمجھنا	252
مثنوی شریف میں پر حکمت باتوں کی وجہ	254
جنس کے مطابق معاملہ	255
مالک سے وفاداری	257
عارفانہ کلام	258
سینہ بے کینہ کرنے کی فضیلت	259
قرآن مجید میں ہمارا تذکرہ	260

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطبات فقیر کے عنوان سے ۱۹۹۶ بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ چوبیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ دوران بیان رخ انور پر فکر کے گہرے سائے زبان حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں:

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرم راز درون خانہ

"خطبات فقیر" کی اشاعت کا یہ کام ہم نے بھی اسی نیت سے شروع کر رکھا ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کی اس فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے۔ الحمد للہ کہ ادارہ مکتبۃ الفقیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کے ان بیانات کو کتابی صورت میں استفادہ عام کے لیے شائع کرتا ہے۔ ہر بیان کو احاطہ تحریر میں لانے کے بعد حضرت دامت برکاتہم سے اصلاح کروائی جاتی ہے، پھر کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی عرق ریزی سے کیا جاتا ہے اور آخر پر پرنٹنگ اور بائینڈنگ اور تکنیکی مرحلہ آتا ہے۔ یہ تمام مراحل بڑی توجہ اور محنت طلب ہیں جو کہ مکتبۃ الفقیر کے زیر اہتمام سرانجام دیئے جاتے ہیں پھر کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لیے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بارگاہ ایزدی میں یہ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ہمیں حضرت دامت برکاتہم کے بیانات کی بازگشت پوری دنیا میں پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائیں اور اسے آخرت کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہ

خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید والایقان وصلی الله تعالی علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلی اله واصحابه اجمعین امابعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔اس اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف اول کے سپاہی ہیں۔جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے،جس کی روشنی میں چلنے والے اهتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد وہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔بعدازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحہ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغہ عصر شخصیت،شہسوار میدان طریقت،غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرقع انوار،زاہد زمانہ،عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند،سرمایہ خاندان نقشبند حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی مادامت النہار والیالی ہیں۔ آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلودار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم ہو جاتے ہیں۔عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطابات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لیے فائدہ کا باعث ہوں گے چنانچہ عاجز نے تمام خطبات شریف صفحہ قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لیے پیش کیے۔الحمد للہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

گونا گوں مصروفیات کے باوجود ذرہ نوازی فرماتے ہوئے نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب وتزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہوسکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد وثمرات کا حامل ہے۔ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہوجاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہوجاؤں۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لیے بھی نافع ہوں گے۔خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سے کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔آمین ثم امین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم اے۔بی ایڈ

موضع باغ، جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ○

محبت الٰہی کے فطری تقاضے

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مقام: سالانہ اجتماع جھنگ، جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

مورخہ ۲۶ ستمبر ۲۰۰۵ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جس طرح انسان کے جسم کی ضروریات ہیں اسی طرح انسان کی روح کی بھی ضروریات ہیں۔ چنانچہ ہمارے مشائخ نے فرمایا:

"تَحْتَاجُ الْقُلُوْبُ اِلٰی اَقْوَالِهَا مِنَ الْحِكْمَةِ كَمَا يَحْتَاجُ الْاَجْسَامُ اِلٰی اَقْوَاتِهَا مِنَ الطَّعَامِ"

"جس طرح انسان کے جسم کو کھانے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح انسان کے دل کو اللہ کی محبت بھری باتوں کی ضرورت ہوتی ہے"

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت الٰہی کے فطری تقاضے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ○ (البقرہ:۱۶۵)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

جسم کا فطری تقاضا:

انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ اس کے اندر اللہ رب العزت نے دل بنایا' جو احساس اور جذبات رکھنے والا عضو ہے۔ انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے اندر کچھ چیزیں فطری ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر: جسمانی اعتبار سے بھوک پیاس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

لگنا ایک فطری چیز ہے۔ ہر انسان کو بھوک لگے گی اور ہر انسان کو پیاس لگے گی۔ اس لیے جب بچے کو بھوک لگتی ہے تو وہ روپڑتا ہے۔ انسان اگر کچھ دیر کھانا نہ کھائے تو بھوک کی وجہ سے اس کا برا حال ہوتا ہے۔ پانی نہ پیے تو پیاس کی شدت اتنی ہوتی ہے کہ اس سے برداشت ہی نہیں ہوتی، یہ جسم کی ضرورت ہے اور اس کا فطری تقاضا ہے۔

روح کا فطری تقاضا:

اسی طرح انسان کی روح کے اندر بھی فطری تقاضے ہیں۔ مثال کے طور پر علم کا حاصل کرنا' انسان کا ایک فطری تقاضا ہے۔ اگر آپ کہیں سفر کر رہے ہیں اور چند لوگوں کو ایک جگہ پر کھڑا دیکھیں تو گاڑی روک کر پوچھتے ہیں کہ یہاں کیا ہوا؟ یہ جو آپ نے سوال پوچھا کہ یہاں کیا ہوا' یہ علم حاصل کرنے کا فطری جذبہ ہے۔ یعنی جس چیز کا پتہ نہ ہو اس کو جاننے کا فطری جذبہ موجود ہے۔ کچھ لوگ صبح کو جب اٹھتے ہیں تو اخبار پڑھے بغیر ان کو چین نہیں آتا، ان کا دل چاہتا ہے کہ ہمیں پتہ چلے کہ حالات دنیا کیا ہیں۔

طفلِ شیر خوار اور حصول علم:

چھوٹا بچہ بھی علم حاصل کرتا ہے، اسی لیے جب وہ کسی چیز کو دیکھتا ہے تو اس کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ پکڑنے سے اس کو پتہ چلتا ہے کہ یہ چیز نرم ہے یا سخت ہے، حتیٰ کہ اس کے پاس آگ کا انگارہ بھی سامنے ہو تو یہ اس کو بھی پکڑنے کی کوشش کرے گا، بچھو بھی سامنے آجائے تو اس کو بھی پکڑنے کی کوشش کرے گا۔ وہ نادان ہے۔ اس کو نہ انگارے کی اصلیت کا پتہ ہوتا ہے اور نہ ہی بچھو کے خطرناک ہونے کا پتہ ہوتا ہے۔ وہ تو ایک نئی چیز دیکھ کر اس کو پکڑنا چاہتا ہے۔ اگر ماں اس کو انگارہ پکڑنے نہیں دیتی تو وہ روتا ہے۔

اسی طرح آپ اس کے سامنے بلب رکھیں یا کوئی بھی چیز رکھیں تو وہ اس کو پکڑنے کی کوشش کرے گا۔ پکڑنے سے، قوت لامسہ کی وجہ سے اس کو پتہ چلتا ہے کہ یہ چیز سخت ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

یا نرم ہے۔اس کو اس طرح یہ علم ملتا ہے۔

پھر بچہ اس کو غور سے دیکھتا ہے۔وہ اپنی آنکھوں سے اس کا رنگ دیکھتا ہے، اس کی بناوٹ دیکھتا ہے۔یوں بھی وہ علم حاصل کرتا ہے۔

اس کے بعد وہ اس کو منہ میں لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔اس کو منہ میں ڈال کر اس کا ذائقہ چکھنے کی کوشش کرتا ہے۔لکڑی ہو تو منہ میں ڈالے گا، پلاسٹک کی کوئی چیز ہو تو منہ میں ڈالے گا۔اس کو تو نہیں پتہ کہ یہ کیا چیز ہے، مگر فطری طور پر اس کو پتہ ہے کہ جب کسی چیز کو چکھا جائے تو یا تو وہ میٹھی ہوتی ہے یا پھیکی ہوتی ہے یا نمکین ہوتی ہے یا کڑوی ہوتی ہے۔وہ ہر چیز منہ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔آگ کا انگارہ ہی کیوں نہ ہو اس کو بھی منہ میں ڈالنے کی کوشش کرے گا۔

جب منہ میں ڈالنے کے بعد چبا کر اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ چیز کیا ہے تو اب اس چیز کو وہ نیچے پھینک کر اس کی آواز سن کر جاننے کی کوشش کرتا ہے۔اس لیے جب بچے کے ہاتھ میں کوئی بھی چیز آئے تو پہلے وہ اسے دیکھے گا' ہاتھ میں پکڑے گا' منہ میں ڈالے گا' پھر اس کو نیچے پھینک مارے گا۔جب بچہ اسے نیچے پھینک رہا ہوتا ہے تو اس کو نہیں پتہ ہوتا ہے کہ یہ ٹوٹ جائے گی، بلکہ وہ اس کی آواز سننا چاہتا ہے کہ جب فرش پر گراؤں گا تو اس کی آواز کیسی آئے گی۔ہر بچہ یہ سب کام فطرتاً کرتا ہے۔وہ مختلف انداز سے ایک ایسی چیز جس کا اس کو نہیں پتہ' اس کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔یہ جذبہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر ہر بندے کے اندر رکھ دیا ہے۔

آئیڈیل کی تلاش:

اسی طرح ایک جذبہ ہے ''محبت کا'' ''آئیڈیل کی تلاش'' کا۔وہ بھی ہر انسان کے اندر فطری طور پر ہے۔چنانچہ وہ خوب سے خوب تر کی تلاش کرے گا۔وہ اچھی سے اچھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ترین چیز ڈھونڈنے میں لگا رہتا ہے۔

......مکان ہو تو سب سے اچھا

......لباس ہو تو سب سے اچھا

......شخصیت ہو تو سب سے اچھی

یہ اس کے اندر ایک فطری جذبہ ہے۔ چنانچہ جب وہ کسی چیز کو ہر اعتبار سے کامل پاتا ہے تو اس کو پسند کر لیتا ہے، یعنی اس سے محبت کرتا ہے۔ انسان کے اندر یہ جو کسی چیز کو پانے کی جستجو ہے اس کو دنیا کے فلاسفروں نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔

ایڈلر کا نظریہ:

ایڈلر نے کہا کہ یہ حصول طاقت کی تمنا ہے یعنی انسان کے اندر جو اصل چیز ہے وہ یہ ہے کہ انسان یہ چاہتا ہے کہ میں علم حاصل کروں، مال حاصل کروں، لوگوں کی حمایت حاصل کروں اور بالآخر مجھے اقتدار مل جائے۔ گویا اس کے اندر اقتدار پانے کا جذبہ موجود ہے، یہ ہر چیز کا محرک ہے۔

فرائیڈ کا نظریہ:

فرائیڈ ایک فلاسفر تھا۔ اس نے اس کو ''جنسی خواہش کا جذبہ'' کہا۔ اس نے کہا کہ اقتدار کچھ نہیں۔ اصل میں تو ہر انسان کے اندر جنسی خواہش رکھی گئی ہے لہٰذا اب وہ اس جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے بہتر سے بہترین چیز کی تلاش میں ہوتا ہے۔ من پسند کی بیوی ہو، بہترین گھر ہو، مال پیسہ کھلا ہو، کیوں؟ تاکہ میں انجوائے کر سکوں۔ تو یہ جنسی خواہش تمام خواہشات کا نچوڑ ہے۔ اسی لیے کہنے والوں نے کہا

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

یہ ساری رنگینی عورت کی وجہ سے ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میکڈونلڈ کا نظریہ:

ایک ماہر نفسیات میکڈونلڈ تھا۔اس نے کہا: انسان کے اندر حیوانی جبلت ہے اور اس کا یہ پراسرار نتیجہ ہے مثلاً اس کے اندر حسد ہے' فخر ہے' عجب ہے ان حیوانی جبلتوں کا پر اسرار نتیجہ یہ ہے کہ انسان کسی غائبانہ چیز کی تلاش میں رہتا ہے۔

مارکس کا نظریہ:

ایک فلاسفر مارکس گزرا اس نے کہا: اصل محرک انسان کی معاشی کیفیت ہے۔روٹی ہے' ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں:

"پیٹ نہ پیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں"

جب پیٹ میں روٹی نہ ہو تو ہر بات کھوٹی ہوتی ہے۔

اس نے یہ کہا کہ معاشی طور پر اپنی ضرورت کو پورا کرنے کا جذبہ انسان کو بے قرار رکھتا ہے۔جیسے کسی نے بھوکے سے پوچھا تھا: بھئی! دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ چار روٹیاں۔

قولِ فیصل:

ان تمام فلاسفروں کی یہ فلاسفی غلط نظر آتی ہے۔اس لیے کہ جس بندے کو یہ تمام چیزیں مل بھی گئی' اقتدار مل گیا' خوب صورت بیوی بھی مل گئی' معاشی حالت بھی بہتر ہوگئی' تو سکون تو اس کو بھی نہ ملا اور وہ پھر بھی بے قراری محسوس کرتا رہا۔یہ ایک واضح دلیل ہے کہ یہ چیزیں انسان کی خواہشات کی منتہی نہیں ہیں۔کوئی اور چیز ہے جس کو حاصل کرنے کی فطری تڑپ انسان کے اندر موجود ہے۔

اسلام نے اس فطری جذبے کا نام محبت الٰہی رکھا ہے۔اسنے کہا کہ اصل میں اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

خدا کو پانے کی اس کے اندر فطری تمنا موجود ہے۔ اس لیے اسے دنیا کا جو کچھ بھی آپ دے دیں اس کے دل کو سکون نہیں ملتا۔ یہ عیش کرے، آرام کرے اور اپنی پوری زندگی انجوائے کرے تو پھر بھی اس کے اندر کچھ نہ کچھ کمی ہو گی۔ اندر سے یہ اپنے آپ کو خالی محسوس کرے گا۔ چنانچہ یہ فطری جذبہ جو ہر انسان کو بے قرار رکھتا ہے یہ حقیقت میں اپنے پروردگار کو پانے کا ایک جذبہ ہے۔

ہر بندہ اللہ کو مانتا ہے:

یہ فطری جذبہ اللہ نے ہر بندے کے اندر رکھ دیا ہے۔ اس لیے ہر بندہ کسی نہ کسی طرح اللہ کو ماننا ضرور ہے۔ ہم نے اللہ کو مانا، ہندوؤں نے رام کو مانا اور دوسرے مذاہب والوں نے اپنے حساب سے مانا۔ انسان کسی نہ کسی کو ماننا ضرور ہے۔ اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ان کی کشتی طوفان میں ڈوبنے لگتی ہے تو پھر یہ مدد کے لیے کس کو پکارتے ہیں؟

﴿دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ﴾ (۲۲:یونس)

تو کوئی ذات تو ایسی ہے جس کی مدد کی ان کو ضرورت ہے۔

دل کی بھوک پیاس مٹانے کی بے قراری:

جس طرح انسان کے جسم کی ضروریات ہیں اسی طرح انسان کی روح کی بھی ضروریات ہیں۔ چنانچہ ہمارے مشائخ نے فرمایا:

"تَحۡتَاجُ الۡقُلُوۡبُ اِلٰی اَقۡوَالِھَا مِنَ الۡحِکۡمَۃِ کَمَا یَحۡتَاجُ الۡاَجۡسَامُ اِلٰی اَقۡوَاتِھَا مِنَ الطَّعَامِ"

"جس طرح انسان کے جسم کو کھانے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح انسان کے دل کو اللہ کی محبت بھری باتوں کی ضرورت ہوتی ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھری باتیں سنتا ہے تو اس کے دل کو سکون مل جاتا ہے۔

اس لیے قرآن مجید نے صاف کہا:

﴿اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد:۲۸)

"جان لو! اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے۔"

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

اس لیے

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

سب اللہ تعالیٰ کے چاہنے والے ہیں۔ آج آپ یہاں کیوں جمع ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی محبت آپ کو یہاں کھینچ کر لائی ہے۔ کیا مرد، کیا عورتیں، سینکڑوں بلکہ ہزاروں میلوں کا سفر کر کے یہاں آئے ہیں۔ اصل میں وہ دل کی بھوک ہے، دل کی پیاس ہے جس کو اتارنے کو دل بے قرار ہے۔

محبتِ الٰہی کے جذبے کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟

محبتِ الٰہی کے جذبے کو مادی نظر نہیں پہچان سکتی۔ البتہ جس کو اللہ نے باطن کی بصیرت دی ہو وہ اس کو پہچانتا ہے

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبار جہاں
نگاہ شوق اگر ہو شریک بینائی
نگاہ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو
تیرا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ نگاہِ شوق‘ محبت کی نظر جو اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈتی ہے‘ وہ اس ضمن میں اللہ والوں کو تلاش کرتی ہے۔

اس سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

اس لیے انسانوں کو اللہ والوں سے محبت ہوتی ہے۔ اصل میں اللہ رب العزت کی محبت بنیاد ہے اور باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔

اپنے اندر سفر کرو:

شیخ حضرت واعظ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا:

افسانہ خویش مختصر کن
بہ نشین دردون خود سفر کن

اپنی کہانی مختصر کرو اور بھاگنے دوڑنے کی بجائے تم بیٹھو اور اپنے اندر سفر کرو‘ اس لیے کہ وہ محبوب اندر سفر کرنے سے ملتا ہے۔ جیسے پنجابی میں کسی نے کہا:

کاہنوں پھرنی ایں ڈانواں ڈول گڑے
جینوں لبھنی ایں تیرے کول گڑے

جس کو تلاش کرتے پھر رہے ہو وہ تمہارے من میں ہے۔

شیخ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں:

ہر علم و خیال و فہم وادراک
دردل کہ جزاوست آن بدر کن

اللہ کے سوا تمہارے دل میں جو وہم‘ خیال‘ فہم ادراک ہے‘ ہر چیز کو نکال پھینکو‘

مطلوب بس ایست دردو عالم
از دل تو گزر ازاں حذر کن

www.besturdubooks.wordpress.com

مطلوب دو عالم میں ایک ہی ہے۔

این است وصال جاں جاناں
ذی راح بہر کسے خبر کن

یہ اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل کرنا ہے اور تو اس حقیقت سے ہر ایک کو خبردار کر دے یعنی سب کو بتا دے۔

دنیا و آخرت کی سب سے بڑی نعمتیں:

دو نعمتیں بہت بڑی ہیں:-

از نعمتِ ایں جہاں ثنائے تو بس است
از نعمتِ ایں جہاں لقائے تو بس است

''اے اللہ اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت آپ کی تعریفیں بیان کرنا ہے (یعنی تیری ثنا) اور اس جہاں کی سب سے بڑی نعمت تیری لقا ہے''

اس دنیا میں اللہ یہ نعمت دے دے کہ اللہ کی ثنا کی نعمت نصیب ہو جائے اور ہم جی بھر کے اللہ کی حمد بیان کریں، اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں، اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کریں، جہاں بیٹھیں وہاں اللہ تعالیٰ کی محبت کی ایسی بات کریں کہ منہ میں مٹھاس آ جائے، دل کو لطف اور مزہ آ جائے۔ اور سننے والے کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا بیج بیدار ہو جائے۔

نورِ ایمان کی افادیت:

جب انسان کے پاس ایمان کا نور نہیں ہوتا تو وہ راستے سے بھٹک جاتا ہے۔ اندھیرے میں چلنے والے کے پاس اگر ٹارچ نہ ہو تو وہ اپنے راستے اور پٹڑی سے اتر جاتا ہے۔ اسی لیے جن لوگوں نے ایمان کے بغیر حقیقت کو پانے کی کوشش کی انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ مخلوق کی محبت ہی سب کچھ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تین عجیب باتیں:-

یاد رکھیں! مخلوق کی محبت میں اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں تین باتیں بڑی عجیب ہیں:-

پہلی بات:

جو انسان مخلوق سے ڈرے وہ اس سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اور جو پروردگار سے ڈرے وہ پروردگار کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

دوسری بات:

مخلوق کی محبت کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ جسم ہمارے ساتھ رہے اور دل جہاں چاہے ہو۔ دنیا کی نفسانی، حیوانی اور شہوانی محبتوں کا یہی نچوڑ ہے کہ جسم میرے پاس ہو اور اس کے دل میں کیا؟ جو مرضی۔ مگر اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اے بندے! تیرا دل میرے پاس ہو، تیرا جسم جہاں چاہے جائے۔

تیسری بات:

مخلوق کی محبت کی انتہا یہ ہے کہ جس نے مخلوق سے دل لگایا، ایک نہ ایک دن وہ مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جس نے اللہ سے دل لگایا، وہ ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

پتھر جیسے دل کو موم کرنے کا نسخہ:

اللہ رب العزت کا نام اتنا پیارا ہے، اتنی برکتوں والا ہے کہ قرآن مجید نے بھی گواہی دی:

﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ﴾ (۷۸:الرحمٰن)

”برکت والا نام ہے تیرے رب کا“

www.besturdubooks.wordpress.com

کاش! ہم اللہ رب العزت کے نام کی برکتوں سے واقف ہو جائیں۔ اگر یہ نام ہم بار بار اپنے دل سے گزاریں تو یہ ہمارے دل میں اپنا راستہ بنالے گا۔ ہم نے دیکھا کہ اگر کہیں پانی کا پائپ لیک ہے، ایک ایک قطرہ نیچے گر رہا ہے اور نیچے پتھر کی طرح سخت چپس کا فرش ہے، تو گرنے والا ایک ایک قطرہ بالآخر چپس کے سخت فرش میں بھی سوراخ بنا دیا کرتا ہے۔ اگر پانی کا نرم قطرہ پتھر پر گرتا رہے تو وقت کے ساتھ ساتھ وہ بھی راستہ بنالیتا ہے' پھر کیا خیال ہے کہ اگر اللہ کا نام کوئی بندہ اپنے پتھر جیسے دل میں سے بار بار گزارتا ہے تو یہ نام اپنا راستہ پھر کیسے نہیں بنائے گا؟؟

انقلاب آفریں نام:

اللہ تعالیٰ کا نام انقلاب پیدا کرتا ہے۔ اس نام کی یہ صفت ہے' اس نام کی یہ خوبی ہے کہ یہ نام انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ غور کریں کہ:

☆...... ایک نوجوان لڑکا ہے اور ایک نوجوان لڑکی ہے دونوں آپس میں غیر محرم ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں، ان کے لیے ایک دوسرے سے ہم کلام ہونا' سلام' پیام سب حرام قرار دے دیا گیا۔ لیکن اگر ان دونوں کے درمیان اللہ کے نام سے نکاح ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت دیکھیے کہ اب وہ ایک دوسرے کے اجنبی نہیں' بلکہ ایک دوسرے کے شریک حیات بن جاتے ہیں۔ جو بالکل بیگانہ تھے' اب وہ سب اپنوں سے بھی بڑے اپنے بن جایا کرتے ہیں۔ جس خاتون پر ایک نظر بھی ڈالنا حرام تھا' اللہ تعالیٰ کے نام نے اس خاتون کو نکاح کے ذریعے سے اس بندے کے لیے حلال بنا دیا۔

☆...... ایک بکری مر جاتی ہے، اس کا گوشت کھانا حرام ہوتا ہے، لیکن اگر اس بکری کے گلے پر چھری پھیرتے ہوئے آپ اللہ کا نام پڑھ دیں تو اسی بکری کا گوشت کھانا آپ کے لیے حلال بن جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کی محبت کو ختم کرنے کا نسخہ:

ملکہ بلقیس نے جب اپنے امرا سے مشورہ کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط آیا ہے، ہمیں کیا جواب دینا چاہیے؟

تو انہوں نے آگے سے جواب دیا:

''قدم بڑھاؤ، ہم تمہارے ساتھ ہیں''

یہ شروع سے ہی تربیت چلی آ رہی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿فَانْظُرِیْ مَاذَا تَامُرِیْنَ﴾ (۳۳:النمل)

''فیصلہ آپ کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں''

مگر وہ سمجھدار تھی۔ اس نے کہا:

﴿اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا﴾ (۳۴:النمل)

''بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو وہ فساد برپا کر دیتے ہیں''

﴿وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً﴾ (۳۴:النمل)

''اور جو وہاں کے معزز ہوتے ہیں ان کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں''

یہ تو اس آیت کا ظاہری مفہوم ہے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ایک بہترین استعارہ موجود ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر بستی سے مراد ''دل کی بستی'' لے لی جائے اور ملوک سے مراد ''مالک الملک کا نام'' لے لیا جائے تو پھر اس کا مفہوم یوں بنے گا:

﴿اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا﴾ (۳۴:النمل)

''بے شک جب اللہ رب العزت کا نام دل کی بستی میں داخل ہوتا ہے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

انقلاب برپا کردیتا ہے‘‘

﴿وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً﴾ (۳۴:النمل)

’’اور دنیا جو انسان کے دل میں معزز بنی ہوئی ہوتی ہے اس دنیا کی محبت کو ذلیل کرکے دل سے باہر نکال دیا کرتا ہے‘‘

غفلت سے بچنے کا حکم:

اسی لیے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ﴾ (۲۰۵:النمل)

’’اور تم غافلوں میں سے مت ہو جانا‘‘

کیا مطلب؟ کہ اللہ رب العزت کو یاد رکھنا، تمہارے اوپر لازم ہے، حکم ہے، نص قطعی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ معنی بنے گا: تم ہمیں مت بھولنا، یعنی ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولین:

نبی علیہ السلام نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

"اَلْحُبُّ اَسَاسِیْ"

’’محبت میری بنیاد ہے‘‘

اگر آپ غور کریں تو پورے دین اسلام کی بنیاد ’’اللہ تعالیٰ کی محبت‘‘ ہے علامہ اقبال نے اس کو یوں کہا۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بت کدہ تصورات

اگر اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں تو یہ دین چند تصورات کا مجموعہ رہ جاتا ہے، اس کے سوا اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔

مخلوق کی محبت کا دائرہ کار:

انسان کو اس دنیا میں زندگی گزارنی ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ لین دین کرنا ہے، بیٹھنا اٹھنا ہے۔ محبت کے بغیر تو انسان کسی کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے چند محبتوں کو جائز فرما دیا ہے، چنانچہ جو محرم رشتوں کی محبتیں ہیں وہ جائز ہیں اور جو ان حدود کے علاوہ ہیں ان کو ناجائز کہہ دیا ہے۔ ماں باپ کی محبت، بہن بھائی کی محبت، پیر استاد کی محبت، دین کی بنا پر ایک دوسرے سے محبت، یہ سب محبتیں شاخیں ہیں اور ان کی بنیاد اللہ رب العزت کی محبت ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے مخلوق کی محبت کو حرام نہیں فرمایا، بلکہ اس کا دائرہ کار متعین کر دیا کہ یہ یہ محبتیں تمہارے لیے اس حد تک جائز ہیں اور اگر ان حدود سے باہر قدم رکھو گے تو حرام کے مرتکب ہو جاؤ گے۔ البتہ یہ بھی یاد رکھنا کہ وہ محبتیں جو جائز ہیں، وہ اس وقت تک جائز ہیں جب تک کہ وہ اللہ رب العزت کے راستے میں رکاوٹ نہ بنیں۔ اگر بیوی کی محبت ایسی ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن جاتی ہے یا بچوں کو محبت ایسی ہے کہ وہ دین پر چلنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے تو فرمایا کہ تم ان محبتوں کے اوپر پاؤں رکھ کر آگے گزر جانا، تمہاری منزل مقصود کچھ اور ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ (التوبہ:۲۴)

تو معلوم ہوا کہ یہ تمام محبتیں اچھی ہیں، اگر اللہ رب العزت کے راستے میں رکاوٹ نہ بنیں۔ اگر رکاوٹ بنیں گی تو پھر ان کو توڑا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی محبت والی منزل کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

قدم بڑھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت اَحَبِّیَّتِ کے درجے میں ہونی چاہیے کیونکہ فرمایا:

﴿اَحَبَّ اِلَيْكُمْ﴾ (۲۴:التوبہ)

یعنی اللہ رب العزت کی محبت بندے کے اوپر غالب ہونی چاہیے۔ تو اصل میں ہمیں اللہ رب العزت سے محبت ہے اور پھر اللہ کی نسبت سے ہمیں مخلوق سے محبت ہے۔

جو دلوں کو فتح کر لے:

محبت کا یہ جذبہ جس انسان کے اندر جتنا کامل ہوگا وہ اتنا ہی کامل انسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ نعمت دے دیتے ہیں۔ اسی لیے اگر کہیں ایسے کامل انسان ہوں تو طبیعت ان کی طرف کھنچتی ہے، ان کے ساتھ رہنے کو دل چاہتا ہے۔

وہ ادائے دلبری ہو کر نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتحِ زمانہ

محبت الٰہی ان کے دلوں میں ایسی ہوتی ہے کہ یہ دلوں کو فتح کرتے جاتے ہیں۔ اسی لیے حکمرانوں کی حکومت لوگوں کے جسموں پر ہوتی ہے اور اللہ والوں کی حکومت لوگوں کے دلوں کو اوپر ہوتی ہے۔ لوگ ایک مرتبہ آ کر ملتے ہیں اور زندگیوں کے سودے کر لیتے ہیں۔

چلیں کہ ایک نظر تیری بزم دیکھ آئیں
یہاں جو آئے تو بے اختیار بیٹھ گئے

جذبۂ محبتِ الٰہی کی تسکین:

اب دل تو چاہتا ہے کہ محبتِ الٰہی کے اس جذبے کو کسی طرح پورا کیا جائے، مگر اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو ہماری فہم' ادراک' گمان اور سوچ ہر چیز سے بلند و بالا ہے۔ تو ایسے محبوب کی محبت کو ہم کیسے پورا کر سکیں گے ہم اس کا رخ متعین نہیں کر سکتے، سمت متعین

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کر سکتے، اس کا تصور اپنے دماغ میں نہیں لا سکتے۔ مگر انسان ہیں' طبیعت چاہتی ہے کہ محبت کے اس جذبے کو کسی طرح پورا کریں۔ جیسے مخلوق سے محبت ہو تو اس کی پاس جانے کو' اسے دیکھنے کو' اس کے پاس بیٹھنے کو اور بالآخر اس کو پانے کو جی چاہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو یہ معاملہ ہو نہیں سکتا۔

عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ جو شخص اپنے محبوب کو پا نہیں سکتا' دیکھ نہیں سکتا' وہ محبوب کے شعائر سے محبت کے اس جذبے کو پورا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر:

...... بیٹا پردیس میں گیا ہوا ہو تو ماں اس کے کپڑوں کو دیکھ کر بیٹے کو یاد کرتی ہے۔

...... جو بیٹا فوت ہو جائے اس کے کمرے میں آ کر اسے یاد کرتی ہے۔

تو لوگ نشانیوں سے اپنے محبوب کو یاد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بھی یہی معاملہ فرمایا کہ بندو! تمہارے دماغ محدود ہیں اور میری ذات کے بارے میں تم اپنے دماغ میں کوئی تصور بھی نہیں لا سکتے' میں دنیا میں ایک نشانی بنا دیتا ہوں' تم اس کے ذریعے سے اپنی محبت کے جذبے کو پورا کر لینا' اس نشانی کا نام ''بیت اللہ'' (اللہ کا گھر) ہے۔

☆...... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ پر اپنی تجلیات ذاتیہ کو وارد فرمایا اور فرمایا کہ اب تم اس گھر کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھو۔ سبحان اللہ! ہمیں سمت مل گئی، اگر اس کے سوا نمازوں کا حکم ہوتا تو دل میں خلجان ہی رہتا کہ مشرق کی طرف رخ کر کے پڑھیں یا مغرب کی طرف' شمال کی طرف رخ کر کے پڑھیں یا جنوب کی طرف۔ لیکن بیت اللہ کی وجہ سے اب ہمیں سمت مل گئی۔ دنیا میں بندہ جہاں بھی ہو' بیت اللہ کی طرف رخ کرتا ہے۔

''مُتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَةِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيْفَةِ''

تو سمت مل جانے کی وجہ سے اس جذبہ محبت الٰہی کو اور تسکین مل گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆...... اگر کسی میں اس سے بھی زیادہ جذبہ ہو تو حج اور عمرے کا احرام باندھے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کا دیدار کرنے کے لیے عاشقانہ سفر پہ نکلے۔

☆......ہم نے دیکھا کہ محبّ کا جی چاہتا ہے کہ وہ اپنے محبوب سے مصافحہ کرے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص حجر اسود کا استلام کرتا ہے' وہ یونہی گمان کرے کہ میں نے اپنے محبوب حقیقی کے ساتھ مصافحہ کی سعادت پالی۔

☆......اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ کو ملتزم بنادیا (حجرِ اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی تھوڑی سی جگہ) حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو بندہ وہاں جا کر لپٹ جائے وہ یوں محسوس کرے کہ مجھے محبوب حقیقی کے ساتھ بغل گیر ہونے کی سعادت نصیب ہوگئی۔ حدیث پاک میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی علیہ السلام اس جگہ کے ساتھ جا کر اس طرح لپٹ جاتے تھے کہ سینہ اطہر بالکل دیوار کے ساتھ ہوتا تھا، رخسار بھی دیوار کے ساتھ ہوتے تھے اور دونوں ہاتھ اوپر ہوتے تھے، گویا جس طرح بچہ ماں کے سینے کے ساتھ لپٹ جاتا ہے' اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ بھی اسی طرح اس جگہ کے ساتھ لپٹ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ ملتزم سے لپٹ کر پیچھے ہٹے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے' انہوں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام کی مبارک آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ مدتوں کے بعد محبوب سے بغل گیر ہو کر ملیں تو خوشی کے آنسو نکل آتے ہیں۔ جب انہوں نے نبی علیہ السلام کے مبارک آنسو دیکھے تو حیران ہوئے، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''عمر! یہی وہ جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں''

☆...... بندے کا جی چاہتا ہے کہ محبوب کا دامن پکڑے، اس کے لیے بیت اللہ کا غلاف بنادیا گیا۔ اگر تم اس معبود حقیقی کے سامنے سجدے کرنا چاہتے ہو تو آؤ۔

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى﴾ (۱۲۵:بقرۃ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے لیے مقام ابراہیم بنادیا گیا۔

☆......محبوب کے ہاتھوں جام پینے کو جی چاہتا ہے، اس کے لیے زمزم بنادیا گیا۔

فرمایا: جب تم زمزم پیو تو یونہی گمان کر لینا کہ مجھے محبوب کے ہاتھوں شربت وصل کے جام نصیب ہو گئے، اس کو کسی عارف نے یوں کہا:۔

شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام، زمزم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا
ڈال دی ٹھنڈک میرے سینے میں تو نے ساقیا
ملتزم پہ ہے لگایا میں تو اس قابل نہ تھا
میں کہ تھا بے راہ تو نے دستگیری آپ کی
گرد کعبے کے پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا

ان شعائر پر جا کر انسان کے جذبہ محبت الٰہی کو تسکین ملتی ہے۔

عشق کو حسن کے انداز سکھالوں تو چلوں:

یہی وجہ ہے کہ جو انسان وہاں چلا جاتا ہے اس کا پھر واپس آنے کو دل نہیں چاہتا۔ لوگ کہتے ہیں چلو! وقت ہو گیا ہے، فلائیٹ قریب ہے، مگر بیت اللہ سے جدا ہونے کو دل ہی نہیں کرتا۔

عشق کو حسن کے انداز سکھالوں تو چلوں
منظرِ کعبہ نگاہوں میں بسالوں تو چلوں
بابِ کعبہ سے پھر اک بار لپٹ کر رولوں
اور چند اشک ندامت کے بہالوں تو چلوں

www.besturdubooks.wordpress.com

دل ہی نہیں کرتا وہاں سے واپس آنے کو۔اس کو کسی عارف نے یوں کہا:

دل و جاں کی وہ سب دولت جو کہ پیاری رہی اب تک
ترے کوچے میں پھر پھر کر وہیں پر اس کو وار آئے
وہ عالم کیف و مستی کا وہ طوفان اشک باراں کا
الٰہی زندگی میں پھر وہ آئے بار بار آئے
متاع عقل و دانش جمع کی تھی عمر بھر میں جو
وہ میقاتِ حرم پر عشق کی بازی میں ہار آئے

اللہ کی طرف بھاگنے کا مطلب:

ہمیں چاہیے کہ ہم ایسی زندگی گزاریں کہ اللہ رب العزت کے راستے میں جو رکاوٹیں ہیں، ان کو ختم کر کے تیزی کے ساتھ اللہ رب العزت کی طرف بھاگیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ﴾ (۵۰:الذریت)

''اللہ تعالیٰ کی طرف فرار اختیار کرو''

جیسے کوئی جانور بندھا ہوا ہوتا ہے رسی ٹوٹ جائے تو وہ بھاگ جاتا ہے اس کو فرار کہتے ہیں۔مصیبت میں پھنسا ہوا تھا، ہتھکڑی چھوٹی اور وہ بھاگ گیا اس کو فرار کہتے ہیں وہ فرار ہوگیا۔تو فرمایا:

اے انسان! تم نفسانی، شیطانی آرزوؤں کی رسیوں میں جکڑے ہوئے ہو ان آرزوؤں کو توڑ دو اور اپنے رب کی طرف تم تیزی سے بھاگو۔

﴿فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ﴾ (۵۰:الذریت)

''اللہ تعالیٰ کی طرف تم فرار اختیار کرو''

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی لیے مجاہد کے بارے میں حدیث پاک میں فرمایا:

"اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ"

"مجاہد وہ ہوتا ہے جو اپنے نفس کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے جنگ کرے"، نفس خواہشات پوری کرنا چاہتا ہے، انسان خواہشات کو توڑے اور اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگنے والا ہی حقیقت میں مہاجر ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا:

﴿اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبِ﴾

"مہاجر وہ ہوتا ہے جو خطاؤں اور گناہوں سے ہجرت کر کے نیکی کی طرف بھاگ آئے"

ہجرت کے مختلف درجے ہیں:-

ایک ہے جہالت سے علم کی طرف ہجرت کرنا' ایک ہے غفلت سے فکر کی طرف ہجرت کرنا' ایک ہے معصیت سے اطاعت کی طرف ہجرت کرنا اور ایک ہے مخلوق سے خالق کی طرف ہجرت کرنا۔

انسان جہاں بھی ہے وہاں سے آگے بڑھے اور اپنے پروردگار کو پانے کی کوشش کرے۔

مخلوق سے جان چھڑانے کا طریقہ:

اب مخلوق سے جان چھڑانے کا ایک آسان طریقہ ہے۔ جان چھڑانے کا کیا مطلب؟ کہ پھر ضرورت نہیں رہے گی نہیں جان چھڑانے کا مطلب ان کی وہ نفسانی بحثیں جو ہمیں خلاف شرع کام کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ ان سے جان چھڑانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ (المزمل:۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر کر اپنے رب کے نام کا اور اللہ تعالیٰ کی طرف تَبَتَّلْ تبدل اختیار کر‘‘
یعنی مخلوق سے توڑو اور اللہ سے جوڑو اپنے تعلق کو جوڑو۔

ملاقات کی چار قسمیں:-

دیکھیے !مخلوق میں سے بعض لوگوں کے ساتھ انسان کو ملاقات کرنی پڑتی ہے۔
مخلوق کی ملاقات چار طرح کی ہے۔

(۱)......غذا کی مانند ملاقات:

بعض ملاقاتیں بمنزلہ غذا کے ہوتی ہیں۔ جیسے انسانوں کو غذا کے بغیر چارہ نہیں، ایسے ہی ان کی ملاقات کے بغیر انسان کا گزارا نہیں ہوتا۔ مثال کے طور: پر بیوی‘ بچے‘ خادم یہ انسان کے لیے بمنزلہ غذا کے ہیں۔ ان کی ملاقات انسان کی زندگی کی ضرورت ہے۔

(۲)......دوا کی مانند ملاقات:

کچھ ملاقاتیں بمنزلہ دوا کے ہوتی ہیں کہ جیسے انسان مجبوری میں کڑوی دوا بھی پی لیتا ہے تو ایسے ہی لوگوں سے بھی ملاقات کرنی پڑتی ہے۔ مثال کے طور پر: حاکم‘ افسر یا کوئی فاسق رشتے دار‘ یہ بمنزلہ دوا کے ہیں۔ کڑوی دوا کے گھونٹ بھی کئی دفعہ بھرنے پڑ جاتے ہیں۔ ملنے کو دل نہیں چاہتا مگر حکم خدا کو سامنے رکھ کر ملنا پڑتا ہے۔ حاکم وقت ہے تو دفعِ شر کے لیے ملنا پڑتا ہے۔ تو یہ ملاقات دوا کی مانند ہے۔

(۳)......زہر کی مانند ملاقات:

کچھ ملاقاتیں زہر کی مانند ہوتی ہے کہ جیسے انسان زہر کو کھا لے تو جسمانی موت مر جاتا ہے اسی طرح انسان وہ ملاقات کر لے تو روحانی موت مر جاتا ہے اور وہ بدکار دوست کی ملاقات انسان کے لیے زہر کی مانند ہوتی ہے تو جیسے زہر سے بندہ بچتا ہے تو ایسے ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

بدکار دوست سے بچنا چاہیے۔

(۴)......سانس کی مانند ملاقات:

چوتھی قسم کی ملاقات انسان کے سانس کی مانند ہوتی ہے۔ جیسے سانس سے انسان کی زندگی کا رشتہ قائم رہتا ہے اسی طرح وہ کچھ ایسی ملاقات ہوتی ہے کہ جن سے انسان کا روحانی رشتہ قائم رہتا ہے۔ مثال کے طور پر: شیخ اور مربی کی ملاقات، اس کو ہمارے مشائخ نے بمنزلہ سانس کے کہا ہے کہ جیسے سانس کے بغیر انسان کی جسمانی زندگی ممکن نہیں اسی طرح روحانی مربی کے بغیر انسان کی روحانی زندگی ممکن نہیں۔

اللہ سے ملنے کی انتظار گاہ:

ایک ہے خالقِ حقیقی اور محبوب حقیقی سے ملاقات یہ جو روزانہ مراقبہ کرتے ہیں وہ اصل میں ہم محبوب حقیقی کے ساتھ ملاقات میں بیٹھتے ہیں۔ دنیا کا دستور ہے کہ حاکم سے ملاقات کے لیے کوئی آئے تو اسے انتظار گاہ میں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جی ذرا وزیر صاحب مصروف ہیں' افسر صاحب مصروف ہیں آپ ذرا انتظار کریں پھر ملاقات ہوتی ہے۔ تو اگر دنیا کے وزیروں اور امیروں کے لیے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے کیوں نہیں انتظار کرنا پڑے گا چنانچہ جو آپ روزانہ مراقبے میں بیٹھتے ہیں تو آپ یہ سمجھیے کہ میں دنیا کی انتظار گاہ میں انتظار کا عمل پورا کر رہا ہوں۔ جیسے ہی آخرت کا دروازہ کھلے گا محبوب حقیقی کی ملاقات نصیب ہو جائے گی۔

اسی لیے انسان کا جی چاہتا ہے کہ وہ مراقبہ کرے اور اپنے رب سے ملے۔ مگر آنکھوں سے تو دیکھ نہیں سکتا۔ کسی شاعر نے کہا:

ساقی وہ کون سا تھا جس نے یہ مئے پلا دی
صبح ازل کو پی تھی اب تک سرور کیوں ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ازل میں پی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا جلوہ دکھا کر پوچھا تھا:

"اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (۱۷۲:الاعراف)

تو اس وقت ہم نے یہ مئے الفت کا جام پیا تھا۔

ساقی وہ کون سا تھا جس نے یہ مئے پلا دی
صبحِ ازل کو پی تھی اب تک سرور کیوں ہے؟
حبل الورید سے بھی نزدیک، پھر ترسنا
اے پاس رہنے والے! آنکھوں سے دور کیوں ہے؟

تو دل چاہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اتنا قریب ہے تو انسان اس کے جلوؤں کو دیکھے لیکن آنکھ پہ پٹی بندھی ہو تو وہ جلوے بھی نظر نہیں آتے۔ ہمارے دل پر گناہوں کی ظلمت کی پٹی بندھی ہے، ہمیں وہ انوار نظر ہی نہیں آتے۔

تجلیات کا مشاہدہ:

ایک آدمی سویا ہوا ہو تو اس کا محبوب اس کے پاس آ کر چلا بھی جائے تو وہ دیکھنے سے قاصر رہے گا۔ اسی طرح ہم غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی تجلی کے لمحات آ بھی جائیں تو ہم اس کے دیدار سے غافل رہیں گے۔ اللہ والے اس دنیا میں بھی اپنے قلب کی آنکھوں سے ان تجلیات کا مشاہدہ کرتے ہیں لیکن ہم جیسے جو عام مومن ہیں وہ ان شاء اللہ قیامت کے دن اللہ کا دیدار کریں گے۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار کیسے ہوگا؟

فرمایا کہ جیسے آسمان پر چاند ہوتا ہے اس کو سب دیکھتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے جلوے کو بھی سب دیکھیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک علمی نکتہ:

مگر یہاں پر طالب علم ہونے کے ناطے سے ایک علمی نکتہ ذکر کرتا چلوں کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ جنت میں تجلی فرمائیں گے کہ مومن دیدار کریں۔ جنت میں دیدار نہیں ہو سکے گا، پھر وہ آنکھیں دی جائیں گی جو اللہ رب العزت کی تجلی کا دیدار کر سکیں گے۔ قرآن مجید میں اسی کو فرمایا:

﴿وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ (۳۵: الذریت) ''ہم مزید بھی عطا فرمائیں گے''

تو یہ تجلی جنت میں ملے گی، تو علمی نکتہ یہاں پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار تو ہوگا۔ کرنے والے جب جمال خداوندی کا دیدار کریں گے تو وہ پیچھے کیسے ہٹیں گے۔ بچہ تو ماں کے سینے سے دودھ پیتا ہے تو اس لیے ہٹ جاتا ہے کہ اس کی پیاس بجھ جاتی ہے اور پیاس بھی نہ بجھے تو ماں ہٹائے تو روتا ہے۔ ایسا ہی نکتہ ہے جو یہاں پہ لکھا ہے گیا کہ اگر تو مومنوں کے سامنے جنت میں اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوگی اور مومن خود ہی تجلی سے پیچھے ہٹ جائیں تو یہ مومن کے لیے باعثِ ملامت ہے ایسا ہو سکتا ہے کہ محبوب سامنے ہو اور محبت پیچھے ہٹ جائے! محبت اپنی نگاہیں کہیں اور پھیر لے! اور اگر اللہ تعالیٰ مومن کو پیچھے ہٹائیں تو شبہ بخالت ہے یہ تو بخیل ہے نہ کوئی دیدار کرنے والا کہ ابھی اس کا دل نہیں بھرا تھا کہ اس نے کہہ دیا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔

علما نے اس کا جواب لکھا ہے کہ اصل معاملہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی تجلیات دو طرح کی ہیں، ایک جمال والی اور ایک جلال والی۔ جمال کی تجلی ہوگی اور مومن اللہ کے دیدار میں لگ جائیں گے ذرا جلال کی تجلی ہوگی تو مومن پیچھے ہٹ جائیں گے۔

تو خواہی آستیں افشاں وخواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نہ خواہد رفت از دکانِ حلوائی

www.besturdubooks.wordpress.com

حلوائی کی دکان پہ مٹھائی ہوتی ہے وہ ہٹاتا بھی رہے مکھی نہیں ہٹتی۔ تو مومن کا بھی یہی حال ہوگا کہ ہٹانے سے جلدی نہیں ہٹے گا ہاں البتہ جب جلال کی تجلی ہوگی تب مومن پیچھے ہٹ جائے گا اور پھر جنت کی نعمتوں میں مشغول ہو جائے گا پھر جمال کی تجلی ہوگی پھر جنت سے ہٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔

محبتِ الٰہی کی بنیاد:

تین چیزیں ایسی ہیں جو اللہ رب العزت کی محبت حاصل کرنے کے لیے بنیاد ہے:۔

ایک ہے اتباع سنت اور اجتناب بدعت۔ اس لیے کہ جو انسان سنت پر عمل کر لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (۳۱: ال عمران)

”اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا“

تو اتباع سنت وہ نعمت ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ اس لیے سالک کو چاہیے کہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اپنے آپ کو سنت سے مزین کرلے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ پالے۔

دوسری چیز ہے کثرت ذکر' کیونکہ کثرت ذکر سے انسان کو کثرتِ عبادت ملتی ہے اور کثرتِ عبادت سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی محبت ملتی ہے۔ حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ میری اتنی عبادت کرتا ہے کہ ”حَتّٰى أُحِبَّهٗ“ حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔

تیسری چیز ہے' انقطاع عن المخلوق' یعنی مخلوق کے ساتھ جو نفسانی' شیطانی اور شہوانی محبتیں ہیں ان سے چھٹکارا پالینا اور ایک اللہ کی محبت کو اپنے دل میں بسا لینا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جس بندے نے یہ تین کام کر لیے سمجھیں کہ اس بندے کو اللہ کی سچی محبت نصیب ہو گئی۔

وہی تیرا معبود ہے:

کوئی بھی ایسی چیز جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے وہ اس کا صنم (معبود) ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا:

﴿كُلُّ مَاشَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَمَعْبُودُكَ﴾

''جو چیز تجھے اللہ سے غافل کر دے وہی تیرا معبود ہے''

چنانچہ اگر ہم کسی کی وجہ سے اللہ سے غافل ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نفس پرست ہیں' خواہش پرست ہیں اور بت پرست ہیں' خدا پرستی کوئی اور چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ایسی محبت عطا فرما دے کہ باقی تمام غلط قسم کے تعلقات سے ہمارا چھٹکارا ہو جائے۔

مُرَادِیْ مِنْكَ نِسْيَانُ الْمُرَادِ
اِذَا رُمْتَ السَّبِيْلُ اِلَى الرَّشَادِ

تین سنہری اقوال:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل امام ہیں۔ ان کے تین اقوال ایسے ہیں جو سونے کی روشنائی سے لکھنے کے قابل ہیں۔

(۱)......انہوں نے سب سے پہلی بات اللہ رب العزت کی عظمت کے بارے میں کہی' جس پر سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امت محمدیہ میں عظمت باری تعالیٰ کے بارے میں اس سے بلند بات کسی نے نہیں کی''

کیا عجیب بات کہی! انہوں نے فرمایا:

''سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلْ لِخَلْقِهٖ سَبِيْلًا اِلَّا بِالْعِجْزِ عَنْ مَّعْرِفَتِهٖ''

www.besturdubooks.wordpress.com

''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت پانے کے لیے عجز کے سوا کوئی دوسرا راستہ ہی نہیں بنایا''

دیکھیں! اس بات سے کتنی اللہ کی معرفت ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی جو بندہ اللہ کے سامنے عاجز بنے گا وہی اس کی معرفت کو پا سکے گا۔

(۲)......دوسری بات یہ فرمائی:

''لَاخَیْرَ فِیْ قَوْلٍ لَّایُرَادُبِہٖ وَجْھُہٗ وَلَاخَیْرَفِیْ مَالٍ لَایُنْفَقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ''

''اس بات میں کوئی خیر نہیں جس بات کا مقصد اللہ کی رضا نہ ہو اور اس مال میں کوئی خیر نہیں جو اللہ کے راستے میں خرچ نہ کیا جائے''

(۳)......اور تیسری بات یہ فرمائی:

''مَنْ ذَاقَ خَالِصَ مَحَبَّۃِ اللّٰہِ شَغَلَہٗ ذٰلِکَ مِنْ طَلَبِ الدُّنْیَاوَاَوْحَشَہٗ مِنْ جَمِیْعِ الْبَشَرِ''

''جو بندہ اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کا ذائقہ چکھ لیتا ہے' یہ چیز اسے دنیا کی طلب سے ہٹا دیتی ہے اور مخلوق سے اسے متوحش کر دیا کرتی ہے''

معلوم ہوا کہ جو بندہ اس محبت کا ایک مرتبہ ذائقہ چکھ لیتا ہے تو پھر دنیا کی شہوانی اور شیطانی محبتیں اس کا راستہ نہیں روک سکتیں۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستاں میں
رہے وہ ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

یہ محبت ایک عجیب نعمت ہے۔ اس راستے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچنا بہت آسان ہے

راہ برسوں کی طے ہوئی پل میں
عشق کا ہے بہت بڑا احسان

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت ہو تو یہ بندے کو نیند میں بھی مل جاتی ہے

وہ سجدہ گاہ:

ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، ان کو نبی علیہ السلام سے بڑا پیار تھا، عاشق صادق تھے۔ جب محبت ہو تو پھر بندہ خواب میں بھی وہی کچھ دیکھتا ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے خواب دیکھا اور صبح اٹھ کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان کیا۔ خواب کیا دیکھا؟

''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ لیٹے ہوتے ہیں اور میں اس طرح نماز پڑھ رہا ہوں کہ گویا آپ کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں''

جیسے ہی انہوں نے اپنا خواب بیان کیا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تو نے سچا خواب دیکھا ہے اب تو اپنے خواب کو پورا کر لے''

چنانچہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے اور ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کی پیشانی پر سجدہ شکر ادا کیا۔ سبحان اللہ

محبت ایسی چیز ہے ایسی سجدہ گاہ کسی کو نصیب ہوئی ہوگی؟ اصل چیز محبت ہے جو بندے کو ایسی نعمتیں بھی دلا دیتی ہے۔ کاش! ہمیں بھی اللہ کی ایسی محبت نصیب ہو جائے اور ہماری زندگی کا مقصد بھی حاصل ہو جائے۔

محبت کے دعویداروں سے خوف:

یہاں ایک نکتہ یاد رکھیں! دنیا کی نفسانی اور شیطانی محبتوں سے بڑا ڈرنا چاہیے، بڑا گھبرانا چاہیے۔ قرآن عظیم الشان سے ایک نکتہ عرض کرتا چلوں۔ نکتہ یہ ہے کہ:

''عورت محبت کے دعویداروں سے ہمیشہ خوفزدہ رہے''

کیوں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

''سیدنا یوسف علیہ السلام سے سیدنا یعقوب علیہ السلام نے محبت فرمائی تو ان کو کنویں میں جانا پڑا اور جب زلیخا نے ان سے محبت کا اظہار کیا تو انہیں جیل میں جانا پڑا''

اس لیے مفسرین نے لکھا ہے:

''عورت کو چاہیے کہ محبت کے دعویداروں سے بچے' ایسا نہ ہو کہ کسی کے دعوے کو قبول کر بیٹھے اور اسے بھی ذلت کے گڑھے میں گرنا پڑے یا اسے جیل کی قید تنہائی میں جانا پڑ جائے۔

مقصد پورا ہونے کا وقت:

عام طور پر ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ سالکین جو ذکر اذکار بھی کرتے ہیں' نیک بھی ہوتے ہیں' متقی بھی ہوتے ہیں' وہ بار بار لکھتے ہیں کہ مقصد پورا نہیں ہو رہا' مقصد پورا نہیں ہو رہا۔ تو بھئی! یاد رکھیں! مقصد پورا ہونے کا وقت پوری زندگی ہے۔ کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری وقت میں رحمتیں اترتی ہیں۔ کیا عمل کے اختتام پر آپ اجرت نہیں دیتے بندے کو؟ جو آپ کے گھر مزدوری کے لیے آتا ہے۔ اس کو آپ پے منٹ کب کرتے ہیں؟ صبح کرتے ہیں' دوپہر کو کرتے ہیں یا کب کرتے ہیں؟ شام کو کرتے ہیں۔ اس وقت مزدوری مکمل ہونے کا وقت ہوتا ہے۔ جس طرح ہم مزدور کو مزدوری ختم ہونے کے وقت میں پے منٹ کرتے ہیں' کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے کہ بندہ ساری زندگی اللہ کی تلاش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو موت کے وقت جام وصل عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لیے اس معاملے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے، لگا ہی رہے۔ ہمارے شیخ نے فرمایا:

اندریں راہ می تراش و می خراش
تادم آخر دمے فارغ مباش

www.besturdubooks.wordpress.com

تادم آخر دم آخر بود
کہ عنایت باب وصاحب سر بود

قرآن مجید میں تین طرح کے لوگوں کا تذکرہ:

قرآن مجید نے تین طرح کے لوگوں کا تذکرہ کیا:

ایک طرح کے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

﴿أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ﴾ (۸:الواقعة)

''جنت والے''

دوسری طرح کے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

﴿أَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ﴾ (۹:الواقعة)

''جہنم والے''

تیسری طرح کے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَالسَّابِقُونَ﴾ (۱۰:الواقعة)

''سبقت لے جانے والے''

یہ سابقون ہی اصل میں اللہ سے محبت کرنے والے اور اللہ کے راستے میں سبقت پانے والے ہیں۔ فرمایا: یہ قلیل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان قلیل لوگوں میں شامل فرمادے۔ (آمین)

موت کس سے ڈرتی ہے؟

ایک بات ذرا سمجھنے کے قابل ہے۔ کسی نے نوجوان سے پوچھا:

ہم کس سے ڈرتے ہیں؟

کسی نے کہا: بجلی سے

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی نے کہا: سانپ سے

کسی نے کہا: ڈاکو سے

کسی نے کہا: شیر سے

اور ایک پیچھے بیٹھا تھا۔ اس نے کہا: بیوی سے

خیر! اپنی کیفیت ہوتی ہے، اس بے چارے کی کیفیت ہی ایسی ہوگی۔ مگر پھر ان بزرگوں نے بات سمجھائی۔ انہوں نے یہ بات سمجھائی کہ دیکھو! ہم جب بجلی سے ڈرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بجلی لگے گی' جھٹکا پڑے گا اور ہم مر جائیں گے۔ سانپ سے اس لیے ڈرتے ہیں کہ سانپ کاٹے گا اور ہم مر جائیں گے اور شیر سے اس لیے ڈرتے ہیں کہ وہ ہمیں کھا جائے گا اور ہم مر جائیں گے۔ اس لیے پتہ چلا کہ اصل میں انسان کے دل میں ڈر موت کا ہوتا ہے ساری دنیا موت سے ڈرتی ہے اور موت عشق الٰہی کے جذبے سے ڈرتی ہے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے موت کو فتح کر لیا تھا۔ وہ فرماتے تھے:

''میں جہاں دشمن کا زیادہ جمگھٹا دیکھتا تھا وہاں قدم بڑھاتا تھا''

انہوں نے پوری زندگی اسی جذبے کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کیا مگر موت ان کو نہ آپائی۔ اس لیے کہ انہوں نے موت کو فتح کر لیا تھا۔

موت کا انتظار کرنے والے:

اللہ والے موت سے نہیں ڈرتے' بلکہ وہ تو موت کے منتظر رہا کرتے ہیں۔ ایک بزرگ تھے، انہوں نے جب ملک الموت کو دیکھا تو فرمایا:

''کتنا اچھا مہمان آیا! میں تو بیس سال سے تیری آمد کا منتظر تھا''

ایک صحابی رضی اللہ عنہ شہید ہونے لگے تو فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

"فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ"

محبتِ الٰہی میں اضافے کا سبب:

مشائخ کرام مریدین کے سینوں میں محبتِ الٰہی کے اس جذبے کو بیدار کرتے تھے۔ آپ بھی ان کی صحبت میں آ کر چند دن بیٹھیں تو آپ کے اپنے اندر اللہ کی محبت کے جذبے میں اضافہ ہوگا۔ آپ کا دل گواہی دے گا کہ اب اللہ تعالیٰ سے محبت کا انداز کچھ اور ہے۔

قرآن مجید میں "عشق" کا لفظ کیوں نہیں؟

ایک لفظ ہے "محبت" اور ایک لفظ ہے "عشق" یہ دونوں عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ مگر قرآن مجید میں صرف محبت کا لفظ استعمال ہوا' عشق کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ البتہ احادیث میں ایک جگہ عشق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ہم نے ایک مرتبہ اس کی تلاش کی تو تقریباً چھ مہینے لگے، بالآخر کنز العمال میں ایک روایت مل گئی، اس روایت میں عشق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

ہماری زبان میں عشق کا لفظ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ فارسی زبان میں تو بہت ہی زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً:

شاد باد اے عشق! سودائے ما
اے دوائے جملہ علت ہائے ما!
اے دوائے نخوت و ناموس ما!
اے کہ افلاطون و جالینوس ما!

لیکن قرآن مجید میں محبت کا لفظ استعمال ہوا ہے عشق کا لفظ استعمال نہیں ہوا' آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

بہت عرصے تک ہمیں بھی اس کی تلاش رہی کہ اس میں کیا معرفت ہے کہ قرآن مجید

www.besturdubooks.wordpress.com

میں محبت کا لفظ تو استعمال ہوا ہے۔ مثلاً

﴿یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ﴾ (۵: ۵۴ المائدۃ)

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (۲: ۱۶۵ البقرۃ)

مگر عشق کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔

بالآخر اس کی حقیقت اللہ والوں کی محفل میں بیٹھ کر سمجھ میں آئی۔

دیکھیں! محبّ میں اور عاشق میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔

عاشق جو ہوتا ہے اس کے دل میں محبت جنون کی حد تک آ چکی ہوتی ہے اور اب اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی خواہش کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ اگر عشق ہے تو بس وہ ہر قیمت پر محبوب تک پہنچنا چاہتا ہے، نہ اس کو عزت کی پروا نہ بے عزتی کی پروا۔

عشق جنون کی کیفیت ہے۔ ار عاشق کیا چاہتا ہے؟ میری خواہش پوری ہو جائے۔ اس کے دل میں اپنی خواہش کو پورا کرنا، یہ چیز غالب ہوتی ہے، اس لیے وہ شکوے کرتا ہے۔

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

عاشق چاہتا ہے کہ شب وصال بڑی لمبی ہوتی کیونکہ وہ اپنی خواہش اور اپنی آرزو کو پورا رنا چاہتا ہے۔ محبّ کی ایسی کیفیت نہیں ہوتی۔ محبّ سراپا تسلیم و رضا ہوتا ہے اور وہ محبوب کی خوشی میں خوش ہوتا ہے۔ محبوب کی رضا میں راضی ہوتا ہے۔

اس لیے محبّ کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔

نہ تو ہجر ہے اچھا نہ وصال اچھا ہے
یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

چونکہ محبّ کے اندر ادب غالب ہوتا ہے اور عاشق کے اندر خواہش غالب ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔اس لیے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں محبت کے لفظ کو استعمال فرمایا۔

دردِ محبت:

یاد رکھیے کہ انسان کی بزرگی تمام مخلوقات کے مقابلے میں اسی درد محبت کی وجہ سے ہے۔اگر یہ درد محبت دل میں نہیں تو انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں اور یہی چاہت آپ کو یہاں لے کر آئی ہے۔

خیر کا ارادہ:

اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں یہاں پہنچا دیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہمارے بارے میں خیر کا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کچھ نہ دینا چاہتے تو طلب کا مادہ ہی نہ عطا فرماتے۔جب وہ طلب کا مادہ دے دیتے ہیں اس کا مطلب یہ کہ وہ دینے کا ارادہ پہلے سے کر چکے ہیں۔

جب افسر نے کسی کو کچھ نہ دینا ہو تو نوکر سے کہتا ہے کہ میں اسے ملنا ہی نہیں چاہتا۔وہ ملنے کا موقع ہی نہیں دیتا۔کام جو نہیں کرنا' دینا جو کچھ نہیں۔کہتا ہے اس کو بھگتا دو۔یعنی ملتا نہیں تو جب ملنے کا موقع ہی نہیں دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ دینے کا ارادہ نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت میں ہمیں یہاں پہنچا دیا انشاء اللہ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ رب العزت کا ارادہ ہمارے بارے میں خیر کا ہے۔

عشق کے راستے میں بیلنس رکھیے:

اس راستے پہ ہم محبت کو بھی لے کر چلیں اور اپنی عقل و دانش کو بھی لے کر چلیں۔ سمجھداری سے کام کریں۔عام طور پر ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو بیلنس برقرار نہیں رکھتے مثلاً: ذکر میں لگے تو اتنا کہ اہل خانہ کو بھی بھول گئے۔یا اہل خانہ میں لگے تو اتنا کہ پھر ذکر کو بھول گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی لیے عقل و دانش اور عشق اس راستے میں اگر برابر چلیں تو بندے کی پرواز جلدی ہوتی ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات لکھی ہے:

غربیاں را زیرکی زاد حیات
شرقیاں را عشق رمز کائنات
زیرکی از عشق گردد حق شناس
کار عشق از زیرکی..................
عشق چو بازیرکی ہمسر بود
نقشبند عالم دیگر بود

تو بیلنس رکھنے والا ہمیشہ اس راستے میں جلدی آگے بڑھتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے دفتروں سے چھٹی کر لیں، کاروبار ختم کر دیں اور آ کر ذکر سیکھیں نہیں! ہم اتنا کہتے ہیں کہ اپنا فارغ وقت دین کے لیے نکال لیں اور یہ تو کوئی مشکل کام نہیں۔ آپ نے یہ فارغ وقت کہیں نہ کہیں تو لگانا ہے کوئی ٹی وی سکرین کے سامنے بیٹھے گا، کوئی اخبار لے کر بیٹھ جائے گا، کوئی سیل فون لے کر بیٹھ جائے گا۔

سیل فون یا ہیل فون:

آج کل سیل فون بھی عجیب ہیل فون بن گیا ہے۔ لوگوں نے تو اس کا نام سیل فون رکھا تھا لیکن میں نے اس کا نام ہیل فون (دوزخ کا فون) رکھا ہے۔ اس لیے کہ اکثر و بیشتر کالیں ہوتی ہیں کہ جو بندے کو دوزخ پہنچانے میں گھوڑے کی ڈاک کا کام کرتی ہیں۔ تو یہ سیل فون نہیں یہ ہیل فون ہوتا ہے اور کئی مرتبہ لوگوں کو دیکھا کہ دو منٹ کی بات ہوتی ہے آدھے گھنٹے سے پہلے فون ہی بند نہیں کرتے۔ اگلا کہہ بھی رہا ہوتا ہے: اچھا جی بہت اچھا! سمجھ گئے ہوتے ہیں اب یہ جان چھڑانا چاہتا ہے لیکن ہم چھوڑتے نہیں۔ تسلی سے بیٹھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

باتیں کرتے ہیں، ہم نے چونکہ کال ملالی اب پورا گھنٹہ ہمارا ہوگیا۔ باہر ملک والے کہتے ہیں جب تک ہمارا کارڈ ختم نہیں ہوگا تب تک فون بند نہیں ہوسکتا، اگلے کی چاہے نماز کی تکبیر اولی جارہی ہو۔

بھئی! سیل فون کو سیل فون کی حد تک استعمال کرنا چاہیے۔ فارغ وقت نہ ٹیلیفونوں کے لیے نہ اخباروں کے لیے، نہ ٹی وی کے لیے فارغ وقت اللہ کی یاد کے لیے فارغ وقت کس کے لیے؟ اللہ کی یاد کے لیے۔

پھر تہجد کی توفیق کیسے ملے؟

آپ رات کو جلدی سوئیں، عشا کے بعد جلدی سونے کی عادت بنائیں اور پھر تہجد میں آپ دیکھیں کیسے آسانی سے اٹھنے کی توفیق ہوگی۔ جب سوئیں گے رات کو ایک یا دو بجے تو پھر تہجد کیا فجر بھی نہیں پڑھ سکتے اور آج کل یہی حالت ہوتی ہے اور شیطان ایسا خبیث ہے کہ یہ دل میں رکھتا ہے کہ تہجد پڑھنی ہے مگر سلاتا دو بجے ہے۔ اس کو پتہ ہے کہ جب دو بجے سوئیں گے تو پھر دل کی خواہش کیا کرے گی، آنکھ کیسے کھلے گی۔ مجھے لگتا ہے کہ کچھ لوگ تو جاگتے ہی عشا کے بعد ہیں، جیسے ان کا دن بھی اب شروع ہو رہا ہے اور وہ بیوی کو لے کر نکلیں گے گھومنے کے لیے۔

فرنگیوں والی عادت:

باہر گھمانے کی عادت یہ بھی مصیبت ہے، ہمارے مشائخ میں سے کبھی کسی نے اس عادت کو نہیں اپنایا کہ بیوی کو لے کر باہر گھمانے کے لیے جائیں، یہ فاسقوں کی عادت ہے، یہ فرنگیوں کی عادت ہے اور آج کے مسلمان نوجوان اسی پر عمل کرتے پھرتے ہیں۔ آپ جو چیز باہر سے کھانا چاہتے ہیں لائیں اور گھر میں بیٹھ کر پکائیں اور سکون سے بیٹھ کر کھائیں۔ غیر محرموں کے مجمع میں بیوی کو لے کر بیٹھ کر کھانا یہ کہاں کا انصاف ہے!

www.besturdubooks.wordpress.com

جلدی سونے پر تہجد کی توفیق:

عشا کے بعد دن شروع نہیں ہوتا رات شروع ہوتی ہے۔اس لیے نبی علیہ السلام عشا سے پہلے سونے کو ناپسند کرتے تھے اور عشا کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ عشا کے بعد بات کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ ہاں البتہ اگر کوئی دینی مجلس ہو تو وہ اور بات ہے' مقصد ہے' دین کا کام مقصد ہے۔ جب عام معمول ہے تو بس عشا کے بعد جلدی سونے والی سنت پر عمل کر لیجیے۔ اللہ تعالیٰ تہجد کی سنت پر آپ کو عمل نصیب فرما دیں گے اور جب آپ عشا کے بعد جلدی سونے والی سنت پر عمل نہیں کریں گے تو تہجد کی نعمت خود بخود آپ سے دور ہو جائے گی۔

رات بھر عبادت میں مشغولی:

وہ اور لوگ تھے جو ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دیتے تھے۔ ہمارے تو جسموں میں طاقت اتنی نہیں۔ نیند پوری نہ ہو تو ہم نماز میں صحیح انداز سے الفاظ بھی ادا نہیں کر سکتے۔ اللہ کے وہ بندے جو راتوں کو عبادت میں گزارتے تھے۔ سبحان اللہ ان کی زندگیاں عجیب تھیں!!

چنانچہ ریحانہ مجنونہ کے بارے میں آتا ہے تہجد میں اٹھتی تھیں اور ایک فقرہ کہا کرتیں تھی کہ

''چاہنے والی اپنے پیارے کی طرف جا رہی ہے''

پھر وضو کر کے مصلے پر کھڑی ہوتی تھی اور صبح سحری کے وقت تک اللہ کی یاد میں مشغول رہا کرتی تھی۔

وہ ابو عامر واعظ کی خادمہ تھیں فرماتے ہیں کہ اس نے کہا: میرے لیے تو بارہ مہینے برابر ہیں دن میں روزہ اور رات اللہ کی یاد کے لیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مزے سے آشنائی:

اب یہاں پہ میں آپ سے ایک نقطے کی بات عرض کروں گا توجہ فرمایئے گا فائدہ ہوگا۔ پتھر پہ آپ پانی ڈالیں تو وہ پی تو جائے گا پانی کو چوس تو لے گا مگر مزے سے ناواقف اور ناآشنا ہوگا۔ لیکن زبان پہ آپ شربت ڈالیں تو زبان شربت کو بھی چوسے گی اور ساتھ مزے سے بھی آشنا ہوگی۔ وجہ کیا ہے؟ کہ زبان زندہ ہے اور پتھر مردہ ہے۔

اسی طرح کچھ لوگوں کے دل پتھر کی طرح ہوتے ہیں وہ نماز تو پڑھ رہے ہوتے ہیں، الفاظ ادا کر رہے ہوتے ہیں مگر الفاظ کے مزے سے ناآشنا ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں کے دل زندہ ہوتے ہیں جب ان کی زبان سے الفاظ ادا ہوتے ہیں تو الفاظ کی کیفیات سے ان کے دل بھی مزے پا رہے ہوتے ہیں۔

ایک مالک نے اپنی باندی سے کہا کہ بستر لگا دو۔ اس نے پوچھا کہ آپ کا بھی کوئی مولا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں ہے' اس نے پوچھا کہ کیا آپ کا مولا سوتا بھی ہے؟ اس نے کہا کہ وہ سوتا نہیں کہنے لگی بڑی شرم کی بات ہے کہ مولا تو جاگ رہا ہو اور اس کا غلام سو رہا ہو۔

اٹھ فریدا ستیا تے جھاڑو دے مسیت
توں ستا تیرا رب جاگدا تیری ڈاہڈے نال پریت

اللہ سے دل لگانا اور پھر تہجد میں سوئے پڑے رہنا۔ یہ کہاں کی محبت ہے؟ اس لیے سالک روئے اور اللہ تعالیٰ سے مانگے کہ اے اللہ! مجھے اپنے مقبول بندوں کے اس مقبول وقت میں اپنے سامنے کھڑا ہونے سے محروم نہ فرما۔

نماز وسیلہ لقائے یار ہے:

جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں آئے گی تو پھر یہ نعمت آپ کو آسانی سے نصیب ہوگی۔ عزیز دوستو! اس بات کو توجہ سے سننا کہ نماز کو حاکم وقت کی بیگار سمجھ کر نہ پڑھنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وسیلہ لقائے یار سمجھ کر پڑھنا۔ یہ حاکم کی بے گار نہیں یہ تو وسیلہ لقائے یار ہے۔ جب یہ وسیلہ لقائے یار بنے گی پھر تہجد میں اٹھنا ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں ہوگا۔

اللہ کی محبت واجب کرنے والے اعمال:

اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں:

''میرے لیے آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہوگی''

دوسری جگہ پر فرمایا:

''میرے لیے میرے راستے میں خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہوگی''

تیسری جگہ فرمایا

جو لوگ صلہ رحمی، رشتے ناطے جوڑتے ہیں ان کے لیے بھی میری محبت واجب ہوجاتی ہے''

اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کر لیجیے اور اعمال کے مزے لوٹیے۔

بندے کا تذکرہ کیسے دوام پاتا ہے؟

ایک صاحب پوچھنے لگے کہ جی کچھ لوگ ہوتے ہیں مرتے ہیں تو ان کا تذکرہ ہی ختم ہوجاتا ہے۔ دنیا میں بڑے مشہور مرے تو ساتھ ہی ختم۔ اور کچھ لوگ زندگی میں اتنے مشہور نہیں ہوتے، مرنے کے بعد زیادہ مشہور ہوجاتے ہیں، زیادہ مقبول ہوجاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ؟ تو کسی اللہ والے نے اس کا جواب دیا اس نے کہا: دیکھو! اللہ تعالیٰ کی صفات، فانی نہیں، باقی ہیں۔ اس لیے جو بندہ دنیا میں '' تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ '' (اپنے آپ کو اللہ کے اخلاق سے مزین کرلو) پر عمل پیرا ہوجاتا ہے اور اپنے اندر یہ صفات پیدا کر لیتا ہے۔ وہ جب فوت بھی ہوجاتا ہے تو چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات باقی رہتی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کا تذکرہ بھی دنیا میں سلامت رکھتے ہیں ؏

سب دست برجریدہ عالم دوام ما

جب دل میں محبت ہو تو پھر دماغ بھی کام کرتا ہے اور بندے کو فراست نصیب ہو جاتی ہے۔

تجھے نسبت کا نور حاصل ہے:

ابوبکر دراک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ محفل میں کہا: چار چیزیں ملنا ناممکن ہیں ایک شاگرد نے پوچھا: کونسی؟ انہوں نے فرمایا:

لقمۂ حلال

مخلص یار

طاعت بے ریا

عالم بے طمع

فرمایا یہ چار نعمتیں ملنی ناممکن ہیں۔ شاگرد نے عرض کیا: حضرت! مجھے یہ چاروں حاصل ہیں، یہ سن کر استاد حیران ہوئے، پوچھنے لگے:

بھئی آپ کو کیسے حاصل ہیں؟

(۱)...... میں غصے کا گھونٹ پی لیتا ہوں' یہ لقمہ حلال کی مانند ہے۔

(۲) میں نے قرآن کو اپنا یار بنا لیا ہے' تو یہ دنیا میں سب سے زیادہ مخلص میرا یار ہے۔

(۳) میں مراقبہ پابندی سے کرتا ہوں یہ طاعت بے ریا ہے۔

(۴) میں نے اللہ سے محبت کر لی' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ عالم بے طمع ہے۔ وہ ایسا عالم ہے جس کو مخلوق سے کوئی طمع نہیں ہے۔

جب استاد نے یہ بات سنی تو اسی بات پر ہی اپنے شاگرد کو اجازت و خلافت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

سرفراز فرما دیا۔ فرمایا: تجھے نسبت کا نور نصیب ہے۔ یہ نسبت ہی ان باطن کے معارف کو تیری زبان سے نکلوا رہی ہے۔

نرمی کرنے کی تعلیم:

قرآن مجید میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا:

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى﴾ (النزعت:۱۷)

''فرعون کی طرف جایئے' وہ باغی طاغی بن گیا ہے''

تو ساتھ یہ بھی فرمایا:

﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا﴾ (طہ:۴۴)

''تم دونوں اس کے ساتھ نرمی کی بات کرنا''

یہاں مفسرین نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر اتنی شفقت ہے کہ فرعون جو اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النزعت:۲۴) کہتا تھا' اللہ تعالیٰ انبیا کو ان کی طرف بھیج رہے ہیں اور ان کو فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنا' تو جو بندہ سر سجدے میں ڈال کر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہتا ہے اللہ اس کے ساتھ کتنا نرمی کا معاملہ فرمائیں گے۔

محبت بولنا سکھا دیتی ہے:

محبت بندے کو بولنا سکھا دیتی ہے کیونکہ بندہ جذبات کی وجہ سے مجبور ہوتا ہے، خود بخود باتیں نکلتیں ہیں۔ جیسے بنی اسرائیل کا بوڑھا محبت میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا: اے اللہ! میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نہیں' بچے نہیں تو آپ میرے پاس آئیں' میں آپ کی خدمت کروں گا' میں آپ کی مہمان نوازی کروں گا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تو اسے فرمایا او بوڑھے! ایسی بات کرنا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ وہ تو محبت میں کر

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا تھا‘ جب اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات سنی تو وہ گھبرا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تھوڑا سا آگے چلے تو ان پر اللہ تعالیٰ کی وحی آگئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے پیارے نبی موسیٰ علیہ السلام!

تو برائے وصل کردن آمدی
نہ برائے فصل کردن آمدی

میں نے آپ کو جوڑنے کے لیے بھیجا تھا‘ میں نے توڑنے کے لیے تو نہیں بھیجا تھا“

عجیب نکتہ:

یہاں پر علما نے لکھا ہے کہ وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی باتیں کر رہا ہے‘ جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں‘ مگر محبت سے کر رہا ہے‘ جب وہ باتیں اللہ کو اتنی پسند آئیں تو اگر کوئی بندہ وہ باتیں کرے جو اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہوں اور وہ بھی محبت سے کرے تو پھر اللہ کو وہ باتیں کتنی پسند آئیں گی!

اس لیے ایسی محفلیں جہاں اللہ کی محبت کی باتیں ہوتی ہیں:

﴿نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ﴾

ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں فرشتے اتر آتے ہیں پھر جب وہ فرشتے واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے کارگزاری پوچھتے ہیں‘ کہاں سے آئے ہو؟ وہ پھر بتاتے ہیں، پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں تم گواہ رہنا‘ میں نے ان بندوں کے سب گناہوں کو معاف فرما دیا۔ فرشتوں کو گواہ بناتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! ان میں سے کچھ لوگ تو وہ تھے جو اس محفل میں شرکت کے لیے آئے مگر کچھ وہ بھی تھے جو راستہ سے گزر رہے تھے اور دیکھنے کے لیے کھڑے ہو گئے، وہ تماش بین تھے‘ اے اللہ! ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ جو مجلس میں آنے والے لوگ تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

"ھُمْ رِجَالٌ لَّا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ"

"یہ میرے وہ بندے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہوتا۔"

محترم جماعت! جب اللہ تعالیٰ تماش بینوں کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں تو جو ہزاروں میلوں کے سفر کر کے آتے ہوں' اللہ تعالیٰ پھر ان کی مغفرت کیسے نہیں فرمائیں گے؟ اس لیے یہ بات ذہن میں رکھ لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں یہاں پہنچا دیا' یہ بات اس کی دلیل ہے کہ ہمارے پروردگار کا ارادہ ہمارے بارے میں خیر کا ہے۔

ایک بوڑھے کی دلچسپ دعا:

ایک مرتبہ غالباً پندرہ شعبان کی رات تھی، لوگ مسجد میں عبادت کر رہے تھے، دعائیں مانگ رہے تھے، اس عاجز کے قریب ایک بوڑھا بندہ بھی دعائیں مانگ رہا تھا، مگر اس نے ایک دعا ایسی مانگی کہ اس دعا کو سن کر بس میری تو رات بنا دی۔ لوگ کہتے ہیں۔

"تم نے میرا دن بنا دیا۔" You made my day

اور میں کہتا ہوں:

"اس نے میری رات بنا دی۔" He made my night

وہ پنجابی زبان میں دعا مانگ رہا تھا۔ تو دعا مانگتے مانگتے کہنے لگا:

"اللہ! میاں! ہک واری جنت وِچ وڑن دیویں' اگاں آپے لگا ویساں"

اے اللہ! ایک مرتبہ مجھے جنت میں داخل ہونے دینا' آگے میں خود چلا جاؤں گا"

اللہ اکبر! وہ محبت میں کہہ رہا تھا۔ واہ میرے مولا! بوڑھوں کی باتیں بھی بڑی عجیب ہوتی ہیں۔

اکیلا تو، تو ہی اچھا لگتا ہے:

ایک آدمی کے بال سفید ہو گئے تھے' مگر اس کا دل جوان تھا' اس کی بیوی فوت ہو گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے بندوں کے لیے بڑی مشکل ہوتی ہے' کیونکہ ان کو اتنی جلدی رشتے نہیں ملتے، اس بے چارے نے کوشش تو بڑی کی' لیکن رشتہ جلدی مل نہیں رہا تھا، جہاں بھی رشتے کا پیغام بھیجتے وہیں سے نہ ہو جاتی، وہ بے چارہ ایک مرتبہ وضو کر کے اٹھا تو اٹھتے ہوئے پنجابی زبان میں کہنے لگا:

اللہ! کلا تاں تو ہی چنگا لگنا ایں اے

''اے اللہ! اکیلا تو، تو ہی اچھا لگتا ہے''

اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی اور اگلے دن اس کی شادی کا معاملہ طے ہو گیا۔ واقعی! ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے کہ جس بندے کی شادی میں رکاوٹ ہو' وہ تنہائی میں یہی کہے' اللہ! اکیلا تو تو ہی اچھا لگتا ہے، تو اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کر دیتے ہیں۔

ایک بڑھیا کی عجیب دعا:

ایک بڑھیا تھی اس کو کہا گیا: دعا مانگو' وہ قبول ہو جائے گی' مگر دعا ایک ہی ہو' اب وہ لمبی عمر بھی چاہتی تھی اور باقی نعمتیں بھی چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے ایک ہی فقرے میں دعا مانگی۔

''اے اللہ! میں اپنی آنکھوں سے اپنے پوتے کو سونے کے چمچ سے کھاتا دیکھوں''

اب دیکھو! اس بڑھیا کو صحت بھی مل گئی' پوتا ہونے تک زندگی بھی مل گئی' اولاد بھی مل گئی اور اللہ نے اتنا رزق بھی دیا کہ سونے کے چمچ سے اپنے پوتے کو کھاتا بھی دیکھ لیا۔

دل کی تاریں چھیڑا کریں:

ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اللہ سے ایسی راز کی باتیں کیا کریں، تنہائی میں بیٹھ کر اپنے رب کو پکارا کریں، دل کی تاریں چھیڑا کریں، اپنے اللہ سے دعائیں مانگا کریں۔ اے اللہ! مجھے اپنا بنا لے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک عجیب بات:

ایک بات ہے، تو کسی فاسقہ عورت کی لیکن بات اس نے بڑی عجیب کی ہے، کہتی ہے

اس شرط پہ کھیلوں گی پیا! پیار کی بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں، ہاروں تو میں تیری

محبت ہے نا محبوب کو حاصل کرنا چاہتی ہے۔

ایک محبت بھری دعا:

ایک اللہ والے تھے، انہوں نے ایک دعا مانگی (محبت کی دعا میں لطف ہی عجیب ہوتا ہے) دعا یہ مانگی:

"یَارَبِّ اَنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَاِنْ لَّمْ اَکُنْ صَالِحًا"

"اے پروردگار! آپ جانتے ہیں کہ میں نیکوں سے محبت کرتا ہوں، اگرچہ میں خود نیک نہ بن سکا"

اب دیکھو کہ محبت کیسی دعائیں کروا رہی ہے۔ یہ باتیں میں اس لیے آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ آج رات جب آپ تہجد میں اٹھیں گے تو پھر آپ بھی اسی طرح محبت کے ساتھ اللہ سے مانگنا۔ اگر مانگنے کے ایک دو نمونے آتے ہوں تو پھر آگے ذہن خود بخود کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔

وہ بزرگ آگے فرماتے ہیں:

"وَیَارَبِّ اَنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ اَکْرَہُ الْفَاسِقِیْنَ وَاِنْ کُنْتُ فَاسِقًا"

"اور اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ میں فاسقوں سے نفرت تو کرتا ہوں، اگرچہ میں خود بھی فاسق بن بیٹھا"

آگے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

”یَارَبِّ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ یَزِیْدُ فِیْ مُلْكِ شَیْئًا مَاسَئَلْتُكَ الْجَنَّةَ“

اے پروردگار! اگر میں جانتا کہ میرا جنت میں داخل ہونا تیرے ملک میں اضافے کا سبب بنے گا تو میں آپ سے جنت نہ مانگتا۔

پھر فرمایا:

”وَلَوْ اَعْلَمُ اَنَّ النَّجَاةَ مِنَ النَّارِ تَنْقُصُ فِیْ مُلْكِ شَیْئًا مَاسَئَلْتُكَ النَّجَاةَ مِنْهَا“

”اور اگر میں جانتا کہ آگ سے میری نجات آپ کی بادشاہی میں کچھ کمی کر دیتی ہے تو میں جہنم سے کبھی نجات نہ مانگتا“

پھر آگے اور بھی مزے کی بات کی:

”یَارَبِّ اِنْ لَّمْ تَرْحَمْنِیْ اَنْتَ وَمَنْ یَّرْحَمُنِیْ“

”اے پروردگار! اگر تو مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو پھر مجھ پر کون رحم کرے گا“

جب اس طرح محبت بھرے انداز سے بندہ اپنے پروردگار سے مانگے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی متوجہ ہوتی ہے۔

ایک حیران کن دعا:

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ قبرستان گیا، میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ کسی قبر کے قریب بیٹھی دعا کر رہی تھی۔ دعا کرتی ہوئے اس نے یہ کہا:

”اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ كَائِنٌ قَبْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَاِنَّكَ كَائِنٌ بَعْدَ كُلِّ شَیْءٍ وَاِنَّكَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاِنَّكَ یَارَبِّ قَدْ خَلَقْتَنِیْ اَبَوَیَّ مِنْ قَبْلِیْ ثُمَّ خَلَقْتَنِیْ بَعْدَهُمَا فَاِنَّكَ اٰنَسْتَنِیْ بِهِمَا مَاشِئْتَ اَللّٰهُمَّ فَكُنْ لَهُمَا رَاحِمًا وَكُنْ لِیْ بَعْدَهُمَا حَافِظًا“

''اے اللہ! آپ ہر چیز سے پہلے تھے اور ہر چیز کے بعد بھی آپ ہوں گے۔ اور آپ ہر چیز کے خالق ہیں۔ اے اللہ! آپ نے مجھ سے پہلے میرے ماں باپ کو پیدا کیا' پھر ان کے بعد آپ نے مجھے (ان میں سے) پیدا کیا۔ اے اللہ! آپ نے چاہا تو آپ نے مجھے ان والدین سے محبت عطا فرمائی۔ (پھر ان والدین کو مجھ سے جدا فرما دیا) اے اللہ! ان دونوں پر رحیم بن جانا اور ان کے بعد میرے لیے محافظ بن جانا''

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس سے یہ ایسی دعا سنی تو میں بڑا حیران ہوا۔ چنانچہ میں نے اسی حیرانی کے عالم میں اسے کہا: اے خاتون! تیرا کلام تو بڑا پر اثر ہے۔ تو وہ کہنے لگی:

''بخدا! میں آپ کی محرم عورت نہیں ہوں' کہ آپ میرے ساتھ اس بے تکلفی کے ساتھ گفتگو کریں''

چنانچہ فرماتے ہیں: مجھے اس کی اس بات کی وجہ سے اتنی حیا آئی کہ میں اس سے بہت دور چلا گیا۔

دیکھیں! اللہ کو چاہنے والے اللہ رب العزت سے کیسی محبت کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ اگر ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے ایسی محبت عطا فرما دیں تو پھر ہمیں بھی مانگنے کا سلیقہ آ جائے گا۔ اور جن کو مانگنے کا سلیقہ آ گیا اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے دامن کو ہی بھر دیتے ہیں۔

دوست سے ملاقات کا ادب:

دنیا کا دستور ہے کہ دوست کی ملاقات سے پہلے لوگ خوشبو لگاتے ہیں۔

......دلہن' خاوند کی ملاقات سے پہلے خوشبو لگاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......دلہا، دلہن کی ملاقات سے پہلے خوشبو لگاتا ہے۔

......یار لوگ دفتر جانے سے پہلے خوشبو لگاتے ہیں۔

نیک اعمال خوشبو کی مانند ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دنیا میں کثرت سے نیک اعمال کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے اپنے آپ کو خوشبو لگانے کی مانند ہے۔

دلہن کو کیوں تیار کرتے ہیں؟ کیوں سجاتے ہیں؟ اس لیے کہ وہ پہلی نظر میں اپنے خاوند کو پسند آ جائے۔ اگر دلہن کو اس لیے سجاتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنی نماز کو حضوری کے ساتھ، توجہ کے ساتھ سجائیں، کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی نظر بندے کی نماز پر پڑنی ہے۔ اس لیے ہم اپنی نمازیں تسلی سے پڑھا کریں، تاکہ ہماری نماز بھی قیامت کے دن اللہ کو پسند آ جائے۔

میرے دوستو! ہم نے کبھی دو رکعت ایسی پڑھی ہیں؟ آج ہی نیت کر لیجیے کہ ہم تہجد میں اٹھیں گے اور تسلی سے دو رکعت پڑھیں گے۔ ایسی کہ اللہ کے سوا ہمیں کسی کا خیال دل میں نہ ہو۔

اللہ رب العزت کا شکوہ:

ایک کتاب میں ایک عجیب بات پڑھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"عَبْدِیْ قَدْ طَهَّرْتَ مَنْظَرَ الْخَلْقِ سِنِیْنَ"

"اے میرے بندے! تو نے مخلوق کو دکھانے کے لیے اپنے چہرے کو سالوں سجایا"

"فَهَلْ طَهَّرْتَ مَنْظَرِیْ سَاعَةً"

کیا تو نے کبھی اپنے آپ کو میرے لیے بھی سجایا؟

ذرا اس پر غور کیجیے!

www.besturdubooks.wordpress.com

"عَبْدِیْ قَدْ طَهَّرْتَ مَنْظَرَ الْخَلْقِ سِنِیْنَ"

میرے بندے!

تو نے انسانوں کی خاطر اپنے آپ کو سالوں تیار کیا"

......دلہن اپنے خاوند کے لیے گھنٹوں بیوٹی پارلر پر تیار ہوتی ہے۔

......خاوند اپنی بیوی کی خاطر غسل کر کے، خوشبو لگا کے تیار ہوتا ہے۔

......لوگ اپنے افسر کی ملاقات کے لیے تیار ہوتے ہیں۔

......ہم مہمان کے آنے کی خبر سنتے ہیں تو اچھے کپڑے پہن کر تیار ہوتے ہیں۔

......کسی تقریب میں جائیں تو وہاں بھی تیار ہو کر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں:

﴿فَهَلْ طَهَّرْتَ مَنْظَرِیْ سَاعَةً﴾

کیا کبھی تو نے اپنے آپ کو میرے لیے بھی تیار کیا؟

اگر تو اخلاص کے ساتھ بیٹھ کر وضو کرتا تو جب تیرے ہاتھ دھلتے تو تیرے گناہ بھی دھل جاتے۔ تیرے چہرے پر پانی پڑتا تو چہرے کے گناہ دھل جاتے۔ تو وضو سے فارغ ہوتا تو تیرا بدن پاک ہو جاتا، پھر تو مصلے پر توبہ کی نیت کے ساتھ کھڑا ہوتا۔ میرے بندے! جب تیرا سر سجدے میں جھک جاتا تو میری رحمت برستی اور تیرا دل پاک ہو جاتا۔ اے بندے! کیا تو نے کبھی اپنے آپ کو میرے لیے بھی تیار کیا؟ اگر اللہ تعالیٰ ہم سے یہ سوال پوچھ لیں کہ تم سالک بنے پھرتے ہو، تم اپنے آپ کو صوفی صافی کہتے ہو، بتاؤ! کبھی تم نے اخلاص کی ایسی دو رکعت بھی پڑھیں؟ کبھی تم نے مصلے پر اس لیے قدم رکھا کہ میں اپنے رب کے لیے تیار ہو کے آ گیا؟ اس احساس کے ساتھ تو شاید ہم نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو۔ اگر کبھی نہیں پڑھی تو آج کی رات تہجد میں اٹھ کر نماز پڑھ لیجیے اور اپنے رب سے کہیے:

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے اللہ! اس جسم کو ہم نے مخلوق کی خاطر ہزاروں بار سجایا' اللہ! حق تو یہ بنتا تھا کہ آپ کے لیے زیادہ سجاتے' آج بات سمجھ آئی۔ اللہ! آج ہم آپ کے سامنے ساری دنیا کو پیچھے کر کے تکبیر پڑھ کے کھڑے ہیں۔ مولا! آپ کی محبت کی تلاش میں آج مصلے پر ہم اس لیے کھڑے ہو گئے ہیں کہ ہم سجدے میں سر جھکائیں گے' پھر دامن پھیلائیں گے' اللہ! آپ ہمارے دامن کو بھر دیجیے گا۔ ہم تو آپ سے آپ کو چاہنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ اللہ! تیرے بنا بھی کیا جینا؟ آپ کے بغیر زندگی کا کیا مزا؟

جب اس طرح اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں گے تو اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آئے گی اور اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو صاف فرما کر ان کو اپنی رحمت کے نور سے منور فرما دیں گے۔ لہٰذا آج کی اس محفل میں یہ نیت کر لیجیے کہ ہم نے یہاں بقیہ جو وقت بھی گزارنا ہے ہم نے اللہ سے اللہ کی محبت مانگنی ہے کہ اے اللہ! ایسی محبت عطا فرمایئے:

میں جو بھولوں تجھے تو مر جاؤں
تیرا پہرہ ہو میری سانسوں پر

اللہ! ایسی محبت عطا فرما

کسی کو معلوم کہ جان کب نکلی؟
محو تھے ہم تو یاد جاناں میں

ہمیں اپنی ایسی یاد نصیب فرما کہ ہمیں جان نکلنے کا بھی پتہ نہ چلے۔

اللہ کو منا لیجیے:

آج اپنے سب گناہوں سے سچی پکی توبہ کر کے اپنے رب سے صلح کر لیجیے۔ آج

www.besturdubooks.wordpress.com

تک ہم نے گناہوں کے ذریعے اپنے رب کو ناراض کیا۔ یار کو منانے کے لیے لوگ منتیں کرتے ہیں، سماجتیں کرتے ہیں، پاؤں پکڑتے ہیں۔ آج ہم بھی اپنے اللہ کے سامنے سر سجدے میں ڈال دیں۔ اللہ! یونہی سمجھ لیجیے کہ ہم آپ کے سامنے نچھ گئے، آپ کے پاؤں پکڑ لیے۔ اللہ! آج ہمارے سجدے قبول کر لینا۔ ہمیں اپنے در سے خالی نہ لوٹا دینا۔ رب کریم! ہمیں خالی دامن واپس نہ بھیج دینا۔ میرے مولا! آج ہمیں بات سمجھ میں آئی۔ ہم آپ کو منانا چاہتے ہیں، آپ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ سالوں ہم نے غفلت میں گزار دیے۔ مولا! آپ نے ہمیں چند ساعتیں یہاں عطا فرمائیں، اللہ! اب اپنی محبت عطا فرما دیجیے۔ اللہ! یہ دل کب دھلیں گے؟ اللہ! یہ باطن کی ناپاکی کب دور ہوگی؟ ہم ناپاک حالت میں آپ کے سامنے قیامت کے دن نہیں اٹھنا چاہتے۔ اللہ! کوئی عورت میلے منہ کے ساتھ اپنے خاوند کے پاس جانا پسند نہیں کرتی، ہم بھی گناہوں کے میلے منہ کے ساتھ قیامت کے دن آپ کے سامنے پیش نہیں ہونا چاہتے۔ اللہ! آج ہمیں دھو دیجیے، اپنا بنا لیجیے، اپنی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دیجیے۔ اللہ! ہم اپنی کوتاہیوں کا اقرار کرتے ہیں، میرے مولا! ہم نے کبیرہ گناہ کیے۔ ہم اپنے آپ کو مجرم سمجھتے ہیں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، مگر میرے مولا! آج ہم آپ سے رحم کی اپیل کرتے ہیں۔ اللہ! دنیا کے لوگوں سے رحم کی اپیل کی جائے تو دنیا دار بھی مہربان ہو جاتے ہیں۔ آپ تو رحیم پروردگار ہیں، ہم پر مہربانی فرمائیے۔ اس مجمع میں جتنے بھی مرد آئے ہیں یا جتنی بھی عورتیں آئی ہیں، ان سب کے گناہوں کو بخش دیجیے، فیصلہ فرما دیجیے کہ آپ نے سب کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما دیا۔ میرے مولا! اگر فرعون کے لیے آپ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا، اللہ! وہ تو اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہتا تھا اور ہم تو سب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے والے ہیں۔ میرے مولا! مہربانی فرما کر ہمارے ساتھ نرمی کا معاملہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمادیجیے۔ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادیجیے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالیجیے۔ میرے مولا! آئندہ کے لیے ہمیں اپنی حفاظت عطا فرمادیجیے، گناہوں کی ذلت سے بچالیجیے اور ہمیں طاعات کی عزت عطا فرمادیجیے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۝

حسن بے مثال

از افادات
حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مقام: سالانہ اجتماع جھنگ، جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ
مورخہ ۲۶ ستمبر ۲۰۰۵ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن بے مثال عطا کیا، لیکن اس حسن کو دنیا میں پورا ظاہر نہیں فرمایا''

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

''لَمْ یَظْهَرْ لَنَا تَمَامَ حُسْنِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم لِاَنَّهٗ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامَ حُسْنِهٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْيُنُنَا رُؤْيَتَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم''

''اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے حسن بے مثال کو ہمارے لیے پورا ظاہر نہیں فرمایا، کیونکہ اگر اس سارے حسن کو ظاہر فرما دیتے تو ہماری آنکھوں میں یہ استطاعت ہی نہیں تھی کہ محبوب کا دیدار کر سکیں''

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

حسنِ بے مثال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ○

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

محبوب کل جہاں:

سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء، حضرت **محمد** مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ محبوب کل جہاں ہیں۔ خالق کے بھی محبوب، مخلوق کے بھی محبوب۔ مثلاً جمادات کے بھی محبوب ہیں چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا!

"اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ"

"احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں"

- ......نباتات کے بھی محبوب ہیں، استوانہ حنانہ نبی علیہ السلام کی جدائی میں رویا۔
- ......حیوانات کے بھی محبوب ہیں، جب نبی علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر

www.besturdubooks.wordpress.com

قربانی دی تو اونٹوں کو قربانی کے لیے لایا گیا۔ حدیث پاک میں ہے کہ اونٹ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے اپنی گردنوں کو لمبا کر دیتے تھے تاکہ آقا ﷺ ہمیں پہلے قبول فرمالیں۔

- ......انسانوں کے بھی محبوب ہیں، صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت نبی علیہ السلام کے عشاق کی جماعت تھی۔
- ......جنوں کے بھی محبوب ہیں، اس لیے جنوں نے آکر آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور نبی علیہ السلام کے عشاق میں شمولیت حاصل کی۔
- ......فرشتوں کے بھی محبوب ہیں، جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام آسمانوں میں نبی علیہ السلام کے وزیر، اللہ کے محبوب ﷺ سے محبت فرمانے والے ہیں۔

اس طرح مخلوق تو ساری مکمل ہوگئی۔ جمادات، نباتات، حیوانات، انسان، جنات اور فرشتے۔ اب رہ گئی اس پروردگار عالم کی ذات بابرکات، تو اس نے تو اعلان فرمادیا: اے میرے محمد ﷺ! آپ میرے محبوب ہیں۔ اس لیے نبی علیہ السلام محبوب کل جہان ہیں۔

محبتِ رسول ﷺ بڑھانے کا ذریعہ:

آپ ﷺ کی ذات گرامی کے بارے میں علم جتنا زیادہ ہوگا اتنی ہی محبت بڑھے گی۔ اس لیے کوئی آدمی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ اس کے دل میں نبی علیہ السلام کی محبت باقی دنیا کی محبتوں پر غالب نہ آجائے۔

"لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ"

- "تم میں سے کوئی بندہ بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے ہاں اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ٹھہروں"

اب اس محبت کو بڑھانے کے لیے آج نبی علیہ السلام کے سراپا کا تذکرہ کرنا ہے۔

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا؟
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لیے

جب محبوب کا نام آتا ہے تو منہ میں مٹھاس آجاتی ہے۔

فیض چشم حضور کیا کہنا
ساغر دل چھلک چھلک جائے
نام پاک ان کا ہو؟ لبوں سے ادا
شہد گویا ٹپک ٹپک جائے

کہنے والے نے تو یہاں تک کہا:۔

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

"اگر میں ہزار مرتبہ اپنے منہ کو مشک اور گلاب سے دھولوں تو (اے میرے آقا ﷺ!) پھر بھی آپ کا نام نامی، اسم گرامی لینا میرے لیے تو بے ادبی ہی ہے"

بے مثال حسن و جمال:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا کیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

رسول ہاشمی نبیوں میں ختم الانبیا ٹھہرے
حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوبِ خدا ٹھہرے

www.besturdubooks.wordpress.com

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال:

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن بے مثال عطا کیا، لیکن اس حسن کو دنیا میں پورا ظاہر نہیں فرمایا''

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

لَمْ یَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم لِاَنَّهٗ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْیُنُنَا رُؤْیَتَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم

''اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے حسن بے مثال کو ہمارے لیے پورا ظاہر نہیں فرمایا، کیونکہ اگر اس سارے حسن کو ظاہر فرما دیتے تو ہماری آنکھوں میں یہ استطاعت ہی نہیں تھی کہ محبوب کا دیدار کر سکیں''

لہٰذا اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو کم ظاہر فرمایا چنانچہ اب اس حسن کو الفاظ میں بیان کرنا بہت مشکل کام ہے ۔

جمال و حسن کی الفاظ میں تعبیر ناممکن
مجسم نور کی کھینچے کوئی تصویر ناممکن

حسنِ بے مثال کا تذکرہ کرنے کے مقاصد:

آج کی اس محفل میں اسی حسن بے مثال کا تذکرہ کرنے کے دو مقصد ہیں:

۞......ایک مقصد تو یہ ہے ع

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوگا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات۔

۞......اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے دل جب اچھی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن

www.besturdubooks.wordpress.com

وجمال کے بارے میں جان لیں گے تو پھر آنکھ میں دنیا کے حسینوں کی کوئی قدر ہی نہیں رہے گی۔ پھر ساری محبتیں اللہ کے لیے اور پھر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے لیے ہونگی۔

کوئی لغزش نہ ہوجائے الٰہی! اس سے ڈرتا ہوں
بھروسے پر ترے اس کام کا آغاز کرتا ہوں

چنانچہ دل چاہتا ہے ع

ہوتی رہے ثنا تیرے حسن وجمال کی

حسنِ بے مثال......صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں

آیئے! بچپن سے شروع کرتے ہیں۔

حلیمہ سعدیہؓ کی نظر میں:

حلیمہ سعدیہؓ ارشاد فرماتی ہیں:

جب میں اس بچے کو لینے کے لیے اس گھر میں گئی تو وہ آرام کر رہا تھا اور اس کے اوپر ایک کپڑا ڈالا گیا تھا۔

میں نے سوچا کہ میں بچے کی شکل تو دیکھوں، تو فرماتی ہیں:

فَاَشْفَقْتَ اَنْ اُوْقِظَهٗ مِنْ نَوْمِهٖ لِحُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ فَدَنَوْتُ مِنْهُ رُوَيْدًا فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِهٖ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ يَنْظُرُ اِلَيَّ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ نُوْرٌ حَتّٰى دَخَلَ خِلَالَ السَّمَاءِ

”میں اس کے حسن وجمال کو دیکھ کر گھبرائی کہ اس بچے کی کہیں آنکھ نہ کھل جائے۔ چنانچہ میں آہستہ سے اس کے قریب ہوئی اور میں نے بے اختیار اپنا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ اس بچے کے سینے پر رکھ دیا۔ وہ بچہ مسکرا دیا اور اس نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے آنکھیں کھولیں، اس کی آنکھوں سے ایسا نور نکلا کہ وہ اس سے لے کر آسمان تک پھیل گیا''

اللہ کے حبیب ﷺ ابھی بچپن میں ہیں۔ یہ بچپن کے زمانے کے کمالات ہیں حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں:

وَلَمَّادَخَلْتُ بِهٖ اِلٰی مَنْزِلِی لَمْ یَبْقَ مَنْزِلٌ مِّنْ مَنَازِلِ بَنِی سَعْدٍ اِلَّا شَمَمْنَا مِنْهُ رِیْحَ الْمِسْكِ

''جب میں اس بچے کو لے کر اپنے گھر میں داخل ہوئی تو بنو سعد کے گھرانوں میں کوئی گھر ایسا نہیں تھا جس گھر والوں نے اس کی مشک جیسی خوشبو کو نہ سونگھا ہو''

میرے آقا ﷺ کی خوشبو پورے قریے میں پھیل گئی۔

جبیر بن مطعمؓ کی نظر میں:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی علیہ السلام کے حسن و جمال کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا۔ ہر بندے کے اپنے تاثرات ہوتے ہیں۔ کوئی کسی چیز سے تشبیہ دیتا ہے کوئی کسی چیز سے۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ بِمَكَّةَ اَرْبَعَةَ نَفَرٍمِّنْ قُرَیْشٍ اَرْبَأُ بِهِمْ عَنِ الشِّرْكِ وَاَرْغَبُ لَهُمْ فِی الْاِسْلَامِ

''مکہ میں چار بندے ایسے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ وہ شرک کو چھوڑ کر دین اور اسلام قبول کر لیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ نبی علیہ السلام کی تمنا تھی۔ ان چار افراد میں سے ایک جبیر بن مطعمؓ بھی تھے۔ ان کے والد کا نام مطعم تھا۔ یہ جبیر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے بدر کے قیدی چھڑوانے کی بات کرنے کے لیے آئے، تو نبی علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر کہا:

لَوْكَانَ مُطْعَمْ حَيًّاثُمَّ كَلَمْنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ

''اگر تمہارے باپ مطعم زندہ ہوتے اور وہ مجھ سے ان کافر مرداروں کے بارے میں بات کرتے تو میں سب کو آزاد کر دیتا''

نبی علیہ السلام نے مطعم کی اتنی زیادہ اہمیت کیوں بتائی؟

اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نبی علیہ السلام پر دو احسانات تھے۔

[۱]...... جب قریش مکہ نے نبی علیہ السلام کو شعب ابی طالب میں بند کر دیا تھا تو اس میں سے نکلوانے میں سب سے مرکزی کردار مطعم کا تھا۔

[۲]...... جب نبی علیہ السلام طائف سے واپس تشریف لائے تو اہل مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے سے منع کر دیا تھا۔ مطعم نے نبی علیہ السلام کو اپنی امان دی تو اللہ کے حبیب ﷺ مکہ تشریف لائے تھے۔

ان دو احسانات کی وجہ سے اللہ کے حبیب ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

طبرانی شریف کی روایت ہے کہ یہ جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِلْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ مِثْلِ شَقَّةِ الْقَمَرِ

''نبی علیہ السلام نے ہماری طرف توجہ فرمائی تو آپ ﷺ کا چہرہ انور ایسے تھا جیسے کوئی چاند کا ٹکڑا ہوتا ہے''

ان صحابی رضی اللہ عنہ نے چاند کے ٹکڑے کی مثال دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

براء بن عازب رضی اللہ عنہما کی نظر میں:

براء بن عازب رضی اللہ عنہما ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہم عمر تھے۔ بدر میں ان کو چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے شرکت کی اجازت نہیں ملی تھی۔ یہ بڑے بہادر تھے۔ مشہور شہر ''رے'' کے فاتح تھے۔ ان سے ۳۰۰ سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے حسن و جمال کو بہت مزے لے لے کر بیان کیا کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں:

اَنَّهٗ سُئِلَ اَكَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ: لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ (بخاری شریف)

''ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور تلوار کی طرح چمکتا تھا؟''
توانہوں نے جواب میں فرمایا: نہیں وہ تو چاند کی طرح چمکتا تھا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے چاند کا ٹکڑا کہا اور دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے چاند کے ساتھ تشبیہ دی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام چھ مشہور فقہا صحابہ میں سے ہے۔ نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا: ''میری عائشہ آدھا دین ہے۔'' مزید فرمایا: کھانوں میں سے جو ثرید کو فضیلت حاصل ہے وہ عورتوں میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے۔ ان کی پاکدامنی کی گواہی خود اللہ رب العزت نے قرآن میں بیان فرمائی۔ یہ حبیبۂ حبیبِ خدا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَنْوَرَهُمْ لَوْنًا لَمْ يَصِفْهُ وَاصِفٌ اِلَّا شَبَّهَهٗ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

نبی علیہ السلام کا چہرہ سب انسانوں سے زیادہ خوب صورت اور ان کا رنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے زیادہ منور ہے، کوئی تعریف کرنے والا ان کی تعریف نہیں کر سکتا، اتنا کہہ سکتا ہے کہ ان کی تشبیہ چودھویں رات کے چاند کی طرح دی جا سکتی ہے"

تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے چاند کا ٹکڑا کہا۔ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے چاند کہا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے چودھویں کا چاند کہا۔

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے نواسے اور صحابی ہیں۔ دونوں شہزادوں کے بارے میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ"

"دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں"

ایک موقع پر نبی علیہ السلام نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا:

"هُمَا رَیْحَانَتَایَ"

"یہ دونوں میرے پھول ہیں"

جب نبی علیہ السلام نے پردہ فرمایا تو اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک سات سال تھی، ان کو بچپن کی کچھ باتیں تو یاد تھیں، مگر انہیں بڑی عمر کے صحابہؓ سے بات پوچھنے میں زیادہ مزہ آتا تھا کہ میرے نانا جان کیسے تھے؟

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ ان کے رشتے میں ماموں تھے۔ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی جو پہلی شادی تھی اس سے ان کے ایک بیٹے تھے اس بیٹے کا نام ہند تھا، جب نبی علیہ السلام سے شادی ہوئی تو وہ بیٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں آ گئے، ایسے بچے کو تربیت کی وجہ سے ربیب کہتے ہیں، یعنی بیوی کے بیٹے، پہلے خاوند سے، گویا رشتے میں تو بیٹے ہی بن گئے۔ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے نبی علیہ السلام کی اولا بھی ہوئی، گویا فاطمۃ الزہراؓ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بھائی بنے۔ ماں ایک تھی، اس لیے حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان کو کہتے تھے: میرے ماموں ہند بن ابی ہالہ۔ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

”وہ نبی علیہ السلام کے سراپا اور حسن و جمال کو مزے لے لے کر بیان کیا کرتے تھے“

وَاَنَا اَشْتَهِيْ اَنْ يَّصِفَ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا اَتَعَلَّقُ بِهٖ

”اور میرے دل کی تمنا رہتی تھی کہ وہ میرے سامنے محبوب کا تذکرہ کریں تاکہ میری محبت نانا جان سے اور زیادہ بڑھ جائے“

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

”نبی علیہ السلام کا چہرہ انور اس طرح چمکتا تھا جس طرح کہ چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہوتا ہے“

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ یہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا، مگر منظر اس طرح بنا کہ سامنے ایک طرف اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور ہے اور دوسری طرف چودھویں رات کا چاند ہے۔ اس منظر کو دیکھ کر فرماتے ہیں

فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِلَى الْقَمَرِ

”میں کبھی نبی علیہ السلام کے چہرہ انور کو دیکھتا اور کبھی چودھویں رات کے چاند کو دیکھتا“

www.besturdubooks.wordpress.com

فَلَهُوَ عِنْدِيْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ

''میرے دل نے یہ فیصلہ کیا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ حسین ہیں''۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں انصاف ہے
چاند کے منہ پہ چھائیاں، میرے مدنی کا چہرہ ساف ہے

ویسے بھی علما نے لکھا ہے کہ چاند کی روشنی تو مستعار تھی لیکن اللہ کے حبیب ﷺ کے چہرے کا نور ذاتی وصف تھا، اس لیے چاند سے تشبیہ دے ہی نہیں سکتے۔ کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی: ؎

کوئی منظر حسین نہیں لگتا
اب تو یہ دل کہیں نہیں لگتا
چاند اچھی طرح سے دیکھ لیا
چاند تجھ سا حسین نہیں لگتا

انہی جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: کیا نبی علیہ السلام کا چہرہ انور تلوار کی طرح چمکتا تھا؟ تو جواب میں فرمایا:

لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

''نہیں بلکہ آقا ﷺ کا چہرہ انور تو چاند اور سورج کی طرح چمکتا تھا''

ایک صحابی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں، ان کا عجیب گھرانہ تھا۔ ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام کی پہلی شہیدہ تھیں۔ جب ان کو ابوجہل اور ابولہب وغیرہ سزا دے رہے ہوتے تو نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے:

''صَبْرًا يَا آلَ يَاسِرْ فَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ''

www.besturdubooks.wordpress.com

"اے آل یاسر! صبر کرو، تمہارا ٹھکانہ جنت ہے"

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ اِلٰى ثَلٰثٍ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَّسَلْمَانَ"

"تین بندے ایسے ہیں کہ جنت ان کی مشتاق ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ"

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پوتے نے ایک صحابیہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے نبی علیہ السلام کے حلیہ مبارک کے بارے میں پوچھا تو وہ فرمانے لگیں:

لَوْرَاَیْتَهٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً

"اگر کوئی بندہ نبی علیہ السلام کے چہرہ انور کو دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا جیسے سورج طلوع ہو رہا ہوتا ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے جو انوار ظاہر تھے
انہی انوار کی کچھ بھیک ہے ان چاند تاروں میں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی نظر میں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما چھٹے نمبر کے صحابی تھے۔ چنانچہ وہ اپنے بارے میں فرماتے تھے:

لَقَدْرَاَیْتَنِیْ سَادِسَ سِتَّةٍ

"میں نے اپنے آپ کو چھٹے نمبر کا مسلمان پایا"

یہ بھی نبی علیہ السلام کے سفر کے خادم تھے۔ نعلین مبارک سنبھالتے تھے، مسواک پیش کرتے تھے، بستر بچھاتے تھے، وضو کرواتے تھے، خیال رکھتے تھے، انہی کو اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کا سر کاٹنے کی سعادت عطا کی۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے حکم فرمایا: ابن مسعود!

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن سناؤ۔ تو انہوں نے سورۃ نساء کی کچھ آیتیں نبی علیہ السلام کے سامنے پڑھیں۔ وہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ اِذَا رَاَيْتَ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قُلْتُ كَاَنَّهٗ دِيْنَارًا

''جب بھی میں نبی علیہ السلام کے چہرہ انور کو دیکھتا تو مجھے یوں لگتا کہ جیسے چاندی کا کوئی سکہ ہے''

پہلے زمانے میں چاندی کا نیا نیا سکہ بہت چمک دار ہوتا تھا۔ اس زمانے میں چونکہ دینار ہوتے تھے اس لیے انہوں نے دینار کے ساتھ تشبیہ دی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سید المحدثین ہیں، وہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَبْيَضَ كَاَنَّمَا صِيْغَ مِنْ فِضَّةٍ

''اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا جمال ایسا تھا کہ جیسے چاندی سے کوئی چیز ڈھلی ہوئی ہوتی ہے''

جب رسول اللہ ﷺ کا ایسا حسن و جمال ہے تو پھر محبت انہی سے کرنے کا مزہ ہے۔ ہم اگر تصور بھی کریں تو دنیا کی شکلوں کی بجائے اللہ کے حبیب ﷺ کا تصور کریں۔

کسی کی جستجو ہے اور میں ہوں
تجسس چار سو ہے اور میں ہوں
ترے قربان او میرے تصور!
وہ گویا رو برو ہے اور میں ہوں
تجھے ہرگز نہ جانے دوں گا دل سے
خیالِ یار! تو ہے اور میں ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر انسان تہجد کے وقت میں نبی علیہ السلام کا خیال دل میں جمائے تو پھر محبت کی کچھ لہریں اٹھ رہی ہوتی ہیں۔اسی لیے عاشقوں کے لیے تہجد کا وقت بہترین وقت ہوتا ہے۔

رات کا خاموش منظر اور تصور یار کا
ہے یہی اک وقتِ راحت عشق کے بیمار کا

اس وقت عشق کے بیمار کو راحت مل رہی ہوتی ہے۔

دنیا کا طلب گار رہا ہے نہ رہے گا
سرکار کے قدموں کے نشاں ڈھونڈنے والا
نظروں میں رہے جس کے جمال رخ سرکار
اس شخص کا دنیا میں اجالا ہے اجالا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک ایسے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے نبی علیہ السلام کی دس سال تک خدمت کی۔ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کو چھوٹی عمر میں ہی نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا، یہ نبی علیہ السلام کے لیے سبزی توڑ کے لاتے تھے۔ چنانچہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ''ابوحمزہ'' رکھی یعنی سبزی توڑنے والا۔

ایک مرتبہ ان کی خدمت سے خوش ہو کر نبی علیہ السلام نے ان کی عمر میں، مال میں اور اولاد میں برکت کی دعا دی۔حدیث پاک میں ہے کہ ان کے مال میں ایسی برکت آئی کہ لوگوں کے باغ سال میں ایک مرتبہ پھل دیتے تھے اور ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ان کے پاس سونے کی اینٹیں ہوتی تھیں اور وہ ان اینٹوں کو لکڑی کاٹنے والے کلہاڑے کے ساتھ توڑا کرتے تھے۔اب سوچیں کہ اگر لکڑی کاٹنے والے کلہاڑے کے ساتھ سونے کو توڑا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تولے ماشے کی بات نہیں تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے ان کی اولا میں بھی برکت دی۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اپنی اولاد اور ان کے بچے ایک سو پچیس (125) کی تعداد میں دیکھے۔ بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں۔

اللہ رب العزت نے ان کی عمر میں ایسی برکت دی کہ وہ ۱۰۳ سال تک زندہ رہے۔

اللہ تعالیٰ نے تینوں چیزوں میں برکت دی۔

ایک مرتبہ ایک صاحب ان کے ہاں مہمان آئے تو باندی نے ان کے ہاتھ دھلوائے، بعد میں ہاتھ صاف کرنے کے لیے کپڑا نہیں تھا، چنانچہ وہ ایک تولیہ لائیں جو میلا تھا، یہ دیکھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا کہ میلا تولیہ لے کے آئی ہو۔ وہ کہنے لگی: ابھی لاتی ہوں، وہ دوڑی ہوئی گئیں، سامنے ایک تنور تھا، جس میں آگ جل رہی تھی۔ اس نے وہ تولیہ تنور میں ڈال دیا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ اس کو باہر نکال کر لے آئی تو وہ بڑا صاف ستھرا اور گرم گرم تھا۔ اس نے مہمان کو پیش کیا اور کہا: جی اب آپ اس تولیے سے ہاتھ صاف کرلیں۔ یہ دیکھ کر مہمان حیران ہوا اور پوچھنے لگا: بھئی! یہ مسئلہ کیا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام ہمارے گھر میں تشریف لائے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تولیے سے اپنے مبارک ہاتھوں کو صاف کیا تھا۔ اس کے بعد آگ نے اس تولیے کو جلانا چھوڑ دیا۔ چنانچہ جب یہ میلا ہوجاتا ہے تو ہم اس کو آگ میں ڈال دیتے ہیں، آگ میل کچیل تو کھالیتی ہے مگر تولیے کو نہیں جلاتی اور ہم صاف تولیہ باہر نکال لیتے ہیں۔

وہ انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَبْيَضَ الْوَجْهِ

''نبی علیہ السلام کا رنگ سفید گورا چٹا تھا''

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک نوجوان پٹھان عالم دورہ حدیث کر کے آئے اور انہوں نے درس حدیث دینا شروع کر دیا۔ لوگ تین چار دن تک تو ان کا درس سنتے رہے، پانچویں دن ایک بوڑھا کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا: خبردار! آج کے بعد تو نے درس نہیں دینا۔ اس نے کہا: کیوں؟ میں حدیث کا درس دے رہا ہوں۔ بوڑھے نے کہا: میں نے اتنے دن صبر کیا ہے کہ تو روز بیٹھ کر کہتا ہے: کالا کالا رسول اللہ ﷺ کالا ہو گا تیرا باپ، میرے آقا ﷺ تو گورے چٹے تھے۔ وہ بوڑھے میاں قال قال کو کالا کالا سمجھے۔ یہی انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ ﷺ حَسَنَ الْجِسْمِ

"نبی علیہ السلام کا جسم مبارک بہت خوب صورت تھا"

ابو طفیل رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

ابو طفیل رضی اللہ عنہ ایسے صحابی ہیں جو سب صحابہ کے آخر میں فوت ہوئے۔ ان کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں:

كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا

"نبی علیہ السلام سفید تھے مگر ملیح تھے"

ملیح ملح سے نکلا ہے۔ اس کا مطلب ہے نمکین، جیسے کوئی بندہ نمکین چیز کو کھائے تو پھر چھوڑنے کو دل نہیں کرتا۔ "نمکین چہرہ" اردو کا ایک لفظ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چہرہ جس سے نظر ہٹائی نہ جاسکے۔ ایک دفعہ دیکھو تو پھر دیکھنے کو جی چاہے، چنانچہ پھر دیکھے۔ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ بڑا نمکین چہرہ ہے۔ ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا مبارک چہرہ ایسا ہی تھا۔

سچی بات تو یہ ہے کہ:

www.besturdubooks.wordpress.com

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسنِ رسول ﷺ ہے
یہ کہکشاں تو آپ ﷺ کے قدموں کی دھول ہے

کسی اور شاعر نے کہا

اے کہ تیرا جمال ہے زینتِ محفل حیات
دونوں جہاں کی رونقیں ہیں تیرے حسن کی زکات

نبی علیہ السلام کے حسن کی زکوۃ نکلی تو وہ دنیا میں خوبصورتی بن کے پھیل گئی۔

چنانچہ کسی نے عجیب بات کہی:۔

آپ آئے تو دو عالم میں بہار آئی ہے
پھول مہکے ہیں ستاروں نے ضیا پائی ہے
آپ کے حسن کی قرآن میں خود خالق نے
کئی رخ سے رخِ انور کی قسم کھائی ہے

جس چہرۂ انور کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائیں:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ (البقرۃ:۱۴۴)

''میرے محبوب! جب آپ آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو ہم آپ کے چہرۂ اقدس کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں۔''

پنجابی میں کسی نے نبی علیہ السلام کے حسن و جمال کو الفاظ کی لڑی میں یوں پرویا ہے:

حسنِ بے مثال ویکھ کے، آمنہ دا لال ویکھ کے
حسیناں دے تے مان ٹٹ گئے سوہنے دا جمال ویکھ کے

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مراد مصطفیٰ ﷺ ہیں، چالیسویں نمبر پر اسلام قبول کرنے والے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت لمبی قمیص پہنی ہوئی ہے اور باقی لوگوں نے اپنے جسم کے سائز کے مطابق قمیص پہنی ہوئی ہے۔ جب آپ ﷺ نے خواب سنایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی؟ نبی علیہ السلام نے تعبیر دی کہ یہ قمیص ہر بندے کے دین کی مثال ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں اتنا دین عطا کیا کہ تمہاری قمیص سب سے زیادہ لمبی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے تھے:

كَانَ إِسْلَامُ عُمَرَ فَتْحًا وَكَانَتْ هِجْرَتُهُ نَصْرًا وَكَانَتْ أَمَارَتُهُ رَحْمَةً

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

بِأَبِيْ وَأُمِّيْ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ

"میرے ماں باپ قربان، میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور بعد میں آپ جیسا کوئی خوبصورت نہیں دیکھا"

یہی حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یہاں ایک نکتہ سمجھ لیجیے آپ ﷺ کا حسن و جمال اتنا کیوں تھا؟

توجہ فرمایئے! حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب جنتی جنت میں جائیں گے تو ان کی حور و غلمان پر جو پہلی نظر پڑے گی تو ان کے حسن کو دیکھ کر یہ اتنے زیادہ حیران ہو نگے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ستر سال تک یہ ٹکٹکی باندھ کر ان کو دیکھتے رہیں گے، ان کو وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلے گا، پھر وہ جنت میں رہنا شروع کر دیں گے۔

پھر ایک ایسا وقت آئے گا کہ جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ جب ان کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو نور کی ایک بارش ہوگی اور وہ نور ہر جنتی کے چہرے کے اوپر لگ جائے گا۔ جیسے آندھی میں چہرے پر مٹی جم جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے دیدار کی وجہ سے چہرے پر ایسا نور آ جائے گا کہ جب یہ جنتی واپس لوٹ کر آئیں گے تو جنتی مخلوق ان کو دیکھ کر اتنی حیران ہوگی کہ ستر سال تک وہ ان کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی رہ جائے گی۔ جب جنتی لوگ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور اس کی وجہ سے ان کا حسن اتنا ہوگا کہ حور و غلمان بھی ستر سال تک ٹکٹکی باندھ کر ان کو دیکھیں گے تو جس اللہ کے حبیب ﷺ نے اپنی زندگی میں اللہ رب العزت کا دیدار کیا تو سوچیں کہ ان کا حسن کتنا بڑھا ہوگا۔ ان کے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا!

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''جمع الوسائل'' میں فرماتے ہیں:

وَوَجْهُ التَّشْبِيْهِ حُسْنُ الْوَجْهِ وَصَفَا الْبَشْرَةِ وَسُطُوْعُ الْجَمَالِ لِمَا اُفِيْضَ عَلَيْهِ مِنْ مُّشَاهَدَةِ جَمَالِ الذَّاتِ

''نبی علیہ السلام کے چہرہ انور کے حسن و جمال کی صفائی کی اور چمک کی یہ جو ساری تشبیہات دی جاتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے جمال ذات کی وجہ سے ان کے چہرے پر نور بہا دیا تھا۔'' اللہ اکبر کبیرا!

یعنی جنتی جنت میں اللہ کا دیدار حاصل کرنے کے بعد جو حسن پائیں گے وہ نبی علیہ السلام کے دنیا کے حسن کا ایک چھوٹا سا حصہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسا حسن و جمال عطا فرمایا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ابنِ عساکر کی روایت:

ابنِ عساکر نے ایک عجیب بات لکھی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ اندھیرا تھا اور سوئی کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اتنے میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کمرے میں تشریف لائے۔

فَتَبَيَّنَتِ الْاِبْرَةُ مِنْ شُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ

''جیسے ہی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے، چہرے کا ایسا نور تھا کہ مجھے اس کی وجہ سے اپنی سوئی نظر آ گئی اور میں نے اپنی وہ سوئی اٹھا لی۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نظر میں:

بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں روایت بیان کی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَرٰى بِاللَّيْلِ فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى بِالنَّهَارِ مِنَ الضَّوْءِ

''(اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کرنے کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینائی ایسی ہو گئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے جیسے لوگ دن کی روشنی میں دیکھا کرتے تھے''

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی نظر میں:

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا اَجَلَّ فِي عَيْنَيَّ مِنْهُ وَمَا كُنْتُ اُطِيْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَيْنَيَّ مِنْهُ اِجْلَالًا لَهٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور دنیا میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ مجھے نبی علیہ السلام سے بڑھ کر اس سے محبت ہوتی، میری آنکھوں میں ان سے زیادہ کوئی بزرگی والا بھی نہیں تھا، اور میں جب جاتا تھا تو آقا ﷺ کے چہرہ انور کا نور اتنا ہوتا تھا کہ مجھے آپ ﷺ کے چہرہ انور کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی"

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

جواہر البحار میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

لَمَّا نَظَرْتُ اِلٰی اَنْوَارِهٖ وَضَعْتُ كَفِّیْ عَلٰی عَیْنَیَّ خَوْفًا مِنْ ذِهَابِ بَصَرِیْ

"میں ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرے آقا ﷺ کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیا کہ کہیں میری بینائی ہی نہ چلی جائے"

جب دنیا میں سورج کو دیکھیں تو آنکھ تاب نہیں لا سکتی۔ آقا ﷺ کے چہرے کا نور ایسا تھا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ جَمَالَ نَبِیِّنَا كَانَ فِیْ غَایَةِ الْكَمَالِ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَتَرَ عَنْ اَصْحَابِهٖ كَثِیْرًا مِنْ ذٰلِكَ الْجَمَالِ الزَّاهِرِ وَالْكَمَالِ الْبَاهِرِ اِذْ لَوْ بَرَزَ اِلَیْهِمْ لَصَعُبَ النَّظَرُ اِلَیْهِ عَلَیْهِمْ

"اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس جمال کو چھپایا تھا۔ اگر وہ جمال ان پر ظاہر کر دیا جاتا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نگاہیں محبوب کے چہرے کی طرف دیکھ ہی نہ سکتیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نشر الطیب'' میں ایک عجیب بات لکھی ہے وہ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا عَدْمُ تَعَشُّقِ الْعَوَامِ عَلَیْهِ کَمَا کَانَ عَلٰی یُوْسُفَ علیه السلام فَلِغَیْرَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰی لَمْ یَظْهَرْ جَمَالُهٗ کَمَا هُوَ عَلٰی غَیْرِہٖ کَمَا اَنَّهٗ لَوْ یَظْهَرْ جَمَالَ یُوْسُفَ علیه السلام کَمَا هُوَ اِلَّا عَلٰی یَعْقُوْبَ اَوْ زُلَیْخَا

یوسف علیہ السلام کو تو دیکھنے والوں نے دیکھا تو وہ عاشق ہو گئے۔ اب نبی علیہ السلام کے حسن و جمال کو اللہ نے چھپالیا۔ فرماتے ہیں کہ چھپانے کی وجہ اصل میں اللہ تعالیٰ کی غیرت تھی۔ غیرت نے پسند نہ کیا کہ میرے محبوب کے حسن و جمال کو تم میں سے کون دیکھنے کی تاب رکھتا ہے؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے جمال کو بھی ظاہر نہ ہونے دیا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ رَاٰہُ بَدَاهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ یَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم

''جو شخص نبی علیہ السلام کو اچانک دیکھتا تو وہ مرعوب ہو جاتا' جو نبی علیہ السلام سے میل جول رکھتا وہ محبت کرنے لگ جاتا۔'' وہ ان کی تعریف میں یوں کہتا: ایسا حسین نہ میں نے کبھی پہلے دیکھا اور نہ میں نے کبھی اس کے بعد دیکھا۔

خواہش پری کی ہے نہ تمنا ہے حور کی
آنکھوں کے آگے بس رہے صورت حضور کی

www.besturdubooks.wordpress.com

سو بار صدقے ہو کے بھی یہ چاہتا ہے دل
سو بار اور آپ کے قربان جایئے

کہنے والے نے کہا:

ہمیں اس لیے ہے تمنائے جنت
کہ جنت میں ان کا نظارہ کریں گے

محبوبہؐ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: زلیخا اور زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو انگلیاں کاٹیں۔ لَوْرَاَیْنَ جَبِیْنَہٗ اگر وہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا نور دیکھ لیتیں تو وہ اپنے دل کے ٹکڑے کر لیتیں۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءْ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً امِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

سراپائے انوار کا تذکرہ

یہ تو نبی علیہ السلام کے حسن و جمال کا اجمالی تذکرہ تھا۔ اب ذرا تفصیل میں جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک ترتیب سے سنیے تا کہ تصور بنانا آسان ہو جائے۔

پر جمال قد مبارک:

قد مبارک کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام کا قد مبارک بہت لمبا نہیں تھا، البتہ جب مجمع میں ہوتے تو دوسروں سے قد نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

نہ پستہ قد نہ لانبے ہی کوئی مفہوم ہوتے تھے
میانہ قد سے کچھ نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے
مگر مجمع میں ہوتے تھے کبھی جب حضرت والا
نمایاں اور اونچا تھا سروقد بالا

اللہ رب العزت نے مہربانی یوں فرمائی کہ بہت اونچا قد نہیں بنایا تھا کیوں؟ اس لیے کہ وہ بھی عیب کہلاتا ہے۔ ہمارے ہاں اونچے قد والے کو''لم ڈھینگ'' کہہ دیتے ہیں۔زیادہ لمبا قد حسن و جمال کے خلاف ہوتا ہے۔تو نبی علیہ السلام کا مبارک قد میانہ مگر مائل بہ درازی تھا۔ جب مجمع میں ہوتے تھے تو سب سے اونچے نظر آتے تھے۔اس میں یہ حکمت تھی کہ لوگو! جس طرح ظاہر میں تم سے ان کا قد اونچا نظر آتا ہے حقیقت میں انسانوں میں سب سے زیادہ رتبہ بھی اللہ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔

میانہ جسمِ اطہر:

جسمِ اطہر بہت زیادہ فربہ اور موٹا ہرگز نہیں تھا، پیٹ نکلا ہوا نہیں تھا، بہت خوبصورت پرسنیلٹی (شخصیت) تھی۔ چنانچہ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے اعضا کی ساخت معتدل، بدن مبارک نہ موٹا نہ ڈھیلا بلکہ گھٹا ہوا مضبوط اور توانا تھا''۔

قربان جاؤں آپ کی اس چال ڈھال کے
رکھ دوں قدم قدم پہ کلیجہ نکال کے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

''نبی علیہ السلام کا جسم اطہر انتہائی خوبصورت تھا''

پرکشش رنگت:

آپ ﷺ کی مبارک رنگت سفیدی مائل تھی۔ ایک ہوتی ہے برص کی سفیدی' وہ بھبھوکی سفیدی ہوتی ہے، وہ اچھی نہیں لگتی۔ اور ایک ہوتی ہے ذرا گندمی مائل سفیدی، وہ خوبصورت لگتی ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی رنگت مبارک ایسی ہی تھی۔

''دلائل النبوۃ'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

''نبی علیہ السلام کا رنگ سفیدی سرخی مائل تھا''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک کا وہ حصہ جو دھوپ اور ہوا میں کھلا رہتا تھا وہ سرخی مائل معلوم ہوتا تھا اور جو حصہ کپڑوں میں چھپا رہتا تھا وہ سفید اور چمکدار معلوم ہوتا تھا''۔

نہ رنگت سانولی تھی اور نہ تھے اجلے بھبھوکے سے
سفید اور سرخ گورے گندمی تھے اور چمکتے تھے
کبھی جب مسکرا دیتے تو بجلی کوند جاتی تھی
در و دیوار پر اک روشنی سی جگمگاتی تھی
نمایاں حسنِ یوسف میں سفیدی تھی صباحت تھی
یہاں سرخی تھی گل گوں رنگ تھا جس میں ملاحت تھی

ہمارے ہاں اگر کوئی ایسا بچہ ہو تو اس کو سیب سے تشبیہ دیتے ہیں۔ گویا محبوب ﷺ کے رنگ مبارک کو سیب سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔

خوبصورت سر مبارک:

آپ ﷺ کا سر مبارک کیسا تھا؟ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

’’رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا‘‘

یعنی نہ اتنا بڑا کہ عیب بنے اور نہ ہی بالکل چھوٹا۔

موئے مبارک:

مبارک سر پر جو موئے مبارک تھے ان کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک خوبصورت اور قدرے خمدار تھے، نہ بالکل سیدھے اور نہ ہی زیادہ پیچیدہ۔ جب ان میں کنگھی کرتے تو ہلکی لہریں بن جائیں جیسے ریت کے ٹیلے یا پانی کے تالاب میں ہوا کے چلنے سے لہریں ابھر آتی ہیں۔‘‘

یعنی بال نہ تو ایسے کرلی (گھنگریالے) تھے جیسے حبشہ کے لوگوں کے ہوتے ہیں اور نہ اتنے سیدھے جیسے ہم میں سے بعض لوگوں کے ہوتے ہیں۔ آقا ﷺ کے بال مبارک ایسے تھے کہ ان کے اوپر لہروں کی شکل میں سلوٹیں بن جاتی تھیں۔ جس سے خوبصورتی نمایاں ہو جاتی تھی۔

سینہ گنجان گیسو جس پہ صدقے ہوں دل ودیدہ
ذرا مائل بہ خم بالکل نہ سیدھے ہی نہ پیچیدہ
درازی میں پہنچ جاتے تھے نیچے کان کی لو سے
درخشاں مانگ روشن کہکشاں ہے جس کے پرتو سے

رخ انور:

نبی علیہ السلام کا چہرہ انور گول اور ہلکا سا درازی مائل تھا۔ بالکل بھی گول نہیں تھا۔ لیکن گول درازی مائل تھا، اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

كَانَ فِيْ وَجْهِهٖ تَدْوِيْرٌ

''نبی علیہ السلام کے چہرے میں گولائی تھی''

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی علیہ السلام کا چہرہ مسرت کی حالت میں ایسا چمکتا تھا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اس چمک کو دیکھ کر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کو پہچان لیتے تھے''

نبی علیہ السلام کے حقیقی چچا حضرت ابوطالب نے نبی علیہ السلام کے حسن و جمال کے بارے میں اشعار کہے۔ ان اشعار میں انہوں نے بڑا ہی عجیب مضمون باندھا۔ ان اشعار میں وہ نبی علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

''وہ گورے چہرے والا جس کے روئے زیبا کے ذریعہ ابر رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں''

ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ہمارے پاس سے ایک ایسا آدمی گزرا جو چمکتے رنگ، دمکتے چہرے والا تھا''۔

وہ گول اور طول کو تھوڑا سا مائل چہرہ انور
مہ و خورشید جس کے سامنے شرمندہ و کم تر
اچانک دیکھ لیتا جب کوئی مرعوب ہو جاتا
مگر اللہ کا محبوب پھر محبوب ہو جاتا

پرنور پیشانی:

اب نبی علیہ السلام کی منور پیشانی کا ذکر سنیے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد روشن جبین تھے۔ جب رات کی تاریکی یا پو پھٹنے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت آتے تو سیاہ بالوں کے درمیان بالخصوص آپ کی تابناک اور کشادہ پیشانی روشن چراغ کی طرح جگمگا اٹھتی تھی"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اتنی روشن اور تابندہ تھی گویا اس سے سورج کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں"۔

کشادہ اور نورانی مبارک پاک پیشانی
کہ جس سے عاریت شمس و قمر نے لی ہے تابانی

خوبصورت ابرو:

نبی علیہ السلام کے ابرو مبارک کے بارے میں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو قوس کی طرح خمدار باریک اور گنجان تھے، لیکن دونوں جدا جدا۔ ان کے درمیان ایک رگ کا ابھار تھا جو غصہ آنے پر نمایاں ہو جاتا"

یعنی دونوں ابرو الگ الگ تھے، درمیان میں بال نہیں تھے۔ بالکل قوس کی طرح تھے۔ پہلی کے چاند (کریسنٹ) کی طرح تھے۔

گھنے باریک اور خمدار تھے مثلِ کمال ابرو
ذرا کچھ فصل سے دونوں ہلال ضوفشاں ابرو
رگ پاک اک دونوں ابرووں کے درمیان میں تھی
جو غصے میں ابھر آتی تھی تیر اک دوکماں میں تھی

دونوں ابرووں کے درمیان میں ایک رگ تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی جلال میں آتے اور خاموش ہوتے تو وہ ابھر آتی تھی۔ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ جیسے دو کمانوں میں ایک تیر پڑا ہوتا ہے ایسے تیر نظر آیا کرتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دلنشین آنکھیں:

نبی علیہ السلام کی دلنشین آنکھوں کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی علیہ السلام کی آنکھیں سُرمگیں تھیں'' اَکْحَلُ الْعَیْنَیْنِ

یعنی سرمہ ڈالے بغیر ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے نبی علیہ السلام نے سرمہ ڈالا ہوا ہوتا تھا

چمکدار اور سیاہ پتلی بڑی آنکھیں
کہ بے سرمہ بھی رہتی تھیں ہمیشہ سرمگیں آنکھیں

ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں انتہائی سیاہ اور کشادہ تھیں''

ان آنکھوں میں ایسی حیا تھی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میں نے نبی علیہ السلام کی آنکھوں میں وہ حیا دیکھی جو مجھے مدینے کی کنواری لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی نظر نہیں آتی تھی۔''

اللہ جو حسن دے تو حیا بھی ضرور دے
کس کام کی وہ آنکھ کہ جس میں حیا نہ ہو؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں میں جو پتلی تھی وہ خوب کالی تھی اور جو سفیدی تھی وہ خوب سفید تھی۔ مگر سفیدی کے اندر سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے۔ کسی نے کہا:

نہیں آنکھوں میں آپ کے ڈورے
یہ محبت کا جال ہے شاید

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حسین آنکھیں عطا فرمائی تھیں کہ

خمار آلود آنکھوں پر ہزاروں میکدے قرباں
حسیں وہ بے پیے رات دن مخمور رہتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

جاذبِ نظر پلکیں:

آپ ﷺ کی مبارک پلکوں کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی علیہ السلام اَھْدَبُ الْاَشْعَارْ (لمبی پلکوں والے) تھے۔

حسین رخسار:

آپ ﷺ کے رخسار مبارک کیسے تھے؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی اکرم ﷺ کے رخسار مبارک ہلکے اور ہموار تھے۔ جن میں ابھار تھا' نہ بلندی''

یعنی رخسار مبارک ایسے نہیں تھے کہ گوشت اوپر آنکھوں پر چڑھا جارہا ہو' اور نہ ایسے تھے کہ گوشت لٹک رہا ہو' بلکہ ہموار تھے۔

خوبصورت ستواں ناک:

نبی علیہ السلام کی ناک مبارک...... ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ کی ناک مبارک بلندی مائل سامنے سے قدرے جھکی ہوئی تھی۔ اس پر نورانی چمک تھی جس کی وجہ سے سرسری نظر میں بڑی اونچی معلوم ہوتی تھی''

نبی علیہ السلام کی ناک مبارک پر ایک خاص نور تھا۔

وہ بینی مبارک جس پہ نور اک جگمگاتا تھا
کہ جو ظاہر میں بینی کی بلندی کو بڑھاتا تھا

دہن دلربا:

پھر آپ ﷺ کا دہن مبارک ہے، جسے منہ کہتے ہیں۔ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

”نبی علیہ السلام اعتدال کے ساتھ فراخ دہن تھے“

بعض لوگوں کے منہ بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کے منہ بہت چوڑے ہوتے ہیں۔ نبی علیہ السلام کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ یہ وہی منہ مبارک ہے جس کے اندر سے اللہ کا قرآن نکلا، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: ۳ تا ۴)

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

دندان مبارک:

نبی علیہ السلام کے دندان مبارک کیسے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہنستے تھے تو دندان مبارک سے روشنی سی نمودار ہوتی‘ ایسا لگتا کہ دیواریں جگمگا اٹھیں گی“

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَاتَكَلَّمَ رُاِیَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ

”نبی علیہ السلام کے سامنے والے دانتوں میں تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک سے ایک نور نکلتا تھا“

مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کو چمکدار موتیوں سے تشبیہ دی:

كَاَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِیْ صَدَفٍ
مِنْ مَّعْدَنَیْ مَنْطِقٍ مِّنْهُ وَمُبْتَسَمِ

www.besturdubooks.wordpress.com

فراخی تھی دہن میں اور دو دنداں کشادہ تھے
جمال و حسن میں جو موتیوں سے بھی زیادہ تھے
وہ نوری کوئی سانچا تھا کہ جس میں نور ڈھلتا تھا
بوقتِ گفتگو ریخوں سے چھن چھن کر نکلتا تھا

خوبرو کان:

نبی علیہ السلام کے کان مبارک بھی خوبصورت تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ کے کان مبارک خوبصورت اور متناسب تھے''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

تَخْرُجُ الْاُذُنَانِ بِبَيَاضِهِمَا مِنْ تَحْتِ تِلْكَ الْغَوَائِرِ
كَاَنَّمَا تُوْقَدُ الْكَوَاكِبُ الدُّرِّيَّةُ بَيْنَ ذٰلِكَ السَّوْدَاءِ

''نبی علیہ السلام کی مبارک زلفوں میں سے جب کبھی کان ظاہر ہوتے تو یوں لگتا تھا کہ جیسے اندھیرے میں سے چمکتا ہوا کوئی روشن ستارہ نکل آیا ہو۔''

مونچھیں مبارک:

نبی علیہ السلام کی مبارک مونچھیں کیسی تھی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ اپنے لبوں کے زائد بالوں کو کاٹ دیتے اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے لبوں کے بالوں کو کتر دیا کرتے تھے''

www.besturdubooks.wordpress.com

ریش مبارک:

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی ریش مبارک کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''نبی علیہ السلام کی ریش مبارک کے بال بھرپور تھے''

بعض لوگوں کی پتلی سی داڑھی ہوتی ہے۔ چند بال ادھر اور چند بال ادھر۔ نہیں، ریش مبارک کے بال بھرپور تھے مگر تقریباً ایک قبضہ (مٹھی) کے برابر لمبے تھے۔ اگر اور زیادہ لمبے ہو جاتے تھے تو اللہ کے نبی ﷺ برابر فرما دیتے تھے۔

گردن مبارک:

آپ ﷺ کی گردن مبارک کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

''نبی علیہ السلام کی گردن مبارک لمبی، پتلی اور چمکدار تھی، دیکھنے سے چاندی کی صراحی نظر آتی تھی''۔

بلند و دلفریب و خوشنما تھی آپ کی گردن
بت سیمیں کی جیسے ہو تراشی یا ڈھلی گردن

خوبصورت کندھے:

اللہ کے محبوب ﷺ کے مبارک کندھے کیسے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

''نبی علیہ السلام کے دوش مبارک بڑے بڑے اور درمیانی جگہ پر گوشت تھا''

یعنی کندھے بڑے بڑے تھے۔ گویا جسم کے اعضا، مضبوط اور بڑے تھے، کمزور نہیں تھے۔

نورانی و معطر بغلیں:

آپ ﷺ کی مبارک بغلیں کیسی تھیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

”نبی علیہ السلام دعا کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا کرتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی“

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا“۔

بغل میں تھی سفیدی جسم اطہر کی طرح تاباں
بدن تھا مشک و عنبر سے بھی خوشبودار بے پایاں

فراخ سینہ بے کینہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کشادہ (چوڑا) تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”نبی علیہ السلام کا سینہ مبارک، کشادہ، مضبوط اور شفاف تھا“۔

تھے چوڑے دونوں شانے، فصل کچھ ان میں زیادہ تھا
ذرا ابھرا ہوا تھا سینہ، پاک اور کشادہ تھا

شکمِ اطہر:

نبی علیہ السلام کا شکمِ اطہر کے بارے میں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ اور سینہ ہموار تھے“

یعنی پیٹ آگے کو نکلا ہوا نہیں تھا، بلکہ پیٹ اور سینہ ہموار تھے۔ یہ اچھی صحت اور خوبصورتی کی علامت ہوتی ہے۔

شکم اور سینہ ہموار اک نمائش تھی جمالوں کی
تھی سینے سے لکیر اک ناف تک باریک بالوں کی

سینۂ انور سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک سی لکیر آتی تھی۔ باقی پورے

www.besturdubooks.wordpress.com

جسم پر ایسے بال نہیں تھے، جیسے بعض لوگوں کے زیادہ بال ہوا کرتے ہیں۔ جسمِ اطہر بالکل شفاف تھا۔ جہاں بال ہونے چاہئیں، وہاں تھے۔

تھے کچھ بال اوپری حصے میں بازو اور سینے کے
بقیہ کل بدن بے باگ تھا مثل آبگینے کے

متوازن ناف:

نبی علیہ السلام کی مبارک ناف متوازن تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے لے کر ناف تک ایک باریک لمبی دھاری تھی۔"

بازو مبارک:

نبی علیہ السلام کے بازوئے مبارک کے متعلق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو موٹے اور کلائیاں اعتدال کے ساتھ بڑی تھیں"

جیسے بڑے اور سٹرانگ (مضبوط) مسلز ہوتے ہیں۔ ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوئے مبارک کے مسلز اتنے سٹرانگ ہوتے تھے۔

خوبصورت اور نرم ہتھیلیاں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلیاں بہت ہی نرم اور خوبصورت تھیں۔ شمائل میں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

"نبی علیہ السلام کی ہتھیلیاں کشادہ اور پر گوشت تھیں"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بخاری شریف میں ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلَا مَسِسْتُ خَزًّا وَّلَا حَرِيْرًا وَلَا شَيْئًا كَانَ اَلْيَنُ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ

''میں نے ریشم کو بھی چھو کر دیکھا' مگر ریشم بھی اتنا نرم نہیں تھا جیسے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں تھیں''۔

کف دست اور پنجے پائے اطہر کے کشادہ تھے
گداز و نرم دیبا اور ریشم سے زیادہ تھے

یہ وہ مبارک ہاتھ تھے جن کو اللہ رب العزت نے قرآن میں اپنے ہاتھ سے تشبیہ دی، فرمایا:

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

ان صحابہ کے ہاتھوں کے اوپر جو میرے محبوب کا ہاتھ ہے' حقیقت میں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

انگشت ہائے دلآویز:

نبی علیہ السلام کی مبارک انگلیاں بہت خوبصورت تھیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی علیہ السلام کی انگلیاں موزوں حد تک دراز تھیں''

''یہ وہ مبارک انگلیاں ہیں جن کے اشارے سے اللہ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا تھا''۔

اشارے سے ٹکڑے ہوئے تھے قمر کے
یہ دستِ نبی کا مقام اللہ اللہ

اعضا کے جوڑ:

نبی علیہ السلام کے اعضا کے جوڑ کیسے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

''رسول اللہ ﷺ کے اعضا کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی بڑی تھیں''۔

کلاں تھیں ہڈیاں مربوط اور پرگوشت تھے اعضا
تھے لمبے ہاتھ لمبی انگلیاں متناسب و زیبا

سڈول کمر:

نبی علیہ السلام کی کمر مبارک پتلی سی تھی۔ حضرت معرش کعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی علیہ السلام نے جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھا۔ جب نبی علیہ السلام نے اوپر کی چادر لپیٹی تو اس وقت مجھے آپ ﷺ کی کمر دیکھنے کا موقع ملا چنانچہ آپ ﷺ کی کمر سفیدی اور چمک میں چاندی سے ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی''۔

کسرتی پنڈلیاں:

نبی علیہ السلام کی مبارک پنڈلیاں ٹھوس تھیں۔ جیسے ورزش کرنے والے بندے کی پنڈلیاں ٹھوس ہوتی ہیں۔ لیکن بہت موٹی بھی نہیں تھیں۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ کی پنڈلیاں زیادہ بھاری بھرکم اور پرگوشت نہ تھیں''۔

تھیں ان کی پنڈلیاں ہموار اورشفاف
لطافت کا وہ عالم شاخ طوبیٰ جس سے شرمندہ

خوشنما پاؤں:

اللہ کے حبیب ﷺ کے مبارک پاؤں کیسے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی علیہ السلام کے دونوں پاؤں نرم اور پرگوشت تھے''

ترشی ہوئی ایڑیاں:

آپ ﷺ کی ایڑیاں ایسی تھیں جیسے تراشی ہوئی ہوتی ہیں۔ جابر بن سمرہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

''نبی علیہ السلام کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا''۔

قدم آئینہ سا، قطرہ نہ پانی کا ذرا ٹھہرے
تھیں کم گوشت اور ہلکی ایڑیاں تلوے ذرا گہرے

سفید نقرئی بال:

نبی علیہ السلام کے زیادہ موئے مبارک تو سیاہ تھے، مگر کچھ سفیدی بھی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ریش مبارک میں بیس بالوں سے زیادہ سفید نہیں تھے''

یعنی زیادہ سے زیادہ بیس بال سفید تھے۔

سوچیے! وہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی محبت کے ساتھ تکتے رہتے ہونگے کہ جنہوں نے بالوں کو بھی گنتی میں لے لیا۔ اللہ اکبر کبیرا! ایسے لگتا ہے کہ وہ ٹکٹکی باندھ کر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتے تھے۔

رفتار باوقار:

نبی علیہ السلام کی رفتار باوقار کیسی تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی علیہ السلام چلتے وقت آگے کی طرف جھکاؤ رکھتے اور مضبوطی سے قدم اٹھاتے، ایسے لگتا تھا جیسے اونچائی سے نیچائی کی طرف اتر رہے ہوں۔''

مہرِ نبوت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کیسی تھی؟ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ختمِ نبوت کی نشانی کے طور پر ''مہرِ نبوت'' عطا فرمائی تھی۔ سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نبی علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی''

www.besturdubooks.wordpress.com

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد جب دیکھا تو اس وقت مہر نبوت غائب ہو چکی تھی۔

ابن حبان نے کہا:

''مہرِ نبوت پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا''

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق:

''مہرِ نبوت گھٹتی بڑھتی تھی اور اس کا رنگ بھی بدلتا تھا''

سرخ نظر آتی تھی۔

اس لیے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مہرِ نبوت کبوتری کے انڈے جیسی سرخ رسولی کی مانند تھی''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس مہر نبوت کو دیکھنے کے لیے ترستے تھے۔ مثال کے طور پر:

۞...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے۔ انہوں نے نبی علیہ السلام پر ایمان لانے کے لیے مہر نبوت کو دیکھنا چاہا۔ باقی نشانیاں پوری ہو چکی تھیں۔ نبی علیہ السلام نے دیکھ کر پہچان لیا، چنانچہ جب وہ قریب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا اٹھا دیا اور فرمایا: اچھا مہرِ نبوت دیکھنا چاہتے ہو۔ چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مہر نبوت کو دیکھا اور کلمہ پڑھ کر ایمان لے آئے۔

۞...... ایک مزے کا واقعہ سنیے! ایک صحابی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ ذرا جولی فیلو تھے، یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو باتیں کر کے ہنساتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی محفل میں کوئی بات سنائی تو لوگ زیادہ ہنسنے لگ گئے۔ نبی علیہ السلام نے اپنی مبارک انگلی ان کے پیٹ میں چبھوئی۔ جیسے کوئی پیٹ میں انگلی چبھو کر کہتا ہے: اب بس بھی کرو۔ نبی علیہ السلام نے ان کو اس طرح انگلی چبھو کر چپ کروایا، بات آئی

www.besturdubooks.wordpress.com

گئی ہوگئی۔

ایک دن نبی علیہ السلام نے وعظ فرمایا اور آخیر میں فرمایا:

''لوگو! اگر تم میں سے میں نے کسی کا حق دینا ہو تو وہ مجھ سے لے سکتا ہے''

یہ سن کر وہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرا حق آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر۔ پوچھا: کونسا؟ کہنے لگے: جی! ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیٹ میں انگلی چبھوئی تھی اور مجھے درد ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! تم بھی انگلی چبھولو۔ کہنے لگے' نہیں اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! میرے جسم پر اس وقت کپڑے پورے نہیں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنی انگلی میرے پیٹ میں چبھوئی تھی اور ڈائریکٹ میرے جسم میں چبھوئی تھی اور آپ کے جسم مبارک پہ تو کرتہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! میں بھی کرتہ ہٹا دیتا ہوں اور تم انگلی چبھو کر اپنا بدلہ لے لو۔

چنانچہ اب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بدلہ لینے کے لیے تیار ہوگئے۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما حیران ہیں کہ یہ نبی علیہ السلام کا عاشق اور دیوانہ' اور جان قربان کرنے والا' آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ مانگتا ہے۔ سب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کا جی چاہتا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر کہیں: اسید میرا جسم حاضر ہے' تم میرے جسم پر جو چاہتے ہو چبھو ڈالو' لیکن میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ نہ لو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دل بھی یہی چاہتا ہے مگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے سب خاموش ہیں۔ حیران ہیں کہ یہ چاہتا کیا ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے اپنے جسم مبارک سے کپڑا اٹھایا تو

فَاحْتَضَنَهٗ فَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهٗ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ هٰذَا

''اسید رضی اللہ عنہ آ کر نبی علیہ السلام کی کمر مبارک سے لپٹ گئے اور مہر نبوت کو بوسہ دے کر کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو اس کو بوسہ دینے کا بہانہ ڈھونڈ رہا تھا'' اللہ اکبر کبیرا

www.besturdubooks.wordpress.com

پسینہ مبارک:

نبی علیہ السلام کا مبارک پسینہ کیسا تھا؟ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بچوں کو بھیجتی تھیں کہ وہ نبی علیہ السلام کے مبارک پسینے کو شیشی میں جمع کریں۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا: ام سلیم اسے کیا کرتی ہو؟ عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيْبِنَا وَهُوَ اَطْيَبُ الطِّيْبِ

''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے مبارک پسینے کو ہم خوشبو میں ملا لیتے ہیں، اس طرح ہماری خوشبو کی خوشبو میں اضافہ ہو جاتا ہے''

مشہور واقعہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی تھی۔ جہیز کا باقی سامان خرید لیا گیا تھا' خوشبو نہیں تھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم میرے پسینے کے قطرے لے جاؤ۔ وہ پسینے کے قطرے لے گئے، دلہن کے جسم پر استعمال کیے گئے۔ اس کے بعد اس گھر سے اتنی خوشبو آتی تھی کہ صحابہ اس کو ''خوشبو والا گھر'' کہا کرتے تھے۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں ابھی لڑکا تھا۔ نبی علیہ السلام میرے قریب سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر ہاتھ رکھا' جس کی وجہ سے ایسی ٹھنڈک پڑ گئی کہ مجھے لگا کہ عطار کی دکان سے ابھی خوشبو لے کر کوئی بندہ باہر نکلا ہے۔

مشک و عنبر کیا کروں اے دوست! خوشبو کے لیے
مجھ کو رخسار محمد کا پسینہ چاہیے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے میں ایسی خوشبو تھی کہ کہنے والے نے کہا:

پھول کھلتے ہیں پڑھ پڑھ کے صلِ علی
جھوم کر کہہ رہی ہے یہ باد صبا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی خوشبو چمن کے گلوں میں کہاں؟
جو نبی کے پسینے میں موجود ہے

اب ذرا آپ ﷺ کے سراپا کو تصور کی آنکھ سے دیکھیے تو دل کہتا ہے: ۔

سر سے پا تک وہ گلابوں کا شجر لگتا ہے
باوضو ہو کے بھی چھوتے ہوئے ڈر لگتا ہے

شعرا کے ہاں عشقِ رسول ﷺ کا مقام

ایک شاعر نے نبی علیہ السلام کی منقبت میں چالیس ہزار اشعار لکھے۔ کتنے اشعار لکھے؟ چالیس ہزار، اور چالیس ہزار اشعار لکھنے کے بعد آخر میں جو اشعار لکھے ان کا اردو میں ترجمہ ہے: ۔

تھکی ہے فکر رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

چالیس ہزار اشعار لکھنے والے بندے نے بھی کہا کہ میں آپ ﷺ کے حسن و جمال کا حق ادا نہیں کر سکا۔ اب دل کی ایک تمنا ہے اس کو کسی نے شعر میں کہا ہے: ۔

کوئی طلب مجھے زیست میں تو اتنی ہے
نبی کی چاہ ملے اور بے پناہ ملے

جس دل میں نبی علیہ السلام کا تصور ہو وہ مبارک دل ہوتا ہے۔ کہنے والے نے کہا: ۔

اے جنت! تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے دل کا طواف کر جنت
میرے دل میں حضور رہتے ہیں

ایک اور شاعر نے تو بہت ہی عجیب شعر لکھا:

آپ سے عشق میرے دل کی شریعت آقا
آپ سے عشق میری جاں کی عبادت آقا
آپ کے ادنی غلاموں کے غلاموں کا غلام
ہے شرف میرے لیے اتنی ہی نسبت آقا

شعرا کو بھی عجیب عجیب خیال آتے ہیں۔ چنانچہ ایک شاعر نے اور بھی عجیب بات کہی کہتے ہیں:

محل مینار کیا کرنے ہیں مجھ کو؟
مدینے کے خس و خاشاک لوں گا
ملی جاگیر جنت میں جو کوئی
تو دہلیز شہ لولاک لوں گا

کہ مجھے محل مینار نہیں چاہییں، مجھے تو مدینے کی گلی کے تنکے ہی چاہییں۔ اگر اللہ نے جنت میں مجھے کوئی ملکیت دی تو آقا ﷺ کی چوکھٹ کو میں ملکیت کے طور پر لے لوں گا۔

ایک اور شاعر نے کہا:

تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے سر راہ گزار ہم بھی ہیں
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

اللہ اکبر! اللہ کے حبیب ﷺ کے مبارک جوتے سر پر رکھنے کو مل جائیں تو ہم اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کو تاجدار سمجھنے لگ جائیں۔

عشقِ بلالی رضی اللہ عنہ شاعرِ مشرق کی نظر میں:

صحابہؓ کو نبی علیہ السلام سے کیا محبت تھی؟ ذرا اس کا اندازہ چند اشعار سے لگا لیجیے جو اس عاجز کے پسندیدہ اشعار میں سے ہیں۔ کہنے والے کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے وہ عاشق صادق تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں علامہ اقبال نے ایسے اشعار لکھے کہ لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ جب بھی یہ اشعار پڑھتا ہوں تو لکھنے والے کے لیے دل سے بخشش کی دعا نکلتی ہے، فرماتے ہیں: ؎

چمک اٹھا جو ستارہ تیرے مقدر کا
حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے خادم تھے، عاشق صادق تھے، غلام بے دام تھے۔ ان کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں کہ تو تو حبشہ کا رہنے والا تھا، تیرے مقدر کا ستارہ چمکا کہ تجھے حبشہ سے اٹھایا اور تجھے حجاز میں پہنچا دیا۔

ہوئی اسی سے تیرے غمکدے کی آبادی
تیری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

نبی علیہ السلام کے ذریعے سے تیرے دل کی آبادی ہوئی۔ یہاں دل کو غمکدہ کہا۔ اے بلال! تیری غلامی پر ہزار مرتبہ آزادی کو قربان کر دیا جائے۔

وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لیے
کسی کے عشق میں تو نے مزے ستم کے لیے

جب محبت ہوتی ہے تو اس محبت کی وجہ سے اگر کوئی ستائے تو اس ستانے کا بھی مزہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آتا ہے۔اے بلال رضی اللہ عنہ! نبی علیہ السلام کے ساتھ عشق کی وجہ سے کافر جو تجھ پہ ستم ڈھاتے تھے تو نے اس ستم کے مزے اٹھائے۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

آگے فرماتے ہیں:

نظر تھی صورت سلمانؓ ادا شناس تیری
شراب دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تیری

اے بلال رضی اللہ عنہ! جس طرح سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی نظر تھی کہ اس نے نبی علیہ السلام کو پہچان لیا تھا اسی طرح تیری نظر بھی ادا شناس تھی۔تو دید کی شراب پیتا تھا اور تیری پیاس اور بڑھ جاتی تھی۔ایک بار دیکھا ہے اور بار بار دیکھنے کی طلب ہے۔بلال رضی اللہ عنہ کی حالت ایسی ہی تھی۔

مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا
تیرے لیے تو یہ صحرا بھی طور تھا گویا

اے بلال رضی اللہ عنہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر تجلی ملی تھی اور تجھے تو اللہ نے مدینے کے صحرا میں ہی وہ تجلی عطا فرما دی تھی۔

تیری نظر کو رہی دید میں بھی حسرت دید
خنک دلے کہ تپید و دمے نیا سائید

اے بلال رضی اللہ عنہ! تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا دیکھتا تھا تیرے دل میں دیکھنے کی اور حسرت ہوتی تھی۔ٹھنڈا دل جب گرم ہو گیا تو گرم ہونے کے بعد اس کو ایک پل کے لیے بھی آرام نہیں آیا۔تمہارا دل جو ٹھنڈا تھا اسے اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے گرما دیا اور گرمانے کے بعد زندگی بھر اس دل کو قرار نہیں آیا، وہ بے قرار دل تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تپش ز شعلہ گرفتند و بردل تو زدند
چہ برق جلوہ بخاشاک حاصل تو زدند

آہا! کیا عجیب بات کہی شعلے سے انہوں نے تپش کو لیا اور اس تپش کو تیرے دل پر لا ڈالا۔ شعلے سے مراد ''اللہ کی تجلی'' ہے کہ نبی علیہ السلام نے اللہ کے نور سے محبت کی اس حرارت کو حاصل کیا اور یہ محبت کی حرارت تیرے دل میں ڈال دی۔ تو بھی کیسا ہے کہ تو نے اپنے تنکوں پر جلوے کی بجلی کے انوار کو حاصل کر لیا۔ اللہ اکبر کبیراً۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

اے بلال رضی اللہ عنہ! جب آپ نبی علیہ السلام کو دیکھتے تھے تو بڑی عاجزی کے ساتھ دیکھتے تھے۔ عاشق کی کیفیت واقعی ایسی ہوتی ہے کہ محبوب کو دیکھتے رہنا ہی اس کی نماز ہوتی ہے۔

اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

اے بلال رضی اللہ عنہ! یہ جو تو اذان دیتا تھا یہ تیرے عشق کا ترانہ تھا۔ اشہدان محمد رسول اللہ اور پھر فرمایا کہ نماز اس عشق کے اظہار کا ایک بہانہ بنی۔ اللہ اکبر!

خوشا! وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا! وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

کیسا دور تھا کہ جب آپ ﷺ کا دیدار عام تھا۔ جو آتا تھا وہ دیدار حاصل کر کے جاتا تھا۔

اللہ رب العزت ہمیں بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کی سچی محبت عطا فرما دے۔ ہم سر سے لے کر پاؤں تک نبی علیہ السلام کی سنتوں سے اپنے آپ کو مزین کر لیں۔ جیسے عورت زیور پہنتی ہے تو وہ سمجھتی ہے کہ میرے حسن میں اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح جب انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے وجود کو نبی علیہ السلام کے سراپائے انور کے مطابق بناتا ہے تو اس کا حسن اس کے پروردگار کی نظر میں بڑھ جایا کرتا ہے۔

عشقِ نبوی ﷺ میں پر کیف کلام:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے عشق نبوی ﷺ پر عجیب اشعار کہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

ملے قطرہ عشقِ محمد دا ہئی تخت شاہی دی لوڑ نہیں
دل مست رہے وچ مستی دے ہئی عقل دانائی دی لوڑ نہیں
میڈے قلب سیاہ گنہگار دے وچ تیڈی یاد دا ڈیوا بلدا رہے
ول ایں جگ' اوں جگ' قبر حشر' کسے ہئی روشنائی دی لوڑ نہیں
کر اپنے حبیب دا عشق عطا، جگ سارے توں بے نیاز چا کر
سر جھکدا رہے در تیرے اتے، در در دی گدائی دی لوڑ نہیں
ایں عبد دا عرض قبول تھیوے دربار الٰہی دے اندر
لوں لوں وچ ہووے عشقِ نبی، کسے ہئی آشنائی دی لوڑ نہیں

اللہ رب العزت ہمیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کی سچی پکی محبت عطا فرمادے اور قیامت کے دن آپ ﷺ سے محبت کرنے والے گنہگار بندوں میں ہمیں بھی شامل فرمادے۔ (آمین بحرمۃ سید المرسلین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مورو مار
اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضے کے آس پاس نثار

حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

معرفت کے موتی

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

خصوصی مجالس: بعد نماز مغرب سالانہ اجتماع جھنگ

مورخہ ۷ اکتوبر ۲۰۰۴ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

فرمایا: ''نبی علیہ السلام کی صحبت کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کو چار نعمتیں نصیب ہوئیں۔

......یہ یقین ہونا کہ دنیا فانی ہے۔

......یہ یقین ہونا کہ آخرت باقی رہنے والی ہے۔

......یہ یقین ہونا کہ ہم لاشیئ ہیں۔

......یہ یقین ہونا کہ اللہ ہی کارساز ہے۔

صحابہ کرام کو یہ چار نعمتیں کامل طریقے سے مل گئی تھیں۔''

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

معرفت کے موتی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ (۲۹:الروم)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

آج کی اس محفل میں اپنے اکابر کے کچھ ملفوظات آپ حضرات کو سنانے بھی ہیں اور سمجھانے بھی ہیں۔ان کے ضمن میں بہت ساری باتیں آپ سیکھ لیں گے۔

اہلِ علم کے القاب:

قرآن مجید میں اُوْلُوالْعِلْمِ، رَاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ، اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور اَلْعُلَمَاء کے القاب اہلِ علم حضرات کے لیے استعمال ہوئے۔کسی عارف نے ان کو اولوا العلم کہا، کسی نے وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کہا، کسی نے اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کہا اور کسی نے اَلْعُلَمَاء کہا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ وہ لوگ نہیں کہ فقط خارجی ذرائع یعنی لغت کی موشگافیوں اور منطق کی باریکیوں سے قرآن سمجھیں۔ زبان دانی سے قرآن کو سمجھنے والے والراسخون فی العلم کے زمرے میں نہیں آتے۔

زبان دانی اور فہمِ قرآن:

ایک آدمی تھا جس نے عربی کو سمجھا۔ اس نے عربی زبان کو اتنا سمجھا کہ اس نے پورے قرآن پاک کا انگلش میں ترجمہ کر دیا۔ جب تک وہ ترجمہ کرتا رہا اس وقت تک وہ کافر رہا۔ یہ تو الگ بات ہے کہ قرآن مجید کے نور نے بعد میں اس کو نورِ اسلام سے منور فرما دیا اور وہ ایمان لے آیا۔ ہمارے علما کے نزدیک اس کا ترجمہ سب سے زیادہ صحیح اور اچھا ترجمہ ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ زبان دانی کے ذریعے تو ایک کافر بھی قرآن کو سمجھ سکتا ہے۔

کتنے ایسے پادری ہیں جو عربی زبان جانتے بھی ہیں اور بولتے بھی ہیں۔ اگر آپ ان سے بات کریں تو آپ کو ایسا لگے گا جیسے کوئی عرب بول رہا ہے اور کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ قرآن کی آیت آپ پڑھیں تو ترجمہ آپ کو وہ بتائیں گے تو زبان دانی کے زور پر قرآن کے ترجمے کو سمجھ لینا' اس سے

﴿وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ﴾ (۷:ال عمران)

کوئی نہیں بن جاتا۔ وہ

﴿الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ (۱۱:المجادلۃ)

میں داخل نہیں ہو سکتا۔

ہدایت یافتہ فطرت پانے والے:

ایک علم ہوتا ہے اور ایک معلومات ہوتی ہیں۔ ان کے درمیان فرق کو سمجھنے کی کوشش

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں۔ جس بندے کے اندر ایمان کی رتی بھی نہیں، اس کے پاس علم نہیں ہوسکتا' اس کے پاس فقط معلومات ہوتی ہیں۔ تو کافر اور فاسقوں کے پاس فقط معلومات ہوتی ہیں۔ جسے علم کہا جاتا ہے وہ ایک نور ہے جو انسان کے سینے کو منور کرتا ہے۔ جس کے پاس بہت ساری معلومات ہوں وہ عالم نہیں کہلا سکتا۔ عالم وہ ہوتا ہے جس کے اندر علم کا نور ہوتا ہے۔ اس لیے

﴿وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ﴾ (۸:ال عمران)

کا لفظ کافر کے لیے استعمال نہیں ہوسکتا۔ یہ تو ان قدسی روحوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جن کی زندگی شریعت وسنت کے مطابق ہوتی ہے اور ان کے پاس ایک نور بصیرت ہوتا ہے اور اس نور کی روشنی میں دین اسلام کو بالکل صحیح طور پر سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ یہی نور فقہا کو نصیب ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ شریعت کے مزاج کو سمجھتے ہیں۔ اگر ان کو کسی جز کا تذکرہ قرآن وحدیث میں نہیں ملتا' کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ وہ منصوص نہیں ہے' تو اس کی مثالیں جو قرآن وحدیث میں پہلے سے موجود ہیں ان کو سامنے رکھ کر وہ پھر اجتہاد کرتے ہیں اور مزاج شریعت سمجھنے کی وجہ سے ان کا اجتہاد سو فیصد شریعت کے مطابق ہوتا ہے۔ اس اندر کے نور کی وجہ سے وہ دھوکا نہیں کھاتے' غلط باتیں ان کے دماغوں میں نہیں آتیں' فسق وفجور ان کی طبیعتوں میں راہ نہیں پاتا' وہ سلیم فطرت رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں' وہ نور نبوت سے فیض پانے والے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کی سوچ بھی شریعت کے مطابق ڈھل چکی ہوتی ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر فرمایا:

''مکروہات شرعیہ میرے لیے اب مکروہات طبعیہ بن گئی ہیں''

یعنی جن چیزوں سے شریعت نے کراہت کا حکم دیا' طبیعت بھی ان چیزوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

کراہت محسوس کرتی ہے۔

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو مزاج شریعت کو سمجھنے والے ہوتے ہیں۔ لہٰذا فقط لغت' منطق یا زبان دانی کے زور پر قرآن کو سمجھنے کا دعوی کرنے والے وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (۷:ال عمران) کبھی نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے فقط ظاہری طور پر زبان کو سمجھا ہوتا ہے' اس کے اندر گہرائی تک ان کی پہنچ نہیں ہے۔

چنانچہ اب سنیے۔ اس کے اندر گہرائی تک ان کی پہنچ نہیں ہے۔ قرآن مجید نے جن لوگوں کو اُولُوا الْعِلْمِ ' رَاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ ' اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمِ یا اَلْعُلَمَاءِ کہا۔ یہ وہ لوگ نہیں جو فقط خارجی ذرائع یعنی اپنی لغت کی موشگافیوں اور منطق کی باریکیوں سے قرآن کو سمجھیں۔ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ایک نور نسبت حاصل ہوتا ہے جو ان کے سینے کو کھول دیتا ہے۔ اس لیے قرآن عظیم الشان میں فرمایا گیا۔

﴿بَلْ هُوَ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾

اب وہ ایات بینات کیا ہیں؟ یہ وہ نعمت ہے جو ان کو والراسخون فی العلم کا مصداق بناتی ہے۔ جس بندے کو یہ نور نسبت نور ایمان اور نور یقین حاصل ہو جاتا ہے اسے فرقان نصیب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ فُرْقَانًا﴾ (۲:الطلاق)

''اور جو تقوی کو اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لیے فرقان بنا دیتا ہے''

یعنی اس کو فرقان عطا کر دیتا ہے۔ یہ فرقان ایک ایسا نور ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد انسان فرق بین الحق والباطل آرام سے کر لیتا ہے۔ یوں سمجھیں کہ کمرے روشنی ہے' اب آپ کو اس میں دوست اور دشمن میں تمیز کرنی بڑی آسان ہے۔ نفع دینے والی چیز اور نقصان دینے والی چیز میں پہچان کرنی بڑی آسان ہے۔ کوئی مسئلہ ہی نہیں رسی الگ

www.besturdubooks.wordpress.com

نظر آئے گی اور سانپ الگ نظر آئے گا۔ لیکن اگر کمرے میں اندھیرا ہو تو رسی اور سانپ کے فرق کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ ہوسکتا ہے کہ دشمن کو آپ دوست سمجھ کر اس سے مصافحہ کرنے لگیں' اندھیرا جو ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے سینوں میں یہ نور نسبت نہیں ہوتا اور وہ فقط لغت اور زبان دانی کی بنیاد پر مطالب قرآن سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں' یہ ایسا ہی ہے کہ وہ اندھیرے میں پہچان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ رسی کون سی ہے اور سانپ کون سا ہے اور جن کے دلوں میں وہ نور ہوتا ہے تو وہ نور ان کے لیے اس کی پہچان کرنا آسان کر دیتا ہے۔ یہ نور داخلی چیز ہے۔

پتہ چلا کہ خارجی ذرائع سے قرآن کو نہیں سمجھا جاتا' بلکہ اندر کے نور سے قرآن کو سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ داخلی علم والے کے لیے مطالب سمجھنا ایسا ہے جیسے دن کے وقت راستے پر چلنا اور خارجی علم والے کے لیے مطالب سمجھنا ایسا ہے جیسے رات کے وقت راستے کو ٹٹولنا۔ ہدایت یافتہ فطرت' کتاب اللہ کے مفہوم کو بگڑنے نہیں دیتی۔ وہ نور والے لوگ ہدایت یافتہ فطرت پالیتے ہیں۔ ان کو بات اس انداز سے سمجھ آتی ہے جو مزاج شریعت کے مطابق ہوتی ہے۔

مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے معارف

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں جا بجا گراں قدر اور پر حکمت باتیں رقم فرمائی ہیں۔ ان میں سے حکمت کے چند موتی آپ کی بھی جھولی میں ڈالے جائیں کیا بعید ہے کہ ان میں سے کوئی موتی آپ میں سے کسی کے دل کی دنیا بدل ڈالے۔

ترک دنیا سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: ''ترک دنیا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی طبیعت کو کسی خاص شے کی جانب مائل نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونے دے۔“

یعنی کسی چیز کی عادت نہ پڑے۔ نہ کھانے میں کوئی چیز ایسی ہو جو اس کی کمزوری بنے اور نہ ہی کوئی ایسا کام ہو جو اس کی کمزوری بنے۔ اللہ کی نعمت ملی تو استعمال کر لی، نہ ملی تو پروا نہیں۔ کئی لوگ ایسے بھی تو ہوتے ہیں کہ اگر ان کو آئس کریم کھانے کو نہ ملے تو پھر سونگھتے پھرتے ہیں کہ کہاں سے اس کی خوشبو مل سکتی ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: حضرت! ٹھنڈے کی عادت ہے یا گرم کی عادت ہے؟ فرمانے لگے: اگر سچ بتاؤں تو مجھے کھانے کی بھی عادت نہیں ہے، البتہ جب ضرورت پڑتی ہے تو پھر کھانا پڑتا ہے۔

چنانچہ ترک دنیا کا مطلب ”ترکِ لذاتِ دنیا“ ہے اور ترک لذات دنیا کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے دائرے سے ہٹ کے جو لذتیں ہیں ان کو چھوڑنا اور جو دائرۂ شریعت کے اندر ہیں ان لذتوں کو حاصل کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا، عبادت ہے۔ یہ چیز ترک دنیا میں شامل نہیں ہے۔

اچھے کپڑے پہنو اور اللہ کا شکر ادا کرو، ثواب ملے گا۔ اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھیں، مسکرائیں اور دل بھی خوش ہو تو یہ اللہ کے ہاں عبادت لکھی جاتی ہے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے تو اللہ رب العزت ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔ بھئی! اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہے نا، کوئی باپ تو نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ میرا بندہ اور میری بندی میرے حکموں کے مطابق آپس میں محبت پیار کی زندگی گزار رہے ہیں۔

ادائے فرض کی لذت:

فرمایا: ”جو لذت انسان کو ادائے فرض کے وقت نصیب ہوتی ہے اس لذت میں نفس

www.besturdubooks.wordpress.com

کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔"

یہ ممکن ہی نہیں کہ ادائے فرض کی لذت میں نفس اس چیز کو پسند کرے۔ نفس کبھی اللہ کی فرمانبرداری کو پسند نہیں کرسکتا۔ امارہ نفس کبھی بھی اطاعت خداوندی پر خوش نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوٓءِ﴾ (۵۳: یوسف)

وہ برائی کی طرف ہی مائل ہوتا ہے۔ تو وہ تمام لذتیں جو شریعت کے حکم کے مطابق ہیں وہ لذتیں حاصل کرنا عین عبادت ہے۔ چنانچہ ان کے ملنے پر ہم اللہ کا شکرادا کریں۔

- ......ٹھنڈا پانی پئیں اور اللہ کا شکرادا کریں۔
- ......گرم روٹی کھانے کو ملے تو اللہ کا شکرادا کریں۔
- ......پلاؤ کھانے کو ملے تو اللہ کا شکرادا کریں۔
- ......گرم چائے پینے کو ملے تو اللہ کا شکرادا کریں۔

یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ان نعمتوں کی وجہ سے سلوک کا راستہ نہیں رکتا کہ فلاں کو چائے کی عادت ہے اس لیے وہ سلوک نہیں طے کرسکتا۔ نہیں خدا کے بندے! یہ چیزیں ضروریات زندگی ہیں اور دائرہ شریعت کے اندر ہیں۔ جب شریعت نے ان چیزوں کے استعمال کی اجازت دے دی ہے تو یہ چیزیں رکاوٹ کیسے بن سکتی ہیں؟ ہاں! ایسی عادت نہ ہو کہ جن کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے فرائض میں بھی کوتاہی ہو جائے۔ جیسے چائے نہیں پی تو نماز بھی نہیں پڑھ رہے، اس لیے ایسی عادت نہیں ہونی چاہیے۔ پنجابی میں کہتے ہیں:

پیٹ نہ پیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں

چنانچہ ایسی عادت بھی نہیں ہونی چاہیے۔ فاقہ ہے یا جو مرضی ہے، لیکن اگر نماز کا وقت ہے تو نماز ادا کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بعض لوگوں کو کوئی خاص مشروب پینے کی عادت ہوتی ہے ہمیں ایک نوجوان ملا۔ وہ کہنے لگا: پچھلے آٹھ سال سے میں نے کبھی پانی پیا ہی نہیں، مجھے پانی کے ذائقے کا ہی پتہ نہیں۔ میں نے کہا: کیا پیتے ہو؟ کہنے لگا: کوک، مجھے کہنے لگا: کیا آپ کوک پئیں گے؟ میں نے کہا: میرا اگلا چوخ ہوتا ہے۔

دنیا کی حقیقت:

ترک دنیا کی حقیقت ہمارے ذکر وسلوک کے میدان میں سبزی اور گوشت کی مانند ہے اور باقی اوراد و وظائف کی حیثیت، نمک مرچ اور گھی کی مانند ہے۔ اگر نمک مرچ اور گھی نہ ہو تو ابال کر بھی سبزی کام آ جاتی ہے، ابلا ہوا گوشت بھی کام آ جاتا ہے۔ لیکن گوشت اور سبزی ہی نہ ہو تو فقط نمک مرچ اور گھی کام نہیں آتے۔ اس لیے جو بندہ اوراد و وظائف تو بڑے کرتا ہو مگر دنیا کی ناجائز لذتوں کو ترک نہ کرے تو وہ سلوک نہیں طے کر رہا ہوتا۔ اب اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ترک دنیا کرنی ہے اس لیے پھٹے ہوئے کپڑے پہنو۔ بلکہ اس کا کیا مطلب ہے؟ وہ بھی سمجھ لیں۔

اللہ تعالیٰ نے شریعت کو ایسا حسن و جمال دیا ہے کہ ہر بندہ اپنی حیثیت کے مطابق سنت پر عمل کرے۔ مثال کے طور پر: نبی علیہ السلام کی دو سنتیں ہیں۔ ایک سنت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پیوند لگا کرتہ پہنا اور ایک سنت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے یمن کا بنا ہوا جبہ پہنا، چادر پہنی، جو سینکڑوں نہیں، بلکہ ہزاروں دیناروں کی تھی۔ تو قیمتی لباس بھی زیب تن فرمایا اور پیوند والا لباس بھی زیبِ تن فرمایا، اب دونوں سنتیں بن گئیں۔

دیکھیں! زندگی میں ایک انسان غریب ہو سکتا ہے اور دوسرا امیر۔ اب اگر فقط قیمتی لباس پہننا سنت ہوتا تو غریب تو سنت سے ہی محروم ہو جاتا۔ اور اگر فقط پھٹا ہوا لباس یا پیوند والا لباس پہننا سنت ہوتا تو امیر کہتا کہ یہ تو میرے لیے قابلِ عمل ہی نہیں ہے، اس طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

دین نا قابلِ عمل کہلاتا۔ تو یہ شریعت کا حسن ہے کہ یہ سب کے لیے قابل عمل ہے۔ لہٰذا جس کو اللہ نے تنگی کا حال دیا وہ پیوند لگا کپڑا پہن کر سنت کو پورا کر لے اور جس پر اللہ نے نعمتوں کی بارش کر دی ہے وہ نیا کپڑا پہن کر مسنون دعا پڑھے اور نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل کر لے۔ اب غریب کو یہ کہا کہ تم قیمتی کپڑے والی سنت پر عمل کرو، یہ اس کے لیے بوجھ ہے جو وہ اٹھا نہیں سکتا اور امیر کو یہ کہنا کہ تم فقط پیوند والے کپڑے پہنو، وہ اس کے لیے مصیبت ہے تو شریعت کا حسن و جمال دیکھیں کہ اس نے دونوں کے لیے عمل کا میدان دیا ہے۔

نئی ایسی بچیاں جو اچھے گھروں کی ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر خاوند ڈاکٹر ہے اور وہ اپنی بیوی کو صاف ستھرا دیکھنا پسند کرتا ہے۔ اب اگر اس کی بیوی کہے کہ میں نے تو سادہ زندگی گزارنی ہے لہٰذا میں نے ہفتے میں ایک دفعہ نہانا ہے اور حالت یہ ہو کہ اس کے جسم سے بو آ رہی ہو، تو کیا اس کا گھر بس جائے گا؟ ایک تو خاوند ڈاکٹر ہے اور پھر اس کی طبیعت بھی نفیس ہے اور پھر بیوی کے جسم سے بو آ رہی ہے، تو گھر میں جھگڑا ہی ہونا ہے پھر تو اس نے اس کو کہنا ہی ہے کہ میں دوسری کو لا رہا ہوں اور یہ پھر بھاگے گی تعویز لینے کے لیے۔ حضرت صاحب! تعویز بنا دیں، میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ بھئی! جب آپ اپنے خاوند کو گھر میں محبت پیار نہیں دیں گی تو پھر وہ دوسری شادی نہیں کرے گا تو کیا کرے گا۔ تم شکر کرو کہ وہ دوسری کی بات کر رہا ہے، تیسری کی نہیں کر رہا۔

شریعت نے زندگی میں آسانیاں رکھی ہیں۔ ایسی بچی جس کے پاس رزق کی بھی کمی نہیں۔ اس کا میاں بھی نفیس طبیعت رکھتا ہے، اس کا گھر بھی خوبصورت اور اچھا ہے، تو کیا اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں تو پھٹا ہوا لباس پہن کر پھروں گی، یا جب تک پھٹ نہیں جائے گا میں کپڑے کو نہیں اتاروں گی، اس کے لیے یہ سنت نہیں ہے۔

اس میں حکمت کیا ہے؟ اس میں حکمت یہ ہے کہ امیر کے لیے شریعت نے اچھا لباس

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے سنت کہا کہ یہ نیا نیا لباس پہنے اور پرانا لباس اتار کے غربا میں صدقے کی نیت سے تقسیم کرے' اس کو اس طرح نئے لباس کی سنت پر عمل نصیب ہو جائے گا اور اللہ غریبوں کا کام بنادیں گے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک فقیہ تھے' ان کا خرچہ ایک بندے نے اپنے ذمے لیا ہوا تھا وہ کوئی بڑا ہی عقلمند بندہ تھا۔ اس نے کہا تھا: حضرت! آپ دین کا کام کریں اور آپ کا خرچہ میرے ذمے ہے۔ چنانچہ وہ سال کے تین سو پینسٹھ جوڑے بنا کے دیتا تھا اور حضرت روز نیا جوڑا پہنتے اور پہلا جوڑا صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ اس طرح سال میں تین سو پینسٹھ غریبوں کا کام بن جاتا تھا۔

ہم تو خود کہتے ہیں کہ یہ ملوں والے کیوں دوسرے دن لباس پہنتے ہیں؟ ایک دن بنوائیں' پہنیں اور پھر کسی غریب کو پہنادیں۔ اس غریب کا اس لباس میں سال گزر جائے گا تو جو بندہ Afford (برداشت) کر سکتا ہے وہ اس سنت پر عمل کرے۔ بات سمجھ رہے ہیں نا؟

بعض مستورات تو ہر وقت یہی سوچتی رہتی ہیں کہ جی فلاں عورت تو سلوک میں آگے بڑھ نہیں سکتی اس لیے کہ وہ تو بڑا ہی صاف ستھرا لباس پہنتی ہے۔ بھئی! صاف ستھرا لباس پہننا سلوک میں رکاوٹ نہیں ہے۔ ہاں! اگر وہ گھر میں گندی بنی رہتی ہے اور دکھاوے کے طور پر یہ چیز پہنتی ہے تو پھر یہ ریا کاری ہے۔ اور اگر آپ اس کو دن میں دیکھیں' رات میں دیکھیں' صبح دیکھیں' شام دیکھیں' ہر وقت صاف ستھرا دیکھیں تو پھر یہ تو اللہ کی نعمت ہے۔

مجھ سے ایک مرتبہ ایک عورت نے پوچھا: حضرت! فلاں عورت تو ہر وقت اچھا لباس پہنتی ہے' صاف ستھرا پہنتی ہے' وہ سلوک میں آگے کیسے بڑھ سکتی ہے؟ میں نے پھر اسے یہ بات سمجھائی اور سمجھانے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کو تو شکر ادا کرنا چاہیے کہ چلو دنیا میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ خاوند تو ایسے ہیں جو اپنی بیویوں کو صاف ستھرا بھی رکھتے ہیں۔ کیا تم چاہتی ہو کہ تمہارا خاوند سال میں صرف ایک سوٹ بنا کے دے؟ اب کہنے لگی نہیں نہیں نہیں، میں بھی تو آخر بناتی ہوں۔ اب جب اپنے اوپر بات آئی تو اب بات سمجھ میں آ گئی۔ تو لوگ چونکہ مزاج شریعت کو نہیں سمجھتے، اس لیے وہ اس چیز کو سلوک کی راہ میں رکاوٹ سمجھ لیتے ہیں۔ لہٰذا یاد رکھیے کہ دائرہ شریعت کے اندر رہتے ہوئے کوئی بھی بندہ کام کرے گا تو وہ سلوک کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

سالک کی محرومی کا سبب:

فرمایا: معارف کا ظہور سالک کی محرومی کا سبب بنتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی کیفیات کو دوسروں سے چھپائے، فقط اپنے شیخ کو بتائے۔ بالفرض کسی کا قلب جاری ہوا، اگر وہ لوگوں کو بتاتا پھرے کہ میرا قلب جاری ہے تو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نعمت کو واپس ہی لے لیں۔ اگر کسی طرح پتہ چل جائے تو اور بات ہے، خود نہیں بتانا چاہیے۔

اس میں حکمت کیا ہے؟ حکمت یہ ہے کہ یہ کیفیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے پاس امانت ہوتی ہیں، یہ بندے اور اللہ کے درمیان راز ہوتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں فرماتے کہ اس راز کو بندہ دوسروں کے سامنے کھولتا پھرے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''باطن کی ملنے والی نعمتیں دلہن کی مانند ہوتی ہیں، کوئی بھی اپنی دلہن دوسرے کو دکھانا پسند نہیں کرتا۔''

اب کچھ نا سمجھ پوچھنا شروع کر دیتے ہیں جی آپ کو کشف حاصل ہے؟ جی! آپ کو ذکرِ قلبی حاصل ہے؟ پوچھنے والا بھی غلطی کر رہا ہے اور بتانے والا اس سے بھی بڑی غلطی کر رہا ہے۔ ایسی باتیں راز ہوتی ہیں اور راز کا راز میں رہنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کبھی کبھی اہل اللہ سے غلبۂ حال میں ایسی باتیں منہ سے نکل جاتی ہیں کہ کچھ باتیں کھل جاتی ہیں، مگر اس پر وہ بعد میں افسوس بھی کرتے ہیں کامل وہی ہے جو کسی حال میں بھی راز فاش نہ ہونے دے۔ کامل وہ ہوتا ہے کہ اندر سے اسے سب کیفیات حاصل ہوں اور ظاہر میں وہ بالکل عام بندے کی طرح رہے، کسی کو سمجھ بھی نہ لگے کہ یہ بھی کوئی صاحب نسبت بندہ ہے یا کون ہے۔

ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک مچھلی پکڑنے والے کو دیکھا تو وہیں کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا: تو بڑی مچھلیاں کیوں نہیں پکڑتا؟ اس نے کہا: آپ پکڑ کے دکھا دیں۔ فرمانے لگے: لاؤ! میں تمہیں اڑھائی من کی مچھلی پکڑ کے دکھاتا ہوں۔ چنانچہ جب انہوں نے جال پھینکا تو واقعی اڑھائی من کی مچھلی اس جال میں آ گئی۔ جب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا پتہ چلا تو یہ سن کر انہوں نے بڑا افسوس کیا اور فرمانے لگے: کاش! ابوالحسن نوری جال پھینکتا اور اس کے جال میں کوئی سانپ پھنس جاتا اور وہ سانپ ابوالحسن نوری کو ڈس لیتا۔ اس لیے کہ اب پتہ نہیں اس کے پاس یہ کیفیات موت تک سلامت بھی رہیں گی یا نہیں رہیں گی کیونکہ وہ اظہار کر بیٹھا ہے۔

اس سے اندازہ کریں کہ ہمارے مشائخ اپنی کیفیات کو کس حد تک دوسروں سے اوجھل رکھا کرتے تھے۔

ہمارے حضرت پیر سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ کتابت (خوشنویسی) سیکھنے کا شوق ہوا۔ ان کے قریب ایک کاتب تھے ان کا نام تھا محمد اعلیٰ۔ آپ ان کے پاس کتابت سیکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب کتابت سیکھنے گئے تو تین چار سال تک روز ان کے پاس جاتے رہے، سیکھتے اور آ جاتے۔ حاجی اعلیٰ صاحب ان کو ایک عام بندہ ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھتے رہے۔ چار سال تک روزانہ جاتے رہے اور ان کو ان کی شخصیت کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلا۔

حاجی اعلیٰ صاحب فرماتے ہیں: حضرت مولانا بدر عالم مدنی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے شیخ الحدیث گزرے ہیں، انہوں نے ''ترجمان السنۃ'' کتاب بھی لکھی ہے، ایک مرتبہ وہ تشریف لائے اور میں نے ان کی اپنے ہاں دعوت کی۔ جب حضرت نے آنا تھا تو میں نے دل میں سوچا کہ یہ (حضرت سید زوار حسین شاہ) بھی میرے پاس آتے ہیں، بھلے آدمی ہیں، کم گو ہیں، چلو ان کو بھی دعوت پہ بلا لیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے شاہ صاحب کو بھی دعوت دے دی اور انہوں نے بھی جواب میں کہہ دیا کہ میں آ جاؤں گا۔ بہر حال حضرت تشریف لائے اور سب نے مل کر کھانا کھایا۔

کھانا کھانے کے بعد نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ ویسے ہی وجیہ تھا، خوبصورت تھا اور پرنور چہرے والے تھے۔ چنانچہ جب مولانا بدر عالم نے شاہ صاحب کو دیکھا تو فرمایا:

''آپ بھی تو مولوی نظر آتے ہیں، آپ نماز کیوں نہیں پڑھا دیتے؟''

تو شاہ صاحب نے نماز پڑھائی۔

جب ان کے پیچھے نماز پڑھی تو سلام پھیرنے کے بعد مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ کو پسینے آئے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت کی طبیعت دگرگوں ہے۔ چنانچہ میں نے پوچھا: حضرت خیریت تو ہے؟ فرمانے لگے: حاجی صاحب! اگر محفل میں کوئی صاحبِ نسبت بندہ موجود ہو تو پہلے بتا دینا چاہیے تا کہ دوسرا بندہ بے ادبی کا مرتکب تو نہ ہو۔ آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں، اللہ اکبر! نماز میں ان کو باطن کی بصیرت سے پتہ چلا کہ امام بننے والا بندہ صاحبِ نسبت ہے۔ میں نے کہا: حضرت! مجھے تو نہیں پتہ، یہ تو چار سال سے میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس آ رہے ہیں۔انہوں نے فرمایا تم پتہ کرو یہ بندہ صاحب نسبت نظر آتا ہے۔

جب مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے تو پھر میں نے کھود کرید کرنا شروع کی تو مجھے پتہ چلا کہ ان کو تو کتنے سالوں سے نسبت حاصل ہے۔شیخ نے ان کو اجازت وخلافت دی ہوتی ہے۔مگر انہوں نے پتہ ہی نہیں چلنے دیا۔

فرماتے ہیں کہ یہ عمل ایسا تھا کہ جس نے مجھے متوجہ کیا اور پھر اگلے دن میں نے کہا: حضرت! اب تک میں آپ کا استاد بنا رہا اور آپ میرے شاگرد بنے رہے' آج میں شاگرد بنتا ہوں اور آپ استاد بن کے مجھے اس طرح خفیہ زندگی گزارنا سکھا دیجیے۔چنانچہ پھر وہ حضرت کے مرید بنے اور ماشاء اللہ بہت ہی مقرب بنے۔

جو کامل ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو ایسے چھپاتے ہیں۔اس لیے کاملین کو بعض اوقات پہچاننا بڑا مشکل ہوتا ہے۔انبیائے کرام میں یہی صفت ہوتی تھی' کافر لوگ ان کو دیکھتے تھے اور ان کو لگتا تھا کہ ان کی بالکل عام سی زندگی ہے۔وہ حیران ہو کر کہتے:

هٰذَا الرَّسُوْلُ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ (۷ الفرقان)

''یہ کیسے رسول ہیں جو کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں پھرتے ہیں''

سالک بھی وہی اچھا ہوتا ہے جو ظاہر میں ایک عام بندہ نظر آئے۔مگر اس کے اندر ولایت کی بڑی بڑی کیفیات ہوں۔

روحانی ضیافت:

حدیث مبارکہ میں ہے:

''مَنْ زَارَ حَيًّا وَلَمْ يَذُقْ مِنْهُ شَيْئًا فَكَأَنَّمَا زَارَ مَيِّتًا''

''جس نے کسی زندہ کی زیارت کی اور اس زندہ نے اس کو کھانے کو کچھ بھی پیش نہ کیا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے کسی مردہ کی زیارت کی''

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ شریعت یہ بات پسند کرتی ہے کہ جب کوئی ملنے آئے تو اس کو کچھ پیش کرو اس کی ضیافت کرو کیونکہ وہ مہمان ہے۔ بھلے پانی کا ایک گلاس ہی پیش کر دو۔ جس نے پینے کے لیے پانی کا پیالہ مہمان کے سامنے رکھ دیا اس نے مہمان نوازی کا ایک ادنی درجہ پورا کر دیا۔

یہ حدیث پاک تو ظاہری ضیافت کے بارے میں ہے۔ مگر اہل اللہ فرماتے ہیں: نہیں یہ حدیث پاک مشائخ کے اوپر بھی لاگو ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کو چاہیے کہ اگر ان کو کوئی بندہ ملنے کے لیے آئے تو وہ آنے والوں کو روحانی ناشتہ بھی کروایا کریں' لہٰذا مشائخ سے جو بھی ملنے آتا ہے' وہ اس پر توجہ ضرور ڈالتے ہیں۔ ظاہر کا ناشتہ اپنی جگہ' اس کے ساتھ ساتھ باطن کا ناشتہ بھی ضرور کروا دیتے ہیں۔ گویا اہل اللہ ہر آنے والے کی روحانی ضیافت ضرور کرتے ہیں۔

اعلانیہ نصیحت میں قباحت:

فرمایا: اعلانیہ نصیحت کرنا' درحقیقت ملامت کرنے کے مترادت ہے۔ اعلانیہ غلطی کی اعلانیہ نصیحت کردے اور خفیہ غلطی کی خفیہ نصیحت کر دے۔ کیونکہ کسی کو رسوا کرنا تو مقصود نہیں ہوتا۔

حضوری کی کیفیت:

فرمایا: ''حضوری کا ہر وقت میسر ہونا بہت مشکل ہے۔''

آپ نے حنظلہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سنی ہوگی جس میں انہوں نے فرمایا:

''نَافَقَ حَنْظَلَة نَافَقَ حَنْظَلَة''

اس وقت نبی علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا تھا کہ یہ گاہے گاہے کیفیات ہوتی ہیں۔ تو یہ کیفیات ہوتی تو گاہے گاہے ہیں' لیکن اگر چند لمحے بھی نصیب ہو جائیں تو باقی وقت راحت کے ساتھ گزر جاتا ہے۔ وہ کیفیت اگر ایک دفعہ بھی مل جائے تو سمجھو کہ ایک مہینہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آسانی سے گزر گیا' وہ ایسی کیفیت ہوتی ہے۔

صاحبِ نسب...... باعثِ عافیت:

فرمایا: ''ایک صاحب نسبت کی وجہ سے ساری جماعت عافیت میں رہتی ہے'' آپ نے تو دیکھا ہی ہوگا کہ اگر کسی مجمع میں ایک بھی صاحبِ نسبت ہوتو اس کے پاس وقت گزارنے والے لوگ' سارے کے سارے پرسکون ہوتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی نے خوشبو لگائی ہوئی ہو اور پاس بیٹھنے والوں کو بھی خوشبو آ رہی ہوتی ہے۔

نفس سے مجادلہ کی فضیلت:

فرمایا: ''نفس سے ایک گھڑی کا مجادلہ ستر سال کی عبادت سے افضل ہے'' نفس کے ساتھ مجادلہ کرنے کا کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ نفس کے ساتھ بحث کرنا' اس کو دلیل دینا کہ تمہاری یہ تمنا میں نے پوری نہیں کرنی۔ نفس کہے گا: نہیں' میں نے یہ چاہت پوری کرنی ہے۔ اس نے کہنا کہ یہ چاہت پوری نہیں ہونی۔ نفس سے اس طرح کا ایک گھڑی کا مجادلہ ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ السلام سے پوچھا: انسان کب خراب ہوتا ہے؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''جب وہ اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھنے لگ جاتا ہے اس وقت انسان بگڑ جاتا ہے''

انقلاب کا ذریعہ:

فرمایا: ''لسان قال کے بجائے لسان حال ہی انقلاب کا ذریعہ بنتی ہے''

ایک ہوتی ہے لسانِ قال اور ایک ہوتی ہے لسانِ حال۔ ان دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ لسانِ قال اس کو کہتے ہیں کہ فقط زبان سے الفاظ نکلیں اور لسانِ حال کا مطلب یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ کہنے والے کا عمل بھی اس کے مطابق ہو۔

آپ ذرا اس بات کو اس مثال سے سمجھیں۔ آپ بیٹھے ہیں اور آپ کا ایک قریبی دوست پیار سے کہتا ہے۔ آؤ یار! نماز پڑھیں۔ تو آپ کا دل فوراً آمادہ ہو جائے گا اور آپ مسجد میں آ جائیں گے اور اگر آپ کے پاس کوئی ٹیپ چل رہی ہو اور اس میں سے آواز آ رہی ہو آؤ یار! نماز پڑھیں آؤ یار! نماز پڑھیں' آؤ یار! نماز پڑھیں' تو کیا ٹیپ سے آواز سن کر آپ کی طبیعت نماز پڑھنے کے لیے آمادہ ہو جائے گی؟ طبیعت آمادہ نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ ٹیپ تو ایک بے جان چیز ہے اور انسان جاندار ہے۔ تو جس طرح بے جان چیز سے آواز نکلے تو وہ اثر نہیں ڈالتی' البتہ احساس و کیفیات رکھنے والا بندہ کہے تو وہ متاثر کر دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب کسی بندے میں عمل نہ ہو' فقط لسانِ قال ہو تو وہ بھی دوسرے بندے پر اثر نہیں کرتی اور جس کا اپنا عمل ہو اس کی لسانِ حال سے ایسی بات نکلتی ہے کہ بندے کے اوپر اثر ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمارے مشائخ پہلے خود عمل کرتے تھے اور بعد میں دوسروں کو عمل کے لیے کہتے تھے۔ آپ ذرا ایک بات کسی کو کہیں' وہ نہیں مانے گا اور اگر وہی بات اس کو کوئی شیخ کہہ دے تو وہ اس کو فوراً ماننے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اہل اللہ کی زبان میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات سے سننے والے کو عمل کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

بلا عذر وظائف ترک کرنے کا وبال:

فرمایا: ''جب کوئی سالک بلا عذر (غفلت کی وجہ سے) وظائف کو ترک کر دیتا ہے تو یا تو اس پر کوئی ابتلاء آزمائش نازل ہوتی ہے یا کم از کم حرام شہوات کی طرف اس کی طبیعت مائل ہو جاتی ہے''

کچھ دوست جو یہ کہتے ہیں کہ جی! نظر کا پرہیز نہیں ہے' ان میں اصل میں وظیفے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

پابندی نہیں ہوتی۔ اگر وظائف کی پابندی ہو اور انسان اللہ سے مدد مانگے تو اللہ تعالیٰ میل شہوت بحرام سے انسان کی نجات عطا فرما دیتی ہے۔

دو بیش بہا وظیفے:

اگر کسی انسان کو مخلوق میں سے کسی کے ساتھ نفسانی' شیطانی' شہوانی محبت ہے اور وہ محبت دل سے نکلتی نہیں' چاہت کے باوجود محبت جان نہیں چھوڑ رہی تو ہمارے مشائخ نے اس کے لیے دو عمل بتائے ہیں:

(۱)......ایک عمل تو یہ ہے کہ وہ روزانہ سو مرتبہ پڑھا کرے:

لَامَرْغُوْبِی اِلَّااللّٰہ' لَامَطْلُوْبِی اِلَّااللّٰہ 'لَا مَحْبُوْبِیْ اِلَّااللّٰہ'لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ

ان چار جملوں کو اس طرح کر کے دن میں سو مرتبہ دل پہ ضرب لگائے۔ اگر وہ روزانہ سو مرتبہ اس کی ضرب لگائے گا تو اللہ تعالیٰ شیطانی' شہوانی محبت سے نجات عطا فرما دیں گے۔

(۲)......دوسرا عمل یہ ہے کہ روزانہ عصر کے بعد اگر پانچ مرتبہ سورہ نباء (عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ (۱:النباء) پڑھ دی جائے تو اس سورت کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ نفسانی محبتوں کو یہ دل سے نکال دیتی ہے۔

رویتِ باری تعالیٰ کی کیفیت کیسی ہوگی؟

فرمایا: دنیا میں جو کیفیت انسان کی نماز کی ہوگی وہی کیفیت آخرت میں اس کی رؤیتِ باری تعالیٰ کی ہوگی۔

کیا مطلب؟ کہ اگر ایک آدمی دنیا میں اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے اندر دنیا کا کوئی وسوسہ (خیال) نہ آئے' اس بندے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا ایسا دیدار ہوگا کہ اس کے اوپر کوئی پردہ نہیں ہوگا۔ دنیا میں جتنے خیال نماز میں آئیں گے' اگر آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو بھی گیا تو وہ تمام خیالات نورانی پردوں کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے چہرۂ انور کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سامنے آ جائیں گے۔ بھئی! پردے سے دلہن کا چہرہ دیکھنا اور چیز ہے اور پردہ اٹھا کے چہرہ دیکھنا کوئی اور چیز ہے۔ اس لیے دل میں یہ تمنا ضرور رکھنی چاہیے کہ اے اللہ! ہمیں ایسی نماز کی توفیق عطا فرما کہ جس میں دنیا کا کوئی بھی خیال نہ آئے۔

چنانچہ جب بھی انسان نماز پڑھے تو کوشش کرے کہ قیام اور سجود لمبا کرے۔ دیکھیں! اگر تو کوئی کام ہو، مصروفیت ہو تو پھر اس صورت میں اگر مختصر بھی پڑھے گا تو اجر پورا ملے گا۔ لیکن اگر وقت بھی ہے اور سکون اور تسلی کے ساتھ انسان نماز پڑھ سکتا ہے تو پھر قیام اور سجود کو لمبا کرے، اس لیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں میں رزق کو تقسیم کرتے ہیں اسی طرح انسانوں میں اپنی حمد و ثنا کی توفیق کو بھی تقسیم کرتے ہیں۔ تو جیسے دنیا میں ہم کھلا رزق مانگتے ہیں ایسے ہی یہ بھی مانگیں کہ اللہ! ہمیں اپنی حمد و ثنا کی ایسی توفیق بھی نصیب فرما کہ بس قیام کے بعد رکوع میں جانے کو جی ہی نہ کرے۔ ہمارے مشائخ کہتے تھے:

...... آج تو رکوع کی رات ہے۔

...... آج قیام کی رات ہے۔

...... آج سجدے کی رات ہے۔

وہ ساری ساری رات قیام، رکوع اور سجدے میں گزار دیتے تھے۔

ظاہر میں بلا، حقیقت میں سببِ رضا:

جو انسان سلوک کے راستے پر چلتا ہے اس پر مصیبتیں آتی ہیں۔ ایک آدمی نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں اللہ تعالیٰ سے اور آپ ﷺ سے بڑی محبت رکھتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے فرمایا: اگر تم محبت رکھتے ہو تو پھر مصیبتوں اور پریشانیوں کے لیے تیار ہو جاؤ۔

اب یہاں ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

مصیبتیں اور پریشانیاں بھیجتا کیوں ہے؟ اور حدیث پاک میں بھی ہے:

"اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا اِبْتَلَاہُ"

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اس پر کوئی بلا نازل کر دیتے ہیں"

کوئی ذہنی پریشانی، کوئی جسمانی بیماری، یا کوئی مالی تنگی، کسی نہ کسی صورت میں اس پر مصیبت نازل کر دیتے ہیں۔ تو سالک کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ دنیا میں تو انسان جس کو دوست بنائے اس کو نعمتیں دیتا ہے، لیکن یہاں معاملہ اور ہے، کہ دوستوں کو غم بانٹتے ہیں۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ خوشیاں اور لذتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو فرماتے ہیں جاؤ! میرے فلاں فلاں نافرمان کے پاس چلی جاؤ۔ پھر پیچھے غم اور مصیبتیں رہ جاتی ہیں وہ کہتی ہیں اللہ! ہم کہاں جائیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم میرے دوستوں کے پاس چلی جاؤ۔ ایسا کیوں ہے؟

اس کی دو وجوہات ہیں۔ توجہ سے بات سمجھیے۔

پہلی وجہ:

ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس دنیا میں چھوٹی موٹی پریشانیاں اور مصیبتیں بھیج دیتے ہیں ارران کو بہانہ بنا کر اپنے اس بندے کو وہ قرب عطا کرتے ہیں جو اپنے عملوں سے وہ حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی ترقی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قریب کر لیتے ہیں۔

دوسری وجہ:

دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بلائیں اس لیے بھیجتے ہیں تاکہ میرے بندوں کو دنیا میں انقطاع کلی نصیب ہو جائے اور یہ مجھ سے کلی طور پر واصل ہو جائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب ان کو انقطاع کلی نصیب ہو جاتا ہے تو پھر ان کا دنیا سے دل ہی اچاٹ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ کبھی رشتے داروں نے غیبت کی، کسی نے حسد کیا، کسی نے فلاں کیا، اس لیے بندہ سب سے نظریں ہٹا کے اور اللہ سے لو لگا کے کہتا ہے: دنیا میں میرا کوئی بھی نہیں۔ بھئی! اسی لیے تو یہ آزمائش ہوتی تھی۔ جب آپ نے زبان سے یہ الفاظ کہے کہ دنیا میں میرا کوئی بھی نہیں، یہی الفاظ کہلوانے کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سب حالات بھیجے تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ تم سن لو اور سمجھ لو کہ میرے سوا دنیا میں تمہارا کوئی نہیں ہے۔ اور اگر یہ غم نہ آتے تو تم تو دنیا والوں سے امیدیں لگائے رکھتے اور تمہیں انقطاع کلی حاصل نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ جو اپنے پیاروں پر یہ بلائیں اور مصیبتیں نازل فرماتے ہیں تو ان کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ تاکہ انسان کو انقطاع کلی حاصل ہو جائے، تبتل کامل نصیب ہو جائے اور انسان اللہ کے ساتھ پورے طور پر واصل ہو جائے۔ اس لیے اس بلا یا مصیبت کا آجانا بھی اللہ کی رحمت ہے۔ وہ ظاہر میں بلا ہے، حقیقت میں مٹھائی ہوتی ہے۔ وہ نمک کے غلاف میں لپٹی ہوئی مٹھائی ہوتی ہے۔

ایمان حقیقی کب حاصل ہوتا ہے؟

فرمایا: ''منازل سلوک طے کرنے سے مقصود ایمان حقیقی کا حاصل ہونا اور یہ ایمان حقیقی حاصل نہیں ہوتا، مگر فنا اور بقا کے بعد''

جب تک انسان کو فنا اور بقا کے درجات حاصل نہیں ہو جاتے اس وقت تک اس کو ایمان حقیقی کی حلاوت نصیب نہیں ہو سکتی۔ فنا اور بقا کا حاصل کرنا کتنا ضروری ہے۔

فنائے قلبی اسے کہتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف دھیان ہی نصیب نہ ہو۔ اللہ ہی کی طرف اس کا کامل دھیان ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اور احیائے سنت:

خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سلسلے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ اللہ نے ان کو دین کا بھی سلطان بنایا تھا اور دنیا کا بھی سلطان بنایا تھا۔ ان کے گھوڑوں کی وہ میخیں جن کے ساتھ گھوڑے باندھے جاتے تھے وہ چاندی کی بنی ہوتی تھیں۔ چاندی کے کیل بنے ہوتے تھے اور سریے بنے ہوتے تھے' جن کو زمین میں گاڑ کر ان کے گھوڑے باندھے جاتے تھے اور ان کے کمروں میں قالین بچھے ہوتے تھے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ میں جاتا ہوں اور جا کر حضرت کو ملتا ہوں۔ چنانچہ جب ملنے کے لیے پہنچے تو دیکھا کہ حضرت قالین پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اردگرد کا سارا ماحول شاہانہ ہے۔ جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے:

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

"وہ مرد نہیں ہو سکتا جو دنیا کو دوست رکھے"

یعنی وہ مردِ خدا نہیں ہو سکتا۔

مولانا جامی یہ کہہ کر واپس آ گئے اور فیصلہ کر لیا کہ نہ تو میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت ہونا ہے اور نہ ہی میں نے ان کی محفل میں بیٹھنا ہے' کیونکہ یہ تو دنیا دار ہیں۔ واپسی پر تھکے ہوئے تھے چنانچہ دوپہر کے وقت قیلولہ کی نیت سے ایک مسجد میں جا کر سو گئے' اسی نیند کی حالت میں انہوں نے خواب دیکھا کہ قیامت کا دن قائم ہے' مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں' اتنے میں حق مانگنے والوں کا ہجوم ہو گیا' انہوں نے مولانا سے حق لینے تھے' انہوں نے آ کر کہا: آپ نے ہماری غیبت کی' آپ نے یہ دینا ہے' آپ نے وہ دینا ہے۔ وہ حق مانگنے والے اتنے ہو گئے کہ اگر ساری زندگی کی نیکیاں بھی دے دیتے تو ابھی ان کا حق پورا نہیں ہوتا تھا۔ اس صورت حال کی وجہ سے مولانا بڑے پریشان ہوئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی پریشانی کے عالم میں کیا دیکھا کہ ایک طرف سے گھوڑے پر سوار ایک آدمی آرہا ہے اور اس کے پیچھے ہزاروں لوگ ہیں۔ جب قریب ہو کر دیکھا تو وہ عبیداللہ احرار تھے۔ انہوں نے مولانا جامی کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے کہنے لگے: مولانا! کیا بات ہے' پریشان کیوں ہیں؟

عرض کیا: حضرت! حق والے حق مانگتے ہیں' میرے پاس اتنی نیکیاں بھی نہیں کہ وہ دے کر جان چھڑا سکوں۔ حضرت نے فرمایا: بھئی! ہماری طرف سے مولانا کا حق ادا کردو' ہمارے کھاتے میں سے ان کی پیمنٹ کردو یہ کہہ کر مولانا چلے گئے اور مولانا جامی کی آنکھ کھل گئی۔

بیدار ہوتے ہی مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ بات ایسی نہیں جو میں سمجھا ہوں' کوئی اور بات ہے' میں جاتا ہوں اور ان سے پھر ملتا ہوں۔ اب مولانا جامی پھر آئے اور حضرت سے آکر مصافحہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ صاحب کو کشف کے ذریعے سے معاملہ بتادیا۔ چنانچہ جب مولانا نے مصافحہ کیا تو انہوں نے پوچھا: مولانا! جب پہلی دفعہ آئے تھے تو کیا کہا تھا؟ بتادیں۔ جب حضرت نے اصرار کیا تو کہا: حضرت! میں نے پہلے غلط سمجھا تھا اور میں نے اس وقت یہ کہا تھا:

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

''وہ مرد نہیں جو دنیا کو دوست رکھے''

تو حضرت نے شعر کا دوسرا مصرعہ کہہ کر شعر مکمل کر دیا اور فرمایا:

اگر دارد برائے دوست دارد

''اگر دنیا ہو بھی سہی تو اللہ کے لیے ہونی چاہیے''

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی اپنے لیے نہیں ہونی چاہیے۔اور پھر فرمایا:

مولانا! ''سونے چاندی کی میخیں زمین میں گاڑنے کے لیے ہوتی ہیں انسانوں کے دلوں میں گاڑنے کے لیے نہیں ہوا کرتیں''

اس کے بعد مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سے بیعت ہو گئے۔ وقت کے بادشاہ بھی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے بیعت تھے۔

ہم نے جا کر ان کا مزار اور ان کی جگہ دیکھی ہے وہ ایک شاہانہ محل نظر آتا ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر میں دنیا میں پیری مریدی کرتا تو کسی پیر کو کوئی مرید نہ ملتا' مگر مجھے تو کسی اور مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے''

کسی نے پوچھا: حضرت! کون سے مقصد کے لیے؟

فرمانے لگے:

''مجھے اللہ نے سنت کے احیا کے لیے بھیجا ہے''

چنانچہ وہ بہت ہی زیادہ متبع سنت بزرگ تھے۔ ان کا ایک مقولہ مکتوبات میں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

(۱) ''اگر ہمیں تمام احوال و مواجید (یعنی حالات' وجد اور کیفیات) دے دیں' لیکن حقیقت کو اہل سنت والجماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو ہم اس میں خرابی کے سوا اور کچھ نہیں مانتے''

(۲) اور یہ بھی کہتے تھے: اگر ساری دنیا کی کیفیات ہم سے لے لیں اور ہمارے ظاہر کو اہل سنت والجماعت کے عقائد سے آراستہ کر دیں تو ہم اس میں خوبی کے سوا کچھ نہیں جانتے''

www.besturdubooks.wordpress.com

سالکین کو فائدہ کیسے ہوتا ہے؟

فرمایا: ذکر کا مقصد غفلت کو دور کرنا ہے' بعض کو اسمِ ذات کے ذکر سے فائدہ ہوتا ہے اور بعض کو نفی اثبات سے فائدہ ہوتا ہے۔ کچھ طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو ذکر اسم ذات سے فائدہ ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو نفی اثبات سے فائدہ ہوتا ہے' مگر یہ دونوں کیفیات مبتدی کے لیے ہیں یعنی میرے اور آپ کے لیے ہیں۔ جو متوسط ہوتے ہیں یعنی سلوک کے درمیان میں ہوتے ہیں ان کی ترقی قرآن مجید کی تلاوت کی کثرت سے ہوتی ہے اور جو ان سے بھی اونچے جاتے ہیں اور منتہی بن جاتے ہیں' ان کی ترقی لمبی نماز کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ تو ابتدا میں ترقی ذکر کے ذریعے' درمیان میں ترقی تلاوت قرآن کے ذریعے اور انتہا میں ترقی نماز کے ذریعے سے ہوتی ہے۔

ذکر قلبی کے فوائد:

فرمایا: ''ذکر قلبی احکام شریعت بجالانے میں انسان کو مدد دینے والا اور نفس امارہ کی سرکشی کو دور کرنے والا ہے''

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور اہتمام سنت:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے سنت کا اتنا اہتمام سکھایا کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر:

(۱)...... ''دوپہر کے وقت سنت قیلولہ کی نیت سے تھوڑی دیر سو جانے پر وہ اجر ملتا ہے جو ہزاروں شب بیداریوں پر بھی انسان کو نصیب نہیں ہوتا''

اب اس سے اندازہ لگائیں کہ اس بات سے انسان کے دل میں سنت کی کتنی عظمت پیدا ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں: (اگر ممکن ہوتا تو میں اس بات کو سونے کی سیاہی سے لکھتا)

’’ہمارے مشائخ شرع شریف کے نفیس موتیوں کو بچوں کی مانند وجد و حال کے جوز و مویز کے بدلے میں نہیں دیتے۔‘‘ نص سے فص کی طرف مائل نہیں ہوتے‘ فتوحات مدنیہ سے فتوحات مکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے‘ ہر رقاص کی طرف مائل نہیں ہوتے‘ ان کا کارخانہ بلند ہے‘‘

دیکھیں! احکام شریعت کو نفیس موتیوں کا نام دیا۔ اس سے ان کی کتنی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ فارسی میں جوز و مویز‘ اخروٹ اور منقہ کو کہتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ انسان کی یہ کیفیات‘ یعنی وجد کی کیفیت‘ حال کی کیفیت اور ذکر کی کیفیت احوال و مواجید ہیں۔ یہ احوال و مواجید اخروٹ اور منقہ کی طرح ہیں اور احکام شریعت کیا ہیں؟ نفیس موتی ہیں‘ تو بھئی! کوئی بندہ اخروٹ اور منقہ کے بدلے نفیس موتی دے سکتا ہے؟ وہ ہرگز ایسا سودا نہیں کرے گا۔ لہٰذا صحیح سالک شریعت کے احکام کو چھوڑ کر وجد و حال کے پیچھے کبھی نہیں جائے گا۔

اور آگے فرماتے ہیں:

’’نص سے فص کی طرف مائل نہیں ہوتے‘‘

نص کہتے ہیں‘ قرآن و حدیث کو اور فص سے مراد عربی کی ایک کتاب فصوص الحکم ہے تو جہاں تصوف کی بات قرآن و حدیث سے ٹکراتی ہے تو یہ صوفیا کس کو چھوڑتے ہیں؟ تصوف کی بات کو چھوڑ دیتے ہیں اور قرآن و حدیث کی بات کو لے لیتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

’’فتوحات مدینہ سے فتوحات مکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے‘‘

فتوحات مدنیہ سے مراد نبی علیہ السلام کی احادیث ہیں اور فتوحات مکیہ ابن عربی کی

www.besturdubooks.wordpress.com

تصوف پر ایک کتاب ہے۔

پھر آگے فرماتے ہیں:

''ہر رقاص کی طرف مائل نہیں ہوتے''

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو وجد میں آ کر ذرا جھومنا شروع کر دیتے ہیں۔ان کو وہ رقاص کہہ رہے ہیں کہ یہ رقص کرنے والے ہیں۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ انہوں نے اتباعِ سنت کا کتنا اہتمام سکھایا۔

اس سلسلے میں انہوں نے ایک اور ایسی بات لکھی ہے جسے پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔

فرماتے ہیں:

''حدیث پاک میں ہے:

''حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا''

''تم اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے'' فقیر (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک سونے سے پہلے سو بار تسبیح، تحمید اور تکبیر (یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر، جو تسبیحات فاطمہ کہلاتی ہیں) کا پڑھ لینا محاسبہ کا حکم رکھتا ہے''

چنانچہ جس بندے نے سونے سے پہلے سو بار تسبیحات فاطمہ کو پڑھ لیا گویا اس حدیث پر اس کا آٹومیٹک عمل ہو گیا۔کیا عجیب بات کہی ہے!!

کلمے کا تکرار کرنے کی عجیب وجہ:

فرمایا: ''لوگ کلمے کا تکرار اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں ہر طرف حق نظر آئے، مگر مشائخِ نقشبند اس لیے تکرار کرتے ہیں کہ انہیں جو کچھ بھی نظر آئے وہ اسے غیر جانیں۔

یہ بھی عجیب بات کہی، ذرا فرق دیکھیں کہ دوسرے لوگ کلمے کا تکرار اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں ہر طرف حق نظر آئے اور ہم کلمے کا تکرار اس لیے کرتے ہیں کہ ہمیں ہر طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

غیر ہی نظر آئے' یہ بھی غیر ہے' یہ بھی غیر ہے' یہ بھی غیر ہے' ہر ایک کی نفی کرو' جب سب مخلوق کی نفی کردو گے تب اللہ کی ذات سے وصل نصیب ہو جائے گا۔

اسی لیے حضرت نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جو کچھ دیکھا گیا' سنا گیا' یا جانا گیا' سب اللہ کا غیر ہے' لا (کلمہ) کے نیچے لا کر اس کی نفی کر دینی چاہیے''

تو جو چیزیں انسان دیکھ سکے' سن سکے یا سمجھ سکے' کیا وہ خدا ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا ہم کلمہ پڑھتے ہیں وہ اس لیے نہیں پڑھتے کہ ہمیں ہر طرف حق نظر آئے' ہم اس لیے پڑھتے ہیں کہ ہمیں جو بھی نظر آئے وہ ہمیں غیر نظر آئے' دل کہہ دے کہ جو ہمارا اصل خدا ہے' وہ ہمارے دیکھنے سے' سننے سے اور سوچنے سے بھی اعلیٰ اور بالا ہے۔

قرب الٰہی کا انمول ذریعہ:

فرمایا: ''کلمے کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز فائدہ مند نہیں' کلمہ غضب کے اسباب کو ختم کر کے رب کے قریب کر دیتا ہے''

کیا آپ جانتے ہیں کہ غضب کے اسباب کیا ہیں؟ یہاں غضب سے مراد ''دنیا کی محبت'' ہے اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا کو پیدا کیا' کبھی ایک مرتبہ بھی محبت کی نظر سے دنیا کو نہیں دیکھا۔ تو یہ دنیا مبغوض ہے بلکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ''

''دنیا ملعون ہے''

یہ جو فرمایا کہ کلمے کا ذکر غضب کے اسباب کو ختم کرتا ہے' تو اس سے مراد یہ ہوگا کہ یہ محبت دنیا کو دل سے ختم کرتا ہے اور بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحبت صلحا کی فضیلت:

’’صحبت میں ایک ساعت رہنا‘ مجاہدوں کے کئی چلوں سے بہتر ہے۔ خدا سے شرمانا چاہیے۔ آپ ہزار دنوں میں سے ایک دن بھی صحبت کے لیے نہیں نکالتے‘‘

خواہشاتِ نفسانی موجود ہونے کی دلیل:

ایک اور عجیب مضمون سنیے۔ فرماتے ہیں:

’’جب کوئی شخص احکام شریعت پر عمل کرنے میں دشواری محسوس کرے گا۔ یہ اس کے اندر خواہشات نفسانی کے موجود ہونے کی دلیل ہے‘‘

جب اندر سے خواہشات نفسانی ختم ہو جائیں گی تو احکام شریعت پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہیں ہوگی۔ بھئی! جب کوئی اٹھنے‘ بیٹھنے اور بھاگنے میں تنگی محسوس کرے تو یہ اندر کی بیماری کی دلیل ہے۔ کوئی کہے کہ مجھ سے چلا نہیں جاتا‘ تھک جاتا ہوں تو ڈاکٹر کہے گا تم بیمار ہو۔ کوئی کہے کہ مجھ سے وزن نہیں اٹھایا جاتا‘ تو ڈاکٹر کہے گا تم بیمار ہو۔ اسی طرح جب کوئی شخص احکام شریعت پر عمل میں دشواری محسوس کرے گا تو یہ اس کے اندر خواہشات نفسانی کے موجود ہونے کی دلیل شمار کی جائے گی۔

بقا کے بعد علوم کی واپسی:

فرمایا: ’’فنا کے وقت سارے علوم سالک کے ذہن سے جاتے رہتے ہیں‘ مگر بقا کے بعد سب علوم واپس آ جاتے ہیں‘‘

یعنی نسیان ہوتا تو ہے مگر تھوڑے سے وقت کے لیے اور پھر اللہ تعالیٰ ان سب علوم کو بڑھا کر بندے کو واپس لوٹا دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فنا سے پہلے اور بقا کے بعد نفس کی حقیقت:

فرمایا: فنا سے پہلے نفس، شیطان سے زیادہ شریر ہوتا ہے اور بقا کے بعد نفسِ مطمئنہ بن کر فرشتوں سے افضل ہو جاتا ہے۔ اس بات کو یاد کر لیں بہت اہم ہے۔

اتباع شریعت تمام کمالات کی بنیاد ہے:

کوئی شخص کمالات ولایت اور کمالات نبوت کے حاصل ہونے کے بعد بھی اتباع شریعت سے بری نہیں ہو سکتا۔ شریعت بنیاد ہے تمام کمالات حاصل کرنے کی۔ جیسے بنیاد کے بغیر مکان نہیں بن سکتا، اسی طرح شریعت کی اتباع کے بغیر کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔

دل کی تڑپ:

بھئی! کیا آپ تھک گئے ہیں؟ میں نے آپ کو سنانا تو ہے۔ خوش ہو کے سنیں تب بھی سنانا ہے اور اگر تنگ ہو کے سنیں تب بھی سنانا ہے۔

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ میں ایک دوست کے ہاں مہمان گئے۔ وہ حضرت کے بڑے عاشق صادق تھے۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو صبح ناشتہ بھی اچھا کرواتے، دوپہر کو بھی اور شام کو بھی اچھا کھانا کھلاتے۔ اتنی خدمت کرتے کہ کوئی حد نہیں۔ انہوں نے کئی دنوں تک حضرت کو خوب کھلایا، پلایا، سلایا اور آرام دیا۔ ایک دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے:

''حاجی صاحب! جب بیل یا گھوڑے کو انسان اچھا کھلائے تو پھر کام بھی تو اچھا لینا چاہیے، مقصد یہ تھا کہ کوئی پروگرام بھی تو رکھو۔ یہ کیا کہ کھلا پلا کے فارغ کر دیا جائے''

بھئی! کام تو آپ سے لینا ہے، قابو جو آئے ہوئے ہیں۔ سال میں یہ دو دن ہی تو ہمیں ملتے ہیں۔ پہلے تین دن تو چونکہ جنرل اجتماع ہوتا ہے اس لیے سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بہر حال! دل کی تڑپ یہ ہے کہ آپ کو صحیح تصوف پہنچ جائے۔ جو نعمت ہم نے اپنے بڑوں سے پائی وہ ہم آپ تک بھی پہنچا جائیں تا کہ ہمیں بھی اس نعمت کا حق ادا کرنے والوں میں شامل کر لیا جائے۔

یہ باتیں آپ کو پورے مکتوبات کا مطالعہ کرنے پر بھی شاید نہ ملتیں۔ آپ کو اس بات کا ابھی اندازہ نہیں ہے کہ کتنا مطالعہ کرنے کے بعد مکتوبات میں سے ہیرے موتی نکال کر آپ کے سامنے ٹو دی پوائنٹ باتیں کی جا رہی ہیں۔

درود شریف اور ذکرِ قلبی کا ثواب:

خود ساختہ ذکر سے درود شریف کا پڑھنا افضل ہے۔ جبکہ ذکرِ قلبی کا اجر و ثواب درود شریف کے اجر و ثواب سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے' تاہم دونوں کا ثواب نبی علیہ السلام کو برابر پہنچتا ہے۔

خود ساختہ ذکر اس ذکر کو کہتے ہیں جو انسان از خود کرنا شروع کر دے۔ چاہے وہ ذکر سبحان اللہ کا ہے' کلمے کا ہے یا جو بھی ہے۔ پیر و مرشد نے نہ بتایا ہو' بلکہ خود ہی کرنا شروع کر دے۔ ایسا خود ساختہ ذکر کرنے سے درود شریف کا پڑھنا افضل ہوتا ہے اور آگے فرمایا کہ ذکر قلبی کا اجر و ثواب درود شریف کے اجر و ثواب سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے لہٰذا کوئی یہ نہ سمجھے کہ درود شریف پڑھیں گے تو نبی علیہ السلام کو ثواب پہنچے گا اور ذکرِ قلبی کریں گے تو نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ جو بندہ ذکرِ قلبی میں مشغول رہے وہ یہ نہ سوچے کہ میں درود شریف تھوڑا پڑھتا ہوں' مجھے تو حضرت صاحب نے بس سو دفعہ صبح اور سو دفعہ شام درود شریف پڑھنے کو کہا ہے' میں تو اسے بڑھاتا ہوں' نہیں نہیں ذکرِ قلبی کی برکات کچھ اور ہیں۔ اس سے باطنی ترقی ملتی ہے اور اس باطنی ترقی کی وجہ سے انسان کے لیے معارف تفسیر و حدیث کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ولی کو ولایت کا علم ہونا ضروری نہیں:

فرمایا: نبی کو نبوت کا علم ہونا ضروری ہے مگر ولی کو ولایت کا علم ہونا ضروری نہیں۔
کئی اولیا ایسے گزرے ہیں جن کو اپنی ولایت کی خبر نہیں تھی۔

مصیبت بھی نعمت......مگر کیسے؟

فرمایا: دنیا کی مصیبتیں دوستوں کے لیے انعام کی مانند ہوتی ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بندے کو تکلیفیں پہنچیں اور بندہ ان کو انعام سمجھے؟

اس کو ایک مثال سے سمجھیں تا کہ پتہ چل جائے کہ واقعی یہ انعام کی مانند ہوتی ہیں۔ ایک بندہ تھا' جس کا بیٹا گھر سے روٹھ کے چلا گیا۔ اب یہ بے چارہ اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے سارا دن شہر میں پھرتا رہا' حتیٰ کہ پھرتے پھرتے اس کو رات ہوگئی۔ رات کے دو بجے یہ باغ کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اس کو پولیس والے نے پکڑ لیا۔ پولیس والے نے اس کو چور سمجھا' آوارہ سمجھا' اب اس نے اس سے پوچھا: کون ہو؟ اس نے کہا: میں ویسے ہی پھر رہا ہوں۔ پولیس والے نے اس کو دو چار ڈنڈے لگائے۔ پھر وہ کہنے لگا: اب میں دوسرے کو بھی بلاتا ہوں اور مل کر تمہاری مرمت کرتے ہیں' پھر پتہ چل جائے گا کہ تو کون ہے۔ اب جب وہ دوسرے کو بلانے گیا تو وہاں سے بھاگ کر جان بچانے کے لیے باغ میں گھس گیا۔ جب باغ میں گھس کر اندھیرے میں ایک جگہ جا کر بیٹھا تو دیکھا کہ وہاں اس کا بیٹا چھپا ہوا تھا۔

اب جب اس کی بیٹے سے ملاقات ہوگئی تو وہ پولیس کے اس ڈنڈے کو یہ انعام سمجھے گا یا سزا سمجھے گا؟ انعام سمجھے گا۔ وہ کہے گا اللہ کا شکر ہے کہ پولیس والے نے مجھے دو چار ڈنڈے لگا دیے' اگر وہ ڈنڈے نہ لگاتا تو میں تو باغ میں جاتا ہی نہ۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ وہاں میرا بیٹا چھپا ہوا ہے۔ تو جس طرح بیٹے کے مل جانے پر اس نے پولیس کے ڈنڈے کو اپنے

لیے انعام سمجھا اسی طرح اللہ کا وصل نصیب ہونے پر سالک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی تکالیف کو اپنے لیے انعام سمجھتا ہے۔

اتباعِ سنت اور محبتِ شیخ کی فضیلت:

فرمایا: ’’دو باتوں میں فرق نہ آئے تو کوئی غم نہیں۔ ایک اتباعِ سنت اور دوسرا محبتِ شیخ‘‘ اگر اتباعِ سنت میں کوئی فرق نہ آئے اور محبتِ شیخ میں بھی کوئی فرق نہ آئے تو کیفیات جیسی بھی ہوں ان سے بندے کو گھبرانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ کیا ٹھوس بات کہی! اگر ان دو باتوں میں فرق آجائے تو پھر بڑے غم کی بات ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہوگا:

Something is seriously wrong some where.

کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔

کفر کی ظلمت کیسے دور ہوتی ہے؟

فرمایا: ’’کفر کی ظلمت بہت زیادہ ہوتی ہے توجہ سے دور نہیں ہوتی۔ دو چیزوں سے دور ہوتی ہے یا تو سچی توبہ سے یا پھر نارِ جہنم سے‘‘

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم تھا اس کا بھائی بیمار ہوگیا۔ اللہ کی شان کہ وہ سکرات موت کے قریب پہنچ گیا، علامات موت ظاہر ہونا شروع ہوگئیں۔ حضرت کا خادم بھاگا ہوا آیا اور کہنے لگا: حضرت! میرے بھائی کا آخری وقت ہے، آپ مہربانی فرما کر اس موقع پر کچھ توجہات ڈال دیں تاکہ اس کا خاتمہ اچھا ہوجائے۔

خدام کی ایسی باتوں کو قبول کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت اس کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بیٹھ کر اس کے بھائی پر بہت دیر تک توجہ کی، مگر اس کے دل کی حالت میں کوئی فرق نہ آیا۔ وقت کا مجدد الف ثانی، اتنی بڑی شخصیت، وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں کہ جب میں نے پورا زور لگا دیا' مگر اس کے دل پر کچھ بھی اثر نہ ہوا تو میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ میرے مولا! معاملہ کیا ہے؟ پھر مجھ پر راز کھولا گیا کہ اس کی دوستی کفار کے ساتھ تھی اور اس دوستی کی وجہ سے اس کے دل پر ایسی ظلمت تھی جو توجہ کے ساتھ بھی کبھی زائل نہیں ہو سکتی تھی۔ ایسی ظلمت یا تو توبہ سے دھل سکتی ہے یا پھر نارِ جہنم میں جا کر دھل سکتی ہے۔

قابلِ تردید باتیں:

فرمایا: ''کشف و الہام سے جو باتیں کتاب وسنت کے ان معانی کے خلاف نظر آئیں جو جمہور علمائے حق نے کیے ہیں' وہ سب کی سب قابل تردید ہیں ان کو رد کر دینا چاہیے۔''

علمائے حق کا نورِ ہدایت:

فرمایا: ''اگر علمائے حق کا نورِ ہدایت نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے''

یہ بھی ذکر میں داخل ہے:

فرمایا: ''احکام شرعیہ کے مطابق تمام حرکات وسکنات کرنا' ذکر کرنے میں داخل ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول معتبر ہے نہ کہ ابو بکر شبلی اور ابوالحسن نوری کا۔''

جفائے محبوب کی لذت:

فرمایا: ''جفائے محبوب' وفائے محبوب سے زیادہ لذت بخش ہوتی ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب انعامات مل رہے ہوتے ہیں' اس کے بجائے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکالیف مل رہی ہوتی ہیں' اس وقت میں سالک کی ترقی زیادہ ہو رہی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بدعت کی حقیقت:

فرمایا: ''بدعت' دین کے حسن و کمال کی نفی ہوتی ہے۔''

عقلِ معاد اور لذات فانیہ:

فرمایا: ''عقلِ معاد (دوراندیش عقل) لذات باقیہ کو چھوڑ کر لذات فانیہ کی طرف توجہ نہیں کرتی۔''

تصوف' اضطراب کا دوسرا نام کیسے؟

فرمایا: ''تصوف اضطراب کا دوسرا نام ہے''

جو پکا صوفی ہوتا ہے وہ مضطرب ہوتا ہے۔ اس کا ہر وقت اللہ کی طرف دھیان رہتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنا اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کوشش کرنا' اس کا مقصود زندگی ہوتا ہے۔ گویا اس کے دل میں ایک آگ لگی ہوتی ہے۔ اس آگ کا دوسرا نام تصوف ہے۔ جب یہ اندر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو پھر تصوف بھی رخصت ہو جاتا ہے۔ تو صوفی کے سینے میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے انگارے ہوتے ہیں۔ جب یہ انگارے بجھ جائیں اور راکھ بن جائے تو بندے کا تصوف میں کوئی حصہ نہیں رہتا۔ اضطراب ہوگا تو راتوں کو اٹھے گا' اللہ کو منائے گا اور غمزدہ رہے گا۔ نبی علیہ السلام متواصل الحزن تھے' یعنی زیادہ وقت غمگین رہا کرتے تھے۔

کامیابی کا واحد راستہ:

فرمایا: ''سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کامیابی کے سب راستے بند ہیں' سوائے اس راستے کے جس پر نبی علیہ السلام چلے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

وسیلۂ نبوی ﷺ کی اہمیت:

فرمایا: ''اذکار وافکار بے توسل سرکار دو عالم ﷺ غیر مفید ہیں''

یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ ذکر کرنے سے مجھے اللہ سے ڈائریکٹ فیض مل جائے گا۔ بلکہ امتی کو جو کچھ بھی ملے گا' وہ محبوب ﷺ کے سینہ اقدس سے ہو کر ملے گا۔

مرد کون ہوتا ہے؟

فرمایا: ''شیخ ابوسعید ابوالخیر فرماتے تھے کہ ہوا میں اڑنا کوئی کمال نہیں' مکھی بھی ہوا میں اڑتی ہے۔ پانی پہ تیرنا کوئی کمال نہیں' تنکا بھی پانی پہ تیرتا ہے۔ تھوڑی دیر میں زمین کا زیادہ سفر کر لینا بھی کوئی کمال نہیں' کہ شیطان بھی پلک جھپکنے میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتا ہے بلکہ مرد وہ ہے جو مخلوق کے درمیان نشست و برخاست رکھے' پھر بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو''

مرد کون ہے؟ ہوا میں اڑنے والا مرد نہیں' پانی پہ چلنے والا مرد نہیں' یہ کوئی ایسی خاص باتیں نہیں' اصل بات یہ ہے کہ مرد وہ ہے جو مخلوق کے درمیان نشست و برخاست رکھے' لیکن پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہ ہو۔

سالک کی صفات:

فرمایا: ''سالک کے اندر چند صفات لازمی ہونی چاہییں: حوادث سے متذبذب نہ ہو' عیوب غیر پر نظر نہ کرے' اپنے کو دوسرے مسلمانوں سے ترجیح نہ دے' مساکین کے ساتھ ہم نشینی رکھے' سلف صالحین کے حالات سامنے رکھے' غیبت سے بچے' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن کون ہوتا ہے؟

فرمایا: ''جو حسنات کا شوق رکھے اور سیئات کا خوف رکھے' حدیث کے مطابق وہ شخص مومن ہوتا ہے''

طریقت کی کیا مجال:

فرمایا: ''طریقت کی کیا مجال ہے کہ وہ شریعت کا انحراف کرے''

لذت عبادت ایک عطیہ ہے:

فرمایا: ''لذت عبادت ایک عطیہ ہے' تحصیل طاعات (عبادت کرنے) میں کوشش کرے' مگر امید نجات اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وابستہ رکھیں''

اطاعت حق' ذاکر ہونے کی دلیل:

فرمایا: ''جو سالک کسی امر میں اللہ تعالیٰ کے حق کا مطیع ہے وہ اس حالت میں ذکر ہے۔ جو سالک کسی کام میں اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے تو اس کام کے دوران وہ ذاکر ہے۔'' یعنی جتنی دیر میں کوئی بندہ شریعت کے مطابق کام کر رہا ہوتا ہے اتنی دیر تک وہ ذاکرین کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔

خوابوں کی حیثیت:

فرمایا: ''منامات پر اعتبار نہ کرے۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ بادشاہ بن گیا تو وہ صبح اٹھ کر بن تو نہیں جاتا۔ بالفرض وہ بن بھی جائے تو کون سا قیامت کا عذاب اس سے دور ہو گیا''

ہمارے بعض دوستوں کو خوابوں کا بہت شوق رہتا ہے۔ کچھ تو خوابوں کے شہزادے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی ہوتے ہیں۔روزانہ سے نیا خواب سن لو۔

جب جنون طلب شعلہ زن ہوتا ہے:

فرمایا: جب جنون طلب شعلہ زن ہوتا ہے تو زبان عذر بند ہو جاتی ہے، یعنی پھر بندہ کوئی عذر نہیں کرتا۔اس کا کیا مطلب ہے؟اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے انسان کہتا ہے کہ جی یہ وجہ تھی کہ مراقبہ نہ کر سکا، یہ وجہ تھی کہ تسبیحات نہ پڑھ سکا، یہ وجہ تھی نہ تکبیر اولیٰ میں نہ پہنچ سکا۔یہ سارے عذر اس لیے ہوتے ہیں کہ اس کے باطن میں محبت کا شعلہ بھڑکا نہیں ہوتا۔ جب محبت کا شعلہ بھڑک جاتا ہے تو پھر زبانِ عذر بند ہو جاتی ہے، عذر ختم ہو جاتا ہے اور طلب، تڑپ میں بدل جاتی ہے۔پھر قانونی تعلق کی بجائے جنونی تعلق ہو جاتا ہے۔

انفاسِ رحیمیہ سے معارف

شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی تھے، ان کے کچھ ملفوظات ''انفاس رحیمیہ'' سے پیش کیے جاتے ہیں، وہ بھی سن لیجیے۔ان ملفوظات میں تصوف کی بجائے علمی باتیں زیادہ ہونگی۔

عوام الناس میں زبان کا پرہیز:

فرماتے ہیں: مجلس عام میں خلاف جمہور کوئی بات زبان پر نہ لاؤ، اگرچہ وہ بات نی نفسہ صحیح ہو۔اس لیے کہ عوام کا مجمع ہے، علما کا نہیں۔عوام الناس میں کوئی بات ایسی نہیں کرنی چاہیے جو جمہور علما کی بات کے خلاف ہو۔

اگر کبھی تکلف کرنا بھی پڑے تو......

فرمایا: چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے میں تکلف کے ساتھ قوی لوگوں کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔یعنی اگر کبھی تکلف کرنا بھی پڑے تو چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے میں بندے کو صحت مند

www.besturdubooks.wordpress.com

نظر آنا چاہیے' بیمار نہیں نظر آنا چاہیے اور کئی تو بیمار ہوتے بھی نہیں اور وہ لوگوں کو دیکھ کر کچھ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو تکلف کے ساتھ طاقت ور لوگوں کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔ اگر اپنی طبیعت کے خلاف ہمت کے ساتھ بھی چلنا پڑے تو پھر بھی ایسے چلے کہ یہ بڑا صحت مند ہے۔

اگر طالب حق بیگانوں میں چلا جائے تو:

فرمایا: ''طالب حق اگر بیگانوں میں چلا جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ جلدی اٹھ جائے۔''

اگر طالب حق لاعلمی کی وجہ سے ایسے رشتہ داروں میں چلا گیا جہاں غفلت کی باتیں ہو رہی تھیں' غیبت ہو رہی تھی' یا خلاف شرع گپیں لگ رہی تھیں تو وہاں سے جلدی اٹھ جائے۔ بیگانوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو نیکی والے نہ ہوں' بلکہ دوسرا ذوق رکھنے والے ہوں۔

قید ہستی سے آزادی کی فضیلت:

فرمایا: ''اگر شیخ کامل نے طالب صادق پر ایک بار توجہ کر کے قید ہستی سے آزاد کر دیا تو کافی ہے' مشغول بحق رہے' موت سے پہلے کام مکمل ہو جائے گا''

یعنی شیخ نے اگر ایک دفعہ انجن اسٹارٹ کر دیا ہے تو پھر گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ تعلق رکھے اور لگا رہے' اللہ تعالیٰ ان توجہات کی برکت سے موت سے پہلے پہلے کام مکمل کروا دیں گے۔

اس بات کو یاد کر لیجیے:

فرمایا: ''سالہا سال قبض کی کیفیت رہے تب بھی نا امید نہ ہو' کیا عجب کہ اس استقامت کی برکت سے ایک لمحے میں نعمت عظمیٰ نصیب ہو جائے'' اس بات کو یاد کر لیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سالک اپنے آپ کو مبتدی سمجھے:

فرمایا: ''سالک ہر وقت اپنے آپ کو مبتدی سلوک کی ابتدا کرنے والا سمجھے' اشغال ایسے شوق سے کرے کہ جیسے ابھی حکم ملا ہے''

اختیار سے چھوڑ دے:

فرمایا: ''سالک جس چیز کو کل مجبوری سے چھوڑے گا' آج اس کو اختیار سے چھوڑ دے''

سپردگی:

فرمایا: ''مقصود حاصل کرنے کے لیے اہل اللہ کے سامنے اپنے آپ کو مکمل سپرد کر دے''

نقوش طریقت سے معارف

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ''نقوش طریقت'' ہے اس میں سے بھی چند ملفوظات سن لیجیے۔

غلبہ حال میں ناروا کلمات کا صدور:

فرمایا: غلبہ حال میں ناروا کلمات کا نکل جانا معذور ہی ہے۔ جیسے بوڑھے کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے:

بنی اسرائیل کا ایک بوڑھا تھا جو کہہ رہا تھا: اللہ! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کی بیوی نہیں' بچے نہیں' آپ میرے پاس آ جائیں' میں آپ کو کھانا کھلاؤں گا' سر دھلاؤں گا' کنگھی کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ وہ بھی محبت میں کہہ رہا تھا' اس کو پتہ نہیں تھا۔ اس طرح اہل محبت کی زبان سے بھی ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسمِ اعظم اللہ ہے:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فرمان نقل کرتے ہیں:

فرمایا: ''اسمِ اعظم ''**اللہ**'' ہے۔ بشرطیکہ دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو'' کیسی پیاری بات کہی! امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب تھا۔ وہ بھی فرماتے تھے کہ اسمِ اعظم ''**اللہ**'' ہے۔

ہمارا دل چونکہ غیر سے بھرا پڑا ہے اس لیے ہماری زبان سے اللہ کا لفظ نکلتا ہے تو اثر ہی کوئی نہیں ہوتا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد:۲۸)

اس لیے اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی صفاتی نام ہیں ان کا آپ لاکھ ذکر کرلیں' ان سے آپ کو وہ سکون نصیب نہیں ہوگا جو آپ کو اسمِ ذات (اللہ) کے ذکر سے سکون نصیب ہوگا۔

تو فرماتے ہیں: دوسرے اسما کی بجائے اللہ کے نام کے ذکر سے سکون زیادہ ملتا ہے۔

فنا اور بقا کا کمال:

فرمایا: '' فنا اور بقا کا کمال یہ ہے کہ محبت کے ساتھ اتباع شریعت بھی نصیب ہوجائے''

موت کے وقت عادی عمل کا اجرا:

ایک بزرگ تھے' وہ موت کے وقت انگلیاں ہلا رہے تھے۔ عام بندوں کو پتہ نہ چلا کہ یہ کیا کررہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر نے ان کی بیوی سے پوچھا: یہ موت کے وقت یوں انگلیاں کیوں ہلا رہے تھے؟ وہ کہنے لگی: اس راز کو میں سمجھتی ہوں' ان کا انگلیوں کے اوپر تسبیح

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھنے کا اہتمام تھا۔ زندگی بھر وہ اس معمول پر کاربند رہے اور بے ہوشی کے عالم میں بندے کا جو عادی عمل ہوتا ہے وہ خودبخود انسان کے ہاتھوں سے صادر ہو جاتا ہے۔

اب یہاں سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ جو بندہ آج کلمے کا کثرت سے ذکر کرے گا' لاالہ الا اللہ' پڑھے گا' ایک دن میں ہزاروں مرتبہ ذکر کرے گا' تو عادت ہونے کی وجہ سے موت کے وقت اس کی زبان سے بلاارادہ کلمہ جاری ہو جائے گا۔

ایک صاحب نے طوطا پالا اور اس کو اللہ اللہ کا نام سکھایا۔ اب وہ طوطا اللہ اللہ کہتا' لوگ بڑے خوش ہوتے اور وہ دور دور سے اس کو دیکھنے کے لیے آتے۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ ایک دن اس نے طوطے کو پنجرے میں تو ڈالا مگر اس کا دروازہ بند کرنا بھول گیا۔ جب وہ ادھر ادھر ہوا تو پیچھے سے بلی صاحبہ تشریف لے آئیں۔ اس نے جب پنجرے کا دروازہ کھلا دیکھا تو اس نے طوطے کی گردن پکڑی اور بھاگ گئی۔

اس کو اس وقت پتہ چلا جب طوطے نے ٹیں ٹیں کرنی شروع کر دی۔ چنانچہ وہ بھاگ کر اس کے پیچھے گیا مگر بلی لے کر بھاگ چکی تھی۔ اس کو طوطے کے مرنے کا بڑا افسوس ہوا' چنانچہ کئی دنوں تک بڑا غمزدہ رہا۔

ایک دن وہ ایک اللہ والے سے ملا اور ان کو اس نے واقعہ سنایا۔ انہوں نے سمجھایا: بھئی! جو ہونا تھا وہ ہو گیا' اب کیا غمزدہ ہوتے ہو۔ یہ کہنے لگا: حضرت! چلو یہ تو کوئی بات نہیں' موت تو آنی تھی' اس کو بلی لے گئی تو کوئی بات نہیں لیکن یہ بات بڑی عجیب ہے کہ میں نے اس طوطے کو ساری عمر اللہ اللہ کا لفظ سکھایا اور وہ اللہ اللہ ہی کہتا تھا لیکن جب بلی اس کو لے کر بھاگی تو وہ اللہ اللہ کے بجائے ٹیں ٹیں کرتا جا رہا تھا' حیرت تو مجھے اس بات پر ہے۔ اب ان بزرگوں نے اس کو سمجھایا' فرمانے لگے: دیکھو! اس طوطے کی زبان پر تو اللہ اللہ تھا مگر اس کے دل میں ٹیں ٹیں تھی۔ اور موت کے وقت وہی کچھ نکلتا ہے جو انسان کے

دل میں ہوتا ہے۔

بھئی آج اگر ہم اپنے دل میں اللہ کو بسائیں گے تو موت کے وقت بے اختیار کلمہ زبان سے نکل آئے گا۔

اجازت وخلافت کی اصل:

فرمایا: ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک مرتبہ بہت سی عورتیں جمع تھیں، مگر نبی علیہ السلام کو فرصت نہ تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ نیابتاً بیعت کرلیں۔ اجازت وخلافت کی اصل یہی حدیث ہے۔

نبی علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ میں مصروفیت کی وجہ سے جا نہیں سکتا، لہٰذا آپ چلے جائیں اور ان کو نیابتاً بیعت کرلیں۔ اسی طرح یہ جو اجازت وخلافت دی جاتی ہے وہ بھی اسی لیے دی جاتی ہے کہ اب کام بڑھ چکا ہے اور میں ہر جگہ پر تو وقت دے نہیں سکتا، لہٰذا آپ لوگ جائیں اور ان لوگوں کو نیابتاً بیعت کرلیں۔

وساوس اور ان کا علاج:

ایک بات بڑی قیمتی ہے: ایک ہوتا ہے وسوسہ شیطانی اور ایک ہوتا ہے وسوسہ نفسانی۔ اگر اس بات میں فرق کرنا ہو کہ یہ وسوسہ کس کی طرف سے ہے تو اس کا معیار یہ ہے کہ انسان اس وسوسہ کی نفی کرے۔ اگر تو وہی وسوسہ بار بار آتا رہے، بار بار آتا رہے تو یہ پہچان ہے کہ یہ وسوسہ نفسانی ہے اور اگر اس کے بجائے کوئی اور وسوسہ آنے لگ جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ وسوسہ شیطانی ہے۔ اس لیے کہ شیطان کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ بندہ کوئی نہ کوئی گناہ کرلے۔ بڑا گناہ نہیں کرتا تو چلو اس سے چھوٹا کرلے۔ وہ بھی نہیں کرتا تو چلو اس سے بھی چھوٹا کرلے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ کچھ تو کرواتا ہے یعنی وہ کہیں نہ کہیں بندے کی تشکیل ضرور کرنا چاہتا ہے۔

چنانچہ جب بھی کوئی وسوسہ آئے تو آپ اس وسوسے کو روکیں۔ نفس چونکہ ضدی اور اڑیل ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ کام کر کے رہنا ہے' بار بار وہی وسوسہ آئے گا۔ اس لیے یہ وسوسہ نفس کی طرف سے ہوگا۔ اور بدل کر نیا وسوسہ آئے تو یہ کس کی طرف سے ہوگا؟ شیطان کی طرف سے۔

وسوسہ شیطانی اور وسوسہ نفسانی کا علاج کیا ہے؟

☆......وسوسہ شیطانی کا علاج ذکر و اذکار ہیں۔ قرآن مجید سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا﴾ (الاعراف:۲۰۱)

تو وسوسہ شیطانی کا علاج کیا ہے؟ ذکر اللہ

☆......اور وسوسہ نفسانی کا علاج ''خواہشات کو توڑنا اور اللہ کے سامنے رونا دھونا''

مکتوباتِ رشیدیہ سے معارف

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی ایک کتاب ''مکتوبات رشیدیہ'' ہے اس میں سے بھی چند ملفوظات سن لیجیے۔

سونے سے پہلے تہجد پڑھنا:

فرمایا: ''اگر تہجد پڑھنے سے دن کے کاموں میں نقصان ہوتا ہو تو پھر پڑھ کے سونا افضل ہوتا ہے''

یہ بات کون کہہ رہے ہیں؟ فقیہِ وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر تہجد پڑھنے سے دن کے کاموں میں نقصان ہوتا ہے' یہاں احتمال کی بات نہیں ہو رہی' بلکہ نقصان ہونے کی بات ہو رہی ہے۔ اس لیے اس بندے کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

افضل یہ ہے کہ وہ تہجد پڑھ کے سوئے۔

(یہاں حضرت مولانا خلیل الرحمٰن انوری مدظلہ نے سوال پوچھا: حضرت! دن کے کاموں میں یا دین کے کاموں میں؟ تو حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا: دن کے کاموں میں۔ پھر وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دن میں بھی بندہ دین ہی کے کام تو کرتا ہے۔ایک آدمی رزق حلال کے لیے جاتا ہےاور ڈیوٹی پوری نہیں دے سکتا تو فریضے میں کمی ہو جاتی ہےاور اگر دین کے کام میں جاتا ہےتو وہ پھر ویسے ہی دین کا کام ہے)

جب ذکر ذات کا خیال قائم ہو جائے:

فرمایا:''جب ذکر ذات کا خیال قائم ہو جائے تو زبان کے ذکر کی حاجت نہیں رہتی'' یعنی جب دھیان ہی ہر وقت اسی کا ہےتو زبان سے نام لینے کی پھر ضرورت نہیں رہتی۔

طریقت کا مقصود:

فرمایا:''طریقت کا مقصود یہ ہے کہ عام لوگ جن چیزوں کا سرسری علم رکھتے ہیں وہ سالک کو یقین کامل کے ساتھ حاصل ہو جائیں''

صحبتِ نبوی کا فیض:

فرمایا:''نبی علیہ السلام کی صحبت کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کو چار نعمتیں نصیب ہوئیں۔

...... یہ یقین ہونا کہ دنیا فانی ہے۔

...... یہ یقین ہونا کہ آخرت باقی رہنے والی ہے۔

...... یہ یقین ہونا کہ ہم لاشئی ہیں۔

...... یہ یقین ہونا کہ اللہ ہی کارساز ہے۔

صحابہ کرام کو یہ چار نعمتیں کامل طریقے سے مل گئی تھیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

تصوف میں لگے رہنا چاہیے:

فرمایا: ''بندے کو تصوف میں لگے رہنا چاہیے۔ اول تو نسبت نصیب ہو جائے گی' ورنہ نیکوکاری کی جماعت میں تو شمولیت یقینی ہو جائے گی''

سلوک کا مقصد:

فرمایا: ''سلوک کا مقصد یہ ہے کہ معاصی سے نفرت ہو اور اطاعت سے رغبت ہو جائے''

حصولِ نسبت کی علامت:

فرمایا: ''حصول نسبت کی علامت یہ ہے کہ اپنے آپ کو رب کائنات کے رو برو محسوس کرے اور معاصی کے خیال سے شرم طاری ہو جائے''

ذکر کے لیے فرصت کا انتظار کیوں؟

ذکر کے لیے فرصت کا انتظار نہ کرے۔ شیطان ہرگز فرصت نہ ہونے دے گا۔ بلکہ وہ کسی نہ کسی کام میں الجھائے رکھے گا۔ اس لیے ذکر کے لیے فرصت کی تلاش میں نہ پڑے۔

سالکین کی رہنمائی سے معارف

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ''سالکین کی رہنمائی'' ہے اس میں سے بھی چند ملفوظات سن لیجیے۔

ثمرات کا انتظار:

فرمایا: ''ذکر کے وقت سالک کو ثمرات کا منتظر نہیں ہونا چاہیے' فقط اللہ کی رضا کا منتظر ہونا چاہیے''

www.besturdubooks.wordpress.com

عُجب سے حفاظت کیسے؟

فرمایا: ''عُجب سے حفاظت کے لیے سوچیں کہ جو نعمت ملی، وہ بغیر استحقاق کے ملی، یہ میرا کمال نہیں بلکہ یہ فضل خدا ہے۔ اگر دوسرے فضیلتوں سے خالی نظر آتے ہیں تو ممکن ہے کہ ان کو ایسے کمالات ملے ہوں جو میری نظر میں پوشیدہ ہوں''۔

غیبت کا علاج:

فرمایا: ''غیبت کے وقت یہ خیال کرو کہ دوسرا شخص میرے نیک اعمال کا حق دار بنے گا'' یہ غیبت کا انوکھا علاج ہے کہ جب بندہ غیبت کر رہا ہو تو سوچے کہ دوسرا شخص میرے نیک اور مقبول اعمال کا حق دار بن جائے گا۔ تو جب وہ یہ سوچے گا کہ کمائی میری ہے اور جائے گی دوسرے کے پاس، تو پھر غیبت سے بچ جائے گا۔

نیک اعمال کرنے کی وجہ:

اچھا بھئی! بتائیں کہ انسان کی بخشش عمل پر ہوگی یا رحمت کی وجہ سے ہوگی؟

(سب سامعین نے بیک زبان کہا) اللہ کی رحمت کی وجہ سے۔

(پھر حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا) پھر ذکر، مجاہدے کی کیا ضرورت ہے؟

مشائخ نے فرمایا: نیک اعمال مغفرت کے لیے ہی نہیں کیے جاتے بلکہ مالک کا مملوک پر حق بھی ہوتا ہے۔

بدگمانی کا علاج:

فرمایا: ''اگر کسی سے بدگمانی ہو تو اس کے لیے دعائیں کرو، بدگمانی ختم ہو جائے گی''

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز میں یکسوئی پیدا کرنے کا بہترین نسخہ:

فرمایا: ''نماز میں یکسوئی کے لیے ہر رکن کو معانی کے استحضار کے ساتھ تسلی سے ادا کرے۔'' اللہ تعالیٰ نماز کے اندر یکسوئی عطا فرمادیں گے۔

مقصود کا مشاہدہ:

فرمایا: ''اول تو مقصود کا مشاہدہ نصیب ہو ورنہ کام میں کوتاہی کا مشاہدہ تو ہونا ہی چاہیے'' مقصود کون ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ اگر اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ نصیب نہ ہو تو اس بات کا مشاہدہ تو ہونا ہی چاہیے کہ میری نماز ٹھیک نہیں ہے۔

انتقام لینے کا علاج:

فرمایا: ''انتقام لینے کا جذبہ اس طرح ختم ہوتا ہے کہ چند روز انسان صبر کر لے''

ماسویٰ کا تعلق کب مذموم بنتا ہے؟

فرمایا: ''ماسویٰ کا وہ تعلق جو طاعات میں کمی کا سبب بنے مذموم ہے' ورنہ مذموم نہیں''

حسد کا علاج:

فرمایا: ''جس بندے سے حسد ہو' مجمع میں اس کی تعریف کرے اور کبھی کبھی اس کو ہدیہ دیتا رہے'' ہم تو اس کو ہڈیاں دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتے۔

زہد کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: ''دنیا کی رغبت میں کمی ہونے کا نام ''زہد'' ہے''

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت:

فرمایا'' ابنِ عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے صبح و شام کا جائزہ لیا' عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

اور صحابہ کی زندگیوں میں صحبت نبوی کے سوا کوئی فرق نظر نہ آیا۔''

ابنِ عیینہ ایک محدث ہیں' وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ ابنِ مبارک کی زندگی کو حدیث کے آئینے میں دیکھا تو ان کی زندگی میں اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں صحبتِ نبوی کے سوا مجھے کوئی فرق نظر نہ آیا۔

توجہ کا فیض:

آپ حضرات جب تک تو یہاں محفل میں ہوتے ہیں اس وقت تک تو ویسے ہی سامنے ہوتے ہیں اور جب محفل نہیں ہوتی تو توجہات اس وقت بھی چلتی رہتی ہیں۔ یہ عاجز آپ سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ ایک لمحہ کے لیے بھی مجمع کا تصور یا دھیان جدا نہیں ہوتا' اس لیے آپ جہاں بھی بیٹھے ہوں' جس حال میں بھی بیٹھے ہوں' اپنے دلوں کی طرف متوجہ رہیں' اس سے آپ کو ہر وقت توجہ کا فیض ملتا رہے گا۔

چنانچہ ان اوقات کو غنیمت سمجھیں' اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا قرب عطا فرمائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف کشش میں تھوڑا سا بھی اضافہ کسی وجہ سے نصیب ہو گیا تو آپ اس عمل کا اجر دنیا میں نہیں دے سکتے۔ تو کیا پتہ کہ آپ متوجہ الی اللہ رہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی اور زیادہ کشش عطا فرما دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کے ارادات ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ترستی ہے نگاہ نا رسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمن دل کو
کہ خورشید قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں

محبت کے لیے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً○(البقرۃ:۱۳۸)

منافق کا انجام

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

خصوصی مجالس: بعد نماز مغرب سالانہ اجتماع جھنگ

مورخہ ۷ اکتوبر ۲۰۰۴ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جیسا ظاہر ہوتا ہے' باطن ویسا بن جائے اس کے لیے محنت درکار ہوتی ہے۔ جب انسان اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے تب قول اور فعل کا تضاد ختم ہوتا ہے۔ اس لیے کہنے والے نے کہا:

نہنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مرا ؟
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

نفس امارہ کو اگر مار لیا تو بڑے موذی کو مار لیا۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اصل یہ ہے کہ انسان کا من سنور جائے۔ تن کو سنوارنا آسان ہے لیکن من کو سنوارنا مشکل کام ہے۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

منافق کا انجام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ○ (البقرۃ:۱۳۸)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اشیا کی صورت اور حقیقت:

ہر چیز کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت ہوتی ہے کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ دو چیزوں کی صورت تو ایک جیسی ہوتی ہے لیکن حقیقت میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر:

☆ ...... دو الفاظ لکھنے میں بالکل ایک جیسے ہیں۔ ایک شیر اور دوسرا شیر ۔ یہ ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں۔ صورت دونوں الفاظ کی ایک ہے لیکن حقیقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ شیر کہتے ہیں اس جانور کو جو انسان کو کھالے اور شیر کہتے ہیں اس دودھ کو جس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بچہ بھی پی لیتا ہے۔

☆.....کئی مرتبہ دیکھا کہ پتلا بانس ہو اور گنا ہو تو دونوں شکل میں ایک جیسے ہوتے ہیں۔ان کی ظاہری شکل سے آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں۔ایک مٹھاس سے خالی ہوتا ہے اور دوسرا مٹھاس سے بھرا ہوتا ہے۔

اسی طرح شکل میں تو دو انسان ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن دل کی کیفیت کی بنا پر ایک مومن ہوتا ہے اور دوسرا کافر ہوتا ہے۔

گر بصورت آدمی انسان بودے
احمد و بوجہل ہم یکساں بودے

اگر فقط شکل کی بنیاد پر کسی کو انسان کہا جاتا تو ابوجہل اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ دیکھنے میں تو انسان کی شکل والے تھے۔

باطن پر محنت کرنے کی ضرورت:

جیسا ظاہر ہوتا ہے باطن ویسا بن جائے اس کے لیے محنت درکار ہوتی ہے۔ جب انسان اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے تب قول اور فعل کا تضاد ختم ہوتا ہے۔اس لیے کہنے والے نے کہا:

نہنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مرا ؟
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

نفس امارہ کو اگر مار لیا تو بڑے موذی کو مار لیا۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اصل یہ ہے کہ انسان کا من سنور جائے۔تن کو سنوارنا آسان ہے لیکن من کو سنوارنا

www.besturdubooks.wordpress.com

مشکل کام ہے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

ساری دنیا کو قمقموں سے روشن کرنے والا انسان اپنے من کی دنیا میں اندھیرے لیے پھرتا ہے۔

خود فراموشی' خدا فراموشی ہے:

اس میں رکاوٹ کیا ہوتی ہے؟ انسان کی اپنی سستی اس میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ کیونکہ دو چیزیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں، خدا طلبی اور بلا طلبی۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک آدمی کے اندر طلب بھی نہ ہو اور پھر وہ یہ کہے کہ مجھے خدا مل جائے۔ اس کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ تو انسان خود فراموش بنتا ہے۔ حقیقت میں خدا فراموش بن جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ہی بھول گیا۔ دوسرے لفظوں میں وہ اپنے مالک کو بھول گیا۔

من کی صفائی:

من کو صاف کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کو اپنا گھر فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ میں زمینوں میں سماتا ہوں' نہ آسمانوں میں سماتا ہوں' میں مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔ بھئی! گندہ گھر تو کسی کو بھی اچھا نہیں لگتا۔ آج کی عورت تین گھنٹے اپنے گھر کو صاف کرتی ہے۔ پوچھیں کہ اتنی محنت کیوں کر رہی ہو؟ تو جواب دے گی کہ اگر خاوند نے گھر کو گندہ پایا تو وہ ناراض ہوگا۔ اگر عام خاوند کی بیوی بھی اپنے گھر کو صاف کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے تو کیا ہم پروردگار کی خاطر

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے دل کے گھر کو صاف نہیں کر سکتے!؟ یہ دل خدا کا گھر ہے۔ قلبِ عبداللہ' عرش اللہ ہے۔ اللہ کا عرش ہے۔

یہاں طالب علم کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب دل اللہ کا گھر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود اسے کیوں نہیں صاف کر دیتے؟ جب وہ اس گھر کے مالک ہیں تو اس گھر کو خود صاف کر دیں۔ علماء نے اس کا جواب لکھا ہے: جب کوئی کرایہ دار ہو تو پھر گھر کی صفائی اس کرایہ دار کے ذمے ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح یہ دل اس وقت ہمارے پاس ادھار کا مال ہے۔ اس کو صاف کرنا بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے۔

شیطان کو دور بھگانے کا طریقہ:

ذکر سے انسان کا دل صاف ہوتا ہے۔ جس طرح ابرہہ بیت اللہ شریف کو جلانے کے لیے چلا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیل بھیجے تھے کہ تم پتھر پھینک کر ان کو ختم کر دو' اسی طرح شیطان کی مثال بھی ابرہہ کی مانند ہے' یہ اس دل پر (جو اللہ تعالیٰ کا گھر ہے) قبضہ کرنے کے لیے قدم بڑھاتا ہے۔ اس لیے مومن کو چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگائے' یہ شیطان کے لیے کنکریاں مارنے کی مانند ہو جاتا ہے۔ اس سے شیطان دفع دور ہو جاتا ہے۔

من کو سنوارنے کے دو اصول:

ہر بندے کے دل میں یہ چاہت ہوتی ہے کہ میں سنور جاؤں' نیک بن جاؤں' اچھا ہو جاؤں۔ یہ کیسے ممکن ہو؟ اس کے لیے دو بڑے آسان اصول یہ ہیں:

(۱) روزمرہ کے کاموں میں سنت کا اہتمام:

آدمی اپنے روزانہ کے کاموں پر نظر دوڑائے تو کچھ ایسے کام ہیں جن کو وہ زندگی میں بار بار کرتا ہے۔ ہر بندے کی زندگی میں دس سے پندرہ کام ایسے ہونگے جن کو وہ روزانہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دوہراتا ہے۔ مثال کے طور پر:

☆......کھانا۔ وہ دن میں کئی مرتبہ کھاتا ہے۔

☆......پینا۔ وہ دن میں کئی مرتبہ مشروبات پیتا ہے۔

☆......بیت الخلا جانا۔ ایک دن میں کئی مرتبہ بیت الخلا میں جانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

☆......وضو کرنا۔ نمازی بندے کو ایک دن میں کئی مرتبہ وضو کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

☆......نماز پڑھنا۔ ایک دن میں کئی مرتبہ نماز پڑھتے ہیں۔

☆......گھر میں آنا اور جانا۔ اس کی ہر روز ضرورت پیش آتی ہے۔

☆......غسل کرنا۔ اس کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔

☆......کپڑے بدلنا۔

☆......سونا اور جاگنا۔

☆......اہل خانہ کے ساتھ وقت گزارنا

یہ وہ کام ہیں جو ہر بندہ روزانہ کئی مرتبہ کرتا ہے۔ ایسے دس سے پندرہ کاموں کو انسان کوشش کر کے سنت کے مطابق بنالے۔ ہمت کر کے، کوشش کر کے، سیکھ کے اپنی ان عادات کو عبادات بنالے۔ بھئی! کھانا تو کھانا ہی ہوتا ہے، دستر خوان لگا کے کھائے، بیٹھ کے کھائے، نیچے بیٹھنے میں کوئی معذوری ہو تو شریعت اجازت دیتی ہے کہ پھر کسی اونچی جگہ پر بیٹھ جائے۔ لیکن کھڑے ہو کر کھانا، چل پھر کے کھانا، جیسے آج کل کے شادی بیاہ میں

﴿يَاكُلُوْنَ كَمَا تَاكُلُ الْاَنْعَامُ﴾ (محمد: ۱۲)

لوگ ایسے کھانا کھا رہے ہوتے ہیں جیسے جانور چارہ کھا رہے ہوتے ہیں۔ انسان اس سے بچے اور کھانا سنت کے طریقے پر کھائے۔ دائیں ہاتھ سے کھائے، قریب سے

www.besturdubooks.wordpress.com

کھائے' لقمے کو چبا چبا کے کھائے۔ کھانے کے جو آداب کتب میں لکھے ہیں ان کو پڑھے اور اپنے کھانے کو سنت کے مطابق بنا لے۔ اب جب دن میں کئی مرتبہ کھانا کھائے گا تو یہ عمل سنت کے مطابق ہونے کی وجہ سے خود بخود عبادت بن جائے گا۔

پانی پینا ہے تو بھئی! سنت کے مطابق پی لیں۔ کھڑے ہو کر کیوں پیتے ہیں؟ بیٹھ کر پییں۔ ایک سانس میں کیوں پیتے ہیں؟ سنت کے مطابق تین سانس میں پییں۔ پینے کے بعد کی دعا بھی پڑھ لیں تو یہ پانی پینا بھی عبادت بن جائے گا۔

بیت الخلا جانا ہے تو داخل ہونے کی دعا بھی اور باہر نکلنے کی دعا بھی یاد کر لیں۔ جاتے ہوئے اپنا بایاں قدم اندر رکھیں اور باہر نکلتے ہوئے دایاں قدم پہلے باہر رکھیں۔ سنت کے مطابق بیت الخلا جانے پر وہ ثواب ملتا ہے جو غیر سنت طریقے پر نفلیں پڑھنے پر انسان کو نہیں ملا کرتا۔ بھئی! بیت الخلا میں جانا تو روز پڑتا ہے۔ بندہ دن میں کئی مرتبہ باتھ روم Use کرتا ہے۔ بلکہ کچھ لوگ تو بیت الخلا میں اس طرح جاتے ہیں جیسے بیت الخالہ ہوتا ہے۔ وہاں جا کے بیٹھ جاتے ہیں۔

وضو ہر انسان کرتا ہے۔ یہ ایمان والوں کی بات ہو رہی ہے۔ یہ سنت کے مطابق وضو کر لے، اس طرح وضو عبادت بن جاتا ہے۔

نماز تو پڑھنی ہی ہے۔ اس کو سنت طریقے کے مطابق پڑھے۔ تحریمہ کے وقت ہتھیلیاں کیسے ہونی چاہییں' انگلیاں کیسے ہوں' قیام میں کیسے کھڑے ہوں' رکوع میں کیسے' سجدے میں کیسے' التحیات میں کیسے ہوں۔ سنت کے طریقے کو سیکھ کر اس کے مطابق ان اعمال کو کر لینا، اس عمل کے اجر کو بڑھا دیتا ہے۔

گھر سے نکلنے کی دعا اور گھر میں واپس آنے کی دعا یاد کر لینی چاہیے۔

کپڑے بدلنے کی دعا بھی یاد کر لیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو بندہ کپڑے بدلنا چاہے اور وہ بسم اللہ پڑھ کر کپڑے بدلے تو اس کے اور جنوں کے درمیان اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک پردہ ڈال دیتے ہیں جس کی وجہ سے جن اس کے بدن کو نہیں دیکھ سکتے۔ بسم اللہ کے الفاظ پڑھنے کی برکت دیکھیے۔

رات کو سوتے وقت سونے کی دعا پڑھ کر سوئیں، بیدار ہوتے وقت بیدار ہونے کی دعا پڑھیں۔

تو جن کاموں کو ہم دن میں بار بار کرتے ہیں' اگر ان کو سنت کے مطابق بنالیں تو ہماری زندگی کا ایک بڑا حصہ سنت کے مطابق بن جائے گا۔ اور بار بار ان کاموں کے کرنے کی وجہ سے کوئی مشکل بھی نہیں ہوگی۔

(۲)...... بڑوں سے پوچھ کر چلنے کی عادت ڈالنا:

دوسرا کام یہ کریں کہ اپنے بڑوں سے پوچھ کر چلنے کی عادت ڈالیں۔ اس میں دین اور دنیا' دونوں کا فائدہ ہے۔ جو انسان اپنے بڑوں سے پوچھ کر چلے اس کے لیے دین اور دنیا دونوں کا فائدہ ہوتا ہے۔ اگر بڑوں سے پوچھ کر کام نہیں کریں گے تو شیطان ہمیں گمراہی کے راستے پر ڈال دے گا۔ یہ ذہن میں رکھیں کہ شیطان ہمارا اعلانیہ دشمن ہے اور اللہ رب العزت نے بھی ہمیں بتلا دیا ہے:

﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ (فاطر: ۶)

''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھ کے رکھو''

یہ ایسا بدبخت دشمن ہے جو نہ تھکتا ہے نہ سوتا ہے اور نہ ہی بندے سے ناامید ہوتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک دفعہ نبی علیہ السلام رات کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بتایا: آج شیطان میرے سامنے ایک جانور کی شکل میں آیا میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے آ کر چھلانگیں لگانا شروع کر دیں۔ وہ میری نماز میں خلل تو نہیں ڈال سکتا تھا کیونکہ اللہ نے اسے روکا ہوا تھا' مگر وہ اتنا بھی کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے باز نہ آیا کہ چھلانگیں لگانے سے کچھ توجہ تو نماز سے ہٹے گی۔

اب ذرا غور کیجیے کہ جن کے ساتھ اللہ رب العزت کی اتنی مدد اور اتنی حفاظت تھی ان کے ساتھ بھی شیطان اپنی شیطانیت سے باز نہیں آیا۔ وہ جانتا تھا کہ میں نماز سے تو توجہ ہٹا نہیں سکتا لیکن یہ سوچنے لگا کہ جو کر سکتا ہوں وہ کیوں نہ کروں۔ چنانچہ جانور کی شکل میں آ کر اس نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا کہ تھوڑی سی توجہ نماز سے ہٹ کر میری طرف ہو جائے گی۔

ایک حدیث پاک کو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں بھی نقل فرمایا ہے: ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے نماز پڑھائی جہری نماز تھی۔ آپ ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی۔ اس میں یہ آیت پڑھی:

﴿اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى﴾ (النجم: ۱۹ تا ۲۰)

جب یہ آیت پڑھ کر آپ ﷺ نے کچھ دیر کے لیے سانس لینے کے لیے وقف کیا تو اس دوران شیطان نے ملتی جلتی آواز بنا کر یہ کہا کہ تم ان بتوں کی بھی پوجا کرو اور خدا کی بھی پوجا کرو۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب یہ سنا تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ اب تک تو ہمیں توحید کی تعلیم مل رہی تھی اور اب ہمیں یہ کیا تعلیم دی جا رہی ہے؟

چنانچہ جب نماز مکمل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا نئی آیات اتر آئی ہیں؟ فرمایا: نہیں، میں نے تو یہ تلاوت نہیں کی۔ پھر اللہ رب العزت نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور انہوں نے آ کر کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! جب تھوڑی دیر کے لیے آپ ﷺ نے وقفہ فرمایا تھا تو اس وقت شیطان نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو دھوکا دینے کی خاطر ملتی جلتی آواز میں یہ الفاظ کہے ہیں اور یہ شیطان کا دھوکا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی

www.besturdubooks.wordpress.com

موجودگی، صحابہ رضوان اللہ علیہم جیسی روحانیت اور نماز جیسی قرب الی اللہ کی کیفیت، اگر اس میں بھی شیطان دھوکا دینے سے باز نہیں آتا تو پھر ہمارا کیا حال ہے!! ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں!!! اس لیے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ شیطان ہر بندے کو دھوکا دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ کوئی بندہ شیطان سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ایک ایسا دشمن ہے جو رشوت قبول نہیں کرتا۔ کئی دشمن تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو رشوت دی جائے تو جان چھوڑ دیتے ہیں لیکن یہ رشوت بھی قبول نہیں کرتا۔ ہاں! جب یہ پورے ایمان پر ڈاکہ ڈال لیتا ہے تب کہتا ہے کہ اب مجھے تیری کوئی پروا نہیں ہے۔ اس سے پہلے بندے کی جان نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ ہمیں پوری زندگی اس بد بخت سے بچنے کی ضرورت ہے۔

شیطان کا طریقہ واردات:

اس کا ایک طریقہ واردات یہ ہے کہ جو بندہ جس گناہ کے قریب ہو اس سے وہی گناہ کروالیا جائے۔ بات سمجھنے کی ہے توجہ فرمائیے...... مثال کے طور پر:

☆...... ایک بندہ سخی ہے اور ایک بندہ ذرا محتاط خرچ کرنے والا ہے۔ اب ان دونوں کے لیے اس کا رویہ مختلف ہے۔ جو سخی ہوگا اس کو یہ فضول خرچی سکھائے گا۔ اس لیے کہ اس کے دل میں سخاوت کا جذبہ ہوتا ہے، چنانچہ اس کے لیے خرچ کرنا آسان ہوتا ہے۔ اس طرح اس کے لیے اسراف والے گناہ میں پڑنا آسان ہے۔ اور جو محتاط طبیعت کا مالک ہے اس کو وہ کنجوسی سکھائے گا۔ اس سے بخل والا گناہ کروائے گا۔

☆...... اگر کوئی بندہ نیک ہے تو اس کے اندر عجب (خود پسندی) پیدا کرے گا۔ نیک جو ہوا۔ اب وہ نیکی تو چھڑوا نہیں سکتا۔ اس لیے وہ عجب اور خود پسندی پیدا کر کے اس کے عمل کو ضائع کروائے گا۔ اور دوسری طرف اگر کوئی آدمی بدکار ہے تو اس آدمی کے دل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نا امیدی اور ڈپریشن پیدا کر دے گا۔ اس کے اندر احساس گناہ تو پہلے ہی ہوتا ہے' چنانچہ وہ کہتا ہے: بس جی! میں تو جہنم میں چلا جاؤں گا، میں تو اللہ کی محبت نہیں پا سکتا۔ نا امید کر دے گا، اس کو ڈپریشن کا مریض بنا دے گا۔

یہ اکثر اوقات دلوں میں حسد پیدا کر دیتا ہے۔ یہ حسد ایسی بری بیماری ہے کہ آسمان پر بھی پہلا گناہ حسد کی وجہ سے کیا گیا اور زمین پر بھی پہلا گناہ حسد کی وجہ سے کیا گیا۔ آسمان پر پہلا گناہ شیطان نے کیا۔ اس کو حضرت آدم علیہ السلام سے حسد تھا۔

﴿اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ﴾ (البقرۃ:۳۴)

''اس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور تکبر کیا''

اسی طرح ہابیل اور قابیل زمین کے اوپر دو بھائی تھے' حسد کی وجہ سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا یہ حسد کا گناہ نیکی کے باوجود انسان کے اندر بڑھتا رہتا ہے۔ ایسے گناہوں سے بچنا ہماری ذمہ داری ہے۔

خیر خواہی کے رنگ میں دشمنی:

شیطان انسان کا کتنا بڑا دشمن ہے؟ جب اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کی اجازت دی تو فرمایا کہ اس درخت کا پھل نہ کھانا اور جنت میں رہ کر مزے کرنا۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہتے ہیں اور آسمان کے فرشتوں کو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو سیدنا آدم علیہ السلام کے دل میں ایک آرزو پیدا ہوئی۔ کاش! میں بھی اپنے رب کی ایسی عبادت کروں۔ جیسے فرشتوں کی لمبی زندگی ہے' میری بھی ہو۔ جیسے فرشتے ہمیشہ آسمان پر ہیں، میں بھی ہمیشہ جنت میں رہوں اور جیسے یہ ہر وقت عبادت میں ہیں' میں بھی ہر وقت عبادت میں مشغول رہوں۔ اب یہ تمنا تو بہت اچھی تھی۔ چنانچہ شیطان بدبخت کو انہیں ورغلانے کا موقع مل گیا۔ لہٰذا آ کر مشورہ دینے لگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ہمیشہ ہمیشہ یہاں رہ کر اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں' تو اس کا طریقہ میں بتاتا ہوں۔ اس درخت کا پھل کھا لیجیے۔ ایسا ملک ملے گا:

﴿مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى﴾ (طٰہٰ:۱۲۰)

''کبھی بھی جنت سے باہر نہیں نکلو گے''

اور ہمیشہ ہمیشہ اللہ کی عبادت بھی کرتے رہو گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وہ بات بھلا دی۔ جیسے آدمی کے ذہن سے بات نکل جاتی ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کے ذہن سے ہی یہ بات نکل گئی کہ یہ وہی درخت ہے جس کا پھل کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ حتی کہ اس نے یقین دہانی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کے سامنے قسمیں بھی کھائیں اور قسم کھا کر کیا کہا؟

﴿اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ﴾ (الاعراف:۲۱)

اس میں لام تاکید کے لیے ہے۔ اس نے تاکید کرنے کی انتہا کر دی کہ میں تو آپ کا بڑا ہی خیر خواہ ہوں۔ اب دیکھیں کہ جہاں اس کا داؤ چل سکتا تھا اس نے وہاں اس کو چلانے میں کمی نہیں کی۔ آج بھی گمراہ کرنے والے ناصح بن کر سامنے آتے ہیں۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس درخت کا پھل کھا لیا۔

بس پھل کھانے کی دیر تھی کہ ایک تو جسم پر جو جنتی لباس پہنا ہوا تھا وہ اتر گیا۔ آج بھی یہ بات اپنی جگہ سچی ہے کہ شیطان کی پیروی کرنے والوں کی پہچان یہ ہے کہ ان کے جسم سے لباس اتر جاتا ہے۔ برقع اتر گیا' پردہ اتر گیا' ٹوپی اتر گئی' پگڑی اتر گئی۔ آج بھی یہ عریانی اور فحاشی اسی شیطان ہی کی وجہ سے ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جنت سے نکلنے کا حکم ہو گیا، یعنی جنت میں ملنے والی نعمتوں کو اللہ نے واپس لے لیا۔ آج بھی گناہ کرنے کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اللہ رب العزت بندے سے اپنی نعمتوں کو واپس لے لیتے ہیں۔

اب اس موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ آپ نے یہ پھل کیوں کھایا؟ تو سیدنا

www.besturdubooks.wordpress.com

آدم علیہ السلام نے سیدھی سیدھی بات کہی:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

(الاعراف:۲۳)

کوئی لا جک (دلیل) پیش نہیں کی، نہ کوئی بہانہ بازی کی اور نہ ہی کوئی ہٹ دھرمی کی، بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کرلیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اعتراف قصور کو پسند فرماتے ہیں اس لیے حضرت آدم علیہ السلام کی اس بھول کو معاف کر دیا۔

یہاں پر مفسرین نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ جو بھول ہوگئی اور جنت سے نکل گئے تو اس سے بچنے کا آخر کیا حل ممکن تھا؟ تو انہوں نے لکھا ہے کہ جب شیطان نے ان کو بہکانے کی کوشش کی تھی تو اس وقت اگر وہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کر کے پوچھ لیتے کہ اللہ! میں چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ آپ کی عبادت کروں' یہ مجھے ایسا مشورہ دے رہا ہے کیا میں اس کا مشورہ مان لوں؟ یعنی اگر بڑوں سے مشورہ کر لیتے تو شیطان کا وار کبھی نہ چلتا' اس لیے حدیث پاک میں آیا ہے:

﴿اَلْبَرَكَةُ مَعَ اَكَابِرِكُمْ﴾

''برکت تمہارے لیے اپنے بڑوں کے ساتھ ہے۔''

شریعت نے ایک اصول بنادیا کہ کچھ عام لوگ ہیں' جیسے میں اور آپ ہیں' اور کچھ علم والے ہیں' جن کو فقہا کہتے ہیں۔ شریعت کہتی ہے کہ تم ان سے پوچھ کے چلتے رہو۔ لہٰذا عامی کے لیے اقتدا کرنے میں فائدہ ہے۔ اگر وہ امام کی بات مان کر چلے گا تو اس عامی کے اوپر کوئی بوجھ نہیں ہوگا، اس کی جان چھوٹ گئی۔ قیامت کے دن اگر اس سے پوچھا گیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ تو وہ جواب میں کہے گا: یا اللہ! آپ نے ہی فرمایا تھا:

﴿وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾ (لقمان:۱۵)

''اور تو میری طرف رجوع کرنے والے کی پیروی کر''

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ہم نے ان سے پوچھ کر ویسے ہی عمل کر لیا تھا۔ تو یہ تو چھوٹ جائے گا۔ اب بتانے والے کی بات رہ گئی۔ اس کے بارے میں شریعت کہتی ہے کہ اگر کوئی مجتہد کسی معاملے میں اجتہاد کرے اور وہ ٹھیک ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کو دوگنا اجر عطا فرماتے ہیں اور اگر اس اجتہاد میں کمی کی' خطا کی تو پھر بھی اس کی نیک نیتی اور کوشش کی بنا پر اللہ تعالیٰ اس کو ایک اجر ضرور عطا فرما دیتے ہیں۔ تو مقلد بھی چھوٹ گیا اور جس کی تقلید کی وہ امام بھی چھوٹ گیا۔ دیکھیں! شریعت نے ہمیں کیسا آسان راستہ بتایا ہے!! اور جو کہے کہ جی میں تو کسی کی نہیں مانتا' اپنی مرضی سے عمل کروں گا' وہ قیامت کے دن پھنسا کھڑا ہوگا۔

نصائح دلپذیر:

ہمارے بزرگوں نے چند باتیں ایسی کہی ہیں جو سالوں ان کی صحبت میں رہنے کے بعد اس فقیر کو ملیں اور یہ فقیر آج آپ کو وہ چند باتیں بتانا چاہتا ہے۔ وہ لوہے کی لکیر کی مانند ہیں۔ آپ بھی ان کو نصیحت کے طور پر یاد رکھیے۔

(۱)...... ''جو شخص اپنے عیوب پر نظر رکھتا ہے اسے دوسروں کے عیب دیکھنے کی فرصت نہیں''

دوسروں کے عیب نظر میں تب آتے ہیں جب اپنی طرف سے نظر ہٹ جاتی ہے۔

نہ تھی اپنی برائیوں کی خبر، رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر، تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

جب اپنی برائیوں پر نظر پڑتی ہے تو پھر سب اچھے نظر آتے ہیں۔ یہی مومن کامل کی پہچان ہے۔ ایک بزرگ سے کسی نے کہا: حضرت! میں اپنے عیبوں کی جتنی اصلاح کرتا چلا جاتا ہوں' اتنے مجھے اور عیب اپنے اندر نظر آتے ہیں۔ ان بزرگوں نے فرمایا: ایمان کامل کی یہی پہچان ہے۔ اسی لیے بزرگوں نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خوش

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں اور اس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس بندے کو اس کے اپنے عیوب سے پر مطلع فرما دیتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھ دیتے ہیں کہ اس کو اپنے اندر کوئی عیب نظر نہیں آتا۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید کو نصیحت کے طور پر دو باتیں کہیں اور انہوں نے ان کو فارسی شعر میں کہہ دیا فرمایا:

مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو اندرز فرمود بروئے آب
یکے آنکہ برخویش خودبیں مباش
دگر آنکہ بر غیر بد بیں مباش

''میرے مرشد شہاب نے دریا کے کنارے دو لفظوں میں مجھے پورا تصوف سکھا دیا۔ ایک تو کہا کہ اپنے پہ خودبیں نہ ہونا اور دوسروں پر بدبیں نہ ہونا''

''خودبیں'' اسے کہتے ہیں جس کو اپنے اندر خوبیاں ہی نظر آتی رہیں اور ''بدبیں'' اسے کہتے ہیں جسے دوسروں کے اندر عیب ہی نظر آتے رہیں۔

(۲) ''جو شخص تقویٰ کے لباس سے محروم ہوتا ہے اسے پردہ اچھا نہیں لگتا۔''

عورتوں کو پردہ کرنا بھی اچھا نہیں لگتا اور ایسی عورتوں کو خود بھی پردہ کرنا اچھا نہیں لگتا چنانچہ وہ کہتی ہیں: اوجی! پردہ تو آنکھ کا ہوتا ہے۔ اوجی! شریعت میں چہرے کا پردہ تو نہیں۔ بھئی! کیوں نہیں؟ اصل میں تقوے کا لباس اتر چکا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ایسے لوگوں کو پردہ مشکل نظر آ رہا ہوتا ہے۔

(۳) ''جو شخص اللہ کی تقسیم سے راضی ہوتا ہے وہ دوسروں کی ترقی سے کبھی غمگین نہیں ہوتا۔''

ایسا شخص دوسرے سے کبھی حسد نہیں کرتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۴) ''جو شخص دوسروں کے لیے کنواں کھودتا ہے وہ شخص خود لازماً اسی کنویں کے اندر گرتا ہے''

اس کو کہتے ہیں: ''ادلے کا بدلہ'' علماء نے لکھا:

''لَوْبَغٰی جَبَلٌ عَلٰی جَبَلٍ لَدَکَّہُ اللّٰہُ تَعَالٰی''

''اگر ایک پہاڑ بھی دوسرے پہاڑ سے بغاوت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ریزہ ریزہ بنا دیں گے''

اس لیے کسی مومن کے خلاف بیٹھ کر سوچنا' اس کے لیے گڑھے کھودنا' حقیقت میں اپنے لیے گڑھے کھودنے ہوتے ہیں۔

(۵) ''جو شخص دوسروں کی پردہ دری کرتا ہے اس کے اپنے عیب ضرور کھل کر رہتے ہیں۔''

جو شخص دوسروں کی کوتاہیاں لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے اپنے عیبوں کو کھول دیتے ہیں۔ یہ سو فیصد پکی بات ہے۔

(۶) ''لوگوں میں بڑا بننے کوشش کرنے والا ضرور رسوا ہو کر رہتا ہے''

جو شخص لوگوں کی نظروں میں بڑا بننے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کو بڑا ناپسند ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ لازماً دنیا میں رسوا فرماتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ بڑا بننے کا راز چھوٹا بننے میں ہوتا ہے۔ جو چاہتا ہے کہ میں بڑا بنوں' اس کو چاہیے کہ وہ چھوٹا بن جائے۔

﴿مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ﴾

''جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کو بلندی عطا فرما دیتا ہے''

(۷) ''لوگوں کے مال لوٹنے والا پوری زندگی محتاج رہتا ہے''

اپنے ارد گرد نظر دوڑا کے دیکھ لیں۔ جو بندہ دوسرے کے مال کو ہتھیاتا ہے یا لوٹتا ہے'

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی محتاجی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ جو دھوکا دے کر پیسے لے، ظلم زیادتی سے پیسے لے، اللہ تعالیٰ ساری زندگی اس کو اس طرح رکھتے ہیں کہ اس کی محتاجی ختم ہی نہیں ہوتی۔

(۸) ''اپنی عقل پر اعتماد کرنے والا لازماً ٹھوکر کھاتا ہے'' ع

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

(۹) ''لوگوں سے بدسلوکی کرنے والا ہمیشہ لوگوں سے گالیاں کھاتا ہے''

بداخلاقی اور بدسلوکی اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔

(۱۰) ''کام میں ناتجربہ کار انسان ضرور دھوکا کھاتا ہے۔''

تجربے کا شارٹ کوئی نہیں ہوتا۔ ہر چیز کا شارٹ کٹ ہو سکتا ہے، تجربے کا شارٹ کٹ کوئی نہیں ہوتا۔ یہ ٹھوکریں کھا کے ہی بندے کو پتہ چلتا ہے۔ اچھا! تجربہ کار کسے کہتے ہیں؟ جو بہت ساری غلطیاں کر چکا ہو اور سیکھ چکا ہو اس کو تجربہ کار کہتے ہیں۔ تو صاف ظاہر ہے کہ جو تجربہ کار ہے وہ غلطی کو دہرائے گا تو نہیں نا۔

(۱۱)...... ''برے لوگوں کا ہمنشین ہمیشہ دنیا میں ذلت پاتا ہے۔''

یہ طے شدہ بات ہے کہ جو بھی برے لوگوں کو دوست بنائے گا وہ یقیناً دنیا کے اندر ذلت پائے گا۔

(۱۲)...... ''جو شخص اللہ رب العزت سے ڈرتا ہے ہمیشہ اس بندے کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے ہمیشہ اس کا انجام برا ہوتا ہے''

ندامت کی قسمیں:

ہمارے بزرگ ایک بات فرماتے تھے کہ ندامت چار طرح کی ہوتی ہے۔ ایک ہے ندامت دن بھر کی، ایک ہے سال بھر کی، ایک ہے عمر بھر کی اور ایک ہے ابدالآباد کی، یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دن بھر کی ندامت تو یہ ہے کہ گھر میں بیوی سے غصے ہو کر گھر سے نکل گیا، تو سارا دن پچھتاوا۔ سال بھر کی ندامت یہ کہ انسان نے اپنے وقت پہ فصل کاشت نہ کی اور سارا سال پریشانی اور ندامت رہی، وقت پہ کاشت کر لیتا تو فصل اچھی ہوتی۔ عمر بھر کی ندامت یہ کہ ناموافق رشتہ منتخب کر لیا۔ ساری عمر کا رونا۔ اور ابدالآباد کی ندامت یہ ہے کہ انسان نے دنیا کی خواہشات کی خاطر اپنے رب کو ناراض کر لیا۔ اس کی وجہ سے اسے ہمیشہ کی ندامت حاصل ہوئی۔

دورنگی کسے کہتے ہیں؟

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تن اور من کا فرق ختم ہو جائے۔ قول اور حال کا فرق ختم ہو جائے تو اس کے لیے ہمیں اپنے آپ پر محنت کرنا پڑے گی یہ نفس امارہ جب نفس مطمئنہ بن جاتا ہے تو پھر انسان کے ظاہر باطن کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔ اس فرق کا نام ہے دورنگی۔ شریعت کی اصطلاح میں اس کا نام ہے نفاق۔ نفاق کا لفظ بنا ہے نفق سے۔ نفق کہتے ہیں سرنگ کو۔ وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ سرنگ کے دو منہ ہوتے ہیں۔ ایک سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جاؤ۔ تو تو جس طرح سرنگ کے دو منہ ہوتے ہیں اسی طرح منافق بندے کے بھی دو چہرے ہوتے ہیں۔ ذوالوجہین (دو چہروں والا) ایک چہرہ تو وہ جو دنیا کے سامنے ہوتا ہے اور دوسرا وہ جو دنیا کے سامنے ہوتا ہے۔ اسی طرح جنگلی چوہا جو بل بناتا ہے اس کو بھی ''نفق'' کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ جو سرنگ بناتا ہے اس کا ایک راستہ تو اندر جانے کا بناتا ہے اور دوسرا راستہ وہ بناتا ہے جس کو کھودتے کھودتے زمین کی سطح کے قریب لاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے، یہ اس کا ایمرجنسی ایگزٹ ہوتا ہے کہ اگر میرے عام راستے پر کسی نے ٹریپ لگا دیا یا مجھے وہاں اپنی زندگی کا کوئی خطرہ ہوا تو میں بچنے کے لیے ایگزٹ سے نکل جاؤں گا۔ تو چونکہ اس کے دو راستے ہوتے ہیں اس لیے اس کو بھی نفق

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں۔

نفاق کی قسمیں:

یہ نفاق دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک کو کہتے ہیں نفاق اکبر اور ایک کو کہتے ہیں نفاق اصغر۔

(۱) نفاق اکبر:

نفاق اکبر عقیدے کا نفاق ہوتا ہے کہ ظاہر میں تو اسلام قبول کر لیا اور اندر سے اسلام پر اطمینان ہی نہیں، اندر سے وہ کافروں کو پسند کرتا ہے، کفر اور کافری کو پسند کرتا ہے، ایسے منافق سے اللہ رب العزت بہت زیادہ ناراض ہوتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ البقرۃ کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے چار آیات ایمان والوں کے لیے بیان کیں اور جو آیات اللہ نے منافقوں کے لیے بیان کیں وہ تیرہ آیات ہیں۔ اللہ رب العزت نے منافقوں کی تفصیل بتائی۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اندازہ کرو کہ اللہ رب العزت نے کتنا منافقت کو ناپسند فرمایا! تو ایسے بندے کا ظاہر تو مسلمان ہوتا ہے لیکن دل کافر ہوتا ہے۔

نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

﴿خُلُوْدٌ فِي النَّارِ﴾

ایسا بندہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔

اور جہنم میں بھی کہاں رہے گا؟

﴿فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (النساء: ۱۴۵)

سب سے نیچے والے حصے میں اللہ تعالیٰ اس کو ڈالیں گے۔

فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ کے بارے میں کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ فِي النَّارِ لَبِئْرًا مَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا بَعْدُ مُغْلَقَةٌ مَا جَاءَ عَلٰى جَهَنَّمَ يَوْمٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

مُنْذُ خَلَقَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا تَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ تِلْكَ الْبِئْرِ مَخَافَةَ اِذَا فُتِحَتْ تِلْكَ الْبِئْرُ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهَا عَذَابُ اللّٰهِ مَا لَا طَاقَةَ لَهَا وَلَا صَبْرَ لَهَا عَلَيْهِ وَهِيَ الدَّرْكُ الْاَسْفَلُ مِنَ النَّارِ ﴿

''بے شک جہنم کے اندر ایک کنواں ہے جب سے اس کو بند کیا گیا اس کا دروازہ کبھی نہیں کھولا گیا۔ جہنم پہ کوئی دن ایسا نہیں آتا کہ جب جہنم اللہ سے اس کنویں کے عذاب سے پناہ نہ مانگتی ہو۔ اللہ سے جہنم پناہ مانگتی ہے، کیوں؟ اگر اس کنویں کا دروازہ کھول دیا جائے اس کے اندر اللہ کا ایسا عذاب ہے کہ جہنم کے اندر اس کنویں میں عذاب برداشت کرنے کی اور صبر کرنے کی طاقت نہیں، اللہ رب العزت اس کنویں کے اندر منافقین کو رکھیں گے۔''

نفاق اصغر:

ایک ہوتا ہے ''نفاق اصغر'' اس کو کہتے ہیں ''عملی نفاق'' عملی نفاق کہتے ہیں قول اور فعل کا تضاد' ہم اپنی زبان میں اس کو کہتے ہیں دو رخا پن' انسان اوپر سے نیک ہو اور اندر سے فاسق و فاجر ہو۔

جب بھی چاہیں اک نئی صورت بنا لیتے ہیں لوگ
ایک چہرے پہ کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ

ایک چہرہ مخلوق کے سامنے اور دوسرا چہرہ پروردگار کے سامنے۔ اس عملی نفاق کو بھی اللہ رب العزت ناپسند فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ''

''ایسے عملی منافق کی تین نشانیاں ہیں''

''اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ''

www.besturdubooks.wordpress.com

”جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔“

حافظ بھی بن گئے، عالم بھی بن گئے، وعظ و نصیحت بھی شروع کر دی جھوٹ نہیں نکلا۔ منافق کی پہچان ہے۔

وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ

”وعدہ کیا وعدہ خلافی کر دی“

وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

”اور اگر کسی نے امانت دی تو اس میں خیانت کر دی“

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا

”جس میں چار باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں منافق کی خصلت موجود ہوگی جب تک وہ اس کو چھوڑ نہ دے“

اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

”جب اس کے پاس امانت ہو تو اس میں خیانت کرے۔“

وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ

”بولے تو جھوٹ بولے“

وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ

”عہد کرے تو اس کو توڑ دے۔“

وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

”اور جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالیاں دینے پہ اتر آئے۔“

چنانچہ کتنے ہی صوفی نیک لوگ ہیں جو اپنے غصے پہ مجبور ہوتے ہیں۔ ذرا سی بچے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

غلطی ہو یا بیوی کی غلطی ہو تو ننگی گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں، ماں بہن کی گالیاں۔ تو یہ منافق کی پہچان ہے۔

نفاق بڑھنے کی وجوہات:

علماء نے بتایا کہ اس نفاق کے بڑھنے کی کچھ وجوہات ہوتی ہیں:

پہلی وجہ ہے جھوٹ: جھوٹ کو انسان عادت بنالے، جیسے کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ میں نے جی اس کے سامنے بہانہ بنالیا۔ ایسا بدبخت ہے یہ شیطان کہ اس نے جھوٹ کا نام بدل کے بہانہ رکھ دیا۔ تا کہ جو نفرت جھوٹ کے نام سے آتی تھی وہ نفرت ختم ہو جائے۔

بیوی کہتی ہے میں نے بہانہ بنالیا۔ خاوند کہتا ہے میں نے بہانہ بنالیا۔ شاگرد کہتا ہے میں نے بہانا بنالیا۔ بہانہ کیا؟ حقیقت میں تو وہ جھوٹ ہوتا ہے۔

دوسری چیز جس سے نفاق بڑھتا ہے اس کو ریا کہتے ہیں، دکھاوا کہتے ہیں۔ مردوں میں تو یہ بہت ہوتا ہے مگر عورتوں میں یہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ دیکھا گیا کہ عورتیں اگر بڑی عالمات بھی بن جائیں تو بھی ریاکاری سے جان نہیں چھوٹتی۔ دکھاوا ہوتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے ہر وقت یہی فکر کہ لوگ کیا کہیں گے۔ گویا عمل کیا تو لوگوں کی خاطر، خدا کی رضا تو کوئی نہ رہی۔ یہ ریا مشکل سے دل سے نکلتی ہے۔

اس کی تیسری وجہ ہے بصیرت کی کمی۔ علم تو آ جاتا ہے لیکن دل میں بصیرت نہیں ہوتی۔ دل کی آنکھ بند ہوتی ہے دل اندھا ہوتا ہے۔ دل اس قابل نہیں ہوتا کہ کھرے اور کھوٹے میں فرق کر سکے۔

چوتھی چیز ہے تقوی کی کمی۔ اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نفاق سے بہت ڈرتے تھے اور اس سے بچنے کے لیے اللہ سے پناہ مانگتے تھے، دعا مانگتے تھے:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ خُشُوْعِ النِّفَاقِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے اللہ! بے شک میں نفاق کے خشوع سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

نفاق سے بچنے کا تریاق:

اب اس نفاق سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ سوء خاتمہ کا خوف ہے۔ چنانچہ جب بندے کو ڈر لگ جاتا ہے کہ میرا انجام برا نہ ہو تو پھر اس کے لیے ظاہر باطن کے فرق کو ختم کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں وہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ جس شخص کو سوء خاتمہ کا ڈر نہ ہو موت کے وقت اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

موت کے وقت توحید کی آزمائش:

اللہ تعالیٰ بندے کو زندگی میں برے خیالات کے ذریعے آزماتے ہیں کہ بندے کے ذہن میں برا خیال ڈالا اور دیکھا کہ یہ اس پر عمل کرتا ہے یا بچ جاتا ہے۔ زندگی بھر برے خیالات کے ذریعے بندے کی آزمائش ہوتی رہتی ہے لیکن جب موت کا وقت آتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ توحید کے اوپر بندے کو آزماتے ہیں۔ کیا مطلب؟ کہ دنیا میں شیطانی' شہوانی' نفسانی محبتیں جو تھیں وہ بندے کے سامنے پیش کرتے ہیں تو بندے کا دل اس پر اٹک جاتا ہے اور اسی پر اس کو موت آجاتی ہے۔

اس لیے جو چاہے کہ اللہ رب العزت کی محبت پہ مجھے موت آئے اس کو چاہیے کہ دل میں اللہ رب العزت کی محبت کو غالب کرے۔ یہ سوء خاتمہ کا خوف ایک نعمت ہے جو مانگنے پر ملتا ہے۔

سوءِ خاتمہ کے ڈر کے ثمرات:

علماء نے بڑی عجیب بات لکھی ہے فرمایا:

☆...... جاہل کو اگر یہ خوف نصیب ہو جائے تو وہ علم سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......اگر عالم کو یہ خوف نصیب ہوجائے تو وہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

☆......اگر عمل والے کو یہ خوف نصیب ہوجائے تو وہ اخلاص کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ نکتے کی بات یاد رکھیں۔

عدمِ اخلاص کا ڈر:

لہٰذا جسم کی بقا روح سے ہے۔ روح ختم ہوجائے تو جسم بھی ختم ہوجاتا ہے۔ گل سڑ جاتا ہے۔ اسی طرح علم کی بقا عمل سے ہے، اور عمل کی بقا اخلاص سے ہے۔ جبکہ اخلاص کی بقا عدمِ اخلاص کے ڈر سے ہے۔ پھر بندے کو ڈر لگا رہتا ہے کہ پتہ نہیں اخلاص کا قبول ہوگا کہ نہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور سوءِ خاتمہ کا ڈر:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ رو رہے تھے۔ دوست نے پوچھا: کیا کوئی غلطی ہوگئی؟ گناہ سرزد ہوگیا۔ تو ان کے سامنے زمین پر گندم کا دانہ پڑا تھا انہوں نے گندم کا دانہ اٹھا کر دکھایا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اس گندم کے دانے کے برابر بھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی۔ اس نے کہا پھر روتے کیوں ہیں؟ فرمانے لگے: میں روتا اس لیے ہوں کہ اللہ نے جو ایمان کی نعمت مجھے اب عطا کی ہوئی ہے معلوم نہیں کہ یہ موت کے وقت بھی سلامت رہے گی یا نہیں، رو اس لیے رہا ہوں ان کو ڈر لگا ہوتا تھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سوءِ خاتمہ کا ڈر:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حبیبۂ حبیبِ خدا اللہ کے پیارے نبی ﷺ کی محبوبہ زوجہ تھیں لیکن خوف کا یہ عالم تھا کہ تہجد میں ایک آیت تلاوت کی:

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ (الزمر: ۴۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اوران کے لیے اللہ کی طرف سے وہ کچھ ظاہر ہوگا جس کا ان کو گمان بھی نہیں ہوگا''
پوری رات یہ آیت پڑھ کر روتی رہیں کہ قیامت کے دن کہیں وہ بات نہ پیش آجائے جو ہمارے وہم وگمان میں نہ ہو۔ صحابہ کو نفاق کا کتنا ڈر ہوتا تھا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سوء خاتمہ کا ڈر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہیں سفر پر نکلے' تھکے ہوئی تھے، راستے میں ایک جگہ سو گئے اٹھے تو قریب ہی یہودی نے عبادت خانہ بنایا ہوا تھا، وہ آیا اور کاغذ قلم اس کے پاس تھا۔ کہنے لگا کہ جی آپ مجھے ایک امان نامہ لکھ کر دیں۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ اگر آپ کبھی بادشاہ بنے تو میری اس جگہ کو امن ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا یہودی کہنے لگا: بنیں گے یا نہیں یہ تو بعد کی بات ہے لکھنے میں کیا حرج ہے؟

جب اس نے اصرار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امان نامہ لکھ کر دے دیا کہ اگر میں بادشاہ بنا تو اس بندے کو امان ہوگی۔ بات آئی گئی ہوگئی۔

اللہ کی شان کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین بنتے ہیں۔ فاتح بیت المقدس بنتے ہیں' جب بیت المقدس فتح کیا تو یہودی امان نامہ لے کر آگیا کہ آپ نے اتنے سال پہلے مجھے امن دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے۔ اس کو بلا کر پوچھا کہ آخر تم نے مجھ سے یہ امان نامہ کیوں لکھوایا؟ وہ کہنے لگا: میں تورات کا عالم ہوں اور تورات کے اندر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری نشانیاں اور ان کے چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کی پوری نشانیاں اس میں دی ہوئی ہیں۔ آپ سوئے ہوئے تھے میں نے آپؓ کے پاؤں پر نظر ڈالی تو پاؤں کی نشانیاں میں نے تورات میں پائیں تو میں سمجھ گیا یہ وہی بندہ ہے جو ایک وقت میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بنے گا۔

جس کی نشانیاں تورات میں' جن کی زندگی ایسی کہ مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

محبوب ﷺ ان کے لیے دعائیں مانگتے ہیں، جن کی زندگی ایسی کہ کتنی مرتبہ ان کی رائے اللہ کے قرآن کے موافق نکلی، جن کو نبی علیہ السلام نے دنیا میں فرمایا یہ میرے وزیر ہیں، جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس مٹی سے میرے جسم کو بنایا وہ بچ گئی تھی تو اس مٹی سے اللہ نے ابوبکرؓ کے جسم کو بنایا کچھ اور بچ گئی تھی اس سے اللہ نے عمرؓ کے جسم کو بنایا اور واقعی جہاں کی مٹی تھی بالآخر وہ وہاں پہ پہنچ گئی۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:'' عمرؓ جس راستے پہ نکلتا ہے شیطان اس راستے کو چھوڑ دیتا ہے۔''

''اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرُ''

عمر کی زبان پر حق بولتا ہے۔

یہ حضرت عمرؓ کی شہادت کی بشارت اللہ کے نبی ﷺ نے خود اپنی زندگی میں عطا فرمادی تھی۔ جن کی زندگی ایسی تھی کہ خود فرماتے تھے:'' میں نے جب سے کلمہ پڑھا آج تک میں نے گناہ لکھنے والے فرشتے کو گناہ لکھنے کا موقع نہیں دیا۔'' اللہ اکبر کبیرا! ان کو کتنا ڈر تھا؟

زمانہ خلافت میں حضرت عمرؓ کے پاس حضرت حذیفہؓ آئے اور یہ کون تھے؟ نبی علیہ السلام نے ان کو منافقین کے نام بتائے تھے کہ فلاں فلاں منافق ہیں مگر منع فرمادیا تھا کہ حذیفہ کسی کے سامنے ظاہر نہ کرنا۔

ایک دفعہ حذیفہؓ ان سے ملنے آئے تو روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان کو بلایا

قَالَ عُمَرُبْنُ الْخِطَّابِ لِحُذَیْفَةَ یَاحُذَیْفَةُ نَشَدْتُكَ بِاللّٰہِ ھَلْ سَمَّانِیْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْھُمْ

اور ان سے فرمایا: اے حذیفہ! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیا اللہ کے نبی ﷺ نے ان منافقوں میں میرا نام تو نہیں بتایا؟ اللہ اکبر کبیرا

www.besturdubooks.wordpress.com

میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ منافقوں کے نام بتاؤ مجھے معلوم ہے اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمادیا ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

قَالَ لَاوَلَا اُزَکِّی بَعْدَکَ اَحَدً

آج کے بعد میں اس بارے میں کسی کا تزکیہ نہیں کروں گا، کسی کو نہیں بتاؤں گا ان کو نفاق کے بارے میں اتنا ڈرتھا ڈرتے تھے اور روتے تھے۔

چنانچہ جب ان کو زخم لگا جس میں وہ شہید ہوئے۔ عبداللہ ابن عمرؓ قریب ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا وقت قریب ہے جاؤ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت مانگو کہ اگر اجازت ہو تو مجھے بھی نبی علیہ السلام کے حجرے میں دفن کردیا جائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لیے چنی ہوئی تھی لیکن میں اپنے اوپر عمر ابن خطابؓ کو ترجیح دیتی ہوں۔ اجازت مل گئی۔ اب جب آخری وقت آیا تو آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: جب میری روح نکل جائے تو مجھے جلدی دفن کر دینا۔ جب دو چار مرتبہ کہا تو بیٹے نے عرض کیا: ابا جان! کفن دفن میں جلدی کریں گے اتنی کیوں تاکید کر رہے ہیں؟ تو حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا: تاکید اس لیے کر رہا ہوں کہ اگر مجھ سے اللہ رب العزت راضی ہیں تو تم مجھے جلدی اللہ سے ملا دینا اور اگر اللہ مجھ سے ناراض ہیں تو میرا بوجھ جلدی کندھوں سے نیچے اتار دینا۔ اتنا ان کو نفاق کے بارے میں ڈر تھا اور یہ ان کے دل کی کیفیت تھی۔

منافقت کا وبال:

قیامت کے دن منافقین پل صراط کے اوپر آئیں گے، مفسرین نے لکھا ہے ساری مخلوق پل صراط کے اوپر آئے گی لیکن کافر پل صراط سے پہلے ہی جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔ البتہ مسلمان یا منافق یہ پل صراط کے اوپر سے گزریں گے، کچے امتی یا پکے

www.besturdubooks.wordpress.com

امتی یہ دونوں پل صراط پر سے گزریں گے۔

ان کے گزرنے کا اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں تذکرہ کیا فرمایا:

﴿يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا﴾ (الحدید:۱۳)

قیامت کا دن ہوگا ایمان والوں کے سامنے ان کے دائیں جانب ان کے ایمان کا، اعمال کا نور ہوگا۔ ایمان کا نور سامنے اور نیک اعمال کا نور دائیں جانب ہوگا۔ دو جگہیں بتائی گئیں:

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

''سامنے اور دائیں جانب''

ایمان والوں کے سامنے ان کا نور چل رہا ہوگا۔ ہر طرف اندھیرا ہوگا تو ایسے میں منافقین کے پاس نور تو نہیں ہوگا البتہ جب ایمان والے ذرا آگے بڑھنے لگیں تو منافقین انہیں کہیں گے:

﴿اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ﴾ (الحدید:۱۳)

ذرا ہماری طرف بھی توجہ کیجیے ہم بھی تمہاری اس روشنی سے فائدہ اٹھالیں۔

جیسے اندھیرے راستے میں چلتے ہوئے ایک کے ہاتھ میں بیٹری ہو تو دوسرا کہتا ہے یار! ذرا بیٹری ادھر کرنا میں بھی دیکھ لوں میرے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ تو منافقین ایسی ہی بات کریں گے ذرا اپنے نور سے ہمیں بھی فائدہ اٹھانے دیجیے۔

﴿قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا﴾ (الحدید:۱۳)

''کہا جائے گا تم پیچھے جاؤ یہ نور تو دنیا سے ملا کرتا ہے، دنیا اس نور کو حاصل کرنے کی جگہ ہے''

اس لیے نبی علیہ السلام نے دعا سکھائی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّبَصَرِيْ نُوْرًا

حتی کہ آخر پر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا

''اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔''

یہ نور ایمان انسان کے انگ انگ میں سما جاتا ہے اور یہ قیامت کے دن انسان کے کام آئے گا۔ اب جب منافقین یہ کہیں گے، تو قرآن مجید نے آگے ذرا اس بات کو کھولا۔ فرمایا:

﴿فَضُرِبَ بَیْنَھُمْ بِسُوْرٍ لَّہٗ بَابٌ﴾ (الحدید:۱۳)

''مومنوں اور ان منافقوں کے درمیان ایک دیوار کر دی جائے گی اس میں ایک دروازہ ہوگا''

﴿بَاطِنُہٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاھِرُہٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴾ (الحدید:۱۳)

''اس کے باطن کے اندر تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا'' پھر منافق لوگ عذاب میں اور ایمان والے لوگ رحمت (جنت) میں ہونگے۔

منافق مسلمانوں سے کہیں گے:

﴿یُنَادُوْنَھُمْ اَلَمْ نَکُنْ مَّعَکُمْ﴾ (الحدید:۱۴)

''کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں تھے، دوست نہیں تھے''

ہم مل کے محفل ذکر میں نہیں جاتے تھے۔ ہم تو آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ مگر ایک وہ ہوگا جو مخلص ہوگا اور دوسرا ہوگا دورنگی والا۔ جب دیوار بنے گی تو مخلص ایک طرف اور دورنگی والا دوسری طرف ہوگا۔ جواب ملے گا:

﴿قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنَّکُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَکُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْکُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّکُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ (الحدید:۱۴)

''تمہاری غلط تمناؤں نے تمہیں بہکا دیا حتی کہ تمہاری موت کا وقت آ گیا''

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (الحدید:۱۵)

یہاں یہ آیت بتا رہی ہے کہ کافر الگ اور منافق الگ ہونگے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدے کے کافر نہیں تھے یہ عملی منافق تھے۔ عمل کے منافق یعنی جن کے عمل میں فرق ہوتا ہے۔ نہ ان سے فدیہ لیا جائے گا اور نہ کافروں سے۔

﴿مَاْوٰكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾

یہ آیت بتانے کے بعد اللہ تعالیٰ اب ایمان والوں کو جن کے عمل میں فرق ہوتا ہے ان کو متوجہ کر کے فرما رہے ہیں:

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ (الحدید:۱۶)

''کیا ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ سے ڈر جائیں۔ ان کو ابھی تک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ہمیں گناہوں کو چھوڑنا ہے اور نیکی کی زندگی کو اختیار کرنا ہے اور یہ ایمان والے اپنے سے پہلے (اہل کتاب) لوگوں کی مانند نہ بنیں۔ ان پر ایک طویل مدت غفلت کی گزر گئی ان کے دلوں کو سخت کر دیا گیا''

تو جب انسان لمبا عرصہ معمولات نہیں کرتا' لمبا عرصہ بے پرواہیاں کرتا ہے اپنی نمازوں میں' تہجد میں' تسبیحات میں' مراقبے میں' تو نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو سخت کر دیا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس بات کو اور مہربانی کے ساتھ کھول کر بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: دیکھو! اگر تمہارا دل سخت بھی ہو گیا اور آج تمہیں یہ بات سمجھ آئی کہ ہمیں دورنگی کو چھوڑنا ہے' اس سے بچنا ہے یک رنگی کی زندگی اختیار کرنی ہے تو سن لو!

﴿اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (الحدید:۱۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

جس طرح زمین مرجاتی ہے اللہ رب العزت رحمت کی بارش برسا کر اس کو زندہ کر دیتے ہیں۔ تمہارے دلوں کی زمین بھی مر چکی ہے، آج اگر اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے بیٹھو گے میں رحمت کی بارش برساؤں گا تمہارے سخت دلوں کو نرم کر دوں گا۔

آج ہم اس محفل میں پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کر کے آئندہ نیکوکاری کی زندگی گزارنے کی نیت کر لیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ہم نے پتے کی باتیں کھول کر بتا دیں اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور آج ہم اس دورنگی کی زندگی کو چھوڑنے کا پکا ارادہ کر لیں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی (طٰہٰ:۵۰)

جنگل کی سیر

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

خصوصی مجالس: بعد نماز مغرب سالانہ اجتماع جھنگ

مورخہ ۷ اکتوبر ۲۰۰۲ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے ہر چیز کو زندگی بخشی اور پیدا کرنے کے ساتھ فطری طور پر زندگی گزارنے کی راہنمائی عطا کر دی''

جتنے بھی جاندار ہیں ان کو اپنی زندگی گزارنے کا فطری طور پر پتہ ہے۔ مثال کے طور پر:

ایک انڈے سے بھی بچہ نکلتا ہے اور دوسرے انڈے سے بھی بچہ نکلتا ہے۔ دونوں انڈے مرغی کے نیچے تھے، ان دونوں بچوں کو پانی میں ڈالیں تو ایک ڈوب جائے گا اور دوسرا تیرنا شروع کر دے گا۔ حالانکہ ایک ہی مرغی کے نیچے دو انڈے تھے اور دونوں بچے ہم عمر تھے، ایک ڈوب گیا اور دوسرا تیرنے لگ گیا۔ وجہ کیا تھی؟ جو ڈوب گیا وہ مرغی کا بچہ تھا اور جو تیرنے لگ گیا وہ بطخ کا بچہ تھا۔ دونوں کے انڈے مرغی کے نیچے رکھیں تو دونوں کے بچے نکل آتے ہیں، لیکن بطخ نے پانی میں زندگی گزارنی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر اس کے بچے کو تیرنے کا علم دے دیا اور مرغی کے بچے نے چونکہ زمین پر زندگی گزارنی تھی اس لیے اس کو تیرنے کا علم نہیں دیا۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

جنگل کی سیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْئٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی (طٰہٰ:۵۰)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

زندگی گزارنے کا فطری علم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْئٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی﴾ (طٰہٰ:۵۰)

''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے ہر چیز کو زندگی بخشی اور پیدا کرنے کے ساتھ فطری طور پر زندگی گزارنے کی راہنمائی عطا کر دی''

جتنے بھی جاندار ہیں ان کو اپنی زندگی گزارنے کا فطری طور پر پتہ ہے۔ مثال کے طور پر:

☆.....ایک انڈے سے بھی بچہ نکلتا ہے اور دوسرے انڈے سے بھی بچہ نکلتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دونوں انڈے مرغی کے نیچے تھے، ان دونوں بچوں کو پانی میں ڈالیں تو ایک ڈوب جائے گا اور دوسرا تیرنا شروع کر دے گا۔ حالانکہ ایک ہی مرغی کے نیچے دو انڈے تھے اور دونوں بچے ہم عمر تھے، ایک ڈوب گیا اور دوسرا تیرنے لگ گیا۔ وجہ کیا تھی؟ جو ڈوب گیا وہ مرغی کا بچہ تھا اور جو تیرنے لگ گیا وہ بطخ کا بچہ تھا۔ دونوں کے انڈے مرغی کے نیچے رکھیں تو دونوں کے بچے نکل آتے ہیں، لیکن بطخ نے پانی میں زندگی گزارنی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر اس کے بچے کو تیرنے کا علم دے دیا اور مرغی کے بچے نے چونکہ زمین پر زندگی گزارنی تھی اس لیے اس کو تیرنے کا علم نہیں دیا۔

☆......بکری کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اسی وقت اٹھ کر بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔ حیران ہوتے ہیں کہ انسان کا بچہ پورا سال ماں باپ کو ستا مارتا ہے، تب جا کے کہیں چلنا شروع کرتا ہے۔ ماں باپ تھک چکے ہوتے ہیں راتوں کو جاگ جاگ کے دنوں میں اٹھا اٹھا کے، پھر اس کے بعد وہی بکری کا بچہ ماں کے پاس آتا ہے اور اس کے تھنوں سے دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔ اسے کوئی نہیں سکھاتا کہ تھنوں سے دودھ کیسے چوسنا ہے۔ اس کو قدرت نے سکھا دیا یہی معاملہ ہر ایک کے ساتھ ہے۔

☆......مچھلی کو تیرنا کوئی نہیں سکھاتا، لیکن وہ تیرتی ہے۔

☆......پرندوں کو اڑنا کوئی نہیں سکھاتا، یہ فطرت کی راہنمائی ہے۔

☆......چڑیا کو دیکھیں، ایک ننھی سی جان ہے، تنکے کو اٹھا کر لاتی ہے اور ایک ایک تنکے سے وہ اپنا گھونسلہ بناتی ہے۔ اتنا پکا گھونسلا بناتی ہے کہ آندھی طوفان چلتے ہیں اور اس کا گھونسلہ متاثر ہی نہیں ہوتا۔ اس میں باقاعدہ اس کے کمرے ہوتے ہیں۔ جیسے ایک ڈرائنگ روم ہوتا ہے، ایک ڈنر روم ہوتا ہے۔ اس کی بھی اسی طرح بیٹھنے کی جگہ الگ ہوتی ہے اور انڈے دینے اور بچے نکالنے کی جگہ الگ ہوتی ہے۔ انسان کہتا ہے کہ میں نے اتنے بڑے بڑے مکانات بنائے۔ چڑیا کہتی ہے: ہاں! تمہاری ضرورتیں زیادہ تھیں، اس لیے تم

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اتنے بڑے بڑے مکان بنا لیے اور میری ضرورت تھوڑی سی تھی اس لیے دیکھو! میں نے نہ تو سریہ استعمال کیا اور نہ ہی سیمنٹ استعمال کیا' تنکوں کا بنایا ہے۔ تمہارے تو دونوں ہاتھ بھی تھے اور میرے ہاتھ بھی نہیں تھے۔ میں نے اسے اپنی چونچ سے بنایا ہے۔ اللہ کی شان کہ وہ چونچ سے کیسے ایک سے ایک تنکے کو جوڑتی ہے۔ ہم نے کئی مرتبہ گھونسلے دیکھے جو درختوں کے اوپر لگے ہوتے ہیں۔ وہ اس قدر مضبوط ہوتے ہیں کہ آپ اس کو جتنا مرضی ہلاتے رہیں' جو مرضی کرتے رہیں' اس کو پرواہی نہیں ہوتی۔ اور جیسے ہم لوگ مکان بنانے کے لیے سریہ ڈالتے ہیں' بیمیں بناتے ہیں' اسی طرح وہ بھی ایک بڑا تنکا کہیں سے لاتی ہے اور اس کے اوپر چھوٹے تنکوں کو لپیٹتی ہے۔ یہ علم اس کو کس نے دیا؟ قدرت نے دیا۔

﴿اَلَّذِیْ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی﴾ (طٰہٰ:۵۰)

شیر باونڈری لائن کیسے بناتا ہے؟

جتنے بھی جانور ہیں ان کے اپنے اندر ایک زندگی ہے، ان کی اپنی فیملی لائف ہے، ان کے اپنے اصول وضوابط ہیں، مثلاً شیر جہاں رہتا ہے' وہ اس کا اپنا ایک علاقہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم نے ایک دفعہ ایک شیر کو دیکھا، وہ اپنی باونڈری لائن بنا رہا تھا۔ پتہ ہے وہ باؤنڈری لائن کیسے بناتا ہے؟ وہ چلتا جاتا ہے' یہاں پیشاب کے چند قطرے گرائے' پھر آگے جا کے وہاں چند قطرے گرائے' پھر آگے گرائے۔ اس کے پیشاب میں بو ایسی ہے کہ انسان اس کو محسوس نہیں کرتا البتہ دوسرے جانور محسوس کر لیتے ہیں۔ لہٰذا اس باؤنڈری پر اگر کوئی دوسرا شیر آئے گا تو اس کو پتہ چل جائے گا کہ یہاں اس شیر کی سلطنت کا بارڈر ہے، اگر میں نے اس کو کراس کیا تو میرا اس کے ساتھ ٹکراؤ ہو جائے گا۔ اس طرح وہ اپنی حکومت کی باؤنڈری مارک کر دیتا ہے۔ اس کے اندر کوئی دوسرا شیر نہیں آ سکتا۔ اگر کوئی آئے گا تو دو شیروں کے درمیان لڑائی ہو جائے گی، جو جیتے گا وہ رہے گا اور دوسرا موت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے منہ میں چلا جائے گا۔

جنگل کے بادشاہ کی شاہانہ زندگی

عجیب بات یہ ہے کہ شیر کی زندگی میں واقعی شاہانہ انداز ہے، اس لیے کہ وہ جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے۔

بچوں کا امتحان:

جب اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں تو تھوڑے عرصے کے بعد وہ کھیلنے کودنے اور بھاگنے دوڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت شیرنی ان بچوں کا ٹیسٹ لیتی ہے کہ ان میں سے سٹرانگ (مضبوط) بچے کون سے ہیں۔ چنانچہ وہ بھاگے گی، دوڑے گی، خود نیچے لیٹے گی، پھر ان کو لٹائے گی اور چیک کرے گی کہ ان کی طاقت اور قوت کی ریفلیکشن کتنی ہے۔ ان میں سے جو بہت مضبوط ہوں گے، ان کے بارے میں وہ شیر کو اشارے سے بتا دے گی کہ یہ مضبوط بچے ہیں، اور جو باقی ہونگے، ماں ان کو ریجیکٹ (رد) کر دے گی۔ جب ماں ان کو ریجیکٹ (رد) کر دے گی تو شیر آئے گا اور ان تمام بچوں کو مار دے گا۔ کہیں ایسا نہیں دیکھا گیا کہ باپ اپنی اولاد کو اس طرح مارے کہ جس طرح شیر مار دیتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ فطرت نے اس کو یہ بات سکھائی کہ اگر تمہارا بچہ کمزور ہوگا تو وہ تو گدھے سے لاتیں کھائے گا۔ بھئی! وہ شیر کیسے کہلا سکتا ہے جو گدھے سے لاتیں کھاتا پھرے!؟ اس لیے اگر وہ سٹرانگ (مضبوط) ہے تو اسے جینے کا حق ہے اور اگر سٹرانگ نہیں تو اس کا مر جانا بہتر ہے۔

ہم نے ایک شیر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، شیرنی نے اس کو کوئی اشارہ کیا اور اس نے اپنے تین چار بچوں کو مار ڈالا، اور جو سٹرانگ بچے تھے ان کو کچھ بھی نہ کہا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بچوں کی علیحدگی:

جب یہ سٹرانگ بچے بڑے ہوجاتے ہیں تو شیرنی ان بچوں کو لے کر شیر سے الگ ہوجاتی ہے، کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ بیٹی بڑی ہوجائے اور باپ اس کے ساتھ اکٹھا رہے۔ فطرت نے ان کے اندر ایک چیز رکھ دی ہے' البتہ وہ چھوٹے بچے جب بڑے ہوتے ہیں تو وہ کسی اور شیر کے ساتھ آپس میں اکٹھا ہوسکتے ہیں' مگر اس باپ کے ساتھ نہیں۔ اللہ کی شان! جب وہ بچے شکار کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں تو شیرنی ان کو شکار کرنا سکھاتی ہے۔

شیرنی سے ملاقات:

اس وقت وہ شیرنی پھر اپنے شیر کے پاس واپس آتی ہے۔ اور اللہ کی شان دیکھیں کہ اس وقت شیرنی آواز نکالتی ہے اور وہ آواز پانچ پانچ میل دور تک جاتی ہے۔ شیر پانچ میل کی مسافت سے وہ آواز سنتا ہے اور وہ وہاں سے محسوس کرتا ہے کہ اب شیرنی مجھے اپنے پاس بلا رہی ہے۔ چنانچہ وہ آواز کی سمت میں چلتے چلتے چلتے بالآخر شیرنی کو ڈھونڈ لیتا ہے پھر وہ دونوں آپس میں ملتے ہیں' پھر ان کی اولاد ہوتی ہے' اور پھر اسی طرح سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

شیر کا دستر خوان:

یہ بھی عجیب بات ہے کہ شکار شیرنی کرتی ہے، شیر نہیں کرتا۔ شیرنی شکار مارتی ہے لیکن شیر پہلے کھاتا ہے۔ وہ شکار کو مارنے کے بعد ایک طرف ہٹ جاتی ہے۔ ہم نے ایک مرتبہ جنگل میں شیر کو دیکھا، ایک شیرنی نے کسی جانور کو مارا تھا اور اس کے بعد وہ شیرنی اور اس کے بچے پچیس تیس فٹ دور بیٹھے ہوئے تھے۔ اور شیر پہلے آ کر اس جانور کو اکیلا کھڑا کھا رہا تھا اور شیرنی اپنے بچوں کے ساتھ انتظار میں تھی کہ جب ہمیں موقع ملے گا تو ہم بھی دستر خوان پہ آئیں گے۔ اور پھر ان کے پیچھے ہم نے ایک اور جانور بھی کھڑا دیکھا، وہ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کھڑا ہے کہ جب دستر خوان پہ کچھ بچے گا تو ہماری بھی باری آئے گی۔ اور پھر اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ آسمان پر گدھیں بھی گھوم رہی ہیں کہ جب یہ سب چلے جائیں گے تو پھر ہم بھی اپنا حصہ کھالیں گی۔ وہاں پر باقاعدہ ایک نظام نظر آ رہا تھا۔

چنانچہ شیر نے کھایا اور کھا کے پھر ایک طرف کو جا کر بیٹھ گیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو شیرنی نے تین چار مرتبہ ایک آواز نکالی۔ جو گائیڈ ہمیں لے کر گیا تھا اس نے کہا: دیکھیں یہ اب شیر کی خدمت میں درخواست کر رہی ہے: میرے سرتاج! اگر آپ کا پیٹ بھر چکا ہے تو کیا اب ہمیں اجازت ہے کھانے کی؟ اس کی پہلی بات پر شیر نے کوئی نوٹس ہی نہ لیا۔ جب اس نے دوسری مرتبہ آواز نکالی تو پھر شیر نے جواب میں ہلکی سی آواز نکال کر yes کر دیا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ جیسے ہی اس کی آواز نکلی، اس وقت شیرنی اٹھی اور جانور کی طرف بھاگ پڑی، اب اس کے ساتھ پانچ سات بچے تھے۔ وہ سب اس بچے ہوئے جانور کو کھانے لگے۔

ہمارا ایک ساتھی کہنے لگا: یہ تو بڑا ہی عجیب ہے کہ شیرنی شکار مارتی ہے اور شیر پہلے کھاتا ہے!؟ میں نے کہا: اس میں تو کوئی حیرانی کی بات نہیں، ہمارے گھروں میں بھی تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ شیرنیاں کچن میں کھانے تیار کرتی ہیں اور شیر آ کے پہلے کھالیتے ہیں۔

شکار مارنے کی پلاننگ:

کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اکیلی شیرنی شکار کو نہیں مار سکتی تو اس وقت یہ پلاننگ کرتے ہیں۔ شیر ایک جگہ پر چھپ کے بیٹھ جاتا ہے اور شیرنی مخالف سمت سے جا کر ادھر سے جانوروں کو ادھر بھگاتی ہے۔ جب وہ ادھر سے ان کو پیچھے سے بھگاتی ہے تو پھر جانور بھاگتے بھاگتے ادھرے گزر رہے ہوتے ہیں اس طرح وہ شیر ان میں سے ایک جانور پر حملہ کر کے اس کو گرا دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شکار مارنے کا طریقہ:

شیر کو یہ پتہ ہے کہ میں نے جانور کو مارنا کیسے ہے؟ کسی بھی جانور کو مارنا ہوگا تو دیکھے گا کہ یہ چھوٹا جانور ہے یا بڑا۔ اگر چھوٹا جانور ہوگا تو اسے وہ ویسے ہی دبوچ لے گا اور اگر جانور بڑا ہوگا تو پہلے اس کی کمر کے اوپر چڑھے گا، پھر اپنے جبڑے کے ساتھ اس کے گلے کو پکڑے گا اور خوب دبائے گا۔ اس کو وقت کا بھی پتہ ہے کہ میں نے اس کو دو منٹ بند رکھنا ہے جب دو منٹ تک اس کو بند رکھتا ہے، تو سانس بند رہتا ہے۔ اور دماغ کو آکسیجن نہیں ملتی، جس کی وجہ سے وہ جانور مر کر گر جاتا ہے۔ پھر اسے وہ کھانا شروع کر دیتا ہے۔ کس نے اس کو بتایا کہ جانور کو گرانے کا یہ طریقہ ہے؟ فطرت نے سکھایا ہے۔

زرافے کا شکار:

زرافہ کتنا اونچا ہوتا ہے، اس کی گردن اور بھی اونچی ہوتی ہے۔ آپ نیچے کھڑے ہوں تو لگتا ہے کہ یہ ڈبل اسٹوری ہے۔ اس کا سر اوپر ہوتا ہے، اب شیر اس پر چھلانگ بھی لگائے تو وہ اس کی گردن تک نہیں پہنچ سکتا، اگر شیر اس کی کمر پر بھی چڑھ جائے تو گردن پھر بھی بہت اونچی ہوتی ہے، اس کو وہ پکڑ ہی نہیں سکتا۔ اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس شیر کو یہ سمجھ دی کہ جب اس نے زرافے کو مارنا ہو تو یہ پیچھے چلتا رہتا ہے چلتا رہتا ہے۔ پھر جب دیکھتا ہے کہ یہاں اونچ نیچ والا علاقہ ہے تو اس وقت اس کے پیچھے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اب شیر کو پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھ کر زرافہ آگے کو بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔ چونکہ اونچ نیچ ہوتی ہے اس لیے وہ بھاگتے بھاگتے گر جاتا ہے اور شیر آ کر اس کی گردن پکڑ لیتا ہے۔ کس نے اس کو بتایا کہ زرافے کو مارنے کا یہ طریقہ ہے؟ فطرت نے سکھایا ہے۔

ایک اداکارہ شیرنی کی کہانی:

ہم لوگ ایک جگہ پر گئے، وہاں ایک انگریز تھا۔ وہ شیروں کے ساتھ بہت محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھتا ہے۔اس نے ان کی زندگی کے اوپر بہت فلمیں بنائیں ۔اس طرح وہ بڑا کروڑوں پتی بندہ بنا۔

اس نے اپنے گھر میں ایک شیرنی کو پالا۔ جب وہ اسے گھر میں لایا تو وہ ایک چھوٹی سی بچی تھی...... شیر کا چھوٹا سا بچہ بلی کے بچے کی طرح ہی ہوتا ہے...... جب وہ شیرنی بڑی ہوگئی تو اب اس نے اس شیرنی کو سکھایا کہ شکار کیسے کرنا ہے؟ اس نے اس کے ساتھ اسے یہ بھی سکھایا کہ شکار کرتے ہوئے فلم کیسے بنوانی ہے؟ یعنی اسے اس نے ایکٹریس بنا دیا۔

جب اس ایکٹریس شیرنی کو جنگل میں چھوڑتے تھے تو وہ کیمرے والے کے آگے اس طرح بھاگتی تھی کہ کیمرے کو فل پوز دیتی ۔اور جب وہ جانور کو گراتی تھی یا مارتی تھی تو اس طرح پکڑتی تھی کہ کیمرے والا قریب سے اس کی فل تصویر بناتا تھا۔ اب ایسی تصویریں تو کسی کے پاس تھیں نہیں' صاف ظاہر ہے کہ اس کی فلم تو پوری دنیا میں ہی مشہور ہونی تھی، چنانچہ اس بندے نے خوب کمائی کی۔

پھر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں اس شیرنی کو جنگل میں چھوڑوں اور پھر دیکھوں کہ یہ شیر کے ساتھ کیسے رہتی ہے' شیر اس کو قبول کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ پھر اگر اس کو حمل ہوگیا تو حمل کے دوران اس کی تصویریں بناؤں گا' پھر بچہ ہونے کی تصویریں بناؤں گا، یعنی وہ ہر طرح کی تصویریں بنانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک جہاز پر شیرنی کو بھی سوار کرلیا' پانچ سات گن مین بھی لے لیے اور خیمے بھی لے لیے۔ بالآخر وہ ایک جنگل میں پہنچ گئے۔

جنگل میں پہنچ کر انہوں نے ایک طرف خیمے لگا دیے اور رات کے وقت شیرنی کو جنگل میں چھوڑا۔ شیرنی جنگل میں گھومتی رہی۔ شیرنی کی مہک تو شیر کو فوراً آ جاتی ہے چنانچہ شیر آیا اور اس نے اس کے ساتھ میل ملاپ شروع کر دیا، یعنی شیر نے اس کو نکاح میں قبول کرلیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خیر! جب اس نے یہ دیکھا کہ شیر نے اس کو مارا نہیں، رکھ لیا ہے تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس نے یہ سوچا کہ جب یہ ایک ہفتہ یہاں رہے گی تو ماں بننے کے قابل بن جائے گی اور پھر میں اسے لے جاؤں گا۔ ابھی دو یا تین دن ہی گزرے تو اس نے ٹیسٹ کیا کہ وہ حاملہ ہوگئی ہے۔ چنانچہ اس نے ارادہ کیا کہ آج ہم رات یہاں گزاریں گے اور کل شیرنی کو لے کر واپس چلے جائیں گے۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ اس شیر کے ساتھ جنگل میں چودہ پندرہ شیرنیاں رہتی تھیں۔ ان کو جب پتہ چلا کہ ایک نئی شیرنی آ گئی ہے تو انہوں نے اس بات کو برا سمجھا کہ ہم جنگل کی شیرنیاں ہیں اور یہ شہری شیرنی کہاں سے آ گئی ہے؟ چنانچہ ان سب نے ایکا کر لیا اور ان چودہ پندرہ شیرنیوں نے رات کے دو بجے آ کر اچانک حملہ کر دیا۔ باوجود اس کے کہ گن مین فائر کرتے رہے، ان شیرنیوں نے اس شیرنی کے بالکل ٹکڑے کر دیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اندر حسد بھی ہوتا ہے، جیسے عورتوں میں ہوتا ہے، یعنی ان کے اندر بھی احساسات ہوتے ہیں۔

شیر کی وفا کی داستان:

ہم ایک ملک میں گئے۔ وہاں ہمیں ایک واقعہ سنایا گیا کہ یہاں ایک انگریز جوڑا تھا۔ ان کی ایک بیٹی تھی جس کی عمر چھ سات سال تھی۔ انہوں نے شیر کا ایک بچہ خریدا اور اسے گھر میں پالتے رہے۔ سال ڈیڑھ کے بعد وہ پورا شیر بن گیا۔ جب پورا شیر بن جائے تو پھر وہ کسی کا دوست نہیں ہوتا۔ وہ بندے کو ایک ہی لمحے میں ایسے کھاتا ہے جیسے بندہ کھیرے کو کھاتا ہے، اللہ اکبر!

اس کو لوگوں نے مشورہ دیا: بھئی! یہ تیری بچی اور یہ شیر اکٹھے گھر میں رہے، اکٹھے پھرتے رہے، آپس میں دوست بن گئے۔ اب تیری بچی شیر کے پاس بیٹھتی ہے، اس کو ہاتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

لگاتی ہے، اس کے اوپر چڑھ جاتی ہے، مگر شیر، شیر ہوتا ہے۔ اگر تمہیں بچی کی زندگی چاہیے تو اس شیر کو گھر سے نکال دو، ورنہ تمہیں کسی دن پتہ چلے گا کہ اس نے صبح تمہاری بیٹی کا ناشتہ کرلیا ہے، تمہیں پھر بیٹی کی ہڈی بھی نہیں ملے گی۔ چنانچہ اس نے ان لوگوں کے مشورے پر عمل کیا اور شیر کو جنگل میں جا کر چھوڑ دیا۔

جس جنگل میں اس نے اسے چھوڑا، وہاں ایک اور شیر کی حکومت تھی۔ چنانچہ وہ شیر آیا اور ان دونوں کی آپس میں لڑائی ہوئی۔ ایسی لڑائی میں انجام یہی ہوتا ہے کہ ایک جیتا ہے اور ایک مرتا ہے۔ یہ شیر چونکہ ینگ (جوان) تھا اور وہ ذرا زیادہ عمر کا تھا، اس لیے اِس شیر نے اُس شیر کو مار دیا۔ اور اُس شیر کے پاس جو پانچ سات شیرنیاں تھیں، وہ بھی اس کے ساتھ رہنے لگ گئیں، یہ وہاں کا دستور ہے۔ خیر! وہ دونوں میاں بیوی مطمئن ہو گئے کہ شیر گھر سے چلا گیا۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ ہفتہ دس دن گزرے، تو ایک دن بچی گھر میں کھیل رہی تھی۔ وہ اچانک بھاگی اور باہر نکل گئی۔ ماں نے کہا: بیٹی کدھر گئی؟ چنانچہ اس نے باہر نکل کر دیکھا تو اسے پتہ چلا کہ شیر نے گھر کے قریب آ کر آواز نکالی تھی اور بچی چونکہ اس کی آواز پہچانتی تھی، اس لیے وہ اپنے گھر سے بھاگی اور اپنے دوست شیر کے پاس پہنچ گئی۔

اب وہ شیر جو جنگل میں رہتا ہے اور شکار کرتا ہے، اس کے پاس اپنی بیٹی کو کھڑے دیکھا کہ کبھی اس کے بالوں سے کھیل رہی ہے، کبھی کچھ کر رہی ہے، وہ تو بچی تھی، اتنی چھوٹی عمر کی بچی کہاں سمجھدار ہوتی ہے؟ ماں نے بڑا اس کو بلایا، مگر بچی سنی ان سنی کر دیتی۔ بالآخر کافی دیر کے بعد وہ بچی آ گئی۔

اب ان ماں باپ کو یہ محسوس ہوا کہ چونکہ شیر ان کے گھر میں پلا بڑھا اس لیے شیر کو بھی اس گھر کے ساتھ مانوسیت ہے اور بچی کو بھی شیر کے ساتھ۔ لہٰذا یہ بچی اس سے پیچھے تو نہیں ہٹے گی۔ اور اگر شیر کو اس کی کوئی حرکت بری لگی تو وہ اس کے اسی وقت ٹکڑے کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ اس لیے بیٹی کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ٹکٹیں بنوالیں اور اپنا سامان پیک کر لیا۔

جب روانگی کا دن آیا تو گھر سے نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے وہ میاں بیوی سامان سمیٹتے پھر رہے تھے اور ادھر سے شیر آ گیا اور ان کی بچی شیر کی آواز سنتے ہی گھر سے باہر چلی گئی۔ جب ماں باپ کو پتہ چلا تو وہ بچی شیر کے پاس پہنچ چکی تھی۔

انہوں نے باہر نکل کر دیکھا تو آج کا منظر ذرا مختلف تھا۔ شیر بیٹھا ہوا تھا اور بچی اس کے اوپر جا کر بیٹھ گئی۔ اور تھوڑے سے فاصلے پر دوسری طرف شیرنی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس دن وہ بھی شیر کے ساتھ آئی تھی۔ اب یہ بچی اس کے اوپر بیٹھی رہی اور کھیلتی رہی کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ ماں دور سے اس کو اشارے کرتی رہی۔ بیٹی! آ جاؤ، بیٹی! آ جاؤ، لیکن وہ توجہ ہی نہیں کرتی تھی۔ ایسے موقع پر بچے کہاں سنتے ہیں؟

جب ماں نے بہت اصرار کیا تو اس وقت بچی اٹھی اور وہ گھر کی طرف چلنے لگی۔ بچی کو یہ بالکل پتہ نہیں تھا کہ میرا شیر کے ساتھ اس طرح کھیلنا اور اس کے اوپر بیٹھنا، شیرنی کو برا لگا ہے اور اس نے اس بات پہ غصہ کیا ہے۔ ادھر شیر تھا اور ادھر شیرنی۔ جیسے ہی وہ شیرنی کی طرف سے جانے لگی تو اچانک شیرنی نے اس کے اوپر حملہ کر دیا۔ اب جیسے ہی شیرنی نے اس کے اوپر حملہ کیا تو شیر نے یک دم چھلانگ لگائی اور اس سے پہلے کہ شیرنی اس کو کھاتی' شیر نے پورے زور سے تھپڑ اس کے منہ پہ لگایا، جب شیرنی کے منہ پہ تھپڑ پڑا تو وہ چیختی ہوئی بھاگ گئی۔ پھر شیر اس لڑکی کے قریب آیا اور دم ہلانے لگ گیا۔ دم ہلانا اس بات کی نشانی تھی کہ تم میری کمر پر سوار ہو سکتی ہو۔ چنانچہ وہ لڑکی اس کی کمر پر سوار ہو گئی اور شیر چلتے چلتے اس کے دروازے پر آیا اور لڑکی کو اتار کے واپس جنگل چلا گیا۔

﴿اَلَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی﴾ (طٰہٰ:۵۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

شیر کی خوراک:

شروع میں میرا ایک اندازہ سا تھا کہ شیر صبح کے وقت خرگوش کا ناشتہ کرتا ہوگا' دوپہر کے وقت کسی گائے کا لنچ کرتا ہوگا اور رات کو کسی ہرن کا ڈنر کرتا ہوگا۔ لیکن جب ہم نے وہاں کے لوگوں سے جا کر پوچھا تو وہ کہنے لگے: شیر ہفتے میں ایک مرتبہ کھانا کھاتا ہے۔ ہم نے پوچھا: کیوں؟ آپ شیر رکھتے ہیں تو کیا آپ پیسے بچانے کے لیے ہفتے کے بعد اس کو خوراک کھلاتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ یہ ایک مرتبہ کھاتا ہے اور پھر وہی کھانا ایک ہفتے تک اس کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ہم نے کہا: واہ! ہمارے شیر تو سبحان اللہ' دن میں تین مرتبہ شکار کرتے ہیں۔

ایک حیران کن منظر:

ہم ایک جگہ سے گزر رہے تھے تو میرے ایک دوست محمد میاں کہنے لگے: حضرت! یہاں ساتھ ہی سفید شیروں کو پالنے کا ایک بہت بڑا فارم بنا ہوا ہے، ہمارے پاس ٹائم بھی ہے۔ تو کیا ہم وہ بھی نہ دیکھتے چلیں؟ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ ہم وہاں اتر گئے۔

انہوں نے وہاں شیروں کے پینتیس چالیس جوڑے رکھے ہوئے تھے۔ ہر جوڑے کے لیے انہوں نے ایک ایکڑ زمین دی ہوئی تھی، جنگلہ بھی لگایا ہوا تھا اور یوں الگ الگ جوڑا جوڑا رکھا ہوا تھا۔ اور لوگ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ہم سب سے اخیر پر بیٹھ گئے اور باقی سب آگے بیٹھ گئے۔ ڈرائیور ہمیں دکھاتا بھی گیا اور سب کچھ بتاتا بھی گیا۔

آگے جا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑا شیر ایک طرف بیٹھا ہوا تھا اور دوسری طرف شیرنی بیٹھی ہوئی تھی۔ ڈرائیور نے وہاں جا کر گاڑی روک دی۔ میرا خیال ہے کہ شیر سے پندرہ فٹ کے فاصلے پر اس نے گاڑی روکی تھی۔ وہ گاڑی ایسی تھی کہ اس میں شیشے نہیں تھے، جیسے کھلا ڈالا ہوتا ہے اور اس کے اندر سیٹیں لگی ہوتی ہیں۔ ایسے ہی اٹھارہ سیٹیں لگی ہوئی تھیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اور لوگ ویسے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ اگر وہ شیر پیچھے مڑ پڑتا تو سارے بندوں کی جان کا خطرہ تھا۔

تو جب اس نے گاڑی کھڑی کر دی تو ہمیں عجیب سا لگا کہ اس نے گاڑی کیوں کھڑی کر دی؟ چلاتا ہی رہتا تو زیادہ بہتر تھا۔ گاڑی کھڑی کرنے کے بعد اس نے گاڑی آف (بند) کر دی پھر گاڑی آف کرنے کے بعد اس نے چابی نکالی۔ جب اس نے چابی نکالی تو میں نے کہا: محمد میاں! لگتا ہے کہ یہ بیوی سے جھگڑ کے آیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ آج اس کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔

ابھی ہم یہ بات کر ہی رہے تھے کہ اس خدا کے بندے نے اپنے آگے کا شیشہ کھول دیا۔ جب آگے کے شیشے کا لیول نیچے ہوا اور شیر صرف پندرہ فٹ کے فاصلے پر تھا تو ہم بڑے حیران اور خاموش تھے۔ اس وقت سب کو خدا یاد آ رہا تھا۔ ماشاء اللہ سارے لطائف جاری تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے اپنی گاڑی کا اگلا دروازہ بھی کھول دیا۔

پھر اس نے کیا کیا؟ کہ سیٹ سے اٹھ کر باہر نکلا اور کھڑا ہو گیا۔ اس چیز نے تو ہمیں بہت ہی حیران کر دیا۔ میں نے کہا: محمد میاں! یہ ڈیتھ مشن پہ ہے۔ آج یہ بچ کے واپس نہیں جانا چاہتا۔ خیر! جب وہ باہر نکل کر کھڑا ہوا اور ہم حیران ہو کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے، تو اس کے ہاتھ میں گاڑی کی جو چابیوں کا گچھا تھا اس نے اس کو بجانا شروع کر دیا۔

پہلے تو شیر آرام سے بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے پھر گچھا بجایا۔ شیر نے پھر دوسری مرتبہ ذرا غور سے دیکھا۔ جب اس نے تیسری مرتبہ بجایا تو شیر نے اس وقت ہلکی سی ''ہوں'' کی آواز نکالی۔ جیسے ہی شیر نے ''ہوں'' کی آواز نکالی تو وہ جلدی سے اندر بیٹھا، دروازہ بھی بند کر دیا اور شیشہ بند کر کے گاڑی بھی چلا دی۔

پھر اس نے کہا: میں نے آپ لوگوں کو ایک بات دکھانی تھی کہ شیر ایسے ہی حملہ نہیں کرتا، یہ جنگل کا بادشاہ ہے اور اس کا پروٹوکول ہے، اس کا ایک طریقہ کار ہے۔ ہم نے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا: اس کا کیا طریقہ کار ہے؟ کہنے لگا: پہلے یہ آرام سے بیٹھا ہوا تھا' میں نے شور کیا' تو پہلی مرتبہ اس نے نوٹس ہی نہیں لیا۔ پھر شور کیا تو میری طرف اس نے دیکھا کہ یہ کہاں سے آ گیا!؟ پھر جب میں نے تیسری مرتبہ شور کیا تو اس نے ''ہوں'' کی ہلکی سی آواز نکالی اور اس آواز نکالنے کا مقصد یہ تھا کہ

Go away , don't disturb me.

''چلے جاؤ' مجھے پریشان نہ کرو''

وہ کہنے لگا: اگر اس کے بعد میں تھوڑی سی دیر بھی کر دیتا تو شیر نے کھڑا ہونا تھا اور بس ایک سیکنڈ کے اندر اس نے میرے اوپر حملہ کر دینا تھا۔

پھر ایک اور بات کرنے لگا۔ کہنے لگا: آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ پیچھے شیرنی بیٹھی ہے اور میں نے دونوں کے درمیان گاڑی کھڑی کی ہے' اور میں نے جو بھی تماشا کیا ہے وہ شیر کے ساتھ کیا ہے۔ ہم نے کہا: ہاں۔ کہنے لگا: میں شیرنی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔ ہم نے کہا: کیوں؟ کہنے لگا: شیرنی ناقابل اعتبار ہے۔ شیر کا ایک طریقہ کار ہے' وہ حملہ کرے گا تو بتا کے حملہ کرے گا' لیکن جہاں تک شیرنی کی بات ہے' آپ ذرا سا باہر نکلیں تو وہ اسی وقت حملہ کر دے گی۔

مزے کی بات یہ کہ جب اس نے کہا کہ شیرنی ناقابل اعتبار ہوتی ہے' تو اس وقت آگے ایک انگریز جوڑا بیٹھا ہوا تھا' یہ سن کر مرد کہہ بیٹھا:

Women are also un-predictable.

''عورتیں بھی ناقابلِ اعتبار ہوتی ہیں''

یہ سن کر اس کی بیوی نے لڑنا شروع کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیر کب شکار کرتا ہے؟

شیر عام طور پر دن میں سوتا ہے۔ ادھر شام شروع ہوتی ہے اور ادھر وہ اٹھ کر شکار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ نے اس کو رات میں دیکھنے کے لیے آنکھیں ہی ایسی عطا کی ہیں۔ اسی اندھیرے میں وہ دوڑتا بھی ہے اور بھاگتا بھی ہے۔

شیر جب شکار کرنے لگتا ہے تو یہ کئی مرتبہ نو نو گھنٹے تک پلاننگ کرتا ہے۔ یہ کبھی بھی ادھورا قدم نہیں اٹھاتا۔ جب اس کو سو فیصد سے زیادہ یقین ہوتا ہے کہ اب اس ٹارگٹ کو میں نہیں جانے دوں گا تب قدم اٹھاتا ہے۔ اس میں ہمارے لیے سیکھنے کی کئی باتیں ہیں۔ ہم کوئی بھی کام کرتے ہیں تو پوری تیاری کرتے نہیں اور قدم اٹھا لیتے ہیں۔

حملہ کرتے وقت احتیاط کا پہلو:

شیر جب حملہ کرتا ہے تو اس بات کا پہلے خیال کرتا ہے کہ اس حملے میں مجھے نہیں چوٹ لگنی چاہیے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر مجھے چوٹ لگ گئی تو یہاں ڈاکٹر صاحب تو ہیں نہیں' جو آ کے انٹی بائیوٹک لگائیں گے۔ چنانچہ اگر کسی حملے میں شیر کو زخم لگ جائے تو اس کا زخم ننگا رہتا ہے اور پھر اس پر مکھیاں بیٹھتی ہیں اور انفیکشن ہو جاتی ہے اور پھر اسی زخم کی وجہ سے وہ کئی دفعہ مر بھی جاتا ہے۔ تو یہ اس طرح حملہ کرتا ہے کہ اس کو ذرا بھی خراش نہ آئے اور یہ حملہ مکمل ہو جائے۔ اسی لیے اگر کہیں دو بھینسیں ہوں تو شیر ان پر اس وقت تک حملہ نہیں کرتا جب تک کہ ان میں سے ایک کو الگ نہ کر دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اتفاق میں برکت ہے۔

شیر اپنی جگہ بدلتا رہتا ہے:

شیر اپنی جگہ بدلتا رہتا ہے۔ اس کی کوئی ایک جگہ نہیں ہوتی۔ دو چار دن یہاں رہے گا' دو چار دن وہاں رہے گا۔ بس وہ اپنی کنگڈم (سلطنت) کے اندر گھومتا رہے گا۔ اس لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو اچھی خوراک بھی ملتی رہتی ہے۔

انسانوں پر حملہ کرنے کی بنیادی وجہ:

پچھلے دنوں ہم شیر کو دیکھ رہے تھے۔ وہاں ایک جرمن انگریز تھا۔ اس نے شیروں کے ساتھ آٹھ نو سال گزارے ہوئے تھے۔ وہ ہمیں دکھانے کے لیے لے کر چلا۔ وہ جو گاڑی تھی اس پر جالی لگی ہوئی تھی۔ اس جرمن نے ہمیں بتایا کہ میں باہر نکلوں گا تو دیکھ لینا کہ شیر مجھے دیکھتے ہی میرے پاس آئے گا اور آ کر جیسے کوئی ملتا ہے' ایسے رگڑے گا اس وقت مجھے مضبوط کھڑا ہونا ہے' مجھے گرنا نہیں ہے۔

چنانچہ جیسے ہی اس نے باہر قدم رکھا تو ویسا ہی ہوا۔ شیر دور سے آیا اور اس نے آ کر اس کے ساتھ زور سے رگڑا۔ وہ بھی مضبوط کھڑا رہا۔ پھر اس نے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر شیر اس کے سامنے نیچے گر گیا۔ جیسے دو دوست ہوتے ہیں۔ ایسے ہی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے رہے۔

ہم نے اس سے پوچھا: کیا یہ شیر تمہیں پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: شیر کو شکل نظر نہیں آتی' اس کے لیے ایسے ہی ہوتا ہے کہ یہاں دو ٹانگوں والا کوئی اور جانور کھڑا ہے۔ پھر میں نے پوچھا: اگر یہ دو ٹانگوں والا جانور سمجھتا ہے تو پھر حملہ کیوں نہیں کرتا ہے؟ اس نے کہا: اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان کے اندر جب خوف آتا ہے تو اس کے جسم سے ایک کیمیکل ''اینڈرالین'' نکلتی ہے اور وہ اس اینڈرالین کو سونگھتا ہے۔ اس کو سونگھنے کے بعد وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ میرا دشمن ہے اور یہ میرے اوپر حملہ کرنے والا ہے۔ اس لیے حفظِ ماتقدم (اپنا بچاؤ) کے طور پر وہ خود حملہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا اگر انسان ڈرے نہیں تو شیر بھی اس کو کچھ نہیں کہے گا۔ تو اس نے کہا: میں ان سے ڈرتا نہیں ہوں۔ اسی لیے میں ان کے ساتھ کھیلتا ہوں' یہ مجھے گراتے ہیں اور میں ان کو گراتا ہوں۔ اور واقعی اس نے ایسا ہمیں کر کے دکھایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر جب جالی کے اندر آیا تو اس نے اندر سے ایک سرخ رومال دکھایا۔ پھر شیرنیاں آئیں وہ شیرنیاں تو بالکل جالی کے ساتھ لگ گئیں۔ ہم جالی کے اندر تھے اور شیرنی جالی کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اتنا قریب سے ہم نے کبھی شیرنی کو نہیں دیکھا تھا۔ مگر فرق یہ تھا کہ شیرنی پنجرے میں نہیں تھی، البتہ دیکھنے والے پنجرے میں تھے، اس لیے ہمیں کوئی ڈر محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اس وقت میں نے شیرنی کے دانتوں کو قریب سے دیکھا۔ اتنی موٹی موٹی اس کی داڑھیں تھیں۔ اس وقت احساس ہوا کہ واقعی اس کے لیے بندے کو کھانا' کھیرا اور تر کھانے کی طرح ہے۔ اس کے دانتوں میں ٹنوں کے حساب سے طاقت ہوتی ہے۔ دیکھیں! ہمارے ہاں قصاب گائے بھینس کو ذبح کرتے ہیں تو اس کے چمڑے کو چھریوں سے بھی آسانی سے نہیں اتار سکتے اور شیر اس کو اپنے دانتوں سے پکڑتا ہے اور چمڑے کو یوں کھینچتا ہے تو وہ آسانی سے اتر جاتا ہے۔ اس کے اندر کتنی طاقت ہوگی؟ اللہ رب العزت نے اس کی زندگی ہی ایسی بنائی ہے۔

راستے کا حق:

جنگل میں ایک جگہ لکھا ہوا تھا:

The right of the way is with the animals

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم گاڑی میں جا رہے ہو اور آگے سے کوئی جانور سڑک کراس کر رہا ہے تو اس کو اس راستے پر سے گزرنے کا زیادہ حق حاصل ہے۔ یعنی پہلے وہ گزرے اور پھر انسان گزریں۔

حیرت کی بات:

حیرت کی بات ہے کہ آج کے زمانے کے لوگوں نے جانوروں کے حقوق متعین کر دیے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور کہا ہے کہ راستے سے جانوروں کو پہلے گزرنے دو، پھر تم گزرو۔لیکن جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے تو یہی جنگل کے جانور انسانوں کا حکم مانتے تھے مثال کے طور پر:

☆......نبی علیہ السلام کے ایک غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ایک مرتبہ وہ روم کے قریب لشکر سے پیچھے رہ گئے تو ان کو گرفتار کرلیا گیا۔پھر وہ وہاں سے موقع پا کر ان کی گرفت سے نکل گئے۔اس کے بعد وہ اپنے لشکر کو تلاش کرتے ہوئے آرہے تھے کہ راستے میں ایک شیر کو کھڑے ہوئے پایا۔انہوں نے شیر کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوالحرث!......(یہ شیر کی کنیت ہے) میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں، میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔یہ سن کر شیر دم ہلاتے ہوئے ان کی بغل میں آکر کھڑا ہوگیا۔پھر شیر نے چلنا شروع کر دیا۔عجیب بات یہ ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جب کسی قسم کی آواز کو سنتے تو شیر کو پکڑ لیتے تھے۔وہ شیر کے ساتھ ساتھ چلتے رہے حتیٰ کہ شیر کی راہنمائی میں وہ اپنے لشکر میں پہنچ گئے اور اس کے بعد شیر واپس چلا گیا۔

☆......افریقہ کی بربر قوم نے صحابہ کرامؓ کو اپنے علاقے میں داخل ہونے سے منع کر دیا تھا۔ان کے رویے سے مایوس ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگل کا رخ کرلیا۔اب اس قوم کے لوگ سمجھ گئے کہ جنگل کے درندے ان کو اپنا لقمہ بنالیں گے،لیکن آگے عجیب معاملہ پیش آیا۔ان میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جنگل کے کنارے کھڑے ہو کر جنگلی مخلوق سے مخاطب ہو کر کہا: اے جنگل کے درندو! آج رات اس جنگل میں محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا بسیرا ہے،اس لیے تم جنگل خالی کر دو۔ان کے اعلان کرنے کی دیر تھی کہ سب جانور اپنے بچوں کو لے کر جنگل سے نکل گئے اور ان کے لیے جنگل خالی کر دیا۔

☆......سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے،خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ان کا ایک مرید حضرت سے ملنے کے لیے ان کے گھر گیا۔دستک دی،اندر سے جواب آیا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں۔اس نے پوچھ لیا: جی! وہ کہاں گئے ہیں؟ تو آگے سے ان کو دو چار سخت

www.besturdubooks.wordpress.com

باتیں سنا پڑیں کہ ہمیں کیا پتہ، کہاں ہیں۔ اتنی سختی سے جواب ملا کہ وہ حیران ہی رہ گیا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ حضرت اتنے بڑے بزرگ ہیں اور گھر میں بیوی کا یہ جلال ہے۔

خیر! وہ اس جنگل کی طرف چل پڑا جہاں وہ بزرگ گئے ہوئے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے حضرت ایک شیر پر سوار ہو کر آ رہے ہیں۔ وہ بڑا حیران ہوا، ملاقات ہوئی، مگر وہ رہ نہ سکا اور پوچھ ہی لیا: حضرت! آپ کا مقام تو ایسا ہے کہ شیر پر سوار ہیں اور گھر میں اس طرح کا معاملہ ہے۔ تو حضرت نے فرمایا: میں اپنی بیوی کی اس سختی کو برداشت کرتا ہوں اس کا پھل اللہ تعالیٰ یہ دیا کہ شیر میرے بوجھ کو برداشت کرتا ہے اور مجھے اپنے اوپر سوار ہونے کی اجازت دیتا ہے۔

☆......ایک بزرگ تھے۔ ان کو بادشاہ نے بلوایا اور غصے میں ان کو بھوکے شیر کے سامنے ڈلوادیا، اور کہا کہ میں خود بھی تماشا دیکھوں گا۔ جب انہیں شیر کے پنجرے میں ڈال دیا گیا تو شیر آیا اور ان کے قدموں میں اس طرح بیٹھ گیا جیسے کتا اپنے مالک کے پاؤں چاٹنے لگ جاتا ہے۔ اس کا وزیر بڑا سمجھدار تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہا: دیکھو! یہ کوئی اللہ کا مقبول بندہ ہے، اس سے ابھی معافی مانگ لو! ورنہ انہوں نے اگر بددعا کر دی تو تمہاری آئندہ نسل ہی برباد ہو جائے گی۔ بادشاہ نے اسی وقت ان بزرگ کو بلوایا اور اپنی پگڑی ان کے قدموں میں رکھ دی اور معافی مانگی اور ان سے کہا کہ میں آپ کو واپس گھر بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر پہنچ گئے۔

ان کی بیوی تو سمجھ رہی تھی کہ آج میرے خاوند کو شہید کر دیا جائے گا، لیکن جب اس نے اچانک اپنے خاوند کو دیکھا تو بڑی حیران ہوئی۔ چنانچہ پوچھا: جی! آپ زندہ سلامت کیسے واپس آ گئے؟ انہوں نے سارا واقعہ سنایا کہ یہ واقعہ پیش آیا ہے اور بادشاہ نے مجھے گھر بھیج دیا ہے۔ اب بیویاں تو پھر بیویاں ہوتی ہیں۔ اس کے ذہن میں ایک بات آئی اور خاوند سے کہنے لگی: اچھا! ایک بات ذرا سچ سچ بتانا۔ انہوں نے پوچھا: کون سی بات؟ کہنے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگی: جب بھوکا شیر آپ کی طرف آیا تو آپ کو ڈر تو بہت لگا ہوگا، تو بتائیں کہ اس وقت آپ کیا سوچ رہے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جب شیر میری طرف آ رہا تھا تو میں اس وقت یہ سوچ رہا تھا کہ پتہ نہیں، شیر کا لعاب پاک ہوتا ہے یا ناپاک ہوتا ہے، یعنی ذرہ برابر بھی ان کے دل میں خوف نہیں تھا...... اللہ اکبر!!!

اللہ والے یوں ان جانوروں سے بے خوف ہوتے ہیں۔ حقیقت میں یہی ہے کہ جو خالقِ حقیقی سے ڈرتا ہے وہ مخلوق سے ہرگز خوف نہیں کھاتا اور جو خالقِ حقیقی سے نہیں ڈرتا، وہ ہر ایک سے ڈرتا پھر رہا ہوتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمارے دلوں میں بھی اپنا خوف پیدا فرما دے تا کہ ہم اپنی بقیہ زندگی میں ایسے کام کرتے رہیں جو اس کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکیں۔

آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ۝ (القیامہ: ۱۴، ۱۵)

اپنی غلطیوں کو پہچاننا

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مقام: سالانہ اجتماع جھنگ، جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

مورخہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۳ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جو بندہ اپنے عیبوں سے واقف ہی نہیں ہے، وہ اصلاح کے لیے بھی فکرمند نہیں۔ اور واقعی ایسا ہوتا ہے، کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بندے کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے ایک کام کرتا ہے لیکن اس کی آنکھیں نہیں دیکھتیں۔ اپنی زبان سے بولتا ہے لیکن اس کے کان نہیں سنتے، اس کو اس کا دل ودماغ نہیں سمجھاتا کہ تم برا کر رہے ہو۔ وہ برائیاں بھی کر رہا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کا دوست بھی سمجھ رہا ہوتا ہے، اپنے آپ کو اللہ کا ولی بھی سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اور اپنے زعم میں درجے بھی چڑھ رہا ہوتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی غلطیوں کو پہچاننا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ ○ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ ○ (القیامہ:۱۴،۱۵)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

خصوصی مجالس سے کیا مراد ہے؟

خصوصی مجالس کی یہ پہلی محفل ہے۔ خصوصی کا کیا مطلب؟ کہ بڑے درجات والے، معرفت والے، بڑے مقامات والے بندوں کی محفل ہے؟ نہیں جو زیادہ بیمار ہیں' جو خصوصی نگہداشت کے قابل ہیں' جو زیادہ موذی مرض والے ہیں، جن پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے، جن کا کام اتنا بگڑا ہوا ہے کہ اگر ان کو فوری طرپر دوا نہ ملی تو اپنی موت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

قریب ہیں۔ یہ ان لوگوں کی محفل ہے۔

ہسپتال میں جہاں زیادہ پیچیدہ بیماریوں والوں کو رکھا جاتا ہے، اس کا نام ہوتا ہے ''خصوصی نگہداشت کا وارڈ'' تو اب یہ خصوصی مجالس شروع ہوگئیں۔ جو زیادہ پیچیدہ بیماریوں والے تھے، جن کی بیماریاں سمجھ نہیں آتیں۔ کمپلیکس بیماریاں ہیں۔ ایک وقت میں کئی کئی بیماریاں ان کو چمٹی ہوئی ہیں ایسی موذی بیماریوں کی لپیٹ میں آئے ہوئے بندے روحانی طور پر مریض ہیں۔ یہ ان کے لیے خصوصی مجالس ہیں۔

عمل کرنے کا وعدہ:

اس بات کا ارادہ بلکہ وعدہ کرنا ہے کہ ہم ان مجالس میں جو کچھ سنیں گے اس پر ضرور عمل کریں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ اس بات پر بیعت لیا کرتے تھے۔ دلائل موجود ہیں کہ نبی علیہ السلام اس پر بیعت لیا کرتے تھے کہ تم جو سنو گے اس پر عمل کرو گے۔

اب یہ ہمارا وعدہ بھی اسی سنت کی اتباع ہے۔ یہ نہ ہو کہ ہم سن سن کے سن ہو جائیں۔ کئی مرتبہ سن بھی تو ہو جاتے ہیں۔ سنتے سنتے سنتے سن ہو جاتے ہیں، کسی کام کے نہیں رہتے۔ چونکہ بعض سالکین جو کہ طالب علم رہ چکے ہوتے ہیں، وہ احساسِ برتری کا شکار ہوتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں۔ یہی تو مصیبت ہے' یہی تو بنیاد ہے۔ قیامت کے دن یہی تو پوچھیں گے کہ جتنا تم جانتے تھے اتنا مانتے بھی تھے کہ نہیں۔ جو جتنا زیادہ جانتا ہے وہ اتنا زیادہ بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہے اور یہ بوجھ جس نے گردنوں کو توڑا ہوا ہے' قریب ہے کہ بندہ اس بوجھ کے نیچے دب جائے۔ اس سے نجات کی کیا صورت ہو؟ ان مجالس میں اس سے متعلق عنوانات پر گفتگو ہوگی۔

یہ ذہن میں مت رکھیں کہ وہ زیادہ اسباق والے لوگ تھے' زیادہ معرفت والے لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔ حقیقت، حقیقت ہوتی ہے۔ تو کوئی پوچھے کہ خصوصی مجالس ہیں؟ تو انہیں بتاتا: جی؟ خصوصی نگہداشت والے مریضوں کے لیے مجالس ہیں۔ دل میں یہ عہد ہو کہ جو سنیں گے اس پر عمل کریں گے پھر اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہوگی۔ توفیق بھی اسی کو ملتی ہے جس کے دل میں نیت ٹھیک ہوتی ہے۔ نیت کھوٹی ہو تو توفیق بھی نہیں ملتی تو نیت یہی لے کر بیٹھیں کہ ہم جو سنیں گے اس کو عمل کے سانچے میں ڈھالیں گے۔

بندے پر اپنے عیب کب واضح ہوتے ہیں؟

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو اپنے عیبوں پر مطلع فرما دیتے ہیں، اس کے عیب اس کے اوپر کھول دیتے ہیں۔ اور جس بندے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اس کی نظر سے اس کے عیبوں کو اوجھل فرما دیتے ہیں۔ اس کو اپنے اندر کوئی عیب نظر نہیں آتا۔

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ سب سے بڑی بیماری وہ ہوتی ہے جس کو مریض بیماری ہی نہ سمجھے۔ اس لیے کہ جب بیماری ہی نہیں سمجھے گا تو نہ علاج کروائے گا اور نہ پرہیز کرے گا۔ پتہ اس وقت چلے گا جب بیماری اس کو نیچے گرا دے گی۔

جو بندہ اپنے عیبوں سے واقف ہی نہیں ہے، وہ اصلاح کے لیے بھی فکر مند نہیں۔ اور واقعی ایسا ہوتا ہے، کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بندے کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے ایک کام کرتا ہے لیکن اس کی آنکھیں نہیں دیکھتیں۔ اپنی زبان سے بولتا ہے، لیکن اس کے کان نہیں سنتے، اس کو اس کا دل و دماغ نہیں سمجھاتا کہ تم برا کر رہے ہو۔ وہ برائیاں بھی کر رہا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کا دوست بھی سمجھ رہا ہوتا ہے، اپنے آپ کو اللہ کا ولی بھی سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اور اپنے زعم میں درجے بھی چڑھ رہا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

غفلت کی پٹی:

ایک انجینئر صاحب ہمارے کولیگ (ساتھی) تھے۔ یہ عاجز ان کو اچھی طرح جانتا ہے، کئی سال ان کی زندگی کو دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کی غفلت بھری زندگی تھی۔ فرنگی لباس، نمازوں کی پرواہ نہیں، سچ جھوٹ میں فرق نہیں، آنکھ قابو میں نہیں، زبان قابو میں نہیں، جب چاہا کسی کی غیبت کر دی، جب چاہا کسی کے خلاف گالی نکال دی، جان بوجھ کر دل دکھایا کہ جی میں نے فلاں کو سزا دینے کے لیے یوں کیا تھا، دل دکھانے کے لیے، ٹی وی، گانوں کے شوقین، موسیقی کے دلدادہ، سود اور اس سے متعلقہ چیزوں کی اسے پرواہ ہی نہیں۔ ایسی زندگی تھی اس بیچارے کی۔ کبھی ہوا تو جمعہ کی نماز پڑھ لی ورنہ نہیں۔

ایک مرتبہ اس کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے کا موقع مل گیا۔ اس عاجز نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کچھ توبہ کے عنوان پر گفتگو کی۔ جب توبہ کی گفتگو اس نے توجہ سے سنی تو اس نے کہا: آج آپ کی باتوں سے میں بڑا متاثر ہوا ہوں اور اگلی بات اس نے ایسی کی کہ میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکال دی اور میں کانپ اٹھا۔

پہلی بات کیا کی؟ کہ میں آپ کی باتوں سے بڑا متاثر ہوا ہوں، آج آپ نے بڑی اچھی باتیں بتائیں، میرا دل بڑا خوش ہوا ہے۔ اگلی بات یہ کرتا ہے کہ اپنے ارادے سے تو کبھی گناہ کیا نہیں بے ارادے اگر کبھی ہو گیا ہو تو اللہ اس کو معاف کر دے۔

اب ذرا اس بات کو سوچیے کہ جس بندے کی یہ زندگی ہو اور آگے سے وہ یہ جواب دے کہ ارادے سے تو کبھی گناہ کیا نہیں۔ پتہ نہیں ہو گیا وہ کس کو سمجھتا تھا۔ پھر اس کی اپنی بنی ہوئی شریعت تھی یا کیا تھا؟ کہتا ہے کہ ارادے سے تو کبھی گناہ کیا نہیں بغیر ارادے کے اگر ہو گیا ہو تو اللہ اس کو معاف فرما دے۔

تب ہمیں احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ اتنا بھی بندے سے ناراض ہوتے ہیں کہ بندے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی آنکھوں پہ بالکل پٹی باندھ دیتے ہیں۔اس کو نظر نہیں آتا کہ یہ کرنا کیا ہے؟اس کو نہیں سنائی دیتا کہ یہ بولتا کیا ہے سارے دن میں اتنے خلاف شرع کام کرنے کے بعد پھر کہتا ہے کہ ارادے سے تو کبھی گناہ کیا نہیں' بنا ارادے ہوگیا ہو تو اللہ معاف کرے۔بندہ اتنا غافل ہو جاتا ہے کہ اس کو اپنے گناہ' گناہ ہی نظر نہیں آتے۔

اپنی بیویوں سے زنا کرنے والے:

چنانچہ قرب قیامت میں زنا عام ہوگا۔کس طرح؟ کہ لوگ اپنی بیوی کو طلاق بھی دے بیٹھیں گے اور پھر اس کی پرواہ بھی نہیں کریں گے کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔میاں بیوی پھر مل کر (اکٹھا) رہنا شروع کر دیں گے،اس گناہ کی آج بہت کثرت ہوتی جارہی ہے۔جی ہاں!اندر کی باتیں حکیم کو بتاتے ہیں یا پھر پیر کو بتاتے ہیں۔حکیم کو جسمانی علاج کے لیے بتاتے ہیں اور پیر کو روحانی علاج کے لیے بتاتے ہیں۔

جب نوجوان میاں بیوی میں جھگڑے ہوتے ہیں اور وہ طلاق کے مسائل سے واقف نہیں ہوتے تو طلاق کے مترادف الفاظ کہہ دیتے ہیں اور اس کو طلاق ہی نہیں سمجھتے۔کئی تو طلاق دے دیتے ہیں اور سالوں کے بعد جب بات کھلے تو کہتے ہیں او جی!میں نے تو غصے میں طلاق دی تھی۔بھئی یہ کہیں لکھا ہوا ہے کہ خوش ہو کے بندہ طلاق دیتا ہے؟کوئی بندہ کبھی آپ نے ایسا دیکھا کہ اپنی بیوی سے بڑا خوش ہو اور کہے کہ خوشی کی وجہ سے میں آپ کو طلاق دیتا ہوں' او خدا کے بندے!طلاق تو ہوتی ہی غصے میں ہے۔یہ کیا لفظ ہوا کہ میں نے تو غصے میں یہ کہہ دیا تھا؟کئی کہتے ہیں کہ میں نے کہہ تو دیا تھا لیکن میرا مطلب نہیں تھا۔بھئی تیرا کہنا لکھا گیا' مطلب تھا یا نہیں،یہ آگے اللہ کی مرضی ہے۔دنیا کو دھوکہ دے سکتا ہے پروردگار کو دھوکا نہیں دے سکتا۔شرم کے مارے لوگوں کو بتاتے بھی نہیں اور کہتے ہیں کہ اب بچے بھی ہیں' کیا کریں؟بیوی بھی تیار اور میاں بھی تیار اور بغیر نکاح کے باقی

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کی پوری زندگی گزر جاتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ میاں بیوی مسائل سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے کلمات کفر کے مرتکب ہو بیٹھتے ہیں۔ ایسے کلمات کہہ دیے کہ جن سے انسان کفر کا مرتکب ہوتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا، اس کا عذاب اپنی جگہ ہے۔

وہ بندہ کافر ہو گیا:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دو بندے بات کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہہ دیا: یار! یہ تو شریعت کی بات ہے اور اگلے نے کہا ''رکھ پرے شریعت کو'' فَقَدْ کَفَرَ ان الفاظ کے کہنے سے وہ بندہ کافر ہو گیا اور آج شریعت کی وہ عظمت دل میں نہیں رہی جو ہونی چاہیے تھی۔ الا ماشاء اللہ۔

بتانے کا مقصد یہ تھا کہ انسان خود ایک عمل کرتا ہے اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ میں کر کیا رہا ہوں۔

ایک شخص کی گستاخانہ باتیں:

ایک صاحب تھے' وہ شریعت پر عمل کرنے والے لگ رہے تھے' نمازی لگ رہے تھے۔ کام کرتے ہوئے ان کے منیجر نے ان کو بلا کے پوچھا: بتاؤ جی! کیا حال ہے؟ آگے سے جواب دیکھو کیا دیتا ہے؟ کہتا ہے:

''اگے تے پنجی منٹی سنداسی' ہن پتہ نئیں کتھے ٹر گیا اے؟ ہن تے سنداوی نئیں''

یہاں تک بھی کہتا تو سمجھتے کہ کسی بندے کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ آگے سے اس نے یہ بھی کہا۔ ''ہن تے اسیں نمازاں پڑھنیاں وی چھڈ دتیاں نیں''

ہنس کے یہ بات کی اور چلا گیا۔ میں نے منیجر سے پوچھا یہ کون ہے؟ کہتا ہے جی! یہ نمازیں بھی پڑھتا ہے اور غصے کا ذرا تیز ہے' غصے میں ایسی باتیں کر جاتا ہے اب بتاؤ دین

www.besturdubooks.wordpress.com

سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے اور علم نہ ہونے کی وجہ سے ایمان سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حفاظتِ دین کے لیے علم ضروری ہے' حفاظت ایمان کے لیے تزکیہ ضروری ہے' اور اقامت دین کے لیے جہاد ضروری ہے۔

اپنی ہی باتوں سے اتنی غفلت:

آدمی اتنا غافل ہو جاتا ہے اس کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ میری زبان سے کیا نکلا؟ یا میں نے ہاتھ سے کیا کیا؟

ایک دفعہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے آدمی نے بات چیت کے دوران کوئی برا سا لفظ بول دیا۔ دوسرے نے کہا بھائی! ایسا نہ کہو۔ اس نے کہا: میں نے تو نہیں کہا۔ تین بندوں نے کہا کہ ہم نے سنا' آپ نے یہ کہا ہے' وہ کہتا ہے: میں نے تو نہیں کہا۔ تو بعض اوقات انسان اپنی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ خود نہیں سن سکتا' اتنا غافل ہو جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کے عیبوں کو اس کی نظر سے اوجھل کر دیتے ہیں۔ اسے اپنا کوئی عیب نظر نہیں آتا' دوسروں کے عیب نظر آتے ہیں۔

اس لیے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے عیب اس پر واضح فرما دیتے ہیں اور جب ناراض ہوتے ہیں تو اس کے عیب اس کی نظروں میں چھپا دیتے ہیں۔

دورنگی چھوڑ دے:

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے ظاہر کرے' جیسے وہ ہے' یا پھر جیسا ظاہر کرے' ویسا بن جائے۔ ظاہر اور باطن کے تضاد کو دور کرے۔ دورنگی کو دور کرے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جھوٹ بولنے سے بہت سارے لوگ بچتے ہیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے لیکن وہ کیوں ڈرتے ہیں؟ اس لیے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ صوفی ہو کے جھوٹ بولتا ہے۔ طالب علم ہو کے جھوٹ بولتا ہے۔ دیکھو جی! منہ پہ سنت سجائی ہے اور جھوٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

بولتا ہے۔ حافظ ہو کے جھوٹ بولتا ہے۔ عالم ہو کے جھوٹ بولتا ہے۔ اس ڈر کی وجہ سے کتنے لوگ جھوٹ نہیں بولتے کہ لوگ کیا کہیں گے؟

بدنظری سے کون بچتا ہے؟

ایک گناہ ایسا ہے کہ جس کو کرنے سے کوئی کچھ نہیں کہتا' کوئی شرمندہ نہیں کرتا' اور وہ ہے بدنظری۔ کیا فرق پڑتا ہے؟ صوفی صاحب' صوفی صاحب ہیں۔ قاری صاحب' قاری صاحب ہیں۔ پیر صاحب' پیر صاحب ہیں۔ حاجی صاحب' حاجی صاحب ہیں۔ چونکہ اس گناہ پر کوئی شرمندہ نہیں کرتا' لہٰذا آج کے زمانے میں یہ گناہ بہت عام ہو گیا ہے۔ اگر بدنظری کرنے والوں کی آنکھوں کا رنگ بدل جایا کرتا تو کتنے ہی لوگ بدنظری کرنا چھوڑ دیتے۔ لیکن اب تو پتہ ہی نہیں ہوتا کدھر دیکھ رہا ہے؟ اور دیکھ رہا ہے تو کس نیت سے دیکھ رہا ہے؟ دل کا تعلق تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ مخلوق کو چونکہ پتہ ہی نہیں چلتا اس لیے بدنظری کا گناہ عام ہے۔ اس سے وہی بچتا ہے جس کے دل میں خوف خدا ہوتا ہے۔

دیدِ قصور:

جس طرح درخت کو اپنے پھل وزنی معلوم نہیں ہوتے اسی طرح انسان کو بھی اپنے عیب برے معلوم نہیں ہوتے۔ تاہم اپنے عیبوں سے جب ہم واقف ہونگے تب ان کی اصلاح ہوگی۔ اس کو ہمارے مشائخ نے دیدِ قصور کا لفظ دیا۔ دیدِ قصور کسے کہتے ہیں: اپنے عیبوں کو جاننا اور اپنی کوتاہیوں سے واقف ہونا' دیدِ قصور کہلاتا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا خوبصورت لفظ استعمال کیا کہ فلاں بندے کو ''دیدِ قصور'' نصیب ہو گیا۔ ایک اصطلاح انہوں نے استعمال کرنی شروع کر دی۔ اپنی دعاؤں میں یہ دعا بھی مانگا کیجیے۔ اے اللہ! ہمیں دیدِ قصور نصیب فرما۔ کیا مطلب؟ ہمارے عیب ہمارے اوپر واضح کر دیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے عیوب پہچاننے کے طریقے:

اپنے عیب پہچاننے کے چار طریقے ہیں۔ چونکہ خصوصی نگہداشت کی مجالس ہیں لہٰذا کچھ باتیں آپ سے کہی جائیں گی اور کچھ باتیں آپ سے کہلوائی جائیں گی تاکہ سبق پکا ہو۔ کوئی صاحب مراقبے میں جانے کی کوشش نہ کرے اور کبھی کبھی کسی بات کا درمیان میں جواب بھی پوچھ لیا جائے گا۔ تاکہ پتہ چلے کہ کون کتنے غور سے سن رہا ہے۔ پھر پتہ چلے گا کہ کتنی حاضر دماغی سے سن رہے ہیں۔

(۱) شیخِ کامل کی نظر میں رہنا

شیخ آئینے کی مانند ہوتا ہے:

شیخ کی مثال ایسی جیسے آئینہ

"اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ الْمُؤْمِنِ"

"مومن مومن کا آئینہ ہے" تو جیسے آئینہ دیکھنے سے منہ کی کالک نظر آجاتی ہے ایسے ہی شیخ کے پاس بیٹھنے سے انسان پر اس کے عیب واضح ہو جاتے ہیں کچھ عیب تو خود واضح ہو جاتے ہیں اور جو نہیں ہوتے وہ شیخ ہی واضح کر دیتے ہیں، سمجھا دیتے ہیں، ڈانٹ ڈپٹ کر دیتے ہیں اور بات کھل جاتی ہے۔

آج کل تو شیخ کے پاس بھی تیاری کر کے آتے ہیں کہ شیخ کو میری کوتاہیوں کا پتہ نہ لگنے پائے اور خواب بھی اگر سناتے ہیں تو خواب میں ان کو جو حصہ اچھا نظر آتا ہے وہ بتا دیتے ہیں اور جو حصہ اسی خواب کا برا نظر آتا ہے وہ حصہ چھپا لیتے ہیں۔ یعنی یہ وہ مریض ہیں کہ ڈاکٹر ہمارا زخم نہ دیکھنے پائے۔ تو جو مریض ڈاکٹر سے اپنا زخم چھپائے گا وہ اپنا علاج کیسے کر پائے گا؟ ڈاکٹر کے سامنے تو زخم کھولنا پڑتا ہے، دکھانا پڑتا ہے تو اچھائیاں بتائیں یا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ بتائیں' کوتاہیاں ضرور بتا دیں اور شیطان ایسا بدمعاش ہے کہ وہ ذہن میں ڈالتا ہے کہ برائی لوگوں کو کیوں بتائیں؟ میرے اور اللہ کے درمیان ہے۔ مسئلہ سن لیجیے:

شیخ پر عیوب واضح کرنے کی شرعی حیثیت:

کسی عام بندے کے سامنے ایسی بات کو ظاہر نہیں کرنا چاہیے لیکن جس نے علاج کرنا ہے جب تک اس کو نہیں بتائیں گے تو پھر علاج کیسے ہو سکے گا؟ اس کو بتانا، اطلاع دینا' اس عیب سے چھٹکارا پانے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے شریعت نے اس کو منع نہیں کیا۔ حتی کہ عورت بھی ہے اور اس کے جسم پر زخم ہے اور لیڈی ڈاکٹر نہیں تو ڈاکٹر کے سامنے بھی اس کو وہ زخم کھولنا پڑ جائے گا۔ تو شیطان اس وقت کہتا ہے کہ میں کیوں بتاؤں؟ بھئی اطلاع تو دینی پڑے گی۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا: بالکل صدق دل کے ساتھ انسان اپنے من کی جو کیفیت محسوس کرتا ہے شیخ کے سامنے کھول دے۔ مشائخ کے سینے لوگوں کی امانتوں کے خزینے ہوتے ہیں۔ جو بات ان تک پہنچ جاتی ہے وہ دو حال سے خالی نہیں ہوتی۔ ایک تو وہ ان کی اصلاح کے لیے ان کا تعاون کرتے ہیں' ان کی مدد کرتے ہیں' ان کو سمجھاتے ہیں' طریقے بتاتے ہیں اور دوسرا یہ کہ راتوں کی تنہائیوں میں اس کی شفایابی کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔ تو اس لیے شیخ کی زیر نظر رہنے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ ہمارے عیب وہ ہمیں بتا سکیں۔ اور اگر آج کوئی کسی کی بات شیخ کے سامنے نقل کر دے تو اسے کہتے ہیں تو تو چغل خور ہے، یہ بہت چغلیاں کھاتا ہے۔ یہ نہیں کہ میں نے کیوں کیا؟ مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تلاش کرنے لگ جاتے ہیں کہ شیخ کو یہ بات کس نے بتائی؟ جس بندے نے یہ کوشش کی اس نے اپنی اصلاح کا راستہ بند کر لیا۔

یہ ضروری نہیں ہوتا کہ سب کے سب جال، ظلمانی ہوتے ہیں۔ کچھ جال ایسے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں کہ وہ سالک کو نورانی نظر آتے ہیں۔ جی ہاں! شیطان ایسے بھی جال پھینکتا ہے ایسے جالوں سے بچنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ:

سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ وہ روز خواب میں جنت دیکھتا۔ اب جب کئی مرتبہ جنت دیکھی تو اس میں خود پسندی آ گئی۔ آج تو لوگ اپنے بڑے عقیدت مند ہوتے ہیں، ایک خواب دیکھتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے اپنے عقیدت مند بن جاتے ہیں۔ اب اس نے لوگوں میں بھی کہنا شروع کر دیا کہ میں تو جنت کی سیر کرتا ہوں' جنت کے مکان دیکھتا ہوں، یہ بات شیخ تک بھی پہنچ گئی جب ان کے پاس وہ مرید صاحب ملنے کے لیے آئے تو انہوں نے ان کو سمجھایا کہ بھئی! یہ جو آپ دیکھتے ہو یہ شیطان کا جال ہے وہ تمہیں خود پسندی کے راستے سے گرانا چاہتا ہے' ایسی باتیں لوگوں میں مت کیا کرو۔

اس نے شیخ کی بات تو سن لی مگر جب محفل سے اٹھا تو کہنے لگا: میرے شیخ بھی میرے ساتھ جیلس (حاسد) ہو گئے ہیں۔ میرا مقام اتنا بڑھ گیا ہے، شیخ کو اچھا نہیں لگتا۔ خیر! جب واپس آیا تو اگلی رات پھر اسی طرح خواب آیا مگر شیخ کی دعائیں اور توجہ تھی دوران خواب جب وہ بندہ جنت دیکھ رہا تھا اس کو خیال آیا کہ میرے شیخ نے کہا تھا کہ آئندہ خواب دیکھنا تو ذرا ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ'' بھی پڑھ لینا۔

لاحول پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟ شیطان بھاگ جاتا ہے۔ ایک دوست آئے کہنے لگے: میں آیا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے پھر میں واپس چلا گیا۔ ہم نے کہا: نماز پڑھ رہے تھے۔ لاحول تو نہیں پڑھ رہے تھے۔

اب کیا ہوا؟ جیسے ہی اس نے خواب میں لاحول پڑھا' کیا دیکھتا ہے؟ تمام مناظر اسی وقت ختم ہو گئے، چند ہڈیاں پڑی نظر آئیں' نجاست پڑی نظر آئی' آنکھ کھل گئی۔ وہ بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہوا۔ میں تو جنت کے مناظر دیکھ رہا تھا یک دم یہ کیا ہوا؟ اب اپنے شیخ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا اور عرض کیا:

حضرت! آپ نے کہا تھا لاحول پڑھنا۔ لاحول پڑھا تو یہ معاملہ ہو' اب آگے سمجھائیں۔ انہوں نے بات سمجھائی کہ شیطان خواب میں تمہارے سامنے کسی خوبصورت باغ کو پیش کرتا تھا اور تمہارے دل میں یہ ڈال رہا تھا کہ تم جنت دیکھ رہے ہو۔ تم جنت نہیں دیکھ رہے تھے، تم تو کوئی اچھا سا منظر دیکھ رہے تھے' اور وہ تمہارے اندر خود پسندی پیدا کرنا چاہتا تھا۔

"وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ"

یہ مہلکات میں سے ہے۔ انسان کو یہ برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

اب جنت کا منظر دیکھنا یا اس کو پہچاننا یہ کیسا جال ہے؟ ہر بندہ تو نہیں سمجھ سکتا۔ تو اس لیے شیطان کے جال عجیب طرح کے ہوتے ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی ہے۔ اس لیے پہلا اصول یہ ہے کہ اپنے اچھے حالات کھولیں یا نہ کھولیں' لیکن جو کوتاہیاں ہیں وہ ضرور بتا دیں' کہ یہ یہ بیماریاں ہیں' میں علاج چاہتا ہوں' اول تو شیخ سمجھا دیں گے کہ ان سے بچنا کیسے ہے؟ نہیں تو دعائیں دیں گے اور ان دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ بیماری سے بچنا آسان فرما دیں گے۔

بے استاد بے بنیاد:

آدمی اپنا علاج خود نہیں کر سکتا۔ استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہر آں کار کہ بے استاد باشد
یقیں دانی کہ بے بنیاد باشد

ہر بندہ جو بے استاد ہوتا ہے۔ یقین جانو کہ وہ بے بنیاد ہوا کرتا ہے۔ اپنا علاج خود

www.besturdubooks.wordpress.com

کرے گا تو یہ دھوکا کھا جائے گا۔ شیطان اسے بڑی آسانی سے گرا دے گا۔

ایک آدمی کا بچہ بیمار ہو گیا، اس کا پیٹ خراب ہو گیا، موشن لگ گئے۔ اس کی بیوی نے کہا کہ ڈاکٹر کو بلائیں! اس کا علاج کروائیں۔ وہ کوئی ضدی قسم کا تھا' کہنے لگا: اس کے لیے ڈاکٹر کو بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں خود ہی دوائی لے آتا ہوں۔ اب اس نے ذہن میں سوچا کہ میرے بیٹے کو اس وقت ڈائریا ہو گیا ہے' اس کا پیٹ چل پڑا۔ پانی کی طرح پاخانے آرہے ہیں تو اگر میں اس کو کوئی دوائی دے دوں جو قبض کرنے والی ہو تو اس کی بیماری دور ہو جائے گی۔

چنانچہ وہ جا کر میڈیکل سٹور والے سے کہنے لگا کہ قبض کی دوائی دے دیں۔ اس نے دوائی دے دی۔ اس نے آ کے بچے کو استعمال کروائی تو بیماری پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ دوسرے اور تیسرے دن تو بچہ بالکل مرنے کے قریب ہو گیا۔ اب اس اللہ کی بندی بیوی نے خود جا کے محلے کے ڈاکٹر کو دکھایا، اس نے وہ دوائی بند کروائی اور اس کا علاج کیا۔ خیر بچہ تو بچ گیا لیکن ڈاکٹر نے کہا یہ جو دوائی بچے کو دے رہی ہے یہ دی کس نے ہے؟ کہتی ہے اس کا باپ لایا تھا۔ اس نے بلا کے پوچھا: جناب آپ نے یہ دوائی کیسے دے دی؟ کہنے لگا جی! اس کا پیٹ نرم تھا تو میں نے سوچا کہ قبض کی دوائی دے دیں تو پیٹ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس نے کہا: عقل کے اندھے، ہماری اپنی اصطلاحات ہیں، اس فن کو ہم جانتے ہیں۔ جب ہمیں کوئی بندہ آ کے کہتا ہے کہ قبض کی دوائی دو تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بندے کو قبض ہے اس کو کھولنے کی دوائی دو۔ ایک تو پہلے پیٹ نرم تھا پھر قبض کھولنے کی دوائی دے دی، تو بچے نے مرنا نہیں تھا تو کیا کرتا تھا۔ اپنا علاج کرے گا تو پھر ایسا ہی ہو گا۔ اس لیے ہمیشہ معالج کی ضرورت ہے اس معالج کا نام' اس طبیب روحانی کا نام مرشد اور شیخ ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) صلحا سے دوستی

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نیک اور دیندار لوگوں کے ساتھ دوستی رکھنا۔ جو دوست دیندار ہو گا وہ تصحیح کرتا رہے گا' بتاتا رہے گا: آپ یہ نہ کرو' یہ کرو' ایسا نہ کرو' ایسا کرو۔ خود ارادے سے نیک لوگوں کو اپنا دوست بنائے تاکہ نیک لوگوں میں بندھا رہے اور سوچے کہ اگر میں ادھر ادھر ہلنا چاہوں تو یہ دوست مجھے ہلنے نہ دے۔ اس لیے اگر کوئی دوست ٹوک دے کہ ایسے نہیں ایسے کرنا ہے تو اس کے ساتھ جھگڑا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کو اپنا محسن سمجھنا چاہیے۔

عیوب کے تحفے پر بخشش کی دعا:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے پاس میرے عیوب کا تحفہ لائے گا میں اس شخص کے لیے مغفرت کی دعا کروں گا۔ ہمارے مشائخ ایسی بات سے خوش ہوتے تھے۔

اچھے دوست کی پہچان:

نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا: اچھا دوست کون ہے؟ اس کی جو نشانیاں بتائیں ان میں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ جب تو نیک کام کرے تو وہ تیرا تعاون کرے اور جب تو برائی کا مرتکب ہو تو تجھے روک دے۔ یہ اچھے دوست کی علامت ہوتی ہے۔

تَعَاوُنْ عَلَی الْبِرّ کی درخشندہ مثال:

صحابہ رضی اللہ عنہم جب بھی ایک دوسرے کو کوئی ایسی بات ... دیکھتے تو فوراً بتا دیتے اور وہ اس کو برا بھی نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے منبر پر کھڑے ہیں، ایک اعرابی کھڑا ہوا۔ لوگوں میں کہنے لگا: بیت المال سے سب کو ایک چادر ملی ہے' آپ نے خود دو چادریں کیوں لیں؟ جب تک وضاحت نہیں کریں گے تب تک ہم نہ آپ کی بات سنیں گے نہ مانیں گے۔ اب اس بات پہ امیر المومنین نے کوئی سزا دلوا دی تھی؟ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عبداللہ اٹھ کر اس کا جواب دو! وہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: بیت المال سے سب کو ایک ایک چادر ہی ملی ہے۔ ایک چادر میرے ابو کو ملی تھی اور ایک مجھے میں نے اپنی چادر اپنے والد گرامی کو تحفۂ ہدیہ کے طور پر دے دی تھی اس لیے ان کے پاس دو چادریں موجود ہیں۔ بات کی وضاحت ہوگئی۔ کیونکہ ان کا اخلاق اچھا ہوتا تھا' پوچھنے والے پوچھ لیتے تھے اور بتانے والے بھی بتا دیتے تھے' گھبراتے نہیں تھے۔ دلوں میں منافقت نہیں تھی۔ دین دار لوگوں سے ہمیں دوستی خود کرنی چاہیے اور اگر وہ دیندار لوگ گائیڈ کرتے رہیں تو اپنی اصلاح اسی طرح کرتے رہنا چاہیے۔

اس لیے کہا:

"اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ"

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تم میں سے ہر کوئی دیکھے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے، کس کو خلیل بنا رہا ہے۔"

وہ درویش ایسے تھے:

ایک بادشاہ تھا۔ اس کے پاس بہت سے علما ملنے کے لیے جاتے تھے۔ وہ نیک اور دین دار تھا۔ وہ سب کو بڑے دھیان سے اپنے پاس بٹھاتا اور خاطر تواضع کرتا۔ ایک آدمی ایسا تھا کہ جب وہ اس کے پاس آتا تو بادشاہ خود ہی بادشاہی کے تخت سے اترتا اور اس کو اپنی جگہ پر بٹھا دیتا اور خود سامنے شاگرد بن کر بیٹھ جاتا' اب یہ درویش بندہ ہوتا تھا پھٹے ہوئے سے کپڑے ہوتے تھے' تو باقی بڑے بڑے قاضی اور بڑے بڑے عالم بڑے حیران ہوتے تھے کہ ہم درجے میں تو اتنے اونچے ہیں اور بادشاہ سلامت اس فقیر سے بندے کو تخت پہ بٹھا دیتے ہیں' خود شاگرد بن کر سامنے بیٹھ جاتے ہیں تو ایک یا دو جو بڑے قاضی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے انہوں نے پوچھ ہی لیا: بادشاہ سلامت! آخر کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا: وجہ یہ ہے کہ آپ لوگ میرے پاس آتے ہیں میں آپ لوگوں کو نائب نصوص سمجھتے ہوئے آپ کا اکرام کرتا ہوں اور آپ میری برائیوں کو دیکھتے بھی ہیں' جانتے سمجھتے بھی ہیں مگر مجھے کچھ نہیں بتاتے اور واپس چلے جاتے ہیں بلکہ خوش ہو کے چلے جاتے ہیں۔ لیکن یہ ایسا بندہ ہے کہ جب میرے پاس آتا ہے تو میری برائیاں کھول کھول کر میرے منہ پر بتاتا ہے، مجھے اصلاح کا موقع مل جاتا ہے' میں اسے استاد سمجھتا ہوں اس لیے اُسے تخت پر بٹھاتا ہوں اور خود شاگرد بن کے بیٹھ جاتا ہوں۔

پہلے وقتوں کے درویش ایسے ہی تھے۔ وہ وقت کے بادشاہوں کی کلاس لیتے تھے۔ بالکل ڈرتے جھجکتے نہیں تھے۔

بادشاہِ وقت کی سرزنش:

ہارون الرشید ایک بزرگ کو ملنے آئے تو انہوں نے کہا کہ بھئی! میں نہیں اجازت دیتا برمکی نے کہا: وہ ضعیف ہیں اور وہ ملنے آئے ہیں' آپ اب ان کو ملنے کا ٹائم تو دیں۔ اس نے کہا: میں نہیں دیتا' اپنے کام میں مصروف ہوں اس نے کہا: اچھا! وہ آ گئے ہیں۔ انہوں نے پھونک مار کے چراغ بجھا دیا تو وزیر صاحب پوچھتے ہیں کہ بادشاہ کے آنے پر چراغ کیوں بجھا دیا؟ کہنے لگے کہ میں اس ظالم آدمی کا چہرہ ہی نہیں دیکھنا چاہتا۔ منہ پر کہا کہ میں ایک ظالم آدمی کا چہرہ ہی نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس اندھیرے میں ان کو اس بادشاہ نے سلام کیا۔ زبردستی جب سلام کیا تو بزرگ نے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کہا یہ ہاتھ کتنے نرم ہیں؟ اگر یہ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ بات بات پہ سمجھاتے تھے۔ اس نے کہا: مجھے نصیحت کریں۔

فرمانے لگے: پہلے فلاں تھا' فلاں تھا، پھر تیرا باپ تھا، اب تو ہے جس طرح تیرا باپ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ رہا تو نے بھی نہیں رہنا آخرت کی تیاری کر لے۔ پہلے وقت کے قاضی بھی ایسے ہوا کرتے تھے۔ بادشاہ بھی ان کے سامنے ڈرتے تھے۔ آج تو بادشاہ کی منت کر کے قضا کا عہدہ لیتے ہیں اور مشائخ' وقت کے بادشاہوں کو خوش کرنے میں لگے ہوتے ہیں۔ کانفرسیں بنائی جاتی ہیں جن میں سب مشائخ ہوتے ہیں اور وقت کا بادشاہ شیخ المشائخ ہوتا ہے تو وہ حضرات اس معاملے میں کھرے تھے۔ صاف بات بتادیتے تھے اور اسی میں بھلائی ہے۔

گورنر ہو تو ایسا:

اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کی رپورٹ رکھا کرتے تھے۔ لوگوں سے پوچھتے تھے کہ میں نے جو اس بندے کو متعین کیا بتاؤ اس کی کارکردگی کیسی ہے؟ مشہور واقعہ ہے کہ سعد بن سعید عامر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان سے تین گلے شکوے ہیں۔

۱۔ جمعہ کے دن چھٹی کرتے ہیں۔

۲۔ دن کے وقت تو کام کرتے ہیں اور عشا پڑھتے ہی دروازے بند کر لیتے ہیں۔

۳۔ صبح دفتر میں ذرا لیٹ آتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا لیا اور پوچھا: کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا: امیر المومنین! وجہ یہ ہے کہ میرے گھر میں کوئی خادم (نوکر) نہیں ہے۔ اب اگر بیوی گھر کے کام کرے تو بچوں کو سنبھالنے والا کوئی ہونا چاہیے۔ تو میں صبح کے وقت بچوں کو سنبھال لیتا ہوں اور بیوی گھر کے کام کر لیتی ہے، اس لیے مجھے آنے میں ذرا لیٹ ہو جاتی ہے۔ باقی میں سارا دن اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتا ہوں اور میں نے ساری رات اپنے پروردگار کی عبادت کے لیے مخصوص کر لی ہے اور تیسرا یہ کہ میرے پاس ایک ہی جوڑا ہے دوسرا کوئی ہے نہیں' میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اسے ایک ہفتہ پہنتا ہوں، جب جمعہ کا دن آتا ہے تو میں تہبند باندھ لیتا ہوں اور اپنے کپڑوں کو دھو لیتا ہوں پھر ان کو خشک کر لیتا ہوں، دھونے اور خشک کرنے میں میرا دن لگ جاتا ہے اس لیے ہفتے میں ایک دن جمعہ کی میں چھٹی کر لیا کرتا ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: الحمدللہ! عمر نے جس کو گورنری کے لیے تجویز کیا اللہ کی رحمت سے وہ اس کے لیے، بہت مناسب آدمی ہے۔

ہر وقت تو شیخ کامل کی صحبت نہیں ہوتی، وہ تو تھوڑا وقت مل سکتی ہے۔ تو پھر بقیہ وقت کیا ہو؟ اپنے اردگرد ڈھونڈ کے، چن چن کے متقی پرہیزگار لوگوں کو اپنا دوست بنائیے، ان سے ملنا ملانا رکھیے، تاکہ وہ بندے کو نیکی کے اوپر چلنے میں اس کی معونت کرتے رہیں۔

(۳) حاسدین سے اپنی اوقات معلوم کرنا

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی اوقات اپنے دشمنوں کی زبانی معلوم کرنے کی کوشش کرے، اپنی اوقات اپنے حاسدین سے معلوم کرے۔ آج ہمارے اندر یہ چیز نہیں ہے۔ ہم تو حاسد کی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اس کی ہر بات کو جھوٹ کہہ دیتے ہیں۔ ہمارے مشائخ ایسا نہیں کرتے تھے۔ دشمن کی بات بھی اس نیت سے سنتے تھے کہ اگر واقعی اس میں کوئی اصلاح والی بات ہے تو میں اپنی اصلاح کر لوں گا۔

زہر بھری باتیں یا مٹھائی کی ڈلیاں؟

ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک کتاب آئی جوان کے کسی بڑے حاسد نے لکھی تھی۔ ان دنوں بینائی تو نہیں تھی، حضرت نے کسی شاگرد سے کہا: مجھے پڑھ کر سنا دو، اس نے کہا: حضرت! یہ کتاب آپ کے حاسد (مخالف) نے لکھی ہے اور پتہ نہیں کیا کیا مغلظات آپ کے بارے میں لکھیں ہونگی، فرمایا: ہاں میں چاہتا ہوں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھ کر سناؤ، ممکن ہے کوئی بات اس نے ایسی کہی ہو جو واقعی میرے اندر غلطی ہو تو اس کو سن کر اپنی اصلاح کرلوں گا اور آج تو مخالف کی بات سننا برداشت نہیں کرتے۔ چاہے ان پڑھ ہو اور چاہے پڑھا لکھا ہو، عالم ہو یا مفتی ہو، اختلاف رائے رکھنے والے کی بات برداشت نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں نہیں جی! یہ میرا مخالف ہے۔ اس کی سچی بات بھی ان کو جھوٹ نظر آتی ہے۔ اس لیے پھر اصلاح کا راستہ بند ہے۔

یاد رکھنا! جس بندے کو اس کے عیب بتانے والا کوئی نہ ہو وہ بندہ دنیا میں بہت ہی زیادہ خطرے میں ہوتا ہے۔ پتہ نہیں شیطان کب اسے گرادے؟ ہمارے مشائخ دشمنوں سے ایسی باتیں سنتے تھے اور ان کو میٹھی چیزیں سمجھ کے کھالیا کرتے تھے۔

تو نے مجھے صحیح پہچانا:

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہیں جارہے تھے۔ ایک عورت نے دیکھ کر کہا او ریاکار! فرمانے لگے اللہ تیرا بھلا کرے، بیس سال میں بس تو ہی ہے جس نے مجھے صحیح پہچانا ہے۔ اب کوئی ہمارے جیسا ہوتا تو لاٹھی لے کر کھڑا ہو جاتا۔ تو دشمنوں کی زبانی بھی انسان کو اپنی اصلاح کی باتیں مل سکتی ہیں۔ لہٰذا سالک کے اندر یہ صفت ہونی چاہیے کہ دوسرے کی بات کو سنے۔ آج تو سنتے ہی نہیں، وہ بھی بول رہا ہے یہ بھی بول رہا ہے، یہ اس کی نہیں سن رہا وہ اس کی نہیں سن رہا۔ دونوں بولتے چلے جارہے ہیں، سننے پہ کوئی آمادہ ہی نہیں۔

تو بھئی! اگر مخالف، دشمن یا حاسد بھی ہو تو ممکن ہے اس نے بات کا بتنگڑ بنایا ہو یا پر کا پرندہ بنایا ہو لیکن اس کا پرتو ہوگا کہ جس کا پرندہ بنا۔ تو ہمارے اسلاف اسی نیت سے حاسدین کی باتوں کو بھی سن کر جو اصلاح کا پہلو نکلتا تھا اپنے عیبوں کی اصلاح کرلیا کرتے تھے۔ اس لیے ان کو حاسد یا مخالف جتنی مرضی بری بات کہہ دے ان کو غصہ نہیں آتا۔ کیوں غصہ نہیں آتا؟ غلط ہے تو اسکا افسوس کوئی نہیں اور اگر ٹھیک ہے اور اس کا پتہ چل گیا تو جب

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو ٹھیک نہیں کریں گے تو اپنا نقصان ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ:

ایک بزرگ تھے۔ وہ اپنے گاؤں جارہے تھے، وہاں ان کے بہت زیادہ مریدین بھی رہتے تھے۔ ایک آدمی راستے میں مل گیا اور اس نے ان کو عجیب وغریب باتیں سنانی شروع کر دیں۔ وہ سنتے بھی رہے چلتے بھی رہے۔ جب وہ بستی کے قریب گئے تو سننے کے لیے وہیں کھڑے ہو گئے۔ اب وہ سنانے والا بھی پریشان ہو گیا کہ پہلے تو چلو سن رہے تھے اور چل رہے تھے اب کھڑے ہو گئے ہیں کہ چلو سنالو جو سناتے ہو تو وہ حیران ہو کے پوچھتا ہے کہ آپ کھڑے کیوں ہو گئے؟ کہنے لگے: کھڑا اس لیے ہو گیا کہ آگے بستی ہے، اس میں میرے بہت متعلقین رہتے ہیں، وہاں تمہاری آواز پہنچ گئی تو وہ تمہیں گھیر لیں گے۔ میں کھڑا اس لیے ہو گیا کہ تم نے جو کہنا ہے کہہ لو میں سن لوں گا۔

اتنا ظرف ہوتا تھا: آج تو ظرف بالکل نہیں الا ماشاء اللہ۔ ذرا سی کوئی بات کہہ دے بس اسی وقت جنگ شروع ہو جائے گی۔

لوگ حسد کیوں کرتے ہیں؟

ایسا کیوں ہوتا ہے کہ لوگ ان سے حسد کرتے ہیں؟ یہ بندے کی اپنی دعائیں ہوتی ہیں۔ وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ اس نے دعا مانگی ہوتی ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ (۵: الفاتحہ)

''اللہ ہماری سیدھے راستے کی طرف راہنمائی فرما دیجیے''

اب چونکہ دعا مانگی تھی، قبول ہو گئی اللہ تعالیٰ اس کے حاسد پیدا کر دیتے ہیں، تھانے دار متعین کر دیتے ہیں وہ اس کو بگڑنے ہی نہیں دیتے۔ سیدھا رکھتے ہیں۔ ذرا سا کچھ کرتا ہے تو وہ اس کو اتنا بڑا بنا دیتے ہیں کہ فوراً وہ سیدھا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کچھ ادھر ادھر

www.besturdubooks.wordpress.com

۔انے لگتا ہے اور وہ حاسد اس کا اتنا بڑا معاملہ بنا دیتے ہیں تو سیدھا ہو جاتا ہے۔ وہ غصے ہم پہ ہو رہا ہوتا ہے اور حالانکہ اس کی اپنی دعاؤں کی قبولیت کے آثار اس پر ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے ہر حاسد کو ایسا نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ ہمارا برا چاہ رہا ہے۔ ممکن ہے ہماری دعا کا نتیجہ اللہ رب العزت نے یہ نکالا ہو اور ہمیں سیدھا رکھنے کے لیے اللہ نے تھانے دار متعین کر دیا ہو۔ انہوں نے ایسی دور بینیں فٹ کی ہوتی ہیں کہ ڈر کے مارے لوگ برے کام نہیں کرتے۔ کتنی برائیوں سے انسان رک جاتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ ان کو پتہ چل گیا تو کیا کہیں گے؟ تو دشمنوں کی زبانی بھی انسان کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ یہ بات سمجھ آ گئی۔

(۴) دوسروں سے عبرت پکڑنا

اپنے عیوب پہچاننے کا چوتھا طریقہ ''دوسروں سے عبرت پکڑنا'' ہے یعنی اگر ایک بندہ غلطی کر بیٹھا اور اس نے نقصان اٹھایا تو عقل مند وہ ہے جو اس غلطی سے باز آ جائے۔

''اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ''

سعید وہی ہوتا ہے جو دوسروں کی غلطیوں سے عبرت پکڑ لیتا ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی دانائی کی وجہ:

حضرت لقمان علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ علیہ السلام اتنے دانا کیسے بنے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ہمیشہ دوسروں کی غلطیوں سے عبرت پکڑی تو اللہ رب العزت نے مجھے حکمت و دانائی عطا فرما دی۔ اور ہمارے سامنے اس قسم کے کتنے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ فلاں نے یہ غلطی کی یہ نتیجہ نکلا، فلاں نے غلطی کی یہ نتیجہ نکلا اور پھر وہی کا [illegible] بھی کر رہے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چور کا ہاتھ اعلانیہ کاٹنے میں حکمت:

اب چور کے ہاتھ کاٹتے ہیں' مجمع بلاؤ' بھئی وہ تنہائی میں بھی تو کٹ سکتے تھے' اس کا مقصد کیا؟ کہ جس نے غلطی کرنی تھی اس نے تو کر لی، اب جو نہیں کر سکے ان کو بھی عبرت ہو کہ ہم نے اس غلطی کے قریب بھی نہیں جانا۔ تو شریعت نے کہا کہ دوسرے عبرت پکڑیں۔

اس لیے کہتے ہیں کہ عقل مند دوسروں کی غلطیوں سے عبرت پکڑتا ہے اور بے وقوف اپنی غلطیوں سے بھی عبرت نہیں پکڑتا۔ ایک مرتبہ ایک غلطی کر کے پھر دوبارہ وہی غلطی کر رہا ہوتا ہے۔ تو جب انسان دوسروں کی غلطیوں سے عبرت پکڑے گا تو اپنے آپ کو اس ترازو کے اندر تولتا رہے گا۔ اس کو کہتے ہیں اپنا محاسبہ کرنا۔

دوسروں کی غلطیوں سے وہی عبرت پکڑ سکتا ہے جو اپنا محاسبہ کرتا ہے' اپنے آپ پہ نظر رکھنا۔ اپنے آپ کی ناپ تول کرتے رہنا۔ میں کیا ہوں؟ میں کر کیا رہا ہوں؟ جب انسان اپنا محاسبہ کرتا ہے تو پھر اس کے اوپر اس کے عیب کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

انسانِ کامل کی نشانی:

حضرت برہان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید عالم تھا۔ وہ حاضر ہوا اور کہنے لگا: حضرت! عجیب بات ہے' میں جتنا اپنے عیب دور کرتا ہوں اس سے زیادہ عیب مجھے اپنے اندر محسوس ہوتے ہیں۔ تو حضرت نے جواب دیا: مولانا! انسان کامل کی یہی نشانی ہوا کرتی ہے۔ وہ جتنے اپنے عیب دور کرتا ہے اس سے زیادہ عیب اس کو اپنے اندر نظر آ رہے ہوتے ہیں۔

ہر ایک کو اپنے سے بہتر سمجھنا:

اس لیے مومن کو ہر بندہ اچھا لگتا ہے وہ ہر ایک کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہے مثال کے

www.besturdubooks.wordpress.com

طور پر:

☆......عمر میں بڑا ہو تو یہ سوچتا ہے کہ چونکہ یہ عمر میں مجھ سے بڑا ہے اس نے نیکیاں مجھ سے زیادہ کی ہونگی اس لیے یہ مجھ سے زیادہ بہتر ہے اور اگر چھوٹا ہو تو اس کے بارے میں سوچتا ہے اس کی تو عمر ہی تھوڑی ہے اس نے تو گناہ یقیناً مجھ سے تھوڑے کیے ہونگے۔ اس لیے اس کو بہتر سمجھتا ہے۔ تو بڑی عمر والے کے ساتھ کیا سوچا؟ کہ اس کی عمر زیادہ ہے تو اس نے نیکیاں بھی زیادہ کی ہونگی۔ بڑے رمضان [illegible] اس نے کمائے ہونگے۔ بڑی لیلۃ القد [illegible] میں عبادتیں کی ہونگی۔ یہ تو مجھ سے بہت بہتر ہے اور اگر عمر میں چھو [illegible] ہیں؟ کہ اس کی تو عمر ہی چھوٹی ہے اس نے تھوڑے ہی گناہ کیے ہونگے۔

☆......عالم کو بھی اپنے سے افضل سمجھتا ہے اور فاسق کو بھی اپنے سے بہتر سمجھتا ہے۔ عالم کو سمجھنا تو سمجھ میں آتا ہے کہ عالم جو ہوا' فاسق کو کیوں اپنے سے بہتر سمجھتا ہے؟ عجیب سی بات ہے کہ ایک بندہ گناہوں میں پڑا ہوا ہے' اس کو بھی اپنے سے بہتر سمجھے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا: اس لیے بہتر سمجھتا ہے کہ اگر یہ بندہ (جو اس وقت فاسق ہے) سچی توبہ کرے گا تو اس کے سارے گناہ اس کی نیکیوں میں تبدیل کر دیے جائیں گے تو یہ مجھ سے زیادہ بہتر ہو جائے گا اور ہماری نظر میں تو گناہ ہوتے ہیں' ممکن ہے اس کی کوئی نیکی ایسی ہو جس کا ہمیں پتہ ہی نہ ہو اور اس کی وہ نیکی اس کے سارے گناہوں کو نیکیاں بنا دے۔ بسا اوقات ایک نیکی بھی ایسی ہوتی ہے۔ جیسے بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ کسی بدکار عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا اور اس کے پانی پلانے پر اللہ نے اس کی بدکاریوں کو دور فرما دیا۔ ہماری نظر میں وہ فاسق ہے لیکن اس کی نیکیاں ہم سے چھپی ہوئی ہیں، کیا پتہ اس نے کوئی ایسی نیکی کی ہو جو پروردگار کو اتنی اچھی لگے کہ اس کی وجہ سے اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔ اس لیے عالم کو بھی اپنے سے اعلیٰ سمجھیں اور فاسق کو بھی اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اچھا سمجھیں۔

☆...... مسلمان کو بھی اپنے سے اچھا سمجھیں اور کافر کو بھی اپنے سے اچھا سمجھیں' اب یہ ہضم کرنا ذرا مشکل ہے' وہ کیوں؟ وہ اس لیے کہ وہ تو چلو مومن ہے اس کی کوئی چھپی ہوئی نیکی ہو جس کا ہمیں پتہ نہیں تو اس کا درجہ ہم سے بڑھ جائے گا۔ ہم مان لیتے ہیں' لیکن کافر تو کافر ہے۔ اس کو کیسے اچھا سمجھیں؟ ہمارے مشائخ نے اس مسئلے کو بڑا صاف کیا۔ وہ فرماتے ہیں: سالک مومن کو اپنے سے حالاً اچھا سمجھے اور کافر کو اپنے سے احتمالاً اچھا سمجھے کہ مومن تو ہے ہی مجھ سے اچھا ہر حال میں۔ اور رہ گئی بات کافر کی' تو احتمال تو موجود ہے کہ موت سے پہلے اگر یہ بھی کلمہ پڑھ لے تو یہ بھی مجھ سے بڑھ جائے گا۔ تو مسلمان کو حالاً اچھا سمجھے اور کافر کو احتمالاً اچھا سمجھے۔

☆...... حتی کہ خسیس کتے کو بھی اپنے سے بہتر سمجھے۔ اب یہ بات ہضم کرنی ذرا اور مشکل ہے۔

شیطان دل میں ڈالے گا او جی! ہم اشرف المخلوقات ہیں' ہم افضل ہیں، کتا تو جانور ہے اور نجس ہے۔

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ (۴:التین)

یہ آیتیں یاد آئیں گی۔

مثنوی شریف میں پُرحکمت باتوں کی وجہ:

کسی نے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آپ کو یہ دانائی کیسے ملی؟ یہ جو اتنی معرفت کی باتیں آپ نے مثنوی شریف میں لکھ دیں یہ حکمت آپ کو ملی کیسے؟ تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے ایک کتا ملا، جو خارش زدہ تھا۔ میں نے اس کی خدمت کی، علاج کیا' روٹی کھلائی' خبر گیری کی' اس کے ساتھ جو میں نے بھلائی کی اس بھلائی کی

www.besturdubooks.wordpress.com

وجہ سے اللہ نے مجھے معرفت عطا فرمادی۔ وہ حیران ہوگیا۔ اس نے کہا: مجھے اس کی اور تفصیل بتائیں۔

جنس کے مطابق معاملہ:

فرمانے لگے: میں نے کتے کے ساتھ بھلائی کی میرا یہ عمل اللہ کو پسند آیا اور اس نے معرفت ملنے کا سبب بھی کتے ہی کو بنا دیا۔ انہوں نے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگے کہ میں آ رہا تھا، دونوں طرف کھیت تھے، پانی ان کو لگا ہوا تھا، چھوٹا سا درمیان میں راستہ تھا، میں اس کے اوپر چل کے آ رہا تھا تو میں نے اپنے آگے کتا دیکھا۔ جب میں آگے آیا تو میں نے چاہا کہ کتا نیچے اترے اور وہ مجھے راستہ دے دے۔ لیکن کتا کھڑا رہا کہ میں نیچے اتروں اسے راستہ دوں تو میری اس کے ساتھ ہم کلامی ہوئی۔ میں نے اسے کہا کہ دیکھ تو مکلّف نہیں ہے۔ پاکی پلیدی تو تیرے حق میں کچھ بھی نہیں۔ میرے لیے تو پاک اور ناپاک ہونا حیثیت رکھتا ہے تو تو نیچے اتر جا اور میں آگے چلا جاؤں گا اس نے کہا: نہیں جی آپ نیچے اتریے۔

انہوں نے کہا: اگر میں نیچے اتر گیا اور مجھے نجاست لگ گئی تو آپ کا کچھ نہیں بگڑنا مجھے نیچے دو اور سیدھا جانے دو۔ جب میں نے یہ بات کی تو کتے نے جواب دیا کہ بات یہ نہیں ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اگر میں نیچے اتر گیا تو آپ خود کو مجھ سے افضل سمجھیں گے جس کی وجہ سے آپ کے من میں ایسی نجاست لگے گی جو کبھی بھی نہیں دھلنی۔ مجھے راستہ دے کر آپ نیچے اتریں گے تو وہ نجاست لگے گی جو دھل جائے گی۔

فرمانے لگے: کتے کی اس بات نے میری حقیقت مجھ پر کھول دی۔ میں نے اس کو راستہ دیا اور اللہ نے اس کے صدقے مجھ پر معرفت کا سمندر کھول دیا۔ اور فرماتے تھے: چونکہ میں نے کتے سے بھلا کیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی جنس سے کتے کو معرفت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے حاصل ہونے کا سبب بنا دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جیسا معاملہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کی جنس سے اس کے ساتھ معاملہ فرماتے ہیں۔

اس کی مثال قرآن مجید سے سمجھ لیجیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے بیٹے کو جب دریا میں ڈال رہی ہیں تو کیوں غم زدہ ہیں؟

غم ملنے کا سب سے بڑا سبب کون بنا؟ پانی بنا۔ علمی نقطہ ہے، طلبا متوجہ ہوں۔ ظاہری سبب کیا بن رہا ہے؟ پانی بن رہا ہے۔ بیٹے کو پانی میں ڈال رہی ہیں۔ پانی میں ڈالنے کی وجہ سے غم ملا یہ دل کے غم ملنے کا سبب بن گیا مگر انہوں نے اللہ پر توکل رکھا اس کے اوپر انہوں نے صبر کر لیا اپنے آپ کو روکے رکھا اللہ کی رضا پر راضی رہیں چنانچہ جب امتحان میں پاس ہوئیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو خوشی عطا کی چنانچہ بنی اسرائیل کو نجات کیسے ملی؟ فرعون کہاں غرق ہوا؟ جو سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غم پہنچانے کا بن رہا ہے جب ان کی آزمائش پوری ہو جاتی ہے اس سبب کو اللہ تعالیٰ ان کو خوشیاں عطا کرنے کا سبب بنا رہے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کی عادت مبارکہ ہے۔ وہی سبب بنتا ہے عزتیں ملنے کا۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں بھیجنا چاہتے تھے۔ بھائی لے گئے۔

﴿وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ○ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ﴾ (یوسف: ۱۶۔۱۷)

روتے ہوئے آ گئے جھوٹ موٹ کا رونا۔ اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ اب وہ قمیص بھی لے کر آئے۔ جھوٹا موٹا خون لگا دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کو بہت صدمہ پہنچا۔ ظاہری سبب کیا بنا؟ قمیص بنا۔ جب بیٹے کا قمیص دیکھا خون والا تو وہی ظاہری سبب بنا غم کے ملنے کا۔ اب جب بیٹا جدا ہو گیا تو اتنا روئے کہ آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی۔ پھر ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت آیا جب اللہ رب العزت نے ان کے امتحان کو مکمل کر دیا اور اب ان کو اللہ تعالیٰ نے بینائی کی نعمت واپس لوٹائی تو بتائیے پھر ان کو یہ بینائی کس سبب سے ملی؟ قمیص کے ساتھ ملی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ویسے ہی ان کو بینائی عطا فرما دیتے مگر نہیں۔

﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ﴾

یہ عالم اسباب ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص جا رہا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ جب قریب کنویں میں تھے تو یوسف علیہ السلام کا پتہ نہ چلا اور جب قمیص ابھی میلوں دور تھی عرض کی:

﴿اِنِّیْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ﴾ (۹۴: یوسف)

"مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے"

اللہ جب چاہتا ہے پردے ڈال دیتا ہے جب چاہتا ہے پردے ہٹا دیتا ہے۔ یہ اختیار اس مالک کا ہے تو جس سبب سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو غم مل رہا ہے اسی سبب سے اللہ تعالیٰ ایک وقت ان کو خوشیاں عطا فرما دیتے ہیں۔ لہٰذا ایک اصول سمجھ لیں۔

اگر ہم شریعت کے اوپر قائم رہے اور ہمیں اس کی وجہ سے وقتی پریشانی ملی تو ہماری استقامت پر ایک وقت اسی شریعت کو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے خوشیوں کا سبب بنا دیں گے۔

تو اس لیے کتے کو بھی اپنے سے بہتر سمجھیں۔

مالک سے وفاداری:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کتا اپنے مالک کا زیادہ وفادار ہوتا ہے بہ نسبت انسان کے۔ اس لیے کہ اگر کتے کو اس کا مالک جوتے مارے تو وہ تھوڑی دیر کے لیے تو چلا جاتا ہے، لیکن واپس پھر اپنے مالک کے دروازے پہ آتا ہے۔ جبکہ انسان کو کوئی ذرا سا دکھ اللہ کی طرف سے پہنچے تو انسان اللہ تعالیٰ کے گھر (مسجد) کا راستہ ہی بھول جاتا ہے، اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے شکوے کر رہا ہوتا ہے اس لیے کتا اپنے مالک کا زیادہ وفادار ہے۔

ہمیں تو کھانے میں خشک روٹی ملے تب بھی شکوہ کرتے ہیں کہ تر کیوں نہیں ملی؟ اور کھانے کو تر روٹی مل جائے تو شکوہ کرتے ہیں بوٹی کیوں نہ ملی؟ کتے کا مالک اس کو کچھ بھی نہ ڈالے تو کتا پھر بھی صبر شکر کے ساتھ وقت گزار لیتا ہے۔

عارفانہ کلام:

اس لیے کسی عارف نے یہ بات کہی:

راتیں جاگیں تے شیخ سڈاویں
راتیں جاگن کتے، تیتھوں اوتے

تو راتوں کو جاگتا ہے اور اپنے آپ کو شیخ کہلواتا ہے رات کو تو کتے بھی جاگتے ہیں وہ تجھ سے اونچے ہوئے۔ ہم جاگتے بھی ہیں تو آخری آدھا گھنٹا' پونا گھنٹا' پندرہ منٹ اور کتا تو ساری رات جاگ کر اپنے مالک کے گھر کا پہرہ دیتا ہے۔

رکھا سکھا ٹکڑا کھا کے
دن جاروکھاں وچ ستے، تیتھوں اتے

روکھی سوکھی روٹی کھا کے درختوں کے تنوں کے قریب جا کر لیٹ جاتے ہیں ان کے لیے بستر کوئی نہیں ہوتا۔

ہم رات کو ڈیوٹی کر کے آئیں تو صبح فوم کے گدوں کے اوپر سوتے ہیں اور بیوی بچاری بچوں سے معافیاں مانگ رہی ہوتی ہے: خدا کے واسطے شور نہ کرو تمہارے ابو کی آنکھ کھل گئی تو میری کم بختی آجائے گی۔ گھر میں ہم نے کرفیو لگایا ہوتا ہے۔ میں رات کی ڈیوٹی کر کے آیا ہوں۔ اور کتا ساری رات جاگ کر پہرہ دیتا ہے اور اس کے لیے صبح کے وقت کوئی بستر نہیں ہے۔ سردی کا موسم ہے تو رضائی نہیں ہے اور گرمی کا موسم ہے تو اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے کوئی تکیہ نہیں ہے۔

تو نا شکرا اتے پلنگاں
او شاکر روڑیاں اتے، تیتھوں اتے

تو پلنگوں پہ سوتا ہے ناشکریاں کرتا ہے اور وہ نجاست کے ڈھیر پہ جا کے سوجاتا ہے اور اپنے رب کا شکر ادا کر لیتا ہے۔

در مالک دا مول نہ چھوڑن
بھاویں مارے سو سو جتے، تیتھوں اتے
اٹھ بلھیا تو یار منا لے
نئیں تاں بازی لے گئے کتے، تیتھوں اتے

بلھیا! اٹھ جا! اپنے یار کو منا لے ورنہ کتے تجھ سے بھی بازی لے گئے۔

سینہ بے کینہ کرنے کی فضیلت:

کتنی عجیب بات ہے کہ انسان کو دوسروں کی غلطیوں کا شک ہوتا ہے تو یہ اس سے نفرت شروع کر دیتا ہے اور اپنی غلطیوں کا، اپنے عیبوں کا یقین ہوتا ہے پھر بھی اپنے نفس سے محبت کرتا ہے۔

جب سارے ہی اچھے نظر آئیں گے تو کسی کے بارے میں دل میں کینہ ہوگا؟

بتائیے! اگر سارے ہی اپنے سے اچھے نظر آئیں تو دل میں کسی کے بارے میں کھوٹ ہوگا۔ اس کھوٹ کو کینہ کہتے ہیں۔ یہ کینہ دل سے اتر جائے گا۔ لہٰذا تصوف وسلوک کا مین اصول جو آج کی محفل میں سمجھانا ہے وہ کیا ہے؟

آئینِ ماست سینہ چوں آئینہ داشتن
کفر ست در طریقتِ ما کینہ داشتن

www.besturdubooks.wordpress.com

میرا آئین یہ ہے کہ سینہ آئینے کی طرح بن جائے اور طریقت میں سینے میں کینہ رکھنا تو حقیقت میں کفر رکھنے کی مانند ہوتا ہے۔

لہٰذا کسی آدمی کے دل میں کسی دوسرے کے بارے میں دل میں کینہ نہیں ہونا چاہیے۔ کسی کلمہ گو کے بارے میں دل میں کینہ نہیں ہونا چاہیے۔

کیا آج کی اس محفل میں ہم اپنی زبان سے یہ کہنے کو تیار ہیں کہ جس نے ظلم کیا' جس نے زیادتی کی' جس نے ہمارے ساتھ برائی کی' ہم نے سب کو معاف کر دیا' آج ہم اپنا دل صاف کر لیتے ہیں۔ بات سمجھ آ گئی کہ تمہید کیوں باندھی گئی تھی؟ یہ چھوٹی سی چیز نہیں ہے۔

تصوف کے سارے مقامات ایک طرف اور سینے کو کینے سے خالی کر لینا یہ ایک طرف ہے۔ اوپر سے لا الہ اندر سے کالی بلا۔ پھر اس ذکر کا کیا فائدہ؟ اللہ کے بندوں کو اللہ کے لیے معاف کر دو۔ کوئی زیادتی بھی کرے، کوئی برا سلوک بھی کرے، کوئی گالی بھی دے لے تو اسے اللہ رب العزت کے لیے معاف کر دو۔ پھر اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہر بندہ اپنے سے اچھا نظر آئے گا اور انسان اپنے آپ کو دوسروں سے کم تر سمجھے گا۔

نہ تھی جو اپنی برائیوں کی خبر، رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی جو اپنی برائیوں پہ نظر، تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

قرآن مجید میں ہمارا تذکرہ:

رمضان المبارک کی بات ہے کہ ایک مرتبہ یہ عاجز قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ بات تو لمبی ہے مگر اس کو مختصر کرتے ہیں۔ تو قرآن مجید کی ایک آیت سامنے آئی:

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰)

اس آیت پر آ کر دماغ کی سوئی ذرا رک گئی کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں: ''تحقیق ہم نے تمہارے اوپر یہ کتاب نازل فرمائی جس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم عقل نہیں رکھتے''

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے پاس عقل کی رتی نہیں ہے کہ ذرا سوچو سمجھو۔

تو ذہن میں ایک بات آئی کہ اس کا مطلب ذِکْرُکُمْ میں تو سارے ہی شامل ہیں یعنی میں اب پڑھ رہا ہوں تو میرا بھی اس میں ذکر ہے۔اب ہر سالک کو وہ آیت ڈھونڈنی چاہیے کہ قرآن مجید کی کس آیت میں میرا تذکرہ ہے؟ ذرا اس نظر سے بھی ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھ لیجیے گا تا کہ بات سمجھ میں آجائے کہ کس آیت میں میرا تذکرہ ہے۔کوئی نہ کوئی آیت ہے ضرور جو حال کے بالکل مناسب ہوگی۔اب ڈھونڈنا ہمارا کام ہے۔

اس پر جستجو ہوئی کہ ہمارا تذکرہ کہاں ہے؟ تو پھر قرآن مجید کو کئی مرتبہ پڑھا کہ کہیں کوئی آیت مل جائے چنانچہ مجھے اپنا چہرہ اس آیت کے اندر بالکل سو فیصد نظر آ گیا۔آپ بھی ڈھونڈ لیجیے گا۔اس عاجز نے تو ڈھونڈ لی اور پھر فائدہ بھی بہت ہوا۔اللہ تعالیٰ سب کے لیے آسانیاں فرمائے۔قرآن مجید کی آیات پر غور کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر مہربانیاں فرمائیں گے۔اس عاجز کی مثال تو بڑی واضح سی آیت تھی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ﴾ (النحل:۷۵)

اور اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے ایک غلام بندے کی جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا (مگر حال اسکا کیا؟) وہ اپنے مالک پر بوجھ بنا ہوا ہے۔وہ اس کو جہاں کہیں بھیجتا ہے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا''

واقعی! آج ہم اپنے مالک پر بوجھ ہیں۔اس کا دیا کھاتے ہیں اور جیسے بن کے رہنا چاہیے ہرگز ویسے نہیں رہتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے نافرمان انسانوں اور نافرمان جنوں کو زمین کا بوجھ کہا ہے۔فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ﴾ (الرحمٰن:۳۱)

"اے میری زمین کے بوجھو! ہم عنقریب اپنے آپ کو تمہارے لیے فارغ کر رہے ہیں"

ہم اللہ تعالیٰ کے لیے بوجھ ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں اپنے کام' جدھر جاتے ہیں کیا نتیجہ ہوتا ہے ہماری محنتوں کا؟ کاش! اللہ رب العزت ہمیں اپنی اوقات پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کی اس محفل میں دو باتیں بتانا مقصود تھا۔ ایک تو یہ کہ اگر ہمارے سینے میں کسی کے بارے میں کینہ ہے تو اس کو آج ختم کر کے سوئیں' اس محفل سے اٹھنے سے پہلے اپنے دل سے ہر ایک کے بارے میں کینہ نکال دیجیے۔ اور دوسری بات یہ کہ جب آئندہ قرآن مجید پڑھیں تو اس کی آیتوں کے آئینے میں اپنی تصویر ضرور دیکھا کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ اُحِبُّكَ بِقَلْبِىْ كُلِّهٖ وَاُرْضِيْكَ بِجَهْدِىْ كُلِّهٖ۔

○

اے اللہ، مجھے ایسا بنا دے کہ اپنے سارے دِل کے ساتھ تجھ سے محبت کروں، اور اپنی ساری کوششیں تجھے راضی کرنے میں لگا دوں۔

○

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

☆......معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ' بائی پاس جھنگ 047-7625454:

☆......دار المطالعہ نزد پرانی ٹینکی حاصل پور 062-2442059:

☆......ادارہ اسلامیات' 190 انار کلی لاہور 37353255

☆......مکتبہ مجددیہ' الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492

☆......مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور 042-722872:

☆......مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 042-7224228

☆......مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-4544965

☆......مکتبہ بیت العلم بنوی ٹاؤن کراچی 021-2018342

☆......مکتبہ الشیخ 445/3 بہادر آباد کراچی 021-4935493

☆......دار الاشاعت اردو بازار کراچی 021-2213768

☆......مکتبہ علمیہ' بنوری ٹاؤن کراچی 021-4918946

☆......مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد سرائے نورنگ 092-61350364

☆......حضرت مولانا قاسم منصور صاحب مسجد اسامہ بن زید' اسلام آباد 051-2288261

☆......جامعۃ الصالحات' پیرودھائی موڑ' پشاور روڈ راولپنڈی 051-5462347

☆......مکتبہ دار الاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539:

☆......مکتبہ علمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک 092-3630594:

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد پچیس

- گناہوں کو کیسے چھوڑیں
- عشقِ قرآن کی تاثیر
- علاماتِ قیامت
- شوقِ شہادت
- توبہ کے اسباب
- ختمِ بخاری شریف
- پرتاثیر دعائیں
- دل کی محنت
- گناہوں سے اجتناب

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبات فقیر ۲۵

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مرتب
حضرت مولانا پیر محمد اسلم نقشبندی مجددی مدظلہم

ناشر
مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ اللہ

© جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطبات فقیر ۲۵

ازافادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مرتب ——— حضرت مولانا پیر محمد اسلم نقشبندی مجددی مدظلہم

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت دوم ——— اگست 2010ء

تعداد ——— گیارہ سو

سرورق ——— حافظ انجم محمود

کمپوزنگ ——— دارالمطالعہ حاصل پور
062-2442059

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ
الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: "جو اس درود شریف کو پڑھے میری شفاعت اس پر واجب اور ضروری ہے" طبرانی

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

عرض ناشر	11
پیش لفظ	13
گناہوں کو کیسے چھوڑیں	15
گناہ چھوڑنا کیوں ضروری ہے؟	17
نیکی کے نور کو سنبھالیے	19
شیطان بڑا دشمن ہے	20
گناہ چھوڑنے پر محنت کریں	21
دیدہ قصور بڑی نعمت ہے	23
انسان گناہوں کو کیسے چھوڑے؟	24
اللہ والے گناہوں سے کیسے بچتے ہیں؟	25
گناہوں سے بچنے کا آسان طریقہ	26
دو بڑی نعمتیں	27
گناہ سے بچنے کا عجب واقعہ	27
اللہ کے ایک حکم سے نگاہیں نیچی ہو گئیں	29
اللہ دیکھ رہا ہے	29
رابعہ بصریہ کی دو خصوصی دعائیں	30
کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھیں	31
تصوف کیا ہے؟	32
طریقت کیا ہے؟	33
اجتماع میں دعائیں مانگیں؟	33
دین داروں کا بڑا مسئلہ کیا ہے؟	33
توبہ کی پکی نیت کریں	40
تین کاموں میں اللہ کی خاص مدد ہوتی ہے	41
گناہوں سے پاک دن گزاریں	43
عشق قرآن کی تاثیر	45
قرآن کی عظیم الشان تاثیر	47
قرآن مجید سے بے توجہی کا نقصان	49

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ ...... اللہ تعالیٰ کا قرآن سننا	49
❁ ...... عشق قرآن کی تاثیر کا واقعہ	50
❁ ...... عشق قرآن کی تاثیر کی برکات	51
❁ ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآن سے محبت	51
❁ ...... مسئلوں کا حل اور محبت قرآن	52
❁ ...... تاثیر قرآن اور دلوں کی تسلی	53
❁ ...... تاثیر قرآن اور خطرناک بیماریوں سے شفاء	53
❁ ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محبت سے قرآن پڑھنا	57
❁ ...... قرآن کے مقاصد	58
❁ ...... زندگی میں قرآن کی تاثیر کا طریقہ کار	59
❁ ...... زندگی میں عشق قرآن سے تاثیر قرآن پیدا ہوتی ہے	60
❁ ...... **علامات قیامت**	63
❁ ...... قیامت کی نشانی	65
❁ ...... قیامت کے آنکھوں دیکھی نشانیاں	66
❁ ...... برے لوگ حکمران بن جائیں گے	67
❁ ...... دیہاتی کوٹھیاں بنائیں گے	68
❁ ...... امانت کو غنیمت کا مال سمجھا جائے گا	68
❁ ...... دوسرے کے شر سے بچنے کے لیے عزت کی جائے گی	68
❁ ...... جب پہلے لوگوں پر لعنت کی جائے گی	68
❁ ...... جب بیوی کو ماں پر ترجیح دی جائے گی	69
❁ ...... جب دوست کو باپ پر ترجیح دی جائے گی	69
❁ ...... جب بیٹی ماں کو حکم دے گی	69
❁ ...... جب علما اپنا ثانی نہیں چھوڑیں گے	69
❁ ...... جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا	70
❁ ...... جب عریانی اور فحاشی عام ہو جائے گی	70
❁ ...... جب ہر کام کے ساتھ مغنیہ گانا گائے گی	70
❁ ...... قرآن کا حلق سے نیچے نہ اترنا	71
❁ ...... جب مساجد میں شور و غل ہونے لگے	71

www.besturdubooks.wordpress.com

پوری دنیا میں افراتفری کا عالم ہوگا	71
جرم بتائے بغیر مارا جائے گا	71
موجودہ زمانے کی نشانیاں	71
ملک عرب کا بادشاہ مرے اور جانشینوں میں لڑائی	72
سورج اور چاند کو گرہن لگے گا	72
ایک آواز پوری دنیا میں سنی جائے گی	72
دنیا کی شدید محبت قیامت کی علامت ہے	72
پہلوں کے جانشین	73
دنیا کی ہوس	74
مال اور وبال	75
قابل عبرت واقعہ	76
دنیا پرستی کی حقیقت	76
دنیا کی محبت سے بچنے کا گر	77
کمانا کب فرض ہے	78
دنیا کی منزلیں اور انسان	79
پہلی منزل ماں کا پیٹ	79
دوسری منزل زمین آسمان کا پیٹ	80
تیسری منزل قبر کا پیٹ	81
قابل نصیحت واقعہ	83
پیٹھ کے بوجھ	84
اللہ سے ملاقات کا شوق	87
شوق شہادت	89
شہادت کی تمنا	91
بچوں کو شوق شہادت	92
لنگڑے صحابی کا شوق شہادت	94
ایک عورت کا شوق شہادت	95
ایک عورت کا عشق رسول	96
ایک عورت کا تحمل و برداشت	97

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن یا منافق	97
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت	98
حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کا شوق شہادت	99
بچیوں کا شوق شہادت	100
مجاہد کے گھوڑے کا شوق شہادت	100
شہید کا مرتبہ	100
شہید کی آرزو	100
شہید کے گھوڑے کا مرتبہ	102
شہید کا اعزاز واکرام	102
شہید زندہ ہوتا ہے	103
شہید کی روح نکلنے کا منظر	103
دعائے شہادت	104
توبہ کے اسباب	105
توبہ کیا ہے؟	107
اللہ تعالیٰ کی شان کریمی	108
فلاح دارین کیا ہے؟	108
توبہ کے دس اسباب	109
پہلا سبب توبہ	110
دوسرا سبب استغفار	112
تیسرا سبب نیک اعمال	118
چوتھا سبب دعا	121
پانچواں سبب صدقہ	122
چھٹا سبب مصیبت پر صبر	124
ساتواں سبب ضغطہ قبر	130
آٹھواں سبب قیامت کی گرمی	132
نواں سبب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت	133
دسواں سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت	134

www.besturdubooks.wordpress.com

ختم بخاری شریف	139
خوشی کا موقع	141
چند اہم باتیں	142
لفظ رب کے معارف	143
رب کی پرورش کے انداز	144
معلم اول کون ہے؟	145
رزق کون دیتا ہے؟	146
پرورش کون کرتا ہے؟	147
وقت کے ساتھ ساتھ نعمتیں کون دیتا ہے؟	149
انسان کی ناشکری	149
اپنے رب کے ساتھ تعلق کو درست کریں	152
رب سے تعلق بنانا سب سے آسان ہے	154
ہر عمر میں اللہ سے تعلق بنا سکتے ہیں	155
قبولیت دعا کا اعلان	156
اللہ کی رحمت کی نظر	158
طالبات کو گھروں میں دین کا کام کیسے کرنا چاہیے	159
حضرت جی کی وصیتیں اور دعائیں	160
ہم کوشش کریں اور نتیجہ پر چھوڑیں	161
پرتاثیر دعائیں	163
اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ	165
اللہ کی نعمتوں کی قیمت	167
لیٹ کر سونا کتنی بڑی نعمت ہے؟	168
پلک جھپکنا بھی نعمت ہے	168
دعا کی اہمیت	169
خالق اور مخلوق سے مانگنے کا فرق	170
مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ	174
دعائیں کروانے اور لینے میں فرق	175
دعا مانگنے میں کوتاہیاں	176

www.besturdubooks.wordpress.com

✿ ...... اللہ تعالیٰ بہتر فیصلہ کرتے ہیں	178
✿ ...... دعا مانگتے ہی رہنا چاہیے	179
✿ ...... دعا مانگتے رہنے سے قبول ہوتی ہے	180
✿ ...... آج کل کے دعا مانگنے کے غلط طریقے	180
✿ ...... دل سے دعا مانگنے سے قبول ہوتی ہے	181
✿ ...... دل کھول کر مانگیے	182
✿ ...... بچپن کا واقعہ	183
✿ ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پھل مانگنے کا واقعہ	183
✿ ...... بی بی آسیہ کے دعا مانگنے کا واقعہ	184
✿ ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شہادت مانگنے کا واقعہ	185
✿ ...... اللہ تمنا سے بڑھ کر دیتا ہے	186
✿ ...... اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے	187
✿ ...... **دل کی محنت**	191
✿ ...... ہر بندہ سکون کی تلاش میں ہے	193
✿ ...... فساد کا حل کیوں نہیں ملتا؟	195
✿ ...... کیا پریشانیوں کا حل اقتصادی حالت	196
✿ ...... کیا پریشانیوں کا حل تعلیم دینے میں ہے؟	196
✿ ...... کیا پریشانیوں کا حل تنظیم پیدا کرنے میں ہے؟	196
✿ ...... پریشانیوں کا بہترین حل	197
✿ ...... فساد کی جڑ کیا ہے؟	198
✿ ...... مرض کی تشخیص	199
✿ ...... کیا خوب سودا نقد ہے	201
✿ ...... فساد کا علاج	203
✿ ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہمدردی و غمخواری	203
✿ ...... امام زین العابدین کا معمول	204
✿ ...... علماء کا ایثار	209
✿ ...... اپنے دل پر محنت کریں	210
گناہوں سے اجتناب	211

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ کسے کہتے ہیں؟	213
گناہ کی تاثیر	214
گناہ کرنے کی وجوہات	217
پہلی وجہ	218
دوسری وجہ	218
تیسری وجہ	219
چوتھی وجہ	219
قیامت میں گناہ پر گواہی	220
پہلا گواہ	221
دوسراہ گواہ	221
تیسرا گواہ	222
چوتھا گواہ	222
گناہ چھوڑنے کے لیے عجیب نصیحت	223
مسلمان کے لیے دوراستے	227
پریشانیوں کی وجہ گناہ	227
خودکورب کے حوالے کیجیے	230
علم اور ارادے سے گناہ کرنا	232
خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں	232
گناہ چھوڑنے پڑیں گے	233
بندے کا کام بندگی	234
نیکوں اور گنہگاروں کی پریشانیوں میں فرق	234
شیطان کے ورغلانے کے دوطریقے	240
گناہ کا بدلہ مل کر رہے گا	243
اللہ تعالیٰ بخشش کے خوش ہوتے ہیں	245

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

خطبات فقیر وہ مقبول سلسلہ ہے جو کہ دنیا کے بہت سے ممالک میں پڑھا جا رہا ہے حتیٰ کہ حضرت جی دامت برکاتہم بعض ممالک میں بعد میں پہنچے مگر کتب پہلے پہنچ چکی تھیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان خطبات اور دیگر کتب کی مقبولیت کی بڑی وجوہات کیا ہیں۔

ا...... سب سے پہلے تو دل میں یہی بات آتی ہے کہ خلوص دل اور رضائے الٰہی کے لیے لکھی گئیں ہیں۔

۲...... دوسرے دردِ دل اور سوزِ جگر کے ساتھ لکھی گئیں ہیں۔ ع

نقش ہیں سب ناتمام، خونِ جگر کے بغیر

۳...... تیسرے لوگوں کی خیر خواہی اور انہیں فائدہ پہنچانے کے لیے لکھی گئیں ہیں۔

ایک دفعہ زمبیا میں حضرت جی دامت برکاتہم سے راقم الحروف نے عرض کیا کہ بیانات اور کتب کا مواد اکٹھا کرنا بڑا مشکل ہوگا۔ فرمایا کہ مواد اکٹھا کرنا آسان ہے لیکن رجوع الی اللہ کرنا اور مواد کو الہامی ترتیب دینا مشکل کام ہے۔

جب کوئی تحریر اتنی زیادہ توجہ الی اللہ اور رجوع الی اللہ کے ساتھ لکھی جائے گی تو اللہ اس میں اثرات بھی ڈال دیں گے۔ اور اپنے غائبانہ نظام کے تحت اسے قبولیت بھی عطا فرما دیں گے۔ جس کی وجہ سے جو انسان بھی سنجیدگی سے ان کتب کا مطالعہ کرتا ہے اسے فیض ملتا ہے اور اس کی زندگی میں اسلامی ایمانی اور قرآنی انقلاب آتا چلا جاتا ہے۔ ہر طبقے کے لوگ خطبات فقیر سے فائدہ اٹھا رہے ہیں خصوصاً علماء کرام کو تو جمعہ کے خطبہ کے لیے پکی پکائی کھیر مل جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کا کام بہت آسان ہو گیا ہے۔ خطبات کی خوبی یہ بھی ہے کہ ایک ہی موضوع پر نہایت مناسب ترتیب کے ساتھ اتنا زیادہ مواد مل جاتا ہے کہ انسان کو بیسیوں کتابوں کے دیکھنے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت جی دامت برکاتہم محنت شاقہ اور انتہائی عرق ریزی کے ساتھ یہ کام سرانجام دے رہے ہیں کہ ہم لوگ اس کا اندازہ ہی نہیں کرسکتے۔ حضرت جی کی محنت اور درِ دل کی عکاسی شاید ان اشعار میں کچھ نظر آجائے

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کار ساز
خاکی و نوری نہاد، بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نگہ دل نواز
نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو!
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز

ہماری یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم ان کتب کو خود بھی اپنی اصلاح کی نیت سے پڑھیں اور دوسرے سچی طلب رکھنے والے لوگوں تک بھی پہنچائیں۔ مکتبۃ الفقیر کے ناظم حاجی فقیر محمد صدیق مدظلہ نے بھی یہی بیڑا اٹھایا ہوا ہے کہ حضرت جی دامت برکاتہم کے اس کتابی فیض کو گھر گھر تک پہنچانا ہے۔ جس کی خاطر وہ دیوانہ وار لگے ہوئے ہیں اور انہوں نے دن رات ایک کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کی کوششوں کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ اخلاص نصیب فرمائے۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

(کان اللہ لہ عوضا عن کل شئی)

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

الحمد لله و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

فقیر کو جب اس عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتداء میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے پھر کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ ونصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنا شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلہ بنا دیا۔ اس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟ مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے ع

قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبروار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا ہے جہاں خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور علماء طلباء نے کافی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات ان بیانات کی ترتیب واشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور انہیں اپنی رضا، اپنی لقاء اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعاگو ودعاجو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شئی

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گناہوں کو کیسے چھوڑیں

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

شیطان کی رسیاں؟

یہ شیطان انسان کے اعمال کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔انسان گناہ کر رہا ہوتا ہے۔اب اس کو گناہ نہیں سمجھتا۔ ہلکا سمجھتا ہے۔بس ایک دفعہ آخری دفعہ گناہ کر رہا ہوں۔ایک دفعہ اور آخری دفعہ میں یہ کتنے لوگوں کو گناہوں کا مرتکب کرتا ہے۔اور آج ایسے ہی ہوتا ہے۔ایک طرف تو ہم مراقبے بھی کرتے ہیں۔ایک طرف تو ہم تہجد کی پابندی کی کوشش بھی کر رہے ہوتے ہیں۔تکبیر اولی کے لئے بھی بھاگ رہے ہوتے ہیں۔اور دوسری طرف ہماری نگاہیں پاک نہیں ہوتیں۔زبان سے ایسے الفاظ نکلتے ہیں کہ لوگوں کے دل کو ایذا پہنچاتے ہیں۔یہ ہماری بے احتیاطیاں ہمارے راستے کی رکاوٹ ہیں۔آپ یوں سمجھیں کہ ہم اللہ رب العزت کی طرف بھاگ رہے ہیں۔مگر یہ گناہ رسیاں ہیں جو ہمیں پیچھے کھینچتی ہیں بھاگنے نہیں دیتیں جانے نہیں دیتیں۔ان گناہوں کی عادتوں کو چھوڑے بغیر ہم اللہ رب العزت سے واصل نہیں ہو سکتے ان کو چھوڑنا پڑے گا۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کو کیسے چھوڑیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہ وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

گناہ چھوڑنا کیوں ضروری ہے:

وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہ

ترجمہ: چھوڑ دو وہ گناہ جو تم ظاہر میں کرتے ہو یا چھپے ہوئے کرتے ہو۔

گناہ کہتے ہیں اللہ رب العزت کے حکم کی نافرمانی کرنا یا نبی ﷺ کی مبارک سنت سے روگردانی کرنا۔ ایسے تمام کام جو ہم کھلم کھلا کرتے ہیں یا چھپ چھپا کے کرتے ہیں اس بات کا حکم ہے کہ ہم ان سب گناہوں کو چھوڑ دیں۔ گناہ کی مثال کینسر کے زخم کی مانند ہے۔ جب جسم میں کینسر کا زخم ہو تو ڈاکٹر لوگ بتاتے ہیں کہ اس کا ایک ہی علاج ہے آپریشن کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ذریعے اس کو نکال دیا جائے۔ اگر نہیں نکالیں گے تو زخم بڑھے گا اور انسان کی جسمانی موت کا سبب بن جائے گا۔ گناہ کا بھی ایک ہی علاج ہے۔ کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ اگر انسان گناہ کو نہیں چھوڑے گا۔ تو یہ گناہ کی عادت بڑھے گی حتی کے انسان کے لئے روحانی موت کا سبب بن جائے گی۔ گناہ کی مثال آگ کے انگارے کی مانند ہے۔ کوئی بھی عقلمند آدمی انگارے کو ہاتھ نہیں لگاتا، چھوٹا ہو یا بڑا انگارے سے دور رہتا ہے۔ پوچھو کیوں نہیں ہاتھ لگاتے۔ اتنا چمکتا ہے اتنا روشن ہے۔ جواب ملے گا کہ نقصان ہوتا ہے تکلیف پہنچتی ہے ۔یہی انسان کے گناہ کی مثال کہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا انسان کے لئے نقصان کا سبب بنتا ہے۔ گناہ کی مثال بچھو کی مانند ہے۔ ہم بڑے بچھو سے بھی دور بھاگتے ہیں اور چھوٹا سا کہیں نظر آئے تو اس سے بھی دور بھاگتے ہیں۔ ہم اس بات کو سمجھتے ہیں کہ چھوٹا بچھو بھی کاٹے گا تو نقصان ہوگا۔ یہی انسان کے گناہ کی مثال ہے۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم گناہوں سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کریں۔

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے بڑا خوبصورت سوال پوچھا۔ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ میں بہت عبادت گزار بننا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ بہت عبادت گزار بن جاؤں۔ اس پر اللہ رب العزت کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا۔

اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ

ترجمہ: تم گناہوں سے اپنے آپ کو بچا لو تم سب سے زیادہ عبادت گزار بندے بن جاؤ گے۔

چنانچہ جو شخص اپنے وجود سے گناہوں کو سرزد نہیں ہونے دیتا۔ نہ آنکھ سے گناہ سرزد ہو نہ زبان سے نہ کان سے نہ شرمگاہ سے نہ ہاتھ پاؤں سے وہ اپنے اعضاء کی حفاظت کرتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے نگرانی کرتا ہے۔ ہر وقت اس سوچ میں رہتا ہے کہ میرے اس وجود سے میرے اللہ رب العزت کے حکم کی کوئی نافرمانی نہ ہو۔ میرے اس چھ فٹ کے وجود سے نبی ﷺ کی کسی مبارک سنت کی روگردانی نہ ہو۔ ایسا آدمی کوئی لمبی چوڑی نفلیں نہ پڑھے راتوں کو نہ جاگے لمبے مراقبے نہ کرے۔ یہ شخص ولایت کے نور کو بہت جلدی حاصل کر لے گا۔ اس لئے کہ یہ گناہوں سے بچتا ہے۔ گناہ انتہائی نقصان دہ ہے۔ چنانچہ عام آدمی میں اور اولیاء اللہ میں بنیادی فرق یہی ہوتا ہے۔

نیکی کے نور کو سنبھالئے:

ایک عام آدمی بھی کئی دفعہ ایسے اعمال کرتا ہے کہ اس کا سینہ نور سے بھر جاتا ہے۔ اللہ کی رحمت کی نظر اس کے دل کو منور کر دیتی ہے۔ مگر وہ بد پرہیزی کرتا ہے۔ آنکھ نے غلط دیکھ لیا زبان سے غیبت ہو گئی۔ جھوٹ بول دیا کسی کی دل آزاری کر دی۔ کان سے غلط سن لیا۔ کوئی اور غفلت کا کام کر لیا۔ ان گناہوں کے کرنے سے وہ جو اللہ رب العزت کی طرف سے نور ملتا ہے وہ انسان کے دل سے چلا جاتا ہے۔ اس کی یوں مثال سمجھئے جیسے بہت بڑی ٹینکی ہے۔ اور آپ اس میں ٹیوب ویل کا پانی ڈال دیتے ہیں اب اتنا زیادہ پانی اس ٹینکی میں جا رہا ہے۔ لیکن نیچے سے والو بھی کھول دیتے ہیں۔ تو وہ ٹینکی بھرے گی نہیں۔ جتنا پانی جائے گا وہ نکل بھی جائے گا۔ اس کے بالمقابل آپ اس کے نیچے کا والو بند کر دیتے ہے۔ پانی نکلنے نہیں دیتے۔ ٹیوب ویل کی بجائے چھوٹی سی ٹوٹی بھی کھل جائے۔ قطرہ قطرہ بھی پانی ٹپکے گا تو ایک نہ ایک دن اس ٹینکی کے بھرنے کا سبب بن جائے گا۔ اس لئے کہ پانی ضائع نہیں ہو رہا۔ تو ہم جیسے عام آدمی میں اور اللہ کے اولیاء میں یہی فرق ہے۔ نیکی بھی ہم کر لیتے ہیں پھر گناہ کے ذریعے اس کے اثرات کو بھی ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ کبھی شیخ کی محفل میں پہنچ گئے ایسی مجالس میں آ گئے۔ ندامت کے دو آنسو ٹپکا دیئے اللہ کی رحمت کی نظر پڑ

www.besturdubooks.wordpress.com

گئی۔منور دل کو لے کر چلے گئے۔ایک دن بھی ان اثرات کو نہ سنبھال پائے۔مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔جیسے ہی مسجد کے دروازے سے باہر نکلتے ہیں آنکھ کسی عورت پر پڑ جاتی ہے۔تو ساری کی ہوئی نیکی کے اثرات ضائع ہو جاتے ہیں۔تو ولی بننے کے لئے لمبی چوڑی نفلیں عبادتیں تسبیحات کی ضرورت نہیں ہے۔گناہوں کو چھوڑنے کی ضرورت ہے۔لہٰذا ہمیں اس بات کو مقصود بنا کر اس پر محنت کرنی چاہیے کہ ہمارے جسم سے اللہ رب العزت کی نافرمانی نہیں ہوگی۔اس پر نظر رکھیں ہر وقت نظر رکھیں۔نفس ایسا خبیث ہے۔کہ وہ انسان کے گناہ اس کے سامنے مزین کر دیتا ہے۔اپنے گناہوں کا پتہ بھی نہیں چلتا۔دوسرے کی آنکھ کا بال بھی بڑا نظر آتا ہے۔اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا ہے۔یہ نفس ایسا خبیث ہے۔کہ کسی کے عیبوں کا شک پڑ جائے۔انسان اس سے نفرت کرنا شروع کر دیتا ہے۔اپنے عیبوں کا یقین ہوتا ہے پھر بھی اپنے آپ سے محبت کرتا ہے۔تو اس پر ہم محنت کریں۔ہم نے اپنے وجود سے گناہ نہیں ہونے دینا۔اور یہ نہیں ہوگا کہ آج آپ ارادہ کرلیں تو کل سے گناہ ختم ہو جائیں گے بلکہ یہ پرانا پاپی ہے۔بڑے حیلے بہانے جانتا ہے۔

ع ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

شیطان بڑا دشمن ہے:

ایک بت کو توڑیں گے۔ایک نیا تیار ہوگا۔شیطان ایسا بد بخت دشمن ہے۔چوبیس گھنٹے پیچھے لگا ہوا ہوا۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ

ترجمہ:اور ہم نے ان کے لئے کچھ ساتھی مقرر کر دیئے پس انہوں نے ان کو وہ (برے کام) اچھے کر دکھائے۔

دیکھا یہ شیطان انسان کے اعمال کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔انسان گناہ کر رہا ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔اب اس کو گناہ نہیں سمجھتا۔ ہلکا سمجھتا ہے۔بس ایک دفعہ آخری دفعہ گناہ کر رہا ہوں۔ ایک دفعہ اور آخری دفعہ میں یہ کتنے لوگوں کو گناہوں کا مرتکب کرتا ہے۔اور آج ایسے ہی ہوتا ہے۔ایک طرف تو ہم مراقبے بھی کرتے ہیں۔ایک طرف تو ہم تہجد کی پابندی کی کوشش بھی کر رہے ہوتے ہیں۔تکبیر اولیٰ کے لئے بھی بھاگ رہے ہوتے ہیں۔اور دوسری طرف ہماری نگاہیں پاک نہیں ہوتیں۔زبان سے ایسے الفاظ نکلتے ہیں کہ لوگوں کے دل کو ایذا پہنچاتے ہیں۔یہ ہماری بے احتیاطیاں ہمارے راستے کی رکاوٹ ہیں۔ آپ یوں سمجھیں کہ ہم اللہ رب العزت کی طرف بھاگ رہے ہیں۔مگر یہ گناہ رسیاں ہیں جو ہمیں پیچھے کھینچتی ہیں بھاگنے نہیں دیتیں جانے نہیں دیتیں۔ان گناہوں کی عادتوں کو چھوڑے بغیر ہم اللہ رب العزت سے واصل نہیں ہو سکتے ان کو چھوڑنا پڑے گا۔

گناہ چھوڑنے پر محنت کریں:

اب اگلا سوال ذہن میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ جی گناہ چھوڑنا تو بڑا مشکل ہے۔جب آپ کچھ دنوں یہ محنت کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ کو سمجھ میں یہ بات آئے گی۔نیکی کرنی آسان ہے۔گناہوں سے بچنا بڑا مشکل کام ہے۔بڑا مشکل کام ہے گناہوں سے بچنا۔جھوٹ سے بچنے کی محنت آپ کو ممکن ہے پوری زندگی کرنی پڑے۔چنانچہ ایک سالک کو اس کے شیخ نے حکم دیا کہ تم اس بات پر محنت کرو کہ زبان سے جھوٹ نہ نکلے۔وہ جتنی کوشش کرتے عادت تھی زبان سے جھوٹ نکل جاتا۔چالیس سال محنت کرنی پڑی۔ چالیس سال! پھر جا کر دل کی کیفیت ایسی بنی کہ نہ ملامت کی پروا نہ ندامت کی پروا جو سچ ہوتا وہ زبان سے نکل آتا۔تب جا کہ بات سمجھ میں آئی۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

www.besturdubooks.wordpress.com

جھوٹ بولنے کو چھوڑنا کوئی آسان کام ہے۔محنت کر کے دیکھو پھر پتہ چلے گا۔

مصحفی ہم تو سمجھتے تھے کہ ہو گا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

جب محنت نہیں کرتا بندہ تو سمجھتا ہے کہ آسان ہے کر لیں گے۔کرنے لگتا ہے پھر سمجھ میں آتی ہے۔کہ

دل ہمہ داغ داغ شو
پمبا کجا کجا نہم

ترجمہ:دل تو داغ داغ بن گیا میں کہاں کہاں اس پہ مرہم رکھوں

آپ محسوس کریں گے اٹھتے گناہ بیٹھتے گناہ لیٹتے گناہ چلتے گناہ ہروقت گناہ۔اور بسا اوقات گناہوں کی سوچ شیطان دماغ میں بٹھا دیتا ہے۔بالخصوص نوجوان گرم خون کے دل میں عین حالت نماز میں بھی ذہن میں گناہوں کی سوچ ہوتی ہے۔اب اس سوچ سے چھٹکارا پانا کوئی آسان کام ہے۔محنت لگتی ہے۔اسی کو مجاہدہ کہا گیا۔مجاہدہ یہ نہیں ہے کہ بھئی روٹی کھانا چھوڑ دو۔جس چیز کو اللہ نے حلال کہا اس کو چھوڑنے کا کیا مطلب۔ہاں کھائیں اعتدال کے ساتھ۔اور جتنا کھائیں اس پر اللہ کے گیت گائیں۔جو اصل مجاہدہ ہے وہ یہ ہے کہ نفس کی پسندیدہ چیزوں کو چھوڑنا۔مرغوبات کو چھوڑ دینا۔گناہوں کو چھوڑنا۔یہ بہت مشکل کام ہے۔اوران تربیتی مجالس میں آنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم اللہ رب العزت سے توفیق مانگیں۔کہ اے اللہ! ہمیں ان گناہوں سے بچنے کی آپ توفیق عطا فرمادیں۔ ورنہ تو اوپر سے لا الــہ اندر سے کالی بلا۔تسبیحاں بھی چل رہی ہیں۔اوپر سے تسبیح اندر سے میاں کسبی۔انسان اپنی حقیقت کو معلوم کرنا چاہے۔تو ہمیشہ اپنے دل سے پوچھے۔اپنی حقیقت کو معلوم کرنا چاہے۔تو ہمیشہ کس سے پوچھے۔اپنے دل سے پوچھے۔دل وہ گواہ

ہے جو کبھی رشوت قبول نہیں کرتا ہمیشہ سچی گواہی دیتا ہے۔ دل بتائے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ کہے گا تم لوگوں کے سامنے تو بڑے نیک بنے پھرتے ہو۔ مگر تمہاری اصلیت تو یہ ہے۔ ہمارا معاملہ اللہ رب العزت کے ساتھ ہے جو عَلِیْم" بِذَاتِ الصُّدُوْر ہے۔ لوگوں کے سامنے تو ہم نیک بن سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت کو تو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ اس لئے کھری زندگی گزارنے کے لئے۔ سچی اور سچی زندگی گزارنے کے لئے ہمیں ان گناہوں سے نجات پانی ضروری ہے۔ ورنہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مقبول نہیں بنیں گے۔

دید قصور بڑی نعمت ہے:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت خوبصورت لفظ استعمال فرمایا اپنے مکتوبات شریفہ میں۔ اس کا نام رکھا انہوں نے دید قصور۔ یہ مشائخ سلوک میں سے سب سے پہلے یہ لفظ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے استعمال کیا۔ دید قصور کا کیا مطلب کہ بندے کو اپنے قصور کی دید نصیب ہو جائے۔ پتہ چل جائے کہ میرے اندر کیا کیا عیب ہیں۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں ایک جگہ کہ جب اللہ رب العزت کسی بندے سے راضی ہوتے ہیں۔ اس کے گناہوں کو اس کی نظر میں واضح فرما دیتے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا بڑا کرم اور احسان ہوتا ہے بندے پر کہ اللہ رب العزت اس کی نظر میں اس کے عیبوں کو کھول دیتے ہیں۔ اس لئے ایک بزرگ سے کسی نے کہا حضرت جتنے گناہوں کو چھوڑتا ہوں اتنے اور عیب نظر آتے ہیں۔ فرمایا انسان کامل کی یہی پہچان ہے کہ جتنے گناہ چھوڑو گے اتنے اور نظر آئیں گے۔ اور یہی چیز انسان کو کمال کی طرف لے کر جاتی ہے۔ وگرنہ تو انسان دنیا کی نظر میں نیک ہوتا ہے۔ جلوت میں نیک ہوتا ہے۔ اللہ کے دوستوں

www.besturdubooks.wordpress.com

والے کام کر رہا ہوتا ہے۔اور خلوت میں اللہ کے دشمنوں والے کام کر رہا ہوتا ہے۔ہاتھ میں تسبیح ہے۔زبان پہ توبہ ہے۔اور دل گناہ کی لذت سے پر ہے۔ میرے استغفار کے اوپر تو معصیت کو بھی ہنسی آ رہی ہے۔

انسان گناہوں کو کیسے چھوڑے:

اب رہ گئی یہ بات کہ انسان یہ گناہ چھوڑے کیسے۔تو بھئی جب نقصان پہنچنے کا یقین ہو۔اس چیز کو چھوڑنا بڑا آسان ہوتا ہے۔مثال کے طور پر۔سانپ کتنا خوبصورت ہے۔ اتنا پیارا ڈیزائن بنا ہوتا ہے۔کلر اتنا اچھا اور ملائم۔تو ذرا ہاتھ میں پکڑ کر دیکھیں کہیں گے نہیں۔کیوں بھئی اتنے خوبصورت سانپ کو کیوں نہیں ہاتھ لگاتے۔کہیں گے نقصان ہوتا ہے۔موت آ جائے گی۔تو جس طرح عام آدمی موت کے خوف سے ڈر کر اتنے خوبصورت سانپ کو ہاتھ نہیں لگاتا قریب بھی نہیں جاتا۔اسی طرح اللہ کا ولی اپنی روحانی موت کو سامنے رکھتے ہوئے گناہ کے قریب بھی نہیں جاتا۔آپ کے سامنے کوئی ڈبہ لائے مٹھائی کا۔جی یہ فرسکو کی بنی ہوئی ہے۔نرالا کی مٹھائی بنی ہوئی ہے۔یہ ایک سو لڈو ہیں صرف ایک کے اندر زہر ہے باقی سب ٹھیک ہیں۔جی کھائیے۔پیچھے ہٹ جائیں گے۔جی کیوں ننانوے تو بالکل ٹھیک ہیں۔بڑھائیں ناہاتھ۔بالکل نہیں۔کیوں بھئی۔کیا پتہ وہی زہر والا ہو موت آ جائے گی۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم جب کسی چیز میں نقصان کا یقین رکھتے ہیں تو ایک فیصد بھی رسک نہیں لیتے۔سو میں سے ایک ہے۔تو ون پرسنٹ بھی رسک لینے کو تیار نہیں ہیں۔ہاتھ ہی نہیں بڑھاتے، حالانکہ مٹھائی اچھی لگتی ہے۔نہیں کھائیں گے۔نقصان کے خوف کی وجہ سے۔اچھا بجلی کے تار کو کوئی ہاتھ لگاتا ہے۔کیوں بھئی کتنوں نے تجربہ کیا بجلی کو ہاتھ لگانے کا۔کسی نے تجربہ نہیں کیا۔سنا کہ فلاں کا ہاتھ لگ گیا موت آ گئی۔اسی لئے بچ رہے ہیں۔بالکل اسی طرح اللہ والے دوسروں سے عبرت پکڑتے ہیں۔فلاں نے گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کا ارتکاب کیا۔ دیکھو اس کا معاملہ کیا خراب ہوا۔ ایسی بات کو سن کر دیکھ کر وہ اللہ کے نیک بندے خود بخود گناہوں سے رک جاتے ہیں۔

اللہ والے گناہوں سے کیسے بچتے ہیں:

ایک نوجوان ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا حضرت۔ آپ فرماتے ہیں گناہوں کا پرہیز کرو۔ نوجوان ہوں۔ بازار سے گزرتے ہوئے میری نگاہ قابو میں ہی نہیں رہتی۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ میں نگاہوں کو کیسے کنٹرول کروں۔ انہوں کے کہا کہ بھئی میں یہ راز سمجھاؤں گا۔ شرط یہ ہے کہ کوئی میرا کام کردو۔ جی حضرت کرنے کو تیار ہوں۔ کہا بھئی یہ دودھ کا پیالہ ہے۔ فلاں جگہ پر ایک بزرگ رہتے ہیں بازار کی دوسری طرف۔ ان کو یہ پہنچا کہ آؤ۔ اس نے کہا جی میں پہنچا دیتا ہوں۔ بھئی ایک بات اور بھی ہے۔ دودھ گرنے نہ دینا۔ اس نے کہا جی فکر ہی نہ کریں۔ ایک قطرہ بھی نہیں گرنے دوں گا۔ انہوں نے کہا اچھا اگر گر گیا۔ تو پھر ایک بندے کو ساتھ بھیجوں گا وہ تمہیں دو تھپڑ وہیں لگائے گا۔ اس نے کہا جی ٹھیک ہے۔ اب انہوں نے ذرا پیالے کو لبالب بھر دیا۔ اور ایک نوجوان کو بھی ساتھ کر دیا۔ کہ جہاں دودھ کا کوئی قطرہ گرے۔ بھرے بازار میں دو جوتے اس کے لگا دینا۔ اب یہ صاحب تھوڑا سیریس ہو گئے۔ پیالہ ہاتھ میں لیا۔ بڑی احتیاط سے چلتے ہوئے بچتے بچاتے ہوئے بالآخر اپنی منزل پہ پہنچ گے۔ بڑے خوش واپس آئے حضرت میں نے وہ دودھ ان بزرگوں تک پہنچا دیا۔ کہا بھئی دودھ تو آپ نے پہنچا دیا۔ یہ بتاؤ بھئی کہ آج راستے میں تم نے کتنی شکلوں کو دیکھا۔ کہتا ہے حضرت ادھر دھیان ہی نہیں تھا۔ بھئی کیوں دھیان نہیں تھا۔ حضرت دل میں خوف تھا کہ اگر یہ پیالہ چھلک گیا تو جو ساتھ آدمی ہے بھرے بازار میں جوتے لگائے گا۔ میری رسوائی ہوگی۔ فرمایا اللہ والوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر گناہ کے ذریعے یہ دل کا پیالہ چھلک گیا تو قیامت کے دن

www.besturdubooks.wordpress.com

سر بازار رسوائی ہوگی۔ان کی بھی نگاہ ادھر اُدھر نہیں اٹھتی

گناہوں سے بچنے کا آسان طریقہ:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت ہی پیاری بات کہی بہت ہی پیاری بات۔اللہ ان کو جزائے خیر عطا کرے۔فرماتے ہیں۔کہ سب سے بڑا عالم وہ ہے جس پر گناہوں کے نقصانات دوسروں کی نسبت زیادہ واضح ہو چکے ہوں۔بڑا عالم وہ ہے۔بڑی عجیب بات کہی ہے۔کہ بڑا عالم وہ ہے جس پر گناہوں کے نقصانات دوسروں کی نسبت زیادہ واضح ہو جائیں۔اس لئے کہ وہ گناہ سے اتنا ہی زیادہ بچے گا۔ایک مرتبہ کھانے کی میز پر ایک سرجن جو ہارٹ سپیشلسٹ تھے۔اب ان کو دیکھا کہ وہ سبزی کھا رہے ہیں اور مرغہ چرغہ کئی چیزیں سامنے ہیں۔تو جو صاحب خانہ تھے کہنے لگے ڈاکٹر صاحب کھایئے گوشت کھالیجئے۔بڑے اصرار پر انہوں نے بہت تھوڑا سا گوشت لیا۔انہوں نے کہا اور کھائیں۔اس پر انہوں نے کہا کہ میں سرجن ہوں اور روز لوگوں کے دلوں کا آپریشن کرتا ہوں۔اور اس میں جمی چربی دیکھتا ہوں۔تو مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ گوشت کرے گا کیا۔میں کھانا چاہوں تو بھی کھانے کو طبیعت نہیں چاہتی۔اس دن خیال آیا اب اس بندے پر چونکہ تفصیل زیادہ کھل چکی۔اب اس کے لئے چربی سے بچنا کوئی مشکل کام نہیں۔اسی طرح جب عالم کے اوپر گناہوں کے نقصانات زیادہ کھل جاتے ہیں۔اس عالم کے لئے پھر گناہوں سے بچنا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔آسان بن جاتا ہے۔ان کے دل میں ڈر ہوتا ہے۔قیامت کے دن کہیں رسوائی نہ ہو۔اسی لئے ہمیں یہ دعا سکھائی گئی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَعْصِیَتِیْ

ترجمہ: اے اللہ بے شک میں آپ سے ایسی خشیت کا سوال کرتا ہوں جو میرے اور میرے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو بڑی نعمتیں:

یہ اللہ کا خوف بھی بڑی نعمت ہے۔ اللہ رب العزت کا خوف بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ ہم اللہ رب العزت سے یہ نعمت مانگیں۔ کہ اے رب کریم ہمیں اتنا خوف عطا کر دیجیے۔ جو ہمیں گناہوں سے بچالے۔ تو دو چیزوں پر توجہ فرمایئے گا۔ بڑی اہم ہیں۔ اللہ کا ڈر۔ اللہ کا ڈر اور اللہ کا ڈر۔ اللہ کا ڈر اور اللہ کا ڈر۔ اور دوسری اللہ کی محبت۔ جس شخص کو یہ نصیب ہوگئی دو نعمتیں۔ سمجھو دنیا کی تمام سعادتیں نصیب ہوگئیں۔ اللہ رب العزت کا ڈر اور اللہ رب العزت کا ڈر۔ ڈر ہوگا تو گناہوں سے بچے گا۔ ڈر نصیب ہوگا۔ تو عبادت کی لذت نصیب ہوگی۔ دو ہی نعمتیں ہیں۔ بس ہماری زندگی کا مقصود یہی ہے۔ اللہ رب العزت سے یہی مانگیں۔ اور اس کی محبت کا سوال کریں۔

دن رات ماہ و سال سے آگے نہیں گئے
ہم بھی تیرے خیال سے آگے نہیں گئے
لوگوں نے تجھ سے مانگا ہر روز کچھ نیا
اک ہم تیرے سوال سے آگے نہیں گئے

دوسرا ایک اللہ کی محبت کا سوال یہ ضرور کریں۔ اللہ اپنا ڈر دے دیجئے اور اپنی محبت دے دیجئے۔ یہ نعمتیں مل گئیں تو زندگی میں بہار آجائے گی۔ تو ہمیں اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ہے۔ جب یہ خوف دل میں آتا ہے۔ پھر گناہوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے۔

گناہ سے بچنے کا عجیب واقعہ:

چنانچہ سلمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے۔ کہ اپنے دوستوں کے ہمراہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو راستے میں ایک جگہ کھانے پینے کی کچھ چیزیں کم ہوگئیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوستوں نے کہا جی آپ خیمے میں رہیں ہم قریبی گاؤں میں جا کر وہ چیزیں لے آتے ہیں۔ جب وہ چلے گئے یہ تنہا تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک عورت کہیں سے آئی۔ اور اس نے آ کے ان کو کچھ اشارتا کہا۔ یہ سمجھے کہ یہ کوئی مانگنے والی ہے۔ انہوں نے روٹی کا کوئی ٹکڑا دینا چاہا۔ جب دینے لگے تو اس نے بات واضح کی۔ مجھے روٹی نہیں چاہیے۔ جو عورت مرد سے چاہتی ہے مجھے وہی کچھ چاہیے۔ جیسے ہی انہوں نے یہ سنا فوراً دل میں یہ خیال آیا۔ میں اللہ کے دربار کی حاضری کے لئے حج پر جا رہا ہوں اور شیطان نے اس عورت کو نمائندہ بنا کر میرا ایمان خراب کرنے کے لئے میری طرف بھیج دیا۔ یہ خیال آتے ہی رونا شروع کر دیا کہ شیطان کو ابھی بھی مجھ سے امید لگی ہوئی ہے۔ وہ ابھی بھی مجھے اللہ سے جدا کرنا چاہتا ہے۔ ان کو روتے دیکھ کر وہ عورت بھی شرم سے غائب ہوگئی۔ روتے روتے سو گئے۔ کہتے ہیں ان کو خواب میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ یوسف علیہ السلام نے مبارک دی۔ یہ کہنے لگے کہ حضرت آپ کتنے عظیم ہیں کہ زلیخا نے کہا

قَالَتْ هَيْتَ لَكَ

ترجمہ: کہنے لگی لو آ ؤ

اور آپ اس سے بچ گئے فوراً آپ نے کہا مَعَاذَاللّٰه میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ تو سیدنا یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بڑی مدد تھی میرا اس گناہ سے بچ جانا۔ یہ اتنا عجیب معاملہ نہیں جتنا کہ تم نے ولی ہو کر وہ کام کیا جو وقت کا نبی کیا کرتا ہے۔ تو کئی ایسے بھی اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں۔ کہ اولیاء ہو کر ایسے کام کر دکھاتے ہیں۔ جو اپنے وقت میں انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب دل میں یقین اور خوف خدا ہوتا ہے تو گناہوں سے بچنا آسان ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے ایک حکم پر نگاہیں نیچی ہوگئیں:

صحابہ کرام ایک شہر میں گئے۔ تو رومیوں نے اپنی عورتوں کو کہا کہ تم نیم برہنہ حالت میں راستے میں کھڑے ہو جاؤ۔ یہ مسلمان بہت دنوں سے اپنے گھروں سے دور ہیں۔ تمہاری طرف ان کی نگاہیں اٹھیں گی۔ ان کے ساتھ جو اللہ کی مدد ہے وہ ہٹ جائے گی۔ امیر لشکر نے دیکھا تو انہوں نے ایک آواز بلند کی۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچے کرلیں۔

پورے لشکر کی نگاہیں نیچی ہوگئیں اور شہر میں سے گزر گئے۔ واپس آئے مدینے کے لوگوں کو بات سنائی۔ کسی نے پوچھ لیا وہاں کے مکانات کتنے بلند تھے۔ فرمانے لگے۔ کہ امیر لشکر کی زبان سے آیت سننے کے بعد نگاہیں اس طرح نیچے کیں کہ ہم نے کسی مکان کی اونچائی تک کو بھی نہیں دیکھا۔ تو جب دل میں اللہ رب العزت کا خوف آجاتا ہے۔ تو بندے کے لئے پھر گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ تو اللہ رب العزت سے یہ نعمت مانگئے۔

اللہ دیکھ رہا ہے:

دیکھئے اگر انسان کو پتہ ہو کہ کوئی پانچ سال کا بچہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ وہ فحش حرکات سے پرہیز کرے گا۔ جب یہ محسوس کرے گا کہ دیکھنے والا کوئی نہیں تب حرکت کرتا ہے۔ تو مطلب تو یہ ہوا کہ یقین کی کمزوری ہے۔ اگر یہ یقین ہو کہ اللہ رب العزت مجھے دیکھتے ہیں۔ پھر انسان گناہوں کا ارتکاب کر ہی نہیں سکتا۔ تابعین میں سے ایک بزرگ گزرے ہیں عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ان کی ایک بہت ہی اچھی کتاب ہے۔ اکمال الشیم۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں اپنی مجالس میں ان کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ بہت ہی الہامی باتیں ہیں اس میں۔ بہت ہی بزرگ آدمی تھے۔ بلکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ان کا نام آتا ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ قال العطاء کے نام سے روایت لیتے ہیں۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ اللہ رب العزت نے میرے دل پر یہ بات الہام فرمائی۔ دل میں بات ڈالی، میرے بندوں سے کہہ دو۔ کہ جب یہ گناہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان تمام دروازوں کو بند کر دیتے ہیں جن سے مخلوق دیکھتی ہے۔ اس دروازے کو بند نہیں کرتے جس سے میں پروردگار دیکھتا ہوں۔ کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں یہ سب سے کم درجے کا مجھے سمجھتے ہیں

اللہ اکبر کبیرا!! اگر دل میں یہ خوف ہوگا۔ پھر انسان کے لئے گناہ سے بچنا بہت آسان ہوگا۔ پھر شیطان زور بھی لگاتا رہے گا۔ اللہ رب العزت کی حفاظت ہوگی۔

رابعہ بصریہ کی دو خصوصی دعائیں

کچھ اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے بارے میں رب کریم نے فرمادیا۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰن

ترجمہ: (شیطان مردود) جو میرے بندے ہیں تیرا ان کے اوپر قابو نہیں چل سکے گا۔

رابعہ بصریہ رحمۃ علیہا اللہ کی نیک بندی۔ تہجد کے وقت اٹھتی تو دو دعائیں مانگتی تھیں۔ ایک دعا تو یہ کیا کرتی تھیں اے رب کریم! دن چلا گیا رات آگئی۔ دنیا کے سب بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے۔ تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ دنیا کے سب بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے۔ اللہ تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ میں تیرے سامنے اپنا دامن پھیلاتی ہوں۔ آپ کی عظمت بیان کر کے مانگتی ہوں۔ اللہ کو کتنا پیار آتا ہوگا۔ اور دوسری

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا یہ مانگتی تھی۔ اے اللہ جس طرح آپ نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک دیا۔ شیطان کو مجھ پر مسلط ہونے سے روک دیجئے۔ جب ہم اللہ رب العزت سے ایسی دعا مانگیں گے۔ تو رب کریم ہمارے لئے اس معاملے کو آسان کر دیں گے۔ ہم مانگیں کہ رب کریم ہمارے لئے گناہ سے بچنا مشکل ہے۔ اور آپ کے لئے بچا دینا یہ بہت آسان ہے۔ ہم اپنے آپ کو آپ کے حوالے کرتے ہے۔ اے اللہ معصیت کی ذلت سے محفوظ فرما ہمیں طاعات کی عزت نصیب فرما۔ ہمارے پروردگار کتنا کریم ہے کتنا مہربان ہے۔ چنانچہ عطا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی ایک قول ہے۔ فرمایا کہ اللہ رب العزت نے میرے دل میں یہ بات الہام فرمائی۔ کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ تمہیں جب بھی رزق میں تھوڑی کمی ہوتی ہے۔ فوراً اپنے دوستوں کی محفل میں بیٹھ کر میرے شکوے بیان کرنا شروع کر دیتے ہو۔ اور تمہارا نامہ اعمال گناہوں سے بھرا میرے پاس آتا ہے۔ میں فرشتوں کی محفل میں تمہارے شکوے تو نہیں کیا کرتا۔ ہمارا پروردگار کتنا کریم ہے۔ کتنا مہربان ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ حیران ہوتے ہیں۔

کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھیں:

دو باتیں بڑی عجیب ہیں۔ ایک اللہ کا علم اور اس کے اوپر اللہ رب العزت کا حلم۔ اللہ اکبر۔ ہم دوسرے بندے کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں حقیقت کا پتہ نہیں ہوتا۔ اتنا کچھ پتہ ہوتا ہے اور بہت کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ ہم درگزر کر دیتے ہیں۔ اور اللہ رب العزت کو جب سے بندے نے گناہ کا ارادہ کیا اس کے دل کے جذبات کا بھی پتہ ہوتا ہے۔ گناہ کے کرنے پر بھی اللہ کو معلوم تھا۔ اتنا تفصیلی علم ہے۔ اس کے اوپر میرے مولا کا اتنا زیادہ حلم۔ واقعی یہ صفت اللہ تعالیٰ کو سجتی ہے۔ ہمارا پروردگار کتنا مہربان ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَلِيمًا

www.besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ: اور اللہ علم والا بردبار ہے۔

اللہ رب العزت نے ایک آیت میں دونوں صفتوں کو اکٹھا فرما دیا۔ اللہ کا علم اور اس کے اوپر میرے مولا کا حلم۔ ہم گناہ کرتے ہیں۔ رب کریم فوراً تو سزا نہیں دیتے۔ موقع دیتے ہیں۔ شاید میرا بندہ باز آجائے شاید احساس کر لے شاید توبہ کر لے۔ اللہ اکبر کبیرا! ہمیں چاہیے کہ ہم ہر چھوٹے اور بڑے گناہ سے سچی توبہ کریں۔ جب بندہ گناہ کو چھوٹا سمجھتا ہے۔ تو وہ گناہ پھر چھوٹا نہیں رہتا۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات لکھی۔ فرماتے ہیں۔ اے دوست! یہ نہ دیکھنا گناہ چھوٹا یا بڑا۔ بلکہ اس اللہ کی عظمت کو دیکھنا جس کے حکم کی تم نافرمانی کر رہے ہو۔ اب کوئی بندہ کہے میں نے وزیر صاحب سے تھوڑی سی بدتمیزی کی۔ اگلے کہیں گے اچھا وزیر صاحب کے ساتھ بدتمیزی تھوڑی نہیں ہوتی۔ بھئی پروردگار عالم ہے اس کی بارگاہ میں کوئی گناہ چھوٹا نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے بچیں۔ گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو۔ چھوٹی چھوٹی کنکریاں مل جاتی ہیں پہاڑ بن جایا کرتا ہے۔ تو ہم بھی اپنی ہر چھوٹے بڑے گناہ سے اللہ رب العزت کے سامنے سچی توبہ کر لیں۔ یہی تصوف کا مقصود ہے۔

تصوف کیا ہے؟

تصوف کیا ہے؟ سید سلمان ندوی نے حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت تصوف کا مقصود کیا ہے؟ حضرت نے جواب میں فرمایا تصوف کا مقصود یہ ہے۔ کہ انسان کے رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ یہ تصوف کا مقصود ہے۔ اتنا ذکر کریں کہ ہمارے رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

طریقت کیا ہے؟

ایک شخص نے یہی بات ہمارے سلسلہ عالیہ کے کسی بزرگ سے بھی پوچھ لی تھی۔ کہنے لگے حضرت انسان بالغ کب ہوتا ہے۔فرمایا بالغ شریعت یا بالغ طریقت۔اس نے کہا حضرت دونوں بتا دیں۔سمجھانے کے لئے بات تو کھولنی پڑے گی۔تو حضرت نے فرمایا کہ دیکھو جب انسان کے جسم سے منی نکلے وہ بالغ شریعت ہوتا ہے۔جو انسان منی سے نکل جائے وہ بالغ طریقت ہوا کرتا ہے۔یعنی شہوت سے متعلقہ جتنے گناہ ہیں۔جو انسان ان گناہوں سے بچ گیا۔طریقت کی نظر میں یہ انسان بالغ طریقت بن گیا۔ابھی تو طریقت کی نظر میں ہم بچے ہیں۔گناہوں سے ہماری جان کہاں چھوٹی ہے۔تو کب چھوٹے گی۔کوئی تو وقت آئے ہم اس کے لئے ارادہ کریں محنت کریں اللہ سے مانگیں تا کہ ہم بالغِ طرلقت بن سکیں۔

اجتماع میں دعائیں مانگیں:

دیکھیں اگر ہم گھر میں اکیلے بیٹھ کر مانگیں گے تو پتہ نہیں دعائیں قبول ہوں کہ نہ ہوں۔معاملہ ہمارا ذاتی ہوگا۔مجمع میں کتنے نیک لوگ کتنے اللہ کے مقرب بندے کتنے مشائخ یہاں موجود ہیں ہمارے توبہ کا قبول ہونا نسبتاً زیادہ آسان ہے۔اس لئے ایسے مجمع میں ہم پچھلے گناہوں سے سچی توبہ اور آئندہ نیکوکاری کی زندگی کا ارادہ کریں۔اور اس پر اللہ رب العزت سے استقامت مانگیں۔

دین داروں کا بڑا مسئلہ کیا ہے؟

ایک عام مشاہدہ یہ ہے۔جو لوگ دین کے شعبوں میں لگے ہوتے ہیں۔کوئی ذکر میں لگا۔کوئی دعوت وتبلیغ میں لگا۔کوئی علم کی مد میں مدارس کے اندر لگا۔یہ جتنے بھی لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ بڑے گناہوں سے بچتے ہیں۔ ایک دو کوئی گناہ ایسے ہوتے ہیں۔ جنہوں نے ان کو الجھایا ہوتا ہے۔ کوئی آنکھ کا بیمار، کہ قابو میں نہیں ہے۔ ویسے بڑا شریف انسان ہے بڑا اچھا انسان ہے۔ عبادت کا ذوق ہے شوق ہے۔ ذکر کرتا ہے۔ مراقبے کرتا ہے۔ بس آنکھ کا پرہیز اس کے لئے مشکل بنا ہوا ہے۔ بعض لوگوں کیلئے زبان کا پرہیز مشکل۔ جھوٹ بول جاتے ہیں۔ غلط بات کہہ جاتے ہیں۔ سخت بات کہہ جاتے ہیں دوسرے کا دل دکھا بیٹھتے ہیں۔ کوئی شرمگاہ کے گناہ میں ملوث۔ ویسے تلاوت کا پابند، تسبیحات بھی ہیں۔ تہجد بھی ہے۔ نیکی بھی ہے۔ اور لوگ اس کو نیک سمجھتے بھی ہیں۔ مگر اس کا معاملہ تکمیل کو کیوں نہیں پہنچ رہا۔ اس لئے کہ گناہ میں ملوث ہے۔ اکثر و بیشتر مشاہدہ یہ ہے کہ اگر فرض کریں شریعت میں گناہوں سے بچنا سو فیصد ضروری ہے۔ کوئی نوے سے بچ رہا ہے کوئی پچانوے سے بچ رہا ہے۔ کوئی چھیانوے سے بچ رہا ہے کوئی ستانوے سے بچ رہا ہے۔ دو تین گناہوں کو چھوڑنا مشکل بنا ہوتا ہے۔ اور گناہوں کو نہ چھوڑنے کی وجہ سے ولایت کے نور سے بندہ محروم ہو رہا ہوتا ہے۔

حسرت ہے اس مسافرِ مضطر کے حال پر
جو تھک کے رہ گیا ہو منزل کے سامنے

منزل بھی سامنے ہے چند قدم باقی ہیں۔ اور تھک کے بیٹھ جائے۔ جب ہم نے سروں پہ ٹوپیاں پگڑیاں رکھ لیں۔ چہرے پہ سنت سجالی۔ لباس کی وضع قطع سنت کے مطابق بنالی۔ تو بہت سارے گناہوں سے تو یہ سنت کی وضع قطع ہی بچالیتی ہے۔ آپ ذرا مجمع میں گالی نکال کے دیکھیں ہر بندہ کہے گا شکل دیکھو کیا ہے؟ تم نے بات کیا کہہ دی؟ تو شرم کی وجہ سے بندہ بچتا ہے۔ الحمد للہ اس وضع قطع کی یہ برکت ہے بہت سارے گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ دو چار گناہ جو انسان کر لیتا ہے۔ بس وہ اس کے لئے رکاوٹ بنے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں۔ اور اللہ رب العزت کا وصل تب نصیب ہوتا ہے۔ جب انسان سو فیصد گناہوں سے بچے۔ اب یہ کام ہے تو مشکل کہ سو فیصد گناہوں سے بچے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں۔ کہ ایک آدمی اللہ سے واصل ہونا چاہتا ہے۔ تو یہ جو گناہوں کی میل کچیل ہے یہ جوڑ کے راستے میں ہمیشہ رکاوٹ بنتی ہے۔ یہ جوڑ نہیں بیٹھنے دیتی۔ یہ ایک دنیا کا مشاہدہ ہے۔ میل کچیل جوڑ کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ بچپن کی بات ہے۔ شاید یہ عاجز دوسری تیسری کلاس میں پرائمری سکول کا طالب علم تھا۔ ہماری گلی سے کبھی کبھی ایک آدمی گزرتا تھا۔ جو یہ آواز لگاتا تھا کہ برتن قلعی کروالو برتن قلعی کروالو۔ تو مجھے آج بھی یاد ہے کہ میں اسے پہلے روکتا تھا کہ انکل ذرا رکو۔ اور گھر آکے امی کو کہتا تھا کہ برتن نکالو قلعی کروانی ہے۔ تو کئی دفعہ وہ کہتیں بھئی اب تو ضرورت نہیں سارے برتن ٹھیک ہیں۔ تو ہم رونے لگتے کیونکہ قلعی کرنے کروانے کا جو طریقہ کار تھا اچھا لگتا تھا۔ ایک دو برتن امی پکڑا دیتی تھیں۔ ہم وہ لیکر جاتے تھے کہ انکل قلعی کردو۔ وہ پھر اپنی بھٹی جلاتا۔ برتن اوپر رکھ کر خوب گرم کرتا۔ پھر نوشادر یا ایسی کوئی چیز اس کے اوپر لگا کے اس کو صاف کرتا۔ پھر وہ قلعی نکالتا جس کو دیکھنے کے لئے ہم بے تاب کھڑے ہوتے تھے۔ اور قلعی اتنی پتلی سی ہوتی تھی۔ رنگ کی مانند۔ اور وہ ہلکی سی کاٹن پہ لگا کے اس کے اوپر پھیرتا تھا۔ پورا برتن بالکل قلعی ہو کر چمکنے لگ جاتا۔ اور یہ طریقہ بڑا اچھا لگتا تھا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا انکل آپ اس پر ایسے ہی کیوں نہیں لگا دیتے۔ تو اس نے مجھ سے کہا آپ بچے ہو چھوٹے ہو آپ کو پتہ نہیں۔ یہ جو برتن جو تم لے آتے ہو صاف تو نظر آتے ہیں۔ ہماری نظر میں صاف نہیں ہوتے ان پہ چکنائی لگی ہوتی ہے۔ میل لگی ہوتی ہے۔ اس پر اگر ڈائریکٹ قلعی لگا دیں تو قلعی اس پہ نہیں چپکے گی۔ نہیں ٹھہرے گی۔ میں پہلے اس کو گرم کرتا ہوں اور پھر نوشادر سے ساری میل کچیل، چربی چکنائی، اتار دیتا ہوں۔ پھر اس کے بعد جب تھوڑی سی قلعی لگاتا ہوں تو وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو چمکا کے رکھ دیتی ہے۔ اور اس چھوٹی عمر میں تو اس بات کا پتہ نہ چلا کہ اس نے کیا کہا۔ اور اس کا مقصد کیا تھا۔ آج جب بچپن کے اس واقعے کو میں یاد کرتا ہوں تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ کہ واقعی یہ گناہ انسان کے دل کے اوپر میل آنے کا سبب بنتے ہیں۔ اب ہم چاہیں کہ یہ دل صیقل شدہ بن جائے تو اس کے لئے پہلے گناہوں کی میل کو اتارنا پڑے گا۔ ورنہ یہ اللہ رب العزت کے ساتھ واصل نہیں ہوگا۔ اللہ رب العزت پاک ہیں۔ اور یہ گناہ ناپاک ہوتے ہیں۔ ان کو سو فیصد چھوڑنا پڑے گا۔

مجھے آج بھی یاد ہے۔ یہ انیس سو چھہتر کی بات تھی۔ اس عاجز کو مسکین پور شریف میں چار مہینے رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تو اس وقت جہاں مسجد ہے وہاں عمارت ہوتی تھی۔ کچھ کمرے ہوتے تھے۔ ایک نلکا لگا ہوتا تھا۔ اس کی دیواریں ہوتی تھیں۔ وہ دیواریں کوئی اندازاً چند فٹ اونچی تھیں۔ تو مدرسے کے طلباء علما غسل کیا کرتے تھے۔ اب چونکہ دیواریں اتنی اونچی نہیں تھیں۔ تو کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ طالب علم نہا رہا ہوتا۔ اور وہ دیکھتا قریب سے کوئی گزر رہا ہے تو وہ پانی اچھالتا۔ تو شرارتاً باہر والوں پہ ڈالتا۔ تو کئی دفعہ اندر نہا رہا ہوتا تو باہر والے باہر سے کوئی کنکر پھینک دیتے۔ اندر والے کو پریشان کرتے۔ تو وہ چیز اندر باہر دونوں کے لئے پریشانی کا سبب ہوتی۔ چھوٹے چھوٹے حفظ کے طلبا ہوتے تھے۔ انہوں نے ایک استاذ صاحب سے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ ان دیواروں کو اونچا کریں گے۔ چنانچہ قریب سے وہ ایک بوری سیمنٹ کی لے کے آئے۔ کچھ اینٹیں بھی لے کر آئے۔ ریت لائے اور ایک جمعہ کے دن انہوں نے اس دیوار پہ پانی ڈالا۔ سیمنٹ بنایا اور اوپر اس کے طلباء نے خود ہی اینٹیں جوڑ دیں۔ اس کو دو فٹ اونچا کر دیا۔ دو فٹ دیوار کے اونچا ہونے سے سب خوش۔ نہانے والے بھی خوش اور باہر والے بھی خوش۔ تو کوئی پانچ چھ دن گزرے۔ ایک طالب علم نے ایسے چلتے ہوئے کہا پتہ نہیں یہ دیوار کتنی مضبوط بنی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس نے جو اوپر والے حصے کو ہاتھ لگایا تو وہ ہلنے لگ گیا۔ اس نے دوسروں سے کہا کہ یہ تو ہلتی ہے۔ دوسرے نے آ کے دیکھا پتہ یہ چلا۔ کہ نیچے کی دیوار الگ اور اوپر کی چند اینٹیں الگ ہیں۔ وہ آپس میں تو جڑ گئیں تھیں۔ پرانی دیوار کے ساتھ اس کا جوڑ نہیں ملا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ گر نہ جائے کسی کے اوپر تھوڑا سا انہوں نے جو ہاتھ لگایا تو ساری دیوار گر گئی۔ طلباء بڑے پریشان، سیمنٹ بھی گیا۔ اینٹیں بھی گئیں۔ مقصد حل نہ ہوا۔ تو کسی استاذ نے ان کو یہ بتا دیا اس عاجز کے بارے میں کہ اس کا تعلق انجینئرنگ۔ سے ہے۔ اس سے پوچھو مسئلہ کیا بنا۔ چنانچہ ایک طالب علم آیا اور مجھ سے کہنے لگا۔ کہ جی آپ مہربانی کریں ہمیں بتائیں کہ یہ دیوار ٹھیک کیوں نہیں بنی۔ اس عاجز نے آ کر دیکھا۔ تو مسئلہ کیا تھا۔ کہ نیچے کی دیوار گارے کے ساتھ بنی ہوئی تھی۔ اور اس کی جو اوپر کی اینٹیں تھیں ان کے اوپر بھی گارا اور مٹی تھی۔ اب طلباء کو پتہ نہیں تھا۔ انہوں نے اوپر پانی ڈالا۔ اور اسی کے اوپر انہوں نے سیمنٹ رکھ کر اینٹیں رکھ دیں۔ تو مٹی نے جڑنے نہ دیا۔ میں نے طلباء سے کہا کہ ایک برش ہوتا ہے۔ سٹیل کا وہ لے کے آؤ۔ وہ کہیں سے لے کے آئے۔ ان کو کہا کہ بھئی جو یہ اوپر کی اینٹیں ہیں ان کو ذرا رگڑو۔ دو طالب علموں نے اوپر کی اینٹوں کو رگڑ کے صاف کر دیا۔ میل کا نام و نشان ختم کر دیا۔ انہی کے ہاتھوں سے سیمنٹ رکھوایا اینٹیں لگوائیں اور جوڑ پکا لگ گیا۔ تو طالب علم بڑے خوش اور بڑے حیران ہوے۔ تو ان کے استاذ میرے پاس آئے کہنے لگے جی اس میں راز کیا تھا۔ ہم نے بھی دیوار بنائی الگ ہو گئی۔ آپ نے بھی بنائی جوڑ پکا بیٹھ گیا۔ تو ان کو اس عاجز نے اس وقت بتا دیا کہ اوپر میل تھی۔ اس نے جوڑ کے راستے میں رکاوٹ ڈال دی۔ آج یہ بات جب یاد آرہی ہے۔ تو مضمون سے متعلق یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ بندہ اللہ سے دل کا تعلق جوڑنا چاہتا ہے۔ یہ گناہ میل ہیں۔ یہ اس جوڑ کو جڑنے نہیں دیتے۔ یہ جوڑ بیٹھنے نہیں دیتے۔ اسی لئے ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابر ہر آنے والے سے پہلے گناہوں کو چھوڑنے کا مجاہدہ کرواتے ہیں۔ کہ بھئی جب اسے چھوڑو گے۔ پھر تھوڑی محنت کے ساتھ بھی تمہارا جوڑ اللہ کے ساتھ بن جائے گا۔ اللہ رب العزت پاک ہیں اس کے وصل میں گناہوں کی ناپاکی کبھی درمیان میں نہیں رہ سکتی۔ اپنے آپ کو پاک کرنا پڑے گا۔

یوں سمجھیں کہ شریعت میں نجاست دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک ہوتی ہے نجاست حقیقی۔ جیسے پیشاب پاخانہ گوبر۔ یہ نجاست کہلاتی ہیں۔ ہم محسوس بھی کرتے ہیں۔ کہ واقعی یہ چیز نجس ہے۔ ایک ہوتی ہے نجاست حکمی۔ وہ کیا ہوتی ہے؟ کہ چیز دیکھنے میں نجس نظر نہیں آرہی۔ حکم خدا کی وجہ سے وہ نجس کہلا رہی ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک عورت اپنے مخصوص ایام کے اندر ہے۔ نہا دھو بھی لے۔ نہ میل کچیل نہ کوئی بو۔ صاف ستھری عطر خوشبو سے لدی ہوئی۔ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔ حکم خدا ہے کہ اس حالت میں یہ مسجد میں نہیں آسکتی۔ یہ قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتی۔ قرآن پڑھ نہیں سکتی۔ یہ نماز نہیں پڑھ سکتی۔ تو وہ حکما نجس کہلائے گی۔ اسی طرح ایک آدمی مشرک ہے۔ اگر وہ ستر مرتبہ بھی دریا میں غسل کر کے نکلے تو پھر بھی نجس کہلائے گا کیوں! اللہ رب العزت نے فرمادیا۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ

ترجمہ: بے شک مشرک ناپاک ہوتے ہیں۔

تو یہ نجاست حکمی کہلاتی ہے۔

محترم جماعت! گناہ نجاست حکمی ہے۔ ہمیں نجاست نظر نہیں آتی۔ جو عضو گناہ کرتا ہے۔ وہ اللہ کی نظر میں نجس بن جاتا ہے۔ ہاتھ سے گناہ کیا تو ہاتھ نجس۔ آنکھ سے گناہ کیا تو آنکھ نجس۔ منہ سے گناہ کیا تو منہ نجس اب اس کو پاک کرنا پڑے گا۔ اس لئے تو حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ انسان جب وضو کرتا ہے۔ تو وضو کے جن اعضاء کو دھوتا چلا جاتا ہے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کی نجاست دور ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہمارے اکابر اس کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ گھر میں وضو کر کے اگر کبھی وہ مسجد کی طرف جانے لگتے۔ اور بے اختیار کہیں نظر پڑ جاتی کسی غیر محرم پر تو دوبارہ وضو فرماتے تھے۔ کہ آنکھ غلط پڑ گئی۔ اب اس نجس آنکھ کے ساتھ میں مصلے پہ کیسے کھڑا ہو سکتا ہوں۔ اتنا خیال کرتے تھے۔ ہم سوچیں تو ہمارے تو جسم کا ہر عضو ہی آپ کو نجس نظر آئے گا۔ اب ایک نجس وجود اللہ رب العزت سے کیسے واصل ہوگا۔ پاک کرنا پڑے گا۔

توبہ کیا ہے؟

اس نجاست حکمی کو پاک کرنے کا نام توبہ کہلاتا ہے۔ اس کو پاک کرنے کا نام کیا ہے۔؟ توبہ۔ جو انسان سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے۔ یہ توبہ انسان کے گناہوں کو نکال کے رکھ دیتی ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے جیسے کبھی اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

یہ توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ اور انسان کا جو ظاہر جسم ہے اس کو صاف پاک کرنے کا نام طہارت ہے۔ اب اللہ رب العزت قرآن مجید میں دو باتوں کی نشاندہی فرماتے ہیں۔ فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں ان لوگوں سے جو گناہوں کی نجاست سے اپنے آپ کو پاک کر لیتے ہیں۔ اور جو اپنے جسم کو ظاہری نجاست سے بھی پاک کر لیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کی پکی نیت کریں:

اس محفل میں آج ہم اس نجاست سے پاک ہونے کی نیت کرلیں۔کب تک نجس زندگی گزاریں گے۔یہ گناہوں کی نجاست کب تک جسم کے ساتھ رہے گی۔کوئی تو دن ہوگا کہ ہم سچی توبہ کرکے ہم اللہ کے حضور عہد کریں کہ آج کے بعد اپنے علم اور ارادے کے ساتھ گناہ نہیں کرنا۔

ہمارے بزرگوں نے ایک عجیب بات کہی ہے۔فرماتے ہیں۔کہ جو شخص علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔اللہ رب العزت اس بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتا ہے۔تو ہم یہ نیت کریں کے مولا آج کے بعد علم اور ارادے سے گناہ نہیں کریں گے۔بے علمی اور بے ارادہ گناہ ہوگیا تو جلدی معاف ہو جائے گا۔ہم اپنے آپ کو گناہوں کی نجاست سے پاک کرنے کی نیت کرلیں۔ ہم اگر نیت کرلیں گے تو کیا فرشتے بن جائیں گے۔نہیں انسان ہی رہیں گے۔مگر ایک تبدیلی آجائے گی۔وہ کون سی؟ ہم گناہوں سے بچنے کی حتی الوسع کوشش کریں گے۔اور اگر بالفرض کوئی گناہ سرزد ہوگیا فوراً پھر توبہ کریں گے۔اپنے آپ کو اس گناہ کی حالت میں رہنے نہیں دیں گے۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات لکھی ہے۔فرماتے ہیں۔اس امت میں ایسی قدسی ہستیاں گزری ہیں۔کہ ان کے گناہ لکھنے والے فرشتے کو بیس بیس سال تک گناہ لکھنے کا کوئی موقع نہیں ملا۔سبحان اللہ سبحان اللہ

مکتوبات شریفہ میں یہ بات لکھی ہے کہ اس امت میں ایسی قدسی ہستیاں گزری ہیں کہ جن کے گناہ لکھنے والے فرشتے کو بیس بیس سال تک گناہ لکھنے کو موقع ہی نہیں ملا۔ارادتاً تو وہ بچتے تھے۔ اور بالفرض بتقاضائے بشریت گناہ سرزد ہو جاتا۔تو جب تک اللہ سے معافی مانگ کر اللہ کو منا نہ لیتے تھے چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔لہٰذا گناہ لکھا ہی نہیں جاتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لئے کہ گناہ لکھنے والا فرشتہ فوراً گناہ نہیں لکھتا۔ حدیث پاک میں ہے کہ کچھ پہر تک انتظار کرتا ہے کہ شاید یہ اللہ کا بندہ توبہ کر لے۔ تو اگر ہم بھی پکی توبہ کر لیں تو ہم بھی ایسے بن سکتے ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت کا واقعہ لکھا ہے۔ وہ عورت جو قرآن کے الفاظ سے گفتگو کرتی تھی۔ فرماتے ہیں۔ کہ اس عورت کے بچے نے مجھے کہا کہ میری والدہ کو بیس سال گزر گئے ہیں۔ قرآن مجید کے لفظ کے سوا اس کی زبان سے کوئی دوسرا لفظ نہیں نکلا۔ جب قیامت کے دن ایسی عورتیں اللہ کے سامنے پیش ہوں گی۔ وہاں پھر ہم بھی کھڑے ہوں گے۔ اور ہم سے پوچھا جائے گا۔ بتاؤ تم نے فلاں کو کمینہ کیوں کہا۔ تم نے فلاں کو ذلیل کیوں کہا۔ تم نے فلاں کو بے ایمان کیوں کہا۔ کیا جواب دیں گے؟

تین کاموں میں اللہ کی خاص مدد ہوتی ہے:

آج وقت ہے کہ ہم ان گناہوں کی نجاست سے بچیں اور اللہ رب العزت کے سامنے سچی توبہ کر لیں۔ چنانچہ ہمارے مشائخ نے ایک بڑی پیاری بات کہی۔ کہ تین کاموں میں اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ہوتی ہے۔ نوجوان توجہ فرمائیں۔ تین کاموں میں اللہ رب العزت کی خاص مدد ہوتی ہے۔ وہ کون سی ہیں، فرماتے ہیں ایک بندہ مسجد بنانے کا ارادہ کر لے نیک نیتی کے ساتھ۔ اللہ کی خاص مدد ہوتی ہے۔ اسباب نہیں نظر آ رہے ہوتے۔ میرے مولا اسباب بنا دیتا ہے۔ یہ مسجد بنی دیکھ نہیں رہے اس دیہات میں وسائل کہاں ہیں۔ ایک اللہ کے نیک بندے نے ارادہ کیا۔ رب کریم نے قبولیت سے نوازا۔ الحمد للہ آج اس کو دیکھ کے دل باغ باغ ہو رہا ہے۔ دوسرا اگر کسی بندے نے بیٹی کا نکاح کرنا ہو شادی کرنی ہو۔ جوان العمر ہے۔ وسائل نہیں ہیں۔ نیک نیتی کے ساتھ وہ ڈیٹ رکھ دیتا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے کہا کہ کوئی نہ کوئی سبب اللہ بنا دیتے ہیں موقع پر اس بچی

www.besturdubooks.wordpress.com

کو ذلت سے محفوظ فرماتے ہیں۔اس کی رخصتی کو اللہ عزت کے ساتھ کروا دیا کرتے ہیں۔
اور تیسری چیز جو بندہ اپنے دل میں گناہوں سے سچی توبہ کی نیت کر لیتا ہے۔اس گناہ سے بچنے کے لئے اللہ اس بندے کی خاص مدد فرما دیتے ہیں۔ہم جو کہتے ہیں نا کہ ہم گناہوں سے نہیں بچ سکتے ۔ہماری نیت پکی نہیں ہوتی۔کوئی فرق ہوتا ہے۔سچی نیت کر لیں ہمارا مالک اس بات پر قادر ہے ہمیں گناہوں سے سو فیصد بچا کے دکھا دے گا۔اور ہمارا معاملہ وہ تو ہے ہی اللہ کی رحمت پر موقوف۔رب کریم نے فرما دیا۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

ترجمہ:اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی۔

مَا زَكٰى مِنْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ

ترجمہ:تم میں سے کبھی کوئی ستھرا نہیں ہو سکتا تھا اللہ جس کو چاہتا ہے اس کو ستھرا بنا دیا کرتا ہے۔

ہمارا تو معاملہ اللہ رب العزت کی ایک نگاہ پر موقوف ہے۔بلکہ سچ کہوں ہمارا معاملہ اللہ رب العزت کی ایک نیم نگاہ پر موقوف ہے۔اک رحمت کی نظر ہو گئی ہمارا کام سنور جائے گا۔دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیں گے۔دل کو نیکی پر جما دیں گے۔اللہ جیسے چاہتے ہیں دلوں کو بدل کے رکھ دیا کرتے ہیں۔اللہ سے دعا مانگیں۔آج کی رات یہاں آپ ہیں۔یہ اکابر کی جگہ ہے۔امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں یہ بات لکھی ہے کہ اکابر کی جگہ پر دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔دعا مانگیں۔سلسلے کے بزرگوں کے فیوضات کیسے برسیں گے!اللہ کی رحمت کیسے متوجہ ہو گی!اللہ رب العزت کتنے مہربان ہوں گے!تو آج کی رات توبہ کی رات ہے۔محفل ختم ہونے کے بعد رات کو اٹھئے توبہ کے نفل پڑھ کے اللہ رب العزت کے ساتھ سچا پکا وعدہ کر لیجئے۔دیکھئے اللہ تعالیٰ کیسے آسان فرما

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں۔ ہمارے لئے بچنا مشکل ہے۔ پروردگار کے لئے بچانا کوئی مشکل نہیں۔ بہت آسان ہے۔ وہ آسانی فرمادیں گے۔ تو ہم گناہوں سے بچنے کی پکی سچی نیت کرلیں۔ اللہ رب العزت ہمارے لئے اس کو آسان فرمادیں گے۔

گناہوں سے پاک دن گزاریں:

ہمارے سلسلہ عالیہ کے ایک بزرگ خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر میں پیری مریدی کرتا تو جہاں میں کسی پیر کو کوئی مرید نہ ملتا۔ مگر مجھے اللہ نے سنت کے احیاء کے لئے پیدا فرمایا۔ ایک عجیب بات انہوں نے کہی بہت ہی عجیب بات۔ بات پڑھ کے دل میں ٹھنڈ پڑ گئی۔ کیا بات کہی۔ فرماتے ہیں۔ جس شخص نے جو دن گناہوں کے بغیر گزارا۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے وہ دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزارا ہے۔ نیت کر لیں میرے مولا زندگی کا کوئی دن ہمارا بھی ایسا ہو۔ صبح اٹھ کے روز یہ نیت کیا کریں میرے مولا۔ میری زندگی کا یہ دن ایسا بنا دے۔ اس میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کروں۔ کوشش کریں۔ اللہ رب العزت آسانیاں فرمادیں۔ اللہ سے مانگئے تو سہی۔ یہ جو ندامت کے آنسو ہیں بہت کام کرنے والے ہیں۔ دیکھئے ذرا غور کیجئے۔ یہ عاجز بات کو مکمل کرتا ہے۔ آپ جاتے ہیں دوست کے دروازے پر پھر ہاتھ سے اس کے دروازے کو تھپتھپاتے ہیں۔ یہ آپ نے دستک دی۔ جب دروازے پہ دستک دی۔ تو وہ دوست دروازہ کھول دیتا ہے۔ ایک طریقہ اور بھی ہے۔ اللہ کی رحمت کے دروازے پہ دستک دینے کا۔ وہ کیا ہے۔؟ کہ جب بندے کی آنکھوں سے ندامت کے آنسو گرتے ہیں۔ وہ تو زمین پے گرتے بے آواز ہیں۔ لیکن ہر ہر آنسو اللہ کی رحمت کے دروازے پر تھپ تھپ کی آواز دے رہا ہوتا ہے۔ یہ دستک ہو رہی ہوتی ہے۔ اللہ کی رحمت کے دروازے پر۔ اس پر کسی نے عجیب مضمون کہا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے پلکوں سے درِ یار پہ دستک دی ہے
میں وہ سائل ہوں جسے کوئی صدا یاد نہیں

ایک تو ہوتا ہے ہاتھوں سے دستک دینا۔ یہ ندامت کے جو آنسو ہیں یہ پلکوں سے دستک دینا ہے۔ کہ بندہ جب رو رہا ہوتا ہے اس کو کچھ بھی پتہ نہیں ہوتا میں نے کیا مانگنا ہے۔

آؤ اک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں
لوگ کہتے ہیں کہ عاصی کو خدا یاد نہیں

ہم گنہگار ہیں اللہ کے گنہگار بندے ہیں۔ مگر مولا تیرا بننا تو چاہتے ہیں۔ ہم خود اپنے نفس کے ہاتھوں تنگ ہیں اس بدمعاش شیطان کے ہاتھوں تنگ ہیں۔ اے اللہ دنیا کا ہر کمزور قوی کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ مولا ہم کمزور ہیں۔ آپ قوی ہیں۔ آپ کا سہارا چاہتے ہیں۔ اے رب کریم اسی امید پر اپنے گھروں سے یہاں آئے۔ چل کے آنے کا مقصد یہی تھا۔ ان اکابر کی محفل میں مقصد یہی تھا۔ میرے مولا تجھے منانا چاہتے ہیں۔ اے اللہ گناہوں کی وجہ سے تجھے ناراض کر بیٹھے۔ آج منانے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اے رب کریم مان جایئے۔ آج ہماری جان گناہوں سے چھڑا دیجئے آسان فرمادیجئے تاکہ ہمارا من پاک ہو جائے۔ اور ان پاکیزہ ہستیوں کی جگہ سے اے اللہ ہم اپنے پاک من کو لے کر واپس جائیں۔ اللہ رب العزت ہمیں ایسی پاکیزہ زندگی نصیب فرمائے اور ہمارے آنسوؤں کو قبول فرمالے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ (انشراح:۲)

عشق قرآن کی تاثیر

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

قسمت والے لوگ

ہمیں ابھی پوری طرح قرآن کی عظمتوں سے واقفیت نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اگر ہوتو اٹھتے بیٹھے ہم قرآن مجید کو پڑھنے والے بن جائیں۔ یہ عجیب کتاب ہے کچھ لوگ قاری قرآن ہوتے ہیں کچھ حافظ قرآن ہوتے ہیں۔ کچھ عالم قرآن ہوتے ہیں کچھ داعی قرآن ہوتے ہیں کچھ ناشر قرآن ہوتے ہیں کچھ نصیب والے قسمت والے عاشق قرآن ہوتے ہیں۔ جس کو اس کی محبت نصیب ہوگئی۔ اللہ نے اس کی دنیا اور آخرت کو سنوار دیا۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق قرآن کی تاثیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ○ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

قرآن عظیم الشان کی تاثیر:

اللہ رب العزت کا پیغام انسانیت کے نام، یہ کتابِ ھدایت ہے۔ اس کو دینے کا مقصد کیا تھا۔

لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ

ترجمہ: تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اے میرے پیارے حبیب ﷺ آپ انسانوں کو اندھیروں کی طرف سے نکال کر روشنی کی طرف لایئے تو قرآن مجید فرقان حمید بھولے بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب، گمراہی کے اندھیروں میں پڑے ہوئے کو ھدایت کے نور کی طرف لانے والی کتاب، اللہ سے بچھڑے ہوؤں کو اللہ سے ملانے والی کتاب ہے۔ آپ نے لوہے کا مقناطیس دیکھا ہوگا۔ جہاں بھی ہو وہ لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ یہ قرآن مجید فرقان حمید اللہ رب العزت کی رحمتوں کو کھینچنے والا مقناطیس ہے۔ فرمایا

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ○

ترجمہ: اور جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

جہاں قران پاک پڑھا جاتا ہے اللہ کی رحمتیں چھم چھم برستی ہیں یہ اللہ رب العزت کی رحمتوں کو کھینچنے والا مقناطیس ہے۔ یہ کتاب انسانیت کے لئے دستور حیات ہے۔ انسانیت کے لئے منشور حیات ہے۔ انسانیت کے لئے ضابطہ حیات ہے بلکہ پوری انسانیت کے لئے یہ آب حیات ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا

تَبَرَّكْ بِالْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ كَلَامُ اللّٰهِ

ترجمہ: قران سے برکت حاصل کرو یہ اللہ کا کلام ہے

عشق قرآن کی تاثیر:

ہمیں ابھی پوری طرح اس کی عظمتوں سے واقفیت نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اگر ہو تو اٹھتے بیٹھتے ہم قرآن مجید کو پڑھنے والے بن جائیں۔ یہ عجیب کتاب ہے کچھ لوگ قاری قرآن ہوتے ہیں کچھ حافظ قرآن ہوتے ہیں۔ کچھ عالم قرآن ہوتے ہیں کچھ داعی قرآن

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں کچھ ناشر قرآن ہوتے ہیں کچھ نصیب والے عظمت والے عاشق قرآن ہوتے ہیں۔جس کو اس کی محبت نصیب ہوگئی۔اللہ نے اس کی دنیا اور آخرت کو سنوار دیا۔یہ عجیب کتاب ہے اللہ اکبر! جنوں نے اس کو سنا تو بے اختیار پکار اٹھے۔

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا

ترجمہ: بیشک ہم نے ایک عجیب وغریب قرآن سنا ہے

قرآن مجید سے بے توجہی کا نقصان:

آپ غور کریں آپ کے استاد کا بیٹا آپ کے گھر آئے اور آپ ایک مہینہ اس کو ملیں ہی نہ تو استاد آپ کو گلہ دے گا۔بچہ بھی شکایت کرے گا۔یہ تو اللہ رب العزت کا کلام ہے اور ہمارے پاس مہمان ہے کئی کئی دن گزر جاتے ہیں ہمیں قرآن مجید کو کھولنے کی فرصت بھی نہیں ملتی۔ایک طالب علم بیعت ہوئے۔میں تو ان کو طالب علم ہی کہوں گا۔ان کو دورہ حدیث کئے ہوئے نو ۹ سال گزر چکے تھے حافظ قرآن تھے مگر غفلت کی زندگی ایسی کہ۔ بیعت ہونے کے بعد کہنے لگے کہ ۹ سال کے بعد پہلی دفعہ میں نے رمضان میں قرآن مجید پڑھا ہے۔ایسی بھی غفلت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن سننا:

قرآن مجید کے ساتھ ہمیں سچا عشق نصیب ہو جائے یہ بڑی قسمت کی بات ہے۔اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے۔جیسے گانے والی کوئی عورت گانا گاتی ہے لوگ بڑی توجہ سے سنتے ہیں اسی طرح جب کوئی بندہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس سے بھی زیادہ توجہ سے اس کا قرآن سن رہے ہوتے ہیں۔فرشتے قرآن سنتے ہیں پڑھنے کی ان کے اندر استعداد نہیں ہے۔فرشتوں میں صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت نے یہ مقام عطا کیا کیونکہ وہ پیامبر تھے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ○ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ○

ترجمہ: بے شک یہ قرآن ایک معزز رسول کا لایا ہوا ہے جو بڑا طاقتور ہے عرش کا مالک کے نزدیک بڑے رتبے والا ہے اور وہاں کا سردار امانت دار ہے

ان کی شان کے بارے میں یہ آیت اتری وہ قرآن مجید پڑھ سکتے تھے۔اس لئے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دور فرمایا کرتے تھے۔ جتنے بھی فرشتے ہیں سنتے تو ہیں مگر پڑھ نہیں سکتے۔اب اگر ایک آدمی قرآن اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو کسی آدمی کا قرآن سنے تو اس کو زیادہ مزہ ملتا ہے۔کیونکہ خود جو اس نعمت کا حامل نہیں اس لئے اس کو زیادہ مزہ آتا ہے۔اسی لئے جب کوئی قاری قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ رب العزت کے فرشتے فوراً اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ہجوم لگ جاتا ہے فرشتوں کا بلکہ حدیث پاک میں آتا ہے۔

''فرشتے اس کے قریب ہوتے ہوتے بالآخر اس قاری کے لبوں پر اپنا لب رکھ دیتے ہیں''

دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ قاری کے لبوں کا بوسہ لیتے ہیں۔

عشق قرآن کی تاثیر کا واقعہ:

امام عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ جن کے انداز قرآت میں آج ہم تلاوت کرتے ہیں۔ان کے منہ سے عجیب خوشبو آتی تھی۔شاگرد حیران کہ حضرت منہ میں الائچی رکھتے ہیں یا پھر خوشبو استعمال کرتے ہیں۔طلبہ پوچھتے ہیں حضرت ٹال دیتے ہیں۔ایک طالب علم جو خدمت بھی کرتا تھا وہ ایک مرتبہ اصرار کرنے لگا کہ حضرت بتا دیجئے۔اب ادھر سے اصرار ادھر سے انکار۔مگر وہ بھی جما رہا۔اس نے حد کر دی اصرار کی تو فرمانے لگے میں تو منہ میں کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

خوشبو نہیں رکھتا۔حضرت خوشبو تو ایسی آتی ہے کہ ایسی خوشبو کبھی سونگھی نہیں۔حضرت نے فرمایا کہ ایک رات مجھ کو نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عاصم تم سارا دن اللہ رب العزت کا قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہو تو لاؤ میں تمہارے لبوں کو بوسہ دوں۔ جب سے نبی علیہ السلام نے میرے لبوں کو بوسہ دیا اس وقت سے میرے لبوں سے خوشبو آرہی ہے۔

عشق قرآن کی تاثیر کی برکات:

قرآن مجید کے ساتھ عشق کی حد تک انسان کی محبت ہو۔ جب محبت ہوتی ہے تو بندہ پھر اسی کے بارے میں سوچتا ہے اسی کے ساتھ بیٹھنا گوارا کرتا ہے۔اسی کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہے۔ ہمارے سلف صالحین جتنے بھی گزرے سب عاشق قرآن تھے۔ جو عاشق قرآن ہوگا وہ حافظ بھی بن جائے گا عالم بھی بن جائے گا۔قاری بھی بنے گا عامل بھی بنے گا داعی بھی بنے گا ناشر بھی بنے گا اس لئے کہ اللہ کے قرآن کا عاشق جو بنا ہے۔یہی حقیقی خوش نصیب ہے۔

اس دور میں خوش نصیب ہے وہ اکبر
جس نے قرآن کو کھلا رکھا ہے

صحابہ کرامؓ کی قرآن سے محبت:

صحابہ کرامؓ کی خصوصیات میں سے ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ سب عاشق قرآن تھے چنانچہ جب قرآن پاک سنتے تھے تو تڑپتے تھے۔ سنئے اللہ رب العزت گواہی دے رہے ہیں۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا

www.besturdubooks.wordpress.com

عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ

ترجمہ: جب اس چیز کو سنتے ہیں جو رسول پر اتری تُو ان کی آنکھوں کو دیکھے گا کہ آنسوں سے بہتی ہیں اس لیے کہ انہوں نے حق پہچان لیا ہے

کون روتا ہے قرآن سن کر جس کے دل میں محبت ہوتی ہے۔ جس کو عشق ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں قابو نہیں رکھ سکتا اپنے آپ کو صحابہؓ کی اللہ نے یہ خوبی قرآن میں بیان کردی ہے۔

مسئلوں کا حل اور محبت قرآن:

واقعی یہ قرآن مجید مسئلوں کو حل کردینے والی کتاب ہے یقین کے ساتھ بندہ اس کے ساتھ تعلق پیدا کرے۔ اس ایک کتاب کی محبت سے اللہ رب العزت دنیا اور آخرت دونوں کو سنوار سکتے ہیں۔ یقین ہونا ضروری ہے۔ آج چھوٹے چھوٹے مسئلوں کی وجہ سے عاملوں کے پاس بھاگتے پھرتے ہیں۔ فلاں نے کاروبار بند کروادیا۔ فلاں کی نظر لگ گئی۔ جس گھر میں اللہ کا قرآن ہو یہ نسخہ شفاء موجود ہو اس کو کسی عامل کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے اگر کم از کم ایک پارہ تو روز پڑھتا رہے۔

تاثیر قرآن اور غموں کا علاج:

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○

ترجمہ: اور مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنَ ○

ترجمہ: اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے۔

وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ: اور دلوں کے روگ کی شفاء تمھارے پاس آئی ہے اور ایمانداروں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

یہ نسخہ شفاء ہے اور ہم لوگ عاملوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں۔ اللہ کے بندو! قرآن سے محبت کیجئے آپ کو آب حیات گھر میں مل جائے گی۔ ہر مصیبت کا علاج آپ کو قرآن میں مل جائے گا۔ پریشانی اور غم کیسا! یہ قرآن غم زدوں کو تسلی دینے کے لئے بھیجا گیا ہے سمجھے سمجھے!

تاثیر قرآن اور دلوں کی تسلی:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب کفار الزام لگاتے تھے باتیں بناتے تھے تو اللہ رب العزت کے محبوب کا دل دکھی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے اوپر قرآن کو آہستہ آہستہ نازل فرماتے ہیں کیوں!

ذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ ط

ترجمہ: اس قرآن کے ساتھ ہم آپ کے دل کو مضبوط کرتے ہیں۔

اللہ کے محبوب ﷺ کو اس سے تسلی ملتی تھی یہ برکت ہے قرآن پاک کی۔ آج کوئی بھی غم زدہ اللہ کے قرآن پاک کی تلاوت کرے گا اللہ اس کے دل کو تسلی دے گا۔ کیا ہم تسلی پاتے ہیں قرآن سے؟ ہم کو غم کے وقت کیا یاد آتا ہے؟ ہم شکوے کی باتیں کرتے ہیں اگر قرآن مجید کے ساتھ صحابہ جیسی محبت ہوتی صحابہ جیسا انس ہوتا تو کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔

تاثیر قرآن اور خطرناک بیماریوں سے شفاء:

ہمیں تنہائی میں بیٹھ کر اپنے لئے قرآن کو پڑھنا سب سے بہتر سمجھنا چاہیے۔ ایک سچا

www.besturdubooks.wordpress.com

واقعہ ہے جو سندھ میں پیش آیا۔ بعض ایسے گھرانے ہیں بعض ایسے شہر ہیں جس میں ہندوؤں کی آبادی مسلمانوں سے زیادہ ہے تو ایک ہندو گھرانہ تھا اور وہ ہندو ازم میں بہت پکے تھے۔ ان کی ایک چھوٹی بچی تھی سکول میں پڑھتی تھی اس کے سکول میں ایک اور لڑکی جو اس کی گلی میں رہنے والی مسلمان تھی وہ بھی پڑھتی تھی تو سکول سے دونوں بچیوں کا آپس میں پیار اور محبت ہو گیا۔ چھوٹی بچیاں تھیں جب گھر کا ہوم ورک کرتی تو پوچھنے سہیلی کے پاس چلی جاتی تو ہندو لڑکی جب مسلمان لڑکی کے گھر جاتی تو کام کرتی اور پڑھتی۔ مسلمان بچی کی والدہ عالمہ بھی تھی اور وہ اردو اسلامیات اور جغرافیہ بھی جانتی اور ان کو پڑھا بھی دیتی۔ ہندو لوگ بڑے مطمئن تھے کہ ہماری بچی اچھے لوگوں کے گھر جاتی ہے اس کا وقت ضائع نہیں ہوتا۔

اب اللہ کی شان دیکھیے یہ عالمہ شام کو گھر میں بچوں کو ناظرہ قرآن مجید بھی پڑھاتی تھی۔ تو اس نے اپنی بچی کو بھی قرآن پڑھانا شروع کر دیا۔ ہندو بچی جب ان کے گھر جاتی تو اپنی دوست کو بیٹھی الف زبر آ اور ب زبر با پڑھتی دیکھتی تو ساتھ وہ بھی سنتی لو جی اس نے قاعدہ بھی ختم کر دیا۔ تو مسلمان بچی نے قرآن پاک شروع کر دیا۔ یہ کہنے لگی کہ میں بھی پڑھنا چاہتی ہوں۔ تو اس بچی نے ماں کو بتایا ماں اس کو سمجھانے لگی کہ پہلے تم نے ایک چھوٹا سا فقرہ جس کو کلمہ کہتے ہیں پڑھ لو پھر قرآن بھی پڑھ لینا۔ پھر اپنے گھر میں بھی بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس ہندو بچی نے کلمہ پڑھ لیا اور اپنی کلاس فیلو کے ساتھ مل کر قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ ادھر بچی نے قرآن ختم کیا اُدھر ہندو بچی نے بھی قرآن ختم کر دیا۔ اب بڑی ہوتی گئی ادھر اس کے گھر آنا جانا کثرت سے تھا۔ اب مسلمان بچی کی ماں نے اس کو دین کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ یہ وہاں جاتی تو چھپ کے نماز بھی پڑھ لیتی مگر گھر والوں کے سامنے ہندو بن کر رہتی۔ اللہ کی شان دیکھیے عمر اتنی ہو گئی کہ شادی کا وقت آ گیا۔ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

دن یہ روتی ہوئی آئی اور اپنی سہیلی کی والدہ کو بتایا کہ میرے ماں باپ نے ایک ہندو لڑکے کے ساتھ شادی کا پروگرام بنا لیا ہے۔ اور وہ ہندو بندہ اتنا پکا ہندو ہے کہ اگر کوئی ہندوؤں میں سے مسلمان بننے کی کوشش کرے یہ اس کو قتل کر دیتا ہے۔ اتنا سخت ہے اور میں اس کی بیوی بنوں گی۔ استانی نے کہا کہ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں تم جاؤ فارغ وقت میں قرآن پڑھنا۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اس نے کہا کہ قرآن تو میرے پاس نہیں ہوگا۔ اس نے کہا کہ قرآن پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔ چنانچہ جب شادی میں ایک دن رہ گیا تو مسلمان بچی کی والدہ نے اس کے والدین کو پیغام بھیجا کہ تمہاری بچی کی شادی ہے اور یہ میری بچی کی کلاس فیلو اور دوست بھی ہے۔ میں اس کو کچھ ھدیہ تحفہ بھیجوں گی۔ چنانچہ اس نے ایک طشتری لی اس میں قرآن مجید رکھا اور اس کے اوپر خوبصورت کپڑے ان سلے اور سلے رکھ دیئے اس کی پیکنگ اتنی خوبصورت کروائی کہ بندے کا دل کرتا تھا۔ کہ اس کو کھولنے کے بجائے ایسے ہی اس کو رکھ دیں۔ ڈیکوریشن پیس کی مانند اس کو بھجوا دیا۔ ماں نے جب دیکھا کہ اتنا خوبصورت تحفہ۔ اور کہا میری بیٹی اس کو لے جاؤ اور سسرال میں جا کر اسے کھولنا۔ ہندو لڑکی اس کو ساتھ لے گئی اور اس نے جا کر وہ قرآن مجید کہیں چھپا دیا۔

اب دن میں خاوند دفتر چلا جاتا اور یہ کنڈی لگا کہ اللہ کا قرآن پڑھتی کہ یہ میرا آخری سہارا ہے میری امیدیں میری خواہشیں سب اسی کے ساتھ ہیں۔ قرآن پڑھتی تھی اللہ سے مدد مانگتی تھی سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ کیسے ماحول سے نکل سکے گی۔

چنانچہ کچھ سال شادی کے گزر گئے۔ ایک دن اس کا خاوند آیا اور کہنے لگا آج میں بہت تھکا ہوا ہوں آج میری طبیعت برابر نہیں ہے۔ اس نے کہا آپ آرام کریں میں آپکو چائے بنا کر دیتی ہوں۔ اس نے کہا نہیں مجھے کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ ایسے کریں ڈاکٹر کو چیک کروالیں جب اس کا چیک اپ کروایا تو ڈاکٹر نے کہا کہ آپ

کو آخری درجہ کا کینسر ہو گیا ہے اور ایک مہینہ کے اندر آپ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ بیماری اس حد تک پھیل چکی ہے۔ لاعلاج بیماری ہے۔ یہ گھر واپس آیا پریشان تھا گھر کو دیکھے روئے بیوی کو دیکھے روئے اور بچوں کو دیکھے تو روئے۔ بیوی نے پوچھا کیا ہوا۔ تو کہا اب تو میں مر جاؤں گا تم سے بچھڑ جاؤں گا۔ بیوی نے وجہ پوچھی۔ اس نے بتایا کہ میں کینسر کا مریض ہوں۔ ڈاکٹر نے لاعلاج قرار دیدیا۔ چنانچہ کافی دیر روتا رہا اور بیوی بھی روتی رہی۔ پھر بیوی نے اس کو کہا کہ میرے پاس ایک دوائی ہے۔ میں آپ کو استعمال کروا سکتی ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر آپ تندرست ہو گئے تو جو میرا مطالبہ ہو گا وہ آپ کو ماننا پڑے گا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔

اس لڑکی نے اچھی طرح خاوند سے سب تسلیاں لے لیں۔ جو ہندوؤں کا طریقہ تھا۔ کہ اس سے پیچھے ہٹ نہیں سکتے سب کام کروا لئے۔ اب یہ روز پینے کیلئے پانی دیتی اور کہتی کہ اکتالیس دن آپ نے پینا ہے۔ خاوند پی لیتا اور کہتا کہ اس میں کون سی دوا ہے۔ کہتی ہے کہ اس میں شفاء ہے پی لو۔ اکتالیس دن کے بعد جب اس نے چیک کروایا تو ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کو کینسر کی بیماری لگتا ہے کہ کبھی ہوئی ہی نہیں تھی۔ بالکل صحت مند ہو، یہ بھی اپنے آپ کو طاقت ور محسوس کرتے active محسوس کرتے گھر واپس آیا اور کہا کہ تمہارے والی دوائی تو بڑی کام آئی میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ بیوی نے کہا اب آپ اپنا وعدہ پورا کریں جو رام کے نام ہوا تھا پوچھا کون سا وعدہ۔ کہا وہی وعدہ جو میں نے آپ سے کیا کہ آپ پورا کر دیں گے۔ اس نے کہا ہاں تم جو کچھ کہو گی میں تم کو لے کر دوں گا۔ اس نے کہا نہیں! میرا مطالبہ یہ ہے کہ تم کلمہ پڑھو اور مسلمان بن جاؤ کہنے لگا ہیں! ہم ہندو ہیں ہندو گھرانے میں آنکھ کھولی باپ دادا ہندو ہم کلمہ کیسے پڑھ لیں۔ اس نے کہا کہ تمہیں جو شفا ملی وہ اللہ کے قرآن کی وجہ سے ملی اس نے پوچھا وہ کیسے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

اب لڑکی نے ساری تفصیل بتائی کہ کیسے اس نے قرآن پڑھا کیسے اس نے اسلام قبول کیا کیسے وہ چھپ کر نمازیں پڑھتی تھی اور اس نے کہا کہ جب تم دفتر چلے جاتے تھے تو میری استانی نے مجھے بتایا کہ سورۃ الم نشرح، یہ پڑھ کر اور آیات شفاء پڑھ کر پانی پر دم کر دو موت کے سوا ہر بیماری میں شفاء ہے۔ کہنے لگی میں نے وہ آیت شفاء پڑھ کر چند دن آپ کو پلائی ہیں دیکھیں اللہ نے آپ کو نئی زندگی دے دی۔ چنانچہ اس لڑکے نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ لڑکی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اللہ رب العزت نے دونوں کو بقیہ زندگی اسلام کے مطابق گزارنے کی توفیق دے دی۔ دل میں یقین تھا۔ آج اگر وہ یقین ہمارے پاس ہو تو دیکھیں کیسے برکتیں آئیں گی۔ قرآن مجید کے ساتھ محبت پیدا کر لیجئے۔ صحابہ کو سچی محبت تھی قرآن مجید کے ساتھ، اسی کی برکت سے وہ خشکی اور تری پر غالب آ گئے۔

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

صحابہ کرامؓ کا محبت سے قرآن پڑھنا:

ابن کعب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں نبی ﷺ تشریف لاتے ہیں فرماتے ہیں ابن کعب قرآن پڑھو۔ حیران ہو گئے اے اللہ کے نبی ﷺ قرآن آپ پر نازل ہوا میں آپ کے سامنے قرآن کی تلاوت کروں! تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہاں، سُوْرَةُ الْبَيِّنَه پڑھو۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ۝

ترجمہ: اہل کتاب میں سے کافر اور مشرک لوگ باز آنے والے نہیں تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں تک کہ ان کہ پاس کھلی دلیل آئے۔

اے اللہ کے نبی ﷺ میں آپ کے سامنے تلاوت کروں! نبی ﷺ نے جواب دیا اس جواب سے کعبؓ کو اندازہ ہو گیا کہ شاید اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے۔ آگے سے پوچھتے ہیں اے اللہ کے نبی ﷺ االلہ سمانی کیا اللہ رب العزت نے میرا نام لے کر کہا کہ ابن کعب سے کہو کہ قرآن پڑھے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں اللہ نے تیرا نام لے کر فرمایا کہ ابن کعبؓ سے کہو کہ قرآن پڑھے۔ اے میرے حبیب ﷺ آپ بھی سنیں گے میں پروردگار بھی سنوں گا۔ کتنی محبت سے وہ پڑھتے تھے کہ جن سے قرآن پڑھنے کی فرمائش عرش سے آیا کرتی ہیں۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے جس کا مفہوم ہے کہ ایک صحابیؓ گھر پر قرآن پڑھ رہے ہیں آسمان سے فرشتے آگئے قرآن سننے کے لئے۔ وہ ان کو ستاروں کی طرح نظر آتے تھے۔ پھر صبح ہوئی نبی ﷺ نے بتایا کہ اگر تم قرآن پڑھتے رہتے تو آج مدینہ کے لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو آتا ہوا دیکھ لیتے۔ اس لئے جن گھروں میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ آسمان والوں کیلئے ایسے چمکتے ہیں جس طرح زمین والوں کے لئے آسمان پر ستارے چمک رہے ہوتے ہیں تو قرآن مجید کے ساتھ ہم بھی سچی محبت پیدا کرلیں۔ ہمیں بھی یہ کتاب اللہ کی نظر میں مقبول بنا دے گی۔

قرآن کے مقاصد:

﴿۱﴾...... بندوں کو ہدایت کاملہ مل جائے۔ بس ہی روز کئی بار دعا کرتے ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

ترجمہ: (اے اللہ) ہمیں سیدھا راستہ دیکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿۲﴾...... دوسرا مقصد غمزدوں کو تسلی مل جائے اور گرے ہوؤں کو کھڑا ہونے کی دعا اور دوا مل جائے۔

﴿۳﴾...... جو دنیا میں گرا پڑا ہوتا ہے۔ مصیبتوں میں پریشانیوں میں یہ قرآن ان کو کھڑا کرنے کا نسخہ ہے۔ یہ قرآن مجید بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس کی محبت انسان کو کھڑا کر دیتی ہے۔

زندگی میں قرآن کی تاثیر کا طریقہ کار:

ایک واقعہ سنا کر بات مکمل کرتا ہوں ایک دیہاتی لڑکا تھا۔ اس کو راستے میں ایک کارتوس پڑا ہوا نظر آیا اس نے کبھی کارتوس دیکھا نہیں تھا۔ جیب میں رکھ لیا آگے جا کر پوچھا کسی بڑی عمر کے بندے سے کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا او اللہ کے بندے! یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ کیا کرتی ہے؟ اس نے کہا کہ شیر کو لگ جائے تو شیر کو مار دے اور ہاتھی کو لگ جائے تو ہاتھی کو مار دے۔ یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ اس نے یہ کارتوس اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اللہ کی شان وہ نوجوان ایک دفعہ آ رہا تھا ایک کتے کا بچہ اس نوجوان کے پیچھے پڑ گیا یہ پہلے اس کو بھگاتا رہا لیکن وہ نہ بھاگا۔ اور یہ ڈر گیا۔ اب کتا پیچھے اور یہ آگے۔ اتنے میں اس کو خیال آیا کہ میرے پاس تو بڑی کارآمد چیز ہے۔ اس کو جیب سے نکالا اور کتے کو مارا۔ کتے نے مرنا تو کیا تھا اور الٹا اس پر چڑھ دوڑا۔ یہ بے چارا مشکل سے جان بچا کر آیا آگے اس کو وہی انکل مل گئے اور کہا کہ آپ نے تو مجھے misguide کیا۔ کیوں بھائی؟ وہ کیسے؟

آپ نے تو یہ کہا تھا کہ اتنی خطرناک چیز ہے کہ شیر کو مار دے ہاتھی کو مار دے، اس نے تو کتے کے بچے کو بھی نہیں مارا۔ وہ انکل ہنسنے لگا اور کہا کہ تم اس کو سمجھے ہی نہیں اس کارتوس کے اندر طاقت ہے مگر طاقت کو ظاہر کرنے کا طریقہ کار ہے۔ اس نے کہا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

طریقہ کار کیا ہے؟ کہا کہ ایک بندوق ہوتی ہے جب اس کارتوس کو اس کے اندر ڈال دیتے ہیں تو پھر اس کارتوس کی طاقت ظاہر ہوتی ہے۔ پھر اس کے سامنے شیر کی بجائے دو شیر ہوں تو بھی یہ کارتوس ان دونوں کے پرخچے اڑا دے۔ بالکل اسی طرح مثال قرآن کی ہے۔ جس طرح کارتوس کے طریقہ استعمال سے طاقت ظاہر ہوتی ہے اور یہ قرآن عظیم الشان اللہ کی طاقت کا کارتوس ہے لیکن اس کی طاقت کے ظاہر ہونے کا طریقہ کار ہے۔ یہ جو چھ فٹ کا جسم ہے اس کے اندر اگر قرآن کی طاقت کو بھر دیں تو اللہ تعالیٰ اس چھ فٹ کے جسم کو سر سے لے کر پاؤں تک سراپا قرآن بنا دیں گے۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

پھر ہم رات کے اندھیرے میں ہاتھ اٹھا کر اگر اللہ سے دعا مانگیں تو قرآن کی طاقت ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ پھر دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ صحابہ تھوڑے سے تھے اللہ نے عزتیں دیں۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً م بِإِذْنِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

ترجمہ: بارہا بڑی جماعت پر چھوٹی جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ اللہ نے ایک تھوڑی جماعت کو ایک کثیر جماعت پر غالب کر دیا کتنی بار ایسا ہوا اللہ نے چڑیوں سے باز مروا دئے اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

زندگی میں عشق قرآن سے تاثیر قرآن پیدا ہوتی ہے:

آج ہم قرآن مجید کے ساتھ عشق و محبت کا وہ تعلق پیدا کریں۔ آج سے پہلے قرآن کی تلاوت میں جتنی سستی اور غفلت ہوئی اس سے سچی توبہ کریں اس کے بعد اس کو پڑھیں

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھیں اور زندگی میں عمل کریں کامیابیاں آپکے قدم چومیں گی۔ اللہ دنیا میں عزتیں دیں گے۔ اور آخرت میں بھی عزتیں دیں گے۔ جس طرح اللہ کے نبی ﷺ قیامت کے دن شفاعت فرمائیں گے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے۔

اللہ کا قرآن بھی شفاعت کرے گا۔ اور اپنے پڑھنے والوں کو جنت میں لے کر جائے گا۔ اللہ فرمائیں گے او میرے پڑھنے والے بندے پڑھ قرآن اور جنت میں داخل ہو جا۔ تو ایک آیت پڑھے گا ایک درجہ بڑھے گا۔ جہاں اللہ کا قرآن مکمل ہو گا وہیں جنت میں تیرا مقام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کی سچی محبت عطا فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصلِ حیات موت ہے اس پر حرام
تند و سبک سیر ہے گرچہ زمانے کی رو
عشق خود اک سیل ہے سیل کر لیتا ہے تھام
عشق کی تقویم میں عصرِ رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام!
عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰ ﷺ!
عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام!
عشق کے مضراب سے نغمہ تارِ حیات
عشق سے نورِ حیات عشق سے نارِ حیات

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامات قیامت

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

حیرت انگیز نشانیاں

بہت ساری روایتوں میں قرب قیامت کی ایسی نشانیاں بتائی ہوئی ہیں کہ آج ہم ان کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک وعظ میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنا دیے جائیں اور وہ عمارتیں پہاڑوں سے بھی اونچی ہو جائیں پھر تم قیامت کا انتظار کرنا۔ چنانچہ جو لوگ حج و عمرہ کے سفر کرتے ہیں وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ پہاڑوں کو چیر کر ان کے اندر Tunnels سرنگیں بنا دی گئیں ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے پہاڑوں کو چیر کر یہ راستے بنا دئے گئے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے نگاہ نبوت ہزاروں سال پہلے اس منظر کو بنتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ حالانکہ اس زمانہ میں ایسی نشانیوں کا بندے کے ذہن میں تصور بھی نہیں آسکتا تھا کہ پہاڑوں کو کھود کر اندر سے راستے بنا دیئے جائیں گے۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

علامات قیامت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ o

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

قیامت کی نشانی:

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ نے عصر کے بعد خطبہ دیا اور اس خطبہ کے اندر قیامت میں جتنے بھی پیش آنے والے واقعات تھے نشانیاں تھیں وہ سب بتلائیں کوئی ایک چیز بھی نہیں چھوڑی۔ جس نے یاد کیا اس نے یاد کر لیا اور جو بھول گیا اس نے بھلا دیا ان نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَةٌ وَّخُضْرَةٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا

ترجمہ: بے شک یہ دنیا میٹھی ہے سرسبز ہے۔ اور اللہ نے بے شک تم کو اپنے پہلوں کا اس میں جانشین بنایا ہے اور دیکھتے ہیں کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت کی آنکھوں دیکھی نشانیاں:

بہت ساری روایتوں میں قرب قیامت کی ایسی نشانیاں بتائی ہوئی ہیں کہ آج ہم ان کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک وعظ میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنا دیے جائیں اور وہ عمارتیں پہاڑوں سے بھی اونچی ہو جائیں پھر تم قیامت کا انتظار کرنا۔ چنانچہ جو لوگ حج وعمرہ کے سفر کرتے ہیں وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ پہاڑوں کو چیر کر ان کے اندر Tunnels سرنگیں بنا دی گئیں ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے پہاڑوں کو چیر کر یہ راستے بنا دئے گئے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے نگاہ نبوت ہزاروں سال پہلے اس منظر کو بنتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ حالانکہ اس زمانہ میں ایسی نشانیوں کا بندے کے ذہن میں تصور بھی نہیں آسکتا تھا کہ پہاڑوں کو کھود کر اندر سے راستے بنا دیئے جائیں گے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا!

”جب مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنا دیئے جائیں اور جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں“

اللہ اکبر! آپ جا کر دیکھیں حرم کے قریب جو ہوٹل بنے ہوئے ہیں وہ قریب کے پہاڑوں سے بھی زیادہ اونچے بنے ہوئے ہیں۔ جس زمانہ میں ایک منزلہ عمارت ہوتی تھی شاید ہی کوئی بندہ دوسری منزل بناتا ہو۔ مشینری نہیں تھی ٹیکنالوجی نہیں تھی۔ اس زمانہ میں یہ کہہ دینا کہ پہاڑوں سے اونچی عمارتیں بنائی جائیں گی۔ یہ فقط گمان وخیال کی بات نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی طرف سے دئے گئے علم کی بات ہے۔ آج ان نشانیوں کو ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک اور روایت میں آتا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام بیٹھے ہو۔ ئ

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے کہ زور کی آندھی آئی۔حضرت عمرؓ نے جا کر امہات المومنین سے پوچھا کہ کہیں قیامت تو نہیں آگئی۔تو نبی ﷺ نے ان کو بتایا کہ قیامت کیسے آسکتی ہے جبکہ اہل عراق کا کھانا پینا ابھی بند نہیں کیا گیا اور عرب کی سرزمین بھی سرسبز نہیں ہوئی تو دو نشانیاں بتائیں۔ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اہل عراق پر جب تک کھانا پینا بند نہیں کر دیا جائے گا۔آپ نے پچھلے آٹھ دس سال میں کیا دیکھا کہ عراق پر ایسی پابندیاں لگیں کہ بھوکوں کو کھانا کھلانا تو دور کی بات بیماروں کو دوا بھی نہیں پہنچائی جا سکتی تھی۔پوری دنیا تماشا دیکھ رہی تھی مگر کسی میں بھی ہمت نہ ہوئی کہ بھوکوں کو کھانا کھلا سکیں اور بیماروں کو دوا پہنچا سکیں۔

اور دوسری بات کہ عرب کی سرزمین سرسبز نہیں ہوئی۔ایک زمانہ تھا کہ عرب کا زیادہ تر علاقہ خشک تھا پہاڑوں پر مشتمل تھا سبزہ نہیں تھا۔اب تو ماشا اللہ وہاں پر زرعی انقلاب آرہا ہے اور کچھ عرصہ سے سعودی عرب گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو چکا ہے۔بلکہ پچھلے دو تین سالوں سے اس نے پاکستان اور قریب کے ملکوں میں بطور امداد گندم روانہ کی۔اس قسم کی بہت سی نشانیاں کتابوں میں ملتی ہیں۔

قیامت کی ارد گرد نظر آنے والی نشانیاں

چنانچہ چند نشانیاں مختصر یاد کر لیں۔

۱......برے لوگ حکمران بن جائیں گے:

فرمایا کہ جب معاشرے کے سب سے برے لوگ حاکم بن جائیں گے اور آج دیکھیں جس کو ممبری ملی ہوئی ہے دنیا کے اندر وہ شریف انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ کیا کیا لڑائی جھگڑے مصیبتیں ہیں جن میں ممبر پڑے ہوئے ہیں۔جو زیادہ اپنی طاقت دکھا سکتا ہے وہی ممبر بنتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۲......دیہاتی کوٹھیاں بنائیں گے:

جب دیہاتی لوگ شہروں میں آ کر بڑی بڑی کوٹھیاں بنائیں گے۔آج ہم دیکھیں تو کسی کے پاس آٹھ مربع زمین ہے کسی کے پاس دس مربع زمین ہے اور شہروں میں آ کر انہوں نے کوٹھیاں بنالیں۔نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔

۳......امانت کو غنیمت کا مال سمجھا جائے گا:

جب امانت کے مال کو غنیمت کا مال سمجھ لیں ۔آج آپ کسی کو کوئی چیز امانت رکھوائیں تین چار سال کے بعد کہے گا کہ یہ میرا مال ہے۔آج آپ کسی کے پاس امانت رکھوائیں وہ خیانت کرے گا۔امانت کو غنیمت کا مال سمجھیں گے۔حالت تو یہ ہے کہ گنے کی ٹرالی جا رہی ہوتی ہے۔چھوٹے بڑے سب اس کے پیچھے لگے ہوتے ہیں۔مسلمانوں کا معاشرہ ہے اور یہ دل میں خیال نہیں آتا کہ یہ چوری ہے اور سینہ زوری ہے اور گنے کھینچ کر خوش ہو رہے ہوتے ہیں۔

۴......دوسروں کے شر سے بچنے کے لئے عزت کی جائے گی:

جب دوسروں کے شر سے بچنے کے لئے ان کی عزت کریں گے۔آج شاید ہی کوئی کسی کی عزت دل سے کرتا ہو۔آج عزت ہو رہی ہے ظاہر داری کے طور پر شر سے بچنے کے لئے۔حق بات نہیں کہہ سکتے۔شر سے بچنے کے لئے دوسروں کا اکرام کرتے ہیں۔

۵......جب پہلے لوگوں پر لعنت کی جائے گی:

جب لوگ اپنے سے پہلے لوگوں پر لعنت بھیجیں گے۔ان کو برا کہیں گے۔آج آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھ سکتے ہیں کہ لوگ اپنے سے پہلے والے لوگوں پر تبرا کرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

۶...... جب بیوی کو ماں پر ترجیح دی جائے گی:

جب ماں کی بجائے بیوی کی فرمانبرداری کی جانے لگے گی۔ شریعت نے تو کہا کہ ماں کی بات مانو آج ماں کو چھوڑ کر بیوی کی بات کو آگے رکھا جاتا ہے۔

۷...... جب دوست کو باپ پر ترجیح دی جائے گی:

جب باپ کی بجائے دوست کی بات مانی جانے لگے گی۔ آج وہ وقت آچکا کہ آج کا بچہ اپنے باپ سے ایسے نفرت کرتا ہے جیسے کوئی پاپ سے نفرت کرتا ہے۔ دوست کو اپنا محسن سمجھتا ہے حالانکہ وہ عمر میں چھوٹا ہوتا ہے۔ ناتجربہ کار بھی ہوتا ہے اسی کو اپنا یار سمجھتا ہے۔ اسی سے مشورہ لے گا اور اپنے نیک اور دین دار باپ کو اپنا دشمن سمجھے گا۔

۸...... جب بیٹی ماں کو حکم دے گی:

جب ماں اپنی مالکہ کو جنم دے۔ یعنی بیٹی اپنی ماں کو حکم دے اور یہ نشانی بھی آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ہمارے ہاں ایک صاحبہ کی حکومت تھی تو ماں غریب تھی اور بیٹی بڑی حاکمہ تھی۔ بیٹی اپنی ماں پر حاکمہ تھی ہم نے اپنی آنکھوں سے ایسے ہوتے ہوئے دیکھا۔

۹...... جب علماء اپنا ثانی نہ چھوڑیں گے:

جب علماءؒ اپنا ثانی نہ چھوڑیں یعنی ایسے جیسے اگر کوئی عالم اس دنیا سے جائے اس جیسا کوئی دوسرا نظر نہ آئے۔ یا اپنے جیسا نہ چھوڑے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۱۰......جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے

جب لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھنے لگیں۔ زکوٰۃ میں اللہ تعالیٰ نے غریبوں کا حق مقرر کیا۔ مگر امیروں کو زکوٰۃ بوجھ نظر آتی ہے۔

۱۱......جب عریانی اور فحاشی عام ہو جائے گی:

جب عریانی فحاشی اور موسیقی عام ہو جائے۔ اور اس بات کے تو کیا ہی کہنے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے اس ٹی وی کی وبا سے اور Internet کے جال سے کیونکہ ان میں اکثر عریانی اور فحاشی کی چیزیں ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ عاجز Internet کو Enternet کہتا ہے۔ یعنی Enter to net جال میں داخل ہو جاؤ۔ نوے سال کے بوڑھے بھی Internet پر بیٹھ کر گندی سکرین دیکھتے ہیں گندی فلمیں دیکھتے ہیں۔ ایسا بھی ہوا ایک کمرے میں ماں انٹرنیٹ پر بیٹھی ہے اور دوسرے کمرے میں بیٹا انٹرنیٹ پر بیٹھا ہے۔ دونوں آپس میں پیار و محبت کی باتیں کرتے ہیں اور اخیر میں جا کر پتہ چلتا ہے کہ وہ ماں اور بیٹا تھے۔

۱۲......جب ہر کام کے ساتھ مغنیہ گانا گائے گی:

جب ہر کام کے قریب مغنیہ گانے لگ جائیں۔ ہم سوچتے تھے کہ ٹیپ ریکارڈر نے یہ کمی پوری کر دی مگر نہیں آج تو مصیبت ہی اور ہے۔ آپ نے اپنے بزنس کیلئے کام کے لئے ٹیلی فون رکھا ہے۔ گھنٹی بجاؤ آگے سے آپ کو گانے کی آواز آئے گی۔ آج جو نئے سیٹ رکھے ہیں ان میں ویسے ہی ٹی وی گانوں کی tones ہیں دوسری tones ہے ہی نہیں۔ ہم نے طواف کے دوران دیکھا کہ ایک نوجوان کی کال آئی اور اس کی ٹون پر انڈیا کی ایک گلوکارہ کی آواز آ رہی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۱۳...... قرآن کا حلق سے نیچے نہ اترنا:

جب قرآن مجید پڑھنے والوں کا قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے۔ بڑا بنا سنوار کر پڑھیں گے دل پر اس کا کوئی اثر نہیں پہنچے گا۔ تراویح میں پورا پورا قرآن سن جاتے ہیں مگر دل پر اثر نہیں ہوتا اور آنکھوں سے آنسو نہیں بہتے۔

۱۴...... جب مساجد میں شور وغل ہونے لگے:

جب مساجد میں شور وغل عام ہو جائے اسلام کا نام رہ جائے اور قرآن کا نشان رہ جائے اس وقت زلزلوں کا آنا، آندھیوں کا چلنا یہ عام ہو جائے گا۔ کتنا عرصہ پہلے یہ نشانیاں بتائی گئی اور آج ہم ان نشانیوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

۱۵...... پوری دنیا میں افراتفری کا عالم ہوگا:

فرمایا پوری دنیا میں افراتفری کا عالم ہوگا دین دار لوگوں کو چن چن کر مارا جائے گا۔ یہ قیامت کی نشانیاں ہیں جو پوری ہوگئی ہیں۔

۱۶...... جرم بتائے بغیر مارا جائے گا:

مرنے والے کو اس کے جرم بتائے بغیر مارا جائے گا۔ ایک آدمی کو مارا جائے گا لیکن اس کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ کس جرم کی بنا پر اس کو مارا جا رہا ہے۔ وہ نماز پڑھنے مسجد میں آئیں گے اور لاشیں واپس جارہی ہوں گی۔

موجودہ زمانے کی نشانیاں

اور اس وقت میں چند نشانیاں اور بھی ہیں جو شاید ہمارے موجودہ حالات سے بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

قرب رکھتی ہیں۔

۱......ملک عرب کا بادشاہ مرے گا اور جانشینوں میں لڑائی ہوگی

ایک نشانی فرمائی کہ ملک عرب کا بادشاہ مرے گا اور جانشینوں میں لڑائی ہوگی ہم نے دیکھا کچھ عرصہ پہلے ایک ملک عرب کا بادشاہ دنیا سے رخصت ہوگیا دوسرے نے ملک سنبھال لیا۔

۲......سورج اور چاند کو گرہن لگے گا:

پھر جب رمضان آئے گا اس کی پہلی کو سورج گرہن لگے گا اور یہ بات بھی پوری ہوگئی۔اس رمضان کی پہلی میں سورج گرہن لگا اور پندرہ کو چاند گرہن لگا۔وہ بھی سائنسدانوں نے پیشنگوئی کردی کہ پندرہ کو چاند گرہن لگ رہا ہے۔

۳......ایک آواز پوری دنیا میں سنی جائے گی:

فرمایا اس دوران ایک آواز برآمد ہوگی جو پوری دنیا میں سنی جائے گی۔اب اس کی ایک تفصیل تو یہ ہوسکتی ہے کہ ظاہر آواز ہو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر زلزلہ آئے تو اس کی آواز پوری دنیا سن لے۔تو فرمایا یہ نشانیاں جب ظاہر ہونے لگیں تو سمجھ لینا کہ اب قیامت بہت قریب ہے۔

دنیا کی شدید محبت قیامت کی علامت ہے:

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ دنیا سے شدید محبت ہوگی حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ وَّ خُضْرَۃٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ: بیشک دنیا بڑی میٹھی اور بڑی سرسبز ہے۔

دو لفظ نبی ﷺ نے فرمائے مگر پوری بات کہہ دی۔ سمندر کو کوزے میں بند کر دیا۔ یہ دنیا بڑی میٹھی ہے بندے کا دل نہیں بھرتا۔ بوڑھا بھی ہو جائے تو جوان بننے کو دل کرتا ہے مرنے کو دل نہیں کرتا۔ ایسا دنیا کا چسکا ہے کہ اگر ایک شادی ہو گئی تو کہے گا نہیں دوسری شادی کرنی ہے۔

ایک دفعہ اصلاح کے لئے اس عاجز کے دل سے نکل گیا کہ ننانوے فیصد مردوں کے دل میں دوسری شادی کی تمنا ہوتی ہے۔ بعد میں کچھ لوگوں نے آ کر کہا حضرت سو فیصد درست کہا جو کنوارے ہیں وہ پہلی شادی کے بارے میں سوچ رہے ہوتے ہیں اور جن کی شادی ہو چکی۔ وہ دوسری شادی کے بارے میں سوچ رہے ہوتے ہیں۔ بیٹے کا نکاح ہو رہا ہوتا ہے اور باپ کا دل کرتا ہے کہ کاش میں بھی ایک نکاح اور کرلوں کتنی میٹھی ہے یہ دنیا!

ان تمناؤوں کی کوئی حد نہیں ایسی میٹھی ہے یہ دنیا کہ دل کرتا ہے اس سے لطف اٹھاتا ہی چلا جائے یہ اتنی سرسبز ہے۔ فرمایا کہ جس طرح ہر سرسبز منظر کو دیکھنے کو دل چاہتا ہے دنیا کا بھی یہی حال ہے ذرا باہر چار دیواری سے نکلو تو آنکھیں نیچے ہی نہیں ہوتیں۔ شکلیں دیکھنے کو دل کرے گا۔ کپڑے دیکھنے کو دل کرے گا۔ دکانیں دیکھنے کو دل کرے گا۔ مکان دیکھنے کو دل کرے گا۔ آج کے دور کی ایک نئی مصیبت آنکھیں نیچے ہوتی ہی نہیں۔ کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

پہلوں کے جانشین:

ارشاد فرمایا اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے تم کو اگلوں کا جانشین بنایا۔

تمہارے دادا پردادا وہ اس دنیا سے زندگی گزار گئے آج تم اس کے جانشین ہو۔ یہ زمینیں کبھی تمہارے دادا کے پاس تھیں آج تمہارے پاس ہیں یہ مکان کبھی تمہارے دادا

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پاس تھے آج تمہارے پاس ہیں یہ فیکٹریاں اور کاروبار وہ چلاتے تھے آج تم چلا رہے ہو تم اپنے بڑوں کے نائب بنے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو کس لئے بنایا؟

لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○

ترجمہ: یہ دیکھنے کے لئے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

تم کو نائب اس لئے نہیں بنایا کہ تم مزے اڑاؤ بلکہ اب تم کیسی زندگی گزارتے ہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو یا اسی زندگی میں دنیا کی نعمتوں پر فریفتہ ہو کر بیٹھ جاتے ہو۔

دنیا کے مزے اڑانے والے غافل انسان اور اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے انسان کی مثال اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

"بارش ہو اور خوب کھیتی ہو جائے سر سبز گھاس ہو ہر طرف سبزہ ہو۔ دو جانور ہیں۔ ایک جانور کھانے لگتا ہے کہ کھا کھا کر اتنا کھاتا ہے کہ بدہضمی ہو جاتی ہے بیمار ہو جاتا ہے۔ دوسرا جانور جو سمجھتا ہے کہ سبزہ تو سب طرف بہت ہے مگر وہ بقدر ضرورت کھاتا ہے پھر بیٹھتا ہے جگالی کرتا ہے پھر کھاتا ہے۔ بیٹھتا ہے اور جگالی کرتا ہے۔ تو فرمایا

پہلا بیمار ہو گیا اور دوسرا صحت مند ہو گیا"

دنیا کی ہوس:

تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہیں دنیا سے دل نہیں بھرتا جتنا مل رہا ہے اور زیادہ لینے کی تمنا اور پانے کی تمنا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ ایک گھر میں جتنے بھی فرد ہیں۔ سب کے سب نوکری کر رہے ہیں پھر بھی ان کے دل اس سے بھرتے نہیں۔ ایسی ہوس دل میں آ گئی کہ قناعت بالکل نہیں ہے

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ایک جنگل سونے کا دے دیں تو اس کے دل میں تمنا ہو گی کہ ایک اور جنگل سونے کا ہوتا۔ اور فرمایا کہ ایک جنگل اور دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتا تو وہ تمنا کرتا کہ جنگل کے بنانے والا بھی میں ہوتا انسان کے پیٹ کو فقط قبر کی مٹی بھرتی ہے۔اور کوئی چیز نہیں بھرتی

جس بندے کو بھی دیکھو وہ اپنی جنت بسانے میں لگا ہوا ہے۔ جنت بنانے سے کیا مراد؟ گھر ایسا خوبصورت ہو، بیوی اتنی پیاری ہو اولاد ایسی ہو، گاڑی ایسی ہو کاروبار ایسا ہو، من پسند چیزوں کی تمنا کے بارے میں لگا ہوا ہے اور by hook or by crook (ہر جائز ناجائز طریقے سے) مال سمیٹ کر اپنی آرزوؤں کو پورا کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

آج کے دور کی سب سے بڑی بیماری دنیا پرستی ہے۔اسی لئے ہمارے مشائخ نے کہا کہ دنیا جادوگرنی ہے۔ چنانچہ دو فرشتے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجے تھے آزمائش کے طور پر۔ وہ جادو لے کر آئے تھے۔انہیں جادو کا علم دیا گیا تھا اور لوگ ان سے جادو سیکھ کر میاں بیوی میں جدائی کر دیتے تھے۔

مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ

ترجمہ: جس کے ذریعے وہ میاں بیوی میں جدائی ڈالتے تھے۔

اس جادو کے ذریعے سے وہ خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے تھے تو انہوں نے جادو کے زور سے خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالی لیکن یہ دنیا کا جادو جس پر چل جاتا ہے تو پھر یہ بندے اور پروردگار کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے یہ دنیا بڑی جادوگرنی ہے۔

مال اور وبال:

اسی لئے مال کا زیادہ آنا یہ خوشی کی بات نہیں ہوتی بلکہ مال جب آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ وبال لے کر آتا ہے۔توجہ سے بات سنئے گا۔ جب مال آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ وبال

www.besturdubooks.wordpress.com

لے کر آتا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میری امت کے غریب لوگ میری امت کے امیر لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ یہ مال حلال بھی ہے نیکی پر بھی خرچ ہو رہا ہے لیکن حساب تو دینا پڑے گا۔ آج کی سب سے بڑی مصیبت مال کی محبت ہے۔ اکثر لوگوں کی یہ حسرت ہوتی ہے

يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ

ترجمہ: اے ہمارے رب کاش کہ ہمارے پاس اتنا ہوتا جتنا قارون کے پاس ہے۔

تو قارون کے مال کا کیا انجام ہوا وہ بالآخر اپنے خزانوں کے ساتھ اس زمین میں دھنسا دیا گیا۔

قابل عبرت واقعہ:

ہمارے ایک واقف ہیں ان کی اپنی نوکری تائیوان میں ہے ان کی بیوی کی نوکری اسلام آباد میں ہے ان کی بیٹی جرمنی میں پڑھ رہی ہے اور بیٹا امریکہ میں پڑھ رہا ہے۔ گھر کے چار افراد ہیں اور چاروں الگ الگ نوکریاں کر رہے ہیں۔ کئی سالوں کے بعد ایک دوسرے سے ملنے کی توفیق ملتی ہے وہ بھی ایک ہفتہ کے لئے ملتے ہیں پھر الگ ہو جاتے ہیں۔ کیا دنیا کا نقشہ ہے۔ گھر کے چار افراد ہیں لیکن اکٹھے نہیں ہو رہے۔ حالانکہ اس گھر کے باپ کی تنخواہ اتنی ہے کہ وہ چالیس گھروں کو پال سکتا ہے۔ اتنی تنخواہ ہے۔ بیوی کی تنخواہ اتنی ہے کہ کم از کم بیس گھرانوں کو پال سکتی ہے۔

دنیا پرستی کی حقیقت:

یہ دنیا پرستی بہت بری بیماری ہے اس لئے دنیا کے بارے میں تین باتیں یاد رکھنا!

ا...... آنکھوں کو بھاتی ہے اچھی لگتی ہے اس سے کسی کا جی نہیں بھرتا اور اس کو چھوڑنے

کو دل نہیں کرتا۔ ہمارے ایک صاحب تھے کہنے لگے ہمارے ایک دادا جان ہیں وہ نماز نہیں پڑھتے عمر ۸۵ برس ہو گئی ہے۔ آپ ان کو کوئی نصیحت کر دیں ہم نے کچھ نماز کے متعلق بات چیت شروع کی۔ آپ فارغ ہیں اللہ نے آپ کو زندگی دی آپ کے بچے بھی ہیں آپ نماز پڑھ لیا کریں تو وہ اپنے گھٹنے پکڑ کر کہنے لگے کہ اس کے اندر درد ہے بس اگر یہ ختم ہو جائے تو پھر میں نماز پڑھ لیا کروں گا۔ یعنی ۸۵ سال کی عمر میں ابھی اس انتظار میں ہیں کہ پہلے درد ختم ہو پھر میں نماز پڑھوں گا۔

یہ دنیا بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان جدائی ڈال دیتی ہے حتیٰ کہ نماز پڑھنے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔

اے میرے دوست! دنیا میں کوئی چیز تم سے جدا ہو جائے اس کا بدل موجود ہے لیکن اے میرے دوست اگر اللہ جدا ہو جائے تو اس کا بدل کوئی موجود نہیں ہے۔ اس لئے دنیا کو خوبصورت سانپ کہا گیا! خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ دنیا سانپ کی طرح اپنے اندر زہر رکھتی ہے مگر ظاہر میں سانپ کی طرح بڑی رنگ برنگی اور سجی ہوئی ہے۔

تو دنیا کی سجاوٹ پہ نہ جا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

دنیا کی محبت سے بچنے کا گر:

سانپ ڈس لیتا ہے اور دنیا بھی ڈس لیتی ہے۔ سانپ کا اثر پورے جسم میں پھیل کر اس کو بے جان بنا دیتا ہے۔ دنیا کی محبت پورے جسم میں رچ بس کر انسان کو روحانی طور پر بے جان بنا دیتی ہے۔

ہم نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کو سانپ کا منتر آتا ہے۔ ان کو معلوم ہوتا ہے وہ اس کے دانتوں کو نکال لیتے ہیں۔ پھر سانپ ان کو ڈستا نہیں ان کو سپیرے کہتے ہیں۔ وہ سانپ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی پوٹلیوں میں لئے پھرتے ہیں۔ گلے میں ڈال لیتے ہیں ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں لیکن سانپ ان کو کچھ نہیں کہتا۔ اسی طرح اللہ والے دنیا کی محبت کو دل سے نکال لینا سیکھ لیتے ہیں اس لئے دنیا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کی صحبت میں رہ کر اس دنیا کا منتر سیکھ لیا تھا۔ اسی لئے ان کے سامنے سونے چاندی کے خزانے ہوتے تھے اور وہ تہجد پڑھ کر فرماتے تھے۔

اے سونے اے چاندی میرے غیر کو دھوکا دے میں دھوکے میں آنے والا نہیں۔

چنانچہ عوام الناس کے نزدیک صحابہؓ کی بڑی کرامت یہ ہے کہ انہوں نے ایک جگہ پر دریا میں گھوڑے ڈال دیئے اور ان کے گھوڑے صحیح سلامت نکل گئے۔ لیکن اہل علم حضرات کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی بڑی کرامت یہ ہے کہ جب فتوحات کا دور چلا اور فارس وروم کے خزانے ان کے قدموں میں ڈالے گئے سونے چاندی کے ڈھیر ان کے سامنے ہوتے تھے۔ ان کے سامنے دنیا کے دریا بہائے گئے اور وہ اس دریا میں سے اس دنیا میں سے اپنے ایمان کو سلامت لے گئے۔ یہ ان کی بڑی کرامت ہے۔

کمانا کب فرض ہے:

آج کیا کہتے ہیں کہ جی کمانا بھی تو فرض ہے جب بھی ان سے بات کی جائے تو فوراً کہیں گے کہ کمانا بھی تو فرض ہے ناں! بھئی فرض تو ہے لیکن کیا اس کے پیچھے اپنے خدا کو چھوڑ دیں باقی اعمال کا کوئی خیال نہیں کرنا بلکہ ایک کتاب میں پڑھا کہ مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی اجتماع کے ایک موقع پر فرمانے لگے۔

" لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کمانا فرض ہے اور میں کہتا ہوں کہ ان دنیا داروں کے لئے دنیا کمانا حرام ہے۔ پھر اس کی دلیل دی کہ تمہیں ابھی حرام وحلال کا پتہ نہیں جائز وناجائز کے مسائل کا پتہ نہیں اس لاعلمی میں ان کیلئے دنیا کمانا فرض نہیں بلکہ حرام ہے۔ پہلے دین

www.besturdubooks.wordpress.com

سیکھو پھر دنیا میں ہاتھ ڈالنا''۔

دنیا کی منزلیں اور انسان

اس دنیا میں انسان کی کئی منزلیں ہیں۔ ذرا توجہ سے سنئے گا۔

ا......پہلی منزل ماں کا پیٹ

بچہ پیدا ہوتا ہے ۹ مہینہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اتنی کم جگہ میں وہ اپنا وقت گزارتا ہے یہ اس کی زندگی کا پہلا دور ہے۔ چنانچہ آپ کو سونو گرافی کے ذریعے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اٹھارہ ہفتے کے بعد ہر بچے کے اندر شعور آ جاتا ہے۔ اور وہ ہونے والے باہر کے حالات کا اثر لینا شروع کر دیتا ہے۔ اس کا دماغ اثر لینا شروع کر دیتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ماں کی گود بچہ کا پہلا مدرسہ ہے۔ نہیں ماں کا پیٹ بچہ کا پہلا مدرسہ ہے اسی لئے ہمارے بڑے اپنی بیویوں کو حکم دیتے تھے کہ حاملہ ہونے کی صورت میں کوئی مشتبہ لقمہ پیٹ کے اندر نہ جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا بھی اثر بچہ پر پڑ جائے۔ وہاں ماں کے پیٹ میں بچہ کی خوراک گندا خون ہوتا ہے اور وہ رحم میں ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں چاروں طرف اس کے گرد پیشاب وگندا پانی ہوتا ہے۔ اگر بچہ پانی کے اندر float نہ کر رہا ہو تیر نہ رہا ہو تو ماں اٹھ اور بیٹھ نہ سکے اور اگر ایسا کرتی تو بچہ کو نقصان ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے بچے کو پانی کے اندر ایسا کر دیا جیسے کوئی چیز تیر رہی ہوتی ہے۔

اب سوچیں جو بچہ پیشاب میں ڈوبا ہوا ہے اور غذا اس کی حیض کا خون ہے لیکن جب وہ بچہ اس دنیا سے باہر آتا ہے اور آتے ہی رونے لگ جاتا ہے وہ اپنی اس دنیا کو اصل سمجھ رہا تھا اور اگلے مرحلہ میں آنے کے لئے اس کو تکلیف ہو رہی ہوتی ہے۔ وہ چاہ رہا تھا کہ مجھے وہیں رہنے دیا جاتا مجھے کیوں اس دنیا میں لایا جا رہا ہے۔ حالانکہ ماں کے پیٹ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

خوراک اور رہائش کو سوچیں تو انسان حیران ہوتا ہے۔

۲......دوسری منزل زمین آسمان کا پیٹ:

جب یہ دوسرے مرحلے میں آ گیا تو یہ زمین اور آسمان کا پیٹ اس کا دوسرا مرحلہ ہے۔ یہاں پر ہم دال ساگ کھاتے ہیں پانی پیتے ہیں پھر یہ چیزیں اچھی لگتی ہیں اور اس پر ہم فریفتہ ہیں اور ہم آگے کے بارے میں کچھ سوچتے ہی نہیں۔ پھر وہی ہماری مثال جو بچے کی ہے کہ وہ ماں کے پیٹ کو اپنی اصل جگہ سمجھ رہا ہے اور اگلی دنیا میں آنے پر رو رہا ہے اور بندے کی طبیعت بھی یہاں پر ایسی ہی ہے کہ اس کی آرزوئیں اور تمنائیں یہاں پر ایسی ہیں کہ جب وہ آگے جائے گا تو ان آرزوؤں پر اس کو شرم آئے گی۔

چنانچہ ایک بڑے شاعر ہیں ان کا بیٹا جوان ہو گیا انہوں نے اس بیٹے کی خوشی میں دعوت کی اور اس دعوت میں اس کے سب دوستوں کو بلایا جب بھری دعوت کا وقت تھا تو اس وقت بھری دعوت میں بیٹے کو ایک عجیب کھلونا پیش کیا۔ اور لوگوں کے سامنے کہا میں اپنے بچے کو یہ کھلونا پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جب ایک باپ اپنے بیٹے کو سب کے سامنے ایسا مضحکہ خیز کھلونا پیش کرے تو سب مذاق اڑائیں گے۔ چنانچہ سب خوب ہنسے۔ جب گھر واپس آئے تو بیٹے نے کہا کہ ابو آج تو آپ نے سب کے سامنے مجھے رسوا کر دیا۔ کوئی گفٹ دینا تھا میرے حساب کا دیتے۔ یہ کیا دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیٹے میں نے تم کو یہ نصیحت کی تھی۔ ابو یہ کیا نصیحت ہے فرمایا بیٹے جب تو چھوٹا تھا بچہ تھا تو نے ضد کی تھی کہ ابو مجھے یہ والا کھلونا چاہیے اس وقت مجھے وہ کھلونا نہیں ملا تو تم نے مجھ سے بولنا بند کر دیا تھا۔ اتنا غصہ تھا کہ بولا ہی نہیں اور آج میں نے تمہارے دوستوں کے سامنے جب یہ کھلونا پیش کیا تو تو بھی ہنسا اور تمہارے دوست بھی ہنسے اور تو پریشان ہو گیا۔ تو آج میں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ بچے جس تمنا پر تو مجھ سے تین دن نہیں بولا آج جب جوانی میں یہ کھلونا

تمہارے سامنے پیش کیا تم کونسی آئی تھی میں تم کو سمجھانا چاہتا تھا کہ بیٹے اس دنیا میں اپنی کوئی تمنا ایسی نہ بنانا کہ کل قیامت والے دن جب تمہاری تمنا پوری دنیا کے سامنے پیش ہو اور پوری دنیا تمہارا مذاق اڑائے۔ دنیا میں یہ تمہاری تمنائیں تھیں یہ تمہاری سوچیں تھیں تم ان کے اندر ہر وقت پڑے رہتے تھے میرے بیٹے اتنے بڑے مجمع میں اپنا مذاق نہ اڑانا۔ پہلے وقتوں میں باپ اپنے بیٹوں کو کتنی اچھی نصیحتیں فرماتے تھے۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے

''جنت میں اللہ تعالیٰ جنتیوں کو ایسی غذائیں دے گا کہ جب جنتی لوگ ان غذاؤں کو کھائیں گے تو وہ دنیا کی غذا کا تصور کر کے ان کو ایسا برا لگے گا جیسے کوئی گندگی کا تصور کر کے برا لگے۔ مثلاً اگر آج بچے کہیں کہ تم ماں کے پیٹ کے اندر پیشاب میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا تو کتنی کراہیت ہوتی ہے جیسے آج پہلے والی چیزوں کو سوچ کر کراہیت ہوتی ہے۔ ایسے ہی جنت میں انسان کو دنیا کی چیزوں کو سوچ کر کراہیت ہوگی۔ اور حالت یہ ہے کہ ہم آج اس پر مٹے جا رہے ہیں اور اس کو پانے کے لئے ہم آج حکم خدا کو توڑے جا رہے ہیں۔

۳......تیسری منزل قبر کا پیٹ:

پھر زمین و آسمان کے پیٹ سے نکل کر ہم قبر کے پیٹ میں جائیں گے۔ قبر کے پیٹ کے تقاضے کیا ہیں ہم نہیں جانتے وہاں فقط تین باتیں پوچھی جائیں گی۔

۱۔ من ربک (آپ کا رب کون ہے)

۲۔ ما دینک (آپ کا دین کیا ہے)

۳۔ من نبیک (آپ کا نبی کون ہے)

جس انسان نے جواب دیا وہ کامیاب اور جس نے نہ دیا وہ ناکام۔ گورا ہو کالا ہو پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو۔ کرسی والا ہو ممبری والا ہو سب سے یہی سوال پوچھے جائیں گے

www.besturdubooks.wordpress.com

جو جواب دے دے گا وہ کامیاب ہوگا۔

آج دنیا میں رہتے ہوئے جب ہمیں آخرت کے بارے میں سمجھایا جاتا ہے اور ہمیں بات سمجھ نہیں آتی لیکن جب ہم خود سب کچھ آخرت میں دیکھیں گے تو تب ہم کو سمجھ آئے گی۔

ذرا مثال سے بات جلدی سمجھ آجائے گی۔ مرغی کا ایک انڈا ہے اس انڈے کے اندر مرغی کا ایک بچہ ہے اب اگر اس بچہ کو جا کر کوئی بتائے کہ تم ایک ایسی دنیا کے اندر جانے والے ہو جہاں چھ فٹ کا انسان ہوگا اونچے اونچے پہاڑ ہونگے درخت ہونگے آسمان ہو گا۔ سورج چاند ستارے ہوں گے۔ اگر وہ بچہ یہ کہے کہ اچھا میں دیکھتا ہوں کہ یہ سب چیزیں کہاں ہیں۔ کیا مرغی کے بچے کو یہ سب چیزیں نظر آسکتی ہیں۔ نہیں نظر آسکتی۔ یہ ممکن نہیں کہ وہ اتنے چھ فٹ انسان کو دیکھ سکے لیکن اگر وہ مرغی کا بچہ انڈے کے خول سے باہر آئے گا تو اپنی آنکھوں کے ساتھ اس نظارے کو دیکھ لے گا بالکل اسی طرح اس دنیا میں رہتے ہوئے ہمیں آخرت کے نظارے نظر نہیں آئیں گے۔ جنت ہوگی دوزخ ہوگی۔ میزان ہوگا اللہ کے سامنے حاضری ہوگی۔ سب کچھ ہوگا لیکن ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ ہم کہتے ہیں کہ کیسے ہوگا! ہم عجیب باتیں کہتے پھرتے ہیں اور بڑے خوبصورت الفاظ میں آخرت کا انکار کرتے پھرتے ہیں۔

اے جہاں مٹھا تے اگلا کیں ڈٹھا

ترجمہ: یہ جہان میٹھا ہے اور اگلا کس نے دیکھا ہے۔

آج یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا ہمیں آخرت کو دیکھ کر یقین آئے گا۔ ایمان بالغیب تو یہی ہے کہ بغیر دیکھے یقین رکھا جائے۔ لیکن جیسے ہی اس جہاں سے آنکھ بند ہوگی اس وقت آنکھ کھل جائے گی۔ ظاہر کی آنکھ جب بند ہوگی باطن کی آنکھ کھل جائے گی پھر انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی آنکھ سے دیکھے گا اور کہے گا۔ کاش میں نے دنیا میں آخرت کی تیاری کر لی ہوتی!

اب ایک اور مثال سنئے!

دریا میں ایک مچھلی تیر رہی ہے اس نے گوشت کی ایک بوٹی دیکھی اس کا جی چاہ رہا ہے کہ میں اس کو کھالوں ایک بڑی مچھلی نے اسے سمجھایا دیکھو اس بوٹی کے ساتھ ایک کنڈی ہے اور اس کنڈی کے ساتھ ایک تار ہے جو ایک شکاری کے ہاتھ میں ہے جیسے ہی تم یہ بوٹی کھانے لگو گی تو یہ تمہارے حلق میں پھنس جائے گی یہ کانٹا پھنس جائے گا۔ شکاری تمہیں لے جائے گا گھر میں جائے گا پکائے گا آگ پر پھر تم کو کھائے گا۔ تم اس سے باز آ جاؤ۔ تم اس کے قریب نہ جاؤ اگر وہ مچھلی کہے، اچھا میں دیکھتی ہوں کہ وہ شکاری کہاں ہے شکاری کی بیوی کہاں ہے۔ وہ پورے دریا کا چکر لگائے تو اس کو وہ شکاری نظر آئے گا چولہا نظر آئے گا کچھ نظر نہیں آئیگا۔ فقط ماننے کا سوال ہے۔ اگر مان لے گی تو بچ جائے گی لیکن اگر نہ مانا جیسے ہی بوٹی نظر آئی اور کنڈی اس کے حلق میں پھنس جائے گی۔ شکاری نے کھینچنا ہے پھر وہ شکاری کو بھی دیکھ لے گی اس کی بیوی کو بھی دیکھ لے گی اس کے ٹکڑے کئے جائیں گے اس کو مرچیں بھی لگائی جائیں گی اس کو پکایا بھی جائے گا دستر خوان بھی لگایا جائے گا۔ لوگ بتیس دانتوں کے اندر اس کو چبائیں گے وہ سارا معاملہ خود دیکھ لے گی۔ ہمارا حال یہی ہے۔ آج ہمیں اہل اللہ اس وعدے کو کھول کھول کر بتا رہے ہیں لوگو! آخرت کے تقاضے یہ ہیں ہمیں بات سمجھ نہیں آ رہی ہم لگے ہوئے ہیں دنیا کے پیچھے۔ اس کو دھوکہ دو پیسے لے لو اس کو تم اس طرح بیوقوف بناؤ اس کا یہ کرو اس کا وہ کرو۔ اپنی آخرت کو برباد کرنے کے بارے میں لگے ہوئے ہیں اور پتہ اتنا نہیں کہ چند منٹ۔ کے بعد کیا ہوگا۔

قابل نصیحت واقعہ:

اب جو زلزلہ آیا کیا لوگوں کو پتا تھا کہ چند منٹ کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی کو بھی پتہ نہیں تھا کتنے گھرانے ایسے ہیں کہ جس میں سے صرف ایک فرد بچا باقی سارے کے سارے دنیا سے چل بسے۔

ہمارے ایک دوست عالم ہیں ان کے اپنے برادری کے بندوں میں سے تین سو لوگ فوت ہو گئے۔ جس برادری میں ایک بندہ فوت ہوتا ہے تو کیا حالت ہوتی ہے جس کے خاندان میں تین سو بندے فوت ہو گئے تو ان کے دل پر کیا گزرتی ہو گی۔ اور ہماری حالت دیکھو کہ اخبار میں خبر پڑھتے ہیں پھر بھی عبرت حاصل نہیں ہوتی پھر بھی زندگیوں کو نہیں بدلتے پھر بھی احساس بیدار نہیں ہوتا ہمیں یہ احساس بھی نہیں کہ کل کو ہمارے ساتھ بھی یہ معاملہ پیش آسکتا ہے۔

یہ دنیا کا جادو چلا ہوا ہے جس طرح لوگ کہتے ہیں کہ فلاں پر جادو کا اثر ہوا ہے۔ اسی طرح ہم پر بھی دنیا کا اثر ہو گیا ہے۔ ایسا کہ نہ خدا یاد آتا ہے نہ آخرت یاد آتی ہے الا ماشاء اللہ وگرنہ تو اس سے عبرت پکڑ کر اپنی زندگی کو بدلنے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ آخرت کی تیاری کریں۔ اور اس کا یقین کامل پیدا کریں۔

پیٹھ کے بوجھ:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

ترجمہ: اور زادِ راہ لے لیا کرو اور بہترین زادِ راہ پرہیزگاری ہے۔

تقوی کا مطلب ہے پرہیزگاری۔ میرے دوستو سفر لمبا ہے توشہ لے لو۔ اس کے بغیر ہمارا یہ سفر نہیں کٹے گا۔ ہماری حالت ان لوگوں جیسی ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَيَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ: اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔

فلاں کی غیبت کر دی اپنی پیٹھ کا بوجھ بڑھا دیا فلاں سے جھوٹ بولا پیٹھ کا بوجھ بڑھا دیا اللہ کے حکموں کی نافرمانی کی نماز چھوڑ دی پیٹھ کا بوجھ بڑھا دیا۔ اگر آپ غور کریں سارا دن ہم اپنی پیٹھ کا بوجھ بڑھاتے جا رہے ہیں۔

وَيَحْمِلُوْنَ اَوْزَارِهِمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ

ترجمہ: اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔

سنئے قرآن سنا رہا ہے۔

اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ

ترجمہ: کتنا برا بوجھ ہے جو وہ اٹھا رہے ہیں۔

آج لوگوں کو مال چاہیے، چاہے دوسروں سے جھوٹ بول کر لیں غصب کر کے لیں ڈاکہ ڈال کر لیں یہ کیا ہے اپنی کمر کا بوجھ بڑھا رہے ہیں۔ لوگوں کے حقوق کی پروا نہیں اللہ کے حکموں کی پروا نہیں یہ کیا ہے اپنی پیٹھ کے بوجھ کو بڑھا رہے ہیں اتنے بوجھ اٹھا کر کل جائیں گے تو پل صراط کو کیسے پار کریں گے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے اپنی حدیث میں فرمایا کہ میں اپنے بعد دو بڑے فتنوں کو چھوڑے جا رہا ہوں۔

"میری امت کے لئے دو بڑے فتنے ہیں، ایک فرمایا دنیا کی محبت بہت بڑا فتنہ اور دوسرا فرمایا عورتوں کی محبت مردوں کے لئے بہت بڑا فتنہ"

اور آج دیکھئے جو غافل لوگ ہیں وہ عام طور پر عورت ہی کی محبت میں گرفتار ہیں اور جو دین دار ہیں وہ بھی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں۔

آپ نے کبھی ایسے شخص کو دیکھا جو اس بات پر بیٹھ کر رو رہا ہو کہ یا اللہ میں آج تک اس دنیا کی محبت میں پڑا رہا یا اللہ میرے اس گناہ کو معاف فرما۔ ایسا معافی مانگنے والا آدمی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں تو کوئی ملا ہی نہیں۔

اللہ سے ملاقات کی تیاری:

آخرت کی محبت ہو اور دنیا سے دل کٹا ہوا ہو۔ یہ عقلمندی کی نشانی ہے۔

اَلدُّنْیَا دَارُ الْغُرُوْرِ

ترجمہ: دنیا دھوکے کا گھر ہے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اے ابوذر اپنے عمل کو خالص کر کے لے جانا اس لئے کہ وہ دیکھنے والا بہت باریک بین ہے"

ملاقات کی دعا:

اے اللہ میں آپ سے ایسا نفس مانگتا ہوں جو آپ سے مطمئن ہو آپ سے راضی ہو۔ آپ کی یاد میں خوش ہو آپکے حکم میں عمل کر کے خوش ہو۔ آپکے تذکرے سے خوش ہو بس آپکی محبت میں خوش ہو تاکہ تیری ملاقات سے اس کا ایمان پکا ہو ہر وقت اس کے ذہن میں ہو کہ مجھے اپنے رب سے ملنا ہے۔

آپ میں سے کسی بھی بندے کو وزیر اعظم بلا لے تو وہ اس کے لئے تیاری شروع کر دے گا اور سوچتا رہے گا کہ میں وہاں جا کر یہ بات کروں گا یہ کہوں گا۔ تیاری میں لگا ہوا ہو گا۔

اے دوست اللہ رب العزت نے ہمیں بھی اپنی ملاقات کے لئے تیاری کا حکم دیا ہے

یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ

ترجمہ: "اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے پھر اس سے جا ملے گا"۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی دو طرح کی ہوگی یا تو دوست کی طرح پیشی ہوگی یا پھر مجرم کی طرح پیشی ہوگی۔ سوچیں اب ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے دوست بن کر جانا چاہتے ہیں یا دشمن بن کر جانا چاہتے ہیں۔ دیکھئے ایک تو وہ بھی استقبال ہوتا ہے کہ خاوند دو چار سال کے بعد بیرون ملک سے گھر آیا اب گھر کے سب چھوٹے بڑے گھر صاف کر رہے ہیں، کھانے بنا رہے ہیں اور اس کے ساتھ مل بیٹھنے کے سب مشتاق ہیں۔ اور اس کا گھر میں محبتوں بھر استقبال ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح مومن کا قیامت والے دن استقبال ہوگا۔

اور ایک دوسرا بندہ ہوتا ہے کہ پولیس اطلاع دیتی ہے کہ فلاں مجرم پکڑا گیا ہے۔ اور وہ بھی اپنے ڈنڈے لے کر استقبال کے لئے بیٹھے ہوتے ہیں۔ آنے دو اس کا برا حشر کریں گے۔ یاد رکھئے جس طرح دنیا کی پولیس اپنے سپاہی بھیج کر ملزم گرفتار کرواتی ہے۔ اللہ رب العزت بالکل اسی طرح اس دنیا کے مجرم کو اپنے بندے بھیج کر اور کندھوں پر اٹھا کر گرفتار کراتے ہیں۔ یہ جو اپنے رشتہ دار ہوتے ہیں ناں سب کندھوں پر اٹھا کر قبر کے حوالے کر کے آتے ہیں۔ لے او یار حوالے رب دے

آگے بھی فرشتے بیٹھے انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی لئے زمین کہتی ہے کہ اے بندے جتنے بھی لوگ اس زمین پر چلتے تھے مجھے سب سے زیادہ بغض تجھ سے تھا آج تو میرے اندر آ۔ دیکھ میں تیرا کیا حشر کرتی ہوں۔

اب تو گھبرا کر یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اللہ سے ملاقات کا شوق:

حدیث شریف کا مفہوم ہے جو اللہ سے ملنے کا شوق رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس بندے سے زیادہ اُس سے ملنے کا شوق رکھتا ہے۔ جو آپ کی ملاقات پر ایمان رکھتا ہو اور آپ کی قضا

www.besturdubooks.wordpress.com

وقدر کا جو معاملہ ہے اس پر وہ راضی ہو اور جو تیری رضا ہے اس پر قناعت کرنے والا ہو۔ ایسے بندے کا اچھا طریقے سے استقبال کیا جائے گا۔ اس کی قبر کو حد نظر تک وسعت دے دی جائے گی۔ وہ اپنے رب سے ملاقات کے لئے بے چین ہو گا۔ اللہ رب العزت ہمیں دنیا و آخرت کی سرخروئی نصیب فرمائے اور ہمیں اپنے محبوب بندوں میں شامل فرما کر اس رمضان المبارک کی قدر کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور دیکھئے دن گزرتے جارہے ہیں اور رمضان المبارک کا معاملہ ایسے ہی ہے جیسے مچھلی پکڑنے والا مچھلی پکڑتا ہے تو ہاتھوں سے کئی مرتبہ سلپ ہو جاتی ہے اور پتہ ہی نہیں چلتا یہ رمضان کا مبارک مہینہ بھی ایسے ہی ہے۔ دیکھئے ایک وقت تھا کہ ہم انتظار میں تھے کہ رمضان آنے والا ہے اور آج تیسرا حصہ گزر رہا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی قدر کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شوق شہادت

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

شہید کی شان

دنیا میں جب کسی کی موت آتی ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کو بھیجتے ہیں کہ جاؤ میرے اس بندے کی روح قبض کر لو حتی کہ ولی ہو متقی ہو پرہیزگار ہو ابدال ہو کسی مقام پر ہو۔ ملک الموت کو ہی بھیجا جاتا ہے کہ جایئے میرے اس مقرب بندے کی روح قبض کر لیجئے حتی کہ انبیاء کرامؑ کے لئے بھی ملک الموت کو بھیجا جاتا ہے۔ جایئے میرے انبیاء کی خدمت میں حاضر ہو جایئے کہ پروردگار یاد کر رہے ہیں۔ مگر جب شہید کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت کو کہتے ہے یہ میرا بندہ ہے کہ یہ میرے نام پر جان دے رہا ہے۔ ملک الموت تو پیچھے ہٹ اس بندے کی روح کو میں خود قبض کروں گا۔ چنانچہ شہید کی روح کو اللہ تعالیٰ خود قبض فرمایا کرتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

شوقِ شہادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ" بَلْ اَحْيَآءٌ" وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

وقال رسول ﷺ الجهاد ماض الى يوم القيامة او كما قال ﷺ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

شہادت کی تمنا:

ہر مومن کے دل میں شہادت کا جذبہ ہونا ایک ضروری بات ہے

"حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس آدمی کے دل میں شہادت کی تمنا نہ ہو اور اس کو اللہ کے راستے میں کبھی زخم یا تکلیف بھی نہ پہنچی ہو اگر وہ مرے گا تو اسے ایک قسم کی منافقت پر موت آئے گی۔"

وہ مومن نہیں ہو سکتا کہ جس کے دل میں شہادت کی تمنا نہ ہو۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے صحابہؓ کی جو تربیت فرمائی انہیں دین کے اوپر اپنا سب کچھ قربان کرنا سکھایا۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلمان میں اسی لئے نمازی

اس دین کو اگر ہمارے مال کی ضرورت پڑے گی تو ہمارا مال حاضر ہوگا۔ وقت کی ضرورت پڑے گی تو ہمارا وقت بھی حاضر ہوگا۔ اگر دین کو جان کی ضرورت پڑے گی تو ہم بصد عجز و شکر اس جان کو اس دین پر قربان کر دیں گے۔ یہ سبق تھا جو نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ کرام کو پڑھایا تھا چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں ایک ایسی جماعت تیار ہوگئی جن کا مقصود اللہ کے راستے میں شہادت حاصل کرنا تھا۔ قرآن حکیم کی آیات ان کے لئے اترتی تھیں۔

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ وہ مرد بندے جنہوں نے اپنا وعدہ کیا ہوا اللہ سے سچ کر دکھایا۔

وَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَه ...... الخ

ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی قربانی پیش کر چکے اور بعض وہ ہیں جو اس کے منتظر ہیں ان میں ذرہ برابر تبدیلی نہ آئی۔ وہ اپنی بات کے اوپر جمے رہے۔

بچوں کا شوق شہادت:

کفر کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانا یہ اللہ کو بہت محبوب ہے قرآن پاک اس پر گواہی دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت فرماتے ہیں۔ جو اس کے راستے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر قتال کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان قربان کرنا یہ سبق نبی ﷺ نے صحابہؓ کو پڑھایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرامؓ میں سے جوانوں کا کیا تذکرہ کرنا وہاں کے بچوں کے دلوں میں عورتوں کے دلوں میں یہ شہادت کا جذبہ سما گیا تھا۔ چھوٹے بچوں کے دلوں میں شہادت کا جذبہ سما گیا تھا۔ چھوٹے بچوں کے دلوں میں شہادت کا جذبہ موجزن تھا۔ آپ نے واقعہ سنا ہوگا کہ میدان جہاد میں نکلنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ صف بناؤ تاکہ میں دیکھوں تو سہی۔ حضور ﷺ نے دیکھا ایک چھوٹا بچہ ہے وہ بھی جہاد میں شرکت کے لئے کھڑا ہے۔ اور اس کے قریب ایک اور چھوٹا بچہ ہے وہ بھی جہاد میں شرکت کے لئے کھڑا ہے۔ حضور ﷺ نے ایک کو اجازت دے دی جو نسبتاً بڑا تھا اور دوسرے کو روکا وہ چھوٹا حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اس کے ساتھ کشتی کرتا ہوں۔ اگر میں اسے گرا لوں تو مجھے اجازت مل جائے، حضور ﷺ نے دونوں کو کشتی کی اجازت دے دی۔ دونوں کشتی کرنے لگے۔ بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ چھوٹے نے بڑے کو اشارہ کیا کہ آپ کو اجازت مل چکی ہے اگر آپ گر جائیں گے تو آپ کا نقصان نہیں ہوگا۔ مگر مجھے جہاد میں جانے کے لئے اجازت مل جائے گی۔ اس چھوٹے بچے کے جذبے کو دیکھئے۔ یہ لوگ کہیں پکنک منانے نہیں جا رہے تھے۔ یہ لوگ کسی کی دعوت کھانے نہیں جا رہے تھے۔ یہ دشمنان اسلام سے لڑنے جا رہے تھے۔ مگر ایک جذبہ تھا جوان بچوں کے دلوں میں بھی سما چکا تھا۔ جو ہر قیمت پر جہاد میں جانا چاہتے تھے۔ چنانچہ یہی معاذ و معوذؓ بچے جنگ میں نکلتے ہیں۔ تو آپ ان کا Target دیکھئے۔ اپنے جسمانی اعتبار سے یہ چھوٹے ہیں مگر ان کا ٹارگٹ چھوٹا نہیں ہے۔ ایک صحابیؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ میرے ارد گرد دو چھوٹے بچے ہیں۔ ان میں سے ایک میرے پاس آیا اور کہنے لگا چچا آپ جانتے ہیں کہ ابو جہل کہاں ہے کہنے لگے میں حیران تھا کہ وہ دشمنوں کا سردار اور یہ دو چھوٹے بچے اس کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے ان بچوں سے پوچھا کیا بات ہے، ان بچوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے۔ آج اس میدان جہاد سے یا ہم واپس لوٹ کر نہیں جائیں گے یا وہ لوٹ کر نہیں جائے گا۔ کہنے لگے میں حیران ہوا میں نے اشارہ کر کے کہا کہ دیکھو وہ فلاں جگہ موجود ہے۔ وہ دشمن لوہے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کے گرد اتنے سپاہی موجود تھے۔ مگر یہ دونوں بچے گئے اور بالآخران دونوں نے اسے قتل کیا۔ آپ دیکھئے ان بچوں میں کتنا جذبہ تھا۔

لنگڑے صحابیؓ کا شوق شہادت:

آپ صحت مند لوگوں کی کیا بات کرتے ہیں ان کا تو کیا کہنا۔ ایک لنگڑے صحابیؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آ کر عرض کرتے ہیں کہ میں جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ یہ کون صحابیؓ ہیں یہ وہ صحابیؓ ہیں کہ ایک پاؤں سے معذور ہیں۔ جو لاٹھی کے سہارے چلتے تھے۔ جن کا اپنے توازن کو بحال رکھنا مشکل تھا۔ وہ اللہ کے محبوب کی خدمت میں آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میرے چار بیٹے جہاد میں شریک ہو رہے ہیں مگر میرا جی چاہتا ہے کہ میں جہاد میں اپنے لنگڑے پن کے ساتھ چلوں مجھے آپ جانے کی اجازت دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا عذر ہے اگر چاہیں تو آپ پیچھے رہ سکتے ہیں دوبارہ پھر انہوں نے اجازت مانگی حضور ﷺ نے جب جذبہ دیکھا تو اجازت دے دی۔ یہ صحابیؓ خوشی خوشی اپنے گھر پہنچے اور گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میں بھی جہاد میں جا رہا ہوں مجھے اجازت مل گئی ہے۔ بیوی نے کہا کہ مگر میں تو دیکھ رہی ہوں کہ تو بھاگ کر پیچھے آ رہا ہے انہوں نے اپنی بیوی کے سامنے کھڑے ہو کر ایک بات کی اور نبی ﷺ کی صحبت کا حق ادا کر دیا۔ دعا مانگی اے اللہ اب میری لاش کو بھی گھر والوں کی طرف واپس نہ لوٹانا۔ واقعی وہیں دفن ہوئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی تو کوئی بات نہیں

جس قوم کے لنگڑوں کا یہ حال ہو اس قوم کے جوانوں کا کیا حال ہوگا۔ جس قوم کے بچوں کا یہ عالم ہو اس قوم کے بڑوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ کیا تھا یہ ایک جذبہ تھا جو نبی ﷺ نے ان کے دلوں میں پھونک دیا تھا۔ یہ تو مردوں کی باتیں تھیں آگے سنئے کہ عورتوں کے کیا جذبات تھے۔

ایک عورت کا شوق شہادت:

نبی ﷺ نے جہاد کے نکلنے کے لئے حکم فرمایا۔ مدینہ کے ہر گھر میں تیاری ہو رہی ہے مدینہ میں ہر عورت اپنے مردوں کو تیار کر رہی ہے۔ مگر ایک ایسا گھر ہے جہاں ایک عورت خاموش اپنے بچے کو گود میں لئے بیٹھی ہے خاوند جہاد میں شہید ہو چکا۔ گھر میں دوسرا مرد نہیں بچا۔ عورت اس بچے کو دیکھتی چلی جا رہی ہے اور عورت کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے ہیں۔ کاش کوئی مرد بڑا ہوتا تو میں اسے تیار کرتی اور اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ اسے جہاد میں بھیج دیتی۔ مگر یہ بچہ چھوٹا ہے کیا کروں بہت دیر روتی رہی ان آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات برستی رہی جب دل بہت زیادہ اداس ہوا تو اسی بچے کو اپنے سینے سے لگایا مسجد نبوی میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا اے اللہ کے محبوب ﷺ آپ میرے بچے کو جہاد کے لئے قبول فرما لیجئے۔ دودھ پیتے چھوٹے بچے کو آپ جہاد کے لئے قبول فرما لیجئے۔ نبی ﷺ نے دیکھا کہ یہ دودھ پیتا بچہ کیسے جہاد کرے گا۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ جس صحابیؓ کے ہاتھ میں ڈھال نہ ہو اس مجاہد کے حوالے میرا یہ بچہ کر دیجئے میرا بچہ دشمنوں کے تیروں کو روکنے کے کام تو آ سکتا ہے۔ جن عورتوں کے دل میں یہ شہادت کا جذبہ ہو بڑوں کے دل میں شہادت کا جذبہ ہو تو سوچئے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو سہی کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے کس طرح ان کی بڑی زبردست تربیت کی ہوگی۔ شوق شہادت کے واقعات اتنے ہیں کہ ان کو تھوڑے سے وقت میں سمیٹنا انتہائی مشکل ہے۔

ایک عورت کا عشق رسول ﷺ:

میدان احد میں خبر پہنچی کہ نبی ﷺ شہید ہو گئے۔ ایک عورت نے کہا کہ جب تک میں خود اس خبر کی تصدیق نہیں کر لیتی اس وقت تک اس کو نہیں مانوں گی۔ چنانچہ اپنی سواری پر سوار ہوئی اور احد کے پہاڑ کی طرف اس نے بڑھنا شروع کر دیا۔ راستے میں ایک صحابیؓ کو ملی اور اس سے پوچھا کہ میں نے نبی ﷺ کی شہادت کے متعلق سنا ہے۔

مابال محمد ﷺ

ترجمہ: محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟

وہ کہتے ہیں آپ ﷺ کا تو مجھے پتہ نہیں مگر فلاں جگہ میں نے آپ کے خاوند کو شہید ہوتے دیکھا ہے۔ وہ عورت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ اور آگے بڑھتی ہے۔ معلوم ہوا اس کی قیمتی متاع کوئی اور ہے جس کی تلاش میں یہ جا رہی ہے ایک اور صحابیؓ سے پوچھتی ہے کہ

مابال محمد ﷺ

ترجمہ: محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟

اس صحابیؓ نے کہا مجھے آپ ﷺ کا تو پتہ نہیں مگر فلاں جگہ تیرے بیٹے کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ یہ پھر ٹس سے مس نہیں ہوئی یہ پھر آگے بڑھی کسی نے بھائی کی شہادت کی خبر دی۔ یہ وہ عورت ہے کہ جس کو ایک ہی جہاد میں اپنے بیٹے اپنے خاوند اپنے بھائی اور اپنے والد کی شہادت کی خبر ملتی ہے مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ یہ پھر قدم آگے بڑھاتی ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھتی پھرتی ہے کہ کوئی تو مجھے نبی ﷺ کی خبر بتا دے۔ ایک صحابیؓ نے بتایا کہ نبی ﷺ فلاں چٹان کے پیچھے ہیں یہ وہاں پہنچی۔ نبی ﷺ کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر ایک تاریخی جملہ کہا۔

كل مصيبة بعد محمد سهل

ترجمہ: مجھے نبی کی زیارت کے بعد تمام مصیبتیں آسان ہیں۔

جن عورتوں کے دلوں میں ایسی تمنائیں ہوں ان کی کیا بات پوچھتے ہو۔

ایک عورت کا تحمل و برداشت:

حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تو آپؓ کی بہن حضرت صفیہ ؓ تشریف لا رہی تھیں۔ آپ ﷺ کو پتہ چلا تو ایک صحابیؓ کو بھیجا کہ اسے منع کرو کہ وہیں رہے اپنے بھائی کی لاش پر نہ آئے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ غمزدہ ہو جائے۔ کیونکہ حضرت حمزہؓ کی آنکھیں نکل چکی سینہ چیر کر دل نکال لیا گیا۔ ناک کان کاٹ دیے گئے تھے کہیں اس حالت کو دیکھ کر بہن غمزدہ نہ ہو جائے۔ اس صحابیؓ نے جا کر روکا کہ آپ کو نبی ﷺ نے منع فرما دیا ہے پوچھا اللہ کے محبوب ﷺ نے کیوں منع کیا ہے۔ کہا کہ کہیں تو غمزدہ نہ ہو۔ کہیں رو نہ پڑے۔ کہا کہ جاؤ حضور ﷺ کو بتا دو صفیہؓ اپنے بھائی کو رونے کے لئے نہیں مبارکباد دینے کے لئے جا رہی ہے۔ جس قوم کی عورتوں میں ایسا حوصلہ اور ہمت ہو اور شہادت کا یہ جذبہ بھر دیا گیا ہو اس قوم کے جوانوں کا کیا حال پوچھتے ہو۔

مومن یا منافق:

شہادت اللہ نے ایک نعمت عطا فرمائی ہے۔ شہادت ایک سعادت ہے۔ جس کے دل میں ایمان ہے وہ صبح شام شہادت کے لئے دعائیں مانگتا ہے۔ اگر شہادت کی دعائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں مانگتا تو یقیناً اس کے ایمان میں فرق ہے۔ یہ منافقت ہے کہ آدمی شہادت سے گھبرائے یہ منافقت ہے کہ آدمی شہادت سے پیچھے ہٹ جائے۔ یہ شوق شہادت کا جذبہ ہونا چاہیے پھر انسان مومن بنے گا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

یہ شہادت مومن کا مقصد ہوتی ہے اس شہادت کے لئے مومن اپنا من دھن اور تن بلکہ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا شوق شہادت:

آیئے اس شہادت کے بارے میں پوچھنا چاہو تو عمر بن خطابؓ سے پوچھو۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ کی حاضری کے بعد مدینہ طیبہ واپس آرہے ہیں ایک بڑا قافلہ بھی ساتھ ہے۔ حضرت عمرؓ نے عمرہ میں بڑی دعائیں مانگیں اللہ سے بہت کچھ مانگا تہجد کا وقت ہے آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اس وقت آپ کے سامنے چودھویں کا چاند چمک رہا ہے۔ چاندنی ہر طرف پھیل رہی ہے۔ ٹھنڈی ہوا ہر طرف چل رہی ہے۔ اس وقت آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھیں آپ کو ستارے چمکتے ہوئے نظر آئے چاند کی چاندنی نظر آئی ہوا میں خنکی محسوس ہوئی۔ آپ نے محسوس کر لیا کہ یہ تو کوئی قبولیت دعا کا وقت ہے اس قبولیت دعا کے وقت ایک تمنا کا اظہار کیا جس کو آپ کبھی سجدوں میں مانگتے تھے۔ کبھی آپ نمازوں کے بعد مانگتے تھے۔ کبھی آپ اپنی تنہائیوں میں مانگتے تھے۔ وہ تمنا اس وقت پھر دل سے نکلی آپ اٹھ بیٹھے، دامن پھیلا لیا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کے اس ساتھی نے اللہ تعالیٰ سے اپنی تمنا کو پیش کیا۔ وہ دعا کیا مانگی؟ وہ دعا یہ مانگی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ قَبْرِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور میری قبر اپنے محبوب کے شہر میں بنا۔
یہ ان حضرات کی تمنائیں ہوتی تھیں۔ اور کتنی پیاری تمنائیں ہوتی تھیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا شوق شہادت:

اس شہادت کی قدر و قیمت معلوم کرنی ہے تو حضرت خالدؓ بن ولید سے پوچھے کہ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں آخری وقت ہے آپ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ جو لوگ قریب تھے وہ حیران ہوئے کہ ہم نے آپ کو کبھی گھبرائے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب تو دشمنوں کے سامنے ہوتا تھا تو شیر کی طرف تیرا کردار ہوتا تھا۔ تیرے اندر مردانگی ہوتی تھی تیرے اندر ایک جذبہ ہوتا تھا جہاں گھمسان کا رن پڑتا تھا تو وہاں جاتا تھا۔ آج تیری آنکھوں میں آنسو کیسے؟ ہم سمجھ نہیں پا رہے۔ اس وقت آنسو اور ٹپک پڑے۔ حضرت خالدؓ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمانے لگے میرے دل میں ایک تمنا تھی۔ میں اس تمنا کو پورا کرنے کے لئے ساری زندگی پریشان رہا میں شہادت چاہتا تھا۔ جہاں جنگ کا زیادہ زور ہوتا تھا میں وہاں جاتا تھا۔ مجھے شاید ادھر شہادت مل جائے شاید اُدھر شہادت مل جائے۔ ایک ایک دن میں میرے ہاتھ سے کئی کئی تلواریں ٹوٹی۔ مگر مجھے میدان جنگ میں یہ شہادت نصیب نہ ہو سکی آج یہ بستر ہے اور اس بستر پر پڑا میں دنیا سے جدا ہو رہا ہوں۔ میں اپنے رب کے پاس پہنچ رہا ہوں شہادت میرے مقدر میں نہیں تھی۔ اس لئے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ انھوں نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ یہ مرتبہ عطا فرما دیں گے اس لئے کہ آپ کے دل میں شدید تمنا ہے۔ کسی کافر نے آپ کو شہید کرنے کی جرات اس لئے نہ کی کہ اللہ کے محبوب نے آپ کو سیف اللہ کا لقب دیا تھا۔ اگر کوئی اپ کو شہید کر لیتا گویا وہ سیف اللہ کو توڑنے والا ہوتا۔ اس لئے دنیا میں کسی کافر کے ہاتھوں آپ کی لاش کو کٹنے نہ دیا۔ مگر چونکہ آپ کا دل شہادت کے غم میں کٹ چکا اس لئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو شہیدوں

کا سردار بنادیں گے۔ دل میں شہادت کی تمنا ہوا کرتی تھی۔ شہادت کا شوق ہوا کرتا تھا۔

بچیوں کا شوق شہادت:

مدینہ کی بچیاں آپس میں کھڑے ہوکر باتیں کیا کرتی تھیں۔ کہ فلاں کے ابو شہید ہو گئے۔ مگر فلاں کے ابو کو تو گھر میں بستر پر موت آ گئی۔ جس بچی کے والد کو گھر میں موت آتی تھی۔ وہ دوسری بچیوں کے سامنے اپنے آپ کو شرمندہ محسوس کیا کرتی تھی۔ اللہ کے محبوب نے ایسی تربیت کردی تھی۔

مجاہد کے گھوڑے کا شوق شہادت:

اللہ تعالیٰ کو یہ محبوب ہے کہ مومن اپنی جان اللہ کے نام پر قربان کر دے۔ آیئے ذرا اس سے نیچے اتر کر دیکھیے اگر آپ نے چھیڑ ہی دیا ہے تو پھر عشق ومحبت کی باتیں بھی سن لیجئے۔ اگر مجاہد کسی گھوڑے کو جہاد کے لئے پالتا ہے۔ اس لئے کہ اس پر بیٹھ کر میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں گا۔ اب وہ گھوڑا۔ بے زبان جانور ہے۔ ناسمجھ جانور ہے مگر اس کو پالا اس لئے گیا کہ اس پر بیٹھ کر جہاد کیا جائے گا۔ چنانچہ وہ گھوڑا پہچانتا ہے کہ مجھے کھلایا اس لئے گیا تھا پلایا اس لئے گیا تھا کہ میں نے جہاد میں شریک ہونا ہے اب اس کا مالک اس پر سواری کرتا ہے اور اپنے آپ پر زرہ باندھ لیتا ہے۔ تلوار ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسے دشمن کے سامنے لاکر کھڑا کرتا ہے وہ گھوڑا بھی پہچانتا ہے۔ اگر چہ وہ ایک جانور ہے اس میں سوچ نہیں ہے اس میں وہ سمجھ نہیں ہے مگر اتنی تھوڑی سی فہم ہے تو اسے پتہ ہے کہ اب وقت آیا کہ اس وفا کو پورے کرنے کا جس کے لئے میرے مالک نے میری خدمت کی تھی۔ چنانچہ گھوڑا تیار ہوتا ہے۔ اس کو سامنے تلواریں نظر آتی ہیں۔ نیزے نظر آتے ہیں۔ تیر نظر آتے ہیں گھوڑا گھبراتا نہیں ہے اس کو پتہ ہے کہ آج وقت آ گیا اس وفا کو نبھانے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ مالک اسے ایڑی کا اشارہ کرتا ہے کہ تم بھاگو وہ گھوڑا بھاگتا ہے وہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ دشمنوں کی صفوں میں گھستا چلا جاتا ہے۔ سامنے دشمن تیر برساتا ہے۔ مگر گھوڑا استقامت کے ساتھ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

شہید کا مرتبہ:

آپ لوگوں کے لئے شہید کے کچھ تھوڑے سے فضائل عرض کر دوں شاید کوئی میرا سویا ہوا دوست جاگ جائے۔ شاید کسی کے دل میں یہ شہادت کی کوئی سوئی ہوئی تمنا بیدار ہو جائے قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے شہداء کھڑے ہوں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت شہداء کو اپنی طرف بلائیں گے۔ کہ شہید میرے تخت کے قریب ہو جائیں روایت کے الفاظ کا مفہوم ہے کہ شہید اللہ تعالیٰ کے تخت کے قریب ہو جائیں گے حتی کے اگر کسی شہید کے راستے میں حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ بھی کھڑے ہوں گے۔ تو شہید کو جو اعزاز ملے گا اس کی وجہ سے وہ بھی راستے سے ہٹ جائیں گے راستہ دے دیں گے۔ کہ شہید اللہ کے تخت کے قریب ہو جائے۔ سبحان اللہ

شہید کی آرزو:

جب جنت میں جنتی چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ آپ میں کوئی ایسا بھی ہے جس کو یہاں بھی کسی چیز کی طلب ہو۔ شہید وہاں بھی بول اٹھیں گے۔ اے میرے پروردگار میرا جی چاہتا ہے کہ آپ پھر ایک مرتبہ مجھے دنیا میں بھیجئے۔ میں پھر شہید کیا جاتا پھر بھیجئے پھر شہید کیا جاتا مجھے پھر بھیجئے میں پھر شہید کیا جاتا کیونکہ شہادت کے وقت جو مجھے لذت آئی وہ لذت تو تیری جنتوں میں بھی نہ آئی۔ شہادت ایک سعادت ہے یہ کس کو نصیب ہوتی ہے، جو طالب صادق بن کر مانگتا ہے۔ ع

www.besturdubooks.wordpress.com

طلب صادق نہ ہو تو پھر کیا شکوہ ساقی

شہید کے گھوڑے کا مرتبہ:

شہید کو اللہ نے کیا مرتبہ عطا فرمایا اگر مجاہد نے گھوڑا پالا اور اس کی لید اور اس کے گھوڑے کی باقی چیزیں نیکیوں کے میزان میں تولیں گے۔ مفہوم حدیث ہے کہ شہید کے خون کا قطرہ بعد میں گرتا ہے مگر شہید کی اس سے پہلے بخشش کر دی جاتی ہے۔

شہید کا اعزاز و اکرام:

توجہ سے سنئے میں اپنی بات کو مکمل کرنے لگا ہوں سنئے دل کے کانوں سے سنئے۔ دیکھئے اگر دنیا میں کوئی ولی فوت ہو جائے ابدال فوت ہو جائے وقت کا قطب فوت ہو جائے۔ آپ پوچھئے رب کریم اب کیا کریں حکم دیا جائے گا کہ یہ میرے سامنے آنا چاہتا ہے اسے نہلا دو۔ اور اس کے کپڑے پہنا دو۔ نیا کفن پہنا دو کیونکہ اس نے میرے سامنے پیش ہونا ہے مگر جب شہید کا وقت آیا تو وہ شہید ہو گیا۔ اب اللہ تعالیٰ سے پوچھئے کیا اسے نہلائیں اللہ تعالیٰ نے ضابطہ ہی بدل دیا۔ فرمایا یہ تو میرے راستے میں خون سے نہا چکا اب تم اسے دنیا کے پانی سے کیا نہلاتے ہو۔ یا اللہ اس کے کپڑے بدل دیں حکم ہوا کہ نہیں جن کپڑوں پر خون کے دھبے لگے ہیں میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن یہ انھیں دھبوں کے ساتھ اٹھے یہ مجھے دیکھ کر مسکرائے گا میں اسے دیکھ کر مسکراؤں گا۔ ضابطہ بدل کر رکھ دیا۔ کوئی ابدال ہو قطب ہو ولی ہو سب کے لئے نہلانے کا ضابطہ تھا۔ مگر جب شہید کا معاملہ آیا ضابطہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ کیونکہ پیار کا معاملہ تھا محبت کا معاملہ تھا۔ یہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کر چکا تھا وہ رب تعالیٰ اتنا قدردان ہے کہ فرمایا تم اسی حال میں اسے میرے پاس بھیج دینا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شہید زندہ ہوتا ہے:

جب کسی کی موت آئی خواہ متقی تھا پرہیزگار تھا ذاکر تھا ولی تھا تو کہتے ہیں کہ اسے موت آگئی مگر جب شہید کا وقت آیا تو میرے پروردگار نے کہا کہ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ" بَلْ اَحْيَاءٌ" وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ○

ترجمہ: جو میرے راستے میں قتل ہو جائے خبردار اسے مردہ نہ کہنا وہ زندہ ہے تمہیں اس کا شعور نہیں عطا کیا گیا

مردے کا لفظ سننا پسند نہ کیا۔ نہیں نہیں یہ مردہ کہاں۔ یہ تو زندہ ہے اس نے تو زندگی پالی جس نے اپنی جان میرے راستے میں دے دی۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ م بَيْتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ

ترجمہ: جو کوئی اپنے گھر سے ہجرت کے کے لئے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف نکلے پھر اسے موت آجائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

شہید کی روح نکلنے کا منظر:

امام قرطبی نے ایک عجیب بات اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔ کہ دنیا میں جب کسی کی موت آتی ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کو بھیجتے ہیں کہ جاؤ میرے اس بندے کی روح قبض کر لو۔ حتیٰ کہ ولی ہو متقی ہو پرہیزگار ہو ابدال ہو کسی مقام پر ہو۔ ملک الموت کو ہی بھیجا جاتا ہے کہ جایئے میرے اس مقرب بندے کی روح قبض کر لیجیے حتیٰ کہ انبیاء کرامؑ کے لئے بھی ملک الموت کو بھیجا جاتا ہے۔ جایئے میرے انبیاء کی خدمت میں حاضر ہو جایئے کہ میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار یاد کر رہے ہیں۔ مگر جب شہید کا وقت آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ملک الموت کو کہتے ہے یہ میرا بندہ ہے کہ یہ میرے نام پر جان دے رہا ہے۔ ملک الموت تو پیچھے ہٹ اس بندے کی روح کو میں خود قبض کروں گا۔ چنانچہ شہید کی روح کو اللہ تعالیٰ خود قبض فرمایا کرتے ہیں۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

دعائے شہادت:

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں شہادت نصیب فرمادے ہمارے دوست احباب، کشمیر میں یا کسی بھی جگہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے شہید ہوئے ہوں ان کے مرتبوں کو بلند فرمادے۔ یا اللہ ہمیں بھی ایسی جرات نصیب فرمادے کہ ہم بھی اپنی جان کو اسلام کی سربلندی کے لئے پیش کردیں۔ اے مسلمان! میری تمنا ہے کہ تیری آرزوئیں بدل جائیں تاکہ تو دنیا میں پھر سربلند ہو جائے۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توبہ کے اسباب

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

فلاح کسے کہتے ہیں؟

فلاح کہتے ہیں ایسی کامیابی جس کے بعد ناکامی نہ ہو۔ ایسی خوشی جس کے بعد غم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا قرب کہ جس کے بعد بندے کے لئے دوری کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ اور یہ فلاح توبہ کے ذریعے ملتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم روز توبہ کیا کریں۔ ممکن ہے کہ بعض ذہنوں میں یہ سوال ہو کہ بھئی ہم توبہ کس لئے کریں۔ ہم نے کون سے گناہ کیے ہیں۔ نہیں! گناہ ہم سے سرزد ہوتے ہیں۔ ارادتاً بھی اور بغیر ارادے کے بھی۔ لیکن شیطان ان گناہوں کو اتنا ہلکا بنا کے پیش کرتا ہے کہ ہم اس کو محسوس ہی نہیں کرتے۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کے اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وقال الله تعالٰى فی مقام اخر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

توبہ کیا ہے؟

ہر انسان کو اللہ رب العزت نے خیر اور شر کا مجموعہ بنایا ہے۔ فطری طور پر انسان میں خیر رکھی گئی ہے شر بھی رکھا گیا ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○

ترجمہ: اور جان کی قسم اور اس کی جس نے اس کو درست کیا۔ پھر اس کو اس کی بدی اور نیکی سمجھائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن اچھا انسان وہ ہوتا ہے جو خیر کو غالب کرے۔اور برا انسان وہ ہوتا ہے جو اپنے اوپر شر کو غالب کرے۔جو سراپا خیر وہ فرشتے ہیں۔جو سراپا شر وہ شیطان ہے۔جو خیر اور شر کا مجموعہ وہ حضرت انسان ہے۔انسان سے اس دنیا میں غفلت کی بنا پر کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ گناہ سرزد ہوتے ہیں۔تو دین اسلام کا یہ حسن ہے اور اس کی یہ خوبصورتی ہے کہ اس میں گناہوں کے مٹانے کا ایک طریقہ بتلا دیا۔اس طریقے کو توبہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی:

توبہ ایک ایسا عمل ہے کہ انسان کے کئے ہوئے گناہوں کو اللہ رب العزت معاف کر دیتے ہیں بلکہ

أُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ

ترجمہ: اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔

اگر انسان خلوص دل کے ساتھ صاف اور سچے دل کے ساتھ توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس کی نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔یوں سمجھیں کہ جیسے بال صفا پاؤڈر ہوتا ہے کہ پاؤڈر لگا لو تو بال صاف ہو جاتے ہیں۔توبہ گناہ کے بال صفا پاؤڈر کی مانند ہے۔جس بندے نے بھی توبہ کر لی اللہ رب العزت اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

التائب من الذنب كمن لا ذنب له

ترجمہ: گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہوتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں

فلاح دارین کیا ہے؟

قرآن مجید میں اس توبہ کے ساتھ فلاح کے ملنے کا وعدہ ہے۔چنانچہ ارشاد فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو تم سب کے سب توبہ کرو تا کہ تم کو فلاح نصیب ہو جائے۔

فلاح کہتے ہیں ایسی کامیابی جس کے بعد ناکامی نہ ہو۔ ایسی خوشی جس کے بعد غم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا قرب کہ جس کے بعد بندے کے لئے دوری کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ اور یہ فلاح توبہ کے ذریعے ملتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم روز توبہ کیا کریں۔ ممکن ہے کہ بعض ذہنوں میں یہ سوال ہو کہ بھئی ہم توبہ کس لئے کریں۔ ہم نے کون سے گناہ کیے ہیں۔ نہیں! گناہ ہم سے سرزد ہوتے ہیں۔ ارادتاً بھی اور بغیر ارادے کے بھی۔ لیکن شیطان ان گناہوں کو اتنا ہلکا بنا کے پیش کرتا ہے کہ ہم اس کو محسوس ہی نہیں کرتے۔ غیبت کی، اس کی نحوست کا پتہ ہی نہیں چلا تو یہ شیطان کا ایک خاص حربہ ہے کہ وہ گناہوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور بندہ گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

توبہ کے دس اسباب:

توبہ کسے کہتے ہیں؟

تَنْزِیْہُ الْقَلْبِ مِنَ الذَّنْبِ

ترجمہ: دل کو گناہوں سے پاک کر لینا۔

اس کو توبہ کہتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے الایمان الاوسط کتاب میں دس اسباب بتائے ہیں۔ جن کے ذریعے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ یہ بڑا اہم عنوان ہے۔ دل کے کانوں سے آپ سنیں۔ اور ان دس اسباب کو یاد رکھیں اور ان کے ذریعے سے اپنے گناہوں کو مٹانے کی کوشش کرتے رہیں۔ کہ وہ کون سے دس طریقے ہیں جن سے گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

معاف ہوتے ہیں۔جن سے انسان کی خطاؤں کو اللہ رب العزت معاف فرمادیتے ہیں۔

پہلا سبب توبہ:

توبہ کا لغوی معنی کہ دل کو گناہ کے ارادے سے خالی کردینا۔توبہ یہ نہیں ہوتی کہ زبان پہ توبہ کے الفاظ ہیں اور دل میں گناہ کی لذت موجود ہے۔اسی کو تو شاعر نے کہا کہ ع

توبہ برلب و درد دل گاؤ خر

زبان پہ توبہ ہے اور دل میں گائے اور گدھے کے خیالات ہیں۔ہاتھ میں تسبیح ہے اور دل میں گناہ کی لذت اور حسرت موجود ہے۔تو ایسی توبہ کے اوپر تو معصیت کو بھی ہنسی آتی ہے۔توبہ کہتے ہیں

تَنْزِيْهُ الْقَلْبِ مِنَ الذَّنْبِ

ترجمہ: دل کو گناہوں سے پاک کرلینا۔

اس کا کیا مطلب ہے؟ جس وقت بندہ توبہ کررہا ہو اس وقت اس کے دل میں یہ کیفیت ہو کہ اے مولا آج کے بعد میں تیرے حکموں کی نافرمانی نہیں کروں گا۔اگر اس وقت یہ کیفیت ہوئی تو آپ سمجھیں کہ یہ توبہ قبول ہے۔اگر بعد میں پھر کسی وقت گناہ ہو جائے، پھر توبہ کرلے۔گناہ کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کپڑا میلا ہو جاتا ہے۔اور توبہ کی مثال ایسے جیسے کپڑے کو صابن سے صاف کرلیا جاتا ہے۔جب بھی کپڑا میلا ہو آپ اس کو فوراً صاف کرلیتے ہیں۔کبھی کسی بندے نے سوچا کہ بھئی میں کیا دھوؤں پھر میلا ہو جائے گا۔ہر بندہ کہے گا کہ ابھی تو اسے صاف کرلو۔اگر پھر میلا ہو گیا تو پھر صاف کرلیں گے۔تو توبہ کہتے ہیں گناہوں کے ارادے سے دل کو خالی کرلینا۔اس لیے جب بندہ توبہ کررہا ہے پکی نیت ہو۔عزم جازم ہو پکا ارادہ ہو۔کہ آج کے بعد میں نے یہ گناہ نہیں کرنا۔اسے توبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں۔ بعض نوجوان سوچتے ہیں۔ کہ گناہ سے بچنا تو بہت مشکل ہے۔ بلکہ آج کے دور میں تو گناہ سے بچنا ناممکن ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ نیک روحیں آج بھی موجود ہیں۔ اور تقوی طہارت کی زندگی گزارتی ہیں۔

آدمی گناہوں سے بچتا کیسے ہے ایک مثال سنئے اگر ایک آدمی آپ کے پاس ایک پلیٹ کے اندر کوئی مٹھائی لائے اور کہے کہ اس میں ایک پیس کے اندر زہر ہے باقی سب ٹھیک ہیں آپ کھایئے تو کیا کھانا شروع کر دیں گے؟ آپ ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے حالانکہ آپ کو پتہ ہے کہ ایک پیس کے اندر زہر ہے باقی میں زہر نہیں۔ مگر آپ کو یہ ڈر ہے کہ اگر میں نے اس کو کھالیا ہو سکتا ہے زہر ہو تو میری تو جان چلی جائے گی۔ اب اس مٹھائی میں لذت بھی ہے دل بھی چاہتا ہے کھانے کو مگر آپ قریب بھی نہیں جاتے۔ جس طرح جسمانی موت آنے سے ڈر کر آپ اس مٹھائی کے قریب نہیں جاتے اسی طرح اللہ والے روحانی موت کے ڈر سے گناہ کے قریب نہیں جاتے۔ وہ ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو پوری زندگی کا کیا کرایا ضائع نہ ہو جائے۔ ہر بندے کو محنت کے ضائع ہونے پر افسوس ہوتا ہے تو توبہ گناہوں کے ارادے سے دل کو خالی کر لینا ہے یعنی گناہوں کا ارادہ سرے سے ختم کر دینا۔ اور اس پر بھی توجہ فرمایئے کہ توبہ ہر بندے کے لئے ضروری ہے، نیک ہو یا بد ہو۔ توبہ ہر بندے کے لئے ضروری۔ مثال کے طور پر۔ کافر ہے تو اس کو کفر سے توبہ کرنی چاہیے۔ اگر مومن ہے تو اس کو کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے۔ جب کبیرہ گناہوں سے بچ گیا۔ اس کو غفلت میں گزرنے والے اپنے اوقات سے توبہ کرنی چاہیے۔ جو ذکر میں وقت گزارتا ہے اس کے بھی دماغ میں شیطان وساوس ڈالتا رہتا ہے۔ ان وساوس شیطانی اور نفسانی پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے۔ اور جس کو وساوس سے بھی اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمالیا۔ وہ اپنے اخلاص کی کمی پر اللہ تعالی کے سامنے توبہ تائب ہو جائے۔ کہ اے اللہ جتنے

www.besturdubooks.wordpress.com

خلوص سے عبادت کرنی چاہیے تھی ہم اتنے خلوص سے عبادت نہیں کر سکے۔ تو معلوم ہوا کہ ہر بندے کو توبہ کرنی چاہیے اس لیے کہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب استغفار:

استغفار کہتے ہیں گزرے ہوئے گناہوں پہ شرمندہ ہونا۔ نادم ہونا۔ افسوس کرنا۔ دل میں یہ کیفیت ہونا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں غلط کر بیٹھا ہوں تو توبہ اور استغفار ملتے جلتے الفاظ ہیں مگر ان میں باریک سا فرق ہے۔ وہ کیا! کہ استغفار کہتے ہیں گزرے ہوئے گناہوں پہ ندامت کو اور توبہ کہتے ہیں آیندہ گناہ نہ کرنے کے ارادے کو تو ہمیں استغفار بھی ہر وقت کرنا چاہیے اور توبہ بھی کرنی چاہیے کہ اے میرے مولا ہم بہت زیادہ نادم اور شرمندہ ہیں۔ اس کا حکم دیا گیا ہے قرآن مجید میں ہے

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

ترجمہ: تم اپنے رب کے سامنے استغفار کرو۔

اس استغفار پر انسان کو بہت انعام ملیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ قیامت کے دن جس بندے کے نامہ اعمال میں زیادہ استغفار کا عمل موجود ہوگا اس بندے کو مبارک ہو، قیامت کے دن اس کو بہت خوشی ہوگی۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ استغفار کثرت سے کریں۔ سو مرتبہ صبح سو مرتبہ شام کو استغفار کریں۔ زیادہ کر سکتے ہیں تو زیادہ کریں۔ اور ہمیں اگر استغفار کا صحیح طریقہ آجائے تو ہمارے چھوٹے موٹے مسئلے اللہ تعالیٰ ویسے ہی حل فرما دیں گے۔ نہ کسی سے کوئی عمل پوچھنے کی ضرورت نہ کسی سے کوئی تعویذ لینے کی ضرورت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ایک مرتبہ بیٹھے تھے۔ ایک آدمی نے آکر کہا حضرت بہت گناہگار ہوں کوئی عمل بتا دیں فرمایا استغفار کرو۔ پھر ایک بندہ آیا کہ بہت دنوں سے بارش نہیں ہوئی۔ کوئی عمل بتا دیں۔ فرمایا استغفار کرو۔ ایک آدمی آیا جی بڑا غریب ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کام نہیں چلتا کاروبار نہیں چلتا۔ مقروض ہوں کوئی عمل بتائیں۔ فرمایا استغفار کرو۔ ایک آدمی آیا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمادے۔ فرمایا استغفار کرو۔ پھر ایک آدمی آیا اور کہا کہ میرا باغ ہے۔ دعا کریں کہ باغ کا پھل مجھے اچھا مل جائے۔ مثلاً آج کے زمانے میں میرا بزنس اچھا چل جائے۔ میری yeild (پیداوار) اچھی ہو جائے۔ ایک آدمی آیا کہ دعا کریں کہ مجھے گھر میں میٹھا پانی مل جائے۔ چشمہ جاری ہو جائے فرمایا استغفار پڑھو۔ ایک آدمی سن رہا تھا اس نے کہا کہ حضرت آپ کے ہاتھ میں عجیب چیز آگئی جو آتا ہے اسے استغفار استغفار کرنے کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاo

گناہ معاف ہوتے ہیں۔

يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاo

استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بارشیں نازل فرماتے ہیں۔

وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ

اور استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مال کی ذریعے سے بندے کی مدد کرتے ہیں۔

وَبَنِيْنَ

ترجمہ: اور بیٹوں کے ذریعے سے بھی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ

ترجمہ: اور استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ باغوں کا زیادہ پھل عطا فرمائے گا۔

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا

ترجمہ: اور تمہیں پینے کے لئے میٹھے پانی کے چشمے عطا فرمائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک استغفار کے اوپر یہ تمام نعمتیں ملتی ہیں۔ اگر آپ غور کریں آج ہمارے جتنے بھی پرابلم ہیں وہ ان میں کسی نہ کسی ایک سے وابستہ ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ ہمارے لئے تریاق ہے۔ استغفار پڑھتے رہیں اور اللہ رب العزت ہمیں آخرت کے بھی درجات دیں گے۔ اور دنیا کی پریشانیوں سے بھی محفوظ فرمالیں گے۔ اس لئے ہمیں استغفار کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے۔ مثلاً

اَسْتَغْفِرُ وْا اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ

ترجمہ: میں اپنے اللہ سے جو میرا رب ہے ہر قسم کے گناہوں سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

یہ استغفار پڑھ لیں اگر کوئی بندہ ہر وقت یہ نہیں پڑھ سکتا تو اَسْتَغْفِرُ وْا اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ وْا اللّٰهَ اتنا ہی پڑھتا رہے تو اس لفظ سے بھی استغفار ہو جاتا ہے۔ مگر استغفار پڑھتے ہوئے دل میں ندامت کی کیفیت ہونی چاہیے۔ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک نوجوان استغفار پڑھ رہا تھا۔ مگر اس کا دل متوجہ نہیں تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم ایسا استغفار کر رہے ہو کہ اس استغفار پر تمہیں استغفار کرنا چاہیے۔ اگر دل کی توجہ کے ساتھ ہم یہ عمل کریں گے۔ تو اس کے ذریعے سے اللہ رب العزت ہمارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ ہر ایک بندے کو استغفار کرنا ہے۔ خاص طور پر نیکی کرنے والے کو زیادہ استغفار کرنا چاہیے۔ وہ کیوں بھئی؟ گناہ تو نہیں کیا نیکی کی ہے۔ مگر راز یہ ہے کہ ہم جو عبادتیں کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق نہیں کر پاتے۔ اس کی عظمت اتنی ہے اتنی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ

ترجمہ: اے اللہ ہم نے آپ کی عبادت ایسے نہیں کی جیسے کرنی چاہیے تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب نبی علیہ السلام نے یہ کہہ دیا تو ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کے شان شایان ہیں ہی نہیں تو پھر اجر کیوں ملتا ہے؟ تو علماء نے لکھا کہ اجر ملنے کی مثال یہ ہے۔ اگر آپ کا بچہ پہلے دن سکول چلا جائے اور واپس آئے اور آپ کو تختی دکھائے کہ ابو میں نے لکھا ہے۔ اور اوپر اس نے ٹیڑھی میڑھی لکیریں لگائی ہوئی ہوں۔ اور سیاہی کے دھبے بھی لگائے ہوئے ہوں۔ کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا لکھا ہے۔ تو بچے کا دل رکھنے کے لئے آپ اسکو آئس کریم لے دیتے ہیں۔ اب اس کو یہ جو آئس کریم ملی یہ خوشخطی کی بنا پر نہیں ملی۔ یہ آئس کریم شفقت کا اظہار ہے۔ باپ کو بیٹے کے اوپر شفقت ہے۔ بالکل اسی طرح ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کے شان شایان نہیں ہوتیں۔ میرا مالک اس پر اجر کیوں دیتا ہے۔ اس شفقت، رحمت اور محبت کی بنا پر، جو اللہ کو اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔ اسی لئے دین اسلام میں عبادتیں کرنے کے بعد استغفار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اب جو بندہ وضو کرتا ہے۔ تو وضو سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ آنکھوں سے گناہ کئے وضو کرتے ہوئے وہ گناہ دھل گئے۔ کلی کی زبان سے جو گناہ کئے وہ دھل گئے۔ ہاتھ سے جو گناہ کئے وہ ہاتھ دھونے سے دھل گئے۔ تو وضو ایسی عبادت کہ جس سے گناہ دھل جاتے ہیں مگر اس عبادت کے بعد بھی استغفار کا حکم ہے۔ چنانچہ وضو کی دعا سکھائی گئی۔ وضو کرنے کے بعد دعا ہے جس کے آخیر میں آتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

ترجمہ: کہ اے اللہ میں آپ کے سامنے استغفار کرتا ہوں۔

یعنی وضو کر کے بھی استغفار۔ اچھا اس سے اور اعلیٰ عبادت نماز ہے۔ تو نماز کے بعد بھی استغفار کی تلقین کی گئی۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سلام پھیرنے کے بعد ایک مرتبہ فرماتے اللہ اکبر اور تین مرتبہ فرماتے استغفر اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

استغفر الله استغفر الله۔ یہ استغفار کیوں کہا؟ یہ استغفار اس لئے کہا کہ یا اللہ مجھے جس حضوری کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے تھی۔ میں نہیں پڑھ سکا۔ اب میری اس ادھوری عبادت کو آپ قبول فرمالیں۔ تو جس نے کہا استغفر اللہ استغفر اللہ۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم کہتے ہیں پلیز، پلیز آپ مان جائیں تو بالکل اسی طرح استغفار کا مطلب ہے کہ ہم کہتے ہیں پلیز اللہ تعالیٰ آپ مان جایئے۔ میرے اس عمل کو قبول فرمالیجئے۔ اچھا اب دیکھئے نمازوں میں تہجد کی نماز ایک اعلیٰ عبادت ہے۔ اس پر بھی استغفار کی تلقین ہے۔ حالانکہ وہ ایسا وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے۔ مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ○

ترجمہ: وہ رات کے وقت تھوڑا عرصہ سویا کرتے تھے۔ اور آخر رات میں مغفرت مانگا کرتے تھے۔

وہ لوگ ساری رات عبادت میں گزار دیتے تھے۔ اور سحری کے وقت وہ بھی اللہ کے سامنے استغفار کرتے تھے۔

اچھا ایک اور عبادت ہے جس کو حج کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ حج مبرور کا بدلہ

لَيْسَ لَهُمْ جَزَاءُ اِلَّا الْجَنَّةَ

ترجمہ: جنت کے سوا اور کوئی دوسرا بدلہ نہیں ہوسکتا۔

اور جس کو حج مبرور نصیب ہو گیا۔ وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ یعنی جس طرح اس دن گناہوں سے پاک تھا اگر اس کا حج قبول ہو جائے تو بندہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب بتائیں کہ اتنا بڑا عمل ہے حج۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ تین عمل گناہوں کو بالکل مٹا دیتے ہیں۔

اَلاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَنْ کَانَ قَبْلَہٗ

ترجمہ: جو بندہ اسلام قبول کر لیتا ہے پہلے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ہجرت بھی اپنے سے پہلے سب گناہوں کو معاف کروا دیتی ہے۔ حج کرنے والا مقبول حج کرتا ہے تو اس کے بھی پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تو کتنا بڑا عمل ہے۔ مگر حج کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم استغفار کرو۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ

ترجمہ: پھر تم لوٹ کر آؤ جہاں سے لوگ لوٹ کر آتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگو۔

مقام عرفات اور مزدلفہ سے آنے والوں کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اب تم منیٰ کی طرف آ گئے ہو اب تم بھی استغفار کرو۔ تو حج پر بھی استغفار۔ اور دیکھئے! نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اتنی عبادت بھری زندگی، کامل زندگی۔ اتنی عبادت فرماتے تھے۔

حَتّٰی یَتَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ

ترجمہ: یہاں تک کہ قدمین مبارک پر ورم آ جاتے تھے۔

اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا۔ کیا میں نے اپنا مقصد پورا کر دیا؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ آپ نے امانت کو پہنچا دیا۔ امت کو صحیح نصیحت کر دی۔ حق ادا کر دیا۔ نبی ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا۔ اے اللہ آپ گواہ رہنا۔ اب اتنی کامل زندگی کہ جنہوں نے مقصد کو پورا کرنے کا حق ادا کر دیا۔ جب وہ لوٹ کر واپس آتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو پیغام ملتا ہے۔ message مل جاتا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آ چکی اور آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیا۔ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے معافی مانگئے۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

حیران ہوتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو استغفار کا حکم ہو رہا ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ کسی اور مائی نے کوئی لال ایسا نہیں جنا جو یہ کہے کہ مجھے زندگی میں اب استغفار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو استغفار سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دس اسباب جن کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ پہلا سبب توبہ اور دوسرا سبب استغفار۔

تیسرا سبب نیک اعمال:

تیسرا سبب جس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں

الحسنات الماحیہ

کہ ہم جو نیک اعمال کرتے ہیں۔ تو نیک اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

ترجمہ: بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

جس بندے نے گناہ زیادہ کیے ہوں۔ اب اس کو چاہیے کہ اتنی زیادہ نیکیاں کرے۔ تاکہ گناہوں کی compensation ہو جائے۔ مثال کے طور پر اگر کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کو غیبت کی مرض تھی۔ اور اس نے غیبت کے ذریعے اللہ کے بندوں کو بہت تکلیف پہنچائی۔ تو اب اگر اس نے توبہ کر لی۔ اب اس کو چاہیے کہ اس زبان سے دین کی دعوت کا کام کرے۔ تاکہ اللہ کے بندوں کو خیر کی طرف بلائے۔ اور اس زبان کو اللہ کے دین کے لئے استعمال کرے۔ یا ایک بندہ شراب پیتا تھا۔ توبہ کر لی۔ اب اس کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے۔ بالخصوص اللہ کے بندوں کو پانی پلائے۔ سبیل لگائے۔ کیوں؟ جس قسم کا گناہ کیا تھا اب اسی قسم کی نیکی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس گناہ کو جلدی معاف فرما دیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر نیکیاں زیادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو جلدی معاف فرمائیں گے۔ ایک بندہ بدنظری کرتا تھا۔ اس نے بچی توبہ کر لی اب اس کو چاہیے۔ کہ اللہ کے قرآن کی تلاوت زیادہ کرے۔ جن نگاہوں سے یہ غیر محرموں کو دیکھتا تھا۔ اب انہی نگاہوں کو اللہ کے قرآن میں ڈالے۔ تو اس عمل سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ اب ان نگاہوں سے اللہ کے گھر کو دیکھے۔ ان نگاہوں سے اللہ والوں کے چہروں کو دیکھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تو نیکیاں زیادہ کرنی چاہئیں۔ دوڑ دوڑ کر نیکیاں کریں۔ اور بھاگ بھاگ کے نیکیاں کریں۔ اور دستور یہی ہے کہ ادھار کی کوئی چیز ہوتی ہے نا تو تھوڑے وقت میں اس سے زیادہ کام نکالتے ہیں۔ اب دیکھیں! فرض کریں آپ کی استری اگر جل گئی۔ اور دفتر بھی جانا ہے۔ تو آپ کے گھر والی اپنی بہن کے گھر سے استری منگوا لیتی ہے۔ کہ ابھی تو خرید نہیں سکتے۔ تو جب وہ منگائے گی استری۔ تو فقط آپ کے کپڑے استری نہیں کرے گی۔ اپنے بھی کرے گی بچوں کے بھی کرے گی۔ دو چار دن کے کپڑے نکال لے گی۔ ایک دفعہ مانگا ہے بار بار تو نہیں چیز مانگی جاتی۔ تو معلوم ہوا جو مانگی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ ادھار کا مال ہوتا ہے اس سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ اب اگر یہ اصول بنا تو یہ جسم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے پاس ادھار کا مال ہے۔ ہماری مِلک نہیں ہے۔ یہ ہماری ملکیت نہیں ہے۔ یہ ہمارے اللہ کی ملکیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے کچھ ایام کے لئے یہ ہمیں عطا فرما دیا ہے۔ جیسے کرائے کا مکان ہوتا ہے۔ آپ یوں سمجھیں کرائے کا جسم ہے اللہ نے ہمیں عطا کر دیا ہے۔ کہ بھئی کرائے کی گاڑی چلاتے ہو۔ اپنے کام نکالتے ہو۔ تم اس گاڑی کو بھی چلاؤ جتنی نیکیاں کر سکتے ہو کر لو۔ تو جب یہ ادھار کا مال ٹھہرا اب اس سے جتنا کام نکال سکتے ہیں نکال لیں۔ جتنی زیادہ نیکیاں کر لیں گے اتنا ہی زیادہ ہمیں فائدہ ہو جائے گا۔ اس لئے اللہ والے زندگی میں آرام نہیں کرتے۔ وہ آرام مرنے کے بعد کرتے ہیں۔ ان کی زندگی میں آرام نہیں ہوتا۔ ان کا دن نیکیوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور ان کی راتیں بھی ان کے دنوں کی مانند ہوا کرتی ہیں۔ ان کی زندگیوں میں پھر دن اور رات کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔ یہ تو میرا اور آپ کا فرق ہے کہ رات آ گئی سو جائیں۔ اللہ والوں کی زندگیوں میں یہ فرق نہیں رہتا۔ ان کو رات رات نظر نہیں آتی۔ دن دن نظر نہیں آتا۔ وہ سمجھتے ہیں جب تک سانس میں سانس ہے ہم اپنے اللہ کے دین کا کام کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ ایسے ہی صحابہ نے کام کیا تھا۔ تو ہم اس جسم کو جتنا نیکی میں کھپا لیں، تھکا لیں اتنا زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے جب نیک آدمی دنیا سے فوت ہو گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کو فرماتے ہیں کہ جاؤ میرے بندے کو کہہ دو۔ یہ تھکا ماندہ آیا ہے۔ اب تم دلہن کی نیند سو جاؤ۔ کس کو کہیں گے کہ تھکا ماندہ آیا ہے جو کچھ کر کے آئے گا۔ اسی کو کہیں گے کہ تھکا ماندہ آیا ہے۔ اچھا یہاں محدثین نے ایک عجیب نکتہ لکھا۔ کہ یہ کیوں کہا کہ دلہن کی نیند سو جاؤ۔ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ میٹھی نیند سو جا، آرام کی نیند سو جا، پر سکون نیند سو جا۔ فقط یہ کیوں کہا کہ دلہن کی نیند سو جا۔ حدیث میں لفظ ہے دلہن کا۔ دلہن کی نیند سو جا۔ فرماتے ہیں اس لئے کہ عام دستور یہ ہے کہ دلہن کی رخصتی ہو اور پہلی رات اس کو بیڈ پر نیند آ جائے خاوند

www.besturdubooks.wordpress.com

کے انتظار میں تو دلہن جب سوتی ہے تو اس کو وہی جگاتا ہے جو اس کا محبوب ہوتا ہے۔ خاوند ہوتا ہے۔ دلہن کی آنکھ جب کھلی تو خاوند کے چہرے پر پڑی۔ یہ مومن آج قبر میں سو رہا ہے۔ قیامت کے دن اس کو وہ جگائے گا جو اس کا محبوب ہوگا۔ مومن کی آنکھ کھلے گی تو اسے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اس لئے کہا کہ دلہن کی نیند سو جا۔ تو الحسنات الماحیہ۔ نیک کام زیادہ کرنے سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

چوتھا سبب دعا:

چوتھا سبب جس کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ فرمایا دعاء المومنین للمومن۔ مومن لوگ جب کسی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ تو اس مومن کے گناہ اس وجہ سے بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جو بندہ مسلمان ہو جب فوت ہوتا ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے چالیس ایمان والے اکھٹے ہو جاتے ہیں یعنی نماز جنازہ میں اگر چالیس بندے بھی شریک ہو جائیں۔ جو توحید والے ہوں مشرک نہ ہوں۔ مگر ان چالیس بندوں کی جنازہ کی نماز پڑھنے پر اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

مومنین کی دعا سے گناہ معاف ہو گئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھر والوں کے لئے دوستوں کے لئے بھائیوں کے لئے اپنے ملک کے لئے دعائیں مانگا کریں۔ ہماری دعاؤں سے پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کن کن کے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اور ویسے بھی حدیث پاک میں آتا ہے کہ دوست کی دعا اگر پیٹھ پیچھے دوست کے لیے مانگی جائے اسے اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں۔ اچھا مسافر کی دعا بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں حدیث پاک میں آتا ہے۔ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں سفر پہ نکلتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔اور پھر کیا ہم سفر میں کبھی گڑگڑا کے دعائیں مانگتے ہیں۔؟ اپنے لئے گھر والوں کے لئے حالت سفر میں ہیں دھیان ہی نہیں ہوتا۔دھیان کیوں نہیں ہوتا۔؟ دل میں ابھی آگ نہیں نہ لگی۔جب آگ لگ جائے گی تو یہ انسان احساس کرے گا۔اور طریقے ڈھونڈے گا کہ کس کس طریقے سے اور کس کس موقع پر میرے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔تو بحرحال دعاؤں میں کمی نہیں کرنی چاہیے۔خوب دعائیں مانگنی چاہئیں۔اور پوری امت کے لئے دعائیں مانگنی چاہئیں۔اس لئے قرآن مجید میں دعا سکھائی گئی

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَان

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں معاف کر دے اور ہمارے وہ بھائی جو ایمان کے ساتھ جا چکے ہیں ان کو بھی معاف کر دے۔

اپنے سے پہلے جو ایمان والے چلے گئے ان کی بھی مغفرت کی دعا ہمیں سکھائی گئی۔تو معلوم ہوا کہ دعا سے اللہ تعالیٰ دوسرے مومنین کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔تو یہ چوتھا سبب ہے گناہ کے معاف ہونے کا۔حدیث پاک میں آتا ہے۔عمر رضی اللہ عنہ جا رہے تھے عمرے کے لئے۔تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں رخصت کیا اور رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔اے بھائی ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔تو نبی ﷺ نے امت کو تعلیم دی۔اگر محبوب ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو دعا کے لئے فرماتے ہیں۔تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنے ساتھیوں کو بھائیوں کو دعا کے لئے کہا کریں۔تو مومن کی دعا سے بھی اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

پانچواں سبب صدقہ:

پانچواں سبب جس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔فرمایا صدقہ جاریہ میت کی طرف سے کوئی نیک کام اگر کیا جائے۔تو اس نیک کام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس میت کے گناہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کو معاف فرما دیتے ہیں۔ جیسے دعا سے گناہ معاف ہوتے ہیں تو نیک کام سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جیسے ان کی طرف سے صدقہ دے دیا جائے۔ اب کسی کے والدین فوت ہوئے، وہ ان کی طرف سے مسجد بنا دے مدرسہ بنا دے۔ یا کسی مستحق غریب فقیر کو دے دے۔ اپنے والدین کو ثواب پہنچانے کی نیت سے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے والدین کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تو اس سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ جیسے امت کی طرف سے قربانی کرتے تھے۔ اس طرح دوسروں کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں۔ اس سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ تو کوئی بھی نفلی نیک کام جو کسی کی طرف سے کر دیا جائے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ لکھا ہے فضائل صدقات میں۔ ایک اللہ والے تھے کسی قبرستان کے قریب سے گزرے تو انہوں نے کچھ پڑھ کر قبرستان کے مردوں کو بخش دیا۔ رات خواب میں دیکھا کہ قبرستان کے مردے ایک جگہ اکٹھے ہیں۔ اچانک ایک بندہ ایک بڑی ساری گٹھڑی لے کر آیا۔ اور گٹھڑی اس نے رکھ دی اور سارے کے سارے جو مردے تھے وہ اس گٹھڑی کی طرف بھاگے۔ ایک بندہ پیچھے بیٹھا رہا۔ انہوں نے بندے سے پوچھا کہ معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ ہم لوگ اب یہاں پر اس جہان میں ہیں۔ ہمارے پیچھے اگر کوئی پیار و محبت والا کوئی تحفہ بھیجتا ہے ہدیہ بھیجتا ہے نیک عمل کا تو یہ ہمیں ڈاک ملتی ہے جیسے دنیا میں لوگوں کو ڈاک مل جاتی ہے۔ تو یہ ڈاک آئی ہے اب ہر بندہ اپنی ڈاک کو لینے کے لئے وہاں جا رہا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کیوں نہیں جا رہے ہیں۔ تو اس نے کہا میں بعد میں لے لوں گا۔ کیا تمہیں ضرورت نہیں ہے؟۔ اس نے کہا ضرورت تو ہے مگر الحمد للہ میرا ایک بیٹا ہے۔ اور اسے قرآن کا حافظ میں نے بنا دیا اور روز وہ قرآن پڑھتا رہتا ہے۔ اور اس کی مجھے اتنی ڈاک ملتی ہے۔ کہ مجھ پر اللہ کا فضل ہے۔ اس نے کہا تیرا بیٹا

www.besturdubooks.wordpress.com

کون؟ اس نے خواب میں بتایا کہ فلاں جگہ اس کی دکان ہے۔ یہ بزرگ دوسرے دن بازار میں گئے تو دیکھا ایک نوجوان ہے اور وہ بیٹھ کے دکانداری کر رہا ہے۔ گاہک آتے ہیں تو وہ ان کو سودا دیتا ہے اور جب گاہک چلے جاتے ہیں تو وہ اللہ کا قرآن پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ تو یہ پہچان گئے کہ اس بچے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے اس کے والد کے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ اللہ کی شان کہ کچھ عرصے کے بعد پھر اسی جگہ سے گزرنا ہوا۔ پھر کچھ پڑھ کے قبرستان کے مردوں کو بخشا۔ رات کو پھر خواب دیکھا ایک آدمی گٹھڑی لایا اور جب اس نے کھولی تو سارے بندے اس کی طرف گئے۔ اب یہ بندہ جو پچھلی دفعہ بیٹھا تھا نا یہ بھی بھاگا۔ انہوں نے پوچھا کہ بھئی کیا معاملہ۔ کہنے لگا ایک ایکسیڈنٹ میں میرے بچے کی وفات ہو گئی۔ اب اور کوئی بھیجنے والا ہے نہیں۔ اب جو جنرل ڈاک آتی ہے میں اس میں سے جا کے اپنا حصہ لے لیتا ہوں۔ تو دیکھئے اپنی اولادوں کو عالم بنانا، حافظ بنانا، نیک بنانا اس کا اجر ہمیں اگلے جہان میں پہنچتا رہے گا۔

چھٹا سبب مصیبت پر صبر:

چنانچہ چھٹا سبب جس کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ فرمایا مومن کو اس دنیا میں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے اس مصیبت کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ پریشانی چھوٹی ہو یا بڑی۔ ہر پریشانی پر مومن کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ تشریف فرما تھے چراغ جل رہا تھا ہوا کا جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا نبی ﷺ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ بڑی حیران ہوئیں اے اللہ کے نبی ﷺ یہ تو اس وقت پڑھا جاتا ہے جب کوئی آدمی فوت ہوتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا یہ (ہر) مصیبت کے وقت پڑھا جاتا ہے اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس مصیبت کے اوپر بندے کو اجر عطا فرما دیتے ہیں۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

چراغ بجھنے پر مومن کے لئے مصیبت ہوتی ہے اور اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں تو جب گھر میں کسی بندے کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے اور پھر اس پر صبر کر لے تو اللہ کی طرف سے کتنا اجر ملے گا۔ تو جو بھی مصیبتیں آتی ہیں ان سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں حتیٰ کے علماء نے لکھا ہے کہ ایک بندے کی دو جیبیں تھیں اب اس کی عادت تھی ایک جیب میں کچھ پیسے رکھنے کی مگر غلطی سے ایک مرتبہ وہ دوسری جیب میں رکھ بیٹھا اسے یاد نہ رہا اب جب نکالنے کا وقت آیا تو حسب دستور اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب خالی تھی تو اسے یکدم شاک ہوا کہ میرے پیسے کہاں گئے پھر دوسری جیب میں اسے مل بھی گئے تو یہ جو ایک لمحے کی پریشانی آئی تو اللہ اس پر بھی گناہ معاف فرما دیتے ہیں مومن کے تو مزے ہیں ہر چھوٹی بڑی پریشانی پہ گناہ معاف ہوں گے۔ بس پریشانی پر صبر کر لیں۔ بے صبر ابن جائے گا تو پھر گناہ معاف نہیں ہوں گے۔

یہاں پر ایک بات تفصیل سے ذرا سمجھنے والی ہے۔ یہ مصیبت مانگنی نہیں چاہیے۔ ہم اس قابل نہیں ہیں۔ کہ ہم مصیبتوں کو برداشت کر سکیں۔ ہم بہت کمزور ہیں۔ مصیبت مانگیں نہیں لیکن اگر اللہ کی مشیت سے آجائے تو اس پر صبر کر لیا کریں۔ اب اس مصیبت پر ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اب مصیبت دو طرح سے آتی ہے۔ کبھی کبھی تو بندے کے گناہوں کا وبال بن کے آتی ہے۔ اور کبھی کبھی بندے کے درجات بڑھانے کے لئے آتی ہے۔ مثلاً بندے نے دعا مانگی یا اللہ مجھے اپنا قرب عطا کر دے۔ اب اس کے عمل تو ایسے ہیں نہیں کہ اس کو قرب ملے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کر لی۔ دعا قبول کر کے پھر کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی چھوٹی موٹی پریشانی کوئی حالات کی تنگی ایسی بھیج دیتے ہیں۔ بندہ جب اس پر صبر کرتا ہے۔ اس صبر کو اللہ تعالیٰ بہانہ بنا کر اس بندے کو اپنا قرب عطا فرما دیتے ہیں۔ تو مصیبت دو طرح سے آتی ہے کبھی گناہوں کی سزا کے طور پر اور کبھی بندے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے درجات کو بڑھانے کے لیے تو ہمیں کیسے پتہ چلے کہ یہ مصیبت کیوں آئی۔ اب اس کی پہچان سن لیں۔ آپ اندازہ لگا سکیں گے میرے اوپر یہ پریشانی کیوں آئی ہے۔ جب مصیبت آئے اور مصیبت کی وجہ سے بندے کے اندر شکوے شکایتیں پیدا ہو جائیں۔ اللہ میری دعا نہیں سنتا۔ میں نے بڑی دعا مانگی ہے۔ او جی کیا کریں حالات ٹھیک نہیں ہو رہے۔ لوگوں کے سامنے شکوے کرتا پھرتا ہے۔ جو بندہ مصیبت پر لوگوں کے سامنے شکوے کرے۔ اور دوسرا اس کے دل میں مایوسی بھی ہو اللہ کی طرف سے۔ یہ دو اس بات کی علامتیں ہیں۔ کہ یہ بندہ اس مصیبت میں گناہوں کے وبال کے طور پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ آپ کچھ لوگوں کو دیکھتے ہیں ذرا سی پریشانی آئی اور مسجد آنا بند۔ آپ پوچھیں کہ آپ کو مسجد میں نہیں دیکھا کیا بات ہو گئی۔ او جی کچھ کاروباری پریشانی ہے۔ ذرا ٹھیک ہو گئی تو میں آؤں گا۔ یعنی کاروباری پریشانی آئی تو جو در سب سے پہلے چھوٹا وہ خدا کا در تھا۔ خدا کا در چھوٹ گیا۔ نمازیں چھوٹ گئیں۔ تلاوت چھوٹ گئی۔ اعمال چھوٹ گئے۔ جب اعمال سے بندہ محروم ہو جائے۔ لوگوں کے سامنے شکوے کرنے لگ جائے۔ اور مایوسی کی کیفیت ہو جائے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مصیبت اس کے گناہوں کا وبال بن کے آئی ہے۔ اور جب مصیبت تو آئے لیکن بندہ اعمال میں آگے بڑھ جائے۔ پہلے فرض نمازیں پڑھتا تھا اب اشراق بھی پڑھ رہا ہے اوابین بھی پڑھ رہا ہے۔ تہجد بھی پڑھ رہا ہے۔ صلوۃ الحاجت بھی پڑھ رہا ہے۔ پہلے ایک پاؤ قرآن پڑھتا تھا اب ایک پارہ پڑھ رہا ہے۔ یٰسین پڑھ رہا ہے۔ پہلے دو منٹ دعا مانگتا تھا اب دس دس پندرہ پندرہ منٹ بیٹھ کے دعا مانگ رہا ہے۔ جب بندے پر مصیبت کی وجہ سے بندے کے اعمال میں اضافہ ہو جائے۔ اور بندے کے دل میں اللہ سے امید لگی ہو۔ کہ میرا اللہ اس مصیبت کو ٹال دے گا۔ یہ دو علامتیں ہے کہ یہ مصیبت بندے کے درجات کو بڑھانے کے لئے آئی ہے۔ ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

بزرگ تو مصیبتوں کے آنے پر زیادہ خوش ہوتے تھے بھئی کیوں؟ بڑے لوگ تھے وہ کہتے تھے خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔غم ہوتا ہے تو فکر ہوتی ہے۔کسی نے کہا۔

سکھ دکھاں توں دیواں وار
دکھاں آن ملایوں یار

میں سکھوں کو دکھوں کے اوپر قربان کردوں ان دکھوں نے مجھے میرے یار سے ملا دیا۔یہ مصیبتیں بھی کئی دفعہ رحمت ہوتی ہیں۔اب کئی مرتبہ دعا مانگی یا اللہ میرے گناہ معاف کردے۔اللہ نے دعا قبول کرلی۔اب گناہ معاف کرنے کے لئے اللہ نے چھوٹی سی پریشانی بھیج دی۔اب ہم پریشانی پہ شکایتیں شروع کردیتے ہیں۔او خدا کے بندے ہم نے ہی تو دعا مانگی تھی۔اب پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔اس لئے یہ اصول بنا لیں کہ مصیبت پریشانی کے آنے پر کبھی مخلوق کے سامنے شکوہ نہ کریں۔کبھی بھی شکوہ نہ کریں۔صبر کرلیں۔صبر کا اجر یہ ہوگا کہ مصیبت کو اللہ تعالیٰ آخرت میں آپ کے درجات بڑھنے کا سبب بنادیں گے۔تو چھوٹی موٹی پریشانی مصیبت اس پر فوراً گلے شکوے شروع کر دینا یہ عادت اچھی نہیں ہوتی۔صبر کرلیجئے ہم امتحان کی جگہ پر ہیں۔یہاں کون بندہ ہے جس کے اوپر پریشانی نہیں آئے گی۔اس دنیا میں کوئی بندہ ایسا نہیں جسے کوئی پریشانی نہ ہو۔فرق اتنا ہے کچھ دنیا کے لئے پریشان ہوتے ہیں اور اللہ والے دین کے لئے پریشان ہوتے ہیں۔پریشان سب ہوتے ہیں۔راتوں کو رو رو کر وقت گزرتا ہے ہمارے اللہ والوں کا۔نبی ﷺ راتوں کو امت کے لئے رویا کرتے تھے تو اس دنیا میں تو پریشانیاں آتی ہی ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ

www.besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ: اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے۔

مگر جو صبر کرنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ

ترجمہ: اور صبر کرنے والوں کو بشارت عطا کر دیجئے۔

اس لئے ذرا ذرا سی بات پہ شکایتیں کرنا لوگوں کو بتاتے پھرنا لوگوں کو کہتے رہنا یہ حقیت میں اللہ کی شکایت ہوتی ہے۔ اس لئے ایک بزرگ کہتے تھے میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ میرے بندے لوگوں کو کہہ دو کہ ذرا سا ان کو کوئی تنگی آتی ہے۔ یہ فوراً لوگوں کے درمیان بیٹھ کے میرے شکوے شروع کر دیتے ہیں۔ جب کہ ان کے نامہ اعمال گناہوں سے بھرے ہوئے میرے پاس آتے ہیں۔ میں فرشتوں میں ان کی شکایات تو نہیں بیان کرتا۔ یہ بھی اللہ کے شکوے ہوتے ہیں کہ جی یہ کام نہیں ہوا وہ کام نہیں ہوا۔ ہاں اگر کسی کو کہنا ہے دعاؤں کے لئے اس کو تو بندہ حالات کھولتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے طبیب کے سامنے بندہ مرض کو کھولتا ہے۔ تو یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن ہر بندے کو بتاتے پھرنا یہ عادت ٹھیک نہیں ہے۔ دو منٹ کے لئے بیٹھے عورتوں کی عادت ہوتی ہے او جی خاوند ایسا نہیں خاوند ٹھیک نہیں ساس ایسی نہیں وہ دو منٹ میں باہر کا بھی بتا جاتی ہیں اور جو پیٹ میں ہوتا ہے اس کے بارے میں بھی بتا جاتی ہیں۔ ان کی یہ حالت ہوتی ہے۔ تو کبھی اس قسم کے حالات مخلوق کے سامنے نہ کہیے۔ ہم مخلوق کے سامنے کہتے ہیں اور مخلوق خود محتاج ہوتی ہے۔ تو بس یہ فیصلہ کر لیں کہ میرا مولا نے مجھے جس حال میں رکھا ہے میں اپنے مولا پہ راضی ہوں۔ میں اپنے اللہ پہ راضی ہوں۔ جب آپ اپنے رب سے راضی ہوں گے۔ پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں کیسے نازل ہوں گی۔ ایک ہم نے دنیا کی مثال

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھی ہے۔ کہ اگر کوئی بندہ گھر میں مٹھائی لائے بالفرض اور وہ بچوں میں تقسیم کرے اور ایک بچے کا حصہ ذرا کم بچ جائے اور وہ بچہ آگے سے خوشی خوشی لے لے۔ تو باپ بھی اس بات کو یاد رکھتا ہے۔ اور دوسری مرتبہ اسے کئی گنا زیادہ چیز لا کے دے دیتا ہے۔ اس لئے کہ اس بچے نے صبر کر لیا تھا۔ اسی طرح جب پریشانیاں آتی ہیں۔ تو جو بندہ صبر کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں میرے بندے نے میری دی ہوئی مصیبت پر صبر کر لیا اب میں اس بندے کے لئے راحت کا انتظام فرما دیتا ہوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ آسانی فرما دیتے ہیں۔ یہ مصیبتیں مومن کے گناہوں کو معاف کروانے کا سبب بن جاتی ہیں۔ کاروباری پریشانی، گھر کی پریشانی، بیماری یا حاسد کا حسد کرنا کوئی بھی ایسی چیز ہو اس کی وجہ سے بندے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تو آپ پریشان نہ ہوا کریں اس معاملے میں بلکہ یہ کہا کریں کہ اے اللہ ہم اس قابل تو نہیں ہمیں اس کو برداشت کرنے کی ہمت بھی عطا فرما اور ہماری امیدوں سے بھی بڑھ کر ہمیں اجر اور بدلہ عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ ان مصیبتوں اور پریشانیوں پر بندے کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اور آخرت کے درجات عطا فرما دیتے ہیں۔ اور دنیا کی پریشانیاں بھی کیا پریشانیاں ہیں۔ ذرا توجہ فرمایئے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ دنیا میں سب سے زیادہ پریشان ہوگا۔ اب کیسے کیسے پریشان لوگ دنیا میں آئے۔ ذرا توجہ کیجئے۔ میں بھی سوچتا ہوں کہ بہادر شاہ ظفر وقت کا بادشاہ تھا اور اس کو دعوت پہ بلایا گیا۔ جب وہ برتن کھولتا تھا اس کے بیٹے کا سر اس میں رکھا ہوا ہوتا تھا۔ فرنگیوں نے اس کے بیٹوں کو ذبح کر کے ان کے سر اس کے سامنے دستر خوان پہ رکھے۔ جس باپ کے اوپر یہ غم آیا۔ ایک برتن کھولا بیٹے کا سر، دوسرے میں دوسرے بیٹے کا۔ بیٹوں کے سر جس کو برتن میں ملیں اس پر کیا غم آیا ہوگا۔ تو ایسے ایسے حالات بھی آئے۔ لیکن جو بندہ ایسا ہوگا۔ کہ سارے انسانوں میں سب سے زیادہ مصیبت کا وقت جس نے گزارا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگا۔ خوشی دیکھی نہیں ہوگی۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کو کھڑا کریں گے۔ اور اس کو جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے جنت کی ہوا کا جھونکا لگوائیں گے۔ اور پوچھیں گے میرے بندے تم نے غم اور پریشانی کو دیکھا؟ وہ غم سارے بھول جائے گا۔ قسم اٹھا کے کہے گا کہ میں نے کبھی غم تو دیکھا ہی نہیں۔ ایک جنت کا جھونکا ساری زندگی کے غموں کو بھلا کے رکھ دے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو لائیں گے۔ جس نے سب سے زیادہ عیاشی میں وقت گزارا ہوگا۔ اور اس بندے کو جہنم کی ہوا کا ایک جھونکا لگوائیں گے۔ اور پوچھیں گے میرے بندے تو نے کبھی خوشی کو دیکھا عیش آرام کو دیکھا۔ وہ قسم کھا کر کہے گا کہ میں نے کبھی کوئی خوشی اور آرام کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ تو جہنم کا ایک جھونکا ساری زندگی کی خوشیوں کو مٹا کر رکھ دے گا۔ اور جنت کا ایک جھونکا سارے غموں کو مٹا کر رکھ دے گا۔ تو یہ دنیا کے غم اور پریشانیاں کیا ہیں۔ تھوڑی دیر کی بات ہے پھر دیکھنا آگے جا کے کیا ملتا ہے۔ تو اس زندگی میں ذرا صبر کر لیجئے۔

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ یاد یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

یہ دنیا کی زندگی ہے اس میں خزاں کے چند جھونکے برداشت کر لیجئے۔ پھر اللہ تعالیٰ جنت میں ہمیشہ کی خوشیاں عطا فرما دیں گے۔

ساتواں سبب ضغطہ قبر:

ساتویں چیز جس سے بندے کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ مومن کو قبر میں جب دفن کیا جاتا ہے قبر میں جب اس کو ضغطہ قبر پیش آتا ہے۔ جب قبر دباتی ہے۔ یا خوف ہوتا ہے

اس کو قبر کے عذاب کی وجہ سے۔اس خوف اور تنگی کی وجہ سے بھی اس بندے کے گناہ کو مٹا دیا جاتا ہے۔ یہ ضغطہ قبر بھی پیش آتا ہے اور یہ بھی ہر ایک کو پیش آتا ہے۔ یہ بھی ذرا توجہ سے سنئے گا۔نیکوں کو بھی اور بروں کو بھی ضغطہ قبر پیش آتا ہے۔ فرق یہ ہوگا کہ بروں کو زیادہ ہوگا۔کہ پسلیاں ادھر کی اُدھر چلی جائیں گی۔اور نیکوں کو کم ہوگا مگر آئے گا ضرور۔ ہاں اللہ جس کو چاہے اس سے معاف فرمادے۔حدیث پاک میں آتا ہے۔توجہ فرمایئے گا۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ان کی وفات ہوئی نبی ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جب جانے لگے دفن کے لئے تو پنجوں کے بل چلنے لگے۔تو صحابہؓ نے پوچھا کے ایک اللہ کے نبی ﷺ آپ کو کبھی ایسے چلتے تو نہیں دیکھا۔فرمایا حضرت سعد کے جنازے میں شرکت کے لئے اتنے فرشتے آسمان سے اترے ہیں مجھے پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں مل رہی۔اتنے فرشتے جن کے نمازِ جنازہ میں آئے۔ نبی ﷺ نے ان کو دفن کر کے فرمایا۔کہ حضرت سعدؓ کو بھی ضغطہ قبر پیش آیا ہے۔تو پھر ہماری کیا اوقات ہے۔ یہ ضغطہ قبر پیش آتا ہے۔

یہ کیسے پیش آتا ہے؟ علماء نے لکھا ہے جیسے آپ دنیا میں آئسکریم کھائیں تو اس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اگر آپ ائر کنڈیشنر چلائیں تو اس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ ہر چیز کی ایک قیمت ہے۔تو یہ جو ضغطہ قبر ہے یہ دنیا کی لذتوں کی قیمت ہے۔ جس بندے نے دنیا میں جتنی زیادہ لذتیں لی ہوں گی۔اس کے تناسب سے اسے ضغطہ قبر پیش آئے گا۔اس لئے ہمارے بعض بزرگوں کا یہ عمل بھی ہے۔جب سالن کھاتے تھے اور سالن میں مزا آتا تھا تو سالن میں تھوڑا پانی ملا دیتے تھے۔کہ نفس کو کیا لذت دینی کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے ضغطہ قبر نہ پیش آجائے۔تو ہمارے اکابر اتنا لذتوں سے ڈرتے تھے۔اور ہم لذتوں پہ مرتے پھرتے ہیں۔چلو بھئی حرام لذتیں تو چھوڑ دیں۔حلال لذتیں اللہ نے حلال فرمائی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ حرام تو چھوڑیں۔ ہم حرام لذتوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں۔ ادھر آنکھ اٹھا کے دیکھتے ہیں ادھر موبائل پہ بات ہوتی ہے۔ کیا ان کی قیمت ادا نہیں کرنی پڑے گی؟ یہ تو قبر میں جا کے پتہ چلے گا۔ تو یاد رکھئے کہ ضغطہ قبر دنیا کی لذتوں کے تناسب سے ہوگا۔ جس نے دنیا میں سادہ زندگی گزاری ہوگی اس کو ضغطہ قبر کم پیش آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ چاہیں گے جس بندے سے معاف بھی فرمادیں گے۔ اس کو ضغطہ قبر پیش ہی نہیں آئے گا۔ لیکن جس کو پیش آیا اس ضغطہ کی وجہ سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ تو قیامت کے دن اس کے گناہ کم پیش کیے جائیں گے۔

آٹھواں سبب قیامت کی گرمی:

آٹھواں سبب جس کی وجہ سے گناہ معاف ہوں گے۔ توجہ فرمایئے۔ فرمایا۔ قیامت کے دن جب لوگ کھڑے ہوں گے۔ اس وقت لوگوں کو ایک خوف ہوگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ لوگ کھڑے ہوں گے۔ جہنم کو پیش کیا جائے گا۔ جہنم جوش میں ہوگی۔ اس کے اندر ابال ہوگا۔ اے اللہ مجھے ان بندوں تک پہنچنے دے جو تیرے حکموں کی نافرمانی کرتے تھے۔ جہنم کے غصے کو دیکھ کر لوگوں پر ایک ہیبت طاری ہو جائے گی۔ تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جہنم کی آگ کے انگارے اوپر اٹھیں گے۔ اور اس وقت انبیاء میں سے کوئی نبی بھی ایسا نہیں ہوگا جس کو یہ ڈر نہیں ہوگا کہ کہیں یہ انگارے میرے اوپر نہ آجائیں۔ وہ بھی ڈر رہے ہوں گے۔ کہ پتہ نہیں آج یہ انگارے کیا کریں گے۔ انبیاء بھی تھرا رہے ہوں گے۔ اتنا ڈر کا وقت ہوگا۔ وہ جو قیامت کے دن کا انسان کو خوف اور دہشت پیش آئے گی یا قیامت کے دن کی جو دھوپ ہوگی جس سے بندے کو پسینہ آئے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ بندے کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نواں سبب نبی اکرم ﷺ کی شفاعت:

نواں سبب جس سے کہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ فرمایا گیا کہ قیامت کے دن نبی ﷺ جو اپنے گناہگار امتیوں کی شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے بھی اس کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ سبحان اللہ! حدیث پاک میں آتا ہے نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کی شفاعت نیکوں کے لئے ہوگی۔ فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں میں مرتکب ہونے والوں کے لئے ہوگی۔ کہ گناہ تو کر بیٹھے ہوں گے مگر نادم بھی ہوں گے پشیمان بھی ہوں گے۔ اور کوشش بھی کریں گے دین پر چلنے کی تو ان کے ان گزرے ہوئے گناہوں پر میری شفاعت ہوگی۔ اللہ ان کے گناہ کو معاف فرمادیں گے۔ ایک اور حدیث پاک ہے ذرا دل کے کانوں سے سنئے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ اے میرے محبوب یا تو ہم آپ کی آدھی امت کو جنت میں داخل کردیں گے یہ پسند کرلیں یا پھر قیامت کے دن جس کی آپ شفاعت کریں گے وہ پسند کرلیں نبی ﷺ فرماتے ہیں میرے سامنے دونوں چیزوں کو پیش کیا گیا میں نے شفاعت کو پسند کرلیا شفاعت کی وجہ سے آدھی سے زیادہ میری امت کو جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ اللہ اکبر کبیرا!

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایک دعا ایسی مانگنے کا اختیار دیا کہ جیسے مانگی جائے گی وہ دعا ویسے ہی قبول ہو جائے گی۔ صحابہ ؓ نے پوچھا کیا انبیاء کرام ؑ نے دعائیں مانگیں؟ فرمایا ہاں سب انبیاء نے دعائیں مانگیں۔ صحابہ ؓ کہتے ہیں کہ کیا آپ ﷺ نے بھی دعا مانگی۔ نبی ﷺ نے فرمایا میں نے دعا نہیں مانگی میں نے اس کو ذخیرہ بنالیا قیامت کے دن جب میری امت کے لوگ کھڑے ہوں گے اللہ کے سامنے میں اس وقت وہ دعا مانگوں گا اور جنت میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا آخری امتی بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

داخل نہیں ہو جائے گا۔ نبی ﷺ کی شفاعت جو لوگ چاہتے ہیں کہ حاصل ہو ان کو دو عمل کرنے چاہئیں ایک تو سنتوں پر عمل کرتے ہوئے دین کا کام کریں۔ جو نبی ﷺ کا غم تھا اس کو اپنا غم بنائیں اپنے آپ کو نبی ﷺ کی سنتوں سے سجائیں اور دین کے کام کو اپنا کام بنائیں اور ایک تہجد کی پابندی کریں۔ چونکہ مفسرین نے ایک نکتہ لکھا ہے اب طالب علم ہونے کے ناطے وہ نکتہ آپ کو بتا دوں۔ سنئے ذرا توجہ فرمائیے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اپنے پیارے محبوب ﷺ کو۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ

ترجمہ: اے محبوب رات کو آپ تہجد ادا فرمائیے۔

اب محبوب کو حکم ہے **فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ** اس تہجد پڑھنے پر ملے گا کیا۔

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ترجمہ: آپ کا پروردگار آپ ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

یہاں مفسرین نے نکتہ لکھا۔ محبوب ﷺ کے ساتھ تہجد پڑھنے پر جیسے اللہ نے مقام محمود کا وعدہ فرمایا۔ جو امتی تہجد کی پابندی کرے گا اس کو مقام محمود پر نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

دسواں سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت:

دسواں سبب جس کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے فرمایا قیامت کے دن اللہ رب العزت کی رحمت، مغفرت کا اظہار ہوگا ایسا کہ بہت زیادہ۔ اتنا اظہار ہوگا کہ ایک بندہ پوری زندگی میں ایک مرتبہ اللہ کے ڈر سے یا محبت میں رویا ہوگا اور چھوٹا سا آنسو نکلا ہوگا۔ اس آنسو سے اس کی پلکوں کا ایک بال تر ہو جائے گا۔ وہ بال گواہی دے گا اے میرے اللہ! یہ زندگی میں ایک مرتبہ آپ کے خوف سے یا آپ کی محبت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

رویا تھا۔ اور اس کی آنکھ سے چھوٹا سا مکھی کے سر کے جتنا آنسو نکلا تھا۔ اور اے اللہ میں اس سے تر ہو گیا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس بال کی گواہی کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ اس بندے کو جہنم سے نکال کے جنت عطا فرما دیں گے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ پوری زندگی جس بندے نے ایک مرتبہ بھی محبت کے ساتھ اللہ کا لفظ کہا ہو گا۔ پوری زندگی میں جس نے ایک مرتبہ محبت میں ڈوب کے اللہ کا لفظ کہا ہو گا۔ اس کا ایک مرتبہ اللہ کا لفظ کہنا اس کے لئے جہنم سے نکل کے جنت میں جانے کا سبب بن جائے گا۔ اللہ کی رحمت کا ظہور ہو گا۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا

ترجمہ: اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بہت زیادہ مہربان ہوں گے۔

حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اتنے مہربان ہوں گے کہ جب شیطان انسانوں کی مغفرت ہوتے دیکھے گا تو ایک لمحہ ایسا بھی آئے گا کہ شیطان بھی سر اٹھا کر دیکھے گا کہ شاید آج میری بھی مغفرت کر دی جائے گی۔ اتنا اللہ کی رحمت کا ظہور ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں وکان بالمومنین رحیما۔ اللہ مہربان ہیں۔ اس دن اللہ اپنی رحمت سے اپنے فضل سے اپنی مغفرت سے ایمان والے بندوں کو معاف فرما دیں گے۔ اللہ اکبر کبیرا! یہ اللہ پاک کی رحمت کا ظہور ہو گا۔

جب اللہ تعالیٰ بندے پر اتنے مہربان ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم بھی آج اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گزرے ہوئے گناہوں پہ سچی توبہ کر کے آئندہ نیکو کاری کی زندگی گزارنے کا ارادہ کریں۔ اس لئے کہ قیامت کے دن رحمت کا ظہور اتنا ہو گا۔ کسی نے یہ کہا۔

بے گناہوں میں چلا زاہد بھی اس کو دیکھنے
مغفرت بولی ادھر آ میں گناہگاروں میں ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے روزِ حشر

چیخ اٹھا ہر بے گناہ میں بھی گناہگاروں میں ہوں

اتنا قیامت کے دن اللہ کی رحمت کا ظہور ہوگا کہ اس دن تو بیگناہ لوگ بھی تمنا کریں گے۔ ہم بھی گناہ گار ہوتے تو ہمیں بھی اللہ کی رحمت سے حصہ مل جاتا۔ یہ اللہ رب العزت کی رحمت کا قیامت کے دن ظہور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مہربان ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندے توبہ کریں تو آج اس محفل میں ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے اپنے پروردگار کو منالیں پچھلے گناہوں سے توبہ کر کے آئندہ نیکوکاری کی زندگی گزارنے کا دل میں ارادہ کرلیں۔ کتنی بار آپ سے یہ عاجز پہلے بھی عرض کر چکا ہے۔ میرے دوستو! بچھڑے بیٹے کا انتظار ماں اتنا نہیں کرتی جتنا بگڑے ہوئے بندے کا انتظار اس کا اللہ کرتا ہے۔ اور بچھڑے بیٹے کا انتظار ماں کتنا کرتی ہے۔ کھانا اچھا نہیں لگتا پینا اچھا نہیں لگتا۔ نیند نہیں آتی بے قرار ہوتی ہے۔ کبھی نیند آجائے اور دروازہ کھٹکے تو آنکھ کھل جاتی ہے کہ شاید میرا بیٹا آ گیا ہو۔ جب ماں اپنے بچھڑے بیٹے کا انتظار کرتی ہے تو بگڑے بندے کا انتظار پروردگار کتنا کرتے ہوں گے۔ سنئے حق تو یہ تھا کہ بندہ پیٹھ پھیر کے جاتا تو اللہ تعالیٰ اس کی پیٹھ پر ایک لات لگوا دیتے اور دروازہ بند کر کے کہتے۔ او بد بخت اس دروازے سے تو نے پیٹھ پھیری۔ دفع ہو جا آج کے بعد یہ دروازہ نہیں کھلے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتے فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ

ترجمہ: اے انسان تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا۔

اپنے رب سے کیوں روٹھا پھرتا ہے۔ رب کے در کو چھوڑ کے کیوں دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ آ اپنے پروردگار کے در پہ آجا۔ میں تیرے کاموں کو سنوار دوں گا۔ اور تیری دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

آخرت کو نکھار دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آئندہ نیکوکاری کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

تکڑی گھت کے تول نہ ماہی
تے اسی ڈھاڈے عیباں بھرے
در آیاں دی لاج تہانوں
چاہے کھوٹے تے چاہے کھرے
غلام فریدا پلے عیب ہزاراں
تے کوئی مان کس تے کرے
نہ میں سوہنی تے نہ گن پلے
تے میں سائیں نوں کیویں مناواں
چارے لڑ میرے چکڑاں لتھڑے
تے میں کیہڑا مل مل دھوواں
صابن تھوڑا تے میل گھنیری
تے میں بہہ پتناں تے رووّاں
غلام فریدا کوئی وس نہ چلدا
میں ہنجوواں دے ہار پرووّاں

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختم بخاری شریف

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

طالبات کو وصیت

طالبات کو یہی نصیحت وصیت کے رنگ میں کی جاتی ہے۔ کہ اب یہ اپنے گھروں کو جائیں گی۔ وہاں ان کے لئے نیا امتحان شروع ہو گا۔۔ کہیں گھر کا ماحول موافق نہیں۔ کہیں گھر کے لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ کہیں رسومات اور بدعات کی بھرمار ہے۔ ان کو حکمت و دانائی سے ختم کرنا ہے تو آپ نے اب اس ذمہ داری کو نبھانا ہے۔

سنت پر عمل کرنے والوں کے چہرے قیامت کے دن چمکائے جائیں گے۔ ایسے چمکائے جائیں گے جیسے زمین والوں کے لئے آسمان میں ستارے چمکتے ہیں۔ تو اپنے گھروں کو محبوب ﷺ کی سنتوں سے مزین کر کے زمین کے ستاروں کی مانند کر دیجیے

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

ختم بخاری شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

خوشی کا موقع:

انسان کو جو نیک اعمال کی توفیق نصیب ہوتی ہے وہ اللہ رب العزت کی رحمت کی وجہ سے ملتی ہے لہٰذا ہر نیک عمل کرنے پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جو بچیاں اس سال عالمہ کا امتحان دیں گی۔ ان کی بخاری شریف کی یہ آخری حدیث ہے۔

كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

www.besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ: دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں بوجھل اور باوزن ہوں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ہم دین کی تعلیم حاصل کریں گی اور زندگی کے کئی قیمتی سال انہوں نے اس فکر میں گزارے کہ ہم تعلیم مکمل کرلیں آج تکمیل کا دن ہے آج اس پرنور موقع پر آنکھیں پرنم ہوتی ہیں۔ دل پرغم ہوتا ہے شکر اور خوشی کے جذبات سے انسان مغلوب ہوتا ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے جو بننا چاہیے تھا میں نہیں بن سکا اور جب اللہ رب العزت کی رحمت کو دیکھتا ہے تو حیران ہوتا ہے کہ میں نے واقعی بخاری شریف کی آخری حدیث کا سبق بھی پڑھ لیا۔

چند اہم باتیں:

جس طرح ایک لمبا راستہ انسان طے کر کے جائے اور پھر پیچھے مڑ کر دیکھے تو حیران ہوتا ہے کہ کیا میں ہی اس راستے سے گزر کر آیا ہوں۔ ان بچیوں کو اپنی زندگی کے شب وروز بھی ایسے ہی نظر آتے ہیں۔ تاہم بخاری شریف کے یہ سبق پڑھ کر یہ نہیں سوچنا کہ عالمہ بن چکی بلکہ طالبہ بن چکی اور ان کے طلب علم کے اوپر مہر لگ چکی۔ آج اس بات کی تصدیق ہو چکی کہ واقعی ان کے دل میں علم کی طلب ہے۔ لہٰذا اب یہ اپنی زندگی میں ان احادیث کو پڑھتی رہیں گی اور اپنے علم میں تقوئی میں اور عمل میں آگے بڑھتی رہیں گی۔ جتنا انسان کا علم بڑھتا جائے اتنا ہی دل میں خشیت الٰہی بڑھتی رہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

ترجمہ: بے شک اللہ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں سے علماء ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی یہ گویا گواہی موجود ہے کہ جو جتنا علم میں آگے بڑھے گا اس کے اندر خشیت بھی بڑھے گی اگر علم بڑھے اور خشیت نہ بڑھے تو بڑے فکر کی بات ہے۔

لفظ رب کے معارف:

قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی آیت ہے جس میں چند امور ہیں گویا اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو ایک دعا سکھائی۔ اس کے الفاظ بھی بڑے عجیب ہیں اور معنی عجیب تر ہیں۔ ان امور کے متعلق چند باتیں کرنی ہیں۔ اس لئے کہ سبق کے متعلق باتیں کرنے کا وقت نہ تھا تو یہ چند باتیں جو اس آخری مجلس میں طالبات کو کہی جانی ہیں توجہ سے بات سنیں !اس دعا میں اللہ کے محبوب کو فرمایا گیا کہ آپ فرما دیجئے

وَقُلْ رَّبِّ آپ فرما دیجئے اے میرے رب

رب اس کو کہتے ہیں جو اپنے بندے کو آہستہ آہستہ منزل مقصود تک پہنچائے۔

مثال کے طور پر ماں باپ اپنے بچے کی پرورش کرتے ہیں اور یہ بچہ پیدا ہو کر بڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنی جوانی کو پہنچتا ہے۔ اس لئے ماں باپ بھی مربی ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید نے گواہی دی کہ جب بچہ والدین کے لئے دعا مانگے تو اس طرح مانگے جس میں رب کے لفظ سے دعا شروع ہو رہی ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا

ترجمہ: اے اللہ جیسے میرے ماں باپ نے بچپن میں میری تربیت کی تو بھی ان پر اپنی رحمت نازل فرما۔

حضرت یوسفؑ کو جیل میں جو دو آدمی واقف ملے ان کے سامنے بھی آپ نے یہی

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا تھا۔

اُذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ

ترجمہ: تم اپنے مربی کے سامنے (بادشاہ کے سامنے) میرا ذکر کرنا

یہ لفظ گویا غیر معبود کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور اللہ رب العزت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے سمیع وبصیر کا لفظ انسان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور سمیع وبصیر کا لفظ اللہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ حقیقت میں بہت فرق ہے۔

رب کی پرورش کا انداز:

مفسرین نے لکھا کہ مخلوق کی پرورش کرنے میں اور اللہ رب العزت کی پرورش کرنے میں تین بنیادی فرق ہیں۔

۱...... ایک تو یہ کہ ماں باپ اپنی چند اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔ چند نفر کی پرورش کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ رب العزت ساری مخلوق کی پرورش کرتے ہیں۔

وہ انسانوں کے بھی رب ہیں جنوں کے بھی پرندوں کے بھی زمین کی مخلوق خشکی کی مخلوق ہوائی مخلوق سمندر کی مخلوق تمام مخلوق کے وہ پروردگار ہیں۔ یہ بنیادی فرق ہے۔

۲...... اور دوسرا فرق یہ ہے کہ انسان اپنے بچوں کی پرورش تھوڑے وقت کے لئے کرتا ہے۔ مثلاً اس نے اپنے بچے کو بیس سال پچیس سال تک پالا پھر ایسا وقت آیا کہ بچہ کمائی کر کے ماں باپ کو خود پالنے لگا۔ تو مخلوق کا پرورش کرنا یہ تھوڑے وقت کے لئے ہے۔ جبکہ اللہ رب العزت کی پرورش کرنا، وہ ماضی میں بھی ہے وہ آج بھی ہے اور کل بھی ہوں گے۔ تو زمان ومکان کی حدوں سے اس کی ربوبیت باہر ہے۔

۳...... پھر مخلوق جو پرورش کرتی ہے اس کا کوئی نہ کوئی معاون بنا مثلاً باپ جو تربیت

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا ہے ماں اس کی معاون بنی۔ کبھی اس بچی کا بھائی اس کا معاون بنا اس نے اس کے بچوں کی تربیت کرنے میں اس کی مدد کی۔

مگر اللہ رب العزت ایسا پروردگار ہے جو شرک سے پاک ہے وہ ایسا ہے جو ساری مخلوق کی تنہا پرورش فرماتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات ہیں مگر ان صفات میں ربوبیت کی صفت بہت نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے آپ اگر غور کریں تو رب کا لفظ بہت کثرت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے۔

معلم اول کون ہیں؟

ذرا غور فرمایئے!

جب انسان ابھی دنیا میں پیدا نہیں ہوا تھا عالم ارواح میں تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو کھڑا کیا اور حدیث پاک کے مطابق ان کی پیٹھ پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا تو ایک مخلوق نکل پڑی۔ جو اپنی جسمانیت کے حساب سے چیونٹی کی طرح چھوٹی تھی۔ اور شکل کے حساب سے انسانیت کی طرح تھی۔ تو کھرب ہا کھرب انسان ان کی پشت سے نکل پڑے پھر اپنی رحمت کا بایاں ہاتھ مارا کچھ اسی طرح کھرب ہا کھرب نکل پڑے حضرت آدم علیہ السلام نے ان پر ایک سرسری نظر ڈالی اور پوچھا کہ یا اللہ یہ کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ تیری اولاد ہے چونکہ ماں باپ کو اولاد سے فطری محبت ہوتی ہے۔ جب آدم علیہ السلام نے اولاد کا نام سنا تو پھر ان پر محبت کی نگاہ ڈالی۔ محبت کی نگاہ ڈالنے کے بعد دیکھا کہ کچھ کے چہرے سفید ہیں اور کچھ کے چہرے سیاہ ہیں۔ چونکہ ماں باپ کی کوشش ہوتی ہے کہ سب کی سب اولاد نیک بنے تو آدم علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ آپ نے سب کی سب اولاد کو روشن اور یکساں پیدا کیوں نہ کیا؟ تو رب کریم نے

www.besturdubooks.wordpress.com

بتایا کہ ان میں جو نورانی چہروں والے ہیں وہ اصحاب الیمین ہیں اور دوسرے اصحاب الشمال ہیں۔ جو نورانی چہرے والے ہیں وہ اصحاب الجنۃ ہیں اور جو سیاہ چہرے والے ہیں وہ اصحاب الجہنم ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے ہم کلامی فرمائی۔

اور سوال پوچھا

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ

ترجمہ: کیا میں تم سب کا رب نہیں ہوں؟

تو مخلوق سے کبھی سوال پوچھا نہیں گیا تھا اس لئے سب لوگ بڑے حیران تھے۔

نبی ﷺ نے سب سے پہلے جواب دیا۔

قَالُوْا بَلٰی

ترجمہ: اُن سب نے کہا ہاں آپ ہی رب ہیں۔

نبی ﷺ کو دیکھ کر باقی سب مخلوق نے بھی یہ ہی جواب دیا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے معلم اول بھی بنے۔

رزق کون دیتا ہے؟

جب ساری مخلوق نے وعدہ کیا کہ آپ ہی ہمارے رب ہیں پروردگار ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لئے دنیا میں بھیجا۔ اب اس دنیا میں ہر انسان آزمائش کے لئے آزمایا جا رہا ہے اور اب وہ اپنا پالن ہار کس کو سمجھتا ہے؟ اپنے دفتر کو سمجھتا ہے اپنی فیکٹری کو سمجھتا ہے اپنی دکان کو سمجھتا ہے جہاں سے اسے کچھ پیسا آتا محسوس ہوتا ہے اس کو سمجھتا ہے یا اپنے رب کو سمجھتا ہے۔ اور آج کے دور میں یہ معاملہ اتنا حیران کن بن گیا ہے کہ اللہ کی پناہ! اللہ رب العزت سے اس کی نظریں ہٹ چکیں ہیں اور اسباب پر اس کی نظریں جم چکیں ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اس لئے یہ ایک اہم شعبہ ہے، اہم عنوان ہے اس کو کھولنا ضروری ہے۔ آج اگر کوئی علم حاصل کرتا ہے تو سوال کرتے ہیں کہ کہاں سے کھائے گا؟ وہ اسی لئے کہ ایمان کمزور ہوتے ہیں۔ یقین کمزور ہوتے ہیں اللہ رب العزت کے غیبی خزانوں پر یقین نہیں ہوتا۔ اپنی جیب میں پڑے ہوئے پیسوں پر یقین ہوتا ہے۔ موٹی سی بات ہے جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام کو کھلایا ان کے وارثین اور نائبین کو بھی وہیں سے کھلاتے ہیں۔ یہ تو بڑی آسانی سے سمجھ آنے والی بات ہے۔

پرورش کون کرتا ہے؟

اللہ رب العزت ہمارے پالن ہار ہیں ہمارے رب ہیں وہ بچے کو پالتے ہیں۔ دیکھو بچہ چھوٹا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے ماں باپ کے دل میں محبت ڈال دی اور اس محبت سے مجبور ہو کر ماں باپ بچے کی پرورش کر رہے ہوتے ہیں۔ ماں کو سردی کی راتوں میں بچے کی وجہ سے کئی مرتبہ اٹھنا پڑتا ہے وہ نیند سے اٹھتی ہے بے آرام ہوتی ہے۔

باپ کو مال کمانے کے لئے باہر نکلنا پڑتا ہے پسینہ بہانا پڑتا ہے۔ بچہ اگر بیمار ہو تو ماں باپ ساری ساری رات اس کے لئے جاگتے ہیں۔ انسان اگر سوچے کہ ماں باپ کو کیا مجبوری ہے کہ وہ بچے کے لئے اتنی مشقت اٹھاتے ہیں۔ یہ دونوں نوجوان ہیں عیش کریں مزے لوٹیں۔ لیکن اس چھوٹے سے بچے کی محبت اس طرح غالب آتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اور بچے کی ضرورتوں کو مقدم کرتے ہیں۔

یہی بیوی پہلے خاوند کے ساتھ بازار جاتی تھی اپنے لیے چیزیں لے کر آتی تھی۔ لیکن جب بچے کی پیدائش کے بعد جاتی ہے تو چھوٹی چھوٹی چیزیں ڈھونڈتی پھرتی ہے کہ میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

بچے کا جوتا ایسا ہو کپڑے ایسے ہوں واکر ایسا ہو فیڈر ایسا ہو ساری چیزیں اس کی خرید کر لائے گی۔ اور اپنی ضرورتوں کو بھول جائے گی۔ یہ بے لوث خادمہ بن گئی ہے۔ اب اس کو اپنے آرام کی فکر نہیں۔ بس اس کو اپنے بچے کی خوشی کی فکر ہے۔ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ماں کے سینے کو بچے کی محبت سے بھر دیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ بچہ خوش ہو رہا ہے میں خوش ہوں۔ اور اگر یہ پریشان ہے تو میں پریشان ہوں۔ دیکھو گھر کے لوگوں کے پاس دنیا کی ہر نعمت موجود ہے۔ مگر چھوٹے بچے کے رونے پر ماں باپ رو پڑتے ہیں۔ اس کے ہنسنے پر ماں باپ ہنس پڑتے ہیں۔ یہ میرے مولا کا کرم دیکھیے۔ اس نے بچے کو پالنا تھا تو ماں باپ کے دلوں میں محبت ایسی رکھ دی کہ وہ اب اس محبت سے مجبور ہو کر اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے ہیں۔ ماں بیچاری اپنا کھانا بھول جاتی ہے۔ اور اپنے بچے کو دودھ پلانے کی فکر اسے زیادہ ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ماں باپ کے ہاتھوں سے بچے کو پلوا رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہیں جو اس بچے کی ہر ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو رونا سکھا دیا اس بچے کے پاس اپنا مال نہیں اپنا گھر نہیں۔ اپنا لباس نہیں کچھ بھی نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس بچے کے اندر رونا رکھ دیا لہٰذا اس بچہ کو بھوک لگتی ہے تو وہ رونا شروع کر دیتا ہے۔ لہٰذا اس کو دودھ دے دیا جاتا ہے۔ بچے کو نیند آتی ہے وہ رو پڑتا ہے۔ اس کے لئے بستر کا بندوبست ہو جاتا ہے۔ بچہ سوئے سوئے تھک جاتا ہے۔ وہ رو پڑتا ہے لہٰذا اسکو اٹھانے کا بندوبست ہو جاتا ہے۔ بچہ بیمار ہو تو وہ رو پڑتا ہے۔ اس کے لئے دوائی کا بندوبست ہو جاتا ہے۔ بچے کو سردی گرمی لگے بچہ رو پڑتا ہے۔ لہٰذا اس کے سردی گرمی سے بچنے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس بچے کے پاس ظاہری کچھ نہیں تھا۔ مگر رونا اس کا اپنا تھا۔ یہ رونا اس کے اتنا کام آ گیا کہ یہ روتا ہے اور اس کے ہر ہر کام کو سمیٹ دیا جاتا ہے۔ یہاں سے کسی بزرگ نے نکتہ نکالا اے انسان! جب تو رونا جانتا تھا تو تب اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے ہر کام کو کر دیتے تھے۔تو نے رونے کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے کاموں کو لٹکا دیا۔آج بھی اگر انسان تہجد کے وقت میں روئے۔اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں مصیبتوں کو دور فرما دیتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ ہی پروردگار ہیں۔وہ بندے کو وقت کے مناسب ہر نعمت دیتے رہتے ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ نعمتیں کون دیتا ہے؟

دیکھو شروع میں بچہ چھوٹا تھا۔اس کے منہ میں اللہ تعالیٰ نے دانت پیدا نہیں کیے اور اگر دانت ہوتے تو وہ اپنی ماں کے سینے سے دودھ پیتا اور ماں کے سینے میں زخم بھی ہو سکتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس دودھ پینے کی عمر میں دانت نہیں دیئے۔جب روٹی کھانے کی بسکٹ کھانے کی عمر آئی۔تو اللہ تعالیٰ نے اسے دانت دینے شروع فرما دیئے۔ پہلے دماغ کامل نہیں تھا۔جوان ہوا اللہ نے دماغ بھی پختہ کر دیا۔اب اللہ نے اسے گھر بھی دے دیا۔ اور جوانی میں بیوی بھی عطا فرما دی۔پھر اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی عطا کر دی۔پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت بھی عطا کر دی۔کتنا کریم ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو پالتا ہے۔اور زندگی کی ہر نعمت اور ہر ضرورت عطا فرما دیتا ہے۔حتیٰ کے انسان جوان العمر ہوگا۔بھرپور نعمتوں کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔جو بھی نعمتیں مل رہی ہوتی ہیں اللہ رب العزت کی طرف سے مل رہی ہوتی ہیں۔

انسان کی ناشکری:

اس انسان کا حال دیکھو! اتنی نعمتوں کے ملنے کے بعد جب جوانی کی عمر میں پہنچا تو اسی پروردگار کے شکوے کرتا ہے۔اس کے دروازے کو چھوڑ کر کسی اور طرف قدم اٹھاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو تنبیہ فرمائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَهٗ O مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ O

ترجمہ: انسان پر (اللہ) کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے۔ اس نے کس چیز سے اس کو بنایا۔

اس کو اسکی حقیقت سنائی دیکھو تمہارا پروردگار کیسا ہے۔ جس نے تمہیں پانی کے قطرے سے پیدا فرما دیا۔ اور کبھی محبت کے ساتھ اس بندے کو اپنی طرف بلایا۔ ارشاد فرمایا۔

یَا اَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ

ترجمہ: اے انسان تجھے تیرے کریم رب کی طرف سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

کیوں ایسے رب کے در سے رخ پھیرتا ہے۔ اور غیروں کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔

رب کون ہے؟

اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت کے کمالات قدم قدم پر انسان دیکھتا ہے۔ اس لئے اس صفت کا تذکرہ قرآن کی ابتداء میں بھی اور قرآن کے اختتام پر بھی اسی صفت کا تذکرہ ہے قرآن مجید کی پہلی آیت میں فرمایا گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

تو دیکھیے اللہ کی صفت ربوبیت کا تذکرہ پہلی آیت میں ہے۔ اور قرآن کی آخری سورت کو دیکھئے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

ترجمہ: کہہ دیجیے میں انسانوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں

یعنی انسانوں کے پروردگار کا تذکرہ ہے۔ غرض اول بھی ربوبیت کا تذکرہ اور آخر میں بھی ربوبیت کا تذکرہ ہے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ ربوبیت کے تذکرے فرمائے۔ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کو سمجھایا کہ تو اپنے رب کے ساتھ محبت کے رشتے کو جوڑ لے۔اور اسی دنیا میں رہتے ہوئے اپنے رب کو منالے۔اس لئے جب ساری زندگی گزارنے کے بعد انسان قبر میں پہنچتا ہے تو پہلا سوال اس سے اسی ربوبیت کے بارے میں ہوگا۔فرشتہ آ کر پوچھے گا

مَنْ رَّبُّكَ ! تیرا رب کون ہے؟

اگر اس نے دنیا میں سبق یاد کیا ہوگا تو آخرت میں جواب دے دے گا۔اور اگر دنیا میں بھٹک گیا تو قبر میں جواب نہیں دے سکے گا۔اسی طرح قیامت کے دن سارے انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔پھر اللہ تعالیٰ ان کا حساب کتاب لیں گے۔اور انکو جنت کی طرف بھیجیں گے۔اور جنت کی طرف بھیجتے ہوئے پھر ربوبیت کا تذکرہ۔

وَسِيقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا

ترجمہ:اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ در گروہ لے جائیں گے۔

تو دیکھئے جگہ جگہ اللہ کی ربوبیت کا تذکرہ ہو رہا ہے۔بلکہ انسان تو کیا فرشتے بھی اسی صفت کا تذکرہ کرتے ہیں۔

وَتَرَى الْمَلٰئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ج وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

ترجمہ:اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا۔

دیکھا فرشتوں کا تذکرہ کہ اللہ کی تسبیح رب کی خاطر کرتے ہیں پھر فرمایا

وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ: اور سب کہیں گے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔

اپنے رب کے ساتھ تعلق کو درست کریں:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے تذکرے زمین میں بھی آسمان میں بھی دنیا میں بھی جنت میں بھی۔ تو بچی بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے تعلق کو اس رب کے ساتھ درست کرنا ہے۔ لہٰذا انسان کی زندگی میں کچھ تعلقات ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک عورت کو انسان ماں کہتا ہے۔ اب ساری دنیا کی عورتیں بچے پر مہربان ہوتی ہیں اپنی فطرت کے اعتبار سے مگر وہ شخص جس عورت کو ماما mama کہتا ہے وہ اس بچہ پر زیادہ مہربان ہوتی ہے۔ ایک مرد کو وہ ابو کہتا ہے۔ اب یہ ابو اپنے بچے کی خاطر ہر کام کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ تو ان الفاظ کے اندر بھی اپنائیت ہوتی ہے۔ اور ان الفاظ کے بولنے سے دوسرے بندے کے دل میں محبت جوش مارتی ہے۔ اس لئے اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو جتنی دعائیں سکھائیں اور انبیاء کرام نے جتنی دعائیں مانگیں۔ اکثر دعائیں ایسی تھیں جو اس رب کی صفت کے ساتھ مانگیں۔

سیدنا آدم علیہ السلام نے دعا مانگی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

رَبَّنَا ،رَبَّنَا اس نام کے ساتھ اکثر دعائیں قرآن مجید میں منقول ہیں۔ یہ دعا جو اللہ تعالیٰ نے سکھائی اس میں بھی فرمایا۔

قُلْ فرمادیجئے۔ **رَبِّ اغْفِرْ**۔ اے میرے رب میری مغفرت فرمادیجئے۔ دیکھئے اگر انسان کا بچہ کہے اپنی ماں سے کہ مجھے یہ چیز دے دے۔ تو وہ اتنا متوجہ نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ بچہ یہ کہے کہ ماما mama مجھے یہ چیز دے دیں تو یہ لفظ mama نے اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات میں تاثیر بھر دی۔اور اگر کوئی بچہ اپنے والد کے قریب ہو کر یہ کہے کہ ابو مجھے یہ چیز لے کر دیں تو ابو کے لفظ سے اس کے باپ کے دل میں محبت کی ایک لہر اٹھتی ہے۔اور وہ بچے کو وہ چیز لے کر دے دیتا ہے۔تو دعا اس لئے سکھائی گئی کہ اے بندو! تم جیسے امی اور ابو کے نام سے خطاب کرتے ہو تو ماں باپ تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔تم اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہو اس پروردگار کو رب سے مخاطب کرو رَبِّ اغْفِرْ اے میرے پالنے والے اے میری زندگی کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والے، اے وہ ذات جو مجھے خوشی اور غمی کے موقع پر سہارا دیتی ہے۔جس کی رحمتوں اور برکتوں ہی سے میں پلتا رہا۔جس نے اپنی پوشیدہ نعمتوں اور خزانوں سے مجھے پالا۔اے میرے پالنے والے! تو جب اے میرے پالنے والے کے الفاظ سے انسان پکارتا ہے تو اللہ رب العزت کی رحمت بھی متوجہ ہوتی ہے۔تو رَبِّ اغْفِرْ کے لفظ کے ساتھ دعا سکھائی گئی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔دیکھئے اگر ماں کمرے میں بیٹھی ہو اور صحن سے اس کا بچہ یا بچی پکارے امی یا mama تو اس لفظ کو سنتے ہی ماں فوراً اٹھ کھڑی ہوگی کہ میرے بچے نے مجھے پکارا ہے۔اب اگر اس کو کوئی یہ کہے آپ بیٹھیں چائے پی لیں پھر چلی جانا۔وہ کہے گی ہرگز نہیں۔اگر کوئی کہے کہ آپ تو کھانا کھا رہی تھیں کھانا کھا کے پھر چلی جانا۔وہ کہے گی ہرگز نہیں۔اگر اس کو کوئی پکڑ لے اور کہے ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے۔تو ماں کی آنکھوں میں آنسو آجائیں گے۔اور کہے گی میرے بچے نے مجھے پکارا ہے۔پتہ نہیں اسے کیا ہوا ہے۔میں کیسے اس بچے کی بات نہ سنوں۔تو جیسے ماں کا لفظ سن کر اس عورت کے اندر رحمت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔اسی طرح جب انسان رب کا لفظ بولتا ہے تو اس کی رحمت بھی جوش میں آجاتی ہے کہ میرے بندے نے مجھے پکارا ہے۔اس وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی پالنے والا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رب سے تعلق بنانا سب سے آسان ہے:

ایک دفعہ بخاری شریف کی کلاس تھی کسی جامعہ میں تو بچیوں سے پوچھا کہ بتاؤ سب سے زیادہ آسانی سے کون مان جاتا ہے۔ایک بچی نے جواب دیا حضرت سب سے زیادہ آسان منانا اپنی امی کو ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا دلیل کیا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ ہم اپنے گھر میں روز دیکھتی ہیں کہ ہمارا بھائی کوئی نہ کوئی الٹا سیدھا کام کر دیتا ہے۔امی اس کو ڈانتی ہیں تو وہ منہ بنا کر گھر سے چلا جاتا ہے۔تو میں دیکھتی ہوں میری امی تھوڑی دیر کے بعد وضو کرتی ہیں اور مصلے پر بیٹھ جاتی ہیں۔دعا مانگتی ہیں اے اللہ میرا بچہ روٹھ گیا گھر سے چلا گیا یہ کوئی انتہائی قدم نہ اٹھا لے۔کسی برے دوست کے ہاتھ نہ لگ جائے۔اللہ میرے بچے کو خیریت سے گھر پہنچا دینا اب وہ بیٹھی رو رہی ہیں دعا مانگ رہی ہیں۔اب کھانے کا وقت ہو گیا۔سب کھانے پر بیٹھ گئے والدہ بولیں گی مجھے بھوک نہیں ہے۔حقیقت میں وہ یہ سوچ رہی ہوتی ہے کہ مجھے کیا خبر میرے بیٹے نے کھانا کھایا کہ نہیں۔میرے حلق سے لقمہ نیچے کیسے جا سکتا ہے۔یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرا بیٹا بھوکا سو جائے اور میں پیٹ بھر کر کھا لوں۔ رات کو سب سو جاتے ہیں امی کروٹیں بدلتی رہتی ہیں۔مقصد کیا ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو میرا بیٹا دورازے پر آئے اور اس کو دروازے پر کھڑا ہونا پڑے۔میں جاگتی ہوں بیٹے کے لئے دروازہ کھولوں گی۔اب دیکھئے جو ماں اتنا بے قرار ہے اپنے بیٹے کے واپس آنے پر اس کو اسکا بیٹا منانے آجائے تو یہ ماں کتنا جلدی مان جائے گی۔یہ تو پہلے ہی چاہتی ہیں کہ میں بیٹے سے راضی ہو جاؤں۔جس طرح ماں محبت میں چاہتی ہے کہ میں بیٹے سے اصلاح کی خاطر ناراض تو ہوئی ہوں۔لیکن اگر بیٹا معذرت کرے گا تو میں بیٹے کو معاف کر دوں گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے سے گناہوں کی وجہ سے ناراض ہوتے ہیں۔کیونکہ وہ رب ہیں اور انکی ربوبیت کی شان یہ پسند کرتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے دروازے پر آئیں اور مجھے پکاریں۔ میں پروردگار ان کی سب خطاؤں کو معاف کر دوں۔ اس لئے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ

ترجمہ: اے انسان تجھے تیرے کریم رب کی طرف سے کس چیز نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے

تو اپنے رب کا در چھوڑ کر کہاں جا رہا ہے۔ دیکھو اسے اللہ کی رحمت اپنی طرف بلاتی ہے۔ اسے اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ میں نے اس بچی سے سوال پوچھا سو چو اگر ماں بچے سے بہت ناراض ہے اور بالکل نہیں معاف کر رہی اس کا دل ہی نہیں چاہتا کہ غصہ چھوڑنے پر اور غصہ تھوکنے پر۔ تو وہ کہنے لگی کہ میرا بھائی اگر امی کے پاس آ کر بیٹھ جائے اور معافی مانگے امی معاف کر دیں گی۔ اگر پھر بھی معاف نہ کریں تو بھائی امی کے پاؤں پکڑے گا اگر پھر بھی معاف نہ کریں تو بھائی کی آنکھوں سے آنسو نکل آئیں گے۔ تب امی اپنا دوپٹہ لے گی اور آنسو صاف کرے گی۔ امی سے تو بھائی کا رونا دیکھا ہی نہیں جاتا پتہ نہیں اس کا دل کیوں موم ہو جاتا ہے۔ وہ کیسے پگھل جاتی ہے۔ جوان بچے کی آنکھوں سے آنسو دیکھ کر اسے پونچھتی ہے۔ اسے اپنے سینے سے لگاتی ہے۔ اسے بوسہ دیتی ہے اور کہتی ہے تو رو نہیں بس چپ کر جا۔ یہی حال اللہ رب العزت کی رحمت کا ہے۔ کہ جب اللہ کا کوئی بندہ اس کے در پر آ جاتا ہے تو اللہ اسے معاف کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔

ہر عمر میں اللہ سے تعلق بنا سکتے ہیں:

ایک بوڑھا آدمی جس کی عمر ۱۰۰ سال ہو گئی اس نے ساری عمر نوجوانی کی نفسانی شیطانی کاموں میں گزار دی۔ جب بوڑھا ہو گیا نہ اولاد زندہ رہی نہ بیوی زندہ رہی۔ عزیز و اقارب بھی نہ رہے۔ یہ آدمی تنہا ہے، بیمار ہے، ہر وقت کھانسی ہو رہی ہے۔ لوگ اسے

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں دیکھتے۔روٹی کا ایک لقمہ تک نہیں پوچھتے۔اگر اس بوڑھے کو کسی نے جھڑکی دے دی اس کا دل ٹوٹا اور یہ بوڑھا اپنے دل میں سوچتا ہے کہ میں نے ساری عمر مخلوق کی خدمت کی مخلوق نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔کاش میں نے اللہ کو منایا ہوتا۔اس کے ساتھ تعلق جوڑا ہوتا۔تو میرا پروردگار مجھے اپنے در سے دور نہ کرتا۔اب یہ بوڑھا آدمی یہ نیت لے کر مسجد کی طرف چل پڑتا ہے۔کہ چلو آج میں اپنے رب کو مناتا ہوں۔یہ لاٹھی ٹیکتا ہوا ہانپتا ہوا، ہاتھ کانپ رہے ہیں قدم آگے بڑھا رہا ہے۔کمر جھکی ہوئی ہے۔اللہ کی طرف آ رہا ہے ۔اللہ کتنا کریم ہے اسے طعنہ نہیں دیتے کہ تم نے اپنی جوانی کہاں ضائع کی۔اپنا مال کہاں خرچ کیا۔اب تجھے یاد آیا ہوں۔۱۰۰ سال کی عمر گزار کے اب یاد آیا ہوں۔اللہ اسے یہ بات جتلاتے بھی نہیں، طعنہ بھی نہیں دیتے بلکہ جب اپنے در کی طرف آتا دیکھتے ہیں۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے۔جب بندہ اللہ کی طرف ایک بالشت چلتا ہے۔اللہ کی رحمت دو بالشت چل کر آتی ہے۔اگر وہ چل کر آتا ہے میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر جاتی ہے۔ ۱۰۰ سال جس کی عمر گناہوں میں گزری۔اس بڑھاپے میں آپ کی طرف چل کر آیا۔آپ بڑے قدردان ہیں اس شخص کو بھی قبول کر لیتے ہیں۔

قبولیت دعا کا دن:

وہ بچیاں جنہوں نے دن رات حدیث کو پڑھنے میں گزارا۔جنہوں نے معمولی کھانے کھائے معمولی بستروں پر سوئیں۔آرام کو قربان کیا۔ماں باپ کی جدائی کو برداشت کیا۔اللہ کی خاطر ان جامعات میں زندگی گزار کر آج اس آخری سبق کو پڑھا۔اگر آج وہ اس سبق کو پڑھ کر اپنے رب سے دعائیں مانگیں گی۔وہ رب ان کی قدردانی فرمائیں گے۔انکے گناہوں کو معاف کریں گے۔ہم اقرار کرتے ہیں۔مالک ہمیں جیسا پڑھنا چاہیے تھا۔ہم نہیں پڑھ سکیں۔علم جیسا حاصل کرنا چاہیے تھا ہم نے وہ قدر نہیں کی،

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ ہمیں نبی ﷺ سے جیسے محبت کرنی چاہیے تھی ویسی محبت نہ کی۔ مگر مالک آج احساس ہو رہا ہے۔ نادم ہیں۔ شرمندہ ہیں۔ اے مالک ہم نے سنا ہے آپ ہمارے مالک ہیں۔ پالنے والے ہیں۔ لہٰذا آج ہم اس یقین کے ساتھ مانگتے ہیں کہ رَبِّ اغْفِرْ اے ہمارے پالنے والے، اے ہمیں خوشی وغم میں سہارا دینے والے اے وہ ذات پاک جس نے ہمیں پال کر جوان کیا۔ اے اللہ اب ہمارے قصوروں کو بھی معاف کر دیں۔

رَبِّ اغْفِرْ

ترجمہ: اے اللہ ہمیں معاف کر دیں۔

بندہ جب اللہ سے اس احساس کے ساتھ دعا مانگے تو اللہ قبول فرمائیں گے۔ مانگا تو کیا مانگا۔ مغفرت مانگی۔ مغفرت کسے کہتے ہیں۔ معاف کرنا۔ دیکھئے ماں باپ جب راضی ہوتے ہیں تو بچہ کی غلطیوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں تو بندے کے گناہوں کو خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تو یہ اللہ رب العزت کی رحمت ہے۔ جب بندے کے گناہوں کو معاف کرتا ہے، تو صرف معاف ہی نہیں کرتا بلکہ اس کی شان رحمت دیکھئے وہ اتنا خوش ہوتا ہے۔ وہ بندے کے گناہوں کو اگر چاہتا ہے تو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اے مولا ہم نے کوئی اور ذات ایسی نہ دیکھی کوئی ایسا در نہ دیکھا۔ ایک تیرا ہی در ہے ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ آپ کے در ہی سے ہمیں سب کچھ ملتا ہے۔ لہٰذا ہم اپنا دامن آپ کے سامنے پھیلاتے ہیں۔ رَبِّ اغْفِرْ۔ اے رب ہماری مغفرت کر دیجیے۔ میرے گناہوں کو بخش دیجیے۔ اللہ معاف فرما دیتے ہیں۔ مگر ایک اور لفظ بھی ساتھ ملا دیا گیا۔ ساتھ

وَارْحَمْ: یعنی ہم پر رحمت بھی نازل فرما دیجیے۔

یہ رحمت کے لفظ کو ساتھ کیوں جوڑا۔ آخر تسلسل کیا تھا۔ جوڑ کیا تھا۔ اب بات کو ذرا

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھ لیجئے۔ جب کوئی کسی سے ناراض ہوتا ہے۔ یہ آدمی جا کہ معافی مانگ لیتا ہے۔ اگر وہ بڑا کہہ بھی دے ہاں میں نے معاف کر دیا۔ اسے تسلی نہیں ہوتی۔ وہ سمجھتا ہے کہ الفاظ تو کہہ دیئے۔ لیکن دل سے غصہ تو نہیں گیا۔ پھر معافی مانگتا رہتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے جی کیا بات ہے میں نے جب کہہ دیا کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے تو پھر تم جاتے کیوں نہیں۔ یہ کہے گا ہاں آپ نے معاف کر دیا مگر آپکے چہرے سے تو غصہ کے آثار محسوس ہو رہے ہیں۔ اس بات پر وہ بڑا آدمی مسکرا دیتا ہے۔ مسکراہٹ کو دیکھ کر یہ کہتا ہے۔ ہاں اب اس نے غصہ چھوڑ دیا ہے۔ اس نے رحمت کی نظر سے مجھے دیکھ لیا ہے۔ تو اس دعا میں یہی بات پائی جاتی ہے۔ رَبِّ اغْفِرْ اے رب میرے گناہوں کو معاف کر دیجئے۔ اور وَارْحَمْ۔ اور مجھے ایک دفعہ رحمت کی نظر سے دیکھ لیجئے۔ یقین جانیے ہمارا معاملہ اللہ کی ایک نگاہ پر موقوف ہے۔

تیری اک نگاہ کی بات ہے
میری زندگی کا سوال ہے

آپ ایک رحمت کی نظر ڈالیں گے ہماری زندگی آباد ہو جائے گی۔ اللہ ہماری زندگی کے اندر بہار آجائے گی اس لئے کسی کہنے والے نے کہا۔

یہ خزاں کی فصل کیا ہے فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کر دیں تو ابھی بہار آئے

اللہ کی رحمت کی نظر:

اللہ کی رحمت کی نظر اگر بندے کی زندگی میں پڑ جائے تو بہار آجاتی ہے۔ وَارْحَمْ سے مراد یہ ہے کہ اے اللہ! اب جب کہ آپ نے ہمیں معاف کر دیا تو ہمیں محبت کی نظر

www.besturdubooks.wordpress.com

سے دیکھ لیجئے۔ اسے وَارْحَمْ کہتے ہیں۔ جسے اس نظر سے دیکھ لیا اس کے سارے کام سنور گئے۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔ اللہ کی رحمت جب بندے کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اس کے چار کام سنوار دیتی ہے۔ سب سے پہلی بات اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ چاہے وہ آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پہلا کام یہ کر رہی ہوتی ہے۔ دوسرا کام یہ فرماتے ہیں کہ اس بندے کو اللہ تعالیٰ ایسا رزق دیتے ہیں۔ کہ غیر کی محتاجی سے اس کو محفوظ فرما دیتے ہیں۔ عزت کی روزی عطا فرما دیتے ہیں۔ رزق میں برکت دے دیتے ہیں۔ غیر کے آگے ہاتھ پھیلانا ہی نہیں پڑتا۔ کسی سے مانگنا نہیں پڑتا۔ جتنا ہوتا ہے ضروریات کے لئے پورا ہو جاتا ہے۔ روزی کی برکت عطا فرما دیتے ہیں۔ اور تیسرا کام یہ کرتے ہیں کہ اللہ اسے نیکی کے نئے نئے کاموں کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ تہجد کی توفیق مل گئی۔ قرآن کی تلاوت کی توفیق مل گئی۔ اللہ کے ذکر کی توفیق مل گئی۔ ماں باپ کی خدمت کی توفیق مل گئی۔ دین کے کام کرنے کی توفیق مل گئی۔ نیک کام کی نئی نئی توفیقیں عطا فرما دیتے ہیں۔ چوتھا کام یہ کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اسے رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جنت کے داخلے کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

اور ہم بھی انہی تفصیلات کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ دعا مانگیں رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

ترجمہ: اے ہمارے پالن ہار مجھے معاف کر دیجئے۔ وَارْحَمْ۔ اے اللہ مجھے رحمت کی نظر سے دیکھ لیجئے۔

طالبات کو گھروں میں دین کا کام کیسے کرنا چاہیے:

طالبات کو یہی نصیحت وصیت کے رنگ میں کی جاتی ہے۔ کہ اب یہ اپنے گھروں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائیں گی۔وہاں ان کے لئے نیا امتحان شروع ہوگا۔کہیں گھر کا ماحول موافق نہیں۔کہیں گھر کے لوگ مخالفت کرتے ہیں۔کہیں رسومات اور بدعات کی بھرمار ہے۔ان کو حکمت ودانائی سے ختم کرنا ہے تو آپ نے اب اس ذمہ داری کو نبھانا ہے۔

سنت پر عمل کرنے والوں کے چہرے قیامت کے دن چمکائے جائیں گے۔ایسے چمکائے جائیں گے جیسے زمین والوں کے لئے آسمان میں ستارے چمکتے ہیں۔تو اپنے گھروں کو محبوب ﷺ کی سنتوں سے مزین کرکے زمین کے ستاروں کی مانند کردیجئے

حضرت جی کی وصیتیں اور دعائیں:

مختلف جامعات میں آپ جائیں گی۔تو اللہ کی رضا کے لئے پڑھایئے۔اپنے آپکو اللہ کے حوالے کردیجئے۔یادرکھئے آپ اپنے آپکو اللہ کے حوالے کریں گی۔پروردگار کبھی بھی زندگی میں آپ کو نیچا (let down) نہیں ہونے دیں گے۔ہمیشہ آپ کا بازو پکڑیں گے۔آپکو سہارا دیں گے۔اور رب کریم آپ کی حفاظت فرمائیں گے۔لہٰذا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علم کے نور کی نسبت کو آپ کے سینے میں محفوظ فرمادے۔اور قدم قدم آپ کی حفاظت فرمائیں۔اور ہر امتحان سے اللہ آپ کو محفوظ فرمائیں۔ہر مخالف سے ہر بے قدرے سے محفوظ فرمائیں۔اور اللہ تعالیٰ آپکو دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائیں۔تو اپنی نمازوں میں اپنی تہجد میں یہ دعا ضرور مانگئے۔رَبِّ اغْفِرْ اے میرے پالنہار ربوبیت کو پوری طرح ذہن میں رکھ کر اس دعا کو مانگئے۔رَبِّ اغْفِرْ۔اے اللہ میرے سارے گناہوں کو معاف فرمادیجئے۔میں مجرم ہوں۔اللہ مجھ سے بڑی خطائیں ہوئیں۔مگر آپ تو بخشنے والے ہیں۔آپکے محبوب نے بتلا دیا کہ اگر کوئی آدمی اتنے گناہ لیکر آئے کہ اس کے گناہ زمین کے ریت کے ذرات سے بھی زیادہ ہوں ساری دنیا کے

www.besturdubooks.wordpress.com

درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہوں۔آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں۔سمندر کے پانی کے قطروں سے بھی زیادہ ہوں۔اور وہ سچے دل سے معافی مانگے۔تو پروردگار اس کے گناہوں کو بھی معاف فرمادیتے ہیں۔رب لغفر ایک میرے پالن ہار میری گناہ اس سے بھی زیادہ سہی مگر آپ معاف فرمادیجئے۔اس لئے کہ آپ معاف کر کے خوش ہوتے ہیں۔ محبوب ﷺ نے بتادیا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ اے اللہ آپ معاف کرنے والے ہیں۔ تُحِبُّ الْعَفْوَ۔معافی کو پسند فرماتے ہیں۔فَاعْفُ عَنِّی۔پس آپ ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرمادیجئے۔ وَارْحَمْ۔اور مجھے رحمت کی نظر سے دیکھ لیجئے۔محبت کی اک نظر سے دیکھ لیجئے۔میری دنیا آخرت کے کاموں کو سنوار دیجئے۔یا اللہ ہماری ان دعاؤں کو قبول فرمائیں۔اور اس عاجز مسکین کی دعاؤں سے اللہ ان بچیوں کو اپنے وقت پر رخصت فرمائیں۔ایک جامعہ سے جا کر دوسرے جامعات میں کام کرنے والی بنیں۔اپنے گھروں کو دین کے جامعات بنادیں۔چھوٹے بڑوں کے لئے دین کے نقشے زیادہ کر دیں۔تو اللہ کے محبوب ﷺ کی روح کو تسکین ہوگی۔خوشی نصیب ہوگی۔اللہ کے محبوب بھی خوش ہوں گے۔میری امت کی ایک بچی جس نے دین کا علم پڑھا اس نے اپنے گھر کو نیک اعمال سے بھرنے کے لئے اتنی کوشش کی ہے۔پھر جب روز قیامت حوض کوثر پر جائیں گی۔اللہ کے محبوب اپنے ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام پلائیں گے۔

ہم کوشش کریں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں:

یادرکھیں! آج ہم میں سے ہر بندہ برائی کے سیلاب کو روک تو نہیں سکتا۔مگر ہم کوشش کرنے کے مکلف ہیں۔پابند ہیں۔آپ اپنے طور پر کوشش کریں۔کیا پتہ اللہ ان عاجزانہ کوششوں کو قبول کرلیں۔ہدایت کی ہواؤں کو عام کر دیں۔کہتے ہیں جب سیدنا

www.besturdubooks.wordpress.com

ابراھیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا۔ تو خوب آگ جلتی تھی۔ اس وقت ایک چڑیا اپنی چونچ میں پانی کا ایک قطرہ لیکر جاتی تھی۔ اور آگ پر ڈالتی تھی۔ پھر پانی کا قطرہ چونچ میں ڈال کر پھر آگ پر ڈال کر آتی تھی۔ کسی نے پوچھا تمہارے پانی کے ایک قطرہ ڈالنے سے یہ آگ تو بجھتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ چڑیا نے جواب دیا تھا۔ یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ اتنا پانی اس آگ کو بجھا نہیں سکتا۔ لیکن میں نے بھی ابراھیم علیہ السلام کی محبت کا ساتھ نبھانا ہے۔ دوستی کا ساتھ نبھانا ہے۔ تو جیسے چڑیا نے آگ بجھانے کے لئے پانی کے قطرے ڈالے۔ آج ہم گناہوں کی آگ بجھانے کے لئے علم کے نور کے قطرے ڈالیں اور ان گناہوں کی آگ کو بجھانے کی کوشش کریں۔ قیامت کے دن اللہ کے ہاں اجر کے مستحق بن جائیں گے۔ پروردگار ہمیں دنیا اور آخرت میں عزتوں کی زندگی عطا فرمائیں۔ اور قیامت کے دن عزتوں کے ساتھ کھڑا ہونا نصیب فرمائیں۔۔ جیسے نبی ﷺ نے اپنے پیارے صحابی کے لئے دعا کی تھی حضرت طلحہؓ کے لئے۔ اے اللہ قیامت کے دن ان سے ایسا معاملہ کرنا کہ یہ آپ کو دیکھ کر مسکرائیں۔ اور آپ انہیں دیکھ کر مسکرائیں۔ ہم بھی اپنی آخری تمنا یہی کرتے ہیں۔ یا اللہ قیامت کے دن ہمیں بھی دیکھ کر آپ مسکرائیں اور ہم بھی آپ کو دیکھ کر مسکرائیں۔ ایسے لوگوں کو آواز آرہی ہوگی

يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ○ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○

ترجمہ: (ارشاد ہوگا) اے اطمینان والی روح اپنے رب کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پُرتاثیر دعائیں

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دعا کیسے مانگیں؟

آج تو ہم دعا ایسے مانگتے ہیں جیسے کوئی Worker (ملازم) کو کام بتا رہا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ایسے دعا مانگیں گے۔ اللہ میری بیٹی کا رشتہ اچھی جگہ ہو جائے اللہ میرے بیٹے کو نوکری مل جائے میرا خاوند میرے سامنے اتنا اچھا ہو کہ میرے اشاروں پر ناچنے لگ جائے اے اللہ! فلاں میرے حاسدین کا گھر بھی اجڑ جائے یعنی ہم ایسے دعا مانگ رہے ہوتے ہیں کہ جیسے کسی ماتحت کو کام ذمے لگا رہے ہوتے ہیں۔ دعا مانگنا اور چیز ہے اور ماتحت کے ذمے کام لگانا اور چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اس کی عظمت ہے اس کی شان ہے جس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس انداز سے دعا مانگنا کہ یہ کر دے یہ کر دے جیسے کوئی افسر کسی کو آرڈر دے رہا ہو یہ مانگنے کا غلط طریقہ ہے۔ اس طرح دعا مانگیں کہ اللہ کے سامنے عاجزی کر کے اور اس کی عظمت کو سامنے رکھ کر دعا مانگا کریں۔ سوال کیا کریں۔ جب اس طرح مانگیں گے تو دعائیں جلدی قبول ہوں گی۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

پُرتاثیر دعائیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ:

اللہ رب العزت اپنی صفات میں کامل ہیں بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے دینے والے ہیں اور بندہ ہر چیز کو لینے والا ہے۔ بندے کے نقائص کا یہ عالم ہے کہ یہ سامنے دیکھے تو پیچھے نظر نہیں آتا دائیں دیکھے تو بائیں نظر نہیں آتا۔ اوپر دیکھے تو نیچے نظر نہیں آتا۔ جبکہ اللہ رب العزت کا دیکھنا اتنا کامل ہے کہ کالی رات ہو کالی چٹان ہو اس کے اوپر کالی چیونٹی چل رہی ہو تو اللہ رب العزت اس کو چلتا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔ انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

کا سننا اتنا ناقص اگر ایک وقت میں ایک بندہ بات کر رہا ہو ایک اور بندہ اس سے بات کرنے لگے تو اسکو سننے میں دشواری ہوتی ہے کہ مجھے بات سمجھ نہیں آرہی ہے۔ آپ ذرا آہستہ بولیں۔ ہم نے کتنی مرتبہ دیکھا کہ اگر ایک بندہ ٹیلی فون پر کوئی بات کر رہا ہو تو کمرے میں کوئی اور بات کر رہا ہو تو اس کو کہنا پڑتا ہے کہ بھئی آہستہ بولیں مجھے آواز سمجھ نہیں آرہی۔ جبکہ اللہ رب العزت کا سننا اتنا کامل ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے سب انسان مرد، عورتیں اور بچے بوڑھے سب کے سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور اللہ رب العزت سے سب الگ الگ دعائیں مانگیں تو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں کہ سب کی الگ الگ دعائیں سن بھی لیں اور قبول بھی کر لیں ۔ انسان اپنی صفات میں ناقص اور اللہ رب العزت اپنی صفات میں کامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے دینے والے ہیں اور انسان ہر چیز کا لینے والا ہے۔

چنانچہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے یہ ہمارا ذاتی نہیں ہے اس میں ہمارا عمل دخل نہیں ہے۔ چنانچہ آپ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحت نہ دیتے ہم بیمار ہوتے اللہ تعالیٰ ہمیں مال نہ دیتے ہم بھکاری ہوتے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بینائی نہ دیتے ہم اندھے ہوتے۔ وہ گویائی نہ دیتے ہم گونگے ہوتے سماعت نہ دیتے ہم بہرے ہوتے۔ ہاتھ پاؤں نہ دیتے تو ہم لولے لنگڑے ہوتے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں کھانا نہ دیتے ہم بھوکے ہوتے پانی نہ دیتے ہم پیاسے ہوتے کپڑے نہ دیتے ہم ننگے ہوتے اگر اللہ تعالیٰ گھر نہ دیتے ہم بے گھر ہوتے اولاد نہ دیتے تو لاولد ہوتے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں عزت نہ دیتے تو ہم دنیا میں ذلیل ہوتے اگر عقل نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے۔ معلوم ہوا یہ عزتوں بھری زندگی جو ہم دنیا میں گزارتے پھر رہے ہیں وہ اللہ رب العزت کا احسان ہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی نعمتوں کی قیمت:

ہارون رشید ایک مرتبہ پیاسا تھا اس کو پانی لا کر دیا گیا۔ ایک اللہ والے وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے بادشاہ سلامت پانی پینے سے پہلے میری ایک بات سن لینا اگر آپ کو پیاس لگی ہو تو پوری دنیا میں اس پیالے کے سوا اور کہیں بھی پانی نہ ملے اور وہ پانی کا پیالہ دینے والا اگر اس کی قیمت مانگے تو آپ کتنی قیمت دے کر اس پیالے کو خریدیں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں اپنی آدھی سلطنت دے کر وہ پانی خریدوں گا' پر وہ پانی پیوں گا۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت اگر وہ پانی پی لیا اور پی کر وہ آپکے جسم میں بلاک ہو گیا urination نہیں ہو رہی (پیشاب نہیں آ رہا) بہت سخت تکلیف ہو رہی ہو۔ کیونکہ جن مریضوں کا پیشاب بند ہو جاتا ہے وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہوتے ہیں مچھلی کی طرح تڑپ رہے ہوتے ہیں اگر آپکی یہ حالت ہو اور پوری دنیا میں ایک طبیب ہے جس کے پاس دوا ہے جس سے وہ پیشاب آسانی سے خارج ہو سکتا ہے آپ بتائیں کہ کتنے پیسے دے کر وہ دوائی خریدیں گے۔ بادشاہ نے کہا اپنی آدھی سلطنت دے کر بھی وہ دوائی خرید لوں گا۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت اب یہ بات سمجھ میں آئی کہ آپکی پوری سلطنت پانی کا ایک پیالہ خریدنے اور اس کو پورے جسم سے نکال کر دینے کے برابر ہے۔ اور آپ سوچیں کہ آپ نے زندگی میں کتنے پیالے پانی پیا کیسے کیسے مشروبات پیے۔ آپ نے کن کن نعمتوں کو استعمال کیا آپ کیسے سوچ سکتے ہیں کہ آپ نے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا تو واقعی بات ایسی ہی ہے کہ ہم سر سے لے کر پاؤں تک اللہ کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ بلکہ ہمیں ان نعمتوں کا استحضار بھی نہیں ہے کہ وہ نعمتیں کون کون سی ہیں۔ تا کہ ان کا شکر ہی ادا کر لیتے اس لیے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچتے رہنا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لیٹ کر سونا کتنی بڑی نعمت ہے:

جب انسان کھانا کھاتا ہے جو فوڈ کا پائپ ہے اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک والو بنایا ہوا ہے وہ ون وے والو ہے یعنی جب غذا جاتی ہے تو اس کو جانے دیتا ہے اور اگر غذا باہر جاتی ہے تو اس کو روک لیتا ہے۔ چنانچہ ابھی ایک بندے نے خوراک کھائی اب اگر وہ الٹا ہوتا ہے تو اس کے منہ سے وہ غذا واپس نہیں آتی وہ والو اس کو روک لیتا ہے ہمیں احساس ہی نہیں کہ یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ ہمارے ایک تعلق والے دوست امریکہ میں رہتے تھے وہ ہمارے گھر ایک دفعہ مہمان آئے ہم نے ان کیلئے بستر بچھایا وہ کہنے لگے حضرت میں تو لیٹ کر سونے کی نعمت سے محروم ہوں۔ کہنے لگے حضرت جو خوراک کی نالی میں ایک والو ہوتا ہے وہ لیک ہو گیا ہے چنانچہ اگر میں لیٹ جاؤں تو میرے پیٹ کا جتنا بھی کھانا ہوتا ہے وہ منہ کے ذریعے باہر آ جاتا ہے چنانچہ میں لیٹ نہیں سکتا۔ بلکہ پوری رات بیٹھ کے سوتا ہوں چنانچہ ہم نے دیکھا کہ ساری رات وہ بندہ بیٹھ کر سویا اور ہم کو اس دن احساس ہوا کہ اے اللہ لیٹ کر سو جانا بھی آپ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

پلک جھپکنا بھی نعمت ہے:

ایک نوجوان کا ایکسیڈنٹ ہوا تو اس کی آنکھ کے اوپر جو کور cover تھا وہ کٹ گیا چنانچہ اس کی ایک آنکھ بالکل ننگی ہو گئی جیسے مچھلی کی آنکھ ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے اس کو کہا کہ اب آپ کو یہ آنکھ تھوڑی تھوڑی دیر بعد دھونی پڑے گی اس نے کہا وہ کیوں؟ تو انہوں نے کہا کہ فضا کے اندر جو گرد ہوتی ہے اس کی کی چھوٹی سی تہہ اس کے اوپر جمے گی تو آپ کو اسے دھونا پڑے گا۔ چنانچہ اس نے دھونا شروع کر دیا۔ ہر ایک گھنٹے کے بعد اس کو دھوتا چنانچہ ایک ماہ کے بعد مسلسل یہ عمل کرنے کی وجہ سے اس کے گال کا جو گوشت تھا وہ پانی

www.besturdubooks.wordpress.com

لگنے کی وجہ سے درد کرنے لگ گیا۔ اس نے ڈاکٹروں سے کہا کہ اس مصیبت سے کیسے میری جان چھوٹ سکتی ہے۔

ڈاکٹروں نے کہا دیکھیں اللہ رب العزت نے ہر انسان کی آنکھ کے نیچے جو پلکوں کا سسٹم ہے وہ آٹو میٹک بنایا ہے۔ اس سے جو آنکھوں کی سکرین ہوتی ہے۔ وہ صاف ہو جاتی ہے۔ یوں سمجھیں کہ یہ ہماری آنکھوں کی ونڈ سکرین کا وائپر ہے اور وہ ہر وقت صاف ہوتی رہتی ہیں اور اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ پلک جھپکنا بھی اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ جب ہم اتنے محتاج ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم ان نعمتوں کو اللہ سے مانگیں۔ اللہ سے ان نعمتوں کو مانگنا، اس عمل کو دعا کہتے ہیں۔

دعا کی اہمیت:

قدرتی بات ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ ویسے بھی مانگنے کا مہینہ ہے اور اس عاجز کو دعا مانگنے کے لئے ہی بلایا گیا ہے۔ تو دل میں خیال آیا کہ دعا کے متعلق چند باتیں کہہ دی جائیں کیونکہ اگر سالکین کو یہ باتیں سمجھ میں آگئیں اور وہ اللہ رب العزت سے صحیح مانگنے کا طریقہ سیکھ جائیں تو اس عاجز کا بولنا فائدہ دے گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ

ترجمہ: دعا عبادت کا مغز ہے

جیسے کسی چیز کی کوئی کریم ہوتی ہے۔ کوئی خلاصہ ہوتا ہے۔ یوں سمجھئے دعا عبادت کا مغز ہے۔

اور دوسری حدیث میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ

ترجمہ: دعا ہی عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں جو دعا مانگتا ہے اور جو نہیں مانگتے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جو بندہ دعا نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

خالق اور مخلوق سے مانگنے کا فرق:

آج ہم مخلوق سے مانگتے پھرتے ہیں اور مانگنے کے طریقے بھی آتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے طریقے ہم نہیں سیکھ پائے۔، چنانچہ مخلوق سے مانگنے میں اور اللہ رب العزت سے مانگنے میں چند بنیادی فرق ہیں

ذرا توجہ سے سنئے گا

۱......پہلی بات یہ کہ آپ مخلوق سے ایک چیز بار بار مانگیں وہ نہیں دے گا۔ چنانچہ آپ دوست سے ایک مرتبہ ایک چیز مانگئے وہ دے دے گا دوسرے مرتبہ مانگئے وہ دے دے گا تیسری مرتبہ موڈ بنائے گا۔ چوتھی مرتبہ بولنا چھوڑ دے گا پانچویں مرتبہ آپ سے تعلق توڑنے کا اعلان کر دے گا۔ یہ کیسا آدمی ہے ہر وقت مانگتا ہی رہتا ہے۔ تو مخلوق سے بار بار مانگو وہ تنگ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ سے بار بار مانگئے وہ خوش ہوتے ہیں بلکہ جو بندہ ہر چیز اللہ سے مانگے اور ہر وقت اللہ سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنا ولی اور دوست بنا لیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارا ایسا بندہ ہے کہ ہمارے سوا کسی اور سے مانگتا ہی نہیں ہے۔

۲......دوسرا فرق یہ ہے کہ مخلوق سے کوئی چیز مانگئے تو وہ دے تو دیتے ہیں مگر کئی مرتبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ غصے کا اظہار کر دیتے ہیں مثال کے طور پر آپ ڈرائیونگ کر رہے ہیں والدہ بھی پاس بیٹھی ہیں۔ لال بتی پہ آپ نے گاڑی کو کھڑا کیا ایک فقیر بھی آ گیا اس نے کھڑکی کو کھٹکھٹایا تو آپ نے اشارہ سے کہا کہ بھئی معاف کرو مگر مانگنے والے بھی بڑے مستقل مزاج ہوتے ہیں وہ پھر مانگتا ہے پھر مانگتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کو غصہ آ جاتا ہے کہ یہ جاتا کیوں نہیں اتنے میں آپ کی والدہ کہہ دیتی ہیں کہ بیٹا دے دو اب والدہ کے کہنے پر آپ اپنی جیب سے کچھ پیسے نکال کر دے تو دیتے ہیں مگر کتنے غصے والی نظروں سے اس کو دیکھتے ہیں اور دیتے ہوئے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ بھئی لو اور دفع ہو جاؤ۔ تو دیا بھی اور غصے سے دیا بوجھ سمجھ کر دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا معاملہ اور ہے بندہ اس سے جتنا بھی مانگے جب بھی مانگے اللہ تعالیٰ اس کو ناراض ہو کر نہیں دیتے بلکہ پیار سے دیا کرتے ہیں۔

۳...... مخلوق کے معاملے میں ایک اور بھی فرق ہے اگر آپ کسی امیر بندے کے پاس جائیں تو اسے کہیں کہ مجھے چونی دے دیں اور وہ بندہ اربوں پتی ہو تو اس کو تو غصہ آئے گا اور کہے گا کہ آپ مجھے غریب سمجھتے ہو۔ اور اگر آپ کسی غریب کے پاس جائیں اور اس سے کہیں کہ مجھے دس کروڑ کا خزانہ چاہیے تو وہ بھی ناراض ہوگا کہ بھئی آپ مجھے کوئی رئیس سمجھتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ امیر سے تھوڑا مانگیں تو وہ ناراض اور غریب سے زیادہ مانگیں تو وہ ناراض ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت کا معاملہ عجیب ہے کہ جتنا مانگیں تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

''کوئی بندہ اپنے جوتے کا تسمہ اللہ رب العزت سے مانگتا ہے تو اللہ پاک وہ بھی دے کر خوش ہوتے ہیں''

۴...... ایک فرق اور بھی ہے۔ مخلوق کے مانگنے میں وہ آپ کو دن کے کسی حصے میں تو دے دیں گے۔ شام کے بعد نہیں دیں گے۔ آپ رات کو کسی کے دروازے پر جائیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

دروازے بند پائیں گے۔ لوگوں کے دروازے کبھی کھلے ہوتے ہیں اور کبھی بند ہوتے ہیں۔ مگر اللہ رب العزت کا دروازہ ایسا ہے جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

ترجمہ: اللہ رب العزت کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ آتی ہے

اس لئے کہ میرا بندہ رات کے وقت کسی حصے میں مجھ سے مانگنے کو آئے ایسا نہ ہو کہ دینے والے کا دروازہ ہی بند ہو۔ اللہ کی شان بلند ہے ۔وہ کتنا کریم پروردگار ہے کہ جس کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔

۵......ایک فرق اور ہے کہ مخلوق کے پاس اگر آپ جائیں تو ان کی اپنی ضرورتیں ہوتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ یار میری اپنی ضرورت ہے میں نے قرضہ دینا ہے حالات میرے ذرا ٹائٹ ہو گئے ہیں میری پے منٹ payment رک گئی ہے۔ مجھ سے قرضے والے مطالبہ کر رہے ہیں۔ میری کنسائمنٹ (مال) رک گئی ہے۔ میرا کنٹینر پھنس گیا ہے۔ مارکیٹ کے حالات اچھے نہیں۔ آپ اگر مخلوق میں سے کسی سے مانگیں وہ خود محتاج ہے دس ضرورتیں آپ کے سامنے پیش کرے گا۔ لیکن اللہ رب العزت کا معاملہ کچھ اور ہے۔ آپ اللہ سے مانگیں۔ آپ سب اس کے محتاج ہیں لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ

۶......پھر مخلوق اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں ایک فرق اور بھی ہے۔ اگر دنیا میں کوئی بندہ ذی حیثیت ہوتا ہے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنوں کو نوازے آج آپ دیکھیں گے کہ دنیا میں کسی کو حکومت ملے تو وہ اپنی پارٹی کے بندوں کو نوازنے کی کوشش کرے گا اور جو مخالف پارٹی ہو گی تو اس کی کوشش ہو گی کہ اس کو محروم کر دوں۔ ان کے منہ سے نوالے بھی چھین لوں۔ تو لوگ اپنوں کو عطا کرتے ہیں اور غیروں کو محروم کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت کا معاملہ اور ہے وہ اپنوں کو بھی عطا کرتے ہیں جو کلمہ پڑھنے والے ہیں ان کو بھی عطا کرتے ہیں۔ جو اللہ کا انکار کرنے والے ہیں ان کو بھی عطا کرتے ہیں جو کافر ہیں اللہ نے ان کو دنیا میں اولاد بھی عطا کی ہے عزت بھی عطا کی ہے وہ ان کو مال دیتا ہے صحت بھی دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں نہ صرف اپنوں کو نوازتے ہیں بلکہ غیروں کو بھی عطا کرتے ہیں۔

یاروں کو بھی اس دنیا میں دے دیتے ہیں اور غداروں کو بھی دے دیتے ہیں۔ بلکہ اپنوں کو دال ساگ پر راضی کر دیتے ہیں اور غداروں کو معلوم نہیں کہ کیا کیا تر لقمے کھلاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے مومنین کے ایمان کا ڈر نہ ہوتا کہ کہیں بہک نہ جاتے تو میں ان کافروں کی سیڑھیوں کو چھتوں کو اور گھروں کو سونے کا بنا دیتا اس لئے کہ پوری دنیا کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ○ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ○ وَزُخْرُفًا ط

ترجمہ: اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک طریقہ کے ہو جائیں گے (کافر) تو جو اللہ کے منکر ہیں ان کے گھروں کی چھت اور ان پر چڑھنے کی سیڑھیاں چاندی کی کر دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی چاندی کے کر دیتے جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے اور سونے کے بھی۔

ے...... پھر مخلوق کے مانگنے میں اور خالق سے مانگنے میں ایک اور فرق بھی ہے کہ جس سے آپ نے مانگنا ہے پہلے آپ کو اس سے تعلق بنانا پڑے گا۔ تحفے تحائف لے کر جانے

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑیں گے دنیا میں کسی کے پاس جائیں تو پہلے پوچھتے ہیں کہ کیا لائے ہو۔ کیا گفٹ لائے ہو افسر صاحب کیلئے کیا دینے کے لئے لائے ہو۔ تو دنیا میں کسی کے پاس جائیں تو کہتے ہیں کہ کیا لائے ہو جبکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں میرے بندے کیا لینے کے لئے آئے ہو۔

۸......مخلوق کے بارے میں دیکھا کہ اگر آپ کسی پر احسان کریں بھی تو اگر ان کو کوئی اڑتی ہوئی خبر ملے کہ فلاں بندہ میرے بارے میں کوئی الٹی بات کر رہا تھا۔ تو وہ شک کی بنا پر بھی احسانات کو چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ حقیقت معلوم نہیں لیکن شک کی بنا پر اس بندے کو محروم کر دیں گے۔ مگر اللہ رب العزت کا معاملہ کیا ہے کہ اس کے بندے اگر بحکم بشریت کوئی گناہ کر بھی بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو محروم پھر بھی نہیں کرتے۔ کبیرہ گناہ کر کے آتے ہیں۔ گھر آ کر پلنگ پر میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو نیند سے محروم تو نہیں کر دیتے۔ یہ تو نہیں کہ تم نے نماز قضا کی تمہارا کھانا ہضم نہیں ہوگا۔ اللہ وہ شفیق ذات ہے کہ بندے کو اس کے گناہ کے باوجود محروم نہیں کرتا بلکہ ان کو مہلت عطا کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بندے نے مانگنا ہے تو وہ مخلوق کی بجائے اللہ سے مانگے مگر یہ مانگنا بھی ایک عمل ہے جو سیکھنا پڑتا ہے۔

مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ:

آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ کورٹ کے اندر درخواست دینی ہو تو ہر بندہ فارم بھر نہیں سکتا وہاں پر کچھ بندے بیٹھے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ آیئے ہم آپ کو فارم بھرنا سکھائیں۔ آپ نے پاسپورٹ کے لئے اپلائی کرنا ہے کتنی ہی ایسی باتیں ہوتی ہیں بندہ مدد مانگتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غلط درخواست دے بیٹھوں۔ عمرہ حج کا ویزہ ہو تو کسی نہ کسی جاننے والے سے پوچھتا ہے کہ بھئی میں نے درخواست کیسے پر کرنی ہے۔ اسطرح اللہ والے وہ دعا مانگنے کا عمل جانتے ہیں ہمیں ان سے پوچھنا چاہیے کہ بھئی کیسے دعا مانگنی ہے یہ بھی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک درخواست ہے اس کو بھی تو بھرنا ہے۔ تو ہم کیسے درخواست بھریں کہ وہ منظور ہو جائے۔ ہم نے دنیا میں دیکھا کہ اگر درخواست صحیح نہ بھری ہوئی ہو تو رد ہو جاتی ہے اسی طرح اگر دعا بھی پورے آداب کے ساتھ نہ مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا کو بھی رد کر دیں گے۔ اب ہم پریشان ہوتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی۔ معاذ اللہ ایسے الفاظ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ ہماری دعا سنتا ہی نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا۔

اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَا

ترجمہ: بے شک میرا پروردگار ضرور دعا کو سنتا ہے۔

کیوں ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ سنتا نہیں یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہمارے مانگنے میں کوئی کمی اور فرق ہے جس کی وجہ سے وہ قبولیت کے درجہ تک نہیں پہنچی۔

دعائیں کروانے اور لینے کا فرق:

ایک بات یہاں clear کرنا (واضح کرنا) ضروری ہے۔ ایک ہوتا ہے دعائیں کروانا اور ایک ہوتا ہے دعائیں لینا۔ دعائیں کروانا بھی عبادت ہے یہ بھی ایک عمل ہے لیکن دعائیں لینا اس سے بڑا عمل ہے بڑی عبادت ہے۔ دعائیں کروانا یہ ہے کہ امی میرے لئے دعا کریں ابو دعا کریں۔ حضرت دعا کریں۔ سر میرے لئے دعا کریں۔ یہ تو ہوا دعائیں کروانا۔ یہ بھی کہنا چاہیے نبی ﷺ نے اس کی بھی تلقین کی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ عمرے پر گئے آپ ﷺ نے فرمایا۔

''عمر دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا''

یہ کہنا امت کی تعلیم کیلئے ہے۔ کہنا چاہیے کہ ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا۔ لیکن اس سے بھی ایک بڑا عمل ہے کہ ایسے کام کریں کہ جس کو دیکھ کر اس کے ماں باپ اور پیر استاد کے منہ سے اس کے لئے دعائیں نکلیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو آج دعائیں کروانے والے بہت ہیں اور دعائیں لینے والے بہت کم ہیں۔ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ اللہ ہمیں دعائیں لینے والا بنائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ کے تین شاگرد تھے اور تینوں کا نام عبداللہ تھا وہ نبی ﷺ کی خدمت میں پیش پیش تھے حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ ان تینوں کا نام لے لے کر تہجد میں دعائیں مانگتے تھے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تینوں دنیا میں بہت عزتیں پانے والے بزرگ بنے چنانچہ ان میں سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ امام المفسرین بنے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر امام المحدثین بنے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام الفقہاء بنے۔ اللہ تعالیٰ نے تینوں کو ایسے بخت لگا دیے۔ یہ جو ہوتا ہے ناں بڑوں کی دعائیں لینا یہ اللہ رب العزت کی بہت بڑی مہربانی ہوتی ہے۔

دعا مانگنے میں کوتاہیاں:

آج جو ہماری دعا مانگنے میں کوتاہی ہوتی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم جو دعا مانگتے ہیں تو ہماری خواہش ہوتی ہے کہ بس شام ہو اور وہ دعا ہماری قبول ہو جائے۔ اور دعا کے لئے جلدی مچاتے ہیں۔ آج کل عورتیں ایسے سمجھتی ہیں جیسے خاوند کو صبح کوئی کام کہا شام تک اس کو ہونا چاہیے۔ ایسے ہی وہ اللہ رب العزت کے ساتھ معاملہ کرتی ہیں کہ صبح کی نماز پڑھی اب شام تک دعا قبول ہونی چاہیے۔ ادھر شکوے کرنے بیٹھ جاتی ہیں۔ اس طرح شکوے شکایت کرنے سے تو دعا قبول نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ہیں اس سے مانگنے کا کوئی طریقہ ہے اس کی بارگاہ میں ناز نہیں چلتا اس کے ہاں عاجزی چلتی ہے انکساری چلتی ہے۔

کئی مرتبہ عورتیں خط میں لکھتی ہیں کہ ہم نے دعا مانگی اور قبول نہیں ہوئی ہم نے دعا

www.besturdubooks.wordpress.com

مانگنا چھوڑ دی ہے۔ اپنی کم علمی کی وجہ سے جس طرح خاوند سے روٹھتی پھرتی ہیں اسی طرح اپنے خدا سے بھی روٹھتی پھرتی ہیں۔ یہ نہیں دیکھیں گی کہ بھئی دعا مانگنے میں بھی تو کوئی کمی ہوسکتی ہے۔ جس کی وجہ سے application (درخواست) رد ہوگئی ہے۔ جبھی تو کہتی ہیں کہ خدا سنتا ہی نہیں۔ کیوں نہیں سنتا!

حدیث پاک میں ہے کہ قبولیت کے تین درجات ہیں

۱۔ یا تو دعا جس طرح مانگی من وعن قبول ہوجاتی ہے۔

۲۔ یا تو اس کے بدلے کوئی بڑی مصیبت تھی ٹال دی جاتی ہے۔

۳۔ یا تو پھر اس کو ذخیرہ کروادیتے ہیں نامہ اعمال میں اور قیامت کے دن اس کو اتنا دیں گے اتنا دیں گے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ بندہ کہے گا کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی جو اجر مجھ کو مل رہا ہے تو اس کے بدلے اور کتنا زیادہ اجر مجھے ملتا۔ تین میں سے کسی نہ کسی ایک صورت میں اللہ تعالیٰ دعا ضرور قبول کرتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ پابند تو نہیں ہیں کہ اس کو ہمارے لئے ضرور قبول کرتے۔ اللہ تعالیٰ حکمت والے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ یہ دعا اس کے حق میں بہتر ہے تو قبول کر لیتے ہیں۔ جیسے کوئی بندہ اللہ سے پیسہ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ اگر اس کو مال پیسہ دیا تو اس کے دین میں خرابی پیدا کر دے گا بلکہ اللہ اس کی دعا کو اُسی طرح قبول نہیں کرتے ہیں۔ جیسے بچہ اگر ہاتھ میں انگارہ پکڑنا چاہے تو ماں اس کو نہیں پکڑنے دیتی۔ بچہ اگر روئے کہ امی میری بات ہی نہیں مانتی۔ بچے کو نہیں پتہ کہ وہ اس کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ ماں کو پتہ ہے کہ نقصان دہ ہے۔ اِسی طرح اللہ کو بہتر پتہ ہے کہ ہمارے لئے کون سی دعا فائدہ مند ہے ہم کو نہیں پتہ کہ کون سی دعا میں کون سی حکمت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ بہتر فیصلہ کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ چونکہ رحیم وکریم ہیں وہ بہتر فیصلہ فرماتے ہیں اسی طرح کئی بچیاں چاہتی ہیں کہ فلاں جگہ شادی ہو جائے ہر بندہ چاہتا ہے کہ پسند کی شادی ہو جائے تو اب اس کی نیت یہ تھی کہ ادھر شادی ہو جائے اب نہیں ہوئی سب سے بے زار پھرتی ہیں۔ بڑی دعائیں مانگیں، بڑے وظیفے کیے بڑے قرآن پڑھے جی ہماری دعائیں تو قبول ہی نہیں ہوتیں۔ اللہ کی بندی آپ کو کیا پتہ وہ جو آج تمہارے ساتھ محبت کا برتاؤ کر رہا ہے کل کو تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا؟ وہ کسی اور سے تعلق بنا لے اور تمہیں گھر کے اندر ذلیل کرے دوسروں کے سامنے بے عزت کرے اور تم اس وقت جینے کی بجائے مر جانے کو بہتر سمجھو؟

وہ اللہ اس بات کو بہتر جانتا ہے اس لیے تمہاری دعا قبول نہیں ہو رہی اس لئے دعا جب بھی مانگی جاتی ہے تو بہتر ہو تو اللہ تعالیٰ اسی وقت پورا کر دیتے ہیں اور اگر بہتر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ پورا نہیں کرتے۔

مثال کے طور پر ایک آدمی کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے غنی بنا دے اللہ اس کو نہیں بناتا کیوں؟ اس لئے کہ اللہ جانتے ہیں کہ اگر اس کو غنی بنا دیا تو یہ اولاد کی تربیت صحیح طریقے سے نہیں کر سکے گا۔ اور اس کی اولاد نافرمان بن کے ایمان سے خارج ہو جائے گی۔ کتنے لوگ ہیں مال ان کے گھر میں آجاتا ہے اور اولاد ان کے ہاتھوں سے نکل کر بے دین ہو جاتی ہے۔ ہمیں کیا پتہ کہ ہماری دعا کس وجہ سے قبول نہیں ہو رہی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اعتماد رکھیں اللہ تعالیٰ بندے سے ماں سے ستر گنا زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی حکمت ہوگی۔ جو من وعن دعا قبول نہیں ہوتی۔

ہمیں کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے بدلے میں بڑی مصیبت سے بچا دیا۔ آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

سوچیں کئی مرتبہ آپ گاڑی پر جا رہے ہوتے ہیں کہ ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچتا ہے۔ تو ممکن ہے آپکی مانگی ہوئی کسی دعا کے صدقے اللہ نے آپ کو ایکسیڈنٹ سے بچالیا۔

زلزلہ آیا لاکھوں انسان مرے بھی اور بچ بھی گئے ہمیں اللہ نے بچالیا کیا پتہ کوئی مانگی ہوئی دعا تھی اس کے بدلے میں اللہ ہمیں نے بچالیا تو یوں کہہ دینا کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتیں تو یہ بدگمانی اللہ کی بارگاہ میں ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے۔

دعا مانگتے ہی رہنا چاہیے:

دعا مانگنی چاہیے اور مانگتے ہی رہنا چاہیے آپ نے دیکھا ہے کہ بچہ کبھی ماں سے کوئی چیز مانگتا ہے ماں کبھی دے دیتی ہے اور کبھی نہیں دیتی۔ جب نہیں دیتی تو بچہ مانگتا رہتا ہے، مانگتا رہتا ہے ماں نہیں دیتی۔ تھوڑی دیر بعد وہ رونا دھونا کرتا ہے تو ماں چیز بھی دے دیتی ہے اور سینے سے بھی لگا لیتی ہے۔ تو اسی طرح دعا مانگنی ہو تو ہم non stop مانگتے رہیں بغیر تھکے ہوئے مانگتے رہیں۔ مانگنے کے بعد ہم محروم نہیں رہیں گے۔ یا تو من وعن قبول ہوگی یا اس کے بدلے return ملے گا۔ اس کے بدلے کوئی بیماری ہوگی جو دور کر دی جائے گی۔ کیا پتہ آپ نے کوئی دعا مانگی وہ قبول تو ہو جاتی لیکن کوئی جلد کی بیماری بھی ہو جاتی آپ کے چہرے پر داغ دھبے پڑ جاتے اور ایسے چہرے پر اتنی محبت کرنے والا شوہر دیکھنا بھی پسند نہ کرتا اور اس کا رخ بھی بدلا ہوا ہوتا۔

اللہ نے آپ کی صحت کو برقرار رکھا کوئی بیماری نہیں لگائی۔ گھر میں الفتوں اور محبتوں والی زندگی گزارتی پھر رہی ہیں۔ پتہ نہیں کس کس دعا کا نتیجہ ہے جو یہ عزتوں بھری زندگی گزار رہی ہیں۔ اس لئے دعا مانگنے کے بعد یہ توقع رکھنا کہ فوراً قبول ہو جائے گی یہ بندگی کے آداب کے خلاف ہے اور جلدی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا مانگتے رہنے سے قبول ہوتی ہے:

اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھیں کہ کچھ لوگ دعا مانگتے ہیں اور کچھ لوگ دعائیں پڑھتے ہیں۔ دعا پڑھنے سے قبول نہیں ہوتی۔ دعا مانگنے سے قبول ہوتی ہے کیا مطلب؟

دعا پڑھنا تو یہ ہے کہ پڑھتا رہے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا ......بس طوطے کی طرح دعا پڑھ لی یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ میں نے کیا پڑھا چنانچہ ایک مرتبہ ایک مسجد میں نماز پڑھی قریبی دوست بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز پڑھنے کے بعد انہوں نے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیر لیا تو میں نے ویسے ہی ان سے پوچھ لیا کہ آج دعا میں آپ نے کیا مانگا تو میری طرف دیکھ کر کہنے لگے حضرت سچ بتاؤں مجھے نہیں معلوم میں نے کیا مانگا۔ یعنی ابھی چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ابھی معلوم نہیں کہ کیا مانگا اتنی غفلت بھری دعا مانگی۔ اس کو کہتے ہیں دعائیں پڑھنا۔

دعائیں پڑھنے سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں دعائیں مانگنے سے قبول ہوتی ہیں۔

دیکھئے جس فقیر نے آپ سے ایک روپیہ مانگنا ہوتا ہے وہ کپڑے بھی پھٹے پرانے پہن کر آتا ہے وہ الفاظ بھی چن چن کر استعمال کرتا ہے جو دل کو touch (چھونے) کرنے والے ہوں۔ آواز بھی بھرائی ہوتی ہے ہاتھ بھی کانپ رہے ہوتے ہیں۔ اب دیکھئے جس نے ایک روپیہ مانگنا ہو کتنی تیاری کر کے آپکی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جس نے اللہ سے اللہ کو مانگنا ہو اس کو کتنی زیادہ عاجزی کی ضرورت ہوگی۔

آج کل کے دعا مانگنے کے غلط طریقے:

آج تو ہم دعا ایسے مانگتے ہیں جیسے کوئی Worker (ملازم) کو کام بتا رہا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ایسے دعا مانگیں گے۔ اللہ میری بیٹی کا رشتہ اچھی جگہ ہو جائے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے بیٹے کو نوکری مل جائے میرا خاوند میرے سامنے اتنا اچھا ہو کہ میرے اشاروں پر ناچنے لگ جائے اے اللہ! فلاں میرے حاسدین کا گھر بھی اجڑ جائے یعنی ہم ایسے دعا مانگ رہے ہوتے ہیں کہ جیسے کسی ماتحت کو کام ذمے لگا رہے ہوتے ہیں۔ دعا مانگنا اور چیز ہے اور ماتحت کے ذمے کام لگانا اور چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اس کی عظمت ہے اس کی شان ہے جس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس انداز سے دعا مانگنا کہ یہ کردے یہ کردے جیسے کوئی افسر کسی کو آرڈر دے رہا ہو یہ مانگنے کا غلط طریقہ ہے۔ اس طرح دعا مانگیں کہ اللہ کے سامنے عاجزی کر کے اور اس کی عظمت کو سامنے رکھ کر دعا مانگا کریں۔ سوال کیا کریں۔ جب اس طرح مانگیں گے تو دعائیں جلدی قبول ہوں گی۔ ع

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

ہم شکوہ لئے پھرتے ہیں کہ وہ ہماری سنتا ہی نہیں حالانکہ دعا مانگنے میں اتنی کوتاہیاں ہم خود کرتے ہیں کہ جس کا حساب نہیں ہے۔

دل سے دعا مانگنے سے قبول ہوتی ہے:

حجاج بن یوسف کے بارے میں آتا ہے کہ طواف کر رہا تھا ایک بوڑھا نابینا اللہ سے مناجات کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا یا اللہ مجھے میری بینائی واپس کردے۔ حجاج بن یوسف رکا اور اس نے ٹھوکر لگائی اور کہا کہ تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں؟

اس نے کہا نہیں۔ حجاج بن یوسف نے کہا کہ میں حجاج بن یوسف ہوں۔ اب اس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ بہت ہی زیادہ سخت طبیعت کا بندہ تھا اور جو کہہ دیتا اس کو پورا کر کے دکھاتا تھا۔ اس نے کہا دیکھ میرا اگلا چکر طواف کا مکمل ہونے والا ہے اگر میری واپسی پر تیری بینائی نہ آئی تو میں نے تیرے قتل کا حکم دے دینا ہے اور اس نے ایک پولیس والا بھی ساتھ کھڑا کر دیا کہ بھاگنے نہ پائے۔ اب تو اندھے کا حال عجیب! آنسو گر رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور کانپ بھی رہا ہے کہنے لگا۔ اللہ پہلے تو بینائی کا سوال تھا اب تو میری زندگی کا سوال ہے۔ ایسے تڑپ کر اس نے دعا مانگی کہتے ہیں حجاج بن یوسف جب واپس آیا تو اللہ نے اس کی بینائی واپس لوٹا دی۔ حجاج بن یوسف نے اس کو کہا جیسے تم پہلے دعا مانگ رہے تھے ایسے اگر ساری زندگی بھی دعا مانگتے رہتے بینائی واپس نہ آتی۔ چونکہ پہلے تم زبان سے دعا مانگ رہے تھے۔ اب جب تمہیں اپنی جان کا خوف ہوا تم نے تڑپ کر دل سے دعا مانگی۔ تو وہ قبول ہوگئی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اس لئے دعا ہمیشہ انسان جب بھی مانگے دل سے مانگے تڑپ کر مانگے پھر دیکھئے اللہ رب العزت کی طرف سے کیسے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

دل کھول کر مانگیے:

ایک بات ذہن میں رکھنا جو شرفاء ہوتے ہیں سخی ہوتے ہیں ان سے اگر کوئی سوال کریں تو وہ کچھ زیادہ بھی دے دیتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی مجھ سے سوال کرے تو ہو سکتا ہے میں اس کو دس روپے دے دوں کسی امیر سے سوال کرے وہ ہزار دے دے کسی وزیر سے کرے دس ہزار دے دے۔ ملک کے صدر سے بات کرے تو وہ لاکھ روپے دے دے اور اگر سعودی عرب کے بادشاہ سے مانگے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو ملین دے دے۔ تو دنیا کا ہر بندہ اپنی شان کے مطابق دیتا ہے۔ یہ ذہن میں یاد رکھ لیجئے جب اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں تو بندے کو اپنی شان کے مطابق عطا کر دیتے ہیں وہ اتنے کریم پروردگار ہیں۔ مانگنے والے کا دامن چھوٹا اور دینے والے کی شان بڑی ہے جس نے بھی مانگا وہ محروم نہیں رہا۔ مگر مانگنے کے طریقے سے مانگا ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بچپن کا واقعہ:

مجھے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے کہ ایک محلے کا دکاندار تھا اور میرے والد کے ساتھ اس کے تعلقات بہت اچھے تھے جب میں اس سے سودا لینے جاتا تو وہ جتنا دینا ہوتا وہ تول کر دیتا اور بعد میں کچھ اوپر زیادہ ڈال دیتا۔ مجھے یہ بات سمجھ نہ آئی۔ ایک دفعہ میں نے یہ بات اپنے والد صاحب کو بتائی تو والد صاحب نے کہا بچے جو وہ اوپر کچھ زیادہ ڈال کر دیتا ہے یہ اس کی محبت ہے یہ اپنی محبت کا حق ادا کرتا ہے۔ وہ بچپن کی بات آج یاد آتی ہے کہ اگر ایک بندہ جس کے ساتھ محبت کا تعلق ہے وہ اپنی شان سے زیادہ دے دیتا ہے اور اگر بندے کا اس اللہ سے بھی محبت کا تعلق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اس کی توقعات سے بڑھ کر عطا کر دیتے ہیں۔ اب اس کی دو چار مثالیں سن لیجیے۔

حضرت ابراہیمؑ کا پھل مانگنے کا واقعہ:

حضرت ابراھیمؑ اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ملک شام سے لے کر آگئے اور ان کو مکہ مکرمہ میں آ کر آباد کیا وہاں بالکل سبزہ نہیں تھا۔

بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ

جب انہوں نے ان کو وہاں پر آ کر آباد کیا اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ

وَارْزُقْهُمْ ثَمَرَاتٍ

ترجمہ: ان کو پھل عطا کر دیجیے

ہم جیسا ہوتا تو کھانے کو روٹی پانی مانگتا مگر انبیاء کرام کی شان بلند ہوتی ہے فراست بڑی ہوتی ہے انہوں نے پھل مانگا تو جہاں پر اللہ نے ان کا تذکرہ فرمایا وہاں فرمایا (اے ہمارے پیارے ابراھیم ہم اس جگہ ہر قسم کے پھل پہنچائیں گے۔ حالانکہ ثمرات کی جگہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اشجار کہہ دیتے تو بھی بات ٹھیک تھی کہ درختوں کے پھل کیونکہ مانگنے والے نے تو درختوں کے پھل ہی مانگے۔ کیونکہ اس نے ثمرات کہا اشجار نہیں کہا

ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ

ترجمہ: ہر چیز کے پھل

کہا چنانچہ آپ دیکھیں۔ کھیتوں کا ثمر سبزیاں ہیں، درختوں کا ثمر پھل ہیں۔ ملوں کا ثمر ان کا پراڈکٹ ہے۔ کسی کا ثمر کپڑا ہے کسی کا ثمر پلاسٹک کی چیزیں ہیں۔ جو بھی ثمر دنیا میں تیار ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو یہاں پہنچا رہے ہیں۔

اور انسانوں کا ثمر ان کی اولاد ہوتی ہے آپ دیکھئے کہ والدین اپنی اولادوں کو یہاں بھیجنے کے لئے دعا کروار ہے ہیں کہ دعا کریں ہمارے بیٹے کا سعودی عرب کا ویزہ لگ جائے۔ ہم اپنے دل کے ثمر کو بھی وہاں بھیجنے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے ثمر مانگے اور اللہ نے ہر چیز کا ثمر بھیج دیا۔

بی بی آسیہ کے دعا مانگنے کا واقعہ:

دوسری مثال بی بی آسیہ فرعون کی بیوی کی ہے، جب اس کے اسلام کا فرعون کو پتہ چلا اس نے اس کو بہت ذلیل کیا یہاں تک کہ آخری حربہ یہ استعمال کیا اور کہا کہ دیکھو میں تمہیں اس گھر سے نکال دوں گا کیونکہ عورت کو اس کے گھر سے بے گھر کر دینا اس سے بڑی سزا اور کوئی نہیں ہوتی۔ اس کو گھر والی کہتے ہیں۔ اور اگر گھر والی کو بے گھر کر دیا جائے یہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس ملکہ وقت کو اس کے گھر سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دیا جب اس کو گھر سے نکالنے لگا تو بی بی آسیہ نے دعا مانگی۔

رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

ترجمہ: اے میرے رب میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ اس ظالم نے مجھے دنیا کے گھر سے تو نکال دیا اس گھر کے بدلے میں جنت میں آپ کے قرب میں گھر چاہتی ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ دعا اتنی پسند آئی کہ اس کا تذکرہ قرآن میں کر دیا۔ اور مانگنے والے نے صرف گھر مانگا اور دینے والے نے نہ صرف گھر دیا بلکہ گھر والا بھی دے دیا چنانچہ روح المعانی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہونے لگی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خدیجہؓ جب جنت میں جانا تو میری بیویوں کو سلام کہنا۔ وہ بڑی حیران ہوئیں کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں دنیا میں آپکی پہلی بیوی ہوں جنت میں اور کون سی بیویاں ہیں۔ فرمایا جنت میں اللہ تعالیٰ نے بی بی آسیہ اور مریم علیہما السلام کو میری بیوی بنا دیا ہے۔ سبحان اللہ! مانگنے والے نے گھر مانگا تھا اللہ کی شان کتنی بلند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے محبوب جیسا خاوند عطا فرما دیا۔

حضرت عمرؓ کا شہادت مانگنے کا واقعہ:

سیدنا عمرؓ مکہ سے مدینہ منورہ آ رہے ہیں رات کو آرام کے لئے لیٹ گئے۔ تہجد کے لئے آنکھ کھلی دیکھا چاند چمک رہا ہے نور برسا رہا ہے۔ خنکی تھی رحمت کے نزول کا وقت تھا تو ایسے وقت میں پھر اٹھ کر اللہ سے مانگنے کو دل کرتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دو دعائیں مانگیں۔ ایک آسمان کے چاند کو دیکھ کر ان کو مدینہ کا چاند یاد آ گیا نبی ﷺ یاد آ گئے۔ انہوں نے دو دعائیں مانگیں۔

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلك واجعل قبری فی بلد حبیبك

اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت نصیب فرما اور اپنے محبوب کے شہر میں میری قبر بنا دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی دو دعائیں دو آرزوئیں اور دو حسرتیں اللہ کے سامنے پیش کیں۔ اللہ نے دعا کو قبول کر لیا مگر دعا کو قبول کیا تو کیسے کیا۔ شہادت تو ان کو پہاڑ کی چوٹی پر مل سکتی تھی۔ دریا میں مل سکتی تھی میدان میں مل سکتی تھی گلی کے موڑ میں مل سکتی تھی مگر اللہ نے ان کو شہادت کہاں دی۔ باوضو ہیں، نماز کی حالت میں ہیں۔ نبی ﷺ کی مسجد میں ریاض الجنۃ میں مصلیٰ کے اوپر کھڑے ہیں وہاں ان کو زخم لگایا جاتا ہے شہید کر دیا جاتا ہے اب انہوں نے یہ تو نہیں مانگا تھا کہ محبوب کے مصلے پر مجھے شہادت عطا فرما!

انہوں نے دعا مانگی کہ محبوب کے شہر میں دفن فرما اب جنت البقیع میں بھی دفن ہو سکتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو توقعات سے بڑھ کر محبوب کے حجرے میں محبوب کے قدموں میں جگہ عطا فرمائی۔

اللہ تمنا سے بڑھ کر دیتا ہے:

تو دستور یہ نکلا کہ مانگنے والا جو بھی مانگتا ہے تو دینے والا اپنی شان کے مطابق اس کی امیدوں سے بڑھ کر عطا فرماتا ہے وہ دینے والا بڑا کریم ہے۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے

ہم کو شکوہ ہے کہ مدعا ملتا نہیں
دینے والے کو شکوہ ہے کہ گدا ملتا نہیں
غفلت شعاری دیکھ کر بندے کی کہتا ہے کریم
دینے والا دے کسے دست دعا ملتا نہیں

وہ تو دے کر خوش ہوتا ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ اللہ کے حضور اللہ سے خوب

www.besturdubooks.wordpress.com

دعائیں مانگیں۔ ہمارے مانگنے میں دیر ہے اس کی عطا میں دیر نہیں ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہ رہرو منزل ہی نہیں
تربیت تو عام ہے جوہر قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گِل ہی نہیں

جب رات کو مانگنے کا وقت ہوتا ہے تہجد کا وقت ہوتا ہے تو عام دنوں میں تہجد کے وقت آنکھ ہی نہیں کھلتی۔

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

تو اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے وقت دعا مانگیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ''تہجد کے وقت ایک فرشتہ ندا لگاتا ہے کہ ہے کوئی سوال کرنے والا جس کے سوال کو پورا کر دیا جائے''

جب اللہ کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے کہ مانگنے والو مانگ لو ہم اس وقت میٹھی نیند سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ گھوڑے بیچ کر سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ہم نے تہجد بھی پڑھنی ہے اور فجر بھی پڑھنی ہے۔ کئی لوگوں کے لئے رمضان المبارک میں سحری کے وقت اٹھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ عورتیں کہتی ہیں کہ رات کو کھا لیں گے صبح کے وقت ہم سے اٹھا نہیں جاتا یہ حالت ہے ہماری!

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے:

اب رمضان کے کچھ دن باقی رہ گئے ہیں ان میں اللہ سے مانگیں۔ کتابوں میں لکھا ہے۔ ایک بوڑھا جس کا پوری دنیا میں کوئی نہیں بیوی بچے نہیں تن تنہا ایک خاندان والوں

نے اسے اپنے پاس رکھ لیا لیکن اس کی کھانسی اور بلغم کی وجہ سے اس کو بھی جواب دے دیا اب اس کا سہارا ختم۔ پوری دنیا میں اس کا کوئی نہیں اب اگر اس کا دل ٹوٹا تو سوچتا ہے کہ کہاں جاؤں۔ پھر اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ اللہ کے گھر جاؤں۔ اب یہ بوڑھا ہانپتا ،، ا کانپتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا لاٹھی پکڑے جھکی ہوئی کمر، منہ میں دانت نہیں، پیٹ میں آنت نہیں، اب طاقت نہیں اور اللہ کے گھر کی طرف آہستہ آہستہ آ رہا ہے تو اللہ رب العزت اس باغی بوڑھے سے یہ نہیں پوچھتے کہ تم نے اپنی جوانی کہاں ضائع کی کہ تیرا جمال کہاں گیا تیر امال کہاں گیا۔ اللہ اس بوڑھے کو رد نہیں فرماتے اگر وہ اپنی زندگی میں توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"وہ ایک بالشت آتا ہے میں دو بالشت جاتا ہوں وہ میری طرف چل کر آتا ہے میں دوڑ کر جاتا ہوں۔ میری رحمت اتنی وسیع ہے۔"

وہ اتنا کریم ہے کیوں نہ ہم اس کے در پر جا کر اچھے نصیب مانگیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

ترجمہ: سوالی کو جھڑکو مت

اب سوچنے کی بات ہے جب ہم جیسے کمزوروں کو یہ حکم ہوا کہ کسی سائل کو جھڑکی مت دو تو اللہ ہمیں اپنے در سے کیسے دھتکار سکتے ہیں۔

اگر کوئی بندہ اس کے در پر سوالی بن کر حاضر ہوگا اللہ تعالیٰ اس بندے کو کیسے انکار فرمائیں گے۔ یقیناً مانگنے والے کی کمی ہوتی ہے دینے والے کی کوئی کمی نہیں ہوتی وہ تو دے کر خوش ہوتا ہے بلکہ فرماتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ: اللہ فرماتے ہیں تم مانگو میں تم کو عطا کروں گا۔

اللہ کا کلام بھی سچا اللہ بھی سچا! لہٰذا ہم پکے یقین کے ساتھ اللہ سے دعا مانگیں اللہ ہماری پریشانیوں کو دور کر دے اور ہمیں در در کے دھکے اور ٹھوکریں کھانے سے محفوظ فرمائے۔ میرے دوستو اور عزیز بہنو!

آج امت مسلمہ اتنی پریشان ہے کہ یوں لگتا ہے کہ ٹوٹی تسبیح کے جس طرح دانے گرتے ہیں اس طرح امت مسلمہ پر پریشانیاں آرہی ہیں گر رہی ہیں ہر طرف ذلت ہے۔

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ آ کے تیری عجب وقت پڑا ہے

یہ دعا مانگنے کا وقت ہے یہ عاجز التجا کرتا ہے کہ اجتماعی دعائیں بھی مانگیں اور گھروں میں بھی انفرادی دعائیں تہجد کے وقت میں مانگیں اللہ تعالیٰ مصیبت کی گھڑیوں کو دور کر دے اور امت مسلمہ پر یہ مشکل وقت دور کر دے اور اللہ تعالیٰ در در کے دھکے کھانے سے محفوظ فرمالے۔

یاد رکھیے! دنیا میں ایک در بند ہوا تو دوسرا کھل جائے گا اس لئے کہ دنیا میں اس کا نعم البدل موجود ہوتا ہے لیکن اللہ کا دروازہ جب یہ بند ہو جائے اس کے لئے کوئی دوسرا بدل موجود نہیں ہوتا۔ اے دوست! تو جس سے بھی دنیا میں جدا ہوا اس کا کوئی نہ کوئی بدل دنیا میں موجود ہو گا لیکن اگر تو اللہ سے جدا ہو گیا اس کا کوئی بدل دنیا میں موجود نہیں۔ اس لئے اس در سے مانگنا سیکھ لیجئے۔ اے اللہ ہمیں عطا فرما دیجئے۔

کسی نے کیا خوب کہا!

تنگ دستی کے عالم میں جو گھبراتا ہوں
پر درِ غیر پہ جاتے ہوئے کتراتا ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ پھیلانے میں محتاج کو غیرت کیسی

شرم آتی ہے کہ بندہ تیرا کہلاتا ہوں

یہ وہ وقت ہے جبکہ پوری دنیا مسلمانوں کو ذلیل کرنے پہ تل چکی ہے اللہ سے دعا مانگیے۔

''اے اللہ سب نے ساتھ چھوڑ دیا کہیں آپ بھی ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے سے جدا نہ کردیں اپنے سے دور نہ کردیں اے اللہ ہم آپ سے ہٹنا نہیں چاہتے آپ سے کٹنا نہیں چاہتے۔آپ سے جڑنا چاہتے ہیں'' ع

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل پر محنت کیجیے

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دل کو سنواریں

یہ اخلاق حمیدہ آتے ہیں تعلیمات نبوت سے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو فرمایا۔ انک لعلی خلق عظیم ۔ آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔تو انہوں نے یہ اخلاق اپنی امت کو سکھائے۔اس لئے ہم اگر چاہتے ہیں کہ آج ہماری پریشانیاں دور ہو جائیں۔تو ان پریشانیوں کا حل ہمیں باہر نہیں ملے گا، اندر ملے گا۔ انسانیت کا کملایا ہوا درخت بھی اندر سے سرسبز ہونا شروع ہوتا ہے۔ ہم اس سفر کی ابتداء اگر دل سے شروع کریں گے تو یقیناً منزل پہ پہنچ جائیں گے۔لہٰذا آج کی اس محفل میں یہ عہد کر لیجئے کہ ہم اپنے دلوں کو سنواریں گے، بنائیں گے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر لیں گے۔ ایسے بھریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اللہ تعالیٰ کے لئے آجائے۔ اللہ تعالیٰ دل میں سما جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ دل میں چھا جائے۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

دل پر محنت کیجیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

من عمل صالحا من ذكر او انثي وهو مومن فلنحيينه حيوة طيبه

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ہر بندہ سکون کی تلاش میں ہے:

اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا۔ یہ اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل کا نور عطا فرمایا۔ اور باقی مخلوق سے ممتاز کر دیا۔ ہر آدمی کے دماغ میں اس کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ چنانچہ کئی مرتبہ جب ایک ہی چیز کو وہ مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں۔ تو ان کی رائے مختلف ہوتی ہیں۔ یہ اختلاف رائے اتنی عام ہے۔ کہ آپ کو دنیا کے ہر معاشرے میں، ہر جماعت میں، ہر جگہ پر ملے

www.besturdubooks.wordpress.com

گی۔حتی کہ گھر کی سطح پر بھی مختلف لوگوں کی سوچیں مختلف ہوتی ہیں۔اگر ایک مذہب والے ایک بات پر متفق ہیں تو دوسرے مذہب والوں کو اس پر اختلاف ہے۔اگر ایک ملک والے ایک بات پر متفق ہیں تو دوسرے اس سے اختلاف رکھتے ہیں اگر ایک خاندان والے ایک بات پر متفق ہیں تو دوسرے اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ہر جگہ پر آپ کو یہ اختلاف رائے ملے گا۔لیکن ایک ایسی بات ہے کہ جس پر دنیا کے سارے انسان متفق ہوتے ہیں۔کسی مذہب،کسی ملک کے ہوں،کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔عربی ہوں یا عجمی ہوں۔گورے ہوں یا کالے ہوں۔مومن یا کافر ہوں۔سب کے سب ایک بات پر متفق نظر آتے ہیں۔ اور وہ بات کیا ہے؟ کہ اس وقت جس دنیا میں ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ایک عالمگیر فساد نظر آتا ہے۔ہر بندہ یہ کہے گا کہ فساد نظر آتا ہے بے سکونی نظر آتی ہے۔بے چینی نظر آتی ہے۔پریشانی نظر آتی ہے۔آپ دنیا کی کسی بھی (ترقی یافتہ قوم) developed nation کے پاس چلے جائیں۔ہر بندہ جواب دے گا۔ life is very difficult (زندگی بہت مشکل ہے)۔ساری دنیا کی سہولتیں انہیں میسر ہیں۔من مرضی کی زندگی گزارتے ہیں۔شتر بے مہار کی طرح اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں life is difficult تو گویا اس وقت کے دنیا کے تمام انسان اس بات پر متفق ہو چکے کہ دنیا میں عالمگیر فساد برپا ہو چکا ہے۔یوں لگتا ہے کہ انسانیت اپنے ضمیر کے کندھوں پر اپنی لاش کو لے کر جا رہی ہے۔اس فساد کا کوئی تو حل ہو گا۔اسکا حل ڈھونڈنے کو سب لگے ہیں۔اپنی اپنی سطح پر سب لوگ کوشش کر رہے ہیں۔کہ میری پریشانی ختم ہو جائے۔میرے دل کو سکون مل جائے۔مجھے عزتوں بھری زندگی نصیب ہو جائے۔مگر یہ ایسا مسئلہ ہے جو ابھی لاینحل نظر آتا ہے۔اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ انسان اس الجھی ہوئی ڈور کا سرا ہی پکڑنے سے باغی ہوا ہوا ہے۔ایک ڈور الجھ گئی جس کو سلجھانے میں سب

www.besturdubooks.wordpress.com

لگے ہوئے ہیں۔ مگر اس کا سرا کسی کو ہاتھ نہیں آرہا۔ دنیا کے فلسفی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان پریشانیوں کو ختم کرنے کے لئے ہر وقت اس کا حل سوچ رہے ہیں۔ مگر ان کو سرا نہیں ملتا۔

فلسفی کو بحث میں خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے سرا ملتا نہیں

فساد کا حل کیوں نہیں ملتا؟

اور سرا نہ ملنے کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے۔ اپنے بڑوں سے ایک لطیفہ سنا کرتے تھے۔ کہ ایک آدمی روشنی میں روپیہ ڈھونڈھ رہا تھا۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو۔ کہنے لگا روپیہ ڈھونڈھ رہا ہوں۔ تو لوگوں نے بھی ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ سب لوگ مل کے روپیہ ڈھونڈھ رہے ہیں۔ روپیہ ملتا نہیں۔ جب تھک ہار چکے۔ تو کسی نے اس سے یہ پوچھا کہ بھئی تمہیں یقین ہے کہ تمہارا روپیہ گرا تھا۔ اس نے کہا یہ تو یقین ہے کہ گرا تھا۔ مگر گھر کے اندر گرا تھا۔ مگر تم تو گھر کے باہر ڈھونڈھ رہے ہو؟ کہنے لگا کہ وہاں اندھیرا تھا۔ یہاں روشنی ہے تو میں نے کہا کہ روشنی میں ڈھونڈھ لیتا ہوں۔ اب یہ سارے لوگ ساری زندگی روشنی میں روپیہ ڈھونڈتے رہیں ان کو روپیہ نہیں ملے گا۔ ہو بہو یہی حساب آج کے انسان کا ہے۔ اس کی متاع جو گم ہوئی وہ دل سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ اس قیمتی متاع کو باہر کی دنیا میں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ اس لئے اس کو فساد کا حل نظر نہیں آتا۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

پوری دنیا کو قمقموں سے روشن کرنے کے دعوے کرنے والا انسان آج اپنے من میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اندھیرا لئے ہوئے ہے۔ اس لئے اس کو فساد کا حل نظر نہیں آتا ہے۔ یہ لپید ل میں ڈھونڈے جہاں اس کی متاع گم ہوئی تو تب سرا ہاتھ آئے گا۔

کیا پریشانیوں کا حل اقتصادی حالت درست کرنے میں ہے؟

آج دنیا کے فلسفی حل پیش کرتے ہیں پریشانیوں کا کہ اقتصادی حالت اتنی اچھی ہو کہ ہر بندے کو کھانے کو مل جائے۔ لیکن ہم اس بات کو دیکھ چکے کہ جہاں معاشرے میں بندوں کو سب کچھ کھانے کو ملا۔ تو وہاں وہ پیٹ بھر کر پھر بدمستیوں میں مشغول ہو گئے۔ کھاؤ پیو عیش اڑاؤ۔ اور اس عیاشی میں انہوں نے ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنا شروع کر دیا تو پھر بھی بے سکونی۔ بھوکے تھے تو بھی بے سکونی۔ جب پیٹ بھر گئے تو پہلے سے زیادہ بے سکونی۔ کسی نے کہا کہ نہیں یہ حل نہیں ہے۔

کیا پریشانیوں کا حل تعلیم دینے میں ہے؟

اس فساد کا حل یہ ہے پریشانی کا حل یہ ہے کہ سب کو تعلیم دو۔ یہ بھی ایک اچھا حل ہے۔ لیکن جس معاشرے میں سب تعلیم یافتہ ہیں۔ ایجوکیشن سو فیصد کے قریب پہنچ چکی اس ماحول میں دیکھا کہ لوگ اپنے علم کو ایسے بزنس میں استعمال کرنے لگے کہ سب لوگوں کا پیسہ جمع ہو کر ان کی جیبوں میں آنے لگا مگر پھر بھی بے سکونی ہے۔

کیا پریشانیوں کا حل تنظیم پیدا کرنے میں ہے؟

کسی نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ اپنے اندر تنظیم پیدا کرو۔ چنانچہ جن ملکوں کے اندر اعلیٰ درجے کی تنظیم ہے۔ اصولوں کی پابندی ہے لوگ قانون کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ وہ قومیں آج جب اپنا پیٹ بھر چکیں تو اپنی خواہشات کی پیروی کے لئے انہوں نے دوسروں پر پابندیاں لگانی شروع کیں۔ ادھر یہ نہیں جا سکتا ہے ادھر وہ نہیں جا

www.besturdubooks.wordpress.com

سکتا۔ مرضی ہماری چلے گی۔ گھر آپ کا مرضی ہماری۔ تو اس میں بھی حل نظر نہ آیا۔

پریشانیوں کا بہترین حل:

آخر کوئی تو حل ہونا چاہیے۔ یہ حل دنیا کے فلاسفر بتا ہی نہیں سکتے اس لئے کہ ان کے دماغوں سے بھی اونچی بات ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ انسان اتنا گہرا ہے اس کی اپنی ذات میں ایک دنیا ہے۔ اسی لئے اس کو ہمارے مشائخ نے عالم صغیر کہا کہ انسان عالم صغیر ہے۔ باہر جو کچھ ہے سب کچھ انسان کے اندر موجود ہے۔ آپ غور کیجئے۔ کہ باہر زمین ہے۔ انسان کا بدن اس کی زمین ہے۔ باہر پہاڑوں کے سلسلے اور اندر انسان میں ہڈیوں کے سلسلے ہیں۔ باہر کی دنیا میں پانی کے دریا ہیں۔ اندر کی دنیا میں خون کے دریا چل رہے ہیں۔ باہر کی دنیا میں کھیتیاں پیدا ہوتی ہیں۔ انسان کے بازو اور باقی جسم پر چھوٹے چھوٹے بال ان کھیتیوں کی مانند ہیں۔ باہر کی دنیا میں آپ کو جنگل نظر آتے ہیں۔ انسان کے سر پر اور، کچھ جگہیں جسم پر ایسی ہیں کہ بال جنگل کی مانند نظر آتے ہیں۔ باہر کے دنیا میں ہوا ہے تو انسان کے جسم میں بھی اس کی مانند ہوا ہے۔ انسان ایک چھوٹی سی دنیا نظر آتی ہے۔ اور دنیا اتنی پیچیدہ ہے کہ اس کو سمجھنا ہر بندے کے بس کی بات نہیں اسی کو حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ کہ ؎

دل دریا سمندروں ڈونگے
کون دلاں دیاں جانے ہو

یہ دل اتنے گہرے ہیں کہ سمندروں کی تو پھر بھی انسان پیمائش کر سکتا ہے۔ کسی کے دل کی گہرائی کی پیمائش انسان کے بس میں نہیں ہے۔ ایسے پیچیدہ انسان کو سنوارا کیسے جائے۔ اور اس کے فساد کا حل کیسے ڈھونڈا جائے۔ اس کے لئے رب کریم نے اپنے بندوں پر احسان فرما کر اپنے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء کرام جو دنیا میں آئے ان سب

نے یہی بات سکھائی۔لوگو۔جو طرزِ زندگی میں لے کر آیا ہوں جو تعلیمات میں دنیا میں لے کر آیا ہوں۔ان تعلیمات پر عمل کرو گے۔تو تمہارے دلوں کو اطمینان ملے گا سکون ملے گا۔عزت ملے گی۔اور اگر ان سے روگردانی کرو گے۔تم تجربات اور مشاہدات کی ٹھوکریں کھاتے پھرو گے۔تمہیں منزل پہ پہنچنا کبھی نصیب نہیں ہوگا۔

فساد کی جڑ کیا ہے؟

انبیاء کرام نے آ کر حقیقت سے آگاہ کیا۔کہ اس سارے فساد کی جڑ فقط انسان ہے۔جس طرف دنیا میں فساد نظر آتا ہے اس کی بنیاد حضرت انسان ہے۔جانور نہیں ہیں۔آپ غور کیجئے۔کہ درندوں نے انسانیت کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا بگڑے ہوئے انسانوں نے اپنے ہاتھوں سے دوسرے انسانوں کو نقصان پہنچایا۔کبھی سنا آپ نے کہ بھیڑیوں نے مل کر انسانوں پر حملہ کر دیا۔شیروں نے مل کر انسانوں پر حملہ کر دیا۔نہیں۔انفرادی طور پر کسی ایک جانور نے ایسا کیا ہوگا۔اجتماعی طور پر جانوروں نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔جب کہ انسان اجتماعی طور پر ایسا کرتے ہیں۔کچھ لوگ اپنے مفاد کی خاطر باقی دنیا کے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں۔تو فساد کی جڑ یہ خود انسان ہے۔کبھی درندوں نے کوئی تنظیم بنائی۔کبھی آپس میں جوڑ نہیں کیا کہ ہم مل کر انسانوں کو نقصان پہنچائیں۔انسان مل کر تنظیمیں بناتے ہیں اور اپنے مفادات کی خاطر دوسرے لوگوں کا جینا حرام کر دیتے ہیں۔انبیاء کرام نے آ کر اس حقیقت کو کھولا۔کہ لوگو!فساد کی جڑ تمہیں بتا دی جائے۔سنو اور دل کے کانوں سے سنو۔فرمانِ خداوندی ہے۔کہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ

ترجمہ: خشکی اور تری میں جو فساد نظر آتا ہے وہ انسانوں کے ہاتھوں کی کمائی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو فساد کی بنیاد خود انسان ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان اگر بگڑ گیا تو پھر انسانوں کی اصلاح کی بھی تو کوئی صورت ہوگی انبیاء کرام نے ڈور کا سرا بھی ہاتھ میں پکڑا دیا۔ انہوں نے بتلایا کہ دیکھو جب مچھلی سڑنا شروع کرتی ہے تو ہمیشہ سر کی طرف سے سڑتی ہے۔ مچھلی جب بھی سڑنا شروع کرتی گلنا شروع کرتی ہے تو سر کی طرف سے گلنا سڑنا شروع کرتی ہے۔ انسان میں جب بھی فساد آتا ہے ہمیشہ اس کے دل کی طرف سے آتا ہے۔ سب سے پہلا عضو جو انسان کے اندر سڑتا ہے انسان کا دل ہوتا ہے۔ دل کے سنورنے سے انسان سنورتا ہے اور دل کے بگڑنے سے انسان بگڑتا ہے۔

دل کے بگاڑ سے ہی بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنوار لیا وہ سنور گیا

مرض کی تشخیص:

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ نور نبوت عطا کیا، وہ نور بصیرت عطا کیا، وہ نور فراست عطا کیا کہ انہوں نے صحیح صحیح اس مرض کی نشاندھی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام کی مدد فرمائی انہیں حقائق سے آگاہ کیا۔ اس لیے قرآن میں آتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِیْ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ: اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ابراھیم علیہ السلام کو زمینوں اور آسمانوں کے ملکوت کی سیر کروائی۔

یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی عطا فرمائیں۔ بلکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ

ترجمہ: اے اللہ جس کی جیسی حقیقت ہے ویسی حقیقت آپ ہمیں عطا فرما

www.besturdubooks.wordpress.com

دیجیے۔

تو حقیقتوں کا علم انبیاء کرام کو ملا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم عطا کی۔ وہ فطرت سلیمہ عطا کی کہ انہوں نے صحیح صحیح اس مرض کی تشخیص کرلی کہ انسان کے بدن میں بگاڑ ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ فِی جَسَدِ اٰدَمَ لَمُضْغَةً ...... الخ

ترجمہ: بے شک انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے خبردار وہ دل ہے۔

دیکھو لسان نبوت سے اس مرض کی تشخیص کیسے ٹھیک ہو رہی ہے۔ کہ بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ خراب ہوتا ہے تو پورے جسم کے اعمال خراب ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اس عالمگیر فساد کی جڑ انسان ہے۔ اور انسان کے فساد کی بنیاد اس کا بگڑا ہوا دل ہے۔ یہ جو دل ہے یہ ہے تو چھوٹا سا۔ مگر بہت ہی گہری چیز ہے۔ یہ چھوٹا سا عجوبہ ہے۔ یہ سادہ بھی عیار بھی ہے۔ مغرور بھی ہے خاکسار بھی ہے۔ بے خبر بھی ہے خبر دار بھی ہے۔ یہ مسیحا بھی ہے بیمار بھی ہے۔ یہ متقی بھی ہے گنا ہگار بھی ہے۔ یہ طاقت ور بھی ہے لاچار بھی ہے۔ یہ مجبور بھی ہے مختار بھی ہے۔ یہ مقتول بھی ہے تلوار بھی ہے۔ یہ گل بھی ہے خار بھی ہے۔ یہ بکتا بھی ہے تو یہ خریدار بھی ہے۔ اگر عشق کی محفل میں مدہوش ہے تو یہ عقل کی محفل میں عیار بھی ہے۔ یہ بگڑے تو یہ سب کا پرستار ہے اور یہ سنورے تو یہ اپنے رب کا پرستار بھی ہے۔ تو دیکھنا ہے دل کا رخ کس طرف ہے؟ اللہ کی طرف ہے یا فقط دنیا کی خواہشات کو پورا کرنے کی طرف ہے۔ ہمیں آج کی محفل میں اپنے من میں جھانک کے دیکھنا ہوگا۔ کہ ہمارے دل کی گاڑی کس رخ پر چل رہی ہے۔ کیا یہ دنیا کی محبت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

لبریز ہو چکا اور فقط دنیا کی خواہشات پوری کرنے کے لئے ہر وقت مصروف ہے۔ یا یہ اللہ رب العزت کی محبت سے بھر گیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہر وقت کوشاں ہے۔ آج ہمیں اس بات کی ضرورت ہے۔ اس لئے انبیاء کرام کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ سکون کی روشنی دل میں ملے گی۔

تسخیر مہر وماہ مبارک تمہیں مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

انسان کے لئے یہ دل مینارہ نور ہے۔ چنانچہ انسان کا دل اتنا بگڑ چکا کہ آج اس میں انسانیت کا درد ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ایک نفسانفسی کا عالم ہے۔ ہر ایک اپنے مفاد پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ ایثار جس چیز کو کہتے تھے آج وہ زندگیوں سے نکل گیا ہے۔

کیا خوب سودا نقد ہے......

جب انسان کے دل میں درد نہ ہو نا ہو کسی کا تو پھر انسان کو کسی کی پروا نہیں ہوتی۔ اچھا آپ بتائیے۔ کہ کئی مرتبہ موسم کی خرابی کی وجہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں مچھر مر جاتے ہیں۔ کبھی آپ نے اخبار میں خبر پڑھی کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ فلاں جگہ لاکھوں مچھر مر گئے۔ بڑی افسوسناک خبر ہے فلاں جگہ لاکھوں مکھیاں مر گئیں۔ اس لئے انسان کو کوئی پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ بالکل اسی طرح جب یہ انسان خود غرض بنتا ہے تو دوسرے انسان اسے مکھی مچھر کی مانند نظر آتے ہیں۔ ان کے گھر اجڑ رہے ہوں۔ ان کے معصوم بچے آنکھوں کے سامنے مر رہے ہوں۔ ان کی عزتیں لوٹی جا رہی ہوں۔ ان کو در بدر کیا جا رہا ہو۔ اس کرنے والے کو پرواہ نہیں ہوتی۔ یہ اپنی بات پہ ڈٹا ہوتا ہے کہ میری بات مانی جائے۔ اسی لئے انسان کے سنورنے کے لئے اس کے دل کا سنورنا ضروری ہے۔ اور دل کیوں نہیں سنور رہا اس لئے کہ خود غرضی کی زندگی آ گئی۔ ہندی کا ایک شعر ہے۔

رام رام جپدیاں میری جیبا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا اے کی دھاڑ پئی

کہ رام رام کر کر کے میری زبان گھس گئی اور رام دل میں نہ بسا یہ مصیبت کیا بنی۔

رام رام جپدیاں میری جیبا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا اے کی دھاڑ پئی
گل وچ مالا کاٹھ دی تے منکے لئے پرو
دل وچ گھنڈی پاپ دی رام جپیاں کی ہو

جب دل میں پاپ کی گھنڈی ہے تو رام جپنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔لہذا آج اسی طرح ہوتا ہے۔کہ کہنے والے زبان سے انسانیت کے ہمدرد بن رہے ہوتے ہیں۔ان کے عملوں کو دیکھیں گے انسانیت کا جنازہ نکال رہے ہوتے ہیں۔اس لئے کہ دل کی گھنڈی نہیں کھلی ہوتی۔تو انسانوں پر عجیب سے حالات ہوتے ہیں۔انسانیت پریشان نظر آتی ہے۔لیکن اس کی بنیاد ہماری اپنی غفلت ہے۔اگر ہم نے اپنے دلوں کی بیماریوں کا علاج کیا ہوتا تو آج پریشانی کے یہ دن ہمیں دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجاء ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت

سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے ایک لمبی مدت ہم نے غفلت کی گزار دی۔اپنے دلوں سے غافل۔اپنے جہاں سے بے خبر۔سارے جہاں سے باخبر۔اور اسی میں ہم نے اپنی کامیابی سمجھ لی۔اس وجہ سے آج یہ فساد بڑھتا ہی چلا گیا۔یاد رکھئے۔یہ فساد کی بنیاد خود

www.besturdubooks.wordpress.com

غرض دل ہے۔دلوں کے اندر جو خودغرضی چھپی ہوئی ہے۔مفاد پرستی چھپی ہوئی ہے۔ہوس چھپی ہوئی ہے کسی بھی سطح کی ہو۔یہ اصل بنیاد ہے انسانوں کی پریشانیوں کی۔

برا سہی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

فساد کا علاج:

اسی لئے اس کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو ایمان کے نور سے معمور کرے۔اللہ تعالیٰ کی محبت سے اپنی دل کو بھر لے۔تو پھر انسان کے دل میں انسانیت کا درد پیدا ہو جائے گا۔اور جب درد پیدا ہوگا۔پھر اس کا attitude (رویہ) انسانوں کی طرف different (مختلف) ہوگا۔ دیکھیں۔ایک ہوتا ہے انسان کو کہانی بیان کرنا۔وہ کہانی بیان کرتے ہوئے ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ایک ہوتا ہے عورت کا اپنے گھر کی خاوند کی پریشانیاں بیان کرنا۔وہ بیان بھی کر رہی ہوتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بھی ٹپک رہے ہوتے ہیں۔اس کہانی کے بیان کرنے میں اور اس کہانی کے بیان کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔آج ہم انسانیت کی پریشانی کی کہانی بیان کرتے ہیں۔تو عام قصہ گوئی کی طرح جب دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوگی۔پھر انسانیت کی پریشانی کی جب ہم کہانی بیان کریں گے پھر ہمارا حال اس عورت کی طرح ہوگا جو گھر کی پریشانی بیان کر رہی ہے اس کی آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات برس رہی ہے۔

صحابہ کرام کی ہمدردی اور غمخواری:

نبی ﷺ نے جب اپنے صحابہ کرامؓ کے دلوں کی اصلاح فرمائی تو ان کے دل میں انسانیت کا یہ درد آپ نے بھر دیا۔چنانچہ ان کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ غمخواری تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا ایسا جذبہ بھر گیا کہ انہوں نے ایسی ایسی مثالیں دکھائیں کہ تاریخ انسانی ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بعض صحابہ کرامؓ کے بارے میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے ان کو دنیا کا مال خوب دیا تھا تو وہ چاہتے تھے کہ ہم اپنے غریب بھائی کی مدد کریں۔لیکن ان کو جتلانا بھی نہیں چاہتے تھے۔اس لئے جب رات ہوتی تو وہ ان کے گھر کے باہر دروازے پر بوریاں بھر کر مال ڈال جاتے۔کھانے کی پینے کی اشیاء کی۔اور پیغام چھوڑ جاتے تھے کہ یہ آپ میری طرف سے قبول کرلیں۔سامنے اس لئے نہیں دیتے تھے۔کہ کہیں یہ مجھے شکریہ ادا کرنے کا بھی پابند نہ بن جائے۔اتنی بے غرضی ہوتی تھی طبیعت میں۔

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا معمول:

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں ہے۔جب فوت ہوئے تو غسل دینے والے نے دیکھا کہ ان کے دائیں کندھے کے اوپر کالا نشان بنا ہوا ہے۔بڑے خوبصورت تھے بڑے نازک بدن تھے۔سیمیں تن تھے۔اس کو بڑی حیرانی ہوئی کہ یہ نشان کیسا۔اس نے لوگوں سے پوچھا۔گھر والوں نے کہا جی ہمیں بھی معلوم نہیں۔کسی کو پتہ نہ چلا۔لیکن جب انہیں دفن کیا گیا۔تو ہفتہ عشرہ گزرنے کے بعد جو اس وقت کے نادار تھے معذور تھے بیمار تھے ان کے ہاں سے آواز آئی وہ کہاں گیا جو رات کے اندھیرے میں ہمارے گھروں میں پانی پہنچایا کرتا تھا۔تب یہ راز کھلتا ہے کہ وہ مشک لے کر رات کے اندھیرے میں ان مجبور لوگوں کے گھروں میں پانی پہنچایا کرتے تھے۔مگر یہ کام اتنی خاموشی سے کیا کہ زندگی بھر کسی کو اس بات کا علم ہی نہ ہوا۔

آج کی دنیا بڑے بول بولتی ہے کہ ہمیں لوگوں سے بڑی ہمدردی ہے۔اور ہم ان کا تعاون کر رہے ہیں۔اور تعاون کیا کیا جاتا ہے کہ سود کے اوپر ان کو قرضہ دیا جا رہا ہے نام

www.besturdubooks.wordpress.com

امداد رکھا ہم امداد کر رہے ہیں۔ اور امداد کیا؟ کہ سود کے اوپر قرضے اور وہ سود اتنا بڑھتا ہے کہ ساری زندگی بھی وہ محنت کر کے ادا کرنے کی کوشش کرے تو کر نہیں پاتا۔ یہ آج کے پڑھے لکھے انسانوں کی امداد ہے۔ اور ایک دور میں صحابہؓ کی یادیں تازہ ہوتی ہیں۔ اور یہ امداد کیا تھی؟ ہر بندہ دوسرے کو اپنے پر فوقیت دیتا تھا۔

چنانچہ ایک صحابی کے گھر میں بکری ذبح ہوئی۔ انہوں نے بکری کی سری اپنے دوست کے گھر پہنچا دی۔ دوست نے سوچا کوئی بات نہیں میرا گزارا ہو جائے گا۔ میں فلاں کے گھر دیتا ہوں۔ وہ دوسرے گھر گئی۔ دوسرے سے تیسرے گھر گئی۔ پانچ یا سات گھروں میں جب پہنچی تو اس نے سوچا میں اپنے فلاں دوست کو بھیج دیتا ہوں۔ میری تو خیر ہے ان کے گھر میں پکے گی ان کے بیوی بچے کھائیں گے۔ انہوں نے وہ سری پھر انہی کے گھر بھیجی کہ جہاں بکری ذبح ہوئی تھی اور جہاں سے سری چلی تھی۔

اسی طرح صحابہ کرام تشریف فرما ہیں۔ اچانک ایسے محسوس ہوا کہ کسی کا وضو ٹوٹ گیا۔ بدبو سی محسوس ہوئی۔ اب صاف ظاہر ہے کہ کوئی بندہ ان میں سے اٹھے گا۔ اور جا کر وضو کرے گا۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور نبی ﷺ سے عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ کے محبوب ﷺ اگر آپ اجازت دیں کہ ہم سب وضو کی تجدید کر کے آئیں۔ نبی ﷺ نے اجازت دی۔ سب کے سب اسی لئے وضو کر کے آئے کہ ہمارے کسی بھائی کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ اس کو قرآن مجید نے اپنی زبان میں کہا۔

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: آپس میں رحیم و کریم

یہ ہے انسانیت کے درد کا درس کہ وہ درد دل میں پیدا ہو جائے کہ اگر ایک بندہ درد محسوس کر رہا ہے تو آنکھوں سے دوسرے کے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ یہ اصل مقصود ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ دور صحابہ میں یہ مثالیں بہت زیادہ ہیں۔آپ حیران ہوں گے۔کہ نبی ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا۔آپ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کوئی ہے جو مہمان کو اپنے گھر لے جائے۔ابو طلحہؓ کھڑے ہو جاتے ہیں۔اے اللہ کے نبی ﷺ میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ چنانچہ وہ مہمان کو لے کر جاتے ہیں۔گھر جا کر اپنی بیوی کو پوچھتے ہیں کہ مہمان آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گھر میں تو کھانا اتنا ہی ہے ہم بچوں کو کھلا سکتے ہیں۔میرے اور آپ کے لئے بھی نہیں ہے۔تھوڑا سا ہے۔تو فرمانے لگے کہ اچھا بچوں کو تھپکی دے کر سلا دو اور وہ کھانا دستر خوان پر لگا دو۔جب میں مہمان کو بلاؤں کھانا کھانے کے لئے تو تم چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانے اس کو جان بوجھ کر بجھا دینا۔تو اندھیرا ہو جائے گا۔تو مہمان کھانا شروع کر دے گا اور میں اس کے سامنے بیٹھا فقط ہاتھ کی حرکت کرتا رہوں گا میں کچھ نہیں کھاؤں گا تاکہ کھانا مہمان کے لئے کافی ہو جائے اور مہمان کو یہ بھی محسوس نہ ہو کہ ہم نے نہیں کھایا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا جب مہمان کھا پی کے چلا گیا اس وقت روشنی جلا دی گئی۔ چنانچہ اگلے دن ابو طلحہؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام آ گیا۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

ترجمہ:اور وہ اپنی جانوں پر (دوسروں کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو۔

خود یہ حالت کہ اس کے ضرورت مند ہوتے ہیں لیکن اپنے بھائیوں کو اس کے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ان کے لئے ایثار کرتے ہیں۔کیا تاریخ انسانیت ایثار کی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے۔یہ اس لئے ہماری تاریخ میں موجود کہ نبی ﷺ نے درد بھر دیا تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے آئے۔دیکھا کہ ان کے پاس ایک رجسٹر پڑا ہوا ہے۔یعنی کوئی چیز ہے جس پر لکھا ہوا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کچھ سینئر سٹیزن جو بہت بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ یا جو معذور ہوتے ہیں یا عورتیں جو بوڑھی بیوائیں ہوتی ہیں۔ ان کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ اور ہر نام کے سامنے ایڈریس بھی لکھا ہوا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ان کی خدمت کس نے اپنے ذمے لی۔ تو آپ وہ سارا ریکارڈ دیکھتے ہیں۔ ایک جگہ پر ایک بوڑھی عورت کا نام تو ہے۔ ایڈریس بھی ہے لیکن خدمت والے کا نام درج نہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ سوچتے ہیں کہ اس کی خدمت میں اپنے ذمے لے لیتا ہوں۔ چنانچہ اگلے دن فجر کی نماز پڑھی۔ اور نماز پڑھنے کے بعد وہ سیدھا اس بڑھیا کے گھر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے پوچھا کون؟ انہوں نے فرمایا کہ میں آیا ہوں آپ کی خدمت کرنے کے لئے کوئی کام ہو تو بتا دیجئے۔ اس زمانے میں دو ہی کام ہوتے تھے ایک گھر کی صفائی اور دوسرا پانی باہر سے اندر پہنچا دینا۔ باقی کام تو گھر کے لوگ خود کر لیا کرتے تھے۔ تو اندر سے بوڑھی عورت نے جواب دیا۔ کوئی آ گیا تھا اور میرے گھر کے کام کر کے چلا گیا۔ پوچھا کہ کب سے آ رہا ہے۔ کہنے لگی کہ مدتوں سے آ رہا ہے۔ ان کا نام؟ وہ بڑھیا کہنے لگی کہ نہ میں نے ان سے کبھی پوچھا نہ اس نے کبھی بتایا۔ وہ آ کر دروازے پر کہتا ہے پردہ کر لیں میں کمرے میں چلی جاتی ہوں۔ جب وہ کام ختم کر لیتا ہے تو دروازہ knock (کھٹکھٹا) کر کے بتا جاتا ہے کہ بھئی میں جا رہا ہوں۔ پھر میں باہر آ جاتی ہوں۔ نہ میں نے کبھی شکل دیکھی نہ میں نے کبھی نام پوچھا۔ عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے۔ کہ یہ کون ایسا بندہ ہے بھئی۔ چنانچہ اگلے دن تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد آپ بڑھیا کے گھر پہنچ گئے۔ جب دیکھا تو پھر کام مکمل ہو چکے تھے۔ وہ بھی عمر ابن الخطابؓ تھے۔ کہنے لگے بہت اچھا۔ اگلے دن عشاء کی نماز پڑھی اور عشاء کی نماز پڑھ کر بڑھیا کے گھر کے راستے میں بیٹھ گئے۔ کہ ذرا میں اس بندے کو تو دیکھوں۔ کہ جو رات کے اندھیرے میں آ کر اس طرح کام کرتا ہے۔ کہ کسی کو کوئی پتہ نہیں چلتا۔ جب گہری رات ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گئی۔ اندھیرا چھا گیا۔ لوگ گہری نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی اللہ کا بندہ آہستہ آہستہ قدموں سے چلتا چلا آ رہا ہے۔ اتنا آہستہ کے جیسے وہ چاہتا ہے۔ کہ میرے پاؤں اٹھا کر رکھنے سے زمین کو بھی تکلیف نہ پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے۔ قریب آئے تو آپ نے پوچھا من انت؟ تو کون ہے؟ تو جواب میں امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز آئی۔ کہ میں ابو بکر ہوں۔ امیر المومنین اس بڑھیا کا کام آپ رات کو آ کر کرتے ہیں۔ تو بتایا کہ ہاں میں کرتا ہوں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ امیر المومنین تو ننگے پاؤں چل رہے تھے پاؤں میں جوتا بھی نہیں تھا۔ تو پوچھا کہ امیر المومنین آپ نے جوتا کیوں نہ پہنا۔ تو فرمایا کہ میں جوتا گھر اتار آیا۔ اس وجہ سے کہ رات ہے لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں گلی میں چلوں اور میرے قدموں کی آہٹ سے کسی سونے والے کی نیند میں خلل آ جائے۔

یہ انسانیت کا درد آج کسی کے سینے میں ہے؟ تو انبیاء کرام نے دلوں کو سنوارا۔ اور دلوں میں انسانیت کا غم رکھ دیا۔ اس کی وجہ سے پھر ان کے لئے ایثار کرنا دوسروں کے حقوق کو ادا کرنا۔ اور اپنے آپ کو مجاہدہ میں ڈال دینا۔ یہ سب باتیں آسان تھیں۔ وہ احسان جڑھانے کے لئے نہیں کرتے تھے۔ آج تو پڑھے لکھے لوگ اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ کسی ملک پر احسان جڑھاتے ہیں تو اس پر قرضے کا سود معاف کر دیتے ہیں۔ یہ آج کے دور کا احسان ہے پڑھے لکھے انسانوں کا۔ کہ ہم نے جو تمہیں قرضہ دیا ہوا ہے نا۔ اس قرضے کا سود معاف کر دیا۔ ہم نے تم پر بڑا احسان کر دیا۔ آپ ذرا فرق کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ تو انبیاء کرامؑ نے جو معاشرہ دنیا کو دیا۔ حقیقی انسانیت کی تعلیم دی۔ انہوں نے دلوں کو سنوارا۔ اور انسانوں کے دلوں کو محنت کا میدان بنا دیا۔ نتیجہ کیا ہوا کہ لوگوں میں آپس میں ➊تیں محبتیں، سچ کی زندگی، حتیٰ کے لوگ اپنے گھروں کو تالا نہیں لگاتے تھے۔ کتابوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

لکھا ہے کہ راستہ چلتے ہوئے اگر کسی کا اونٹ سے کمبل نیچے گر جاتا تو اس کمبل کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔سالوں کے بعد اگر کبھی وہ لوٹتا۔تو وہ کمبل مٹی پانی کے پڑنے سے گل چکا ہوتا تھا مگر پڑا اسی جگہ ہوتا تھا۔کیا سچ کی زندگی تھی۔کیا عزتوں کی حفاظت والی زندگی تھی۔یہ انسانیت کا درس اس لئے تھا کہ دل سنور چکے تھے۔لہٰذا آج اسی بھولے ہوئے سبق کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔وہی سبق آج پڑھنے کی ضرورت ہے۔پھر اسی جام الفتِ الٰہی کو گردش میں لانے کی ضرورت ہے۔دورِ صحابہؓ کے بعد بھی ہماری تاریخ میں بہت ساری مثالیں ہیں ایثار اور قربانی کی۔

علماء کا ایثار:

ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک عجیب واقعہ کتابوں میں لکھا ہے۔کہ وقت کے کسی حاکم نے ایک مسئلہ پوچھا۔انہوں نے حق سچ بات ٹھونک بجا کر کر دی۔اس کو برا لگا۔تو اس نے چند حضرات کو گرفتار کروایا۔اور چاہتا تھا کہ ان کو قتل ہی کروا دیا جائے۔لیکن جب اس نے ان کو دیکھا کہ وہ لائین میں کھڑے ہیں اور جلاد ان کے سامنے ہے۔تو ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے۔پھر باقی لوگ تھے۔اس کے دل میں ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی محبت تھی عظمت تھی۔یہ چاہتا تھا کہ میں باقی ایک دو کو قتل کروا دوں۔اور ان کو میں بہانہ بنا کر رہا کر دوں۔چنانچہ اس نے کہا جی یہ جگہ ٹھیک نہیں۔آپ لوگ اس کی بجائے دوسری جگہ پر آجایئے۔مقصد تھا کہ جب نئی جگہ پر آئیں گے تو ترتیب بدل جائے گی۔جب نئی جگہ پر آئے تو ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ پھر آگے۔پھر اس نے بہانہ بنایا کہ نہیں ان کو ذرا میرے قریب لا کر قتل کرو۔دیکھا کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ پھر آگے۔اب اس نے ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا۔اور کہا کہ میں تو چاہتا تھا کہ ترتیب بدلتی میں دوسرے کو قتل کر دیتا مگر آپ کو بہانے سے معاف کر دیتا۔مگر تینوں جگہ آپ آگے آگئے۔تو اس کی کیا وجہ ہے۔؟ تو ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے جواب دیا۔ کہ میں تینوں جگہ اس لئے آگے رہا کہ آپ پہلے مجھے قتل کریں گے۔ اور جتنی دیر جلاد مجھے قتل کرنے میں لگائے گا۔ اتنی دیر میرے بھائیوں کو زندہ رہنے کا اور موقع مل جائے گا۔ کیا حسن ہے اس سوچ کا۔ کیا خوبصورتی ہے اس سوچ کی۔ اتنا بھی انسان دوسرے کے لئے ہمدرد ہوتا ہے۔

اپنے دل پر محنت کرنے کا عہد کریں:

یہ اخلاق حمیدہ آتے ہیں تعلیمات نبوت سے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو فرمایا۔ انک لعلی خلق عظیم۔ آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔ تو انہوں نے یہ اخلاق اپنی امت کو سکھائے۔ اس لئے ہم اگر چاہتے ہیں کہ آج ہماری پریشانیاں دور ہو جائیں۔ تو ان پریشانیوں کا حل ہمیں باہر نہیں ملے گا، اندر ملے گا۔ یا یوں سمجھئے کہ حدیث پاک میں کھجور کے درخت کو انسان کی خالہ کہا گیا ہے۔ ایک حدیث پاک میں۔ تو میں بہت عرصہ سوچتا تھا کہ کیا مناسبت ہے بھئی۔ تو جب کھجوریں لگانے کا ہمیں موقع ملا، تجربہ ہوا۔ تو کھجور کے ماہرین نے بتایا۔ کہ کھجور کا درخت جب بھی کسی جگہ لگایا جائے تو اس کے سارے پتے شاخیں ایک دفعہ خشک ہوتی ہیں پھر اندر سے یہ سبزہ بڑھنا اور نکلنا شروع ہوتا ہے۔ اور پھر ہرا بھرا درخت سامنے آ جاتا ہے۔ جس طرح کھجور کا درخت اندر سے ہرا ہونا شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانیت کا کملایا ہوا درخت بھی اندر سے سرسبز ہونا شروع ہوتا ہے۔ ہم اس سفر کی ابتداء اگر دل سے شروع کریں گے۔ تو یقیناً منزل پہ پہنچ جائیں گے۔ لہٰذا آج کی اس محفل میں یہ عہد کر لیجئے کہ ہم اپنے دلوں کو سنواریں گے۔ بنائیں گے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر لیں گے۔ ایسے بھریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اللہ تعالیٰ کے لئے آ جائے۔ اللہ تعالیٰ دل میں سما جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ دل میں چھا جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گناہوں سے اجتناب

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

سکون کی بنیاد

گناہ ظاہر میں خوبصورت نظر آئے اس میں لذت محسوس ہو اس میں وقتی طور پر اطمینان محسوس ہو مگر حقیقی طور اس میں دل کی پریشانی ہوا کرتی ہے۔ اور جتنا ہم گناہ کریں گے اتنا ہماری زندگی میں پریشانی آئے گی۔ یہ اللہ والے جو گناہوں سے اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو سکون عطا فرما دیتے ہیں۔ یاد رکھئے۔ گناہوں کو چھوڑ کر بندے کو ایسے سکون ملتا ہے جیسے کہ بچے کو ماں کی گود میں آ کر سکون مل جایا کرتا ہے تو گناہوں کو چھوڑ دیجئے۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں سے اجتناب

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ اٰخَرْ يٰۤاَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ اٰخَرْ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً يُّجْزَ بِهٖ وقال الله تعالىٰ فى مقام اخر ولا يحيق المكر السئى الا باهله

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

گناہ کسے کہتے ہیں؟

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ

ترجمہ: چھوڑ دو وہ گناہ جو تم ظاہر میں کرتے ہو یا چھپے ہوئے کرتے ہو۔

گناہ کہتے ہیں اللہ رب العزت کی نافرمانی کرنا، نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت کو

www.besturdubooks.wordpress.com

ترک کر دینا یا کسی بدعت کے اوپر عمل کرنا۔ ایسے کاموں سے ہمیں بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو کام بھی ہم گناہ کا ظاہر میں کرتے ہیں یا چھپ کر کرتے ہیں یہ کام ہم چھوڑ دیں۔

گناہ کی تاثیر:

گناہ کے اندر یہ اثر ہے کہ وہ کسی نہ کسی صورت انسان کے دل کو پریشان رکھتا ہے۔ کوئی انسان گناہ کتنی ہی کامیابی سے کیوں نہ کرے کسی کو پتہ نہ چلنے دے خبر نہ ہونے دے کوئی روکنے والا نہ ہو کامیابی سے گناہ کرلے گناہ اس کے دل کو ضرور پریشان رکھے گا۔ گناہ کی ابتداء کچے دھاگے کی طرح کمزور ہوتی ہے۔ لیکن گناہ کی انتہاء جہاز کے لنگر کی طرح مضبوط ہوتی ہے۔ بندہ شروع میں یہی سوچتا ہے آج کر لیتا ہوں پھر چھوڑ دوں گا۔ ویسے ہی کیا تھا، ویسے ہی دیکھا تھا، ویسے ہی باتیں کیں تھیں چھوڑ دوں گا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ گناہ اس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے کہ اسے ہلنے نہیں دیتا۔ جس طرح جہاز کو لنگر سے باندھ دیں تو جہاز ہل نہیں سکتا اسی طرح انسان اپنی عادتوں کا ایسا اسیر بن جاتا ہے کہ اس کے لئے عادتوں کی غلامی سے نجات پانا مشکل ہے۔ بچپن کی عادتیں پچپن میں جا کر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑا کرتیں۔ اس لئے فرمایا تم گناہ چھوڑ دو جو ظاہر میں کرتے ہو یا چھپے ہوئے کرتے ہو۔ گناہ کی مثال آکاش بیل کی مانند ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا درختوں کے اوپر پیلی بیل ہوتی ہے جو پورے درخت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور درخت کی نشو ونما رک جاتی ہے۔ اسی طرح بری عادتیں انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں اور اس کی نشو ونما کو روک دیتی ہیں۔ گناہ کی مثال ناسور کی مانند ہے۔ جس کے جسم کے کسی حصے میں کینسر ہو اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اس حصے کو کاٹ دیا جائے اگر نہیں کاٹیں گے تو یہ کینسر بقیہ جسم میں پھیلے گا۔ اسی طرح گناہ کی مثال ناسور کی طرح ہے اس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک ہی علاج کہ گناہوں کو چھوڑ دیجئے اگر نہیں چھوڑیں گے تو یہ آپ کی شخصیت کے لئے کینسر بن جائے گا۔ انسان سوچتا ہے چھوٹا گناہ ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ ایک عجیب بات لکھی فرماتے ہیں۔ اے دوست یہ نہ دیکھ کہ گناہ چھوٹا ہے کہ بڑا بلکہ اس ذات کی عظمت کو دیکھ کہ جس کی تو نافرمانی کر رہا ہے۔

لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيْرَةً اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحُصَىٰ

ترجمہ: چھوٹے گناہوں کو حقارت سے چھوٹا نہ سمجھو بے شک پہاڑ کنکریوں کے ملنے سے بن جاتے ہیں۔

کنکریاں چھوٹی ہوتی ہیں کنکریوں سے مل کر ہی پہاڑ بنا کرتے ہیں۔ ریت کے ذرات چھوٹے ہوتے ہیں مگر مل کر ٹیلے بن جاتے ہیں۔ جس انسان نے گناہ کو ہلکا سمجھا وہ انسان اپنی بربادی کا سامان کر چکا اس لئے اللہ والے گناہ سے ڈرتے ہیں خوف کھاتے ہیں معصیت کی طرف قدم ہی نہیں ان کے اٹھتے وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے اللہ رب العزت ناراض ہوتے ہیں۔ اور یاد رکھئے کہ مکاری سے انسان کی زندگی اچھی کبھی نہیں گزرتی مکاری کی مثال چھوٹے کمبل کی مانند ہے سر ڈھانپو تو پاؤں ننگے، پاؤں ڈھانپو تو سر ننگا۔ مکار انسان کا بہت جلد پتہ چل جاتا ہے۔ آدمی چند بندوں کو چند دنوں کے لئے دھوکہ دے سکتا ہے۔ سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے دھوکہ نہیں دے سکتا جھوٹے آدمی کا فوراً پتہ چل جاتا ہے۔ گناہ انسان کے فوراً کھل جاتے ہیں۔ اس لئے گناہوں کی وجہ سے دنیا کی بھی رسوائی اور آخرت کی بھی رسوائی ہوتی ہے۔ اور دل کی پریشانی اس کے علاوہ ہے۔ اس لئے امن کا راستہ ایک ہی ہے کہ ہم گناہوں کو چھوڑ دیں۔ ایک بزرگ کو اللہ رب العزت نے الہام فرمایا۔ کہ اے میرے بندے! لوگوں سے کہہ دو کہ جب یہ گناہ کرتے ہیں تو اپنے قریب چھوٹا سا بھی کوئی بچہ ہو تو اس کی بھی رعایت کر لیتے ہیں لیکن میرے سامنے گناہ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے ہوتے ہیں میری عبادت نہیں کرتے۔ انہیں کہہ دو کیا تم اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے کم حیثیت کا مجھے سمجھتے ہو کہ تم نے وہ دروازے تو بند کر لئے جہاں سے مخلوق دیکھتی ہے اور جن دروازوں سے پروردگار دیکھتا ہے تم نے ان کو بند کرنے کی کوشش نہ کی۔ تو فرمایا۔

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ

ترجمہ: چھوڑ دو وہ گناہ جو تم ظاہر میں کرتے ہو یا چھپے ہوئے کرتے ہو۔

نیکی کے اندر یہ تاثیر ہے کہ وہ دل کو سکون دیتی ہے۔ گناہ کی یہ تاثیر ہے کہ وہ دل کو پریشان کرتا ہے۔ اسی لئے مال والے دولت والے عہدوں والے اپنی من مرضی کی زندگی گزارنے والے کبھی ان کے دلوں کو دیکھا کریں بڑے پریشان ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اللہ رب العزت کی نافرمانیاں ہوتیں ہیں اس وجہ سے دل پریشان ہوتے ہیں برکتیں اٹھ جاتی ہیں۔ جس گھر میں گناہ ہوا اس گھر سے کچھ نہ کچھ برکت اللہ رب العزت نے اٹھالی یہ برکتیں اٹھالی جاتی ہیں۔ ہم گناہ کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ برکتوں کو پیچھے ہٹاتے رہتے ہیں یعنی قصور ہمارا ہے۔ یوں سمجھئے کہ اللہ رب العزت کی رحمت کی چادر ہمارے اوپر آئی ہوئی ہے۔ ہر گناہ اس میں سوراخ کی مانند ہے۔ جیسے دھوپ سے بچنے کے لئے چھتری کرتے ہیں۔ اسی طرح آفات اور بلیات سے بچنے کے لئے اللہ رب العزت نے اپنے احسان کی وجہ سے بندوں پر اپنی رحمت کی چادر تانی ہوئی ہے لیکن جب ہم گناہ کرتے ہیں ہم اس میں سوراخ کر رہے ہوتے ہیں ان سوراخوں میں سے آفات، مسائل اور آلام ہمارے اوپر آرہے ہوتے ہیں یوں سمجھئے گناہ کرنے سے ہم اپنے اوپر مصیبتوں کو دعوت دے رہے ہوتے ہیں مصیبتوں کو اپنی طرف بلا رہے ہوتے ہیں پریشانیوں کو بلا رہے ہوتے ہیں۔ اسی لئے اگر ہم گناہ کرنا نہیں چھوڑتے بسا اوقات اس طرح پریشانیاں آتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں جس طرح تسبیح کا دھاگہ ٹوٹے تو تواتر کے ساتھ اس کے دانے گرا کرتے ہیں پھر کہتے ہیں حضرت کیا کریں بڑے پریشان ہیں بتا ہی نہیں سکتے حضرت بیوی نہیں مانتی، حضرت اولاد تو اللہ نے دی ہر ایک افلاطون بنا ہوا ہے۔ کیوں؟ اللہ رب العزت کسی نہ کسی کے ذریعے اس کو پریشان کرتے ہیں۔

عدل وانصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

زندگی میں بھی سزا ملتی ہے گناہوں کی اس لئے اس سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم گناہوں کو چھوڑ دیں ترک کر دیں۔ معصیت سے خالی زندگی اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جس آدمی نے جو دن معصیت کے بغیر گزارا ایسا ہی ہے جیسے اس نے وہ دن نبی ﷺ کی معیت میں گزارا۔ تو ہر دن ہمارے اندر ایک جذبہ ہو۔ اے پروردگار آج کے دن میں تیری نافرمانی سے بچوں گا نافرمانی کے بغیر گزاروں گا تیرے فرمانبرداروں کی طرح زندگی گزاروں گا۔ اس جذبے کے ساتھ زندگی گزارنے کی کوشش کریں اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں۔ اپنے آپ کو بچائیں تاکہ دنیا میں بھی عزتیں ہوں۔ آخرت میں بھی عزتیں ہوں۔ تو فرمایا اللہ رب العزت نے

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ

ترجمہ: چھوڑ دو وہ گناہ جو تم ظاہر میں کرتے ہو یا تم چھپے ہوئے کرتے ہو۔

گناہ کرنے کی وجوہات:

گناہ کرنے کی چار وجوہات ہوتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان چاروں وجوہات کا تذکرہ قرآن پاک میں کر کے ان کا جواب بھی دے دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلی وجہ:

سب سے پہلی وجہ گناہ کرنے کی یہ ہوتی ہے کہ بندہ سمجھتا ہے کہ مجھے دیکھنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر یہ پتہ ہو کہ مجھے چھوٹا بچہ بھی دیکھ رہا ہے تو گناہوں سے بچے گا۔ تو جب یہ احساس دل میں ہو کہ مجھے دیکھنے والا کوئی نہیں تو یہ گناہ کرلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کا بھی جواب دے دیا۔ فرمایا

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادُ

ترجمہ: بے شک تیرا رب تیری گھات میں لگا ہوا ہے۔

اب یہ مرصاد کسے کہتے ہیں؟ مفسرین نے لکھا کہ جب کوئی شکاری اپنے شکار پر نشانہ باندھنا چاہے تو بڑی توجہ سے دیکھتا ہے حتیٰ کہ اپنے سانس کو بھی تھوڑی دیر کے لئے بند کر لیتا ہے پلک بھی نہیں جھپکتا اس کیفیت کو مرصاد کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اتنے غور سے دیکھ رہے ہیں جیسے دنیا میں کوئی شکاری اپنے شکار کو توجہ سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ جب ہمیں اتنی باریکی سے دیکھا جا رہا ہے تو ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں دیکھنے والا کوئی نہیں۔ تو اس کا جواب دے دیا یہ نہ سمجھنا کہ دیکھنے والا کوئی نہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادُ

دوسری وجہ:

گناہ کرنے کی عموماً دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ آدمی سمجھتا ہے کہ کسی کو پتہ ہی نہیں چلنے دیا۔ میں نے گناہ کیا کسی کو پتہ ہی نہیں چلنے دیا۔ کسی کو پتہ ہی نہیں۔ یہ گناہ کرنے کی دوسری وجہ ہوتی ہے کہ بندہ سمجھتا ہے کہ کسی کو پتہ ہی نہیں۔ اللہ رب العزت اس کا بھی جواب دیتے ہیں فرماتے ہیں میں وہ ذات ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: میں جانتا ہوں تمہاری آنکھوں کی خیانت کو اور جو تمہارے دلوں کے اندر چھپا ہوا ہے۔

تو جواب دے دیا کہ اس دھوکے میں نہ رہنا کہ میں نے کسی کو پتہ ہی نہیں چلنے دیا وہ جانتا ہے تمہاری آنکھوں کی خیانت کو اور جو تمہارے دلوں کے اندر چھپا ہوا ہے۔

تیسری وجہ:

گناہ کرنے کی عام طور پر تیسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ بندہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس کوئی نہیں تھا میں اکیلا تھا۔ جس کا تھا ڈر وہ نہیں ہے گھر اب جو چاہے کر مقولہ بنا ہوا ہے۔ جب بندہ محسوس کرتا ہے کہ میرے پاس کوئی نہیں تھا تو یہ گناہ کرنے کی تیسری وجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی جواب دے دیا فرمایا تم تین ہوتے ہو تو چوتھا اللہ ہوتا ہے تم چار ہوتے ہو تو پانچواں اللہ ہوتا ہے۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ

ترجمہ: وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو۔

تو اس لئے اس کا بھی جواب دے دیا کہ یہ نہ سوچنا کہ پاس کوئی نہیں ہمارے اب جو چاہے کرتے پھریں۔

چوتھی وجہ:

گناہ کرنے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ انسان ڈھیٹ بن جائے، بے حیاء ہو جائے۔ بچہ بڑا ہو جائے بے حیا بن جائے تو باپ کو کہتا ہے کہ میں نہیں تیری بات مانتا جو کرنا ہے کر لے یا پڑوسی کو کہتا ہے اچھا میں یوں کرتا ہوں تم کیا کر لو گے یعنی جب یہ ذہن میں ہوتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو بندہ کہتا ہے کہ تم کیا کر لو گے۔ یہ گناہ کرنے کی چوتھی وجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بھی جواب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ بندے یہ مت سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کیا کریں گے۔

اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ

ترجمہ: اس کی جو پکڑ ہے وہ دردناک بھی ہے اور سخت بھی ہے۔

وَلَا یُوْثِقُ وَثَاقَہٗ اَحَدٌ

ترجمہ: ایسے باندھتا ہے کہ ایسے کوئی دنیا میں باندھ نہیں سکتا۔

ایک جگہ فرمایا:

اِنِّیْ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَا اُعَذِّبُہٗ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: میں ایسا عذاب دوں گا کہ جہانوں میں کوئی دوسرا ایسا عذاب دے نہیں سکتا۔ اور جب قومیں نافرمانی کرتی ہیں۔ تو فرمایا

فَصَبَّ عَلَیْہِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ○

ترجمہ: پھر ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا۔

تو فرمایا یہ مت سوچنا کہ کوئی کیا کرے گا؟ حیثیت ہی کیا انسان کی ہے؟ تو چاروں کا وجوہات کا جواب دے دیا تا کہ بندے گناہوں کو چھوڑ کر نیکی کی زندگی کو اختیار کر لیں۔

قیامت میں گناہ پر گواہی:

گناہ پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چار ہی گواہ متعین فرمائیں گے۔ چار گواہ قیامت کے دن پیش کیے جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلا گواہ:

سب سے پہلا گواہ۔ اس بندے کے کندھوں کے اوپر جو کراماً کاتبین ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے گواہ ہوتے ہیں۔

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○

ترجمہ: اور بے شک تم پر محافظ ہیں۔ عزت والے اعمال لکھنے والے۔ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

فرشتے گواہی دیں گے۔ رب کریم ہم نے اس کو یہ گناہ بھی کرتے دیکھا یہ گناہ بھی کرتے دیکھا یہ گناہ بھی کرتے دیکھا۔ یہ سب سے پہلی گواہی ہوگی معصوم فرشتوں کی گواہی ہوگی۔

دوسرا گواہ:

دوسری گواہی۔ اس کے نامہ اعمال کو پیش کیا جائے گا۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ

ترجمہ: اور اعمال نامہ رکھ دیا جائے گا پھر تو مجرموں کو دیکھے گا اس چیز سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہے۔

گناہگار بندہ مجرم بندہ جب دیکھے گا نامہ اعمال کو تو اب ڈرے گا گھبرائے گا کہیں گے:

وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ

ترجمہ: اور کہیں گے افسوس ہم پر یہ کیسا اعمال نامہ ہے

لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا

www.besturdubooks.wordpress.com

يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا○

ترجمہ: اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر سب کو محفوظ کیا ہوا ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

تو یہ دوسری گواہی ہوگی۔

تیسرا گواہ:

تیسری گواہی اللہ تعالیٰ زمین سے لیں گے۔ زمین سے پوچھیں گے تو بھی خبریں سنا تیری پیٹھ پر کیا ہوتا رہا۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ○ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا○

ترجمہ: اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی اس لیے کہ آپ کا رب اس کو حکم دے گا۔

زمین گواہی دے گی بتائے گی میری پشت پر فلاں جگہ اس نے یہ گناہ کیا۔ میری پشت پر اس نے فلاں گناہ کیا اس گناہ کے لئے یہ چل کر گیا تھا۔ زمین گواہی دے گی۔

چوتھا گواہ:

چوتھے گواہ وہ انسان کے جسم کے اپنے اعضاء ہوں گے۔ اس کے اوپر گواہی دیں گے۔

حَتّٰى اِذَا مَا جَاءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آ پہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دیں گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ آنکھیں یہ زبان یہ کان یہ سب اس کی گواہی دیں گے۔اور پریشان ہوں گے اس وقت لوگ۔اور کہیں گے

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا

ترجمہ:اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔

اس وقت اپنے اعضاء کو یہ کہیں گے کہ تم نے کیوں گواہی دی۔تمہاری لذتوں کی خاطر ہی تو ہم گناہ کرتے تھے۔تم نے کیوں گواہی دی۔

قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ

ترجمہ:وہ کہیں گے ہمیں اللہ نے گویائی دی۔جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے۔

اس لئے جو بھی کام کیا ہم پوری رپورٹ اپنے رب کو پہنچائیں گے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ

ترجمہ:تم تو پردہ ہی نہیں کرتے تھے اپنے اعضاء سے

کہ یہ قیامت کے دن گواہ بننے والے ہیں۔تو کوئی آدمی اپنے اعضاء سے پردہ کر سکتا ہے گناہ کرتے ہوئے انہیں سے تو یہ گناہ کرتا ہے۔

تو یہ چار گواہ گناہ گار کے خلاف پیش کردیے جائیں گے۔اور پھر بندے کے لئے فرار کا کوئی راستہ نہیں رہے گا کہ اس کے سوا کہ اس کو خود تسلیم کرنا پڑ جائے گا۔میں نے یہ گناہ کئے یہ خطائیں کیں۔اس لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم دنیا میں گناہ چھوڑ کر اپنے رب سے ان کی معافی مانگیں۔پروردگار سے اس کی معافی مانگ لیں۔تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان گناہوں کو معاف فرمادیں۔

گناہ چھوڑنے کے لیے عجیب نصیحت:

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک نوجوان آیا۔حضرت گناہ کرتا ہوں چھوڑ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

سکتا۔ ڈر بھی لگتا اللہ تعالیٰ کی ذات سے اور عذاب سے تو میں کیا کروں۔ تو اللہ والوں کا دستور ہوتا ہے کہ دھکے نہیں دیتے۔ نفرت نہیں کرتے۔ یہ سینے سے لگاتے ہیں۔ یہ سمجھاتے ہیں۔ پیار کے انداز میں محبت کے انداز میں۔ بات سمجھاتے ہیں۔ تو حضرت نے اسے کہا ہاں میں تجھے ایک ترکیب بتاتا ہوں کہا حضرت مجھے ترکیب بتائیں کہ میں گناہ بھی کرتا رہوں اور عذاب سے بھی بچ جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلی ترکیب تو یہ ہے کہ تو اگر گناہ کرتا ہے تو اللہ رب العزت کی نگاہوں سے سامنے گناہ کرنا چھوڑ دے۔ چھپ کے گناہ کیا کر۔ کہنے لگا میں اس کی نظروں سے چھپ کے گناہ تو نہیں کر سکتا۔ اچھا ایک دوسرا طریقہ بتاتا ہوں۔ اور وہ طریقہ یہ کہ تو اللہ رب العزت کا رزق جو دیا ہوا ہے وہ کھانا چھوڑ دے کہ نہ تمہارا دیا ہوا کھاتا ہوں نہ تمہاری بات مانتا ہوں۔ کہنے لگا اللہ کے رزق کو کیسے کھانا چھوڑ دوں یہ تو میں نہیں کر سکتا۔ اچھا میں تیسرا طریقہ بتاتا ہوں۔ تم اللہ تعالیٰ کے ملک میں رہتے ہوئے اللہ کی نافرمانی کرتے ہو۔ تو یہ زمین اور آسمان اللہ کا ملک ہے۔ اس کی مِلک ہے اس سے نکل کے گناہ کرلو۔ کہا جی میں کیسے نکل سکتا ہوں زمین و آسمان سے باہر اس کی حدود تو کہیں نظر نہیں آتیں۔ پروردگار بھی فرماتے ہیں۔

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْاط لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍO

ترجمہ: اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ۔ تم بغیر زور کے نہ نکل سکو گے (اور وہ ہے نہیں)۔

او گھڑے کی مچھلیو! نکلو گے کسی دلیل سے نکلو گے۔ کدھر جاتے ہو۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ

ترجمہ: اے جن وانس ہم تمہارے لیے جلدی ہی فارغ ہو جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ اکبر! ایسا شاہانہ خطاب ہے کہ ہلا کے رکھ دیتا ہے۔

تثنیہ کا صیغہ ہے۔ اے میری زمین کے بوجھو۔ یعنی نافرمان جن اور انسان۔ ان کو مخاطب کیا گیا۔ اے جنوں اور نافرمان انسانوں ہم اپنے آپ کو تمہارے لیے فارغ کر رہے ہیں۔ عنقریب اپنے آپ کو فارغ کر رہے ہیں۔ تمہاری خبر لیتے ہیں۔ تمہارا پتہ کرتے ہیں۔ جیسے ماں کوئی کام کر رہی ہو تو بچے کو کہتی ہے کہ میں آتی ہوں۔ یہ نہیں کہ وہ آ نہیں سکتی۔ بلکہ دھمکانا مقصود ہوتا ہے۔ تو فرمایا اے میری زمین کے بوجھو! ہم اپنے آپ کو عنقریب تمہارے لئے فارغ کر رہے ہیں۔ نپٹیں گے تمہارے ساتھ۔ ہمیں حساب لینا بھی آتا ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ

یعنی: اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ساتھ ان کے وزن قائم کریں گے۔

اس لئے وہ کہنے لگا جی میں تو نہیں زمین اور آسمان سے باہر جا سکتا۔ اچھا میں آپ کو ایک تجویز اور دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ تم گناہ کرتے رہو گے۔ تو نامہ اعمال میں بہت سے گناہ ہوں گے۔ جب ملک الموت آئے گا تم اس سے کہنا تم تھوڑی دیر انتظار کرو میں سچی توبہ کر لوں۔ کہنے لگا حضرت اس نے تو انتظار نہیں کرنی۔ جس سانس میں موت آنی ہے اس سے اگلا سانس بندہ نہیں لے سکتا۔

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ○

ترجمہ: جب ان کی موت آئے گی تو نہ ایک گھڑی تاخیر ہوگی اور نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکے گی۔

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ○

ترجمہ: پس نہ تو وہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس

www.besturdubooks.wordpress.com

جا سکیں گے۔

وصیت کرنے کی بھی فرصت نہیں ہوگی۔ اس نے کہا حضرت میں یہ بھی نہیں کرسکتا۔ اچھا ایک طریقہ اور بتا دیتا ہیں۔ جب تمہیں قبر میں لے جائیں گے اور منکر نکیر آئیں گے اور پوچھیں گے سوال و جواب تو اس وقت منکر نکیر کو کہنا کہ میری قبر سے باہر نکل جاؤ۔ جیسے ہم نے گھروں پہ لکھوایا ہوتا ہے بغیر اجازت اندر آنا منع ہے۔ تم بھی کہنا کہ بغیر اجازت کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا وہ کوئی مجھ سے پوچھ کے تھوڑا ہی آئیں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے فرمایا اچھا ایک آخری بات باقی رہ گئی وہ تجویز بتاتا ہوں۔ اس نے کہا کون سی کہ قیامت کے دن تمہارے گناہ اللہ رب العزت کے حضور پیش کئے جائیں گے اور تمہیں جہنم میں جانے کا حکم فرمائیں گے۔ جب فرشتے تمہیں پکڑ کر جانے لگیں گے تو کھڑے ہو جانا کہ میں نہیں جاتا۔ اس نے کہا حضرت فرشتوں کے سامنے میری کیا حیثیت ہے کہ میں کہوں کہ میں جہنم میں نہیں جاتا۔ جب اس نے کہا کہ میری کیا حیثیت ہے تو اس وقت اس کو فرمایا۔ اس وقت اس کو ٹھوکر لگائی فرمایا کہ اے دوست جب تو ان میں سے کچھ بھی نہیں کرسکتا تو اپنے رب کی نافرمانی ہی کیوں کرتا ہے۔ اس نے کہا حضرت مجھے بات سمجھ آگئی۔ آج کے بعد میں اپنے پروردگار کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ یہ اللہ والوں کے سمجھانے کا انداز ہوتا ہے۔ وہ اچھے انداز میں بات سمجھاتے ہیں۔ اس نے گناہوں کو چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا۔

یہ گناہ ہم جو کرتے ہیں یہی گناہ ہمیں پریشان رکھتے ہیں۔ یاد رکھئے! گناہوں کی وجہ سے ہی اثرات دلوں پہ پڑتے ہیں اور قومیں مصیبتوں میں پڑتی ہیں۔ اور نیکی کے ذریعے اللہ تعالیٰ مصیبتوں سے نکالا کرتے ہیں۔ آج ہماری حالت تو یہ ہے۔ کہ کام کرتے ہیں بھنگیوں والے اور تنخواہ مانگتے ہیں بادشاہوں والی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمان کے لیے دو راستے:

یاد رکھنا! مسلمان کے لئے دنیا میں دو راستے ہیں۔ نیکی کرے گا امام اعظم اور جب گناہ کرے گا تو غلام اعظم بنے گا۔ نیکی کی زندگی ہوگی۔ امام اقوام عالم بنے گا۔ اور اگر گناہوں بھری زندگی ہوگی۔ تو کیا بنے گا؟ آج من حیث القوم ہم کیا بنے پھرتے ہیں۔ تیرے ہاتھ میں ہو قرآن تو دنیا میں رہے پریشان۔ تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں پھرے ناکام۔ تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور دنیا میں پھرے غلام۔ غلامی نفس کی ہو شیطان کی یا کسی انسان کی ہو۔ نہ نہ نہ۔ ہمیں کہتا ہے یہ قرآن او میرے ماننے والے مسلمان۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○

ترجمہ: تو پڑھ قرآن تیرا رب کرے گا تیرا اکرام

تو مومن کے لئے دنیا میں دو راستے ہیں۔ فرمانبرداری کی زندگی گزارے گا۔ تو امام عالم۔ اور نافرمان بن کر فاسق وفاجر بن کر زندگی گزارے گا تو غلام اعظم۔ تیسرا راستہ اس کے لئے کوئی نہیں ہے۔

پریشانیوں کی وجہ گناہ:

گناہوں کو چھوڑ کر ہماری زندگی پرسکون ہو سکتی ہے۔ یہ بات بتانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ آج کل اکثر سالکین آتے ہیں وہ پریشانیاں دنیا کی لے کے آتے ہیں۔ پھنسے ہوتے ہیں دنیا میں آتے ہیں تو دو تین باتیں کرتے ہیں۔ آتے ہی سب سے پہلی بات۔ حضرت میں نے بڑے بڑے مشائخ کو دیکھا ہے مگر آپ سے بیعت ہوا ہوں یعنی کہ احسان جتلا رہے ہیں۔ کہ میرا آپ پر احسان ہے کہ میں آپ سے بیعت ہوا۔ واہ واہ! حضرت میں نے بڑے بڑے مشائخ دیکھے ہیں میں نے بس آپ سے بیعت کی تا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کے دل میں پہلے سے یہ احسان مند ہو جائے۔ اور حضرت میں بس حالات آپ کو ہی بتانے ہیں۔ اور حالات کیا بتاتے ہیں۔ بس حضرت کاروبار کوئی اچھا نہیں چل رہا۔ تعویذ دے دیجئے کچھ پڑھنے کے لئے دے دیجئے۔ ویسے میں نے جلدی گھر جانا ہے۔ دوسری بات حضرت بس بیوی سے کچھ بنتی نہیں ہے ان دنوں، اس لیے کچھ اس کے پڑھنے کو بتا دیں ویسے میں نے جلدی گھر جانا ہے۔ اور تیسری بات کیا کرتے ہیں۔ حضرت ورد وظیفہ تو ہوتا نہیں کچھ آپ ہی پھونک ماردیں ویسے میں نے جلدی گھر جانا ہے۔ اب اگر یہ باتیں لے کر آئیں گے۔ تو تصوف وسلوک کیا سیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تو نہیں ملتا کہ انسان دنیا لے کر آئے اور دنیا کے مسائل پوچھ کر واپس جائے اور سمجھے مجھے اللہ مل جائے گا۔ تین سال سے بیعت ہوئے پانچ سال سے بیعت ہوئے ملا کچھ بھی نہیں۔ ہم نے کچھ نہیں کرنا بس پیر ہی سب کچھ کر دے۔ اس لئے یہ مضمون (Topic) بتانے کی ضرورت پیش آئی۔ ہم اپنی زندگی کے رخ کو جب تک ٹھیک نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہماری زندگی کی یہ پریشانیاں ختم نہیں ہوں گی۔ ماں باپ اپنی اولاد کو پریشان کر کے خوش نہیں ہوتے۔ اللہ رب العزت اپنے بندوں کو پریشان کر کے کیسے خوش ہوں گے۔ اسی لئے فرمایا۔

مَایَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو عذاب دے کر خوش نہیں ہوتے۔ وہ نہیں چاہتے کہ بندے بھوکے ننگے رہیں پریشان رہیں۔ یاد رکھئے! اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو عذاب کے لئے پیدا نہیں کیا اپنے بندوں کو ثواب کے لئے پیدا کیا ہے۔ کیوں۔ فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ انسانوں پر بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب رؤف اور رحیم ذات ہے تو وہ پریشانی میں اپنے بندوں کو ڈالنا نہیں پسند کرتی۔ ہم خود پریشانیوں میں پڑتے ہیں۔ ہم پریشانیوں کو دعوتیں دیتے ہیں۔ ہم بڑھتے ہیں پریشانیوں کی طرف۔ اس طرح سے کہ اپنے رب کے حکموں کو توڑ کر اور اپنے محبوب ﷺ کی سنتوں کو چھوڑ کر۔ کون سا گھر ہے آج جہاں نبی ﷺ کی سنتوں کو ذبح نہیں کیا جاتا۔ الا ماشاءاللہ۔ نیکوں کے گھرانوں میں بھی کوئی نہ کوئی فرد ایسا ہوتا ہے جو اپنی من مرضی کا مالک ہوتا ہے۔ آج ہمارے گھر گلی کوچے بازار نبی ﷺ کی سنتوں کی مذبح گاہیں بن چکی ہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ ہمیں پرسکون زندگی نصیب ہو جائے۔ رہنا دنیا میں اور دنیا کے پیدا کرنے والے کو ناراض کر کے تم کیسے پرسکون زندگی گزاریں گے۔

ایک صاحب آئے بڑی فیکٹریوں کے منیجر تھے۔ آنسوؤں سے رونے لگے۔ حضرت میں اتنا پریشان ہوں میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔ میرا خرچہ پورا نہیں ہوتا۔ بھئی کتنا کماتے ہیں۔ بس حضرت فیکٹری والوں نے دو کاریں دی ہوئیں ہیں۔ میرے لیے علیحدہ بچوں کے لئے علیحدہ۔ کوٹھی لے کے دی ہوئی ہے۔ کوٹھی پر چوکیدار اور باورچی سب مالکوں کا۔ پیٹرول مالکوں کا۔ بیمار ہو جائیں تو ڈاکٹر کا خرچہ مالکوں کا۔ اور ٹیکس ویکس ہو تو وہ بھی مالکوں کا۔ اور حضرت مجھے صرف پچھتر ہزار مہینے کے ملتے ہیں۔ پچھتر ہزار مہینے کے ملتے ہیں اور سارے باقی خرچے مالکوں کے اور آنسوؤں سے رو رہا ہے کہ حضرت میرے خرچے پورے نہیں ہو رہے۔

فیصل آباد سے ایک خاتون آئی پردے میں بیٹھ کے بات کرنے لگی۔ رو رہی ہے زاروقطار۔ پانچ منٹ روتی رہی۔ اور پھر کہنے لگی حضرت میرے لئے دعا کریں میرے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ میں نے کہا کتنے فرد ہیں۔ بس میاں بیوی ہیں اولاد نہیں ہے۔ تو کتنا خرچہ دیتا ہے خاوند۔ کہ جی ہر مہینے پچاس ہزار دیتا ہے۔ میں نے پوچھا بنتا کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ کہنے لگی دوائیوں پہ خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور واقعی ایسے تھا۔ پچاس ہزار اکیلی خاتون کا خرچہ مگر وہ ڈاکٹروں کے پاس چلا جاتا۔ میں نے اس منیجر اور اس خاتون کو سمجھایا کہ اپنی زندگی سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو نہیں نکالو گے تمہیں زندگی میں کبھی سکون نہیں مل سکتا۔ تمہارے مال سے اللہ نے برکت نکال لی ہے۔ تمہارے پچھتر ہزار کیا پچھتر لاکھ بھی ہوں گے تو تمہاری ضرورتیں پوری نہیں ہوں گی۔ برکت اللہ تعالیٰ نکال لیتے ہیں۔ اتنا کماتے ہیں ضرورتیں اتنی بڑھ جاتی ہیں کہ پھر پریشان۔ لنگوٹ باندھ کے میدان میں اترتے ہیں۔ ایک پریشانی ختم نہیں ہوتی اگلی پریشانی اوپر سے آجاتی ہے۔ پہلی ختم نہیں ہوتی دوسرے اوپر سے پھر آجاتی ہے پھر پریشان پھرتے ہیں۔

خود کو رب کے حوالے کیجیے:

لوگ کہتے ہیں جی بس رل رل کے زندگی گزار رہے ہیں۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ کسی نے شعر لکھا ہے۔

اس دکھی حیاتی دے پینڈیاں وچ
کدی راہ پے گئے کدی بھلدے رہے
اے دیوا امید دا بلدا رہیا
لکھ جھکڑ انھیریاں دے چلدے رہے
پت جھڑ دے جھڑے ہوئے پتیاں وانگ
اسی تیرے جہان وچ رلدے رہے
پر دامن امید دا چھڈیا نہ
اسی نال تقدیر دے گھلدے رہے

تو میں نے کہا کہ بھئی تمہیں پت جھڑ کے پتے کی طرح رلنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا ضرورت ہے؟ تم اپنے آپ کو پروردگار کے حوالے کر دو وہ تمہیں بے آسرا نہیں فرمائے گا۔ وہ تمہیں کٹی ہوئی پتنگ کی طرح نہیں رکھے گا۔ جھڑے ہوئے پتے کی طرح رلنا نہیں پڑے گا۔ اور گھلنا نہیں پڑے گا تقدیر سے۔ تقدیر کو لانے والے کے ساتھ اپنے آپ کو نتھی کرلو۔ پھر دیکھو کہ وہ پروردگار کیسے سکون اور اطمینان کی زندگی عطا فرما دیتا ہے۔ اور آج جس سے پوچھیے کوئی کہے گا بھائی نے پریشان کیا، پڑوسی نے پریشان کیا، بیوی نے پریشان کیا، اولاد نے پریشان کیا۔ ہمیں کسی نے پریشان نہیں کیا ہمیں ہمارے گناہوں نے پریشان کیا ہوا ہے۔ ہمیں ہمارے نفس نے پریشان کیا ہوا ہے۔ ہمیں شیطان نے پریشان کیا ہوا ہے۔ تو دشمن ہمارے دو ہی ہیں نفس اور شیطان۔ اور دونوں گناہ کروا کے ہمیں پریشان کر دیتے ہیں۔ ہم گناہ کرتے ہیں سکون کی خاطر۔ اور گناہوں سے اور بے سکونی بڑھتی ہے۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے رہے

جن کاموں سے پریشان ہوتا ہے بندہ، لوگ سکون حاصل کرنے کی خاطر ان کاموں کو کرتے پھرتے ہیں۔ یاد رکھیے! گناہ ظاہر میں خوبصورت نظر آئے اس میں لذت محسوس ہو اس میں وقتی طور پر اطمینان محسوس ہو مگر حقیقی طور اس میں دل کی پریشانی ہوا کرتی ہے۔ اور جتنا ہم گناہ کریں گے اتنا ہماری زندگی میں پریشانی آئے گی۔ یہ اللہ والے جو گناہوں سے اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو سکون عطا فرما دیتے ہیں۔ یاد رکھیے۔ گناہوں کو چھوڑ کر بندے کو ایسے سکون ملتا ہے جیسے کہ بچے کو ماں کی گود میں آ کر سکون مل جایا کرتا ہے تو گناہوں کو چھوڑ دیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علم اور ارادے سے گناہ کرنا:

علم اور ارادے سے گناہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہت ناپسند فرماتے ہیں۔ بے دھیانی میں گناہ ہو جائے جلدی معاف ہو جاتا ہے۔ بے علمی میں گناہ کر بیٹھے جلدی معاف ہو جاتا ہے۔ جب انسان اپنے علم اور اپنے ارادے سے سوچ سمجھ کر گناہ کر رہا ہوتا ہے۔ پھر اللہ رب العزت کی ناراضگی آتی ہے۔ پھر اللہ غصے میں آتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ بڑے حلیم ہیں وہ پہلے گناہ پہ بندے کو سزا نہیں دیا کرتے۔ بجلی کے بارے میں مشہور ہے کہ پہلی خطا بھی معاف نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ بجلی کی طرح نہیں ہے۔ وہ حلیم ذات ہے کریم ذات ہے حوصلے والی ذات ہے وہ بندے کو موقع دیتی ہے۔ لیکن جب گناہ کرتے کرتے حدود پھلانگ جاتا ہے تو پھر پکڑ آتی ہے۔ تاکہ بندہ جاگے اور جب نہیں جاگتا تو اللہ تعالیٰ پریشانیاں بھیجتے ہیں۔ کیوں کہ پھر پریشانیوں سے بندہ گھبراتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔ اس لئے کسی عارف نے کہا۔

سکھ دکھاں تو دیواں وار
دکھاں آن ملایوں یار

خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں:

خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ پھر غم بھیجتے ہیں۔ بیماری بھیج دی پریشانی بھیج دی ناکامی بھیج دی۔ پھر پریشان ہوتے ہیں۔ تو جو اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ رب کی طرف آتے ہیں کہ ہمیں جگانے کے لئے یہ بات آئی پھر وہ نمازیں بھی پڑھ رہے ہوں گے تہجد بھی پڑھ رہے ہوں گے اوراد و وظائف بھی کر رہے ہوں گے۔ وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے گھر کی طرف بلانا چاہتے ہیں۔ پاک ہے وہ پروردگار جو

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے بندوں کو پریشانیوں اور مصیبتوں کی زنجیروں سے باندھ کر اپنے در کی طرف بلا رہا ہوتا ہے۔ تو پریشانیاں کس لئے آتی ہیں بندے کو جگانے کے لیے۔ مگر ہم جاگنے کی بجائے اور گناہ کر رہے ہوتے ہیں۔ کاروبار خراب ہوا۔ بددیانتی شروع ہو جاتی ہے۔ اب اس کا حل یہ نکالا کہ بنک سے سود پہ پیسے لے لو۔ علاج وہ تجویز کیا جو پہلے سے بھی زیادہ بندے کو پریشان کرنے والا۔ تو موٹا اصول یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی نافرمانی سے انسان کی زندگی میں پریشانیاں آتی ہیں۔ مصیبتیں آتی ہیں۔ ذلتیں آتی ہیں۔ رسوائیاں آتی ہیں۔ ناکامیاں آتی ہیں۔ اور ان کو چھوڑ کر انسان کو دنیا اور آخرت کی سرخروئی نصیب ہو جاتی ہے۔ تو ہم گناہوں کو چھوڑیں۔ پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهٗ

ترجمہ: چھوڑ دو وہ گناہ جو تم ظاہر میں کرتے ہو یا تم چھپ کر کرتے ہو۔

گناہ چھوڑنے پڑیں گے:

یہ گناہ چھوڑنے پڑیں گے۔ اور انسان گناہوں کی جان نہیں چھوڑتا۔ مصیبتیں اس کی جان نہیں چھوڑتیں۔ اختیار ہمارا ہے۔ اور یاد رکھئے۔ کہ جو بندہ اپنے علم اور ارادے سے گناہ کو کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ پروردگار عالم اس بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ پکی بات ہے وہ بندہ مستجاب الدعوات بن جاتا ہے۔ جو بندہ اپنے علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ پروردگار عالم اس بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ پوچھتے ہیں اسم اعظم بتاؤ۔ اس سے بڑا اسم اعظم اور کیا ہے۔ یہ اسم اعظم ہے کہ گناہوں کو چھوڑ دیں پھر دیکھیں پروردگار کیا عطا فرماتے ہیں اس لئے تو فرمایا جو غیر محرم سے نگاہوں کو ہٹائے گا اللہ رب العزت اس کے دل کو عبادت میں لذت عطا فرمائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ ہر گناہ چھوڑنے کے بدلے لذت ملتی ہے۔ تو چھوڑ دیجئے گناہوں کو تا کہ اللہ رب العزت دلوں کا سکون اور اعمال کی لذتیں عطا فرمائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کا کام بندگی:

آج کہتے ہیں اوراد و وظائف میں کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ پہلی بات تو یہ کہ محسوس ہوتا ہے یا نہیں ہمیں تو بندگی کرنی ہے۔ ہمیں تو بیٹھنا ہے۔ یاد رکھیں۔ عبد اللطیف بنیں عبد الطف نہ بنیں۔ کچھ عبد الطف ہوتے ہیں۔ لطف اور مزہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ حضرت مزہ نہیں آرہا ہے۔ ارے بھئی مزے ڈھونڈ رہے ہیں ہمیں تو بندگی کرنی ہے اللہ کی ہم تو غلام ہیں ہاں اگر وہ یاد میں مزہ بھی دے دیتا ہے تو عنایت ہے اس کی۔ یہ رحم ہے پروردگار کا یہ ترس ہے اس کریم ذات کا کہ اس نے بندوں کے دلوں کو سکون اور لذتیں عطا فرمائیں۔ ورنہ ہم تو ذکر کرنے کے پابند ہیں بندے جو ہوئے۔ تو ہم گناہوں کو کرنا چھوڑ دیں گے۔ اللہ رب العزت زندگی سے پریشانیوں کو دور کر دیں گے۔

نیکوں اور گناہگاروں کی پریشانیوں میں فرق:

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پریشانی تو نیکوں پر بھی آتی ہے۔ ان کے تو گناہ نہیں ہوتے۔ جی ہاں! پریشانی گناہ گاروں پر بھی آتی ہے۔ پریشانی نیکوں پر بھی آتی ہے۔ مگر دونوں کے اندر فرق ہوتا ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ نیکوں پر اللہ تعالیٰ اس لئے پریشانیوں کو بھیجتے ہیں۔ کہ ان کو بعض وہ درجات دینا چاہتے ہیں۔ جو اپنی محنت سے وہ حاصل نہ کر سکیں اب پریشانیوں کو بھیج دیا۔ تاکہ اس پریشانی کو وہ وجہ بنا کر اللہ تعالیٰ ان کو قرب کے اعلیٰ درجات عطا فرما دیں۔ تو اللہ والوں پر اس لئے پریشانیاں ان کو اپنے رب کے قریب کرنے کے لئے آتی ہیں۔ اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالک کی قبض کی کیفیت میں جتنی ترقی ہوتی ہے بسط کی حالت میں اتنی ترقی نہیں ہوا کرتی۔ قبض کی حالت کہتے ہیں جب کیفیات سلب ہوں دل نہ لگ رہا ہو۔ اس وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی بندہ لگا ہوا اپنے رب کی عبادات میں تو اس وقت بڑی ترقی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ

تندیء باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

یاد رکھنا کہ اللہ والوں پہ پریشانیاں آتی تو ہیں۔ مگر ان پریشانیوں سے ان میں بے چینی نہیں آیا کرتی۔ جس کا رب سے تعلق ہے اس کا بے چینی سے تعلق نہیں ہے۔ کبھی کسی اللہ والے کو بے چین نہیں دیکھیں گے۔ وہ پرسکون ہوں گے۔ پریشانیاں ہیں، خوف ہے۔ مصیبتیں ہیں۔ بیماریاں ہیں۔ مگر طبیعت پرسکون ہوتی ہے۔ جیسے کوئی شیشے کے کمرے میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور باہر آندھیاں چل رہی ہوں۔ تو وہ جھکڑ دیکھ رہا ہے۔ آندھی دیکھ رہا ہے ہوائیں دیکھ رہا ہے۔ درخت گرتے دیکھ رہا ہے۔ مگر اس کو محسوس نہیں ہو رہا۔ اللہ والوں کا بالکل یہی حال ہوتا ہے۔ ان کو یہ پریشانیاں اور مصیبتیں نظر تو آ رہی ہوتی ہیں مگر یہ ان کے دل پر اثر انداز نہیں ہو رہی ہوتیں۔ ان کا دل پرسکون ہوتا ہے۔ عین مصیبتوں کے عالم میں بھی دل اپنے پروردگار سے لگا ہوا ہوتا ہے۔ ایک بزرگ تھے۔ اپنے گھر کے اندر کچھ تلاش کر رہے تھے۔ حالانکہ ان کے بیٹے کی شادی تھی۔ تو بیوی کہنے لگی کہ بیٹا دلہا بن رہا ہے گھوڑے پہ چڑھ رہا ہے۔ بارات جانے والی ہے۔ آپ کیا تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ کہنے لگے میں کفن کا کپڑا تلاش کر رہا ہوں۔ کہنے لگے دل میں ڈالا گیا ہے کہ ابھی میرے بیٹے کی وفات ہو جائے گی۔ تو میں نے کہا میں اس کے لئے چیزوں کا انتظام کر لوں۔ میاں بیوی بات کر رہے تھے۔ باہر سے اطلاع آ گئی کہ دولہا گھوڑے پہ چڑھنے لگا پاؤں پھسلا اور گردن کے بل گر کر موت آ گئی۔ دنیا دولہا بنا رہی ہے۔ ان کے دل میں ڈالا کہ موت آنی ہے تو گھر میں تیاریاں کر رہے ہیں۔

ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اپنے رب پہ راضی ہیں۔تو اس لئے اللہ والوں پر بھی یہ تکلیفیں آتی ہیں۔مگر ان کے دل کو بے چین نہیں کرتیں۔پریشان نہیں کرتیں۔ان کے دل پرسکون ہوتے ہے۔ان کے رجوع الی اللہ میں اور زیادہ ترقی ہو جاتی ہے۔

یہ گناہوں کا وبال بن کے بھی آتی ہیں۔گناہگاروں پر تو پریشانیاں تو آتی ہیں اس دنیا میں کون ہے جو پریشان نہیں ہے۔

دریں دنیا کسے بے غم نا باشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

اس دنیا میں کوئی بے غم نہیں اگر کوئی ہے تو وہ بنی آدم نہیں۔اس دنیا میں غم تو ہیں ہی جہاں کوئی غم نہیں ہوگا اس کا نام جنت ہے ابھی ہم وہاں نہیں پہنچے۔جب پہنچ جائیں گے تو وہاں غم ختم کر دیئے جائیں گے۔

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ترجمہ:اور نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔

یہ کہہ دیا جائے گا۔دنیا کے اندر تو یہ غم آئیں گے۔مگر یہ غم تو کبھی کبھی آتے ہیں۔ایک بات اور یاد رکھئے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانیاں زیادہ اور تنگیاں تھوڑی ہیں۔صحت کا عرصہ زیادہ بیماری کا عرصہ کم۔کھانے پینے کا وقت زیادہ۔اور فاقوں کا وقت تھوڑا۔تو عنایات زیادہ ہیں۔امتحان کبھی کبھی۔تو جب عنایات اتنی زیادہ ہیں تو کبھی کبھی کوئی امتحان آ جائے تو ہم پھر بھی اپنے رب سے راضی رہیں اپنے آپ کو سمجھائیں کہ پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔کسی عارف نے کہا۔

لطف سجن دم بدم قہر سجن گاہ گاہ
ایں بھی سجن واہ واہ اوں بھی سجن واہ واہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے مالک ہم اس پہ بھی راضی ہیں میرے مولا ہم ہر حال میں راضی ہیں۔

یہ ہے بندگی۔ اور ہم پریشان ہو کر ادھر اُدھر پھرتے ہیں۔ اگر کوئی کالا پیلا بندہ تعویذ دینے والا ہے ادھر بھی چلے جاتے ہیں۔ عاملوں کے پاس نجومیوں کے پاس جاتے ہیں۔ جادو کرنے والوں کے پاس جاتے ہیں۔ کالے علم والوں کے پاس جاتے ہیں اور ایمان گنوا بیٹھتے ہیں۔ بڑے بڑے نمازی اور سالک اور ذکر مراقبے کرنے والے پریشان ہو کر عاملوں کے پاس چلے جاتے ہیں ہرگز نہیں جانا چاہیے۔ پریشانیوں کے اندر کبھی ایسے لوگوں کی طرف نہیں جانا چاہیے۔ پریشانی کے وقت اپنے پروردگار کے گھر کی طرف آنا چاہیے۔ مسجد کی طرف آئیں اور اللہ سے اپنے دل کی بات کہیں۔ اللہ کے سامنے اپنے دل کا دکھ بیان کریں۔ تو جب دل کا دکھ اللہ کے سامنے بیان کریں گے تو پھر پروردگار ہماری ان مناجات کو قبول فرمالیں گے۔ ہمیں کسی نے پریشان نہیں کیا ہمیں ہمارے گناہوں نے پریشان کیا ہوا ہے۔ ہم دوسروں سے حسد کرتے پھرتے ہیں۔ فلاں نے کچھ کر دیا ہوگا۔ اس نے میرا رزق باندھ دیا ہوگا۔ پتہ نہیں کتنے چھوٹے چھوٹے خدا بنائے ہوئے ہیں۔ کسی نے کچھ نہیں باندھا۔ باندھنے والی کھولنے والی وہ ایک ہی ذات ہے۔

وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

ترجمہ: اور اللہ ہی قبض کرتا ہے اور وسعت دیتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تو ہم اس ذات کی طرف رجوع کریں۔ اور ہماری پریشانیاں پھر اللہ تعالیٰ ختم کر دیں گے۔ مصیبتیں آتی ہیں۔ مگر مصیبتیں اور پریشانیاں اکثر اوقات گناہوں کے سبب سے آتی ہیں۔ اس وجہ سے انسان مایوس بن جاتا ہے۔ اعمال چھوٹ جاتے ہیں۔ انسان ذکر و سلوک میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اللہ والوں پر جو پریشانیاں آتی ہیں وہ درجات کو بڑھانے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لئے آتی ہیں۔اب یہ بنیادی بات سمجھنے کے بعد یہ بات ذہن میں رکھئے کہ جب کسی بندے کو جگایا جائے اور وہ پھر بھی نہ جاگے تو پھر غصہ آتا ہے۔گھر میں بھی ماں بیٹے کو جگائے باپ بیٹے کو جگائے اور وہ نہ جاگے تو غصہ آتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ بندوں پر پریشانیاں بھیجتے ہیں اور وہ پھر نہیں جاگتے یہ اللہ تعالیٰ کے غصے کا سبب بنتا ہے۔اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے اندر عبرت بناتے ہیں۔فرماتے ہیں۔

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ

ترجمہ: کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ ان پر مصیبتیں بھیجتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

جب انسان جگانے کے باوجود نہیں جاگتا۔تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے عذاب کا کوڑا بھیجتے ہیں۔جب انسان گناہوں میں گھر جاتا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ اس پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔پھر اس کو جہنم کی آگ میں بھیجتے ہیں۔

بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً

کیوں نہیں جس نے گناہ کیا۔

وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ

اور اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ کر لیا۔

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

ترجمہ: یہ ہیں آگ میں ڈالے جانے والے، یہ ہیں جہنم میں جانے والے۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔

گناہوں نے اس کا احاطہ کر لیا تھا۔تو کبھی کبھی گناہ بندے کو گھیر لیتے ہیں۔جھوٹ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی جھوٹی زندگی ہے۔ اب غلط تعلق کہیں بنایا ہوا ہے۔ بندے بندے کے سامنے جھوٹ بول رہا ہے۔ پردے ڈالتا پھر رہا ہے۔ اِس کے سامنے جھوٹ اُس کے سامنے جھوٹ بول رہا ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ بندہ جھوٹ بولتے بولتے اتنا جھوٹ بولتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے نامہ اعمال میں کذاب لکھوا دیتے ہیں۔ جھوٹوں کے دفتر میں نام لکھا جاتا ہے۔ اپنا جھوٹ فریب غلط تعلقات چھپاتے پھرتے ہیں بندوں سے مگر پروردگار سے تھوڑا چھپا سکتے ہیں۔ کبھی کبھی انسان اپنی بری عادات کو نہیں چھوڑتا اور گناہوں کے اندر گھر جاتا ہے ان کو چھپانے کی خاطر بار بار جھوٹ بولتا ہے اور یہی چیز اس کے لئے مصیبت بن جاتی ہے۔ پھر ذکر میں ترقی کیسے ہوگی۔ سلوک میں آگے بڑھنا کیسے ہوگا۔ اب کبھی کبھی اوراد و وظائف کر رہے ہیں اور ساتھ کبیرہ کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی بندہ گولیاں بھی کھا رہا ہے اور زکام کے ہوتے ہوئے برف والا پانی بھی پی رہا ہے تو زکام کیسے دور ہوگا۔ اسی لئے ذکر و سلوک میں آنے کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لے۔ یہ پہلا قدم اٹھالیں پھر دیکھیں کہ تھوڑی دیر کا مراقبہ ہمارے لئے معلوم نہیں کتنی برکتوں کا باعث بن جائے گا۔ ہم جو کہتے ہیں کہ گناہوں سے ہوتا کچھ نہیں۔ ہمارے مشائخ کی توجہات بڑی ہیں سبحان اللہ۔ ان حضرات نے اپنے مشائخ کی توجہات کو غلط سمجھا ہے۔ توجہات بھی کام کرتی ہیں مگر گناہ بھی چھوڑنے پڑتے ہیں۔

میرے دوستو! میرے مہربانو! ہمیں تو جو ملا اپنے مشائخ کی توجہ سے ملا۔ اپنا عمل کچھ نہیں اپنی محنت کچھ نہیں۔ سو فیصد اگر کہیں کہ ان کی توجہات سے ملا تو ہم مسجد میں بیٹھ کر بھی سچ بولنے والے ہوں گے۔ ہم تو ویسے بھی فضلی ہیں کہ ہمارا تعلق ماشاء اللہ خانقاہ فضلیہ سے ہیں۔ تو ظاہر میں بھی فضلی ہیں اور ویسے بھی فضلی ہیں۔ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

فضل سے ہی ہوا ہے۔اور یہاں بھی اللہ کا فضل مانگنے ہی آئے بیٹھے ہیں۔

اس لئے جب ہم گناہوں کو چھوڑ دیں گے۔خود بخود اوراد و وظائف اور توجہات کے اثرات ہوں گے اور وہ دل کے اوپر آنے شروع ہو جائیں گے۔ہمارے حضرت خواجہ احمد سعید قریشی عِشْقِیْ پور شرقیہ والے۔ان کے حالات زندگی میں حضرت پیر سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات لکھی۔فرمایا کہ وہ کبھی کبھی پورے شہر کے لوگوں کو توجہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ بعض دلوں سے فیض ٹکرا کر واپس آتا ہے اور مجھے آواز آتی ہے کہ ہمارے لئے اس دل میں کوئی جگہ نہیں ہے۔جب دل پہ گناہوں کی میل ہی اتنی چڑھی ہوئی ہو۔پھر توجہات کیا اثر کریں گی۔تو اس میل کو اتاریں گناہوں کو چھوڑ کر سچی توبہ کر کے پھر دیکھئے اللہ رب العزت ہمارے دلوں کو کیسے سنواریں گے۔ اور کیسے ہمارے دلوں کو بنائے گے۔

شیطان کے ورغلانے کے دو طریقے:

ایک نکتے کی بات عرض کرتا چلوں۔کہ شیطان انسان کو دو طرح سے ورغلاتا ہے۔ ایک شہوات کے ذریعے سے اور دوسرا شبہات کے ذریعے سے۔ یعنی کچھ تو ایسے ہوں گے کہ شہوات کے گناہوں میں لگے ہوئے ہیں۔بد نظری میں گناہ میں زنا میں اور فلاں فلاں گناہ میں۔یہ شہوات کے گناہ ہیں۔جو مال سے تعلق رکھتے ہیں یا جمال سے تعلق رکھتے ہیں۔دنیا میں دو ہی چیزوں کے اسیر ہیں نا۔کچھ مال کے اسیر ہوں گے کچھ جمال کے اسیر ہوں گے۔تو شیطان شہوات کے ذریعے بہکاتا ہے۔اور جن پر شہوات غالب نہیں آتی۔محفوظ رہتے ہیں ان کو شبہات کے ذریعے بہکاتا ہے۔مثلاً کیا یہ مراقبہ سنت سے ثابت ہے۔کیا یہ بیعت واقعی ضروری ہے۔کیا یہ پیری مریدی اس وقت بھی تھی۔اس قسم کی باتیں شبہات والی ذہن میں ڈالے گا۔اور یہ شک ایسی بری بلا ہے کہ یہ انسان کے اعمال کی بنیاد کو ہلا کے رکھ دیتی ہے۔اس لئے قرآن پاک میں ابتداء سے کہہ دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

ھدی للمتقین بعد میں کہا پہلے کیا کہا **لا ریب فیه** کیوں کہ شک کے ساتھ پڑھو گے تو پھر ھدایت نہیں ملے گی۔ نبی ﷺ نے دعا مانگی

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ

ترجمہ: اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں شک سے اور شرک سے اور ضد سے اور منافقت سے اور برے اخلاق سے۔

تو شرک سے بھی پہلے شک سے پناہ مانگی۔ یہ شک بڑی بری بات ہے اتنی بری کہ بندے کے ایمان کو بھی ضائع کر کے رکھ دیتی ہے۔ لوگ دین اسلام کی باتوں میں شک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولویوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ یہ آپس میں باتیں بناتے رہتے ہیں ویسے ہی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ شریعت کی باتیں کون سا ضروری ہے۔ شک ہو گیا کہ ہماری سنتا ہی نہیں مانگ مانگ کے ہماری عمر گزر گئی۔ ہماری تو سنتا ہی نہیں۔ شک کے ذریعے سے۔ شبہات کے ذریعے سے یا شہوات کے ذریعے سے شیطان انسان کو بہکا دیا کرتا ہے۔ تو انسان پر مصیبتیں اللہ تعالیٰ بھیجتے ہیں۔ کبھی گناہوں کی وجہ سے کہ یہ باز آ جائے اور کبھی اپنے قریب لانے کے لئے۔ اور اس کا ایک ہی حل ہے۔ کہ ہم اپنے گناہوں کو چھوڑ کر اپنے پروردگار کی طرف قدم آگے بڑھائیں۔ اب شیطان مایوس کرتا ہے کہ تو اب نہیں چھوٹ سکتا۔ بھئی ہم نہیں چھوٹ سکتے تو پروردگار تو چھڑوا سکتے ہیں۔ بھئی ہم اگر نہیں بچ سکتے تو پروردگار تو بچا سکتے ہیں تو پروردگار عالم ہمیں بچا لیں گے۔ جب ہم سچی توبہ کریں گے تو معافی مل جائے گی۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب نکتہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں جو بندہ گناہ کر بیٹھے مگر دعائیں مانگے کہ اے اللہ میں بچنا چاہتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں۔ اللہ کے سامنے روئے دھوئے معافیاں مانگے۔ پھر گناہ کر بیٹھے۔ پھر روئے دھوئے معافیاں مانگے۔ فرمایا ساری زندگی اسی طرح کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کھڑا کریں گے اور فرمائیں گے میرے بندے تو گناہوں سے بچا کیوں نہیں۔ کہے گا ہر وقت معافیاں مانگتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ بچالیں میں تو دعا ہی کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے واقعی تو۔ نے دعائیں مانگیں۔ تیری دعاؤں کو قبول کر کے تیرے سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں۔ تو جب گناہ سرزد ہو جائے تو روئے دھوئے معافیاں مانگے اور اپنے رب کو منائے۔

اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ

ترجمہ: ندامت توبہ ہے۔

تو دل میں نادم ہو اور اپنے رب کو منانے کی کوشش کرے۔ کسی وقت دیر نہ کرے گناہ کا سرزد ہو جانا یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں۔ بڑے بڑوں سے بعض اوقات غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ گر جانا برا نہیں گر کر پڑے رہنا برا ہوا کرتا ہے۔ کبھی کوئی کوتاہی ہو جائے کبھی کوئی غلطی ہو جائے تو بندہ فوراً اپنے رب سے معافی مانگے اور اپنے آپ کو اللہ کے آگے پیش کرے اور کہے کہ مجھے بچالینا۔

غم حیات کے سائے محیط نہ کرنا
کسی غریب کو دل کا غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولا
مجھے کسی گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا

بندہ روئے اللہ مجھے گناہ کا موقع نہ دینا اللہ بچالینا۔ جب بندہ روئے گا اللہ تعالیٰ پھر اس کو گناہوں سے بچالیں گے۔ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اللہ کی نیک بندی بڑی پیاری دعا مانگتی

تھیں۔ کہتی تھیں اے اللہ! جو آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے۔ اللہ شیطان کو مجھ پر مسلط ہونے سے روک دینا۔ تو جب ہم اپنے آپ کو پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ گناہوں سے حفاظت فرمادیں گے۔ ہمیں معاف فرمادیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگیں۔ سچی توبہ کریں۔ پھر اس کے بعد تھوڑے معمولات بھی کریں گے کہ اس کے اثرات ہمارے دل پر مرتب ہوجائیں گے۔ تو آج کے اس وقت میں دلوں میں عہد کر لیجئے کہ اے اللہ ہم نے آج تک جو گناہ کیے ہم ان سے سچی معافی مانگتے ہیں اور آئندہ نیکوکاری پرہیزگاری کی زندگی گزارنے کا عہد کرتے ہیں ارادہ کرتے ہیں۔ پھر دیکھئے پروردگار اس پر کیا رحمت فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے راتوں کو اٹھ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگئے تنہائیوں میں معافی مانگئے۔

گناہ کا بدلہ مل کر رہے گا:

حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ قرآن کی ایک آیت ہے۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ

ترجمہ: جس بندے نے بھی گناہ کیا اس کو اس کا بدلہ ملے گا۔

تو فرماتے ہیں کہ اس میں استثنیٰ کسی کا نہیں مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ۔ پکی بات ہے جس نے بھی گناہ کیا اس کو اس کا بدلہ ملے گی۔ سزا ملے گی۔ تو فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم جتنے گناہ کر چکے ہیں۔ ہمیں ہر گناہ کے بدلے سزا ضرور ملنی ہے۔ فرماتے ہیں۔ اب یہ سزا دو طرح کی ہے۔ سمجھ میں آنے والا نکتہ ہے۔ ایک تو یہ کہ ہم اس دنیا میں ندامت اور شرمندگی کی آگ میں جلیں۔ دل سے کڑھیں اللہ غلطی کر بیٹھے معاف کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں۔ یہ بھی آگ میں جلنا ہے۔ یہ بھی دل میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اللہ معافی دے دے۔ اللہ پریشان ہوں۔ معافی مانگتا ہوں۔ توبہ کرتا ہوں۔ فرمایا یا تو یہ بندہ سچی توبہ کے ذریعے دنیا کی ندامت کی آگ میں اپنے آپ کو جلالے۔ اگر تو یہ نہیں کی تو پھر اللہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں ضرور جلائیں گے۔ اب ہمارے لئے آسان راستہ یہی ہے کہ ہم دنیا میں ہی معافی مانگ لیں۔ ہر ہر گناہ کے بدلے معافی مانگیں۔ اللہ جو گناہ یاد ہیں ان کی بھی معافی جو نہیں یاد ہم ان کی بھی معافی مانگتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی مانگیں پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ تو رحمت کے وعدے فرماتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے جب شیطان نے بہکانے کے لئے قسمیں کھائیں اور کہا کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا۔ دائیں سے بائیں سے آگے سے پیچھے سے۔

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ

ترجمہ: اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

اس وقت فرشتوں کو بڑی حیرت ہوئی کہنے لگے کہ اے اللہ اولاد آدم کے لئے تو مشکل بن گئی پوچھا کیسے اے اللہ یہ شیطان دائیں بائیں آگے پیچھے سے بہکائے گا۔ تو بندوں کے لئے تو کوئی راستہ ہی نہیں بچا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے فرشتو! یہ دو سمتوں کو بھول گیا۔ ایک نیچے کی سمت ایک اوپر کی سمت۔ میرا گناہگار بندہ جب اپنے گناہوں سے پریشان ہو کر میرے در پہ آئے گا اور میرے در پر آ کر ہاتھ پھیلا دے گا۔ چونکہ ہاتھ اوپر کی سمت کو اٹھیں گے ابھی اس کے ہاتھ نیچے نہیں جائیں گے کہ میں اس کے گناہوں کو معاف فرما دوں گا۔ اور جب میرا بندہ اپنے گناہوں سے پریشان ہو کر اپنے سر کو سجدے میں ڈال دے۔ چونکہ نیچے کی سمت سے شیطان اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ میرا بندہ ابھی سجدے سے سر نہیں اٹھائے گا میں اپنے بندے کے گناہوں کو معاف فرما دوں گا۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان نے ایک قسم کھائی تھی۔ فبعزتک ۔اللہ تیری عزت کی قسم میں بندوں کو بہکاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ شیطان مردود تو قسمیں کھاتا ہے میرے بندوں کو بہکانے کے لئے ورغلانے کے لئے ذرا میری بات بھی سن لے میرے بندے بتقضائے بشریت گناہ کرتے رہیں گے کرتے رہیں گے۔ اگر اپنی موت سے پہلے پہلے سچی معافی مانگیں گے۔ فبعزتی وجلالی مجھے اپنی عزت کی قسم مجھے اپنے جلال کی قسم میں ان کی توبہ کو قبول کرلوں گا۔ تو شیطان ۔نے بہکانے کے لئے ایک قسم کھائی تھی۔ رحمٰن نے معافی دینے کے لئے دو قسمیں کھائیں۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ بخش کے خوش ہوتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کا ایک نام ہے لیکن رحمت کی صفت کے دو نام ہیں۔ رحمٰن اور رحیم اور کوئی صفت ایسی نہیں جس کے دو نام ہوں سوائے رحمت کی صفت کے وہ تو اتنا کریم آقا ہے۔ وہ تو بخش کے خوش ہوتا ہے۔ وہ تو معاف کر کے خوش ہوا کرتا ہے۔ میں ایک مرتبہ دورہ حدیث کی بچیوں کو پردے میں درس دے رہا تھا۔ تو ان سے میں نے سوال پوچھا کہ بتاؤ دنیا میں سب سے آسان کام کیا ہے۔ ایک بچی نے جواب دیا اپنی ماں کو منانا۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگی جی ہمارا تجربہ ہے کہ ماں اپنے بیٹے سے ناراض بھی ہو۔ تو بیٹی سے پوچھتی پھرتی ہے کہ اس نے روٹی کھالی۔ اس کا بستر تو نے بنا دیا۔ اس کے کپڑے تو نے ٹھیک کر دیئے۔ اب اوپر اوپر سے ناراض پھر رہی ہے۔ مگر ماں کی مامتا اس کو مجبور کر رہی ہے۔ لہٰذا بیٹی سے پوچھتی پھرتی ہے۔ بیٹی کے ذریعے اس کو کھانا پہنچا رہی ہے۔ دل سے ناراض نہیں ہے۔ خفا تھی بچے نے ستایا۔ مگر دل سے خفا نہیں۔ اس لئے پوچھتی پھر رہی ہے کہ بچے کو سب چیزیں مل گئی یا نہیں مل گئی۔ وہ کہنے لگی کہ جب ماں کی مامتا

www.besturdubooks.wordpress.com

کا یہ حال ہے تو ماں کو منانا بہت آسان ہوتا ہے۔ میں نے کہا ماں کو منانا آسان سہی مگر پھر بھی ماں کے پاس آنا پڑتا ہے۔ ماں کے پاس آ کر بچہ کہے کہ ماں معاف کر دے۔ ماں معاف کر دیتی ہے۔ بچہ آ کر ماں کا جسم دبائے امی معاف کر دیں معاف کر دیتی ہے۔ ہاتھ جوڑ دے معاف کر دیتی ہے۔ اگر پھر بھی معاف نہ کرے بچہ رو پڑے۔ ماں سے کبھی بیٹے کے آنسو نہیں دیکھے جاتے۔ کتنی ناراض ہی کیوں نہ ہو۔ جب دیکھے گی کہ بچہ آنسو بہا رہا ہے۔ اپنے دوپٹے کے پلو کو لے کر آنسو پونچھے گی۔ کہے گی بیٹا رو نہیں چل میں نے تجھے معاف کر دیا۔ تو ماں کو منانا دنیا میں اتنا آسان ہے۔ میں نے انہیں اس وقت بتایا دیکھو ایک اور ذات ہے جس کو منانا ماں کے منانے کے سے بھی ستر گنا زیادہ آسان ہے۔ اور وہ پروردگار عالم کی ذات ہے۔ ماں کو تو پھر بھی زبان سے کہنا پڑے گا۔ پاؤں پکڑنے پڑیں گے۔ ہاتھ جوڑنے پڑیں گے۔ آنسو بہانے پڑیں گے۔ ایک وہ پروردگار ہے جس کے سامنے بندہ تنہائی میں بیٹھا ہو فقط دل کے اندر نادم ہو جائے۔ دل کے اندر شرمندہ ہو جائے۔ اور دل سے پکارے پروردگار گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ اللہ میں نے سچی توبہ کر لی۔ میں نے صلح کر لی۔ مجھے اپنا بنا لے۔ شیطان کے پنجے سے چھڑا لے۔ کوئی ہاتھ نہیں ہلایا کوئی اس کی زبان سے لفظ نہیں نکلا۔ فقط دل کی ندامت کو قبول کر کے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ناراضگی کو دور فرما دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کو منانا ماں کو بھی منانے سے بھی ستر گنا زیادہ آسان ہے۔ تو اپنے رب کو منا لیجیے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ عجیب بات لکھی۔ فرماتے ہیں۔ میں گلی میں جا رہا تھا۔ میں نے دیکھا ایک دروازہ کھلا۔ ماں اپنے بچے کو مار رہی ہے۔ تھپڑ لگا رہی ہے۔ اور کہہ رہی ہے کہ تو نے مجھے بڑا ذلیل کیا۔ بڑا پریشان کیا۔ نافرمان ہے۔ کوئی بات نہیں مانتا۔ نکل جا میرے گھر سے۔ وہ بچہ رو رہا تھا۔ دھکے کھا رہا تھا۔ جب گھر سے باہر نکلا۔ ماں نے کنڈی لگا دی۔ فرماتے ہیں میں کھڑا ہو گیا کہ ذرا منظر تو دیکھوں۔ بچہ روتے

www.besturdubooks.wordpress.com

رو تے ایک طرف کو چل پڑا ذرا آگے گیا رک کر پھر واپس آ گیا۔ پھر دروازے پر واپس آ گیا۔ میں نے پوچھا بچے تم واپس کیوں آ گئے۔ کہنے لگا۔ سوچا تھا کہیں اور چلا جاؤں۔ پھر خیال آیا کہ مجھے دنیا کی ہر چیز مل سکتی ہے۔ مجھے ماں کی محبت نہیں مل سکتی۔ میں اسی لئے واپس آ گیا ہوں۔ محبت ملے گی اسی در سے ملے گی۔ کہتے ہیں بچہ بات کر کے وہیں بیٹھ گیا۔ میں بھی وہیں بیٹھا۔ بچے کو نیند آئی۔ اس نے دہلیز پہ سر رکھا سو گیا۔ کافی دیر گزری ماں نے کسی وجہ سے دروازہ کھولا۔ ضرورت کے لئے باہر جانا چاہتی تھی۔ بیٹے کو دیکھا۔ دہلیز پے سر رکھے سو رہا ہے۔ اٹھایا کیوں دہلیز پہ سر رکھ کے سو رہے ہو۔ امی مجھے دنیا میں کوئی دوسری ماں نہیں مل سکتی۔ میں اس دہلیز کو چھوڑ کے کیسے جاؤں۔ فرمایا بچے کے الفاظ سے ماں کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ بچے کو سینے سے لگا لیا۔ میرے بیٹے جب تیرا یقین ہے کہ اس گھر کے سوا تیرا گھر کوئی نہیں میرے در کے سوا در نہیں آجا میں نے تیری غلطیوں کو معاف کر دیا۔ فرماتے ہیں۔

جب گناہ گار بندہ اپنے رب کے دروازے پہ اس طرح آتا ہے۔
رب کریم میری خطاؤں کو معاف کر دے۔
میرے گناہوں کو معاف کر دے۔
اے بے کسوں کے دستگیر۔
اے ٹوٹے دلوں کو تسلی دینے والے۔
اے پریشانیوں میں سکون بخشنے والی ذات۔
اے بے سہارا لوگوں کا سہارا بننے والی ذات۔
اے گناہوں کو اپنی رحمت کے پردوں میں چھپا لینے والی ذات۔
تو میرے لئے رحم فرما دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے در در کے دھکے کھانے سے بچا لے۔

اللہ اپنی ناراضگی سے بچا لے۔

میں صلح کرنے کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔

پروردگار آئندہ نیکوکاری کی زندگی عطا فرما۔

جب بندہ اس طرح اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی توبہ کو قبول کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کرنے کی اور توبہ کر کے یہاں سے اٹھنے کی توفیق عطا فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد چھبیس

- محبت الٰہی کا مدار
- قربِ الٰہی کے مراحل
- توبہ کا فلسفہ
- فقہ اور تصوف کی بنیاد
- صلہء رحمی
- بدگمانی کا زہر
- تعجب کی آٹھ باتیں

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ، فیصل آباد
+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد ۲۶

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

مرتب
ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہٗ

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطباتِ فقیر (جلد ۲۶)

ازافادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہ

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ——— جون 2010ء

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— جامعۃ الحبیب
شاداب کالونی فیصل آباد

پروف ریڈنگ ——— حضرت مولانا مفتی شاکر الرحمٰن نقشبندی

تعداد ——— 1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرضِ ناشر	10
پیش لفظ	12
عرضِ مرتب	14
① محبت الٰہی کا مدار	17
محبت کا ـ ر	19
محبت کے مقامات اور ثمرات	20
تجھ پر میرا حق بنتا ہے	20
حصولِ محبت کے لیے محبت بھری دعائیں	21
دو طرفہ محبت ...... ایک آئیڈیل کیس	23
محبوب سے وصل کی تڑپ	24
محبت اور معرفت کا تلازم	25
منعمِ حقیقی کے ساتھ محبت	25
معرفت کی بنیاد	26
دنیا کی محبت کا نتیجہ	26
اللہ کی محبت کا انجام	27
ایک قدم اور آگے	28
بے لوث محبت کرنے والا	29
محبت میں سچائی کی دلیل	29
سب سے پہلی بات	29

عنوان	صفحہ نمبر
دوسری بات	30
تیسری بات	30
محبت کی حقیقت	31
محبت الٰہی کا مدار چھ باتوں پر	31
۱) موت سے محبت ہونا	31
۲) ماسوٰی سے کٹ جانا	32
۳) ذکرِ الٰہی میں دوام نصیب ہونا	33
۴) شعائر اللہ سے محبت ہونا	33
۵) دعائے نیم شبی پر حرص نصیب ہونا	34
۶) ایمان والوں سے پیار ہونا	35
تین حیران کن باتیں	35
اللہ تعالیٰ سے محبت کیسی ہو؟	36
وہی زمانہ آچکا ہے	37
شقاوتِ ابلیس کی اصل وجہ	38
محبت کی آزمائش	39
وہ شخص جھوٹا ہے......	40
فریب اور حقیقت کی پہچان	41
اللہ سے لو لگانے کے انعامات	41
ایک اشکال اور اس کا ازالہ	42
عبادات کا نقد انعام	43

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
اللہ تعالیٰ کی نگرانی	44
ایک بات بڑے مزے کی	44
فیضانِ محبت	45
اہلِ محبت کے ساتھ مجالست کا حکم	46
اللہ کو ناراض کرنے پر وبال	46
اللہ کو راضی کرنے پر انعام	47
فضیلت والے لوگ	47
صبر والے لوگ	48
اللہ تعالیٰ کے پڑوسی	48
جب ایام بھلے آتے	49
ایک انمول خوشخبری	49
جہنم سے آزادی، اتنے سے عمل پر	50
ہمارے گناہوں کی حیثیت	50
جس نے رب کو دل سے پکارا	51
ان کا رونا اتنا پسند آیا......!	53
تو پھر کوئی مسئلہ نہیں	53
بخشش کا بہانہ دیکھو......!	54
پھر مجھے اللہ کب دے گا؟	54
محبت کا اشارہ	55
محنت سے محبت ملتی ہے	56
محبوبِ حقیقی کا ناز اپنے حسن پر	56
اللہ کو چاہنے والے	57
اہلِ محبت کا قافلہ	59
اللہ سے اللہ کو مانگ لیجیے	60

عنوان	صفحہ نمبر
(۲) قربِ الٰہی کے مراحل	63
سب سے بڑی نعمت معجزے	65
قربِ الٰہی کیسے ملے؟	66
ادب پہلا زینہ ہے	66
دین سراسر ادب ہے	67
ادب اور علمِ نافع	68
حضرۃ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ادب	69
حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ادب	70
حضرت غلام رسول پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب	71
علمِ نافع سے عمل نصیب ہوتا ہے	72
عمل سے حکمت نصیب ہوتی ہے	73
حکمت کیا ہے؟	73
حکمت کا نتیجہ......دنیا سے بے رغبتی	76
زہد کی حقیقت	77
واقعہ	77
ترکِ دنیا سے فکرِ آخرت	79
فکرِ آخرت کا انعام......قربِ الٰہی	80
لینے کے دو طریقے	81
رابطے سے لینا	81
فرشتوں کو دکھانا تھا	82
خلاصۂ کلام	83
دوطرفہ محبت	83
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	84

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
(۳) توبہ کا فلسفہ	87
گناہ کیا ہے؟	89
توبہ کیا ہے؟	90
توبہ کی اہمیت	90
توبہ کا موضوع......اہم موضوع	91
بندے اور اللہ کے مابین دس حجابات	91
پہلا حجاب: اللہ تعالیٰ سے جہالت	92
علیم اور حلیم ذات	93
حنان اور منان ذات	94
جہل دوری پیدا کرتا ہے	94
معرفت محبت پیدا کرتی ہے	95
دوسرا حجاب: بدعت	96
بدعت کیسے شروع ہوتی ہے؟	98
عمل قبول ہونے کی دو شرطیں	100
سنت اور بدعت میں فرق	100
تیسرا حجاب: باطنی امراض	101
چوتھا حجاب: کبیرہ گناہ کا ارتکاب	102
پانچواں حجاب: صغیرہ گناہ	103
صغیرہ گناہ کبیرہ کیسے بنتے ہیں؟	103
چھٹا حجاب: شرک	106
ساتواں حجاب: اہلِ وسعت کا حجاب	107
آٹھواں حجاب: اہلِ غفلت کا حجاب	108
نواں حجاب: رسم و رواج	109
دسواں حجاب: اعتماد بالنفس	109

عنوان	صفحہ نمبر
کسی کی نہ ماننے والے	110
امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت	111
شورائی فقہ	112
امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ذہانت	112
توبہ کی نیت	113
توبہ کے ارکان	116
پہلا رکن "اخلاص"	116
دوسرا رکن۔"رک جانا"	116
تیسرا رکن "شرمندگی"	117
توبہ کیسے کریں؟	118
(۱) توبہ کی ابتدا	118
(۲) گناہ کے مواقع سے اجتناب	118
(۳) روزوں کی کثرت	120
(۴) آخرت کی سوچ	120
(۵) غیر اللہ کے بتوں کو توڑنا	121
گناہ کیسے چھوڑیں؟	122
پہلا عمل: گناہوں کے برے انجام پر نظر	122
دوسرا عمل: اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا	132
تیسرا عمل: اللہ تعالیٰ کا خوف	132
چوتھا عمل: موت کو یاد کرنا	133
پانچواں عمل: مجاہدۂ نفس کرنا	133
چھٹا عمل: محاسبۂ نفس	133
ساتواں عمل: صحبتِ صلحا کو اختیار کرنا	134
توبہ کی قبولیت کی علامات	134

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
(۱) آئندہ زندگی گزشتہ سے بہتر	134
(۲) دوبارہ گمراہی کا خوف	135
(۳) گناہ سے بے طمع ہونا	135
طمع کیسے نکلی؟	136
(۴) عاجزی	137
رزق میں برکت والے اعمال	137
توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے	138
توبہ کا ارادہ کریں!	139
انبیا اور اللہ تعالیٰ کی شان۔ بے نیازی	140
اب توبہ کر لیجیے......	144
(۴) فقہ اور تصوف کی بنیاد	147
تصوف و سلوک کی محنت	149
بیعت کا مقصد	149
قابلِ غور باتیں	150
شریعت، طریقت اور حقیقت	150
علمِ تصوف علمِ فقہ کی طرح مدوّن ہے	151
تدوینِ فقہ کیسے ہوئی؟	151
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیج ڈالا	152
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علمی شان	153
علقمہ رحمہ اللہ نے پانی دیا	154
ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کاٹا	154
حماد رحمہ اللہ نے گاہا	155
ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پیسا	156
امام اعظم رحمہ اللہ کا علمی مقام	156
۴۰ سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز	158
امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے گوندھا	161
امام محمد رحمہ اللہ نے روٹیاں پکائیں	163
امام محمد رحمہ اللہ کا علمی مقام	163
ہمارا کام روٹی کھانا ہے	164
تصوف کی محنت قرآن و حدیث سے ثابت ہے	164
تصوف کی محنت کا مقصود	165
اللہ کا وصل کیسے نصیب ہوتا ہے؟	165
تین بنیادی باتیں	166
(۱) کم کھانا	166
بھوک کی فضیلت	167
سب سے برے لوگ	168
بھوک کے دس فائدے	169
دو ناپسندیدہ چیزیں	169
مقامِ مناجات اور مقامِ ملاقات	170
(۲) تہجد کی پابندی	171
(۳) رابطۂ شیخ	172
آج وقت ہے	173
اللہ کی طلب میں لگنے والوں کے احوال	174
ہمارے اعمال پلاسٹک کے پھول	175
ٹکنے کی تین باتیں	176
(۱) تسلیم و رضا	176
(۲) مال و جمال سے بے اعتنائی	177
(۳) طلب اور اخلاص	178

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
دو طرح کے بیج	181
دو طرح کے جانور	182
دو طرح کے انسان	182
ہم سے تو درخت اچھا	183
مقصود کو نہ بھولیں	183
استقامت کی ضرورت	184
تلواروں کے سائے میں معمولات	185
فرصت کیسے نہیں ملتی؟	185
احساسِ ندامت کی برکت	186
محبت نادانی کا کفارہ ہے	188
اللہ کی رحمت کا بھروسہ	189
بے سہاروں کا اللہ سہارا	189
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان	191
اللہ تعالیٰ کو بندے کا انتظار	192
⑤ صلہ رحمی	193
اسلام دینِ فطرت ہے	195
دو طرفہ تعلق	196
دینِ اسلام کی خوبی	196
صلہ رحمی کسے کہتے ہیں؟	197
مضبوط معاشرے کی چار بنیادی چیزیں	197
(۱) نصب	197
(۲) نکاح	197
(۳) صلہ رحمی	198
(۴) میراث	198
جسم و روح کی مثال	199
گھر میں دین روح کی مانند ہے	200
انسان اور روبوٹ میں فرق	201
محبتیں دائرہ شریعت کے اندر ہونی چاہئیں	204
شریعت محمدی ﷺ کی خوبصورت تعلیمات	204
صلہ رحمی کے فوائد	208
محبت میں اضافہ	208
مال میں اضافہ	208
عمر میں اضافہ	209
رزق میں کشادگی	209
بری موت سے حفاظت	210
گناہوں کی معافی	211
قبولیتِ اعمال	212
استحقاقِ جنت	212
نزولِ رحمت	212
نزولِ برکات	213
اللہ تعالیٰ کا وصل	213
قطع رحمی کے نقصانات	213
دنیا میں ہی سزا	213
جنت سے محرومی	215
لیلۃ القدر میں محرومی	215
جمعہ کی برکت سے محرومی	216
اللہ کی رحمت سے محرومی	216

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
تین دن سے زائد قطع تعلق منع ہے	217
آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ	217
اپنا جائزہ لیں	218
اللہ سے رشتہ جوڑیں	218
۶ بدگمانی کا زہر	219
یاد کا مقام	221
ذکرِ قلبی کی فضیلت	222
توجہ الی اللہ پیدا کرنے کا طریقہ	222
تجلی ذاتی اور صفاتی میں فرق	223
اللہ اللہ کا ذکر احادیث سے ثابت ہے	224
ایک اشکال کا جواب	225
اللہ اللہ کہنے کا مزہ	226
لفظ اللہ کی تاثیر	226
بدگمانی کب آتی ہے؟	227
بدگمانی کا علاج	229
حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مثال	230
حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مثال	230
دل پر شیطان کا قبضہ	231
گناہ سے نفرت ہونی چاہیے گناہ گار سے نہیں	232
حسنِ ظن ہو تو ایسا	232
مومن کی فراست	232
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست	233
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال	234
دل پینا بھی کر خدا سے طلب	235
بدگمانی کا آپریشن	236
دھوبی کے پاس میلا کپڑا ہی آتا ہے	237
لیلۃ القدر میں بھی محرومی	237
شکر ہے نجات اللہ کے ہاتھ میں ہے	238
خود بینی اور بدبینی	239
شیخ آئینے کی مانند ہے	240
اللہ والوں کا ظرف	242
خون بہا دینا پڑا	243
بدگمانی ایک اخلاقی بیماری	243
ایک نوجوان کی نبی ﷺ پر بدگمانی	244
اللہ تعالیٰ سے بدگمانی	248
رونے کا مقام	248
۷ تعجب کی آٹھ باتیں	251
کافر و مومن کے تصورِ زندگی میں فرق	253
دنیا کا دھوکا	254
80 سالہ بوڑھے کو دھوکا	255
ایک سیکرٹری صاحب کو دھوکا	256
آٹھ تعجب کی باتیں	257

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پرمبنی بیانات کوشائع کرنے کا یہ سلسلہ خطباتِ فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ چھبیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پروازِ فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقولِ شاعر ؎

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحب دل کی بات ہوتی ہے اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیتِ عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علمائے مستفید ہوتے ہیں عوام بھی مستفید ہوتے ہیں۔ بڑے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چھوٹے بھی سبق حاصل کرتے ہیں۔ مردوں کے دل کی دنیا بھی بدلتی ہے، خواتین کی بھی اصلاح ہوتی ہے۔ غرض کہ ہر طبقہ کے انسان کے لیے یہ خطبات مشعلِ راہ ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

''خطباتِ فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کیا کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکرمند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم و حکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئینِ کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعۂ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحرِ معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر و قیمت اہلِ دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحبِ خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہلِ ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لیے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تازیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقۂ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر سیف اللہ نقشبندی
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنے شروع ہوگئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلہ بنا دیا۔ اِس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟...... مگر وہ جن سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے ع

"قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے، وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطبات فقیر کے عنوان سے نمبر وار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

كان الله له عوضا عن كل شيء

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض مرتب

یہ خطبات مجموعہ ہے باغِ علی رضی اللہ عنہ (حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک پھول، عشقِ صدیق رضی اللہ عنہ کو دل میں بسا کر مشربِ نقشبندیہ سے سیراب ہونے والی اور فنا فی الرسول کی منزل سے گزر کر فنا فی اللہ کا راز پانے والی ایک ہستی کے بیانات کا۔ جو نسبت کا نور دل میں لیے قریہ بہ قریہ قلوبِ انسانی کو محبت الٰہی سے گرمانے اور انہیں شریعت و سنت کی راہ پر لانے میں اپنے شب و روز ایک کیے ہوئے ہے۔ بلاشبہ پوری دنیا میں لاکھوں لوگ اس چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں اور بعض سرشار ہو رہے ہیں۔ کہ

لطافتِ غمِ جاں سما گئی دل میں
نزاکتِ دلِ عاشق کو پالیا میں نے

حضرت اقدس محبوب العلما و الصلحا حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کے دعوت و رشد و ہدایت کے سفر کی ابتدا خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ چکوال سے ہوتی ہے، جہاں انہیں مرشدِ عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت کی نعمت سے شرف یاب فرمایا۔ عاجز کو حضرت اقدس مدظلہ سے بیعت ہونے کا شرف اس وقت حاصل ہوا جب حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ ابھی حیات تھے۔ حضرت کا بیان اس وقت بھی اتنا پرتاثیر ہوتا تھا کہ خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ چکوال کے سالانہ اجتماع میں مختلف شہروں سے آنے والے احباب کو حضرت کے بیان کا خاص طور پر انتظار رہتا تھا۔ بعد ازاں حضرت دامت برکاتہم نے جھنگ میں دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا جو بہت جلد دوسرے شہروں میں پھیل گیا۔ چنانچہ فیصل آباد، لاہور، کراچی اسلام آباد گوجرانوالہ، بنوں وغیرہ میں مستقل بیانات

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونے لگے اور یہ سلسلہ روز بروز پھیلتا چلا گیا ؎

راستے کھلتے گئے عزمِ سفر کے سامنے
منزلیں ہی منزلیں ہیں اب نظر کے سامنے

بیرون ملک سے دعوتیں ملنا شروع ہوئیں۔ امریکہ کی بہت سی ریاستوں میں مستقل بیانات ہونے لگے۔ پھر روس کی آزاد ریاستوں کے دورے ہوئے۔ متعدد یورپی ممالک میں جانا ہوا، آسٹریلیا اور پھر افریقی ممالک کی باری آئی، جہاں اب بھی رمضان المبارک میں اعتکاف اور تربیتی اجتماعات کا سلسلہ چل رہا ہے۔ برصغیر میں بنگلہ دیش، نیپال اور انڈیا میں جانا ہوا۔ انڈیا کے اسفار میں کثیر تعداد میں لوگ فیض یاب ہوئے، اور علما کی بڑی تعداد نے آپ سے روحانی استفادہ کے لیے رجوع کیا۔ مشرق بعید کے ممالک ملائشیا اور سنگاپور وغیرہ بھی جانا ہوا۔ مشرق وسطی میں عرب امارات، شام، اردن اور مصر جیسے ممالک میں جانا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ حجازِ مقدس کی طرف حج و عمرے کے اسفار تواتر سے ہوتے رہے۔ ارضِ حرمین شریفین جہاں پر پورے عالمِ اسلام سے عشاق کھنچے چلے آتے ہیں وہاں پر زائرین میں آپ کے بیانات کا ایک مستقل سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یوں اس مرکزِ فیض سے آپ کا فیض اطراف واکناف میں پھیل رہا ہے۔ سالانہ تربیتی نقشبندی اجتماع معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں ہوتا ہے۔ جہاں پر اندرون ملک اور بیرون ملک سے حضرت کے متوسلین کی کثیر تعداد جوق در جوق شریک ہوتی ہے۔ اس موقع پر حضرت کے خصوصی تربیتی بیانات ہوتے ہیں۔ جس کے حاضرین پر عجیب اثرات اور قابلِ دید کیفیات ہوتی ہیں۔ بقولِ شاعر ؎

خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں رازِ حسن و عشق
اہلِ دل ، اہلِ جنوں ، اہلِ نظر کے سامنے

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اقدس مدظلہ کو بیان کا ایک عجیب ملکہ عطا فرمایا ہے۔ حکمت کا گویا ایک دریا ہے جو بہہ رہا ہوتا ہے، جس سے ہر شعبہ ہائے زندگی کے لوگ بہرہ مند

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں۔ جہاں بھی جاتے ہیں توبہ، انابت الی اللہ، محبتِ الٰہی، اور اصلاحی و تربیتی موضوعات پر بات ہوتی ہے۔ بقول

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں

عجیب بات تو یہ کہ ابتدا میں حضرت بیانات کی ریکارڈنگ سے سختی سے منع فرما دیتے تھے کہ تشہیر کو ناپسند فرماتے تھے۔ لیکن کس کس کو کب تک روکتے اہلِ شوق اتنے تھے کہ آخر ریکارڈنگ ہونا شروع ہو گئی اور لاتعداد کیسٹیں بننے لگیں۔ آڈیو سی ڈیز کا دور آیا تو سی ڈیز والیم بھی بننے لگے۔ تاہم جو مقبولیت خطباتِ فقیر کی کتاب کو ملی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ عوام الناس سے زیادہ یہ خطبات علمائے کرام میں مقبول ہو رہے ہیں کیونکہ انہیں ان میں سے علم و حکمت پر مبنی مواد میسر آ جاتا ہے۔ اس طرح وہ بالواسطہ طور پر حضرت کے فیض کو آگے پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جس قدر کام میرے حضرت سے لے رہے ہیں اور جس قدر عوام و خواص کا رجوع ان کی طرف ہو رہا ہے، اس کو دیکھ کر جہاں خوشی ہے وہاں یہ فکر بھی لاحق ہوتی جا رہی ہے کہ کہیں یدخلون في دين الله افواجا کا ناقوس تو نہیں بج رہا۔ ہائے افسوس کہ ہم کس قدر وقت ضائع کرنے والے ہیں......!!! اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت کی زندگی کی قدر کرنے کی اور ان سے خوب خوب استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین ثم آمین

مجھے بے فکر کر دے گردشِ ایام سے پہلے
پلا نظروں سے بھی کچھ بادۂ گلفام سے پہلے

دعاؤں کا طالب

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

یکے از خدام

محبوب العلما والصلحا حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾

(البقرة:۱۶۵)

محبت الٰہی کا مدار

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ تعالیٰ سے محبت کیسی ہو؟ جیسی بچے کو ماں سے۔ اگر چھوٹا سا بچہ ماں سے ذرا سا جدا کر دیا جائے تو وہ کیسے تڑپتا ہے؟ کیسے روتا ہے؟ اس کو پڑھی لکھی عورتیں اٹھائیں، خوبصورت عورتیں اٹھائیں، یا جو مرضی عورت ہو، وہ کبھی چپ نہیں کرے گا، جب تک کہ اپنی امی کے سینے سے نہیں لگ جائے گا۔ اس لیے کہ اس بچے کو ماں سے محبت ہے۔ وہ آرام نہیں کرتا۔ تڑپتا ہے، روتا ہے۔ ماں کتنی مصروف اور مشغول کیوں نہ ہو، سب کام چھوڑ کے آتی ہے اور بالآخر بچے کو سینے سے لگا لیتی ہے۔ جب اس بچے کو ماں کے بغیر چین نہیں آتا، کاش! ہمیں بھی اسی طرح اپنے رب کے بغیر چین نہ آئے۔ ایسی محبت ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ بچہ ماں کا دیوانہ اور یہ مؤمن اپنے پروردگار کا دیوانہ بن جاتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت الٰہی کا مدار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ○﴾ (البقرۃ:۱۶۵)
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ○﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

''اور ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے''

ایمان والے اللہ سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں۔

محبت کا خمیر:

اللہ رب العزت نے ہر انسان کو اپنی محبت کے خمیر میں گوندھا ہے۔ ہر انسان کے دل میں فطرتاً محبت ہوتی ہے، حق کو تلاش کرنے کی اور سچ کو تلاش کرنے کی۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

((کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ)) (الترمذی: رقم ۲۰۶۴)

''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے''

اور جب وہ کلمہ پڑھ لیتا ہے تو وہ اللہ سے محبت کرنے والوں کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہر ایمان والے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر فرق ہوتا ہے تو وہ کم یا زیادہ ہونے کا ہوتا ہے۔ جو محنت کرتا ہے اس کے دل میں محبت کی کیفیت شدید ہو جاتی ہے اور حرارت بڑھ جاتی ہے۔ جو غفلت میں پڑ جاتا ہے تو محبت اس میں بھی ہوتی ہے لیکن اس کے دل میں محبت ذرا کم ہوتی ہے۔

محبت کے مقامات اور ثمرات:

تصوف اور سلوک کے جتنے بھی مقامات ہیں ان کا حاصل اور لب لباب اللہ رب العزت کی محبت ہے۔ کچھ مقامات اس کے لیے مقدمات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسے توبہ، انابت، زہد، ریاضت۔ یہ سب کے سب، دس مقدمات ہیں اس محبت کے حاصل ہونے کے اور جب محبت حاصل ہو جاتی ہے تو بقیہ مقامات اس کے ثمرات ہوتے ہیں، جیسے صبر، تسلیم، رضا۔ یہ سب کے سب محبت کے ثمرات ہوتے ہیں۔ اصل مقصد یہی ہے کہ دل میں اللہ رب العزت کی محبت بھر جائے تاکہ اس کی بندگی کرنا آسان ہو جائے۔

تجھ پر میرا حق بنتا ہے:

حدیث قدسی میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

((یَا ابْنَ اٰدَمَ خَلَقْتُ اَشْیَاءَ لَکَ وَ خَلَقْتُکَ لِی))

”اے آدم کے بیٹے! میں نے چیزوں کو تمہارے لیے پیدا کیا اور تمہیں میں نے اپنے لیے پیدا کیا“

تو ساری دنیا انسان کے لیے اور انسان کو پیدا کیا گیا رحمٰن کے لیے۔

ایک اور حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:

((یَا عَبْدِیْ اَحَقِّیْ اٰدَمَ اِنِّیْ لَکَ مُحِبٌّ فَبِحَقِّیْ عَلَیْکَ کُنْ لِی مُحِبًّا))

(الفتوحات:۱/۷۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے آدم کے بیٹے میں تیرے ساتھ محبت کرتا ہوں، تجھ پر بھی میرا حق بنتا ہے کہ تو مجھ سے محبت کرنے والا بن جا''

اس لیے حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لا ایمان لمن لا محبة له)) (موسوعۃ الخطب:۱)

''اس کا ایمان ہی نہیں جس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت نہیں''

حصولِ محبت کے لیے محبت بھری دعائیں:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نعمت کو اللہ رب العزت سے مانگا کرتے تھے

⊙......ارشاد فرماتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ))(مسند احمد:۳۶/۴۲۳)

''اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں''۔

اللہ رب العزت کی طرف سے پیارے حبیب ﷺ کو اتنی نعمتیں ملیں کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا))(النسآء:۱۱۳)

''اور اے محبوب! تیرے اوپر اللہ کا بڑا فضل ہے''

اتنے فضل و کرم کے باوجود اللہ کے محبوب ﷺ دامن پھیلاتے تھے اور اللہ رب العزت سے اس کی محبت میں اضافے کا سوال کرتے تھے۔

⊙......نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ))(کنز العمال:۳۶۴۸)

''اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لیے تمام چیزوں کی محبت سے زیادہ محبوب بنا دیجیے''۔

یعنی آپ کی محبت، میرے دل میں تمام محبتوں پر غالب آجائے۔ قرآن میں بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی ہی محبت کا تقاضا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ﴾ (التوبہ:۲۴)

''کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ بیٹے اور بھائی، اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو، اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو، خدا اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا حکم بھیجے''

یہاں اَحَبِّیَّتْ کا حکم ہے۔ یعنی کچھ محبتیں ایسی ہیں جو شرعاً جائز ہیں۔ جیسے ماں باپ کی محبت، اولاد کی محبت، میاں بیوی کی محبت، مگر یہ ساری محبتیں نیچے ہوں اور اللہ رب العزت کی محبت ان سب پر غالب اور فائق ہو۔

⊙...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ))

(ترمذی، رقم:۳۸۲۸)

''اے اللہ! تو اپنی محبت کو میری اپنی ذات، میرے اہلِ خانہ اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی میرے لیے زیادہ محبوب بنا دیجیے۔''

یہاں ٹھنڈے پانی کا تذکرہ کیوں؟ اس لیے کہ جب ریگستان میں کوئی چل رہا ہو پسینے سے شرابور ہو اور اس کا حلق خشک ہو چکا ہو اس وقت اس کا پورے کا پورا جسم ٹھنڈے پانی کا متلاشی ہوگا۔ اسی طرح جب کسی کی محبت ہوتی ہے تو وہ انسان کے انگ انگ اور ریشے ریشے میں آجاتی ہے۔ وہ بھی اسی طرح پیاسا ہوتا ہے جس طرح کہ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پیاسا بندہ پانی کا محتاج ہوتا ہے، اس لیے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبت مانگی۔

⊙......ایک اور دعا یوں مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِكَ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ)) (مسند الابرار: رقم ۱۳۹۲)

''اے اللہ! میں آپ کی ملاقات کا شوق مانگتا ہوں، اور اے اللہ! جو آپ کا کریم چہرہ ہے اس کو دیکھنے کی جو لذت ہے میں آپ سے وہ طلب کرتا ہوں''

محبت معانی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

یہ سمجھانا بھی مشکل کام ہے کہ محبت ہوتی کیا ہے؟

لطف مے تا نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

''کوئی اس شراب الفت کی لذت سے واقف نہیں ہو سکتا جب تک کہ بندہ اس کو چکھ نہ لے۔''

کسی عارف نے کہا۔

کچھ حقیقت نہ ہو محبت کی
اک نشہ سا ضرور ہوتا ہے

محبت کی یہ پہچان ہے کہ جس پر یہ کیفیت ہو اس کے اوپر ایک نشہ سا ضرور ہوتا ہے۔ اس میں دیوانگی اور جنون سا ہوتا ہے، وہ اپنے محبوب کی رضا جوئی میں اور محبوب کا قرب حاصل کرنے میں لگا ہوتا ہے، اس لیے کہ اس کے دل میں محبوب کی محبت کا وہ نشہ موجود ہوتا ہے۔

دو طرفہ محبت......ایک آئیڈیل کیس:

یہ محبت ایک طرف سے نہیں ہے، بلکہ دونوں طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے۔ مگر دنیا کا دستور ہے کہ اگر دونوں طرف سے محبت ہو تو لوگ کہتے ہیں: جی! بڑا آئیڈیل کیس ہے، دونوں طرف سے محبت ہے۔ مگر اس معاملے میں اللہ رب العزت کی محبت زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت بندے کے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:

((اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَاءِیْ وَاَنَا اِلٰی لِقَائِهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا))

(جامع الاحادیث: رقم ۱۱۶۰)

''جان لو! نیک لوگوں کا شوق میری ملاقات کے لیے بڑھ گیا اور میں ان کی ملاقات کے لیے ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوں''

گویا بندہ اپنے رب کی رحمت کی طرف ایک قدم چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف دو قدم آتی ہے۔ اسی لیے ارشاد فرمایا:

((وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهُ هَرْوَلَةً)) (ابن ماجہ: رقم ۳۸۱۲)

''اور اگر بندہ میری طرف چل کے آتا ہے تو میری رحمت اس بندے کی طرف دوڑ کے جاتی ہے''

محبوب سے وصل کی تڑپ:

محبت کا لفظ ہے تو چار حرفوں کا مجموعہ، لیکن

......گہرائی میں یہ سمندر سے بھی زیادہ

......اونچائی میں پہاڑوں سے بھی بلند اور

......اپنی حرارت میں یہ دنیا کی آگ کو بھی پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔

محبت کی وجہ سے بندے کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ زندگی بھر اس بندے کے ل میں ایک ایسی کیفیت ہوتی ہے جو اسے جھکنے نہیں دیتی۔ اس کے لیے دن اور رات کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔ کھانا پینا اس کے لیے ضمنی چیز رہ جاتی ہے۔ اس کی نظر میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر وقت ایک ہی مقصود ہوتا ہے کہ مجھے

......محبوب کا قرب نصیب ہو جائے۔

......محبوب کا وصل نصیب ہو جائے۔

......محبوب کی رضا نصیب ہو جائے۔

محبت اور معرفت کا تلازم:

محبت اتنی ہی زیادہ ہوتی جاتی ہے جتنی معرفت بڑھتی جاتی ہے، مثال کے طور پر:

❶......اگر بندے کو پتہ ہو کہ فلاں پھل اتنا میٹھا ہے اور اس کا ذائقہ اتنا اچھا ہے تو جتنا زیادہ پتہ چلے گا اتنا ہی اس کا جوس پینے کو زیادہ جی کرے گا۔

❷......اگر کسی مقام کی خوبصورتی کا پتہ ہو کہ فلاں جگہ تو اتنی خوبصورت سینری ہے، تو جتنی زیادہ اس کی تفصیل کھلے گی اتنا زیادہ دیکھنے کو دل کرے گا۔

❸......ایک مرتبہ ایک بچے کے سامنے ہم نے جنت کے واقعات سنائے۔ اس چھوٹے سے بچے نے جب جنت کے واقعات سنے تو سننے کے بعد کہنے لگا: پھر چلیں وہاں پر۔ یعنی جنت کے مناظر سنتے ہی اس بچے کے دل میں ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ یہ کہے بغیر نہ رہ سکا: پھر چلیں وہاں پر۔

تو گویا محبت اور معرفت، دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اسی لیے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَمْ يُحِبَّ غَيْرَهُ وَ مَنْ عَرَفَ الدُّنْيَا زَهَدَ فِيْهِ"

(طبقات الصوفیہ)

"جس شخص نے اللہ رب العزت کو پہچانا، وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتا اور جس نے دنیا کی حقیقت کو جانا' وہ دنیا کو چھوڑے بغیر رہ نہیں سکتا"

www.besturdubooks.wordpress.com

منعمِ حقیقی کے ساتھ محبت:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

''تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو، اس لیے کہ اس نے تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے''

اب اگر بندہ اس بات پر غور کرے کہ اللہ رب العزت نے اس کو کتنی نعمتوں سے نوازا ہے تو دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور زیادہ آئے گی۔ اس نے بینائی دی، سماعت دی، صحت دی، گویائی دی، عقل کی روشنی دی، عزت دی، رزق دیا۔ کتنی نعمتیں ایسی ہیں جو پروردگار نے بن مانگے عطا فرمائیں۔ چنانچہ دل سے یہ آواز آتی ہے کہ اس منعمِ حقیقی کے ساتھ اپنے دل کی گہرائیوں سے محبت کرنی چاہیے۔

معرفت کی بنیاد:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَحَبَّةُ اَسَاسُ الْمَعْرِفَةِ))

''محبت، معرفت کی بنیاد ہے''

دنیا کی محبت کا نتیجہ:

اللہ تعالیٰ سے محبت اس لیے بھی کرنی چاہیے کہ دنیا کے جتنے بھی محبوب ہیں وہ ایک نہ ایک دن جدا ہو جائیں گے، کیونکہ جس نے دنیا سے محبت کی وہ ایک نہ ایک دن دنیا سے جدا کر دیا جائے گا اور جس نے اللہ رب العزت کی محبت کی وہ ایک نا ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سیدنا جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم!

www.besturdubooks.wordpress.com

((وَاَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ)) (شعب ایمان: رقم ۱۰۵۴/۱)

''اور آپ جس سے چاہیں محبت کیجیے' ایک دن آپ کو اس سے جدا ہونا پڑے گا''

اگر دنیا میں محبت کرنے والے دو بندے ہوں تو وہ ہر وقت تو اکٹھے نہیں ہو سکتے، بھلے میاں بیوی ہی کی محبت لے لیجیے، وہ ہر وقت اکٹھے نہیں رہ سکتے، کبھی میاں سفر پر ہے اور کبھی بیوی اپنے والدین کے گھر ہے۔ یعنی دنیا میں بھی عارضی جدائیاں ہوتی ہیں اور موت کے وقت تو ویسے ہی جدائی ہو جائے گی۔ محبتوں میں جتنی بھی شدت ہو، ایک کی موت آ جاتی ہے تو وہ محبت کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ تو دنیا کے محبوب بالآخر ایک دن جدا ہو جائیں گے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ہمیشہ اکٹھے رہیں۔

علما نے فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ میں ایک نکتہ لکھا ہے کہ یہاں پر بلاغت کی انتہا دیکھیے کہ باب مفاعلہ استعمال کیا۔ اس کی صفات میں سے ہے کہ دو محبت کرنے والوں میں سے یہ جدائی کسی کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے۔ کبھی میاں، بیوی کو چھوڑ سکتا ہے اور کبھی بیوی، میاں کو چھوڑ سکتی ہے اور کبھی دونوں موت کی وجہ سے ایک دوسرے کو چھوڑ سکتے ہیں۔

اللہ کی محبت کا انجام:

تو اس دنیاوی محبت کا انجام بالآخر جدائی ہے۔ ایک ہی محبوب ایسا ہے کہ جب اس کی محبت ملتی ہے تو پھر وہ محبوب جدا نہیں ہوتا، وہ ہر وقت انسان کے ساتھ ہوتا ہے۔ دن میں بھی اور رات میں بھی، صحت میں بھی اور بیماری میں بھی، خوشی میں بھی اور غمی میں بھی۔ انسان پہاڑوں کی چوٹیوں پہ چلا جائے، زمین کی پستیوں میں چلا جائے یا سمندر کی گہرائیوں میں چلا جائے، پھر بھی وہ محبوب کبھی جدا نہیں ہوتا۔ اس نے قرآن میں فیصلہ فرما دیا:

﴿هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحدید: ۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

"وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے، تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو"

یہ ایک ایسی بات ہے جس کی وجہ سے دل مجبور ہوتا ہے کہ انسان اگر محبت کرے تو اپنے پروردگار سے کرے۔

ایک قدم اور آگے:

اللہ رب العزت کو بندے سے محبت ہوتی ہے اور بندے کو اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ لیکن بندہ اس محبت میں ایک قدم اور آگے بڑھ سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ

⊙...... جب یہ کلمہ گو بندہ اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنا شروع کر دیتا تو اللہ رب العزت اس بندے کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر بندہ تو زمین پر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے لیکن اللہ رب العزت عرش پر اس کا ذکر کرتے ہیں: چنانچہ فرمایا: اے بندے!

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرۃ:۱۵۲)

"تو میرا ذکر کر، میں تیرا ذکر کروں گا"

⊙...... جب یہ بندہ نبی علیہ السلام کی پیاری سنتوں پر عمل کر لیتا ہے تو اللہ اس کو محبوب بنا لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (آل عمران:۳۱)

"اے محبوب! آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔"

اتباع سنت کی برکت سے انسان اپنے پروردگار کا محبوب بن جاتا ہے۔

⊙...... جب یہ بندہ عبادت میں اپنے آپ کو مگن کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

((يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ عَبْدِي بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ)) (الاحکام الشرعیہ:۶۲۰/۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

"میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا اتنا قرب پالیتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں"

یعنی عبادت گزار بندہ اپنے پروردگار کا محبوب بن جاتا ہے۔ چنانچہ مومن کو چاہیے کہ وہ ان اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو بڑھائے۔

بے لوث محبت کرنے والا:

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بے لوث محبت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ خالق ہے، مالک ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے:

((یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنْ ذَکَرْتَنِیْ ذَکَرْتُکَ وَاِنْ نَسِیْتَنِیْ ذَکَرْتُکَ))

"اے بنی آدم! اگر تو میرا ذکر کرتا ہے تو پھر بھی میں تیرا ذکر کرتا ہوں، اور اگر تو مجھے بھول بھی جاتا ہے تو اے بندے! میں پھر بھی تیرا ذکر کرتا ہوں۔"

میں پھر بھی تجھے یاد رکھتا ہوں اور میں اپنی رحمتیں تقسیم کرتے ہوئے تیرے مقدر میں رحمتیں بھیج رہا ہوتا ہوں۔ ایک بزرگ فرماتے تھے:

"اے دوست! اگر تجھے کھانے میں جلی ہوئی سبزی بھی مل جائے تو، تو پھر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا، یہ نہ دیکھنا کہ کھانے کو کیا ملا، بلکہ اس بات کو دیکھنا کہ جب اللہ رب العزت نے رزق کو تقسیم کیا تو تو اس وقت اللہ کو یاد تھا۔"

محبت میں سچائی کی دلیل

ہمارے مشائخ نے فرمایا:

صِدْقُ الْمَحَبَّةِ فِیْ ثَلَاثٍ

محبت کی سچائی کی دلیل تین باتوں سے ملتی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿۱﴾......سب سے پہلی بات:

اَنْ یَّخْتَارَ کَلَامَ حَبِیْبِہٖ عَلٰی کَلَامِ غَیْرِہٖ

''کہ وہ غیر کی مجلس پر اپنے محبوب کی مجلس کو اختیار کر لے۔''

یعنی اسے قرآن مجید کی تلاوت اچھی لگے۔ دنیا کی باتیں کرنے کے بجائے، گپیں لگانے کی بجائے، تبادلہ خیالات کی بجائے قرآن مجید کی تلاوت میں زیادہ مزہ آ... ...نکہ یہ محبوب حقیقی کا کلام ہے یہی حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ انہیں قرآن پاک پڑھنے سے بھی محبت تھی، شوق تھا، وہ عاشق قرآن تھے۔

﴿۲﴾......دوسری بات:

وَیَخْتَارُ مَجَالِسَۃَ حَبِیْبِہٖ عَلٰی مَجَالِسَ غَیْرِہٖ

وہ غیر کی مجلس پر اپنے محبوب کی مجلس اختیار کر لے۔''

آج تو حالت یہ ہے کہ دوستوں میں بیٹھنا آسان اور تنہائی میں بیٹھ کر اپنے رب کی یاد کرنا مشکل کام ہے۔ جب بھی پوچھتے ہیں: بھئی! کیا مراقبہ کیا ہے؟ تو جواب ملتا ہے: جی! فرصت نہیں ملتی۔...... یہ دیکھیں! آج کل کے مجنوں...... ان کو لیلیٰ کو یاد کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی...... نئے دور کے مجنوں...... کہ جی! اللہ کو یاد کرنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔ پھر یاد کس کو کرتے ہیں؟ اس کی یاد تو دل سے جدا ہی نہیں ہونی چاہیے۔

﴿۳﴾......تیسری بات:

وَیَخْتَارُ رَضَاءَ حَبِیْبِہٖ عَلٰی رَضَاءِ غَیْرِہٖ

''اور وہ غیر کی رضا پر اپنے محبوب کی رضا کو اختیار کر لے''

یعنی مقدم کر لے۔ اس محبت کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب شادی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں: او جی! چچا روٹھے ہوئے ہیں ان کو منالو، خالہ روٹھی ہوئی ہے ان کو بھی منا لو، پڑوسی کو بھی منالو، کام کرنے والی نوکرانی روٹھ کے چلی گئی تھی، چلو اس کو بھی منا لو، گھر کا نوکر روٹھ گیا تھا، چلو اس کو بھی منالو۔ شادی کے موقعہ پر سب روٹھے ہوؤں کو منا لیتے ہیں اور جو پروردگار پہلے راضی ہوتے ہیں، خلاف سنت عمل کر کے اس محبوب کو ناراض کر لیتے ہیں۔

محبت کی حقیقت:

جب محبت ہو تو بندہ سب کچھ اپنے محبوب کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ پھر وہ دنیا کو نہیں دیکھتا، بس وہ اپنے محبوب کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

حَقِیْقَۃُ الْمَحَبَّۃِ اَنْ تَھَبَ کُلَّکَ لِمَنْ اَحْبَبْتَ وَلَا تَبْقٰی مِنْکَ شَیْئًا

''محبت کی حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ تیرے پاس ہے، وہ اپنے محبوب کو ہبہ کر دے اور اس کے بعد تیرے پاس کچھ بھی نہ بچے۔''

اپنی محبتیں، اپنے جذبے، اپنی تمام امنگیں اور آرزوئیں کس ذات کے لیے ہوں؟ اللہ رب العزت کے لیے ہوں۔

محبت الٰہی کا مدار چھ باتوں پر:

ہمارے مشائخ نے فرمایا: اگر آدمی یہ دیکھنا چاہے کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کتنی ہے تو وہ چھ باتوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

{۱}...... موت سے محبت ہونا:

جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے اس کو موت اچھی لگتی ہے۔ اسے موت سے وحشت نہیں ہوتی۔ بھئی! اگر ہمیں اسی لمحے پتہ چل جائے کہ اللہ رب العزت ہم سے راضی ہیں تو اللہ کی قسم! ہم اسی جگہ بیٹھے ہوئے ابھی مرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ مقصود جو یہی ٹھہرا۔ ان کو دراصل موت اس لیے اچھی لگتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا سبب بن جاتی ہے۔ نبی نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ))

''موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیا کرتی ہے''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے۔ عرض کیا: جی! آپ کو اللہ تعالیٰ نے یاد فرمایا ہے۔ یعنی آپ کا آخری وقت آ گیا ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

هَلْ رَاَیْتَ خَلِیْلًا یَقْبِضُ رُوْحَ خَلِیْلِهٖ

''کیا آپ نے کسی خلیل کو دیکھا کہ وہ اپنے خلیل کی روح کو قبض کر رہا ہو؟''

انہوں نے واپس جا کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ بات کہہ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ پیغام بھیجا کہ جا کر میرے خلیل کو کہہ دیجیے:

هَلْ رَاَیْتَ خَلِیْلًا یَکْرَهُ لِقَاءَ خَلِیْلِهٖ

''کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا جو اپنے دوست کی ملاقات سے کراہت کر رہا ہو؟''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ روح کا قبض ہونا، اللہ رب العزت کی ملاقات کا سبب ہے۔ لہٰذا فوراً کہنے لگے'' ملک الموت! جلدی کر، جلدی کر، میری روح کو قبض کر لے اور مجھے اپنے پروردگار سے واصل کر دے۔

﴿۲﴾...... ماسویٰ سے کٹ جانا:

ماسویٰ سے دل کٹ جائے۔ یاد رکھنا! جب تک دنیا سے دل نہ کٹے اس وقت تک انسان کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی چاہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی مل جائے اور دنیا کی محبت بھی سلامت رہے تو یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ﴾ (الاحزاب:۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے سینے میں دو دل نہیں بنائے''

کہ ایک دل میں رحمٰن کی محبت ہو اور دوسرے میں نفس کی اور شیطان کی محبت ہو۔ دل ایک ہے اور ایک ہی کے لیے ہے۔

۳......ذکرِ الٰہی میں دوام نصیب ہونا:

ایسے بندے کو ذکر الٰہی میں دوام نصیب ہو جاتا ہے۔ لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، اس کی زبان پر محبوب کی باتیں رہتی ہیں۔ اسے بس وہی اچھی لگتیں ہیں۔ یہی چیز قرآن مجید میں ان الفاظ سے بتائی گئی:

﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾ (ال عمران:۱۵۸)

''یہ وہ بندے ہیں جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے مجھے یاد کرتے ہیں''

میرے عقل مند بندے ہیں۔

۴......شعائر اللہ سے محبت ہونا:

اسے شعائر اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ شعائر اللہ وہ چیزیں ہیں جو اللہ رب العزت کی نسبت پا جاتی ہے،

......کلام اللہ، شعائر اللہ۔

......بیت اللہ، شعائر اللہ۔

......رسول ﷺ شعائر اللہ۔

......اولیاء اللہ، شعائر اللہ۔

بلکہ جہاں اولیائے کاملین کے قدم لگ جاتے ہیں، وہ جگہیں بھی شعائر اللہ میں سے بن جاتی ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گواہی دے دی۔ فرمایا:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ (البقرة:۱۵۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

”بیشک صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔“

یہ پکی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے نسبت رکھنے والی چیزوں سے محبت بڑھ جاتی ہے۔ پھر دل میں بیت اللہ کی محبت بھی ہوگی ،کلام اللہ کی محبت بھی ہوگی، رسول اللہ ﷺ کی محبت بھی ہوگی۔ یہ محبت اس بات کی دلیل ہوئی کہ اس کو اللہ رب العزت سے محبت ہے۔

آپ کو دیہاتی علاقے کا محبت کا ایک واقعہ سنائیں۔ ایک مولانا صاحب وہاں پڑھ کے آئے۔ ان کو حدیثیں بھی کافی یاد تھی۔ چنانچہ، جب بھی بیان کرتے تو اکثر کہتے: قال: قال رسول اللہ...... قال: قال رسول اللہ...... وہاں ایک سادہ سا آدمی تھا۔ اس بے چارے کو عربی تو آتی نہیں تھی۔ وہ روز ہی قال: قال رسول اللہ سنتا۔ چند دن تو وہ صبر کرتا رہا کیونکہ اسے اس کا معنیٰ ہی سمجھ نہیں آتا تھا۔ وہ قال رسول اللہ کو کالا رسول اللہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ جب انہوں نے ایک دن درس دیا تو اس کے بعد اس دیہاتی نے آکر مولانا کا گریبان پکڑا اور غصے میں آکر کہنے لگا ”او مولوی صاحب! تو کالا تیرا پیو کالا، میرا رسول تو چٹا اور گورا ہے۔“ اس کا یہ کہنا محبت کی وجہ سے تھا۔ پھر یوں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت انسان کے رگ و ریشے میں رچ بس جاتی ہے۔

﴿۵﴾...... دعائے نیم شبی پر حرص نصیب ہونا:

اس آدمی کو دعائے نیم شبی پر حرص نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ رات کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے مناجات کرنے میں حریص ہو جاتا ہے۔ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ الہام فرمایا: اے داؤد! جھوٹا ہے وہ شخص جو میری محبت کا دعویٰ کرے اور رات آئے تو سو جائے، کیا ہر محب اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی نہیں چاہتا؟ یعنی اگر یہ میری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ کیوں رات کے آخری پہر میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں اٹھتے؟ اپنے محبوب پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کیوں نہیں کرتے؟ پھر ایسے بندے کے لیے عبادت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ بھئی! اگر کوئی کسی سے محبت کرتا ہو اور اسے کہا جائے کہ تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھ جائے تو تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھنا اسے کوئی مصیبت تو نظر نہیں آئے گی، وہ تو خوش ہوگا، بلکہ کہے گا کہ وقت گزرتا ہی کیوں ہے؟ یہ تھم جاتا اور میں اپنے محبوب کے پاس بیٹھا رہتا۔ یہی بات مؤمن کو اس وقت پیش آتی ہے، کہ جب وہ مسجد میں آجاتا ہے۔ وہ عبادت کو پرسکون طریقے سے کرتا ہے، کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ فِي الْمَسْجِدِ كَالسَّمَكِ فِي الْمَاءِ)) (کشف الخفاء: رقم ۲۶۷۹)

''مؤمن مسجد میں ایسے سکون پا لیتا ہے جیسے مچھلی پانی میں آکر سکون پا لیتی ہے۔''

۶۔۔۔۔۔ایمان والوں سے پیار ہونا:

جس کو اللہ رب العزت سے محبت ہوتی ہے اس کو ایمان والوں سے فطرتی پیار ہو جاتا ہے، اسے مؤمن اچھے لگتے ہیں۔ دیکھیں! ماں باپ سے محبت ہوتی ہے، ان کی وجہ سے اپنے بھائیوں سے بھی محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ رب العزت سے محبت ہوگی تو جو اللہ پر ایمان لانے والے ہیں، ان ایمان والوں سے ایک فطرتی محبت بندے کے دل میں آجائے گی۔

تین حیران کن باتیں:

قرآن مجید میں تین باتیں بڑی حیران کن ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: میں ایسی قوم پیدا کروں گا کہ جو:

﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ﴾ (المائدہ: ۵۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔''

دوسری بات صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ (البینہ:۸)

''اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی''

محبت کو بھی مقدم کیا اور یہاں رضا کو بھی مقدم کیا اور پھر تیسری جگہ فرمایا:

﴿ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا﴾ (التوبہ:۱۱۸)

''پھر اللہ ان کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوں''

جب قرآن پاک کی یہ تین باتیں پڑھتے ہیں تو بڑے حیران ہوتے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واقعی چاہتے ہیں کہ اس کے بندے اپنے پروردگار سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کیسی ہو؟

اللہ تعالیٰ سے محبت کیسی ہو؟ جیسی بچے کو ماں سے۔ اگر چھوٹا سا بچہ ماں سے ذرا سا جدا کر دیا جائے تو وہ کیسے تڑپتا ہے؟ کیسے روتا ہے؟ اس کو پڑھی لکھی عورتیں اٹھائیں، خوبصورت عورتیں اٹھائیں، یا جو مرضی عورت ہو، وہ کبھی چپ نہیں کرے گا، جب تک کہ اپنی امی کے سینے سے نہیں لگ جائے گا۔ اس لیے کہ اس بچے کو ماں سے محبت ہے۔ وہ آرام نہیں کرتا۔ تڑپتا ہے، روتا ہے۔ ماں کتنی مصروف اور مشغول کیوں نہ ہو، سب کام چھوڑ کے آتی ہے اور بالآخر بچے کو سینے سے لگا لیتی ہے۔ جب اس بچے کو ماں کے بغیر چین نہیں آتا، کاش! ہمیں بھی اسی طرح اپنے رب کے بغیر چین نہ آئے۔ ایسی محبت ہمیں بھی نصیب ہو جائے (آمین)۔ بچہ ماں کا دیوانہ اور یہ مؤمن اپنے پروردگار کا دیوانہ بن جاتا ہے۔ جس طرح چڑیا کو اپنے گھونسلے میں آکر سکون مل

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہے اسی طرح مومن جب اللہ تعالیٰ کی یاد میں، ذکر و مراقبہ میں بیٹھ جاتا ہے، مصلے پر آتا ہے تو اس کو سکون مل جاتا ہے۔

یاد رکھنا! اگر اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پہچاننی ہو تو مصلے کے ساتھ اپنا تعلق دیکھا کریں کہ کتنا ہے۔ اگر مصلے پر بیٹھنے کی فرصت ہی نہیں اور بس نماز پڑھی اور مصلیٰ لپیٹ کر بھاگ گئے تو یہ محبت کی دلیل نہیں ہے۔ البتہ جن کو محبت ہوتی ہے ان کا وقت مصلے پر گزرتا ہے۔ مصلے پر بیٹھنا ان کو اچھا لگتا ہے وہ پرسکون ہو کر بیٹھتے ہیں۔

وہی زمانہ آچکا ہے:

آج ایسا وقت آچکا ہے کہ اسے خالق حقیقی کو چھوڑ کر ہم دنیا کی چیزوں کی محبت کے پیچھے بھاگتے پھر رہے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمیں دھوکہ لگ گیا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((سَيَأْتِيْ زَمَانٌ عَلٰى أُمَّتِيْ يُحِبُّوْنَ خَمْسًا وَيَنْسَوْنَ خَمْسًا))

"عنقریب میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔"

((يُحِبُّوْنَ الدُّنْيَا وَيَنْسَوْنَ الْاٰخِرَةَ))

"وہ دنیا سے محبت کریں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے۔"

((يُحِبُّوْنَ الْمَالَ وَيَنْسَوْنَ الْحِسَابَ))

"وہ مال سے محبت کریں گے اور اس کا حساب دینا بھول جائیں گے۔"

((يُحِبُّوْنَ الذُّنُوْبَ وَيَنْسَوْنَ التَّوْبَةَ))

"وہ گناہوں سے محبت کریں گے اور توبہ کو بھول جائیں گے۔"

((يُحِبُّوْنَ الْقُصُوْرَ وَيَنْسَوْنَ الْقُبُوْرَ)) (ارشیف ملتقی: ۱/۱۲۲۴۷)

"وہ محلات سے محبت کریں گے اور قبروں کو بھول جائیں گے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

آج وہی بات آ چکی ہے کہ اللہ رب العزت کی محبت کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے اتنی بھی نہیں رہی کہ فجر میں اٹھا کر مسجد میں لے آئے۔اذان میں اللہ اکبر کی آواز سنیں اور بندہ دنیا کے کام چھوڑ کر اپنے رب کی یاد کے لیے مسجد میں آ جائے۔اور جن کے دلوں میں محبت ہوتی ہے وہ ہر وقت اللہ کی یاد میں مگن ہوتے ہیں اور اس سے ہمکلام ہونے کے موقعے ڈھونڈتے ہیں:۔

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی:۔

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے

پھر انسان اللہ کی محبت میں بیٹھنے میں مزہ پاتا ہے اور یہ محبت انسان کے اعمال میں جان پیدا کر دیتی ہے۔

شقاوتِ ابلیس کی اصل وجہ:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب نکتہ لکھا: وہ فرماتے ہیں کہ شیطان اس محبت کے نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہوا۔اس کے پاس علم تھا،عبادت بھی تھی،عمل بھی تھا،اس کے باوجود مردود بن گیا۔اس لیے کہ محبت نہیں تھی.....تو وہ فرماتے ہیں کہ چار ''ع'' ہوتے ہیں

......علم 'ع کے حرف سے شروع ہوا

......عمل 'ع کے حرف سے شروع ہوا

......عارف 'ع کے حرف سے شروع ہوا

......عاشق 'ع کے حرف سے شروع ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ چار الفاظ ہیں اور چاروں ''ع'' سے شروع ہوتے ہیں۔اس مردود کے پاس تین ''ع'' تو تھے اور آخری چوتھے سے محروم تھا۔اور یہ چوتھا 'عشق والا ''ع'' اتنا اہم تھا کہ اس کے نہ ہونے کی وجہ سے اللہ اس کو راندۂ درگاہ بنا دیا۔

نالہ ہے بلبل شورید تیرا خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشا لب بام ابھی

عقل ابھی کھڑی تماشا دیکھ رہی ہے اور عشق آگ کے اندر کود کر چلا گیا۔

محبت کی آزمائش:

جو انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر کوئی آزمائش آجائے اور اللہ کے شکوے ہی کرتا پھرے کہ ہماری تو وہ سنتا نہیں، ہمیں تو یہ نہ ملا، وہ نہ ملا، تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہوتا ہے۔

ایک بزرگ تھے۔ان کے پاس کچھ لوگ جمع ہو گئے۔انہوں نے پوچھا: کیوں جمع ہو گئے۔انہوں نے جواب دیا: جی! ہم آپ سے محبت کرنے والے ہیں۔انہوں نے یہ سن کر پتھر اٹھائے اور مارنا شروع کر دیے، اس پر وہ سب بھاگ گئے۔چنانچہ انہوں نے پیچھے سے آواز دے کر فرمایا:

لَوْ كُنْتُمْ اَحِبَّاءِیْ مَا فَرَرْتُمْ عَلٰی بَلَاءِیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اگر تم مجھ سے محبت کرنے والے ہوتے تو میری اس آزمائش پر بھاگ نہ جاتے''

اس طرح اگر اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی آزمائش آجائے تو بندہ صبر کرے۔ یہ نہ ہو کہ اپنے رب کے گھر کا دروازہ ہی بھول جائے۔

وہ شخص جھوٹا ہے......:

نکتے کی بات سن لیجیے...... جو شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا دعویٰ کرے اور علماء سے اس کو محبت نہ ہو، تو سمجھ لو کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ علما کا اتنا اکرام کرتے تھے اور ان سے اتنی محبت تھی کہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر کوئی عالم میرے سینے پر پاؤں رکھ کر بھی گزر جائے تو مجھے اس سے تکلیف نہیں ہوگی۔''

جو شخص دوزخ سے ڈر کا دعویٰ کرے مگر گناہ کرنا نہ چھوڑے تو سمجھ لو کہ یہ شخص اپنے قول میں جھوٹا ہے۔ اس لیے کہ جس کے دل میں دوزخ کا خوف ہوگا وہ کبھی گناہ پر جرأت نہیں کرے گا۔

جو شخص جنت کی محبت کا دعویٰ کرے اور عبادت نہ کرے، سمجھ لو کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بندے کے دل میں جنت کی رغبت ہو اور انسان اس میں جانے کے لیے اپنا زادِ راہ تیار نہ کرے، اس لیے مشائخ نے فرمایا:

صِدْقُ الْمُحَبَّةِ عَلَى الْعَمَلِ بِطَاعَةِ الْمَحْبُوْب

''محبت کی سچائی کی علامت یہ ہے کہ محبوب کی اطاعت والا عمل کرلیا جائے۔''

بعض کتابوں میں عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھا ہے اور بعض میں کسی اور کا نام، کہ انہوں نے فرمایا: ؎

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّاَطَعْتَهٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَا يُحِبُّ مُطِيْعُهٗ

''محب جس سے محبت کرتا، پھر وہ اس کا فرمانبردار ہوا کرتا ہے۔''

فریب اور حقیقت کی پہچان:

یاد رکھنا! جس محبت کا تعلق ''قال'' سے ہے وہ فریب ہے اور جس کا تعلق ''حال'' سے ہے وہ حقیقت ہے۔ ایسے بندے کو اگر کہا جائے کہ اللہ کے نام پر جان دے دے، تو وہ جان دینے پر بھی تیار ہو جائے۔

وَلَوْ قِيْلَ لِيْ مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَّ طَاعًا
وَقُلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ اَهْلاً وَّ مَرْحَبًا

''اگر محبوب کہے کہ تم مر جاؤ تو میں ابھی مرنے کے لیے تیار ہوں اور میں موت کے داعی کو ابھی اھلا وسھلا کہنے کو تیار ہوں۔''

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جان دے کے بھی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو حق تو ادا نہ کر سکے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس طرح دیگ کو آگ جوش دلا دیتی ہے اسی طرح عشق وہ آگ ہے جو پورے سمندر کو بھی جوش دلا دیتا ہے۔

اللہ سے لو لگانے کے انعامات:

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے وحی عطا فرمائی:

''اے داؤد! زمین والوں کو بتا دے کہ جو شخص مجھ سے محبت کرے گا میں اس کا حبیب ہوں، جو میرے پاس بیٹھے گا، میں اس کا جلیس ہوں، جو میرے ذکر سے انس حاصل کرے گا میں اس کا انیس ہوں، جو میرے ساتھ رہے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اس کے ساتھ ہوں گا، جو مجھے اختیار کرے گا، میں اسے اختیار کروں گا، جو میرا کہنا مانے گا میں اس کی دعا قبول کروں گا۔"

ہم اگر اللہ رب العزت کے حکم ماننے لگ جائیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پروردگار ہماری دعاؤں کو رد کرنا شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی محبت کا بدلہ نقد عطا فرماتے ہیں۔

ایک اشکال اور اس کا ازالہ:

آج دنیا کہتی ہے کہ عبادت کرنے والے دنیا میں نقد عبادت کرتے ہیں اور اس کے بدلے میں جنت کی نعمتوں کا وعدہ ہے۔ اس طرح نقد بدلہ نقد نہ ملا۔ بھئی! اصل میں ان کو مغالطہ لگ جاتا ہے...... ذرا توجہ سے بات سنیئے گا...... ایک بزرگ فرماتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ بندہ عمل کے ذریعے اللہ سے نقد کا سودہ کرے اور اللہ اسکے اجر اور بدلے کو قیامت کے ادھار پر چھوڑ دے کہ جنت دی جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان سے بھی بعید ہے۔ قیامت میں بدلہ دینے کی بات کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جو نعمتیں دینا چاہتے ہیں وہ دنیا میں مل ہی نہیں سکتیں ...... نہ کوالٹی Quality میں، نہ کوانٹٹی Quantity میں ...... نہ معیار میں، نہ مقدار میں......

کوالٹی میں کیسے؟ وہ اس طرح کہ جنت کے کھانے ایسے ہوں گے کہ دنیا میں ان کھانوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح جنتی مخلوق کا حسن بھی بہت زیادہ ہے۔ حتی کہ وہ مخلوق آسمان کے نیچے اپنے کپڑے کو ظاہر کر دے تو سورج کی روشنی بھی ماند پڑ جائے۔ مردے سے کلام کرے تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ کھاری پانی میں تھوک ڈال دے تو وہ میٹھا ہو جائے۔ اب آپ سوچیں کہ یہ نعمت دنیا میں انسان کو کیسے مل سکتی ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر کو انٹی میں کیسے؟ وہ اس طرح کہ جب جنت ملے گی تو جو سب سے آخری درجے کا جنتی ہوگا، اس جنتی کو اس ساری دنیا سے دس گناہ بڑی جنت ملے گی۔ تو جب سب سے آخری جنتی کو دنیا سے دس گنا بڑی جنت ملے گی تو اس دنیا میں انسان کو وہ بدلہ مل کیسے سکتا ہے۔ اس لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ اعمال کا پورا پورا بدلہ دنیا میں ہی مل سکے۔

اصل میں ہر دینے والا اپنی شان کے مناسب دیتا ہے۔ ہم اور آپ اگر کسی کو دیں تو کچھ دے دیں گے اور کچھ جیب میں ڈال لیں گے۔ اور اگر وہی کسی بادشاہ سے مانگیں تو وہ کہے گا: اچھا! اتنا کچھ اس کے گھر پہنچا دو۔ مال بھی دے گا اور پہنچا بھی دے گا۔ اس لیے کہ اس کی شان ہی ایسی تھی۔

اللہ رب العزت کی شان ایسی ہے کہ جب وہ قیامت کے دن دے گا تو وہ دینا اتنا ہوگا کہ دنیا اس دین کو اپنے اندر سما ہی نہیں سکتی۔ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں دے ہی دیتے تو جیسے دنیا فانی تھی اسی طرح بدلہ بھی فانی ہوتا۔ اور وہ پروردگار چاہتا کہ نہیں، میں ہمیشہ رہنے والا ہوں اس لیے میں انعام بھی وہ دینا چاہتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہو اور وہ انعام دنیا میں دیا ہی نہیں جا سکتا۔ اس لیے آخرت میں دینے کا وعدہ فرمایا کہ تو فانی گھر سے نکل آ، میرے بندے! تو دنیا میں میری عطا کو کیا دیکھے گا۔ اگر تو نے میری عطا دیکھنی ہے تو فانی گھر سے ذرا چھٹکارا پا لے، اس پنجرے سے نکل آ، پھر آ کر دیکھنا کہ میں تجھے کتنا عطا کروں گا۔

عبادات کا نقد انعام:

قیامت کا تو اس لیے وعدہ فرمایا۔ رہ گئی بات نقد کی، تو سنیے کہ اللہ تعالیٰ نقد بھی دیتے ہیں۔ بھئی! ذرا یہ بتایئے کہ عبادت کی وجہ سے فقط جنت کی نعمتیں ملتی ہیں؟ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

اور بدلہ بھی تو ہے، جسے اللہ کی محبت اور اللہ کا قرب کہتے ہیں۔ کیا دنیا میں یہ محبت نقد ملتی ہے یا نہیں ملتی؟ بالکل ملتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے، اللہ رب العزت اس کو دنیا میں اپنی محبت کے اجر سے نقد سرفراز فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نگرانی:

جو بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کا نگران بن جاتا ہے۔

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (العمران:۱۷۳)

﴿نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾ (الانفال:۴۰)

اللہ تعالیٰ اس کے لیے نعم الوکیل بھی بن جاتا ہے، نعم المولیٰ بھی بن جاتا ہے اور نعم النصیر بھی بن جاتا۔

ایک بات بڑے مزے کی:

ایک بات بڑے مزے کی ہے...... طلبہ کے لیے بڑے مزے کا نکتہ...... اہلِ محبت حضرات کے لیے ایک خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ﴾ (المائدہ:۵۴)

”تم میں سے جو اپنے دین سے پھر گیا، اللہ ایک ایسی قوم کو لائے گا کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔“

یہاں نکتے والی بات یہ ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو فرماتے ہیں جو اپنے دین سے پھر گئے، لوٹ گئے، مرتد ہو گئے، محروم ہو گئے، کہ اگر تم پھر گئے ہو تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو لائے گا کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

معلوم یہ ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو ان مرتد لوگوں کے مقابلے میں لائے جائیں گے۔ یہ دستور ہے کہ مقابلے میں ہمیشہ ضد لائی جاتی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے مقابل آسکیں۔اب یہ مرتد بنے تھے اور اللہ ان کے مقابلے میں اہل محبت کو لایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ محبت کبھی بھی ایمان سے محروم نہیں ہوسکتے، اگر ایمان سے محروم ہوگئے تو پھر یہ تو ضد نہ بنی نا۔ چنانچہ جو بندہ دنیا میں اہلِ محبت بن کر زندگی گزارے گا، اللہ تعالیٰ موت تک اس کے ایمان کو سلامت رکھیں گے۔ یہ اللہ رب العزت سے محبت کرنے کا کتنا بڑا انعام ہے! سبحان اللہ! قرآن مجید سے دلیل مل رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت ایمان کی حفاظت فرمادیتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت مانگنی بھی ہے اور اس سے محبت کرنی بھی ہے۔

فیضانِ محبت:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُحَبَّتَہٗ عَلٰی مُحَبَّۃِ عِبَادِہٖ

”اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو اپنے بندوں کی محبت پر مقدم فرمادیا“

کیوں؟ اس لیے کہ:

اِنَّھُمْ یُحِبُّوْنَ رَبَّھُمْ بِفَیْضَانِ مُحَبَّۃِ رَبِّھِمْ

”وہ اپنے رب سے محبت کرتے ہیں اس فیضان کی وجہ سے جو رب نے ان کو محبت کا عطا فرمادیا“

تو ہم اللہ تعالیٰ سے اس لیے محبت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرتے ہیں۔ گویا یہ محبت بھی اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

((مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ))

''جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں''

((مَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ)) (الدارمی: رقم ۲۷۵۶)

''اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے سے کراہت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات سے کراہت فرماتے''

اہلِ محبت کے ساتھ مجالست کا حکم:

اس لیے ایک اور حدیث پاک میں فرمایا گیا:

((سَائِلُوا الْعُلَمَاءَ وَجَالِسُوا الْکُبَرَاءَ وَخَالِطُوا الْحُکَمَاءَ))

(ابن ابی شیبہ: رقم ۲۶۱۰۲)

''سوال پوچھو علما سے، بڑوں کے پاس نشست رکھو اور اہل دانش کے ساتھ مجالست اختیار کرو۔''

یہ اہلِ محبت ہوتے ہیں، ان کے ساتھ خوب مل گھل کے زندگی گزارو، تاکہ ان کے صدقے محبت نصیب ہو جائے۔ جیسے خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اور مقناطیس کے پاس لوہا رہ کر مقناطیسیت پالیتا ہے، اسی طرح اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر سالک بھی اللہ کی محبت پالیتا ہے۔ اللہ راضی، سارا جگ راضی۔

اللہ کو ناراض کرنے پر وبال:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو بندہ یہ چاہتا ہے کہ میں مخلوق کو راضی کر لوں اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو بھی اس سے ناراض کر دیتے ہیں۔ واقعی! آپ دیکھیں کہ شادی بیاہ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کو بھول کر لوگوں کو خوش کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں لگے ہوتے ہیں۔ بالآخر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جن کو راضی کرنے کے لیے اتنا کیا وہ بندے بھی اس سے راضی نہیں ہوتے۔

اللہ کو راضی کرنے پر انعام:

پھر فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بندوں کی پرواہ نہ کرے، تو بندے کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کریں، ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مخالف لوگوں کو بھی ان کا دوست بنا دیا کرتا ہے، کیونکہ دل تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کی عبادت کریں اس کا ذکر کثرت کے ساتھ کریں۔ لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، اپنے رب کو یاد کریں۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے ان کا ردیف تھا یعنی سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا:

((يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ))

(شعب الایمان: رقم ۱۹۵)

''اے غلام! تو اللہ کا دھیان رکھ، اللہ تعالیٰ تیرا دھیان رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہ، اللہ تعالیٰ کو تو اپنے سامنے پائے گا''

تو خوش حالی میں اس کے ساتھ جان پہچان پیدا کر لے وہ تنگ حالی میں تجھ کو پہچانے گا۔ جب بھی مانگتا ہو، اپنے رب سے مانگو اور جب بھی مدد چاہتی ہو تو اپنے پروردگار سے مدد چاہو۔

فضیلت والے لوگ:

قیامت کا دن ہوگا، ابھی مخلوق کا حساب نہیں ہوگا۔ ایک اعلان ہوگا، کہا جائے گا: اہل فضیلت کہاں ہیں؟ کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا: تم

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت میں چلے جاؤ! بغیر حساب کتاب کے۔ تو لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے: کہ یہ اہلِ فضیلت کون تھے؟ فرشتے بتائیں گے: یہ وہ لوگ تھے جن کے ساتھ اگر دنیا میں کوئی زیادتی بھی کر لیتا تھا تو وہ اللہ کے لیے اس زیادتی کو معاف کر دیتے تھے۔ آج تو ہم کہتے ہیں کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔

صبر والے لوگ:

جب وہ جنت میں چلے جائیں گے، پھر اعلان ہوگا: صبر والے لوگ کہاں ہیں؟ کچھ لوگ کھڑے ہونگے اور ان کو بھی جنت میں بھیج دیا جائے گا، بغیر حساب کتاب کے۔ پھر لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے: یہ صبر والے لوگ کون تھے؟ وہ کہیں گے: اللہ رب العزت کے حکموں کی اطاعت میں یہ اپنے نفس کو صبر کے ساتھ روکتے تھے۔ اور انکو آج بغیر حساب کتاب کے جنت میں بھیج دیا گیا ہے۔ آج

......شہوت ابھرتی ہے اور بندہ اپنے نفس کو روکتا ہے۔

......آنکھ اٹھانے کو دل چاہتا ہے اور بندہ اپنی آنکھ کو قابو کرتا ہے۔

......دل رشوت قبول کرنے کو چاہتا ہے اور بندہ اپنے آپ کو روکتا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں نفس کو صبر کے اوپر جمائے رکھا، اس کی وجہ سے یہ لوگ قیامت کے دن بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے پڑوسی:

پھر تیسرا اعلان ہوگا: اللہ تعالیٰ کے پڑوسی کہاں ہیں؟ کچھ لوگ کھڑے ہونگے اور ان سے کہا جائے گا: تم بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جاؤ۔ اب تو لوگ بڑے حیران ہوں گے۔ فرشتوں سے پوچھیں گے: یہ اللہ تعالیٰ کے پڑوسی کون ہوں گے؟ ان کو بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ایک دوسرے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت کرتے تھے، ان کو اللہ نے اپنا پڑوسی کہا ہے اور ان کو بغیر حساب کتاب کے جنت عطا فرما دی۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی محبت کا تو اجر ملے گا، اللہ تعالیٰ کی نسبت سے اگر مخلوق سے بھی محبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی بغیر حساب کتاب کے جنت عطا فرما دیں گے، اس لیے اللہ رب العزت سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمائے۔

جب ایام بھلے آتے:

جب تک پروردگار نہیں چاہے گا، اس وقت تک ہمیں یہ نعمت نہیں مل سکتی۔ معاملہ ادھر سے ہوتا ہے، اشارہ ادھر سے ہوتا ہے، راستہ خود بخود بن جاتا ہے۔ سمجھے؟ ۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یونہی نام ہوتا ہے

جب وہ چاہتے ہیں تو اپنی طرف آنے کے راستے بھی ہموار کر دیا کرتے ہیں۔

سن لے اے دوست! جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

وہ ملنے کا راستہ بھی خود کھول دیتے ہیں، طریقہ بھی بتلا دیتے ہیں، وہ راتوں کو پھر جگا دیا کرتے ہیں۔ دنیا کہ محبوب پیغامبر بھیج کے اپنے رقعے پہنچاتے ہیں اور پروردگارِ عالم اپنے فرشتوں کو بھیجتے ہیں: جاؤ! میرے بندے کو پر مار کے جگا دو، یہ میرے دینے کا وقت ہے یہ تہجد میں اٹھ کر مجھ سے مانگیں، میں پروردگار ان کے دامن کو بھر دوں گا۔

ایک انمول خوشخبری:

حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک بات فرماتے تھے: ’’اللہ تعالیٰ کا نام کتنی ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

غفلت سے کیوں نہ لیا جائے، قیامت کے دن انسان کو کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور دیا جائے گا۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام بہت برکت والا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا:

﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ﴾ (الرحمٰن:۷۸)

''برکت والا نام ہے تیرے رب کا''

جب پروردگار خود فرماتے ہیں: تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ''برکت والا نام ہے تیرے رب کا'' تو اس کی برکتیں اتنی ہیں کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کا نام غفلت سے بھی لے بیٹھے گا تو پھر بھی یہ نام اس آدمی کو فائدہ پہنچ جائے گا اور اگر کوئی یہ نام محبت سے لے گا تو کیا اس کو فائدہ نہیں پہنچے گا؟؟؟

ایک صاحب کہنے لگے: جی! یہ کیا تم ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے ہو؟ اس عاجز نے آگے سے شعر پڑھ دیا:

ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

بھئی! جب کسی سے محبت ہو تو اس کا نام لیتے ہوئے بھی منہ میں مٹھاس محسوس ہوتی ہے۔اسی طرح اللہ کا نام لینے سے منہ میں شیرینی محسوس ہوتی ہے۔

جہنم سے آزادی، اتنے سے عمل پر......!!!

یاد رکھنا! جس بندے کی زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے نکلا اور جس کی آنکھ سے ندامت کی وجہ سے آنسو نکل آیا، وہ آدمی جہنم کی آگ سے ایک نہ ایک دن بچا دیا جائے گا، اس لیے جب زبان سے اللہ رب العزت کا نام نکلے تو اس کے اس نام کی برکت سے دعا مانگا کریں: اے اللہ! میں آپ کے نام کی برکت سے یہ مانگتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رے گناہوں کی حیثیت:

میرے دوستو! ہمارے گناہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر کے مقابلے میں کیا
نیت رکھتے ہیں؟......ایک مچھر آ کے ہاتھی پر بیٹھا جب اڑنے لگا تو معذرت کی:
ں معذرت کرتا ہوں کہ میں آپ کے اوپر کچھ دیر بیٹھا رہا۔ اس نے کہا: میاں! نہ
رے آنے کا پتہ چلا، نہ تیرے جانے کا پتہ چلا۔......ارے! اگر مچھر کا وزن ہاتھی کو
سوس نہیں ہوتا تو پھر بندے کے گناہ رب کی رحمت کے سامنے محسوس ہی نہیں
تے۔ ہمارے گناہ اللہ رب العزت کی رحمت کے سمندر کے سامنے کیا حیثیت
کھتے ہیں؟

جب ہم اللہ رب العزت سے محبت سے اپنی معافی کا سوال کریں گے تو یقیناً وہ
ارے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اور اپنی محبت سے نواز دیں گے۔ اس پروردگار
سے دعا مانگیں، وہ سنتا ہے۔ مگر مانگی جانے والی دعا دل سے ہو۔ غفلت بھری دعاؤں
کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟......اگر کوئی مانگنے کے لیے ہمارے سامنے ہاتھ پھیلائے اور اپنا
ہرہ پیچھے کو کر لے تو کچھ دینے کے بجائے تھپڑ لگانے کو دل کرے گا کہ یہ کیا بدتمیزی ہے
کہ ہاتھ آگے بڑھایا اور چہرہ پیچھے ہٹا لیا......آج ہم دعا ایسے ہی کرتے ہیں کہ زبان
سے لفظ ادا ہو رہے ہوتے ہیں اور دل اللہ تعالیٰ سے غافل ہوتا ہے، یہ تو اس پروردگار
کا حلم ہے کہ پھر بھی اس دعا کو نامۂ اعمال میں لکھوا دیا کرتے ہیں، ورنہ تو پھٹے کپڑے
کی طرح منہ پر ماردی جاتی۔

جس نے رب کو دل سے پکارا......:

ہاں! دل سے پکارنے والوں کی باتیں سنیے......ایک بوڑھی عورت تھی۔ اس کا
خاوند کسی وجہ سے ناراض ہو گیا اور اس نے اسے کہہ دیا: تو میرے لیے ماں کی مانند

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔اس کو ظہار کہتے ہیں۔......عربوں میں جب یہ لفظ کسی کو کہہ دیا جاتا تھا تو ہمیشہ کے لیے پکی طلاق شمار ہوتی تھی۔ چنانچہ اب وہ بڑھیا پریشان ہوگئی کہ اس عمر میں خاوند نے ایسی پکی طلاق دے دی۔وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے محبوب! میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے، میں بڑھیا ہوں، سہارا بھی کوئی نہیں، نہ گھر ہے نہ در ہے، میں جاؤں گی تو کہاں جاؤں گی، نہ ہی مجھے کوئی اور نکاح میں قبول کرے گا، نہ ہی اور اولاد ہونے کی توقع ہے، میری تو عمر گزر گئی ہے، میں اب کیا کروں؟ جب اس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے فریاد کی تو اللہ کے محبوب ﷺ نے اصول کے مطابق یہی بتایا کہ طلاق تو ہوگئی ہے۔ چنانچہ اب وہ اور پریشان ہوگئی۔ایک دو دفعہ سمجھانے کے بعد اللہ کے محبوب ﷺ نے خاموشی اختیار کر لی۔حتیٰ کہ اس بڑھیا کو یہ محسوس ہونے لگا کہ خاوند نے تو گھر سے نکال ہی دیا تھا، میں اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی محبوب ﷺ بھی مجھے اتنی زیادہ دلچسپی لیتے نظر نہیں آرہے، جواب دے کر خاموش ہوگئے ہیں، اب تو میرے لیے کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہوگا۔ جب اس کو کوئی اور سہارا نظر نہ آیا تو اس کی توجہ اپنے رب کی طرف گئی اور وہ اپنے رب سے پکارنے لگی: میرے مولیٰ! میں بڑھیا ہوں، اولاد بڑی ہوگئی، خاوند نے گھر سے نکال دیا، اور نکاح بھی نہیں کر سکتی، اس عمر میں دوسری اولاد بھی نہیں ہوسکتی، نہ میرا گھر ہے نہ میرا در ہے، میں بے در بے گھر کہاں ٹھوکریں کھاؤں گی، تیرے محبوب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہ بھی یہی جواب دے کر خاموش ہوگئے، مولا! اب تیرے سوا تو میرا کوئی ہے ہی نہیں، جب کوئی نہیں سنتا تو مالک! تو تو سن لیا کرتا ہے، اب اس بڑھیا کی فریاد کو سن لے چنانچہ رب کریم نے اسی وقت اپنے محبوب ﷺ پر وحی نازل فرمادی۔ فرمایا:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى

اللّٰہِ﴾ (المجادلۃ:۱)

’’تحقیق اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے بارے میں تجھ سے جھگڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے رو لگاتی ہے۔‘‘

اے مالک! آپ کتنے کریم ہیں کہ ایک بڑھیا اگر آپ کو پکارتی ہے تو آپ اپنے محبوب ﷺ پر وحی نازل فرما دیتے ہیں، تو کیا وہ بوڑھے جو گناہوں میں اپنے بال سفید کر بیٹھے، اگر تیرے گھر میں بیٹھ کر آج تجھے پکاریں گے اور تجھ سے تیری رحمت طلب کریں گے، تو اللہ! آپ کی رحمت کیوں نہیں متوجہ ہو گی اور ان کے گناہوں کو کیوں نہیں معاف فرمائے گی؟

ان کا رونا اتنا پسند آیا......!

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ وعظ فرمایا، وَعْظًا بَلِيْغًا۔ وہ بڑا پر اثر وعظ تھا۔ اس کی وجہ سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری ہو گیا۔ رو پڑے جب نبی علیہ السلام نے ان کی آہ و زاری دیکھی تو فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کو ان کا رونا اتنا پسند آیا کہ انکی وجہ سے محفل میں موجود تمام لوگوں کی اللہ نے مغفرت فرما دی۔ وہ کتنا کریم پروردگار ہے کہ اتنے بڑے مجمعے میں سے اس نے کسی ایک کی فریاد قبول کر لی اور اس صدقے باقی سب کی اللہ نے مغفرت فرما دی۔

تو پھر کوئی مسئلہ نہیں:

ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے سامنے قیامت کا تذکرہ ہوا۔ قیامت کا تذکرہ سن کر وہ دوسروں سے پوچھنے لگے: قیامت کے دن حساب کون لے گا؟...... بڑے سادہ سوال کرتے تھے...... ان کو جواب ملا: اللہ تعالیٰ حساب لیں گے۔ کہنے لگے: اگر اللہ تعالیٰ نے حساب لینا ہے تو پھر خیر ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر فرشتے حساب لیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے تو پھر مسئلہ ہو سکتا ہے۔لیکن جب انہوں نے سنا کہ قیامت کے دن خود پرورد
حساب لیں گے تو پھر کہنے لگے: اگر اللہ تعالیٰ نے حساب لینا ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں
اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بہت ہی کریم ہیں اور پروردگار بہت ہی ر
ہیں۔ان کو اللہ کی رحمتوں پر کتنا بھروسہ ہوگا، ان کو اللہ کی رحمتوں پر کتنا یقین ہوگا کہ
کر کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حساب لینا ہے تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں۔

بخشش کا بہانہ دیکھو......!

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بندہ بڑا ہی گنہگار تھا۔ایک مرتبہ اپنے گنا
نادم ہو کر "یارب" کے الفاظ کہے۔اس کا معنیٰ ہے، اے پروردگار!......اللہ تعالیٰ
اس کے گناہوں کو معاف فرما دیا۔فرشتے بڑے متعجب ہوئے کہ ساری زندگی کے گ
"یارب" کہنے پر معاف کر دیے۔رب کریم نے فرمایا:

أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا (البخاری: رقم ۷۰۶۸)

"کیا میرا یہ بندہ بھی جانتا ہے کہ اس کا بھی کوئی پروردگار ہے؟"

اگر یہ جانتا ہے کہ اس کا بھی کوئی پروردگار ہے تو اب میں پروردگار اس ک
گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں۔بھئی! ہمارا تو وہی پروردگار ہے نا۔ہم تو اسی س
مانگتے ہیں۔اس کی رحمت کو طلب کرتے ہیں کہ وہ رب کریم اپنی رحمت عطا ف
دے۔

پھر مجھے اللہ کب دے گا؟

ایک بوڑھی عورت تھی۔وہ بے چاری نادار تھی، معذور سی تھی۔اسے روٹی مل
نہیں تھی۔وہ تڑپتی تھی اور گھروں سے جا کر مانگتی تھی۔کبھی کسی کے پاس کچھ ہوتا تو
دے دیتا اور جس کے پاس نہ ہوتا، وہ کہتا: اچھا بی بی! اللہ دے گا۔اللہ دے گا۔ال

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ کی شان کہ اس بڑھیا کی وفات ہوگئی۔ کسی کو خواب میں ملی تو اس نے پوچھا: سنائیں آگے کیا معاملہ ہوا ؟ کہنے لگی: میں اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوئی فرشتوں نے مجھ سے پوچھا: کیا لائی ہو؟ میں رونے لگ گئی۔ میں نے کہا: میں تو ساری زندگی در در کی ٹھوکریں کھاتی رہی، جدھر ہاتھ پھیلاتی تھی، وہی کہتا تھا: اللہ دے گا، اللہ دے گا۔ اب میں اللہ کے حضور آئی ہوں، میں تو ساری عمر سنتی رہی کہ اللہ دے گا، اور تم پوچھتے ہو کہ کیا لے کر آئی ہو، تو مجھے اللہ کب دے گا؟ میری یہ بات اللہ کو ایسی پسند آئی کہ اسی بات پر اللہ نے میری مغفرت کر دی۔

محبت کا اشارہ:

ایک بندے کی جھونپڑی تھی، وہ سرکنڈے کی بنی ہوئی تھی۔ کہیں سے ایک ہاتھی والا آ گیا۔ ہاتھی والے نے اس جھونپڑی والے سے کہا: میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: جی! میں تو نہیں کر سکتا۔ پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: آپ تو ہاتھی والے ہیں، آپ تو ہاتھی لے کر آئیں گے اور میری جھونپڑی میں ہاتھی آ نہیں سکتا۔ تو یہ سن کر ہاتھی والا مسکرایا اور کہنے لگا: بس تم ہاں کر دو، میں تمہاری جھونپڑی کو بھی محل بنا دوں گا۔ جہاں ہاتھی آ جاتا ہے، اور ہاتھی والا جھونپڑی والے کی زبان سے محبت کی ہاں سننے پر اس کی جھونپڑی کو محل بنا سکتا ہے تو بالکل یہی معاملہ ہے کہ پروردگار نے قرآن پاک میں فرمایا:

﴿اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (ال عمران:۲۵)

''اللہ دوست ہے ایمان والوں کا''

ان کی مثال ہاتھی والے کی اور مؤمن کی مثال جھونپڑی والے کی۔ اب اگر مؤمن ہاں کر دے کہ اللہ! اگر آپ دوستی کرنا چاہتے ہیں تو ہم بھی اس دوستی پر لبیک کہتے ہیں، تو پروردگار ہماری جھونپڑی کو محل خود بنا دیں گے۔ محبت کے آداب سکھا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں اپنی محبت کی نعمت خود عطا فرمادیں گے۔ یہ بڑوں کی طرف سے ہی محبت کا اشارہ ہے نا کہ فرمارہے ہیں: اللہ ولی الذین امنوا۔ جب اشارہ ہے تو ہم اس کے لیے حاضر ہیں۔ اے محبوب! ہم آپ سے محبت کے لیے تیار ہیں۔ آپ ہمیں اپنی محبت میں شامل فرمالیجیے۔

محنت سے محبت ملتی ہے:

محبت اور محنت میں حرف اور نقاط ایک جیسے ہیں صرف نقطے کے اوپر اور نیچے ہونے کا فرق ہے۔ محنت میں نقطہ اوپر ہوتا ہے۔ جس کے اندر اونچائی ہے اس کو ابھی محنت کرنے پڑے گی۔ اگر عجب ہے، تکبر ہے، خود پسندی ہے تو اس کو اپنے اندر تواضع پیدا کرنی پڑے گی۔ یعنی نقطے کو اوپر سے نیچے لانا پڑے گا۔ یہ جو مشائخ کہتے ہیں جھک جاؤ، اپنے نفس کو مٹاؤ، اپنے اندر تواضع پیدا کرلو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ انسان محنت کے نقطہ کو اوپر سے نیچے لائے، پھر اللہ تعالیٰ اس کی اس محنت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا فرمادیتا ہے۔

محبوب حقیقی کا ناز اپنے حسن پر:

ایک بات ذرا توجہ سے سنیے گا۔ علمی نکتہ ہے طلبا کے لیے توجہ طلب بات ہے...... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرة:۱۶۵)

''اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے''

اب یہاں محبت کرنے کا حکم نہیں دیا۔ امر کا صیغہ کہیں استعمال نہیں ہوا کہ محبت کرو۔ یہ صیغہ استعمال نہیں ہوا، بلکہ اس جملہ میں اطلاع دی گئی ہے، اس جملے میں خبر دی گئی، جملہ خبریہ بن گیا۔ خبر کیا مل رہی ہے؟ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے'' تو یہاں طالب علم کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا حکم کیوں نہیں دیا؟

مفسرین نے اس کا جواب لکھا، وہ فرماتے ہیں: جو حسن و جمال والے ہوتے ہیں، ان میں ناز ہوتا ہے اپنے حسن پر۔ وہ کہتے ہیں کہ جب کسی کو پتہ چل گیا کہ ہم اتنے حسین ہیں تو پھر ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم سے محبت کرو۔ ارے! وہ اس حسن کی وجہ سے بے اختیار محبت کرے گا۔ اے ایمان والو! ہم بھی بتا رہے ہیں کہ ہم کتنے حسن جمال والے ہیں، لہٰذا اس حسن و جمال کی اطلاع کے بعد تم محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتے۔ ہمیں پکا یقین ہے کہ جب تم ہمارے حسن و جمال کی باتیں سنو گے، ہمارے کرم کی داستانیں سنو گے، ہمارے رحم کے قصے سنو گے کہ وہ کتنا ارحم الراحمین ہے، احکم الحاکمین ہے، اکرم الاکرمین ہے، تو تم محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتے۔ یہ محبت ایک خیر ہے کہ اس کے بغیر بندہ رہ نہیں سکتا۔ میرے دوستو! اس میں ایک نازکی بات ہے۔ حسن والے کہتے ہیں: ہمارے چاہنے والے بڑے ہیں، کوئی نہیں بھی چاہے گا تو ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ یہ بھی ناز کا ایک معاملہ ہے۔ پروردگار نے اطلاع دے دی کہ ایمان والے شدید محبت کرتے ہیں۔ اگر کوئی محبت نہیں کرتا تو ہمارے حسن و جمال پر کوئی فرق نہیں آتا، ہماری عظمت میں کوئی فرق نہیں آتا، یاد رکھنا! ہمارے چاہنے والے بڑے ہیں۔

اللہ کو چاہنے والے:

یاد رکھنا! ہمارے چاہنے والے بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے بڑے یوسف اور زلیخا ہیں، اس کو چاہنے والے بڑے لیلیٰ اور مجنوں ہیں۔ یہ تو ہماری اپنی ضرورت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ اللہ سے محبت کرنے والے کیسے کیسے دنیا میں گزرے۔ لاکھوں نہیں، کروڑوں کی تعداد میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو چاہنے والے اسے راتوں کی تنہائیوں میں پکارتے تھے۔ اس کے سامنے دامن پھیلاتے تھے، اس کے نام پہ جانیں دیتے تھے، مال لٹاتے تھے، اس کی محبت میں راتوں کو رویا کرتے تھے، ان کی داستانیں جب سنتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔

⊙...... میں چشمِ تصور سے دیکھتا ہوں، مجھے بنی اسرائیل کا ایک بوڑھا نظر آتا ہے، تنہائی میں بیٹھا اپنے رب سے باتیں کر رہا ہے۔ اللہ! موسیٰ کلیم اللہ نے بتایا ہے کہ تیری بیوی نہیں، تیرے بچے نہیں، اللہ! تیری خدمت کرنے والا کوئی نہیں، میں تجھے دعوت دیتا ہوں، اے مالک! آجا! میں آپ کی خدمت کروں گا، میں یہ دوں گا وہ دوں گا جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو انہوں نے تنبیہ کی یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے، اس طرح نہیں کہنا چاہیے۔ وہ بوڑھا ڈر گیا اور موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی ''اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے تو تمہیں اس لیے بھیجا تھا کہ تو لوگوں کو مجھ سے جوڑ دیتا اور تو نے تو بندے کو مجھ سے توڑ دیا ہے''۔ اب ذرا سوچنے کی بات ہے کہ وہ بوڑھا ایسی باتیں کر رہا تھا جو اللہ تعالیٰ کے شان کے مناسب نہیں تھیں، محبت میں کہہ رہا تھا۔ اگر وہ باتیں بھی اللہ کو اچھی لگتی ہیں تو جو باتیں اللہ کی شان کے مطابق ہیں، اگر وہ کوئی محبت سے کہے گا تو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں کتنی اچھی لگیں گی۔

⊙...... ایک عورت تھی وہ تہجد کے بعد دعا مانگتی تھی:

''اللہ آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کا واسطہ، میرا یہ معاملہ یوں کر دیجیے۔ کسی نے کہا: ایسے نہ کہو، بلکہ کہو: ''اللہ! مجھے آپ سے محبت رکھنے کا واسطہ'' وہ کہنے لگی: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر اللہ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ مجھے یوں نہ جگاتا اور تجھے یوں ساری رات میٹھی نیند نہ سلاتا۔''

وہ تو محبت والے ایسے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◉......ان محبت والوں میں شبلی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، جب ان کے سامنے کوئی اللہ کا نام لیتا تھا تو وہ اس کے منہ کے اندر گڑ کی ڈلی ڈال دیتے تھے۔ کسی نے پوچھا: آپ یہ کیا کرتے ہیں کہ جو اللہ کا نام لے اس کے منہ میں گڑ ڈالتے ہیں۔ وہ جواب میں کہتے تھے: ''جو میرے محبوب کا نام لے میں اس کے منہ میں مٹھاس نہ ڈالوں تو اور کیا کروں؟''

◉......امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رات کی تنہائیوں میں اپنے رب کا قرآن پڑھتے تھے۔ اپنے رب کے ساتھ باتیں کرتے تھے چالیس سال تک عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھ کر اپنے رب سے محبت کا کیسا ثبوت پیش کر دیا۔

◉......اللہ کے چاہنے والوں میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے ہیں۔ جن کو اللہ کے قرآن کی خاطر کوڑے لگائے گے۔ انہوں نے وہ کوڑے برداشت کر لیے۔

◉......ارے! اللہ کے چاہنے والوں میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے ہیں۔ وقت کے حاکم نے ان کا منہ کالا کر دیا۔ مدینہ میں پھرا دیا تاکہ ان کی بے عزتی ہو لیکن وہ خود کہنے لگے: ''جو جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں اور مجھے دین کی خاطر یوں رسوا کیا جا رہا ہے'': اللہ کی محبت میں قربانیاں دینے والے عزتیں قربان کرنے والے، جان قربان کرنے والے، کیسے کیسے عجیب لوگ گزرے ہیں۔ اگر ہم اس بات پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت کے چاہنے والے بہت تھے۔

اہلِ محبت کا قافلہ:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آج تک جتنے بھی مشائخ گزرے ہیں، ان میں سے ایک ایک کے حالات زندگی پڑھیے، پھر پتہ چلے گا کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کیسی تھی، ان کے دن اور راتیں کیسی تھیں؟ مشائخ نقشبند ایک ٹولہ ہے، ایک

جماعت ہے، ایک قافلہ ہے، جو اللہ کی محبت کے راستے پر چلا۔ بالآخر کتنے خوش نصیب تھے جو اس منزل پر پہنچ گئے۔ آج ہم انہی کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ اگر ہم بھی محبت کے اس راستے قدم پر اٹھاتے رہیں گے اور آگے بڑھتے رہیں گے تو یقیناً پروردگارِ عالم ہمیں بھی اپنی سچی محبت عطا فرما دیں گے اور ہمیں بھی انہی کے ساتھ قیامت کے دن واصل فرما دیں گے اور اگر ہم پیچھے ہٹے تو میرے دوستو! نقصان ہمارا اپنا ہے۔ اس کے چاہنے والوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

اللہ سے اللہ کو مانگ لیجیے:

اس لیے آج کی اس محفل میں ہم اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے دعا مانگیں: پروردگار! ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دیجیے۔ عمر گزرتی جارہی ہے، کوئی کہتا ہے: فلاں سے بیعت ہے کوئی کہتا ہے: یہ صوفی ہے، کوئی کہتا ہے: یہ ذاکر ہے، کوئی کہتا ہے: یہ سالک ہے۔ یہ سب لفظ اپنی جگہ، مگر اللہ! اگر دل میں محبت کی مٹھاس نہ ہوئی تو ہم قیامت کے دن کیا منہ دکھائیں گے۔ آج وقت ہے تیرے چاہنے والوں کا مجمع ہے اس میں ہم آپ سے ایک ہی سوال کرتے ہیں"

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ حُبَّكَ)) (الترمذی: رقم ۳۴۱۲)

"اے اللہ! ہم آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتے ہیں"

اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دیجیے۔ اے اللہ!

......ہم یہ بے کیف نمازیں کب تک پڑھتے رہیں گے؟

......ہم بے ذوق سجدے کب تک کرتے رہیں گے؟

......کھڑے مسجد میں ہوتے ہیں اور پہنچے گلی کوچہ بازار میں ہوتے ہیں!

......یہ ظاہرداری کب تک رہے گی؟

......حقیقت کب آئے گی؟

www.besturdubooks.wordpress.com

......وہ مقامِ احسان جو کتابوں میں پڑھتے ہیں، وہ ہمیں کب نصیب ہوگا؟

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ)) (ابنِ ماجہ: رقم ۶۲)

......یہ باتیں ہی رہیں گی یا کبھی یہ حقیقت بھی بنے گی۔ آج اس کی حقیقت بنا دیجیے اور ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرما دیجیے۔

اے مالک! آپ تو بڑے کریم ہیں آپ نے دو نبیوں کو فرعون کے پاس بھیجا۔ فرعون جیسا مردود جو اپنے آپ کو اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہتا تھا، اللہ! آپ نے اس کے بارے میں ان نبیوں کو حکم فرمایا:

﴿فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا﴾ (طٰہٰ:۴۴)

''تم فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کرنا''

اللہ! جو اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہتا ہے، آپ اس کے ساتھ بھی نرمی کا حکم دیتے ہیں، ہم تو سجدے میں سبحان ربی الاعلی کہتے ہیں، پھر آپ ہمیں کیسے محروم فرمائیں گے۔ مالک! ہمارا یہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنا قبول کر لینا، اللہ ہمارے سجدے رد نہ کر دینا۔ ہم پیشانیاں ٹکاتے ہیں۔ مولا! کہیں ان کو خالی نہ لوٹا دینا۔ رب کریم! جب آپ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہنے والے کے ساتھ اتنے حبیب ہیں کہ نرمی کا معاملہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو پھر یہ تو سبحان ربی الاعلیٰ کہنے والوں کا مجمع ہے، ہم دامن پھیلائے بیٹھے ہیں، رب کریم! ہم آپ کی رحمت کے سوالی ہیں، آپ کے طلب گار ہیں۔ اللہ! کوئی کتنی دور سے آیا کوئی کتنی دور سے آیا، میرے مولا! یہ سب ایک ہی چاہت لے کر آئے ہیں۔ مرد بھی آئے عورتیں بھی آئیں، گھروں کو چھوڑا، خویش قبیلہ چھوڑا اور اپنے وطن کو چھوڑ کر صرف تجھے منانے آئے ہیں اور تیرا تعلق لے کے آئے ہیں، اے مالک! اب ہمیں خالی نہ لٹا دینا اور آج کی اس محفل میں ہمیں اپنی محبت کی یہ نعمت عطا فرما دینا، اپنی محبت کی شدت عطا فرما دینا۔ ہم آپ کے چاہنے والوں میں شامل ہونا

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہتے ہیں۔رب کریم! ہمارے اندر استطاعت نہیں، ہمارے اندر خوبیاں نہیں لیکن اگر آپ چاہیں تو آپ ہمیں اپنے قریب کر سکتے ہیں۔اللہ! جب کوئی چھوٹا بچہ اپنے باپ کی طرف چل کے جاتا ہے، وہ ڈگمگانے لگتا ہے تو باپ اسے گرنے نہیں دیتا بلکہ بچے کو اٹھا کے سینے سے لگا لیتا ہے۔ ہماری بھی یہی مثال ہے، ہم چلنا چاہتے ہیں، شیطان گرانا چاہتا ہے۔اے مالک! تو ہمیں گرنے نہ دینا، گرنے سے پہلے ہمیں بھی اپنی رحمت کی چادر میں چھپا لینا۔ہمارے ساتھ کرم کا معاملہ فرما دینا۔رب کریم! تو اپنی رحمتوں کے فیصلے فرما دینا۔اے اللہ! ہم آپ کی رحمتوں کے امیدوار ہیں کہ اس محفل میں آپ کی محبت اپنے دلوں میں پائیں گے اور ہمارے انگ انگ میں آپ کی محبت سرایت کر جائے گی۔ ہمارے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک ہمارے رگ وریشے میں آپ اپنی محبت پیوست کر دو گے۔ ہم ہٹنا بھی چاہیں تو آپ ہمیں ہٹنے نہیں دیں گے، ہم پیچھے جانا بھی چاہیں تو آپ ہمارے راستے بند کر دیں گے۔اے اللہ! ہمیں اپنی محبت عطا فرما دیجیے اور قیامت کے دن اپنے چاہنے والوں کے قدموں میں ہمارا بھی حشر فرما دیجیے۔میرے مالک! ہم نے کتابوں میں پڑھا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ہوں گے، وہ آپ کے سامنے حاضر ہوں گے، اللہ! وہ آپ کو دیکھ کر مسکرائیں گے اور آپ ان کو دیکھ کر مسکرائیں گے۔اے مالک! اب ہمارے دل کی بھی یہی چاہت ہے کہ ایسی زندگی عطا فرما دیجیے کہ جب قیامت کے دن حاضری ہو تو اللہ! ہم آپ کو دیکھ کر مسکرائیں، آپ ہمیں دیکھ کر مسکرائیں۔آواز آئے:

﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾ (الفجر: ۲۷-۳۰)

(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾

(ق:١٦)

قرب الٰہی کے مراحل

بیان: محبوب العلماء والصلحا

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 30 نومبر 2007ء

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خطبہ جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

تو آج کی بات کی سمری یہ ہوئی کہ ادب سے انسان کے اندر علمِ نافع پیدا ہوتا ہے۔ علمِ نافع سے اس کو عمل کی توفیق مل جاتی ہے، عمل کی برکت سے انسان پر حکمت کے چشمے کھلتے ہیں اور حکمت کے ذریعے دنیا اس کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہے اور آخرت کی طرف اس کا دل جڑ جاتا ہے۔ آخرت کے ساتھ دل جڑنے کی وجہ سے آخرت والے اعمال کرنے اس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں۔ نوافل آسان، تلاوت آسان، تہجد آسان، سب کام آسان، پھر ان کاموں سے بندے کو اللہ رب العزت کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قربِ الٰہی کے مراحل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (ق:۱۶)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَقَامٍ آخَر

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ (الدھر:۶)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ عَبْدِىْ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ (الاحکام الشرعیہ:۲۶۰/۳۰)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّم

سب سے بڑی نعمت:

دنیا میں ہر انسان پر اللہ رب العزت کے بے شمار احسانات ہیں اس قدر نعمتیں ہیں کہ اگر ہم گننا چاہیں تو ان کو گن بھی نہیں سکتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (النحل:۱۸)

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن بھی نہیں سکتے''

لیکن ان نعمتوں میں سے ایک نعمت سب سے اعلیٰ، سب سے اونچی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ رب العزت کسی بندے کو اپنا مقرب بنالیں۔ کسی سے خوش ہو جانا یہ بھی بڑی نعمت ہے، کسی کو ایمان اور ہدایت عطا کر دینا یہ بھی بڑی نعمت ہے مگر ان ایمان والوں

www.besturdubooks.wordpress.com

میں سے کسی کو اپنا مقرب بنا لینا یہ اللہ رب العزت کا سب سے بڑا فضل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ جب فرعون نے جادوگروں کو بلایا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کریں تو جادوگروں نے ایک سوال پوچھا کہ اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو ہمیں کیا بدلہ ملے گا۔ اب فرعون کے پاس سونے چاندی کے خزانے تھے، حکومت کے عہدے تھے، مگر ان میں سے اس نے کسی کا تذکرہ نہیں کیا۔ جب سوال پوچھا تو اس نے جواب میں کہا کہ

﴿اِنَّکُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ﴾ (الاعراف:۱۱۴)

''اگر تم جیت گئے تو تم میرے مقرب بن جاؤ گے''

تو معلوم ہوا کہ اللہ کے انعامات میں سے سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کا قرب ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے مقرب بندوں میں شامل کر لے۔

قربِ الٰہی کیسے ملے؟

جب یہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا احسان اور اتنا بڑا فضل ہے تو ہر مومن کی تمنا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں شامل ہو۔ چنانچہ قربِ الٰہی کیسے ملتا ہے؟ سالک کے ذہن میں یہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے، آج کی اس محفل میں اسی عنوان پر گفتگو کرتے ہیں کہ ایک انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب کیسے بن سکتا ہے۔

ادب پہلا زینہ ہے:

سب سے پہلا کام جو اسے کرنا ہوگا وہ یہ کہ اپنے آپ کو ادب سے مزین کرے۔

اَدِّبُوا النَّفْسَ اَیُّھَا الْاَصْحَاب
طُرُقُ الْعِشْقِ کُلُّھَا اٰدَابٌ

''اپنے نفس کو ادب سکھاؤ! اے دوستو! اس لیے کہ اس عشق کے جتنے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

راستے ہیں وہ سارے کے سارے ادب پر مبنی ہیں''

تو ادب کے بغیر بندے کو کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اسی لیے فرمایا: ''با ادب با نصیب اور بے ادب بے نصیب'' کہ جو با ادب ہوتا ہے وہ بانصیب ہوتا ہے نیک بخت ہوتا ہے سعید ہوتا ہے اور جو بے ادب ہوتا ہے وہ بدنصیب ہوا کرتا ہے۔

دین سراسر ادب ہے:

ارشاد فرمایا:

الدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ

''دین تو سارا کا سارا ادب ہی ہے''

اللہ تعالیٰ کا ادب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب، کلام اللہ کا ادب، بیت اللہ کا ادب، اولیاء اللہ کا ادب، والدین اور اپنے اساتذہ کا ادب۔

دین پورے کا پورا ادب ہے لیکن بعض لوگ وہ ادب کو شاید غیر ضروری چیز سمجھتے ہیں، توحید کے خلاف سمجھ لیتے ہیں، دھوکا کھا لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایک آدمی کو حرم میں مکہ کے اندر جوتوں سے چلتے دیکھا اور وقت بھی اشراق کا تھا۔ کوئی گرمی نہیں تھی کہ پاؤں جلتے، انسان سوچ لیتا ہے کہ پاؤں میں تکلیف ہوگی دھوپ میں نہیں چل سکتا۔ ایک آدمی کو قرآن مجید کو سر کے نیچے لے کے سوئے ہوئے دیکھا۔ وہ کلام اللہ شریف کو بھی ایسی ہی کتاب سمجھ رہا تھا جیسے عام انگریزی کی کتاب ہوتی ہے۔ ہمارے علما نے ہم پر اتنا بڑا احسان کیا کہ انہوں نے ہمیں ادب سکھایا۔ چنانچہ ہمارے اس علاقہ کے لوگ پاکستان ہندوستان بنگلہ دیش یہ لوگ ادب سے مزین ہیں۔ یہ ایسی کوئی بات دیکھتے ہیں تو پریشان ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک بوڑھے نے دیکھا تو اس نے جا کے وہ جو سویا ہوا بندہ تھا اس کے سر کے نیچے سے قرآن پاک نکال لیا۔ وہ غصے ہونے لگا کہ تم نے کیوں میرے نیچے سے نکالا۔ اسی طرح جو آدمی جوتے پہن کے مسجد میں جا

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا تھا، ایک نوجوان گیا اور جا کے اس کو کہا کہ مسجد ہے اس نے آگے سے کہہ دیا: ''لَا بَأْسَ فِيهِ'' اس میں کوئی حرج نہیں۔ وہ نوجوان بڑا کنفیوز ہوا کہ مجھے اس نے جواب دیا کہ کوئی حرج نہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ دیکھو بھائی! ایک ہوتا ہے قرآن پڑھنا اور ایک ہوتا قرآن سمجھنا۔ اس بیچارے نے پڑھا تو ہوگا سمجھا نہیں۔ کہنے لگا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: آپ غور کرو! اللہ رب العزت نے کوہ طور پر تجلی ڈالی، اس تجلی کے بارے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر علیہ السلام سے فرماتے ہیں۔

﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ﴾ (طٰہٰ:۱۲) ''اپنے جوتوں کو اتار لیجیے''

تو کوہِ طور کی اس تجلی کے سامنے ادب سکھایا جا رہا ہے کہ جوتے اتار دیجیے اور یہ تو بیت اللہ ہے یہاں پر اللہ تعالیٰ کی کیا تجلیات برس رہی ہوں گی۔ تو اس کو سمجھ نہیں آتا یہ اللہ کا گھر ہے، مسجد ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھ لیجیے کہ دین سارا کا سارا ادب ہے۔

ادب اور علمِ نافع:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَأَحْسَنَ فِيْ تَأْدِيْبِيْ)) (کنز الاعمال، رقم: ۳۱۸۹۵)

''میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا''

پھر فرمایا:

((عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمِيْ))

''تو اللہ نے مجھے علم بھی سکھایا اور بہترین علم سکھایا''

تو یہاں سے محدثین نے نکتہ نکالا کہ ادب انسان میں پہلے آتا ہے اور علم نافع اس کے بعد آتا ہے۔ چنانچہ جس کے اندر ادب نہ ہو، اس کو علمِ نافع نصیب نہیں ہوتا۔ معلومات مل جاتی ہیں۔ اگر وہ ذہین ہوگا تو اس کو بہت عبارتیں یاد ہو جائیں گی لیکن جس کو علمِ نافع کہا گیا جس کی حدیث پاک میں دعائیں مانگی گئی وہ نصیب نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ادب سے ہی انسان کو علم نافع نصیب ہوتا ہے۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ طلبا سے پوچھنے لگے کہ بتاؤ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت کشمیری کیسے بنے؟ یعنی علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ علامہ انور شاہ کشمیری کیسے بنے؟ جس طالب کو تفسیر کے ساتھ ذوق تھا کہنے لگا: جی وہ بڑے اعلیٰ مفسر تھے، کسی نے کہا: بڑے اچھے محدث تھے، جس کو اشعار کے ساتھ رغبت تھی اس نے کہا: جی ان کا کلام بہت اچھا تھا، جی ان کی تقریر بہت اچھی تھی۔ حضرت سنتے رہے بالآخر ایک طالب علم نے کہا کہ حضرت آپ بتا دیجیے۔

تو مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ یہ سوال خود حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا گیا کہ آپ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کیسے بنے کہ بیس سال کے بعد بھی پڑھی ہوئی کوئی بات آپ کو یاد رہتی ہے۔ قوتِ حافظہ ایسی ہے کہ احادیث آپ ہزاروں کے حساب سے پڑھ دیتے ہیں، ایسی قوتِ حافظہ تو دیکھی نہیں گئی۔ تو آپ کو یہ نعمت کیسے ملی؟ تو حضرت کشمیری نے جواب دیا کہ میں نے دینی کتابوں کا ادب کیا کتابوں کا ادب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے کشمیری بنایا۔

پوچھا گیا کہ حضرت! ادب تو سارے ہی کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ نہیں! میں اتنا ادب کرتا تھا کہ کبھی بھی تاریخ کی کتاب کو دین کی کتاب پر نہیں رکھتا تھا۔ کسی بھی دین کی کتاب کے نیچے میں نے حدیث کی کتاب کو نہیں رکھا، حدیث کو فضیلت ہے۔ اور کبھی حدیث کی کتاب کے نیچے میں نے قرآن پاک کو نہیں رکھا، اس لیے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ کتابوں کے رکھنے میں بھی میں مرتبے کا خیال رکھتا ہوں۔ اور فرمایا کہ میں نے کبھی بے وضو حدیث پاک کی کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا۔ لوگ تو قرآن پاک پڑھنے کے لیے وضو کرتے ہیں، میں نے حدیث کی کتاب کو بھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور فرمایا کہ میں جب کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں تو خود کتاب کے تابع ہوتا ہوں، کتاب کو اپنا تابع نہیں کرتا۔ حضرت وہ کیسے؟ فرمایا: جب میں یوں پڑھ رہا ہوتا ہوں اور حدیث کی کتاب کے حاشیے پر کچھ لکھا ہوتا ہے تو میں حاشیہ ادھر سے بھی پڑھتا ہوں پھر ادھر سے بھی پڑھتا ہوں۔ جب ادھر سے پڑھنے کا وقت ہوتا ہے تو میں کتاب کو یوں نہیں کرتا بلکہ میں خود اٹھ کے ادھر آتا ہوں کہ کتاب میرے تابع نہ بنے میں کتاب کے تابع بن جاؤں۔ میں حدیث پاک کی کتاب کا اتنا ادب کرتا ہوں۔ فرمانے لگے: کہ کتابوں کے ادب نے مجھے اللہ رب العزت کی جناب سے ایسا علم عطا فرما دیا۔

حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

چنانچہ حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کی مرشدِ عالم کیسے بنے؟ تو فرمایا کرتے تھے کہ کبھی میں نے اپنے شیخ کے چہرے کو بے وضو نہیں دیکھا۔ ہمارے سلسلہ عالیہ کے ایک بزرگ تھے خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ، ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے زندگی میں بیت اللہ کو کبھی بے وضو نہیں دیکھا۔ یہ کیا چیز ہے؟ یہ ضروری نہیں ہے، نہ فرض ہے نہ واجب ہے، ہاں ادب ہے۔ اس لیے قابلِ اجر ہے۔ ان شعائر اللہ کا ادب دل میں ہو۔ چنانچہ جس نے کتابوں کا ادب کیا یا استاد کا ادب کیا، اس کو اللہ رب العزت علمِ نافع عطا فرمائیں گے۔

حضرت غلام رسول پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد تھے، ان کا نام تھا غلام رسول۔ شجاع آباد ملتان کی طرف ایک بڑا شہر ہے، وہاں سے آگے ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ پونٹا، اس کا نام ہے، دیہات میں انہوں نے مدرسہ بنایا تھا اور ان کا مدرسہ روڈ سے تیس کلو میٹر کے اندر تھا اور فصلوں کے اندر سے سر پر بستر رکھ کر جانا پڑتا تھا۔ نہ تانگہ نہ ریڑھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ بھی نہیں ملتا تھا، چل ہی نہیں سکتے تھے۔ طلباتیں کلومیٹر بستر سر پر رکھ کر جاتے تھے اور جمعرات کو کبھی آنا ہوتا تو تیں کلومیٹر پیدل چل کر واپس آتے تھے پھر سڑک ملتی تھی۔ اگلا سفر بعد میں اور اس دیہات میں جہاں ان کے پاس زندگی کی سہولیات بھی نہیں تھیں۔ تین سو طلبا پڑھنے کے لیے آیا کرتے تھے۔

آپ اتنے بڑے نحوی تھے کہ خیر المدارس کا سالانہ جلسہ ہوا اور اس میں پورے پاکستان کے بڑے بڑے مشاہیر علما تشریف لائے۔ مفتی اعظم پاکستان اور دوسرے حضرات، بڑے بڑے شیوخ الحدیث اور مفسرِ قرآن سب تشریف لائے۔ اس وقت حضرت مولانا خیر محمد جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی تھے اور بہت بڑے عالم بھی تھے اور اس مدرسے کے بانی بھی تھے، انہوں نے سٹیج پر کھڑے ہو کر حضرت غلام رسول پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور اعلان فرمایا: شمس النحات غلام رسول پونٹوی دامت برکاتہم تشریف لائیں۔ اب جس کو پورے ملک کے علما کے سامنے شمس النحات کہا جا رہا ہو وہ کتنے بڑے عالم ہوں گے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت عزتوں سے نوازا آخر آپ کو یہ علم کیسے ملا؟ (ان کی ایک کتاب شرح مائۃ عامل پونٹوی اکثر مدارس میں پڑھائی جاتی ہے) فرمایا: مجھے اپنے استاد کے ادب کی وجہ سے ملا۔ حضرت! استاد کا ادب تو سارے بچے کرتے ہیں، فرمایا: نہیں میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے جب بخاری شریف پڑھتا تھا تو حضرت نے اپنے کمرے سے دار الحدیث میں چل کر آنا ہوتا تھا تو میں استاد کی محبت میں رات کو طلبا سے چھپ کر اس راستے کو صاف کیا کرتا تھا۔ کہ میرے شیخ الحدیث ہیں میں نے ان سے علم حاصل کرنا ہے۔ اور فرمایا کہ ایک دن جھاڑو نہیں تھا تو میں نے اپنے امامہ کو اتارا اور پگڑی سے اس راستے کو صاف کیا۔ اللہ کی شان کہ اسی رات شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑکی سے جھانکا اور ان کی نظر پڑ گئی، انہوں نے بلا لیا۔ غلام رسول! کیا کر رہے ہو؟ بات کھولنی

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑ گئی کہ حضرت! میں روز اس راستہ کو صاف کرتا ہوں۔ آپ تشریف لاتے ہیں، میں آپ سے علم حاصل کرتا ہوں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو بہت خوشی ہوئی تو حضرت نے دعا دی۔ قبولیت کا لمحہ، ایک لمحے میں اللہ تعالیٰ کو وہ درجے طے کروا دیتا ہے جو انسان سالوں کی محنت سے حاصل نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ نے وہ مقام دیا کہ طلبا کو فرمایا کرتے تھے اگر پوری دنیا میں سے شرح جامی کو ضبط کر لیا جائے، ختم کر دیا جائے، کہیں نہ ملے اور کوئی طالب علم میرے پاس آکر کہے کہ حضرت شرح جامی کی ضرورت ہے۔ فرماتے تھے کہ اپنی قوتِ یادداشت سے اس کتاب کو میں دوبارہ لکھوا سکتا ہوں۔

تو سب سے پہلے انسان کے اندر ادب آتا ہے اور اس ادب کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ علمِ نافع عطا فرماتے ہیں۔ معلومات تو آجاتی ہیں، بحث مباحثہ، دلائل، یہ تو بے ادب لوگوں کو بھی بڑے آتے ہیں لیکن وہ علم جو علمِ نافع بنے وہ ادب کرنے والوں کو ملا کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے انسان کو ادب آتا ہے اور ادب کی برکت سے انسان کے اندر علمِ نافع آتا ہے۔

علمِ نافع سے عمل نصیب ہوتا ہے:

علمِ نافع کی یہ پہچان ہے کہ انسان کو اس علم پر عمل نصیب ہو جاتا ہے۔ یہ علمِ نافع کی پہچان ہے۔ ایک آدمی جانتا ہے، لیکن عمل کی توفیق نہیں تو یہ علمِ نافع نہیں ہے۔ یہ علم اس کے لیے حجت ہے۔

ایک دفعہ حضرت شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے طلبا سے پوچھا کہ علم کسے کہتے ہیں؟ تو مختلف طلبا نے مختلف جواباتِ دیے۔ حضرت نے فرمایا: کہ دیکھو! علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا۔ تو جس علم پر عمل کی توفیق نصیب ہو جائے اس کو علمِ نافع کہتے ہیں۔ ہمارے کسی اکابر نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ كَشَجَرٍ بِلَا ثَمَرٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

''علم بغیر عمل کے ایسا ہی ہے جیسے درخت بغیر پھل کے ہو''

عمل سے حکمت نصیب ہوتی ہے:

تو ادب سے علمِ نافع ملا اور علمِ نافع سے عمل کی توفیق ملتی ہے اور عمل سے انسان کو حکمت نصیب ہوتی ہے۔ یہ خیرِ کثیر ہے جو اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (البقرۃ:۲۶۹)

''جسے حکمت مل جائے اسے بہت بڑی خیر مل جاتی ہے''

یہ وہ نعمت ہے جس کے ذریعے انسان کو وقت کے ساتھ دقائق اسرار سمجھ میں آتے ہیں۔ دین کے داعی کے لیے یہ لازمی چیز ہے۔ فرمایا:

﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (النحل:۱۲۵)

''اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھے انداز سے''

یہاں حکمت کا لفظ پہلے لیا گیا۔ تو یہ حکمت عمل کرنے سے نصیب ہوتی ہے۔

حکمت کیا ہے؟

حکمت ملنے کی علامات یہ ہیں کہ انسان کو دین کے بارے میں شرح صدر ہوتا ہے۔ شکوک وشبہات سینے سے ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتے ہیں۔ ورنہ تو جگہ جگہ پر اس کو تعارض نظر آتا ہے، شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ اب دین کے بارے میں طبیعت بالکل متفق ہو جاتی ہے۔ مکروہاتِ شرعیہ مکروہاتِ طبعیہ بن جاتی ہیں، طبیعت شریعت کے مطابق ڈھل جاتی ہے۔ حکمت کی یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ دقائق اور اسرار سمجھنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

چنانچہ ہمارے حضرت کے مدرسہ میں ایک استاد تھے جو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کیا تھا۔ کوئی بیس سال انہوں نے مسلم شریف پڑھائی اور نیک بزرگ تھے، تہجد گزار تھے۔ حضرت کے بڑے مداح تھے، اللہ کی شان کہ دو سال حضرت کے دارالعلوم میں رہے مگر بیعت کے لیے جرأت نہ کی۔ بس یہی سمجھتے رہے کہ محبت تو مجھے ہے، حضرت سے میں درس بھی سنتا ہوں، بیان بھی سنتا ہوں، باتوں پر عمل بھی کرتا ہوں تو مقصود تو حاصل ہے۔ مگر وہ ایک تعلق جو جوڑا جاتا ہے اصلاح اور تربیت کا وہ نہ جوڑ پائے۔ حضرت کی وفات ہوگئی تو جس دن حضرت کی وفات ہوئی بس اس دن تو ان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ بہت دن تک گریہ زاری کرتے رہے۔ اب وہ ادھر ادھر دیکھتے تھے کہ کس سے بیعت ہوں؟ اب تو مجھے حضرت جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ ایک دن مجھے فرمانے لگے کہ آپ مجھے بیعت کرلیں۔ اس عاجز نے ان کے سامنے ہاتھ جوڑے۔ آپ حدیث پڑھانے والے، ہمارے حضرت کے خدمت کرنے والے، میں تو بچہ ہوں آپ کا۔ کہنے لگے: نہیں! طبیعت کی مناسبت آپ کے ساتھ ہے لہٰذا میں آپ سے یہ تعلق جوڑوں گا۔ خیر میں نے دو تین مرتبہ نہ کی تو ان کی آنکھوں سے آنسو آگئے، بات ماننی پڑی۔

وہ بسا اوقات عجیب باتیں سناتے تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ حضرت! میں آپ کو آنکھوں دیکھا واقعہ سناؤں! میں نے کہا کہ ضرور سنائیں۔ کہنے لگے کہ ہم دارالعلوم دیوبند میں تھے، حدیثِ پاک کا سبق ختم ہونے کا وقت قریب تھا، سعودی عرب سے کچھ علما کا ایک گروپ آیا۔ ایک جماعت آئی کہ جی ہم حکومت کی طرف سے آئیں ہیں، آپ لوگوں سے علمی نکتہ پر بحث مباحثہ کرنے کے لیے، ہمارے سوال کا جواب دیں۔

ناظمِ تعلیمات نے پوچھا کہ کیا سوال؟ کہنے لگے کہ حدیث پاک میں آیا کہ "بِنَا عَلَى الْقُبُوْرِ" کی اجازت نہیں۔ یعنی قبر کے اوپر جو عمارت بنا دیتے ہیں اس کی اجازت نہیں، کھلے آسمان کے نیچے ہونی چاہیے۔ اسی لیے ہمارے اکابر کے ہاں قبر کے اوپر

www.besturdubooks.wordpress.com

مقبرہ نہیں بناتے اور اگر کہیں آپ دیکھیں گے بھی سہی تو اوپر سے چھت خالی رکھتے ہیں۔ وہ بیٹھنے والوں کے لیے بناتے ہیں، جو قریب آ کے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ تو کہنے لگے کہ ہم نے بقیع شریف سے اس طرح کے سارے قبے جو بنے ہوئے تھے، جو ترکوں نے بنائے تھے وہ سب ہٹا دیے۔ اب سوال اٹھا کہ نبی ﷺ کا گنبدِ خضرا ہے۔ جب حدیث میں اجازت نہیں کہ قبر کے اوپر عمارت بنائی جائے تو پھر اس کو بھی کیوں نہ ہٹا دیا جائے؟ تو حکومت نے ہمیں کہا کہ نہیں تم مختلف ملکوں میں جاؤ اور وہاں کے علما سے بات چیت کرو۔ اگر سب متفق ہوں گے تو قدم اٹھائیں گے ورنہ نہیں۔ اسی سلسلے میں ہم آپ کے پاس آئیں ہیں۔ ناظم صاحب نے کہا کہ ہمیں تین دن کا وقت دیں ہم اور علما کو بھی مشورے کے لیے بلا لیں۔ ناظم صاحب نے علما کو اطلاع دی تو یہ بات تو جنگل کے آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ کہنے لگے: جس دن عصر کے بعد کا وقت متعین تھا، اس دن سے پہلی رات ہم نے دارالعلوم میں ایسی دیکھی کہ پہلے کبھی دیکھی نہیں تھی۔ قریباً پانچ سو بڑے بڑے علما کا مجمع تھا، جید علمائے کرام جو استاذ الاساتذہ تھے ان کا مجمع تھا۔ کوئی آپس میں بیٹھ کر تکرار کر رہے ہیں، کوئی حدیث پاک پڑھ رہے ہیں، کوئی شروحات دیکھ رہیں ہیں، کوئی نفل پڑھ رہے ہیں، کوئی اللہ سے دعا مانگ رہے ہیں، ساری رات علما کی روتے تڑپتے گزر گئی کہ اس کا جواب ہم کیا دیں۔

عصر کی نماز پڑھی گئی تو پانچ سو علما کا جو مجمع تھا سب بیٹھ گئے۔ تو جو عرب علما آئے تھے، ان میں سے ایک کھڑے ہوئے اور انہوں نے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ ہم آپ سے ایک علمی نکتہ پوچھنے کے لیے آئے ہیں کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ بناء علی القبور جائز نہیں۔ اب آپ بتائیے کہ گنبد خضرا کے بارے میں آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ کہنے لگے کہ اس نے یہ سوال پوچھا اور بیٹھ گئے اور آگے

www.besturdubooks.wordpress.com

سناٹا، بالکل خاموشی، کوئی جواب دینے کے لیے اٹھ نہیں رہا تھا۔ کہتے ہیں ہم طلبا تھے ہم نے اردگرد دیکھا کہ اکثر علما کی آنکھوں میں سے آنسو تھے۔ بہت بڑی ذمہ داری تھی، سسکیاں لے کر رو رہے تھے۔ اس وقت حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور جوابی خطبہ پڑھ کر فرمایا: الحمدللہ اللہ رب العزت نے میرا شرح صدر فرما دیا۔ فرمانے لگے: یہ حدیث بالکل صحیح حدیث ہے اس کے رواۃ کے اوپر بھی کوئی جرح اور تعدیل کا مسئلہ نہیں، متن صحیح ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ضعف کہیں سے نہیں آتا کہ بالکل صحیح حدیث ہے، بناعلی القبور کی اجازت نہیں۔ عرب علما وہاں کھڑے ہو گئے، کہنے لگے: جب آپ بھی کہتے ہیں کہ یہ بخاری شریف کی بالکل صحیح حدیث ہے کوئی ضعف نہیں تو پھر ہم جو کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے۔ فرمایا نہیں یہی تو اللہ تعالیٰ نے شرح صدر کر دیا کہ حدیث پاک بھی صحیح ہے مگر آپ گنبد خضرا کو گرا بھی نہیں سکتے۔ وہ بڑے حیران، کہنے لگے کہ کیا مقصد ہے آپ کا؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر جواب میں فرمایا کہ دیکھو! حدیث پاک صحیح ہے لیکن گنبد خضرا کو آپ نہیں ہٹا سکتے کیونکہ یہ بناعلی القبور نہیں ہے۔ یہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا، بنا پہلے تھی قبر بعد میں بنی، قبر پر چھت نہیں بنائی گئی پہلے سے یہ چھت تھی، جب اس کے اندر قبر مبارکہ کو بنایا گیا تو اب کوئی کون ہوتا ہے اس چھت کو ہٹانے والا؟ ایسی ان کی تسلی ہوئی کہ وہ کہنے لگے کہ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ وہ حضرات واپس چلے گئے، آج بھی یہ گنبد خضرا اپنی جگہ پر کھڑا ہے، یہ علمائے دیوبند کی خدمات کی ایک نشانی نظر آتا ہے۔

تو ادب سے انسان کو علمِ نافع نصیب ہوتا ہے علم نافع سے انسان کو عمل کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور عمل سے انسان کو حکمت نصیب ہوتی ہے۔

حکمت کا نتیجہ...... دنیا سے بے رغبتی:

یہ حکمت خیر کثیر ہے یہ انسان کو شرح صدر عطا کر دیتی ہے۔ جب یہ حکمت انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

کو مل جاتی ہے تو دنیا انسان کی نظر میں ادنیٰ ہو جاتی ہے۔ جب حکمت مل جائے تو دنیا انسان کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ عقل مند انسان وہی ہے جو دنیا کی حقارت کو پہچان لے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی مر جائے اور اس کی میراث تقسیم کرنی ہو، اور وہ وصیت کرے کہ میری میراث عقل مندوں میں تقسیم کی جائے تو لکھتے ہیں کہ زاہدین میں تقسیم کی جائے گی۔ جو زہد فی الدنیا اختیار کرتے ہیں۔

زہد کی حقیقت:

زہد فی الدنیا کسے کہتے ہیں؟ ترکِ لذاتِ دنیا کو کہتے ہیں، دنیا کی لذتوں کو ترک کرنا۔ بعض لوگ اس کو ترکِ دنیا سمجھ لیتے ہیں بس دنیا کو چھوڑ کر کسی جنگل میں چلے جاؤ، کسی غار میں چلے جاؤ، اس کو ترک نہیں کہتے۔ آپ دنیا میں رہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کریں، نرم گدوں پر سوئیں، پھولوں کی سیج کے اوپر سوئیں آپ کو اللہ پھر بھی مل جائے گا۔ مگر یہ کہ آپ کے دل میں دنیا کی ہوس نہ ہو۔ بلا طلب کے جو مل جائے وہ اللہ کی نعمت سمجھ کر استعمال کریں، دنیا کے پیچھے نہ بھاگیں، اس کو کہتے ہیں ترکِ لذاتِ دنیا۔ دنیا کی لذات کو ترک کر دینے کا کیا یہ مطلب ہے کہ وہ دنیا کے خوش ذائقہ کھانے چھوڑ دے، نہیں نہیں! یہ مطلب نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کھانوں کے خلافِ شرع معاملات ہیں، ان کو ترک کر دے۔ یہ نہیں کہ کھانے کا اتنا شوق کہ نہ حلال کا پتہ اور نہ حرام کا پتہ، یہ غلط بات ہے۔ او جی ہم نے تو میکڈونلڈز سے چکن نوڈلز کھاتے ہیں، حلال ہیں یا حرام کچھ پتہ نہیں، یہ چیز غلط ہے۔ تو ترکِ لذاتِ دنیا کا مطلب جو لذتیں انسان کو شریعت کے خلاف قدم پر اکساتی ہیں ان لذتوں کو چھوڑ دے۔ یہ مطلب نہیں کہ آج کے بعد بیوی کے قریب نہیں جانا۔

واقعہ:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھا ہے۔ واقعہ ایک آدمی کا کسی دوسرے شہر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں مقدمہ تھا درمیان میں دریا پڑتا تھا۔ جب تاریخ آئی تو دریا چڑھا ہوا تھا ان کو دوسری طرف پہنچنا مشکل تھا۔ اب جانا بھی ضروری تھا چنانچہ یہ دعا کے لیے ایک بزرگ کے پاس گیا۔ یہ بزرگ جو بیوی بچوں کے ساتھ مقیم تھے ان سے دعا کے لیے کہا، اس نے کہا: اچھا دوسرے کنارے پر ایک بزرگ رہتے ہیں یہ ہدیہ ان کے پاس لے جانا البتہ دریا کے کنارے پہنچ کر کہنا مجھے اس بندے نے بھیجا ہے جس نے کبھی بیوی کے ساتھ ہم بستری نہیں کی (اور ماشاء اللہ پانچ سات بچے بھی کھیل رہے تھے) راستہ مل جائے گا۔ وہ بندہ بڑا حیران ہوا لیکن چلا گیا اور یہی الفاظ دہرائے، اللہ کی شان کہ دریا نے راستہ دے دیا۔ وہ دوسرے کنارے پر پہنچ گیا، اپنا مقدمہ بھگتایا، شام کو دوسرے بزرگ کے پاس گیا اور جو ہدیہ انہوں نے بھیجا تھا ان کو پیش کیا، اور ان کو کہا کہ جی دعا کریں میں نے واپس بھی جانا ہے، دریا طغیانی پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ دریا کو جا کر کہنا کہ مجھے اس بندے نے بھیجا ہے جس نے کبھی کھانا ہی نہیں کھایا۔ بندہ حیران کہ اللہ! ابھی تو ڈبہ صاف پورے کا پورا نہ روٹی چھوڑی نہ بوٹی چھوڑی اوپر سے یہ کہہ رہے ہیں کہ کبھی کھانا ہی نہیں کھایا۔ لیکن اس نے حسبِ ہدایت جب یہ الفاظ کہے دریا نے راستہ دے دیا۔ اس کے دل میں خلجان رہا کہ مسئلہ کیا ہے؟ وہ پہلے بزرگ کے پاس واپس آیا اور پوچھا کہ حضرت! آپ نے یہ کہا، انہوں نے یہ کہا، کچھ سمجھ نہیں آیا۔ حضرت نے پھر بات سمجھائی کہ دیکھو! ان بزرگوں نے جو کھانا کھایا حکمِ خدا سمجھ کر کھایا لذت کی خاطر نہیں کھایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ "تجھ پر تیری جان کا حق ہے"

انہوں نے یہ سمجھ کر کھایا، تو "انہوں نے کبھی کھانا کھایا ہی نہیں" کا مطلب یہ کہ نفس کی خاطر تو نہیں کھایا اور میں جب بیوی کی طرف متوجہ ہوا، ہمیشہ دل میں نیت یہ رہی کہ اس کے جو حقوق ہیں میرے اوپر مجھے ادا کرنے ہیں، کبھی نفس کی لذت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

خاطر میں نے یہ کام نہیں کیا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے میں نے کبھی ہم بستری کی ہی نہیں۔

تو یہاں سے ترکِ دنیا کا اصل مقصد سمجھ میں آنا چاہیے کہ انسان دنیا کے جتنے بھی جائز کام ہیں کرے مگر اللہ کی رضا کے لیے کرے، نفس کی خواہش کے لیے نہ کرے۔ اب ایک ہوتا ہے صاف ستھرے کپڑے پہننا لوگوں کو دکھانے کے لیے، ایک ہوتا ہے صاف ستھرے کپڑے پہننا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف:۳۱)

''کہ مسجد میں جاتے ہوئے زینت اختیار کرو۔''

بس اتنا سا فرق ہے۔

ترکِ دنیا سے فکرِ آخرت نصیب ہوتی ہے:

تو سب سے پہلے انسان کو کیا نعمت نصیب ہوتی ہے؟ ادب ملتا ہے۔ ادب کے بعد انسان کو کیا ملتا ہے؟ علمِ نافع نصیب ہوتا ہے۔ علمِ نافع نصیب ہونے کے بعد انسان کو عمل کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ عمل کی برکت سے انسان کو اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرماتے ہیں۔ اور حکمت کا نور انسان کے دل میں دنیا کی حقیقت کو کھول دیتا ہے۔ لہٰذا انسان کا دل دنیا سے کٹتا ہے اور آخرت کے ساتھ جڑتا ہے۔ چنانچہ ترکِ دنیا سے انسان کو یہ نعمت ملتی ہے کہ اس کو ''اِنَابَةُ اِلَی الْآخِرَةِ'' کی توفیق مل جاتی ہے۔ ''اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ'' دھوکے والے، گھر دنیا سے دل کٹ گیا وَ الْاِنَابَةِ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ ہمیشہ رہنے والے گھر آخرت کی طرف دل اٹک گیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ہم نے تصوف کی یہ نعمت اوراد و وظائف سے حاصل نہیں کی ترکِ دنیا اور مخالفتِ نفس کی وجہ سے حاصل کی۔ اللہ کرے یہ نعمت ہمیں بھی نصیب ہو جائے کہ دنیا کی چمک دمک ہم پر اثر نہ کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فکرِ آخرت کا انعام......قربِ الٰہی:

اب جس بندے کو انابت الی الآخرہ نصیب ہو جاتی ہے اس کا آخرت کی طرف دل لگ گیا اور اس نے آخرت والے اعمال کرنے شروع کر دیے، یہ وہ بندہ ہے جس کو اللہ رب العزت کا قرب نصیب ہو جائے گا۔ انابة الی الآخرة کا انعام کیا ملے گا بندے کو؟ اللہ کا قرب نصیب ہو جائے گا۔ جس کے دل میں آخرت کی طرف دھیان لگ جائے اور ہر وقت اسی کی فکر میں لگا رہے، وہ اپنے وقت کو ضائع نہیں کرے گا۔ عبادات میں، خدمت میں، تعلیم میں، ان کاموں میں خرچ کرے گا۔ ان کاموں کے کرنے سے اسکو اللہ کا قرب ملے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: حدیث قدسی ہے:

((یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِالنَّوَافِلِ)) (الاحکام الشرعیۃ: ۲۶۰/۳)

”میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب پالیتا ہے“

اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرض چھوڑ دے، نوافل ہی پڑھتا رہے، نہیں فرضوں کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات کی بھی پابندی کرے۔ اشراق پڑھے، چاشت پڑھے، اوابین پڑھے، تہجد پڑھے، مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد پڑھے، تحیۃ الوضو پڑھے۔ دل میں عبادت کا ذوق ہو طبیعت میں نیکی کا شوق ہو، ہاں کوئی عذر ہو تو الگ بات ہے۔ آج کل تو نوجوان طالب علم کو دیکھا کہ نفل پڑھنے ان کے لیے بھی مشکل ہوتے ہیں۔ جب بھی آپ کو موقع ملے نوافل ضرور پڑھیں، کیا معلوم؟ کس جگہ پر کیا ہوا آپ کا سجدہ آپ کے مالک کو پسند آجائے۔ تو انسان اللہ کا مقرب کب بنتا ہے جب اسے انابت الی الآخرۃ کی توفیق مل جائے اور وہ عبادت میں نوافل میں لگ جاتا ہے۔ اللہ کو راضی کرنے کی دوسروں سے زیادہ کوشش کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لینے کے دو طریقے:

لینے کے دو طریقے ہوتے ہیں: ایک ہوتا ہے ضابطے کا طریقہ، اور ایک ہوتا رابطے کا طریقہ۔ رابطے کا طریقہ تو یہ ہوا کہ ایک مزدور گھر میں کام کرنے کے لیے آیا، آٹھ گھنٹے مزدوری کی دو سو روپے لے کر چلا گیا، یہ ضابطے کا ملا ہے۔ اور فرض کریں وہ اگر اچھا کام کرنے والا نیک آدمی ہے اور اداس اور مغموم بیٹھا ہے، مالک اس سے پوچھتا ہے کہ بھئی اداس کیوں ہو؟ کہتا ہے کہ کل بہن کی رخصتی ہے، والدین غریب ہیں، میں ہی محنت مزدوری کرتا ہوں، ہم اس کا پورا جہیز بھی نہیں بنا سکے، پریشان ہوں کہ بہن کی رخصتی کے وقت کچھ تو ہم اس کی ضرورت کی چیزیں دے کے رخصت کرتے۔ اب اس نے جو تھوڑا اپنا حالِ دل کھولا تو مالک کو ترس آیا اور مالک مکان نے بیس ہزار روپے اس کو دے دیے۔ تو آٹھ گھنٹے میں اس کو ضابطے کے ملے دو سو روپے اور آٹھ منٹ کے رابطے کے کتنے ملے؟ بیس ہزار روپے۔

رابطے سے لینا:

جب بندہ نفلیں پڑھتا ہے، تلاوت کرتا ہے، یہ رابطے سے لے رہا ہوتا ہے۔ اب مسئلہ سمجھ میں آ گیا کہ کیوں کہتے ہیں کہ اشراق کے نفل پڑھنے سے بندے کو ایک حج اور عمرے کا ثواب ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے ایک حج اور عمرے پر بڑا خرچ ہوتا ہے، بہت محنت لگتی ہے کیونکہ وہ جو ملتا ہے ضابطے سے ملتا ہے۔ اور نفل پڑھنے پر کیسے ملا؟ رابطے سے ملا۔ رابطے کا حساب کوئی نہیں جتنا چاہے مولا دے دیتے ہیں۔

جو بندہ آخرت کی طرف رجوع کرنے والے اعمال شروع کر دیتا ہے اس کو دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ملتا ہے۔ اس کی ایک پریکٹیکل دلیل سنیں۔ ایک مزدور نے آٹھ گھنٹے کام کر لیا تھا۔ سب جا رہے تھے مگر آدھے گھنٹے کے بعد آپ نے دیکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ وہ مزدور ابھی بھی کام کر رہا ہے۔ تو بلا کے پوچھتے ہیں کہ بھئی آپ ابھی تک کیا کر رہے ہو؟ کہتا ہے کہ جی چھٹی کا ٹائم ہو گیا تھا، سب چلے گئے تھے، سیمنٹ کی بوریاں باہر رہ گئی تھیں، میں نے آسمان پر بادل دیکھے تو مجھے خیال آیا کہ بارش ہو گئی تو سیمنٹ ضائع ہو جائے گا لہٰذا میں اس کو اٹھا کے اندر رکھ دوں۔ اب بتائیں اس کا یہ چھوٹا سا عمل جو اس نے اپنے وقت میں کیا، یہ آپ کے دل میں اس کے لیے کتنی محبت پیدا کر دے گا۔ کام تو تھوڑا سا تھا نا، چھوٹا سا تھا، آدھا گھنٹہ کام اس نے کیا لیکن آپ کے دل میں ہمیشہ کے لیے اس کی جگہ بنالی۔ ضابطے کو دیکھیں تو پورے آٹھ گھنٹے کھپتا رہا آپ اس کو مزدور سمجھتے رہے پروا نہیں لیکن اس نے جب ذاتی وقت میں آپ کا کام کیا، اب اس نے آپ کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کر دیا، اب اس نے آپ کے دل کے اندر جگہ بنالی۔

بالکل اسی طرح فرائض تو ہر ایک نے پڑھنے ہوتے ہیں لازم ہیں لیکن جو بندہ فرائض سے آگے قدم بڑھا کر نوافل پڑھتا ہے، تلاوت کرتا ہے، درود پڑھتا ہے، اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ رب العزت کو ایسا بندہ بہت پسند ہے۔

فرشتوں کو دکھانا تھا:

اس کی دلیل حدیثِ پاک میں موجود ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ: ایک لشکر جا رہا تھا، رات کو سفر کرتے کرتے تھک گیا، نیند غالب آ گئی، حتیٰ کی ایک جگہ انہوں نے پڑاؤ ڈالا اور سب کے سب سو گئے۔ سوائے ایک بندے کے جس نے وضو کیا اور مصلے پر تہجد کی نیت سے کھڑا ہو گیا۔ فرمایا کہ اللہ رب العزت فرشتوں کے سامنے فخر سے فرماتے ہیں: میرے اس بندے کو دیکھو! اس پر بھی تو تھکن غالب تھی اس کی آنکھیں نیند سے بند ہوئی جا رہی تھیں مگر یہ سویا نہیں میری محبت نے اس کو مصلے پہ کھڑا کر دیا۔ فرشتوں کو دکھانا تھا، دیکھو نا! میرے بندے کو۔ ایسے بھی تو لوگ ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں جو ایسی محبت کرتے ہیں۔تو فرمایا اس محبت کرنے والے کو اللہ رب العزت فرشتوں کے سامنے دکھاتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

تو آج کی بات کی سمری یہ ہوئی کہ ادب سے انسان کے اندر علمِ نافع پیدا ہوتا ہے۔علمِ نافع سے اس کو عمل کی توفیق مل جاتی ہے،عمل کی برکت سے انسان پر حکمت کے چشمے کھلتے ہیں اور حکمت کے ذریعے دنیا اس کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہے اور آخرت کی طرف اس کا دل جڑ جاتا ہے۔آخرت کے ساتھ دل جڑنے کی وجہ سے آخرت والے اعمال کرنے اس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں۔نوافل آسان، تلاوت آسان،تہجد آسان،سب کام آسان،پھر ان کاموں سے بندے کو اللہ رب العزت کا قرب نصیب ہوتا ہے۔لہٰذا خوش نصیب ہے وہ انسان جس کو اللہ رب العزت اپنا قرب نصیب فرمادے۔

دو طرفہ محبت:

مزے کی بات اس میں یہ ہے کہ جو اللہ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی اس کو اپنے قریب خود فرماتے ہیں۔دنیا کا دستور ہم نے سنا کہ جی ایک طرف سے محبت ہو دوسری طرف سے بھی محبت ہو تو اس محبت کا عجیب مزہ ہوتا ہے کہ

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

ادھر بھی محبت کی آگ لگی ہوئی ادھر بھی محبت کی آگ لگی ہوئی۔یہ تو دنیا کی محبتیں ہیں،اللہ کی محبت کا معاملہ الگ ہے۔جتنا بندہ اللہ رب العزت سے محبت کرتا ہے،اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس بندے سے محبت کرتے ہیں۔چنانچہ حدیث قدسی ہے:((اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَائِیْ)) جان لو میرے نیک بندوں کا شوق میری

www.besturdubooks.wordpress.com

ملاقات کے لیے بڑھ گیا ((وَاَنَا اِلَیْهِ لَاَشَدُّ شَوْقًا)) ”اور میں ان کی ملاقات کے لیے ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوں“ اللہ قربان جائیں تیری رحمتوں پر، تو بڑا مہربان ہے کہ بندہ جتنا آپ کو چاہتا ہے آپ اس سے بڑھ کر اس کو چاہتے ہیں۔ حدیث پاک سے دلیل ملتی ہے، فرمایا:

((وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا))

جو بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے، میں اس کی طرف ایک ذراع بڑھتا ہوں۔ جو میری طرف ایک قدم بڑھاتا ہوں، میں اس کی طرف دو قدم بڑھتا ہوں۔

((وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَۃً))

”اگر میرا وہ بندہ میری طرف چل کر آتا ہے، میں اس کی طرف دوڑ کے جاتا ہوں۔“

اللہ تعالیٰ اتنے کریم ہیں تو ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ اپنا قرب عطا فرماتے ہیں۔ اس لیے نیک اعمال خوب جی لگا کر کریں۔ جیسے چولہا انگاروں سے نہیں بھرتا، ماں کا جی بیٹوں کی محبت سے نہیں بھرتا، عشاق کا دل قربِ الٰہی کی کوشش پر مطمئن نہیں ہوتا اور کوشش کرتا ہے اور محنت کرتا ہے۔ ایک تو ہم اعمال کریں دوسرا ہم اللہ رب العزت سے دعا بھی مانگیں کیونکہ جیسے ہم ناقص ہیں ہمارے اعمال بھی ناقص ہیں۔ اب ناقص اعمال تو اس قابل نہیں کہ پیش کیے جائیں۔

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا:

لہٰذا ایک قدم اور رہ گیا۔ وہ یہ کہ تہجد کی پابندی کریں اور تہجد کے وقت میں اپنے اللہ کے سامنے دامن پھیلائیں اور اپنے اللہ سے دعا مانگیں۔ چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات لکھی ہے، فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زندگی میں سو

www.besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ اللہ کا دیدار ہوا۔ جب سوویں مرتبہ خواب میں دیدار نصیب ہوا تو انہوں عرض کیا: یا اللہ! کوئی ایسا عمل بتا دیجیے کہ آپ کا قرب نصیب ہو جائے اور آپ کے عذاب سے بچ جائے، کیونکہ قرب سب بڑا انعام ہے۔ جیسے شروع میں تفصیل عرض کر دی تو فرمایا کہ تہجد کے وقت یہ دعا پڑھا کر:

سُبْحَانَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدْ

سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدْ

سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدْ

سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَاءِ بِلَا عَمَدْ

سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی مَاءٍ جَمَدْ

سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاهُمْ عَدَدْ

سُبْحَانَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ وَلَمْ یَنْسَ اَحَدْ

سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدْ

سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدْ

(ردالمحتار، مقدمۃ: ۱/۱۲۵)

"پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو تنہا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو اکیلا اور بے نیاز ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو جس نے آسمان کو بغیر ستون کے بلند کیا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو پانی پر بچھایا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور انہیں گن لیا۔

پاک ہے وہ ذات جس کے بیوی نہ بچے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پاک ہے وہ ذات جس نے نہ جنا، نہ وہ جنا گیا، نہ کوئی اس کا ہمسر۔

ہم نیک اعمال بھی کیا کریں اور تہجد میں یہ دعا بھی پڑھا کریں۔ اس کے بعد دامن پھیلا کر اپنے رب سے مانگیں کہ یا اللہ! دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیے لیکن تیرا دروازہ اب تک کھلا ہے، تیرے سامنے دامن پھیلاتا ہوں۔

تیرے در پہ میں ہوں بیٹھا لیے کاسۂ گدائی
اس انتظار میں ہوں اور صبح ہونے آئی

اے اللہ! تہجد کے بعد سے تیرے سامنے رو رہا ہوں، مانگ رہا ہوں، آپ سے آپ کو طلب کر رہا ہوں، اب تو اذانوں کا وقت قریب آ گیا۔

ربِ کریم میری منت کی لاج رکھ لے
اپنے مقربوں میں شامل مجھے بھی کر لے

اللہ رب العزت ہمیں اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

(النور:۳۱)

توبہ کا فلسفہ

بیان: محبوب العلما والصلحا

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 2 نومبر 2006ء مطابق ۱۸ شعبان ۱۴۲۷ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: بارھواں سالانہ تربیتی نقشبندی اجتماع

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ایک ہوتا ہے گناہ، ایک ہوتی ہے سرکشی۔ان دونوں میں فرق ہے۔گناہ کہتے ہیں کہ اپنے نفس کی وجہ سے بے قابو ہو کر ایک گناہ کر لیتا مگر اپنے آپ کو مجرم سمجھنا، اپنے آپ کو خطا کار سمجھنا، یہ گناہ کہلاتا ہے۔ایک ہوتی ہے سرکشی۔سرکشی ہوتی ہے کہ گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھنا۔یہ چیز بندے کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔جیسے ایک ہوتا ہے نوٹ کا پھٹنا، اور ایک ہوتا ہے نوٹ کا پھاڑنا۔آپ کے پاس پھٹا ہوا نوٹ ہے، آپ اس کو کسی بینک والے کے پاس لے جائیں وہ آپ کو اس کی جگہ نیا نوٹ دے دے گا، کہ پھٹ گیا ہے، چلیں نوٹ بدل دیتے ہیں۔لیکن اگر آپ بنک والے کے سامنے نوٹ کو پھاڑ دیں کہ میں اس کو نہیں مانتا۔تو کیا اب آپ کو نیا نوٹ دیا جائے گا؟ نہیں بلکہ آپ کو ملک کا غدار سمجھا جائے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کا فلسفہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
﴿وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥﴾

(النور:۳۱)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

گناہ کیا ہے؟

جو مخلوق سراسر خیر ہے ان کا نام فرشتہ ہے، جو سراسر برائی ہے اس کا نام شیطان ہے اور جو خیر اور شر کا مجموعہ ہے اس کا نام حضرت انسان ہے۔ انسان حالات سے متاثر ہو کر یا اپنی عادات سے مجبور ہو کر، بسا اوقات اللہ رب العزت کے حکموں کی نافرمانی کرتا ہے۔ اس کو معصیت کہتے ہیں، گناہ کہتے ہیں۔ گناہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرنا یا نبی اکرم ﷺ کی مبارک سنت سے روگردانی کرنا''۔

گناہوں کے کرنے سے انسان اللہ رب العزت سے دور ہوتا ہے، نیکی کرنے سے انسان اللہ رب العزت کے قریب ہوتا ہے۔

گناہوں سے انسان کی زندگی میں بے برکتی آتی ہے اور نیکی کی وجہ سے انسان کی زندگی میں برکتیں آتی ہیں۔

گناہوں سے انسان کو ذلت ملتی ہے، نیکی کی وجہ سے انسان کو عزت ملتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کیا ہے؟

اب جو انسان گناہوں کا مرتکب ہو رہا ہو یا ہو چکا ہو وہ ان سے جان کیسے چھڑائے اور نیکی والی زندگی کو کیسے شروع کرے؟ اس عمل کو توبہ کہتے ہیں۔

هِيَ رُجُوْعُ الْعَبْدِ اِلَى اللّٰهِ

''یہ بندے کا اللہ رب العزت کی طرف رجوع کرنا ہے''

رجوع کا معنی ہے لوٹنا، متوجہ ہونا، گناہوں کو چھوڑنا اور اللہ رب العزت کی فرمانبرداری والی زندگی کو اختیار کرنا، اس کو توبہ کہتے ہیں۔

توبہ کی اہمیت:

یہ توبہ کرنا ہر بندے کے لیے ضروری ہے۔

...... جو بندہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے وہ اس سے توبہ کرے۔

...... جو کبیرہ گناہوں کا تو مرتکب نہیں ہوتا مگر صغیرہ کا مرتکب ہوتا ہے، وہ اس سے توبہ کرے۔

...... جو گناہوں سے تو بچتا ہے مگر غفلت کا شکار ہو جاتا ہے وہ اپنے غفلت میں گزرے ہوئے لمحات سے توبہ کرے۔

...... جس بندے کے دل میں نفسانی، شہوانی، شیطانی خیالات ہجوم کرتے ہیں، وہ ان سے توبہ کرے۔

تو توبہ کا عمل:

...... مبتدی کو بھی کرنا ہوتا ہے، منتہی کو بھی کرنا ہوتا ہے۔

بھی ضروری اور واصل کے لیے بھی ضروری۔

ضروری، تمہید کے لیے بھی ضروری۔

توبہ کا موضوع......اہم موضوع

یہ توبہ کا موضوع ہر وقت کا موضوع ہے

مَوْضُوْعُ السَّاعَةِ وَ كُلُّ سَاعَةٍ

آج کا بھی یہی موضوع اور ہر وقت کا یہی موضوع ہے

کہ کَیْفَ اَعُوْدُ اِلَی اللّٰہِ میں اللہ کی طرف کیسے لوٹ سکتا ہوں؟

انسان کا ضمیر ایک ایسی نعمت ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتا ہے، اس کو ندامت کا احساس دلاتا ہے۔ بندہ گناہ کرنے کے بعد شرمندہ ہوتا ہے، اس کے دل میں یہ احساس ہوتا ہے کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اب اس کے دل میں یہ جو ندامت پیدا ہوئی تو اب یہ کیسے توبہ کرے؟ یہ مستقل ایک مضمون ہے جو سمجھنے کے قابل ہے، ایک باب ہے زندگی کا۔

بندے اور اللہ کے مابین دس حجابات

اب توبہ سے پہلے ایک بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان کچھ پردے آجاتے ہیں، ان کو حجاب کہتے ہیں۔ تو علما نے لکھا ہے:

اَلْحُجُبُ الْعَشْرِ بَيْنَ الْعَبْدِ وَ بَيْنَ اللّٰهِ

"بندے اور اللہ رب العزت کے درمیان دس پردے ہوتے ہیں"

ان دس پردوں کو جب تک ہم نہیں اٹھائیں گے، ہم اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب نہیں ہوں گے، واصل نہیں ہوں گے۔ یہ پردے کون کون سے ہیں؟ ان کو ذرا دل کے کانوں سے سنیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلا حجاب: اللہ تعالیٰ سے جہالت

سب سے پہلا پردہ ہے: **اَلْجُهْلُ بِاللّٰهِ**

اللہ رب العزت کی ذات سے بندے کا تعارف ٹھیک نہ ہو، اس کے اندر جہالت ہو۔ اس کو پتہ ہی نہ ہو کہ اللہ رب العزت توّاب ہیں، توبہ قبول کرنے والے ہیں۔ کوئی انسان کتنا ہی بڑا گناہ کیوں نہ کرلے، موت سے پہلے اس کے لیے توبہ کے دروازے کھلے ہیں۔ اگر وہ توبہ کرلے گا، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ "اے میرے بندے! اگر تو زمین اور آسمان کے درمیان جتنا خلا ہے، سب گناہوں سے بھرا ہوا لے کر میرے پاس آئے گا، میں تیرے اتنے گناہوں کو بھی معاف کردوں گا اور مجھے پھر بھی کوئی پروا نہیں ہوگی۔ تو انسان جتنے بھی گناہ کرلے، اللہ تعالیٰ کی رحمت بندے کے گناہوں سے زیادہ ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جتنا زیادہ علم ہوگا...... اس کے رحم کے بارے میں، اس کے حلم کے بارے میں، اس کی دوسری صفات کے بارے میں تو اتنا ہی انسان اللہ رب العزت کے ساتھ تعلق جوڑنے کی کوشش کرے گا۔ ورنہ تو ایک غلطی کرنے کے بعد سمجھ لے گا کہ اب تو میں مروں گا اور مرنے کے بعد مجھے عذاب ہوگا۔ جیسے کچھ لوگ دنیا میں ہی اپنے آپ کو جہنمی کہنا شروع کردیتے ہیں۔ تو اس جہالت سے شیطان فائدہ اٹھاتا ہے کہ چونکہ تم نے جہنم میں تو جانا ہی ہے لہٰذا باقی زندگی میں تم نے جو گناہ نہیں کیے اب وہ بھی کرلو، تو گناہوں کا راستہ کھل جاتا ہے۔ جب کہ توبہ کے ذریعے گناہوں کا راستہ بند ہوجاتا ہے۔

تو بندے کا سب سے پہلا پردہ "اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں جہالت میں ہونا ہے"۔ مثلاً پتہ نہ ہونا کہ اللہ رب العزت ستار بھی ہے، بندے کی ستر پوشی بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں۔اب بتائیں کہ ہم نے اپنی زندگی میں کتنی خطائیں کیں! میرے پروردگار نے ان خطاؤں کے اوپر ایسا پردہ ڈالا کہ کسی کو کانوں کان خبر ہی نہیں۔تو پروردگار ستار بھی ہے۔

علیم اور حلیم ذات:

اللہ تعالیٰ کی دو صفات بڑی مزے کی ہیں اور ان دونوں صفتوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی جگہ فرمایا:

﴿وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا﴾ (الاحزاب:۵۱)

''اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے، حلیم بھی ہے''

علیم کا کیا مطلب؟...... کہ وہ سب جانتا ہے۔حتیٰ کے دلوں کے اندر جو گناہوں کے منصوبے انسان بناتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتے ہیں۔اتنے علم کے بعد پھر اتنا اللہ رب العزت کا حلم کہ وہ بندہ گناہ بھی کر لیتا ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ سزا دینے میں اسے مہلت عطا فرماتے ہیں۔ان دو چیزوں کا اکٹھا ہو جانا بڑی عجیب بات ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ورنہ باپ کو پتہ چلے کہ میرا بیٹا میرے خلاف باتیں کر رہا ہے تو بس اتنا ہی کافی ہے، بچے کو ہی گھر سے نکال دے گا۔اللہ تعالیٰ بندے کو دیکھتے ہیں کہ یہ گناہوں کے منصوبے بنا رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو اپنی بندگی سے فارغ نہیں فرماتے۔وہ بندہ گناہ کا مرتکب بھی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ پھر بھی بندگی سے فارغ نہیں فرماتے۔وہ زندگی گزارتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ پھر بھی خارج نہیں کرتے۔اگر موت سے پہلے جب انسان کا سانس اکھڑتا ہے اور موت کے وقت گھنگھرو بجتا ہے اس سے پہلے پہلے، اگر یہ بندہ توبہ کر لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ کا اتنا علم اور پھر اس کے بعد اتنا حلم! یہ فقط اللہ رب العزت کی شان ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حنّان اور منّان ذات:

اسی طرح اللہ تعالیٰ حنان بھی ہے، منان بھی ہے۔ منان کہتے ہیں احسان کرنے والے کو اور حنان کہتے ہیں جو کسی کو اپنے در سے ناراض ہو کر یا روٹھ کر واپس نہ جانے دے۔ بعض بندوں کی طبیعت ہوتی ہے نا، ان سے کوئی ناراض ہو جائے، ان کو چین نہیں آتا جب تک کہ بندے کو منا نہ لیں، اس کو اپنی طرف متوجہ نہ کر لیں۔ یہ اللہ رب العزت کی صفت ہے کہ جب کوئی بندہ، اللہ تعالیٰ کے در سے پیٹھ پھیر کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوتے۔ اب دیکھیں! آدابِ شاہانہ کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس بندے نے اللہ تعالیٰ کے در سے پیٹھ پھیری، اللہ تعالیٰ پیچھے سے اس کی پیٹھ پر ایک لات لگواتے اور فرماتے: دفع ہو جا! آج کے بعد یہ دروازہ تیرے لیے بند کر دیا گیا۔ آداب شاہانہ کا تقاضا یہی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ رحیم اور کریم ہے، وہ پیٹھ پھیر کر جانے والے بندے کے لیے دروازے بند نہیں کرتے، اسے پیچھے سے لات نہیں لگواتے، بلکہ اپنے اس بندے کو پیار سے متوجہ کر کے یہ پوچھتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ﴾ (الانفطار:٦)

ترجمہ: ”اے انسان! تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا“

اپنے رب سے روٹھ گیا! تو پہچانتا ہی نہیں اس کی عظمت کو!

جہل دوری پیدا کرتا ہے:

تو سب سے پہلا حجاب کہ انسان کو اپنے رب کی صفات کے بارے میں پتہ نہیں ہوتا، لہٰذا فیصلہ کر لیتا ہے کہ میں تو اب ہوں ہی مردود۔ یہ چیز بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک حجاب بن جاتی ہے۔ ویسے بھی کہتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِمَا جَهِلُوْا

(لوگوں کو جس چیز کا پتہ نہیں ہوتا اس کے دشمن ہو جاتے ہیں)

کسی کے بارے میں کم علمی اس سے دور کر دیتی ہے۔ تو انسان اپنی جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ غلطی تو ہر انسان کر بیٹھتا ہے۔ انبیائے کرام معصوم ہیں اور اولیائے کاملین محفوظ ہیں۔ باقی میں اور آپ جتنے ہیں سب کے سب غلطیاں کرنے والے ہیں۔ اگر فرق ہے تو تھوڑے اور زیادہ کا فرق ہے، کسی نے زیادہ کر لیں کسی نے کم کر لیں۔ تو جب غلطیاں کر ہی جاتے ہیں تو پھر ہمیں ان غلطیوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگنی چاہیے۔ جس کو یہ سمجھ لگ گئی کہ میں نے اپنی غلطیوں کو بخشوانا کیسے ہے؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے Sorry کیسے کرنی ہے، وہ اپنے رب کو منا کر کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو توبہ یہی ہے کہ بندہ جب گناہ کر بیٹھتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔

معرفت محبت پیدا کرتی ہے:

جس کو علم ہوتا ہے وہ اللہ کے قریب ہوتا ہے۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ

"جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ اس سے محبت کرتا ہے"

یہ طے شدہ بات ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کو حاصل کیا، وہ اللہ سے محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اور جس نے دنیا کی حقیقت کو پہچانا وہ دنیا سے نفرت کیے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہے کہ جو اس کو پہچانے گا وہ قریب ہو گا۔ اس میں ایک مزے کی بات اور بھی ہے کہ مخلوق سے کوئی ڈرے تو دور بھاگے گا۔ مثلاً جو شیر سے ڈرا دور بھاگا، سانپ سے ڈرا دور بھاگا، چور سے ڈرا دور بھاگا۔ جو مخلوق سے ڈرے گا وہ دور بھاگے گا۔ جو اللہ سے ڈرے گا، جتنا ڈرے گا اتنا قریب ہو جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ اللہ رب العزت تو ایسی ذات ہے۔ اس لیے بندے کو چاہیے:

اَنْ یَّعْرِفَ عِزَّتَہٗ فِیْ قَضَائِہٖ

''اللہ کی قضا میں اپنی عزت جانے''

اللہ تعالیٰ نے جو قضا اور قدر کے فیصلے اس کے بارے میں کر دیئے، بندہ اپنی عزت اسی میں سمجھے۔

وَ بِرَّہٗ فِیْ سِتْرِہٖ

اور اپنی بھلائی اللہ تعالیٰ کی ستاری میں سمجھے۔

وَکَرَمَہٗ فِیْ قُبُوْلِ الْعُذْرِ

''اور اللہ تعالیٰ کے کرم کو اپنے عذر کے قبول ہونے میں سمجھ لے''

وَ فَضْلَہٗ فِیْ مَغْفِرَتِہٖ

اور اس کی مغفرت کو اس کا فضل سمجھے۔

تو سب سے پہلا حجاب اللہ تعالیٰ سے جہل ہے۔

دوسرا حجاب: بدعت

دوسرا حجاب جو بندے اور اللہ کے درمیان پڑ جاتا ہے وہ ہے بدعت کا ارتکاب۔ بعض دفعہ بندہ بدعات کا مرتکب ہوتا ہے اور دین سمجھ کر کر رہا ہوتا ہے، حالانکہ وہ چیز بندے کو اللہ سے دور کر رہی ہوتی ہے۔ اس لیے ہمارے اس نقشبندیہ سلوک میں جتنا سنت کا اہتمام بتایا جاتا ہے، اتنا ہی بدعت سے اجتناب بتلایا جاتا ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے سلسلہ عالیہ کے امام ہیں، انہوں نے اپنے مکتوبات میں بدعات کا اتنا رد کیا ہے کہ انسان پڑھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ کیا عجیب باتیں انہوں نے لکھی ہیں! وہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

''جو قوم بدعت کی مرتکب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے کی ایک سنت کو اس قوم میں سے ہمیشہ کے لیے اٹھالیا کرتے ہیں۔''

وہ قوم ہمیشہ کے لیے اس سنت سے محروم ہوجاتی ہے۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ (او کما قال علیه السلام)

''جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے دین اسلام کو گرانے میں مدد کی''

تو بدعات سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ

جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرلی جو اس میں نہیں تھی تو وہ مردود ہے ۔ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے سب راستے بند ہوگئے، سوائے اس راستے کے جس پر رسول اللہ ﷺ چلے اور اللہ رب العزت کے پاس چلے گئے۔ وہ ایک راستہ ایسا ہے کہ جس پر چل کر انسان اللہ تعالیٰ سے واصل ہوسکتا ہے۔ اس کے سوا تمام راستے اس کو بند کردیا گیا ہے۔ لہٰذا انسان بدعات سے بچے۔

یہ شیطان ایسا بدمعاش ہے کہ وہ بندے کے دل میں ڈالتا ہے کہ ''حرج ہی کیا ہے''؟ مثلاً کوئی بندہ کوئی نیا کام کرے، اگر اس کو منع کرو تو کہے گا کہ حرج ہی کیا ہے جی۔ یہ اتنا خطرناک فقرہ ہے کہ ''جی حرج ہی کیا ہے''؟ یہ تھوڑا حرج ہے کہ جس کام کو نبی علیہ السلام نے نہ کیا، جس کام کو صحابہ نے نہ کیا، اولیائے کاملین نے نہ کیا، آج ہم اس کو اگر دین سمجھ کر کریں گے تو ہم گویا یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ تمام بزرگ ہستیاں اس نیکی سے محروم اس دنیا سے چلی گئیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بدعت کیسے شروع ہوتی ہے؟

یہ بدعت آہستہ آہستہ بڑھتی ہے۔شروع ہوتی ہے تو بہت معمولی سی ہوتی ہے۔کرنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ تو ایک خیر کی بات ہے لیکن جن کو اللہ نے باطن کی آنکھ دی ہو وہ پہچانتے ہیں اور وہ اس سے روکتے ہیں۔پھر آہستہ آہستہ یہ چیز اپنا رنگ ہی بدل لیتی ہے۔

اب اس کی مثال ذرا سن لیجیے۔زمانہ جاہلیت میں ایک مرد اور عورت تھے۔عورت کا نام نائیلہ اور مرد کا نام مساتھا،دونوں کے ناجائز تعلقات تھے۔دونوں کہیں طواف کرنے کے لیے آئے اور بیت اللہ شریف کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ مشغول ہو گئے۔اللہ رب العزت کا غضب ہوا اور دونوں پتھر کے بن گئے۔اب اہلِ مکہ نے جب دیکھا تو ان کو بڑا غصہ آیا کہ ایک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور دوسرا بیت اللہ شریف کے اندر۔اب انہوں نے مشورہ کیا کہ ان دونوں کو ایسی سزا دینی چاہیے جو اس سے پہلے کبھی نہ دی گئی ہو۔مل بیٹھے،مشورہ کیا۔کسی نے کچھ کہا،کسی نے کچھ کہا۔ایک صاحب نے مشورہ دیا کہ دیکھو! حج کا عمل تو قیامت تک رہے گا،ہم ان میں سے ایک کو صفا پر رکھ دیتے ہیں ایک کو مروہ پر رکھ دیتے ہیں،جو حج کرنے کے لیے آئے،سعی کے لیے جائے تو جب صفا پر جائے تو اِس کو جوتے مارے،مروہ پر جائے تو اُس کو جوتے مارے،اس طرح قیامت تک ان کو ذلت ملتی رہے گی۔اب دیکھیں! اپنے دماغوں میں انہوں نے بڑی اچھی بات سوچی لیکن اس چیز کو بھول گئے کہ شریعت کے ایک حکم میں ہم ایک چیز کا اضافہ کر رہے ہیں۔یہ سعی کا حصہ تو نہیں تھا لیکن انہوں نے بنا لیا۔نتیجہ کیا نکلا کہ پہلے ایک دو پشتیں تو یوں ہوا کہ لوگ آتے رہے،اِدھر جوتا مارتے،اُدھر جوتا مارتے۔جس کے پاس جوتے نہیں ہوتے تھے وہ اِدھر تھپڑ لگاتے اُدھر تھپڑ لگاتے۔جب ان کی اولادیں آئیں تو انہوں نے کہا: بھئی

www.besturdubooks.wordpress.com

اصل تو ہے اس کو ہاتھ لگانا اور اس کو بھی ہاتھ لگانا۔ وہ صفا و مروہ پر چڑھنا اس وقت تک کامل نہ سمجھتے جب تک ان کو ہاتھ نہ لگا لیں۔ اس سے اگلی آنے والی نسل نے یہ سمجھا کہ یہ کوئی بزرگ بندے ہیں اور برکت کے لیے ہاتھ لگاتے ہیں۔ اب وہ برکت کے لیے اِدھر بھی ہاتھ لگاتے، اُدھر بھی ہاتھ لگاتے۔ کچھ اور بھی ہوتے ہیں ضعیف الاعتقاد، انہوں نے اور زیادہ عقیدت کا مظاہرہ کیا اور انہیں چومنا بھی شروع کر دیا۔ صفا پر اِس کو چومتے، مروہ پر اُس کو چومتے۔ حتی کے بعض وہاں پر دعائیں مانگتے۔ یہاں تک کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تشریف لائے تو یہ مشرکین جب حج کرتے، صفاء پر جاتے تو اُس کو سجدہ کرتے تھے اور مروہ پر جاتے تو اس کو سجدہ کرتے تھے۔ اب دیکھیے کہ بدعت شروع کہاں سے ہوئی اور اس کا انجام کتنا بھیانک نکلا!!!

ہمیشہ کا یہی دستور ہے، بدعت اسی طرح شروع ہوتی ہے۔ مثلاً کہتے ہیں: جی! میں نے اذان سے پہلے درود شریف بھی پڑھنا ہے۔ بھئی! آپ پڑھیں درود شریف سو دفعہ پڑھیں، دل میں پڑھیں۔ لیکن اسے اذان سے پہلے لازم بنانا اور اتنا اونچی پڑھنا کہ پوری آبادی کو سنانا اور جب بجلی ہو تو درود پڑھنا ہے: بجلی نہیں تو فقط اذان دینی ہے۔ تو یہ پھر اذان کے ساتھ ایک اضافہ ہو گیا نا۔ آج ہماری آنکھیں اس کو نہیں دیکھ رہیں، ہمارے دماغ نہیں سمجھ رہے۔ آنے والا وقت آئے گا جب لوگ اس کو اذان کا حصہ سمجھا کریں گے۔ تو یہ بدعت چونکہ دین کے نام پر ہوتی ہے، اس لیے اس سے توبہ کی جلدی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ یہ بہت بڑا حجاب ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ہر عمل کو نبی علیہ السلام کی مبارک سنت کے مطابق کریں۔ ذرہ برابر بھی اس سے اِدھر اُدھر نہ ہوں، نہ کم کریں نہ زیادہ کریں۔ ہم ان کے پیچھے چلنے کے پابند ہیں، ہم نے کام کو اسی طرح کرنا ہے جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عمل قبول ہونے کی دو شرطیں:

اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل قبول ہونے کی دو شرطیں ہیں:۔

وَلِعَمَلِ الصَّالِحِ لَهٗ شَرْطَانِ

نیک عمل کی دو شرطیں ہوتی ہیں

(۱) اخلاص (۲) مطابعت

پہلی شرط اخلاص ہے کہ جو بھی نیک عمل کیا جائے، وہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے۔ اس میں ریا اور دکھلاوا نہ ہو، کسی سے واہ واہ سننے کی نیت نہ ہو۔ یہ اخلاص اعمال کی قبولیت کے لیے بہت ضروری ہے۔

دوسری شرط ہے مطابعت، کہ وہ عمل سنت کے عین مطابق ہو۔ بدعت کو خلوص کے ساتھ بھی کرے گا تو اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگی، کیونکہ نبی علیہ السلام کے طریقے کے مطابق جو نہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نیک اعمال کو کرکے اپنے اللہ کے قریب ہو جائیں۔ اس کی رضا پانے والے بن جائیں۔

﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ﴾ (فاطر:۱۰)

''پاکیزہ کلام بھی اللہ ہی کی طرف اوپر جاتا ہے اور جو نیک اعمال ہیں وہ بھی اللہ ہی کی طرف بلند کیے جاتے ہیں''

اور بدعت چونکہ عملِ صالح کے زمرے میں نہیں آتی۔ وہ تو سیئہ ہوتی ہے۔ اس لیے نہ یہ اوپر اٹھتی ہے نہ اللہ کے ہاں قبولیت پاتی ہے۔ تو بدعات سے انسان اپنے آپ کو بچائے۔

سنت اور بدعت میں فرق:

سنت اور بدعت کا ایک فرق یہ بھی ہے کہ سنت آفاقی ہوتی ہے۔ آفاقی کو

www.besturdubooks.wordpress.com

انگریزی میں یونیورسل Universal کہتے ہیں۔ پوری دنیا میں کہیں بھی چلے جاؤ، سنت وہی ہوگی۔ جب کہ بدعت علاقائی ہوتی ہے، مختلف علاقوں کی مختلف بدعتیں ہوتی ہیں۔ تو یہ بھی بدعت اور سنت کا ایک بڑا فرق ہے۔ جس سے انسان اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ عمل بدعت ہے یا سنت۔

تیسرا احجاب: باطنی امراض

تیسرا احجاب الکبائر الباطنہ وہ گناہ جو باطنی ہیں اور انسان ان کا مرتکب ہوتا ہے۔ مثلاً حسد، تکبر، عجب، ریا۔ یہ تمام کے تمام باطنی امراض ہیں۔ یہ گناہ ہیں مگر انسان کے باطن سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ اللہ کے ہاں بہت ناپسندیدہ ہیں۔ تکبر اتنا ناپسندیدہ ہے کہ فرمایا گیا:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنَ الْکِبْرِ

”جنت میں وہ بندہ داخل نہیں ہو سکتا جس کے دل میں ذرہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔“

تو یہ ایٹمی گناہ ہیں۔ ذرہ کے برابر بھی تکبر ہوگا جنت میں بندہ داخل نہیں ہوگا۔ بلکہ فرمایا:

اَعْظَمُ مِنَ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَ السَّرِقَۃِ

”یہ تکبر زنا، چوری، شراب پینے سے بھی بڑا گناہ ہے“

جب کہ ہم تکبر کے مرتکب ہوتے ہیں، متکبرانہ بول بول بیٹھتے ہیں۔ یہ ذہن میں رکھیے کہ اللہ رب العزت کی رضا کی طرف جو راستہ جاتا ہے، یہ قدموں سے طے نہیں ہوتا، یہ دلوں کے ذریعے سے طے ہوتا ہے۔ دل یہ فاصلہ طے کرتے ہیں۔ اگر دل میں ہی مرض ہے تو اس کو بریک لگ جاتی ہے اس کو، یہ چل ہی نہیں سکتا۔ آگے بڑھ ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں سکتا۔ جس طرح پٹرول میں کبھی کچرا آجائے تو گاڑی رک جایا کرتی ہے۔ اسی طرح جس بندے کے دل میں تکبر کا کچرا آگیا، اس کی گاڑی رک گئی، اللہ کے قریب نہیں ہوسکتا۔ تو اس لیے ان باطنی گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔

چوتھا حجاب: کبیرہ گناہ کا ارتکاب

حِجَابُ اَهْلِ الْكَبَائِرِ الظَّاهِرَہ

ظاہری طور پر کبیرہ گناہ کا مرتکب ہونا۔ چوری کرنا، شراب پینا، سود کھانا، زنا کرنا، غیبت کرنا، یہ سب کے سب ظاہری کبیرہ گناہ ہیں۔ اور یہ بھی بندے اور اللہ کے درمیان ایک حجاب ہیں۔

ایک ہوتا ہے گناہ، ایک ہوتی ہے سرکشی۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ گناہ کہتے ہیں کہ اپنے نفس کی وجہ سے بے قابو ہو کر ایک گناہ کر لینا مگر اپنے آپ کو مجرم سمجھنا، اپنے آپ کو خطا کار سمجھنا، یہ گناہ کہلاتا ہے۔ ایک ہوتی ہے سرکشی۔ سرکشی ہوتی ہے کہ گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھنا۔ یہ چیز بندے کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ جیسے ایک ہوتا ہے نوٹ کا پھٹنا، اور ایک ہوتا ہے نوٹ کا پھاڑنا۔ آپ کے پاس پھٹا ہوا نوٹ ہے، آپ اس کو کسی بینک والے کے پاس لے جائیں وہ آپ کو اس کی جگہ نیا نوٹ دے دے گا، کہ پھٹ گیا ہے، چلیں نوٹ بدل دیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ بنک والے کے سامنے نوٹ کو پھاڑ دیں کہ میں اس کو نہیں مانتا۔ تو کیا اب آپ کو نیا نوٹ دیا جائے گا؟ نہیں بلکہ آپ کو ملک کا غدار سمجھا جائے گا۔ تو گناہ کرنے والے کے لیے واپسی کا راستہ پھر بھی آسان ہے۔ سرکشی کرنے والے کے لیے واپسی کا راستہ بند کر دیا جاتا ہے۔ اگر بندہ گناہ کر لے تو اپنے آپ کو دل میں شرمندہ بھی کرے اور کہے کہ اللہ! مجھ سے کوتاہی ہوئی مجھے معاف کر دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پانچواں حجاب: صغیرہ گناہ

حِجَابُ اَھْلِ الصَّغَائِرِ

صغیرہ گناہ بھی حجاب ہیں۔ اب طلبا اس بات پر حیران ہوں گے کہ صغیرہ گناہ تو حجاب نہیں ہوتے۔ مگر ہمارے بزرگوں نے اس کو بھی حجاب کہا اور فرمایا کہ چند باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ ہو جاتے ہیں۔

صغیرہ گناہ، کبیرہ کیسے بنتے ہیں؟

کَیْفَ تَکَبَّرُ الصَّغَائِرِ؟ صغیرہ گناہ کیسے کبیرہ بن جاتے ہیں؟

تین باتیں ایسی ہیں کہ جن سے صغیرہ گناہ کبیرہ گناہ کی مانند ہو جاتے ہیں۔

(۱) اصرار گناہ:

سب سے پہلی بات ''لَا صَغِیْرَۃَ بِالْاِصْرَارِ'' جب اصرار کیا جائے۔ بار بار، بار بار کوئی صغیرہ گناہ کیا جائے تو وہ صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ تو پہلی بات کہ اصرار کی وجہ سے صغیرہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

(۲) گناہ کو چھوٹا سمجھنا:

دوسری بات ''اِسْتِصْغَارُ الذَّنْبِ'' کہ انسان گناہ کو چھوٹا سمجھے۔ اوجی گل ای کوئی نہیں (بات ہی کوئی نہیں) یہ جو گناہ کو چھوٹا سمجھنا ہے پھر گناہ چھوٹا نہیں ہوتا، گناہ بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ گناہ کو چھوٹا نہ سمجھیں۔

''لَا تَحْقِرَنَّ صَغِیْرَۃً اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصَاءِ''

''تو صغیرہ کو چھوٹا نہ سمجھ کیونکہ بڑے بڑے پہاڑ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے مل کر بنتے ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ بنی اسرائیل کا واقعہ ہے کہ ایک بزرگ تھے، اپنی بستی سے باہر نکلے تو پہاڑوں کو دیکھا جن پر سبزہ نہیں تھا۔ وہ پہاڑ ایسے تھے کہ کوئی سبزے کا نام ونشان نہیں تھا۔ تو دل میں خیال آیا کہ یااللہ اگر یہاں سبزہ ہوتا، آبشاریں ہوتیں، بہاریں ہوتیں، کتنا اچھا لگتا (جو بڑے ہوتے ہیں اور قریبی ہوتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ان کی پکڑ ہو جاتی ہے) اب ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام آیا، الہام دل میں ڈالا گیا کہ میرے بندے تو نے بندگی چھوڑ دی، اب تو میرا مشیر بن گیا ہے، مجھے مشورے دیتا ہے، میری تخلیق میں تجھے عیب نظر آیا؟ ان کو تب احساس ہوا کہ اوہو! مجھے تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ چنانچہ بڑے نادم اور شرمندہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے نفس کو سزا دینے کی نیت کر لی کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے معافی کی واضح کیفیت معلوم نہیں ہو جائے گی، میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ ایسی پابندی اپنے نفس کو سزا دینے کے لیے بندہ لگا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ کسی بستی میں گئے، بستی والوں کی تقریب تھی، کھانے پکے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: کھانا کھا لیجیے۔ بزرگوں نے کہا: نہیں کھانا۔ پوچھا: کیوں نہیں کھانا۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے یہ کوتاہی ہو گئی۔ کہنے لگے: یہ کونسی بات ہے؟ اس غلطی کی سزا ہم بھگت لیں گے آپ کھانا کھا لیجیے۔ جیسے ہی بستی والوں نے یہ کہا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں الہام ڈالا کہ میرے پیارے! اس بستی سے فوراً نکل جائیے، میں اس بستی کو عذاب دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے میرے عذاب کو ہلکا سمجھا کہ اس کی سزا ہم مل کر بانٹ لیں گے۔ اس بات پر بستی والوں کو سزا ملی، انہیں زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کو جلال آیا، میرے عذاب کو کیوں چھوٹا سمجھا؟ تو یہ جو ہوتا ہے نا گناہ کو چھوٹا سمجھنا کہ جی بات ہی کوئی نہیں، یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ جیسے کچھ لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے بغیر کام ہی نہیں چلتا۔ یہ تو گناہ کو معمولی سمجھتا ہے۔ اسی طرح اور کئی گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ کسی کی نظر قابو میں نہیں، کسی کی زبان قابو میں نہیں۔ سگریٹ پینے والے کو جب بتایا جائے کہ بھئی یہ چیز اچھی نہیں، تو آگے سے کہتا ہے۔ اوجی! میں سگریٹ ہی پیتا ہوں، ہیروئن تو نہیں پیتا۔ اب وہ اس کو چھوٹی سی چیز سمجھ رہا ہے۔ یہ جو گناہ کو چھوٹا سمجھنا ہے اسی وجہ سے گناہ بڑا بن جایا کرتا ہے۔

(۳) گناہ سے لطف اٹھانا:

تیسری بات جس سے گناہ بڑا بنتا ہے اَلسُّرُوْرُ بِالذَّنْبِ گناہ تو کیا اور گناہ سے لطف بھی پایا۔ بندہ کہے: جی بڑا مزہ آیا گناہ کر کے۔ جب یہ الفاظ کہے گا تو کوئی بھی گناہ ہو، وہ چھوٹا نہیں رہے گا، اب اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بڑا گناہ بن جائے گا۔

(۴) اللہ کی ستر پوشی پر جرأت کرنا:

چوتھی بات "اَنْ یَّتَھَاوَنَ بِسِتْرِ اللّٰہِ" کہ اللہ تعالیٰ تو بندے کے گناہوں کو چھپائیں اور ستر پوشی کریں اور یہ ستر پوشی کی وجہ سے آگے اور جرأت کرتا جائے۔ کسی کو پتہ ہی نہیں کہ میں کیا کرتا ہوں۔ یہ جو اس کے اندر اور آگے بڑھنے کی بات پیدا ہو گئی، یہ اس کو بڑا بنا دیتی ہے۔

(۵) اعلانیہ گناہ:

اور پانچویں چیز فرمایا: "اَلْمُجَاھَرَۃُ" کھلم کھلا گناہ کرنا۔ یا گناہ کر کے لوگوں میں علی الاعلان تذکرے کرنا۔ آج کل کے نوجوان دوسرے نوجوانوں کو اپنی کارگزاریاں سناتے ہیں۔ میں نے یہ گناہ کیا تو ایسے کیا، بدنظری کی تو ایسے کی، چوری کی تو ایسے کی۔ سنیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاھِرُوْنَ

میرے ہر امتی کو معاف کر دیا جائے گا سوائے ان لوگوں کے جو علی الاعلان گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں۔تو اس عمل سے بھی بچنا چاہیے۔

(۶) مقتدا کا گناہ:

اور آخری چیز

اَنْ یَّکُوْنَ رَاسٌ یُقْتَدَا بِہٖ کَانَ عَلَیْہِ مِثْلُھَا وَ مُضَرٌّ مَنْ عَمِلَ بِھَا

اگر کوئی بندہ ایسا ہے، جو امام ہے، خطیب ہے، استاد ہے، قاری ہے، صوفی ہے، جس کی لوگ اقتدا کرتے ہیں۔ اگر وہ صغیرہ گناہ کرے اور اسے معمولی سمجھے تو فرمایا: اس کے اوپر اس کے اپنے گناہ کا بھی بوجھ ہوگا اور جس نے اسے دیکھ کر ایسے کیا اس کے گناہوں کا بوجھ بھی اس کے اوپر ہوگا۔

باپ گھر میں ٹی وی لے کر آیا، بیوی بچے جتنا ٹی وی دیکھیں گے وہ خود بھی جہنم کمائیں گے اور ان سب کے گناہوں کا وبال اس ٹی وی لانے والے کے سر پر بھی ہوگا۔اب یہ صاحب مسجد میں بیٹھ کر نمازیں پڑھ رہے ہیں لیکن بیوی بچے گھر میں ٹی وی دیکھ رہے ہیں، چنانچہ اس کے سر پر گناہوں کا بوجھ لادا جا رہا ہے۔ کیونکہ لانے والا جو یہی ہے۔

چھٹا حجاب: شرک

اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک بڑا حجاب ''حِجَابُ الشِّرْكِ'' شرک کا حجاب ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرک دو طرح کا ہوتا ہے، ایک شرک جلی اور ایک شرک خفی۔ شرک جلی تو یہ ہوا کہ انسان بتوں کو سجدہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے۔

ایک شرک خفی ہوتا ہے۔ مثلاً یہ کہ کسی سے ایسی نفسانی شیطانی محبت ہو کہ اللہ خالق کے حکموں کو ایک طرف کر کے بندہ اسی کے پیچھے لگ جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾
(البقرة:۱۶۵)

تو یہ جو ہے نا، ''تو میرا دین ایمان ہے سجناں'' یہ شرک ہے۔ وہ دل جو اللہ رب العزت نے اپنی محبت کے لیے دیا ہم اس دل کو مخلوق کی شیطانی محبتوں سے بھر لیتے ہیں۔ جب تک انسان شرک جلی اور شرک خفی دونوں سے سچی توبہ نہیں کرے گا تب تک اللہ تعالیٰ سے واصل نہیں ہو سکے گا۔ اور کئی مرتبہ انسان اپنے نفس کو اپنا معبود بنا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ﴾ (الجاثیہ:۲۳)

''کیا دیکھا آپ نے اُسے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا؟''

تو نفس پرستی، زر پرستی، زن پرستی، شہوت پرستی، یہ تمام کی تمام بت پرستی ہی کی اقسام ہیں۔ خدا پرستی کوئی اور چیز ہوتی ہے۔

ساتواں حجاب: اہلِ وُسعت کا حجاب:

ساتواں حجاب ہے: حِجَابُ اَهْلِ الْفُضْلَاتِ وَ تَوَسُّعٍ بِالْمُبَاهَاتِ

وہ لوگ جن کو اللہ نے خوب مال دیا، کھلا رزق دیا۔ اب کھلے رزق کی وجہ سے وہ انجوائے کر رہے ہیں۔ شام کو دفتر سے آئے، بیوی کو گاڑی میں بٹھایا اور شاپنگ کرنے چلے کسی سٹور پر اور کھانا کھایا کسی کارنر پر۔ یہ فلاں کارنر ہے، یہ فاسٹ فوڈ ہے، یہ فلاں جگہ کا کھانا ہے۔ اب ان کو شام کا کھانا بیوی کے ساتھ باہر گاڑی میں کھانا، ہوٹلوں میں کھانا اچھا لگتا ہے۔ یہ بھی بندے کے لیے حجاب ہو جاتا ہے۔ اور واقعی، راتیں گزار دیتے ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ رمضان کی مبارک راتوں میں ایسے لوگوں کی راتیں سڑکوں پہ گزر جاتی ہیں۔ تو پھر یہ بندے اور اللہ کے درمیان

www.besturdubooks.wordpress.com

حجاب ہوا یا نہیں۔ بھئی! آپ کو کوئی چیز باہر کی پسند ہے اور وہ حلال ہے آپ اس کو منگوائیے، گھر میں بیٹھ کر کھائیے۔ یہ جو عادت بڑے شہروں میں ہوتی ہے نا کہ شام کا کھانا باہر جا کے کھائیں، انتہائی بری عادت ہے۔ نبی علیہ السلام کی زندگی میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی کہ آپ نے زوجہ محترمہ سے فرمایا ہو کہ آؤ ذرا مدینہ سے باہر جا کے کھانا کھاتے ہیں۔ یہ کفر کا طریقہ ہے اور آج مال کے زور پہ ان کے پیچھے چلنے والوں کی بھی یہی عادت ہے۔ اور بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ وہ سالوں شام کا کھانا باہر کھاتے ہیں۔ مجھے ایک صاحب ملے، نوجوان تھے، بریگیڈیئر کے بیٹے تھے۔ کہنے لگے کہ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ پچھلے پانچ سال میں ہم نے شام کا کھانا گھر میں کھایا ہو۔ تو اس طرح عیش وعشرت میں اور فضولیات میں وقت گزارنا یہ چیز بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب بن جاتی ہے۔

آٹھواں حجاب: اہلِ غفلت کا حجاب

حِجَابُ اَهْلِ الْغَفْلَةِ عَنِ اللّٰهِ اہلِ غفلت اپنی غفلت کی وجہ سے حجاب میں ہوتے ہیں۔ ان کو خدا یاد ہی نہیں ہوتا۔ لگے ہوتے ہیں دنیا کے کاموں میں، مال پیسہ بنانے میں اور خدا کی یاد کے لیے اور عبادت کے لیے ان کے پاس فرصت ہی نہیں ہوتی۔ آپ ان سے کہو کہ بھئی! چلو تین دن رائیونڈ کا اجتماع ہے۔ کہیں گے جی میرا کام اتنا ہے مجھے فرصت ہی نہیں۔ اب ایک بندے کو فرصت ہی نہیں اور دوسرے، چوتھے دن یہی بندہ آیا بیٹھا ہوگا کہ حضرت! دعا کریں، کون سی دعا کریں؟ اوجی ایک اور کارخانہ لگانا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ آسانی فرمادے۔ تو بھئی یہ دوسرا کارخانہ لگانے کا وقت کہاں سے نکل آئے گا۔ تو دنیا کے لیے وقت نکلتا ہے، دین کے لیے وقت نہیں نکلتا۔ یہ اہلِ غفلت ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نواں حجاب: رسم ورواج

حِجَابُ الْعَادَاتِ وَالرُّسُوْمِ

یہ جو رسم ورواج ہیں، یہ بھی حجاب بن جاتے ہیں۔اور شادی بیاہ کے موقع پر تو عورتیں مفتی اعظم بن جاتی ہیں۔ایسے ان کو بہانے آتے ہیں کہ رسمیں نئی سے نئی نکال لیتی ہیں۔اور یہ چیزیں انسان کو اللہ سے دور کر دیتی ہیں۔ہر ایک کو شادی کے موقع پر منا لیا جاتا ہے بس اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو ناراض کر دیا جاتا ہے۔تو یہ کتنا بڑا حجاب ہوا کہ بندہ دنیا کے رسوم ورواج میں اتنا جکڑا ہوا ہو کہ رب سے دور ہو جائے۔

دسواں حجاب: اعتماد بالنفس

حِجَابُ اِعْتِمَادِ بِالنَّفْسِ نفس کے اوپر اعتماد کرنے کا حجاب۔اس کا کیا مطلب؟ کہ بندے کو اپنے نفس کے اوپر اتنا اعتماد ہوتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ جو میں پڑھا ہوں یا سمجھا ہوں میں اسی پر عمل کروں گا۔وہ کسی کو اپنا بڑا نہیں سمجھتا، کسی کے پیچھے چلنا پسند نہیں کرتا۔اس کو تقلید بری نظر آتی ہے۔وہ کہتا ہے کہ جی بس قرآن، حدیث پڑھو اور اس کے اوپر چلو۔مگر ہمارا یہ تجربہ ہے کہ تقلید تو دنیا کا ہر بندہ کرتا ہے۔کسی نے آئمہ اربعہ کی تقلید کی، کسی نے مسجد کے مولوی صاحب کی تقلید کی۔چنانچہ جو لوگ کہتے ہیں کہ جی ہم کسی کی تقلید نہیں کرتے، ان سے پوچھو: بھئی! آپ نے کس سے پڑھا؟ یہ مسئلہ کس سے سنا؟ کہیں گے جی مسجد کے مولانا صاحب سے۔تو مسجد کے مولوی صاحب کی تقلید اگر جائز ہے تو آئمہ اربعہ کی تقلید کیوں جائز نہیں؟ یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کے تقوی پر اور علمی قابلیت پر پوری امت کے علما کا اتفاق ہے، یہ کوئی چھوٹی سے بات نہیں ہے۔چنانچہ آج کل کے دور میں غیر مقلدیت کے جراثیم کی وبا بہت پھیلتی چلی جا رہی ہے۔اور ہر بندے کا نفس یہی چاہتا ہے کہ میں وہ کروں جو میرا دل

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہے۔وہ اس کی بھی سنتے ہیں اور اس کی بھی سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فیصلہ ہم کریں گے۔یعنی یہ بھی شیخ، یہ بھی شیخ، یہ بھی شیخ اور میں شیخ المشائخ۔کالجوں میں پڑھنے والے، یونیورسٹیوں میں پڑھنے والوں کا آج ذہن ہی یہی بنتا چلا جا رہا ہے بلکہ ان کا ذہن بنایا جا رہا ہے۔یہ بھی ایک بہت بڑا حجاب ہے۔اب اس کی اور تفصیل میں بیان کروں تا کہ پتہ چلے کہ یہ کتنا بڑا نقصان دہ حجاب ہے۔

کسی کی نہ ماننے والے:

ایک مرتبہ نیویارک میں اس عاجز نے بیان کیا تو وہاں پر ایک مقامی آدمی تھا، اس نے آ کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔کہنے لگا: جی میرا کوئی نیا نام رکھ دیں۔ہم نے کچھ انبیائے کرام کے نام، صحابہ کرام کے نام اس کو سنائے۔مگر اس کا دل کہیں مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔اچانک وہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ جی آپ کا کوئی بیٹا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، الحمد للہ، بیٹا ہے۔اس کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: حبیب اللہ، سیف اللہ۔کہنے لگے کہ حبیب اللہ کے معنی کیا ہیں؟ میں نے کہا کہ (اللہ کا دوست) تو جیسے ہی میں نے کہا نا ''فرینڈ آف اللہ'' تو کہنے لگا: ہاں یہ نام میں پسند کرتا ہوں۔اس کے سینے میں ایمان کا نور تھا۔چنانچہ ہم نے اس کا نام حبیب اللہ رکھ دیا۔اب میں نے اس کو ارکانِ اسلام کے بارے میں بتایا کہ بھئی یہ دین کی بنیادیں ہیں، یہ دین اسلام کے پلر (ستون) ہیں۔پھر اس کو کہا کہ اب وقت زیادہ ہو چکا ہے آپ کل عشا کے وقت میرے پاس آنا تو میں آپ کو ضروریات دین کے بارے میں کچھ بنیادی چیزیں سمجھاؤں گا۔طہارت، وضو، نماز، اور جو بھی بنیادی چیزیں ہیں ہمارے دین کی ان کے بارے میں آپ کو بتاؤں گا۔چنانچہ اگلے دن وہ آ گیا۔اب اس نے بغل میں کوئی چیز دبائی ہوئی تھی اور بیٹھا بات بھی سن رہا تھا۔میں نے پوچھا: حبیب اللہ یہ کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے؟ کہتا ہے: ''بخاری، بخاری''۔ پہلے تو میں نہ سمجھا، پھر اس نے مجھے دکھایا تو وہ ''بخاری شریف'' کا انگریزی ترجمہ تھا۔ میں نے پوچھا: حبیب اللہ! یہ تمہارے ہاتھ میں کس نے دے دی؟ تو کہنے لگا: کل جب مجلس برخاست ہوئی تو ہمارے ایک عرب بھائی اسی مسجد میں تھے، وہ میرے پاس آئے اور مجھے کہنے لگے کہ مبارک ہو آپ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اب میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ کسی کے پیچھے چلنے کی ضرورت نہیں، کسی کی ماننے کی ضرورت نہیں، یہ کتاب ہے، اس کو پڑھ کر اس پہ عمل کرتے رہنا تم دین کے اوپر چلنے والے بن جاؤ گے۔ اب اندازہ لگائیں کہ جو بندہ آج کلمہ پڑھ رہا ہے، اس کو دین کا کچھ پتہ نہیں، کیا وہ اس قابل ہے کہ وہ بخاری شریف کو پڑھ کے اس پر عمل کر سکے؟ وہ بخاری شریف جس کو پڑھانے کے لیے ہمارے مدارس میں پہلے سات سال لگواتے ہیں اور آٹھویں سال بخاری شریف پڑھاتے ہیں اور اس میں بھی کئی احادیث کو تطبیق دینا اور اس کے اشکالات کو دور کرنا، اس کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس کتاب کو ایک بالکل نابلد اور نو آموز شخص کے ہاتھ میں پکڑا دیا کہ اس پر چلنا اور عمل کرنا۔ اب وہ گمراہ نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت:

اسی لیے ایسے لوگوں کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بڑی چڑ ہوتی ہے۔ عجیب بات یہ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں...... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں، وہ بھی آئمہ ہیں۔ فقط امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اتنا مقام دیا تھا کہ سبحان اللہ۔ سارے آئمہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کے شاگرد بنتے ہیں۔ کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اصول

www.besturdubooks.wordpress.com

فقہ وہی لیے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ اور جو باقی آئمہ رحمۃ اللہ علیہم ہیں، وہ ویسے ہی ان کے شاگردوں کے آگے شاگرد بنتے ہیں۔ (اللہ اکبر کبیر ا)۔ جو فہم اللہ نے ان کو عطا کی تھی وہ آج کسی کے اندر ممکن ہی نہیں۔ اتنا اللہ نے ان کو دین کا علم دیا تھا۔

شورائی فقہ:

آئمہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تقریباً چالیس بڑے بڑے علما تھے جو ان کے شاگرد تھے۔ کوئی عربی زبان کا ماہر تھا، کوئی قرآن کا ماہر تھا، کوئی حدیث کا ماہر، کوئی ذکر وسلوک کا ماہر تھا، کوئی قیاس اور استحسان کا بادشاہ، یہ سب حضرات مل کر ایک مسئلے کے اوپر بحث کرتے تھے۔ چنانچہ یہ شورائی فقہ ہے۔ مشورے سے اتنے علما ایک بات پر متفق ہوتے تھے وہ طے ہوتی تھی۔ پھر امام صاحب کے سامنے مسئلہ پیش کیا جاتا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس پر اپنے دلائل دیتے۔ اب جس بات پر سب کے سب متفق ہوتے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس کو لکھ لیا کرتے تھے، وہ طے ہو جاتی تھی۔ تو وہ ایسی بات ہوتی جس پر اپنے وقت کے علما کا اجماع ہوا۔ یہ ایسی فقہ ہے (سبحان اللہ) چنانچہ اس مجلس میں مسائل زیر بحث لائے جاتے اور یوں لاکھوں مسائل کے جواب لکھے گئے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت:

ایک مسئلہ یہ چلا کہ ایک آدمی چار رکعت فرض نماز پڑھ رہا ہے، اب دو رکعت کے بعد اس کو اَلتَّحِیَّاتُ پر بیٹھنا ہے اور عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھ کر اس کو کھڑے ہو جانا ہے۔ اب مسئلہ یہ پیش آیا کہ وہ بھول گیا اور عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کے بعد آگے بھی پڑھتا رہا، تو کیا ہوگا۔ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اس نے اَللّٰھُمَّ پڑھ لیا اور کھڑا ہو گیا تو سجدہ سہو نہیں ہوا۔ صَلِّ پڑھ لیا، کھڑا ہو گیا تو سجدہ سہو نہیں ہوا۔ عَلٰی بھی پڑھ لیا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

سجدہ سہو نہیں۔ لیکن اگر مُحَمَّد پڑھ لیا تو اب سجدہ سہو پڑ گیا۔ تو جب انہوں نے جب یہ فتویٰ دیا تو کہتے ہیں کہ رات خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: نعمان! تم میرا نام پڑھنے والے کے لیے سجدہ سہو کا حکم دیتے ہو۔ تو عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو آدمی غفلت سے آپ کا نام لے میں اس کے لیے سجدہ سہو کا حکم دیتا ہوں۔ نبی علیہ السلام مسکرا پڑے اور فرمایا تم نے ٹھیک کیا (سبحان اللہ)۔ ایسی اللہ رب العزت نے ان کو ذہانت عطا فرمائی تھی۔

تو بہر حال اعتماد بالنفس بھی ایک حجاب ہے۔ ایسے بندے کو شیطان بڑی آسانی سے ورغلا لیتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس پہ اعتماد کرتا ہے۔ چنانچہ لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ تم نے اپنے دل کے یوسف کو اپنی خواہشات کے کنویں کے اندر ڈال دیا اور توبہ کی قمیص پر تم عذر کرنے کے لیے جھوٹ موٹ کا لہو لگا کر آ گئے۔ تو انسان پھر ایسا ہی کرتا ہے، اسی کا نفس اس کو گمراہ کر دیتا ہے۔

انسان جب ان دس حجابات سے بچے گا تو پھر اس کی توبہ کامل ہوگی اور وہ اللہ سے واصل ہوگا۔

توبہ کی نیت

اب ایک آدمی چاہتا ہے کہ میں توبہ کروں۔ تو توبہ کی نیت کیا ہونی چاہیے؟ یہ ایک بنیادی چیز ہے کہ توبہ کرنے والا اپنے دل میں نیت کیا کرے؟ علما نے لکھا کہ مختلف نیتیں ہیں۔ مثلاً:

پہلی نیت:

ایک نیت یہ کرے کہ میں راستے سے بھٹکا ہوا زندگی گزار رہا تھا، اب میں سیدھے راستے پر آ کر زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿الَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ﴾ (یسین: ٦١)

ترجمہ: ''اے آدم کے بیٹے! کیا میں نے تجھ سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا؟''

﴿وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾ (یسین: ٦١)

ترجمہ ''اور میری عبادت کرو یہ ہے سیدھا راستہ''

تو پہلی نیت یہ ہوئی کہ اعود الی صراط المستقیم کہ توبہ کے ذریعے سیدھے راستے کے اوپر زندگی گزاروں گا''۔

دوسری نیت:

دوسری نیت یہ کرے کہ میں اللہ رب العزت کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا:

﴿وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (النور: ٣١)

''اے ایمان والو! تم سب کے سب اللہ سے توبہ کرو!''

تو یہاں تُــوْبُــوْا امر کا صیغہ ہے، حکم ہے...... کس کا حکم ہے؟ اللہ رب العزت کا حکم ہے۔ تو اس آیت کو پیش نظر رکھ کر نیت کرے کہ میں اللہ رب العزت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے توبہ کر رہا ہوں۔ یہ نیت کرے۔

تیسری نیت:

تیسری نیت یہ کر لے کہ ''فِرَارٌ مِنَ الظُّلْمِ اِلَى الْفَلَاحِ'' میں ظلم سے فرار ہو کر فلاح کی طرف آ رہا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الحجرات: ١١)

www.besturdubooks.wordpress.com

''کہ جو توبہ نہیں کرتے وہی ظالم ہیں''

چنانچہ جو توبہ نہیں کرے گا وہ ظالموں میں سے ہوگا۔تو اب یہ نیت کرے کہ اے اللہ! میں توبہ کرر ہا ہوں اس توبہ کے ذریعے، میں

چوتھی نیت:

اور چوتھی نیت یہ کرے کہ اَلْفِرَارُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ (اللہ کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرر ہا ہوں) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ ﴾ (الذریت:۵۰) ''اللہ کی طرف فرار حاصل کرو''

بھاگو اللہ کی طرف! چھڑاؤ اپنے آپ کو ان خواہشات سے اور ان معصیتوں سے۔

چنانچہ بندہ نیت یہ کرے کہ میری یہ توبہ اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے ہے۔

پانچویں نیت:

پانچویں نیت یہ کرے کہ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ (میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرر ہا ہوں)

نبی علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ مہاجر کون ہوتا ہے؟

مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْخَطَايَا وَ الذُّنُوْب

''جو گناہوں سے اور خطاؤں سے ہجرت کر جاتا ہے'' تو یہ گویا بندے کی اللہ کی طرف ہجرت ہوئی۔اپنے دل میں کہہ سکتا ہے اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرر ہا ہوں۔

انسان توبہ کرتے ہوئے اپنے دل میں یہ تمام نیتیں رکھ لے تو توبہ کامل ہو جائے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کے ارکان

اب بات کرتے ہیں کہ مَاھِیَ اَرْکَانُ التَّوبَۃِ۔ توبہ کے رکن کون کون سے ہیں؟ جن کے ساتھ توبہ کرنی چاہیے۔

پہلا رکن ''اخلاص''

پہلا رکن ہے ''الاخــلاص'' یعنی اللہ کی رضا کے لیے گناہوں سے توبہ کرنا۔ فرض کریں کہ ایک بندہ جوا کھیلتا ہے، اس کو اس میں بہت نقصان ہو گیا۔ اب اگر وہ کہے کہ جی میں توبہ کرتا ہوں کہ جوا نہیں کھیلوں گا تو یہ توبہ نہیں کہلائے گا۔ یہ تو نقصان کی وجہ سے اس نے طے کیا کہ میں آئندہ جوا نہیں کھیلوں گا، اللہ کی رضا کے لیے تو توبہ نہیں کی۔ تو توبہ کے لیے اللہ کی رضا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح ایک آدمی نے چوری کی، پکڑا گیا، ذلت ہوئی۔ اب وہ کہتا ہے کہ جی بڑی ذلت ہوتی ہے میں چوری سے توبہ کرتا ہوں، اس کی یہ توبہ نہیں کہلائے گی۔ وہ تو ذلت سے بچنے کے لیے توبہ کی، اللہ کی معصیت سمجھ کر تو وہ نہیں رکا۔ تو توبہ کا پہلا رکن اخلاص ہے۔ مطلب یہ کہ

''اَنْ تَتُوْبَ بِخَوْفٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ تَعْظِیْمًا وَ اِجْلَالًا لَّہٗ وَ خَشْیَۃً لِّسُکُوْتِ الْمَنْزِلِ عِنْدَہٗ''

اللہ کے ڈر سے توبہ کرنا، اس کے عظمت کی وجہ سے، اس کی علوِ شان کی وجہ سے، اور اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں میں اللہ کی نظر سے گر نہ جاؤں

دوسرا رکن ''رک جانا''

توبہ کا دوسرا رکن ہے اَلْاِقْلَاعُ یعنی گناہ سے رک جانا، باز آ جانا۔ توبہ کا یہ مطلب نہیں کہ زبان سے تو توبہ توبہ کرنا اور گناہ بھی کرتے جانا۔ تو دوسرا رکن ہے کہ اب رک جائے، اس عمل کو چھوڑ دے۔ اس لیے گناہ کو چھوڑنے میں جتنی مشقت

www.besturdubooks.wordpress.com

اٹھائے گا اللہ کی طرف سے اتنی مدد آئے گی۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا:

عَلٰی اَقْدْرِ الْمَعُوْنَۃِ تَاْتِی الْمَؤُوْنَۃُ

انسان کی مشقت کے بقدر اللہ کی مدد بندے پر اتر آتی ہے۔

تو گناہ کو چھوڑنے میں جتنا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے بندے کو اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی مدد ملتی ہے۔

تیسرا رکن ''شرمندگی''

اور تیسرا رکن ہے۔ اس کا اَلنَّدَمُ یعنی شرمندگی اور ندامت۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

اَلنَّدْمُ تَوْبَۃٌ ''ندامت توبہ ہے''

کہ انسان اپنے کیے ہوئے عملوں پر شرمندہ ہو، نادم ہو کہ واقعی میں نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی ناقدری کی۔ اور واقعی اگر دیکھا جائے تو انسان ہے بڑا ناقدار۔ اتنا کہ اللہ رب العزت کو فرمانا پڑا:

﴿مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ﴾ (الزمر:٦٧)

لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسے کرنی چاہیے تھی۔

اللہ تعالیٰ کو فرمانا پڑا۔ اس لیے فرمایا:

﴿مَالَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰہِ وَقَارًا﴾ (نوح:١٣)

''تمہیں کیا ہو گیا! تم اللہ کو وہ وقار نہیں دیتے جو دینا چاہیے''

اب توبہ کی ندامت کے لیے کیا کرے؟ استغفار کرے۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ جی آبِ حیات پی لیا جائے تو زندگی مل جاتی ہے۔ یہ جو استغفار ہے یہ بھی روحانی طور پر انجیکشنِ حیات ہے۔ جس نے استغفار کا انجیکشن لگا لیا اس کو روحانی زندگی مل گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کیسے کریں؟

اب اس سے آگے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نیت بھی کر لی، تین رکن بھی ہم نے سن لیے، اب کَیْفَ نَتُوْبُ ہم توبہ کیسے کریں؟ تو علما نے اس کا طریقہ کار بتایا کہ ہم توبہ کیسے کریں۔

(۱) توبہ کی ابتدا:

چنانچہ توبہ کی ابتدا کیسے ہوتی ہے؟

اَلْوَعْظُ وَ التَّذْکِیْرُ [اپنے آپ کو نصیحت کرنا اور یاد دلانا

آج کل تو نصیحتیں فقط دوسروں کو کرتے ہیں نا! اپنے آپ کو تو نصیحت نہیں کرتے۔ نبی علیہ السلام فرماتے تھے:

اُوْصِیْ نَفْسِیْ اَوَّلاً وَّ اِیَّاکَ بَعْدَہٗ

تو بندہ اپنے آپ کو بھی نصیحت کرے اور اپنے نفس کو سمجھائے کہ

یَا نَفْسِیْ! تُوْبِیْ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتِ

''اے میرے نفس! توبہ کر اس سے پہلے کہ تجھے موت آجائے''

تو اپنے دل میں سوچیں اور اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ جیسے لوگ کہتے ہیں نا؟ کہ جی میں نے اپنے آپ کو بڑا سمجھایا۔ اسی طرح اپنے آپ کو سمجھائیں کہ بس کر، اب گناہوں سے باز آجا، اب اللہ کی نافرمانی چھوڑ دے، رک جا! اسی کو **فاتحۃ التوبۃ** (توبہ کی ابتدا) کہتے ہیں۔

(۲) گناہ کے مواقع سے اجتناب:

دوسرا عمل یہ کرے کہ:

www.besturdubooks.wordpress.com

عَدمُ النَّفْسِ عَنْ مَوَاقِعِ الْمَعْصِيَةِ

جو گناہوں کے مواقع ہیں، انسان اپنے آپ کو ان سے دور لے جائے۔ چھوڑ دے وہ جگہیں جہاں نافرمانیوں کا مرتکب ہوتا تھا۔ اگر کہیں بیٹھ کر غیبت کرتا تھا تو اس جگہ پر جانا بند کر دے۔ جہاں شراب پیتا تھا، وہ محفلیں چھوڑ دے۔ جہاں بیٹھ کر فلمیں دیکھا کرتا تھا اور لہو و لعب کی محفلیں جماتا تھا، ان جگہوں پر جانا چھوڑ دے۔ ایسی جگہوں پر جانا ہی بند کر دے۔

آج ہم جن کو دوست سمجھتے ہیں، کل قیامت کے دن یہی سب سے بڑے دشمن ہوں گے۔

﴿اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴾ (الزخرف:۶۷)

سوائے متقیوں کے جتنے بھی دوست ہوں گے قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ اس لیے ہم اپنے آپ کو برے دوستوں سے بچائیں۔ اس دن انسان کہے گا:

﴿یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا﴾ (الفرقان:۲۸)

''ہائے میری کم بختی! میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا''

آج تو تعلق جوڑتے ہیں، فون کے ذریعے سے...... میسجز (پیغاموں) کے ذریعے سے...... ملاقاتوں کے ذریعے سے۔ اور انسان اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ برے تعلقات کے لیے دعائیں مانگتا ہے۔ ایک نوجوان کہنے لگا کہ میں روز دو رکعت نفل پڑھتا تھا کہ فلاں میری کزن میرے ساتھ گناہ پر آمادہ ہو جائے۔ اللہ اکبر!۔ اتنا انسان کے اوپر غفلت کی پٹی آجاتی ہے۔ اگر کسی سے ایسا تعلق ہے تو اس تعلق کو توڑ دینا، ایسی جگہوں پر جانا چھوڑ دینا یہ انسان کے لیے لازم ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) روزوں کی کثرت:

اپنے نفس پر قابو رکھنے کے لیے تیسرا عمل کرے:

عِلَاجُ النَّفْسِ بِالصَّوْمِ وَ مَنْعُ الْحُدُوْدِ

انسان اپنے نفس کا علاج کرے روزے رکھ کر اور اپنے آپ کو لذتوں سے روک کر۔ جتنی لذیذ چیزیں کھائے گا اتنا شہوت بھڑکے گی۔ اور جتنا ڈٹ کر کھانا کھائے گا اتنا زیادہ شہوت کو غلبہ ہوگا۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو استطاعت رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ نکاح کرلے۔ اور جو نکاح نہیں کرسکتا اس کو چاہیے کہ وہ روزے رکھے۔ تو کنوارے نوجوانوں کو، کنواری بچیوں کو، بیوہ عورتوں کو نکا کے روزے رکھنے چاہییں۔ مثال کے طور پر ہر مہینے میں ایام بیض یعنی چاند کی (تیرہ چودہ پندرہ) کے روزے رکھے۔ ہفتے میں پیر اور جمعرات کا روزہ رکھ لے۔ یا اور کوئی دن اپنا متعین کر لے جو آپ کو اچھا لگے۔ اور سب سے بہترین عمل یہ کہ (اگر نفس قابو میں نہیں آنے والا) تو ایک دن روزہ ایک دن افطار، ایک دن روزہ ایک دن افطار۔ نفس کو اس ترتیب پر ڈالے، پھر دیکھیں کیسے سیدھا ہوگا۔ ہم کبھی کبھی روزہ رکھ لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ جی روزے رکھنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بھئی روزہ رکھنے میں فائدہ کیا ہوگا؟ جب سحری اور افطاری میں ملا کر ہم دو دن کے برابر کھانا کھالیں گے اور سارا دن کھٹی ڈکاریں آتی رہیں گی۔ روزے کا ایک مقصد ہے وہ مقصد ہمیں حاصل ہو جائے۔ نفس پر مشقت پڑے گی تو وہ مقصد حاصل ہوگا۔

(۴) آخرت کی سوچ:

چوتھی بات یہ کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اِرْفَعْنَا بِفِكْرِ أَعْلَامِ الْآخِرَة

آخرت کے بارے میں اپنی سوچ کو ذرا بلند کر لے۔ اپنے دل میں دوزخ کے عذاب کے بارے میں اور جنت کی نعمتوں کے بارے میں سوچے، جتنا وہ سوچے گا اتنا ہی دل گناہوں سے ہٹے گا اور نیکی کے لیے تیار ہو جائے گا۔ یہ انسان کی عادت ہے کہ اس کو اگر تھوڑی سی ترغیب دی جائے تو یہ عمل کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ اپنے چھوٹے بیٹے سیف اللہ کے سامنے، (جب کہ ابھی وہ بہت چھوٹا تھا) جنت کا تذکرہ شروع کر دیا۔ وہ سنتا رہا، سنتا رہا...... میں نے بتایا کہ ایسے مکان ہوں گے، باغ ہوں گے، بہاریں ہوں گی، مزے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا مزے کی محفلیں ہوں گی۔ جب آدھا پونا گھنٹہ اس کو یہ بات سنائی تو پھر مجھ سے پوچھتا ہے: ابو جی! چلیں پھر وہاں۔ تو انسان کی عادت ہے کہ جب اس کو ترغیب دی جائے تو اس کا دل تیار ہو جاتا ہے، متوجہ ہو جاتا ہے۔ تو ہم بھی اپنے آپ کو، اپنے نفس کو نیکی کی طرف متوجہ کریں۔ وہ آخرت کے لیے تیار ہو جائے گا۔

(۵) غیر اللہ کے بتوں کو توڑنا:

اور آخری بات تَحْطِيمُ الْأَصْنَامِ کہ اپنے بتوں کو توڑے،

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں کہ پتھر کے

ان بتوں کو توڑنا پڑتا ہے، آفاقی ہوں یا انفسی۔ جب تک بتوں کو نہیں توڑے گا، تب تک اللہ تعالیٰ کی ذات سے واقف نہیں ہوگا۔ اگر کہیں بھی تعلقات ہیں ان کو چھوڑ دے۔ اور پھر یہ کہے: کہ اللہ

تَرَكْتُ اللَّاتَ وَ الْعُزّٰى جَمِيعًا
كَذٰلِكَ يَفْعَلُ رَجُلُ الْبَصِيرُ

اے اللہ! سب لات اور منات میں نے توڑ ڈالے اور عقل اور بصیرت رکھنے

www.besturdubooks.wordpress.com

والا بندہ وہ پھر ایسے ہی کیا کرتا ہے۔

تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان نفسانی خواہشات کے بتوں کو توڑ ڈالیں۔

گناہ کیسے چھوڑیں؟

لیکن ایک سوال جو سالکین اکثر پوچھتے ہیں۔ نیت بھی کر لی، ہمیں ارکانِ توبہ کا بھی پتہ چل گیا اور کیسے توبہ کریں اس کا بھی پتہ چل گیا لیکن عادتیں چھوٹتی نہیں۔ ہم اپنی بری عادات کو کیسے چھوڑیں؟ اس کے لیے سات اعمال کرنے پڑے گیں

پہلا عمل: گناہوں کے برے انجام پر نظر

اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم عواقب المعاصی یعنی گناہوں کے برے انجام کو سوچا کریں۔ جس انسان کو پتہ چل جائے گا کہ گناہ کتنا برا اور گھٹیا عمل ہے تو گناہوں سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرے گا۔ اس لیے کہ جو انسان گناہ کرے گا تو گناہوں کا اثر تو اس پر پڑے گا۔ مثلاً:

(۱) ذلت ملتی ہے:

گناہ کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان کو اس سے ذلت ملتی ہے۔ حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْعِزَّةَ وَالْوَقَارَ لِمَنْ تَابَعَ اَمْرِی

”بے شک اللہ تعالیٰ نے عزت اور وقار اس بندے کے لیے بنایا ہے جو میرے حکم کی پابندی کرے گا۔“

یعنی شریعت کی پابندی کرے گا۔ اور فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ جَعَلَ الذِّلَّةَ وَ الصَّغَارَ عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ

''اور جو میرے حکم کی نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ذلت اور چھوٹا پن بنایا ہے''

چنانچہ اگر ہم شریعت پر عمل کریں گے تو عزتیں ملیں گی اور معصیت کے مرتکب ہوں گے تو ذلتیں ملیں گی۔

(۲) بے رونق چہرے:

گناہ کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے بندے کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ سیاہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ چہرے پہ رونق نہیں رہتی، رعنائی نہیں رہتی۔ چنانچہ گناہ کرنے والے کا چہرہ اسکی چغلی کھا رہا ہوتا ہے۔ اس کے چہرے پر خزاں کا موسم ہوتا ہے، نحوست ٹپک رہی ہوتی ہے۔ یہ چہرہ بندے کے عملوں کا سائن بورڈ بن جاتا ہے۔ تنہائیوں میں چھپ کر جو گناہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی ظلمت کا اس کے اوپر لیپ لگا دیتا ہے۔

اللہ والوں کے چہروں کو دیکھیں! آپ کو تر و تازہ نظر آئیں گے۔ رعنائی نظر آئے گی، تازگی نظر آئے گی، نور ٹپکتا نظر آئے گا۔ آپ دیکھیں جو بندہ نماز نہیں پڑھتا، جو بندہ گناہوں کا خیال ہی نہیں کرتا، اس بندے کے چہرے کے اوپر آپ کو بے رونقی نظر آئے گی۔ اسی طرح بے پردہ پھرنے والی عورتیں چاہے جتنے مرضی لیپ لگاتی پھریں ان کے چہرے پر رونق نہیں آتی۔ بے پردگی کے گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے چہروں سے رونق اٹھا لیتا ہے، اب فیئر اینڈ لولی کریمیں کیا کریں بھئی؟

(۳) ظلمتِ قلب:

بلکہ بات اس سے بھی آگے جاتی ہے، چہرہ ہی سیاہ نہیں ہوتا بلکہ گناہوں کی وجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے انسان کا دل بھی سیاہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ فرمایا کہ ضیقہ و غمہ دل کے اندر غم ہوتا ہے اور تنگی ہوتی ہے۔ دل تنگ ہوتا ہے، دل کے اندر گناہوں کی وجہ سے گھٹن ہوتی ہے۔

(۴) دشمن کے مقابلے میں کمزوری:

پھر اگلی بات فرمائی: ضِعْفُهُ عَنْ مُقَابَلَةِ عَدُوِّهِ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں اس بندے کے اندر کمزوری اور سستی آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جو نہیں ہوتی۔ ہر میدان میں ذلیل وخوار ہوتا ہے ذِلَّةٌ بَعْدَ عِزَّةٍ اس بندے کو عزتوں کے بعد اللہ تعالیٰ ذلت عطا فرما دیتے ہیں۔

(۵) اہلِ خانہ کے مابین محبت کی کمی:

اور ایک اثر گناہ کا یہ ہوتا ہے کہ اس کے اور اس کے اہلِ خانہ کے درمیان محبت ختم کر دی جاتی ہے، وحشت ڈال دی جاتی ہے۔ چنانچہ خاوند کہتے ہیں جی ہمیں بیوی اچھی ہی نہیں لگتی، اور بیویاں کہتی ہیں کہ خاوند کے ساتھ ہماری طبیعت نہیں ملتی۔ یہ گناہوں کا نتیجہ ہے۔ نوجوان آکر بتاتے ہیں کہ باہر بدنظریاں کرتے پھرتے ہیں جب کہ گھروں میں نیک، خوبصورت، اچھی بیویاں ہوتی ہیں، لیکن ادھر دھیان ہی نہیں جاتا۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے محبت کو وحشت میں بدل دیا یہ گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ استغفار کثرت سے کریں گے تو اللہ تعالیٰ بیوی کے ساتھ محبت پیدا فرما دیں گے۔

(۶) اپنے آپ سے وحشت:

پھر دیکھیے کہ بات یہی نہیں ہوتی کہ بندے اور بیوی کے درمیان محبت وحشت میں بدل جاتی ہے۔ نہیں! بلکہ بندے اور اس کے نفس کے درمیان وحشت ہو جاتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اپنا آپ بھی اچھا نہیں لگتا، مرنے کو دل کرتا ہے، خودکشی کو دل کرتا ہے۔ بندہ اپنے آپ سے بیزار ہو جاتا ہے۔ آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہوگا، ہر کسی کو گالیاں نکال رہے ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو بھی نکال رہے ہوتے ہیں۔ یہ اپنے آپ سے جو بیزار ہو گیا۔ کیوں؟ اللہ تعالیٰ نے گناہ کی وجہ سے اس بندے اور اس کے نفس کے درمیان نفرت پیدا کر دی، بیزاری پیدا کر دی۔

(۷) بندے اور اللہ کے درمیان وحشت:

اور پھر فرمایا کہ بات یہاں ختم نہیں ہوتی ثُمَّ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ پھر بندے اور اللہ کے درمیان وحشت کا تعلق ہو جاتا ہے۔ بندے کو اللہ کا تذکرہ ہی اچھا نہیں لگتا۔ پھر وہ کہتا ہے: جی کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ تو بس داڑھی والوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ "نقلِ کفر کفر نا باشد" ایک صاحب نے مجھے کہا: جی اللہ تعالیٰ میں بڑا فیورٹ ازم ہے۔ کیوں بھئی؟ کہتا ہے: جی بس داڑھی والوں کی دعائیں سنتا ہے، ہماری تو سنتا ہی نہیں۔ یہ اللہ اور بندے کے درمیان وحشت آ گئی۔

تو دیکھو! پہلے بندے اور اہل خانہ کے درمیان سے محبت چھین لی جاتی ہے، پھر بندے اور اس کی اپنی ذات کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے، اس کو چھین لیا جاتا ہے۔ پھر بندے اور اللہ کے درمیان کی محبت کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

(۸) نہ ختم ہونے والی حسرتیں:

گناہوں کا آٹھواں اثر بندے پر یہ پڑتا ہے کہ

وُقُوْعُ الْعَبْدِ فِي بِئْرِ الْحَسَرَاتِ

بندہ حسرتوں کے کنویں میں جا گرتا ہے...... حسرتیں ہی حسرتیں...... کاش میرے پاس ایسی گاڑی ہوتی، ایسی کوٹھی ہوتی! ایسی بیوی ہوتی! روز نئی نئی حسرتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ حسرتوں کے کنویں میں اس کو گرا دیتے ہیں اور اس بیچارے کی حسرتیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ بے پردہ عورت ہے تو اس کے دل میں حسرت ہوگی کاش میرا خاوند ایسا ہوتا کاش میرے گھر کے اندر رزق اتنا زیادہ ہوتا! غرض کہ اطمینانِ قلب نہیں ہوتا۔

(۹) رزق کی کمی:

مزید فرمایا: نُقْصَانُ رِزْقِهٖ

"گناہوں کی وجہ سے بندے کے رزق کو کم کر دیا جاتا ہے"

حدیث پاک میں آتا ہے:

إِنَّ الْعَبْدَ يُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ

بندے کو جو رزق پہنچنا تھا گناہوں کی وجہ سے اس رزق کو کم فرما دیتے ہیں۔

پھر آتے ہیں جی، حضرت کچھ پڑھنے کے لیے بتائیں، لگتا ہے کسی نے کاروبار باندھ دیا ہے۔کاروبار کوئی نہیں باندھ سکتا، رزق کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ﴾ (الزخرف: ۳۲)

انسانوں کے درمیان رزق کو ہم نے تقسیم فرمایا۔اللہ تعالیٰ اگر دے تو کوئی روک نہیں سکتا، اور اللہ تعالیٰ اگر لے تو کوئی دے نہیں سکتا۔یہ تو خوامخواہ کی بات ہے کہ کسی نے کاروبار باندھ دیا ہے۔کسی کو چھوٹا خدا نہ سمجھو۔جیسے بعض کہتے ہیں: جی پھوپھی نے رزق باندھ دیا، عامل نے رزق باندھ دیا ہے۔او اللہ کے بندے! کسی نے رزق نہیں باندھا، رازقِ کائنات نے ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمارے رزق کو گھٹا دیا ہے۔کہتے ہیں: جی بکری نہیں ہوتی ......سارا دن بیٹھ کر آ جاتے ہیں......او جی! سودا ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے......او جی! بچی کے رشتے آتے تو بڑے ہیں، فائنل نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا۔ یہ بھی تو رزق ہے نا کہ بچی کو مناسب رشتہ مل جائے۔ تو یہ کوئی نہ کوئی گناہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ بندش ہوتی ہے۔ اگر ہم گناہوں سے سچی توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے رزق کی ان کوتاہیوں کو ختم فرما کر ہمیں سکون والا رزق عطا فرمادے۔

یہاں ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا، کئی شرابی، کبابی، زانی ہوتے ہیں لیکن ان کے پاس پیسہ بھی بڑا ہوتا ہے۔ سمجھ لیں! کہ وہ حلال کا رزق نہیں ہوتا۔ یقین کر لینا ایسے لوگوں کے پاس اگر پیسہ زیادہ ہوتا ہے تو وہ سارے کا سارا حرام کا پیسہ ہوتا ہے، مشتبہ مال ہوتا ہے۔ حلال کا رزق ایسا نہیں ہوتا کہ بندہ نافرمانی بھی کر رہا ہو اور اس کو کھلا حلال رزق مل جائے۔

مال کے مصرف سے مال کی آمد کا اندازہ:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بتاتے تھے کہ ہم لوگوں کے مال کے مصرف سے ان کے مال کی آمد کا اندازہ لگا لیتے ہیں کہ حلال کا رزق ہے یا نہیں۔ اس لیے کہ حلال کا مال ہوگا تو نیک کاموں میں لگے گا اور اگر حرام کا ہوگا تو گناہوں میں صرف ہو رہا ہوگا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بندہ آیا۔ کہتا ہے: جی آپ جو کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے مال کے مصارف سے ان کے مال کی آمد کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب؟ فرمایا: اچھا ایسے کرو، یہ پیسے لے لو، شہر میں لے جاؤ اور جس بندے کو تم سمجھتے ہو کہ وہ سب سے زیادہ غنی نظر آتا ہے محتاج نہیں ہے، سائل نہیں ہے، اس کو دے دو۔ اور پھر دیکھو کہ یہ خرچ کہاں ہو رہا ہے؟ وہ گیا اور اس نے جا کر شہر میں ایک بندے کو دیکھا، بڑا اچھا لباس پہنا ہوا ہے اور اس کا چہرہ ایسا ہے جیسے شرفا کا ہوتا ہے اور وہ ہاتھ میں تھیلا لے کر جا رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ واقعی یہ بندہ تو سائل نہیں ہو سکتا، اس نے پیسے اس کو دے دیے۔ پیسے دینے کے بعد یہ اس کے پیچھے لگ گیا۔ اس نے عجیب بات دیکھی کہ وہ بندہ دوسری گلی میں چلا گیا، تھیلا اس نے پھینک دیا اور ایک دکان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر چلا گیا اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں خرید کر گھر کے اندر لے گیا۔ اب اس نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور درخواست کی کہ آپ پوری صورتِ حال بتا دیں۔ اس نے کہا: دیکھو! میں سادات میں سے ہوں۔ میرے گھر میں تین دن سے فاقہ ہے اور گھر میں بچے مرنے کی حالت میں پہنچ چکے ہیں۔ میں اپنی بیماری کی وجہ سے مشقت کے قابل نہیں۔ ہم کسی سے کچھ مانگ سکتے ہیں نہ لے سکتے ہیں۔ تو آج بچوں کو اس فاقے کی حالت میں تڑپتا دیکھ کر میں اٹھا اور میں نے باہر ایک مردہ بکری کو دیکھا تو میں نے سوچا کہ چلو میں اس کا گوشت لے جاتا ہوں۔ یہ میرے بچوں کے لیے اس اضطراب کی حالت میں حلال ہے۔ میں وہ بکری کی ران کاٹ کر لے جا رہا تھا کہ آپ نے مجھے پیسے دے دیے، چنانچہ اب اس کا استعمال میرے لیے حرام ہو گیا، میں نے اس کو پھینک دیا۔ دکان سے جا کر چیزیں خریدیں اور جا کر گھر والوں کو دے دیں۔ وہ بندہ حیران ہو گیا۔ حضرت کو آ کر بتایا۔ حضرت نے فرمایا: اب اپنا پیسہ بھی نکال اور جس کو سب سے زیادہ محتاج سمجھتا ہے اس کو جا کر دے اور پھر دیکھ کہ وہ کیا کرتا ہے؟ چنانچہ وہ پیسے لے کر نکلا، اس نے بازار میں ایک بندے کو دیکھا جو ذرا لنگڑا بھی تھا، اور فقیر بنا ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے سمجھا کہ یہ معذور بھی ہے، فقیر بھی ہے، اس کو پیسے دیتا ہوں۔ پیسے اس کو دے دیے، پھر اس کے پیچھے لگ گیا۔ دیکھا کہ وہ سیدھا ایک ایسی دکان پر گیا جہاں چرس بکا کرتی تھی۔ اس لنگڑے نے وہاں ان پیسوں کی چرس خریدی، پھر اس کے بعد وہ لنگڑا نوجوان ایک طوائفہ کے گھر گیا، اس سے زنا کا مرتکب ہوا۔ اس نے یہ ساری بات دیکھ کر آ کر کہا: حضرت! آپ نے سچ کہا تھا، میرا پیسہ مشتبہ تھا۔ اس لیے میں نے اگرچہ اپنی طرف سے صحیح بندے کو دیا لیکن اس نے بھی اس کو گناہ کے کاموں میں صرف کیا۔ آپ کا پیسہ حلال تھا، اس لیے اگرچہ میں نے ظاہر میں ایک ایسے بندے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھا جو غیر مستحق نظر آتا تھا مگر اللہ نے آپ کے پیسے کو مستحق جگہ پر لگوا دیا۔

تو وہ فرماتے تھے: ''ہم مال کے مصارف سے مال کی آمد کا اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہ کدھر سے آ رہا ہے، حلال ہے یا حرام ہے'' تو آپ اگر دیکھیں کہ کوئی بندہ فاسق و فاجر ہے اور خوب پیسے کی بہتات ہے لیکن فضولیات میں اڑائے جا رہا ہے تو آپ یقین کر لیں کہ حلال کا پیسہ اتنا کھلا کسی کو نہیں مل سکتا۔ کوئی نہ کوئی اس کے اندر مسئلہ ہوگا۔

(۱۰) رعب کا خاتمہ:

پھر آگے فرمایا کہ گناہوں کے برے انجام میں سے یہ بھی ہے کہ زَوَالُ الْمَهَابَةِ بندے کی ایک ہیبت ہوتی ہے، وہ چھین لی جاتی ہے۔

تُبَدَّلُ حَقَارَتُهٗ فِي قُلُوْبِ النَّاسِ

انسان کے دلوں میں اس کی حقارت ڈال دی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ ایسا ہی ہے آج کا افسر جب کسی کے سامنے آتا ہے تو وہ اس کو سیلوٹ مارتا ہے، جیسے ہی وہ افسر پیٹھ پھیر کے جاتا ہے وہ اس کو ماں بہن کی گالی نکال دیتا ہے۔ تو لوگ بھی اس بندے کی ایسی ظاہری عزت کرتے ہیں، دل سے عزت کوئی نہیں کرتا۔ دل سے عزت اسی بندے کی کرتے ہیں جو نیکی اور تقویٰ پر زندگی گزارنے والا ہو۔

(۱۱) شیطان کا تسلط:

اور گیارہویں بات:

يَكُوْنُ الشَّيْطَانُ مَوْلَاهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اللہ کی بجائے شیطان اس بندے کا مولا بن جاتا ہے۔ شیطان اس بندے کے دل میں گھر کر جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا﴾ (النساء:۳۸)

''اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو وہ برا ساتھی ہے''

(۱۲) دلوں کا زنگ:

اور بارہویں چیز رَيْنُ الْقُلُوْبِ دل پہ زنگ آ جاتا ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (المطففین:۱۴)

''خبردار! ان کے دلوں پر زنگ ہے جو ان کی اپنی کمائی ہے''

جب انسان کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے تو اس کے دل پر پھر خیر کی بات اثر نہیں کرتی۔ اسے جتنی نصیحت کر لو وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ یہ بندے کے گناہوں کا ایک وبال ہے۔

(۱۳) نیکی کی لذت سے محرومی:

حِرْمَانٌ مِّنْ حَلَاوَةِ الطَّاعَةِ

نیکی کی جو لذت ہے اس سے اس کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ نماز میں لذت نہیں، تلاوت میں لذت نہیں، تسبیح کرنے میں دل نہیں لگتا۔ نیکی کے کام کرنے کو دل ہی نہیں کرتا، کیا پتہ ہم جو آنکھوں کو قابو نہیں کرتے، غیر محرم سے نہیں بچاتے اسی کا وبال ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فکر و مراقبے کے اندر لذت ہی عطا نہیں کرتا۔

(۱۴) حفاظتِ خداوندی سے محرومی:

اور پندرہویں چیز بہت ہی عجیب ہے (اللہ اکبر)! اس سے بڑا نقصان اور کوئی نہیں۔

خُرُوْجٌ مِّنْ حِصْنِ اللّٰهِ الْحَصِيْنِ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت کے قلعے سے اس کو نکال دیتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت کے قلعے سے جس کو نکال دے وہ بے چارہ بدبخت بن جاتا ہے۔یہ گناہوں کا وبال ہوتا ہے۔

(۱۵) علم سے محرومی:

گناہوں کا ایک وبال یہ بھی ہوتا ہے کہ علم سے محروم ہو جاتا ہے۔توجہ فرمایئے! بہت سارے طلباء کہتے ہیں: حضرت! ہم سبق یاد کرتے ہیں بھول جاتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنا! جہاں عصیان ہوگا وہاں نسیان ہوگا۔وہ طلبا دیکھیں کہ ایسا تو نہیں کہ بد نظری کی وجہ سے،غیبت کی وجہ سے، بدگمانیوں کی وجہ سے، بے ادبیوں کی وجہ سے، دل دکھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے علم کی یادداشت والی نعمت سے محروم نہ کر دیا ہو۔

(۱۶) عمر میں کمی:

اسی طرح گناہوں کی وجہ سے بندے کی عمر کم ہو جاتی ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے جو گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر کو گھٹا دیتے ہیں'' اب عمر گھٹانے میں علمانے دو باتیں لکھیں ہیں علمانے۔ایک تو یہ کہ فزیکلی عمر گھٹ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی عمر کو سو سال کی بجائے ستر سال کر دیتے ہیں، یعنی گھٹا دی گئی۔

اور علمانے اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ انسان کی Effective (کارگر) عمر گھٹا دی جاتی ہے۔کیا مطلب؟ کہ پچیس سال کا نوجوان ہوتا ہے اور اٹھتے ہوئے آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔جوانی میں بڑھاپا آ گیا، وہ جو فعال زندگی تھی اس کو گھٹا کر اس کو بیماریوں کا مجموعہ بنا دیا جاتا ہے۔آج کل تو یہ حال ہے کہ سولہ سال کا ایک لڑکا میرے پاس آیا، حضرت! مجھے لو بیک کی پین (کمر کا درد) ہے، مجھ سے چلا نہیں جاتا۔سولہ سال کی عمر اور اس میں (لو بیک پین) کوئی جوڑ بنتا ہے!!

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے لگتا ہے جیسے بچے تھے اور بچپن کے بعد بڑھاپا آ گیا اور جوانی انہوں نے دیکھی ہی نہیں۔ یہ گناہوں کا وبال ہوتا ہے۔

(۱۷) دشمنانِ اسلام سے مشابہت:

اور گناہ کرنے کا ایک اور وبال یہ ہے کہ گناہ کرنے والے کو دشمنانِ اسلام کے ساتھ مشابہت ملتی ہے۔ اللہ کے دشمنوں سے مشابہت ہو گئی اور گناہ کرنے والے کو حدیث پاک کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مخلوق لعنت برساتی ہے۔ فرشتے بددعا کر رہے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر شیطان کو مسلط فرما دیتے ہیں۔ اب جس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ گناہوں کا انجام اتنا برا ہوتا ہے، وہ بندہ گناہوں کے قریب جانے سے بھی ڈرے گا۔ اپنی عادات کو ٹھیک کرلے گا۔

دوسرا عمل: اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا:

گناہ چھوڑنے کے لیے دوسرا عمل یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے حیا کھائے کہ میرے اللہ نے بن مانگے اتنی نعمتوں سے نوازا، میں کتنا بے حیا ہوں کہ میں اسی پروردگار کے حکم کی تعمیل میں کوتاہیاں کرتا ہوں! ایک ننھا بچہ بھی پاس ہو تو بندہ اس کے سامنے گناہ کرنے کی ہمت نہیں کرتا تو پھر اللہ (احکم الحاکمین) کی زمین پر اس کے سامنے اس کی نافرمانی کی جائے یہ تو بڑی جرأت کی بات ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دیں ان کے بارے میں بھی سوچے کہ میرے رب نے بن مانگے اتنی نعمتیں دیں اور میں پھر بھی اس کی نافرمانی کر رہا ہوں۔

تیسرا عمل: اللہ تعالیٰ کا خوف

اور چوتھا عمل یہ کہ اللہ سے ڈرے۔ کبھی کبھی انسان کا ایک گناہ اللہ تعالیٰ کی ایسی نظر میں آتا ہے کہ بندے کی پکڑ آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ (الزخرف:۵۵)

جب انہوں نے ہمیں گناہوں اور نافرمانیوں کے ذریعے سے ناراض کیا تو ہم نے بھی ان سے انتقام لیا۔ کہیں اللہ تعالیٰ انتقام لینے کا ارادہ نہ کر لے۔ اللہ کی پکڑ بہت بری ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور پکڑ کا ڈر دل میں پیدا ہو جائے تو یہ چیز گناہوں سے بچنے کا سبب بن جاتی ہے۔

چوتھا عمل: موت کو یاد کرنا:

قَصْرُ الْاَمَلِ وَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ

امیدوں کو چھوٹا کرنا اور موت کو کثرت سے یاد کرنا

یہ بھی گناہوں کو چھوڑنے کے لیے آسان نسخہ ہے۔ جب انسان کو اس بات کا یقین ہو گا کہ میں نے عنقریب اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے اور میرا ہمیشہ کا ٹھکانہ آگے آنے والا ہے تو پھر وہ اپنی عاقبت کو بچانے کے لیے گناہوں سے بچے گا۔

پانچواں عمل: مجاہدۂ نفس کرنا

ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو ہوا وحرص اور بری عادات سے پاک کرنے کے لیے مجاہدے پر لگانا اور اس سلسلے میں:

مُجَانَبَةُ الْفُضُوْلِ فِي الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ

''زیادہ کھانے اور پینے سے اجتناب کرنا''

قلتِ طعام اور قلتِ کلام کی عادت ڈالنا۔

چھٹا عمل: محاسبۂ نفس:

پھر فرمایا مُحَاسَبَةُ النَّفْسِ ''یہ جو صبح شام کا مراقبہ کرتے ہیں یہ حقیقت میں محاسبہ ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا

’’اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے‘‘

تو جو بندہ صبح شام کا مراقبہ پابندی سے کرے اور اپنے نفس کا محاسبہ بھی کرے اس کے لیے گناہوں کی عادت چھوڑنی آسان ہوتی ہے۔

ساتواں عمل: صحبتِ صلحا کو اختیار کرنا

اور آخری بات یہ کہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے۔ خود یہ عادتیں چھوڑنی مشکل ہوتی ہیں اور اگر نیکوں کی محفل میں آ جائیں تو ان کی صحبت کی برکت سے یہ عادتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ (التوبہ:۱۱۹)

’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو!‘‘

تو جب ان باتوں کو ہم سوچیں گے اور ان اعمال کو کریں گے تو بری عادتوں کو چھوڑنا بھی آسان ہو جائے گا۔

توبہ کی قبولیت کی علامات

اب آخری بات یہ کہ بندے نے اپنی طرف سے توبہ تو کر لی، بری عادتیں بھی چھوڑ دیں، برے عمل بھی چھوڑ دیے، لیکن کیا پتہ توبہ قبول بھی ہوئی یا نہیں؟ اس کی بھی چند علامات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ میری توبہ قبول بھی ہوئی یا نہیں۔

(۱) آئندہ زندگی گزشتہ سے بہتر:

ارشاد فرمایا:

اَنْ یَّكُوْنَ بَعْدَ التَّوْبَةِ خَیْرٌ مِّنْ مَّا كَانَ قَبْلَهَا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ توبہ کی قبولیت کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد انسان کی زندگی پہلی زندگی سے اچھی ہو جاتی ہے۔ پہلے نمازیں قضا کر جاتا تھا اب پابندی سے پڑھتا ہے۔ پہلے صرف نمازیں ہی پڑھتا تھا اب جماعت کی پابندی کرتا ہے۔ پہلے جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا، اب تکبیرِ اولیٰ کی پابندی کرتا ہے۔ پہلے فرض نمازیں پڑھتا تھا اب تہجد کی بھی پابندی کرتا ہے۔ تو یہ جو انسان کی زندگی کے اندر خیر آتی ہے وہ بتاتی ہے کہ اللہ نے توبہ قبول فرمالی۔

(۲) دوبارہ گمراہی کا خوف:

دوسری علامت یہ ہے کہ

اَنْ لَّا یَزَالُ الْخَوْفُ مِنَ الْعَوْدَۃِ اِلَی الذَّنْبِ مُصَاحِبًا لَّہٗ

سچی توبہ کی ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ بندے کو ہر وقت دل میں خوف رہتا ہے کہ کہیں میں دوبارہ گناہوں کی طرف مائل نہ ہو جاؤں۔ وہ اپنے نفس کے اوپر بھروسہ نہیں کرتا کہ جی اب میں توبہ تائب ہو چکا ہوں۔ نہیں نہیں۔ اس بات سے ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں دوبارہ گناہ کے راستے پر نہ چل پڑوں۔ اپنے نفس پر کبھی اعتماد نہیں کرتا۔

(۳) گناہ سے بے طمع ہونا:

اور تیسری علامت یہ ہوتی ہے:

اِنْخِلَاءُ الْقَلْبِ وَ تَقَطُّعِہٖ نَدَمٌ وَ خَوْفٌ مِنَ الْعُقُوْبَۃِ الْعَاجِلَۃِ وَ الْاٰجِلَۃِ

کہ انسان کا دل گناہوں کی چاہت سے خالی ہو جائے۔ یعنی دل سے گناہوں کی حسرت نکل جائے۔ یا یوں سمجھیے وہ انسان گناہوں سے بے طمع ہو جائے۔ دل میں سوچ لے کہ مجھے بدنظری نہیں کرنی۔ میرے اللہ کا حکم ہے، لہٰذا مجھے اس سے کوئی پروا نہیں کہ گزرنے والا نامحرم کون ہے اور کیسا ہے؟ یہ جو ہوتا ہے نا دل سے طمع کو نکال دینا یہ

سب سے مشکل کام ہے۔

آج کل کے نوجوان کیوں بدنظری کر جاتے ہیں؟ دل میں طمع ہوتی ہے، طمع بدنظری پہ آمادہ کرتی ہے۔ اس لیے اکثر نوجوانوں سے پتہ کریں، وہ آپ کو دوسری شادی کے لیے تیار نظر آئیں گے۔ اس کے لیے دعائیں بھی کرتے ہوں گے اور کئی تو خط کے ذریعے پوچھتے بھی ہیں کہ حضرت! دوسری شادی کی اجازت دے دیجیے۔ میں ان کو جواب لکھتا ہوں کہ پہلی بیوی سے مشورہ فرمالیجئے۔ تو یہ جو دل میں سے حسرت ہوتی ہے، یہ حسرت نکال دیں۔

طمع کیسے نکلی؟

چنانچہ ایک مرتبہ ایک جگہ چار پانچ نوجوان بیٹھے ہوئے تھے (کسی باہر کے ملک کی بات ہے) فقیر بھی جا پہنچا اور وہ آپس میں یہی باتیں کر رہے تھے۔ سب شادی شدہ نوجوان تھے اور دوسری شادی کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ وہ طلبا ہی تھے، میں نے ان کو بٹھایا اور ان کو سمجھایا۔ میں نے کہا کہ بھئی دیکھو! اگر تو دوسری شادی کے چکر میں پڑنا ہے، تو پھر علم کا کام تمہارے ہاتھ سے گیا۔ پھر علم تمہارے کام نہیں آئے گا۔ آج کا زمانہ نہیں ہے کہ دو شادیاں بھی کرو اور ساتھ علم بھی چلاؤ۔ اگر تو چاہتے ہو کہ ہم اشاعتِ علم کا کام کریں تو پھر اللہ تعالیٰ نے جو ایک بیوی دی ہے، جو اچھی ہے، نیک ہے، صحت مند ہے، ہر کام آسکتی ہے، خدمت کر سکتی ہے، ضرورت پوری کر سکتی ہے تو کیا ضرورت ہے دوسری شادی کے بارے میں سوچنے کی؟ کیونکہ علم کی مصروفیت کی وجہ سے آپ عدل وانصاف نہیں کر سکیں گے۔ اور قرآن مجید میں فرمادیا کہ اگر تم عدل نہ کر سکو تو ایک شادی ہی کافی ہے۔ جو اللہ کے کام میں آگے بڑھنا چاہتا ہے وہ ان چکروں میں نہ پڑے۔ ذہن میں بٹھالے کہ بس اللہ نے ایک بیوی دے دی، اب اسی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر وہ پوچھنے لگے کہ دل سے طمع نہیں نکلتی، اس وجہ سے بیوی کی موجودگی میں بھی بدنظری ہوتی ہے۔ تو میں نے ان کو سمجھایا اور بتایا کہ بھئی! اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کے لیے قبول کیا ہے، اب آپ علم کے راستے میں آگے بڑھو۔ تمہیں گھر میں اللہ نے بیویاں دی ہیں انہیں سے الفت اور محبت کا اظہار کرو اور زندگی گزارو۔ سب نے وعدہ کرلیا کہ ہم بدنظری نہیں کریں گے، اور آج سے ہم بے طمع ہونے کی کوشش کریں گے۔ کچھ دنوں کے بعد ان میں سے ایک حافظ صاحب ہمارے پاس آئے، کہنے لگے: حضرت! جس دن سے ہم نے عہد کیا ہے کہ باہر کسی سے کوئی طمع نہیں رکھیں گے، اس دن سے پتہ نہیں کیا ہوا، بیوی ہمیں بڑی اچھی لگنے لگ گئی ہے۔ یہ فطری بات ہے، جب انسان باہر سے بے طمع ہو جائے گا تو اللہ رب العزت اس کو گھر کے اندر الفتیں اور محبتیں عطا فرما دیں گے۔

(۴) عاجزی:

اور چوتھی علامت یہ کہ جس کی توبہ سچی ہوتی ہے، اس بندے کے اندر پھر عاجزی آجاتی ہے۔ وہ بات بھی کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ہاں یہ بندہ اپنے آپ کو خطا کار، گناہگار سمجھ کر توبہ کرنے والا ہے اور اب عاجزی کے ساتھ دوسروں سے پیش آتا ہے۔ اس بندے میں غرور اور تکبر نہیں ہوتا، عاجزی ہوتی ہے۔

تو یہ سچی توبہ کی چار علامات ہیں۔

رزق میں برکت والے اعمال:

یہاں میں ایک چیز اور بھی آپ کو بتا دوں، کئی لوگوں کو عملیات کا، تعویذوں کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ بات بات پر تعویذ۔ اکثر تعویذ رزق کی تنگی کے ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں چند اعمال بتائے گئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ رزق میں برکت فرما دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ آپ وہ اعمال کر لیں آپ کو کسی تعویذ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ صرف گنوا دیتا ہوں۔

☆ استغفار سے اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت عطا فرماتے ہیں۔

☆ کثرتِ عبادت سے رزق میں وسعت فرماتے ہیں۔

☆ حج کرنے سے رزق میں برکت عطا فرماتے ہیں۔

☆ کثرتِ عمرہ کرنے سے اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرماتے ہیں۔

☆ صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ وسعت عطا فرماتے ہیں۔

☆ کمزوروں کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے پر اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت عطا فرماتے ہیں۔

☆ تقویٰ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ وسعت عطا فرماتے ہیں۔

☆ سچ بولنے سے اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت عطا فرماتے ہیں۔

☆ اور ہجرت کا عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت عطا فرماتے ہیں۔

یہ اعمال احادیث میں آئے ہیں ان پر آپ عمل کر لیں، اللہ تعالیٰ آپ کو غنی فرما دیں گے محتاجی سے بچا لیں گے۔

اب توبہ کے عنوان پر ہم نے ہر زاویے سے روشنی ڈالی کہ انسان نیت کیا کرے، ارکان کیا ہیں کیسے عادات کو چھوڑے؟ کیسے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کی علامتیں ہوں؟

توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے:

یہ توبہ کا عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے، اتنا پسند ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے:۔

«اَلتَّائِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ»

''توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے''

توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے۔ توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں۔ تو کتنا بڑا انعام ہے؟۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ﴾ (البقرۃ:۲۲۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں''

اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ سچی توبہ کرتا ہے اور ''یارب'' پکارتا ہے، اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتے ہیں کہ اس یارب کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ''لَبَّیْكَ یَا عَبْدِیْ'' (ہاں اے میرے بندے!) فرماتے ہیں۔

اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک مسافر اونٹنی پر کسی صحرا میں چلا گیا اور تھکا ہوا تھا سو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اونٹنی بمع سامان کے غائب ہے۔ بڑا تلاش کیا، اونٹنی نہ ملی۔ حتی کہ بندے کو یقین ہو گیا کہ میں اسی جگہ پر بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ کر مر جاؤں گا۔ غم کی حالت میں، بہت افسردگی کی حالت میں اس پر پھر اونگھ طاری ہو گئی۔ آنکھ کھلی تو اچانک اس نے دیکھا کہ اونٹنی ساز و سامان کے ساتھ پاس کھڑی ہے۔ تو بندے کا دل اتنا خوش ہوا کہ وہ کہنا چاہتا تھا کہ اللہ! تو میرا رب اور میں تیرا بندہ لیکن خوشی میں وہ یہ کہہ بیٹھا کہ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَ اَنَا رَبُّكَ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب۔ فرماتے ہیں جتنی خوشی اس بندے کو ہوئی اللہ تعالیٰ کو اس سے بھی زیادہ خوشی توبہ کرنے والے بندے پر ہوتی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

جب توبہ سے اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ آج کی اس مجلس میں ہم اپنے گناہوں سے پکی سچی توبہ کر لیں۔

توبہ کا ارادہ کریں!

خطیب الانبیا حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ اے میری قوم!

﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ﴾ (ھود:۹۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اپنے رب کے سامنے استغفار کرو! میرا رب بڑا رحیم ہے اور بڑی محبت کرنے والا ہے''

تو ہم بھی اگر توبہ کریں گے اللہ تعالیٰ ہم پر بھی رحمت نازل فرمائیں گے۔ ہم سے بھی اللہ تعالیٰ محبت فرمائیں گے۔ تو بھئی! اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کر کے آئندہ نیکوکاری کی زندگی گزارنے کا دل میں ارادہ کر لیں، یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ پہلی امتوں کے لوگ گناہ کرتے تھے تو ان کے دروازوں پر لکھا جاتا تھا کہ اس بندے نے یہ گناہ کیا۔ نبی علیہ السلام کے رحمت للعالمین ہونے کے صدقے اللہ تعالیٰ نے دروازوں پہ لکھوانے والا عذاب تو معاف فرما دیا۔ البتہ چہروں پر لکھنے والی بات ابھی باقی ہے، جو بندہ بھی گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے پر لکھوا دیتے ہیں اور پڑھنے والے اس کو پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ نظر عطا فرمائے کہ ہم اپنے چہروں پر گناہوں کی نحوست کو دیکھ سکیں۔

انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی:

ہم اللہ رب العزت کی عظمت کو سامنے رکھیں اور پھر یہ دیکھیں کہ ہم کس پروردگار کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں؟ ہم نے کتنی بڑی غلطی کر لی! کتنی بڑی کوتاہی کر لی! اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ جس کے سامنے انبیاء بھی تھرتھراتے ہیں۔ وہ ہستیاں جو معصوم عن الخطا ہوتی ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا﴾ (الانبیآء: ۹)

''وہ خوف اور امید کے ساتھ ہمیں ہی پکارتے تھے۔ ہم سے ہی ڈرتے تھے''

ان انبیائے کرام کے معاملات کو دیکھیں کہ اللہ رب العزت نے اپنی بے نیازی کا اظہار ان کے ساتھ کیسے فرما دیا؟ ذرا توجہ فرمائیں! بندگی کے نظارے دیکھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

.....سیدنا آدم علیہ السلام ایک چھوٹی سی بھول کی وجہ سے جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیے جاتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الاعراف:۲۳)

.....دیکھیے! اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں آپ کے اہل کو طوفان سے بچالوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ان کے سامنے، پانی کی موجوں میں غرق ہوگیا۔

﴿وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ﴾ (ھود:۴۳)

موج آئی اور وہ غرق ہوگیا

اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

﴿اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ﴾ (ھود:۴۵)

اے اللہ! میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا اور آپ کے وعدے سچے ہیں۔

اتنی بات کہی۔ ارشاد ہوا:

﴿يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ (ھود:۴۶)

وہ آپ کے اہل میں سے نہیں تھا اس کے عمل برے تھے۔

اور آگے فرمایا:

﴿اِنِّيْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ (ھود:۴۶)

”میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں والے عمل میرے سامنے نہ کیجیے“

حضرت نوح علیہ السلام فوراً معافی مانگتے ہیں: اے اللہ! معاف فرمادیجیے۔

﴿رَبِّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (ھود:۴۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیا علیہم السلام اس درجے پر فائز ہستیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو جانتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی کو سمجھتے ہیں۔ اس لیے ڈرتے ہیں کہ کہیں اس مالک کی بے نیازی کی نظر اٹھ گئی تو پتہ نہیں پھر کیا انجام کر دیا جائے؟ ڈرتے ہیں۔

⊙......سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیے کہ زندگی میں اپنی قوم کو اتنا کہہ دیا تھا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں، میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ اتنی سی بات پر بھی گھبرائیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے سے ڈریں گے۔ انکار فرمادیں گے کہ نہیں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں جا سکتا، ایسا نہ ہو کہ مجھ سے پوچھ لیا جائے۔

⊙......سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دیکھیے کہ ایک دشمن غلطی سے مکہ لگنے سے مر گیا تھا، معاف بھی کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ قیامت کے دن فرمائیں گے میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش نہیں ہو سکتا، میں اللہ تعالیٰ کے جلال سے ڈرتا ہوں۔

⊙......سیدنا یعقوب علیہ السلام کی تکلیف کو دیکھیں۔ ان کا بیٹا، پھول جیسا بیٹا، حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے باپ سے جدا کر دیا۔ روتے روتے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں، بینائی چلی گئی۔

دیکھیے! حضرت یوسف علیہ السلام کو، اس لڑکپن کے اندر اللہ تعالیٰ نے کنویں میں ڈلوا دیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو مغرب کے قریب انہوں نے کنویں میں ڈالا تھا اور آگے رات کا اندھیرا آ گیا۔ اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب اپنے والد کے پاس واپس آئے تو عشا کا وقت تھا:

﴿وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ﴾ (یوسف:۱۶)

عشا کے وقت روتے دھوتے پہنچے تھے۔ اور سیدنا یوسف علیہ السلام چھوٹے تھے، بچے تھے، اکیلے تھے، تنہائی تھی، اندھیرے کی وجہ سے بھی ڈر لگ رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب سحری کا وقت ہوا، اور تھوڑی تھوڑی روشنی نظر آنے لگی، تو حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

امید نظر آئی کہ اندھیرا ختم ہو جائے گا اور میرا بھی کنویں سے نکلنے کا ذریعہ بن جائے گا۔ تو انہوں نے دعا کی تھی، اے میرے اللہ! میری بھی مشکل کو آسان فرما اور انسانوں میں سے جتنے بھی مشکل میں گرفتار ہیں، سب کی مشکل کو آسان فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کو ایسے قبول فرمایا، آپ غور کیجیے! کوئی بیمار آدمی ہو، تہجد کے وقت اس کی بیماری کا لیول کم ہو جاتا ہے۔ اگر پریشان بندہ ہو تو تہجد کے وقت پریشانی کم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کو ایسا قبول کیا کہ صبح صادق کے اس وقت میں اللہ تعالیٰ ہر بندے کے کرب (غم) کو کم کر کے اس کو سکون عطا فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو دیکھیے!

- ......سیدنا زکریا علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے۔ ان پر بھی دنیا میں سر کے اوپر آرا چل رہا ہے (اللہ اکبر) اللہ! آپ اپنی عظمت دکھاتے ہیں۔ پیغمبر ہونے کے باوجود ان کے سر پر آرا چلایا گیا اور ان کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے گئے۔
- ......اور دیکھیے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی گردن کو کاٹا گیا۔
- ......اور دیکھیے حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ کے اندر گرفتار فرما دیا۔

ذرا دیکھیے اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی۔ اگر ان ہستیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ ہے تو ہم تو بڑے بڑے گناہ کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کی نظر ہماری طرف اٹھ گئی تو ہمارا کیا بنے گا!؟

آج وقت ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لیں۔ وہ اتنا بے نیاز ہے۔ بلعم باعور پانچ سو سال اللہ کی عبادت کرتا رہا، مستجاب الدعوات تھا۔ ایک کوتاہی ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا ﴾ ...... (الاعراف:۱۷۶)

وہ تباہ ہوا، خواہشات کی پیروی کی، فرمایا: ہم نے پھٹکار دیا۔

﴿ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ﴾

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اس کی مثال کتے کی مانند ہے'' سوچتا ہوں کہ آخر انہوں نے پانچ سو سال عبادت کی تھی سجدے کیے تھے۔ اتنی عبادت کے بعد بھی اس کو آپ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ایک کتے کی مثال تھی۔ ہمارے پاس تو یہ عبادتیں بھی نہیں، سجدے بھی نہیں، ہمارا کیا حال ہوگا؟

اب توبہ کر لیجیے......

آج وقت ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لیں اور اپنے رب کو منا لیں۔ میرے دوستو! اپنے رب سے ہم گڑگڑا کر معافی مانگ لیں کہ اے اللہ! ہم نے جو بھی گناہ کیے چاہے وہ ارادے سے کیے یا بغیر ارادے سے کیے۔ مگر آپ ہم پر مہربانی فرما دیجیے۔

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ

''اللہ! آپ کی مغفرت ہمارے گناہوں سے بہت وسیع ہے''

وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ

''اور اپنے عملوں سے زیادہ میں آپ کی رحمت سے امید رکھتا ہوں''

اللہ! ہمیں اپنے عملوں پر بھروسہ نہیں، آپ کی رحمت پر بھروسہ زیادہ ہے۔ اپنی رحمت کا معاملہ فرما دیجیے اور اللہ! اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرما دیجیے۔ رب کریم! ہم آج آپ کی بارگاہ میں سر جھکاتے ہیں۔ ہم نے بڑے گناہ کر لیے، ہم اس کا اقرار کرتے ہیں، مگر میرے مولا! آپ توبہ قبول کر لیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بزرگ کے پاس کوئی بوڑھا آیا تھا، تو ان بزرگوں نے کہا کہ تم نے آنے میں بڑی دیر کردی۔ بوڑھے نے جواب دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ﴾

بے شک اللہ پر لازم ہے ان لوگوں کی توبہ کو قبول کرنا جو جہالت کی وجہ سے گناہ کر بیٹھتے ہیں۔

جب شہوت غالب ہوتی ہے، بندے کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ علما نے لکھا، جب غصہ آتا ہے تو عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ عقل والا بھی جاہل بن جاتا ہے، فرمایا:

﴿ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ﴾ (النساء:۱۷)

''پھر وہ قریب توبہ کر لیتا ہے''

مفسرین نے لکھا ہے کہ قریب کا مطلب ہے مرنے سے پہلے توبہ کر لیتا ہے۔ تو جب انہوں نے کہا: تو نے آنے میں بڑی دیر کردی۔ بوڑھے میاں نے کہا: میرے رب نے فرمادیا موت سے پہلے توبہ کر لی تو اس نے قریب توبہ کی، دیر نہیں ہوئی۔ اگر بوڑھے نے بات کہی تو سچی بات کہی۔

اللہ! آج اس محفل میں ہم اپنی زندگی میں جیتے جاگتے آپ سے صلح کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اے میرے مولا! ہم پر احسان فرمادیجیے اور ہمیں اپنے ان نیک بندوں کی محفل سے خالی نہ اٹھائیے۔ رب کریم! یہاں تو سب مل کے مانگ رہے ہیں، نیکوں کے صدقے ہم گناہگاروں کی بھی توبہ قبول کر لیجیے۔ میرے مولا! ہم ساحرانِ فرعون سے زیادہ آلودہ تو نہیں۔ وہ تو جادوگر تھے، ہم نے تو جادو بھی نہیں سیکھا، آپ کا ان پر احسان ہوگیا تھا، آپ ہم پر بھی مہربانی فرمادیجیے۔ اے اللہ! اصحابِ کہف کے کتے سے بدتر نہ کیجیے۔ اس کے ساتھ آپ نے جنت کا وعدہ فرمالیا، کہیں آپ ہمیں جنت سے محروم نہ کردیں۔ میرے مولا! طور سینا کے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

درخت پر آپ کی تجلی پڑ گئی تو درخت میں سے آپ کی تجلیات کا ظہور ہوا۔ اے اللہ! ہمیں اس پتھر کی طرح ہی بنا دیجیے اور ہمارے دل کے پتھر پر بھی اپنی نظر ڈال دیجیے۔ اے اللہ! وہ حنانہ کا درخت جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں رو پڑا تھا، ہمیں اس سے زیادہ بے حس و حرکت نہ بنائیے کہ ہمارے دل اس محبوب کی محبت سے نا آشنا زندگی گزاریں۔ ہم پر رحمت فرمایئے۔ آج کے اس وقت میں ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے۔ اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف کر کے ہماری توبہ کو قبول کر لیجیے۔ اے اللہ! ہم سچی توبہ کرتے ہیں، معاف فرما دیجیے اور ہماری توبہ کو قبول فرما لیجیے۔ میرے مولا! ہم اتنا جانتے ہیں آپ ہی کا تو ایک دروازہ ہے۔ اس کے سوا کوئی دروازہ نہیں۔

اللہ! ایک اندھا، ایک بوڑھا، مانگنے والا، لوگوں کے دروازے سے مانگتا مانگتا رب کے دروازے (مسجد کے دروازے) پر آ گیا تھا، جب صدا کا جواب نہ ملا، کہنے لگا: کس بخیل کا دروازہ ہے، جواب نہیں آتا؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ تو مسجد ہے، خدا کے گھر کا دروازہ ہے۔ تو اس اندھے نے اپنے پیالے کو توڑ دیا کہ میں اب رب کے دروازے پر آ گیا ہوں، اب مجھے غیر سے مانگنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ! آج ہم بھی آپ کے دروازے پر آ گئے ہیں۔ ہم اور کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے، فقط آپ کی عظمتوں کو دیکھتے ہیں اور اپنے گناہوں پہ نادم ہیں۔ یا اللہ! مہربانی فرمایئے توبہ قبول کر لیجیے اور آج ہمیں ایک نئی زندگی عطا فرما دیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (النحل:۹۷)

فقہ اور تصوف کی بنیاد

بیان: محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: ۲۷ ستمبر ۲۰۰۵ء بعد نمازِ مغرب

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: گیارہواں سالانہ تربیتی نقشبندی اجتماع

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ تصوف کوئی عجمی چیز نہیں بلکہ خالص عربی چیز ہے۔ قرآن مجید میں اس کو تزکیہ اور احسان کے نام سے یاد کیا گیا۔ گو کہ وقت کے ساتھ ساتھ جب مشائخ نے اس پورے علم کی تدوین کردی اس کو مدون کیا تو اس کا نام تصوف مشہور ہوگیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم آج کل اعمالِ ظاہرہ کرتے ہیں ان کے علم کو فقہائے کرام نے نبی ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد قرآن اور احادیث کے اندر سے اکٹھا کرلیا۔ یہ ہیرے اور موتی ہیں جو انہوں نے قرآن وحدیث میں سے نکالے ہیں۔ تو فقہا نے کوئی نئی چیز نہیں بنائی بلکہ انہوں نے شریعت کی باتیں ہی بتائی ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

فقہ اور تصوف کی بنیاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً﴾ (النحل: ۹۷)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تصوف وسلوک کی محنت:

جو کوئی بھی نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، ہم اسے ضرور بالضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ ہر انسان کی چاہت ہوتی ہے کہ اسے طیب اور پاکیزہ زندگی نصیب ہو۔ اس زندگی کو اللہ رب العزت نے اعمالِ صالحہ کے ساتھ جوڑا ہے۔ اعمال کی رغبت اور شوق کسی بندے کے دل میں اتنی پیدا ہو جائے کہ وہ نیکی کے پیچھے اس طرح بھاگے جس طرح پیاسا آدمی پانی کے پیچھے بھاگتا ہے، جس طرح بھوکا آدمی روٹی کو تلاش کرتا ہے، یہ نیک اعمال کا موقع اس طرح تلاش کرے۔ اس کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے، اسی محنت کا نام تصوف وسلوک ہے۔

بیعت کا مقصد:

چنانچہ بیعت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ مرید اپنے دل میں یہ عہد کرے کہ میں اپنے شیخ کی بات مانوں گا، اتباع کروں گا اور پیر یہ عہد کرے کہ میں اخلاص کے ساتھ مرید

www.besturdubooks.wordpress.com

کی نگرانی کروں گا اور اس کو صحیح مشورے دوں گا۔ یہ شیخ اور مرید دونوں کے درمیان ایک عہد اور معاہدہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر شیخ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس کے لیے تجویز کرے کہ کون سے معمولات اپنانے سے اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت پیدا ہوگی۔

قابلِ غور باتیں:

ایک بات پر غور کیجیے کہ جو معمولات بتائے جاتے ہیں ان میں مراقبہ، وقوف قلبی، درود شریف، استغفار، تلاوتِ قرآن اور صحبتِ شیخ ہے۔ اس میں نماز کا کہیں تذکرہ ہی نہیں۔ عام آدمی یہاں پر تھوڑا ڈگمگا جاتا ہے کہ دیکھو! اتنی نصیحتیں کیں، اتنے اعمال بتائے، ان میں نماز کا کہیں تذکرہ ہی نہیں۔ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر اس کو دوائیاں لکھ کر دیتا ہے، ان دوائیوں کا مقصد کوئی پیٹ بھرنا نہیں ہوتا۔ دوائیوں کا مقصد اس بندے کو تندرست کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ جب صحت مند ہوگا تو اسے پھر بھوک بھی لگے گی اور وہ خود بخود روٹی بھی کھائے گا۔ تو یہ معمولات بھی اسی طرح کی چیزیں ہیں۔ ان معمولات کے کرنے سے انسان کے اندر کے روگ ختم ہوتے ہیں، روحانی طور پر وہ صحت مند ہو جاتا ہے اور پھر خود بخود اس کو نیکی کا شوق مل جاتا ہے۔ ایک نماز ہی نہیں بلکہ وہ دین کے ہر حکم پر عمل کے لیے کمربستہ ہو جاتا ہے۔

شریعت، طریقت اور حقیقت:

تین الفاظ استعمال ہوتے ہیں: شریعت، طریقت اور حقیقت۔

شریعت: وہ تمام کام کہ جن کو کرنے یا نہ کرنے کا مومن کو حکم دیا گیا، یعنی احکامِ تکلیفیہ کے مجموعے کا نام شریعت ہے، اس کو ہمارے مشائخ "مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَالَهَا وَمَا عَلَيْهَا" کہتے ہیں۔

طریقت: اعمالِ باطنی پر استقامت پانے کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔

حقیقت: حقیقت یہ ہے کہ جب انسان کا دل صاف ہوتا ہے اور اس پر اللہ رب العزت کی رحمتیں اور نور برستا ہے اور اس کو فراست ملتی ہے، نور ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے، تو صفائے قلب کی وجہ سے جو احوال منکشف ہوں، ان کو حقیقت کہتے ہیں۔

علمِ تصوّف علم فقہ کی طرح مدوّن ہے:

یہ تصوف کوئی عجمی چیز نہیں بلکہ خالص عربی چیز ہے۔ قرآن مجید میں اس کو تزکیہ اور احسان کے نام سے یاد کیا گیا۔ گو کہ وقت کے ساتھ ساتھ جب مشائخ نے اس پورے علم کی تدوین کر دی اس کو مدون کیا تو اس کا نام تصوف مشہور ہو گیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم آج کل اعمالِ ظاہرہ کرتے ہیں ان کے علم کو فقہائے کرام نے نبی ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد قرآن اور احادیث کے اندر سے اکٹھا کر لیا۔ یہ ہیرے اور موتی ہیں جو انہوں نے قرآن و حدیث میں سے نکالے ہیں۔ تو فقہا نے کوئی نئی چیز نہیں بنائی بلکہ انہوں نے شریعت کی باتیں ہی بتائی ہیں۔ بنانے میں اور بتانے میں بڑا فرق ہے، انہوں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں بنایا۔ جو شریعت میں موجود تھا اور ان تک ہر بندے کا دماغ نہیں پہنچ سکتا تھا انہوں نے اپنے بعد میں آنے والوں کے لیے ان ہیروں اور موتیوں کو یکجا کر دیا۔ چنانچہ چار مذاہب سامنے آ گئے۔ اب دیکھیے! فقہ اور حدیث کی تدوین ہوئی اس میں وقت لگا یہاں تک کہ کھیر پک گئی، بعد والوں کا کام صرف اس کو کھانا بن گیا۔ یہی حال تصوف کا ہے کہ مشائخ وقت نے اس کی اصطلاحات اور اصول ضوابط کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اخذ کر کے اس کو با قاعدہ مدوّن کیا۔ چنانچہ چار سلاسلِ تصوف سامنے آئے۔

تدوینِ فقہ کیسے ہوئی؟

آج ہم فقہ حنفی پر عمل کرتے ہیں، اس کو امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

منسوب کیا جاتا ہے اس لیے کہ اس کام کی بنیاد انہوں نے رکھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیج ڈالا:

ہمارے اکابر نے کتابوں میں لکھا ہے بلکہ درِمختار و طحاوی نے بھی یہی لکھا ہے:

قَدْ قَالُوْا اَلْفِقْهُ زَرَعَهُ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ

''فقہ کا بیج عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ڈالا''

زَرَعَهُ کا کیا مطلب؟

اَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ بِاِسْتِنْبَاطِ الْفُرُوْعِ

شریعت میں اصول تو موجود تھے لیکن ان میں سے فروع کا استنباط کرنا، مسائل کا اخذ کرنا۔

مثال:

مثال سن لیجیے! قرآن مجید کی ایک آیت ہے وضو کے متعلق، ہم اسے پڑھتے ہیں تو ہمیں اس کا ترجمہ مشکل سے سمجھ میں آتا ہے اور فقہا نے اس آیت سے ایک سو سے زیادہ مسائل کا استنباط فرمالیا۔ ایک چھوٹا سا بچہ تھا، عمیر اس کا نام تھا۔ اس نے ایک پرندہ پالا ہوا تھا، وہ مر گیا۔ جب کبھی وہ بچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو آپ محبت اور شفقت میں اس بچے کو بلاتے اور فرماتے:

((يَا اَبَا عُمَيْرُ مَافَعَلَ النُّغَيْرُ))

''اے ابوعمیر! تیرے پرندے نے تیرے ساتھ کیا کیا؟''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو الفاظ تھے: يَا اَبَا عُمَيْرُ مَافَعَلَ النُّغَيْرُ اس میں سے میں نے چالیس مسائل کے جوابات کا استنباط کیا۔ مثلاً بچوں سے شفقت کیسے کرنی چاہیے؟، ان کو کیسے کنیت کے ساتھ بلا سکتے ہیں؟ اس طرح کے چالیس مسائل کا جواب انہوں نے اس چھوٹے سے فقرے میں سے نکال لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اصل میں یہ وہ ہستیاں تھیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کے بارے میں شرح صدر عطا کیا تھا، نورِ فراست عطا کیا تھا اور اس کی وجہ سے انہوں نے ایک ترتیب بنا کر ہمارے سامنے پیش کر دی، جس کو تدوین کہتے ہیں۔ یعنی کسی چیز کو مدوّن کر دینا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علمی شان:

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی علمی شان رکھتے ہیں۔ یہ چھٹے نمبر پر مسلمان ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے۔ ان کی پتلی پتلی پنڈلیاں تھیں، دیکھنے میں کمزور سے تھے، بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ تو تھے، بَسْطَةً فِي الْجِسْمِ نہیں تھے۔ آج کل کے عالم اور طالبعلم بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ ہوں نہ ہوں بَسْطَةً فِي الْجِسْمِ ضرور ہوتے ہیں، دیکھنے والا بھی محسوس کرتا ہے کہ واقعی بڑا بھاری عالم آ رہا ہے۔ تو ان کی ان پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر کئی دفعہ دوسرے صحابہ مسکراتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: کہ ابنِ مسعود کی پنڈلیاں قیامت کے دن میزان کے اندر احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہونگی۔ یہ وہی صحابی ہیں کہ جنہوں نے ابوجہل کا سر کاٹا تھا۔ ابوجہل کو نیچے تو دو چھوٹے بچوں نے گرایا تھا مگر ان بچوں میں اتنی قوت نہیں تھی کہ ان کی گردن کاٹ سکتے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی تھی، یہ بدری صحابی ہیں۔

چنانچہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی لیکن ان میں سے ایک سو انچاس ایسے تھے جو فقہا تھے اور دین میں فقاہت رکھتے تھے۔ چنانچہ جب کوئی مسئلہ ہوتا تو باقی صحابی ان سے مسئلے پوچھتے یعنی وہ باقیوں کی نسبت زیادہ عالم تھے۔ اور ان ایک سو انچاس میں سے بھی چودہ حضرات اعلم کہے جاتے تھے، یعنی ان ایک سو انچاس میں سے بھی بڑے عالم کہے جاتے تھے۔ چنانچہ ان چودہ میں سے کسی کا قول سامنے آتا تھا تو باقی حضرات اپنے قول سے رجوع کر لیا کرتے تھے۔ ان میں سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی نام آتا تھا۔ ان چودہ کا علم بھی چھ کے اندر سمٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا تھا۔ ان چھ میں نام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ بلکہ بعض فقہا نے تو لکھا کہ ان چھ کا علم بھی دو میں سمٹ آیا تھا، ایک سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو بھی علم تھا وہ صحابہ نے حاصل کیا اور صحابہ کی جماعت میں سے اللہ نے ان دو ہستیوں کو یہ امتیاز عطا فرما دیا تھا۔ چنانچہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے فقہ کا پہلے بیج ڈالا۔

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی دیا:

''وَسَقَاهُ عَلْقَمَةُ'' اور اس کو علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی دیا۔

یہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے تھے مگر ''وُلِدَ فِیْ حَیٰوةِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم'' (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں پیدا ہو گئے تھے) مگر چھوٹے تھے اس لئے صحابیت کا رتبہ نہ پا سکے۔ انہوں نے سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑا علم حاصل کیا۔ پانی دینے کا کیا مطلب؟ یعنی اَیَّدَهُ وَ وَضَّحَهُ انہوں نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کام کو مضبوط کیا اور زیادہ (Explain) واضح کر دیا۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کاٹا:

پھر فرمایا: ''وَحَصَدَهُ اِبْرَاهِیْمُ نَخْعِیْ'' اور اس کو ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کاٹا۔

کھیتی ایسے ہی ہوتی ہے نا، کوئی بیج ڈالتا ہے، پھر پانی دیتا ہے، جب کھیتی بن جاتی ہے تو پھر کوئی اسے کاٹتا ہے، تو ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کاٹا۔ یہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔ تو گویا انہوں نے اپنے ماموں کے تمام علوم کو حاصل کر لیا تھا۔ حَصَدَهُ کا مطلب علما نے یہ لکھا ہے کہ جَمَعَ مَاتَفَرَّقَ مِنْ فَوَائِدِهٖ وَ نَوَادِرِهٖ کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جتنا بھی کام کیا تھا اس متفرق کام کو انہوں نے ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ تو انہوں نے گویا کھیتی کاٹی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حماد رحمۃ اللہ علیہ نے گاہا:

پھر فرمایا: ''وَدَاسَهٗ حَمَّادٌ'' اور حماد نے اس کو بھوسی سے الگ کیا۔ جس کو پنجابی میں کہتے ہیں گاہنا۔ گندم کے سٹے ہوتے ہیں نا! اس کو تھریشر کرتے ہیں تو تھریشر کرنے کی وجہ سے اس کا بھوسہ ایک طرف اور دانے دوسری طرف ہو جاتے ہیں۔ یہ کام کس نے کیا؟ حماد نے کیا۔ دَاسَهٗ کا مطلب ہوگا ''اِجْتَهَدَهٗ فِیْ تَنْقِیْحِهٖ وَ تَوْضِیْحِهٖ '' اس کی توضیح اور تنقیح میں انہوں نے اجتہاد بھی کیا۔ یہ حماد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کو مجھ سے اتنی محبت تھی کہ ایک مرتبہ وہ ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو ان کے بیٹے نے ان سے پوچھا کہ ابو آپ کو سفر میں کوئی یاد آیا تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ بیٹے نے پوچھا کہ ابو کون؟ تو انہوں نے فرمایا مجھے نعمان یاد آیا یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یاد آئے۔ سگے بیٹے کی بجائے اپنا ذی استعداد شاگرد اتنا عزیز تھا۔ اس لئے کہ وہ نطفہ کی اولاد تھا اور یہ ان کے سینے کی اولاد تھا۔ اس لیے جو روحانی بیٹے ہوتے ہیں وہ جسمانی بیٹوں سے کم پیارے نہیں ہوتے۔

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کر چلا ہوں

یہ جو شاگرد بنانے ہوتے ہیں ان پر انسان کی محنت لگتی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَاصَلَّیْتُ صَلٰوۃً اِلَّا اِسْتَغْفَرْتُ لَهٗ مَعَ وَالِدِیْ

''میں نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر جہاں والدین کے لیے استغفار کیا میں نے اپنے استاد کے لئے بھی استغفار کیا''

کیسے کیسے سچے شاگرد ہوتے تھے کہ کوئی دعا ایسی نہیں کی جس میں اپنے شیخ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے دعا نہ کی ہو۔

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پیسا:

پھر اس کے بعد فرمایا: ''وَطَحَنَهٗ نُعْمَانُ'' نعمان نے اسے پیسا۔ نعمان بن ثابت جو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے۔ ان کے دادا اسماعیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے ثابت کو لے کر دعا کروانے گئے تھے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو دعا دی۔ اس دعا کے بدلے اللہ نے ان کو بیٹا دیا اور وہ بیٹا نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ بنا۔ وَطَحَنَهٗ نُعْمَانُ'' کا کیا مطلب؟ یعنی انہوں نے اس کو پیسا Grind کیا اور آپ کو پتہ ہے کہ پیسائی کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہوتا۔ طَحَنَهٗ کا مطلب علما نے لکھا:

''اَكْثَرَ اُصُوْلَهٗ وَ فَرَّعَ فُرُوْعَهٗ وَ اَوْضَحَ سُبُلَهٗ''

انہوں نے اس کے اصول کو اکٹھا کر کے زیادہ کر دیا

یعنی شریعت میں جو اصول فقہ موجود تھے۔ انہوں نے ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کیا۔ بلکہ اس کو بڑھا دیا یعنی اپنے پہلوں کے کام کو زیادہ کر دیا، اس راستے کو خوب واضح کر دیا۔ چنانچہ ان کے بارے میں لکھا گیا:

''فَاِنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ الْفِقْهَ''

وہ سب سے پہلے تھے جنہوں نے فقہ کو مدون کیا

''وَرَتَّبَهٗ اَبْوَابًا وَّ كُتُبًا''

اور انہوں نے دینی علم کے ابواب اور کتب کو مرتب کیا

یہ کتاب العلم ہے، یہ کتاب الایمان ہے، یہ کتاب الطہارۃ ہے ایسا مرتب کیا کہ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ الْيَوْمَ کہ آج تک وہ اسی ترتیب کے اوپر موجود ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام:

اللہ رب العزت نے ان کو کیا علم دیا تھا کہ ان کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں: میں امام شافعی عِشْلیہ کا قول اس لیے نقل کر رہا ہوں کہ جو کسی کی نہیں مانتے وہ امام شافعی عِشْلیہ کا تو بڑا احترام کرتے ہیں تو امام شافعی عِشْلیہ فرماتے ہیں:

"مَنْ اَرَادَ الْفِقْهَ فَلْيَلْزَمْ اَصْحَابَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ"

"جو چاہے کہ مجھے فقہ کا علم حاصل ہو اسے چاہیے کہ ابو حنیفہ عِشْلیہ کے شاگردوں کی صحبت کو لازم پکڑ لے"

یہ امام شافعی عِشْلیہ قسم کھا کر کہہ رہے ہیں:

وَ اللّٰهِ مَاصِرْتُ فَقِيْهًا اِلَّا بِكُتُبِ مُحَمَّدِ ابْنِ حَسَن

اللہ کی قسم میں فقیہ نہ بنتا اگر محمد بن حسن کی کتابیں نہ پڑھتا

گر محمد بن حسن شیبانی عِشْلیہ جو امام اعظم عِشْلیہ کے شاگرد تھے ان کے شاگردوں کی کتابیں پڑھ کر امام شافعی عِشْلیہ امام بنتے ہیں تو ان کے استادوں کے علم کا کیا عالم ہوگا۔

امام اعظم عِشْلیہ کے بارے میں اپنے وقت کے ایک بڑے عالم نے فرمایا:

قَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ رَاَيْتُ مُحَمَّدًا فِی الْمَنَامِ فَقُلْتُ لَهٗ: مَافَعَلَ اللّٰهُ بِكَ ؟فَقَالَ غَفَرَلِیْ ثُمَّ قَالَ لَوْ اَرَدْتُ اَنْ اُعَذِّبَكَ مَاجَعَلْتُ هٰذَا الْعِلْمَ فِيْكَ فَقُلْتُ لَهٗ فَاَيْنَ اَبُوْ يُوْسُفَ قَالَ فَوْقَنَا دَرَجَتَيْنِ قُلْتُ فَاَبُوْحَنِيْفَةَ قَالَ هَيْهَاتَ ذَاكَ فِیْ اَعْلٰی عِلِّيِّيْنَ كَيْفَ وَقَدْ صَلَّی الْفَجْرَ بِوُضُوْءِ الْعِشَآءِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

کہ میں نے ایک مرتبہ امام محمد عِشْلیہ کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں نے تمہیں عذاب دینا ہوتا تو میں یہ علم تمہارے سینے میں نہ ڈالتا۔ فرماتے ہیں میں نے امام محمد سے پوچھا کہ ابو یوسف کہاں ہیں؟ وہ ان کے ساتھی تھے، کلاس فیلو تھے، امام

www.besturdubooks.wordpress.com

اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہم سے بھی دو درجے اوپر ہیں۔ میں نے پوچھا: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ کہنے لگے وہ تو بہت اونچے ہیں، بہت اونچے ہیں دور کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ان کا مقام اعلیٰ علیین میں ہے کیوں نہ ہو کہ انہوں نے چالیس سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔

چالیس سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز:

اب اس بات پر ''جو کسی کی نہیں مانتے'' وہ بڑا اڑ پتے ہیں۔ وہ خود کہتے ہیں کہ ہم کسی کی نہیں مانتے اس لیے ہم بھی ان کے لیے یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ وہ کسی کی نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ چالیس سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی؟ تو اس بات کو ذرا سمجھ لیجیے کہ جو بات کی جاتی ہے نا وہ عام طور پر عرف کے مطابق کی جاتی ہے۔

اب ذرا قرآن سے اس کی مثال سن لیں ملکہ بلقیس کے بارے میں فرمایا کہ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اور اس کے پاس ہر چیز تھی، ہر چیز اس کو دی گئی تھی۔ اب آج کا کوئی نہ ماننے والا کہے کہ کیا اس کے پاس رولز رائس کی گاڑی تھی؟ تو اس کو کہیں گے کہ تیرا دماغ خراب ہے۔ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس زمانے میں بادشاہوں کے پاس جو کچھ ہوتا تھا وہ سب کچھ اس کے پاس موجود تھا۔ اب کوئی ''کل'' کے لفظ کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ ''کل'' کا لفظ استعمال ہوا ''کل'' میں تو ہر چیز آتی ہے۔ کیا اس کے گھر میں ایئر کنڈیشنر تھا کہ کل کا لفظ جو آ گیا ہے۔ اس کو کہیں گے کچھ مسئلہ ہے تیرے ساتھ۔ عرف میں باتیں کی جاتی ہیں اور ان کو قبول کیا جاتا ہے۔

اب دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ تورات کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ تَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر چیز کی اس میں تفصیل تھی۔ اب آج کا کوئی ڈاکٹر اس میں نسخے ڈھونڈنے لگ جائے کہ دیں کل کا لفظ آیا ہے کہ ہر چیز کی اس میں تفصیل تھی۔ اس کو کہیں گے بھائی وہ ہدایت کی کتاب تھی، لہٰذا انسان کو ہدایت کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ تمام چیزیں اس میں بتا دیئے گئے تھے۔ اسی طرح اس بات کو پکڑ کر بیٹھ جانا کہ بھئی چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

اب میں اس کو ایک عام مثال سے سمجھاتا ہوں۔ ایک طالبعلم جب علم پڑھ کر فارغ ہوتا ہے تو وہ مدرسہ میں پڑھانا شروع کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس کی عمر مکمل ہو جاتی ہے اور وہ فوت ہو جاتا ہے۔ تو جب وہ فوت ہوتا ہے تو عرف میں ہم لوگ بات کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ اس نے پوری عمر پڑھنے پڑھانے میں گزار دی۔ اب کوئی لفظ ''پوری زندگی'' پکڑ کر بیٹھ جائے کہ اس کا مطلب ہے کہ جمعہ کو بھی چھٹی نہیں کی تھی۔ اس کو کہیں گے کہ کوئی مسئلہ ہے تیرے ساتھ۔ تو جو نہیں مانتے کہ عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی تو ان بیچاروں کے ساتھ کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔

عرف میں ''چالیس سال'' کہنے سے مراد یہ ہے کہ ان کی زندگی کا معمول یہی رہا۔ اگر درمیان میں کبھی طبیعت خراب یا کوئی اور وجہ ہوئی بھی ہو تو بھی معمول وہی کہلائے گا۔ اب ایک آدمی کہتا ہے کہ فلاں آدمی کو پگڑی باندھنے کی عادت ہے تو کیا مطلب انہوں نے کبھی ٹوپی نہیں رکھی ہوگی۔ بھئی! عام عادت عمامہ باندھنے کی تھی کبھی ضرورت کے تحت اس نے ٹوپی بھی رکھ لی ہوگی۔ تو عرف میں جو باتیں کی جاتی ہیں ان کو اسی طرح قبول کر لیا جاتا ہے۔

اچھا اس کا ثبوت حدیث پاک سے دیتا ہوں۔ جنگ حنین میں جب مسلمان حملے کے لیے گئے تو دشمن چھپے بیٹھے تھے، انہوں نے اچانک تیر برسائے تو چونکہ یکدم یہ معاملہ پیش آیا تھا تو لوگ پیچھے بھاگے، تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ آگے بڑھے اور فرمایا: اَنَا نَبِیٌّ لَا کِذْبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اب کوئی الفاظ پکڑ کر بیٹھ

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے کہ بیٹے تو تھے عبداللہ کے اور نام لے لیا عبدالمطلب کا۔ تو کہیں گے کہ عرف میں دادا کا نام بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔

تو بہر حال اللہ نے ان کو ایسی زندگی دی کہ چالیس سال ان کا عبادت کا معمول یہ رہا کہ عشا کے وقت عبادت شروع کرتے تھے اور فجر تک کرتے رہتے تھے۔ ''حَجَّ خَمْسًا وَّخَمْسِيْنَ حَجَّةً'' انہوں نے اپنی زندگی میں پچپن حج کیے تھے۔ ''وَرَاى رَبَّهٗ فِي الْمَنَامِ مِائَةَ مَرَّةً'' اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں خواب میں اللہ تعالیٰ کی سو مرتبہ زیارت کی تھی۔

ایک مرتبہ وہ حج کے لیے گئے اور بیت اللہ کا جو کنجی بردار حاجب تھا اس کو کہا کہ بھئی دروازہ کھولو مجھے اندر جانا ہے۔ اس نے بیت اللہ کا دروازہ کھولا۔

فَقَامَ بَيْنَ الْاَبَوَيْنِ حَتّٰى خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا سَلَّمَ بَكٰى وَنَاجٰى رَبَّهٗ اِلٰهِيْ مَاعَبَدَكَ هٰذَا الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَهَتَفَ هَاتِفٌ مِنْ جَانِبِ الْبَيْتِ يَا اَبَا حَنِيْفَه قَدْ غَفَرْنَا لَكَ وَلِمَنْ اِتَّبَعَكَ مِمَّنْ كَانَ عَلٰى مَذْهَبِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

جو بیت اللہ کے دوستون ہیں ان کے درمیان وہ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی حتی کہ انہوں نے دو رکعت کے اندر پورا قرآن مجید مکمل کر لیا۔ پھر جب انہوں نے سلام پھیرا تو روئے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کی، دعا کی۔

''اے اللہ! اس کمزور بندے نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا''

چنانچہ ہاتف نے آواز لگائی، بیت اللہ کے اندر سے ایک غیبی آواز آئی:

اے ابوحنیفہ! ہم نے آپ کی بھی مغفرت کر دی اور جو قیامت تک تمہارے علم کی، مذہب کی، اخلاص کے ساتھ پیروی کرے گا، ہم نے اس بندے کی بھی مغفرت فرما دی۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اس معاملے میں ہمیں شرح صدر ہے۔ جس کو پتہ ہوتا ہے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ کی عبادت کی لذت کا اس کے لیے رات جاگ کر گزارنا کوئی مشکل نہیں ہوتی۔
اس لئے تو کسی عارف نے کہا تھا۔

ان کی نوازشوں میں تو کوئی کمی نہ تھی
گر کچھ قصور تھا تو شب مختصر کا تھا

ان کو راتوں کے چھوٹا ہونے کا شکوہ ہوا کرتا ہے۔

علی ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل کا آدھا روئے زمین کے لوگوں کی عقل سے موازنہ کیا جائے تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل ان سب پر غالب آجائے۔ اس لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بال بچوں کی مانند ہیں۔

تو وہ ابوحنیفہ جس نے ان اصولوں کو جمع کیا اور پھر مجتہد فی الشرع کہلائے، انہوں نے اصول فقہ کو اکٹھا کر لیا۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے گوندھا:

پھر فرمایا: وَعَجَنَہٗ یَعْقُوْبُ (امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا نام یعقوب تھا) ''پھر یعقوب نے اس آٹے کو گوندھا جس کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پیسا تھا''۔ واجنہ کا مطلب

دَقَّقَ النَّظَرَ فِیْ قَوَاعِدِ الْاِمَامِ

انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قوائد میں دقیق نظری سے کام لیا۔

وَاجْتَھَدَ فِیْ زِیَادَۃِ اِسْتِنْبَاطِ الْفُرُوْعِ مِنْھَا

اور اس میں جو فروعات تھیں انہوں نے ان میں استنباط کر کے ان کو اور زیادہ کر دیا۔

اس لیے ان کو مجتہد فی المذہب کہا جاتا ہے کہ اصول میں تو انہوں نے امام

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی مگر اجتہاد میں انہوں نے برابر کا اجتہاد کیا۔

یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، اصل میں یتیم تھے۔ یوں سمجھیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو پالا تھا۔ ماں نے تو بھیجا تھا دھوبی کے پاس کپڑے دھونے کے لیے اور امام صاحب نے ان کو اپنے پاس رکھ لیا اور ماہانہ تنخواہ دیتے تھے، جو یہ گھر دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ اتنے بڑے عالم ہوئے کہ اپنے وقت کے امام بن گئے، تب ماں کو پتہ چلا۔ اللہ نے ان کو کتنا علم دیا؟ اس بارے میں خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

هُوَ اَفْقَهُ اَهْلَ عَصْرِهٖ وَلَمْ يَتَقَدَّمْهُ اَحَدٌ فِيْ زَمَانِهٖ وَكَانَ النِّهَايَةَ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكَمِ وَالرِّيَاسَةِ

وہ اپنے زمانے کے سب لوگوں میں سے زیادہ فقیہ تھے، ان کے زمانے میں ان سے علم میں کوئی بھی آگے نہ بڑھ سکا۔

اور ابو یوسف اپنے زمانے میں علم کی نہایت تھے۔ جیسے کہتے ہیں کہ وہ علم کا اخیر ہے۔ وہ اپنے زمانے میں فی العلم ان تمام کے اندر ان کا آخری کلام ہوا کرتا تھا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے روٹیاں پکائیں:

پھر اس کے بعد فرمایا:

وَخَبَزَهُ مُحَمَّدٌ ''امام محمد نے پھر اس کی روٹیاں پکائیں''

جو آٹا گندھا ہوا تھا اس کی روٹیاں پکائیں۔ خَبَزَهُ کا مطلب کیا کہ

زَادَفِيْ اِسْتِنْبَاطِ فُرُوْعٍ وَتَنْقِيْحِهَا وَتَهْذِيْبِهَا بِتَحْرِيْرِهَا حَيْثُ لَمْ تَحْتَجْ اِلٰى شَيْئٍ آخَرَ

''انہوں نے اس کی تنقیح وتہذیب میں اتنا کام کیا کہ ان کے بعد اس کام کے کرنے کی کسی اور کی ضرورت ہی نہ رہی''

www.besturdubooks.wordpress.com

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام:

جب روٹی پک جاتی ہے تو پھر کھانے کا ہی کام رہ جاتا ہے۔ چنانچہ یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے بارے میں آتا ہے:

قَدْ ظَهَرَ عِلْمُهُ بِتَصَانِيْفِهٖ كَالْجَامِعِيْنَ حَتّٰى قِيْلَ اِنَّهٗ صَنَّفَ فِيْ عُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ تِسْعَ مِائَةٍ وَّ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَمِنْ تَلَامِيْذِهِ الشَّافِعِيْ (مقدمۃ الرد علی الدر: ۱/۱۲۰-۱۲۷)

''ان کا علم ان کی تصانیف سے ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ جامعین (جامع صغیر، جامع کبیر، والمبسوط، والزیادات، والنوادر) یہاں تک کہ ان کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے علوم دینیہ میں نو سو ننانوے کتابیں لکھی تھیں اور ان کے شاگردوں میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے شاگرد تھے۔''

تو دیکھو اتنے بڑے حضرات جو بحر العلوم تھے، جبال العلوم تھے انہوں نے اس پر کام کیا اور کتاب وسنت میں سے ان تمام اصول وضوابط کو اکٹھا کر کے انہوں نے علم فقہ کو مدون کر دیا۔ لاکھوں مسائل، چھ لاکھ سے زیادہ مسائل کے جواب انہوں نے اپنی زندگی میں لکھ ڈالے تھے۔ کسی نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جو مسائل پیش ہی نہیں آتے آپ سوچ سوچ کر ان مسئلوں کا بھی جواب کیوں لکھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جب آگ لگتی ہے تو کنویں نہیں کھودے جاتے پہلے کے کھودے ہوئے کام آتے ہیں، ہم آج آئندہ پیش آنے والے مسائل کے جواب لکھ رہے ہیں تاکہ کل کسی کو کوئی مسئلہ پیش آجائے تو اس کو جواب پہلے سے لکھا مل جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے ساتھ ایک رات کمرے میں گزاری تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کاغذات کو پڑھتے رہتے پھر چراغ بجھا کر لیٹ جاتے، میں سمجھتا سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھ بیٹھتے اور چراغ جلاتے، پڑھنے بیٹھ

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے پھر چراغ بجھا کر سو جاتے۔ میں نے دیکھا کہ ایک رات میں سولہ مرتبہ انہوں نے چراغ جلایا اور اپنی کتاب کو پڑھا۔ اب جو بندہ سولہ مرتبہ بستر سے اٹھے تو کیا وہ سویا ہوگا؟ میں سوچتا تھا کہ یہ کچھ پڑھ کر سو جاتے ہیں مگر حیرت اس بات پر ہوئی کہ جب فجر کا وقت ہوا تو انہوں نے اسی عشا والے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کتابوں کو پڑھتے تھے پھر اس پر غور خوض کے لئے ذرا Relax ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور چراغ بجھا دیتے تھے کیونکہ جب لکھنے کا کام ہی نہیں تو چراغ جلانے کا کیا فائدہ؟

کسی نے پوچھا کہ آپ رات کو سوتے کیوں نہیں؟ تو فرمانے لگے کہ میں اس لیے رات کو نہیں سوتا کہ لوگ ہم پر اعتماد کر کے میٹھی نیند سو جاتے ہیں، اگر ہم بھی سو جائیں تو پھر ان کو علم کے مسائل کا جواب کون دیا کرے گا۔

ہمارا کام روٹی کھانا ہے:

یقین جانیے کہ یہ حضرات ہمارے محسن ہیں، انہوں نے اپنی زندگی میں ہی آئندہ پیش آنے والے لاکھوں مسائل کے جواب لکھ کر ہمیں بتا دیے۔ آج ہمارا کام اسکے اوپر فقط عمل کرنا ہے یعنی پکی پکائی روٹی کھانا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان تمام حضرات کے لئے بلندی درجات کی دعا مانگا کریں۔

تصوف کی محنت قرآن وحدیث سے ثابت ہے:

تو جیسے فقہ کے ساتھ معاملہ پیش آیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ سارا علم کھل کر سامنے آ گیا۔ اسی طرح تصوف وسلوک کا اور تدوین حدیث کا معاملہ پیش آیا۔ اب پوری تفصیل تو عاجز بتا نہیں سکتا، لہٰذا اتنی بات ضرور جان لیں کہ یہ تمام اصول وضوابط قرآن وسنت میں موجود تھے، وہیں سے ہمارے اکابرین نے ان کو یکجا کر کے ایک جگہ اکٹھا کر دیا، جس سے اللہ نے ہمارے لیے آسانی فرما دی۔ چنانچہ وقت کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ الفاظ کا استعمال بدلتا رہا ہے، اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ پہلے زمانے میں اس کو تزکیہ واحسان کہتے تھے، اور احسان تو عام طور پر مشہور تھا، آج تصوف کا لفظ مشہور ہوگیا تو کیا فرق پڑتا ہے؟

دیکھئے سب سے پہلے ''خلیفہ'' کا لفظ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے استعمال کیا گیا، سب سے پہلے ''امیرالمومنین'' کا لفظ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے استعمال کیا گیا، سب سے پہلے ''قاضی القضاۃ'' یعنی چیف جسٹس کا لفظ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال ہوا۔ ''وزیر'' کا لفظ ابوسلمی حفص کے لئے استعمال ہوا، ''سلطان'' کا لفظ سب سے پہلے محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے استعمال ہوا، ''صوفی'' کا لفظ سب سے پہلے ابوہاشم رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تھے، ان کے لیے استعمال ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو ایسا قبول کیا کہ ان کے بعد یہ لفظ باقاعدہ استعمال ہی ہونے لگ گیا۔

اتنا تو مانیں کہ تصوف کی جو محنت ہے وہ واقعی کتاب وسنت میں سے نکلی ہوئی ہے۔ اگر آپ کو ''تصوف'' کی بجائے کوئی اور لفظ اچھا لگتا ہے تو آپ وہ کہنا شروع کردیں، ہمارا کوئی جھگڑا ہے؟ ہاں ان سے جھگڑا ضرور ہے جو کہتے ہیں کہ دل کی صفائی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔

تصوف کی محنت کا مقصود:

کسی نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے پوچھا کہ تصوف کا مقصود کیا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا: ایسی محنت کرنا کہ انسان کی رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے، اس کو تصوف کہتے ہیں۔

اللہ کا وصل کیسے نصیب ہوتا ہے؟

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! مجھے اللہ تعالیٰ کا وصل کیسے مل سکتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے؟ یعنی وصول الی اللہ مجھے کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے اس کو اجمالاً کہہ دیا:

زندہ کو مارو اور مردہ کو زندہ کرو، حاضر کو غائب کرو اور غائب کو حاضر کرو، دوست سے اجنبیت اختیار کرو اور اجنبی سے دوستی کرلو۔

اب سننے والا تو حیران ہوتا ہے کہ جی ہمارے تو کچھ پلے نہیں پڑا، کہنے والے نے کتنی گہری بات کی ہے؟۔ ان تین کاموں کی تفصیل سن لیجیے کہ تین کام کرلو گے تو وصل نصیب ہو جائے گا۔

فرمایا: ''زندہ کو مارو اور مردہ کو زندہ کرو'' کا مطلب ہے نفس زندہ ہے اس کو مردہ کرو اور دل مردہ ہے اس کو زندہ کرو۔ سبحان اللہ

''جو روبرو ہے اس کو پیچھے کرو اور جو پیچھے ہے اس کو روبرو کرو'' کا مطلب یہ ہے کہ دنیا تمہارے روبرو ہے، اس کو پیچھے کرو اور آخرت تمہارے پیچھے ہے اس کو روبرو کرو۔ یعنی اُخروی نقطہ نظر سے زندگی گزارو۔

تیسرا فرمایا: ''دوست کو اجنبی بنالو اور اجنبی کو دوست بنالو''۔ شیطان سے تمہاری دوستی ہے اسی کی مان کر چلتے ہو، لہٰذا اس کو اجنبی بنالو اور جس کی نہیں مان کر چلتے وہ پروردگار تمہارے لیے اجنبی بنا ہوا ہے اس اجنبی سے دوستی کرلو۔

یہ تین کام کرلو تمہیں اللہ کا وصل نصیب ہو جائے گا۔

تین بنیادی باتیں:

اس عاجز نے جتنا وقت اپنے مشائخ کی صحبت میں گزارا تھا، ان کی زبان سے مندرجہ ذیل تین باتوں کی اہمیت کے بارے میں بہت زیادہ سنا۔ آپ بھی اگر ان باتوں کو اپنائیں گے تو اس نسبت کے نور کو جلدی حاصل کرلیں گے۔

(۱) کم کھانا:

پہلی بات ہے کم کھانا۔ دوسرے الفاظ میں بھوکا رہنا، یہ تصوف کی بنیاد ہے جبکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی پر آج عمل نہیں ہوتا۔ جتنی ہماری مصیبتیں ہیں، مثلاً آنکھ قابو میں نہیں، شہوانی خیال زیادہ آتے ہیں، تہجد میں آنکھ نہیں کھلتی، یہ سب زیادہ کھانے کی مصیبتیں ہیں۔ کم کھانے میں جو مزہ ہے ہم نے وہ لیا ہی نہیں۔ جبکہ رمضان آکر گزر جاتا ہے اس میں بھی ہم کم کھانے کے مزے نہیں لیتے۔ سحری میں اتنا کھا لیتے ہیں کہ الٹی آنے کو ہوتی ہے اور افطاری کے وقت تو ہم کھانے کے اوپر ایسے ٹوٹ پڑتے ہیں لگتا ہے آج میں نہیں یا یہ نہیں۔ رمضان میں بھی نہیں جانتے کہ بھوک کیا ہوتی ہے؟

بھوک کی فضیلت:

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بھوک کے فضائل گنوا رہے تھے۔ کسی نے حیران ہو کر کہا: حضرت! بھوک کی بھی فضیلتیں ہیں؟ فرمایا: اگر فرعون کو بھوک آجاتی تو وہ خدائی کا دعویٰ کبھی نہ کرتا۔ جب پیٹ خالی ہوتا ہے تو پھر بندے کو اپنی اوقات کا پتہ چلتا ہے کہ میں کیا ہوں۔ پھر خود ہی جھکنے کو دل کرتا ہے، عاجزی آتی ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دانی آتی ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بہت بھوکا تھا، کئی دن کا فاقہ تھا اور بھوک کی وجہ سے میرے آنسو نکل آئے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: ابو ہریرہ کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کتنے وقت سے کھانے کو کچھ نہیں ملا، اب بھوک برداشت سے باہر ہے، جس پر آنکھوں سے بے اختیار آنسو آگئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ! رو نہیں، بھوکا رہنے والے کو قیامت کی سختی ہرگز نہ پہنچے گی، اگر بھوک میں ثواب کی نیت ہو تب۔ واہ میرے مولیٰ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک میں ثواب کی نیت کر کے مسئلہ صاف کر دیا۔ نگاہ نبوت کو پتہ تھا کہ آنے والے وقت میں لوگ اپنے جسم کو خوبصورت بنانے کے لیے ڈائیٹنگ کریں گے۔

آج کل تو سلمنگ کلینک بن گئے ہیں اور لڑکیاں بھوکی رہتی ہیں، کچھ کھاتی نہیں مگر اتنی توفیق نہیں کہ روزہ ہی رکھ لیں۔ روزے کی توفیق نہیں ہوتی، ویسے کچھ نہیں

کھائیں گی کہ کہیں چربی نہ چڑھ جائے۔ اس میں ثواب تو ملے گا نہیں، بہتر ہے کہ سلمنگ کی بجائے روزوں کی کثرت کریں تاکہ ہمیں اللہ کی رضا بھی مل جائے اور دل کو نورانیت بھی نصیب ہو جائے۔

سب سے برے لوگ:

حدیث پاک میں آتا ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے جو رنگ برنگے کھانے کھائیں گے، طرح طرح کے مشروبات پئیں گے، قسم قسم کے کپڑے پہنیں گے اور خوب باتیں بنائیں گے، وہ میری امت کے سب سے برے لوگ ہوں گے۔

اس لیے ہمارے مشائخ نے لکھا کہ انسان کے دل میں جو نفسانی وسوسے آتے ہیں یہ شیطان کا بیج، شیطان کا تخم ہوتا ہے، اور پیٹ کو بھر لینا یہ اس کی زمین ہے اور جی بھر کر سونا یہ اس کو پانی پہنچانے کی مانند ہے۔ جو ڈٹ کر کھائے گا وہ جم کر سوئے گا، اس کی آنکھ کہاں کھلے گی بھائی؟ ایسی حالت میں تو فجر کے وقت آنکھ کھلنی مشکل ہوتی ہے تہجد میں تو بڑی دور کی بات ہے۔ عوام الناس کی بات نہیں کرتے آج تو طلبا کے لیے فجر کی نماز پڑھنی مشکل ہے۔ ہمارے اکابرین نے اس کی بنیاد ڈھونڈ لی کہ اصل وجہ پیٹ بھر کر کھانا ہے جس سے سستی طاری ہو جاتی ہے۔ استاد تقریر کر رہا ہوتا ہے اور یہ اس وقت غنودگی کے عالم میں سیر الی اللہ کر رہے ہوتے ہیں۔ تاہم اتنا ضرور ہے کہ انسان اپنی ضرورت کے بقدر اتنا کھائے جتنا اس کو ضروری ہے، اس لیے کہ جو انسان روٹی بالکل نہیں کھائے گا وہ بالآخر گولیاں کھائے گا۔ لہٰذا اتنا ضرور کھائے کہ ضرورت پوری ہو جائے۔ ضرورت سے زیادہ کھانا جیسے عادتاً ہم کھاتے ہیں، یہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ انسان کی ضرورت بہت تھوڑی ہے چند لقمے بھی آپ کھا لیں تو آپ پورا دن آرام سے گزار سکتے ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو انسان بیوی بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھائے

www.besturdubooks.wordpress.com

دستر خوان سمیٹنے سے پہلے اللہ ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ تو مردوں کو چاہیے کہ وہ گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ کھانا کھانے کی عادت ڈالیں مگر کھائیں اتنا جو انسان کی ضرورت کے لیے کافی ہوا یسا نہ ہو کہ انسان کی طبیعت میں سستی پیدا کر دے اور انسان عبادات سے محروم ہو جائے۔

بھوک کے دس فائدے:

چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھوک کے دس فائدے لکھے ہیں۔

① دل کی صفائی ہوتی ہے۔

② دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ کچھ لوگ خطوط لکھتے ہیں کہ حضرت! رونا نہیں آتا تو وہ بھی ذرا اس پر غور کریں۔ ممکن ہے کہ دل میں رقت کے نہ ہونے کی وجہ کہیں ان کا ''پیٹ بھر کر کھانا'' نہ ہو۔

③ بھوکوں کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے۔

④ آخرت کی بھوک یاد آتی ہے۔

⑤ گناہوں کا زور ٹوٹتا ہے۔

⑥ نیند کم ہوتی ہے۔

⑦ عبادت میں چستی آتی ہے۔

⑧ بدن تندرست رہتا ہے۔

⑨ انسان کا تھوڑے میں گزارا ہو جاتا ہے

⑩ اللہ کے راستے میں خرچ و خیرات کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

دو ناپسندیدہ چیزیں:

اس لیے فرمایا ہے کہ دو چیزیں مباح ہیں مگر اللہ کو بڑی ناپسند ہیں۔ ایک پیٹ بھر

www.besturdubooks.wordpress.com

کر کھانا اور دوسرا بیوی کو طلاق دینا۔ یعنی شرعی عذر کے بغیر بیوی کو طلاق دینا یہ بھی اللہ کو بہت ناپسند ہے۔ پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ اجازت ہے، مگر اللہ کو یہ بھی ناپسند ہے۔

مقامِ مناجات اور مقامِ ملاقات:

اب یہاں پر طلبا کے لئے ایک علمی نکتہ بیان کرتا ہوں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ سے ہم کلامی کے لیے کوہ طور پر گئے تھے، چالیس دن انہوں نے وہاں گزارے اور ان کو چالیس دن بھوک محسوس ہی نہ ہوئی، لیکن جب خضر علیہ السلام کے پاس گئے تو راستے میں بھوک بھی لگی کہنے لگے:

﴿آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ (الکھف:۶۲)

کیا فرق پڑا؟ توجہ فرمایے علما نے لکھا ہے کہ طور پر جانا مقاماتِ مناجات تھا اور علم حاصل کرنے کے لیے سفر پر جانا مقاماتِ ملاقات تھا۔ تو ملاقات پر انسان کو اپنی حاجت محسوس ہوتی ہے اور مناجات کی کیفیت میں انسان کو اپنا آپ یاد ہی نہیں رہتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"عَبْدِیْ خَلَقْتُ الْاَشْیَاءَ لِاَجْلِكَ وَخَلَقْتُكَ لِاَجْلِیْ"

میرے بندے! میں نے سب چیزوں کو، تمہارے لیے پیدا کیا اور تجھے میں نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے، فرمایا:

((یَا ابْنَ آدَمَ اُطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ اِنْ وَجَدْتَنِیْ وَجَدْتَّ کُلَّ شَیْءٍ اِنْ فَاتَنِیْ فَاتَ کُلَّ شَیْءٍ وَاَنَا خَیْرٌ لَّكَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ))

"اے آدم کے بیٹے! تو مجھے طلب کر تو مجھے پالے گا، اگر تو نے مجھے پالیا تو نے ہر چیز کو پالیا اور اگر تو نے مجھے پانے سے محرومی حاصل کر لی تو ہر چیز سے محروم ہو گیا اور میں تمہارے لیے ہر چیز سے زیادہ بہتر ہوں"

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک حدیث پاک میں آتا ہے:

عَبْدِیْ اَنْتَ تُرِیْدُ وَ اَنَا اُرِیْدُ وَ لَایَکُوْنُ اِلَّا مَا اُرِیْدُ

”ایک تیرا ارادہ ہے اور ایک میرا ارادہ ہے، ہوتا وہی ہے جو میرا ارادہ ہے“

((فَاِنْ اَسْلَمْتَ لِیْ فِیْ مَا اُرِیْدُ اَعْطَیْتُکَ مَا تُرِیْدُ فَاِنْ لَّمْ تُسَلِّمْ فِیْ مَا اُرِیْدُ اَتْعَبْتُکَ فِیْ مَاتُرِیْدُ وَ لَایَکُوْنَ اِلَّامَااُرِیْدُ))

(حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر: ۳۲۵/۱۱)

”اور اگر تو وہ چاہے گا جو میرا ارادہ ہے تو میں تیرے ارادے کو بھی پورا کردوں گا اور اگر تو میرے ارادے کو نہیں مانے گا تو میں تجھے تھکا دوں گا اس میں جو تو چاہتا ہے اور ہوگا وہی جو میں چاہوں گا“

خالی پیٹ کی لذت:

اب ہم بھوک کی بات نہیں کرتے پیٹ کو خالی رکھنے کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ تو آپ پیٹ کو خالی رکھنے کی لذت پائیے، لہٰذا کوئی ایسا سالک نہیں جس نے کبھی بھوک کو محسوس ہی نہ کیا ہو اور وہ نسبت کا نور پالے اور اس کو چمکا لے۔ اگر آپ اپنے دل میں نور حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ راستہ اسی ذریعے سے طے ہوتا ہے۔ اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس کا دنیا میں اکثر پیٹ بھرا رہتا ہے وہ قیامت کے دن خالی پیٹ کھڑا کیا جائے گا۔

(۲) تہجد کی پابندی:

نسبت کا نور حاصل کرنے کے لیے دوسری چیز جو ضروری ہے وہ ہے تہجد کا اہتمام۔ سالک کو چاہیے کہ وہ تہجد کا اہتمام اس طرح کرے جس طرح ایک نیک آدمی فرض نمازوں کا اہتمام کیا کرتا ہے، جو وصول الی اللہ کے راستے پر چلنا چاہتا ہے تو وہ تہجد کا اہتمام اس طرح کرے جس طرح ایک عام نیک انسان پانچ نمازوں کا اہتمام

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا ہے۔

کہتے ہیں جی مجھے مراقبے کی فرصت نہیں ملتی، تلاوت چھوٹ جاتی ہے، تسبیحات چھوٹ جاتی ہیں، جس نے تہجد میں جاگنے کی پابندی کر لی اب صاف ظاہر ہے اس کو تہجد سے فجر تک سارے معمولات کرنے کا وقت مل جائے گا۔ تو تہجد کی پابندی کے لیے دوپہر کا قیلولہ بھی معاون ہوتا ہے اور رات کو جلدی سونا بھی۔ اذکارِ مسنونہ، مسنون دعائیں پڑھنے سے بھی یہ آسان ہو جاتا ہے اور اگر پھر بھی اٹھنا مشکل ہو تو آلارم لگانا بھی معاون ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے جو کچھ کر سکتا ہے وہ کر دے اور پھر معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی آنکھ نہ کھل سکی تو پریشان نہ ہوں، اس لیے کہ جو بس میں تھا وہ تو کر چکے، اب قدرت کی طرف سے توفیق اور منشا نہیں ہے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، جو اپنے بس میں تھا وہ تو کر لیا۔ تقدیری امور بھی تو ہوتے ہیں۔

لَیْلَةُ التَّعْرِیسِ میں نبی ﷺ سے فجر کی نماز قضا ہوئی، کیوں؟ اللہ تعالیٰ نے قضا کروائی تاکہ امت کے سامنے قضا نماز کا مسئلہ واضح ہو جائے۔ تو تقدیری امر تھا اس لیے نبی ﷺ کو اس وقت کوئی افسوس نہیں ہوا۔ تو جب وہ سب کچھ کر لے جو کر سکتا ہے تو پھر پریشان ہونے والی بات نہیں ہوتی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم طالب مولیٰ بنیں، طالب کیفیات نہ بنیں۔

(۳) رابطۂ شیخ:

اور تیسری چیز ہے رابطہ شیخ ہے۔ اس رابطے کو بڑھائیے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق کے انعامات پائیے۔ چنانچہ ایک بزرگ عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو مفسرِ قرآن تھے اور اپنے وقت کے بڑے کامل شیخ تھے، وہ خود بتایا کرتے تھے کہ میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہتے ہیں کہ میں مدرسے میں پڑھاتا بھی تھا، تھوڑی دیر بعد میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اجازت مانگی کہ حضرت میں نے مدرسے جانا ہے، شرعی عذر ہے کہ طلبا کے سبق میں ناغہ نہ ہو۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مولانا کچھ دن ہمارے پاس بھی ٹھہر جاؤ۔ مشائخ بھی چاہتے ہیں کہ ان کے پاس جو نعمت ہے وہ لوگ ان کی زندگی میں ہی حاصل کرلیں۔ حضرت نے کہا کہ تھوڑی دیر رک جاؤ۔ انہوں نے سوچا کہ اب چونکہ حضرت فرمارہے ہیں اس لیے میں مہتمم صاحب کو فون کر دیتا ہوں کہ میرے سبق فلاں استاد پڑھادیں اور میں تین دن حضرت کے پاس رہ جاتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ میں تین دن حضرت کی خدمت میں رہا اتنی اللہ نے برکت دی کہ میں لوٹ کر جب آیا تو تین سال متواتر ایک دن بھی تہجد کی نماز قضا نہ ہوئی۔ تین دن کی برکت سے تین سال تہجد کی توفیق مل گئی، مگر کوئی رہے تو سہی، آج تو اللہ بچائے بدگمانیاں ہی ختم نہیں ہوتیں ؂

میری ہر نظر تیری منتظر
تیری ہر نظر میرا امتحان

؎ بات کو تولتے ہیں کہ یہ بھی سنت کے مطابق ہے، ہاں یہ بھی سنت کے مطابق ہے، تولتے تولتے زندگی گزار بیٹھتے ہیں اور جانے والے بالآخر چلے جاتے ہیں۔

آج وقت ہے:

ایک عالم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، انہوں نے دورۂ حدیث ان سے کیا تھا، انہوں نے ہمارے حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں دو سال حضرت کی موجودگی میں مسلم شریف پڑھائی، کبھی کبھی چاہتے بھی تھے کہ بیعت ہو جاؤں مگر بیعت نہیں ہوئے۔ حضرت کی وفات کے بعد موٹے موٹے آنسو گراتے ہوئے اس عاجز کے پاس آئے کہ میں وقت گزار بیٹھا، روز حضرت کا درس قرآن سنتا تھا، دو سال کوئی تھوڑا عرصہ تو نہیں ہوتا اور میں اسی سوچ میں رہا کہ ہاں اچھے ہیں، کامل ہیں، متبع سنت ہیں، اچھا درس قرآن دیتے ہیں، بڑی اعلیٰ بات کرتے ہیں اور اسی سوچ سوچ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ہی دو سال گزر گئے اور مجھے نہیں پتہ تھا کہ حضرت اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ کہنے لگے کہ آج میں سوچتا ہوں تو مجھے ان جیسی شخصیت پورے ملک میں نظر کوئی نہیں آتی، تو کئی بیچارے سوچ سوچ میں ہی وقت گزار بیٹھتے ہیں۔

یاد رکھنا کہ آج ہمارے جو مشائخ دنیا میں موجود ہیں فائدہ اٹھالیں ورنہ کل ان جیسے بھی تمہیں نظر نہیں آئیں گے، یہ قحط الرجال کا دور ہے۔ آپ خود سوچیں کہ جو علما جا رہے ہیں کیا ان جیسا کوئی بعد میں نظر آتا ہے؟ اسی طرح جو مشائخ جا رہے ہیں بعد میں ان جیسے بھی نظر نہیں آتے۔ اس لیے آج وقت ہے کہ ان سے فائدہ اٹھالیں۔

اللہ کی طلب میں لگنے والوں کے احوال:

تو اعمالِ صالحہ خوب کیجیے نیکی کر کر کے تھکیں اور تھک تھک کر نیکی کریں۔ معاذۃ عدویہ رحمہا اللہ اللہ کی ایک نیک بندی تھیں بہت عبادت کیا کرتی تھیں۔ ان کے خاوند ایک جہاد میں شہید ہو گئے تو انہوں نے اپنا دن اور اپنی رات اللہ کی عبادت میں لگا دیے۔ چنانچہ عشا کے بعد تھوڑی دیر سنت کی نیت کر کے سوتیں اور پھر یہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوتیں کہ کیا پتہ آج آخری رات ہو اور وضو کر کے مصلے پر آتیں اور پوری رات مصلے پر گزار دیا کرتیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اسی طرح عبادت کر کے بیٹھی تھیں کہ انہوں نے اپنے شہید خاوند کو آنکھوں کے سامنے دیکھا جیسے عالم امثال میں کسی کی شکل نظر آتی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ جی آپ کیسے آئے؟ تو خاوند نے ان کو کہا (اللہ تعالیٰ نے خاوند کی شکل میں کوئی فرشتہ بھیجا، یا خاوند کی روح کو بھیجا، اللہ جانے کیا معاملہ بنا) تو عبادت کر کے تھک گئی ہے اور اب میں تجھے لینے کے لیے آیا ہوں۔ بس اتنے الفاظ کہے اور انہوں نے کلمہ پڑھا اور ملک الموت نے ان کی جان قبض کر لی، یوں انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا۔

رابعہ بصریہ اللہ کی نیک بندی تہجد میں اٹھتی تھیں اور دو باتیں کیا کرتی تھیں۔ پہلی بات یہ کرتیں کہ اے اللہ! دنیا کے سب بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیے

تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے میں تیرے سامنے اپنا دامن پھیلاتی ہوں۔ اور دوسری بات یہ کرتیں کہ اے اللہ! جیسے آپ نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک دیا ہے شیطان کو مجھ پر مسلط ہونے سے بھی روک دیجیے۔

ایسے ہی مرد بھی ہوا کرتے تھے جن کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اتنی عبادت کرتے تھے کہ جب رات کو سونے کے لئے بستر پر جاتے تو اس طرح تھکے ہوتے کہ پاؤں گھسیٹ کر چلتے تھے جیسے کہ تھکا ہوا اونٹ اپنے پاؤں کو گھسیٹ کر چلا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ابوریحانہ بہت عرصہ جہاد میں رہے، بالآخر گھر آئے، عشا کا وقت تھا، بیوی سے بات ہوئی، ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ میں دو رکعت پڑھ لوں پھر آپس میں مل بیٹھیں گے، وقت گزاریں گے۔ دو نفل کی نیت باندھ لی اور قرآن پڑھنے لگ گئے اور قرآن پڑھتے پڑھتے ذہن سے ہی نکل گیا کہ آج میں گھر میں ہوں۔ حتیٰ کہ جب معمول کے مطابق تلاوت کر کے سلام پھیرا تو فجر کا وقت قریب تھا۔ سلام پھیر کر بیوی کو دیکھا تو بیوی نے کہا: مَا لَنَا مِنْكَ مِنْ نَّصِيْبٍ "کیا ہمارے لیے آپ کے پاس کوئی وقت نہیں تھا" تَعِبْتَ وَ اَتْعَبْتَنِيْ "تو خود بھی تھک گیا اور مجھے بھی ساری رات انتظار میں تھکا دیا"۔ تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ جب میں نے تلاوت شروع کی تو میرے ذہن سے خیال ہی نکل گیا کہ میں گھر میں ہوں اور تو میرے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہے۔ واہ میرے مولیٰ! کیسی ان کو عبادت میں یکسوئی ہوگی۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ اگر ہم نیچے والی منزل پر دو نفل پڑھ رہے ہوں اور کوئی تیسری منزل پر ہمارا نام لے تو ہمیں پھر بھی پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی تیسری منزل پر ہمیں یاد کر رہا ہے۔

ہمارے اعمال پلاسٹک کے پھول:

ایک بات ذرا غور سے سنیں، اگر کوئی روبوٹ بنا ہوا ہو اور وہ کسی کو پانی پلائے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا اسے ثواب ملے گا؟ نہیں ملے گا۔ اس لیے کہ اس کے اندر احساسات اور کیفیات نہیں ہیں وہ مشین ہے۔ نکتہ کی بات سمجھنے کی کوشش کریں اگر ایک مشین کسی کو پانی پلاتی ہے۔ حالانکہ پانی پلانا نیکی کا کام ہے مگر چونکہ احساس سے خالی ہے اس لیے کوئی اجر نہیں ملتا۔ ایسا تو نہیں کہ آج ہم احساس سے عاری جو نمازیں پڑھ رہے ہیں کل قیامت کے دن ہمیں بھی کوئی اجر نہ دیا جائے، تمہاری زبان سے الفاظ تو نکل رہے تھے دل میں تو تمہارے کوئی احساس ہی نہیں تھا۔ آج ہمارے اعمال پلاسٹک کے پھولوں کی مانند ہیں۔ ہم نے پلاسٹک کے پھول دیکھے اتنے Real نظر آتے ہیں کہ دیکھنے والا محسوس کرتا ہے کہ بالکل اصلی ہیں۔ بنانے والوں نے ان پر شبنم کے قطرے بھی بنا دیے، کتنے صحیح نظر آتے ہیں لیکن ہوتے پلاسٹک کے ہیں۔ آج ہماری بغیر احساس والی نمازیں بھی ان پلاسٹک کے پھولوں کی مانند ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم جو نمازیں پڑھیں اللہ رب العزت کی محبت اور ان کے دھیان کے ساتھ پڑھیں تاکہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہمیں انعام مل جائے۔

نکتے کی تین باتیں:

نکتے کی تین باتیں یاد رکھیے گا۔

(۱) تسلیم و رضا:

پہلی بات تو یہ کہ سراپا تسلیم و رضا بن جائیں۔ کیونکہ سالکین کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔

کسی پر خوف غالب ہو تو وہ رو رہا ہوتا ہے،
کسی پر امید غالب ہو تو وہ مسکرا رہا ہوتا ہے،
کسی پر طلب کا غلبہ ہو تو وہ بے چین ہوتا ہے،
کسی پر امید غالب ہو تو وہ پرسکون ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ پھولوں کا گلدستہ ہے، اللہ نے کسی کو کسی حال میں رکھا ہے کسی کو کسی حال میں۔لہٰذا محبت کا تقاضا یہ ہے کہ صاحب سکون اضطراب نہ مانگے اور مضطرب سکون نہ مانگے۔اللہ نے جس حال میں رکھا ہو اپنے مولیٰ سے اسی حال میں راضی رہے۔ سراپا تسلیم ورضا بن جائے تو اس راستے پر جلدی پرواز نصیب ہو جائے گی۔

(۲) مال و جمال سے بے اعتنائی:

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کے مال اور جمال کے فریب سے اپنے آپ کو بچا لینا چاہیے۔اصل تو یہ اعمال ہیں جن سے انسان کی زندگی سنورتی ہے۔آج تو زندگیاں حسن و جمال کے پیچھے ضائع کر دیتے ہیں۔اس عاجز کے حساب میں شاید ننانوے فیصد لوگ تو عمر کا زیادہ حصہ اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ میں نے دوسری شادی کرنی ہے۔یہ فیصلہ نہیں کر پاتے کہ اللہ نے بیوی بھی دے دی، اولاد بھی دے دی، سکون بھی دے دیا، اب میں نے اپنے رب کو منانا ہے۔یاد رکھیں حسن و جمال اور مال ومنال کے پجاری کبھی پرسکون زندگی نہیں گزار پاتے۔مال کی بات سن لیجیے۔

☆......ہشام بن عبدالملک نے انیس سال حکومت کی، حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ بڑھاپے میں بصرہ کی جامع مسجد کے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر بھیک مانگا کرتا تھا۔انیس سال اقتدار کرنے والا جامع مسجد کے سامنے اللہ کے نام کی بھیک مانگتا تھا۔

☆......القاہر باللہ عباسی نے زندگی بادشاہی میں گزاری اور اس کا انجام بھی ایسا تھا کہ بازار میں چل کر لوگوں سے بھیک مانگا کرتا تھا۔

☆......واثق باللہ بڑا جابر بادشاہ تھا، اس کی آنکھوں میں بڑا رعب تھا، اسکو دیکھ کر خوف آتا تھا، اپنے وقت کا ہیبت خان تھا۔جب فوت ہوا تو ابھی اس کا جنازہ قبرستان لے جانے کے لیے تیار کیا ہی گیا تھا کہ اس کے کفن کے اندر حرکت ہوئی، کسی نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہا کہ یہ کفن کے اندر حرکت کیسی؟ جب انہوں نے کفن کھولا تو کیا دیکھا کہ ایک چوہا ہے جو اس کے کفن کے اندر گھس گیا اور اس نے اس کی دونوں آنکھوں کو کھا لیا تھا، ادھر ہی سے سزا و جزا کا کام شروع ہو گیا۔

☆......سلمان بن عبد الملک بہت خوبصورت نوجوان تھا، اس کو شادیوں کا بہت شوق تھا۔ ایک وقت میں چار بیویاں رکھتا تھا اور ہر جمعہ کے دن ایک بیوی کو طلاق دے کر نئی بیوی سے نکاح کرتا تھا۔ جوانی ہی کے اندر پینتیس سال کی عمر میں اس کی وفات ہو گئی۔ جب اسکا جنازہ پڑھا گیا تو ابھی قبر میں دفن نہیں کیا تھا کہ لاش میں حرکت دیکھی گئی۔ جب لاش میں حرکت ہوئی تو بیٹا پوچھنے لگا کہ کیا میرے ابو زندہ ہیں؟ تو عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پاس کھڑے تھے، کہنے لگے: زندہ نہیں عَجَّلَ اللّٰہُ بِالْعُقُوْبَۃِ اللہ نے تیرے باپ کو عذاب دینے میں جلدی کی ہے'' تو ایسی حسن و جمال اور مال و منال والی زندگی کے پیچھے لگ کر وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ؟ ؎

ہوئے مر کر ہم جو رسوا، ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

مر کر مر ہی جاتے تو اچھا تھا مگر کیا کریں
مر کر مرنا نہیں مر کر پھر زندگی ہے

(۳) طلب اور اخلاص:

تو نکتہ کی تیسری بات یہ ہے کہ جو بندہ اخلاص کے ساتھ اللہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ اپنا گوہرِ مقصود پانے میں کبھی محروم نہیں رہتا۔ لہٰذا اخلاص کے ساتھ اللہ کا دروازہ کھٹکھٹائیے۔

☆......اس کی مثال قرآن عظیم الشان میں کچھ اس طرح سے بیان ہوئی ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی ﷺ کے زمانہ میں کچھ سرداران، سلاطینِ قریش نبی ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اور اللہ کے محبوب کو دل میں امید ہوئی کہ کیوں نہ میں ان کے سامنے اسلام کو پیش کروں اور اگر یہ اسلام کو قبول کر لیں گے تو کتنے اور لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ان سے دین کی بات کرنی شروع کر دی۔ ادھر صحابہ میں سے ایک بوڑھے نابینا صحابی وہ بھی گھر سے چلے ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں اللہ کے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھوں کہ میں اللہ کے زیادہ قریب کیسے ہو سکتا ہوں؟ چنانچہ وہ بھی انابت الی اللہ اور محبتِ الٰہی دل میں لے کر چل پڑے۔ اللہ کے محبوب ﷺ چونکہ گفتگو فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے نابینا صحابی کے ساتھ ذرا توقف کا معاملہ فرمایا۔

دستور کی بات تو یہی ہے کہ ڈاکٹر کے پاس دو مریض ہوں ان میں سے ایک مریض کو کینسر ہو اور دوسرے کو نزلہ زکام ہو تو ڈاکٹر نزلے والے مریض سے کہے گا کہ بھئی تھوڑی دیر صبر کر لے، کیونکہ نبی ﷺ روحانی طبیب تھے، آپ جانتے تھے، اِدھر کفر و شرک کا معاملہ ہے یعنی کفر شرک کا کینسر ہے لہٰذا یہ زیادہ محتاج ہیں۔ اس لیے میں ان سے پہلے بات مکمل کر لوں، اور یہ تو ماشاء اللہ نزلہ زکام کا مریض ہے، اس سے پھر بات کر لوں گا۔ مگر اس طلب والے کے آنے کی طلب اللہ کو اتنی پسند آئی کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ محبوبانہ خطاب فرمایا:

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ (عبس:۱۰)

”ترش رو ہوئے اور منہ پھیر لیا، جب ان کے پاس ایک نابینا آیا، اور آپ کو کیا معلوم کہ شاید وہ پاک ہو جائے، یا وہ نصیحت پکڑے تو اس کو نصیحت فائدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دے، لیکن وہ جو پروا نہیں کرتا، سو آپ اس کے لیے توجہ کرتے ہیں، حالانکہ آپ پر اس کے نہ سدھرنے کا کوئی الزام نہیں، لیکن جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور وہ ڈر رہا ہے، تو آپ اس سے بے پروائی کرتے ہیں''

تو معلوم ہوا کہ طلب لے کر جو بندہ آتا ہے اللہ رب العزت کے ہاں اس کی بڑی قدر ہے۔

☆......اچھا اور سنیے یہ تو مرد کی مثال تھی اسی طرح کا واقعہ ایک عورت کا بھی ہے اور عورت بھی کون؟ بوڑھی عورت! ان کی اپنے میاں کے ساتھ کوئی بات ہو گئی تو بڑے میاں کو غصہ آیا، انہوں نے کہا: اچھا آج کے بعد تو میری ماں کی مانند ہے، اب بڑھیا پریشان ہو گئی۔ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرے خاوند نے مجھے یوں کہہ دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ((حَرُمَتِ عَلَيْهِ)) ''تو اس پر حرام ہو گئی'' اب وہ پریشان ہو کر کہنے لگی: اے اللہ کے محبوب ﷺ! وہ میرے بچوں کا باپ ہے، فرمایا: ((حَرُمَتِ عَلَيْهِ)) ''تو اس پر حرام ہو گئی'' کہنے لگی: اے اللہ کے محبوب ﷺ اَفْنَا شَبَابِيْ ''اب تو میری جوانی چلی گئی'' یعنی میں بڑھیا ہو گئی اور اب تو میری دوسری زندگی کا کوئی معاملہ ہی نہ رہا، میرے تو سارے راستے بند ہو گئے، کون مجھے اپنائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ((حَرُمَتِ عَلَيْهِ)) ''تو اس پر حرام ہو گئی''۔

اب اس کو چاروں طرف کہیں امید نظر نہیں آئی، جب بندے کی چاروں طرف سے امید ٹوٹتی ہے تو پھر اللہ کی رحمت اترتی ہے۔ جب اس نے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کیا۔ کہ اللہ کے نبی کی ہائی کورٹ نے تو فیصلہ دے دیا ((حَرُمَتِ عَلَيْهِ)) اب میں سپریم کورٹ کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ فَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ ''اللہ کے سامنے اپنی فریاد پیش کی'' اللہ میرا کیا بنے گا؟ میری زندگی کیسے گزرے گی؟ تڑپ کر اللہ کے سامنے فریاد کی جبکہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہیں کہ جب تڑپ کر کوئی اس کو پکارتا ہے تو وہ ذات اس کا جواب ضرور دیتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف وحی نازل کی:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ﴾

(المجادلۃ:۱)

’’تحقیق اللہ نے سن لی بات اس عورت کی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کر رہی ہے اور اللہ سے شکایت کر رہی ہے‘‘

فرمایا کہ اس کی دوا موجود ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں کو صبح شام کھانا کھلائے۔ اب اس کی بیوی اس عمل کی وجہ سے دوبارہ اس کے لئے حلال ہو جائے گی اور یہ اس ظہار کا کفارہ ہو جائے گا۔ تو اللہ رب العزت نے معاملے کو آسان فرما دیا۔

ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی سے باہر نکلے ایک بڑھیا گزر رہی تھی، اس نے کہا عمر! ایک وقت تھا تجھے عمیر کہا جاتا تھا، اب تو خلیفہ بن گیا لوگوں کے معاملات کا ذرا دھیان رکھنا، غفلت نہ کرنا اور امیر المومنین کھڑے سن رہے ہیں۔ جب وہ بڑھیا چلی گئی تو کسی نے امیر المومنین سے کہا کہ اس بڑھیا کی اتنی جرأت کہ آپ کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہی تھی۔ فرمایا: یہ وہ بڑھیا ہے جس کی فریاد اللہ نے عرش پر سنی تھی، عمر اس کی بات کو فرش پر کیسے نہ سنے۔ تو معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ جو آتا ہے پروردگار اس کے خلوص کو قبول کر لیتے ہیں۔ محترم سامعین آپ میں سے جو بھی دل میں اخلاص کے ساتھ اس مجلس میں آیا یقیناً اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو محروم واپس نہیں لوٹنے دے گا، ضرور عطا فرمائے گا۔

دو طرح کے بیج:

بیج دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک ہوتا ہے صحت مند بیج اور ایک ہوتا ہے سڑا ہوا۔ صحت مند کو زمین میں ڈالو تو اس میں سے پھل پھول نکلتے ہیں، درخت بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سڑے ہوئے کو زمین میں ڈالو تو بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے۔ یہی انسان کے اعمال کا حساب ہے، اخلاص والے اعمال پر اللہ تعالیٰ اجر و ثواب کے پھل پھول لگا دیتے ہیں اور دکھاوے کے اعمال کے اجر و ثواب کو اللہ تعالیٰ ختم فرما دیتے ہیں۔

دو طرح کے جانور:

اسی طرح جانور بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک پاک غذا کھانے والے جیسے گائے، بھینس، بکری، بھیڑ یہ سب سبزہ کھاتے ہیں، جو پاک ہے۔ اور ایک ہوتے ہیں مردار کھانے والے جیسے بھیڑیا اکثر مردار کھاتا ہے، غلیظ گوشت کھاتا ہے، بو والا گوشت کھاتا ہے، شیر کا بچا کھچا اس کے کام آتا ہے۔ تو جانور دو طرح کے کچھ پاکیزہ غذا کھانے والے اور کچھ مردار غذا کھانے والے۔

دو طرح کے انسان:

اسی طرح انسان بھی دو طرح کے ہوتے ہیں: کچھ انسان ہوتے ہیں جن کی خوراک پاکیزہ ہوتی ہے، ان میں تواضع ہوتی ہے، خدمت ہوتی ہے صلح، امن، سچ، محبت، خیر خواہی، دوسروں کی کامیابی پر خوش ہو جانا، دوسروں کی راحت پر اپنے آپ کو قربان کر دینا، یہ وہ انسان ہیں جو پاکیزہ غذا پر پل رہے ہوتے ہیں۔ اور کچھ دوسرے جو مردار، غلیظ غذا کھانے والے ہیں، جو مردار غذا کھانے والے جانوروں کی مانند غلیظ غذا پر پل رہے ہوتے ہیں۔ وہ غلیظ غذا کون سی ہوتی ہے؟ یعنی اس کے اندر انانیت، نمائش، تکبر، دوسروں کو ایذا پہنچانا۔ نفرت، عداوت، حسد، بغض، کینہ وغیرہ ہیں۔ اگر کسی کے اندر یہ خبیث جذبات موجود ہیں وہ سمجھ لے کہ میں بھی مردار جانوروں کی طرح خبیث غذا پر پل کر زندگی گزار رہا ہوں۔

فکر کی بات ہے کہ ہمارے اندر سے یہ تمام گندگیاں، خباثتیں کیسے دور ہوں گی۔ اس کے لیے آج ہم اس محفل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے فیصلہ کر لیں کہ اللہ آج ہم نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے من کو دھونا ہے، صاف کرنا ہے

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (الاعراف:۱۵۷)

جیسے اللہ نے خبائث کو حرام کر دیا اور طیبات کو حلال کر دیا۔ آج ہم بھی ان خبیث جذبات کو اپنے اوپر حرام کر لیں اور اچھے جذبات کو اپنی غذا بنا لیں۔

ہم سے تو درخت اچھا:

ہم سے تو درخت اچھا ہے آپ نے دیکھا ہے کہ درخت کا کسی سے ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ اس کی اپنی ایک زندگی ہوتی ہے، کسی سے الجھاؤ نہیں ، ٹکراؤ نہیں، حسب امید پھل دیتا ہے، ہر سال پھل دیتا ہے، پھر دوست ہو یا دشمن سایہ سب کو دیتا ہے۔ پھر اس کا سب کچھ اپنے لیے نہیں دوسروں کے لیے ہوتا ہے۔ مثلاً انسانوں کے لیے آکسیجن خارج ہے، خوشبو دیتا ہے، پھل دیتا ہے، پھول دیتا ہے، یہاں تک کہ اس کے پتے اور شاخیں بھی انسانوں کے لیے ہوتی ہیں۔ خود کو دوسروں کی خاطر قربان کر دیتا ہے۔ کاش کہ ہم بھی اپنا سب کچھ دوسرے اللہ کے بندوں کے لیے قربان کر دیتے۔ ہمیں تو توفیق نہیں ہوتی۔ ایسے بھی خاوند ہیں کہ گھر میں ان کو مسکرانے کی توفیق نہیں ہوتی۔ ایسی بھی بیویاں ہیں، ایسی سڑی ہوئی ہوتی ہیں کہ خاوند کے سامنے مسکرانے کی توفیق نہیں ہوتی۔ لوگ چونکہ اپنے معاملات سناتے رہتے ہیں اور ہمیں حالات کا پتہ چلتا رہتا ہے۔ اخلاق والی زندگی گزارنا سیکھیں، یہ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر رنجشیں بنا کر بیٹھ جاتے ہیں ان کو رنجشیں نہ بنایا کریں۔

مقصود کو نہ بھولیں:

حالات سے بالاتر ہو کر سوچا کریں۔ اچھا اگر کسی سائنسدان کے پاس آلہ ہو اور وہ بتا دے کہ ابھی تھوڑی دیر میں زلزلہ آنے والا ہے اور ادھر اس کو نزلہ بھی تھا، زکام بھی تھا، تو اب اس کو نزلہ زکام یاد رہے گا یا وہ زلزلہ کی وجہ سے پریشان ہو جائے گا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

جب زلزلہ کا خطرہ اس پر غالب آجائے گا تو اس کو دردِ سر بھول جائے گا، دانت کا درد بھول جائے گا، وہ خالی پیٹ تھا بھوک کو بھول جائے گا۔ انبیائے کرام کا بالکل یہی معاملہ ہوتا ہے۔ قیامت کا زلزلہ ان کے سامنے اتنا کھل کر آچکا ہوتا ہے کہ دنیا کے یہ چھوٹے موٹے تقاضے ان کی نظر سے دور ہوجایا کرتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے فرمایا کہ تم آخرت کو یاد رکھو! دنیا کے چھوٹے موٹے معاملات کو جھگڑا بنا کر نہ بیٹھو! ان کو سلجھاؤ! اس لیے کہ تم نے قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔

جیسے ایک درجن انڈے ہوں جو دیکھنے میں تو سب اچھے ہیں، لیکن جب ان کو توڑا جائے تو کچھ صحیح نکلیں اور کچھ خراب۔ اسی طرح ہم ان انڈوں کی مانند ہیں دیکھنے میں سب انسان ہیں، جب قیامت کے دن اندر کو کھولا جائے گا پھر پتہ چلے گا اچھا کون تھا اور خراب کون تھا۔ تو ہم اللہ رب العزت سے دعا مانگا کریں کہ رب کریم ہمیں نیکی کے اعمال اپنانے اور نیکی میں قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

استقامت کی ضرورت:

چھوٹے چھوٹے حالات سے متاثر ہوکر جھگڑ پڑنا، یا اعمال سے محروم ہوکر بیٹھ جانا یہ اچھا نہیں ہوتا۔ پوچھتے ہیں تلاوت کیوں نہیں کی؟ او جی بس کاروباری پریشانی ہے۔ تہجد کیوں نہیں پڑھی؟ او جی بس بیوی سے ان بن ہوگئی تھی۔ حالات سے بالاتر ہوجائیں، خوشی ہو یا غمی ہو ہم نے اپنے معمولات کو کرنا ہے۔ ہم نے اپنے مولیٰ کی خاطر رات کو تہجد کے لیے اٹھنا ہے۔ جب اس استقامت کے ساتھ اعمال کریں گے تو پھر دیکھیں اللہ کی رحمت کیسے برسے گی۔ اسی وجہ سے آج کا مسلمان ذرا سی بات پر مایوس ہوجاتا ہے۔ جی مشرق میں یہ ہوگیا اور مغرب میں یہ ہوگیا اور فوراً مایوس ہو جاتے ہیں۔ او جی اللہ تعالیٰ ہماری مدد ہی نہیں کرتے، اندازہ کیجیے! خدا سے مایوس ہوجاتے ہیں۔

ایک مرتبہ کسی خطیب نے فرمایا تھا کہ آج ہم زلزلوں سے ڈرتے ہیں اور کبھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہماری ذات سے عالم میں زلزلے پیدا ہوا کرتے تھے۔ آج ہم اندھیروں سے کانپتے ہیں حالانکہ ہمارا وجود ایک وقت دنیا میں اجالا کیا کرتا تھا۔ یہ بادلوں کی سیر کیا ہے کہ ہم نے بھیگ جانے کے ڈر سے اپنے پائنچے چڑھا لیے۔ وہ ہمارے ہی اسلاف تھے جنہوں نے سمندروں کے سینوں کو چیر کر رکھ دیا، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا، بجلیاں کوندیں مسکرا دیے، بادل گرجے تو ہنس کر جواب دیا، بادِ صرصر اٹھی تو رخ پھیر دیا، آندھیاں آئیں تو ان سے یہ کہا کہ تمہارا یہ راستہ نہیں ہے

قوتِ تعمیر تھی کتنی خس و خاشاک میں
آندھیاں چلتی رہیں اور آشیاں بنتے رہے

آندھیاں بھی چل رہی تھیں اور وہ اپنے آشیانے بھی بنا رہے تھے، اسی لیے حالات جیسے بھی ہوں ہم اپنے معمولات کبھی نہ چھوڑیں۔ اپنے مولیٰ کے سامنے پابندی کے ساتھ مراقبے میں بیٹھیں، نبی ﷺ پر پابندی واستقامت کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

تلواروں کے سائے میں معمولات:

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے جو تسبیحات فاطمہ بتائی تھیں، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ کرنی شروع کر دیں تو فرماتے تھے کہ میں نے ساری عمر وہ تسبیحات کیں۔ کسی نے کہا کہ جنگ صفین کے دن جب آپ کے اوپر عجیب حالات تھے تو کیا آپ نے اس دن بھی پڑھیں؟ فرمایا: میں نے اس رات بھی تسبیحات فاطمہ کو قضا نہیں ہونے دیا۔ یہ استقامت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اعمال میں ایسی استقامت عطا فرمائے۔

فرصت کیسے نہیں ملتی؟

آج ہم کہتے ہیں کہ فرصت نہیں ملتی۔ فرصت کیسے نہیں ملتی؟ میرے بھائیو!

www.besturdubooks.wordpress.com

ماں گھنٹوں اپنے بیٹے کی تعریفیں کرتی رہتی ہے اور اسے وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا، بیوی گھنٹوں شوہر کی باتیں کرتی رہتی ہے۔ اگر خوش ہے تو تعریفیں کرے گی، اگر اس سے ناراض ہے تو غیبت کرے گی، مگر گھنٹوں گزار دے گی اور شوہر صاحب گھنٹوں اپنے بزنس کی باتیں کرتے رہتے ہیں، کیا ہم ایک گھنٹہ اللہ رب العزت کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں نہیں کر سکتے؟ ہم کہتے ہیں: جی مراقبے کا وقت نہیں ملتا، یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے مجنوں کہے کہ مجھے لیلیٰ کو یاد کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا تو پھر کیا کہیں گے؟ کیسا مجنوں ہے؟ آج کے دور کے سالکین بھی ایسے ہی ہیں۔ کہتے ہیں جی مراقبے کی فرصت نہیں ملتی، کیوں نہیں ملتی فرصت؟ راہ چلتا مسافر راستہ پوچھنے کے لیے آپ سے وقت مانگے جناب دو منٹ دے دیں، آپ پانچ منٹ نکال لیں گے؟ تو اس کے لیے تو وقت نکال لیں گے، لیکن اللہ رب العزت کے سامنے مراقبہ کے لیے پانچ منٹ بھی نہیں ملتے؟

تو معمولات کو پابندی سے کیجیے عہد کیجیے کہ آج کے بعد ہم اپنے معمولات کو قضا نہیں ہونے دیں گے۔ جب اس طرح پابندی سے مراقبہ کریں گے پھر دیکھیے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے کیسے رحمتیں آتی ہیں!

احساسِ ندامت کی برکت:

ایک نکتے کی بات یہ بھی سن لیجیے کہ جو شخص گناہ کو گناہ سمجھے اور اپنے آپ کو مجرم سمجھے اس کو زندگی میں کبھی نہ کبھی توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ اس احساسِ ندامت کی اتنی برکت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں:

((عَبْدِیْ اِنْ ذَکَرْتَنِیْ ذَکَرْتُکَ وَاِنْ نَسِیْتَنِیْ ذَکَرْتُکَ))

''اگر تو نے مجھے یاد کیا تو میں تجھے یاد کروں گا اور اگر تو مجھے بھول بھی گیا تو میں تجھے پھر بھی یاد کروں گا''۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو مجھے یاد کرتا ہے میں تجھے یاد کرتا ہوں اور میرے بندے تو مجھے بھول بھی جاتا ہے تو میں پروردگار پھر بھی تجھے یاد کر رہا ہوتا ہوں۔ وہ پروردگار اتنا کریم ہے۔

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک دفعہ بارش بند ہوگئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پوری قوم کو لے کر بارش کی دعا کرنے کے لیے آئے، سارا دن دعا مانگی بارش کے آثار تک ظاہر نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے بہت فریاد کی: اے اللہ! آخر بارش نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ رب کریم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِيكُمْ رَجُلاً يُبَارِزُنِي مُنْذُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

اس مجمع میں ایک بندہ ہے جو چالیس سال سے گناہوں کے ذریعے مجھ سے جنگ کر رہا ہے، میری نافرمانی کر رہا ہے اور اس کی وجہ سے میں بارش نہیں برسا رہا۔ جب یہ بات سنی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تو جلال والے تھے، کھڑے ہوئے اور آپ نے پوری قوم کو مخاطب کر کے فرمایا:

مَنْ عَصَاهُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

''کون ہے وہ جو چالیس سال سے رب کی نافرمانی کر رہا ہے''

مجمع سے کوئی نہیں اٹھا، مگر بارش ہونے لگ گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے۔ یا اللہ! مجمع میں سے کوئی اٹھ کر بھی نہیں گیا اور آپ نے بارش بھی برسانی شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کی وجہ سے بارش روکی ہوئی تھی اسی کی وجہ سے بارش برسا دی۔ اے مولیٰ! وہ کیسے؟ فرمایا: جب آپ نے اعلان کر دیا تو میرے گنہگار بندے نے اپنے دل میں کہا: اے پروردگار! میں اپنے گناہوں پر بہت نادم ہوں، شرمندہ ہوں۔

يَارَبِّ عَصَيْتُكَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَحْلَمْتَنِيْ فَجِئْتُكَ تَائِبًا فَاقْبَلْنِيْ

اے اللہ! میں نے چالیس سال آپ کی نافرمانی کی آپ نے میرے بارے میں بردباری سے کام لیا۔ مجھے رسوا نہ کیا، مجھے عذاب نہ دیا، آپ نے میرے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں حلم سے کام لیا۔اے میرے اللہ! آج میں توبہ کررہا ہوں، میری توبہ کو قبول کرلے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول کرکے بارش رمادی۔فرمایا:

عَبْدِیْ! أَعْرِضْ عَنِّیْ وَأَنَا مُقْبِلٌ إِلَیْهِ

''اے بندے تو مجھ سے اعراض کرتا ہے اور میں تیری طرف متوجہ ہو جاتا ہوں''

تو کب میری طرف آئے گا؟ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوکر آج اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرلیں۔

محبت نادانی کا کفارہ ہے:

آپ نے اپنے گھروں میں دیکھا ہوگا کہ کئی مرتبہ ایک چھوٹا بچہ، دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کے چہرے پر تھپڑ لگا دیتا ہے۔حالانکہ یہ تھپڑ لگانا قابلِ سزا جرم تھا مگر ماں اس کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیتی ہے۔کیوں ایسا ہوتا ہے؟ اس لیے کہ ماں سمجھتی ہے، نادان ہے لیکن محبت مجھ سے ہی کرتا ہے۔میرے سوا کہیں جاتا بھی تو نہیں، اگر کوئی اسے مجھ سے دور لے جائے تو رونا بھی تو میرے لیے ہے، تڑپنا بھی میرے لیے ہے، جب تک میرے سینے سے آکر چمٹ نہ جائے اسے آرام نہیں آتا۔لہٰذا اس بچے کی محبت کے یہ اعمال ماں کو اتنا خوش کرتے ہیں، اگر کبھی بچہ قابلِ سزا عمل بھی کر لیتا ہے تو ماں پھر بھی معاف کر دیتی ہے الٹا ہاتھ کو چوم لیتی ہے۔معلوم ہوا جو انسان اپنے رب سے محبت کرے گا، اس کی عبادت کرے گا، تلاوت کرے گا، تہجد میں فریادیں کرے گا، ربِ کریم جانیں گے کہ مجھ سے محبت کرنے والا بندہ ہے۔اگر بالفرض بتقاضۂ بشریت گناہ کر بھی بیٹھے گا پروردگار سزا دینے کی بجائے اپنے بندے کی غلطی کو نادانی سمجھ کر بالآخر معاف کردیں گے۔کاش کہ ہم اپنے رب کو راضی کرلیتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی رحمت کا بھروسہ:

اس رب کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ میرے دوستو! جب ہم دامن پھیلائیں گے کبھی بھی اس کی رحمت سے خالی نہیں جائیں گے۔ ایک اللہ والے تھے، تیزی سے مسجد کی طرف چل رہے تھے۔ جب مسجد میں داخل ہوئے تو پچھلی صف میں سکون سے بیٹھ گئے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! جب آپ مسجد کی طرف آرہے تھے اتنا تیز تیز چل رہے تھے جب مسجد میں داخل ہو گئے تو پچھلی صف میں آرام سے بیٹھ گئے۔ فرمانے لگے: جب مسجد کی طرف چل رہا تھا تو دل میں یہ ڈر تھا کہ کہیں نیکوں کی یہ محفل برخاست نہ ہو جائے اور میں غیر حاضر نہ شمار کر لیا جاؤں، اس لیے اللہ کی رحمت کو پانے کے لیے تیزی سے قدم بڑھا رہا تھا۔ لیکن جب میں مسجد میں داخل ہوا تو میں پیچھے ہی بیٹھ گیا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اسکی رحمت کے خزانے اتنے وسیع ہیں کہ اگر وہ اگلی صف کے سب لوگوں کو عطا کر دے تب بھی خزانے ختم نہیں ہوں گے۔ مجھے بھی ان شاء اللہ رحمت میں سے حصہ مل کر رہے گا۔

تو اللہ کے بندوں کو اللہ کی رحمت پر اتنا بھروسہ ہوتا ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اللہ کی رحمت پر بھروسہ کر کے بیٹھیں، اے مولیٰ! اگر آپ نے ہمیں یہاں پہنچا دیا سارے تو گنہگار نہیں، کچھ ایسے بھی ہوں گے جو پاکیزہ زندگی گزارنے والے ہوں گے۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جو تہجد کے وقت میں آپ سے مناجات کرنے والے ہیں۔ اے اللہ اگر ہم قابل نہ بن سکے تو اپنے ان مقبول بندوں کی خاطر ہماری حاضری کو قبول کر لیجئے اے مولی ہم صلح کرنے کے لئے حاضر ہو گئے ہیں ہم آپ سے صلح کرنا چاہتے ہیں اللہ ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے اور ہماری توبہ کو قبول کر لیجیے۔

بے سہاروں کا اللہ سہارا:

یاد رکھیں جب بندہ تڑپ کر کوئی بات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندے کی عاجزی کو

www.besturdubooks.wordpress.com

قبول فرما لیتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ سمجھتا ہے اللہ کے سوا میرا کوئی سہارا نہیں، اللہ کے سوا میرے اس معاملے کو حل کرنے والا کوئی نہیں، میری ضرورتوں کو پورا کرنے والا کوئی نہیں، اس لیے کہ بے سہاروں کا سہارا وہی پروردگار ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں ایک عجیب قصہ آتا ہے: ایک صحابی تھے بشیر رضی اللہ عنہ، انہوں نے اپنے والدین کے ہمراہ ہجرت کی، بچے تھے، ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ مدینہ میں ان کی والدہ فوت ہو گئیں، والد باقی رہ گئے۔ اتنے میں جہاد کا زمانہ آیا، اب ان کے والد بھی جہاد میں شہادت کا شوق لے کر چلے گئے۔ یہ پیچھے اکیلے تھے، ہمسائے کے گھر میں کچھ وقت گزار لیا کرتے تھے، ماں پاس تھی نہ باپ، چھوٹے سے بچے تھے ابھی۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ والد بھی اس جہاد میں جا کر شہید ہو گئے۔ اب مسلمانوں کا لشکر جب واپس آنے لگا، مدینے کے لوگ اپنے اپنے عزیز واقارب کے انتظار میں تھے۔ یہ بچہ بھی مدینہ سے باہر نکلا، ایک چٹان کے اوپر اپنے باپ کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ سب مجاہد آ رہے ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں، علی رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں مگر ان کا باپ نظر نہ آیا حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے نبی بھی آ گئے مگر میرے والد تو نہیں آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ابو کب واپس آئیں گے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر کا چہرہ دیکھا، معصوم چہرہ، ماں نہیں تھی اور باپ بھی شہید ہو گیا اللہ کے محبوب کا دل تڑپ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا: بشیر! تو اپنے باپ کو یاد کر رہا ہے۔

((یَا بَشِیْرُ اَمَا تَرْضٰی اَنْ یَّکُوْنَ عَائِشَۃُ اُمَّکَ وَ اَنَا اَبُوْکَ))

''کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ آج کے بعد عائشہ تیری ماں بن جائے گی اور میں تیرا باپ بن جاؤں گا؟''

بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اللہ نے میری مراد عطا فرمائی۔ تو سوچیے کہ جو بے سہارا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو اس کا سہارا بنا دیا کرتے ہیں۔ آج ہم اللہ کے سامنے اپنے دامن پھیلا کر کہیں کہ پروردگار ہم نے دردر کے دھکے کھا لیے گناہوں کی وجہ سے، ہم نے جوتیاں چٹخائیں مگر ہمیں کہیں سکون نہ ملا۔ اے اللہ! آج ہم آپ کے در پر حاضر ہوئے ہیں سکون کی تلاش میں ؎

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمِ خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

اے اللہ! آج میں اپنے گناہوں کی سچی معافی مانگنا چاہتا ہوں اے اللہ! میری توبہ کر قبول کر لیجیے اور اے اللہ! مجھے اپنی طرف سے برکتیں عطا فرما دیجیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان:

چنانچہ تورات کے اندر یہ عبارت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا تھا کہ لوگو! تم مانگو تمہیں دیا جائے گا، ڈھونڈو! تم پاؤ گے، دروازہ کھٹکھٹاؤ! تمہارے لیے کھولا جائے گا۔ تم میں سے کون سا ایسا آدمی ہے کہ اس کا بیٹا روٹی کا لقمہ مانگے اور وہ منہ میں پتھر ڈالے۔ تم میں سے کون ایسا ہے کہ بیٹا اس سے مچھلی مانگے اور وہ بیٹے کے منہ میں سانپ ڈالے۔ لوگو! اگر تم برے ہو کر اپنے بچے سے اچھا سلوک کر سکتے ہو تو تمہارا پروردگار اچھا ہو کر تمہارے ساتھ کیوں اچھا سلوک نہیں کرے گا؟ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ﴾ (بنی اسرائیل:۸۴)

"ہر کوئی اپنے طریق پر عمل کرتا ہے"

میرے بندو! تم نے گناہ کیے تم گنہگار بن کر میرے در پر آگئے، میں بخشنے والا پروردگار ہوں، میں تمہارے ساتھ خیر کا معاملہ کروں گا۔ آؤ میرے در پر میں تمہارے گناہوں کو معاف فرما دوں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کو بندے کا انتظار:

میرے دوستو! عجیب بات ہے ایک ماں اپنے بچھڑے بیٹے کا اتنا انتظار نہیں کرتی جتنا رب کریم اپنے گنہگار بندے کا انتظار کرتے ہیں اور ماں کا یہ حال ہوتا ہے کہ بیٹا اگر گھر سے چلا جائے تو وہ سوئی ہوئی ہوا سے آہٹ ہو جائے تو وہ بیٹے کے قدموں کی آہٹ سمجھ کر اٹھ بیٹھتی ہے کہ دروازہ کھولوں کہیں میرا بیٹا نہ آگیا ہو۔ اگر ماں بیٹے کا انتظار کرتی ہے تو سوچیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا کتنا انتظار کرتے ہوں گے۔ اس لیے حدیثِ قدسی میں فرمایا:

مَنْ اَقْبَلَ اِلَیَّ لَقِیْتُهٗ مِنْ بَعِیْدٍ

”جو میری طرف قدم بڑھا کر آجاتا ہے میں آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرتا ہوں۔“

اللہ کی رحمت استقبال کے لیے منتظر ہے۔ آج اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لیجیے اور اپنے رب سے اسی رب کی رضا کو مانگ لیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا عطا فرمائے۔ اے اللہ! ہم سے راضی ہو جا اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اسی کو کسی نے پنجابی میں ان الفاظ میں کہا تھا۔

سن فریاد میرے سوہنیا اللہ تے میں ہور سناواں کینوں
تیرے جیا مینوں ہور نہ کوئی تے میرے جئے لکھ تینوں

اے اللہ ہمارے جیسے تو لاکھوں آپ کی عبادت کرنے والے ہیں مگر ہمیں تو آپ جیسا معاف کرنے والا کوئی نہیں مل سکتا۔ مہربانی فرما دیجیے آج بندوں نے دامن پھیلائے ہیں، بندیوں نے دامن پھیلائے ہیں، اللہ ان بندوں اور بندیوں کو معاف فرما دیجیے، آمین ثم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَ يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ﴾

(الرعد: ۲۵)

صلۂ رحمی

بیان: محبوب العلماء والصلحا

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: ۱۵ جنوری ۲۰۰۸ء

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خطبہ جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اب دیکھیے دولفظوں میں بات سمیٹنے والی بات ہوئی۔

((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ)) جوتجھ سے توڑے تواس سے جوڑ۔ اس سے جڑ جو تجھ سے توڑے۔ اب یہ کیا خوبصورت تعلیم ہے؟ ایک آدمی ہم سے دور ہونا چاہتا ہے، جدا ہونا چاہتا ہے، ہم حتی الوسع کوشش کریں کہ وہ ہمارے ساتھ جڑا رہے۔ قریب رہے، پیار رہے، محبتیں رہیں۔ اس لیے کہ مل جل کر جب رہتے ہیں تو دوسرے کے ساتھ رنجش کا ہو جانا فطری چیز ہے۔ تو شریعت نے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے تو تم دوسرے سے ایکسکیوز کرلو، معذرت کرلو، معافی مانگ لو۔ اور دوسرے کو کہا کہ بھئی! اس کو جلدی معاف کردو۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

صلہ رحمی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران:۱۹)
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ:
﴿وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ﴾ (الرعد:۲۵)
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ:
﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ﴾ (یونس:۲۵)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اسلام دینِ فطرت ہے:

دینِ اسلام ،دینِ فطرت ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی ایک عظیم نعمت ہے، کامیاب زندگی گزارنے کا سب سے بہترین طریقہ ہے۔اس کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس نے انسانوں کو آپس میں مل جل کر رہنا سکھایا اور آپس کے تعلقات کو مستحکم بنایا۔دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے آپس میں محبتیں اور الفتیں قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔اس لیے کہ انسان احساسات وجذبات کا حامل ہے۔جب پیار محبت سے رہیں گے تو ایک دوسرے کو خوشیاں دیں گے۔اور اگر نفرتیں ہوں گی، عداوتیں ہوں گی،تو پھر ایک دوسرے سے فاصلے پیدا ہوں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوطرفہ تعلق:

تو دینِ اسلام نے جیسے بندے کو اللہ کے قریب کیا اسی طرح اس کو اللہ کے بندوں کے بھی قریب کیا۔ بندے کا یہ تعلق دوطرفہ ہے: ایک تعلق اس کا مخلوق کے ساتھ ہے بالخصوص جو اس کے اعزا اور اقارب ہیں، مثلاً ماں باپ، بہن بھائی، میاں بیوی، اور دیگر قریبی رشتے ناطے۔ ان میں بھی شریعت نے حکم دیا کہ محبت اور پیار کے ساتھ رہیں۔ دوسرا تعلق بندے کا اپنے خالق یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ سے بھی تعلق بنا کے رکھے۔ دونوں میں سے کسی ایک سے بھی کوتاہی کرے گا تو یہ ناقص انسان ہوگا۔ صحت مند انسان اس کو کہتے ہیں جس کا پورا جسم صحت مند ہو، اگر فالج زدہ ہو تو اس کو صحت مند نہیں کہتے۔ ایک انسان مخلوق کے ساتھ تو رشتہ بہت اچھا جوڑ لیتا ہے، سب کو خوش رکھتا ہے لیکن اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتا ہے، تو یہ بھی فالج زدہ انسان ہے، دنیا دار انسان ہے۔ اور ایک انسان ایسا دیندار بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت تو بھرپور کرتا ہے لیکن رشتے ناطوں کو توڑ دیتا ہے یہ بھی فالج زدہ انسان ہے۔ نہ اللہ کو یہ بندہ پسند ہے نہ وہ بندہ پسند ہے۔ اللہ رب العزت اس کو پسند کرتے ہیں جو دونوں کا توازن برقرار رکھے۔

دینِ اسلام کی خوبی:

دینِ اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ معاشرے میں الفتیں اور محبتیں قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔ ایک حدیث مبارک میں ہے، عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ راوی ہیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ صِلُوا الْاَرْحَامَ وَ صَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَ النَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِالسَّلَامِ))

(سنن الداری، رقم ۱۵۱۲)

''تم سلام کو عام کرو، ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ اور آپس میں صلہ رحمی کرو، تہجد کی نماز ادا کرو اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ!''

ایسی ایک حدیث مبارک اور بھی ہے مگر اس میں تین چیزیں ہیں۔ سلام، طعام وررات کا قیام۔ مگر اس حدیث مبارک میں جو ترمذی شریف کی روایت ہے صلہ رحمی کو بھی داخل کیا گیا ہے۔

صلہ رحمی کسے کہتے ہیں؟

صلہ رحمی کہتے ہیں رشتہ داروں کے ساتھ تعلق جوڑ کے رکھنا۔ دینِ اسلام نے توڑ کی بجائے جوڑ کو پسند کیا ہے۔ دینِ اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم ہے کہ لوگ باہم ایک مضبوط معاشرہ بن کر زندگی گزاریں۔

مضبوط معاشرے کی چار بنیادی چیزیں:

ایک مستحکم معاشرے کے لیے چار چیزیں اہم ہیں:

(۱) نصب:

ایک ہے نصب یعنی خاندان۔ پتہ رہے کہ کون بندہ کس خاندان کا فرد ہے، اس لیے فرمایا:

﴿وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ (الحجرات:۱۳)

''تمہارے لیے قبیلے اور ذاتیں بنائیں تا کہ پہچان رہے''

(۲) نکاح:

اور پھر نصب کی حفاظت کے لیے نکاح کو متعین کیا کہ اگر مرد اور عورت ایک بن

www.besturdubooks.wordpress.com

کر زندگی گزارنا چاہیں تو نکاح کر سکتے ہیں، اس کا نام شادی ہے۔ نکاح کے بغیر اگ
مرد اور عورت آپس میں اکٹھا رہنا چاہیں تو یہ گناہ ہے۔

نکاح کے بہت فوائد ہیں، یہ کہ نصب کا پتہ چلتا ہے، عورت کو سیکورٹی ملتی ہے، م
متعین ہو جاتا ہے۔ اور پھر عورت اپنے خاوند کی وراثت کی حق دار ہوتی ہے۔ اگ
نکاح نہ کریں تو لوگ عورتوں کے ساتھ ایسا معاملہ کریں جیسا کہ ٹشو پیپر کو استعمال ک
کے کوڑے کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے۔ دین اسلام نے عورت کو سیکورٹی دی
چنانچہ نکاح کا حکم دیا۔

(۳) صلہ رحمی:

نکاح کے بعد پھر صلہ رحمی ہے کہ جب تمہارا گھر بن گیا تو خاندان والوں کے
ساتھ تم اچھا سلوک رکھو۔ اور باہم اچھی معاشرت قائم کرو۔

(۴) میراث:

اور مرنے کے بعد پھر میراث۔ دینِ اسلام میں بہت ہی کھول کر بیان کر دی
گیا کہ مرنے والے کے ترکے کو ورثا میں کس طرح تقسیم کرنا ہے۔

یہ چار چیزیں ایسی ہیں جو معاشرے کا پلر Piller (کھمب) ہیں جن پر ایک
مضبوط معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

چنانچہ دینِ اسلام نے یہ تعلیم دی کہ رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ
اچھا تعلق رکھیں۔ اب مل جل کر رہنے میں غلط فہمیاں بھی ہو جاتی ہیں، رنجشیں بھی ہو
جاتی ہیں تو ایسی صورت حال میں ہر ایک اپنی ضد پوری کرے گا تو ایک کا چہرہ مشرق
کی طرف اور ایک کا چہرہ مغرب کی طرف ہوگا۔ تو دینِ اسلام نے کہا نہیں ان دونوں
میں سے اچھا وہ ہے جو اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ دے اور دوسرے کو اپنے قریب

www.besturdubooks.wordpress.com

کرلے۔اسی چیز کو صلہ رحمی کہتے ہیں۔

جسم وروح کی مثال:

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ اگر انسان کے جسم کو دیکھیں تو مختلف اعضا کا مجموعہ ہے۔ ہر ہر عضو اپنی صفت رکھتا ہے اور اپنی صفت کے اعتبار سے وہ دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔ بلکہ ایک دوسرے کی ضد ہے۔ جیسے آنکھ بینا ہے باقی پورا جسم نابینا ہے۔ زبان بولتی ہے باقی پورا جسم گونگا ہے۔ کان سنتے ہیں باقی پورا جسم بہرا ہے۔ تو اعضا اپنی صفات کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یوں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے انسان کو ضدین کا مجموعہ بنایا ہے۔ مگر ان میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی چیز کو ڈالا جو سب کو ایک بنا دیتی ہے اور اس کا نام ہے روح۔ جب تک انسان کے جسم میں روح باقی ہے، سب اعضا ایک بن کر کام کریں گے۔

زندہ آدمی کے ہاتھ پر چوٹ لگے، پاؤں کبھی ڈاکٹر کے پاس چل کے جانے سے انکار نہیں کرتے۔ چوٹ ہاتھ پر لگتی ہے آنسو انسان کی آنکھوں سے آتا ہے۔ حالانکہ آنکھ کو تو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ چونکہ جسم کے یہ سب اعضا ایک ہیں لہٰذا ایک کی خوشی سب کی خوشی، ایک کا غم سب کا غم ہوتا ہے۔ پیٹ میں درد ہو تو کبھی پاؤں نے کہا یہ میرا مسئلہ نہیں پیٹ جانے اس کا کام جانے۔ رات کو نیند نہیں آئے گی، آنکھیں جاگ رہی ہیں، پورا جسم بے قرار ہے۔ تو زندہ انسان کی ایک خوبی کہ ایک عضو کی تکلیف پورا جسم محسوس کر رہا ہوتا ہے، ایک عضو کی راحت پورا جسم محسوس کر رہا ہوتا۔ سب ایک ہیں، کیوں؟ روح نے سب کو ایک بنا کے رکھا ہوا ہے۔ اچھا اس روح کو جسم سے نکال دو! سب اعضا ایک دوسرے سے جدا۔ ایک آدمی جو مر چکا ہے، اب کوئی اس کی زبان کھینچ کر دو ٹکڑے بھی کر دے، آنکھوں سے کوئی آنسو نہیں آئے گا۔ اب اس کے ہاتھ اپنے دفاع کے لیے آگے نہیں بڑھیں گے، اب اس پاؤں حرکت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نہیں آئیں گے کہ بھاگ کر جان بچائیں۔ اس لیے کہ وہ بے روح ہیں۔ یہ جو آپس کی جو یگانگت تھی، اتحاد تھا، یہ روح کی وجہ سے تھا۔

گھر میں دین روح کی مانند ہے:

جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو انسان اپنے گھر کو دیکھے۔ گھر کے اندر اللہ تعالیٰ نے جتنے افراد بنائے ہیں وہ اپنی حیثیت کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مثلاً جو حیثیت باپ کی ہے وہ کسی دوسرے کی نہیں ہو سکتی۔ بیٹا باپ نہیں بن سکتا، باپ بیٹا نہیں بن سکتا۔ بھائی بہن نہیں بن سکتا، بہن بھائی نہیں بن سکتی۔ ماں بیٹی نہیں بن سکتی، بیٹی ماں نہیں بن سکتی۔

ہر فرد کی اپنی ایک حیثیت ہے تو حیثیت کے اعتبار سے یہ بھی ضدین کا مجموعہ ہوئے۔ لیکن اللہ رب العزت نے ان میں بھی ایک ایسی نعمت کو اتارا کہ اس نعمت کی موجودگی میں یہ سارے افرادِ خانہ اس طرح ایک بن کے رہتے ہیں، جس طرح روح کی موجودگی میں جسم کے اعضا ایک ساتھ رہتے ہیں۔ اس نعمت کا نام ہے دینِ اسلام۔ چنانچہ دین اسلام اگر ہمارے گھروں میں زندہ ہے تو یہ گویا ایسا جسم ہے جس کے اندر روح موجود ہے۔ ایک بندے کا احساس سارے گھر والے کریں گے، ایک کی خوشی سب کی خوشی، ایک کا غم سب کا غم، سب ایک بن کر رہیں گے۔ آپس میں محبتیں ہوں گی الفتیں ہوں گی۔ تو شریعت نے اس بات کا حکم دیا اور اگر ایسا ہو کہ گھر تو ایک ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دل جڑا ہوا ہی نہیں تو جسم بے روح کی مانند ہے۔

شریعت نے اس دائرے کو اور پھیلا دیا۔ فرمایا صرف افرادِ خانہ ہی نہیں تمہارے رشتے ناطے بھی ہیں، لہٰذا تم آپس میں صلۂ رحمی کرو کیونکہ کہ تمہارے رشتہ دار ہیں، خون کے رشتے ہیں، ان کو جوڑ کے رکھو۔ چنانچہ صلۂ رحمی کو شریعت نے پسند کیا اور جو

www.besturdubooks.wordpress.com

ان رشتے ناطوں کو کاٹنے شریعت نے اس کو ناپسند کیا۔ انسان کی قدر و قیمت ہے ہی اسی لیے کہ وہ ایک دوسرے کا احساس کرتا ہے احساس کرنا چھوڑ دے تو قدر و قیمت ہی ختم ہو جائے گی۔

انسان اور روبوٹ میں فرق:

دیکھیں آپ کسی روبوٹ سے کہیں کہ مجھے پانی پلاؤ اور وہ روبوٹ کی مشین آپ کو پانی کا پیالہ پیش کر دے تو کیا اس کو نیکی مل جائے گی؟ نیکی نہیں ملے گی، اس لیے کہ وہ احساس سے عاری ہے۔ اور انسان آپ کو پانی کا پیالہ پلائے تو نیکی پائے گا، کیوں اس کے اندر ہمدردی اور محبت کے جذبات موجود ہیں۔

چنانچہ ایک انگریز سائنس دان تھا، اس نے ایک فکشن لکھا۔ فکشن ایک خیالی مضمون کو کہتے ہیں۔ تو اس میں اس نے خود ہی ایک سوال کیا اور خود ہی اس کا جواب دیا۔ ہم نے اپنے زمانہ طالبعلمی میں اس کو پڑھا تھا لیکن مضمون کے مناسب ہونے کی وجہ سے وہ اب میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ اس نے لکھا کہ سائنس کی ترقی بہت ہو جائے گی، اتنی کہ ایک سائنس دان روبوٹ بنائے گا جو انسان سے ہر طرح سے بہتر ہوگا۔ مثال کے طور پر انسان دن میں دیکھتا ہے، اندھیرے میں نہیں دیکھتا۔ وہ روبوٹ دن میں دیکھے گا رات میں بھی دیکھے گا۔ انسان چند سو گز کے بعد کسی چیز کو باریک بینی سے نہیں دیکھ سکتا، روبوٹ کے اندر ایسی دوربین فٹ ہو گی کہ ہزاروں میل کے فاصلے پر بھی وہ اس چیز کو قریب سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہوگا۔ انسان جن چیزوں کو سونگھتا ہے تو اس کا دائرہ بہت محدود ہے اور اس روبوٹ کا دائرہ بہت وسیع ہوگا۔

مثال کے طور پر ہم نے ایک عجائب گھر میں ایک چھوٹا سا پتنگا دیکھا، لکھا ہوا تھا کہ یہ پتنگا اتنا حساس ہے کہ اپنی مادہ کی موجودگی کو دس میل کے فاصلے سے محسوس کر لیتا ہے۔ اب اس کے اندر یہ حس کتنی زیادہ ہے؟ انسان سے بہتر ہے، ہمیں تو دیوار کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پیچھے کوئی بندہ بیٹھا ہو تو پتہ نہیں چلتا اور جب بندہ بیوی سے ناراض ہو تو آنکھوں کے سامنے بیٹھی ہو تو نظر نہیں آتی۔ اس چھوٹے سے پتنگے کو دیکھو کہ اس کا یہ نظام کس قدر حساس ہے کہ دس کلومیٹر دور سے موجودگی کا پتہ چل جاتا ہے۔

کتوں کے سونگھنے کا جو نظام ہے یہ بھی انسانوں سے بہت تیز ہے۔ چنانچہ آج کے دور میں کسی جگہ واردات ہوتی ہے، چور بھاگ جاتا ہے، پالتو کتے لائے جاتے ہیں۔ وہ اس جگہ سے اس چور کے بدن کی مہک کو پہچانتے ہیں اور پھر وہ بھاگنا شروع کرتے ہیں اور میلوں دور جہاں کہیں وہ بندہ موجود ہو وہ پکڑ لیتے ہیں۔ تو اس روبوٹ کے اندر بھی سونگھنے کا نظام ایسے ہوگا۔

انسان کچھ آوازوں کو سنتا ہے اور کچھ آوازوں کو نہیں سنتا جبکہ یہ دوسرے جانور بہت تھوڑی آواز کو بھی دور سے سن لیتے ہیں۔ اس روبوٹ کے اندر بھی یہی خوبی ہو گی۔ پھر انسان کو دیکھو کہ یہ اگر پڑھتا ہے تو زندگی میں زیادہ زیادہ ایک طرح کے مضامین پڑھتا ہے یا عصری علوم یا دینی علوم۔ اور جو عصری علوم پڑھتے ہیں وہ بھی ایک فیلڈ لیتے ہیں یا انجینیر بن سکتا ہے یا ڈاکٹر بن سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں اس روبوٹ کے اندر ایسی میموری ہوگی کہ دینی علوم بھی' عصری علوم بھی ہوں گے اور دنیا کے پچاس علوم ہیں تو سارے علوم اس میں موجود ہوں گے۔ انسان زیادہ زیادہ پانچ چھ زبانیں سمجھتا اور بولتا ہے، وہ دنیا کی سو سے زیادہ زبانیں بولنے اور سمجھنے والا ہوگا۔ پوری ڈکشنریاں بھری ہوں گی گویا کہ وہ ہر اعتبار سے وہ بندے سے بہتر کام کرنے کا حامل ہوگا۔ انسان چند گھنٹے کے بعد تھک جاتا ہے اُسے تھکاوٹ نہیں ہوگی، بھوک نہیں لگے گی، پیاس نہیں لگے گی۔ الغرض کہ سائنسدان ایک ایسا روبوٹ بنائے گا جو ہر اعتبار سے بندے سے بہتر ہوگا۔

یہ ساری تفصیل لکھنے کے بعد کہنے لگا کہ: قیامت کا دن ہوگا اور وہ بندہ اللہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

حضور روبوٹ پیش کرے گا کہ اللہ آپ نے بھی انسان بنایا اور میں نے بھی شاہکار بنایا میرا شاہکار تو اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ذرا اپنا شاہکار دکھاؤ! تو وہ دو، تین روبوٹ کھڑے کر دے گا۔ اچھا بھئی چلا کے دیکھا! وہ بٹن اون کرے گا تو وہ دوڑنا بھاگنا، چلنا پھرنا بولنا شروع کر دیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان میں سے ایک روبوٹ کے اندر کوئی ایسی خرابی پیدا فرمائیں گے کہ اس کا ایک پرزہ ٹھک کر کے ٹوٹے گا، آواز آئے گی اور وہ روبوٹ چلنا بند ہو جائے گا۔ باقی دو روبوٹ چلتے پھریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے بندے! دیکھ لیا نا اپنے روبوٹ کو۔ کہے گا یا اللہ! دیکھ لیا، ایک میں خرابی ہوگئی باقی چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا میرے شاہکار کو بھی دیکھو! اللہ تعالیٰ تین بندوں کو کھڑا کریں گے۔ ان میں سے ایک کے پیٹ میں درد پیدا کر دیں گے۔ جیسے ہی اس کے پیٹ میں درد ہوگا تو دوسرا بندہ آئے گا، وہ پوچھنا شروع کر دے گا: میں آپکو کوئی دوائی دوں؟ میں آپکو کھانے کو کچھ لا دوں؟ درد ایک کے ہو رہی ہو گی آنسو دوسروں کے آ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: بتاؤ بھئی! جو کچھ تو نے بنایا، وہ اتنا بے حس کہ ایک کے ٹوٹنے کا دوسرے کو احساس نہیں اور جو میں نے بندہ بنایا وہ احساس اور جذبات رکھنے والا اور محبت کرنے والا بندہ ہے۔ تیرا شاہکار بہتر ہے یا میرا۔ تو اس وقت وہ بندہ اللہ کے حضور سجدہ کرے گا اور کہے گا: واقعی تیری تخلیق کا کوئی مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔

یہ ہے تو ایک تخیلاتی مضمون لیکن اس سے اتنا مضمون ضرور واضح ہوتا ہے کہ انسان کی مشین پر یہی فضیلت ہے کہ انسان احساس رکھنے والا اور محبت کرنے والا دل رکھتا ہے۔ اگر وہ محبتیں ختم ہوگئیں تو اس میں اور مشین میں کیا فرق ہے؟ اس لیے دین اسلام نے آپس میں الفت محبت اور پیار کو قائم کرنے کا حکم دیا، اس کو صلۂ رحمی کہتے ہیں۔ جہاں خون کے رشتے ناطے ہوں، ان کا خیال رکھا جائے اور ایک دوسرے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ محبت اور پیار بانٹا جائے۔

محبتیں دائرہ شریعت کے اندر ہونی چاہییں:

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ یہ محبتیں دائرہ شریعت کے اندر ہونی چاہییں۔ یہ نہیں کہ کوئی کہے کہ جی مجھے گناہ کرنے دو ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا۔

((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ)) (المعجم الکبیر، رقم:۱۷)

جب کسی نے بھی تمہیں اللہ کی نافرمانی کے لیے کہا، اب وہ اپنا مقام کھو بیٹھا۔ ماں باپ کہیں نماز نہ پڑھو، یہ بات نہیں مانی جا سکتی۔ ماں باپ کہیں: رشوت لے کر آؤ! حرام لے کر آؤ! یہ بات نہیں مانی جا سکتی۔ تو دائرۂ شریعت کے اندر رہتے ہوئے ہم آپس میں محبتوں کے ساتھ پیار کے ساتھ رہنے کی کوشش کریں۔ شریعت نے اس بات کا حکم دیا ہے۔

اب کوئی بندہ مصلے پر بیٹھ کے عبادت تو کر لے لیکن اللہ کے بندوں کے ساتھ اس کا تعلق ہی ٹھیک نہ ہو۔ نہ اس کو کسی کی دل آزاری کا احساس، نہ ماں باپ کا نہ پیر استاد کا، نہ پڑوسی کا، نہ رشتے داری کا تو شریعت کہتی ہے کہ یہ بندہ دوسروں کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

شریعت محمدی ﷺ کی خوبصورت تعلیمات:

عزیز طلبا! اس چیز کو خوب سوچیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اتنا خوبصورت دین دیا ہے جو محبتوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کو پسند کرتا ہے۔ اس کا بہت اجر بتایا کہ جو آدمی ان رشتے ناطوں کو قائم کرتا ہے اس کو بہت اجر ملتا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ)) (مسند احمد، رقم ۱۶۶۹۶)

”جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑ“

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ نبی ﷺ کو اللہ رب العزت نے اعجاز عطا فرمایا کہ آپ افصح العرب تھے۔ چند لفظوں کے اندر بڑے بڑے مضامین کو آپ سمیٹ لیتے تھے۔ دنیا تو کہتی ہے نا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دینا، نہیں سمندر کو کوزے میں بند کر دیتے تھے۔ اب دیکھیے دو لفظوں میں بات سمیٹنے والی بات ہوئی۔ ((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ)) جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑ۔ اس سے جڑ جو تجھ سے توڑے۔ اب یہ کیا خوبصورت تعلیم ہے؟ ایک آدمی ہم سے دور ہونا چاہتا ہے، جدا ہونا چاہتا ہے، ہم حتی الوسع کوشش کریں کہ وہ ہمارے ساتھ جڑا رہے۔ قریب رہے، پیار رہے، محبتیں رہیں۔ اس لیے کہ مل جل کر جب رہتے ہیں تو دوسرے کے ساتھ رنجش کا ہو جانا فطری چیز ہے۔ تو شریعت نے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے تو تم دوسرے سے ایکسکیوز کر لو، معذرت کر لو، معافی مانگ لو۔ اور دوسرے کو کہا کہ تم بھئی! اس کو جلدی معاف کر دو۔ کیا ماہر ڈرائیور جو گاڑیاں چلا رہے ہوتے ہیں، ان سے ایکسیڈینٹ نہیں ہو جاتے۔ یہ بھی تجربہ کار ڈرائیور ہے، بیس سال سے گاڑی چلا رہا ہے، وہ بھی اٹھارہ سال سے گاڑی چلا رہا ہے پھر بھی ایکسیڈینٹ ہو گیا۔ اسی طرح دو اچھے انسانوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رنجش ہو جانا، یہ فطری چیز ہے۔ مگر شریعت کہتی ہے کہ اب اس رنجش کو رہنے نہ دو، اس کو دور کرو، کچھ احساس کرو۔ اور اگر بندہ بے حس ہو جائے اور اس چیز کا احساس ہی نہ کرے۔ شریعت نے اسے ناپسند کیا ہے چنانچہ فرمایا:

((وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَاَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَيْكَ))

(جامع الاحادیث، رقم ۱۳۵۷۸)

''جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کر دے اور جو تجھ سے برا معاملہ کرے تو اس کے ساتھ اچھائی کا سلوک کر''

کیا خوبصورتی ہے؟ یہ عظمت ہے انسان کی۔ اب جس بندے میں یہ تین

www.besturdubooks.wordpress.com

خوبیاں آ جائیں سوچیں کہ وہ گھر کا کتنا بہترین فرد ہوگا؟ معاشرے میں بہترین انسان ہوگا۔ وہ اللہ رب العزت کا یقیناً ایک اچھا بندہ ہوگا۔

شریعت نے رشتے ناطے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ آج تو خون اتنے سفید ہوتے جارہے ہیں۔ بھائی بھائی کا احساس نہیں کرتا، یہ قرب قیامت کی علامت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ قرب قیامت کی علامت میں سے یہ ہے کہ ایک دوسرے کی رشتے داری کا احساس ختم ہو جائے گا۔ یہ صلہ رحمی کرنا، رشتے ناطے جوڑنا، تعلق رکھنا، خیال رکھنا، ایک دوسرے کی ضرورت کے وقت مدد کرنا، شریعت نے اس چیز کو بہت پسند کیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ))

(سنن الترمذی، رقم ۱۸۴۷)

”کہ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا“

اور جریر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں:

((لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ))

(الطائف الرجیۃ فی الدروس، رقم:۱۴۸)

”جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ رب العزت اس بندے پر رحم نہیں فرماتے“

رحم رحمان سے مشتق ہے، جو اسے جوڑے گا اللہ اسے جوڑیں گے، جو اسے توڑے گا اللہ اسے توڑیں گے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا))

(موسوعة الرد على المذاهب رقم:۳۴۵/۴۸)

”جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا ہمارے بڑوں کا اکرام نہیں کرتا وہ ہم میں سے ہی نہیں“

www.besturdubooks.wordpress.com

دینِ اسلام کی خوبصورتی پر قربان جائیں۔ عام طور پر دیکھا کہ لوگ جوانی میں تو ایک دوسرے کا لحاظ خیال کرتے ہیں، بڑھاپے میں کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا تو دین اسلام نے یہ تعلیم دی:

((اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِكْرَامَ ذِی الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ))

(ریاض الصالحین: ص،۱۹۱)

''جس بندے کے بال اسلام میں سفید ہوئے ہوں، اس کی تعظیم کرنا ایسا ہی ہے جیسے اس نے اللہ کی تعظیم کی۔''

اب بتائیے کہ بوڑھوں کی تعظیم اور اکرام کے لیے اس سے بلند کیا بات کی جا سکتی ہے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)) (ریاض الصالحین: ۱۷۱/۱)

''جو بندہ رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا''

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ وَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ))

(شعب الایمان ۴۳/۲)

''یہ مخلوق اللہ رب العزت کا کنبہ ہے۔ اللہ کے نزدیک مخلوق میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اللہ کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرے''

تو ہمیں معاشرے کا اچھا فرد بن کر رہنا چاہیے، گھر کے اندر اچھا فرد بن کر رہنا چاہیے۔ خود نقصان اٹھالیں مگر دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں۔

نبی علیہ السلام ایک دفعہ بازار میں سے گزر رہے تھے۔ آپ نے دکانداروں کو دیکھ کر فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((زِنْ وَ اَرْجِحْ)) (السنن ترمذی: ۱۲۵/۵)

''کہ تم وزن کرو مگر ایسا وزن کرو کہ جھکتا ہو''

یعنی دکاندار زیادہ مال دے کر گاہک کا دل خوش کر دے۔ یہی چیز پوری زندگی کا حصہ ہے کہ انسان اپنا نقصان برداشت کر لے مگر دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے۔ بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مخالفت کرنے والے رشتے دار پر خرچ کرنے پر انسان کو بہترین صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

صلہ رحمی کے فوائد

جو آدمی صلہ رحمی کرتا ہے یعنی رشتے ناطے جوڑتا ہے۔ محبت پیار سے رہتا ہے احادیث میں اس کے درج ذیل فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ دل کے کانوں سے سنیں گے اور اس نیت سے سنیں گے کہ ہم اس حکم پر عمل کر کے ان فوائد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

محبت میں اضافہ:

چنانچہ فرمایا کہ صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے، جو رشتے ناطوں کا خیال رکھے، عزیز واقارب سے ملتا رہے اور بوقتِ ضرورت ان کے کام آتا رہے، لوگ اُسے پسند کرتے ہیں، وہ دوسروں کی آنکھوں کا تارہ بن جاتا ہے۔

مال میں اضافہ:

پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں اضافہ فرما دیتے ہیں''۔ ایک ہوتی ہے برکت۔ مال کی برکت سے یہ مراد ہوتی ہے کہ جتنا مال ہے انسان کی ضرورتوں کو پورا ہو جائے۔ اور بے برکتی یہ ہوتی ہے کہ دیکھنے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں تعداد مقدار تو بہت ہے مگر ضرورتیں پوری نہیں ہوتی۔ یہاں فرمایا گیا: مال میں اللہ تعالیٰ اضافہ فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ جو رشتہ داروں پہ خرچ کرتا ہو۔ ان کو ہدیہ دینا، تحفہ دینا، ان کو گھر میں دعوت دینا، خرچ کرنا۔ آپ دیکھیں گے کہ بہت جلدی اللہ تعالیٰ اس بندے کے مال کو بڑھا دیتے ہیں۔

آج کتنے لوگ ہیں جو مال کی کمی کا شکوہ کرتے ہیں، نبی ﷺ نے اس مال کو بڑھانے کا انمول نسخہ بتلا دیا۔ کرو نا خرچ اپنے رشتے داروں میں۔ عزیز و اقارب میں پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے مال کو کیسے بڑھاتے ہیں۔

عمر میں اضافہ:

فرمایا کہ اس صلۂ رحمی سے انسان کی عمر کو بھی بڑھا دیا جاتا ہے، ترمذی شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی موت کو مؤخر فرمادیتے ہیں، پیچھے ہٹا دیتے ہیں۔ یعنی عمر بڑھ جاتی ہے۔ ہر بندہ چاہتا ہے کہ میرے پاس مال بھی ہو اور صحت والی عمر بھی زیادہ ہو اللہ تعالیٰ اس صلہ رحمی کے صدقے یہ نعمت بھی عطا فرمادیتے ہیں۔

رزق میں کشادگی:

پھر اللہ تعالیٰ رزق میں کشادگی عطا فرماتے ہیں۔ رزق میں کشادگی کیوں کہا گیا کہ کئی لوگ کروڑ پتی ہوتے ہیں مگر دن رات کی ٹینشن ہوتی ہے کہ کروڑوں دینے بھی ہوتے ہیں۔ ظاہر میں کاریں بھی ہیں بہاریں بھی ہیں، روٹی بھی ہے بوٹی بھی ہے، مگر ٹینشن ہے کہ کمپنی کا شیئر اتنا بن گیا کنٹینر پھنس گئے ہیں، سیمنٹ رک گئی ہے۔ دن رات پریشان ہوتے ہیں تو اس کو رزق کی کشادگی نہیں کہتے۔ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ مال بھی بڑھائیں گے اور مال میں ایسی برکت اور کشادگی کہ غم ہی ختم ہو جائے گا انسان کے دماغ سے کتنا بڑا فائدہ ہے!

بری موت سے حفاظت:

صلہ رحمی کرنے کا ایک اور فائدہ یہ کہ اللہ تعالیٰ انسان کو بری موت سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ اکیلا فائدہ اتنا اچھا ہے کہ اگر اسی کا پتہ چل جائے تو ہم صلہ رحمی کرنے کے لیے اپنی کوششیں پوری لگا دیں۔ آپ کو کوئی نسخہ بتائے کہ جی اس نسخے سے آخری وقت میں آپ کو اچھی موت آئے گی، آپ تو کہیں گے کہ مجھے سونے کی ڈلی مل گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے احسانات ہیں امت کے اوپر کہ ایک انسان صلہ رحمی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس صلہ رحمی کے عمل کی وجہ سے بری موت سے اس بندے کو نجات عطا فرما دیتے ہیں۔ ہر انسان کی تمنا ہوتی ہے کہ اے اللہ! میری زندگی کے آخری حصہ کو زندگی کا بہترین حصہ بنا دے۔ آخری وقت میں مجھے عزتوں کی موت نصیب ہو جائے۔ یہ نعمت اس صلہ رحمی کے عمل پر انسان کو مل جاتی ہے۔ کچھ لوگوں کو دیکھا کہ آخری وقت میں ایسی موت آتی ہے کہ ہر کوئی لعنت ہی کر رہا ہوتا ہے، ہر کوئی کہتا ہے کہ اچھا ہوا جان چھوٹ گئی۔ یہ بری موت ہوتی ہے تو صلہ رحمی کی وجہ سے اللہ رب العزت انسان کو اچھی موت عطا فرما دیتے ہیں۔

اور آگے اسی حدیث پاک میں فرمایا کہ اللہ رب العزت صلہ رحمی کرنے والے کی مصیبتوں کو اور آفتوں کو اس سے ٹال دیتے ہیں۔ آپ نے کتنی بار یہ تجربہ کیا ہوگا کہ موٹر سائیکل پر جا رہے ہیں، پیدل جا رہے ہیں، بس ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا۔ وہ جو ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا وہ ممکن ہے کسی صلہ رحمی کے عمل کے صدقے اللہ نے اس مصیبت سے بچایا ہو۔ ورنہ ہڈی ٹوٹتی، زخم ہوتے، چار پائی پر پڑے رہتے، پریشانی کا شکار ہوتے، اللہ نے اس پریشانی سے بچا لیا۔ لوگ آ کے بتاتے ہیں کبھی بال بال بچے۔ وہ کون بچاتا ہے؟ وہ اللہ رب العزت بچاتا ہے۔ ایسے ہی کسی عمل کی وجہ سے بچا لیتا ہے۔ تو آفتوں سے اور مصیبتوں سے اللہ رب العزت اسے بچا دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔

ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ جی مجھے فیصل آباد جانا تھا اور میں بہت کوشش کر رہا تھا کہ مجھے تیار ویگن میں جگہ مل جائے لیکن مجھے جگہ نہیں ملی۔ میں غصے ہو رہا تھا کہ مجھے جانا تھا اور ٹکٹ کاٹنے والے نے دوسرے کھڑے ہوئے بندے کو ٹکٹ دے دیا، بہت افسوس ہوا۔ مجھے کہنے لگا کہ جب آدھے گھنٹے کے بعد ہماری گاڑی گئی تو پتہ چلا کہ راستے میں اس ویگن کا ایکسیڈنٹ ہوا اور دس بندے موقع پر ہی موت کے منہ میں چلے گئے۔ کہنے لگے کہ: میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تیرا احسان کہ مجھے اس ویگن کے اندر ٹکٹ نہیں ملی۔ تو یہ جو مصیبتوں سے انسان بچتا ہے یہ نیک اعمال کی برکت ہوا کرتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ رشتے ناطے جوڑتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مصیبتوں کو اور آفتوں کو ٹال دیتے ہیں۔

گناہوں کی معافی:

ایک فائدہ یہ بھی بتایا کہ جو شخص صلہ رحمی کرنے والا ہو تو اللہ رب العزت اس کے نیک عمل کی برکت سے اس کے کیے ہوئے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تو صلہ رحمی بڑے بڑے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ فرمایا:

((اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ)) (ھود: ۱۱۴)

نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں تو اگر یہ نیکیاں انسان کرے تو کتنے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

قبولیتِ اعمال:

پھر فرمایا کہ اللہ رب العزت اس بندے کی نیکیوں کو قبول فرما لیتے ہیں۔ اب دیکھیں! انسان نیکی تو کرتا ہے لیکن اس معیار کی تو نہیں کر سکتا جو اللہ کی شان کے معیار

www.besturdubooks.wordpress.com

کے مطابق ہو۔تو کوالٹی اچھی نہ ہونے کی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ رد ہو جائیں۔

آپ تو ایسا نہیں کرتے، جاتے ہیں دکان دار کے پاس کہ بھئی مجھے سیب دے دو، وہ سیب دینے کے بعد پوچھتا ہے کہ جی کیلے بھی لے لیں، آپ جیسے ہی ایک نظر کیلوں پر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اتنے اچھے نہیں لگ رہے، کہتے ہیں کہ مجھے نہیں چاہییں۔ایک نظر ڈال کر آپ نے کہا: مجھے نہیں چاہییں۔کیوں؟ پسند جو نہیں تھے۔تو ممکن ہے کہ ہماری بے ذوق سجدے، بے سرور نمازیں، یہ ہمارے ریا سے بھرے اعمال، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی ایک نظر ڈالیں اور کہیں کہ مجھے ایسے اعمال کی ضرورت ہی نہیں۔پھر کیا بنے گا ہمارا؟ تو گناہوں کی ندامت الگ چیز اور کی ہوئی غیر معیاری نیکیوں کے قبول نہ ہونے کا غم الگ چیز ہے۔تو فرمایا کہ صلہ رحمی کے صدقے اللہ تعالیٰ انسان کی نیکیوں کو بھی قبول فرما لیتے ہیں۔

استحقاقِ جنت:

پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو انسان صلہ رحمی کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل ہونے کا استحقاق عطا فرما دیتے ہیں۔حق دے دیتے ہیں جنت میں داخل ہونے کا۔

نزولِ رحمت:

اور پھر دو باتیں اور فرمائیں کہ اللہ رب العزت اس قوم پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں جو صلہ رحمی کرنے والی ہو۔اگر فرد صلہ رحمی کرے گا تو اس پر اللہ کی رحمتیں اور اگر "مِنْ حَیْثِ الْقَوْمِ" ہم اس عمل کو زندہ کریں گے اور شریعت کے اس حکم کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو پورا کریں گے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پوری قوم کے اوپر اس کی وجہ سے رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نزولِ برکات:

اور حدیثِ پاک میں فرمایا کہ: جس ملک میں صلۂ رحمی کرنے والی قوم رہتی ہو، اللہ تعالیٰ اس ملک کی آبادی اور سرسبزی کو بڑھا دیتے ہیں۔ فصلیں زیادہ ہوتی ہیں پھل زیادہ لگتے ہیں، بہاریں آتی ہیں، قحط سے بچتے ہیں۔ یہ جو ہوتا ہے نا کبھی آٹے کی کمی کبھی فلاں کی کمی اللہ تعالیٰ ان مصیبتوں سے نجات دے دیتے ہیں۔ تو صلہ رحمی کے ایک عمل پر ذرا غور کیجیے کتنے فوائد حدیثِ پاک میں بتائے گئے۔

اللہ تعالیٰ کا وصل:

تو پھر آخری فائدہ تو ایسا حدیث پاک میں بتایا کہ پڑھ کر انسان کو وجد آتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والے کے ساتھ اللہ رب العزت اپنے رشتہ کو خود جوڑتے ہیں۔ جَزَآءٌ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ یہ شریعت کا قانون ہے کہ جیسی نیکی ویسا اس کا بدلہ۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اللہ کے لیے محبتیں اور رشتہ جوڑ رہا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: میرے بندے تجھ سے محبت کا رشتہ اب میں جوڑ کے دکھاتا ہوں۔ اس لیے جو انسان رشتے ناطے توڑنے والا ہو، باوجود اس کی عبادتوں کے چاہے وہ تلاوتیں کرتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے، مصلے پے بیٹھتا ہے، دین کے کام کرتا ہے، شریعت نے اس کو ناپسند فرمایا ہے۔

قطع رحمی کے نقصانات

دنیا میں ہی سزا:

چنانچہ فرمایا کہ چار گناہ ایسے ہیں کہ جن گناہوں کی سزا آخرت میں تو ملے گی ہی اللہ تعالیٰ اس کو مرنے سے پہلے دنیا میں بھی سزا دیتے ہیں۔ یعنی کچھ گناہ تو ایسے ہیں نا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ جی مریں گے تو جہنم میں جائیں گے، وہاں جا کے سزا ملے گی۔ یہ چار گناہ ایسے ہیں کہ ان گناہوں کو کرو گے تو دنیا میں بھی اس کی سزا ملے گی۔

ان میں سے ایک متکبر انسان جو انسان دنیا میں بڑا بول بولے، تکبر کرے۔ فرمایا کہ میں اس متکبر انسان کو مرنے سے پہلے دنیا میں بھی میں ذلیل کر کے دکھاؤں گا۔ آپ دیکھیں دنیا میں کتنے بڑے بڑے فرعون آئے اللہ نے ان کا انجام کیا کیا؟ سب کو دنیا میں ذلیل کر کے دکھایا۔ اس لیے بڑے بول سے انسان بچے۔ عجب سے، تکبر سے بچے۔ بڑائی صرف اللہ رب العزت کو بجتی ہے، بندے کو بندگی بجتی ہے۔ ہم اللہ رب العزت کے در پر جھکیں، عاجزی اختیار کریں، کوئی بڑا بول نہ بولیں۔ اس لیے کہ بڑا بول بولنے پر کئی مرتبہ دنیا میں ہی نقد سزا مل جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نعمتیں دیتے ہیں تو پھر انسان ان نعمتوں کو ہضم نہیں کر پاتا، پھر اس کی آواز میں مال کی جھنکار شامل ہو جاتی ہے۔ تو فرمایا کہ اگر تکبر کرے گا تو جو پروردگار دینا جانتا ہے، وہ پروردگار لینا بھی جانتا ہے۔ دنیا میں ہم اس تکبر کی سزا دے کر دکھائیں گے۔

اور دوسرا فرمایا کہ جو بندہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے۔ دنیا کی معمولی باتوں میں کئی مرتبہ باپ چھوٹا سا کام کہتا ہے نہیں کرتا اور خاص طور پر یہ سکول کالج کے پڑھنے والے، مدارس کے پڑھنے والے بچے، ماں باپ کو تو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ ”اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ“ ماں کو تو بالخصوص اللہ میاں کی گائے سمجھتے ہیں۔ تو شریعت نے کہا کہ نہیں نافرمانی کرو گے تو ہم تمہیں دنیا میں سزا دیں گے۔

ملتان میں ہمارے ایک دوست ڈاکٹر ہیں کہنے لگے کہ میرے پاس ایک دیہاتی نوجوان آیا ہٹا کٹا، ایک ایسی بیماری میں مبتلا کہ زور زور سے روتا چیختا تھا اور کہتا تھا کہ میرا گلا نہ دباؤ! میرا گلا نہ دباؤ! تو بیماری میں اس کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کا گلا دبایا جا رہا ہے۔ کہنے لگا: میں نے اس کا علاج کیا، مجھے اس کو دیکھ کے بڑا افسوس ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کے باپ نے کہا کہ تم اس کو دیکھ کے رو رہے ہو یہ اس کا اپنا عمل اس کی آنکھوں کے سامنے آ رہا ہے۔ میں نے پوچھا: کون سا؟ کہنے لگا: اس کی شادی ہوئی، پسند کی شادی کی۔ اس کی بیوی ہمارے ساتھ مل کر رہنا پسند نہیں کرتی تھی، لہٰذا شادی ہوتے ہی یہ بیوی کو لے کر ایک طرف ہو گیا۔ بیوی نے کہا کہ ماں باپ سے بولنا چھوڑ دو! بولنا چھوڑ دیا۔ تو میری بیوی اسے کہتی کہ بیٹا میں ماں ہوں کبھی مل لیا کرو، تو یہ جواب میں بوڑھی ماں کو کہتا تھا کہ بات نہ کر! میں تیرا گلا دبا دوں گا۔ اللہ نے دنیا میں اس نوجوان کو ایسی بیماری میں مبتلا کر کے دکھا دیا۔ بتا دیا کہ تو کیا گلا دبائے گا میں گلا دبا کے دکھاتا ہوں۔ تو تکبر کی سزا دنیا میں ملتی ہے۔ آج کل تو بیٹا ماں باپ سے باغی...... شاگرد استاد سے باغی...... رعایا نیک حاکم سے باغی...... بیوی اپنے شوہر سے باغی۔ فرمایا کہ بغاوت کی سزا اسے اللہ تعالیٰ دنیا میں دے دیتے ہیں۔

اور چوتھی بات کہی قطع رحمی کرنے والا، جو ان رشتے ناطوں کو توڑتا ہے۔ ان رشتے ناطوں کو توڑنے والے بندے کو اللہ تعالیٰ موت سے پہلے دنیا میں سزا دے کے دکھاتے ہیں۔

جنت سے محرومی:

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ قاطع رحم (رشتے ناطوں کو توڑنے والا) کو اللہ رب العزت قیامت کے دن جنت میں گھسنے کا موقعہ ہی نہیں عطا فرمائیں گے۔

لیلۃ القدر میں محرومی:

ایک حدیث پاک میں آتا ہے: اللہ رب العزت شب قدر میں بڑے بڑے گناہگاروں کی بخشش فرما دیتے ہیں لیکن چند گناہ گاروں کی لیلۃ القدر میں بھی بخشش نہیں فرماتے۔ فرمایا ان میں سے ایک وہ ہوتا ہے جو رشتے ناطوں کو توڑنے والا ہو،

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ لیلۃ القدر میں بھی اس کی بخشش نہیں فرماتے۔ سوچنے کی بات ہے جس رات اللہ کی رحمتیں چھم چھم برس رہی ہوتی ہیں، سینکڑوں سالوں کے گناہوں کے کرنے والوں کو بھی معاف کر دیا جاتا ہے۔ قطع رحمی کرنے والا اس دن بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔

جمعہ کی برکت سے محرومی:

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے: ہر انسان کا عمل ہر جمعہ کے دن اللہ رب العزت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ بعض عمل تو ایسے جو روزانہ فرشتے پیش کرتے ہیں۔ پھر ہفتے بھر کے اعمال کی سمری جمعہ کے دن پیش کی جاتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص قطع رحمی کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ کے سامنے فرشتے اس کے اعمال اس دن پیش ہی نہیں کرتے۔

اللہ کی رحمت سے محرومی:

حدیث پاک میں آتا ہے: نبی علیہ السلام تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا: جو رشتے ناطوں کو توڑنے والا ہو وہ ہماری مجلس میں مت بیٹھے۔ ایک نوجوان اٹھا وہ اپنے گھر گیا، وہ کسی وجہ سے اپنی خالہ سے نہیں بولتا تھا، اس کی دل آزاری کر بیٹھا تھا، اس نے جا کر اپنی خالہ سے معافی مانگی اور پھر واپس مجلس میں آیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو واپس آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے یہ بات اس لیے کی تھی کہ جس مجلس میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اہلِ مجلس کے اوپر رحمت نازل نہیں فرماتے۔ تو جس مجلس میں قاطع رحم موجود ہو اللہ اس مجلس پر رحمت کو روک لیتے ہیں۔ پھر سوچیے کہ آج ہمارے حالات کیسے ہیں؟ تو ہماری زندگیوں میں برکت کیسے آئے گی؟ ہم جو رزق کی تنگی کے شکوے کرتے ہیں، ہم جو مصیبتوں کے شکوے کرتے ہیں، بے

www.besturdubooks.wordpress.com

برکتوں کے شکوے کرتے ہیں، ہم جو دنیا کے اندر پریشانیوں میں گھرے ہونے کے شکوے کرتے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کے پیچھے ہمارا قطع رحمی کرنے والا عمل موجود ہو۔

تین دن سے زائد قطع تعلقی منع ہے:

لہٰذا جو شریعت نے قریبی رشتے بنائے ان تمام رشتے داروں کے ساتھ دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے محبت پیار کا تعلق رکھنا، یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ ہاں یہ فرق ہے کہ کسی کے ساتھ زیادہ قرب کا تعلق رکھیں، کسی کے ساتھ سلام دعا رکھیں۔ اگر کسی سے طبیعت نہیں ملتی، فرض کرو کسی میں غصہ زیادہ ہے، اس کے ساتھ طبیعت نہیں میل کھاتی تو شریعت کہتی ہے، ٹھیک ہے تم اس کے ساتھ اپنا تعلق ذرا کم رکھو مگر سلام دعا والا تعلق بہر حال رکھو، تا کہ تم قطع تعلقی کرنے والے نہ بنو۔ شریعت میں تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھنے کو منع فرما دیا۔ فرمایا: غصہ تھوک دو! اب ایک دوسرے کو معاف کر دو۔

آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ:

یہ شریعت کا حسن ہے کہ الفتیں محبتیں آپس میں قائم کرنے کا اس طرح حکم فرمایا۔ آپ سوچیے! اگر ہم دین اسلام کی ان تعلیمات پر عمل کرنے والے بن جائیں تو ہمارے گھروں میں کتنی خوشیاں آ جائیں گی؟ ہمارے معاشرے میں کتنی خوشیاں آ جائیں گی۔ اسی لیے تو کہتے ہیں کہ دین اسلام محبتیں تقسیم کرنے والا دین ہے۔ اگر ہم اس پر عمل کرنے والے بن جائیں گے تو ہمیں اسی دنیا میں جنت میں رہنے کا مزہ آنے لگ جائے گا۔ ہر ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنے والا ہوگا، ہر ایک دوسرے کا بھلا چاہنے والا ہوگا، سب آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بنیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی ﷺ نے فرمایا:

((كُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا)) (مسند احمد:۱۹/۴۳۰)

’’اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر زندگی گذارو‘‘

اپنا جائزہ لیں:

شریعت نے فرمایا کہ صِلْ مَنْ قَطَعَكَ جو تجھ توڑے تو اس سے جوڑ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے وَ اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَيْكَ اور جو تیرے ساتھ برائی کا معاملہ کرے تو اس کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کر دے۔ اس حدیثِ مبارکہ کو آج ہم سامنے رکھ کر اپنی زندگی کو دیکھیں اور جائزہ لیں کہ کیا ہمارے اندر یہ تین خوبیاں موجود ہیں۔ اگر موجود ہیں اللہ کا شکر ادا کریں اور اس پر استقامت کی دعا مانگیں اور اگر کوتاہی ہے جس کے چانسز زیادہ ہیں تو ہمیں پھر آج توبہ کرنی چاہیے۔

اللہ سے رشتہ جوڑیں:

اور جن کے بارے میں ہمارے دلوں میں کینہ ہے اور وہ ایمان والے ہیں ہم اس کینے کو ختم کر کے ان کے ساتھ الفتوں اور محبتوں کا تعلق رکھیں، ہم ان کے ساتھ جوڑیں گے اس کے بدلے اللہ رب العزت ہمارے ساتھ اپنا محبت کا رشتہ جوڑیں گے۔ چنانچہ فرمایا: جو صلہ رحمی کرتا ہے اللہ رب العزت اس سے اپنا رشتہ جوڑتا ہے اور ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ صلہ رحمی اللہ کی رحمت کی ایک شاخ ہے جو اس کو جوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ جوڑے گا جو اسے توڑے گا اللہ اس کو اپنے سے توڑ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حدیث مبارکہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

(الحجرات:۱۲)

بدگمانی کا زہر

بیان: محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مقام: رہائش گاہ حضرت جی محلہ پپلیانوالہ

موقع: خصوصی تربیتی مجالس بعد از سالانہ اجتماع

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

بدگمانی کیوں آتی ہے؟ ایک اصول ذہن میں رکھیں کہ بدگمانی اس وقت آتی ہے جب بندہ ذکر نہیں کرتا۔ ہمیشہ بدگمانی اس بندے کے ذہن میں آئے گی جو ذکر نہ کرنے والا ہوگا یا جو رابطہ نہ رکھنے والا ہوگا۔ جو رابطہ رکھنے والا ہو، ذکر کرنے والا ہو یہ ممکن ہی نہیں کہ اس کے دل میں بدگمانی آئے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے تو یہ بدگمانی کا لفظ بتا رہا ہے کہ اسکے دل میں اندھیرا ہے۔ اس لیے کہ جب کمرے میں اندھیرا ہو تو کیڑے مکوڑے نکل آتے ہیں۔ جب دل کا بلب روشن ہو جاتا ہے تو کیڑے مکوڑے ڈر کے مارے نکلتے ہی نہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

بدگمانی کا زہر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَ اَصِيْلًا﴾ (الاحزاب:۴۲)
وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
((اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ)) (سنن ابی داود، رقم:۴۲۷۱)
وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
((ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ خَيْرًا)) (المعجم الکبیر، رقم:۲۳۹)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

یاد کا مقام:

ہمیں قرآن مجید میں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم کثرت سے اپنے رب کو یاد کریں۔ ارشاد فرمایا:

﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔

اور یاد کا مقام انسان کا دل ہے۔ زبان سے اظہار ہوتا ہے اور دل میں یاد ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ جب کوئی بچہ اپنی نوکری یا کام کے سلسلے میں اپنی ماں سے دور ہو، تو ماں ہمیشہ یہ خط لکھتی ہے: بیٹا میرا دل تجھے بہت یاد کرتا ہے۔ اس نے یہ کبھی نہیں لکھا کہ بیٹا میری زبان تجھے بہت یاد کرتی ہے۔ میرا دماغ تجھے بہت یاد کرتا ہے۔ ماں ہمیشہ یہ لکھے گی کہ بیٹا: میرا دل تجھے بہت یاد کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یاد کا مقام انسان کا دل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی یاد بھی انسان کے دل میں ہوتی ہے۔

ذکرِ قلبی کی فضیلت:

حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ فرشتے جس ذکر کو سنتے ہیں (جو یہ زبان سے کیا جاتا ہے) اس سے وہ ذکر جس کو وہ نہیں سنتے (یعنی دل سے کیا جاتا ہے) ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ تو ذکرِ خفی اور ذکرِ جہری دونوں احادیث سے ثابت ہیں۔ ذکرِ قلبی کو ذکرِ سری بھی کہتے ہیں، ذکر خامل بھی کہتے ہیں، ذکر خفی بھی کہتے ہیں۔ احادیث میں یہ سارے لفظ استعمال ہوئے ہیں اور یہ سب دل کی یاد پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی کو رجوع الی اللہ، انابت الی اللہ، توجہ الی اللہ کہتے ہیں۔

توجہ الی اللہ پیدا کرنے کا طریقہ:

تاہم توجہ الی اللہ پیدا کرنے کے لیے ابتدا میں سالک کو کہتے ہیں کہ تم اللہ اللہ کا ذکر کرو۔ ایسے ہی جیسے قرآن مجید پڑھنے والے بچے کو نورانی قاعدہ پڑھاتے ہیں۔ اب کوئی بندہ کہے کہ نورانی قاعدہ کا تذکرہ تو احادیث میں کہیں نہیں ملتا، تو اس کو کہیں گے کہ اے بے وقوف انسان! یہ نورانی قاعدہ تو بچے کو سمجھانے کا ایک ذریعہ ہے تاکہ اس کو مخارج اور اعراب کی پہچان ہو جائے۔ اس کو پڑھنے کو بعد اس کے لیے قرآن پاک کا پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، یہ ذکر ذریعہ ہے انسان کے قلب میں توجہ الی اللہ پیدا کرنے کا۔ اور جب توجہ الی اللہ پیدا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جاتی ہے تو وہ فکر کہلاتی ہے اور وہ ذکر سے زیادہ افضل ہوا کرتی ہے۔

اس لیے ہمارے سلسلے کے وہ لوگ جو اسباق کرنے والے ہیں جانتے ہیں کہ ساتویں سبق تک تو ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد تہلیل کے دو اسباق ہیں اور اس کے بعد فکر کے اسباق ہیں، پھر اللہ اللہ کا ذکر ختم۔ اللہ اللہ کا ذکر کرنے کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ مبتدی کے لیے توجہ الی اللہ رکھنی آسان ہو جاتی ہے۔ اس راز کو ذرا سمجھیے! یہ ایک عجیب معرفت ہے کہ انسان کا دل جب مخلوق میں اٹکا ہوا ہوتا ہے تو اب مخلوق سے اس کی گرفتاری چھڑانے کے لیے مشائخ اس کو اللہ اللہ کے ذکر پر لگا دیتے ہیں۔ حتی کہ اس بندے کے دل میں فقط اللہ کی یاد رہ جاتی ہے۔ ہر طرف سے وہ کٹ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔ اور یہ جو اللہ اللہ کا ذکر کر رہا ہے تو یہ بھی تو اس کے دل میں اثرات ہیں، اس کو بھی دھونے کے لئے پھر لا الہ الا اللہ کا ذکر کرواتے ہیں۔ اور جب یہ دھل جاتے ہیں، اب اس کو مراقبہ کرواتے ہیں، جس میں اس کو کسی نام کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ لہٰذا دسویں سبق سے لے کر پینتیسویں سبق تک جتنے بھی مراقبے ہیں ان میں کوئی نام کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ تو یہ شروع میں جو اللہ اللہ کا ذکر کرواتے ہیں تو یہ دوا کے طور پر ہوتا ہے تاکہ مبتدی کے لیے توجہ الی اللہ رکھنی آسان ہو جائے۔

تجلی ذاتی اور صفاتی میں فرق:

اور یہ بھی ذہن میں رکھنا جو انسان صفاتی نام کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ مثلاً ''سبحان اللہ'' یہ بھی ذکر ہے، ''الحمد للہ'' یہ بھی ذکر ہے، ''یا حی یا قیوم'' یہ بھی ذکر ہے۔ تو اس قسم کے صفاتی ناموں کا جو انسان ذکر کرے گا۔ تو پھر اس کو فنا کے مقام پر اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل ہوگا۔ کیونکہ اس کے من میں صفاتی ناموں کا تذکرہ تھا اس لیے تھوڑی دیر کے لیے اسے اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار ہوگا پھر اس کے اوپر صفات کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پردے آ جائیں گے۔ تو ایسا سالک اللہ تعالیٰ کو صفات کے پردوں میں سے دیکھتا ہے۔ اور جو سالک فقط اللہ کا ذکر کرنے والا ہوگا تو اس کا وصلِ عریانی نصیب ہوگا۔ جب اس کو دیدار نصیب ہوگا تو صفات کے پردے نہیں آئیں گے۔

اس لیے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بڑے بزرگ، امام ربانی، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اصطلاح استعمال کی ہے کہ جو صفاتی ناموں کا ذکر کرنے والے لوگ ہوتے ہیں، جب ان کو اللہ تعالیٰ کی تجلی نصیب ہوتی ہے تو تجلی ذاتی برقی نصیب ہوتی ہے۔ یعنی تجلی ذاتی برق کے کوندے کی طرح دفعتاً ہوتی ہے اور اس کے بعد صفات کے پردے آجاتے ہیں۔ یعنی دلہن نے پردہ ہٹا کر جلوہ دکھایا اور پھر نقاب ڈال دیا۔ لیکن جو ذاتی نام کا تذکرہ کرنے والے ہوتے ہیں ان کو وصلِ عریانی نصیب ہوتا ہے کہ ایک دفعہ چہرے سے جو نقاب اٹھا لیتے ہیں تو ہمیشہ چہرے کا دیدار سالک کو نصیب ہوتا رہتا ہے۔ اس کو تجلی ذاتی دائمی کہتے ہیں۔

اب عام آدمی تو یہی سوچتا ہے کہ سبحان اللہ کا ذکر کیوں نہیں کرتے، الحمد للہ کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟ اب یہ معرفت کی بات ان کو کیسے سمجھائیں؟ یہ تو ان لوگوں کو پتہ ہے جو اپنے دل کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے ہیں۔ تو ان کو پتہ چلتا ہے کہ اسماء وصفات کے جو پردے اوپر آتے ہیں پھر اس وقت وہ پردے انسان کے لیے کس قدر الجھن کا سبب بنتے ہیں۔

اللہ اللہ کا ذکر احادیث سے ثابت ہے:

ہمارے مشائخ نے اسی لیے فقط اللہ کا ذکر کہا کہ

﴿قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ﴾ (الانعام:۹۲)

''تو کہہ اللہ اور پھر انہیں چھوڑ دے، اپنی مستی میں کھیلتے رہیں''

اللہ اللہ کا یہ ذکر احادیث سے بھی ثابت ہے۔ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالُ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ))

(الترمذی، رقم:۲۱۳۳)

''قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہوگی جب تک زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا موجود ہے۔''

دو دفعہ اللہ اللہ کا لفظ آیا۔ اب حدیث میں اگر ایک دفعہ صرف اللہ کا ذکر آتا کہ تو پھر تو کوئی بات نہیں تھی۔ مگر حدیث میں دو دفعہ آیا ہے۔ اللہ اللہ۔ جب نبی اکرم ﷺ نے دو دفعہ فرمایا اللہ اللہ، اب کوئی بار بار اس دو دفعہ کو کہے اللہ اللہ...... اللہ اللہ...... اللہ اللہ تو اس میں کونسا اشکال ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اللہ اللہ تو کہا نا ؟ یہ تو نبی اکرم ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ تو اس لیے اس یں گھبرانے کی بات نہیں کہ اللہ اللہ کیوں کہتے ہیں۔

ایک اشکال کا جواب:

بعض کہتے ہیں کہ یہ کیا بس نام لیتے جائیں بات کوئی نہ کریں یہ تو بے ادبی ہے۔ او بھائی اپنے اوپر اللہ کو قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ کہتے ہیں:

اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِیْ

''انسان اپنے آپ پر دوسروں کو قیاس کرتا ہے''

ہم واقعی کسی کو نام سے پکارتے رہیں او فلاں! او فلاں! تو وہ تو ناراض ہوگا مگر وہ تو بندے کی بندے سے بات ہے۔ بندے کا پروردگار سے تعلق ادب کا تعلق ہے، یہ کچھ اور معاملہ ہے۔ یہ محبت کا تعلق ہے اور اس محبت کے تعلق میں بندہ جب محبت سے اللہ کہتا ہے تو اللہ کو یہ نام سن کے پیار آتا ہے۔

جیسے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم فرما رہے تھے کہ بچہ جب روتا ہے تو وہ رو کے کیا کہتا ہے؟ امی امی یا کوئی اور لفظ کہتا ہے۔ کبھی سنا کسی چھوٹے بچے کو کہ اے میری

www.besturdubooks.wordpress.com

پیاری امی! اے میری خوبصورت امی! اے میری بڑی اچھی امی!۔ جیسے یہ الحمدللہ سبحان اللہ یہ تو صفات کا ذکر ہے۔تو کبھی بچے نے یوں پکارا؟ بچہ کیسے پکارتا ہے؟ فقط امی کے لفظ سے پکارتا ہے۔لیکن اس کی محبت کا تعلق ایسا ہے کہ امی کا لفظ نکلتے ہی ماں کے دل کے تار چھڑ جاتے ہیں؟ وہ جتنے بھی کاموں میں مصروف ہو، نام سنتے ہی بچے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور اس کو سینے سے لگا لیتی ہے۔اسی طرح جب بندہ بھی اللہ اللہ کا نام محبت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے زیادہ محبت کے ساتھ بندے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اللہ اللہ کہنے کا مزہ:

ہمیں اصل میں ابھی اللہ اللہ کہنے کا مزہ ہی نہیں آیا اس لیے یہ باتیں ہم پوچھتے ہیں۔جنہیں مزہ آتا ہے ان کے منہ میں تو مٹھاس آجاتی ہے۔اب دیکھیں مٹھائی ایک لفظ ہے اور کھٹائی بھی ایک لفظ ہے۔اب دیکھیں کہ جب مٹھائی اور کھٹائی کا لفظ بولیں تو منہ میں پانی آجاتا ہے تو کیا اللہ کے لفظ سے منہ میں مزہ نہیں آتا؟ یہ عجیب بات ہے کہ اچار کا نام لو تو منہ میں پانی آتا ہے، اللہ تعالیٰ کا نام اتنا بھی اثر نہیں رکھتا کہ اس سے دل میں ٹھنڈک پڑے؟

لفظ اللہ کی تاثیر:

خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں، ان کی صحبت میں وقت کا مفکر اور حکیم بوعلی سینا آیا اور اس نے آکر محفل اٹینڈ کی۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ محفل میں ذکرِ اسمِ ذات کے فضائل گنوا رہے تھے۔اسمِ ذات کا ذکر کرنے سے انسان کو سکون ملتا ہے، پریشانیاں دور ہوتی ہیں، بلیات آفات سے انسان محفوظ ہوتا ہے، ایمان محفوظ ہوتا ہے، صحت ملتی ہے، عمر میں برکت، رزق میں برکت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمتیں آتی ہیں، انہوں نے اتنے اس کے فضائل گنوائے کہ بوعلی سینا بڑے حیران ہوئے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ فقط ایک نام کا ذکر کرنے سے اتنی ساری فضیلتیں مل جاتی ہیں، یہ سارا کچھ ہو جاتا ہے۔ یہ حضرات بھی حکیم ہوتے ہیں، انہوں نے بھری محفل میں اسے فرمایا: اے خر! تو چہ دانی؟ اے گدھے! تجھے کیا پتہ؟ اب جب بھری محفل میں گدھے کا لفظ سنا تو حکیم صاحب کو تو پسینہ آ گیا کہ اتنا مشہور حکیم اور لوگوں کے سامنے گدھا کہہ دیا۔ اب جب پسینہ آ گیا اور حالت بدل گئی تو حضرت نے پوچھا کہ حکیم صاحب! آپ کی حالت کیوں بدل گئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی آپ نے لفظ ہی ایسا بولا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے گدھے کا لفظ بولا ہے اور اس گدھے کے لفظ نے تمہاری حالت کو بدل کر رکھ دیا، کیا اللہ کا لفظ تیری حالت کو بدل کے نہیں رکھ سکتا؟ بھئی گدھے کا لفظ سن کر تیرے اوپر نیچے اثر ہو گیا تو اللہ لفظ سن کر اثر نہیں ہوتا؟ اصل یہ کہ ہم اللہ کے ذکر کی لذت سے ناآشنا ہوتے ہیں اس لیے ہمارے دل میں یہ اشکال آتے ہیں۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موج میں اضطراب نہیں

جب طبیعت میں تعلق ہوتا ہے کان کھڑے ہوتے یا نہیں ہوتے؟ آج کل بچے بچی کی منگنی ہو تو چھیڑنے کے لیے دوسرے اس کے سامنے نام لیتے ہیں اور نام لینے سے اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ ارے معمولی سا تعلق ہے، اس دنیا کے تعلق کی وجہ سے بندے پر اتنا اثر ہوتا ہے تو اللہ رب العزت سے تو انسان کا بہت گہرا تعلق ہے۔

بدگمانی کب آتی ہے؟

ایک سوال بدگمانی کے بارے میں پوچھا گیا کہ بدگمانی کیوں آتی ہے؟ ایک اصول ذہن میں رکھیں کہ بدگمانی اس وقت آتی ہے جب بندہ ذکر نہیں کرتا۔ ہمیشہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بدگمانی اس بندے کے ذہن میں آئے گی جو ذکر نہ کرنے والا ہوگا یا جو رابطہ نہ رکھنے والا ہوگا۔ جو رابطہ رکھنے والا ہو، ذکر کرنے والا ہو یہ ممکن ہی نہیں کہ اس کے دل میں بدگمانی آئے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے تو یہ بدگمانی کا لفظ بتا رہا ہے کہ اسکے دل میں اندھیرا ہے۔ اس لیے کہ جب کمرے میں اندھیرا ہو تو کیڑے مکوڑے کم نکلتے ہیں۔ جب دل کا بلب روشن ہو جاتا ہے تو کیڑے مکوڑے ڈر کے مارے نکلتے ہی نہیں۔ اسی طرح جب ذکر کا بلب روشن ہو جاتا ہے تو یہ بدگمانیوں کے کیڑے جنم نہیں لیا کرتے۔ جب پانی ٹھہر جاتا ہے، اس میں حرکت نہیں ہوتی، پھر اس میں کیڑے جنم لیا کرتے ہیں۔ جب انسان کا دل اللہ کا ذکر کرنے سے غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں بدگمانیوں کے کیڑے جنم لیا کرتے ہیں۔

بدگمانی کیا ہے؟

دوسرے کے بارے میں کوئی بری بات ذہن میں سوچنا، یہ چیز بدگمانی کہلاتی ہے، شریعت نے بدگمانی کو حرام قرار دیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ)) (ابی داود، رقم:۴۲۶)

''کہ تم گمان سے بچو کیونکہ اکثر گمان جھوٹ ہوتے ہیں''

ایمان والوں کے ساتھ بدگمانی کبیرا گناہ ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾

(النجم:۲۸)

''اور ان میں سے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہوسکتا''

اس لیے محسن انسانیت سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا)) (المعجم الکبیر، رقم:۲۳۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان والوں کے ساتھ نیک گمان رکھو، بدگمانی نہ رکھو!

اب چونکہ حکم فرمایا کہ مومنین کے ساتھ نیک گمان رکھو تو قیامت کے دن انسان کو پیش کیا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تو نے فلاں کے بارے میں بدگمانی کیوں کی؟ اس پر ہمیں ثبوت پیش کرو! تو مقدمہ اپنے اوپر کیوں قائم کروالیا؟ اور اگر بندہ نیک گمان رکھے گا اگرچہ دوسرا بندہ برا ہو تو ثواب تو اس کو پھر بھی مل جائے گا۔ تو یہ کتنے مزے کی بات ہے کہ نیک گمان رکھو اگرچہ کوئی برا بھی ہو، اللہ تعالیٰ اس پر بھی نیکی دے دیتے ہیں۔ اور اگر بدگمانی کر لی تو قیامت کے دن اس کے اوپر دلیلِ شرعی پیش کرنا پڑے گی، ثبوت دینا پڑے گا، ورنہ انسان اس جرم کے اندر خود گرفتار ہوگا۔

اور لوگ تو معاذ اللہ اپنے اللہ سے بھی بدگمانی کرتے ہیں۔ بدگمانی اتنی بڑی بیماری ہے تو بہ توبہ کہ اس سے بڑی بیماری کوئی ہو نہیں سکتی۔ ایک لمحہ کے اندر پوری زندگی کا کیا کرایا بندہ ضائع کر بیٹھتا ہے۔ اسی لیے قرآن پاک میں ایمان والوں کے ساتھ بدگمانی رکھنے سے منع کیا گیا۔ اور فرمایا گیا:

﴿اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ (الحجرات:۱۲)

”بے شک بعض گمان گناہ کے زمرے میں آتے ہیں“

بدگمانی کا علاج:

ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر کسی بات پر کسی مسلمان کے بارے میں بھی بدگمانی پیدا ہو تو بندہ اس بات کی کوئی اچھی تاویل سوچے۔ حتیٰ کہ اگر سو میں سے ننانوے باتیں برائی کی نکلتی ہوں اور فقط کوئی ایک بات اچھی نکلتی ہو تو اچھے پہلو کو لے کر اس کی اچھی تاویل کر لے تاکہ دل میں بدگمانی نہ آنے پائے۔

ہمارے سلف صالحین کے حالات بڑے عجیب ہیں وہ کیسے ہی حالات ہوں بدگمانی دل میں نہیں آنے دیتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مثال:

ایک مرتبہ ذالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کشتی پر سفر کر رہے تھے۔ دریا بہت بڑا تھا جسے عبور کرتے ہوئے کافی وقت لگتا تھا۔ قریب ہی ایک دوسری کشتی پر نوجوان لڑکے لڑکیاں سوار تھیں۔ وہ کھا پی رہے تھے اور شوروغل بھی مچا رہے تھے۔ صاف نظر آرہا تھا کہ ان کا ہنسا غفلت کا ہنسنا تھا۔ عورتیں بھی بے پردہ تھیں اور انہوں نے عجیب طوفانِ بدتمیزی بپا کیا ہوا تھا۔ حضرت کی کشتی میں سوار لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو انہوں نے بدگمانی کی کہ یہ برے لوگ برے کام کے لیے دریا کے اندر کشتی میں سوار ہیں۔ چنانچہ انہوں نے غصہ میں آکر حضرت سے کہا: حضرت! ان بے حیا اور بدمعاشوں کے لیے بددعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کشتی کو ڈبو دے۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو لوگ واقعی قہقہے لگا رہے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، لوگ سمجھے کہ حضرت بددعا کر رہے ہیں مگر حضرت کی زبان سے دعا نکلی کہ اے اللہ! جیسے تو نے ان لوگوں کو دنیا کی خوشیاں عطا کی ہیں تو ان کو آخرت کی خوشیاں بھی عطا فرما۔ اس دعا کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو توبہ کی توفیق عطا فرما دی۔ بھئی آخرت کی خوشیاں تو تبھی ملتیں جب وہ زندگی میں توبہ کر لیتے۔ سبحان اللہ کیسی مثبت سوچ ہے کہ نظارہ دیکھ کر بھی بدگمان ہونے کی بجائے اچھی تاویل کر کے اچھی دعا دی۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مثال:

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ اسی دن انہوں نے حلق کروایا تھا یعنی ٹنڈ کروائی تھی۔ اس کشتی میں لڑکے بھی سوار تھے۔ عام طور پر ٹنڈ کو دیکھ کر لڑکوں کو شرارتیں سوجھتی ہیں۔ چنانچہ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لڑکے نے

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کی ٹنڈ کو ہاتھ لگا کر کہا کہ کتنی ملائم ہے، اسے مزہ آیا۔ اسے دیکھ کر دوسرے لڑکے نے بھی آ کر ہاتھ لگایا۔ ان میں ایک لڑکا ایسا نامعقول تھا کہ اس نے آ کر ٹھونگا بھی لگا دیا۔ اس پر سب ہنس پڑے۔ اس کو دیکھ کر دوسرے نے بھی لگا دیا۔ مگر حضرت ذکر مراقبہ میں خاموش بیٹھے رہے کہ چلو کوئی بات نہیں بچے ہیں، اپنا اپنا حال ہوتا ہے، وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب وہ ایک ٹھونگا مارتا تو بچے ہنس پڑتے، پھر دوسرا مارتا پھر ہنس پڑتے، حتیٰ کہ بڑے بھی شریک ہو گئے۔ حتیٰ کہ جتنے بھی کشتی والے تھے وہ سارے کے سارے اس بدتمیزی میں شامل ہو گئے۔ بچے ٹھونگا مارتے اور وہ سارے کے سارے اللہ کے اس ولی پر بیٹھ کر ہنستے مذاق اڑاتے اور حضرت خاموشی سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب انہوں نے یہ کرتوت کیا تو اللہ رب العزت کو اس وقت سخت ناراضگی ہوئی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ پر الہام کیا کہ اے میرے پیارے! اگر تو اس وقت بددعا کرے تو ہم تیری دعا پر اس کشتی کو الٹ دیں تاکہ یہ سب لوگ غرق کر دیئے جائیں۔ جیسے ہی الہام ہوا، علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی: اے اللہ! اگر آپ کشتی کو الٹنا ہی چاہتے ہیں تو کشتی میں جتنے بھی لوگ موجود ہیں ان کے دلوں کی کشتی کو الٹ دیجیے۔ بس ان کا دعا مانگنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فوراً قبول کر لی۔ کہتے ہیں کہ اس کشتی میں جتنے بھی لوگ موجود تھے وہ سب کے سب اپنے وقت کے اولیاء بن کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہ ہوتی ہے مثبت سوچ اور یہ ہے طریقت، یہ ہے سلوک اور یہ ہے تصوف۔ ہم جو تصوف لیے بیٹھے ہیں وہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے گا۔ ذرا ذرا سی بات پر بدگمانی، کوئی اٹھے تو بدگمانی، کوئی بیٹھے تو بدگمانی۔ کوئی کھائے تو بدگمانی، یہ عجیب ہے۔

دل پر شیطان کا قبضہ

بھئی دوسرے سے بدگمانی مت کرو! اپنے اوپر روؤ کہ میرے دل کی حالت کتنی

بری ہے، اللہ والوں کے بارے میں، ایمان والوں کے بارے میں، میرے دل میں بدگمانیاں ہیں۔ یعنی اتنا تو دل پر شیطان کا قبضہ ہے کہ وہ جب چاہتا ہے بدگمانی ڈال دیتا ہے۔ کسی ایمان والے سے کبھی بدگمانی مت رکھیں۔ حتی کہ کبیرہ گناہ کا کوئی مرتکب ہو اس سے بھی بدگمانی نہ رکھیں، اس کے ساتھ راہ ورسم نہ رکھنا علیحدہ بات ہے۔ تعلق نہ رکھے، خاموشی اختیار کرے مگر دل میں بدگمانی نہ رکھے۔

گناہ سے نفرت ہونی چاہیے گناہ گار سے نہیں:

دیکھیں اصول سمجھیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں کچے پیاز کو نہیں کھاتا۔ وجہ بتائی کہ ((اِنّیْ اَکْرَہُ رِیْحَھَا)) میں کچے پیاز کی بو سے نفرت کرتا ہوں۔ اب اس سے محدثین نے یہ نکتہ نکالا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں پیاز سے نفرت کرتا ہوں، بلکہ یہ کہا کہ میں پیاز کی بو سے نفرت کرتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ ہمیں گناہ گار سے نفرت نہیں کرنی بلکہ اس کے گناہ سے نفرت کرنی ہے۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

حسنِ ظن ہو تو ایسا:

ارے بدگمانیاں رکھنی بہت آتی ہیں گناہ گاروں سے حسنِ ظن کا رکھنا یہ اولیاء اللہ کا کام ہے، یا پروردگار کی ذات ہے کہ گناہوں کے باوجود بھی اپنے بندوں سے جلدی ناراض نہیں ہوتے۔ تیسرا اس دنیا میں فقط اپنی ماں ہوتی ہے کہ جو اولاد کے گناہوں کے باوجود اپنی اولاد سے پیار کرتی۔ یہ جو مشائخ ہوتے ہیں، ان کو پورے کچے چٹھے کا پتہ ہوتا ہے مگر اس کے باوجود کسی کو دھتکارتے نہیں ہیں، کسی کو آئینہ بھی نہیں دکھاتے کہ بھئی تیری شکل یہ ہے۔

مومن کی فراست:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا تو کسی نے کہا کہ حضرت! یہ شخص دنیوی مفاد کی خاطر آیا ہے۔ تو حضرت نے کہا کہ میں لعنت بھیجتا ہوں ایسے پیر پر کہ جس کے پاس اس کا مرید آئے اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ یہ آیا کس لیے ہے؟ ان مشائخ کو کیا سمجھتے ہیں کہ کیا یہ اندھے ہوتے ہیں۔ جو آدمی پولیس میں کام کرتا ہے اس کو چند بندوں کے گزرتے ہوئے پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں مجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ عام بندوں کو ایسی فراست دے دیتے ہیں۔ جس کی پوری زندگی یادِ الٰہی میں گزری ہو اللہ رب العزت کی عبادت میں گزری ہو، اس کی فراست مومنانہ کے بارے میں آپ کیا تصور کرتے ہیں؟ حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے:

((اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ)) (الترمذی، رقم ۳۰۵۲)

مومن کی فراست سے ڈرو! وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کو دلوں کے احوال بتا دیتے ہیں۔ مگر عوام الناس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کر کے ان کی اچھی تاویل کر لیتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک خوبصورت نوجوان آیا، اس نے عمامہ باندھا ہوا تھا اور جبہ بھی پہنا ہوا تھا۔ اس نے آ کر کہا: جی یہ جو حدیث پاک ہے کہ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِن اس کا مطلب کیا ہے؟ حضرت نے سر اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا اور فرمایا کہ اے نصرانی کے بیٹے! اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ تیری ہدایت کا وقت آ چکا ہے پس تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا۔ یہ سن کر اس کو پسینہ آ گیا۔ وہ کہنے لگا کہ حضرت! میں کلمہ پڑھتا ہوں، اسلام قبول کرتا ہوں۔ میں واقعی

www.besturdubooks.wordpress.com

عیسائی تھا اور مسلمانوں کی شکل بنا کر آیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ میں آپ سے حدیث کا مطلب پوچھوں گا، جب آپ اس کا کوئی جواب دیں گے تو پھر میں کہوں گا کہ دیکھیں میں نصرانی ہوں لیکن آپ کو پتہ نہ چلا، آپ کے پاس کیا فراست ہے؟ مگر قربان جائیں ان اللہ والوں پر کہ اک نظر ڈال کر دیکھ لیا کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے دو مرید تھے۔ مگر ان کی آپس میں دیرینہ رنجش تھی۔ اللہ مارے یہ حسد بھی بڑی بری چیز ہے۔ ویسے اصول بھی یہی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ جتنی عزت دے اس کے حاسد بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ دیکھیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے بڑا تھا، اس لیے ان کے حاسدین بھی سب سے زیادہ تھے۔ اس لیے تو ﴿ ومن شر حاسد اذا حسد ﴾ والی دعا سکھائی گئی۔

وہ دونوں مبتدی تھے۔ مگر ایک کے دل میں شیخ کے ساتھ نسبتاً زیادہ محبت تھی اور دوسرے کے دل میں عام سی تھی۔ جس کے دل میں محبت زیادہ تھی، وہ جب حضرت کے پاس جاتا تو حضرت بھی محبت سے پیش آتے تھے کیونکہ محبت کا جواب محبت سے دیا جاتا ہے۔ دوسرا دیکھ کر حسد کرتا تھا کہ حضرت اتنی محبت سے کیوں پیش آتے ہیں؟ یہ بھی برا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان، سچ یا جھوٹ کہ جس آدمی سے حضرت محبت سے پیش آتے تھے، وہ کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ اب دوسرے کے ہاتھ میں ایک مضبوط چیز آ گئی، کہنے لگا کہ اب میں حضرت کے پاس جاتا ہوں اور جا کر بتاتا ہوں کہ دیکھیں وہ جو آپ کے پاس آتا تھا اور بڑی محبتوں کا اظہار کیا کرتا تھا، وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گیا۔ تو وہ اپنے دل میں آیا کہ آج تو بس میری کامیابی ہے آج تو پتہ کٹ جائے گا۔ آج سے تو اس کو کوئی منہ نہیں لگائے گا۔ آج اس کو پتہ چل جائے گا کیونکہ میں تو ثبوت کے ساتھ آیا ہوں۔ وہ آیا اور حاجی صاحب سے کہتا ہے کہ حضرت!

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کا جو فلاں مرید آتا ہے اور اتنی محبت سے بیٹھتا ہے، اس نے تو فلاں کبیرہ گناہ کیا ہے۔ اور اس کا ثبوت؟ موجود ہے، لوگوں نے اس کو گناہ کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ گناہ کرتا ہوا پکڑا گیا۔ حضرت نے سن کر فرمایا: اچھا، اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: لگتا ہے کہ اللہ کا جو اسم "مـــضِل" ہے (گمراہ کرنے والا) اس کی کوئی تجلی اس وقت اس کے اوپر پڑ گئی ہوگی جو وہ گناہ کر بیٹھا۔ یعنی اللہ ہدایت بھی دیتا ہے اور گمراہ بھی کرتا ہے۔ اب یہ پریشان کہ میری بات کا تو کوئی اثر ہی نہ ہوا۔ آیا تھا بدگمان کرنے، حضرت نے اس کے دل سے بھی بدگمانی کو نکال پھینکا۔ اللہ والوں کے سینے اتنے صاف ہوتے ہیں کہ لوگ کبائر کے مرتکب ہو کر بھی آتے ہیں تو وہ جلدی متنفر نہیں ہوتے بلکہ وہ ان کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب:

یہ فراست مومنانہ کوئی علم غیب نہیں ہوتا کہ کوئی آدمی یہ سمجھنا شروع کر دے کہ اولیاء اللہ کو علمِ غیب عطا کر دیا جاتا ہے۔ جیسے بصارت ہوتی ہے اسی طرح ایک بصیرت بھی ہوتی ہے۔ سر کے اندر جو آنکھیں ہیں ان کی روشنی کو بصارت کہتے ہیں اور دل کی آنکھوں کی بینائی کو بصیرت کہتے ہیں۔ کسی نے کہا: ؎

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

آنکھ کا نور اور چیز ہے اور دل کا نور اور چیز ہے۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل اندھا پن دل کا اندھا پن ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ﴾ (الحج:۴۶)

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ یہ تو سینوں کے اندر دل اندھے ہو جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بدگمانی کا ہتھیار کب کارگر ہوتا ہے؟

شیطان کے پاس بہکانے کے لیے بہت ساری کنجیاں اور بہت سارے ہتھیار ہوتے ہیں، وہاں ایک ہتھیار بدگمانی پیدا کرنے کا بھی ہوتا ہے۔ مگر یہ ہتھیار انہیں پر چلتا ہے، جو اپنا دل ایسے کھلا چھوڑ دیتے ہیں کہ اس میں شیطان کے لیے چوراہا بنا ہوا ہوتا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے شیطانی ٹریفک آ جاتی ہے۔ جیسے والز کی آئسکریم بیچنے والوں نے میوزک لگائی ہوتی ہے کہ جیسے گلی میں آئیں تو بچے بھاگ کر پہنچ جاتے ہیں، بچوں کے دل کھنچے آتے ہیں۔ ایسے ہی بعض اوقات انسان کے دل میں شیطان ایسی میوزک بجاتا ہے کہ پھر اس کے دل میں ایمان والوں کے بارے میں بدگمانیاں بھاگی ہوئی آتی ہیں۔ ہر ہر بندے کے بارے میں بدگمانی۔ بعض لوگوں کو تو دیکھا کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں تو ان کے علاوہ کوئی اور اچھا ہے ہی نہیں۔

بدگمانی کا آپریشن:

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک آدمی کسی سے غصے ہو کر کہہ رہا تھا کہ اس دنیا میں صرف میں ہی ٹھیک لگتا ہوں اور تو کوئی ٹھیک ہے ہی نہیں۔ یہ فقیر پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب علیحدگی ہوئی تو پھر فقیر نے اس کی اچھی طرح کھال اتاری۔ فقیر نے کہا کہ میں ذرا تمہیں تمہارا آئینہ تو دکھاؤں۔ عموماً ایسا کرتے نہیں ہیں لیکن کبھی کبھی ایسی دوائی دینی پڑ جاتی ہے۔ فقیر نے اسے علیحدگی میں کہا: آپ یہ کرتے ہو؟ کہنے لگا: ہاں، فقیر نے کہا: یہ بھی کرتے ہو؟ کہنے لگا: ہاں۔ فقیر نے جب گردان پڑھی تو پھر بس اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ اس نے فقیر کے پاؤں پکڑ لیے کہ حضرت! معاف کردیں۔ فقیر نے کہا کہ یہ تو وسعتِ ظرفی سمجھو کہ فقیر اس وقت چپ کر گیا اور تمہیں کچھ نہیں کہا، آپ ہر کسی کو اندھا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس نے بدگمانی والے گناہ سے توبہ کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دھوبی کے پاس میلا کپڑا ہی آتا ہے:

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اسی طرح ایک نوجوان آتا تھا جس پر مختلف الزامات تھے۔ لوگوں نے آکر کہا کہ حضرت! آپ اس کو اپنے پاس آنے سے منع فرمادیں، بدنامی ہورہی ہے۔ حضرت کی آنکھوں سے آنسو آگئے اور فرمایا کہ دیکھو! میری مثال تو دھوبی کی سی ہے جو کپڑے کو دھوتا ہے اور دھوبی کے پاس تو گندے کپڑے ہی تو آیا کرتے ہیں، صاف ہوگا تو وہ دھوبی کے ہاتھ میں آئے گا ہی کیوں؟ بھئی اگر یہ سارے ہی اچھے ہوں تو پھر گھر میں بیٹھ کر آرام سے وقت گزاریں۔ یہ تو آتے ہی اس لیے ہیں کہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں دھلنے کی ضرورت ہے، کسی واشنگ مشین میں رہ کر اپنے دل کے داغ دور کرنے کی ضرورت ہے، ورنہ گھروں کو چھوڑنا کوئی آسان کام ہے؟ بیوی بچوں کو چھوڑنا، اپنی مصروفیات کو ترک کرنا آج کہاں آسان ہے؟ ملک سے غیر ملک سے جب کوئی چل کر آتا ہے تو اس کے دل میں کوئی احساسِ ندامت ضرور ہوا کرتا ہے۔ اس لیے اُس پر نہ روئیں جس نے گناہ کیا، اپنے اوپر روئیں کہ میرا دل اتنا بدگمانی کرنے والا ہے ہی کیوں؟

لیلۃ القدر میں بھی محرومی:

سینہ بے کینہ ہونا چاہیے۔ کینہ کہتے ہیں کسی کے بارے میں دل کے اندر انقباض ہو، دشمنی ہو، عداوت ہو، نفرت ہو، اسے کینہ کہتے ہیں۔ سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے! حدیث پاک میں آتا ہے کہ لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ سب گناہگاروں کی مغفرت کردیتے ہیں سوائے چند گناہگاروں کے، جن میں سے ایک وہ ہے جس کے سینے کے اندر ایمان والوں کے لیے کینہ ہوا کرتا ہے۔ دوسرے سے بدگمان رہنے والے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

کینہ رکھنے والے کی لیلۃ القدر میں بھی بخشش نہیں ہو گی۔ تو اس لیے اس پتے ہی کو کاٹو! کبھی کسی ایمان والے کے لیے دل میں بدگمانی نہ رکھو! فوراً دل سے ختم کر دیں۔ آپ دوسروں کے ساتھ حسنِ ظن رکھیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ حسنِ ظن کا معاملہ فرمائیں گے۔ اس لیے حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ: انسان دوسروں کے قصوروں کو جلدی معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قصوروں کو جلدی معاف فرما دیں گے۔ اور جو انسان دوسروں کے عذروں کو جلدی قبول کر لے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عذروں کو جلدی قبول فرمالیں گے۔

شکر ہے نجات اللہ کے ہاتھ میں ہے:

شکر ہے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کی نجات کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں رکھا اگر بندوں کے ذمہ لگا دیتا تو پتہ نہیں کیا بنتا! حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اے اللہ! قربان جائیں تیری رحمت پر کہ تو نے ہدایت کو اپنے ہاتھ میں رکھا اگر بندوں کے ہاتھ میں ہوتی تو مجھ جیسے کالے انسان کو اور بدصورت انسان کو کون ہدایت دیتا۔ تو یہ تو اللہ رب العزت کی رحمت ہے کہ اس نے جنت کا معاملہ اپنے ہاتھ میں رکھا۔ بندوں کے ہاتھ میں نہیں رکھا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

اذلة انصتو من خشيت الانسان

”کہ اگر تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانے ہوتے تو تم تو ان کے خرچ ہو جانے کے ڈر سے اللہ کے خزانوں کو بند کر کے رکھ دیتے“

تو بندوں کے بس میں ہوتا تو یہ تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو بھی بند کر کے رکھ دیتے کہ کہیں یہ خرچ ہی نہ ہو جائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خود بینی اور بد بینی:

اپنے ظرف کو بڑا کیجیے، سینے میں وسعت پیدا کیجیے۔ بدگمانی اپنے بارے میں۔ اور اصل بنیاد پتہ ہے کیا ہوتی ہے؟ بنیاد بھی سمجھ لیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو اندر فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ برخویش خود بین مباش
دیگر آنکہ بر غیر بد بین مباش

''کہ میرے مرشد شہاب نے پانی کے دریا کے کنارے بیٹھ کر، لفظوں میں مجھ کو تصوف سمجھا دیا، دولفظوں میں تصوف کا نچوڑ بتا دیا۔ پہلا کہ اپنے پہ خود بین نہ ہونا اور دوسرا یہ کہ دوسروں پر بد بین نہ ہونا''

خود بین کا مطلب اپنی اچھائیوں کو دیکھنا اور بد بین کا مطلب کہ دوسروں کی برائیوں کو دیکھنا۔ اور ہم کیا کرتے ہیں اپنی برائیوں کو نہیں دیکھتے اور دوسروں کی اچھائیوں کو نہیں دیکھتے اور پھر صوفی بھی بنے ہوتے ہیں۔ تو بنیادی مرض نہیں نکل رہا کہ نگاہ دوسروں کے عیبوں پر لگی رہتی ہے۔ اچھا بتائیں کہ جب میں سامنے والے کے سینے کو دیکھ رہا ہوں تو کیا مجھے اپنا سینہ نظر آتا ہے؟ نہیں نظر آتا۔ جس کو دوسروں کی برائیاں نظر آتی ہیں، وہ سمجھ لے کہ میری نگاہیں میرے اپنے سینے پر نہیں پڑتیں۔ میں اپنی نگاہوں سے اوجھل ہوں، میں اپنی نگاہوں سے چھپا ہوا ہوں۔ اس لیے یہ میرے لیے بہت بڑا وبال ہے۔ جب اللہ رب العزت کسی انسان سے راضی ہوتے ہیں، اس کی آنکھوں میں اس کے عیوب کھول دیتے ہیں۔ اور جب کسی سے ناراض ہوتے ہیں اس کی آنکھوں میں اس کے عیوب کو چھپا دیا کرتے ہیں۔ تو عام طور پر ایسے بندے کے عیب خود سے چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ خود نہیں پتہ ہوتا کہ میں کتنے پانی میں ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خود محسوس کرتے ہیں کہ ہم بڑے نیک ہیں، بڑے صوفی صافی ذکر اذکار کرنے والے ہیں اور دوسرے برے، فلاں بھی برا فلاں بھی برا۔

ایک عورت اپنے بچے کی نیپی تبدیل کروا رہی تھی تو اس کی کہیں انگلی کے اوپر تھوڑی سی نجاست لگ گئی، اتنے میں گھر کے بچوں نے شور مچا دیا پہلی کا چاند نظر آ گیا! پہلی کا چاند نظر آ گیا! اس نے سوچا کہ میں بھی پہلی کا چاند دیکھ لوں۔ اب یہ پہلی کا چاند جب دیکھنے لگی تو عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ انگلی اپنے ناک پر رکھ لیتی ہیں۔ اس نے بھی انگلی اپنے ناک پر رکھی، جب چاند کو دیکھا تو کہنے لگی ہاں ہے تو پہلی کا چاند پتہ نہیں اس دفعہ بدبودار کیوں ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ چاند بدبودار نہیں تھا، اس کی انگلی کی بدبو اس کی ناک میں آ رہی تھی۔ تو اعتراض کرنے والوں کا عام طور پر یہی معاملہ ہوتا ہے۔

شیخ آئینے کی مانند ہے:

جس کو لوگوں میں برائیاں نظر آتی ہیں وہ سمجھ لے کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

((اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ)) (ابی داؤد، رقم: ۴۹۲۰)

''مؤمن مؤمن کا آئینہ ہوتا ہے''

اب آئینے میں اپنی شکل کے داغ نظر آتے ہیں نا۔ اسی لیے جس آدمی کو ایمان والوں کے عیوب زیادہ نظر آتے ہیں، وہ حقیقت میں اس کے اپنے قلب کی گندگی ہوتی ہے جو اس کو آئینے میں نظر آتی ہے۔ ارے میاں! اگر تمہیں کالک لگی نظر آئے تو آئینے سے تم ناراض نہ ہوا کرو، یہ اس کا قصور نہیں اپنے چہرے کا قصور ہے جس کے اوپر کالک لگی ہوئی ہے۔ اگر مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے تو کیا شیخ آئینہ نہیں ہوتا؟ جب شیخ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوئی تو بتائیے کہ وہ کیا چیز ہوئی؟۔ مشائخ نے کتابوں میں لکھا ہے کہ جب انسان کو شیخ کے اندر برائیاں نظر آنے لگ جائیں تو وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھ لے کہ میرے اندر یہ یہ برائیاں پیدا ہو چکی ہیں۔اس کو شیخ کے آئینے میں اپنی تصویر نظر آ رہی ہوتی ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور وہ ہندو تھا۔ کہنے لگا کہ مجھے کشف القلوب حاصل ہے۔ کشف القلوب کا کیا مطلب؟ کہ دلوں میں جھانک کر دیکھ لیتے ہیں کہ کسی کے دل میں کیا ہے۔ یہ کشف کی ایک قسم ہے اور اللہ والوں کو بھی اللہ تعالیٰ دے دیتے ہیں۔اور اگر غیر مسلم بھی اگر ریاضت اور مجاہدہ کریں تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو بھی یہ دے دیتے ہیں کہ چل دنیا میں تمہیں بھی تھوڑا منظر دکھا دیں۔اس ہندو کو یہ حاصل تھا اور وہ کہنے لگا کہ مجھے کشف القلوب حاصل ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا میرا دل دیکھو! اس نے دل دیکھا، کہنے لگا کہ جی دل میں تو بالکل سیاہی ہی سیاہی نظر آ رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا: اچھا تمہیں یہ نعمت کیسے ملی؟ کہنے لگا کہ میں نے ہر کام اپنے نفس کے خلاف کیا جس وجہ سے مجھے یہ چیز مل گئی۔ حضرت نے تھوڑی دیر بعد بات بدلی اور فرمایا کہ تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے؟ کہنے لگا کہ میرا جی نہیں چاہتا، حضرت نے پکڑا کہ اچھا کہ جب تم نے باقی کام جی (نفس) کے خلاف کیے تو یہ بھی جی کے خلاف کرو۔اب وہ پکڑا گیا اصل میں توجہ پڑ رہی تھی۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھ لیا، کلمہ پڑھنے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اب میرے دل میں ذرا جھانک کر دیکھو! تو کہنے لگا کہ حضرت ہر طرف نور ہی نور نظر آتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ دیکھو بھئی! میرا دل آئینے کی مانند تھا، جب تم نے پہلے دیکھا، چونکہ تم پہلے کافر تھے تمہیں اپنے دل کی سیاہی اس آئینے میں نظر آئی، اب کلمہ پڑھ لیا اور جھانک کر دیکھا تو تمہیں اپنے دل کا ایمان نور کی شکل میں نظر آیا۔ تو دوسروں کی شخصیت میں انسان کو اپنی تصویر نظر آ رہی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ والوں کا ظرف:

اس لیے دوسروں پر بدگمانیاں، حالانکہ نیک اللہ والے لوگ جو ہوتے ہیں وہ کسی پر بدگمان ہی نہیں ہوتے۔عجیب بات ہے کہ کبائر کے مرتکب بھی ان کے سامنے آتے ہیں لیکن وہ ان سے بھی بدگمان نہیں ہوتے۔اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور اس لیے ان کی ہدایت کا سبب بن جاتے ہیں۔اور اگر مشائخ ان عیبوں کو دیکھ کر دھتکارنے والے ہوتے تو پھر میں اور آپ جیسے ان اللہ والوں کے قدموں میں بیٹھنے کے قابل ہی نہ ہوتے، جاتے ہی جوتے پڑتے۔

ہم نے حضرت بابو جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کئی دفعہ ان کی ایسی کیفیت ہوتی تھی کہ جو بندہ جاتا اسی کے عیب اس کے سامنے کھولتے تھے۔اس سے توبہ کرو! اس سے توبہ کرو! حالت یہ تھی کہ ڈر کے مارے لوگ جاتے نہیں تھے۔مگر ان کا اپنا ایک مقام تھا۔ایک دفعہ ڈی سی آ گیا۔انہوں نے ڈی سی کو سب کے سامنے کہا: جھوٹ مت بولا کرو۔وہ کہنے لگا: میں تو نہیں بولتا۔آپ نے اس کی طرف ایسی شیر کی نگاہ دیکھی اور فرمایا کہ دیکھو! میں اپنے قلب کی آنکھ سے تمہارے قلب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے آنکھوں سے میں تمہارے چہرے کو دیکھتا ہوں۔میرے سامنے جھوٹ بولتے ہو، مان گیا کہ جی ہاں جھوٹ بولتا ہوں۔یہ تو اللہ والوں کا ظرف ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کے دلوں میں کیا کیا باتیں کھل رہی ہوتی ہیں مگر پھر بھی پردہ پوشی کرتے ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں۔اور ایک صاحب آئے اور آتے ہوئے راستے میں انہوں نے ادھر ادھر غیر محرم پر نظر ڈالی، حضرت نے فرمایا: ما بال قوم لوگوں کو کیا ہو گیا؟ کتنی محبت ہے! کتنی شفقت ہے! اس کا نام بھی نہیں لیا کہ دل آزاری نہ ہو، اس کو ہم بھی شرمندہ نہیں کرنا چاہتے۔ما بال قوم۔لوگوں کو کیا ہو گیا؟ ہماری محفل میں بے مہابہ چلے آتے ہیں، حالانکہ ان کی نگاہوں سے زنا ٹپکتے ہیں۔انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے خود نہیں دیکھا تھا، ان کو کشف دے دیا گیا تھا۔ آنکھوں سے کیا کچھ ٹپک رہا ہے۔ اللہ والے تو کیا کچھ دیکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی زبانیں بند ہوتی ہیں اور وہ پھر بھی اللہ کے بندوں سے اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں۔ اور ہماری عادت یہ ہے کہ کوئی ہمیں ایک لفظ کسی کے بارے میں کہہ دے ہم ہمیشہ کے لیے بدگمان ہو جائیں گے۔ اس سے نفرت کرنی شروع کر دیں گے۔

خون بہا دینا پڑا:

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یا کوئی اور صحابی تھے۔ وہ ایک کافر کی طرف لپکے اور کافر نے تلوار دیکھتے ہی کلمہ پڑھ لیا لیکن انہوں نے وار کر دیا کہ یہ تو جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہوگئی پیشی ہوگئی، فرمایا کہ تم نے کیوں تلوار کا وار کیا؟ اے اللہ کے نبی! وہ تو کافر تھا، تلوار کو دیکھ کر اس نے کلمہ پڑھا تھا۔ فرمایا کہ تم نے اس کے دل میں گھس کر دیکھ لیا تھا۔ فرمایا: نہیں، فرمایا: پھر تمہیں خون بہا دینا پڑے گا۔ سوچیں کہ اگر اللہ کے نبی ایک صحابی سے یہ کہتے ہیں کہ تم نے کیوں یہ گمان کیا کہ اس نے تلوار کے ڈر کی وجہ سے کلمہ پڑھا، اللہ کے ڈر کی وجہ سے کلمہ نہیں پڑھا۔ اور ہم تو ایمان والوں سے پتہ نہیں کتنی ہی بدگمانیاں دل میں لیے پھرتے ہیں۔

بدگمانی ایک اخلاقی بیماری:

قیامت کے دن کئی لوگ ہوں گے کہ وہ اپنی آپ کو اچھا سمجھ رہے ہوں گے اور وہ دوسروں کے سامنے پہلے جہنم میں اوندھے منہ گرائے جائیں گے۔ اس لیے کہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ بدگمانی کرنے کی ان کو عادت ہوتی ہے۔ یہ ایک عادت ہے، اس کا تعلق عادت سے ہے کہ اپنے سوا نگاہ میں کوئی جچتا ہی نہیں۔ لاکھ اچھائیاں کسی کی ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نظر ہی نہیں آتیں اور برائیوں کے اوپر دور بین فٹ کی ہوتی ہے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ خوردبین فٹ کیے بیٹھے ہوتے ہیں کہ کچھ نظر آئے۔ جی ہاں! جو معاملہ آپ اس کے ساتھ کر رہے ہیں وہی معاملہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کریں گے۔ درگزر کدھر گیا، ستر پوشی کدھر گئی، خیر خواہی کدھر گئی۔ یہی اسلام ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے قریب رہتے ہوئے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بدگمانیاں شروع کر دیں۔ تو یہ ایک اخلاقی بیماری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر معافی مانگنی چاہیے اور اس بیماری کا علاج سب سے مشکل ہوتا ہے۔

ایک نوجوان کی نبی اکرم ﷺ پر بدگمانی:

اب ایک نوجوان بدگمان تھا، معاذ اللہ کس سے؟ نبی اکرم ﷺ سے، کہنے لگا کہ:

جی مردوں کو چار شادیوں کی اجازت ہے تو خود گیارہ شادیاں کیوں کی؟ میں نے اس کی وہ کھنچائی کی کہ اس کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا، اسے احساس ہو گیا اپنی بات کا کہ میں نے کیسی بات کہی!

میں نے کہا: دیکھو! جب شادی کی خواہش کی عمر ہوتی ہے وہ تو پندرہ سال سے اوپر ہوتی ہے۔ جب عین شباب کا عالم تھا، جب شادی کی خواہش ہوتی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے کس سے شادی کی؟ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے جو دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں اور عمر کتنی تھی؟ چالیس سال۔ کیا نبی اکرم ﷺ کو کوئی کنواری لڑکیاں نہیں ملتی تھیں۔ کافر تو آ کر کہتے تھے کہ مکہ کی جس لڑکی کے اوپر آپ ہاتھ رکھیں ہم اس کو آپ کی غلامی میں دینے کے لئے تیار ہیں، مال دینے کے لئے تیار ہیں، ہر چیز دینے کے لئے تیار تھے۔ پچیس سال کی عمر میں شادی کس سے ہو رہی ہے چالیس سالہ خاتون سے۔ اچھا بتاؤ چالیس سال کی عمر میں عورت کا رنگ وروپ کیا رہتا ہے؟ کتنی جنسی کشش رہتی ہے اس کے اندر؟ آج کل تو

www.besturdubooks.wordpress.com

تمیں سال کی عمر کی عورتوں کی جسامتیں تو ایسی ہو جاتی ہیں کہ جیسے قبر میں جانے کے لئے پھر رہی ہیں، لیپا پوتی کرنی پڑتی ہے؟ چالیس سال کی عمر، اور ادھر جوانی ہے، تو یہ رشتہ آپ کو کوئی خواہش کا رشتہ نظر آتا ہے؟ یا دین کی سربلندی کی خاطر نظر آتا ہے۔ بھئی یہی نیت تھی ناں کہ ایک ایسی عورت ہے جو ذی اثر ہے، اس کے خاندان والے مسلمان بن جائیں گے، اس کی وجہ سے اور لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ اپنے چچا کے مشورے پر اس سے شادی کر لی۔ تو پھر یہ شادی کس نیت سے ہوئی، دین کی خاطر۔ اسے خواہش کی شادی ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

اب دیکھیں کہ ان کے ساتھ آپ ﷺ کا وقت کتنا گزارا؟ ترپن سال کی عمر تک وقت گزارا۔ ہجرت سے دو یا ڈیڑھ سال پہلے ان کی وفات ہوئی۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی وفات تک نبی اکرم ﷺ نے کوئی دوسری شادی نہ کی۔ تو عمر کتنی ہو گئی؟ پچاس سال سے اوپر ہو گئی۔ جوانی کہاں تک ہوتی ہے؟ یہی پندرہ سے پچاس سال تک کی عمر ہی جوانی کہلاتی ہے۔ پچاس کے بعد تو جوانی نہیں ہوتی پھر تو بڑھاپا آ جاتا ہے۔ اب بتایئے کہ جو جوانی کی عمر تھی وہ تو ایک ہی زوجہ محترمہ کے ساتھ گزری اور زوجہ بھی وہ جو عمر میں پندرہ سال بڑی تھی۔ پھر جب آپ کی عمر پچاس سال کی ہو گئی تو ان کی عمر اس وقت پینسٹھ سال ہو چکی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی جسمانی کشش والی بات ہی نہیں تھی۔

لیکن جب نبی اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے، اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے نکاح میں ہر قسم کی بیویاں دیں۔ ثیبات وابکار، کنواری بھی آئیں، بیوہ بھی آئیں، بڑے بڑے بادشاہوں کی بیٹیاں بھی آئیں، باندیاں بھی آئیں۔ مختلف بیک گراؤنڈ اور ماحول سے تعلق رکھنے والیاں، مختلف قبیلوں سے تعلق رکھنے والیاں، مختلف ایج گروپ کی خواتین تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے نکاح میں دے دیا۔ وجہ کیا تھی؟

www.besturdubooks.wordpress.com

وجہ یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ کی مبارک زندگی اتنی کھلی ڈھلی زندگی تھی کہ اس نے تاریخ کی کتابوں میں حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہونا تھا۔ جب ہجرت فرمائی تو اب ایک دوسرا دورِ زندگی کا شروع ہوا۔ اس دور میں دین کی اشاعت کا کام ہونا تھا، قرآن کا نزول ہونا تھا۔ اب نبی اکرم ﷺ کی مبارک زندگی اس نے کتابوں کے اندر محفوظ ہونا تھا۔ اس زندگی کی ایک ایک بات کتابوں کے اندر موجود ہے۔ اب مردوں کی جماعت تو سینکڑوں کی تعداد میں مسجدوں کے اندر موجود تھی جو آپ کی باتوں کو محفوظ کرتی تھی لیکن گھر کی باتوں کو محفوظ کرنے کے لیے کون ہوتا ہے؟ گھر والی ہوتی ہے۔ اگر گھر والی ایک ہوتی تو آج کافر اعتراض کرتے کہ جی ایک عورت کی بات کا کیا اعتبار۔ اگر گھر والی بڑی عمر کی ہوتی تو کافر اعتراض کرتے کہ ان کی تو قوتِ حافظہ ٹھیک نہیں ہوتی، بڑی عمر کی عورتیں تو اپنی باتیں بھول جاتی ہیں۔ اگر بڑی عورت غریب خاندان کی ہوتی لوگ اعتراض کرتے کہ امیر طبقے کی عورتوں کی کچھ اور نظر ہوتی ہے اور غریب عورتوں کی اپنی نظر سے ہوتی ہے۔ اگر ساری کی ساری آزاد عورتیں ہوتیں تو وہ کہتے کہ جی باندی کی اپنی نظر ہوتی ہے۔ تو چونکہ اعتراض ہوسکتا تھا اس لیے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو جو بیویوں کی جماعت عطا کی وہ ہر ایک طبقے سے تعلق رکھنے والی تھیں۔ مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والی تھیں، مختلف ان کا علمی بیک گراؤنڈ تھا۔

اگر کم عمری میں دیکھیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نظر آتی ہیں، آپ قوتِ حافظہ میں سب سے بہترین تھیں۔ بڑی عمر کی ازواج بھی تھیں، وہ تجربے میں پختہ ہوتی ہیں۔ اگر بادشاہوں کی بیٹیاں دیکھنا چاہیں یعنی امیروں کی تو ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ بھی تھیں، سردار کی بیٹی تھیں۔ تو آپ کو ہر زندگی کے شعبے کے لوگوں کی عورتیں وہاں نظر آئیں گی، تو معلوم ہوا کہ یہ چناؤ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ اور یہ چناؤ اللہ تعالیٰ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے کیا تھا کہ میرے محبوب! زندگی کے ہر شعبہ کی عورتیں آپ کی زندگی کو محفوظ کرنے کے لئے موجود ہیں۔

اب نبی ﷺ کی گھریلو زندگی کو کس نے نقل کیا گھر کے اندر سے ایک عورتوں کی جماعت نے نقل کیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے ان گیارہ عورتوں کو چن لیا۔ اب اگر وہ گیارہ عورتیں اللہ تعالیٰ کا چناؤ ہیں، تو ہم یوں سمجھیں کہ پروردگار نے جس طرح مردوں کی جماعت کو چنا جو کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے، جنہوں نے آپ کی بیرونی زندگی کو امت میں پھیلایا تو گیارہ عورتوں کو چنا، تا کہ وہ آپ کے گھر کے اندر کی زندگی کو امت تک پہنچائیں۔ اب ہمیں جو دین ملا گھر کے اندر کا وہ کہاں سے ملا؟ ازواج مطہرات سے ملا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری عائشہ تو آدھا دین ہے۔ تو آدھا دین تو مردوں نے نقل کیا اور باقی آدھا دین ازواج مطہرات نے۔

او عقل کے اندھے! جو پچاس سال کی جوانی جانے کی عمر ہوتی ہے محبوب ﷺ نے صرف ایک کے ساتھ گزاری، اس کے بعد جو دین کے تقاضوں کی زندگی تھی پھر اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے گیارہ بیویوں کی ایک جماعت منتخب فرمائی، اس میں ایسی کون سی بات ہے جو سمجھ میں نہ آنے والی ہو؟ تم اپنی بیوی سے تعلق رکھتے ہو، تنہائی میں بیٹھ کر وعدے لیتے ہو، ہم جو کچھ ہوگا آپس میں لڑ لیں گے، ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ لیں گے، کمرے سے باہر نکل کر بات دوسروں کو نہیں کرنی کہ کسی کو پتہ نہ چلے ہماری اندر کی باتوں کا۔ تیری زندگی تو ایسی کہ بیوی سے وعدے لیتے ہو کہ کمرے سے باہر بات نہ کرنا۔ اور میرے محبوب کی زندگی دیکھو! قربان جائیں ایسی پاکیزہ زندگی پر، اپنے گھر میں اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ تم جو کچھ مجھے گھر کے اندر کرتے ہوئے دیکھتی ہو تمہارے اوپر فرض ہے کہ تم اس کو لوگوں تک پہنچاؤ، یہ بھی دین ہے۔ یہ تھی نکھری ہوئی زندگی۔ تو بدگمانی کا کیا، بدگمانی کرنے والے تو اپنے نبی علیہ السلام پر بھی بدگمان ہو جاتے ہیں۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

بدگمانی کی کوئی انتہا نہیں یہ ذہن میں رکھنا، لوگ تو آج اللہ تعالیٰ سے بھی بدگمان پھرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے بدگمانی:

حالت ہماری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی بدگمان ہوتے ہیں۔ایک خاتون نے فون کیا اور کہنے لگی کہ دعا کیجیے، پتہ نہیں کہ میرا گھر بسے گا یا نہیں۔لیکن حالت میرے خاوند کی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے بڑی دعائیں مانگی ہیں، یہ کیا ہے وہ کیا ہے، اللہ نے میری دعائیں قبول نہیں کیں۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اندر بھی فیورٹ ازم ہے۔ اب بتائیے اس کا ایمان کہاں بچا؟ کہ جی اللہ تعالیٰ کے اندر بھی فیورٹ ازم ہے۔ مولویوں کی دعائیں قبول کرتے ہیں جو داڑھی نہیں رکھتا اس کی قبول نہیں کرتے۔یہ ہے بدگمانی اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ۔اپنے ایمان کی خیر مناؤ!

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ان کی قوم نے اور فرعون نے بہت الزام لگائے۔قارون نے الزام لگایا پتہ نہیں کیا کیا لگایا؟ دنیا بہت کچھ لگا دیتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام تنگ ہوگئے۔حتی ایک دفعہ کوہ طور پر گئے اور کوہ طور پر جا کر عرض کیا: اے اللہ! لوگوں کی زبانوں کو میرے بارے میں بند فرما دیجیے۔اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: اے موسیٰ! لوگوں کی زبانیں میرے بارے میں بند نہیں ہوتیں، میں تمہارے بارے میں کیا بند کروں گا۔

رونے کا مقام:

بدگمانی بھی عجیب پردہ ہے۔رونے کا مقام ہے کہ تیس تیس سال سے جانتے ہیں ایک آدمی کی زندگی کو پھر اس سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔ارے تیس سال کی زندگی اس کی تمہارے سامنے تھی، اندھے تھے! عقل نہیں تھی! دیکھتے نہیں تھے! اس کی زندگی

کے شب و روز۔ تیس سال کی دیکھی ہوئی زندگی ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور کسی کی ایک اتنی سی بات پر بدگمانی ہوگئی۔ اف ہے تمہاری عقل پر، تمہیں تمہاری ماں روئے، جب کل قیامت کے دن کھڑے ہوکر جواب دو گے کہ تم کسی کے بارے میں کیوں بد گمان تھے۔ اور جب کوئی تمہارے گلے میں شکنجہ ڈالے گا اور تمہاری گردن پکڑے گا کہ تم کیوں بدگمانیاں کرتے تھے اس وقت تمہیں جواب دینا پڑے گا۔ یہ باطنی بیماری ہے، ایمان والوں کے ساتھ بدگمانی۔

تو چونکہ پچھلے کئی دنوں سے بار بار یہ سوال آ رہا تھا تو اس لیے دل میں بات آئی کہ اس کو ذرا ایک دفعہ بیٹھ کر تسلی سے سمجھا دیا جائے۔ کہ یہ بدگمانی اصل میں اپنے دل کی کیفیت دوسرے میں نظر آ رہی ہوتی ہے، اس لیے رونا اپنے اوپر چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان والوں سے بدگمان ہونے سے محفوظ فرمالے۔ اپنے نفس کو سمجھائیں کہ مجھ سے تو قیامت کے دن میرے بارے میں سوال ہوگا دوسرے کے بارے میں تو سوال نہیں ہوگا۔ اس لیے اپنے بارے میں فکر کرنی چاہیے: ؎

نہ تھی جو اپنی برائیوں کی خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے:

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

اسی لیے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک گناہ کرنے کی وجہ سے پانچ مہینے تہجد کی نماز سے محروم رہا۔ کسی نے پوچھا کہ کونسا گناہ؟ فرمایا کہ ایک بندہ رو رو کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دعائیں مانگ رہا تھا، میں نے اس کی طرف دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ ریا کاری کر رہا ہے۔ میرے دل میں فقط گمان گزرا کہ یہ ریا کاری کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر پکڑ کر لی کہ تم نے یہ سوچا ہی کیوں کہ یہ ریا کاری کر رہا ہے۔ مجھے پانچ مہینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے رات کی مناجات سے محروم کر دیا کہ تم میرے ساتھ مناجات کرنے کے قابل ہی نہیں۔ تو بدگمانی ایسا مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بیماری سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

(ال عمران:۱۸۵)

تعجب کی آٹھ باتیں

بیان: محبوب العلماء والصلحا

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: یکم فروری ۲۰۰۸ء

موقع: خطبہ جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

آپ کو اگر کہا جائے کہ جی آپ کو چند سال کے لیے ہم یہ پکا محل دیں گے اور یہ کچا مٹی کا گھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیےآپ کا ہوگا تو دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلیں۔ تو آپ سوچ کر کہیں گے کہ مجھے وہ گھر چاہیے جو ہمیشہ میرا ہوگا، حالانکہ وہ مٹی کا بنا ہوا کچا گھر ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی یہی کہا: اے میرے بندو! یہ دنیا کی زندگی کا گھر تمہارا عارضی گھر ہے اس میں رہ کر تم میرے حکموں کو پورا کرلو تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہیں پکا گھر عطا کردوں گا۔ یہاں تو دنیا کے پیچھے ایسے ہاتھ دھو کے پڑے ہوئے ہیں کہ جو پیدل چلتا ہے وہ سائیکل والے کو دیکھتا ہے۔ سائیکل والا موٹر سائیکل والے کو، موٹر سائیکل والا کاروالے کو اور کاروالا اگلے ماڈل دیکھتا پھرتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تعجب کی آٹھ باتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (ال عمران: ۱۸۵)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

کافر اور مومن کے تصورِ زندگی میں فرق:

زندگی کے متعلق لوگوں کا تصور مختلف ہوتا ہے۔ دہریوں کا یہ تصور ہے کہ ہم خود بخود پیدا ہوئے اور یہ زندگی مزے اڑانے کے لیے اور عیش کرنے کے لیے ہمیں ملی ہے۔ لہٰذا وہ اسی دنیا کی زندگی کو اپنا سب کچھ سمجھتے ہوئے عیش و مستی کی زندگی گذارتا ہے۔ مومن کی زندگی کا تصور بالکل مختلف ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے اللہ نے پیدا کیا، یہ دنیا آزمائش کا گھر ہے، میں دارالامتحان میں ہوں، قیامت کے دن اس کا حساب ہو گا، اچھائی کا بدلہ ملے گا، برائی کی سزا ملے گی۔

چنانچہ ان کی زندگی مختلف انداز سے بسر ہوتی ہے۔ مومن اس دنیا کی خوشی کو بھی عارضی سمجھتا ہے، غم کو بھی عارضی سمجھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے، ہر چیز فانی ہے، ہر چیز عارضی ہے۔ کافر سمجھتا ہے کہ میں جینے کے لیے دنیا میں آیا ہوں، مومن سمجھتا ہے کہ مرنے کے لیے دنیا میں آیا ہوں۔ کافر کہتا ہے جیو اور

www.besturdubooks.wordpress.com

جینے دو، اچھا جیو اور اچھا جینے دو۔ مؤمن کہتا ہے کہ اچھا مرو اور مرنے دو۔ یعنی ایسی زندگی گزارو کہ تمہیں موت اچھی آجائے، تمہارا انجام اچھا ہو جائے، اللہ رب العزت کی نظر میں تم پسندیدہ بن جاؤ۔

اور اس لیے مؤمن کو اس دنیا کی پریشانیاں پریشان نہیں کرتیں۔ بڑی بڑی مصیبتیں آتی ہیں، آزمائشیں آتی ہیں، لیکن وہ انتہائی صبر وتحمل سے اس کو برداشت کر لیتا ہے۔ وہ جانتا ہے یہ چند روزہ زندگی بالآخر ختم ہونے والی ہے، یہ ڈھلتی چھاؤں ہے، بالآخر ہمیں اس دنیا سے آگے جانا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ لِدُوْا لِلتُّرَابِ وَاجْمَعُوْا لِلْفَنَاءِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

(کنز العمال، رقم ۴۳۰۴۰)

دنیا کا دھوکا:

یہاں جو بچہ پیدا ہو رہا ہے وہ مرنے کے لیے، جو مکان بن رہا ہے، وہ گرنے کے لیے۔ انجام تو اس کا بالآخر یہی ہے۔ اسی لیے اس دنیا میں اربوں کھربوں انسان آئے اور سب یہاں سے چلے گئے۔ یہ ایک گزرگاہ ہے، یہ ایک مسافر خانہ ہے، لیکن اس کے اندر کھچاوٹ ایسی ہے کہ بندے کا دل لبھا لیتی ہے اور بندہ اپنے اصل کو بھول کر انجام کو بھول کر اس دنیا میں مست ہو جاتا ہے۔ اس لیے آج کسی نوجوان لڑکی سے کہا جائے کہ اٹھو نماز پڑھو! تو جواب ملتا ہے کہ میں کون سی دادی اماں بن گئی ہوں؟ گویا اس کے ذہن میں یہ تصور ہے کہ اماں دادی بن کر پھر نمازیں پڑھتے ہیں۔ نوجوان بچے کو نیکی کی تلقین کرو تو اس کے ذہن میں ایک تصور ہے کہ پہلے پڑھوں گا، پھر جاب کروں گا، پھر مکان بنواؤں گا، پھر میری شادی ہوگی، بچے ہوں گے اور پھر جا کر نیکی کی زندگی گزاروں گا، یہی دھوکا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ یہ دنیا دھوکے کا گھر ہے، اچھے اچھوں کو دھوکا لگ جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے دو لفظوں میں پوری بات کو

www.besturdubooks.wordpress.com

سمیٹ کے رکھ دیا، فرمایا:

((اَلدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خضرۃ)) (الجمع بین الصحیحین، جزء۲، ۳۵۸)

''دنیا بڑی میٹھی اور بڑی سرسبز ہے''

میٹھی چیز کھاتے رہنے کو دل کرتا ہے، پیٹ بھر جاتا ہے جی نہیں بھرتا۔ یہی دنیا کا معاملہ ہے کہ یہاں کی عیش سے انسان کا جی نہیں بھرتا اور انسان لمبی امیدیں پھر باندھ لیتا ہے۔ یہ کروں گا، وہ کروں گا، پھر یہ کروں گا۔ جیسے اس نے دنیا میں مرنا ہی نہیں۔

﴿وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ﴾ (الشعراء:۱۲۹)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم ایسے گھر بناتے ہو جیسے تم نے تو ہمیشہ انہیں گھروں میں رہنا ہے۔ تو مومن کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اس چیز کو ذہن میں رکھے کہ میں مہمان ہوں اور بالآخر مجھے جانا ہے۔ اس لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ)) (الترمذی رقم:۱/۲۹۷۷)

''لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو یاد رکھو''

جب یہ بات ذہن میں رہے گی کہ بالآخر مجھے جانا ہے تو پھر یہاں کی ہر چیز عارضی نظر آئے گی۔

80 سالہ بوڑھے کو دھوکا:

ایک مرتبہ ہمارے ایک دوست کہنے لگے کہ جی میرے دادا ہیں، عمر اسی سال ہو گئی ہے، نماز نہیں پڑھتے، آپ ان سے کچھ نصیحت کی بات کریں۔ خیر ملاقات ہوئی سلام دعا کے بعد میں نے ذرا اچھے انداز میں بات شروع کی کہ جی آپ کے پاس بہت وقت فارغ ہوتا ہے، اب تو اللہ ہی کی یاد ہے اور نماز ہی ہے اور اس کے علاوہ تو کام ہے ہی نہیں۔ جیسے ہی میں نے نماز کا نام لیا، بوڑھے نے اپنا گھٹنا پکڑا اور کہنے لگا: پیر صاحب! بس گھٹنے کی درد ہے، دعا کرو! یہ ٹھیک ہو جائے پھر میں نماز شروع کروں

www.besturdubooks.wordpress.com

گا، اب آپ ذرا سوچیے کتنا بڑا دھوکا ہے! جو اسی سال کی عمر میں اس انتظار میں ہو کہ گھٹنے کا درد ٹھیک ہوگا پھر نماز شروع کروں گا، اسے دھوکا نہ کہیں تو کیا کہیں؟ لکھے پڑھوں کو دھوکا لگتا ہے۔ جن کو ہم کہتے ہیں ناجی بڑے ایم ایس سی، پی ایچ ڈی ہیں اور ہائی جنٹری ہیں، سب دھوکے میں ہوتے ہیں۔ کیوں؟ موت کو بھولے ہوتے ہیں۔

ایک سیکرٹری صاحب کو دھوکا:

چنانچہ ایک مرتبہ ایک سیکرٹری صاحب تھے جو پنجاب کا بجٹ بناتے تھے۔ اس لیول کے سمجھدار آدمی جو پورے صوبے کا بجٹ بناتے تھے اور بہت قابل اور شریف النفس انسان تھے، بہت با اخلاق انسان تھے۔ ان کے ہاں جانا ہوا، پتہ چلا کہ نماز نہیں پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پوتے سے نوازا، اس وقت ان کی ریٹائرمنٹ ہو چکی تھی۔ اب جب بندے کی ریٹائرمنٹ ہو جائے تو صاف ظاہر ہے وہ ساٹھ پینسٹھ سے اوپر پہنچ چکے تھے۔ پوتے کو انہوں نے اٹھایا ہوا تھا، ان کے سامنے میں نے نماز کی بات کی تو سن کے کہنے لگے: حضرت! آپ نے بہت اچھی بات کہی، اور میں نے بھی نیت کی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا کیا نیت کی ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے یہ نیت کی ہے کہ اپنے اس پوتے کو حافظ بنانا ہے، جس دن اس نے پہلی مرتبہ نماز پڑھانی ہے، میں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی پکی نیت کر لی ہے۔ اب اس کو دھوکا نہ کہیں تو کیا کہیں؟ اتنا لکھا پڑھا بندا، اتنا تجربہ کار بندہ، یعنی ہزاروں میں ایسا تجربہ کار بندہ کوئی نہیں ہوگا جیسے وہ تھے مگر دھوکا لگا ہوا تھا۔ کیا ان کو یقین تھا کہ بچہ حافظ بن جائے گا؟ کیا ان کو یقین تھا کہ بچے کے بالغ ہونے تک وہ زندہ رہیں گے؟ اس لیے دنیا کو کہا گیا کہ یہ دھوکے کا گھر ہے۔ اور یہ دھوکا لگتا ہے، اکثر کو لگتا ہے۔ اس کی پہچان کیا کہ اللہ کے حکموں کو توڑتے ہیں، نبی علیہ السلام کی سنت سے رخ موڑتے ہیں، من مرضی کرتے ہیں۔ بعض دفعہ بالکل جانوروں کی طرح زندگی گذارتے ہیں، جیسے ہمیں کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھنے والا ہی نہیں۔ اسی لیے فرمایا:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (العمران:۱۸۵)

آٹھ تعجب کی باتیں

ایک بزرگ فرماتے تھے: آٹھ باتیں بڑے تعجب کی ہیں۔

پہلی بات:

فرماتے تھے:

''مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ مجھے موت آنی ہے پھر قہقہہ لگا کر ہنستا ہے۔''

جس بندے کو پھانسی کا حکم ہو جائے، اس کے چہرے پہ ہنسی نہیں ہوتی۔ اور ہمیں پتہ ہے کہ موت آنی ہے اور موت کتنی تکلیف دہ ہوتی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ موت قینچی سے کتر دینے زیادہ سخت ہوتی ہے، دیگ میں بھون دینے سے زیادہ تکلیف دے ہوتی ہے۔ آسان سی مثال ہے کبھی آگ پر چولہے پر کام کرتے کرتے آپ کی انگلی جلے کتنی تکلیف ہوتی ہے! کتنی دیر تک ہاتھ میں تکلیف رہتی ہے! کیوں؟ اس لیے کہ جو حصہ جلا اس میں سے روح سمٹ کے باقی حصہ میں آ گئی، اگر اتنے تھوڑے سے حصے سے روح سمٹ جائے تو اتنی تکلیف ہوتی ہے جب پورے جسم سے اسے سمیٹ لیں گے تو پھر کیا ہوگا۔

نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک صحابی بیمار تھے اور ملک الموت آئے، انہوں نے روح نکالنے کے لیے ان کے سینے میں انگلی رکھ لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ سے بہت پیار تھا، فرمایا: ملک الموت آسانی کر۔ عرض کیا: اے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اللہ کا

www.besturdubooks.wordpress.com

حکم ہے جو آپ کے اصحاب ہیں صحبت یافتہ ہیں، میں ان کی روح بڑے آرام سے نکالتا ہوں۔ ان کی روح تو ایک انگلی سے نکال رہا ہوں اور عام آدمی کی روح نکالنے کے لیے میں اس کی روح میں پنجہ گاڑ دیا کرتا ہوں۔ جس وقت ملک الموت آ کر پنجہ گاڑے گا سب نشے ہرن ہو جائیں گے، سب مستیاں بھول جائیں گی۔ پھر انسان سوچے گا کہ کاش میں اللہ رب العزت کی نافرمانی نہ کیا کرتا، "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئی کھیت۔"

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قوم نے پوچھا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو وہ ان کو ایک قبر پر لے گئے اور قبر کے اندر جو میت تھی اس کو پکار کر کہا: قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ نے ان کو معجزہ دیا تھا یُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ کے حکم سے تھوڑی دیر کے لیے وہ مردہ زندہ ہو جاتا تھا۔ ایک نوجوان اٹھا، بال سفید تھے، عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے گفتگو کی۔ اس نے بتایا کہ مجھے جوانی میں موت آئی، میں فلاں کا بیٹا ہوں، مجھے مرے ہزاروں سال گزر چکے۔ آپ نے پوچھا کہ جوانی میں موت آئی تو تمہارے بال سفید کیوں ہیں؟ اس نے کہا کہ موت کی تکلیف ہزاروں سال کے بعد آج بھی میں اپنے جسم میں محسوس کر رہا ہوں۔ اور جب قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ کی آواز سنی تو میں سمجھا کہ قیامت کا دن آ گیا۔ اس دن کی ہیبت نے میرے کالے بالوں کو بالکل سفید کر دیا۔

﴿ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا ﴾ (المزمل:۱۷)

جس دن کی سختی بچوں کو بوڑھا کر دے گی۔

دوسری بات:

دوسری بات فرمائی:

"تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے پھر اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

حاصل کرنے میں رغبت کے ساتھ لگا ہوا ہے۔"

آپ کو اگر کہا جائے کہ جی آپ کو چند سال کے لیے ہم یہ پکا محل دیں گے اور یہ کچا مٹی کا گھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کا ہوگا تو دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیں۔ تو آپ سوچ کر کہیں گے کہ مجھے وہ گھر چاہیے جو ہمیشہ میرا ہوگا، حالانکہ وہ مٹی کا بنا ہوا کچا گھر ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی یہی کہا: اے میرے بندو! یہ دنیا کی زندگی کا گھر تمہارا عارضی گھر ہے اس میں رہ کر تم میرے حکموں کو پورا کرلو تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہیں پکا گھر عطا کر دوں گا۔ یہاں تو دنیا کے پیچھے ایسے ہاتھ دھو کے پڑے ہوئے ہیں کہ جو پیدل چلتا ہے وہ سائیکل والے کو دیکھتا ہے۔ سائیکل والا موٹر سائیکل والے کو، موٹر سائیکل والا کار والے کو اور کار والا اگلے ماڈل دیکھتا پھرتا ہے۔ جو جہاں پہ ہے اطمینان نہیں ہے، زیادہ کے حصول کا متمنی ہے۔ حالانکہ یہاں کی خوشیاں بھی عارضی، جو اللہ نے ہمیں جوانیاں دیں یہ بھی عارضی۔

حج میں ایک بوڑھے میاں صاحب تھے، پاس بیٹھے ہوئے کسی نے پوچھ لیا کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ کہنے لگے کہ جسم تو ہو گیا ہے پچھتر سال کا، دل پچیس سے اوپر نہیں گیا۔ دل پچیس سے اوپر نہیں جاتا، وہ پچیس کا ہی رہتا ہے۔ اس لیے دنیا کو دھوکے کا گھر فرمایا گیا کہ دنیا دھوکے کا گھر ہے۔ اس لیے موت کا تذکرہ اچھا نہیں لگتا، مرنا اچھا نہیں لگتا، ورنہ جس بندے نے آخرت کی تیاری کی ہوتی ہے اسے انتظار ہوتا ہے کہ کب اس قید خانے سے میری جان چھوٹے گی۔ شریعت نے کہا کہ جب بچہ پیدا ہو تو ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہہ دی جاتی ہے۔ پھر جب بندہ فوت ہوتا ہے تو نماز جنازہ ادا کر دی جاتی ہے ؎

آتے ہوئے آذان ہوئی جاتے ہوئے نماز
اتنی ذرا سی دیر میں آئے اور چلے گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بادشاہ نے محل بنوایا اور اعلان کیا کہ اس میں اگر کوئی عیب نکالے گا میں اس کو انعام دوں گا۔ کوئی عیب نظر ہی نہیں آتا تھا، ایسا بہترین اور خوبصورت محل تھا۔ ایک بزرگ نے دیکھا، کہنے لگے: میں بتاتا ہوں اس میں دو عیب ہیں۔ لوگ اس کو لے گئے بادشاہ کے پاس۔ بادشاہ نے کہا: تمہیں اس میں کون سے دو عیب نظر آتے ہیں؟ اس نے کہا: بادشاہ سلامت! دو عیب یہ ہیں، ایک تو یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا اور دوسرا آپ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

تیسری بات:

تیسری بات فرماتے تھے:

"تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر اس کے جاتے رہنے پر افسوس کرتا ہے۔"

جب دل میں یہ یقین ہے کہ جو مقدر میں ہے وہ ملے گا تو اگر کوئی چیز نہیں ملتی تو افسوس کیوں؟ یہ سوچنا چاہیے کہ وہ میرے نصیب میں نہیں تھی، میرا مقدر نہیں تھا۔ اسی لیے قرآن مجید میں کہا:

﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا﴾ (الحدید:۲۳)

"جب کوئی چیز ہاتھ سے چلی جائے تو افسوس نہ کرو اور اگر کوئی مل جائے تو تمہیں اس کی خوشی حد سے باہر نہ کر دے"

کہتے ہیں! حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تجارتی جہاز باہر سے آنا تھا، ایک بندہ آیا اس نے کہا: حضرت! سمندر میں طوفان آ گیا اور آپ کا جو جہاز آنا تھا، پتہ یہ چلا کہ وہ جہاز غرق ہو گیا، ڈوب گیا، انہوں نے کہا: "الحمد للہ" کچھ دیر کے بعد پھر اطلاع آئی کہ جی ڈوبتے ڈوبتے وہ جہاز بچ گیا تھا اور خیریت سے کنارے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگ گیا۔ جب یہ اطلاع ملی تو پھر فرمایا ''الحمد للہ'' تو پاس میں بیٹھے والے نے پوچھا کہ حضرت ڈوبنے کی خبر پر بھی ''الحمد للہ'' اور کنارے لگنے کی خبر پر بھی ''الحمد للہ'' کہا اس کی کیا وجہ؟ تو فرمایا ہاں جب ڈوبنے کی خبر ملی تو میں نے اپنے دل میں جھانک کر دیکھا تھا تو میرے دل میں اس کے ڈوبنے پر کوئی افسوس نہیں تھا تو میں نے کہا'' الحمد للہ'' جب کنارے لگنے کی خبر ملی تو پھر میں نے اپنے دل کو دیکھا تو میں نے دیکھا کہ میرے دل میں کوئی خوشی نہیں تھی تو میں نے پھر کہا ''الحمد للہ'' جن کا اللہ پر یقین ہوتا ہے ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ جو ملتا ہے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں آپے سے باہر نہیں ہوتے اور اگر کچھ نہیں ملتا تو صبر شکر کے ساتھ رہتے ہیں، وہ مایوس نہیں ہوتے۔

چوتھی بات:

چوتھی بات فرمائی:

''تعجب ہے اس شخص پر جسے آخرت میں حساب کا یقین ہے پھر بھی وہ دنیا میں مال کو جمع کرتا ہے۔''

آج کے دور کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ ہر بندے کی یہ تمنا ہے

﴿یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ﴾ (القصص:۷۹)

''کاش ہمارے پاس بھی اتنا ہی ہو جتنا قارون کو دیا گیا''

جیسے لوگ قارون کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ کاش ہمارے پاس بھی اتنا مال ہوتا جتنا اس کے پاس ہے۔ آج کے دور کا سب سے بڑا فتنہ یہی ہے، ہر بندہ یہی چاہتا ہے کہ ہمارے پاس قارون کا خزانہ ہوتا۔ یہ نہیں سوچتے کہ اللہ رب العزت ہمیں ایسا مال دے جو وبال سے خالی ہو۔ یاد رکھیں! مال جب بھی آتا ہے اپنے ساتھ وبال لے کر آتا ہے۔ مال کا کم سے کم وبال یہ ہے کہ انسان کا مرنے کو دل نہیں چاہتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محل ہے، کاریں ہیں، بہاریں ہیں، خوشیاں ہیں، اس گھر کو، محل کو چھوڑنے کو کس کا دل چاہتا ہے؟ مرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ یہ کم سے کم وبال ہے اور اس سے اگلا وبال: جہاں آسائشوں کے دروازے کھلتے ہیں وہاں گناہوں کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔ خود گناہوں سے بچے گا، اولاد پھنس جائے گی۔ اس لیے جب بھی مال مانگیں وبال سے خالی مال مانگیں۔ اے اللہ! ایسا مال دے جس کے اندر وبال نہ ہو۔ جو آئے تو ہم ایمان اور شریعت پر زندگی گذاریں۔ کیا فائدہ اس مال کا کہ انسان کو تر لقمہ تو مل گیا لیکن اس کی اولاد دین سے دور ہو گئی۔

ایک بڑے میاں بڑے خوش ہو کے بیٹے کے بارے میں بتا رہے تھے کہ بڑا پڑھا لکھا ہے جی، بڑا اس کا کاروبار چمک رہا ہے جی، اور آخر پر کہتا ہے، بس تھوڑا سا دھریہ بن گیا ہے۔ اب بتائیں! باپ اس مال پر کیوں خوش ہو رہا ہے جب بچہ ہی دھریہ بن گیا؟

ایک ہوتے ہیں مال دار اور ایک ہوتے ہیں مال کے چوکیدار۔ مال دار تو وہ ہوتا ہے جس کو اللہ نے تو خوب نوازا اور وہ دونوں ہاتھوں سے اللہ کے راستے میں خرچ کر رہا ہے۔ اور مال کے چوکیدار وہ ہوتے ہیں جو صبح اٹھ کر بنک بیلنس دیکھتے ہیں، اب کتنا ہو گیا؟ اب میرے اکاؤنٹ میں اتنے لاکھ آ گیا، اب اتنے کروڑ ہو گیا۔

حَلَالُهَا حِسَابٌ وَ حَرَامُهَا عَذَابٌ

''حلال کا حساب ہوگا اور حرام کی وجہ سے عذاب ہوگا''

حلال بھی ہوگا تو حساب دینا پڑے گا اور حرام ہوگا پھر تو عذاب میں جلنا پڑے گا۔ اس لیے اللہ سے دعا مانگیں کہ اللہ اتنا دے کہ غیر کی محتاجی نہ ہو، اور وبال سے خالی مال دے۔

حدیث پاک میں آتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

میری امت کے غربا میری امت کے امرا سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کردیے جائیں گے۔

نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِيْ مَسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ)) (سنن ابن ماجہ: ۱۵۴/۱۲)

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهٗ وَ مَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهٗ وَ لَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ)) (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۳۶۵۸۴)

"دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور اس مال کو وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل کی رتی نہیں ہوتی"

کیوں؟ حساب اسے دینا پڑے گا اور عیش اس کی آنے والی اولاد کرے گی اور آج آپ اگر دیکھیں اکثر جو رشوت لی جاتی ہے، ملاوٹ کی جاتی ہے، دھوکے سے مال کمایا جاتا ہے بہانہ اولاد۔

چنانچہ ایک رشوت لینے والے سے کسی نے پوچھا: جی آپ رشوت کیوں لیتے ہیں؟ تو کہتے ہیں: مولوی صاحب! ہم نے تو دو روٹی کھانی ہے، بس اتنا ہے کہ اولاد اچھا پڑھ جائے اور اچھا کھا جائے۔ دیکھیں کہ اولاد کی خاطر اپنے لیے جہنم کمائی، اسی لیے اولاد کو فتنہ کہا گیا

﴿ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ﴾ (التغابن: ۱۵)

یہ تمہارے لیے آزمائش ہے

تو اگر اللہ رب العزت یہ نعمت کسی کو دیں تو چاہیے کہ اس نعمت کو اللہ کے راستے میں خوب خرچ کرے، آخرت کے لیے اس کو خرچ کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ہے، آپ بیت المال سے بہت تھوڑا مشاعرہ لیتے تھے۔ چند صحابہ جمع ہوئے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے بیٹھ کر سوچا کہ امیر المؤمنین بہت تھوڑا لیتے ہیں، ماہانہ گھر کے اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے، تو ماہانہ تو بڑھانا چاہیے۔ سب متفق ہو گئے، ہاں بڑھنا چاہیے۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ان کے سامنے کہے کون؟ کیونکہ سب کو یقین تھا جو ان کو یہ مشورہ دے گا، اُسے درے لگیں گے۔ اب ڈر اور خوف سے کہہ کوئی نہیں سکتا تھا۔ تو مشورہ یہ ہوا کہ ان کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں، ان کو یہ مشوہ دے دیا جائے اور وہ اپنے والد سے یہ بات کسی موقعہ پر کر لیں۔

چنانچہ سب نے ام المؤمنین تک یہ بات پہنچائی۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد گرامی سے یہ بات کی کہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنا ماہانہ بڑھا لیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو پوچھا: حفصہ! کس نے یہ کہا؟ فرمایا: نہیں میں نام نہیں بتاؤں گی۔ کہنے لگے: حفصہ! اگر تو نام بتا دیتی تو میں اس کی درے سے خبر لیتا۔ اور پھر یہ کہا: حفصہ! تو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں زندگی گذاری، تو بتا میرے آقا کی زندگی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا: گیرو رنگ کے دو کپڑے تھے، جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قافلوں کے آنے کے وقت پہن لیا کرتے تھے۔ چٹائی پہ لیٹ جاتے تھے، کھجور کی چھال کا تکیہ سر کے نیچے ہوتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ روٹی بناتے ہوئے، گھی کے ڈبے کی تل چھٹ میں جو بچا ہوا ہوتا ہے وہ روٹی پر لگا دیا تو میں نے دیکھا، نبی خود بھی شوق سے کھا رہے تھے دوسروں کو بھی کھلا رہے تھے۔ ایک دن نبی علیہ السلام کھاتے تھے اگلے دن فاقہ آجاتا تھا، تین دن ایسے متواتر نہیں گزرے کہ تینوں دن پیٹ بھر کے کھانا کھایا ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے آقا نے ایک طرز پر زندگی گزاری، اگر میں اس طرز پر زندگی نہیں گزاروں گا تو میری منزل بھی بدل جائے گی۔ میں اسی راستے پر چلوں گا، یہ ہمارے اکابر تھے۔ اور آج ہم بیٹھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں، یہ بھی مل جائے، یہ بھی مل جائے، ہاں دین کا کام کرنے کے لیے سب کچھ مانگ لیجیے۔ مگر فقط دنیا کے عیش و آرام کے لیے انسان حرام کام کرے، حرام طریقے سے مال کمائے یہ تو جہنم کمانے والی بات ہے۔

پانچویں بات:

فرمایا:

"تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا پتہ ہو اور پھر بھی وہ گناہ کرے۔"

جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ سخت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

((اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ اَكَلَ بَعْضُ بَعْضًا))

(سنن الترمذی: ۲۵۱۷)

"جہنم کی آگ نے اللہ کے سامنے یہ شکایت کی کہ یا اللہ! میرے بعض حصے اتنے گرم ہیں کہ وہ میرے بعض دوسرے حصوں کو کھا گئے"

اتنی گرم آگ! اس آگ کے اندر انسان کو بھی جلایا جائے گا۔

بچے کو سکول میں پڑھایا جاتا ہے تو آگ جو جلتی ہے اس کے شعلے کے حصے بتائے جاتے ہیں۔ اس میں بتایا جاتا ہے کہ اسمیں جو سب سے اندرونی حصہ ہے وہ پیلے رنگ کا ہے۔ اس سے ذرا باہر کا حصہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے جو اس سے قدرے زیادہ گرم ہوتا ہے اور جو نیلے رنگ کا حصہ ہے وہ بالکل باہر کا حصہ ہوتا ہے اور وہ اس سے بھی زیادہ گرم ہوتا ہے۔ اور اس سے بھی گرم حصہ ہے آخری حصہ وہ نظر ہی نہیں آتا۔ تو معلوم ہوا کہ آگ جتنی زیادہ گرم ہوتی جائے اتنی ہی وہ کالی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چودہ سو سال پہلے بتا دیا کہ جہنم کی آگ جتنی زیادہ تیز ہو گی اس جگہ پر اتنا ہی زیادہ اندھیرا ہو گا۔

ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، ایک سٹیل مل جانے کا موقعہ ملا۔ وہاں پر تو لوہا اس طرح پگھلاتے ہیں کہ لوہے کی چھوٹی سی نہر پانی کی طرح بہہ رہی ہوتی ہے، تو انہوں نے کہا کہ ہمارے فرنس کا ٹمپریچر اتنا ہوتا ہے کہ آگ نظر ہی نہیں آتی لیکن اتنی گرم ہوتی ہے کہ لوہا اندر جاتے ہی پگھل جاتا ہے۔ اس آگ کو دیکھ کر میں دل میں سوچ رہا تھا یا اللہ! جہنم کی آگ کیسی ہو گی؟ تو آج کے یہ گناہ جہنم کی اس آگ میں انسان کو لے کر جائیں گے۔ اس لیے گناہوں سے ہمیں توبہ کرکے نیکو کاری والی زندگی کی دل میں نیتیں کرنی چاہیے۔ لمحوں نے خطائیں کی صدیوں نے سزا پائی۔ چند لمحوں کی خطاؤں کی خاطر صدیوں انسان کو آگ میں جلنا پڑے گا۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا پتہ ہو اور اس کے بعد پھر وہ اللہ کی نافرمانی کرے

چھٹی بات:

فرمایا:

”تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی نعمتوں کا علم ہو اور پھر وہ کسی اور چیز سے راحت پائے۔“

جب جنت کا تعارف ہو گیا کہ اللہ رب العزت نے وہ کیسی جگہ بنائی ہے تو اب مؤمن کو تو چاہیے کہ بس جنت میں پہنچ کر ہی دم لے۔ اللہ سے ہر وقت جنت ہی کی طلب کرے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا سکھائی:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ))

تو مؤمن کے دل میں یہ تمنا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پسندیدہ جگہ جنت عطا فرمائیں۔ اللہ رب العزت نے بلایا ہے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ﴾ (یونس:۲۵)

''اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے''

اللہ تعالیٰ دعوت دیتے ہیں جنت کی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہاں کے لیے بلایا ہے تو پھر ہم ایسے اعمال کریں کہ جنت پہنچ کر ہی دم لیں۔ مگر یہ جنت نیکی سے ملتی ہے۔ سب سے اعلیٰ چیز جو جنت میں ہوگی وہ اللہ کی رضا اور اللہ کا دیدار ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی بڑی نعمت ہو نہیں سکتی کہ بندے کو وہاں اپنے پروردگار کا دیدار نصیب ہوگا۔ پھر اس کے بعد جو بڑی نعمت ہوگی وہ انبیائے کرام کے ساتھ ملاقات ہوگی، سیدنا رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوگی۔ تو اللہ رب العزت سے یہ نعمت ہمیں مانگنی چاہیے۔

﴿فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ (القمر:۵۵)

ہمیں اس مالک الملک جل شانہ کی وہاں مجلس نصیب ہو جائے جہاں ان کا دیدار ہوگا۔

اصل تو جنت میں انسان کو عیش ہوگی اس لیے نبی علیہ السلام فرماتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ)) (المعجم الکبیر، رقم:۵۹۴۹)

''آخرت کے عیش کے سوا تو کوئی عیش نہیں''

اور وہاں پر اللہ رب العزت بندے کو چھوٹی سی خدائی دے دیں گے۔

﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ﴾

(حم السجدہ:۳۱)

''تمہارے لیے وہاں وہ کچھ ہوگا جو تم چاہو گے اور مانگو گے''

دنیا میں مہمان آتے ہیں تو میزبان کوشش کرتا ہے کہ ان کو ایسی چیزیں دوں کہ یہ خوش ہو جائے مگر ہر چیز اس کی مرضی کے مطابق تو نہیں بنا سکتا۔ اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

مالک الملک ہیں، وہ خالق ہیں، انہوں نے جنت ایسی بنائی ہے، فرمایا: میرے آنے والے مہمانو! جو تمہارے دل میں خواہش پیدا ہوگی، تمہاری ہر خواہش کو وہاں پورا کر دیا جائے گا۔ سچی بات یہ ہے کہ کھالیں کھنچوا کر اور بوٹیاں نچوا کر بھی اگر ہم جنت پہنچ گئے اور ہم نے اللہ کا دیدار کر لیا یہ بھی بہت سستا سودا ہے۔

ساتویں بات:

فرمایا:

"تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھتا ہے اس کے باوجود اسی کی اطاعت کرتا ہے۔"

ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ شیطان دشمن ہے اور اللہ رب العزت نے بھی بتلا دیا:

﴿إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾

"شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی بنا کے رکھو"

ہم کہتے تو ہیں کہ شیطان ہمارا دشمن ہے لیکن باتیں بھی اسی کی مانتے ہیں اور یہ شیطان ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ دیکھیں! ذرا دو باتوں پر غور کرو! اگر کوئی شخص ہو جو کسی کے ماں باپ کے جسم سے کپڑے اتروا دے تو کتنا اس کے اوپر غیرت کے ساتھ غصہ آئے گا کہ یہ ایسا دشمن ہے کہ ہمارے ماں باپ کے جسم سے کپڑے اتروا دیے۔ اور اگر یہ بھی کہہ دیا جائے کہ جی ان کے کپڑے اتروا کر گھر سے بھی نکلوا دیا تو پھر غصہ اور بڑھ جائے گا کہ اس نے ماں باپ کو گھر سے نکلوا دیا۔ شیطان ہمارا وہ دشمن ہے، جس نے ہمارے ماں باپ آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام کے جسم سے جنت کی پوشاک بھی اتروائی اور ان کو جنت سے نکلوا کر بالآخر دنیا میں پہنچا دیا۔ اس نے قسمیں کھا کر دھوکا دیا تھا۔ ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ قرآن گواہی دے رہا ہے، جھوٹی قسمیں کھائی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھیں۔ جس نے قسمیں کھا کے ہمارے ماں باپ کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہو وہ ہمارا کتنا بڑا دشمن ہے۔ اور وہ ہمارا بھی، اچھا نہیں چاہتا، ہمیں بھی جہنم میں دھکا دینے کے لیے ہر وقت کوشش کر رہا ہے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ شیطان ہمارا وہ دشمن ہے جو کبھی رشوت قبول نہیں کیا کرتا، ایسا بد بخت دشمن ہے جو خوشامد بھی قبول نہیں کرتا۔ یہ نہیں کہ آپ تھوڑی دیر بیٹھ کے خوشامد کر لیں اور یہ کہے کہ اچھا جی میں آپ کو نہیں بہکاؤں گا۔ یا آپ رشوت دے دیں کہ بھئی رشوت لے لو میری جان چھوڑ دو! نہیں۔ جب یہ ایسا دشمن ہے تو پھر ہمیں چاہیے کہ شیطان کی بات ماننے کی بجائے ہم رحمان کے بندے بن کر زندگی گزاریں۔ تو ہم اپنی محفلوں میں شیطان کو برا کہتے ہیں، اپنی جلوتوں میں شیطان کو اپنا دشمن کہتے ہیں اور اپنی خلوتوں میں اسی شیطان کی پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی لیے اللہ رب العزت فرماتے ہیں

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ (یس: ۶۰)

''اے بنی آدم! کیا ہم نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی نہیں کرو گے، عبادت نہیں کرو گے۔ وہ تمہارا ظاہر باہر پکا دشمن ہے''

﴿ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾ (یس: ۶۱)

''ایک میری عبادت کرو یہ ہے سیدھا راستہ''

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ (یس: ۶۲)

''تم میں سے ایک بڑی جماعت کو شیطان نے بہکا دیا تمہارے اندر عقل کی رتی نہیں''

تو ہم اللہ کی پناہ مانگیں کہ اللہ اس شیطان مردود سے ہمیں محفوظ فرما دے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے بڑھاپے میں دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

چوری اور زنا سے بچا لیجیے! کسی نے پوچھا کہ آپ اتنے بوڑھے ہیں اور اس بڑھاپے میں بھی آپ یہ دعا مانگتے ہیں کہ اللہ مجھے چوری اور زنا سے بچالے تو انہوں نے فرمایا:

كَيْفَ اٰمَنُ عَلٰى نَفْسِيْ وَالشَّيْطَانُ حَيٌّ

''جب شیطان زندہ ہے تو میں اپنے نفس پر کیسے مطمئن ہو سکتا ہوں''

تو جب تک شیطان زندہ ہے ہمیں اپنے آپ کو گناہ سے بچانے کی کوشش کرنی ہے۔ رابعہ بصریہ رحمہا اللہ اللہ کی نیک بندی تھی، تہجد میں اٹھ کے دعا مانگتی تھی۔ تو ایک دعا تو یہ مانگتی تھی:

اللہ! دن چلا گیا، رات آ گئی، سب بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیے، تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ میں تیرے سامنے اپنا دامن پھیلاتی ہوں۔

اور اس کے بعد یہ دعا مانگتی تھی کہ اے اللہ! جس طرح آپ نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک دیا ہے، شیطان کو مجھ پر مسلط ہونے سے روک دے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھیں اور اللہ سے یہ دعا مانگیں اے اللہ! شیطان کو ہم پر مسلط ہونے سے روک دیجیے! ہمیں بچا لیجیے! اللہ کی مدد کے بغیر ہم گناہ سے نہیں بچ سکتے۔ اے اللہ! شیطان ہمیں دیکھتا ہے ہم تو اسے نہیں دیکھ سکتے، ہم اس سے غافل ہو جاتے ہیں، شیطان چوبیس گھنٹے ہمارے پیچھے لگا ہوتا ہے۔ اے اللہ! یہ ایمان کا ڈاکو ہے اس سے ہمیں بچا لیجیے! ویسے بھی دنیا کا ایک دستور ہے کہ کوئی قافلہ لٹ گیا ہو یا کسی کا مال لٹ گیا ہو تو اس پر سب کو ترس آتا ہے۔ اے اللہ! ہم لٹے ہوئے قافلے کی مانند ہیں، اس شیطان بدبخت نے ہماری کی ہوئی نیکیوں کو ضائع کروا دیا۔ کبھی ریا کے ذریعے، کبھی حسد کے ذریعے، کبھی کسی طریقہ سے ہمارے کیے ہوئے عمل ضائع کروائے۔ ہم لٹے پٹے لوگ ہیں، مولا! دنیا کے لوگ بھی لٹے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوؤں پر ترس کھا لیتے ہیں تو بھی ترس فرما لے اور اس مردود سے اللہ ہمیں محفوظ فرما لے۔

اور آخری وقت میں تو یہ شیطان پورا ضرور لگا دیتا ہے، چنانچہ کہتے ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا جب آخری وقت ہوا تو زبان سے نکلا: لا، پھر کہا: لا چند مرتبہ لا کا لفظ کہا پھر خاموش ہو گئے۔ شاگرد حیران! امام المحد ثین ہیں، وقت کے فقیہ ہیں، ایسی شخصیت، مسئلہ خلقِ قرآن میں پہاڑ کی طرح استقامت کا مظاہرہ کیا مگر آخری وقت میں لا کا لفظ کیوں زبان سے نکل رہا ہے۔ اللہ نے کیا طبیعت سنبھل گئی، تو کسی شاگرد نے پوچھا: حضرت! یہ لفظ کیسے زبان سے نکل رہا تھا؟ فرمایا: شیطان اس وقت میرے سامنے آیا اور مجھے کہنے لگا: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تو ایمان بچا کے اس دنیا سے چلا گیا اور میں اس بد بخت کو کہہ رہا تھا لا (نہیں)۔ جب تک میرا آخری سانس نہیں نکل جاتا، بد بخت میں تیرے حملے سے نہیں بچ سکتا۔ اس طرح ہمارے اکابر شیطان کے حملوں سے بچتے تھے۔

آٹھویں بات:

اور آخری بات فرمائی:

> ”تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ رب العزت کی ذات کو جانتا ہے پھر کسی اور کی یاد سے اپنا دل بہلاتا ہے۔“

آج دلوں کو دیکھو تو مخلوق کی یادیں بھری پڑی ہیں، ایک دوسرے کو پیغام بھیجتے ہیں: میں آپ کو بہت مس کرتا ہوں۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کو بھی مس کرتے ہیں؟ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے بھی اداس ہوتے ہیں؟ جو اللہ کی عظمت کو جانتا ہے جس کو اللہ کی یاد کا لطف اور مزہ نصیب ہو گیا، اس کو اللہ کی یاد کے سوا چین اور اطمینان نہیں آتا، وہ کہتا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ! تیری یادوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے؟

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ، رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ''

ہماری بھی زندگی ایسی بن جائے ؂

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں، غم سے تیرے، دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زبان اے میرے اللہ
لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ

؂ نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

اللہ! ہماری زندگی بھی ایسی بنا دے کہ ہم بھی اپنی زندگی اللہ رب العزت کی یاد میں گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا، جو دھوکے کا گھر ہے اس کے دھوکوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان کو سلامت لے کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد ستائیس

- محبت الٰہی کا انعام
- حفاظت قرآن
- احساسِ امانت
- کثرت ذکر اور اصلاحِ باطن
- طہارت کے درجات
- ایک مینارۂ نور شخصیت
- حسن خاتمہ کے اسباب

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

خطبات فقیر 27

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
کتابت قرآن میں خواتین کی خدمات	91
کتابت کے مختلف انداز	91
طباعت قرآن کی تاریخ	93
میونخ یونیورسٹی کی تحقیق	93
مسلمان ہونے کی وجہ	94
ایک کاتب کے کرتب	95
کفر کا اعتراف حقیقت	97
خطاب شاہانہ	100
(۳) احترامِ امانت	101
امانت کے معنی	103
امانت شریعت کی نظر میں	104
بندگی کی امانت	105
زندگی ادھار کا مال ہے	106
مثال نمبر ۱	106
مثال نمبر ۲	107
مثال نمبر ۳	108
اللہ تعالیٰ کی نعمتیں	108
نعمتوں کی واپسی	109
نعمتوں کا حساب	110
بینائی کی نعمت کا حساب	110
شنوائی اور گویائی کی نعمت کا حساب	111
کھانے کی نعمت کا حساب	112
لباس کی نعمت کا حساب	113
گھر کی نعمت کا حساب	113
شہوت کے غلط استعمال کا نتیجہ	114
دنیا کردار بننے کی جگہ ہے	118
تھوڑے وقت میں زیادہ کام	118
گناہ بھی خیانت ہے	120
موبائل فون کی جلوہ کاریاں	121
خودکشی حرام کیوں ہے؟	122
جسم کا ویزا اور پاسپورٹ	123
عاریتاً لی ہوئی چیزوں میں خیانت	124
ملازمت میں امانت کا تصور	125
ایک نوجوان کی احتیاط	126
اکابر علمائے دیوبند کی احتیاط	126
حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی احتیاط	126
اللہ والوں کی آمدن میں برکت	127
دوسروں کے حقوق میں خیانت	129
احساس ذمہ داری کی کمی	129
حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی احتیاط	130
مطفف کون ہیں؟	130
اپنا جائزہ لیں	131
ایک نوجوان کی امانت داری	133

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
شریعت میں خیانت کی مذمت	133
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احساسِ ذمہ داری	135
نسبت بھی ایک امانت ہے	139
کثرتِ ذکر اور اصلاحِ باطن	141
مومنین کو ذکرِ کثیر کا حکم	143
ذاکر کو اللہ یاد رکھتے ہیں	145
نام کے ذکر کا حکم	146
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے	147
یاد کے دو طریقے	148
مبتدی کا ذکر	148
متوسط کا ذکر	149
منتہی کا ذکر	149
ذکر کی اصل	149
اطاعت ذکر ہے	150
وقوفِ قلبی کی حقیقت	151
سلوک کے لیے دو لازمی چیزیں	153
فرمانبرداری ہو تو ایسی	154
سوچ کو پاک کرنے کی اہمیت	155
اطاعتِ خداوندی کا انعام	156
ذاکر پر دو جہان کی خوشی	158
بن دیکھی ذات کا ذکر کیسے کریں؟	158

عنوان	صفحہ نمبر
نفس میں رب کی یاد	159
چار چیزوں کا ترک	160
(۱) ترکِ دنیا	160
(۲) ترکِ عقبیٰ	161
(۳) ترکِ مولیٰ	163
حسرتِ نایافت کی تفصیل	164
(۴) ترکِ ترک	166
نصیب مل کر رہتا ہے	168
مقامِ تفویض	170
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مقامِ تفویض	170
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پانچ خصوصیات	172
دو مزید خصوصیات	172
سالک کے رک جانے کی وجوہات	173
(۱) وحدتِ مطلب میں کوتاہی	173
(۲) شیخ کی ڈانٹ برداشت نہ ہونا	174
(۳) شرک فی الطریقت	175
(۴) شیخ سے بدگمانی	176
سلوک کی بنیاد...... تین چیزیں	177
نمازِ تہجد کی اہمیت	178
اللہ کے ہاں ہمارا کیا مقام ہے؟	180
بیعت ہونے کا بنیادی مقصد	180

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
اپنے وقت کو قیمتی بنائیں	181
⑤ طہارت کے درجات	183
اللہ تعالیٰ کی عظمت شان	185
تین قسم کے اکابر	186
فقہاء پر تنقید	186
صوفیاء پر تنقید	187
اشکالات کا جواب	188
فقہائے اربعہ اور مشائخ اربعہ	189
علم الاحسان	190
عبادت کی حقیقت کو پانے کا نام تصوف ہے	191
طہارت کے تین درجے	192
ظاہری طہارت	193
جسم اور کپڑوں کا پاک ہونا	193
مال پاک ہونا	194
مال کی کثرت اور برکت میں فرق	195
بلوں سے رزق	195
رزق کے شکوے	196
ضروریات کی حد اور خواہشات بے حد	198
رزق حلال میں ہمارے اکابر کی احتیاط	198

عنوان	صفحہ نمبر
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط	199
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط	199
نذرانہ لینے پر مقدمہ	200
حرام مال کا اثر	201
زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے	203
فاقوں کی قیمت بلخ کی بادشاہی	204
فاقے پر شکر	205
بے حساب رزق	206
تین کاموں کی وصیت	207
دوسرا درجہ: اعضائے جسم کا پاک ہونا	208
تیسرا درجہ: دل کا پاک ہونا	210
دل کو پاک کرنے کا موثر نسخہ	211
محبت الٰہی کو آزمائیں	211
ایک نکتے کی بات	213
محبت الٰہی میں جان سے گزرنے والے	213
⑥ ایک عہد ساز شخصیت	217
بے مثال شخصیت	219
خاندانی پس منظر	220
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش	221
بچپن اور جوانی	222

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
علم کے لیے سفر	223
اساتذۂ کرام	224
مشرق ومغرب کے عالم	225
دلوں کا بادشاہ	225
اخلاق وصفات	226
دوسروں کا دل خوش کرنا	226
عبادت کا شوق	229
طلبِ حدیث	229
اُمرا سے بے نیازی	230
اخفائے اعمال	230
عالم بھی اور تاجر بھی	232
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا خوفِ خدا	233
خوفِ خدا کی علامت	236
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوفِ خدا	236
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں مماثلت	237
۵ حسنِ خاتمہ کے اسباب	239
انجام اچھا سب اچھا	241
شریعت سے پھسلنا پل صراط سے پھسلنا ہے	242
خاتمہ بالخیر کے لیے دس اعمال	243

عنوان	صفحہ نمبر
پہلا عمل..... نگاہ کی حفاظت	243
محبت میں غیرت ہوتی ہے	243
توحید موحدین نے سکھائی	244
نگاہوں کی حفاظت اور حلاوتِ ایمان	245
بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے	245
حلاوتِ ایمان کا مزہ	246
حلاوتِ ایمان کی علامات	247
پہلی علامت: عبادت میں مزہ	247
دوسری علامت: شہوات کو چھوڑنا آسان	248
تیسری علامت: مشقت اٹھانا آسان	248
چوتھی علامت: مصیبت میں راحت	249
پانچویں علامت: رضا بالقضاء	249
دوسرا عمل..... مسواک کی پابندی	250
تیسرا عمل..... شکر ادا کرنا	251
چوتھا عمل..... صدقہ	253
اکابر کا عمل	253
پانچواں عمل..... صحبتِ اہل اللہ	255
لسانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی گارنٹی	255
چھٹا عمل..... اللہ تعالیٰ سے استغفار	

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
محبت	257		
ساتواں عمل.....خوف خدا سے گناہ کو چھوڑنا	258		
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب فتوی	259		
آٹھواں عمل.....اذان کا جواب	261		
حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	262		
زبیدہ خاتون کی بخشش	262		
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	263		
نواں عمل.....کلمہ کی کثرت	263		
مرنے والے کو کلمہ کی تلقین	264		
حضرت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت	265		
دسواں عمل.....خاتمہ بالخیر کی دعا	266		

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾

(البقرة:۱۶۵)

محبت الٰہی کا انعام

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اب دنیا میں تو اللہ کو دیکھنا ممکن نہیں مگر مومن کو چین تو نہیں آتا۔ یا اللہ! آپ سے محبت کا تعلق ہے، جی چاہتا ہے کہ آپ کو دیکھیں، آپ سے بات کریں، یہ کیسے ممکن ہو گا؟ اللہ رب العزت نے مومن بندوں کے لیے ایک جگہ تیار فرمائی جس کا نام جنت رکھا۔ حقیقت میں یہ مومن بندے سے ملاقات کرنے کی جگہ کا دوسرا نام ہے۔ یہ ملاقات گاہ ہے بندوں کی۔ اپنے پروردگار سے ملاقات۔ جہاں محب اور محبوب کی ملاقات ہو وہ جگہ اچھی لگتی ہے، محب کو بھی اچھی لگتی ہے محبوب کو بھی۔ اس لیے رخصتی ہو کر عورت جس گھر میں آئے، ساری زندگی اسے وہ گھر یاد رہتا ہے۔ کیوں کہ اپنے خاوند کے ساتھ اس کی پہلی ملاقات تھی۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

محبتِ الٰہی کا انعام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ (سورة ق: ۳۵)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ)) (ابن ماجه رقم: ۴۲۵۳)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ہر کلمہ گو کو اللہ سے محبت:

جس شخص نے بھی کلمہ پڑھا اور وہ اسلام کے دائرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے دل میں اللہ رب العزت کے ساتھ محبت ضرور ہے، خواہ وہ کسی بھی درجے میں ہو۔ کلمہ پڑھ لینا اللہ رب العزت کے ساتھ محبت کی پکی دلیل ہے۔

محبتِ الٰہی کے درجات:

تاہم محبت الٰہی کے درجات ہوتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں: آپ گرمی میں سفر کر کے گھر آئے تو گھر والوں نے آپ کو ٹل کا پانی بھر کے دے دیا۔ آپ کہتے ہیں: بہت گرم ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کو وضو کی ضرورت تھی تو اب آپ کہتے ہیں کہ گرم پانی لاؤ! تو اب پانی کی گرمائش پہلے کی نسبت زیادہ چاہیے ہوتی ہے۔ گرمی دونوں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی بھر کے لے آئے تو آپ کہیں گے کہ ٹھنڈا پانی لے کر آ گئی، کیونکہ اب آپ کو گرم پانی چاہیے۔ اور اگر آپ نے چائے پینی ہے اور اس کے لیے پانی منگائیں اور وہ وضو والا پانی لے کر آ جائے تو آپ کہیں گے کہ کیا ٹھنڈا پانی لے کر آ گئی، اب آپ کو ابلتا پانی چاہیے۔ تو تینوں طرح کے پانی کے لیے لفظ تو گرم ہی استعمال ہوا مگر تینوں کی گرمی کا درجہ کچھ اور ہوتا ہے۔

بالکل یہی فرق ہے کہ جس نے کلمہ پڑھا ہے، ہے تو وہ بھی اللہ رب العزت کا چاہنے والا، لیکن اس کے اندر محبت کی حرارت کا درجہ ابھی ذرا کم ہے، اگر وہ نیک اعمال کر کے صالحین میں داخل ہو جائے گا تو یہ درجہ بڑھ جائے گا اور اگر وہ اولیائے کاملین کے زمرے میں داخل ہو جائے تو یہ پھر ابلتا ہوا پانی بن جائے گا۔ اللہ کی محبت جس کے دل میں ٹھاٹھیں مارتی ہو گی، لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ ہر کلمہ گو بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے۔

فاسق و فاجر کو بھی اللہ سے محبت:

چنانچہ کتنی مرتبہ ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی فاسق و فاجر ہے، جا رہا ہے اور نیچے کاغذ کے اوپر اللہ کا نام لکھا ہوا دیکھتا ہے تو رک جاتا ہے اور وہ کاغذ اٹھا کے اپنی جیب میں ڈال دیتا ہے یا اوپر رکھ دیتا ہے۔ یہ تو شراب پیتا تھا، یہ تو فاسق تھا، فاجر تھا، زانی تھا، مگر اس کے دل میں بھی اللہ کی محبت اتنی ہے کہ یہ اس کا نام زمین پر پڑا برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس کے دل میں اللہ کی محبت ہے۔

ایک آدمی کو آپ سمجھتے ہیں کہ جی بہت ہی گناہ گار ہے۔ وہ اپنے باپ کے بارے میں گالی برداشت کر جائے گا، لیکن اللہ رب العزت کی شان میں ذرا بھی گستاخی برداشت نہیں کر سکے گا۔ یہ دلیل ہے کہ اس کے دل میں اللہ کی محبت ہے۔ تو جس نے بھی کلمہ پڑھا اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت آ گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سب اللہ کے چاہنے والے:

اب انسان اپنی محنت کے ذریعے، اعمال صالحہ کے ذریعے سے اس محبت کے درجے کو بڑھاتا ہے حتیٰ کہ یہ محبت اس کے دل میں ٹھاٹھیں مار رہی ہوتی ہے۔ اسی لیے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (سورۃ بقرۃ:۱۶۵)

''ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے''

چنانچہ ہم میں سے ہر بندہ اللہ سے محبت کرنے والا ہے ۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب ہی اسیر ہوئے

سب اللہ کے چاہنے والے، اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ دنیا میں جتنا اللہ تعالیٰ سے محبت کی گئی، جتنا اللہ تعالیٰ کو چاہا گیا، جتنا اللہ کے نام پر جانیں فدا کی گئیں، اللہ کے نام پر اپنے مال کو لٹایا گیا، جتنا اللہ کی یاد میں آنسوؤں کو بہایا گیا، جتنا اللہ کو رات کی تنہائیوں میں یاد کیا گیا، اس پوری کائنات میں کوئی دوسری ہستی ایسی موجود نہیں ہے، یہ شان فقط اللہ کی ہے مخلوق نے اتنا چاہا کہ ٹوٹ کر پیار کیا۔

ندانم ما گل خنداں کہ رنگ و بو دارد
کہ مرغ ہر چمن گفتگوئے تو دارد

''میں نہیں جانتا کہ اس خوبصورت پھول کا رنگ اور اس کی خوشبو کیا ہے کہ اس باغ کا ہر پرندہ اسی پھول کی گفتگو کر رہا ہے''

محبت کا فطری تقاضا:

جس کو دیکھیے اسی کے دل میں اللہ کی محبت ہے۔ لہٰذا جب کسی کے دل میں محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو تو اس کا فطری تقاضا یہ ہوتا ہے کہ میں محبوب کو دیکھوں، محبوب سے ملاقات کروں۔
اسی لیے کہنے والے نے کہا: ؎

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

اسی لیے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہہ دیا:

﴿رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ﴾ (سورۃ اعراف:۱۴۳)

”اے رب کریم! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں“

مگر بتلا دیا گیا کہ دنیا میں دیکھنا ممکن نہیں۔

مشاہدے کا مقام..... جنت:

اب دنیا میں تو دیکھنا ممکن نہیں مگر مومن کو چین تو نہیں آتا۔ یا اللہ! آپ سے محبت کا تعلق ہے، جی چاہتا ہے کہ آپ کو دیکھیں، آپ سے بات کریں، یہ کیسے ممکن ہو گا؟ اللہ رب العزت نے مومن بندوں کے لیے ایک جگہ تیار فرمائی، جس کا نام جنت رکھا۔ حقیقت میں یہ مومن بندے سے ملاقات کرنے کی جگہ کا دوسرا نام ہے۔ یہ ملاقات گاہ ہے بندوں کی۔ اپنے پروردگار سے ملاقات۔ جہاں محب اور محبوب کی ملاقات ہو وہ جگہ اچھی لگتی ہے، محب کو بھی اچھی لگتی ہے، محبوب کو بھی۔ اس لیے رخصتی ہو کر عورت جس گھر میں آئے، ساری زندگی اسے وہ گھر یاد رہتا ہے۔ کیوں کہ اپنے خاوند کے ساتھ اس کی پہلی ملاقات تھی، اس کی یادیں وابستہ ہوتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کو بھی بندے کی ملاقات گاہ اچھی لگتی ہے، اسی لیے اللہ رب العزت قرآن مجید میں طور پہاڑ کی قسم کھائی، کیا فرمایا؟

﴿وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ﴾ (سورۃ تین:۱-۲)

تو مفسرین نے یہاں ایک نکتہ لکھا کہ اس پہاڑ کی قسم کھانے میں اصل میں یہ بتانا

www.besturdubooks.wordpress.com

مقصود تھا کہ میرے بندے! تو جو مجھ سے محبت کرتا ہے، یہ تیری محبت مجھے اتنی اچھی لگتی ہے کہ میرے ایک بندے نے مجھ سے ہم کلامی کی، جہاں ہم کلامی کی مجھے وہ جگہ بھی پسند آئی میں نے اس جگہ کی قرآن میں قسم کھا ڈالی۔ دنیا کے لوگ بھی تو ٹھہرو والے پل کی باتیں کرتے ہیں، اس لیے کہ ملاقات گاہ ہوتی ہے۔ اب وہ جنت اللہ رب العزت کے ساتھ ملاقات گاہ کا دوسرا نام ہے۔

ملاقات گاہ کی تیاری:

اب یہ بھی دستور ہے کہ محب اور محبوب کی ملاقات جہاں ہو اس جگہ کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ لوگ جس گھر میں شادیاں کرواتے ہیں دلہن نے آنا ہو، اس گھر کو سجایا جاتا ہے، صفائیاں کی جاتی ہیں... اور جس کمرے میں آنا ہو اس کمرے میں تو سیج بچھائی جاتی ہے، اس کمرے کو بہت تیار کیا جاتا ہے، وجہ کیا ہوتی ہے کہ ایک محب اور محبوب کی ملاقات ہے یہاں۔

اللہ رب العزت نے بھی بندوں کے ساتھ یہ جو ملاقات گاہ تھی اس کو تیار فرمایا۔ اب کیسا تیار کیا؟ سبحان اللہ دنیا والے تو کم مالدار ہوں تو ذرا کم تیار کیا جاتا ہے، اگر زیادہ مال ہو تو خوب تیار کرتے ہیں اس جگہ کو۔ اللہ رب العزت تو خالق کائنات ہیں فرماتے ہیں: میں نے جنت کو اتنا سجایا:

((مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ))

(المعجم الکبیر، رقم: ۵۸۴۲)

"کسی آنکھ نے اسے دیکھا نہیں، کسی کان نے اس کے بارے میں سنا نہیں اور کسی بندے کے دل پر اس کا خیال تک نہیں گزرا"

تمہارے وہم و خیال اور سوچ سے زیادہ خوبصورت جگہ ہے، اللہ فرماتے ہیں میرے بندو! تم جب میری ملاقات کو آؤ گے تم دیکھو گے میں نے تمہارے لیے کیا تیار کیا ہے!

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (سورۃ سجدۃ: ۱۷)

”کوئی نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چھپا کر رکھا گیا ہے، ان کے اعمال کے بدلے“

تو اللہ رب العزت سے ملاقات کی جگہ کا نام جنت ہے۔

ملاقات کی دعوت:

اب عام دستور ہے کہ جب ملاقات ہو تو دعوت دی جاتی ہے تو کیا مومن کو دعوت دی کہ آؤ میری ملاقات کے لیے؟ جی ہاں اللہ رب العزت نے مومن کو دعوت دی ہے کیا فرمایا؟ فرمایا:

﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ﴾ (سورۃ یونس: ۲۵)

”اللہ آپ کو سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے“

ملاقات کی تیاری:

اب مومن یہ کہتا ہے کہ یا اللہ! میں اس جگہ پر حاضر تو ہونا چاہتا ہوں لیکن وہاں حاضری کے میں قابل کیسے بن جاؤں کہ وہاں پہنچ سکوں، میں اس کیلئے Quality (اہلیت) کیسے پیدا کروں؟ تو رب کریم نے یہ بھی بتا دیا، چنانچہ قرآن میں بتا دیا، ارشاد فرمایا: اے میرے بندو!

﴿فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ﴾ (سورۃ الکہف: ۱۱۰)

”تم میں سے جو امید رکھتا ہے، تمنا رکھتا ہے اپنے رب سے ملاقات کی“

اسے کیا کرنا چاہیے؟

﴿فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (سورۃ الکہف: ۱۱۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اس کو چاہیے کہ نیک عمل کرے''

﴿وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ أَحَدًا﴾ (سورۃ الکہف: ۱۱۰)

رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ کیا مطلب؟ کہ اب تم ماسوا سے محبت کا تعلق مت جوڑنا، اگر اللہ سے محبت کا تم دعویٰ کر رہے ہو تو نیک اعمال بھی کر کے دکھانا اور ہمارے غیر سے تعلق مت جوڑنا ورنہ کبھی بھی وہاں نہیں پہنچ سکو گے۔

لہٰذا مومن کو چاہیے کہ اپنے دل کو ماسوا سے خالی کر لے اور اپنے جسم کو نیک اعمال کرنے میں کھپا دے۔ نیک اعمال کر کر کے تھکیں اور تھک تھک کر پھر نیک اعمال کریں۔ ہر وقت یہ اللہ رب العزت سے ملاقات کی تیاری میں لگا رہے۔ جیسے کہ کسی تقریب میں جانا ہو تو ہر بندے کا جی چاہتا کہ اگلی کرسی پر مجھے جگہ ملے۔ تو جنت میں اگلی کرسی سے مراد اوپر کا درجہ ہے، اس اوپر کے درجے کو پانے کے لیے پھر محنت بھی زیادہ کرنی پڑے گی، اعمال بھی زیادہ کرنے پڑیں گے۔

جنت کا سیکورٹی گیٹ:

عام طور پر دیکھا ہے کہ تقریب میں جب لوگ آتے ہیں تو ایک سیکورٹی ہوتی ہے جہاں سے ان کو گزر کے آنا پڑتا ہے۔ ہوائی جہاز کے اڈوں پر آپ دیکھیں مشینیں لگی ہوتی ہیں، اس سے گزر کے جانا پڑتا ہے، اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ کون بندہ ایسا ہے کہ اس کے پاس کوئی غلط چیز ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی جنت کے راستے میں ایک ایسی جگہ کو بنا دیا جس کو پل صراط کہتے ہیں فرمایا:

﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾

(مریم: ۷۱)

''یہ حتمی اور فیصلہ شدہ بات ہے کہ تم میں سے ہر بندہ اس سے گزرے گا''

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا﴾ (مریم: ۷۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

"پھر ہم نجات دیں گے ان کو جو متقی ہوں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے"

جنت کا استقبالیہ:

اب اس پل صراط سے بھی ایک مومن پاس ہو گیا۔ اب جب پاس ہو گیا تو عام طور پہ دیکھا کہ لوگ تقریب کی جگہ پر استقبال کے لیے لوگوں کو کھڑا کرتے ہیں کہ مہمان آئے تو انہیں راستہ دکھانا، ان کو لے کر آنا، تو وہ لوگ مہمان کو دروازے تک لے کر آتے ہیں۔ چنانچہ جنت میں لے جانے کے لیے اللہ کے فرشتے کھڑے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا﴾ (الزمر: ۷۳)

"پل صراط سے ہر بندہ اس سے گزرے گا"

قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ باقاعدہ وفد کی شکل میں جائیں گے جیسے کہ مل کر جاتے ہیں، پروٹوکول مل رہا ہوگا ان کو۔

﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا﴾ (مریم: ۸۵)

"اس دن متقین کو رحمٰن کے سامنے وفد کی صورت میں جمع کیا جائے گا"

اب جب یہ جنت میں پہنچیں گے تو پھر وہاں پہ جو جنت کے فرشتے ہوں گے وہ بھی ان کو سلام کریں گے، جیسے تقریب میں آنے والے لوگوں کا استقبال کیا جاتا ہے۔ تو استقبال کیسے ہوگا؟ فرمایا:

﴿وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ۝ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ﴾ (الرعد: ۲۳-۲۴)

"ہر دروازے سے فرشتے ان کی طرف آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو تم نے صبر کیا"

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ جو ہے نا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لفظی مطلب تو یہی ہے کہ تم پر سلامتی ہو لیکن اگر اپنی زبان میں ہم اس کا مفہوم سمجھنا چاہیں تو اس کا مفہوم ہے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ کہ تمہیں شاباش ہو۔ یہ اس کا معنی ہے، او تمہیں شاباش ہو۔ جب کوئی خوش ہوتا ہے نا کسی سے تو کہتا ہے شاباش! تو فرشتے جو کہہ رہے ہیں سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ مطلب یہی ہوگا کہ تمہیں شاباش ہو، اور تم جیتے رہو، تم نے صبر کیا۔

﴿فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (الرعد: ۲۴)

''دیکھو تمہیں کیسا گھر اللہ نے عطا فرمایا''

جنت کا مہمان خانہ:

چنانچہ جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اب اللہ رب العزت نے ان کے لیے وہاں پر بہترین گھر اور ٹھکانہ تیار کر رکھا ہوگا۔ ہم نے دیکھا کہ اگر کوئی آدمی سرکاری مہمان ہوتا ہے تو اس کے لیے ایک گیسٹ ہاؤس بنایا ہوتا ہے۔ جس کو کہتے ہیں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کہ جی یہ اس ملک کا مہمان خانہ ہے۔ تو جنت کا بھی معاملہ ایسا ہی ہے کہ جنتی جب جائیں گے تو یہ مہمان ہوں گے اور مہمان نوازی کرنے والے اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ﴾ (حم سجدہ: ۳۲)

''یہ اس غفور اور رحیم کی طرف سے مہمان نوازی ہوگی''

جنت میں مہمان نوازی:

اب ہر بندہ چاہتا ہے کہ مہمان کو اس کی طبیعت کے مطابق ہر چیز ملے لیکن پتہ تو نہیں ہوتا کہ اس کی طبیعت کیسی ہے؟ تو اپنی طرف سے میزبان کوشش کرتا ہے مہمان کو اس کی طبیعت کے مطابق چیز بہم پہنچانے کی لیکن کبھی ملتی ہے کبھی نہیں ملتی۔ تو دنیا کا معاملہ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا ہے، مگر اللہ رب العزت کا معاملہ دیکھیے کہ رب کریم نے فرمایا کہ دنیا والو! تم بڑی مہمان نوازیاں کرتے ہو، میں تو مالک الملک ہوں، میری مہمان نوازیوں کا معاملہ دیکھو کہ جب تم آؤ گے تو تمہارے لیے ایسا مہمان خانہ بنایا:

﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ﴾ (حم سجدہ:۳۱)

''تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جو تمہاری چاہت میں ہوگی''

جو تمہاری خواہش ہوگی تمہیں ملے گا، کیا مہمان نوازی ہوگی اس پروردگار کی! جو انسان چاہے گا اسے ملے گا۔

چنانچہ جنت کے اندر خدام بھی ہوں گے، ارشاد فرمایا:

﴿يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ﴾ (الواقعہ:۱۷)

''اور ان کے گرد لیے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے''

اتنے خوبصورت ہوں گے!

﴿إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا﴾ (الدھر:۱۹)

''تو دیکھے تو ایسے لگے جیسے بکھرے ہوئے موتی ہوتے ہیں''

اور پھر وہاں پر کھانے پینے کا سب انتظام موجود۔

﴿بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ﴾ (الواقعہ:۱۸)

''تو دو کوزے اور آفتابے جام شراب سے بھرے ہوئے''

جنت میں جو دسترخوان لگایا جائے گا، اس کا طریقہ بتا دیا کہ وہ کیسے لگے گا کہ دسترخوان بچھا کر پہلے برتن رکھے جائیں گے یہ اکواب و اباریق یہ برتنوں کا تذکرہ ہے اور واقعی سنت طریقہ بھی یہی ہے دسترخوان لگانے کا کہ دسترخوان بچھاؤ اور پہلے اس پر آکر پلیٹیں گلاس جو رکھنا ہے رکھ دو اور پھر اس کے بعد مشروب لاؤ۔

﴿لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ﴾ (الواقعہ:۱۸،۱۹)

"نہ اس سے نہ سر چکرائیں گے نہ وہ بہکیں"

پھر مشروبات رکھو! جب مشروبات رکھ دیے

﴿وَفَاكِهَةٍ مِمَّا يَتَخَيَّرُونَ﴾ (الواقعہ: ۲۰)

"اب اس کے اوپر میوے رکھ دو کھانے کے لیے"

جب آگئے ہیں تو اب

﴿وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ﴾ (الواقعہ: ۲۱)

"پھر بھنا ہوا گوشت رکھیں گے"

تو ترتیب دیکھو جو دستر خوان کی ہوتی ہے قرآن مجید میں بالکل وہی پہلے سے بتا دی۔ اللہ رب العزت ایسی مہمان نوازی کریں گے کہ جنتی کھائیں گے مگر بھوک کی وجہ سے نہیں، لذت لینے کی خاطر۔ اور دنیا میں کچھ کھا لو تو پیٹ بھر جاتا ہے، جی چاہتا ہے کہ کچھ اور کھائیں مگر کھا نہیں سکتے کوشش کے باوجود جگہ ہی نہیں ہوتی۔ مگر جنت میں ایک خوشبودار ڈکار آئے گی اور انسان پھر کھانا شروع کر دے گا، وہ بھی کیا عجیب جگہ ہوگی؟ سبحان اللہ! تو اللہ رب العزت نے بندے کے لیے ایسی مہربانی فرما دی، دنیا کو اللہ نے کام کی جگہ بنایا، قبر کو اللہ نے آرام کی جگہ بنایا، اور عرش کے نیچے اللہ نے ناشتے کا انتظام فرمایا۔ قیامت کے دن جب لوگ حساب کتاب دے رہے ہوں گے تو ملک کے نیچے ہوں گے اور جنتی وہاں مزے کر رہے ہوں گے۔ اور پھر جیسے راستے میں رک کر ماشاء اللہ مشروبات پاتے ہیں تو حوض کے اوپر اللہ نے مشروبات کا انتظام فرمایا اور جنت کے اندر اللہ نے کھانے کا انتظام فرمایا۔

مہمانوں کے تین درجات:

اچھا جنت میں جائیں گے تو ہر ایک کا اپنا ایک مرتبہ ہوگا۔ آپ دیکھیں کہ مہمان جو آتے ہیں وہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ توجہ فرمائیں! ایک تو یہ کہ راستہ گزرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ ہوتے ہیں آپ ان کے لیے ٹھنڈے پانی کی ایک ٹونٹی لگا دیتے ہیں کہ جو آئے یہاں سے پانی پی کے چلا جائے۔ سبیل لگی ہوئی ہے ہر ایک کے لیے، جو بھی آئے۔ لیکن کچھ آپ کے دوست ہوتے ہیں، جب وہ آتے ہیں تو آپ خادم کو کہتے ہیں کہ بھئی شربت لے جاؤ اور مہمان کو پلاؤ۔ یہ دوسرا درجہ ہوتا ہے اور تیسرا درجہ یہ کہ کچھ ایسے مہمان ہوتے ہیں جو بہت کلوز ہوتے ہیں، قریب ہوتے ہیں، تو جب وہ گھر میں آتے ہیں تو آپ شربت بنا کے خود اپنے ہاتھ سے اٹھا کے لے جاتے ہیں اور گلاس بھر کر مہمان کو دیتے ہیں، یہ مہمان کا تیسرا درجہ ہوتا ہے۔

جنت میں بھی اسی طرح کچھ تو ایسے لوگ ہوں گے جن کو وہاں پر پانی پلایا جائے گا۔

﴿ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴾ (سورۃ المطففین: ۲۸)

''ماشاء اللہ چشمے ہوں گے اس سے وہ آکے پانی پیا کریں گے''

خود پئیں گے تو یہ ایک درجہ کے مہمان ہوئے۔

دوسرے مہمان وہ ہوں گے کہ ان کے لیے وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ خادم ہوں گے۔ وہ ان کو بھر بھر کے جام دیتے پھریں گے۔

تیسرے اللہ کے چاہنے والے، اللہ سے محبت کرنے والے، اللہ سے ٹوٹ کر پیار کرنے والے۔ یہ ایسے لوگ ہوں گے جب یہ جائیں گے تو اللہ رب العزت خود ان کو شراب طہور پلائیں گے۔ سنیے قرآن عظیم الشان اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴾ (سورۃ الدھر: ۲۱۔۲۲)

''ان کا رب انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا یہ بدلہ ہوگا ان کا اور ان کی محنت کا انعام''

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنے نصیب والے لوگ ہوں گے کہ جن کی اللہ رب العزت کی طرف سے ایسی مہمان نوازی ہوگی۔

دنیا کے اعمال کا اجر جنت میں کیوں؟

یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم تو یہاں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، نیک اعمال کریں، تو نقد کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب عبادت اب کر رہے ہیں تو اجر بھی تو ابھی ملنا چاہیے۔ بادشاہوں کا دستور تو یہی ہوتا ہے کہ جیسا کام کرو نقد بدلہ پاؤ مگر یہاں تو جنت کا وعدہ کر لیا گیا۔ تو یہ کیا معاملہ ہوا؟ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ ہمارا پروردگار اس بات سے بلند ہے کہ مومن عبادت کے ذریعے نقد کا معاملہ کرے اور اللہ اس کے اجر کو قیامت کے ادھار پر چھوڑ دے۔ بھئی ادھار تو وہ کرتا ہے جو دے نہ سکتا ہو تو یہاں کیوں ادھار کیا گیا؟ وہ تو مالک الملک ہے۔

تو علما نے یہاں ایک وجہ لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ دیکھو کہ اگر مومن کے تمام اعمال پر اللہ تعالیٰ دنیا میں بدلہ دے دیتے تو ایک تو یہ کہ جس طرح دنیا فانی تو وہ ملنے والا اجر بھی فانی ہوتا۔ اور دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اتنا بہترین اجر دینا چاہتے تھے کہ دنیا اس اجر کو اپنے اندر سمونے کے قابل ہی نہیں۔ مثال کے طور پر جس جنتی کو سب سے آخر میں جنت ملے گی اس کا تذکرہ حدیث پاک میں ہے کہ وہ کسی طرح گھسٹتا ہوا بالآخر پل صراط سے گزرے گا اور جنت میں لایا جائے گا، اس کو اس زمین اور آسمان کے خلا سے دس گنا بڑی جنت عطا کی جائے گی۔ تو جب اتنی بڑی جنت دی جائے گی تو وہ بندہ کہے گا کہ اللہ میں بندہ، آپ میرے پروردگار، آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کیسے؟ وہ کہے گا اللہ پوری دنیا سے دس گنا بڑی جنت (اس کو یقین نہیں آئے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ہاں ہاں! میں وہ مالک الملک ہوں، جتنا چاہوں جس کو دوں، تجھے دنیا سے دس گنا بڑی جنت عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

کی۔ اب سوچیں جو آخری جنتی کو دس گنا بڑی جنت ملے گی تو پھر صلحا اولیا صحابہ انبیا ان کی جنتوں کا کیا عالم ہوگا؟ تو کیا اتنا سب کچھ دنیا اپنے اندر سما سکتی ہے، سما ہی نہیں سکتی اور پھر ایک ہوتی کوانٹی اور ایک ہوتی ہے کوالٹی۔ یعنی ایک ہوتی ہے مقدار اور ایک ہوتا ہے معیار۔ تو مقدار کو دیکھیں تو بھی دنیا اجر کو نہیں سما سکتی اور معیار کو دیکھیں تب بھی۔ سبحان اللہ! جنت کی ایک حور کے بارے میں فرمایا کہ اللہ نے اس کو اتنی خوبصورتی دی کہ اگر مردے سے کلام کرلے تو مردہ زندہ ہو جائے، کھاری پانی میں تھوک ڈال دے تو کھاری پانی میٹھا ہو جائے، اپنے پلو کو اگر آسمان سے نیچے کر دے تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے۔ اب بتاؤ! ایک جنت کی مخلوق ہے اس کا یہ درجہ ہے تو کیا دنیا ان نعمتوں کو اپنے اندر سما سکتی ہے۔

اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اے میرے بندے! اگر تجھے میں دنیا میں اجر دے بھی دیتا تو دنیا عارضی اور تیرا وہ اجر بھی عارضی ہوتا اور میں وہ پروردگار ہوں جو تیرے محدود عملوں پر تجھے ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا اجر عطا کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے جب تم میرے پاس جنت میں آؤ گے تو پھر تم میری فیاضی کو دیکھو گے کہ میں کتنا عطا کرنے والا ہوں، لہٰذا جنت ہی ایسی جگہ ہے جہاں ہمیشہ رہنے والا اجر دیا جا سکتا ہے۔

جنت کا شوق نہ جہنم کا خوف:

اب عام مومن کے دل میں جنت کا شوق بھی ہوتا ہے اور جہنم کا خوف بھی ہوتا ہے، یہ ایک قدرتی سی بات ہے، جہنم سے ڈرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں جنت میں چلا جاؤں۔ لیکن کچھ اولیاء اللہ کے واقعات ایسے ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو نہ تو جنت کی پرواہ ہوتی تھی اور نہ جہنم کا ڈر ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کی نیک بندی تھیں۔ ایک دفعہ ایک ہاتھ میں پانی اور ایک ہاتھ میں آگ لیے چلی جا رہی ہے۔ کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ بس میرا جی چاہتا ہے کہ آگ سے جنت کو

آگ لگا دوں اور پانی کے ذریعے جہنم کی آگ کو بجھا دوں۔ اس نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا کہ لوگ عبادت کرتے ہیں جنت کی طلب میں یا جہنم کے خوف میں تو میں چاہتی ہوں کہ نہ جنت رہے نہ جہنم رہے۔ بندے اللہ کی عبادت فقط اللہ کی رضا کے لیے کر سکیں۔

ابن فارض ایک بزرگ گزرے ہیں، ان کے بارے میں آتا ہے کہ موت کے وقت ان کو جنت دکھائی گئی تو انہوں نے ادھر سے منہ ہی پھیر لیا اور یوں کہنے لگے:

اِنْ كَانَ مَنْزِلَتِيْ فِي الْحُبِّ عِنْدَكُمْ مَا قَدْ رَاَيْتُ فَقَدْ ضَيَّعْتُ اَيَّامِيْ

''اے اللہ! اگر تیری محبت میں میرا صرف یہی بدلہ تھا کہ تو بدلے میں جنت دے گا تو میں نے بدلے میں کیا پایا؟ میں نے تو اپنی زندگی کے دن ضائع کر دیے''

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے، آخری وقت تھا کسی نے دعا دی کہ اللہ! ممشاد کو جنت کی نعمتیں عطا فرما تو انہوں نے مسکرا کر کہا کہ تیس سال تک جنت میرے سامنے پیش ہوتی رہی میں نے آج تک رب کی طرف سے نظر ہٹا کر جنت کی طرف نہیں دیکھا۔

اب یہ واقعات ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ ایسے اللہ والے تھے کہ جنت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے اور دوسری طرف جو دیکھتے ہیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارکہ کہ ہم کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی کہ تم رمضان مبارک میں مانگا کرو:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ))

''اے اللہ! میں آپ سے جنت طلب کرتا ہوں''

((وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں"

تو حدیث مبارکہ میں یہ دعا سکھائی گئی جبکہ اولیاء اللہ کے حالات وہ ہیں، تو ایک عام سالک کنفیوز ہوتا ہے، سوال پیدا ہوتا ہے اس کے ذہن میں کہ مسئلہ کیا ہے؟ کیا خیال ہے آج اس مسئلے کو ہم سمجھ لیں، اس مسئلے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

سالک کا روحانی عروج ونزول:

مسئلہ یوں سمجھیے کہ سالکین کو جب ذکر کرتے ہوئے اللہ کے ہاں روحانی اعتبار سے ترقی ملتی ہے تو ترقی اور ان کی پرواز کے دوران ان کی کیفیات کچھ مختلف ہوتی ہیں۔ جب وہ ترقی مکمل ہو جاتی ہے تو اس وقت کیفیات مختلف ہوتی ہیں، چنانچہ ایک آدمی کو روحانی ترقی نصیب ہوئی اب اس روحانی ترقی کا نام ہمارے بزرگوں نے عروج رکھا، اس کو فرمایا گیا کہ اس کو عروج نصیب ہوا، روحانی طور پر اس کی روح کو بلندی نصیب ہوئی، پھر ایک وقت آتا ہے، جب وہ اوپر کی جو دنیا ہے جس کو ہم عالم امر کہتے ہیں وہاں پہنچ گیا، اس کو بزرگوں نے فنا کہہ دیا اور جب وہاں سے واپس لوٹے تو اس کو انہوں نے نزول کہہ دیا، جب اس دنیا میں واپس آئے اس کو انہوں نے بقا کہہ دیا۔ اس کو سیر اربعہ یعنی چار سیروں کا نام دے دیا۔

(۱) سیر الی اللہ (۲) سیر فی اللہ (۳) سیر من اللہ (۴) سیر فی الاشیاء

اور اسے فنا بقا بھی کہتے ہیں۔ پہلے اس کا عروج شروع ہوا جب وہ اپنی اصل سے غافل ہو گیا تو اس کو فنا مل گئی، جب واپس آیا تو نزول ہوا، اور جب وہ اس دنیا میں پہنچ گیا تو یہ اس کی بقا ہو گئی۔

عروج ونزول پر سالک کی کیفیت:

عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ جب سالک کا عروج اور نزول ہو رہا ہوا ور وہ عالم امر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ہو تو ایسے وقت میں اس کی توجہ خالصتاً اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ اسباب سے اس کی نظر اٹھ جاتی ہے۔ لہٰذا اب کیونکہ اس کی کیفیت ایسی کہ اسباب پہ نظر ہی نہیں، لہٰذا اس قسم کے لوگوں سے بہت ساری کرامات صادر ہوتی ہیں۔ کرامت کیا ہے؟ خرق عادت ہے، عام معمول سے ہٹ کے کوئی بات ہو جانا، اس کو کرامت کہہ دیتے ہیں، چنانچہ آپ اگر غور کریں تو اس امت کے اولیاء اللہ سے اتنی کرامتیں صادر ہوئیں کہ لکھنا چاہیں تو سینکڑوں جلدیں بن جائیں۔ جب کہ صحابہ کرام کی جماعت سے جو کرامتیں صادر ہوئی وہ شاید دو، چار سو صفحوں میں ہی ختم ہو جائیں۔ یہ فرق کیا ہے؟ یہی فرق یہ ہے کہ صحابہ کرام کاملین تھے، ان کا عروج ونزول کامل تھا۔ لہٰذا ان کی ظاہری زندگی بالکل ایک عام آدمی کی مانند نظر آتی تھی۔

مبتدی اور منتہی میں فرق:

اب یہاں ایک اصولی بات سمجھیں، جو بہت فائدہ دے گی۔ مبتدی اور منتہی ان کی ظاہری صورت ایک ہوتی ہے۔ مبتدی کہتے ہیں جو ابتدا میں ہو، منتہی کہتے ہیں جو اپنے کام کو انجام تک پہنچا چکا ہو۔ تو مبتدی اور منتہی کا ظاہر ایک ہوتا ہے لیکن ان کے باطن میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے۔ جتنا منتہی اپنے نقطۂ کمال تک پہنچے گا اتنا دیکھنے میں وہ بالکل مبتدی کی طرح نظر آئے گا، گو باطن میں بہت زیادہ فرق ہوگا، اس کا باطن کچھ اور ہے اس کا کچھ اور مگر ظاہر بالکل ایک جیسا۔ اب ذرا اس کی مثالیں سن لیجیے:

◉ ..... حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ایک شاگرد ہیں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وہ ان کے شیخ ہیں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا عروج ونزول بالکل مکمل کامل اور حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ابھی راستے کے راہی ہیں۔ چنانچہ کیا ہوا؟ ایک جگہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جانا تھا، راستے میں دریا تھا، آپ وہاں گئے، دیکھا کہ کشتی نہیں۔ آپ انتظار میں بیٹھ گئے کہ کشتی آئے گی تو میں دریا کو عبور

www.besturdubooks.wordpress.com

کروں گا۔ پیچھے حبیب عجمی ﷫ آ کے کھڑے ہوئے سلام کیا، سلام کرنے کے بعد کہا کہ اچھا حضرت مجھے تو جلدی جانا ہے، یہ کہا اور پانی کے اوپر چلتے ہوئے گزر گئے۔ اب ظاہر دیکھیں تو شاگرد کامل نظر آتا ہے کہ پانی پر چلا، مگر کامل تو حسن بصری ﷫ تھے جو اس کشتی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وجہ کیا تھی کہ ان کا عروج و نزول مکمل تھا۔ لہٰذا حسن بصری ﷫ کی ظاہر زندگی بالکل اسباب کے تحت تھی اور حبیب عجمی ﷫ کیونکہ راستے کے راہی تھے، نظر اسباب سے ہٹی ہوئی تھی، اس لیے وہ پانی پر چلتے ہوئے دریا سے گزر گئے۔

۞..... اسی طرح کا ایک واقعہ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری ﷫ کو پکڑنے کے لیے پولیس آ گئی۔ آپ ذرا بھاگے آگے دیکھا کہ حبیب عجمی ﷫ ہیں ان کا کمرہ بھی تھا ان کے کمرے میں گھسے اور کہا کہ حبیب عجمی ﷫ میرے بارے میں کسی کو مت بتانا۔ پیچھے سے پولیس آ گئی، انہوں نے پوچھا کہ حبیب عجمی ﷫ یہاں کہیں سے حسن بصری ﷫ گزرے ہیں۔ کہنے لگے کہ ہاں، کدھر گئے ہیں؟ کہنے لگے: اس کمرے میں۔ اب وہ پولیس کمرے میں گئی تو ان کو کچھ نظر ہی نہیں آیا۔ وہ باہر نکلے انہوں نے کہا کہ یہ دیوانہ سا آدمی ہے ایسے ہی بات کر رہا ہے، وہ چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حسن بصری ﷫ باہر آئے، انہوں نے کہا: حبیب عجمی! میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ تم مت بتانا کہ میں یہاں ہوں تم نے تو بتا دیا۔ کہنے لگے: جی بتا تو دیا۔ کیا آپ ان کو نظر آ گئے؟ میرے اللہ نے آپ پر ان کی نظر پڑنے ہی نہیں دی۔ یعنی اتنی ان کی نظر اللہ پر تھی کہ اسباب درمیان میں سے ہٹ گئے تھے۔

۞..... چنانچہ حسن بصری ﷫ جا رہے ہیں، دیکھتے ہیں کہ حبیب عجمی کی سویٹر پڑی ہوئی ہے، کھڑے ہو گئے کہ پتہ نہیں یہ دیوانہ چھوڑ کے کہاں چلا گیا؟ کوئی چوری کر

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کوئی لے جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ آ گئے، تو حضرت نے فرمایا کہ حبیب عجمی! یہ کس کے حوالے کر گئے تھے؟ حضرت! اس کے حوالے جس نے اس کی حفاظت کے لیے آپ کو کھڑا فرما دیا۔ تو اب ظاہر کیا نظر آتا ہے کہ شاگرد کامل ہے۔ مگر ہمارے مشائخ نے کہا کہ نہیں نہیں شاگرد کامل نہیں تھا، اس دنیا میں اسباب کے خلاف زندگی گزارنا یہ کوئی کمال نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ ظاہری زندگی اسباب کے مطابق ہو مگر انسان کی باطن کی نظر اپنے پروردگار کے اوپر ہو۔

⊙...... چنانچہ اب اس کی مثالیں ذرا سنیے کہ مبتدی اور منتہی کا ظاہر بالکل ایک جیسا ہو جاتا ہے اور ان کے باطن میں بہت فرق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مبتدی کو بھی نماز میں سجدہ سہو پیش آتا ہے مگر سجدہ سہو اس لیے پیش آتا ہے کہ دنیا کی طرف دھیان ہوتا ہے۔ اور منتہی کو بھی سجدہ سہو پیش آتا ہے مگر وہ اس لیے کہ منتہی کو یاد الٰہی میں استغراق کی کیفیت ہو جاتی ہے اور اس استغراق میں وہ رکعت بھول جاتا ہے۔ اب فرق دیکھیں، ظاہر میں اس کو بھی سجدہ سہو لگا اور ظاہر میں منتہی کو بھی سجدہ سہو لگا مگر مبتدی کو سجدہ سہو لگنے کی وجہ دنیا تھی اور منتہی کو سجدہ سہو لگنے کی وجہ اللہ کی یاد میں استغراق تھا، لیکن ظاہر تو ایک جیسا نظر آ رہا ہے، گو باطن میں کتنا فرق ہے۔

⊙...... عام آدمی مال سمیٹتا ہے، کیوں؟ حرص کی وجہ سے دنیا کی ہوس کی وجہ سے۔ اس لیے فرمایا کہ انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی بھرتی ہے۔ فرمایا: بندے کو اگر سونے سے بھرا ایک جنگل دے دیا جائے، وہ چاہے گا کہ ایک جنگل اور ہوتا اور اگر وہ بھی دے دیا تو اس کے دل میں ہو گا کہ اس جنگل کو بنانے والا بھی میں ہوتا تو یہ مال کی طلب کس لیے ہے؟ مال کی ہوس کی وجہ سے۔

﴿ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴾ (سورۃ الفجر: ۲۰)

"اور مال سے بے حد محبت رکھتے ہو"

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وجہ سے وہ جمع کر رہا ہے اور متقی کا حال دیکھیے، بخاری شریف کی روایت ہے: حضرت داؤد علیہ السلام ایک ندی پر نہانے تشریف لے گئے، آپ نے کپڑے اتارے، نہانا شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے وہاں پر سونے کی ٹڈیوں کو بھیج دیا، ان کی بارش شروع ہو گئی۔ اب جب داؤد علیہ السلام نے دیکھا تو انہوں نے ان کو چننا شروع کر دیا۔ اب اللہ کے پیغمبر علیہ السلام نہا رہے تھے اور نہانے کے دوران ہی ان کو چننا شروع کر دیا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: میرے پیغمبر علیہ السلام! میں نے آپ کو اتنا مال دیا، اتنی دولت دی اور ابھی بھی آپ اس کو چنتے پھر رہے ہیں۔ جب یہ فرمایا تو داؤد علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ! باوجود تیری اتنی نعمتوں کے لَا غِنَاءَ عَنْ رَحْمَتِكَ میں تیری رحمت سے مستغنی نہیں ہوں۔ اب بھی میں تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔ اب دیکھیے! مال اس نے بھی جمع کیا مگر مال کی محبت کی بنا پر، مال یہ متقی بھی جمع فرما رہے ہیں مگر کیوں؟ اللہ کی نعمت کی قدردانی کی بنا پر۔ اللہ! میں تیری نعمتوں سے کبھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔ تو ظاہر ایک جیسا مگر باطن میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

⊙...... چنانچہ عام آدمی بھی کھیلتا ہے بیوی کے ساتھ، کبھی بیٹھ کے شغل لگا لیتا ہے مگر دنیا کی لذت کی خاطر، انجوائے کرنے کی خاطر، یہ مبتدی کا حال۔ اور متقی سبحان اللہ! نبی علیہ السلام سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک مرتبہ سفر کے دوران رات کے وقت فرمانے لگے کہ عائشہ دوڑیں؟ چنانچہ دوڑ لگائی، نبی علیہ السلام نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو جیتنے دیا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی خوش ہو گئیں۔ کچھ عرصہ گزرا پھر اسی طرح کا معاملہ پیش آیا، فرمایا: دوڑیں؟ پھر دوڑ لگائی، اب نبی علیہ السلام آگے بڑھ گئے اور مسکرا کر دیکھا اور فرمایا کہ عائشہ! تِلْكَ بِتِلْكَ اس وقت تو جیت گئی تھی آج میں جیت گیا تھا، حساب برابر ہو گیا۔ اب متقی بھی یہ کر رہے ہیں مگر کیوں؟ اپنی اہلیہ کے دل کو خوش کرنے کے لیے۔ اس لیے کہ پروردگار نے حسنِ معاشرت کا حکم فرمایا۔ اب عمل تو ظاہر میں ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

جیسا نظر آتا ہے مگر باطن میں دیکھو تو کتنا فرق ہوتا ہے۔

چنانچہ عام آدمی اپنی بیوی کے سامنے کیا کیا باتیں سناتا ہے، کارروائیاں ڈالتا ہے، سٹوریاں سناتا ہے اور ادھر دیکھو نبی سیدنا رسول اللہ ﷺ سنا رہے ہیں: حمیرہ! ایک مرتبہ نو عورتیں پانی بھرنے کے لیے چشمے پر اکٹھی ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ آج ہم کچھ بھی نہیں چھپائیں گی اور سب بات کھل کھول کر بیان کر دیں گی۔ ایک نے کہا کہ میرا خاوند ایسا ہے، دوسری نے کہا ایسا ہے، تیسری نے کہا ایسا ہے۔ ایک کے بارے میں فرمایا: اس کا نام ہے ام ذرع، اس نے کہا کہ ابو ذرع کا تو یہ حال ہے مجھے اس نے سونے سے لاد دیا، کھلا کے موٹا کر دیا، خوشیوں سے رکھا، نبی علیہ السلام نے تو عورتوں کی کہانی سنا کر فرمایا کہ عائشہ! ابو ذرع جس طرح ام ذرع کے لیے محبت کرنے والا اچھا تھا، میں تیرے لیے اس سے بھی زیادہ اچھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی خشیت کا اندازہ لگایئے فرمایا: میں انسانوں میں سب سے زیادہ خشوع رکھنے والا ہوں۔ اتنا خوف خدا، اتنا خشوع، مگر چونکہ حسن معاشرت کا حکم ہے، اللہ نے فرما دیا:

﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (سورۃ النساء:۱۹)

"تم اپنی بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت کی زندگی گزارو"

اللہ کے حبیب ان کو نو عورتوں کی کہانی سنا رہے ہیں۔ تو ظاہر ایک جیسا مگر باطن میں اور نیت میں کتنا زیادہ فرق نظر آتا ہے۔

○ ...... عام آدمی اگر کہیں جہاد میں جائے بھی سہی تو وہ اپنے آپ کو بچانے کا زرہ پہنے گا۔ کیوں؟ اس کے دل میں ڈر ہوتا ہے کہ کوئی ضرب لگے گی اور میری جان چلی جائے گی، تو اس نے بھی اپنے جسم کو بچایا مگر ڈر ہے اور اللہ کے حبیب ﷺ نے احد کے میدان میں دو زرہیں پہنیں کیوں؟ اے اللہ! یہ جسم تیری دی ہوئی ایک نعمت ہے اور اب اس نعمت کی حفاظت کرنا میری ذمہ داری ہے، لہٰذا میں اس کی حفاظت کا حق

www.besturdubooks.wordpress.com

ادا کر رہا ہوں تو ظاہر بالکل ایک جیسا لیکن باطن میں بہت زیادہ فرق۔

⊙......ایک تھا حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد کا رونا، مبتدی کا معاملہ دیکھیں، بیٹا گم ہو گیا، چلا گیا، تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد نے اشعار کہے تھے۔ اے زید! مجھے نہیں معلوم کہ تجھے کہیں زمین نے نگل لیا یا تو زندہ ہے، وہ بھی روتے تھے اور اشعار پڑھتے تھے مگر یہ مبتدی کا رونا دنیا میں اپنے بیٹے کے تعلق کی وجہ سے ہے۔ اور ایک ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا۔ وہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے روتے تھے مگر ان کا رونا کس لیے تھا؟ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بہت عجیب تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اصل میں حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنتی حسن کا نمونہ دنیا میں عطا کر دیا تھا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ان کو لوگ دیکھتے تھے تو کہتے تھے۔

﴿مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ﴾ (سورۃ یوسف:۳۱)

''یہ بشر نہیں بلکہ یہ تو کوئی فرشتہ ہے''

وہ جنتی حسن کا ایک نمونہ تھا، اللہ نے دنیا میں دکھا دیا۔ لہٰذا اب جب اس نعمت کو کھو بیٹھے، یا وہ نعمت دور چلی گئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں نعمت کی قدر دانی کا احساس تھا۔ آپ ان کی جدائی میں اتنا روتے تھے۔

﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ﴾ (سورۃ یوسف:۸۵)

''غم سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں''

تو ان کا رونا دنیا کے لیے نہیں تھا بلکہ ان کا رونا نعمت کی قدر دانی کی وجہ سے تھا۔ تو مبتدی اور منتہی کا ظاہر ایک لیکن باطن میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے۔ اس لیے نبی علیہ السلام کا ظاہر اس قدر عام نظر آتا تھا کہ کافر لوگ کہتے تھے۔

﴿مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

(سورۃ فرقان: ۷)

یہ کیسے رسول ہیں کہ کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں۔

ان کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ ظاہر میں کوئی فرق تو نظر نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ زندگی اتنی نارمل تھی کہ باہر سے آنے والے پوچھتے تھے کہ من منکم محمد؟ کہ تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟ پتہ ہی نہیں چلتا تھا فرق کا۔ تو ظاہر بالکل ایک لیکن باطن میں بہت زیادہ فرق۔

لہٰذا جو جتنا کامل ہوگا، ظاہر میں اس کی زندگی بالکل عام آدمی کی طرح نظر آئے گی لیکن اگر باطن میں دیکھو تو عام آدمی کو ان کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔ لہٰذا یہ جو اکابرین کہا کرتے تھے کہ جنت کو جلا دو دوزخ کو بجھا دو! یہ کلام انہوں نے اس وقت کیا، جب وہ ابھی راستے کے راہی تھے۔ ابھی ان کا نزول مکمل نہیں ہوا تھا۔ نزول مکمل ہونے کے بعد پھر زندگی بالکل جیسے عام آدمی کی ہوتی ہے بالکل عام آدمی کی مانند ہو جاتی ہے۔

حدیث شریف میں جنت مانگنے کی ترغیب:

اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دعا مانگو!

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ))

تو ہم جیسے بندے تو ہیں ہی مبتدی، لہٰذا ہمیں تو جنت کی دعا مانگنی چاہیے۔ بلکہ رو رو کے مانگنی چاہیے۔ کس نیت سے؟ اس لیے نہیں کہ جنت میں بڑی نعمتیں ہوں گی اور کھانے پینے کی چیزیں اور حور و قصور ہوں گی، نہ نہ! یہ چیزیں تو بہت ہی کم قیمت ہیں۔ جو اصل وجہ جنت مانگنے کی ہے وہ یہ ہے کہ جنت اللہ کی ملاقات گاہ کا دوسرا نام ہے۔ جنت جانے کی توفیق ہوگی تو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا، اس لیے جنت مانگنی چاہیے اور ڈٹ کر مانگنی چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ کوئی ایسی ہی رمضان کی رات تھی، مسجد میں بہت سارے لوگ تھے، یہ عاجز بھی وہیں بیٹھا ہوا تھا، تو قریب میں ایک بڑے میاں دعا مانگ رہے تھے۔ وہ بڑے میاں کی دعا ایسی تھی، بس میں اپنی دعا بھول گیا اور اس کی دعا نے مجھے خوش کر دیا۔ وہ پنجابی میں بیٹھا دعا مانگ رہا تھا، اور دعا مانگتے ہوئے کہتا ہے۔

”اے اللہ! میکوں ہک واری جنت وچ واڑ دیویں، اگاں آپے لگا وتساں“

کہ اے اللہ! ایک مرتبہ مجھے جنت میں داخل ہونے دینا، آگے خود ہی پھرتا رہوں گا۔

جنت کیوں مانگیں؟

تو اس لیے ہم جیسے عام آدمی کو اللہ رب العزت سے جنت ضرور مانگنی چاہیے۔ رو رو کے مانگنی چاہیے، مگر نیت کیا ہو؟ یہ نہ ہو کہ کھانے پینے کی چیزیں وہاں بہت ملیں گی۔ نہیں نہیں! دیکھو! مہمانوں کے آنے پر گھر میں دو طرح کی خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک تو بچے خوش ہوتے ہیں۔ بچوں کی خوشی کیا ہوتی ہے کہ آج زردہ پکے گا، پلاؤ پکے گا، مہمان جو آ رہے ہیں، تو ان کو کھانے کی خوشی ہوتی ہے۔ اور گھر کے بڑے بھی اس دن خوش ہوتے ہیں، مگر ان کو کھانوں کی خوشی نہیں ہوتی، ان کو مہمان سے ملاقات کی خوشی ہوتی ہے۔ تو ہم بھی جنت کو مانگیں مگر بچوں کی طرح کھانے کی خوشی میں نہیں بلکہ اس مالک الملک کے دیدار کی تمنا میں۔ اللہ سے مانگیں اے اللہ! ہمیں بھی وہ جگہ عطا فرما جہاں آپ کا دیدار ہوا کرتا ہے اور اس کے لیے پھر ہم خوب مجاہدہ کریں، قربانی کریں تاکہ اللہ رب العزت کے ہاں ہماری عبادت قبول ہو جائے۔

اس لیے مومن کے لیے دنیا میں اللہ کے لیے کوئی بھی کام کرنا، مجاہدہ کرنا، سب آسان، محبوب کے لیے سب کچھ قربان کرنا آسان ہو جاتا ہے مگر محبوب کی ملاقات تو جنت میں ہی جا کر ہو گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

موت دوست سے ملاقات کا ذریعہ ہے:

اس لیے روایت میں آتا ہے کہ ملک الموت جب ابراہیم علیہ السلام کی روح کو قبض کرنے کے لیے آئے تو بتایا کہ جی مجھے تو آپ کی روح قبض کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:

هَلْ رَأَيْتَ خَلِيْلًا يَقْبِضُ رُوْحَ خَلِيْلِهٖ

"کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا کہ وہ دوست کی روح کو قبض کر رہا ہو"

ملک الموت حیران، چنانچہ اللہ رب العزت سے عرض کیا کہ رب کریم آپ کے خلیل تو یہ فرماتے ہیں، تو رب کریم نے فرمایا کہ جا کر ان کو یہ کہہ دو!

هَلْ رَأَيْتَ خَلِيْلًا يَكْرَهُ لِقَاءَ خَلِيْلِهٖ

"کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا کہ وہ اپنے دوست کی ملاقات کا انکار کر رہا ہو"

یعنی اس کو اچھا نہ سمجھ رہا ہو، اب ابراہیم سمجھ گئے کہ واقعی جب میری روح قبض ہو گی تب مجھے اپنے پروردگار کی لقا نصیب ہو گی۔ فرمانے لگے: ملک الموت!

((عَجِّلْ عَجِّلْ)) (ربیع الابرار، ۱/۳۲۲)

"جلدی کر میری روح کو قبض کر لے مجھے اپنے اللہ سے ملاقات کرنی ہے"

اس لیے ہمارے اکابر موت کا انتظار کرتے تھے اور جب ملک الموت کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے، کتنا اچھا مہمان آیا، میں تو بیس سال سے تمہارے انتظار میں تھا۔ بیس بیس سال سے انتظار میں ہوتے تھے۔ اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے۔

((تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ)) (شعب الایمان، رقم: ۱۰۲۰/۸)

"موت مومن کے لیے تحفہ ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

تحفہ کس لیے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات شروع، اس لیے ایک روایت میں فرمایا:

«اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ» (شرح الصدور، ۱/۲۳)

کہ موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست کے ساتھ ملا دیتی ہے۔

اللہ رب العزت اپنی رحمت سے ہمارے اوپر بھی ایسی مہربانی فرمائے کہ ہمارے لیے اس جگہ پر جانا آسان فرمادے۔

ملاقات کے دو انداز:

جب بھی کوئی آدمی ملتا ہے تو ملاقات کے دو انداز ہوتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے دوست کا انداز، ایک ہوتا ہے دشمن کا انداز۔ دوست کے انداز کی مثال تو یہ کہ جیسے خاوند باہر گیا ہوا تھا، اور سال دو سال کے بعد نوکری سے واپس اپنے ملک آیا اور اس نے بیوی بچوں کو فون کر دیا کہ میں فلاں تاریخ کو آرہا ہوں۔ اب یہ خبر سنتے ہی بیوی تیاریوں میں لگ جاتی ہے۔ اس کے آنے سے پہلے گھر کی صفائیاں بچوں کو بھی تیار کر دیتی ہے، کھانے بھی خوب بنا دیتی ہے، خود بھی تیار ہو جاتی ہے اور مہمان کا استقبال ہوتا ہے، اس کے آنے پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے، یہ ہے دوست کا ملنا۔

اور ایک ہوتا ہے دشمن کا ملنا کہ آدمی دیکھے، تو اس کو غصہ ہی آجائے۔ تو قیامت کے دن انسان اپنے پروردگار سے دو حالتوں میں ملے گا۔ جو ایمان والا ایمان کو سلامت لے کر چلا گیا، اللہ کے سامنے دوست بن کر پیش ہوگا اور جس نے اللہ رب العزت کے حکموں کی نافرمانیاں کی، ایمان سے محروم رہا، وہ قیامت کے دن اللہ کا دشمن بن کر پیش کیا جائے گا۔ ہمیں یہ دعا کرنی ہے کہ اللہ قیامت والے دن، اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل فرمادے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت کے مزے:

بہر حال جنتی جب جنت میں چلے جائیں گے تو جنت کی عجیب نعمتیں ہوں گی۔ ان کی تفصیل میں یہ عاجز نہیں پڑنا چاہتا۔ وہاں کے مکان عجیب ہوں گے، خدام عجیب ہوں گے، کھانے عجیب ہوں گے۔ جنتی وہاں پر خوب مزے میں ہوں گے۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ اللہ رب العزت جنتیوں سے ہم کلامی فرمائیں گے اور ہم کلامی میں اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: اے میرے بندو! تم خوش ہو؟ تو جنتی بتائیں گے کہ اے اللہ! ہم بڑے خوش ہیں، بڑے مزے میں ہیں، آپ کی نعمتیں ہیں اور مزے کر رہے ہیں۔ اور کہیں گے کہ اللہ ہم آپ سے راضی ہیں۔ اور جب بندے یہ کہیں گے کہ اللہ ہم آپ سے راضی ہیں، اب روایت میں آتا ہے: اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میرے بندو! تم مجھ سے راضی میں تم سے راضی، اب میں کبھی تم سے خفا نہیں ہوں گا۔ جب یہ اعلان ہوگا تو جنتیوں کو اتنا مزہ آئے گا، اتنا مزہ آئے گا کہ ہمارا پروردگار ہم سے راضی ہے اور اب کبھی بھی ہم سے خفا نہیں ہوگا تو جنتی اور مزے اڑائیں گے۔

مزید نعمت:

بالآخر جب خوب مزے اڑائیں گے، سالوں گزر جائیں گے، ہزاروں لاکھوں سال۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے دوبارہ ہم کلامی فرمائیں گے۔ میرے بندو! تمہیں کچھ اور چاہیے وہ کہیں گے کہ اے اللہ! سب کچھ تو موجود ہے، جو چاہتے ہیں وہ پورا ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اچھا تم ذرا اپنے علما سے رجوع کرو۔ ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں، کتابوں میں لکھا ہے کہ لوگ جہاں جہاں جمعہ ادا کرتے ہوں گے اپنے علاقے کے ان علما کی طرف رجوع کریں گے اور ان کو کہیں گے کہ جی ہمیں فرمایا گیا ہے کہ علما سے رجوع کرو! اب ہم کیا کہیں؟ تو علما اس وقت کہیں گے کہ ہاں آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کو نعمتیں سب مل گئیں ایک نعمت ابھی اور ہے وہ نہیں ملی۔ وہ کہیں گے کون سی نعمت؟ وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا:

﴿لَهُمْ مَّا يَشَاءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ (سورۃ ق:۳۵)

کہ جنت میں ان کو ملے گا جو وہ چاہیں گے اور ان کو مزید بھی ملے گا۔

مزید سے کیا مراد کہ ان کو اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا اور ابھی تک تو دیدار نصیب نہیں ہوا۔ اب جنتیوں کی توجہ ادھر جائے گی تو جنتی اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنے لگیں گے کہ اللہ! اپنا دیدار عطا فرما دیجیے۔ اے کریم آقا! میزبان گھر تو سارا دکھا دے اور خود ملاقات نہ کرے تو مہمان نوازی کا کیا لطف ہوا؟ آپ نے جنت دے دی، جنت دکھا دی، مگر آپ نے اپنا دیدار تو نہیں کروایا، اے اللہ! اپنے دیدار سے مشرف فرما دیجیے، اپنے دیدار سے ہمیں عزت عطا فرما دیجیے۔

دیدارِ الٰہی کی تیاری:

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا تم اس کے لیے تیاری کرو۔ دنیا میں لوگ جیسے شادی کے لیے تیاری کرتے ہیں تو جنتی اس تقریب کے لیے تیاری کریں گے۔ تیاری کیا ہوگی؟ جنت میں ایک بازار ہوگا جو حسن کا بازار کہلائے گا۔ یہ وہاں جائیں گے اور وہاں یہ جیسا چاہیں گے، ویسا حسن و جمال مل جائے گا، من پسند کا حسن و جمال۔ وہ بھی کیا عجیب جگہ ہوگی اللہ اکبر کبیرا۔ تو جب من پسند کا حسن و جمال ملے گا تیاری کر لیں گے، تو پھر سب جنت عدن کی طرف چلیں گے۔

جب وہاں پہنچیں گے تو ایک دریا ہوگا اس کے کناروں کے اوپر کرسیاں لگی ہوں گی، ان کرسیوں پر ان کو بٹھایا جائے گا۔ فرشتے آئیں گے اور ہر ہر جنتی کو ریشم کی ایک پوشاک پہنائیں گے۔ آج دنیا میں جیسے گاؤن پہنا دیتے ہیں، اسی طرح ہر ہر جنتی کو اللہ رب العزت کی طرف سے ایک گاؤن ریشم کا پہنایا جائے گا، پھر اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد سب کی دعوت ہوگی۔ ادنیٰ جنتی کے سامنے ستر ہزار پلیٹوں میں کھانا رکھا جائے گا، ادنیٰ جنتی کے سامنے عورتوں کو جو پوشاک ملے گی، ہر پوشاک کے اندر سے ستر ہزار رنگ جھلک رہے ہوں گے۔ کیا وہ جگہ ہوگی؟ کیا مزے ہوں گے؟

مجلسِ دیدار:

وہاں خیر جب خوب کھا پی لیں گے، اب اس کے بعد مجلس شروع ہوگی۔ داؤد علیہ السلام تلاوت فرمائیں گے۔ پھر نبی علیہ السلام تلاوت فرمائیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ پھر خود اللہ تعالیٰ سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائیں گے۔ اللہ اکبر! کیا مزہ ہوگا جب اللہ رب العزت سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائیں گے اور جنتی سن رہے ہوں گے۔ سننے کا مزہ کتنا ہوگا؟ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے بعد ان کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔ یہ دیدار کیسے ہوگا؟ علما نے لکھا: بے جہت، بے کیف، بے شبہ، بے مثال ہوگا۔ اس میں آپ جہت کا تعین نہیں کر سکتے، کیفیت نہیں بتا سکتے، تشبیہ بھی نہیں دے سکتے، مثال بھی کوئی نہیں دے سکتے لیکن دیدار ہوگا اللہ تعالیٰ کا۔ اس دیدار کے وقت جنتیوں کو اتنا مزہ آئے گا کہ ان پر ایک عجیب حال طاری ہو جائے گا۔ آج دنیا کی کوئی خوبصورت چیز دیکھ کر کیا کیفیت ہوتی ہے؟ اللہ رب العزت کے حسن جمال کو جو دیکھیں گے تو ان کا کیا حال ہوگا؟ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کئی لاکھ سال تک جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے رہیں گے۔

دیدار ختم کیسے ہوگا؟

اب یہاں پر ایک علمی نکتہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اور جنتی دیدار کر رہے ہوں گے تو پھر دیدار ختم کیسے ہوگا؟ اگر یہ کہیں کہ جنتی تھک جائیں گے دیدار کر کر کے اور پھر اپنے گھروں کو آجائیں گے تو یہ جنتیوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے باعثِ ندامت ہے کہ محبوب کی تجلی ہے اور یہ تھک کر کسی اور طرف مشغول ہو جائیں تو عاشق کے لیے باعثِ ندامت ہے۔ اور اگر کہیں کہ اللہ تعالیٰ دیدار ختم کروا دیں گے جبکہ جنتی کرنا چاہیں گے، فرماتے ہیں کہ اس میں شبہ بخالت ہے۔ یہ تو بخیل ہوتا ہے، جیسے اگر ماں کا دودھ تھوڑا ہے، بچہ روتی رہا ہوتا ہے، وہ سینے سے الگ کر دیتی ہے تو جنتی دیدار کرنا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو الگ کر دیں تو اس میں بخالت کا شبہ ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دیدار ختم کیسے ہوگا؟ اگر کہیں گے کہ مومن دیکھنا بند کر دیں تو یہ بھی ماننے کی بات نہیں۔ ارے اللہ کا دیدار کرنے والے، اللہ پر مرنے والے، وہ کیسے اس دیدار سے تھک سکیں گے۔ نہیں تھکیں گے، دیکھتے نہیں ایک مکھی حلوائی کی دکان پر جاتی ہے حلوائی بھگاتا ہے۔ لیکن وہ دکان سے جاتی نہیں۔

مگس ہرگز نہ خواہد رفت از دکان حلوائی

"مکھی حلوائی کی دکان سے ہرگز نہیں جانا چاہتی"

مومن اپنے رب کی زیارت سے کیسے تھک جائے گا؟ کیسے اس کا جی بھر سکتا ہے، نہ مومن پیچھے ہٹے گا اور نہ اللہ تعالیٰ اس مومن کو زبردستی پیچھے ہٹائیں گے۔ تو پھر دیدار ختم کیسے ہوگا؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی صورت یہ بنے گی کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات دو طرح کی ہیں۔ ایک جمال والی تجلیات، ایک جلال والی تجلیات۔ تو جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے بندے دیدار کریں تو جمال والی تجلیات بھیجتے رہیں گے، بندے دیدار میں مگن رہیں گے اور جب چاہیں گے کہ اب تھوڑا Relax (ستا) لیں تو جلال کی تجلیات بھیجیں گے۔ مخلوق اس وقت پھر اپنے اپنے گھروں میں آ کر باقی چیزوں میں مصروف ہو جائے گی۔ یہ دو مختلف طرح کی تجلیات ہوں گی، ان کے ذریعے سے اللہ کا دیدار ہوا کرے گا۔

جنتیوں کے حسن میں اضافہ:

لیکن جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت نور کی ایک آندھی چلے گی، جیسے آج کل مٹی کی آندھی چلتی ہے تو آندھی میں بندوں کے چہروں پر بھی مٹی نظر آتی ہے، کپڑوں پر بھی مٹی نظر آتی ہے۔ تو جب یہ نور کی آندھی چلے گی تو جتنے بھی جنتی ہوں گے ان سب کے اوپر نور کی تہہ جم جائے گی۔ چہروں پر نور کی تہہ اور اس وجہ سے جنتیوں کے حسن میں اضافہ ہو جائے گا۔

حسن میں اضافہ کتنا ہوگا؟ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی پیاری بات لکھی۔ وہ فرماتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں جائیں گے اور پہلی مرتبہ جنتی مخلوق کو دیکھیں گے تو اتنا حیران ہوں گے کہ پانچ سو سال ٹکٹکی باندھ کر ان کو دیکھتے رہیں گے، وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلے گا۔ پانچ سو سال مبہوت ہو کر دیکھتے رہیں گے، اتنا ان کے حسن سے متاثر ہوں گے۔ لیکن جب یہی جنتی اللہ رب العزت کا دیدار کر کے واپس لوٹیں گے تو اب ان کا اپنا حسن اتنا بڑھ چکا ہوگا کہ واپس آئیں گے تو جنتی مخلوق یہ حور و غلمان پانچ سو سال ٹکٹکی باندھ کر ان جنتیوں کے حسن کو دیکھتے رہ جائیں گے۔

ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب گھر کے خادم اتنے حسین ہوں تو گھر کے مالک کے حسن جمال کا کیا عالم ہوگا؟ جب نوکروں کے اوپر اللہ نے فرما دیا:

﴿ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴾ (سورۃ الدھر:۱۹)

تو پھر گھر کے مالک کے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا؟ آج کل کے نوجوان بس حور و قصور کے شوق میں خوب عبادتیں کرتے ہیں۔ بھئی یہ حوریں جنت کی خادمائیں ہیں۔ جب خادمائیں اتنا حسن و جمال رکھتی ہوں گی تو ایمان والی عورتیں جو جنت کی مالکہ بنیں گی، سوچیے ان کے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گھر کی ماسی خوبصورت ہو اور مالکہ خوبصورت نہ ہو۔ یہ تو کام کرنے والی ماسیاں ہیں، ان پہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی فریفتہ ہوئے پھرتے ہیں نبی علیہ السلام نے عائشہ صدیقہ کو فرمایا کہ جنتی عورت کو اتنا حسن و جمال دیا جائے گا کہ حور عین بھی اس کے حسن و جمال پر حیرانی کا اظہار کرے گی۔ اللہ اکبر کبیرا!

حال کیا ہو گا بھلا ان کا تیری دید کے دن
جن کا دل جوش میں آئے ہے تیری یاد کے ساتھ

یا اللہ جن کا فقط تیرا نام سن کر دل جوش میں آجاتا ہے، جب وہ تیرا دیدار کر رہے ہوں گے تو پھر ان کا کیا حال ہو گا۔

دیدار کے مراتب میں فرق:

اب یہ دیدار کچھ لوگوں کو زیادہ ہو گا، کچھ کو کم ہو گا کچھ کو ایک مرتبہ ہو گا، کچھ کو روزانہ ایک مرتبہ، بعض کو دن میں دو مرتبہ چنانچہ روح المعانی میں یہ حدیث نقل کی گئی، فرماتے ہیں:

«إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُونَ عَلَى الْجَبَّارِ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ»
{کنز العمال رقم: ۳۹۲۳۵}

"کہ اہل جنت دو مرتبہ اللہ رب العزت کا دیدار کر پائیں گے"

جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار:

روایت میں آتا ہے کہ جنتی جس وقت میں نماز پڑھتے ہوں گے۔ جب وہ وقت ہو گا تو جتنے جنت کے درخت ہوں گے ان تمام درختوں کے پتوں میں سے اللہ اکبر کی آواز آنی شروع ہو جائے گی۔ جنتی بھی اللہ اکبر کہیں گے، حور و غلمان سب اللہ اکبر کہیں گے۔ اس اللہ اکبر کی آواز سے جنتی پہچان لیں گے کہ ہاں اس وقت ہم فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہم اس وقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے، عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور جب شام کا وقت ہوگا تو عرش کے پردے گرا دیے جائیں گے۔ اب پتہ چل جائے گا کہ جنتی اب رات کا وقت ہو گیا ہے۔ تو پھر فرماتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن آئے گا تو جمعہ کے دن جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، پتہ چل جائے گا کہ اس دن جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوگا تو عید کے دن فرشتے اللہ رب العزت کی طرف سے ہر ہر جنتی کے لیے ڈبے میں بند ایک تحفہ لائیں گے جو جنتی کو عطا کر دیا جائے گا۔ جنتیوں کو عیدی ملے گی ماشاء اللہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ آج کسی کی طرف جب ڈبہ آتا ہے ڈبہ اٹھا کے خوشی ہوتی ہے اور وہ TCS کا ڈبہ تو اللہ کی طرف سے آئے گا، پتہ نہیں اس میں کیا نعمتیں ہوں گی!

نابینا کو اللہ تعالیٰ کا دیدار:

لیکن ایک بات ذرا غور طلب ہے، ذرا توجہ فرمایئے! وہ نابینا جو دنیا میں نابینا پیدا ہوا لیکن وہ اللہ کی رضا پر راضی رہا، صبر کیا، اس نے نیکی کی زندگی گزاری، یہ جب جنت میں جائے گا تو اس کو دن میں ایک مرتبہ دیدار نہیں ہوگا بلکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی تجلی ہر وقت اس پر پڑے گی اور یہ ٹکٹکی باندھ کر اپنے اللہ کا دیدار کرتا رہے گا۔ اللہ فرمائیں گے کہ میرا یہ وہ بندہ ہے جس نے دنیا میں کسی غیر کو نہیں دیکھا۔ آج میرا اس کے سامنے حسن و جمال ہے، یہ جتنا چاہے میرے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرلے۔

غیر محرم سے نظر ہٹانے والے کو اللہ تعالیٰ کا دیدار:

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر آدمی غیر محرم کو دیکھنے پر قادر ہو مگر اللہ رب العزت کے ڈر اور خوف کی وجہ سے وہ غیر محرم سے نظریں ہٹالے تو ہر مرتبہ نظر بچانے کے صدقے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک مرتبہ اپنے چہرے کا دیدار نصیب فرمائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے۔ آج غیر محرم سے نظر بچائیے پھر دیکھیے، جنت میں کیا اس کا بدلہ اور انعام نصیب ہوگا۔

نماز کی کیفیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا دیدار:

یہاں پر ایک اور نکتے والی بات کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنتیوں کو جو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا، اس کی کیفیت بھی مختلف ہوگی۔ وہ کیسے؟ وہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ دنیا میں جیسی نمازیں پڑھیں گے ویسی ہی جنت میں اللہ تعالیٰ سے دیدار کی کیفیت ہوگی۔ مثال کے طور پر جو حضوری کے ساتھ نماز پڑھیں گے ان کو اللہ تعالیٰ کا دیدار بغیر کسی پردے کے ہوگا اور جن کی نماز میں ادھر ادھر کے خیال آتے جاتے ہوں گے ان کو اللہ کا دیدار تو ہوگا مگر اس دیدار کے وقت نورانی پردے درمیان میں حائل ہوتے جائیں گے۔ اب ہم اللہ تعالیٰ کا دیدار کیسا کرنا چاہتے ہیں؟ بھئی! بغیر نورانی پردوں کے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تو ستر ہزار پردوں سے تجلی ڈالی گئی تھی، ہم چاہتے ہیں کہ جنت میں نورانی پردے درمیان میں نہ ہوں۔ بھئی! خاوند نے دلہن کو دیکھا، اس نے پلا کپڑا اوپر کرلیا تو کیا مزہ؟ مزہ تو بھی ہے نا خاوند کے لیے کہ وہ پردے کو ہٹالے۔ تو جنت میں جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو پردوں کا کیا مطلب؟ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ایسا دیدار نصیب ہو تو پھر ہمیں آج نمازیں بھی ایسی حضوری والی پڑھنی چاہئیں۔

قرب کی تمنا:

اس لیے دعائیں جب مانگیں تو جنت میں اس کا قرب مانگا کریں۔ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں آتا ہے کہ کسی نے کہا کہ اللہ آپ کو جنت میں گھر عطا فرمائے تو جواب میں فرمانے لگی:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ

"پہلے پڑوسی بعد میں گھر"

یعنی اے اللہ! تو جنت میں اپنے پڑوس میں گھر عطا فرما دے۔ چنانچہ بی بی آسیہ فرعون کی اہلیہ، جب ایمان لے آئی، فرعون نے اپنے گھر سے نکال دیا۔ عورت کے لیے بے گھر ہو جانا بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ اس صدمے میں بی بی آسیہ نے اللہ سے دعا مانگی: اے اللہ! اس ظالم نے مجھے گھر سے بے گھر کر دیا، اے اللہ! اس کے بدلے میں تو جنت میں مجھے اپنے قرب میں گھر عطا فرما دے! اللہ کو یہ بات اتنی پسند آئی کہ رب کریم نے قرآن کا ایک حصہ بنا لیا کہ اس نے یہ دعا مانگی تھی۔

﴿رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾ (سورۃ التحریم:۱۱)

اللہ جنت میں اپنے پڑوس کا گھر عطا فرما دے! اللہ اکبر کبیرا

دیدار سے محروم، بڑا محروم:

جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، جنتیوں کے اوپر عجیب مستی کا عالم ہوگا ؎

مستوں پہ انگلیاں نہ اٹھاؤ بہار میں
دیکھو تو ہوش بھی ہے کسی ہوشیار میں

تو جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو دیکھو کہ ہوش بھی ہے کسی ہوشیار میں۔ تو سب جنون کی حالت میں ہوں گے۔ اس وقت کیا اللہ رب العزت کے دیدار کے مزے ہوں گے اور واقعی جو اللہ کے دیدار سے محروم رہ گیا وہ بہت بڑا محروم ہے، بہت بڑا محروم ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ام المومنین روایت فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ میرے ہاں تشریف لائے اور میں والد کے گھر میں تھی۔ تو نبی علیہ السلام کمرے میں وہیں ساتھ ٹھہر گئے۔ فرماتی ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک بستر پر سو گئی، اچانک مجھے اپنے رخسار کے اوپر کوئی چیز محسوس ہوئی، میں نے ہاتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

لگایا تو پانی...... میں حیران کہ یہ پانی کہاں سے آیا؟ کہنے لگیں کہ میں اٹھی آنکھیں کھولیں دیکھا کہ نبی علیہ السلام کی مبارک آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے اور وہ آنسو میرے رخسار پر آئے ہوئے تھے۔ تو میں اٹھ بیٹھی، میں نے کہا: اے اللہ کے پیارے نبی ﷺ تہجد کی آپ کیوں رو رہے ہیں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیرا تم سن نہیں رہی؟ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ کیا؟ فرمانے لگے کہ میرے بھائی عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ صحن میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اور تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ (سورۃ المطففین: ۱۵)

"اس دن وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہوں گے۔"

ان کو اللہ کا دیدار نہیں ہو سکے گا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جب یہ آیت سنی، آنکھوں میں سے آنسوں رواں ہو گئے۔ واقعی اللہ کا دیدار نصیب نہ ہونا یہ تو بہت بڑی محرومی ہے۔

سستا سودا:

اس لیے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اے رب کریم! ہمیں جنت عطا فرما دیجیے! اس لیے کہ جس کو جنت مل گئی اس کو یقیناً آپ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اور اب اس کی خاطر جو بھی محنت کرنی پڑے، وہ محنت کرنے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔ دنیا کی تھوڑی سی زندگی میں کیا محنت ہے جو ہم کر لیتے ہیں۔ کہنے والے نے کہا:

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ ذکرِ یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ دنیا کی زندگی کے چند جھونکے ہیں، ہم یہ سمجھ لیں پھر اس کے بعد ہمیشہ بہار میں رہیں گے۔ اس لیے اللہ والوں کو یہاں کے مجاہدے، مجاہدے نظر ہی نہیں آتے۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں:

قیمت خود ہر دو عالم گفتہ ای
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اے اللہ! آپ نے اپنے ملنے کی قیمت دو عالم کو رکھ دیا کہ دنیا مافیہا سے تم نگاہیں ہٹالو، فرماتے ہیں: اے اللہ! قیمت بڑھا دیجیے یہ تو بڑا سستا سودا کر رہے۔ آپ کے لیے تو ہم دونوں جہانوں کو چھوڑنے کے تیار ہیں اور واقعی بات ایسی ہے مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب شعر کہا، توجہ سے سنیے فرماتے ہیں:

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب میں سامان بقا میرے لیے ہے
پیغام ملا تھا جو حسین ابن علی کو
خوش ہوں کہ وہ پیغام قضا میرے لیے ہے
یوں تو ابر فنا پہ فدا ہیں سبھی میکش
مگر آج کی گنگھور گھٹا میرے لیے ہے
اللہ کے رستے کی جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لیے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

اتنا کچھ دے کر بھی اگر ہمیں اللہ رب العزت کا دیدار مل جائے تو یہ بہت سستا سودا ہے کہنے والے کہا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جمالِ چند دادم نے فریدم
بحمد اللہ کہ ارزاں خریدم

عشاق بلا حساب جنت میں:

اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے قیامت کے دن جنت کے دروازے پر پہنچے ہوئے ہوں گے۔ رضوان پوچھیں گے: یا اللہ یہ کچھ لوگ ہیں، جنت کے دروازے پر آ پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، رضوان! یہ میرے عشاق ہیں، یہ دنیا میں جیتے ہی میرے وصل کی تمنا میں تھے۔ ان کا راتوں کا جاگنا میرے لیے، ان کی دن کی عبادتیں میرے لیے، ان کی زندگی کی ایک ہی خواہش اور تمنا تھی کہ انہیں میرا دیدار نصیب ہو جائے۔ اس لیے میرے دیدار کی تمنا میں یہ جنت کے دروازے پر آ پہنچے۔ رضوان جنت کے دروازے کو کھول دے، ان کو بغیر حساب کتاب اندر داخل ہونے دے۔ کیسے خوش نصیب لوگ ہوں گے جن کو اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا۔

تو دنیا میں یہ نعمت نہیں مل سکتی، ہاں آخرت میں جنت کا وعدہ ہے اور اس کے لیے ہم یہاں تیاری کر لیں۔ دنیا میں لوگ کہتے ہیں کہ محبوب کو دیکھ کر ہماری کیفیت اچھی ہو جاتی ہے۔

ہر چند پیر خستاں بس ناتواں شدم
ہر گاہ نظر بروئے تو کردم جواں شدم

تو پھر جو اللہ رب العزت کا دیدار کریں گے ان کی کیفیت کیا ہوگی؟! اسی کے لیے تو آپ آج یہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ کل قیامت کے دن کہہ سکیں گے، میرے مولیٰ تیری تلاش میں ہم نے بہت سفر کر لیے۔

میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ میں دیکھتا تو آپ کو چاہتا تھا، ثواب آپ کا چاہتا تھا، رضا آپ کی چاہتا تھا، میرے مولیٰ جدھر خوشبو نظر آتی تھی میں ادھر کو بھاگ جاتا تھا، میرے مولیٰ رحمت فرما دیجیے۔ ہمیں اس جگہ سے خالی ہاتھ نہ لوٹائیے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (القیامہ: ۲۲، ۲۳)

''اس دن چہرے ہوں گے جو تر و تازہ ہوں گے''

اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اس لیے کہنے والے نے کہا:

زندگی پہ بہار ہوتی ہے
جب خدا پہ نثار ہوتی ہے

اللہ پر اپنی زندگیوں کو قربان کر دیجیے!

اللہ تعالیٰ بھی مشتاق ہیں:

ہم اللہ سے محبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہم سے محبت فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((أَلَا طَالَ شَوْقُ الْأَبْرَارِ إِلٰى لِقَائِيْ وَأَنَا إِلٰى لِقَائِهِمْ لَأَشَدُّ شَوْقًا))

(جامع الاحادیث، رقم ۱۱۴۱۵)

''جان لو! میرے چاہنے والوں کا شوق میری ملاقات کے لیے بڑھ گیا اور میں ان کی ملاقات کے لیے، ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوں''

اور جب محبوب محبت کرتے ہیں تو پھر تو بندے کا حال ہی کچھ اور ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فارسی کا ایک شعر لکھتے ہیں، فرماتے ہیں ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق معشوقاں نہاں است و ستیر
عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر
عاشق عاشقان بدن لاغر کند
عشق معشوقاں بدن فربہ کند

جو معشوقوں کا عشق ہوتا ہے وہ چھپا ہوا ہوتا ہے، وہ ظاہر نہیں ہونے دیتے کہ وہ بھی محبت کو چاہتے ہیں، اور محبت تو پھر نعرے لگاتا ہے۔ اور عاشق کا جو عشق ہوتا ہے وہ تو ڈھولوں کے ساتھ ہوتا ہے، آہیں بھرتا ہے، نعرے لگاتا ہے، عاشق کا کام ایسا ہوتا ہے۔ اور جو عاشقوں کا عشق ہوتا ہے اس میں محب کا بدن لاغر ہوتا جاتا ہے، سکڑتا جاتا ہے، بیچارا، سوکھتا جاتا ہے، محبت میں۔ اور جب محبوب کسی سے محبت کرنے لگ جائے تو پھر عاشق کا وزن بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔

تیری اک نگاہ کی بات ہے:

تو بھی! ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں، اللہ رب العزت ہم سے محبت فرمالے۔ بس یہ تمنا دل میں ہو کہ اے مالک! ہم ایسے بن جائیں کہ آپ کو پسند آ جائیں۔ اے کریم پروردگار! ایک مرتبہ اس مجمع کو محبت کی نظر سے دیکھ لیجیے ؎

تیری اک نگاہ کی بات ہے
میری زندگی کا سوال ہے

اے اللہ! ایک نظرِ رحمت کی ڈال لیجیے، آپ کی ایک نگاہ پر ہمارا کام بنے گا۔ نہیں! آپ کی نیم نگاہ سے ہمارا کام بن جائے گا۔ اک نظر تو فرما دیجیے! ایک بزرگ تھے، کسی نے پوچھا کہ حضرت عید کب ہو گی؟ جواب میں فرمانے لگے:

جب دید ہو گی ، تب عید ہو گی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں ؎

www.besturdubooks.wordpress.com

عید گاہ ما غریباں کوئے تو
انبساط عید دیدن روئے تو
صد ہلال عید قربانت کنم
اے ہلال عید ما ابروئے تو

”کہ ہم غریبوں کی عید گاہ تو بس تیرا دیدار ہے۔ تو ہے تو وہاں جانا ہی ہماری عید گاہ ہے۔ عید کی خوشی کیا کہ آپ کے چہرے کو دیکھ لینے میں عید کے سو ہلال آپ پر قربان کر دوں، تیری تو ابرو میرے لیے عید کا چاند بن جاتی ہے“

واقعی جو اللہ رب العزت سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں، وہ اللہ رب العزت سے ایسے ٹوٹ کے پیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمائے۔ صبح سے شام تک ہر وقت یہ دھیان رہے کہ اے اللہ! کوئی عمل ہم ایسا کر جائیں کہ آپ کو پسند آجائے۔ ہر کام سنت کے مطابق کرتے ہوئے دل میں یہ تمنا رکھیں کہ اے اللہ! آپ محبت کی ایک نظر فرما دیجیے، اے اللہ! ہمیں آپ پسند فرما لیجیے! میرے اللہ! آپ کی رحمت کی ایک نظر ہو جائے گی تو ہمارا بھی بیڑا پار ہو جائے گا۔ اب اس کے لیے اے اللہ! ہم حاضر ہیں۔ اس کے لیے ہم عاجز مسکینوں پر مہربانی فرما لیجیے۔ ہم مجاہدوں کے قابل نہیں ہیں، امتحان کے قابل نہیں ہیں، اے اللہ! ہمارے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما دیجیے، نرمی کا معاملہ فرما دیجیے۔ اے میرے مولیٰ! جب آپ کی رحمت کی نظر اٹھتی ہے، فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو ڈاکوؤں کی سرداری سے نکال کر ولیوں کا سردار بنا دیتے ہیں۔ رحمت کی نظر پڑتی ہے، بشر حافی کو گلیوں میں شراب پینے والے کو اے اللہ! آپ نکال کر ولیوں کی فہرست میں شامل فرما دیتے ہیں۔ جب آپ کی رحمت کی نظر اٹھتی ہے، مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا کی شراب چھڑا کر اپنی محبت کی شراب پلا دیتے ہیں۔ میرے مولیٰ! جب آپ کی رحمت کا یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

معاملہ ہے ہم جیسے عاجز مسکین، آج آپ کے گھر میں حاضر ہیں، آپ کے سامنے دامن پھیلائے بیٹھے ہیں، اپنے عمل کو دیکھتے ہیں تو دل میں ڈر لگ جاتا ہے، آپ کی رحمت کو دیکھتے ہیں، امید لگ جاتی ہے۔ اے کریم آقا! ہم پر رحمت کی نظر فرما دیجیے! اور ہماری اس حاضری کو قبول کر لیجیے! اور ہمیں بھی اپنے چاہنے والوں کی فہرست میں شامل فرما دیجیے اور اے اللہ! قیامت کے دن ہم ایسے حال میں کھڑے ہوں کہ آپ ہمیں دیکھ کر مسکرائیں اور ہم آپ کو دیکھ کر مسکرائیں اور آواز آئے:

﴿يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝﴾ (سورۃ الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾
(الحجر: ۹)

حفاظتِ قرآن

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اب دیکھیں اگر کوئی بادشاہ یہ کمٹمنٹ کرے کہ ملک کی حفاظت کی ذمہ داری میرے اوپر ہے، میں یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں تو خود تو نہیں جا کر چاروں طرف پہرا دے سکتا۔ اس کے لیے وہ ایک فوج تیار کرتا ہے، فوجی کا سٹیٹس اچھا ہوتا ہے، تنخواہیں اچھی ہوتی ہیں، غذا اچھی ہوتی ہے، چن چن کر لوگ فوج میں رکھے جاتے ہیں...... اور پھر ان کو اس کام پر لگایا جاتا ہے کہ جی آپ ملک کی سرحدوں کی حفاظت کریں۔ تو حفاظت تو فوج کرتی ہے مگر بادشاہ کہتا ہے کہ دیکھو میں نے اس کے ذریعے سے اپنے اس کام کو کر دکھایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہمارے اوپر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ کام یوں کیا کہ اپنے بندوں میں سے کچھ ایسے بندے چنے جن کے دلوں میں قرآن مجید کی محبت ڈال دی کہ میں قرآن پاک کا حافظ بنوں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

حفاظتِ قرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۹)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

حفاظتِ قرآن کی ذمہ داری:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۹)

''بیشک اس نصیحت نامے کو ہم نے ہی نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی حفاظت کی خود ذمہ داری لی ہے۔

ایک اشکال کا جواب:

ذہن میں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ تین آسمانی کتابیں اور بھی ہیں تورات، انجیل، زبور، وہ بھی تو آسمانی کتابیں تھیں لیکن ان کے اندر تحریف ہوگئی ایسا کیوں ہوا؟ یہاں پہ یہ نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جو پہلی تین ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابی شکل میں بھیجی گئیں، صحیفے بھیجے گئے، لکھی ہوئی کتابیں بھیجی گئیں، وہ اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود نہیں لی۔ قرآن مجید کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بارے میں کہا گیا کہ یہ صرف پیغام نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

((تَبَرَّكُوْا بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ كَلَامُ اللهِ)) (کنز العمال، رقم: ۲۳۶۴)

"قرآن سے برکت حاصل کرو، بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے"

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم قرآن مجید سے برکت پاؤ اس لیے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اب اس کو یوں سمجھیں ایک ہوتا ہے کہ کوئی آدمی آپ کو خط لکھے، اس میں محبت کا اظہار ہوتا ہے، پیغام مل جاتا ہے۔ ایک ہوتا ہے کہ وہ آپ سے ٹیلی فون پر بات کرے اور آپ اس کی آواز کو سنیں۔ اب آپ اس کے لہجے کو بھی سنیں گے، اس کی گرم جوشی دیکھیں گے، اس کا انداز ملاحظہ کریں گے۔ تو خط میں لکھ کر بات کرنا کچھ اور ہوتا ہے اور ٹیلی فون سے بات کرنا کچھ اور ہے۔ تو جو پہلی تین کتابیں تھیں ان کی حیثیت مکتوب کی مانند تھی، خط آ گیا، رقعہ آ گیا، کتاب آ گئی۔ جب کہ قرآن پاک یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، جبرئیل علیہ السلام نے اسے نبی ﷺ تک پہنچایا۔ اب دیکھیں کہ ہم جب انٹرنیٹ کے اوپر کسی سے گفتگو کر رہے ہوتے ہیں، حالانکہ وہ بندہ ہم سے ہزاروں میل دور بیٹھا ہوتا ہے تو ہماری آواز الیکٹریکل سگنل میں Convert (تبدیل) ہو کر اتنی مسافت طے کر لیتی ہے اور وہاں جا کر دوبارہ آواز میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ تو نبی علیہ السلام پر جب یہ کلام نازل ہوتا تھا تو اسی طرح میسج کی شکل میں آیا کرتا تھا۔

نزولِ وحی کی حقیقت:

چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جب وحی اترتی تھی سلسلۃ الجرس کی صورت جیسے دور سے گھنٹی بجنے کی آواز آ رہی ہوتی ہے، یوں محسوس ہوتا تھا۔ اب گھنٹی بجنے میں دو باتیں ہیں ایک تو یہ کہ انسان کو جب دور سے گھنٹی بجنے کی آواز آئے تو سمت کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے، مشرق سے ہے یا مغرب سے، کدھر سے ہے۔ یعنی

ہمہ جہت وہ پیغام ہوتا ہے۔ تو یہ پیغام چلتا تھا، اس کی ڈائریکشن کا تعین کرنا مشکل تھا، یہ ہر ڈائریکشن سے پیغام رسیو ہوتا تھا۔

دوسرا یہ کہ یہ جو گھنٹی ہوتی ہے یہ Periodic Wave کی طرح بجتی ہے، پھر رکتی ہے، پھر بجتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ آج کل جتنے Messages ہیں وہ اسی طرح Messages (پیغامات) پیکٹ کی حیثیت میں جارہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گویا یہ پیغام چلتا تھا، کہاں پر؟ نبی ﷺ کے قلب مبارک پر۔

﴿نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ﴾

”یہ آپ کے دل پہ اترتا تھا“

اور انسان کا دل انٹینا ہے، یہ اس آسمانی پیغام کو وصول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر کسی کے انٹینا کی بیٹری ہی ڈسچارج ہو جائے تو وہ تو ایسے ہے جیسے سیل فون کی بیٹری فلیٹ ہو گئی۔ کال کرنے والے کرتے رہیں اس نے کوئی رسپانس ہی نہیں دینا۔ لیکن اگر بیٹری ٹھیک ہو تو جو کوئی کال کرے گا تو کال رسیو ہو گی۔ بالکل اسی طرح انسان اپنے دل کے انٹینا کے ذریعے یہ پیغام رسیو کر سکتا ہے۔ کفر کی دنیا پانچ حواس کو تسلیم کرتی ہے اور جہاں پھنس جاتی ہے وہاں کہتی ہے کہ چھٹی حس نے بتایا کہ کچھ ہونے والا ہے۔ وہ جو پریشان ہو کر چھٹی حس کا نام لیتے ہیں وہ اصل میں انسان کا قلب ہے۔ یہ چھٹی حس ہے بندے کی۔ یہ انسان کو بتا دیتا ہے اب کچھ ہونے والا ہے، کوئی خطرہ ہے۔ تو کفر کی دنیا میں مجبوراً یہ مانا جاتا ہے، ہم اس کو باضابطہ ایک حس مانتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ الہام یا وحی، اللہ کی طرف سے بندے کے دل میں آتی ہے۔ تو دل ایک حس ہے اور یہ باقی حسوں سے زیادہ بہتر حس ہے۔ اس کے ذریعے سے انسان اللہ رب العزت کے پیغام کو وصول کر سکتا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام پر جب یہ وحی اترتی تھی تو یہ آپ کے ذہن میں نقش ہو جاتی تھی اور نقش ہونے کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ اس کو Reproduce (ہوبہو نقل) کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح کلام کو صادر فرمایا، ہوبہو اسی طرح جبرئیل علیہ السلام نے پہنچایا اور ہوبہو اسی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی کو تلاوت فرمایا۔ الفاظ وہی، حروف وہی، لہجہ وہی، ہر چیز ویسی ہی ہے جیسی کہ اوپر سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کلام آیا۔ نبی علیہ السلام نے جیسے اس کو سکھایا صحابہ کو تو صحابہ نے اس کو محفوظ کرلیا اور وہ کلام آج چودہ سو سال سے زیادہ گزر گئے اسی طرح دنیا میں محفوظ چلا آرہا ہے۔ چونکہ یہ کلام خداوندی تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی خود ذمہ داری لی ہے۔

قرآن کی حفاظت کرنے والی فوج:

اب دیکھیں اگر کوئی بادشاہ یہ کمٹمنٹ کرے کہ ملک کی حفاظت کی ذمہ داری میرے اوپر ہے، میں یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں تو خود تو نہیں جا کر چاروں طرف پہرا دے سکتا۔ اس کے لیے وہ ایک فوج تیار کرتا ہے، فوجی کا سٹیٹس اچھا ہوتا ہے، تنخواہیں اچھی ہوتی ہیں، غذا اچھی ہوتی ہے، چن چن کر لوگ فوج میں رکھے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ جن کا آئی کیو اچھا ہو، پرسنیلٹی اچھی ہو، حاضر دماغ ہو، اچھی تعلیم ہو، اچھا فیملی بیک گراؤنڈ ہو ان کو رکھا جاتا ہے۔ اور پھر ان کو اس کام پہ لگایا جاتا ہے کہ جی آپ ملک کی سرحدوں کی حفاظت کریں۔ تو حفاظت تو فوج کرتی ہے مگر بادشاہ کہتا ہے کہ دیکھو میں نے اس کے ذریعے سے اپنے اس کام کو کر دکھایا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہمارے اوپر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ کام یوں کیا کہ اپنے بندوں میں سے کچھ ایسے بندے چنے جن کے دلوں میں قرآن مجید کی محبت ڈال دی، اپنی محبت ڈال دی۔ اب ان کے اندر ایک چاہت ہوتی ہے، ایک شوق ہوتا ہے کہ میں قرآن پاک کا حافظ بنوں۔ کسی کا دل چاہتا ہے میں بیٹے کو حافظ بناؤں، کسی کا دل چاہتا ہے کہ میں بیٹی کو حافظ بناؤں، یہ خواہش

دل میں پیدا ہو جانا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ چنانچہ کتنے لوگ ہیں جو اپنے بچوں کو حافظ بناتے ہیں اور کتنے لوگ ہیں جو خود حافظ بن گئے۔

فوٹو گرافک میموری:

پھر اللہ تعالیٰ ان کو فوٹو گرافک میموری بھی دے دیتا ہے، چنانچہ وہ قرآن مجید کو یاد کر لیتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کا یاد ہو جانا ایک معجزہ ہے۔ جتنا قرآن مجید کا والیم ہے اتنی اگر دنیا کی کسی زبان کی کتاب ہو تو اس کتاب کو کوئی بندہ یاد نہیں کر سکتا۔ بلکہ عام طور پر دیکھا گیا کہ آپ اگر ایک دفعہ کتاب کو پڑھیں تو Enterest (دلچسپی) رہے گا۔ دوسری دفعہ پڑھیں Enterest (دلچسپی) کم ہو جائے گا۔ تیسری دفعہ اور کم، چار پانچ دفعہ کے بعد کتاب دیکھنے کو دل نہیں کرے گا۔ قرآن مجید کا معاملہ اور ہے، اسے ایک دفعہ پڑھیں دل متوجہ ہوتا ہے، دوسری دفعہ پڑھیں اور زیادہ متوجہ ہوتا ہے، تیسری دفعہ اور زیادہ، جتنا زیادہ انسان قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اتنا قرآن مجید کے ساتھ اس کی Attachement (تعلق) بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ساری زندگی اس کو پڑھتے رہتے ہیں، اس کی لذت بڑھتی رہتی ہے کم نہیں ہوتی۔ جیسے پیاسا بندہ سخت گرمی کے موسم میں ٹھنڈا پانی ملے تو کتنے شوق سے پیتا ہے؟ بالکل اسی طرح قرآن مجید سے محبت رکھنے والا بندہ اللہ تعالیٰ کے اس قرآن کو اسی شوق کے ساتھ پڑھتا ہے۔ عمریں گزر جاتی ہیں دل نہیں بھرتا، زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں قرآن مجید کی وہ لذت ختم نہیں ہوتی، جب دیکھو ایک نئی لذت ہوتی ہے، ایک نیا سرور ہوتا ہے۔

دس بندوں کی شفاعت کا حق:

تو اللہ رب العزت نے اس کی حفاظت اپنے بندوں سے لی۔ اسی لیے یہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کے حافظ بندے ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے ہوتے ہیں، جیسے فوجی Selected (چناہوا) بندہ ہوتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے چہیدا بندے ہوتے ہیں، ان کو اللہ نے چن لیا ہوتا ہے۔ اسی لیے قیامت کے دن ان کے والدین کے سروں پر نور کے تاج رکھے جائیں گے اور ان حافظوں کو کہا جائے گا کہ کم از کم دس بندوں کو جن پر جہنم واجب ہو چکی شفاعت کریں اور ان کو اپنے ساتھ لے کر جنت میں جائیں گے۔

شفاعت کن لوگوں کے لیے ہوگی؟

اب یہاں ایک نکتہ اور بھی سمجھنے والا ہے کہ کون سے دس بندوں کی شفاعت ہوگی۔ تو علما نے ایک بات لکھی کہ جب بھی کوئی بچہ چہیدا حافظ بنتا ہے نا۔ عام طور پہ اس کے قریبی رشتہ داروں میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ تو وہ ہوتے ہیں جو اس کے اس کام سے خوش نہیں ہوتے، وہ اس کو Discourage (مایوس) کرتے ہیں۔ اس کو ڈانٹ کرتے ہیں کہ کیا تم مولوی بن رہے ہو؟ کیا تم مدرسے جا رہے ہو؟ کیا تم یہ کر رہے ہو؟ وہ بچے کو ڈسکریج کرتے رہتے ہیں۔ ماں باپ کو بھی کہتے ہیں اس کو انجینئر بناتے، ڈاکٹر بناتے، پائلٹ بناتے، ایم بی اے پڑھاتے، یہ کرتے، وہ کرتے، تم نے کدھر ڈال دیا۔ اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو اس بات پر خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ بچے کو پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں، محبت کرتے ہیں، اس کی ہمت بڑھاتے ہیں، اس کو دعائیں دیتے ہیں، اس کو Moral Support (اخلاقی حمایت) دیتے ہیں۔

لہٰذا قیامت کے دن وہ تمام لوگ جو اس بچے کو Discourage (حوصلہ شکنی) کرتے تھے وہ اپنے آپ کو اس کی شفاعت کے حق سے محروم کر لیں گے۔ بچے کی شفاعت ان گناہ گاروں کے بارے میں ہوگی جو بچے کو سپورٹ کرتے تھے، اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے دعائیں کرتے تھے، اس کو کہا کرتے تھے تم اچھا کام کر رہے ہو۔ ان میں سے اگر کوئی بندے جہنم میں جانے والے ہوں گے، یہ بچہ ان کی شفاعت کر کے ان کو جنت میں لے جائے گا۔ اس لیے جب بھی دیکھیں کہ کوئی بچہ حافظ بن رہا ہے، ہمیشہ اس کی سپورٹ کریں کہ بھئی! میں ایک کام نہیں کر سکا یہ کر رہا تو میں کوئی خیر کا کلمہ تو کہہ دوں۔ میں کم از کم یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ بچے تم بہت اچھا کام کر رہے ہو، اللہ تمہیں خوش رکھے، اللہ تمہیں سلامت رکھے۔ اللہ تمہارے لیے آسانی کرے۔ دو بول بولیں گے، بچے کا دل خوش ہو جائے گا۔

تو ایک تو یہ اصول بنالیں کہ ہمیشہ جب بھی پتہ چلے کہ کوئی بچہ حافظ بن رہا ہے، کوئی بچی حافظ بن رہی ہے، ہمیشہ اس کو مارل سپورٹ کریں۔ کیا پتہ ہمارا یہی عمل قیامت کے دن ہماری بخشش کا سبب بن جائے۔ یا وہ لوگ جو حفظ کے مدارس کے ساتھ تعاون کر رہے ہوتے ہیں، کاروباری لوگ ہوتے ہیں، تاجر لوگ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہوتا ہے اور وہ اپنے اس مال کے ذریعے ایسے مدارس کو چلانے میں مددگار ہوتے ہیں۔ یہ یقیناً وہ لوگ ہوں گے جن کے لیے قیامت کے دن قرآن پاک کی شفاعت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی ان کے اوپر رحمت کی نظر ہوگی۔

ڈیٹا محفوظ کرنے کے دو طریقے:

عام طور پر دیکھا ہے کہ آج کمپیوٹر پر کوئی کام کیا جائے تو اس کو محفوظ کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک ہوتی ہے ہارڈ کاپی اور ایک ہوتی ہے سوفٹ کاپی۔ ہارڈ کاپی تو یہ ہوتی کہ آپ نے کمپیوٹر پر کوئی فائل لکھی پھر پرنٹر سے اس کو پرنٹ کر کے فائل میں کاغذ لگا کے رکھ لیا، یہ ہارڈ کاپی کہلاتی ہے۔ اور سوفٹ کاپی یہ ہوتی ہے کہ آپ نے جو کام کیا اس کو آپ نے ہارڈ ڈسک کے اندر یا سی ڈی کے اندر ٹرانسفر کر دیا، یہ سوفٹ کاپی بن گئی۔ تو عام طور پر ڈیٹا کو دو طرح سے محفوظ کیا جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اللہ رب العزت نے بھی چودہ سو سال پہلے سے ہی قرآن مجید کو دو طرح سے محفوظ کروایا۔ ایک قرآن مجید کی ہارڈ کاپی اور ایک سافٹ کاپی۔

قرآن پاک کی سوفٹ کاپیز

چنانچہ آپ ﷺ کا قلب مبارک قرآن مجید کی سوفٹ کاپی تھی اور امت میں صحابہ کرام نے جو قرآن مجید کو حفظ کیا، حافظوں کے دل اور حافظات کے دل اللہ تعالیٰ کے قرآن کی سوفٹ کاپی ہیں۔ یہ ڈسکس ہیں، یہ سی ڈیز ہیں جن کے اوپر اللہ کا کلام محفوظ ہوتا ہے۔ یہ چلتے پھرتے جہاں چاہتے ہیں کھڑے ہو کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ! ڈیٹا Retrieve (ظاہر) ہو جاتا ہے۔ اللہ کی یہ شان ہوتی ہے۔

صحابۂ کرام کا شوقِ قرآن:

چنانچہ نبی علیہ السلام قرآن مجید کے سب سے پہلے حافظ تھے۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حفظ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بہت ہی تعداد ایسی تھی جنہوں نے قرآن مجید کو مکمل حفظ کیا اور کچھ حصہ تو سب صحابہ کو یاد تھا۔ اس لیے وہ رات کی تنہائیوں میں قرآن مجید کو پڑھا کرتے تھے۔ انہیں مزہ آتا تھا، لطف آتا تھا۔

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ﴾ (المائدۃ: ۸۳)

قرآن سنتے تھے آنکھوں سے آنسو نکلتے تھے، یہ قرآن ان کے دلوں کو گدگدا دیتا تھا۔ ان کے دل کے تار چھیڑ دیتا تھا۔ ان کا دل چاہتا تھا کہ ہم قرآن مجید کو پڑھتے ہی رہیں۔ جیسے بچے کے منہ سے فیڈر نکالیں تو اس کا کیا حال ہوتا ہے؟ روتا ہے، جھنجلاتا ہے، چلاتا ہے، کیوں فیڈر نکالا؟ ایسے ہی ان کا دل نہیں چاہتا تھا کہ ہم قرآن پڑھنا روک دیں یا چھوڑ دیں۔ چنانچہ تیر لگ رہے ہیں، سورۃ کہف پڑھ رہے ہیں اور کہہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے ہیں کہ مجھے اگر فرض منصبی میں کمی کا خوف نہ ہوتا میں تیروں پہ تیر تو کھاتا رہتا سورۃ کہف کو مکمل پڑھے بغیر سلام نہ پھیرتا۔ اتنا ان کو مزہ اور لطف آتا تھا۔

چنانچہ صحابہ کرام میں قرآن مجید کے حفاظ موجود تھے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حافظ تھے، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حافظ تھے۔ کیسے حافظ تھے؟ سبحان اللہ! ایک مرتبہ بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو یہ خاموش ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قرآن پڑھو! اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قرآن پاک آپ پہ اتارا گیا، میں آپ کے سامنے پڑھوں؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہاں پڑھو! تو ان کو Feel (احساس) ہوا کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی علیہ السلام کو اشارہ ہوا ہے۔ تو جیسے ہی انہیں محسوس ہوا تو انہوں نے آگے سے پوچھا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!

((آللّٰهُ سَمَّانِي))

کیا اللہ نے میرا نام لے کر کہا ہے؟

تو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((نَعَمْ اَللّٰهُ سَمَّاكَ)) (بخاری رقم ۳۹۶۸)

اللہ ہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لے کر کہا

کہ ابن کعب سے کہو کہ قرآن سنائے۔ محبوب! آپ بھی سنیں گے اور میں پروردگار بھی سنوں گا۔ کیا وہ قرآن پڑھتے ہوں گے!

اسی حدیث پاک میں آتا ہے کہ جیسے کوئی گانے والی مغنیہ گانا گاتی ہے تو جتنے شوق سے لوگ اس کے گانے کو سنتے ہیں، اس سے زیادہ توجہ اور محبت کے ساتھ اللہ رب العزت اپنے قرآن پڑھنے والے بندے کا قرآن کریم سنتے ہیں۔

فرشتوں کا شوقِ تلاوت:

جب حافظ قرآن پڑھتا ہے تو فرشتے اس کی طرف دوڑ کے آتے ہیں۔ حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

جبرئیل علیہ السلام فرشتوں میں سے وہ ہستی ہیں جن کو قرآن مجید پڑھنے کی اللہ تعالیٰ نے سعادت عطا فرمائی۔ باقی فرشتے قرآن پڑھ نہیں سکتے۔ یہ فقط انسانوں کی تلاوت سن سکتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک بندہ جو خود پڑھ نہ سکتا ہو تو جب اسے سنتا ہے تو اس کو زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے۔

چنانچہ جیسے ہی کوئی قرآن مجید پڑھنا شروع کرتا ہے تو اللہ کے فرشتے اس کے اوپر آتے ہیں حتیٰ کہ اس کے اوپر تانتا بندھ جاتا ہے، آسمان تک ان کا سلسلہ لگ جاتا ہے۔ اللہ کا کلام سننے کے لیے آجاتے ہیں، حتیٰ کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ قریب ہوتے ہوتے اس حافظ قرآن کے اتنے قریب آجاتے ہیں کہ اس کے لبوں پہ منہ پر برکت کے لیے اپنا منہ رکھ دیتے ہیں۔ یعنی فرشتے بھی اس کے منہ کو بوسے دیتے ہیں کہ اس منہ سے قرآن نکل رہا ہے، اللہ کا کلام نکل رہا ہے۔

چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں قرآن پڑھ رہے ہیں، چھوٹا سا صحن ہے، چارپائی ہے۔ بیٹا لیٹا ہوا ہے، قریب گھوڑا بندھا ہوا ہے، طبیعت مچل رہی ہے، دل چاہتا ہے کہ ذرا میں بلند آواز میں جہر سے قرآن پڑھوں لیکن جب یہ ذرا جہر سے قرآن پڑھتے ہیں، تو گھوڑا بدکتا ہے اور یہ ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ میرے بچے کو نقصان نہ پہنچا دے، لات ہی نہ مار دے بچے کو تو پھر آہستہ پڑھتے ہیں، پھر طبیعت مچلتی ہے، پھر اونچا پڑھتے ہیں پھر گھوڑا بدکتا ہے، پھر آہستہ پڑھتے ہیں۔ ساری رات اسی کاروائی میں گزر گئی۔ جب انھوں نے سلام پھیرا تو آسمان کی طرف دیکھا تو انہیں کچھ روشنیاں نظر آئیں جو ان کے سر سے دور پیچھے آسمانوں کی طرف واپس جا رہی تھی۔

ان روشنیوں کو دیکھ کر حیران ہوئے، صبح نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! رات میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: جن کو تم نے روشنیوں کی شکل میں دیکھا وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے،

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارا قرآن سننے کے لیے آسمان سے اتر آئے تھے۔ اگر تم قرآن پڑھتے رہتے آج مدینہ کے لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھ لیتے۔ تو یہ قرآن مجید ایسی نعمت ہے" اللہ اکبر"

امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے منہ کی خوشبو:

قرآن مجید کے ایک قاری گزرے ہیں امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ ان کے منہ سے بہت خوشبو آتی تھی۔ مشک وعنبر کی بھی اتنی خوشبو نہیں ہوتی ہوگی جو ان کے منہ سے آتی تھی۔ سب لوگ بڑے حیران ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے کہا: حضرت! آپ کون سی خوشبو منہ میں رکھتے ہیں؟ ایسی خوشبو تو کبھی سونگھنے میں نہیں آئی، بندہ حیران ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ واللہ میں تو کوئی خوشبو منہ میں نہیں رکھتا۔ انہوں نے کہا: مگر حضرت اتنی خوشبو کیسے آتی ہے؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ عاصم تم قرآن اتنا شوق سے پڑھتے ہو، زندگی اس میں لگا دی ہے، آؤ میں تمہارے لبوں کو بوسہ دوں۔ خواب میں نبی علیہ السلام نے میرے لبوں کو جب سے بوسہ دیا اس وقت سے میرے منہ میں خوشبو آرہی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فوج کو حکم:

یہ اللہ کا کلام ہے، اس کی سافٹ کا پیز تمام حفاظ ہیں، مرد ہوں یا عورتیں ہوں، بچے ہوں یا بچیاں ہوں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو دلوں کے اندر محفوظ کر لیا۔ تو یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے کہ اس کو یاد کر لینا بھی اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیا۔ اسی لیے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مستقل ایک آرڈر دیا تھا اپنے ایک امیر لشکر کو کہ جب تمہاری ایکٹیوٹی ذرا Slow (کم) ہو جائیں یعنی معمول پر آ جائیں تو تم اپنے فوجیوں کو کہو کہ وہ اللہ کے کلام کو یاد کریں۔ چنانچہ ہزاروں صحابہ اس آرڈر کے بعد پورے

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کے حافظ بنے۔ تو یہ سلسلہ وہاں سے آگے چلا، پھر تابعین بنے، تبع تابعین بنے، یہ سلسلہ اوپر والوں سے نیچے چلتا چلا آیا، آج بھی شاگرد اپنے استادوں سے قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں اور پوری دنیا میں الحمد للہ لاکھوں کی تعداد میں حفاظ موجود ہیں۔

بچوں کی مدتِ حفظ:

عام طور پر ایک بچہ دو سال سے تین سال کی مدت میں قرآن مجید حفظ کر لیتا ہے۔ Average (متوسط) بچہ اتنا ٹائم لیتا ہے۔ اگر اچھا ٹائم دے شوق و ذوق ہو تو کوئی دو سال میں کر لیتا ہے کوئی تین سال میں کر لیتا ہے، کوئی دو سے بھی کم میں کر لیتا ہے۔ ایسے بھی بچے ہوتے ہیں جو ڈیڑھ سال میں حافظ بن جاتے ہیں، کچھ ایک سال میں حافظ بن جاتے ہیں۔ وہ بچے بھی ہوتے ہیں جو ایک سال سے بھی کم میں حافظ بن جاتے ہیں۔

سات مہینے میں حفظ:

چنانچہ ہمارے بچیوں کے جامعہ میں داخلہ لینے کے لیے ایک لڑکی آئی اور وہ ڈبل ایم اے تھی۔ ایم اے جغرافیہ اور ایم اے کیلیگرافی، ڈبل ایم اے کیا ہوا تھا۔ کہنے لگی کہ حافظ بننا ہے تو جو منتظم تھی انہوں نے ان سے کہا: حفظ کی بچیاں تو چھوٹی عمر کی ہوتی ہیں۔ آپ اکیلی بڑی عمر کی بچی عجیب محسوس کرو گی تو بہتر یہ ہے کہ آپ بخاری شریف پڑھنے والی جو عالمات فاضلات کی کلاس ہے، اس میں داخلہ لیں۔ وہ کہنے لگی کہ جی میں بعد میں داخلہ لے لوں گی۔ دل میں حفظ کا بہت شوق ہے میں پہلے حافظ بننا چاہتی ہوں۔ اس کے شوق کو دیکھ کر انہوں نے داخلہ دے دیا۔ سات مہینے کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ جو ایک بچی آئی تھی، ڈبل ایم اے، آج سات مہینے گزرے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اس نے قرآن مجید کو مکمل حفظ کر لیا ہے۔ اللہ کی شان سات مہینے سے بھی کم میں واقعات موجود ہیں۔ بعضوں نے چار مہینے میں کر لیا، بعضوں نے تین مہینے میں بھی کر لیا۔

ایک مہینے میں حفظ:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حج پر تشریف لے گئے آپ کے ساتھ بہت سے علما اور طلبا تھے لیکن اللہ کی شان ان میں پورا حافظ قرآن کوئی بھی نہیں تھا۔ ادھر سے رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا، حضرت نے فرمایا کہ بھئی! یہ بھی اچھا نہیں لگتا کہ اتنے بڑے بڑے علما ہوں اور وہ آخری سورتوں کے ساتھ قرآن پڑھ رہے ہوں۔ چنانچہ حضرت کیا کرتے کہ روزانہ دن میں ایک ایک پارہ یاد کر لیتے اور رات کو تراویح میں سنا دیتے۔ ادھر رمضان مکمل ہوا، ادھر ان کا قرآن مکمل ہو گیا۔ ۳۰ دن میں قرآن مجید یاد کر لیا۔

ایک ہفتے میں حفظ:

تیس سے بھی کم وقتوں میں حفظ کرنے کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ ایک بڑے باپ کے نواب کے بیٹے تھے، بہت خوبصورت تھے، ذہین تھے، جب ان کے والد ان کو لے کر آئے کہ جی میرے اس بچے کو آپ علم پڑھانے کے لیے قبول فرمائیں۔ حضرت نے ان کو اپنی شاگردی میں قبول کر لیا۔ پوچھا کہ بچے کیا قرآن مجید کے حافظ ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں، تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے ہاں علم پڑھنے کے لیے حافظ ہونا شرط ہے۔ Prequalification (تعلیمی اہلیت) ہے میرا شاگرد بننے کے لیے۔ لہٰذا قرآن پاک کو حفظ کر کے پھر آنا۔ تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے۔ ٹھیک ایک ہفتہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد دوبارہ آ گئے، حضرت! اپنا شاگرد بنا لیجیے۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہیں کہا تھا کہ حفظ کر کے آنا۔ کہا کہ حضرت میں قرآن مجید حفظ کر کے ہی آپ کے پاس آیا ہوں۔ سبحان اللہ، ایک ہفتہ میں قرآن مجید حفظ مکمل کر لیا۔

تین دنوں میں حفظ:

اور مفتی تقی عثمانی صاحب کی ایک کتاب ہے "تراشے"۔ اس میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ چند بڑے بڑے علما بیٹھے ہوئے تھے۔ تذکرہ چھڑ گیا کہ فلاں عالم بھی ہے حافظ بھی ہے، فلاں فقط عالم ہے، تو ان میں سے ایک آدمی تھا اس کا نام تھا ہشام کلبی، اس کے بارے میں کہا کہ یہ عالم تو بہت بھاری ہے مگر حافظ نہیں ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ اچھا مجھے مکمل حافظ ہونا چاہیے۔ وہیں بیٹھے بیٹھے میں نے حفظ کا ارادہ کر لیا اور تیسرے دن میں پورے قرآن مجید کا حافظ بن چکا تھا۔ ایسی بھی مثالیں موجود ہیں۔

اب دیکھیے کہ اتنی بڑی کتاب صرف تین دن میں حفظ، یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے ادھر سے کمانڈ گئی اور ڈیٹا ٹرانسفر ہونے میں چند سیکنڈ لگ جاتے ہیں۔ یہ کوئی ایسا ہی سلسلہ بنا، اللہ نے پورے قرآن کو ٹرانسفر ہی کر دیا۔

کم عمری میں حفظِ قرآن کی مثالیں:

اچھا یہ بھی عجیب بات ہے کہ مختلف عمر کے لوگوں سے قرآن مجید حفظ کیا۔ یہ نہیں ہے کہ صرف بچوں نے کیا یا جوانوں نے کیا یا بوڑھوں نے کیا، نہیں ہر عمر کے بندے نے قرآن حفظ کیا۔ چنانچہ ایسی بھی مثالیں ہیں کہ نوجوان حافظ بنے۔ کوئی بیس سال میں بنا، کوئی تیس سال میں، کوئی چالیس سال میں، کوئی پچاس میں۔ مگر چھوٹی عمر کی بھی مثالیں ہیں: ہمارے ہاں عام طور پر بچے دس سال گیارہ سال کی عمر میں قرآن

www.besturdubooks.wordpress.com

مجید کے مکمل حافظ بن جاتے ہیں۔ بہترین عمر یہی ہوتی ہے۔ بچے کو پہلی پانچ کلاسیں سکول کی پڑھائی جائیں تاکہ اس کے اندر تھوڑی سمجھ بوجھ آجائے اور پھر اس کو قرآن مجید کا حافظ بنایا جائے۔ تو وہ بچہ ڈیڑھ سال میں دو سال میں قرآن مجید کا مکمل حافظ بن جاتا ہے۔ کئی جگہوں میں ترتیب یہ ہے کہ سکول کی تعلیم کے ساتھ ہی حافظ بنا دیتے ہیں۔ جیسے بھی ترتیب ہو بہر حال یہ بہترین عمر ہوتی ہے قرآن مجید یاد کرنے کی۔ سات سال کی عمر میں بھی بچے قرآن حفظ کر لیتے ہیں۔ پچھلے سال اجتماع پر ایک حافظہ بچی نے پڑھا، اس کی عمر سات سال پوری بھی نہیں تھی، پورے سات سال عمر تھی۔ وہ اتنی چھوٹی تھی کہ جب ہم نے اس کو میز پہ کھڑا کیا تو ہمارے بعض پٹھان بھائی کہنے لگے کہ یہ گڑیا قرآن مجید پڑھنے والی کہاں سے آگئی۔ وہ سمجھتے تھے کہ کوئی پلاسٹک کی گڑیا قرآن مجید پڑھ رہی ہے۔ اتنی چھوٹی بچی تھی اور وہ حافظہ بن گئی۔

اس سے بھی کم عمر کی مثالیں موجود ہیں۔ ہارون الرشید کے دور میں ایک بچے کو اس کے والد لے کر آئے جس بچے کی عمر پانچ سال تھی اور وہ قرآن مجید کا حافظ تھا۔ اتنا چھوٹا بچہ تھا کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ جب والد نے کہا کہ بیٹا قرآن پڑھو! تو وہ ضد کرنے لگا کہ ابو! میرے ساتھ وعدہ کریں کہ گڑ کی ڈلی لے کر دیں گے تو میں قرآن پڑھوں گا۔ اس زمانے کی چیونگم کینڈی یہی کچھ ہوتا تھا، گڑ ہوتا تھا، اس نے کہا کہ ابو وعدہ کریں۔ اس نے کہا: ہاں بیٹے! میں گڑ لے کر دوں گا۔ تو اس وقت اس نے پڑھنا شروع کیا۔ ہارون الرشید خود بھی حافظ تھا، اس نے مختلف جگہوں سے اس سے قرآن پاک سنا، اللہ کی شان بچے نے ہر جگہ سے صحیح قرآن پاک سنا دیا۔ تو پانچ سال کی عمر میں بھی بچے حافظ بن جاتے ہیں۔

بڑی عمر میں حفظِ قرآن:

بڑی عمر کو دیکھیں، تو ماشاءاللہ! پکی عمر میں بھی لوگ حافظ بنے، کوئی پچاس سال

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بنا، کوئی ساٹھ میں بنا۔ ہمارے اپنے تعلق والے ایک صاحب ہیں، انہوں نے ایک مرتبہ جب قرآن مجید مکمل کیا تو مجھے حکم دیا کہ جی آپ نے دستار بندی کے لیے آنا ہے۔ حاضر ہو گیا۔ اللہ کی شان کہ جب ان کی دستار بندی کا وقت آیا تو میں نے ان کی طرف دیکھا۔ ان کے سر کے بال کے بھی سفید تھے، داڑھی کے بھی سفید تھے، مونچھوں کے بال بھی سفید تھے اور بھنوؤں اور پلکوں کے بال اور یہ جو کلائیوں پر بازو بال ہوتے ہیں یہ بھی سفید تھے۔ ان کے پورے جسم پر کوئی کالا بال نظر نہ آتا تھا۔ شاید نوے کے قریب ان کی عمر تھی، اس عمر میں اللہ نے اس کو قرآن کا حافظ بنا دیا۔ تو پانچ سال کی مثالیں بھی موجود اور نوے سال کی مثالیں بھی موجود "اللہ اکبر کبیرا"۔

مستورات میں حفظ قرآن:

اور یہ کام جیسے مردوں نے کیا، ایسے عورتوں نے بھی کیا۔ اللہ کی وہ نیک بندیاں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو بھرا وہ بھی قرآن پاک کی حافظہ بنیں سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا حفصہ رضی اللہ عنہا یہ قرآن مجید کی پہلی مکمل حافظہ تھیں۔ امہات المومنین میں سے پھر اس کے بعد اور صحابیات بھی بنتی گئیں، یہ سلسلہ مستورات میں بھی چلا۔ الحمد للہ اس وقت بھی بنات کے ان گنت مدارس ہیں جہاں بچیاں اللہ کے قرآن کی حافظات بن رہی ہیں۔ ہمارا مشاہدہ اور تجربہ یہ ہے کہ ایک بھائی اور ایک بہن ایک ہی وقت میں قرآن حفظ کرنا شروع کریں تو بھائی کی نسبت بہن پہلے کر لیتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بچیوں میں Concentration (یکسوئی) زیادہ ہوتی اور بچوں کے اندر Frestation (انتشار) زیادہ ہوتی ہے، یہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ جبکہ بچیاں اپنا وقت ضائع نہیں کرتیں اسی لیے عام طور پر حفظ میں بچیاں بچوں سے زیادہ آگے نکل جاتی ہیں۔ چنانچہ اس امت میں جس طرح قراء گزرے ہیں اسی طرح قاریات بھی گزری ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حفصہ بنت سیرین کا شوق قرآن:

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر کا علم دیا تھا۔ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ان کی ایک کتاب تعبیر الرؤیا بہت معروف ہے۔ ان کی ایک بہن تھی حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا یہ تابعین میں سے تھیں۔ تو حفصہ بنت سیرین قرآن پاک کی حافظہ بھی تھیں قاریہ بھی تھیں۔ قرآن پاک کی انہوں نے پینتیس سال خدمت کی، وہ کیسے کہ اپنے گھر کے اندر انہوں نے چھوٹی سی مسجد بنائی ہوئی تھی جس کو مسجد بیت کہتے ہیں۔ وہ اعتکاف کی نیت سے پینتیس سال وہاں رہی فقط ضرورت کے لیے مسجد سے باہر آتی تھی ورنہ وہیں رہتی تھیں۔ بچے بچیوں اور عورتوں کو اللہ کا قرآن سکھاتی تھی اور جب فارغ ہوتی تھی تو اپنا وقت اللہ کی عبادت میں گزار دیا کرتی تھی۔ چنانچہ ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ تابعین میں تمہاری نظر میں سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری نظر میں حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا تو پوچھنے والے نے کہا کہ کیا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ان کو فضیلت دے رہے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں حفصہ میں وہ خوبیاں دیکھتا ہوں کہ میں ان کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فضیلت دینے کے لیے تیار ہوں۔ اس سے اندازہ لگا لیجیے کہ وہ کس درجے کی حافظہ قاریہ اور نیک خاتون تھی۔ کئی مرتبہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید پڑھتے ہوئے کسی لفظ کی ادائیگی میں تھوڑا متردد ہوتے تو بچے کو بھیجتے تھے کہ جاؤ اور میری بہن حفصہ سے پوچھ کر آؤ کہ یہ لفظ کیسے پڑھتا ہے اور جیسے وہ پڑھتی تھی اسی طرح محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے۔

ان کے بارے میں آتا ہے کہ رات ہوتی تھی اور عشاء کے بعد دو رکعت کی نیت باندھتی تھیں اور پوری رات اللہ کا قرآن پڑھنے میں گزار دیتی تھیں۔ ان کی ایک باندی تھی، وہ عقل کی پوری کی پوری تھی۔ ایک دن ہمسائے کے گھر گئی تو ہمسائیوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا کہ بتاؤ تمہاری مالکہ کا کیا حال ہے؟ تو وہ بیچاری بات تو پوری سمجھ نہیں تھی، کہنے لگی کہ ٹھیک ہے۔ پوچھا کہ بتاؤ! کیسے اس کے دن رات گزرتے ہیں؟ کہنے لگی کہ پتہ نہیں بیس سال مجھے ان کی خدمت کرتے ہو گئے ہیں روز دیکھتی ہوں عشاء کا وقت ہوتا ہے تو وہ دو رکعت نیت باندھ لیتی ہیں اور رونا شروع کر دیتی ہیں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ آخر ان سے کون سا ایسا گناہ سرزد ہوا کہ بیس سال رونے کے بعد بھی معاف نہیں ہوا۔ تو ایسی بھی اللہ کی نیک بندیاں تھی کہ جن بیس سال ان کی راتیں اللہ تعالیٰ کے قرآن کی تلاوت میں گزر گئی۔ تو جیسے مردوں نے قرآن مجید کو حفظ کیا اسی طرح عورتوں نے بھی قرآن مجید کو حفظ کیا۔ تو یہ قرآن مجید کی سوفٹ کاپی ہیں۔

ضبطِ حفظ کی عجیب وغریب مثالیں:

بعض لوگوں کے اندر ایسی بات ہوتی ہے کہ واقعی قرآن مجید کو انہوں نے صحیح معنوں میں ضبط کیا ہوتا ہے۔

🞊...... چنانچہ ہم ایک مرتبہ رمضان مبارک میں مری گئے تو وہاں پر ایک جگہ ایک قرأت کانفرنس ہوتی ہے۔ وہاں ہمیں بتایا گیا کہ یہاں ایک ایسا مصلّی ہے، چھتیس سال سے وہاں تراویح پڑھائی جا رہی ہیں، چھتیس سال میں ایک مرتبہ بھی امام کو وہاں لقمہ دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ حافظ ہی ایسے کھڑے کیے جاتے ہیں کہ جن حفاظ کو پیچھے سے لقمہ دینے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، ایسا قرآن مجید یاد ہوتا ہے۔

🞊...... چنانچہ حضرت قاری فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے، ایک شاگرد آیا انہوں نے پوچھا کہ بتاؤ بھئی تمہیں قرآن مجید صحیح یاد ہے یا نہیں؟ وہ کہنے لگا: حضرت! یاد تو بہت اچھا ہے البتہ جہاں وقف آتا ہے وہاں آخری لفظ پر کہیں کہیں متشابہ لگ جاتا ہے۔ جیسے ﴿بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ ہے یا بَصِيْرًا۔ یا کہیں پر تَعْمَلُوْنَ ہے یا يَعْمَلُوْنَ آخری لفظ کے اوپر مجھے متشابہ لگ جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: اچھا! میں

تمہیں سناؤں کہ ہر آیت کا آخری لفظ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ سنائیں۔ تو حضرت نے فقط آخری آخری لفظ پڑھنا شروع کر دیا مثلاً ﴿الْعٰلَمِیْنَ ...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحِیْمِ﴾ ...... اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک ایک حرف پڑھتے پڑھتے الم سے شروع کر کے والناس تک پورا قرآن شریف ختم کر دیا۔ ایسے لگتا ہے جیسے سکرین پر ان کے سامنے قرآن پاک لکھا ہوا ہے وہ آنکھوں سے دیکھ کے پڑھتے جا رہے ہیں۔ ایسے بھی قرآن مجید کے حافظ موجود ہیں۔

○ ..... چنانچہ ہمارے ایک تعلق والے دوست ہیں، عالم ہیں، ان کی والدہ ہمارے ساتھ حج میں تھیں۔ وہ قرآن مجید کی عاشقہ ہیں، بوڑھی عورت ہیں، مگر اللہ نے ان کے دل میں قرآن مجید کی عجیب محبت بھری ہے۔ اتنی پکی حافظہ ہیں کہ ان کو حیرانی ہوتی ہے کہ لوگ قرآن مجید بھولتے کیسے ہیں؟ وہ اس پر ایک مرتبہ حیران ہو رہی تھیں۔ کہنے لگیں کہ اچھا! قرآن مجید بھولتے ہیں؟ یہ ان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ قرآن مجید میں بھول کیسے ہو جاتی ہے؟ اتنی قرآن مجید کی اتنی پکی حافظہ ہیں۔

○ ..... ہمیں ایک مرتبہ ایک صاحب سے ملنے کا موقع ملا، ایک تقریب تھی، نکاح تھا، اس میں اکٹھے ہوئے تو کسی نے کہا کہ جی یہ قاری صاحب ہیں، قرآن مجید کے کمپیوٹر ہیں۔ مجھے عجیب سی بات لگی کہ پتہ نہیں کہ لوگوں کے دماغوں کو کیا ہو گیا ہے؟ ہر بات میں کمپیوٹر کا لفظ ضرور گھسا دیتے ہیں، یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ پکے حافظ ہیں، بڑے قاری ہیں، یہ کیا کہ جی قرآن مجید کے کمپیوٹر ہیں۔ خیر جب محفل ختم ہوئی تو ان کے قریب محفل کے چند دوسرے حفاظ اکٹھے ہو گئے۔ ہمارا بھی پہلا موقع تھا ان کے ساتھ، چنانچہ ہم بھی قریب آ گئے اور پھر ہم نے واقعی ہی محسوس کیا کہ وہ قرآن مجید کے کمپیوٹر تھے۔ وہ کیسے؟ حفاظ جب عام طور پر ایک دوسرے سے کچھ پوچھنا ہوتا ہے تو یہ پوچھتے ہیں اچھا بھئی فـــــکیف اس لفظ سے آگے آیت پڑھو اب کیف تو کتنی جگہوں پر آ گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فتکون سے آگے پڑھو! تو پھر آیت آگے پڑھنی ہوتی ہے۔ اس طرح یہ ایک دوسرے کا ٹیسٹ لیتے ہیں۔ تو یہ تو آسان ٹیسٹ ہے، اکثر لوگ لے لیتے ہیں۔ فتکون سے مختلف آیتیں پڑھ لیتے ہیں مگر وہاں تو معاملہ کچھ اور تھا۔

ایک صاحب نے پوچھا کہ اچھا جی فتکون کا لفظ کہاں ہے؟ انہوں نے آیت نہیں پڑھی۔ قاری صاحب نے فتکون کا لفظ سنتے ہی کہنے لگے: فلاں پارے فلاں سورۃ کی فلاں نمبر آیت کے اندر ہے، پھر فلاں پارے فلاں سورۃ کی فلاں آیت کے اندر ہے، وہ آیتوں کے نمبر بھی بتا رہے تھے۔ اچھا چند لوگوں کے پاس قرآن پاک تھے، وہ اس کو دیکھ تصدیق کر رہے تھے کہ واقعی جو آیات کا نمبر وہ بتا رہے تھے اسی آیت میں وہ لفظ موجود ہوتا تھا۔ میں نے کہا یا اللہ قرآن مجید کے حافظ تو بڑے بڑے دیکھے تھے ایسا بندہ تو نہیں دیکھا کہ جس کو آیتوں کے نمبر تک بھی یاد تھے تو پڑھنے والے عاشقوں نے قرآن مجید کو ایسے بھی یاد کیا۔

کثرتِ تلاوت کی مثالیں:

اچھا جس طرح قرآن مجید کو اس طرح محفوظ کیا گیا کہ بغیر غلطی کے پڑھنے والے حفاظ بنے۔ اسی طرح کثرت سے تلاوت کرنے والے بھی بہت تھے، چنانچہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن مجید بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے، حتیٰ کہ ان کی شہادت بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ہوئی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت کثرت سے قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور یہ سلسلہ بعد میں بھی چلتا رہا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں ایک پارہ دن میں پڑھتے، اور ایک پارہ رات میں پڑھتے، یہ ہوگئے ساٹھ سیپارے اور تین پارے تراویح میں پڑھتے تھے۔ ہر رمضان المبارک میں تریسٹھ مرتبہ قرآن مجید مکمل پڑھا کرتے تھے۔ اتنا کثرت سے پڑھنے والے تھے۔ تو پڑھنے والوں نے اس کو خوب پڑھا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن کا فیض نسل در نسل:

بھئی یہ عشاق کا قافلہ ہے۔ اصل میں یہ حفاظ عشاق کی ایک جماعت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عاشق، اللہ تعالیٰ کے قرآن کے عاشق۔ اس میں عجیب وغریب قرآن کے عاشق ہیں، چنانچہ یہ کی لاہور کی بات ہے، ایک عالم تھے، انہوں نے ناشتے میں بلایا۔ کہنے لگے کہ حضرت! میرے والد قرآن مجید کے عاشق تھے۔ ہم نے کہا: بھئی! ہمیں بھی کچھ واقعات سناؤ! کہنے لگے کہ جی ایک مرتبہ کسی نے انہیں بتایا کہ اگر آپ دو سال روزانہ ایک قرآن مجید پڑھتے رہیں تو قرآن مجید کا فیض آپ کی آنے والی Generation (نسل) کے اندر جاری ہو جائے گا۔ کہنے لگے کہ میرے والد صاحب نے پڑھنا شروع کر دیا۔ روزانہ ایک قرآن مجید مکمل پڑھ لیتے، سردی بھی، گرمی بھی، صحت بھی، بیماری بھی، خوشی بھی، غمی بھی، دیس بھی، پردیس بھی، کتنے مختلف حالات ہوتے ہیں مگر انہوں پورے دو سال روزانہ ایک قرآن مجید مکمل کیا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں قرآن مجید اس طرح جاری کیا کہ آج میرے والد کے جتنے بیٹے اور جتنی بیٹیاں اور ان کے آگے جتنے بیٹے جتنی بیٹیاں سات سال سے اوپر کی عمر کے ہیں سب کے سب قرآن مجید کے حافظ ہیں۔ میرے والد کی نسل سے کوئی بچہ بچی ایسی نہیں جو سات سال سے اوپر ہو اور وہ قرآن پاک کا حافظ نہ ہو۔

ایک سوال کا امتحان:

ایک مرتبہ ہم سرحد کی طرف گئے تو وہاں ایک مدرسہ ہے جس میں گردان حفظ کو پکا کرنے والی بہت اچھی کرواتے ہیں۔ ہمارے اپنے تعلق والے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ بتائیں آپ کا طریقہ کار کیا ہے؟ انہوں نے تفصیل بتائی کہ ہم بچوں کو اس وقت سلاتے ہیں، اس وقت جگاتے ہیں، یہ کھلاتے ہیں، یہ سمجھاتے ہیں، ساری

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے ترتیب بنائی۔ جب میں نے سب سن لیا تو میں نے کہا کہ جی آپ پھر ان کا امتحان کیسے لیتے ہیں؟ کہنے لگے: بس ایک سوال پوچھتے ہیں، میں حیران ہوا کہ قرآن مجید کا حافظ بن کے امتحان دینا ہے اور ایک ہی سوال پوچھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا سوال پوچھتے ہیں؟ کہنے لگے کہ جی چار پانچ حفاظ اس کے گرد بیٹھ جاتے ہیں ہر ایک کے پاس قلم اور کاغذ ہوتا ہے اور ہر ایک نے الگ الگ اس کی غلطی کو نوٹ کرنا ہوتا ہے۔ الفاظ کی غلطی کہاں؟ حروف کی ادائیگی کی غلطی کہاں؟ یہاں غنہ نہیں کیا، یہاں مد ٹھیک نہیں کھینچی، فلاں نہیں کیا، صفات کا بھی خیال رکھتے ہیں، تجوید کا بھی اور ہر ایک اپنا اپنا لکھتا رہتا ہے۔ چار پانچ ممتحن اس کے گرد بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اس سے صرف ایک سوال پوچھتے ہیں، کون سا سوال پوچھتے ہیں؟ کہنے لگے کہ جی وہ پانچ حافظ ایک وقت میں بیٹھ کر اس بچے کو کہتے ہیں کہ بچہ ہمیں پورا قرآن سنا دو، بس ایک سوال کرتے ہیں اس سے کہتے ہیں کہ بچہ پورا قرآن سنا دو اس بچے کو "الم" سے لے کر "والناس" تک پورا قرآن پانچ استادوں کے سامنے پڑھنا ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے ایک بچے کو پیش کیا، وہ بچہ بھی ماشاء اللہ حافظ محمد دین کی عمر کا بچہ تھا، اسی قد و قامت کا۔ کہنے لگے: اس بچے نے دو دن پہلے امتحان دیا، جب ہم نے اسے کہا کہ بچہ قرآن سنا دو! تو اس نے الحمد للہ سے پڑھنا شروع کیا۔ ایسے اس نے پڑھا جیسے پانی پر کوئی چیز تیرتی جاتی ہے۔ سناتے ہوئے نہ کہیں اٹکا نہ بھولا، نہ کہیں متشابہ لگا، نہ کہیں لوٹایا۔ اس نے اس طرح الحمد سے والناس تک پورا قرآن پاک سنا دیا۔ تو آٹھ گھنٹے کے اندر آج ایک بچہ اللہ کے قرآن کو بیٹھ کر سنا دیتا ہے۔ جس طرح مردوں نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کیا، عورتوں نے بھی اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کیا، یہ کون تھے؟ یہ قرآن مجید کی حفاظت کا پیر تھیں اور اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دہریوں کے ملک میں حفاظت قرآن:

ہمارے ایک دوست تھے غالباً 1973ء کی بات ہے۔ اس زمانے میں ایک ایسا وقت آ گیا تھا کہ جب سوشلزم، دہریت، کمیونزم والے بڑے ایکٹو ہو گئے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ ایشیا سرخ ہے، کوئی کہتا تھا کہ ایشیا سبز ہے، وہ عجیب سا سلسلہ تھا۔ اس زمانے میں ہم یونیورسٹی میں تھے، ہمارے ایک دوست سٹیل مل کراچی کے اندر جاب کر رہے تھے۔ مل والوں نے ان کو رشیا بھیجا ٹریننگ حاصل کرنے کے لیے۔ وہ کہتے ہیں کہ جمعہ کا دن تھا میں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے مسجد دکھاؤ، میں مسجد میں جا کر نماز پڑھوں۔ لوگوں نے کہا کہ جی یہاں باقی مسجدیں تو بند ہیں بس ایک دو مسجدیں ٹورسٹ (سیاحوں) کے لیے کھلی ہوئی ہیں۔ آپ یہیں اپنی جگہ پر پڑھ لیں۔ میں نے کہا نہیں میرا دل کافی اداس ہے میں مسجد کے لیے جاتا ہوں مسجد میں۔ میں گیا، وہاں مسجد کا خادم ملا، میں نے کہا کہ مسجد کھولو! اس نے کہا: کہ جی کھول تو میں دیتا ہوں اگر آپ کو پولیس پکڑ کر لے گئی تو ذمہ دار میں نہیں ہوں گا۔ میں نے کہا: کہ مجھے پرواہ نہیں ہے۔ میں اپنے ملک میں بھی مسلمان تھا، یہاں بھی مسلمان ہوں، میں اگر اپنی نماز ادا کروں گا تو کون مجھے پکڑ سکتا ہے؟ میں مہمان ہوں، بھاگ کے تو نہیں آیا۔ کہنے لگے: کہ میں نے اذان دی، نماز پڑھی۔ قریب کے گھروں کے جو بچے تھے انہوں مجھے دیکھ لیا۔ انہوں نے اپنے گھر والوں کو جا کے بتا دیا، جب میں نماز پڑھ کے نکلنے لگا تو قریب سے چند مرد و عورتیں تھیں، وہ آئے، انہوں نے اشارہ کیا کہ آپ ہمارے پاس چائے کی دعوت قبول فرمائیں۔ میرے پاس بھی وقت تھا، میں نے کہا: بہت اچھا۔ کہنے لگے کہ میں ان کے گھر چلا گیا تو انہوں نے کنڈی لگا لی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اب باہر کا بندہ کوئی نہیں تو وہ بڑے مطمئن ہو گئے کہ چلو سب اپنے ہیں، اب کوئی اجنبی جنس والا نہیں جو شکایت لگا کر مصیبت کھڑی کرے گا۔ کہنے لگے کہ انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کھانا کھلایا، چائے پلائی۔ پھر پاکستان کے بارے میں، مسلمانوں کے بارے میں باتیں پوچھنے بیٹھ گئے۔ اب صورت حال ایسی تھی کہ جہاں میں بیٹھا تھا میرے آگے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، ان کے پیچھے مرد تھے اور مردوں کے پیچھے گھروں کی عورتیں بھی تھیں۔ قدرتاً میرے دل میں خیال آیا میں نے آگے بیٹھے بچے سے پوچھا کہ بچے تم قرآن پاک پڑھنا جانتے ہو؟ اس نے سر ہلایا کہ ہاں میں جانتا ہوں، میں نے اپنی جیب سے چھوٹا قرآن مجید نکالا اور اس کے سامنے یوں کر کے کہا کہ اچھا یہاں سے پڑھو! اب وہ بچہ کبھی قرآن مجید کو دیکھتا ہے، کبھی مجھے دیکھتا ہے، میں نے کہا: کہ پڑھو نا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:۶)

جیسے ہی میں نے دو لفظ پڑھے تو بچے نے پڑھنا شروع کر دیا اور پڑھتا ہی جا رہا تھا۔ مجھے بڑی حیرانگی ہوئی کہ پہلے پڑھتا ہی نہیں تھا، اب پڑھنا شروع کیا تو رکتا ہی نہیں۔ میں نے اس کے والد سے پوچھا کہ یہ کیا مسئلہ ہے؟ تو اس کے والد نے کہا کہ جی بات یہ ہے کہ آپ لوگ خوش نصیب ہیں، مسلمان ہیں، مسلمانوں کا ملک ہے، آپ کے گھروں میں مسجدوں میں ہر جگہ پر اللہ کا کلام موجود ہے، جہاں چاہو بیٹھ کر پڑھو، کوئی روکنے والا نہیں۔ ہم جس ملک میں ہیں یہاں ہم گھروں میں نہیں رکھ سکتے، مسجدوں میں نہیں رکھ سکتے، اگر کسی کے ہاں سے ایک ورق بھی مل جائے تو اس گھر کے لوگوں کو پھانسی کی سزا ملتی ہے۔ چنانچہ ہم نے تو اپنے بچوں کو بھی قرآن پاک دکھایا بھی نہیں اور دیکھا بھی نہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ ہمارے جو پرانے حافظ تھے، جب انقلاب آیا تو ہم اپنے بچوں کو ان کے پاس شاگرد بنا کر بھیج دیتے تھے کہ یہ درزی ہیں اور ہمارا بچہ درزی کا فن سیکھے گا۔ استاد اس کو کپڑے سینا بھی سکھاتا اور ساتھ ساتھ نابینا بچے کی طرح دو دو تین تین آیتیں زبانی بتا دیتا۔ وہ بچہ زبانی یاد کر لیتا، چنانچہ زبانی سن کر یاد کرتے کرتے ایک وقت آ جاتا کہ بچہ قرآن پاک کا حافظ تو بن جاتا اس کو قرآن

www.besturdubooks.wordpress.com

پاک ناظرہ پڑھنا نہیں آتا تھا۔ اس لیے کہ دیکھا تو کبھی نہیں تھا۔ تو جب آپ نے پہلے دکھایا کہ بھی یہاں سے پڑھو تو اسے کیا پتہ، اس نے تو کبھی قرآن پاک دیکھا ہی نہیں... وہ کہنے لگے کہ میں حیران ہوا کہ لوگو! تم کاغذ پہ لکھے ہوئے قرآن پر تو پابندیاں عائد کر سکتے ہو، جو سینوں پر لکھا ہوا ہے تم اس پہ کیسے پابندی عائد کر سکتے ہو؟

مدارس..... قرآن مجید کے کاپی سنٹر:

یہ حفاظ قرآن مجید کی (Soft Copies) سوفٹ کاپیز ہیں۔ اسی لیے حافظ کا ہمیشہ احترام کرنا چاہیے، حافظ کو محبت کی نظر سے دیکھنا چاہیے، احترام کرنا چاہیے، وہ اللہ رب العزت کے کلام کو سینے میں لے کے پھر رہا ہوتا ہے اور حافظ کو بھی اپنے اس کلام کی قدر کرنا چاہیے۔

قرآن مجید کی سوفٹ کاپیز کو آج کل مدارس کے اندر بنایا جاتا ہے۔ کاپی سینٹر ہوتے ہیں نا جیسے فوٹو کاپی سینٹر ہوتے ہیں۔ تو یہ جو مدارس ہیں نا ان کا [illegible] نام ہے قرآن کا پی سنٹر کہ ایک بندے کو اللہ نے قرآن مجید کا حافظ بنا دیا تو وہ بیٹھ کر ماشاء اللہ دوسرے بچوں کے ذہن میں، دلوں میں، اس کو کاپی کر دیتا ہے۔ خوش نصیب [illegible] وہ لوگ جن کے گھروں میں کوئی بچہ بچی قرآن مجید کا حافظ ہو۔

قرآن مجید کی ہارڈ کاپی

اس امت میں قرآن مجید کو ایک اور انداز سے بھی محفوظ کیا گیا جس کو کہتے ہیں ہارڈ کاپی۔

کاتبین وحی:

چنانچہ نبی علیہ السلام پر جب وحی اترتی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے...

www.besturdubooks.wordpress.com

سو کے قریب حضرات تھے جو لکھنا جانتے تھے، وقتاً فوقتاً کبھی کوئی، کبھی کوئی جو بھی حاضر ہوتا آپ ان کو بلاتے اور ان کو یہ آیتیں لکھوا بھی دیتے تھے۔ تو اس کو بھی چمڑے کے اوپر اور کبھی لکڑی کے تختے کے اوپر کبھی کپڑے کے اوپر، ایسی چیزوں کے اوپر لکھ لیا جاتا تھا۔ یہ حضرات کاتبین وحی کہلاتے ہیں، وحی کو لکھنے والے۔ چنانچہ جب بھی وحی اترتی تھی اس کو باقاعدہ لکھوا دیا جاتا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ... جامع القرآن:

جب نبی علیہ السلام اس دنیا سے تشریف لے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین! جتنے پرچہ جات لوگوں کے پاس موجود ہیں آپ بہتر ہے کہ ان کو ایک جگہ پر اکٹھا کر کے اپنے کنٹرول میں لے لیں، اس سے پہلے کہ کوئی Misplace (ضائع) ہو جائے۔ قصہ مختصر یہ کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے، ان کے ساتھ کچھ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بنا دی جو سارے حفاظ تھے اور ان کے ذمے یہ کام لگایا کہ جو مختلف جگہوں پر پرچہ جات ہیں ان کو ایک جگہ پر اکٹھا کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان تمام چیزوں کو ایک جگہ پر یکجا کر دیا۔ اس لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے، قرآن مجید کو یکجا کرنے والے۔

سات سٹینڈرڈ نسخے:

پھر اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک وقت آیا کہ جب اسلام خوب چاروں طرف پھیلا، چوالیس ہزار مربع میل تک پھیلا ہوا تھا۔ انہوں نے کیا کیا کہ اس وقت چمڑے کے اوپر کھدائی کر کے اس کو لکھوایا اور اس کی سات کاپیاں بنوائیں، سات جلدیں بنوائیں اور سات مختلف ملکوں میں، علاقوں میں اس کو بھیجا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے، ہم نے تمہیں دیا ہے اب اس کو تم ریفرنس کاپی سمجھ کر اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مطابق آگے چلاتے رہو۔ چنانچہ یہ کاپی پوری دنیا میں پھیلی۔ آج بھی دنیا کے عجائب گھروں میں یہ کاپیاں موجود ہیں۔ چنانچہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا جو صحیفہ تھا آج کل تاشقند میں ایک مسجد ہے، اس کو تلہ شیخ کی مسجد کہتے ہیں۔ اس میں وہ ابھی بھی موجود ہے۔ اللہ اکبر۔

یہ جو کتابت کا سلسلہ تھا یہ بھی پھر چل پڑا۔ پھر کچھ لوگوں نے اپنے لیے قرآن مجید لکھنے شروع کر دیے۔ کچھ کاتب لوگ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خوشخطی دیتے ہیں انہوں نے مستقل قرآن مجید اپنے لیے دوسروں کے لیے لکھنا شروع کر دیے یہ کتنی لیبوریس کام تھا آج تو فوٹو کاپی کرو، پرنٹ کرو، کتنی آسانی ہے۔ اس وقت گھر کے اندر قرآن پاک رکھنے کے لیے پورے قرآن کو لکھوایا جاتا تھا۔

کتابتِ قرآن میں خواتین کی خدمات:

یہ کام بنین کی نسبت بنات نے زیادہ کیا، مردوں کی نسبت عورتوں نے زیادہ کیا۔ بچوں کی نسبت بچیوں نے زیادہ کیا۔ چنانچہ کیا ہوتا؟ ہر بچی پڑھ کے جب فارغ ہو جاتی تھی، ابھی اس کی شادی میں کچھ وقت ہوتا تو وہ کیا کام کرتی روزانہ گھر کے کام سے فارغ ہو کر وضو کر کے بیٹھ جاتی اور اپنے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ تیار کرتی، خوبصورت لکھتی، بہت محبت سے ایک ایک صفحہ لکھتے لکھتے جب پورا قرآن پاک وہ تیار کر لیتی تو اس کے والدین اس کی سنہری جلد بنوا دیتے۔ جب اس بچی کی شادی ہوتی تو جہیز میں اس بچی کو قرآن پاک ساتھ دیا جاتا۔ اس دور میں ہر بچی اپنے لیے قرآن مجید لکھتی تھی۔ چنانچہ بچیوں کے ذریعے ہر گھر میں قرآن پہنچنا شروع ہو گیا اور یہ امت میں پھیلتا چلا گیا۔

کتابت کے مختلف انداز:

لکھنے والوں نے قرآن مجید بھی خوب لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیے کہ سونا بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

لکھا، باریک بھی لکھا۔ چنانچہ ہم نے سمرقند کی ایک لائبریری میں قرآن مجید کو لوہے کی پلیٹوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ پلیٹیں تھی جیسے چار فٹ بائی آٹھ فٹ کی پلیٹ، پوری لوہے کی شیٹ ہیڈ سائز جتنی بڑی تھی اور چھت تک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ایک پلیٹ ایک صفحہ تھا۔ اور اس کے اوپر انہوں نے انگریو کیا ہوا تھا، یعنی پینٹ سے لکھنے کی بجائے اس کو کھودا گیا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ قرآن مجید کی کاپی کیسی؟ وہ کہنے لگے: جی دیکھیں کہ لوگوں کے ہاں ٹائم کا ایک سٹینڈرڈ ہوتا ہے۔ یہ گرین وچ ٹائم ہے، یہ فلاں ٹائم ہے، جس نے گھڑی ملانی ہو فلاں ٹائم کے ساتھ ملا لو۔ اسی طرح پہلے وقت کے علما نے اس کو لوہے پر کھود کر لکھوا لیا تا کہ قرآن پاک محفوظ ہو جائے۔ صدیوں سلامت رہے۔ اور اگر کبھی کہیں قرآن مجید میں کسی لفظ کے لکھنے میں کوئی شبہ وارد ہو تو اس قرآن مجید کے لفظ کو اس سٹینڈرڈ کے ساتھ لا کر ملا لیا جائے۔ وہ قرآن مجید کا سٹینڈرڈ بھی موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان کہ چھوٹے چھوٹے نسخے بھی موجود ہیں۔ کئی ایسے کاتب تھے جو باریک لکھنے میں ماہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مختلف صفات دی ہیں۔ وہ باریک لکھنے میں ماہر تھے، چنانچہ ایک کاتب کے بارے میں آتا ہے کہ چاول کے ایک دانے کے اوپر قل ھو اللہ کی پوری سورۃ کو لکھ لیا کرتے تھے۔ ایک چاول کے اوپر کتنا باریک لکھتے ہوں گے، اتنا باریک نویس کہ ایک چاول کے اوپر پوری سورۃ قل ھو اللہ احد کو لکھ لیا کرتے تھے۔ ایسے بھی کاتب تھے۔

چنانچہ ہم نے سمرقند کی ایک لائبریری میں ایک چھوٹا سا قرآن مجید دیکھا، بالکل اتنا چھوٹا سا جیسے کوئی تعویذ سا ہوتا ہے۔ اور لکھنے والے نے اس کو ہاتھ سے لکھا تھا۔ اور پھر ہم نے وہاں پر ایک اور قرآن مجید بھی دیکھا، وہ پتوں کے اوپر لکھا ہوا تھا۔ بالکل اس کا صفحہ ہم نے دیکھا جیسے بڑے پتوں کا کوئی درخت ہو تو اس کے پتے لے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے جائیں، خشک کر لیے جائیں۔ اللہ کی شان انہوں نے پتوں پر کوئی کیمیکل لگایا تھا یا کیا؟ پتوں کی رگیں نظر آتی تھیں، پتے صاف نظر آتے تھے۔ اور اس کے اوپر قرآن پاک لکھا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ اس کی تاریخ یہ ہے جب کاغذ ایجاد نہیں ہوا تھا۔ اس وقت لوگ پتوں پر قرآن مجید لکھ کر اس کی جلد بنا کے رکھا کرتے تھے۔ وہ قرآن مجید بھی آج دنیا میں موجود ہے۔ تو یہ قرآن مجید لکھنے کا بھی سلسلہ عجیب ہے۔

طباعت قرآن کی تاریخ:

پھر رشیا میں ایک علاقہ ہے اس کا نام ہے قازان۔ قازان میں ایک عالم تھے ان کا نام تھا حمزہ وے۔ انہوں لینن گراڈ میں ایک پرنٹنگ پریس میں سب سے پہلے قرآن مجید کو پرنٹ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر اس کے بعد ہمبرگ جرمنی کے اندر قرآن مجید پرنٹ کیا گیا۔ پھر تیسرے نمبر پر ایران میں اسی طرح پرنٹنگ پریس پر چھاپا گیا۔ تو چھپائی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ الحمد للہ آج پرنٹنگ پریسوں پر اتنے قرآن مجید چھپ رہے ہیں بڑے سائز میں چھوٹے سائز، درمیانے سائز میں مختلف رنگوں میں۔ آپ جیسا خوبصورت قرآن مجید چاہیں حاصل کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ آج دنیا میں ہر قسم کے قرآن پاک موجود ہیں۔

میونخ یونیورسٹی کی تحقیق:

جرمنی کی میونخ یونیورسٹی میں ایک مرتبہ ایک پراجیکٹ دیا گیا۔ پروجیکٹ یہ تھا کہ مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ جی ہماری کتاب محفوظ ہے۔ جب یہ دنیا کے اتنے ممالک میں پرنٹ کی جاتی ہے تو کہیں نہ کہیں تو کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ تو اس کو Verify (تصدیق) کیا جائے۔ واقعی یہ ویری فائی کرنا ایک بڑی بات تھی۔ چنانچہ انہوں نے ایک فنڈ الگ کر دیا اور تحقیق کے لیے کچھ لوگ مخصوص کر دیے۔ انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کے مختلف ممالک کے شہروں سے قرآن مجید خریدے اور چالیس ہزار کا پیاں اکٹھی کر لیں۔ ایک جگہ پر سٹاک رکھ کے انہوں نے ان کو آپس میں کمپیئر کرنا شروع کر دیا۔ چالیس ہزار قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کو آپس میں تقابل کر کے دیکھا گیا تو وہ اس نتیجے تک پہنچے کہ کہیں ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۹)

''اس نصیحت نامے کو ہم نے ہی نازل کیا اور اس کی حفاظت کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں''

مسلمان ہونے کی وجہ:

چنانچہ ایک آدمی مسلمان ہوا۔ پوچھا کہ بھئی کیسے مسلمان ہو گئے؟ کہنے لگے کہ میرے ذہن میں خیال آیا کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم ٹھیک ہیں، عیسائی کہتے ہیں کہ ہم ٹھیک ہیں، مسلمان کہتے ہیں ہم ٹھیک ہیں، دنیا کے تین بڑے مذاہب تو یہی ہیں نا تو میں نے کہا کہ مجھے کیا پتہ کون ٹھیک ہے؟ تو میں ویری فائی تو کروں۔ تو کہنے لگا کہ میں نے انجیل لی اس کو کاتب کے ذریعے سے میں نے لکھوایا، اس کو کہا کہ یار کہیں کہیں تھوڑا اپنی مرضی سے اونچ نیچ کر لینا اور یاد رکھنا کہ کہاں تم نے اس میں گڑبڑ کی تھی۔ چنانچہ میں نے ایک کتاب لکھوائی اور ایک عیسائی پادری کے پاس لے کر گیا، میں نے کہا: جی میرے پاس یہ لکھی ہوئی کتاب ہے میں آپ کو تحفہ دینے آیا ہوں اور جب میں نے اس کو تحفہ دیا تو وہ بڑا خوش ہوا۔ ایک سال میں نے انتظار کیا، ایک سال میں وہ میرے پاس نہ آیا کہ اس میں کوئی کمی بیشی ہے۔ تو میں سمجھ گیا کہ اس کتاب کی حفاظت بالکل نہیں اگر ہوتی تو اس میں اس کو غلطی کا پتہ چل جاتا۔ تو میں نے نتیجہ نکالا کہ یہ غیر محفوظ کتاب ہے۔

پھر میں نے ایک تورات لی اس کو بھی میں نے لکھوایا اور اس میں بھی اسی طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

گڑبڑ کروائی اور ایک ربائی کو جاکر میں نے ہدیہ دیا۔ ایک سال میں نے انتظار کیا ایک سال تک وہ بھی اس کو ہر ہفتے کے دن پڑھ پڑھ کے سناتا تھا اپنے عبادت خانے میں لیکن اس کو بھی کہیں پتہ نہ چلا کہ اس میں کہیں کمی بیشی ہوئی ہے کہ نہیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ کتاب بھی غیر محفوظ ہے۔

پھر میں نے قرآن پاک لیا اور اس کی کاپی بنوائی اور کاتب کو کہا کہ اس میں بھی کہیں کہیں اپنا کرتب دکھا دینا۔ کاتب بھی تو کرتب دکھاتے ہیں نا۔

ایک کاتب کے کرتب:

چنانچہ ایک کاتب تھا جس کو لکھتے ہوئے کچھ نہ کچھ اونچ نیچ کر دینے کا شوق تھا، وہ کوئی نہ کوئی کمی بیشی کر ہی دیتا تھا۔ لوگ مسودہ لے کر آتے تھے اور وہ اپنی مرضی سے کچھ تبدیلی کر دیتا تھا۔ ایک بندے نے اس سے قرآن پاک لکھواتا تھا، اس نے کہا کہ بھئی! میں نے سنا ہے تم کچھ اپنی مرضی سے ہیر پھیر کر دیتے ہو، خبردار! اس میں اپنی طرف سے کچھ نہ کرنا۔ اب وہ جاہل تھا، اتنا علم تو تھا ہی نہیں۔ کاتب نے قرآن پاک لکھ دیا۔ کچھ دنوں بعد وہ قرآن پاک لینے آیا تو پوچھا کہ اس میں تم نے کوئی گڑبڑ تو نہیں کی؟ کہا نہیں نہیں، گڑبڑ میں نے کوئی نہیں کی، بس ایک دو جگہ ایسے ذرا مجھے کچھ محسوس ہوا تھا، اس نے کہا کیا؟ کہنے لگا کہ لکھا ہوا تھا ﴿فَخَرَّ مُوسٰى﴾ تو خر تو گدھے کو کہتے ہیں اور گدھا تو عیسیٰ علیہ السلام کا تھا جبکہ یہاں موسیٰ علیہ السلام کا نام لکھا ہوا تھا تو وہاں میں نے موسیٰ کی جگہ عیسیٰ کا نام لکھ دیا۔ اور ﴿عَصٰى آدَمُ﴾ اور عصا تو تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا تو نام آدم علیہ السلام کا لکھا ہوا تھا۔ تو میں نے آدم علیہ السلام کی جگہ موسیٰ علیہ السلام کا نام لکھ دیا۔ اس نے پوچھا اور کیا کیا۔ اس نے کہا میں نے اور کیا کرنا تھا ایک دو جگہ میں دیکھا کہ فرعون کا نام تھا، قارون کا نام تھا تو وہ مجھے اچھے نہ لگے کہ دیکھو! یہ کافر ایمان والوں کے دشمن لوگ ہیں ان کے نام قرآن میں تو نہیں ہونے

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہئیں چنانچہ میں نے تمہارے باپ اور دادا کا نام لکھ دیا۔ اس نے کہا اور کیا کیا؟ کہنے لگا یار بس مجھے تین چار جگہ شیطان کا نام بھی ملا تو میں نے کہا کہ اس مردود کا نام تو بالکل نہیں ہونا چاہیے تو کیونکہ تم لکھوا رہے تھے تو میں نے اس کی جگہ تمہارا نام لکھ دیا۔

تو جب یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی ایڈیشن نہیں ہو سکتی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب کوئی ایسی کاپی پرنٹ ہی نہیں ہو سکتی جس میں کسی لفظ کی غلطی نہ ہو، ایسا ممکن ہے لیکن غلطی اس میں قرار نہیں پکڑ سکتی۔ کوئی بندہ چھاپنے والا چھاپ سکتا ہے۔ جس میں غلطی سے کوئی حرف چھوٹ گیا ہو، کوئی نکتہ رہ گیا ہو، کوئی زیر زبر کی غلطی رہ گئی ہو۔ لیکن وہ غلطی قرار نہیں پکڑ سکتی۔ جیسے ہی کسی کے پاس آئے گا تو وہ بندہ اس کو دیکھے گا تو حافظ فوراً اس کو بتا دے گا کہ بھئی یہ تو یہاں سے ٹھیک نہیں۔ تو غلطی اس میں قرار نہیں پکڑ سکتی۔

وہ کہنے لگے کہ میں نے قرآن پاک لکھوایا جس میں میں نے کاتب سے کہ جب بھی ڈلوایا اور میں اسے ایک حافظ قرآن کے پاس لے کر گیا اور کہا کہ یار! میرے پاس یہ ایک کتاب تھی تو میں تمہیں ہدیہ دینے آیا ہوں۔ کہنے لگے کہ تین دن نہیں گزرے تھے کہ میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا، میں باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ حافظ صاحب ذرا سیریس ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ یہ کاپی آپ نے کس سے لکھوائی تھی۔ میں نے کہا کہ ایک کاتب سے لکھوائی تھی۔ اس نے کہا: کہ اس نے سوتے ہوئے لکھی تھی، یا جاگتے ہوئے لکھی تھی۔ میں نے کہا کہ یار جاگتے ہوئے ہی لکھی ہوگی۔ کہنے لگا: کہ اس میں اس نے اتنی غلطیاں کیں! کہنے لگا: کہ پہلے صفحے سے اس نے کھولنا شروع کیا ہر ہر جگہ پر جہاں جہاں اس نے کچھ کمی بیشی کی تھی سب جگہ پر نشان لگا کر پورے قرآن پاک میں جو اس نے غلطیاں کی تھیں سب کو الگ کر دیا۔ میں سمجھ گیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

واقعی دنیا کی یہ وہ کتاب ہے جس کے اندر کسی اور چیز کی ملاوٹ کرنا ممکن نہیں ہے۔

لہٰذا کلمہ پڑھ کر میں مسلمان ہو گیا۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۹)

"بیشک اس قرآن مجید کو ہم نے ہی نازل کیا اور اس کی حفاظت کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں"

کفر کا اعتراف حقیقت:

اب آپ کو ایک بات سنائیں اور پھر جان بخشی کریں۔ یہ عاجز ان دنوں واشنگٹن میں تھا تو وہاں پر ایک کمیٹی بنی ہوئی تھی Interfaith Counsil (انٹرفیتھ کونسل) اس کا نام تھا۔ کسی نے آ کے بتایا کہ جی اس میں ہندو بھی ہیں، یہودی بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، فلاں بھی ہیں مگر مسلمان کوئی بھی نہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جب اکٹھے مل بیٹھتے ہیں تا تو ظاہر تو کرتے ہیں کہ ہم نے مختلف ادیان کو سمجھنے کے لیے یہ بنائی ہے، مگر نزلہ سارا اسی پر گرتا ہے جو موجود نہیں ہوتا تو وہ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو اسلام کے خلاف بہت ہی زیادہ کام کر رہے ہیں لہٰذا کسی نہ کسی کو وہاں جانا چاہیے۔ اب علاقے کے علما سے مشورہ کیا گیا کہ بھئی وہاں جانے کے لیے تو ایسا بندہ ہو کہ جس کو اگر کچھ دین کا علم ہے تو ساتھ اس کو موجودہ علوم بھی حاصل ہوں تا کہ ان سے بات بھی کر سکے۔ انگریزی میں بات کر سکے سائنٹفک بیک گراؤنڈ ہو وہ سائنسی سوالات کریں تو وہ ان کو نمٹا سکے۔ تو اللہ تعالیٰ کی شان کہ انہوں نے اس عاجز کو اس کام کے لیے متعین کر دیا۔ انکار تو کیا، لیکن جب انہوں نے کہا کہ ہم سب علما مل کے کہہ رہے ہیں کہ آپ جائیں تو اس عاجز نے ہمت کر لی۔ لو جی ہم نے بھی وہاں جانا شروع کر دیا۔

پہلی بات تو یہ کہ جب میں وہاں جاتا تھا تو یہی عمامہ، یہی جبہ، یہی عصا، بالکل اسی حالت میں جاتا تھا۔ جب پہلے دن جا کے ان کو بتایا کہ جی میں مسلمان ہوں ہم

آتے ہیں کہ اگر آپ کو اس کے بارے میں کوئی سوال پوچھنا ہو تو پوچھ لیا کریں، مجھے پتہ ہو گا تو میں جواب دے دوں گا اور اگر مجھے نہیں پتہ ہو گا تو میں اپنے بڑوں سے پوچھ کے آپ کو جواب دے دوں گا، مقصد تو آپ کو Satisfy (مطمئن) کرنا ہے۔ تو وہ تھوڑا خاموش ہو گئے۔ چنانچہ اگلی لسٹ میں اسلام کا نام سب سے پہلے لکھنا شروع کر دیا۔ اب یہ ایک روٹین بن گئی، ہم جاتے رہتے۔ میں نے دیکھا کہ جو یہودی ربائی تھا، بڑے غور سے مجھے آتے جاتے دیکھتا تھا۔ شاید دل میں سوچتا ہو، یہ میرا گمان ہے کہ یہ بھی عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت تھی آج ہمیں اس بندے کے ہاتھ میں وہ سنت نظر آ رہی ہے۔ اور ایک دن اس کی تصدیق ہو گئی کہ جب میں آ کے اس کے پاس بیٹھا کرسی پہ تو کہنے لگا:

You always come with a different respective look

''آپ ہمیشہ ایک باوقار شکل میں آتے ہیں''

یہ اس کے الفاظ تھے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سنت نے اس کے دل کے اوپر بھی ایک رعب قائم کر دیا۔ اللہ کی شان۔ ایک دن کی بات ہے کہ سیکرٹری نے کہا کہ جی اچھا اگلی میٹنگ کب ہو اور اس کا کیا ایجنڈا ہو؟ تو میں نے انہیں کہا کہ اگلی میٹنگ کا ایجنڈا یہ ہونا چاہیے کہ ہر دین والا اپنے ہاں جو اللہ کا کلام ہے اس کو اگلی میٹنگ میں پڑھے اور تھوڑا سمجھائے تاکہ ہمیں سب آسمانی کتابوں کو سننے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ تو Word of God (اللہ کے کلام) کو پڑھے اور ہمیں بتائے۔ بس اتنی تھوڑی سی بات کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ سیکرٹری تو بہت خوش ہو گیا۔ کہنے لگا: ہاں اگلی میٹنگ کا ایجنڈا یہی ہے، ہر دین والا اپنی جو کتاب ہے جو Word of God ہے اس کو پڑھے گا اور اس کے بارے میں سمجھائے گا۔

اگلی میٹنگ میں گئے تو سیکرٹری نے سب سے پہلے نام ہی میرا لیا۔ کیونکہ انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کی Suggestion (تجویز) دی تھی۔ لہٰذا اسٹارٹ میں کریں۔ لو جی ہم نے قرآن مجید میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی اور اس کے بارے میں کچھ سمری ان کو بتا دی کہ کیوں سورۃ فاتحہ تلاوت کی؟ حدیث پاک میں آتا ہے: جو تمام آسمانی کتابوں میں تھا سب کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرما دیا اور جو پورے قرآن مجید میں تھا اس کو سورۃ بقرہ میں نازل فرما دیا اور جو کچھ سورۃ بقرہ میں تھا اس کو سورۃ فاتحہ میں نازل فرما دیا تو سورۃ فاتحہ یہ سمری ہے پورے قرآن مجید کی لہٰذا ہم نے اس کی تلاوت کی اور تلاوت کر کے اس کے بارے میں بتا دیا چلیں بات مکمل ہو گئی۔ اب آگے وہ بیٹھے ہوئے تھے پادری صاحب۔ ان کی باری آئی تو انہوں نے اپنی بائبل کھولی اور پہاڑی کا خاص وعظ ہے یہودی بڑے مزے سے پڑھتے ہیں اس وعظ کو، تو انہوں نے وہ پہاڑی کا وعظ پڑھنا شروع کر دیا۔ جب پڑھا تو میں نے کہا کہ جی میرا اس پر Question (سوال) ہے سیکرٹری نے پوچھا کیا؟ میں نے کہا کہ ایجنڈا میں یہ بات پاس ہوئی تھی کہ ہر دین والا جو کچھ ان کے پاس اللہ کا کلام ہے وہ پڑھ کے سنائے گا۔ یہ تو انگریزی پڑھ رہے ہیں، تو کیا بائبل انگریزی میں آئی تھی؟ اب جب میں نے یہ پوائنٹ کھولا تو ان کو فیل ہو گیا کہ اوہو اوہو ہم تو ٹریپ ہو گئے۔ اب وہ عیسائی پریشان۔ کسی کے پاس کوئی جواب نہیں، اس لیے کہ وہ تو عبرانی زبان میں تھی۔ اب تورات والا بھی پریشان، وہ بھی پریشان، آدھا منٹ تقریباً خاموشی رہی۔ آدھے منٹ کے بعد وہ جو یہودی ربائی تھا، وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ مسٹر احمد (مجھے احمد کہتے تھے) میں اس بات کو آج سب کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ اس وقت پوری دنیا کے مذاہب میں سے صرف مسلمان ایسے ہیں جن کے پاس Word of God (اللہ کا کلام) اصلی حالت میں موجود ہے۔ ہمارے پاس تو فقط ٹرانسلیشن موجود ہے۔ اتنی خوشی ہوئی، اس دن اتنی خوشی ہوئی کہ اللہ! پوری دنیا کے لوگ بالآخر اس بات کو مانتے

www.besturdubooks.wordpress.com

پے مجبور ہو گئے کہ تیرا ایک قرآن ہی محفوظ ہے اس کے سوا کوئی اور کتاب محفوظ نہیں ہے۔ جس نے کہا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:۹)

’’ہم نے ہی اس قرآن مجید کو نازل کیا اور اس کی حفاظت کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں۔‘‘

خطاب پیشاہانہ:

اب اس کا ترجمہ میں ذرا ایک نکتہ سن لیجیے۔ انا ہم نے نحن ہم نے نزلنا ہم نے۔ تو یہ عجیب سا خطاب ہے۔ بندہ تو ایک دفعہ کہتا ہے کہ جی ہم نے نازل کیا۔ کافی ہوتا ہے نہیں انا ہم نے، نحن اس کا معنی بھی ہم نے، نزلنا اس کا معنی بھی ہم نے، یہ کیا مسئلہ ہے؟ تو علما نے اس کے معارف کو کھولا۔ وہ کہتے ہیں کہ تاکید میں کئی مرتبہ بات کو ذرا لمبا کر کے کیا جاتا ہے تاکہ اگلے کے دل کو تسلی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صیغے میں جو ان الفاظ کو استعمال کیا مقصد تاکید تھا کیا؟ ہم نے، ہاں ہم نے، ہاں ہاں ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور اس کی حفاظت کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآن پاک کے فیوضات سے انوار و برکات سے حصہ نصیب فرمائے اور قیامت کے دن اس قرآن مجید کی شفاعت نصیب فرمائے اور جو بچہ حافظ بنا اللہ تعالیٰ اس بچے عامل قرآن بنائے، عالم قرآن بنائے، ناشر قرآن بنائے، داعی قرآن بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کو عاشق قرآن بنائے۔ اس کے ماں باپ، بہن بھائی، عزیز و اقارب جتنے بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس بچے کی خوشیاں نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ
فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ﴾

احساسِ امانت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 2 نومبر 2008ء مطابق ۱۴۲۸ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: چودہواں سالانہ تربیتی نقشبندی اجتماع

www.besturdubooks.wordpress.com

احساسِ امانت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

((لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ)) (کنز العمال، رقم: ۵۴۸۰۹)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ﴾ بیشک ہم نے اپنی امانت کو پیش کیا ﴿عَلَی السَّمٰوٰتِ﴾ آسمانوں پر ﴿وَالْاَرْضِ﴾ زمین پر ﴿وَالْجِبَالِ﴾ پہاڑوں پر ﴿فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا﴾ ان سب نے اس کو اٹھانے سے معذرت کرلی ﴿وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا﴾ اور ڈر گئے اس بوجھ سے ﴿وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ﴾ انسان نے اس بوجھ کو اٹھالیا۔ ﴿اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾ یہ بڑا ظالم اور اپنے انجام سے بے خبر۔

امانت کے معنی:

امانت کے کیا معنی ہیں؟ ہمارے ماحول اور معاشرے میں اس کا تصور بہت محدود ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے پیسے لائے گا اور کہے گا کہ یہ میری امانت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے رکھ لیں، پھر واپس لے لوں گا۔ اب کچھ مدت کے بعد یہ شخص مانگنے آیا اور دینے والے نے دے دیا تو امانت ادا ہوگئی۔ اور اگر اس میں اس نے کوتاہی کی تو یہ امانت میں خیانت ہوگئی۔ یہ ہمارے دل و دماغ میں امانت کا بہت محدود تصور ہے۔

شریعت میں امانت کے معنی بہت Broad (وسیع) ہیں۔ چنانچہ امانت کہتے ہیں کہ کسی شخص پر کسی معاملے میں بھروسہ کرنا، اعتماد کرنا اور اس بندے کا اس اعتماد کو پورا کر دینا یہ امانت ہے۔ کسی کا کسی معاملے میں کسی پر اعتماد کرنا اور جس پر اعتماد کیا جائے اس کا اس اعتماد کو پورا کر دینا، یہ امانت کہلاتی ہے اور اگر اس نے پورا نہ کیا تو یہ امانت میں خیانت ہے۔

امانت شریعت کی نظر میں:

قرآن مجید میں خیانت کو حرام قرار دے دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

"اے ایمان والو! نہ خیانت کرو اللہ کے ساتھ نہ اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں کے ساتھ، جو ایک دوسرے کو لیتے دیتے ہو۔ اور تم اس بات کو جانتے ہو"

چنانچہ امانت میں خیانت اس کو شریعت نے گناہ کبیرہ بتایا ہے

ابو امامہ راوی ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ))

(اطراف المسند المعتلی، رقم: ۷۱۹۸)

"کہ مومن کی طبیعت میں ہر خصلت آسکتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے"

یہ مومن کی طبیعت کے اندر نہیں آسکتی، باقی گناہ تو وہ کر بیٹھتا ہے لیکن خیانت اور

www.besturdubooks.wordpress.com

جھوٹ، یہ دو ایسے گناہ ہیں کہ مومن اس کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

اور ایک حدیث مبارکہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ))

”منافق کی تین نشانیاں ہیں“

((إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ))

”جب بھی بولے تو جھوٹ بولے“

((وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ))

”جب وعدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرے“

((وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)) (سنن الترمذی، رقم: ۲۵۵۵)

”اور جب امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے“

شریعت نے اس امانت کو تنا بڑا عمل جان لیا کہ مسند احمد کی روایت ہے فرمایا:

((لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ)) (کنز العمال، رقم: ۸۴۳۹)

جس بندے میں امانت کی قدر دانی نہیں، اس بندے کا ایمان ہی نہیں

اندازہ لگایئے کہ شریعت نے امانت کا کیا مقام بتا دیا ہے۔ اس لیے کہ اگر امانت میں خیانت آ جائے تو پوری سوسائٹی اور معاشرے کی بنیادیں ہل جاتی ہیں اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور شریعت نے اس چیز کو بہت زیادہ ناپسند کیا۔

بندگی کی امانت:

چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ یوم الست کو اللہ رب العزت نے اپنی بندگی کی امانت آسمانوں کے سامنے پیش کی، اس نے معذرت کر لی کہ یہ بوجھ اٹھانا میرے بس سے باہر ہے۔ زمین پر پیش کی اس نے بھی معذرت کر لی۔ پہاڑوں پر پیش کی اس نے بھی معذرت کر لی۔ انسانوں پر پیش کی اس نے قبول کر لی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ امانت کیا تھی؟ امانت یہ تھی کہ میرے بندو! میں تمہارا پروردگار ہوں۔ میں تمہارا رب ہوں، میں تمہیں دنیا کے اندر پیدا بھی کروں گا اور پالوں گا بھی، تمہیں تمام صلاحیتوں اور نعمتوں سے نوازوں گا بھی۔ تمہیں اچھا اور برا کام کرنے کا اختیار بھی دوں گا لیکن میری نعمتیں جو تمہارے پاس ہوں گی تم ان نعمتوں کو میری مرضی کے مطابق استعمال کرنا، اپنی من مرضی نہ کرنا، اس کو بندگی کہتے ہیں۔ اور انسان اس بات پر تیار ہو گیا۔

زندگی ادھار کا مال ہے:

چنانچہ آج اللہ رب العزت نے جو بھی نعمتیں دی ہیں یہ ہماری اپنی نہیں ہیں۔ یہ ادھار کا مال ہے اور جو ادھار کے مال پر فریفتہ ہوا پھرے اسی کو دیوانہ کہا جاتا ہے۔ یہ جوانی ادھار کا مال ہے۔

مثال نمبر ا:

آپ کسی بیرون ملک میں جاتے ہیں تو وہاں ایئرپورٹ پر سائن بنا ہوتا ہے کہ اگر آپ کو اس ملک میں گاڑی کی ضرورت ہے تو ''رینٹ اے کار'' (Rent a Car) آپ ایک کار کرائے پر لے سکتے ہیں۔ جب آپ نے وہ گاڑی لے لی دو دن کے لیے، تین دن کے لیے، وہ آپ کے پاس امانت ہے۔ آپ اپنی مرضی سے اس کا کام نہیں کروا سکتے، اس کا کلر نہیں بدل سکتے، آپ اسے Missuse (غلط استعمال) نہیں کر سکتے۔ اگر غلط استعمال کریں گے تو جب واپس کرنے جائیں گے، تو وہ آپ کو پکڑیں گے کہ جی ہماری گاڑی کو مس یوز کیوں کیا؟ کیونکہ وہ ہمیشہ کے لیے بھی آپ کی نہیں ہو جاتی بلکہ ایک محدود مدت کے لیے آپ کو دی جاتی ہے۔ اصل مالک کوئی اور ہوتا ہے مگر اسٹیئرنگ پر آپ کو بٹھا دیتے ہیں، آپ ڈرائیو کر سکتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب اس پر بیٹھ کر آپ چاہیں تو کسی کلب میں جائیں، چاہیں تو کسی مسجد میں جائیں، اتنا اختیار آپ کے پاس ہے۔ گاڑی چلے گی لیکن جب مدت ختم ہوگی تو گاڑی واپس ہو جائے گی۔ یوں سمجھیں کہ ہمارا جسم ایک کرائے کی گاڑی کی مانند ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں اس گاڑی کا ڈرائیور بنا دیا، تم ان ہاتھوں کو استعمال کر سکتے ہو، آنکھوں کو استعمال کر سکتے ہو، زبان کو استعمال کر سکتے ہو، پاؤں کو استعمال کر سکتے ہو، مگر ساتھ حکم دے دیا کہ میرے بندو! میرے حکموں کا خیال رکھنا۔ اگر میری ہدایت کے مطابق استعمال کرو گے تو میں تمہیں انعام دوں گا اور اس کے خلاف استعمال کرو گے تو میں تمہیں سزا دوں گا۔ تو بات تو سمجھ آنے والی ہے۔ اب بتائیں کہ ہم اپنے جسم کے مالک نہیں ہیں، مالک ہمارا پروردگار ہے، یہ ملک اس کی ہے۔

مثال نمبر ۲:

اچھا ایک آسان مثال دیکھیں! آپ کو مکان کی ضرورت ہے، کرائے پر مکان لے لیتے ہیں۔ اب مکان کا مالک کوئی اور ہوتا ہے اور آپ کرائے دار ہیں۔ مالک دیکھتا رہتا ہے کہ آپ مکان کو Well Maintain (صحیح دیکھ بھال) کرتے ہیں کہ نہیں کرتے۔ اگر وہ دیکھے کہ مکان میں بچوں نے جگہ جگہ دیواروں پر لکھنا شروع کر دیا، اس کا جو لان بنا ہوا تھا اس کے پودے مرجھا رہے ہیں، کوئی خیال نہیں کرتا۔ فوراً نوٹس ملے گا کہ جی اگلے مہینے میرا مکان خالی کر دیجیے! آپ میرے مکان میں رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ تو کرائے کا مکان اگر اس کے مالک کی مرضی کے خلاف استعمال کیا جائے تو مالک اس مکان سے نکال دیتا ہے۔ آپ اگر کہیں کہ جی مجھے ایک مہینے کے لیے مزید رہنے دیں وہ کہے گا کہ سوچیں بھی نہیں اس بارے میں۔ اللہ رب العزت نے ہمارے ساتھ اسی طرح معاملہ لیا۔ میرے بندو! تمہیں نعمتیں دیتا ہوں ایسی نعمتیں جو کوئی دوسرا دے نہیں سکتا۔ مگر تمہارا اختیار محدود مدت کے لیے ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

تم ذرا مجھے اس گاڑی کو چلا کے دکھاؤ! اگر صحیح طریقے سے چلاؤ گے تو انعام پاؤ گے اور غلط چلاؤ گے تو سزا پاؤ گے۔

ہم نے اللہ رب العزت سے یہ عہد کر لیا "یوم الست" میں فرمایا:

﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى﴾

"کیا میں تمہارا رب نہیں؟ کہا: بالکل آپ ہمارے رب ہیں"۔

بلیٰ کے الفاظ کے ساتھ ہم نے اپنے رب سے یہ وعدہ کر لیا۔ اب ہم اس بات کے پابند ہیں، اپنی زندگی شریعت اور سنت کے مطابق گزاریں۔

مثال نمبر ۳:

اس کی ایک اور مثال سن لیجیے۔ فرض کریں ایک باپ بڑا امیر ہے، بلینیئر ہے۔ اس کا ایک ہی بیٹا ہے، وہ اپنے بیٹے کو کہتا ہے کہ بیٹے میں تمہیں ایک لاکھ ڈالر کا کاروبار کر کے دیتا ہوں مگر میں دیکھوں گا کہ تم کاروبار کو کرتے کیسے ہو؟ چلاتے کیسے ہو؟ اگر تم نے صحیح طریقے سے میری ہدایت کے مطابق چلا لیا، بیٹے میں اپنے سارے کاروبار کا جانشین اور مالک تمہیں بنا دوں گا اور اگر میں نے دیکھا کہ تم اس چھوٹے سے کام کو بھی نہیں سنبھال سکتے تو پھر تم اس قابل ہی نہیں کہ میں یہ سب کچھ تمہارے حوالے کر دوں۔ بالکل یہی اللہ رب العزت کا معاملہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے بندو! میں تمہیں دنیا میں نعمتیں دے رہا ہوں، استعمال کر کے دکھاؤ، اگر تم نے میری مرضی کے مطابق ٹھیک استعمال کر لیں تو جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تمہیں یہ نعمتیں بہت بڑھا کر واپس کر دوں گا۔ اور اگر تم نے ان کو غلط استعمال کیا، مس یوز کیا، تو میں اپنی امانت واپس لے لوں گا اور تمہیں واپس کبھی بھی نہیں لوٹاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں:

چنانچہ بچہ جب دنیا میں پیدا ہوتا ہے اس کو اللہ کی نعمتیں ملنی شروع ہو جاتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے منہ میں دانت نہیں تھے، اب منہ میں دانت آگئے۔ پہلے اس کی عقل پختہ نہیں تھی وقت کے ساتھ ساتھ عقل پختہ ہونی شروع ہوگئی۔ بولنے کی سکت نہیں تھی، جانتا نہیں تھا، آہستہ آہستہ بولنا شروع کر دیا، سمجھنا شروع کر دیا۔ پھر بچہ تھا، اللہ نے نوجوان بنا دیا، بھرپور جوانی کی زندگی عطا فرما دی۔ اب کچھ وقت ایسا گزرتا ہے، ہر انسان کی زندگی میں کہ وہ پچیس سے لے کر چالیس پچاس تک بھرپور جوانی کی زندگی گزارتا ہے۔

نعمتوں کی واپسی:

اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ اس بندے نے اپنی اننگ پہ کھیل لیا۔ جو اس نے سکور بنانے تھے وہ بنا لیے۔ اب اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ اس سے نعمتیں واپس لینا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک دانت میں Cavity (کھوڑ) بن گئی، نعمت واپس جا رہی ہے۔ دوسرے دانت میں کیویٹی بن گئی Dentist (دانتوں کے ڈاکٹر) نے کہا جی دانت نکالنا پڑے گا، اس کی جو Rootz (جڑیں) ہیں اس کی Treatment (علاج) نہیں ہو سکتی، دانت نکل گیا، نعمت واپس جا رہی ہے۔ پہلے نظر سکس بائی سکس تھی اب ذرا قریب کی نظر میں کمزوری آگئی، عینک لگ گئی، نعمت واپس جا رہی ہے۔ بھرپور جوانی تھی، تھکتا ہی نہیں تھا، تھکنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا، اب تھوڑی سی مشقت اٹھائے تو سانس چڑھ جاتا ہے، نعمت واپس جا رہی ہے۔ ایک وقت تھا، جو کھاتا تھا، ہضم ہو جاتا تھا، اب ہاضمہ اتنا قوی نہیں رہا، نعمت واپس جا رہی ہے۔ بال سفید آگئے، نعمت واپس جا رہی ہے۔ پہلے ایسی نیند آتی تھی کہ جگانے والے تھک جاتے تھے، اس کی نیند ختم نہیں ہوتی تھی اب کروٹیں بدلتا رہتا ہے، نیند کی منتیں کرتا ہے نیند نہیں آتی، نعمت واپس جا رہی ہے۔ اب اس کے بلڈ پریشر اوپر نیچے ہو گئے، نعمت واپس جا رہی ہے۔ اب اس کی آرٹریز بند ہو گئیں، نعمت واپس جا رہی ہے۔ اب اس کے اندر یادداشت وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں رہی، بھول جاتا ہے، نعمت واپس جا رہی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ بندہ سیدھا کھڑا بھی نہیں ہوسکتا، کمر جھک گئی، نعمت واپس جا رہی ہے۔ موت ان تمام نعمتوں کے کامل طور پر چھن جانے کا دوسرا نام ہے۔ نعمت آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ موت آجاتی ہے۔ موت کے وقت اللہ تعالیٰ ساری نعمتیں بندے سے لے لیتے ہیں، ساری نعمتیں چھن گئیں۔

نعمتوں کا حساب:

اب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو کھڑا فرمائیں گے اور اس کا حساب لیں گے کہ بتاؤ بھئی! تم نے میری Rent (کرائے) کی چیزوں کو کیسے استعمال کیا۔

بینائی کی نعمت کا حساب:

تمہاری آنکھ غیر محرم کو دیکھتی تھی، تم اس قابل نہیں کہ تم جنت میں آؤ اور میرا دیدار ان آنکھوں سے کرسکو۔ اب جہنم میں بھیجیں گے، وہاں جہنم کے فرشتے آگ کے اندر گرم کیے ہوئے نیزے انسان کی آنکھوں میں چبھوئیں گے اور کہیں گے آنکھ کو Misuse (غلط استعمال) کیا تھا نا! بینائی چلی گئی، اب بینائی نہیں ملے گی۔

عجیب بات سنیے، جب انسان قیامت کے دن کھڑا ہوگا تو اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اندھیرا ہوگا مومن کے اوپر روشنی ہوگی۔

﴿نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ﴾

لیکن کافروں اور منافقوں پر کوئی روشنی نہیں۔ ایمان والوں کو کہیں گے کہ ذرا ہماری طرف توجہ فرمائیے۔

﴿نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ﴾

''ہم تمہاری روشنی سے فائدہ اٹھائیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا﴾

"کہا جائے گا واپس جاؤ دنیا میں یہ روشنی تو وہاں ملا کرتی تھی"

تو قیامت کے دن اندھیرے میں کھڑا ہوگا۔ جب اس بندے کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو جہنم کی آگ دنیا کی آگ کے برخلاف روشنی نہیں دیتی۔ دنیا کی آگ جہاں زیادہ ہو، روشنی زیادہ ہوتی ہے جہنم کی آگ زیادہ ہو تو وہاں اندھیرا زیادہ ہوتا ہے۔ پرائمری سکول میں سائنس کی کتاب میں شعلے کے حصے پڑھائے جاتے ہیں۔ اس میں جو روشن حصہ ہوتا ہے، وہ کم گرم ہوتا ہے۔ جو سب سے زیادہ گرم ہوتا ہے وہ نیلے رنگ کا ہوتا ہے اور نیلے کے بعد ایک حصہ ہوتا ہے جو نظر ہی نہیں آتا، وہ اس سے بھی زیادہ گرم ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ جہنم کی آگ اتنی گرم ہوگی کہ نظر ہی نہیں آئے گی۔ گھپ اندھیرا..... نبی ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ جتنی زیادہ ہوگی وہاں اتنا زیادہ اندھیرا ہوگا۔ اب جہنم میں گیا تو وہاں بھی اندھیرا۔ آنکھوں کا غلط استعمال کیا موت کے وقت بینائی چھن گئی۔ اب یہ اس کو جہنم کی آگ کے اندر بھی نہیں ملے گی۔

شنوائی اور گویائی کی نعمت کا حساب:

دنیا میں اللہ رب العزت نے اسے سننے کی نعمت عطا فرمائی، اب یہ اس سے موسیقی سنتا تھا، لوگوں کی غیبتیں سنا کرتا تھا، ان کانوں سے یہ گانے سنا کرتا تھا، تو موت کے وقت اس سماعت کو چھین لیں گے اور پھر جہنم میں بھیجیں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کھڑا کریں گے۔

﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ﴾

"اندھا بھی ہوگا، گونگا بھی ہوگا، بہرا بھی ہوگا"

کیا مطلب؟ یہ بینائی واپس لے لی، یہ سماعت واپس لے لی، یہ نعمت واپس لے لی، تم میری نعمت کو مس یوز کرتے رہے، تم اس قابل ہی نہیں کہ یہ تمہیں اب ملے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کھانے کی نعمت کا حساب:

دنیا میں اللہ نے کھانے کی نعمت عطا فرمائی۔ اگر ایک آدمی حرام حلال کا خیال نہیں کرتا، موت کے وقت یہ نعمت لے لی جائے گی، اب اسے کھانے کو نعمتیں نہیں ملیں گی۔ قیامت کے دن جب پتہ چلے گا کہ حرام کھاتا تھا، رشوت لیتا تھا، سود کھاتا تھا، دھوکے کے پیسے کھاتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں بھیجیں گے۔ وہاں پر بھوک ہوگی لیکن جب کھانے کے پیسے مانگے گا تو روٹی نہیں ملے گی، پانی نہیں ملے گی، آئس کریمیں نہیں ملیں گی، فرمایا:

﴿إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ﴾

''زقوم کا درخت یا پودا یہ گناہ گاروں کی خوراک ہوگا''

یہ وہ ہوتا ہے کہ جس کے اوپر کانٹے بھی ہوتے ہیں اور وہ اتنا کڑوا ہوتا ہے کہ صبح کے وقت زبان پر لگائیں تو شام کے وقت تک کڑواہٹ نہیں جاتی۔ یہ کھائے گا لیکن یہ جب کھائے گا تو حلق کے اندر وہ کانٹے پھنسیں گے کہ نہ نگلتے بنے گی، نہ اگلتے بنے گی۔ اب یہ پانی مانگے گا تو پانی میں اس کو جام شیریں نہیں ملے گا، روح افزا نہیں ملے گا، کیا ملے گا؟ قرآن مجید سے پوچھیے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے بندے کو۔

﴿وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ﴾

جہنمی لوگوں کے زخموں سے جو خون اور پیپ بہے گی، اس کو Collect کر کے جمع کرکے، گرم کر کے پینے کے لیے پیالے میں دیں گے۔ آج کہیں پھوڑا ہو تو جب اس پر مرہم لگانے لگتے ہیں تو بو برداشت نہیں ہوتی۔ اس پیپ کو جہنم میں پینا پڑے گا اور اتنی پیاس ہوگی کہ وہ اسے پیئے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ بندہ جب پیئے گا تو کیا ہوگا؟ اس کے اندر کی ساری آنتیں کٹ کے اس کے پاخانے کے راستے سے نیچے نکل آئیں گی۔ یہ کھانا ہوگا، یہ پینا ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لباس کی نعمت کا حساب:

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے لباس کی نعمت عطا فرمائی۔ میرے بندو! شریعت کے مطابق لباس پہنو! اگر کسی کو فرنگی کے طریقے پسند ہوں اور ان جیسا لباس پہنے

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) (ابی داؤد، رقم: ۳۵۱۲)

نمائش کا لباس پہنے، دکھاوے کا خلاف شرع لباس تو یہ لباس کی نعمت چھن جائے گی۔ اب قیامت کے دن جب پتہ چلے گا کہ اس نے خلاف شرع لباس پہنے تھے تو پھر پتہ کیا ہوگا؟ جہنم میں اس کو بھیجیں گے تو وہاں اس کو ایک یونیفارم ملے گی۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ﴾ "گندھک کا بنا لباس ہوگا"

سلفر کا بنا ہوگا۔ فقہا نے لکھا کہ اگر ساری دنیا کے انسان، درندے، پرندے، خشکی کی مخلوق، تری کی مخلوق، سب ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں۔ سب کو موت آجائے سب کی لاشیں گل سڑ جائیں، اس جگہ پر اتنی بدبو نہیں ہوگی جتنی بدبو جہنمی کے کپڑوں کے اندر ہوگی۔ تو نے میری نعمت کو Misuse (غلط استعمال) کیا اب تو اس قابل ہے؟

گھر کی نعمت کا حساب:

اس دنیا میں اللہ نے مکان دیا، یہ اللہ کی نعمت ہے۔ اب گھر میں چینل لگوا لیا، کیبل لگوا لی، انٹرنیٹ کا کنکشن گھر کے اندر، وی سی آر چل رہے ہیں، سکرین کے تماشے دیکھے جا رہے ہیں، گانے والیوں کی آوازوں سے گھر گونج رہا ہے، موت کے وقت یہ نعمت لے لی جائے گی۔ پھر یہ نعمت نہیں ملے گی۔ قیامت کے دن جب پتہ چلے گا کہ یہ نعمت کو مس یوز کرتا تھا تو اس کو جہنم بھیجا جائے گا۔ اب جہنم میں اتنا چھوٹا سا گھر ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿مَكَانًا ضَيِّقًا﴾ ''اتنا تنگ مکان ہوگا''

﴿دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾

وہاں پہ یہ موت مانگے گا

اللہ اس جگہ رہنے سے تو موت بہتر ہے:

کہا جائے گا

﴿لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُورًا كَثِيرًا﴾

ایک موت نہ مانگو کئی موتیں مانگو!

اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

شہوت کے غلط استعمال کا نتیجہ:

اللہ رب العزت نے انسان کو دنیا میں جنسی شہوت کی نعمت عطا فرمائی، یہ نسل کی بقا کا ذریعہ ہے مگر حکم دیا کہ اس کو تم نے صحیح طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ اگر غلط طریقے سے استعمال کیا اور توبہ کیے بغیر اس دنیا سے چلے گئے تو قیامت کے دن پھر جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ اور وہاں کیا ہوگا؟ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ ایک غار ہو گا۔ اس میں اس بندے کو دھکیل دیا جائے گا اور دروازہ بند کر دیا جائے گا اور اس غار کے اندر بچھو ہوں گے اور ان بچھوؤں کا ڈنگ اتنا بڑا ہوگا کہ دنیا کے ایک اونٹ کے بقدر ہوگا۔ وہ اس کے جسم کے ہر حصے پر اس طرح چڑھ جائیں گے جس طرح شہد کے چھتے پر شہد کی مکھیاں ہوتی ہیں۔ اتنے بچھو ایک وقت میں ڈسیں گے۔ اللہ اکبر کبیرا ایسی سزا کیوں ملے گی؟ اس لیے کہ اس نے ایسا گناہ کیا کہ اس کے جسم کے ایک ایک عضو نے انجوائے کیا تھا۔ آج ایک ایک عضو میں یہ پوائزن جائے گی اور ہم اس کو سزا دیں گے۔ ایک بھڑ کاٹ لے۔ شہد کی مکھی کاٹ لے تو [illegible] نہیں ہوتا اور اگر ایک بچھو کاٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے لے تو کئی دن روتے گزرتے ہیں۔ جب اتنے بچھو کاٹیں گے تو سوچیں پھر کیا ہوگا؟

تو ہمارے پاس اللہ کی یہ نعمتیں ہیں۔ بالفرض ایک ایسا بندہ ہے جس نے زندگی شریعت اور سنت کے مطابق گزاری، قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا پتہ چلے گا کہ یہ غیر محرم سے بچتا تھا، آنکھوں کو بچاتا تھا، نگاہیں نیچی رکھتا تھا، اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو صحیح استعمال کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو جنت بھیجیں گے اور اس کو ایسی بینائی عطا فرمائیں گے جس بینائی کے ساتھ یہ انبیا کا دیدار کرے گا، اپنے پروردگار کا دیدار کر سکے گا۔ ایسی آنکھیں دیں گے، اللہ دنیا میں یہ بندہ اپنے کانوں کو صحیح استعمال کرتا تھا اللہ کا قرآن سنتا تھا، نبی علیہ السلام کی نعت سنتا تھا، وعظ و نصیحت سنتا تھا، خیر کی باتیں سنتا تھا، غیبت سے بچتا تھا اور اس قسم کے گناہوں سے بچتا تھا اور اس قسم کے گناہوں سے بچتا تھا۔

قیامت کے دن اگر ثابت ہو گیا کہ اس بندے نے کان کی اس نعمت کو صحیح استعمال کیا تھا، اللہ تعالیٰ اس بندے کو جنت بھیجیں گے اور یہ نعمت بڑھا کر اس کو واپس دیں گے۔ کیسے بڑھائیں گے؟ ایسی سماعت عطا فرمائیں گے کہ جنت میں جب اس کو اللہ کا دیدار ہوگا، جنت عدن میں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائیں گے، جنتی اپنے کانوں سے اس تلاوت کو سنیں گے۔

یہ بندہ دنیا میں حلال کھاتا تھا، قیامت کے دن ثابت ہو گیا کہ ہاں حلال کا اہتمام کرتا تھا، اب اللہ رب العزت جنت میں بھیجیں گے اور جنت کے ایسے کھانے عطا فرمائیں گے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ اس قدر لذیذ ہوں گے اس قدر اچھے ہوں گے کہ جب دنیا کے کھانوں کو یاد کرے گا تو اس بندے کو گھن آیا کرے گی کہ میں دنیا میں یہ کھاتا تھا۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کتابوں میں لکھا ہے کہ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے تو وہ پانی کے اندر غلوت کر رہا ہوتا ہے۔ گویا پیشاب کے اندر وقت گزار رہا ہوتا ہے۔ اب آج اگر کسی کو کہیں کہ تم نے اپنی زندگی کے نو مہینے پیشاب کے اندر گزارے کتنی کراہت ہوتی ہے! آج ماں کے بدن کی کیفیت کو سوچ کر کراہت ہوتی ہے، جنتی کو دنیا کے کھانوں کے بارے میں سوچ کر ایسی کراہت ہوا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ جنت میں ایسے کھانے عطا فرمائے گا۔

اگر پتہ چل گیا کہ ایک آدمی اپنی زبان کو صحیح استعمال کرتا تھا، تلاوت کرتا تھا، دین کی دعوت کا کام کرتا تھا، خیر کی بات کرتا تھا، نصیحت کی باتیں کرتا تھا، اللہ رب العزت اسے جنت میں بھیجیں گے اور ایسی زبان عطا فرمائیں گے کہ یہ جنت میں جا کر انبیائے کرام سے ہم کلامی کیا کرے گا۔

دنیا میں یہ اپنے کپڑے شریعت اور سنت کے مطابق بناتا تھا، ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ دنیا میں بھیجیں گے اور جنت میں اس کو جنتی لباس پہنائیں گے مرد ہوگا تو ریشم کا لباس اور عورت ہوگی تو ایسا لباس حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنتی عورت کے لباس میں سے ستر ہزار رنگوں کی جھلک آیا کرے گی، دنیا میں سات رنگ ہیں ان کے کتنے شیڈ بن سکتے ہیں چند ایک۔ چند شیڈ دنیا میں ہیں ان سے اتنے خوبصورت کپڑے بنتے ہیں آج عورتیں فریفتہ ہوتی ہیں دیکھ کے مجھے تو ضرور لینا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں ایسا لباس دیں گے کہ ستر ہزار رنگوں کے شیڈ اس میں جھلکا کریں گے۔

دنیا میں مکان تھا اپنے مکان میں یہ نماز پڑھتا تھا، یہ گھر والوں کو نماز پڑھاتا تھا یہ اس نے اپنے گھر کو سنت کا گلشن بنا دیا تھا، سنتوں کا باغ بنا دیا تھا، تقویٰ سے سجا دیا تھا، نیکی کے نور سے اس نے اپنے گھر کو بھر دیا تھا۔ موت کے وقت اسے یہ نعمت دی جائے گی قیامت کے دن پتہ چل جائے گا کہ اس نے اللہ کی نعمت کو یوز (استعمال) کیا تھا، مس یوز نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں بھیجیں گے اور جنت میں سرخ

www.besturdubooks.wordpress.com

یاقوت کا بنا ہوا محل، ایک ہیرے اور ایک موتی کا بے جوڑ بنا ہوا محل، سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک و عنبر کے گارے سے بنا ہوا محل اس کو عطا فرمائیں گے اور وہ گھر کتنا بڑا ہوگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو آخری جنتی جنت میں جائے گا، اس کا گھر زمین اور آسمان کے خلا سے دس گنا زیادہ بڑا ہوگا۔۔

تو معاملہ تو سمجھ میں آنے والا ہے کہ آج جو اللہ رب العزت نے ہمیں یہ بینائی دی، ہم نے کون سا اس کا ٹیکس بھرا ہوا ہے؟ ہم کون سا اس کی Maintenance (مرمت و دیکھ بھال) کرتے ہیں۔ ایسی آنکھ دی کہ پوری زندگی انسان کی آنکھ کام کرتی رہتی ہے۔ اور اگر کبھی بیمار ہوتے ہیں تو اکثر ہماری اپنی کوتاہیاں ہوتی ہیں ورنہ ایسے لوگ بھی دنیا میں ملے کہ جن کی عمر ایک سو سال سے زیادہ تھی اور انہوں نے کبھی ایک گولی بھی نہیں کھائی۔ بلکہ ہمارے ایک قریبی بزرگ شاید مجمع میں بھی موجود ہوں جنہوں نے حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ سال خدمت کی۔ پچھلی دفعہ تشریف لائے تو بتانے لگے کہ میری عمر سو سال سے زیادہ ہوگئی ہے۔ کہنے لگے کہ مجھے 1884ء کی باتیں تو یاد ہیں۔ ماشاء اللہ۔ اور کہنے لگے کہ اتنی زندگی میں نے آج تک ڈاکٹری گولی کبھی نہیں کھائی۔ ہم اکثر و بیشتر بیمار ہوتے ہیں تو اپنی بد پرہیزیوں کی وجہ سے۔

اللہ نے دل ایسا دیا۔ دنیا کے پمپ ہوتے ہیں سال کے بعد بیرنگ خراب، سال کے بعد شافٹ بیرنگ پر ڈھیلی ہو جاتی ہے اور اس کے اندر ہلے آ جاتی ہے۔ پھر کہتے ہیں یا تو اس کی Maintenance (مرمت) کراؤ یا نیا خریدو۔ میرے اللہ نے دل کا پمپ بنایا، اب اس کی عمر سو سال سے زیادہ ہو جائے تو بھی چلتا ہے۔ نان سٹاپ 24 گھنٹے چلتا ہے۔ مرمت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کیسی نعمت اللہ نے عطا فرمائی! ہم نے اس کے کوئی پیسے تھوڑے دیے، بن مانگے اللہ نے یہ نعمتیں دیں۔ تو ہمارے پاس جو یہ سب کچھ ہے یہ ہمارا اپنا نہیں، یہ ادھار کا مال ہے اور جو ادھار کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مال پر فریفتہ ہوا پھرے اسی کو دیوانہ کہا کرتے ہیں۔

آج جوانی مستانی یہ سیلاب ہر ایک پر چڑھتا ہے لیکن اترنے کا پتہ نہیں چلتا۔ اچھا آپ بتائیں کبھی کسی کو پتہ چلا کہ اتنے بج کر اتنے منٹ پر میرے اوپر بڑھاپا آگیا۔ کسی کو پتہ نہیں چلتا بڑھاپا آجاتا ہے۔ ہم نے حج کے موقعہ پر ایک بڑے میاں سے پوچھا کہ بڑے میاں کیا حال ہے؟ کہتے ہیں کہ روکنے کی کوشش تو بڑی کی، رکا نہیں۔ ہم نے پوچھا: کیا؟ اس نے کہا: بڑھاپا۔ اس کو روکنے کی کوشش تو بہت کی رکا نہیں۔ تو یہ بڑھاپا تو ایسی چیز ہے کہ آجاتا ہے۔ آج دیکھو! اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کتنی نعمتیں ہمارے پاس ہیں۔

دنیا کردار بننے کی جگہ ہے:

اچھا جس بندے کی پیدائش ہوئی اور اس کی آنکھیں نہیں تھیں تو کیا دنیا کے ڈاکٹر مل کر آنکھیں بنا سکتے ہیں؟ نہیں بنا سکتے۔ ساری دنیا کے ڈاکٹر مل جائیں جی بچے کی آنکھیں بنا دیجیے، کہیں گے کہ اگر ماں کے پیٹ سے یہ بچہ بغیر آنکھوں کے آیا، دنیا میں نہیں بنا سکتے۔ جس طرح ماں کا پیٹ انسان کے بننے کی جگہ ہے، اگر کوتاہی رہ گئی تو دنیا میں آکر پوری نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح زمین آسمان کا پیٹ انسان کی شخصیت بننے کی جگہ ہے، کردار بنانے کی جگہ ہے۔ جس کی شخصیت میں یہاں کمی رہ گئی وہ قیامت کے دن جا کے پوری نہیں ہو سکتی۔ ہم نے اپنی شخصیت کو یہاں بنانا ہوگا، اپنے اندر اخلاق کو یہاں بنانا سنت ہے۔ اپنے آپ کو یہاں سجانا ہوگا ورنہ قیامت کے دن یہ نعمت نہیں ملے گی، کہیں گے: جاؤ! یہ نعمت تو دنیا میں ملا کرتی تھی۔

تھوڑے وقت میں زیادہ کام:

ایک عام دستور کی بات ہے کہ آدمی کو ادھار کی چیز ملے تو وہ تھوڑی دیر میں زیادہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کام نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے صبح اٹھ کر دفتر جانا ہے، بیوی نے کپڑے استری کرنے شروع کیے اور استری خراب ہو گئی۔ اب کیا کیا جائے نئی تو بازار سے اتنی جلدی آ نہیں سکتی، وہ جو ساتھ آپ کے بھائی کا گھر ہے، ان سے بچے کے ذریعے سے منگوائے گی۔ اگر وہ استری دے دیں گے تو وہ آپ کے ہی کپڑے استری نہیں کرے گی بلکہ ساتھ اپنے بھی کرلے گی اور بچوں کے بھی کر لے گی۔ ایک دن کے نہیں دو چار دنوں کے کر لے گی۔ کہے گی: ہو سکتا ہے کہ آنے میں دیر لگ جائے، بار بار تو چیز نہیں مانگی جاتی۔ معلوم ہوا کہ ادھار کی چیز سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام نکالا جاتا ہے۔ عقل مند وہ ہے جو اس ادھار کے مال سے مختصر زندگی میں زیادہ اعمال نکالنے کوشش کرے اور ہمارے اکابر یہی کیا کرتے تھے دن رات اپنے جسم کو تھکا دیتے تھے، نیکی کر کر کے تھکتے تھے اور تھک تھک کر پھر نیکی کرتے تھے۔

ایک بزرگ تھے ستر سال ان کی عمر تھی، اس عمر میں روزانہ ستر طواف کرتے تھے۔ ہر طواف کے سات چکر ہوتے ہیں اور ہر طواف کی دو رکعت واجب الطواف نوافل بھی ہوتے ہیں۔ تو ستر طواف کی رکعتیں بنیں ایک سو چالیس۔ ہم اگر کچھ نفلیں پڑھ لیں ہمارا کیا حال ہوتا ہے؟ میں اپنے دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ رمضان کی کسی رات میں ہمت کر لیں کہ جی آج دس بیس رکعتیں پڑھنی ہیں تو بیس رکعت پڑھنے کے بعد ہمارا یہ حال ہوتا ہے کہ رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ کی جگہ اوئی اللہ نکل رہا ہوتا ہے۔ یہ تو ہماری جوانیاں ہیں اور بیس رکعت پڑھنے پر یہ حال، وہ ایک سو چالیس نفل صرف طواف کے پڑھتے تھے اور باقی پورے دن کے اعمال اس کے علاوہ۔

ایک مرتبہ عمرے کے سفر میں ہم نے سب جماعت کے دوستوں کو مردوں عورتوں کو ترغیب دی کہ بھئی کوشش کریں زیادہ سے زیادہ طواف کرنے کی۔ پندرہ دن کا قیام ہوتا ہے اس میں پانچ دن چلو مدینہ طیبہ میں گزریں گے، دس دن تو مکہ مکرمہ کے ہیں۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی دس دن میں ستر طواف ہی سہی۔ کچھ نوجوان بچوں نے اور بچیوں نے طواف کرنے کے ارادے کر لیے۔ سو آدمیوں سے زیادہ کا گروپ تھا، شاید ایک یا دو بچوں نے دس دنوں میں ستر طواف مکمل کیے اور جنہوں نے ستر طواف مکمل کیے وہ آکر کہنے لگے کہ دعا کر دیں پاؤں کے نیچے چھالے بن گئے ہیں۔ دس دن میں ستر طواف کیے تو چھالے بن گئے، وہ ایک دن میں ستر طواف کرتے تھے۔ تو دیکھا کہ ہمارے بزرگوں نے تھوڑے وقت میں زیادہ کام نکالا، یہ نا کی بات۔ اگر ہمیں سمجھ میں آ جائے ہم زندگی کے کسی وقت کو خالی نہ رہنے دیں، اللہ کرے ہمیں وقت کی قدر آ جائے۔

گناہ بھی خیانت ہے:

تو دیکھیے امانت کا مفہوم شریعت کی نظر میں بہت وسیع ہے۔ اب کوئی یہ کہے کہ جی یہ چیزیں کہاں سے امانت ہیں؟ تو دلیل قرآن عظیم الشان میں سے۔ ایک آدمی اگر غیر محرم کی طرف دیکھتا ہے تو اس نے اللہ کے حکم کو توڑا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾

”جانتا ہے آنکھ کی خیانت کو اور جو تم چھپاتے ہو“

تو گناہ کو اللہ تعالیٰ نے خیانت کے لفظ سے تعبیر کیا کہ غیر کی طرف دیکھنا خیانت ہے تو معلوم ہوا کہ ہر گناہ کو کرنا خیانت ہے۔ امانت میں اگر یوں دیکھیں تو ہم تو روزانہ خیانت کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ روزانہ کوئی زندگی کا دن ایسا ہوگا کہ ہم نے گناہ نہ کیا ہو؟ ہم زندگی کا کوئی دن گن سکتے ہیں کہ صبح سے لے کر شام تک ہم نے جسم کے عضو سے کوئی بھی گناہ نہ کیا ہو؟ بہت کم لوگ ہوں گے۔ الا ماشاء اللہ۔ ورنہ کہیں نہ کہیں زبان سے خطا ہو گئی، آنکھ نے غلط دیکھ لیا، کان سے سن لیا، کوئی نہ کوئی ایسا معاملہ ہو گیا، تو خیانت کے تو پھر روز ہی مرتکب ہو رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

موبائل فون کی تباہ کاریاں:

اور آج ایک نئی مصیبت آ گئی، تاریخ انسانیت میں شیطان کے ہاتھ میں اتنا Mass Destrective Weapon (تباہ کن ہتھیار) کبھی نہیں آیا۔ تھا چھوٹا سا ہے، جیبوں میں آ جاتا ہے۔ اس مصیبت کا نام ہے سیل فون، میں سمجھتا ہوں کہ اس کا نام ہے جہل فون۔ یہ جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ضرورت کے لیے ہے۔ اور شیطان نوجوانوں سے اس کا غلط استعمال شروع کروا دیتا ہے۔ اور چونکہ اس کے پیچھے کافر موجود ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی نسل خراب ہو۔ لہٰذا ان کمپنیوں نے سہولیات دے دیں کہ بتی رات کو کال فری ہے۔ اور بڑے بڑے بینر بنا دیے کہ ''کرو بات ساری رات'' اب جس قوم کے بچے ساری رات ایک دوسرے سے گناہ بھری باتیں کریں گے، وہ صبح اٹھ کر سکولوں کالجوں میں کیا کریں گے؟ اور یہ عام شکایت ہے، سکولوں کالجوں کے پروفیسر اکثر بتاتے ہیں کہ پوری کلاس سوئی ہوئی ہوتی ہے۔ جس بچے کو دیکھو اسی کے ہاتھ میں فون۔ پہلے تو کچھ رکاوٹ تھی کہ ماں باپ خرچہ دیں گے تو اس میں کچھ کریڈٹ ڈالا جائے گا، نئی مصیبت آ گئی کہ فون کسی کا کریڈٹ کوئی بھیج رہا ہے، ایزی لوڈ نے گناہ کے راستے آسان کر دیے۔ ماں باپ کو پتہ بھی نہیں، نوجوان بچے ایک دوسرے کے اکاؤنٹ میں پیسے بھیج رہے ہیں۔

ہمارے پاس ایک ایسی مثال آئی کہ ایک بچی کے پاس چار سال سے فون تھا اور اس کے ماں باپ کو اس کا پتہ بھی نہیں تھا کہ اس کے پاس فون ہے۔ چار سال سے چھپا کے رکھا ہوا تھا۔ پہلے تو فون بجتا تھا تو بیل آتی تھی، اب انہوں نے نئی مصیبت یہ ڈال دی کہ اس کو وائبریشن لگا دی۔ جیسے دل دھڑکتا ہے اسی طرح تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس کا بھی دل دھڑکنا شروع ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس سیل فون کے ساتھ تو ہمیں اللہ کے لیے بغض ہونا چاہیے۔ہاں بزنس کے لیے ضرورت ہے تو اتنا استعمال کریں جتنی ضرورت ہے، جیسے گھر میں چھری ہوتی ہے کہ بچوں کی پہنچ سے دور رکھتے ہیں، پہلے لوگ کہتے تھے:

Keep away from the reach of children.

اسی طرح اس کو بھی ایسی جگہ رکھو! جہاں سے یہ نظر بھی نہ آئے۔اس کو بھی صرف ضرورت کیلیے استعمال کریں۔ورنہ قیامت کے دن کروڑوں انسان ہوں گے جو اس آلے کو غلط استعمال کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔کہیں ہمارا نام اس فہرست میں نہ آجائے۔سوچنے کی بات ہے، اس مصیبت سے بچنے کی ضرورت ہے

نوجوان بچے ایک سے بات نکلی، درجنوں سے باتیں ہو رہی ہیں۔ایک جیسے فقرے درجنوں کو سنائے جا رہے ہیں، ایک جیسے میسج درجنوں کو کیے جا رہے ہیں۔وقت ضائع، سکول کی تعلیم ضائع، گریڈ نہیں آتے بچوں کے، ماں باپ کہتے ہیں کہ جی بچوں کا دل نہیں لگتا۔ان کا دل کیسے لگے؟ مصیبت جو آپ نے لے کے دی ہوئی ہے تو اس لیے یہ اللہ رب العزت کی نعمتوں کو مس یوز کرنا ہے۔اب غیر محرم سے گھنٹوں باتیں کرنی، کانوں کا غلط استعمال، زبان کا غلط استعمال، تو یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ امانت میں خیانت ہو رہی ہے۔امانت کا مفہوم شریعت کی نظر میں بہت بڑا ہے۔

خودکشی حرام کیوں ہے؟

اب ذرا مسئلہ سنیے، ایک دوسری دلیل شریعت نے خودکشی کو کیوں حرام کہا؟ اب کوئی بندہ چاہے کہ میں خودکشی کرلوں، شریعت کہتی ہے کہ یہ حرام ہے، تم ایسا کام نہیں کر سکتے، کیوں؟ بھئی! اگر کرائے کے مکان میں رہتے ہو اور کہو کہ جی میں مکان گراتا ہوں تو مالک کیا کہے گا؟ تم ہوتے کون ہو گرانے والے؟ ہم اگر چاہیں کہ خودکشی کر لیں تو اللہ فرمائیں گے کہ تم ہوتے کون ہو خودکشی کرنے والے؟ جسم تو میرا دیا ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی بندہ کسی کو لکھ کر دے دے کہ آپ مجھے قتل کر دیں تو شریعت کہتی ہے کہ بندے نے اجازت دے دی لیکن دوسرا اس کو قتل کر نہیں سکتا! کیوں؟ یہ مالک نہیں ہے، یہ تو یوزر ہے اس کا۔ اس لیے شریعت نے خودکشی کو حرام قرار دیا کہ یہ ہمارے پاس ادھار کا مال ہے۔

جسم کا یوز اور مس یوز:

یہ جسم ایک امانت ہے ہم اس جسم کو اس طرح استعمال کریں جیسے ہمارا پروردگار چاہتا ہے۔ اسی طرح اگر استعمال کریں گے تو پھر جب اللہ کے حضور جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جنتی جسم عطا فرمائیں گے، من پسند کا حسن عطا فرمائیں گے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جنت میں ایک بازار ہوگا، جنتی جائیں گے جیسے ان کا جی چاہے گا، ویسا ان کو حسن وہاں سے مل جائے گا، یہ جنت کا بیوٹی پارلر ہوگا۔

دنیا کے بیوٹی پارلر میں تو عورتیں جائیں بھی سہی تو جسم کے اوپر لیپ ہی مل سکتی ہیں اور کیا کر سکتی ہیں؟ نہ نقش تبدیل کر سکتی ہیں، نہ رنگ بدل سکتی ہیں، ڈسٹمپر ہی کر سکتی ہیں۔ تو بیچاریاں ڈسٹمپر کر کے آجاتی ہیں اور پھر پھنس جاتی ہیں شادی میں، اب شادی میں نماز کا وقت ہو گیا تو یہ وضو کیسے کرے؟ راز کھل جائے گا کہ اوپر سے تو لگ رہی تھی حور اور اندر سے نکل آئی ڈائن، لہٰذا نماز ہی نہیں پڑھتیں۔ اگر دس گھنٹے بھی شادی کی تقریب میں رہنا پڑے تو اس دوران کی ساری نمازیں گئیں۔ ہاں پہلے سے وضو کیا ہوا ہے تو پڑھنے والیاں، پڑھ لیں گی ورنہ مجبور ہیں کہ جی چہرہ دھوئیں کیسے؟ ان کے لیے چہرہ دھونا مصیبت ہوتی ہے۔

یہ تو دنیا کے مسئلے ہیں لیکن جنت میں تو ایسا نہیں ہوگا۔ جنتی عورت جب بازارِ حسن پر جائے گی، حدیث پاک میں آتا ہے: سوچے گی کہ میری آنکھیں ایسی ہوں، ویسی بن جائیں گی۔ میرا چہرہ ایسا ہو، ویسا بن جائے گا۔ میرے رخسار ایسے ہوں، ویسے بن

www.besturdubooks.wordpress.com

جائیں گے۔ دانت ایسے ہوں، ویسے بن جائیں گے۔ ہونٹ ایسے، ویسے بن جائیں گے۔ سوچیے! تخیل میں جو خوبصورتی آنے گی، عورت سوچے گی، اللہ اپنی رحمت سے وہ نعمت عطا فرمائیں گے، کس لیے؟ یہ نعمتیں ملیں گی کہ یہ دنیا میں غیر محرم مرد سے بچتی تھی، اپنے آپ کو چھپاتی تھی، آج اس کو اختیار ہے، اس نے میری نعمت کا ٹھیک استعمال کیا، آج یہ میری اس نعمت کو جتنا چاہے حاصل کر لے۔ اگر اس Credeteria (شرائط) پر ہم اپنے آپ کو تولیں تو کیا ہم اللہ کی دی ہوئی نعمت کو یوز کر رہے ہیں یا مس یوز کر رہے ہیں؟ تو امانت کا تصور شریعت کی نظر میں بہت زیادہ ہے۔

عاریتاً لی ہوئی چیزوں میں خیانت:

اچھا چلیں جسم سے باہر نکل کر بات کرتے ہیں، ہم دوسروں سے کوئی چیز عاریتاً لیتے ہیں وہ بھی امانت ہوتی ہے۔ اس کو بھی صحیح استعمال کرنا چاہیے اور آپ دیکھیں کہ ہم اکثر اوقات اس میں کوتاہی کرتے ہیں۔ مثلاً

☆ ... کسی نے کھانا برتن میں بھجوا دیا تو شریعت کہتی ہے کہ کھانا اپنے برتن میں ڈالو، ان کے برتن واپس بھیجو! ہم کھانا تو ڈال لیتے ہیں اور برتنوں کو اپنا سمجھ لیتے ہیں۔ استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں، واپس نہیں بھیجتے۔ یہ عاریتاً دی ہوئی چیز کوئی ملکیت تو نہیں بن گئی۔ لینا یاد رہتا ہے، واپس دینا یاد نہیں ہوتا۔

کئی مرتبہ تو اس برتن سے وہ کام کرتے ہیں جو اپنے برتن سے نہیں کرتے۔ ہمارے ساتھی کہنے لگے کہ ہم ایک جگہ کسی جماعت میں گئے تو ایک صاحب مجھ سے سنور کا لوٹا مانگ کے لے گئے، جب میں نے دوسرے دن لیا تو بالکل کالا، میں نے پوچھا کہ یہ کیا کیا؟ کہنے لگے کہ چائے بنائی تھی۔ یہ بھی امانت میں خیانت۔

☆ ... گاڑی کسی کی لیں گے عاریتاً، اپنی گاڑی چلاتے تھے تو زمین میں دیکھتے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ کھڈے جہاں ہیں وہاں سے بچ کے گزرتے تھے۔ اب چونکہ یہ مانگی ہوئی گاڑی ہے لہٰذا کھڈے کے اوپر سے گزارتے ہوئے لے جا رہے ہیں۔ یہ امانت میں خیانت ہے۔ ہم اس کو ایسے استعمال کریں جیسے اس کا مالک چاہتا ہے، غلط استعمال کریں گے تو پھر ہم اس کے جواب دہ بنیں گے۔

☆..... یہ باتیں تو شاید طلبا کو کم سمجھ میں آئیں، طلبا کی بات کرتے ہیں۔ کتاب پڑھنے کو مانگتے ہیں تو جب کوئی لے جائے تو آپ سمجھ لیں کہ بس یہ کتاب گئی۔ اکثر یہ بیماری دیکھی گئی کہ بڑی لجاجت سے مانگیں گے کہ پڑھ کر واپس کر دوں گا۔ ایسا لگتا ہے کہ اس ہاتھ سے لے کر پڑھیں گے اور دوسرے ہاتھ سے پڑھ کر واپس کر دیں گے۔ لیکن لینے کے بعد بھول جاتے ہیں، واپس کرنی یاد ہی نہیں رہتی، مہینوں گزر جاتے ہیں۔ بلکہ ایک طالب علم تو عجیب بات کرنے لگا کہ جی ہم تو سمجھتے ہیں کہ جو اپنی کتاب کسی پڑھنے والے کو ادھار دے تو وہ بڑا بے وقوف اور جو ادھار لی ہوئی کتاب واپس کر دے وہ اس سے بھی بڑا بے وقوف ہے۔ اب اگر یہ صورت حال ہے تو پھر امانت میں خیانت کہاں گئی۔

یہ چھوٹی چھوٹی مثالیں ہیں مگر اس سے ہماری Personality (شخصیت) کا اندازہ ہوتا ہے، ہمارے اندر ہماری زندگی میں امانت کا تصور ہے یا نہیں۔

ملازمت میں امانت کا تصور:

ذرا اور آگے بڑھیے! ہم جو ملازمت کرتے ہیں اور اس پر ہمیں تنخواہ ملتی ہے، پتہ ہے یہ کیا ہوتا ہے؟ یہ مالک اور مزدور کے درمیان ایک ڈیل ہوتی ہے۔ مالک نے تنخواہ دینے کا وعدہ کیا، اس کے بدلے مزدور نے وقت بیچنے کا فیصلہ کیا۔ یہ عاجز جان بوجھ کر بیچنے کا لفظ استعمال کر رہا ہے تاکہ بات سمجھ میں آ جائے۔ اب ہم نے آٹھ گھنٹے بیچ دیے۔ جب بیچ دیے تو پھر کس کے ہو گئے؟ جو تنخواہ دیتا ہے اس کے ہو گئے۔ تو پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم آج دفتروں میں جا کر کام کرتے ہیں یا گھروں کے کام کرتے ہیں کیا ہم آٹھ گھنٹے پوری مزدوری کرتے ہیں۔ اللہ اکبر۔ اگر ہم ان آٹھ گھنٹے کو صحیح طرح مالک کے کہنے کے مطابق استعمال نہیں کریں گے تو رزق حلال کیسے بنے گا؟ یہ تو بیچا ہوا وقت ہے، یہ اب ہمارا نہیں ہے۔ ہم ذیل کر چکے، اس کے بدلے تنخواہ لیتے ہیں۔

ایک نوجوان کی احتیاط:

چنانچہ ایک نوجوان سالک تھے، جب نوکری کرتے تھے تو ان کی ڈیوٹی فرض کر دو آٹھ سے چار تھی۔ دن میں کئی مرتبہ ان کو دفتر کے کام کے لیے باہر جانا پڑتا۔ باہر کام کیا اور دیکھا کہ پونے چار ہو گئے تو پونے چار بجے وہ نوجوان چھٹی کر کے گھر نہیں آتا تھا کہ چار تو بجنے ہی والے ہیں، پونے چار دفتر کی طرف چلتا تھا، دفتر کا فاصلہ ہوتا آدھے گھنٹے کا تو آدھا راستہ گاڑی ڈرائیو کرنے کے بعد جب چار بجتے تب اپنے گھر کی طرف رخ کرتا تھا۔ جن کو رزق حلال کی فکر ہوتی ہے وہ اپنے ایک ایک لمحے کا حساب رکھتے ہیں کہ یہ میرا نہیں یہ کسی کا ہے۔

اکابر علمائے دیوبند کی احتیاط:

چنانچہ ہمارے اکابرین علمائے دیوبند کے اندر بھی احتیاط بہت واضح تھی۔ فرمایا کہ جب ان کے ہاں کسی استاد کو کوئی رشتہ دار ملنے آتا تھا، بعض دفعہ مجبوری ہو جاتی ہے تو جیسے ہی ملنے آتا، وہ اسی وقت ٹائم دیکھ لیتے، جب واپس جاتا تھا تو ٹائم دیکھ کر نوٹ کر لیتے کہ میرے رشتہ دار نے میرا کتنا وقت لیا۔ پورے مہینے میں یہ منٹ جمع کرتے کرتے گھنٹے بناتے، گھنٹوں کے دن بناتے، ایک دن یا دو دن، جب تنخواہ ملنے کا وقت ہوتا تھا تو اس وقت جو خازن ہوتا تھا اس کو بتاتے کہ یہ وقت میں نے ذاتی استعمال کیا ہے، لہٰذا میری تنخواہ میں سے اتنا کم کر دیجیے

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تنخواہ دس روپے تھی، دارالعلوم میں پڑھاتے پڑھاتے عمر گزر گئی، بڑھاپا آ گیا۔ مجلس شوریٰ کے اراکین نے یہ سوچا کہ اب حضرت کو زیادہ تنخواہ دینی چاہیے تاکہ تھوڑی سہولت ہو جائے۔ چنانچہ اراکین نے مشورہ کر کے مجلسِ شوریٰ کی تنخواہ پندرہ روپے کر دی اور اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ آپ صدر معلم تھے۔ صدر معلم کی تنخواہ سب سے زیادہ ہوتی ہے، باقیوں کی اس سے نیچے ہوتی ہے، جب اوپر سے بڑھے گی تو باقیوں کی بھی بڑھ سکے گی۔ یہ بھی مجبوری تھی۔ چنانچہ مجلسِ شوریٰ نے بندہ بھیجا کہ جی آج سے آپ کی تنخواہ پندرہ روپے کی جاتی ہے۔ حضرت گھر سے دارالعلوم آئے اور دارالعلوم میں مجلسِ شوریٰ کے اراکین سے فرمانے لگے کہ آپ لوگوں نے میری تنخواہ کیوں بڑھائی؟ انہوں نے کہا کہ جی اب آپ کی عمر زیادہ ہو گئی سہولت ملنی چاہیے۔ فرمانے لگے: نہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ میری تنخواہ آپ لوگوں کو کم کرنی چاہیے۔ انہوں نے پوچھا: کم کیسے؟ فرمانے لگے: جوانی میں زیادہ مشقت اٹھا کے پڑھا سکتا تھا لیکن اس وقت تو تنخواہ دس روپے تھی، اب میں وہ مشقت نہیں اٹھا سکتا، اب میری تنخواہ کم ہونی چاہیے۔ یا اللہ یہ راز تھا ان حضرات کی اللہ کے ہاں قبولیت کرانے کا۔ دیکھنے میں انسان تھے فرشتوں کی صفات اپنے اندر رکھا کرتے تھے۔

اللہ والوں کی آمدن میں برکت:

حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تنخواہ مہینے میں دس روپے تھی اب ہو سکتا ہے کہ سوچنے والا یہ کہے کہ جی یہ دس روپے کیا لگائی ہوئی ہے۔ یاد رکھیں تنخواہ کی مقدار تھوڑی ہوتی تھی، تنخواہ میں برکت بہت ہوتی تھی۔ آج تنخواہ کی مقدار بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے، تنخواہ کے اندر برکت کوئی نہیں ہوتی۔ خرچے پورے نہیں ہوتے۔

ہمارے ایک دوست تھے پرچیز منیجر تھے ہمارے، کہنے لگے: کہ میری شادی کو آٹھ سال گزر گئے تھے لیکن کوئی اولاد نہیں تھی، بیوی نے کہا کہ کسی بزرگ کے پاس جا کر دعا کرواؤ۔ مجھے لاہور میں ایک بزرگ کا پتہ چلا کہ میں ان کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوا۔ خادم نے بلایا ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور مجھے لا کے شربت کا گلاس بھی پلایا، میں بڑا حیران کہ میں واقف بھی نہیں اور یہ اتنے مہمان نواز کہ ہر آنے والے مہمان کو شربت پلا رہے ہیں۔ جب دروازہ کھلا تو میں نے دیکھا کہ ایک سفید ریش اندر صحن میں مصلے پر کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، شاید چاشت پڑھ رہے ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہیں آ گئے، مجھ سے ملے، بات کی۔ کہنے لگے: میں کسی کام میں مصروف تھا اسی لیے دیر ہو گئی۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ مخلص بندہ نظر آتا ہے جو اپنے عمل کو چھپا رہا ہے ورنہ تو کہتا کہ ہم عبادت میں مصروف تھا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں کام میں مصروف تھا اس لیے دیر ہو گئی۔ میں نے بتایا کہ یہ مسئلہ ہے دعا کر دیں، انہوں نے دعا کر دی۔ اٹھتے ہوئے میں نے ان کو پانچ روپے ہدیہ دیے۔ وہ کہنے لگے کہ نہیں اس کی تو ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ جی آپ کے ہاں ہر آنے والے کو شربت دیا جاتا ہے، خرچے بھی ہیں، مہمان داری بھی ہے، آپ قبول فرما لیجیے۔ تو میری بات سن کر وہ کہنے لگے کہ نہیں، میں نے دینی کتابوں کی ایک دکان بنا رکھی ہے۔ اور کتابیں بکنے سے مجھے ماہانہ پندرہ روپے اس میں سے بچت ہو جاتی ہے اور میرے تو پندرہ روپے ختم ہی نہیں ہوتے۔ کہنے لگے کہ بیس سال اس واقعے کو گزر گئے، آج تک مجھے وہ منظر یاد ہے کہ اللہ کے بندے نے کیسے کہا کہ میرے تو بیس روپے ختم ہی نہیں ہوتے۔ تو جہاں برکت ہوتی ہے ان کے بیس روپے بھی ختم نہیں ہوتے۔ کیوں؟ ڈاکٹر کا خرچہ زیرو، ادھر ادھر کے نقصان زیرو، بچوں کی بیماریوں کا خرچہ زیرو، ماشاء اللہ اللہ رب العزت ان کے رزق میں برکت ڈال دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو آج رزق بے برکت کی کمی ہے۔ اگر اللہ کریم برکت عطا فرما دے تو جتنا ہمیں مل رہا ہے، ہماری ضروریات کو پورا کرنے میں یہی کافی ہے۔ اب بات سمجھ میں آگئی کہ یہ حضرات دس روپے سے پندرہ روپے کیوں نہیں کرنے دیتے تھے۔ ان کے رزق میں برکت تھی، دس روپوں میں اللہ رب العزت ان کے خرچے پورے کروا دیتے تھے۔

دوسروں کے حقوق میں خیانت:

خیانت کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ دوسروں کے حقوق میں خیانت کی جائے۔ آج جدھر بھی دیکھو ہر طرف حقوق کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ جس کو بھی دیکھو ہر بندہ کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے حقوق کی خاطر خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے۔ حقوق مانگنے کی تو باتیں ہو رہی ہیں کوئی اس لیے بھی پریشان ہے کہ جی میں دوسروں کا حق ادا نہیں کر سکا۔ کیوں بھئی! کوئی دیکھا ایسا پریشان کہ جو کہے کہ جی میں تو بڑا پریشان ہوں میں تو دوسروں کا حق ہی نہیں ادا کر سکا۔ ہونا الٹ چاہیے تھا، ہم میں سے ہر بندے کو اس لیے پریشان ہونا چاہیے تھا کہ جی ہم تو کسی کا حق ہی نہیں ادا کر پائے۔ کام ہی الٹ ہو گیا، حقوق لینے کی باتیں ہوتی ہیں حقوق دینے کی طرف سے آج کوتاہی ہو رہی ہے۔

چنانچہ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے فرائض کی نگرانی کرے۔ آج میاں بیوی کے حقوق کے بارے میں بیان کریں تو بیوی وہ نکات یاد کرتی ہے جو خاوند کے لیے ہوتے ہیں کہ خاوند کو کیا کرنا چاہیے۔ اور خاوند وہ پوائنٹ یاد کرتا ہے کہ بیوی کو کیا کرنا چاہیے؟ اور جب دونوں کی ملاقات ہوتی ہے تو بیوی کہتی ہے کہ دیکھا! آپ کو یہ کرنا چاہیے تھا اور خاوند کہتا ہے کہ دیکھو! حضرت نے کہا تھا کہ تمہیں یہ کرنا چاہیے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیا کرنا ہے؟ یہ ہمارے معاشرے میں اصل بیماری کی جڑ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

احساسِ ذمہ داری کی کمی:

غیر ذمہ داری، احساسِ ذمہ داری کا نہ ہونا، یہ آج ہمارے معاشرے میں خرابی کی بنیاد ہے۔ چنانچہ ہم امانت کو امانت ہی نہیں سمجھتے، دفتر کا فون ذاتی استعمال میں، دفتر کے سرونٹ ذاتی استعمال میں اور دفتر کا وقت ہم ذاتی کاموں کے استعمال میں لگاتے ہیں۔ امانت کہاں گئی؟ امانت کا تصور کیا رہا؟ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس کا خیال رکھیں۔ یہ دفتر کا فرنیچر، دفتر کی چیزیں، امانت ہوتی ہیں۔ کوئی کہے کہ جی میری تو سرکاری نوکری ہے۔ تو بھئی آپ تو اور زیادہ Sensitive (حساس) جاب کر رہے ہیں۔ اکیلے بندے سے تو معافی مانگی جا سکتی ہے، اتنے کروڑ عوام سے تو معافی بھی نہیں مانگی جا سکتی۔ اب قیامت کے دن کیا بنے گا؟ ہمارے اکابر کی اس پر نظر ہوتی تھی، چنانچہ وہ سرکاری چیزوں کو بھی غلط استعمال نہیں کرتے تھے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط:

سنیں اور دل کے کانوں سے سنیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کہیں بیان کے لیے گئے۔ جب واپس آنے لگے تو کسی نے ایک بنڈل گنے کا دے دیا، حضرت یہ لے جائیے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی میں نے تو اپنی ٹکٹ کٹوائی ہے گنے کے پیسے تو نہیں دیے اور اب ٹرین چلنے کا وقت ہے بک کر بھی نہیں سکتا۔ اس نے کہا کہ جی کوئی بات نہیں میں کنڈیکٹر گارڈ کو کہہ دوں گا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے تو آگے جانا ہے۔ اس نے کہا کہ جی وہ کنڈیکٹر گارڈ اگلے کو کہہ دے گا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے تو اور آگے جانا ہے تو کہنے والا بڑا حیران۔ حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ حضرت! آپ نے کہاں جانا ہے؟ فرمایا کہ میں نے تو اللہ کے حضور جانا ہے۔ اب اللہ کے حضور تمہارا کنڈیکٹر گارڈ مجھے بچا لے گا۔ یہ فرق تھا، ایمان کا کہ وہ امانت کو

www.besturdubooks.wordpress.com

امانت رکھتے تھے اور امانت میں خیانت نہیں کیا کرتے تھے۔

مطفف کون ہیں؟

سنیے قرآن عظیم الشان، اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾

”بربادی ہے ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کے لیے“

”مطفف“ کون ہیں؟

﴿الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝﴾

”جو لوگوں سے لینے کے وقت پورا پورا لیتے ہیں اور دیتے وقت کمی کرتے ہیں“

لینے کا وقت آئے تو پورا لینے کی کوشش کریں اور دینے کا وقت آئے تو کم تول کے کم دینے کی کوشش کریں۔ صرف دکان دار مطفف نہیں ہوتا، میاں بیوی کے درمیان بھی ایک میزان ہے۔ میاں کے حقوق بیوی پر اور بیوی کے حقوق میاں پر۔ اگر میاں حقوق ادا نہیں کرتا تو یہ مطفف، اگر بیوی حقوق ادا نہیں کرتی تو یہ ”مطفف“۔ یہ طفیف ہر شے میں ہوتی ہے۔

چنانچہ مفسرین نے لکھا کہ اَلتَّطْفِيْفُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ ماں باپ اور اولاد کے درمیان میزان۔ ماں باپ چاہتے ہیں کہ اولاد بڑی نیچی بنے مگر اولاد کو وہ کچھ نہیں دیتے جو اولاد کو دینا چاہیے، تو یہ مطفف۔ اولاد کہتی ہے کہ ماں باپ ہمیں وہ سب کچھ دیں جو ماں باپ کو دینا چاہیے مگر خود اچھے بچے نہیں بنتے، تو یہ مطفف۔ لہذا میزان ہر ایک چیز میں ہونا چاہیے۔ میاں بیوی کے درمیان بھی میزان، ماں باپ اولاد کے درمیان بھی میزان، مالک اور مزدور کے درمیان بھی میزان، پڑوسی اور پڑوسی کے درمیان بھی میزان۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنا جائزہ لیں:

اب سوچیے کہ ہم ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ بیوی کہتی ہے کہ خاوند تو بس میری بیعت کر لے۔ یہ اس کی تمنا ہوتی ہے، مطلب کہ میری انگلیوں کے اشارے پہ ناچے لیکن میں خاوند کی وفادار اور خدمت گزار بیوی بن کے رہوں اس طرف کوئی نہیں سوچتی۔ اور کبھی الٹ ہوتا ہے کہ خاوند یہ تو چاہتا ہے کہ میری بیوی بڑی پاک دامنی کی زندگی گزارے اور خود اپنے لیے آزادی ڈھونڈتا ہے۔ تو یوں وہ مطفف بن گیا کہ نہ بنا؟ امانت میں خیانت ہوئی یا نہ ہوئی؟

شریعت نے کہا ہے:

((اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ)) (الجامع رقم: ٩٤٥١-٣٠٠٢)

''مجلس میں کی ہوئی بات بھی امانت ہوتی ہے''

آج یہ جھگڑے کیوں ہوتے ہیں؟ اس گھر کی بات اس گھر میں؟ اس گھر کی بات اس میں اور یہی چیز جھگڑے کی بنیاد بنتی ہے۔ شریعت کتنی خوبصورت ہے؟ کتنے خوبصورت اصول بتاتی ہے زندگی گزارنے کے؟ فرمایا کہ تم جس مجلس میں تھے کوئی بات ہوئی دفن کر دو۔ جگہ جگہ نا تک کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ جو ہوتا ہے جگہ جگہ بات بتانا، یہ بیماری ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾

''تباہی ہے عیب جو اور عیب گو کے لیے''

ھمزۃ الگ اور لمزۃ کو الگ بیان کیا۔ عیب جو اور عیب کو بیان کرنے والا۔ آج تو بس کسی کی تھوڑی سی غلطی کا پتہ چلے اسی وقت سب کو پہنچ جاتی ہے۔ کسی نے پوچھا تھا کہ تیزی کے ساتھ کسی کی بات کو نشر کرنے والا کونسا میڈیا ہے؟ ایک نے کہا: ریڈیو، ایک نے کہا: ٹی وی، ایک نے کہا کہ انٹرنیٹ اور جو کامیاب ہوا اس نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت۔بس ایک عورت کو بتا دو، وہ جہاں انٹرنیٹ بھی نہیں پہنچا، وہاں وہ بات بھی پہنچ جائے گی۔ اسی طرح دوسرے بندے کی باتوں میں کھوج کرید کرنا شریعت نے اس کو بھی منع کیا۔

ایک نوجوان کی امانت داری:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا ٹرین کے ڈبے میں سفر کر رہا تھا۔ وہ چہرے مہرے سے ایسے لگ رہا تھا جیسے انگریزی پڑھا ہوا ہو لیکن وہ عربی پڑھا ہوا تھا۔ ایم اے عربک کی ہوئی تھی۔ چند علما آکر بیٹھ گئے اور انہوں نے آپس میں عربی میں باتیں شروع کر دیں، یہ سمجھتے ہوئے کہ اس بیچارے کو عربی کا کیا پتہ؟ تو جیسے ہی انہوں نے عربی میں بات شروع کی وہ فوراً بول اٹھے کہ جی معاف کیجیے گا کہ میں ایم اے عربی ہوں، مجھے عربی کی زبان سمجھ میں آتی ہے، آپ نے اگر بات کرنی ہے تو کہیں ہٹ کر کریں، میں امانت میں خیانت کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔ ہم ہوتے تو ہم ان کے مزے لیتے کہ دیکھو! یہ سمجھ رہے ہیں کہ مجھے پتہ نہیں جب کہ مجھے ان کی باتوں کا سب پتہ چل رہا ہے۔

شریعت میں خیانت کی مذمت:

شریعت نے خیانت کی بہت مذمت کی، بہت زیادہ مذمت کی۔ یہاں تک فرمایا کہ قیامت کے دن جو خائن ہوگا، اسے اس خیانت کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ اب ذرا دل کے کانوں سے سنیے اللہ کے حبیب ﷺ کا فرمان ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس کا مفہوم یہ ہے۔

((اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُکَفِّرُ الذُّنُوْبَ کُلَّھَا اِلَّا الْاَمَانَۃَ))

”اللہ کے راستے میں شہید ہو جانے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

سوائے امانت کے"

قَالَ يُؤْتٰى بِالْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک بندے کو پیش کیا جائے گا

وَاِنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وہ اللہ کے راستے میں شہید ہوا ہوگا

صَاحِبُ الْاَمَانَةِ الَّتِيْ خَانَ فِيْهَا

اور اس نے امانت کے اندر خیانت کی ہوگی۔

فَيُقَالُ لَهٗ اَدِّ اَمَانَتَكَ

اس کو کہا جائے گا: اپنی امانت کو ادا کرو۔

فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ ذَهَبَتِ الدُّنْيَا

وہ کہے گا: یا اللہ! دنیا کی زندگی تو چلی گئی

قَالَ فَيُقَالُ: اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلَى الْهَاوِيَةِ فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلَى الْهَاوِيَةِ يُمَثَّلُ لَهٗ اَمَانَتُهٗ كَهَيْئَتِهَا يَوْمَ اَخَذَهَا فِيْ قَعْرِ جَهَنَّمَ

فرمایا: اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور امانت جو اس کو دی گئی تھی اس کی ایک شکل بنا کر اس بندے کو جہنم میں دی جائے گی۔

ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ فَاَخْرِجْهَا

اس بندے کو پھر کہا جائے گا: امانت کو نکال کر اس کے اہل کو دو

فَقَالَ فَيَنْزِلُ اِلَيْهَا فَيَحْمِلُهَا عَلٰى عَاتِقِهٖ

وہ نیچے اترے گا جہنم میں اور اس امانت کو لے کر اس کو اپنے سر اور گردن پر اٹھائے گا۔

هِيَ عِنْدَهٗ اَثْقَلُ مِنْ جِبَالِ الدُّنْيَا

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ امانت اس کے سر پر دنیا کے پہاڑوں سے بھی زیادہ بوجھل ہو جائے گی۔

حَتّٰی إِذَا ظَنَّ فَهُوَ يَهْوِيْ فِيْ إِثْرِهَا أَنَّهُ خَارِجٌ زَلَّتْ عَنْ مَنْكِبِهِ

(شعب الایمان، رقم: ۵۲۶۶)

حتی کہ جب وہ گمان کرے گا کہ میں اس امانت کو اٹھا کے جہنم سے نکلنے کے قریب آ گیا۔ وہ امانت اس کے سر سے پیچھے جہنم کی تہہ میں گر جائے گی اور یہ بھی اس کے پیچھے گر جائے گا، پھر اس کو اٹھا کے لائے گا، پھر امانت گر جائے گی۔ ابدالابد ساری عمر اس کے ساتھ ایسا ہوتا رہے گا، امانت نہیں ادا کر سکے گا۔ اگر شہید بھی امانت نہیں ادا کر سکے گا تو میں آپ کس کھیت کی گاجر مولی ہیں۔

کبھی ہم سوچیں کہ ہم جو امانتوں میں اتنی خیانتیں کرتے پھر رہے ہیں اس پر ہمارا کیا بنے گا؟ اسی لیے ہمارے اکابر کو امانت میں خیانت کی بہت زیادہ فکر ہوتی تھی۔ وہ اس کا بہت زیادہ خیال کرتے تھے کہ کہیں امانت میں خیانت نہ ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احساسِ ذمہ داری:

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مرادِ مصطفیٰ عشرہ مبشرہ میں نبی علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے جن کی جنتی ہونے کی بشارت مل گئی تھی۔ جن کے بارے اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ كَانَ مِنْ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ)) (مسند احمد، رقم: ۱۷۴۶۳)

''اگر میرے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا تو وہ عمر ہوتا''

فرمایا عمر رضی اللہ عنہ جس راستے پر چلتا ہے شیطان اس راستے کو چھوڑ دیتا ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل و دماغ دیا تھا:

((كَانَ رَأْيُهُ مُوَافِقًا بِالْوَحْيِ وَ الْكِتَابِ))

''جن کی رائے کتاب اور وحی کے مطابق ہوا کرتی تھی''

ایسی جلیل القدر ہستی! اپنے فرض منصبی کے پورا ہونے کے بارے میں ڈرا کرتے تھے، گھبرایا کرتے تھے، فرمایا کرتے تھے۔ اگر فرات کے کنارے پر کوئی کتا پیاسا مر گیا تو قیامت کے دن اس کا حساب بھی عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے ہوگا، میری ذمہ داری ہے۔ اتنا احساس ذمہ داری تھا!

بہت توجہ کے ساتھ بات سنیے! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے۔ کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس آئے۔ مدینہ طیبہ میں جب پہلی رات تھی تو سوچنے لگے کہ میں ذرا باہر نکل کر دیکھوں کہ لوگ کس حال میں ہیں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت پر نکل گئے۔ اکیلے، کوئی غلام نہیں تھا، کوئی رفیق سفر نہیں تھا۔ ایک خیمہ لگا دیکھا، بڑھیا خیمے کے دروازے پر بیٹھی ہے، سلام کیا، سلام کر کے پوچھا: اماں کس حال میں ہو؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہوں۔ بڑھیا نے پوچھا: ارے میاں عمر کا کیا بنا؟ جواب دیا کہ وہ خیریت سے واپس لوٹ آئے۔ بڑھیا نے کہا: میری طرف سے اللہ تعالیٰ اسے کوئی خیر کا بدلہ نہ دے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے، پوچھا: اماں کیا ہوا؟ کہا: جب سے وہ خلیفہ بنا ہے مجھے بیت المال سے کوئی درہم و دینار نہیں ملا، وہ خیال ہی نہیں کرتا۔ اماں عمر کو کیا پتہ کہ تم کس حال میں ہو؟ کہنے لگی! اچھا! امیر المومنین بن گیا ہے اور اسے پتہ ہی نہیں کہ میری رعایا کے کسی بندے کے ساتھ کیا گزر رہی ہے؟ جب اس نے یہ کہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو کہا:

وَا عُمَرَاهُ كُلٌّ وَاحِدٍ اَفْقَهُ مِنْكَ يَا عُمَرُ

ہائے عمر! ہر بندہ تجھ سے زیادہ سمجھدار ہے

بڑھیا نے کیسی بات کی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ امیر المومنین بنے اور پھر یہ کہے کہ مجھے پتہ ہی نہیں تھا؟ پتہ ہونا چاہیے تھا۔ اب عمر رضی اللہ عنہ وہیں بیٹھ گئے اور بڑھیا سے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ کہنے لگے کہ بڑی اماں مجھے تو عمر پر بڑا ترس آ رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اسے پتہ ہی نہیں اور آپ اس کے ساتھ اتنی زیادتی کر رہے ہیں اور حق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ کہنے لگی کہ میں تو حق کا مطالبہ کیے بغیر نہیں رہوں گی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے منتیں شروع کر دیں۔ اچھا آج تک آپ کو جو تکلیف پہنچی، وہ مظلومیت اگر میں عمر کی طرف سے خریدنا چاہوں تو مجھے آپ بیچ سکتی ہیں۔ وہ بڑھیا کہنے لگی کہ کبھی مظلومیت بھی کسی نے خریدی ہے۔ کہنے لگے کہ یہ خریدیں یا نہ خریدیں، اپنی الگ بات۔ تو بتاؤ کہ تو اپنی مظلومیت مجھے بیچ سکتی ہے۔ اس نے کہا: نہیں۔ منت سماجت کرلی اور منت سماجت کرلی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اتنی عاجزی سے منت سماجت کی کہ پھر وہ بڑھیا آمادہ ہوگئی۔ اچھا میں وہ مظلومیت بیچتی ہوں۔ کتنے میں بیچتی ہو؟ پچیس دینار دے دیجئے۔ پچیس دینار اگر مجھے مل جائیں تو تم میرے ہاتھ اپنی مظلومیت بیچ دو گی جو تم اب تک دل میں رکھتی ہو۔ اس نے کہا: ہاں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ اب اس بات کا فیصلہ کرنے لگے۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ یا امیر المؤمنین کہتے ہوئے وہاں جا پہنچے۔ انہوں نے دور سے دیکھا، انہوں نے کہا: السلام علیکم یا امیر المؤمنین۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ جب بڑھیا نے امیر المؤمنین کا لفظ سنا تو گھبرا گئی۔ کہنے لگی

وَاحَسْرَتَاهُ! "ہائے میری کم بختی"

شَتَمْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي وَجْهِهِ

"میں نے امیرالمؤمنین کو اُن کے سامنے گالیاں دیں۔"

میں نے سخت باتیں کیں میرا کیا بنے گا؟ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: نہیں بڑی بی! میری ڈیل ہو چکی ہے۔ اب تم اپنی بات پہ پکی رہنا کہ پچیس دینار لے لو۔ تم مجھے اپنی مظلومیت بیچ چکی ہے۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قلم تھی، فوراً قلم نکالی، ادھر کاغذ ڈھونڈا نہیں ملا، ادھر ادھر دیکھا نہیں ملا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کرتے کے ایک کونے کو پھاڑ دیا۔ کپڑے کو پھاڑا اور کپڑے کے اوپر یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عبارت لکھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَا اشْتَرٰى عُمَرُ مِنْ فُلَانَةٍ ظُلَامَتَهَا مُنْذُ وَلِيَ الْخِلَافَةَ اِلٰى يَوْمِ كَذَا وَ كَذَا بِخَمْسَةٍ وَّ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا

''یہ کہ عمر نے خرید لیا اس عورت کی مظلومیت کو۔ جب سے عمر امیر المومنین بنا فلاں دن سے فلاں دن تک پچیس دینار کے بدلے میں''

فَمَا تَدَّعِيْ عِنْدَ وُقُوْفِهٖ عِنْدَ مَحْشَرٍ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى

''یہ بڑھیا قیامت کے دن اللہ کے سامنے جب کھڑی ہوگی عمر کے خلاف مقدمہ دائر نہیں کر سکے گی۔''

فَعُمَرُ مِنْهُ بَرِيٌّ وَ شَهِدَ عَلٰى ذَالِكَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ

''عمر اس سے بری ہے اور اس پر علی بن طالب اور عبداللہ بن مسعود گواہ بن رہے ہیں۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے عبارت لکھ لی گواہ بنا لیے، گھر آ گئے، مگر دل کانپ رہا تھا کہ ایک عورت نے کہا کہ میں قیامت کے دن عمر رضی اللہ عنہ سے حق مانگوں گی۔ دل گھبرایا ہوا ہے اپنے بیٹے کو بلایا اور بلا کر فرمایا میرے بیٹے۔

((اِذَا نَا مِتُّ فَاجْعَلْهَا فِيْ كَفَنِيْ اَلْقٰى بِهَا رَبِّيْ))(اعلام الناس: ۱/۱)

جب میری موت آ جائے، اس کو میری قبر کے اندر رکھ دینا، میں اس کو لے کے اپنے رب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔

جن کو اپنی امانت میں خیانت کا احساس ہوتا تھا، وہ اپنے رب کے سامنے اتنا ڈرا کرتے تھے۔

نسبت بھی ایک امانت ہے:

آج ہم اپنی امانتوں کا کیا معاملہ کر لیتے ہیں۔ علم بھی امانت ہے، یہ نسبت بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

امانت ہے، ہم اس امانت کا کیا حال کرتے ہیں۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: قیامت کے دن لوگوں سے ایک سوال ہوگا ان کی ذات کے بارے میں اور جس کو نسبت ملی اس کو دو سوال ہوں گے، بتاؤ نسبت کی خدمت تم نے کی تھی یا نہیں کی تھی۔ بتاؤ پھر کیا معاملہ بنے گا؟

چنانچہ ایک بزرگ تھے حضرت مفتی حسن رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اشرفیہ کے بانی اور حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔ ان کے پاس ملنے والے لوگ آرہے تھے اور جو ملنے والا آرہا تھا وہ اس کو کہہ رہے تھے کہ جی آپ جنتی ہیں، آپ جنتی ہیں۔ جو بھی آرہا تھا بھئی آپ جنتی ہیں، بھئی آپ جنتی ہیں۔ سننے والے سوچ رہے تھے کہ آج تو جنت کی ٹکٹیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ جب سب چلے گئے تو اس نے پوچھ لیا کہ حضرت آپ نے تو ہر آنے والے کو جنت کی بشارت دے دی۔ فرمانے لگے: دیکھو! یہ لوگ مجھ سے حسنِ ظن لے کے آئے کہ یہ اللہ کا ولی ہے۔ حسنِ ظن ایسا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو جنت عطا فرمائیں گے۔ اسی لیے میں نے ان کو میں نے جنت کی بشارت دی۔ پھر فرمانے لگے رہ گئی اپنی بات، مجھے تو قیامت کے دن لگاموں میں باندھ کر کھڑا کیا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم نے نسبت کا حق ادا کیا یا نہیں کیا۔ اگر ثابت ہوا کہ کر دیا تو بچ جاؤں گا، ورنہ اللہ کے حضور حساب دینا پڑے گا۔ ہمارے اکابر ڈرتے تھے، گھبراتے تھے بوجھ اٹھانے سے۔

تو آج ہر مومن کے اوپر ایک ذمہ داری کہ زندگی میں جو امانتیں ہیں ان کا خیال کرے اور جس کو نسبت کی امانت ملے اس پہ دوہری ذمہ داری لیکن پھر اللہ کی طرف سے اجر بھی ملے گا۔ اللہ نے فرمایا:

﴿فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

قیامت کے دن جن کو بھیجا گیا ہوگا، ان سے بھی پوچھیں گے کہ تم نے دعوت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

حق ادا کیا یا نہیں کیا اور جن کی طرف بھیجا گیا ان سے بھی پوچھیں گے کہ تم نے سن کر قبول کرنے کا حق ادا کیا یا نہ کیا۔ اللہ رب العزت قیامت کے موقف میں ہمیں عزتوں سے نوازے، قیامت کی ذلت سے ہمیں محفوظ فرمادے، زندگی کو دیکھیں تو خیانت ہی خیانت نظر آتی ہے، میرے مولیٰ! آپ محبوب نے فرمایا:

((لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ))

ہمارے ایمان کا قیامت کے دن کیا بنے گا؟ اے اللہ! ہمارے اندر امانت کی صفت پیدا کر دیجیے۔ ہم گھر میں:

......اچھے خاوند بن کر رہیں

......اچھے بیٹے بن کر رہیں

......اچھے بھائی بن کر رہیں

......اچھے شاگرد بن کر رہیں

......اچھے استاد بن کر رہیں

......ملک کے ایک اچھے شہری بن کر رہیں

......ایک اچھے انسان بن کر رہیں۔

جو جو ہمارے فرائض ہیں ہم اچھے طریقے سے ان کو ادا کر لیں۔ میرے مولیٰ اب تک جو ہم سے کوتاہی ہوئی معافی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، بس ہم معافی کے طلبگار ہیں۔ میرے مولیٰ آپ معاف کر دیجیے...... اے اللہ! اگر آپ کی رحمت کی نظر نہ ہوئی تو قیامت کے دن شرمندگی کے سوا ہمارے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ آپ مہربانی فرما دیجیے۔ ہمیں قیامت کی شرمندگی سے بھی بچا لیجیے اور دنیا میں جو وقت باقی ہے، امانت کی حفاظت کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرما دیجیے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾

(الدھر: ۲۵)

کثرتِ ذکر اور اصلاحِ باطن

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ترکِ ترک سے مراد اپنے ارادے کو ہی فنا کر دے، اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں گم کر دے، اس کو فناء الفنا بھی کہتے ہیں اور فنائے ارادہ بھی کہتے ہیں۔

اس کا وہی حال ہے کہ جیسے ایک بندے نے غلام خریدا، اس سے پوچھا کہ بھئی آپ کیا پیو گے؟ جواب دیا: جو آپ پلائیں گے۔ کیا پہنو گے؟ جو آپ پہنائیں گے۔ کیا نام؟ جو آپ پکاریں گے؟ تو اگر ایک غلام اپنے آپ کو آقا کے سامنے اس طرح پیش کر سکتا ہے تو کیا بندہ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے آپ کو اس طرح پیش نہیں کر سکتا۔ اس کو کہتے ہیں ترکِ ترک کہ ارادے کو ہی چھوڑ دے۔ اس کو مقامِ تفویض کہتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

کثرتِ ذکر اور اصلاحِ باطن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞
﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾ (الاحزاب: ۴۱-۴۲)
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
((كُلُّ مُطِيْعٍ لِلّٰهِ وَهُوَ ذَاكِرٌ))
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۞
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مومنین کو ذکرِ کثیر کا حکم:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۱)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو"

قرآن مجید کی اس آیتِ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو ایک حکم دیا۔ یہ ﴿اُذْكُرُوا اللّٰهَ﴾ امر کا صیغہ ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا جا رہا ہے، ایک رولنگ دی جا رہی ہے۔ کس بات کی؟ یہ کہ اللہ رب العزت کو کثرت کے ساتھ یاد کرو! تو ایک تو یاد کرنے کا حکم دیا اور ساتھ کثرت کی شرط بھی لگا دی، اس کو کہتے ہیں ذکرِ کثیر۔ اور ذکرِ کثیر وہ ہوتا ہے جو اکثر وقت ہو۔ اس کی تفسیر مفسرین نے یوں فرمائی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ انسان کی تین حالتیں ہیں، یا کھڑا ہوگا، یا بیٹھا ہوگا، یا لیٹا ہوگا، تو جو شخص تینوں حالتوں میں اللہ کو یاد کرے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے والا ہے۔

چنانچہ دوسری جگہ فرمایا کہ میرے عقل مند بندے وہ ہیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ﴾

(آل عمران:۱۹۱)

"جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں"

تینوں حالتوں میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ یوں سمجھ لیجیے کہ ہر وقت اللہ رب العزت کو یاد کرتے ہیں۔

چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْ کُلِّ اَحْیَانِہٖ))

(الطحاوی، رقم:۵۵۴)

"کہ رسول اللہ ﷺ ہر لمحے رسول اللہ رب العزت کو یاد کرتے تھے۔"

ہر لمحے اللہ کو یاد کرتے تھے۔ ایک لمحہ بھی غفلت میں نہیں گذرتا تھا، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ)) (ابی داود، رقم ۳۰۷)

"میری آنکھیں سو جاتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا"

تو سوتے میں بھی دل جاگتا ہے اور دل اللہ رب العزت کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ سوچیے! یہ کتنی عجیب کیفیت ہے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی انسان اپنے پروردگار کو نہ بھولے۔ ہمارے اکابر نے فرمایا: "جو دم غافل سو دم کافر" کہ جو سانس بھی غفلت میں گزر گیا یوں سمجھو کہ وہ سانس کفر کی حالت میں گزر گیا۔ اتنی دیر بھی اللہ سے غافل نہیں ہونا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذاکر کو اللہ یاد رکھتے ہیں:

حافظ ابن قیم ؒ نے ذکر کے ایک سو ایک فائدے بتائے ہیں اور ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ﴾ (البقرۃ:۱۵۲)

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔''

اب بندے کی یاد میں اور اللہ کی یاد میں فرق ہے۔ بندہ یاد کرے اللہ رب العزت کے احکام کی بجا آوری کے ذریعے سے اور اللہ رب العزت اسے یاد کریں گے، اس پر رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھولنے کے ذریعے۔ کسی کو سفارش کرنی ہو تو آدمی فون کر کے کہتا ہے کہ جی میرے بچے کو یاد رکھنا۔ اب اس وقت کہنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آپ میرے بیٹے کا نام لیتے رہنا، نہیں مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب آپ فیصلہ کرنے بیٹھیں تو میرے بیٹے کے حق میں فیصلہ کرنا۔ اللہ رب العزت کی یاد کے یہ معنی ہیں کہ بندہ اطاعت کے ذریعے سے اپنے اللہ کو یاد کرے۔ اللہ رب العزت اپنی رحمتوں کے ذریعے اپنے بندے کو یاد فرمائیں گے۔ اتنی بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا۔ یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ سالک کا جی چاہتا ہے کہ میں ایک لمحے بھی اللہ سے غافل نہ رہوں۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

((إِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي))

''اگر میرا بندہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے، میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں''

((إِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُ)) (ابن حبان، رقم:۸۱۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور وہ اگر مجھے لوگوں کی محفل میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر فرشتوں کی محفل میں بندے کو یاد کرتا ہوں"

اب فرشتوں کی محفل میں اللہ رب العزت تذکرہ کریں، کتنا اللہ رب العزت کا احسان ہے۔ یوں سمجھیں کہ ایک خاکروب ہے اور بادشاہ اپنی دربار میں اس کا تذکرہ کرے، خاکروب کو پتہ چل جائے تو وہ تو خوشی سے مر ہی جائے گا کہ میرا تذکرہ بادشاہ نے اپنی محفل میں کیا۔ جو خاکروب کا بادشاہ کے ساتھ تعلق واسطہ ہے، بندہ اللہ رب العزت کے سامنے وہ حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ تو اللہ رب العزت بندے کا تذکرہ کریں، سبحان اللہ کتنی اللہ رب العزت کی یہ عزت افزائی ہے۔

نام کے ذکر کا حکم:

اس لیے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ أَصِيْلًا﴾ (الدھر:۲۵)

"اللہ کے نام کو یاد کرو صبح و شام"

بکرۃ سے مراد فجر سے زوال تک اور اصیلا سے مراد زوال سے لے کر رات تک۔ یعنی سارا دن اپنے رب کو یاد کرو۔ ایک صاحب کہنے لگے: جی آپ کیا ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں، اس عاجز نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہنے لگے کہ کہاں حکم ہے؟ میں نے کہا: قرآن پاک کو آپ غور سے پڑھ لیجے۔ اللہ تعالیٰ مسجدوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ﴾

"یہ وہ گھر ہیں جن کو بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا"

﴿وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ﴾ (النور:۳۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور اس میں ذکر ہوتا ہے اس کے نام کا"

اب کوئی بندہ پوچھے: رب کا نام ہو تو کیا بتائیں گے قرآن مجید کی آیت ہے۔

﴿وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾

"اس میں اللہ کے نام کا ذکر ہوتا ہے"

پھر ایک جگہ اور فرمایا:

﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾ (الاعلیٰ:۱۵)

"اور ذکر کیا اس نے رب کے نام کا"

اور ایک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ (المزمل:۸)

"ذکر کر اپنے رب کے نام کا"

بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ اتنی آیتیں قرآن مجید کی ہمیں بتا رہی ہیں کہ ہمیں اللہ رب العزت کے نام کا تذکرہ کرنا ہے۔

ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے:

ویسے بھی جس کو محبت ہوتی ہے اس کو محبوب کا نام لینے میں بھی مزہ آتا ہے۔ تو سالک کو اللہ رب العزت سے محبت ہوتی ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت کا نام لینے میں بھی مزہ ہے ؎

ہم رٹیں گے اگرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

تو محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب کا نام لینے میں مزہ آتا ہے

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیرے نام سے تیرے کام سے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو سالک ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتا ہے۔

یاد کے دو طریقے:

اب یاد کے دو طریقے ہیں۔ دل میں بھی یاد کرے اور زبان سے بھی تذکرہ کرے۔ موٹی سی بات ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے، بندہ اس کا تذکرہ کیے بغیر رہ نہیں سکتا۔ چنانچہ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے مجھے حکم دیا:

((لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ)) (الترمذی، رقم: ۳۲۹۷)

''تمہاری زبان ہر وقت اللہ رب العزت کی یاد سے تروتازہ رہنی چاہیے''

تو دل میں بھی یاد کرے اور زبان پر بھی اللہ رب العزت کے تذکرے۔

مبتدی کا ذکر:

اب جو مبتدی سالک ہے، اس کے لیے ہر وقت یاد کرنے کا آسان طریقہ، مسنون دعائیں پابندی سے پڑھے۔ اتنی برکت ہے مسنون دعاؤں میں کہ ہر موقع محل کی مسنون دعا پڑھنے سے اللہ رب العزت کی طرف خود بخود دھیان رہتا ہے۔ تو مبتدی سب سے پہلے اس پر عمل کرے جتنی مسنون دعائیں ہیں اس کو یاد کرے۔ کھانے کی دعا، پینے کی دعا، سونے کی دعا، جاگ کے اٹھنے کی دعا، مسجد میں داخل ہونے کی دعا، گھر سے باہر نکلنے کی دعا، گھر میں داخل ہونے کی دعا۔ آپ غور کریں گے، آپ کو ہر ہر موقع کی دعا کتابوں میں مل جائے گی۔ تو ان دعاؤں کو یاد کر کے پڑھنا اپنے لیے لازم کر لیں۔ کیونکہ یہ دعائیں ذریعہ بن جائیں گی، اللہ رب العزت کی طرف دھیان رہنے کا۔ اور الٹی سیدھی سوچوں سے خواہ مخواہ بندے کی جان چھوٹ جائے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

متوسط کا ذکر:

اور جو متوسط ہے اسے چاہیے کہ وہ تہلیل کے ذریعے سے یاد کرے۔ لا الہ الا اللہ۔ چنانچہ دل میں ذکر ہو اور زبان پر تہلیل ہو۔ چنانچہ جن کے تہلیل کے اسباق ہوتے ہیں، تین ہزار، پانچ ہزار، سات ہزار، دس ہزار، ہزاروں مرتبہ وہ ایک دن میں اللہ کا یہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ اب ایک دن میں اگر دس ہزار پڑھ رہا ہے تو دس دن میں ایک لاکھ، دو اڑھائی مہینوں میں ایک کروڑ ہو جائے گا، سوچنے کی بات ہے کہ جس بندے نے اپنی زندگی میں کروڑوں مرتبہ اپنے دل پر اللہ کے کلمے کی ضرب لگائی تو کیا یہ ممکن ہے کہ موت کے وقت اس کو کلمہ بھول جائے گا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((كَمَا تَعِيْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ))

''جس حال میں تم زندگی گزارو اسی حال میں تمہیں موت آئے گی''

اس سے پہلے کہ لوگ ہمیں کلمہ پڑھائیں، ہم دعا کریں کہ اللہ ہمیں اپنے اختیار سے کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منتہی کا ذکر:

اور جو منتہی ہیں ان کے لیے تو اللہ رب العزت حضوری کا ایسا معاملہ کر دیتے ہیں کہ ایک لمحے کے لیے بھی اللہ سے ان کا دھیان نہیں ہٹتا۔ تو دل و زبان دونوں کو شامل کر دینا بھی جامعیت ہے۔

ذکر کی اصل:

اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ذکر کی اصل یہ ہے کہ انسان کسی کو دل میں بسا لے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور بہانے بہانے سے اپنے محبوب کے تذکرے کرتا رہے۔ اور ایسے ہی ہوتا ہے ماں کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے، جہاں بیٹھے گی بیٹے کی باتیں سنائے گی، ایسے کھاتا ہے، ایسے پیتا ہے، یوں بولا فلاں موقعے پر یہ کیا۔ میاں بیوی ابتدائی دنوں میں اگر بیوی کو اپنے خاوند سے سچی محبت ہے تو جہاں بیٹھے گی اسی کے تذکرے کرے گی۔ تو جس بندے کو اللہ رب العزت سے محبت ہو گی وہ بھی اسی طرح جہاں بیٹھے گا اللہ رب العزت کا تذکرہ کرے گا۔

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ لیتے ہیں

اطاعت ذکر ہے:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ مُطِيعٍ لِلّٰهِ فَهُوَ ذَاكِرٌ))

''ہر بندہ جو اللہ کا مطیع اور فرمانبردار ہے وہ ذاکر ہے''

یعنی جس وقت انسان اللہ کی اطاعت میں وقت گزار رہا ہوتا ہے وہ اللہ کے نزدیک ذاکرین میں شمار کیا جاتا ہے۔

اب یہاں سے ایک نکتہ ملا کہ انسان اپنے آپ کو معصیت سے بچالے اور اپنے وقت کو اللہ کے امر کے مطابق گزارے تو پورا دن جو اس کا گزر گیا تو یہ اللہ کا ذکر کرنے والوں میں شمار ہو گا۔ یہ نکتہ سالکین کے لیے سمجھنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ بعض لوگ دین کا کام کرنے والے، وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ذکر یہی ہوتا ہے کہ مصلے پہ بیٹھ کے کیا جائے۔ نہیں، جس وقت ہم اللہ رب العزت کے حکم کے تحت وقت گزار رہے ہوتے ہیں ہمارا وہ وقت اللہ کے ہاں ذاکرین میں لکھا جا رہا ہوتا ہے۔ اب کوئی کہے گا جی کسی سے بات کر رہے ہیں تو اس کے وقت ذکر کیسے؟ بھئی بات کرتے ہوئے مخلوق کے حق

www.besturdubooks.wordpress.com

کو ادا کرنے کی نیت ہے تو ادائے حقِ خلق میں مشغول ہونا یہ بھی اطاعت ہے، لہٰذا بندہ ذاکرین میں شامل۔

اب وہ عالم جو مدرسے میں بیٹھ کے میزان الصرف پڑھا رہے ہیں، وہ یہ نہ سوچیں کہ جی ہم تو ہر وقت صرف ہی پڑھاتے ہیں، ہم تو ذکر نہیں کر سکتے۔ نہیں، اگر آپ کی نیت علم کی خدمت کی ہے، دین کی خدمت کی ہے اور اس کی بنیاد باندھنے کے لیے آپ یہ فن پڑھا رہے ہیں تو آپ اللہ کی اطاعت والے کام میں لگے ہیں۔ لہٰذا جتنی دیر پڑھائیں گے، اللہ رب العزت کے ہاں ذاکر لکھے جائیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ انسان کا دھیان کبھی ذکر کی طرف رہتا ہے، کبھی نہیں رہتا۔

تو دیکھیں بھائی آج کل سیل فون عام ہے، کبھی اس کی سکرین کی لائٹ On ہوتی ہے، کبھی سکرین کی لائٹ Off (بند) ہوتی ہے، مگر ٹیلی فون تو کام کر رہا ہوتا ہے، سکرین کی لائٹ آن ہونے یا آف ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اسی طرح انسان جب اللہ کے حکم کی اطاعت میں لگا ہوا ہے، استحضار ہے تو نور علی نور ورنہ بھی استحضار ہے تو انسان اللہ کی یاد میں لگا ہوا ہے۔

وقوفِ قلبی کی حقیقت:

ہمارے بزرگوں نے اس کا ایک نام لے دیا کہ "یہ وقوفِ قلبی" ہے۔ اب بعض نوجوان سمجھتے ہیں کہ وقوفِ قلبی ہر وقت اللہ اللہ کہنا ہے۔ نہیں اللہ اللہ کہنے کا نام وقوفِ قلبی نہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنے کا نام وقوفِ قلبی ہے۔ جب انسان اللہ کی بات مان رہا ہے، نبی علیہ السلام کے طریقے کے مطابق وقت گزار رہا ہے تو یقیناً اس کا اللہ رب العزت کی طرف دھیان ہے۔

طلبا عام طور پر امتحان سے کچھ عرصہ پہلے خاصے مصروف ہو جاتے ہیں تو چٹیں لکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

کر پوچھتے ہیں کہ جی ہم تو ذکر کر ہی نہیں سکتے، بھئی آپ جو علم پڑھ رہے ہیں، آپ کا اس علم میں مشغول ہونا آپ کو اللہ کے ہاں ذاکرین کی فہرست میں شمار کروا رہا ہے۔ ہاں اس کے ساتھ اگر دھیان بھی ہو تو نور علیٰ نور۔

کبھی کبھی انسان کا دھیان حال کے تقاضے کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے، یہ انسان کی فطرت ہے۔ جیسے کبھی طبیعت پہ خوف آ جاتا ہے، یہ انسان کی فطرت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ جب دیکھا کہ اژدھا بن گیا جو کہ عصا تھا،

﴿فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً مُّوْسٰی﴾ (طٰہٰ:۶۷)

”تو حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا“

جب ایک آدمی نے آ کر بتایا کہ فرعون تو آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

﴿اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ﴾ (القصص:۲۰)

”آپ شہر سے چلے جائیے میں آپ کے ساتھ بھلائی کر رہا ہوں“

قرآن مجید گواہی دے رہا ہے:

﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ﴾ (القصص:۲۱)

”موسیٰ علیہ السلام شہر سے نکلے، خوف زدہ بھی تھے اور پیچھے مڑ کے بھی دیکھتے تھے“

کہ کوئی آ تو نہیں رہا پکڑنے والا تو یہ منصب نبوت کے منافی نہیں ہے، فطری چیز ہے۔ اسی طرح حال کے تقاضے میں مشغول ہو جانا، یہ فطرت ہے انسان کی، مگر وہ تقاضا گناہ کا نہ ہو، وہ تقاضا خیر کا ہونا چاہیے۔ جیسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

((اُجَهِّزُ جَیْشِیْ وَاَنَا بِالصَّلٰوۃِ))

میں نماز کی حالت میں بھی کبھی اپنے لشکر کی صفوں کو درست کر رہا ہوتا تھا۔ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیے ایک فاروق کی نماز ہے، یہ ایک خلیفہ راشد کی نماز ہے، نبی علیہ السلام نے جن کی اتباع کا حکم دیا اور وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں نماز میں اپنے لشکر کی صفوں کو درست کرتا تھا۔ کیوں؟ اس لیے کہ جہاد کے موقع پر غلبۂ حال کا ہو جانا یہ فطری چیز ہے۔ وقت کے تقاضے کی طرف طبیعت متوجہ ہو جاتی ہے۔ اچھا خطبہ دے رہے ہیں اور خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلْ کہاں خطبہ اور کہاں یہ بات؟ تو معلوم یہ ہوا کہ ہر وقت ان کے اوپر جو خلافت کی ذمہ داریاں تھیں ان کی طرف سوچ اتنی راسخ تھی کہ کئی مرتبہ سوچ ادھر چلی جاتی تھی تو اس سے وہ عمل خراب نہیں ہوتا۔ کیونکہ سوچ خیر سے شر کی طرف نہیں گئی خیر سے خیر کی طرف گئی ہے۔ اطاعت سے اطاعت کی طرف ہی ہے۔ بلکہ یوں کہہ لیجیے کہ انہوں نے ایک وقت میں دو اطاعتوں کو جمع کر لیا۔

تو اس لیے طالب علم اگر پڑھ رہا ہے اور پڑھتے ہوئے زیادہ توجہ ادھر ہی ہے تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ نیت اگر اللہ کی یاد کی ہے تو یقیناً جتنی دیر بیٹھ کر وہ پڑھ رہا ہے، اتنی دیر وہ اللہ رب العزت کے ہاں ذکر کرنے والوں میں لکھا جا رہا ہے۔

سلوک کے لیے دو لازمی چیزیں:

تو سلوک کے لیے دو چیزیں لازم ہیں:

......ایک کو کہتے ہیں ''دوامِ طاعۃ''

کہ اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کرنا ہمیشہ۔

......اور دوسری کو کہتے ہیں ''اجتناب معصیت''

معصیت سے پرہیز کرنا، اپنے آپ کو گناہ سے بچانا۔

بس ان دو چیزوں میں انسان جب تک لگا رہے، احکام کو پورا کر دے اور منہیات سے اپنے آپ کو بچا لے تو یہ گویا اللہ رب العزت کی یاد میں زندگی گزارنے

والا انسان ہے۔ اللہ رب العزت کی اتنی عظمت دل میں پیدا کر لے کہ کسی قیمت پر بھی اللہ کا حکم نہ توڑے۔ دل میں یہ نیت ہو کہ چاہے مجھے کوئی سولی پر لٹکا دے، دریا میں دھکا دے دے، یا پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا دے یا سمندر میں غرق کر دے، جو مرضی کر لے میں نے اپنے پروردگار کے حکم کو نہیں توڑنا۔

فرمانبرداری ہو تو ایسی:

بادشاہ محمود غزنوی اپنے ایک غلام ایاز سے بڑی محبت کرتا تھا۔ لوگوں نے محمود غزنوی سے پوچھا کہ آپ اپنے اس غلام سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں آپ لوگوں کو بھی بتا دوں گا۔

چنانچہ ایک دن کیا ہوا کہ بادشاہ ایک قیمتی ہیرا لائے اور ایک ہتھوڑا بھی لائے اور لوگوں کو کہا کہ میں آج تمہاری عقل اور ذہانت کا امتحان لوں گا۔ چنانچہ سب لوگ سیریس ہو گئے۔ اس نے کہا کہ ذرا اس ہیرے کو توڑ دو۔ اب جس کو بھی توڑنے کے لیے دیا وہ کہنے لگا کہ بادشاہ سلامت یہ تو بہت قیمتی ہے۔ یہ تو آپ کے تاج میں جڑنے کے قابل ہے، اس کو توڑنے سے نقصان ہو جائے گا۔ بادشاہ خوش ہوا اور اس نے وہ ہیرا واپس لے لیا، دوسرے کو دیا دوسرے نے بھی اسی طرح کی ترتیب بنائی، غرض کہ جس کو دیتے گیا سب بہانہ بنا کر انکار ہی کرتے گئے۔ آخر پر اس نے ایاز کو دیا تو ایاز نے حکم سنتے ہی ہیرے کو فرش پر رکھا اور زور سے جو ہتھوڑے کی ضرب لگائی تو اس کو چورا چورا کر دیا۔ اب لوگ ہنسنے لگے کہ آج اس کی بے وقوفی کا پتہ چل گیا، بادشاہ نے کہا کہ ایاز تم نے اتنے قیمتی ہیرے کو توڑ دیا، اس نے کہا: باشاہ سلامت میرے سامنے دو صورتیں تھیں کہ یا میں ہیرے کو توڑتا یا آپ کے حکم کو توڑتا تو میری نظر میں آپ کے حکم پر میں ایسے لاکھوں ہیروں کو قربان کر سکتا ہوں۔ یہ ہیرا توڑنا کون سی بات ہے اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

مخلوق اپنے آقا کے ساتھ اتنی محبت کر سکتی ہے تو بندے کو اپنے پروردگار سے کتنی محبت ہونی چاہیے۔ تو اللہ رب العزت کے حکم کی عظمت دل میں ہو کہ جو بھی ہو جائے مجھے حکم خدا کو نہیں توڑنا۔ اس لیے کہ جو حکم خدا کو توڑتا ہے حقیقت میں وہ اللہ کے در کو چھوڑتا ہے، بارگاہ سے دور ہو جاتا ہے۔

سوچ کو پاک کرنے کی اہمیت:

چنانچہ انسان اپنے خیالات کو قابو میں لائے اور گناہوں کا خیال ذہن میں جمنے ہی نہ دے۔ انسان کا دماغ چوراہے کی مانند ہے، چوراہے میں سے ہر طرح کی ٹریفک گزرے گی، کاریں بھی گزریں گی، بسیں بھی گزریں گی، گدھا گاڑی بھی گزرے گی، سائیکل والا بھی گزرے گا، ٹریفک ہر طرح کی ہوگی لیکن جو پولیس والا وہاں کھڑا ہوتا ہے، اس کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ٹریفک کو رکنے نہیں دیتا۔ دائیں کی ٹریفک کو بائیں بھیج دیا بائیں والوں کو دائیں بھیج دیا۔ ٹریفک کو صحیح کنٹرول کرے اور چلتا رکھے تو اسے بہترین تنخواہ ملتی ہے، پروٹوکول ملتا ہے اور اگر وہ ٹریفک کو کنٹرول نہ کرے بلکہ جام کر بیٹھے تو ہر بندہ اس کو لعن طعن کرتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ مومن کا دماغ ایک چوراہے کی مانند ہے، اس میں ہر طرح کے خیال آئیں گے، رحمٰن کی طرف سے بھی خیال دل میں آئیں گے۔ شیطان کی طرف سے بھی۔

﴿إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ﴾ (الانعام:۱۲۱)

"شیطان بھی اپنے دوستوں کو میسج کرتا رہتا ہے"

دماغ میں شیطان کے میسج آتے ہیں اور کبھی کبھی نفس بھی میسج کرتا ہے۔ تو یہ جو دماغ میں شیطان کے میسج آتے ہیں یہ Rubbish (فضول) چیزیں ہیں اور فضول چیزوں پر انسان دھیان ہی نہ دے۔ تو برے خیال کا ذہن میں آنا یہ برا نہیں، اس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ذہن میں جمانا اور اس سے لطف اندوز ہونا شریعت کی نظر میں یہ برا ہے۔ تو بس اس پر انسان محنت کرے کہ میں نے اپنی سوچ کو پاک کرنا ہے۔ زنا سے وہ بچے گا جو ذہنی زنا سے پہلے بچے گا۔ جب تک ذہنی زنا سے نہیں بچے گا تب تک زنا سے نہیں بچ سکے گا۔ آنکھ غلط دیکھے گی، زبان غلط بولے گی، پاؤں غلط جگہ اٹھ کے جائیں گے، اس لیے کہ سوچ جو غلط تھی۔ تو اپنے جسم کو انسان شریعت کے مطابق لانا چاہے تو اپنی سوچ کو اس کے مطابق لائے، مشین میں جیسے پروگرام بھر دیا جاتا ہے، وہ ویسے ہی کام کرتی ہے۔ بعض ایسی مشینیں ہوتی ہیں ورکشاپ میں ان میں پروگرام فیڈ کر دیتے ہیں، جیسا پروگرام فیڈ کر دیں وہ ویسا پرزہ بنا دیتی ہے۔ اسی طرح انسان کے دماغ میں جیسا پروگرام فیڈ کیا جائے گا، اس کے اعضا ویسے ہی اعمال کریں گے۔ ہم اگر اپنی سوچ کو پاک کر لیں تو ہمارے اعضا خود بخود ٹھیک کام کرنے لگ جائیں گے۔

اطاعتِ خداوندی کا انعام:

حجاج بن یوسف کا ایک بھتیجا واسق اپنے علاقے کا گورنر تھا۔ نوجوان تھا، خوبصورت تھا، مگر عیاش تھا۔ اس کو بڑا مان تھا کہ میں حجاج بن یوسف کا بھتیجا ہوں اور گورنر ہوں۔ چنانچہ اس نے اپنے آدمیوں کو کہا ہوا تھا کہ کہیں اگر تمہیں بہت خوبصورت عورت کا پتہ چلے تو تم مجھے اطلاع دو! جہاں اسے پتہ چلتا تو وہ حیلے بہانے سے کسی نہ کسی طرح اس کے ساتھ برائی کا مرتکب ہوتا تھا۔ ایک غریب گھر کی نوجوان لڑکی جسے اللہ نے شکل کی حور پری بنایا ہوا تھا، اس کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے اپنے پیغامات بھیجنے شروع کر دیے۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس نے اس کی طرف تحفے تحائف بھیجنا شروع کر دیے۔ اب دو فتنے ہوتے ہیں، ایک جمال کا فتنہ، ایک مال کا فتنہ، مرد لوگ جمال کے فتنے میں زیادہ پھنستے ہیں اور عورتیں مال کے فتنے میں زیادہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پہنچتی ہیں۔ اس کے پاس دونوں تحفے تھے۔ ایک عرصہ تک وہ اسے خفیہ طور پر پیغام پہنچاتا رہا۔ وہ آگے سے جواب دیتی کہ اگر تم مجھ سے ملاقات چاہتے ہو تو میرے بھائیوں سے بات کرو اور مجھے اپنے نکاح میں لے لو۔ یہ کہتا تھا کہ نہیں، میں ویسے ہی تم سے بھی آشنائی چاہتا ہوں، وہ انکار کرتی۔ اب سوچیے یہ کتنا بڑا مجاہدہ ہے اس بچی کے لیے کہ وقت کا گورنر ہے، خوبصورت ہے، مال کی بہتات ہے، پانی کی طرح وہ مال بہا رہا ہے مگر یہ بچی اپنی جگہ عزم کا پہاڑ ہے، انکار کر دیا۔

جب اس نے دیکھا کہ اس نے تنگ کرنے کی انتہا کر دی، اس نے اپنی والدہ کو بتایا، اس نے اپنے بیٹوں کو بتا دیا۔ ان کو یقین نہ آئے کہ علاقے کا اتنا بڑا حاکم اور گورنر اور یہ پیغام بھیجتا ہے۔ اس نے ثبوت کے طور پر بھائیوں کو وہ تحفے تحائف بھی دکھائے، بھائیوں کو پھر بھی ابھی تردد رہا۔ ایک دن اس بچی نے کہا کہ اس نے پیغام بھیجا ہے کہ آج رات وہ ہمارے گھر آئے گا۔ کیونکہ بھائیوں نے سفر پر جانا تھا لہٰذا وہ سفر پر جانے کی بجائے وہ قریب کے گھر میں چھپ گئے۔ یہ صاحب اپنے پروگرام کے مطابق رات کو آئے اور اس گھر میں داخل ہو گئے۔ اتنے میں بھائی بھی آ گئے۔ انہوں نے جوش میں آ کر، غیرت میں آ کر اس کو وہیں پر قتل کر دیا۔ صبح ہوئی تو اس لاش کے ٹکڑے کر کے انہوں نے بوری میں ڈالا اور جا کر حجاج کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ آپ کے بھتیجے وقت کے گورنر صاحب ہیں۔ حجاج بن یوسف نے تفتیش کی۔ جس سواری پر گیا تھا اس کو کنٹرول کرنے والا جو غلام تھا اس کو بھی بلایا، جو لڑکی نے کہا وہی بھائیوں نے کہا، وہی اس کے نوکر نے کہا، اس کو تصدیق ہو گئی کہ واقعی یہ لوگ اپنی بات میں سچے ہیں۔ حجاج بن یوسف کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے کہا کہ میں اس کو دفن کرنے کے لیے نہیں بھیجوں گا، اس کی لاش کے ٹکڑوں کو کتوں کے آگے ڈلوا دوں گا۔ وقت کے گورنر کی لاش کو اس نے کتوں کے آگے ڈلوا دیا اور پھر اس نے کہا کہ آج میں

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ اس نے مال کے ذریعے تمہیں اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی کہ تم غریب بچی تھی، اس کی جتنی جائیداد ہے میں اس کی جائیداد ساری کی ساری اس لڑکی کے حوالے کرتا ہوں۔

اب دیکھیے اگر یہ لڑکی مال کے اوپر فریفتہ ہوکے عزت گنوا بیٹھتی جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالیتی اور مال وہی ملتا تھا جو نصیب میں آنا تھا۔ اب اگر یہ بچی رہی تو اللہ نے عزت بھی رکھ لی، جو مال نصیب میں آنا تھا وہ مال بھی قدموں میں ڈال دیا۔ لیکن حلال طریقے سے۔ تو بندہ ذہن میں سوچ لے کہ مجھے اللہ رب العزت کے حکم کو نہیں توڑنا چاہیے۔ اس کے لیے مجھے کتنا ہی مجاہدہ کیوں نہ کرنا پڑے۔

ذاکر پر زمین کی خوشی:

چنانچہ جو انسان اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے، زمین کے ٹکڑے اس بندے سے خوش ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے سے پوچھتا ہے:

((هَلْ جَازَ عَلَيْكَ ذَاكِرُ اللّٰهِ تَعَالٰى))

”کیا آج تمہارے اوپر کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے“

تو جس ٹکڑے سے یہ ذاکر گزر جاتا ہے زمین کے وہ ٹکڑے خوش ہوتے ہیں۔

بن دیکھی ذات کا ذکر کیونکر؟

اب یہاں سالک کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جی ہم نے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں، اس کا ذکر کیسے کریں؟ تو بھئی محبت جب ہوتی ہے تو دیکھنا کوئی ضروری نہیں ہوتا۔ آپ بتائیں! آپ کو دفتر میں کسی نے آکے خوشخبری دی کہ آپ کے ہاں بیٹا ہوا ہے اور آپ اس وقت دفتر سے نکل بھی نہیں سکتے کہ چھٹی میں ابھی ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

گھنٹہ باقی ہے۔ تو اس گھنٹہ میں آپ کی حالت کیا ہوگی۔ بیٹے کو تو آپ نے ابھی دیکھا بھی نہیں لیکن ایک لمحہ بیٹے سے دھیان بھی نہیں ہٹتا۔ تو اگر بن دیکھے بیٹے کی یاد دل پر اتنی غالب آسکتی ہے تو کیا سالک کے دل پر اللہ رب العزت کی یاد ایسے غالب نہیں آسکتی؟

نفس میں رب کی یاد:

اور دیکھیں! یہاں ایک علمی نکتہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

”اپنے رب کو یاد کر! اپنے نفس میں“

مفسرین نے اس کا ترجمہ لکھا ”ای فی قلبك“ اپنے دل میں اللہ کو یاد کرو! مگر عارفین نے کہا کہ نفس سے مراد تو بندے کی پوری ذات ہے۔ دیکھیں یہ لفظ اللہ نے اپنے لیے بھی استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ (الانعام: ۵۴)

اللہ نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا۔

یہاں نفس سے مراد ذات ہے۔ اگر یہ معنی لیا جائے تو معلوم ہوا کہ حکم فرمارہے ہیں ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ﴾ تم ذکر کرو رب کا اپنی ذات میں۔ کیا مطلب؟ کہ سر سے لے کر پاؤں تک تمہارے جسم کے انگ انگ سے اللہ کی یاد نکل رہی ہو۔ اور ہمارے سلوک کے اندر لطیفہ قالبیہ کا سبق ایسا ہے جب سالک اس سبق کو کرتا ہے تو اس کا پورا وجود ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ تو جو خوش نصیب محنت کرے اور ان کا لطیفہ سلطان الاذکار جاری ہو جائے تو ان کا پورا وجود اللہ کو یاد کر رہا ہوتا ہے، انگ انگ میں اللہ رب العزت کی یاد سمائی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چار چیزوں کا ترک

لیکن اس کے لیے انسان کو چار چیزوں کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ تصوف کی کتابوں میں یہ بات لکھی ہے مگر بہت سارے سالکین اس کو سمجھ نہیں پاتے کہ کون سی چار چیزوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

(۱) ترکِ دنیا:

اب ترکِ دنیا کا یہ مطلب نہیں کہ کھانا چھوڑ دے، پینا چھوڑ دے، بیوی چھوڑ دے، گھر چھوڑ دے، جنگل میں چلا جائے۔ نہیں نہیں، ترکِ دنیا کا مطلب ہے ترکِ لذاتِ دنیا۔ دنیا کی لذتوں کو اللہ کے لیے چھوڑ دے۔ کئی لوگ ہوتے ہیں نا لذتوں کے پیچھے کہ اس کارنر پر تکے بنتے ہیں، ہم شام کو میاں بیوی وہاں جا کر تکے کھائیں گے۔ اس کارنر پر آئسکریم اچھی ہوتی ہے، ہم میاں بیوی شام کو جا کر آئسکریم کھائیں گے۔ یہ پکا فرنگیوں کا طریقہ ہے۔ بھئی اوّل تو گھر بنا کے کھاؤ۔ کوئی چیز خریدنی بھی ہے تو کیا اچھے طریقے سے گھر میں نہیں کھا سکتے؟ ہوٹلوں میں بیٹھ کے کھانے کھاتے ہیں۔ لذتیں گھر میں بیٹھنے نہیں دیتیں۔ چنانچہ روز شام کا معمول ہوتا ہے کہ میاں بیوی نکل جاتے ہیں ذرا گھومنے کے لیے۔ تو ترکِ دنیا سے کیا مراد؟ ترکِ لذاتِ دنیا۔

ایسی ہر طرح سے لذتوں کو چھوڑے کہ انسان کسی گناہ میں ملوث نہ ہو ورنہ لذتوں کے پیچھے آنکھ بھی لذت چاہے گی، زبان بھی لذت چاہے گی، انسان دنیا میں کتنی لذتیں لے گا۔ اس لیے شریعت نے ضروریات کو پورا کرنے کا حکم دیا کہ ضروریات کی ایک حد ہوتی ہے۔ خواہشات کو پورا کرنے سے روکا کیونکہ خواہشات کی کوئی حد ہی نہیں ہوتی۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جائز لذتوں کو چھوڑ دے، نہیں ترک

www.besturdubooks.wordpress.com

لذاتِ دنیا سے مراد جو دائرۂ شریعت کے باہر لذتیں ہیں ان کو انسان ترک کر دے۔ جو دائرہ شریعت کے اندر ہیں ان سے فائدہ اٹھائے اور الحمد للہ پڑھے۔ اب اچھا کھانا پیش ہو تو بھئی ہر بندے کو اچھا کھانا اچھا لگتا ہے۔ اب کیا مطلب کہ کھانا ہی چھوڑ دے؟ نہیں! کھائے مگر جس کا دیا کھائے اسی کے گیت گائے۔ جو بیل اچھا کام کرے اس کو چارا ڈالنا مالک کو برا لگتا ہے؟ مالک تو خوش ہوتا ہے چارہ ڈال کے۔ تو ہم بھی جب اللہ کا دیا کھاتے ہیں تو اللہ کے ذکر میں، عبادت میں، دین کے کام میں لگیں، ایک تو ترکِ دنیا سے کیا مراد؟ ترکِ لذاتِ دنیا۔ اور لذات سے کون سی لذات مراد؟ وہ لذات جو دائرۂ شریعت کے باہر ہیں، ان لذات کو چھوڑ دے۔ کتنے حلال مشروبات ہیں، اس مشروبات کو پینا اور الحمد للہ کہنا نیک عمل ہے۔ لیکن شراب کو پینا اور اس کے مزے لینا یہ دائرۂ شریعت کے خلاف ہے۔ تو ترکِ لذاتِ دنیا سے مراد وہ لذتیں جو دائرۂ شریعت کے خلاف ہیں۔

(۲) ترکِ عقبیٰ

اور دوسری بات فرمائی کہ ترکِ عقبیٰ۔ یہ ترکِ عقبیٰ کا لفظ پڑھ کر بندہ پریشان ہو جاتا ہے مگر مشائخ نے فرمایا کہ ترکِ عقبیٰ سے مراد یہ کہ آخرت کی نعمتوں کے پیچھے عبادت نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لیے عبادت کرے۔ یہ ذہن میں نہ ہو کہ حورعین سے نکاح ہوگا، کھانے ہوں گے، دانے ہوں گے، محل ہوں گے، ایسا نہیں۔

اس لیے بعض اکابر سے غلبۂ حال میں ایسی باتیں منقول ہیں۔

☆......جیسے رابعہ بصریہ ایک دفعہ نکلیں کہ ہاتھ میں پانی کا لوٹا اور ایک انگارہ لے کے جارہی ہوں۔ کیوں؟ اس لیے کہ انگارے سے جنت کو جلادوں گی اور پانی سے جہنم کو بجھادوں گی۔ کیوں بھئی؟ اس لیے کہ لوگ جنت کی طلب میں نیکی کرتے ہیں یا جہنم

www.besturdubooks.wordpress.com

کے خوف میں اور میں چاہتی ہوں کہ لوگ میرے اللہ کی عظمت کو سامنے رکھ کر اس کی رضا کے لیے عمل کرنے والے بنیں۔ تو یہ ان کے اوپر غلبۂ حال تھا۔ گو کہ جنت کی نیت کے ساتھ عبادت کرنا شرعاً یہ بھی برا نہیں ہے، جائز ہے، تبھی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا مانگو:

«اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ»

لیکن یہ دیکھا ہے کہ اگر نوجوان جہاں جاتے ہیں وہیں حور وقصور کی باتیں چھیڑ دیتے ہیں اور حور وقصور کی باتوں کے ذریعے وہ اپنی شہوت کو پورا کر رہے ہوتے ہیں۔ تو ان تذکروں میں کیا لگتا بھائی! اللہ کی رضا کے لیے عمل کرنا کیا یہ کافی نہیں ہے؟

☆...... اس لیے ایک بزرگ تھے ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ، ان کو ان کے آخری وقت میں کسی نے دعا دی کہ اے اللہ! ممشاد کو جنت کی نعمتیں عطا فرما!۔ انہوں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ جنت تیس سال سے میرے سامنے پیش ہو رہی ہے، میں نے کبھی اللہ کی طرف سے دھیان ہٹا کے جنت پر ایک نظر بھی نہیں ڈالی۔

☆...... ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ موت کے قریب ان کو جنت کا منظر دکھایا گیا۔ انہوں نے چہرہ ہی پھیر لیا اور یہ شعر کہا:

اِنْ كَانَ مَنْزِلَتِیْ فِی الْحُبِّ عِنْدَكُمْ
مَا قَدْ رَأَيْتُ فَقَدْ ضَيَّعْتُ اَيَّامِیْ

”اے اللہ! اگر میری ساری زندگی کی عبادتوں کا یہ اجر ہے کہ مجھے جنت میں ایک گھر مل جائے گا، اللہ میں نے پھر کیا کیا؟ پوری زندگی ضائع کر بیٹھا“
مجھے تو تیری رضا چاہیے تھی۔

☆...... رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا سے کسی نے کہا کہ جنت کا گھر، فرمانے لگیں الجار ثم الدار

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ پہلے پڑوسی کی بات کرو اس کے بعد گھر کی بات کرو! کہ اللہ ہمیں جنت میں گھر اپنے پڑوس کا گھر عطا فرمائے۔ تو اللہ والوں کی نظر ہر وقت اللہ کی رضا پر لگی رہتی ہے اس لیے محمد علی جوہر نے کہا: ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

تو نہ دنیا کی طمع، نہ عقبیٰ کی، بس دل پر جو چیز غالب ہو، وہ اللہ کی رضا ہو۔ ہاں اللہ کی رضا اس میں ہے کہ ہم جنت میں جائیں لہٰذا ہم جنت میں ضرور جانا چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے خود جو بلایا ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ﴾ (یونس: ۲۵)

"اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے"

(۳) ترکِ مولیٰ:

اور تیسرا ترک، اس کو کہتے ہیں "ترکِ مولیٰ"۔ اب یہ لفظ بھی عجیب سا ہے۔ اس کا کیا مطلب بھئی؟ اس کا مطلب یہ کہ اللہ رب العزت کو انسان دنیا میں پانا چاہے تو کوئی ایسی کیفیت بندے کی نہیں آتی جس میں وہ کہے کہ اب میں نے پالیا۔ کیونکہ ہم ہیں چھوٹے اور اللہ کی ذات بہت بلند ہے۔ اس کو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں خوب کھولا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کو پانا یہ ہے کہ انسان کی معرفت ایسے مقام تک جا پہنچے جہاں اس کا دل سمجھ لے کہ اللہ تو اتنا بڑا ہے کہ میری سوچ سے بھی بلند ہے، لہٰذا میں تمہیں نہیں پا سکتا۔ اس کو کہتے ہیں: "حسرتِ نایافت" اللہ تعالیٰ کو نہ پا سکنے کی حسرت۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں عجیب بات کہی فرماتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

«اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ ذَاتٍ اِدْرَاكٌ»

"جب انسان اللہ کے ادراک سے عاجز آ جاتا ہے یہی اللہ رب العزت کا ادراک ہے"

اللہ کا پانا یہی ہے کہ انسان پر اللہ کی اتنی عظمت کھل جائے کہ انسان اپنے دل میں سوچے کہ واقعی اللہ تیری ذات میری سوچوں سے بھی بلند ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جو کچھ دیکھا گیا، سنا گیا، پایا جاتا گیا، سب اللہ کا غیر ہے۔ لا کی تلوار چلا کر ہر چیز کی نفی کر دینی چاہیے۔ ہم اللہ کی ذات کے بارے میں جو کچھ بھی جانتے ہیں، وہ اس سے بھی بلند ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

وَهُوَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ

حسرتِ نایافت کی تفصیل:

چنانچہ خطبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ ایک بزرگ تھے حسین قصاب رحمۃ اللہ علیہ یہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے شیخ تھے۔ فردیت کی لائن کے بزرگ تھے، ان پر اللہ کی محبت کا غلبہ تھا۔ ان کو اللہ رب العزت کی معرفت ملی تو انہوں نے اس معرفت کے سفر کو ذرا استعارے کی زبان میں خوب بیان کیا۔ کہتے ہیں: ایک پہاڑ میرے سامنے تھا اور میں عشق کے گھوڑے پر سوار تھا، چوٹیاں بھی تھیں، کھائیاں بھی تھیں، میں کھائیوں سے بچتا ہوا سرپٹ گھوڑا دوڑا کر اس پہاڑ کی چوٹی پر جا رہا تھا۔ آگے وہ کہتے ہیں کہ بادل تھے، فلاں تھے، اس سے مراد اسماء اور صفات ہیں کہ ان کی بھی ان کو تجلیات نصیب ہوئیں۔ پھر کہتے ہیں کہ بالآخر میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا۔ وہاں پر میں نے خیمہ دیکھا اور شوقِ محبت میں، جنون میں، میں نے اس خیمے کے گرد چکر لگانے شروع کر دیے کہ میرا محبوب خیمے میں موجود ہے۔ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

اس خیمے سے مراد اللہ تعالیٰ کی اسماء اور صفات ہیں اور اس کا مطلب یہ تھا کہ اسما اور صفات کے اندر ذات موجود ہے، تو میں اس کا چکر لگا رہا تھا کہ اب میں اپنے رب کے قریب پہنچ گیا اور خیمہ کھلے گا تو میں اپنے رب کا دیدار کروں گا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یہ ساری بات لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حسین قصاب ہزار سال بھی چکر لگائے تو وہ اپنے محبوب کا دیدار نہیں کر سکے گا، اس لیے کہ محبوب خیمے میں موجود ہی نہیں ہے۔ پھر وہ فرماتے ہیں کہ بندہ جو یہ سمجھ رہا ہوتا ہے نا کہ یہ اسماء و صفات ہیں اور ان کے اندر ذات ہے یہ درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ محدود نہیں ہے، وہ بے حد حساب ہے، ہم ایک چیز کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اپنی چھوٹی سی عقل کے مطابق، ہمارا پروردگار اس سے بھی بلند ہے، اس سے بھی بلند ہے، اس سے بھی بلند ہے۔ اس کو کہتے ہیں ''حسرت نایافت'' کہ بندے کے دل میں یہ بات آ جائے کہ میرے مولیٰ تو اتنا بلند ہے کہ میں تیرے ادراک کو حاصل کرنے سے بھی عاجز ہوں۔ جب بندہ اس نکتہ پر پہنچ گیا گویا اس نے اللہ کی عظمت کا اب ادراک کر لیا۔ یہ وصول کہلاتا ہے۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ پھر اس سے بھی انسان بے طمع ہو جائے کہ جی مجھے یہ نظر آیا، وہ نظر آیا، یہ کیفیت، وہ کیفیت۔ انسان ان کیفیتوں سے اونچا ہو جائے۔ عبد اللطف نہ بنے عبد اللطیف بن جائے اور اللہ کے لیے اللہ کی عبادت کرتا رہے۔ اللہ کی رضا کے لیے، کیفیات کے لیے عبادتیں نہ کرے۔ کیفیت ہو تو بھی عبادت کرے، نہ ہو تو بھی عبادت کرے۔ جیسے ناک کی سیدھ پہ بندہ کام کر رہا ہوتا ہے، یہ بندہ عبادت کرتا رہے۔ اس کو کہتے ہیں ؎

یابم او را یا نیابم جستجوئے می کنم
حاصل آید یا نیاید آرزوئے می کنم

''میں اسے پاؤں یا نہ پاؤں میں اس کی جستجو کرتا رہوں، وہ ملے یا نہ ملے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی آرزو میں لگا رہوں"

بس اس کی آرزو میں لگا رہنا یہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ تو پوری زندگی ہم نے اس طرح گزارنی ہے۔

ملنے یا نہ ملنے کے مختار آپ ہیں
پر مجھ کو چاہیے تگ و دو لگی رہے

بس یہی ہمارا کام ہے کہ ہم لگے رہیں اللہ کی عبادت میں۔ ساری زندگی ملنا نہ ملنا یہ اللہ کے منشا ہے۔ راستے میں موت آگئی پھر بھی کامیاب ہیں، اللہ نے منزل پہ پہنچا دیا پھر بھی کامیاب ہیں۔ یہ کتنی خوشی کی بات ہے کہ اللہ نے ہمیں اس راستے پہ چلا دیا، یہی ہمارے لیے خوشی کی بات ہے۔ اس لیے ایک ہوتا ہے عابد، ایک ہوتا ہے عارف۔ عابد کو عبادت کا چسکا ہوتا ہے اور عارف کو اللہ کی رضا کی تمنا ہوتی ہے۔ وہ اللہ کی رضا کے پیچھے لگا ہوتا ہے۔

نہ تو ہجر ہے اچھا نہ وصال اچھا ہے
یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

تو اس کو کہتے ہیں ترکِ مولیٰ یہ ایک Form (اصطلاح) ہی بنا دی۔

(۴) ترکِ ترک:

چوتھی بات مشائخ نے کہی: ترکِ ترک۔ اب پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ترکِ ترک سے مراد اپنے ارادے کو ہی فنا کر دے، اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں گم کر دے، اس کو فنا والفنا بھی کہتے ہیں اور فنائے ارادہ بھی کہتے ہیں۔

اس کا وہی مثال ہے کہ جیسے ایک بندے نے غلام خریدا، اس سے پوچھا کہ بھئی آپ کیا پیو گے؟ جواب دیا: جو آپ پلائیں گے۔ کیا پہنو گے؟ جو آپ پہنائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا نام؟ جو آپ پکاریں گے؟ تو اگر ایک غلام اپنے آپ کو آقا کے سامنے اس طرح پیش کر سکتا ہے، تو کیا بندہ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے آپ کو اس طرح پیش نہیں کر سکتا۔ اس کو کہتے ہیں ترک ترک کہ ارادے کو ہی چھوڑ دے۔ اس کو مقام تفویض کہتے ہیں۔ اپنے معاملات کرنے کی کوشش کرنا، نتائج کو اللہ پر چھوڑ دینا۔ دعا مانگنا اور قبولیت کے معاملے کو اللہ پر چھوڑنا۔

جس کو یہ فنائے ارادہ نصیب ہو گیا تو کیا وہ غصے میں ہو گا کہ جی ہماری سنتا ہی نہیں، دعا کر کر کے تھک گئے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی رضا والی بات آئی نہیں ہے، اپنی منشا پوری کروانی ہے۔ کئی لوگ تو اپنی مرضی پوری کروانے کی دعائیں کرتے ہیں اور کچھ عرصہ پوری نہیں ہوتی تو نماز میں ہی غفلت شروع کر دیتے ہیں۔ بڑی نمازیں پڑھی ہیں جی ہماری دعا تو قبول ہی نہیں ہوتی۔ دیکھو! اب بات سمجھ میں آئی کہ دعا مانگنا ہمارا کام ہے، اس کو قبول کرنا جلدی یا دیر سے یا اس کے بدلے کوئی مصیبت دور کرنا یا قیامت کے دن اس کا بدلہ دینا، یہ مولیٰ کا اختیار ہے۔ تو بندے کا کام ہے کہ دعا کرے پھر خوش رہے۔ میرا مولیٰ مجھے جس حال میں رکھے میں اپنے اللہ سے راضی ہوں۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

«اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الْإِجَابَةُ»

''اے اللہ! میں نے یہ دعا مانگی ہے مگر اس کی قبولیت تو آپ کے اختیار میں ہے''

اور اگر اللہ کے محبوب ﷺ دعا مانگنے کے بعد اللہ کی رضا پر راضی ہوں تو ہمیں بھی رہنا چاہیے۔ اور دیکھا یہ گیا ہے کہ عورتیں کئی مرتبہ ایک خاص مقصد لے کر دعا مانگتی ہیں۔ مثلاً: فلاں کا بیٹا ہو جائے، بیٹے کو نوکری مل جائے، فلاں جگہ رشتہ ہو جائے۔ اب اپنے ذہن میں چیزیں تجویز کر لیں، جب ایسا نہیں ہوتا تو اللہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ناراض پھرتی ہیں۔ ان بیچاریوں کو سمجھ نہیں لگتی کہ خاوند اور ہوتا ہے، خدا اور ہے۔ یہ خدا کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ رکھتی ہیں۔ ناراض پھر رہی ہیں اور جی میں تو دعا ہی نہیں مانگتی، آج کل۔ اللہ اللہ ہے، اس کی عظمت دل میں بٹھانی چاہیے۔ سب نازنخرے خاوندوں کے ساتھ ٹھیک ہیں، اللہ کی بارگاہ میں تو انبیا بھی تھراتے تھے، پروردگار ایسا ہے کہ کانپتے تھے۔ جب اللہ رب العزت کی ذات پہ معاملے چھوڑ دیں گے تو جو نصیب میں ہوگا اللہ تعالیٰ عطا فرما دیں گے۔

نصیب مل کر رہتا ہے:

چنانچہ قاضی ابوبکر بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے قاضی گزرے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ عہدۂ قضا ملنے سے پہلے میں حرم میں تھا، سارا دن عبادت کرتا، طواف کرتا، نوافل پڑھتا، میرے پاس کبھی کھانے کو ہوتا کبھی نہ ہوتا، فاقے پہ فاقے آتے تھے۔ مجھے ایک دن طواف کرتے ہوئے شام کو ریشم کی تھیلی ملی اور اس میں بڑا خوبصورت ہار تھا۔ اتنا قیمتی کہ دل میں خیال آیا کہ اگر میں اس کو بیچوں گا تو میری پوری زندگی کا خرچ نکل آئے گا۔ کہنے لگے کہ صبح ہوئی تو ایک بوڑھے آدمی نے حرم میں آکر اعلان کیا کہ بھئی! میرا ہار گم ہوا ہے اگر کسی کو ملے تو وہ مجھے دے دے۔ میں پانچ سو دینار انعام بھی دوں گا اور شکریہ بھی ادا کروں گا۔ کہتے لگے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ غیر کا مال ہے امانت میں کیوں خیانت کرتا ہے؟ علم کس لیے پڑھا تو نے؟ میں نے اپنی ضرورت کو چھوڑ دیا اور میں نے اس کو وہ ہار بھی واپس کر دیا اور پانچ سو دینار بھی واپس کر دیے۔ مجھے انعام نہیں چاہیے، میرا فرض تھا کہ تیری امانت واپس کروں۔

﴿اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ (النساء: [illegible])

کہنے لگے کہ وہ بوڑھا [illegible] ہوا اور دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ کچھ عرصے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد خیال آیا کہ کیوں نہ میں رزق کی تلاش میں نکلوں۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں بصرہ جاتا ہوں۔ راستے میں ایک سمندر تھا اس میں ایک جہاز میں بیٹھ گیا، اللہ کی شان سمندری طوفان آیا اور ہمارا جہاز کسی چیز سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ کوئی کسی تختے پر جان بچا کے لیٹا کوئی کسی پر۔ مجھے اللہ نے ایک بڑے جزیرے میں پہنچا دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ کلمہ گو تو ہیں مگر ان کو علم سکھانے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔ تو دل میں خیال آیا کہ میں نے علم پڑھا ہی اس لیے تھا، اگر یہاں عالم کوئی نہیں تو میں یہیں رہوں گا۔ میں نے وہاں رہنا شروع کر دیا، اس جزیرے کے تمام مردوں عورتوں بچوں کو میں نے اللہ کا قرآن پڑھایا، دین سکھایا، دین سکھانے کی وجہ سے سب کے دلوں کے اندر میری محبت بھی پیدا ہوگئی۔ اس دوران دو تین سال گزر گئے، ایک دفعہ دو تین بندے میرے پاس آئے۔ کہنے لگے کہ جی آپ کو تین سال یہاں آئے ہوئے ہو گئے آپ ہم سب کے محسن بھی ہیں، معلم بھی ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ آپ نکاح کر لیں۔ میں نے کہا کہ بھئی میں نکاح کیسے کروں؟ میرے پاس تو اسباب بھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسباب کی بات نہیں، یہاں پر ایک انتہائی نیک بزرگ تھے، حج کرنے گئے، واپس آئے اور تھوڑے دنوں کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ ان کی ایک بیٹی جو بہت خوبصورت ہے اور نیک بچی ہے، یتیم ہے، ہم اس کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں، ہمیں اس کے لیے آپ سے بہتر رشتہ نظر نہیں آتا۔ کہنے لگے کہ لوگوں کے کہنے پر میں نے شادی کر لی۔ جب میری پہلی مرتبہ بیوی سے ملاقات ہوئی تو میں حیران رہ گیا کہ وہ ہار جو مجھے حرم میں ملا تھا، وہ میری بیوی نے گلے میں پہنا ہوا تھا۔ میں اس ہار کو حیرت سے دیکھے جا رہا تھا کہ میری بیوی نے کہا: میری طرف دیکھتے نہیں، میرے ہار کی طرف کی طرف دیکھتے جا رہے ہو، کیا مسئلہ ہے؟ پھر میں نے اس سے کہا کہ بھئی اس کے ساتھ تو ایک واقعہ وابستہ ہے۔ پھر اسے سارا واقعہ سنایا۔ واقعہ سن کر اس کی آنکھوں میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

آنسو آ گئے، میں نے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کہنے لگی کہ میرے والد جب حج کر کے آئے تھے، چاہتے تھے کہ میرا نکاح کر دیں، مگر کہا کرتے تھے کہ مجھے حرم میں ایک نوجوان ملا تھا جس کے دل میں خوفِ خدا تھا۔ کاش اگر وہ کہیں مل جاتا تو بیٹی میں تیرا نکاح اس کے ساتھ کر دیتا۔ تو میرا والد تو فوت ہو گیا، اللہ نے آپ کے ساتھ میرا نصیب جوڑا تھا، اللہ نے مجھے بھی آپ کی خدمت کے لیے پیش کر دیا، یہ ہار بھی اللہ نے آپ تک پہنچا دیا۔

مقامِ تفویض:

مقامِ تفویض اس کو کہتے ہیں کہ شریعت پر عمل کرے اور اللہ پر چھوڑ دے، جو نصیب میں ہوتا ہے اَلنَّصِيْبُ يُصِيْبُ انسان کا نصیب اسے مل کے رہتا ہے۔ یہ نوجوان بچے کیوں ادھر ادھر تاکتے جھانکتے پھرتے ہیں، مطمئن ہو جائیں، جب وقت ہوگا اور اللہ نے ہمیں یہ نعمت دینی ہوگی اللہ رب العزت ہمیں ازدواجی زندگی والی نعمت عطا فرما دے گا۔ تو اس کو کہتے ہیں: مقامِ تفویض یا ترکِ ارادہ یا فنائے ارادہ یا فناء الفناء۔ اور ہمارے بزرگوں نے اس کا نام ترک ترک رکھ دیا۔ تو یہ چار ترک کرنے سے انسان کو پھر اللہ رب العزت کا وصل ملتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مقامِ تفویض:

اب یہ مقام کس کو حاصل تھا۔ اس امت میں یہ مقام سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا۔ چنانچہ ایک حدیث میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَيِّتٍ يَّمْشِيْ اِلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى ابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ))

''جو چاہے زمین کے اوپر چلتی ہوئی لاش کو دیکھے، اس کو چاہیے کہ ابو قحافہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹے ابو بکر کو دیکھے۔"

چلتی ہوئی لاش کا کیا مطلب؟ اپنا ارادہ اللہ کی رضا میں گم کر دے، اپنا کوئی ارادہ ہی نہیں تھا۔ مالک کی مرضی پر قربان۔ یہ فنائیت تھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی، ان کی یہ نسبت تھی۔ یہ جو ہمارا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہے یہ نبی علیہ السلام سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے راستے سے آگے چلا، جو یہاں تک پہنچا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بہت ہی نعمتوں سے نوازا لیکن اس کے باوجود عمل میں کمی نہیں ہوتی تھی۔

ایک دفعہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آج کے دن کس نے روزہ رکھا؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھایا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں روزے سے ہوں۔

فرمایا: آج کے دن کس نے کسی کا جنازہ پڑھا؟ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے جنازہ پڑھا ہے۔

آج کے دن کس نے محتاج کو کھانا کھلایا؟ اے اللہ کے نبی! میں نے محتاج کو کھانا کھلایا ہے۔

آج کے دن کس نے بیمار کی عیادت کی؟ اے اللہ کے نبی! میں نے بیمار کی عیادت کی۔

فرمایا جس نے ایک دن میں یہ چار کام کیے میں اس بندے کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ اتنا قرب اتنی معرفت مگر اعمال سے پیچھے نہیں ہٹے کہ جی اب تو جنت کا ٹھیکہ مل گیا۔ اعمال میں تو سب سے آگے۔ ہمیں بھی یہی کرنا ہے کہ اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنی ہے، ہر وقت اعمال میں لگے رہیں، صبح شام دن رات اللہ کی عبادت میں لگے رہیں، اپنے آپ کو تھکا دیں، اپنی جوانی کو عبادت میں کھپا دیں۔ سالک کو ایسا ہونا چاہیے۔

چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ مقام پایا کہ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے کا بال ہوتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو فتنہ ارتداد اٹھا تھا اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو شاید دنیا میں اللہ کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پانچ خصوصیات:

چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے پانچ خصوصیتیں دیں۔ جو ان کے سوا کسی کو نہیں ملی۔

......ایک نبی علیہ السلام نے آپ کے سوا صدیق کا لفظ کسی کے لیے نہیں بولا، یہ لقب آپ کو ملا۔

......دوسرا قرآن مجید میں ثانی اثنین کا تمغہ فقط سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملا

......تیسرا نبی علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کی سعادت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملی۔

...... چوتھی بات نو ہجری میں جب حج فرض ہوا تو نبی علیہ السلام نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر حج کرنے کے لیے بھیجا۔

......اور پانچویں بات فرماتے تھے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی زندگی کی آخری نماز میں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور ان کے پیچھے اقتدا کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ تو یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصیتیں ہے۔

دو مزید خصوصیات:

طالبعلم ہونے کے ناطے دو خصوصیتیں اور بھی سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک خصوصیت تو یہ کہ سارے صحابہ میں سے صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کی چار نسلیں صحابی بنیں۔ ان کے والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ صحابی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود بھی صحابی، ان کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بھی صحابی اور ان کے بیٹے عتیق رضی اللہ عنہ بھی صحابی، چار نسلوں کو صحابیت کا شرف نصیب ہوا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ایک اور خوبی یہ کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَا صَبَّ اللّٰهُ فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ))

''اللہ نے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا میں نے وہ ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا''

یہ جو نسبت ہے سینہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وہ نعمت ہے جو آج امت کے اندر چلتی چلی آرہی ہے، کیسی پکی نسبت ہے۔

سالک کے رک جانے کی وجوہات

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہت سارے لوگ بیعت ہو جاتے ہیں لیکن ان کے بڑھنے کی رفتار آہستہ ہوتی ہے یا وہ ایک جگہ پر رکے رہتے ہیں، اس کی کیا وجوہات ہیں؟ یا تو ان کی رفتار تھوڑی ہوتی ہے، گاڑی چل تو رہی ہے مگر ۱۵۔۲۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کے حساب سے۔ یا ایک ہی جگہ پر رکی کھڑی ہے۔

(۱) وحدتِ مطلب میں کوتاہی:

پہلی وجہ وحدت مطلب میں کوتاہی کرتے ہیں۔ وحدت مطلب یہ ہے کہ مطلب ایک ہونا چاہیے اور وہی مقدم ہونا چاہیے۔ جب کہ سالکین ذکر کے لیے بیعت تو ہو جاتے ہیں مگر اِدھر اُدھر کے کاموں میں زیادہ مشغول رہتے ہیں۔ چنانچہ جب پوچھو کہ معمولات کرتے ہیں؟ تو بتاتے ہیں کہ فرصت ہی نہیں ملتی۔ اب مریض سے پوچھیں کہ دوائی کھائی ہے؟ اور وہ کہے کہ جی دوا کھانے کی فرصت ہی نہیں ہے، اس کا علاج کیا ہوگا؟ یہی حال ان سالکین کا ہے کہ بیعت تو ہو گئے لیکن معمولات ہی نہیں کرتے اور جو کرتے بھی ہیں، ان سے پوچھو کہ بھئی کتنا مراقبہ کرتے ہیں؟ کوئی کہتا ہے پانچ منٹ کرتے ہیں، کوئی کہتا دس منٹ کرتے ہیں، کیا مزے کی بات ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

مجنوں سے کوئی پوچھے کہ آپ لیلیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آگے سے جواب دے کہ پورے دن میں دس منٹ یاد کرتا ہوں تو اسے مجنون کون کہے گا؟ تو یہ پانچ منٹ مراقبہ کرتے ہیں، دس منٹ مراقبہ کرتے ہیں اور بس۔ حالانکہ جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ مراقبے کے سوا کوئی دن گزرتا ہی نہیں ہے، مراقبہ نہ کریں تو پھر اور کیا کریں؟ ہمارے پلے اس کے سوا اور ہے کیا؟

میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو؟
بڑھاپا نہ بچپن نہ میری جوانی
جو چند ساعتیں یادِ دلبر میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

تو جو چند ساعتیں اللہ کی یاد میں گزر گئیں، وہ زندگی ہیں اور اس کے بغیر تو باقی ساری کی ساری شرمندگی ہے۔

(۲) شیخ کی ڈانٹ برداشت نہ ہونا:

دوسری بات شیخ کی ڈانٹ ڈپٹ میں جلدی خفا ہو جانا یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ حضرت فضل الرحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک صاحب آئے، حضرت نے تھوڑی دیر مجلس میں بٹھایا پھر فرمایا کہ جاؤ! کہتا ہے جی میں کیسے جاؤں؟ میں تو آیا ہوں آپ کے پاس رہنے کے لیے۔ حضرت نے اس کا سامان اٹھوا کر خانقاہ سے باہر رکھوا دیا، وہ گیا اور سامان اٹھا کے پھر لے آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے پھر ڈانٹا کہ جاؤ یہاں سے، جاتے کیوں نہیں؟ پھر سامان اٹھا کے باہر رکھا، وہ پھر سامان اٹھا کے لے آیا۔ تین مرتبہ ایسا ہوا کہ سامان خانقاہ سے باہر رکھا، وہ تینوں دفعہ لے کر آیا۔ تو پھر حضرت نے کہا کہ تم یہاں سے جاتے کیوں نہیں؟ میری جان کیوں نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوڑتے؟ وہ آگے سے کہتا ہے۔ ع

مگس ہرگز نہ خواہد رفت از دوکانِ حلوائی

حضرت حلوائی کی دکان سے مکھی نہیں جاتی۔ ہم آپ کی اس محبت کی دکان سے کیسے جائیں؟ حضرت کو محبت آئی اور فرمایا ہاں تم میرے ساتھ رہ سکتے ہو۔

تو شیخ کی ڈانٹ ڈپٹ بندے کی اصلاح کے لیے ہوتی ہے۔ سالک کو چاہیے کہ وہ اسے برداشت کرے اور شیخ کے ساتھ جڑا رہے۔

(۳) شرک فی الطریقت:

چنانچہ ایک اس کی وجہ شرک فی الطریقت ہے۔ وہ کیا ہوتا ہے؟ ایک ہوتا ہے شرک فی العقیدہ، یہ جو شرک فی العقیدہ ہے نا یہ اسلام سے مانع ہے۔ اور شرک فی الطریقت وصول الی اللہ سے مانع ہے۔ یہ کیا ہوتا ہے؟ یہ ہوتا ہے کہ بیعت تو کر لی مگر کچھ مان بھی لی اور کچھ نہیں بھی مانی۔ اپنے نفس کو دوسرا شیخ بنا لیا، یہ شرک فی الطریقت ہوتا ہے۔ جو کہا بھی کر لو! اپنی سمجھ میں آئے گا تو کریں گے۔ کیسے کریں؟ اس کو کہتے ہیں کہ کامل سپردگی نہیں دیتے، جب کامل سپردگی نہیں ہوگی تو پھر اصلاح کا راستہ کیسے طے ہوگا؟ یہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے مریض آئے سرجن کے پاس کہ پھوڑا ہے، ڈاکٹر کہے کہ جناب آپریشن کرنا پڑے گا۔ مریض کہے، آپریشن نہیں کر سکتے، آپریشن سے تو درد ہوتا ہے، ویسے ہی ٹھیک کر دیں۔ ویسے تو ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اس لیے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالک کی طرف سے کامل سپردگی ہونی چاہیے اور شیخ کی طرف سے کامل شفقت ہونی چاہیے۔ سپردگی اور شفقت جب اکٹھی ہو جاتی ہیں اللہ رب العزت بندے کو معرفت عطا فرما دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۴) شیخ سے بدگمانی:

چوتھی بات، چھوٹی چھوٹی بات پر بدگمانی۔ وہ کیسے؟ مثلاً شیخ سے ملنے آئے وہ کسی کام میں مشغول ہیں، متفکر ہیں، سوچ رہے ہیں، یا ذکر میں ہیں۔ او جی حضرت نے مسکرا کے نہیں دیکھا میری طرف، بس میرا تو یہاں رہنے کو دل نہیں کرتا، اب اس بات سے ناراض ہو کر جا رہے ہیں۔ واہ کیا نازک طبیعت پائی ہے، نفس کی نزاکتیں دیکھیں کہ حضرت نے تو میری طرف مسکرا کے نہیں دیکھا۔ محبوب بنا لیا نا اپنے نفس کو۔ کہاں ہمارے اکابر کا یہ حال کہ تین مرتبہ سامان اٹھا کے پھینکا اور پھر آ رہے ہیں کہ حضرت میں بھی سے کیا گزرا تو نہیں۔ وہ حلوائی کی دکان سے اڑانے سے نہیں جاتی، میں اس محبت کی حلوائی کی دکان سے کیسے جا سکتا ہوں؟ اہلِ حق پر اعتراض، مسئلے کی تہہ کا پورا پتہ نہیں ہوتا اور اعتراض۔ مثال کے طور پر: کسی کام میں ہم مصروف تھے ایک صاحب تشریف لائے، انہوں نے پیغام پہنچایا کہ حضرت صاحب کو کہہ دو کہ آپ کے مہمان آئے ہیں۔ میں نے ساتھی کو بھیجا کہ ان کو بٹھا دو اور کھلا دو پلا دو۔ پھر ہم نے ان کو نماز کے بعد بلایا کہ بھئی میں دس پندرہ منٹ یہاں ہوں، پھر میں نے کام سے جانا ہے، مسجد کے کام کے لیے۔ کہنے لگا کہ جی دیکھو کہ میں نے پیغام بھی بھجوایا تھا کہ آیا ہوں۔ مہمان کی جو خدمت سے بڑا کوئی کام نہیں؟ اب ہم مسجد کے کام چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ تو ایسی باتوں سے خواہ مخواہ کی بدگمانی، یہ نہ سوچا کہ وہ جس کام میں لگے ہوئے ہیں اس کام کا تقاضا کیا ہے؟ گمان یہ کہ میں چونکہ آ گیا تھا اس لیے پندرہ منٹ تو تھوڑے ہیں، میرے پاس تو ان کو رات گزارنی چاہیے تھی، میں مہمان ہوں۔

کئی مرتبہ یہ بھی دیکھا کہ آ کے تھوڑی دیر وقت گزارتے ہیں اور جو خانقاہ میں خدمت کرنے والے، کام کرنے والے ہوتے ہیں، ان میں سے کسی ایک کی کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات دیکھی یا کوئی وجہ دیکھی تو بدگمان ہو گئے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ کسی نے کہا کہ آپ کی خانقاہ میں فلاں بندہ جو ہے، وہ اتنے عرصے سے رہتا ہے اور اس کا یہ حال ہے۔ حضرت نے کہا کہ ہاں ہم اصلاح کی کوشش تو کر رہے ہیں مگر اتنا بتا دوں کہ نبی علیہ السلام کی صحبت میں منافقین بھی آ کر بیٹھا کرتے تھے۔ وہ تو اللہ کے نبی تھے، ان کو اللہ نے بصیرت میں کمال عطا کیا ہوا تھا، نگاہ نبوت عطا کی تھی، پھر بھی منافقین کو ساتھ لگنے سے منع نہیں کیا۔ تو اردگرد کے کسی بندے کو دیکھ کر شیخ سے ہی بدگمان ہو جانا یہ بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ خدا کے بندے ہو سکتا ہے کہ یہ صحبت میں آنے والا بندہ کامل نہیں بن سکا لیکن اس نے پتہ نہیں کتنے بڑے بڑے گناہ چھوڑ دیے ہوں۔ یہ اصلاح کا راستہ ہے، اللہ کرے گا، لگا رہے گا، جڑا رہے گا، اللہ اس کی کامل اصلاح بھی فرما دیں گے۔ تو اس لیے اس تصوف کے راستے میں، صبر اور تحمل مزاجی سے انسان بس اپنے کام کے اوپر جما رہے اور ڈٹا رہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

طالب گار باید صبور و حمول
کہ نہ شنیدہ ام کیمیا گر ملول

کہ جو طلب گار ہوتا ہے وہ صبور ہوتا ہے۔ مبالغے کا صیغہ بڑا صابر ہوتا ہے۔ اور حمول بڑی تحمل مزاجی ہوتی ہے، اس میں۔ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ سونا بنانے والا کو کبھی اپنے بنانے پر رنج آ گیا ہو۔ جس کو رنج آ جائے، وہ سونا تو نہیں بنا سکتا، ہم بھی اپنے دل کو سونا بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی صبر اور تحمل کے ساتھ کام کرنا پڑے گا۔

سلوک کی بنیاد..... تین چیزیں:

لہٰذا تین چیزیں جو ہمارے اس سلوک کی بنیاد ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱) ذکر (۲) تلاوتِ قرآن اور (۳) نماز

ذکر سے بھی دل کو شفا ملتی ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((ذِکْرُ اللّٰہِ شِفَاءُ الْقُلُوْبِ)) (کنزالعمال، رقم ۱۷۵۱)

''اللہ کا ذکر دلوں کے لیے شفا ہے''

اور قرآن کے لیے بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ﴾

''شفا ہے اس کے لیے جو سینے میں ہے''

اور فرمایا: ﴿ هٰذَا هُدًى وَّ شِفَاءٌ ﴾

''یہ ہدایت ہے اور شفا ہے''

اسی طرح نماز بھی انسان کی درستگی کا باعث بنتی ہے۔ فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ

''بے شک نماز بچاتی ہے بے حیائی سے اور بری باتوں سے''

تو قرآن بھی سینوں کی بیماریوں کے لیے شفا اور ذکر بھی سینے کے لیے شفا اور نماز بھی انسان کو برائیوں سے بچا لیتی ہے۔

تو یہ تین چیزیں بنیاد ہیں، لہٰذا سالک کو چاہیے کہ ذکر میں لگا رہے اور جب وقت ملے تلاوت میں لگے اور وقت ملے نماز میں لگے۔ اپنے فارغ وقت کو ان تین کاموں میں لگائے رکھے۔

نمازِ تہجد کی اہمیت:

نماز ذکر و سلوک کے راستے میں بڑی اہمیت رکھتی ہے، اس لیے کہ یہ حقیقت میں اللہ سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔ جو آدمی چاہے کہ مجھے شرفِ دیدار مل جائے اس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہیے کہ دو رکعت نماز ادا کرے یہ ایسا ہی ہے جیسے اس کو اللہ رب العزت کی ملاقات نصیب ہوگئی۔

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ)) (بخاری، رقم: ۴۸)

اس لیے عشق کا تقاضا ہے کہ انسان نوافل پڑھنے والا ہو، یہ محبت کا تقاضا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے جو انسان رات کو تہجد پڑھتا ہے تو فرشتے ایک دوسرے کو بتاتے ہیں۔

((قَدِ اصْطَلَحَ لَيْلَةً مَعَ مَوْلَاهُ))

"اس بندے نے یہ رات اپنے مولا کے ساتھ گزاری ہے"

اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جو آدمی تہجد پڑھتا ہے، اس کے جسم کے اعضاء ایک دوسرے کو کہتے ہیں:

((قَدْ قَامَ صَاحِبُنَا لِخِدْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى))

"ہمارا یہ صاحب آج رات اللہ کے سامنے کھڑا رہا"

تیسری روایت ابن جوزی نے نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ تہجد کی نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں: بندے! میری عزت کی قسم! رات کو اٹھ کر تو نے جو میری عبادت کی، تیری اس عبادت کی وجہ سے ایک دن آئے گا کہ میں اپنے چہرے کا پردہ اپنے سے ہٹا کر تجھے اپنے چہرے کا دیدار عطا کروں گا۔ اس لیے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ احتیاط یہی ہے کہ عشا کی نماز کے بعد تہجد کے نوافل پڑھ لینا چاہیے۔ آج کل وہ ہمتیں نہیں ہیں، ہر بندہ اٹھ کر پڑھے گا نہیں، بس عشا کے بعد سونے سے پہلے یا عشا کے بعد ہی آپ چار نفل پڑھنے کی عادت بنا لیں۔ اٹھ گئے تو نور علیٰ نور ورنہ کم از کم عشا کے بعد وتر کے بعد کی عبادت میں نام تو ہمارا بھی لکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے گا۔ تو یہ تہجد کی چار رکعت، آٹھ رکعت یا بارہ رکعت، اس کو پکا کر لے۔ انسان پڑھ کر سوئے اور کئی لوگ تو اس لیے وتر چھوڑ دیتے ہیں کہ اٹھ کے پڑھیں گے اور پھر وتر بھی گئے اور تہجد کی نماز بھی گئی، اس لیے پڑھ لینا زیادہ ضروری ہے۔

اللہ کے ہاں ہمارا کیا مقام ہے؟

ایک بڑی مزے کی بات، سونے کی سیاہی سے لکھنے والی بات ہے۔ اگر کوئی بندہ چاہے کہ میں معلوم کروں کہ اللہ کے ہاں میرا کیا مقام ہے؟ اس کا مختلف بزرگوں نے مختلف جواب دیا ہے۔ جیسے بعض نے کہا کہ اگر تم اللہ کے ہاں اپنا رتبہ معلوم کرنا چاہو تو دیکھو کہ اللہ نے تمہیں کس کام میں لگا رکھا ہے۔ اگر تم عبادت میں لگے ہو، نیکی میں لگے ہو، دین کے کام میں لگے ہو، اس کا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا مرتبہ اچھا ہے۔

لیکن نبی علیہ السلام نے بتایا، جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَّعْلَمَ مَنْزِلَتَهُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةُ اللّٰهِ عِنْدَهُ)) (مسند ابی یعلی، رقم: ۱۸۶۵)

جو چاہے کہ میں اللہ کے ہاں اپنا درجہ معلوم کر لوں اور وہ یہ دیکھنا چاہے کہ اس کے دل میں اللہ رب العزت کا کیا مقام ہے؟

تو وہ اپنے دل کو دیکھے۔ اگر دل میں اللہ کی عظمت ہے، اگر دل میں اللہ کی محبت ہے تو یہ سمجھ لے کہ اللہ رب العزت کے ہاں بھی میرا بڑا مقام ہے۔ اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہے اور دل میں بے اطمینانی اور شکوے ہیں تو پھر اللہ کے ہاں بھی مقام اس کے الٹ ہے۔ اس لیے ہم اللہ رب العزت کی محبت کو اپنے دل میں بسائیں۔

بیعت ہونے کا بنیادی مقصد:

بیعت ہونے کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہمارے اندر سے گناہوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نجاست ختم ہو جائے۔ بیعت ہونے کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ میں بشر ہوں اور بے شر بن جاؤں۔ بشر سے مراد یہ کہ میں باشر ہوں، میرے اندر شر ہے، بیعت ہو رہا ہوں تاکہ میں بے شر بن جاؤں، میرے اندر سے شر نکل جائے۔ اور یہ شر تو نکلے گا جب ہم ذکر کثرت کے ساتھ کریں گے۔ اور پھر منٹوں کے ذکر سے تو بندوں کے اندر سے شر نہیں نکلتا۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے ہمیں کثرت کے ساتھ ذکر کرنے کا حکم دیا۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اللہ کو اٹھتے بیٹھتے لیٹتے چلتے پھرتے ہر وقت یاد کریں۔

اپنے وقت کو قیمتی بنائیں:

اب دیکھیے کتنا اللہ کا کرم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے گھر سے فارغ کر کے کچھ وقت کے لیے یہاں پہنچا دیا۔ اب آپ کا یہ وقت ایسے گزرنا چاہیے جیسے نفلی اعتکاف والے کا وقت گزرتا ہے۔ یہاں آ کر ایک دوسرے کے ساتھ سیاست کی گپیں لگانا، ایک دوسرے کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرنا، اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ آپ اللہ کی یاد کے لیے آئیں، جتنا بھی وقت ہو آپ اللہ کی یاد میں گزاریں، کیا معلوم کہ یہ تین دن ہماری زندگی کے بدلنے کا سبب بن جائیں۔ تو اپنے وقت کو قیمتی بنائیں، اس کو ضائع ہونے سے بچائیں اور ترتیب کے مطابق وقت گزاریں۔ تین دن اگر آپ نے ترتیب کے مطابق گزار لیے۔ مجھے امید ہے اللہ کی ذات سے، آپ اس کی حلاوت یہاں سے جانے کے بعد مہینوں اپنی زندگی میں محسوس کرتے رہیں گے۔ اجتماعات کے اوپر ہمارے بزرگوں کے فیوضات بہت بکثرت سے ہوتے ہیں تو اس لیے اپنے آپ کو ان تین دنوں میں ہر وقت اللہ کے ذکر میں لگائیں۔ یہی دعا کریں: اے اللہ!

www.besturdubooks.wordpress.com

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پہ سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے تا دمِ آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ!
لا الٰہ الا اللہ ، لا الٰہ الا اللہ
مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر تیرا اے میرے الٰہ!
نکلے میرے ہر بن مو سے ذکر تیرا اے میرے الٰہ!
اب تو کبھی چھوڑے بھی نہ چھوٹے ذکر تیرا اے میرے الٰہ!
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر تیرا اے میرے الٰہ!
اب تو رہے بس تا دمِ آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ!
لا الٰہ الا اللہ ، لا الٰہ الا اللہ

اللہ تعالیٰ ہماری حاضری کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

(البقرۃ:۲۲۲)

طہارت کے درجات

بیان: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

طہارت حاصل کیے بغیر اللہ رب العزت کے اولیا میں انسان کی شمولیت ممکن نہیں۔ وہ پاک ذات ہے اس کے دوستوں میں شامل ہونے کے لیے بھی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ جیسے گندے لوگوں کو ہم پاس نہیں بیٹھنے دیتے۔ جیسے جس کے منہ سے بو آئے، کپڑوں سے بو آئے، پسینے سے بو آئے کہیں آکر بیٹھے تو لوگ کہتے ہیں کہ جاؤ میاں صاف ہو کر آؤ۔ ارے ہم انسان ہیں، بندے ہیں، ہمارے پاس اس قسم کی کوئی بدبودار چیز ہو تو ہم ناپسند کرتے ہیں، ناک منہ چڑھاتے ہیں۔ وہ تو پروردگار ہے، وہ تو احکم الحاکمین ہے، وہ بھی پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے پاک ہوں اور اس کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہو جائیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

طہارت کے درجات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ﴾ (البقرۃ:۲۲۲)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان:

اگر سارے انسان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مانند ہو جائیں اور ساری زندگی عبادت میں گزار دیں تو پھر بھی اللہ رب العزت کی شان میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اور ساری دنیا بت خانہ بن جائیں اور سارے انسان فرعون، نمرود اور شداد جیسے نافرمان بن جائیں تو پھر بھی اللہ رب العزت کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی۔ وہ بلند و بالا ذات ہے۔ انسان اس دنیا میں جو بھی اعمال کرتا ہے وہ اپنی عاقبت اور آخرت سنوارنے کے لیے کرتا ہے۔ انبیائے کرام دنیا میں تشریف لائے اور انہوں نے سمجھایا کہ اے لوگو! اگر تم ایسی شان والی ذات سے تعلق جوڑنا چاہتے ہو تو ہمارے نقشِ قدم پر چلو۔ اگر تم اتنی عظیم ہستی سے نفع اٹھانا چاہتے ہو تو تم ہماری باتوں کی پیروی کرو۔ جیسے ہم زندگی گزار رہے ہیں اگر تم بھی ویسے زندگی گزارو گے تو دنیا میں کامیابی ہوگی اور آخرت میں بھی کامیابی ہوگی۔ اور جن لوگوں نے اس بات کو سمجھ لیا وہ قلیل تھے یا کثیر تھے وہ گورے تھے یا کالے تھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے تھے یا زمین کی پستیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

میں رہتے تھے وہ جہاں بھی تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیاب کر دیا۔ نبی ﷺ نے دین امت تک پہنچا دیا۔

تین قسم کے اکابر:

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام علوم کے جامع تھے۔ وہ ایک ہی وقت میں محدث بھی ہوتے تھے، مفسر بھی ہوتے تھے، فقیہ بھی ہوتے تھے اور شیخ بھی ہوتے تھے۔ اللہ رب العزت نے ان کو سب نعمتیں ایک ہی وقت میں عطا کیں۔ لیکن جب علم کی تفصیلات کھلتی چلی گئیں تو بعد میں آنے والے لوگ دین کے ایک ایک شعبے کو سنبھال کر بیٹھ گئے اور انہوں نے اس پر محنت کرنی شروع کر دی۔

(۱)...... کسی نے روایت حدیث کے منصب کو سنبھالا اور محدث کہلایا۔

(۲)...... کسی نے احادیث کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر مسائل کے ہیرے اور موتی نکالنے کا کام سنبھالا اور ان کو فقہا کہا جانے لگا۔

(۳)...... اور کچھ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے انسان کے باطن کی صفائی کا کام سنبھالا اور یہ وہ لوگ تھے کہ جن کو اپنے وقت کا شیخ کہا جانے لگا۔

فقہا پر تنقید:

ابتدا میں جب اس علم کی تدوین ہو رہی تھی تو چونکہ یہ علم نیا نیا سامنے آ رہا تھا، نا سمجھی میں لوگوں نے اس پر اعتراض کیے اس وقت کے کئی لوگوں نے کہا کہ فقہا نے دین میں اپنی رائے کو داخل کیا ہے۔ لیکن جب حقیقت کھلی تو بعد میں محدثین نے خود فقہا کی پیروی کی۔ حتی کہ امام ترمذی اپنی سنن ترمذی میں ایک حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا:

وَكَذَالِكَ قَالَ الْفُقَهَاءُ وَهُمْ اَعْلَمُ بِمَعَانِي الْاَحَادِيْثِ

"اور فقہا نے ایسا ہی کہا اور وہی احادیث کے معانی کو بہتر سمجھتے ہیں"

تو وقت کے ساتھ یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ محدثین نے الفاظِ حدیث کے منصب کو سنبھالا اور فقہا نے معانی کے منصب کو سنبھالا اور اس کی حفاظت کرنے والے بن گئے۔

صوفیا پر تنقید:

بالکل اسی طرح جیسے فقہا پر ابتدا میں باتیں کی گئیں، اعتراضات کیے گئے، وہ لوگ جنہوں نے باطن کی صفائی کے کام کو سنبھالا، اور لوگوں کو تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی محنت سکھائی ان پر بھی اعتراضات ہوئے۔ مگر وہ اعتراضات اس لیے تھے کہ لوگ ان کے کلام کی بلندی کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ عربی کا مقولہ ہے:

اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِمَا جَهِلُوْا

"لوگ جس چیز کو نہیں سمجھ پاتے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں"

اپنی سوچ کے مطابق انہوں نے بات کو سمجھنا چاہا اس لیے سمجھ نہ سکے۔ کہتے ہیں:

اَلْمَرْءُ يَقِيْسُ عَلٰى نَفْسِهٖ

"بندہ اپنے آپ پر دوسرے کو قیاس کرتا ہے"

کلام ان بزرگوں کا تھا اور توجیہ یہ کر رہے تھے۔ یہاں پر غلطی واقع ہوئی اس کو کہتے ہیں:

تَوْجِيْهُ الْقَوْلِ بِمَا لَا يُرَادُ بِهِ الْقَائِلُ

"دوسرے کی بات کی ایسی تفسیر اور مراد لے لینا کہ کہنے والے کی مراد وہ نہ ہو"

چنانچہ اس وجہ سے ابتدا میں بعض حضرات پر اعتراضات کیے گئے۔ مشہور بات

......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کو ایک وقت میں جلا دیا گیا۔ جب غلط فہمی دور ہوگئی تو ان کو آب زر سے لکھوا دیا گیا۔

......سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے اعلیٰ کتاب قاضی عیاض نے لکھی۔ ان پر ابتدا میں یہودیت کا الزام لگا دیا گیا اور بعد میں ان کو وقت کا بڑا محدث سمجھا گیا۔

......امام رفاعی کبیر رحمۃ اللہ علیہ کو ابتدا میں لوگوں نے ملحد اور کافر کا نام دے دیا اور جب ان کی باتیں سمجھ میں آئیں تو ان کو وقت کا بڑا شیخ سمجھ لیا۔

تو یہ کس لیے ہوا کہ ان کے کلام کو سمجھا نہ گیا۔

اشکالات کا جواب:

لیکن اللہ رب العزت نے وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کو کھڑا کر دیا جو بڑی بلند شخصیات تھیں۔ جو دین کے مختلف علوم کے حامل اور کامل تھے اور انہوں نے ان حضرات کے احوال کو بھی سامنے پیش کیا اور ان معارف کو بھی کھول کر بیان کیا جس سے غبار دھل گیا اور چھٹ گیا۔ چنانچہ اہل اللہ کے حالات زندگی مختلف کتب کے اندر لکھے گئے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جہاں ایک طرف تلبیس ابلیس میں بناوٹی صوفیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔ وہاں صفوۃ الصفوہ کے نام سے جو کامل مشائخ ہیں ان کے حالات زندگی بھی جمع کر رہے ہیں۔

شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بڑے محدث ہیں انہوں "سِیَرُ الأَعْلامِ النُّبَلاء" ایک کتاب لکھی ہے اور وقت کے جو بڑے مشائخ تھے ان کے حالات کو جمع کیا حالانکہ یہ محدث تھے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی اور اس میں مشائخ کے حالات کو جمع

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدث بھی ہیں مفسر بھی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک کتاب لکھی اس میں بڑے بڑے مشائخ کے حالات زندگی کو جمع کیا۔

دسویں صدی ہجری میں علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک ہی وقت میں محدث بھی تھے اور فقیہ بھی تھے اور وقت کے شیخ اور صوفی بھی تھے۔ انہوں نے دو بڑے عجیب کام کیے، ایک تو انہوں نے کتاب لکھی "کشف الغمہ" اور چاروں مذاہب کے لوگوں کے درمیان جو آپس میں کچھ غلط فہمیاں تھیں ان کو صاف کر کے رکھ دیا۔ پھر انہوں نے "میزان الکبریٰ" کتاب لکھی اور اس پر اور زیادہ بہتر کام کیا۔ اور اس کے بعد ایک کتاب لکھی "الطبقات الکبریٰ" اور اس میں ایک ہزار سال میں اس امت میں جتنے بڑے بڑے مشائخ گزرے ہیں ان کے حالات زندگی، ان کے علوم ومعارف، ارشادات وہ سب کے سب جمع کر دیے۔

فقہائے اربعہ اور مشائخ اربعہ:

چنانچہ جس طرح وقت کے ساتھ ساتھ چار فقہا کی عظمت کو تسلیم کر لیا گیا۔ اور ان کو فقہ کا امام مان لیا گیا امت کا اجماع ہے اس کے اوپر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ امت ان کے اوپر جمع ہوگئی۔ اسی طرح مخلصین کے جو سردار تھے ان کو بھی اپنے وقت کا امام کہا گیا اور ان میں چار حضرات وہ تھے کہ جنہوں نے قبولیت پائی، جن میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ، شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔ تو جس طرح فقہا کے مسائل پر لوگوں نے عمل کر کے ظاہری احکام شریعت کے مطابق بنائے اسی طرح ان چار مشائخ کے جو بتائے ہوئے علوم ومعارف تھے، اس کے مطابق زندگی گزار کر انہوں نے اپنے باطن

www.besturdubooks.wordpress.com

کا تزکیہ اور تصفیہ کیا۔ امت کے کروڑوں انسانوں نے ان کی تعلیمات پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو باطن کی روشنی عطا فرمائی۔

علم الاحسان:

یہ راستہ تزکیہ نفس کا راستہ ہے، اس کو علم الاحسان کہتے ہیں۔ جیسے حدیث جبرئیل میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آ کر پوچھا:

((مَا الْإِيْمَانُ)) ایمان کیا ہے؟

((مَا الْإِسْلَامُ)) اسلام کیا ہے؟

((مَا الْإِحْسَانُ)) احسان کیا ہے؟

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احسان کے بارے میں

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ))

(الترمذی: رقم ۲۵۳۵)

کہ تو اللہ تعالیٰ کی ایسے عبادت کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ کیفیت حاصل نہیں تو پھر ایسے عبادت کر کہ اللہ رب العزت تمہیں دیکھ رہے ہیں۔

اب آج ہماری نماز نہ پہلے درجے کی ہے اور نہ دوسرے درجے کی ہے۔ جان اللہ کو دینی ہے، اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیے دو درجے بتا دیئے گئے۔ نماز کے بارے میں ((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ)) اللہ کی عبادت ایسے کر کہ جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ تو اگر ہماری نماز میں مشاہدے کی یہ کیفیت تو نہیں ہوتی اور دوسری بتائی گئی ((فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ)) اگر یہ کیفیت حاصل نہیں تو یہ ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ کیفیت بھی نہیں ہوتی تو پھر ہم کس درجے کی نمازیں پڑھتے پھر رہے ہیں۔ آج ہم کیوں نہیں نماز بنانے کی محنت کرتے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

عبادت کی حقیقت کو پانے کا نام تصوف ہے:

قرب قیامت کی علامتیں بتائی گئیں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو دیکھے گا کہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہوگی مگر ان کے دل اللہ کی یاد سے خالی ہوں گے اور آج وہ حالات آچکے ہیں۔ ایک مسجد میں امام صاحب نے نماز پڑھائی اور ان کو نماز کے بعد شک تھا کہ دو رکعت پر سلام پھیرا ہے یا چار پر۔ انہوں نے مقتدیوں سے پوچھا، بھری مسجد میں ایک بندہ بھی نہیں تھا کہ جو یقین سے کہتا کہ ہم نے چار پڑھی ہیں یا دو پڑھی ہیں، سب متذبذب تھے پتہ نہیں کتنی پڑھی ہیں؟ اس درجے کی ہم نمازیں پڑھ رہے ہیں، ایسا نہ ہو کہ ہمیں ٹھوکر مارے ہوئے لوگوں میں شامل کر دیا جائے کہ تو کھڑا میرے سامنے ہوتا تھا اور تیرے دل میں دنیا بھری ہوتی تھی، تمہیں حاضری حاصل تھی حضوری حاصل نہیں تھی۔

توجہ طلب بات ہے۔ دیکھیے جب آدمی کسی پھل والی دکان پر جاتا ہے اور دکاندار پوچھے کہ کیا آپ کو کیلے چاہئیں؟ اور بندہ ایک نظر ڈال کر دیکھے کہ گلے ہوئے ہیں۔ کہتا ہے کہ تولنے کی ضرورت ہی نہیں مجھے نہیں چاہئیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ قیامت کے دن ہمارے اعمال بھی ایسے ہوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک نظر ڈال کر کہہ دیں کہ ریا ہے، دنیا بھری ہوئی ہے، تولنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ہمیں یہ سودا ہی نہیں چاہیے، لے جاؤ! جو کچھ تمہارے دلوں میں بھرا تھا تم انہی سے جا کر اس کا بدلہ اور اجر مانگ لو۔

تو یہ بہت اہم بات ہے کہ ہم اپنی عبادات کو کس طرح بنائیں اور کس طرح سنواریں۔ اب اگر آج کے دور میں یہ بات کہی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تصوف کہاں سے آگیا؟ جب تک شریعت میں احسان کا [illegible] ہو تب تک مومن کی

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی میں تصوف موجود ہے۔ انداز کے بدل جانے سے کیا ہوتا ہے؟ تصوف صفا سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے باطن کی صفائی۔ یہ چونکہ آسان لفظ تھا اس لیے لوگوں نے بھی بولنا شروع کر دیا۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ بنیاد دیکھو موجود ہے یا نہیں۔

طہارت کے تین درجے:

اگر کوئی بندہ چاہے کہ اسے اللہ رب العزت کا تعلق ملے تو ہمارے مشائخ نے لکھا کہ اسے اپنے آپ کو پاک کرنا ہوگا۔ اس لیے کہ تعلق کی کچھ شرائط ہوتی ہیں۔ جیسے دنیا میں دو مشینیں اکٹھی ہوں تو Compatibility ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت کے خاص بندوں میں داخل ہونے کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں اور سالکین کو سمجھانے کی خاطر ہمارے مشائخ نے اس کو چار مختلف درجوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس کو کہتے ہیں باطن کی صفائی، باطن کی پاکیزگی، اپنے آپ کو پاک کرنا، اردو میں کہتے ہیں طہارت۔ طہارت عربی کا لفظ ہے اردو میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

جیئے اور دل کے کانوں سے سنیے، حاضر باش ہو کر بیٹھیے۔ طہارت حاصل کیے بغیر اللہ رب العزت کے اولیا میں انسان کی شمولیت ممکن نہیں۔ وہ پاک ذات ہے اس کے دوستوں میں شامل ہونے کے لیے بھی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ جیسے گندے لوگوں کو ہم پاس نہیں بیٹھنے دیتے۔ جیسے جس کے منہ سے بو آئے، کپڑوں سے بو آئے، پسینے سے بو آئے کہیں آ کر بیٹھے تو لوگ کہتے ہیں کہ جاؤ میاں صاف ہو کر آؤ۔ ارے ہم انسان ہیں، بندے ہیں، ہمارے پاس اس قسم کی کوئی بدبودار چیز ہو تو ہم ناپسند کرتے ہیں، ناک منہ چڑھاتے ہیں۔ وہ تو پروردگار ہے، وہ تو احکم الحاکمین ہے، وہ بھی پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے پاک ہوں اور اس کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہو جائیں۔ اس لئے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۲۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

اب یہ جو پاکیزگی یا طہارت ہے اس کے تین درجے ہیں:

پہلا درجہ

ظاہری طہارت

سب سے پہلا درجہ ہے ظاہری پاکیزگی، اس میں کپڑوں کا پاک ہونا، جسم کا پاک ہونا اور مال کا پاک ہونا، یہ تین چیزیں آتی ہیں۔

جسم اور کپڑوں کا پاک ہونا:

آج کل پاکیزگی پر ہی مسلمان توجہ نہیں دے رہے۔ کھڑے ہو کر پیشاب سے فراغت حاصل کر لی، باتھ روم میں گئے پتہ ہی نہیں پانی کیسے استعمال کرنا ہے؟ طہارت کا معاملہ اتنا خراب ہے! اتنا خراب ہے! الامان والحفیظ۔ آپ پتہ کر کے دیکھ لیں اگر پوچھیں نا لوگوں سے کہ جنہی طہارت کے مسائل کسی سے سیکھے ہیں تو مشکل سے کوئی ایک ہوگا جو ہاتھ کھڑا کر کے کہے گا کہ میں نے طہارت کے مسائل استادوں سے سیکھے ہیں اور طہارت کرنی سیکھی ہے۔ آج کون سکھاتا ہے؟ کوئی نہیں سکھاتا۔ اپنی مرضی سے چلتے رہتے ہیں۔ باتھ روم میں وضو کیا، گیلے پاؤں کے ساتھ قالین پر چڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ اور کئی دفعہ دیکھا کہ باتھ روم میں وضو کیا اور ننگے پاؤں جوتوں کی جگہ سے گزر کر مسجد میں آ رہے ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے گزرتے ہوئے دو قبر والوں کو دیکھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو جہنم کا عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک قبر والے کو پیشاب کے قطروں سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور دوسرے آدمی کو چغل خوری کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔ تو اگر ہم ظاہری پاکیزگی اختیار نہیں کریں گے تو پھر ہماری عبادتیں کیسے ہوں گی؟ تو یہ مستقل سیکھنے کی بات ہے۔ اس کے لیے شیخ کی ضرورت پڑتی ہے۔

اب آپ سے کوئی پوچھے کہ جہاز میں سفر کرتے ہیں تو چھوٹی سی جگہ ہوتی ہے فراغت کے لیے تو کیسے اپنے کپڑوں کو پاک رکھ کر انسان طہارت اختیار کر سکتا ہے؟ تو بھئی کبھی سیکھا کسی سے؟ نہیں نہ کبھی پوچھا نہ کسی نے بتایا۔ باتھ روم میں بیٹھنے کے لیے کبھی نیچے کی سیٹ ہوتی ہے کبھی اوپر کی، تو کوئی نہیں بتائے گا کہ کیسے استعمال کرنا ہوتا ہے؟ شیخ نے یہ چیزیں بتانی ہوتی ہیں، باقاعدہ تربیت ہوتی ہے۔ تو بدن کی پاکیزگی کیسے حاصل کی جائے، سنت کے طریقے سے غسل کیسے کیا جائے؟ کسی نے سکھایا ہمیں؟ یہ سیکھنے کی چیزیں ہیں، اس کے بغیر جسم پاک نہیں رہتا۔ تو جسم کا پاک ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا یہ مستقل سیکھنے کی باتیں ہیں۔

مال پاک ہونا:

اور اس کے بعد مال کا پاک ہونا یہ مال کا معاملہ آج کل سب سے زیادہ ٹیڑھا معاملہ ہے۔ ہر بندہ اس دوڑ میں لگا ہوا ہے کہ مجھے مال زیادہ ملے۔ ایک وقت تھا کہ لوگ مال میں برکت مانگتے تھے، آج کے زمانے میں مال میں کثرت مانگتے ہیں۔ کھلا رزق مل جائے، تنخواہ بڑھ جائے یہ کیا چیز ہے؟ یہ مال کی کثرت ہے، کثرت مانگتے ہیں۔

عمر لمبی ہو جائے عمر میں کثرت مانگتے ہیں برکت نہیں مانگتے۔ اللہ میری عمر میں برکت دے! عمر میں برکت یہ ہوتی ہے کہ جتنی عمر اللہ نے لکھی آخری لمحے تک اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی بینائی، سماعت، صحت، ہر چیز صحیح سلامت رہے۔ یہ غیر کا محتاج نہ ہو اس کو عمر کی برکت کہتے ہیں۔ یہ بھی کیا عمر ہوئی کہ عمر تو نوے سال کی اور چالیس پچاس سال سے بلڈ پریشر کا مریض، چالیس پچاس سال سے ہارٹ کی بیماریاں، نہ کھا سکتا ہے نہ کچھ پی سکتا ہے، کبھی شوگر کا مریض، اب عمر تو ہے لمبی لیکن عمر میں وہ برکت نہیں۔ نہ کام کر سکتا ہے، نہ محنت کر سکتا ہے، بیماروں کی طرح وقت گزارتا پھر رہا ہے۔ تو عمر کی کثرت اور چیز ہے عمر کی برکت اور چیز ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عمر کی برکت مانگا کریں اللہ میری عمر میں برکت عطا فرما۔

مال کی کثرت اور برکت میں فرق:

مال کی کثرت اور چیز ہے مال میں برکت اور چیز ہے۔ جب مال میں اللہ تعالیٰ برکت دے دیتے ہیں تو جتنا انسان کے پاس ہوتا ہے اتنا ہی اس کی ضروریات کے لیے کافی ہو جاتا ہے، یہ ہے مال میں برکت۔ چنانچہ آپ نے کئی لوگوں کو دیکھا ہوگا تھوڑی آمدن ہوتی ہے مگر مقروض نہیں ہوتے اور کئی لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ لاکھوں میں کھیلنے والے مگر لاکھوں کے مقروض ہوتے ہیں۔ کہنے کو بڑے بڑے مل آنر ہیں، کارخانے دار ہیں، مگر قرضے بھی ان پر پہاڑوں جیسے۔ تو مال کی کثرت نہ مانگیں بلکہ مال کی برکت مانگیں کہ وہ انسان کی ضروریات کو کافی ہو جائے۔

بلوں سے رزق:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک صحابی قضائے حاجت کے لئے شہر سے ذرا باہر تشریف لے گئے۔ انہوں نے ایک چوہے کو دیکھا وہ اپنے بل میں گھسا۔ بل اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے اور انگلش میں بھی۔ اردو میں سوراخ کو کہتے ہیں جس میں کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

جانور یا چوہا جاتا ہے اور اس میں رہتا ہے، اس کو بل کہتے ہیں۔ اور انگلش میں ہو تو وہ جو رقم کی صورت ادا کرنا پڑ جاتا ہے۔ تو وہ صحابی کیا دیکھتے ہیں کہ چوہا آیا اور بل کے اندر گھسا اور اس میں سے اس نے ایک دینار لا کر باہر ڈال دیا۔ پھر گیا، دوسرا دینار لا کر ڈال دیا۔ پھر گیا، تیسرا دینار، حتی کہ اس نے سترہ دینار اندر سے نکالے اور باہر لا کر ڈال دیے۔ یہ صحابی فارغ ہو کر اٹھے تو وہ سترہ دینار اٹھائے اور نبی ﷺ کی خدمت میں لا کر ڈال دیے کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ چوہے نے اس طرح سترہ دینار بل سے نکال کر ڈالے، میں اٹھا کر لایا ہوں۔ کیا میرے لیے جائز ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں یہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس طرح پہنچا دیا ہے۔

اب ہماری زندگیوں اور صحابہ کرام کی زندگیوں میں فرق کا اندازہ لگائیں۔ ان کو بلوں سے روزی سے ملا کرتی تھی اور آج ہماری ساری روزی بلوں میں چلی جاتی ہے۔ ہمارے اوپر بل مسلط ہوتے ہیں، ٹیلیفون کا بل، گیس کا بل، انشورنس کا بل، سارا مہینہ بل، جو کماتے ہیں بلوں کی نظر۔ ان کو اللہ تعالیٰ بلوں سے روزی دیتے تھے اور ہم جو سارا مہینہ روزی کماتے ہیں بلوں کی نظر ہو جاتا ہے۔ آج دلوں پر بلوں نے قبضہ کیا ہوا ہے، کس لیے؟ اس لیے کہ اللہ سے مال کی کثرت مانگتے ہیں، برکت نہیں مانگتے۔ اگر برکت مانگتے تو اللہ تعالیٰ ان کو غیر کا محتاج نہ بناتے۔

رزق کے شکوے:

دیکھیں! جس قدر آج روزی کے شکوے ہیں، پہلے زمانے میں ایسے نہیں تھے۔ حالانکہ اس زمانے میں لوگوں پر فاقے زیادہ آتے تھے، تنگی زیادہ آتی تھی مگر ان کی زبانوں پر رزق کے شکوے اتنے نہیں تھے جتنے شکوے آج کے زمانے میں ہیں۔

اور مزے کی بات یہ ہے کہ آج اس زمانے میں بھوکا مرنے والوں کی تعداد کم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اور زیادہ کھا کر مرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ کیوں جی؟ یہ جو شریانیں بند ہوتی ہیں، تو یہ شریانیں فاقے سے بند ہوتی ہیں یا کھانے سے بند ہوتی ہیں۔ یہ بلڈ پریشر کھانے سے زیادہ ہوتا ہے یا فاقے سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ شوگر کھانے سے زیادہ ہوتی ہے یا فاقے سے زیادہ ہوتی ہے۔ تو آج وہ امراض جو زیادہ کھانے سے ہوتے ہیں ان سے مرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، بھوک سے مرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اور شکوے آج سب سے زیادہ یہ کہ رزق نہیں ہے۔ ذرا سی کسی بات میں تنگی ہوئی، بجائے اس کے کہ اللہ رب العزت سے مانگیں اور بار بار مانگیں، شکوے شروع۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ جس کا کاروبار نہیں چل رہا وہ بھی شکوے کر رہا ہے، جس کا چل رہا ہے وہ بھی شکوے کر رہا ہے۔ جس کا نہیں چلتا اس سے پوچھیں کہ کیا حال ہے؟ اس کی زبان پر یہ الفاظ کہ ہماری تو سنتا ہی نہیں، بڑی نمازیں پڑھی ہیں، بڑی دعائیں مانگی ہیں، ہماری تو سنتا ہی نہیں اور جس کا بہت اچھا چل رہا ہے اگر اس سے پوچھیں کہ سناؤ بھئی کام کیسا ہے؟ تو بس بھئی گزارہ ہو رہا ہے۔ کیا ہوا؟ کیوں تمہیں یہ زبان کھلتی؟ کیوں نہیں اللہ کے بارے میں یہ کہتے کہ میں قربان جاؤں، اس اللہ رب العزت کی ذات پر اس نے میری اوقات سے بہت زیادہ دیا ہے۔ ہم کیوں نہیں یہ کہتے؟ ہمیں چاہیے کہ یہ کہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی کیسے حمد کروں؟ میں تو سجدے میں ساری زندگی سر رکھوں تو بھی میں شکر ادا نہیں کر سکتا کہ مجھے اللہ نے غیر کا محتاج نہیں کیا۔ ہم کیوں نہیں اس کی تعریف کرتے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک ولی کو الہام کیا اور فرمایا کہ میرے پیارے! میرے بندوں سے کہہ دو، اگر تمہیں رزق میں کوئی تنگی محسوس ہوتی ہے تو تم فوراً میرے بندوں کی محفل میں میرے شکوے کرنا شروع کر دیتے ہو جبکہ تمہارے نامہ اعمال گناہوں سے بھرے ہوئے میرے پاس آتے ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کبھی فرشتوں کی محفل میں تمہارے شکوے نہیں کرتا، میں تمہاری شکایتیں نہیں کرتا کہ میرا دیا کھاتے ہیں اور میرے حکموں کی نافرمانی کرتے ہیں۔

ضروریات کی حد اور خواہشات بے حد:

ہر بندہ ایک دوڑ میں لگا ہوا ہے، جتنے بندے گھر کے ہیں اتنے ہی نوکری کرنے والے ہیں، کام کرنے والے ہیں اور ضرورتیں پھر پوری نہیں ہوتیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ ہم نے خواہشات کو اپنی ضرورت بنا لیا ہے۔ ضرورت کی ایک حد ہوتی ہے خواہشات کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ چونکہ خواہشات کی کوئی حد نہیں اس لیے ساری عمر بھی کام کرے خواہشات پوری نہیں ہوں گی۔ ہر وقت نظر دنیا میں اوپر والے پر کہ فلاں ایسا، اس کا گھر ایسا، اس کی گاڑیاں ایسی، اس کی زندگی کا معیار ایسا اور دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے پر۔ بیوی سے کہیں کہ نماز پڑھا کرو تو وہ کہے گی کہ تیری بہن تو پڑھتی نہیں، یہ ہے اپنے سے نیچے والے پر نظر۔ اور اگر یہ نہیں کہے گی تو کہے گی کہ اچھا میں نے اپنی قبر میں جانا ہے تجھے کیا؟ تو دنیا کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو اور دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھتے ہیں۔ ہماری بنیادی غلطی آج یہی ہے۔ حالانکہ مشائخ نے کہا ہے کہ آج ہم دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھیں کہ میں تو نمازیں پڑھتا ہوں اور فلاں آدمی تو تکبیر اولیٰ پر بھی عمل کر رہا ہے۔ میں تو فقط فرض نمازیں پڑھتا ہوں، فلاں آدمی تہجد بھی پڑھتا ہے۔ فلاں آدمی کیسا اچھا ہے ہمیشہ سچ بولتا ہے وہ مجھ سے بہتر ہے۔ اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھیں تو شکر کی کیفیت ہوگی کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنا کچھ عطا کیا ہے۔

رزق حلال میں ہمارے اکابر کی احتیاط:

تو مال کا پاک ہونا بھی انتہائی ضروری ہے۔ یہ نا پاک مختلف طریقوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے۔ ایک تو جھوٹ، دھوکے کی کمائی۔ ہے ناپاک جیسے ملاوٹ کر لی۔ دھوکہ دے دیا یا کوئی ایسا کام کر لیا جو سچ پر مبنی نہیں تو وہ کمائی ٹھیک نہیں۔ ہمارے مشائخ نے رزق حلال کا بہت خیال رکھا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ اپنی جوانی کی عمر میں ان کی کپڑے کی دکان تھی۔ ایک مرتبہ وہ دکان جلدی بند کر کے آرہے تھے۔ انہوں نے دکان اس لیے بند کر لی کہ آسمان پہ بادل ہو تو گاہک کو کپڑے کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا اور کوئی گاہک کم قیمت کپڑے کو دھوکے میں بیش قیمت سمجھ کر نہ خرید لے، اتنا رزق حلال کا خیال کیا جاتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک شاگرد کو بھیجا کہ جاؤ اور دال لے کر آؤ۔ وہ گیا اور اس وقت کا جو سکہ تھا وہ اس کے پاس تھا اور کہا کہ بھئی دال دے دو۔ دو دکاندار آمنے سامنے تھے، دونوں کے پاس دال اچھی تھی۔ ایک نے کہا کہ بھئی آپ مجھ سے دال لیں گے تو میں آپ کو ایک پیسے کے دو چمچ دوں گا جو کہ اصل قیمت بنتی تھی۔ دوسرے نے کہا کہ میں تین چمچ دوں گا۔ اب ان میں آپس میں کچھ مقابلہ بازی شروع ہو گئی حتیٰ کہ پانچ سات چمچ تک بات پہنچ گئی۔ شاگرد نے اس دکاندار سے جس نے سات چمچ کہا تھا پورا پیالہ بھروا لیا اور دال لے کر گھر آ گیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا تو فوراً خیال آیا کہ پیسے تو تھوڑے سے لے کر گیا تھا اور دال کا پیالہ بھرا ہوا آیا ہے۔ پوچھا کہ بھئی یہ دال بھری ہوئی کیسے؟ اس نے کہا کہ میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک سے لینا تھا دوسرے نے کہا کہ میں زیادہ دیتا ہوں اس نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ دیتا ہوں اور اس مقابلے بازی میں ایک نے سات پیچ دیئے اور میں نے لے لیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں میرا تو ایک ہی پیچ ہے جو میرے پیسے کا ہے اور باقی تو مقابلے بازی کا ہے جو میرے لئے جائز نہیں، اس لیے اس کو لے جاؤ یہ میرے کام کی نہیں۔ اب وہ لے کر گیا تو دکاندار دکان بند کر کے جا چکے تھے۔ حضرت وہ تو جا چکے، فرمایا: اچھا دال خراب ہونے والی چیز ہے، اب تم بازار میں جاؤ اور اگر تم سے کوئی خرید لیتا ہے تو تم کسی کو بیچ دو اور جو پیسے ملیں وہ کل اس کو واپس کر دینا۔ وہ شاگرد دال کا پیالہ لے کر پھرے بازار میں گیا کہ یہ دال ہے اور ایک پیچ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور باقی جو ہے وہ مقابلہ کی وجہ سے ملی ہے، یہ خرید لو۔ پورے شہر میں ایک آدمی بھی اس دال کا خریدنے والا نہیں تھا کہ یہ شبہ والی دال ہے ہم اسے کیوں خریدیں؟ کیسا وہ زمانہ ہوگا جب مسلمانوں کی زندگیوں میں اتنی احتیاط تھی کہ شبہ والی اس دال کو خریدنے والا پورے شہر میں کوئی بندہ نہ تھا۔ احتیاط زندگیوں میں تھی، حلال کھاتے تھے جس کے نتیجے میں مستجاب الدعوات بنا کرتے تھے۔ ان کی دعائیں قبول ہوا کرتی تھی۔

خزانہ لینے پر مقدمہ:

رزق حلال کے معاملے میں بہت زیادہ احتیاط کیا کرتے تھے حتی کہ تابعین کا واقعہ ہے اور بعض حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب نے زمین خریدی اور دوسرے نے بیچی۔ جب خریدنے والے نے اس میں ہل چلائے تو ایک جگہ سے اس میں خزانہ نکل آیا۔ اب وہ مالک کے پاس گیا کہ میں نے آپ سے زمین خریدی زمین کے اندر کا خزانہ تو نہیں خریدا، تو آپ اس کو لے لیجیے۔ وہ کہنے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگا کہ جناب جب میں نے زمین بیچ دی تو زمین کے اندر سے جو کچھ نکلے گا وہ تمہارا ہے، قسمت تمہاری، یہ تمہارا مال ہے۔ اب دونوں کا یہ اصرار تھا کہ یہ تمہارا مال ہے۔ اب فیصلہ کون کرے؟ قاضی کی عدالت میں مقدمہ آیا۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ مسلمانوں کی زندگی ایک وقت میں ایسی تھی کہ مقدمہ یہ آیا کہ ہر آدمی کہہ رہا ہے کہ یہ دوسرے کا مال ہے اس کو دیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے قاضیوں کو بھی دید و دانش عطا کی تھی۔ چنانچہ قاضی صاحب نے عجیب قسم کا مقدمہ سنا اور اس کے بعد ان سے حالات زندگی پوچھے۔ پتہ چلا کہ ایک کا بیٹا جوان ہے اور ایک کی بیٹی جوان ہے، قاضی نے مشورہ دیا کہ تم اپنے بیٹے اور بیٹی کا آپس میں نکاح کر دو اور یہ خزانہ جہیز میں ان کو دے دو۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کی زندگی میں حلال کے لیے اتنی کوششیں ہوا کرتی تھیں۔

حرام مال کا اثر:

اور آج تو لگ ہضم پتھر ہضم، جی چاہتا ہے لوگوں کا کہ دوسرے کے منہ سے نوالہ بھی چھین کر کھا سکتے ہیں تو وہ بھی چھین کر کھالیں۔ حالت یہ ہو چکی ہے تو مال کا پاک ہونا یہ انتہائی ضروری ہے۔ اس کو کہتے ہیں رزق حلال صدق مقال اور یہ تصوف کی دنیا میں بہت اہم بات ہے۔ اس پر عمل کیے بغیر کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان حرام کھاتا پھرے اور اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے۔ یہ بات ذہن میں رکھیے کہ حرام مال سے جو گوشت بنتا ہے وہ انسان کو حرام کاموں پر ابھارتا ہے۔ وہ نیکی نہیں کرواتا یہ اصول ذہن میں رکھیے۔ آج لوگ اپنے مال کو سود کے ذریعے سے ناپاک کر لیتے ہیں، زکوٰۃ نہیں دیتے۔ مختلف طرح سے مال ناپاک ہو جاتا ہے اور وہی اولاد کو کھلاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ وہ فرمانبردار نہیں، پھر کہتے ہیں کہ وہ دین نہیں پڑھتی، دین کی طرف ان کا رجحان نہیں۔ جسم کا جو گوشت حرام مال سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بن گیا وہ نیکی کے اندر سکون نہیں پائے گا۔ وہ ہمیشہ گناہ کی طرف لے کر جائے گا۔ اس لئے ہمارے سلف صالحین اپنی اولادوں کو حرام مال سے بہت بچایا کرتے تھے۔

بہت سال پہلے کی بات ہے ایک مدرسے میں ایک طالب علم پڑھنے کے لیے آیا کرتا تھا اور تھا بھی ہمارے قریبی تعلق والے صاحب کا بیٹا۔ کلاس میں بڑا اچھا بگر ہولڈر، اے پلس نمبر لینے والا، لیکن ادھر قاعدے میں بھی نہیں چل رہا تھا۔ ایک سال اس کو پہلے ہی سپارے میں گزر گیا۔ اب ہم بھی بڑے پریشان کہ ایک سال اس بچے نے پڑھا، روز شام کو آ کر پہلا پارہ سناتا، جہاں استاد آگے پڑھاتا پیچھے سے بھول جاتا۔ وہ محنت بھی کرتا، پڑھتا بھی رہتا استاد بھی دیکھتا کہ بیٹھا پڑھ رہا ہے مگر آگے پڑھتا تو "آگے دوڑ پیچھے چوڑ"۔ اب بڑا مسئلہ تھا کہ استاد نے آ کر کہہ دیا کہ اس کو کسی اور کے حوالے کر دیں، میرے بس کی بات نہیں۔ اس بچے کو بلا کر اس سے پوچھا ذرا پیار محبت سے بات کی، بتاؤ بھئی! بچے کیا کیا کھاتے ہو؟ کہاں کہاں کھاتے ہو؟ اس نے ماشاء اللہ چار پانچ ہوٹلوں کے نام بتا دیئے۔ کہنے لگا کہ ابو اور امی مجھے فلاں جگہ سے یہ لے کر دیتے ہیں اور ویک اینڈ (ہفتہ وار چھٹی) پر فلاں جگہ جاتے ہیں۔ ہم نے پھر اس کے والد کو بلایا اور بلا کر کہا کہ بھئی! آپ ہمارے ساتھ ایک وعدہ کریں کہ آپ اس بچے کو اپنے گھر کا پکا ہوا کھانا کھلائیں گے، مسلمان ماں کا پکا ہوا کھانا اس کو کھلائیں گے تو دل میں نور آئے گا اور اس کا دل قرآن مجید کے انوارات سے محروم نہیں رہے گا۔ جب بات سمجھائی اس نے کہا: بہت اچھا۔

اس نے اپنے بچے کو گھر کا کھانا کھلانا شروع کر دیا، اگلے ایک سال میں اس بچے نے پورا قرآن پاک پڑھ لیا۔ کہاں ایک سال میں ایک پارہ نہیں پڑھا گیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کے اندر حرام تھا، جب حرام کا خون گردش کر رہا ہوتا ہے تو پھر قرآن پاک کے انوارات کو دل قبول نہیں کر سکتا۔ اس لیے اگر ہم اپنی اولادوں کے بارے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں چاہتے ہیں کہ اچھے حافظ بنیں، اچھے عالم بنیں، نیک بنیں تو پھر ان کو رزق حلال کھلائیں تاکہ ان کا گوشت بھی رزق حلال سے بنے۔ پھر وہ خود بخود ان کو اللہ کی عبادت طرف متوجہ کرے گا۔ حرام کا گوشت انسان کو ہمیشہ حرام کاری پر اکسایا کرتا ہے۔

زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے:

زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کا مال پاک ہوتا ہے یہ نہیں کہ حرام پاک ہو جاتا ہے نہیں۔ مال حلال کمایا ہے اگر زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اور صاحب نصاب ہے تو پھر بھی ناپاک ہو جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (التوبہ:۱۰۳)

''اے میرے محبوب! ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کر لیجیے ان کو پاک کرنے کے لیے اور ستھرا کرنے کے لیے۔''

تو زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انشورنس ہو جاتی ہے۔ اور اگر زکوٰۃ نہ دی جائے تو پھر پورا مال ناپاک ہو جاتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں پورا کیا گیا۔ تو جسم پاک ہو، کپڑے پاک ہوں اور مال پاک ہو۔

اور اگر کبھی کوئی تنگی کا وقت آ جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کریں اس سے دعائیں مانگا کریں۔ شکوے زبان پر نہ لایا کریں۔

سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے حدیث پاک میں آتا ہے جو بندہ دنیا میں تھوڑے رزق پر اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے تھوڑے عملوں پر راضی ہو جائے گا۔ تو یہ قدرت کی تقسیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ﴾ (الزخرف:۳۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

"ہم نے رزق کو ان کے درمیان تقسیم کیا ہے"

کسی کو زیادہ دے کر آزماتے ہیں کسی کو تھوڑا دے کر آزماتے ہیں۔ اپنی طرف سے محنت کیجیے اس کے بعد جو اللہ تعالیٰ دے دیں اس پر شکر کیجیے۔ بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔

فاقوں کی قیمت بلخ کی بادشاہی:

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ تھے، انہوں نے فقر کو اختیار کر لیا، ایک دن بیٹھے ہوئے فاقے کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ ایک ہوتا ہے کھانے کا مزہ اور ایک ہوتا ہے بھوک کا مزہ، ہم لوگوں کو کھانے کے مزے کا تو پتہ ہے بھوک کے مزے کا پتہ نہیں ہے۔ بھوک کے وقت میں آدمی کے لطائف میں اتنی ترقی ہوتی ہے کہ وہ اس کے اپنے وہم و گمان سے بھی بالاتر ہوتی ہے، اسقدر ترقی ہوتی ہے۔ کسی نے کہا کہ بھوک بھی کوئی فضیلت والی چیز ہے جو آپ اس کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔ تو فرمایا کہ میاں تمہیں اس کے بارے میں کیا پتہ؟ ان فاقوں کی قیمت ہم سے پوچھو، جنہوں نے بلخ کی بادشاہی دے کر فاقوں کو خریدا ہے۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آجائیں تو اس کے اوپر گھبرایا نہ کریں کیونکہ روایت میں آتا ہے کہ جس پر تین دن فاقہ آئے اور وہ اس کو کسی پر ظاہر نہ کرے تو اب اس کی بخشش اللہ رب العزت کے ذمے ہو جاتی ہے۔

مثال سمجھیے! ایک آدمی کی بیٹی خوبصورت بھی نہ ہو، عقلمند بھی نہ ہو۔ نہ اس کے پاس تعلیم ہے نہ شکل ہے، نہ عقل ہے کچھ بھی نہیں ہے اور ایک نوجوان اس سے نکاح کر لے اور اس کو بڑا خوش رکھے تو سسرا اپنے دل میں اس کا احسان مند رہتا ہے کہ میری بیٹی اس قابل نہ تھی مگر یہ کتنا عظیم انسان ہے، کتنا اچھا آدمی ہے کہ اس نے میری

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی کو خوش رکھا ہوا ہے۔ جس طرح دنیا میں بندہ احسان مند اور ممنون ہوتا ہے بالکل اسی طرح جب اللہ رب العزت کسی کو رزق کی تنگی دے دیتے ہیں اور پھر بھی وہ بندہ خوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ پھر اس بندے کی قدردانی فرمایا کرتے ہیں۔ وہ بھی کہتے ہیں ہاں میرا بندہ میں نے جیسے بھی حالات بھیجے یہ مجھ سے راضی رہا، یہ میرا اچھا بندہ ہے۔

فاقے پر شکر:

ہم لوگ تو فاقوں سے ڈرتے ہیں، کمزور جو ہوئے لیکن ہمارے اسلاف تو بڑی ہمتوں والے تھے۔ وہ تو ان تنگیوں سے نہیں ڈرتے تھے، وہ تو خوش ہوتے تھے۔ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک بزرگ ملنے کے لیے آئے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ بتائیں کیسے گزارا چل رہا ہے؟ انہوں نے کہا: بھئی! جب مل جاتا ہے تو شکر ادا کرتا ہوں، جب نہیں ملتا تو صبر کرتا ہوں۔ تو آپ مسکرائے اور مسکرا کر کہا کہ یہ کام تو بلخ کے کتے بھی کرتے ہیں۔ ان کو بھی مل جاتا ہے تو شکر ادا کرتے ہیں نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔ تو وہ بڑے حیران ہوئے، کہنے لگے کہ پھر آپ کا گزران کیسے ہے؟ وہ کہنے لگے کہ جب ملتا ہے تو میں اللہ کے راستے میں اس کو خرچ کر دیتا ہوں اور جب نہیں ملتا تو میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ ملتا ہے تو اللہ کے راستے میں تقسیم کر کے آخرت کا ذخیرہ بناتا ہوں اور جب نہیں ملتا تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ میرا کون سا عمل تجھے پسند آیا کہ تو نے فاقہ میری طرف بھیج دیا، یہ چیز تو تو اپنے پیاروں کو بھیجتا تھا۔ میرا کون سا عمل تجھے پسند آیا کہ تو نے فاقہ میری طرف بھیج دیا۔

اللہ والوں کا تو یہ حال کہ فاقہ آئے تو شکر ادا کرتے ہیں اور ہمارا یہ حال کہ ملتا ہے پھر بھی ناشکری کرتے ہیں۔ اس معاملے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بے حساب رزق:

حدیث پاک میں آتا ہے: نبی ﷺ نے گھر سے تیاری کی اور عید پڑھانے کے لیے جا رہے ہیں۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! کچھ دیجیے کہ ہم گھر میں پکا لیں۔ آپ ﷺ نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ انہوں نے پھر کہا: اے اللہ محبوب ﷺ! میں تو اس لیے مانگ رہی ہوں کہ عید کا دن ہے اور مدینہ کی بیوائیں اور یتیم ہمارے گھر آئیں گے اور آ کر کچھ مانگیں گے تو کچھ نہ پکا تو ان کو انکار کیسے کریں گے؟ فرمایا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ تشریف لے گئے، جب واپس تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھر کے اندر بہت کچھ پکا ہوا ہے۔ بڑے حیران پوچھا کہ بھئی کیسے پکا؟ انہوں نے عرض کیا: کہ اللہ کے محبوب ﷺ! جب آپ تشریف لے گئے تو پیچھے عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اتنے اتنے اونٹ جو کھانے اور پینے کی اشیا سے لدے ہوئے تھے وہ آپ کی ہر ہر بیوی کو ہدیہ اور تحفہ دے دیے۔ ماشاء اللہ۔ نبی ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اب دیکھیے کہ ضرورت ادھر ہے اور اللہ تعالیٰ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دل میں ڈال رہے ہیں کہ جاؤ اور میرے محبوب کے گھر ہدیہ پیش کرو۔ اسی طرح جب بندہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے پر راضی ہو جاتا ہے تو اس کو جب بھی ضرورت پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کہیں نہ کہیں سے اس کا سبب بنا دیتے ہیں:

﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: ۳)

اللہ تعالیٰ ایسی طرف سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ ایسا رزق دیتے ہیں۔ تو طہارت کا پہلا درجہ کیا انسان بدن کو پاک رکھے، کپڑوں کو پاک رکھے اور اپنے مال کو پاک رکھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تین کاموں کی وصیت:

اچھا ایک بات ابھی دل میں آئی اس عاجز کی طرف سے اس کو دل کے کانوں سے سنیے، نصیحت سمجھیے۔ نصیحت وصیت کے رنگ میں، کام آئے گی۔ بلکہ یوں سمجھیے کہ میری تیس سالہ تصوف کی زندگی کا نچوڑ ہے کہ انسان ایک کام نہ کرے، ایک کام کم کرے اور ایک کام زیادہ کرے۔

...... پہلا کام جو نہ کرے وہ ہے علم اور ارادے سے گناہ کرنا۔ یہ کبھی نہ کرے۔ کیا کام نہ کرے؟ علم اور ارادے کے ساتھ گناہ کرنا یہ کام کبھی نہ کرے۔ بے دھیانی میں ہو جائے، بلا ارادہ ہو جائے اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے۔

......ایک کام کم کرے، کھانا کھائے مگر جتنی بھوک ہو اس سے کم کھائے، اتنا نہ کھائے کہ پھنس کے ڈکار آئے۔

......اور ایک کام جو بہت زیادہ کرے، وہ ہے اللہ کا ذکر۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ جو انسان علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے اس کی روح سلامت ہو جاتی ہے۔ جو انسان کھانا کم کھانا شروع کر دیتا ہے اس کا جسم سلامت ہو جاتا ہے اور جو انسان اللہ کا ذکر یا نبی ﷺ پر درود شریف زیادہ بھیجنا شروع کر دیتا ہے، اس کا دین سلامت ہو جاتا ہے۔

یہ فتنوں کا دور ہے اور اس وقت دین کی فکر ہر بندے کو ہونی چاہیے۔ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم دیکھو گے صبح ایک آدمی اٹھے گا ایمان والا ہوگا اور جب رات آئے گی تو ایمان سے خالی ہوگا۔ ایسے ایسے فتنے ہوں گے۔ اس لیے ان فتنوں سے بچنے کے لیے آپ کثرت سے ذکر کیجیے۔ نبی ﷺ پر درود کثرت سے پڑھیے۔ جس نے صبح اور شام ایک ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھ لیا

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ کثرت سے درود شریف پڑھنے والوں میں شامل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الانفال: ۴۵)

''تم کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ''

تو کثرتِ ذکر کو فلاح کے ساتھ متعلق کر دیا۔ اس سے دین سلامت رہتا ہے، انسان فتنوں میں مبتلا نہیں ہوتا اور انسان کو اللہ تعالیٰ فلاح عطا کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ
حواسِ خمسہ کا پاک ہونا

تو یہ پہلا درجہ تھا جسم کا پاک ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا اور مال کا پاک ہونا۔ اس کے بعد دوسرے درجے پر مشائخ نے لکھا انسان کے حواسِ خمسہ کا پاک ہونا۔ کیا مطلب کہ آنکھ کا گناہوں سے پاک ہونا، زبان کا پاک ہونا، کانوں کا پاک ہونا، ہاتھوں کا پاک ہونا، ناک کا پاک ہونا۔ جو حواسِ خمسہ کہلاتے ہیں ان کا گناہوں سے پاک ہونا اور واقعی جو گناہ آج ہمارے ہیں اکثر و بیشتر وہ حواسِ خمسہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

دل سوز سے خالی ہے نگاہ پاک نہیں
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے

اگر نظر پاک ہو، گناہوں کی ہوس ختم ہو جائے، زندگی کا مزہ آ جائے گا۔ زبان سے انسان غیبت، چغلی، جھوٹ چھوڑ دے۔ اس قدر جھوٹ آج بولا جاتا ہے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر بات بدل کر کہہ دیتے ہیں اور اس کو برا نہیں سمجھتے۔ مردوں میں بھی بہت زیادہ مگر اللہ کی شان کہ عورتوں میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ کوئی معمولی سی بات

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگی بس بدل کر کر دیں گے۔ یہ بدل کر کرنا درحقیقت جھوٹ ہوتا ہے اور حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے، بولتا رہتا ہے، حتی کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جھوٹوں کے دفتر میں اس کا نام شامل کر دو۔ تو زبان کو جھوٹ سے، غیبت سے، چغل خوری سے، ان چیزوں سے بچا لیجیے۔ یہ زبان کا پاک ہونا ہے۔

کانوں کا پاک ہونا یہ کہ کانوں سے لایعنی مت سنیں، غیبت مت سنیں، ساز آواز اور موسیقی مت سنیں۔ یہ چیزیں کانوں کا گناہ ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ''موسیقی کانوں کا زنا ہے'' اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے: ''جس طرح بارش کے آنے سے زمین میں گھاس اگ آتی ہے اسی طرح موسیقی کے سننے سے دل میں زنا کی خواہش جنم لیتی ہے''۔ تو اپنے کانوں کو محفوظ کیجیے اسی طرح اپنے ہاتھوں کو گناہوں سے محفوظ کیجیے۔ تو یہ ہے حواس خمسہ کا پاک ہونا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب انسان کی موت کا وقت آتا ہے تو ملک الموت کئی فرشتوں کے ساتھ آتے ہیں اور وہ فرشتے آ کر انسان کے اعضا کو سونگھتے ہیں۔ یہ حدیث پاک کے الفاظ کا مفہوم ہے۔ جس جس عضو سے وہ گناہ کرتا ہوگا اس اس عضو سے ان کو بدبو آنے گی۔ آنکھوں سے بدبو، کانوں سے بدبو، منہ سے بدبو، ہاتھوں سے بدبو، دل دماغ سے بدبو۔ جب انہیں انسان کے اعضا سے بدبو آتی ہے تو وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ہمارے رب کی نافرمانی کرتا تھا۔ حدیث پاک میں ہے کہ وہ سختی کے ساتھ اس کی روح کو قبض کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ جس عضو سے گناہ کریں گے اس عضو پر نجاست ہوگی۔ یہ گناہ نجاست کی مانند ہیں۔ اب بتائیے:

﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (التوبہ: ۲۸)

''بے شک مشرکین نجس ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

مشرکوں کو جو نجس کہا گیا تو کیا ان کے ظاہر پر کوئی نجس چیز لگی ہوتی ہے؟ نہیں ان کا عقیدہ ایسا، ان کی سوچ ایسی کہ وہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک کرتے ہیں۔ اللہ نے ان کی سوچ کو ناپاک کہہ کر ان کو نجس قرار دے دیا۔ اسی طرح اگر ہم گناہ کریں گے تو جس عضو سے گناہ کریں گے وہی عضو بدبودار بن جائے گا۔ اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جو گناہگار ہوں گے ان کے پوشیدہ اعضا سے اتنی بری ہوا، اتنی گندی ہوا خارج ہوگی کہ اہل موقع جتنے بھی ہوں گے۔ وہ سب ناگواری کے ساتھ اس بندے کی طرف دیکھیں گے کہ کاش یہ تو یہاں نہ ہی ہوتا۔ تو اپنے اعضا کو گناہوں سے بچا لیجیے یہ اعضا پاک ہو جائیں گے۔

تیسرا درجہ

دل کا پاک ہونا

طہارت کا تیسرا درجہ ہے انسان کا دل بری آرزوؤں سے پاک ہو جائے، گناہ کی خواہشات سے پاک ہو جائے۔ یہ جو گناہوں کی خواہشات ہوتی ہیں نا یہ دل کو ناپاک بنا دیتی ہیں۔ انسان کے دل میں گناہ کی خواہش نہ ہو کہ میں یہ کرلوں، میں وہ کرلوں، خواہش ہی نہ ہو۔ تو جب اس نے دل میں سے ایسی آرزوؤں کو نکال دیا تو گویا اس نے اپنے دل کو پاک کر لیا۔ اپنی آرزوؤں کو ہم بدل لیں اور دل کے رخ کو ٹھیک کر لیں۔ علامہ اقبال نے کہا ۔

تیری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے
تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

کاش ہماری آرزوئیں بدل جائیں۔ آج ہم نے کیا آرزوئیں بنائی ہوئی ہیں، دنیا کی چیزیں، دنیا کا دل پر راج ہے۔ اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے کو اپنی آرزو بنا لیجیے، اس کے تعلق کو پانے کو اپنی آرزو بنا لیجیے۔ دین پر زندگی گزارنے کو اپنی آرزو بنا لیجیے۔ یہ دل کی تمنائیں ہیں اور ان تمناؤں سے انسان اللہ رب العزت کے قریب ہوتا ہے۔ اور اس سے دل پاک ہوتا ہے۔ جب بری آرزوئیں نکل جائیں گی تو پھر اچھی تمنائیں دل میں آجائیں گی۔

دل کو پاک کرنے کا موثر نسخہ:

اور اچھی تمنا یہی ہے کہ اللہ کی محبت دل میں آجائے، میں ٹھیک بن جاؤں اور مجھے استقامت نصیب ہو جائے۔ یہ اللہ کی محبت جس دل میں آجاتی ہے اس بندے کی زندگی میں بہار آجاتی ہے۔ یہ محبت کثرت ذکر سے آتی ہے۔ اور ذکر کا بنیادی مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔ ذکر سے ذاکر کو مذکور کی محبت نصیب ہو جاتی ہے۔ تو جتنا کثرت سے اللہ کا ذکر کریں گے اتنی ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں آئے گی۔ اس لیے ہمیں کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا تاکہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھ جائے۔

محبتِ الٰہی کو تمنا بنائیں:

دل محبتِ الٰہی سے لبریز ہو جائے۔ جب دل میں محبت الٰہی ہوگی پھر یہ دنیا کی چھوٹی موٹی چیزوں پر انسان غور ہی نہیں کرتا، اپنے رب پر راضی ہوتا ہے۔ ہر حال میں اپنے اللہ سے راضی ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

درد مندوں سے نہ پوچھو کہ کہاں بیٹھ گئے
تیری محفل میں غنیمت ہے کہ جہاں بیٹھ گئے
ہے غرض دید سے ہم کو تکلف بھی نہیں
خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

جب اللہ کی محبت مطلوب ہوتی ہے تو پھر کھانے کو تھوڑا ملا، سیدھی ملی، یہ ملا وہ ملا، یہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ مومن کی نظر میں یہ معمولی چیزیں بن جاتی ہیں۔ وہ اپنے رب سے راضی ہوتے ہیں، وہ اپنے اللہ سے راضی ہوتے ہیں۔ تو اللہ رب العزت کی محبت کو دل میں بٹھا لیجیے۔ اس کو اللہ سے مانگیے۔ محبت الٰہی وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی اللہ تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے۔ اسکی عظمت دیکھیے کہ اللہ کے محبوب خود بھی اسکو اللہ سے مانگا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ حُبَّكَ)) (الترمذی، رقم: ۳۴۱۲)

''اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں''

رحمۃ للعالمین، محبوب رب العالمین خود دامن پھیلاتے ہیں اور اپنے پروردگار سے اس کی محبت کا سوال کرتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ حُبَّكَ اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں، یہ بڑی نعمت ہے۔ یہ اگر نصیب ہو جائے تو پھر عبادات کا انداز ہی اور ہو جاتا ہے، پھر زندگی کا انداز ہی اور ہو جاتا ہے۔ اور یہ جو تربیتی اجتماع ہے۔ اس کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ دنیا کی محبت دل سے نکلے اور اللہ رب العزت کی محبت دل میں سما جائے۔ پھر دیکھیے کہ زندگی کا مزہ کیا آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو خوشیاں دے کہ چاروں طرف کفر اور گناہ کی ظلمت ہے اور آپ لوگ اپنے ایمان کو بچانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ سعادت مند ہیں آپ، خوش نصیب ہیں آپ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں یہ فکر دے دی ہے، یہ کوشش

www.besturdubooks.wordpress.com

دے دی ہے کہ ہم نے اپنے ایمان کو بچایا ہے، ہم نے اپنے مولیٰ کو راضی کرنا ہے۔ اپنے اللہ کی محبت مانگیے، اس کی رضا مانگیے۔

ایک نکتے کی بات:

دیکھیے ایک نکتہ آپ کو سمجھا دوں ابھی دل میں آیا ہے۔ ایک ہوتا ہے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگنا، یہ بھی بڑی عظیم بات ہے اور ایک ہوتا ہے اللہ کی رضا مانگنا یہ اس سے بھی بڑھی ہوئی بات ہے۔ بات سمجھنے کی کوشش کیجیے گا۔ ایک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگنا اور ایک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مانگنا۔ ارے نہیں دیکھتے دنیا میں اگر کوئی آقا کسی غلام سے ناراض ہو جاتا ہے تو اس غلام کے معافی مانگنے پر بسا اوقات وہ اس کی غلطی معاف کر دیتا ہے، مگر دل سے اس سے راضی نہیں ہوتا۔ غلطی معاف کر دیتا ہے، کہتا ہے ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں جانے دیتا ہوں لیکن دل سے راضی نہیں ہوتا۔ تو گناہوں کا بخشا جانا اور چیز ہے، غلطی معاف ہونا اور چیز ہے۔ اسلیے فقط گناہوں کی بخشش نہ مانگیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا مانگیے۔ اے اللہ! ہم فقط گناہوں کی معافی نہیں مانگتے بلکہ ہم یہ مانگتے ہیں کہ آپ ہم عاجز مسکینوں سے راضی ہو جائیں۔ ہم آپ کی رضا چاہتے ہیں، آپ سے آپ کی محبت مانگتے ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی محبت مانگیں گے تو پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے جوش میں آئے گی۔

محبت الٰہی میں جان سے گزر جانے والے:

اس دنیا میں اللہ رب العزت سے محبت کرنے والے کیسے کیسے گزرے؟ ان کے حالات و واقعات پڑھتے ہیں حیران ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کیسے کیسے محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے والے گزرے ہیں۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب ایک واقعہ سناتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ گرمیوں کا موسم تھا چلچلاتی دھوپ تھی دوپہر کا وقت تھا۔ حتی کہ پرندے بھی درختوں کے پتوں کے سائے میں جا کر بیٹھ گئے تھے، انسان اپنے گھروں میں ٹھہر گئے تھے، جانور بھی نظر نہیں آتے تھے، پرندے اڑتے نظر نہیں آتے تھے، اتنی سخت گرمی کا عالم تھا۔ فرماتے ہیں: میں نے ایک نوجوان کو دیکھا، وہ دونوں پاؤں سے معذور تھا، وہ دونوں ٹانگوں سے معذور تھا، وہ تپتی دھوپ میں اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے آگے آگے گھسک رہا تھا۔ فرماتے ہیں: جب وہ میرے قریب آیا اور میں نے اس نوجوان کو دیکھا، اس کا شگفتہ چہرہ تھا مگر دونوں پاؤں سے معذور تھا اور گرم زمین پہ دونوں ہاتھ رکھے آگے آگے گھسٹ رہا تھا، پسینے میں شرابور تھا، میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگا کہ میں اللہ کے گھر کے دیدار کے لیے جا رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کہاں سے چلے؟ کہنے لگا کہ میں فلاں ملک سے چلا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کتنا وقت لگا؟ کہنے لگا کہ مجھے اپنے گھر سے چلے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔ میں دو سال سے اپنے ہاتھوں سے گھسٹ گھسٹ کر اپنے مالک کے گھر کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ تم تھوڑی دیر آرام کیوں نہیں کر لیتے؟ کہنے لگا مالک بن دینار! میں تمہیں عقلمند سمجھتا تھا مگر تم نے کہا کہ آرام کر لو، ارے! جس کو اپنے محبوب کو راضی کرنے کی فکر لگی ہوئی ہو تو وہ کیسے آرام سے بیٹھ سکتا ہے؟ اور تم تو پاؤں سے چل کر جا سکتے ہو اور مجھے تو گھسٹ گھسٹ کر جانا ہے، میرے پاس وقت تھوڑا ہے، اس لیے میں اپنے وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اسے کہا کہ اے نوجوان! اگر تم جانا ہی چاہتے ہو تو کیوں نہیں سواری کا

www.besturdubooks.wordpress.com

بندوبست کر لیتے آرام کے ساتھ پہنچ جاؤ گے۔ کہنے لگے: اس نے میرے اوپر ایک عجیب اچٹتی ہوئی نظر ڈالی اور پھر کہا: مالک بن دینار! میں تمہیں عقلمند سمجھتا تھا، اب پتہ چلا کہ آپ عقل سے بالکل خالی ہیں۔ میں نے پوچھا: نوجوان! وہ کیسے؟ کہنے لگا: جب کوئی غلام اپنے آقا کو ناراض کر بیٹھے اور پھر اس کو منانے کیلئے چلے تو بتاؤ وہ سواریوں پر سوار ہو کر جایا کرتا ہے یا پیدل چل کر جایا کرتا ہے۔ اس کی بات سن کر میں حیران ہوا، چنانچہ وہ اسی طرح گھسٹتا گھسٹتا میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ فرماتے ہیں میں کافی دیر سوچتا رہا کہ اس بچے کے دل میں اللہ نے کیسی اپنی محبت ڈال دی۔

فرماتے ہیں اللہ کی شان مجھے اسی سال حج پر جانے کا موقع نصیب ہو گیا۔ میں منیٰ کے میدان میں تھا اور میں شیطانوں کو کنکریاں مار کر فارغ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک جگہ لوگوں کا بڑا مجمع لگا ہوا ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے، کہنے لگے کہ یہاں پر ایک نوجوان ہے اللہ کی محبت میں عجیب و غریب باتیں کر رہا ہے اور ہم سب اس کی باتیں سن رہے ہیں۔ فرماتے ہیں میں مجمع کو چیر کر آگے بڑھا، میں نے دیکھا، وہی نوجوان احرام باندھے ہوئے زمین پر بیٹھا ہوا ہے، آسمان کی طرف دیکھ کر اللہ رب العزت سے محبت کی باتیں کر رہا ہے۔ وہ یہ کہہ رہا تھا میرے مولیٰ! تیری توفیق سے میں ہاتھوں کے بل گھسٹتا گھسٹتا تیرے گھر پہنچا، اللہ! تو نے مجھے طواف کی بھی توفیق دی۔ میرے مولیٰ! تو نے مجھے عرفات کے میدان میں بھی دعائیں مانگنے کی توفیق دی۔ تو نے مجھے مزدلفہ کا وقوف بھی عطا کیا۔ اللہ! میں نے شیطان کو کنکریاں مار کر اپنی بیزاری کا بھی اعلان کر دیا اور میرے مولیٰ! اب قربانی کا وقت ہے، یہ سارے غنی لوگ ہیں، یہ اپنے اپنے جانور قربان کر رہے ہیں مگر اللہ! تو جانتا ہے میں فقیر آدمی ہوں، میرے جسم پر کپڑوں کے سوا کچھ نہیں، میرے پاس تو

www.besturdubooks.wordpress.com

میری جان ہے، کتنا اچھا ہو، اس قربانی کے بدلے تو میری جان کو قبول کر لے۔ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ اس نے کہے اور کلمہ پڑھا اور اس کی جان جان آفرین کے سپرد ہوگئی۔ یہ ہوتے ہیں اللہ رب العزت سے محبت کرنے والے جو اپنی جان اپنے پروردگار کے نام پر قربان کر دیا کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی ایسی محبت عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾

(الحجرات:١٠)

ایک مینارۂ نور شخصیت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 30 نومبر 2007ء

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خطبہ جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اس کے والد نے پچاس ہزار درہم اپنے بیٹے کو تجارت کے لیے دیے۔ بیٹے نے پچاس ہزار درہم لیے اور علم حاصل کرنے کی نیت سے اپنے گھر سے چل پڑا۔ چنانچہ مختلف اساتذہ کی خدمت میں یہ سفر کر کے پہنچا علم حاصل کیا، جب زادِ راہ ختم ہو گیا تو یہ واپس گھر لوٹا۔ باپ نے پوچھا بیٹے تم نے کیسی تجارت کی؟ جواب دیا کہ ایسی تجارت جو دنیا میں بھی فائدہ دیتی ہے اور آخرت میں بھی فائدہ دیتی ہے...... باپ نے پوچھا: بیٹا کون سی؟ اس وقت راز کھلا کہ سارا مال علم حاصل کرنے میں لگا دیا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مینارۂ نور شخصیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات:۱۰)

و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) (سنن نسائی، رقم ۴۹۱۰)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بے مثال شخصیت:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) (سنن نسائی، رقم ۴۹۱۰)

’’مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں رہیں‘‘

جو دوسروں کو دکھ نہ دے، تکلیف نہ پہنچائے، جو اللہ کے بندوں کے لیے وبالِ جان نہ بنا رہے۔ آج ایک ایسی شخصیت کی مثال آپ کے سامنے پیش کی جائے گی جس کو اللہ رب العزت نے علم کی تڑپ اور طلب دی تھی۔ علم کی پیاس تھی، پوری زندگی انہوں نے طالب علم بن کر گزاری اور ان کے اخلاق کی ایک بڑی نمایاں خوبی یہ تھی کہ وہ کسی کو دکھ نہیں دیتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خاندانی پس منظر:

چنانچہ حیران شہر میں ایک ترکی تاجر کا باغ تھا، جس میں سیب لگے ہوئے تھے، انار تھے، انگور تھے۔ یہ تاجر اللہ کے فضل سے خوب مالدار بھی تھا، دین دار بھی تھا۔ اس کو اللہ نے ایک چاندی بیٹی عطا کی جو نیک بھی تھی اور اپنی شکل و صورت میں رشکِ قمر بھی تھی۔ اس کے حسن و جمال کی عورتیں ایک دوسرے کو مثال دیا کرتی تھیں۔ تاجر اس سوچ میں پڑا ہوا تھا کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح کس سے کروں؟ بڑے بڑے امرا نے اس کے لیے اپنے بیٹوں کے رشتے بھیجے لیکن اس تاجر کا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ ابھی یہ فیصلہ نہیں کر پایا تھا، ایک دن دل میں خیال آیا، کیوں نہ میں جا کر اپنے باغ کی سیر کر آؤں! یہ اپنا باغ دیکھنے کے لیے گیا۔ اس دوران اس کو پیاس لگی، اس نے باغ کے نگران کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم میرے لیے انار کا جوس لے کر آؤ! وہ گیا اور ایک خوبصورت سا انار توڑ کے لے آیا۔ جب اس نے اس کا شربت پیا تو وہ انتہائی کڑوا تھا۔ اس نے اس کو نصیحت کی کہ تم چوبیس گھنٹے باغ میں رہتے ہو تمہیں ابھی تک اتنا بھی پتہ نہیں چلا کہ کس درخت کے پھل میٹھے ہیں اور کس کے کھٹے ہیں۔ اس پر اس نوکر نے جواب دیا کہ جناب! آپ نے مجھے اس باغ کی نگرانی کے لیے رکھا ہے، باغ کے پھل کھانے کے لیے تو نہیں رکھا۔ مجھے جتنے سال بھی یہاں گزرے میں نے آج تک باغ کے کسی پھل کو نہیں چکھا۔ یہ بات اس تاجر کے دل کو لگ گئی کہ اس شخص کے دل میں اتنا تقویٰ! اتنا خوفِ خدا! اس قدر امانت کا لحاظ! کہ اس نے اتنے سالوں میں انار کو چکھا تک نہیں۔ ایسا آدمی بندوں کی خدمت کے لیے نہیں ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لیے مخصوص ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ اس نے اس سے کہا کہ تم یہاں سے بوریا بستر سمیٹو اور میرے ساتھ چلو۔ میرے گھر میں جا کر رہو اور سارا دن اللہ کی عبادت کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس تقویٰ کی وجہ سے اس خادم کے دن بدل گئے، اب وہ سارا دن عبادت میں بھی گزارتا اور اسے تنخواہ بھی ملتی۔ ایک دن یہ تاجر اپنے اس خادم کے ساتھ بیٹھا جاولہ خیالات کر رہا تھا، اس دوران اس نے کہا کہ آج کل میں بہت پریشان ہوں، میری بیٹی کے رشتے بہت جگہوں سے آرہے ہیں، میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ میں کہاں رشتہ کروں؟ اس نے اس کو جواب دیا کہ دیکھیے! یہود کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ مال کے پرستار ہیں، نصاریٰ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جمال کے پرستار ہیں جبکہ ہمارے نبی ﷺ نے مال اور جمال کو مقدم نہیں کیا بلکہ اعمال کو مقدم کیا اور یہ فرمایا کہ

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ (الحجرات:۱۰)

''اللہ کے نزدیک تو وہ معظم ہے جو متقی ہے''

لہٰذا کوئی نیک رشتہ اگر آپ کو ملے تو نبی علیہ السلام کی تعلیمات پر آپ عمل کر لیں۔ تاجر کے دل کو یہ بات اچھی لگی، اس نے جا کر اپنی بیوی کو یہ بات بتائی تو دونوں نے اس نقطہ نظر سے رشتوں کو دیکھنا شروع کر دیا کہ نیک کون ہے؟ چنانچہ بیوی نے کہا: پھر یہی ہمارا جو باغ کا خادم ہے، نیکی میں تو اس جیسا نوجوان ہمیں مل ہی نہیں سکتا، کیوں نہ ہم بیٹی کا رشتہ اس سے کر دیں؟ بالآخر اس ترکی تاجر نے اپنی اس نیک صورت، نیک سیرت بیٹی کا نکاح اس خادم کے ساتھ کر دیا۔ اس کا نام تھا مبارک۔ مبارک کی شادی ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش:

اب خاوند بھی نیک اور بیوی بھی نیک، اللہ رب العزت نے انہیں ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا۔ چونکہ یہ نام اللہ رب العزت کو بہت پسند ہے۔ یہ اسلام کے بہت روشن دور کا واقعہ ہے جسے تابعین کا دور کہتے ہیں۔

قُرُوْنٌ ثَلَاثَةٌ مَشْهُوْدٌ لَهَا بِالْخَيْرِ

www.besturdubooks.wordpress.com

تین دور ایسے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے جس میں خیر کے غالب ہونے کی خود گواہی عطا فرمائی، فرمایا:

((خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ))

(مسند البزار، رقم:۲۵۰۸)

"سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر اسکے بعد والا اور پھر اس کے بعد والا"

چنانچہ یہ بچہ 118 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کے کچھ عرصے کے بعد تر کی تاجر فوت ہو گیا۔ چونکہ اس کی ایک بیٹی تھی لہٰذا اس کی پوری کی پوری جو وراثت تھی، اس کا حق دار وہی بنی۔ مبارک کے ہاتھ میں وہ سارا مال و دولت آ گیا۔

بچپن اور جوانی:

انہوں نے اپنے بچے کی اچھی تربیت کرنے کی کوشش کی مگر بچے جب ناز و نعمت میں پلتے ہیں تو غفلت تو آ ہی جاتی ہے، لہو لعب میں دل لگتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بھی اسی لائن میں چل نکلا۔ اس کا کام سارا دن نوجوانوں کے ساتھ کھیلنا، باتیں کرنا، دن رات اسی کام میں لگے رہنا۔ ماں باپ کا دل تڑپتا کہ ہمارا بچہ نیک بنے، لیکن جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ بندے کو جب اپنی زندگی کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے تو یہ آدھی سے زیادہ گزر چکی ہوتی ہے، عبداللہ بھی انہی لوگوں میں تھا۔ ماں باپ کی دعاؤں کے باوجود، نصیحتوں کے باوجود، یہ اپنے دوستوں کی محفل میں ہر وقت لگا رہتا۔ ماں باپ دعائیں کرتے اللہ کے حضور مانگتے مگر ماں باپ کی دعائیں رائیگاں نہیں جاتی۔ عین عالم جوانی میں ایک دن عبداللہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے:

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (الحدید:۱۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

"کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے ڈر جائیں۔"

یعنی وہ گناہوں سے باز آجائیں۔ آنکھ کھلی تو دل کی حالت بدل گئی تھی۔ سوچا میں کب تک اپنے اللہ کی نافرمانی کروں گا، میں کب تک اپنے مالک کی نعمتوں کی ناشکری کرتا پھروں گا۔ چنانچہ دل میں سچی توبہ کی نیت کر لی مگر اپنے والدین کو اس سے آگاہ نہیں کیا۔

علم کے لیے سفر:

جب باپ نے دیکھا کہ بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں تو اس نے بیٹے سے کہا کہ بیٹا اب آپ پھر تجارت کر لو۔ اس کے والد نے پچاس ہزار درہم اپنے بیٹے کو تجارت کیلئے دیے۔ بیٹے نے پچاس ہزار درہم لیے اور علم حاصل کرنے کی نیت سے اپنے گھر سے چل پڑا۔ چنانچہ مختلف اساتذہ کی خدمت میں پہ سفر کر کے پہنچا، علم حاصل کیا، جب زادِ راہ ختم ہوگیا تو یہ واپس گھر لوٹا۔ باپ نے پوچھا بیٹے تم نے کیسی تجارت کی؟ جواب دیا کہ ایسی تجارت جو دنیا میں بھی فائدہ دیتی ہے اور آخرت میں بھی فائدہ دیتی ہے۔ ایسی تجارت جو

﴿تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (صف:۱۰)

"دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے"

باپ نے پوچھا: بیٹا کون سی؟ اس وقت راز کھلا کہ سارا مال علم حاصل کرنے میں لگا دیا۔ باپ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ میرا بیٹا میرے سامنے یہ بات کہہ رہا ہے۔ اس کا تو خواب پورا ہوگیا۔ اس نے تیس ہزار درہم اور دے دیے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ پھر چلے اور انہوں نے وہ تیس ہزار درہم بھی علم کی طلب میں خرچ کر دیے۔ اتنا سفر کیا کہ شام، مصر، ایران، حجاز اور یمن ان علاقوں کا

کوئی نمایاں عالم ایسا نہیں تھا جس سے انہوں نے علم حاصل نہ کیا ہو۔ ان کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے زمانے میں علم کے حصول کے لیے سفر کرنے والا عبداللہ سے زیادہ اعلیٰ انسان کوئی نہیں تھا۔ طلبِ علم میں اس قدر انہوں نے کوشش کی۔

اساتذۂ کرام:

وہ زمانہ تو تھا ہی فقہا اور محدثین کا۔ جو ان کے نمایاں استاد تھے وہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر انہوں نے دین میں تفقہ حاصل کیا، فقیہ وقت بن گئے۔ چنانچہ اکثر وقت ان کے پاس گزارا کرتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اصولِ فقہ مرتب کیے اور ان کی مجلس میں چالیس ایسے حضرات تھے جو بڑے محدث تھے، فقیہ تھے، اور وہ ان کے ساتھ رہ کر مسائل کا استنباط کیا کرتے تھے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام زفر رحمۃ اللہ علیہ، انہیں چالیس حضرات میں سے ایک عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔

چنانچہ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کوفہ سے شام کی طرف سفر کر کے گیا تو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: اے خراسانی! یہ کوفہ میں کون عالم ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دین میں اپنی رائے کو داخل کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی بات کو سن لیا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الرحمن میرے پاس تھی، میں نے ان کو مطالعے کے لیے وہ کتاب دے دی۔ چند دن کے مطالعے کے بعد مجھے کہنے لگے: اے خراسانی! یہ کس عالم کی کتاب ہے؟ اگر تجھے موقع ملے ان کے قدموں میں جگہ بنا اور ان کے علم کو حاصل کرنے میں زندگی خرچ کر دے۔ اس وقت میں نے ان کو بتایا کہ یہی بزرگ

www.besturdubooks.wordpress.com

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مشرق و مغرب کے عالم:

چنانچہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو مشرق اور مغرب کا عالم کہا کرتے تھے۔ ان کے سامنے ایک مرتبہ کسی نے ان کو عالمِ مشرق کہہ دیا کہ مشرق کا عالم۔ کہنے لگے: نہیں ان کو مشرق اور مغرب دونوں کا عالم کہو! جب انہوں نے یوں علم حاصل کرنے میں اپنی محنت کھپا دی تو اللہ رب العزت نے انہیں بہت علم عطا کیا۔ جیسے اسفنج پانی میں ڈال دیا جائے تو کیسے پانی کو چوس لیتا ہے، اس کی نس نس میں پانی سما جاتا ہے، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی بالکل یہی حالت تھی۔ جہاں جاتے تھے اپنے استاد کے علم کو یوں حاصل کر لیا کرتے تھے۔ ایک ایسا وقت آیا کہ لوگوں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ حدیث کا درس دیا کریں۔ پھر تو اللہ کے بندوں کا ایسا رجوع ہوا، ہزاروں لوگ ان کے پاس علم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔

اس زمانے میں یہ ساؤنڈ سسٹم تو ہوتے نہیں تھے۔ جب یہ حدیث کی تلاوت کرتے تو اس کو سن کر دوسرے لوگ آگے لوگوں کو سناتے تھے، جیسے مکبر ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کی مجلسِ حدیث میں ان حدیث سنانے والوں کی تعداد گنی گئی تو وہ بارہ سو نکلی۔ اب جس مجمعے میں بارہ سو مکبر ہوں وہ مجمع کتنا بڑا ہوگا۔ ایک مرتبہ ان کے مجمعے میں دواتوں کی تعداد گنی گئی۔ اس زمانے میں لوگ حدیث پاک کو قلم دوات سے لکھا کرتے تھے اور ایک دوات سے کئی کئی لوگ اپنی قلم سیاہی کے ساتھ لگایا کرتے تھے۔ تو ان کی محفل میں چالیس ہزار دواتیں تھیں۔ اب جب دواتیں چالیس ہزار ہوں تو مجمع کتنا ہوگا۔

دلوں کا بادشاہ:

چنانچہ ایک مرتبہ یہ شہر رقاع تشریف لے گئے۔ پورا شہر ان کی علمی شہرت کو سن کر

www.besturdubooks.wordpress.com

ان سے حدیث سننے کے لیے شہر سے باہر نکل آیا۔ تو اس وقت ہارون رشید کی ایک لونڈی خادمہ وہ اس منظر کو دیکھ رہی تھی، اس نے اس منظر کو دیکھ کر کہا: ”ہارون الرشید تو لوگوں کے جسموں کا بادشاہ ہے اور یہ شخص لوگوں کے دلوں کا بادشاہ ہے۔ ہارون رشید کی خاطر تو لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے پولیس آتی ہے اور اس شخص کے لیے علم لوگوں کے دلوں کو کھینچ کے اکٹھا کر دیتا ہے۔“ چنانچہ علمائے وقت ان کا بڑا اکرام کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ امام مالک رحمہ اللہ کے پاس جب یہ جاتے تو امام مالک رحمہ اللہ ان کو اپنی مسند پر، اپنی جگہ پر بیٹھایا کرتے تھے۔

اخلاق وصفات

اللہ رب العزت نے ان کو چند صفات سے نوازا تھا۔ طلبا کو چاہیے کہ وہ ان صفات کو ذرا توجہ سے سنیں اور اپنے اندر ان کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

دوسروں کا دل خوش کرنا:

علم ایک ایسی پیاس ہے جو زندگی بھر کبھی نہیں بجھتی۔ علم ایک ایسا روگ ہے جس کا علاج علم کی طلب کے سوا دوسرا کوئی ہے ہی نہیں۔ ایک نشہ ہے یہ بندے کو جب لگ جاتا ہے تو پھر اس کے اندر وحدت مطلب آجاتی ہے۔ وہ ہر طرف سے ہٹ کٹ کے علم کی طلب میں اپنا وقت گزارتا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کو تفقہ فی الدین عطا فرمایا مگر ان کے اخلاق کی ایک بڑی صفت یہ تھی کہ لوگوں کا دل خوش کیا کرتے تھے، کسی کا دل نہیں دکھاتے تھے۔ کچھ مثالیں سن لیجیے:

☆ ..... ایک مرتبہ اپنے ایک غلام کے ساتھ حج پر نکلے، راستے میں دیکھا کہ ایک چھوٹی عمر کی لڑکی ہے اور وہ ایک مرے ہوئے پرندے کو اٹھا کر لے جا رہی ہے۔ بلا کر پوچھا کہ تم نے مرے ہوئے پرندے کو کیوں اٹھایا؟ لڑکی کی آنکھوں میں آنسو

www.besturdubooks.wordpress.com

آ گئے۔ کہنے لگی: میں ایک یتیم بچی ہوں گھر میں کوئی مرد نہیں جو کما کر لے آئے اور میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتی ہوں اور کئی کئی دن ہمارے فاقے میں گزر جاتے ہیں، آج پانچواں دن ہے فاقے کا، میں اسی پرندے کو اٹھا کے لے جا رہی ہوں، اس کا گوشت پکا کے کھائیں گے، کم از کم اپنا فاقہ تو ختم کریں گے۔ یہ سن کر عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا دل تڑپ اٹھا۔ اپنے غلام سے پوچھا کہ بتاؤ! یہاں سے ہمیں گھر واپس جانے کے لیے کتنے خرچے کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا: بیس درہم۔ فرمایا کہ بیس درہم اپنے پاس رکھ لو اور باقی جتنا پیسا ہے اس بچی کو دے دو۔ اس نے کہا: جی آپ نے تو حج کا ارادہ کیا تھا۔ فرمایا: اس حاجت مند بچی کی ضرورت کو پورا کرنا میرے اللہ کے نزدیک حج کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ چنانچہ وہیں سے واپس آ گئے۔

☆ ...... حج پہ جاتے تھے کیونکہ امیر باپ کے بیٹے تھے۔ اللہ نے بچپن سے ان کو مال و دولت کی فراوانی دی تھی۔ سونے کی چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوئے تھے۔ تو اس زمانے میں لوگ ان کے پاس آتے جی میرے پاس پیسے ہیں آپ سفر میں ان کو امانت رکھ لیں۔ تو یہ سب کے پیسے لے کر ایک گٹھڑی میں ڈال دیتے الگ الگ مقدار اور نام لکھ دیتے اور سفر میں جب وہ خرچ کے لیے مانگتے تو ان کو خرچ کے لیے دیتے رہتے۔ جب پوچھتے جی ہمارے کچھ پیسے باقی ہیں تو کہتے: ابھی بہت پیسے ہیں، آپ خرچ کریں۔ لوگ خوب دل کھول کر پیسا خرچ کرتے اور جب حج کے بعد لوگ آتے کہ جی ہمارا اگر کوئی پیسا بچا ہے تو بتا دیجیے۔ تو جتنے پیسے انہوں نے جمع کروائے تھے وہ سارے پیسے ان کو واپس لٹا دیتے اور کہتے کہ آپ کے سفر خرچ کا سارا خرچ میں نے اٹھا لیا۔ لوگ کہتے کہ جی آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ تو فرماتے کہ اگر میں پہلے بتا دیتا تو آپ خرچ ہی نہ کرتے۔ اس کو کہتے ہیں دین کی سمجھ۔ تو اس طرح یہ اپنا مال اللہ کے بندوں پر خرچ کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......دوسروں کا دل خوش کرنے کی ان کو اتنی فکر ہوا کرتی تھی کہ ایک مرتبہ ایک آدمی ان کے پاس آیا، اس کے اوپر سات سو درہم کا قرضہ تھا۔ اس نے کہا کہ جی میں سات سو درہم کا مقروض ہوں مجھے کچھ دے دیجیے۔ انہوں سات ہزار درہم کی چیٹ بنا کر اپنے خادم کی طرف بھیج دیا۔ اس نے خادم کو جا کر چیٹ بھی دکھائی کہ جی مجھے رقم دے دیجیے۔ خادم نے پوچھا کہ کتنا قرضہ ہے؟ اس نے کہا کہ سات سو دینار۔ بھئی ادھر تو سات ہزار لکھا ہوا ہے، غلطی تو نہیں ہو گئی میں ذرا جا کر پوچھ لوں۔ خادم ان سے پوچھنے کے لیے آیا کہ جی کہیں غلطی سے تو سات ہزار نہیں لکھا۔ انہوں نے وہ چیٹ لے لی اور دوسری چیٹ چودہ ہزار کی بنا دی کہ جاؤ اسے یہ دے دو۔ اس نے پیسے تو دے دیے لیکن بڑا حیران کہ اس اللہ کے بندے نے کیا کیا؟ جب وہ نوجوان چلا گیا جس نے قرض لیا تھا تو اس نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے آ کر پوچھا کہ سات سو کی جگہ سات ہزار کیوں لکھا؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ میں ان کے دل کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ پھر کاٹ کر چودہ ہزار کیوں لکھا؟ اس لیے کہ تم نے اسے بتا دیا تھا۔ اب سات ہزار دینے سے اس کا دل خوش نہ ہوتا میں نے اس کو چودہ ہزار لکھ دیا۔ اس نے پوچھا کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ تو انہوں نبی علیہ السلام کی حدیث سنائی کہ اللہ پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص کسی مومن کے دل کو خوش کرتا ہے اللہ تعالیٰ زندگی کے پچھلے سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

کیا ہم اپنے ماں باپ کا دل خوش کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے اساتذہ کا دل خوش کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے ہمسائیوں کا دل خوش کرتے ہیں؟ اپنے بڑوں کا چھوٹوں کا دل خوش کرتے ہیں۔ اگر اس بارے میں سوچیں گے تو شرم سے ہمارا سر جھک جائے گا۔ اللہ کے بندوں کو دکھ دیتے پھرتے ہیں، اللہ کے بندوں کے وبال جان بنے پھرتے ہیں۔ بے سینگ کے جانور ہیں! سے ٹکر لگا دیتے ہیں، اُسے ٹکر لگا دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے لفظ بول دیتے ہیں کہ دوسرے کا دل ٹوٹتا ہے اور ہمیں پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ اسلام ہمیں کسی اور چیز کی تعلیم دیتا ہے۔

عبادت کا شوق:

عبادت کا اتنا شوق تھا کہ انہوں نے اپنے پورے سال کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ سال کا کچھ حصہ حدیث پاک کے پڑھنے اور پڑھانے میں لگا دیتے تھے۔ سال کا ایک حصہ حج کے سفر میں لگا دیتے تھے، سال کا تیسرا حصہ یہ اللہ کے راستے جہاد میں لگا دیا کرتے تھے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے اتنے بڑے فقیہ تھے، فرمایا کرتے تھے کہ کاش میری پوری زندگی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے تین دن کے برابر ہو جاتی۔ انہوں نے حدیث پاک میں اتنا کمال حاصل کیا کہ ایک ہزار حدیثیں ان سے روایت ہوئی ہیں۔

انہوں نے کوفہ میں ایک چھوٹا سا مکان لیا اور بس وہیں رہتے تھے۔ صرف نماز کے لیے نکلتے اور پھر اسی مکان میں آجاتے اور اتنا روشنی کا انتظام بھی نہیں تھا۔ کسی نے پوچھا کہ اتنے چھوٹے سے مکان میں رہ کر آپ کا دل نہیں گھبراتا؟ تو جواب میں کہنے لگے کہ سبحان اللہ جو شخص ہر وقت نبی علیہ السلام کی مجلس میں وقت گزارتا ہو بھلا اس کا دل کیسے تنگ ہو سکتا ہے؟ یعنی حدیث پاک پڑھنے اور یاد کرنے کو انہوں ان الفاظ سے کہا کہ میں تو ہر وقت نبی علیہ السلام کی مجلس میں وقت گزارتا ہوں۔ اب جس کے دل میں حدیث پاک کی ایسی عظمت ہو، نبی علیہ السلام کے ساتھ ایسی محبت ہو تو اس کو پھر باہر کی دنیا میں کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اسی لیے لوگوں نے انہیں امام المسلمین اور امیر المومنین فی الحدیث کے الفاظ سے یاد کیا۔

طبیبِ حدیث:

چنانچہ اسماء الرجال کی کتب میں حدیث کے مختلف راویوں کے بارے میں اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے تاثرات بیان کیے گئے۔ فقہا نے اور تمام ناقدین نے، محدثین نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اتنے اچھے الفاظ استعمال کیے کہ ایسے الفاظ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بھی استعمال نہیں کیے گئے۔ مختلف طور پر اللہ رب العزت نے ان کو حدیث میں یہ مقام عطا کیا تھا۔ چنانچہ جب علما میں کوئی بات ہوتی تھی کہ فلاں حدیث کے بارے میں کیا سمجھتے ہو؟ لوگ کہتے تھے کہ طبیب حدیث عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھو۔ جیسے طبیب ہوتا ہے نا جو کھرے کھوٹے کو پہچانتا ہے، اصلی نقلی کو پہچانتا ہے، تو اپنے زمانے میں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ طبیب حدیث کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

اُمرا سے بے نیازی:

اپنے وقت کے جو امرا تھے ان سے بڑا بے نیازی کا سلوک کرتے تھے۔ وقت کے حاکموں کے دروازے پر نہیں جاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کچھ فتنے ایسے ہیں جو امیروں کے دروازوں پر قدم جمائے ہوتے ہیں، جو انسان ان کے دروازوں پر چکر لگاتا ہے، وہ ان فتنوں میں گھر جاتا ہے۔ چنانچہ اسمٰعیل ان کے ایک دوست تھے انہوں نے حکومت وقت میں کوئی عہدہ قبول کر لیا تو انہوں نے ان سے ملنا ہی چھوڑ دیا اس نے کہا کہ کیا بات ہے پہلے اتنی دوستی تھی اب ملتے ہی نہیں۔ فرمایا کہ مجھے تیرے ایمان کا ہی ڈر رہتا ہے کہ پتہ نہیں کہیں وہ بھی نہ سلب ہو جائے۔ اس لیے کہ تم لوگوں پر کہیں ظلم کرنے والے نہ بن جاؤ۔ اس بات کو سن کر اسمٰعیل تو بہ تائب ہوئے اور انہوں نے پھر علم کی خدمت میں وقت گزارا۔

اخفائے اعمال:

ان کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ تھی کہ یہ اپنے اعمال کو چھپایا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ عالم کو چاہیے کہ اس کے نامۂ اعمال میں ایسے بھی اعمال ہوں جس کو وہ جانتا ہو یا اس کا پروردگار جانتا ہو، کوئی دوسرا نہ جانے۔ آج کے طلبا ذرا اس پیمانے پر تو اپنے آپ کو تول کے دیکھیں، کیا ہمارا کوئی ایسا عمل ہے جو ہم نے اتنا اللہ کے لیے خالص ہو کر کیا ہو کہ کسی کو پتہ ہی نہ ہو کہ ہم نے کیا کیا؟ اول تو ایسے اعمال کرتے نہیں اور کرتے ہیں تو دوسروں کو بتاتے پھرتے ہیں۔

چنانچہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ یہ کوفہ کا سفر کرتے ہوئے راستے میں ایک جگہ پر سرائے میں رکا کرتے تھے۔ وہاں ایک نوجوان تھا جوان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جب آئے تو انہوں دیکھا کہ وہ نوجوان موجود نہیں۔ پوچھا کہ وہ نوجوان کہاں گیا؟ لوگوں نے کہا کہ جی کسی وجہ سے اس کو پکڑا گیا ہے اور وہ تو جیل میں ہے۔ انہوں نے پتہ کرایا کہ اس آدمی کے چھوٹنے کی کیا ترکیب ہو سکتی ہے؟ بتایا کہ اس نے کسی شخص کا قرضہ دینا تھا، وہ دیا نہیں اس لیے جیل میں ہے۔ قرضہ ادا ہو جائے گا تو باہر آ جائے گا۔ وہ پانچ ہزار دینار تھے، انہوں نے پانچ ہزار دینار جا کر ادا کر دیے اور کوتوال سے کہا کہ اس نوجوان کو آزاد کر دے۔ اور وہاں سے آگے روانہ ہو گئے۔ اس نوجوان کو جب آزاد کیا گیا تو وہ حیران ہوا کہ میرا قرضہ کس نے ادا کیا؟ اس کو پتہ نہیں چلا۔ پوری زندگی وہ پتہ کرتا رہا اس کو کسی نے نہ بتایا۔ حتیٰ کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اس کو پتہ چلا کہ میرا قرضہ انہوں نے ادا کیا تھا۔

یہ ہوتے ہیں اللہ والے کہ جو دوسروں کے دکھ بانٹتے ہیں، دوسروں کے غم شیئر کر لیتے ہیں مگر دوسروں کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ اپنی نیکیاں چھپاتے ہیں۔ جس طرح ہم لوگ دوسروں سے اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں، اللہ والے اس طرح دوسروں سے اپنی نیکیوں کو چھپایا کرتے تھے۔ اس لیے کہ انہیں نیکیوں کا اجر اللہ سے چاہیے، دنیا کی واہ واہ سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ پانی کی ایک سبیل لگی ہوئی تھی اور پینے والوں کا رش تھا۔ کیونکہ گرمی کا موسم تھا، یہ بھی لائن میں کھڑے ہو گئے۔ عجیب اللہ کی شان کہ جب دھکا لگا تو یہ بھی نیچے گر گئے۔ پیچھے گر کر جب اٹھے تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ الحمد للہ میرے اس علم کے باوجود مجھے ایسی گمنامی کی زندگی عطا کی کہ مجھے کوئی پہچانتا ہی نہیں ہے۔ جب بندے کے دل میں یہ نیت ہوتا کہ میں اپنے آپ کو ایسے مٹا دوں کہ کسی کو پتہ ہی نہ چلے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو آسمانِ شہرت کا ستارہ بنا کر چمکا دیا کرتے ہیں۔ اللہ ان کے تذکرے دنیا میں پھیلا دیا کرتے ہیں۔ آج تو جس بندے کو دیکھو اس کو چھپنے کا شوق ہے، ہمارے بزرگ چھپنے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ تو ہم ایسے اعمال کریں جو خالص اللہ کی رضا کے لیے ہوں۔ کیا کوئی طالب علم ایسا ہے جو کسی معذور کی خدمت کرتا ہو، کسی نادار کی خدمت کرتا ہو، محتاج کی خدمت کرتا ہو اور اس کا یہ عمل اس کے اور اللہ کے درمیان ہو۔ اس کے بارے میں کسی کو نہ پتہ ہو۔

عزیز طلبا! اس کو زندگی کا ایک نصب العین بنائیے کہ اس طرح ہم نے نیکی اور عبادت کرنی ہے کہ کسی دوسرے کو اس کی خبر ہی نہ ہو۔

عالم بھی اور تاجر بھی:

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس علم کے ساتھ تجارت بھی کیا کرتے تھے اور اللہ رب العزت نے ان کی تجارت میں خوب برکت عطا فرمائی تھی۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زہد اس کو کہتے ہیں کہ جو مال ملے بس سارا ہی لٹا دو۔ خرچ کی ایک ترتیب ہو انسان کے پاس کچھ مال رہے جو اس کی ضروریات میں اس کے کام آئے اور اس کو دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ آج کے دور میں مال انسان کے ایمان کے لیے ڈھال ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا)) (شعب الایمان، رقم: ۶۶۱۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

"قریب ہے کہ تنگدستی تمہیں کفر تک نہ لے جائے"

چنانچہ نبی علیہ السلام نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سعد! تم اس حالت میں دنیا سے جاؤ کہ تمہارے ورثا کے پاس مال ہو، یہ اس سے بہتر ہے کہ تمہارے پیچھے تمہارے وارث دنیا سے بھیک مانگتے پھریں۔ سعید بن مسیب فرماتے تھے وہ آدمی کسی کام کا نہیں جس نے علم کی عزت آبرو کے لیے اپنے پاس مال کو جمع نہ کیا۔ یعنی اپنی ضرورت کے لیے اپنے پاس مال کو رکھے۔ مقصود کیا کہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔

چنانچہ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے محدث اور عالم ہیں اور پھر بھی تجارت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں میں چاہتا ہوں کہ زندگی امیروں کی طرح استغنا کے ساتھ گزاروں مگر اللہ مجھے موت مساکین کے ساتھ دے دے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ)) (سنن الترمذی، رقم: ۲۵۲۶)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا خوفِ خدا:

ایک بڑی صفت اللہ تعالیٰ نے عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی تھی وہ تھی "خوفِ خدا"۔ انسان کا علم بڑھے تو چاہیے کہ انسان میں اللہ تعالیٰ کی خشیت بھی بڑھتی جائے۔ جب علم بڑھے لیکن خشیت نہ بڑھے تو سمجھ لے یہ علم نہیں میرے لیے وبال ہے۔

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (فاطر: ۲۸)

تو علم خشیت کا دوسرا نام ہے۔ اسی لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ... سمجھے کہ ... وہ ہے جس پر گناہوں کی ... زیادہ ... جائیں ...

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ واضح ہو جائیں، وہ شخص اتنا بڑا عالم ہوا کرتا ہے۔ اب جب گناہوں کے نقصانات کھل جائیں گے تو بندہ ان کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا، یہ عالم کی پہچان ہے۔

اور آج کے دور کا طالب علم کیا اس طرح گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ بولیں تو زبان سے غیبت نکل رہی ہو، جھوٹ نکل رہا ہو، باہر نکلیں تو آنکھ غلط دیکھ رہی ہو۔ اگر ایسا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ علم کا رنگ ہمارے اوپر نہیں چڑھ رہا۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ

خَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ

’’خلوت میں اور جلوت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت ہو۔‘‘

تنہائی میں دنیا تو نہیں دیکھتی مگر دنیا کا پروردگار تو دنیا میں دیکھ رہا ہوتا ہے۔

ہم گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں گے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ہمیں علم کی لذت عطا فرما دیں گے۔ جیسے ایمان کی حلاوت ہوتی ہے۔ جب وہ دل میں آ جائے تو بندے کو سولی پر بھی چڑھا دیا جائے تو بندے کو اس سے کوئی گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ اسی طرح علم کی بھی ایک لذت ہے جب وہ علم کی لذت بندے کو نصیب ہو جائے تو پھر بندے کے لیے مجاہدہ برداشت کرنا کوئی مجاہدہ نہیں رہا کرتا۔ اور یہ رنگ چڑھتا ہے جب انسان کے دل میں خشیت ہوتی ہے۔

ان کے ایک دوست تھے قاسم بن احمد وہ کہا کرتے تھے کہ میں ہمیشہ سوچا کرتا تھا کہ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ میں کون سی ایسی خاص چیز ہے کہ لوگوں کا ان کی طرف بڑا رجوع ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے تسخیر قلوب کا مقام عطا کر دیا، جدھر جاتے تھے لوگوں کے دل مسخر ہو جاتے تھے۔ ان کی مجلس میں لوگ مور و ملخ کی طرح علم حاصل کرنے کے لیے کھنچے چلے آتے تھے۔ ہم بھی حدیث پڑھتے ہیں، یہ بھی حدیث پڑھتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، جتنی عبادت یہ کرتے ہیں، اتنی عبادت ہم بھی کرتے ہیں، کون سی خاص چیز ہے مجھے سمجھ نہیں آتی تھی۔

فرمانے لگے ایک مرتبہ ہم بیٹھے اچانک ہوا کا جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا، اندھیرا ہو گیا۔ ایک آدمی چراغ جلانے کے لیے اٹھا۔ جب اس نے دوبارہ چراغ جلایا تو نظر عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آنسوؤں سے ان کی ریش تر ہو چکی تھی۔ میں نے پوچھا کہ عبداللہ کیوں روئے؟ کہنے لگے کہ مجھے اس اندھیرے کو دیکھ کر قبر کا اندھیرا یاد آ گیا۔ تب مجھے بات سمجھ میں آئی کہ اس خوف خدا کی صفت کی وجہ سے اللہ نے ان کو لوگوں کا مرجع بنا دیا۔ اور جب دل میں خوف خدا ہو اور انسان گناہوں سے بچے پھر اللہ رب العزت اس کو لوگوں میں مقبول بنا دیا کرتے ہیں۔

خوف خدا کا یہ عالم تھا، ایک مرتبہ شام کے سفر پر گئے اور لکھنے کے لیے کسی سے قلم لیا، بے قدرتا وہ قلم ان کے پاس رہ گیا۔ جب یہ واپس اپنے وطن پہنچے تو خیال آیا کہ او ہو یہ قلم تو میں نے کسی سے مانگا تھا اور میرے ساتھ ہی آ گیا، اس کی تو مجھے ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ کئی سو میل کا سفر صرف اس لیے کیا کہ واپس جا کر اس بندے کو اس کا قلم واپس کر سکوں۔

آپ سوچیں کہ آج ہمارا عمل اس کے مطابق ہے۔ طلبا جہاں رہتے ہیں بغیر اجازت ایک دوسرے کی چیزوں کو استعمال کرنا معمولی بات سمجھتے ہیں۔ کسی سے کوئی چیز لیتے ہیں تو دینے کا نام ہی نہیں لیتے۔ بلکہ طلبا میں لطیفہ مشہور ہے کہ وہ شخص بڑا بے وقوف ہے جو دوسرے کو پڑھنے کے لیے اپنی کتاب دے دے اور اس سے بڑا بے وقوف وہ ہے جو کتاب لے کے اس کو واپس کر دے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں میل کا سفر ایک قلم واپس کرنے کے لیے کیا۔ اور اس زمانے میں اونٹوں پر

سفر ہوا کرتا تھا۔ ایک دن میں بیس میل سے زیادہ سفر کر ہی نہیں سکتے تھے کتنا وقت لگا ہوگا؟ کتنی مشقت اٹھائی ہوگی؟ مگر قلم کو واپس کیا، تب اپنے ملک واپس آ سکے۔

خوفِ خدا کی علامت:

چنانچہ فرمایا کرتے تھے جس شخص میں خوفِ خدا ہو اس کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ گناہوں سے بچے گا۔ یہ نہیں کہ زبان سے کہے کہ جی میں تو بڑا اللہ سے ڈرتا ہوں، بڑا میرے دل میں اللہ کا خوف ہے اور انسان گناہوں میں منہ مارتا پھرے۔ گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا یہ خوفِ خدا دل میں ہونے کی پکی دلیل ہوا کرتی ہے۔ اور جو شخص گناہ پر قدرت رکھتا ہو اور پھر اس گناہ سے بچ جائے تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوفِ خدا:

اگر آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کو دیکھیں تو آپ کو یہی چیز خاص نظر آئے گی۔ ''اللہ کا خوف''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں رات کو گشت پر نکلے کہ دیکھیں لوگ کس حال میں ہیں۔ ایک گھر کے قریب سے گزرتے ہوئے سنا کہ ایک بوڑھی عورت ایک بچی کو کہہ رہی ہے، کیا بکری نے دودھ دے دیا؟ اس نے جواب دیا کہ دیا لیکن تھوڑا دیا ہے۔ کہا کہ دودھ لینے والے آئیں گے، اس میں تھوڑا سا پانی ملا دو تاکہ مقدار پوری ہو جائے۔ اس نے کہا کہ میں تو پانی نہیں ملاؤں گی، امیر المومنین نے منع کیا ہے۔ تو بوڑھی عورت نے کہا: کون سا امیر المومنین دیکھ رہے ہیں؟ تو جواب میں اس لڑکی نے کہا: اگر امیر المومنین نہیں دیکھ رہے لیکن امیر المومنین کا پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی اور واپس آ گئے۔ صبح اٹھے، اس بوڑھی عورت اور اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لڑکی کو بلوایا تو پتہ چلا کہ لڑکی جوان العمر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے لیے اس جوان العمر لڑکی کا رشتہ طلب کیا اور اپنے بیٹے سے اس کا نکاح کر دیا۔ تو پتہ چلتا ہے کہ ان حضرات کی نظر بھی ہمیشہ اس بات پر رہتی تھی کہ کس کے دل میں کتنا اللہ کا خوف ہے۔

چنانچہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ہے کہ سفر میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو ایک چرواہا گزرا۔ اس کو بلا کر کہا کہ ایک بکری دے دو، پیسے لے لو۔ ہم پکائیں گے اس کا گوشت ہم بھی کھائیں گے، آپ بھی کھانا۔ اس نے کہا: جی بکریاں تو میری نہیں ہیں۔ اس کو آزمانے کے لیے کہا کہ مالک کو کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا۔ تو چرواہے نے آگے سے کہا کہ فَاَیْنَ اللّٰہ "تو پھر اللہ کہاں ہے"۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس واقعے کو بیان کیا کرتے تھے۔ سوچیں کہ جس زمانے میں ویرانے کے اندر بکریاں چرانے والے کے دل کے اندر ایسا اللہ کا خوف تھا کہ وہ کوئی بددیانتی سے گریز کرتا تھا اور اگر کوئی کرنے کو کہتا تو اس کو جواب دیتا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس دور میں سوچیں ایمان کی لوگوں کے دلوں میں کیا حلاوت ہوگی؟ آج تو مصلوں پہ بیٹھے ہوئے ہمارے دلوں کے اندر اتنا خوف نہیں ہوتا۔ ہم اللہ رب العزت سے جہاں اور بہت ساری دعائیں مانگتے ہیں یہ دعا بھی ہم اللہ سے مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں ایسا خوف عطا کر دیجیے کہ ہمارے لیے گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے۔ فرمایا:

((رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ)) (شعب الایمان، رقم ۷۴۴)

"حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ کا خوف ہے"

ایسا نہ ہو کہ ظاہر میں ہم اللہ کے دوست بنیں اور تنہائیوں میں ہم اللہ کے دشمن بن کر زندگی گزارتے پھریں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں مماثلت:

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اللہ کا خوف بہت زیادہ تھا۔ اس خوفِ خدا

www.besturdubooks.wordpress.com

کی یہ حالت تھی کہ جب عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا، شاگرد پاس تھے، شاگردوں سے فرمایا کہ مجھے چارپائی سے اٹھا کے نیچے زمین پر لٹا دو! پہلے تو شاگرد تھوڑا حیران ہوئے نیچے قالین تو نہیں بچھے ہوئے تھے، مٹی تھی۔ دوبارہ کہا: چارپائی سے اٹھا کر زمین پر لٹا دو! شاگردوں نے اس پر عمل کیا۔ جیسے ہی زمین پر لٹایا گیا تو کہتے ہیں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے رخسار کو زمین پر رگڑنے لگے اور اپنی داڑھی کو پکڑ کر روتے ہوئے کہنے لگے: اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما۔ یہ نہیں کہا: میں نے چالیس چالیس ہزار طلبا کو حدیث پڑھائی، میری وجہ سے اتنے لوگ نیکی پر آئے، اللہ! میرے سے ایک بندے نے حدیث کا سوال پوچھا تھا اور حدیث پر گفتگو کرتے کرتے اسی میں فجر کی اذان ہو گئی تھی، کوئی عمل اپنا اللہ کے سامنے پیش نہیں کیا۔ جانتے تھے ہمارے عمل اللہ کے سامنے پیش کرنے کے قابل نہیں۔ صرف رو کر اتنی بات کہی: اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما۔

سلمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے محدث ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو کئی سال قریب سے دیکھا۔ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ان میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک فرق تھا کہ صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا تھا جبکہ ان کو یہ سعادت نہیں ملی تھی۔ ان کے سوا مجھے ان کی زندگی میں اور صحابہ کی زندگی میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آیا۔ جس بندے کی زندگی ایسی ہو وہ اپنے آخری وقت میں اللہ کے سامنے رو کر دعا کر رہا ہے: اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما۔ اللہ کی عظمتوں کو جانتے تھے۔ عزیز طلبا! آج ہم اللہ رب العزت سے ایسا خوف مانگیں جو ہمیں گناہوں سے بچائے اور نیکی تقویٰ کی زندگی عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا
وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکہف:۱۱۰)

حسنِ خاتمہ کے اسباب

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 21 ستمبر 2007ء مطابق رمضان ۱۴۲۸ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خطبہ جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

انجام کو دیکھا جاتا ہے، جب انسان کا انجام اچھا ہو تو ساری زندگی اچھی ہوگئی۔ نبی علیہ السلام نے یہی مضمون خود ارشاد فرمایا: چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے:

((كَمَا تَعِيشُونَ تَمُوتُونَ))

''تم جس حال میں زندگی گزارو گے تمہیں اسی حال میں موت آئے گی''

تو گویا اصول یہ بنا کہ جس کی زندگی محمود اس کی موت بھی محمود اور جس کی زندگی مذموم اس کی موت بھی مذموم۔ تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم کس سمت پر زندگی گزار رہے ہیں۔ ہماری زندگی گزارنے کا انداز کیا ہے؟ صالحین والا ہے یا فاسقین والا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

حسنِ خاتمہ کے اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکہف: ۱۱۰)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انجام اچھا سب اچھا:

’’جو شخص اللہ سے ملاقات کی دل میں تمنا رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے‘‘

یعنی اپنے دل کو کسی غیر کے ساتھ ملوث نہ کرے۔ رمضان المبارک کا مہینہ اللہ کی رحمتوں کا خزینہ ہے۔ جہاں انسان بہت ساری دعائیں مانگتا ہے، ایک دعا بڑی اہم ہے جو ہمیں اس مہینے میں مانگنی ہے اور اللہ سے منوانی ہے۔ وہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی زندگی گزارنے کی توفیق دے کہ آخری لمحے میں ہمیں کلمہ نصیب ہو جائے۔ انگریزی میں کہتے ہیں۔

All is well thats end is well

جب کسی چیز کا انجام اچھا ہو تو سب چیز اچھی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انجام کو دیکھا جاتا ہے، جب انسان کا انجام اچھا ہو تو ساری زندگی اچھی ہوگی۔

نبی علیہ السلام نے یہی مضمون خود ارشاد فرمایا: چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے:

((كَمَا تَعِيشُونَ تَمُوتُونَ))

''تم جس حال میں زندگی گزاروگے تمہیں اسی حال میں موت آئے گی''

تو گویا اصول یہ بنا کہ جس کی زندگی محمود اس کی موت بھی محمود اور جس کی زندگی مذموم اس کی موت بھی مذموم۔ تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم کس سمت پر زندگی گزار رہے ہیں۔ ہماری زندگی گزارنے کا انداز کیا ہے؟ صالحین والا ہے یا فاسقین والا ہے۔

شریعت سے پھسلنا پل صراط سے پھسلنا ہے:

چنانچہ ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ جو شخص دنیا میں جتنی استقامت کے ساتھ شریعت کے اوپر چلے گا، اتنا ہی قیامت کے دن پلصراط پر وہ آسانی کے ساتھ چل سکے گا۔ اگر دنیا میں احکام شریعت پر عمل کرنے میں پھسلتا ہوگا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ پل صراط پر بھی پھسلے گا۔ اب فیصلہ ہم خود کر سکتے ہیں۔ کیا ایسا ہوتا ہے کہ حکم خدا سامنے آیا اور اپنی شہوت کی وجہ سے، غصے کی وجہ سے، نفس کی خرابی کی وجہ سے ہم پھسل گئے، شریعت کو نظر انداز کر دیا۔ تو اگر دنیا میں احکام شریعت پر عمل کرنے میں پھسلتے رہیں گے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ کل پل صراط پر چلتے ہوئے بھی پھسل جائیں گے۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس دن نہ پھسلیں اور پل صراط سے آرام کے ساتھ گزر جائیں تو پھر اس دنیا کے اندر ہمیں احکام شریعت کے اوپر استقامت کے ساتھ چلنا ہوگا۔ جیسے بھی حالات ہوں، نفس کی مخالفت کرنی پڑے یا لوگوں کی مخالفت مول لینی پڑے، ہم شریعت وسنت کے راستے پر ڈٹے رہنا ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خاتمہ بالخیر کے لیے دس اعمال

مشائخ نے دس ایسی باتیں بتائی ہیں کہ جن کی فکر کی جائے تو انسان کو آخری وقت میں کلمہ نصیب ہوتا ہے، اس کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ اب یہ بہت اہم باتیں ہیں، اسی لیے خاص آج رمضان المبارک کے جمعہ میں اس مضمون کو بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تاکہ اس کے بارے میں ہم سب فکرمند ہوں۔

پہلا عمل...... نگاہ کی حفاظت

سب سے پہلی چیز جو خاتمہ بالخیر کے بارے میں معاون ثابت ہوتی ہے، وہ ہے نگاہ کی حفاظت۔ نظر کی بد پرہیزی انسان کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے انسان آخری وقت میں کلمہ بھول جاتا ہے، اس کو چھوٹا گناہ نہ سمجھیں۔ یہ جو ہوتا ہے نا حسرت کے ساتھ کسی غیر کی طرف نظر اٹھانا کہ ہائے یہ بھی مجھے مل جائے، یہ بھی میرے پاس آجائے، دل کی شہوت کے ساتھ جب انسان کسی پر محبت کی نظر ڈالتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ کی محبت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

محبت میں غیرت ہوتی ہے:

آپ خود سوچیں! بیوی فاقہ برداشت کر لیتی ہے، پھٹے پرانے کپڑے پہن کے گزارا کر لیتی ہے، روکھی سوکھی کھا لیتی ہے لیکن اگر اس کا خاوند کسی غیر عورت کی طرف ایک نظر اٹھا کر دیکھے، کبھی برداشت نہیں کرتی۔ تو بیوی اگر نظر برداشت نہیں کرتی تو اللہ رب العزت بھی تو محبت کی نگاہ چاہتے ہیں وہ کیسے برداشت فرمائیں گے کہ بندہ میرا ہو اور دل میں غیر کی بسائے پھر رہا ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی اگر خاوند کو غیر کی طرف نظر ڈالتا دیکھے تو بولنا چھوڑ دیتی ہے، ناراض ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس چھوٹے سے عمل کی وجہ سے بندے سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ محبت کا معاملہ بہت نازک ہوتا ہے۔ چونکہ محبت میں غیرت ہوتی ہے، اس لیے اس کی وجہ سے بیوی گھر چھوڑ کے چلی جاتی ہے کہ غیر کی طرف دیکھتا کیوں ہے؟ اور کہتی بھی ہے کہ میں تیری ساری غلطیاں میں برداشت کر سکتی ہوں لیکن یہ نہیں برداشت کر سکتی کہ تو غیر کی طرف دیکھے۔

توحید دھوبن نے سکھائی:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمیں توحید ایک دھوبن نے سکھائی۔ کسی نے کہا: حضرت وہ کیسے؟ فرمایا کہ ہمسائے میں دھوبی رہتا تھا، میں رات میں گرمی کے موسم میں چھت پر سویا ہوا تھا۔ مجھے ہمسائے میں میاں بیوی میں کچھ تلخ کلامی تو تکرار ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ میں نے ذرا غور کیا تو بیوی شوہر سے کہہ رہی تھی کہ میں نے تمہاری وجہ سے اس گھر کے اندر بھوک کو برداشت کیا، پیاس کو برداشت کیا، تنگی ترشی ہر چیز کو برداشت کیا اور میں تمہاری خاطر اور بھی بہت کچھ تنگی برداشت کر سکتی ہوں لیکن اگر تم چاہو کہ میرے سوا کسی غیر کی طرف نظر اٹھاؤ، میں یہ نہیں برداشت کر سکتی۔ فرماتے ہیں کہ میں قرآن پاک میں نظر دوڑائی تو میری نظر اس آیت پر آ کر رک گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء:۱۱۵)

میرے بندے جو بھی گناہ لے کر آؤ گے میں سب معاف کر دوں گا لیکن میری محبت میں کسی کو شریک کرو گے یہ گناہ میں معاف نہیں کروں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نگاہوں کی حفاظت اور حلاوتِ ایمان:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ))

"کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے"

((مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهُ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهِ))

"جس نے اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دیا، اس نظر کو روکنے کی بدلے میں اس کو ایسا ایمان دوں گا کہ وہ اپنے دل میں اس ایمان کی حلاوت کو محسوس کرے گا۔"

تو غیر سے نظر بچانے کے بدلے میں اتنا بڑا انعام ملا کہ بندے کو حلاوتِ ایمان نصیب ہو جاتی ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پھر اس کی تشریح فرماتے ہیں:

قَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا

"یہ بات وارد ہوئی ہے کہ جب دل کے اندر حلاوتِ ایمان داخل ہوتی ہے تو وہ دل سے کبھی باہر نہیں نکلتی"

تو جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حلاوتِ ایمان پیدا کر دوں گا تو اس کا مطلب یہ کہ اب اس بندے کا موت تک ایمان محفوظ رہے گا۔

بتوں کو توڑ چلے کے ہوں یا پتھر کے:

تو آج کی اس مبارک مجلس میں اس بات کا ہم عہد کریں کہ

((تَرَكْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِيْرُ))

(الملل والنحل: ج ۲، ص ۲۳۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

”اللہ میں نے سب لات و منات چھوڑ دیے، ایک عقل مند آدمی ایسا ہی کیا کرتا ہے“

کسی بندے سے نفسانی محبت کرنا، کسی بندی سے محبت کرنا، سب لات و منات ہیں۔ تو دل میں یہ عہد کریں کہ اے اللہ! ایک تیری رضا کے لیے میں نے سب کو چھوڑ دیا۔

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے

یہ نہیں ہوتا کہ فقط پتھر کے بت بنے ہوتے ہیں، تخیل کے بھی بت ہوتے ہیں۔ نوجوان خیالی محبوب بنا لیتے ہیں، خیالات کی دنیا میں اس سے ملاقاتیں ہوتی ہیں، باتیں ہوتی ہیں، ان کی محبت دل پر چھائی ہوتی ہے۔ تو آفاقی اور انفسی معبودوں کو چھوڑ کر ایک اللہ سے اپنے رشتے کو جوڑنا چاہیے۔

کیجیے اس واسطے گم گشتہ جنت کی تلاش
کہ مٹی کے کھلونوں سے بہل جاتے ہیں لوگ

مٹی کے کھلونوں سے بہل جاتے ہیں، چھ فٹ کا کھلونا ہے، پوری زندگی اسی کی خاطر گزر رہی ہے۔ نفس ایسا خبیث ہے، وہ کہتا ہے: بالکل چھوڑ دو، مگر کہیں کہیں تو دیکھ بھی لو! تو یہ بھی نہیں کرنا...... مکمل پرہیز...... دل میں یہ عہد ہو کہ اے اللہ! آج کے بعد میں نے غیر محرم کی طرف نظر نہیں اٹھانی۔ اب اگر بہانہ کرے کہ تم بچ ہی نہیں سکتے...... ہم نہیں بچ سکتے تو ہمارا پروردگار تو ہمیں بچا سکتا ہے۔ اللہ پر کیوں نہ نظر دوڑائیں؟ وہ پروردگار رحمت فرمائے گا اور یہ مشکل کام ہمارے لیے آسان فرما دے گا۔

حلاوتِ ایمان کا مزہ:

حلاوتِ ایمان جب بندے کو ملتی ہے تو اس کی اپنی ایک لذت ہوتی ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

شہوتوں کے مزے تھوڑے اور حلاوتِ ایمان کا مزہ ان سب سے زیادہ اعلیٰ ہوتا ہے۔ آپ خود سوچیے کہ جسم کے اعضا سے جو مزے ملتے ہیں وہ اگر ایسے ہیں تو دل جو تمام اعضا کا سردار ہے اس سے جو مزے ملتے ہوں گے وہ کیسے ہوں گے؟ اور حلاوتِ ایمان کا مزہ دل سے ملتا ہے۔ بدن گدگدایا تو کتنا مزہ آتا ہے، اگر دل کو گدگدایا جائے تو پھر کتنا مزہ آئے گا؟ اللہ والے بندوں کے دلوں کو گدگدا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ ہی جدا ہے۔

حلاوتِ ایمان کی علامات:

چنانچہ علما نے حلاوتِ ایمان کی پانچ نشانیاں لکھی ہیں ہم بھی اس سے چیک کر سکتے ہیں کہ ہمیں ایمان کی وہ حلاوت مل رہی ہے یا نہیں مل رہی۔

پہلی علامت...... عبادت میں مزہ:

سب سے پہلے فرمایا:

اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَةِ

حلاوۃِ ایمان کی پہلی نشانی کہ عبادات میں مزہ آتا ہے۔ نماز میں مزہ، تلاوت میں مزہ، ذکر میں مزہ، سچ بولنے میں مزہ، نیکی کے کام کرنے میں مزہ، اللہ کی اطاعت کرنے میں بندے کو مزہ آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ لذت کی وجہ سے یہ کام کرتا ہے یہ نہیں کہ وہ عبد اللطف بن جاتا ہے۔ ہوتا وہ عبد اللطیف ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو عبادات کے اندر ایک سکون دے دیتے ہیں۔

چنانچہ حدیث مبارک میں آتا ہے

((اَلْمُؤْمِنُ فِي الْمَسْجِدِ كَالسَّمَكِ فِي الْمَاءِ))

''مومن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں''

www.besturdubooks.wordpress.com

جیسے مچھلی پانی میں آ کر پرسکون ہو جاتی ہے، بچہ ماں کی گود میں آ کر پرسکون ہو جاتا ہے، ایسے ہی بندہ اللہ رب العزت کے گھر میں آ کر پرسکون ہو جاتا ہے۔

دوسری علامت..... شہوات کو چھوڑنا آسان:

اِیْثَارُھَا عَلٰی جَمِیْعِ الشَّھْوَاتِ

یہ ایسی لذت ہوتی ہے کہ تمام شہوات کا چھوڑ دینا اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

اس کی مثال سن لیں۔ ایک جوان العمر شادی شدہ آدمی کو اگر کہیں کہ بھئی! ہم آپ کو ایک ڈبہ بسکٹ کا دے دیں گے، آج آپ گھر بیوی کے پاس نہ جائیں۔ وہ مسکرائے گا کہ کیا بیوقوفی کی بات ہے، ایک ڈبہ بسکٹ کی کوئی بے نسبت اس کے ساتھ۔ تو جس طرح اس لذت کو اس لذت کے ساتھ نسبت ہی نہیں، ایسے ہی دنیا کی شہوتوں کو اللہ رب العزت کی محبت کی لذت کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں۔

تیسری علامت..... مشقت اٹھانا آسان:

تحمل مَشَقَّۃٍ فِیْ مَرْضَاۃِ اللّٰہِ

اللہ کی رضا کے لیے وہ انسان پھر مشقتیں اٹھاتا ہے۔ اس کو مشقتیں مشقت نظر نہیں آتیں۔ ساری رات جاگنا آسان، اپنے بدن کو اللہ کی عبادت میں تھکا دینا آسان، روزے رکھنا آسان، زکوٰۃ ادا کرنا آسان۔ اللہ کے دین کیلیے مشقت اٹھانی اس کے لیے آسان ہو جاتی ہے۔ کسی عاشق نے کہا تھا۔

اللہ تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

اللہ رب العزت کی طرف سے اگر اس کو مشقتیں بھی آتی ہیں تو وہ محبوب کا دیا ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہدیہ سمجھ کر اس کو قبول کر لیتا ہے۔

چوتھی علامت..... مصیبت میں راحت:

تَجَرُّعُ الْمَرَارَاتِ فِي الْمُصِيبَاتِ

مصیبتیں آتی ہیں تو مصیبتوں کے گھونٹ وہ اس طرح بھرتا ہے جس طرح لوگ شربت کے گھونٹ بھرا کرتے ہیں۔

ایک بزرگ تھے ان پر فاقہ آیا۔ رو رہے تھے، اللہ سے دعا مانگ رہے تھے، شکر ادا کر رہے تھے۔ کسی نے کہا: یہ بھی کوئی شکر ادا کرنے والی بات ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اللہ یہ نعمت تو اپنے پیاروں پر بھیجا کرتے ہیں میری کون سی بات ان کو پسند آ گئی کہ انہوں نے مجھے بھی یہ نعمت عطا فرما دی۔ چنانچہ اللہ رب العزت کی طرف سے اگر اس پر مشکل حالات آ جائیں تو وہ اس کو بھی قبول کر لیتا ہے۔ وہ اس کو اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے۔

پانچویں علامت..... رضا بالقضاء:

اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ فِي جَمِيعِ الْاَحْوَالِ

زندگی کے تمام حالات میں وہ اللہ کی قضا کے اوپر راضی رہتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ، لوح محفوظ پر قلم نے لکھنا شروع کیا تو سب سے پہلے لکھا:

اَنَّ اللّٰهَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلِيْ

کہ نہیں کوئی معبود سوائے میرے، محمد ﷺ میرے رسول ہیں۔

اور اس کے بعد اگلی بات یہ لکھی:

مَنْ لَّمْ يُسَلِّمْ بِقَضَائِيْ

جو میری قضاء کو تسلیم نہیں کرتا

وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ

میری بھیجی ہوئی بلاؤں پر صبر نہیں کرتا

وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ

میری دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا

فَلْیَبْتَغِ رَبًّا سِوَائِیْ (البحر المدید: ۳۴/۴)

اس کو چاہیے کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب بنا لے۔

تو مومن اللہ رب العزت کی طرف سے جو حالات ہوں بس ان کے اوپر راضی اور خوش رہتا ہے۔

نہ تو ہجر ہے اچھا نہ وصال اچھا ہے
یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

دوسرا عمل ...... مسواک کی پابندی

دوسرا عمل مسواک باقاعدگی سے کرنا۔ مسنون طریقہ یہی ہے، علامہ شامی نے لکھا ہے، تین انگلیاں اوپر چھنگلی نیچے اور یہ انگوٹھا سائیڈ پر، یہ مسواک کو پکڑنے کا مسنون طریقہ ہے، اس کو پکڑ کر مسواک کرے اور باقاعدگی کے ساتھ کرے، نماز کا ثواب بڑھ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس عمل کو پسند کرتے ہیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا: "اگر مجھے مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں وضو کے ساتھ مسواک کا کرنا لازم قرار دیتا۔"

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو مسواک کا اہتمام کرتا ہے جب آخری وقت آتا ہے تو ملک الموت اس کے پاس آتے ہیں اور ملک الموت شیطان کو اس بندے سے دھتکار دیتے ہیں اور اس بندے کو کلمہ یاد دلا دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنا بڑا انعام ہے اس مسواک کی سنت پر پابندی سے کہ ملک الموت آتے ہیں اور شیطان کو اس سے دور بھگا دیتے ہیں اور اس بندے کو موت کے وقت کلمہ یاد دلا دیتے ہیں کہ جتنی میں آ گیا ہوں تو کلمہ کی توفیق مل جاتی ہے۔

چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں مسواک کے بارے میں۔

مِنْ مَنَافِعِهٖ تَذْكِيْرُ الشَّهَادَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ

اس کے فوائد میں سے ہے کہ موت کے وقت بندے کو کلمہ شہادت بندے کو یاد آ جاتا ہے۔

رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِمَنِّهٖ وَكَرَمِهٖ

تیسرا عمل..... شکر ادا کرنا

تیسرا عمل ہے جس سے آخری وقت میں انسان کو کلمہ نصیب ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے ایمان پر اللہ کے حضور شکر ادا کرے۔ چونکہ اللہ رب العزت کا یہ فیصلہ ہے۔

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم: ۷)

”کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں اپنی نعمتیں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا“

تو اللہ رب العزت نے جو ایمان والی نعمت عطا کی ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ میرے مولا تیرا کتنا بڑا کرم ہے تو نے ایمان کی توفیق عطا فرما دی۔ جب ہم شکر ادا کریں گے تو اللہ رب العزت اس میں اور اضافہ فرمائے گا۔ ایک بزرگ تھے ان پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں تھیں اور وہ ڈرتے تھے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے سارے عملوں کا بدلہ دنیا میں مل جائے اور آخرت میں کہہ دیا جائے:

﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

(الاحقاف: ۲۰)

تو وہ کہتے تھے کہ بس مجھے دنیا میں یہ سب آسائشیں نہیں چاہئیں آخرت میں چاہئیں۔ بدلہ آخرت میں چاہیے تو جتنی اور نعمتیں ہوتی ہیں اتنا ڈرتے اور روتے۔ ایک دفعہ ان کے دل پہ عجیب کیفیت ہوئی۔ کہنے لگے: یا اللہ! میں بار بار آپ کو فریاد کرتا ہوں کہ میرے مولا مجھے اور نعمتیں نہیں چاہیے آپ نعمتیں دیے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ رب العزت نے دل میں الہام فرمایا: میرے پیارے! میرے ہاں دستور ہے جو بندہ نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے، میں نعمتیں بڑھاتا ہوں تو جب تک نعمت کا شکر ادا کرنا بند نہیں کرے گا میں تمہیں نعمتیں عطا کرنا بھی بند نہیں کر سکتا۔

تو بھئی! اللہ نے ہمیں ایمان کی نعمت عطا فرمائی کتنا بڑا اللہ کا کرم ہے، اس پر شکر ادا کریں۔ شکر ادا کرنے کا ایک بہترین طریقہ نبی علیہ السلام نے دعا سکھائی۔ قربان جائیں محبوب دو عالم ﷺ پر، کیا احسانات ہیں ان کے امت کے اوپر فرمایا صبح شام یہ دعا مانگو:

((رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا))

میں اللہ سے راضی کہ وہ میرا رب ہے

((وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا))

اور میں محمد ﷺ سے راضی کہ میرے نبی ہیں۔

((وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا)) (ابی داؤد: ۴۲۷۱)

اور میں اسلام سے راضی کہ وہ میرا دین ہے

ہم خوشی کا اظہار اس پر کریں گے اور اللہ کا شکر ادا کریں گے۔ اللہ اور نعمت عطا فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چوتھا عمل......صدقہ

چوتھا عمل کہ جس سے کہ آخری وقت میں انسان کو کلمہ نصیب ہو سکتا ہے۔ اللہ کے راستے میں صدقہ و خیرات کرنا۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان آتا تھا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تین بڑی واضح تبدیلیاں دیکھتی تھی۔

پہلی تبدیلی نبی علیہ السلام عبادت میں بہت زیادہ مشقت اٹھاتے تھے۔ پہلے بھی عبادت کرتے تھے لیکن رمضان آنے پر بہت زیادہ کھپا دیتے تھے اپنے آپ کو۔

اور دوسرا فرماتی ہیں کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتے تھے۔

تیسرا فرماتی ہیں کہ دعاؤں کے اندر بہت عاجزی اور لجاجت فرمایا کرتے تھے

ہم بھی یہ تینوں عمل کریں رمضان المبارک میں۔

حدیث مبارکہ ہے مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے، صدقہ کے بارے میں:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ عَنْ مِيتَةِ السُّوْءِ

(الترمذی، رقم: ۶۰۰)

صدقہ اللہ رب العزت کی ناراضگی کو بجھا دیتا ہے۔ ختم کر دیتا ہے اور بری موت سے بندے کو بچا لیتا ہے۔ یعنی صدقہ مصیبت سے بچاتا ہے تو سب سے بڑی مصیبت تو بری موت ہے۔

اکابر کا عمل:

اسی لیے ہمارے اکابر اپنے بچوں کے ہاتھوں سے فقرا کو صدقہ دلواتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بچوں کو جب کچھ خرچ کے لیے دیتے تھے تو ان کو سمجھاتے تھے کہ تم اس کو جمع کرو اور جب جمعہ کا دن آئے تو تم اس کو مسکینوں کو دو، مساجد میں دو، اللہ کے راستے میں خرچ کرو، تو بچوں کو صدقہ دینے کی باقاعدہ تربیت دیا کرتے تھے۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ آپ ایک لاکھ دیں یا ایک روپیہ دیں۔ انگریزی میں کہتے ہیں:

It is not the thing which count

چیز کو نہیں دیکھتے بندے کی نیت کو دیکھتے ہیں۔

اسی لیے ایک بزرگ تھے، ایک دفعہ ان کو کھانے میں آلو ملے۔ بڑا اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ کسی نے کہا کہ سڑے ہوئے آلو ملے ہیں، اس پر بڑا شکر ادا کر رہے ہو۔ کہنے لگے: میں یہ نہیں دیکھ رہا کہ مجھے کھانے میں آلو ملے ہیں اس چیز کو دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جب رزق کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا تو اپنے اس بندے کو بھی یاد رکھا۔ یہ تھوڑی بات ہے کہ مجھے اللہ نے یاد رکھا، مجھے ملا تو سہی نا اللہ کی طرف سے۔ سبزی ملی تو کیا ہوا؟ تھوڑا ہو یا زیادہ اس سے فرق نہیں پڑتا۔

لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ (الطلاق:۷)

''کہ خرچ کرے استطاعت والا اپنی استطاعت کے مطابق''

کئی مرتبہ ایک غریب آدمی کا مٹھی بھر جو اللہ کے راستے میں خرچ کر دینا اس کے لیے جہنم سے نجات کا سبب بن جایا کرتا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صدقہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَمْنَعُ إِنْزَالَ الْمَكْرُوهِ وَالْبَلَاءِ فِي الْحَالِ

صدقے سے جو بلائیں اور ناپسندیدہ حالات آتے ہیں، اللہ ان کو بھی روک دیتے ہیں۔

وَتَدْفَعُ السُّوءَ الْخَاتِمَةَ فِي الْمَآلِ (شرح جامع الصغیر:۲/۴۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

اور آنے والے وقت میں اللہ موت کے وقت ان کو برے خاتمے سے بچا لیتا ہے۔

پانچواں عمل ...... صحبت اہل اللہ

پانچواں عمل جس سے کہ آخری وقت میں انسان کو کلمہ نصیب ہو سکتا ہے۔ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ (توبہ:۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ!

نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو تو اس صحبت سے بندے کو آخری وقت میں کلمہ نصیب ہو جاتا ہے۔

لسان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی گارنٹی:

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شعر پڑھا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر است صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ والوں کی ایک لمحہ کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے بھی بہتر ہے۔

تو فرمانے لگے کہ میرے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا کہ شاعر لوگ اکثر باتوں میں افراط و تفریط کر جاتے ہیں۔ شاعرانہ مزاج ہی ایسا ہوتا ہے۔ تو لگتا ہے کہ اس میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کچھ ایسا ہی ہوا کہ جذبات کی رو میں بہہ گئے کہہ دیا کہ اللہ والوں کی ایک لمحہ کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے بھی بہتر ہے۔ نکتہ جو نظر آ رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے وہ یہ کہ اگر کہہ دیتے کہ سو سال کی عبادت سے بہتر ہے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن یہاں تو کہا کہ سو سال کی ''بے ریا'' عبادت سے بہتر ہے۔ یہاں آ کر مسئلہ پھنس گیا۔ چنانچہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ اپنے شیخ کے پاس فرمانے لگے کہ حضرت! مجھے لگتا ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ حضرت فرمانے لگے کہ یہ شعر میں پڑھوں، فرمانے لگے کہ پڑھیں۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شعر پڑھا۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر است لکھ سالہ طاعت بے ریا

کہنے لگے: حضرت سو سال سمجھ نہیں آ رہے تھے آپ نے لاکھ سال پڑھ دیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بات سمجھائی کہ اچھا یہ بتاؤ! اگر بندہ ایک سال تک بے ریا عبادت کرے تو اس کو اپنے اچھے خاتمے کا یقین ہو سکتا ہے۔ گارنٹی تو کوئی نہیں دے سکتا۔ شیطان کی مثال سامنے ہے، لاکھوں سال اس نے عبادت کی، انجام برا ہوا۔ قرآن مجید میں تذکرہ ہے، بلعم باعور نے تین سو سال عبادت کی انجام برا ہوا۔ تو اتنی عبادتوں کے باوجود انجام کے بارے میں گارنٹی تو کوئی نہیں دے سکتا۔ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہوا کہ لاکھ سال کی عبادت کے بعد بھی تو گارنٹی تو کوئی نہیں دے سکتا۔ فرمایا: اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اللہ کے حبیب نے گارنٹی دے دی۔ حضرت وہ کیسے؟ فرمایا: حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس اگر تم بیٹھو گے:

((اَلْجُلَسَاءُ هُمْ لَا يَشْقٰي جَلِيْسُهُمْ)) (ابن حبان: ۳/۱۳۹)

یہ وہ بندے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا

فرمایا: بدبخت وہ ہوتا ہے جس کا انجام برا ہو، جس کا انجام اچھا ہو وہ بدبخت نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوسکتا۔ تو گویا لسان نبوت سے خوشخبری مل رہی ہے کہ ایک لمحے میں وہ نعمت مل سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انجام اچھا فرما دے۔ اس لیے اللہ کے لیے محبت کرنا قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہونے کا ذریعہ ہے۔ حدیث پاک میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دو شخص اللہ کی رضا کے لیے دین کی نسبت سے ایک دوسرے سے محبت کریں گے

هُمْ مُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ وہ اللہ کے لیے محبت کریں گے

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے۔

چھٹا عمل...... اللہ تعالیٰ سے اظہار محبت

چھٹا عمل جس کی وجہ سے آخری وقت میں کلمہ حاصل ہونے میں آسانی نصیب ہو سکتی ہے، وہ ہے اللہ رب العزت سے محبت کا اظہار کرنا۔

اللہ سے محبت کا اظہار کرنا کیوں؟ اس لیے کہ جو شخص دنیا میں اللہ سے محبت کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ سے دوستی لگانے کی کوشش کرے گا، قیامت کے دن اللہ کے دشمنوں کی قطار میں کبھی کھڑا نہیں کیا جائے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بندہ اللہ کی محبت کے لیے کوششیں کر رہا ہو، عمل کر رہا ہو، زندگی گذار رہا ہو اور اللہ اس کو قیامت کے دن اپنے دشمنوں کی قطار میں کھڑا کر دے گا۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ پوری زندگی میں ایک مرتبہ اگر کسی کی زبان سے محبت کے ساتھ اللہ کا لفظ نکلا، یہ لفظ کبھی نہ کبھی جہنم سے نجات دلانے کا سبب بن جائے گا۔ پوری زندگی میں ایک مرتبہ اگر اس نے محبت کے ساتھ اللہ کا لفظ کہا۔ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا ایک لفظ جو اس نے ایک مرتبہ کہا: کبھی نہ کبھی اس کو جہنم کی آگ سے بچاؤ کا سبب بن جائے گا۔ تو بھئی ہم بھی اللہ رب العزت سے محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

کا اظہار کریں۔ نمازیں پڑھیں، روزے رکھیں، تلاوت کریں، نیکی کریں، جیسے اللہ والے بنتے ہیں، ہمیں ایسا طرزِ زندگی اختیار کرنا چاہیے۔ فسق وفجور سے پرہیز کریں، گناہوں سے پرہیز کریں، تو یقیناً آخری وقت میں اللہ رب العزت کی طرف سے رحمت ہوگی۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ((کَمَا تَعِيْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ)) جس حال میں تم زندگی گزاروگے تمہیں اس حال میں موت آئے گی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک بندہ نیکی پر زندگی گزارے اور آخری وقت میں کلمے سے محروم ہو جائے۔

ساتواں عمل.....خوفِ خدا سے گناہ کو چھوڑنا

اللہ کے خوف کی وجہ سے گناہوں کو چھوڑ دینا۔

ایک تو ہوتا ہے کہ دنیا کی بدنامی کی وجہ سے گناہ کو چھوڑ دینا، کسی کی سزا کے ڈر سے گناہ کو چھوڑ دینا۔ نہیں! اللہ رب العزت کے خوف کی بنا پر گناہ کو چھوڑنا۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے اگر کوئی نوجوان مرد ہو اور اس کو کوئی عورت گناہ کی طرف بلائے ((ذَاتَ مَنْصَبٍ وَّ الْجَمَالِ)) خوبصورت بھی ہو، اچھے گھرانے کی بھی ہو، اور وہ جواب میں کہہ دے:

اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ

''کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں''

تو فرمایا اس عمل پر اس کو اللہ قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب فرما دیں گے۔ اسی طرح کوئی مرد عورت کو گناہ کی طرف کھینچنے کی کوشش کرے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب فتویٰ:

اللہ کے ڈر سے گناہ کو چھوڑ دینا یہ بہت بڑا عمل ہے۔ چنانچہ کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا۔ وقت کے ایک حاکم تھے، جیسے علاقے کے گورنر ہوتے ہیں اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ ذرا اچھے موڈ میں تھے اور بیوی کسی بات پر خفا تھی۔ اب ادھر سے ہاں ادھر سے نہ۔ ادھر سے اصرار اور ادھر سے انکار۔ یہ جتنا محبت کا اظہار کرتا، اس کو اتنی زہر چڑھتی کہ اس نے جب بہت محبت کی بات کرنے کی کوشش کی، اس نے کہا: جہنمی دفعہ ہو پیچھے ہٹ۔ اب جب اس کی بیوی نے جہنمی کا لفظ کہہ دیا، اس کو غصہ آ گیا۔ غصے میں کہنے لگا: اگر میں جہنمی تو میری طرف سے تجھے تین طلاق۔ میں نے تجھے طلاق دے دی۔

اس وقت غصے میں تھے، رات تو گزر گئی۔ صبح کو جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو خاوند نے سوچا کہ مجھے طلاق تو نہیں دینی چاہیے تھی۔ اتنی پیاری بیوی تو مجھے نہیں ملنی، دل میں گھر کیا ہوا تھا، اس بیوی نے۔ اور بیوی نے بھی سوچا کہ مجھے اور کوئی لفظ کہہ دینا چاہیے تھا جہنمی کا لفظ تو نہیں کہنا چاہیے تھا۔ اب یہ ایک مسئلہ کہ اب طلاق واقع ہوئی یا نہیں ہوئی۔ علما سے رجوع کیا گیا۔ جس عالم سے مسئلہ پوچھتے ہیں وہ کہتا ہے کہ جی ہم تو اس کا جواب نہیں دے سکتے، کون بتائے کہ جہنمی ہے یا نہیں۔

تو یہ بات Talk of the town بن گئی۔ ہزاروں لوگوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ جی حاکمِ وقت کو مسئلہ پیش آ گیا اور کوئی اس کا جواب نہیں دے پا رہا۔ مسئلہ بھی عجیب تھا کہ کون کہے کہ تم جہنمی نہیں ہو یا تم جہنمی ہو یہ تو قیامت کے دن پتہ چلے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کون مقبول ہے کون مردود ہے
بے خبر کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے؟
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر
تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا پتہ چلا، مسکرائے، فرمایا کہ ہاں میں اس کا جواب دے سکتا ہوں۔ لوگوں نے حاکمِ وقت کو بتایا، حاکمِ وقت نے بلوالیا کہ حضرت! آپ اگر اس کا جواب دے سکتے ہیں تو میرا مسئلہ حل فرمادیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں آپ سے علیحدگی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں، تنہائی ہو گئی۔ انہوں نے بادشاہ سے پوچھا کہ مجھے آپ اپنی زندگی کا کوئی ایسا عمل بتائیں کہ آپ گناہ کرنے پر قدرت رکھتے ہوں پھر آپ نے اللہ کی رضا کے لیے، اللہ کے خوف کی وجہ سے اس گناہ کو چھوڑ دیا ہو۔ اس نے سوچ سوچ کر کہا کہ ہاں ایک مرتبہ میری زندگی میں ایسا واقعہ پیش آیا۔ کہنے لگا کہ دن میں کسی وجہ سے اپنے دفتر کے کاموں کو چھوڑ کر میں اپنے بیڈ روم میں جلدی آگیا۔ جب میں کمرے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے محل میں کام کرنے والی ایک جوان العمر لڑکی وہ کمرے میں کچھ کام کر رہی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس پر جب پہلی نظر پڑی تو اس قدر وہ خوبصورت تھی، نوجوان دوشیزہ تھی کہ میرے ذہن کے اندر برائی کا خیال آگیا اور اس خیال آنے کے بعد میں نے کنڈی لگا دی۔ میں حاکمِ وقت تھا، اگر میں اپنے اس ارادے کو پورا کر لیتا تو کس نے مجھے پوچھنا تھا؟ لیکن وہ لڑکی نقیہ نعیہ پاک صاف تھی، اس نے جب میرے بڑھتے قدم دیکھے تو پہچان گئی۔ اس نے مجھے دور سے کہا: یا ملک اتق اللہ او بادشاہ! اللہ سے ڈر۔ کہنے لگا کہ جب میں نے اللہ کا نام سنا تو میرے دل پر اللہ کا خوف غالب آگیا، میں نے کمرہ کھول کر اس کو کہا کہ چلی جا۔ میں چاہتا تو اس گناہ کو کر سکتا تھا، نفس

www.besturdubooks.wordpress.com

جذبات بھڑک اٹھے تھے، میرے اوپر شہوت غالب آ گئی تھی مگر اللہ کے ڈر سے میں نے اس گناہ کو چھوڑ دیا۔ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ایسا عمل ہوا تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ تمہاری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی، تم جہنمی نہیں ہو۔ اب جب فتویٰ دیا تو علما نے ان سے کہنا شروع کر دیا: آپ کون ہوتے ہیں جہنم اور جنت کے فیصلے کرنے والے؟ آپ نے یہ کہاں سے فتویٰ دے دیا؟ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے فتویٰ نہیں دیا، اللہ تعالیٰ نے فتویٰ دیا ہے۔ وہ کیسے جی؟ تو انہوں نے جواب میں قرآن مجید کی آیت پڑھ کر سنائی کہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

﴿وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ﴾

''جو اپنے رب کے سامنے قیامت کے دن کھڑے ہونے سے ڈر گیا''

﴿وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى﴾

''اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات میں پڑنے سے روک لیا''

﴿فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ (النازعات: ۴۰)

''پس ایسے شخص کا ٹھکانہ جنت ہے''

تو جب آدمی گناہ کو اللہ کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے پھر اللہ رب العزت اس کے لیے خاتمہ بالخیر ہونا آسان فرما دیتے ہیں۔

آٹھواں عمل...... اذان کا جواب

آٹھواں عمل جس کی وجہ سے خاتمہ بالخیر آسانی سے ہو سکتا ہے، وہ ہے اذان سننا اور اس کے بعد اذان کی دعا پڑھنا۔ جیسے مسنون طریقہ ہے کہ مؤذن جو کہتا رہے وہی انسان بھی پڑھتا رہے اور آخر پر اذان کے بعد کی جو مسنون دعا ہے وہ مانگے۔ نبی علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

السلام نے فرمایا کہ جو یہ دعا مانگے گا (بخاری شریف کی روایت ہے)

((حلت له شفاعتي يوم القيامة)) (البخاری، رقم: ۴۴۲)

اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگئی

جو یہ دعا مانگے گا، قیامت کے دن میں اس بندے کی شفاعت کروں گا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

چنانچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے بیانات میں یہ بات فرماتے تھے کہ جب کوئی بندہ کسی کام میں مصروف ہو اور اذان آجائے اور وہ اس کام کو روک لے۔ اذان سنے اور اذان کا جواب دے اور اس کے بعد جو اذان کی دعا ہے وہ دعا پڑھے۔ فرماتے تھے کہ میرا یہ تجربہ ہے کہ اللہ رب العزت اس عمل کی وجہ سے اس بندے کو آخری وقت کلمے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔

زبیدہ خاتون کی بخشش:

زبیدہ خاتون کا نام آپ نے سنا ہوگا اللہ کی نیک بندی تھی نہر زبیدہ بنوائی جس سے لاکھوں انسانوں کو فائدہ ہوا، فوت ہوگئی، خواب میں کسی کو نظر آئی تو کسی نے پوچھا کہ زبیدہ کیا بنا؟ کہنے لگی کہ اللہ کا مجھ پر فضل ہوا، میری مغفرت ہوگئی۔ اس نے کہا کہ ہونی ہی تھی تم نے اتنا بڑا کام کیا جس سے انسانوں کو فائدہ ہوا، حیوانوں کو فائدہ ہوا، اس کار خیر کی وجہ سے تمہاری مغفرت ہوئی تھی۔ کہنے لگی نہیں نہیں! اس کی وجہ سے نہیں ہوئی، ایک ایسے عمل کی وجہ سے بخشش ہوئی جو مجھے یاد ہی نہیں تھا۔ اچھا! کون سا عمل کہنے لگی کہ ایک مرتبہ مجھے بھوک لگی ہوئی تھی، کھانا کھا رہی تھی میں نے لقمہ توڑا کہ سالن لگا کر منہ میں لے جاؤں، ابھی میں نے لقمہ اٹھایا ہی تھا کہ ادھر سے مجھے اذان کی اللہ اکبر کی آواز آئی۔ کہنے لگی کہ مجھے محسوس ہوا کہ میرے سر پہ دوپٹہ پورا نہیں تھا،

www.besturdubooks.wordpress.com

گھر میں جب عورتیں بیٹھی ہوتی ہیں تو کبھی اتر جاتا ہے، تو میرے سر پہ دوپٹہ آدھا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ یہ اللہ کے ادب کے خلاف ہے، میں نے لقمے کو نیچے رکھا، پھر دوپٹہ کو ٹھیک کیا، پھر لقمہ اٹھا کے کھایا۔ اللہ رب العزت نے میرے اس عمل کو پسند کیا کہ تم نے میرے نام کی تعظیم کی، اس عمل کے بدلے میں تمہیں جہنم کے عذاب سے محفوظ کر دیتا ہوں۔ کوئی چھوٹی بات ہے!

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ چونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میری شفاعت اس کو نصیب ہوگی لہٰذا

فِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بِشَارَةِ حُسْنِ خَاتِمَتِهٖ

کہ اس حدیث مبارکہ میں حسن خاتمہ کی بندے کو بشارت مل رہی ہے۔

نواں عمل..... کلمہ کی کثرت

نواں عمل جس کی وجہ سے خاتمہ بالخیر میں آسانی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ کلمہ کثرت کے ساتھ پڑھا کریں۔ اس لیے کہ جو عمل کثرت کے ساتھ کرے گا موت کے وقت وہ عمل اس کو آسانی کے ساتھ کرنا نصیب ہو جائے گا۔ چنانچہ علما نے لکھا ہے کہ بعض لوگ موت کے وقت کاروبار کی باتیں کرتے ہیں، کئی لوگ موت کے وقت گالیاں بکتے ہیں، جو کلمہ زندگی میں اکثر ان کی زبان پر رہتا ہے، آخری وقت میں وہی الفاظ نکلتے ہیں۔ تو بھی جب کلمہ بار بار پڑھیں گے لا الٰہ کا ورد کریں گے تو یہ کلمہ زبان پر اتنا چڑھ جائے گا کہ بے دھیانی میں بھی انسان کلمہ پڑھتا رہے۔

چنانچہ ہمارے ایک تعلق والے دوست تھے، خوب کلمے کا ورد کرتے تھے، کسی وجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ان کو آپریشن تھیٹر میں جانا پڑا تو ڈاکٹر نے کہا کہ جب میں نے ان کو بے ہوش کیا تو یہ اس بے ہوشی کے وقت بھی کلمہ پڑھ رہے تھے۔ کہنے لگے کہ جب آپریشن ہو جاتا ہے تو پھر آدھا پونا گھنٹہ لگتا ہے اس کو ہوش میں آنے میں، تو وہ آدھا پونا گھنٹہ کلمہ ہی اونچی آواز سے پڑھتے رہے۔ تو ہم اس کلمے کو اکثر پڑھیں چلتے ہوئے، پھرتے ہوئے، بیٹھے ہوئے، گاڑی میں سفر کرتے ہوئے۔

لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ

آرام سے پڑھ سکتے ہیں۔ آج اگر اپنے اختیار سے کلمہ پڑھیں گے تو موت کے قریب جا کر جب اختیار چھننے والا ہوگا تو اس وقت بھی اللہ پڑھنے کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

مرنے والے کو کلمہ کی تلقین:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''مرنے والے کو کلمے کی تلقین کرو''

کیا مطلب؟ یہ مطلب نہیں ہے کہ مرنے والا مر رہا ہو ہم اس کو کہیں کہ کلمہ پڑھو، نہیں، فرمایا: تلقین کا مطلب تذکیر ہے۔ اس کے سامنے بیٹھ کر تم اگر اونچی آواز میں کلمہ پڑھ لو گے تو اس کو خود بخود بھولا سبق یاد آ جائے گا۔ اللہ کرے کہ آخری وقت میں کوئی اللہ والا ہمارے بھی پاس ہو۔

اچھا کلمہ کی تلقین کرنے کی بات بھی ذرا سمجھ لیجیے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے اوپر والوں نے اس کے لیے مصیبت بنا رکھی ہوتی ہے۔ بیوی آتی ہے، کہتی ہے: پہچانا میں کون ہوں؟ کبھی بیٹے کو آگے کر دیتی ہے، سن رہے ہو، یہ کون تم سے بات کر رہا ہے؟ یہ زیادتی ہے اس بندے کے ساتھ، اس کی جمعیت کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پریشان کرتے ہیں۔ ساری عمر اس نے آپ کو پہچانا، اب اس وقت تو اس کو خدا کو پہچاننے دو۔ سن رہے ہو! میں بول رہی ہوں، خدا کی بندی! یہ وقت ہے کہ تم خود بھی خدا سے دعا مانگو اور اس کے سامنے اونچا کلمہ پڑھو تا کہ اس کو کلمہ یاد آجائے۔

ایک بات اور میں عرض کر دوں کہ آخری وقت میں جو مریضوں کو ڈاکٹروں کے حوالے کر دیا جاتا ہے یہ بھی ایک بڑی مصیبت ہے۔ یہ اللہ کے بندے ان کو بے ہوشی کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں۔ ڈاکٹر کو چاہیے کہ اگر محسوس کرے کہ موت کا وقت قریب ہے تو بے ہوشی کا ٹیکہ مت لگائے۔ کیونکہ وہ بے ہوش ہوگا تو کلمہ بھی نہیں پڑھ سکے گا بیچارہ۔ یہ کوئی کافر تھوڑا ہے، یہ تو مومن ہے۔ ہمارے ہاں زندگی کا Concept (تصور) مختلف ہے۔ کافروں کے ہاں Concept ہے کہ مریض کو تکلیف نہ ہو، بے ہوش کر دو مر جائے گا۔ مگر اس طرح تو ہم نے تو اس کے ساتھ ظلم کر دیا، اس کی آخرت کا نقصان کر دیا کہ وہ کلمہ پڑھے بغیر چلا گیا۔ آخری وقت میں اور دوائیاں بے شک دیتے رہو، بے ہوشی کا ٹیکہ کبھی نہ لگاؤ۔ ہوش میں رہے تا کہ اللہ اس کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرما دے۔ اور اگر آپ اس کی تیمارداری کر رہے ہیں تو آپ بھی ڈاکٹر صاحب کو سمجھائیں کہ اور ساری دوائیاں آپ دیں بے ہوشی کا ٹیکہ نہ لگائیں۔

تو اوپر والوں کو چاہیے کہ تلقین کریں۔ تلقین کا مطلب کہ اونچی آواز سے کلمہ پڑھیں تا کہ اس کو بھولا سبق یاد آجائے۔

حضرت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت:

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث گزرے ہیں، کہتے ہیں کہ جب ان کا آخری وقت آیا تو ان کے شاگرد تھے، وہ بڑے حیران کہ ہم حضرت کو کلمہ کی تلقین کیسے کریں؟ تو شاگردوں نے کہا کہ اچھا جس حدیث پاک میں یہ ہے، ہم استاد کے سامنے وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک پڑھتے ہیں تو خود بخود تلقین ہو جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے حدیث پاک پڑھنی شروع کر دی۔ عن فلاں عن فلاں جب انہوں نے دو تین راویوں کے نام پڑھے تو ان کو بھی یاد آ گیا کہ یہ فلاں حدیث پڑھ رہے ہیں۔ تو ان سے آگے حضرت نے خود پڑھنی شروع کر دی۔ پڑھتے پڑھتے جب انہوں نے کہا من کان آخر کلامہ جس کی زندگی کا آخری کلام ہو لا الہ الا اللہ یہ الفاظ نکلے، ان کی روح یہیں پر قبض ہو گئی۔ دخل الجنۃ عملی طور پر جنت میں داخل ہو گئے۔ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ آخری وقت میں اللہ تعالیٰ ان کو ایسی موت عطا فرما دیتے ہیں۔

دسواں عمل..... خاتمہ بالخیر کی دعا

دسواں عمل کہ جس کی وجہ سے آخری وقت میں بندے کو کلمے کی توفیق ہوگی یہ کہ بندہ اس کی دعا مانگے۔

حدیث شریف میں ایک دعا آئی ہے:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي الْمَوْتِ وَفِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ))

(مسند ابی الجعد، رقم:۱۷۹۶)

صبح شام اس کو کئی مرتبہ مانگنا سنت عمل بھی ہے۔

اور اللہ سے یہ دعا مانگیں:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ

''اے اللہ! اپنی رحمت سے میری مدد فرما دیجیے''

قرآن مجید کی ایک دعا ہے انسان اس کو اپنی دعاؤں کا ایک حصہ بنا لے روز مانگے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً﴾

(آل عمران:۸)

”اے اللہ! ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ فرما دینا اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما دیجیے۔“

اب یہاں پر هَبْ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ هَبْ کا مطلب ہوتا ہے کسی کو تحفہ دینا، ہبہ کر دینا۔ اس هَبْ سے کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ اللہ ہمیں اپنی رحمت ہبہ کر دیجیے بات سمجھنے والی ہے۔ جنت ہمارے عملوں سے کبھی نہیں مل سکتی، کیوں؟ عمل تو ہیں محدود اور فانی اور جنت باقی رہنے والی ہے۔ تو فانی عملوں پر باقی رہنے والی جنت کیسے ملے؟ ہمارے عمل اس کے لائق کے ہو بھی نہیں سکتے کہ جنت کی قیمت بن سکیں۔

جب اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرما دیا:

((مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ)) (الترغیب والترہیب، رقم:۳۹۲۶)

کہ اللہ جیسے تیری عبادت کا حق تھا ہم حق ادا نہیں کر سکے ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں جبکہ ہم کہیں کہ ہمارے عمل ایسے ہیں کہ ہمیں جنت لازمی ملے گی اس لیے یہ نہیں فرمایا کہ ان عملوں کے بدلے جنت عطا فرما دے بلکہ فرمایا:

﴿هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً﴾

اللہ آپ ہمیں ہبہ فرما دیجیے، اپنی طرف سے انعام عطا کر دیجیے۔

﴿اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (ال عمران:۸)

اے اللہ! آپ بہت بڑے داتا ہیں۔ ہمیں اگر جنت ملتی ہے تو آپ کے کرم سے ملتی ہے، آپ کے فضل سے ملتی ہے تو یہ ذہن میں رکھ لیجیے۔

حالت ہماری ایسی ہے کہ چھوٹے بچے کو جو ابھی چلنا سیکھ رہا ہو باپ اپنی طرف بلاتا ہے تو باپ کو پتہ ہوتا ہے کہ چل کر نہیں آ سکتا، باپ پھر بھی کہتا ہے کہ آؤ! لیکن نظر

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھتا ہے۔ بچہ تھوڑا اڑ ولتا ہے، قدم اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور جب گرنے لگتا ہے تو گرنے سے پہلے اٹھا کر اسے سینے سے لگا لیا کرتا ہے۔ ہمارا بھی وہی حال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میرے بندو! عمل کرو! شیطان تمہیں بہکائے گا، بھٹکائے گا، میری طرف آتا ہے۔ اب ہم کبھی گر پڑتے ہیں، کبھی توبہ کر لی، کبھی نیکی کر لی، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ آتو ہماری طرف ہی رہا ہے نا۔ چل تو رہا ہے ہماری طرف، جب بندہ اپنی طرف سے کوشش کرتا ہے، اللہ کے حضور آنے کی تو پھر اللہ تعالیٰ آخری وقت میں اس کا برا خاتمہ نہیں ہونے دیتے۔ اس بندے کو اٹھا کے اپنی رحمت میں چھپا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی ان مبارک گھڑیوں میں یہ نعمت عطا فرمادے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے یہ بات بتلائی کہ یہ دعا مانگو!

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ)) (ابی داؤد رقم: ۷۹۲)

”اے اللہ! میں آپ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں“

ہم بقیہ رمضان کے ایام میں یہ دعا مانگیں۔ یا اللہ! اسلام پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرماوے اور آخری وقت میں ایمان کی حالت میں موت عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد اٹھائیس

- تکمیلِ ایمان
- امن کے پیامبر
- زینتِ اعمال
- اتباعِ سنت کی اہمیت
- اللہ سب سے بڑا ہے
- اسبابِ مغفرت
- جنت کی قیمت
- کونسا علم ضروری ہے؟

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

خطباتِ فقیر 28
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد ۲۸

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

مرتب
ڈاکٹر شاہ محمود نقشبندی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	12
پیش لفظ	14
عرض مرتب	16
① تکمیلِ ایمان	21
ایک رہنما حدیث	23
① اللہ کے لیے محبت ہونا	24
اللہ کے لیے محبت کا درجہ اور فضیلت	25
اللہ کے لیے محبت کی پہچان	26
بھائی کو فوقیت دینا	26
بھائی کی ضرورت کو پورا کرنا	26
بھائی کو کلمۂ خیر کہتے رہنا	26
انھیں رخصت کرنا	27
خطا کو معاف کرنا	28
تکلف نہ کرنا	29
دعائے خیر کرتے رہنا	29
زیادہ توقعات نہ باندھنا	30
پسماندگان سے حسنِ سلوک کرنا	30
② اللہ کے لیے بغض رکھنا	30
انسانیت کی تکریم ضروری ہے	31
محبت کا تعلق صرف مومن سے ہو	32
چار قسم کے لوگوں کی دوستی سے بچنا	32
(۱) کافر	32
(۲) ظالم	33
(۳) فاسق	33
(۴) بدعتی	34
برائی سے نفرت ہو برے سے نہیں	34
اللہ کے لیے محبت اور بغض کی مثال	35
③ اللہ کے لیے عطا کرنا	37
خلوص عمل ہو تو ایسا؟	38
عمل کی بے منت دنیا میں	39
مخلص کون ہوتا ہے؟	40
وہ میرا نام جانتا ہے	40
④ اللہ کے لیے روکنا	42
اکابر کی مثالیں!	42
اخلاص والے کام کی پہچان	44

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق	45
تکمیل ایمان کی خوشخبری	46
اللہ کے لیے دوستی اور دشمنی کی اہمیت	47
[illegible]	49
امن کی متلاشی دنیا	51
دین اسلام میں امن کی اہمیت	51
قیام امن کے دو پہلو	52
(۱) ملکی سطح پر امن	53
(۱) پانچ چیزوں کی حفاظت	53
جان کا تحفظ	53
مال کا تحفظ	54
عزت کا تحفظ	55
عقل کا تحفظ	55
(۲) رائے کی آزادی	55
(۳) مساوات	56
(۴) عصبیت	56
(۵) گروہ بندی	57
(۶) انصاف	58
(۲) دوسری اقوام کے ساتھ امن	59
(۱) احترام انسانیت	59

عنوان	صفحہ نمبر
(۲) صلح پسندی	59
(۳) درگزر	60
(۴) مضبوط دفاع	60
قیام امن اسوۂ رسول ﷺ کی آئینے میں	61
حلف الفضول کا معاہدہ	61
میری انتہا	62
مدینہ طیبہ میں معاہدات امن	62
(۱) مواخات مدینہ	63
(۲) دیگر قبائل سے امن کے معاہدے	63
(۳) دور کے قبائل سے معاہدے	64
نبی ﷺ کی دفاعی سٹریٹجی	64
جنگ بدر	64
غزوۂ احد	65
غزوۂ خندق	65
صلح حدیبیہ..... فتح مبین	66
نبی ﷺ کی حملے کی سٹریٹجی	67
فتح مکہ کی پرامن حکمت عملی	67
حنین کی فتح	68
اہل حنین وطائف کی فتح	71

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
دوسرا فرنٹ ...... یہود	71
تیسرا فرنٹ ...... نصاریٰ	73
چوتھا فرنٹ ...... منافقین	75
نبی ﷺ کا آخری پیغام ...... امن کا پیغام	76
رشتے داری برائے امن	77
امن کے عالمی پیامبر	78
✿ زینت اعمال	83
کوالٹی مطلوب ہے	83
اعمال کا کوالٹی کنٹرول	84
اعمال کے دو درجے	84
زینت کی سات باتیں	85
✿ نعمت کی زینت شکر میں ہے	86
الحمد للہ کے لفظ کی کثرت	87
بس گزارا ہے	88
نعمتوں کی قدر	88
شکر ادا کرنے کے دو طریقے	90
✿ بلا کی زینت صبر میں ہے	91
ایاز کا صبر	91
بے صبری پر بادشاہ کی خفگی	92
ایک عورت کا انوکھا صبر	92
بہادر شاہ ظفر کا غم	94
داؤد علیہ السلام کی طرف وحی	95
✿ علم کی زینت حلم میں ہے	95
اللہ تعالیٰ کا حلم	96
نبی ﷺ کا حلم	97
بیویوں کے ساتھ حلم کا معاملہ	97
جانوروں کے ساتھ حلم	99
نبی ﷺ کا بوڑھوں کے ساتھ حلم	100
منافقین کے ساتھ حلم	101
کفار کے ساتھ حلم	101
نبوت کی نشانی	102
امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا حلم	109
امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا حلم	109
حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا حلم	110
✿ طالب علم کی زینت عاجزی میں ہے	111
علم کے سامنے فرشتے سرنگوں	112
...... انبیاء سرنگوں	112
...... بادشاہ سرنگوں	112

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
④ محسن کی زینت احسان نہ جتلانے میں ہے	114
امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عمل	114
ایک صالح نوجوان کا عمل	114
⑤ نماز کی زینت خشوع اور خضوع میں ہے	115
⑥ خوف کی زینت گناہ کو چھوڑنے میں ہے	116
خوف میں دو قدم	116
گناہ چھوڑنے پر عبادت میں لذت	116
گناہوں کو چھوڑنے والے	117
⑫ اتباعِ سنت کی اہمیت	119
اللہ کی محبت حاصل کرنے کا آسان نسخہ	121
اعضا کی زینت	121
امام کی نقل اقتدا نہیں، خطا کو بھی سمجھنا ضروری ہے	122
نماز زندگی کے امام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام	123
اتباع کے بغیر قبولیت نہیں	123
محب کا مطیع ہونا لازم ہے	124

عنوان	صفحہ نمبر
سنت کی مہر قبولیت کی کلی شرط ہے	124
ہدایت کیلئے دو چیزیں	125
سو شہید کا ثواب	126
سنت کی کسوٹی	126
سنت نبوی کشتی نوح کی مانند ہے	126
سب سے بڑی کرامت	127
امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال	127
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اتباع سنت	128
مشابہت بلحاظ صورت	129
مشابہت بلحاظ سیرت	130
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع سنت	131
ایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ کی اتباع	132
اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جادوگروں کو ہدایت	132
بیٹے سے مشابہت کی وجہ سے بچے سے محبت	134
ماں بیٹے کی تصویر کو بھی آگ میں نہیں جلاتی	135

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
احمقوں کی خاطر محبوب کی سنت کو چھوڑ دوں؟	135
اکابر علمائے دیوبند کی اتباع سنت	136
حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا مشاہدہ	139
عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ اور اتباع سنت	139
ہر وقت سنت کا خیال	140
حافظ کی شفاعت کے مستحق لوگ	140
نبی ﷺ کی شفاعت کے مستحق لوگ	141
خلاف سنت کام سے نبی ﷺ کے دل کو تکلیف پہنچتی ہے	142
پھولوں سے زخم	143
سنت کا غم کیوں نہ کھایا؟	144
سو فیصد سنت چاہیے	146
سو شہید کا ثواب	147
اتباع سنت پر حوض کوثر کا جام	148
⑨ اللہ سب سے بڑا ہے	149
انسان..... اللہ کی قدرت کا شاہکار	151
انسان چھوٹا ہے	152
زمین انسان سے بڑی	153
زمین کا توازن	153
زمین، رزق کا بنیادی ذریعہ	155
زمین سے بڑا سیارہ مشتری	157
مشتری سے بڑا سورج	157
(۱) روشنی	158
(۲) حرارت	159
(۳) ریڈی ایشن	160
سورج سے بڑا ستارہ	161
کہکشائیں	161
بلیک ہول کیا ہیں؟	162
بلیک ہول، حدیث کی روشنی میں	164
پچھلی صدی کا کائنات کا تصور	166
دہریت کو شافی جواب	167
اللہ سب سے بڑا ہے	169
⑩ اسباب مغفرت	171
انسان...... خیر اور شر کا مجموعہ	173
گناہوں کو مٹانے کا طریقہ	173
مغفرت کے دس اسباب	174

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوان
174	پہلا سبب: توبہ
175	توبہ کیوں کریں؟
175	توبہ کسے کہتے ہیں؟
177	گناہ سے کیسے بچیں؟
177	توبہ ہر نیک کے لیے ضروری
178	دوسرا سبب: کثرت استغفار
179	ہر مسئلے کا حل.....استغفار
181	استغفار لائق استغفار
182	عبادات پر اجر کیوں؟
183	عبادات کے بعد بھی استغفار
183	وضو کے بعد استغفار
183	نماز کے بعد استغفار
184	تہجد میں استغفار
184	حج کے بعد استغفار
185	گناہوں کو مٹا دینے والے تین عمل
185	نبی ﷺ کو استغفار کا حکم
187	تیسرا سبب: انسان کے نیک اعمال
188	جسم ادھار کا مال ہے
189	مرنے کے بعد بے آرام
189	دلہن کی نیند سوجا
	چوتھا سبب: مومن کی مومن کے
190	لیے دعا
	پانچواں سبب: مرنے والے کے
192	لیے نیکی کرنا
193	ایک عجیب واقعہ
194	چھٹا سبب: دنیا کے مصائب و آلام
195	ہر پریشانی پر گناہ معاف
196	دو طرح کی مصیبت
196	وبال والی مصیبت کی نشانی
197	درجات والی مصیبت کی نشانی
198	مصیبت یا سبب رحمت
199	شکووں میں ناشکری ہے
200	صبر کا انعام
201	کیسے کیسے غم؟
201	چند تجربے قرآن کے پہلو
202	ساتواں سبب: ضغطۂ قبر
203	ضغطۂ قبر کیوں پیش آتا ہے؟
204	آٹھواں سبب: روز محشر کی سختی
205	نواں سبب: نبی ﷺ کی شفاعت
205	شفاعت کن لوگوں کیلئے ہوگی؟
	نبی ﷺ کی شفاعت حاصل
207	کرنے کا طریقہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
دسواں سبب: اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت و مغفرت	208
شانِ رحیمی کے کرشمے	209
ربِ غفار کو گنہگار کا انتظار	210
جنت کی قیمت	211
انسانی زندگی کی حقیقت	213
دنیا امتحان گاہ ہے	214
نفس خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے	215
خواہشات پوری ہونے کی جگہ جنت ہے	215
آخری جنتی	217
سب سے بڑی نعمت	218
دیدارِ الٰہی کی لذت	218
جنت کا حسن نہ بیان کرنے میں حکمت	219
ڈھائی منٹ کی زندگی	220
دنیا کی مشقت میں آخرت کی راحت	221
تفکرِ انسانی	221
لذاتِ دنیا سے اکابر کا خوف	222
اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں	224
انبیاء پر آزمائشیں	225
ساحرانِ فرعون کی آزمائش میں استقامت	225
سستا سودا	226
سب سے زیادہ مشقتیں انبیاء پر آئیں	226
نبی ﷺ پر مصائب کی انتہا	227
نبی ﷺ کی عاجزانہ دعا	228
صحابہ کرام ؓ کو بھی آزمایا گیا	231
صحابہ کرام ؓ پر دین کی راہ میں مشقتیں	232
صدیق اکبر ؓ پر مشقتیں	236
حضرت امام مالک ؒ پر آزمائشیں	239
امام اعظم ابوحنیفہ ؒ پر آزمائش	239
حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی استقامت	240
اکابر علمائے دیوبند پر آزمائشیں	242
اکابر کا راستہ	243
خواہشات کی قربانی	245

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
(5) کونسا علم ضروری ہے؟	247
علم کی فضیلت	249
علم کی دو قسمیں	250
حقیقی علم کونسا ہے؟	251
دنیا کا علم قلیل ہے	251
آخرت کا علم کثیر ہے	252
آج کی دنیا کی سوچ	252
دنیا کا علم رکھنے والے بے علم ہیں	253
نعمت میں کھو جانا جہالت ہے	253
حسن کی پوجا	254
جائز محبت کی بھی حد ہے	255
تخیل کے بت	256
جس کا کھائیے اس کے گیت گائیے	257
پڑھے لکھے جاہل	258
منعم حقیقی کو بھولنے والوں کیلئے ہلاکت	259
آج فقط علم ظاہری کی اہمیت ہے	259
مقصدِ زندگی اور ضروریاتِ زندگی	260
عالم کا مقام	260
علما کی تربیت کی ضرورت	262
محسن کا اندھیرا	262
ظاہری علم کب فائدہ مند ہوتا ہے؟	263
بے دینوں کی غلط فہمی	264
اصلی علم شکر گزاری سکھاتا ہے	264
عالم اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے	266
اولوا الالباب کون ہیں؟	267
درجات اہل علم کے لیے ہیں	269
ظاہری علوم کا حصول بھی واجب ہے	269
اصلی علم کی تعریف	270

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾

(البقرۃ:۱۶۵)

تکمیلِ ایمان

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 30 اپریل 2010ء بمطابق جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

مرتب: خطیب محمد المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

تکمیل ایمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ)) (ابی داود، رقم: ۴۶۸۱)

اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ایک رہنما حدیث:

ہر کلمہ گو شخص کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ میرا ایمان کامل ہو جائے، مجھے ایمان میں کمال حاصل ہو جائے اور اس کے لیے وہ کوشش بھی کرتا ہے اور جستجو بھی ہوتی ہے کہ میں کون کون سے کام کروں جن سے کہ مجھے ایمان کا کمال حاصل ہو جائے، میں کامل مومن بن جاؤں۔ چنانچہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ میں اس مضمون کو کھولا ہے۔ محسن انسانیت نے چند جملوں کے اندر دریا کو کوزے میں بند کر دیا، جو ایمان کامل کے متلاشی تھے ان کے لیے منزل پر پہنچنا آسان کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ)) (ابی داؤد، رقم: ۴۶۸۳)

"جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے غصہ کیا اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روکا پس اس نے ایمان مکمل کر لیا"

اس حدیث مبارک میں چار چیزیں بیان کی گئیں جو بندے میں پیدا ہو جائیں تو اس کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔

① اللہ کے لیے محبت ہونا

حدیث شریف میں جو پہلی بات بیان فرمائی گئی ہے:

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ))

"جس نے اللہ کے لیے محبت کی"

محبت کے مختلف انداز ہوتے ہیں:

......بسا اوقات یہ محبت فقط مال و دولت کی وجہ سے ہوتی ہے، مال و منال کی وجہ سے ہوتی ہے۔

......اور کبھی یہ محبت حسن و جمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔

......کبھی یہ محبت فضل و کمال کی وجہ سے ہوتی ہے، کسی کی صفات کی وجہ سے، اچھی پرسنیلٹی کی وجہ سے، اچھے اخلاق کی وجہ سے۔

......اور کبھی اپنے نفس کی وجہ سے۔

......کبھی علاقے کی وجہ سے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر محبت کی ایک نسبت یہ ہے کہ ایمان والوں سے اس لیے محبت ہو کہ یہ میرے اللہ کے بندے ہیں، یہ کلمہ پڑھنے والا ہے۔ اس کو کہتے ہیں اللہ کے لیے محبت۔ اس میں کوئی دنیاوی غرض وغایت نہ ہو، مقصود فقط اللہ کی رضا ہو۔

اللہ کے لیے محبت کا درجہ اور فضیلت:

اس نسبت سے جو محبت ہو اللہ کے ہاں اس کا بڑا درجہ ہے۔ یہاں تک کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا: قیامت کے دن سخت دھوپ ہوگی، مشکل وقت ہوگا، لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے، ان میں سے چند لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ رب العزت کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ وہ سات بندے اس دن جو عرش کے سائے میں ہوں گے، ان میں سے دو وہ ہوں گے:

((هُمْ مُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ)) (جامع الاحادیث، رقم: ۱۹۲۶۳)

"جو اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں گے۔"

ان کی محبت کی بنیاد دین ہوگی۔ دین کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت رکھنا، یہ ایسا عمل ہے کہ اسی پر قیامت کے دن مغفرت ہو جائے گی۔ آپ سوچیے اللہ کے ہاں اس کا کیا مقام ہے؟ کہ ((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ)) "جس نے اللہ کے لیے محبت کی۔"

چنانچہ ایسے لوگ جو اللہ کے لیے محبت کرتے ہوں، جب وہ ایک مجلس میں بیٹھ کر اللہ کو یاد رکھتے ہیں، اللہ کی باتیں کرتے ہیں، تذکرے کرتے ہیں تو حدیث پاک میں ہے کہ لوگ، ((مِنْ بِلَادٍ شَتّٰى وَ قَبَائِلَ شَتّٰى)) مختلف شہروں سے، مختلف قبیلوں سے، ایک جگہ پر اس لیے جمع ہوں کہ اللہ کی محبت ان کی بنیاد ہے۔ تو اس مجمع کے Dispers (منتشر) ہونے سے پہلے، اللہ ان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ تو سوچیے کہ اللہ کے ہاں یہ کتنا عظیم عمل ہے کہ اللہ کی نسبت سے ہم محبت کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے لیے محبت کی پہچان:

ہمارے مشائخ نے اس مضمون کو کچھ مزید Esplain (واضح) کر دیا ہے کہ اللہ کی محبت اگر ہو تو اس کی پہچان کیا ہے؟ اس کی نشانیاں، اس کی علامات کیا ہیں۔ ایسے تو نہیں کہ ایک بندہ کہہ دے کہ میری محبت تو اللہ کے لیے ہے۔ نہیں، اس کی نشانیاں بتائی گئیں۔

بھائی کو فوقیت دینا:

فرمایا کہ جب تمہیں اللہ کے لیے کسی سے محبت ہو تو اپنے بھائی کو اپنے اوپر فوقیت دو۔ یہ پہلی دلیل ہے محبت کی کہ انسان دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہے اور اپنی ضروریات میں صبر کر لیتا ہے، اپنے بھائی کی ضروریات میں کوشش کرتا ہے۔

بھائی کی ضرورت کو پورا کرنا:

دوسری علامت کہ اگر اسے کوئی ضرورت ہو تو اس کی حاجت کو اللہ کے لیے پورا کرنا۔

بھائی کو کلمہ خیر کہتے رہنا:

اور تیسری بات کہ خیر کے کلمات کہتے رہنا۔ اچھا دوست وہی ہوتا ہے جو نصیحت کی بات کرتا رہے، نیکی کی بات کرتا رہے۔ موقع محل کی مناسبت سے بات سمجھاتا رہے۔ یہ نہیں ہے کہ جو ہر اچھے برے کام میں آپ کا ساتھی بن جائے۔ نہیں، آپ اچھا کام کر رہے ہیں تو وہ آپ کو Appericiate (تحسین) کرتا رہے اور اگر غلطی کر رہے ہیں تو وہ اچھے انداز سے اصلاح کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیے ایک ہوتا ہے Criticize (تنقید) کرنا، یہ ایک مختلف چیز ہے۔ اور ایک اصلاح کرنا ہے یہ مطلوب چیز ہے۔ تو ہمیں فقط تنقید نہیں کرنی، اصلاح کرنی ہے۔ جس نے اصلاح کرنی ہوتی ہے، اس کے اندر ایک درد ہوتا ہے، ایک محبت ایک اپنائیت ہوتی ہے، وہ اچھے انداز سے بات کرتا ہے۔ مثال کے طور پر جوان العمر بیٹا ہے، فجر کی نماز کا وقت ہے اور وہ سویا پڑا ہے۔ اب جوانی میں نیند غالب ہوتی ہے۔ تو ایک تو یہ ہے کہ باپ آئے اور بڑی محبت کے انداز میں کہے، اے میرے بیٹے! پیارے بچے! اٹھو اللہ کو یاد کرو! اس طرح سے اس کو نماز کے لیے جگائے، اس کو اصلاح کہیں گے کہ اب والد کے لہجے کے اندر محبت ہے، اپنائیت ہے اور ایک درد ہے۔ اور وہ ایسے الفاظ کا چناؤ کر رہا ہے کہ بچہ سویا ہوا بھی جاگ جائے۔

اور ایک طریقہ یہ ہے کہ اٹھو! نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ مردار سویا پڑا ہے، شرم نہیں آتی۔ اس نے بھی جگایا اور پہلے والے نے بھی جگایا مگر دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پہلے والے نے اصلاح کی اور دوسرے والے نے فقط Criticist (تنقید) کیا۔ اب جس نے تنقید کی اس نے بچے کے دل میں محبت نہیں بڑھائی۔ بلکہ اس نے بچے کے دل میں اپنا مقام گھٹا دیا۔

تو دوست کے ساتھ کلماتِ خیر کہتے رہنا یہ اس کی دوستی کا تقاضا ہوتا ہے۔

اظہارِ محبت کرنا:

پھر فرمایا کہ اس کے ساتھ اظہارِ محبت بھی کرو۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ آدمی کو کسی سے اللہ کے لیے محبت ہو تو اس کو بتائے کہ بھائی!

((إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ)) (کنز العمال، رقم: ۲۴۶۰۵)

"مجھے اللہ کے لیے آپ سے محبت ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

اور حدیث پاک میں یہ بھی سمجھا دیا گیا کہ اگر کوئی کہے: إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللهِ تو اس کے جواب میں کہنا چاہیے:

((أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ)) (مسند ابی یعلی، رقم: ۴۲۴۲)

کہ تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی وجہ تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔

یہ کتنی خوبصورت باتیں ہیں جو اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ہمیں سمجھائیں۔

خطا کو معاف کرنا:

پھر فرمایا کہ اپنے بھائی کی خطا کو معاف کرنا۔ انسان جب ایک دوسرے Interaci (معاملات) کرتے ہیں تو Mistake (غلطی) بھی کر جاتے ہیں۔ Humenbeing (انسان) ہیں، خطا ہو جاتی ہے، بھول ہو جاتی ہے۔ کسی نے ایک اچھی بات کہی:

Allah gives and forgives

Man gets and forgets

”اللہ دیتا ہے اور معاف کر دیتا ہے۔ بندہ لیتا ہے اور بھول جاتا ہے“

تو ممکن ہے کہ دونوں کا محبت کا تعلق ہو مگر ایک اس میں سستی کر جائے، غلطی کر جائے، اگر اس سے خطا ہو جائے تو اس کی خطا کو اللہ کے لیے معاف کر دے۔ ورنہ بعض لوگ ہوتے ہیں، وہ بات کا جھگڑا بنا دیتے ہیں، پرکا پرندہ۔ بس انہیں تھوڑا سا اشارہ ملنا چاہیے، بھائی! اگر نیت کھوٹی ہو تو لڑنے جھگڑنے میں کون سی دیر لگتی ہے۔

دو عورتیں پڑوسن تھیں، دونوں کے گھروں کے درمیان میں چھوٹی سی دیوار تھی۔ تو ان میں سے ایک کام کاج کر کے فارغ ہوئی تھی تو اس دیوار پہ کھڑی ہو کر کہتی کہ آ پڑوسن لڑیں۔ تو وہ کہتی کہ لڑنے میری جوتی۔ وہ کہتی: جوتی لگے تیرے سر پہ۔ بس

www.besturdubooks.wordpress.com

یہیں سے ابتدا ہو جاتی۔

تو لڑنا کون سا مشکل ہوتا ہے، جانور بڑے آرام سے لڑ لیتے ہیں۔ جس میں بھی جانوروں والی عادتیں ہوں گی وہ بڑے آرام سے جھگڑا کرے گا۔ ہاں نہ جھگڑنا، اپنے آپ کو ہولڈ کر لینا، Patience ہونا، صبر کرنا، یہ انسانیت ہے تو اپنے بھائی کی خطا کو معاف کر دینا۔

تکلف نہ کرنا:

پھر ایک علامت یہ ہے کہ تکلف نہ کرنا، جب محبت ہو تو تکلفات اچھے نہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا اَنَا بِمُتَكَلِّفِيْنَ)) (شرح سنن ابن ماجہ، رقم ۲۲۳)

"اللہ کے بندو! تکلف نہ کرو"

لہٰذا اپنے بھائیوں سے بے تکلفی ہونی چاہیے۔

دعائے خیر کرتے رہنا:

پھر اپنے بھائی کے لیے دعائے خیر کرنا یہ بھی حق ہے دوستی کا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ دوست کی دعا دوست کی پیٹھ پیچھے اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ علما نے لکھا ہے کہ اس حدیث پاک میں نیک اور بد کا کہیں تذکرہ نہیں کہ نیک دوست دعا کرے گا تو قبول کریں گے، فقط دوست کا تذکرہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نیک بخت ہونا اپنی جگہ، کیونکہ محبت میں خلوص ہوتا ہے، اس خلوص کی وجہ سے اگر دوست پیٹھ پیچھے دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرمالیں گے۔ تو ہم ایک دوسرے کو دعاؤں میں بھی یاد رکھیں۔

زیادہ توقعات نہ باندھنا:

اور ایک بات کہ اس کے ساتھ زیادہ امیدیں نہ باندھیں۔ بعض لوگ ذرا قریب ہوتے ہیں تو Overexpectations (زیادہ توقعات) رکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ جہاں توقعات زیادہ ہوں گی، وہاں پھر مایوسیاں بھی ہوں گی۔

پسماندگان سے حسنِ سلوک کرنا:

اور آخری بات یہ کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے پسماندگان کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرنا۔ چنانچہ ہمارے اکابر کی زندگیوں میں یہ بات لکھی ہے کہ انہوں نے اللہ رب العزت کی رضا سے جن سے محبت کی، ان کے فوت ہو جانے کے بعد چالیس سال تک ان کے پسماندگان کے ساتھ حسنِ معاملہ رکھا۔

اس کو کہتے ہیں مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ جو اللہ کے لیے محبت کرے۔ تو ہمارا تعلق اللہ کے لیے ہو، محبوبی کی بنیاد اللہ کی ذات ہوگی۔ جس نے یہ پہلا قدم اٹھا لیا اس نے یوں سمجھیں کہ ان چار میں سے ایک چیز کو حاصل کر لیا۔

(۲) اللہ کے لیے بغض رکھنا

اور دوسری بات کہ

﴿وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ﴾

"اللہ کے لیے بغض رکھے"

کسی سے ناراض ہو یا بغض رکھے تو بھی اللہ کے لیے۔ اب یہ بات بہت نازک ہے، مشکل سے سمجھنے والی ہے۔ پوائنٹ یہ ہے کہ جو اللہ کا بندہ ہے۔ اس کے ساتھ اللہ کی محبت کی وجہ سے، تعلق کی وجہ سے، ایک انسانیت کا تعلق تو ہونا ہی چاہیے۔ مثلاً کافر

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی ہے تو اگر بات کرنی پڑے تو انسان اچھے انداز سے کرے، کھلے چہرے سے بات کرے۔ الفاظ کا چناؤ ایسا ہو کہ دل میں محبت بڑھے، تبھی تو وہ قریب ہوگا۔ تبھی تو وہ اسلام قبول کرے گا اور اگر تیوریاں چڑھا کر ملیں گے تو وہ دور بھاگے گا۔ آج تو چھوٹے بچے کو ناراض ہو کر دیکھو وہ رونا شروع کر دیتا ہے، اتنے چھوٹے سے بچے کے اندر بھی Feelings (محسوسات) ہوتے ہیں۔ کہ یہ دیکھنے والا مجھے ٹھیک طرح سے نہیں دیکھ رہا تو سمجھدار انسان تو سمجھدار ہوتا ہے۔

انسانیت کی تکریم ضروری ہے:

شریعت نے یہ کہا کہ دیکھو اچھے انداز سے گفتگو کرنا اور کھلے چہرے سے ملنا یہ ہر انسان کا حق ہے، مسلمان ہو یا کافر۔ سنیے! قرآن عظیم الشان، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ﴾ (البقرۃ:۸۳)

"انسانوں کے ساتھ اچھے انداز سے گفتگو کرو"

اب انسان تو کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ پھر دوسری بات فرمائی کہ اگر تم انسانوں سے گفتگو کرو۔

﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ﴾ (لقمان:۱۸)

"کہ لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے تم اپنے چہرے کو مت پھلاؤ"

تیوریاں چڑھا کر غصے میں بات کرنے سے منع کیا۔ یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔

تو یہ دو بنیادی چیزیں ہیں تو ہر انسان کے لیے مسلمان ہو یا کافر ہو، انسان ہونے کے ناطے۔ اس کو کہتے ہیں Respect of Humanity (انسانیت کی تکریم)

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت کا تعلق صرف مومن سے ہو:

ہاں اگر وہ انسان مومن ہے تو اب اس کے ساتھ محبت کا تعلق ہے۔ چنانچہ شریعت نے کہا کہ کافر کے ساتھ آپ کاروبار کر سکتے ہیں، لین دین کر سکتے ہیں، محبت کا تعلق مت رکھیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک آدمی بزنس کرتا ہے تو اس کے پانچ سو کسٹمر ہیں، مگر پانچ سو کسٹمر سے اسے محبت تو نہیں ہوتی۔ محبت تو چار پانچ سے ہوتی ہے۔ محبت جہاں ہوتی ہے، وہاں انسان دل کی باتوں کو شیئر کرتا ہے اور اس کی باتوں کو قبول کرتا ہے۔ شریعت نے کہا کہ Close Circle (قرب کے دائرے) میں فقط تم ایمان والوں کو رکھو۔ کافر کو قریبی دائرے میں رکھو گے تو تم بھی کافر بن جاؤ گے۔

چار قسم کے لوگوں کی دوستی سے بچیں:

اس لیے قرآن مجید میں کہا کہ چند لوگوں سے تم ذرا احتیاط برتو۔ کون سے لوگ ہیں؟

(۱) کافر:

فرمایا:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾

(آل عمران:۲۸)

”نہ بنائیں مومن کافروں کو دوست سوائے مومنین کے“

قرآن مجید کی آیت ہے، رولنگ ہے یہ کہ ایمان والوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کے ساتھ دوستی کریں۔ تو محبت کا تعلق ہم ان سے نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھ سکتے، محبت ہوگی تو ان کے طور طریقے اپنائیں گے اور اپنے طریقوں کو چھوڑیں گے۔ تو شریعت نے اس کے اوپر ایک بین لگا دیا کہ تمہارے Interaction (تعلقات کار) کی limitation (حد) ہے۔ تم ان کے ساتھ کام کرو، کاروبار کرو، تمہیں جو ان کی ضرورت ہے، ضرور پوری کرو مگر محبت کا تعلق فقط اللہ کے ماننے والوں سے ہونا چاہیے۔ یہ تمہارے اللہ کے دشمن، یہ تمہارے پیارے رسول اللہ کے دشمن، یہ تمہارے دوست کہاں سے ہو سکتے ہیں؟ آج تو بیٹا اپنے باپ کے مخالف کے ساتھ تھوڑی دیر کھڑا ہو کر بات کرلے تو باپ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی اچھا نہیں لگتا کہ بندے میرے ہوں اور جو میرے دشمن ہیں ان سے محبتیں کرتے پھریں۔ فرمایا: محبت نہیں کرنی۔

اب اَلْبُغْضُ لِلّٰهِ کی باؤنڈری میں سب سے پہلے کافر ہیں کہ ہم ان سے تھوڑا الگ ہو کر رہیں۔ تو کس لیے الگ ہو رہے ہیں؟ اللہ کے لیے ہو رہے ہیں۔

(۲) ظالم

......پھر دوسرا ظالم کہ ظالم کوئی بھی شخص ہو ہمیں اس کے ظلم میں اس کا ساتھ نہیں دینا۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو بندہ ظالم کے ساتھ چلا اور اس کو پتہ ہے کہ یہ ظالم ہے، قیامت کے دن وہ اس حال میں اٹھے گا کہ ایمان سے خالی ہوگا۔ تو ظالم کا ساتھ نہیں دینا مظلوم کا ساتھ دینا ہے۔ اب ہم ظالم کے ساتھ سے پیچھے ہٹ رہے ہیں، ہٹنے کی وجہ کیا ہے؟ اللہ کے لیے۔

(۳) فاسق:

تیسرا فرمایا کہ فاسق و فاجر بندہ۔ تو اس کے ساتھ بھی محبت کا تعلق مت رکھو! اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے کہ جو فاسق اور فاجر ہے وہ تمہارا وفادار کہاں ہوگا؟ اور ہم تو روزانہ دن میں ایک مرتبہ اللہ کے سامنے وعدہ کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر بندہ جو عشاء کی نماز پڑھتا ہے وہ وتر میں کیا کہتا ہے؟

وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ

"اے اللہ! ہم نے خلع حاصل کر لی (الگ ہو گئے) ہم ترک کر دیا ہر اس بندے سے تعلق کو جو فاجر ہے"

تو روزانہ ہاتھ باندھ کے اللہ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ ہم بُروں سے دوستی نہیں لگائیں گے۔ ہم اچھوں سے دوستی لگائیں گے۔

(۴) بدعتی:

اور چوتھا شخص جس سے الگ رہنے کا حکم ہے وہ ہے بدعتی۔ کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے: جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔ تو ہمیں بدعتی سے بھی محبت کا تعلق نہیں رکھنا۔

برائی سے نفرت ہو بُرے سے نہیں:

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ دل میں نفرت ہو، دل میں نفرت نہیں ہونی چاہیے۔ جو لوگ کچی پیاز کھاتے ہیں تو منہ کے اندر ایک بری سی مہک آجاتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کچا پیاز اس لیے نہیں کھاتا:

((اِنِّیْ اَکْرَهُ رِیْحَهَا)) (مسلم، رقم: ۱۲۸۴)

"میں اس کی بدبو کو ناپسند کرتا ہوں"

تو یہاں سے محدثین نے نکتہ نکالا، یہ نہیں فرمایا کہ میں پیاز کو ناپسند کرتا ہوں،

فرمایا میں اس کی برائی کو ناپسند کرتا ہوں، اس کا مطلب یہ کہ برے سے نفرت نہیں، اس کی برائی سے نفرت ہونی چاہیے۔ کسی وقت بھی وہ برائی کو چھوڑ سکتا ہے۔ چنانچہ ہمارے مشائخ اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے تعلق رکھتے تھے۔

اللہ کے لیے محبت اور بغض کی مثال:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں نعت اور اس قسم کے اشعار سنا کرتے تھے، اس کو محفل سماع کہا جاتا تھا۔ جب اشعار پڑھے جاتے تھے تو کچھ سامعین کے اوپر حال بھی طاری ہو جاتا تھا، اللہ اللہ اللہ۔ اب اگر حال طاری ہوا تو وہ تو معذور ہے، مگر شریعت تو کہتی ہے کہ بھئی تم اس طرح سے بے قابو نہ ہو۔ اس کو روکتی ہے شریعت، ورنہ تو بے قابو ہو کر سارے ناچنے لگ جائیں گے۔ تو شریعت نے اس کے اوپر ایک حد لگا دی کہ تم روکو جتنا تم روک سکتے ہو۔

چنانچہ ان کے زمانے میں ایک محتسب اعلیٰ تھے، ان کا نام تھا قاضی ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ۔ حکومت نے ان کو متعین کیا تھا کہ تم جہاں کہیں بھی خلاف شرع بات دیکھو اس کو روک دو۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی جب کہیں محفل ہوتی تو قاضی ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچ جاتے اور محفل کو برخاست کروا دیتے۔ ادب کا خیال رکھتے Misbehave (گستاخی) نہیں کرتے تھے ان کو نرمی سے کہہ دیتے تھے کہ بھئی مجلس برخاست کر دو تو وہ کر دیتے۔ اب وہ جو مریدین تھے، ان کو بڑا غصہ آتا کہ ہمارے حضرت کے کام میں دخل اندازی۔ پیر خود نہیں اڑتے، مرید اڑاتے ہیں، ہمارے حضرت کی محفل کو کیوں ختم کروایا۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی کہ قاضی ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ کوئی ہم جیسا ہوتا تو کہتا کہ دیکھو ہماری کرامت، دیکھو یہ ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

سے مخالفت کرتا تھا، اللہ نے اس کو بیمار کر دیا اور ذلیل کر دیا۔ ہم کرامتیں بیان کر رہے ہوتے اور خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کو جب پتہ چلا تو انہوں نے سوچا کہ

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ)) (ابن ماجہ، رقم:۱۴۳۵)

''مومن کے مومن پر پانچ حق ہوتے ہیں''

ایک اس میں عیادۃ المریض ہے۔ اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنی چاہیے۔ تو خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اب قاضی ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے ہیں اور آخری وقت ہے۔ دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ جو خادم تھا اس نے آ کے دیکھا کہ خواجہ صاحب کھڑے ہیں۔ اس نے جا کر قاضی صاحب سے کہا: آپ سے خواجہ صاحب ملنے کے لیے آئے ہیں تو قاضی صاحب نے کہا کہ دیکھو بھائی! میری ان سے بعض مسائل میں اختلاف رائے ہے۔ تو جس بندے سے بھی تھوڑا اختلاف رائے ہو تو اس سے آخری وقت میں ملوں گا تو طبیعت کے اندر تکدر آئے گا۔ تو میں اپنی یکسوئی میں خلل نہیں ڈالنا چاہتا، ان سے جا کر معذرت کر دو کہ میں اس وقت نہیں مل سکتا۔ میرا آخری وقت ہے بس مجھے رجوع الی اللہ کے ساتھ مرنے دو۔ اس لڑکے نے جا کر کہہ دیا کہ جی وہ کہہ رہے ہیں میرا یکسوئی کا وقت ہے، میرا آخری وقت ہے، میں اپنی یکسوئی میں خلل نہیں پسند کرتا تو آپ مہربانی فرمائیں، میں نہیں مل سکتا۔

تو خواجہ صاحب نے آگے سے جواب دیا کہ قاضی صاحب سے کہو کہ جن معاملات میں مجھے ان سے اختلاف ہے، میں ان سے توبہ کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ جب خواجہ صاحب کا یہ پیغام قاضی ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا۔ کہتے ہیں کہ وہ لیٹے ہوئے تھے سر پر عمامہ باندھا ہوا تھا، اٹھ بیٹھے۔ عمامہ کھولا اور شاگرد سے کہا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ میری چارپائی سے دروازے تک میرا امامہ بچھا دو اور خواجہ صاحب کو کہو کہ اس پر جوتوں کے ساتھ چلتے ہوئے آئیں۔ تو معلوم ہوا کہ اس اختلاف کی بنیاد فقط اللہ کا دین ہے اور کوئی نفرتیں نہیں ہیں۔ یہ ہمارے اکابر کے طریقے تھے کہ اختلاف رائے کے باوجود دل میں ایک دوسرے کے ساتھ اتنا اخلاص ہوا کرتا تھا۔ آج تو ہم ذرا سی بات پر ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی پیدا کر لیتے ہیں۔

تو فرمایا: مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ جو اللہ کے لیے محبت کرے وَ اَبْغَضَ لِلّٰهِ اور اگر دل میں بغض ہو تو وہ بھی کس لیے اللہ کے لیے جس نے یہ دو کام کر لیے یوں سمجھیں کہ اس نے تقوی پر سمت (آدھا) اپنی منزل کو طے کر لیا۔

(۳) اللہ کے لیے عطا کرنا

اور تیسری بات فرمائی کہ

((وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ))

"کہ اگر کسی کو دے تو بھی اللہ کے لیے دے۔"

چنانچہ ہم مال کو خرچ کریں تو اللہ کے لیے خرچ کریں۔ اگر اس خرچ کرنے میں دنیا کا نام مطلوب ہوگا تو اس کو اللہ کے ہاں قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگر ہم خرچ کریں اور دوسرے پر احسان جتلائیں تو ہم نے اپنے صدقے کو ضائع کر لیا۔

﴿لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ (البقرۃ:۲۶۴)

"اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر ضائع مت کرو"

تو اعطی للہ، دیں تو بھی اللہ کے لیے دیں۔ چنانچہ ایک دو واقعات سن لیں تاکہ بات اچھی طرح سے واضح ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خلوص عمل ہو تو ایسا؟

ایک دفعہ رفاہ عامہ کے لیے کوئی کام کرنا تھا تو جو حاکم وقت تھا اس نے ایک عالم کو کہا کہ بھئی! آپ ذرا مسجد میں لوگوں کو متوجہ کریں کہ تعمیر حضرات اس میں حصہ ڈالیں اور ہم اس کام کو، اس پروجیکٹ کو کرلیں۔ چنانچہ وہ عالم جو تھے انہوں نے بیان کیا اور لوگوں کو ترغیب دی۔ ابو عمر نجیر انہوں نے ان کو کہا کہ بھئی! میں تمہیں دو لاکھ درہم اس مقصد کے لیے دیتا ہوں۔ وہ بڑے خوش ہو گئے۔

اگلی نماز کے وقت میں وہ پھر لوگوں کو ترغیب دینے کھڑے ہوئے تو انہوں نے بات کرتے کرتے ان کا تذکرہ کر دیا، دیکھو لوگو! اس میں خرچ کرو، دیکھو! ابو عمر نجیر نے بھی اس کے لیے دو لاکھ درہم دیئے ہیں۔ جب انہوں نے یہ کہا تو ابو عمر نجیر کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ جی وہ میں نے آپ کو دے تو دیے لیکن میں نے اپنی والدہ سے مشورہ نہیں کیا تھا، تو میرے ذہن میں آ رہا ہے کہ مجھے ان سے مشورہ ضرور کرنا چاہیے تھا، تو آپ مہربانی کر کے مجھے واپس کر دیں۔ اب یہ عجیب بات کہ ایک وقت میں تو اتنا بڑا قدم اٹھایا اور اب مجمع کے سامنے کہہ رہے ہیں کہ وہ مجھے واپس کر دو تو لوگوں کے دل میں بجائے محبت بڑھنے کے الٹا عجیب سی بات پیدا ہوئی۔ اور عالم صاحب بھی مجمع کے سامنے نہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے دو لاکھ جو لیے تھے وہ بھی واپس کر دیے۔

اب جب پورا مجمع چلا گیا تو ابو عمر نجیر دوبارہ اس کے پاس گئے، انہوں نے کہا کہ دیکھو میرے بھائی! تم نے لوگوں کو ترغیب کے لیے یہ بات بتائی لیکن میرے عمل کو تو تم نے ضائع کرنا تھا۔ اس لیے میں نے لوگوں کے سامنے واپس لے لیا تاکہ لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو پسند نہ کریں۔ اب وہ چلے گئے، میں اللہ کے لیے دو لاکھ درہم پھر دے رہا ہوں۔ تو اتنا اہتمام کرتے تھے کہ ہماری ان باتوں کا کسی کو پتہ ہی نہ چلے۔ ہمیں اجر فقط اللہ سے چاہیے۔

عمل کی پے منٹ دنیا میں:

یہ جو لوگ تعریف کرتے ہیں تو یہ بھی اس عمل کی پے منٹ ہوتی ہے۔ اس کا اجر ملتا ہے یا شہرت مل جاتا، یا فائدے کی نیت کرنا یہ سب اجر ہے۔ جب کسی نے تعریف کر لی تو اب اللہ کے ہاں اس کا کوئی اجر نہیں۔ دنیا میں Payoff (ادا) ہو گیا۔

ایک مرتبہ ہم کہیں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک نوجوان انجینئر بڑا ہی پریشان تھا۔ کہہ رہا تھا کہ میرے گھر میں یہ پریشانی آ گئی، مجھے پیسوں کی ضرورت ہے اور میرے پاس پیسے ہیں نہیں۔ اس دوران کمپنی کا چیف اکاؤنٹنٹ جو تھا وہ وہاں سے گزرا۔ اس کو کہتا ہے یار! میں نے آپ کا کوئی واؤچر دیکھا ہے کوئی پانچ ہزار کا، ذرا میرے پاس آنا۔ ہم نے دیکھا اس انجینئر کے چہرے پر چمک آ گئی، چہرہ کھل گیا کہ ابھی میرا پانچ ہزار بنتا ہے تو مل جائے گا، میری ضرورت پوری ہو جائے گی۔ تو وہ اسی وقت اکاؤنٹ برانچ میں چلا گیا۔ اور پندرہ بیس منٹ کے بعد واپس آیا تو آنکھوں میں آنسو تھے۔ ہم نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ جی واؤچر تو تھا، جب اس کو نکالا تو اس پر Paid off (ادا کر دیا) کی Stamp (مہر) لگی ہوئی تھی۔ اس دن دل میں خیال آیا کہ جو بندہ لوگوں سے تعریفوں کی توقع کرتا ہے وہ جتنا بڑا عمل کیوں نہ کر لے جب لوگوں نے تعریف کر دی اللہ اس پر پیڈ آف کی مہر لگوا دیتے ہیں۔ قیامت کے دن تجھے کچھ نہیں ملے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے عالم آئے گا، شہید آئے گا، اللہ فرمائیں گے، تو چاہتا تھا، تجھے بڑا عالم کہیں فَقَدْ قِیْلَ تجھے کہا جا چکا، ہمارے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ اب دیکھیے! اتنا بڑا عمل انسان اس لیے تو نہیں کرتا کہ انسان آگے سے تھوڑی سی تعریف کر دے۔ کسی نے اچھا کہہ دیا کسی نے نیک کہہ دیا تو یہ ہمارے عمل کا اجر تو نہیں ہے۔ اسی لیے بے طمع ہو کر عمل کریں کہ لوگوں سے طمع ہی نہ ہو کہ وہ ہمارے اعمال پر ہماری تعریفیں کریں گے۔

مخلص کون ہوتا ہے؟

چنانچہ فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ حضرت اخلاص کے بارے میں بڑا پڑھتے ہیں مثال دے کے سمجھائیں مخلص کون ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ بھئی! تم نے کبھی بکریاں چرائی ہیں؟ اس نے کہا: جی بھئی بکریاں چراتے ہوئے کبھی نماز کا وقت آیا؟ جی، تو پھر کیسے پڑھتے ہو؟ اس نے کہا کہ مصلیٰ بچھا کے پڑھتا ہوں، اردگرد بکریاں چر رہی ہوتی ہیں۔ اچھا جب تم نماز پڑھ لیتے ہو تو کیا تمہارے دل میں یہ طمع ہوتی ہے کہ بکریاں میری تعریف کریں گی۔ اس نے کہا کہ طمع تو کوئی نہیں بکریوں سے تو کوئی توقع ہی نہیں ہوتی، فرمانے لگے کہ جس طرح چرواہا بکریوں کے درمیان بیٹھ کر عبادت کرتا ہے اور اسے بکریوں سے تعریف کی کوئی توقع نہیں ہوتی مخلص بندہ لوگوں کے مجمع میں بیٹھ کر عبادت کرتا ہے اور اسے کوئی توقع نہیں ہوتی کہ لوگ میری عبادت کریں۔ یہ سب اللہ کے لیے کرتا۔

وہ میرا نام جانتا ہے:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب مدائن کو فتح کیا تو انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

Announcement (اعلان) کروایا کہ جس مجاہد کے پاس جو مالِ غنیمت ہے وہ سب لا کر ایک جگہ جمع کروائے تاکہ ہم اسے تقسیم کریں۔ لوگ مالِ غنیمت جمع کروانے لگ گئے۔ تین دن گزر گئے محسوس یہ ہوا کہ اب اور کسی کے پاس کچھ نہیں۔ تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں ایک نوجوان آیا، جس کے کپڑے بڑے معمولی سے محسوس ہوتے تھے۔ مالی اعتبار سے اتنا امیر آدمی نظر نہیں آتا تھا۔ معمولی کپڑے، پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اس نے ایک کپڑے میں کچھ لپیٹا ہوا تھا، وہ لے کر آیا اور کہنے لگا کہ امیر قافلہ یہ میں آپ کو دینے کے لیے آیا ہوں۔ جب انہوں نے اسے کھولا تو اس کے اندر دشمن بادشاہ کا تاج تھا گویا اس مجاہد نے اس بادشاہ کو قتل کیا اور اس کا تاج اس کے ہاتھ میں آ گیا مگر لوگوں کو اس کا پتہ ہی نہیں تھا۔ اگر یہ مجاہد چاہتا تو اس کو اپنے پاس رکھ لیتا اور ساری زندگی اس کے ہیرے اور موتی کاٹ کاٹ کر بیچ کر اپنی زندگی ٹھاٹ کی گزارتا، کیونکہ بادشاہوں کے تاجوں میں تو بڑے بڑے ڈائمنڈ ہوتے تھے۔ جب اس سادہ سے سپاہی نے وہ دیا تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے کہ کسی کو پتہ ہی نہیں اور اتنی قیمتی چیز اس نے لا کر خود ہی دے دی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ اے مجاہد! تیرا نام کیا ہے؟ جب اس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے تو اس نوجوان نے واپسی کے لیے اپنا رخ پھیرا اور دو قدم واپسی کی طرف اٹھا کر کہنے لگا: جس اللہ کی رضا کے لیے یہ تاج لا کر آپ کو واپس دیا وہ میرا بھی نام جانتا ہے، میرے باپ کا نام بھی جانتا ہے۔ یہ بندہ بے اللہ کے لیے کرتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

④ اللہ کے لیے روکنا

اور چوتھی بات

((وَ مَنَعَ لِلّٰہِ))

''اور اگر بند دیا اور منع کیا تو وہ بھی اللہ کے لیے''

اب اللہ کے لیے منع کرنا کیا مطلب؟ والد ہے، پیسے دیے ہیں، سہولت ہے، سٹیٹس ہے، سب کچھ ہے، اب بیوی بچے کہتے ہیں کہ جی گھر میں ٹی وی ہو، ہم ڈرامے فلمیں دیکھیں۔ وہ کہتا ہے نہیں، بچو! ڈرامے اور فلمیں دیکھنے کے لیے میں ٹی وی نہیں لے کر دے سکتا۔ اب اس کے پاس گنجائش ہے، وسائل ہیں مگر ناں کر رہا ہے تو اس منع کرنے کا منشا کیا ہو؟ اللہ کی رضا کہ ایک چیز جو نقصان دہ ہے میں آپ کو نہیں لے کر دیتا۔ بیٹا چاہتا ہے کہ اس کے پاس سیڈیز کا انبار لگا ہو، والد کہتا ہے کہ نہیں، بیٹا! تیرے پاس جو سی ڈی آئے گی، پہلے میں دیکھوں گا Approve (منظور) کروں گا تو تم لاؤ گے ورنہ نہیں۔ اب باپ نے منع کیا تو کس کے لیے؟ اللہ کے لیے۔ اور ایسا کرنا عبادت ہے۔

اکابر کی مثالیں:

چنانچہ ہمارے اکابر اگر منع کرتے تھے کسی بات پر تو اللہ کی رضا کے لیے منع کرتے تھے۔

⊙..... سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے۔ مال غنیمت کے اندر بہت سا عطر آیا تو آپ کی اہلیہ صاحبہ کہنے لگیں کہ امیر المومنین! اس کو میں تقسیم کر دیتی ہوں۔ فرمایا! آپ تقسیم نہیں کرو گی کوئی اور عورت کرے گی۔ اس نے کہا: اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

خرچ ہے لوگوں میں تقسیم ہی کرنا ہے نا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں! وہ جو تقسیم کرتے ہوئے تمہیں خوشبو آئے گی۔ وہ بھی تو فائدہ اٹھانے والی بات ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مالِ غنیمت میں میری بیوی اتنا بھی فائدہ نہ اٹھائے۔ آپ بتایئے کہ عوام الناس کے مال میں اتنی احتیاط! یہ واقعی ان حضرات کا حصہ ہے۔ تو منع کیا تو کس لیے کیا؟ اللہ کے لیے کیا۔

⊙ ...... رات کا وقت ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چراغ جلا کر کوئی لسٹ بنا رہے ہیں۔ یعنی امورِ مملکت کا کوئی کام تھا جو وہ لکھ رہے تھے بیٹھے ہوئے۔ دروازے پر دستک ہوئی، عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا۔ انہوں دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کو ملے۔ بھائی کیسے تشریف لائے؟ انہوں نے کہا: میں آپ سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔ پوچھا کہ ویسے ہی ملنے کے لیے آئے ہیں یا کوئی امورِ مملکت کا کوئی کام ہے؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نہیں میں تو آپ سے ویسے ہی ملنے کے لیے آیا ہوں۔ جب یہ جواب سنا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پھونک مار کر چراغ کو بجھا دیا۔ علی رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ! مہمان کے آنے پر روشنی کیا کرتے ہیں بجھایا تو نہیں کرتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے علی رضی اللہ عنہ! آپ نے سچ کہا، مہمان کے آنے پر روشنی جلاتے ہیں لیکن مجھے اور آپ کو زیب نہیں دیتا، ہم ذاتی باتیں کریں اور بیت المال کے پیسے کا تیل جلتا رہے۔ اس لیے میں نے چراغ بجھا دیا کہ بیت المال کا پیسہ ذاتی کام کے لیے نہیں ہے۔ ایک ایک تیل کا خیال رکھنے والے تھے، آج اگر کوئی آدمی اتنا امین ہو تو وہ تو لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا۔

⊙ ...... چنانچہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب ان کو خلیفہ بنایا گیا تو انہوں نے اپنی بیوی فاطمہ سے سب سے پہلے بات کی، اس کو کہا کہ دیکھو! تیرا والد بھی بادشاہ تھا، تیرا بھائی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی بادشاہ تھا، اور انہوں نے تمہیں خزانے سے بڑے بڑے ہدیے دیے اور میری نظر میں یہ ہدیے ٹھیک نہیں تھے۔ اب میں انچارج بن گیا ہوں، اب میری ذمہ داری بن گئی ہے، لہٰذا اگر تم نے میرے ساتھ رہنا ہے تو یہ تمام ہیرے موتی بیت المال میں جمع کرا دو اور اگر نہیں جمع کروانے تو میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ دو میں سے ایک بات کو چن لو! فاطمہ نیک عورت تھی۔ اس نے کہا: امیر المومنین میں آپ کی خاطر ایسے سینکڑوں ہیرے موتی قربان کر دوں۔ اس نے اپنا وہ سارا مال بیت المال میں جمع کروا دیا اور باقی زندگی غربت کے ساتھ گزاری۔

⊙ ......ایسی غربت کی زندگی تھی کہ ایک دفعہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہیں، بیٹی کو آواز دی کسی کام کے لیے تو جواب میں بیٹی نے آنے میں دیر کی۔ تو دوسری مرتبہ ذرا انہوں نے غصے میں کہا کہ کہاں ہو تم؟ آ کیوں نہیں رہی؟ اتنے میں بیوی آ گئی، اس نے کہا کہ کوئی کام ہے تو مجھے بتا دیں، کہنے لگے کہ میں بیٹی کو بلا رہا ہوں وہ آ کیوں نہیں رہی؟ اس نے کہا کہ بچی کیا کرے؟ اس کے پاس ایک ہی لباس ہے جو اس نے پہنا ہوا ہے کوئی سپیئر تو ہے نہیں، وہ چونکہ پھٹ گیا ہے تو وہ دوسرے کمرے میں اس کو اتار کر سی رہی ہے۔ جب تک سی کر پہنے گی نہیں آپ کے پاس کیسے آئے گی؟ وقت کے امیر المومنین ہیں اپنی اولاد کے لیے اس غربت کو پسند کر رہے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ میں بیت المال کا پیسہ جو عوام الناس کا ہے اپنی اولاد کے لیے نہیں خرچ کر سکتا۔ تو جو شخص کرے تو کس لیے کرے؟ اللہ کے لیے۔

اخلاص والے کام کی پہچان:

اس چیز میں بندے کو بڑا محتاط ہونا پڑتا ہے کہ میری اس سے جو ایک دوری ہے یہ اللہ کے لیے ہے یا نفس کے لیے ہے، اس کی پہچان کرنا ایک مشکل کام ہے۔ غضب

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ اور غضب لنفس میں تفریق کرنے کے لیے نور باطن کی ضرورت ہوتی ہے مگر مومن کو پتہ چل جاتا ہے۔ دیکھیں! ایک آدمی آپ کو پانی پلاتا ہے، دوسرا آدمی شربت پلاتا ہے تو منہ میں لیتے ہی پتہ چل جاتا ہے، چاہے اندھیرا ہو اور آپ نہ دیکھ رہے ہوں۔ مومن کو اسی طرح دل کا نور بتا دیتا ہے کہ میرا یہ کام نفس کے لیے تھا یا اللہ کے لیے تھا۔ اس لیے اس نور کو اللہ سے مانگیں، اس کو فرقان کہتے ہیں۔ جو فرق بین الحق و الباطل کرتا ہے اور مومن کو بتا دیتا ہے کہ تمہارا کون سا کام اللہ کے لیے ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس میں ایک پہچان یہ بتائی کہ جو اخلاص والا کام ہوتا ہے نا۔ اس میں ایک مزہ ہوتا ہے، حلاوت ہوتی ہے اور جو نفس کے لیے کام ہوتا ہے، اس کے اندر حلاوت نہیں ہوتی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس جانے لگے تو جو ساتھ والے لوگ تھے، انہوں نے کہا کہ حضرت! آپ کی سواری بھی اچھی ہونی چاہیے، آپ کے کپڑے بھی اچھے ہونے چاہئیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے وہ اچھے کپڑے بھی پہن لیے اور اچھی سواری بھی لے لی لیکن چند قدم جب چلے تو رک گئے اور فرمایا کہ مجھے اپنے نفس میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ میرا یہ کام اللہ کے لیے نہیں دکھاوے کے لیے تھا۔ مجھے وہی کپڑے دو وہی سواری دو۔ چنانچہ انہیں کپڑوں کو پہنا، اسی سواری کو پہنا۔ اللہ کی شان کہ تورات کے اندر وہی نشانیاں تھیں جو کپڑے انہوں نے بعد میں پہنے اور اللہ نے اسے پورا فرما دیا۔ دل نے بتا دیا کہ جو کام کیا ہے یہ اللہ کے لیے نہیں لوگوں کے دکھاوے کے لیے ہے۔

جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق:

چنانچہ ایک بزرگ کو پتہ چلا کہ بادشاہ وقت جو ہے اس نے شراب کے سو مٹکے منگوائے ہیں، وہ اٹھے انہوں نے ایک ڈنڈا لیا اور سب مٹکوں کو توڑنا شروع کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب بڑے حیران ہوئے کہ شیر کے منہ میں ہاتھ دے دیا، ظالم جابر بادشاہ کے سامنے اس طرح کی کوئی بات کہنا جہادِ اکبر ہے۔ ایک کو توڑا، دوسرے کو توڑا، ننانوے مٹکے توڑ دیے، آخری ایک کو چھوڑ دیا۔ بادشاہ کو پتہ چلا تو اس نے بلوا لیا۔ کیوں جی! مٹکے کیوں توڑے؟ انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی نافرمانی ہے میں نے اس لیے مٹکوں کو توڑا۔ اس نے کہا کہ اگر اللہ کے لیے توڑے تھے تو ایک کیوں چھوڑ دیا؟ فرمانے لگے کہ میں اللہ کے لیے مٹکوں کو توڑ رہا تھا جب آخری بچا رہ گیا، میرے نفس میں ایک خوشی کی کیفیت ہوئی کہ شاباش! تُو نے کتنا بڑا کام کر دیا! میں سمجھ گیا کہ اس کو میں اب اللہ کے لیے نہیں اپنے نفس کے لیے توڑوں گا، اس لیے میں نے چھوڑ دیا۔ اتنی احتیاط اتنی Judgement کرتے تھے کہ ہمارا کام اللہ کے لیے ہے یا اپنے نفس کے لیے۔

آج جس کے پاس اختیارات ہوتے ہیں بہت سارے لوگ اس کے گرد ہو جاتے ہیں Unduebenefits (ناجائز مفادات) ہوتے ہیں۔ لیکن ایمان والا اس دیکھتا ہے، اللہ کے لیے دیتا ہے اور اللہ کے لیے روکتا ہے۔ اب قلم ہاتھ میں ہے قلم کی طاقت کو اللہ کے لیے استعمال کرنا یہ مومن کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

تکمیلِ ایمان کی خوشخبری:

تو فرمایا:

((من احب للّٰہ)) جو اللہ کے لیے محبت کرے۔

((و ابغض للّٰہ)) اللہ کے لیے بغض رکھے

((و اعطٰی للّٰہ)) اور دے تو وہ بھی اللہ کے لیے

((و منع للّٰہ)) اور اگر انکار کرے تو وہ بھی اللہ کے لیے کرے

((فقد استکمل الایمان)) نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے بندے نے اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان کو مکمل کر لیا۔

ہم ان چار باتوں کو حرزِ جاں بنا لیں۔ اچھی طرح اس سبق کو یاد کر لیں اور ان چار چیزوں کو حدیث پاک کے مطابق کر لیں۔ نبی علیہ السلام کی بشارت ہے کہ اس بندے کا ایمان مکمل ہو جائے گا۔ کتنی بڑی خوشخبری ہے، ایمان مکمل ہونے کی۔

اللہ کے لیے دوستی اور دشمنی کی اہمیت:

چنانچہ ایک حدیث مبارکہ سنیے، حدیث پاک میں آیا ہے:

((اِنَّ عَبْدًا يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِكَثِيْرِ صَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّحَجٍّ وَّصَدَقَةٍ))

قیامت کے دن ایک بندے کو اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس بندے کی نمازیں بہت زیادہ ہوں گی، روزے بھی بہت ہوں گے، حج بھی بہت ہوں گے اور اس نے صدقہ بھی بہت کیا ہوگا، یہ سارے نفلی اعمال اس نے بڑے کیے ہوں گے۔ اس بندے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

((وَتَشْهَدُ مَلَائِكَةٌ بِذٰلِكَ))

اور فرشتے اس کی گواہی دیں گے کہ ہم نے جو اس بندے کے اعمال لکھے تھے یہ سو فیصد ٹھیک لکھے ہیں۔ اس نے واقعی اتنے عمل کیے ہیں، اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو فرمائیں گے:

((اُنْظُرُوْا هَلْ وَالٰى لِيْ وَلِيًّا اَوْ عَادٰى لِيْ عَدُوًّا))

نامۂ اعمال کو دیکھو! کیا اس نے میرے کسی ولی سے میری وجہ سے محبت کی اور کسی میرے دشمن سے اس نے میری وجہ سے دشمنی کی؟

اتنی نمازیں اتنے روزے اتنے حج سب کے باوجود اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے لیے اس نے کیا کیا؟ تو اللہ کے لیے محبت کرنا یا اللہ کے لیے بغض رکھنا یہ اللہ کے ہاں بہت اہمیت رکھتا ہے اللہ رب العزت ہمیں اس مضمون کی سمجھ عطا فرمائے اور دنیا سے ایمان کامل لے کر آخرت میں جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا﴾ (ابراہیم: ۳۵)

امن کے پیامبر

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 23 فروری 2010ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

مقام: ڈیفنس لاہور

موقع: تقریب سیرت النبی ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

امن کے پیامبر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران:۱۹)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

امن کی متلاشی دنیا:

آج کی (Most Modern Scientific) جدید سائنسی دنیا میں ہر انسان امن کا متلاشی ہے۔ شہروں میں امن کمیٹیاں بنی ہیں، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ملاقاتی نشستیں منعقد ہوتی ہیں جو امن کے پلان اور قواعد وضوابط بناتی رہتی ہیں۔ اور جو دنیا میں سب سے زیادہ امن کے لیے Struggle (کوشش) کرتا ہے اس کو عالمی سطح پر امن کا نوبل پرائز ملتا ہے۔

دینِ اسلام میں امن کی اہمیت:

یہ امن اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ قرآن مجید میں ایک بستی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً﴾ (النحل:۱۱۲)

"اللہ مثال بیان کرتا ہے ایک بستی والوں کی کہ امن بھی تھا اطمینان بھی تھا"

www.besturdubooks.wordpress.com

تو یہ اللہ رب العزت کی نعمت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کو بنانے کے بعد دعا مانگی:

﴿ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا ﴾ (ابراہیم: ۳۵)

"اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنا دے"

اللہ تعالیٰ نے قریش کے اوپر جو احسانات فرمائے ان میں فرمایا:

﴿ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ڏ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴾ (قریش: ۴)

تو معلوم ہوتا ہے کہ امن اللہ رب العزت کی بہت بڑی نعمت ہے۔ دین اسلام فتنہ اور فساد کو ناپسند کرتا ہے، چنانچہ واضح الفاظ میں کہا:

﴿ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴾ (البقرۃ: ۲۰۵)

"اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند فرماتے"

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ﴾

"فتنہ تو بندے کو قتل کرنے سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے"

نبی علیہ السلام نے مومن کی جو Definition (تعریف) فرمائی، فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ))

"مومن وہ ہوتا ہے جس سے لوگوں کی مال اور جانیں امن میں ہوں"

قیام امن کے دو پہلو:

اب امن کیسے قائم ہو؟ اس کی دو Diamentions (پہلو) ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ With in the State (ملک کے اندر) امن کیسے قائم ہو؟

(۲) دوسرے ممالک اور اقوام کے ساتھ کیسے امن سے رہا جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

① ملکی سطح پر امن

امن کی پہلی ڈائیمینشن یہ ہے کہ ملک کے اندر ایسے اصول وضوابط ہوں کہ سارے لوگ پر امن ہو کر زندگی گزاریں۔ اس کے لیے دین اسلام نے چند سنہری اصول بتا دیے۔

(1) چار چیزوں کی ضمانت:

سب سے پہلی بات یہ کہ اسلامی قوانین میں چار بنیادی چیزوں کو تحفظ دیا گیا ہے۔ ہر فرد کی جان، مال، عزت اور عقل محفوظ ہو۔ چار چیزوں کی گارنٹی دی۔ اس لیے کہ جب جان، مال، عزت، عقل محفوظ ہوگی تو نہ جھگڑے ہوں گے نہ فساد۔ اسلام کی تعلیمات پر غور کریں۔

جان کا تحفظ:

شریعت نے کہا کہ جو انسان کسی کو قتل کرتا ہے۔

﴿فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾ (المائدہ:۳۲)

”ایسے جیسے اس نے پورے انسانوں کو قتل کر دیا“

اور جتنا غصہ اس گناہ کے اوپر قرآن مجید میں فرمایا ہے، پورے قرآن میں دوسرا کوئی ایسا موقع نظر نہیں آتا کہ اللہ رب العزت نے اتنے غصے کا اظہار فرمایا ہو۔ جیسے ذرا قرآن مجید کی آیت فرمایا:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾

”جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے“

www.besturdubooks.wordpress.com

جو Intentionally (ارادے کے ساتھ) کسی بندے کو قتل کرے، اس کا بدلہ جہنم ہے۔ یہیں تک بات ہوتی تو بہت زیادہ تھی کہ جہنمی ہے وہ بندہ، مگر ابھی غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا، فرمایا:

﴿خَالِدًا فِيهَا﴾

"ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا"

یعنی ایک لمبی مدت اس کو عذاب ہوگا۔ اتنی بات ہوتی تو بھی کافی تھا، مگر آگے فرمایا:

﴿وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾

"اللہ کا اس پر غضب ہوگا"

پھر یہاں بھی بات ختم نہیں فرمائی، فرمایا:

﴿وَلَعَنَهُ﴾

"اللہ کی لعنتیں اس بندے پر ہوں گی"

پھر یہاں بھی بات ختم نہیں فرمائی، فرمایا:

﴿وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ (النساء: ۹۳)

"اس کے لیے میں نے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"

تو اندازہ لگائیں کہ شریعت نے قتل کو کس قدر ناپسند کیا تاکہ لوگوں کی جانیں محفوظ ہوں۔

مال کا تحفظ:

اسی طرح مال محفوظ ہو، چنانچہ چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی جو سخت سزا دی گئی وہ اسی لیے کہ دوسری مرتبہ کوئی کسی مال کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھا سکے۔ تو دین اسلام

www.besturdubooks.wordpress.com

میں انسان کے مال کے تحفظ کی ضمانت دی گئی۔

عزت کا تحفظ:

اسی طرح شریعت نے عزت کا تحفظ کیا۔ چنانچہ حدود کی سزا اسی لیے سخت رکھی گئی۔ کوڑے لگائے گئے، رجم کیا گیا، تاکہ اس گناہ سے بچا جائے۔ تو جان مال اور عزت محفوظ۔

عقل کا تحفظ:

اگر یہ سب چیزیں محفوظ ہوں لیکن عقل محفوظ نہ ہو تو پھر بھی مصیبت ہوتی ہے۔ تو شریعت نے کہا کہ جتنی چیزیں تمہاری عقل کو ماؤف کرتی ہیں، ساری کی ساری نشہ آور چیزیں تمہارے لیے حرام ہیں۔ چنانچہ شراب کو اس لیے حرام قرار دیا کہ بندہ اپنے ہوش میں نہیں رہتا۔ اور جب وہ ہوش میں نہیں تو وہ جانوروں کی طرح ہے۔ تو شریعت نے Make Sure (ضمانت) دی کہ ہر بندے کی جان، مال، عزت، عقل یہ محفوظ ہو۔ جب وہ محفوظ ہوگی تو پرسکون ہوگا، مگر اس کے ساتھ کچھ اور بھی چیزیں ہیں، کون سی؟

(۲) دین کی آزادی:

دوسرا پوائنٹ شریعت نے کہا کہ ہر بندے کو اپنے دین کے بارے میں آزادی ہے، اس میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ فرمایا:

﴿ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾

''دین میں جبر نہیں ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ نہیں کہ زبردستی لوگوں کو مسلمان بناؤ۔ یہ ہر بندے کی اپنی Choice ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے میرے پیارے حبیب ﷺ

﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾

''آپ ان پر تھانے دار مقرر نہیں ہیں''

تو مذہبی رواداری کہ تم اپنے دین پر عمل کرو۔ دوسروں کو خوش اخلاقی سے دعوت دو لیکن اگر کوئی نہیں آتا تو اسے اپنے دین پر رہنے کی پوری اجازت ہے۔

﴿أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوا مُؤْمِنِيْنَ﴾

''تو تم لوگوں پر زبردستی کرو گے کہ وہ سب مومن بن جائیں''

(۳) مساوات:

اس کے بعد تیسری چیز ہوتی ہے مساوات کہ سب انسان برابر ہیں۔ جہاں اونچ نیچ ہوتی ہے تو وہ پھر ہارٹ برننگ کا سبب بنتی ہے اور فتنہ فساد ہوتا ہے۔ تو شریعت نے کہا کہ دیکھو! سب گورے کالے عربی عجمی ایک ہیں۔

﴿إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳)

''ہم نے تمہیں مرد وعورت سے پیدا کیا اور تم میں خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تمہاری پہچان ہو سکے، بے شک تم میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے''

(۴) عصبیت:

اس کے بعد چوتھی چیز عصبیت ہے۔ یہ بھی کبھی جھگڑے، فساد کا ذریعہ بنتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ میں اس علاقے سے ہوں، میں اس قبیلے سے ہوں، میں فلاں ہوں، شریعت نے عصبیت کو اتنا ناپسند کیا کہ حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلٰی عَصَبِیَّۃٍ)) (ابوداود، رقم: ۴۴۵۶)

''جو عصبیت کی طرف بلائے وہ ہم میں سے ہی نہیں ہے''

گویا دین اسلام سے یہ خارج ہے۔

((وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ)) (ابوداود، رقم: ۴۴۵۶)

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت کی وجہ سے قتل کیا اور وہ بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی وجہ سے مارا گیا''

(۵) گروہ بندی:

اگلی چیز ہے گروہ بندی یہ بھی کبھی کبھی انسان کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑے فساد کا سبب بنتی ہے۔ شریعت نے حکم دیا:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾

''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اپنے اندر اختلاف پیدا نہ کرو''

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اگر حبشی بھی امیر بنا دیا جائے تو تم پر لازم ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو اور فرمایا کہ تم جماعت کے ساتھ جڑے رہو۔

﴿مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ﴾ (المستدرک علی الصحیحین، رقم: ۳۹۱)

''جو وہاں سے ہٹے گا وہ سیدھا جہنم میں جائے گا''

www.besturdubooks.wordpress.com

(۶) انصاف:

پھر ایک چیز ہوتی ہے انصاف۔ سچا انصاف۔ اگر انصاف ملے تو لوگ مطمئن ہوتے ہیں اور اگر انصاف نہ ملے تو لوگوں کے دلوں کے اندر کدورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ شریعت نے انصاف کو اتنا پسند کیا۔ فرمایا:

﴿اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی﴾

''انصاف اپناؤ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

''کفر سے تو حکومت چل سکتی ہے مگر ظلم سے حکومت نہیں چل سکتی''

تو ظلم سے شریعت نے منع کیا۔ سنیے! اس معاملے میں صرف ایک حدیث مبارکہ کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِيُعِيْنَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ)) (جامع الاحادیث، رقم:۲۰۰۲)

''جو بندہ کسی ظالم کے ساتھ چلتا کہ اس کو تقویت پہنچائے اور وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے، پس وہ دین اسلام سے خارج ہو گیا''

ظالم کا مددگار دین اسلام سے ہی خارج ہو گیا۔ شریعت نے انصاف کو اتنا پسند فرمایا۔ چنانچہ ان اصولوں کا اگر خیال رکھا جائے تو پورا معاشرہ اس قدر سکون اور محبت کا معاشرہ بن جاتا ہے کہ دنیا ہی میں جنت کے مزے آنے لگتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری اقوام کے ساتھ امن

دوسری Diamention (پہلو) یہ ہے کہ ملک کے اندر لوگ مطمئن رہنا چاہئے تھے مگر باہر سے دوسرے ممالک اور قومیں وہ سکون سے نہیں رہنے دیتیں۔ تو شریعت نے اس کی Guidance (رہنمائی) دی ہے۔

(۱) احترامِ انسانیت:

سب سے پہلی بات شریعت نے یہ کہی کہ دیکھو! تم اپنے اندر احترامِ انسانیت پیدا کرو۔ صرف یہ نہیں کہ مسلمان کا اکرام ہے بلکہ بحیثیت انسان بھی تم دوسرے کا احترام کرو! چنانچہ نبی علیہ السلام کے سامنے سے ایک جنازہ لے جایا گیا کسی نے کہا کہ اللہ کے محبوب ﷺ یہ یہودی ہے فرمایا:

((اَلَيْسَتْ نَفْسًا؟)) (المعجم الکبیر رقم: ۵۶۰۲)

کیا یہ انسانی جان نہیں ہے؟

تو معلوم ہوا کہ ایک انسان کی جان کا بھی اللہ کے حبیب ﷺ نے اکرام فرمایا۔

(۲) صلح پسندی:

دوسری چیز ہوتی ہے صلح پسندی، قرآن مجید میں روشنی دے دی کہ

﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾

"صلح ہمیشہ خیر کا باعث بنتی ہے"

تو مومن صلح پسند ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) درگزر

پھر تیسری چیز بتادی کہ تمہارے ساتھ کوئی زیادتی بھی کرے تو تم درگزر سے کام لو، برداشت کرلو

﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ (الشوریٰ:۴۰)

"اور برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے مگر جو درگزر کرے اور معاملے کو درست کردے تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے"

﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ﴾

(۴) مضبوط دفاع:

اور پھر یہ بھی کہا کہ اگر کوئی بالفرض تمہارے اوپر چڑھ دوڑتا ہے تو ایسے معاملے میں تم اس کے اوپر سینہ سپر ہو جاؤ۔ کیوں کہ کوئی تمہیں امن سے نہیں رہنے دیتا، یہ دفاع تمہارا بنیادی حق ہے۔ مگر اگر تم غالب آجاؤ تو تم اشتعال انگیز کام مت کرنا۔ اس جھگڑے میں بھی چند باتوں کا خیال رکھنا کہ بوڑھوں کو، بچوں کو، عورتوں کو، معذور لوگوں کو، تم قتل نہیں کرسکتے۔ جو گوشہ نشین راہب ہوں ان کو قتل نہیں کرسکتے۔ تم لوگوں کی عبادت گاہوں میں جا کر خون خرابہ نہیں کرسکتے، مقتول کا چہرہ نہیں بگاڑ سکتے، ان کے اعضا کو نہیں کاٹ سکتے، تو معلوم ہوا کہ شریعت دفاع کی حد تک اگرچہ اجازت دیتی ہے پھر بھی کہتی ہے کہ تمہارا معاملہ انسانوں والا ہونا چاہیے، جانوروں اور درندوں والا نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس کے لیے شریعت نے ایک نیا نکتہ دیا کہ سو،

www.besturdubooks.wordpress.com

سے آسان طریقہ ہے دوسروں کے دخل اندازی سے بچنے کا۔

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ (الانفال:٦٠)

کہ اپنے آپ کو دفاع کے اعتبار سے اتنا مضبوط کر لو کہ کوئی تمہاری طرف میلی آنکھ دیکھ ہی نہ سکے۔ چنانچہ قرآن مجید کا کیا یہ خوبصورت اصول ہے کہ زیادتی نہ کرو مگر اتنے بھی کمزور نہ ہو کہ لوگ تم پر چڑھ دوڑیں۔ لہٰذا تم اپنے آپ کو مضبوط رکھو۔ چنانچہ اگر ان دونوں چیزوں کا خیال رکھیں تو داخلی طور پر بھی امن رہتا ہے ملک میں اور خارجی طور پر بھی پھر امن ہو جاتا ہے۔

قیام امن اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینے میں

اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اصولوں کے ذریعے جزیرۂ عرب کے اندر امن کیسے قائم کر دیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جو زمانہ جاہلیت کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اس کو اسلام کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ کیسے درندہ صفت لوگ تھے جن لوگوں میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ایک بہت Dificult Assignment (مشکل کام) تھا۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مگر آپ شروع سے امن پسندی لے کر دنیا میں تشریف لائے۔

حلف الفضول کا معاہدہ:

چنانچہ شادی سے پہلے ایک "حلف الفضول" کے نام سے ایک امن معاہدہ ہوا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں خود شرکت فرمائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صبر کی انتہا:

ہاں جب آپ نے نبوت کا اظہار فرمایا تو قریش کہ جو آپ کو صادق اور امین کہتے تھے، امانتیں آپ کے پاس رکھواتے تھے، جو اپنے فیصلوں کے لیے آپ کو حکم بناتے تھے وہی دشمن بن گئے۔ اور انہوں نے تیرہ سال اللہ کے حبیب ﷺ کو تکالیف پہنچائیں۔ صبر کی انتہا دیکھیے کہ تیرہ سال کوئی Reaction (ردِ عمل) نہیں دکھایا۔ اگر چاہتے تو ری ایکشن دکھا سکتے تھے۔ تیرہ سال کی زندگی میں اللہ کے حبیب ﷺ نے ان تکالیف کو برداشت کیا، One Way (یک طرفہ) طور پر ہر تکلیف کو برداشت کیا اور فقط صبر کر کے دکھایا۔ اس میں سبق تھا ہمارے لیے کہ دیکھو! تمہارے لیے بھی کبھی ناگوار حالات آ سکتے ہیں اور تمہیں بھی اسی طرح اگر صبر کرنا پڑے۔ یہ تو اس صبر میں اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی۔ حتیٰ کہ اللہ کے حبیب ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مشرکین مکہ کے دلوں کا غیظ و غضب ٹھنڈا ہو جاتا کہ ایک بندہ شہر ہی چھوڑ کر چلا گیا، چار سو میل دور جا کر اس نے اپنے ٹھکانے بنا لیے۔ چلو بھئی! اس کی اپنی زندگی ہماری اپنی زندگی، مگر نہیں! ان کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔

مدینہ طیبہ میں معاہداتِ امن:

اللہ کے حبیب ﷺ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو وہاں آپ کو اختیار ملا کہ آپ کیا پالیسی بناتے ہیں۔ تو اللہ کے حبیب ﷺ نے جو Step (اقدامات) لیے۔ ذرا توجہ فرمائیے گا! کہ اس مجلس میں بہت پڑھے لکھے لوگ ہوں گے، بزنس مین ہوں گے Experience Personality (تجربہ کار شخصیات) ہوں گی، پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہوں گے، تو ذرا طالب علم بن کر سوچیے گا کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے آخر اس ٹاسک کو کیسے پورا کیا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱) مواخاتِ مدینہ:

پہلی بات، جب آپ مدینہ طیبہ پہنچے تو پہلا کام یہ کیا کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا، بھائی چارے کا ایسا تعلق جوڑا کہ تاریخ انسانیت بھائی بھائی بننے کی ایسی مثال کبھی پیش نہیں کر سکی۔

(۲) دیگر قبائل سے امن کے معاہدے:

پھر دوسرا قدم اللہ کے حبیب ﷺ نے لیا کہ جو اردگرد قبائل تھے ان کے ساتھ امن معاہدہ کیا کہ ہم آپس میں امن سے رہیں گے اور ظلم کے خلاف ہم ایک ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ اس دور کا بین الاقوامی معاہدہ تھا۔ حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے یہ معاہدہ لکھوایا:

«هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ» (السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۱۶۸۰۸)

کیا خوبصورت الفاظ ہیں! بتا دیا کہ ہدف کیا ہے؟ ہر معاہدے کی لائف کا ایک Objective (ہدف) ہوتا ہے۔ آپ کا ہدف تھا إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ

پھر فرمایا:

وَاِنَّ يَهُوْدَ بَنِيْ عَوْفٍ اُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ بَيْنَهُمْ نُصْحًا وَنَصِيْحَةً وَبِرًّا دُوْنَ اِثْمٍ وَاِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ

سارے کے سارے مظلوم کے معاون بنیں گے اور ہمارا یہ معاہدہ نیکی اور خیر کا معاہدہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) دور کے قبائل سے معاہدے:

پھر اللہ کے حبیب ﷺ نے ایک تیسرا اسٹیپ لیا اور Wide (وسیع) اپنے کام کو کیا کہ جو ذرا دور کے قبائل تھے ان کو بھی اس معاہدے میں شامل فرمایا۔ چنانچہ ہجرت کے پہلے سال ودان، مکہ مدینہ کے درمیان ایک علاقہ ہے، اس میں قبیلہ بنی حمزہ تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ سفر کر کے گئے اور ان کو Convince (قائل) کر کے ان کو بھی معاہدہ پر دستخط کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر ہجرت کے دوسرے سال کو بواط کے لوگوں کو شریک معاہدہ کیا، پھر بنو مدلج کے لوگ ان کو شریک معاہدہ کیا، تو گویا اللہ کے نبی ﷺ چاہتے تھے کہ سارے لوگ امن کے معاہدے پر جمع ہو جائیں اور پرسکون ہو کر اپنے رب کی عبادت کریں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دفاعی سٹریٹیجی

لیکن قریش مکہ کے غیظ وغضب کا حال عجیب تھا، وہ چاہتے تھے کہ یہ اپنی جگہ پر کیوں خوش ہیں؟ چنانچہ انہوں نے ان مسلمانوں کو مدینہ میں بھی چین سے نہیں رہنے دیا اور کئی جنگیں پیش آ گئیں، ان کا بہت ہی مختصر سا تذکرہ کرتے ہوئے، یہ عاجز اپنے نتیجے کی طرف آگے بڑھتا ہے۔

جنگِ بدر

سب سے پہلے تو بدر کے اندر پہلی جنگ ہوئی مگر وہ بھی قریش مکہ چل کر گئے۔ بدر مدینہ سے قریب ہے مسلمانوں کو اپنا دفاع کرنا پڑا۔ اللہ کی شان کہ ستر بندے کفار کے قتل ہوئے اور ستر بندے قید ہوئے۔ اب اگر جوشِ انتقام دکھانا ہوتا تو ان ستر قیدیوں کو قتل کر دیا جاتا۔ مگر نہیں اللہ کے حبیب ﷺ یہ جانتے تھے کہ اگر کرنا ایک چیز تو پاک

کرنا ہو تو وہ پیشاب سے پاک نہیں ہوتی، پانی سے پاک ہوتی ہے، پاک چیز سے پاک ہوتی ہے۔ آپ برائی کو جڑ سے ختم کرنا چاہتے ہیں، عداوت کو، دشمنی کو، نفرتوں کو تو آپ کو برائی کے بدلے اچھائی دکھانی پڑے گی، چنانچہ فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیا۔ جن کے پاس پیسے نہیں تھے ان کو کہا کہ چند مسلمانوں کو پڑھا دو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ تو کیا کوئی جنگی قیدیوں کو اس طرح آزاد کرتا ہے، مگر اس عفو ودرگزر میں بھی بڑی حکمت تھی۔

غزوۂ احد:

پھر اگلے سال ان قریش نے دوبارہ حملہ کیا۔ تین ہجری میں غزوۂ احد پیش آیا۔ اللہ کے حبیب ﷺ کو زخم بھی آئے۔ لوگوں نے بھی کہا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! ان کافروں کے لیے بددعا کیجیے! میرے آقا ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا وَلٰكِنْ بُعِثْتُ رَحْمَةً)) (صحیح مسلم، رقم: ۴۷۰۴)

''میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں رحمت بنا کر دنیا میں بھیجا گیا ہوں''

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ
وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

غزوۂ خندق:

پھر قریش نے ایک Third Attempt (تیسری کوشش) کی۔ غزوۂ خندق

کے نام سے مسلمان محصور ہو گئے۔ ایک مہینہ محاصرہ رہا اور اللہ کی شان کہ وہ لوگ تو کسی کنفرم کراؤنڈ کے اوپر تو آئے نہیں تھے، ان میں آپس میں اختلاف پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا﴾ (الاحزاب:25)

چنانچہ وہ واپس آگئے اب Basicaly (بنیادی طور پر) اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو تھکا دیا تھا۔ وہ لوگ اب مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے مجتمع نہیں تھے، چنانچہ واپس آگئے۔

صلح حدیبیہ...... فتح مبین:

اللہ کے حبیب ﷺ نے اس سال خواب دیکھا کہ میں عمرہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے عمرہ کا ارادہ فرمالیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ حدیبیہ مکہ کے قریب ایک جگہ ہے، وہاں پہنچ کر قریش نے ایک بندہ بھیجا کہ جی ہم تو آپ سے لڑیں گے، ہم تو آپ کو نہیں آنے دیں گے۔ انہیں بتایا کہ بھئی! جانور ہمارے ساتھ ہیں، ہم عبادت کی نیت سے آرہے ہیں، ہمیں عبادت کرنے دو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اب نبی علیہ السلام نے محسوس فرمالیا کہ اب یہ لڑنے کی حالت میں تو نہیں تھک گئے ہیں۔ تو آپ نے کہا کہ یہ بہترین موقع ہے ان کو کسی معاہدے کے اوپر پابند کر دیا جائے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم ہمارے ساتھ دس سال جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لو۔ وہ بھی تھکے ہوئے تھے، کہنے لگے: اچھا ہم تیار ہیں۔

اب انہوں نے اپنے نمائندے بھیجے، نمائندوں نے عجیب و غریب شرطیں رکھیں کہ مسلمان اگر کافر ہو گا تو ہم اس کو واپس نہیں کریں گے، کافر مسلمان ہو گا تو مسلمان

اسے ہمیں واپس کریں گے۔ کیسی عجیب شرط ہے! بھئی! نظر آتا ہے کہ برابری کی بنیاد پہ تو معاہدہ ہوا ہی نہیں رہا۔ دوسری بات یہ کہ مسلمان اس سال عمرہ نہیں کریں گے واپس چلے جائیں گے اگلے سال بیشک آکر عمرہ کرلیں۔

اور تیسری شرط جو قبیلہ جس کے ساتھ معاہدہ کرکے رہنا چاہے گا اس کو اجازت ہوگی۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے یہ صلح نامہ کرلیا، اس کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔ اور رب کریم نے اس کو فَتْحًا مُّبِيْنًا فرمایا۔ ظاہر میں کیا نظر آتا ہے کہ دب گئے ہیں، لیکن قیادت کو اللہ کے حبیب ﷺ نے ایک Message پیغام دیا کہ دیکھو! آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھ کر ٹھنڈے دلوں دماغ سے فیصلے کرنا یہ اچھی لیڈرشپ کی روایت ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے صلح کرلی، پھر واپس تشریف لے آئے اور دین کی دعوت کا کام شروع ہوا۔

عجیب قوت تعمیر تھی انہیں خس و خاشاک میں
آندھیاں چلتی رہیں اور آشیاں بنتے رہے

نبی علیہ السلام کی Attacking (حملہ) سٹریٹجی

فتح مکہ کی پرامن حکمت عملی:

دعوت بھی چلتی رہی، دین بھی پھیلتا رہا، حتی کہ دو سال نہیں گزرے تھے کہ قریش مکہ نے صلح کی خلاف ورزی کی۔ ایک قبیلے کا ناجائز ساتھ دیا۔ وہ مسلمان جو غزوہ خندق میں تین ہزار تھے، ان دو سالوں میں یہ پیغام اتنا Wide Spread (پھیل) چکا تھا کہ اب وہ دس ہزار بن چکے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اب Step

www.besturdubooks.wordpress.com

(قدم) لیا کر دیکھو! اب انہوں نے جان بوجھ کر خرابی کی ہے تو آپ ﷺ دس ہزار صحابہ کو لے کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ اب کافروں میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ جنگ کر سکیں۔ تو اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کو دیکھیے کس طرح Cool Down ٹھنڈا کیا۔ کیوں کہ اگر دوسرے بندے کو کمزور دیکھ کر انتقام لے بھی لیا جائے تو اگرچہ وہ کچھ نہیں کر سکتا لیکن اس کی Heart Burning (دل کی آگ) تو رہتی ہے۔ تو آج نہیں تو کل ابھاری ایکشن شو کرے گا، لیکن اللہ کے حبیب ﷺ اس کو تو ختم ہی کروانا چاہتے تھے۔

چنانچہ دیکھیے! جب وہاں تشریف لے گئے تو اس وقت مسلمان فاتح بن کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اب قریش مکہ پریشان تھے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ وہ سمجھتے تھے کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے گا، عزتیں لوٹ لی جائیں گی، مگر اللہ کے حبیب ﷺ نے ایسا کچھ بھی نہیں فرمایا۔ ذرا دیکھیے! کہ داخل ہونے سے پہلے اللہ کے حبیب ﷺ نے فرما دیا کہ جو آدمی گھر کے اندر بیٹھا رہے گا اس کو معافی، جو خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کو معافی، جو دار ابو سفیان میں داخل ہو جائے اس کو بھی معافی، دار حکیم بن حزام میں داخل ہو جائے اس کو بھی معافی۔ جو اپنے ہتھیار پھینک دے اس کو بھی معافی۔ جو زخمی ہوگا اسے ہم قتل نہیں کریں گے، اگر کوئی بھاگے گا تو ہم اس کا تعاقب نہیں کریں گے اور کوئی اسیر ہوگا تو ہم اس کو قتل نہیں کریں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ خون نہیں بہانا چاہتے تھے بلکہ چاہتے تھے کہ وہ لوگ صلح کے ساتھ اب ہمارے ساتھ رہیں، مل کر رہنے لگ جائیں۔ وہ اپنی زندگی گزاریں، ہم اپنے دین پر زندگی گزاریں اور ایسا ہی ہوا۔

دلوں کی فتح:

چنانچہ اگلے دن عرب کے بڑے بڑے سردار آئے معافی مانگنے کے لیے،

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوجہل کا نوجوان بیٹا عکرمہ آیا، کتنا اچھا موقعہ تھا اس سے بدلہ لینے کا۔ کسی نے آ کر کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ! عکرمہ آیا ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: اے مہاجر سوار! تیرا آنا مبارک۔

پھر اس کے بعد ہبار بن اسود آیا۔ یہ وہ تھا جس نے آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بہت زیادہ تکلیف پہنچائی تھی اور اسی زخم کے اندر بالآخر ان کی وفات ہوئی تھی۔ بیٹی کے قاتل کو دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آتا ہے مگر اللہ کے حبیب ﷺ نے اس کو بھی معاف فرما دیا۔

پھر ہندہ آئی جو آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قاتلہ تھی، ان کا سینہ کھولا، دل نکالا اور اس نے چبایا تھا۔ اس نے معافی مانگی، اللہ کے حبیب ﷺ نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ وحشی آیا اس کو بھی اللہ کے حبیب ﷺ نے معاف کر دیا۔

ایک مکہ مکرمہ کا اسلحہ ڈیلر تھا، اس کا نام تھا صفوان بن امیہ۔ یہ نبی علیہ السلام کو شہید کروانے کی ایک Attempt (کوشش) بھی کر چکا تھا اور سازشوں میں بھی شریک تھا۔ جب مکہ فتح ہونے لگا تھا تو یہ بھاگ گیا تھا۔ تو اس کے ایک ساتھی نے کہا: جی! اس کو معاف کر دیں۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: اچھا میں نے اس کو معاف کر دیا۔ اس نے کہا کہ جی میں اگر اس کو جا کر بتاؤں گا تو میرے پاس کیا پروف ہے؟ حیران ہوتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنا عمامہ اتار کر دیا کہ یہ اس کو ثبوت کے طور پہ پیش کر دینا۔

پھر دیکھیے! ایک شخص تھے عثمان، ان کے پاس بیت اللہ کی چابی تھی۔ نبی ﷺ ہجرت فرما کر جانے لگے تو آپ نے اسے فرمایا کہ بیت اللہ کھولو! میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے گھر میں داخل ہو کر عبادت کروں۔ تو اس نے منع کر دی تھی آپ ﷺ فرمایا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عثمان ایک وقت آئے گا کہ جس پوزیشن پر تم کھڑے ہو اس پر میں ہوں گا اور جس پر میں ہوں اس پر تم کھڑے ہو گے۔ آپ ﷺ نے اس کو بلوایا، چابی لی، دروازہ کھلوایا، عبادت کی، جب باہر نکلے صحابہ Expect (توقع) کر رہے تھے کہ اب یہ چابی ہمیں مل جائے گی۔ اللہ کے نبی ﷺ نے عثمان کو بلایا، عثمان! اس وقت کو یاد کرو جب میں نے تمہیں یہ Words (الفاظ) دیے تھے۔ میرے اللہ نے وعدہ سچ کر دکھایا، آج کنجی میرے ہاتھ میں ہے اور تمہارے ہاتھ خالی ہیں مگر عثمان جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا میں تمہارے ساتھ وہ نہیں کروں گا۔ میں یہ چابی تمہیں دیتا ہوں، یہ قیامت تک تمہاری نسل میں رہے گی۔ عثمان اسلام قبول کر لیتا ہے، اللہ کے حبیب ﷺ نے عفو و درگزر کے ذریعے ان کے دل جیتے تھے، ان کو Win over (فتح) فرمایا اللہ کے حبیب ﷺ نے۔ آج Crisis Management سیکھنی ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی سیرت سے آ کر سیکھیں کہ ایسے دشمنوں کے ساتھ ایسا اخلاق کا برتاؤ۔

پھر ایک مزے کی بات، جب مسلمان ہجرت کر کے گئے تھے، ان کے گھر ان کی جائیدادوں پر کافروں نے قبضہ کر لیا تھا۔ آج مسلمان فاتح بن کر کھڑے تھے، ایک صحابی نے پوچھا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! کیا ہم ان سے اپنی جائیدادیں واپس لے سکتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم جس چیز کو اللہ کی خاطر چھوڑ چکے ہو اس کو لینے کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ کیوں؟! اگر لے لیتے تو وہ اندر آگ جلتی رہ جاتی وہ بجھ نہیں سکتی، ایثار، عفو و درگزر یہ وہ راستہ ہے جس سے دشمن بھی انسان کے دوست بن جایا کرتے ہیں اور نبی علیہ السلام نے اسی کو اپنایا۔ ع

جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

چنانچہ مکہ مکرمہ کے لوگ اب سب اپنے دلوں سے اس نفرت کو نکال چکے تھے،

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمان ہو چکے تھے، بہت سارے جو نہیں ہوئے تھے ان کے دل میں کم از کم آگ بجھ گئی تھی۔

اہلِ حنین وطائف کی فتح:

اس کے بعد غزوہ حنین پیش آیا اللہ کے نبی ﷺ کے ہاتھ میں چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں چھ ہزار قیدی آئے۔ لیکن اگلے دن ان کے چھ سردار آئے، کہنے لگے کہ جی بڑی غلطی ہوگئی پلیز معاف کر دیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اچھا یہ معاملہ میرے اکیلے کا نہیں ہے، مجھے اپنے لوگوں کو Confedence (اعتماد) میں لینا ہے۔ لہٰذا کل فجر کے بعد تم آ کر اعلان کرنا۔ اب دیکھیے! مینجمنٹ کی کیا خوبصورتی ہے! اکیلے فیصلہ کر دیتے تو ممکن ہے صحابہ کو فوراً اس کو ڈائجسٹ (ہضم) کرنا مشکل ہو جاتا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے کتنا خوبصورت آئیڈیا دیا، اگلے دن فجر کے بعد آئے اور چھ سرداروں نے آ کر معافی مانگی: جی بڑی غلطی ہوگئی پلیز پلیز معاف کر دیں۔ نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیے؟ اے اللہ کے نبی ﷺ! جو آپ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا، سارا مالِ غنیمت ان کو واپس کر دیا۔ اس سے کیا ہوا کہ مکہ طائف حنین اور ان جگہوں کے جتنے مشرکین تھے سب کے دلوں کی آگ بجھ چکی تھی۔ اب ان کے دلوں میں نفرتوں کی جگہ محبتیں آ چکی تھیں، ہمیشہ کے لیے اس مسئلے کو حل کر دیا مگر یہ تو ایک فرنٹ تھا، اس کے علاوہ بھی تو امن خراب کرنے والے لوگ تھے۔

دوسرا فرنٹ...... یہود:

ایک سیکنڈ فرنٹ تھا، اس کو کہتے ہیں یہود کا فرنٹ۔ کچھ قبیلے تھے جو مدینہ طیبہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بستے تھے اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ ان میں ایک قبیلے نے جب مسلمان بدر کے لیے گئے ایک مسلمان عورت کو سر بازار برہنہ کر کے بے عزت کیا۔ اللہ کے نبی ﷺ جب واپس لوٹے تو آپ نے ان سے کہا کہ ہم تمہیں اس کی سزا میں اتنا کہتے ہیں کہ تم یہاں سے جاؤ چنانچہ وہ وہاں سے جا کر قبیلہ بنو کینقاع خیبر میں آباد ہو گئے۔ پھر بنو نضیر کے لوگوں نے نبی علیہ السلام کو ایک دیوار کے پیچھے بٹھا کر اوپر سے پتھر گرا کر شہید کرنے کا Plane (منصوبہ) بنایا۔ اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ نے بتا دیا اب جب سارہ منصوبہ ظاہر ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا اب تمہاری سزا یہ ہے کہ اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔ وہ بھی خیبر چلے گئے۔

غزوہ خیبر میں بنو قریظہ نے مشرکین کا ساتھ دیا۔ نبی علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم تم سے اب اس کا کیا بدلہ لیں؟ تم خود بتاؤ! تمہاری Choice (خواہش) کیا ہے؟ ان کے ایک صحابی تھے سعد بن معاذ ان ﷺ۔ ان کے ساتھ ذرا کاروباری تعلق تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے لیے نرم گوشہ رکھتے ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ جی یہ جو فیصلہ کر دیں۔ انہوں نے تورات کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ مجھے حکم بنا دیتے تو میں ان سب کو معاف فرما دیتا۔

تو اس طرح یہود مدینہ سے تو چلے گئے مگر خیبر جا کر بھی انہوں نے پھر مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ خیبر کی طرف تشریف لے گئے۔ خیبر فتح ہوا۔ کچھ دن وہاں رہے۔ نبی علیہ السلام نے اہل خیبر اہل فدق، وادی قریٰ، اہل تیمہ ان سب کے ساتھ پھر امن کا معاہدہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ جانتے تھے کہ خیبر کے لوگوں کو مطمئن تو کرنا ہی ہے تاکہ یہ دوبارہ مسلمانوں کے خلاف صف آرا نہ ہوں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ان کے بادشاہ کی جو بیٹی تھی صفیہ ان کو اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

نکاح میں لے کر ان سے رشتے داری قائم کر دی۔ اس کے بعد یہود نے مسلمانوں کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں کبھی کوئی حرکت نہیں کی۔ یوں اس مسئلے کو بھی حل کر دیا۔

تیسرا فرنٹ......نصاریٰ:

اب تیسرا فرنٹ تھا نصاریٰ کا۔ کیونکہ وہ تو اس وقت کی سپر پاور تھے۔ قیصر اور نجران اور اس قسم کے علاقے جہاں ان کے حکومتیں بھی تھیں۔ نبی علیہ السلام کو پتہ چلا کہ ہمارے خلاف جنگ کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ تو شام کے علاقے موتہ میں نصاریٰ کے ساتھ جنگ ہوئی اور اس کی عجیب تفصیلات ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہاں پر فتح عطا فرمائی اور نصاریٰ وہاں سے بھاگ گئے۔ نصاریٰ کی تعداد ایک لاکھ تھی اور مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ پھر کچھ عرصہ بعد پتہ چلا کہ قیصر کی لاکھوں فوج لے کر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لیے تیاری فرمائی اور یہ پہلا موقع تھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف کہا کہ بھئی! تم اس کے لیے چندہ جمع کراؤ تا کہ لوگ سفر کر کے جا سکیں۔ لمبا سفر تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر اللہ کے راستے میں مال قربان کرنے کی مثالیں قائم کر دیں۔ یہی موقع ہے جس کے لیے علامہ اقبال نے اشعار کہے۔ ذرا سنیے کہ صحابہ نے کس جذبے سے اپنے مال کو پیش کیا:

ایک دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے کہا
دے مال راہِ حق میں جو ہو تم میں مال دار
ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمر اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار

www.besturdubooks.wordpress.com

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیق سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

لائے غرض کہ مال رسولِ امین کے پاس
ایثار کی ہے دست مگر ابتدائے کار

پوچھا حضورِ سرورِ عالم نے اے عمرؓ!
اے وہ کہ جوشِ حق سے تیرے دل کو ہے قرار

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضاء پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس کا چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

بولے حضور چاہیے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ دید
ہے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

www.besturdubooks.wordpress.com

کیسے عظیم انسانوں کی جماعت تیار کر دی اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے۔ چنانچہ مسلمان گئے، اللہ کی شان کہ نصاریٰ مقابلے میں نہیں آئے اور مسلمانوں نے وہاں بھی امن معاہدے کیے اور بالآخر واپس آ گئے۔ وہاں نبی علیہ السلام نے ایلہ کا ایک حاکم تھا، اس سے معاہدہ کیا، جندل کا جو بادشاہ تھا وہ گرفتار ہوا، نبی علیہ السلام نے آزاد کر دیا، اس سے پھر معاہدہ ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ ہر جگہ اپنے مقصد کو پورا کرتے تھے کہ لوگ Agree (مان) کر جائیں کہ ہم نے امن اور سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے۔ نصاریٰ کا بھی یہ معاملہ حل ہو گیا۔ یہ تین بڑے فرنٹ تھے جن پر اللہ کے حبیب ﷺ نے کام کیا اور لوگوں کو امن و سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنے پر Convince (قائل) کر لیا۔

چوتھا فرنٹ......منافقین:

ایک چوتھا فرنٹ بھی تھا۔ وہ کیا کہ مدینہ طیبہ میں کچھ مشرکین ایسے تھے کہ جب مسلمان آئے تو وہ اوپر اوپر سے مسلمان بن گئے حالانکہ وہ دل سے مسلمان نہیں تھے، ان کو منافقین کہتے ہیں۔ وہ ہر موقع پر چھوٹ پھوٹ کچھ مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔ اب یہ ایک عجیب پوائنٹ ہے، سمجھنے والا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو ان کے نام بھی بتلا دیے تھے۔ اللہ کے حبیب ﷺ کی وسعت ظرفی دیکھیے کہ ناموں کا پتہ ہر وقت آنا جانا اٹھنا ملنا بیٹھنا، مگر اللہ کے حبیب ﷺ ان کے ساتھ غصے کا اظہار نہیں فرمایا۔ ان کی منافقت کو بھی برداشت فرما لیا۔ اس کو کہتے ہیں (ٹریک نمبر چار ٹائم ۰۰:۵:۵) پتہ تھا یہ منافق ہیں۔ حتیٰ کہ ان منافقین نے نبی علیہ السلام کے اہل خانہ پر بہتان لگایا، اس سے بڑی تو اور کوئی بات تو نہیں ہو سکتی۔ مگر اللہ کے نبی ﷺ نے ان سے کوئی Revenge (انتقام) نہیں لیا۔ جب ان کا سردار رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی

www.besturdubooks.wordpress.com

مر گیا تو اللہ کے حبیب ﷺ نے اس کے بیٹے کی فرمائش پر اپنا جبہ اس کے لیے دیا، نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! منافق کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: میں جنازہ پڑھاؤں گا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا، تو Effect (اثر) کیا ہوا! اس کے Followers (ماننے والوں) میں سے ایک ہزار بندوں نے اسلام قبول کر لیا۔ تو نبی علیہ السلام نے دیکھو! منافقین سے اس طرح عفو و درگزر کا معاملہ کرتے ہوئے بالآخر ان کو بھی اسلام کے دامن میں جگہ عطا فرما دی۔

تو چار قسم کے طبقے تھے، چاروں کے ساتھ اللہ کے نبی ﷺ نے اتنی خوبصورتی کے ساتھ معاملہ کیا کہ سب امن سلامتی کی زندگی گزارنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام کی زندگی میں پھر کبھی ایسی جنگ کا معاملہ پیش نہیں آیا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری پیغام... امن کا پیغام:

چنانچہ نبی علیہ السلام دس ہجری میں حج کرنے آئے۔ اب Objective Achieve (مقصد حاصل) ہو چکا تھا۔ دین حاصل کر لیا تھا۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے مکہ مکرمہ میں امن والے شہر میں، امن کے مہینے میں، امن کا عالمی پیغام انسانوں کو دیا۔ پہلے پوچھا کہ تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ کون سا مہینہ ہے؟ کون سا دن ہے؟ پھر رحمت والے نے فرمایا:

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ
يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا

(سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۴۶)

بے شک تمہارے خون اور اموال اور جانیں دوسرے کے لیے حرام ہیں جیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ یہ دن یہ شہر اور یہ مہینہ حرمت والا ہے"

امن کا عالمی پیغام دیا۔ آج لوگ دنیا میں بڑے کام کرتے ہیں مگر جب جاتے ہیں تو کہنے والے کہتے ہیں کہ جی کام مکمل نہ کر سکے، زندگی نے ساتھ نہ دیا۔ معلوم ہوا کہ ہر بندے کی زندگی ادھوری۔ تاریخ انسانیت پڑھ کر دیکھ لیجیے! ایک شخصیت ایسی ہے جس نے کامل زندگی گزاری، ایک لاکھ سے زیادہ انسان سامنے ہیں، رات کے اندھیرے میں نہیں اللہ کے نبی ﷺ دن کی روشنی میں ان سے پوچھتے ہیں کہ میں جو پیغام پہنچانے کے لیے آیا تھا کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ سب نے ہاتھ اٹھا کر تصدیق کی کہ پہنچا دیا۔ آپ نے انگلی کا اشارہ کر کے کہا:

((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ)) (صحیح مسلم، رقم: ۲۱۳۷)

"اللہ گواہ رہنا"

جو مقصد لے کر میں آیا تھا، اس مقصد کو دنیا میں Achieve (پورا) کر دیا۔

یہ امن سلامتی کے پیامبر تھے۔ جنہوں نے حجۃ الوداع میں امن وسلامتی کا فائنل پیغام دیا اور پھر اس کے بعد اللہ کے حبیب ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔

رشتے داری برائے امن:

اب ذرا دو باتیں آپ سرسری کے طور پر سن لیجیے! پہلی بات کہ اللہ کے نبی ﷺ نے قبائل کے جو ری ایکشن تھے ان کو ختم کرنے کے لیے بہت سارے قبائل کے ساتھ اپنا خاندانی رشتہ بھی جوڑا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب آپ ﷺ نے نکاح فرمایا تو مہاجرین کے ساتھ بہت محبت بڑھ گئی۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا تو ابو سفیان اس کے بعد کبھی مسلمانوں کے ساتھ صف آرا نہ ہوا۔ جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا تو بنی مصطلق کے کذاب ڈاکو تھے وہ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمانوں کے ساتھ نہیں لڑے۔ میمونہ ﷺ سے نکاح فرمایا تو ان کے جو بھائی نجد کے سردار تھے وہ کبھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ آرا نہیں ہوئے۔ صفیہ ﷺ سے نکاح فرمایا تو یہود اس کے بعد مسلمانوں سے نہیں لڑے۔ تو یہ بھی ایک پہلو ہے سیرت کا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس طرح رشتے ناطے جوڑ کر ان کے دلوں کے غیظ و غضب کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔

امن کے عالمی پیامبر:

اب ذرا سوچیے کہ اتنے تھوڑے وقت میں اتنے تھوڑے Resources (وسائل) کے ساتھ اتنا بڑا ٹارگٹ Achieve (حاصل) کر لینا یہ صرف ہمارے آقا ﷺ کی شان ہے۔ آج دنیا بہت نقصان کر بیٹھی ہے اور ان کو ذرا بھی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ذرا سنیے! تاکہ بات کھل جائے۔ دنیا میں انقلاب آتے ہیں مگر انسان مولی گاجر کی طرح کترے جاتے ہیں۔ یہ تاریخی حقائق ہیں یہ عاجز عرض کر رہا ہے۔

- فرانس میں جب جمہوری انقلاب آیا، چھبیس لاکھ انسان قتل ہوئے۔
- روس کے اندر کمیونزم کا انقلاب آیا، ایک کروڑ انسان قتل ہوئے۔
- 1914ء کی جنگ عظیم میں تہتر لاکھ انسان قتل ہوئے۔
- دوسری جنگِ عظیم میں ایک کروڑ چھ لاکھ انسان قتل ہوئے۔
- 1857ء کی جنگ آزادی میں ایک کروڑ انسان قتل ہوئے۔
- 1955ء کوریا کی جنگ میں پندرہ لاکھ انسان قتل ہوئے۔
- 1979ء میں رشیا افغان جنگ میں دس لاکھ انسان قتل ہوئے۔
- 1990ء کی گلف وار میں ایک لاکھ انسان قتل ہوئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ایران عراق جنگ میں ابھی کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے چار لاکھ انسان قتل ہوئے۔ اتنے لوگ قتل ہو گئے مگر لوگ اپنا ٹارگٹ حاصل نہ کر سکے۔ آپ حیران ہوں گے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی پوری زندگی میں جتنے غزوات ہوئے ان میں مسلمانوں اور کافروں کے ملا کر کل ایک ہزار بندے کام آئے۔ اتنے تھوڑے نقصان پر میرے آقا ﷺ نے پوری دنیا کے اندر امن قائم کر دیا ۔

میرا قائد ہے وہ صلح امن پیغام تھا جس کا
محمد نام تھا جس کا محبت کام تھا جس کا
وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کر دی
گل آغاز تھی جس کی چمن انجام تھا جس کا

اللہ رب العزت ہمیں اس آقا ﷺ کی ان پیاری پیاری تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ گھروں میں امن ہو، محلوں میں، شہروں میں، ملک میں ہم جہاں جائیں امن کے پیامبر بن کر زندگی گزاریں کہ آقا ﷺ نے فرمایا:

میرا پیغام ہے محبت جہاں تک پہنچے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾

(الملک: ۲)

زینتِ اعمال

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 26 اپریل 2010ء مطابق جمادی الاولی ۱۴۳۱ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

وقت: بعد نماز عشاء موقع: علما اور طلبا سے خطاب

www.besturdubooks.wordpress.com

زینتِ اعمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک:۲)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

کوالٹی مطلوب ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک:۲)

”اس نے موت و حیات کو پیدا کیا کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔“

اللہ رب العزت نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا تا کہ وہ یہ جان سکے کہ ہم میں سے کون اچھے اعمال کرتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اَيُّكُمْ اَكْثَرُ عَمَلًا نہیں فرمایا کہ تم میں سے کون زیادہ عمل کرتا ہے بلکہ فرمایا:

﴿اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾

تو ہر چیز کی ایک مقدار ہوتی ہے اور ایک اس کی کیفیت ہوتی ہے، ایک کمیت دوسرا کیفیت۔ انگریزی میں ایک کو کہتے کوانٹٹی Quantity (مقدار) اور دوسرے کو کہتے ہیں کوالٹی Quality (معیار)، تو گویا اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں کہ ہم یہ آزمانا چاہتے ہیں کہ تم میں سے کوالٹی والے عمل کون کرتا ہے۔

اعمال کا کوالٹی کنٹرول:

آج دیکھیں سائنس کا زمانہ ہے، ہر چیز میں کوالٹی دیکھتے ہیں۔ کپڑوں میں کوالٹی، چیزوں میں اچھی کوالٹی، میٹریل میں اچھی کوالٹی، بلکہ جس انڈسٹری کی کوالٹی اچھی ہو لوگ چیزیں بھی اسی کی خریدتے ہیں۔ اور کارخانوں والے مشینیں بھی ایسی لگاتے ہیں جو بہترین کوالٹی کی چیز بناتی ہو۔ اس وقت تمام ترقی یافتہ ممالک میں مادی اعتبار سے ان کے مختلف شعبوں میں کوالٹی کنٹرول ڈیپارٹمنٹ بن گئے ہیں۔ جو چیک کرتے رہتے ہیں کہ چیز کی کوالٹی ٹھیک رہے۔ آپ سوچیں جب ہم انسان ہو کر ہر چیز میں کوالٹی کو چاہتے ہیں تو اللہ رب العزت تو مالک الملک ہے، وہ بھی بندے کے اعمال کی کوالٹی کو مانگتے ہیں کہ بندے! عمل کرو تو خالص میرے لیے، ذرا بھی اس میں کسی چیز کی ملاوٹ نہ ہو۔ آج انسان خالص چیز کو زیادہ قیمت دے کر خریدتا ہے، اللہ بھی اخلاص والے عمل کو زیادہ اجر دے کر لیتے ہیں۔

اعمال کے دو درجے:

تو ہم اپنے جو اعمال کرتے ہیں ان کے دو درجے ہیں:

پہلا درجہ کہ ہم عمل کرنے والے بن جائیں۔ مثلاً نماز پڑھنے والے بن جائیں۔

اور دوسرا درجہ کہ وہ نماز اس قابل ہو کہ نماز کہلائے۔ اس میں خشوع وخضوع ہو، تعدیل ارکان ہو، انسان ڈوب کر نماز پڑھے، تسلی کے ساتھ رکعتیں پڑھے، اس کو کوالٹی کہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے مشائخ ہر عمل میں اس کی کوالٹی کو Achieve (حاصل) کرتے تھے۔

جب کہ ہم اس میں ہی پھنسے ہوئے ہیں کہ ہم کبھی عمل کر پاتے ہیں کبھی نہیں کر پاتے۔ چنانچہ اکثر سالکین کہتے ہیں کہ جی ہم مراقبہ ہی نہیں کر پاتے، معمولات ہی نہیں کر پاتے۔ اب ہم ہوئے نہ ہوئے کہ منزل میں پھنسے ہوئے ہیں اور ہم سے مطالبہ تو اگلی منزل کا ہو رہا ہے کہ تم نے جو کرنا بھی ہے تو وہ تم نے کسی کوالٹی کا کام کرنا ہے، یکسو ہو کر تم نے مراقبہ کرنا ہے۔ آپ سوچیے کہ ہم ابھی پہلے Step (درجہ) پر پھر رہے ہیں۔ ہمیں تو ایک دوسرا قدم اور آگے بڑھانا ہے ان اعمال کی کوالٹی کو Improve کرنا ہے۔

زینت کی سات باتیں:

چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن کے احسانات اس امت پر بہت ہیں۔ ان کا ایک قول ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے امت پر احسان کیا کہ اس میں ہم جیسے عام آدمیوں کو بات کھرے کھرے لفظوں میں سمجھا دی۔ چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ چند چیزوں کی زینت چند چیزوں میں ہے۔

زینت کہتے ہیں کوالٹی کو، خوبصورتی کو، اچھائی کو۔ مثال کے طور پر ایک آدمی نے فرنیچر بنایا مگر خالی لکڑی کا فرنیچر اتنا اچھا نہیں لگتا۔ وہ پھر اس کے اوپر وارنش کرتا ہے۔ وارنش کر کے رنگ تو ہو گیا خوبصورت پھر بھی نہیں لگتا۔ پھر وہ اس کے اوپر ایک پلکر چڑھاتا ہے۔ وہ پلکر ایسا پانی ہے جب وہ پھیر دیں تو وہ ایسے چمکتا ہے جیسے گلاس چمکتا ہے، اسی طرح وہ پالش چمکنے لگ جاتی ہے۔ وہ جو پلکر چڑھاتا ہے اس کو زینت کہتے ہیں کہ فرنیچر کے اوپر زینت آ گئی۔ تو یوں سمجھیں کہ چند چیزوں کی زینت چند چیزوں میں ہے یعنی اگر وہ چند چیزیں ہم اپنائیں گے تو وہ چیزیں چمکنے لگ جائیں گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

Glow (چمکنے) کرنے لگ جائیں گی، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اور خوبصورت ہو جائیں گی۔ ان کی کوالٹی امپروو ہو جائے گی۔

اس لیے آج جس گھر میں شادی ہوتی ہے وہ فرنیچر دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم اس شہر سے بنوائیں یا اس شہر سے۔ اور جن کو مال پیسہ زیادہ ملا وہ سوچتے ہیں کہ ہم اس ملک سے بنوائیں یا اس ملک سے، وہ ملکوں کی بات کرتے ہیں۔ کیونکہ مختلف ملکوں میں فرنیچر بنانے کی کوالٹی بھی برانڈ ہے۔ تو ہم نے دیکھا کہ لوگ بیرون ملک سے فرنیچر بنواتے ہیں۔ اس کے اوپر ایسی وارنش ہوتی ہے ایسی پالش چڑھی ہوتی ہے کہ فرنیچر کو دیکھتے ہی انسان حیران ہوتا ہے کہ کیا شیشے کا فرنیچر بنا دیا۔ تو ہم اپنے اعمال کو اگر اللہ رب العزت کی نظر میں خوبصورت کرنا چاہتے ہیں اچھا اور بہتر کرنا چاہتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اعمال اللہ کو پسند آ جائیں تو ہمیں اپنے اعمال میں یہ خوبیاں پیدا کرنی پڑیں گی۔ سات باتیں انہوں نے فرمائیں مگر پورے دین کا نچوڑ اکٹھا کر کے رکھ دیا۔

① نعمت کی زینت شکر میں ہے

سب سے پہلی بات انہوں نے فرمایا کہ نعمت کی زینت شکر میں ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نعمت تو ہم سب کو عطا کرتے ہیں۔ وہ رحمٰن ہے اپنے اور پرائے ہر ایک کو نعمتیں دیتا ہے۔ وہ نیکوکار کو بھی نعمتیں دیتا ہے وہ بدکار کو بھی نعمتیں دیتا ہے، وہ وفادار کو بھی نعمتیں دیتا ہے، وہ غدار کو بھی نعمتیں دیتا ہے، وہ ایسا رحمٰن ہے۔ مگر جو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے وہ اللہ کو مقبول ہوتا ہے۔ جو اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرے، وہ اللہ کا مقبول بندہ ہے۔ آج نعمت ملتی ہے تو ہمیں شکر یاد نہیں ہوتا، جب چھن جاتی ہے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر شکر یاد آتا ہے۔ اس لیے نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے نعمتوں کے چھن جانے کا انتظار نہ کریں۔

اس کی مثال سنیں: ایک نوجوان نوکری چاہتا ہے، انٹرویو دینے گیا، اب اسے نوکری نہیں ملی تو جب باہر نکلنے پر لوگ پوچھیں گے کہ کیا ہوا؟ کہے گا: جی اللہ مرضی۔ یہی نوجوان دوسری جگہ انٹرویو دینے گیا، نوکری مل گئی، باہر نکلتے ہی لوگوں نے پوچھا کہ کیا بنا؟ تو کہے گا جی انہوں نے یہ پوچھا، میں نے یہ جواب دیا، اس نے یہ کہا تو میں نے یوں کہا۔ اب خدا یاد نہیں آ رہا، اب میں، میں نے یہ جواب دیا، میں نے یوں کہا، میں نے یہ کیا۔ دیکھا! نعمت ملی تو اب میں آ گئی۔ جب چھن گئی تھی، اب خدا یاد آیا کہ یہ اللہ کی مرضی۔ جب نوکری ملی تو پھر بھی تو اللہ کی مرضی تھی دیکھو یہ انسان کی فطرت ہے۔ اسی لیے انگریزی میں ایک فقرہ کہتے ہیں:

Allah gives and forgives

''اللہ دیتا بھی ہے معاف بھی کر دیتا ہے۔''

Man gets and forgets

''بندہ لیتا بھی ہے بھول بھی جاتا ہے۔''

یہ فطرت ہے بندے کی۔ تو نعمت کی زینت اس میں ہے کہ انسان اس نعمت کا شکر ادا کرے۔

الحمد للہ کے لفظ کی کثرت:

''الحمد للہ'' کا لفظ جس نے کہہ دیا گویا اس نے اپنے مالک کا شکر ادا کر لیا۔ اس لفظ کو اپنی گفتگو میں کثرت سے استعمال کیا کریں، ایک عام تجربہ یہ ہے کہ ہم عام لوگوں کے ہاں ان الفاظ کا استعمال بہت کم ہے۔ بات کرتے ہوئے الحمد للہ اللہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے کر دیا۔ الحمد للہ یہ ہوا۔ الحمد للہ اس لفظ کو اپنی روز مرہ کی گفتگو میں زیادہ استعمال کریں۔ میں نے الحمد للہ کھانا کھایا، اللہ نے دیا تو کھایا۔ میں الحمد للہ وقت پر پہنچ گیا اللہ نے پہنچایا نا! ایکسیڈنٹ ہوتا بیمار کر دیتے راستے میں کوئی پیٹ خراب ہوتا کوئی مصیبت ہوتی تو کیا بنتا؟ تو الحمد للہ کا لفظ ہم سب کو اپنی گفتگو میں زیادہ استعمال کرنا چاہیے تاکہ بار بار اللہ کی تعریف زبان سے ادا ہو تو نعمت کی زینت شکر ادا کرنا ہے اور جہاں کہیں اللہ کی شکر ادا کرنے کا موقع آئے دل کھول کر شکر ادا کیا کریں۔

بس گزارا ہے:

ایک تجربہ ہے: ایک صاحب کو میں جانتا ہوں کہ اتنا اللہ نے اسے مال دیا ہے کہ اگر وہ اپنے گھر کے علاوہ چالیس گھروں کا بوجھ اپنے اوپر اٹھانا چاہے تو اسے پتہ ہی نہ چلے، اتنا مال ہے۔ ایک دفعہ پوچھا: سنائیں کام کاروبار کیسا ہے؟ تو منہ بنا کر کہتا ہے کہ گزارا ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ میں نے کہا: یا اللہ! جس بندے کو آپ نے اتنا دیا کہ وہ چالیس گھروں کا بوجھ آرام سے اٹھا سکتا ہے، اس سے پوچھا گیا کہ کیا حال ہے؟ کہتا ہے: گزارا ہے۔ اس کو تو چاہیے تھا کہ آگے سے یوں جواب دیتا کہ میں اپنے اللہ پر قربان جاؤں، اس نے مجھے میری اوقات سے بہت بڑھ کے عطا کیا ہے۔ میں تو ساری زندگی سجدے میں سر جھکا کر پڑا رہوں میں اپنے مولیٰ کا شکر ادا کر ہی نہیں سکتا۔ مگر شکر ادا کرتے ہوئے زبان چھوٹی ہو جاتی ہے۔ شکوے کرتے ہوئے زبان لمبی اور شکر ادا کرتے ہوئے زبان چھوٹی۔

نعمتوں کی قدر:

تو عقل مند انسان وہ ہے جو اللہ کا شکر خوب دل کھول کر ادا کرے۔ غور کیجیے کہ ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

جیسے ناقدروں کو اللہ نے نعمتیں بن مانگے دی ہوئی ہیں۔ اللہ تیرا کرم، تیرا احسان کہ تم نے ہم جیسے ناقدروں کو بن مانگے نعمتیں عطا فرما دیں۔ تو نعمت کی قدر یا نعمت کی زینت کس میں ہے شکر ادا کرنے میں۔ جتنا نعمت کا شکر زیادہ کریں گے اتنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارے لگیں گے فرمایا:

﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ (سبا:۱۳)

"میرے بندوں میں تھوڑے میرا شکر ادا کرتے ہیں"

اللہ تعالیٰ قدردان ہیں، ہم انسان ناقدرے ہیں، اللہ تعالیٰ جیسی ذات کو قرآن مجید میں فرمانا پڑا:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ﴾ (الانعام:۹۱)

"ہم نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہیے تھی"

تو ہم ناقدرے ہیں، ہم قدر نہیں کرتے۔ قدر کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: پانچ نعمتیں ہیں ان کی قدر کرلو پانچ چیزوں سے پہلے۔

☆ زندگی کی قدر کرو موت سے پہلے۔
☆ صحت کی قدر کرو بیماری سے پہلے۔
☆ وقت کی قدر کرو مشغولی سے پہلے۔
☆ جوانی کی قدر کرو بڑھاپے سے پہلے۔
☆ اور مال کی قدر کرو غربت سے پہلے۔

چنانچہ ذکر کرنے والا دل اور شکر ادا کرنے والی زبان یہ اللہ رب العزت کا بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

انعام ہے۔ ہم دونوں نعمتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، ذکر کرنے والا دل اور شکر کرنے والی زبان۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جس بندے کو پانچ نعمتیں مل گئی وہ سمجھے کہ دنیا کی سب نعمتیں مل گئیں:

(۱) ذکر کرنے والا دل۔

(۲) شکر ادا کرنے والی زبان۔

(۳) مشقت اٹھانے والا بدن۔

(۴) نیک بیوی۔

(۵) اور بدن کی تندرستی۔

وہ فرماتے تھے یہ پانچ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔

شکر ادا کرنے کے دو طریقے:

شکر جو ہے اس کے ادا کرنے کے دو طریقے ہیں: ایک تو یہ کہ انسان زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے۔ الحمد للہ کہے، اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرے، یہ بھی شکر کا ادا کرنا ہے اور اس سے اگلا قدم یہ ہے کہ انسان اپنے محسن کی نافرمانی سے حیا کرے، شرمائے۔ تو لہٰذا اصل شکر ادا کرنے والا وہ ہے جو نعمتیں پائے، تو اللہ کی نافرمانی سے باز آئے، اپنے مولیٰ کے حکم کی نافرمانی نہ کریں۔ اس کا شکر ادا کریں اور جتنا شکر زیادہ ادا کرے گا، اتنی نعمتیں زیادہ ہوں گی، فرمایا:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم: ۷)

اگر تم نعمتوں کا شکر ادا کرو گے ہم اپنی نعمتوں کو اور زیادہ کر دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

② بلا کی زینت صبر میں ہے

دوسری بات کہ بلا کی زینت صبر میں ہے۔ انسان کے اوپر مصیبت پریشانی بلا آجاتی ہے تو اس کی زینت یہ ہے کہ انسان صبر کرے۔ خوشی بھی اللہ کی طرف سے اور تکلیف بھی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ تو اگر ہم خوشی میں خوش ہوتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے کوئی مشکل معاملہ آجائے تو صبر بھی کر لیا کریں۔

ایاز کا صبر:

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام تھا ان پڑھ تھا لیکن بہت سمجھدار تھا۔ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے پھل کاٹا اور سب کو کھلایا، ہر ایک نے کہا یہ تو بہت کڑوا ہے، سب نے تھوتھو کر دیا لیکن ایاز کو دیکھا تو کھائے جا رہا تھا۔ تو سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: ایاز جو قاش تمہیں ملی، یہ کڑوی نہیں؟ اس نے کہا کہ کڑوی تو ہے۔ تم کھاتے جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت میں نے یہ سوچا کہ پوری زندگی جن ہاتھوں سے میٹھی چیزیں لے کر کھاتا رہا آج کڑوی بھی مل گئی تو واپس کیسے کروں؟

تو ہم بھی یہی سوچا کریں کہ جس پروردگار نے اتنی نعمتیں ہمیں دیں، اتنی نعمتیں اتنی خوشیاں دیں اگر کہیں غم بھی کوئی آگیا تو اسے بھی برداشت کر لیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَسْتَسْلِمْ بِقَضَائِيْ

جو میری قضا کو تسلیم نہیں کرتا

وَلَمْ يَصْبِرْ عَلٰى بَلَائِيْ

www.besturdubooks.wordpress.com

اور میری بلا پر صبر نہیں کرتا

فَلْيَتَّخِذْ رَبًّا سِوَائِىْ

میرے سوا کسی اور کو اپنا رب بنا لے

تو ہم بلا کے آنے پر صبر کریں۔

بے صبری پر بلا نہیں ٹلتی:

اچھا ایک بات سنیے بلا آنے پر جب ہم بے صبری کا اظہار کرتے ہیں تو بلا ٹل تو نہیں جاتی، ہوتا کیا ہے؟ اس صبر پر ملنے والا جو اجر تھا، وہ ضائع ہو جاتا ہے، بلا تو نہیں ٹلتی۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ بلا آنے کے تیسرے دن بعد انسان جو کرتا ہے، اسے چاہیے کہ پہلے دن بھی وہی کرلے۔ کیا مطلب؟ بیٹا فوت ہوگیا تو تیسرے دن تو انسان صبر کر کے اٹھ جاتا ہے، تیسرے دن تو کام میں لگ جاتا ہے۔ جنازے خبر کی چلو بچی ختم۔ تو تیسرے دن جو کام کرتا تھا وہ پہلے دن کرلو تاکہ اس مصیبت پر اجر تو مل جائے۔ اس لیے اللہ کو صبر کرنے والے پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرۃ:۱۵۳)

”اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں“

تو ہم اپنے اندر صبر پیدا کریں لوگوں پر دنیا میں کیا کیا تکلیفیں آئیں اور انہوں نے کیا کیا صبر کیا۔ ہماری تکلیفیں تو ان کے مقابلے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

ایک عورت کا انوکھا صبر:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا، ایک عورت کو دیکھا کہ وہ کہہ رہی تھی: اللہ! میں اس حال میں بھی تیرے آپ سے راضی ہوں۔ بار بار یہ الفاظ کہہ رہی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی: اے اللہ! میں اس حال میں بھی آپ سے راضی ہوں۔ کہنے لگے کہ مجھے حیرانی ہوئی جب اس عورت نے طواف مکمل کیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ کی بندی! تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ تو جو بار بار کہہ رہی ہے کہ اللہ! اس حال میں بھی تجھ سے راضی ہوں۔ وہ کہنے لگی کہ میں تین بیٹوں کی ماں گھر میں روٹیاں پکا رہی تھی، چھوٹا بیٹا میرے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اچانک میں نے کمرے سے آوازیں چیخنے چلانے کی، میں دوڑ کے وہاں گئی تو میں نے دیکھا کہ میرے بڑے بیٹے نے میرے چھوٹے درمیانے بیٹے کو ذبح کر دیا تھا۔ اور ذبح کیوں کیا؟ ایک دن پہلے میرے خاوند نے بکری کو ذبح کیا تھا اور وہ چھری کہیں پڑی ہوئی تھی، تو دونوں بھائیوں نے اسے دیکھا تو بڑا کہنے لگا کہ دیکھا! ابو نے اس چھری سے بکری کو ذبح کیا تھا، چھوٹے نے کہا: اچھا! اس نے کہا: میں تمہیں بتاؤں کہ کیسے کیا تھا؟ اس نے کہا: بتاؤ! تو چھوٹا لیٹ گیا اور بڑے کو سمجھ ہی نہیں تھی کہ چھری چلانے سے ہوگا کیا؟ اس نے چھری چلا دی۔ جب گردن کٹی اور خون کا فوارا چھوٹا تو پریشان ہوا کہ یہ کیا بنا؟ کہنے لگی کہ جب میں وہاں پہنچی تو میرا درمیانہ بیٹا خون کے اندر لت پت ہو چکا تھا، بکرے کی طرح ذبح ہو چکا تھا۔ میں نے اس کی لاش کو ہاتھوں میں اٹھایا اور صحن میں لا کر ایک چارپائی پر ڈال دیا۔

اب میں نے سوچا کہ میرا بڑا بیٹا کہاں گیا؟ کیونکہ وہ کہیں بھاگ گیا تھا۔ اس منظر کے بعد اس کو ڈھونڈنے لگی تو میں نے دیکھا کہ صحن کے اندر جو لکڑیاں پڑی ہوئی تھیں جو میں نے جلانے کے لیے رکھی تھیں وہ ان لکڑیوں کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ جب میں نے ان کے پیچھے دیکھا تو وہاں ایک سانپ تھا جس نے میرے اس بیٹے کو کاٹا تو میرا بیٹا وہاں مرا پڑا تھا۔ میں اس بیٹے کی بھی لاش لائی اور پہلے بیٹے کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو لٹا دیا۔

اب میں نے دیکھا کہ میرا تیسرا بیٹا نظر نہیں آ رہا، جو چھوٹا رینگنے والا تھا، کراؤلنگ کرنے والا۔ کہتے ہیں کہ میں واپس اپنے تنور کی طرف آئی تو میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا تندور کے اندر گر چکا تھا، میں نے اس کی جلی ہوئی لاش نکالی اور تینوں لاشوں کو ایک جگہ لٹایا پھر ان کو نہلایا کفنایا اور ان کو دفنایا اور اس دفن کرنے کے بعد میں طواف کرنے آ گئی اور میں کہہ رہی ہوں کہ اللہ میں اس حال میں بھی تجھ سے راضی ہوں۔ سوچیں ذرا کہ لوگوں پر کیا کیا مصیبت گزری۔

بہادر شاہ ظفر کا غم:

بہادر شاہ ظفر کو جب فرنگیوں نے قید کیا تو اس کے بارہ بیٹے تھے۔ تو اس کو انہوں نے کہا کہ جی ہم آپ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اسے کھانے کے دستر خوان پہ لے گئے تو دستر خوان میں سبزی پھل سب رکھے ہوئے تھے۔ درمیان میں کچھ برتن ڈھکے ہوئے پڑے تھے جیسے سالن کے برتن ہوتے ہیں۔ ایک فرنگی نے اس کے سامنے ایک برتن کو کھولا تو اس کو اپنے ایک جوان بیٹے کا سر پڑا ہوا ملا، دوسرے برتن کو کھولا تو دوسرے کا سر۔ بارہ برتن اٹھائے گئے بارہ برتنوں میں اس کے بارہ بیٹوں کے سر پڑے ہوئے تھے۔ وہ باپ کیا ہوگا جس نے اپنے دل میں اس غم کو برداشت کیا ہو گا، اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے تھے۔

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں
نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آ سکے
میں وہ اک مشتِ غبار ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

میرا رنگ و روپ بدل گیا
میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا
جو چمن خزاں سے اجڑ گیا
میں اسی کی فصل بہار ہوں

سوچیں لوگوں پر کیا کیا گزر رہا ہے اور ہم اپنے حال کو سوچیں، اے اللہ! ہمیں تو آپ نے اتنی سہولت میں، اتنی آسائشوں میں، اتنی خوشیوں میں رکھا کہ ہم آپ کا شکر ہی ادا نہ کر سکے۔ اور ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر خفا ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ بلا مانگنی نہیں چاہیے، ہم عاجز بندے ہیں اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ بلاء کو مانگنا نہیں چاہیے ہاں آ جائے تو صبر کرنا چاہیے۔ یہی سوچ کر کہ اللہ کی مرضی یونہی تھی۔

داؤد علیہ السلام کی طرف وحی:

کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام پر اللہ رب العزت نے یہ وحی نازل فرمائی تھی۔ اے داؤد! اگر تمہیں کبھی کھانے میں کوئی جلی ہوئی سبزی ملے تو سبزی کو نہ دیکھنا اس بات کو سوچنا کہ جب میں نے رزق کو تقسیم کیا تو تو مجھے یاد تھا۔ تبھی تو میں نے تیری طرف بھیجا رزق۔ بھیجا کیا ہے؟ اس کو مت سوچو! تو نعمت کی زینت شکر ادا کرنے میں اور بلاء کی زینت صبر کرنے میں ہے۔

علم کی زینت حلم میں ہے

تیسری چیز ہے جتنا علم بڑھے اتنا حلم بڑھنا چاہیے۔ اللہ رب العزت نے ان دونوں صفتوں کو علم اور حلم کو قرآن مجید میں ایک آیت میں جمع کیا۔

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥١)

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک صفت ایک آیت میں اس کو جمع فرما دیا۔ ہم لوگوں کے ساتھ حلم سے کیوں پیش آتے ہیں؟ اس لیے کہ ہمیں ان کے اندر کا پتہ نہیں ہوتا۔ کبھی پتہ ہوتا کہ اندر کیا تھا تو شاید ہمارے لیے حلم مشکل ہو جائے۔ قربان جائیں اس پروردگار پر کہ جب بندے کے ذہن میں گناہ کا ارادہ پیدا ہوتا ہے اللہ اس کو بھی جانتے ہیں، جب وہ گناہ کی پلاننگ کرتا ہے اللہ اس کو بھی جانتے ہیں، جب وہ گناہ کر رہا ہوتا ہے اللہ اس کو بھی دیکھتے ہیں، اور جب گناہ کر چکتا ہے اللہ اس کو بھی جانتے ہیں، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ حلم کا معاملہ فرماتے ہیں۔ اتنا علم اور اس کے بعد اتنا حلم۔ سبحان اللہ یہ میرے مالک کی شان ہے۔ ہمارا کوئی بچہ باپ کی نافرمانی کرے اور اگر پتہ چل جائے کہ اس نے یوں ہماری بات روکی اور نہیں مانی تو ہم اسے دروازے سے باہر دھکا بھی دیں گے اور پیچھے سے پیٹھ پر لات بھی ماریں گے، جا دفع ہو جا یہاں سے! اور دروازہ بند کر لیں گے۔ یا اللہ! ہم بھی تو گناہ کرتے ہیں، آپ اپنے در سے ہمیشہ کے لیے دھکا تو نہیں دیتے، آپ پیٹھ پر لات تو نہیں لگواتے، آپ اپنا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند تو نہیں کرتے۔ اللہ! میں آپ کے حلم پر قربان یہ آپ ہی کی شان ہے۔ اتنے علم کے بعد اتنا حلم۔

اللہ تعالیٰ کا حلم:

چنانچہ اللہ رب العزت کے حلم کا معاملہ دیکھیے کہ انسان گناہ کرتا ہے اللہ رب العزت اس بندے کا رزق بند نہیں فرماتے، آج خاوند ذرا سی بات پر ناراض ہوتا ہے بیوی کا خرچہ بند، بیٹے پہ ناراض ہوا بیٹے کا خرچہ بند۔ اللہ اکبر۔ بندہ گناہ کرتا ہے اللہ رزق بند نہیں کرتے۔ اور دوسری بات اللہ تعالیٰ اس بندے سے صحت نہیں چھینتے۔ یہ نہیں ہے کہ تم ایک مرتبہ بدنظری کی اب تمہاری آنکھ کی بینائی ختم، تم نے غیبت کی اب

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہاری زبان بند، تم نے زنا کیا اب تمہاری مردانہ قوت ختم، ایسا تو نہیں ہوتا۔ انسان گناہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی صحت کو نہیں چھینتے اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے رسوا بھی نہیں فرماتے، فوراً ستر پوشی فرماتے ہیں۔ یہ اللہ کا حلم ہے ورنہ تو بنی اسرائیل کی طرح دروازوں پر لکھ دیا جاتا کہ تم نے یہ کیا ہے۔ مگر اللہ کی شان دیکھیے اس امت کے ساتھ اللہ کی کیا کیا خصوصیتیں ہیں کہ انسان گناہ کرتا ہے، اللہ اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں۔ اللہ رب العزت گناہ پر رزق بند نہیں کرتے، صحت نہیں چھینتے، ستر پوشی فرمادیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ گناہ پر فوری سزا نہیں دے دیتے، یہ حلم ہے اللہ کا ورنہ فوراً سزا مل سکتی تھی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلم:

نبی علیہ السلام بڑے حلیم الطبع تھے، تاریخ انسانیت میں اتنا حلم کہیں نہیں دیکھا گیا جو حلم اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عطا کیا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ حلم کا معاملہ۔

بیویوں کے ساتھ حلم کا معاملہ:

حلم کہتے ہیں کہ انسان ناراض ہونے میں غصہ کرنے میں جلد بازی نہ کرے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام سے کبھی اگر بیویوں میں سے کوئی بیوی کوئی ناز کی بات کر لیتی تھی تو آپ ﷺ درگزر فرمادیتے تھے۔

☆...... چنانچہ ایک مرتبہ ازواج مطہرات میں سے ایک نے اچھا کھانا بنایا اور نبی ﷺ کی دوسرے گھر میں رہنے کی رات تھی، تو انہوں نے غلام کو بلایا اور کہا جی یہ کھانا لے جاؤ اور نبی علیہ السلام کو پیش کر دو۔ وہ غلام پلیٹ میں کھانا لے کر وہاں گیا اور جب نبی علیہ السلام کو دینے لگا کہ جی آپ کی فلاں اہلیہ نے یہ کھانا بھیجا ہے تو جو ام المومنین

وہاں تھیں ان کو غیرت آئی کہ باری میرے گھر کی ہے تو میرا کھانا کیوں نہ کھائیں؟ انہوں نے جو پلیٹ پہ ہاتھ مارا تو پلیٹ سے کھانا گر گیا، پیالہ ٹوٹ گیا۔ نبی علیہ السلام نے وہاں بیٹھ کر خود وہ پیالہ اٹھایا اور کھانا پھر اٹھا کر دوسرے برتن میں خود ڈالا اور اس کے ٹوٹے ہوئے کے بدلے دوسرا پیالہ ان کو بھیجا اور اس کو فرمایا کہ تمہاری ماں کو غیرت آگئی تھی۔ اتنا کہا:

((غَارَتْ اُمُّكُمْ))

''تمہاری ماں کو غیرت آگئی تھی۔

ہم ہوتے تو طلاق دینے کے لیے تیار ہو جاتے اور نبی علیہ السلام کا تحمل یہ ہے۔

☆.....سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام سے کسی بات پر گفتگو فرما رہی تھیں، اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور چونکہ والد تھے وہ گھر میں آگئے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ابو بکر ہمارے درمیان ایک بات کا فیصلہ کر دو! انہوں نے کہا کہ جی بہت اچھا۔ تو اب ہوا یہ کہ بات کون بتائے؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بھئی! میں بتاتا ہوں۔ تو ام المومنین نے آگے سے کہہ دیا کہ ہاں صحیح صحیح بات بتائیں۔ انسان کی فطرت ہے بات کر جاتا ہے روانی میں... وہ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، عاشق تھے۔ اللہ اکبر جب انہوں نے یہ الفاظ سنے تو انہوں نے بیٹی کے ایک تھپڑ لگایا اور کہا: تیری ماں روئے کیا نبی علیہ السلام صحیح نہیں بتائیں گے؟ جب تھپڑ پڑا تو وہ نبی علیہ السلام کے پیچھے آ کر چھپ گئیں کہ دوسرا نہ لگ جائے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ابو بکر! ہم نے آپ کو بات کا فیصلہ کرنے لیے کہا تھا تھپڑ لگانے کے لیے تو نہیں کہا تھا۔ اچھا آپ اپنے گھر جائیں ہم اپنا فیصلہ خود کر لیں گے۔ وہ چلے گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا اور فرمایا: دیکھو! دوسرے تھپڑ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

تجھے میں نے بچا پایا۔ سبحان اللہ یہ میرے آقا ﷺ کا علم ہے۔

جوانوں کے ساتھ علم:

☆......ایک نوجوان آیا اور آ کے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ سے کہنے لگا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے زنا کی اجازت دے دیجیے۔ اب ذرا غور کرو! ایک کبیرہ گناہ جس کے بارے میں قرآن نے اتنی وضاحت سے کہا: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى تم اس کے قریب ای نہ جاؤ! اور وہ آ کر کہتا ہے کہ جی مجھے زنا کی اجازت دے دیجیے۔ تو اب کوئی چھوٹے دل والا ہوتا تو وہ تو جوتا اٹھا کے سر میں مارتا کہ تم بات کیا کر رہے ہو میرے سامنے؟ اللہ کے حبیب ﷺ نے کچھ نہیں کہا، اتنا پوچھا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہاری والدہ سے کوئی یہ عمل کرے؟ نہیں، بیٹی سے؟ نہیں، بہن سے؟ نہیں، بیوی سے؟ نہیں۔ بھئی! تم جس سے بھی زنا کرو گے وہ کسی کی ماں ہوگی، کسی کی بیٹی ہوگی، کسی کی بیوی ہوگی، کسی کی بہن ہوگی، تم پسند نہیں کرتے تو بھئی لوگ بھی پسند نہیں کرتے۔ سمجھایا اور سمجھانے کے بعد نبی ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا دی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے سینے میں ایسی ٹھنڈک پڑ گئی کہ جتنی نفرت مجھے زنا سے ہوگئی کسی گناہ سے اتنی نفرت نہیں تھی۔ میرے آقا ﷺ کا علم دیکھیے۔

☆...ایک نوجوان صحابی تھے، جوان العمر لڑکے۔ ان کی عادت تھی کہ وہ جس کھجور کو پسند کرتے تھے تو اس درخت پر چڑھ جاتے اور کھجور کے خوشے توڑ کر کھاتے تھے۔ ایک دن ان کو کسی بندے نے پکڑ لیا اور ان کو نبی ﷺ کے پاس لے آیا۔ وہ نوجوان کہتے ہیں کہ پہلے تو میں بڑا ڈرا کہ آج پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہوگا میرے ساتھ؟ میں بڑا گھبرایا، جیسے جیسے وہ مجھے نبی ﷺ کے قریب لا رہا تھا، میرے بدن سے پسینے چھوٹ رہے تھے، خوف تھا میرے اوپر۔ اس نے آ کے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ

نوجوان بلا اجازت میری کھجور کا پھل توڑتا ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے مجھے پیار سے قریب بلایا۔ حلم دیکھیے! فوراً غصہ نہیں کیا، لعن طعن نہیں کی، ملامت نہیں کی، پوچھا: تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جی مجھے بھوک لگی ہوتی ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے پہلے مجھے مسئلہ سمجھایا، فرمایا کہ دیکھو! جو کھجوریں نیچے گری ہوتی ہیں اس میں اذن عام ہوتا ہے، وہ بیشک اٹھا کر کھالیا کرو۔ جو درخت پر لگی ہوتی ہیں، وہ مالک کی اجازت کے بغیر نہیں لے سکتے۔ اس میں مالک کی اجازت ضروری ہوتی ہے۔ تو جب مجھے مسئلہ سمجھایا تو فرماتے ہیں اس کے بعد نبی علیہ السلام نے مجھے دعا دی: اے اللہ! اس کے رزق کو وسیع کر دے اور اس کی بھوک کو مٹا دے۔ وہ صحابی کہتے ہیں کہ ایسی ٹھنڈک میرے دل میں پڑی کہ اس کے بعد میں نے کبھی کسی کی چیز کو بلا اجازت استعمال نہیں کیا۔ یہ میرے آقا کا جوانوں کے ساتھ حلم ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بوڑھوں کے ساتھ حلم:

ایک مہمان آیا، اس کو تقاضائے حاجت کی ضرورت تھی۔ تو وہ مسجد نبوی کے صحن میں ایک طرف بیٹھ کر پیشاب کرنے لگ گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو کہنے لگے کیا کر رہے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ نبی علیہ السلام نے سب کو منع کر دیا۔ میرے آقا کا حلم دیکھیے، اگر اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ڈانٹ دیتے اور وہ کھڑا ہو جاتا تو پیشاب روک تو نہیں سکتا تھا، کپڑے بھی ناپاک ہوتے جسم بھی ناپاک ہوتا اور ناپاکی مسجد میں زیادہ پھیل جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظار فرمایا، جب وہ پیشاب کر کے فارغ ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دیکھو! مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ عظمت والے ہیں، اس کے گھر کو پاک صاف رکھنا چاہیے۔ جب یہ سمجھایا تو وہ کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں آج کے بعد کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

منافقین کے ساتھ حلم:

اور تو اور منافقین کے ساتھ بھی حلم کا معاملہ۔ جن کے نام اللہ نے بتا دیے کہ یہ دو غلے ہیں، یہ دو رنگے ہیں، یہ اندر سے بیمار ہیں، یہ اوپر اوپر سے ایمان والے بنے پھرتے ہیں، یہ منافق ہیں، نام تک بتا دیے۔ اللہ کے حبیب ﷺ کے برتاؤ میں فرق نہیں آیا۔ حیران ہوتے ہیں، ہمیں اگر شک بھی ہو جائے کسی کے بارے میں کہ یہ ہمارے ساتھ ٹھیک نہیں فوراً ہمارا رویہ بدل جاتا ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ کا حلم دیکھیے کہ پروردگار عالم جن کے نام بتا رہے ہیں کہ یہ دو رنگے، دو غلے، منافق لوگ ہیں۔ اللہ کے حبیب ﷺ ان کے ساتھ بھی حسن معاملہ کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی حلم کا معاملہ، ان کی باتیں بھی سن رہے ہیں۔ بلکہ عبداللہ ابن اُبی کے ساتھ اللہ کے حبیب ﷺ نے جو معاملہ کیا وہ تو سن کے حیرانی ہو جاتی ہے۔ بات لمبی ہو جائے گی اس واقعے کو آپ جانتے ہوں گے جو طلبا نہیں جانتے وہ اپنے اساتذہ سے معلوم کر لیں۔

کفار کے ساتھ حلم:

مہمانوں کے ساتھ حلم کی انتہا۔ چنانچہ ایک یہودی نبی علیہ السلام کے پاس مہمان آیا۔ آپ ﷺ نے اسے ٹھہرایا، کتابوں میں لکھا ہے کہ اس نے اتنا کھایا، اتنا کھایا، کہ رات بستر پر اس کا پاخانہ نکل گیا۔ سارا بستر گندا، بدبو آرہی ہے، تو وہ شرم کے مارے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ صبح کے وقت اس کو خیال آیا کہ اس کی کوئی چیز وہاں کمرے میں ہی رہ گئی ہے۔ وہ راستے میں کہیں نہایا دھویا، کپڑے دھوئے، اب شرمندہ واپس آیا کہ میں چیز تو لے لوں۔ یہودی کہتا ہے کہ جب میں واپس آیا تو میں حیران کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے بستر کو دھو رہے تھے، مہمان کا

www.besturdubooks.wordpress.com

بستر خود دھو رہے تھے۔ اس منظر کو دیکھ کر اس یہودی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

نبوت کی نشانی:

چنانچہ ایک حدیث مبارکہ آپ ذرا سنیے! ہم طلبا کی آنکھیں کھولنے کے لیے یہ حدیث مبارکہ کافی ہے۔ سمجھ رہے ہیں: یہودیوں کے ایک عالم تھے ان کا نام تھا زید بن صانع۔

((أَحَدُ أَحْبَارِ يَهُودَ وَمِنْ أَكْثَرِهِمْ مَالًا))

"یہود کے علما میں سے ایک بڑے عالم تھے اور ان کے پاس مال پیسا بھی بڑا تھا۔"

((أَسْلَمَ وَحَسُنَ إِسْلَامُهُ وَشَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَشَاهِدَ كَثِيرَةً))

"اس نے اسلام قبول کیا اور اعلیٰ اسلام قبول کیا اور نبی علیہ السلام کے ساتھ کئی غزوات میں انہوں نے حصہ بھی لیا"

((وَتُوُفِّيَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ مُقْبِلًا إِلَى الْمَدِينَةِ))

" تو غزوہ تبوک سے جب مدینہ کی طرف واپس آ رہے تھے تو وہاں ان کی وفات ہوئی"

یہ ان کا واقعہ ہے۔ اس واقعے کو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ زید بن صانع کہتے ہیں:

((لَمْ يَبْقَ مِنْ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ إِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُهُ فِي وَجْهِ مُحَمَّدٍ ﷺ حِينَ نَظَرْتُ إِلَيْهِ إِلَّا اثْنَتَيْنِ))

"کہ میں نے جب نبی علیہ السلام کا چہرہ دیکھا تو میں نے نبوت کی تمام علامات کو ان میں پا لیا سوائے دو باتوں کے"

www.besturdubooks.wordpress.com

((لَمْ أُخْبَرْ هُمَا مِنْهُ))

’’دو نشانیاں ایسی تھیں جن کا مجھے پتہ نہ چلا‘‘

ان میں سے پہلی نشانی

((يَسْبِقُ حِلْمُهُ غَضَبَهُ))

’’ان کا حلم ان کے غضب پر سبقت کرے گا‘‘

یعنی غضب پر ان کا حلم زیادہ ہوگا۔

((وَلَا يَزِيْدُهُ عَلَيْهِ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ اِلَّا حِلْمًا))

’’اور دوسری نشانی یہ کہ جتنا ان کے ساتھ جہالت کا معاملہ کرو گے، اتنا ان کا حلم اور بڑھتا جائے گا۔‘‘

یہ دو نشانیاں ایسی تھی کہ مجھے ان دو نشانیوں کا پتہ نہ چلا، اس کے علاوہ نبوت کی سب نشانیاں میں نے پالیں۔

((فَكُنْتُ اَتَلَطَّفُ لَهُ كَيْ اَنْ اُخَالِطَهُ))

’’وہ کہنے لگے کہ میں ان کے قریب قریب ہو رہا تھا تاکہ ان سے بات کرنے کا موقع ملے‘‘

کوئی معاملہ کرنے کا موقع ملے تو پھر مجھے پتہ چلے کہ کیا ان کا حلم ان کے غضب پر سبقت رکھتا ہے کہ نہیں، میں موقع کی تلاش میں تھا۔

((فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمًا مِنَ الْاَيَّامِ مِنَ الْحُجُرَاتِ))

’’ایک دن نبی علیہ السلام اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے۔‘‘

((وَمَعَهُ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ))

’’اور علی ابن طالب رضی اللہ عنہ ساتھ تھے‘‘

www.besturdubooks.wordpress.com

((فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَتِهِ كَالْبَدَوِيِّ))

"ایک بندہ سواری پر سوار خدمت میں حاضر ہوا، جیسے بدو ہوتا ہے، دیہاتی بندہ ہوتا ہے"

((فَقَالَ إِنَّ قَرْيَةَ بَنِي فُلَانٍ قَدْ أَسْلَمُوا))

"وہ دیہاتی کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! فلاں بستی کے لوگ اسلام لائے"

قَدْ أَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ وَشِدَّةٌ))

"اور ان لوگوں کو تنگی اور قحط آ گیا"

یعنی وہ قحط سالی کا شکار ہو گئے۔

((وَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُرْسِلَ إِلَيْهِمْ بِشَيْءٍ تُعِينُهُمْ))

"اگر آپ چاہیں کہ ان کی مدد کریں کسی چیز کے ساتھ تو آپ مجھے دے دیں میں ان تک پہنچا دوں گا"

وہ اس وقت بڑی مشکل حال میں ہیں۔

((فَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ))

"نبی علیہ السلام کے پاس دینے کو کوئی چیز نہیں تھی"

((قَالَ زَيْدٌ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ))

"زید نے یہ کہا کہ میں قریب ہوا اور کہا"

((يَا مُحَمَّدُ ﷺ! إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَبِيعَنِي تَمْرًا مَعْلُومًا مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ إِلٰى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا))

" اے محمد ﷺ! کیا آپ فلاں باغ کی اتنی کھجوریں مجھے بیچنے کے لیے تیار ہیں تو میں آپ کو ایڈوانس پے منٹ کر دوں گا"

www.besturdubooks.wordpress.com

میں تو موقع کی تلاش میں تھا جب میں نے یہ کہا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((فقال لا یا اخا یهود))

"اے یہود کے بھائی! نہیں"

((ولکن ابیعک تمرا معلوما الی اجل کذا و کذا ولا اسمی حائط بنی فلان))

"ہاں میں تجھے کھجوریں بیچتا ہوں، مگر باغ کی تخصیص نہ کرو، کھجوریں دوں گا اور اتنی دوں گا، فلاں وقت تک دوں گا"۔

یہ میری ڈیل ہوگئی، ساتھ سودا ہوگیا۔

((فقلت نعم فبایعنی فاتیته ثمانین دینارا))

"میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ سودا کرلیا اور میں ان کو اسی دینار دے دیے"

((فاعطاه الرجل))

"نبی علیہ السلام نے وہ پیسے اس بندے کو دے دیے"

کہ بھئی اس بستی والوں کو یہ پیسے دے دینا۔ یہ امداد ہے میری طرف سے۔

((فقال زید فلما کان قبل محل الاجل بیومین او ثلث))

"زید کہتے ہیں کہ وہ جو مدت تھی نا (ڈیڈ لائن تھی کہ فلاں تاریخ تک میں آپ کو کھجوریں دے دوں گا) اس میں ابھی دو یا تین دن رہتے تھے"

((فخرج رسول اللہ فی جنازة رجل من الانصار))

"نبی علیہ السلام انصار کے کسی بندے کے جنازے میں تشریف لائے"

((ومعه ابو بکر و عمر و عثمان فی نفر من اصحابه))

"ابوبکر عمر عثمان علی یہ سب صحابہ ساتھ تھے"

www.besturdubooks.wordpress.com

((فَلَمَّا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ أَتَيْتُهُ))

''جب نبی علیہ السلام نے جنازہ پڑھ لیا۔ تو میں آیا''

((فَأَخَذْتُ بِمَجَامِعِ قَمِيصِهِ وَرِدَائِهِ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ بِوَجْهٍ غَلِيظٍ))

''میں نے نبی علیہ السلام کے کرتے اور تہبند کے اکٹھے ہونے کی جگہ تھی۔ میں نے آپ کے یہاں سے زور سے پکڑ لیا اور پکڑنے کے بعد میں بڑے غصے والے چہرے کے ساتھ ان کی طرف دیکھا''

بناوٹی غصہ، کیوں کہ وہ چاہتا تھا کہ Misbehave (غلط رویہ اختیار) کرے اور دیکھے کہ آگے سے Reaction (ردعمل) کیا ہوتا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بڑا غصے والا چہرہ بنا کے اور یوں پکڑ کے کہا:

((قُلْتُ: أَلَا تَقْضِينِي يَا مُحَمَّدُ حَقِّي))

''میں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرا حق کیوں ادا نہیں کرتے؟''

((وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُكُمْ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ))

''اللہ کی قسم اے عبد المطلب کی اولاد! میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ تم قرض ادا کرنے میں بڑے ہی سست لوگ ہو''

تو بات ہی نہیں کی خاندان کا بھی طعنہ دے دیا۔ آج کسی کو طعنہ تو دے کر دیکھو۔ اس نے خاندانی طعنہ بھی دے دیا، سب کو لپیٹ لیا۔ اب بتائیں! ایک تو پکڑا، ایک غصے سے دیکھا اور اوپر سے طعنہ دے کر کہا کہ آپ میرا حق کیوں نہیں ادا کرتے؟ اور عبد المطلب کی اولاد تم تو قرض کو ادا کرنے کے اندر بڑے ہی سست واقع ہوئے ہو۔ ابھی آخری تاریخ میں دو یا تین دن باقی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ عمل کیا۔

((فَنَظَرْتُ إِلَى عُمَرَ وَعَيْنَاهُ تَدُورَانِ فِي وَجْهِهِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

''میری نظر عمر رضی اللہ عنہ پر پڑی اور عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہیں میرے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھیں''

بھلا حضرت عمر رضی اللہ عنہ برداشت کر سکتے تھے کہ میرے آقا کے ساتھ یہ بدتمیزی کر رہا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہیں میرے اوپر اٹھی تھیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے جب مجھے اس طرح سے دیکھا۔

((ثُمَّ قَالَ اَیْ عَدُوَّ اللّٰہِ))

''عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: او اللہ کے دشمن!''

((اَتَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ مَا اَسْمَعُ))

''جو لفظ میں سن رہا ہوں یہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کر رہا ہے۔''

((فَوَالَّذِیْ بَعَثَہٗ بِالْحَقِّ لَوْلَا مَا اُحَاذِرُ فَوْتَہٗ لَضَرَبْتُ بِسَیْفِیْ رَأْسَکَ))

''اللہ کی قسم! جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے۔ اگر مجھے تیرا حق فوت ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے تیری گردن کو اڑا کے رکھ دیتا''

محبت کا حق ادا کر دیا، قربان جائیں ان پر سبحان اللہ!

((وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَنْظُرُ اِلٰی عُمَرَ فِیْ سُکُوْنٍ وَّتَبَسُّمٍ))

''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہے تھے کہ بڑے سکون سے اور تبسم اور مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہے تھے''

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ نہیں آیا۔ وہ غضب کی کیفیت میں نہیں آئے، مسکرا کے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور دیکھنے کے بعد اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

((ثُمَّ قَالَ یَا عُمَرُ! اَنَا وَھُوَ اِلٰی غَیْرِ ھٰذَا مِنْکَ اَحْوَجُ))

''نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے عمر! میں اور یہ تمہارے دوسرے برتاؤ کے زیادہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مستحق تھے“

کون سا برتاؤ؟

((أَنْ تَأْمُرَهُ بِحُسْنِ الْاِقْتِضَاءِ وَتَأْمُرَنِيْ بِحُسْنِ الْقَضَاءِ))

” تو اس سے یہ کہتا کہ بھئی سلیقے سے قرضہ مانگنا چاہیے اور مجھے کہتا کہ بھئی قرضہ وقت پورے دینا چاہیے۔“

یعنی ہم دونوں تیرے اور سلوک کے مستحق تھے۔ تو اسے کہتا کہ بھئی مانگو تو ذرا اچھے انداز سے مانگو، بدتمیزی نہ کرو اور مجھے کہتا کہ اللہ کے حبیب ﷺ! قرضے کو وقت پر ادا کر دینا چاہیے۔ آپ یہ کہتے۔

((اِذْهَبْ يَا عُمَرُ فَاقْضِهٖ حَقَّهٗ))

” اے عمر! آپ جاؤ! اس کو اس کا حق ادا کر دو۔“

((زِدْهُ عِشْرِيْنَ صَاعًا مَكَانَ مَا رُوِّعْتَهٗ))

” اور اس کو بیس صاع کھجوریں زیادہ دو دینا کیونکہ تو نے اسے دھمکی دی ہے“

وہ جو ڈرایا ہے نا تو نے اس کی وجہ سے بیس صاع کھجوریں اس کو زیادہ دینا“

((قَالَ زَيْدٌ فَذَهَبَ بِيْ عُمَرُ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ))

” زید کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ گئے۔ انہوں نے کھجوروں کی مقدار جو دینی تھی وہ بھی دی اور جو بیس صاع زیادہ دینی تھیں وہ بھی دیں“

((فَاَسْلَمْتُ)) ” پس میں اسلام قبول کر لیا“

(ابن حبان: ۲۸۸)

اس کو کہتے ہیں حلم۔ کیا آج ہمارے اندر حلم ہے؟ اگلے بندے کی بات پوری نہیں ہوتی ہم پہلے غصے میں آجاتے ہیں۔ ہم پہلے سے ہی آگے سے بولنا شروع

کر دیتے ہیں۔ اور ہم اس کو صفت بناتے پھرتے ہیں کہ جی میری طبیعت بڑی جلالی ہے۔ کبھی سوچا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ نے بھی جلال کا معاملہ کیا جلالی صاحب کے ساتھ تو کیا بنے گا؟ ہمیں اللہ معلم بنا دیتا ہے تو ہم متعلمین کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ ارے استاد جی جلال والے ہیں، یہاں جلال کا لفظ اچھا لگ رہا ہے اور اگر اللہ نے جلال کا معاملہ کیا تو پھر کیا ہوگا؟ تو بھئی حلم کا معاملہ کرنا چاہیے، علم کے ساتھ حلم ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر بولنا چھوڑ دیتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ بات کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور کہنے کو عالم ہوتے ہیں۔

یہی حلم ہمارے سب اکابر کی زندگیوں میں رہا۔

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حلم:

ایک نوجوان امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب رہتا تھا۔ اسے پتہ چلا کہ جناب انہوں نے موسیقی کے خلاف یہ فتویٰ دیا ہے۔ اس کو بڑا غصہ آیا۔ وہ حضرت کے پیچھے آ گیا اور بڑی الٹی سیدھی باتیں کرنے لگا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ چلتے چلتے گھر کے قریب آ کر رک گئے۔ کہنے لگا: رک کیوں گئے؟ فرمانے لگے کہ تم نے جو غبار نکالنا ہے نکال لو، جب میں اندر چلا جاؤں گا تو تم بول نہیں سکو گے۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا حلم:

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ جو ان کے شاگرد خاص تھے۔ وہ وقت کے چیف جسٹس بنے۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان کوئی مسئلہ پوچھنے آ گیا، اس نے آ کر کہا کہ ابویوسف! اس مسئلے کا کیا جواب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "لَا اَدْرِی" مجھے نہیں آتا۔ ہر مسئلے کا ہر وقت تو نہیں پتا ہوتا۔ تو یہ علم کی نشانی ہے کہ جو آگے سے کہہ کہ "لَا اَدْرِی" تو جب

www.besturdubooks.wordpress.com

اس نے مسئلہ پوچھا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے آگے سے فرمایا کہ "لَا اَدْرِی" تو وہ نوجوان کہنے لگا کہ آپ کی تنخواہ آدھے بیت المال کے تو برابر ہے اور آپ آگے سے کہتے ہیں کہ "لَا اَدْرِی"۔ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: بھئی یہ تنخواہ مجھے علم کی وجہ سے ملتی ہے، اگر میری جہالت کی وجہ سے ملتی تو پورے بیت المال سے زیادہ ہوتی۔ اس کو علم کہتے ہیں۔ تو علم کی زینت حلم میں ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا حلم:

ہمارے اکابر علمائے دیوبند کو بھی اللہ نے یہ شان عطا کی تھی۔ چنانچہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ گئے۔ بیان تھا اور وہاں کچھ بدعتی لوگ بھی تھے۔ انہی میں سے ایک نے حضرت کو تقریر کرنے سے پہلے رقعہ لکھ دیا اور اس نے تین باتیں کہیں۔

☆ پہلی بات کہ تم کافر ہو۔

☆ دوسری بات کہ تم حرام زادے ہو۔

☆ اور تیسری بات لکھی کہ ذرا سنبھل کے بات کرنا۔

تو اب اگر کوئی ہم جیسا ہوتا یا تو تقریر چھوڑ دیتا یا ساری تقریر ان کے خلاف ہی کرتا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ چٹ ملی تو حضرت نے مجمعے کو وہ پڑھ کے سنائی کہ دیکھو بھئی! اس میں کسی نے لکھا ہے کہ تم کافر ہو۔ اچھا بھئی! میں کلمہ پڑھ کر سب کے سامنے مسلمان ہو جاتا ہوں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پھر فرمایا کہ اس نے لکھا ہے کہ تم حرامی ہو، حرام زادے ہو۔ تو بھئی میرے والد کا نکاح ہوا تھا اور میرے والد اور والدہ کے نکاح کے جو گواہ ہیں وہ ابھی تک زندہ ہیں اگر کسی نے ان سے تصدیق کرنی ہے میں نام بتا دیتا ہوں تم تصدیق کر لو۔ اور تیسری بات لکھی ہے کہ

منتقل کر بات کرتا۔ تو فرمایا کہ بھئی میں پیسے مانگنے تو آیا نہیں دین کی بات کرنے آیا ہوں جو کسری بات ہوگی وہ تو کروں گا۔ پھر آگے تقریر شروع کر دی۔ علم دیکھیے تو علم کے ساتھ کیا چیز بجتی ہے علم بچتا ہے۔

(۴) طالب علم کی زینت عاجزی میں ہے

چوتھی بات کہ طالب علم کی زینت عاجزی میں ہے۔ چنانچہ جس کے اندر جتنی زیادہ عاجزی ہوگی وہ اتنا زیادہ علم حاصل کرنے والا بنے گا۔ آپ نے پانی کو دیکھا کہ جدھر جھکاؤ ہوتی ہے ادھر کو زیادہ بہتا ہے۔ علم بھی اس پانی کی طرح ہے جس میں عاجزی زیادہ ہوتی ہے، استاذ کے دل سے اس کی طرف سے زیادہ جاتا ہے۔ تو طالب علم کو عاجزی بجتی ہے۔ اسی لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے فرمایا کرتے تھے:

((لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ)) (البخاری: ۱/۲۳۲)

"جو حیا کرتا رہے اس کو بھی علم نہیں ملتا اور جو متکبر بن کے رہے اس کو بھی علم نہیں ملتا۔"

تو علم ملتا ہے کہ جو اپنے اندر عاجزی پیدا کرے، عاجزی والے کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرماتے ہیں۔ اس لیے اپنے استاذ کا ادب کرنا اور اس کے سامنے عاجزی سے پیش آنا یہ طالب علم کی زینت ہے۔ بات سمجھ گئے؟ مرفوع حدیث ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((تَوَاضَعُوا لِمَنْ تَتَعَلَّمُونَ مِنْهُ)) (جامع الاحادیث: ۱۱۰۲۰)

"کہ جن سے تم علم حاصل کرتے ہو ان سے تم تواضع کے ساتھ ملو"

تواضع کے ساتھ پیش آؤ گے تو کیا ہوگا؟ حدیث پاک میں آیا ہے:

((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ)) (کنز العمال: ۸۵۰۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اللہ کے لیے جو تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلندی عطا فرماتا ہے''
اس لیے علم کے سامنے تواضع اختیار کرنی چاہیے۔

علم کے سامنے......فرشتے سرنگوں:

ایک نکتے کی بات سنیے کہ علم کے سامنے فرشتے بھی جھک گئے۔ آدم علیہ السلام کو انہوں نے سجدہ کیوں کیا؟ آدم علیہ السلام کو اللہ نے علم زیادہ دیا تھا۔ اس لیے فرمایا:

﴿اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾

کہ بھئی تم تو جواب نہیں دے سکے، آدم علیہ السلام نے جواب دے دیا اب ان کو سجدہ کرو! تو جھکنا علم کے سامنے۔ اس لیے طالب علم جو طلب علم کے لیے نکلتا ہے اس کے سامنے پاؤں کے نیچے جو فرشتے جو پر بچھاتے ہیں وہ اسی علم کے سامنے جھکنے کی وجہ سے ہے۔ تو فرشتے علم کے سامنے سرنگوں۔

......انبیا سرنگوں:

انبیا بھی علم کے سامنے سرنگوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور خضر علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام شاگرد بنے نا ان کے سامنے۔ تو وقت کے نبی ہیں لیکن علم کے سامنے جھکنا پڑا۔

......بادشاہ سرنگوں:

اور علم کے سامنے دنیا کے بادشاہ بھی سرنگوں۔ دنیا کے بادشاہ بھی جھکتے رہے علم کے سامنے۔ کتنے ہی بادشاہوں کے واقعات ہیں کہ علم کے سامنے جھکتے رہے۔
سالم بن عبداللہ، وقت کا بادشاہ آپ کے انتظار میں کھڑا رہتا تھا اور حضرت اندر اپنی مجلس میں جو حدیث بیان کر رہے ہوتے تھے۔ علم کے سامنے بادشاہ بھی سرنگوں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہارون الرشید ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوتا تھا۔ اپنے دو بیٹوں کو کہا تھا کہ امام صاحب کی خدمت کیا کرو! شہزادوں کو بھیجا خدمت کے لیے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں غلام تھا تو تین سو درہم میں مجھے آزاد کیا گیا۔ پھر میں نے علم حاصل کیا تو علم حاصل کرنے کے بعد اللہ نے مجھے وہ مقام دیا کہ ایک مرتبہ میں حدیث کا درس دے رہا تھا تو وقت کا بادشاہ میری ملاقات کے لیے ایک گھنٹہ میرے دروازے پر آ کر کھڑا رہا۔ تو علم کے سامنے بادشاہ بھی ڈرتے تھے۔

عطا ابن ابی رواح رحمۃ اللہ علیہ حبشی تھے، ظاہر کا رنگ کالا تھا لیکن دل کا رنگ بڑا سفید تھا۔ ان کی انتظار میں وقت بادشاہ کو دو دو گھنٹے کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے اپنے بیٹے کو کہا کہ تم علم حاصل کرلو مجھے اس حبشی کے سامنے ذلیل ہونا پڑتا ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس برمکی وزیر بادشاہ ہارون الرشید کو لے کر آیا۔ ہارون الرشید جب وہاں پہنچا تو انہوں نے دروازہ بند کر دیا اور چراغ بجھا دیا۔ بڑی منت سماجت سے دروازہ کھلوایا تو برمکی نے پوچھا کہ آپ نے چراغ کیوں بجھا دیا؟ وہ کہنے لگے کہ میں ان کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس نے کہا کہ میں سلام کرتا ہوں اور سلام کا جواب دینا تو واجب ہے۔ چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھایا تو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے سلام میں اس کا ہاتھ جو پکڑا تو فرمایا کہ کتنے نرم ہاتھ ہیں اگر یہ جہنم میں نہ چلے گئے۔ تو پھر اس نے کہا کہ حضرت! نصیحت فرمایئے! تو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی وصیت کی کہ وہ بیٹھ کر آنسوؤں سے روتا رہا۔ علم کے سامنے فرشتے بھی سرنگوں، انبیا بھی سرنگوں، اور بادشاہ بھی سرنگوں۔ تو بھی طالب علم کو بھی سرنگوں ہونا پڑے گا۔ جو سر اٹھا کے رہے گا پھر اس کو علم کیسے ملے گا؟ تو طالب علم کی زینت کیا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے عاجزی کی تھی۔

(۵) محسن کی زینت احسان نہ جتلانے میں ہے

پانچویں بات یہ کہ محسن کی زینت احسان نہ جتلانے میں ہے۔ ورنہ تو لوگ کسی کے ساتھ بھلا کریں تو پتہ نہیں کہاں کہاں کتنا تذکرہ کرتے ہیں، احسان جتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾ (البقرۃ: ۲۶۴)

''تم احسان جتا کر تکلیف دے کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو''

تو بھی کسی کے ساتھ بھلا کرو تو کس کے لیے؟ اللہ کے لیے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عمل:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ عمل تھا کہ دھوپ میں کھڑے تھے، ساتھ دیوار کا سایہ تھا تو سائے میں نہیں کھڑے تھے۔ کسی نے کہا کہ امام صاحب! دھوپ میں کھڑے ہیں پسینہ آ رہا ہے سائے میں کھڑے ہو جائیں۔ فرمایا کہ اس بندے کو میں نے قرض دیا ہوا ہے تو میں نہیں چاہتا کہ اس کی دیوار کے سائے سے بھی فائدہ اٹھالوں۔

ایک صالح نوجوان کا عمل:

ایک صالح نوجوان تھے۔ ان کا ایک دوست تھا، وہ بہت ہی فاسق اور فاجر تھا۔ ایک دن اس دوست نے کچھ پیسے اس کو دے دیے کہ جی میرے پیسے امانتاً رکھ لیں جب ضرورت ہوگی میں آپ سے لیتا رہوں گا۔ مثال کے طور پر اس نے پانچ سو روپے رکھ لیے، اب جب ضرورت پڑتی وہ مانگ لیتا، یہ دے دیتے۔ بہت عرصہ گزر گیا کہنے لگے کہ ایک دن میں نے ان سے پیسے مانگے، پوچھا کہ کس کام کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہئیں۔ میں نے کہا کہ سگریٹ پینی ہے، انہوں نے کہا کہ پیسے تو میں تمہیں دوں گا لیکن سگریٹ کے لیے نہیں دوں گا۔ بڑا غصہ آیا کہ پیسے تو میرے ہیں تو کون ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تمہارا دوست اور کون۔ اچھے کام کے لیے پیسے دوں گا برے کے لیے نہیں دوں گا۔ کہتا ہے: میں غصے ہوا، میں نے گالیاں نکالیں، اس نے سب سن لیں۔ حتیٰ کہ مجھے اتنا غصہ آیا چونکہ سگریٹ نہیں مل رہا تھا تو اندر اتنا جوش تھا کہ میں نے اس بندے کے تھپڑ لگا دیا۔ تھپڑ کھا کے اس نے مجھے پیسے دے دیے کہ بھئی تو اتنا ہی خفا ہوتا ہے تو لے جا کوئی بات نہیں۔ کہتا ہے: میں گھر آیا، سگریٹ لی پھر مجھے خیال آیا کہ میں حساب تو کروں کہ میں نے لیے کتنے ہیں اور بچے کتنے ہیں؟ جب میں نے حساب کیا تو میں ایک ہزار روپے اس سے لے چکا تھا۔ ایک ہزار روپے میں اس سے لے چکا تھا اور وہ مجھے بتا بھی نہیں رہا تھا کہ میں تو تجھے دوستی کی وجہ سے اللہ کے لیے پیسے دے رہا ہوں اور اس نے تھپڑ بھی کھا لیے اور گالیاں بھی سن لیں۔

ہمارے اکابر یوں احسان کیا کرتے تھے، پیسے بھی دیے، بتایا بھی نہیں، جتلایا بھی نہیں، گالیاں بھی سن لیں تھپڑ بھی کھا لیا۔

﴿لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ (البقرۃ: ۲۶۴)

تو محسن کی زینت کس میں ہے؟ احسان میں ہے کہ انسان احسان بھی کرے اور جتلائے بھی نہیں۔

⑥ نماز کی زینت خشوع اور خضوع میں ہے

اور چھٹی بات کہ نماز کی زینت خشوع اور خضوع میں ہے۔ انسان نماز تو پڑھتا ہے مگر اٹھک بیٹھک نہ ہو، پرسکون، یکسوئی کے ساتھ، تعدیل ارکان کے ساتھ، سنوار کے خوبصورت بنا کے نماز پڑھے۔ ظاہر میں بھی اللہ کی طرف دھیان، باطن میں بھی اللہ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف متوجہ اپنے نماز پڑھے تو پھر اس میں نماز کی زینت ہے۔ چنانچہ اس پر بہت سارے واقعات ہمارے بزرگوں کے ہیں۔ اس عنوان پر مضمون کو کیا لمبا کریں۔ ہمارے بزرگ ایسے خشوع اور خضوع سے نماز پڑھا کرتے تھے کسی نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ حضرت! آپ کو نماز میں دنیا کا خیال آتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نماز میں آتا ہے نہ نماز کے علاوہ آتا ہے۔ کیا سکون کی نمازیں پڑھتے ہوں گے! اللہ ہمیں بھی ایسی نماز عطا فرما دے۔

خوف کی زینت گناہ کو چھوڑنے میں ہے

ساتویں چیز فرمایا کہ خوف کی زینت گناہ کو چھوڑنے میں ہے۔ کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے گناہ کو ترک کر دے۔

خوف میں دو قدم:

دیکھیں! خوف میں دو قدم ہیں۔

پہلا قدم یہ ہے کہ انسان اپنی کوتاہیوں پر رو دے۔ یہ اکثر طلبا کو حاصل ہوتا ہے، کام اگر غلط ہو جائے تو ندامت ہوتی ہے پھر روتے بھی ہیں، معافیاں بھی مانگتے ہیں یہ پہلا قدم ہے۔ الحمد للہ چلو ندامت تو ہے نا روتے تو ہیں نا۔

مگر خوف کی وجہ سے رونا پہلا قدم اور خوف کی وجہ گناہ کو چھوڑ دینا یہ دوسرا اور بڑا قدم ہے۔ اللہ کا خوف دل میں ایسا بیٹھ جائے کہ انسان گناہ کو چھوڑ دے۔ اور گناہ کو چھوڑنا اللہ کو بڑا اچھا لگتا ہے۔

گناہ چھوڑنے پر عبادت میں لذت:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو انسان غیر محرم پر نظر ڈالنا چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے بدلے اس کو عبادت کی لذت عطا فرما دیتے ہیں۔ ہر گناہ کے چھوڑنے پر اللہ کی طرف سے انعام ملتا ہے۔ میرے بندے! تم نے یہ وقتی لذت چھوڑ دی میں اس کے بدلے تمہیں Permanent (دائمی) لذت عطا کرتا ہوں۔ ہم نے ایک کتاب میں یہ بھی پڑھا کہ اگر کوئی آدمی کسی غیر محرم پر قابو پاسکے، موقع ہو اور وہ گناہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہو لیکن اللہ کے خوف سے چھوڑ دے، اللہ اس کے بدلے قیامت کے دن اپنے چہرے کا دیدار عطا فرمائیں گے۔ گناہ چھوڑنا اللہ کو بڑا پسند ہے، بڑا پسند۔ تو خوف کی زندگی گناہ چھوڑنے میں ہے۔ اور اس لیے فرمایا:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ﴾

(النازعات: ۴۰)

”جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے، اور اپنے آپ کو خواہش سے روک لیا“

دیکھا خوف کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان گناہوں کو چھوڑ دے۔

گناہ کو چھوڑنے والے:

چنانچہ دہلی کے طالب کا واقعہ پہلے اس عاجز سے سنا ہوگا کہ اس کے سامنے گناہ کا موقع تھا مگر وہ آگ میں اپنی انگلی ڈال کے یاد دلا رہا تھا کہ تم دنیا کی اس آگ کی گرمی نہیں برداشت کر سکتے کل قیامت کے دن کی گرمی کیسے برداشت کرو گے؟

سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کو عورت نے گناہ کی دعوت دی اور انہوں نے جواب میں فرمایا کہ

”إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ“ ”میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔“

خواب میں یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں تو اس لیے بچ گیا کہ اللہ کا نبی تھا مگر خوشی

www.besturdubooks.wordpress.com

اس بات کی ہے کہ تم نے ولی ہو کر وہ کام کیا جو اللہ کا نبی کیا کرتا ہے۔ تو اللہ کے لیے گناہ کو چھوڑ دینا یہ خوف کی زینت ہے۔

ہم بھی اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں گناہوں سے بچا لیجیے ہم سارے گناہوں کو چھوڑنے کی نیت کر لیں۔ کسی نے کیا اچھی بات کہی ہے

مجھے حیات کے سامنے محیط نہ کرنا
کسی غریب کے دل کو غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولیٰ
مجھے گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا

اے اللہ! میں امتحان کے قابل نہیں ہوں تو گناہ کے موقع سے مجھے بچا لے! ہاتھ گناہ کی طرف بڑھنا چاہیں، بڑھتے ہاتھوں کو واپس کر دیں، قدم اٹھنا چاہیں، اٹھتے قدموں کو واپس لٹا دے۔ اللہ مجھے گناہ سے بچا لے!

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سارے اعمال کی زینت عطا فرما کر ان خوبیوں سے مزین فرما دے اور ہمیں اپنے پیارے مقبول بندوں میں شامل فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

اتباع سنت کی اہمیت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اتباعِ سنت کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:۳۱)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ کی محبت حاصل کرنے کا آسان نسخہ:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ﴾ اے میرے حبیب ﷺ! آپ فرما دیجیے اگر تم اللہ رب العزت سے محبت کرتے ہو ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ تو میری اتباع کرو ﴿يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے۔ اس آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل کرے، اپنے آپ کو سنت سے مزین کرے تو وہ اللہ رب العزت کا محبوب بن جاتا ہے۔

اعضا کی زینت:

اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے شادی کے موقع پر دلہن کو زیورات پہنائے جاتے ہیں، وہ یہ سمجھتی ہے کہ جسم کے جس عضو پر میں نے زیور پہن لیا وہ عضو خوبصورت بن گیا۔ انگلیوں میں انگوٹھیاں ڈال لیں انگلیاں خوبصورت، کلائی میں چوڑیاں ڈال لیں کلائی خوبصورت، کانوں میں بالیاں ڈال لیں تو کان خوبصورت

www.besturdubooks.wordpress.com

آنکھوں میں سرمہ ڈال لیا آنکھیں خوبصورت، اسی طرح مومن اپنے جسم کے جس عضو کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے مطابق بناتا چلا جاتا ہے وہ عضو نظرِ رب العزت کی نظر میں خوبصورت ہوتا چلا جاتا ہے۔ شادی کے موقعہ پر لوگ کتنی کوششیں کرتے ہیں کہ جی فلاں بیوٹی پارلر پہ لے جاؤ، دلہن کو وہاں سے اس کو سجاؤ تاکہ پہلی نظر میں خاوند کو پسند آ جائے، تو مومن بھی اپنے آپ کو سنت سے مزین کرے تاکہ اللہ رب العزت کو پسند آ جائے۔

امام کی فقط اقتدا نہیں، منشا کو بھی سمجھنا ضروری ہے:

عام طور پر دیکھا ہے کہ جب انسان نماز پڑھتا ہے تو ایک امام ہوتا ہے، باقی مقتدی ہوتے ہیں۔ امام جو کرتا ہے مقتدی کو کرنا پڑتا ہے، امام نے قیام کیا، مقتدی بھی قیام کرے گا، امام نے رکوع کیا مقتدی بھی رکوع کرے گا، امام التحیات میں بیٹھے تو مقتدی التحیات میں بیٹھے گا، جو امام کرے وہی مقتدی کو کرنا ضروری ہوتا ہے تب اس کی نماز مکمل ہوتی ہے۔ اگر وہ امام کی پیروی نہ کرے اقتدا نہ کرے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ امام رکوع کر رہا ہے مقتدی سجدہ کر رہا ہے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوگی، امام کی اقتدا ضروری ہے۔ اور اس میں مزے کی بات یہ کہ اکثر ارکان میں تکبیر ہوتی ہے، اللہ اکبر...... اللہ اکبر۔ وہ اللہ اکبر کہتا ہے تو رکوع میں چلے گئے، اللہ اکبر کہتا ہے سجدے میں چلے گئے، پھر اللہ اکبر کہا سجدے سے اٹھ کر بیٹھ گئے، پھر اللہ اکبر کہا تو دوبارہ سجدے میں چلے گئے، پھر اللہ اکبر کہا تو التحیات میں بیٹھ گئے۔ ہے تو ایک ہی لفظ؛ اللہ اکبر، لیکن مقتدی پہچانتے ہیں کہ اب امام کی منشا کیا ہے؟ لہٰذا اسی اللہ اکبر کے لفظ سے وہ کبھی قیام میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی قعدے میں بیٹھ جاتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ نماز میں صرف امام کی اقتدا ہی کافی نہیں ہوتی امام کی منشا کو بھی پہچاننا

ہوتا ہے۔

نمازِ زندگی کے امام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری پوری زندگی کے امام ہیں۔ ہماری زندگی ایک نماز کی مانند ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے امام ہیں، ہم مقتدی جس کام کو نبی علیہ السلام نے جس طریقے سے کیا اسی طریقے پر کریں گے تو نمازِ زندگی اللہ کے ہاں قبول ہوگی اور اگر من مرضی کریں گے تو اللہ کے ہاں یہ زندگی قبول نہیں ہوگی۔ اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) (دار قطنی، رقم: ۱۰۷۹)

یہ نہیں کہا جیسے میں نماز پڑھتا ہوں ویسے پڑھو بلکہ فرمایا: نماز پڑھو جیسے تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ تو نبی علیہ السلام کی ایک ایک عادت کو اپنا نا رفتار میں، گفتار میں، کھانے میں، پینے میں، معاشرت میں، زندگی کے ہر کام میں، یہ چیز انسان کو اللہ رب العزت کا محبوب بنا دیتی ہے۔ جتنی زندگی نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق ہوتی جاتی ہے اتنا انسان اللہ کی نظر میں محبوب ہوتا چلا جاتا ہے۔

اتباع کے بغیر قبولیت نہیں:

آپ نے کئی مرتبہ تجربہ کیا ہوگا کہ درزی کے پاس آپ اپنی ویسٹ کوٹ لے جائیں اور آپ کہیں کہ بھائی اس سائز کے مطابق میری ویسٹ کوٹ بنا دیں۔ جب آپ لینے جائیں تو گلا مختلف ہو، سائز مختلف ہو تو کیا آپ ویسٹ کوٹ قبول کریں گے؟ بالکل نہیں کریں گے، آپ کہیں گے کہ آپ نے میرا کپڑا ضائع کر دیا۔ اگر ہم ایک انچ کا فرق برداشت نہیں کر سکتے تو اللہ رب العزت نے بھی اپنے پیارے

www.besturdubooks.wordpress.com

حبیب ﷺ کو نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

تمہارے لیے رسول ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ اب اگر ہم اس نمونے کی پیروی نہیں کریں گے تو اللہ رب العزت کے ہاں کیسے قبول کی جائے گی؟

محب کا مطیع ہونا لازم ہے:

محبت کا تقاضا بھی یہی ہے۔

إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع ہو جاتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ چھوٹا بچہ دودھ کو دودھو کہہ دیتا ہے تو ماں باپ بھی دونوں دودھو کہہ دیتے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ دودھو تو بچہ کہتا تھا آپ تو بڑے ہو، اس لیے کہ بچے کا دودھو کہنا ان کو اچھا لگا اس لفظ کو اسی طرح وہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ جس بندے کو نبی علیہ السلام کے ساتھ سچی محبت ہے وہ ہر کام کو نبی علیہ السلام کے طریقے پر کرنے کی کوشش کرے گا اور قیامت کے دن اسی عمل کو قبول کیا جائے گا جو سنت کے مطابق ہوگا۔

سنت کی مہر قبولیت کی پہلی شرط ہے:

ہم نے دیکھا کہ شہروں سے باہر سلاٹر ہاؤس بنے ہوتے ہیں جہاں جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ وہاں پر گورنمنٹ کا ایک آدمی متعین ہوتا ہے، جو جانور صحیح طریقے سے ذبح ہوتا ہے وہ اس کے گوشت کے اوپر مہر لگا دیتا ہے اور جب دکاندار یہ جانور لے کر شہر کی طرف جاتے ہیں تو شہر میں پولیس کے بندے موجود ہوتے ہیں وہ چیک کرتے ہیں کہ دکھاؤ مہر لگی ہے یا نہیں۔ اگر مہر لگی ہو تو جانے دیتے ہیں، مہر نہ لگی ہو تو

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں کیا پتہ کوئی مردہ جانور کی کھال اتار کر لا رہا ہو کھلانے کے لیے، وہ اس کو روک دیتے ہیں۔ جس طرح دنیا کی حکومت مہر لگے جانور کو اندر جانے دیتے ہیں، قبول کرتے ہیں، قیامت کے دن اللہ رب العزت کا یہی معاملہ ہوگا۔ جس بندے کے جس جس عمل پر سنت کی مہر لگی ہوگی اسے جانے دیا جائے گا اور جو سنت کی مہر سے خالی ہوگا اس کو رد کر دیا جائے گا۔ اللہ رب العزت نے اپنے تک آنے کے تمام راستوں کو بند کر دیا سوائے اس راستے کے جس پر نبی علیہ السلام چلے، انہیں نقش قدم پر جو چلے گا وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچے گا۔

ہدایت کیلئے دو چیزیں:

اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ)) (الموطا، رقم: ۱۵۹۴)

"میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں"

((لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا))

"کبھی تم گمراہ نہیں ہو گے، اگر تم ان دونوں کیساتھ جڑے رہو گے"

ان دو چیزوں سے نگا لیے رکھو گے۔ کیا چیز؟ فرمایا:

((كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِي)) (الموطا، رقم: ۱۵۹۴)

"ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت"

ان دو کے ساتھ تم جڑے رہو گے تو کبھی تم راستے سے نہیں ہٹو گے۔ اور ایک جگہ فرمایا: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اس لیے سنت سے محبت کا ہونا در حقیقت نبی علیہ السلام سے محبت کا ہونا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سو شہید کا ثواب:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ))

(مشکوۃ المصابیح رقم: ۱۸۶)

''جو میری سنت پر اس وقت عمل کرے گا جب امت میں فساد آ گیا ہو اسے سو شہید کا ثواب عطا کیا جائے گا۔''

کیا مطلب؟ کہ جب سنتوں کو معمولی سمجھ کے چھوڑ دیا گیا ہو، فرمایا اس وقت سنت پر عمل کرنے والے بندے کو سو شہیدوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

سنت کی کسوٹی:

چنانچہ جب بھی پرکھنا ہو اپنی زندگی کو تو سنت کے اوپر پرکھو۔ جیسے سنار کے پاس زیور دینے کے جاؤ تو اس کے پاس ایک کسوٹی ہوتی ہے، وہ اس سونے کو گھسا کر چیک کر لیتا ہے کہ یہ سونا صحیح ہے یا ملاوٹ والا۔ بالکل اسی طرح بندہ اپنی زندگی کو پرکھنا چاہے کہ اللہ کے ہاں قبول ہے یا نہیں تو اس کو سنت کی کسوٹی کے اوپر دیکھ لے، اگر ہر عمل، ہر کام سنت کے مطابق ہے تو یقیناً اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہوگا۔

سنت نبوی کشتی نوح کی مانند ہے:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ نبی ﷺ کی سنت کشتی نوح کی مانند ہے جو کشتی نوح میں بیٹھ گیا وہ طوفان سے نجات پا گیا جو نبی علیہ السلام کی سنت کی کشتی میں بیٹھ گیا وہ زمانے کے فتنوں سے نجات پا گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے بڑی کرامت

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا دس سال ان کی صحبت میں رہا کہنے لگا کہ حضرت! اجازت دیجیے! کیوں بھئی؟ جی میں تو آیا تھا کوئی کرامات دیکھوں گا، کوئی کرامت ہوں گی، یہاں تو دس سال میں کچھ نہ دیکھا۔ تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے ان دس سال میں سنت کے خلاف کوئی کام کرتے دیکھا۔ کہتا ہے نہیں، فرمایا! اس سے بڑی کرامت اور کیا ہو سکتی ہے کہ دس سال میں اللہ نے مجھے ہر عمل سنت کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے تیس سال اپنے نفس کے خلاف مجاہدہ کیا مگر میں نے ہر کام کو سنت کے مطابق کرنے سے بڑا مجاہدہ اپنے نفس کے لیے کچھ نہیں دیکھا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نفلی عبادتیں اپنی مرضی کے مطابق کرنا یہ کوئی مشکل نہیں، نفس اس سے پلتا ہے، نفس سنورتا نہیں ہے۔ نفس کے لیے سب سے بڑا مجاہدہ ہر کام کو سنت کے مطابق کرنا ہے۔

چنانچہ انہوں نے سنت کو اپنے مکتوبات میں اس قدر عجیب الفاظ سے تذکرہ کیا کہ انسان حیران ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

دوپہر کے وقت سنت قیلولہ کی نیت سے تھوڑی دیر کے لیے سو جانے پر وہ اجر ملتا ہے جو کروڑوں نفلی شب بیداریوں پر انسان کو نہیں ملتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا عجیب الفاظ کہے! اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ سنت کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے۔

ایک اور بات بڑے عارفانہ انداز میں کہی۔ فرماتے ہیں:

''ہمارے سلسلہ کے مشائخ شرع شریف کے نفیس موتیوں کو بچوں کی مانند جوز و مویز کے بدلے میں نہیں دیتے نص سے فص کی طرف مائل نہیں ہوتے، اور فتوحات مدنیہ سے فتوحات مکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا کاروبار بلند ہے۔''

اب ذرا توجہ کیجیے! کیسے شاہانہ انداز سے تذکرہ کرتے ہیں کہ ہمارے مشائخ سنت کا اتنا اہتمام کرتے ہیں کہ نص سے فص کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ نص کہتے ہیں قرآن و سنت کے صریح احکام کو اور فص سے مراد ''فصوص الحکم'' تصوف کی ایک کتاب ہے۔ فتوحات مدنیہ سے مراد قرآن و حدیث ''فتوحات مکیہ'' تصوف کی ایک مشہور کتاب ہے جو ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔

ہر کام کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے مطابق کرنا انسان کو اللہ رب العزت کا محبوب بنا دیتا ہے۔ چنانچہ ہم اپنے اکابرین کو دیکھیں تو ان کا ایک ایک عمل سنت کے مطابق ہوتا ہے۔ صحابہ کرام میں سے ایک ایک صحابی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کا نمونہ تھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اتباع سنت:

اچھا دیکھیے! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کی سنت کو اتنا اپنایا اتنا اپنایا کہ بالکل ان کی نقل بن چکے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مشابہت بلحاظِ صورت:

جب ہجرت کے وقت مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ گئے مدینہ کے لوگ قبا کے مقام پہ ان کے استقبال کے لیے تیار تھے۔ اب یہ تجربہ کار لوگ تھے، سمجھدار لوگ تھے، انہوں نے دو مسافروں کو آتے دیکھا مگر دونوں میں ان کو کوئی فرق نظر نہیں آیا۔ لباس ایک تھا، رفتار ایک تھی، چلنے کا، بیٹھنے کا انداز ہر چیز ایک جیسی تھی۔ حتیٰ کہ مدینہ کے لوگ شبہ میں پڑ گئے کہ ان میں سے اللہ کے نبی کون ہیں؟ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے آگے بڑھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ شروع کر دیا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسی سمجھداری کی کہ میرے آقا اس وقت تھکے ہوئے ہیں، سب ان سے مصافحہ کریں گے تو اور تھکاوٹ ہوگی، وہ سب سے مصافحہ کرتے رہے۔ جب سب نے مصافحہ کر لیا تو اس وقت سورج نکلا اور اس کی کرنوں نے نبی علیہ السلام کے رخساروں کے بوسے لیے۔ اب انہوں نے دیکھا کہ جس کو نبی علیہ السلام سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے انہوں نے اپنی چادر نکالی اور اپنے ساتھی کے اوپر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اب پتہ چلا کہ امام کون تھا مقتدی کون تھا، نبی کون تھا امتی کون تھا، اصل کون تھا اس کی نقل کون تھا، گویا نقل اور اصل اتنا مشابہ ہو چکے تھے کہ لوگوں کے لیے نقل اور اصل میں فرق کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ اسی لیے باہر کے لوگ آتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوتے نبی علیہ السلام تشریف فرما ہوتے، وہ آ کے پوچھتے:

مَنْ مِنْكُمْ مُحَمَّدٌ "آپ میں محمد کون ہیں"؟

کیوں ضرورت پوچھنے کی پیش آتی تھی؟ اس لیے کہ سب ایک جیسے نظر آتے تھے۔ یہ تو ظاہری مشابہت تھی شکل و صورت کی مشابہت، اب ذرا سیرت کی مشابہت دیکھیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مشابہت بلحاظ سیرت:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب پہلی مرتبہ وحی اتری تو جبرئیل علیہ السلام نے ان کو سینے سے لگا کے خوب دبایا۔ اللہ کے نبی ﷺ پر ایک طبعی خوف طاری ہو گیا۔ آپ اپنے گھر تشریف لائے اور زملونی زملونی فرماتے رہے۔ تو اس وقت آپ کی اہلیہ صاحبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! آپ کو کس چیز کا ڈر ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((خَشِيتُ عَلٰى نَفْسِي))

"مجھے اپنی جان کا ڈر ہے"

جب یہ کہا تو اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی صفات گنوائیں۔

اے اللہ کے نبی ﷺ!

((كَلَّا)) "ہرگز نہیں"

((إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ))

"آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں"

((وَتَحْمِلُ الْكَلَّ))

"لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں"

((وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ))

"جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا اس کو کما کے آپ دینے والے ہیں"

((تَقْرِي الضَّيْفَ))

"مہمان نوازی کرنے والے ہیں"

((وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ))

''اور نیک کاموں میں لوگوں کا تعاون کرنے والے ہیں''

''جب آپ کے اندر یہ صفات ہیں تو''

((مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ)) (البخاری، رقم: ۳۵۷۲)

''اللہ آپ کو ضائع نہیں ہونے دے گا''

اب یہ بخاری شریف کی صحیح حدیث کے الفاظ وارد ہیں۔

اب ذرا اتباع سنت کا حال سنیے! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حبشہ ہجرت کی اجازت مانگی اور نبی علیہ السلام نے اجازت عطا فرمادی۔ یہ مدینہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک دن چل پڑے، شہر کے باہر ایک کافر ملا، وہ کہنے لگا کہ ابوبکر! کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے کہ مکہ والے رہنے نہیں دیتے، میں حبشہ کی طرف جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ ((كَلَّا)) ہرگز نہیں

((اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ))

''آپ صلہ رحمی کرنے والا ہے''

((وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ))

جو صفات خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ السلام کیلئے بیان کیں، بالکل وہی الفاظ ایک کافر نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے کہہ دیے۔ سیرت ایسی تھی، اس کو کہتے ہیں اتباع سنت۔

حضرت ابن عمر کی اتباع سنت:

ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے ہیں، ایک جگہ سواری کھڑی کی، نیچے اترے، درخت کے نیچے جا کر بیٹھے، جیسے انسان اپنی قضائے حاجت کے

لیے بیٹھتا ہے، مگر ایسے ہی کپڑوں کو ہٹائے بغیر۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے اور سواری پہ بیٹھ کر چل پڑے۔ ساتھی نے کہا کہ حضرت! رکنے کا، جا کر بیٹھنے کا مقصد کیا تھا؟ ضرورت نہیں تھی تو وقت کیوں ضائع کیا۔ فرمایا: میں نے نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک سفر کیا اور اس مقام پر میرے آقا علیہ السلام اترے اور وہاں جا کر آپ ضرورت کے لیے تشریف فرما ہوئے تو مجھے ضرورت نہیں تھی میرا دل چاہا میں اس جگہ پر وہی کروں جو میرے آقا نے کیا ہے۔ ایک ایک عمل میں نبی علیہ السلام کے ساتھ انکی محبت تھی۔

ایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ کی اتباع:

چنانچہ ایک صحابی تھے حبشہ کے اور جو حبشی لوگ ہوتے ہیں ان کے سر پہ جو بال ہوتے ہیں وہ چھوٹے ہوتے ہیں، کرلی ہوتے ہیں، لمبے نہیں ہوتے۔ وہ جب نہاتے آئینے میں چہرہ دیکھتے، ان کا جی چاہتا کہ میرے سر میں بھی مانگ اسی طرح نظر آئے جیسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر آتی ہے۔ تو کنگھے سے اپنی مانگ بنانے کی کوشش کرتے تھے، مانگ بنتی نہیں تھی، انہیں اپنا سر اچھا نہیں لگتا تھا۔ محبت میں ایک دن لوہے کی ایک گرم سلاخ تھی وہ انہوں نے آگ میں سے نکالی اور اپنے سر پہ پھیر لی، زخم ہو گیا، علاج معالجے سے ٹھیک ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے سر کو جلا لیا، اتنی تکلیف کیوں پہنچائی؟ فرمانے لگے: تکلیف تو بالآخر ختم ہو گئی، آئندہ میرا سر مانگ کی وجہ سے نبی علیہ السلام کے مبارک سر سے مشابہت پا گیا۔ کیا محبت ہوگی ان کو نبی علیہ السلام کے ساتھ۔

اتباع نبی علیہ السلام کی وجہ سے جادوگروں کو ہدایت:

چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ ہوتا تھا، تو فرعون

www.besturdubooks.wordpress.com

نے یہ کہا کہ اس مقابلے کو میں خود دیکھوں گا۔ ان کے ہاں دستور یہ تھا کہ جب بادشاہ مقابلہ دیکھنے کے لیے آتا تو فریقین ایک روایتی لباس جو ان کا یونیفارم ہوتا تھا وہ پہن کر آتے تھے۔ چنانچہ جب جادوگروں کے ساتھ مقابلہ تھا تو حکومت کے جو لوگ تھے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت پریشر دینے کی کوشش کی کہ آپ جادوگروں کا لباس پہن کر آئیں۔ مگر وہ اللہ کے نبی تھے وہ کیسے اس بات کو مان سکتے تھے؟ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میں نے جو جبہ پہنا ہوا ہے میں اسی جبہ کے ساتھ آؤں گا۔ اب یہ دوسرے لوگ سوچتے رہے کہ کیا کریں؟ تھک ہار کر ان کے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ ہم جادوگروں کو ان جیسا لباس پہنا دیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جبے بنوائے اور جادوگروں کو پہنا دیئے۔ دونوں فریقین ایک جیسی وردی میں ہوں گے۔ اب جب مقابلہ ہوا تو اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کو کامیاب فرما دیا مگر ان کے ساتھ جادوگروں نے بھی کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ فرعون بڑا غضب ناک ہوا۔ اس نے کہا کہ ایک طرف کا ہاتھ کاٹوں گا دوسری طرف کی ٹانگ کاٹوں گا، پھر دار پر لٹکا دوں گا تاکہ ان کے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو سکیں۔ اب وہ ایمان کی حلاوت دیکھ چکے تھے چنانچہ انہوں نے کہا:

﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ﴾ (طٰہٰ:۷۲)

"جو تم کرنا چاہتے ہو کر گزرو"

جب انہوں نے قربانی دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اور اللہ رب العزت کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ! آپ نے تو مجھے By Name (نام لے کر) فرعون کے پاس بھیجا فرمایا:

﴿اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ﴾ (طٰہٰ:۲۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

"جاؤ فرعون کے پاس کہ وہ باغی بن گیا"

تو پیغام دے کر اس کی طرف بھیجا۔ اور فرعون کو تو ہدایت نہ ملی لیکن جادوگروں کو ہدایت مل گئی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: اے میرے پیارے کلیم! میں نے تمہیں فرعون کی طرف بھیجا تھا، لیکن جب میں ہدایت کا فیصلہ کرنے لگا تو میری رحمت نے اس بات کو پسند کیا کہ پہلے ہدایت ان کو دوں جن کو میرے کلیم کے ساتھ ظاہری مشابہت ہوگئی تھی۔ تو اگر جادوگر مجبور ہو کر ایک نبی علیہ السلام کی مشابہت پا لیتے ہیں تو وہ انعام کے حقدار بن جاتے ہیں، اگر امت محمدیہ کا کوئی امتی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوب کر نبی علیہ السلام سے مشابہت پانے کی کوشش کرے گا تو اللہ کی طرف سے کتنا انعام ملے گا۔

بیٹے سے مشابہت کی وجہ سے بچے سے محبت:

چنانچہ ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ میں بچپن میں مدرسے جاتا تھا۔ ایک بوڑھی عورت تھی، جب بھی وہ مجھے دیکھتی تو مجھے بلاتی، مجھے پیار کرتی، گھر لے جاتی۔ مجھے کھانے پینے کی چیزیں دیتی، پھر جب میں جانے لگتا تو کہتی کہ بچے پھر بھی آنا کیونکہ کھانا پینا ملتا تھا، میں بھی بار بار جاتا تھا۔ اس بوڑھی اماں سے پوچھا کہ اماں کیا وجہ ہے آپ مجھے کیوں اتنا پیار کرتی ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ الفاظ کہنے تھے کہ اس بڑھیا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ بڑھیا کہنے لگی ایک میرا بیٹا تھا جو بالکل تمہاری شکل صورت کی مانند تھا۔ بچے جب بھی تم میرے سامنے آتے ہو مجھے اپنا بیٹا یاد آ جاتا ہے، میں تمہیں پانی پلاتی ہوں، میں تصور کرتی ہوں کہ اپنے بیٹے کو پلا رہی ہوں، کھانا تمہیں کھلاتی ہوں تصور بیٹے کا، تمہارے آنے سے مجھے بیٹے کی یاد آ جاتی ہے۔ اب سوچیے! اگر ایک ماں کو بیٹے سے مشابہت رکھنے والے بندے کو دیکھ کر اپنے بیٹے کی یاد آ جاتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ہم بھی تو سنت کو ایسا اپنائیں کہ جب ہم اللہ کے سامنے پہنچیں تو اپنے محبوب کی یاد آ جائے۔

ماں بیٹے کی تصویر کو بھی آگ میں نہیں جلاتی:

اور یہ بات پکی ہے کہ اگر ماں کے پاس بیٹے کا فوٹو ہے، اس نے کارڈ بنانے کے لیے بنوایا تھا تو ایک فالتو تھا ماں کے پاس، اب ماں کو کہیں کہ اس فوٹو کو آگ میں ڈال دو تو کبھی بھی تیار نہیں ہوگی۔ کہے گی کیوں نہیں ڈالتی؟ میں بیٹے کی تصویر کو کیوں ڈالوں۔ اگر ایک ماں اپنے بیٹے کی تصویر کو آگ میں ڈالنا پسند نہیں کرتی تو کیا قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے پیارے محبوب کی تصویر کو جہنم میں ڈالنا پسند فرمائیں گے؟ کوئی بندہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہت رکھنے والا ہوگا تو کیا اللہ کے محبوب کی مشابہت والے بندے کو اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالیں گے؟ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ہر عمل میں سنت کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ انسان ہیں فرشتے نہیں ہیں لیکن کوشش کریں گناہوں سے توبہ کریں اور اپنی طرف سے کوشش میں لگے رہیں، یہ پوری زندگی کا کام ہے۔ جتنی سنت کے مطابق زندگی بنتی جائے گی، اللہ رب العزت کے محبوب بنتے چلے جائیں گے۔

احمقوں کی خاطر محبوب کی سنت کو چھوڑ دوں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تو یہ حال تھا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فارس کی طرف گئے دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہیں، لقمہ نیچے گر گیا، انہوں نے اٹھایا، دسترخوان سے اور صاف کر کے کھا لیا۔ ساتھ والے نے کہا کہ یہاں والے لوگ اس چیز کو پسند نہیں کرتے، جیسے یہ کہا، حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((أَأَتْرُكُ سُنَّةَ حَبِيبِي لِهٰؤُلَاءِ الْحُمَقَاءِ))

''کیا ان احمقوں کی خاطر میں اپنے محبوب کی سنت کو چھوڑ دوں؟''

کتنی محبت ہوگی سنت سے؟ آج نوجوان طلبا کو معاشرے کے کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں، داڑھی رکھ لی، ملا بن گیا، ملونگا بن گیا، جو بھی ایسی بات کرے دل میں کہہ دیا کرو!

((أَأَتْرُكُ سُنَّةَ حَبِيبِي لِهٰؤُلَاءِ الْحُمَقَاءِ))

''ان احمقوں کی خاطر میں اپنے حبیب کی سنت کو کیوں چھوڑ دوں؟''

لوگ کہتے ہیں کہ اوجی یہ لوگ چلتے پھرتے آثارِ قدیمہ نظر آتے ہیں ٹھیک ہے بھئی تمہیں آثارِ قدیمہ نظر آتے ہیں مگر یہ آثار آج سے چودہ سو سال پہلے کے ہیں، قیامت کے دن اللہ رب العزت کو جب یہ آثار نظر آئیں گے تو اللہ رب العزت اس بندے سے محبت فرمائیں گے۔ یہ دنیا میں چلتا پھرتا میری محبوب کی سنتوں کا نمونہ تھا۔

اکابر علمائے دیوبند کی اتباعِ سنت:

چنانچہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند ہر عمل میں سنت کی اتباع کرنے میں امتیازی شان رکھتے تھے۔

⊙.... حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے فرنگی نے پولیس لگا دی کہ ان کو گرفتار کرو۔ وارنٹ گرفتاری جاری کر دیا۔ حضرت کو پتہ چل گیا، چنانچہ حضرت چھپ گئے، جان بچانی تو ہر بندے پر فرض ہے۔ لوگ سمجھے کہ ابھی کچھ عرصہ روپوشی میں رہیں گے اور تین دن کے بعد جو دیکھا تو حضرت پھر سب کے ساتھ، حضرت! آپ کے پیچھے تو فرنگی لگا ہوا۔ ہے فرمایا! ہاں۔ پھر آپ کیوں منظر پر آ گئے۔ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی کو دیکھا تو مجھے تین دن غارِ ثور کے روپوشی کے نظر

آ گئے۔ اس کے بعد نہیں۔ میں نے بھی اسی سنت پر عمل کیا، تین دن روپوش ہونے کے بعد میں پھر باہر چلا آیا۔ جب جان پہ بنی ہوئی ہو اس وقت بھی سنت کو پسند کر لینا، سینے سے لگا لینا، یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔

⊙ ..... حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سنت کے عاشق تھے۔ ایک دفعہ ان کا قریبی عاشق تھا، دوست تھا، کہنے لگا: جناب! آداب۔ حضرت نے فرمایا: یہ کون ہے؟ اتنے زور سے ڈانٹا، فرمایا: تمہیں نبی علیہ السلام کی سنت السلام علیکم نہیں آتی۔ اتنا ڈانٹا کہ سلام کرنا ہے تو محبوب کے طریقے کے مطابق کرو۔

⊙ ..... حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب عشاء کے وتر پڑھ لیتے تو بعد کے نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ ایک عالم نے کہا کہ حضرت بیٹھ کر نفل پڑھنے کا ثواب آدھا اور کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کا ثواب پورا۔ حضرت نے فرمایا: ہاں میں آدھا ثواب قبول کرلوں گا مگر عمل اسی طرح کروں گا جس طرح میرے آقا نے فرما دیا۔ سنت کے عاشق تھے جب کبھی نیا پھل آتا تو حضرت اقدس اس پھل کو خوشی سے دیکھتے، اس کی خوشبو کو سونگھتے اور مجلس میں جو سب سے چھوٹی عمر کا بندہ ہوتا، اس کو دیتے چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت یہی ہے۔

⊙ ..... چنانچہ ایک مرتبہ میاں اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے۔ تشریف لائے اور آ کے سلام کیا، مصافحہ کیا اور پوچھا کہ بھئی کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہوں انہوں نے فرمایا:

((لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) (البخاری، رقم: ۳۶۲۰)

اور چل پڑے۔ لوگوں نے کہا: بس اتنی دیر عیادت کرنی تھی۔ فرمایا:

((اَلْعِيَادَةُ فُوَاقُ نَاقَةٍ)) (کنز العمال، رقم: ۲۵۱۵۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث میں چونکہ یہی الفاظ تھے، وہ الفاظ کہہ کر بتا دیا کہ میں نے یہ عمل سنت کے بالکل مطابق کیا۔

۞..... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سرکہ محبوب تھا۔ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ بھی سرکہ استعمال فرماتے تھے۔ حالانکہ ایک مرتبہ جسم پر دانے نکل آئے لیکن سرکے کے استعمال کے اہتمام میں کمی نہ ہونے دی۔

۞..... حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تہجد پڑھتے تھے اور نماز میں حالت وہ ہوتی تھی کہ جیسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ جیسے ہنڈیا ابل رہی ہوتی تھی، تہجد کے بعد سسکیاں لے لے کر روتے تھے۔ فجر کی نماز طوالِ مفصل کے ساتھ پڑھاتے تھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جی دارالعلوم میں پھول لگوا ؤ! فلاں لگوا ؤ! علما نے کہا تو بہت سارے لوگوں کی فرمائش پر یہ چیزیں لگوا دیں۔ حضرت نے کہا کہ کیکر کا درخت لگوا ؤ۔ اب علما کو سمجھ نہ آئے۔ بھائی زیبائش کے لیے خوبصورت درخت ہیں، پھل دار درخت ہیں، پھولدار درخت ہیں، کیکر سے تو کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا اور حضرت نے فرمایا کہ دارالعلوم کے اس گلستان میں کیکر کا درخت لگا ؤ۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت! کیکر کا درخت کیوں؟ فرمایا کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعتِ رضوان کیکر کے درخت کے نیچے لی تھی۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس درخت کو دیکھوں مجھے محبوب کا عمل یاد آ جائے۔

۞..... چنانچہ حضرت مولانا شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات کیا کرتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ سنت کے مطابق پاخانہ کرنا نفلی عبادتوں سے اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے۔

تو ان اکابر کے اندر سنت کی اتنی اتباع تھی، ہم بھی اپنے اندر اسی اتباع کو پیدا کریں اور مدرسے میں رہتے ہوئے یہی عمل ہم نے سیکھنا ہے، ہمارا ہر قول، ہر فعل،

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے مطابق ہو۔

وہی سمجھا جائے گا شیدائے جمالِ مصطفیٰ
جس کا حال حالِ مصطفیٰ ہو قال قالِ مصطفیٰ

قول اور فعل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے بالکل مطابق ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ:

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں روضۂ انور پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ جو لوگ حدیث کا علم سیکھتے ہیں ان کے سینے میں حدیث کا نور ہوتا ہے۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک سینے سے سورج کی کرنوں کی طرح نور کی شعاعیں نکلتی ہیں اور ان لوگوں کے دلوں کو منور کر دیتی ہیں۔ ہم بھی ہر عمل سنت کے مطابق کریں گے تو یقیناً نبوی فیوضات ہمیں بھی نصیب ہوں گے۔

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور اتباعِ سنت:

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی زندگی کو کئی سال قریب سے دیکھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں ایک فرق تھا۔ وہ کیا؟ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کا شرف حاصل تھا اور عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں تھا۔ اس کے علاوہ ان کی زندگی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی میں مجھے کوئی فرق نظر نہیں آیا۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ ہمارے اکابر ہمارے ہر عمل میں کیسے سنت کا خیال کرتے ہوں گے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ سنت کا لحاظ کرتے تھے ایک نیک کام میں چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔

ہر وقت سنت کا خیال:

چنانچہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دانت میں درد تھی، آپ نے ایک عالم سے فرمایا کہ بھئی لونگ لے کر آؤ۔ پہلے زمانے میں لونگ دانت کے اندر رکھتے تھے تو جہاں Cavity (کھوڑ) ہوتی تھی تو ذرا آرام آجاتا تھا۔ وہ صاحب چار لے کر آ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ دیکھو اصولی بے پھرتے ہیں اور ان کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ

((إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ)) (الداری، رقم: ۱۵۸۰)

''اللہ تعالیٰ وتر ہیں اور وتر کو پسند کرتا ہے''

ایک تین پانچ سات، ان اعداد کو اللہ پسند فرماتے ہیں۔ یعنی اتنے چھوٹے سے عمل میں بھی اس کو دیکھتے تھا کہ تین لاتا یا پانچ لاتا۔ اب ذرا غور کیجیے کہ لونگ کے اٹھانے میں بھی ان کا خیال کہ سنت کے مطابق ہو۔ ہر وقت ذہن میں یہی ہے اور واقعی جو انسان دنیا میں ایسا سنت کا شیدائی ہوگا، اگر اس سے کوئی خطا بھی ہو گئی ہوگی تو پھر قیامت کے دن نبی علیہ السلام کی شفاعت کا بھی وہی حق دار بنے گا۔

حافظ کی شفاعت کے مستحق لوگ:

اب ذرا مسئلہ سن لیجیے: جو بچہ حافظ بنتا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس کو دس آدمیوں کی شفاعت کی اجازت ملے گی مگر اس پر علماء نے تفصیل لکھی کہ دس آدمی ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب کسی کا بچہ حافظ بنتا ہے تو اس کے جو قریبی رشتہ دار متعلقین ہوتے ہیں وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو اس چیز کو اچھا نہیں سمجھتے، وہ اس بچے کو کہتے ہیں: کیا مولوی بن رہے ہو؟ ملا بن گئے ہو، مدرسے میں چلے گئے ہو، تم سکول میں پڑھتے، انگریزی تعلیم پاتے، انجینئر ڈاکٹر

www.besturdubooks.wordpress.com

پائلٹ بنے، فلاں بنے۔ وہ اس بچے کو Discourage (حوصلہ شکنی) کرتے ہیں۔ اس کے اس عمل کو وہ خوشی کی نظر سے نہیں دیکھتے، وہ سمجھتے ہیں کہ ماں باپ نے پتہ نہیں اس کو کس جنگ میں ڈال دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جتنے بھی لوگ اس کی مخالفت کرنے والے اور اس کو اچھا نہ سمجھنے والے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں جو اپنے آپ کو اس بچے کی شفاعت سے محروم کرنے والے ہوں گے۔

اور کچھ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ کلماتِ تحسین کہتے ہیں۔ ماشاء اللہ کتنے پارے کر لیے، حافظ بن گئے؟ بڑا اچھا کر رہے ہو! مدرسے جاتے ہو! اللہ تمہاری مدد کرے! دعائیں دیتے ہیں، اس کی بات سن کر خوش ہوتے ہیں۔ جتنے لوگ اس کے حفظ کرنے پر خوش ہوں گے ان میں سے دس بندوں کو شفاعت کے ذریعے یہ حافظ جنت میں لے کے چلا جائے گا۔

نبی علیہ السلام کی شفاعت کے مستحق لوگ:

اسی طرح معاشرے میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں، کچھ وہ ہوتے ہیں جو سنت سے محبت کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو سنت کو اچھا نہیں سمجھتے، جو سنت پر عمل کرنے والوں کو پرانے دماغ کے لوگ سمجھتے ہیں۔ جس نے سنت کو ایسا سمجھا تو اس نے گویا اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کی شفاعت کے حق سے محروم کر لیا۔ اور جو بندہ سنت سے محروم ہو مگر اپنے آپ کو مجرم سمجھے اور سوچے کہ میں اپنے نفس کی وجہ سے کوتاہی کر رہا ہوں مگر اصل تو یہی ہے، سنت یہی ہے، ہونا یہی چاہیے۔ علما کا ساتھ دے، جو عالم بننے والے ہوں ان کی سرپرستی کرے، ان سے محبت کرے۔ یہ سنت سے محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے، قیامت کے دن اگر کوئی کوتاہیاں بھی لے کر آئیں گے تو اللہ کے محبوب ﷺ سنت کی اس محبت کی وجہ سے ان کی شفاعت

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں گے۔ اور جو سنت کا استخفاف کرے گا، اس کو تو موت کے وقت کلمہ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ اگر کسی سنت پر کوئی عمل نہ کر سکے تو اپنے آپ کو مجرم سمجھے، تاویلیں نہیں کرنی چاہییے، ہاں یہ کہنا چاہیے کہ بھئی میرا اپنا نفس کمزور ہے، میں اتنا عمل نہیں کر سکا مگر میرے دل کی تمنا ضرور ہے۔ جب یہ کہیں گے تو پھر اللہ رب العزت کی طرف سے رحمت ہوگی۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کی قیامت کے دن شفاعت عطا فرمائیں گے۔ اللہ اکبر کبیرا

خلافِ سنت کام سے نبی علیہ السلام کے دل کو تکلیف پہنچتی ہے:

چنانچہ ایک شاعر تھے، انہوں نے فارسی زبان میں کچھ اشعار لکھے۔ ایران کے کسی بزرگ نے جب وہ اشعار پڑھے تو ان کو بڑے اچھے لگے۔ انہوں نے نیت کی کہ میں اس شاعر کو جا کر ملوں گا اور دیکھوں گا۔ جب وہ ملنے کے لیے آئے تو یہ شاعر صاحب حجام کی دکان میں بیٹھے ہوئے داڑھی کٹوا رہے تھے۔ اب یہ ایرانی بزرگ تو کچھ اور ہی تصور لے کر آئے تھے، اس دیکھا تو کہا:

"ریش می تراشی" تم داڑھی منڈوا رہے ہو؟

اس پر اس شاعر نے جواب دیا:

"ریش می تراشم ولے دل کسے نمی خراشم"

میں ریش تو منڈوا رہا ہوں کسی بندے کا دل تو نہیں دکھا رہا۔

اس نے کہا: نہیں! میرے دوست!

"ولے دلِ رسول اللہ ﷺ می خراشی"

تم نبی علیہ السلام کے قلب کو تکلیف پہنچا رہے ہو۔

جب انہوں نے یہ بات کی شاعر کے دل پر چوٹ پڑی، ان کے اوپر عجیب

www.besturdubooks.wordpress.com

کیفیت طاری ہوگئی، اس نے سچی توبہ کر کے کہا:

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا با جانِ جاں ہمراز کردی

"تجھے اللہ جزا دے تو نے میری آنکھوں کو کھول دیا۔ تو نے مجھے میرے جان جاں سے ہم راز بنا دیا"

تو سنت کے توڑنے سے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر ہم سنت کے خلاف کام کریں گے تو اللہ کے نبی ﷺ کو تکلیف پہنچا رہے ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ تھے، روزانہ ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھ کر نبی علیہ السلام کو ہدیہ بھیجتے تھے۔ یہ ان کا معمول تھا۔ ایک رات ان کو نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی، انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے نبی ﷺ سامنے ہیں مگر آپ کے سینے مبارک پر کچھ زخم کے سے نشانات ہیں۔ حیران پریشان! اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ آپ کے سینۂ انور پر نشان کیسے؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ میری سنتوں کو توڑتے ہیں میرے سینے پر زخم لگاتے ہیں اور مجھے دکھ پہنچاتے ہیں۔ میری سنت کو توڑ کر میرے سینے کو زخم لگاتے ہیں۔

پھولوں سے زخم:

نبی علیہ السلام کو کافروں نے بھی تکلیف پہنچائی مگر وہ تو پرائے تھے، وہ تو کافر تھے۔ ہم تو نبی علیہ السلام کے امتی ہیں، اپنے سمجھے جاتے ہیں، اپنے جب تکلیف پہنچاتے ہیں تو انسان کو دکھ زیادہ ہوتا ہے۔ کہنے والوں کہا:

کہ تم تو غیروں کی بات کرتے ہو
ہم نے تو اپنے بھی آزمائے ہیں

لوگ کانٹوں سے بچ نکلتے ہیں
ہم نے پھولوں سے زخم کھائے ہیں

آپ سوچیے تو سہی! طالب علم ہو، حدیث پڑھنے والا ہو، حدیث پڑھانے والا استاد ہو اور پھر سنت کو نظر انداز کردے، تو اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ اگر کل قیامت کے دن اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے پوچھ لیا کہ مجھے تکلیف کافروں نے بہت پہنچائی، مجھے طائف کا دن یاد ہے، جب وہ اپنے شہر میں کھڑے نہیں ہونے دیتے تھے، میں زخموں سے چور تھا اور تھک کر بیٹھ گیا تھا۔ نو سال کے بعد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تھا تو میں نے بتایا تھا کہ حمیرا اس دن کی تکلیف مجھے آج بھی محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے تکلیف یاد ہے مگر وہ کافروں نے پہنچائی تھی، یہ تکلیف تو مجھے اپنوں نے پہنچائی، جو میرا نام لے کر دنیا میں کھانے والے، میرا نام لے کر دنیا میں عزتیں پانے والے، وہ اگر سنت کو نظر انداز کریں تو پھر اللہ کے حبیب ﷺ کے ساتھ ہم نے کیا معاملہ کیا!

سنت کا غم کیوں نہ کھایا؟

لہٰذا اگر قیامت کے دن نبی علیہ السلام نے پوچھا کہ غیر جب اپنی چیزوں کو متعارف کرا رہے تھے، آج کفر نے سیل فون بنا کر ہر بچے اور بڑے مکان میں پہنچا دیا، تاجر سے لے کر بکریاں چرانے والے تک پہنچا دیا، مسجد سے لے کے بیت اللہ کے دروازے تک پہنچا دیا۔ آپ بیت اللہ کے دروازے پر دعا مانگتے کھڑے ہوں آپ کو وہاں بھی کسی نہ کسی سیل فون کی رنگ سنائی دے گی۔ اللہ کے نبی پوچھیں گے جب کافروں نے اپنی چیزوں کا تعارف کروایا تھا، بتاؤ تم نے میرے اسلام کا تعارف کروایا، قرآن کا تعارف کروایا، میری سنت کا تعارف کروایا۔ لوگوں کے ہاتھ میں تھما

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا انھوں نے تانبے کو سونا بنا دیا، تمہارے ہاتھ میں تو سونا تھا تم نے سونے کو کیوں نہ لوگوں کے سامنے پیش کیا، میری سنت کا غم کیوں نہ کھایا؟ اگر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے پوچھا تو ہم کیا جواب دیں گے؟ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی سوال کر دیا کہ بتاؤ میں عرفات میں رویا، اپنی بیویوں کے لیے نہیں، اپنے بچوں کے لیے نہیں، اپنی امت کے لیے رویا۔ منیٰ میں امت کے لیے رویا، مزدلفہ میں امت کے لیے رویا، حطیم میں امت کے لیے رویا، میں غلافِ کعبہ کو پکڑ کر امت کے لیے رویا، میں اتنی لمبی اللہ کی عبادت کرتا تھا۔

((حَتّٰى تَوَرَّمَ قَدَمَاهُ))

یہاں تک کہ ان کے قدموں پر ورم آ جاتا تھا

پھر اس کے بعد میں دعائیں مانگتا تھا، میری ریش تر ہو جاتی تھی، میں امت کے لیے رویا، میرے امتیو! تم نے میرے ان آنسوؤں کی کیا قدر کی؟ تم اپنے ہاتھوں سے میری سنتوں کو توڑ دیتے تھے۔ جب تمہارے گھروں میں شادی کا موقع آتا تھا تو تم آپس میں مشورے کرتے تھے کہ فلاں چچا ناراض ہے، اس کی بھی منت کر کے منا لیا جائے، خالہ ناراض ہے، اس کو بھی منا لیا جائے، فلاں دور کا رشتہ دار تھا۔ ہے، اس کو بھی منا لیا جائے، تم سب کو مناتے تھے حتیٰ کہ گھر کا ڈرائیور ناراض ہوتا اس کو بھی منا لیتے، گھر کا نوکر ناراض ہوتا، اس کو منا لیتے، گھر کی ماسی ناراض ہوتی، اس سے بھی معافی مانگ کے منا لیتے تھے کہ شادی کا موقع ہے سب کو منا لو۔ تم سب کو مناتے تھے لیکن جب شادی کا وقت آتا تھا میری سنتوں کو گھر سے نکال دیتے تھے، کاش! تم نے مجھے بھی منا لیا ہوتا، گھر کے خادموں کی طرح تم نے میرا اتنا بھی خیال نہ رکھا۔ اب کل قیامت کے دن اللہ کے نبی ﷺ نے پوچھ لیا کہ تمہارے گھر میں ایک روپے کا باپ

بچہ تو رو دیتا تھا، ماں تھپڑ لگا دیتی تھی لیکن میری سنت کو چھوڑ دیتا تھا کوئی بھی نہیں پوچھتا تھا تم نے میری سنت کی ویلیو ایک روپے کے برابر بھی نہ کی، آج میں تمہاری شفاعت کیسے کروں؟ سوچو تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ ہمیں واقعی آج اس کا احساس کرنا چاہیے اپنے ہر عمل کو سنت کے مطابق کرنا چاہیے۔

سونا نہیں سنت چاہیے:

چنانچہ ایک بچی جو کسی جامعہ سے پڑھ کے فارغ ہوئی اس کی جب شادی کا وقت آیا اس کا باپ بڑا صنعت کار تھا، بڑا انڈسٹریل تھا، اس نے اس کا ایک انڈسٹریل کے بچے سے رشتہ کیا، بچی سے بات کرتے ہوئے کہنے لگا: بیٹی! ایسی جگہ رشتہ کیا ہے خاوند تجھے سونے سے لاد دے گا، جب باپ نے یہ بات کی اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا: ابو! مجھے سونا نہیں چاہیے، نبی ﷺ کی سنت چاہیے، اگر کل قیامت کے دن یہ بچی کھڑی ہوگی کہ اس نے یہ جواب دیا تھا۔ اور باقی عالمات فاضلات سے اللہ پوچھیں گے بتاؤ تم نے سنت سے ایسی محبت کیوں نہ کی؟ اس پر نبی علیہ السلام نے فرمائیں گے قرآن کے حافظو! قاریو! اے علماؤ! تم تو میرے وارث کہلاتے تھے، بتاؤ تم نے میری سنت پر کتنا غم کھایا؟ میری سنت پر کتنا عمل کیا؟ بتائیں ہم اس وقت کیا جواب دے سکیں گے؟ اللہ کے نبی علما سے فرمائیں گے، تم نے وفا کرنی تھی تم زندگی میں جفا کر کے آئے اور جس نے جفا کرنی تھی وہ مجھ سے وفا کر کے آئے، تو واقعی بات ایسی ہی ہے۔ کہنے والے نے کہا: ؎

کسی غم گسار کی محنتوں کا عجب میں نے صلہ دیا
جسے میرے غم نے گھلا دیا اسے میں نے جی سے بھلا دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے غم میں گھل جاتے تھے، آج ہم ان کو بھول جاتے ہیں۔ ہمیں نہ کھاتے ہوئے سنتیں یاد ہوتی ہیں، نہ لباس میں بلکہ فیشنوں کے دل دادہ اور کفار اور فرنگیوں کے طریقوں کو اپنانے کے لیے خوش ہوتے ہیں۔ آج امت کا اکثریت کا حصہ اسی طرح کی زندگی گزار رہا ہے۔ ایسے میں مدارس میں زندگی گزارنے والے نوجوان بچوں پر ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے، مدارس میں پڑھنے والی بچیوں پر یہ ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ایک سنت کو اپنی نواجذ کے ساتھ پکڑ لیں۔

عَضُّوْا عَلَیْهِ بِالنَّوَاجِذِ

داڑھوں سے جیسے کسی چیز کو پکڑ لیتے ہیں یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو سینے سے لگا لیں۔ آپ کے طریقوں کو اس طرح پکڑ لیں تاکہ کل قیامت کے دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوں کہ یہ میرے طریقوں پر چلنے والا، میری سنت پر چلنے والا ہے۔

سو شہید کا ثواب:

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے میری سنت کو زندہ کیا، اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے، اس کا ثواب اس بندے کے نامۂ اعمال میں ڈالا جائے گا۔ آج ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں پر عمل کریں، نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کو اپنائیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت کے دن آپ کی شفاعت کو پائیں اور اگر ہم نے آج سنت کو چھوڑ دیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ تم میں اور کافروں میں اتنا فرق تھا کہ کافر میرے مجسمے بناتے تھے، تصویریں بناتے تھے، کارٹون بنا کر میرا مذاق اڑاتے تھے اور تم میری سنت کا مذاق اڑاتے تھے، فرق تو تھوڑا ہی تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اتباعِ سنت پر حوضِ کوثر کا جام:

آج وقت ہے اللہ کے نبی سے وفا دکھانے کا۔ ان کی شفاعت کا سہارا ہے، اگر انہوں نے کہہ دیا:

﴿ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ﴾ (الفرقان: ۳۰)

تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ ہم اپنے سراپا کو نبی ﷺ کی مبارک سنت کے مطابق بنالیں۔ تاکہ اگر ملک الموت آئے، ہمارے اعضا کو ٹٹولے سنتِ نبوی سے مزین نظر آئیں، ہمارے دل کو ٹٹولے عشقِ نبوی سے بھرا نظر آئے اور ہم کل قیامت کے دن محبوب ﷺ کے سامنے حاضر ہوں تو اللہ کے نبی ﷺ مسکرا کر دیکھیں، ہاں میری سنت کا شیدائی، میری طریقوں کو اپنانے والا، میرے نقشِ قدم پر چلنے والا، آج آگیا ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ اپنے ہاتھوں سے حوضِ کوثر کا جام عطا فرمائیں، اللہ کے سامنے جب حاضری ہو ہم اس وقت اللہ سے یہ کہہ رہے ہوں ؎

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اے کریم آقا! آج ہمارے پاس صورت ہے، اس کو حقیقت بنا دیجیے، ہمارے سینوں کو اپنے محبوب کی محبت سے بھر دیجیے اور ہمیں اپنے محبوب بندوں میں شامل فرما لیجیے۔ قیامت کے دن کی کامیابی اور دنیا کی عزتیں انکی سنت کے ساتھ وابستہ ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں سنت کی سچی محبت نصیب فرمائے، ہماری زندگی کا آخری حصہ سنت کے مطابق بن جائے۔ جو اللہ کو پسند آجائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ﴾

(الذاریات: ۴۷)

اللہ سب سے بڑا ہے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 4 جون 2010ء مطابق جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خطبہ جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ سب سے بڑا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ﴾ (الذاریات: ۴۷)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان..... اللہ کی قدرت کا شاہکار:

انسان اللہ رب العزت کی قدرت کا شاہکار ہے، جتنا اپنے اوپر غور کرتا چلا جائے اتنا اسے اپنے مالک اور خالق کی عظمت کا احساس ہوتا جائے گا۔ سر سے لے کر پاؤں تک ہمیں اللہ رب العزت کی بے انتہا نعمتیں ملی ہیں۔

اس پروردگار نے ہمیں آنکھوں کی نعمت سے نوازا، آج ہم چیزوں کو ان کی خوبصورتی کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں۔ انسان بھی دوسری چیزوں کو دیکھتا ہے اور دوسرے جاندار بھی چیزوں کو دیکھتے ہیں مگر دونوں کے دیکھنے میں فرق ہے۔ مثال کے طور پر سانپ انسان کو دیکھتا ہے مگر اس کو انسان کی شکل پوری نظر نہیں آتی، اس کو اتنا احساس ہوتا ہے کہ یہاں کوئی زندہ چیز موجود ہے۔ شیر بھی انسان کو دیکھتا ہے، ہاتھی بھی دیکھتا ہے مگر وہ اس باریک بینی کے ساتھ نہیں دیکھ پاتے کہ جس طرح ہماری نظر انسان کو دیکھتی ہے، ہم تو انسان کے چہرے کو دیکھتے ہیں، اس کی خوبصورتی، اس کی لطافت اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی نزاکت وہ ہمیں پوری کیفیت کے ساتھ نظر آتی ہے۔ ہم اس درجے کی خوبصورتی کو دیکھ کر اسی انداز سے اللہ رب العزت کی نعمت کا احساس کر سکتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے ہمیں ہاتھ کی نعمت سے نوازا اور مخلوق کو یہ نعمت نہیں دی۔ بندروں کے ہاتھ تو ہوتے ہیں لیکن اس کا انگوٹھا اس طرح کام نہیں کرتا جس طرح انسان کا انگوٹھا کام کرتا ہے۔ لہٰذا وہ چیزوں کو اس طرح نہیں پکڑ سکتا جس طرح انسان پکڑ سکتا ہے۔ انسان کو دیکھو! اللہ رب العزت نے دو ہاتھ دیے وہ ان دو ہاتھوں سے کیا کیا کام کر دیتا ہے۔ چلنے کے لیے دو پاؤں دیے، سماعت دی، بصارت دی، گویائی دی۔

جانور بھی ایک دوسرے سے ہم کلامی کرتے ہیں مگر اشاروں کے ساتھ، انسان بھی ہم کلامی کرتا ہے، مگر فصاحت اور بلاغت کے ساتھ۔ انسان کے طرزِ بیان کو دیکھیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ یا اللہ! آپ نے کیفیات کو Express (بیان) کرنے کی کیا نعمت بندے کو عطا کی۔ انسان کس طرح اپنی محبت کا اظہار دوسرے سے کرتا ہے اور جس انداز میں کرتا ہے وہ حیران کن ہے۔

اللہ رب العزت نے انسان کو عقل کی نعمت سے نوازا، یہ نعمت اور مخلوق کے پاس نہیں ہے؟ ہے مگر بہت تھوڑے پیمانے پر ہے۔ انسان کو یہ کامل نعمت ملی ہے جس کی وجہ سے انسان زمین و آسمان کی Micro Detail (چھوٹی سے چھوٹی جزئیات) کو پرکھنے اور جاننے کی کوشش کرتا ہے۔

انسان چھوٹا ہے:

آج بھی اس مادی دنیا میں انسان نے کیا کیا چیزیں ایجاد کر دیں۔ تو جب ان تمام چیزوں پر غور کرتے ہیں تو دل میں یہ احساس ہوتا ہے کہ انسان بڑا ہے مگر کچھ

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی کے لمحات ایسے بھی ہوتے ہیں جب انسان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں بڑا نہیں ہوں میں چھوٹا ہوں۔ مثال کے طور پر:

آپ سمندر کے کنارے کھڑے ہیں اور سمندر کی لہروں کو آتا دیکھتے ہیں۔ High tide (مدوجزر) جسے کہتے ہیں، سمندر کا پانی اچھل اچھل کر آ رہا ہوتا ہے۔ اس وقت اگر غور کریں کہ اتنا زیادہ پانی، اس کو پندرہ فٹ اونچا اچھالنے کے لیے کتنی طاقت کی ضرورت ہے، اس کے لیے کتنے پاور ہاؤس لگانے پڑیں گے۔ تو انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ میں تو بہت ہی چھوٹا ہوں، اتنے بڑے سمندر کی لہروں کو پندرہ فٹ اچھال کر رکھ دینا یہ آسان کام نہیں ہے۔ اور انجینئرنگ سے تعلق رکھنے والے جو لوگ ہیں وہ اس چیز کو سمجھتے ہیں کہ اس کے لیے Propelling Force (اچھال کی قوت) کتنی ہونی چاہیے۔ اربوں کھربوں ٹن وہ طاقت ہوگی جو سمندر کی اتنی بڑی پانی کی مقدار کو ہواؤں میں سے پندرہ فٹ اچھال رہی ہے۔

یا پھر کبھی ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہو کر اوپر دیکھیں تو پہاڑ کی بلندی پر نظر ڈال کر یہ احساس ہوتا ہے کہ میں تو بہت ہی چھوٹا ہوں۔

زمین انسان سے بڑی:

لامحالہ ذہن میں ایک تصور پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی مجھ سے بھی بڑا ہے۔ تو اس کا جواب ہے، جی ہاں زمین ہم سے بھی بڑی ہے۔ کتنی بڑی ہے؟

اس کا Diameter (قطر) چوبیس ہزار میل ہے۔

زمین کا توازن(Balance):

یہ ایک ہزار میل فی گھنٹہ کے اعتبار سے گھوم رہی ہے۔ ہم گاڑی میں سفر کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تو اس کی ڈیڑھ سو کلومیٹر سپیڈ ہوتی ہے یا ایک سو بیس کلومیٹر۔ اس کے اندر تھوڑی سی بھی Vibration (ارتعاش) ہو تو گاڑی میں بیٹھ نہیں سکتے، گاڑی میں بیٹھتے ہی دوسرے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یار تمہاری گاڑی کا ویل بیلنس ٹھیک نہیں ہے، جھٹکے لگ رہے ہیں۔ جب جا کر مشین کے اوپر اس ویل کو چڑھاتے ہیں تو چند گرام کا فرق نظر آتا ہے۔ چند گرام کے فرق نے پوری کار کو جھٹکے دے دیے۔ زمین ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہی ہے، اتنا اس کا پرفیکٹ بیلنس ہے کہ ہمیں اس کے چلنے کا احساس ہی نہیں۔ اتنا اس کا ویل بیلنس کیا اللہ نے کہ ہمیں اس کے چلنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ اس وقت ہم زمین پر بیٹھے ہیں تو کیا احساس ہو رہا ہے کہ زمین چل رہی ہے؟ ہمیں پتہ ہی نہیں چلتا۔ یہ زمین کتنی عجیب چیز ہے! اچھا یہ ایک ہزار میل فی گھنٹہ کے حساب سے گھوم رہی ہے اور چوبیس گھنٹے میں ایک چکر پورا کرتی ہے تو دن اور رات آتے ہیں، ہمیں اس کے چلنے کا احساس ہی نہیں۔ بلکہ اگر کسی کو بتایا جائے کہ زمین چل رہی ہے تو وہ حیران اور پریشان ہوتا ہے کہ کیا یہ ٹھیک بھی کہہ رہا ہے یا نہیں۔ بنانے والے نے اس زمین کو اتنا Precise (درست) بیلنس کیا کہ ٹنوں کے حساب سے وزن ادھر سے ادھر move (منتقل) ہوتا ہے زمین کے بیلنس میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

ہوائی جہاز کے اندر سفر کر رہے ہوں تو اس میں اگر دو چار بندے کھڑے ہو جائیں اور چلنا شروع کر دیں تو جہاز کے بیلنس میں فرق آ جاتا ہے۔ ہوائی جہاز کے اندر دو ٹینک ہوتے ہیں جن میں تیل ہوتا ہے، ایک بندہ اگر پیچھے سے چل کر آگے کی طرف جاتا ہے تو تیل کی اتنی مقدار ایک ٹینک سے دوسرے ٹینک میں چلی جاتی ہے اس کو بیلنس کرنے کے لیے۔ اب آپ سوچیے کہ ایک بندے کا ایک جگہ سے دوسری

www.besturdubooks.wordpress.com

جگہ حرکت کرنا اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ جہاز کے توازن کو برقرار رکھنے کے لیے دوسری طرف اتنا بوجھ ڈالنا پڑتا ہے۔ تو زمین کا بیلنس دیکھو اللہ نے کیسا بنایا؟

زمین، رزق کا بنیادی ذریعہ:

پھر اللہ رب العزت نے اس زمین میں ہماری روزی رکھی ہے۔ جسم کو اللہ نے مٹی سے بنایا اور مٹی میں اس کی روزی رکھ دی۔

﴿وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ﴾ (حم السجدۃ: ۱۰)

''میں نے چار دنوں میں اس زمین کے اندر تمہارے لیے برکت رکھ دی''

کیا برکتوں کی انتہا ہے! جو بھی جسم کی ضرورت ہے وہ زمین سے پوری ہو رہی ہے۔ پانی زمین سے، گندم کی فصل زمین سے، لباس بنا، کاٹن کی فصل زمین سے، مکان بنا تو پتھر زمین سے، لکڑی زمین سے، شیشے کا میٹریل زمین سے، لوہا زمین سے، کھانے پینے کے لیے نمک کی ضرورت ہے تو زمین سے، چینی بناتے ہیں تو گنا زمین سے، انسان کو پھلوں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ سب زمین سے، سبزی کی ضرورت ہوتی ہے تو زمین سے، غرض انسان کے بدن کی جو بھی ضرورت ہے اس پروردگار عالم نے اس کو زمین کے اندر رکھ دیا۔

اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ اگر زمین سے اس چیز کو استعمال کرنے لگ جائیں تو پھر اس کی کمی ہو جانی چاہیے۔ آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک، آخر درخت پودے زمین سے نمکیات لے رہے ہیں تو نمکیات کم ہو جانے چاہئیں۔ اس پروردگار نے نمکیات کا ایسا بیلنس بنایا کہ کم نہیں ہوتے۔

جنگلوں کو دیکھو! درخت خوب لگ رہے ہیں۔ باغوں کو دیکھو! خوب لگ رہے ہیں، کھیتوں کو دیکھو! تو سبزیاں اگ رہی ہیں۔ زمین کے اندر پھر نمکیات موجود ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ اللہ نے اتنا زیادہ ہونے دیا کہ جیسے کلر والی زمین ہوتی ہے کہ انسان بیج ڈالے تو بیج ہی مر جائے، کوئی چیز اگتی ہی نہیں، نہ اللہ نے کیمیکل کو اتنا کم ہونے دیا کہ بیج ڈالو تو پودا ہی نہ اگے۔ نہ کم نہ زیادہ۔ ایک توازن کو رکھ دیا اور آج انسان جہاں نہیں محنت کر رہا وہاں خود بخود پھل اگ رہے ہیں، پھول اگ رہے ہیں، درخت اگتے چلے جا رہے ہیں تو اللہ رب العزت نے زمین کے اندر انسان کی ضرورت کو رکھ دیا۔ یہ اللہ رب العزت کا ہم پر اتنا بڑا کرم ہے۔

آج زمین سے ماربل نکلتا ہے، لاکھوں انسان روزی کھاتے ہیں، ہمارے پورے پنجاب کی جتنی آبادی ہے انڈیا کے اندر اتنے لوگ صرف ماربل انڈسٹری کی وجہ سے روزی کما رہے ہیں۔ پروردگار نے ماربل سے روزی دے دی۔ کہیں اس نے زمین میں کوئلہ رکھ دیا کہ اس سے لوگوں کو روزی دی، کہیں زمین کے اندر سونا رکھ دیا، جن ملکوں سے سونا نکل رہا ہے انہیں اسی سے روزی مل رہی ہے۔ کہیں اللہ نے تیل رکھ دیا، تیل سے روزی مل رہی ہے اور کہیں اللہ رب العزت نے Diamond (ہیرے) رکھ دیے۔ بعض ملک ایسے ہیں جو ڈائمنڈ انڈسٹری کی وجہ سے چل رہے ہیں۔ واہ میرے مولا! تیری شان ہے کہ اپنے بندوں کو پالنے کے لیے آپ نے کیا کیا نعمتیں زمین میں رکھ دیں۔ تو جب ان ساری Details (تفصیلات) کو دیکھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ زمین بہت بڑی ہے۔ اربوں کھربوں انسان اس سے روزی کھا رہے ہیں اور زمین کے خزانے میں کوئی فرق نہیں آ رہا۔ اربوں کھربوں انسان زمین سے ڈائمنڈ نکال رہے ہیں اور ڈائمنڈ نکل رہے ہیں، اربوں کھربوں انسان ماربل استعمال کر رہے ہیں اور ماربل ابھی بھی نکل رہا ہے، پہاڑوں کے پہاڑ موجود ہیں۔ تو اس پر اگر نظر دوڑا کیں تو ذہن کہتا ہے کہ انسان! زمین تجھ سے زیادہ بڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

زمین سے بڑا سیارہ مشتری:

پھر ایک سوال انسان کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ انسان سے زمین بڑی ہے تو کیا زمین سے بھی کوئی چیز بڑی ہے؟ ہر طالب علم کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے:

Is their some thing bigger than the earth.

''کہ زمین سے زیادہ بڑی بھی کوئی چیز ہے؟''

جی ہاں مختلف سیارے ہیں جو زمین سے زیادہ بڑے ہیں۔ مثال کے طور مشتری ایک سیارہ ہے جو زمین سے تیرہ سو گنا بڑا ہے۔ اور اس کی کشش اتنی ہے کہ جس بندے کا وزن زمین پر سو کلو ہوگا اس بندے کا وزن مشتری پر جا کر ایک سو تیس ٹن وزن بن جائے گا۔ یا اللہ! اتنا بڑا ہے! زمین اس کے سامنے فٹ بال کی طرح نظر آتی ہے، چھوٹی سی۔ تو معلوم ہوا کہ کچھ چیزیں زمین سے بھی زیادہ بڑی ہیں۔

مشتری سے بڑا سورج:

تو اب ذہن میں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان بڑا ہے مگر زمین اس سے زیادہ بڑی ہے اور زمین سے زیادہ مشتری سیارہ بڑا۔ تو کیا کوئی چیز اس سے بھی زیادہ بڑی ہے؟ جی ہاں، سورج اس سے بھی زیادہ بڑا، سورج اتنا بڑا ہے کہ اس کی روشنی جب نکلتی ہے تو اڑھائی منٹ میں وہ یہاں پہنچتی ہے، جبکہ روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ایک سیکنڈ میں طے کرتی ہے۔ آپ ذرا تصور کیجیے کہ جو روشنی ایک لاکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

چھیالیس ہزار میل ایک سیکنڈ میں طے کرے اس کو زمین تک پہنچنے میں اڑھائی منٹ لگتے ہیں۔ یعنی سورج نکلا تو اس کی روشنی چلنے کے اڑھائی منٹ بعد ہمیں نظر آتی ہے۔ اتنا وہ ہم سے دور ہے اور اس کا جو Circumference (محیط) ہے تیرہ لاکھ کلو میٹر ہے۔ اس کا جو Diameter (قطر) ہے۔ جیسے کار کا پہیہ دو فٹ کا، تین فٹ کا ہوتا ہے تو سورج کتنا بڑا؟ تیرہ لاکھ کلو میٹر اس کا قطر ہے اور زمین اس کے سامنے ایسے لگتی ہے جیسے چھوٹا سا کوئی بنٹا ہوتا ہے۔

اور یہ سورج زمین کو تین چیزیں دیتا ہے۔

(۱) روشنی:

سب سے پہلے تو روشنی دیتا ہے، سورج نہ ہو تو زمین پر روشنی نہ ہو، روشنی نہ ہو تو زمین کے اندر درخت نہیں اگ سکتے۔ پودوں اور درختوں کے اگنے کے لیے روشنی کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے جہاں روشنی پوری نہیں ہوتی، وہاں پودے مر جاتے ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے، روشنی ہماری ضرورت بھی ہے۔ اچھا یہ روشنی ہمیں نظر کیوں آتی ہے؟ روشنی اس لیے نظر آتی ہے کہ ہماری زمین کے گرد ایک ہوا ہے جس میں چھوٹے چھوٹے مٹی کے ذرات ہیں۔ جب ان پر روشنی پڑتی ہے تو اس کو Reflect (منعکس) کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں روشنی نظر آتی ہے۔ جب خلا کے اندر انسان جاتا ہے تو وہاں پر مٹی نہیں ہوتی، ہوا نہیں ہوتی، وہاں پر روشنی کے باوجود گھپ اندھیرا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہم زمین پر ہیں تو روشنی کو محسوس کر رہے ہیں، زمین کے ہوا کے زون سے باہر نکلیں گے تو گھپ اندھیرا حالانکہ سورج کی روشنی جا رہی ہے لیکن نظر نہیں آ رہی۔ تو دیکھو اس روشنی کی وجہ سے ہم زندگی گزارتے ہیں۔ یہ ہماری کتنی بڑی ضرورت ہے! جن ملکوں میں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے تو وہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

دن ہوتا ہے تو یوں سمجھیں کہ عصر کے بعد کا وقت، بس اتنی روشنی ہوتی ہے۔ اور جب رات ہوتی ہے تو یوں سمجھیں جیسے صبح سحری کے قریب کا وقت، تھوڑا سا اجالا باقی اندھیرا۔ تو چھ مہینے اس اندھیرے میں رہ رہ کے لوگ تنگ آجاتے ہیں، اکتا جاتے ہیں، کب روشنی بڑھے گی اور ہم نارمل زندگی گزاریں گے۔

تو دیکھو! یہ روشنی اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے جو ہمیں روزمل جاتی ہے۔ تو سورج ہمیں تین چیزیں دیتا ہے، ایک یہ ہمیں روشنی دیتا ہے، روشنی ہماری ضرورت ہے، روشنی پر زندگی کا کھیل چل رہا ہے۔

(۲) حرارت:

اور دوسرا یہ ہمیں حرارت دیتا ہے اور حرارت بھی ضروری مگر اللہ رب العزت نے زمین پر اس کی حرارت کو ایک Limit (حد) کے اندر رکھا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے ملکوں میں سردیوں میں ٹمپریچر زیرو تک آجاتا ہے اور گرمیوں میں پچاس تک چلا جاتا ہے، یہ درجہ حرارت ایسا ہے کہ درخت اس کے اندر زندہ رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ سردیوں میں بھی درختوں سے پھل ملتے ہیں اور گرمیوں میں بھی۔ کتنے درخت ایسے ہیں جو سردیوں میں پھل دیتے ہیں، ٹھنڈ کے پھل اور کتنے درخت ایسے ہیں جو گرمیوں میں پھل دیتے ہیں۔ واہ میرے مولا! درجہ حرارت کا زون ایسا بنا دیا کہ اس میں بھی پھل کھاؤ اس میں بھی پھل کھاؤ۔ گرمیوں میں پھل دے دیے، سردیوں میں میوے دے دیے، انسان کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اگر سورج کا ٹمپریچر اتنا ہوتا کہ وہ سو تک چلا جاتا تو انسان زندہ نہ رہ سکتا، زمین پر سبزے کا نام ونشان نہ رہ جاتا۔ ہر چیز جل کے رہ جاتی اور اگر درجۂ حرارت اتنا کم ہوتا کہ منفی بیس (20-) ڈگری تو زمین پر سبزے کا نام ونشان بھی نہ ہوتا، انسان کے لیے زندہ رہنا مصیبت بن جاتا۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت کی رحمتوں کی انتہا دیکھیے کہ اس درجہ حرارت کو ایسا رکھا جو انسان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے موضوع ترین ہے۔ تو روشنی بھی ہماری ضرورت اور گرمی بھی ہماری ضرورت۔

جہاں گرمی نہیں ہوتی وہاں کیا کیا کرنا پڑتا ہے؟ اللہ اکبر! ہم لوگ ایک مرتبہ بیرون ملک میں تھے تو وہاں تبلیغی جماعت کے کچھ احباب ایک گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ اللہ کی شان کہ وہ گاڑی سڑک پر ایک جگہ خراب ہو گئی۔ وہاں اتنی برف باری تھی اور اتنا ٹمپریچر ڈاؤن تھا کہ گاڑی میں پانچ بندے بیٹھے ہوئے تھے، باوجود اس کے کہ جیکٹیں پہنی ہوئی تھیں، جرابیں موزے اور سارا کچھ پہنا ہوا تھا۔ وہ بیٹھے بیٹھے اندر ہی فوت ہو گئے۔ ٹمپریچر Low (کم) ہونے کی وجہ سے وہ اندر ہی فریز ہو گئے۔ روشنی بھی ہماری ضرورت اور گرمی بھی ہماری ضرورت۔

(۳) ریڈی ایشن:

سورج ایک تیسری چیز ہمیں دیتا ہے جس کو (Radiation) ریڈی ایشن کہتے ہیں۔ یہ ریڈی ایشن بھی ہمارے لیے ضروری۔ مثال کے طور پر جو لوگ دھوپ میں بالکل ہی نہیں نکلتے، ڈاکٹر لوگ جانتے ہیں ان کے اندر وٹامن ڈی کی کمی آ جاتی ہے، اور پھر ان کو وٹامن ڈی کے لیے دوائیاں لینی پڑتی ہیں۔ تو سورج کی دھوپ سے ہمیں وٹامن مل گئے، ہماری جلد کو خوراک مل گئی۔ تو آپ دیکھیں اللہ رب العزت نے اس سورج کو ہماری ضرورتوں کے بالکل مطابق بنایا ہے، نہ اتنا دور بنایا کہ انسان ٹھنڈ سے بچ ہو کر مر جائے، نہ اتنا قریب کیا کہ انسان جھلس کر مر جائے۔ یہ سورج ہمیں کیسے روشنی دے رہا ہے کہ سورج کے اندر ہائیڈروجن ہے اور وہ ہائیڈروجن بم کی طرح پھٹ رہی ہے۔ نیوکلیئر ری ایکشن ہو رہا ہے اور وہ ہیلیم میں Convert (تبدیل)

ہو رہی ہے۔ اتنا اس کے اندر ایندھن موجود ہے۔ یہ آگ کا اتنا بڑا گولا پوری دنیا کو ان کی ضرورت پوری کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ جَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا﴾ (الفرقان: ۶۱)

”ہم نے سورج کو ایک چمک دار چراغ کی مانند بنایا۔“

یہ چراغ جل رہا ہے اور انسان کو روشنی پہنچا رہا ہے۔

تو اب بات یہاں تک پہنچی کہ انسان کو اللہ نے جو اعضا دیے اور اس سے جو کام کرتا ہے تو احساس ہوتا ہے کہ میں بڑا ہوں لیکن کئی مواقع زندگی میں ایسے آتے ہیں کہ جہاں وہ کہتا ہے نہیں کچھ چیزیں مجھ سے بھی بڑی ہیں۔

سورج سے بڑا ستارہ:

ذہن میں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی چیز سورج سے بھی زیادہ بڑی ہے۔ جی ہاں! ایسے ستارے دریافت ہو چکے ہیں جو سورج سے بھی زیادہ بڑے ہیں۔ مثال کے طور پر انٹرس ایک ستارہ ہے۔ آسمان کے اوپر کچھ ستارے ہیں جن کو Scharpean (سکارپین) کہتے ہیں۔ بچھو کی مانند ان کی شکل نظر آتی ہے۔ اس کے بالکل وسط میں یہ ستارہ ہے۔ یہ ستارہ اتنا بڑا کہ اس کا ڈایا میٹر تین سو ملین کلومیٹر ہے، یعنی تین ہزار لاکھ کلومیٹر۔ اب اس ستارے کے سامنے زمین ایک ذرے کی طرح نظر آتی ہے۔ تو کتنا بڑا یہ ستارہ ہوگا؟ اب اس کے مقابلے میں پھر ہماری زمین اتنی چھوٹی سی نظر آئے گی جیسے ذروں میں سے ایک چھوٹا سا کوئی ذرا ہو۔

کہکشائیں (Galaxies):

اور یہ ستارے کتنے ہیں؟ بہت زیادہ۔ چنانچہ سائنس کی زبان میں اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کو Galaxy (کہکشاں) کہتے ہیں اور آسمان میں ہزاروں نہیں لاکھوں Glaxies (کہکشائیں) موجود ہیں۔ یہ ستارہ ان میں ایک چھوٹا سا ستارہ ہے۔ چنانچہ ایک گلیکسی کے اندر ایک ملین نہیں ٹریلین سٹارز (ستارے) موجود ہیں۔ اور ایسے ہزاروں نہیں لاکھوں گلیکسی موجود ہیں۔ اس وقت تک انسان نے جن گلیکسی کو دریافت کرلیا ہے، ان کی تعداد ہنڈرڈ بلین ہے۔ ہنڈرڈ بلین کہکشائیں انسان نے دریافت کرلیں اور اندازہ ہے کہ ایک ٹریلین گلیکسیز اور موجود ہیں۔ عقل یہاں آکے گم ہوجاتی ہے، سوچنا بند کردیتی ہے۔ یا اللہ! زمین اتنی بڑی اور مشتری اتنا بڑا اور سورج اتنا بڑا اور سورج سے ایک ستارہ اتنا بڑا کہ اس کا ڈایا میٹر تین ہزار لاکھ کلو میٹر اور پھر یہ ایک ستارہ ہے گلیکسی کے اندر چھوٹا سا، اور بلین کی تعداد میں گلیکسیز موجود ہیں۔

بلیک ہول کیا ہیں؟

ذہن میں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی چیز ان ستاروں سے بھی بڑی ہے تو سائنسدانوں نے جواب دیا کہ ہاں ایک چیز ستاروں سے زیادہ بڑی ہے۔ وہ کون سی چیز ہے؟ اس کو کہتے ہیں (Black Hole) بلیک ہول۔ پوری کائنات کے اندر کچھ جگہیں ایسی ہیں جو بالکل کالی ہیں۔ اس کے بارے میں انسان کو کوئی Detail (تفصیل) معلوم نہیں مگر اتنا پتہ ہے کہ جو چیز اس کے ذرا سامنے آتی ہے اس چیز کو وہ ہڑپ کرجاتا ہے۔ چاہے سورج ہو، ستارہ ہو، کوئی اور چیز ہو۔ وہ کالا کیوں نظر آتا ہے؟ اس لیے کہ اس کی کشش اتنی ہے کہ جب روشنی اس کی طرف ڈالو تو وہ روشنی کے جو Photon (فوٹان) ہیں ان کو بھی کھا جاتا ہے، واپس نہیں آنے دیتا اس لیے کالا نظر آتا ہے۔ اب ان کا نام سائنسدانوں نے رکھ دیا Black Hole

www.besturdubooks.wordpress.com

(کالا سوراخ)۔ اس کے اندر کیا ہے؟ اس کی کوئی خبر نہیں لیکن وہ اتنا بڑا ہے کہ بڑے سے بڑے ستارے کو وہ بس ایک لقمہ بنا لے۔

چنانچہ اس پر بڑی ریسرچ کی گئی کہ بلیک ہول کیا چیز ہے؟ تو سائنسدانوں نے تین چار چیزیں بتائیں۔ ایک بات یہ بتائی کہ یہ بلیک ہول اتنا زیادہ Gravitational Force (کشش ثقل) رکھتا ہے کہ پوری زمین کو اگر ہم Compress (دبا) کر ایک انڈے کے برابر بنا دیں تو جتنی کشش ثقل اس کی اس وقت ہوگی بلیک ہول کی کشش اس سے بھی زیادہ۔ اور دوسری بات کہ جو چیز اس کے اندر چلی جاتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ سائنس کی کتابوں میں ہم نے کبھی Nothingness (کچھ نہیں) کا لفظ نہیں پڑھا تھا کیونکہ Nothingness (کچھ نہیں) تو فنا ہوتی ہے اور سائنسدان فنا کو مانتے نہیں تھے۔ ان کی نظر میں بس تو Conservation of mass (مادے کا بقا) ہے کہ

Matter can neither be created nor be destroyed it can change its state.

(مادہ نہ پیدا کیا جا سکتا ہے نہ ختم کیا جا سکتا ہے البتہ یہ اپنی حالت کو بدل لیتا ہے)

اب تک تو ہم یہی پڑھتے رہے، اب سائنسدانوں نے نیا پینترا بدلا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، بلیک ہول میں جو چیز چلی جائے وہ ختم ہی ہو جاتی ہے۔ اور پھر انہوں نے ایک پوائنٹ اور دیا کہ بلیک ہول کے اندر ہمارے یہاں کے فزکس اور کیمسٹری کے قانون نہیں چلتے۔

The Laws of Physics and chemistry

www.besturdubooks.wordpress.com

become void there.

فزکس اور کیمسٹری کے قوانین وہاں ختم ہو جاتے ہیں۔

بلیک ہول، حدیث کی روشنی میں:

تو یا اللہ! یہ بلیک ہول کیا چیز ہوئی تو انسان کا ذہن جو ہے وہ ماؤف ہونے لگتا ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے کچھ مزید رہنمائی ملے۔ جیسے ایک انسان چلتے چلتے کسی جگہ آکے رک جائے تو چاہتا ہے کہ مجھے آگے کوئی راستہ دکھائے۔ تو یہاں آکے دماغ رک جاتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ یہاں روشنی کی ضرورت ہے۔ مگر جہاں دماغ کام کرنا چھوڑ جائے تو روشنی کیسے ملے گی؟ ہاں ایک روشنی کا ذریعہ اور بھی ہے جو ہدایت والی روشنی ہے جس میں گمراہی کا کوئی چانس نہیں، جس میں بھٹکنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور وہ روشنی ہمیں ملی نبی علیہ السلام کے ذریعے، جہاں آکے انسان کے دماغ کی پرواز رک جاتی ہے۔ آپ سمجھیں کہ وہاں سے وہ انگلی پکڑ کے آگے لے چلتے ہیں۔

تو دیکھیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سے دیکھیے یہ آگے کیا چیز ہے؟ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث پاک روایت کی ہے کہ ایک صحابی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر یہ سورج چاند ستارے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا چھوڑ دیں تو کیا ہوگا؟ ایک خوبصورت سا سوال پوچھا۔ تو حدیث پاک میں ہے کہ

((اُمِرْنَا اَنْ نُکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِہِمْ)) (کنز العمال، رقم: ۲۹۲۸۲)

"لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کرو"

کہ لوگوں سے ان کے ذہنوں کے مطابق گفتگو کیا کرو تاکہ وہ سمجھ سکیں۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا جواب دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

"اگر سورج چاند ستارے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے
جانوروں میں سے ایک جانور ان پر مسلط کر دیں گے جو ان کو ایک لقمہ بنا لے گا۔"

اگر نبی ﷺ اس وقت بلیک ہول کا نام لیتے تو وہ صحابی سر پکڑ کر بیٹھ جاتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو آسان الفاظ میں بات سمجھائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے جانوروں میں سے ایک جانور ان پر مسلط کر دیں گے جو ان سے ایک لقمہ بنا لے گا۔ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک ستارے کو کھانا ایک لقمے کی مانند ہے۔ تو اس صحابی نے ایک Counter Question (جوابی سوال) کیا: اے اللہ کے پیارے نبی ﷺ! وہ جانور کہاں ہوتے ہیں؟ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں فرمایا:

"وہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہوں میں چرتے ہیں۔"

آج اس حدیث مبارک کا مضمون دیکھ کر بلیک ہول کے بارے میں ذرا سوچیے کہ سائنسدانوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ان کو مختلف جگہوں کے اوپر اس طرح ٹھہرا دیا کہ ایک تو انہوں نے توازن کو برقرار رکھا ہوا ہے Magnatic Balance (کشش کا توازن) ہر ہر چیز اپنے مدار میں گھوم رہی ہے۔ بیلنس قائم ہے۔ اور اگر کوئی چیز اپنے مدار سے نکلنے کی کوشش کرے (چاند، سورج، ستارے) تو جیسے ہی یہ نکلے گی Tangent بنے گی اور یہ سیدھا بلیک ہول کے منہ میں چلی جائے گی۔ اللہ نے جانور رکھے ہوئے ہیں کوئی اگر حکم عدولی کرے گا، یہ جانور ان کو ایک لقمہ بنا لے گا۔ آج کے دور میں آکر اتنی محنت کے بعد انسان ایک ایسے نکتے پر پہنچا جو چودہ سو سال پہلے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے اشارہ فرما دیا تھا۔

تو لب لباب بات کا یہ ہوا کہ انسان اپنے آپ کو گریٹ محسوس کرتا ہے مگر کچھ لمحات ایسے آتے ہیں جن کی مثالیں دے کر ذہن کہتا ہے کہ بڑا کوئی اور ہے۔ جی ہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

زمین انسان سے بڑی، پھر مشتری زمین سے بھی بڑا، پھر سورج مشتری سے بھی بڑا، پھر سورج سے بڑے اور ستارے اور پھر ستاروں میں Milky Way (سفید راستہ) لاکھوں کہکشائیں ہیں۔ اتنی بڑی کائنات اور اس کے پھیلنے کو اللہ تعالیٰ نے بلیک ہول کے ذریعے برقرار کر دیا اور حدیث پاک میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں تک حدیث پاک کو پڑھ کر انسان کا دماغ حیران ہو جاتا ہے۔

پھیلتی ہوئی کائنات (Expanding Universe) کا تصور:

مگر ایک بات اور بھی حیران کن ہے۔ وہ ہے اللہ کا قرآن، صداقتوں کا مجموعہ، سچائیوں سے بھری ہوئی کتاب Altimate Realities of the Univers (کائنات کی صداقتوں) کو اللہ نے اس کتاب میں اکٹھا فرما دیا۔ آیئے قرآن پاک کی طرف رجوع کیجیے کہ اس کائنات کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے اور یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ چودہ سو سال پہلے سائنس کا نام و نشان نہیں تھا۔ ابھی پریس ایجاد نہیں ہوا تھا، کاغذ ایجاد نہیں ہوا تھا، ڈاکومنٹ ابھی تک نہیں بنا تھا۔ وہ پتھر کا زمانہ سمجھ لیجیے۔ اس پتھر کے زمانے میں قرآن اترا اور ایسی ہستی پر اترا جو نبی امی ان پڑھ دنیا کے کسی Educational Institution (تعلیمی ادارے) سے نہیں پڑھا، کسی انسان کے سامنے شاگرد بن کر نہیں بیٹھے۔ وہ نبی امی جنہوں نے بتایا کہ یہ مجھ پر اللہ کا کلام اترا، وہ اللہ کا کلام کیا ہے؟ سنیے اور ذرا غور کیجیے! جتنا غور کریں گے اتنا ایمان بڑھے گا۔ جتنا غور کریں گے اتنا انسان کے اندر اللہ کی عظمت پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ﴾ (الذاریات: ۴۷)

ہم نے اس آسمان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم اس کو وسیع کرنے والے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ﴾

''ہم نے اس آسمان کو اپنے ان مبارک ہاتھوں سے بنایا ''

﴿وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ﴾

''اور ہم اس کو وسیع کرتے چلے جا رہے ہیں''

موسعون وسیع سے ہے۔ آج کے زمانے میں اس کو کہتے ہیں Expanding Universe وسیع ہونے والی کائنات۔ ساری دنیا میں سائنسدان اس بات پر متفق ہیں کہ کائنات ہر لمحے وسیع ہوتی جا رہی ہے، پھیل رہی ہے۔ اب یہ پھیلنے کا تصور تو آج ملا، جب انسان نے خلا میں قدم رکھا، جب اسے Comunication (معلومات) ملیں، سپر کمپیوٹر ایجاد ہوا، تب اس کو پتہ چلا کہ واقعی یہ کائنات ایکسپینڈ کر رہی ہے۔ اس سے پہلے تو کسی کو پتہ ہی نہیں تھا۔ جس زمانے میں نبی ﷺ تشریف لائے سائنسدانوں کو یہ تک پتہ نہیں تھا کہ زمین حرکت کرتی ہے یا زمین ایک ہی جگہ کھڑی ہے۔ اس نبی امی نے یہ پیغام دیا کہ دیکھو! جس پروردگار نے اس کائنات کو بنایا اس پروردگار نے فرمایا کہ میں نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کائنات کو پیدا کیا۔ ﴿وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ﴾ اور ہم اس کو ہر وقت پھیلاتے چلے جا رہے ہیں۔ Expanding Universe (پھیلتی کائنات) کا تصور آج دنیا میں آ رہا ہے۔

دہریت کو شافی جواب:

یہ ایک دعویٰ ہے ان دہریوں کے لیے جو کہتے ہیں کہ زمین خود بخود بن گئی اور کائنات خود بخود بن گئی۔ وہ ان آیات کے اندر غور کریں ان کو ان سے ایمان کا نور ملے گا کہ واقعی عقل سے کوئی ایسی بات کہنا ممکن ہی نہیں۔ کہ ہم نے اس کائنات کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم اس کو پھیلاتے چلے جا رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ حضرات میں بہت پڑھے لکھے لوگ ہوں گے، سائنس پڑھے ہوئے۔ اللہ نے آپ کو ٹریلین آف برین سیل دیے۔ کسی نے ایم اے پڑھا، کسی نے ایم بی اے پڑھا، کسی نے پی ایچ ڈی کیا، کسی نے میڈیکل کیا کسی نے انجینئرنگ کی۔ ذرا غور کیجیے یا شعور نے بالغ ہے، ذرا سوچیے کہ ایک وہ شخصیت جن کو ہم ان پڑھ کہتے ہیں، جس نے اپنے وقت کے کسی تعلیمی ادارے میں کبھی تعلیم نہیں پائی، جس کو کسی انسان کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھنے کا کبھی موقع نہیں آیا، وہ نبی امی۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کائنات کے بنانے والے نے یہ پیغام دیا کہ ہم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کائنات کو بنایا، ﴿وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ﴾ اور ہم اس کو ہر وقت پھیلاتے چلے جارہے ہیں۔ یہ پھیلنے والی کائنات آج بھی ہمیں ایمان کی طرف دعوت دے رہی ہے۔

جو کہتے ہیں کہ جی ایکسیڈنٹ سے یہ کائنات وجود میں آگئی۔ تو ایک چھوٹا سا لفظ ان بیچارے کو سمجھ آجائے کہ ایکسیڈنٹ ہمیشہ Distructive (تباہ کن) ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ٹرینوں میں ایکسیڈنٹ ہو تو کیا ہوتا ہے؟ تباہی۔ اگر کاروں میں ایکسیڈنٹ ہو تو تباہی، بلڈنگ میں ایکسیڈنٹ ہو تو تباہی، تو ایکسیڈنٹ ہمیشہ Distruction (تباہی) لاتا ہے۔ یہ کیسا ایکسیڈنٹ تھا کہ جو Constructive (تعمیری) تھا۔ عقل کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ایک کروڑ سال بھی عقل سوچتی رہے وہ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتی کہ ایکسیڈنٹ کہتے ہی اس کو ہیں جو تباہی لانے والی چیز ہو۔ تو یہ تعمیری ایکسیڈنٹ کیسے ہو گیا؟ تو معلوم ہوا کہ اس کو کسی ذات نے وجود میں لایا، جو اس دنیا میں تعمیر چاہتی تھی۔ وہ پروردگار ہمارا اللہ رب العزت ہے۔ فرمایا:

﴿وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ چند الفاظ ہیں، اردو پڑھے لکھے حضرات بھی عربی کے ان الفاظ کے معانی کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ ﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا﴾ "بینٰھا" بنایا ہے ہم نے۔

﴿بِاَيْيدٍ﴾

"ہاتھ سے"

﴿وَاِنَّا﴾

"اور بے شک ہم"

﴿لَمُوْسِعُوْنَ﴾

"اس کو وسعت دیتے جا رہے ہیں۔"

کتنے آسان الفاظ ہیں اس پر غور کرتے جائیے۔

اللہ سب سے بڑا ہے:

تو معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ کائنات اتنی بڑی ہے تو کائنات کو بنانے والا پروردگار کتنا بڑا ہوگا۔ فرماتے ہیں:

﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾

"اللہ کی کرسی آسمان اور زمین ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے"

﴿وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا﴾

"اور ان کی حفاظت اللہ کے نزدیک کوئی مشکل معاملہ نہیں"

﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ (ال عمران:۲۵۵)

"وہ عالی شان ہے، عظیم الشان ہے"

اللہ کتنے بڑے ہیں! اللہ اکبر! ہم آپ کی عظمتوں کے سامنے اپنے سر کو جھکاتے ہیں۔ آپ کی وحدانیت اور عظمتوں کو قبول کر کے اس کی گواہی دیتے ہیں، اشہد آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

یقیناً سب سے بڑے ہیں ۔

چاند تاروں میں تو، مرغزاروں میں تو، اے خدایا!
کس نے تیری حقیقت کو پایا
تو نے پتھر میں کیڑے کو پالا
خشک مٹی سے سبزہ نکالا
یہ تیرا ہے جہاں یہ زمین آسمان اے خدایا!
کس نے تیری حقیقت کو پایا

جہاں بھی آپ آگے پیچھے نظر دوڑائیں، یہ کائنات اپنے بنانے والے کی عظمت اور کبریائی کی گواہی دے رہی ہے۔ اللہ رب العزت ان قرآن مجید کے مضامین کی عظمت کو سامنے رکھ کر اپنے دینے ہوئے اس پروردگار کی عظمت کی توفیق عطا فرمائے تاکہ آج ہم اس محفل میں اپنی گناہوں بھری زندگی کو چھوڑ کر پرہیزگاری اور فرمانبرداری والی زندگی گزارنے کا ارادہ کریں۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا﴾ (ابراہیم: ۳۵)

اسباب مغفرت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء زبدۃ السالکین سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اسبابِ مغفرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور: ۳۱)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (التحریم: ۸)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان...... خیر اور شر کا مجموعہ:

ہر انسان کو اللہ رب العزت نے خیر اور شر کا مجموعہ بنایا ہے۔ فطرتی طور پر انسان میں خیر بھی رکھی گئی ہے، شر بھی رکھا گیا ہے۔

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا﴾ (الشمس: ۷۔۸)

لیکن اچھا انسان وہ ہوتا ہے جو خیر کو غالب کرے اور برا انسان وہ ہوتا ہے جو اپنے اوپر شر کو غالب کرے۔ جو سراپا خیر وہ فرشتے ہیں، جو سراپا شر وہ شیطان ہے، جو خیر اور شر کا مجموعہ وہ حضرت انسان ہے۔

گناہوں کو مٹانے کا طریقہ:

تو انسان سے اس دنیا میں غفلت کی بنا پر کوتاہیاں ہوتی ہیں، گناہ سرزد ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تو دین اسلام کا یہ حسن ہے اور اس کی خوبصورتی ہے کہ اس نے گناہوں کو مٹانے کے طریقے اور اسباب بھی بتا دیے۔

مغفرت کے دس اسباب:

چنانچہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ''الایمان الاوسط'' کتاب میں دس اسباب بتائے ہیں کہ جن کے ذریعے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ یہ بڑا اہم عنوان ہے، آپ دل کے کانوں سے سنیں اور ان دس اسباب کو یاد رکھیں اور ان کے ذریعے سے اپنے گناہوں کو مٹانے کی کوشش کرتے رہیں۔ کہ وہ کون سے دس طریقے ہیں جن سے گناہ معاف ہوتے ہیں، جن سے انسان کی خطاؤں کو اللہ رب العزت معاف فرما دیتے ہیں۔

پہلا سبب

توبہ

گناہوں کو مٹانے کا جو سب سے پہلا طریقہ ہمیں بتایا، اس طریقے کو توبہ کہتے ہیں۔ توبہ ایک ایسا عمل ہے کہ انسان کے کیے ہوئے گناہوں کو اللہ رب العزت معاف کر دیتے ہیں۔ بلکہ

﴿أُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ (الفرقان:۷۰)

اگر انسان خلوص دل کے ساتھ سچے دل کے ساتھ توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس کی نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ جیسے پانی صفا پوڈر ہوتا ہے وہ پاؤڈر لگا لو تو بال صاف۔ یہ توبہ گناہ صفا پاؤڈر کی مانند ہے جس بندے نے بھی توبہ کر لی، اللہ رب العزت اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ حدیث پاک میں

www.besturdubooks.wordpress.com

آتا ہے:

«اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ» (ابن ماجہ، رقم:۴۲۵۰)

''گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہوتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں''

قرآن مجید میں اس توبہ کے ساتھ فلاح کے ملنے کا وعدہ ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور:۳۱)

''اے ایمان والو! تم سب کے سب توبہ کرو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو جائے''

فلاح کہتے ہیں ایسی کامیابی جس کے بعد ناکامی نہ ہو، ایسی خوشی جس کے بعد غم نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا ایسا قرب نصیب ہو جس کے بعد بندے کے لیے دوری کا سوال ہی پیدا نہ ہو، اور یہ فلاح توبہ کے ذریعے سے ملتی ہے۔

توبہ کیوں کریں؟

ہمیں چاہیے کہ ہم روزانہ توبہ کیا کریں۔ ممکن ہے کہ بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو کہ جی ہم توبہ کس لیے کریں؟ ہم نے کون سا گناہ کیا ہے؟ کئی گناہ ہم سے سرزد ہوتے ہیں، ارادۃً بھی اور بغیر ارادے کے بھی، لیکن شیطان ان گناہوں کو اتنا ہلکا کر کے پیش کرتا ہے کہ ہم ان کو محسوس ہی نہیں کرتے۔ غیبت کی، پتہ ہی نہیں چلا، تو یہ شیطان کا ایک خاص حربہ ہے کہ وہ گناہوں کو مزین کر کے پیش کر دیتا ہے اور بندہ مرتکب ہو جاتا ہے۔

توبہ کسے کہتے ہیں؟

توبہ کہتے ہیں:

«تَنْزِيْهُ الْقَلْبِ عَنِ الذَّنْبِ»

”دل کو گناہوں کی نیت سے پاک کر لینا“

تو توبہ کا لفظی معنی دل کو گناہ کے ارادے سے خالی کر لینا۔ توبہ یہ نہیں ہوتی کہ زبان سے توبہ کے الفاظ ہیں اور دل میں گناہ کی لذت موجود ہے۔ اسی کو تو شاعر نے کہا کہ ؎

سبحہ بر کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

”کہ زبان سے توبہ ہے، ہاتھوں میں تسبیح ہے اور دل میں گناہ کی نفرت اور لذت موجود ہے، ایسی توبہ کے اوپر تو معصیت کو بھی ہنسی آتی ہے۔“

توبہ کہتے ہیں دل کو گناہ کے ارادے سے خالی کر دینا۔ کیا مطلب؟ کہ جس وقت بندہ توبہ کر رہا ہو اس وقت اس کے دل میں یہ کیفیت ہو کہ اے مولا! آج کے بعد میں تیرے حکموں کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اگر اس وقت یہ کیفیت ہوئی تو آپ سمجھیں کہ یہ توبہ قبول ہے۔ اگر بعد میں کسی وقت پھر گناہ ہو جائے تو پھر توبہ کر لیں۔

گناہ کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کپڑا میلا ہو جانا اور توبہ کی مثال ایسے جیسے کپڑے کو صابن سے صاف کر لیا جائے۔ اب جب بھی کپڑا میلا ہو آپ فوراً اسے صاف کر لیتے ہیں، کبھی کسی بندے نے یہ سوچا کہ میں کیا دھوؤں یہ دوبارہ میلا ہو جائے گا۔ ہر بندہ کہے گا کہ جی ابھی تو اس کو صاف کر دو نا! اگر دوبارہ میلا ہو گیا تو پھر صاف کر لیں گے۔ تو توبہ کہتے ہیں کہ گناہوں کے ارادے سے دل کو خالی کر لینا۔ جس لمحے بندہ توبہ کر رہا ہے، پکی نیت ہو، عزم جازم ہو، پکا ارادہ ہو کہ آج کے بعد میں یہ گناہ نہیں کروں گا، اس کو توبہ کہتے ہیں۔

گناہ سے کیسے بچیں؟

بعض نوجوان پوچھتے ہیں کہ جی گناہ سے بچنا تو بہت مشکل ہے، بلکہ آج کے دور میں تو گناہ سے بچنا ناممکن ہے۔ ایسی بات نہیں ہے، نیک روحیں آج بھی موجود ہیں اور آج بھی تقویٰ طہارت کی زندگی گزار رہی ہیں۔ آدمی گناہوں سے بچتا کیسے ہے؟ ذرا اس کی مثال سن لیجیے: اگر ایک آدمی آپ کے پاس ایک پلیٹ کے اندر مٹھائی لائے اور کہے کہ جی اس میں ایک چیز کے اندر زہر ہے باقی سب ٹھیک ہے، آپ کھائیے! تو کیا آپ کھانا شروع کر دیں گے؟ آپ ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔ حالانکہ آپ کو پتہ ہے کہ فقط ایک چیز کے اندر زہر ہے باقی میں زہر نہیں ہے۔ مگر آپ کو یہ ڈر ہے کہ اگر میں نے ان کو کھایا تو ہو سکتا ہے جو کھا رہا ہوں اسی میں زہر ہو، میری تو جان چلی جائے گی۔ اب اس مٹھائی میں لذت بھی ہے، دل بھی چاہتا ہے کھانے کو، مگر آپ قریب نہیں جاتے۔ جس طرح جسمانی موت آنے کے ڈر سے آپ اس مٹھائی کے قریب نہیں جاتے، اسی طرح اللہ والے روحانی موت کے ڈر سے گناہ کے قریب نہیں جاتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پوری زندگی کا کیا کرایا ضائع ہو جائے گا۔ ہر بندے کو محنت کے ضائع ہونے کا افسوس ہوتا ہے۔

توبہ ہر ایک کے لیے ضروری:

اور یہ بھی توجہ فرمائیے:

کہ توبہ ہر بندے کے لیے ضروری ہے نیک ہوں یا بد ہوں، مثال کے طور پر:

کافر ہے تو اس کو کفر سے توبہ کرنی چاہیے

اگر مومن ہے تو اس کو کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جو کبیرہ گناہوں سے بچ گیا، اس کو غفلت میں گزرنے والے اپنے اوقات سے توبہ کرنی چاہیے۔

جو ذکر میں وقت گزارتا ہے اس کے دماغ میں بھی شیطان وساوس ڈالتا رہتا ہے ان وساوسِ شیطانی ونفسانی پر اللہ کے سامنے توبہ کرنی چاہیے۔

اور جس کو وساوس سے بھی اللہ نے محفوظ فرما لیا، وہ اپنے اخلاص کی کمی پر اللہ کے سامنے توبہ تائب ہو جائے کہ اے اللہ! جتنے خلوص سے عبادت کرنی چاہیے تھی ہم اتنے خلوص سے عبادت نہیں کرتے۔

تو معلوم ہوا کہ ہر بندے کو توبہ کرنی چاہیے۔ توبہ گناہوں کے معاف ہونے کا بڑا ذریعہ ہے۔

دوسرا سبب

کثرتِ استغفار

دوسرا عمل ہے "استغفار"

"استغفار" کہتے ہیں گزرے ہوئے گناہوں پر شرمندہ ہونا، نادم ہونا، افسوس کرنا دل میں، یہ کیفیت ہونا کہ میں غلط کر بیٹھا، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

توبہ اور استغفار ملتے جلتے الفاظ ہیں، مگر تعریف کا فرق ہے کہ استغفار کہتے ہیں گزرے گناہوں پر ندامت ہو اور توبہ کہتے ہیں آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ ہو۔

تو ہمیں استغفار بھی ہر وقت کرنا چاہیے۔ ہم اب تک جو خطائیں کر بیٹھے اے میرے مولیٰ! ہم اس پر بہت زیادہ نادم اور شرمندہ ہیں۔ استغفار کا حکم دیا گیا قرآن مجید میں۔ فرمایا:

﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ﴾ (نوح:۱۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

"تم اپنے رب کے سامنے استغفار کرو!"

اس استغفار پر انسان کو بہت انعام ملیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهِ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا (الجامع الصغیر، رقم: [illegible])

"قیامت کے دن جس بندے کے نامہ اعمال میں زیادہ استغفار کا عمل موجود ہوگا۔ اس بندے کو مبارک ہو کہ قیامت کے دن اس کو بہت خوشی ہوگی"

تو ہمیں بھی چاہیے کہ استغفار کثرت سے کریں۔ صبح اور شام استغفار کی تسبیح کریں۔ یہ تو کم از کم ہے جب کہ زیادہ کر سکیں تو زیادہ کریں۔

ہر مسئلے کا حل...... استغفار:

اور اصل میں استغفار کرنے کا طریقہ آجائے نا! تو ہمارے لیے چھوٹے موٹے مسئلے اللہ تعالیٰ ویسے ہی حل فرما دیں۔ نہ کسی سے عمل پوچھنے کی ضرورت اور نہ کسی سے تعویذ لینے کی ضرورت۔

حضرت حسن بصریؒ ایک دفعہ بیٹھے تھے، ایک آدمی نے آکر کہا کہ حضرت! بہت گناہگار ہوں کوئی عمل بتا دیں۔ فرمایا: استغفار پڑھو!

پھر ایک اور بندہ آیا اس نے کہا کہ حضرت! بہت دنوں سے بارش نہیں ہوئی کوئی عمل بتا دیں، فرمایا: استغفار کرو!

ایک آدمی آیا کہ جی میں بڑا غریب ہوں، کام نہیں چلتا، کاروبار نہیں چلتا، میں مقروض ہوں کوئی عمل بتائیں! فرمایا: استغفار پڑھو!

ایک آدمی آیا کہ جی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرما دے۔ فرمایا کہ استغفار کرو!

ایک آدمی آیا کہ میرا باغ ہے دعا کریں کہ باغ کا پھل مجھے اچھا مل جائے، گویا

www.besturdubooks.wordpress.com

آج کے زمانے میں میرا بزنس اچھا چل جائے، بکری اچھی ہو جائے۔ باغوں کا پھل ہوتا ہے دکانوں کی بکری ہوتی ہے۔ فرمایا: استغفار پڑھو!

ایک آدمی آیا کہ دعا کریں کہ مجھے گھر میں میٹھا پانی مل جائے، چشمہ جاری ہو جائے۔ فرمایا: استغفار کرو!

ایک آدمی یہ سب سن رہا تھا۔ اس نے کہا کہ حضرت! یہ آپ کے ہاتھ میں عجیب چیز آگئی، جو آتا ہے استغفار استغفار۔ آپ نے فرمایا: دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا:

﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾

''گناہ معاف ہوتے ہیں''

﴿يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾

''استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بارشیں نازل فرماتے ہیں۔''

﴿وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ﴾

''اور استغفار کی وجہ سے اللہ بندے کی مال کے ذریعے سے مدد کرتے ہیں۔''

﴿وَّبَنِيْنَ﴾

''اور بیٹوں کے ذریعے سے بھی اللہ مدد کرتا ہے۔''

﴿وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ﴾

''اللہ تعالیٰ استغفار کے ذریعے باغوں کا زیادہ پھل عطا فرما دے گا۔''

﴿وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ (نوح: ۱۰-۱۲)

''اور تمہیں پینے کے لیے میٹھے پانی کے چشمے عطا فرما دے گا۔''

ایک استغفار کے اوپر یہ تمام نعمتیں ملتی ہیں، اگر آپ غور کریں! آج ہمارے

جتنے بھی پرابلم ہیں وہ ان میں سے کسی نہ کسی ایک سے وابستہ ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ہمارے لیے تو تریاق ہے کہ استغفار کرتے رہیں اور اللہ رب العزت ہمیں آخرت کے بھی درجات دیں گے اور دنیا کے اندر بھی پریشانیوں سے ہمیں محفوظ فرما دیں گے۔

استغفار کی کثرت:

تو ہمیں استغفار کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے مثلاً:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْهِ))

یہ پڑھا کریں۔

اگر کوئی بندہ ہر وقت یہ نہیں پڑھ سکتا تو چلو

"استغفر اللہ استغفر اللہ"

اتنا ہی پڑھتا رہے تو اس لفظ سے بھی استغفار ہو جائے گا مگر استغفار پڑھتے ہوئے دل میں ندامت کی کیفیت ہونی چاہیے۔

استغفار لائق استغفار:

رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے سامنے ایک نوجوان استغفار پڑھ رہا تھا مگر اس کا دل اتنا متوجہ نہیں تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ

((اِسْتِغْفَارُنَا یَحْتَاجُ اِلَی اسْتِغْفَارِنَا)) (مرقات شرح مشکوۃ: ۲/۲۳۳)

"ہمارا استغفار بھی استغفار کا محتاج ہے"

تم ایسا استغفار کر رہے ہو کہ اس استغفار پر تمہیں استغفار کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دل کی توجہ کے ساتھ اگر یہ عمل کریں گے تو اس کے ذریعے سے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ اور یہ بھی ذہن میں لو! ہر ایک کی بات کہ یہ استغفار کسی ایک بندے کو کرنے کی ضرورت نہیں، ہر بندے کو استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔ عام طور پر نیکی کرنے والے کو زیادہ استغفار کرنا چاہیے، کیوں بھئی؟ گناہ تو نہیں کیا نیکی کی ہے۔ راز یہ ہے کہ ہم جو عبادتیں کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق نہیں کر پاتے۔ اس کی عظمت اتنی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ)) (اتحاف، رقم:۱۲۲)

"ہم نے آپ کی عبادت ایسے نہیں کی جیسے کرنی چاہیے تھی"

تو جب نبی علیہ السلام کی یہ کیفیات ہیں تو ہم پھر کس کھیت کی گاجر مولی ہیں۔

عبادات پر اجر کیوں؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں تو پھر اجر کیوں ملتا ہے؟ تو علما نے لکھا کہ اجر ملنے کی مثال یہ ہے کہ اگر آپ کا بچہ پہلے دن سکول چلا جائے اور واپس آئے اور آپ کو تختی دکھائے کہ ابو میں نے لکھا ہے اور اس پر اس نے ٹیڑھی میڑھی لکیریں لگائی ہوئی ہیں اور سیاہی کے دھبے بھی لگائے ہوئے ہیں اور کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا لکھا ہے؟ تو بچے کا دل رکھنے کے لیے آپ اس کو آفرین دے دیتے ہیں۔ اب یہ جو آفرین ملی یہ خوش خطی کی وجہ سے نہیں ملی یہ آفرین شفقت کا اظہار ہے جو باپ کو بیٹے کے اوپر ہے۔

بالکل اسی طرح ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان تو نہیں ہوتیں، میرا مالک اس پہ اجر کیوں دیتا ہے؟ اس شفقت، رحمت اور محبت کی بنا پر دیتا ہے جو اللہ کو اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔

عبادات کے بعد بھی استغفار:

اسی لیے دین اسلام میں عبادتیں کرنے کے بعد استغفار کرنے کی تعلیم دی گئی۔

وضو کے بعد استغفار:

اب جو بندہ وضو کرتا ہے تو وضو سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو آنکھوں سے گناہ کیے وضو کرتے ہوئے وہ گناہ دھل گئے۔ کلی کی، زبان سے جو گناہ کیے دھل گئے۔ ہاتھوں سے جو گناہ کیے ہاتھ دھونے سے وہ دھل گئے۔ تو ایسی عبادت کی جس سے گناہ دھل جاتے ہیں، مگر اس عبادت کے بعد بھی استغفار کا حکم۔ چنانچہ دعا سکھائی گئی وضو کرنے کے بعد دعا پڑھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ

اے اللہ! میں آپ کے سامنے استغفار کرتا ہوں یعنی وضو کر کے بھی استغفار۔

نماز کے بعد استغفار:

اچھا اس سے اعلیٰ عبادت ہے نماز، تو نماز کے بعد بھی استغفار کی ترغیب دی گئی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ سلام پھیرنے کے بعد ایک مرتبہ فرماتے ''اللہ اکبر'' اور تین مرتبہ فرماتے:

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

یہ استغفار کیوں تھا؟ یہ استغفار اس لیے تھا کہ اللہ مجھے جس حضوری کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے تھی میں نہیں پڑھ سکا، اب میری اس ادھوری عبادت کو آپ قبول فرما لیجیے۔ تو جس نے کہا نا! أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ یہ ایسے ہی ہے جیسے ہم کہتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

پلیز، پلیز آپ مان جائیں تو بالکل اس استغفار کا یہی مطلب ہے، ہم کہتے ہیں: پلیز اللہ تعالیٰ پلیز آپ مان جائیے، میرے اس عمل کو قبول فرما لیجیے۔

تہجد میں استغفار:

اور نمازوں میں تہجد کی نماز اور اعلیٰ عبادت حالانکہ وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جوش میں ہوتی ہے، مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾

(الذاریات: ۱۷۔۱۸)

کہ وہ لوگ جو ساری رات عبادت میں گزار دیتے تھے، سحری کے وقت وہ بھی اللہ کے سامنے استغفار کرتے تھے، تہجد کے بعد بھی استغفار۔

حج کے بعد استغفار:

اچھا ایک اور عبادت ہے جس کو حج کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ حج مبرور کا بدلہ

((لَيْسَ لَهٗ الْجَزَآءُ اِلَّا الْجَنَّةُ))

''جنت کے سوا کوئی دوسرا بدلہ نہیں ہوسکتا''

اور جس کو حج مبرور نصیب ہوگیا

((رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ)) (البخاری، رقم: ۱۴۲۴)

''ایسے لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے پیدا کیا تھا''

وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ حج قبول ہو جائے تو بندہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا جس طرح پیدا ہونے کے دن پاک صاف ہوتا ہے۔ اب بتائیے! کہ حج کتنا بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

عمل ہے؟

گناہوں کو مٹا دینے والے تین عمل:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ تین عمل گناہوں کو بالکل مٹا دیتے ہیں۔

(۱) جو بندہ اسلام قبول کر لیتا ہے پہلے کے سب گناہ معاف۔ فرمایا:

((اَلْإِسْلَامُ يَهْدِمُ مَنْ كَانَ قَبْلَهٗ)) (صحیح مسلم، رقم: ۱۷۳)

''اسلام جو کچھ پہلے کر چکے اسے مٹا دیتا ہے''

(۲) ہجرت بھی اپنے سے پہلے کے سب گناہوں کو معاف کروا دیتی ہے۔ فرمایا:

((اَلْهِجْرَةُ تَهْدِمُ مَنْ كَانَ قَبْلَهٗ)) (صحیح مسلم، رقم: ۱۷۳)

ہجرت پہلے سب کچھ کو مٹا دیتی ہے

(۳) جو حج کرنے والا مقبول حج کرتا ہے، اس کے پہلے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ فرمایا:

((اَلْحَجُّ يَهْدِمُ مَنْ كَانَ قَبْلَهٗ)) (صحیح مسلم، رقم: ۱۷۳)

تو کتنا بڑا عمل ہے مگر حج کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم استغفار کرو! چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ﴾

مقام عرفات مزدلفہ پر آنے والوں کو حکم دیا جا رہا ہے۔

اب تم منیٰ کی طرف آ رہے ہو، اب تم بھی استغفار کرو! تو حج پر بھی استغفار۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو استغفار کا حکم:

اور دیکھیے نبی علیہ السلام کی کتنی عبادت بھری زندگی کامل زندگی اتنی عبادت

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے تھے:

((حَتّٰی یَتَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ)) (سنن ابن ماجہ، رقم:۱۴۰۹)

''حتیٰ کہ قدمین مبارک پر ورم آجاتی تھی''

اور آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کیا میں نے اپنا منصب پورا کر دیا؟ انہوں نے جواب دیا:

''اَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ''

''اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ نے امانت کو پہنچا دیا''

امت کو صحیح نصیحت کر دی، حق ادا کر دیا۔

نبی علیہ السلام نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا:

''اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ''

''اے اللہ آپ گواہ رہنا''

اب اتنی کامل زندگی کہ جنہوں نے اپنے منصب کو پورا کرنے کا حق ادا کر دیا جب وہ لوٹ کر واپس آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو پیغام ملتا ہے، پتہ ہے کیا پیغام ملتا ہے؟

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ﴾ (النصر:۱-۳)

حیران ہوتے ہیں کہ نبی ﷺ کو حکم ہو رہا ہے کہ اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے بعد آپ استغفار کیجیے۔ تو معلوم ہوا کہ کوئی ماں کا لال ایسا نہیں جنا کہ جو کہے کہ اب مجھے استغفار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں تو ہر وقت استغفار کرنا چاہیے۔ تو استغفار

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔

تیسرا سبب

انسان کے نیک اعمال

تیسرا سبب جس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اس کو کہتے ہیں:

"اَلْحَسَنَاتُ مَاحِیَةٌ"

کہ ہم جو نیک اعمال کرتے ہیں تو نیک اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ (ھود:۱۱۴)

"بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں"

اس لیے ہمیں چاہیے کہ اتنی زیادہ نیکیاں کریں تا کہ گناہوں کی بخشش ہو جائے۔

مثال کے طور پر اگر کسی بندے کو غیبت کا مرض تھا اور اس نے غیبت کے ذریعے اللہ کے بندوں کو بہت تکلیف پہنچائی تو اب اگر اس نے توبہ کر لی تو اس کو چاہیے کہ وہ اب اسی زبان سے دین کی دعوت کا کام کرے تا کہ اللہ کے بندوں کو خیر کی طرف بلائے اور اس زبان کو اللہ کے دین کے لیے استعمال کرے۔

یا ایک بندہ شراب پیتا تھا، توبہ کر لی، اب اس کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے بالخصوص اللہ کے بندوں کو پانی پلانے کا عمل کرے۔ کیوں؟ یہ جیسا گناہ کرتا تھا اسی قسم کی نیکی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس گناہ کو جلدی معاف فرما دیں گے۔

تو معلوم ہوا کہ اگر ہم نیکیاں زیادہ کریں گے تو اللہ رب العزت ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کو جلدی معاف فرمائیں گے۔

ایک بندہ بدنظری کرتا تھا اس نے سچی توبہ کر لی تو اب اسے چاہیے کہ قرآن کی تلاوت زیادہ کرے، جن نگاہوں سے بیٹھ کے یہ غیر کو دیکھتا تھا اب انہی نگاہوں کو اللہ کے قرآن پر ڈالے تو اس عمل سے اللہ تعالیٰ پچھلے سارے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ان نگاہوں سے اللہ کے گھر کو دیکھیے، ان نگاہوں سے اللہ والوں کے چہرے کو دیکھیے، کیوں؟ اس لیے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

جسم ادھار کا مال ہے:

نیکیاں زیادہ کریں، دوڑ دوڑ کے نیکیاں کریں اور دستور بھی ہے، جیسے ادھار کی کوئی چیز ہوتی ہے تو اس سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام نکالتے ہیں۔ آپ دیکھیں آپ کی استری کسی وقت میں جل گئی، دفتر بھی جانا ہے اور آپ کی گھر والی وہ اپنی بہن کے گھر سے استری منگوا لیتی ہے کہ ابھی تو خرید نہیں سکتے۔ تو جب وہ منگوائے گی استری تو فقط آپ کے کپڑے استری نہیں کرے گی، اپنے بھی کر لے گی، بچوں کے بھی کر لے گی، دو چار دن کے کپڑے نکال لے گی، بھائی ایک دفعہ مانگا ہے بار بار چیز تو نہیں مانگی جاتی۔ تو معلوم ہوا جو مانگی ہوئی چیز ہوتی ہے، ادھار کا مال ہوتا ہے اس سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام نکال لیا جاتا ہے۔ اب اگر یہ اصول بنا تو یہ جسم ہمارے پاس ادھار کا مال ہے، یہ ہماری ملک نہیں ہے، یہ ہمارے اللہ کی ملکیت ہے، اللہ تعالیٰ نے زندگی کے کچھ ایام کے لیے یہ ہمیں عطا فرما دیا۔ جیسے کرائے کا مکان ہوتا ہے آپ یوں سمجھیں کہ کرائے کا جسم ہے، اللہ نے ہمیں عطا کر دیا ہے۔ کرائے کی گاڑی چلاتے ہوا پنے زیادہ کام نکالتے ہو تو پھر اس جسم سے بھی جتنی نیکیاں کر سکتے ہو کر لو۔ کرائے کے جسم سے جتنی زیادہ نیکیاں کر لیں گے اتنا ہی زیادہ ہمیں فائدہ ہو جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔

مرنے کے بعد ہے آرام:

اس لیے اللہ والے زندگی میں آرام نہیں کرتے، وہ آرام مرنے کے بعد کرتے ہیں۔ زندگی میں آرام نہیں ہوتا، ان کا دن نیکیوں سے بھرا ہوتا ہے اور ان کی راتیں بھی ان کے دنوں کی مانند ہوا کرتی تھیں۔ ان کی زندگیوں میں دن اور رات کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔ یہ تو میرا آپ کا فرق ہے نا! کہ رات آ گئی سو جائیں، اللہ والوں کی زندگیوں میں یہ فرق نہیں رہتا، ان کو رات رات نظر نہیں آتی، دن دن نظر نہیں آتا، وہ سمجھتے ہیں جب تک سانس میں سانس ہے ہم اپنے اللہ کے دین کا کام کرتے رہیں گے، ایسے ہی صحابہ نے کام کیا تھا۔ تو ہم اس جسم کو جتنا نیکی میں کھپا لیں تھکا لیں اتنا زیادہ بہتر ہے۔

دلہن کی نیند سو جا:

ایک آدمی اس بے ثبات دنیا سے فوت ہو جاتا ہے تو حدیث پاک میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتے کو کہتے ہیں کہ جاؤ میرے بندے کو کہہ دو: تھکے ماندے آئے ہو

((نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ)) (ترمذی، رقم ۱۰۹۲)

”اب تم دلہن کی نیند سو جاؤ“

تو کس کو کہیں گے کہ تھکا ماندہ آیا ہے؟ جو کچھ کر کے آئے گا اسی کو ہی کہیں گے کہ بھئی تھکا ماندہ آیا ہے۔

اچھا یہاں مفسرین نے ایک نقطہ لکھا ہے سنتے جائیے۔ یہ کیوں کہا کہ دلہن کی نیند سو جا؟ یہ بھی کہہ سکتے تھے میٹھی نیند سو جا، آرام کی نیند سو جا، پرسکون نیند سو جا، مگر یہ کیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہا کہ دلہن کی نیند سو جا؟ حدیث میں دلہن کا لفظ ہے "نَوْمَةِ الْعَرُوسِ" اس لیے کہ عام دستور یہ ہے کہ دلہن کی رخصتی ہوا اور پہلی رات اگر بیٹھے بیٹھے اس کو نیند آ جائے خاوند کی انتظار میں تو دلہن جب سوتی ہے اس کو وہی جگاتا ہے جو اس کا محبوب ہوتا ہے، خاوند ہوتا ہے۔ دلہن کی آنکھ جب پڑی تو خاوند کے چہرے پر پڑی، یہ مؤمن آج قبر میں سو رہا ہے، قیامت کے دن اس کو وہ جگائے گا جو اس کا محبوب ہوگا۔ مؤمن کی آنکھ کھلے گی اس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا، اس لیے کہا کہ دلہن کی نیند سو جا۔ "الحسنات الماحية" یعنی نیک کام زیادہ کرنے سے انسان کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

چوتھا سبب

مؤمن کی مؤمن کے لیے دعا

چوتھا سبب جس کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں فرمایا کہ

"دُعَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلْمُؤْمِنِ"

مؤمن لوگ جب کسی کے لیے دعا کرتے ہیں تو اس مؤمن کے گناہ اس وجہ سے بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

۞ ... چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے حدیث پاک میں آیا ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

«مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ وَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ» (صحیح مسلم، رقم: ۱۵۷۷)

"جو مسلمان آدمی فوت ہو اور اس کے (جنازے کے) لیے چالیس آدمی کھڑے ہو جائیں تو اللہ شفاعت فرما دیتے ہیں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ جو بندہ بھی مسلمان ہو جب فوت ہوتا ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے چالیس ایمان والے اکٹھے ہو جاتے ہیں یعنی نماز جنازہ میں چالیس بندے بھی اگر شریک ہو جائیں تو جو توحید والے ہوں، مشرک نہ ہوں تو ان چالیس بندوں کے جنازہ کی نماز پڑھنے پر اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ تو دیکھو کہ مومنین کی دعا پر گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی اللہ رب العزت کی شان ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے گھر والوں کے لیے، دوستوں کے لیے، بھائیوں کے لیے، امت کے لیے دعائیں مانگا کریں۔ ہماری دعاؤں سے اللہ تعالیٰ پتہ نہیں کس کس کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

⊛..... حدیث پاک میں آتا ہے کہ دوست کی دعا پیٹھ پیچھے اگر دوست کے لیے مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں۔ (زاد الطالبین) تو ہم اپنی دعاؤں میں اپنے دوستوں کو شامل کیا کریں اور اپنے دوستوں کو دعاؤں کے لیے کہا بھی کریں۔ کیا خبر کس کے حق میں قبول ہو جائے۔ (زاد الطالبین)

⊛..... اچھا مسافر کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (زاد الطالبین)

ہم میں سے کتنے لوگ ہیں سفر پر نکلتے ہیں اور پھر کیا سفر میں کبھی گڑگڑا کے دعائیں بھی مانگتے ہیں؟ اپنے لیے یا گھر والوں کے لیے؟ دھیان ہی نہیں ہوتا۔ دھیان کیوں نہیں ہوتا؟ اس طرف کی آگ جو نہیں لگی، جب آگ لگ جائے گی پھر انسان احساس کرے گا اور طریقے ڈھونڈے گا کہ کس کس طریقے سے کس کس موقع پر گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تو بہر حال دعاؤں میں کمی نہیں کرنی چاہیے خوب دعائیں مانگنی چاہئیں اور پوری

www.besturdubooks.wordpress.com

امت کے لیے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس لیے قرآن مجید میں دعا سکھائی گئی۔

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ (الحشر:۱۰)

دیکھا اپنے سے پہلے ایمان والے چلے گئے ان کی مغفرت کی دعا سکھائی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ دعا سے اللہ تعالیٰ دوسرے مومنین کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں تو یہ چوتھا سبب ہے گناہ کے معاف ہونے کا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جا رہے تھے عمرے کے لیے تو نبی علیہ السلام نے رخصت کیا اور رخصت کرتے ہوئے فرمایا: اے بھائی!

((لَا تَنْسَنَا مِنْ دُعَائِكَ)) (مسند احمد بن حنبل، رقم:۱۹۵)

ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔

تو نبی علیہ السلام نے امت کو تعلیم دی کہ اگر محبوب ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو دعا کے لیے فرماتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنے ساتھیوں کو، بھائیوں کو، گھر والوں کو، دعا کے لیے کہا کریں۔ تو مومن کی دعا سے بھی اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

پانچواں سبب

مرنے والے کے لیے نیکی کرنا

پانچواں سبب جس سے گناہ معاف ہوتے ہیں فرمایا:

"مَا يُعْمَلُ مِنْ مَيِّتٍ"

میت کی طرف سے کوئی نیک کام اگر کیا جائے تو اس نیک کام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس میت کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ جیسے دعا سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں تو نیک کام کی وجہ سے بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جیسے صدقہ اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف سے صدقہ دے دیا جائے، اب کسی کے والدین فوت ہوئے۔ وہ ان کی طرف سے مسجد بنا دے، مدرسہ بنا دے، یا کسی مستحق غریب فقیر کو دے دے۔ اپنے والدین کو ثواب پہنچانے کی نیت سے دے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے والدین کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

بعض لوگ نبی علیہ السلام جیسے امت کی طرف سے قربانی کرتے تھے اسی طرح دوسروں کی طرف سے قربانی کرتے ہیں یہ بھی گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ تو کوئی بھی نفلی نیک کام جو کسی کی طرف سے کر دیا جائے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

ایک عجیب واقعہ:

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ لکھا ہے "فضائل صدقات" میں ایک اللہ والے تھے کسی قبرستان کے قریب سے گزرے تو انہوں نے کچھ پڑھ کے قبرستان کے مردوں کو بخش دیا۔ رات خواب میں دیکھا کہ قبرستان کے مردے ایک جگہ اکٹھے ہیں تو اچانک ایک بندہ بڑی ساری گٹھڑی لے کے آیا اور گٹھڑی اس نے رکھ دی اور سارے کے سارے جو مردے تھے وہ اس گٹھڑی کی طرف بھاگے۔ ایک بندہ پیچھے بیٹھا رہا، انہوں نے اس بندے سے پوچھا کہ بھائی معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ بھائی ہم لوگ یہاں پر اس جہان میں ہیں، ہمارے پیچھے کوئی ہماری محبت والا ہمیں تحفہ بھیجتا ہے، نیک عمل کا ہدیہ بھیجتا ہے تو یہ ہمیں ڈاک ملتی ہے۔ جیسے دنیا میں لوگوں کو ڈاک مل جاتی ہے تو یہ ڈاک آئی ہے، اب ہر بندہ اپنی ڈاک لینے کے لیے وہاں جا رہا ہے۔ اس نے کہا کہ بھئی! آپ کیوں نہیں جا رہے؟ اس نے کہا کہ میں بعد میں لے لوں گا۔ تمہیں ضرورت نہیں ہے؟ اس نے کہا کہ ضرورت تو ہے لیکن الحمد للہ

میرا ایک بیٹا ہے اور وہ قرآن کا حافظ ہے، وہ روز قرآن پڑھتا رہتا ہے اور اس کی مجھے اتنی ڈاک ملتی ہے کہ مجھ پر اللہ کا فضل ہے۔ اس نے کہا: تیرا بیٹا کون ہے؟ اس نے خواب میں بتایا کہ فلاں جگہ اس کی دکان ہے۔ یہ بزرگ دوسرے دن جب بازار میں گئے تو دیکھا کہ ایک نوجوان ہے اور بیٹھ کے دکان داری کر رہا ہے، گاہک آتے ہیں تو ان کو بھی بھگتا دیتا ہے اور جب گاہک چلے جاتے ہیں تو اللہ کا قرآن پڑھنا شروع کر دیتا ہے، تو یہ پہچان گیا کہ اس بچے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے اس کے والد کے درجات بلند ہو رہے ہیں۔

اللہ کی شان کچھ عرصے کے بعد پھر ان کا وہاں سے گزر ہوا، پھر انہوں نے کچھ پڑھ کر قبرستان کے مردوں کو بخشا، رات کو پھر خواب دیکھا کہ ایک آدمی گٹھڑی لایا اور جب اس نے کھولی تو سارے مردے اس کی طرف دوڑے، اب یہ بندہ جو پہلے بیٹھا تھا یہ بھی بھاگا، انہوں نے پوچھا کہ بھئی! کیا معاملہ؟ کہنے لگا کہ ایک ایکسیڈنٹ میں میرے بچے کی وفات ہو گئی اب اور کوئی بھیجنے والا ہے نہیں۔ اب جو عمومی ڈاک آتی ہے میں بھی جاتا ہوں اس میں سے اپنا حصہ لے لیتا ہوں۔

تو دیکھیے اپنی اولادوں کو عالم بنانا، حافظ بنانا، نیک بنانا، اس کا اجر ہمیں اگلے جہان میں بھی پہنچتا رہے گا۔ تو فرمایا کہ اس سے بھی انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

چھٹا سبب

دنیا کے مصائب و آلام

چنانچہ چھٹا سبب جس کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں فرمایا:

((الْمَصَائِبُ الَّتِيْ يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهَا الْخَطَايَا فِي الدُّنْيَا))

www.besturdubooks.wordpress.com

(تفسیر البیان ۱/۳۴۸)

"مصائب کے ذریعے اللہ تعالیٰ دنیا کی خطاؤں کو مٹا دیتے ہیں"

مومن کو اس دنیا میں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے اس مصیبت کے بدلے اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ پریشانی چھوٹی ہو یا بڑی ہر پریشانی پر مومن کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

ہر پریشانی پر گناہ معاف:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ تشریف فرما تھے، چراغ جل رہا تھا، ہوا کا جھونکا آیا چراغ بجھ گیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

ام المومنین عائشہ صدیقہ بڑی حیران، اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ یہ تو اس وقت پڑھا جاتا ہے جب کوئی آدمی فوت ہو جائے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: یہ مصیبت کے وقت پڑھا جاتا ہے اور اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس مصیبت کے اوپر بندے کو اجر عطا فرما دیتے ہیں۔ اب سوچنے کی بات ہے اگر چراغ بجھنا مومن کی مصیبت ہے اور اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں جب گھر میں کسی بندے کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے اور پھر اس پر صبر کرے تو اللہ کی طرف سے کتنا اجر ملے گا؟ تو جو بھی مصیبتیں آتی ہیں ان سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

کسی کہ علماء نے لکھا ہے کیا ایک بندے کی دو جیبیں ہیں اور اس کی عادت ہے ایک جیب میں وہ پیسے رکھنے کی بجائے غلطی سے ایک مرتبہ وہ دوسری جیب میں رکھ بیٹھا۔ اسے یاد نہ رہا۔ اب جب نکالنے کا وقت آیا تو حسب دستور اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب خالی تھی۔ اس کو ایک دم شاک ہوا کہ میرے پیسے کہاں گئے اور پھر دوسری

www.besturdubooks.wordpress.com

جیب میں سے مل بھی گئے تو یہ جو ایک لمحے کی پریشانی آئی اللہ اس پر بھی گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ ہر چھوٹی بڑی پریشانی سے گناہ معاف ہوتے ہیں اگر ان پر صبر کرے۔ بے صبرا بن جائے گا تو پھر گناہ معاف نہیں ہوں گے۔

اچھا یہاں ایک بات تفصیل کے ساتھ سمجھنے والی ہے کہ مصیبت مانگنی نہیں چاہیے، ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم مصیبتوں کو برداشت کرسکیں ہم بہت کمزور ہیں، لیکن اگر اللہ کی مشیت سے آجائے تو اس پر صبر کرلیا کریں تاکہ اس مصیبت پر ہمارے گناہ معاف ہوجایا کریں۔

دو طرح کی مصیبت:

اب مصیبت دو طرح سے آتی ہے کبھی بندے کے گناہوں کا وبال اور سزا بن کر آتی ہے اور کبھی بندے کے درجات بڑھانے کے لیے آتی ہے۔ مثلاً بندے نے دعا مانگی: اللہ مجھے اپنا قرب عطا کردے! اب اس کے عمل تو ایسے ہیں نہیں کہ قرب ملے، اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرلی۔ تو کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی چھوٹی موٹی پریشانی حالات کی سختی بھیج دیتے ہیں، بندہ جب اس پر صبر کرتا ہے، اس عمل کو بہانہ بنا کر اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنا قرب عطا فرما دیتے ہیں۔ تو مصیبت دونوں طریقوں سے آتی ہے کبھی گناہوں کی سزا کے طور پر اور کبھی بندے کے درجات کو بڑھانے کے طور پر۔ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ مصیبت کیوں آئی؟ اب اس کی پہچان سن لیں آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ میرے اوپر یہ پریشانی کیوں آئی ہے؟

وبال والی مصیبت کی نشانی:

جب مصیبت آئے اور مصیبت کی وجہ سے بندے کے اندر شکوے شکایتیں پیدا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جائیں: اللہ میری دعائیں نہیں سنتا، میں نے بڑی دعا مانگی ہے، او جی کیا کریں حالات ٹھیک نہیں ہو رہے، لوگوں کے سامنے شکوے کرتا پھرتا ہے۔ جو بندہ مصیبت پر لوگوں کے سامنے شکوے کرے نمبر ایک اور دوسرا اس کے دل میں مایوسی سی ہو اللہ کی طرف سے، یہ دو، اس بات کی نشانیاں ہیں کہ یہ بندہ اس مصیبت میں گناہوں کے وبال کے طور پر گرفتار کر لیا گیا۔ اب کچھ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ذرا سی پریشانی آئی اور مسجد آنا بند، آپ پوچھیں کہ جی! آپ کو مسجد میں نہیں دیکھا کیا بات بنی؟ او جی کچھ کاروباری پریشانی ہے، ذرا ٹھیک ہو گئی تو میں آؤں گا۔ یہ نہیں کہ کاروباری پریشانی آئی تو جو در سب سے پہلے چھوٹا وہ خدا کا در تھا، خدا کا در چھوٹ گیا، نمازیں چھوٹ گئیں، تلاوت چھوٹ گئی، اعمال چھوٹ گئے۔ جب اعمال سے بندہ محروم ہو جائے لوگوں کے سامنے شکوے کرنے لگ جائے اور مایوسی کی کیفیت ہو جائے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مصیبت اس کے گناہوں کے وبال کی وجہ سے آئی ہے۔

درجات والی مصیبت کی نشانی:

اور جب کوئی مصیبت آئے لیکن بندہ اعمال میں آگے بڑھ جائے، پہلے نمازیں کم پڑھتا تھا، اب اشراق بھی پڑھ رہا ہے، اوابین بھی پڑھ رہا ہے، تہجد بھی پڑھ رہا ہے، صلوٰۃ الحاجت بھی پڑھ رہا ہے۔ پہلے ایک صفحہ قرآن پاک کا پڑھتا تھا اب ایک پارہ قرآن پڑھ رہا ہے، سورہ یٰسین پڑھ رہا ہے۔ پہلے دو منٹ کی دعا مانگتا تھا، اب دس دس منٹ، پندرہ منٹ بیٹھ کے دعا مانگ رہا ہے۔ جب بندے کی مصیبت کی وجہ سے بندے کے اعمال میں اضافہ ہو جائے اور بندے کے دل میں اللہ سے امید بنی ہو کہ میرا اللہ اس مصیبت کو ٹال دے گا، یہ دو علامتیں ہیں کہ یہ مصیبت اس بندے کے درجات کو بڑھانے کے لیے آئی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مصیبت باعثِ رحمت:

ہمارے بزرگ تو مصیبتوں کے آنے پر زیادہ خوش ہوتے تھے کیوں کہ وہ بڑے لوگ تھے، وہ کہتے تھے کہ خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں۔ غم ہوتا ہے تو فکر ہوتی ہے۔ کسی نے کہا ؂

سکھ دکھاں تے دیواں وار
دکھاں آن ملایا یار

"میں سکھوں کو دکھوں کے اوپر قربان کر دوں! ان دکھوں نے مجھے میرے یار سے ملا دیا"

تو یہ مصیبتیں بھی کئی مرتبہ رحمت ہوتی ہیں۔ آپ نے کئی مرتبہ دعا مانگی: اللہ! میرے گناہ معاف کر دے! اللہ نے دعا قبول کر لی۔ اب گناہ معاف کرنے کے لیے اللہ نے چھوٹی سی پریشانی بھیجی۔ اب ہم پریشانی پر شکایتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ او خدا کے بندے! خود ہی تو دعا مانگی تھی، اب پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لیے یہ اصول بنا لیں کہ مصیبت پریشانی کے آنے پر کبھی مخلوق کے سامنے شکوہ مت کریں، کبھی کسی سے شکوہ نہ کریں۔ صبر کر لیں، صبر کا اجر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو آپ کے لیے آخرت کے درجات بڑھانے کا سبب بنا دیں گے۔ تو چھوٹی موٹی پریشانی مصیبت آنے پر آگے سے شکوہ کر دینا یہ بات اچھی نہیں ہے۔ صبر کیجیے! ہم امتحان کی جگہ پر ہیں، یہاں کون بندہ ہے جس کے اوپر پریشانی نہیں آئی۔ اس دنیا میں کوئی بندہ ایسا نہیں جس پر پریشانی نہ ہو، فرق اتنا ہے کچھ دنیا کے لیے پریشان ہوتے ہیں اور کچھ اللہ والے دین کے لیے پریشان ہوتے ہیں۔ پریشان سب ہوتے ہیں، ہمارے اللہ والوں کا راتوں کو رو رو کر وقت گزرتا ہے۔ نبی علیہ السلام راتوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

امت کے لیے رویا کرتے تھے تو اس دنیا میں پریشانیاں تو آتی ہی ہیں۔

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ﴾ (البقرۃ: ۱۵۵)

"اور ہم تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور مالوں کے نقصان اور جانوں کے نقصان سے اور میووں کے نقصان سے آزمائیں گے"

مگر جو صبر کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴾ (البقرۃ: ۱۵۵)

صبر کرنے والے کو بشارت عطا کر دیجیے۔

شکووں میں ناشکری ہے:

تو اسی لیے ذرا ذرا سی بات پر شکائتیں کر دینا، لوگوں کو کہنے لگ جانا، یہ حقیقت میں اللہ کی شکایت ہوتی ہے۔ اس لیے بزرگ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں الہام فرمایا کہ میرے بندے! لوگوں کو کہہ دو کہ ذرا سی ان کو رزق میں تنگی آتی ہے یہ فوراً لوگوں کے درمیان بیٹھ کر میرے شکوے شروع کر دیتے ہیں جبکہ ان کے نامۂ اعمال گناہوں سے بھرے ہوئے میرے پاس آتے ہیں میں فرشتوں میں ان کی شکایت تو نہیں بیان کرتا۔ تو ہمیں بھی شکوے نہیں کرنے چاہیے۔ یہ اللہ کے شکوے ہوتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوا، یہ کام نہیں ہوا۔ ہاں کسی کو دعاؤں کے لیے کہنا ہے اس کے سامنے تو حالات کھولنے ہی ہوتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مریض طبیب کے سامنے مرض کو کھولتا ہے، یہ تو ٹھیک ہے، لیکن ہر بندے کو دوستوں کے لیے بھی بیٹھے تو سب کچھ سنا دینا یہ درست نہیں۔ جیسے عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جی خاوند ایسا نہیں، خاوند میں یہ نہیں، ساس ایسی نہیں، فلاں ایسی نہیں تو دوستوں میں باہر کا بھی بتا

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتی ہیں جو پیٹ میں ہوتا ہے اس کے بارے میں بھی بتا جاتی ہیں، ان کی یہ حالت ہوتی ہے۔ تو کبھی بھی اس قسم کے حالات مخلوق کے سامنے نہیں بولنے چاہئیں۔ ہم مخلوق کے سامنے کہتے ہیں اور وہ مخلوق خود محتاج ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ فیصلہ کرلیں کہ میرے مولیٰ نے مجھے جس حال میں رکھا ہے میں اپنے مولیٰ سے راضی ہوں، میں اپنے اللہ سے راضی ہوں۔ جب آپ اپنے رب سے راضی ہوں گے تو دیکھیے اللہ تعالیٰ کی کیسی رحمتیں ہوں گی۔

صبر کا انعام:

ہم ایک دنیا کی مثال دیتے ہیں کہ بالفرض اگر کوئی بندہ گھر میں مٹھائی لائے اور وہ بچوں میں تقسیم کرے اور ایک بچے کا حصہ ذرا کم پڑ جائے اور وہ بچہ وہی خوشی خوشی لے لے تو باپ بھی اس بات کو یاد رکھتا ہے اور دوسری مرتبہ اس کو کئی گنا زیادہ قیمتی چیز لاکے دے دیتا ہے کہ میرے اس بچے نے صبر کرلیا تھا۔ اسی طرح جب پریشانیاں آتی ہیں تو جو بندہ صبر کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں میرے بندے نے میری دی ہوئی مصیبت پر صبر کرلیا، اب میں اس بندے کے لیے راحت کا انتظام فرما دیتا ہوں، اس لیے اللہ تعالیٰ مہربانی فرما دیتے ہیں۔ تو یہ مصیبتیں مومن کے گناہوں کو معاف کروانے کا سبب بن جاتی ہیں۔ کاروباری پریشانی، گھر کی پریشانی، بیماری یا کوئی اور ایسی چیز ہو اس کی وجہ سے بندے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تو آپ پریشان نہ ہوا کریں اس موقع پر بلکہ یہ کہا کریں اس موقع پر کہ اے اللہ! ہم اس قابل تو نہیں ہمیں ان کو برداشت کرنے کی ہمت بھی عطا فرما اور ان سے بڑھ کر ہماری امیدوں سے بھی زیادہ اجر اور بدلہ عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ ان مصیبتوں اور پریشانیوں پہ بندے کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور آخرت کے درجات بھی عطا فرما دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

جینا۔

کیسے کیسے غم؟

اب دنیا کی پریشانیاں بھی کیا پریشانیاں ہیں؟ ذرا توجہ فرمایئے گا۔ اب کیسے کیسے پریشان لوگ دنیا میں آئے، توجہ کیجیے میں بھی سوچتا ہوں تاکہ بہادر شاہ ظفر وقت کا بادشاہ تھا اور اس کو دعوت پر بلایا گیا اور جو برتن کھولتا تھا اس کے ایک بیٹے کا سر اس میں رکھا ہوتا تھا۔ فرنگیوں نے اس کے بارہ بیٹوں کو ذبح کر کے ان کے سر اس کے سامنے دسترخوان پر رکھے۔ جس باپ کے اوپر یہ غم آیا کہ ایک برتن کھولا بیٹے کا سر دوسرے میں دوسرے بیٹے کا، تمام بیٹوں کے سر جس آدمی کو برتن سے ملے اس کو کیا غم آیا ہوگا۔ تو ایسے ایسے حالات بھی آئے۔

چند جھونکے خزاں کے سہہ لو:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ ایسا ہوگا کہ دنیا میں سب سے زیادہ پریشان ہوگا، سارے انسانوں میں سب سے زیادہ مصیبت کا وقت اس نے گزارا ہوگا، خوشی دیکھی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ اس بندے کو قیامت کے دن کھڑا کریں گے اور اسے جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے جنت کی ہوا کا جھونکا لگوائیں گے اور پوچھیں گے میرے بندے! تو نے غم اور پریشانی کو دیکھا؟ وہ سارے غم بھول جائے گا، وہ قسم اٹھا کر کہے گا کہ میں نے کبھی غم کو دیکھا ہی نہیں تھا، ایک جنت کا جھونکا ساری زندگی کی غموں کو بھلا کر رکھ دے گا۔

اور پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو بلائیں گے جس نے سب سے زیادہ عیاشیوں میں وقت گزارا ہوگا اور اس بندے کو جہنم کی ہوا کا ایک جھونکا لگائیں گے اور پوچھیں گے:

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے! تم نے کبھی خوشی کو دیکھا؟ عیش و آرام کو دیکھا؟ وہ قسم اٹھا کر کہے گا کہ اے اللہ! میں نے کبھی کوئی آرام اپنی زندگی میں دیکھا ہی نہیں تھا۔ تو جہنم کا ایک جھونکا سب خوشیوں کو مٹا کر رکھ دے گا اور جنت کا ایک جھونکا سب غموں کو مٹا کے رکھ دے گا۔ تو یہ دنیا کے غم اور پریشانیاں کیا ہیں؟ تھوڑی دیر کی بات ہے پھر دیکھنا آگے جا کے کیا بنتا ہے۔ تو زندگی میں تھوڑا صبر کر لیجیے! ۔

نور ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ ذکرِ یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

یہ دنیا کی زندگی ہے، یہ خزاں کے چند جھونکے برداشت کر لیجیے پھر ان شاء اللہ جنت میں اللہ تعالیٰ خوشیاں عطا فرمائیں گے۔

ساتواں سبب

ضغطۂ قبر

ساتویں چیز جس پر بندے کے گناہ معاف ہوتے ہیں

((مَا يَحْصُلُ بِالْقَبْرِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَالضَّغْطَةِ وَالرَّوْعَةِ))

(شعب الایمان: ۱/ ۳۳۸)

مومن کو قبر میں جب دفن کیا جاتا ہے تو قبر میں جب اس کو ضغطۂ قبر پیش آتا ہے۔ قبر دباتی ہے، یا خوف ہوتا ہے اس کو قبر کے عذاب کی وجہ سے، اس خوف اور تنگی کی وجہ سے بھی اس بندے کے گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔ یہ ضغطہ بھی پیش آتا ہے بھئی! اور

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ بھی ہر ایک کو پیش آتا ہے۔ ذرا توجہ رکھیے گا نیکوں کو بھی اور بروں کو بھی، فرق یہ ہوگا کہ بروں کو زیادہ ہوگا کہ پسلیاں ادھر کی ادھر چلی جائیں گی اور نیکوں کو کم ہوگا مگر آئے گا ضرور۔ ہاں اللہ جس کو چاہے اس سے معاف فرما دے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:
سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، ان کی وفات ہوئی، نبی علیہ السلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تو پھر جانے لگے، دفن کے لیے تو پنجوں کے بل چلنے لگے۔ صحابی نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! آپ کو کبھی ایسے چلتے تو نہیں دیکھا، فرمایا کہ سعد کے جنازے میں شرکت کے لیے اتنے فرشتے آسمان سے اترے ہیں مجھے پاؤں رکھنے کی جگہ بھی نہیں مل رہی۔ اتنے فرشتے جن کی نماز جنازہ میں آئے، نبی علیہ السلام نے ان کو دفن کر کے فرمایا کہ سعد کو بھی ضغطہ قبر پیش آیا۔ تو پھر ہماری کیا اوقات ہے؟ بھئی! یہ ضغطہ قبر پیش آتا ہے۔

ضغطہ قبر کیوں پیش آتا ہے؟

علما نے لکھا ہے کہ کیسے پیش آتا ہے کہ بھئی! جیسے آپ دنیا میں آسکر یم کھائیں Cost Pay (قیمت ادا) کرنی پڑتی ہے۔ ائرکنڈیشنڈ کمرے میں رہنا چاہیں تو قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، ہر چیز کی Cost (قیمت) ہے نا۔ تو یہ جو ضغطہ قبر ہے یہ دنیا کی لذتوں کی کاسٹ ہے۔ جس بندے نے دنیا میں جتنی زیادہ لذتیں لی ہوں گی اس کے Proportional (تناسب) سے اس کو ضغطہ قبر پیش کیا جائے گا۔ اس لیے ہمارے بعض بزرگوں کا یہ عمل بھی ہے کہ کھانے لگتے تھے نا ان کو مزہ آتا تھا تو سالن میں تھوڑا پانی ملا دیتے تھے کہ نفس کو کیوں لذت دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے ضغطہ قبر نہ پیش آجائے۔ تو ہمارے اکابر اتنا لذتوں سے ڈرتے تھے اور ہم لذتوں پہ مرتے پھرتے ہیں۔ تو بھئی کم از کم حرام لذتیں تو چھوڑ دیں۔ چلو حلال لذتیں اللہ نے حلال

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائی ہیں، حرام کو تو چھوڑیں ہم۔ حرام لذتوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں۔ اِدھر آنکھ اٹھا کے دیکھتے ہیں، اُدھر دیکھتے ہیں۔ اِدھر سیل پہ بات ہوتی ہے اُدھر سیل پہ بات ہوتی ہے۔ اس کی Cost (قیمت) تو Pay (ادا) کرنی پڑے گی۔ یہ تو قبر میں جا کر پتہ چلے گا تو یاد رکھیے کہ ضغطہ قبر دنیا کی لذتوں کے تناسب سے ہوگا۔ جس نے دنیا میں سادہ زندگی گزاری ہوگی اس کو ضغطہ قبر کم پیش آئے گا اور اللہ تعالیٰ جس بندے کو چاہیں گے اس کو معاف بھی فرما دیں گے، ضغطہ قبر پیش ہی نہیں آئے گا لیکن جس کو پیش آیا اس ضغطہ کی وجہ سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ تو قیامت کے دن اس کے گناہ پھر کم پیش کیے جائیں گے۔

آٹھواں سبب

روزِ محشر کی سختی

اب آٹھواں سبب جس کی وجہ سے گناہ معاف ہوں گے، فرمایا:

((اَهْوَالُ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُرَبُهَا وَ شَدَائِدُهَا))(حقیقۃ الایمان: ۱/۴۳۸)

''قیامت کے دن کے احوال اور اس کی شدت''

قیامت کے دن لوگ جو کھڑے ہوں گے اس وقت لوگوں پر ایک خوف ہوگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ لوگ کھڑے ہوں گے جہنم کو پیش کیا جائے گا، جہنم جوش میں ہوگی، اس کے اندر ابال ہوگا، اللہ! مجھے ان بندوں تک پہنچنے دو جو تیرے حکموں کی نافرمانی کرتے تھے۔ تو جہنم کے غصے کو دیکھ کر لوگوں پر ایک ہیبت طاری ہو جائے گی۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جہنم کی آگ کے انگارے اوپر اٹھیں گے اور اس وقت انبیا میں سے کوئی نبی بھی ایسا نہیں ہوگا جس کو یہ ڈر نہ ہوگا کہ کہیں یہ انگارے میرے اوپر نہ آ جائیں، وہ بھی ڈر رہے ہوں گے کہ پتہ نہیں آج یہ انگارے کیا کریں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے۔ انبیا بھی تھر تھرا رہے ہوں گے اتنا ڈر کا وقت ہوگا۔ وہ جو قیامت کے وقت کا انسان کو خوف اور وحشت پیش آئے گی یا قیامت کے دن کی جو دھوپ ہوگی جس سے بندے کو پسینہ آئے گا، اس سے بھی اللہ تعالیٰ بندے کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

نواں سبب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

چنانچہ نواں سبب کہ جس سے گناہ معاف ہوتے ہیں، فرمایا:

((شَفَاعَةُ النَّبِيِّ ﷺ فِي أَهْلِ الذُّنُوبِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))

(بمعقل فی شرح حدیث)

کہ قیامت کے دن نبی علیہ السلام جو اپنے گناہ گار امتیوں کی شفاعت کریں گے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے بھی ان کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ سبحان اللہ!

شفاعت کن لوگوں کیلیے ہوگی؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کی شفاعت نیکوں کے لیے ہوگی؟ فرمایا:

((شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي)) (سنن ابی داؤد، رقم ۴۱۱۴)

”میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہونے والوں کے لیے ہوگی“

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ گناہ تو کر بیٹھے ہوں گے مگر نادم بھی ہوں گے، پشیمان بھی ہوں گے ...
کوشش بھی کریں گے دین پر چلنے کی تو ان کے ان کبیرہ گناہوں پر میری شفاعت ہوگی۔ اللہ گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

ایک اور حدیث پاک ہے، آپ ذرا دل کے کانوں سے سنیے! نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ أَوْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ)) (مسند احمد، رقم: ۵۴۵۲)

''اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاعت کا اختیار دیا، اے میرے محبوب! یا تو ہم آپ کی آدھی امت کو جنت میں داخل کر دیں گے یہ پسند کر لیں یا پھر آپ قیامت کے دن جس کی شفاعت کریں گے وہ پسند کر لیں''

نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

((فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ))

''میں نے شفاعت کو پسند کر لیا''

شفاعت کی وجہ سے آدھی سے زیادہ میری امت کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہر نبی علیہ السلام کو ایک ایسی دعا مانگنے کا اختیار دیا کہ جسے مانگی جائے گی وہ دعا ویسے ہی قبول ہو جائے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ کیا انبیا نے دعائیں مانگیں؟ فرمایا کہ ہاں سب انبیا نے دعائیں مانگیں۔ صحابی کہتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے بھی دعا مانگی؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دعا نہیں مانگی، میں نے اس کو ذخیرہ بنا لیا۔ قیامت کے دن جب میری امت کے گناہ گار لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

کھڑے ہوں گے تب میں اللہ کے سامنے اس وقت وہ دعا مانگوں گا اور جنت میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا آخری امتی بھی جنت میں داخل نہیں ہو جائے گا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت حاصل کرنے کا طریقہ:

تو جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو دو عمل کرنے چاہئیں۔ ایک تو سنتوں پر عمل کرتے ہوئے دین کا کام کریں۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غم تھا اس کو اپنا غم بنائیں، اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کی سنتوں سے سجائیں اور دین کے کام کو اپنا کام بنائیں اور دوسرا تہجد کی پابندی کریں۔ کیونکہ مفسرین نے ایک نکتہ لکھا ہے ایک طالب علم ہونے کے ناطے وہ نکتہ آپ کو بتا دوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: اپنے محبوب ﷺ کو:

﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ﴾

"اے محبوب رات کو آپ تہجد ادا فرمایئے"

اب محبوب کو تہجد پڑھنے کا حکم ہے

اب تہجد پڑھنے پہ ملے گا کیا؟

﴿عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۷۹)

"آپ کا پروردگار آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا"

یہاں مفسرین نے ایک نکتہ لکھا ہے۔ محبوب کے ساتھ جیسے تہجد کے پڑھنے پر مقامِ محمود کا اللہ نے وعدہ فرمایا، جو امتی تہجد کی پابندی کرے گا اس کو بھی مقامِ محمود پر نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دسواں سبب

اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت و مغفرت

دسواں سبب کہ جس کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں، حدیث پاک میں آتا ہے، فرمایا:

﴿رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ عَفْوُهٗ وَ مَغْفِرَتُهٗ بِلَا سَبَبٍ مِنَ الْعِبَادَةِ﴾

(الایمان الاوسط)

''قیامت کے دن اللہ رب العزت کی رحمت اور مغفرت کا اظہار ہوگا''

ایسا کہ بہت زیادہ، اتنا اظہار ہوگا کہ ایک بندہ پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی اللہ کے ڈر سے یا محبت میں رویا ہوگا اور چھوٹا سا آنسو نکلے گا اور ان آنسوؤں سے اس کی پلکوں کا ایک بال تر ہو جائے گا، وہ بال گواہی دے گا: اے اللہ! یہ زندگی میں ایک مرتبہ آپ کے خوف میں یا آپ کی محبت میں رویا تھا اور اس کی آنکھ سے چھوٹا سا مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا تھا اور اے اللہ! میں اس میں تر ہو گیا تھا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس بال کی گواہی کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ اس بندے کو جہنم سے نکال کر جنت عطا فرما دیں گے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات لکھی ہے کہ پوری زندگی میں جس بندے نے ایک مرتبہ محبت کے ساتھ اللہ کا لفظ کہا ہوگا، پوری زندگی میں ایک مرتبہ اللہ کی محبت میں ڈوب کے اللہ کا لفظ کہا ہوگا، یہ ایک مرتبہ اللہ کا لفظ کہنا بھی تب بھی جہنم سے نکل کر جنت میں جانے کا سبب بن جائے گا۔ اللہ کی رحمت کا ظہور ہوگا۔

﴿وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۴۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ایمان والوں پر بہت زیادہ مہربان ہوں گے

شانِ رحیمی کے کرشمے:

حضرت قاری طیب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اتنے مہربان ہوں گے کہ جب ان کی مغفرت ہوتے دیکھے گا ناشیطان، تو ایک لمحہ ایسا بھی آئے گا کہ شیطان بھی سر اٹھا کے دیکھے گا کہ شاید آج میری بھی مغفرت کر دی جائے گی۔ اتنا اللہ کے ہاں سے رحمت کا نزول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ مہربان ہیں اور ایمان والوں کے ساتھ۔

﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ (الاحزاب:۴۳)

تو اس دن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے فضل سے ایمان والے بندوں کو معاف فرمائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ظہور ہوگا تو بھئی! جب اللہ تعالیٰ بندے پر اتنے مہربان ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اللہ کی بارگاہ میں آج اپنے گزرے گناہوں پر سچی توبہ کر کے آئندہ نیکوکاری کی زندگی گزارنے کا ارادہ کر لیں۔ اس لیے کہ قیامت کے دن رحمت کا ظہور اتنا ہوگا۔

بے گناہوں میں چلا زاہد جو اس کو دیکھئے
مغفرت ہو گئی ادھر آ میں گناہگاروں میں ہوں
وہ کرشمے شانِ رحمت کے دکھائے روزِ حشر
چیخ اٹھا ہر بے گناہ میں بھی گناہگاروں میں ہوں

اتنا قیامت کے دن اللہ کی رحمت کا ظہور ہوگا کہ اس دن بے گناہ لوگ بھی تمنا کریں گے ہم بھی گناہگار ہوتے اور ہمیں بھی اللہ کی رحمت سے حصہ مل جاتا۔ اللہ رب العزت کی رحمت کا قیامت کے دن اتنا ظہور ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ربِ غفار کو گنہگار کا انتظار:

اللہ تعالیٰ مہربان ہیں جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندے توبہ کریں تو آج اس محفل میں ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے اپنے پروردگار کو منا لیں۔ پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کر کے آئندہ نیکوکاری کی زندگی گزارنے کا دل میں ارادہ کر لیں۔ کتنی بار یہ عاجز آپ سے پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ میرے دوستو! بچھڑے بیٹے کا ماں اتنا انتظار نہیں کرتی جتنا بگڑے ہوئے بندے کا انتظار اس کا پروردگار کرتا ہے۔ اب بچھڑے بیٹے کا انتظار ماں کتنا کرتی ہے؟ کھانا اچھا نہیں لگتا، پینا اچھا نہیں لگتا، نیند نہیں آتی، بیقرار ہوتی ہے کبھی نیند آ جائے اور دروازہ کھٹکے تو آنکھ کھل جاتی ہے کہ شاید میرا بیٹا آ گیا ہو۔ جب ماں اپنے بچھڑے بیٹے کا انتظار کرتی ہے تو پھر اپنے بگڑے بندے کا انتظار پروردگار کتنا کرتے ہوں گے؟ بھئی! حق تو یہ بنتا تھا جو اللہ کے در سے پیٹھ پھیر کے جاتا اللہ اس کی پیٹھ میں ایک لات لگوا دیتے اور دروازہ بند کر کے کہتے او بد بخت! اس دروازے سے تو نے پیٹھ پھیری، دفع ہو جا! آج کے بعد یہ دروازہ نہیں کھلے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتے، وہ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (الانفطار:۶)

اے انسان! تجھے تیرے کریم رب سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا۔

تو رب سے کیوں روٹھا پھرتا ہے؟ رب کے در کو چھوڑ کر کیوں دھکے کھاتا پھرتا ہے؟ آج اپنے پروردگار کے در پر آ جائیں تیرے کاموں کو سنوار دوں گا، میں تیری دنیا اور آخرت کو سنوار دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آئندہ نیکوکاری پرہیزگاری کی زندگی نصیب فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾ (العنکبوت:۲)

جنت کی قیمت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 22 مارچ 2006ء مطابق ۱۴۲۶ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

وقت: بعد نماز عشاء موقع: طلباء و طالبات سے خطاب

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت کی قیمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ﴾ (العنکبوت: ۲-۳)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسانی زندگی کی حقیقت:

انسانی زندگی ہوا میں رکھے ہوئے چراغ کی مانند ہے، جیسے ہوا میں رکھا ہوا چراغ ایک پل کا محتاج ہوتا ہے، انسانی زندگی بھی ایک پل کی محتاج ہوتی ہے۔ یہ دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کی خدمت میں تشریف لائے، اور عرض کیا: اے اللہ کے پیارے محبوب ﷺ!

((عِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَيِّتٌ))

”جتنا چاہیں آپ زندگی گزاریں ایک دن مرنا ہے“

((وَاَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ)) (جامع الاحادیث، رقم: ۳۶۶)

”جس سے چاہیں محبت کریں، ایک دن جدا ہونا ہے۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے نبی علیہ السلام نے دنیا کے بارے میں فرمایا:

((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ السَّبِيلِ)) (ترمذی رقم ۲۲۵۵)

"کہ تم دنیا میں زندگی گزارو جیسے کوئی مسافر ہوتا ہے یا راستہ چلنے والا مسافر ہوتا ہے"

دنیا امتحان گاہ ہے:

ہمارا وطن اصلی جنت ہے۔ یہ ہمارا وطن اقامت ہے، کچھ مدت کے لیے ہم یہاں آئے ہیں پھر ہم نے وطن واپس جانا ہے۔ اب یہ ہماری تھوڑی سی زندگی ہے، یہ ہماری امتحان گاہ ہے، فرمایا:

((اَلدُّنْيَا دَارُ الْعَمَلِ))

"یہ دنیا امتحان گاہ ہے"

یہ دنیا سیرگاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، قیام گاہ نہیں، آرام گاہ نہیں، یہ امتحان گاہ ہے۔ افسوس کہ ہم نے اسے چراگاہ بنا لیا۔ جیسے جانور چرتے پھرتے ہیں، ہم بھی چرتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ﴾ (البلد: ۴)

"تحقیق کہ ہم نے انسان کو مشقت کے لیے پیدا کیا"

اس دنیا میں رہ کر یہ محنت کرے۔ جب امتحان ہوتا ہے تو وہ کام کا وقت ہوتا ہے، آرام کا وقت نہیں ہوتا۔ آپ نے کبھی دیکھا کہ جب تین گھنٹے کا پرچہ ہوتا ہے تو ان تین گھنٹوں میں کوئی والی بال کا میچ کھیلنے لگے؟ نہیں لگے گا! نہیں۔ یہ کام کا وقت ہے یا ان تین گھنٹوں میں آدمی سو جائے؟ آرام سے مزے سے؟ نہیں لگے گا، یہ کام کا وقت ہے۔ جب امتحان سے فارغ ہوں گے تو آرام کا وقت ہوگا اور جب نتیجہ آئے گا تو وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

انعام کا وقت ہوگا۔

تو یہ دنیا کام کی جگہ، قبر آرام کی جگہ، جنت انعام کی جگہ ہے۔ انعام انہیں کو ملتا ہے جو امتحان میں اچھے نمبر لیں۔ فرق اتنا ہے کہ دنیا کا امتحان اگر زبانی ہو تو تین منٹ کا بھی ہوسکتا ہے کہ استاد نے دو سوال پوچھے اور کہے کہ جاؤ! اور عملی امتحان تین گھنٹے کا ہوتا ہے۔ اور یہ زندگی کا امتحان سو پچاس سال کی زندگی، یہ پورے کا پورا ہمارا امتحان ہے۔ ہمیں خوشی ملتی ہے تو یہ بھی امتحان کہ یہ میرا شکر ادا کرتا ہے کہ نہیں، ہمیں غم ملتا ہے تو یہ بھی امتحان کہ یہ صبر کرتا ہے یا نہیں۔ شکر کرنے والا بھی جنت میں جائے گا، صبر کرنے والا بھی جنت میں جائے گا، ہر دن ہر وقت ہم آزمائش میں ہیں۔ جیسے رپورٹر ہوتے ہیں نا! حاکم اعلیٰ کے رپورٹر ہمارے ساتھ ہیں، وہ رپورٹر ہیں، وہ رپورٹ لکھ رہے ہیں، ہماری زندگی کی شیٹ رول تیار ہو رہی ہے تو یہ امتحان گاہ۔

نفس خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے:

اب انسان کا نفس چاہتا ہے کہ میری خواہشات پوری ہوں۔ اس کی فطرت بھی یہی ہے کہ چاہتا ہے کہ میری خواہشات پوری ہوں۔ اس لیے آپ دیکھیں گے کہ ہر بندہ دنیا میں اپنی جنت بنانے میں لگا ہوا ہے۔ ہر بندہ اسی فکر میں ہے کہ میرا گھر ایسا ہو، میری سواری ایسی ہو، بیوی میری ایسی ہو، بچے میرے ایسے ہوں، عزت میری ایسی ہو، کام کاروبار میرا ایسا ہو۔ وہ اپنی من پسند کی جگہ دوسرے لفظوں میں وہ جنت بنانے میں لگا ہوا ہے، دن رات لگا ہوا ہے۔

خواہشات پوری ہونے کی جگہ جنت ہے:

جبکہ اللہ رب العزت نے انسانوں کے لیے جنت کو آخرت میں بنایا۔ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے بندو! دنیا میں تم میری مرضی پر عمل کرلو! آخرت میں تمہاری مرضی چلے گی۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جو جنت بنائی ہے اس کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ﴾ (حم السجدہ:۳۰)

''تمہارے لیے وہاں وہ چیزیں ہیں جو تم چاہو گے اور وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے''

وہاں تمہیں وہ کچھ ملے گا جو تمہارا جی چاہے گا، تمہاری ہر خواہش پوری ہوگی۔

﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ (الرحمن:۶۰)

''احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں''

دنیا میں ہم نے اللہ کی چاہت پوری کردی، اللہ نے جنت میں اپنے بندوں کی چاہت کو پورا کردیا۔ جنت کے گھر کا ڈیزائن اس کی مرضی سے بدلے گا، جنت میں اس کی مرضی چلے گی۔ سبحان اللہ! کیا زندگی ہوگی! من پسند کا حسن ملے گا، کھانا ہوگا، پینا ہوگا، عیش ہوگا، آرام ہوگا۔ نہ وہاں تھکاوٹ ہوگی، نہ غم ہوگا۔

﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ﴾ (الزخرف:۶۸)

''اس دن نہ تم پر کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہوگے''

ایک شاہی محل مل جائے گی یا مجھنے کی خاطر یوں کہیے کہ بندے کو وہاں چھوٹی سی خدائی مل جائے گی۔ وہاں بندے کی ہر مرضی پوری ہوگی۔ واہ میرے مولیٰ کیسی زندگی ہوگی! انسان تصور نہیں کرسکتا۔ نیکوں کا ساتھ ہوگا اور پھر مزے کی بات کہ یہ نعمتیں ہمیشہ کے لیے ہوں گی۔

﴿وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

''تم ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہو گے''

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ نعمتیں دے کر اللہ نے فرما دیا کہ اب تمہیں یہاں سے کوئی نکالے گا نہیں۔

آخری جنتی:

جو سب سے چھوٹی جنت ہوگی، جس بندے کو ملے گی وہ اس دنیا سے بھی دس گنا بڑی ہوگی اور جو آخری بندہ جنت میں جائے گا، اس کی بھی تفصیل حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرے عمل اتنے تو نہیں کہ تو جنت میں جائے، چلو تمہیں جہنم کے کنارے کھڑا کر دیتے ہیں۔ تو جہنم کے کنارے اس کو کھڑا کریں گے، اس کو جہنم کا دھواں پہنچے گا، لپٹیں پہنچیں گی اور جہنم کے گونجنے کی آواز آئے گی۔ کہے گا: یا اللہ! یا اللہ! پکارے گا۔ اللہ فرشتے کو بھیج کر پچھوائیں گے کیا چاہتا ہے؟ یا اللہ! بس میرا رخ ادھر سے پھیر دے۔

((وَلَا أَسْمَعُ حَسِيسَهَا وَلَا أَرَى هَا))

''نہ میں تجھے سنوں اور نہ میں دوزخیوں کو جلتا دیکھوں''

بس میرا رخ پھر جائے۔ تو رخ پھیر دیں گے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد یا اللہ! یا اللہ! پکارے گا۔ پھر اللہ فرشتے کو بھیجیں گے کہ جا کر پوچھو کہ کیا چاہتا ہے؟ کہے گا: یا اللہ! جہنم کے بہت قریب ہوں، جہنم سے تھوڑا سا مجھے آگے کر دیا جائے، تو فرشتہ اس کو اتنا آگے کر دے گا کہ جہاں وہ دور سے جنت کو دیکھے گا اور اس کی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آئے گا۔ اب جب ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آئے گا تو بس ارادہ بدل جائے گا، یا اللہ! یا اللہ! کیا چاہتے ہو میرے بندے! بس اللہ اتنا چاہتا ہوں کہ دروازے کے قریب کر دیا جائے۔ فرشتہ آئے گا اس کو دروازے کے قریب کر دے گا۔ اب جیسے ائر کنڈیشنر کمرہ ہو کہ دروازے کے قریب جاؤ تو ٹھنڈ ملتی ہے، ٹھنڈک لگتی ہے، اس کو بھی جنت کی خوشبودار ہوائیں آئیں گی اور ٹھنڈی ہوائیں لگیں گی۔ اب دل للچائے گا کہ اندر ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

تو کیا مزے ہوتے! پھر کہے گا کہ یا اللہ! یا اللہ! لیکن مانگے گا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں جانتا ہوں میرے بندے! تیرے اندر کیا ہے؟ اچھا اللہ! آپ جانتے ہیں تو پھر دے دیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتے کو فرمائیں گے کہ اس کو جنت میں داخل کر دو۔ یہ آخری جنتی ہوگا جو سب سے آخر میں جائے گا۔ وہاں اس کو جو جنت ملے گی اور جنت کو دیکھ کے حیران رہ جائے گا۔ دنیا سے دس گنا بڑی جنت۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تجھے دے دی، تو یہ سمجھے گا کہ میرے ساتھ مذاق ہو رہا ہے کہے گا: اے اللہ! آپ زمین و آسمان کے مالک ہیں اور مجھ بندے کے ساتھ مذاق کر دیں گنا بڑی جنت؟ فرمایا نہیں تمہیں دس گنا بڑی جنت ہم نے عطا کر دی، یہ جنت میں جانے والا آخری جنتی ہوگا۔ تو جو جنتی پہلے جائیں گے ان کا کیا حال ہوگا؟

سب سے بڑی نعمت:

تو بھی جنت میں جو سب سے بڑی نعمت ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ ﴿وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾۔ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو اپنا جمال دکھائیں گے۔ وہ کیسا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا دیدار بے جہت، بے کیف، بے شبہ، بے مثال ہوگا۔ اللہ جانے وہ کیا ہوگا؟ بس جنتی دیدار کریں گے تو مزہ آئے گا، سوچنے کی بات ہے کہ جس ذات نے حسن و جمال کو پیدا کر دیا، اس کے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا، بڑی تفصیل ہے کہ وہ کیا ہوگا؟

دیدار الٰہی کی لذت:

جب جنتی جنت میں جائیں گے اور جنتی مخلوق کو دیکھیں گے تو وہ اتنی خوبصورت ہوگی کہ یہ ستر سال تک ٹکٹکی باندھ کے دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔ ان کو وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلے گا، ستر سال دیکھتے رہ جائیں گے۔ آنکھیں کھلی ہیں دیکھ رہے ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں۔ جنت کی مخلوق اتنی خوبصورت ہے! لیکن جب جنتی جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے تو اس وقت نور کی بارش ہوگی تو جیسے آندھی آتی ہے تو بندے کے پورے چہرے پر مٹی کی تہہ آجاتی ہے، دور سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آندھی سے آیا ہے، جب نور کی آندھی آئے گی تو وہ نور تمام جنتیوں کے چہروں پر لگ جائے گا اور اس کی وجہ سے جنتیوں کا حسن اتنا بڑھ جائے گا کہ جنتی لوٹ کر جب اپنے گھروں میں آئیں گے تو جنتی مخلوق ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر اتنی حیران ہوگی کہ ستر سال تک وہ دیکھتے ہی رہ جائیں گے، ان کو وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوگا۔

مالکہ کا حسن نہ بیان کرنے میں حکمت:

عام لوگ وہاں کی حور وغلمان کی خوبصورتی کا سن کر بڑے حیران ہوتے ہیں۔ بھئی نوکر نوکر ہوتے ہیں، مالک مالک ہوتے ہیں، اگر خادموں کے حسن کا یہ عالم ہے تو سوچو کہ مالکوں کے حسن کا کیا عالم ہوگا؟ بس اتنا فرق ہے کہ اللہ تعالیٰ حیا کو پسند فرماتے ہیں۔

((اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ)) (مسند احمد: ۹۳۳۳)

تو حیا کا تقاضا یہ تھا کہ جنتی عورتوں کی خوبصورتی کو واضح نہ کیا جاتا۔ اس لیے آپ قرآن مجید میں پڑھ کر دیکھیں تو حوروں کے حسن کو واضح کیا گیا ہے، موٹی آنکھوں والی ہوں گی، ایسی ہوں گی، ایسی ہوں گی، لیکن مومنہ عورتوں کے بارے میں اتنا کہا گیا کہ وہ اپنے خاوندوں سے محبت کرنے والیاں ہوں گی، بہت اچھی ہوں گی۔ موٹی موٹی باتیں کر دیں، ان کے حسن کو کھولا نہیں گیا۔ کیوں؟ مرد کو غیرت آتی ہے کہ میری بیوی کا تذکرہ کوئی اور کیوں کرے؟ اللہ تعالیٰ نے چونکہ حیا کو غیرت کو پسند کیا، اس لیے مومنہ عورت کے حسن کو نہیں کھولا، حوروں کے حسن کو کھول دیا۔ مقصد کیا تھا کہ تم انداز

www.besturdubooks.wordpress.com

لگالو کہ جب خادمہ وہاں کی ایسی ہوں گی تو مالکہ وہاں کی کیسی ہوں گی؟ الغرض کہ جنت میں کیا کیا نعمتیں اللہ تعالیٰ بندے کو دیں گے۔

اڑھائی منٹ کی زندگی:

اب بتاؤ بھئی! کہ اتنی بڑی نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے، اس تھوڑی سی زندگی کی محنت پر۔ آخرت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے ﴿خمسین الف سنة﴾ اور اگر یہاں پر سو سال کسی کی عمر ہو تو آخرت کے حساب سے وہ اڑھائی منٹ بنتی ہے۔ اب بتاؤ! اگر اڑھائی منٹ کی کوئی مشکل ہو اور اس پر ہمیشہ ہمیشہ کا انعام ملے تو لوگ تو اڑھائی منٹ کے لیے مجھے لگتا ہے آگ پر بھی چلنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ کہیں گے جی وعدہ کرو کہ تم ہمیں یہ دو گے تو تم کو اڑھائی منٹ آگ پر چل کر دکھا دیتے ہیں اور دل میں کہیں گے کہ ہاں یہ اڑھائی منٹ ہی ہیں نا! مشکل اٹھا لیں گے، برداشت کر لیں گے۔ تو جس طرح بندہ تھوڑی دیر کی مشقت کو برداشت کر کے بڑے انعام کا حق دار بننے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مومن کو بھی چاہیے کہ دنیا کی تھوڑی دیر کی مشقتوں کو برداشت کر لے اور آخرت کے بڑے انعام کا حق دار بن جائے۔ اس لیے ہمارے بزرگوں نے کہا ؎

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ ذکرِ یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

بس یہ دنیا کی تھوڑی سی زندگی یہ جھونکے خزاں کے سہہ لیں پھر ہمیشہ بہار میں رہنا۔ اسی لیے مومن کی جب موت آتی ہے تو اس کے لیے آخرت کی نعمتوں کے

دروازے کھل جاتے ہیں۔

دنیا کی مشقت میں آخرت کی راحت:

اس چیز کو انبیائے کرام نے سمجھا اور وہ یہ علم لے کر دنیا میں آئے اور جن حضرات نے ان کی صحبت پائی تو انہوں نے بھی اس یقین کو حاصل کر لیا پھر انہوں نے بھی ایسی زندگی گزاری بس دنیا کی قربانیاں دنیا کی تکلیفیں یہ تو کوئی بات ہی نہیں یہ تکلیفیں اٹھاؤ اور اللہ کے ہاں کامیاب ہو جاؤ۔

آج اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس نکتے کو کیسے سمجھا تھا، وہ کہتے تھے کہ بس دنیا کی زندگی گزر گئی، اللہ تعالیٰ راضی ہو گئے، ہم کامیاب ہو گئے۔ اب اس دنیا میں تکلیفیں بھی آئیں گی، مشقتیں بھی آئیں گی، امتحان بھی ہوں گے، یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ لیکن جب ہم ان کو برداشت کریں گے، تو اللہ کے ہاں انعام کے حق دار بھی بن جائیں گے۔

عقلمند انسان:

تو عقلمند بندہ وہی ہے جو حقیقت کو سمجھے! کہ دنیا کی تھوڑی دیر کی یہ مشقتیں اڑھائی منٹ کی مشقتیں اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کی لذتیں جبکہ دوسری طرف دیکھیں! کہ جو لوگ عیش و آرام اور عیاشی کی زندگی گزارتے ہیں، خلافِ شریعت کام کرتے ہیں، تو وہ تھوڑی دیر کی لذتوں کے پیچھے اپنی آخرت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے برباد کر دیتے ہیں۔ ان کو کون عقلمند کہے گا، وہ تو بے وقوف لوگ ہیں۔ آج کسی چھوٹے بچے کو کہیں نا! کہ تمہیں بسکٹ کھلاتے ہیں اور پھر دو تھپڑ لگائیں گے، تو چھوٹا بچہ بھی یہ سودا کرنے پر راضی نہیں ہوگا۔ وہ کہے گا کہ بسکٹ کے پیچھے دو تھپڑ تو پھر تو میں نہیں کھاؤں گا۔ آج

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم اس نیچے سے بھی گئے گزرے کہ دنیا کے بسکٹ کے پیچھے آخرت کے ہمیشہ ہمیشہ کے تحفظ کے حق دار بن جاتے ہیں۔ ؎

لمحوں نے خطائیں کی صدیوں نے سزا پائی

آج ہم اپنی چند لمحوں کی لذت کی خاطر ہم اپنے خدا کو ناراض کر دیتے ہیں، اتنا نقصان کر لیتے ہیں فقط چند لمحوں کی لذت کی خاطر۔ اللہ اکبر۔ تو سوچنے کی بات ہے اس لیے اس دنیا میں اپنے نفس کو قابو کیجیے، اپنی خواہشات کو لگام دیجیے۔ اپنے آپ کو شریعت کی لگام پہنا دیجیے اور دیکھیے کہ اللہ رب العزت کے لیے جب ہم اپنی زندگی گزاریں گے تو مرتے ہی ہماری نئی زندگی کا آغاز ہو جائے گا۔

موت کو سمجھے ہیں ناداں اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

یہ نئی زندگی کی صبح ہے۔

لذاتِ دنیا سے اکابر کا خوف:

اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا کی مشقتوں کو بہت خوشی خوشی برداشت کر لیتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ان مشقتوں کے بدلے آخرت میں اجر ملے گا۔ اگر ان کو دنیا میں آسانیاں ملتیں، تو وہ گھبراتے تھے کہ ایسا تو نہیں کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا میں دے دیا گیا ہو۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب پینے کے لیے شربت دیا جاتا تو روتے، کئی دفعہ آنسو شربت کے اندر گرتے تھے۔ آنسو ملا شربت پیتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ امیر المؤمنین کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میری نیکیوں کا بدلہ مجھے دنیا میں نہ دیا جا رہا ہو اور قیامت کے دن یہ نہ کہہ دیا جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یا عمرُ

﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾ (الاحقاف:۲۰)

وہ اتنا ڈرتے تھے اس لیے ان کا فقر اختیاری تھا۔

یعنی ایک مجلس میں صحابہ نے مشورہ کیا کہ عمر کا مشاہرہ بڑھانا چاہیے، وہ بہت تھوڑا لیتے ہیں۔ بیت المال سے زیادہ لینا چاہیے مگر ڈر تھا کہ ان کو بتائے کون کہ آپ کی تنخواہ بڑھا دی گئی۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ان کی جو بیٹی ہیں حفصہ رضی اللہ عنہا جو ام المومنین بھی ہیں، ان سے کہیں۔ چنانچہ ان سے کہا گیا کہ ام المومنین آپ یہ پیغام پہنچا دیجیے۔ انہوں نے کہا کہ ابو جان آپ بیت المال میں سے بہت تھوڑا لیتے ہیں، اس سے زیادہ کر لیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو خفا ہوئے، فرمایا: کون ہے جس نے یہ مشورہ دیا؟ فرمایا: نام تو نہیں بتاتی۔ فرمایا: نام بتاتی تو میں ایسی سزا دیتا ان کی شکلیں بدل جاتیں۔

پھر فرمایا کہ حفصہ تم بتاؤ! نبی ﷺ نے زندگی ہمارے سامنے گزاری تم نے ان کی زندگی کو کیسے پایا؟ فرمایا: ایک چٹائی ہوتی تھی اور سر کے نیچے کھجور کی چھال کا ایک تکیہ ہوتا تھا۔ ایک کمبل ہوتا تھا، گرمیوں میں دہرا بچھا لیتے تھے اور سردیوں میں نیچے اوپر بچھا لیتے تھے۔ کپڑے کیسے ہوتے تھے؟ پھٹے کپڑے ہوتے تھے۔ ایک گیرو رنگ کا کپڑا تھا، جب کوئی وفد آتا تھا نبی علیہ السلام اس دن وہ کپڑے استعمال فرماتے تھے۔ کھانا کیسا ہوتا تھا؟ کبھی ملتا کبھی نہیں ملتا تھا۔ فرمایا: ایک دن میں نے روٹی بنائی تو گھی کے ڈبے کی تلچھٹ جو آخر میں بچ جاتی ہے، وہ میں نے اوپر لگا دی۔ تو بس نبی علیہ السلام خوش ہو کر کھا رہے تھے اور دوسروں کو بھی کھلا رہے تھے۔ یہ محبوب کا کھانا تھا، یہ رہنا تھا، یہ سہنا تھا۔ اس لیے کہ ان کو پتہ تھا کہ یہ ظاہر میں تھوڑی دیر کی مشقتیں ہیں، پھر اس کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیشہ کی شاہی ہے۔

اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں:

تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بات کو سمجھ لیا تھا۔ اس لیے ان کے لیے دنیا کی مشقتیں مشقتیں نہیں تھیں۔ انبیائے کرام کا یہ قافلہ دنیا کی لذتوں کے لیے نہیں رہتا تھا، دنیا میں اپنے رب کو منانے کی خاطر زندگی گزارتا تھا۔ چنانچہ انہیں دین کی خاطر قربانیاں دینی پڑیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا﴾

''کیا انسان یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا ترک کر دیا جائے گا''

﴿اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾ (العنکبوت:۲)

''کہ انہوں نے کہہ دیا کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا''

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

''ہم نے تحقیق ان سے پہلے والوں کو بھی آزمایا''

﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ﴾ (العنکبوت:۳)

''اور اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور سچوں کو اور جھوٹوں کو الگ الگ کر کے جان لے گا''

کہ سچے کون ہیں؟ اور جھوٹا کون ہے؟ ہم آزمائے جائیں گے، روز آزمائے جارہے ہیں۔ جب ہم نے گناہ کیا تو ثابت کر دیا کہ اللہ ہم اپنی بات میں جھوٹے ہیں اور نیکی کی تو ہم نے ثابت کر دیا کہ اللہ ہم اپنی بات میں سچے ہیں۔ اور سچے جھوٹے کا پتہ چل جائے گا، روز پتہ چل جائے گا۔ آخر میں نتیجہ نکال لیا جائے گا کہ واقعی اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نیکیاں زیادہ، یہ سچا تھا۔ اس کے گناہ زیادہ، یہ جھوٹا تھا مگر یہ زندگی کی ترتیب ایسی ہے۔

انبیا پر آزمائشیں:

چنانچہ نبی علیہ السلام ایک مرتبہ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جب آپ اٹھے تو چٹائی کے نشان آپ کے جسم مبارک پر تھے اور جسم پر کرتا بھی نہیں تھا۔ صحابی نے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ بدبخت قیصر و قصریٰ دنیا کے عیش آرام میں رہیں اور آپ اللہ کے محبوب ہو کر چٹائیوں پر لیٹیں! نشان نظر آ رہے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے، فرمانے لگے کہ مجھ سے پہلے بھی انبیا آئے، انہیں شہید کر دیا گیا اور ایسے بھی تھے جن پر آرا چلا کر دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ اب بتائیں کہ زندہ جسم کے اوپر آرا چلا کے دو ٹکڑے کیا جائے تو کیا ہوتا ہے؟ اور ایسے بھی تھے کہ لوہے کی کنگھیوں کے ذریعے سے ان کے جسم سے کھال اتاری گئی، ان کے جسم کی بوٹیاں نوچ لی گئی اور انہوں نے سب کچھ برداشت کیا۔ آپ کہیں گے کہ انبیا کیوں؟ اور قریب سے دیکھ لیں، جن کو ایمان کی لذت مل جاتی ہے نا اور یہ یقین ہو جاتا ہے کہ بس ہماری لذتیں آخرت میں ہیں، یہ امتحان ہے، وہ پھر ان چیزوں کو مشکل نہیں سمجھا کرتے۔

ساحران فرعون کی آزمائش میں استقامت:

دیکھیے! جادوگروں کو فرعون نے کہا: اچھا تم ان کے ساتھ مل گئے ہو، میں تمہاری مخالف سمت کی ٹانگ کو اور بازو کو کاٹوں گا۔ یعنی ایک سائیڈ کی ٹانگ اور بازو کو کاٹیں۔ تو بندہ دوسری سائیڈ اور بازو کے ساتھ کچھ نہ کچھ حرکت بھی کر سکتا ہے۔ کہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کھڑا بھی ہو سکتا ہے، کچھ کھا پی بھی سکتا ہے، اس بد بخت نے کہا: نہیں، میں ادھر کا بازوں کاٹوں گا اور ادھر کی ٹانگ کاٹوں گا۔ تو توازن رہ ہی نہیں سکتا۔ لاش بن جائے گی۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: میں پھانسی پر لٹکا دوں گا۔ فرمایا:

﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ﴾ (طٰہٰ:۷۲)

”کرلے جو تو کرنا چاہتا ہے“

ہم پیچھے نہیں ہٹ سکتے، ہمیں ایمان کی لذت نصیب ہو گئی، ہمیں دنیا کی حقیقت سمجھ میں آگئی۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا، ان کے بازو کاٹ دیے ٹانگیں کاٹ دیں، تو اتنی بھی قربانیاں دی ہیں ایمان والوں نے۔

سستا سودا:

تو سچی بات تو یہ ہے کہ کھالیں کھچوانی پڑ جائیں، بوٹیاں نچوانی پڑ جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ اپنی رضا دے دے تو بھی ہم نے سستا سودا کر لیا۔ عزیز طلبا! بات سمجھ رہے ہیں کہ اگر کھالیں کھنچوا کے اور بوٹیاں نچوا کے بھی ہم جنت میں چلے گئے تو ہم نے سستا سودا کر لیا۔ یہ بات ذرا ذہن میں محفوظ کر لیجیے! کہ اگر کھالیں کھنچوا کے اور بوٹیاں نچوا کے بھی ہم جنت میں پہنچ گئے تو ہم نے اپنے اللہ سے سستا سودا کر لیا۔ اس بات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا تھا، اس لیے دنیا میں انہوں نے مشقتوں کو برداشت کیا، اللہ کی عظمت کو سمجھتے تھے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

سب سے زیادہ مشقتیں انبیا پر آئیں:

آپ سوچیں! نبی علیہ السلام، اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کتنی مشقتیں اٹھا رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سب انبیا سے زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

سے پوچھا گیا:

((اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ الْبَلَاءِ))

"انسانوں میں سے سب سے زیادہ مصیبتیں کن پر آئیں۔"

فرمایا:

((اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ))(سنن ترمذی، رقم:۲۳۲۴)

"انبیا پر آئیں پھر جن کی زندگی ان کے مشابہ تھی ان کو آئیں، پھر جو ان کے مشابہ ہوئی ان کو آئیں"

تو جتنا کسی کو نبی علیہ السلام کی زندگی سے مشابہت ہو اتنی تکالیف زیادہ آسکتی ہیں۔ ہمیں اللہ سے تکلیفیں مانگنی نہیں چاہئیں لیکن اگر آ جائیں تو شکوے کرنے کی بجائے اس پر صبر کریں۔ آج کل ذرا سی بات پر، خواہش پوری نہ ہو تو اللہ سے ناراض پھرتے ہیں۔ مجھے ایک بندہ ملا نقل کفر کفر نہ باشد، کہنے لگا کہ جی میں نے تو فلاں چیز کے بڑی دعائیں مانگیں، دعائیں قبول نہ ہوئیں ہم نے بھی نمازیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بھی نازنخرے چل رہے ہیں۔ اللہ کی عظمت کو انہوں نے سمجھا ہی نہیں ہے۔

نبی علیہ السلام پر مصائب کی انتہا:

نبی علیہ السلام کو کیا کیا مشقتیں اٹھانی پڑیں؟۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ سجدے میں گئے اور کافروں نے اونٹ کی اوجھڑی، گندگی بھی ہے، نجاست بھی ہے، بدبو بھی ہے، بوجھ بھی ہے، اوپر لا کر رکھ دیا۔ اور اتنا بوجھ کہ نبی علیہ السلام اٹھ نہیں سکتے، سجدے میں ہی پڑے ہوئے ہیں، نہ جانے کتنا وقت گزرا ہوگا، سوچیں ایسی بھی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سات ہجری میں مسلمانوں کا بائیکاٹ کر دیا۔ نبی ﷺ شعب ابی طالب کے اندر چلے گئے۔ یہ ایک گھاٹی تھی، وہاں سے اگر مسلمان باہر نکلتے کوئی چیز لینے کے لیے تو ان کی پٹائی ہوتی۔ دو سال یہاں رہے، کھانا نہیں ملتا تھا، پانی نہیں ملتا تھا، بچے روتے تھے۔ سب مشقتیں اٹھائیں تو دو سال تھوڑے تو نہیں ہوتے۔

نبی علیہ السلام نے سوچا کہ یہاں کے لوگوں نے تو میری بات کو قبول نہ کیا، یہ ددھیال کے لوگ تھے، والد کی سائیڈ کے لوگ تھے، چچا اور دوسرے لوگ۔ چلو میں ننھیال کی سائیڈ میں جا کر ذرا پیغام دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ طائف تشریف لے گئے، یہ جو طائف کا علاقہ ہے، بنو سعد کے رشتے دار تھے، یہ نبی علیہ السلام کے ماموؤں کا علاقہ کہا جاتا ہے۔ تو خیال تھا کہ شاید وہ اماں کی رشتے کی لاج رکھیں گے۔ وہاں جا کر ان کو پیغام دیا، انہوں نے بدسلوکی کی انتہا کر دی۔ اب بتائیں کہ سارے دن کی بھوک ہے، پیاس ہے، تھکن ہے، اور انہوں نے کہہ دیا کہ آپ اس شہر میں ٹھہر ہی نہیں سکتے اور لڑکوں کو پیچھے لگا دیا۔ لڑکے پتھر مار رہے ہیں، مذاق اڑا رہے ہیں، انسان کے اوپر کتنی عجیب کیفیت ہوتی ہے؟ حتی کہ نعلین مبارک خون سے بھر گئے، اور اس حال میں اللہ کے نبی ﷺ طائف کی بستی سے باہر نکلے۔ تو نہ ددھیال والوں نے ساتھ دیا نہ ننھیال والوں نے ساتھ دیا تو دل کیا کہہ رہا ہوگا؟ کہ میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا۔

نبی علیہ السلام کی عاجزانہ دعا:

نبی علیہ السلام تھکے ہوئے ہیں، کھجوروں کا ایک باغ تھا تو نبی علیہ السلام اس باغ کے باہر اکیلے ہی بیٹھ گئے اور اس موقع پر نبی علیہ السلام نے پھر ایک دعا مانگی۔ یہ وہ دعا تو سونے کی سیاہی سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس دعا کو پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعی انسانِ نبوت سے ہی یہ دعا نکل سکتی ہے، کسی اور کی پرواز ایسی نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک نبی علیہ السلام کی شان

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ ان کی زبان سے ایسی دعا نکلی، اتنی عاجزی کے ساتھ۔ کوئی اور ہوتا تو احسان جتلاتا: اللہ میں نے یہ بھی کیا، یہ بھی کیا اور تو نے مجھے کھانا بھی نہ دیا، پینا بھی نہ دیا اور یہ میرا حال ہو گیا ہے نہیں! اللہ رب العزت کی عظمت کو جانتے تھے، لہٰذا وہاں بیٹھ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، دعا کے الفاظ ذرا پڑھا کریں اور لطف لیا کریں، کتنی عاجزی بندے کی نظر آتی ہے اور کتنی اللہ تعالیٰ کی عظمت سمجھ میں آتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«اللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ» (کنز العمال، رقم: ۳۶۱۳۰)

"اے اللہ! میں آپ کے ہی سامنے شکوہ کرتا ہوں اپنی کمزوری کا، اپنی بے کسی کا اور لوگوں میں اپنی بے بسی کا"

کیا ذہن جن کے الفاظ استعمال کیے، الفاظ کا انتخاب بتا رہا ہے، الفاظ کا چناؤ بتا رہا ہے کہ یہ واقعی یہ افصح العرب کی زبان سے نکلی ہوئی بات ہے۔ پھر فرمایا:

«يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَأَنْتَ رَبِّي»

{مجلۃ المنار، جزء: ۳، صفحہ: ۵۲۳}

"اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے! آپ کمزوروں کے پروردگار ہیں اور میرے بھی تو آپ ہی پروردگار ہیں"

کیسے اللہ کی رحمت کو کھینچا جا رہا ہے؟ کیسے اللہ کی عظمت بیان کی جا رہی ہے؟ تاکہ اللہ کی رحمت کے دروازے کھلیں اور رحمت کی بارش چھم چھم برسے، پھر فرماتے ہیں:

«إِلَى مَنْ تَكِلُنِي إِلَى بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي أَمْ إِلَى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي»

www.besturdubooks.wordpress.com

"اللہ! آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں، اے اللہ! آپ مجھے اجنبی کے سپرد کرتے ہیں جو میرے ساتھ ترش رو ہوتا ہے یا مجھے دشمن کے حوالے کرتے ہیں، آپ نے اس کو میرا والی بنا دیا اور میرے اوپر اختیار دے دیا"

((فَإِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا أُبَالِي وَلٰكِنْ عَافِيَتُكَ هِيَ أَوْسَعُ لِيْ)) (مجلۃ المنار، جزء: ۳۲، صفحہ ۵۲۳)

"اگر آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں، اللہ! مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن اے اللہ! تیری حفاظت تو میرے لیے کافی ہے"

دیکھا اتنی مشقتیں اٹھا رہے ہیں، اتنی تکلیفیں اٹھا رہے ہیں اور پھر یہ کہہ رہے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:

((أَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) (مجلۃ المنار، جزء: ۳۲، صفحہ ۵۲۳)

"اے اللہ! میں تیرے اس چہرے کے نور کے طفیل جس سے کہ ظلمتیں روشن ہو گئیں۔ اور جس سے دنیا اور آخرت کے سب امور ٹھیک ہو گئے۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں"

کیا عجیب بات کہی!

اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ

((أَنْ يَنْزِلَ بِيْ غَضَبُكَ أَوْ يَحُلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ))

(مجلۃ المنار، جزء: ۳۲، صفحہ ۵۲۳)

"کہ آپ کا غصہ میرے اوپر نازل ہو یا اے اللہ! آپ مجھ سے ناراض ہوں"

((لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى))

www.besturdubooks.wordpress.com

"جب تک آپ راضی نہ ہو جائیں، آپ کو راضی کرنا ضروری ہے۔"

﴿وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ﴾

اللہ! نہ کوئی طاقت ہے، نہ کوئی قوت ہے تیرے سوا۔

کتنی عاجزی والی دعا مانگی ہے! اس لیے کہ وہ اللہ رب العزت کی عظمتوں کو جانتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ دنیا کی یہ چھوٹی سی قربانیاں اور مشقتیں یہ سب آسان ہیں۔ ان نعمتوں کے مقابلے میں جو اللہ ایمان والوں کو جنت میں عطا فرمائیں گے۔ تو قیمت تو دینی پڑتی ہے ہر چیز کی۔ ہمیں جو دنیا میں مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں، مصیبتیں اٹھانی پڑتی ہیں، نفس کے خلاف مجاہدے برداشت کرنے پڑتے ہیں، یہ ہم آخرت کی قیمت چکا رہے ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آزمایا گیا:

اس لیے جب صحابہ کو یہ بات سمجھ میں آ گئی تو بس ان کے لیے سب مشکلیں آسان ہو گئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا کیا قربانیاں دیں؟ اگر کبھی آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات پڑھیں کہ ان کے اوپر کیا مشقتیں آئیں؟ اللہ اکبر! پہلی امتوں پر بھی آئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا﴾

"ہم کو تنگدستی پریشانی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اتنا ان کو جھنجھوڑا گیا۔"

﴿حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ﴾ (البقرة: ۲۱۴)

"حتیٰ کہ رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے وہ کہہ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔"

اتنا تو آخری ہوا، حتیٰ تک ان کو آزمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا﴾

"حتی کہ رسول بھی ناامید ہونے لگے اور ان کا یہ گمان ہونے لگا کہ شاید ہمارا مشن نہ چل سکے"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿جَآءَھُمْ نَصْرُنَا﴾ (یوسف: ۱۱۰)

"تب ہماری مدد آئی"

یعنی اللہ تعالیٰ اس پوائنٹ تک لے جاتے ہیں کہ جہاں بندے کو چاروں طرف گھپ اندھیرا نظر آنے لگتا ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے امتحان ہوتا ہے۔

اور صحابہ کا ایمان اس سے بھی زیادہ کیسے امتحان آیا اللہ اکبر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا﴾

"جب آنکھیں پھٹی رہ گئیں اور دل حلق کی طرف آنے لگے"

﴿ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا﴾ (الاحزاب: ۱۰،۱۱)

"یہ وقت تھا جب ایمان والوں کو آزمایا گیا اور ان کو اچھی طرح جھنجوڑا گیا"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر دین کی راہ میں مشقتیں:

یا اللہ! کیسا وقت ہوگا؟ صحابہ کا کیا حال ہوگا؟؟ اسی لیے جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو بدر کے مقام پر لے کر پہنچے تو سامنے لوہے میں ڈوبی فوج ہے، تلواریں ان کے ہاتھوں میں ہیں۔ اللہ اکبر ... لیکن تین سو تیرہ کے پاس دو تلواریں ہیں باقیوں کے پاس پتھر ہیں تو صحابہ کو بظاہر یہی سمجھ آرہا ہوتا تھا کہ ہم تو موت کے منہ میں دھکیل دیے گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ﴾ (الانفال:۶)

"یوں لگتا تھا کہ وہ موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں"

اس وقت اللہ کے محبوب رات کو تہجد کے بعد اللہ سے دعا مانگ رہے ہیں۔ کیا دعا مانگی! اے اللہ! یہ تیرے بندوں کی جماعت ہے، اگر یہ جماعت آج ختم ہوگئی۔

((لَا تُعْبَدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْأَرْضِ)) (مسند جامع، رقم:۹۳۲۹)

"تو قیامت تک تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا"

اتنی عاجزی سے دعا کی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے، انہوں نے دعا سنی تو ان کا دل بھر آیا۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! اپنا سر اٹھائیے! اللہ تعالیٰ ضرور اس دعا کو قبول فرمائیں گے، ایسی دعا مانگی کہ سننے والے کو ترس آ گیا۔

عزیز طلبا! انسان دین کی خاطر ایسا مجاہدہ کرے کہ خالق اور مخلوق دونوں کو بندے پر ترس آنے لگے، ایسی زندگی گزاریں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واقعی ایسا کیا، چنانچہ انہوں نے دین کی خاطر بہت مشقتیں اٹھائیں۔ جب صلح حدیبیہ کے لیے نبی ﷺ تشریف فرما تھے تو سہیل جو تھے، وہ کافروں کی طرف سے آئے۔ سہیل سہل سے نکلا ہے یعنی آسانی سے۔ نبی ﷺ نے پوچھا: کون آیا؟ کہا: سہیل، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ آسانی فرمائیں گے۔ ماشاء اللہ نام کا بھی اثر دیکھو! اب آسانی ہو جانے کی۔ تو شرائط طے ہوئیں، ان شرائط میں طے ہوا کہ جو کوئی آدمی کافروں میں سے مسلمان ہو جائے گا، اسے واپس کیا جائے گا اور جو مسلمانوں سے واپس کافروں کی طرف آئے گا، اسے واپس نہیں کیا جائے گا اور نبی ﷺ نے اس معاہدے کو قبول فرما لیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ (الفتح: ۱)

کیسی فتح مبین تھی؟ مگر صحابہ حیران ہیں کہ نبی علیہ السلام نے اس طرح دب کر کیوں صلح کر لیا؟ ابھی یہ معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ سہیل کا اپنا بیٹا جس کا نام ابو جندل تھا اور ان کو والد نے گھر کے اندر بیڑیاں لگائی ہوئی تھی اور تکلیفیں دیتا تھا، وہ ان بیڑیوں کو کہیں سے کاٹ کر اور اپنے آپ کو چھڑوا کر وہ بھی وہاں نبی علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا۔ اب ابو جندل رضی اللہ عنہ یہاں پر سوچنے لگے: بس میں آقا کی خدمت میں آ گیا ہوں، اب آقا مجھے اپنے امان میں لے لیں گے۔ سہیل کہنے لگا کہ معاہدہ طے ہو چکا لہٰذا اس کو واپس کریں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ابھی دستخط تو نہیں ہوئے۔ اس نے کہا: میں تو دستخط نہیں کروں گا جب تک واپس نہیں کریں گے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: میری خاطر اسے میرے پاس رہنے دو۔ انہوں کہا: نہیں۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ابو جندل رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا۔ آپ ذرا تصور میں وہ منظر لائیں، ایک طرف مسلمانوں کی جماعت ہے ایک طرف کافر ہیں اور کافر کے سردار کا بیٹا جو گھر سے دوڑ کر آیا تھا اس کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس کر دیتے ہیں۔ چنانچہ جب واپس کیا تو ابو جندل رضی اللہ عنہ کو اس کے باپ نے سب کے سامنے تھپڑ لگانے شروع کر دیے۔ وہیں ہی سزا دینی شروع کر دی۔ اب ابو جندل رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام کا دل کتنا مغموم ہو رہا ہوگا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل پہ کیا گزر رہی ہوگی؟ کہ یہ نوجوان جو دین کو اپنا چکا تھا، آج سب کے سامنے اس کی Insult (بے عزتی) بھی ہو رہی ہے اور اس کے والد نے یہیں سے اس کو سزا دینی شروع کر دی۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ روتے ہوئے جا رہے ہیں۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: ابو جندل! اللہ آسانی فرمائیں گے۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ کو پھر باپ نے واپس لا کر باندھا اور پھر ان کو سزائیں دیتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھا! ادھر سے کیا ہوا! ایک اور نوجوان جس کا نام تھا ابو بصیر، وہ بھی اپنے مالک سے جان چھڑا کر نبی ﷺ کی خدمت میں مدینہ طیبہ میں آ پہنچا۔ نبی علیہ السلام نے چونکہ معاہدہ کر لیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بصیر! میں نے تو وعدہ کر لیا میں تو تمہیں اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ اور ان کو بھی پتہ چل گیا کہ اگر کافروں نے کوئی بندہ بھیج دیا تو جیسے ابو جندل کو واپس بھیج دیا گیا ہے، مجھے بھی نبی علیہ السلام واپس بھیج دیں گے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ابو بصیر! میں جنگ کی چنگاری بھڑکانے والا نہیں ہوں کہ تجھے رکھوں اور آگ لگا دوں۔ تو وہ پہچان گئے کہ اب نبی علیہ السلام کے پاس نہیں رہ سکتے۔ اب ابو بصیر کے بارے میں ذرا سوچیں کہ ان کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی؟ کہ سب چھوڑ چھاڑ کے یہاں پہنچے اور جس آقا کے پاس آئے وہ بھی اپنے پاس نہیں رکھ رہے۔ ابو بصیر وہاں سے چلے اور سمندر کے کنارے آگئے اور وہیں رہنے لگ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد ابو جندل کو پتہ چلا وہ بھی گھر سے بھاگے اور وہاں آگئے۔ چند دیوانے اور مل گئے اور سمندر کے کنارے ہی رہنے لگ گئے۔

ان دیوانوں نے مل کر سوچا کہ بھائی! اب ہمارے اوپر کسی کی کوئی شرط نہیں، کوئی اختیار نہیں۔ ہمیں تو گھر سے نکالا گیا ہے، ہم ان کافروں کا تو حساب کتاب کریں نا۔ ان کے تجارتی قافلے وہاں سے گزرتے تھے، انہوں نے ایک پر حملہ کیا دوسرے سے چیزیں چھینیں تو کافر پریشان ہو گئے۔ چنانچہ کافروں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیامبر بھیجا نمائندہ بھیجا، کہ جی آپ ان نوجوانوں کو اپنے پاس بلا لیں، چلو آپ کے پاس آجائیں گے تو کسی قانون کے پابند تو ہوں گے، انہوں نے تو ہمارا جینا حرام کر دیا۔ جب ان کی طرف سے پیغام آیا تو نبی علیہ السلام نے ایک خط لکھا اور ابو بصیر کی طرف بھیجا کہ ابو بصیر میرے پاس آجا۔ کہتے ہیں کہ ابو بصیر سمندر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

کنارے تھے، نہ بستر تھا، نہ مکان تھا، ٹھنڈی ہوائیں تھیں اور ان کو بخار ہو گیا۔ جس بندے کو بخار ہوا ہو اس کو بغیر ہوا کے بھی ٹھنڈ لگ رہی ہوتی ہے۔ ٹھٹھر رہے تھے اور لیٹے ہوئے تھے، کوئی یار و مددگار نہیں تھا، نہ کوئی دوا دینے والا، نہ کوئی غذا دینے والا۔ عین اس حالت میں جب وہ لیٹے ہوئے تھے، نبی علیہ السلام کا ایک قاصد نبی علیہ السلام کا پیغام لایا۔ کہتے ہیں کہ ابوبصیر لیٹے ہوئے تھے، انہوں نے رقعے کو کھول کر پڑھا اور پڑھتے پڑھتے وہ رقعہ ان کے سینے پر گرا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب: ۲۳)

''مومنین میں سے کچھ مرد وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کر دیا''

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر مشقتیں:

کیسے لوگ تھے؟ زندگی کی حقیقت کو سمجھ لیا تھا، اس لیے اللہ کے لیے سب مشقتیں برداشت کرنا آسان ہو گئی تھیں۔ آپ ذرا سوچیں! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دین کی خاطر کتنی تکلیفیں اٹھانی پڑیں؟ کہتے ہیں۔ ایک آدمی دوڑا ہوا آیا کہ ارے صاحب دیکھو! وہ مسجد میں ہیں اور کفار ان سے کیا معاملہ کر رہے ہیں؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھاگے، مسجد میں دیکھا کہ کافر لوگ نبی علیہ السلام کو بہت تکلیف پہنچا رہے تھے۔ فرمایا:

﴿اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ (المؤمن: ۲۸)

''کیا تم ان کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے''

بس کافروں نے یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہو گئے اور انہیں مارنا شروع کر دیا۔ ان کو اتنا مارا، اتنا مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ عتبہ بن

www.besturdubooks.wordpress.com

ربیعہ کافروں کا ایک سردار تھا، موٹا تھا، کتابوں میں لکھا ہے: جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے سدھ پڑے ہوئے تھے وہ آپ کے پیٹ کے اوپر چڑھا اور چڑھ کے اوپر جمپ لگاتا اور جوتوں کے ساتھ پیٹ کے اوپر ان کو ٹھوکر لگاتا تھا۔ اب آپ سوچیے ایک بندہ بے سدھ لیٹا پڑا ہو، اس کے پیٹ پر کوئی چڑھ جائے اور پھر جمپ لگائے اور موٹی موٹی ایڑیوں والے جوتوں کے ساتھ پیٹ پر ضرب لگائے تو پھر اس کی کیا حالت ہوگی؟ اور جب تھک گیا تو اس بدبخت نے کیا کیا؟ جوتا اتارا اور جوتے کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرے پہ مارنا شروع کر دیا۔ چہرے پہ اتنا مارا کہ چہرا سوج گیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہچانے نہیں جاتے تھے۔ ہر بندے کا خیال تھا کہ ان کی جان چلی گئی۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ اب جان نکل گئی تو وہاں سے چلے گئے۔

جب وہ وہاں سے گئے تو بنو تیم (ان کے قبیلہ) کے لوگ آ گئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ اگر یہ ہمارا بندہ مر گیا، اگرچہ ہم کافر ہیں مگر ہم اس کا بدلہ لیں گے۔ وہ ان کو اٹھا کر ان کے گھر لائے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک دن پورا بے ہوش رہے، وہ کافر بھی رشتہ داری کی وجہ سے وہاں بیٹھے رہے۔ ایک دن کے بعد ہوش آیا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ہوش میں آتے ہی پہلی بات انہوں نے پوچھی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کس حال میں ہیں؟ کافروں نے یہ سنا تو وہ تو سب وہاں سے چلے گئے کہ جن کی خاطر اتنی تکلیفیں اٹھائیں، آنکھ کھلی تو انہیں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ ان کی والدہ ام خیر کو کہنے لگے کہ ام خیر! ان کو کچھ کھلا پلا دیں، اتنا وقت گزرا کچھ نہیں کھایا پیا۔ تو ام خیر دودھ لے کر آئیں کہ بیٹا! صبح سے تیرا سارا جسم چور ہے، کچھ پی لے۔ انہوں نے کہا کہ امی میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں پیوں گا جب تک میں نبی علیہ السلام کا دیدار نہ کر لوں۔ انہوں نے کہا: مجھے کیا پتہ ان کا کیا معاملہ ہے؟ کہاں پر ہیں؟ فرمانے لگے کہ اچھا آپ ام

www.besturdubooks.wordpress.com

جمیل کے پاس جائیں (جو عمر رضی اللہ عنہ کی بہن تھی) اور اسلام لا چکی تھی۔ چنانچہ ام خیر اگرچہ کافرہ تھی مگر ماں تھی، چنانچہ جا کے ام جمیل سے پوچھا کہ ام جمیل! مسلمانوں کے پیغمبر کہاں ہیں؟ میرا بیٹا تو دودھ بھی نہیں پی رہا، وہ سمجھی کہ یہ کافرہ ہے مجھ سے پوچھنے آ گئی ہے، پتہ نہیں کوئی راز ہی نہ کھل جائے؟ کہنے لگی کہ مجھے کیا پتہ کون کہاں ہے؟ اس نے کہا: پھر اچھا چلو میں تیرے ساتھ چلتی ہوں، تیرے بیٹے کا حال پوچھتی ہوں، تو ام جمیل بہانے سے ام خیر کے ساتھ آ گئی اور آ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کی حالت کو دیکھ کر وہ بھی رونے لگ گئیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں اماں! میری فکر مت کرو یہ بتا دو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ دارارقم میں ہیں، خیریت سے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں پتہ تھا کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا؟ اور نبی علیہ السلام کے ساتھ کیا ہوا۔ جب انہیں پتہ چلا کہ نبی علیہ السلام خیریت سے ہیں، دارارقم میں ہیں، کہنے لگے کہ امی جب تک مجھے لے کر نہیں جاؤ گی اور میں نبی علیہ السلام کو نہیں دیکھوں گا کچھ نہیں کھاؤں گا۔ رات کا وقت ہے، ماں کہنے لگی: بیٹا! کیسے لے کر جائیں چل کر جا نہیں سکتے۔ چنانچہ ایک طرف سے اُم جمیل نے سہارا دیا اور دوسری طرف اُم خیر نے سہارا دیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پاؤں گھسیٹتے گھسیٹتے دارارقم میں پہنچے۔ دارارقم کا دروازہ جیسے ہی کھلا نبی علیہ السلام نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، چہرہ سوجا ہوا ہے، کافروں نے اتنا مارا تھا۔ تو نبی علیہ السلام آگے بڑھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ماتھے کو بوسہ دیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ماتھے کو چوما تو صحابہ سب کے سب ان کے گرد اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے بھی ان کے چہرے کو چومنا شروع کر دیا۔

اتنی تکلیفیں اٹھائیں صحابہ نے مگر وہ سمجھتے تھے کہ کھالیں کھنچوا کے اور بوٹیاں نچوا کے بھی اگر ہم جنت جا پہنچے تو پھر بھی ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سستا سودا کر لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت خباب بن الارت کے ساتھ کیا ہوا؟ بی بی سمیہ کے ساتھ کیا ہوا؟ سیدنا بلال کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ ذرا ان واقعات کو پڑھتے جائیں اور ذرا سوچیں کہ ان حضرات نے دین کی خاطر کیا کیا قربانیاں دیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو حقیقت کو سمجھ گئے تھے کہ ہمیں اس دنیا میں ہر مشقت کو اٹھانا ہے، اپنے رب کو بالآخر راضی کرنا ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر آزمائشیں:

اور یہی سلسلہ بعد میں علما کے ساتھ ہوا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام دار الہجرہ ہیں اور ابو جعفر منصور نے ان کے چہرے پر سیاہی لگوائی اور ان کو بٹھا دیا سواری پر۔ بعض کتابوں میں ہے کہ گلے کے اندر جوتوں کا ہار بھی ڈال دیا۔ امام دار الہجرہ کو پھرایا جا رہا ہے۔ اور ان کا حال دیکھو! وہ کہتے ہیں: لوگو! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچان لیا اور جس نے نہیں پہچانا وہ سن لے کہ میں مالک بن انس ہوں۔ دین کی خاطر ان کے ساتھ یہ ہو رہا تھا۔ اس سرزمین پر کہ جہاں وہ چلتے تھے تو پاؤں بھی لرزتے تھے، کہ کہیں محبوب کے قدموں کے نشان پر میرا پاؤں نہ آجائے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر آزمائش:

چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جیل سے جنازہ نکالا گیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا ہوا؟ مسئلہ خلق قرآن کے اوپر ان کو کوڑے لگائے گئے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے زندگی کے مقصد کو سمجھ لیا۔ یہ دین کی حفاظت کرنے والے لوگ تھے، جانتے تھے کہ ہم دنیا میں آئے ہی آزمائش کے لیے ہیں، یہ آزمائش کا گھر ہے، ہر ایک کو آزمایا جائے گا۔ مگر ان تمام تکالیف میں انہوں نے کتاب و سنت کو سینے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگائے رکھا، جمے رہے! استقامت کے ساتھ۔ تکلیفیں تو اٹھائیں، مگر پیچھے نہیں ہٹے، یہ کون لوگ تھے؟

﴿اَلَّذِیۡنَ یُمَسِّکُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ﴾

ان کو "تمسك بالكتاب و سنة" حاصل تھا۔ انہوں نے کتاب کو تھام لیا تھا، سینے سے لگا لیا تھا، قربانیاں تھیں ان کی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی استقامت:

جوانوں کی باتیں کر رہے ہیں، بوڑھوں کا حال دیکھیں! سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، ان کی والدہ سیدتنا اسماء صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، بوڑھی ہوگئی ہیں، بینائی چلی گئی، جیسے بوڑھوں کی بینائی چلی جاتی ہے، موتیا آجاتا ہے۔ جب موتیا اتر آیا، اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت آیا، دروازے کے اوپر حجاج بن یوسف نے گھیرا ڈلوا دیا، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی شہید ہو رہے ہیں، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یقین آ گیا کہ ابھی تھوڑی دیر کے بعد مجھے شہید کر دیا جائے گا۔ تو دل میں خیال آیا کہ میں گھر کے دروازے پر ہوں، میں اندر جا کر اپنی اماں سے آخری وقت میں دعا تو لے لوں۔ تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں آتے ہیں اور اپنی والدہ کو آکر بتاتے ہیں کہ امی! میں تھوڑی دیر کے بعد شہید ہو جاؤں گا۔ اسے بتا کیں کہ اگر آج کی کسی ماں کو بتایا جائے تو کیا حال ہوگا؟ مگر یہ وہ ماں تھی جس نے نبی علیہ السلام کا دیدار کیا تھا، جس نے آخرت کی حقیقت کو سمجھا تھا، وہ جانتی تھی کہ دنیا میں ہم آئے کس کے لیے۔ اس نے پوچھا کہ بیٹا کیا تو حق پر ہے یا باطل پر۔ تو بیٹے نے کہا کہ اماں آپ جانتی ہیں کہ میں حق پر کھڑا ہوں استقامت کے ساتھ۔ تو بیٹا اگر تم حق پر ہو تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر ڈر کس بات کا؟ ماں جوان بیٹے کی ہمت بندھا رہی ہے۔ کس بات کا ڈر ہے؟ اماں مجھے ڈر لگتا ہے کہ یہ مجھے جب شہید کریں گے تو میری لاش کا مثلہ کر دیں گے یعنی میری شکل بگاڑ دیں گے۔ تو ماں کہتی ہے: بیٹا! جب بکری کو ذبح کر دیا جائے تو پھر اس کی کھال بھی اتار دی جائے تو بکری کو تکلیف نہیں ہوتی، جب تمہیں شہید کر دیا جائیگا تو جو تمہارے جسم کے ساتھ کیا جائے تمہیں کیا پروا؟ ماں ہمت بندھا رہی ہے بیٹے کی۔ بیٹا کہتا ہے کہ اچھا ماں! میں اب جا رہا ہوں، دعا کیجیے گا۔

ماں اس وقت بیٹے کے لیے تین باتیں کہتی ہے۔ کیا جوان بیٹا ہو گا! اپنے بیٹے کے بارے میں اسماء رضی اللہ عنہا یہ دعا کرتی ہیں، اللہ کے حضور تین باتیں کہیں: اے اللہ! تو جانتا ہے یہ میرا وہ بیٹا ہے جو سردیوں کی لمبی راتوں میں ساری ساری رات مصلے پہ کھڑا ہو کے دعا مانگتا تھا۔ اے اللہ! یہ میرا وہ بیٹا ہے جو سردیوں کی لمبی رات مصلے پہ کھڑا ہو کر تیرے قرآن کی تلاوت میں رات گزار دیا کرتا تھا۔ اور دوسری بات کہی کہ میرا وہ بیٹا ہے جو گرمی کی لمبے دنوں میں تیری رضا کی خاطر روزے رکھتا تھا اور تیسری بات یہ کی اے اللہ! میرا وہ بیٹا ہے جس نے اپنے والدین کی اتنی خدمت کی کہ ہمارے دلوں کو خوش کر دیا۔ اے مولا! اب تو بھی اس سے خوش ہو جا! ماں دعا دے رہی ہے، اے اللہ! اس نے ہمارا دل خوش کیا، آپ اس سے راضی ہو جائیے اور یہ بات کر کے اسماء رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے سے کہتی ہیں کہ بیٹا! میری آنکھوں میں بینائی نہیں ہے کہ میں تیرا چہرہ دیکھ سکوں، بیٹا! میں تیری شکل تو دیکھ نہیں سکتی، تھوڑا میرے قریب ہو جا تا کہ میں تمہارا بوسہ لے لوں اور تمہارے جسم کی خوشبو سونگھ لوں۔ یہ ماں بھی تھی ان کا یقین بنا ہوا تھا ﴿ اَلَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ ﴾ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے واقعی تمسک بالکتاب حاصل کیا تھا۔ چمٹے رہے انہوں نے کتاب کو سینے سے لگائے رکھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابر علمائے دیوبند پر آزمائشیں:

ہمارے اکابرین جو ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے تھے، انہوں نے بھی بالآخر انہیں کے نقشِ قدم پر چل کر اس دنیا کو دکھا دیا۔

چنانچہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب فرنگی کے قبضہ میں تھے، اسیر مالٹا بنے تو اس وقت فرنگی انہیں تکلیف دیتے۔ ایسا بھی ہوا! کہ ان کو گرم انگاروں کے اوپر لٹایا گیا۔ جب شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو غسل دینے والے نے ان کی کمر پر نشان دیکھا۔ اس نے پوچھا اہل خانہ سے یہ کیسے نشان ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہم سے بھی چھپائے، ہمارے سامنے بھی بنیان یا کچھ کپڑا جسم پر رکھتے ضرور تھے۔ ہم نے نہیں دیکھا کہ کیا ہے؟ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کلکتہ گئے ہوئے تھے، ان کو پتہ چلا اپنے شیخ کی وفات کا تو وہ وہاں سے سیدھا آئے اپنے شیخ کے جنازے میں شرکت کے لیے۔ کہنے لگے کہ جب ہم حضرت کے ساتھ مالٹا میں تھے تو فرنگی حضرت کو تکلیف دینے کے لیے انگاروں کے اوپر لٹا دیتے تھے تو زخم ہو جاتے تھے۔ اگلے دن ان زخموں پر اور تکلیف پہنچاتے تھے اور حضرت یہ تکلیفیں برداشت کرتے تھے۔ فرنگی کہتا تھا کہ ایک مرتبہ کہہ دو کہ میں تیرا مخالف نہیں ہوں۔ وہ فرماتے تھے کہ نہیں کہہ سکتا۔ فرنگی نے کہا: ایک مرتبہ کہہ دو ہم وفاداروں میں تمہیں شمار کر دیں گے۔ فرمانے لگے: میں اللہ کے رجسٹر سے نام کٹوا کر تمہارے رجسٹر میں اپنا نام نہیں لکھوانا چاہتا۔ فرنگیوں نے کہا: تم جانتے ہو تمہارا کیا حشر کریں گے؟ فرمایا: کہ ہاں مجھے پتہ ہے۔ فرمایا: تم میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہو میرے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتے انہوں نے ایمان کی لذت پائی تھی۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتَابِ﴾

کیسے لوگ تھے! اچانک پتہ چلا کہ فرنگی نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو پھانسی دینے کا پروگرام بنایا۔ بس یہ بات سنی اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت غم زدہ ہوئی، پوری رات نیند نہ آئی، کئی راتیں گزر گئیں۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرات قریب تھے۔ انہوں نے مل کر کہا کہ حضرت! اگر کافر نے یہ پروگرام بنا بھی لیا تو یہ تو اتنی گھبرانے والی بات تو نہیں ہے کہ آپ کو رات کو بھی نیند نہیں آتی، آپ غم زدہ ہیں، اتنے پریشان ہیں اس بات پر۔ جب انہوں نے یہ بات کی تو شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب جواب دیا۔ فرمانے لگے کہ حسین احمد! یہ مت سمجھو کہ میں موت کے خوف کی وجہ سے غم زدہ ہوں، حضرت! کس لیے غم زدہ ہیں؟ فرمانے لگے: میں غم زدہ اس وجہ سے ہوں کہ اللہ رب العزت بسا اوقات بندے سے جان بھی لے لیتے ہیں اور قبول بھی نہیں کیا کرتے، میں اس لیے غم زدہ ہوں کہ کہیں مجھ سے جان بھی لے لے اور قبول بھی نہ کرے۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتَابِ﴾

اکابر کا راستہ:

عزیز طلبا! یہ ان اکابرین کا راستہ ہے۔ ہم کمزور ہیں، اللہ رب العزت سے عافیت مانگتے ہیں، سہولت مانگتے ہیں، لیکن کم از کم اتنا تو ہم اپنے اوپر مشقت اٹھائیں! کہ نفس کی خواہشات سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو نفس کی خواہشات سے بچا لیا اور زندگی کا وقت گزار لیا تو بس یقین جان لو! کہ ہم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوپر تلوار چل رہی ہوتی تھی

www.besturdubooks.wordpress.com

اور وہ کہہ رہے ہوتے تھے:

((فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ)) (صحیح بخاری، رقم: ۲۵۹۱)

"ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا"

بشیر بچے ہیں، لڑکے ہیں، ماں باپ کے ساتھ ہجرت کی، اللہ کی شان مدینہ پہنچے تو ماں فوت ہو گئی۔ اب اکیلا والد ہے، چھوٹے بچے ہیں، اکیلے والد کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ جب نبی علیہ السلام جہاد کے لیے نکلے تو اس چھوٹے بچے کو چھوڑ کر نبی علیہ السلام کے ساتھ جہاد کے لیے چلے گئے۔ وہ چھوٹا سا بچہ ہے آٹھ دس سال کا ان کے والد بھی جہاد میں چلے گئے، بچے کو کیا پتہ کہ جہاد میں کیا ہوتا ہے؟ وہ تو سمجھا تھا کہ کہیں گئے ہوئے ہیں اور تھوڑی دیر بعد واپس آ جائیں گے۔ ان کے والد وہاں جہاد میں شہید ہو گئے۔ اب جب صحابہ رضی اللہ عنہم جہاد سے واپس آئے تو بشیر ایک چٹان کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گئے اور آنے والے قافلے کا انتظار کرنے لگے کہ آنے والا قافلہ آ رہا ہے، میرے ابو آئیں گے، مجھے بوسہ دیں گے، مجھے سینے سے لگائیں گے، میرے والد میری ماں بھی ہیں۔ سارا قافلہ آ جاتا ہے، اللہ کے نبی آ جاتے ہیں مگر بشیر کو ان کے والد نظر نہیں آتے۔ چھوٹا سا بچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! "أَيْنَ أَبِيْ" "میرے ابو کہاں ہیں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((يَا بَشِيْرُ أَمَا تَرْضٰى أَنْ أَكُوْنَ أَبَاكَ وَ عَائِشَةُ أُمَّكَ))

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، رقم ۵۰۳۳)

"کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ بن جاؤں اور عائشہ تیری ماں بن جائے"

خواہشات کی قربانی:

یہ لوگ تھے جنہوں نے دین کی خاطر ایسی قربانیاں دے دیں، انہوں نے جانیں قربان کر دیں کاش ہم اپنی خواہشات کو قربان کر دیں۔

﴿ اَلَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۱۷۰)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم ایسے مصلحین کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے جو قربانیاں دیتے ہیں، ہم آخرت میں ان کا اکرام بھی کریں گے۔ اللہ رب العزت آپ کا یہاں آنا قبول فرمائے۔ آپ دین کا علم حاصل کرنے کے لیے اپنے گھروں کو چھوڑ کے آئے ہیں، جو روکھی سوکھی ملتی ہے کھا لیتے ہیں۔ پھر چٹائیوں پر بیٹھتے ہیں پھر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ان کے ان مشقتوں کا بدلہ بندوں میں کوئی نہیں دے سکتا۔ قیامت کے دن اللہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن اپنے ان اکابرین کے قدموں میں کھڑا ہونا نصیب فرمائے اور اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کا جام عطا فرمائے۔ ڈر بس اس بات کا لگتا ہے کہ کہیں ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے یہ نعمت ہم سے چھن نہ جائے۔ بس اس بات کی دعا کرتے رہیے گا کہ مولیٰ جب آپ نے اس راستے پر لگا دیا، اللہ! اب ہم زندگی اس پر بِتانا چاہتے ہیں، موت تک ہم اسی میں لگے رہنا چاہتے ہیں۔ میرے مولیٰ ہمیں واپس نہ آنے دینا، اللہ ہمیں واپس نہ کرنا۔

ساری دنیا مجھے کہتی تیرا سودائی ہے
اب میرا ہوش میں آنا تیری رسوائی ہے

اے اللہ! ساری دنیا کہتی ہے: دین پڑھنے والے ہیں، عالم بننے والے ہیں، کتابیں پڑھانے والے ہیں، اللہ اب ہمارا ہٹ کر دنیا کی طرف جانا یہ آپ کی رسوائی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اے اللہ! مجھے شرمندہ نہ کیجئے گا، اے اللہ! اب ہم اپنے آپ کو آپ کے حوالے کرتے ہیں، ان کو اللہ قبول کر لیجئے اور ایمان کے ساتھ اس فتنوں کے زمانے میں ہمیں اس دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرما دیجئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (آل عمران. ۳۱)

کونسا علم ضروری ہے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 25 مارچ 2005ء مطابق ۱۴۲۶ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خطبہ جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

کونسا علم ضروری ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

علم کی فضیلت:

علم ایک نور ہے جو سینوں میں پیدا ہوتا ہے شکوک وشبہات کو دل سے اکھاڑ دیتا ہے۔ انسان کو جیت کے بارے میں شرح صدر عطا فرما دیتا ہے۔

﴿اَلنُّوْرُ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّدْرِ انْفَسَحَ﴾

"نور جب سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینے کو کھول دیتا ہے"

اس بندے کے لیے شریعت اور سنت پر عمل کرنا آسان ہوتا ہے۔ اسی لیے فضیلتیں دو بندوں کے لیے ہیں: ایک ایمان والوں کے لیے، دوسرے ایمان والوں میں سے اہل علم کے لیے۔ آپ یہ سمجھ لیجیے کہ انسانیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو فضیلت بخشی اور ایمان والوں میں سے اللہ نے علما کو فضیلت بخشی ہے۔ اس علم کی وجہ سے اللہ رب العزت انسان کو درجے عطا فرماتا ہے اسی لیے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (مجادلہ:۱۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

”جو علم والے ہوتے ہیں ان کو درجات ملتے ہیں“

علم کی دو قسمیں:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علم کسے کہتے ہیں؟ علم دو طرح کا ہے۔

(۱) آفاق کا علم (۲) انفس کا علم

آفاق کہتے ہیں جو کچھ انسان کے باہر کی دنیا میں ہے، جو کائنات انسان کے باہر اردگرد جہاں تک بھی پھیلی ہوئی ہے اس کو آفاق کہتے ہیں۔ اور جو کچھ انسان کے اندر ہے اس کو انفس کہتے ہیں۔ ہم باہر نظر اٹھا کر دیکھیں یا اپنے من میں نظر جھکا کر دیکھیں دونوں طرف اللہ کی نشانیاں موجود ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾

”ان کو عنقریب ہم اپنی نشانیاں دکھائیں گے، آفاق میں اور اپنے نفس میں حتیٰ کہ حق روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا“

ان کو ﴿فِي الْآفَاقِ﴾ تن کی دنیا میں بھی دکھائیں گے اور ﴿فِي أَنْفُسِهِمْ﴾ من کی دنیا میں بھی دکھائیں گے۔ ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ حتیٰ کہ ان کے اوپر حق بالکل کھل جائے گا، بالکل واضح ہو جائے گا۔

تو اللہ رب العزت کی آیات (نشانیوں) سے یہ کائنات بھری ہوئی ہے۔ تو یہ کچھ آیات فضا میں پھیلی ہوئی ہیں اور کچھ آیات انسان کے سینے میں ہیں اسی لیے فرمایا:

﴿بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ﴾ (عنکبوت:۴۹)

”یہ وہ روشن آیات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں ہیں“

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقی علم کونسا ہے؟

مگر ان دونوں میں فرق ہے۔ جو باہر کا علم ہے وہ علم الاسما اور علم الاشیا کہلاتا ہے اور جو من کا علم ہے کہ انسان اپنے اخلاق کی اصلاح کیسے کرے؟ اپنے اندر کی بیماریاں: کینہ، حسد، بغض، تکبر ان کو کیسے دور کرے اور کیسے اللہ کو راضی کرے؟ یہ حقیقی علم ہے۔ یہ وہ علم ہے جس پر صحیح معنوں میں علم کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔

دنیا کا علم قلیل ہے:

اس لیے کہ باہر کی چیزوں کا علم کوئی علم نہیں ہے اور اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے۔ دیکھیے! جو باہر کا علم ہے وہ دنیا سے متعلق ہے اور دنیا کو اللہ تعالیٰ نے بہت قلیل کہا۔ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ﴾

''آپ فرما دیجیے کہ دنیا کی متاع تھوڑی سی ہے''

تو جب متاع دنیا ہی تھوڑی ہے تو اس کا علم بھی اللہ کی نظر میں قلیل ہے بلکہ اقل ہے۔ اس لیے کہ وہ ہے ہی تھوڑا، تھوڑی سی متاع کا علم بھی تھوڑا ہوتا ہے۔ اور جس بندے کے پاس تھوڑا علم ہو تو ہم کہتے ہیں اس کے پاس علم ہے ہی نہیں۔ کوئی شخص پانچ جماعت پڑھا ہو تو عرف میں کہتے ہیں کہ ان پڑھ ہے۔ آج کل کسی نے میٹرک بھی کی ہوئی ہو تو کہتے ہیں کہ کوئی نہیں پڑھا ہوا۔ کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تھوڑا سا علم ہے، دس جماعتیں بھی کوئی علم ہے؟ ہاں بی اے کیا ہوتا، ایم اے کیا ہوتا پھر کہتے کہ اس نے پڑھا ہے۔ تو اگر آج کی دنیا میں پانچویں جماعت پڑھے بندے کو یا دس جماعت پڑھے بندے کو جاہل کہہ دیتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تھوڑا علم قابل اعتبار

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں۔ چنانچہ جب متاع دنیا ہی تھوڑی ہے تو قلیل کا علم کثیر کیسے ہو سکتا ہے؟ تو ظاہر ہے وہ بھی قلیل ہوگا۔ تو قلیل علم پر انسان کو فضیلت نہیں ملتی۔

آخرت کا علم کبیر ہے:

اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے آخرت کے لیے قلیل کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ علمی نکتہ ہے، توجہ طلب بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لیے تو قلیل کا لفظ استعمال کیا مگر آخرت کے قلیل کا لفظ نہیں کیا۔ کیا کہا؟ فرمایا:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا﴾ (دھر: ۲۰)

”اور تو جب وہاں دیکھے گا تو نعمت اور عظیم الشان سلطنت کو دیکھے گا“

تو آخرت کی دنیا اور اس کی شاہی کے لیے کبیرا کا لفظ استعمال کیا کہ بہت بڑی ہے۔ تو یہ فرق ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ فرمایا دنیا قلیل ہے جب کہ آخری جنتی جب جنت میں داخل ہوگا تو اس کو بھی اس پوری دنیا سے دس گنا بڑی جنت ملے گی۔ تو دنیا کی جنت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ اسی لیے دنیا کے بارے میں ﴿مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ﴾ فرمایا اور آخرت کے بارے میں ﴿مُلْكًا كَبِيرًا﴾ کا لفظ استعمال کیا، ہمیشہ کی سلطنت، اور بہت بڑا ملک آخرت میں دیا جائے گا۔ تو علم آفاق سے انسان اس قلیل دنیا کا علم حاصل کرتا ہے اور علم انفس کے ذریعے سے انسان اس ملکا کبیرا کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو ان کے درمیان کوئی نسبت ہی نہ ہوئی۔

آج کی دنیا کی سوچ:

اب دیکھیے کہ آج کی دنیا صرف ظاہر باہر کا جو علم ہے اس پر فریفتہ ہو چکی ہے۔ کوئی ڈاکٹر بن جائے اس کی نظر میں وہ بڑا زبردست بندہ ہے، کوئی انجینئر بن جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی نظر میں وہ بڑا زبردست علم والا ہے لیکن کوئی دین کا علم حاصل کرلے دنیا کے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ پڑھا ہوا نہیں ہے۔ سمجھ الٹی ہوگئی، جس کو اللہ تعالیٰ قلیل کہتے ہیں اس کے جاننے والے کو بڑا سمجھتے ہیں اور جس کو ملنا کبیرا حاصل کرنے کا علم ہے، کہتے ہیں کہ اس کے پاس علم ہی نہیں ہے۔ اب یہ تو بندوں کی سوچ ہے۔

دنیا کا علم رکھنے والے بے علم ہیں:

آیئے اب ذرا آپ قرآن مجید کی طرف رجوع کیجیے! اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ اللہ تعالیٰ دنیا کا علم رکھنے والے لوگوں کو فرماتے ہیں کہ ان کے پاس علم نہیں ہے۔ جن کے پاس فقط دنیا کا علم ہے تا یا اپنے رب کو نہیں پہچانتے، اپنے رب کی آیات کو نہیں پہچانتے، اس کی فرمانبرداری نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان کے پاس علم ہے ہی نہیں۔ آپ کہیں گے جی اس نے بڑی بات کردی، بھائی اس بات کا ثبوت قرآن عظیم الشان سے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

”اکثر لوگ علم نہیں رکھتے“

﴿يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾

”یہ جانتے ہیں فقط دنیا کے ظاہر کا علم“

جو دنیا کے ظاہر کا علم جاننے والے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لایعلمون ”علم نہیں رکھتے“ بے علم ہیں۔ تو فقط دنیا کے ظاہر کو جان لینا یہ کوئی علم نہیں ہے۔

نعمت میں کھو جانا جہالت ہے:

اس کی ایک وجہ ہے۔ ایک ہے نعمت، ایک ہے منعم حقیقی اور ایک ہے منعم علیہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی ایک ہیں اللہ تعالیٰ، ایک ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت جو اس پوری دنیا میں آگے پیچھے پھیلی ہوئی ہے اور ایک ہے انسان جو نعمت کو استعمال کرتا ہے، حاصل کرتا ہے۔ انسان اگر نعمت کی اہمیت کو پہچانے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے منعم حقیقی کا احسان مند رہے اور جو نعمت میں گم ہو کر رہ جائے اور منعم حقیقی کو بھول جائے تو اس کو جاہل ہی کہا جائے گا۔

آج کفر کی دنیا اسی کفر میں پڑی ہوئی ہے کہ مادے کے اوپر ریسرچ کر کے وہ مادے کی نعمتیں حاصل کرنے میں گم ہے۔ تو نعمت میں ڈوب جائیں اور نعمت دینے والے کو بھول جائیں، یہ تو جہالت ہوئی، یہ تو بے وقوفی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں: اے میرے بندے! حسن تو تجھے میں نے دیا، تو حسن کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہے اور حسن دینے والے کو بھول جاتا ہے۔

حسن کی پوجا:

حسن کی پوجا کرتا پھرتا ہے جیسے کوئی کسی کی پوجا کرتا ہے۔ ایسے لوگ دنیا کے لوگوں سے محبت کرتے ہیں، انہوں نے اپنے دلوں کے اندر کچھ مورتیاں سجائی ہوئی ہوتی ہیں، ان کا دل صنم خانہ ہے، بت خانہ بلکہ سچ کہوں کہ ان کا دل گندخانہ بنا ہوتا ہے۔ نفسانی، شیطانی محبتوں کی طرف وہ مائل ہوتے ہیں۔ وہ دل کوئی دل ہوتا ہے وہ تو سل ہوتا ہے۔ تو مورتیاں سجائی ہوئی ہیں، دعائیں بھی یہی مانگتی ہیں کہ وہی مل جائے۔ تسبیح بھی پڑھ رہی ہیں تو اب اسی کی دعا، وظیفے بھی کر رہی ہیں تو اسی کی دعا، چوبیس گھنٹے ذہن میں ایک ہی سوچ مسلط ہے کہ وہ مل جائے۔

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ﴾ (الحج: ۷۳)

"طالب اور مطلوب دونوں ضعیف ہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو طلب کیا جا رہا ہے اور جو طلب کر رہا ہے یہ دونوں بھولے اور ضعیف ہیں۔ اور کئی مرتبہ یہ محبت بندے کی اتنی بڑھتی ہے کہ وہ گویا اس کی پوجا کر رہا ہوتا ہے۔ تو آپ کہیں گے جی اتنا بڑا لفظ استعمال کر دیا۔ جی! قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنا دیتے ہیں۔

﴿يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:١٦٥)

''ان سے محبت اس طرح کرتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی جاتی ہے''

یہ جو ہر وقت دل پر کسی کا خیال جما رہتا ہے، چھایا رہتا ہے، اس کے بغیر چین نہیں آتا، سکون نہیں آتا، رات کو نیند نہیں آتی، کچھ اچھا نہیں لگتا۔ ﴿يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ یہ اس سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی کہ محبت اللہ رب العزت سے کی جاتی ہے۔ تو ایسی محبت انسان کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے۔

جائز محبت کی بھی حد ہے:

اب آپ کہیں گے، جی! یہ محبتیں تو جائز ہیں۔ کچھ تو ناجائز ہیں ان کی تو بات ہی نہیں کرنی، جو جائز بھی ہیں، ان کی بھی ایک حد ہے۔ یہ نہیں ہے کہ بیوی کہے کہ جی خاوند سے محبت کرنا لازمی ہے لہٰذا خاوند کے کہنے پر وہ چھوڑ دیں، دیکھیں محبت میں فرق ہے۔

﴿لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ﴾

''خالق کی معصیت میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں کی جائے گی''

حکم خدا حکم خدا ہے، یہ وہ محبتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں۔ ماں باپ کی محبت ہے، یہ شریعت میں جائز محبت ہے لیکن اگر ماں باپ فسق و فجور والے ہوں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

بچے کو کہیں کہ داڑھی کٹوا دو، بچے کو کہیں کہ تم فسق و فجور والی زندگی گزارو اور ہمارے ساتھ بیٹھ کے ٹی وی دیکھو! تو ان کی ایسی بات نہیں ماننی۔ ان کی ایک حد ہے اگر وہ حد انسان کراس کر گیا تو پھر جائز محبتیں بھی ناجائز ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ﰿ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (التوبہ: ۲۴)

سب محبتیں جائز ہیں مگر ان میں احبیت آ گئی تو فرمایا: پھر منتظر رہو اللہ اپنے عذاب کا کوڑا تم پر پھینکے گا۔ تو معلوم ہوا یہ محبتیں اللہ تعالیٰ کی محبت سے نیچے رہیں گی اور اس کی محبت کے حاصل ہونے کا ذریعہ بنیں گی تو یہ سب جائز ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کے راستے میں رکاوٹ بنیں گی تو یہ سب ناجائز ہیں۔

تخیل کے بت:

اب بتائیے کہ نماز میں کھڑا ہے تو بیوی بچوں کا خیال، کسی کو دوست کا خیال، کسی کو کزن کا خیال، کسی کو یونیورسٹی کالج کی ہم جماعت کا خیال تو پھر یہ کیا ہے؟

﴿يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سارا دن اس کا خیال ہے۔ یہ بت ہیں جو انسان نے دل میں سجائے ہوتے ہیں۔ یہ بت فقط پتھر کے ہی نہیں ہوتے، تخیل کے بھی بت ہوتے ہیں۔ یاد رکھیں! ایمان حقیقی کی لذت تب نصیب ہوتی ہے، جب انسان پتھر کے بتوں کو بھی توڑ دے اور تخیل کے بتوں کو بھی توڑ دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے

جب تک ان بتوں کو نہیں توڑیں گے تب تک ایمانِ حقیقی کی لذت نہیں ملے گی۔ اسی لیے تو کہنے والے نے کہا:

ترکت اللات والعزی جمیعا
کذلک یفعل الرجل البصیر

بصیرت رکھنے والا ہر بندہ ایسے کرتا ہے، ان بتوں کو توڑ کے رکھ دیتا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کی لذت محسوس کرنا چاہتے ہیں تو یہ جو صنم خانہ ہے، گند خانہ ہے، اس کی صفائی کرنی پڑے گی۔ ان بتوں کو توڑ کر ان سے نکلنا پڑے گا، تو کفر کی دنیا کو دھوکا کیا لگا؟ کہ نعمت میں ڈوب گئے اور رب کو بھول گئے۔

جس کا کھایئے اس کے گیت گایئے:

بھئی! دستور کی بات یہ ہے کہ جس کا کھایئے، اس کے گیت گایئے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا دیا کھاتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے گیت گائیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کریں، اپنے مولا کے شکر گزار بندے بن جائیں۔

کنگ پیتے ہیں ساگ کھاتے ہیں
اللہ سائیں کے گیت گاتے ہیں

ایسے انسان محنت کرتے نا! اسی لیے سیدنا سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ایسا اللہ تعالیٰ نے ان کو ملک دیا، شاہی دی کہ ایسی شاہی دنیا میں کسی کو نہیں دی۔ انسان، حیوان، چرند پرند، جنات سب پر ان کی شاہی تھی۔ خشکی کی مخلوق کے بھی بادشاہ تھے، تری کی مخلوق کے بھی بادشاہ تھے۔ ایسی بادشاہی دی، اتنی نعمتیں دیں، ان نعمتوں میں رہ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اللہ کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

استعمال کیا، اللہ تعالیٰ کو یاد کیا، حکم خدا کو پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نعم العبد بہترین بندہ بنا دیا۔ تو معلوم ہوا کہ اگر ہم ان نعمتوں میں زندگی گزاریں لیکن اپنے خالق حقیقی کو یاد رکھیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نعم العبد یعنی بہترین بندہ سمجھیں گے۔

پڑھے لکھے جاہل:

اور اگر ان نعمتوں میں لگ کر اپنے منعم حقیقی کو بھول جائیں تو پھر ہم جاہل ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴾

''اکثر لوگ یہ علم نہیں رکھتے''

لاعلم ہیں بے علم ہیں یہ کون ہیں۔

﴿ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ ﴾ (روم: ۷)

''یہ دنیا کے ظاہر کا علم جانتے ہیں، آخرت سے غافل ہیں''

تو جس طرح پانچ پڑھے کو لوگ جاہل کہہ دیتے ہیں، ایسے ہی دنیا کا علم کوئی رکھتا ہو اور آخرت کی طرف دھیان ہی نہ ہو تو وہ علم رکھنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ جاہل کہتے ہیں۔ اور اگر فقط دنیا کی کمپیوٹر سائنس پڑھ لی، بڑی انجینئرنگ کر لی بڑا اقبال کر لیا۔ ٹھیک ہیں یہ سب نعمتیں ہیں لیکن ان کی ڈائریکشن ٹھیک ہونی چاہیے۔ اگر ان کی سمت ٹھیک نہیں اور فقط دنیا میں کھاؤ پیو اور عیش اڑاؤ تک ہے تو اس نے تو پھر انسان کو مقصد حقیقی سے ہٹا دیا۔ تو مقصود سامنے رہے، ایسا نہ ہو کر کھیل کے پیچھے لگ کر انسان ملک کیپرا کو بھول جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

منعم حقیقی کو بھولنے والوں کیلئے ہلاکت:

تو ہم نعمتوں کو استعمال کریں اور پھر اپنے رب کا شکر بھی ادا کریں۔ اصل مقصود تو وہی ہے۔ یاد رکھیں! جو انسان نعمتیں تو استعمال کرتا ہے لیکن منعم حقیقی کو بھول جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس بندے پر بہت ہی زیادہ غصہ ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ اس بندے کے بارے میں جو اللہ کی نعمتوں کو استعمال کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے ارشاد فرمایا:

﴿قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ﴾ (عبس: ۱۷)

''مارا جائے یہ انسان جس نے کفر کیا''

ذرا اندازہ لگائیے کہ کیا انداز شاہانہ اختیار کیا گیا۔

﴿مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝﴾ (عبس: ۱۸۔۱۹)

''کس چیز سے اسے پیدا کیا؟ نطفہ سے پیدا کیا اور اس کا اندازہ مقرر کیا''

﴿ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝﴾

(عبس: ۲۰۔۲۲)

''پھر اس کے لیے راستہ آسان کیا، پھر اسے موت دی اور قبر میں ڈالا پھر جب چاہے گا اسے کھڑا کر دے گا''

تو معلوم یہ ہوا کہ ہم فقط ظاہر دنیا کا علم حاصل کر کے مطمئن نہ ہو جائیں۔ یہ متاع قلیل کا علم ہے اور اصل علم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سالک کیسے اس کے علم کو حاصل کرتا ہے اور وہ علم، علم النفس سے حاصل ہوتا ہے۔

آج علم ظاہر کی اہمیت ہے:

آج آپ اگر غور کریں تو صبح کے وقت ہمارے گھروں سے یہ جو ہماری بیٹے

www.besturdubooks.wordpress.com

بچیاں کتابیں بستے ہاتھ میں لے کر نکلتے ہیں ان کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ لاکھوں میں ان کی تعداد ہے لیکن رخ کدھر ہوتا ہے؟ سکولوں کالجوں کی طرف۔ اور قرآن اور حدیث پڑھنے والے کتنے ہوتے ہیں؟ ایک فیصد بھی نہیں ہوتے۔ اب جس قوم کے ایک فیصد بچے بھی قرآن اور حدیث پڑھنے کے طرف نہیں جاتے تو پھر اس قوم نے کس علم کو اہمیت دی ہے؟ علم ظاہر کو۔ اور اہمیت کیوں دے رہے ہیں؟ اس لیے کہ اس سے پیسہ آتا ہے۔ اگر لوگوں کو پتہ ہوتا کہ دورۂ حدیث کر لینے سے پچاس ہزار روپیہ تنخواہ بن جائے گی تو پھر دارالعلوم کے اندر لائنیں لگی ہوتیں، بیٹھنے کی جگہ ہی نہ ملتی۔ پھر ویٹنگ لسٹیں بنی ہوتیں۔ وزیر صاحب آ رہے ہوتے کہ جی میں بھی اپنے بیٹے کو عالم بنانا چاہتا ہوں لیکن مقصد کیا ہوتا؟ پچاس ہزار روپے۔

مقصدِ زندگی اور ضرورتِ زندگی:

تو بھئی یہ علم ظاہر حاصل کرنا منع نہیں ہے۔ فرق اتنا ہے کہ یہ ضرورتِ زندگی ہے اور وہ مقصدِ زندگی ہے۔ یہ علم کیا ہے؟ ضرورتِ زندگی ہے۔ اسے حاصل کیے بغیر دنیا میں انسان دوسروں کے ساتھ انٹرایکٹ نہیں کر سکتا، اللہ کے قانون کو نافذ نہیں کر سکتا، تو یہ علم حاصل کرنا بھی ضروری مگر ضرورت کی حد تک۔ لیکن وہ علم کہ جس سے اللہ رب العزت کی رضا ملے، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ انسان کو سمجھ میں آجائے وہ علم حاصل کرنا مقصدِ زندگی ہے، دونوں میں یہ فرق ہے۔

عالم کا مقام:

اس لیے ارشاد فرمایا کہ علم والوں کے درجات اللہ رب العزت بڑھاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ ظاہر میں انسان کے جسم میں جو دل کی حیثیت ہے معاشرے کے اندر وہی

www.besturdubooks.wordpress.com

حال عالم کا بھی ہے۔ اگر انسان کا دل بیمار ہو جائے تو پورا جسم بیمار ہو جاتا ہے، دل کا مریض ہمیشہ قابلِ رحم ہوتا ہے، جسمانی مریض ہو یا روحانی مریض ہو۔ اسی طرح اگر عالم بگڑ جائے تو بھی مریضِ قلب کی طرح ہوتا ہے۔ قلب مریض کی طرح ہوتا ہے، قابلِ رحم حالت ہوتی ہے اس کی۔ اگر کسی انسان کا دل صحت مند ہو تو بلڈ پریشر بھی ٹھیک ہوتا ہے اور صحت بھی اچھی رہتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی معاشرے میں علما ٹھیک ہوں صاحبِ علم اور ورع اور تقویٰ والے ہوں تو پھر پورے معاشرے کی کیفیت اور ہو جاتی ہے۔ دل کے بگڑنے سے انسان بگڑتا ہے اور دل کے سنورنے سے انسان سنورتا ہے۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ علما کے سنورنے سے معاشرہ سنورتا ہے اور علما کے بگڑنے سے معاشرہ بگڑتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! اس امت کی کشتی کیسے ڈوبے گی؟

فرمایا علما کے ذریعے سے۔

اس نے حیران ہو کے پوچھا کہ حضرت! اس امت کی کشتی کنارے کیسے لگے گی؟

فرمایا: علما کے ذریعے سے۔

تو وہ بڑا حیران ہوا کہ ڈوبے گی بھی علما کی وجہ سے اور کنارے بھی لگے گی علما کی وجہ سے۔ فرمایا: ہاں، جو علما بے سود ہوں گے ان کی وجہ سے کشتی ڈوبے گی اور جو علما سے حق ہوں گے ان کی وجہ سے کشتی کنارے لگ جائے گی۔ یہ جو درباری ملا ٹائپ لوگ ہوتے ہیں، ان کی وجہ سے کشتی ڈوبے گی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علما کی حیثیت دریا کی سی ہے اور عوام کی حیثیت نہر کی سی ہے، جب دریا کا پانی گدلا ہو گا تو نہروں میں بھی گدلا پانی آئے گا اور دریا کا پانی صاف ہو گا تو نہروں میں بھی صاف پانی آئے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علما کی تربیت کی ضرورت:

آج پتہ کیا ہوتا ہے کہ جمعہ پڑھانا ہوتا ہے، کہتے ہیں دو چار اخبار لے آنا۔ اخباری خبروں سے امت کی اصلاح تھوڑی ہوتی ہے؟ اب دو چار اخبار پڑھ کر جو جمعے کے خطبے میں تبصرے کر دیے جائیں گے تو ان تبصروں سے قوم کی اصلاح تھوڑی ہوگی۔ آپ جمعہ پڑھانے کے لیے مشکوٰۃ شریف کا مطالعہ کرتے، بخاری شریف کا مطالعہ کرتے، مسلم شریف کا مطالعہ کرتے تو سمجھ میں آتی بات کہ آپ قوم کو کچھ نصیحت دے رہے ہیں۔ اخباری بیان!! دو چار نعرے ہوں ہاں کے لگ گئے اور کہتے ہیں کہ بس ہم نے بڑا کام کیا۔ اپنی حالت کیا ہوتی ہے؟ ملک کے صدر کو گالیاں نکالتے ہیں اور مسجد کے صدر سے ڈر رہے ہوتے ہیں، مسجد کے صدر کے سامنے خود جھک رہے ہوتے ہیں، پتہ ہے کہ یہ نکال دے گا۔ اب توحید کہاں گئی؟ تو اس لیے اہل علم کی اصلاح زیادہ اہم ہے کہ وہ آگے معاشرے کی اصلاح کرنے والے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں Trained the trainer کہ جو آگے تربیت دینے والا ہو تم اس کو تربیت دے دو۔

علم کا اندھیرا:

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

''اکثر لوگ نہیں جانتے''

﴿يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾

''کہ وہ دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اس کا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں جو فقط ظاہر کا علم رکھنے والے لوگ ہیں وہ بے علم ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں جاہل ہیں:

﴿وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ﴾

''اور وہ آخرت سے غافل ہیں''

علامہ اقبال نے کہا:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

پوری دنیا کو قمقموں سے روشن کرنے والا انسان اپنے من میں اندھیرا لیے پھرتا ہے۔ پھر باہر کے گھر کے چراغ کیا کریں گے جب تیرے دل کے گھر کا چراغ بجھ گیا۔

ظاہری علم کب فائدہ مند ہوتا ہے؟

اس لیے یہ جو باہر کا علم ہے یا آفاق کا علم یہ بھی تب فائدے مند ہے جب اس کی سمت ٹھیک ہو اور یہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جائے۔ اگر اس کی سمت ٹھیک ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے جائے اور انسان کی کیفیت یہ ہو:

﴿وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

اور وہ کیا کہتے ہیں؟

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ (آل عمران:۱۹۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر یہ کیفیت ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک بندے نے یہ الفاظ پڑھے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساری زندگی کے گناہوں کو بخش دیا کہ اس نے مجھے آسمان کو دیکھا، غور کیا، میری عظمتوں کو پہچان لیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ مادی علم، یہ ظاہری دنیا کا علم بھی فائدہ مند ہے جب یہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب بنا تا ہے۔ اور جب یہ خالق سے غافل کر کے اپنے ہی اندر گم کر دے تو یہ ٹریک بن جاتا ہے۔

بے دینوں کی غلط فہمی:

چنانچہ ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی مفتی صاحب سے بات کر رہا تھا، بات کرتے ہوئے مفتی صاحب سے کہنے لگا آپ کچھ پڑھے لکھیں بھی ہیں؟ اب اندازہ لگائیے! وہ بات مفتی صاحب سے کر رہا ہے اور پھر کہتا ہے آپ کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں۔ کتنی سوچ میں تبدیلی آ گئی کہ جس شخص نے قرآن وحدیث کے علوم کو اپنے سینے میں سمیٹ لیا، اس سے پوچھ رہے ہیں کہ مفتی صاحب آپ کچھ پڑھے ہوئے بھی ہیں؟ یعنی وہ انگریزی کی کٹ مٹ جو دو پڑھا ہوا ہوگا، یہ اس کو پڑھا لکھا سمجھتے ہیں ورنہ اس کو جاہل سمجھتے ہیں۔ حقیقت میں جو دین کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوں، جو آخرت سے غافل ہوں، اللہ تعالیٰ سے غافل ہوں، وہ جتنی بھی معلومات اکٹھی کرلیں وہ سارے کے سارے بے دین لوگ ہوتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴾ (روم: ۷)

اصلی علم شکر گزاری سکھاتا ہے:

جو اصلی علم ہے وہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی معرفت دیتا ہے اور اس کی شکر گزاری

www.besturdubooks.wordpress.com

سکھاتا ہے۔ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لیے دی ہیں کہ ہم ان نعمتوں کو استعمال کریں اور اپنے منعم حقیقی کے شکر گزار بندے بن جائیں۔ اسی لیے کسی بندے کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا ہو اور وہ فقیر بن کے زندگی گزارے، پھٹے پرانے کپڑے پہنے، اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند نہیں فرماتے۔

﴿یُحِبُّ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یُّرٰی عَلٰی عَبْدِہٖ﴾

"اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے کے اوپر دیکھے"

"کہ وہ دیکھے"

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو نعمت دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھنا پسند فرماتا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ صاف ستھرا رہے۔ تو نعمتیں استعمال کرنا برا نہیں ہے لیکن نعمتوں کو استعمال کر کے دینے والے کو بھول جانا یہ برا کام ہے۔

آج جس کو دیکھو! وہ دعا میں یہ چیزیں مانگ رہا ہے، اللہ تعالیٰ رزق بڑا کر دے، کامیاب کر دے، صحت دے دے، بیوی دے دے، گھر دے دے، گاڑی دے دے، سب نعمتیں مانگی جا رہی ہیں، کیا اس نے یہ بھی دعا مانگی ہے؟ اے اللہ! اپنی محبت عطا فرما دے۔ کولہو کے بیل کی طرح کہ وہ بے چارہ ساری رات چلتا ہے، صبح جب اس کی آنکھوں سے پٹی کھولتے ہیں تو جہاں چھوڑا تھا، وہیں کھڑا ہوتا ہے۔ یہ دنیا کی چکی میں گھومنے والے، جدھر سے چلتے ہیں عمر گزار کے وہی کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اصل مقصود یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی معرفت نصیب ہو جائے اور انسان اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جائے، اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن جائے۔ اگر اس بندے میں بندگی ہے تو یہ کامیاب ہے ورنہ پریشانی ہے، اسی کو ہمارے بزرگوں میں سادہ لفظوں میں کہہ دیا: ؎

زندگی آمد برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

آج زندگی میں بندگی والے تو تھوڑے ہیں شرمندگی والے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرمندگی سے نجات عطا فرمائے اور اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔

عالم اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے:

ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (زمر:۹)

اے محبوب! ارشاد فرما دیجیے: اب اس بات کو کرنے کا اور بھی انداز ہو سکتا تھا لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے ذریعے سے ایک بات کروائی۔ قـل یہ جو قـــل کا لفظ ہے نا یا اعلان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ حکومت کچھ کام کرتی ہے غیر اعلانیہ، کچھ کاموں کا اعلان کرواتی ہے۔ جو اعلانیہ کام ہوتے ہیں وہ بڑے مہتم بالشان اور عظیم کام ہوتے ہیں۔ تبھی تو حکومتیں اعلان کرواتی ہیں کہ ہم نے نئی ایک نیا پروجیکٹ شروع کیا، ایک نئی پالیسی ہم نے شروع کروا دی، ایک نیا روڈ میپ لیا۔ تو بڑے کاموں کے اعلانات کیے جاتے ہیں، اللہ پاک نے بھی اس بات کو کروانے کے لیے جو قل کا لفظ اپنے محبوب سے استعمال کروایا، مطلب یہ کہ Anouncement ہو رہی ہے، اعلان ہو رہا ہے۔ قل فرما دیجیے: آگے کیا؟

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

”کیا عالم اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں“

اب ھـل استفہامیہ آگے لے آئے اور بات کا انداز یہ بنایا کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔ اس میں کنایہ ہے اور علما نے لکھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ الصَّرِیْحِ

کہ کنایہ میں کوئی بات کی جائے تو اس میں زیادہ بلاغت ہوتی ہے بہ نسبت صراحت سے بات کرنے میں۔ تو اللہ رب العزت نے یہاں کنائے میں بات فرما دی۔ کیا بات کی؟ وہ فرما سکتے تھے کہ علم والے بے علم لوگوں سے افضل ہیں، مگر یہ انداز کیوں نہیں اپنایا؟ اس لیے نہیں اپنایا کہ رب کریم جانتے تھے کہ میرے بندوں کے دماغ چھوٹے ہیں، اس بات کو پڑھ کر کہیں علم والوں کے دماغ نہ خراب ہو جائیں، کہیں ان کے اندر فخر نہ آ جائے، میں نہ آ جائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے کنائے میں بات کرنا پسند کیا اور کہا کہ مقصد بھی سمجھ لیں اور دماغ میں کوئی فتور بھی پیدا نہ ہو۔ تو کیا فرمایا؟

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (زمر:۹)

"کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں"

اولوا الالباب کون ہیں؟

آگے فرمایا:

﴿اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (زمر:۹)

انما حصر کا کلمہ ہے کہ جو اس بات کو سمجھتے ہیں عقل والے وہی ہیں، جو اس بات کو نہیں سمجھتے ہیں وہ عقل والے ہی نہیں ہیں۔

اچھا اس کے بعد یَتَذَکَّرُ کا لفظ استعمال کیا یَتَعَلَّمُ کا لفظ بھی استعمال فرما سکتے تھے۔ تو یہ فرق کیا ہے؟ تو اس پر بھی مفسرین نے نکتہ بیان فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ جو تذکیر کا لفظ ہوتا ہے وہ بھولے سبق کو یاد دلانا ہوتا ہے، یہ انسان کا بھولا ہوا سبق ہے۔ یہ سبق اللہ تعالیٰ نے کب پڑھایا تھا؟ یہ پڑھایا تھا یوم الست میں جب پوچھا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا:

﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

"سب نے کیا جواب دیا تھا"

﴿قَالُوا بَلٰى﴾ "کہا: جی ہاں آپ ہی ہیں"

کہ ہم نے یہ سبق پڑھا ہوا تھا دنیا میں آ کے اس سبق کو بھول گئے، اور اپنے رب کی طرف سے انہوں نے رخ پھیر لیا، اس کی طرف پیٹھ کر دی۔ اب ان کو وہ سبق یاد دلا رہے ہیں اسی لیے تذکر کا لفظ استعمال ہوا۔

﴿إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾

اس کی پرکھ رکھتے ہیں عقل والے، اس کو سمجھتے ہیں، جانتے ہیں۔ یہ پرانی بات ہے، یہ کوئی نئی بات تمہیں نہیں بتا رہے، یہ پرانا سبق یاد دلا رہے ہیں۔ مگر یہ جاننے والے کون ہیں؟ اولوا الالباب یہاں پر اولوا العقول تو نہیں فرمایا: اولوا الالباب کہا تو مفسرین نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ لب کہتے ہیں:

﴿الْعَقْلُ بِدُوْنِ الْوَهْمِ وَالشَّهْوَةِ﴾

"جو عقل وہم سے اور شہوت سے خالی ہو"

اگر عقل میں وہم ہو اور شہوت ہو تو وہ کبھی صحیح فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اس لیے کفار کے پاس عقل ہوتی ہے لب نہیں ہوتا، ان کی عقل پر ان کی شہوت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس لیے تالیوں کی گونج میں بل پاس کرتے ہیں کہ مرد سے مرد کی شادی جائز ہے۔ عقل پہ پردے پڑے یا نہیں پڑے؟ یہ دیکھو! ان کی عقل نے ان کو کیا سکھایا؟ قانون پاس ہو رہے ہیں کہ مرد کی مرد سے شادی جائز ہے۔ خلاف فطرت بات ہے لیکن یہ عقل ہے اس پہ شہوت کا غلبہ ہے، وہم کا غلبہ ہے۔ اس لیے یہاں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾
"اس کو لب رکھنے والے یعنی سمجھ رکھنے والے جانتے ہیں"

تو جس کے پاس یہ لب نہیں، اس کے پاس کچھ نہیں۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ وہ عقل عطا فرما دے جو حقیقتوں کو سمجھنے والی ہو۔

درجات اہلِ علم کے لیے ہیں:

معلوم ہوا اللہ رب العزت نے اہلِ علم حضرات کے لیے درجات بنائے ہیں۔ اسی لیے فرمایا:

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾
(الطلاق:۱۱)

"جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا ان کو اللہ تعالیٰ بلند درجے عطا کرے گا"

کافروں سے مؤمن کو فضیلت اور مومنوں میں علما کو فضیلت حاصل ہے۔ یہ درجات اللہ نے بنا دیے مگر یہ علم والے بھی سمجھ لیں۔

﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾
"ہر علم کے اوپر بھی ایک علم والا ہے"

یہ اہلِ علم بھی ذرا نخرے میں نہ آئیں کہ پتہ نہیں ہم کیا بن گئے؟ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں جس نے یہ نعمتیں عطا فرمائیں۔ اس لیے ہم اپنے دلوں کو صاف کریں، اپنے رب کی یاد اپنے دلوں میں بسائیں، اپنے علم کے نور سے اپنے دلوں کو منور کریں، اگر ایسا کریں گے تو یہ علم فائدہ مند ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ظاہری علوم کا حصول بھی واجب ہے:

یاد رکھیں کہ آفاق کا علم حاصل کرنا یہ واجب ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس علم کی وجہ سے کافر مسلمانوں پر غالب آسکتے ہوں اس علم کا حاصل کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ دیکھو! یہ ہے اصل نکتہ۔ اگر مسلمان مغلوب ہو جاتے ہیں کسی وجہ سے اور اسلام کا پرچم نیچا ہو جاتا ہے کسی وجہ سے تو فرمایا کہ تم وہ علم حاصل کرو جس سے وہ غالب آسکتے ہیں اور اعلائے کلمہ کے لیے نکلو! تو جس علم کی وجہ سے کافر مسلمانوں کے اوپر غالب آسکتے ہیں، اس علم کا حاصل کرنا واجب ہے۔

لیکن جس علم کی بات ہم کر رہے ہیں یہ علم النفس سے تعلق رکھتا ہے کہ انسان کے نفس کی اصلاح کیسے ہوتی ہے؟ اللہ کی رضا کیسے ملتی ہے؟ انسان کی روح کو غذا کیسے ملتی ہے؟ یہ علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے۔ اب درجے کا اندازہ آپ خود لگا لیں۔ جو کالجوں یونیورسٹیوں میں جا رہے ہیں، زیادہ سے زیادہ کہیں تو وہ واجب پر عمل کر رہے ہیں، لیکن جو مدارس میں جا رہے ہیں وہ فرضِ عین پر عمل کر رہے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم علما کی قدر کریں اور ان کا اکرام کریں اور خود بھی علم حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے علم کا نور مانگیں۔

اصل علم کی تعریف:

۱۹۷۳ء۔۷۴ء کی بات ہے کافی پرانی بات ہے، ایک مرتبہ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے۔ ہم بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تھوڑے وقت میں اللہ والے بڑی قیمتی باتیں بتا جاتے ہیں۔ اور بھی کچھ طلبا ملنے آئے ہوئے تھے تو حضرت نے علما سے پوچھا کہ بھئی علم کیا ہوتا ہے؟ علم کا مفہوم کیا ہے؟ کسی نے کہا: جاننا، کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا: پہچانا، کسی نے کہا: اللہ تعالیٰ کی معرفت۔ حضرت خاموش بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت! آپ ہی بتا دیجیے علم کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے عجیب جواب دیا، فرمایا: علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہو جانے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا۔ اگر یہ کیفیت ہے تو علم ہے، ورنہ وبال ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں علم کا نور عطا فرمائے۔ اصل یہ علم ہے، یہ علم حاصل کرے تو انسان اشرف المخلوقات بن جاتا ہے، علامہ اقبال نے ایک عجیب خوبصورت شعر کہا: ؎

کہا کہ کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
اور مؤمن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

تو یہ علم جب بندہ حاصل کر لیتا ہے تو پھر آفاق اس میں گم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایک قلب بسیط عطا فرماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اسکو مقام تسخیر عطا فرماتے ہیں۔ ممبر پہ کھڑے ہوتے ہیں، یاساریۃ الجبل کہتے ہیں اور ہوا ان کے پیغام کو سینکڑوں میل دور پہنچا دیتی ہے۔ اگر دریا کے نام پر رقعہ لکھ دیتے ہیں تو پھر دریا کا پانی بہنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر کوئی درخت پر چڑھ کے اعلان کر دیتا ہے: جنگل کے جانورو! جنگل خالی کر دو! آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا بسیرا ہے تو شیرنی بھی اپنے بچے کو لے کر وہاں سے بھاگ نکلتی ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس علم کا نور حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد انتیس

- محبتِ الٰہی بڑھانے کے اسباب
- بیت اللہ کا سفر
- عظمتِ صحابہ
- عالمِ ربانی کی پہچان
- اکابرینِ امت اور عشقِ قرآن
- اسلوبِ زندگی
- اعترافِ قصور
- قرآن مجید اور سائنسی اشارے

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

خطباتِ فقیر 29

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

- عرضِ ناشر 15
- پیش لفظ 17

محبت الٰہی بڑھانے کے اسباب 19

- اقتباس 20
- دل کا کام 21
- محبت کسے کہتے ہیں؟ 22
- لفظ ''حب'' میں علمی نکات 22
- محبت کے بارے میں علماء کے اقوال 24
- محبت الٰہی بڑھانے کے اسباب 26
- (1) کثرت سے ذکر کرنا 26
- اکابرینِ امت اور کثرتِ ذکر 31
- حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں والے 31
- حضرت کے ایک خلیفہ کا واقعہ 32
- سید احمد بدوی رحمہ اللہ 33
- نفسانی محبت نکالنے کا نسخہ 34
- ایک شہزادی کے عاشق کا واقعہ 35
- مولانا روم رحمہ اللہ کی نصیحت 37
- حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی 38

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

✿ ...... یہ کیسے ممکن ہے؟	38
✿ ...... ③ قرآن مجید کی تلاوت کرنا	38
✿ ...... ④ نوافل پڑھنا	40
✿ ...... اسلاف کا معمولِ نوافل	41
✿ ...... ④ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر فوقیت دینا	43
✿ ...... ⑤ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں غور کرنا	45
✿ ...... ایک عام دستور	45
✿ ...... تین عجیب باتیں	46
✿ ...... ⑥ ظاہری اور باطنی نعمتوں کا مشاہدہ کرنا	49
✿ ...... ابراہیم علیہ السلام اور ستر سالہ مشرک	50
✿ ...... ⑦ دل کا ٹوٹنا	51
✿ ...... ⑧ خلوت میں اللہ کے ساتھ وقت گزارنا	53
✿ ...... رونا بخت جگا دیتا ہے	54
✿ ...... ایک باندی کا سبق آموز واقعہ	55
✿ ...... ⑨ تعلق مع اللہ کی رکاوٹ کو ختم کرنا	56
✿ ...... نیک بننے میں رکاوٹیں	57
✿ ...... ⑩ اولیاء اللہ کی صحبت میں وقت گزارنا	58
✿ ...... رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی محبت کے واقعات	60
✿ ...... مجنوں کا جواب	64
✿ ...... بندے کے دل پر اللہ کی نگرانی......!	64
✿ ...... اہل محبت کے اعمال کی قیمت	65
✿ ...... ایک نکتے کی بات	65

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ ...... شرابِ دنیا اور شرابِ الفت میں فرق	67
❁ ...... محبت ہو تو ایسی	67
❁ ...... محبت الٰہی زندگی کا مقصود ہے	68
❁ ...... عجیب اشعار	69
❁ ...... اہل محبت کی حوصلہ افزائی	70
❁ ...... اللہ کی محبت یوں مانگیں	71
❁ ...... عشق کی دعائیں	72
❁ ...... **بیت اللہ کا سفر**	75
❁ ...... اقتباس	76
❁ ...... تجلیات ذاتیہ کا ورود	77
❁ ...... دیدار بیت اللہ کی تڑپ	78
❁ ...... بیت اللہ کا سفر......ماضی وحال کے آئینے میں	78
❁ ...... اللہ تعالیٰ کے پڑوسی	81
❁ ...... ہر نماز امام کے پیچھے پڑھنے کا اہتمام	81
❁ ...... یومیہ ستر طواف کرنے کا معمول	81
❁ ...... افغانی شیخ کا شوق طواف	82
❁ ...... ہر آیت کے بعد دعا مانگنے کا اہتمام	82
❁ ...... حاکم وقت سے بے اعتنائی	83
❁ ...... مجاہدہ کے بعد مشاہدہ	83
❁ ...... عربوں کے مجاہدہ	84
❁ ...... بیت اللہ کے پڑوس کی عظمت	84
❁ ...... بارش کی وجہ سے پریشانی	85

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ ...... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	86
❁ ...... اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے	87
❁ ...... ریاکاری کا رونا	89
❁ ...... مرکزِ تجلیات سے حصولِ فیض	90
❁ ...... ایک معذور نوجوان کا واقعہ	92
❁ ...... پلکوں کے بل..... حرم کا سفر	94
❁ ...... تجلیات کا طواف کون کرتے ہیں؟	95
❁ ...... منظرِ کعبہ نگاہوں میں بسا لوں تو چلوں	95
❁ ...... **عظمتِ صحابہؓ**	97
❁ ...... اقتباس	98
❁ ...... احسانِ عظیم	99
❁ ...... عزت وعظمت کا دارومدار ایمان پر ہے	100
❁ ...... ترتیبِ خلافت...... بقدرِ قرابت	102
❁ ...... انبیا کے کمالات صحابہ رضوان اللہ علیہم میں	103
❁ ...... کتبِ سماویہ میں صحابہ کی نشانیاں ہیں	105
❁ ...... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ایمان کا معیار	106
❁ ...... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ایمان کا امتحان	106
❁ ...... شانِ صحابہ	107
❁ ...... صحابہ کرام کا بغض رکھنے والے اللہ کی نظروں سے گر جاتے ہیں	110
❁ ...... ملائکہ کا سردار اور صحابہ کا سردار	113
❁ ...... امانتیں پہنچانے کی ذمہ داری	113
❁ ...... اتباعِ سنت کی اہمیت	116

www.besturdubooks.wordpress.com

۞ ...... **عالم ربانی کی پہچان** 121

۞ ...... اقتباس 122

۞ ...... اللہ والے بننے کا حکم 123

۞ ...... گمراہ ہونے والے علما 124

۞ ...... اللہ والوں کی پہچان 125

۞ ...... طمع کی بجائے زہد 126

۞ ...... انسان کی سوچ کب بدلتی ہے؟ 126

۞ ...... ایک تبرِدار کے دل کا روگ 126

۞ ...... تصنع سے پاک زندگی 127

۞ ...... اللہ والوں کا مقصد 128

۞ ...... روزانہ نیا جوڑا پہننے والے بزرگ 129

۞ ...... مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا زہد 129

۞ ...... حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا زہد 131

۞ ...... عداوت کی بجائے ہمدردی 132

۞ ...... اصلاح کے پہلو کی تلاش 132

۞ ...... ہمدردی ہو تو ایسی 133

۞ ...... تکبر کی بجائے تواضع 134

۞ ...... خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع 134

۞ ...... انعامات کی بارش 135

۞ ...... قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع 137

۞ ...... خود پسندی کا علاج 138

۞ ...... ریا کی بجائے اخلاص 139

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاص کا درس	139
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اخلاص	141
ریا کی قباحت	141
شک کی بجائے یقین	142
یقین پیدا کریجیے	142
کہیں اللہ سے نظر ہٹ نہ جائے	143
میدان بدر میں خدائی مدد	143
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اللہ پر یقین	144
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا اللہ پر یقین	145
اکابرین امت اور عشق قرآن	151
اقتباس	152
عزتوں میں اضافے کا سبب	153
ایسی چیزیں جن سے دل کبھی نہیں بھرتا	154
پاکیزہ دل کی پہچان	156
قرآن کی نسبت ہر حال میں فائدہ دیتی ہے	156
ایک سبق آموز واقعہ	157
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرآن سے لگاؤ	159
تیروں کے سائے میں قرآن کی تلاوت	160
مسحور کن تلاوت قرآن	160
عرش سے قرآن سننے کی فرمائش	161
تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے کی فضیلت	162
قرآن سننے کے لیے فرشتوں کا نزول	162

www.besturdubooks.wordpress.com

قاری قرآن کے لبوں کا بوسہ	163
ایک شکوہ بھری دعا	164
ایک عاشق قرآن دولہا	164
قرآن کے گلشن میں طواف	165
ہر ہر آیت کے آخری لفظ کی تلاوت	166
قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	166
بیٹی کی رخصتی کا عجیب واقعہ	168
تلاوت قرآن کا بلاناغہ معمول	169
نسل در نسل قرآن کا فیض	169
قرآن کا فیض کیسے جاری ہوتا ہے؟	170
حافظ والا گاؤں کی وجہ تسمیہ	170
قرآن مجید کو سفارشی بنا لیجیے	171
نو سال بعد تلاوت کی توفیق ملی	172
عزتیں دینے والی کتاب	172
خلافت عثمانیہ کی بنیاد	173
ایک نکتے کی بات	177
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق قرآن	177
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	178
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	179
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	180
خاندان ولی اللہ اور عشق قرآن	180
میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	181

www.besturdubooks.wordpress.com

⊛ ...... مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو سعادت کا تاج کیسے ملا	181
⊛ ...... شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	182
⊛ ...... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	182
⊛ ...... امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	183
⊛ ...... قرآن سن کر سانپ جھومنے لگا	184
⊛ ...... حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	185
⊛ ...... حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن	185
⊛ ...... **اسلوب زندگی**	189
⊛ ...... اقتباس	190
⊛ ...... مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ	191
⊛ ...... سیدنا آدم علیہ السلام کی مثال	192
⊛ ...... سیدنا نوح علیہ السلام کی مثال	192
⊛ ...... سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مثال	192
⊛ ...... سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال	193
⊛ ...... زندگی گزارنے کے دو راستے	194
⊛ ...... جب غلطی کا احساس ہو جائے تو......	196
⊛ ...... کٹ حجتی سے بچیں	196
⊛ ...... ماننے کی عادت ڈالیں	197
⊛ ...... دو اصول	199
⊛ ...... حکم خدا کی عظمت	200
⊛ ...... گناہ کیسے چھوٹ سکتے ہیں؟	201
⊛ ...... عزت و دولت کا پیمانہ	201

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ ...... بڑے بڑوں کی رعونت کیسے نکلی؟	202
❁ ...... اپنی کوتاہی کی ضرور مانیں	203
❁ ...... عناصر اربعہ کی طاقت	204
❁ ...... مٹی کی طاقت	204
❁ ...... ہوا کی طاقت	205
❁ ...... پانی کی طاقت	206
❁ ...... آگ کی طاقت	206
❁ ...... ایک عبرت ناک واقعہ	208
❁ ...... عطائے شاہی کی قدر	209
❁ ...... اپنی اوقات کا خیال	211
❁ ...... ایاز کے دل میں فرمانِ شاہی کی قدر	213
❁ ...... بے نیاز پروردگار کا شاہانہ کلام	214
❁ ...... ازواجِ مطہرات کے لیے پروردگار کا حکم	216
❁ ...... چشمِ بصیرت کو کھول کر دیکھیے	216
❁ ...... سیدنا نوح علیہ السلام کو ارشادِ ربانی	217
❁ ...... **اعترافِ قصور**	221
❁ ...... اقتباس	222
❁ ...... انسان خطا کا پتلا ہے	223
❁ ...... معصوم اور محفوظ ہستیاں	224
❁ ...... اچھے انسان کی پہچان	224
❁ ...... تصوف کا بنیادی نکتہ	224
❁ ...... خود پسندی کیسے ختم ہوتی ہے؟	226

www.besturdubooks.wordpress.com

✿ ...... شکستہ دل کی قدر و منزلت	226
✿ ...... توبہ کرنے والے خطا کار کی عظمت	227
✿ ...... ایک سبق آموز واقعہ	227
✿ ...... شیطان کے راستے پر چلنے والا	229
✿ ...... لفظ ''انا'' کی تحقیق	229
✿ ...... انا العابد اور انا الزاہد کہنا	230
✿ ...... فنا کی دلیل	230
✿ ...... منصور حلاج اور فرعون کا انا کہنے میں فرق	230
✿ ...... تصوف کا مقصود	231
✿ ...... بکری کی ''میں'' بھی نکل گئی	231
✿ ...... ''میں'' کے متبادل الفاظ	232
✿ ...... صفتِ رحیمیت کا ظہور کیسے ہوگا؟	233
✿ ...... ایک مجذوب کا پر کیف کلام	233
✿ ...... گناہ و ترقی کا باعث ...... مگر کیسے؟	234
✿ ...... مولانا مونگیری رحمۃ اللہ علیہ اور خوف و رجا	234
✿ ...... قرآن مجید میں امید افزا آیات	235
✿ ...... اعترافِ قصور ...... انبیائے کرام کا شعار	237
✿ ...... حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی	241
✿ ...... امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا خوفِ خدا	241
✿ ...... شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	242
✿ ...... علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب کلام	242
✿ ...... ایک عاجزانہ دعا	243

www.besturdubooks.wordpress.com

❁	خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	243
❁	ایک مسنون دعا	244
❁	یا اللہ اب رحم فرما	245
❁	اعتراف قصور کرنا ہی پڑے گا	245
❁	**قرآن مجید اور سائنسی اشارے**	249
❁	اقتباس	250
❁	آبِ حیات	251
❁	مقناطیس رحمت	252
❁	قرآن مجید اور سائنسی اشارے	253
❁	کائنات...... ایک سجا ہوا محل	254
❁	دل بھرتا ہی نہیں	254
❁	جہاں پانی...... وہاں زندگانی	256
❁	زمین کا توازن (Balancing of Earth)	257
❁	چاند اور سورج کے لیے تذکیر و تانیث کے صیغے	258
❁	قارون کے دھنستے رہنے کا سائنسی ثبوت	259
❁	حقیقت کب کھلتی ہے	261
❁	ایک فرانسیسی کیپٹن کا قبول اسلام	261
❁	واقعہ معراج کا سائنسی ثبوت	263
❁	رویت ہلال اور سائنس کی بے بسی	267
❁	ڈارون کی تھیوری	272
❁	ڈارون کی تھیوری کا رد...... جینیٹک انجینئرنگ سے	273
❁	ایک کمیونسٹ کا اعتراض اور اس کا جواب	275

www.besturdubooks.wordpress.com

⚙ ..... ایک سائنسی جواب 277

⚙ ..... دماغ کے بارے میں نئی تحقیق 278

⚙ ..... نماز کے ذریعے روحانی علاج کا سائنسی ثبوت 280

⚙ ..... مخلوقات عالم اور تسبیح خداوندی 280

⚙ ..... قرآن مجید سمجھنے کے دو درجے 283

⚙ ..... قرآن مجید کی تاثیر 285

⚙ ..... ⚙ ..... ⚙

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ

﴿وَالَّذِینَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾

محبت الٰہی بڑھانے کے اسباب

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

خصوصی مجالس: بعد نماز مغرب سالانہ اجتماع جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت الٰہی بڑھانے کے اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى
الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دل کا کام:

اللہ رب العزت نے ہر انسان کو دھڑکتا ہوا دل اور پھڑکتا ہوا دماغ عطا فرمایا ہے۔ یہ دھڑکتا ہوا دل عشق الٰہی کا برتن ہے اور پھڑکتا ہوا دماغ علم الٰہی کا برتن ہے۔

جسم کے ہر عضو کا کوئی نہ کوئی کام ہے۔ آنکھ سے ہم دیکھتے ہیں، کان سے سنتے ہیں، زبان سے بولتے ہیں، ناک سے سونگھتے ہیں۔ اسی طرح ہاتھ پاؤں کے بھی اپنے اپنے کام ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دل کا کیا کام ہے؟ دل کا کام ہے، محبت کرنا۔ ہر انسان کا

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کسی نہ کسی سے محبت ضرور کرتا ہے۔

دل بحرِ محبت ہے محبت یہ کرے گا
لاکھ اس کو بچا تو یہ کسی پر تو مرے گا
پتھر سے ہو، خدا سے ہو یا پھر کسی سے ہو
آتا نہیں ہے چین محبت کیے بغیر

دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو یہ کہے کہ مجھے کسی سے محبت نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ رب العزت سے محبت ہے، یا مخلوق کے ساتھ محبت ہے۔

محبت کسے کہتے ہیں؟

''محبت'' دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ یہ کیا ہوتی ہے؟ کہ بندے کو کوئی چیز پسند آ جائے..... کوئی بندہ پسند آ جائے، یا اللہ رب العزت کے ساتھ تعلق جڑ جائے..... پھر ہر وقت بندے کا دھیان اسی کی طرف رہتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ بس اسی کو دیکھتے رہیں۔

بچپن کے زمانے میں ہم پنجابی زبان میں ایک نعت سنا کرتے تھے:

ایسا نقش کیتے تیرا محبوبا جدوں ویکھا تے سامنے توں ہوویں
اکھاں میٹاں تے تیری شکل دسے، اکھاں کھولاں تے سامنے توں ہوویں

دل کی اس کیفیت کا نام محبت ہے۔

لفظ ''حُب'' میں علمی نکات:

محبت کا لفظ ''حُب'' سے بنا ہے۔ اس میں دو حرف ہیں۔ طالب علم کے لیے اس میں کچھ نکات ہیں۔

پہلی بات ..... اس میں دو حروف ''حا'' اور ''با'' استعمال ہوئے ہیں۔ اگر آپ ان کے مخارج پر غور کریں تو ''حا'' کا مخرج اقصیٰ حلق بنتا ہے۔ یہ حروف حلقی میں سے ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیونکہ یہ حلق سے نکلتا ہے۔ اور پھر حلق کے بھی آخری کنارے سے نکلتا ہے، اور "با" حروف شفویہ میں سے ہے، کیونکہ یہ ہونٹوں سے نکلتا ہے۔ اور یہ مخرج کا سب سے قریب کا کنارہ ہے۔ گویا ایک حرف آخری مخرج سے ہے اور ایک حرف پہلے مخرج سے..... گویا یہ لفظ بتاتا ہے کہ یہ وہ کیفیت ہے کہ:

اِبْتِدَاءُ هَا مِنْهُ وَانْتِهَاءُ هَا اِلَیْهِ

"یعنی اس کی ابتدا محبوب سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا بھی محبوب پر ہوتی ہے" محبت جو ہوئی۔

دوسری بات: اس میں ایک حرکت ہے، پیش والی' اس کو ضمہ کہتے ہیں۔ قراء حضرات جانتے ہیں کہ

"حَرَکَةُ الضَّمِّ هِیَ اَشَدُّ الْحَرَکَاتِ"

جتنی بھی حرکتیں ہیں، کسرہ، فتحہ اور ضمہ ان میں سے ضمہ (یعنی پیش) میں شدت ہے۔ اور جیسے اس کی حرکت میں شدت ہے اسی طرح محبت کی کیفیت میں بھی وہی شدت ہوتی ہے۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے
محبت کے انداز ہیں سب پرانے
خبردار ہوا اس میں جدت نہیں ہے

محبت چیز ہی ایسی ہے جس میں ہمیشہ شدت ہوتی ہے۔

تیسری بات: جب "حب" کا لفظ ادا کیا جاتا ہے تو دو ہونٹ آپس میں ملتے ہیں۔ گویا یہ حب کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ یہ وہ تعلق ہے جو دونوں کو ملا دیتا ہے۔ اگر شرعی تعلق ہو تو یہ دو

www.besturdubooks.wordpress.com

بندوں کے دلوں کو ملاتا ہے اور اگر اللہ سے محبت ہو تو بندے کو اپنے رب سے واصل کر دیتا ہے۔

محبت کے بارے میں علما کے اقوال:

اس محبت کے بارے میں علما نے بہت سے اقوال لکھے ہیں۔ ان میں سے چند ایک اقوال نمونے کے طور پر سن لیجیے:

☆..... بعض نے فرمایا:

"اَلْمَحَبَّةُ هِيَ الْمَيْلُ الدَّائِمُ بِالْقَلْبِ الْهَائِمِ"

"محبت یہ ہے کہ دل کی توجہ ہمیشہ محبوب کی طرف رہے، پیاسے دل کے ساتھ"

هائم کا لفظ هیم سے بنا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ اس هیم کا معنی ہے، پیاسا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پیاسے دل کا کسی کی طرف متوجہ رہنا محبت کہلاتا ہے۔ جیسے پیاسے کو ہر وقت پانی کا خیال رہتا ہے اسی طرح جب دل محبت کرتا ہے تو محبوب کی طرف میں ہر وقت دھیان رہتا ہے۔

☆..... بعض بزرگوں نے فرمایا:

"اِيْثَارُ الْمَحْبُوْبِ عَلٰى جَمِيْعِ الْمَصْحُوْبِ"

"محبت یہ ہوتی ہے کہ انسان محبوب کی صحبت کو ہر کسی کی صحبت پر فوقیت دیتا ہے"

وہ چاہتا ہے کہ بس محبوب میرے ساتھ ہو مجھے دنیا میں کسی اور کی کوئی ضرورت نہیں۔

☆..... بعض حضرات نے فرمایا:

"اَلْمَحَبَّةُ هِيَ مُوَافَقَةُ الْحَبِيْبِ فِي الْمَشْهَدِ وَالْمَغِيْبِ"

www.besturdubooks.wordpress.com

"محبت یہ ہے کہ وہ محبوب کی موافقت کرتا ہے، چاہے وہ سامنے ہو یا غائب ہو"

یعنی وہ ہر بات میں محبوب کے ساتھ موافقت رکھتا ہو۔

☆.....ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: ہم اللہ رب العزت کی محبت کی تعریف کیسے کر سکتے ہیں؟ انہوں نے جواب میں عجیب بات ارشاد فرمائی۔ فرمانے لگے:

"اَلْمُحِبُّ هُوَ عَبْدٌ ذَاهِبٌ عَنْ نَفْسِهٖ"

"محب وہ بندہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کا بھی نہیں رہتا"

"مُتَّصِلٌ بِذِكْرِ رَبِّهٖ"

"وہ ہر وقت اللہ کے ذکر کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے"

"قَائِمٌ بِأَدَاءِ حُقُوْقِهٖ"

"وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنے کے لیے ہر وقت کمربستہ رہتا ہے"

"نَاظِرًا إِلَيْهِ بِقَلْبِهٖ"

"وہ دل سے اللہ رب العزت کی طرف متوجہ رہتا ہے"

یعنی دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے چاہتے کیا ہیں۔

"أَحْرَقَتْ قَلْبَهٗ أَنْوَارُ هَيْبَتِهٖ"

"اس کا دل اللہ تعالیٰ کے انوار کی ہیبت سے جل چکا ہوتا ہے"

"فَإِنْ تَكَلَّمَ بِاللّٰهِ"

"وہ بات کرتا ہے تو اللہ کے بارے میں کرتا ہے"

"فَإِنْ نَطَقَ فَعَنِ اللّٰهِ"

"وہ اللہ ہی کے بارے میں بات کرتا ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

"وَإِنْ تَحَرَّكَ فَبِأَمْرِ اللّٰهِ"

"وہ حرکت دیتا ہے تو اللہ کے امر کے ساتھ دیتا ہے"

"فَإِنْ سَكَتَ فَمَعَ اللّٰهِ"

"اور اگر کبھی خاموش رہتا ہے تو وہ اللہ کے ساتھ وقت گزار رہا ہوتا ہے"

ایسے بندے کو محب کہتے ہیں۔

محبت الٰہی بڑھانے کے اسباب

دس ایسے نکات ہیں کہ اگر ہم ان کو اپنا لیں تو ہمارے دل میں بھی اللہ رب العزت کی محبت بڑھ جائے گی۔ ان کو کہتے ہیں:

اَلْأَسْبَابُ الْجَالِبَةُ لِلْمَحَبَّةِ

وہ اسباب جن کی وجہ سے انسان کے دل میں اللہ کی محبت بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ آپ کے یہاں تشریف لانے کا مقصد ہی یہی ہے کہ دل سے مخلوق کی محبت نکل جائے اور اللہ رب العزت کی محبت دل میں بھر جائے، اس لیے امید ہے کہ آپ ان دس باتوں کو دل کے کانوں سے سنیں گے اور ابھی سے ہر ایک کو اپنی زندگی میں اپنانے کا دل میں ارادہ کر کے بیٹھیں گے۔

(۱)...... کثرت سے ذکر کرنا:

ان میں سے پہلی چیز جس سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے، وہ یہ ہے:

"دَوَامُ ذِكْرِهٖ عَلٰى كُلِّ حَالٍ بِاللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَالْعَمَلِ وَالْحَالِ"

"انسان ہر وقت اللہ رب العزت کا ذکر کرے، زبان سے بھی، دل سے بھی،

www.besturdubooks.wordpress.com

عمل سے بھی اور حال سے بھی"

اس میں نکتے کی ایک عجیب بات یہ ہے:

فَنَصِيْبُهٗ مِنَ الْمَحَبَّةِ عَلٰى قَدْرِ نَصِيْبِهٖ مِنَ الذِّكْرِ

"محبت سے اس کو اتنا ہی حصہ ملے گا جتنا کہ اس کا ذکر میں حصہ ہوگا"

جیسے کہتے ہیں: جتنا گڑ اتنا میٹھا۔ اسی طرح جتنا ذکر اتنا اللہ کی محبت۔

اب ہمیں یہاں سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ رب العزت نے ایک طرف تو ارشاد فرمایا: ایمان والے وہ ہیں جو اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں، اور دوسری طرف ایمان والوں کو فرمایا:

﴿اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

ایک آیت میں شدت کی بات کی اور دوسری آیت میں کثرت کی بات کی۔ یہ ذہن میں رکھیں کہ جب تک اللہ رب العزت کے ذکر میں کثرت نہیں ہوگی اس وقت تک محبت میں شدت نصیب نہیں ہوگی۔

بھئی! آپ گرمی کے موسم میں پینے کے پانی کو ٹونٹی سے بھریں تو آپ کہتے ہیں کہ یہ گرم ہے۔ یہاں پانی کے لیے گرم کا لفظ استعمال ہوا۔ اور اگر وضو کے لیے پانی منگائیں اور وہ اسی ٹونٹی کے پانی کو بھر کے لائے تو آپ کہیں گے: یار! ٹھنڈا پانی لائے۔ اب گرمی زیادہ چاہیے۔ نہانا ہے تو پانی اور گرم چاہیے۔ چائے کے لیے ابلتا ہوا پانی چاہیے۔ آپ ذرا غور کریں کہ تمام پانیوں کے لیے لفظ تو "گرم" کا استعمال ہوا۔ مگر پینے کے پانی کی گرمی کا معیار اور، نہانے کے پانی کے لیے گرمی کا معیار اور، اور چائے پینے کے لیے پانی کی گرمی کا معیار اور ہے۔

جس نے بھی کلمہ پڑھا، اس کے دل میں تو اللہ کی محبت لازماً ہے۔ یہ اس بات کی

www.besturdubooks.wordpress.com

دلیل ہے کہ اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت موجود ہے۔ لیکن اس محبت کی شدت میں فرق ہوتا ہے۔ ہم لوگوں کے دلوں میں یہ شدت کم ہے اور اللہ والوں کے دلوں میں یہ محبت بہت زیادہ ہوا کرتی ہے۔ آج ہم اسی لیے اکٹھے ہوئے ہیں کہ کسی طرح یہ محبت ہماری تمام محبتوں پر غالب آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ﴾

گویا اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے! تم نے کلمہ پڑھا، اب تمہارے دل میں سب سے زیادہ میری محبت غالب ہونی چاہیے۔ جو باقی شرعی محبتیں ہیں، وہ اپنی جگہ، اگر وہ بھی راستے میں رکاوٹ نہیں تو تم قدم بڑھا کر آگے بڑھو منزل تمہاری منتظر ہے۔

ایک اصولی بات سمجھ لیجیے کہ ذکر سے ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر: آپ مجلس میں بیٹھے ہیں، کوئی بندہ آئس کریم کا تذکرہ کر دے تو آپ کا جی چاہے گا کہ کھانے کو بھی مل جاتی تو کیا ہی اچھا ہوتا! تو دیکھو ایک چیز کے ذکر سے اس کو پانے کی تمنا پیدا ہوتی ہے۔

کھٹائی کا نام لے لو یا مٹھائی کا نام لے لو تو تذکرے سے ہی منہ میں پانی آ جاتا ہے۔ گویا کہ تذکرہ انسان کو اس چیز کے حصول کے لیے متوجہ کرتا ہے۔

اب شریعت کا حسن دیکھیے کہ شریعت نے حکم دیا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے سامنے کسی غیر عورت کے حسن کا تذکرہ نہ کرے کیوں؟ اس لیے کہ ممکن ہے کہ جب اس کا خاوند سنے تو اس کا ذہن ادھر اٹک جائے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کسی چیز کے تذکرے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کے دل میں اس چیز کے حصول کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

جتنا زیادہ ذکر کریں گے اتنا زیادہ اللہ رب العزت کی محبت دل میں اترے گی۔ آج ذکر تو کرتے ہیں مگر کم کرتے ہیں:

﴿وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ﴾

یہی حالت ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ زمین میں ایک سوفٹ پر پانی ملتا ہے، اور آپ پچاس پچاس فٹ کے ایک لاکھ بور کروالیں، تو کسی سے پانی نکلے گا؟ اور اگر ایک بور ہی سوفٹ کا کر دیں تو پانی نکل آئے گا۔ کیوں کہ پانی نکلنے کا ایک معیار تھا۔ اسی طرح ذکر کا بھی ایک معیار ہے۔ جب انسان اس معیار کو پورا کرتا ہے تو پھر اسے فنائے قلبی نصیب ہوتی ہے۔

یہ جو دو منٹ کا مراقبہ اور پانچ منٹ کا مراقبہ اور دس منٹ کا مراقبہ ہے یہ تو اسٹارٹر ہے۔ شروع میں بندے کو یہ مقدار بتاتے ہیں تا کہ وہ اسے بوجھ نہ سمجھے۔ دس منٹ کے مراقبے سے محبت کی شدت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ اس کی مثال یوں سمجھیں: بخار ہو گیا، ڈاکٹر نے کہا: جناب! آپ کو اینٹی بائیوٹک دوائیوں کا کورس کرنا پڑے گا۔ جی ڈاکٹر صاحب! کتنی گولیاں؟ یعنی ایک ہزار ملی گرام (1000mg) کی دو گولیاں صبح وشام کھاؤ اور پانچ دن تک مسلسل کھاؤ، تب جا کر تمہارا بخار ٹھیک ہو جائے گا۔ اب وہ بندہ دس گولیاں لے کر گھر آ گیا۔ اس نے سوچا کہ دس گولیاں ہی کھانی ہیں نا، چلو ایک گولی روزانہ کھا لیتا ہوں۔ اس طرح اگر وہ ایک گولی روزانہ کھاتا رہے تو کیا ان دس گولیوں سے اس کا بخار اتر جائے گا؟ کبھی نہیں اترے گا...... جی ڈاکٹر صاحب! آپ نے جو گولی بتائی میں نے وہی کھائی۔ ڈاکٹر صاحب کہیں گے: جناب! اس میں مقدار کا بڑا دخل ہے۔

ٹی بی کے جو مریض ہوتے ہیں، فرض کریں کہ ان کو کہا جاتا ہے کہ آپ 80 ٹیکے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگوائیں اور اگر درمیان میں ایک دن بھی ناغہ ہو گیا تو پھر نئے سرے سے کورس شروع کرنا پڑے گا۔

بھئی! جسمانی بیماریوں کے علاج کے لیے دوائیوں کا تسلسل جب اتنا ضروری ہے تو دل کی بیماریوں کے لیے ذکر کا تسلسل کتنا ضروری ہوگا! آج کل کے سالک کی کیا حالت ہوتی ہے؟ کہتے ہیں: جی! آج بھی مراقبہ نہیں ہوا، کل بھی نہیں ہوا۔ نہ ناشتہ قضا ہوتا ہے، نہ دوپہر کا کھانا، نہ رات کا کھانا...... کیا چیز قضا ہوتی ہے جی؟ مراقبہ نہیں ہوتا۔ یہ تو ایسی بات ہوئی کہ مجنوں سے پوچھیں: کیا حال ہے؟ اور وہ کہے: جی کیا کروں، لیلیٰ کو یاد کرنے کا وقت نہیں ملتا...... تو ذکر کی کثرت ضروری ہے

مرا از پیر طریقت نصیحتے یاد است
کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست بر باد ہست

اس لیے ہمیں کثرت سے ذکر کرنا چاہیے تاکہ ہمیں فنائے قلب کی کیفیت حاصل ہو جائے۔ ایک اصول ہے:

"مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ"

"جو جس چیز سے محبت کرتا ہے، اس کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے"

دیکھیں! ماں کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے اس لیے وہ ہر وقت اسی کی باتیں کرتی رہتی ہے۔ بیوی خاوند سے خوش ہوتی ہے اور وہ ہر وقت اسی کا تذکرہ کرتی ہے۔ اسی طرح جو بندہ اپنے رب سے محبت کرتا ہے تو بندے کی زبان پر ہر وقت اپنے رب کا تذکرہ رہتا ہے۔ وہ اللہ ہی کی بات کرتا ہے ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں

وہ جہاں بیٹھے گا، وہاں اللہ کی بات چھیڑ دے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے تذکرے میں ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

مزہ آئے گا۔ کہنے والے نے کہا۔

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
ورنہ پھر ہم سے گفتگو نہ کرے
دیکھ لے جلوہ تیرا جو اک بار
غیر کی پھر وہ آرزو نہ کرے
تیری چوکھٹ کا مانگنے والا
شکوے دنیا کے روبرو نہ کرے

جب دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے تو دل چاہتا ہے کہ یا تو اللہ کا کوئی تذکرہ کرے اور اگر نہیں تو وہ مجھ سے بات ہی نہ کرے۔

اکابرینِ امت اور کثرتِ ذکر:

ذکر اللہ تعالیٰ کی محبت کو دل میں پیدا کر دیتا ہے۔ اس لیے ہمارے اکابر کثرت سے ذکر کرتے تھے۔ مثال کے طور پر:

حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ فرمانے لگے: ایک دن میں نے اپنے دل پر اسم ذات کی ضربیں لگائیں، ان ضربوں کی گنتی کی تو ایک دن کی تعداد اسی ہزار (80000) نکلی۔ ایک دن میں اسی ہزار مرتبہ اللہ کے نام کی ضرب لگائی۔ اللہ اکبر!

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں والے:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں، حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں والے۔ وہ لمبا مراقبہ کرتے تھے حتیٰ کہ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ ان کے ہاں عشا کے بعد مراقبہ ہوتا تھا، جس کی اختتامی دعا بھی نہیں ہوا کرتی تھی۔
ہم نے حیران ہو کے حضرت ﷫ کی طرف دیکھا۔ تو حضرت مرشد عالم ﷫ مسکرائے اور فرمایا: دراصل حضرت حسین علی ﷫ مراقبے میں بیٹھ جاتے تھے، لوگ بھی ان کے ہمراہ مراقب ہو جاتے تھے، اور ہر بندے کو اجازت ہوتی تھی کہ اگر وہ تھک جائے تو اٹھ کے چلا جائے۔ اس طرح ایک چلا جاتا، پھر دوسرا چلا جاتا، پھر تیسرا چلا جاتا۔ پھر ایسا وقت آتا کہ سارے چلے جاتے تھے اور جب حضرت مراقبے سے سر اٹھاتے تو پتہ چلتا کہ سب اپنے گھروں کو جا چکے ہیں۔ پھر وہ اٹھتے تھے اور تہجد کی نیت باندھ لیتے تھے۔ عشاء کے بعد اس مراقبے کی اختتامی دعا بھی نہیں ہوتی تھی۔

حضرت کے ایک خلیفہ کا واقعہ:

ہمارے پیرو مرشد حضرت سید زوار حسین شاہ ﷫، جن سے اس عاجز کی پہلی بیعت تھی، انہوں نے اپنا واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے:

ایک مرتبہ ہم حضرت مولانا حسین علی ﷫ کے ایک خلیفہ کے پاس ملنے کے لیے چلے گئے، حضرت اس زمانے میں ایک سکول میں ٹیچر تھے...... وہ اس نیت سے گئے تھے کہ تھوڑی دیر بیٹھیں گے اور آ جائیں گے۔ جب ان سے ملے تو انہوں نے فرمایا: جی! تھوڑی دیر اللہ کو یاد کر لیں، مراقبہ کر لیں۔ چنانچہ سب مراقب ہو گئے۔

کتنا لمبا مراقبہ کیا؟ آدھا گھنٹا گزر گیا، ایک گھنٹہ بھی گزر گیا، ڈیڑھ گھنٹہ دو گھنٹے، اڑھائی گھنٹے بھی گزر گئے۔ حتی کہ تین گھنٹے گزر گئے۔

حضرت فرماتے ہیں: ہم نے پیچھے ڈیوٹی پر جانا تھا، ہماری طبیعتیں پریشان کہ اب حضرت دعا نہیں کر رہے اور بغیر دعا کے اٹھ کے چلے جانا، ادب کے خلاف نظر آتا تھا، چنانچہ طبیعت بہت پریشان ہوگئی کہ اب کریں تو کیا کریں؟ اتنے میں انہوں نے دعا

کروائی اور دعا کروانے کے بعد فرمانے لگے:

"بھئی! آیا کرو تو ذکر کے لیے کچھ وقت تو لے کر آیا کرو"

تین گھنٹے کا مراقبہ کروایا اور ساتھ یہ فرمایا کہ آیا کرو تو کچھ وقت لے کے آیا کرو۔ ہمارے اکابر ایسا ذکر کرتے تھے۔

سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ:

مصر میں ایک بزرگ ہیں، سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ۔ مجھے ان کا مقبرہ دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کے حالات عجیب تھے۔ مگر مختصر یہ کہ وہ مراقبہ کرتے تھے تو گھنٹوں کا نہیں، بلکہ دنوں کے حساب سے کرتے تھے۔ مثلاً: ایک ہفتے کا مراقبہ۔ مراقبے سے اٹھتے، نماز پڑھتے اور واپس آ کر پھر مراقبہ کرتے۔ پھر اگلی نماز کے لیے اٹھتے اور نماز پڑھ کے پھر مراقبہ کرتے۔ ایک ایک ہفتہ مراقبے میں ہی گزارا کرتے تھے۔ ان کے حالاتِ زندگی میں یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے چالیس دن مراقبے میں گزارے۔ اور ایک مرتبہ انہوں نے چھ مہینے بھی مراقبے میں گزارے۔ ضروریات سے فارغ ہونا اور پھر مراقبہ..... کھانے سے فارغ ہوتے اور پھر مراقبہ..... نماز سے فارغ ہوتے اور پھر مراقبہ۔

اس کثرتِ مراقبہ کی وجہ سے ان کے چہرے پر اتنا نور آ گیا تھا کہ عام آدمی ان کے چہرے کا نور برداشت ہی نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ عمر کے آخری حصے میں وہ اپنے چہرے پر اس طرح پردہ کرتے تھے، جیسے عورتیں چہرے کو چھپاتی ہیں۔

مشہور واقعہ ہے کہ ان کا ایک خادم تھا جس نے کئی سال ان کی خدمت کی اس نے کہا: حضرت! اتنے سال خدمت کی، آپ کا چہرہ دیکھنے کی بڑی تڑپ ہے، ایک مرتبہ تو دکھا دیجیے۔ چنانچہ جب انہوں نے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو ان کا وہ خادم برداشت ہی نہ کر سکا، وہ وہیں گرا اور اس کو موت آ گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے اکابر اتنی کثرت سے مراقبہ کرتے تھے اور آج ہم منٹوں مراقبہ کرتے ہیں۔
جی! میں پانچ منٹ مراقبہ کرتا ہوں۔ بھئی! پانچ منٹ مراقبہ کرنے سے کیا ملے گا؟

نفسانی محبت نکالنے کا نسخہ:

یہ اللہ کا ذکر انسان کے دل سے نفسانی، شیطانی اور شہوانی محبتوں کو نکال دیتا ہے۔
اب اس کی دلیل سنیے قرآن عظیم الشان سے۔

جب ملکہ بلقیس کے پاس سیدنا سلیمان علیہ السلام کا خط گیا تو اس نے اپنے امراء سے مشورہ کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا: آپ جو قدم بھی اٹھائیں گی، ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ وہ سمجھدار تھی، چنانچہ کہنے لگی تھیں:

﴿إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا﴾

''جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اس میں فساد مچا دیتے ہیں''

﴿وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً﴾

''اور جو وہاں عزت والے ہوتے ہیں ان کو ذلیل کر کے اس بستی سے نکال دیتے ہیں''

یہ تو اس آیت مبارکہ کا ظاہری ترجمہ ہوا۔ البتہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ''بیان القرآن'' تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ایک بہترین استعارہ ہے۔ وہ یہ کہ اگر قلب کو ایک قریہ سمجھ لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے نام کو مالک الملک یعنی بادشاہ سمجھ لیا جائے تو پھر اس کا مفہوم یہ بنے گا:

﴿إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا﴾

''جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اس میں فساد مچا دیتے ہیں''

﴿وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور جو وہاں عزت والے ہوتے ہیں ان کو ذلیل کر کے اس بستی سے نکال دیتے ہیں"

ایک شہزادی کے عاشق کا واقعہ:

کتابوں میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ ایک بادشاہ کی جوان العمر بیٹی تھی۔ اس کے کپڑے دھوبی سے دھل کے آتے تھے۔ اس نے یہ محسوس کیا کہ سب سے جیسے اچھے کپڑے اسی کے دھلے ہوتے ہیں، اس کی شکل گھر کی دوسری عورتوں کے تو نہیں دھلے ہوتے۔ چنانچہ اس نے کام کرنے والی عورت سے پوچھا کہ یہ دھونے والا کون ہے؟ حقیقت حال کھلی کہ دھوبی کا ایک جوان بیٹا تھا۔ اس نے کہیں اس شہزادی کے حسن و جمال کا تذکرہ سنا تھا اور جب اس کو یہ پتہ چلا کہ اس کے کپڑے میرے پاس آتے ہیں تو پھر وہ اس کو بہت ہی اچھے طریقے سے دھوتا، ان کو تہ کرتا اور بھجواتا تھا۔ کپڑوں کے ذریعے اس عورت کو پتہ چلا کہ یہ تو بڑا دیوانہ ہے۔

اب جب بات کھلی تو اس نوجوان نے کہا: میں تو اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ جس طرح عشاق گانے گاتے ہیں اسی طرح اس نے بھی گانے شروع کر دیے۔ اس نے میسج بھیجنا شروع کر دیے:

"میں تمہیں یاد کرتا ہوں" I Miss You

"میں تم سے محبت کرتا ہوں" I Love you.

اب جب شہزادی نے دیکھا کہ یہ تو بے تابو ہوتا جا رہا ہے تو اس نے کہلوایا کہ میرے اور تیرے ملنے کا کوئی چانس نہیں ہو سکتا۔ اس نے بڑی منت سماجت کی اور کہلوا بھیجا کہ ملاقات کا کوئی طریقہ تلاش کرو۔ میں تجھے زندگی میں ایک بار ہی دیکھ لوں، ایک دفعہ بات کر لوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شہزادی نے کہلوا بھیجا۔ ہاں! اس کا ایک طریقہ ہو سکتا ہے، میرے والد کو علماء سے بہت محبت کا تعلق ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ہو تو یہ ان سے دعا کروانے کے لیے کبھی کبھی چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اگر آپ بھی اسی قسم کا کوئی سلسلہ شروع کر دیں تو ہو سکتا ہے کہ کبھی دعا کروانے میں بھی آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔

یہ پیغام سنتے ہی اس نوجوان نے شہر سے باہر خیمہ لگایا۔ اور پھر کیا تھا؟ تسبیح پہ تسبیح۔ دو تین سال تک وہ ذکر کرتا رہا حتیٰ کہ جب لوگ اس کو ہدیہ دینے کے لیے جاتے تو وہ ہدیہ بھی قبول نہ کرتا۔ اس سے لوگوں کو پکا یقین ہو گیا کہ اس کو تو دنیا سے کوئی غرض ہی نہیں۔ یہ تو کسی سے پیسہ بھی نہیں لیتا۔ ہر وقت ہی تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔

ایک وہ دن بھی آیا جب کسی نے بادشاہ کو آ کر بتایا کہ ایسا ذاکر آدمی فلاں جگہ پر بھی ہے۔ چنانچہ بادشاہ بھی اس کو ملنے کے لیے گیا۔ بادشاہ نے دعا کروائی اور اس نے کر دی۔ اس کے بعد بادشاہ نے گھر میں آ کر تذکرہ کیا کہ اس طرح کا ایک نیک نوجوان ہے اور میں نے اس معاملے میں اس سے دعا کروائی ہے۔ اب شہزادی کو موقع مل گیا چنانچہ اس نے بادشاہ سے پوچھا: اگر کبھی اجازت ہو تو میں بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ دعا کروانے چلی جاؤں؟ بادشاہ نے اجازت دے دی۔

لو جی! ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہ شہزادی بھی دعا کروانے پہنچ گئی۔ جب وہاں پہنچی تو اس نے اس کو بتایا، جی! میں وہی شہزادی ہوں جس کی محبت میں تم آج تک یہ ذکر اذکار کرتے رہے ہو اب میں تمہارے پاس آئی ہوں۔ اس نے اس کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ شہزادی بڑی حیران ہوئی۔ چنانچہ اس شہزادی نے نوجوان سے کہا:

"اَنَا مَطْلُوْبُكَ" "میں تمہارا مطلوب ہوں"

"اَنَا بُغْيَتُكَ" "میں تمہاری چاہت ہوں"

www.besturdubooks.wordpress.com

اَنَا مَحْبُوْبُكَ "میں تمہاری محبوبہ ہوں"

اَنَا قُرَّةُ عَيْنِكَ "میں تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں"

وہ شہزادی کے بارے میں جو الفاظ استعمال کرتا تھا، شہزادی نے وہ سارے الفاظ استعمال کر کے اس کو بتائے کہ میں وہی ہوں اور تمہارے پاس ملاقات کے لیے آئی ہوں۔ پھر کیا ہوا؟

فَالْتَفَتَ اِلَيْهَا وَقَالَ اِلَيْكِ عَنِّيْ فَاِنَّ ذِكْرَ اللّٰهِ شَغَلَنِيْ عَنْكِ

"پھر اس نوجوان نے اس کی طرف توجہ کی تو کہنے لگا: پیچھے ہٹ، یہاں سے دور چلی جا، اللہ کے ذکر نے میرے دل سے تیری محبت کو نکال دیا ہے"

وہ ایک وقت تھا جب میں تیری محبت میں روتا تھا۔ میں نے بناوٹ میں اللہ کا ذکر کیا، اس ذکر نے بھی میرے دل سے غیر کی محبت کو نکال دیا ہے۔ تو اگر اخلاص کے ساتھ انسان اللہ کا ذکر کرے تو پھر دل میں اللہ کی محبت کیسے نہیں آئے گی؟

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت:

کسی نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو کہا: حضرت! بعض لوگ تو دین کے لیے اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور بعض لوگ دنیا کے لیے کرتے ہیں۔ تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

بہر دین بہر دنیا بہر نام

اللہ اللہ کردہ باید والسلام

"ذکر دین کے لیے کرو، دنیا کے لیے کرو، یا نام کے لیے کرو، تم اللہ اللہ کرو نا بھئی۔"

اس میں نکتہ یہ سمجھایا کہ جو دنیا کے لیے ذکر کی ابتدا کرے گا اس کے باوجود اللہ کے نام میں ایسی برکت ہے کہ بالآخر انتہا اخلاص کے اوپر ہوگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی:

اللہ رب العزت کا نام محبت سے لینا بھی عجیب نعمت ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جس شخص نے اپنی پوری زندگی میں ایک مرتبہ اللہ کا نام محبت سے لیا ہوگا، تو یہ محبت سے ایک مرتبہ کا لیا ہوا نام کبھی نہ کبھی اس بندے کے لیے جہنم سے نکلنے کا سبب بنالیا جائے گا۔“ اللہ اکبر!!!

یہ کیسے ممکن ہے؟

ہمارے اکابر نے لکھا ہے: جو شخص اس دنیا میں اللہ رب العزت سے دوستی کرنے کی کوشش کرے گا..... کہ میرے دل میں اللہ کی محبت آجائے، میں اللہ کا دوست بن جاؤں، اللہ تعالیٰ اس بندے کو قیامت کے دن کبھی دشمنوں کی قطار میں کھڑا نہیں فرمائیں گے۔ یہ اس کی رحمت سے بعید ہے کہ یہ تو اس کی محبت کے حصول کے لیے مجاہدے کرتا رہا ہو اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو دشمنوں کی قطار میں کھڑا کر دیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

②..... قرآن مجید کی تلاوت کرنا:

اب محبت الٰہی کو بڑھانے والی دوسری بات کیا ہے؟ فرماتے ہیں:

قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ بِالتَّدَبُّرِ وَالتَّفَهُّمِ

”قرآن مجید کو تدبر سے اور معانی کا اعتبار کرتے ہوئے پڑھنا“

دنیا میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ اگر دوست کا خط آجائے تو ایک دفعہ پڑھنے سے تسلی نہیں ہوتی، کئی دفعہ پڑھتے ہیں۔ بلکہ اگر دوست کا میسج آجائے تو اس کو بھی ایک دفعہ نہیں، کئی دفعہ پڑھتے ہیں۔ یہ قرآن مجید اللہ رب العزت کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک خط اور پیغام کی مانند ہے۔ لہٰذا مومن اس قرآن مجید کو ذوق وشوق کے ساتھ پڑھے اور پھر دیکھے کہ دل میں محبت کیسے پیدا ہوتی ہے۔

آج اگر محبت ہو تو فون پہ لمبی لمبی باتیں کرتے ہیں۔ آدھا گھنٹہ، ایک گھنٹہ، بلکہ گھنٹوں باتیں کرتے ہیں۔ مومن کی بھی یہی پہچان ہے کہ اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے لہٰذا وہ بھی قرآن مجید کے ذریعے اللہ رب العزت سے ہمکلامی کرتا ہے۔ ایک گھنٹہ اور دو گھنٹے تلاوت۔ تلاوت کرنے سے اس کا جی ہی نہیں بھرتا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"لَوْ طَهُرَتْ قُلُوْبُنَا لَمَا شَبِعَتْ مِنْ كَلَامِ اللّٰهِ"

''اگر ہمارے دل گناہوں کی ظلمت سے پاک ہوتے تو ہمارا دل قرآن مجید پڑھنے سے کبھی بھی نہ بھرتا''

بھئی! اگر قرآن مجید پڑھنے کو دل نہیں کرتا تو یہ گناہوں کا وبال ہے۔ دل جلدی اکتا جاتا ہے تو یہ گناہوں کا وبال ہے۔ ہمیں تلاوت سے لذت ملتی کیوں نہیں؟ گناہوں کی وجہ سے۔ نزلے زکام کا مریض ہو تو نہ اس کو کستوری کا پتا چلتا ہے اور نہ شمامۃ العنبر کا پتا چلتا ہے۔ اس کو خوشبو کا کیا پتا، وہ تو نزلے کا مریض ہوتا ہے۔ اسی طرح جو بندہ گناہوں کا مریض ہوتا ہے اس کو قرآن مجید کی لذت اور حلاوت کا پتہ نہیں چلتا۔ اور جو گناہوں سے بچتے ہیں ان کا دل چاہتا ہے کہ قرآن پڑھتے ہوئے ہی وقت گزرتا رہے۔ ان کو تلاوت قرآن کے بغیر چین ہی نہیں آتا۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ تیر تو کھاتے رہتے ہیں لیکن انہوں نے سورۃ کہف مکمل کیے بغیر نماز کو مکمل نہیں کیا۔

جو بندہ آج قرآن مجید پڑھے گا قرآن مجید قیامت کے دن اس کی شفاعت کرے گا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ

عبداللہ بن امام احمد نے "کتاب السنہ" میں ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے۔

كَأَنَّ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يَسْمَعُوا الْقُرْآنَ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَإِذَا سَمِعُوهُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَكَأَنَّهُمْ لَمْ يَسْمَعُوهُ قَبْلَ ذٰلِكَ

"قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ قرآن سنائیں گے تو قرآن پڑھنے والوں کو اتنا مزہ آئے گا کہ وہ یہ محسوس کریں گے کہ کبھی سنا ہی نہیں تھا، آج ہی قرآن سن رہے ہیں"

فاسق لوگوں کو اگر کوئی گانا پسند ہوتا ہے تو وہ ایک دفعہ ہی نہیں سنتے، بلکہ وہ گاڑیوں میں لگا لیتے ہیں، گھروں میں بھی لگا لیتے ہیں۔ درجنوں دفعہ نہیں بلکہ سینکڑوں دفعہ سنتے ہیں، ایک ہی گانا ہوتا ہے اور سینکڑوں دفعہ سنتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس سے دل ہی نہیں بھرتا۔ مومن کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے، چنانچہ وہ قرآن روز پڑھتے ہیں۔ مگر ہر مرتبہ پڑھنے کا لطف جدا ہوا کرتا ہے۔

(۳)......نوافل پڑھنا:

تیسری چیز جس سے اللہ رب العزت کی محبت بڑھتی ہے وہ ہے:

"اَلتَّقَرُّبُ إِلَى اللّٰهِ بِالنَّوَافِلِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ"

"فرائض کے بعد نوافل پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت آتی ہے"

نوافل پڑھنے والے ایسے بندے سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اس بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت خود بخود آجاتی ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

"وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ"

بھئی! نوافل پڑھنے والے بندے سے محبت کیوں؟ اب اس کی وجہ بھی سن لیجیے۔ آپ کا نوکر آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے، مگر آپ کے دل میں اس کی کوئی محبت نہیں آتی۔ لیکن اگر کوئی بندہ آٹھ گھنٹے سے زیادہ آپ کا کام کر رہا ہے تو آپ محسوس کرتے ہیں کہ یہ اپنے ذاتی وقت میں میرا کام کر رہا ہے۔ نوکر آئے اور کہے: جناب! میں چھٹی پر تھا میں نے سوچا کہ میں اپنے صاحب کے لیے لے جاتا ہوں۔ آپ اس کو عزت بھی کریں گے اور آپ کے دل میں اس نوکر کے بارے میں ایک تعلق بھی پیدا ہوگا۔ کیوں؟ اس نے اپنے ذاتی وقت میں سے آپ کے لیے وقت نکالا۔ یہ جو نفل پڑھنے والا بندہ ہوتا ہے، یہ اپنے وقت میں سے اپنے اللہ کے لیے وقت نکال رہا ہوتا ہے، اس لیے یہ اللہ کو پیارا لگتا ہے۔

اسلاف کا معمول نوافل:

ہمارے اکابر دن رات کی دس نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ پانچ فرض نمازیں، چھٹی اشراق، ساتویں چاشت، آٹھویں اوابین، نویں تہجد اور دسویں صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھتے تھے۔ بلکہ بعض اکابر تو تہجد میں روزانہ صلوٰۃ التسبیح پڑھتے تھے۔ ہم نے ایسے بزرگوں کے پیچھے بھی نماز پڑھی جو نماز میں ہر سجدے کے اندر کم از کم چالیس مرتبہ یا اکیس مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا کرتے تھے۔ ہم تین مرتبہ سے اوپر نہیں پڑھ پاتے۔ بھئی! محبت تو کوئی اور چیز ہے نا۔ ہم نماز اس لیے پڑھتے ہیں کہ دو رکعت پڑھنے پر ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ اللہ والے ثوابوں کو نہیں دیکھتے۔ وہ تو محبت کی بنا پر پڑھ رہے ہوتے ہیں اور اللہ رب العزت کے حضور سجدہ ریز ہو رہے ہوتے ہیں۔

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے
ہم ثواب و عذاب کیا جانیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

کس میں کتنا ثواب ملتا ہے
عشق والے حساب کیا جانیں!؟

شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے یہ تذکرہ کیا کہ جنت میں نماز نہیں ہوگی تو ان کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے۔ کسی نے پوچھا: حضرت! آپ رو کیوں رہے ہیں؟ فرمانے لگے: اگر جنت میں نماز نہیں ہوگی تو پھر جنت میں مزہ ہی کیا آئے گا!

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک نوجوان نے جنت کے تذکرے کیے تو حور و قصور کی باتیں شروع کر دیں۔ حضرت خاموش رہے۔ جب اس نے بات مکمل کر لی تو حضرت فرمانے لگے: بھئی! اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی فرمائی تو میں تو صرف اتنی درخواست کروں گا اللہ! اپنے عرش کے نیچے مصلے کی جگہ عطا کر دیجیے۔

مولانا یحییٰ لمبا سجدہ کیا کرتے تھے۔ کسی نے پوچھا حضرت! اتنا لمبا سجدہ؟ فرمانے لگے: ہاں! جب سجدہ کرتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں نے اللہ کے قدموں پر سر رکھ دیا، میرا سر اٹھانے کو جی ہی نہیں چاہتا۔ سبحان اللہ! وہ کیا سجدہ ہوگا!

آج کل سالکین نمازیں کم پڑھتے ہیں۔ زیادہ پڑھنی چاہئیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہم نہیں جانتے کہ اس جگہ کا کیا ہوا کون سا سجدہ میرے اللہ کو پسند آ جائے۔ کس سجدے پر مغفرت کا فیصلہ کر دیا جائے۔ اس لیے مصلے پر بیٹھنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ آپ یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جس بندے کو اللہ سے محبت ہوگی اس کو مصلے پہ بیٹھنے کے ساتھ محبت ہوگی۔ یہ جو مصلے سے وحشت ہوتی ہے یا مسجد میں داخل ہونے سے وحشت ہوتی ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی ہوتا جا رہا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے تو سبحان اللہ!

ایک صاحب نے کافی ساری مچھلی خریدی۔ ان کو گھر لے جانے کے لیے مزدور

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہیے تھا۔ مزدور نے کہا: میں لے تو جاؤں گا، لیکن اگر درمیان میں نماز کا وقت آ گیا تو پھر میں تسلی سے نماز پڑھ کے پھر آگے جاؤں گا، اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ راستہ لمبا تھا۔ نماز کا وقت ہو گیا تو وہ نماز پڑھنے چلا گیا۔ جو مالک تھا اس نے تو فرض پڑھے اور باہر آ گیا۔ اور یہ اوابین کی نفلیں بھی پڑھ رہے ہیں۔ تو مالک نے غصے میں آ کر باہر ہی سے کہا: ارے! کون تجھے باہر نہیں آنے دیتا؟ اس بچے نے جواب دیا: جناب! جو آپ کو اندر نہیں آنے دیتا، وہ مجھے باہر نہیں جانے دیتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو اس حالت میں پسند فرماتے ہیں کہ وہ مصلے پر بیٹھا نظر آئے۔ اگر تہجد کی نماز نہیں ملتی اور فجر کی نماز قضا ہوتی ہے تو یہ نہ سوچا کریں کہ میں نہ اٹھا، بلکہ یہ سوچا کریں کہ اس برکت والے وقت میں میرے اللہ نے مصلے پر میری شکل کو دیکھنا بھی پسند نہیں کیا۔ تہجد کا وقت اللہ کے مقبول بندوں کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت میں اللہ تعالیٰ اس کی شکل کو دیکھنا پسند ہی نہیں کرتا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیج دیتے ہیں کہ جاؤ اور اس کو تھپکیاں دے کر سلا دو۔ حتیٰ کہ اگر کوئی جگانے بھی لگے تو تب بھی نہیں جاگتے۔ تہجد ہی نہیں، فرض نماز بھی قضا کر بیٹھتے ہیں۔ اب سوچیے کہ سالک بھی ہو اور کوئی فجر کے لیے بھی جگا رہا ہو اور وہ فجر بھی قضا کر دے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے!! اس کا مطلب یہ ہے:

Something is seriously wrong some where.

"کہیں نہ کہیں گڑبڑ ضرور ہے"

④ ...... اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر فوقیت دینا:

چوتھی چیز جس کی وجہ سے انسان کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت بڑھتی ہے وہ

ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

"اِیْثَارُ مَا یُحِبُّهُ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ سِوَاهُ"

"ہر چیز پر اللہ رب العزت کو فوقیت دینا"

جو چیز راستے کی رکاوٹ بن رہی ہو اس کو چھوڑ کر اللہ رب العزت کو پانا۔ چنانچہ جو بندہ دنیا میں اللہ رب العزت سے محبت کرے گا، جنت میں اللہ تعالیٰ ان کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔

نبی علیہ السلام دعا مانگتے تھے:

"اَسْئَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ"

"اے اللہ! میں آپ کے چہرے پر ایک نظر ڈالنے کا سوال کرتا ہوں" مجھے یہ نعمت عطا فرما دیجیے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا:

فَوَاللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمْ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلَيْهِ

"اللہ کی قسم! جنت کی جتنی نعمتیں ہوں گی، سب کی سب نعمتیں چھوٹی ہوں گی جنتیوں کو اللہ کے دیدار سے بڑی کوئی نعمت عطا نہیں ہوگی"

"اے اللہ! تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے سب ظلمتیں روشن ہو گئیں۔ نبی علیہ السلام میں تجھ سے فریاد کرتا ہوں کہ تو مجھے بھی اپنا دیدار عطا فرما دے۔

ایک حدیث میں ہے:

"اِنَّهٗ اِذَا تَجَلّٰی لَهُمْ وَرَاَوْهُ نَسُوْا مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ النَّعِيْمِ"

"جب جنت میں جنتیوں پر اللہ کی تجلی ہوگی اور وہ اس کو دیکھیں گے تو وہ بھول ہی جائیں گے کہ ہمیں اس سے پہلے جنت کی کوئی نعمت ملی تھی یا نہیں ملی تھی"

اللہ رب العزت کے دیدار کا مزہ ہی ایسا ہوگا۔ اس لیے ہمارے بزرگوں نے کہا۔

فقرہ بنایا اس کو "بازگشت" کہتے ہیں۔ اور فرمایا کہ اس کو اکثر پڑھتے رہنا چاہیے۔ وہ فقرہ کیا ہے؟

"خداوندا! مقصود من توئی و رضائے تو، مرا محبت و معرفت ذوق شوق خود بدہ"

کیا مٹھاس ہے ان الفاظ میں، کیا شیرینی ہے ان الفاظ میں! سالکین کو چاہیے کہ وہ اس بازگشت کا اکثر اپنی زبان پر ورد رکھیں۔ پڑھتے رہیں۔ اس کے پڑھنے سے دل کے اندر نور آتا ہے۔

⑤ ...... اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات میں غور کرنا:

پانچویں چیز جس سے اللہ رب العزت کی محبت بڑھتی ہے۔ وہ ہے:

"مُطَالَعَةُ الْقَلْبِ لِأَسْمَاءِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ"

"انسان اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے اسما اور اس کی صفات میں غور کرے"

اسما اور صفات میں غور کرنے سے پتہ چلے گا کہ واقعی محبت کے قابل تو اللہ ہی ہے۔ وہی ذات ہے کہ جس سے انسان کو محبت کرنی چاہیے۔

ایک عام دستور:

ایک عام دستور ہے کہ انسان اس سے محبت کرتا ہے جو محسن ہو، اللہ رب العزت کے ہم پر کتنے احسانات ہیں؟ غور کریں تو دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی۔ یہ بھی سوچیں کہ اللہ رب العزت ستار ہیں۔ اس نے ہمارے گناہوں کو چھپایا ہوا ہے۔ اگر اس کی ستر پوشی نہ ہوتی اور گناہوں کے اندر بو ہوتی تو شاید آج کوئی ہمارے ساتھ بیٹھنا بھی پسند نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نیک اعمال کی توفیق دینے والے ہیں۔ اب ہم جو یہاں اکٹھے بیٹھے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے بیٹھے ہیں۔ بچہ بیمار ہو جاتا ہم رہ جاتے، خود بیمار ہو جاتے اور رہ جاتے، کوئی [illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ہم رہ جاتے۔ کتنے ایسے عوارض ہو سکتے تھے۔ مگر اللہ رب العزت نے ہمارے حالات کو بالکل ٹھیک رکھا اور آج ہم یہاں پر اللہ کی حکم سے مسجد میں بیٹھے ہیں۔ یہ میرے اللہ کی دی ہوئی توفیق نہیں تو اور کیا ہے؟ اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

تین عجیب باتیں:

تین باتیں ذرا توجہ سے سنیے گا:

پہلی بات..... اللہ تعالیٰ "ودود" ہیں۔ محبت کرنے والے ہیں۔ اپنے بندوں سے محبت فرماتے ہیں۔ ماں جتنی اولاد سے محبت کرتی ہے اس سے بھی زیادہ اللہ رب العزت اپنے بندوں سے محبت فرماتے ہیں۔ اگر ساری دنیا کی ماؤں کی محبتوں کو بھی جمع کیا جائے تو اس سے بھی ستر گناہ زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت فرماتے ہیں۔

تورات میں اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کو پیغام دیا۔ فرمایا:

"يَا ابْنَ آدَمَ اِنِّي وَحَقِّي لَكَ مُحِبٌّ فَبِحَقِّي عَلَيْكَ كُنْ لِي مُحِبًّا"

"اے آدم کی اولاد! تجھے اس کی قسم کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، اب اس محبت کرنے کی وجہ سے جو تیرے اوپر میرا حق آتا ہے اس حق کی وجہ سے تو بھی مجھ سے محبت کرلے"

اللہ اکبر! قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ میرے بندے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، اب میں رب ہوں اور تو بندہ ہے، تیرے اوپر جو میرا حق آرہا ہے، تجھے میں اس حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تو بھی مجھ سے محبت کرلے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندے اس سے محبت کریں۔ اس لیے جو بندہ محبت کے راستے میں قدم آگے بڑھاتا ہے وہ اللہ رب العزت کی رضا پانے والا بن جاتا ہے۔ تو پہلی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات تو یہ ہے کہ اے میرے بندے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا اب تو بھی مجھ سے محبت کر لے۔

اب ذرا دوسری بات بھی سنیے۔ بات بڑی عجیب ہے فرمایا:

"اَدْعُوْكَ لِلْوَصْلِ فَتَابٰى اَبْعَثُ رُسُلِيْ فِي الطَّلَبِ"

"میرے بندے! میں نے تجھے اپنی ملاقات کے لیے بلایا اور تو نے انکار کیا، میں نے اپنے رسولوں کو بھیجا کہ وہ تجھے میری ملاقات کے لیے تیار کر کے لے آئیں"

جیسے کسی سے تعلق ہو اور وہ ملاقات کے لیے آمادہ نہ ہو تو وہ لوگ نمائندہ بھیجتے ہیں کہ جائیں اور اس کا ذہن بنائیں اور لے آئیں۔ یہاں بھی ہو بہو یہی کیفیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے! میں نے تجھے ملاقات کے لیے بلایا۔ جنت میں کس لیے بلایا؟ ملاقات کے لیے۔ "فتابٰی"۔۔۔ تو اس کی طلب کرنے کی بجائے گناہوں میں لگ گیا۔ میں نے ملاقات کا پیغام بھیجا اور تو نے اس کی طرف سے اعراض کیا۔ تو نے اس کو نظر انداز کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ "ابعث رسلی فی الطلب" میں نے اپنے انبیاء کو بھیجا کہ وہ تیری ذہن سازی کر کے تجھے میری ملاقات کے لیے لے کر آئیں۔ واہ میرے اللہ! آپ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ آپ نے نمائندے بھیجے! حتیٰ کہ اپنے حبیب ﷺ کو بھیجا کہ جاؤ اور میرے بندوں کو سمجھاؤ! کہ وہ میری ملاقات کے لیے میرے پاس آ جائیں۔

﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ﴾ (یونس:۲۵)

"اور اللہ تعالیٰ سلامتی والے گھر کی طرف آنے کی دعوت دیتا ہے"

شادی بیاہ پر جو ناراض لوگ ہوتے ہیں ان کی طرف بندہ بھیجتے ہیں کہ ذرا جاؤ اور ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کو بھی مٹا لو تا کہ وہ بھی شادی میں آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے ملاقات اتنی پسند ہے، اتنی محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے بندے! میں نے تجھے اپنی طرف بلایا، تو نے انکار کیا، تو میں نے اپنے انبیاء کو بھیجا تا کہ تجھے میری ملاقات کے لیے تیار کر کے لے آئیں۔

اب تیسری بات سنیے جو اس سے بھی عجیب ہے فرمایا:

"عَبْدِیْ کُلٌّ یُرِیْدُکَ لِنَفْسِهٖ وَاَنَا اُرِیْدُکَ لَکَ"

"اے میرے بندے! ہر کوئی تجھے اپنے لیے چاہتا ہے اور میں تجھے صرف تیرے لیے پسند کرتا ہوں"

دنیا کی جتنی بھی محبتیں ہیں ان محبتوں کا انجام اپنی وجہ ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر: خاوند بیوی سے محبت کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ زندگی کی ساتھی ہے اور بڑھاپے کی لاٹھی بنے گی۔ ماں باپ، اولاد سے محبت کرتے ہیں اور ان کے دل میں یہ ہوتا ہے کہ جب یہ بڑے ہوں گے تو بڑھاپے میں سہارا بنیں گے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی اللہ کے لیے محبت کرتا ہے تو اس کے پیچھے بھی یہ طلب ضرور ہوتی ہے کہ اس کے بدلے اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ تو معلوم ہوا کہ دنیا کی محبتیں اغراض سے خالی نہیں ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ دنیا کی غرض ہو یا اللہ کی رضا کی غرض ہو۔ مگر کوئی محبت ایسی نہیں، میاں بیوی کی ہو یا بہن بھائی کی، پیر کی ہو یا مرید کی، استاد کی ہو یا شاگرد کی، ہر محبت کے پیچھے غرض ضرور ہوگی۔ یا تو دنیا کی غرض ہوگی یا آخرت میں اللہ کی رضا کی، کہ اللہ اس کے بدلے میں خوش ہو جائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اے میرے بندے! ہر کوئی تجھے اپنے لیے چاہتا ہے اور میں تجھے صرف تیرے لیے پسند کرتا ہوں۔" میرے بندے! مجھے تجھ سے کوئی غرض نہیں ہے۔ واہ میرے مولا اللہ! قربان جائیں، آپ کی اس محبت پر کہ آپ فرماتے ہیں: میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے! میں تجھ سے فقط تیرے لیے محبت کرتا ہوں، اللہ کو بندے سے کوئی غرض نہیں۔ بندہ اگر عبادت نہ بھی کرے تو فرشتے ہی بہت ہیں۔ اگر ایک قوم عبادت نہ کرے تو اللہ اس کو دنیا سے ختم فرما دے گا اور اس کی جگہ دوسری قوم کو پیدا کر دے گا۔

جب بندہ گناہ کرتا ہے تو وہ اللہ رب العزت کو بڑی تکلیف پہنچاتا ہے۔ اسی لیے اللہ کا نام ہے "صَبُوْر"۔ صبر کرنے والا۔ جیسے بچہ نافرمانی کرے تو ماں باپ کا دل دکھتا ہے، اسی طرح جب بندہ گناہ کرتا ہے اور بے پردہ ہو کر گھر سے باہر پھرتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچاتا ہے۔ ایک بندے نے دوسرے کو ناحق قتل کر دیا تو اللہ کو تکلیف پہنچائی۔ چوری کر لی تو اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی۔ تو اللہ تعالیٰ کا نام "صَبُوْر" ہے۔ کیا مطلب؟ کہ باوجود اس کے کہ بندہ گناہوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچا رہا ہوتا ہے اور اللہ رب العزت اس کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتے، بلکہ صبر کر رہے ہوتے ہیں کہ شاید میرا بندہ باز آجائے۔ اس لیے علما نے لکھا ہے:

"اَلصَّبُوْرُ فِی الصَّحِیْحِ لَیْسَ اَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰی اَذًی مِنَ اللّٰہِ"

"...... اذیت پر صبر کرنے میں اللہ سے بڑا کوئی نہیں ہے"

اللہ نے بہت صبر فرمایا ہے گویا جب انسان اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات میں غور کرے تو دل چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی سے محبت کرے۔ اس سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔

⑥...... ظاہری اور باطنی نعمتوں کا مشاہدہ کرنا:

چھٹی بات جس سے اللہ رب العزت کی محبت بڑھتی ہے، وہ ہے:

"مُشَاهَدَةُ نِعَمِهِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ"

www.besturdubooks.wordpress.com

"ظاہری اور باطنی نعمتوں کا مشاہدہ کرنا"

دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنا کچھ دیا ہے، ہم اس کے اہل نہیں تھے۔ بن مانگے دیا اور بغیر استحقاق کے دیا۔ لاکھوں سے بہتر دیا۔ جسم کے اعضا کو دیکھ لو۔ اللہ نے بینائی دی تو بن مانگے وہ بھی تو ہیں جو ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ نے گویائی دی تو وہ بھی بن مانگے۔ وہ بھی تو ہیں جو ماں کے پیٹ سے گونگے پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شنوائی دی تو یہ بھی بن مانگے۔ وہ بھی ہیں جو سن ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل دی تو وہ بھی بن مانگے۔ بچے پیدا ہوتے ہیں تو کند ذہن (Retarted) ہوتے ہیں۔ لولے لنگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ جسمانی طور پر کتنی نعمتیں ہیں جو اللہ نے بن مانگے دی ہیں۔

پھر اللہ رب العزت نے ہمیں ایمان عطا فرمایا، یہ بھی اللہ کی رحمت سے ہوا۔

پھر اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کی امت میں سے پیدا کیا، یہ بھی اللہ کا احسان ہے۔ اس میں ہمارا تو کوئی کمال نہیں۔ تو یہ سب نعمتیں ہمیں کس نے دیں؟ اللہ رب العزت نے دیں۔ لہٰذا اب ان نعمتوں کا بدلہ یہی ہے کہ ہم اللہ رب العزت کے حکموں کی پابندی کریں تاکہ دل میں اللہ رب العزت کی محبت اور بڑھ جائے۔

ابراہیم علیہ السلام اور ستر سالہ مشرک:

کہتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بندہ ملا اور اسی کو لے کر آئے اور فرمایا کہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔ وہ کھانا کھانے بیٹھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کیا۔ اس مہمان نے سن کر کہا: میں تو یہ نام نہیں پڑھوں گا۔ پوچھا کیوں؟ اس نے کہا: میں تو مشرک ہوں، میں کیوں اس نام کو پڑھوں؟ ابراہیم علیہ السلام یہ سن کر غصے ہو گئے۔ چنانچہ وہ بغیر کھائے اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائی: میرے خلیل! تو نے مہمان کو بلایا اور کھانا کھلائے بغیر اٹھا دیا۔ عرض کی: اللہ! وہ مشرک تھا، وہ تو آپ کا نام لینا ہی پسند نہیں کر رہا تھا، میں اس کو کس طرح پاس بٹھا کے کھانا کھلاتا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے خلیل! اس کی عمر ستر سال ہو گئی ہے، میں نے بھی تو اس کو ستر سال کھانا دیا۔ جب یہ پیغام ملا تو ابراہیم علیہ السلام تڑپ کر اٹھے اور گھر سے نکل کر اس بندے کو فوراً تلاش کیا اور اس کی منت سماجت کی کہ آئیے کھانا کھا لے، بھلے وہ نام نہ پڑھے، جو میں نے کہا تھا۔ اس نے پوچھا: اب کیوں راضی ہو گئے؟ فرمایا: اللہ رب العزت کی طرف سے میرے اوپر وحی آئی ہے اور مجھے تنبیہ کی گئی ہے کہ میں ستر سال اس کو اس نام کے پڑھے بغیر رزق دیتا رہا اور تو نے ایک دن بھی اس کو کھانا نہ کھلایا، اس لیے میں آیا ہوں کہ آ کے کھانا کھا لے۔ وہ مشرک یہ سن کر آیا اور اس نے کھانا بھی کھایا اور کہا کہ میں نے شرک سے توبہ کر لی، اب میں موحد بن گیا ہوں، ایک اللہ پر ایمان لے آیا ہوں۔ اب ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: آپ یہ ایمان کیسے لے کر آئے؟ تو وہ کہنے لگا: میں نے اپنے رب کی کریمی کو دیکھا جس نے مجھے ایمان لانے پر مجبور کر دیا۔ میرا رب اتنا تو کریم ہے کہ میں ستر سال سے اس کے ساتھ شرک کر رہا ہوں، اور وہ پروردگار پھر بھی مجھے رزق دیے جا رہا ہے۔

اب ذرا ہم اپنی حالت پر غور کریں کہ ہم نمازیں نہیں پڑھتے، تہجد بھی قضا ہو جاتی ہے، ذکر اذکار قضا ہو جاتے ہیں، سنت کے خلاف عمل کر بیٹھتے ہیں۔ مگر ہمارا پروردگار پھر بھی ہمیں رزق دیے جا رہا ہے۔ اللہ! تیری شان کریمی پہ قربان جائیں تو کتنا مہربان ہے! اور اپنے بندوں پر رحمت فرمانے والا ہے۔

⑦ ......دل کا ٹوٹنا:

ساتویں چیز جس سے اللہ رب العزت کی محبت بڑھتی ہے وہ ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

"اِنْکِسَارُ الْقَلْبِ بَیْنَ یَدَيِ الرَّبِّ"

"اللہ کے سامنے دل کا ٹوٹنا"

جب بندے کا کسی غم کی وجہ سے یا مصیبت کی وجہ سے یا کسی دوسرے بندے کے غلط برتاؤ کی وجہ سے دل ٹوٹتا ہے تو اس ٹوٹے دل پر اللہ کی رحمت کی نظر ہوتی ہے اور پھر اس بندے کے دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

جب دل ٹوٹتا ہے تو اللہ کو اپنے بندے پر بڑا پیار آتا ہے۔ بسا اوقات بعض عورتیں خاوندوں کی طرف سے پریشان ہوتی ہیں کہ وہ توجہ نہیں دیتے، یا جان بوجھ کے خرچہ نہیں دیتے، یا گھر کا کام کرتے ہیں تو کئی کئی دن لیٹ کر دیتے ہیں، یا ذرا سی بات ہوتی ہے تو ماں بہن کی گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس موقع پر جو ان کا دل ٹوٹتا ہے اس پر صبر کرنے کے بدلے ان کو اللہ کا وصل نصیب ہو سکتا ہے۔ یا کئی مرتبہ بیویاں، خاوندوں کا جینا حرام کر دیتی ہیں۔ یا بعض اوقات حاسدین بندے کا جینا حرام کر دیتے ہیں۔ ایسا وقت آ جاتا ہے کہ دل کہتا ہے کہ بہتر تھا کہ زمین کے اوپر کے حصے کے بجائے زمین کے نیچے ہی چلے جائیں۔ جب دل ٹوٹنے پر بندہ صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل میں اپنی محبت پیدا فرما دیتے ہیں۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُھُمْ))

"میں تو ٹوٹے ہوئے دلوں کے اندر ہی رہتا ہوں"

www.besturdubooks.wordpress.com

(۸)......خلوت میں اللہ کے ساتھ وقت گزارنا:

آٹھویں چیز جس سے اللہ رب العزت کی محبت بڑھتی ہے وہ ہے:

''اَلْخَلْوَةُ بِاللّٰهِ وَقْتَ النُّزُوْلِ الْاِلٰهِی''

''تہجد کے وقت میں اللہ رب العزت کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنا''

خلوت میں وقت گزارنا۔ اور یہ کام آج کے سالک کے لیے بہت مشکل ہے۔ اسی لیے شاعر نے کہا:

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے!

ہم سے کب پیار ہے؟ ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

اللہ تعالیٰ بھی دیکھتے ہیں کہ نیند پیاری ہے یا میں پیارا ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے یا جن کو محبت کی تلاش ہوتی ہے، پھر رات کے آخری پہر میں بستر ان کو اچھال دیتے ہیں۔ وہ اللہ کے حضور کھڑے ہوتے ہیں اور رکوع اور سجود میں مشغول ہوتے ہیں:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (السجدہ:١٦)

اسی لیے ہمارے اکابر رات کے اندھیرے کے اسی طرح منتظر ہوتے ہیں جیسے دولہا، دلہن سے ملاقات کے لیے رات کے اندھیرے کا منتظر ہوا کرتا ہے۔

''احوال الصادقین'' میں علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی:

''اے داؤد! جھوٹا ہے وہ شخص جو میری محبت کا دعویٰ کرے اور رات آئے تو سو جائے۔ کیا ہر عاشق اپنے معشوق کے ساتھ تنہائی نہیں چاہتا؟ مگر ان کی بجھ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے محبت تھی تو ان کو چاہیے تھا کہ رات کے آخری پہر میں اٹھ کر یہ مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرتے"

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ، رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ"

آج تہجد پڑھنے والے بہت کم ہوتے جا رہے ہیں۔

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

رونا، بخت جگا دیتا ہے:

رات کا رونا، انسان کے بخت جگا دیتا ہے۔ یہ بڑی نعمت ہے۔ اللہ سے اس کو مانگا کریں۔ کہتے ہیں کہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی کہ دشمن کی مدد کے لیے بحری بیڑا آ رہا ہے۔ یہ سن کر بیت المقدس پہنچا۔ وہ وہاں ساری رات اللہ کے حضور روتا رہا اور دعائیں مانگتا رہا۔ صبح اس نے فجر کی نماز پڑھی اور پھر گھر جانے کے لیے باہر نکلا تو دروازے پر اس کو ایک بزرگ نظر آئے۔ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ میں ان بزرگوں سے دعا کروا لیتا ہوں، چنانچہ اس نے سلام کر کے کہا: حضرت! دعا کریں، دشمن کا بحری بیڑا آ رہا ہے۔ وہ کوئی صاحب بصیرت بزرگ تھے۔ انہوں نے اس کے چہرے سے اندازہ لگا لیا کہ یہ رات کس طرح گزار کے آیا ہے۔ چنانچہ فرمانے لگے: صلاح الدین ایوبی! تیرے رات کے آنسوؤں نے دشمن کے بحری بیڑے کو ڈبو دیا ہے۔ دوسرے دن اطلاع ملی کہ وہ بحری بیڑا واقعی راستے میں ڈوب گیا تھا۔ مگر ہمیں یہ آنسو بہانے کی توفیق بھی ملے تو پھر بات ہے نا۔ یہ توفیق بھی اسی کو ملتی ہے جو اللہ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

سے محبت کرتا ہے۔

یاد رکھیں! تہجد کی پابندی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں۔

ایک باندی کا سبق آموز واقعہ:

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں ایک باندی لے کر آیا، وہ بہت چلی دبلی سی تھی، شکل سے بیمار لگتی تھی، مگر میں نے دیکھا کہ وہ سارا دن میری خدمت میں مشغول رہتی اور جب رات آتی تو مجھ سے پوچھتی: جی! میرے ذمے کوئی کام ہے؟ میں کہتا نہیں۔ پھر وہ وضو کر کے مصلے پہ آجاتی اور پھر وہ ساری رات مصلے پر گزاری دیتی۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ وہ دعا مانگ رہی ہے۔ اور دعا میں وہ کہہ رہی ہے:

"اِلٰهِيْ وَسَيِّدِيْ وَمَوْلَائِيْ بِحُبِّكَ لِيْ اِلَّا غَفَرْتَ لِيْ"

"اے میرے مولا! آپ کو جو مجھ سے محبت ہے اس کی بنا پر آپ میری مغفرت کر دیجیے"

جب اس نے یہ دعا مانگی تو فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو روکا اور کہا:

"يَا جَارِيَةُ اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَقُوْلِيْ بِحُبِّيْ لَكَ حَتّٰى تَقُوْلِيْ بِحُبِّكَ لِيْ"

"اے لڑکی! تجھے تو یوں کہنا چاہیے تھا اے اللہ! میں آپ سے محبت کرتی ہوں، اس کی وجہ سے آپ میری بخشش کر دیں"

اور آپ کہہ رہی ہیں کہ اے اللہ! آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں اس کی وجہ سے میری مغفرت کر دے فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ بات کہی تو اس نے مجھ سے کہا:

"يَا ذَاالنُّوْنِ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ لِلّٰهِ قَوْمًا يُحِبُّهُمْ قَبْلَ اَنْ يُّحِبُّوْهُ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ يَقُوْلُ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ فَسَبَقَتْ مَحَبَّتُهُ لَهُمْ قَبْلَ مَحَبَّتِهِمْ لَهُ"

"اے ذوالنون (اپنے کام سے کام رکھو) تجھے نہیں پتا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کی محبت سے پہلے اللہ ان سے محبت فرماتے ہیں کیا تم نے قرآن کی آیت نہیں سنی کہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت سے پہلے اپنی محبت کا تذکرہ فرمایا جو اس کو اپنے بندوں سے ہے"

اللہ اکبر! ایسے بھی بندے ہوتے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسی محبت فرماتے ہیں۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرنی چاہییں کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری پہر کا اٹھنا ہمارے لیے آسان فرما دے۔

مجھ کو نہ اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں
تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

جو اللہ سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں ان کی راتیں اسی طرح جاگ کر گزرتی ہیں۔

(۹)...... تعلق مع اللہ کی رکاوٹ کو ختم کرنا:

نویں چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے وہ ہے:

"اَلْبُعْدُ عَنْ كُلِّ مَا يَحُوْلُ بَيْنَ الْقَلْبِ وَبَيْنَ اللّٰهِ"

"ہر وہ چیز جو اس کے اور اللہ کے تعلق کے درمیان رکاوٹ ہے اس کو چھوڑ دینا"

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے فرمایا:

"اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُحِبُّ مُطِیْعٌ"

"محب جس سے محبت کرتا ہے اس کی وہ فرمانبرداری کیا کرتا ہے"

اگر ہماری اللہ رب العزت سے محبت سچی ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والی زندگی اپنا لیں۔

نیک بننے میں رکاوٹیں:

آج کل گناہ اتنے عام ہو چکے ہیں کہ اللہ کی محبت والے راستے پر چلنا مشکل ہو گیا ہے۔ اگر کوئی بچی دل میں نیت کر لے کہ میں آج کے بعد پردہ کروں گی تو سب سے پہلے اس کے اپنے گھر والے مخالفت کریں گے۔ حیرت ہوتی ہے کہ باپ مخالفت کر رہا ہوتا ہے، ماں مخالفت کر رہی ہوتی ہے، بہن مخالفت کر رہی ہوتی ہے، بھائی مخالفت کر رہا ہوتا ہے۔ برقعہ کیوں پہننا شروع کر دیا؟ پردہ کیوں کرنا شروع کر دیا؟ بعض بچیوں کو تو باپ اس لیے مارتا ہے کہ اگر تم برقعہ نہیں ختم کرو گی تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانا شروع نہیں کروں گا۔

نمازوں پہ پابندی لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ تم اتنی زیادہ دیندار کیوں بنتی جا رہی ہو؟ نوجوان بچہ داڑھی رکھ لے تو سب سے پہلے اس کا باپ مخالفت کرتا ہے۔ تمہیں گھر نہیں آنے دوں گا، گھر سے نکال دوں گا۔ حالانکہ وہ نوجوان تو نیک بننا چاہتا ہے۔ [illegible] کو نہیں پتا کہ وہ نوجوان اپنے اندر کتنی جنگ لڑ رہا ہے۔ اس نوجوان کو ادھر ادھر سے بہکانے کے لیے معلوم نہیں کتنی لڑکیاں ہوتی ہیں؟ حضرت یوسف علیہ السلام کو تو ایک زلیخا نے بہکانا چاہا تھا، آج کے نوجوان کے پیچھے تو ستر زلیخائیں ہوتی ہیں۔ تو ماں باپ اس بات کو نہیں سوچتے کہ ہمارا بچہ اپنے من میں ایک جنگ لڑ رہا ہے۔ اپنے آپ سے کشتی لڑ رہا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے کوشش کر رہا ہے۔ وہ الٹا اس کی ہمت کو توڑتے ہیں۔ کہتے ہیں:

......تو نے داڑھی کیوں رکھی؟

......ہمیں تیرے سر کی ٹوپی پسند نہیں۔

......تو نے ڈھیلے ڈھالے کپڑے کیوں پہننا شروع کر دیے؟

......تو نے شلوار ٹخنوں سے اوپر باندھنا کیوں شروع کر دی؟ یا اللہ......وہ لوگ جنہیں معاون بننا چاہیے تھا وہی مخالف بن رہے ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں اللہ رب العزت کی طرف قدم اٹھانا، واقعی انتہائی مشکل کام ہے اور جو اٹھا لے، پھر وہ اللہ رب العزت کا پسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

آج تو بس یہی آرزو ہے کہ ایک بیٹا ڈاکٹر بن جائے، ایک انجینئر بن جائے، ایک لیفٹیننٹ بن جائے، ایک فلاں بن جائے، دل میں یہ بھی تو چاہت ہوتی کہ میرا بیٹا اللہ کا دوست بن جائے! میری کوئی بیٹی مریم صفت بن جائے۔

تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے
تری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
مری دعا ہے تیری آرزو بدل جائے

دنیا کی چیزوں کو آرزو بنانے کی بجائے اپنے اللہ کو اپنی آرزو بنا لے۔ اللہ رب العزت کی محبت کو، اللہ کے وصل کو اپنی آرزو بنا لے۔ ایسی زندگی ہو کہ اللہ! تیرے بنا بھی کیا جینا؟ صبح و شام ہماری ایسی گزرے کہ اللہ رب العزت کی یاد میں گزر رہی ہو۔

⑩......اولیاء اللہ کی صحبت میں وقت گزارنا:

دسویں چیز جس سے اللہ رب العزت کی محبت بڑھتی ہے، وہ یہ ہے:

"مُجَالَسَۃُ الْمُحِبِّیْنَ الصَّادِقِیْنَ"

"اللہ سے محبت کرنے والے لوگوں کے ساتھ وقت گزارنا"

یعنی اللہ کے عاشقوں کے ساتھ وقت گزارنا۔ اس سے دل میں خود بخود محبت آجاتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ جیسے مقناطیس کے ساتھ لوہا لگتا ہے تو اس میں بھی مقناطیسیت آجاتی ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ والوں کے ساتھ جو لگتا ہے، جو ان کے ساتھ تعلق جوڑتا ہے، جو ان کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہے اللہ رب العزت کی محبت اس بندے کے دل کے اندر آجاتی ہے۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

جو دل اللہ رب العزت کی محبت میں جل رہا ہوتا ہے اس دل کے ساتھ اپنے دل کو جوڑ دو۔ پھر دیکھو کہ اللہ رب العزت کی محبت کیسے ملتی ہے!

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ حال تھا کہ جب ان کا کوئی غلام ان کو اچھی طرح نماز پڑھتا ہوا نظر آتا تو بلا کے کہتے کہ اب تم میری خدمت کرنے کی بجائے بڑے کی خدمت کرنے کے لیے وقف ہو جاؤ، میں تمہیں آزاد کرتا ہوں...... جو غلام بھی اچھی نماز پڑھتا ہوا نظر آتا، آپ اسے آزاد کر دیتے، لو! غلاموں کو پتہ چل گیا انہوں نے بناوٹ کرنی شروع کر دی کہ ان کے سامنے بڑا بن سنور کر، خشوع خضوع سے نماز پڑھنے لگ گئے۔ تو کسی نے آکر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: حضرت! یہ لوگ تو بناوٹ کرتے ہیں اور آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔ فرمانے لگے: میں اللہ تعالیٰ کے نام پہ دھوکا کھانا بھی پسند کرتا ہوں۔

جب دل میں محبت ہوتی ہے تو پھر انسان کو عبادت کرنی اور دعائیں مانگنا خود بخود

آجاتا ہے ؎

محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دے گی

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی محبت کے واقعات:

اب آپ کو رابعہ بصریہ کے چند واقعات سناتے ہیں کہ اللہ کی وہ مقبول بندی اللہ سے کتنی محبت کرتی تھی۔ امید ہے کہ آپ دل کے کانوں سے سنیں گے۔

☆..... سفیان ثوری اور سلیمان جعفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم ایک مرتبہ دونوں رابعہ سے ملنے کے لیے گئے۔ وہاں بیٹھے ہوئے سفیان نے یہ کہہ دیا:

"اَللّٰھُمَّ اَرْضِ عَنِّیْ" "اے اللہ! مجھے اپنی رضا عطا فرما دے"

جب رابعہ نے یہ سنا تو کہا:

"اَمَا تَسْتَحِي مِنَ اللّٰهِ اَنْ تَسْأَلَهُ الرِّضَا؟"

"کیا تمہیں حیا نہیں آتی کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مانگتے ہو؟"

یعنی کیا تمہیں اس کی رضا مانگتے میں شرم نہیں آتی؟

"وَاَنْتَ غَيْرُ رَاضٍ عَنْهُ"

"جبکہ خود تو تم اس سے راضی نہیں ہو"

آگے سے انہوں نے جواب دیا:

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" "میں اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں"

پھر جعفر نے ان سے پوچھا:

"مَتٰى يَكُوْنُ الْعَبْدُ رَاضِيًا عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟"

"اچھا! یہ بتائیں کہ بندہ اللہ سے راضی کب ہوتا ہے؟"

www.besturdubooks.wordpress.com

رابعہ نے جواب دیا:

"اِذَا کَانَ سُرُوْرُہٗ بِالْمُصِیْبَۃِ مِثْلَ سُرُوْرِہٖ بِالنِّعْمَۃِ"

"جب بندہ جتنی نعمت کے حاصل ہونے پر خوشی محسوس کرتا ہے اتنی ہی خوشی اس کو غم کے ملنے پر ہوتی ہے، تب وہ اللہ سے راضی ہوتا ہے۔"

تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

بندگی کا مزا تو آ یا کرے اے اللہ!

تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

☆...... ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ابوالقاسم حریری رحمۃ اللہ علیہ رابعہ کو ملنے ان کے پاس آئے۔ رابعہ عدویہ کی بات ہے وہ کہتے ہیں:

"دَخَلْتُ عَلٰی رَابِعَۃَ الْعَدَوِیَّۃِ فِیْ بَیْتِھَا وَکَانَتْ کَثِیْرَۃَ الْبُکَاءِ"

"میں رابعہ عدویہ کے گھر میں داخل ہوا، وہ بہت رونے والی تھیں"

"فَقَرَأَ رَجُلٌ عِنْدَھَا اٰیَۃً مِّنَ الْقُرْاٰنِ فِیْھَا ذِکْرُ النَّارِ"

"ان کے سامنے ایک بندے نے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی، جس کے اندر جہنم کی آگ کا تذکرہ تھا"

"فَصَاحَتْ ثُمَّ سَقَطَتْ"

"آیت سن کر اس نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر گئی"

ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کے قرآن کا اتنا اثر ہوتا تھا کہ جہنم کا تذکرہ سن کر وہ بے ہوش

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوجایا کرتی تھیں۔

کبھی کبھی وہ اللہ سے دعا مانگتیں تو دعا میں یہ کہا کرتی تھیں:

"اِلٰهِیْ اَتُحْرِقُ النَّارَ قَلْبًا یُحِبُّكَ؟"

"اے میرے پروردگار! کیا آپ جہنم کی آگ میں اس دل کو جلائیں گے جو آپ سے محبت کرتا ہے؟"

ان کے بارے میں کتابوں میں یہ بھی آتا ہے:

"اَنَّهَا کَانَتْ اِذَا صَلَّتِ الْعِشَاءَ قَامَتْ عَلٰی سَطْحٍ لَّهَا وَشَدَّتْ عَلَیْهَا دِرْعَهَا وَخِمَارَهَا"

"جب وہ عشا کی نماز ادا کرتیں تو اپنے مکان کی چھت پر آجاتیں اور وہ اپنی چادر وغیرہ کو خوب اچھی طرح باندھ لیتیں"

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرتیں:

"اِلٰهِیْ اَنَارَتِ النُّجُوْمُ وَنَامَتِ الْعُیُوْنُ وَغَلَّقَتِ الْمُلُوْكُ اَبْوَابَهَا وَخَلَا کُلُّ حَبِیْبٍ بِحَبِیْبِهٖ وَهٰذَا مَقَامِیْ بَیْنَ یَدَیْكَ"

"اے میرے اللہ! ستارے روشن ہوگئے اور آنکھیں سو گئیں اور دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لیے، اللہ! ہر حبیب اپنے محبوب کے پاس پہنچ گیا، اور میں آپ کے سامنے کھڑی ہوں"

کاش! آج کی بھی عورتیں تہجد کے وقت کھڑے ہوکر مصلے پر یہ بات کہیں، اے اللہ! تو میرا محبوب ہے اور میں تیرے سامنے اس وقت میں حاضر ہوں۔

پھر جب صبح کا وقت ہوجاتا تو اس وقت کہتیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

"اِلٰهِیْ! هٰذَا اللَّیْلُ قَدْ اَدْبَرَ وَهٰذَا النَّهَارُ قَدْ اَسْفَرَ فَلَیْتَ شِعْرِیْ اَقَبِلْتَ مِنِّیْ لَیْلَتِیْ فَاَهْنَأَ؟ اَمْ رَدَدْتَهَا عَلَیَّ فَاَعْزِیْ"

"اے میرے اللہ! آج کی یہ رات چلی گئی اور دن کا یہ اجالا ہو گیا، کاش! مجھے پتہ چل جاتا کہ تو نے میری اس رات کو قبول کر لیا تو میں اپنے کو مبارک دے دیتی، اور اگر تو نے میری رات کو رد کر دیا تو میں اپنے سے تعزیت کر لیتی"

ان کے دل میں اللہ کے ساتھ کیسی محبت ہوگی! وہ حضرات ایک ایک رات اس طرح گزارتے پھر وہ اللہ کی بندی آخر میں کیا کہتی؟ وہ کہتی:

"فَوَعِزَّتِكَ لَوْ طَرَدْتَنِیْ عَنْ بَابِكَ مَا بَرِحْتُ لِمَا وَقَعَ فِیْ قَلْبِیْ مِنْ مَّحَبَّتِكَ"

"اللہ! تیری عزت کی قسم! اگر تو مجھے اپنے دروازے سے دھتکار بھی دے گا تو پھر بھی میں تیرا در نہیں چھوڑوں گی" "اس لیے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے" ع

اگر تو در نہ کھولے گا تو میں بھی در نہ چھوڑوں گا

یہ وہ لوگ تھے جن کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ایسے رچ بس گئی تھی۔ ہمارے لیے تو رات کے دو نفل پڑھنے مشکل ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ساری رات جاگ کر تہجد کے وقت اللہ کے سامنے عاجزی کر رہے ہوتے ہیں۔ جب پنجابی زبان میں کہتے ہیں: ترلے کر رہے ہیں کہ اے میرے مولا! تو راضی ہو جا۔

اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھنے سے اللہ رب العزت کی محبت بڑھ جاتی ہے

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ! کیا آگ بھری ہوگی؟

www.besturdubooks.wordpress.com

مجنوں کا جواب:

کہتے ہیں کہ ایک بندے کو خواب میں لیلیٰ والا مجنوں نظر آیا۔ اس بندے نے اس سے پوچھا:

"مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟"

"اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا"

"قَالَ غَفَرَلِیْ وَجَعَلَنِیْ حُجَّۃً عَلَی الْمُحِبِّیْنَ"

"کہنے لگا: اللہ نے میری مغفرت کر دی اور اللہ نے مجھے محبت کرنے والوں پر حجت بنا دیا"

ارے! یہ مخلوق سے اتنی محبت کر سکتا ہے تو میرے بندو! تم خالق سے محبت کیوں نہیں کر سکتے؟! اللہ اکبر کبیرا!

اگر مخلوق کی خاطر یہ ایسا پاگل اور دیوانہ بن گیا تو تم اپنے خالق کے ساتھ اتنی محبت کیوں نہیں کر سکتے؟

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دل میں اللہ رب العزت کی محبت کو بھریں۔

بندے کے دل پر اللہ کی نگرانی......!!!:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ وحی بھیجی:

"اِنِّیْ اِذَا اطَّلَعْتُ عَلٰی سِرِّ عَبْدِیْ فَلَمْ اَجِدْ فِیْہِ حُبَّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَلَأْتُہٗ مِنْ حُبِّیْ وَتَوَلَّیْتُہٗ بِحِفْظِیْ"

"جب میں بندے کے دل کے راز سے واقف ہو جاتا ہوں کہ نہ اس کو دنیا چاہیے نہ آخرت، (بس اس کو میری رضا چاہیے) تو میں ایسے بندے کا دل اپنی محبت سے بھر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتا ہوں اور پھر اس دل کی نگرانی کیا کرتا ہوں"۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

اہل محبت کے اعمال کی قیمت:

جب انسان محبت الٰہی کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو پھر اس کے عمل کا ریٹ بھی کچھ اور ہوتا ہے چنانچہ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ مِنَ الْحُبِّ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةً بِلَا حُبٍّ"

"اگر مجھے ایک دانے کے برابر محبت مل جائے تو بغیر محبت کے ستر سال کی عبادت سے یہ مجھے زیادہ عزیز ہے"

کاش! اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا ایک قطرہ ہمارے دل کے اندر بھی عطا فرما دے اور وہ محبت کا قطرہ ہمیں دنیا سے بے گانہ کر دے۔

ایک نکتے کی بات:

ایک نکتے کی بات سنیے۔ جیسے میاں بیوی کا ایک تعلق ہوتا ہے تو بیوی چاہتی ہے کہ خاوند محبت کا اظہار کرے۔ چنانچہ جو خاوند محبت کا اظہار نہیں کرتے ان کے بارے میں بیویوں کو شکوے ہوتے ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ اگر خاوند کے دل میں محبت ہے تو پھر یہ محبت کا اظہار بھی کریں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی پسند فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ رب العزت سے اپنی محبت کا اظہار کرے۔ نوافل کے ذریعے کرے، تلاوت کے ذریعے کرے، سچ بولنے کے ذریعے کرے، نیکی تقویٰ کے ذریعے کرے۔ اللہ سے اپنی محبت کا اظہار ضرور کرے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ! میں واقعی آپ سے ایسی محبت کرتا ہوں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک بوڑھا جاہل سا تھا، اس کے دل میں اللہ کی محبت تھی، وہ بیٹھا دعائیں مانگ رہا تھا۔ اے اللہ! میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نہیں، بچے نہیں، آپ میرے پاس آ جائیں، میں آپ کی خدمت بھی کروں گا، کھانا بھی کھلاؤں گا، مہمان نوازی بھی کروں گا۔ وہ اس طرح کی باتیں کر رہا تھا کہ وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزر ہوا۔ انہوں نے سن کر فرمایا: او اللہ کے بندے! تو جو یہ باتیں کر رہا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہیں۔ یہ سن کر وہ بوڑھا گھبرا گیا اور کہنے لگا: اچھا! مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا؟ فرمایا: ہاں ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔

یہ کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فارسی زبان میں کہتے ہیں کہ جو وحی اتری تھی اس کا مطلب تھا:

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

''اے میرے پیارے موسیٰ! میں نے آپ کو جوڑنے کے لیے بھیجا تھا، توڑنے کے لیے نہیں بھیجا تھا''

وہ تو میرے ساتھ محبت کا رشتہ جوڑ کے بیٹھا باتیں کر رہا تھا، آپ نے تو الٹا ایسی بات کر دی کہ وہ گھبرا گیا اور اس نے یہ باتیں ہی چھوڑ دیں۔

اس پر ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر ایک بوڑھا محبت میں ڈوب کر ایسی باتیں کر رہا ہے جو اللہ کی شان کے خلاف ہیں، اللہ کو وہ بھی پسند آتی ہیں تو جو اللہ کی محبت میں ڈوب کر وہ باتیں کرے گا، جو اللہ کی شان کے مطابق ہوں تو یہ باتیں اللہ کو کتنی پسند آئیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی! اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوں گے کہ میرا بندہ میرے ساتھ محبت کا اظہار کر رہا ہے۔

شرابِ دنیا اور شرابِ الفت میں فرق:

ایک شراب ہوتی ہے دنیا کی اور ایک شراب ہوتی ہے اللہ کی محبت کی، دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جو دنیا کی شراب پی کر گھر سے نکلتا ہے تو لوگوں کے جوتے اس کے سر پر پڑتے ہیں کہ یہ کیا تو نے بدکاری کی!؟ اور جو انسان اللہ کی محبت کی شراب کے نشے میں ڈوب کر نکلتا ہے لوگ اس کے جوتوں کو اٹھا کر اپنے سروں پر رکھ لیا کرتے ہیں اس لیے کہ محبت الٰہی نعمت ہی عجیب ہے۔ یہ ہے اللہ رب العزت سے مانگنے والی چیز کہ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت میں عزت عطا فرما دیجیے۔

محبت ہو تو ایسی:

ہمارے حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں دو بوڑھے تھے۔ دونوں نیکوکار اور ذاکر شاغل تھے۔ ایک دن وہ دونوں آپس میں الجھ رہے تھے۔ پہلے ایک نے دوسرے کا گریبان پکڑا اور کھینچا اور پھر دوسرے نے پہلے کا گریبان پکڑا اور کھینچا۔ کسی بندے نے یہ تماشہ دیکھا تو وہ سوچنے لگا کہ یہ ہو کیا گیا؟ کہ مسجد کے اندر ہیں اور دونوں نیک اور باشرع آدمی ہیں اور آپس میں الجھ رہے ہیں۔ جب وہ ذرا قریب ہوا تو اس کو پتہ چلا کہ ہوا یہ تھا کہ آپس میں بات کرتے کرتے ان میں سے ایک نے کہہ دیا تھا: ''اللہ میڈا اے'' (اللہ میرا ہے) تو یہ سن کر دوسرے کو یہ بات اچھی نہ لگی اور اس نے اس کا گریبان پکڑا اور جھنجھوڑ کر کہا: نہیں، ''اللہ میڈا اے'' وہ اس کا گریبان پکڑ کر اس کو جھنجھوڑتا اور وہ اس کو جھنجھوڑتا۔ دیکھیے تو سہی کہ اس وقت اللہ کو کتنا پیار آ رہا ہوگا کہ یہ دونوں بوڑھے میری محبت میں ایک دوسرے کے ساتھ الجھ رہے ہیں۔ بھئی! اللہ تو سب کا ہے مگر محبت چیز ہی ایسی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت الٰہی زندگی کا مقصود ہے:

اللہ رب العزت کی یہ محبت انسان کی زندگی کو سنوار دیتی ہے۔ دنیا کی بھی عزتیں ملتی ہیں اور آخرت کی بھی عزتیں ملتی ہیں۔

تیری عاشقی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا؟
تیرے عشق نے بنا دی میری زندگی فسانہ

اللہ کی محبت زندگی کو فسانہ بنا دیتی ہے۔ ہم اللہ رب العزت سے یہ نعمت مانگا کریں۔ کیونکہ اللہ رب العزت کی محبت زندگی کا مقصود ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو لوگ مخلوق سے نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتیں کرتے ہیں وہ زندگی کو ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کیا:

”وَأَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ“

”اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ جس سے چاہیں محبت کریں ایک دن آپ کو جدا ہونا پڑے گا“

مخلوق کی محبتوں میں جدائی لازماً آتی ہے لیکن اللہ رب العزت کی محبت ایسی ہے کہ جو ایک مرتبہ اللہ سے جڑتا ہے، پھر وہ اللہ کی رحمت سے کبھی اس سے جدا نہیں ہوتا۔ جو مخلوق سے محبت کرے گا وہ ایک نہ ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جو اللہ رب العزت سے محبت کرے گا وہ ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔ اس لیے فرماتے ہیں: ؎

عشق با مردہ نہ باشد پائیدار
”مرنے والوں سے جو عشق ہوتا ہے وہ پائیدار نہیں ہوتا“
عشق را باحی ــــــــــ باقیــــــــــ وحدار

www.besturdubooks.wordpress.com

''محبت کرنی ہے تو اس ذات سے کرو جو ہمیشہ زندہ رہنے والی اور قیوم ذات ہے''
مرنے والوں سے اور ڈھلنے والوں سے کیا محبت کرنی؟

مہر مت مرنا کسی گلفام پہ
خاک ڈالو گے انہی اجسام پہ

یہ مٹی کے کھلونے انسان کے دل کو اللہ سے جدا کر دیتے ہیں۔

عجیب اشعار:

زیب النساء مخفی نے بڑے عجیب شعر کہے۔ کہتی ہیں:

مرغ دل را گلشن بہتر ز کوئے یار نیست
طالب دیدار را ذوق گل و گلزار نیست

''دل کے پرندے کے لیے یار کی گلی سے بہتر گلشن اور کوئی بھی نہیں، جو محبوب کے دیدار کا طالب ہوا اس کو پھولوں اور پودوں سے کوئی رغبت نہیں ہوتی'' ع

گفتم از عشق بتاں اے دل! چہ حاصل کردہ ای؟
گفت مارا حاصل جز نالہ ہائے زار نیست

''میں نے پوچھا: اے دل! تجھے دنیا کے ان بتوں سے عشق کرنے کا کیا نتیجہ ملا؟ تو دل نے جواب دیا: رونے دھونے کے سوا کچھ نہیں ملا''

چند قطرے خون دل مخفی بہائے گوشہاں
ریختن بر خاک دل ایں شیوہ عطار نیست

''اے مخفی! یہ دل کے جو چند قطرے ہیں، یہ تو اللہ نے اپنی محبت کے لیے بنائے، اس کو مخلوق کے اوپر لٹا دینا، یہ عطار کا شیوہ نہیں ہوا کرتا''

www.besturdubooks.wordpress.com

اہل محبت کی حوصلہ افزائی:

کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

''یَا دَاؤدُ ذِکْرِیْ لِلذَّاکِرِیْنَ وَجَنَّتِیْ لِلْعَابِدِیْنَ وَزِیَارَتِیْ لِلْمُشْتَاقِیْنَ وَاَنَا خَاصَّۃٌ لِلْمُحِبِّیْنَ''

''اے میرے پیارے داؤد! میرا ذکر ذاکرین کے لیے، میری جنت میرے عبادت گزار بندوں کے لیے، میری زیارت چاہنے والے بندوں کے لیے ہے اور میں خاص ان لوگوں کے لیے ہوں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں''

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تُدْعَی الْاُمَمُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَنْبِیَاءِ ھَا فَیُقَالُ یَا اُمَّتَ مُحَمَّدٍ! یَا اُمَّۃَ مُوْسٰی! یَا اُمَّۃَ عِیْسٰی!

''قیامت کے دن امتوں کو ان کے انبیاء کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا: اے محمد کی امت! اے موسیٰ کی امت! اے عیسیٰ کی امت''

''وَیُدْعَی الْمُحِبُّوْنَ فَیُقَالُ: یَا اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ! ھَلُمُّوْا اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ''

''اور اللہ سے محبت کرنے والوں کو پکارا جائے گا تو کہا جائے گا، اے اللہ کے دوستو! آؤ اللہ کی طرف''

ابھی میزان عدل قائم نہیں ہوگا کہ کچھ لوگ جنت کے دروازے پر پہنچے ہوئے ہوں گے کہیں گے: اے رضوان! جنت کے دروازے کو کھول دے۔ وہ کہے گا: ابھی میزان عدل قائم نہیں ہوا۔ پھر رضوان اللہ تعالیٰ سے پوچھے گا: اے اللہ! یہ تیرے کون بندے ہیں جو

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں کہ جنت کے دروازے کو کھول دے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: یہ میرے وہ بندے ہیں جو راتوں کو میری محبت میں جاگا کرتے تھے، جو میری محبت میں زندگی گزارتے تھے، جو میری محبت کے متلاشی رہتے تھے، جو میری محبت کی خاطر گھروں سے سفر کر کے آتے تھے، کئی کئی دن مسجدوں میں رہتے تھے، دن رات مجھ سے جھولیاں اٹھا کر مانگتے تھے: اللہ! محبت کا قطرہ عطا کر دیجیے۔ یہ میرے وہ بندے ہیں جو میری یاد میں جیتے تھے۔ میرے حکموں کے مطابق زندگی گزارتے تھے۔ اے رضوان! آج میں نے ان کا حساب نہیں لینا، یہ میرا دیدار چاہتے ہیں، اس لیے کہہ رہے ہیں کہ جنت کے دروازے کو کھول دے اور ہمیں جنت میں جانے دے۔ اللہ رب العزت اپنے محبت کرنے والے بندوں سے قیامت کے دن حساب نہیں مانگیں گے۔

آج بیوی سے محبت ہو اور بندہ خرچ دے تو حساب نہیں مانگتا۔ بیٹے سے محبت ہو تو خرچ دے کر حساب نہیں مانگتا۔ جو اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بلا حساب ان کو بھی جنت عطا فرمائیں گے۔

اللہ کی محبت یوں مانگیں:

اللہ رب العزت ہمیں بھی اپنی سچی محبت عطا فرما دے تاکہ ہم بھی اپنی زندگی میں اللہ کی محبت میں جئیں اور اللہ کی محبت ہی میں ہمیں موت آئے۔ کہنے والے نے کیا ہی اچھی بات کہی:

تیرے سوا معبودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مقصودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
اب تو رہے بس تا دمِ آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ!
لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلو میں جب تک قلب رہے اور تن میں جب تک جان رہے
لب پہ تیرا ہی نام رہے اور دل میں تیرا ہی دھیان رہے
جذب میں پراں ہوش رہے اور عقل مری حیران رہے
لیکن تجھ سے غافل ہرگز دل نہ میرا اک آن رہے
اب تو رہے بس تادم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ!
لا الٰـــــــــــہ الا اللہ لا الٰـــــــــــہ الا اللہ
یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پہ سب گھربار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تادم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ!
لا الٰـــــــــــہ الا اللہ لا الٰـــــــــــہ الا اللہ

عشق کی دکانیں:

اللہ والوں کی خانقاہیں عشق کی دکانیں ہوتی ہیں۔ میرے دوستو! ہم ان دکانوں سے اللہ کی محبت کا سودا لے لیں۔ اللہ کی محبت کی پڑیا لے لیں۔ یہ محبت اگر یہاں آ کر بھی نہ ملی تو پھر کب ملے گی؟ اس لیے یہ وقت ہمارے لیے قیمتی ہے۔ اللہ کی طرف متوجہ رہیں، اللہ سے مانگتے رہیں۔ میرے مولا! آپ سے لینے کے لیے آ گئے ہیں۔ تو تو جانتا ہے کہ ہم نے اپنے گھروں کو چھوڑا، نوکریوں کو چھوڑا، مصروفیات کو چھوڑا، اللہ! تیری تلاش میں نکلے، اب تیرے گھر میں آ بیٹھے ہیں، اللہ! تیرے سامنے بیٹھ کر تیرے دیدار سے محروم ہیں، میرے مولا! اس سے بڑی محرومی اور کیا ہے؟ اے اللہ! ہمارا آنا قبول کر لے۔ اگر ہم نے

www.besturdubooks.wordpress.com

نیک نہیں تو اے اللہ! پورے مجمع میں کوئی تو ہوگا جس کی ٹھنڈی آہیں آپ کو پسند آتی ہوں گی، کوئی تو ہوگا جس کے رات کے تہجد کے وقت کے گرم گرم آنسو آپ کو پسند آتے ہوں گے؟ اللہ! اپنے اس ایک بندے کے صدقے ہم پر بھی رحم فرما دے اور ہمیں بھی اپنی محبت عطا فرما دے اور قیامت کے دن ہمیں بھی اپنی محبت کرنے والوں میں شامل فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

میرا دل مچل رہا ہے تیری یاد میں الٰہی!
تیرے نام نے تو دل میں اک آگ ہے لگائی
تیرا در تو تیرا در ہے تیرے در کے اک گدا نے
دنیا دوں کی عظمت میرے دل سے ہے مٹائی
میں تیری نوازشوں پہ حیران ہو رہا ہوں
قاری نے مجھ سورت رحمٰن ہے سنائی
تیرے حسن پہ میں قرباں، تیری نیم سی نگاہ نے
میرے دل کی اجڑی بستی اک پل میں ہے بسائی
تیرے عاشقوں میں جینا، تیرے سنگ در پہ مرنا
میں بھی سمجھ رہا ہوں تیرے در کی ہے رسائی
میری زندگی کا حاصل تیری یاد بن گئی ہے
تیرے وصل کی تمنا میرے دل میں ہے سمائی
مجھے دردِ دل ملا ہے سن لو اے دنیا والو!
میں فقیر بے نوا ہوں مجھے مل گئی شاہی

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾

بیت اللہ کا سفر

ازافادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

خصوصی مجالس: بعد نماز مغرب سالانہ اجتماع جھنگ

مورخہ اکتوبر ۲۰۰۱ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اس گھر کا دیدار کرنے کے لیے ہمارے اکابر بڑے ذوق وشوق کے ساتھ سفر کر کے آتے تھے اور پتہ نہیں کتنی دعائیں مانگتے تھے؟ قربانیاں ہوتی تھیں، سفر کی مشکلات کے بعد یہاں پہنچنا نصیب ہوتا تھا۔ کئی تو ایسے تھے کہ ان کو ساری ساری زندگی دعائیں کرتے حسرت میں گزر گئی مگر ان کو اس جگہ کا دیدار نصیب نہ ہو سکا۔ آج ہم عاجز مسکینوں کو دیکھو کہ باوجود ہمارے گناہوں کے رب کریم نے اپنے گھر کے اس راستے کو آسان کر دیا۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

بیت اللہ کا سفر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ○ (آل عمران:١٩)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

تجلیات ذاتیہ کا ورود:

کعبۃ اللہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ بیت اللہ سے مراد اللہ کا گھر ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ اس میں رہتے ہیں۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات ذاتیہ اس پر وارد ہوتی ہیں۔

جیسے پرنالے میں سے پانی گر رہا ہوتا ہے یوں سمجھیے کہ عرش کے اوپر سے تجلیات کا پرنالا گر رہا ہے اور وہ تجلیات بیت المعمور سے ہوتی ہوئی بیت اللہ کے اوپر گر رہی ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں سے پوری دنیا میں تقسیم ہورہی ہیں۔ اس لیے اگر کوئی شخص وہاں سے کمرے کو ہٹا دے تو بھی یہی جگہ بیت اللہ ہوگی۔ اسی رخ میں نماز پڑھنے کا حکم ہوگا اور یہ تجلیات صرف اس گھر پر آ کر ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ تحت الثریٰ تک جاتی ہیں۔

اگر کوئی سمندر میں بھی چلا جائے تو اس کے سامنے تجلیات کا ایک ستون ہوگا۔ اگر کوئی خلاء میں چلا جائے تو جب وہ سجدہ کرے گا اس کے سامنے ان تجلیات کا ستون ہوگا۔ اصل میں وہ تجلیات ہیں جنہوں نے اس جگہ کو بیت اللہ بنا دیا۔

دیدار بیت اللہ کی تڑپ:

اس گھر کا دیدار کرنے کے لیے ہمارے اکابر بڑے ذوق وشوق کے ساتھ سفر کر کے آتے تھے اور پتہ نہیں کتنی دعائیں مانگتے تھے؟ قربانیاں ہوتی تھیں، سفر کی مشکلات کے بعد یہاں پہنچنا نصیب ہوتا تھا۔ کئی تو ایسے تھے کہ ان کو ساری ساری زندگی دعائیں کرتے حسرت میں گزر گئی مگر ان کو اس جگہ کا دیدار نصیب نہ ہوسکا۔ آج ہم عاجز مسکینوں کو دیکھو کہ باوجود ہمارے گناہوں کے رب کریم نے اپنے گھر کے اس راستے کو آسان کر دیا۔

بیت اللہ کا سفر...... ماضی وحال کے آئینے میں:

فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے راستے کچے ہوتے تھے اور مسافر پکے ہوتے تھے اور آج راستے پکے ہیں اور مسافر کچے ہیں۔ راستے کچے ہونے کا تو یہ حال کہ پہلے پاکستان سے یا ہندوستان سے جو لوگ سفر کرتے تھے وہ سمندری جہازوں کا سفر کرتے تھے۔ پاکستان سے سعودی عرب پہنچنے میں ان کو دو دو مہینے لگ جاتے تھے۔ جہاز چل رہے ہوتے تھے تو راستے میں سیلاب آ جاتا، سمندر طوفان آ جاتا تو جہاز کو لنگر انداز کر دیا جاتا۔ ایک ہفتہ، دو ہفتے، تین ہفتے جہاز ٹھہرا رہتا کہ طوفان رکے گا تب آگے چل پائیں گے۔ اتنا عرصہ ایک ہی جگہ جہاز رکے رہنے کی وجہ سے جو مسافروں کا حال ہوتا۔ اللہ اکبر کبیرا

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگوں کو سمندری بیماریاں لگ جاتیں، کسی کو متلی ہوتی، کسی کو نیند ہوتی اور گرمی اتنی کہ نہ پوچھیں۔ جب چاروں طرف پانی اور گرمی کا موسم ہو پھر آدمی کو بند جہاز کے اندر بیٹھنا پڑے تو کیا حشر ہوتا ہے؟ آدمی اس کا تصور ہی نہیں کرسکتا۔ اس لیے اگر حج کے لیے چلنا ہوتا تو رمضان المبارک سے پہلے سفر شروع ہوجاتا تھا۔ جو رمضان المبارک سے پہلے چلتے وہ حج کے دنوں میں یہاں تک پہنچ پاتے تھے۔

اتنے مشکل سفر کے بعد جب جدہ آتے تھے تو ہمارے مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ جہاز کو سمندر میں تین دن کے لیے کھڑا کر دیا جاتا تھا تا کہ اگر مسافروں کو کوئی بیماری ہے تو وہیں اس کا علاج کیا جائے۔ تین دن کے بعد مسافروں کو جدہ کی زمین پر پاؤں رکھنے کی اجازت ملتی تھی۔ اب آپ سوچیے کہ تین دن سے جدہ پہنچ بھی گئے۔ مگر زمین پر پاؤں رکھنے کی اجازت نہیں۔ تین دن کے بعد اترنے کی اجازت ملتی تھی۔

پھر جدہ سے مکہ مکرمہ میں آنا ایک مستقل کام تھا۔ اس وقت سڑکیں تو ہوتی نہیں تھیں۔ پہاڑیاں ہوتی تھیں، پہلے پہاڑیوں پہ چڑھنا اور دوسری طرف سے نیچے اترنا۔ ویسے اگر دیکھیں تو صرف پچاس میل کا سفر ہوتا تھا۔

اس زمانے میں لوگوں کے پاس سواریاں تو ہوتی نہیں تھیں۔ مقامی لوگوں کے پاس اونٹ ہوتے تھے اور وہ کافی کرایہ لیتے تھے کئی مرتبہ تو کرایہ ہوتا کہ پورا دے بھی نہیں سکتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ سامان اونٹوں پہ لاد دیتے تھے اور خود ان کے ساتھ پیدل چلتے تھے۔ تین دن میں جدہ سے مکہ مکرمہ پہنچتے تھے۔ اب سوچیے کہ مکہ مکرمہ پہنچنا ہی کتنا بڑا مرحلہ تھا۔

یہ جو تین دن ہوتے تھے ان میں راستے میں کہیں پانی نہیں ہوتا تھا۔ اپنا پانی اپنے ساتھ ہوتا تھا۔ سوچیے کہ طہارت کے لیے کتنا پانی چاہیے؟ وضو کے لیے، پینے کے لیے کتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہیے تھا؟ یہ پانی بھی ساتھ ہوتا تھا۔ راستے میں خشک پہاڑیاں کہیں سایہ نہیں تھا اور دھوپ میں ہی یہ سارا سفر کرنا ہوتا تھا۔ درمیان میں کہیں چائے کا ہوٹل نہیں تھا کوئی اچھا کھانا نہیں تھا، پینے کا تازہ پانی نہیں ملتا تھا، تو انسان کو بہت تنگی کے بعد مکہ مکرمہ میں آنا نصیب ہوتا تھا۔ پھر مکہ مکرمہ رہ کر بھی مجاہدہ ہوتا تھا۔ کھانے پینے کی چیزوں میں حتیٰ کہ عرفات میں کئی مرتبہ پانی ختم ہو جاتا تھا۔ حج کے جتنے مسافر ہوتے انہیں کے پاس جو پانی ہوتا اس پہ گزارا کرنا ہوتا تھا۔ اب سوچیے وہاں کتنی مشکل ہوتی ہوگی۔

الحمدللہ! آج اللہ تعالیٰ نے کتنی مہربانی کر دی کہ ہم لوگ ائیر کنڈیشنڈ ہوائی جہازوں میں بیٹھتے ہیں اور چار گھنٹے کے اندر جدہ اتر آتے ہیں وہاں بھی ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں رہتے ہیں اور چار گھنٹوں میں ساری کاروائی مکمل ہو کر ہم دوبارہ ائیر کنڈیشنڈ بس میں بیٹھ چکے ہوتے ہیں۔ پھر ائیر کنڈیشنڈ میں سے اتر کر ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں پہنچتے ہیں اور یہاں آ کر ہم کہتے ہیں کہ بہت تنگ ہو کر پہنچے۔ اب ہمارے لیے حرم جانا مشکل ہے۔ دیکھیے کتنا فرق ہے؟

کھانے میسر ہیں، ٹھنڈے مشروبات اور کیا کیا نعمتیں ہیں کہ بے اختیار دل سے نکلتا ہے۔

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾

''تم اپنے رب کی کون کون سے نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''

تو پہلے زمانے میں راستے کچے ہوتے تھے اور مسافر پکے ہوتے تھے آج سڑکیں، راستے پکے بن گئے مسافر کچے بن گئے۔ اتنی تکلیفوں کے بعد ہمارے اکابر یہاں پہنچتے تھے اور اعمال میں وقت گزارتے تھے۔ ہماری طرح کمرے کو ٹھنڈا کر لینا اور پھر کمبل اوپر سے لے کر سو جانا اور جب انتظار میں رہنا کہ اذان ہوگی تب اٹھ کر وضو کرنا شروع کریں گے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ممکن ہے بس آخری رکعت ہمیں مل جائے۔ یہ تو ہمارے طور طریقے ہیں۔ ان اکابر کا معاملہ تو کچھ اور تھا۔

اللہ تعالیٰ کے پڑوسی:

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ جار اللہ جنہوں نے تفسیر "کشاف" لکھی وہ جب آئے تو ہر وقت بیت اللہ کے پاس ہی رہتے تھے۔ وہ بیت اللہ کے پاس اتنا رہتے تھے کہ عربوں نے ان کو جار اللہ کہنا شروع کر دیا۔ جار اللہ کا مطلب ہوتا ہے اللہ کا پڑوسی۔ اب سوچیے کہ انہوں نے وہاں کتنا وقت گزارا ہوگا کہ لوگوں نے ان کو اللہ کا پڑوسی کہنا شروع کر دیا۔

ہر نماز امام کے پیچھے پڑھنے کا اہتمام:

حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ حج کے لیے گیا تو جتنے دن مجھے وہاں رہنے کا موقع ملا میری ہر نماز تکبیر اولیٰ کے ساتھ پہلی صف میں امام کے پیچھے ادا ہوئی۔ میں نے کوئی نماز دوسری صف میں بھی ادا نہیں کی۔ اب سوچیے کہ ہر نماز پہلی صف میں امام کے پیچھے ادا کی۔ مجھے تو لگتا تھا شاید وہ فجر سے پہلے وضو کرنے جاتے ہونگے اور پھر عشاء کے بعد وضو کرنے جاتے ہوں گے۔ ظہر سے لے کر عشاء تک اسی وضو سے نمازیں پڑھتے ہونگے۔ ایسا لگتا ہے کہ بس حرم میں ہی بیٹھے رہتے تھے۔ ہمارے بزرگوں نے یہاں ایسا وقت گزارا۔

یومیہ ستر طواف کرنے کا معمول:

ایک بزرگ تھے وہ ستر طواف روزانہ کیا کرتے تھے جبکہ ان کی اپنی عمر بھی ستر سال تھی۔ ستر طواف کا مطلب ہے کہ ہر طواف کے سات چکر۔ چار سو نوے تو چکر لگتے تھے اس کے علاوہ ایک سو چالیس رکعت نمازیں، نفل طواف کے جو ہوتے ہیں وہ پڑھتے ہوتے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور باقی عمل اس کے علاوہ ہوتے تھے۔

افغانی شیخ کا شوقِ طواف:

ہم نے یہاں ایک افغانی شیخ کو دیکھا حیران ہوتے تھے وہ ویل چیئر پہ ہوتے کہ چل نہیں سکتے تھے اور وہ اپنے ہاتھوں سے ویل چیئر کے پہیوں کو گھمانے کی کوشش کرتے تھوڑا چلتے پھر رک جاتے۔ پھر چلتے پھر رک جاتے۔ اللہ تعالیٰ کسی نوجوان کے دل میں ڈال دیتے وہ ان کو دیکھ کر کوئی ایک طواف کرواتا، کوئی دو طواف کرواتا کوئی تین طواف کرواتا۔ ہم نے دیکھا کہ پولیس والے اپنی ڈیوٹیاں مکمل کر کے ان کو طواف کروا رہے ہوتے تھے۔ ان کو ہم نے ہر وقت طواف میں دیکھا ہر وقت۔ واہ میرے مولا! آپ کے چاہنے والے بھی کیسے کیسے ہیں؟ معذور ہو کر بھی وہ اتنے طواف روزانہ کرتے تھے

ہر آیت کے بعد دعا مانگنے کا اہتمام:

حضرت مرشد عالم ﷫ نے خود بتلایا۔ فرمانے لگے کہ میں نے ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کے سامنے اس طرح قرآن مجید مکمل کیا کہ میں آیت پڑھتا اور اس کے مطابق جو دعا ہوتی میں وہ دعا پڑھتا تھا۔ مثلاً بشارت کی آیت ہے تو اللہ سے نعمتیں مانگتا، جنت مانگتا۔ ڈرانے والی آیت پہ دوزخ سے پناہ مانگتا۔ میں ہر ہر آیت سے متعلقہ دعا مانگتا، اس طرح میں نے بیت اللہ شریف کے سامنے پورا قرآن مجید مکمل کیا۔ آج ہم تو ایک قرآن پاک پڑھ ہی نہیں پاتے۔ وہ ہر ہر آیت پہ دعا مانگتے تھے۔ اب سوچیے ہماری زندگی میں ان کی زندگیوں میں کتنا فرق ہے؟ اس لیے یہ عاجز عرض کر رہا ہے کہ پہلے راستے کچے ہوتے تھے مسافر پکے ہوتے تھے۔ آج راستے پکے ہو گئے، مسافر کچے ہو گئے۔ پھر لوگ آتے وہ اللہ سے لو لگاتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حاکم وقت سے بے اعتنائی:

سالم بن عبداللہ کے بارے میں آتا ہے کہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے ان کو وقت کا حاکم ملا۔ کہنے لگا: سالم! آپ بتاؤ میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟ انہوں نے معذرت کر دی۔ وہ کہنے لگا: نہیں آپ مانگیں جو مانگتے ہیں۔ تو انہوں نے بیت اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا او خدا کے بندے! اس گھر کے پاس آ کے بھی تجھ سے کچھ مانگوں گا۔ حاکم بڑا شرمندہ ہوا۔ سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا طواف مکمل کیا اور طواف مکمل کر کے حرم محترم سے باہر نکلے تو حاکم آپ کے انتظار میں تھا۔ وہ بھی باہر نکلا، آپ سے ملا اور کہنے لگا اب تو آپ باہر آ گئے، اب مجھ سے مانگیں جو مانگتے ہیں۔ تو سالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بتاؤ میں تجھ سے دین مانگوں یا دنیا مانگوں۔ وہ حاکم دین تو کچھ نہیں سکتا تھا اس لیے کہ دین میں تو سالم رحمۃ اللہ علیہ بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اپنے وقت کے اکابرین میں سے تھے۔ تو اس نے کہا آپ مجھ سے دنیا مانگیں۔ جب اس نے یہ کہا تو سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس ذات نے دنیا کو پیدا کیا دنیا تو میں نے اس سے بھی نہیں مانگی میں تجھ سے دنیا کیا مانگوں گا۔

یہ حضرات جب بیت اللہ میں وقت گزارتے تھے تو وہ اللہ سے اپنی سب امیدیں لگایا کرتے تھے۔

مجاہدہ کے بعد مشاہدہ:

اکابرین حضرات مجاہدے تو کرتے تھے اور پھر مشاہدے بھی تو کرتے تھے۔ آج اگر مجاہدہ نہیں تو پھر مشاہدہ بھی تو نہیں ہے۔ دن گزر جاتے ہیں اور جیسے آتے ہیں ویسے کے ویسے رہتے ہیں، اپنے دل میں کوئی تبدیلی نہیں محسوس کرتے۔ یہی تو شکوہ ہوتا ہے کہ مجھے اپنے اندر کچھ محسوس نہیں ہو رہا۔ اصل میں کہنے والا کہہ رہا ہوتا ہے کہ جی میں کیا کروں

www.besturdubooks.wordpress.com

میری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا۔

آنکھ والا تیرے جلووں کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

عربوں کے مجاہدے:

اتنا مجاہدہ ہوتا تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ہم لوگ تربوز خربوزہ کو کھا کر جب چھلکے پھینکتے تھے تو مقامی بچے آپس میں جھگڑتے تھے کہ اس کو اٹھا کر میں کھاؤں گا یا اس کو میں کھاؤں گا۔ اتنی غربت ہوتی تھی کہ وہ پھلوں کے چھلکے اٹھا کے کھانے پر ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے تھے۔

فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔ راستے میں ایک بوڑھا ملا اعرابی اور اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا، جیسے اس کو بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی ہے اور اس نے کئی دن سے نہیں کھایا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اہلیہ صاحبہ سے کہا کہ چولہا جلائیں اور اس کو کوئی روٹی وغیرہ پکا کر کھلائیں۔ فرماتے ہیں کہ میری اہلیہ صاحبہ نے اپنا سامان نکالا جب انہوں نے آٹا نکالا اور اس بوڑھے نے آٹے کو دیکھا تو اس نے ایک پیالا لے کر اور کچا آٹا اس نے ہاتھ میں لے کر اس پانی میں گھولا (ملایا) ستو کی طرح اور اس کو پی لیا پھر کہنے لگا کہ اب میں روٹی پکنے کا انتظار کر سکتا ہوں اتنی تو بھوک لگی ہوئی ہوگی ناں کہ اس کے لیے روٹی پکنے کا انتظار کرنا مشکل تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ حضرات بیت اللہ میں رہ کر اس کا فیض پاتے تھے۔

بیت اللہ کے پڑوس کی عظمت:

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ یہاں تشریف لائے تو فرماتے ہیں ایک عربی بچہ تھا وہ ہمارے خیمے میں آتا اور ہم اسے روٹی، کھانا وغیرہ دے دیتے۔ وہ بہت پیارا

www.besturdubooks.wordpress.com

بچہ تھا جب وہ بار بار آتا تو اس سے ہمیں انس ہو گیا اور وہ ہم سے کافی مانوس ہو گیا۔ فرماتے ہیں جب ہمارے جانے کا دن قریب آیا تو وہ بچہ بھی غمگین غمگین نظر آتا۔ میری اہلیہ اسے کہتی بس اب ہم چلے جائیں تو اس کا چہرہ بجھا ہوا سا نظر آتا۔ ایک دن میری اہلیہ نے اس سے کہا اگر تو ہمارے ساتھ آنا چاہے تو ہم تجھے اپنا بیٹا بنا لیتے ہیں تو ہمارے ساتھ چل وہاں ہمارے ملک میں تو بجلی کے پنکھے بھی ہیں اور کھانے پینے کی ساری نعمتیں بھی ہیں ہم تجھے پڑھائیں گے بھی، پالیں گے اور تجھے اپنے بچوں کی طرح رکھیں گے اور تجھے اچھی اچھی کھانے پینے کی ہر ہر نعمت وہاں ملے گی۔ جب اس نے اچھی طرح ترغیب دے کر بات کی تو بچے نے ساری بات غور سے سنی اور سننے کے بعد کہنے لگا: اچھا یہ بھی ہوگا، یہ بھی ہوگا یہ سب کچھ وہاں ہوگا؟ تو میری اہلیہ نے کہا جی یہ سب کچھ وہاں ہوگا۔ اس کے بعد اس نے بیت اللہ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اشارہ کر کے کہنے لگا کیا یہ بھی وہاں ہوگا؟ تو میری اہلیہ نے کہا یہ تو وہاں نہیں ہوگا۔ جیسے ہی اس بچے نے سنا بیت اللہ وہاں نہیں ہوگا تو وہ کہنے لگا میں بھی پھر وہاں نہیں جا سکتا۔ میں بیت اللہ شریف کے پڑوس کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ چھوٹے بچے بھی اتنا مجاہدہ کرتے پھر بھی ان کو بیت اللہ شریف کے ساتھ اتنی محبت ہوتی تھی۔

بارش کی وجہ سے پریشانی:

آج ہماری کیا حالت ہے؟ کیا کیا نعمتیں ہیں؟ پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانا ہوتا تو جانے میں دو دو ہفتے لگتے تھے۔ تین ہفتے بھی لگ جاتے تھے۔ ایسا ہوتا کہ مسافر چلتے اور راستے میں بارش ہو جاتی اور بارش ہونے کی وجہ سے راستے میں آبشاریں ہیں اور جھیلیں ہیں ان کا پانی جمع ہو کے جہاں نالے ہیں وہ نالے بہہ پڑتے اور پانی اتنا تیز ہوتا کہ مسافروں کو بہا کے لے جاتا تو لوگوں کو دو ہفتے انتظار میں بیٹھنا ہوتا کہ سیلاب جائے تو ہم

سفر شروع کرسکیں۔ آج تو پل بن گئے، غور کریں تو گاڑیاں چلتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ دو دو کلومیٹر لمبے پل بنے ہوئے ہیں ان کے نیچے سے پانی گزرتا تھا جب وہاں سے پانی گزرتا، وہاں تو دریا ہوتا اتنا مشکل یہ سفر ہوتا تھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ سناتے ہیں کہ: میں منیٰ میں تھا۔ مجھے ایک بوڑھا ملا اور کہنے لگا: اے نوجوان! تو اللہ کے لیے میری دعوت کو قبول کرلے۔ فرماتے ہیں میں نے بے تکلف اس کی دعوت قبول کرلی۔ یہ سنتے ہی اس نے اپنی گٹھڑی کھولی اور جو کچھ اس میں تھا وہ اس نے دسترخوان پہ بچھا دیا اور کہنے لگا: کھاؤ۔ فرماتے ہیں: میں نے بے تکلف کھانا شروع کردیا۔ اس نے تھوڑی دیر مجھے کھاتے دیکھا تو مجھے کہنے لگا: اے نوجوان! تو مجھے قریشی نظر آتا ہے میں نے کہا: ہاں ہوں تو سہی مگر آپ کو پتہ کیسے چلا؟ وہ کہنے لگا: اس لیے کہ قریشی دعوت قبول کرنے میں بھی بے تکلف ہوتے ہیں اور کھانے پینے میں بھی بے تکلف ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھنا شروع کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ تو وہ کہنے لگا: مدینہ طیبہ سے۔ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں، تو میں نے اس سے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سناؤ۔ اس نے بتایا کہ وہ مسجد نبوی میں درس حدیث دیتے ہیں اور پڑھاتے ہیں اور وہ تو ایمان والی بھی اتنا بے بڑی باتیں کہیں۔

میرے شوق کو دیکھ کر بوڑھے نے کہا: اگر تم ان سے ملنا چاہو تو ہمارے پاس ایک اونٹ ہے جس کا سوار واپس نہیں جائے گا۔ ہم آپ کو اس اونٹ پر بٹھا دیں گے تو وہاں پہنچ جاؤ گے۔ میں نے ارادہ کرلیا میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ چلا، سولہ دن میں سفر مکمل ہوا مگر سولہ دن میں میں نے سولہ قرآن مجید مکمل پڑھ لیے۔ اب سوچیے کہ وہ سولہ دن اونٹ کا سفر کرتے تو سولہ قرآن مجید پڑھ لیا کرتے تھے۔ آج ہم سولہ دن گزارتے جاتے ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک قرآن مجید بھی مکمل نہیں پڑھ پاتے۔ ہماری بے توفیقی کا حال بھی دیکھیں، غفلت کا حال بھی دیکھیں کہ یہاں آ کر بھی ان اعمال کی ہمیں توفیق نہیں ملتی۔

کسی نے کہا

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم نہ دانند
بروں چہ کار کردی کہ درون خانہ آئی

دشمن کے یہ نصیب میں ہی نہیں تھا کہ محبوب تیری تیغ سے ہلاک ہو۔ دوستوں کے سر سلامت رہیں کہ ان پہ تو خنجر کو آزماتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ مجاہدے بھی اپنی پیاروں پہ بھیجتا ہے۔ جب میں طواف کے لیے گیا تو کعبے کے اندر مجھے کوئی راستہ نہ ملا۔ جب مجھے کعبے کا راستہ ہی نہ دکھایا گیا تو ایک آواز آئی کہ اے آنے والے مسافر! تم باہر کیا کرتوت کرتے پھر رہے ہو اب میرے ساتھ میرے گھر میں آنا چاہتے ہو۔

ہم بھی تو سوچیں ناں کہ ہم باہر کیسی زندگی گزار کے آئے، جو اب اللہ کی خاص تجلیات کے دیکھنے کے حق دار بن جاتے ہیں۔ کاش! دل کو ہم نے سنوارا ہوتا اس کو غیر سے خالی کرلیا ہوتا اس کو اجلا بنالیا ہوتا تو جب ہم یہاں آتے تو اللہ کی تجلیات کا دیدار نصیب ہوجاتا۔ ہمارے اکابر اس کے لیے محنتیں کرتے تھے۔

اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے:

انسان تو انسان ہے یہاں ہمیں کئی مرتبہ پرندے بھی طواف کرتے نظر آتے ہیں۔ شام کے وقت آپ ذرا ابابیلوں کو دیکھیں ان کے غول کے غول، جھنڈ کے جھنڈ ایسے باجماعت بیت اللہ شریف کے گرد گھوم رہے ہوتے ہیں، چاروں طرف گھوم رہے ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ کئی مرتبہ حیران ہوتے ہیں کہ شاید ان پرندوں کو بھی وہ نور نظر آتا ہوگا اور اس نور کے گرد وہ چکر لگا رہے ہوں۔

کئی مرتبہ کبوتر چکر لگاتے نظر آتے ہیں، حالانکہ عام طور پر عقل یہ کہتی ہے کہ پانچ پانچ سو کبوتر ایک جگہ پر اترتے ہیں۔ ان کے لیے سب سے آرام دہ جگہ بیت اللہ شریف کی چھت ہے تو سارے کبوتر اگر بیت اللہ شریف کی چھت پر رہنا شروع کر دیں تو بیت اللہ کی چھت ان کی بیٹھوں سے بھر جائے، مگر ایسا نہیں ہوتا۔ بیت اللہ شریف کی چھت پر بھی کبھی کوئی ایک آدھ پرندہ نظر آتا ہے اور وہ بھی مقامی لوگوں کے بقول بیمار ہوتا ہے۔ جیسے بیمار آدمی نہانے کے لیے واش روم میں چلا جاتا ہے، پانی کی شاور لے لیتا ہے، یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ پرندے بیمار ہوتے ہیں تو یہ بھی نور کی شاور لینے بیت اللہ شریف کی چھت پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ صحت یاب ہو جاتے ہیں تو پھر اٹھ کر چکر لگانا شروع کر دیتے ہیں۔

بلکہ مقامی لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے کئی مرتبہ بلیوں کو طواف کرتے دیکھا۔ ہمیں بھی آج صبح ایک بلی بیت اللہ (حرم) میں نظر آئی تو ایک قریبی بزرگ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے وہ فرمانے لگے کہ ہم نے بھرپور مجمعے کے اندر ایک بلی کو طواف کا پورا چکر لگاتے ہوئے دیکھا۔ حالانکہ اتنے لوگوں میں بلی کا کیا کام؟ مگر جیسے لوگ چل رہے ہیں بلی بھی ان کے ساتھ چل رہی ہے اور وہ بھی اسی طرح طواف کا چکر لگا رہی ہے۔ واہ میرے مولا! تیرے چاہنے والے صرف انسانوں میں نہیں حیوانوں میں بھی موجود ہیں۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

یہی بات کہتا ہوں۔ دل کی بات کہتا ہوں کہ اس دنیا میں جتنا اللہ رب العزت کو چاہا

گیا۔ جتنا اللہ رب العزت سے محبت کی گئی جتنا اللہ رب العزت کو تنہائیوں میں پکارا گیا جتنا اس کے سامنے دامن پھیلائے گئے جتنا اسے خلوتوں میں یاد کیا گیا اور جتنا اس کی محبتوں میں آنسو بہائے گئے اور جتنی اس کی محبت میں گردنیں کٹوائی گئیں کوئی اور ہستی جہاں میں ایسی نہیں جس کو مخلوق میں اتنی زیادہ محبت دی گئی ہو۔ یہ شان صرف اس پروردگار عالم کی ہے جو مخلوق اس پر قربان ہوئے جا رہی ہے۔ کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ جذبہ عطا فرمائے کہ ہم بھی اس جذبے کے ساتھ کچھ پا کے یہاں سے واپس جائیں۔ کچھ چیزیں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر حدیث پاک میں آتا ہے: ایک آدمی غلاف کعبہ پکڑ کر دعائیں مانگ رہا ہے اور یا رب یا رب کہہ رہا ہے مگر کھانا حرام کا' اس کا لباس حرام کا تو فرمایا اس کی دعائیں کیسے قبول ہونگی؟

ریاکاری کا رونا:

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو بیت اللہ شریف کے غلاف کو پکڑ کر دعائیں مانگ رہا تھا اور اس کے دل میں یہ نیت تھی کاش! مجھے بصرہ والے دیکھ لیتے کہ میں کیسی دعائیں مانگ رہا ہوں۔ اندازہ لگائیں کہ وہ غلاف کعبہ پکڑ کر رو رہا ہے دعائیں مانگ رہا ہے مگر اس کے نفس کی خواہش یہ ہے کہ میرے ساتھ جو بصرہ سے لوگ آئے ہیں وہ بھی مجھے اس حال میں دیکھتے تو اس کا یہ رونا اللہ کے لیے نہ ہوا مخلوق کے لیے ہوا اس رونے کو رد کر دیا جائے گا۔

کتنے افسوس کی بات ہے ہم اتنی مشقتیں اٹھا کے، اتنا سفر کر کے اگر یہاں پہنچے تو کیا لوگوں کو دکھانے کے لیے ہم نے نفلیں پڑھنی ہیں، دعائیں مانگنی ہیں، طواف کرنے کے لیے بار بار جانا ہے؟؟؟ ہرگز نہیں۔ ہم اپنی نیتوں کو ٹھیک کر لیں کہ ہم نے ہر عمل اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کرنا ہے۔

مرکز تجلیات سے حصول فیض:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے جو بھی فیض ملا یہ مرکز تجلیات سے ملا۔ یعنی بیت اللہ شریف سے ملا۔ اور واقعہ یہ سنایا کرتے تھے خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ امام العلماء والصلحاء ایک مرتبہ مطاف میں تھے اور جماعت کے چند حضرات بھی ساتھ تھے۔ حضرت طواف کر رہے تھے اور جماعت کے لوگ بھی پیچھے پیچھے طواف میں مصروف تھے۔ اس دوران بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا گیا اور جو کھولنے والا دربان تھا اس نے حضرت کو دیکھ کر کہا آپ اندر جانا چاہتے ہیں تو اے شیخ! آپ چلے جائیں۔ فرماتے ہیں حضرت نے مجھے بھی اشارہ کر دیا کہ آؤ۔ چنانچہ میں بھی حضرت کے پیچھے ایک اور آدمی جو عربی نظر آتا تھا وہ بھی پیچھے آ گیا۔ فرماتے ہیں اندر داخل ہو کر ہم نے دو رکعت نفل پڑھے دعا مانگی۔ میرے دل میں اس وقت یہ تمنا پیدا ہوئی کہ میں نے حضرت سے کہا حضرت آپ مجھے اس مرکز تجلیات کے اندر بیعت کر لیں۔ فرماتے ہیں: حضرت نے میری درخواست کو قبول کر لیا اور مجھے بیعت کے کلمات بیت اللہ شریف کے اندر پڑھانے شروع کر دیے وہ جو عربی آدمی نظر آتا تھا اس نے بھی درخواست کی حضرت نے فرمایا آپ تو اس دیس کے رہنے والے ہیں اور میں تو کسی اور جگہ کا رہنے والا ہوں ہمارا آپس میں رابطہ نہیں رہے گا لہٰذا آپ کسی مقامی شیخ سے بیعت ہو جائیں۔ فرماتے ہیں اس کے بعد ہم نے مراقبہ کیا مراقبے میں مجھے یوں لگا کہ وہ جو عربی آدمی تھا وہ مجھے کہہ رہا ہے دیکھ رہے ہو دیکھ رہے ہو۔ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ کہ اس کے ہاتھ (مٹھی) میں مٹی ہے اور وہ اس مٹی کو پھینکنا چاہتا ہے۔ جب میں نے کہا کہ دیکھ رہا ہوں تو اس نے مٹی کو پھینکا اور وہ اڑتے اڑتے دریاؤں سے کھیتوں سے سمندروں سے اوپر جا کر ایک بڑی خوبصورت جگہ پہ گرتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں اتنی دیر مراقبہ تھا اتنی دیر کے بعد حضرت نے دعا کروا دی۔ جب بیت اللہ شریف کی سیڑھیاں نیچے اترنے لگے تو سیڑھیوں کے درمیان میں حضرت نے مجھے بتایا کہ ابدال نے تمہیں کیا کہا؟ حضرت فرماتے ہیں مجھے تو اندازہ نہیں تھا میں نے سمجھا کہ مراقبے میں مجھے اونگھ آ گئی اور اونگھ میں میں نے یہ کوئی خواب دیکھا ہے لیکن جب حضرت نے پوچھا تو میں نے ساری تفصیل بتا دی۔ حضرت فرماتے ہیں وہ آدمی جو بیعت ہونا چاہتا تھا وہ ابدال تھا اور اس کو میں نے جو بیعت سے انکار کر دیا تو اب میرا فیض تمہارے ذریعے سے پوری دنیا میں جائے گا۔ جہاں تک تم نے مٹی کو جاتے دیکھا وہاں تک اللہ تعالیٰ تمہیں پہنچائیں گے۔

حضرت فرماتے ہیں اس وقت مجھے تو ان باتوں کی سمجھ ہی نہیں تھی۔ میں نے کہا پتہ نہیں یہ کیسے ہوگا؟ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بار بار حرم شریف آنے کا راستہ کھولا پھر یہاں حج و عمرے کے موقع پر لوگ آتے بیعت ہو جاتے اور میں سمجھتا کہ خواب پورا ہو گیا۔ یہ فلاں ملک سے آ کے بیعت ہو گیا، یہ فلاں ملک سے آ کے بیعت ہو گیا، مگر ۲۵ سال کے بعد مجھے ری یونین میں دعوت دی گئی، جب رمضان المبارک میں وہاں پہنچا تو میں نے ہو بہو وہی منظر دیکھا جو ۲۵ سال پہلے میں نے بیت اللہ شریف کے اندر دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی دعوت کے لیے مجھے وہاں تک پہنچا دیا۔ ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مجھے مرکز تجلیات سے فیض ملا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مرشد اعظم بنا دیا۔ آج ہم بھی اسی جگہ آئے ہوئے ہیں تو کیا ہم اپنا دل دھو کے نہیں جا سکتے۔ یقینی بات ہے کہ دھو کے جا سکتے ہیں اس کے لیے تھوڑی اور کوشش کر لیں اللہ رب العزت کو منا لیں۔ مشکل تو نہیں ہے مگر ہمت کوشش کرنی ہوتی ہے۔

لوگ یہاں آتے تھے تو دنیا کو لات مار کے آتے تھے اور ہم یہاں آتے ہیں تو یہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی ہمارے دل میں دنیا گھسی ہوتی ہے۔ اپنے دل کو ہر غیر سے خالی کر لیجیے اور اللہ سے لو لگا کے مانگیے۔ پھر دیکھیے اللہ تعالیٰ کس طرح مہربانی فرماتے ہیں۔ چنانچہ پہلے کیسے کیسے حضرات یہاں آیا کرتے تھے کہ سبحان اللہ!

ایک معذور نوجوان کا واقعہ:

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت گھر سے باہر نکلے۔ اتنی گرمی تھی جیسے سورج آگ برسا رہا ہو، ہو کا عالم، کوئی بندہ باہر نظر نہیں آتا تھا۔ جانور بھی درختوں کے سائے کے نیچے بیٹھ گئے، پرندے بھی پتوں کے نیچے چھپ کے بیٹھ گئے انسان بھی گھروں میں بیٹھ گئے۔ انہیں کسی کام کے لیے جانا تھا فرماتے ہیں: میں باہر نکلا اور دیکھا کہ ایک آدمی جو دونوں ٹانگوں سے معذور ہے وہ زمین پہ بیٹھا ہوا ہے اور سرین کے بل دونوں ہاتھوں سے گھسٹ گھسٹ کے آگے چل رہا ہے۔ جب وہ میرے قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ گرمی کی شدت سے اس کے کپڑے پسینے سے ایسے شرابور جیسے پانی سے غسل کر کے نکلا ہو اور چہرہ اس کا سرخ جیسے آگ نے جلا کے رکھ دیا ہو۔

فرماتے ہیں میں نے اس سے سلام دعا کے بعد کہا: اے نوجوان! تو کون ہے؟ اس نے کہا میں فلاں جگہ سے چلا ہوں اور میرا حج پہ جانے کا ارادہ ہے۔ حج میں جانے کو ابھی بہت وقت باقی تھا، میں نے کہا: نوجوان! تو میرے گھر میں آرام کر لے شام کو جب ذرا گرمی کم ہوگی پھر اپنا سفر شروع کر لینا۔ اس نے کہا: مالک بن دینار! آپ تو ٹانگوں سے چلتے ہیں آسانی سے سفر طے کر لیتے ہیں میں تو سرین کے بل ہاتھوں سے گھسٹ گھسٹ کے انچ انچ آگے بڑھتا ہوں۔ مجھے زیادہ وقت لگتا ہے تو مجھے ڈر ہے اگر میں نے راستے میں رکنا شروع کر دیا ایسا نہ ہو کہ ادھر ایام حج شروع ہو جائیں اور ادھر میرا سفر ہی ختم نہ ہو تو میں حج سے محروم نہ ہو جاؤں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے کہا: نوجوان! تو میرے گھر میں آرام کر لے میں تیرے لیے سواری کا بندوبست کر دیتا ہوں، تو سواری پہ سوار ہو کے جلدی وہاں پہنچ جانا۔ فرمانے لگے جب میں نے یہ بات کی تو اس نے بڑے غصے کی نظریں میرے چہرے پہ ڈالیں اور کہنے لگا: مالک بن دینار میں تو سمجھتا تھا آپ بڑے دانا ہیں۔ آپ نے کیسی بات کر دی؟ تو میں نے پوچھا: نوجوان! کیا بات ہے آپ کیوں ناراض ہو رہے ہیں؟ تو نوجوان آگے سے کہنے لگا: دیکھیں اگر کوئی غلام اپنے مولا کو ناراض کر بیٹھے اور پھر غلام ارادہ کرے کہ میں جاؤں اپنے مولا سے معافی مانگنے کے لیے، اس کو منانے کے لیے تو مالک بن دینار مجھے بتاؤ غلام کو پیدل جانا یا سواریوں پہ سوار ہو کے شان سے جانا اچھا لگتا ہے۔ تو میں نے کہا کہ پیدل جانا اچھا لگتا ہے۔ کہنے لگا: بس میں بھی شکستہ کے اپنے رب کے در تک جانا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور اس نے میری پرواہ ہی نہ کی۔

فرماتے ہیں اللہ کی شان دیکھیے کہ مجھے بھی اس سال حج بیت اللہ کی سعادت ملی، وقوف عرفات کے بعد جب ہم منیٰ آئے تو میں شیطانوں کو کنکریاں مار کے فارغ ہوا تو دیکھا کہ کچھ لوگ گھیرا کر کے کھڑے ہیں۔ پوچھا: کیا بات ہے؟ کہنے لگے ایک نوجوان ہے جو اللہ سے دعائیں مانگ رہا ہے اور ہم کھڑے سن رہے ہیں۔ کہنے لگے مجھے بھی جگہ دے دو۔ جب راستہ ملا تو دیکھا کہ وہی نوجوان احرام باندھا ہوا ہے اور ارد گرد سے بے خبر ہے اپنے مولا سے اس نے تار جوڑی ہوئی ہے اور اپنے دل کے مناجات اپنے رب کو سنا رہا ہے اور یوں کہہ رہا ہے۔

"اے اللہ! میں نے تیرے گھر کا طواف بھی کر لیا، اللہ وقوف عرفات بھی کر لیا، اے اللہ! میں نے شیطانوں کو کنکریاں مار کے اپنی بیداری کا اعلان بھی کر لیا۔ اللہ اب قربانی کا وقت ہے یہ ارد گرد جتنے بھی لوگ کھڑے ہیں یہ صاحب

www.besturdubooks.wordpress.com

استطاعت نہیں یہ جائیں گے اور جانوروں کو قربان کریں گے اللہ تو جانتا ہے میں فقیر ہوں میرے جسم پہ میرے کپڑوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اے اللہ! میں اس موقع پر میں اپنی جان کا نذرانہ آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں اللہ یہ نذرانہ قبول کر لیجیے۔ یہ کہہ کر اس نوجوان نے کلمہ پڑھا اور اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر دی"

جن کو اللہ رب العزت سے سچی محبت ہوتی ہے وہ آتے ہیں تو ان جگہوں پر ان کی یہ کیفیات ہوتی ہیں۔ آج ہم تو جہازوں پہ سفر کر کے آئے بیٹھے ہیں۔

پلکوں کے بل...... حرم کا سفر:

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بادشاہ تھے۔ اللہ نے ان کا دل کھول دیا۔ اللہ والوں کی صحبت میں گئے۔ دل کی دنیا بدل گئی۔ فرماتے ہیں: انہوں نے بلخ سے مکہ مکرمہ تک کا سفر اس طرح طے کیا کہ ایک قدم اٹھاتے اور دو رکعت نفل پڑھتے۔ پھر اگلا قدم اٹھاتے پھر دو رکعت نفل پڑھتے۔ اپنے گھر سے بیت اللہ شریف آتے ہوئے اڑھائی سال لگ گئے اور یہاں آ کر جب انہوں نے طواف کیا تو مقام ابراہیم پہ نفل پڑھ کے یہ دعا مانگی:

"اے اللہ لوگ تو پیدل چل کے تیرے گھر کے طواف کے لیے آتے ہیں اور میں تو پلکوں کے بل چل کے تیرے دیدار کے لیے حاضر ہوا ہوں۔"

اب سوچیے ذرا ان کے عمل کو۔ جس نے ہر ہر رکعت پر دو دو نفل پڑھے ہوں گے واقعی وہ پلکوں کے بل چل کر اپنے محبوب کا گھر دیکھنے کے لیے آیا۔ ان کی کیفیات پھر کیسی ہوں گی؟

آج ہمیں رات کا بچا ہوا کھانا صبح کے وقت کھانا پڑ جائے تو ہم تیوریاں بنا لیتے ہیں۔ بچے ہوئے کھانے شاپر (لفافے) میں بند کر کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پہ ڈال

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں نجروں کا کیا کہنا پانی ملتا ہے تو ہم کہتے ہیں ٹھنڈا پانی نہیں ہے۔ پانی ملتا ہے تو کہتے ہیں نہیں جی مشروب نہیں ہے اور توقع کرتے ہیں کہ اللہ والوں کی جو کیفیات ہوتی تھیں یہاں آ کر وہ ہماری بھی ہونی چاہئیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی یہاں آ کر محبت کے ساتھ اعمال کریں۔

تجلیات کا طواف کون کرتے ہیں؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا کہ بہت ہی عاشقانہ اشعار پڑھ رہی ہے اور وہ بھی جہراً پڑھ رہی ہے تو مجھے برا لگا کہ نوجوان بچی کو تو ایسے عاشقانہ اشعار نہیں پڑھنے چاہئیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو منع کیا کہ اے بچی! نوجوان! عمر نظر آتی ہے تیرا اس طرح اشعار پڑھنا گرم گرم جذبے والے جو اشعار ہوتے ہیں وہ تو مناسب نظر نہیں آتا۔ وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی: حسن مجھے اتنا بتا دے آپ اس بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں یا رب البیت کی تجلیات کا طواف کر رہے ہیں؟ جب اس نے یہ پوچھا تو میں نے اس کو جواب دیا کہ اے بچی میں تو اسی بیت کا طواف کر رہا ہوں۔ جب میں نے یہ کہا تو وہ مسکرا کر کہنے لگی: کہ اچھا جن کے دل پتھر ہوتے ہیں وہ پتھر کے گھر کا طواف کرتے ہیں اور جن کے دل زندہ ہوتے ہیں وہ تو ان تجلیات کا طواف کر رہے ہوتے ہیں۔

کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ جذبہ عطا فرما دیں اور ہم بھی یہاں سے جانے سے پہلے کچھ اللہ سے مان کے جائیں اور کچھ منوا کے جائیں۔

منظر کعبہ نگاہوں میں بسا لوں تو چلوں:

دو دن رہ گئے، آج بھی کچھ دوست کہہ رہے تھے کہ جی اب تو بس جانے کا وقت قریب آ گیا تو جب انہوں نے کہہ دیا جانے کا وقت قریب آ گیا تو میں اپنے تصور میں

سوچ رہا تھا:

عشق کو حسن کے انداز سکھاؤں تو چلوں
منظرِ کعبہ نگاہوں میں بساؤں تو چلوں
درِ کعبہ سے پھر اک بار لپٹ کر رولوں تو چلوں
اور کچھ اشکِ ندامت کے بہاؤں تو چلوں

اللہ رب العزت ہمیں بقیہ وقت کے اندر بھی بھر عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ مغفرت کے ساتھ، عافیت کے ساتھ اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ یہاں سے واپس لوٹائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

عظمت صحابہؓ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ○ (آل عمران:۱۹)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

احسان عظیم:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران:۱۹)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں لیکن ان کا احسان نہیں جتلایا۔ انسان کو جسم دیا، بینائی دی، سماعت دی، گویائی دی مگر احسان نہیں جتلایا کہ میں نے تمہیں یہ نعمتیں عطا کیں۔ کھانے پینے کے لیے زمین میں رزق رکھ دیا مگر احسان نہیں جتلایا کہ بندے میں نے تمہارے لیے یہ کیا۔ مگر ایک نعمت

www.besturdubooks.wordpress.com

اسکی ہے کہ اس کو عطا کر کے اللہ نے احسان جتلایا۔ وہ نبی علیہ السلام کا دنیا میں تشریف لانا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ (آل عمران:۱۶۴)

"تحقیق اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنے رسول کو بھیجا"

تو نبی علیہ السلام کا دنیا میں تشریف لانا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ پہلے بھی انبیا آئے مگر آپ سرتاج الانبیا بن کر تشریف لائے۔ آپ خاتم الانبیا بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ آپ امام الانبیا بن کر تشریف لائے۔ فرق کیا ہے؟ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے انبیاء آئے پہلے اور تذکرے بعد میں ہوئے۔ سمجھنے والی بات ہے۔ حضور ﷺ آئے بعد میں اور تذکرے پہلے ہوئے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بھی خوشخبری مل گئی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خوشخبری ملی۔

﴿بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ (الصف:۶)

"میرے بعد ایک رسول آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا"

وہ شان والے پیغمبر جن کو اللہ رب العزت نے اپنا محبوب کہا۔ حدیث پاک میں آتا ہے: نبی علیہ السلام کا حسن و جمال ایسا تھا کہ جو بھی ایک نظر ان کے چہرہ انور پر ڈال لیتا تھا، وہ اپنے دل کا سودا کر لیتا تھا۔ کچھ ایسے تھے کہ جن کے دلوں پر پردے ڈال دیے گئے۔ وہ قریبی لوگوں میں سے تھے۔

عزت و عظمت کا دارومدار ایمان پر ہے:

یاد رکھیں! بندے کی قدر اللہ رب العزت کے ہاں ایمان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ رنگ کی وجہ سے نسل رشتہ داری کی وجہ سے اللہ کے ہاں قدر نہیں ہوتی۔ ہاں۔ ایمان لائے، رنگ کا کالا ہے، ہونٹ موٹے ہیں، زبان سے ش کا حرف بھی ٹھیک ادا نہیں ہوتا مگر اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رب العزت کے ہاں اتنا بڑا درجہ ہے کہ وہ فرش پر چلتے ہیں ان کے جوتوں کے چلنے کی آواز عرش پر پہنچتی ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ: نبی علیہ السلام جب جنت میں تشریف لے گئے تو کسی کے چلنے کی آواز آرہی تھی پوچھا: جبرائیل علیہ السلام یہ آواز کیسی؟ جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے: اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ کے غلام بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مرتبہ ہے کہ زمین پر چلتے ہیں عرش پہ آواز سنائی دیتی ہے۔

ایمان کی وجہ سے انسان کی عزت وعظمت ہے۔ ایمان نہیں تو قریبی رشتہ داری بھی کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ حتی کہ وقت کے نبی علیہ السلام کا بیٹا ہو، وقت کے نبی علیہ السلام کا باپ ہو، وقت کے نبی علیہ السلام کا چچا ہو، ایسی رشتہ داری کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ مثال کے طور پر:

☆ ...... حضرت نوح علیہ السلام وقت کے پیغمبر ہیں بیٹے کو سمجھاتے ہیں:

﴿يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (ہود:۴۲)

"اے بیٹے! ہمارے ساتھ چڑھ جاؤ یعنی کشتی پر ہمارے ساتھ رہو آجاؤ کافروں کے ساتھ نہ رہنا"

وہ کہنے لگا:

﴿سَاٰوِيْ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ﴾

"میں پہاڑ پہ چڑھ جاؤں گا پانی سے بچ جاؤں گا"

﴿قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ﴾

"فرمانے لگے: بیٹے آج تجھے اللہ کے حکم کے سوا کوئی چیز نہیں بچا سکے گی"

ابھی بات کر ہی رہے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ﴾ (ھود:۴۳)

ایک لہر اٹھی اور وقت کے نبی علیہ السلام کے سامنے ان کا بیٹا پانی میں غرق ہو گیا۔ رشتہ داری کام نہ آئی۔

☆...... آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد ہے مگر باپ ہونے ناتا کام نہ آیا۔

☆...... ابولہب نبی علیہ السلام کا چچا مگر فرما دیا:

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ○ سَيَصْلَىٰ نَارًا﴾ (لھب:۱تا۳)

دیکھا محبوب خدا ﷺ کے چچا ہیں سیصلی نارا اس کے بارے میں کہہ دیا۔

چچی وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ وہ بھی ساتھ

قریبی رشتہ داریاں ہیں مگر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے کام نہیں آ رہے۔ ہاں! قریبی رشتہ داری ہو اور ایمان بھی تو یہ چیز "نور علی نور" ہو جاتی ہے۔

ترتیب خلافت...... بقدرِ قرابت:

کلمہ پڑھ کر عباس بنتے ہیں اور عباس کا نام قیامت تک جمعوں کے خطبوں کے اندر لیا جاتا ہے۔ یہی بات ہے نا جیسے محبوب کا نام بلند کیا ویسے ان کے اقربا کا نام بھی بلند کر دیا۔ خطبوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام ہے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ کیوں؟ ان کے اندر ایمان بھی تھا اور رشتہ داریاں بھی تھیں نور علی نور۔ اور رشتہ داری جتنی قریبی تھی اسی حساب سے ان کی خلافت کی ترتیب ہے۔

دیکھیں۔ ایک آدمی کا سسر باپ کی مانند ہوتا ہے اور داماد بیٹے کی مانند ہوتا ہے، رشتے میں سسر کا درجہ بڑا نسبتاً داماد کا درجہ چھوٹا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی علیہ السلام کا کیا رشتہ تھا؟ رشتے میں سسر تھے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رشتہ کیا تھا؟ وہ بھی سسر تھے۔ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے قبول کر لیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ دونوں داماد تھے۔ پہلے داماد بھی وہ جس کے ہاں دو بیٹیاں۔ جس کے ساتھ دو بیٹیوں کا نکاح ہو اس کا رتبہ پہلے ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((خیر القرون قرنی))(مستدرک حاکم رقم:۳۰۸)

اب یہ جو قرنی کا لفظ ہے اس کا ایک ایک حرف ہر خلیفہ کے نام کا آخری حرف ہے۔ صدیق کی ''ق'' عمر کی ''ر'' عثمان کا ''ن'' اور علی کی ''ی''۔ قرنی کا لفظ ہی بتا رہا ہے۔ اور ویسے بھی ان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام تھا ابوبکر۔ جتنے بھی الفاظ ہوں جن مادہ ب ک ر نکلے ان کا ترجمہ ہوتا ہے اپنی جنس میں سب سے پہلے۔ مثلاً ''بکور'' موسم کا سب سے پہلے آنے والا پھل۔

بکر صبح کا وقت۔ باکرہ وہ کنواری لڑکی جو پہلی مرتبہ کسی مرد کا چہرہ دیکھ رہی ہو۔

بکور، بکرہ، باکرہ یہ الفاظ بھی بتا رہے ہیں کہ جب مادہ ب ک ر ہوتا ہے تو اپنی جنس میں سب سے آگے ہوتا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اپنی جنس میں سب سے آگے ہیں۔ ان کا نام بتا رہا ہے کہ یہ ایمان لانے والے سب سے آگے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان کو مقام عطا فرمایا۔ سبحان اللہ

انبیاء کے کمالات صحابہ رضوان اللہ علیہم میں:

کہتے ہیں کہ شاگرد اپنے استاد کے کمالات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور استاد اپنے شاگرد سے پہچانا جاتا ہے۔ شاگردوں کو دیکھو استاد کے کمالات سامنے آجائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نبی علیہ السلام نے بڑی محنت کی ان کا تزکیہ کیا اور ان کو ستھرا کیا سنوارا ان کی تربیت فرمائی۔

ایک صحابیؓ نے پوچھا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! دنیا میں کتنے انبیا گزرے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء گزرے۔ پھر پوچھا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! دنیا میں کتنے رسول گزرے؟ فرمایا: تین سو تیرہ

نبی ایک رتبہ ہے، اور رسول دوسرا رتبہ ہے۔ رسول وہ ہوتے ہیں جن کو اللہ رب العزت نے انبیا میں سے کچھ زیادہ نمایاں شان عطا فرمائی ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام میں تبدیلی لے کر آئے۔ یعنی ہر رسول جو دنیا میں آئے ان کو شریعت کے احکام میں تبدیلی ملی اور باقی انبیا صرف اسی شریعت کے اوپر دعوت وتبلیغ کا کام کرتے رہے۔

پھر اس نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! ان میں سے صاحب کتاب کتنے تھے؟ فرمایا: چار! تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید یہی چار کتابیں تھیں جو نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا چار۔

اب دیکھیے صحابہ کرامؓ میں سے خلفائے راشدین کتنے؟ چار تھے۔ صحابہ کرامؓ میں سے صاحب بدر کتنے تھے؟ ۳۱۳ تھے، صحابہ کرامؓ کی اپنی تعداد کتنی تھی؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار تو جتنے انبیا تھے اتنی ہی صحابہ کرامؓ کی تعداد تھی، کیونکہ نبی علیہ السلام تمام انبیا کے جامع کمالات تھے، تمام انبیاء کے کمالات اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا کر دیے تھے۔ نبی ﷺ نے دنیا سے جانے سے پہلے ہر صحابیؓ کو کسی نہ کسی نبی کے کمالات کا وارث بنا دیا۔ اس لیے فرمایا:

((أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ)) (جامع الاصول، رقم ۶۳۶۹)

”میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہدایت پا جاؤ گے“

محبوب ﷺ نے کیسی جماعت تیار کی کیسی؟ ان پر محنت فرمائی؟

کتب سماویہ میں صحابہؓ کی نشانیاں ہیں؟

یہ ایسے شاگرد تھے کہ ان کے تذکرے اللہ نے پہلی کتابوں میں فرما دیے۔

﴿ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ﴾ (الفتح:۲۹)

”تورات اور انجیل میں اللہ تعالیٰ نے ان کی نشانیاں بتا دیں۔“

مثال کے طور پر حضرت عمرؓ نے جب بیت المقدس جانا تھا تو جس کیفیت سے اور انداز سے وہاں پہنچنا تھا وہ اللہ نے پہلی کتاب میں بتا دی۔ اپنا غلام اور سواری ساتھ ہے۔ عدل دیکھیے سبحان اللہ۔ عادل مشہور ہونا تھا دنیا کو انصاف کر کے دکھانا تھا۔ اس غلام کے ساتھ باری طے کرتے ہیں کہ آپ اتنا پیدل چلنا میں سوار ہوں گا پھر اتنا ہی آپ سوار ہونا اور میں پیدل چلوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ جب آخری لمحہ تھا تو آپ کے پیدل چلنے کا وقت تھا۔ غلام کے سوار ہونے کا وقت تھا اور جسم پہ کپڑا اپنا ہوا تھا جس میں چمڑے کا بھی پیوند لگا ہوا تھا۔ بارہ تیرہ پیوند تھے، تو غلام نے کہا حضرت! آگے تو لوگ ہوں گے میں اپنی خوشی سے کہتا ہوں کہ آپ سوار ہو جائیے، میں پیدل چلتا ہوں۔ فرمایا: نہیں، میں انسان ہوں مجھے تھکاوٹ ہوتی ہے آپ بھی انسان آپ کو بھی تھکاوٹ ہوتی ہے۔

اور یہی نشانی کتاب کے اندر بھی تھی کہ غلام سوار ہوگا اور وقت کے حاکم بادشاہ خلیفہ سواری کی نکیل اور لگام پکڑ کر چل رہے ہوں گے اور جسم پر کپڑے ہوں گے ان میں چمڑے کا پیوند ہوگا۔ یہودیوں نے دیکھا تو بیت المقدس کی چابیاں ان کے حوالے کر دیں۔

آج دیکھیے اگر ساری دنیا کے مسلمان جمع ہو جائیں کہ ہم بیت المقدس کی چابیاں لے جائیں تو یہ ان کے بس میں نہیں۔ ایک ہستی ایسی تھی معلوم ہوا اس ہستی کا پلڑا آج کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سب مسلمانوں سے بھاری ہے۔ وہ بنے ہوئے لوگ تھے، سنورے ہوئے لوگ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بنایا تھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ایمان کا معیار:

یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کو معیار بنا کر پیش فرمایا: چنانچہ

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ (البقرۃ: ۱۳۷)

"پس اگر یہ کافر لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح کے تم ایمان لائے

ہو تو یہ ہدایت پا جائیں گے۔"

کافروں کو ایک معیار بتا دیا۔ اے کفار! اگر تم ان کی مانند ایمان لاؤ گے تو تم ہدایت پا جاؤ گے۔ مانند کا کیا مطلب؟ ہمارے لیے یہ ایک معیار ہے، تو ان کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے معیار بنا کر پیش فرمایا۔ یہ بڑے عظیم لوگ تھے۔ سبحان اللہ!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا امتحان:

اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لیا، آزمایا۔ اب امتحان لینے والے ممتحن کون؟ اللہ رب العزت۔ اور امتحان دینے والے کون؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم۔ امتحان کے پرچے کا نام کیا تھا؟ تقویٰ۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى﴾ (الحجرات: ۳)

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا امتحان اللہ تعالیٰ نے لیا تقویٰ کے اوپر"

تقویٰ کا پیپر تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پیپر دینے والے اور علیم بذات الصدور پیپر لینے والے تھے۔ پیپر بھی مختلف اور مشکل تھا کہ اس کا نام تقویٰ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نتیجہ بھی سنا دیا۔ فرما دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ (الفتح: ۲۶)

اللہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس بات کے زیادہ مستحق تھے زیادہ والی تھے یہ بات ان کو بجتی تھی کہ اس امتحان میں وہ کامیاب ہوتے۔ فرمایا:

﴿وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ (الحجرات: ۷)

"اللہ تعالیٰ نے ان کو کفر و فسق سے نفرت دے دی تھی اور ایمان پر ان کو جما دیا تھا" ان کی کامیابی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی جماعت تھی۔ ایک نکتے کی بات ہے۔

شانِ صحابہؓ:

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو نبوت کا نام تو نہ دیا مگر مقام نبوت کا جو درجہ تھا وہ رتبہ اور درجہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کر دیا تھا ذرا سمجھنے والا نقطہ اور سمجھنے والی بات ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو اللہ تعالیٰ نے لفظ تو نہ دیا ان کو صحابہ ہی کہا مگر ان کو شان وہی عطا فرمادی جو شان انبیا کی ہوتی ہے۔ اب اس کی دلیل ہونی چاہیے۔

دیکھیں! وقت کے نبی علیہ السلام کی یہ شان ہوتی ہے کہ جب کوئی آدمی ان کی اتباع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے ہیں۔ یہی بات ہے۔ اس اتباع کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہو جاتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

"فرما دیجیے تم میری اتباع کرو نتیجہ کیا نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے"

اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتے ہیں ان سے ان کو نجات مل جاتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:71)

”جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کی وہ بہت بڑی کامیابی پا گیا“

ان کو کامیابی ملتی ہے ان کو جنت ملتی ہے۔

اچھا دیکھیے صحابہ کرامؓ کی اتباع کرنے والوں کو کیا ملا؟ سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے قرآن عظیم الشان۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ﴾

”مہاجرین اور انصار میں سے جو سبقت لے گئے وہی اول ہیں۔ اور جن لوگوں نے اچھے انداز سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کی وہ لوگ قیامت تک آنے والے جتنے بھی ہیں۔“

﴿رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾

”اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔“

اب یہ شان کس کی تھی؟ انبیا کی شان تھی کہ اللہ ان کی اتباع سے راضی ہو جاتے ہیں وہی شان اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے خدام کو عطا فرمائی کہ جو ان کی اتباع کرے گا۔

﴿رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبۃ)

یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ادھر نبی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:۷۱)

تو جو کامیابی کا وعدہ نبی علیہ السلام کی اتباع پر کیا جا رہا ہے۔ وہی وعدہ صحابہ کی اتباع پر کیا جا رہا ہے۔ دیکھا اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت کا منصب تو نہیں دیا مگر شان وہی دے دی۔ جس طرح انبیا کی اتباع پر اللہ راضی ہو جاتے ہیں اور کامیاب کر دیتے ہیں اسی طرح جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی اتباع کی اللہ تعالیٰ اس سے بھی راضی ہو گئے اور ان کو بھی اللہ نے کامیاب کر دیا۔

پہلی دلیل تو قرآن مجید سے تھی، اب ایک دلیل حدیث مبارکہ سے ہونی چاہیے، تاکہ قرآن اور حدیث دونوں کے مضامین یکجا ہو جائیں۔

دیکھیں! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے ایمان کی نظر سے نبی علیہ السلام کی زیارت کی ان کی بڑی شان تھی۔ دیکھا تو بہت نے ابوجہل نے بھی دیکھا ابولہب نے بھی دیکھا۔ عتبہ نے بھی دیکھا شیبہ نے بھی دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ (الاعراف:۱۹۸)

''اے میرے محبوب ﷺ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں مگر ان کو تو ہم نے بصیرت عطا نہیں کی''

آنکھیں کھلی ہیں، نگاہیں پڑ رہی ہیں لیکن دیکھ نہیں رہے۔

جس نے ایمان کی حالت میں ایک نظر نبی علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر ڈال دی اب اس کو اللہ تعالیٰ نے صحابی رسول ﷺ کا رتبہ عطا فرما دیا۔ چاہے کوئی عمل کیا یا نہیں، چاہے ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔ فقط ایمان کے ساتھ نبی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھ لیا اس کو صحابی کا رتبہ مل گیا۔ محبوب ﷺ کے مبارک چہرے کی طرف دیکھنے کا اللہ کے ہاں کیا اجر تھا؟ جو ایک نظر سے دیکھ لیتا تھا اللہ تعالیٰ ان کو صحابی کا رتبہ عطا فرما دیتے اور جہنم سے بری

www.besturdubooks.wordpress.com

فرما دیتے تھے۔ یہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''لَا یَمَسُّ النَّارَ مَنْ رَآنِی''

''جس نے مجھے دیکھا اس کو جہنم کی آگ مس نہیں کر سکتی''

اور آگے فرمایا:

''جس نے اس کو ایک نظر دیکھ لیا اس نے مجھے دیکھ لیا''

اب جس نے ایمان کی ایک نظر نبی علیہ السلام پر ڈالی اس کو بری فرما دیا اور جس نے ایک نظر صحابی کے چہرے پر ڈال دی اسے بھی آگ سے بری فرما دیا۔ لہٰذا یہ ورثۃ الانبیا ہیں۔

صحابہ کرامؓ کا بغض رکھنے والے اللہ کی نظروں سے گر جاتے ہیں:

یہ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے محبوب بندوں کی جماعت تھی اس لیے صحابہ کرامؓ کی جماعت کے ساتھ جو بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو نظروں سے گرا دیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے کیا ارشاد فرمایا؟

((وَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّی اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِی اَبْغَضَهُمْ)) (صحیح ابن حبان رقم: ۷۲۵۶)

''جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ان سے محبت کی، جس نے ان سے بغض رکھا اس کے دل میں میرا بغض ہے جس وجہ سے وہ ان سے بغض رکھتا ہے جس نے ان سے محبت کی نبی علیہ السلام کی وجہ سے کی۔''

جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے دشمنی کی یا ان سے بغض رکھا اس کی دلیل بھی سن لیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتے ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام اللہ کے محبوب ﷺ کی طرف اللہ کا کلام لے کر آتے، اللہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو بڑی عزت دی، بڑی شان دی شرف دیا وہ قرآن پہنچانے والے ہیں کیا فرماتے ہیں؟ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ﴾ (التکویر: ۱۹۔۲۱)

یہ بات ہے ایک کریم نمائندہ کی جبرائیل علیہ السلام کی جن کو ہم نے بھیجا ہے۔ یہ ان کی صفتیں گنوائیں کہ جس نے قرآن اللہ رب العزت سے لے کر اس کے محبوب ﷺ تک پہنچایا ان کی قرآن نے صفتیں بھی گنوائیں اور جو ان سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ میرے دشمن ہیں اس کے دشمن نہیں۔ یہ کہیں قرآن پاک میں ہیں؟

﴿قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ﴾

"جو کوئی جبرائیل علیہ السلام کا دشمن ہے"

آخر میں فرمایا:

﴿فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ﴾ (البقرۃ: ۹۷،۹۸)

"ایسے کافروں کا تو اللہ بھی دشمن ہے"

لہٰذا جو کوئی جبرئیل علیہ السلام سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس کو کافر بھی کہتے ہیں اور اس سے دشمنی رکھنے والی بات بات فرماتے ہیں۔

تو جبرئیل علیہ السلام نے قرآن مجید اللہ تعالیٰ سے لے کر کہاں تک پہنچایا؟ نبی علیہ السلام تک، اور نبی علیہ السلام کے صحابہ نے یہ قرآن ان سے لے کر امت تک پہنچایا۔ وہ بھی پہنچانے والے یہ بھی پہنچانے والے۔

دیکھو بھئی! جب نبی علیہ السلام تشریف لے گئے تو اس وقت قرآن کتابی شکل میں نہیں تھا۔ کیوں؟ کہ اس وقت وحی کا دروازہ کھلا تھا، ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے پردہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمانے سے چند عرصہ پہلے وحی آتی تو کتاب کیسے لکھی جاتی؟ آنے والی آیتیں پتہ نہیں کہاں ہوتیں۔ لکھوائی جاتیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترتیب تھی۔

یہ ایک نقطے کی بات ہے توجہ سے سنیے۔ اگر آپ ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں قرآن مجید کتابی شکل میں دے دیتے تو بھی کامل نہ ہوتا اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں کتابی شکل میں آتا تو بھی کامل نہ ہوتا۔ کیوں؟ نبی علیہ السلام کے زمانے میں قرآن کتابی شکل میں آ ہی نہیں سکتا تھا وحی کا دروازہ کھلا تھا معلوم نہیں کب، کونسی آیتیں اترتیں اور کس سورۃ کا حصہ بنتیں۔ لہٰذا محبوب دنیا سے تشریف لے گئے اب صحابہ کو سو فیصد یقین ہو گیا کہ وحی کی آخری آیتیں بھی اتر آئیں اب اس کو یکجا کیا گیا۔

لہٰذا یہ کام اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے ان صحبت یافتہ صحابہؓ سے لیا کہ قرآن کی ترتیب کو ایک کر کے جمع کر دیا جائے۔ تو جامع قرآن کون بنے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ناشر قرآن کون بنے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ جامع القرآن بنتے تو درمیان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور اتنے سالوں کا وقفہ ہوتا تو کیا پھر وہ کتاب قابل اعتماد رہ جاتی۔ اعتراض ہوتا ناں کہ یہ کتاب کیسی؟! اتنے سال تو اس کا وجود ہی نہیں رہا اور اب آ کے ان کے زمانے میں یہ کتاب جمع ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو جمع کرتے پھر بھی اعتراض ہوتا۔ محبوب ﷺ کی اپنی مبارک زندگی میں یہ کتاب اس طرح کتابی شکل میں آتی تو پھر بھی لوگ اعتراض کرتے کہ وحی کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔

لہٰذا اس کا جمع کرنا اللہ تعالیٰ نے کس کے مقدر میں لکھا تھا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقدر میں لکھا تھا۔ انہوں نے ہی اس کو جمع کرنا تھا اور انہوں نے اس کو جمع کر کے دکھا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن کو نشر بھی ایک صحابی نے کیا اور جمع بھی صحابہؓ نے کیا تو گویا قرآن انہوں نے نبی ﷺ سے لے کر امت تک پہنچایا۔ جو اللہ تعالیٰ سے قرآن لے اور نبی علیہ السلام تک پہنچائے اس کے ساتھ دشمنی رکھنے والے اور بغض رکھنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بغض قرآن مجید سے ثابت ہے اور جو نبی علیہ السلام سے قرآن لے کر امت کو پہنچائے ان کے ساتھ جو بغض رکھے؟؟؟ وہ بھی پہنچانے والے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام بھی پہنچانے والے ہیں۔ سبحان اللہ!

ملائکہ کا سردار اور صحابہؓ کا سردار:

اچھا بتایئے نبی علیہ السلام کو معراج پر کون لے کر گئے؟ جبرائیل علیہ السلام لے گئے تو یہ ملائکہ کے سردار بن گئے۔ جو نبی علیہ السلام کو معراج پر لے کر گئے وہ ملائکہ کا سردار بنے اور جو نبی علیہ السلام کو مکہ سے مدینہ لے کر گئے وہ صحابہؓ کے سردار بنے۔ ان کو اللہ نے ملائکہ کا سردار اور ان کو صحابہ کا سردار بنایا۔ مگر دونوں میں ایک فرق ہے، فرق یہ ہے۔

جو نبی علیہ السلام کو معراج پر لے گئے ان کو راستے میں ایک جگہ رکنا پڑا اور کہنا پڑا اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں اب سے آگے اگر ایک قدم بھی اٹھاؤں گا تو میرے پر جل جائیں گے۔ سلام ہو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تیری عظمت کو کہ تو نے جب رسول اکرم ﷺ کو مکہ سے مدینہ پہنچایا تو کہیں رکے نہیں منزل پہ پہنچا کر بس کی۔

امانتیں پہنچانے کی ذمہ داری:

نبی علیہ السلام جب مکہ سے چلنے لگے تو آپ ﷺ کے پاس کچھ امانتیں تھیں۔ کیسے بے حیا لوگ تھے کہ ایک طرف اعتماد اتنا کہ امانتیں رکھواتے ہیں۔ عجیب مزے کی بات کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے تھے۔ نبی علیہ السلام کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے اعتماد اتنا تھا اور یہ بھی مصلے پر بیٹھ کر بات کر رہا ہوں کہ کفار بغض

www.besturdubooks.wordpress.com

اوقات جب سفر پر جاتے تو اپنی کنواری بیٹیوں کو صحابہ کرام کے گھر چھوڑ جاتے تاریخ میں آج تک کسی صحابی پر جھوٹا الزام بھی نہیں لگا۔ کیسی عجیب بات ہے؟ سبحان اللہ!

کیسے پاکیزہ لوگ تھے؟ کیسے سنورے ہوئے لوگ تھے؟ محبوب ﷺ نے ان کے دلوں کو دھو کر رکھ دیا تھا۔

﴿وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ (الحجرات: ۷)

اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ شان عطا فرمائی کہ ان کے دل ایمان سے بھر دیے گئے۔ اس لیے جو ان سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ کے محبوب سے یہ محبت رکھنے کی دلیل ہے اور جو ان سے بغض رکھے گا تو یہ اللہ تعالیٰ سے بغض کی دلیل ہے۔

تو نکتہ یہ سوچیے کہ اللہ کے محبوب ﷺ جب مکہ سے مدینہ جانے لگے تو آپ ﷺ کے پاس جو امانتیں تھیں وہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں۔ فرمایا: اے علی! تم میرے بستر پر سو جاؤ۔ یہ جن جن کی امانتیں ہیں صبح ان کو ان کے حوالے کر دینا، کافروں کے حوالے کر دینا۔ یہ بھی عجیب مزے کی بات ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمے لگایا کہ آپ یہ امانتیں صبح کے وقت ان کے حوالے کر دینا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو چنا کہ آپ میری امانت کو مکہ سے مدینہ پہنچا دینا۔ ان کو کافروں کی امانتیں پہنچانے کی ذمہ داری دے دی اور ان کو کونسی ذمہ داری دی؟ صدیق میری بھی ایک امانت ہے تم اس کو مکہ سے مدینہ پہنچا دینا۔ اور دیکھو کہ پہنچانے والے نے کیسا حق ادا کیا۔ کبھی دائیں، کبھی بائیں، کبھی آگے، کبھی پیچھے۔ حضور ﷺ پوچھتے ہیں ابوبکر! یہ تمہارا کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا: اللہ کے محبوب ﷺ! میں آگے ہوتا ہوں ڈر ہوتا ہے کفار پیچھے سے حملہ نہ کر دیں، میں پیچھے آ جاتا ہوں۔ کبھی دائیں آ جاتا ہوں کبھی بائیں آ جاتا ہوں۔ سبحان اللہ! کیسے پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم دین کے ہر شعبے کے امام ہیں:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وہ حضرات تھے جن کو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی صحبت کے لیے چن لیا تھا۔ انہوں نے آگے اس دین کو امت تک پہنچایا۔ وہ ہمارے ہر دین کے شعبے میں امام ہیں۔ چنانچہ نبی علیہ السلام سے آگے اب تک جتنے بھی علوم چلے وہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت سے چلے۔ فقہ کا علم چلا تو انہی صحابہ سے، حدیث کا علم چلا تو انہی سے، تفسیر کا علم چلا تو انہی سے، اور اگر احسان، سلوک، تصوف کا علم چلا تو وہ بھی انہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے۔ سلسلے جتنے بھی ہیں ان کی نسبتیں اوپر جاتے جاتے یا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتی ہیں یا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے۔ چار سلسلے ہیں: چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ ان کی نسبت اوپر جاتے جاتے علی رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے اور ہمارا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جو ہے اس کی لڑی اوپر جاتے جاتے کہاں ملتی ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے۔

اسکی وجہ کیا ہے؟ نبی علیہ السلام کے پاس دو علوم تھے۔ ایک کو علوم نبوت کہا جاتا ہے اور دوسرے کو علوم ولایت کہا جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے دو طرح کا تعلق ہوتا ہے۔ ایک جو منصب عطا کیا گیا نبوت کا اس کے ناطے، اس کے جو علوم ہیں وہ علوم نبوت کہلاتے ہیں اور ایک اللہ کا عاشق ہونے کی وجہ سے بندہ ہونے کے ناطے، ان کو اپنے پروردگار سے جو تعلق ہوتا ہے وہ علوم ولایت کہلاتا ہے۔ نبی علیہ السلام کے پاس یہ دونوں علوم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دونوں علوم صحابہؓ نے سیکھے۔ علوم ولایت سب سے زیادہ کس نے پائے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور علوم نبوت سب سے زیادہ کس نے پائے؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَا صَبَّ اللّٰهُ فِيْ صَدْرِيْ اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُهٗ فِيْ صَدْرِ اَبِيْ بَكْرٍ)) (الانار المنیف ج ۱ ص ۱۱۵)

"اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں جو کچھ ڈالا میں نے اسے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا"

کمالات نبوت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو، یہ دونوں حضرات کمالات نبوت میں آگے نکل گئے۔ اور کمالات ولایت کن کو زیادہ ملے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ہمارا جو سلسلہ ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اس کی نسبت اوپر جا کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے۔ اس لیے اس میں علوم نبوت زیادہ ہیں اتباع سنت زیادہ ہے۔

اتباع سنت کی اہمیت:

ہمارے سلسلے میں جس بندے نے ترقی حاصل کرنی ہو اس کو چاہیے کہ سنت کی زیادہ اتباع کرے ہر کام میں چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ہر کام کو سنت کے مطابق کرتا چلا جائے اللہ تعالیٰ اس سلوک میں اس کو ترقی عطا فرما دیں گے۔

ہمارے اس سلسلے میں اتباع سنت بہت زیادہ ہے۔ ہمارے مجاہدے وہ نہیں ہیں جو پہلے دور میں لوگ کرتے تھے، کہ ٹھنڈا پانی نہیں پیا، راتوں کو جاگنا ہے، آپ مجاہدات والے واقعات پڑھتے ہیں۔ اگر دھوپ میں گھڑا پڑا ہے تو نفس کی خواہش کے مطابق میں کیوں اس کو اٹھا کر اندر رکھوں؟ تو دھوپ میں رہنے دیا۔ یہ ہمارے مجاہدے نہیں وہ بڑے لوگ تھے۔ ہم کمزور بندے ہیں اور اللہ کمزوروں اور ضعیفوں پر زیادہ مہربان ہیں۔

دیکھیں! ظاہر میں ہم جو سفر کرتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے آسانیاں کر دی ہیں یا نہیں کر دیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اونٹوں پر اور گھوڑوں پر سفر کرتے تھے اور ہم کیسے سفر کرتے ہیں؟ پس جو پروردگار اتنا کریم ہو جو ظاہری سفر میں آسانیاں کر دے وہ باطن کے سفر میں کتنی آسانیاں فرما دے گا۔

لہٰذا آج کے دور میں جو نیک نیت ہو کر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے دین کے

www.besturdubooks.wordpress.com

راستے میں قدم اٹھائے گا اللہ رب العزت اس کی طلب کو قبول فرمائیں گے۔ تھوڑی محنت سے زیادہ ملتا ہے۔ میاں جس دور میں کوئی چیز کم ہو تو اس کے ریٹ بڑھا دیتے ہیں۔ یہ آج فصل کم ہے گندم کم ہے تو یہ مہنگی ہو جاتی ہے۔ آج کے دور میں نیک اعمال کم ہیں۔ اتباعِ سنت کم ہے تو پروردگار نے ریٹ بڑھا دیے ہیں۔ گندم کم ہو تو کہتے ہیں ناں کہ جہاں سے ملتی ہے خرید کر لاؤ۔ سبحان اللہ!

اللہ تعالیٰ بھی فرشتوں کو یہی کہتے ہوں گے میرے محبوب ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے والے تھوڑے ہو گئے ہیں یہ جہاں بھی تمہیں ملتے ہیں لے کے آؤ۔

اس لیے اپنی زندگیوں کو سنت کے مطابق ڈھال لیجیے اور اللہ رب العزت کے ہاں مرتبہ پا لیجیے۔ زندگی تھوڑی ہے معلوم نہیں یہ مہلت کب تک ہے؟ اس نعمت سے فائدہ اٹھا لیجیے اور اپنے رب کو منا لیجیے نبی علیہ السلام کی ایک ایک سنت سے اپنے آپ کو مزین کر لیجیے۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے اور اللہ رب العزت ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے۔ ہم اس قابل تو نہیں ہیں مگر عجیب بات کہ اس کے ہاں قابلیت چلتی بھی نہیں اس کے ہاں قبولیت ہے۔ جس پہ نگاہِ ناز پڑ جائے۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا، جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

وہ جس کو چاہتے ہیں در پہ بلا لیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں یہ اس مالک الملک کی اپنی مرضی ہے۔

﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ

وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم عاجز مسکین بن کے اپنے آپ کو رب کے حوالے کر دیں اور دعائیں مانگیں پروردگار ہم عاجز مسکین بندے ہیں ہمیں اپنا

www.besturdubooks.wordpress.com

راستے میں قدم اٹھا رہے ہیں تو مہربانی فرما اور ہمارے اس ظاہر کو حقیقت میں تبدیل فرما

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کر آیا ہوں

﴿وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ﴾ (فاطر:۱۷)

یہ کام اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس لیے اس ماحول میں رہتے ہوئے جہاں آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف اندھیرا ہے۔ گناہوں کا اندھیرا ہے۔ یہاں پر رہتے ہوئے دین کو اپنا غم بنالیجیے۔ اپنے آپ کو اپنے اہل خانہ کو اپنے بچوں کو سب کو دین کی طرف متوجہ کیجیے۔

اگر یہ نیت رکھیں گے تو پھر ان علاقوں میں رہنے کی اجازت ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے:

اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ

میری زمین وسیع تھی تم نے کیوں اولادوں کو ان کے حوالے کیا؟ رزق کا معاملہ تھا تم چلے جاتے مسلمان ملک تھوڑے ہیں۔ وہاں رزق کماتے ایمان سلامت ہو جاتا۔ تم نے جو اتنا بڑا رسک لیا اولاد کے ایمان کے بارے میں، تو یہ ترقی میں کھانے کے لیے، ہاں ہاں۔ ترقی میں کھانے کی نیت ہوگی تو پکڑے جائیں گے۔ فقط ایک نیت ہو کہ ہم نے یہاں رہنا ہے، دین پر عمل کرنا ہے اور دین کی محنت کو اپنی زندگی کا مقصد بنانا ہے۔ جب یہ نیت کر لیں گے اب عمل بھی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امن بھی مل جائے گا۔ اس لیے بیٹھتے اٹھتے، چلتے پھرتے ہمارا ہر ہر عمل تبلیغ ہو۔ یہ کفار جو ہیں یہ دیکھتے رہتے ہیں۔ زبان سے کہیں نہ کہیں۔ یہ ہمارے اعمال خاموش تبلیغ ہیں۔

ہمارا کردار، ہمارا ان کے ساتھ برتاؤ، ہمارا اٹھنا سب کچھ مسلم ہے۔ ایسے بن جائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ جب موت کا وقت آئے اور فرشتے دماغ ٹٹولیں تو علم نبوی سے بھرا پائیں اور جب دل کو ٹٹولیں تو محبت نبوی سے بھرا پائیں اور جب ہمارے اعضاء کو ٹٹولیں تو سنت نبوی سے مزین پائیں۔ ایسے بن جائیے۔

جدھر سے گزر جائیں لوگوں کو یاد آ جائے کہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام ایسے ہوا کرتے تھے۔ سراپا عطا۔ چال، ڈھال، رفتار، کردار ہر ہر عمل ایسا ہو، جدھر سے گزر جائیں کافروں کو مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام یاد آ جائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم عاجز مسکینوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ سچی بات ہے بڑا غم ہے بڑا غم ہے کڑا من ہے بس ہم پروردگار سے یہی دعا مانگیں اے اللہ! ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرما۔ اور ہماری جتنی بھی آئندہ نسلیں ہیں ان سب کے ایمانوں کی حفاظت فرما۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

اک نشہ سا ہے جو چھائے ہے تیرے نام کے ساتھ
اک تسلی سی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

عنبر و عود لٹائے ہے تیری یاد جمیل
ایک خوشبو سی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

گویا کونین کی دولت کو سمیٹا اس نے
دل کی دنیا جو بسائے ہے تیرے نام کے ساتھ

ہے تیرا ذکر حلاوت میں کچھ ایسا کہ زبان
ایک نیا ذائقہ پائے ہے تیرے نام کے ساتھ

دل تڑپتا ہے سنے جب بھی تیرا نام کہیں
آنکھ بھی اشک بہائے ہے تیرے نام کے ساتھ

خوب کیا عشق الٰہی کا اثر ہوتا ہے
روح بھی وجد میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

حشر کیا ہوگا بھلا ان کا تیری دید کے دن
جن کا دل جوش میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

خوب جی بھر کے جو کرتا ہے تیرا ذکر فقیر
دل کی ظلمت کو مٹائے ہے تیرے نام کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ﴾
(ال عمران: ۸۰)

عالم ربانی کی پہچان

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ﴾ (آل عمران:۸۰)

"تم اللہ والے بن جاؤ، اس لیے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور پڑھاتے ہو"

اس آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُونُوا رَبَّانِيِّينَ﴾ (آل عمران:۸۰)

"بن جاؤ رب والے"

ہم اپنی زبان میں جن کو "اللہ والے" کہتے ہیں، ان کو عربی زبان میں "رب والے" کہتے ہیں۔ یہ امر کا صیغہ ہے۔ گویا حکم خدا ہے کہ تم اللہ والے بن جاؤ۔ تو ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ کیا یہ حکم عام مومنین کو ہو رہا ہے؟ نہیں بلکہ ساتھ ہی اس کی تفصیل بھی بتا دی۔ فرمایا:

﴿بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ﴾ (آل عمران:۸۰)

"اس لیے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور پڑھاتے ہو"

گویا یہ حکم خاص طور پر پڑھنے پڑھانے والوں کے لیے ہے۔ ان کو رب کریم کی طرف سے حکم ہے کہ تم اللہ والے بن جاؤ۔ اس لیے علم کی برکت تب ظاہر ہوتی ہے جب انسان اللہ والا بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عالم ربانی کی پہچان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ
(آل عمران: ۸۰)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ والے بننے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ﴾
(آل عمران: ۸۰)

”تم اللہ والے بن جاؤ، اس لیے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور پڑھاتے ہو“

اس آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ﴾ (آل عمران: ۸۰)

"بن جاؤ رب والے"

ہم اپنی زبان میں جن کو "اللہ والے" کہتے ہیں، ان کو عربی زبان میں "رب والے" کہتے ہیں۔ یہ امر کا صیغہ ہے۔ گویا حکم خدا ہے کہ تم اللہ والے بن جاؤ۔ تو ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ کیا یہ حکم عام مومنین کو ہوا ہے؟ نہیں بلکہ ساتھ ہی اس کی تفصیل بھی بتا دی۔ فرمایا:

﴿بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ﴾ (آل عمران:۸۰)

"اس لیے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور پڑھاتے ہو"

گویا یہ حکم خاص طور پر پڑھنے پڑھانے والوں کے لیے ہے۔ ان کو رب کریم کی طرف سے حکم ہے کہ تم اللہ والے بن جاؤ۔ اس لیے علم کی برکت تب ظاہر ہوتی ہے جب انسان اللہ والا بن جاتا ہے۔

گمراہ ہونے والے علما:

اس دنیا میں بہت لوگ آئے جنہوں نے ظاہری علم تو بڑا حاصل کیا، لیکن اللہ والے نہ بن سکے، گمراہ ہو گئے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ان کا نام ابوالفضل اور فیضی تھا۔ ان کے پاس ظاہری علم بڑا تھا۔ ابوالفضل بڑا تھا اور فیضی چھوٹا تھا۔ ان میں ذہانت بہت تھی۔ فیضی جو بات ایک مرتبہ سنتا اسے وہ یاد ہو جاتی۔ چھاپ لگ جاتی تھی۔ اور ابوالفضل اگر دو دفعہ سن لیتا تو اسے بھی یاد ہو جاتی تھی۔ وہ دونوں بادشاہ کے بڑے مقرب تھے۔

اس زمانے میں شعرا بادشاہ کی منقبت لکھا کرتے تھے جس کے اندر بادشاہ کے بارے تعریفی اشعار ہوتے تھے۔ جو شاعر بھی اپنا کلام لے کر بادشاہ کے پاس آتا اور منقبت سناتا تو چھوٹا بھائی سن کر کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ یہ تو میرے اشعار ہیں۔ چونکہ اس

کو یاد ہو چکے ہوتے تھے اس لیے وہ سنا دیتا تھا۔ جب چھوٹا سنا دیتا تو دو دفعہ ہو جاتا۔ ایک دفعہ شاعر سناتا اور دوسری دفعہ چھوٹا بھائی سناتا۔ چنانچہ دو دفعہ سن کر ابوالفضل کھڑا ہو جاتا اور کہتا: جی ہاں! میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ میرے بھائی کا کلام ہے، میں بھی سنا سکتا ہوں۔ وہ بھی سنا دیتا اور دوسروں کے اشعار کا انعام بھی انہی کو مل جاتا۔ شعرا بے چارے پریشان ہوتے اور سوچتے کہ پتہ نہیں یہ کیا معاملہ ہے؟

انہوں نے فارسی زبان میں ایک تفسیر لکھی۔ وہ بے نقط تفسیر تھی۔ پوری تفسیر میں کوئی ایک لفظ ایسا نہیں جس میں نقطے والا حرف موجود ہو۔ ب، پ، ت، ٹ، ث، ن، ق، ذ، ش۔ سوچیں کہ نقطے والے حروف کے علاوہ لکھنا کتنا مشکل کام ہے۔ اور پھر پورے قرآن پاک کی تفسیر..... مجھے وہ تفسیر ایک جگہ دیکھنے کا موقع ملا۔ اس تفسیر کا نام بھی انہوں نے ایسا رکھا جس میں نقطے والا کوئی حرف نہیں تھا۔ اس کا نام تھا "سواطع الالہام" تو علمی استعداد اور قابلیت اتنی تھی۔ جب اللہ والے نہ بن سکے تو بڑا غم ہوا۔ ضرورت طلبگار بن گئے۔ بادشاہ کے وفادار بن گئے۔ یہی کاروباری تھے جنہوں نے فتویٰ دیا کہ بادشاہ کو تعظیمی سجدہ کرنا جائز ہے۔ تو اس لیے عالم بننا ایک کام ہے اور اللہ والا بن جانا ایک الگ کام ہے۔ اس امت میں لاکھوں علماء ایسے گزرے ہیں جو عالم بھی بنے اور اللہ والے بھی بنے۔ بہت زیادہ تعداد میں محدثین، فقہاء ایسے تھے کہ ان کی زندگیوں کے حالات دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت نے ان کو عزتوں سے بھی نوازا۔

اللہ والوں کی پہچان

اب دل میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی پہچان کیا ہے؟ علامت کیا ہیں؟ صفات کیا ہیں؟ کہ وہ صفتیں ہم اپنے اندر بھی پیدا کریں۔ تو اس کی پانچ علامات بتائی گئیں:-

www.besturdubooks.wordpress.com

(1)...... طمع کی بجائے زہد

سب سے پہلی علامت یہ بتائی گئی کہ اس میں طمع کی بجائے زہد ہوتا ہے۔ زہد کہتے ہیں لذات دنیا سے بالکل دور رہنا۔ دل میں ہوس نہ ہو۔ کچھ تو وہ ہیں جو جائز لذتیں ہیں۔ جیسے کھانے کی لذت ہے، پینے کی لذت ہے، اور اس سے متعلقہ جو دائرہ شریعت کے اندر ہوں۔ اور کئی مرتبہ یہ انسان کو دین سے دور کر دیتی ہیں۔ جو بھی ہو بس اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق ہو۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی سے پینے کے لیے پانی مانگا۔ دینے والے نے شربت پیش کیا۔ یہ ان کے نصیب میں تھا انہوں نے مانگا پانی ہے لیکن پی شربت رہے ہیں جو جائز لذتیں ہیں۔ جب دل میں ہوس آ جاتی ہے تو پھر بندہ شریعت کے حکموں کی پیروی نہیں کر پاتا۔

انسان کی سوچ کب بدلتی ہے؟

عالم لوگ سمجھتے ہیں کہ شادی کے بعد شیطانی خیال نہیں آئیں گے۔ حالاں کہ شاید غیر شادی شدہ لوگوں کو اتنے نہ آتے ہوں جتنے شادی شدہ لوگوں کو آتے ہیں تو اس کا تعلق دل کی کیفیت سے ہے۔ جب تک دل نہیں بدلے گا اس وقت تک انسان کی سوچ نہیں بدل سکتی۔

ایک نمبردار کے دل کا روگ:

ایک حاجی صاحب تھے۔ وہ ایک مرتبہ تشریف لائے۔ وہ اپنے علاقے کے بڑے معزز بزرگ تھے، ان کی بہت ساری زمین ہے علاقے کے نمبردار ہیں۔ اللہ نے ان کو عزتوں سے نوازا، کوئی بات کہہ دیں تو علاقے کے لوگ ان کی بات کو مانتے ہیں۔ ان کی نیکی علاقے میں مسلم ہے۔ عمر بھی 80 سال سے اوپر ہوگی۔ وہ ایک مرتبہ یہاں ملنے کے

لیے تشریف لائے اور آ کر انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ خیر ہم نے ان کو دلاسا دیا، حوصلہ دیا کہ نہ روئیں۔ اگر کوئی پریشانی ہے تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پریشانی کو دور کر دے۔ ان کو سنبھلنے میں کافی دیر لگی۔ پھر کہنے لگے کہ حضرت! ظاہری زندگی تو شریعت کے مطابق ہے، علاقے میں لوگ مثالیں دیتے ہیں، نیک سمجھتے ہیں اور میں نیکی کی کوشش بھی کرتا ہوں۔ مگر آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ میری نگاہ پاک نہیں۔ دل قابو میں نہیں، میری عمر 80 سال ہے اور میرے اندر یہ قوت بھی نہیں ہے کہ میں کسی کے ساتھ بدکاری کر سکوں۔ اس عمر میں آ کے میرے اندر تو قوت بھی ختم ہو گئی لیکن میرے خیال پاکیزہ نہیں۔ میری سوچ پاکیزہ نہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ میں تو سیدھا جہنم میں جاؤں گا۔ اب بتائیں 80 سال کی عمر ہے اور بھرپور شادی کی زندگی گزاری۔ اب اس فعل کی صلاحیت بھی نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی شہوت غالب ہے تو اس کو ختم کروں۔ نہیں وہ ہے ہی نہیں۔ تو سوچ کو جب تک پاک نہ کیا جائے تب تک یہ بندے کی جان نہیں چھوڑتی۔ یہی تو مصیبت ہے۔ اگر آخری وقت میں بھی یہ سوچیں غالب آ گئیں تو کیا بنے گا؟ اس بیماری کو کوئی چھوٹی بیماری نہیں سمجھنا چاہیے کہ کوئی بات نہیں گزارہ ہو رہا ہے۔ دل پاکیزہ ہونا ضروری ہے جب تک دل نا رہا حرکتوں سے باز نہیں آئے گا تو انسان علم کی حلاوت نہیں پا سکے گا۔ طبیعت کے اندر زہد ہو اس کو کہتے ہیں ترک لذات دنیا۔ کیا مطلب ترک دنیا کا؟ یعنی اگر کوئی کام بندہ دکھاوے کے لیے کرتا ہے تو بالکل نہ کرے صرف اللہ کے لیے کرے۔

تصنع سے پاک زندگی:

ہمارے حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال دارالعلوم دیوبند جاتے تھے اور پندرہ دن وہاں قیام فرماتے تھے۔ مشکوۃ شریف اور دورۂ حدیث کے طلباء حضرت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

صحبت میں روزانہ عصر کے بعد بیٹھتے تھے۔

ایک مرتبہ وہ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا رہے تھے، ریل کا سفر تھا اور ٹرین کا سفر کرنے والوں کو پتہ ہوتا ہے کہ مٹی ہوتی ہے اور سفر کے بعد بندے کا برا حال ہوتا ہے۔ تو یہ حضرات اس حالت میں بیٹھے ہیں اور اساتذہ نے ملاقات کے لیے آنا تھا۔ حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہہ دیا کہ حضرت! اساتذہ ملنے کے لیے آئیں گے تو آپ کپڑے بدل لیں۔ فرمایا تم مجھے تصنع سکھاتے ہو۔

اسی طرح میلے کپڑے مٹی والے۔ سارے اساتذہ آئے مجلس ہوئی جب سب مل کر چلے گئے تو فرمانے لگے: اچھا اب تمہاری بات بھی مان لوں۔ اب کپڑے بدل لیے۔ تو بعد میں انہوں نے مسئلہ سمجھایا کہ اگر آپ اس وقت مجھے کہتے کہ حضرت! مٹی ہے کپڑے میلے ہو گئے آپ ذرا نہا بھی لیں، صاف ستھرے کپڑے پہن لیں تو میں آپ کی بات مان لیتا کہ شریعت صفائی اور پاکیزگی، نزاکت کو پسند کرتی ہے۔ آپ کہہ رہے تھے تو میں کپڑے اسی وقت بدل لیتا لیکن آپ نے مجھے کہا کہ اساتذہ نے آنا ہے لہٰذا کپڑے بدل لیں۔

اب آپ سوچیے کہ کتنی باریک نظر سے سوچا کہ ہم نے اتنا سا کام بھی غیر اللہ کے لیے نہیں کرنا، کرنا ہے تو اللہ کے لیے۔ پھر بندے کی طبیعت ایسی بن جاتی ہے۔ اس لیے جو بھی دنیا کے معاملات ہیں بس اللہ کے لیے ہوں۔

اللہ والوں کا مقصد:

اچھا اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو بندہ دل کی لذتوں کو ترک کر دے اس کو لذتیں ملتی نہیں، اللہ تعالیٰ شاید اس کو زیادہ لذتیں دیتے ہیں۔ مثلاً: دل میں تو حال یہ ہوگا کہ خشک روٹی کا ٹکڑا بھی مل گیا تو بندہ خوش ہو کر کھا لے لیکن اللہ رب العزت دسترخوان پر بیسیوں کھانے لگوا دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے جب دستر خوان بچھا دیا تو اس پر چالیس سے بھی زیادہ کھانے رکھوائے۔ دل کی کیفیت تو یہ ہوتی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نہیں چاہیں لیکن جو نصیب میں ہے وہ تو اللہ نے دینی ہیں۔

روزانہ نیا جوڑا پہننے والے بزرگ:

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بندہ آیا اور کہنے لگا: حضرت! میرے دل کی ایک تمنا ہے جو آپ پوری کر سکتے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بڑا عاجزی کے ساتھ، انکساری کے ساتھ بات کر رہا ہے۔ فرمانے لگے بتاؤ کیا تمنا ہے؟ وہ کہنے لگا: میں آپ کو روزانہ نیا جوڑا کپڑوں کا بنا کے دیا کروں گا۔ فرمایا: بہت اچھا، روزانہ نیا جوڑا پہنتے، پھر اگلے دن پرانا جوڑا فقیر کو صدقہ کر دیتے اور نیا جوڑا پہن لیتے۔ اس کے بعد جتنے دن زندہ رہے اتنے دن نئے لباس روز پہنتے۔ تو اگر دل سے ہوس ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ معاملے کو بدل دیتے ہیں۔ ہوس دل میں نہ ہو۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا زہد:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے بانی تھے۔ جب نواب صاحب نے بہاولپور کے اندر مدرسہ بنوایا تو اس نے علماء سے مشورہ کیا کہ یہ مدرسہ (جامعہ) آباد کیسے ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو ایک عالم کے بارے میں بتائیں گے آپ اس عالم کو یہاں بلا لیجیے گا مدرسہ چل جائے گا۔ نواب صاحب نے کہا اچھا اس کو بلانا تو کوئی مشکل کام نہیں۔ جو وہ طلب کریں گے ہم دیں گے۔ جب جامعہ بن گیا تو نواب صاحب نے پوچھا: وہ عالم کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں "دیوبند" ایک جگہ ہے وہاں رہتے ہیں۔ انہوں نے علماء کی ایک جماعت

www.besturdubooks.wordpress.com

بلائی اور پھر پوچھا: ان کی وہاں پر تنخواہ کتنی ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: دو روپے۔ اس زمانے میں تنخواہیں ایسی ہوتی تھیں۔ دو روپے اللہ کی شان ..... اس عاجز کو یاد ہے کہ جب یہ یونیورسٹی پڑھ کر انجینئر بنا تو اس وقت ایس ڈی او کی تنخواہ ڈیڑھ سو روپے ہوتی تھی اور ہمارا مہینے کا خرچہ تیس روپے ہوتا تھا ماشاء اللہ۔ برکت اتنی ہوتی تھی.....

اس وقت دو روپے ان کی تنخواہ تھی۔ نواب صاحب نے کہا کہ آپ وہاں جائیں اور انہیں کہیں کہ وہ وہاں جا کر اپنا کام سنبھالیں۔ ہم ایک لاکھ روپیہ آپ کو مہینے کی تنخواہ دیں گے۔ اب ذرا سوچیے کہ جس وقت دو روپے مہینے کی تنخواہ ہو اس وقت میں لاکھ روپیہ مل رہا ہے، اور اس نے خود کہا کہ ہم آپ کو ایک لائبریری بنا کے دیں گے۔ پوری دنیا میں جہاں سے کتاب کہیں گے لا کر اس میں رکھیں گے مقصد یہ کہ ان کا علمی شوق بھی پورا کریں گے۔

چونکہ علماء کے اندر مطالعے کا شوق ہوتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کتابیں ملتی رہیں اور ان کا شوق پورا ہوتا رہے۔ اس نے یہ دو باتیں ان سے کہیں۔ کہ ایک لاکھ روپیہ مہینے کی تنخواہ دیں گے اور من پسند کتابوں کی لائبریری دیں گے۔

تو حضرت کو فیصلہ کرنے میں کوئی وقت نہیں ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: دیکھو بھئی دو روپے میری ماہانہ تنخواہ ہے جس میں سے میں ایک روپیہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روپیہ اللہ کے نام پر خرچ کرتا ہوں۔ وہ ایک روپیہ خرچ کرنے کے لیے مستحق لوگوں کو ڈھونڈنے میں میرا کافی وقت لگ جاتا ہے اور اگر ایک لاکھ روپیہ میری تنخواہ ہو تو میرا خرچہ رہے گا ایک ہی روپیہ۔ اور باقی پیسے غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے تو میرا سارا وقت لگ جائے گا۔ لہٰذا میں نواب صاحب کی یہ دعوت قبول نہیں کر سکتا۔

ان کے پاس جب بھی کوئی ہدیہ دینے کے لیے آتا تو اسے دیکھتے کہ یہ عاجزی سے دے رہا ہے یا احسان جتلا کر دے رہا ہے۔ کئی ایسے ہوتے ہیں جو احسان جتلاتے ہیں۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

جو احسان جتلاتا اس سے ہدیہ نہیں لیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جو مجھے ذلیل سمجھ کر ہدیہ دے گا میں وہ نہیں لوں گا ہاں! سنت کی نیت سے اگر کوئی دے گا تو میں ضرور لوں گا۔

ایک مرتبہ ایک بندہ ان کے پاس ہدیہ لے کر آیا۔ اس وقت نوٹ تو نہیں ہوتے تھے۔ سکے ہوتے تھے وہ سکوں سے بھری ہوئی پوٹلی لے کر آیا۔ کہنے لگا: حضرت! قبول کرلیں، حضرت! قبول کرلیں۔ حضرت نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ وہ منت سماجت کرتا رہا، کرتا رہا۔ حضرت نے فرمایا نہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت مانتے نہیں تو وہ جانے لگا۔ حضرت کے جوتے مسجد سے باہر پڑے ہوئے تھے جاتے جاتے اس کی نظر حضرت کے جوتوں پر پڑی۔ اس نے کہا لیتے تو ہیں نہیں جب جوتوں میں پڑے ہوں گے تو لینا پڑیں گے۔ اس نے وہ سکے آدھے ایک جوتے میں ڈال دیے اور آدھے دوسرے میں۔ جب حضرت نماز پڑھ کر جانے لگے جوتے اٹھائے تو بھاری بھاری۔ پہلے زمانے میں جوتے آگے سے بند ہوتے تھے۔ جب پاؤں اندر ڈالنے سے پہلے دیکھا تو ان جوتوں میں وہی پیسے۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا: دیکھو پہلے سنتے تھے کہ جو شخص دنیا کو ٹھوکر لگاتا ہے دنیا اس کے قدموں میں آتی ہے اور آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا زہد:

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو اس زمانے میں کسی نے ایک لاکھ روپیہ منی آرڈر بھیجا۔ حضرت نے اس کے خط سے محسوس کیا کہ یہ احسان چڑھا کے دے رہا ہے۔
حضرت نے وہ منی آرڈر واپس بھیج دیا۔ جب اس کو منی آرڈر واپس ملا تو وہ بڑا پریشان ہوا۔ اس کو توقع ہی نہیں تھی۔ اس نے حضرت کو شکوے بھرا خط لکھا کہ حضرت! میں نے آپ کو اتنے پیسے بھیجے اور آپ نے قبول ہی نہیں کیے۔ اور نیچے یہ لکھا کہ حضرت! آپ کو کوئی ایسا مرید نہیں ملے گا جو آپ کو ایسا ہدیہ پیش کرے۔ جب اس نے یہ لکھا کہ آپ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا مرید نہیں ملے گا جو آپ کو اتنا ہدیہ پیش کرے تو حضرت نے اس کے نیچے ایک چھوٹا سا فقرہ لکھا کہ آپ کو کوئی ایسا پیر بھی نہیں ملے گا جو ایک لاکھ کو ٹھوکر لگا دے۔

ہمارے اکابر کے دلوں میں دنیا کی حرص نہیں ہوتی تھی جس کی وجہ سے ان کے اعمال قبول ہوتے تھے۔

②.....عداوت کی بجائے ہمدردی

دوسری علامت یہ ہے کہ عداوت کی بجائے ہمدردی ہو۔ طبیعت کے اندر عداوت نہ ہو بلکہ ہمدردی ہو۔ مومن کو کسی کے ساتھ عداوت نہیں ہوتی۔ ان کی محبت بھی اللہ کے لیے اور ان کے دل کی ناراضگی بھی اللہ کے لیے:

"اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ"

لہٰذا ایمان والوں کو دوسروں سے بغض نہیں ہوتا۔ ان کے دل میں ہر ایک کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی حسد کرتا ہے، دشمنی کرتا ہے تو اس کے ساتھ بھی ان کو دشمنی نہیں ہوتی۔

اصلاح کے پہلو کی تلاش:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں کچھ لوگ عقیدے میں ڈھیلے تھے اور وہ ان کے مخالف تھے۔ ان کے بارے میں بہت عجیب و غریب کہتے اور لکھتے تھے۔ حضرت کو کسی نے بتایا تو اس زمانے میں حضرت کی بینائی چلی گئی تھی۔ جیسے عمر کے آخری حصے میں جا کر موتیا بند آ جاتا ہے۔ حضرت نے وہ سارے کاغذات منگوائے اور ایک شاگرد سے کہا کہ یہ مجھے پڑھ کے سناؤ۔ اس نے کہا: حضرت! اس میں جو عبارت لکھی ہے وہ مجھ سے نہیں پڑھی جاتی۔ حضرت نے فرمایا: کوئی بات نہیں جو کچھ لکھا ہے پڑھو۔ حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

نے زبردستی وہ اس سے پڑھوائی۔ اس نے پوچھا: حضرت! یہ کیوں پڑھوا رہے ہیں؟ حضرت نے فرمایا میں اس لیے اس کو پڑھوا رہا ہوں کہ ممکن ہے اس میں کوئی ایسی بات لکھی ہو جس سے مجھے اصلاح کا موقع (نکتہ) مل جائے۔ ایسے دشمنوں سے بھی دشمنی نہیں، ہمدردی تھی۔ تو عداوت کی بجائے دل میں ہمدردی ہر ایک کے ساتھ ہو۔

ہمدردی ہو تو ایسی:

ایک مرتبہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کہیں تشریف لے گئے اس علاقے میں بدعتی بہت تھے۔ اور حضرت جب کہیں ایسی جگہ تشریف لے جاتے تو خوب حلقہ لگاتے اور اصلاح فرماتے۔ کچھ مخالفین بھی آ گئے جب حضرت اسٹیج پہ آئے تو انھوں نے ایک چٹ پیش کی اور چٹ میں تین باتیں لکھیں:

پہلی بات: ''آپ کافر ہیں۔''

دوسری بات: ''یہ کہ آپ زنا کی اولاد ہیں، ولدالزنا ہیں۔''

تیسری بات: ''ذرا سنبھل کے بات کرنا''

تو حضرت نے وہ چٹ لی اور مجمع کے سامنے پڑھ کر سنائی کہ دیکھو بھئی! یہ کسی نے چٹ بھیجی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ تم کافر ہو۔ پھر کلمہ پڑھا اور کہا دیکھو بھئی میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو رہا ہوں۔ پورے مجمع کے سامنے کلمہ پڑھا اور کہا: اچھا اب تو میں مسلمان ہو گیا؟ دوسری بات لکھی ہے کہ تم زنا کی اولاد ہو۔ تو بھئی میرے والدین کا نکاح ہوا اور اس نکاح کے گواہ ابھی تک موجود ہیں۔ اگر کسی بندے کو ضرورت ہو تو میں اس کا پتہ بتا دیتا ہوں وہ جا کر اس سے پوچھ لے کہ نکاح تھا یا زنا تھا۔

اور تیسری بات لکھی ہے کہ تم ذرا سنبھل کے بات کرنا۔ فرمانے لگے کہ میں چندہ جمع کرنے تو آیا نہیں۔ میں نے تو اللہ کے لیے بات کرنی ہے لہٰذا میں شریعت کے مطابق

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کروں گا۔ چنانچہ پورا وعظ رد بدعت کے موضوع پر فرمایا۔ اہل اللہ کی یہ شان ہوتی ہے۔ اللہ اکبر!

طبیعت میں عداوت کی بجائے ہمدردی ہو۔ یہ ذہن میں رکھیں کہ علم کے ساتھ ہمدردی بھی ہے۔ ساری مخلوق کے ساتھ ہمدردی ہو۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ؟
وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

تو رحمۃ للعالمین ﷺ کی نیابت اور وراثت پانے کے لیے دل میں یہ رحمت پیدا کرنی ہوتی ہے۔ ہر ایک کے ساتھ ہمیں ہمدردی ہو۔ اچھوں سے تو لوگ کرتے ہی ہیں غیروں سے بھی بھلائی کریں۔

③...... تکبر کے بجائے تواضع

تیسری علامت یہ ہے کہ طبیعت کے اندر تکبر کی بجائے تواضع ہو حدیث پاک میں ہے:

"مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ"

"جس نے اللہ کے لیے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرما دیتے ہیں"

عزتوں سے نواز دیتے ہیں۔ جس شاخ پر جتنا پھل لگا ہوتا ہے وہ شاخ اتنی ہی جھکی ہوئی ہوتی ہے۔

خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع:

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ میں ایک مرتبہ ہندوستان کا سفر کر رہا تھا تو راستے میں مجھے ایک جنگلی بیری ملی۔ جنگلی بیری کا درخت نہیں ہوتا شاخ نہیں ہوتی بلکہ زمین کے اوپر پھیلی ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا وہ پھلوں سے لدی ہوئی ہے۔ مجھے بھوک بڑی لگی ہوئی تھی۔ میں وہیں کھڑا ہو گیا اور بیر چن چن کے کھانے لگا۔ بیر کھاتے ہوئے مجھے ایک خیال آیا اور میں نے اللہ سے دعا مانگی۔ اے اللہ! یہ ایک چھوٹی سی بیری ہے اس پر تو نے اتنا پھل لگا دیا، میں بھی تیرا چھوٹا سا بندہ ہوں مجھے بھی پھل لگا دے۔ فرماتے ہیں کہ میں رو بھی رہا تھا اور دعا بھی کر رہا تھا۔ مجھ پر اللہ کی ایسی رحمت ہوئی کہ مجھے الہام ہوا تم جہاں جا رہے ہو وہاں ایک قطب مدار تم سے بیعت کرے گا" چنانچہ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں گیا تو قطب مدار بیعت ہوئے۔ ہمارے اکابر کے اندر ایسی تواضع تھی۔

انعامات کی بارش:

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پر آخری عمر میں انعامات کی بارش ہوئی۔ ایک سال میں سات سات جگہ سے حج کی ٹکٹیں آتی تھیں۔ حضرت! ہماری طرف سے حج کریں، حضرت! ہماری طرف سے حج کریں اور جاتا تو ایک طرف سے ہوتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ ارشاد فرمایا کہ عبدالمالک! ہمیں ملنے ہی نہیں آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے پیارے نبی ﷺ! میرے پاس سرمایہ نہیں۔ فرمایا کہ اچھا ہم کہہ دیں گے۔ اتنے الفاظ کہے کہ ہم کہہ دیں گے۔ فرماتے ہیں اس کے بعد میں زندگی کے ستائیس سال زندہ رہا اور ستائیس حج کیے۔

چونکہ کثرت سے حج کرتے تھے یا عمرہ کرتے تھے تو ہر بندے کی اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے بعض لوگ کہتے ہیں او جی کیوں اتنا زیادہ خرچ کرتے ہیں؟ اب حج دو کر رہے ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور تکلیف انہیں ہو رہی ہوتی ہے۔ اللہ کی شان دیکھیں!

آپ سیل فون کو چارج کرتے ہیں، روزانہ کرتے ہیں نا؟! اگر کوئی بار بار چارجنگ پہ لگا رہا ہو تو کبھی آپ نے کہا کہ یہ کیوں چارج کرتا رہتا ہے۔ ہر روز چارج کرتے ہو۔ چھ مہینے بعد کیا کرو۔ کہیں گے کہیں چارجنگ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اللہ والوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے دل کی، ایمان کی چارجنگ کے لیے وہاں جایا کرتے ہیں۔ اور وہاں جا کر جو وہ اپنے لیے اور امت کے لیے دعائیں کرتے ہیں اس کا فائدہ امت کو زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ کرے کہ ایسے لوگ زیادہ اللہ سے اس مقام پہ جا کر مانگیں، ہم لوگوں کی دعائیں تو جو ہیں سو ہیں ان کی دعائیں تو قبول ہوتی ہیں۔ یہ جا کر ہاتھ اٹھائیں گے تو خیر ہی ہوگی۔ تو ہمیں اس پر خوش ہونا چاہیے۔ ویسے بھی جس نے پیار ہو تو انسان اس کو بار بار بلاتا ہے۔ اگر اللہ رب العزت کو ان سے پیار ہے، ان کو اللہ رب العزت نے بار بار بلایا، ہر سال بلایا تو ہمیں یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ کیوں جاتے ہیں؟

بہر حال! حضرت کے ایک پیر بھائی تھے وہ ان سے اکثر کہتے تھے کہ آپ کو یہ پیسے غریبوں کو دے دینے چاہییں اور حج بار بار نہیں کرنا چاہیے۔ ایک حج بہت ہے، بس فرض ادا ہو گیا ہر ایک کی اپنی اپنی سوچ ہے نا۔

ایک مرتبہ حضرت صدیقی ؒ کے ایک پیر بھائی تھے اس پیر بھائی کے علاقے میں رہتے تھے۔ وہ ایک مرتبہ حضرت کو ملنے کے لیے آنا چاہتے تھے۔ وہ چونکہ عالم تھے وہ اس سے ملے اور اس کو بتایا کہ میں حضرت کو ملنے کے لیے جا رہا ہوں۔ کہنے لگے اچھا جا کے تم حضرت کو کہہ دینا کہ یہ جو دنیا کی ریل پیل ہے یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ اب وہ تو مرید تھا اس کو تو یہ بات اچھی نہ لگی۔ خیر وہ آ گیا، حضرت سے ملا، حضرت کو سلام بھی پہنچایا۔ اب جو

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ لوگ ہوتے ہیں یہ جو ایسی القلوب ہوتے ہیں۔ حضرت نے پوچھا کہ انہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی؟ تو چپ، حضرت نے فرمایا کہ بتاؤ کیا بات کی تھی؟ آخر اس کو بتانا پڑا۔ اس نے کہا انہوں نے کہا تھا کہ یہ جو دنیا کی ریل پیل ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ بات سن کے حضرت نے یہ نہیں کہا کہ یہ لوگ حسد کرتے ہیں ان کے دل میں کینہ ہے، فلاں ہے، کچھ نہیں کہا۔

یہ الفاظ سنے اور سن کر رونے لگے۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے، کافی دیر حضرت روتے رہے۔ حتیٰ کہ جس بندے نے یہ بات کی وہ خود سوچنے لگا کہ میں مر جاتا اور حضرت کو یہ بات نہ بتاتا۔ افسوس ہوتا ہے ناں:

"یَا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا"

پھر حضرت کافی دیر خاموش روتے رہے۔ کافی دیر کے بعد حضرت نے عجیب بات فرمائی۔ فرمایا الحمد للہ! ابھی بھی دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں ہماری اصلاح کی فکر ہے۔ اللہ اکبر کبیرا!

یہ تواضع بڑی عجیب نعمت ہے۔

قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع:

چنانچہ حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت جلدی مدرسے کا مہتمم بنا دیا۔ جوانی کی عمر تھی ویسے بھی بڑی خوبصورت شخصیت تھے۔ اتنا پر انوار چہرہ تھا کہ بندہ ان کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ اور طبیعت میں نفاست بھی بہت تھی۔ بیٹھنے اٹھنے پہننے میں ایک نزاکت تھی۔ اتنا پر انوار چہرہ تھا کہ ہمارے حضرت خود فرماتے ہیں کہ میری ان سے پہلی ملاقات حرم میں ہوئی۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو میں بڑا حیران ہوا اور میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اتنا پر نور چہرہ کیسے بنایا؟ حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

قاری صاحب نے جواب دیا کہ میں نے یہ نہیں بنایا میرے شیخ نے بنایا ہے۔

ہمارے جیسا کوئی ہوتا تو اپنی تعریف میں پتہ نہیں آگے سے کیا دنیا آسمان کے قلابے ملا دیتا۔ تواضع یہ چیز ہے کہ یہ چیز میں نے نہیں بنایا میرے شیخ نے بنایا ہے۔

خود پسندی کا علاج:

قاری صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے مال و دولت کی بھی ریل پیل تھی، جوانی کی عمر تھی، تعریفیں بھی تھیں اتنے بڑے مدرسے کے مہتمم بھی تھے ہر طرف واہ واہ بھی تھی اور اللہ نے علم بھی بڑا دیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے محسوس ہوا کہ میری طبیعت کے اندر خود پسندی ہے۔ خود پسندی کہتے ہیں کہ انسان خود کو اپنے دل میں بڑا اچھا سمجھے۔ تو میں نے اپنے شیخ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھا کہ حضرت! باقی اعمال تو ٹھیک ہیں لیکن اپنے اندر خود پسندی محسوس کرتا ہوں۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ کسی اور کو عارضی طور پہ مہتمم بناؤ اور اپنی ساری مصروفیات ترک کر کے فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ ایمرجنسی مریض کے طور پر انہوں نے فوراً اپنے ہسپتال میں داخل کر لیا۔ فرماتے ہیں کہ میں سب کچھ چھوڑ کے وہاں چلا گیا۔ میں نے کہا: حضرت! میں حاضر ہوں آپ نے مجھے بلایا ہے۔ حضرت نے کس کام پہ لگایا؟

حضرت نے فرمایا: میں صرف ایک کام آپ کے ذمے لگاتا ہوں کہ آپ مسجد میں نمازیوں کے جوتے سیدھے کرنا۔ جب یہ مسجد میں داخل ہو جائیں تو پیچھے ان کے جوتے پڑے ہوں گے وہ سیدھے کرنا۔ یہ حضرت نے ان کے ذمے لگایا۔

فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ میں نے خانقاہ کے اندر رہ کر جوتے سیدھے کیے تو میرے اندر سے تکبر کا نام و نشان بھی ختم ہو گیا۔

ہمارے ... بیٹیوں کو کہا کرتے تھے کہ جب مہمان آئیں تو جتنی دیر

میں وہ ملاقات کریں یا دستر خوان بچھایا جائے تو اتنی دیر میں آپ ان کے جوتے سیدھے کر دیں۔ یہ تربیت ہوتی ہے۔

④......ریا کی بجائے اخلاص

چوتھی چیز ریا کی بجائے اخلاص۔ ان کی طبیعتوں میں اخلاص ہوتا ہے۔ وہ جو بھی کرتے ہیں اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔

اخلاص کا درس:

حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اشرفیہ بنایا۔ یہ پہلا جامعہ تھا لاہور میں جو قرآن و حدیث کی تعلیم کے لیے اتنا بڑا جامعہ تھا۔ یہ ابتداء میں ایک چھوٹی سی جگہ تھی، چھوٹی مسجد تھی۔ حضرت نے کام شروع کر دیا۔ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور میں ایک جامعہ میں پڑھاتے تھے۔ حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو خط لکھا اور خط میں دو فقرے لکھے۔

"حضرت! آپ نے اب تک امیروں کی بریانیاں تو کھائی ہیں ہم فقیروں کی دال روٹی بھی قبول کر لیں۔" یہ خط وہاں پہنچا اور حضرت نے یہ خط پڑھا تو فوراً وہاں استعفیٰ لکھا، اپنا سامان سمیٹا اور کرائے کی گاڑی لے کر سامان سمیت نیلا گنبد پہنچے اور پہنچ کر فرمایا: حضرت! میں حاضر ہوں۔ دین کی خدمت کی نیت ہو تو پھر ایسی کیفیت ہوتی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

دیکھیں پھر اللہ نے ان سے کتنا کام لیا؟ معارف القرآن کی ایک تفسیر حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی اور دوسری تفسیر حضرت کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی۔ اللہ نے ان کو عجیب علم دیا تھا ان کے پاس بیٹھ کے پتہ چلتا تھا کہ علم کیا ہوتا ہے؟ تو ہم جب وہ تشریف

مل گئے اور جامعہ اشرفیہ کے نام سے جامعہ بن گیا۔

اللہ کی شان دیکھیں! کچھ ایسے اساتذہ بھی تھے جن کو پڑھانے کے ساتھ ساتھ سیاست کے ساتھ بھی دلچسپی تھی۔ ان میں سے ایک استاد ایسے بھی تھے جنہوں نے جامعہ اشرفیہ کے قریب ہی ایک اور جامعہ کی بنیاد رکھ دی۔ اس سے بہت سے اساتذہ بھی حیران تھے کہ ایک نئے جامعہ کی بنیاد رکھنے کی کوئی ضرورت تو نہیں تھی۔ اس سلسلے میں مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے نے اپنا ایک واقعہ مجھے سنایا فرمانے لگے: میں کسی کام کے لیے جا رہا تھا تو ایسے ہی میں نے اپنے والد صاحب سے کہا: ابا جی! آپ نے دیکھ لیا ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ ابا جی نے پوچھا: بیٹا! کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: امی نے کام بھیجا ہے۔ فرمایا: تم وہ کام کر کے آؤ پھر میں آج تمہیں اخلاص کا درس دوں گا۔

جب میں وہ کام کر کے واپس آیا تو بیٹھ گیا اور عرض کیا: ابا جی! اب بتائیں تو والد صاحب نے مجھ سے پوچھا: یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے سر پر کسی چیز کا اتنا بوجھ ہو کہ تم سے اٹھایا نہ جا رہا ہو، حتیٰ کہ گردن ٹوٹنے کے قریب محسوس ہو اور تم انتہائی مشقت کے ساتھ وہ بوجھ لے کر جا رہے ہو، اور ایسے وقت میں کوئی دوسرا بندہ آ جائے اور یہ کہے کہ تم آدھا بوجھ مجھے دے دو، میں اپنی ذمہ داری سے منزل پر پہنچا دوں گا، تو اب بتاؤ کہ وہ تمہارا دوست ہو گا یا دشمن ہو گا؟ میں نے کہا: حضرت! وہ دوست ہو گا۔ تو ابا جی نے فرمایا: دیکھو بیٹا! یہ اتنا بڑا شہر ہے اور اس میں یہ ایک دارالعلوم تھا اور اتنے بڑے شہر کی مسئولیت کا بوجھ صرف ہمارے سر پر تھا، اب ایک دوسرا مدرسہ بن گیا ہے، جس کی وجہ سے ہمارا بوجھ تقسیم ہو گیا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ان بوجھ تقسیم کرنے والوں کو دوست سمجھیں یا دشمن؟ سبحان اللہ! کتنے بڑے مسئلے کو کتنے پیارے حل کر دیا! یہی بات سچی ہے کہ دین کا کام جہاں بھی ہو رہا ہے اور جس کسی کے ذریعے ہو رہا ہے، وہی بہتر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اخلاص:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک کافر کے سینے پر چڑھ گئے۔ چاہتے تھے کہ خنجر مار کر اسکا کام تمام کردیں۔ اسی لمحے اس کافر نے آپ کے منہ پر تھوک دیا تو آپ پیچھے ہٹ گئے۔ اس نے پوچھا: آپ نے مجھے قتل کیوں نہ کیا؟ فرمایا: میں تجھے پہلے تو اللہ کے لیے قتل کرنا چاہتا تھا، جب تم نے تھوک پھینکا تو مجھے غصہ آ گیا، لہٰذا اگر اب میں تجھے قتل کرتا تو اس میں میرا ذاتی انتقام بھی شامل ہوتا، اس لیے میں پیچھے ہٹ گیا، کیونکہ میں کوئی کام اپنی ذات کے لیے نہیں کرنا چاہتا۔ ایسے غصے کے عالم میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا کہ میرا ہر کام اللہ کے لیے ہو۔ اس کو اخلاص کہتے ہیں۔

ریا کی قباحت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾ (الزمر: ٣)

حقیقت بھی یہی ہے کہ علم کی کمی عمل پوری کر دیتا ہے۔ عمل کی کمی اخلاص پوری کر دیتا ہے، مگر اخلاص کی کمی کبھی پوری نہیں ہوتی۔ بھئی! ملاوٹ کو تو دنیا بھی پسند نہیں کرتی۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا))

''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں''

جس طرح لوگ مادی چیزوں میں ملاوٹ کو پسند نہیں کرتے، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی عمل میں ریا کی ملاوٹ کو پسند نہیں کرتے۔ اگر آپ کو ملاوٹ والی کوئی چیز ملے تو آپ اس کو فوراً رد کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ رب العزت بھی فرماتے ہیں کہ اگر ملاوٹ والے عمل لاؤ گے تو ہم بھی ان کو رد کر دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⑤.....شک کی بجائے یقین

اور پانچویں چیز یہ ہے کہ شک کی بجائے یقین ہو۔ یقین اسے کہتے ہیں کہ انسان کسی چیز کے بارے میں پکا گمان کر لے۔ مثال کے طور پر: ایک آدمی سانپ کو دیکھ کر دور بھاگتا ہے، کیونکہ اس کے دل میں یہ یقین ہوتا ہے کہ اگر سانپ ڈس لے تو اس کے زہر کی وجہ سے وہ موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں سانپ کتنا خوبصورت ہوتا ہے! اس پر اتنا اچھا ڈیزائین بنا ہوتا ہے کہ اسے پکڑنے کو جی چاہتا ہے، مگر اسے کوئی بندہ بھی ہاتھ نہیں لگاتا، بلکہ اس سے دور بھاگتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی ہوتی ہے کہ اس سے جان کا خطرہ ہے۔ اسی طرح جب دین پر یقین پختہ ہو جاتا ہے تو انسان گناہوں کے قریب بھی نہیں جاتا، کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اس میں ایمان کا خطرہ ہے۔

یقین پختہ کر لیجیے:

ہمارے دل میں یہ بھی پکا یقین ہونا چاہیے کہ

☆.....مقدر کا رزق ضرور مل کر رہتا ہے۔

☆.....زکوۃ سے انسان کا مال محفوظ رہتا ہے۔

☆.....حرام مال سے اولاد نافرمان ہو جاتی ہے۔

☆.....سود کی ملاوٹ سے مال ناپاک ہو جاتا ہے۔

☆.....عزت اور ذلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔

☆.....موت کا ایک وقت متعین ہے، اس سے پہلے نہیں آسکتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کہیں اللہ سے نظر ہٹ نہ جائے:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی تو انہوں نے اس کے اصول ہشت گانہ میں سے ایک اصول یہ لکھا کہ "ہم دارالعلوم کے لیے مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ قبول ہی نہیں کریں گے" لوگوں نے پوچھا: کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ کہیں اللہ کی نظر ہم سے ہٹ نہ جائے اور اللہ کی مدد رک نہ جائے۔ ہمارے اکابر اللہ کی ذات پر اس طرح یقین اور بھروسہ رکھتے تھے اور ان کے اسی یقین کی بدولت اللہ تعالیٰ ان کو یہ سب نعمتیں عطا فرماتے تھے۔

میدانِ بدر میں خدائی مدد:

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو میدان بدر میں بالکل بے اسباب لے کر آیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مدینے میں رہنے والے لوگ گھروں سے باہر نکلیں اور ان کے پاس تلواریں نہ ہوں؟ جس کلچر میں ہر بندے کے پاس تلوار ہوتی تھی اس میں یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ پورے لشکر میں صرف دو تلواریں! اصل وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو بغیر تیاری کے کافروں کے سامنے کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ دنیا کو دکھانا چاہتے تھے کہ اگر ادھر بھی تلواریں ہوتیں اور ادھر بھی تلواریں ہوتیں تو دنیا کہتی کہ یہ اس لیے کامیاب ہو گئے کہ یہ زیادہ بہتر تلوار چلاتے تھے، اس لیے یہ تھوڑے ہو کر بھی غالب آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا معاملہ بنا دیا کہ اسباب تھے ہی نہیں، اور ادھر لوہے میں ڈوبی ہوئی فوج تھی۔ صحابہؓ کا کیا حال تھا؟ قرآن نے خود گواہی دی:

﴿كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ﴾ (الانفال:٦)

صحابہ نے جب کافروں کو لوہے میں ڈوبا دیکھا "تو یوں لگتا تھا کہ ان کو موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا ہے اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ﴾ (الانفال: ۸)

''اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ حق کو حق ثابت کر دیں اور باطل کو باطل ثابت کر دیں''

چنانچہ یہ بغیر اسباب والی جماعت جب ان کے ساتھ ٹکرائی تو اللہ نے اپنی مدد جبرئیل علیہ السلام کی معیت میں ایسی نازل فرمائی کہ ان تہتے لوگوں کو بالآخر کامیابی نصیب ہوئی۔ ارشاد فرمایا:

﴿كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (البقرہ: ۲۴۹)

''کتنی بار ایسا ہوا کہ ایک تھوڑی سی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ گئی''

اس آیت کو سمجھنے کے لیے اگر اس کا ترجمہ ہم اپنی زبان میں کریں تو یوں ہوگا:

''کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ نے چڑیوں سے باز مروا دیے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اللہ پر یقین:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ فتوحات دے رہے ہیں۔ اتنی فتوحات کہ جدھر جاتے ہیں کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔ جب ان کا طوطی بولتا تھا، عین اس زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور پیغام دیا:

''خالد! جو بندہ آپ کی طرف رقعہ لے کر آ رہا ہے، آج کے بعد یہ فوج کا سپہ سالار ہوگا۔ اگر آپ اللہ کے راستے میں لڑنا چاہیں تو عام سپاہی بن کر لڑ سکتے ہیں اور اگر واپس آنا چاہیں تو آپ میرے پاس مدینہ آ جائیں''

جب انہوں نے رقعہ دیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

"ہاں میں اللہ کے راستے میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ ٹھیک ہے، امیر المومنین کے حکم کی وجہ سے آج سے آپ سپہ سالار اور میں عام سپاہی ہوں"

کسی نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: حضرت! آپ فوج کے سپہ سالار تھے اور بغیر کسی خاص وجہ کے امیر المومنین نے آپ کو ایک رقعہ بھیجا اور آپ عام سپاہی بن کر لڑنے لگے، آپ کو ایسا کرنا مشکل نہیں لگا؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے تو کچھ مشکل نہیں لگا، اس لیے کہ جب میں سپہ سالار بن کر لڑ رہا تھا تو اس وقت جس ذات کو راضی کرنے کے لیے یہ عمل کر رہا تھا، اب عام سپاہی کی حیثیت سے لڑتے ہوئے بھی میں اسی ذات کو راضی کرنے کے لیے عمل کر رہا ہوں، اس لیے مجھے کوئی فرق نہیں پڑا۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے امیر المومنین! آپ نے اس عمل سے امت کو اتنے بڑے جرنیل سے کیوں محروم کر دیا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے امت کو جرنیل سے تو محروم کر دیا مگر میں نے امت کا ایمان بچا لیا۔ حضرت! وہ کیسے؟ فرمایا: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ اتنی فتوحات دے رہے تھے کہ عام فوجیوں کے دل میں یہ بات آ رہی تھی کہ خالد جدھر جائے گا ادھر کامیابی ہوگی۔ لوگوں کی نگاہیں اللہ کی مدد سے ہٹ کر ایک ذات پر جم رہی تھیں۔ اس لیے میں نے کہا کہ وہ مدد ہٹ نہ جائے۔ میں نے ان کو تو ہٹا دیا لیکن اللہ کی مدد اب بھی آئے گی اور اللہ تعالیٰ اب بھی کامیابی عطا فرمائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا اللہ پر یقین:

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو ان کے بیٹے کے بارے میں آزمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي

www.besturdubooks.wordpress.com

الْيَمِّ ﴾ (القصص:۷)

"اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ آپ اپنے بچے کو دودھ پلایئے، اور اگر آپ کو اس کے بارے میں ڈر لگے تو پھر اسکو پانی میں ڈال دینا"

اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا:

﴿فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ﴾ (طٰہٰ:۳۹)

"(دریا) ایسے کنارے لگا دے گا اور اسے وہ پکڑے گا جو میرا بھی دشمن ہوگا اور اس بچے کا بھی دشمن ہوگا"

یا اللہ! اسی دشمن سے تو بچانا ہے اور آپ الٹا اسی کے پاس پہنچا رہے ہیں۔ مگر فرمایا:

﴿وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ (القصص:۷)

"اور خوف بھی نہ کھانا اور ڈرنا بھی نہیں، ہم اسے تمہارے پاس واپس لوٹا دیں گے اور ہم نے اسے رسولوں میں سے بنانا ہے"

اس عورت زاد نے اللہ کے وعدے پر یقین کر لیا اور اپنے بیٹے کو ایک صندوق میں ڈالا اور صندوق کو پانی میں ڈال دیا۔ اب عقل کہتی ہے کہ تمہارا بچہ نہیں ملے گا۔ اگر صندوق میں ہوا کے لیے سوراخ رکھیں تو اس میں سے پانی اندر جائے گا اور بچہ ڈوب کر مر جائے گا۔ اور اگر پانی روکنے کے لیے اسے بند ہی رہنے دیا جائے تو ہوا بند ہو جائے گی اور بچہ دم گھٹنے سے مر جائے گا یعنی میرا بچہ کسی صورت بھی نہیں بچ سکے گا۔ آنکھ یہ دیکھ رہی ہے مگر اس ماں نے اللہ کے وعدے پر بھروسہ کر لیا اور اپنے بیٹے کو صندوق میں بند کر کے پانی میں ڈال دیا اور گھر آ گئی۔

پانی کا بہاؤ فرعون کے محل کی طرف تھا۔ چنانچہ یہ صندوق اس کے محل کی طرف بہتا

www.besturdubooks.wordpress.com

شروع کر دیا۔ اس وقت فرعون اپنی بیوی بی بی آسیہ کے ساتھ دریائی سیر کے لیے محل سے باہر نکلا ہوا تھا۔ اس وقت اس کے ارد گرد آٹھ سو غلام موجود تھے۔ ان میں سے ایک غلام نے وہ صندوق دیکھا اور اسے پکڑ کر فرعون کے پاس لے آیا۔ فرعون نے اسے کھولنے کا حکم دیا۔ جب صندوق کو کھولا گیا تو اندر سے خوبصورت بچہ نکلا۔ جب فرعون کی بیوی نے بچے کو دیکھا تو اس کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگئی۔ چنانچہ وہ کہنے لگیں:

﴿لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ (القصص: ۹)

"اس کو قتل نہیں کرنا، ہو سکتا ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں"

جب بی بی آسیہ نے یہ کہا تو فرعون اس کی بات مان گیا۔ کہنے لگا: ٹھیک ہے، اس کو قتل نہیں کرواتے۔ چنانچہ بچے کو لے کر وہ گھر چلا گیا اور اسے بیٹا بنا کر پورے شہر میں اعلان کر دیا..... اس زمانے میں ڈبے کا دودھ تو تھا نہیں کہ فیڈر دے کر جان چھوٹ جاتی..... عورتیں دودھ پلاتی تھیں۔ چنانچہ ایک عورت کو دودھ پلانے کے لیے لایا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾ (القصص: ۱۲)

"اور ہم نے پہلے سے حرام کر دیا اس پر دودھ پلانے والیوں کا دودھ"

بچے نے دودھ ہی نہ پیا، بلکہ رونا شروع کر دیا۔ فرعون بچے کی یہ حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا، وہ کہنے لگا اور عورتوں کو بلاؤ، اور عورتوں کو بلاؤ۔ لیکن بچے نے کسی کا دودھ نہ پیا۔

ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کس حال میں تھیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا﴾ (القصص: ۱۰)

''اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صبح کی بڑے غم کی حالت میں اگر ہم اس کے دل کو تسلی نہ دے دیتے تو وہ رو پڑتی اور راز کو فاش کر دیتی''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بیٹی سے کہا: بیٹی جاؤ! اپنے بھائی کا پتہ کر کے آؤ۔ بہن بھاگ کر گئی اور پتہ چلا کہ میرا بھائی فرعون کے محل میں ہے۔ اس نے جا کر وہاں تماشا دیکھا کہ بچہ دودھ نہیں پی رہا اور فرعون پریشان ہو کر کہہ رہا ہے کہ کسی کو بلاؤ تا کہ وہ اسے دودھ پلائے۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو وہ کہنے لگی:

﴿هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ﴾ (القصص: ۱۲)

''کیا میں ایسے گھر والوں کے بارے میں بتاؤں جو اس کی کفالت بھی کریں گے اور وہ اس کے بڑے خیر خواہ بھی ہوں گے''

کہتے ہیں کہ خیر خواہ کا لفظ سن کر فرعون کو تھوڑا سا شک پڑا۔ چنانچہ وہ اسے پکڑ کر پوچھنے لگا: اے لڑکی! تو کیوں کہہ رہی ہے کہ وہ اس کے بڑے خیر خواہ ہوں گے؟ وہ بھی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں۔ کہنے لگیں: جی ہم آپ کی رعایا ہیں اور ہم آپ کے خیر خواہ نہیں ہوں گے تو اور کون ہوگا؟ یہ جواب سن کر فرعون کہنے لگا: ہاں ہاں! بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا جاؤ اور لے آؤ۔ وہ بھاگتی ہوئی گھر آئی اور اپنی امی سے کہا: امی! چلیں بھائی کے پاس چلتے ہیں۔

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فرعون کے محل میں پہنچ گئیں۔ انہوں نے بچے کو دودھ پلایا تو اس نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ جب فرعون کو پتہ چلا کہ بچے نے دودھ پی لیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے تو وہ بہت خوش ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ دو تین دن وہاں رہیں۔ پھر انہوں نے کہا: گھر کا سلسلہ ایسا ہی ہونا چاہیے، کیا ہو پائے گا۔ میں تو اپنے گھر جاتی ہوں، میں یہاں زیادہ دیر نہیں رہ سکتی۔ اب فرعون نے کہا: اب تو ایسے ہی نہ جا، بچے کو بھی ساتھ لے جا، تم اسے اپنے گھر میں ہی دودھ پلاتی رہنا، میں اس دودھ پلانے کی اجرت تمہارے گھر بھجوا دیا کروں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤی اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (القصص:۱۳)

"ہم نے اسے لوٹا دیا اس کی ماں کے پاس تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اور وہ دل میں غمزدہ نہ ہو اور وہ جان لے کہ اللہ کے وعدے سچے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر لاعلم ہیں"

اگر ہمیں بھی اللہ کے وعدوں کے سچے ہونے کا یقین ہو جائے تو ہماری زندگی میں بھی بہار آ جائے۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی عالم باللہ بننے کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

دل مغموم کو مسرور کر دے
دل بے نور کو پرنور کر دے

فروزاں دل میں شمع طور کر دے
یہ گوشہ نور سے پرنور کر دے

مرا ظاہر سنور جائے الٰہی
مرے باطن کی ظلمت دور کر دے

مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کر دے

نہ دل مائل ہو میرا انکی جانب
جنہیں تیری عطا مغرور کر دے

ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا اسکو بے مقدور کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾

اکابرین امت اور عشق قرآن

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابرین امت اور عشق قرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

قرآن مجید اللہ رب العزت کا کلام، اللہ رب العزت کا پیغام ہدایت ہے۔ اس کو اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے بھیجا۔

عزتوں میں اضافے کا سبب:

اس قرآن مجید میں عجیب مقناطیسیت ہے جو انسان اسے پڑھتا ہے اور اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارتا ہے قرآن مجید کے ساتھ اس کی محبت راسخ ہو جاتی ہے۔ پھر یہ قرآن اس کو عزتیں دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ غور کیجیے کہ ایک گتہ گھر میں پڑا تھا، لوگ اس کو اٹھا کے کبھی وہاں رکھ دیتے کبھی یہاں رکھ دیتے، اس کو کسی نے قرآن مجید کی جلد بنا دیا، اب جلد بنا دینے کے بعد اس گتے کی عزت اتنی بڑھ گئی کہ علما نے فرمایا:

جس آدمی نے غسل کرنا ہو وہ اس گتے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ حتی کہ بے وضو آدمی بھی اس گتے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

پوچھا گیا کہ گتے کو ہاتھ کیوں نہیں لگا سکتے؟ لکھے ہوئے کاغذ تو اندر ہیں۔ تو علما نے کہا: چونکہ اس گتے کو قرآن مجید کے ساتھ سی دیا گیا، یکجان کر دیا گیا۔ اس کی نسبت پکی ہو گئی اس لیے اب نسبت پکی ہونے کی وجہ سے گتے کی شان اتنی بڑھ گئی کہ جس طرح اندر لپٹے ہوئے کاغذوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتے اسی طرح اس گتے کو بھی ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ اگر بے جان گتہ اپنی نسبت قرآن کے ساتھ مضبوط کر لیتا ہے اور اس کی شان بڑھ جاتی ہے تو ایک مسلمان بندہ اسکے ساتھ اپنی نسبت کو مضبوط کرے گا تو اللہ کے ہاں اس کا مقام کتنا بڑھ جائے گا۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

((تَبَرَّكْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ))

”قرآن مجید کے ساتھ برکت حاصل کرو یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے“

آج قرآن ہمارے گھروں میں تو موجود ہے لیکن ہم میں سے بہت کم ایسے ہیں جو اس سے برکتیں حاصل کر سکیں۔ ہم اس کی برکات سے محروم ہوتے ہیں۔ ہم وہ تعلق پیدا نہیں کر پاتے جس کی وجہ سے انسان کو برکتیں ملتی ہیں۔

ایسی چیزیں جن سے دل کبھی نہیں بھرتا:

علما نے لکھا ہے کہ چند چیزوں سے انسان کا جی کبھی نہیں بھرتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆..... آسمان کو دیکھنے سے۔ وہی آسمان ہے وہی چاند ستارے ہیں لیکن اللہ نے اس میں کچھ ایسی جاذبیت رکھ دی ہے کہ بندے کا جی کبھی بھرتا ہی نہیں ہے۔

☆..... پانی سے۔ سو سال عمر ہو جاتی ہے بندے کی روز پانی پیتا ہے مگر پانی سے کبھی اس کا جی نہیں بھرتا۔ ہاں اس کا پیٹ بھر جائے گا اور وہ کہے گا کہ میں آج اور پانی نہیں پی سکتا۔ اگلے دن پھر اس کو پیاس لگے گی پھر پانی پیے گا۔ دودھ سے، مشروبات سے، جوس پینے سے انسان کا دل بھر سکتا ہے لیکن پانی سے کبھی اس کا دل نہیں بھر سکتا۔ چنانچہ آپ کو دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ملے گا جو کہے کہ میں پانی پی پی کے تنگ آ گیا ہوں۔ اللہ نے انسان کے جسم میں اس کی طلب ایسی رکھ دی۔ قرآن مجید کے بارے میں بھی بالکل یہی بات لکھی گئی۔ جس طرح آسمان کو دیکھنے سے دل نہیں بھرتا، پانی پینے سے دل نہیں بھرتا، اسی طرح بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے مومن کا دل نہیں بھرتا۔

چنانچہ جن لوگوں کو وہاں حاضری کی توفیق نصیب ہوتی ہے وہ جتنی بار بیت اللہ کو دیکھتے ہیں اتنی بار دیکھنے کی لذت جدا ہوتی ہے۔ کسی شاعر نے کہا تھا:

”اے محبوب! میں جب بھی تیری طرف نظر اٹھاتا ہوں میری ہر نظر میں لذت کی ایک نئی قسم ہوا کرتی ہے۔“

تو بیت اللہ کو دیکھنے کا بھی یہی معاملہ ہے۔

اسی طرح علماء نے سات باتیں گنوائی ہیں:

○..... مرد کا عورت سے دل نہیں بھرتا۔

عمر گزر جائے سو سال عمر ہو جائے لیکن جہاں تک اس کی دل کی طلب ہے تو پوتے کا نکاح ہو رہا ہوتا ہے اور باپ کا بھی جی چاہتا ہے دادے کا بھی کہ اس کے ساتھ ہمارا بھی نکاح ہو رہا ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پنجابی میں کہتے ہیں: "جوڑے کا دل انگاروں سے نہیں بھرتا"۔

○...... ماں کا دل بیٹوں سے نہیں بھرتا۔ جتنے بھی بیٹے ہو جائیں۔ اسی طرح مومن کا دل قرآن مجید کو پڑھنے سے نہیں بھرتا۔

○...... سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس انسان نے اپنے دل سے ظلمت کو دور کر لیا اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کا دل قرآن مجید پڑھنے سے کبھی بھری نہیں سکتا۔ ہاں دل میلا ہو تو پھر ایک رکوع پڑھنا بھی مشکل ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی بندہ بیمار ہو تو اس کا روٹی کھانے کو دل نہیں کرتا۔ صحت مند ہو تو روز روٹی کھانے کو دل کرے گا۔

پاکیزہ دل کی پہچان:

اگر روحانی بیماریاں شفا ہوں دل صاف ہو، پاکیزہ ہو تو اس کی پہچان یہ ہے کہ مومن کا دل کبھی قرآن پڑھنے سے نہیں بھرتا۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ایک عجیب لذت رکھی ہے۔ دنیا میں اور کوئی کتاب ایسی نہیں ہے۔ کوئی کتاب اچھی لگی اس کو ایک دفعہ پڑھ لو، دو دفعہ پڑھ لو تو تیسری دفعہ پڑھنے کو دل نہیں کرتا۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ جتنا اس کو پڑھتے جاؤ اتنا دل میں اور پڑھنے کی طلب بڑھتی چلی جاتی ہے۔

قرآن کی نسبت ہر حال میں فائدہ دیتی ہے:

ایک ہے قاری قرآن بننا، ایک ہے عالم قرآن بننا، حافظ قرآن بننا، عامل قرآن بننا، ناشر قرآن بننا، داعی قرآن بننا اور ایک ہے عاشق قرآن بننا قرآن مجید کا عاشق بن جانا۔ عشق کی حد تک بندے کا تعلق ہو۔ قرآن مجید سے نسبت اگر کمزور درجہ تک بھی ہو تب بھی فائدہ دیتی ہے اور اگر قوی ترین نسبت ہوگی تو کتنا فائدہ دے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک سبق آموز واقعہ:

ایک نوجوان پاکستان کا امریکہ چلا گیا اور وہاں جا کر وہ وہیں کی زندگی میں گم ہو گیا۔ اس کے دفتر میں ایک عیسائی لڑکی تھی اس کے ساتھ اس کے تعلقات بن گئے اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ میں نے اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنی ہے۔ اس نے جواب دیا میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی۔ ماں باپ اس کے پکے عیسائی تھے۔ وہ مسلمان کو پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ لیکن بیٹی کی بات کو وہ رد بھی نہیں کر سکتے تھے۔ تب انہوں نے کہا اگر یہ نوجوان ہماری شرائط پوری کر دے تو پھر ہم تمہاری شادی اس کے ساتھ کر دیں گے اور شرائط انہوں نے ایسی عجیب رکھیں کہ ان کو یقین تھا یہ پوری نہیں کر سکے گا۔

پہلی شرط یہ رکھی کہ اگر شادی ہو گئی تو یہ نوجوان اپنی جگہ کو چھوڑ دے گا اور ہمارے گھر کے قریب آ کر اپنا گھر لے گا اور وہاں رہے گا۔ نوجوان نے اس بات کو قبول کر لیا۔

دوسری شرط یہ تھی کہ جس حد تک اس کا حلقہ احباب ہے (دوست ہیں) ان تمام کو یکسر چھوڑ دے گا۔ نہ فون کا رابطہ نہ ویسے ملنا ملانا۔ ہماری کمیونٹی کے جو لوگ ہیں یہاں کو اپنا دوست بنائے گا ان کے ساتھ اپنا رابطہ واسطہ رکھے گا۔ اس نے یہ بات بھی قبول کر لی۔

تیسری شرط انہوں نے یہ لگائی کہ اپنے ماں باپ سے بھی ہمیشہ کے لیے یہ اپنا رابطہ توڑ دے گا۔ اس نوجوان نے یہ شرط بھی مان لی۔

چوتھی شرط انہوں نے یہ رکھی کہ یہ اپنے ملک کبھی واپس نہیں جائے گا یہاں رہے گا۔ اس نے یہ شرط بھی مان لی۔

پانچویں شرط عجیب تر یہ کہ ہم سنڈے کو اپنے گرجا میں جاتے ہیں تو یہ ہمارے ساتھ سنڈے کو گرجا میں بھی جایا کرے گا۔ اس نے یہ شرط بھی مان لی۔ اس لڑکی کی محبت میں ایسا اندھا ہوا کہ اس نے سب کچھ چھوڑ دیا۔ چنانچہ جہاں یہ رہتا تھا پتہ چلا یہ ایک دن وہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے غائب ہو گیا۔ نہ دفتر والوں کو پتہ نہ دوستوں کو پتہ۔ ایک ماہ، دو ماہ بڑا اس کو تلاش کیا گیا مگر پتہ ہی نہیں کہ کہاں گیا۔ اور وہ ملک بھی اتنا بڑا ہے کہ کوئی گم ہونا چاہے تو وہ بڑے آرام سے گم ہو سکتا ہے۔ لوگ ایک سال تک تو اس کو یاد کرتے رہے۔ بالآخر ان کی یادوں سے بھی اس کی باتیں نکلنے لگ گئیں۔ کوئی تین سال کے قریب عرصہ اسی طرح گزر گیا۔

ایک دن امام صاحب مسجد میں آئے فجر کی نماز کے لیے تو انہوں نے دیکھا کہ یہ نوجوان آیا اور وضو کرنے لگا۔ وہ بڑے حیران ہوئے۔ یہ زمین میں سے برآمد ہو گیا یا کہیں اوپر سے ٹپک پڑا۔ کدھر سے یہ آدمی آ گیا۔ خیر! وہ بڑے سمجھدار تھے۔ انہوں نے نماز پڑھائی اور اس کو اپنے ساتھ اندر کمرے میں لے گئے اور کہا بھئی! آپ کے ساتھ تو ہمارا بڑا تعلق تھا، اتنا عرصہ ہم ایک دوسرے سے دور رہے، آؤ ایک کپ چائے کا پی لو۔ پھر انہوں نے پوچھا، تمہارے ساتھ کیا بنی؟ تو اس نے پورا واقعہ سنایا:

کہنے لگا کہ اس لڑکی کی محبت میں میں نے اپنا سب کچھ چھوڑ دیا، شادی ہو گئی۔ میں اس کے ساتھ زندگی گزارنے لگ گیا۔ میرے پاس مسلمان ہونے کا ظاہرا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ سوائے ایک نشانی کے کہ میری جو کتابیں تھیں وہ ایک جگہ پڑی ہوئی تھیں ان میں ایک قرآن مجید تھا۔ جب صبح روز میں تیار ہو کے دفتر جانے لگتا کتابوں پر میری نظر پڑتی تو قرآن مجید کو دیکھ کر مجھے اللہ کی یاد آتی، اللہ کا دھیان آتا۔ میں اپنے دل میں کہتا کہ بندے! تو خواہشات کے پیچھے لگ گیا، تو ہے گنہگار لیکن دیکھ! سچے اللہ کا یہ سچا کلام تیرے گھر میں موجود ہے۔ بس اتنا سا تصور میری زندگی میں تھا۔ روز آتے جاتے اس پر میری نظر پڑتی اور یہ خیال میرے دل میں سے گزرتا۔ اتنے کمزور تعلق نے بھی اس بچے کا ایمان بچا لیا۔ کیا ہوا؟ کہتا ہے کہ میں ایک دن آیا تو دیکھا کہ وہ کتاب وہاں موجود نہیں تھی۔ کہتا ہے میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی سے کہا کہ ایک کتاب یہاں تھی وہ کدھر ہے؟ اس نے کہا جناب! میں نے آج گھر کی صفائی کی جس کتاب کو نہ میں پڑھتی ہوں نہ آپ پڑھتے ہیں میں نے وہ ٹریش کین میں ڈال کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں پھینک دی۔ کہتا ہے جیسے ہی میں نے سنا میں اسی وقت اٹھا اور میں اس طرف گیا جہاں اس نے کتابیں پھینکی تھیں۔ باہر جا کر میں نے قرآن مجید کو ڈھونڈا اس کو چوما، آنکھوں سے لگایا، سینے سے لگایا، وہ کھڑکی میں سے مجھے دیکھ رہی تھی کہ یہ کر کیا رہا ہے؟ جب واپس گھر آیا تو وہ کہتی ہے یہ کیا پاگلوں والی حرکتیں کر رہے ہو؟ میں نے کہا: یہ میرے اللہ کا قرآن ہے اور یہ میرے گھر میں ہمیشہ رہے گا۔ اس نے کہا: اچھا ابھی تمہارے اندر وہ جراثیم موجود ہیں۔ اس لڑکی نے اپنا بریف کیس اٹھایا اور اپنے والدین کو حالات بتانے چلی گئی اور میں نے بھی جوتا پہنا اور مسجد میں اپنے رب کو منانے کے لیے آ گیا۔

قرآن مجید کے ساتھ اس کا اتنا کمزور سا تعلق تھا محبت کا یہ تعلق بھی اس بندے کے لیے ایمان کے بچنے کا سبب بن گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرآن سے لگاؤ:

اگر قرآن مجید کے ساتھ قوی تعلق ہوگا تو پھر کیا برکتیں نصیب ہوں گی۔ قرآن مجید کے ساتھ تعلق تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو تھا۔ اس لیے وہ اللہ کے کلام کو سنتے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی ٹوٹ پڑتی تھی۔ قرآن مجید نے گواہی دی:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ﴾

دیکھا! قرآن سنتے تھے آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی چل پڑتی۔ اس قرآن سے انہیں لذت ملتی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیروں کے سائے میں قرآن کی تلاوت:

اس لذت کی یہ انتہا تھی کہ نبی علیہ السلام نے ایک موقع پر دو صحابہؓ کو کہا کہ تم پہاڑ کی چوٹی پر پہرہ دو۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ دونوں جاگیں گے تو رات کے آخری پہر میں دونوں کو نیند آئے گی۔ ایک جاگ لے ایک آرام کر لے پھر یہ اٹھ جائے (جاگے) اور دوسرا آرام کرے۔

چنانچہ ایک صاحب سو گئے۔ دوسرے نے سوچا جاگنا تو ہے ہی کیوں نہ میں اللہ کا قرآن پڑھوں۔ چنانچہ انہوں نے نفلوں کی نیت باندھ لی۔ اللہ کا قرآن پڑھ رہے ہیں۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ دشمن کہیں قریب آ گیا۔ اس نے جب دیکھا کہ اوپر کوئی بندہ محسوس ہوتا ہے تو اس نے تیر مارا۔ وہ تیر ان صحابی کے جسم میں لگتا ہے۔ خون کا فوارہ چھوٹتا ہے مگر ان کو مزا اتنا آ رہا تھا کہ یہ قرآن پڑھتے رہے، پڑھتے رہے۔ دوسرا تیر مارا گیا، پھر خون نکلا۔ تیسرا لگا یا اتنا خون جسم سے نکلا کہ اس صحابی نے محسوس کیا کمزوری کی وجہ سے کہیں بے ہوش نہ ہو جاؤں اگر ایسا ہوا تو میرے فرض میں خلل آ جائے گا۔

چنانچہ انہوں نے سلام پھیرا اور اپنے ساتھی کو جگا کر کہا کہ دشمن قریب ہے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر مجھے اپنے فرض منصبی میں کوتاہی کا ڈر نہ ہوتا تو میں تیروں پہ تیر کھاتا رہتا سورۃ کہف کو مکمل پڑھے بغیر سلام نہ پھیرتا۔ کتنا مزا ان کو آتا ہوگا کہ تیر لگنے کی پروا نہیں، بس اللہ کا قرآن پڑھ رہے ہیں۔

مسحور کن تلاوت قرآن:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عشق قرآن میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ جب ابتدا میں انہوں نے حبشہ ہجرت کرنے کی نیت کی تو ان کو مکہ مکرمہ کے راستے سے باہر ایک کافر اپنے گھر لے آیا۔ وہ کہنے لگا: آپ میرے گھر میں رہیں، آپ جیسے اچھے آدمی کو تو

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں جانا چاہیے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روزانہ صبح اٹھتے اور صحن میں چارپائی بچھا کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ ان کے پڑھنے میں ایسا سوز تھا، ایسا درد تھا کہ گھر کے بچے، عورتیں ان کے پاس کھڑے ہو کے سنتے کہ یہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ اس بندے کو ڈر ہوا کہ کہیں میرے سارے گھر والے ہی مسلمان نہ بن جائیں چنانچہ اس نے پابندی لگائی کہ آپ یہاں رہتے ہوئے قرآن نہیں پڑھ سکتے۔ آپ نے فرمایا: میں تو قرآن پڑھنا نہیں چھوڑ سکتا۔ تو اس نے کہا: میں اپنی امان واپس لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بہت اچھا تم اپنی امان واپس لے لو میں اللہ کی امان میں آتا ہوں۔

چنانچہ لوٹ کے واپس آئے مکہ مکرمہ میں ٹھہرے اور اللہ نے انہیں نبی علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کے لیے قبول فرمایا۔ یہ عشاق قرآن تھے۔ نبی علیہ السلام سے قرآن سنتے تھے۔ خود بھی پڑھتے تھے اور ان کا دل نہیں بھرتا تھا۔

عرش سے قرآن سننے کی فرمائش:

ایک صحابی ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: کعب! قرآن سناؤ۔ وہ عرض کرنے لگے: اے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! قرآن مجید تو آپ پہ نازل ہوا میں آپ کے سامنے قرآن پڑھوں؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! مجھے ایسا ہی حکم ہے تو آپ کی بات سے وہ بھانپ گئے کہ شاید اوپر سے کوئی اشارہ ہوا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے پوچھا:

اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا ہے؟ نبی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:

جی ہاں! اللہ نے تمہارا نام لے کر کہا ہے کہ ابی ابن کعب سے کہو سورت البینہ کی تلاوت

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے، میرے محبوب! آپ بھی سنیں گے اور میں خود پروردگار بھی سنوں گا۔ سبحان اللہ! کیسے لوگ تھے! جن سے قرآن مجید سننے کی فرمائش عرش سے آیا کرتی تھیں۔

تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے کی فضیلت:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جیسے کوئی عورت گانا گائے اور اس کا عاشق اسے پوری توجہ کے ساتھ سنے، اللہ رب العزت قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھنے والے کے قرآن کو اس سے زیادہ توجہ کے ساتھ سنتے ہیں۔ جب اللہ رب العزت اتنی توجہ کے ساتھ مومن بندے کے قرآن مجید پڑھنے کو سنتے ہیں تو پھر سوچیے کہ اس مومن کے اوپر کیا کیفیت ہونی چاہیے!

قرآن سننے کے لیے فرشتوں کا نزول:

ہمارے اکابر کو جہاں وقت ملتا تھا اللہ کا قرآن پڑھنے میں لگا دیا کرتے۔ ان کا محبوب مشغلہ یہ ہوتا تھا۔ کوئی اونچی آواز سے پڑھتا تو کوئی آہستہ آواز سے پڑھتا تھا۔ ان کی راتیں قرآن مجید پڑھنے میں گزرتیں اور ان کے دن قرآن مجید پڑھنے میں گزر جاتے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ قریب گھوڑا بھی بندھا ہے اور چارپائی پر بچہ بھی لیٹا ہے۔ ان کی طبیعت مچلتی ہے، دل چاہتا ہے کہ ذرا اونچا بلند آواز سے پڑھوں۔ جب اونچا پڑھتے ہیں تو گھوڑا بدکنے لگتا ہے۔ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں بچے کو نہ لات مار دے۔ پھر آہستہ پڑھتے ہیں تو گھوڑا پرسکون ہو جاتا ہے۔ پھر طبیعت چاہتی ہے ذرا اونچا پڑھوں پھر گھوڑا بدکتا ہے پھر آہستہ پڑھتے ہیں۔ ساری رات یہ سلسلہ چلتا رہا۔ صبح کے وقت جب انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ روشنیاں ہیں ستاروں کی مانند جو سر کے قریب ہیں اور وہ نیچے آسمان کی طرف جا رہی ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ بڑے حیران ہوئے۔ نبی علیہ السلام کی خدمت میں آ کر یہ بات سنائی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

یہ اللہ کے فرشتے تھے جو تمہارا قرآن سننے کے لیے تمہارے قریب آ گئے تھے اگر تم قرآن پڑھتے رہتے تو آج مدینے کے لوگ اپنی آنکھوں سے اللہ کے فرشتوں کو دیکھ لیتے۔ یہ بات ذہن میں رکھیے کہ تمام فرشتوں میں سے جبرائیل علیہ السلام کو اللہ نے یہ شان دی کہ وہ قرآن پڑھ سکتے ہیں۔ باقی فرشتے قرآن پڑھ نہیں سکتے، سنتے ہیں اور محظوظ ہوتے ہیں۔

اب ایک بندہ اگر اچھی قرأت خود نہ کر سکتا ہو تو اس کو اچھے قاری کی قرأت بڑی اچھی لگتی ہے۔ فرشتے چونکہ خود نہیں پڑھ سکتے اس لیے پڑھنے والا بندہ ان کو بڑا اچھا لگتا ہے۔

قاری قرآن کے لبوں کا بوسہ:

حدیث پاک میں ہے:

جب کوئی قاری قرآن پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے قریب ہوتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس قاری کے لبوں کے ساتھ اپنے لبوں کو ملا دیتے ہیں۔ یوں کہہ لیجیے کہ اس قاری کے لبوں کا بوسہ لیتے ہیں۔

امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ جب قرأت کرتے تو ان کے منہ سے بڑی خوشبو آتی، شاگرد نے پوچھا: حضرت! آپ منہ میں کیا رکھتے ہیں؟ کوئی الائچی یا کوئی اور چیز؟ اتنی خوشبو آتی ہے۔

فرمایا میں تو کچھ نہیں رکھتا:

لیکن حضرت! خوشبو تو بڑی آتی ہے میں کبھی کچھ منہ میں نہیں رکھتا۔ وہ بچہ پیچھے پڑ گیا۔ ہر وقت وہ پوچھتا۔

چنانچہ ایک مرتبہ موقع سے مجبور ہو کے امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ دیکھو، مجھے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

رات نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: عاصم! تم ہر وقت یا دن کا زیادہ حصہ قرآن مجید پڑھنے میں لگے رہتے ہو۔ لاؤ میں تمہارے لبوں کو بوسہ دوں۔ جب سے خواب میں نبی علیہ السلام نے میرے لبوں کو بوسہ دیا اس وقت سے میرے منہ سے یہ خوشبو آتی ہے۔ ہمیں بھی یہ قرآن مجید کو پڑھنے والی لذت مل جائے تو مزا ہی آ جائے۔

ایک شکوہ بھری دعا:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ سردیوں کی لمبی رات تھی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عشا کے بعد دو رکعت کی نیت باندھ لی۔ قرآن مجید پڑھتی رہیں، پڑھتی رہیں ایسی طبیعت مچل رہی تھی کہ پڑھتے پڑھتے جب سلام پھیرا تو پتہ چلا کہ صبح کا وقت بالکل ہی قریب ہے۔ اذان کا وقت قریب ہے تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور رونے لگ گئیں اور روتے روتے انہوں نے یہ دعا کی:

اللہ! میں نے تو دو ہی رکعت کی نیت باندھی تھی تیری راتیں کتنی چھوٹی ہیں کہ فاطمہ کی دو رکعت میں تیری ساری رات ختم ہو گئی۔

ایک عاشقِ قرآن دولہا:

ایک حافظ تھے، قاری صاحب تھے، وہ عاشق قرآن تھے۔ ان کی شادی ہوئی، اپنی بیوی کے ساتھ ملاقات کے لیے گئے۔ تعارف ہوا بات چیت ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم دو رکعت نفل پڑھ کے اپنی ازدواجی زندگی کی ابتدا کریں گے۔ چنانچہ بیوی نے تو جلدی سے نفل پڑھ لیے۔ انہوں نے دو رکعت کی نیت باندھی، قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو پڑھتے ہی رہے۔ صبح کا وقت ہو گیا۔ سلام پھیرا تو تھوڑی سی دیر اذان ہونے میں باقی تھی۔ اب جب دیکھا تو احساس ہوا کہ او ہو! بیوی بھی انتظار میں تھی۔ بیوی نے کہا: آپ

خود بھی تھکے اور مجھے بھی ساری رات جگا کے بٹھا دیا۔ تو اس سے معذرت کی اور کہا کہ قرآن پڑھتے ہوئے میرا اس طرف دھیان ہی نہ گیا۔ میں فجر پڑھ کے آؤں گا پھر آپ کے ساتھ بیٹھ کے بات کروں گا۔

اب یہ فجر پڑھنے گئے تو دوستوں نے پوچھا بتاؤ بھئی! مہمان کو کیسے پایا؟ تو یہ آئیں بائیں کرنے لگے تو انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ تو کیسا مرد ہے تیری رات اس کے ساتھ گزری اور تجھے اپنی بیوی کا پتہ ہی نہیں!

تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے تو دو رکعت کی نیت باندھی تھی قرآن پڑھنے میں مجھے اتنی لذت ملی کہ میرے ذہن سے یہ خیال ہی نکل گیا کہ کوئی میرے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔ کتنا ان کو مزا آتا ہوگا۔ اور ہمارے اکابرین قرآن مجید واقعی اسی طرح پڑھتے تھے۔

قرآن کے گلشن میں طواف:

آپ کہیں گے یہ تو بہت پہلے وقت کی بات ہے قریب کے زمانے میں بھی ہمارے اکابر ایسے گزرے ہیں جن کو اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے ساتھ محبت کا وہ جذبہ عطا کیا تھا۔ ایک مرتبہ ہم حج پہ تھے اور حضرت قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ اسی سال حج پہ تشریف لائے۔ وہ جب طواف کرتے تو ان کے ایک طرف پانچ، دس حافظ ہوتے اور دوسری طرف بھی پانچ، دس حافظ ہوتے تھے اور یہ سارے آگے پیچھے قرآن پڑھ رہے ہوتے اور حضرت نابینا تھے وہ ان کا قرآن سن رہے ہوتے اور ان کو لقمہ دے رہے ہوتے۔ یہ ان کا طواف ہوتا تھا۔ ماشاء اللہ قرآن کے گلشن میں طواف کیا کرتے تھے۔

ان کی عادت تھی کہ حافظوں سے سنتے تھے تاکہ اس سے قرآن سنتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک حافظ صاحب ملنے آ گئے۔ حضرت نے ان سے بھی فرمایا کہ مجھے سورۃ اخلاص ہی سنا دو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈی سی صاحب کو بھی سورۃ اخلاص سنانی پڑ گئی ع

"جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں"

جس کو محبت ہوتی ہے ان کو پھر مزا بھی اسی چیز میں آتا ہے۔

ہر ہر آیت کے آخری لفظ کی تلاوت:

ایک مرتبہ ان کو ایک عالم حافظ صاحب ملے۔ حضرت نے پوچھا: سناؤ! منزل کیسی ہے؟ وہ کہنے لگا: باقی تو ٹھیک ہے لیکن جہاں آیت مکمل ہوتی ہے وہاں کہیں کہیں مجھے متشابہ لگتا ہے۔ جیسے یعلمون تعلمون

متشابہ لگ جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: اچھا یہ جو آخری لفظ ہیں تا میں تمہیں سناتا ہوں۔ وہیں بیٹھے بیٹھے حضرت نے پہلی آیت کا آخری لفظ جیسے العالمین۔ الحمد للہ رب العالمین کا آخری لفظ "العالمین" پھر اگلی آیت "الرحیم" پھر اگلی آیت "الدین" اور الحمد سے لے کر والناس تک آخری آخری لفظ سنا دیا۔ ایسے لگتا تھا جیسے قرآن مجید ہر وقت ان کے سامنے کھلا ہوا ہے۔ یہ قرآن مجید ان کو یاد تھا۔ محبت، تعلق اتنا ہوتا تھا۔ یہ لوگ عاشق قرآن تھے۔

قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن:

حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ویسے تو پانی پت کے رہنے والے تھے۔ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے اور پہلے انہوں نے رہائش جھنگ میں رکھی۔ کچھ عرصہ وہاں مقیم رہے۔ لیکن حضرت قاری خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ وہاں شفیق کو جانتے تھے انہوں نے ان کو اصرار کے ساتھ ملتان بلوایا اور حضرت نے وہاں خیر المدارس میں پڑھانا شروع کیا۔ پھر دیکھیے اللہ نے ان کا کیا فیض پھیلایا۔

آج پورے ملک میں آپ جہاں چلے جائیں آپ کو قرآن مجید کے پڑھانے والے

اساتذہ اکثر و بیشتر انہی کے شاگردوں کے ہی نظر آئیں گے۔ تھا ان کو قرآن مجید سے ایسا عشق۔ ان کے عشق قرآن کی چند باتیں آپ کو بھی سنا دیتے ہیں تا کہ آپ کو بھی پتہ چلے کہ ان کے دل میں قرآن مجید کا کتنا عشق تھا۔

جب کلاس میں پڑھانے آتے تو وقت کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ جب وہ کلاس میں داخل ہوتے ان کو دیکھ کر لوگ اپنی گھڑی کا وقت ٹھیک کر لیا کرتے تھے۔ اتنا وقت کی پابندی کرتے۔

......ایک مرتبہ عجیب ہوا۔ بارش تھی اور حضرت سائیکل پر اپنے گھر سے آ رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ سائیکل سلپ ہو گیا۔ جب سائیکل سلپ ہوا تو گر گئے اور ان کو کافی چوٹ آ گئی۔ خون بھی بہنے لگا۔ جہاں گرے تھے بالکل قریب ڈاکٹر صاحب کی دکان تھی، کلینک تھا اور وہ ڈاکٹر حضرت کے بڑے عقیدت مند، محبت والے تھے۔ حضرت نے گھڑی دیکھی۔ کلاس کا وقت شروع ہونے میں چند منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اسی حالت میں حضرت اپنی کلاس میں پہنچے اور طلباء کو ان کا سبق دیا جو معاون بچہ تھا اس کو کہا کہ ان کی منزل سن لو اس کو یہ کر دو یہ کر دو۔ سارا کام ذمے لگانے کے بعد پھر واپس اسی کلینک پر آئے اور اب آ کر انہوں نے اپنے زخم کی پٹی کروائی۔ قرآن مجید کے پیریڈ کا ایک منٹ بھی وہ ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ کہتے تھے یہ قرآن کا حق ہے کیسے اس کو ضائع ہونے دوں!؟ اتنا تو اہتمام ہوتا تھا۔ اللہ اکبر کبیرا!

......ان کے عزیز رشتہ داروں میں سے ایک قاری صاحب تھے وہ کہنے لگے قاری صاحب کے ہاں ایک چھوٹے بچے کی وفات ہو گئی۔ فجر کا وقت تھا حضرت نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ میں تو فجر پڑھنے کے لیے جا رہا ہوں اور اس کے بعد میں قرآن مجید پڑھانے بیٹھ جاؤں گا۔ گیارہ بجے درمیان میں وقفہ ہو گا اس وقت میں طلبا کو لے کر آؤں گا اور

اس وقت جنازہ پڑھا کے اس کو دفن کر دوں گا۔

چنانچہ وہ مسجد میں تشریف لے گئے پیچھے اہلیہ صاحبہ نے اس کو نہلا دیا، کفنا دیا۔ حضرت نے کلاس لی، پھر جب وقفہ ہوا تو حضرت طلبا کو لے کر تشریف لائے اور پھر قبرستان میں جا کر جنازے کی نماز پڑھی گئی اور اس بچے کو دفنا دیا۔

بیٹی کی رخصتی کا عجیب واقعہ:

ایک مرتبہ شعبان کے مہینے میں آپ کو چھٹیاں ہوئیں تو کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں ایک صاحب آپ کے بڑے عقیدت مند تھے۔ اس نے کہا: حضرت! میری طرف سے آپ ٹکٹ لیجیے اور عمرہ کر آئیے۔ اللہ والوں کے دل تو اللہ کے گھر جانے کے لیے ہوا کھتے ہیں۔ حضرت نے کہا: بہت اچھا! اس نے کہا: آپ جائیں گے تو اہل خانہ کو بھی لے جائیں۔ حضرت خوش ہو گئے۔ چنانچہ حضرت نے ملتان فون کیا اور اہلیہ سے کہا کہ آپ چھوٹے بیٹے کے ساتھ یہاں آ جائیے۔ ہم یہاں سے آگے عمرے کے لیے چلے جائیں گے۔

انہوں نے جواب میں کہا کہ آ تو جاؤں لیکن جو چھوٹی بیٹی ہے وہ جوان العمر ہے۔ نکاح تو اس کا پہلے ہی ہو چکا ہے ابھی رخصتی نہیں ہوئی۔ اس بیٹی کو کہاں چھوڑ کے آؤں؟ تو فرمایا کہ جو آتے ہو۔ بیٹی کی رخصتی کرا دو۔ بیوی نے کہا کہ رخصتی کیسے کروں؟ حضرت نے فرمایا: جو اس کے شوہر ہیں وہ قاری صاحب رحیم یار خان کے اندر ایک مدرسے میں پڑھاتے ہیں۔ میں ان کو فون کر دیتا ہوں۔ آپ ملتان سے گاڑی میں بیٹھ جائیں ڈبہ نمبر اور سیٹ نمبر مجھے بتا دیں قاری صاحب کو بتا دیں گے۔ تین منٹ کے لیے رحیم یار خان اسٹیشن پہ گاڑی ٹھہرتی ہے وہ وہاں آ کے اپنی بچی کو الوداع کر دیں۔ رخصت کر دیں۔

چنانچہ اب چلیں تو بیٹی نے ایک بیگ ساتھ لیا جو ضروریات کی چیز لی تھیں وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ لے لیں۔ قاری صاحب اپنے دوستوں کے ساتھ پلیٹ فارم پر آئے ہوئے تھے۔ گاڑی پلیٹ فارم پر رکی، قاری صاحب ڈبے میں آئے اور ساس صاحبہ نے دعا کروا کے بچی کو رخصت کر دیا اور پھر اللہ کے گھر کے سفر کے لیے آگے چل پڑے۔ جن لوگوں سے فیوضات جاری ہوتے ہیں ان لوگوں کی زندگیوں کو اگر دیکھیں تو ان کو قرآن مجید کے ساتھ بڑی پکی محبت ہوتی ہے۔

تلاوتِ قرآن کا بلا ناغہ معمول:

ہمارے سسرال سے ایک رشتہ دار تھے انہوں نے دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث کیا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک پارہ کی تلاوت روزانہ کرنی ہے۔ فرمانے لگے کہ آج چالیس سال گزر گئے ہیں میری تلاوت میں ایک دن کا ناغہ کبھی نہیں ہوا۔ چالیس سال گزر گئے۔ یہ ہے عشقِ قرآن۔ یہ ہے قرآن مجید کی محبت۔

نسل در نسل قرآن کا فیض:

ایک مرتبہ ایک جگہ مسجد میں کچھ وعظ و نصیحت کرنے کا موقع ملا۔ جو مسجد کے امام خطیب تھے وہ اپنے گھر ناشتے کے لیے لے گئے۔ ناشتے کے دوران وہ کہنے لگے حضرت! میرے والد عاشق قرآن تھے۔ ہم نے انہیں کہا کہ اب تو ہمیں ناشتے میں مزا نہیں آئے گا ہمیں تو ان کی باتیں سناؤ اس میں مزا زیادہ آئے گا۔ وہ کہنے لگے ٹھیک ہے آپ ناشتہ کریں میں ان کی باتیں سناتا ہوں۔ یہ بات قاری صاحب نے سنائی۔

کہنے لگے کہ میرے والد صاحب کو کسی نے کہہ دیا کہ اگر کوئی شخص روزانہ ایک قرآن مجید مکمل پڑھے اور دو سال تک وہ یہ معمول جاری رکھے تو قرآن مجید کا فیض اس کی آنے والی نسلوں میں جاری ہو جائے گا۔ والد صاحب نے یہ بات سنی تو انہوں نے پڑھنا شروع کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا۔ سردی بھی، گرمی بھی، بہار بھی، خزاں بھی، صحت بھی، بیماری بھی، تنگی بھی سو طرح کے معاملات سفر بھی حضر بھی مگر میرے والد صاحب ایک قرآن مجید کی تلاوت روزانہ کرتے رہے۔ حفاظ کو تو کوئی رکاوٹ نہیں کہ وہ ایک قرآن مجید روزانہ نہ پڑھ سکیں۔ ان کے لیے تو یاد رکھنا اصل مقصد ہے چاہے ایک دن میں دس دفعہ پڑھ لیں۔ خیر! انہوں نے ایک قرآن مجید روزانہ پڑھنا شروع کیا اور پڑھتے پڑھتے دو سال گزر گئے کہنے لگے کہ قرآن مجید میرے والد کی نسل میں اس طرح جاری ہوا کہ آج میرے جتنے بھائی ہیں جتنی بہنیں ہیں قرآن کے حافظ اور حافظات، ان کے آگے جتنی اولاد ہے اور وہ اولاد سات سال کی عمر کو اگر پہنچ گئی ہے تو میرے بھائی بہنوں کی اولاد میں سے کوئی بچہ ایسا نہیں جو قرآن پاک کا حافظ نہ ہو۔ میرے والد صاحب کی نسل سے مادینہ، نرینہ جتنی بھی اولاد ہے، آگے ان کی بھی جتنی اولاد ہے، اگر سات سال کی عمر کو پہنچ گئے تو وہ قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ یہ ہوتی ہے قرآن کے ساتھ محبت جو پھر بندے کو فائدہ دیتی ہے۔

قرآن کا فیض کیسے جاری ہوتا ہے؟

حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب عمرے پہ گیا تو مکہ مکرمہ میں میرا قیام رہا۔ وہاں جتنے دن میرا قیام رہا میں نے ہر نماز امام کے پیچھے پہلی صف کے اندر تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کی اور آج ہم جاتے ہیں پورے قیام کے دوران پہلی صف مل جائے تو وہی بڑی خوش نصیبی کی بات ہوتی ہے۔ اتنی محبت ہوتی ہے پھر جا کے کہیں قرآن مجید کا فیض جاری ہوا کرتا ہے۔

”حافظ والا“ گاؤں کی وجہ تسمیہ:

قرآن مجید کے عاشقین اس ملک میں بھی بہت تھے۔ ایک مرتبہ ایک قاری صاحب مجھے اپنے گاؤں لے گئے کہ حضرت! پروگرام ہے۔ میں نے کہا: قاری صاحب! آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیوں مجھے گاؤں میں لے جاتے ہیں؟ حضرت! مشقتیں الگ ہیں اور میں بڑے بڑے شہروں میں ٹائم نہیں دے پاتا۔ کہنے لگا: حضرت! آپ نے اس گاؤں میں میرے ساتھ جانا ہے۔ خیر! ان کے ساتھ تعلق تھا۔ چلے گئے وہ گاؤں شجاع آباد سے ذرا آگے ہے۔ کہنے لگے: حضرت! میں اپنے گاؤں کے بارے میں بتاؤں کہ ہمارے گاؤں کا نام ہے "حافظ والا" اور یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اس گاؤں میں کوئی ایک بھی گھر ایسا نہیں جس میں کوئی بچہ، بچی، مرد، عورت ایسا نہیں جو قرآن مجید کا حافظ نہ ہو۔ پورے گاؤں میں کوئی ایک بھی گھر ایسا نہیں ہے۔ الحمد للہ

آج بھی ایسے گاؤں اسی ملک کے اندر موجود ہیں۔

قرآن مجید کو سفارشی بنالیجیے:

قرآن مجید سے محبت کرنے والے ہر دور اور ہر زمانے میں رہے۔ ایک نکتے کی بات عرض کر دوں۔ امید ہے کہ آپ اسے دل کے کانوں سے سنیں گے اور یہ بات فائدے کا سبب بھی بنے گی۔

قرآن مجید کے ساتھ محبت کر لیجیے، دوستی کر لیجیے، تعلق جوڑ لیجیے یہ ہمارے گھروں میں مہمان ہے۔

آپ بتائیں اگر آپ کے گھر میں کوئی مہمان آئے اور آپ اس سے ملیں ہی نا، اس کا حال ہی نہ پوچھیں کئی دن گزر جائیں تو مہمان کیا کہے گا؟ مہمان کہے گا اس نے بڑی بے مروتی کی۔ ہمارے اندر اللہ کا قرآن روز موجود ہوتا ہے اگر ہمیں تلاوت کیے کئی دن گزر جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ہم نے اللہ کے بھیجے ہوئے اس مہمان کا اکرام تو نہ کیا۔ اکرام تو یہ ہے کہ ہم دن رات اس کی تلاوت کریں۔ صبح و شام اس کی تلاوت کریں۔ جب اس طرح تلاوت کریں گے تو اس کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہوگا۔ پھر قرآن مجید سے ہمیں

www.besturdubooks.wordpress.com

برکتیں ملیں گی۔

قیامت کے دن نبی علیہ السلام بھی اپنی امت کی سفارش فرمائیں گے اور قرآن مجید بھی اپنے پڑھنے والے کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ اگر قیامت کے دن قرآن مجید ہماری سفارش فرمائے تو پھر بخشش میں کیا رکاوٹ ہوگی؟ آج قرآن مجید کے ساتھ وقت گزارنا شروع کیجیے اس کو روز پڑھیے۔

اگر کوئی بندہ چلتا ہوا بھی آپ سے پوچھ لیتا ہے کہ فلاں راستہ کہاں جاتا ہے؟ تو آپ اس کو پانچ منٹ کھڑے ہو کر بتا دیتے ہیں کہ ادھر کو جاتا ہے۔ اجنبی کو بھی کھڑے ہوئے ہم پانچ منٹ میں (بتا دیتے ہیں) گزار دیتے ہیں۔ کئی مرتبہ اللہ کے اس قرآن کے ساتھ چوبیس گھنٹوں میں سے پانچ منٹ نہیں گزارتے۔ کتنے نوجوان ہیں مہینے گزر گئے لیکن قرآن مجید پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

نو سال بعد تلاوت کی توفیق ملی:

ایک طالب علم بیعت ہوئے۔ میں تو اس کو طالب علم ہی کہوں گا۔ کہنے لگے: حضرت! میں قرآن مجید کا حافظ ہوں۔ دورہ حدیث کیے ہوئے مجھے نو سال گزر گئے ہیں؟ کچھ عرصہ پہلے میں بیعت ہوا اور بیعت ہونے کی برکت سے اب نو سالوں کے بعد میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی ہے۔ اگر حافظ ہو کر بھی تلاوت کی توفیق نہیں ملتی تو جو عام لوگ ہیں ان کو تو کتنے دن ہو جاتے ہیں توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اللہ اکبر کبیرا

عزتیں دینے والی کتاب:

یہ قرآن مجید بھیجا اس لیے گیا ہے کہ انسان کو عزتیں دے۔ اس لیے بھیجا گیا کہ گرے ہوؤں کو اٹھائے۔ بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھائے۔ ذلت میں پڑے ہوئے انسانوں کو معاشرے کے اندر عزت کا مقام دلوائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے دور میں مکہ مکرمہ میں پہاڑی کے قریب جا رہے تھے ایک جگہ آپ رک گئے اور نیچے دیکھنے لگے۔ آپ رکے پوری فوج رک گئی۔ گرمی کا موسم تھا ساتھ والے بندے نے پوچھا: حضرت! خیریت تو ہے آپ کی وجہ سے سارے لوگ کھڑے ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا: ہاں اسلام لانے سے پہلے اپنی جوانی میں میں یہاں اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے آتا تھا اور مجھے جانور چرانے کا سلیقہ نہیں آتا تھا۔ میرے جانور روز خالی پیٹ جاتے میرا والد خطاب مجھے کوستا تھا، مارتا تھا، ڈانٹتا تھا، کہتا تھا اے عمر! تو بھی کیا زندگی گزارے گا تجھے جانور چرانے نہیں آتے۔

فرمانے لگے! میں آج اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب عمر کو جانور چرانے نہیں آتے تھے اور آج اس وقت کو دیکھ رہا ہوں جب اسلام اور قرآن کے صدقے اللہ نے عمر کو امیر المومنین بنا دیا۔ قرآن دنیا میں آیا ہی گردوں کو اٹھانے کے لیے ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے تھے:

"اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا"

"اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے قوموں کو بلندی عطا فرماتا ہے"

کوئی فرد اس قرآن سے محبت کرے گا اللہ فرد کو عزتیں دیں گے، کوئی قوم محبت کرے گی تو اللہ اس قوم کو عزتیں عطا فرمائیں گے۔

خلافتِ عثمانیہ کی بنیاد:

ایک ترک تھا اس کا نام تھا عثمان۔ نیک تھا، جذبہ اچھا رکھتا تھا۔ اس کو مہمان نوازی کا بڑا شوق تھا۔ جب کہیں مسافر مل جاتا اسکو لا کر کھانا کھلاتا، گھر ٹھہراتا، اگلے دن رخصت کر دیتا۔ جو اس کے گاؤں والے تھے وہ سب ایک ہی قبیلے کے لوگ تھے، ایک ہی قبیلہ تھا۔ وہ اجنبی لوگوں کا اپنے گاؤں میں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے اس کو کہا کہ تم اجنبی

لوگوں کو بلایا کرو۔ آخر گاؤں ہے، عورتیں ہیں، بچیاں ہیں ہم نہیں چاہتے کہ کوئی پرایا بندہ یہاں آئے۔ اسکو جب بھی کوئی مہمان ملتا یہ اسکو گھر لے آتا۔ گاؤں والوں نے مل کر مشورہ کیا کہ اس کو منع کر دیں۔ انہوں نے منع کر دیا۔ پھر اسکو مہمان مل گیا اور یہ اس کو لے آیا۔ اب گاؤں والوں نے مشورہ کیا کہ اگر اب یہ گاؤں میں کسی اجنبی کو لایا تو ہم اس کی پٹائی بھی کریں گے اور گاؤں سے بھی نکال دیں گے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد یہ پھر مہمان کو لے کر آ گیا۔ گاؤں والوں نے مل کر اس نوجوان کی پٹائی بھی کی اور اس کو انہوں نے کہا کہ تم گاؤں سے نکل جاؤ ورنہ تمہیں جان سے مار دیں گے۔ اب یہ بیچارا بڑا پریشان کہ جاؤں تو کہاں جاؤں۔ پریشانی میں پھر اپنے یاد آتے ہیں۔

اس کے شیخ کوئی پانچ سات کلومیٹر کے فاصلے پر ایک دوسرے گاؤں میں رہتے تھے۔ یہ اپنے شیخ کے پاس چلا گیا کہ حضرت! میرے ساتھ تو یہ معاملہ پیش آیا ہے۔ انہوں نے کہا اچھا ایسے ہے کہ تم رات کو آرام کرو۔ صبح اٹھ کر اس بارے میں کچھ سوچیں گے، تجویز کریں گے۔

چنانچہ یہ عثمان مہمان خانے میں سو گیا۔ تہجد میں اٹھا اس نے نماز پڑھی۔ اس کا معمول تھا کہ یہ تہجد پڑھنے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا۔ اس نے ادھر ادھر قرآن مجید ڈھونڈا تو اس کو پتہ چلا کہ رات کو جدھر یہ پاؤں کر کے سویا ہوا تھا اس سمت میں الماری تھی وہاں قرآن پڑا ہوا تھا۔ اوہو! یہ بڑا پریشان ہوا کہ ساری رات اس کی طرف میرے پاؤں تھے۔ میں تو بے ادبی کا مرتکب ہوا۔ چنانچہ اس نے قرآن مجید کو اٹھایا، چوما، اس کو آنکھوں سے لگایا، سینے سے لگایا اور اللہ سے معافیاں مانگنے لگا۔

اللہ! یہ تیرا کلام ہے اور اس کی طرف پاؤں کر کے سویا رہا ہے بے ادبی کا مرتکب ہوا۔ اللہ! میرے گناہ کو معاف کر دے۔ ادھر یہ رو رو کے معافیاں مانگ رہا ہے اور ادھر ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کے شیخ کو خواب کی حالت میں زیارت ہوئی اور کہا گیا کہ عثمان کو کہو یہاں سے نکلے۔ ہم اس کو دنیا میں عزتیں عطا فرمائیں گے۔

اسی دوران شیخ کمرے میں آ گئے۔ انہوں نے دیکھا عثمان قرآن مجید کو ہاتھ میں پکڑے رو رہا ہے۔ پوچھا عثمان! کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگا: حضرت! میں بے ادبی کا مرتکب ہوتا رہا، ساری رات قرآن کی جانب پاؤں کر کے لیٹا رہا۔ مجھے پتہ نہیں تھا۔ اب پتہ چلا تو اللہ سے معافیاں مانگ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: عثمان! مجھے اشارہ ہوا ہے کہ تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ، تمہیں اللہ تعالیٰ عزتیں دیں گے۔

دونوں نوجوان روئے۔ حضرت! گاؤں والوں نے بھی دھکے دے کر نکال دیا۔ اب آپ بھی یہاں سے رخصت کر رہے ہیں۔ شیخ نے کہا: تم یہاں رک نہیں سکتے۔ مجھے اشارہ ہوا ہے تمہیں یہاں سے جاؤ۔ زبردستی بھیج دیا۔

عثمان جب باہر نکلا تو اس کو دس پندرہ نوجوان مل گئے وہ اپنی زندگیاں دین کی خاطر وقف کر چکے تھے اور چاہتے تھے کہ ہمارا کوئی امیر ہو اور ان میں سے کوئی بننے کو تیار نہیں تھا۔ انہوں نے فیصلہ یہ کیا تھا کہ اچھا کل صبح جو بندہ سب سے پہلے شہر سے باہر آئے گا وہ ہمارا امیر ہوگا۔ انہوں نے عثمان کو دیکھا تو کہا: جناب! آپ ہمارے امیر اور ہم مامور آپ ہمیں جو دین کا کام دیں گے ہم کریں گے۔ عثمان نے کہا بہت اچھا میں تو پہلے ہی تیار ہوں۔ چلو ہم چلتے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے ایک طرف کو جانا شروع کر دیا، اب جس گاؤں میں یہ لوگ رکتے دوسرے لوگ دیکھتے کہ دس پندرہ نوجوان ہیں، خوبصورت چہرے، تقویٰ نظر آتا ہے۔ نیکی نظر آتی ہے وہ پوچھتے کہاں جا رہے ہو؟ یہ کہتے بس زندگیاں دین کے لیے وقف کر دی ہیں۔ ہم اللہ کے دین کے لیے جا رہے ہیں تو ہر گاؤں سے پانچ، سات نوجوان ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ ہو جاتے ۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

وہ تو ایک جماعت بن گئی، کئی سو بلکہ ہزاروں کی۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ فلاں جگہ کافروں کی سرحد ہے اور وہاں سے مسلمانوں کو کئی دفعہ مشکلات پیش آتی ہیں ہم وہاں جاتے ہیں۔ ہم عیسائیوں کو (اگر وہ حملہ کریں گے تو پھر) مزا چکھائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے جہاد کی نیت سے وہاں جانا شروع کر دیا۔

اللہ کی شان کہ جب یہ وہاں سے ابھی کچھ دور چند کلومیٹر کے فاصلے پر تھے تو اس ملک کے جو مخبر تھے انہوں نے دیکھ لیا۔ انہوں نے جا کر بادشاہ کو اطلاع دی۔ جناب! ایک ہزار کے قریب نوجوان ہیں سب بڑے جذبے والے سب جان دینے والے ہیں اور وہ آ رہے ہیں اور آ کے ہو سکتا ہے وہ حملہ ہی کر دیں۔ آپ کی فوج ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گی۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس کا کوئی بندوبست کر لیں۔

عیسائی بادشاہ بوڑھا تھا وہ خود یہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ایسا معاملہ ہو۔ اس نے پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے ساتھ صلح کر لیں۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اپنی بیٹی آپ کو نکاح میں پیش کر دیتا ہوں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ میں اس وعدے پہ سچا ہوں، پکا ہوں۔ آپ ہمارے ساتھ جنگ نہ کریں، ہم حملہ نہیں کرتے۔ مشورہ کیا گیا۔ نوجوانوں نے کہا کہ آپ اس کو قبول کر لیں۔ چنانچہ بادشاہ کی جو بیٹی تھی وہ مسلمان ہوئی اور عثمان کے نکاح میں آ گئی۔ اب عثمان نے وہاں زندگی گزارنی شروع کر دی۔ اللہ کی شان کہ بادشاہ کی ایک ہی بیٹی تھی اور اولاد نہیں تھی۔ چند دنوں بعد جب بادشاہ مرا تو پیچھے کسی کو اس کا نائب بنانا تھا تو لوگوں کو اس کے داماد سے بہتر بندہ کوئی نہ ملا چنانچہ لوگوں نے عثمان کو بادشاہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بنا دیا۔ عثمان کو جب بادشاہت ملی تو اس نے سوچا کہ میں تو اپنے گھر سے نکلا ہوا دھتکارا ہوا بندہ تھا۔ مجھے میرے شیخ نے کہا تھا کہ تم نے قرآن کی عزت کی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تجھے عزتیں دیں گے۔ لہٰذا آج مجھے اللہ نے یہ شان عطا فرمائی۔ میں جو کچھ بنا قرآن کے صدقے بنا۔ میں قرآن کے حکم کو لاگو کروں گا۔ شریعت کے حکم کو لاگو کروں گا۔ چنانچہ عثمان نے شریعت کے لاگو کرنے کا فیصلہ کر لیا حتیٰ کہ عدالت کے اندر پہلے قرآن کو لے جایا جاتا تھا اور لوگ ادب کی وجہ سے کھڑے ہوتے تھے پھر بیٹھتے تھے۔ پھر قرآن کے مطابق فیصلے ہوتے تھے۔ پہلے قرآن مجید کو اٹھا کر لے جاتے پھر مجلس برخاست ہوتی تھی۔ یہ قرآن مجید کے احکام جو لاگو ہوئے تو اس کا نام خلافت عثمانیہ بنا۔ جو کئی سو سال تک اللہ کے حکموں کے مطابق زندگیوں کے گزارنے کا سبب بن گیا۔ ایک نوجوان جو اللہ کے قرآن کا ادب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں خلافت قائم کرنے کا سبب بنا دیتا ہے۔

ایک نکتے کی بات:

یہاں ایک نکتے کی بات عرض کر دوں:

جہاں بھی آپ دیکھیں گے کسی کو عزت ملی، ذرا غور کرنا اس کے پیچھے کہیں نہ کہیں آپ کو اس کا قرآن مجید کے ساتھ گہرا تعلق نظر آئے گا۔ یا اس کے پیچھے کسی ایسے بندے کی دعائیں ہوں گی جو عاشق قرآن ہوگا۔ اس کو آپ اچھی طرح دیکھ لیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق قرآن:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نمبر لے گئے، اور عشق قرآن مجید میں ان کو دوسرے صحابہ کرام پر عجیب امتیاز حاصل تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب الزام لگایا گیا تو وہ فرماتی ہیں کہ میں نبی علیہ السلام سے اجازت لے کر والدہ کے گھر گئی۔ میں نے دیکھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صوفے پر بیٹھے ہوئے ہیں، قرآن مجید پڑھ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے ہیں، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور تلاوت کیے جا رہے ، وہ عاشق قرآن تھے۔

جب سورۃ النصر نازل ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوش ہو گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمانے لگے کہ انبیا کرام ایک مقصد کے لیے آتے ہیں۔ جب مقصد پورا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو واپس بلا لیتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ النصر کے نازل ہونے میں مجھے اپنے محبوب کی جدائی کی مہک آ رہی ہے۔ اور واقعی بات وہی نکلی۔ جب نبی علیہ السلام کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ایک ایسا عجیب حال تھا غم کا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ اگر کوئی کہے گا کہ نبی علیہ السلام فوت ہو گئے تو اس کی گردن اڑا دوں گا، ایسے وقت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب صحابہ کو ایک جگہ اکٹھا کر کے پھر یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ﴾

صحابہ کہتے ہیں: آیتیں تو پہلے سے نازل ہوئیں تھی لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان سے سن کے ہمیں یوں لگ رہا تھا جیسے اب اللہ کا یہ قرآن نازل ہوا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن:

ذرا اور آگے آیئے! ائمہ فقہا میں سے ایک امام ایسے ہیں جن کو کہا جاتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باقیوں کو امام کہا جاتا ہے اور ان کو امام اعظم کہا جاتا ہے۔ ان کو یہ عزت کیسے ملی، یہ مقام کیسے ملا؟ اگر آپ غور کریں تو اللہ نے ان کو عشق قرآن کی وجہ سے یہ مقام عطا فرمایا تھا۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ رمضان المبارک میں تریسٹھ قرآن مجید تلاوت کرتے تھے، ایک دن میں اور ایک رات میں (30x2) ساٹھ، اور تین تراویح کی نماز میں تو روزانہ قرآن مجید پڑھنے کی وجہ سے تریسٹھ قرآن مجید ایک رمضان المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

میں پڑھتے تھے۔ قرآن مجید کے ساتھ ان کو ایسا تعلق تھا۔

آپ نے سنا ہوگا کہ عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے۔ ساری ساری رات ان کو اللہ کے قرآن پڑھنے میں گزر جاتی تھی۔

ایک واقعہ لکھا ہے کہ ان کے ہمسائے میں ایک بچہ تھا، وہ اپنے والد کے ساتھ گرمیوں میں چھت پہ سوتا تھا۔ ایک دن اپنے والد سے کہنے لگا ابو جی! وہ جو ساتھ والی چھت پر ایک منارا تھا وہ اب نظر نہیں آتا۔ کیا وہ گر گیا؟ جب بچے نے یہ پوچھا تو باپ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور کہنے لگا بیٹا! وہ مینارا نہیں تھا وہ ابوحنیفہ تھے جو ساری رات اللہ کا قرآن پڑھا کرتے تھے، اب وہ فوت ہو گئے تم اس مینارے کو کبھی نہیں دیکھو گے۔ اتنا قرآن پڑھتے تھے۔ چنانچہ ان کا شاگرد بننے کے لیے قرآن مجید کا حافظ ہونا شرط ہوا کرتا تھا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی شاگردی اختیار کی۔ تھوڑے دنوں بعد حضرت نے پوچھا کہ بھئی قرآن مجید کے حافظ ہو۔ کہنے لگے نہیں۔ فرمایا: تمہیں پتہ نہیں کہ میرے پاس علم حاصل کرنے کے لیے قرآن مجید کا حافظ ہونا ضروری ہے۔ وہ کہنے لگے اچھا حضرت! جاتا ہوں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نوجوان تھے وہ چلے گئے۔ ایک ہفتے کے بعد واپس آئے۔ حضرت نے سوچا کہ ملنے کے لیے آئے ہوں گے پوچھا محمد! کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگے: حضرت! ایک ہفتے کے اندر پورے قرآن مجید کو یاد کرنے کے بعد واپس آیا ہوں۔ سیدنا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن مجید کے ساتھ یہ عشق تھا جس کی وجہ سے اللہ نے ان کو عزتیں دیں کہ وہ امام اعظم کہلائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عشقِ قرآن:

باقی ائمہ کو بھی دیکھیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی۔ کیوں؟ ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق قرآن کی وجہ سے۔ خود اپنے حالات میں لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ قافلے کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف چلا۔ ہمیں مکہ سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے سولہ دن راستے میں لگے اور میں نے سولہ دن میں سولہ قرآن مجید کو مکمل پڑھ لیا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن دیکھیے کہ انہوں نے قرآن مجید کے پیچھے کیا قربانی دی اور کتنی تکلیف برداشت کی۔ اور اسی نے ان کو اللہ رب العزت کے ہاں مقبول بنا دیا!

آج ائمہ کا فیض پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اس سے اور ذرا آگے چلیے تاکہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

خاندانِ ولی اللہ اور عشق قرآن:

خاندان ولی اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انڈیا میں ان کے ذریعے سے حدیث کا علم آیا اور آج جتنے مدارس ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے علم کا بوٹا لگایا۔ ذرا توجہ فرمایئے۔

ان کو جو بھی ترقی ملی قرآن مجید کی محبت کی وجہ سے ملی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز نے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی۔ پھر اس سے پیچھے ان کے دو بیٹے تھے۔ دو بیٹوں نے قرآن مجید کا اردو میں ترجمہ کیا۔ ایک نے بامحاورہ ترجمہ کیا اور دوسرے نے تحت اللفظ ترجمہ کیا۔ ان کے ایک بیٹے نے اٹھارہ سال مسجد میں نفلی اعتکاف کیا۔ جب قرآن مجید کا ترجمہ مکمل ہوا پھر مسجد سے باہر آئے۔ یہ ان کے خاندان میں عشق قرآن تھا جس نے ان کو آج علم کے آسمان کا آفتاب ماہتاب بنا دیا۔ جس کی وجہ سے آج پورے ملک کے اندر اور قریب

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ملکوں کے اندر اللہ کے قرآن کا یہ فیض جاری ہے۔ عزتیں ملیں کس سے؟ قرآن مجید سے۔

میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن:

ذرا اور قریب آ جائیے۔ علمائے دیوبند کے روحانی پیشوا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیعت دہلی کے ایک عالم مولانا عبدالرحیم سے تھی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت نے ان کو اجازت وخلافت دے دی۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ انہوں نے سوچا کہ میری عمر تو بہت چھوٹی ہے اور میں کسی سہارے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لیے مجھے کسی اور شیخ سے بیعت کرنی چاہیے۔

چنانچہ ان کو محبت تھی حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے چشتیہ سلسلے میں بیعت ثانوی کی اور چشتیہ سلسلہ کے اسباق طے کیے۔ یہ نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ عاشق قرآن تھے۔ حافظ نہیں تھے عاشق تھے۔ پنجابی زبان میں جسے کہتے ہیں ”قل ہو و بیے“ کہ قل اعوذ والی سورتیں پڑھیں اور دعائیں منگوائیں۔ یہ ایسے ہی تھے لیکن قرآن سے محبت اتنی تھی کہ سولہ سال میں ایک مرتبہ بھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی، تقویٰ ایسا تھا۔ یہ ان کی دعائیں تھیں اور ان کا فیض تھا، اللہ نے ان کے شاگرد کو ایسا قبول کیا کہ وہ تمام علماء کے روحانی شیخ بن گئے۔ آج ان کا فیض پوری دنیا میں جاری وساری ہے۔

تو جہاں کسی کو اٹھایا گیا اس کو عزتیں ملیں غور کریں تو اس کے پیچھے یا تو کسی عاشق قرآن کی دعائیں ہوں گی یا پھر وہ بندہ خود عاشق قرآن ہوگا۔

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو سعادت کا تاج کیسے ملا؟

ایک بات اور کرتا ہوں ذرا توجہ سے سنیے گا؟ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ، ان کو اللہ نے کیا عزت وقبولیت دی۔ آج دنیا کے شاید سو کے قریب یا اس سے زیادہ ملکوں میں ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کی وجہ سے دین کی دعوت کا کام جاری وساری ہے۔ ان کو اللہ نے یہ سعادت کے تاج پہنائے لیکن کبھی سوچا کہ ان کو یہ سعادت کا تاج ملا کیسے؟ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب بچوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے اور ان کی زندگی خدمت قرآن میں گزری۔ یہ ان کے عاشق قرآن باپ کی دعا تھی، اللہ نے ان کے بیٹے سے دعوت کا یہ کام لے لیا۔

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن:

حضرت مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے ساتھ ان کا عشق اتنا تھا اللہ اکبر کبیرا! آج سب ان کی تفسیر پڑھتے ہیں۔ اللہ نے ان کو شیخ الہند بنا دیا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن:

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو آج فقیہ وقت کہا جاتا ہے انکو یہ عزتیں کس نے دیں؟ قرآن نے دیں۔ ان کا قرآن مجید کے ساتھ کیسا تعلق تھا؟

ایک مرتبہ ان کو کسی وجہ سے حاکم نے جیل میں ڈال دیا۔ ان کے ساتھ ایک اور قیدی تھا جو قرآن مجید پڑھا ہوا نہیں تھا۔ حضرت نے ان کو قرآن پڑھانا شروع کر دیا۔ کچھ عرصے بعد آرڈر آ گئے کہ ان کو جیل سے نکالنا ہے۔ اب جیل سپرنٹنڈنٹ نے آپ (حضرت) سے آ کر کہا کہ آپ گھر جا سکتے ہیں۔ فرمایا: میں تو گھر نہیں جاؤں گا۔ اس نے پوچھا: کیوں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے قیدی کو قرآن پڑھانا شروع کیا ہے، ابھی آدھا مکمل ہوا ہے جب تک پورا مکمل نہیں ہوتا میں نہیں جاؤں گا۔ حضرت جیل میں ٹھہرے رہے، قیدی کو قرآن مجید مکمل کروانے کے بعد گھر تشریف لے آئے۔

آپ جہاں بھی دیکھیں گے، جس سے اللہ نے دین کا کام لیا یا عزتیں بخشیں ذرا غور کرنا آپ کو کہیں نہ کہیں اس کے پیچھے اللہ کا قرآن نظر آئے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا عشقِ قرآن:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بیان کا ایک عجیب فیض عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ ان کا بیان سننے کے لیے مسلمان، ہندو سب اکٹھے آتے تھے۔ اور انہوں نے دین کا خوب کام کیا لیکن ان کا قرآن مجید کے ساتھ عجیب تعلق تھا۔ قرآن ایسا پڑھتے تھے کہ فرمایا کرتے تھے "لوگو! تم سید کے بیٹے کا قرآن نہیں سن سکتے"

ایک مرتبہ علی گڑھ کے اندر کسی نے ان کی تقریر رکھوا دی اور علی گڑھ والے ذہنی طور پر ان کے مخالف تھے۔ چنانچہ حضرت وہاں تشریف لے گئے، لوگوں نے منصوبہ یہ بنایا کہ جب ان کو سٹیج پہ بلایا جائے گا، اس وقت سب طلباء انکار کر دیں گے کہ ہم اس کی بات نہیں سننا چاہتے۔ لہٰذا ان کو پریشان ہو کر، ذلیل ہو کر واپس جانا پڑے گا۔ حضرت کو تو معلوم نہیں تھا۔ حضرت وہاں گئے۔ چنانچہ ان کو تقریر کے لیے بلایا گیا۔ طلباء کھڑے ہو گئے کہنے لگے ہم نے اس بندے کی تقریر نہیں سننی۔ ہم نہیں سننا چاہتے۔ انتہائی بدتمیزی کا طوفان کھڑا کر دیا حضرت پہلے تو خاموش رہے پھر فرمایا:

میں اتنے میلوں کا سفر کر کے یہاں آیا ہوں میرے عزیز بچو! اگر آپ مجھے اجازت دو تو میں آپ کو قرآن مجید کا ایک رکوع سنا کے چلا جاؤں۔ اب اس وقت طلباء کے دو گروہ ہو گئے۔ کچھ کہنے لگے ہم نے قرآن بھی نہیں سننا اور کچھ کہنے لگے قرآن سننے میں کیا رکاوٹ ہے کیوں نہیں سنتا تم نے؟ لوجی! آدھے بچے جب فیور (حمایت) میں ہو گئے تو وہ غالب آ گئے۔ انہوں نے کہا قرآن کیوں نہیں سننا؟ حضرت! سنائیں قرآن۔ چنانچہ حضرت کو قرآن سنانے کے لیے کہا گیا۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے جب قرآن پڑھنا شروع کیا۔ ایسا سوز کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے تھے کہ جب قرآن مجید کا رکوع مکمل کیا تو پورا کا پورا مجمع ایک عجیب جذب کی حالت میں تھا۔ حضرت نے فرمایا: بچو! اگر اجازت

www.besturdubooks.wordpress.com

دو تو میں اس رکوع کا ترجمہ بھی سنا دوں۔ تو بچوں نے خاموشی اختیار کی، حضرت نے علی گڑھ میں دو گھنٹے کی تقریر فرمائی اور پھر واپس آ گئے۔ کئی مرتبہ آپ تلاوت کرتے تھے اور ہندو آپ کا قرآن سن کر اسلام قبول کر لیا کرتے تھے۔ یہ ایسا کیوں تھا؟

قرآن سن کر سانپ جھومنے لگا:

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علاقہ چکوال کے ایک آدمی نے بتایا۔ کہنے لگا کہ ایک رات امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ میرے ہاں مہمان ٹھہرے۔ سردیوں کی رات تھی میں نے کہا حضرت چلو آرام کر لیں۔ صبح ان سے ملاقات ہو گی۔ میں نے اٹھ کر تہجد پڑھی اور سوچا کہ میں اٹھ کر جا کر دیکھوں تو سہی آرام کر رہے ہیں کوئی ضرورت تو نہیں؟ میں جب کمرے میں گیا تو حضرت کمرے میں موجود نہیں تھے۔ میں نے کہا میرے مہمان کہاں گئے؟ میں باہر نکلا۔ باہر کچھ اندھیرا تھا کچھ ہلکی ہلکی روشنی ہونے لگ گئی تھی۔ کہنے لگے مجھے دور سے کسی کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز آئی۔ کہنے لگے کہ میں آہستہ قدموں پہ چلتا چلتا وہاں گیا۔ جب میں وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ کھلے آسمان کے نیچے ایک چٹان کے اوپر شاہ صاحب بیٹھے ہوئے آنکھیں بند کر کے اللہ کا قرآن پڑھ رہے تھے اور وہ کہتا ہے میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں ایک سانپ حضرت کے سامنے قرآن سن رہا تھا اور جھوم رہا تھا۔ حضرت نے جب تلاوت مکمل کی سانپ اپنی طرف چلا گیا، حضرت اٹھ کے مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے واپس تشریف لے آئے۔ دنیا میں جس کو عزت ملی کس سے ملی؟ اللہ کے قرآن کی وجہ سے ملی اس لیے کہ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْقُرْآنِ اَقْوَامًا﴾

"اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے قوموں کو بلندی عطا فرما دیتے ہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھو! عاشق قرآن تھے۔ انہوں نے کتنا علم کا کام کیا۔ اٹھائیس سو کتابیں انہوں نے لکھیں۔ آج 2800 کتابیں لوگ پوری زندگی میں پڑھتے نہیں۔ انہوں نے اتنی کتابیں لکھ دیں اور بیان القرآن (سبحان اللہ) کیا عجیب تفسیر لکھی۔

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے طلباء کو منع فرماتے تھے کہ اردو کی تفسیریں مت پڑھا کرو، استعداد کم ہوگی۔ عربی کی پڑھا کرو۔ جب حضرت کے سامنے بیان القرآن کی تفسیر آئی۔ حضرت فرمانے لگے: آج کے بعد میں کسی کو اردو کی تفسیر پڑھنے سے منع نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ اس بیان القرآن میں اتنے علم کو حضرت نے سمو دیا۔

جس کو فضیلت ملی آپ ذرا غور تو کریں آپ کو اس کے پیچھے کہیں نہ کہیں قرآن کی محبت، قرآن کا عشق نظر آئے گا۔ اس قرآن نے اس کو اٹھایا ہوگا اور عزتوں کا تاج پہنایا ہوگا۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عشق قرآن:

ہمارے حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ مرشد عالم کہلائے جاتے تھے۔ یہ مرشد عالم کیسے بنے؟ قرآن کی محبت کی وجہ سے۔ اتنا عشق تھا ان کو قرآن سے کہ ہم نے دیکھا کہ حضرت تھکے ہوئے آتے تھے اور قرآن سن کر بالکل فریش ہو جاتے۔ فرماتے تھے کہ قرآن سننے سے میری تھکن دور ہو جاتی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

ایک دفعہ مری میں حضرت کے ساتھ رمضان المبارک میں کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ رمضان کا مہینہ تھا اور وہ ایک ایسی رات تھی کہ وہاں مسجد والوں نے بیرون ملک سے قراء کو بلایا ہوا تھا۔ اور انہوں نے اپنا قرآن سنانا تھا۔ وہ امام صاحب بڑے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگے کہ اس مصلے پر چھتیس سال سے ہم یہ رات گزارتے ہیں اور چھتیس سال میں ایک بھی قاری کو کبھی لقمہ دینے کی بھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ ایسے قاریوں کو بلاتے تھے کہ جن کو قرآن مجید اس طرح یاد ہوتا تھا۔ جس طرح کہ لوگوں کو سورۃ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔ ایسے لوگ آتے تھے۔ حضرت بھی وہیں تھے اور حضرت کو شوگر کی بیماری تھی، عمر نوے سال کے قریب تھی۔ حضرت نے مغرب کے بعد افطاری کی، وضو فرمایا اور وضو کر کے مسجد میں تشریف لے آئے۔ عشاء کی نماز ہوئی، تراویح شروع ہوگئی تراویح مکمل ہونے کے بعد قراء کی اپنی تراویح کچھ رہتی تھیں، وہ دو رکعت کر کے چھوڑی ہوئی تھیں۔ انہوں نے تراویح کی نیت کر لی تھی اور پیچھے والوں نے نفل کی نیت کر لی تھی۔ چنانچہ انہوں نے قرآن سنانا شروع کر دیا۔ میں نے پوچھا کہ حضرت! آپ وضو وغیرہ تازہ کرنے کے لیے کمرے میں جائیں گے مغرب کا وضو اور اب تراویح وغیرہ بھی ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا نہیں قرآن سنوں گا۔

حضرت نے نیت باندھ لی۔ ساری رات قرآن مجید سنتے رہے۔ حتیٰ کہ سحری سے ایک گھنٹہ پہلے مسجد والوں نے سحری کا انتظام وہیں پر کیا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت نے سحری بھی وہیں کی۔ اب جب سحری کر لی، اذان ہوگئی تو نماز میں تھوڑا وقت تھا۔ میں پھر قریب ہوا اور پوچھا کہ حضرت آپ کمرے میں تشریف لے جائیں گے وضو تازہ کرنا ہوگا؟

سحری کے بعد تو اچھے بھلے بندے کو بھی واش روم استعمال کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جب میں نے کہا کہ حضرت وضو کرنا ہے؟ تو فرمایا کہ میرا وضو کوئی کچا دھاگا ہے! حضرت نے آگے سے یہ الفاظ کہے۔ میں خاموش ہوگیا۔ شوگر کے مریض ہیں تقریباً نوے سال کی عمر ہے اور مغرب کا وضو ہے اور فرماتے ہیں کہ میرا وضو کوئی کچا دھاگا ہے۔ حضرت نے فجر کی نماز پڑھی اور فجر کی نماز پڑھنے کے بعد درس قرآن میں بیٹھ گئے۔

یا اللہ! حضرت نے ایک گھنٹے کا درسِ قرآن دیا۔ اس کے بعد اشراق کی نماز پڑھی اور اشراق پڑھنے کے بعد آئے اور آ کر نیا وضو کیا۔ لوگ امام اعظم پر باتیں کرتے تھے کہ وہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے۔ اللہ کے بندو! ہم نے مغرب کے وضو سے اشراق کی نماز پڑھتے ہوئے ایک اللہ والے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ چنانچہ حضرت جب گفتگو فرماتے تھے تو تمام گفتگو میں قرآن مجید کی آیتیں بیان کرتے تھے۔ حضرت کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمن تاکی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ اباجی پورے دن کی گفتگو میں جتنی آیتیں پڑھتے ہیں اگر میں ان کو اکٹھا کروں تو میرے اندازے میں تین سے چار پارے قرآن مجید کی تلاوت مکمل ہو جاتی ہے۔ اس عشقِ قرآن کا اللہ نے ان کو یہ اجر دیا کہ آج پوری دنیا میں ہمارے حضرت کا فیض پھیلا ہوا ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھیے کہ جس کو بھی اللہ نے اٹھایا اگر آپ دیکھیں تو وہ بندہ یا اس کے پیچھے کوئی عاشقِ قرآن ہوگا۔ جس کی دعاؤں نے اس کو اٹھا کے عزتوں کے تاج پہنائے ہوئے ہوں گے۔

اللہ رب العزت ہمیں قرآن مجید کے ساتھ سچی پکی محبت نصیب فرمائے۔ ہماری زندگی کا کوئی دن قرآن مجید کی تلاوت کے بغیر نہ گزرے۔

بھلے ایک صفحہ روز پڑھ لیجیے، سورۃ یٰسین روز پڑھ لیجیے مگر زندگی کا کوئی دن قرآن مجید کے بغیر نہ گزار یے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآن مجید کے ساتھ پکی نسبت عطا فرمائے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے ہیں تارکِ قرآں ہو کر

اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآن مجید کے ساتھ پکی سچی محبت عطا فرمائے اور اپنے مقبول

www.besturdubooks.wordpress.com

بندوں میں شامل فرمائے اور دنیا و آخرت کی عزتیں نصیب فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

اسلوب بندگی

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ایک راستہ کہ انسان بڑے کی بات نہ مانے اور آگے سے دلیل (Logic) پیش کرنی شروع کر دے، یہ ہے شیطان کا راستہ۔ جو اس راستے پہ چلتا ہے ہمیشہ اس کو شیطان کی طرح ذلت ہی ملتی ہے۔

جب احساس ہو کہ میں نے غلطی کر لی پھر آگے سے دلیل حجت نہیں کی جاتی، آگے سے بہانے نہیں بنائے جاتے بلکہ سادہ سی بات ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی آپ مجھے معاف کر دیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے، ایسا نکتہ ہے کہ اگر آج ہمارے معاشرے میں لوگوں کو یہ سمجھ آ جائے تو گھروں کے جھگڑے، دفتروں کے مسئلے اور کاروباری معاملات بالکل حل ہو جائیں، مگر ہم ایسا نہیں کرتے۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

اسلوب بندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (یوسف: ۲۱)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ رب العزت نے اس کائنات کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا۔ انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ اس کو اللہ رب العزت نے دنیا میں اپنا نائب، اپنا خلیفہ اور اپنی صفات کا مظہر اتم بنایا۔

مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ:

اس کائنات میں ہر وقت اللہ رب العزت کا حکم جاری وساری ہے۔ مرضی ہر حال میں اس پروردگار کی پوری ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا آدم علیہ السلام کی مثال:

چنانچہ آپ غور کیجیے۔ سیدنا آدم علیہ السلام چاہتے تھے کہ جنت میں رہیں اور اللہ رب العزت ان کو دنیا میں بھیجنا چاہتے تھے۔ بالآخر نتیجہ کیا نکلا؟ سیدنا آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ مرضی کس کی پوری ہوئی؟ اللہ رب العزت کی۔

سیدنا نوح علیہ السلام کی مثال:

سیدنا نوح علیہ السلام طوفان کی حالت میں کھڑے ہیں، کشتی پر سوار ہیں۔ بیٹا آنکھوں کے سامنے ہے، شفقت پدری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بیٹا کشتی میں سوار ہو جائے اور ڈوبنے سے بچ جائے، وہ چاہتے ہیں کہ بیٹا بچ جائے اور اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ وہ ڈوب جائے۔ تو مرضی کس کی پوری ہوئی؟ اللہ رب العزت کی۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مثال:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کو جب اللہ کے راستے میں قربان کرنے کا ارادہ فرما لیا تو آپ نے اپنے بیٹے کو بتایا:

﴿يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ﴾ (الصافات: ۱۰۲)

"اے بیٹے! بیشک میں نے دیکھا کہ تجھے اللہ کے راستے میں قربان کر رہا ہوں تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟"

بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ اس نے جواب دیا:

﴿يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾ (الصافات: ۱۰۲)

"اے میرے ابا جان! آپ کر گزریے جس کا آپ کو حکم ہوا۔ آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے"

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید نے گواہی دی۔

﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا﴾

"جب دونوں نے یہ بات ٹھان لی"

یعنی دونوں اس بات پہ تل گئے، باپ ذبح کرنے پہ، بیٹا ذبح ہونے پہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری بھی تیز کرلی، بیٹے کو بھی لٹا دیا، چاہتے ہیں کہ بیٹے کو ذبح کریں اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں بیٹا ذبح نہ ہو۔ تو بالآخر مرضی کس کی پوری ہوئی؟ اللہ رب العزت کی۔

سیدنا رسول اللہ ﷺ کی مثال:

ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے شہد نہ کھانے کا ارادہ کرلیا کہ آج کے بعد میں شہد نہیں کھاؤں گا۔ فلاں تعمری کی اس میں مہک آتی ہے۔ جیسے ہی آپ نے نہ کھانے کا ارادہ کیا تو اللہ رب العزت کی طرف سے محبوبانہ خطاب آ گیا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ (تحریم:۱)

"اے نبی ﷺ آپ کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہیں جس کو اللہ نے حلال کیا؟"

﴿تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (تحریم:۱)

ان آیات کے بعد نبی علیہ السلام نے دوبارہ شہد کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔ تو مرضی کس کی پوری ہوئی؟ اللہ رب العزت کی۔

یہ طے شدہ بات ہے کہ مرضی ہر حال میں اللہ رب العزت کی پوری ہوتی ہے۔ اگر ہم یہ راز سمجھ لیں تو ہمارے لیے بندگی آسان ہو جائے۔ بہت کو دنیا، احکام شریعت کے سامنے سر جھکانا ہمارے لیے بہت آسان ہو جائے۔ جب نفس کے اندر تھوڑا سا تکبر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے تو پھر انسان حکم خدا کے سامنے حجت کرتا ہے:

دیکھیں راستے دو ہیں:

زندگی گزارنے کے دو راستے:

ایک حضرت آدم علیہ السلام کا راستہ ہے اور ایک شیطان ابلیس کا راستہ ہے۔

جب اللہ رب العزت نے حکم دیا:

﴿اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾

''تم حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو''

سب فرشتوں نے سجدے کیے مگر عزازیل نے سجدہ نہ کیا۔ اللہ رب العزت نے

پوچھا:

﴿مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ﴾ (ص:۷۵)

''تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا''

اس نے آگے سے دلیل (logic) بیان کی:

﴿اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ﴾ (ص:۷۶)

''میں اس سے بہتر ہوں''

﴿خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ﴾ (ص:۷۶)

''مجھے آگ سے پیدا کیا جو بلندی کی طرف مائل ہوتی ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا جس میں عاجزی اور پستی ہوتی ہے۔ لہٰذا میں سجدہ کیسے کرتا''

اب چونکہ حکم خدا کے سامنے اس نے حجت بیان کی، کٹ حجتی کی تو اللہ رب العزت کا

ارشاد ہوا، فرمایا:

﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ﴾ (ص:۷۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

"نکل جا میرے دربار سے تو مردود ہے"

﴿وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ﴾ (ص:٧٨)

"قیامت تک تیرے اوپر میری لعنتیں برستی رہیں گی"

سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ تم نے اس درخت کا پھل نہیں کھانا۔ چنانچہ شیطان نے ان کے سامنے قسمیں کھائیں کہ اس کو کھانے سے آپ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ قرآن مجید گواہی دے رہا ہے:

﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ (الاعراف:٢١)

"اس نے قسمیں کھائیں"

حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں ایک بات آئی کہ جس درخت کے میں قریب تھا اس کا پھل کھانے سے منع کیا ہے مطلقاً اس پھل کو منع نہیں کیا۔ چنانچہ دوسرے درخت کے پھل کو انہوں نے کھا لیا اور گندم کا دانا کھاتے ہوئے ان کے ذہن میں نافرمانی ہرگز نہیں تھی۔ قرآن نے گواہی دی۔ اللہ تعالیٰ جو سینوں کے بھید جانتے ہیں فرماتے ہیں:

﴿وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا﴾ (طٰہٰ:١١٥)

"ہم نے اس کے اندر نافرمانی کا ارادہ نہیں پایا"

یہ ایک بھول تھی۔ جب بھول ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا؟ جیسے ہی یہ حکم ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے کوئی تفصیل نہیں کی، آگے سے کوئی لوجک بیان نہیں کی۔ صرف اتنا کہا:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

(الاعراف:٢٣)

"اے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر آپ ہمیں نہ بخشیں اور ہم پر رحم نہ کریں تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے"

www.besturdubooks.wordpress.com

اس غلطی کو تسلیم کرنے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو معاف بھی فرما دیا اور منصب نبوت سے بھی نوازا۔

ایک راستہ کہ انسان بڑے کی بات نہ مانے اور آگے سے دلیل (Logic) پیش کرنی شروع کر دے، یہ ہے شیطان کا راستہ۔ جو اس راستے پہ چلتا ہے ہمیشہ اس کو شیطان کی طرح ذلت ہی ملتی ہے۔

جب غلطی کا احساس ہو جائے تو......

جب احساس ہو کہ میں نے غلطی کر لی پھر آگے سے دلیل حجت نہیں کی جاتی، آگے سے بہانے نہیں بنائے جاتے بلکہ سادہ سی بات ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی آپ مجھے معاف کر دیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے، ایسا نکتہ ہے کہ اگر آج ہمارے معاشرے میں لوگوں کو یہ سمجھ آ جائے تو گھروں کے جھگڑے، دفتروں کے مسئلے اور کاروباری معاملات بالکل حل ہو جائیں، مگر ہم ایسا نہیں کرتے۔

کٹ حجتی سے بچیں:

بیوی غلطی کرتی ہے دل مان رہا ہوتا ہے کہ میں نے کوتاہی کی مگر خاوند کے سامنے دلیل (Logic) بیان کرتی ہے۔ خاوند جانتا ہے کہ بیوی روز کہتی ہے دیر سے آتے ہو، کوئی نہ کوئی مسئلہ ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں کسی کے ساتھ ملوث (Involve) ہوں۔ مگر پھر بیوی کو ڈانٹ رہا ہوتا ہے: خبردار! تم نے کوئی ایسی بات کی تو غلطی ماننے کو تیار نہیں ہوتے۔

دفتر میں آپ دیکھ لیجیے۔ بڑا کوئی کام کہہ دے تو چھوٹا اس میں راہِ فرار اختیار کرنے کے لیے کتنے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ آج باپ اولاد کو کوئی بات کہہ دے تو اولاد اس پر عمل نہ کرنے کے بہانے ڈھونڈتی ہے۔ ابو! ابھی میری کون سی عمر ہے جو میں ابھی سے نمازیں

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھنی شروع کردوں۔ بیوی کو کہہ دیں نماز پڑھوتو وہ آگے سے جواب دیتی ہے: تمہاری بہنیں کون سی نمازیں پڑھتی ہے جو میں نمازیں پڑھوں۔ کبھی جواب ملتا ہے میں نے اپنی قبر میں جانا ہے تم نے اپنی قبر میں جانا ہے یہ سب جاہلانہ حجت ہے اس کو کہتے ہیں کٹ حجتی۔ کٹ حجتی انسان کے ذلیل ہونے کا باعث بنتی ہے۔ چنانچہ انسان سے جب بھی کوئی غلطی ہو اور اس کو احساس ہو تو فوراً کہہ دے جی مجھ سے غلطی ہوگئی، آپ مجھے معاف کردیں۔ آپ دیکھیں گے بڑے بڑے مسئلے ان چند الفاظ کے بولنے سے حل ہو جائیں گے۔

ماننے کی عادت ڈالیں:

ہمارے اندر دراصل ماننے کی عادت کم ہوتی جارہی ہے۔ ہم منوانا تو چاہتے ہیں، ماننا نہیں چاہتے۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ سے بیعت لی: " اسمعوا واطیعوا " "تم جو سنو گے اس کو مانو گے، اطاعت کرو گے" یہ بات دیکھنے میں تو بہت سادہ نظر آتی ہے، لیکن یہ نقطہ ہے بہت مشکل۔

آج آپ جس کو بھی دین کی بات کریں گے وہ آگے سے کہے گا میں سب کچھ جانتا ہوں۔ بھئی جانتے تو سب ہیں آپ، یہ بتائیں مانتے کتنا ہیں؟ جہاں ماننے کی بات آئے گی وہاں دیکھیں ہمارا حال کتنا پتلا ہے۔ ہم منوانا چاہتے ہیں ماننا نہیں چاہتے۔ یہ عادت ہی ختم ہوتی جارہی ہے۔

دو بھائی ہیں بڑا بھائی باپ بن کے چھوٹے بھائی کو پالتا ہے۔ جب چھوٹا بھائی بڑا ہو جاتا ہے، اپنے پاؤں پہ کھڑا ہو جاتا ہے اسی بھائی کے ساتھ بول چال بند ہو جاتا ہے۔ ماننے کی عادت نہیں رہی۔ حالانکہ جب معاشرے میں مل جل کر رہنا ہو تو بڑے کو بڑا بننا ہے اور چھوٹے کو چھوٹا بننا ہے۔

بڑے چھوٹوں پر شفقت کا معاملہ کریں، رعایت کریں۔ چھوٹے بڑوں کی بات

www.besturdubooks.wordpress.com

کو ماننا ہیں۔ کام بڑا سیدھا اور سادہ چلتا رہے گا۔ مگر آج تو دس سال شادی کو گزر جاتے ہیں۔ میاں بیوی یہ فیصلہ نہیں کر پاتے کہ گھر میں چلتی کس کی ہے؟ خاوند ایک بات کرتا ہے بیوی اس کو ٹالنے کی کوشش کرتی ہے۔ بیوی جائز بات بھی کرتی ہے خاوند نہ ماننے کی بات کرتا ہے۔ دس سال میں یہ فیصلہ نہیں ہو پاتا کہ گھر میں آخر کس کی مرضی چلتی ہے۔ حالانکہ کتنی سادہ سی بات ہے۔

﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ (النساء:۳۴)

''اللہ رب العزت نے مردوں کو گھر کی ذمہ داری سونپ دی، ان کو انچارج بنا دیا''

مگر اس بات کو سمجھنے میں سالوں لگ جاتے ہیں۔

بلکہ ہم نے دیکھا پچیس پچیس سال شادی کی زندگی گزارنے کے بعد عورتیں اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے طلاق لے کے اپنے گھر واپس آتی ہیں۔ آخر کون انہیں سمجھائے گا کہ زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

یہ ایک ایسا عنوان ہے جس کو کھولنا انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ ہمیں پتہ چل جائے کہ ہم نے بات سنی ہے اور مانی ہے۔

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ﴾ (الانفال:۲۱)

''تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو کہتے ہیں ہم سنتے ہیں مگر وہ سنتے نہیں''

یعنی بعض لوگ سنتے ہیں مگر حقیقت میں سنتے ہی نہیں۔ یہ سننے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کسی کسی کو دیتے ہیں۔ فرمایا:

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ﴾ (الانفال:۲۳)

''اگر اللہ تعالیٰ ان کے اندر خیر جانتے، دیکھتے تو ان کو سننے کی توفیق دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے“

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس خوبی کا اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کیا فرمایا:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ﴾

”اے ایمان والو! تم تو سنتے ہو لہذا تم اس بات کو مانو“

سننا اور بات کو ماننا یا طبیعت ایسی ہونا اسی کو بندگی کہتے ہیں اور اچھے معاشرے کے اندر زندگی گزارنے کا یہی اصول ہے۔

دو اصول:

عجیب بات کہ قرآن نے ہمیں یہ بات سمجھائی تو ہمیں سمجھ نہیں آئی اور کافروں نے اپنے معاشرے میں مادی اعتبار سے ترقی پانے کے لیے اس بات کو سمجھ لیا۔

چنانچہ جب ہم مینجمنٹ کی کتابیں پڑھ رہے تھے تو اس میں لکھا ہوا تھا:

Two rules of management

اچھی مینجمنٹ کے دو اصول ہیں اس میں پہلا اصول کیا تھا؟

R.1 Boss is always right.

بڑا ٹھیک کہتا ہے۔ پھر نیچے دوسرا اصول لکھا تھا:

R.2 If boss is not right then see rule number.

تو کافروں نے اپنے دفاتر اپنے گھروں کے معاملات کو سیدھا کرنے کے لیے اصول گھڑ لیے۔ ہم ایمان والے ہیں ہمیں اللہ نے فرمایا ہے کہ چھوٹے بڑوں کی اطاعت کریں اور بڑے چھوٹوں پر شفقت کریں۔ اور ہم سے یہ بات کی ہی نہیں جاتی۔

کیا میاں بیوی کے درمیان یہ فیصلہ کرنا کہ کس کا حکم فائنل ہے یہ بھی کوئی سوچنے والی بات ہے!؟ مگر ہم زندگی گزار دیتے ہیں۔ بنیادی وجہ طبیعت کے اندر انا (میں) کا ہونا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ماننے کی عادت نہ ہوتا ہے۔لہذا بات ماننی مشکل ہوتی ہے۔

حکم خدا کی عظمت:

مگر جہاں اللہ رب العزت کا معاملہ آتا ہے تو بندہ بندہ ہے، اللہ اللہ ہے، جب اس کا حکم سامنے آ گیا۔اب آگے سے لوجک کیسی؟ اور عجیب بات یہ کہ آج کے اس زمانے میں خود تو مانا نہیں ہوتا، لہذا آگے سے پوچھتے ہیں یہ پردے کا حکم کہاں سے آ گیا؟ یہ فلاں حکم کہاں سے آ گیا؟

بھائی! ایمان والے کے لیے اتنا معلوم ہونا کافی ہے کہ یہ حکم خدا ہے۔

اس کے بعد ایمان والا تفصیل نہیں مانگتا۔بس اللہ کا حکم میرے لیے کافی ہے۔

یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کمپنی کا صدر ہو اور وہ اپنی فیکٹری میں صفائی کرنے والے بندے کو کہے کہ اس کو صاف کر دو۔ اور وہ آگے سے پوچھے: صدر صاحب! اس میں دلیل (Logic) کیا ہے؟ تو آپ سوچیں کمپنی کے اس صدر کا کیا ری ایکشن ہوگا؟ ہمارا حال ایسا ہی ہے بلکہ جو اس صفائی کرنے والے کی حیثیت اس مالک کے سامنے ہے ہماری اللہ کے سامنے وہ حیثیت بھی نہیں ہے۔ہم اللہ کے حکموں کو اس طرح چیلنج کرتے پھر رہے ہیں۔اس لیے اس بات کی اصلاح ہونا انتہائی ضروری ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم حکم خدا کی عظمت اپنے دل میں بٹھائیں۔چنانچہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''اے دوست! یہ نہ دیکھو کہ گناہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے بلکہ اللہ رب العزت کی عظمت کو سامنے رکھو کہ جس کی تم نافرمانی کر رہے ہو'' اللہ رب العزت کی نافرمانی!!! اللہ اکبر

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے'' اللہ رب العزت نے میرے دل میں یہ بات الہام فرمائی کہ میرے بندوں سے کہہ دو۔جب یہ گناہ کرنا چاہتے ہیں تو ان تمام دروازوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کو بند کر دیتے جن سے مخلوق دیکھتی ہے اور اس دروازے کو بند نہیں کرتے جس سے میں پروردگار دیکھتا ہوں۔ کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے کم درجے کا مجھے سمجھتے ہیں؟ ہم سوچیں تو سہی کہ ہم اللہ رب العزت کے حکم کو توڑ رہے ہوتے ہیں۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دل میں عظمت الٰہی اور زیادہ بڑھائیں۔

گناہ کیسے چھوٹ سکتے ہیں؟

دیکھیں! آج بندے کو جہاں سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو اس جگہ کے قریب جانے سے گھبراتا ہے۔ کسی کو کہیں کہ بجلی کی تار کو ہاتھ لگاؤ۔ وہ کہے گا جناب بالکل نہیں۔ اس لیے کہ بجلی پہلی غلطی بھی معاف نہیں کیا کرتی۔ جہاں بجلی سے جھٹکا پڑنے کا اندیشہ ہے اس کے قریب ہی نہیں جاتے۔

کسی عورت کو کہو کہ کتنا خوبصورت سانپ ہے! کتنی خوبصورت ڈیزائین اس پر بنا ہوا ہے! ہاتھ لگاؤ۔ کہے گی: توبہ توبہ!

کیوں ہاتھ نہیں لگاتی؟ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

اگر ہم اللہ رب العزت کے حکموں کو توڑیں گے تو کیا سمجھتے ہیں کہ اللہ رب العزت اگر جلال میں آ گئے تو ہمیں نقصان پہنچنے میں کوئی کمی رہ جائے گی۔ یہ عظمت دل میں بیٹھ جائے پھر ہمارے لیے گناہوں کو چھوڑنا آسان ہو جائے گا۔

عزت وذلت کا پیمانہ:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْعِزَّۃَ وَالذِّلَّۃَ [illegible] ری"

"اللہ تعالیٰ اس بندے کو عزت اور ذلت عطا کرتے ہیں جو ان کے [illegible]"

www.besturdubooks.wordpress.com

"وَجَعَلَ الْعِذَّةَ وَالصَّغَارَ بِمَنْ خَالَفَ أَمْرِيْ"

اور جو اللہ کے حکم کو توڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلت اور رسوائی عطا کرتا ہے"

ہم حکم خدا کو توڑیں گے تو پھر ہم کہاں جائیں گے؟؟؟

بڑے بڑوں کی رعونت کیسے نکلی؟

کہتے ہیں "کہ دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر۔" تو جی دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر نہیں چلتا تو دنیا میں رہنا اور دنیا کے بنانے والے سے بیر۔

نتیجہ کیا ہوگا؟ بڑی قومیں اس دنیا میں آئیں جن کو اپنی طاقت کا نشہ تھا، کہتے تھے۔

﴿مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً﴾ (حم سجدہ:۱۵)

"کون زیادہ سخت ہے ہم سے طاقت میں"

اور ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ (الفجر:۸)

"ہم نے ایسے طاقتور لوگ شہروں میں پھر پیدا نہیں کیے"

لیکن جب انہوں نے حکم خدا کو توڑا اور پھر حکم خدا ان پہ آیا تو قوم عاد پر کیا ہوا؟ اونچے قد تھے، لمبے چوڑے، جیم شیم بدن تھے اللہ نے ان پر ہوا کا عذاب بھیجا وہ ہوا اتنی تیز تھی کہ ان کو اٹھا اٹھا کر زمین پر مارتی تھی۔ حتیٰ کہ زمین پر لاشیں یوں بکھری ہوئی تھیں جیسے کھجور کے تنے پڑے ہوئے ہوتے ہیں:

﴿كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾ (الحاقہ:۷)

بڑے بڑے لوگ آئے نمرود کو اللہ نے وقت کی بادشاہی عطا کی تھی۔ رعونت آگئی، تکبر آگیا تھا، خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لنگڑے مچھر کو اس کے ناک کے اندر سے دماغ تک پہنچا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب جب وہ دماغ میں جا کے کاٹتا تو تکلیف ہوتی۔ پھر یہ لوگوں سے کہتا کہ ذرا میرے سر پہ تھپڑ لگاؤ۔ شروع شروع میں تو لوگ تھپڑ لگاتے پھر لوگ بھی تنگ آ گئے اس نے کہا: اچھا کوئی چیز بنا لو تو انہوں نے جوتے بنا لیے۔ جب لنگڑا مچھر کاٹتا اس کے سر پہ جوتے پڑتے اور ہر دور و ہر زمانے میں یہی رہا۔ جس نے حکم خدا کو چیلنج کیا، اللہ تعالیٰ پھر اس کا انجام دنیا میں ہی دکھاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کے حکم کو مانیں اور اس کے سامنے اپنے سر کو جھکائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ (الزخرف: ۵۵)

”جب ان لوگوں نے ہمارے حکم کو نہ مانا پھر ہم نے ان سے انتقام لیا“

جب اللہ تعالیٰ انتقام لیں تو پھر بندے کا کیا معاملہ ہوگا؟ میرے دوستو! یاد رکھیے جو پروردگار نعمتیں دینا جانتا ہے وہ پروردگار نعمتیں لینا بھی جانتا ہے۔

اس لیے اس ”میں“ کو مٹائیے۔ جب تک میں نہیں مٹے گی تب تک ہمارا کام نہیں سنورے گا۔

اس ”میں“ کو مٹائیے اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی ”میں“ کو مٹائیں۔ یاد رکھیں! جب اللہ تعالیٰ کسی کی ”میں“ کو مٹاتا ہے تو پھر اس کا تماشا دنیا دیکھا کرتی ہے۔

اپنی کوتاہی کو ضرور مانیں:

ہم اپنے اندر عاجزی پیدا کریں اور شریعت کے احکام کو ماننے کی عادت پیدا کر لیں۔

ہاں اگر اپنے نفس کی خرابی کی وجہ سے نہ مان سکے تو تسلیم تو کریں نا کہ ہم گنہگار ہیں۔ یہ تو مانیں کہ ہم سے غلطی ہوئی، کوتاہی ہوئی ہمارا نفس بہت خراب ہے۔ ہمیں

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز پڑھنے کے لیے اٹھنے نہیں دیتا، ہمیں فلاں عمل کرنے کے لیے اٹھنے نہیں دیتا لیکن ہم مانتے ہیں کہ غلطی ہماری ہے۔ اس تسلیم کرنے سے ایمان سلامت رہے گا، گو ہم گنہگار ہوں گے۔

لیکن اگر ہم جواب میں یہ کہہ بیٹھیں کہ پردہ تو آنکھوں کا ہوتا ہے، چہرے کے پردے کا کیا؟ اب ہم نے حکم شریعت کو جو آگے سے چیلنج کیا تو اس میں انسان کئی مرتبہ سرے سے ایمان سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔

یہ ایک نازک سا فرق ہے جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بڑے سے بڑا بندہ گناہ کرے مگر مانے کہ ہم نے گناہ کیا، قابل معافی ہے۔ لیکن اگر یہ کہہ دے کہ حکم شریعت کا کیا فائدہ، کیا حکمت؟ اتنی سی بات کرنے پر وہ دائرہ اسلام سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ ایمان بچانے کا معاملہ ہے اس لیے اس کو کھولنے کی انتہائی ضرورت ہے۔

عناصر اربعہ کی طاقت:

ہم اذان میں چار مرتبہ کہتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر... کیوں؟ اس لیے کہ مخلوق چار طرح کی ہے۔ آگ، پانی، ہوا اور مٹی۔ اب ہر چیز کے اندر اپنی ایک طاقت ہے۔

مٹی کی طاقت:

مٹی کے اندر اپنی ایک طاقت ہے۔ آپ دیکھیں جب رمضان شریف میں زلزلہ آیا زمین ذرا سا ہلی اور چند منٹ میں ہزاروں انسان موت کی نیند میں چلے گئے اور ان کے گھر زمین کے اندر دھنس گئے ذرا سا جھٹکا اتنا خطرناک ہے۔ اللہ اکبر۔

ایک ملک میں زلزلہ آیا اور سمندر کے اندر ایک منٹ کے اندر اتنا نقصان ہوا کہ دنیا اس کو جانتی ہے مجھے ایک بستی کا ایک بندہ ملا۔ کہنے لگا عجیب بات ہے کہ مجھے اللہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

بچا تو لیا مگر میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

جو منظر اس نے میرے سامنے کھولا (بیان کیا) اسکو سن کر اللہ کی طاقت کو دیکھ کر بندہ حیران رہ جاتا ہے۔

ذرا سا پانی کے اندر جھٹکا آ جائے تو بندے کو اپنی اوقات کا پتہ چل جاتا ہے۔ سب پلانگز دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔

ہوا کی طاقت:

دوسری مخلوق ہوا ہے۔ ہوا کے اندر اپنی طاقت ہے، آپ دیکھیں ہوا کے اندر جب سائیکلون (ہوا کے بگولے) آتے ہیں وہ اتنے تیز ہوتے ہیں کہ مکانوں کی چھتوں کو اڑا کر لے جاتے ہیں۔ مجھے ایک مرتبہ ایسے علاقے میں جانے کا موقع ملا تو میرے دوستوں نے پہلے مجھے ہدایات کیں کہ آپ وہاں جا رہے ہیں جہاں سائیکلون ہوتے ہیں۔ اگر آپ محسوس کریں تو فوراً آپ گاڑی میں سے نکل کر زمین پر لیٹ جائیں۔ میں نے پوچھا کہ گاڑی میں بیٹھے رہنے میں کیا حرج ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب سائیکلون آتے ہیں تو گاڑی کو اٹھا کر کئی کئی سو میل دور پھینک دیا کرتے ہیں۔

چنانچہ امریکہ میں کسی ریاست میں ایک مرتبہ سائیکلون آیا تو ایک بندہ جو گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا پولیس نے چالان کیا۔ کمپیوٹر کے اندر ڈاکومنٹ ہو گیا کہ اتنے بجے اس بندے کا چالان ہوگا۔ اب اس کے بعد جیسے ہی وہ سائیکلون کے اندر داخل ہوا، سائیکلون کا ڈایا میٹر تین سو کلومیٹر تھا۔ چند منٹ میں اس کی گاڑی تین سو کلومیٹر دور پائی گئی۔ وہاں پھر ڈاکومنٹ ہوا کہ اس جگہ ایکسیڈنٹ ہوا، گاڑی ملی۔ پتہ چلا کہ سائیکلون نے گاڑی کو اٹھا کر تین سو کلومیٹر دور پھینک دیا۔

ہم نے ایک جگہ اپنی آنکھوں سے ڈائننگ ٹیبل کو ایک درخت کی شاخوں کے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

اٹکے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگے: ہوا کا طوفان آیا تھا ڈائننگ ٹیبل کو اس نے درخت کی شاخوں پہ جا کر پھینک دیا۔ ہوا کی طاقت کا پتہ چلتا ہے۔

پانی کی طاقت:

پانی کے اندر طاقت ہے۔ چنانچہ جب پانی کا طوفان آتا ہے تو انسان اتنی ترقی کے باوجود اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ پورا کا پورا شہر پانی کی زد میں آجاتا ہے۔ بسے شہر ہٹانے پڑ جاتے ہیں۔

آگ کی طاقت:

آگ میں طاقت ہے۔ چنانچہ کئی مرتبہ باہر ملکوں میں جنگلوں میں آگ لگتی ہے۔ چھ چھ مہینے نہیں بجھتی۔

چنانچہ مجھے ایک مرتبہ رشیا میں سفر کرنے کا موقع ملا۔ ہم نے ایک جگہ آگ کا ایک شعلہ دیکھا جو کم از کم ایک فرلانگ اونچا ہوگا۔ اتنا اونچا شعلہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مقامی آدمی نے بتایا کہ یہاں پر آئل ویل کھودا گیا مگر ٹیکنیکل خرابی کی وجہ سے جب اس میں سے گیس نکلنی شروع ہوئی تو وہاں آگ لگ گئی۔ اب نیچے سے گیس آرہی ہے اور اوپر سے یہ اتنا بڑا شعلہ جل رہا ہے۔ اس کو ہم نے کئی سال تک بجھانے کی کوشش کی مگر ہم اس کو بجھا نہیں سکے۔

حتیٰ کہ پوری دنیا میں اناؤنس منٹ کروائی کہ جو کمپنی اس شعلے کو بجھائے گی بعد میں جو تیل نکلے گا آدھا ہم اس کو شیئر دیں گے۔ دنیا کے بڑے ملکوں کی کمپنیاں آئیں مگر انسان عاجز آ گئے۔ آج نو سال گزر گئے ہیں اور یہ شعلہ اسی طرح جل رہا ہے۔ آگ کے اندر طاقت ہے۔

جب ہم چار مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں: اے لوگو! زمین اور اس کی مخلوق

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اگر کوئی غالب ہے تو وہ اللہ کی ذات ہے۔ پھر کہتے ہیں اللہ اکبر پانی اور اس کی مخلوق سے بڑی طاقت اللہ کی ہے۔

اللہ اکبر پھر تیسری مرتبہ کہتے ہیں ہوا اور ہوا کی جتنی مخلوق اور ان کی جتنی طاقت ہے ان سب کے اوپر غالب اللہ کی ذات ہے۔

آخری مرتبہ کہتے ہیں اللہ اکبر: آگ اور اس میں جو طاقت اللہ نے رکھی اس سے بڑی (زیادہ) طاقت اس پروردگار کی ہے۔

اذان میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا ہمیں سبق دلاتا ہے کہ دیکھو! تمہیں کس عظیم پروردگار کی طرف بلایا جا رہا ہے؟! اور آج ہم اس اذان کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ پروا ہی نہیں ہوتی۔ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم نے حکم خدا کو توڑا۔ لہٰذا انتہائی ضروری بات ہے کہ ہم اللہ رب العزت کے حکموں کی عظمت اپنے دل میں پیدا کریں۔ جب حکم خدا سامنے آئے بس ماننے کی نیت کر لیں۔

کوتاہی ہو جائے، بھول ہو جائے، نفس درمیان میں کوئی رکاوٹ ڈال دے غلطی کو تسلیم کر لیں، اللہ کے سامنے معافی مانگ لیں۔ اللہ رب العزت معاف کر دینے والے ہیں۔ لیکن اگر ہم تکبر کا مظاہرہ کریں گے تو پھر اللہ رب العزت ایسے بندے کو معاف نہیں کیا کرتے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

چند گناہ ایسے ہیں جن کا گناہ آخرت میں بھی ہوگا مگر اس دنیا میں بھی ہوگا۔

ان میں سے ایک گناہ ہے تکبر فرمایا:

اللہ تعالیٰ متکبر کو اس وقت تک موت نہیں دیتے جب تک دنیا میں اس کو لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا نہیں کر دیتے۔ اللہ اکبر کبیرا!

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک عبرت ناک واقعہ:

ہمارے جھنگ کے علاقے میں ایک بڑے زمیندار کی اتنی لینڈ ہولڈنگ تھی کہ اس کی زمین میں تین ریلوے اسٹیشن بنے ہوئے تھے۔ پہلا ریلوے اسٹیشن بھی اس کی زمین میں، دوسرا بھی اس کی زمین میں، تیسرا بھی اس کی زمین میں، اتنا بڑا زمیندار تھا۔

ایک مرتبہ اپنے دوستوں کے ساتھ شہر کے چوک میں کھڑا آئس کریم کھا رہا تھا۔ کسی دوست نے کہہ دیا یار! کاروبار اچھا نہیں بڑا پریشان ہوں۔ تو یہ آگے سے بڑا اترا کر کہتا ہے یار! تم ہر وقت پریشان رہتے ہو آئے گا کہاں سے اور مجھے دیکھ میں ہر وقت پریشان رہتا ہوں لگاؤں گا کہاں پہ۔ میری تو آنے والی چالیس نسلوں کو پرواہ نہیں۔

یہ عجب کا بول اتنا اللہ کو ناپسند آیا کہ یہ ایک بیماری میں مبتلا ہوا۔ چھ مہینے کے اندر خود اس دنیا سے چلا گیا۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا جس کی عمر سترہ، اٹھارہ سال تھی۔ وہ اکیلا اس کی تمام میراث کا وارث بن گیا۔ اربوں روپے اکاؤنٹ میں۔ جوانی بھی تھی۔ ایسے لوگوں کے برے دوست بہت جلدی بن جاتے ہیں۔ ایک، دو دوستوں نے اس کو عیاشی کی راہ بتائی۔ اس کے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ اس کو یہ کام بڑا اچھا لگا۔

چنانچہ یہ رات کو نئے نئے مہمان بدلنے لگ گیا۔ کسی کو پچاس ہزار دیا جا رہا ہے، کسی کو ایک لاکھ دیا جا رہا ہے اور ایک سے ایک بہتر مال آ رہا ہے۔

لوگوں نے سمجھایا مگر یہ جوان تھا، آتش کی عمر تھی اس لئے مانتا نہیں۔ جب اس نے اپنے علاقے میں جی بھر کر برائی کر لی۔ کسی نے کہا ذرا بڑے شہر کا مزہ چکھو۔ بڑے شہر جانا شروع کر دیا۔ کسی نے کہا ذرا باہر کے کلبوں میں جا کر دیکھو۔ چنانچہ اس نے بیرون ملک کے نائٹ کلبوں میں جانا شروع کر دیا۔ شراب شباب کا عادی بن گیا۔

چنانچہ یہ ابھی بائیس، پچیس سال کا تھا کہ بالکل بیماریوں کا مجموعہ بن گیا۔ حتیٰ کہ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا وقت آیا کہ نہ مال رہا، نہ جائیداد رہی، نہ صحت رہی۔ ساری کی ساری زمین بک گئی۔ بلکہ ایسا بھی وقت آیا کہ جس گھر میں یہ خود رہتا تھا وہ گھر بھی اس کو بیچنا پڑ گیا۔

چنانچہ جب اس نے گھر بیچا اب نوبت آ گئی لوگوں سے مانگ کر کھانے کی۔ جس چوک میں اس کے باپ نے کھڑے ہو کر کہا تھا میری چالیس نسلوں کو پرواہ نہیں۔ یہ بیٹا اسی چوک میں کھڑے ہو کر اللہ کے نام کی بھیک مانگتا تھا۔

عظمت الٰہی کو ہم سامنے رکھیں، کبھی اس کو چیلنج نہ کریں، اپنی اوقات کو پہچانیں۔ جب ہم نے یہ نکتہ سمجھ لیا پھر ہمارے لیے دین پر عمل کرنا بالکل آسان ہو جائے گا۔ ہم کبھی بڑا بول نہیں بولیں گے۔ ہمارے اندر بندگی ہوگی، تواضع ہوگی، خوش اخلاقی ہوگی۔ ہم کسی کے لیے وبالِ جان نہیں بنیں گے راحت جان بنیں گے۔

عطائے شاہی کی قدر:

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی مولانا روم میں عجیب چھوٹے چھوٹے واقعات لکھ کر ان سے بڑے پیارے نتیجے نکالے ہیں۔ بہت سادہ سی باتیں ہیں فرماتے ہیں:

ایک بادشاہ گزرا ہے محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ۔ نیک بادشاہ تھا۔ اس کے پاس ایک غلام تھا، ایک نوکر تھا، خادم تھا ایاز۔ لیکن وہ بادشاہ کا اتنا محبوب بن گیا کہ ہر چھوٹے، بڑے کام میں بادشاہ اس سے مشورہ کرتا تھا۔ اب یہ چیز بادشاہ کے دوسرے دوستوں کے لیے ہضم کرنا بہت مشکل تھی۔

ایک دن انہوں نے کہا بادشاہ سلامت! ایک دیہاتی سا بندہ آپ کے پاس آیا ہے اور آپ کی اس کے اوپر عجیب شفقت کی نظر ہے ہم اس سے شکل میں اچھے، عقل میں اچھے ہم سے آپ مشورہ ہی نہیں لیتے، اس کی چلتی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟ اس سے اتنی محبت کیوں؟ بادشاہ نے کہا: ہاں میں تمہیں کبھی اس کا جواب دوں گا۔ خیر بات آئی گئی ہو گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک دن بادشاہ نے ایک پھل منگوایا جو کڑوا تھا۔ بعض پھل کھانے میں کڑوے ہوتے ہیں۔ اس نے اس پھل کی قاشیں بنوائی اور جتنے دوست احباب بیٹھے تھے اعتراض کرنے والے سب کو ایک ایک قاش اس نے پکڑا دی۔ جب پکڑا دی تو جس نے اس قاش کو منہ میں ڈالا فوراً تھوتھو کیا۔ بادشاہ سلامت! بہت کڑوا ہے بہت کڑوا۔ بادشاہ نے کہا اتنا کڑوا ہے کہ کھایا ہی نہیں جا رہا؟ ہاں

بادشاہ نے ایاز کی طرف دیکھا ایاز کھائے چلا جا رہا ہے تو بادشاہ نے پوچھا: ایاز کیا پھل کی قاش کڑوی نہیں؟ اس نے کہا بادشاہ سلامت! کڑوی تو ہے۔ تم مزے سے کھائے جا رہے ہو؟ اس نے کہا بادشاہ سلامت: مجھے ایک خیال آ گیا تھا پوچھا کیا؟ کہنے لگا: مجھے خیال یہ آیا تھا کہ سینکڑوں مرتبہ آپ کے ہاتھوں میں سے میٹھی چیزیں لے کر کھا چکا ہوں اگر آج مجھے کڑوی بھی مل گئی تو مجھے واپس کرتے ہوئے حیا آتی ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر ہمارا بھی معاملہ اس غلام کی طرح ہو جائے کہ جس پروردگار نے اتنی نعمتیں دیں، گھر دیا، گھر والی دی، اولاد دی، کاروبار دیا۔ اتنی بے پناہ نعمتیں۔ اگر اس کی طرف سے کبھی مشکل بھی آ جائے تو ہم اپنے رب کی شکایتیں کیوں کرتے ہیں؟ کیا ہم اس غلام سے بھی گئے گزرے بن گئے!؟ اتنا بھی لحاظ نہیں کرتے۔ اس لیے اللہ والے ہر حال میں اپنے رب سے راضی ہوتے ہیں۔

لطف تجھن دم بہ دم ، قہر تجھن گاہ گاہ

ایہہ وی تجھن واہ واہ، اوہ وی تجھن واہ واہ

اللہ کی طرف سے رحمتیں ہر لمحے اور مشکلات کبھی کبھی۔ صحت ہمیشہ بیماری کبھی کبھی، بھوک کبھی کبھی، فاقہ کبھی کبھی۔ عزت ہمیشہ ذلت کبھی کبھی۔ خوشی ہمیشہ پریشانی کبھی کبھی، زیادہ وقت تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں گزرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اے میرے آقا! میں ایسے بھی آپ سے راضی، ویسے بھی آپ سے راضی۔

اگر بیوی یہ بات سمجھ لے کہ جو خاوند مجھے اتنا پیار دیتا ہے، اتنی محبت دیتا ہے اگر اس نے غصے میں کوئی بات کر بھی لی تو مجھے خاموش ہونا ہے۔ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ ہر بات کا جواب دینا لازم ہوتا ہے۔ کئی مرتبہ خاموشی بہترین جواب ہوتا ہے تو مسئلے ہی ختم ہو جائیں مگر نہیں۔ ابھی ہمیں یہ عظیم صفت حاصل نہیں۔

اپنی اوقات کا خیال:

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حاسدین نے سلطان محمود غزنوی کو شکایت لگائی کہ یہ جو آپ کا لاڈلا غلام ہے اس نے ایک الماری بنائی ہوئی ہے اور اس کے اندر کچھ چھپایا ہوا ہے یہ اس کو تالا لگا کے رکھتا ہے۔ چابی کسی دوسرے بندے کو نہیں دیتا اور روزانہ اس کو کھول کھول کے دیکھتا ہے۔ ہمارا شک ہے کہ اس نے ہیرے، موتی خزانے سے چرائے ہوں گے اور وہاں چھپا کے رکھے ہوں گے۔ اس نے ایاز کو بلایا۔

ایاز! تم نے کوئی الماری بنائی ہوئی ہے؟ جی

تالا لگا کے رکھا ہے؟ جی

کسی کو چابی دیتے ہو؟ جی نہیں

خود روزانہ کھول کے دیکھتے ہو؟ جی ہاں

بادشاہ نے کہا چابی لاؤ۔ ایاز نے چابی دے دی۔ بادشاہ نے وہ چابی ایک بندے کو دی اور کہا کہ جو کچھ اس الماری میں ہے لا کے سب کے سامنے رکھو۔ جب یہ بات حاسدین نے سنی تو وہ بغلیں بجانے لگیں۔ خوشی ہوئی کہ آج اس کا پول کھلے گا۔ آج بادشاہ کو پتہ چلے گا کہ یہ کتنا اندر سے کھوٹا ہے۔ چنانچہ وہ خوش ہو گئے۔ اتنے میں وہ بندہ گیا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

جب واپس آیا تو اس کے پاس تین چیزیں تھی۔

ایک بوسیدہ سا کرتہ، ایک بوسیدہ سا جوتا، اور ایک بوسیدہ سی چادر

بادشاہ نے کہا: کیا الماری میں یہی کچھ تھا؟ اس نے کہا: بادشاہ سلامت! صرف یہی کچھ تھا۔ بادشاہ نے کہا ایاز! کیا چیزیں اس قابل ہیں کہ تم ان کو تالے میں رکھو اور پھر روزانہ اس کو دیکھو؟

ایاز نے کہا: بادشاہ سلامت! جب میں آپ کے پاس حاضر ہوا تھا اس وقت میں نے یہ کرتہ پہنا ہوا تھا۔ یہ چادر باندھی ہوئی تھی، یہ جوتا پہنا ہوا تھا۔ میں نے ان کو تالے میں اس لیے رکھا کہ میں روزانہ اپنے آپ کو اپنی اوقات یاد دلاتا ہوں: ایاز! یاد رکھو یہ تمہاری اوقات تھی اور بادشاہ کے تم پر جو احسانات ہیں ان کا لحاظ کرنا۔ بادشاہ کا وفادار بن کر رہنا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کاش کہ اس دیہاتی بندے جیسی سمجھ ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔

ذرا ہم اپنی اوقات کو تو دیکھیں جب ہم دنیا میں آئے تھے تو ہمارا کیا تھا؟ نہ ہمارے دانت تھے، نہ ہمارے جسم میں طاقت کہ ہم اٹھ کے بیٹھ سکیں، کھڑے ہو سکیں۔ نہ بولنے کی طاقت، نہ عقل چلتی تھی۔ نہ علم تھا، نہ گھر تھا، نہ اولاد تھی، کچھ نہیں تھا آج جو کاریں ہیں، بہاریں ہیں، روٹی ہے، بوٹی ہے اللہ کی قسم یہ اس مالک کی دین ہے۔ سب نعمتیں پروردگار نے ہمیں عطا کیں۔ کہیں جاتے ہیں لوگ اٹھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ ہمارا ہے؟ نہیں۔ یہ اس مالک کا کرم ہے۔ جب اس اللہ نے ہمیں آج اتنی نعمتیں دیں تو خود کو اپنی اوقات یاد نہ دلائیں؟ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس اللہ کے حکم کو ماننے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ اے میرے مولا! تیری اتنی نعمتیں ہیں اور ہم تیرے بندے ہیں ہم ان نعمتوں کا حق بھی ادا نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کر سکتے۔

ہم تو ساری زندگی سجدے میں سر ڈال کر پڑے رہیں تو اللہ! ہم پھر بھی آپ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

ایاز کے دل میں فرمانِ شاہی کی قدر:

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی کو خیال آیا کہ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں ذرا آج ان کو میں آزماؤں تو سہی کہ میرے ساتھ کتنے Faithful ہیں۔ چنانچہ اس نے خزانے سے ایک ہیرا منگوایا موٹا، قیمتی ہیرا اور ایک ہتھوڑا ہاتھ میں دیا اور اس نے آ کر لوگوں کے سامنے کہا دیکھو بھئی! آج میں آپ سب کا ایک امتحان لوں گا۔ امتحان یہ کہ اس نے پہلے بندے کو ہیرا دیا کہ یہ ہیرا لو۔ یہ ہتھوڑی لو اور اسکو توڑ دو۔ چونکہ اب وہ کہہ چکا تھا کہ یہ ایک ٹیسٹ ہے تو جسکو اس نے دیا اس صاحب نے آگے سے عذر پیش کرنے شروع کر دیے۔ بادشاہ سلامت! ہیرا بڑا قیمتی ہے، یہ خزانے میں ہی اچھا لگتا ہے توڑیں گے تو ضائع ہو جائے گا۔ جب اس نے ایسی باتیں کہیں تو بادشاہ نے خوش ہو کر اس سے ہیرا اور ہتھوڑی لے لی۔ دوسرے کو دی، دوسرے نے بھی یہی بہانہ کیا اور الفاظ کے اندر کر دیا۔ تیسرے کو دیا، چوتھے کو دیا، جتنے حاسدین تھے سب نے ایک ہی جواب دیا کہ اسکو توڑنا نہیں چاہیے نقصان ہو جائے گا۔ بادشاہ خوش ہو گیا۔

پھر آخر پر بادشاہ نے ہیرا لیا اور ہیرا لے کر ایاز کو دیا اور ہتھوڑی بھی پکڑائی اور کہا: ایاز! اس کو توڑ دو۔ ایاز نے اسے زمین پر رکھا اور ایک ضرب ہتھوڑے کی لگائی اور اس کو چکنا چور کر دیا۔ جب اتنا قیمتی ہیرا ٹوٹا تو حاسدین اپنے دل میں حیران کہ آج اس کی شامت بنے گی۔ آج بادشاہ کو پتہ چلے گا کہ یہ کتنا بے وقوف اور جاہل انسان ہے! بادشاہ بھی حیران تھا اس نے پوچھا: ایاز! تم نے ہیرا توڑ دیا؟ ایاز نے کہا: بادشاہ سلامت!

میرے سامنے دو صورتیں تھیں۔ آپ نے حکم دیا ہیرا توڑ دو۔ اگر میں ہیرے کو نہ توڑتا تو گویا میں آپ کا حکم توڑ رہا ہوتا۔ میری نظر میں آپ کا حکم ایسے ہزار ہیروں سے قیمتی ہے، میں نے ہیرے کو تو توڑ دیا لیکن آپ کے حکم کو ٹوٹنے سے بچا لیا۔

اگر آج ہمارے اندر اللہ رب العزت کی یہ عظمت پیدا ہو جائے۔ مولا! دنیا کا نقصان تو برداشت کر لیں گے ہم آپ کے حکم کو نہیں توڑ سکتے۔ آپ کی عظمت ہمارے دلوں میں ہے۔ ہم آپ کے بندے ہیں۔ یہ عظمت خدا جتنی دلوں میں آئے گی اللہ تعالیٰ اس کے بدلے عزتوں سے نوازیں گے۔

یہ اس مالک کی عادت مبارکہ ہے کہ جو بندہ اپنے دل میں اللہ رب العزت کی محبت کو پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ اپنی عزتوں سے نوازتے ہیں۔

اس لیے نبی علیہ السلام نے فتح مکہ کے وقت فرمایا تھا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ"

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہم احکام شریعت کے سامنے اپنے سر کو جھکانا سیکھیں۔ کٹ حجتی، ہٹ دھرمی، ضد، انا اور پھر شریعت کا مذاق اڑانا یہ چیزیں انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہیں۔ اللہ اکبر

ہم بندے ہیں اور ہمیں بندگی ہی جچتی ہے۔ اللہ کے سامنے بندے کا ناز نہیں چلتا، نیاز چلتی ہے۔ جو ناز دکھانے کی کوشش کرے گا نقصان اٹھائے گا۔ اللہ رب العزت وہ ذات ہے جس کے سامنے انبیا تھرتھراتے ہیں۔ اللہ اکبر

بے نیاز پروردگار کا شاہانہ کلام:

نبی علیہ السلام اللہ رب العزت کے محبوب ہیں جن کی وجہ سے اللہ نے کائنات کو بنایا۔ جن کے اوپر اللہ رب العزت نے اپنی نعمتوں کی انتہا کر دی۔ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الانشراح:۴)

"اے میرے محبوب ﷺ! آپ کے ذکر کو ہم بلند کریں گے"

جن کی شان کو اللہ تعالیٰ نے بلند کرنے کا ذکر، اظہار فرمایا۔ وہ نبی علیہ السلام اللہ رب العزت کے سامنے کتنی عاجزی سے اور کتنی بندگی کے ساتھ اللہ رب العزت کی بندگی کرتے تھے۔ اللہ رب العزت ایک موقع پر اپنے محبوب سے محبوبانہ خطاب فرماتے ہیں۔ ایسا خطاب کہ علم اور عمل پر ناز کی جڑ کاٹ کے رکھ دی۔ فرمایا:

"اے میرے پیارے محبوب ﷺ! ہم نے جو آپ کو علم دیا آپ کا کمال نہیں ہمارا کمال ہے"

﴿لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ﴾ (بنی اسرائیل:۸۶)

"اگر ہم چاہیں (ثقیلہ کا صیغہ ہے، تاکید کا آخری درجہ ہے) ہم نے وحی کے ذریعے آپ کو جو علم دیا ہم اس علم کو آپ سے واپس لے سکتے ہیں"

اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو یہ خطاب فرماتے ہیں تو کیا آج کوئی بندہ اپنے علم پہ ناز کر سکتا ہے!؟ پھر عمل کی جڑ کاٹ کے رکھ دی۔ فرمایا:

اے میرے پیارے محبوب ﷺ!

﴿وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا﴾ (بنی اسرائیل:۷۴)

"اگر ہم آپ کو ثابت قدمی عطا نہ فرماتے آپ ان دشمنوں کی طرف تھوڑا سا مائل ہوتے" تو کیا ہوتا؟

﴿إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا﴾ (بنی اسرائیل:۷۵)

"دگنا زندگی میں عذاب دیتے اور دگنا موت کے وقت دیتے اور آپ کا کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

مددگار بھی نہ ہوتا" اللہ اکبر۔

ان آیتوں کو پڑھ کے دل کانپتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو یہ فرماتے ہیں تو ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں!! ہم اپنے علم پر ناز کرتے پھریں اور عمل پہ اتراتے پھریں ہم تو بڑے نیک بن گئے اور بڑے اچھے بن گئے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

ازواجِ مطہرات کے لیے پروردگار کا حکم:

نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات کا تعلق ان سے محبت کا تھا۔ اور بیوی کے اندر ناز ہوتا ہے۔ یہ ایک فطری چیز ہے۔ لیکن اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کی بیوی کے اس ناز کو مٹا کے رکھ دیا۔ فرمایا:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا﴾ (الاحزاب:۳۰)

"اے نبی ﷺ کی بیویو! اگر تم میں سے کوئی واضح فحش برائی کا ارتکاب کرے گی ہم اس کو کئی گنا زیادہ عذاب دیں گے۔ اور یہ کام اللہ کے لیے بہت آسان ہے"

تم کس ناز میں پڑی ہوئی ہو؟ مزاج درست کر کے رکھ دیا، بندگی سکھا دی۔ تو دیکھیے: جب اتنے بڑوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو ہم کسی کھاتے میں نہیں۔ ہم اگر ناز کریں گے تو پھر اللہ رب العزت کا کیا معاملہ ہو گا؟ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کے حکم کو ماننے کی عادت ڈالیں۔ احکامِ شریعت کے سامنے جھکنا سیکھیں۔ انبیاء ڈرتے ہیں۔

چشمِ بصیرت کو کھول کر دیکھیے:

رب کریم کی جب بے نیازی کی نظر اٹھ جاتی ہے۔ بڑے بڑوں کو آزمائشوں میں ڈال دیتی ہے۔ سوچیے! چشم بصیرت کو کھول کے دیکھیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا دیکھیے

حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے کیا خطاب فرمایا؟ ذرا اس پہ غور کیجیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہچکچاہٹ پہ غور کیجیے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پہ آنے والی مصیبت کو دیکھیے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی قید کا نظارا کیجیے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے سر کے اوپر آرے کو چلتا دیکھیے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی گردن کو کٹتا دیکھیے۔

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ کے اندر گرفتار ہوتا دیکھیے۔

یہ کیا ہے؟ یہ اللہ کی بے نیازی کا اظہار ہے۔ جب اتنے مقرب بندوں کو وہ چاہتا ہے آزمائشوں میں ڈال دیتا ہے۔ ہم تو گنہگار بندے ہیں۔

ہمارے پاس فقط ایک راستہ ہے، کیا؟ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنا اور اللہ سے معافی مانگنا۔ موٹی سی بات ہے غلطی ہوگئی، معافی مانگ لی۔ اس ایک چھوٹے سے فقرے میں بڑی عافیت ہے۔ جو اللہ رب العزت کی عظمتوں کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ رب العزت کے سامنے بندہ کوئی بات نہیں کرسکتا۔

سیدنا نوح علیہ السلام کو ارشاد ربانی:

سیدنا نوح علیہ السلام طوفان کی حالت میں اپنی کشتی کے اندر موجود ہیں۔ اللہ رب العزت نے فرمادیا تھا میں تمہیں اور تمہارے اہل کو اس پانی کے سیلاب سے نجات دوں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ نوح علیہ السلام کو اطمینان تھا۔ آپ علیہ السلام کا بیٹا آپ کے سامنے تھا۔ آپ نے بیٹے کو کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿یٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا﴾

''اے بیٹے! ہمارے ساتھ اس کشتی پر سوار ہو جاؤ''

بیٹا آمادہ نہیں ہوا کہنے لگا:

﴿سَاٰوِیْۤ اِلٰى جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ﴾ (ہود:۴۳)

''میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا اس سیلاب سے بچ جاؤں گا''

جیسے یہ بات کہی:

﴿وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ﴾ (ہود:۴۳)

''ایک لہر آئی پانی کی اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے پانی میں غرق ہو گیا''

اب باپ کے دل میں شفقت ہوتی ہے، محبت ہوتی ہے۔ اپنے جوان بیٹے کو آنکھوں کے سامنے غرق ہوتے دیکھا تو ان کا دل بہت مغموم ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ رب العزت کی خدمت میں عرض کی۔ سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے۔

﴿وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ﴾ (ہود:۴۵)

''اے اللہ! میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا اور آپ کا وعدہ سچا ہے''

﴿وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ﴾ (ہود:۴۵)

''اور آپ سب حاکموں سے بڑے حاکم ہیں''

جیسے ہی یہ کہا حکم خدا آ گیا:

﴿یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ (ہود:۴۶)

''اے نوح علیہ السلام! بے شک آپ کا بیٹا آپ کے اہل سے نہیں تھا اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے عمل خراب تھے۔ پس آپ مجھ سے وہ بات مت پوچھیے جس کا آپ کو علم نہیں''

﴿إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾ (ہود:۴۶)

''بے شک میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں یہ کہ آپ جاہلوں والی بات مت کریں''

جیسے ہی یہ بات ہوئی حضرت نوح علیہ السلام نے یہ نہیں کہا اللہ آپ کا وعدہ تھا۔ فوراً غلطی کو مانا کیا کہا؟

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ﴾ (ہود:۴۷)

''اے اللہ! بے شک میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں یہ کہ میں ایسی بات مانگوں جس کا مجھے علم نہیں''

﴿وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (ہود:۴۷)

''اگر آپ مجھے معاف نہیں کریں گے اور مجھ پر رحم نہیں کریں گے میں تو خسارہ اٹھانے والا ہوں''

حکم خدا حکم خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عظمت کو ہمارے دلوں میں بٹھائے اور اس کی ہمیں پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقتِ دنیا

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

ترا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
یہ ہوگا ایک دن مردار جو کرموں نے کھانا ہے

اجل کے روز کو کر یاد سامان چلنے کا
مسافر بے وطن ہے تو کہاں تیرا ٹھکانہ ہے

غلط فہمی ہے تیری نہیں آرام اک پل بھی
زمیں کے فرش پر سونا جو اینٹوں کا سرہانہ ہے

عزیزا یاد کر وہ دن جو ملک الموت آئے گا
نہ جاوے ساتھ تیرے کوئی اکیلا تو نے جانا ہے

نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی
تو کیوں پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا﴾ (التوبہ:۱۰۲)

اعترافِ قصور

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اعترافِ قصور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا (التوبۃ:۱۰۲)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان خطا کا پتلا ہے:

انسان کی فطرت ہے کہ

"اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِّنَ الْخَطَاِ وَالنِّسْيَانِ"

"انسان خطا اور نسیان کا مرکب ہے"

یعنی یہ بھول کر بھی غلطی کرسکتا ہے اور اپنے جذبات اور حالات سے مجبور ہو کر بھی غلطی کرسکتا ہے۔ یہ دونوں طرح کی غلطیاں کرنا انسان کی فطرت میں سے ہے۔ اس لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جو کہے کہ مجھ سے کبھی غلطی نہیں ہوتی۔

معصوم اور محفوظ ہستیاں:

اللہ رب العزت نے انبیائے کرام کو معصوم پیدا فرمایا۔ قدرت کا ایک نظام ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان کی فطرت ایسی پاکیزہ ہوتی ہے کہ ان سے ایسی غلطی سرزد ہی نہیں ہوتی۔ اور جو کاملین اولیاء اللہ ہوتے ہیں وہ محفوظ ہوتے ہیں یعنی وہ پھسلنے بھی لگتے ہیں تو اللہ کی رحمت ان کو سہارا دے دیتی ہے۔ باقی رہ گئے عوام الناس ''میں'' اور ''آپ'' ہم اچھے عمل بھی کر لیتے ہیں اور گناہ بھی کر بیٹھتے ہیں۔ بعض اوقات بات ہی ایسی کر دیتے ہیں کہ اس سے دوسرے کا دل دکھ جاتا ہے۔ کبھی ارادتاً ایسی بات کہہ بیٹھتے ہیں اور کبھی بھول کر۔ تو گویا ہم سے دونوں طرح کے گناہ سرزد ہو رہے ہوتے ہیں۔

اچھے انسان کی پہچان:

اچھا انسان وہ ہے جس کو اپنے گناہوں کا پتہ چل جاتا ہے۔ کئی مرتبہ انسان کی آنکھوں پر ایسی پٹی بندھی ہوتی ہے کہ اپنے ہاتھ سے کام کر رہا ہوتا ہے لیکن اس کی آنکھ نہیں دیکھتی، انسان کا دماغ نہیں سوچتا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔

تصوف کا بنیادی نکتہ:

اللہ تعالیٰ جس سے بھی خیر کا ارادہ کر لیں اس کے عیوب اس کے سامنے واضح فرما دیتے ہیں چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

((اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا یُفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ))

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

اور آگے فرمایا:

"وَزَهَّدَهُ فِي الدُّنْيَا وَبَصَّرَهُ عُيُوبَهُ"

"اور دنیا میں اس کو زہد عطا فرما دیتے ہیں اور اس کے عیبوں کا اس کو بصیر بنا دیتے ہیں"

اسے فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ میں نے کہاں کہاں کوتاہی کی، کہاں کہاں غلطی کی۔ جب دل کی آنکھیں کام کرنا شروع کرتی ہیں تو انسان کے لیے ان غلطیوں کو سمجھ لینا آسان ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو سب سے پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ اس بندے کی کوتاہیاں اس کی نظر سے اوجھل کر دیتے ہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ میرے اندر تو کوئی عیب نہیں ہے۔ باقی ساری دنیا اس کو عیب دار نظر آتی ہے اور اپنا آپ صاف نظر آنے لگتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی نشانی ہے۔ اس کے برعکس جس بندے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں تو اس کے عیوب اس کی نظروں کے سامنے کھول دیتے ہیں۔

اوروں پہ معترض تھے لیکن جو آنکھ کھولی
اپنے ہی دل کو ہم نے گنج عیوب پایا

بہادر شاہ ظفر کا کیا اعلیٰ کلام ہے!

نہ تھی اپنی برائیوں کی جب خبر، رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

جب اپنے عیب کھلتے ہیں تو پھر انسان کو دوسرے اچھے نظر آتے ہیں۔ اور یہی تصوف کا بنیادی نکتہ اور مرکز ہے کہ بندہ باقی سارے لوگوں کو اپنے سے بہتر جانے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خود پسندی کیسے ختم ہوتی ہے؟

ہمارے مشائخ نے فرمایا: تم اگر کسی دوسرے کے عیوب بیان کرنا چاہو تو پہلے اپنے عیوب پر نظر ڈالو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب انسان اپنے عیوب کو دیکھتا ہے تو پھر اس کی ''میں'' ختم ہوتی ہے اور اس کی خود پسندی ختم ہو جاتی ہے۔ ورنہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ اسے تھوڑا سا پھول جائے تو وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔

آپ غور کریں کہ کبھی بغیر تسبیح کے استغفار کرنے بیٹھیں تو ابھی بیس تیس مرتبہ ہی استغفار پڑھا ہوگا کہ بندہ سمجھے گا کہ سو دفعہ ہو گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی گپ شپ اڑانے بیٹھیں یا وڈیو گیمز کھیلنے بیٹھیں تو ایک گھنٹہ بیٹھنے کے بعد بھی کہیں گے کہ ابھی پندرہ منٹ ہوئے ہیں۔ تو گناہ کے کام میں ایک گھنٹہ تک مشغول رہنے کے بعد بھی وہ یہ سوچتے ہیں کہ ابھی تھوڑا سا وقت گزرا ہے۔

شکستہ دل کی قدر و منزلت:

جب انسان اپنے عیوب پر نظر ڈالتا ہے تو پھر اسے اپنی اوقات کا پتہ چلتا ہے۔ پھر اس کا دل ٹوٹتا ہے کہ مجھے جیسے ہونا چاہیے تھا میں نہ بن سکا۔ یہ دل کا ٹوٹنا اللہ کی ایک نعمت ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''دنیا میں ہر چیز کی قیمت ٹوٹنے سے گھٹتی ہے سوائے دل کے۔ دل کی قیمت ٹوٹنے سے بڑھ جاتی ہے۔''

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

جب بندے کا دل ٹوٹتا ہے تو اللہ کو بندے پہ پیار آتا ہے۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے:

''قَالَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام: یَارَبِّ! اَیْنَ اَبْغِیْکَ؟''

www.besturdubooks.wordpress.com

”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟“

قَالَ اَبْغِنِيْ عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ

”فرمایا: تم مجھے ٹوٹے ہوئے دلوں میں ڈھونڈو، میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں“

توبہ کرنے والے خطا کار کی عظمت:

اب دو صورتیں ہیں:۔ ایک تو یہ کہ انسان نیکی کرے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ انسان گناہ کرے اور اپنے آپ کو پر خطا سمجھے۔ مشائخ کی نظر میں نیکی کر کے اپنے آپ کو اچھا سمجھنے والا برا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے اندر ”میں“ ہوتی ہے۔ اور یہ ”میں“ اللہ کو ناپسند ہے۔ اور گناہ کر کے اپنے آپ کو پر خطا سمجھنے والا یہ اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

”اَلْعَاصِيْ خَيْرٌ مِّنَ الْمُدَّعِيْ“

”دعویٰ کرنے والے سے گناہگار زیادہ بہتر ہوتا ہے“

ایک حدیث مبارکہ ہے:

”خِيَارُكُمْ كُلُّ مُفْتَتَنٍ تَوَّابٍ“

”تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو گناہ میں ملوث ہوا اور پھر وہ توبہ کرے“

یعنی گناہ کیا، پھر احساس ندامت ہوا اس کے بعد توبہ کر لی۔ ایسا بندہ زیادہ بہتر ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ:

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک نیک آدمی تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ بہت عبادت گزار تھا، حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کبھی اس طرف کو جاتے تو اس کو سلام فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام اس کو ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت ایک گنہگار آدمی بھی قریب سے گزرا۔ جب وہ قریب سے گزرا تو اس نیک راہب کی اس پر نظر پڑی، اور اس نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور یہ کہا:

بہ محشر کہ حاضر شود انجمن

خدایا! تو با او مکن حشر من

"اے اللہ! جب قیامت کے دن سب اکٹھے ہوں گے تو مجھے اس گنہگار کے ساتھ اکٹھا نہ کر دینا"

اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمالی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے میرے پیارے پیغمبر علیہ السلام! اس نیک راہب کو بتا دیجیے کہ میں نے تیری دعا قبول کرلی۔ تو نے کہا ہے کہ اے اللہ! مجھے آخرت میں اس کے ساتھ اکٹھا نہ کرنا۔ اب میں نے اس گنہگار بندے کی توبہ قبول کرلی ہے، اور میں نے اس کو جنت میں بھیجنے کا فیصلہ کرلیا ہے، اور تو نے چونکہ خود دعا مانگی ہے کہ مجھے اس کے ساتھ اکٹھا نہ کرنا، لہٰذا اب اس نیک آدمی کے ساتھ تجھے جنت میں نہیں بھیجوں گا۔ اللہ اکبر کبیرا!

زاہد غرور داشت سلامت نہ برد راہ

رند از رہ نیاز بدار السلام رفت

کئی مرتبہ انسان کا گناہ نیکی میں ترقی کا سبب بن جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ اس گناہ کی وجہ سے اللہ رب العزت کے سامنے شرمندہ ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کے راستے پر چلنے والا:

''میں'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ اس لیے کہ یہ شیطان کا کام ہے۔ اور جو ''میں'' کہتا ہے وہ شیطان کے رستے پر چلنے والا ہوتا ہے۔ ہمارے مشائخ نے تو ''میں'' کے لفظ کو استعمال کرنے سے بھی پرہیز کیا۔ تاہم گفتگو میں کبھی کبھی یہ لفظ استعمال کرنا پڑتا ہے۔

لفظِ ''انا'' کی تحقیق:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''مرقاۃ'' میں ''انا'' کے لفظ کی بڑی عجیب تحقیق بیان فرمائی۔ وہ فرماتے ہیں:

☆ ...اگر انا سے مراد کسی کو خبر دینا ہو تو یہ جائز ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (حم السجدہ:۶)

اس سے مقصود خبر دینا ہے۔

﴿وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ (ص:۸۶)

''انا'' کا لفظ یہاں بھی خبر کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ ہے نبی علیہ السلام نے پوچھا:

آج کوئی روزہ دار ہے؟..... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں ہوں

کس نے جنازہ پڑھا؟..... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے

کس نے بیمار کی عیادت کی؟..... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے

پھر نبی علیہ السلام نے یہ باتیں پوچھنے کے بعد فرمایا: جس نے یہ سب کام کیے اس کے لیے جنت کی خوشخبری ہے۔

یہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی ''انا'' یعنی ''میں'' کا لفظ استعمال کیا۔ مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

اسکا مقصد کیا تھا؟ خبر دینا، جتانا۔

☆ ...... اگر جتانا مقصود ہو تو پینا جائز ہے۔ جیسے شیطان نے کہا تھا:

﴿انَا خَيْرٌ مِّنْهُ﴾

”میں اس سے بہتر ہوں“

بندے کی ایسی ”میں“ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ناپسندیدہ ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ کسی بندے نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا: کون؟ اس نے جواب میں کہا: انا ...... ”میں“ نبی علیہ السلام نے نکیر فرمائی کہ نام بتاؤ: انا سے کیوں جواب دیا؟ توجیہ فاصل یہ ہوئی کہ جہاں خبر دینا مقصود ہو وہاں انا کا لفظ جائز ہے اور جہاں اپنی وصلیت جتانا مقصود ہو وہاں ناجائز ہے۔

انا العابد اور انا الزاهد کہنا:

مشائخ کے ہاں انا العابد اور انا الزاهد کہنا حرام ہے۔ یہ طریقہ ابلیس اور فرعون کا ہے۔ کیونکہ فرعون نے کہا تھا انا ربکم الاعلی اور ابلیس کا کیا حشر ہوا تھا؟ اسے واقعہ نے اہل اللہ کی راتوں کی نیندیں اڑا کے رکھ دی ہیں کہ اللہ رب العزت ناراض نہ ہو جائیں۔

فنا کی دلیل:

انبیاء کرام کا طریقہ کیا ہے؟ انا الفقیر، انا المذنب، انا عبدك...... اگرچہ یہاں بھی انا کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن یہ انا اصل میں فنا کی دلیل ہے۔

منصور حلاج اور فرعون کے انا کہنے میں فرق:

اب مشائخ نے یہ بھی عجیب بات کی کہ فرعون نے بھی کہا تھا: ”انا ربکم الاعلی“ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

منصور حلاج نے بھی کہا تھا: "انا الحق" یعنی انا کا لفظ تو دونوں نے استعمال کیا۔ ایک قبول ہو گیا اور دوسرا مردود ہو گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ منصور حلاج نے انا کا لفظ اپنے آپ کو مٹانے کے لیے کہا تھا اور فرعون نے انا کا لفظ اپنے آپ کو جتلانے کے لیے کہا تھا۔

گفت فرعونے انا الحق گشت پست
گفت منصور ے انا الحق گشت مست

"فرعون نے انا الحق کہا تھا اور وہ پست ہو گیا اور منصور نے انا الحق کہا تھا اور اللہ کی محبت نے اس کو دیوانہ بنا دیا"

تصوف کا مقصود:

مشائخ ہمیشہ فنا سکھاتے ہیں۔ سید سلمان ندوی رحمہ اللہ نے حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا تھا: حضرت! تصوف کا مقصود کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے کو مٹا دینے کا دوسرا نام تصوف ہے۔

بکری کی "میں" بھی نکل گئی:

بکری کو سنیں تو وہ آواز ایسے نکالتی ہے جیسے میں، میں کہہ رہی ہو۔ اللہ رب العزت نے اس کی میں مٹانے کا ارادہ فرما لیا۔ تو پھر کیا ہوا؟ سب سے پہلے تو اس کے گلے پر چھری پھروائی۔ پھر اس کی کھال اتروائی۔ اس کے بعد چھریاں چلوا کے اس کی بوٹیاں کروائیں۔ پھر ہڈیاں کٹوائیں۔ جب اچھی طرح ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا تو پھر اس کو آگ کے اوپر چڑھوا دیا۔ چنانچہ لوگ بکری کے گوشت کو بھون بھون کے کھاتے ہیں۔

اب دیکھیے کیا ہوا؟ بکری کے اندر کی آنتیں۔ ہم تو ان کو نکال کے پھینک دیتے ہیں۔ لیکن پہلے زمانے میں روئی دھننے والی ایک مشین ہوتی تھی، اس میں کچے دھاگے کا کام نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

آتے تھے۔ اس لیے اس میں بکری کی آنتوں کو خشک کر کے اسکو باندھا جاتا تھا۔ تو جب اس کو دھوپ کے اندر خشک کر کے باندھا جاتا تھا اور پھر چلانے والا اس کو چلاتا تھا تو اس میں سے توں، توں، توں کی آواز آتی تھی۔

دیکھیں! بکری کی میں نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا کیا حال کیا کہ اتنے مجاہدے کے بعد اس میں سے بے اختیار توں، توں، توں کی آواز آتی ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ بھی اپنے اندر سے ''میں'' کو ختم کر کے اپنے اختیار سے کہے! مولا! تو ہی اعلیٰ و ارفع ذات ہے، میں تو تیرا ایک ادنیٰ سا بندہ ہوں اور اس کو اپنے اندر کوئی خوبی نظر نہ آئے۔

میں توں منجھ فقیرا تے نکی کر کے کٹ
کھلے خزانے رب دے تو جویں چاہیں لٹ

''یہ جو ''میں'' ہوتی ہے اس کو خوب پیس دو، جب تو اپنی ''میں'' کو مٹائے گا تو اللہ کے خزانے بہت وسیع ہیں، پھر جتنا تو چاہے گا خزانوں میں سے لے لینا''

''میں'' کے متبادل الفاظ:

ہمارے مشائخ نے اپنی عام گفتگو میں بھی ''میں'' کا لفظ استعمال کرنے سے پرہیز فرمایا۔ وہ اپنی گفتگو میں کیا لفظ بولتے ہیں؟ فقیر..... اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خطاب کر کے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (فاطر: ۱۵)

جب اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو فقیر کہا تو پھر اس لفظ کا استعمال کرنا جائز ہوا۔

وہ اپنے آپ کو عاجز بھی کہتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو بندہ اپنے نفس کو کنٹرول نہ کر سکے اس کو عاجز کہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور وہ اپنے آپ کو مسکین بھی کہتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں یہ لفظ بھی آیا ہے۔ اس لیے ہمارے مشائخ اپنے بارے میں فقیر، عاجز اور مسکین کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں "میں" کا لفظ ہی استعمال نہیں کرتے تھے۔ زبان سے یہ لفظ نکالنا بھی ناپسند کرتے تھے۔

صفتِ رحیمیت کا ظہور کیسے ہوگا؟

حدیث پاک میں ہے کہ اگر تمام دنیا کے لوگ نیک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ختم کر کے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو گناہ کر بیٹھیں اور پھر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اس لیے کہ اگر کوئی گنہگار ہی نہیں ہوگا تو اللہ کی صفت رحیمیت اور غفاریت کا ظہور کیسے ہوگا!؟ اس کا ظہور ہی اسی طرح ہوتا ہے کہ انسان اللہ کے سامنے عاجزی کرے، روئے اور معافیاں مانگے۔ اللہ تعالیٰ معاف کر کے خوش ہو جاتے ہیں۔

ایک مجذوب کا پُر کیف کلام:

ایک مجذوب تھا۔ وہ اکثر یہ شعر پڑھتا تھا:

چہار چیز آوردہ ام شاہا کہ در گنج تو نیست

"میرے پاس چار چیزیں ایسی ہیں کہ اے شہنشاہ حقیقی! وہ تیرے خزانے میں بھی نہیں ہیں"

یہ سن کر لوگ بڑے حیران ہوتے تھے کہ یہ مجذوب دیوانہ کیا کہتا ہے۔ چنانچہ ایک بندہ پیچھے پڑ گیا اور اس نے اس سے پوچھا: وہ کونسی چیزیں ہیں جو اللہ رب العزت کے خزانے میں بھی نہیں ہیں۔ تو انہوں نے شعر مکمل کیا:

چہار چیز آوردہ ام شاہا کہ در گنج تو نیست
نیستی و حاجت و عذر و گناہ آوردہ ام

www.besturdubooks.wordpress.com

"میں فنا ہونے والا ہوں تو فنا ہونے والا نہیں، میں محتاج ہوں تو محتاج نہیں ہے، میں گناہ کر کے عذر پیش کرتا ہوں اور تیرے پاس یہ بھی نہیں ہے"

واقعی! اسی طرح بندگی کرنی چاہیے۔ اور بندے کو بندگی ہی سجتی ہے کہ وہ اپنی کوتاہیوں کا اقرار کر کے اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔

گناہ، ترقی کا باعث.....مگر کیسے؟

مشائخ نے فرمایا:

"رُبَّ ذَنْبٍ یَکُوْنُ لِلْمُؤْمِنِ اَنْفَعُ مِنْ کَثِیْرٍ مِّنَ الطَّاعَاتِ مِنْ وَجَلِہٖ وَاِنَابَتِہٖ"

"کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک گناہ انسان کے لیے زیادہ ترقی کا باعث بن جاتا ہے، اس لیے کہ اس کے دل کے اندر اللہ کا خوف آ جاتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع آ جاتا ہے"

اب اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بندہ گناہ ہی کرنا شروع کر دے۔ یہ تو ڈھٹائی بن جائے گی۔ اور یہ بھی تکبر ہے کہ انسان گناہ سے پیچھے نہ ہٹے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بتقاضائے بشریت انسان گناہ کر بیٹھتا ہے، گناہ اس کا شعار نہیں تھا، نیکی اس کا طریق تھا، لیکن گناہ سرزد ہو گیا۔ اب اللہ سے معافی مانگے۔

مولانا مونگیری رحمۃ اللہ علیہ اور خوف ورجا:

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: حضرت! کیا حال ہے؟ فرمانے لگے:

"جو بندہ خوف اور رجا کے درمیان ہو اس کا حال کیا پوچھنا؟"

www.besturdubooks.wordpress.com

خوف اور رجا سے کیا مراد ہے؟ کہ جب اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو خوف آتا ہے کہ پتہ نہیں کیا حال ہوگا؟ اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھتے ہیں تو امید لگ جاتی ہے کہ وہ رحمت فرما دے گا۔

قرآن مجید میں امید افزا آیات:

قرآن مجید میں کچھ آیات ایسی ہیں جن کو "آیات رجا" بتایا گیا۔ یعنی ان کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کی امید لگ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر:

☆......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (الزمر:۵۳)

"اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا"

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (الزمر:۵۳)

"میرے ان بندوں کو بتا دو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا"

یہاں مفسرین نے ایک نکتے کی بات لکھی ہے کہ اگر بچہ غلطی کرے اور باپ غصے میں ہو تو بیوی سے کہتا ہے: اسے کہو کہ یہ چلا جائے۔ یہاں بھی الفاظ یہ بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غصے میں ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرے بندوں کو بتا دو، جیسے کوئی اجنبی ہوتا ہے، اپنائیت نظر نہیں آ رہی۔ اب جس بندے نے گناہ کیا تھا، اس کے لیے انداز تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس کو کہہ دو۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ﴾ (الزمر:۵۳)

"میرے بندوں کو بتا دو"

اتنے گناہوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنا بندہ ہی کہا، اس بات

کو نظر انداز نہ فرمایا۔ اس آیت کو پڑھتے ہیں تو دل کے اندر ایک امید لگ جاتی ہے۔

☆..... بعض مشائخ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ امید افزا آیت ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ﴾

"اور وہ لوگ جنہوں نے فحش کام کیے اور اپنی جانوں پر ظلم کیا، پھر انہوں نے اللہ کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی"

﴿وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

"اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے گناہوں کو معاف کرنے والا؟"

انہوں نے فرمایا کہ یہ زیادہ امید افزا آیت ہے۔

☆..... امام باقر رحمۃ اللہ علیہ جو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی ہیں، ان سے کسی نے پوچھا: حضرت! قرآن مجید کی سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت کون سی ہے؟ حضرت خاندانِ نبوت میں سے تھے، سادات میں سے تھے، فرمانے لگے: سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت ہے:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (الضحیٰ)

"اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو آپ کا رب اتنا عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے"

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو بس بس کرے گا۔

پھر سوال پوچھنے والے نے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے دوبارہ عرض کیا: حضرت! یہ آیت امید دلانے والی کیسے ہے؟ تو فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلَمْ یَرْضِکَ الرَّحْمٰنُ فِیْ سُوْرَةِ الضُّحٰی
فَحَاشَاکَ اَنْ تَرْضٰی وَفِیْنَا مُعَذَّبٗ

''کیا سورۃ الضحیٰ میں رحمان نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ وہ اتنا دے گا کہ آپ کو خوش کر دے گا؟ اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی رحمۃ للعالمینی سے یہ بعید ہے کہ ہم پر عذاب ہو رہا ہو اور آپ راضی ہو جائیں''

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرما دیا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دوں گا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک امتی جہنم میں جا رہا ہو اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں!

اعتراف قصور......انبیائے کرام کا شعار:

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور معافی کے طلب گار رہیں۔ معافی مانگنے میں دیر نہ کریں۔ ہر وقت اپنے پروردگار سے معافی مانگیں۔ اس لیے کہ اپنے جرم کا اعتراف کر لینا انبیائے کرام کی مبارک سنت ہے۔ ذرا غور کریں:

☆......سیدنا آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ آپ نے شجر ممنوعہ کا پھل کیوں کھایا؟ کیا میں نے منع نہیں کیا تھا، تو آگے سے جواب میں کوئی بہانہ نہ بنایا، بلکہ سیدھی سیدھی بات کہی:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

(الاعراف:۲۳)

''اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اگر تو ہمیں معاف کرے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے بن جائیں گے''

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

☆..... حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہیں اور چاہتے ہیں کہ بیٹا بھی سوار ہو جائے مگر وہ سوار نہیں ہوتا، والد کی آنکھوں کے سامنے ڈوبا، تو حضرت نوح علیہ السلام نے اتنا پوچھا: اے پروردگار عالم!

﴿إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ﴾ (ہود: ۴۵)

''میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا اور آپ کے وعدے تو سچے ہیں''

یعنی اے پروردگار! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں آپ کے اہل کو بچاؤں گا۔ تو اس وقت پروردگار عالم کی طرف سے جواب آیا:

﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ (ہود: ۴۶)

''وہ تیرے اہل میں سے نہیں تھا اس لیے کہ اس کے عمل برے تھے''

اور پھر آگے فرمایا:

﴿فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾

''اور جس بات کا آپ کو علم نہیں وہ مجھ سے مت مانگیں''

اور آگے جو فرمایا، وہ پڑھ کر دل کانپ جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾ (ہود: ۴۵)

''میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ جاہلوں والی بات مت کریں''

اللہ اکبر کبیرا..... یا اللہ! آپ کے وہ پیغمبر جنہوں نے رات دن تیرے دین کی تبلیغ کی، پتھر کھائے اور صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ اے پروردگار عالم! میرے اہل خانہ کو آپ نے بچانے کا وعدہ فرمایا تھا اور میرا بچہ بھی میرے اہل میں سے تھا تو اس کے جواب میں یہ آیات اتریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جیسے ہی یہ آیات اتریں تو فوراً عرض کیا:

﴿رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (ہود: ۴۷)

"اے پروردگار! بے شک میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی بات کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں، اگر آپ مجھے معاف نہیں کریں گے اور آپ مجھ پر رحم نہیں کریں گے تو میں خسارہ اٹھانے والا بن جاؤں گا"

اعتراف قصور اسے کہتے ہیں۔ یہ انبیاء کی شان ہوتی ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی عظمتوں کو جاننے والے ہوتے ہیں۔

☆...... حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ رب العزت سے بہت ڈرایا لیکن قوم باز نہ آئی۔ حتی کہ اشارہ ہو گیا کہ عذاب آئے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جب عذاب کی خبر دی تو اپنا علاقہ چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے چلے جانے کے بعد قوم کو احساس ہوا کہ ہمیں تو اللہ کے نبی علیہ السلام بھی چھوڑ کر چلے گئے۔ اب تو کوئی سہارا بھی نہ تھا۔ عذاب کے کچھ آثار بھی نظر آنے لگے۔ تو انہوں نے اپنے مردوں اور عورتوں کو کھلے میدان میں جمع کر لیا۔ حتی کہ جانوروں کو بھی لے آئے۔ اور جانوروں کے بچے ماؤں سے الگ کر دیے اور عورتوں کے بچوں کو بھی ان سے الگ کر دیا۔ انسانوں کے بچوں کے رونے کا بھی شور تھا، جانوروں کے بچوں کے رونے کا بھی شور تھا، مردوں اور عورتوں نے بھی آہ و زاری کرنی شروع کر دی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے رو رو کر کہا: اے پروردگار! ہمیں تو آپ کے پیغمبر علیہ السلام بھی چھوڑ کر چلے گئے، اب تو تیرے در کے سوا کوئی در نہیں۔ دنیا میں یہی وہ قوم تھی جس پر دنیا میں اللہ کا عذاب آنے لگا اور آتے ہوئے عذاب کو میرے پروردگار نے روک لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اورادھر کیا ہوا؟ جب حضرت یونس علیہ السلام کشتی میں بیٹھے تو کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ ایسے لگتا تھا کہ ڈوب ہی جائے گی۔ اس وقت ملاح نے کہا: لگتا ہے کہ کشتی میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کہا ہاں! میں ہوں۔ چنانچہ ان کو دریا میں ڈال دیا گیا۔

جب ان کو دریا میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو حکم دیا کہ ان کو اپنے پیٹ میں لے لو۔ اندھیروں میں چلے گئے۔ اس اندھیرے میں وہ پروردگار سے دعا کرتے ہیں:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانبیاء:۸۷)

اس کو اعترافِ قصور کہتے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الانبیاء:۸۸)

"قیامت تک جو بندہ اپنے قصور کا اعتراف کرتا رہے گا، ہم ایسے ایمان والوں کو اس طرح ڈر اور غم سے نجات عطا فرماتے رہیں گے"

☆..... اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے امت کو دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا))

"اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیے"

ایک اور دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ))

اس دعا میں بھی اعترافِ قصور کی تعلیم دی گئی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جب سالک کے اوپر اپنی حقیقت کھلتی ہے تو اسے اپنی نیکیاں بھی اپنی برائیاں نظر آتی ہیں۔ اس لیے کہ یہ نیکیاں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے قابل ہیں ہی نہیں۔ پڑھی تو نماز، مگر نماز میں دھیان ہی نہیں تھا، توجہ ہی نہیں تھی نماز کی طرف۔ گویا اپنی پڑھی ہوئی نماز بھی اپنے عیبوں میں سے ایک عیب نظر آتی ہے، ایسی کیفیت ہو جاتی ہے اور انسان دل سے کہہ اٹھتا ہے کہ واقعی میرا کوئی عمل پیش کرنے کے قابل نہیں۔ جب اس کے دل میں یوں اللہ رب العزت کی عظمت پیدا ہوتی ہے تو اس کے دل سے ''میں'' ختم ہو کے رہ جاتی ہے۔

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور خوف خدا:

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں ایک مرتبہ بیت اللہ کے طواف کے لیے گیا تو میں نے ایک بندے کو دیکھا کہ وہ سجدے میں سر رکھ کر رو رہا ہے، دعائیں کر رہا ہے۔ میں نے قریب ہو کر دیکھا تو وہ امام زین العابدین تھے۔ میں نے ان سے کہا: حضرت! آپ تو سادات میں سے ہیں، آپ کو اتنا رونے کی کیا ضرورت؟ آپ کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا:

﴿اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾ (الاحزاب:۳۳)

یہ سن کر انہوں نے سر اٹھایا اور کہا:

اصمعی! کیا تمہیں پتہ ہے کہ قیامت کا دن وہ دن ہے کہ

﴿فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾ (المؤمنون:۱۰۱)

''قیامت کے دن نسب کو نہیں دیکھا جائے گا''

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی وہاں جواب دینا پڑے گا۔ ہمارے اکابر اتنا ڈرتے تھے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ وہ دعا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے رہے، یا اللہ! بخش دیجیے، بخش دیجیے، معاف کر دیجیے، پھر آخر میں فارسی میں انہی یہ دعا مانگی:

"خداوندا! ببخشائے واگر مستوجب عقوبتم مرا روز قیامت نابینا برانگیز تا در روئے نیکان شرمسار نباشم"

"اے اللہ! مجھے معاف فرما دیجیے، اور اگر میں تیری سزا کا مستحق ہوں تو مجھے قیامت کے دن اندھا کھڑا کر دینا تاکہ نیکوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں"

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب کلام:

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علامہ اقبال کا ایک شعر ایسا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔ وہ شعر کیا ہے؟ عجیب کلام کہا:

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

"اے اللہ! تو دو عالم سے غنی ہے، میں فقیر ہوں"

روز محشر عذر ہائے من پذیر

"اے اللہ! قیامت کے دن میرے عذروں کو قبول کر لیجیے گا"

گر تو مے بینی حسابم ناگزیر

"اے اللہ! اگر تو فیصلہ کر لے کہ میرا حساب لینا ضروری ہے"

از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

''اے اللہ! مصطفیٰ کریم کی نگاہوں سے اوجھل میرا احساب لے لینا''

یعنی مجھے ان کے سامنے کی شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ میرے آقا ﷺ کیا فرمائیں گے کہ میرا امتی ایسا تھا.....!!!

ایک عاجزانہ دعا:

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں بیت اللہ کے دروازے پر گیا۔ وہاں میں نے ایک بندے کو دعا مانگتے ہوئے دیکھا

بر در کعبہ سائلے دیدم

کہ ہمی گفت وی گریستی خوش

وہ کیا دعا کر رہا تھا؟

من نہ گویم کہ طاعتم بپذیر

قلم عفو بر گناہم کش

''میں یہ نہیں کہتا کہ میری نیکیوں کو قبول کر لیجیے، بس اتنا کہتا ہوں کہ میرے گناہوں پر قلم پھیر دے''

خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ آپ کو ہم ایسا بیٹا دیں گے جو مادرزاد ولی ہوگا۔ ولایت کا نور لے کر پیدا ہوگا۔ وہ پوری زندگی کبیرہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا۔

چنانچہ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نام محمد معصوم رکھا۔ یہ اسی الہام کی بنیاد پر نام رکھا تھا۔ یہ بچہ ایسا تھا کہ رمضان المبارک میں دن کے اوقات میں اپنی

ماں کا دودھ نہیں پیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اس سال عید کے چاند کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے عید کی نماز پڑھی۔ کسی نے عرض کیا: حضرت! چاند کی تصدیق بھی کی ہے؟ آپ نے بچے کو گھر بھیجا اور فرمایا کہ پوچھ کے آؤ کیا محمد معصوم نے دودھ پیا ہے؟ جواب آیا: ہاں بچے نے دن کے وقت میں دودھ پیا ہے۔ اس وقت حضرت نے فرمایا: پورے رمضان میں میرے اس بچے نے روزے کے اوقات میں دودھ نہیں پیا۔

اس بچے نے نو سال کی عمر میں اپنے والد سے خلافت پائی۔ آپ کے ہزاروں خلفاء اور لاکھوں مریدین تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام اور معرفت عطا فرمائی، انہوں نے اپنے لیے ختم کونسا پسند کیا؟

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۸۷)

ان کی دعاؤں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے یہ دعا مانگی:

”اے اللہ! میں اس قابل تو نہیں کہ میں آپ سے جنت کے بڑے رتبے مانگوں، البتہ یہ تمنا ضروری ہے کہ قیامت کے دن بخشش کیے ہوئے گنہگاروں کی قطار میں مجھے بھی شامل فرما دینا“

ایک مسنون دعا:

نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو ایک دعا سکھلائی فرمایا:

”أَنَا الْمُقِرُّ مُعْتَرِفٌ بِذَنْبِي“

”اے اللہ! میں اقرار کرتا ہوں، میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں“

اس لیے ہم بھی اپنی دعاؤں میں اس دعا کو مانگنا لازم کر لیں کہ اے اللہ! قصور وار ہیں، مگر تیری رحمت کے طلب گار ہیں، آپ مہربانی فرما دیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یا اللہ! اب رد نہ فرما:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبہ-۱۱۱)

"اللہ تعالیٰ نے مومن کی جان اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے"

اس پر کسی نے عجیب شعر کہا:

تو بعلم ازل مرا دیدی
دیدی آنگه بعیب بخریدی

"اے اللہ! تو ازلی علم کے ساتھ مجھے جانتا ہے اور میرے عیبوں کے جاننے کے باوجود آپ نے اسے خریدنے کا فیصلہ فرما دیا"۔

تو بعلم آں ومن بعیب هماں
رد مکن آنچہ خود پسندیدی

"تو وہی علم والا ہے اور میں وہی عیبوں والا ہوں اللہ! جسے تو نے پہلے پسند کیا اسے رد نہ کر دینا"۔

نہ شگوفہ ام نہ برگم نہ ثمر نہ سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

اعترافِ قصور کرنا ہی پڑے گا:

یہ ذہن میں رکھنا کہ ہمیں اعترافِ قصور کرنا ہی پڑے گا یا تو دنیا میں ہی کر لیں۔ اگر دنیا میں نہیں کریں گے تو پھر آخرت میں تو ضرور کرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یا تو جیتے جی کہہ دیں کہ اللہ! میں اپنے قصوروں کا اعتراف کرتا ہوں، یہ آسان طریقہ ہے۔ ورنہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالیں گے تو اس وقت جہنم والے فرشتے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ تو کہیں گے: ہاں! ڈرانے والا ہمارے پاس آیا تھا:

﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (الملک:۱۰)

''اگر ہم ان کی بات پر کان دھرتے اور ہمارے اندر عقل کی رتی ہوتی تو ہم جہنم والوں میں سے نہ ہوتے''

آگے کیا فرمایا؟

﴿فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (الملک:۱۱)

''وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے'' تو پتہ چلا کہ گناہوں کا اعتراف تو کرنا ہی پڑے گا، بہتر یہ ہے کہ دنیا میں ہی کر لیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں کہ اے اللہ! میں خطاکار اور گنہگار، اور تو مغفرت کرنے والا ہے، اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہیں فرشتے جس سے بے خبر، وہ حضور میرا حضور ہے
جو ہے اہلِ عشق کی ابتدا، جو ہے اہلِ عشق کی انتہا
میں بتاؤں احمد بے نوا، میرا اعترافِ قصور ہے

جب بندہ اعترافِ قصور کرتا ہے تو پھر اس کے دل میں ایک غم لگا ہوتا ہے کسی نے کیا اچھی بات کہی!

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں

جیسے سیخ پر کباب ہوتا ہے اور وہ جل رہا ہوتا ہے۔

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں
جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن کا دنیا میں یہ حال ہوتا ہے کہ ہر رات اپنے رب سے معافی مانگ رہا ہوتا ہے

أُحِبُّ مُنَاجَاةَ الْحَبِيْبِ بِأَوْجُهٍ
وَلٰكِنْ لِسَانُ الْمُذْنِبِيْنَ قَلِيْلٌ

وہ اللہ سے معافیاں بھی مانگتا ہے، مگر کہتا ہے اے اللہ! خطا کار کی زبان چھوٹی ہوتی ہے، وہ بات ہی نہیں کر سکتا۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ کہنے والے نے کہا

كَيْفَ أَدْعُوْكَ وَأَنَا عَاصٍ

''اے اللہ! میں آپ سے کیسے دعائیں مانگوں، میں بڑا گنہگار ہوں''

مگر پھر دوسری بات کہہ دی:

كَيْفَ لَا أَدْعُوْكَ وَأَنْتَ كَرِيْمٌ

''اے اللہ! میں آپ سے کیسے دعا نہ مانگوں، جب کہ آپ اتنے کریم ہیں''

جو قصوروں کو معاف کرنے والا ہو، میں اس سے دعا کیوں نہ مانگوں!

ہمیں چاہیے کہ اس کریم پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اپنے رب کے حضور عرض کریں کہ آنے والی زندگی میں گناہوں سے ہماری حفاظت فرمائیے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالیجیے۔ (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا و حرص والا دل بدل دے
مرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا رستہ دل بدل دے

سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزہ آ جائے مولیٰ دل بدل دے

کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے

ہٹالوں آنکھ اپنی ماسویٰ سے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پہ دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے

ترا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے
بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے

میری فریاد سن لے میرے مولیٰ
بنا لے اپنا بندہ دل بدل دے

ہوا و حرص والا دل بدل دے
مرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشادِ ربانی

﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ
اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ﴾ (ابراہیم:۱)

قرآن مجید اور سائنسی اشارے

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ کائنات ایک سجے سجائے محل کی مانند ہے۔ زمین کو اللہ رب العزت نے فرش بنایا۔ فرمایا:

﴿وَالْأَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ﴾ (الذّٰریٰت:۴۸)

"اور آسمان کو اللہ رب العزت نے چھت بنایا"

﴿وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا﴾ (الانبیاء:۳۲)

"اور ہم نے آسمان کو تمہارے لیے محفوظ چھت بنا دیا"

اور یہ ایسی چھت ہے کہ جس کے بارے میں فرمایا:

﴿بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ (لقمٰن:۱۰)

"تم دیکھتے ہو کہ یہ بغیر ستونوں کے ہم نے کھڑی کردی ہے"

اور واقعی اگر انسان کہیں چھت بناتا ہے تو اسے کہیں نہ کہیں ستون دینے پڑتے ہیں۔ ستونوں (Beams) کے سوا چھت نہیں پڑتی۔ یہ ایسی چھت ہے کہ فرمایا: تم اپنی آنکھوں سے دیکھو اسے ہم نے بغیر ستونوں کے کھڑا کر دیا۔

اور پھر فرمایا:

﴿إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ﴾ (الصّٰفّٰت:۶)

"ہم نے تمہاری اس چھت کو زینت دے دی ستاروں کے ذریعے سے"

یعنی ہم نے اسے مزین (Decorate) کر دیا، خوبصورت بنا دیا۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید اور سائنسی اشارے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (ابراہیم:1)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

آب حیات:

قرآن مجید فرقان حمید کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ﴾ (ابراہیم:1)

"یہ ایسی کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تا کہ آپ انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

تو معلوم ہوا کہ قرآن مجید، فرقان حمید، اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب، قعر مذلت میں پڑے ہوؤں کو اوج ثریا پہ پہنچانے والی کتاب، بھولے بھٹکوں کو سید ھا راستہ دکھانے والی کتاب، حتی کہ یہ انسانیت کے لیے آب حیات ہے۔

اس کتاب کا دیکھنا بھی عبادت، چھونا بھی عبادت، پڑھنا بھی عبادت، پڑھانا بھی عبادت، سمجھنا بھی عبادت، سمجھانا بھی عبادت، سننا بھی عبادت، سنانا بھی عبادت، اور اس کتاب پر عمل کرنا، دنیا کی سب سے بڑی عبادت ہے۔

مقناطیس رحمت:

آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوہے کو کھینچنے کا ایک مقناطیس ہوتا ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہو وہ لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید کو پڑھا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ رب العزت کی رحمتوں کو کھینچنے والا مقناطیس ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الاعراف:۲۰۴)

"اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو توجہ سے سنو، خاموش رہو، تاکہ تم پر اللہ کی رحمتیں برسائی جائیں"

تو جہاں قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے، وہاں اللہ رب العزت کی رحمتیں چھم چھم برستی ہیں گویا یہ رحمت خداوندی کو کھینچنے والا مقناطیس ہے۔

یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ صداقتوں کا مجموعہ ہے اور حقیقتوں سے بھری ہوئی کتاب ہے کائنات کی انتہائی حقیقتوں

(Ultimate relities of the universe)

کو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں اکٹھا فرما دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید اور سائنسی اشارے:

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے جو بندے کو سیدھا راستہ دکھانے کی راہنمائی کرتی ہے۔ تاہم یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ جس شعبے سے بھی تعلق رکھنے والا بندہ ہو، جب وہ اس کی تلاوت کرتا ہے تو اس کو اپنے شعبے سے متعلق کچھ اسرار و رموز اور نکات ملتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں کتنے سائنسی اشارات بھی موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (حم سجدہ:۵۳)

''ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں گے آفاق میں اور انفس میں۔ حتیٰ کہ ان پر حق کھل کر بالکل واضح ہو جائے گا''

آفاق کہتے ہیں انسان کے باہر کے جہاں کو، اور انفس کہتے ہیں انسان کے اندر کے جہاں کو۔ چنانچہ اگر آج ہم چاروں طرف دیکھیں تو قدرت کی کتنی نشانیاں ہیں جن کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔

قرآن مجید وہ کتاب ہے جس نے آنکھوں کو بند کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ آنکھیں کھول کر دیکھنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

الم تر ''کیا تو نے دیکھا؟''

الم تروا ''کیا تم لوگوں نے دیکھا؟''

کتنی آیتیں ہیں جو متوجہ کر رہی ہیں کہ تم ذرا دیکھو تو سہی اور پھر اپنی عقل سلیم سے اس کو پرکھو تو سہی، تمہیں حق اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آئے گا۔

چنانچہ آئیے! قرآن مجید کی اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آج ہم قرآن مجید کی

www.besturdubooks.wordpress.com

چند آیتوں پر غور کریں۔

کائنات......ایک سجا ہوا محل:

یہ کائنات ایک سجے سجائے محل کی مانند ہے۔ زمین کو اللہ رب العزت نے فرش بنایا۔ فرمایا:

﴿وَالْأَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ﴾ (الذریت:۴۸)

''اور آسمان کو اللہ رب العزت نے چھت بنایا''

﴿وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا﴾ (الانبیاء:۳۲)

''اور ہم نے آسمان کو تمہارے لیے محفوظ چھت بنا دیا''

اور یہ ایسی چھت ہے کہ جس کے بارے میں فرمایا:

﴿بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ (لقمن:۱۰)

''تم دیکھتے ہو کہ یہ بغیر ستونوں کے ہم نے کھڑی کر دی ہے''

اور واقعی اگر انسان کہیں چھت بناتا ہے تو اسے کہیں نہ کہیں ستون دینے پڑتے ہیں۔ ستونوں (Beams) کے سوا چھت نہیں پڑتی۔ یہ ایسی چھت ہے کہ فرمایا: تم اپنی آنکھوں سے دیکھو اسے ہم نے بغیر ستونوں کے کھڑا کر دیا۔ اور پھر فرمایا:

﴿إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ﴾ (الصفت:۶)

''ہم نے تمہاری اس چھت کو زینت دے دی ستاروں کے ذریعے سے''

یعنی ہم نے اسے مزین (Decorate) کر دیا خوبصورت بنا دیا۔

دل بھرتا ہی نہیں:

اللہ کی شان! علماء نے لکھا ہے کہ چند ایسی چیزیں ہیں جن کو دیکھنے سے بندے کا دل نہیں بھرتا مثال کے طور پر:

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید اور سائنسی اشارے:

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے جو بندے کو سیدھا راستہ دکھانے کی راہنمائی کرتی ہے۔ تاہم یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ جس شعبے سے بھی تعلق رکھنے والا بندہ ہو، جب وہ اس کی تلاوت کرتا ہے تو اس کو اپنے شعبے سے متعلقہ کچھ اسرار و رموز اور نکات ملتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں کتنے سائنسی اشارات بھی موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (حم سجدہ: ۵۳)

''ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں گے آفاق میں اور انفس میں۔ حتی کہ ان پر حق کھل کر بالکل واضح ہو جائے گا''

آفاق کہتے ہیں انسان کے باہر کے جہاں کو، اور انفس کہتے ہیں انسان کے اندر کے جہاں کو۔ چنانچہ اگر آج ہم چاروں طرف دیکھیں تو قدرت کی کتنی نشانیاں ہیں جن کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔

قرآن مجید وہ کتاب ہے جس نے آنکھوں کو بند کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ آنکھیں کھول کر دیکھنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

الم تر ''کیا تو نے دیکھا؟''

الم تروا ''کیا تم لوگوں نے دیکھا؟''

کتنی آیتیں ہیں جو متوجہ کر رہی ہیں کہ تم ذرا دیکھو تو سہی اور پھر اپنی عقل سلیم سے اس کو پالائز تو کرو، تمہیں حق اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آئے گا۔

چنانچہ آیئے! قرآن مجید کی اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آج ہم قرآن مجید کی

www.besturdubooks.wordpress.com

آسمان کو دیکھنے سے کبھی دل نہیں بھرتا۔ آپ روز دیکھیں، آپ کو روز ایک نئی کشش (Attraction) نظر آئے گی۔ ساری عمر آپ آسمان کو دیکھتے رہیں، ہر دن آپ انجوائے کریں گے، آپ کبھی اکتاہٹ محسوس نہیں کریں گے، تو اللہ تعالیٰ نے اس میں انسان کے لیے جاذبیت رکھ دی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ﴾ (الملک:۳)

''اگر تم اس میں سے کوئی نقص ڈھونڈ سکتے ہو تو تم میری بنائی ہوئی چھت کو دیکھو اور اس میں سے تم کوئی نقص ڈھونڈ کر دکھاؤ''

لیکن

﴿فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ﴾ (الملک:۳)

''تم اگر دیکھو گے تو تمہاری نگاہ ناکام واپس لوٹے گی تمہیں اس میں کوئی نقص نظر نہیں آئے گا۔''

﴿ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ﴾ (الملک:۴)

فرمایا: چلو! تمہیں ایک بار عیب نظر نہیں آیا تو دوسری دفعہ دیکھو، تم اس میں سے عیب ڈھونڈ ہی نہیں سکتے۔

دیکھیے! اللہ رب العزت نے انسان کے لیے یہ کیسا محل بنایا۔ کہنے والے کسی شاعر نے کہا:

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیا کے واسطے
بحر و بر، شمس و قمر ما و شما کے واسطے
یہ جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿﴿إِنَّ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَأَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ﴾﴾

"اس دنیا کو ہم نے تمہارے لیے بنایا اور تمہیں اللہ نے آخرت کے لیے بنایا"

اپنی ذات کی عبادت کے لیے، معرفت اور پہچان کے لیے بنایا۔

جہاں پانی......وہاں زندگانی:

آپ قرآن مجید کی چند آیتوں پر غور کیجیے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے جدید سائنس کی بنیاد ہی نہیں تھی، ابھی پہیہ دریافت نہیں ہوا تھا، ڈاکٹو نہیں بنا تھا۔ اس وقت قرآن مجید ایک حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے، کہتا ہے:

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾ (الانبیاء: ۳۰)

"اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی بخشی"

اب دیکھیں کہ یہ تو مالک الملک کا کلام ہے، یقین سے ثابت ہو رہا ہے۔ کتنے اعتماد (Confidence) سے بات کی جا رہی ہے کہ ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی بخشی۔ اور آج کی سائنس کی دنیا اتنی تحقیق (Research) اور ترقی (Development) کے بعد یہ بات کہتی ہے: جہاں پانی ہوگا، وہی نشوونما (Growth) ہوگی اور وہی لائف (زندگی) ہوگی۔

چنانچہ پچھلے دنوں مریخ پر تحقیق (Research) کے لیے جو مشن بھیجے گئے تو سائنس دانوں نے مریخ کے اوپر اندازہ لگانے کے لیے جو پوائنٹ بنایا، وہ یہ تھا کہ پانی ہے یا نہیں۔ اگر پانی مل گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں زندگی (Life) یقیناً ہو سکتی ہے۔ دیکھیں! ایک بات چودہ سو سال پہلے کی گئی اور وہ چودہ سو سال پہلے کی بات آج کی سائنس کی دنیا تسلیم کرتے ہوئے کہتی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

"جہاں پانی ہوگا، وہیں زندگی (Life) ہوگی"

زمین کا توازن (Balancing of Earth):

اب آگے دیکھیے! قرآن مجید نے فرمایا:

﴿وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا﴾ (النباء: ۷)

"اور ہم نے تمہارے لیے ان پہاڑوں کو میخیں بنا دیا"

اوتاد اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز کو قابو کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر: اگر خیمہ لگا ہو تو خیمے کے رسے کو جس کھونٹے کے ساتھ باندھتے ہیں اور وہ اس خیمے کو ہولڈ کرتا ہے، اس کو اوتاد کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم نے ان پہاڑوں کو تمہارے لیے اوتاد بنایا تا کہ یہ زمین حرکت نہ کر سکے اور تمہارے لیے بالکل پرسکون رہے۔

ایک سائنس کے طالب علم ہونے کے ناتے ہم نے انجینئرنگ کے دوران یہ پڑھا تھا کہ اگر ایک میٹر قطر (Diameter) کا کوئی پہیہ ہو اور اس کے کسی ایک طرف ایک گرام کا کوئی فرق ہو تو وہ ایک گرام کا فرق ایک ٹن کا فالتو تھرسٹ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ گاڑی چلاتے ہیں تو معمولی سے فرق کی وجہ سے آپ کا پہیہ اس طرح وائبریٹ کر رہا ہوتا ہے، لوگ بیٹھے ہی کہتے ہیں: یار! اس میں توازن نہیں ہے، توازن کراؤ۔ اتنا چھوٹا سا وزن (Weight) وزن اور گاڑی کی سپیڈ 120 میل فی گھنٹہ ہو تو وہ اس کے اندر اتنی ارتعاش (Vibration) پیدا کر دیتی ہے۔ اور ہماری زمین کا محیط (Cirumference) تقریباً 24000 میل بنتا ہے اور اس کی سپیڈ ایک ہزار میل فی گھنٹہ ہے۔ تبھی تو چوبیس گھنٹے میں دن مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ زمین 1000 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہی ہے، اس کے اوپر کتنے پہاڑ ہیں، کتنے دباؤ (Depressions)

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، کہیں سمندر ہے، کہیں صحرا ہے، کہیں ہم کثیر المنزلہ عمارتیں Multi-Storey buildings بناتے ہیں۔ میرے مولا! آپ نے اس زمین کو کتنا مکمل متوازن (Perfect balanced) کیا کہ ہمیں اس کے چلنے کا پتہ ہی نہیں چل رہا۔ آج ہم زمین پر بیٹھے ہیں تو ہمیں پتہ بھی نہیں چل رہا کہ زمین چل بھی رہی ہے یا نہیں چل رہی۔ اس پروردگار نے کتنی کامل توازن (Perfect balancing) کی ہے

اور پھر قرآن مجید میں فرما دیا:

﴿وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا﴾

اب یہ زمین حرکت نہیں کر سکتی کہ تمہارے لیے رہنا دشوار ہو جائے۔ تم اس کے اوپر سکون زندگی گزار سکتے ہو۔

چاند اور سورج کے لیے تذکیر و تانیث کے صیغے:

چاند کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالْقَمَرَ بَازِغًا﴾ (الانعام:77)

یہاں مذکر کا صیغہ استعمال ہوا۔

اور ایک جگہ پر سورج کا تذکرہ آتا ہے جس کے بارے میں قرآن مجید نے کہا:

﴿فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً﴾ (الانعام:78)

یہاں مؤنث کا صیغہ استعمال ہوا۔

گویا چاند کے مذکر (Male) ہونے کا تذکرہ ہے اور سورج کے لیے مؤنث (Female) ہونے کا تذکرہ ہے۔ پرانے وقتوں کے طلبا کے اندر ایک سوال اکثر اٹھایا جاتا تھا کہ بڑی چیز کے لیے تو عام طور پر مذکر Male کا صیغہ استعمال ہوتا ہے اور چھوٹی چیز کے لیے مؤنث Female کا صیغہ استعمال ہوتا ہے، تو لوگوں کے لیے اس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

وضاحت سے بیان کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔

اللہ کی شان دیکھیے! آج سائنس نے حقیقتوں سے پردہ اٹھایا، تب جا کر یہ بات نظر آئی کہ چاند اور سورج کے درمیان وہی رشتہ ہے جو ایک بیٹے اور اس کی ماں کے اندر ہوتا ہے۔ بیٹا، ماں سے دودھ لیتا ہے اور وہ زندہ رہتا ہے۔ اسی طرح چاند، سورج سے روشنی لیتا ہے اور وہ چمکتا نظر آتا ہے، اور جس دن وہ سورج سے اوٹ میں ہو اس دن بے نور ہوتا ہے، نظر ہی نہیں آتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید نے ایک صیغہ استعمال کرنے میں بھی ایسا کمال دکھایا کہ آج یہ راز ہمارے سامنے کھل رہا ہے۔

قارون کے دھنستے رہنے کا سائنسی ثبوت:

قرآن مجید میں ایک جگہ تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قارون کو زمین میں دھنسا دیا چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ﴾ (القصص:81)

"پس ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا"

مفسرین نے لکھا ہے کہ قیامت تک وہ دھنستا رہے گا اور کبھی بھی زمین سے باہر نہیں نکل سکے گا۔

ایک طالب علم ہونے کے ناتے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا تھا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ وہ اگر زمین میں مسلسل دھنستا رہے تو اس کے باوجود وہ کبھی زمین سے باہر نہیں نکل سکے گا؟

لیکن جب ہم ایف ایس سی میں پڑھتے تھے تو فزکس کے اندر ایک سوال آیا، اس سوال نے اس راز کو کھول دیا۔

پھر میں سوال پیدا کیا گیا کہ اگر ایک آدمی کے پاس اتنی بڑی ڈرل ہو کہ وہ پوری زمین

www.besturdubooks.wordpress.com

میں سوراخ کر دے اور پھر زمین کے اس سوراخ کے اندر ایک روپیہ ڈال دے تو حساب کر کے بتاؤ کہ وہ زمین کے دوسرے سرے سے باہر کب آئے گا؟

ہم نے قوانین حرکت (Laws of motion) نئے نئے پڑھے تھے۔ اس لیے ہم نے نیوٹن کے قوانین حرکت (Laws of motion) کو استعمال کر کے اس کا جواب نکالنا شروع کر دیا۔ اتنا فاصلہ ہے اور اتنی سپیڈ سے جا رہا ہے تو یہ کب نکلے گا؟ کسی نے جواب نکالا: اتنے عرصے کے بعد، کسی نے جواب نکالا: اتنے عرصے کے بعد۔

دراصل اس کا جواب یہ تھا کہ زمین کے اس سوراخ میں ڈالا ہوا سکہ کبھی بھی باہر نہیں نکلے گا۔ ہم بڑے حیران ہوئے۔ ہم ماننے کے لیے تیار ہی نہیں تھے۔ چنانچہ ہم نے کہا: کیوں نہیں نکلے گا؟

پھر انہوں نے بات سمجھائی: دیکھو! جب اوپر سے اس کو ڈالیں گے تو زمین کے مرکز (Center) میں مقناطیس (Magnetism) ہے جس کو کشش ثقل (Gravitational force) کہتے ہیں، تو اس کا ایکسلریشن بڑھے گا، سپیڈ بڑھتی جائے گی اور جب یہ مرکز تک پہنچے گا تو یہ زیادہ ترین سپیڈ سے نیچے گر رہا ہو گا، لیکن جیسے ہی Center سے آگے نکلے گا تو وہی طاقت (Force) اس کے خلاف کام کرنا شروع کر دے گی، اس کو کھینچنا شروع کر دے گی۔ اس طرح اس کی سپیڈ گھٹتی رہے گی۔ اور ابھی اس زمین سے نیچے گرے گا نہیں کہ اس کو Center پھر اوپر کو کھینچنا شروع کر دے گا۔ تو یہ شاقول (pendulum) کی طرح ساری زندگی زمین کے اس سوراخ کے اندر رہے گا۔ کبھی بھی باہر نہیں نکل سکے گا۔

اس سوال کے بعد بات سمجھ میں آ گئی کہ یہ جو قرآن نے چودہ سو سال پہلے کہہ دیا کہ ہم نے اس کو زمین میں دھنسا دیا، اب وہ زمین سے کبھی بھی باہر نہیں نکل سکے گا، یہ بالکل

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت پر مبنی بات ہے۔

حقیقت کب کھلتی ہے؟

یہ باتیں بظاہر چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن اگر ان میں غور کریں تو حقیقتیں کھلتی ہیں۔ اس لیے کسی کہنے والے نے کہا:

If you want to know God, go in the detail.

''اگر تم اللہ کو ڈھونڈنا چاہتے ہو تو ذرا باریکی میں جاؤ''

یعنی تمہیں موٹی موٹی باتیں سوچنے سے بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔ جب تم ذرا تفصیل میں جاؤ گے تو تمہارا دل کہہ اٹھے گا کہ واقعی اس کے پیچھے اس کے بنانے والے کی قدرت ہے۔

ایک فرانسیسی کیپٹن کا قبولِ اسلام:

ایک فرانسیسی آدمی، جہاز کے کیپٹن تھے، انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ان کا انٹرویو چھپا، جو مجھے پڑھنے کا موقع ملا۔ اس سے کسی نے پوچھا: تم ایک جہاز کے کیپٹن تھے، پڑھے لکھے، تجربہ کار، جہاں دیدہ بندے تھے تم مسلمان کیسے ہوئے؟

اس نے جواب میں کہا: جب میں ریٹائر ہوا تو ایک دوست سے ملا۔ اس کے ساتھ میری ہیلو ہائے (سلام دعا) تھی۔ اس نے مجھے ایک کتاب دی اور کہا کہ آج کل آپ فارغ ہیں، اس کو پڑھیں۔ میں نے اس کتاب کو پڑھنا شروع کر دیا، اس کتاب کے اندر ایک جگہ پر سمندر (Ocean) کے متعلق بیان تھا۔

میری ساری زندگی سمندر (Ocean) میں گزری تھی اور میں ہمیشہ کروز پر ہی ہوتا تھا۔ جو میں جتنا سمندر کو قریب سے میں نے دیکھا تھا، عام بندے نے تو اتنا دیکھا ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے مجھے اس کتاب میں سمندر (Ocean) کے بیان کی وجہ سے کچھ زیادہ

دلچسپی محسوس ہوئی۔

وہ کہنے لگا: مجھے اپنی زندگی Life میں ایک دفعہ تجربہ ہوا کہ جب کبھی آسمان ابر آلود ہوتا ہے اور اس وقت سمندر (Ocean) میں مدو جزر (High Tide) کا وقت ہوتا ہے، لہریں خوب اچھلتی ہیں، اس وقت سمندر (Ocean) کے پانی کے اندر visibility (رویت) زیرو ہو جاتی ہے۔ آپ پانی کے اندر جائیں تو اندر جاتے ہی visibility (رویت) ہو جائے گی، آپ اپنا ہاتھ بھی نہیں دیکھ سکیں گے۔ میں نے اتنا کالا اندھیرا کبھی نہیں دیکھا۔ جو میں نے سمندر (Ocean) کے اندر دیکھا۔

وہ کہنے لگا: میں وہ کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس کتاب میں ایک جگہ تذکرہ تھا کہ ان کافروں کے دلوں کے اندر اندھیرا ہے۔ کیسا اندھیرا؟

﴿فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ﴾ (سورۃ النور)

کہ جب اوپر بادل ہوں اور مدو جزر (High Tide) کے اوپر ٹائیڈ پڑ رہی ہو اس وقت سمندر کے اندر جتنا اندھیرا ہوتا ہے، اس سے بھی بڑھ کر اندھیرا ان کافروں کے دلوں کے اندر ہے۔

وہ کہنے لگا: میں نے جب اپنی لائف کے اس تجربے کو دیکھا تو میں بہت حیران ہوا، پھر میں نے سوچا کہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام کو سمندر میں سفر کرنے کا تجربہ ہوا ہوگا اور پھر انہوں نے یہ بات لکھ دی ہوگی۔ پھر میں نے ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ایک عجیب بات میرے سامنے آئی کہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام نے پوری زندگی میں سمندر (Ocean) کا کبھی سفر ہی نہیں کیا۔ چنانچہ کہنے لگا: اگر یہ الفاظ اس بندے کی زبان سے نکلے ہیں جس نے زندگی میں کبھی سمندر کا سفر ہی نہیں کیا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ اللہ کا کلام تھا جو ان کی زبان پر جاری ہو گیا تھا..... سبحان اللہ۔ اس بات

www.besturdubooks.wordpress.com

پر ایک فرانسیسی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

واقعہ معراج کا سائنسی ثبوت:

نبی علیہ السلام کی معراج کا واقعہ قرآن مجید میں ہے۔ لیکن جب ہم سائنس پڑھتے تھے اس زمانے میں اس پر لوگ بہت زیادہ اعتراض (Objaction) کرتے تھے۔ خاص طور پر جو سائنس پڑھے ہوئے تھے، وہ ہمارے سامنے یہ بات کرتے تھے۔ ان کے سامنے ہمیں بات کرنا ذرا مشکل نظر آتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ کیسے تھوڑی دیر کے اندر وہ آسمان پر بھی چلے گئے، واپس بھی آ گئے اور ٹائم بھی ریلیکس نہیں ہوا، وضو کا پانی بھی چل رہا تھا، بستر بھی گرم تھا، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

ہم اس بات کو سائنس کی رو سے واضح نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن جب خود ہم نے سائنس کے اندر نظریہ اضافت (Theory of Relativity) پڑھا تو پھر بات سمجھ میں آئی۔ یہ تھیوری آئن شائن کی ہے۔ آئن سٹائن وہ سائنس دان ہے کہ آج کی سائنس کی دنیا میں اس کی اس طرح عزت کی جاتی ہے جیسے دین کے میدان میں کسی پیغمبر علیہ السلام کی عزت کی جاتی ہے۔ اس نے نظریہ اضافت (Theory of Relativity) پیش کیا۔

اس نے اس نظریے میں وقت کے پھیلنے (Time dilation) کا تصور دیا۔ وہ تصور یہ تھا کہ اگر ایک (Frame of reference) ہو تو اس فریم آف ریفرنس کے اندر وقت گزرنے کا اپنا ایک معیار ہے۔ ایک اور فریم آف ریفرنس ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر وقت اور زیادہ تیزی کے ساتھ گزر رہا ہو، یا دیر کے ساتھ گزر رہا ہو۔ چنانچہ یہ Relative Time ہے۔ پھر بات سمجھ میں آئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرشتے یہاں آتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾

"کہ قیامت کا دن ایک ایسا دن ہے کہ دنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر وہ دن ہے"

ہم نے کہا: یہ Relative Time کا تصور کوئی نیا تو نہیں ہے۔ یہ تو چودہ سو سال پہلے کہہ دیا کہ دنیا کے پچاس ہزار سال گزریں گے اور آخرت کے حساب سے ایک دن گزرے گا۔

ہمیں اس بات پر حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی ہوئی کہ یہ تصور تو دین سے نکلا۔ شریعت نے دیا، قرآن نے دیا۔ لیکن اگلا سوال ذہن میں آیا کہ جنت میں لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں وقت ایک جیسا رہے گا۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ تو پھر اسی نظریہ اضافت (Theory of Relativity) نے اس بات کو بھی ثابت کر دیا۔

واقعہ معراج کے اندر دو طرح کی سواریوں کا تذکرہ ہے۔ ایک سواری کا تذکرہ مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں کیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى﴾ (بنی اسرائیل:۱)

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک"

اس سفر کے لیے حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے براق کو بھیجا۔ یہ براق کا لفظ برق سے ہے۔ اور برق کہتے ہیں بجلی کو۔ گویا بجلی کی طرح تیز رفتاری سے چلنے والی یہ سواری تھی۔ یہ دنیا کا افقی (Horizental) سفر براق کے ذریعے کیا گیا۔

نبی علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے، وہاں پر نبی علیہ السلام نے انبیاء کی امامت کرائی اور پھر میرے لیے ایک دوسری سواری کو لایا گیا۔ جس کا نام رفرف تھا۔ ہم نے جب رفرف کی تحقیق کی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پتہ چلا کہ یہ وہ سواری ہوتی ہے جو انسان کو اونچائی کی طرف لے کر جاتی ہے۔ اس کو آج کے زمانے میں لفٹ (Ellvater) کہتے ہیں..... یہ لفٹ ایسی سواری ہے کہ آپ اس میں بیٹھ جائیں تو وہ آپ کو سوویں منزل پر پہنچا دے گی۔ تو شریعت نے براق کا لفظ افقی (Horizental) سفر کے لیے استعمال کیا اور جہاں عمودی (Vertical) سفر کرنا تھا، آسمان کی طرف، اس کے لیے رفرف سواری کو بھیجا گیا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ٹائم کیسے تھم گیا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ نظریہ اضافت (Theory of relativity) میں ایک ہے، وقت کا پھیلاؤ Time dilation) یہ وقت کے پھیلاؤ کا تصور اس طرح ہے کہ اگر فریم آف ریفرنس کی سپیڈ Speed of light کے برابر ہو تو ٹائم ہمیشہ ایک رہے گا۔ تبدیل نہیں ہوگا۔ اگر یہ سپیڈ کم ہو تو جواب مثبت (Positive) آئے گا اور مستقل رہے گا۔ یعنی ٹائم آگے کو حرکت کرتا رہے گا۔ اور اگر فریم آف ریفرنس کی سپیڈ Speed of light سے زیادہ ہو تو جواب منفی (Negative) آئے گا۔ اس طرح انسان کا ماضی آنا شروع ہو جائے گا۔ گویا معلوم یہ ہوا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کے اعمال نامے دکھانے ہوں گے تو ہو سکتا ہے کہ فریم آف ریفرنس کی سپیڈ ذرا تیز کر کے دکھا دیں، ری پلے کر کے، کہ اے میرے بندے! تم دیکھو! تم نے اپنی زندگی ایسے گزاری۔ آج کل ٹی وی کے اوپر بھی ایک کھلاڑی (Player) اگر اچھا شارٹ کھیلتا ہے تو اس کو ری پلے کر کے دکھاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ری پلے کرنے کا ایک انتظام ہے۔ کہ ہر بندے کو ہم اس کی زندگی دکھائیں گے اور وہ منکر نہیں کر سکے گا۔ وہ انکار نہیں کر سکے گا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اس کو ماننا ہی پڑے گا۔

پھر فرمایا کہ جنت میں ایک جیسا وقت رہے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں فریم آف ریفرنس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی سپیڈ، روشنی کی رفتار (Speed of light) کے برابر ہو، جس کی وجہ سے ہمیشہ حال رہے گا، اور وہاں پر ٹائم آگے بڑھے گا ہی نہیں۔

نبی علیہ السلام جب معراج کے سفر پر تشریف لے گئے تو اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اتنے وقت میں واپس بھی پہنچا دیا کہ وضو کا پانی بھی چل رہا تھا اور بستر بھی گرم تھا۔ ہو سکتا ہے کہ آگے کا سفر ایک ایسے Frame of reference میں ہو کہ یہاں پر ابھی ٹائم گزرا ہی نہ ہو اور وہ وہاں سے سفر کر کے ہی واپس آ گئے ہوں۔

ہمارے ہاں دیہاتوں میں لوگ فجر کی اذانوں سے بھی پہلے اٹھتے ہیں اور وہ ہل چلانے کے لیے اپنی زمینوں میں چلے جاتے ہیں۔ منہ اندھیرے ہی چلے جاتے ہیں۔ اور وہ نو دس بجے تک ہل چلاتے ہیں کیونکہ وہ بہت محنت مشقت کا کام ہوتا ہے۔ وہ دوپہر کی گرمی سے پہلے پہلے اپنے کام سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ نو دس بجے تک ان کو خوب پسینہ آیا ہوتا ہے، اور خوب تھک چکے ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کا جی چاہتا ہے کہ کوئی ناشتہ لائے اور ہم کچھ کھائیں پئیں۔ تو ہم نے دیکھا کہ ان کی بیویاں ان کا ناشتہ تیار کر کے اور لسی ساتھ لے کر اپنے خاوندوں کے پاس جاتی ہیں، تاکہ وہاں کھیت میں ان کو ناشتہ کروا سکیں۔ چنانچہ وہ جیسے ہی اپنی بیوی کو آتے دیکھتے ہیں تو وہ وہیں ہل روک دیتے ہیں۔ وہ پہلے ناشتہ کرتے ہیں اور بعد میں کوئی کام کرتے ہیں۔

اس پر کسی شاعر نے ایک عجیب مضمون باندھا۔ وہ کہتا ہے:

"پیا لونگ دا جدوں لشکارا تے ہالیاں نے ہل روک لئے"

یعنی جب بیوی کے لونگ (ناک کے زیور) کا لشکارا پڑتا ہے تو ہل چلانے والا اپنے ہل کو روک لیتا ہے۔

ہمیں بھی کچھ یونہی لگتا ہے کہ جب محبوب ﷺ کے آنے کا وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے

بھی کائنات کے نظام کو اسی جگہ روک دیا تھا۔ ملاقات کے بعد جب واپس آئیں گے تو جہاں پہ تھا وہیں سے آگے چلائیں گے۔ تو آج واقعۂ معراج کو Explain (وضاحت) کرنا بہت آسان ہے۔

رؤیت ہلال اور سائنس کی بے بسی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ﴾ (البقرہ:۱۸۹)

”اے میرے پیارے حبیب ﷺ یہ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ یہ انسانوں کے اوقات کے لیے ہے“

دین اسلام نے تقریبات کو چاند کے ساتھ منسلک کیا اور روزانہ کی عبادت کو سورج کے ساتھ منسلک کیا۔ مثال کے طور پر: روزانہ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں مگر حوالہ کیا ہے؟ سورج۔ سورج نکلنے سے پہلے فجر پڑھ لو، سورج کے زوال کے بعد ظہر پڑھ لو، جب سورج اتنا ہو کہ سایہ دو گنا ہو جائے تو تم عصر پڑھ لو، جب سورج غروب ہو جائے تو مغرب پڑھ لو اور جب سورج اتنا نیچے چلا جائے کہ ستارے جھلکنے لگیں تو تم عشاء پڑھ لو۔ یہاں آپ غور کریں کہ پانچ وقت کی نمازوں کا تعلق سورج کے ساتھ ہے۔ لیکن جو سال کی تقریبات ہیں ان کا تعلق چاند کے ساتھ ہے۔ چنانچہ محرم کا مہینہ، ربیع الاول کا مہینہ، رمضان کا مہینہ، ذوالحجہ کا مہینہ، شوال کا مہینہ، ان سب مہینوں کا تعلق چاند سے ہے۔

اب چاند کا جو مہینہ ہوتا ہے وہ کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمیشہ یہ مسئلہ ہی رہتا ہے کہ یہ مہینہ کتنے دنوں کا ہوگا؟ لہٰذا ہر مہینے کے آخر پر چاند دیکھنے والی رؤیت ہلال کمیٹی بیٹھتی ہے اور وہ دیکھ کر فیصلہ کرتی ہے کہ چاند نظر آیا ہے یا نہیں آیا۔

یہاں پر ہم نے اکثر کافروں کو یہ اعتراض (Objection) کرتے ہوئے دیکھا کہ تم

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا قمری (Lunar) کیلنڈر کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔ ہم شمسی (Solar) کیلنڈر کے مطابق چلتے ہیں اور ہر چیز اپنی جگہ پر ٹھیک رہتی ہے۔ تم مسلمان قمری (Lunar) کیلنڈر کے پیچھے ہو، تمہیں تمہارا چاند نظر ہی نہیں آتا۔ تمہیں تو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ رمضان کب شروع ہوگا اور کب نہیں ہوگا؟

مسئلہ کیسے بنا؟ ہم لوگ باہر ایک ملک میں مقیم تھے۔ وہاں پر سکول کے اندر مسلمان بچوں کی چھٹی کا مسئلہ آ گیا، کہ عید کی چھٹی اس دن ہو یا اگلے دن ہو..... صاف ظاہر ہے کہ جب تک چاند نظر نہ آئے، پہلے کوئی نہیں بتا سکتا۔ تو سکول کی انتظامیہ کہتی تھی کہ یہ کیا مسئلہ ہے، دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور تمہیں چاند نظر ہی نہیں آتا! تم ہمیں ایک مہینہ پہلے بتایا کرو۔ ہم نے کہا: ہم ایک مہینہ پہلے کیسے بتائیں، ہم تو چاند کو دیکھ کر بتائیں گے۔

اب یہاں پر ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا کہ نئی سائنسی اعداد و شمار Scientific Calculation) موجود ہیں، تم ان سائنسی اعداد و شمار Scientific Calculation کو سامنے رکھ کر فیصلہ کر لو کہ فلاں دن چاند نظر آئے گا۔ لیکن ہم کہتے: نہیں، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ

"تم چاند کو دیکھو تو تم روزہ رکھنا شروع کر دو اور جب چاند کو دیکھو تو افطار کرو (یعنی عید مناؤ)"

گویا نبی علیہ السلام نے ایک اصول دے دیا۔ اس پر بڑا اعتراض (Objection) ہوتا تھا۔ کافر لوگ تو سو فیصد اس پہ اعتراض کرتے تھے اور کئی مسلمان جو ذرا ڈھیلے ڈھیلے عقیدے والے تھے، وہ بھی کہتے: مولوی صاحب! تم کیا چاند دیکھ کر عید مناتے ہو، تم عید کا اعلان کر دو، اور یہ تقریبات تو ہوتی ہی Solar (شمسی) کیلنڈر

www.besturdubooks.wordpress.com

سے چاہییں، واقعی Lunar (قمری) کیلنڈر کا آج کے زمانے میں کیا فائدہ ہے؟ بڑا Objection کرتے تھے۔

اس وقت ان کو سمجھانا ہمارے لیے مشکل ہوتا تھا، لیکن آج کے زمانے میں سائنسی تحقیق کے بعد ہمارے لیے ان کو سمجھانا نسبتاً آسان ہو گیا ہے۔

ایک دن مجھے خیال آیا کہ واشنگٹن کے اندر ایک خلائی عجائب گھر Space Museum ہے۔ آپ اس Space Museum میں جائیں تو آپ کو وہاں حیران کن حد تک Scintifice research نظر آئے گی۔ میں جب بھی وہاں جاتا تھا تو میرے دس بارہ گھنٹے وہیں گزر جاتے تھے۔ لیکن میں اس کو کبھی بھی پورا نہیں دیکھ سکا۔ ہمیشہ کچھ حصہ دیکھ کر پھر واپس آتا تھا۔

وہاں مجھے ایک دن پتہ چلا کہ یہاں پر ایک ایسا شعبہ (Section) ہے کہ جس میں انہوں نے اپنا ایک چینل لیا ہوا ہے اور اس چینل پر وہ ہر وقت نشر (Broadcat) کر رہے ہوتے ہیں کہ ”خلا میں کیا ہو رہا ہے؟“ What's happening in space?

وہ ہر وقت یہی خبریں دے رہے ہوتے ہیں۔ ان کا کام ہی یہی ہے کہ خلا میں جو ہو رہا ہے انہوں نے ہر وقت اس کے بارے میں خبریں دینی ہیں۔

اس وقت مجھے خیال آیا کہ جب یہ خلا کے بارے میں خبریں دیتے ہیں تو پھر چاند کی خبریں بھی تو ان کے پاس ہونی چاہییں۔ چنانچہ میں نے ان کا نمبر نوٹ کیا اور گھر آ کر میں نے ان کو فون کیا۔ میں نے کہا: جی! میں اس جگہ رہتا ہوں اور مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس جگہ پر چاند کب نظر آئے گا؟

انہوں نے کہا: جی! مسلمان جس کو چاند کہتے ہیں اس کو ہم کریسٹ (Crest) کہتے ہیں اور جس کو ہم نیا چاند (New moon) کہتے ہیں وہ بالکل Blac ہوتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور وہ نظر ہی نہیں آتا۔ یہ ہمارے نیا چاند (New moon) کی ایک سائنسی اصطلاح (Scientific Term) ہے اور جو مسلمانوں کے نزدیک New Moom ہے وہ Crescent ہے، جس کو ہلال کہتے ہیں۔ اس ہلال کے نظر آنے کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ امکانات (Chances) ہیں، یقین سے نہیں کہہ سکتے۔ میں نے کہا: جی! مجھے تو یقین سے بتاؤ۔

پھر انہوں نے کہا: اگر آپ صحیح معلومات لینا چاہتے ہیں تو آپ ہماری بحریہ کا تحقیقاتی ادارہ (Naval observatory) کے اندر فون کریں، وہ لوگ آپ کو صحیح گائیڈ کریں گے، کیونکہ ان کے پاس سپر کمپیوٹر ہے۔

یہ سن کر مجھے حیرت ہوئی کہ چاند کے ساتھ بحریہ کا تحقیقاتی ادارہ (Naval observatory) کا کیا تعلق ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ حقیقت میں جو نیوی والے ہوتے ہیں انہوں نے Ocean (سمندر) کے اندر سفر کرنا ہوتا ہے اور واٹر کے اندر جو High Tide (مدوجزر) ہوتی ہے اس کا تعلق چاند کے ساتھ ہے۔ جب چاند تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا ہوتا ہے تو سمندر کے اندر طوفان ہوتا ہے۔ چنانچہ سمندر میں سفر کرنے والے ان تاریخوں میں سفر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ High Tide کے وقت ڈوبنے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

Naval observatory والوں کا دعویٰ ہے:

We trace each inch of the trajectory of moon.

میں نے وہاں فون کیا۔ میں نے ان سے کہا: میں یہاں سپرنگ فیلڈ Spring Field میں رہتا ہوں اور مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ ہمیں چاند کی کریسنٹ یہاں پر کب نظر آئے گی؟ وہاں سے ایک خاتون نے بتایا کہ میں آپ کو کمپیوٹر سے معلوم کر کے بتا دیتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں۔ پھر اس نے مجھے بتایا کہ امکانات (Chances) ہیں، یقینی بات نہیں ہے۔

اب میں نے اس سے سوال کرنا شروع کر دیے۔ میں نے کہا: کیا بات ہے کہ ہم تو چاند کے اوپر قدم رکھ چکے ہیں۔ ..... اس لیے کہ میں وہاں پہنچا اور وہیں کا ایک باشندہ بن کر بات کر رہا تھا..... میں نے کہا: ہم تو چاند پر قدم رکھ چکے ہیں اور آپ کہتی ہیں کہ ہم چاند کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

پھر اس نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ کا کچھ سائنسی پس منظر Scientific Back-ground ہے؟ میں نے کہا: ہاں ہے۔ اس نے کہا: کیا آپ میری بات سمجھ لیں گے؟ میں نے کہا: ہاں سمجھ لوں گا آپ بات کریں، اب اس نے بات کو کھول کر بتایا۔ وہ کہنے لگی:

ہم جو چاند کی لکیر (Trajectory) کو تلاش کرتے ہیں تو ہم آنکھوں سے دیکھ کر نہیں کرتے کوئی دور بین ایسی نہیں ہے کہ ہم چاند کو دیکھ کر فیصلہ کریں۔ بلکہ ہمارے پاس ایک ریاضیاتی خاکہ (Mathmatical Model) بنا ہوا ہے۔ اس ماڈل میں حساب (Calculation) کر کے ہمیں پتہ چل جاتا ہے کہ چاند اس وقت کہاں پہ ہے۔ بالکل صحیح پتہ چل جاتا ہے۔

یہ سن کر میں نے کہا: پھر آپ اعداد و شمار (Calculations) کر کے مجھے بتائیں۔ وہ کہنے لگی: بات یہ ہے کہ کل اعداد و شمار (Calculations) میں چھ ہزار متغیرات (Variables) ہیں اور ایک متغیر (Variable) کے بدلنے سے فائنل رزلٹ بدل سکتا ہے۔ اس لیے میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ ہاں! اتنا کہہ سکتی ہوں کہ امکانات Chances ہیں، دیکھ کر پتہ چلے گا۔

جب اس نے یہ بات کہی تو میں نے کہا: الحمد للہ! نبی علیہ السلام نے چودہ سو سال

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے فرما دیا تھا! اے میری امت! اگر تم رمضان کے روزے رکھنا چاہتے ہو تو

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ

”تم چاند کو دیکھو تو تم روزہ رکھنا شروع کر دو اور جب چاند کو دیکھو

تو افطار کرو (یعنی عید مناؤ)“

آج سائنس کی دنیا بھی اسی کو تسلیم کرتی ہے۔

ڈارون کی تھیوری:

جب ہم سائنس پڑھتے تھے اس زمانے میں ڈارون کی تھیوری پوری دنیا کے اندر مانی جاتا تھا۔ دنیا پر تقریباً چار سو سال ایسے گزریاں ہیں کہ سائنس کی دنیا میں ڈارون کی تھیوری کا راج رہا ہے۔

ڈارون کی تھیوری کیا تھی؟ ڈارون کی تھیوری یہ تھی کہ ”سب کچھ خود بخود پیدا ہو گیا ہے۔“ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ پہلے پانی تھا، پھر پانی سے Fish (مچھلی) بنی، پھر Fish سے فلاں بنا، پھر فلاں سے فلاں، کرتے کراتے پھر بندر بنا، پھر چمپنزی بنا، پھر چمپنزی سے انسان بن گیا۔ یعنی بندر سے انسان بن گیا۔ یہ ان کا Final result (حتمی نتیجہ) تھا اور لوگ اسی کو تسلیم بھی کرتے تھے۔ لیکن ان پر اعتراضات بھی ہوتے تھے۔

ان پر ایک اعتراض (Objection) تو یہ ہوتا تھا کہ جناب! یہ بتایئے کہ چمپنزی بننے میں تو آتے لاکھوں سال لگے اور چمپنزی سے انسان بننے میں آپ کہتے ہیں کہ تھوڑے سے سال لگے۔ حالانکہ اس کے اور انسان کے درمیان دماغ کا فرق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بندر کی دم کے ختم ہونے میں ہزاروں سال لگے۔ بھئی! دم کے ختم ہونے میں تو ہزاروں سال لگے، جسم کے بال ختم ہونے میں ہزاروں سال لگے، اور چمپنزی کے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانوں والا دماغ چند ہی سالوں میں آ گیا۔ یعنی جسم کا جو سب سے زیادہ پیچیدہ عضو ہے، جس کو ہم دماغ کہتے ہیں، اس دماغ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ بہت تھوڑے سے عرصے میں بن گیا۔ جب اعتراض (Objection) کیا گیا کہ یہ کیسے ہو گیا، دم کے ختم ہونے میں تو اتنا ٹائم لگا اور دماغ بننے میں اتنا تھوڑا سا ٹائم لگا۔ تو سائنس نے یہاں پر اپنی غلطی ماننے کے بجائے مسنگ لنک (Missing !ink) کی ایک اصطلاح استعمال کی۔ یعنی اس میں ایسے ایسے تبدیلیاں ہوئیں اور یہاں پر ایک مسنگ لنک ہے جو سمجھ میں نہیں آتا، اس کے بعد انسان بن گیا۔ ہم نے کہا: واقعی! تمہارا لنک چونکہ مس ہے نا، اس لیے تمہیں مسنگ لنک (MIssing Link) کا سہارا لینا پڑ رہا ہے، اور تم یہ کہتے ہو کہ ہم ایک مسنگ لنک کی وجہ سے اس کی وضاحت نہیں کر سکتے۔

ڈارون کی تھیوری کا رد..... جینیٹک انجینئرنگ سے:

لیکن جب جینیٹک انجینئرنگ آئی تو اس نے آ کر تو پتا ہی صاف کر دیا۔ جینیٹک انجینئرنگ نے کہا: دیکھو! اگر تم یہ مانو کہ بہت سارے جھونپڑی تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لاکھوں انسان ایک ہی وقت میں بن گئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ جو تخلیق کا سلسلہ ہے یہ ایک بندے سے شروع ہوا اور وہ بندہ بھی وہ جو مرد تھا۔ عورت سے تخلیق کا سلسلہ شروع نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اگر کوئی بندہ یہ دعویٰ کرے کہ سب سے پہلے عورت تھی اور عورت سے یہ سلسلہ آگے چلا، جینیٹک انجینئرنگ نے کہا: عورت سے یہ سلسلہ چل ہی نہیں سکتا۔

عورت سے یہ سلسلہ آگے کیوں نہیں چل سکتا؟ انہوں نے کہا: مرد اور عورت دونوں میں کروموسومز (Cromosomes) ہوتے ہیں۔ دونوں کے کروموسومز کی کل تعداد 46 ہوتی ہے۔ یعنی مرد کے اندر بھی 23 اور عورت کے اندر بھی 23۔ مرد کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر XY کروموسومز ہوتے ہیں۔ اور عورت کے اندر XX کروموسومز ہوتے ہیں۔

جب یہ آپس میں ملاپ کرنا چاہتے ہیں ہیں، جوڑا (Bond) بنانا چاہتے تو XY الگ الگ ہوجاتے ہیں اور دو بن جاتے ہیں۔ اسی طرح XX بھی الگ الگ ہوجاتے ہیں۔ اس طرح یہ چار گروپ بن جاتے ہیں۔ اب ان چار یونٹس میں سے کسی دو نے ایک جوڑا (Bond) بنانا ہوتا ہے۔ اگر X نے X کے ساتھ جوڑا (Bond) بنالیا تو بیٹی آ گئی اور اگر X نے Y کے ساتھ جوڑا (Bond) بنالیا تو بیٹا ہو گیا۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ سب سے پہلے عورت تھی تو عورت کے اندر تو XX کروموسومز ہوتے ہیں۔ Y والا کروموسوم تو X سے نہیں بن سکتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ XY والے کروموسومز سے ایسی عورت بنے جس میں X X کروموسومز ہوں۔ کیونکہ بنیادی طور پر X تو موجود ہے نا۔

اس بات کی بنیاد پر انہوں نے کہا کہ انسان کی تخلیق ایک بندے سے ہوئی اور وہ بھی مرد سے ہوئی۔ پھر مرد سے عورت پیدا ہوئی۔ اس کے بعد مرد اور عورت کے ملاپ سے آگے تعداد بڑھتی چلی گئی۔

جب جینیٹک انجینئرنگ نے یہ فائنل کیا اور پھر ہم نے قرآن مجید میں غور کیا تو اس میں سے ایک آیت نظر آئی..... سنیے اور ذرا دل کے کانوں سے سنیے..... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً﴾ (سورۃ آیۃ ارکوع ۱۷ پارہ نمبر ۴)

"اے انسانو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تمہیں ایک جی سے پیدا کیا، اور اس ایک میں سے اس کے جوڑے کو (یعنی بیوی کو) بنایا اور پھر ان دونوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ذریعے سے اللہ نے مردوں اور عورتوں کو پوری دنیا میں پھیلا دیا“

آج سائنس کی دنیا اس چیز کو تسلیم کرتی ہے اور خود کافر آج ڈارون کی تھیوری کو ریجیکٹ (رد) کرتے ہیں۔ چنانچہ آج آپ یورپ، امریکہ میں چلے جائیے۔ وہاں کے لکھے پڑھے پروفیسر وغیرہ کہیں گے کہ ڈارون کی تھیوری ٹھیک نہیں تھی۔ واقعی! جینیٹک انجینئرنگ نے حقیقت سے پردہ ہٹا دیا اور جب پردہ ہٹایا تو یہ وہی بات تھی جو چودہ سو سال پہلے قرآن مجید نے بتا دی تھی۔ اللہ اکبر کبیرا!

ایک کمیونسٹ کا اعتراض اور اس کا جواب:

جس دور میں ہم یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں اس دور میں سوشلزم، کمیونزم کا بڑا ہی نعرہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کوئی کہتا تھا: ایشیا سرخ ہے۔ کوئی کہتا تھا: ایشیا سبز ہے۔ یہی باتیں چلتی رہتی تھیں۔ واقعی لوگ یہی کہتے تھے کہ کمیونزم آیا، آیا، آیا لوگوں کو ڈر لگتا تھا کہ کمیونزم کب آئے گا؟

اس زمانے میں یونیورسٹی کے بہت سے لڑکے دہریے بن گئے اور وہ کہتے تھے: ہم اس بات پر یقین نہیں کرتے کہ خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ وہ تو الٹا یہ کہتے تھے: انسان نے خدا کے تصور کو پیدا کر لیا ہے۔ وہ اس قسم کی باتیں کرتے تھے۔ ہم بھی وہیں یونیورسٹی کے اندر ہی رہتے تھے۔

ایک دن ایک ایسا لڑکا جو اس گروپ کا بڑا تھا، میرے پاس آیا۔ وہ مجھے کہنے لگا: میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ کلاس میں پوزیشن لیتے ہیں اور ایک ہونہار طالب علم (Shining Student) ہیں۔ یعنی ایک سمجھدار مولوی ہیں۔ آپ میری بات کو سمجھیں گے۔ میں نے کہا: جی! بات کیجیے۔

وہ کہنے لگا: یہ کیا بات ہوئی کہ ایک مسلمان اگر کوئی نیکی کرے تو اس کو اس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

اجر آخرت میں جا کر ملے گا اور اگر کوئی کافر نیکی کرے تو کہتے ہیں کہ دنیا میں تو اجر ملے گا لیکن آخرت میں کوئی اجر نہیں ملے گا۔ یہ تو ناانصافی ہے۔ حالانکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ دین اسلام عدل وانصاف کا دین (Religion of Justice) ہے۔

......دیکھیں! کافر بھی تو کئی نیکیاں کرتے ہیں نا، جیسے کسی غریب کی مدد کی، کسی کا دکھ بانٹا، تو جو بھی یہ نیکی کے کام کرے اس کو اجر ملنا چاہیے۔ مگر قرآن مجید نے ان کے بارے میں تصور یہ دیا ہے کہ ان کو اجر تو ملے گا لیکن اسی دنیا میں ملے گا، آخرت میں ان کو کوئی اجر نہیں ملے گا...... اس کو اس پر اعتراض تھا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ مسلمان کو تو آخرت میں اجر ملے گا اور کافر کو بالکل ہی نہیں ملے گا۔

میں نے کہا: آپ ذرا اس بات پر غور کریں کہ دو سٹوڈنٹ ہیں وہ دونوں سٹوڈنٹ استاد کو کہتے ہیں: آپ نے ہمیں اعداد لکھنے سکھائے ہیں۔ ہم سے آپ کچھ اعداد لکھوائیں۔ پھر استاد کہتا ہے: اچھا بھئی! لکھو۔ ان میں سے ایک سٹوڈنٹ 1 کا ہندسہ لکھتا ہے اور اس کے بعد اس کی دائیں طرف تین صفریں لگا دیتا ہے۔ اس کے اعداد کو دیکھ کر استاد کہتا ہے: ہاں جی! اعداد کی قدر (Value) ہے ایک ہزار۔ اور دوسرا سٹوڈنٹ 1 کا ہندسہ لکھنا تو بھول جاتا ہے اور وہ ویسے ہی تین مرتبہ زیرو لکھ دیتا ہے۔ تو اس کی کیا قدر (Value) بنی؟ صفر (Zero) بنی جناب ایک جیسی سیاہی خرچ ہوئی، ایک جیسے اعداد لکھے گئے اور ایک جیسا ٹائم خرچ ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک کی ویلیو ہے اور دوسرے کے لکھے ہوئے کی قدر (Value) صفر ہے۔ بھئی! ہم ایسا کیوں کہتے ہیں؟

اس نے جواب دیا: اس نے پہلے 1 کا عدد لکھ دیا تھا۔ اور 1 لکھنے کی وجہ سے ہر زیرو کے لکھنے سے اس کی قدر (Value) بڑھتی چلی گئی۔

میں نے کہا: بس! بات سمجھ میں آ گئی ہے کہ یہ 1 جو ہے، یہی اللہ پر ایمان ہے۔ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

بندہ کلمہ پڑھ کے اللہ پر ایمان لے آیا، اب اگر وہ اعمال کی زیرو لگاتا جائے گا تو اس کا وزن (weight) بڑھتا چلا جائے گا اور جو بندہ اللہ پر ایمان ہی نہیں لایا گویا وہ ایک کا ہندسہ لکھنا ہی بھول گیا۔ اب وہ نیکیوں کی جتنی بھی زیرو لگاتا چلا جائے گا، اس کا جواب کیا نکلے گا؟ زیرو۔

ایک سائنسی جواب:

خیر! وہ تو مطمئن ہو گیا، لیکن بعد میں ہمیں اس کا جواب ملا۔ وہ جواب یہ ملا کہ قرآن مجید نے کہا ہے کہ کافروں کے عملوں کو ہم قیامت کے دن پیش کریں گے، لیکن

﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ (الکہف: ۱۰۵)

''ان کا قیامت کے دن کوئی وزن ہی نہیں ہوگا''

تو پھر ہمیں یہ بات سمجھ میں آئی کہ وزن کا فارمولا ہے:

W=MxG.

یعنی اگر ماس (Mass) کو کشش ثقل (Gravitational Force) کے ساتھ ضرب دیں تو جو جواب آتا ہے وہ ویٹ (وزن) کہلاتا ہے۔

اب ایک آدمی ہے، اس کا دنیا کے اندر وزن ہے 90 کلوگرام، اسی بندے کو اگر آپ چاند پر پہنچا دیں تو وہاں پر اس کا وزن فرض کریں 70 کلوگرام ہوگا۔ وہی بندہ ہے یعنی 70 کلوگرام وزن کیوں؟ کہتے ہیں کہ چاند کی کشش ثقل Gravitational Force) زمین سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے کم ہے لہٰذا اس کا وزن کم ہے۔ اگر آپ اسی بندے کو مریخ پر پہنچا دیں تو اس کا وزن 90 کلوگرام کے بجائے فرض کریں 160 کلوگرام ہو جائے گا۔ بھئی! اس کی کیا وجہ ہے؟ جی! اس لیے کہ مریخ زمین سے بڑا ہے اس لیے اس کی کشش ثقل (Gravitational Force) زمین سے زیادہ ہے۔ لہٰذا

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر آپ اسی بندے کو خلا میں پہنچادیں تو اس کا وزن زیرو ہوجائے گا۔ کیوں جی! وزن زیرو کیوں ہوجائے گا؟ کہیں گے کہ وہاں پر چونکہ کوئی کشش ثقل (Gravitational Force) ہی نہیں ہے، اس لیے زیرو کے ساتھ جتنی مرضی Mass کو ضرب دیں، جواب کیا نکلے گا؟ جواب زیرو نکلے گا۔

تو اب یہ بات سمجھ میں آئی کہ کمیت (mass) انسان کے اعمال کی مانند ہیں اور یہ کشش ثقل (Gravitational Force) عشق الٰہی کی مانند ہے، اللہ پر ایمان لانے کی مانند ہے۔ چنانچہ اگر کسی بندے نے عشق الٰہی کی وجہ سے اللہ کے وجود کو تسلیم کر لیا، اس کو اپنا رب مان لیا تو گویا اس کی کچھ نہ کچھ ویلیو ہے اور جب قدر (Value) کو mass کے ساتھ ضرب دیں گے تو کچھ نہ کچھ اسکا جواب ضرور نکلے گا۔ جبکہ کافر کیا کرتا ہے؟ وہ تو خدا کو مانتا ہی نہیں۔ اس طرح اس کی Force Gravitational (کشش ثقل) زیرو ہوگی۔ اب آپ زیرو کو جس سے مرضی ضرب دیتے پھریں، جواب کیا نکلے گا؟ زیرو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے کہہ دیا:

﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ (الکہف:۱۰۵، پارہ ۱۶)

''ان کے عملوں کا قیامت کے دن کوئی وزن ہی نہیں ہوگا''

اب بات سمجھ میں آگئی کہ ہاں بات تو ٹھیک ہے۔

دماغ کے بارے میں نئی تحقیق:

ایک مرتبہ میں میڈیکل کا ایک پیپر پڑھ رہا تھا۔ اس میں میں نے ایک عجیب بات پڑھی۔ اس میں لکھا تھا کہ انسان کے جسم کی جو شکل ہے بالکل اسی طرح کی شکل اسکے دماغ کے اندر بھی بنی ہوئی ہے، لیکن ایک مختلف انداز سے۔ ہمارے ہاتھ یہاں بڑے ہیں، اور کھوپڑی کے اندر اس کی جو جگہ متعین کی گئی وہ اسی طرح ہے مگر سائز میں چھوٹے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پاؤں بھی چھوٹے ہیں۔ زبان بھی چھوٹی ہے، لیکن جو دماغ (Mind) میں جگہ متعین کی گئی ہے وہ کئی گنا ہے۔ آگے لکھا ہوا تھا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دماغ کسی کو جتنی بھی ہدایات (Instructions) بھیجتا ہے، اسکے حساب سے اس کو جگہ کی ضرورت تھی۔ اب ٹانگوں کو تو اوپر اٹھنا ہے اور جانا ہے، اٹھنا ہے جانا ہے۔ اسکا سادہ سا کام تھا اس لیے اس کو تھوڑی سی جگہ کی ضرورت تھی۔ جب کہ ہماری زبان سب سے زیادہ پیچیدہ عضو ہے۔ اب جب ہم تیزی میں بول رہے ہوتے ہیں تو ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے کہ کبھی زبان کا سرا لگ رہا ہوتا ہے، کبھی سائیڈ لگ رہی ہوتی ہے، کبھی اوپر کبھی نیچے۔ اس کو دماغ کو جو ہدایات (Instructions) دینی پڑ رہی ہوتی ہیں وہ بہت زیادہ ہوتی ہیں، للہٰذا اسکے لیے دماغ کے اندر بہت بڑی جگہ متعین کر دی گئی۔

آگے ایک بات اور لکھی ہوئی تھی۔ لکھا ہوا تھا کہ انسان کے دماغ کے اندر مختلف اعضاء کو کنٹرول کرنے کی جو جگہ ہے اس کو سائنس نے دریافت کر لیا ہے۔ مثال کے طور پر جو ہماری بائیں طرف (Left Side) کے اعضاء ہیں، ان کو انسان کی دماغ کی رائٹ سائیڈ سے سگنل جاتے ہیں اور جو دائیں طرف (Right Side) کے آرگنز ہیں ان کو سگنل Left Side سے جاتے ہیں۔

اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ انسان کی بینائی کا کنٹرول سر کے پیچھے کی طرف ہے۔ اس لیے اگر خدانخواستہ کوئی بچہ الٹا گرے تو اس کی بینائی اچانک چلی جاتی ہے یا کسی وجہ سے بندہ پیچھے سے ایک زوردار تھپڑ لگائے یا کوئی چیز مارے تو اس بچے کی بینائی چلے جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ Memory (یادداشت) کا تعلق سر کے پچھلے حصے کے ساتھ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز کے ذریعے روحانی علاج کا سائنسی ثبوت:

ایک بات تو بہت ہی عجیب لکھی ہوئی تھی۔ لکھا ہوا تھا کہ انسان کے اندر جو جذبات سے متعلقہ (Emotional) چیزیں ہوتی ہیں، جن کا تعلق حسد کے ساتھ، بغض کے ساتھ، شہوت کے ساتھ، تکبر کے ساتھ ہوتا ہے، ان تمام چیزوں کا کنٹرول سنٹر انسان کے سر کی سامنے کی طرف (Front side) پر یعنی پیشانی میں ہے۔

میں نے جب یہ بات پڑھی تو مجھے خیال آیا۔ یا اللہ! اگر یہی پیشانی انسان کی انا اور تکبر کا باعث بنتی ہیں تو آپ نے سجدے میں اسی پیشانی کو ہی تو زمین پر لگانے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی فرما دیا کہ تم سجدہ کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ:

﴿وَاقْتَرِبْ﴾ "تم میرے قریب ہو جاؤ گے"

واہ میرے اللہ! جو اپنی انا کو مٹا دیتا ہے، آپ اس بندے کو اپنا بنا لیتے ہیں۔ سائنس تو اس کو آج کھول کر بیان کر رہی ہے جبکہ شریعت نے چودہ سو سال پہلے کہہ دیا تھا کہ اگر خدا کے قریب ہونا ہے تو اپنی پیشانی کو اللہ کے سامنے رکھ دو۔

مخلوقاتِ عالم اور تسبیح خداوندی:

قرآن مجید میں ایک آیت ہے:

﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾

(آیت نمبر ۴۴، رکوع: ۵، پارہ نمبر ۱۵)

"اور جو کوئی بھی چیز ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھ ہی نہیں سکتے"

جب میں نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی تو طالب علم ہونے کے ناطے دل میں خیال آیا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں: "وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ" "جو بھی کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

چیز ہے یعنی دنیا کی ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ مثلاً مٹی ذکر کر رہی ہے، پتے ذکر کر رہے ہیں، ہوا ذکر کرتی ہے، کپڑا ذکر کرتا ہے۔ یہ تو ماننے والی باتیں ہیں۔ لیکن کافر تو اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ حالانکہ دنیا میں تو اربوں کے حساب سے کافر بھی ہیں۔ اسی طرح جانور کیسے ذکر کرتے ہوں گے؟ تو ذہن میں سوال پیدا ہونا شروع ہو گئے کہ قرآن کیسے کہتا ہے کہ ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے؟

مجھے ایک مرتبہ امریکہ میں ویسٹ ورجینیا میں سفر کرنے کا موقع ملا۔ وہاں ہمارے پاکستان سے کم از کم چالیس پچاس ڈاکٹر رہتے ہیں اور وہاں ان کی ایک کمیونٹی بنی ہوئی ہے۔ ان کا اس عاجز کے ساتھ بیعت کا تعلق بھی تھا۔ وہ مجھے اکثر اپنے ہاں بلاتے تھے اور میں بھی وہاں جاتا تھا اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

ان میں سے ہمارے ایک دوست جو لاہور ہی کے ہیں اور وہ وہاں پر ایک بڑے ماہر امراض دل (Heard Specialist) ہیں۔ وہ مجھے ایک دن کہنے لگے: حضرت! آپ میرے ساتھ میرے کلینک پہ آئیں، میں آپ کا ایکو کارڈیوگراف کروں گا۔ میں نے پوچھا: ایکو کارڈیوگراف کیا چیز ہوتی ہے؟ کہنے لگے: اس سے آپ کے دل کی ساری حالت کا پتہ چل جائے گا کہ کتنا پمپ کر رہا ہے؟ والوز کی کنڈیشن کیا ہے؟ درمیان میں لیکیج ہے یا نہیں؟ اس سے ہر چیز کا پتہ چل جاتا ہے۔ اور میں آپ سے دعا بھی کروالوں گا۔ میں نے کہا: بہت اچھا۔

لو جی! ہم ان کے کلینک پر چلے گئے۔ انہوں نے سب سے پہلے تو دعا کرائی۔ پھر مجھے کہنے لگے: جی! آپ یہاں آجائیں۔ انہوں نے مجھے لٹا دیا۔ وہاں ایک بڑی ہی عجیب سی مشین تھی۔ انہوں نے اس سے میرا ایکو کارڈیوگراف کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے سکرین میرے سامنے کر دی۔ اب میرا ایکو کارڈیوگراف ہو بھی رہا ہے اور میں دیکھ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا ہوں۔ اور واقعی اس میں ایک ایک چیز کا پتہ چل رہا تھا۔

وہ مجھے کہنے لگے: حضرت! میں آپ کو آپ کے دل کی آواز سناؤں؟ میں نے کہا: سنائیں۔ تو انہوں نے اس کی Volume (آواز) کو تھوڑا سا بڑھایا۔ اب Volume (آواز) بڑھانے سے وہ آواز مجھے صاف سنائی دینے لگی۔ وہ آواز کے بارے میں بتانے لگے کہ یہ "لب ڈب" کی طرح سنائی دیتی ہے۔ "لب ڈب، لب ڈب، لب ڈب" دراصل دل خون کو کھینچ بھی رہا ہوتا ہے اور ڈلیور بھی کر رہا ہوتا ہے، کھینچ بھی رہا ہوتا ہے اور ڈلیور بھی کر رہا ہوتا ہے۔ تو دل کی اس آواز کو ڈاکٹروں نے "لب ڈب" کا نام دیا۔

جب انہوں نے مجھے یہ کہا کہ یہ لب ڈب کی آواز ہے تو میں نے ذرا غور کر کے کہا: میں نہیں مانتا کہ یہ لب ڈب کی آواز ہے۔ وہ کہنے لگے: کیوں؟ میں نے کہا: ذرا غور سے سنیں۔ یہ مجھے لب ڈب کی آواز محسوس نہیں ہو رہی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا: اور کیا محسوس ہو رہی ہے؟ میں نے کہا: میں جتنا اس کو قریب سے سننے کی کوشش کرتا ہوں، یہ تو مجھے "رب رب، رب رب" کی آواز محسوس ہوتی ہے۔ اب ڈاکٹر صاحب نے بھی اس پر غور کیا اور میں نے بھی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کہنے لگے: حضرت! اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ یہ واقعی لب ڈب کے بجائے "رب رب" کی آواز ہی اس پر صادق آتی ہے۔

یہ سن کر میں نے کہا: ڈاکٹر صاحب! مجھے ایک مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب نے کہا: وہ کیا؟ میں نے کہا: اگر بندے کے دل کی آواز ہر وقت "رب رب، رب رب" پکار رہی ہے، اس حقیقت کو قرآن مجید نے تو چودہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ

﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ [illegible]

''اور جو کوئی بھی چیز ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھ ہی نہیں سکتے''

دنیا میں جو بھی مخلوق ہے، اسکا دل چل رہا ہے اور رب رب کا نعرہ لگا رہا ہے۔ اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو آج ہمارے لیے حقیقت کو سمجھنا آسان ہے۔

قرآن مجید سمجھنے کے دو درجے:

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کے ساتھ سچی محبت نصیب فرمائے تاکہ ہم اس کو سمجھ کر پڑھیں اور اپنی زندگی میں اس کو نافذ کر سکیں۔

قرآن مجید سمجھنے کے دو درجے (Levels) ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک درجہ (Level) تو ہے علما کا۔ اس تک پہنچنے کے لیے تو اسپیشلائزیشن کرنی پڑے گی (تمام علوم پر عبور حاصل کرنا پڑے گا)۔ آٹھ دس سال پڑھیں گے، پھر سترہ علوم پر محنت ہوگی، تب جا کے ہمیں قرآن مجید کی حقیقت سمجھ میں آئے گی اور ہم اس میں سے مسائل اخذ کر سکیں گے۔ اور ایک ہے عام بندے کا لیول۔ وہ اتنا ہی ہونا چاہیے کہ امام اگر قرآت کر رہا ہے تو بس بندے کو پیچھے کھڑے ہوئے یہ پتہ چلے کہ یہاں جنت کا تذکرہ ہے اور یہاں جہنم کا تذکرہ ہے، یہاں اللہ نے اس بات کا حکم دیا ہے اور یہاں اس نے اس چیز سے منع کیا ہے۔ یعنی انسان کو موٹا موٹا پتہ چلتا جائے کہ حکم کیا جا رہا ہے۔ یہ عوام الناس کا درجہ (Level) کہلاتا ہے اور اس کو سمجھنا بہت آسان ہے۔

وہ کیسے؟...... ذرا توجہ فرمائیے گا، بات بہت قیمتی ہے..... آج کے زمانے میں پورے قرآن مجید کے الفاظ کو گنا جا چکا ہے۔ قرآن مجید کی آیات 6666 ہیں اور پورے قرآن مجید کے الفاظ 84000 سے کچھ زیادہ ہیں۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر الفاظ وہ ہیں جو قرآن مجید میں بار بار آتے چلے گئے۔ مثال کے طور پر: اقیموا الصلاۃ، یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سات سو مرتبہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ یہ "یٰایھا الذین امنوا" یہ 86 مرتبہ آیا ہے، لیکن لفظ تو ایک ہی ہے نا۔ تو جس کو ایک جگہ پر معنی کا پتہ چل گیا اس کو سب جگہوں پر معنی کا پتہ چل گیا۔

اب اس سے بھی زیادہ عجیب بات سنیں کہ وہ مختلف الفاظ جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ، ان کو بھی گنا جا چکا ہے ان کی تعداد صرف 2000 ہے۔ یعنی صرف 2000 مختلف الفاظ کے ساتھ پورے قرآن مجید کی گفتگو ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم 2000 الفاظ کے معانی پڑھ لیں تو ہمارے لیے قرآن مجید کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

اس میں ایک اور لطف کی بات بھی ہے: جو لوگ اردو زبان بولتے ہیں ، ان کے لیے اور بھی آسانی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے 500 الفاظ اردو زبان میں استعمال ہوتے ہیں ، مثلاً: قبر، حشر، روح، بدن، قلم، کتاب، عرش، کرسی، تقوی، زہد، توکل، جن، انسان، جنت، جہنم۔

ان 2000 الفاظ میں سے 500 الفاظ اردو زبان میں استعمال ہوتے ہیں۔ باقی کتنے رہ گئے؟ باقی 1500 الفاظ رہ گئے ہیں۔ تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم ساری زندگی میں قرآن مجید کے 1500 الفاظ کے معانی بھی نہ سیکھ سکے۔ اگر ہم سے یہ سوال کر لیا گیا کہ تم ڈاکٹر تھے ، انجینئر تھے ، مینیجر تھے ، بزنس مین تھے ، تمہیں ہم نے ملین آف ریز بنا کر جو دیے تھے ، تم ان سے بزنس پلاننگ کرتے تھے ، تم اپنا کام خوب اچھی طرح کرنا جانتے تھے۔ کیا میری کتاب کے صرف 1500 الفاظ کو سمجھنے کے لیے بھی تمہارے پاس فرصت نہیں تھی؟ تو ہم کیا جواب دیں گے؟ اگر ہم روزانہ ایک نماز کے بعد ایک لفظ کا ترجمہ پڑھیں تو ایک دن میں پانچ لفظوں کا ترجمہ ہو جائے گا۔ اس طرح ہم قرآن مجید کا یہ لیول آف انڈرسٹینڈنگ (سمجھنے کا درجہ) حاصل کر سکتے ہیں۔ اب بتائیں کہ کیا کوئی بندہ یہ کہہ سکے گا کہ مجھے فرصت نہیں ملی تھی؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں چاہیے کہ ہم قریب میں کسی عالم سے مدد (Help) لے کر اس کو استاد بنا کر قرآن مجید کو سیکھنا شروع کر دیں۔ کیونکہ استاد کے ذریعے انسان غلطیوں سے بچ جاتا ہے اور بغیر استاد کے انسان کی بنیاد ہی نہیں ہوتی۔ بہر حال! ہم چند مہینوں میں قرآن مجید کا فرسٹ لیول آف انڈرسٹینڈنگ (سمجھنے کا پہلا درجہ) حاصل کر لیں گے۔ پھر اگر قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہوگی تو ہمیں پتہ چل رہا ہوگا کہ اللہ کا فرمان ہم سے کیا کہہ رہا ہے؟

قرآن مجید کی تاثیر:

رہ گئی بات قرآن مجید کی تاثیر کی، اس کی ایک مثال سن لیجیے۔ ایک دیہاتی لڑکا تھا۔ وہ کہیں جا رہا تھا۔ اس نے راستے میں ایک کارتوس پڑا ہوا دیکھا۔ اس کے لیے وہ نئی چیز تھی۔ اس نے اس کو اٹھا لیا۔ جیب میں ڈالا۔ پھر آگے ایک بڑے دیہاتی بندے سے ملا۔ اسے کہنے لگا: بڑے میاں! یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: ارے! یہ کارتوس ہے۔ پوچھا: کیا مطلب؟ اس نے کہا: یہ اتنی خطرناک چیز ہے کہ اگر یہ شیر کو مارو تو یہ اس کو مار دے گی، ہاتھی کو مارو تو یہ اس کو بھی گرا دے گی۔ اس نے کہا: اچھا! یہ اتنی خطرناک چیز ہے۔ اس لڑکے نے اس کارتوس کو پھر جیب میں ڈال لیا اور وہ اپنے کام میں لگ گیا۔

اللہ کی شان! دوسرے دن شام کو گھر آ رہا تھا کہ ایک چھوٹا سا کتا اس کے پیچھے لگ گیا۔ اب یہ آگے اور کتا پیچھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے پتہ چلا کہ کتا تو قریب آ رہا ہے، تو وہ گھبرا گیا۔ اس وقت اسے یاد آیا کہ میرے پاس تو وہ کارتوس ہے۔ لہٰذا اس نے وہ کارتوس جیب سے نکالا اور زور سے کتے کو دے مارا۔ کتے کو وہ کارتوس ٹانگ پہ لگا تو سہی، لیکن بجائے گرنے مرنے کے وہ کتا اور اس کے اوپر چڑھ دوڑا۔ اس بے چارے نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی۔

وہ سیدھا اسی بندے کے پاس جا پہنچا۔ اس سے کہنے لگا: بڑے میاں! آپ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھے فرسٹ مس گائیڈ کیا۔ اس نے پوچھا: کیوں؟ کہنے لگا: اس لیے کہ آپ نے کہا تھا کہ یہ ایسی چیز ہے جو شیر کو بھی مار دیتی ہے اور ہاتھی کو بھی مار دیتی ہے، جبکہ اس نے تو کتے کے ایک چھوٹے سے بچے کو بھی نہ مارا۔ بڑے میاں نے کہا: تجھے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے، اصل بات یہ ہے کہ ایک چیز بندوق ہوتی ہے۔ اس کے اندر جب یہ کارتوس ڈالتے ہیں اور پھر چلاتے ہیں تو اس وقت اس کارتوس کی طاقت ظاہر ہوتی ہے۔ اس سے پہلے ظاہر نہیں ہوتی۔

بالکل اسی طرح ہمارا یہ چھ فٹ کا جسم ایک بندوق کی مانند ہے اور یہ اللہ کا قرآن اس طاقت کے بنے ہوئے ایک کارتوس کی مانند ہے۔ جب جسم کی اس بندوق (Gun) کے اندر اس کارتوس کو فٹ کریں گے اور پھر تہجد میں اٹھ کر دو رکعت نفل پڑھ کے اللہ کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں گے تو اس قرآن کی طاقت پھر ہمارے سامنے ظاہر ہوگی۔ تب پتہ چلے گا کہ اللہ رب العزت قرآن پڑھنے والے کی دعاؤں کو کیسے قبول فرماتے ہیں؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کے ساتھ سچی پکی محبت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد تیس

30

- سچے رب کے سچے وعدے
- قرآن مجید ایک انقلابی کتاب
- مسجد نبوی ﷺ کا پُرکیف منظر
- وسعتِ رزق
- نفسِ مطمئنہ
- پردہ اور دُعا
- ازدواجی زندگی میں محبت کا کردار
- شریعت پر استقامت

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ ...

...041-2618003

خطباتِ فقیر 30

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

...dubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

عرضِ ناشر	14
عرضِ مرتب	16
سچے رب کے سچے وعدے	19
اقتباس	20
خشیت کا مطلب	21
خوف اور خشیت میں فرق	22
علم کا مطلب	22
تقویٰ کسے کہتے ہیں؟	23
ایک مثال سے وضاحت	24
اللہ تعالیٰ کے حسرت بھرے الفاظ	25
ایک گرانقدر ملفوظ	26
ہم کہاں کھڑے ہیں؟	26
ایک بچی کی نصیحت	26
علما کا فرضِ منصبی	27
کفار کے وعدوں کی شرعی حیثیت	27
سچے رب کے سچے وعدے	29
امام عالم بنیں، نہ کہ غلام عالم	31
کافروں سے دوستی کا انجام	31
اللہ سے دوستی کا انعام	32
کمزوروں کے لیے اللہ کی مدد	33
علما کی ذمہ داریاں	36
فرعون پر مصیبتوں کے پہاڑ	38
طوفان کا عذاب	38
ٹڈیوں کا عذاب	39
مینڈکوں کا عذاب	39

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

✿ ...... خون کا عذاب	39
✿ ...... فرعون اور اس کے لشکر کا عبرتناک انجام	40
✿ ...... روم پر مسلمانوں کا غلبہ	42
✿ ...... نبوی پیشین گوئیاں	43
✿ ...... جب مسلمانوں کا رعب پڑا	43
✿ ...... اسلام سے ٹکرانے والوں کا انجام	46
✿ ...... اللہ کی مدد کے نظارے	47
✿ ...... گھوڑے کی وفاداری	49
✿ ...... شہید کا مقام و مرتبہ	50

قرآن مجید ایک انقلابی کتاب

قرآن مجید ایک انقلابی کتاب	53
✿ ...... اقتباس	54
✿ ...... کلام سے متکلم تک رسائی	55
✿ ...... الفاظِ قرآنی معرفت کے خزانے	57
✿ ...... دیدارِ الٰہی کی تمنا	57
✿ ...... ایک دیہاتی کا واقعہ	58
✿ ...... نماز کے ذریعے دیدارِ الٰہی کی مشق	59
✿ ...... محبوب کی ملاقات کا اشارہ	60
✿ ...... قرآن مجید کی شرح	61
✿ ...... کلامِ الٰہی فضا پر حاوی ہے	61
✿ ...... کلامِ الٰہی کا سب سے بڑا اثر	62
✿ ...... قرآن مجید کے ذریعے انقلاب کی چند مثالیں	63
✿ ...... عورتوں میں انقلاب	63
✿ ...... مردوں میں انقلاب	68
✿ ...... مقامِ فاروقی	74
✿ ...... شیر کی فرمانبرداری	77
✿ ...... قوتِ ایمانی	78

www.besturdubooks.wordpress.com

...... خیرِ امت	80
...... حاملِ قرآن کی سربلندی	82
...... ہماری ذلت کی بنیادی وجہ	83
...... تو پھر غیروں سے کیا گلہ؟	84
...... قرآن کی فریاد	85
...... ایک عجیب بات	87
...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی	87
...... دل کی روح	88
...... لفظ روح کا استعمال	88
...... قرآن دلوں کے تالے کھولتا ہے	89
...... مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا دلنشین واقعہ	90
...... نور بھرے دل کی عظمت	97
...... قرآن مجید کو حرزِ جان بنالیں	97
...... ایک آیت میں پورا تصوف	98
...... تعلیماتِ قرآنی کو عام کرنے کی ضرورت	99
...... قرآن مجید کو دلوں میں اتار لیجیے	100
...... تھکے ہوئے بندوں کی فریاد	103
مسجد نبوی کا پرکیف منظر	105
...... اقتباس	106
...... محبوبِ کل ﷺ کا مقامِ محبوبیت	107
...... مسجد نبوی میں انصار بھوکے تھے	109
...... دینِ اسلام کا سب سے پہلا مدرسہ	110
...... برکاتِ نبوی کا مشاہدہ	110
...... اصحابِ صفہ کا لباس	111
...... اصحابِ صفہ کا مقام	111
...... بکریاں چرانے والے صحابی رضی اللہ عنہ کی محبت	112

www.besturdubooks.wordpress.com

✿ ...... صفہ پہ طلب علم کی دعا	112
✿ ...... ریاض الجنۃ	113
✿ ...... دور نبوی اور دور صحابہ کی مسجد کے پھول	113
✿ ...... مسجد نبوی کے ستون	113
✿ ...... استوانہ حنانہ	114
✿ ...... استوانہ عائشہ	114
✿ ...... استوانہ ابی لبابہ	115
✿ ...... استوانہ سریر	116
✿ ...... استوانہ حرس	117
✿ ...... استوانہ وفود	117
✿ ...... استوانہ تہجد	117
✿ ...... مصلی رسول کی پہچان	117
✿ ...... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کا اعزاز	118
✿ ...... پرنالے کا نشان	119
✿ ...... بدعقیدہ لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ	120
✿ ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملے کی جگہ	121
✿ ...... مواجہ شریف	121
✿ ...... مرزا قادیانی کے کذاب ہونے کی دلیل	122
✿ ...... ایک ایمان افروز واقعہ	122
✿ ...... گنبد خضرا کا سوراخ...... حصول بارش کا ذریعہ	123
✿ ...... حیات النبی ﷺ کا مسئلہ	125
✿ ...... عقلی دلائل سے وضاحت	125
✿ ...... پہلی دلیل	126
✿ ...... دوسری دلیل	127
✿ ...... مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا استدلال	128
✿ ...... گنبد خضرا کی حفاظت کا انوکھا واقعہ	129

www.besturdubooks.wordpress.com

✽ مواجہ شریف پر حاضری کے آداب	132
وسعتِ رزق	137
✽ اقتباس	138
✽ روٹی کی فکر	139
✽ شکوے ہی شکوے	140
✽ آج کل کے بھکاری کا حال	140
✽ دورِ حاضر میں عزت کا معیار	141
✽ لوگوں کو چھوٹا خدا نہ بناؤ	141
✽ محنت میں عظمت ہے	141
✽ رہبانیت اور اباحیت منع ہیں	142
✽ ایک اصولی نصیحت	142
✽ پیٹ کا مسئلہ	143
✽ جانوروں کے پیٹ	144
✽ صرف پیٹ بھرنا ہی کام نہیں	144
✽ پیٹ بھر کر کھانے کا وبال	145
✽ ذرا اس زاویے سے بھی سوچیں!	145
✽ نکتے کی بات	145
✽ مال جسمانی زندگی کے قیام کا سبب ہے	146
✽ مال ایمان کے لیے ڈھال ہے	146
✽ دو اہم باتیں	146
✽ زکوٰۃ کی برکت	147
✽ سب سے بڑا فتنہ	147
✽ اللہ کی تقسیم پر راضی رہیں	147
✽ مال کی طلب میں اضطراب نہ ہو	148
✽ ہر کام مال سے نہیں سنورتا	148
✽ مقصدِ زندگی کو پہچانیے	149

www.besturdubooks.wordpress.com

✿ ..... بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یقین کامل	149
✿ ..... ایک شخص کا یقین	150
✿ ..... رزق کی دس کنجیاں	150
✿ ..... نماز کا اہتمام	151
✿ ..... کثرت استغفار	152
✿ ..... انفاق فی سبیل اللہ	153
✿ ..... دین کی خاطر ہجرت کرنا	157
✿ ..... تقویٰ اختیار کرنا	157
✿ ..... کثرت عبادت	158
✿ ..... کثرت حج وعمرہ	159
✿ ..... صلہ رحمی	160
✿ ..... کمزوروں سے حسن سلوک کرنا	161
✿ ..... اللہ پر توکل کرنا	162
✿ ..... اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا	163
✿ ..... اہل خانہ کو سلام کرنا	164
✿ ..... والدین کی فرمانبرداری	165
✿ ..... دوام طہارت	167
✿ ..... چاشت کی نماز پڑھنا	168
✿ ..... سورت واقعہ کی تلاوت	168
✿ ..... دعا کرنا	169
✿ ..... مالی تنگی دور کرنے کا نسخہ	169
✿ ..... تنگدستی کے اسباب	170
نفس مطمئنہ	173
✿ ..... اقتباس	174
✿ ..... خیر وشر کا مجموعہ	175
✿ ..... نفس کی تین حالتیں	176

www.besturdubooks.wordpress.com

نفس امارہ کی تین علامتیں 177

جی بس گزارہ ہے 178

نفس لوامہ کی پہچان 178

آدمی گناہ کیوں کرتا ہے؟ 179

مٹی کی خاصیت 180

وسوسہ شیطانی یا نفسانی کی پہچان 180

تین اہم پوائنٹ 181

الہام اور وسوسے میں فرق 181

نفس لوامہ بہتر کیسے بنے؟ 182

تفکر فی الذات 182

تفکر در صفات 182

تفکر در انعامات 183

تفکر فی ایام اللہ 184

تفکر فی ما بعد الموت 184

تفکر در احوال 185

نفس مطمئنہ کی پہچان 185

پاکیزہ زندگی کا راز 188

جو دم غافل سو دم کافر 189

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کا تقویٰ 189

داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا تقویٰ 190

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل 191

ایک شرابی کا واقعہ 192

پردہ اور دعا 195

اقتباس 196

نبی علیہ السلام کے احسانات 197

ہم اللہ سے کیسے مانگیں؟ 198

www.besturdubooks.wordpress.com

✿ خوب صورت مثال	198
✿ دعا کی قبولیت کا راز	199
✿ دعا کی قبولیت کی شرائط	199
✿ اللہ رب العزت کے خزانے سے لینے کا طریقہ	200
✿ اس کے لطف و کرم کے کیا کہنے! لاکھوں کو ہاتھوں ہاتھ بکرو دیتا ہے	200
✿ دعا کی صحیح کیفیت	201
✿ شہوات یا شبہات کے فتنے	202
✿ انگریزی کا مضمون	203
✿ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	204
✿ عقلی دلیل	205
✿ دین پر اعتراض کیوں؟	206
✿ العافیہ کا مفہوم	208
✿ معافات کا مفہوم	209
✿ خاوند کا رونا	209
✿ بیوی کا رونا	210
✿ لیلۃ القدر کی دعا	210
✿ دنیا کی عدالت	211
✿ شانِ کریمی	211
✿ فرشتوں کو گناہ بھلانے کی حکمت	212
✿ گناہ چھوڑنے کے لیے تین کام	213
✿ اے اللہ ہمارے گناہ معاف کر دیجیے	214
✿ کہنے والے نے کیا خوب کہا	215
✿ رحمت کا مطلب	216
✿ رحمتوں کا اترنا	216
✿ بلا حساب مغفرت	117
✿ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کا ظہور	218

www.besturdubooks.wordpress.com

✿ ..... پیارے حبیب ﷺ کی دعا	220
✿ ... وہ حضور ﷺ کا امت کے لیے رونا	220
✿ ... اللہ رب العزت کا دریائے رحمت	221
ازدواجی زندگی میں محبت کا کردار	223
✿ . اقتباس	224
✿ ... زندگی کے تین مراحل	225
✿ ..... جیون ساتھی کی ضرورت	226
✿ . میاں بیوی کا تعلق..... قرآن کی نظر میں	227
✿ ...... ازدواجی زندگی میں مودت اور رحمت کا مطلب	228
✿ ساس اور سسر کا مقام	230
✿ ... گھر آباد کرنے کی پوری کوشش کریں	230
✿ ...... گھریلو جھگڑوں سے بچنے کی آسان تدبیر	231
✿ . شادی کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے	232
✿ . ازدواجی زندگی اور تحمل مزاجی	232
✿ ... ناموافق حالات کا مقابلہ	234
✿ ...... ازدواجی زندگی میں سنتوں کا اہتمام	236
✿ ...... جھگڑے کو ختم کر کے سوئیں	239
✿ ..... معذرت کر لیا کریں	239
✿ ...... میاں بیوی کی باہمی محبت	240
✿ ... دو طرح کی گاڑیاں	241
✿ ... ناشکری سے بچیں	243
✿ ..... نبی رحمت ﷺ کی اہل خانہ سے محبت	243
✿ .... ازدواجی زندگی کی بنیاد	245
شریعت پر استقامت	247
✿ ..... اقتباس	248
✿ ..... فتح کے دوران سے واقعہ اور دیا	249

www.besturdubooks.wordpress.com

۞ ..... ثبات ایک تجربہ کر کے بتانے میں	250
۞ ..... دوام الحال من المحال	250
۞ ..... امتحان کی مختلف صورتیں	252
۞ ..... اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مہمان	253
۞ ..... جیسی کرنی ویسی بھرنی	254
۞ ..... سمجھنے کی بات	254
۞ ..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول	255
۞ ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول	255
۞ ..... ابن قیم رحمہ اللہ کا قول	256
۞ ..... مال و دولت کا دھوکہ	257
۞ ..... شدائد بھی نعمت	257
۞ ..... مصیبت میں گرفتار معصیت میں نہیں	258
۞ ..... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت	258
۞ ..... کھرے کھوٹے کی پہچان	259
۞ ..... بقول شاعر	259
۞ ..... ایمان میں کچا پکا	260
۞ ..... بزرگ کا خوب صورت قول	260
۞ ..... ابو الوفا ابن عقیل رحمہ اللہ کا قول	261
۞ ..... مشائخ کی پر تاثیر نصیحتیں	261
۞ ..... عشق کی پہچان	262
۞ ..... ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کی معارف سے بھرپور نصیحت	262
۞ ..... کھلے دروازے کو چھوڑ کر بند دروازے کی طرف کیسے جاؤں؟	263
۞ ..... ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ ایمان افروز واقعہ	263
۞ ..... محاسبہ	263
۞ ..... گہری بات	264
۞ ..... فسق و فجور کی نحوست	265

www.besturdubooks.wordpress.com

مشتبہ چیزوں کا بیان	265
کمال احتیاط	266
انسان گناہ سے کیسے بچے	266
خطرہ	266
عمل	267
عادت	267
گناہوں کا تصور	267
ارادہ	267
فکر	268
شریعت کی خوبصورت بات	268
وسوسہ عادت یا عبادت	368
مشائخ کا معمول	269
جتنی بڑی قربانی اتنی مہربانی	269
گناہ کے وسوسے کو دور کرنے کا طریقہ	270
قرآن وحدیث کی تعلیمات	270
نفس کو ستانے والی آیت مبارکہ	271
قول حضرت علی رضی اللہ عنہ	271
نفس کی خواہشات کو اللہ کے لیے قربان کریں	272
ابن عطا سکندری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	272
شریعت پر استقامت کا صلہ	273
گناہوں کے چھوڑنے پر انعامات	277

www.besturdubooks.wordpress.com

بِسْمِ اللّٰہِ

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾

سچے رب کے سچے وعدے

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

سچے رب کے سچے وعدے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

خشیت کا مطلب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

"بے شک علماء ہی اللہ رب العزت سے ڈرتے ہیں"

خشیت کا مطلب ہوتا ہے کسی کی ناراضگی کے ڈر سے اس کی حکم عدولی سے بچنا، نافرمانی سے بچنا اور اس کو راضی کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خوف اور خشیت میں فرق:

خوف اور خشیت میں فرق ہوتا ہے خوف کہتے ہیں کسی کا ڈر ہونا، خشیت میں اگر کوئی روٹھ جائے تو یہ سزا بھی کافی ہوتی ہے۔ تو علما کے دل میں صرف خوف نہیں ہوتا کہ نہیں سزا ملے گی بلکہ یہ اللہ رب العزت کی ناراضگی سے ڈر جاتے ہیں اور گناہوں سے بچ جاتے ہیں۔

علم کا مطلب:

علم کا مطلب معلومات نہیں ہے کہ آپ جس آدمی سے بات کریں وہ آپ کو جواب میں بہت ساری باتیں سنا دے۔ اس کو عالم نہیں کہتے کہ آپ کوئی حدیث پڑھیں تو وہ اس حدیث سے متعلق بہت ساری باتیں سنا دے۔ تو بہت ساری باتوں کو جاننے کا نام علم نہیں۔ علم کہتے ہیں کہ انسان پر اللہ رب العزت کی نافرمانی کے نقصانات واضح ہو جائیں۔ اس بات کو تھوڑا کھولنے کی ضرورت ہے۔

علم کہتے ہیں کہ انسان پر گناہوں کے نقصانات ظاہر ہو جائیں، کھل جائیں جب آدمی کو بیماری کے نقصانات کا پتہ نہیں ہوگا تو وہ احتیاط بھی نہیں کر سکے گا۔ اور جب بیماری کے نقصانات کا اندازہ ہوگا تو وہ نقصان دینے والی چیز سے بچے گا۔ معلوم ہوا کہ علم کہتے ہیں گناہوں کے نقصانات کا بندے پر واضح ہو جانا۔ اس کے دل میں یقین ہو جاتا کہ گناہوں کے کیا نقصانات ہیں۔ علم والا وہ شخص ہے جو گناہوں سے بچنے والا بن جائے۔

اب جس کی نظر میں نیکی اور گناہ میں فرق نہیں اس کی زبان تو عالم ہوتی ہے مگر دل جاہل ہوتا ہے۔ ایسے منافقت کے علم سے اللہ محفوظ فرمائے۔ جس میں انسان کی زبان عالم ہو اور دل جاہل ہو۔ اور جب دل جاہل ہوتا ہے تو جہالت والے کام کرواتا ہے۔ پھر انسان کو بہت ساری معلومات ہوتی ہیں مگر وہ ان معلومات کے ذریعے تاویلیں گھڑتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے اگر عام آدمی گناہ کرے تو وہ احساس ندامت کے ساتھ گناہ کرے گا۔ لیکن جب کوئی معلومات رکھنے والا بندہ گناہ کرے گا تو وہ تاویل کے ذریعے اس گناہ کو جائز بنانے کی کوشش کرے گا۔ نفس کو ملمع کاری کے ذریعے بتائے گا کہ یہ مجبوری تھی۔ یہ کام عذر کی وجہ سے کیا۔ یہ نفس شیطان ایسا خبیث ہے کہ گناہوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ﴾

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا﴾

”شیطان جس کا ساتھی بن گیا وہ بہت برا ساتھی ہے“

تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے پاس معلومات تو بہت زیادہ ہوتی ہیں لیکن علم نہیں ہوتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے علم نافع مانگنے کی دعائیں سکھائی گئیں۔ نفع دینے والا علم، علم نافع انسان کو حاصل ہو جائے۔ علم نافع وہ ہے جو انسان کے اندر خشیت پیدا کرے۔ خشیت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ڈر سے گناہوں سے بچنے کو کہتے ہیں۔

تقویٰ کسے کہتے ہیں؟

تقویٰ کچھ کرنے کا نام نہیں۔ تقویٰ نہ کرنے کو کہتے ہیں۔ حرام سے بچنا اور مشتبہات سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ اس لیے گناہوں سے بچنا عبادت زیادہ کرنے کی نسبت اولیٰ ہے۔ ایک آدمی لمبی عبادتیں کرتا ہے اوپر سے تسبیح، اندر سے میاں گیسی، تو یہ تسبیح کام نہیں آئے گی۔ اوپر سے لا الہ اندر سے کالی بلا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس سے بہتر ہے کہ یہ فرائض وسنن پر عمل کرے مگر اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ یعنی گناہوں سے بچنا لمبی عبادتوں کے کرنے سے زیادہ افضل اور زیادہ ضروری ہے۔ سالک کی اس پر کڑی نظر ہو، اس کو چاہیے کہ وہ اللہ رب العزت کی نافرمانی سے ڈرے۔ وہ اس بات سے گھبرائے کہ اگر مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا، کوئی غلطی ہوگئی تو اللہ رب العزت مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ وہ اللہ رب العزت کی ناراضگی کو سامنے رکھ کر گناہوں سے بچتا رہے اور گناہوں کے بارے میں سوچے ہی نہیں۔

ایک مثال سے وضاحت:

اس کی مثال یوں سمجھیے! کہ ایک وقت کا بادشاہ ہے اس نے اپنی ملکہ کو بہت خوش رکھا ہوا ہے، وہ ملکہ اس بادشاہ کے محل میں آرام، آسائش وسکون کی زندگی گزار رہی ہے۔ اب اس ملکہ کو کوئی چوڑا چمار بھنگی بدصورت کا بھی اچھا نہ ہوا پنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ عورت کبھی سوچ بھی نہیں سکتی کہ اسکے ذہن میں یہ ہوگا کہ میں اپنے ایسے خاوند کو ناراض کروں جس نے میری زندگی کو جنت بنایا ہوا ہے۔ اس کے ذہن میں ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال نہیں آ سکتا کہ میں اس بدصورت بھنگی کی طرف بھی توجہ کروں۔ بالکل اسی طرح ایک طرف اللہ رب العزت کی ذات ہے اور دوسری طرف شیطان۔ یہ بدصورت بھنگی شیطان ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اس کی عبادت کو چھوڑ دو اور میری عبادت کرنے والے بن جاؤ۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے راستے کو چھوڑ کر اس گندے شیطان کے پیچھے چلتے ہیں تو اللہ رب العزت ایسے بندوں پر حیران ہوتے ہیں پھر اس کو یاد دہانی کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

''اے میرے بندو! کیا ہم نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی بندگی نہیں کرو گے ایک ہماری عبادت کرو گے جو سیدھا راستہ ہے''

تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور ہم نبی علیہ السلام کے راستے کو چھوڑ کر رسم ورواج کے پیچھے چلتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حسرت بھرے الفاظ:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بڑے عجیب انداز میں فرماتے ہیں:

﴿يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾

اے افسوس! بندوں پر

یہ الفاظ پڑھ کر ذرا غور کریں تو دل کو کچھ ہوتا ہے کہ رب کریم کو یہ فرمانا پڑا۔ ہم کتنے ناقدرے ہیں کہ پروردگار عالم کو فرمانا پڑا:

﴿يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾

''کوئی رسول ایسے نہیں آئے کہ انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو''

تو پہلے زمانے میں انبیا علیہم السلام کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور آج کے دور میں نبی علیہ السلام کی سنتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ نسل ایک ہی ہے، رشتہ انہی سے جڑتا ہے جنہوں نے انبیا کا مذاق اڑایا۔

آج کے دور میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ دوسروں کے چہروں پر ریش سجا دیکھ کر نام رکھتے ہیں کسی کو کچھ کہا، کسی کو کچھ، یہ بھی انبیاء کا مذاق کرنے والوں میں شامل ہیں۔

انسان کے پاس معلومات تو بڑی ہوتی ہیں لیکن جب انسان اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کرتا تو معلومات سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ قرآن پاک کی کوئی بھی آیت پڑھ لو

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کو ترجمہ کر کے بتا دیں گے لیکن جب اپنی باری آئے گی تو خود گناہوں کا مرتکب ہوگا۔ حرام کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔

ایک گرانقدر ملفوظ:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر علما تقویٰ پر عمل کریں گے تو عوام الناس فتویٰ پر عمل کریں گے۔ اگر علما فتویٰ پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو عوام الناس مکروہات پر عمل کریں گے اور اگر علما مکروہات پر بھی عمل شروع کر دیں تو عوام الناس کبائر کے مرتکب ہوں گے۔ اگر علما کبائر کے مرتکب ہوں گے تو عوام الناس کفر کا ارتکاب کیا کریں گے۔

ہم کہاں کھڑے ہیں؟

اب ہم دیکھیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری نگاہ ہمارے قابو میں نہ رہتی ہو۔ اگر ہمارا سینہ قرآن مجید اور حدیث مبارک سے بھرا ہے اور ہم کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو پھر نتیجہ کیا نکلے گا؟ اس لیے کہنے والے نے ٹھیک بات کہی:

> ”اگر دریا کا پانی صاف ہوتا ہے تو نہروں میں بھی صاف پانی جاتا ہے جب دریا کا پانی گدلا ہوتا ہے تو نہروں کا پانی بھی گدلا ہو جایا کرتا ہے اسی طرح عوام الناس نہروں کی مانند ہیں اور علما دریاؤں کی مانند ہیں“

تو علما کے لیے شریعت کا التزام، کتاب و سنت کو پکڑ لینا انتہائی ضروری اور اہم ہے۔

ایک بچی کی نصیحت:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک دفعہ کسی چھوٹی سی بچی نے نصیحت کی جس کو میں بھلا نہیں سکتا۔ کسی نے پوچھا: حضرت وہ کون سی نصیحت ہے؟ فرمانے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے کہ بارش ہوئی تھی۔ راستے میں پھسلن تھی۔ میں نماز کے لیے گھر سے مسجد کی طرف جا رہا تھا۔ سامنے سے وہ بچی بھی چلتی ہوئی آ رہی تھی جب وہ میرے قریب آئی تو میں نے اس سے کہا بچی ذرا سنبھلنا کہیں پھسل نہ جانا تو اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگی حضرت! میں پھسل گئی تو میں ہی گروں گی نقصان صرف مجھے ہوگا۔ آپ خیال رکھنا اگر آپ پھسل گئے تو قوم کا کیا بنے گا۔ اس لیے علما کے اندر استقامت کا ہونا انتہائی ضروری ہے کیونکہ جب عالم پھسلتا ہے تو پھر اس کا نقصان عوام الناس کو ہوتا ہے۔

علما کا فرض منصبی:

ہر دور اور ہر زمانے میں اس امت کی ہچکولے کھاتی کشتی کو علما نے سہارا دیا۔ یہ جانشین رسول ہوتے ہیں۔ یہ وارث نبی ہیں۔ ان کا فرض منصبی یہ ہے کہ خود بھی شریعت کے احکامات پر عمل کریں اور عوام کو بھی اس پر عمل کے لیے برانگیختہ کرتے رہیں۔ اگر یہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی وہی مدد فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہ السلام کے دور میں اتارا کرتے تھے۔ اس لیے علما کو اللہ رب العزت کے اوپر حالات سے بالاتر ہو کر نظر رکھنی چاہیے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ مفتی کو حالات سے بالاتر ہو کر فتویٰ دینا چاہیے۔ کتاب و سنت کو دیکھنا چاہیے کہ کتاب کیا کہتی ہے۔

کفار کے وعدوں کی شرعی حیثیت:

ایک ہیں اللہ تعالیٰ کے وعدے اور ایک ہیں بندوں کے وعدے۔ یہ بندوں کے وعدے اللہ کے وعدوں کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ بندوں کے وعدے نظر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تم ہماری بات مانو گے تو ہم تمہیں اتنے پیسے دیں گے، مدد کریں گے اقتصادی رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی، ملک میں ترقی آ جائے گی۔ تمہارا ملک ترقی یافتہ ملکوں میں شمار ہو جائے گا۔ ہم قرضے جاری کر دیں گے۔ تمہارے لیے ہر

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت کے دروازے کھول دیں گے۔ یہ انسانوں کے وعدے ہیں۔ انسانوں میں بھی کون؟ کافر۔ جن کے سینے ایمان سے خالی، جن پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ شریعت نے کافر پر بھروسہ کرنے کی اجازت ہی نہیں دی۔

حتیٰ کہ فقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی بندے نے جانور ذبح کیا اور کافر نے اس کو دیکھا اور مسلمان کو آ کر اس نے خوشخبری دی کہ فلاں جانور مسلمان نے ذبح کیا ہے تم جا کر اس کا گوشت لے لو۔ تو کوئی مسلمان اس وقت تک گوشت خرید نہیں سکتا جب تک کہ کوئی مسلمان گواہی دینے والا نہ ہو۔ شریعت نے اعتماد ہی نہیں کیا۔ جس کا اللہ پہ یقین نہیں اس کی گواہیاں کہاں قبول؟ جب تک کوئی مسلمان گواہی دینے والا نہ بنے کہ ہاں اس کو مسلمان نے ذبح کیا تب تک اس کا گوشت نہیں خرید سکتے۔ حالانکہ وہ بات سچی کر رہا ہو گا۔ شریعت کہتی ہے کہ تم ان کے وعدوں پر بھروسہ مت کرو اور ہم کافروں کے وعدوں کو دیکھتے ہوئے کتاب وسنت ایک طرف رکھ دیں۔ یہ کہاں کی بات ہے؟ رہی بات یہ کہ لوگ کہیں گے تمہارے اوپر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں گی۔ غیظ وغضب کے نشان بن جاؤ گے۔ تو یہ آج کی بات نہیں ہم شروع سے ہی سنتے آئے ہیں۔ یہ آج کوئی نئی بات نہیں۔ سنو یہ ہماری تاریخ ہے۔ ہمارے آباء انہی مصیبتوں میں پلے بڑھے۔ یہ قربانیاں دیتے ہوئے ہم جوان ہوئے اور قربانیاں دیتے ہوئے اس دنیا سے جائیں گے۔ تو یہ قربانیاں نئی چیز نہیں ہیں۔ جب دین پر کوئی بات آتی ہے تو علما کو قربانی کا بکرا بننا پڑتا ہے۔ ٹھیک ہے ہم اس کے لیے حاضر ہیں۔

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

یہ کون سی بات ہے؟ اگر اللہ رب العزت کی طرف سے امتحان آتے ہیں تو ہم پہلی

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پھندے کو چوم کر اس پر لٹکنے کے لیے تیار ہیں۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ہم تو جان بھی دیں گے اور احسان بھی پروردگار کا مانیں گے کہ پروردگار آپ نے قبول فرمالیا۔

سچے رب کے سچے وعدے:

حالات کو سامنے رکھ کر شریعت کی باتوں کو نظر انداز کر دینا علما کا کام نہیں ہے۔ عوام الناس کی سوچ تو ہو سکتی ہے، دنیاداروں کی سوچ تو ہو سکتی ہے۔ مگر علما کی سوچ کیا ہوتی ہے؟ وہ اللہ رب العزت کے وعدوں کو سامنے رکھتے ہیں اور اللہ رب العزت کے وعدوں پر عمل کرتے ہیں۔ آنکھ غلط دیکھ سکتی ہے۔ مگر اللہ رب العزت کے وعدے کبھی جھوٹے نہیں ہوتے۔

اس لیے اب ایسا وقت آ رہا ہے کہ لوگ کہتے ہیں ہم ان کے لیے زمین کو تنگ کر دیں گے۔ یہ بندوں کی باتیں ہیں۔ پروردگار فرماتے ہیں میری زمین وسیع ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ کس کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔ یقیناً اللہ رب العزت کا وعدہ سچا ہوگا اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے دلوں میں ایمان ہے اور ایمان والے بندوں کو کبھی گھبراہٹ نہیں ہوا کرتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ آیت اس دن اتری جس دن قرآن مجید کا اختتام ہوا۔ فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾

"آج کے دن تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا"

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ آخری آیتیں اتر رہی ہیں اسی دن یہ آیتیں بھی اتریں

﴿اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ﴾

''آج کے دن کافر آپ کے دین سے ناامید ہو چکے ہیں''

ان کو پتہ چل چکا ہے کہ مسلمان لوہے کے چنے ہیں ان کو چبانا آسان کام نہیں ہے۔

﴿اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ﴾

''تم نے ان سے نہیں ڈرنا ہے۔ واخشونی' تم نے صرف میری ذات سے ڈرنا ہے۔

تو مومن اللہ سے ڈرتا ہے اور جس کے دل میں دنیا کی محبت بھری ہوئی ہے وہ بندوں سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً﴾

وہ بندوں سے ایسے ڈرتا ہے جیسے اللہ سے ڈرتا ہے یا اس سے بھی زیادہ''

یعنی اللہ سے زیادہ بندوں سے ڈرتا ہے۔

تو دیکھو بھئی! کافر بھی ایمان والوں کے دوست ہوئے؟ وہ تو دوستی کے رنگ میں دشمنی کرتے ہیں۔ دوست بن کے دشمنی کر رہے ہوتے ہیں۔ مومن کا دوست اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہمیں تو اپنے حقیقی دوست کو سامنے رکھنا ہے۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کو سامنے رکھیں امیدیں لگائیں تو اللہ رب العزت کی ذات سے وہ امیدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ آج کے دور میں ہم کافروں سے امیدیں لگا لیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے حق بات کہی تھی انہوں نے کہا:

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

اسی کا نام تو کفر ہے کہ انسان اللہ رب العزت سے نظر ہٹائے اور بندوں پہ

نظر جمائے۔ یہ ہمارے حالات کو بہتر کر دیں گے۔

امام عالم بنیں، نہ کہ غلام عالم:

ایک اصول یاد رکھیے۔ مومن کے لیے زندگی گزارنے کے دو راستے ہیں اگر یہ اللہ کی مان کر چلے گا تو یہ امام عالم بنے گا۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا تو پھر یہ غلام عالم بنے گا۔ اب ہم سوچیں کہ ہم کیا بننا چاہتے ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ کی مان لیں گے تو امام عالم بنیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ناراض کریں گے تو غلام عالم۔ اس لیے علما کے لیے آزمائشوں کا وقت آنے والا ہے۔ ہمارے بڑوں پر بھی یہ ابتلائیں آئیں، آنے والے وقت میں ہم پر بھی آسکتی ہیں۔ اس لیے ہم اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کریں اس لیے کہ ہمارا مقصد اچھی زندگی گزارنا نہیں ہے۔ ہمارا اصل مقصد اچھی موت مرنا ہے۔

کافروں سے دوستی کا انجام:

ایک بات ذہن میں رکھیں۔ ہمارے اور ان کے ذہن میں فرق ہے، سوچ میں فرق ہے۔ ان کی سوچ ہے اچھی زندگی گزارو اور ہماری سوچ ہے اچھی موت مرجاؤ۔ ہمارا مطمع نظر یہ ہے کہ اچھی موت مرو گے تو اچھی زندگی کی ابتدا ہوگی۔ کافر اس طرح منہ میں لالی پاپ ڈالتے ہیں جیسے کسی بچے کے منہ میں لوگ لالی پاپ دے دیتے ہیں کہ تم اس کو چوستے رہو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور وہ سب کچھ وہ کر رہے ہوتے ہیں جو ہمارے مخالف ہوتا ہے۔ ظاہر میں دوستی کے وعدے کرتے ہیں اور اندرون خانہ ہمیں باندھ رہے ہوتے ہیں۔ پھر وہ اپنے ارادے ہمیں بتاتے بھی نہیں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم اپنی کاروائیاں خفیہ رکھیں گے۔

بھلے بھلے۔ دوستی ہو تو ایسی! کیسی مزیدار دوستی ہے؟ کہتے ہیں دوست بھی ہمارے بنو اور مدد بھی ہم کریں گے اور ہم کاروائی تمہیں بھی نہیں بتائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ سے دوستی کا انعام:

ایک یہ دوستی ہے اور ایک اللہ رب العزت کی دوستی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایمان والو! اگر تم میرے بن کر رہو گے تو کیا ہوگا؟

﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ﴾

''اپنے رسولوں کی مدد ہمارے ذمہ ہے اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہیاں لی جائیں گی (قیامت کے دن)''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ یہ تو لفظی ترجمہ ہوا اس کا مفہوم یوں بنتا ہے۔

انا لننصر رسلنا ''ہمارے اوپر فرض ہے مدد اپنے رسولوں کی'' اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز فرض نہیں سمجھانے کے لیے یہ الفاظ استعمال کر رہا ہوں تاکہ معانی صحیح سمجھ میں آ جائیں۔

تو کہنے کا مفہوم یہ ہے کہ فرض ہے ہمارے اوپر مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی۔

اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کیسے دوست ہیں کہ فرماتے ہیں یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ جیسے کوئی سینہ ٹھونک کر کہے کہ میاں میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہے تو یہ ہوا اصلی دوست۔ یہ دوست کیسا ہوا کہ جو کہے میں تو آپ کا دوست ہوں، کاروائیاں بھی چھپا کے رکھوں گا اور تمہارے مخالفین کی مدد بھی کروں گا۔ ایسے دوستوں سے اللہ کی پناہ اللہ محفوظ فرمائے۔ تو یہ دوستی کے نام پہ دشمنی کر رہا ہے۔ یہ منافقت کا زمانہ ہے۔ کافر کے دل میں کس کے ساتھ منافقت بھری ہوتی ہے؟ ایمان والوں کے ساتھ۔ وہ ایمان والوں کا کبھی دوست نہیں ہو سکتا۔ ان کی نظر ہمارے ایمان پہ ہوتی ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو اسلام سے محروم کرنا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جتنا پہ وہ اس کے لیے ہر ممکن کوششیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں ہمیں چاہیے کہ ہم دین کے ساتھ منسلک ہو جائیں اس کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ﴾

''اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو''

کیا مطلب؟ ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ لو۔ نہیں بلکہ اس کے احکام پر سو فیصد عمل کر کے عملی جامہ پہنا کے اس کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔ جب یہ کتاب ہمارے سینے لگی ہوگی تو پھر ہم قدم اٹھائیں گے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں گے۔

کمزوروں کے ساتھ اللہ کی مدد:

پہلے دور میں بھی ایسا ہوا آپ نے دیکھا ہوگا۔ ذرا دور کی مثال سننی ہو تو بنی اسرائیل کی مثال دیکھ لیجیے۔

بنی اسرائیل پر فرعون نے وہ ظلم ڈھائے کہ اللہ کی پناہ۔ معصوم بچوں کو قتل کر دیا جاتا اور کوئی اس پہ بولنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا چیں کے رکھ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ﴾

ذرا انداز بیان دیکھیے! کیا شاہانہ ہے۔ سبحان اللہ

''اور ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ان پر احسان کریں جو زمین میں کمزور ہیں اور ہم ان کو زمین کا امام اور وارث بنا دیں گے''

اب یہ وہ لوگ تھے کہ ان کے پلے کچھ نہیں تھا چکی میں پس رہے تھے۔ اتنی طاقت

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی نہیں تھی کہ معصوم بچوں کے قتل پر آواز اٹھا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں ہم نے ارادہ کیا اور یوں ہی نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اب بھی ان لوگوں کی مدد کرنے کا ارادہ فرمایا ہے جن کو لوگ کمزور سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کمزوروں کو اٹھانے کا ارادہ فرماتے ہیں تو فرما دیتے ہیں:

﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ﴾

چنانچہ کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ ان کو فرعون کی طرف بھیجا۔ اب فرعون ان کو دیکھ کر کہنے لگا: تمہارے پاس کیا نشانیاں ہیں؟ انہوں نے معجزات دکھائے تو وہ کہنے لگا کہ یہ تو کوئی جادوگر لگتا ہے۔ بڑا جادوگر ہے، یہ تو ہم سے ہماری سلطنت چھیننے آیا ہے۔ کہنے لگا: جادوگروں سے تمہارا مقابلہ کراؤں گا۔ انہوں نے فرمایا بہت اچھا۔ اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کو ایمان قبول کرنے کی توفیق عطا کر دی۔ جب اس نے دیکھا کہ جادوگر ان سے جا ملے تو کہنے لگا: یہ تو ان کی ملی بھگت نظر آتی ہے۔ پھر کہنے لگا: ہم ان جادوگروں کو سزا دیں گے۔ کون سی سزا؟ اتنی عبرتناک سزا کہ ایک طرف کا بازو کاٹیں گے اور دوسری طرف کی ٹانگ کاٹیں گے تاکہ یہ اپنا توازن بھی برقرار نہ رکھ سکیں۔ وہ کہنے لگے:

﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ﴾

جو تو کر سکتا ہے کر لے

ہم نے تو اب ایمان کا مزا چکھ لیا ہے اب ہم ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج بھی کافر ایمان والوں کو بھی کہتے ہیں کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ تو وہ آگے سے یہی جواب دیتے ہیں:

﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ﴾

جو تم کر سکتے ہو کر لو ہم نے ایمان کا مزا چکھ لیا ہے۔ اب ہم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ تم ہمارے جسم سے جان نکال سکتے ہو، ہمارے دلوں سے ایمان تو نہیں نکال سکتے۔ اس لیے آج کے دور میں بھی ایمان والے ڈٹ جاتے ہیں۔ جب وہ غصہ ٹھنڈا کر چکا تو اس نے سوچا اب کوئی اور سلسلہ اختیار کرنا چاہیے۔ اب کیا ہوا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پریشان ہوئی اور ان سے کہنے لگی کہ حضرت

﴿أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا﴾

"ہم آپ کے آنے سے پہلے بھی مصیبت واذیت میں مبتلا تھے اور آپ کے آنے کے بعد بھی وہی مصیبتیں ہیں"

ہم تو مصیبتوں میں پھنس گئے۔ قَالَ مُوسیٰ "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے کہا:

﴿اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾

"تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو اور اللہ اپنی زمین کا وارث بناتا ہے جس کو چاہتا ہے بندوں میں سے۔ اور عاقبت تو متقی پرہیزگاروں کی اچھی ہوتی ہے"

یہ ہیں کامیابی کے اصول، غلبہ پانے کے اصول جو حضرت موسیٰ علیہ السلام بتا رہے ہیں۔ کیا فرمایا؟ تم اللہ سے مدد مانگو۔ یہ نہیں کہا کہ تم ہمسایہ ملک سے مدد مانگ لو بلکہ کائنات کے پروردگار کی طرف متوجہ کیا۔

تو کامیابی کے اصول یہ ہیں کہ ہم اللہ رب العزت سے مدد مانگیں اور اپنے اندر صبر و

ضبط پیدا کریں۔

علما کی دو ذمہ داریاں:

اس وقت علما کے دو کام ہیں۔ ایک اللہ رب العزت سے مدد مانگنا۔ نمازوں میں، قنوت نازلہ پڑھ کے مدد مانگیں، دعاؤں میں مدد مانگیں، رات کے وقت میں جب اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت متوجہ ہوتی ہے، قریب ہوتی ہے اس وقت میں بھی اللہ رب العزت سے مدد مانگیں، یہی کام صحابہ کرامؓ کیا کرتے تھے۔ اس لیے کہا گیا۔

﴿رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ وَفُرْسَانٌ بِالنَّهَارِ﴾

''دن کے مجاہد ہوتے تھے اور راتوں کے راہب ہوا کرتے تھے''

وہ دن میں کوششیں کرتے تھے اور رات کو اپنے رب سے مدد مانگا کرتے تھے۔ آج علما کو بھی یہ کام کرنے چاہئیں۔

دوسرا یہ کہ دن میں قرآن حدیث کو کھول کھول کر لوگوں پہ بیان کریں۔ اللہ کے وعدوں کو خوب کھول کھول کر بتلائیں تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ دنیا کی زندگی میں تکالیف اور آزمائشیں آتی ہیں لیکن جو انسان ان آزمائشوں میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پہ عمل کرتا ہے کامیابی بالآخر اسی کی ہوا کرتی ہے۔

آج کے دور میں اگر کوئی آدمی رات کو اٹھ کر اپنی امت مسلمہ کے لیے دعائیں نہ مانگے تو وہ سوچے کہ نبی علیہ السلام کی وراثت کے پھر کیا معنی ہوئے؟ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ میں شامل ہونے کی تمنا کو عمر گئی۔ اگر مصیبت میں پھنسی ہوئی قوم کے لیے بلکہ لوگوں کے لیے ہم راتوں کو اٹھ کر دو آنسو بہانے کے قائل نہیں۔ اللہ سے معافی مانگنے پہ تیار نہیں۔ نبی علیہ السلام تو امت کے لیے راتوں کو اٹھ کر دعائیں مانگتے تھے۔

چلو ہم نے امن کے دنوں میں تو لمبی نیند کرلی۔ لیکن اس وقت امت پہ جب مشکل

www.besturdubooks.wordpress.com

بن گئی، خطرات کے بادل ہر طرف منڈلا رہے ہیں کوئی پتہ نہیں کس وقت ادھر ادھر سے حملہ ہو تو ایسے وقت میں علما کا فرض منصبی ہے کہ (ان کو چاہیے) یہ رات کے اندھیروں میں اٹھیں۔ اپنے رب سے مدد مانگیں پروردگار ان کی مدد فرمائیں گے اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو کامیاب فرمائیں گے تو آج کے اس دور میں ہماری ذمہ داری اور بڑھ گئی کہ رات میں کچھ وقت ضرور جاگنے کی کوشش کریں۔ لہٰذا طلبا علماء سے اس عاجز کی گزارش ہے کہ آج کی راتیں قیمتی ہیں ان راتوں میں رجوع الی اللہ کے لیے وقت ضرور نکال لیجیے۔ اذان فجر ہونے سے پہلے آدھا، پونا گھنٹہ جو وقت مل جائے اس میں اٹھ کر آپ اللہ رب العزت کے حضور دعائیں مانگیں۔ اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آئے گی کہ جب میرے بندوں کو کفر نے ہر طرف سے ڈرانا شروع کیا تو اب میرے بندے میری طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ مانگ تو مجھ ہی سے رہے ہیں۔ ہوتا اسی طرح ہے کہ جب بچے کو کوئی دھمکاتا ہے تو پھر وہ باپ کی طرف بھاگتا ہے کبھی ماں کے دامن میں پناہ لیتا ہے۔ آج ایمان والوں پہ مشکل وقت آ گیا، ہر طرف سے دھمکیاں مل رہی ہیں، نام و نشان مٹا دیں گے، ہم تمہاری لاشیں اٹھا دیں گے۔ جب ہر طرف سے دھمکیاں مل رہی ہیں تو مومن کو بھی چاہیے کہ اللہ کی رحمت کی بارگاہ میں پناہ ڈھونڈے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو، تیرے عفو بندہ نواز میں

تو اللہ کے حضور ہمیں معافیاں مانگنی ہیں۔ اللہ سے مدد مانگنی ہے۔

یاد رکھنا! اگر اللہ رب العزت کی مدد ہمارے پلڑے میں آ گئی تو ہمارا پلڑا پوری کائنات سے وزنی اور بھاری ہو جائے گا۔ تو ہم اللہ رب العزت سے مدد مانگیں جب اس کی مدد ہمارے ساتھ ہو گی تو پھر ان شاء اللہ کامیابی ہی کامیابی ہو گی۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کی مدد تھی۔ اس لیے کہنے والے نے کہا:

بات کیا تھی کہ نہ وہ قیصر و کسریٰ سے ڈرے
چند وہ لوگ جو اونٹوں کے چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ
بن گئے دنیا کی تقدیر بدلنے والے

ہمارے سینوں میں ایمان ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ تو خالی ہاتھ لوگوں سے دنیا کی تقدیر بدل کے رکھ دیتے ہیں۔

فرعون پر مصیبتوں کے پہاڑ

ایسا وقت بھی آیا کہ فرعون کے اوپر مصیبتیں آنا شروع ہو گئیں۔

طوفان کا عذاب:

ایک مصیبت تو یہ آئی کہ اس کے اوپر طوفان آ گیا۔ سب کھیتیاں تباہ ہو گئیں۔ جب سب کچھ تباہ ہوا تو اس نے اپنے کمانڈر انچیف کو بلایا کہ بھئی ہماری تو راحت ختم ہو گئی۔ اب ہم کیا کریں؟ یہ آنے والے طوفان رکنے کا نام نہیں لیتے۔ تو اس نے کہا: جناب اب اگر اس سے نجات پانی ہے تو اس درویش کو بلا لیجئے اب آپ کی نہیں چلنی اسی درویش کی چلے گی۔ اس کو بلا کے دعا کروا لیجئے۔ چنانچہ فرعون نے ان کو بلایا اور کہا ہم آپ سے مذاکرات کریں گے، ہم آپ کی بات مانیں گے لیکن یہ دعا کرو کہ حالات ٹھیک ہو جائیں۔ ذرا حالات ٹھیک ہو جائیں پھر ہم مل بیٹھیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرما دی۔ چنانچہ طوفانوں کا سلسلہ رک گیا۔ مگر وہ پھر اسی ڈگر پہ چلتا رہا۔ جیسے پہلے تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹڈیوں کا عذاب:

اللہ رب العزت نے دوسری مصیبت بھیج دی۔ چنانچہ ٹڈیوں کا عذاب آ گیا۔ اب پھر جب عذاب آیا تو اسے دربولیش یاد آیا۔ کہنے لگا: بلاؤ گدڑی پوش کو۔ اب چلے گی تو اسی کی چلے گی ہماری نہیں چل سکتی۔ چنانچہ بلا کے پھر دعا کروائیں۔ جب دعا کروائی تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حالات اچھے ہو گئے۔ پھر مکر گیا۔ کافروں کے مکر کا قرآن مجید سے ثبوت کررہا ہوں تاکہ آپ کو پتہ چل جائے کہ کافروں کے وعدے کیسے ہوتے ہیں۔ فرعون بھی اپنے وقت میں دنیا کی سپر پاور تھا، کہتا تھا کہ میں بڑا الٰہ ہوں۔ اپنے آپ کو رب سمجھتا تھا۔ دیکھو اب کیسے مکر کرتا ہے؟ قرآن بتا رہا ہے کہ فرعون نے مکر کیا۔

مینڈکوں کا عذاب:

اب ان کے اوپر مینڈکوں کا عذاب آ گیا۔ دروازے کھولیں تو آگے مینڈک، بستر پہ لیٹنے لگیں تو اندر مینڈک، ہر چیز میں مینڈک۔ پھر بڑا پریشان ہوا۔ قوم نے کہا ہمیں اس مصیبت سے بچاؤ۔ اس نے کمانڈر انچیف سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا جناب! اپنی اب بھی ای پی سے اس کو بلائیے اور پھر دعا کروائیے۔ چنانچہ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلوایا۔ منتیں سماجتیں کیں۔ ہم آزادی دیں گے، یہ کردیں گے، وہ کردیں گے، مطالبات مان لیں گے۔ اب حالات اچھے ہوئے پھر مکر گیا۔

خون کا عذاب:

اب اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک اور مصیبت نازل فرمائی ان پر خون کا عذاب آ گیا، کھانا کھاتے ہیں تو خون کا ذائقہ، سالن بنا کے رکھتے ہیں تو خون کا ذائقہ، پانی پیتے ہیں تو خون کا ذائقہ۔ خون ہر طرف سے نکلتا بھی ہے اور ذائقہ بھی محسوس ہوتا ہے۔ اور پریشان

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو گئے۔ پھر بلا کر کہا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بڑی دفعہ دھوکہ کر چکے ہو۔ کب تک یہ جھوٹے وعدے کرتے رہو گے؟ کہنے لگا: ہاں! بے شک آپ اپنی قوم کو لے کر چلے جائیں، ہم نے آپ کو اجازت دے دی۔

فرعون اور اس کے لشکر کا عبرتناک انجام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر چل پڑے۔ جب قوم کو لے کر چلے تو پیچھے کمانڈرانچیف صاحب نے کہا: جناب! ہماری اتنی فوج، ہم وقت کی سپرپاور اور یہ اپنی قوم کو لے کے جارہا ہے۔ ان کے ہاتھ میں تو کچھ تھا ہی نہیں۔ ''اَرْذِلُوْن'' یہ ذلیل سے لوگ تھے'' ان کو آپ نے چھٹی دے دی۔ یہ کیا کیا؟ یہ اچھا تھا ہمارے گھر کے کام کرتے تھے۔ اس نے کہا اچھا سب مطالبہ کر رہے ہو تو ان کو جا کر پکڑ لیتے ہیں۔ اب فرعون اپنے لشکر کو لے کر چلا کہ ان کو ابھی گرفتار کر کے لاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو لے کر دریا کے کنارے پہنچے، راستے میں پیچھے سے فرعون کا لشکر بھی پہنچا۔ ایسے وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی خوفزدہ ہو گئے ان کو اپنے آگے دریا کا پانی آتا تھا اور اپنے پیچھے انسانوں کا دریا نظر آتا تھا۔

﴿قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ﴾

''کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے ہم تو دھر لیے گئے''

پکڑے گئے، مارے گئے۔ اس وقت ایک یقین بھری آواز اٹھتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ کَلَّا ہرگز نہیں۔ ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے۔

﴿اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ﴾

''میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا''

www.besturdubooks.wordpress.com

تو دیکھو جب چاروں طرف سے امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں اور بندہ محسوس کرتا ہے میں گھیرے میں آچکا ہوں، اب اس وقت اللہ کی مدد کا وقت شروع ہونے والا ہوتا ہے ایمان والوں کو اس وقت بھی یقین ہوتا ہے۔

چنانچہ انہوں نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے تنہا نہیں چھوڑے گا وہ ضرور میری مدد فرمائے گا۔ چنانچہ اوپر سے وحی آئی۔

﴿اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ﴾

''آپ اس دریا پر اپنا عصا ماریئے''

عقل کہتی ہے اس پر عصا مارنے کا کیا فائدہ؟ مارنا ہے تو انتظار کرو جب فرعون تمہارے پاس پہنچے تو اس کے سر پر دے مارنا پھر شاید بچ جاؤ گے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی پر مارا۔ اللہ تعالیٰ نے بارہ راستے بنا دیے۔ بنی اسرائیل کی قوم اس میں سے گزرنے لگی۔ جب فرعون وہاں آکر پہنچا تو اس نے کہا راستے تو بنے ہوئے ہیں چلو آگے تک ان کا پیچھا کریں۔ ہم آخری دم تک ان کا پیچھا کریں گے۔ چنانچہ جب اس نے دریا میں پاؤں رکھے، ساری فوج دریا میں آئی تو اللہ تعالیٰ نے دیواروں کو پھر ملا دیا۔ سب کے سب غرق ہو گئے۔ اب اس کو بات یاد آگئی کہنے لگا:

﴿اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ﴾

''میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لایا''

فرشتے نے آکر کہا الئٰن ''اب ایمان لا رہے ہو اور اس سے پہلے تو تم من مانیاں کرتے پھرتے تھے''

تو ظاہر میں ایسے ہی نظر آتا ہے کہ مومن گھیرے میں آ رہے ہیں مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ جب کفر کو ختم کروانا چاہتا ہے، کفر کو ذلت کی موت مروانا چاہتا ہے تو ظاہر کے نقشے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے بنا دیتے ہیں کہ کافر سمجھتا ہے میں انہیں ختم کر دوں گا مگر وہ اپنے ہاتھوں سے ہی اپنی تباہی کے اسباب مہیا کر رہا ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کا سامان کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ کی مدد ایمان والوں کے ساتھ ہے۔ ہمیں قطعاً گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ظاہر کے نقشے جو بھی ہوں ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ کریں گے اس کی ذات پر یقین کریں گے۔ بالآخر اللہ رب العزت ہمیں کامیاب فرمائیں گے۔

روم پر مسلمانوں کا غلبہ:

ہمارے محبوب ﷺ نے ہمیں ایسی تعلیم دی کیوں نہیں دیکھتے؟ ذرا اور قریب کی مثال دے دیتا ہوں بنی اسرائیل کی مثال ذرا دور کی ہے۔ روم کے بادشاہ نے فارس کے بادشاہ پر حملہ کیا اور فارس کے بادشاہ نے روم پر غلبہ پا لیا۔ رومیوں کو شکست ہوئی تو کافر بڑی خوشیاں منانے لگے۔ اس وقت نبی علیہ السلام پر پیغام اترا۔

﴿الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾

دیکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا خوشخبری آئی ہے۔

اب "رومی مغلوب ہو گئے لیکن عنقریب چند سالوں میں یہ غالب آئیں گے" جب کافروں نے یہ بات سنی کفار مشرکین مکہ کہنے لگے یہ تو دل کو تسلی دینے والی بات ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رومی دوبارہ غالب آ جائیں گے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یقین اتنا تھا وہ کہنے لگے تم کوئی شرط باندھنا چاہتے ہو تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔ یہ بات سو فیصد سچی ہے۔

آج صدیقی ایمان کی ضرورت ہے۔ واقعی اس وقت نبی علیہ السلام کی بات کافروں

www.besturdubooks.wordpress.com

کو نظر آتی تھی کہ یہ کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہوتے ہیں۔ چند ہی سال گزرے اللہ نے کسریٰ کو ختم فرمایا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کسریٰ ختم ہوگا اس کے بعد پھر کسریٰ نہیں ہوگا۔ وہ کسریٰ گیا اس کے بعد آج تک ویسا کسریٰ نہ آ سکا نہ اس کو وہ حکومت مل سکی۔ آتش پرستوں کا نام و نشان مٹ گیا۔ آج دنیا میں آپ کو آتش پرستوں کی حکومت کا کوئی نام بھی نہیں مل سکتا۔ محبوب ﷺ کی باتیں سچی ثابت ہوئیں۔

نبوی پیشین گوئیاں:

نبی علیہ السلام خندق کھود رہے ہیں۔ تین دن کے بھوکے ہیں پیٹ مبارک پر آپ ﷺ نے پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ کھانے کے لیے کچھ پاس نہیں۔ اس وقت کدال مارتے ہیں اور فرماتے ہیں روم کے فتح ہونے کی خوشخبری مل رہی ہے۔ اس کے کنگن فلاں آدمی اپنے ہاتھ میں پہنے گا۔ جب کافروں نے سنا تو وہ حیران ہونے لگے کہنے لگے کھانے کو ملتا نہیں اور قوم کو تسلیاں دیتے پھر رہے ہیں کہ ہم روم اور فارس کے فاتح بن جائیں گے۔ لیکن وقت نے ثابت کر دیا کہ وہ وقت بھی آیا جب نبی علیہ السلام کے غلاموں کے قدموں میں قیصر و کسریٰ کے تاج آ گئے۔ محبوب ﷺ کی بات سچی ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حرف بحرف اپنے وعدوں کو پورا کر ڈالا۔

جب مسلمانوں کا رعب پڑا:

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ناقابل یقین کام کروا ڈالے۔ یہودیوں کا ایک ایسا قلعہ تھا جس کے بارے میں مسلمان سمجھتے تھے ان قلعوں پر فتح پانا ہمارے لیے مشکل ہے اور یہودی بھی سمجھتے تھے کہ ہمارے یہ قلعے اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔ مسلمانوں کے پاس تو اسباب بھی نہیں کہ وہ ان کو فتح کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا۔ ہوا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپس میں بیٹھ کر سوچنے لگے کہ مسلمان جہاں بھی جاتے ہیں کامیابی ان کے قدم چومتی ہے ایسا نہ ہو کہ یہ ہماری طرف آ پڑیں تو پھر ہمارا کیا بنے گا۔ اس سے پہلے یہ جگہ چھوڑ کے چلے جاؤ۔ چنانچہ اپنے سامان کو باندھا اور خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کر کے چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ بڑے عجیب الفاظ کے ساتھ اس کے تذکرہ فرماتے ہیں۔ ذرا سینے اور دل کے کانوں سے سنیے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ چڑیوں سے کیسے باز مرواتا ہے۔ ھوالذی کے الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنا تعارف کروا رہے ہیں فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ﴾

"وہ ذات جس نے نکالا ان کافروں کو ان کے گھروں سے تمہیں گمان بھی نہیں تھا کہ تم ان کو نکال سکو گے اور ان کا گمان یہ تھا کہ ان کے یہ قلعے اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر اس طرف سے آیا جس کا ان کو گمان بھی نہیں تھا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان والوں کا رعب ڈال دیا اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے خراب کرتے ہیں۔ ایمان والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے بھاگنے میں ان کی مدد کی"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾

"اے آنکھوں والو تم عبرت حاصل کرو"

www.besturdubooks.wordpress.com

جب میں مدد کرنے پہ آتا ہوں تو میں نہتے لوگوں سے ناقابل تسخیر قلعوں کو فتح کروا تا ہوں۔ اللہ رب العزت کے وعدے تو ایسے ہیں۔

تو اس لیے اگر کوئی یہ کہے کہ بہت بڑی پاور حملہ کر رہی ہے نہتے لوگوں کو مار مار کے ختم کر ڈالے گی تو ہمارے پاس پہلے ہی سے ایسے نظائر موجود ہیں، مثالیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی مدد کیسے کی؟ ہماری تسلی کیلئے قرآن پاک کی آیات کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾

"اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں تک پہنچنے کا راستہ ہی نہیں دے گا"

اللہ تعالیٰ راستے میں رکاوٹ بن جائے گا۔ جیسے بچے کو کوئی مارنا چاہے تو باپ آ کے کہتا ہے میاں پہلے مجھ سے بات کرو بچے سے بعد میں کر لینا۔ پہلے میرے ساتھ نمٹو تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ جس طرح باپ بچے کو Pratect کرتا ہے۔ وہ اس کو حفاظت میں لے لیتا ہے اور کہتا ہے بیٹا میں تمہاری طرف سے مقابلہ کروں گا۔ بالکل اسی طرح جو ایمان والوں کو سزا دینا چاہتا ہے تو پھر ایسے حالات میں اللہ رب العزت درمیان میں آ جاتے ہیں۔ وہ تو ایمان والوں کے محافظ ہیں۔

﴿اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

"اللہ ایمان والوں کا دوست ہے"

﴿وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴾

"اور وہ نیکوکاروں کا سرپرست ہے"

چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا:

((مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

"جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے"

یہ کافر تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر تو دیکھیں میرا ان کے ساتھ اعلان جنگ ہوگا۔ اس لیے ایمان والوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

اسلام سے ٹکرانے والوں کا انجام:

ایک بات یاد رکھنا۔ آج کے حالات میں کافر کسی شخصیت کو نہیں ختم کرنا چاہتے اسکو ختم کرنا چاہتے تو ہو سکتا تھا کامیاب ہو جاتے۔ مگر نہیں۔ ان کا مقصد ایمان والے جنہوں نے اللہ کی دھرتی پہ اللہ کے نظام کو نافذ کیا ہے ان کو ختم کرنا ہے۔ تو ایمان والو! کافروں کی ٹکر مومنوں سے نہیں اسلام سے ہو رہی ہے اور جو اسلام سے ٹکراتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو پاش پاش فرما رہا ہے۔ اسلام کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمے لی ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔

آج حالات اس طرح ہیں جیسے عبدالمطلب کے وقت میں ہوا تھا۔ ابرہہ اللہ کے گھر کو مٹانے کے لیے چلا تھا اور ان کے اونٹ پکڑ لیے تھے تو انہوں نے کہا تھا بس ہمیں ہمارے اونٹ واپس کر دو۔ ابرہہ بڑا حیران ہوا کہنے لگا: میں تو سمجھا تھا بڑا مطالبہ کریں گے اور یہ تو سو اونٹ ہی مانگ کے جا رہے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ آپ نے اونٹ کیوں مانگے؟ وہ کہنے لگے اس لیے کہ یہ اونٹ ہماری ملک ہیں، رہ گیا گھر۔ تو جو گھر کا مالک ہے وہ خود تیرے ساتھ نمٹ لے گا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بدمست ہاتھیوں پر سوار ہونے والوں کو کس طرح کچل کے رکھ دیا۔ اسی طرح آج بھی اللہ کے نظام کو مٹانے کے لیے طیاروں کے بدمست ہاتھیوں پہ کافر آ کر سوار ہو گئے۔ ہمارے بڑوں نے یہی سوچا کہ ہم اپنے اونٹوں کو بچا لیں۔ یہ حکمت عملی اچھی تھی ہم خود اس قابل نہیں کہ خود جنگ میں سامنے آ سکیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اچھا فیصلہ ہوا اونٹوں کو ایک طرف کر لیا اور ڈائریکٹ ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

اگلا راستہ دکھا دیا۔ اب ان کی ٹکر اسلام سے ہے یہ نظام ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کو ایسا رسوا کریں گے، ان کی ایسی گت بنے گی کہ یہ پچھتایا کریں گے کہ ہم نے یہ قدم کیوں اٹھایا تھا۔ ہم تو اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کرنے والے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ سے اس کی مدد مانگیں، معافیاں مانگیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہم سے ناراض ہیں تو ہم اللہ کو منانے کی کوشش کریں۔ پروردگار ہم معافی مانگتے ہیں مہربانی فرما دیجیے پھر اللہ رب العزت کی مدد کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھنا۔

اللہ کی مدد کے نظارے:

جب ایک ملک نے پہلے بھی مسلمانوں پر حملہ کیا تھا اس وقت بھی اللہ کے وعدے پورے ہوتے ہوئے مجاہدین نے آنکھوں سے دیکھے تھے۔ اب پھر ایک وقت آ گیا پھر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اس لیے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم گناہوں سے سچی توبہ کریں، اپنے دل و دماغ، آنکھ اور شرم گاہ کو قابو میں رکھیں۔ پھر ہم اپنے رب کے سامنے ہاتھ اٹھائیں، اے اللہ ہم نے آپ سے صلح کر لی ہے۔ اب تک ہم آپ کو ناراض کرتے پھرے، نفس و شیطان کے مطالبات پورے کرتے پھرے۔ اللہ اب بات سمجھ میں آ گئی۔

دنیا والے کہتے ہیں صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ رب کریم آپ خود ہی تو فرماتے ہیں کہ جو موت سے پہلے پہلے آ کر میرا دروازہ کھٹکھٹائے تو میرا دروازہ اس کے لیے کھلا ہوتا ہے۔ مولا اب ہمیں احساس ہو گیا ہم نے بہت گناہ کیے بہت خطائیں کیں، میرے مالک! اب ہم آپ کو ناراض نہیں کرنا چاہتے آپ مالک حقیقی ہیں۔ اے مالک! ہم دامن پھیلا کر بیٹھے ہیں آپ کی رحمتوں کے منتظر ہیں آپ تو اپنے محبوب ﷺ کو فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ﴾

''ان کو معاف فرما دیجیے''

﴿وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾

''ان کے لیے استغفار کیجیے اور اپنے مشوروں میں ان کو شامل فرمالیجیے''

جب آپ اپنے محبوب ﷺ کو اتنے اچھے اخلاق کا سبق دے رہے ہیں تو آپ تو پروردگار ہیں۔ اللہ مہربانی فرما دیجیے ہم نے صلح کے لیے ہاتھ بڑھائے ہیں ہمارے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹا دینا۔ اللہ ہمیں کافروں کے سامنے رسوا نہ فرما دینا اللہ آپ نے تو خود فرمایا:

﴿فَبِعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أُخْزِيَنَّكُمْ وَلَا أَفْضَحُكُمْ بَيْنَ أَصْحَابِ الْحُدُودِ﴾

''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمہیں کافروں کے سامنے کبھی ذلیل ورسوا نہیں کروں گا''

میرے مالک مدد فرما دیجیے گا۔

جب ہم اس طرح کی دعائیں مانگیں گے تو پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ کیسے مدد فرماتے ہیں۔ اور اپنے بندوں کو کامیاب کرتے ہیں۔ کوئی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہم اپنے کرنے والا کام کرلیں اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے وہ تو فرماتے ہیں:

﴿كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۞ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾

''اللہ تعالیٰ خود ہی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ جب اللہ رب العزت مدد فرمائیں گے تو یقیناً کامیابی ہوگی اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی نگاہ ہر طرف سے ہٹا کر اللہ رب العزت کی ذات پر رکھیں۔ یہ علما کا فرض منصبی ہے کہ عوام الناس پریشان ہوں تو آپ نے ان کو تسلیاں دینی ہیں، عوام الناس کے دل میں جرأت پیدا کرنی ہے، ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

قربانیوں کے لیے ہمائیتد کرتا ہے۔ ہم دنیا کی خاطر کتنی تکلیفیں اٹھاتے پھرتے ہیں۔ اگر اسلام کے لیے تکلیفیں اٹھانے کا وقت آ گیا تو مومنوں کو خوش ہونا چاہیے کہ الحمد للہ ہمیں تو اللہ نے اسی لیے پالا تھا، ہم اس کے لیے تیار ہیں اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کو قبول کر لیں۔

گھوڑے کی وفاداری:

ایک گھوڑے کو دیکھیے۔ جس گھوڑے کو مالک پالتا ہے کہ میں اس پر بیٹھ کر جنگ کروں گا اور وہ گھوڑا بھی سمجھتا ہے میرے مالک نے مجھے کھلایا پلایا، میرا خیال رکھا اس لیے کہ میں جنگ میں اس کے کام آؤں گا۔ اب اس گھوڑے کے اوپر جب مالک بیٹھتا ہے، سامنے دشمن کی صفیں ہیں، مالک اس کی لگام کھینچتا ہے، ایڑی مارتا ہے اشارہ دیتا ہے گھوڑے دوڑو اور دشمن کی صفوں میں گھس جاؤ۔ سامنے تیروں کی بارش ہو رہی ہوتی ہے، وہ تیر گھوڑے کے جسم میں چلتے ہیں خون کے فوارے چھوٹتے ہیں، گھوڑا سمجھتا ہے میری جان جانے کا وقت ہے مگر پرواہ نہیں کرتا، کیوں؟ اس کو پتہ ہے آج وفا دکھانے کا وقت ہے۔ میرے مالک نے مجھے اسی لیے پالا تھا۔ میں مر بھی گیا تو کیا بات ہوئی؟ گھوڑا اپنے مالک کا وفادار بنا۔ آگے بڑھتا ہے دشمن کی صفوں میں گھستا ہے، پھر تیر ہو تفنگ ہو، توپ ہو گھوڑا اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر دشمن کی صفوں میں اپنے سوار مجاہد کو پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو گھوڑے کی وفا اتنی پسند آئی پروردگار عالم نے قرآن مجید میں قسمیں کھا کھا اس گھوڑے کی دوڑ کا تذکرہ فرمایا:

﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا﴾

اے پروردگار آپ کتنے قدردان ہیں اگر گھوڑا وفا دکھاتا ہے تو اس کے پاؤں سے جو گرد اڑ رہی ہے آپ اس کی قسمیں کھا کھا کر بات کو قرآن کا حصہ بنا دیتے ہیں تو اللہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے اگر اللہ کے ساتھ وفا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی کتنی قدر دانی ہوگی۔ اس لیے ہمیں شہادت کی تمنا ہونی چاہیے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ذرا توجہ سے سنیے گا۔

نبی علیہ السلام کے ارشاد کا مفہوم ہے "جس بندے کے دل میں شہادت کی تمنا نہ ہو اور اس کو اللہ کے راستے میں کبھی تکلیف نہ پہنچی ہو جب بھی وہ مرا منافق ہو کر مرے گا" منافق کی موت سے پناہ مانگیے دل میں شہادت کی تمنا ہو، دین کے لیے قربانی کے لیے ہم تیار ہوں پھر دیکھیے اللہ تعالیٰ کیسی مہربانی فرماتے ہیں۔

شہید کا مقام و مرتبہ:

شہید کو اللہ رب العزت نے کیا انعام دیا؟ ذرا سن لیجیے چلو اللہ نے بات دل میں ڈال دی آپ کی خدمت میں بھی عرض کرتا چلوں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ شہید کے خون کا قطرہ زمین پر ابھی نہیں گرا ہوتا اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ساتھ یہ بھی فرما دیا حدیث پاک کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ شہداء کو اپنی طرف بلائیں گے کہ شہداء اللہ کے عرش کے قریب ہو جائیں اگر کسی کے راستے میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے تو وہ بھی ہٹ جائیں گے اور راستہ دیں گے کہ شہداء اللہ کے عرش کے قریب ہو جائیں ان کو بلایا گیا ہے ان کو اللہ رب العزت کی طرف سے کتنی نعمتیں ملیں گی۔ سبحان اللہ

اس لیے تفسیر قرطبی میں ایک عجیب بات لکھی ہے فرمایا گیا:

ایک عام آدمی جب مرتا ہے تو اس کی روح فرشتے قبض کرتے ہیں لیکن جب شہید کی شہادت کا وقت آتا ہے تو اللہ رب العزت فرماتے ہیں ملک الموت! یہ میرے نام پہ جان دے رہا ہے پیچھے ہٹ جاؤ اس بندے کی روح میں خود قبض کروں گا۔ چنانچہ شہید کی

www.besturdubooks.wordpress.com

روح اللہ تعالیٰ خود قبض فرما لیتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی سعادت ہے؟

جب کسی عام بندے کو موت آتی ہے تو شریعت کا قانون ہے اس کو غسل دو۔ اسے کفن کا یونیفارم پہنا دو۔ اس نے اللہ کے دربار میں پیش ہونا ہے لیکن جہاں شہید کا وقت آیا مالک نے ضابطے بدل دیے۔ محبت کا تقاضا دیکھیے کیسے پورا ہوتا ہے اللہ! ایک آدمی شہید ہوا ہے اسے پانی سے غسل دے دیں۔ اللہ نے ضابطہ بدل دیا۔ کوئی ولی تھا، ابدال تھا، قطب تھا پانی سے غسل دیا گیا۔ یہ شہید ہے اللہ! اسے غسل دے دیں فرمایا نہیں۔ یہ تو خون سے نہا چکا ہے۔ اب اس کو پانی سے غسل دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ! اسے کفن کی یونیفارم پہنا دیں؟ فرمایا ہرگز نہیں۔ اس کے کپڑوں پہ جو خون کے دھبے ہیں وہ مجھے پھولوں کی طرح اچھے لگ رہے ہیں۔ انہی کپڑوں کے ساتھ دفن کر دینا قیامت کے دن یہ ان پھولوں کو لے کر میرے سامنے کھڑا ہوگا کہ میرے بندے نے میرے نام پہ اپنی جان دے دی تھی۔ تو سوچیے تو سہی اللہ رب العزت شہید سے کتنی محبت فرماتے ہیں۔ اس لیے فرمایا:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ﴾

"جو اللہ کے راستے میں قتل کیے جائیں ان کو مردہ بھی نہ کہو بلکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں لیکن تمہیں اس بات کا پتہ نہیں"

تو شہادت ہمارے لیے سعادت ہے ہم اللہ رب العزت سے اس کی دعا مانگا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب حضرات کا تشریف لانا قبول فرمائے اور آج کی اس محفل میں اللہ تعالیٰ ہم سب کی توبہ کو قبول کرلے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

www.besturdubooks.wordpress.com

میں تو اس قابل نہ تھا

شکر ہے تیرا خدایا! میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا
اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبے کے پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زم زم کا پلایا، میں تو اس قابل نہ تھا
ڈال دی ٹھنڈک میرے سینے میں تو نے ساقیا!
اپنے سینے سے لگایا، میں تو اس قابل نہ تھا
بھا گیا میری زباں کو ذکر الا اللہ کا
یہ سبق کس نے پڑھایا، میں تو اس قابل نہ تھا
خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا! مجھے
یوں نہیں در در پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا
میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
پر نہیں تو نے بھلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید ایک انقلابی کتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ

...... وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَرَّكْ بِالْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ كَلَامُ اللّٰهِ وَخَرَجَ مِنْهُ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

کلام سے متکلم تک رسائی:

ہر انسان کا کلام اس کے جذبات اور احساسات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جب تک آدمی بات نہ کرے اس وقت تک معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے علم کی انتہا کہاں تک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

اَلْمَرْءُ تَحْتَ لِسَانِهٖ

”انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوتا ہے“

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے تھے: "تم بات کرو، پہچانے جاؤ گے" یعنی بات کرنے سے انسان کی حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ ہر کلام کے اندر متکلم چھپا ہوتا ہے۔

مشہور واقعہ ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کا نام "زیب النساء مخفی" تھا۔ وہ فارسی کے اشعار کہتی تھی۔ ایران کے کسی بڑے شاعر نے ایک مصرعہ کہا:

در ابلق کسے کم دیدہ موجود

در ابلق ایسے موتی کو کہتے ہیں جو سفید ہوتا ہے، مگر اس میں ہلکی سی سیاہ لائن ہوتی ہے۔ وہ لائن اس کے حسن کو بڑھا دیتی ہے۔ اس نے یہ ایک مصرعہ تو اچھا کہہ دیا، مگر دوسرا کوئی مصرعہ اچھا نہیں تھا۔ اس نے اعلان کروایا کہ اگر کوئی شاعر دوسرا مصرعہ جوڑ دے تو میں اس کو بڑا انعام دوں گا۔ بڑے بڑے شعراء نے کوششیں کیں مگر بات نہ بنی۔

یہ بات زیب النساء مخفی تک بھی پہنچ گئی۔ وہ قدرتاً ایک دن نہانے کے بعد آنکھوں میں سرمہ ڈال رہی تھی...... کبھی کبھی سرمہ ڈالتے ہوئے آنکھ سے پانی آ جاتا ہے...... اس نے سرمہ ڈال کر آئینے میں دیکھا کہ اس کے آنسو کے اندر سرمے کی وجہ سے ہلکی سی لائن تھی۔ اس پر اس نے شعر کو مکمل کیا:

در ابلق کسے کم دیدہ موجود
مگر اشک بتان سرمہ آلود

کہ حسینوں کی آنکھ کا جو سرمہ آلود آنسو ہوتا ہے وہ در ابلق کی مانند ہوتا ہے۔ یہ مضمون ہی ایسا بنا کہ جس نے سنا، اس نے واہ واہ کی۔

جب ایرانی شاعر کو پتہ چلا تو اس نے پیغام بھیجا کہ اس شاعر کو میرے پاس بھیجیے، میں ملنا چاہتا ہوں۔

یہ سن کر اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیٹی! میں تمہیں پہلے بھی کہتا تھا کہ ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کاموں میں مصیبت ہوتی ہے، اب میں کیا کروں۔ وہ کہنے لگی: ابو جی! آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ایک شعر لکھ دیتی ہوں، اگر وہ سمجھدار ہوگا تو وہ سمجھ لے گا کہ اس کے لیے میرا دیکھنا ناممکن ہے۔ چنانچہ اس نے شعر لکھا:

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل

"میں اپنے کلام کے اندر اس طرح چھپی ہوئی ہوں جس طرح گلاب کے پھول کی پنکھڑی کے اندر خوشبو چھپی ہوتی ہے"

ہر کہ خواہی میل دارد در سخن بیند مرا

"جو مجھ سے ملاقات کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ میرے کلام کو سن لے، اسے میری ملاقات ہو جائے گی"

تو جس طرح کلام میں متکلم چھپا ہوتا ہے بالکل اسی طرح جو شخص اللہ رب العزت سے ہم کلامی کرنا چاہے وہ قرآن مجید کے الفاظ کے ذریعے سے اپنے رب سے ہم کلام ہو سکتا ہے۔

الفاظِ قرآنی، معرفت کے خزانے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے الفاظِ قرآنی کے ذریعے اپنے کمالات بندوں تک پہنچائے ہیں۔ کہ اے میرے بندو! اگر تم "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" پر عمل کرنا چاہتے ہو تو آؤ ان الفاظ کو پڑھو، ایک ایک لفظ سے تمہارے اوپر معرفت کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ کلام اللہ، اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

دیدارِ الٰہی کی تمنا:

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس دنیا میں مومن کا اصلی مقصد "اللہ کے دیدار کی تمنا" ہے یہ ایک طبعی امر بھی ہے اور شرعی امر بھی ہے۔ ہر بندے کا جی چاہتا ہے کہ وہ اپنے محبوب

www.besturdubooks.wordpress.com

کو دیکھے۔ چنانچہ شاعر نے کہا:

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

اللہ رب العزت نے مومن کو یہ کام سونپا کہ تم دنیا میں میرے دیدار کا تصور باندھو۔ محسوس (Realize) کرو کہ میں تمہارا کیا محبوب حقیقی ہوں۔ یعنی تم دنیا میں جتنی محنت کرو گے، اس کے بقدر تمہیں آخرت میں میرے دیدار کی سعادت نصیب ہو جائے گی۔ دنیا میں محنت کرنے سے انسان کو یہ کیفیت مل جاتی ہے۔

ایک دیہاتی کا واقعہ:

ایک بزرگ تھے۔ ان کے پاس دیہات سے ایک آدمی آیا۔ وہ اللہ اللہ سیکھنا چاہتا تھا۔ مگر اللہ اللہ کے دھیان میں اس کا جی لگتا ہی نہیں تھا۔ وہ بزرگ ماہر نفسیات بھی تھے۔ انہوں نے ایک دن بلا کر پوچھا: بھئی! بتاؤ کہ تمہیں سب سے زیادہ اچھی چیز کون سی لگتی ہے؟ اس نے کہا: اچھا دودھ دینے والی خوبصورت بھینس مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔ وہ دیہاتی آدمی تھا۔ بھینسوں کی خدمت کرتے ہوئے اس کی عمر گزر گئی تھی۔

انہوں نے فرمایا: جاؤ اور کمرے میں بیٹھ کر یہ تصور کرو کہ میں بھینس ہوں۔ وہ بڑا خوش ہو کے چلا گیا۔ یہ اس کا تو محبوب مشغلہ تھا۔ اب جب اس نے یہ تصور کیا کہ میں بھینس ہوں، میں بھینس ہوں، تو چند دنوں کے بعد شیخ اس سے ملنے کے لیے گئے اور انہوں نے اس کو بلایا: ذرا باہر آؤ، تو وہ دروازے پر آ کر رک گیا اور کہنے لگا: میں کیسے آؤں، میرے تو سینگ اٹکتے ہیں۔ یعنی اس کا تصور اتنا جم گیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو بھینس ہی سمجھنے لگ گیا۔

یہ حالت دیکھ کر شیخ نے اپنے مریدین سے کہا کہ اب ہم اس بھینس پر چھری چلائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے، پھر اس کا دل اللہ کی ذات میں خوب لگا کرے گا، کیونکہ اس کا دنیا میں مقصود تھا وہ فوت ہو جائے گا۔

نماز کے ذریعے دیدار الٰہی کی مشق:

مخلوق کا تصور باندھنے میں چند دن لگتے ہیں اور اللہ رب العزت خالق و مالک ہیں، ان کا تصور باندھنے میں پوری زندگی لگتی ہے۔ اس لیے شریعت نے یہ تصور دے دیا:

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ

"اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم دیکھ رہے ہو"

یہ دیکھنے کے تصور کو باندھنے کا حکم ہے۔ گویا نماز کے ذریعے دیدار کی مشق کروائی گئی۔

ہم نے دیکھا کہ جو لوگ دنیا میں کسی کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ اس کی باتیں سوچ کر طبیعت کے اندر خوشی پیدا ہوتی ہے۔ تو تصور اور سوچ کے اندر خیالات کو جمانا، یہ محبت کا ایک اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ مومن کو یہ کہا گیا کہ تمہاری طبیعت کا بھی تقاضا اور شریعت کا بھی تقاضا ہے کہ تم اپنے اللہ رب العزت کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاؤ اور یہ تصور باندھو کہ میرا محبوب حقیقی میرے سامنے ہے۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ

اس کو کہتے ہیں "رؤیت باری تعالیٰ"

قیامت کے دن انسان جب جنت میں جائے گا تو وہاں اس کو بھی سب سے بڑی نعمت ملے گی۔ جنت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبوب کی ملاقات کا اشارہ:

محبوب نے جب ملاقات کرنی ہوتی ہے تو وہ اشارہ کرتا ہے۔ صاف لفظوں میں بات نہیں کرتا۔ اشارہ کرتا ہے کہ ہاں ملاقات ہوجائے گی۔ اللہ رب العزت نے بھی اپنے بندوں کی ملاقات کے لیے جنت کو مہمان خانہ بنایا ہے۔ ہم اور آپ مہمان خانہ بناتے ہیں تو ہم اپنی بساط کے مطابق مہمان کی ضرورت کی چیزیں مہیا کرتے ہیں کہ مہمان یہ پسند کرے گا، یہ پسند کرے گا۔ اللہ رب العزت مالک الملک ہیں انہوں نے مہمان خانہ بنا کر قانون بنا دیا کہ آنے والے مہمانو!

﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ﴾

"جو تمہارا جی چاہے گا، تمہیں میرے اس مہمان خانے میں سب کچھ ملے گا"

اب یہ کیسے ہو کہ میزبان گھر تو بلائے اور دیدار نہ کروائے۔ چنانچہ جنت میں بلانے کا اصلی مقصد بھی یہی ہے۔ دیدار کروانا

حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کروائیں گے تو لوگ لاکھوں سال تک اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے رہیں گے۔ پھر اس کے بعد جب ان کو جنت واپس بھیجنے لگیں گے تو جیسے بچے کو ماں دودھ پلاتے ہوئے پیچھے ہٹاتی ہے تو وہ تڑپتا ہے کہ پینا ہے ایسے ہی یہ جنتی بچے کی طرح ضد کریں گے کہ ابھی دیکھنا ہے اور دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اتنا تو دیکھا ہے۔ وہ کہیں گے: اللہ! یہ تو بہت تھوڑی دیر دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمہیں تو اتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ اللہ اکبر کبیرا

اسی لیے ارشاد فرمایا:

﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے"

اس آیت میں اشارہ کر دیا کہ گھر آؤ گے تو ملاقات ہو جائے گی۔ تو نماز کے اندر مومن کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت میرے سامنے ہیں۔

آگے ارشاد فرمایا:

فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ

"اگر تم یہ تصور نہیں باندھ سکتے تو پھر یہ تصور کرلو کہ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں"

بھئی! دو میں سے ایک صورت حال تو حاصل کرلو نا۔ اللہ رب العزت کی یہ مہربانی ہے کہ اس نے اپنے کلام الٰہی کے ذریعے اپنے کمالات انسانوں میں منتقل کرنے کا ایک ذریعہ بتادیا۔

قرآن مجید کی شمع:

بندہ ظلمت کدہ ہے، اللہ رب العزت بھی نور ہیں اور قرآن کو اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں "نُوْرٌ مُّبِيْنٌ" فرمایا معلوم ہوا کہ اس ظلمت کدے کے اندر اگر کوئی روشنی کرنا چاہے تو قرآن مجید کی شمع کو روشن کرلے۔

کلامِ الٰہی فضا پر حاوی ہے:

ہمارا کلام اگر ہوا میں جاتا ہے تو اس پر فضا حاوی ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت کا کلام ایسا ہے کہ وہ فضا کے اوپر حاوی ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا:

تَبَرَّكْ بِالْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ كَلَامُ اللّٰهِ وَخَرَجَ مِنْهُ

"قرآن مجید سے برکت حاصل کرو، یہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ سے ہی یہ کلام نکلا ہے"

اس لیے یہ کلام اندھیرے سے انسان کو نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

﴿لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾

کلامِ الٰہی کا سب سے بڑا اثر:

اس کلام کا بڑا اثر (Impact) یہ ہے کہ یہ دنیا میں گرے پڑوں کو اٹھا دیتا ہے۔

......یہ اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب

......بھولے بھٹکوں کو سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب

......قعرِ ذلت میں پڑے ہوؤں کو اوجِ ثریا پہ پہنچانے والی کتاب، اور

......اللہ سے بچھڑے ہوؤں کو اپنے اللہ سے ملانے والی کتاب ہے۔

اس کلام کے ذریعے سے انسان اپنے پروردگار کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا

"اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے قوموں کو بلندی عطا فرماتا ہے"

یہ ایک انقلابی کتاب ہے جو زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

قرآن مجید نے دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے والا یہ ایک لاجواب نسخہ ہے۔ یہ وہ نسخہ ہے کہ جسے جہلاء نے استعمال کیا تو عقلائے عالم بن گئے۔ پھر وہ جہاں بھی پہنچے، انہوں نے انقلاب پیدا کر دیا۔ وہاں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

تہذیب پر بھی اثر انداز ہوگئے اور ان کی زبان بھی بدل کے رکھ دی۔ آج کے دور میں وہ تمام ممالک عربیہ کہلاتے ہیں۔

قرآن مجید کے ذریعے انقلاب کی چند مثالیں

قرآن مجید نے انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب کیسے پیدا کیا؟ اس کی چند مثالیں سن لیجیے:

عورتوں میں انقلاب:

عورت کو اللہ تعالیٰ نے مال کے ساتھ فطری محبت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کی تصدیق فرما دی۔ ارشاد فرمایا:

﴿اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ﴾

عورت جو سونے میں کھیلتی ہے، سونے کی محبت بھی اس کے دل میں ہوتی ہے۔ اگر آپ اپنی بیوی سے کہیں کہ میں آپ کے لیے کان میں ڈالنے کے لیے بالیاں بنوا کے لاؤں گا تو وہ خوش ہو جائے گی۔ ناک کے اندر جو لونگ ڈالتی ہے، سونے کا بنا ہوا، وہ میں بنوا کے لاؤں گا تو وہ خوش ہو جائے گی۔ اب ذرا سوچیں کہ عورتیں کان اور ناک میں جو زیور پہنتی ہیں وہ تو سوئیاں ہوتی ہیں اور ان کے لیے وہ چھید کروانے کے لیے اسی وقت تیار ہو جاتی ہیں۔ اگر عورت کو کہیں کہ ہم تمہارے جسم میں کیل ٹھونکیں گے مگر وہ سونے کے بنے ہوئے ہوں گے تو وہ کہے گی: جلدی کرو، دیر کس بات کی ہے۔ عورت کے دل میں سونے کی ایسی محبت ڈالی ہے۔ ان عورتوں کے دلوں کو اللہ رب العزت نے کیسے بدل دیا۔ قرآن نے ان عورتوں کی زندگیوں میں کیسا انقلاب پیدا کر دیا۔

① ...... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تقریباً پچاس ہزار درہم ہدیہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

آئے۔ انھوں نے اسی وقت مدینہ منورہ کی بیواؤں اور یتیموں کو بلایا اور ان درا ہم کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنا شروع کر دیا۔ جب سارے درا ہم خرچ کر دیے تو خادمہ نے آکر کہا: آپ روزہ سے ہیں اور افطاری کے لیے تو گھر میں کچھ بھی نہیں۔ فرمانے لگیں: تم پہلے مجھے بتاتیں...... اللہ اکبر...... خود روزہ سے ہیں اور اپنی افطاری کی بھی فکر نہ کی اور اتنی بڑی رقم اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالی۔ کیوں؟ اس لیے کہ دل سے مال کی محبت نکل چکی تھی۔ وہ سمجھتی تھیں کہ جو میں خرچ کر رہی ہوں، یہ میرے لیے آخرت میں ذخیرہ بن رہا ہے۔

② ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ اللہ نے ان کو مال و دولت خوب دیا تھا۔ ایک دن کہنے لگے: آج میری طبیعت کے اندر انشراح نہیں ہے، طبیعت بوجھل سی ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگے: آج میرے پاس چھ لاکھ درہم موجود ہیں۔ یہ سن کر بیوی نے کہا: میں آپ کی بوجھل طبیعت کا علاج بتاتی ہوں۔ پوچھا: کیا؟ کہنے لگیں: آپ جائیں اور ان چھ لاکھ دراہم کو صدقہ کر دیں۔ جابر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے کہنے پر چھ لاکھ درہم کو صدقہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو اتنا ہلکا پھلکا پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا جتنا اب محسوس کر رہا ہوں۔

③ ...... حدیث پاک میں ایک عجیب واقعہ ہے۔ امید ہے کہ آپ توجہ کے ساتھ سنیں گے۔

كَانَ غُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَمْلِكُ بُسْتَانًا يُجَاوِرُ بُسْتَانَ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَأَرَادَ الْغُلَامُ أَنْ يَبْنِيَ حَائِطًا يَفْصِلُ بُسْتَانَهُ عَنْ بُسْتَانِ صَاحِبِهِ، فَاعْتَرَضَتْ لَهُ نَخْلَةٌ هِيَ فِي نَصِيبِ الْآخَرِ، فَأَتَاهُ فَقَالَ أَعْطِنِي النَّخْلَةَ أَوْ بِعْنِي إِيَّاهَا، فَأَبَى

www.besturdubooks.wordpress.com

فَاَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَشَکَا لَہُ الْحَالَ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّاْتِیْ بِصَاحِبِہٖ، فَاَقْبَلَا وَالنَّبِیُّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ لَہٗ ((اَعْطِہِ النَّخْلَۃَ)) قَالَ لَا

''انصار میں سے ایک نوجوان تھا جس کا کھجوروں کا باغ تھا صحابہؓ میں سے ایک بوڑھے میاں بھی تھے جن کا باغ اس کے باغ کے ساتھ تھا۔ اس نوجوان نے ارادہ کیا کہ میں اپنے باغ کے گرد باؤنڈری لائن بنالوں تاکہ یہ الگ ہو جائے۔ ایک کھجور باؤنڈری لائن کے بالکل سامنے آ جاتی تھی۔ یہ دوسرے بندے کی تھی۔ انہوں نے اس بوڑھے میاں سے کہا: بھئی! یا تو یہ کھجور مجھے دے دو یا پھر بیچ دو۔ میری لائن سیدھی ہو جائے گی۔ بڑے میاں نے ناں کر دی۔ وہ نوجوان نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: جی! میرا یہ تھوڑا سا پرابلم ہے، آپ اسے حل کروا دیں۔ نبی علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کو میرے پاس لے کے آؤ۔ وہ دونوں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت نبی علیہ السلام کے درمیان بیٹھے جب وہ آئے نبی علیہ السلام نے اس بوڑھے میاں سے کہا: یہ کھجور اس کو دے دو۔ بوڑھے میاں نے کہا: جی نہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بوڑھے نے پہلے نبی علیہ السلام سے پوچھا: اے اللہ کے نبی! کیا یہ آپ کا حکم ہے یا مشورہ ہے؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: یہ میرا حکم نہیں، مشورہ دے رہا ہوں...... جہاں مشورہ کا معاملہ ہوتا ہے وہاں بندے کو اختیار ہوتا ہے ویسے بھی بوڑھوں کی اپنی ایک طبیعت ہوتی ہے، جہاں ہوتے ہیں، جس حال میں ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ کوئی ہمیں ڈسٹرب نہ کرے، چنانچہ جب نبی علیہ السلام نے مشورہ دیا تو اسنے جواب دیا کہ میں نہیں دیتا۔

فَکَرَّرَ عَلَیْہِ ثَلَاثًا وَھُوَ یَاْبٰی عِنْدَھَا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَعْطِہٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

النَّخْلَةَ وَلَكَ بِهَا نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ) قَالَ لَا

"نبی علیہ السلام نے تین مرتبہ یہی کہا اور اس بوڑھے میاں نے ناں کر دی۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا: یہ کھجور اس کو دے دیں، اس کے بدلے آپ کو جنت میں کھجور ملنے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں"

یہ سن کر صحابیؓ پوچھنے لگے: اے اللہ کے نبی! جنت تو ملے گی نا؟ فرمایا: ہاں جنت تو ملے گی۔ چنانچہ وہ کہنے لگے: ایک کھجور کے زیادہ ہونے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لیے میں نہیں دیتا۔

وَالصَّحَابَةُ يَرْقُبُوْنَ الْمَوْقِفَ وَيَكْبِرُوْنَ الْعَرْضَ وَيُعَظِّمُوْنَ الثَّمَنَ وَيَسْتَنْكِرُوْنَ الْإِحْجَامَ مِنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَا الدَّهْشَةُ تَعْلُو الْوُجُوْهَ وَصَمْتُ الْإِسْتِغْرَابِ يَمْلَأُ الْمَكَانَ

"صحابہ حیران ہو رہے تھے کہ اتنی بڑی قیمت (کہ جنت کی کھجور ملے گی، گویا جنت میں جانے کا پرمٹ مل گیا۔ کھجور تو بھی ملے گی نا) اور یہ اللہ کا بندہ نا کر رہا ہے)

اس بات کی وجہ سے صحابہؓ کے چہرے پر ایک دہشت آ گئی (حیرانی چھا گئی کہ اتنی بڑی آفر اور یہ بڑے میاں کہتے ہیں کہ میں قبول نہیں کرتا) مکمل سناٹا (Pin drop silence) چھا گیا۔

إِذْ شَقَّ ذٰلِكُمُ الصَّمْتَ صَوْتُ أَبِي الدَّحْدَاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنْ أَنَا اشْتَرَيْتُ النَّخْلَةَ وَوَهَبْتُهَا الْغُلَامَ أَلِيَ النَّخْلَةُ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ (نَعَمْ)

www.besturdubooks.wordpress.com

”ایک صحابی ابو دحداح رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے اس خاموشی کو توڑا۔ وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں یہ کھجور خرید کر اس نوجوان کو دے دوں تو کیا مجھے بھی جنت میں کھجور ملنے کا وعدہ ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! تمہارے لیے بھی وہی وعدہ ہے“

چنانچہ ابو دحداح رضی اللہ عنہ اس بوڑھے میاں کے پاس چلے گئے...... وہ بزنس مین تھے اور سمجھتے تھے کہ بزنس کیسے ڈیل کی جاتی ہے...... وہ اس بڑے میاں کے پاس جا کر بیٹھے۔ پوچھا: کیا حال ہے؟ پھر پوچھا: تمہاری کھجوریں کیسی ہیں۔ اس نے کہا: مجھے ان کھجوروں کا پھل بڑا اچھا لگتا ہے اس لیے میں ان کھجوروں سے الگ نہیں ہونا چاہتا۔ ابو دحداح نے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ اسی طرح کی کھجوروں کا ایک ایسا باغ بھی ہے جس میں چھ سو درخت ہیں اور وہ قبا میں ہے۔ اس نے کہا: ہاں! میں نے سنا تو ہے۔ ابو دحداح کہنے لگے: اس باغ کا مالک میں ہوں۔ اب بڑے میاں متوجہ ہوئے۔

اب ابو دحداح رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اچھا کیا آپ میرے ساتھ ایک ڈیل کرنا چاہتے ہیں؟ اس بڑے میاں نے پوچھا: کیا؟ کہنے لگے: وہ چھ سو درختوں کا باغ لے لو اور یہ کھجور دے دو۔ بڑے میاں کی تو حیرت کی انتہا نہیں تھی۔ چنانچہ ابو دحداح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَدِ ابْتَعْتُ النَّخْلَةَ بِبُسْتَانِي الَّذِي فِيهِ سِتُّمِائَةِ نَخْلَةٍ فَقَبِلَ

میں نے اس کھجور کو چھ سو کھجوروں والے باغ کے بدلے میں خرید لیا۔ بڑے میاں نے یہ ڈیل قبول کر لی اور سودا ہو گیا۔

فَذَهَبَ أَبُو الدَّحْدَاحِ مُسْرِعًا إِلَى بُسْتَانِهِ يُنَادِي زَوْجَتَهُ
يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ ، اُخْرُجِي وَابْنَاءَكِ فَقَدْ بِعْتُ الْبُسْتَانَ
قَالَتْ لِمَنْ؟ قَالَ لِلّٰهِ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَتْ رَبِحَ بَيْعُكَ
وَبَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيمَا اشْتَرَيْتَ

''ابودحداح ﷺ نے جب یہ سودا کرلیا تو وہ اپنے باغ کی طرف گئے (جو چھ سو کھجوروں کا باغ) اور باغ کے کنارے پر کھڑے ہو کر انہوں نے اپنی بیوی کو آواز دی:
اے ام دحداح رضی اللہ عنہا! یہ سن کر بیوی نے کہا: خیر تو ہے، آپ نے کبھی اتنی اونچی آواز سے مجھے دور سے نہیں پکارا، بات کرنے کے لیے اندر کیوں نہیں آجاتے؟ فرمانے لگے: تم بھی باغ سے باہر آجاؤ اور اپنے بچوں کو بھی لے آؤ، میں نے اس باغ کا سودا کر دیا ہے، کہنے لگی: باغ کا سودا کس سے کیا؟ کہنے لگے: میں نے اللہ کے ساتھ اس کا سودا کرلیا ہے جنت کی ایک کھجور کے بدلے میں۔ بیوی کہنے لگی: اللہ آپ کو مبارک کرے، آپ نے زندگی میں پہلی مرتبہ اتنا اچھا سودا کیا ہے''

قرآن مجید نے زندگیوں میں یوں انقلاب پیدا کر کے رکھ دیا تھا۔ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں جنت کی اہمیت بیٹھ چکی تھی۔ اتنا بڑا باغ چھوڑتے ہوئے دیر بھی نہ لگی۔

مردوں میں انقلاب:

آیئے مردوں کا معاملہ دیکھیے کہ قرآن نے مردوں کی زندگیوں میں انقلاب کیسے پیدا کر دیا۔

①...... ایک یہودی تھا، جس کا نام تھا ''سلام بن جبیر'' وہ مدینہ طیبہ کے قریب رہتا تھا۔ وہ اپنے بزنس کے لیے شام کے سفر پر گیا۔ اس نے سودا خریدا۔ واپس آتے آتے اس نے دیکھا کہ ایک غلام بک رہا تھا اور بیچنے والا اسے بہت معمولی سی قیمت پر بیچ رہا تھا۔ سلام بن جبیر یہودی نے سوچا کہ چلو، اس کا بھی سودا کر لیتا ہوں، کسی کو اس کی ضرورت ہوگی تو میں اسے بیچ دوں گا۔

اس غلام (لڑکے) کا نام تھا، سالم۔ اس کو کسی قافلے والے نے زبردستی پکڑ لیا تھا اور غلام بنا کر بیچ دیا تھا۔ پردیس میں تھا۔ اس کو سلام بن جبیر یہودی مدینہ طیبہ لے آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ لڑکا دبلا پتلا سا تھا، اس کی شکل بھی اتنی خوبصورت نہیں تھی۔ رنگ بھی سانولا سا تھا۔ گویا اس کی پرسنلٹی (شخصیت) ایسی تھی کہ کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی تھی۔ کمزور اتنا تھا کہ وہ کام کرنے کے قابل ہی نہیں تھا۔

جب سلام بن جبیر نے مدینہ طیبہ میں اپنے سامان کو بیچنا چاہا تو وہ سامان تو بس لگے ہاتھوں بڑے اچھے منافع کے ساتھ بک گیا، مگر اس لڑکے کو لینے والا کوئی نہ تھا۔ اب سلام اس کو کہتا کہ تم کھڑے رہو، آنے والے آئیں گے، تمہیں دیکھیں گے اور تمہیں لے لیں گے۔ اس حالت میں تین دن گزر گئے۔ چونکہ اسے مالک کا حکم تھا کہ ادھر کھڑے رہو، اس لیے وہ دھوپ میں ہی کھڑا رہتا اور اس میں اس کو پسینہ بھی آتا تھا۔ بھوک بھی لگی ہوتی تھی، پیاس کی وجہ سے بھی برا حال تھا۔ مدینہ طیبہ کا کوئی بندہ خریدنے کو تیار نہیں تھا۔ ہر کوئی کہتا تھا کہ اس کو خرید بھی لیں تو رکھیں کہاں؟

مدینہ طیبہ کی ایک جوان العمر لڑکی تھی۔ اس کا نام تھا "ثبیتہ"...... عورتوں کے دل اللہ نے نرم بنائے ہیں...... اس نے جب اس لڑکے کو دھوپ میں کھڑا دیکھا تو اسے اس پر ترس آ گیا۔ اس نے اس سے پوچھا: کیا تجھے خریدنے والا کوئی نہیں؟ اس نے کہا: نہیں، کوئی نہیں، میں صبح سے شام تک دھوپ میں کھڑا رہتا ہوں۔ اس کی کسمپرسی کو دیکھ کر، اس کو بے سہارا دیکھ کر ثبیتہ کے دل میں خیال آیا کہ اسے میں خرید لیتی ہوں۔ چنانچہ اس نے سلام سے پوچھا: جی! تم اسے کتنے میں بیچو گے؟ اس نے کہا: جتنے میں خریدا ہے، اتنے میں لے لو، مجھے گھاٹا نہ پڑے، میں اس سے جان چھڑانا چاہتا ہوں، اور جب ثبیتہ نے خریدا تو سلام بن جبیر خوش ہوا کہ میری جان چھوٹ گئی۔ اب ثبیتہ اسے گھر لے آئی اور اسے اپنے گھر میں رکھا۔

ایک قافلہ شام سے واپس مکہ مکرمہ جا رہا تھا۔ اس قافلہ میں ایک بوڑھے نفس تین تھے،

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کا نام تھا "ابوحذیفہ" انہوں نے مدینہ طیبہ میں پڑاؤ ڈالا تو ان کو بھی اس واقعہ کا پتہ چلا۔ ثبیتہ کا اس کے ساتھ ہمدردی کرنا اور اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا، اس کو اچھا لگا اور اس نے دیکھا کہ ثبیتہ عقل شکل کی بھی اچھی ہے، اچھے گھرانے کی بھی ہے، لہٰذا اس نے اس کے رشتے کے لیے پیغام بھیج دیا۔ گھر والوں نے دیکھا کہ مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہے، بزنس مین بھی ہے اور بیٹی کا رشتہ مانگ رہا ہے، اس سے بہتر رشتہ اور کیا ہو سکتا ہے، چنانچہ انہوں نے رشتہ کر دیا۔

ابوحذیفہ چند دن اپنی بیوی کے ساتھ وہاں رہے۔ پھر انہوں نے کہا: جی! میں تو اب مکہ مکرمہ جاتا ہوں۔ اس طرح ثبیتہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ اور سالم لڑکا بھی ان دونوں کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔

یہ ابوحذیفہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں ان کی دوستی وہاں کے بزنس مینوں سے تھی۔ ان میں سے ایک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ ان سے ملے مگر انہوں نے محسوس کیا کہ یہ عثمان جیسے پہلے محبت اور پیار سے ملتے تھے، اب ویسے نہیں مل رہے۔ ان کو دل میں بڑا محسوس ہوا تو انہوں نے پوچھا: عثمان! کیا مسئلہ ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیکھو! ہم پہلے ایک طرح کے تھے اور آپس میں دوست بھی تھے، اب میں نے کلمہ پڑھا ہے اور مسلمان بن گیا ہوں اور تو ابھی تک کافر ہے، اب میری تیری دوستی کیسے ممکن ہے؟ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایسے اچھے انداز میں بات کی کہ ابوحذیفہ کلمہ پڑھنے پر تیار ہو گئے۔ چنانچہ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کلمہ پڑھ لیا۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی "ثبیتہ" بھی بڑی سمجھدار اور نیک تھی۔ اس نے سوچا کہ جب خاوند نے کلمہ پڑھ کے زندگی بدل لی ہے تو میں بھی کلمہ پڑھتی ہوں۔ چنانچہ ثبیتہ بھی مسلمان ہو گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب ثبیتہ نے یہ سنا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بندہ اپنے غلام کو آزاد کرتا ہے اس کو اتنا بڑا اجر ملتا ہے۔ ثبیتہ یہ سن کر کہنے لگی: میں نبی علیہ السلام کی بات پر عمل کر کے اس سالم کو آزاد کرتی ہوں۔ اب سالم رونے لگ گیا کہ آپ تو آزاد کر دیں گی، لیکن میرا تو کوئی سہارا ہی نہیں۔ میرا کیا بنے گا؟ چنانچہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسکو اپنے پاس رکھ لیا۔ اس طرح یہ "سالم مولی ابو حذیفہ" کہلائے۔ اس نوجوان نے بھی کلمہ پڑھ لیا۔

اب اس نوجوان کی معاشی حالت دیکھیں، معاشرے کے اندر حیثیت دیکھیں، کوئی آنکھ اٹھا کے بھی نہیں دیکھتا تھا۔ کوئی خریدنے کو تیار نہیں تھا۔ کلمہ پڑھنے کے بعد اس نوجوان نے نبی علیہ السلام سے قرآن مجید سیکھنا شروع کر دیا۔ قرآن مجید نے اس نوجوان کی زندگی میں کیا انقلاب پیدا کیا؟ اس کے کیا ہی چھپے ہوئے جوہر ظاہر ہونے کہ ایک ایسا وقت آیا کہ صحابہؓ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو سالم نے بھی ہجرت کی۔ قبا کے مقام پر صحابہؓ کو ایک امام کی ضرورت تھی حدیث میں آیا ہے:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعٌ بِقُبَاءَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا وَكَانَ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں کا پہلا گروپ ہجرت کر کے قبا میں پہنچا تو یہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ ان کے امام بنے، ان میں سے اکثر قرآن کے قاری تھے اور مقتدیوں کے اندر عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے تھے"

اس نوجوان کو قرآن نے فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیا، کہاں وہ حال کہ کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

خریدنے کو بھی تیار نہ تھا اور کہاں آج یہ حال کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے مقتدی بنے۔

اس کے بعد ان کی شخصیت کیا بنی؟ سبحان اللہ...... نبی علیہ السلام نے ان کا قرآن سنا تو فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَ هٰذَا

"میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں کہ اللہ نے میری امت میں اس جیسا بندہ پیدا کر دیا"

قرآن زندگیوں میں یوں تبدیلی لاتا ہے۔ یوں گرے ہوؤں کو اٹھاتا ہے۔ نیچے پڑے ہوؤں کو عرش پہ پہنچاتا ہے۔

پھر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات کی۔ جب بھی حدیث پاک میں وہ بات پڑھتا ہوں تو سالم رضی اللہ عنہ کی قسمت پہ حیران ہوتا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ سَالِمًا شَدِیْدُ الْحُبِّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

"سالم کے دل میں اللہ کی محبت شدید حد تک موجود ہے"

اللہ اکبر...... کیا ہی خوش نصیب تھا! اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تصدیق فرماتے ہیں کہ سالم کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت شدید کیفیت میں موجود ہے۔

④...... آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی کیس سٹڈی کریں۔ اسلام لانے سے پہلے کیا تھے اور اسلام لانے کے بعد کیا بن گئے؟ قرآن مجید نے ان کی زندگی میں کیا انقلاب پیدا کر دیا؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے توحید کا پیغام دیا تو مکہ کے لوگ نبی علیہ السلام کے دشمن بن گئے۔

...... جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق کہتے تھے، وہ کاذب کہنے لگ گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

...... جو امین کہتے تھے، وہ کاہن کہنے لگ گئے۔

...... جو فیصل اور حکم کہتے تھے، وہ ساحر کہنے لگ گئے۔

...... جو حکیم کہتے تھے، وہ شاعر کہنے لگ گئے۔

...... جو آپ ﷺ کے گلے میں ہار ڈالتے تھے، وہ آپ ﷺ کے مبارک گلے میں رسیاں ڈالنے لگ گئے۔

...... جو آپ ﷺ کو پھول پیش کرتے تھے، وہ پتھر پھینکنے لگ گئے۔

...... جو آپ ﷺ کے مبارک راستے میں پلکیں بچھاتے تھے، اب وہ آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھانے لگ گئے۔

جب اتنی مخالفت تھی تو ان مخالفین میں سے ایک عمر تھے۔ وہ کہنے لگے: یہ کیا روز کا جھگڑا ہے، لو میں چلتا ہوں اور جا کر قصہ ہی سمیٹتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور نبی ﷺ کو شہید کرنے کی نیت سے چل پڑے۔

راستے میں ایک صحابی سعید رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے پوچھا: کیا خیال ہے، تلوار ہاتھ میں ہے، کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے: میں ان کا قصہ سمیٹنے جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: ان کی بات تو بعد میں کرنا، تم اپنی بہن کا پتہ کرو، تمہارا بہنوئی اور تمہاری بہن بھی مسلمان ہو چکی ہے۔ کہنے لگے: اچھا! چنانچہ وہیں سے مڑے اور بہن کے گھر پہنچ گئے۔

وہ میاں بیوی، دونوں کسی صحابی سے قرآن مجید کی آیتیں سیکھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ آواز سن لی۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ انتہائی غصے کی حالت میں تھے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: سنا ہے کہ تم نے اپنا دین بدل لیا ہے۔

بہنوئی نے کہا: اگر وہ سچا ہو تو......

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے میں تو پہلے ہی تھے۔ بہنوئی کی یہ بات سن کر اور بھی زیادہ جلال میں آ کر اسے مارنے لگ گئے۔ نیچے گرا دیا...... اللہ نے قوی بدن تو دیا ہی تھا...... اب بہن اپنے خاوند کو بچانے کے لیے قریب آئی تو انہوں نے اس کو بھی تھپڑ لگایا۔ جب تھپڑ لگایا تو ان کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے مگر وہ بہن جرأت کے ساتھ سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور کہا:

"عمر! جس ماں کا دودھ تو نے پیا ہے، اسی ماں کا دودھ میں نے بھی پیا ہے، تم میرے جسم سے جان نکال سکتے ہو، میرے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتے"

بہن کی بات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کو گھائل کر دیا۔ کہنے لگے: اچھا مجھے بھی بتاؤ کہ تم کیا پڑھ رہے ہو؟ وہ کہنے لگیں: نہیں آؤ تمہیں لے چلتے ہیں۔

اب دونوں کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی علیہ السلام نے سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیتیں پڑھیں:

﴿طٰهٰ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى﴾

پھر جب پڑھا:

﴿إِنَّنِي أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي﴾

تو عمر رضی اللہ عنہ دل دے بیٹھے۔ چنانچہ وہیں کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

مقام فاروقی رضی اللہ عنہ:

اب یہ عمر رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہے تو ان کا چالیسواں نمبر تھا۔ اتالیس نمبر پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔ مگر اللہ رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مناسبت قرآن کی وجہ سے اتنا اوپر اٹھایا کہ پوری امت میں دوسرے نمبر پر آ گئے۔

اب آن دوسرے نمبر پر آنے کے پیچھے کیا باتیں تھیں؟ ان میں سے ایک بات یہ ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ان کو قرآن مجید سے بہت زیادہ محبت اور مناسبت تھی۔ پڑھتے تھے تو کہتے تھے:

هٰذَا كَلَامُ رَبِّي هٰذَا كَلَامُ رَبِّي

"یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے"

اللہ رب العزت کے ہاں ان کا ایسا مقام بنا کہ سولہ مواقع ایسے تھے کہ ان کی رائے قرآن مجید کے بالکل مطابق نکلی۔

كَانَ رَأيُهٗ مُوَافِقَةً لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابِ

نبی علیہ السلام نے ان کا مقام یوں بتایا:

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر کو اللہ نے وہ مقام دیا تھا کہ یہ نبی ہوتے"

فرمایا:

"عمر کی زبان سے حق بولتا ہے"

فرمایا:

"عمر جس راستے پر چلتا ہے، شیطان اس راستے کو چھوڑ دیتا ہے"

جن کو اللہ نے یہ مقام دیا، ان کی اپنی زبان سے یہ بات سنیے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں مکہ مکرمہ گئے۔ ایک جگہ پہاڑی پر چڑھتے ہوئے رک گئے اور نیچے وادی میں دیکھنا شروع کر دیا۔ پیچھے کافی سارے لوگ تھے۔ وہ بھی کھڑے ہو گئے کسی نے کہا: امیر المومنین! خیریت تو ہے، آپ کی وجہ سے لوگ چلچلاتی دھوپ میں، پسینے میں ڈوبے کھڑے ہیں۔ جواب میں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں اس وادی کو دیکھ رہا ہوں، جہاں اسلام لانے سے پہلے جوانی میں میں اپنے اونٹوں کو چرانے کے لیے آیا کرتا تھا اور مجھے اونٹ چرانے کا تجربہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ میرے اونٹ خالی پیٹ چلے جاتے تھے تو میرا والد خطاب مجھے کوستا تھا، ڈانٹتا تھا، عمر! تم بھی کیا زندگی گزارو گے، تمہیں تو جانور چرانا بھی نہیں آتے۔ اب میں اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب اسلام سے پہلے عمر کو جانور چرانا نہیں آتے تھے اور آج اس وقت کو دیکھ رہا ہوں جب اسلام اور قرآن کے صدقے اللہ نے عمر کو امیر المومنین بنا دیا ہے“

یہ قرآن بندے کو فرش سے اٹھا کر عرش پہ پہنچا دیتا ہے۔ عربی میں تخت کو عرش کہتے ہیں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ نے وہ مقام دیا کہ ان کا حکم ہوا پہ چلا، زمین پہ چلا، پانی پہ چلا اور آگ پہ چلا۔ اس کو کہتے ہیں ”مقام تسخیر“

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کے قریب سے آگ نکلی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جائیں اور اس آگ کو بجھائیں۔ وہ گئے اور انہوں نے اپنے کپڑے کو چابک کی طرح بنا لیا اور آگ کو ایسے مارنا شروع کر دیا جیسے کسی جانور کو مارتے ہیں۔ آگ جہاں سے نکلی تھی، وہاں خود ہی واپس لوٹ گئی۔ آگ نے کیا حکم مانا۔

ہوا نے بھی حکم مانا۔ کھڑے مدینہ طیبہ میں ہیں اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

يَا سَارِيَةَ الْجَبَل

ساریہ رضی اللہ عنہ سینکڑوں میل دور دشمن سے لڑ رہے تھے۔ ہوا ان کی آواز کو سینکڑوں میل دور تک پہنچا دیتی ہے۔

زمین نے بھی حکم مانا۔ دور فاروقی رضی اللہ عنہ میں زمین میں زلزلہ آیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے زمین پر پاؤں مارا اور ایڑی مار کر کہا: اے زمین! کیوں ہلتی ہے؟ کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ زمین کا زلزلہ اسی وقت بند ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی نے بھی حکم مانا...... مصر کے فاتح نے خط لکھا کہ دریائے نیل کا پانی بند ہو جاتا ہے، چلتا نہیں جب تک کہ اس میں کسی نوجوان لڑکی کو نہ ڈالیں۔ اب ہم کیا کریں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں دریائے نیل کے نام خط لکھا:

"اے دریائے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو مت چل، اور اگر تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو عمر ابن الخطاب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو چل"

دریائے نیل اس وقت سے چلنا شروع ہوا اور آج تک چل رہا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت کے پھریرے لہرا رہا ہے۔

لگاتا تھا تو جب نعرہ تو تکبیر توڑ دیتا تھا
حکم دیتا تھا تو دریا کو رستے چھوڑ دیتا تھا

شیر کی فرمانبرداری:

قرآن مجید نے صحابہؓ کو ایسے مقام پر پہنچا دیا تھا کہ اللہ کی مخلوق ان کی مطیع اور فرمانبردار ہو جاتی تھی۔

سفینہ رضی اللہ عنہ شیر کو دیکھ کر کہتے ہیں:

"میں قافلے سے دور ہوں، تمہیں انسانوں کی بو محسوس ہو جاتی ہے، مجھے قافلے تک پہنچا کے آؤ"

چنانچہ وہ دم ہلاتا ہوا قریب آ جاتا ہے اور انہیں سوار کرا کے قافلے تک پہنچا دیتا ہے۔ ان کو یہ مقام کہاں سے ملا؟ یہ قرآن اور صاحب قرآن کی برکت سے ملا۔ اسی لیے جو بندہ قرآن کو پڑھ کر اس کے مطابق اپنی زندگی کو بناتا ہے، جس طرح قرآن خود معزز ہے اپنے پڑھنے والے کو بھی اسی طرح معزز بنا دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
کردار میں گفتار میں اللہ کی برہان
یہ بات کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

قوت ایمانی:

جب قرآن مجید کی وجہ سے دل میں قوت ایمانی بھر جاتی ہے تو پھر اس کے سامنے قوت جسمانی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ قوت ایمانی، قوت جسمانی سے ہر حال میں اعلیٰ ہے۔

① ..... مشہور واقعہ ہے کہ نبی علیہ السلام لوگوں کو دین کی دعوت دیتے تھے۔ ایک پہلوان تھا، جس کا نام "رکانہ" ۔ اس کو بھی دین کی دعوت دی۔ وہ کہنے لگا: میں زیادہ باتیں نہیں جانتا، میں تو کشتی کرنا جانتا ہوں۔ آپ بھی کشتی کر لیں، اگر مجھے پچھاڑ دیں گے تو میں آپ کی بات مان لوں گا۔ رکانہ کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ اس کے پاس ایک ہزار بندوں کے برابر طاقت ہے...... اس کے اندر اتنی طاقت تھی کہ اگر وہ کھال کے اوپر بیٹھ جاتا تھا اور اس کے نیچے سے لوگ کھال نوچنے کی کوشش کرتے تھے تو کھال پھٹ کے ہاتھوں میں آجاتی تھی، مگر نیچے کی کھال سرکتی نہیں تھی۔

ہدایت کا معاملہ تھا۔ اس لیے جب اس نے یہ آفر کی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: بہت اچھا میں تمہارے ساتھ کشتی کرتا ہوں۔ چنانچہ کشتی کیا ہوئی، کہ نبی علیہ السلام نے اس کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالتے ہی اس کو نیچے لٹا دیا۔

رکانہ کو حیرت ہوئی اور کہنے لگا: کیا میں واقعی گر گیا ہوں؟ فرمایا: دیکھ نہیں رہے؟ اس نے کہا: اچھا! پھر ایک مرتبہ کشتی کرتے ہیں۔ چنانچہ دوبارہ پھر کشتی ہوئی۔ نبی علیہ السلام نے پھر نیچے لٹا دیا۔ اب رکانہ اٹھے اور کہنے لگے:

www.besturdubooks.wordpress.com

"میں کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوتا ہوں، مجھے جسمانی قوت والا کوئی بندہ نہیں پچھاڑ سکتا، یہ کوئی روحانی قوت ہے جس نے مجھ کو پچھاڑ کے رکھ دیا ہے"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ماہان ساٹھ ہزار فوجی لے کر آیا۔ مسلمانوں کی تعداد دس ہزار تھی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: دس ہزار بہت زیادہ ہیں، اتنے بندوں کے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ کسی نے پوچھا: پھر کتنے چلے جائیں؟ کہنے لگے: بس تھوڑے سے بھی کافی ہیں۔ پھر بھی آخر کتنے؟ کہنے لگے: میں اکیلا ہی کافی ہوں۔

کسی نے کہا: خالد! کیا آپ کو اس بات میں کہیں عجب تو نظر نہیں آتا؟ فرمانے لگے: دیکھو! مومن کی مثال زندہ کی مانند اور کافر کی مثال مردہ کی مانند ہے، ایک زندہ کے مقابلے میں ساٹھ ہزار مردے بھی آجائیں تو وہ زندہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"

اللہ اکبر! ایسا پختہ یقین تھا، اور وہی ہوا کہ ساٹھ بندوں کو لے کر گئے اور ساٹھ ہزار کو مار بھگایا۔

⑦...... حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے واقعات بہت مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ لاکھوں کے ساتھ مقابلہ تھا۔ ان کے درمیان گھر گئے۔ کئی گھنٹے ان کے ساتھ لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ گھوڑا تھک گیا۔ اب گھوڑے میں پاؤں اٹھانے کی سکت نہیں تھی۔ جب دشمنوں نے دیکھا کہ اب گھوڑے سے بھاگا نہیں جاتا تو انہوں نے گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ تو اس طرح مجھے گرفتار کرلیں گے۔ فتوح الشام میں لکھا ہے کہ جب انہوں نے یہ محسوس کیا تو وہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے گھوڑے کی پیشانی کی طرف جھکے اور گھوڑے کی پیشانی پہ ہاتھ پھیر کر کہا:

"اے گھوڑے! تھوڑی دیر میرا ساتھ دے دو ورنہ میں نبی علیہ السلام کے

www.besturdubooks.wordpress.com

روضے پہ جا کر تمہاری شکایت کروں گا"

یہ الفاظ کہنے ہی تھے کہ گھوڑا اچھلا اور پھر یوں بھاگنے لگا جیسے نئی جان آ گئی ہو۔ پھر وہ پورے حصار کو توڑ کر باہر نکل آیا۔

یہ قوت ایمانی تھی۔ اور یہ قوت ایمانی کہاں سے ملتی ہے؟ یہ قرآن کے پڑھنے، اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے ملتی ہے۔

خیر امت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور خیر القرون بن گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر امت بن گئے۔ ان کے دلوں سے موت کا خوف نکل گیا تھا۔ علامہ اقبال نے لکھا:

تھے ہمیں ایک تیرے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾

"تم خیر امت ہو جو انسانوں کے لیے نکالے گئے ہو"

یعنی مسلمان دنیا میں لینے کے لیے نہیں، دینے کے لیے آیا ہے۔ یہ مخلوق سے لینے کے لیے نہیں آیا۔ اس کے آنے کا مقصد یہ نہیں کہ یہ در در کے دھکے کھاتا پھرے اور مانگتا پھرے۔ فرمایا: نہیں، تم اپنے رب سے لو اور مخلوق کو دو۔ یہ تمہارا منصب ہے۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمانوں کو

......کسی قوم سے مذہب لینے کی ضرورت نہیں۔

......کسی قوم سے معاشرت لینے کی ضرورت نہیں۔

......کسی قوم سے معیشت کی بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں۔

اس لیے کہ دین اسلام کے اندر ان تمام علوم کو اللہ نے بھر دیا ہے۔ ہماری تو وہی مثال ہے کہ ٹوکرا روٹیوں کا بھرا سر پہ ہے اور لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتا پھرے۔ قرآن ہمارے پاس موجود ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ انسانیت کے لیے

......ضابطہ حیات ہے۔

......دستور حیات ہے،

......منشور حیات ہے بلکہ

......یہ قرآن انسانیت کے لیے آب حیات ہے۔

اللہ رب العزت نے ہمیں یہ عطا فرمایا اور آج یہ ہمارے پاس موجود بھی ہے۔ اس لیے مومن کا اللہ رب العزت کے ہاں ایک مقام ہے۔

یاد رکھنا! مومن کی دو حالتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ اگر اللہ کی مان کر چلے گا تو امام عالم بنے گا اور دوسری یہ کہ اگر نفس کی مان کر چلے گا تو غلام عالم بنے گا۔ پھر ساری دنیا کی غلامی مل جائے گی۔ ہر کوئی اس پر رعب جمائے گا، ہر کوئی ڈکٹیٹ کرے گا اور یہ سب کی بات مانتا پھرے گا۔

اب ہماری حالت کیا ہے؟ ہم نے کلمہ پڑھ لیا اور عمل قرآن کے مطابق کرتے نہیں۔ گویا ہماری مثال یہ ہے کہ کام تو بھنگیوں والے کریں اور تنخواہ بادشاہوں والی مانگیں، بھئی! بھنگیوں والا کام کرنے پر تنخواہ بھنگیوں والی ملتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نفس کی ماننے

سے بجائے اپنے رب کی مانیں۔ پھر دیکھیں کہ اللہ رب العزت کیسے عزتوں کے تاج پہناتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ یہی پیغام لے کر نکلے اور انہوں نے اللہ کے بندوں کو اللہ سے واصل کر دیا۔

عاملِ قرآن کی سربلندی:

صحابہ کرامؓ کے پاس لائبریریاں نہیں تھیں۔ ان کے پاس فقط ایک قرآن تھا۔ اور یاد رکھنا کہ عاملِ قرآن ہمیشہ سربلند رہتا ہے۔ عاملِ قرآن کو اللہ دنیا میں رسوا نہیں ہونے دیتے۔ چنانچہ انہوں نے

چڑھتے سورج سے تاج مانگا
سمندروں سے خراج مانگا

حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کسریٰ کے مقابلے میں گئے تو اس نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ فرمایا:

جِئْنَا لِنُخْرِجَ الْعِبَادَ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ اِلٰی عِبَادَةِ رَبِّ الْعِبَادِ

"ہم آئے ہیں کہ بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر بندوں کے رب کی غلامی میں لے آئیں"

کیا تاریخی جملہ کہا اور آگے فرمایا:

وَمِنْ جَوْرِ الْاَدْیَانِ اِلٰی عَدْلِ الْاِسْلَامِ

"اور مذاہب کے ظلم سے نکال کر اسلام کے عدل سے ہمکنار کر دیں"

پھر آگے اور بھی عجیب بات کی۔ فرمایا

وَمِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا اِلٰی سِعَةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور دنیا کی تنگی سے نکال کر ان کو دنیا و آخرت کی وسعت عطا کریں''

گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ قرآن دیا گیا ہے۔ اس کے بدلے میں ملتا کیا ہے۔ چنانچہ جو بندہ چاہے کہ مجھے اللہ رب العزت کا قرب ملے اس کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید سے محبت بڑھائے۔ زیادہ پڑھنے سے، یاد کرنے سے، اس پر عمل کرنے سے، اس کو سمجھنے سے قرآن پاک کے ساتھ محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

فَاعْلَمْ اَنَّكَ لَنْ تَتَقَرَّبَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ هُوَ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ كَلَامِهٖ

''جان لو کہ کوئی بندہ اللہ کا قرب اس کے کلام سے زیادہ کسی اور چیز سے نہیں پا سکتا''

ہماری تنزلی کی بنیادی وجہ:

آج ہماری تنزلی کی بنیادی وجہ قرآن سے دوری ہے۔ کتنے لکھے پڑھے انگریزی سمجھنے والے نوجوان ہیں،

......جو ایم اے کر لیتے ہیں۔

......پی ایچ ڈی کر لیتے ہیں۔

......ایم بی اے کر لیتے ہیں۔

......بی اے کر لیتے ہیں۔

......ان کا جی پی اے 3.95 اور 3.97 ہوتا ہے۔

مگر قرآن مجید کی ایک سورت کا ترجمہ نہیں آتا۔ اب اگر اللہ نے قیامت کے دن یہ پوچھ لیا کہ اے میرے بندے! میں نے آپ کو جو فریم آف برین عطا کر دیے تھے، کیا تم

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ان کے ذریعے سے میرے کلام کو سمجھا ہے؟ جس کو میں نے سمجھنے کے لیے آسان بنا دیا تھا، وہ قرآن مجید ہی تھا، تو بتائیں کہ اس وقت ہم کیا جواب دے پائیں گے؟ کیا یہی جواب دیں گے کہ اے اللہ! میں نے

......میڈیکل بھی سیکھ لیا

......انجینئرنگ بھی سیکھ لی

......کمپیوٹر بھی سیکھ لیا

......مگر تیرا قرآن سیکھنے کی مجھے فرصت ہی نہیں ملی

سوچیے کہ ہم قیامت کے دن کیا جواب دے سکیں گے۔ اس لیے جو انگریزی لکھے پڑھے، دفتروں میں کام کرنے والے بیوروکریٹس ہیں وہ اپنی ذمہ داری سمجھیں کہ ہم سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم نے میرے قرآن کو سمجھنے کی کوشش بھی کی تھی یا نہیں۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ قرآن مجید جھگڑا کرے گا اور اپنا حق مانگے گا۔ اب بتائیے کہ کیا قرآن کے مقابلہ میں ہم اللہ کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو سکیں گے۔

تو پھر غیروں سے کیا گلہ؟

یہ قرآن مجید انسانوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ آج چونکہ ہمارے دلوں کے اندر اس کا نور ہے، اس لیے ہم روحانی طور پر مردہ ہیں۔ اور جو مردہ ہوتا ہے اس کی وجہ سے تعفن اور بدبو بد حتی اور بے چینی ہے، اور جو اس مردے کو دفن کر دے لوگ اسے اپنا محسن سمجھتے ہیں کہ اس نے بڑا اچھا کیا کہ اس مردے کو دفن کر دیا۔ اب ہم بھی مردہ بنے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی غیر آ کر ہمیں دفن کر دیتا ہے تو پھر گلہ کس بات کا؟ مردے کو تو دفن کیا ہی جاتا ہے۔ غیروں سے گلہ کرنے کے بجائے ہم اپنے بارے میں سوچیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن کی فریاد:

ہم قرآن مجید سے کتنے غافل بن چکے ہیں؟ کسی شاعر نے ''قرآن کی فریاد'' کے نام سے چند اشعار لکھے ہیں۔ وہ ذرا آپ بھی سن لیجیے۔ شاید کہ ہمیں بھی کچھ احساس حاصل ہو جائے۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں
آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں
دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے
اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے
خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطے مینا کو
کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح سکھایا جاتا ہوں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کے لیے
تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے
ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے
قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں
ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں
آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو تو ایک ایک جلسے میں
پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے
سچائی سے بڑھ کر دھوکہ ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں
سو بار رلایا جاتا ہوں
کس بزم میں میری یاد نہیں
کس عرس پہ میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں
مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

آج ہماری یہ حالت ہے کہ ہمارے پاس

..... اخبار پڑھنے کا وقت ہے۔

..... ٹی وی دیکھنے کا وقت ہے

..... لوگوں سے فون پہ گپیں مارنے کا وقت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......اس لیے سیدھے سمجھ پیچھے کا وقت ہے، لیکن

......سارا دن گزر جاتا ہے اور ہمیں قرآن پڑھنے کا وقت نہیں ملتا۔

قرآن مظلوم ہے آج یہی وجہ ہے کہ آج ہماری زندگیوں سے یہ نعمت نکلی اور ہم مردے کی طرح بن گئے، اور آج ہمارا یہ حشر ہو رہا ہے۔

ایک عجیب بات:

ہمارے بزرگوں نے ایک عجیب بات کہی:

اِنْ اَرَدْتَ اَنْ تَعْرِفَ قَدْرَكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَانْظُرْ اِلٰى قَدْرِ الْقُرْاٰنِ عِنْدَكَ

"اگر تو چاہے کہ اللہ کے ہاں اپنا مقام معلوم کرے تو دیکھ کہ تیرے دل میں قرآن کا کیا مقام ہے"

تم قرآن کے ساتھ کتنا وقت گزارتے ہو؟ بچے میں، عمل کرنے میں، اگر گھر کے لوگوں میں سے پورے دن میں ایک بندہ بھی قرآن نہیں کھولتا تو پھر برکت کے دعوے کہاں کے؟ اگر کہیں کہ روز قرآن مجید کی تلاوت کرو، تو پڑھنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: جی ایک دفعہ مشکل سے پڑھا جاتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

لَوْ طَهُرَتْ قُلُوْبُكُمْ مَا شَبِعْتُمْ مِنْ كَلَامِ رَبِّكُمْ

"اگر تمہارے دل صاف ہو جائیں تو قرآن مجید پڑھنے سے تمہارے دل کبھی نہ بھریں"

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ جن کے دل صاف ہوتے ہیں وہ قرآن مجید دن اور رات کے مختلف حصوں میں پڑھتے ہیں اور ان کے دل اس کی تلاوت سے بھرتے ہی نہیں ہیں۔ وہ راتوں کے منتظر ہوتے ہیں کہ تہجد میں ہم اللہ کے سامنے قرآن پڑھیں گے۔

دل کی روح:

اب اسی بات کو ذرا ایک اور زاویے سے یہ عاجز پیش کرتا ہے..... بات بڑی اہم ہے توجہ کے قابل ہے

ایک ہے جسم کی روح۔ اگر جسم میں رہے تو جسم زندہ رہتا ہے، جسم میں رہے تو جسم حرکت کرتا ہے، اگر روح نکل جائے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے۔

جس طرح جسم کی روح ہے اسی طرح اللہ رب العزت نے انسان کے دل کی بھی ایک روح بنائی ہے..... سنیے قرآن عظیم الشان..... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾

"اے میرے حبیب ﷺ ہم نے آپ کی طرف اپنے امر اپنی روح کو بھیجا"

اس روح سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد ہے:

مَنْ اٰمَنَ صَارَبِهٖ قَلْبُهٗ حَيًّا

"جو ایمان لاتا ہے اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے"

لفظ روح کا استعمال:

قرآن مجید میں روح کا لفظ سات جگہوں پر استعمال ہوا۔

① ..... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

یہاں روح سے مراد "رحمت" ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

② ... يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

یہاں روح سے مراد "فرشتہ" ہے۔

③ ... تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا

یہاں روح سے مراد "جبرئیل امین" ہیں۔

④ ... فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

یہاں روح سے مراد "عیسیٰ علیہ السلام" ہیں

⑤ ... وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ

یہاں روح سے مراد "آدم علیہ السلام" ہیں۔

⑥ ... يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ

یہاں "ہمارے جسم کی روح" مراد ہے۔

⑦ ... رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا

یہاں روح سے مراد "دل کی روح" ہے۔

گویا جس بندے کے دل میں قرآن اتر جائے گا، اس بندے کا دل مردہ نہ رہے گا، بلکہ اس کا دل زندہ ہو جائے گا۔

قرآن دلوں کے تالے کھولتا ہے:

آج ہمارے دلوں کے مردہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا جسم قرآن کے علم اور اس کی تعلیمات سے خالی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح مردہ حرکت نہیں کرتا اسی طرح ہمارے دل بھی حرکت نہیں کرتے۔ جیسے پتھر جامد ہوتا ہے اسی طرح دل بھی پتھر کی طرح سخت بلکہ "اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً" پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔

یہ دلوں کے تالے کون کھولے گا؟ یہ تالے قرآن کھولے گا۔ چنانچہ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهٖ خَيْرًا فَتَحَ لَهٗ قُفْلَ قَلْبِهٖ وَجَعَلَ فِيْهِ الْيَقِيْنَ﴾

"اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اللہ اس کے دل کے تالے کھول دیتے ہیں اور اس کے دل میں یقین کی نعمت کو بھر دیتے ہیں۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ أَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا﴾

"قرآن میں کیوں تدبر نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں"

معلوم ہوا کہ لوگ قرآن مجید کے معانی سے جتنے نا آشنا ہوتے ہیں، قرآن کی تعلیمات سے دور ہوتے ہیں، ان کے دلوں پر تالے لگے ہوتے ہیں۔ یہ تالے کیسے کھلیں گے؟ قرآن ان تالوں کو کھولتا ہے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا دلنشین واقعہ:

قرآن مجید نے دلوں کے تالے کیسے کھولے؟ اس کی ایک مثال سن لیجیے:

احادیث کے اندر ایک واقعہ ہے کہ جب مدینہ منورہ کے لوگ نبی علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہمارے پاس کوئی معلم بھیجیں تو نبی علیہ السلام نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ وہ جلاتی تھی جن...!! اکیلے بندے کو... اللہ تعالیٰ دکھانا چاہتے تھے کہ ایک کی جگہ دو ہوتے تو کہنے والے کہتے:

Two meds are batter then one.

دو بندوں نے مل کر کام چلا لیا۔ نبی علیہ السلام نے اکیلے بندے کو بھیج دیا۔

ذرا غور کیجیے کہ صاحب قرآن ابھی مکہ میں ہیں، وہ بھی ساتھ نہیں جا رہے..... ایک اکیلا بندہ..... اس کے پاس کیا ہے؟ اللہ کا قرآن ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جا کر وہاں کام کرنا شروع کیا۔ اسعد بن زرارہ ان کے میزبان تھے۔ وہ دونوں دین کی دعوت کے لیے نکلے۔ ایک تعارف کروا دیتے اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ دین کی دعوت دے دیتے اس طرح لوگوں میں دین پھیلنے لگا۔

قوم کے سردار کا نام تھا سعد بن معاذ ان کے ایک کزن تھے۔ ان کا نام تھا اسید بن حضیر۔ دونوں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ سعد نے آپس کی گفتگو میں یہ بات کی:

قَدْ اَتَیَا دَارَیْنَا لِیُسَفِّهَا ضُعَفَاءَنَا فَازْجُرْهُمَا وَانْهَهُمَا اَنْ یَّاْتِیَا دَارَیْنَا

"دو بندے آئے ہیں جو ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بناتے پھر رہے ہیں۔ جاؤ، ان کو منع کرو اور یہاں سے نکال دو۔ انہیں کہہ دو کہ ہمارے گھروں میں مت آؤ۔"

ایک جگہ پر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت اسید بن حضیر نیزہ لے کر ان دونوں کے پاس آئے روایت میں آیا ہے کہ

فَلَمَّا رَاٰہُ سَعْدُ بْنُ زُرَارَةَ قَالَ لِمُصْعَبٍ هٰذَا سَیِّدُ قَوْمِهٖ وَقَدْ جَاءَكَ فَاصْدُقِ اللّٰهَ فِیْهِ

"جب سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو مصعب بن عمیر سے کہا: یہ قوم کا سردار ہے یہ آپ کے پاس آیا ہے، اس کے سامنے اللہ کو سچا ثابت کرو۔"

کیا نکتے کی بات کہی! اصل میں دین کی دعوت کی بنیاد ہی یہی ہے کہ اس کو سچا سمجھنا اور لوگوں کے سامنے اس کو سچا ثابت کرنا۔ فرمایا

اَخْلِصْ لِلّٰهِ

"آپ اس کو اخلاص کے ساتھ دعوت دیجیے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ جب انہوں نے کہا:

قُلْ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَلَا تَخَفْ

"آپ حق کی بات کہیں، ڈریں نہیں"

تو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اِنْ يَّجْلِسْ اُكَلِّمْهُ

"اگر وہ آیا اور بیٹھا تو میں اس سے بات کروں گا"

چنانچہ فرماتے ہیں:

فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا مُتَشَتِّمًا يَشْتِمُ

"وہ (اسید بن حضیر) ان دونوں کے پاس پہنچے ان کو برا بھلا کہنے لگے"

فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكُمَا اِلَيْنَا تُسَفِّهَانِ ضُعَفَاءَنَا اِعْتَزِلَانَا

"وہ کہنے لگے: تم یہاں آئے کیوں ہو؟ تم ہمارے کمزور لوگوں کو بے وقوف بناتے ہو، چلے جاؤ یہاں سے"

چنانچہ ان کے جواب میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَوَ تَجْلِسُ فَتَسْمَعُ

"میاں! بیٹھو تو سہی، کوئی ہماری بھی تو بات سن لو"

انہوں نے کہا:

اَنْصَفْتَ "تو نے انصاف کی بات کی"

یعنی میں تمہارا نکتہ نظر (Point of view) تو سنتا ہوں نا۔ چنانچہ

ثُمَّ رَكَزَ حَرْبَتَهُ وَجَلَسَ اِلَيْهِمَا

"پھر انہوں نے نیزہ گاڑ دیا اور وہیں بیٹھ گئے"

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر کیا ہوا؟

فَکَلَّمَهُ مُصْعَبٌ بِالْإِسْلَامِ وَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ

"مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے ان سے اسلام کی بات کی اور اسے قرآن پڑھ کر سنایا"

صحابہ کو یہ پکا یقین تھا کہ قرآن دلوں کے تالے کھولتا ہے، قرآن دلوں میں انقلاب پیدا کرتا ہے اور قرآن زندگیوں کو بدل کے رکھ دیتا ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے قرآن سنایا تو اسید بن حضیر کہنے لگے: اچھا! جیسے تم بنے ہو، کیا میں بھی ایسا بن سکتا ہوں؟ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَغْتَسِلُ فَتَطَهَّرُ وَتُطَهِّرُ ثَوْبَيْكَ ثُمَّ تَشْهَدُ شَهَادَةَ الْحَقِّ ثُمَّ تُصَلِّي

"تو غسل کر، پاک ہو جا اور اپنے کپڑوں کو بھی پاک کر لے، پھر حق کی گواہی دے اور پھر نماز پڑھ لے"

گویا انہوں نے سمجھا دیا کہ بندہ یوں مسلمان بنتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے غسل بھی کیا، کپڑے بھی پاک کیے اور پھر کلمہ پڑھ کر دو رکعت بھی پڑھیں۔

اس وقت اسید بن حضیر کہنے لگے:

إِنَّ وَرَاءِي رَجُلًا إِنِ اتَّبَعَكُمَا لَمْ يَتَخَلَّفْ أَحَدٌ مِنْ قَوْمِهِ

"میرے پیچھے ایک اور بندہ بھی ہے، اگر وہ ایمان لے آیا تو اس کی قوم میں سے ایک بندہ بھی کلمہ پڑھے بغیر نہیں رہے گا"

چنانچہ اب واپس آئے۔ اب جب سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو آتے دیکھا تو لوگوں میں بیٹھے تھے اور کہنے لگے:

أَحْلِفُ بِاللهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ أُسَيْدٌ بِغَيْرِ الْوَجْهِ الَّذِي ذَهَبَ بِهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

”قسم کھا کے کہتا ہوں کہ جس چہرے کے ساتھ اسید گیا تھا، واپس آنے پر اس کا وہ چہرہ نہیں ہے“

یعنی اسلام نے ان کے چہرے کا نور بدل دیا۔ سعد بھی پہچان گئے کہ یہ بدلا ہوا بندہ ہے۔

بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں

انہوں نے اسید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تمہیں بھیجا کس لیے تھا؟ اور بدلے ہوئے نظر آتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تو منع کیا، آپ خود جا کے منع کر لو۔ کہنے لگے: اچھا! اگر میری ہی بات کرتے ہو تو میں ذرا جاتا ہوں۔

چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ ان دونوں کے پاس آئے اور اپنے کزن سے کہا:

يَا أَبَا أُمَامَةَ لَوْلَا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ مِنَ الْقَرَابَةِ مَا رُمْتَ هٰذَا مِنِّي

”اے ابو امامہ! اگر میرے اور تیرے درمیان رشتہ داری کا تعلق نہ ہوتا تو میں نمٹ لیتا“

أَتَغْشَانَا فِي دَارِنَا بِمَا نَكْرَهُ

”جو چیز ہم پسند نہیں کرتے، ہمارے گھروں میں وہ چیز پھیلاتے پھر رہے ہو“

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا:

بھئی! بیٹھو تو سہی، بات تو سنو، چنانچہ وہ بیٹھ گئے۔ اب اس بات کے جواب میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا:

قَرَأَ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ أَوَائِلَ سُوْرَةِ الزُّخْرُفِ

”ان کے سامنے قرآن پڑھا، سورۃ زخرف کی ابتدائی آیات سے“

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ جب قرآن پڑھا تو سعد کہنے لگے: اچھا جیسے تم بنے ہو، میں بھی ایسا بننا چاہتا ہوں"

اللہ اکبر! اللہ یہ دکھانا چاہتے تھے کہ دیکھو! میرے حبیب ﷺ تو یہ پیغام لے کر آئے ہیں، جب یہ چلے جائیں گے تو تم یہ نہیں کہہ سکو گے کہ اب کیا کریں، ہم پہلے ہی دکھا دیتے ہیں کہ میرے حبیب ﷺ ابھی نہیں پہنچے۔ ایک مومن قرآن لے کر پہنچا اور اس قرآن نے مدینے والوں کی زندگیوں کو بدل کے رکھ دیا۔ لہٰذا اے ایمان والو! تم جہاں بھی قرآن لے کر جاؤ گے، قرآن دلوں کے تالوں کو کھول کے رکھ دے گا۔

سعد رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھ کر واپس اپنے قبیلے میں آئے۔ قوم کو جمع کیا اور فرمایا:

كَيْفَ تَعْلَمُوْنَ اَمْرِيْ فِيْكُمْ؟

"میری کارکردگی کے بارے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے"

سب نے کہا:

سَيِّدُنَا وَاَفْضَلُنَا رَأْيًا وَاَيْمَنُنَا نَقِيْبَةً

"آپ ہمارے سردار ہیں اور سب سے اعلیٰ رائے والے"

اب سنیے کہ اس پر انہوں نے کیا کہا:

فَاِنَّ كَلَامَ رِجَالِكُمْ وَنِسَائِكُمْ عَلَيَّ حَرَامٌ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

"قوم کے مردوں اور عورتوں کی گفتگو میرے ساتھ حرام ہے، جب تک کہ تم سب ایمان والے نہ ہو جاؤ"

اس کے بعد قسم کھا کے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَا اُكَلِّمُ اَحَدًا فِيْكُمْ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

"اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تم میں سے کسی کے ساتھ کلام نہیں کروں گا جب تک تم سب ایمان والے نہ بن جاؤ"

ان کی یہ بات پوری قوم نے مانی اور پھر ایک ہی دن میں وہ ساری قوم مسلمان ہو گئی۔"

فرماتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ مَا اَمْسٰى فِي دَارِ بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ رَجُلٌ وَلَا امْرَاَةٌ اِلَّا مُسْلِمًا اَوْ مُسْلِمَةً

"اللہ کی قسم! قبیلہ عبدالاشہل میں کوئی مرد، عورت ایسا نہ تھا جو مسلمان نہ بن چکا ہو"

یہ زندگیاں کیسے بدلیں؟ آج لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا۔ جبکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔

فُتِحَتِ الْمَدِيْنَةُ بِالْاَخْلَاقِ

"مدینہ تو اخلاق کے ذریعے فتح ہوا تھا"

تو قرآن نے دلوں کو بدل کے رکھ دیا۔ قرآن مجید کے اندر جو مقناطیسیت اس وقت تھی، آج بھی وہی ہے۔ قرآن کی تاثیر دیکھ کر کافر کہتے تھے:

اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ

جو قسمیں کھاتے تھے کہ کبھی مسلمان نہیں ہوں گے، وہ بھی جب قرآن سنتے تھے تو ان کے دلوں کی حالت بدل جاتی تھی۔

یاد رکھیں ہماری تنزلی اور ذلت کی بنیادی وجہ قرآن مجید سے دوری ہے۔ اس کو سیکھنے میں کمی، سمجھنے میں کمی، اور اس پر عمل کرنے میں کمی ہے۔ اللہ بھلا کرے ان لوگوں کا جو

www.besturdubooks.wordpress.com

رمضان شریف میں درس قرآن دیتے ہیں، دورہ قرآن کرواتے ہیں اور امت کے لوگوں (مردوں اور عورتوں) کو قرآن سے آشنا کرتے ہیں، دل سے ان کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔ وہی قرآن مجید آج بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اس روح کو اپنے دل میں پیدا کرنا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نجاشی کے دربار میں گئے تو وہاں کیا ہوا تھا؟ ایک صحابیؓ نے قرآن پڑھ کر سنایا اور اللہ نے نجاشی کے دل کو بدل کر رکھ دیا۔

یہ مثالیں بتا رہی ہیں کہ قرآن دلوں کو بدلتا ہے۔

نور بھرے دل کی عظمت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ﴾

"اور وہ جو مردہ تھا، ہم نے اسے زندہ کیا، اور ہم نے اسے نور عطا کیا، اس نور کے ساتھ انسانوں کے اندر جا کر وہ دین کا کام کرتا ہے"

اب اگر اپنے ہی دل میں نور نہیں تو پھر سوچیں کہ دعوت کا اثر لوگوں پر کیا ہوگا؟

قرآن مجید کو حرز جان بنالیں:

یہ قرآن مجید نسخہ شفا ہے۔ دین کا کام کرنے والے قرآن مجید کو حرز جان بنائیں اور اسے اپنے سینے سے لگائیں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ﴾

اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اے یحییٰ! اپنے ہاتھ میں کتاب مضبوطی سے پکڑ لو۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تعلیمات کے مطابق عمل کو پکا کر لو۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ﴾

کہ اے نفس! تم بھی اللہ کے قرآن کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اس کی آیتوں پہ ڈیرے ڈال دو۔ تم عمل جامہ پہنا دو۔

...... یہ صداقتوں کا مجموعہ ہے۔

...... یہ سچائیوں سے بھری ہوئی کتاب (Ultimate realities of the universe)

...... یہ دلوں کی بیماریوں کو شفا دینے والا نسخہ ہے:

وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ...... فَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ...... وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ...... فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ...... وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ...... قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ

ایک آیت میں پورا تصوف:

ایک آیت کے اندر اللہ رب العزت نے مقصد زندگی کو کھولا۔ لوگ کہتے ہیں: جی! تصوف کہاں سے آیا؟ وہ بیچارے یا تو جاہل ہوتے ہیں یا متجاہل ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾

روح المعانی میں اس کی تفصیل موجود ہے جو چاہے اس میں سے پڑھ لے۔ اس ایک آیت کے اندر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن

...... موعظہ ہے۔ اس سے مراد شریعت ہے۔

...... شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ سینوں کی بیماریوں کو شفا دینے والا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

......وهدی: اس سے مراد حقیقت ہے۔

......ورحمة للمؤمنين: اس سے مراد خلافت ہے۔

اللہ رب العزت نے ایک ہی آیت میں ترتیب کے ساتھ چاروں مدارج گنوا کر رکھ دیے۔ کہ تم پہلے شریعت پر عمل کرو گے۔ حلال کو حلال سمجھو، حرام کو حرام۔ پھر تمہیں باطن منور کرنے کے لیے طریقت کی ضرورت پڑے گی۔ پھر طریقت کو حاصل کرنے کے بعد معرفت میں اور آگے بڑھو گے تو ہدایت ملے گی۔ پھر تم اللہ کا خلیفہ بن کر دنیا میں رہو گے یہ تمہارے لیے اللہ کی رحمت ہوگی۔ قرآن مجید نے اس بات کو کھول کے رکھ دیا ہے۔

تعلیمات قرآنی کو عام کرنے کی ضرورت:

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم قرآن مجید کی تعلیمات کو مضبوطی سے پکڑ لیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ﴾

''وہ لوگ جو کتاب کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں''

جیسے رسی ٹوٹ رہی ہو تو انسان اسے دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیتا ہے۔ اللہ کی اس رسی کو ہم دانتوں سے پکڑ لیں، اس کو تمسک بالکتاب کہتے ہیں۔

پھر فرمایا:

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور نماز قائم کرتے ہیں۔

پھر فرمایا:

اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ

ہم ایسے مصلحین کے اجر کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتے''

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید میں میرے اللہ کے یہ وعدے ہیں۔ اس لیے آج قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید کے طالب علم کی عظمت:

یہ دین پڑھنے والے طلبا کتنے خوش نصیب ہیں کہ وہ اللہ کا قرآن پڑھتے ہیں۔ سبحان اللہ..... بات ذرا غور سے سنیے گا۔

..... اللہ نے کسی کے سامنے اینٹ رکھ دی۔ وہ سارا دن اینٹ کو جوڑتا ہے، ہم اسے مستری کہتے ہیں۔ اس کے لیے یہی ذریعہ روزگار ہے اور اس پر اس کی زندگی گزرتی ہے۔

..... اللہ نے کسی کے سامنے کپڑا رکھ دیا۔ سارا دن کپڑے کو کاٹتا اور جوڑتا ہے۔ ہم اسے درزی کہتے ہیں۔ یہی اس کی زندگی کا پیشہ ہے اور اسی میں اس کی زندگی گزر جاتی ہے۔

..... اللہ نے کسی کے آگے لکڑی رکھ دی۔ وہ سارا دن لکڑی کو کاٹ جوڑتا ہے اور فرنیچر بناتا ہے، ہم اسے کارپینٹر کہتے ہیں۔ اسی کام میں اس کی زندگی گزر جاتی ہے۔

..... کسی کے سامنے اللہ نے لوہے کو رکھ دیا۔ وہ سارا دن لوہے کے پرزے کھولتا اور جوڑتا ہے، ہم اسے مکینک کہتے ہیں۔ اس کام میں اس کی زندگی گزر جاتی ہے۔

اللہ نے کسی کے سامنے کچھ رکھا اور کسی کے سامنے کچھ رکھا۔ اب ذرا سوچیے کہ اللہ نے

..... کسی کے سامنے لوہا رکھا

..... کسی کے سامنے اللہ نے پتھر رکھا

..... کسی کے سامنے اینٹ رکھی

..... کسی کے سامنے کپڑا رکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

......کسی کے سامنے لکڑی رکھی ہیں لیکن

......وہ کتنا خوش نصیب انسان ہے جس کی جھولی میں اللہ نے اپنے قرآن کو رکھا۔ وہ صبح سے لے کر شام تک اللہ کے قرآن کو پڑھتا ہے اور پھر قرآن کو سیکھتا ہے۔ میں سلام کرتا ہوں اس کی عظمت کو، یہ اللہ کا چنا ہوا بندہ ہے۔ جس کو اللہ نے اپنے کلام کے لیے چن لیا ہے۔

قرآن مجید کو دلوں میں اتار لیجیے:

بس اتنی سی بات ہے کہ یہ زبان تک ہی نہ رہے، بلکہ اب یہ زبان سے آگے بڑھ کر دل تک اتر جائے۔ جب قرآن دل میں اتر جائے گا تو پھر یہ زندگی کو بدل کر رکھ دے گا۔ غلام عالم کو اللہ تعالیٰ امام عالم بنا دیں گے۔ ہم اگر چاہتے ہیں کہ زندگیوں میں عزتیں آ جائیں تو قرآن کے سوا ہمارا کوئی حل نہیں۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا﴾

"اللہ اس کتاب کے ذریعے قوموں کو بلندی عطا فرما دیتے ہیں"

اگر ایک فرد عمل کرے گا تو فرد عزت پائے گا اور اگر قومیں عمل کریں گی تو اللہ تعالیٰ قوموں کو بلندی عطا فرمائیں گے۔

تیرے ہاتھ میں ہو قرآن

اور تو دنیا میں رہے پریشان

تیرے ہاتھ میں ہو قرآن

اور تو دنیا میں رہے ناکام

تیرے ہاتھ میں ہو قرآن

اور تو دنیا میں رہے غلام

www.besturdubooks.wordpress.com

غلامی نفس کی ہو، شیطان کی ہو، یا کسی انسان کی ہو

ہاں ہاں ہاں!

ہمیں کہتا ہے یہ قرآن

ادھر سے ماننے والے مسلمان!

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ

تو پڑھ قرآن

تیرا رب کرے گا تیرا اکرام

تیرا رب تجھے عزت ووقار دے گا

تیرے ظاہر و باطن کو نکھار دے گا

آج قرآن مجید کو پڑھنے کا ارادہ کر لیجیے۔ اس کی تعلیمات کے مطابق زندگیوں کو بدلنے کا ارادہ کر لیجیے۔ اپنے دلوں میں اس روح کو ڈال لیجیے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا

اگر یہ روح زندگیوں میں آ گئی تو ہم ایک زندہ انسان بن جائیں گے۔ ہم ایک زندہ قوم بن جائیں گے۔ اور زندہ قوموں کو کوئی بھی میلی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ میلی نظر سے دیکھتے ہیں، مردوں کو۔ کہ ان کو روئے زمین سے زیر زمین پہنچا دو۔ مردے جو ہیں سارے۔ آج زندہ بننے کے لیے ہمیں قرآن سے متعلق ہونے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آج ہم اپنی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کرنے کے ارادے کر لیں کہ میرے مولا! عمر گزر رہی جا رہی ہے، ہم ارادے کرتے ہیں کہ اپنی زندگیوں کو اس کی تعلیمات کے مطابق بنائیں گے اور اپنے دلوں میں اس روح کو پیدا کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تھکے ہوئے بندوں کی فریاد:

ہمارا حال وہی ہے کہ بچہ تھک جاتا ہے تو وہ ماں سے آ کر روتے ہوئے کہتا ہے امی! اب میں تھک گیا ہوں، مجھے گود میں لے لو۔ ہم بھی بحیثیت قوم اب تھک گئے ہیں، اب ہم اپنے شفیق پروردگار سے یہی عرض کریں: اللہ! اب آپ ہمیں اپنی رحمت کی گود میں لے لیجیے۔ اللہ! ہم ایک قدم آگے بڑھتے ہیں اور دس قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں، صبح کے وقت توبہ کرتے ہیں اور شام سے پہلے اس توبہ کو توڑ دیکھ لیتے ہیں۔ میرے مولا! ہمیں سنبھال لیجیے۔ ہمیں شریعت کے اوپر جما دیجیے۔ اے میرے مولا! کب تک دھکے کھاتے پھریں گے، کب تک کشکول پکڑے پھریں گے، کب تک لوگوں کے سامنے بھیک مانگیں گے، اپنے در کا بھکاری بنا لیجیے۔ اللہ! آپ نے تو قرآن بھیج کر اپنی رحمتوں کی انتہا کر دی، ہم ہی غافل بنے رہے۔ اللہ! ہماری زندگیوں میں قرآن کی محبت کو واپس لوٹا دیجیے۔ ہم بھی اپنے گھروں میں وہ منظر دیکھیں کہ رات کا وقت ہو، ماں مصلے پر بیٹھی رو رہی ہو، معصوم بچے کی آنکھ کھلے، پوچھے: امی! کیوں رو رہی ہیں؟ ماں کہے: بچے! تم چھوٹے ہو، سو جاؤ، بچہ کہے: امی! نیند نہیں آتی، ماں جواب دے: بیٹا! قرآن پڑھا ہے، میری آنکھ میں آنسو ہیں، میں اپنے اللہ کے ساتھ تار جوڑ کر بیٹھی ہوں، تمہاری آنکھ تو کھل ہی گئی۔ بیٹا! میں دعا کرتی ہوں تم معصوم زبان سے آمین کہہ دینا، اللہ میری دعاؤں کو قبول فرما لے۔

اللہ ہمیں ایسی زندگی عطا فرمائے کہ ہمارے گھروں میں قرآن مجید کی ایسی محبت عطا فرمائے اور اللہ رب العزت ہمیں اپنی رضا عطا فرما کر دنیا و آخرت کی عزتیں عطا فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

مسجد نبوی کا پر کیف منظر

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

مسجد نبوی کا پرکیف منظر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

محبوب کل جہاں کا مقام محبوبیت:

اس مبارک دنیا کو بسانے والے، اس کو شان دلانے والے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کی شان بہت بلند ہے۔ آپ ﷺ سید الانبیاء، امام الملائکہ اور محبوب کل جہاں تھے... یاد رکھیے کہ ان کی نبوت کو ڈوبتے سورج نے پلٹ کر دکھانا، چاند نے دو ٹکڑے ہو کر مانا، زمین نے زلزلے روک کر مانا، پتھروں نے کلمہ پڑھ کر مانا، نباتات

www.besturdubooks.wordpress.com

نے رو رو کر مانا، حیوانات نے گردنیں کٹوا کر مانا، انسانوں اور جنوں نے کلمہ پڑھ کر مانا، اور جن کافروں نے اپنی زبان سے نہ مانا انہوں نے اپنے دل سے مانا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾

"یہ میرے محبوب ﷺ کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹے کو پہچانتے ہیں"

مسجدِ نبوی کی فضیلت:

اس شام ہمیں نبی علیہ السلام کی مسجد میں آ کر نمازوں کی توفیق ہو رہی ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا بڑا اکرام اور بڑا احسان ہے۔ اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب دس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اسلام یہیں سے پھیلا۔

مسجدِ نبوی کی توسیع:

دورِ نبوی میں مسجد بہت ہی چھوٹی تھی۔ چھت اتنی نیچے تھی کہ سر کنڈے بسا اوقات سر کے ساتھ ٹکراتے تھے۔ بارش آتی تو پانی اندر آ جاتا اور نیچے کیچڑ بن جاتا تھا۔

حضور ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ اس مسجد کو بڑھا دیا جائے۔ اس میں توسیع کر دی جائے۔ وہ عاشقِ رسول تھے وہ ہر چیز کو اسی طرح دیکھنا پسند کرتے تھے جیسا کہ وہ حضور ﷺ کے دور میں تھی۔ وہ فرمانے لگے میں کیسے اس مسجد کو بدلوں۔ چنانچہ انہوں نے توسیع نہ کی۔

بالآخر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس میں کافی توسیع کی گئی اور پہلی مرتبہ مسجدِ نبوی میں لوہے کا استعمال کیا گیا۔ پھر مسجد میں توسیع ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ خلافتِ عثمانی کے دوران اس میں کافی توسیع ہوئی جسے آج ترکی کا حرم کہتے ہیں۔ جو مسجد کے اندرونی حصے میں آج بھی نظر آتا ہے۔ اگر آپ اس میں غور کریں تو اس میں آ رچیں بنی ہوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ آر جگیں بنانے کا انتظام اتنا مضبوط ہے کہ یہ ہزار سال سے بھی زیادہ تک اپنا وزن برداشت کر سکتی ہے۔

حالانکہ آج کل کنکریٹ کے ساتھ چھت ڈالی جاتی ہے تو اس کی عمر عام طور پر سو سال سے کم ہوتی ہے۔ سو سال کے بعد سیمنٹ اپنا اثر چھوڑ دیتا ہے۔ تو جب سیمنٹ میں ہی طاقت نہ رہی تو پیچھے کیا رہے گا؟ لہٰذا سو سال کے بعد سیمنٹ کی عمارتیں گرنی شروع ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس کو ایسے بنایا گیا کہ آر جگیں بنائی گئیں۔ اور آر چ ایسی ہے کہ مٹی کے ساتھ بھی اگر اس کو چن دیا جائے تو پانچ سو سال تک کھڑی رہتی ہے۔ اگر آپ غور کریں تو ترکیوں کا بنا ہوا جتنا بھی حرم ہے وہ ساری کی ساری چھت آرچ کے ذریعے سے بنی ہوئی ہے اور بہت ہی زیادہ مضبوط ہے۔

پھر اس کے بعد تین چالیس سال پہلے اس میں توسیع کا عمل شروع ہوا اور آج الحمد للہ حرم مدنی میں بہت زیادہ توسیع کر دی گئی ہے۔ اس میں ایئر کنڈیشن سسٹم بھی لگا دیا گیا۔ سہولیات بھی ہو گئیں، اانتظام بھی ہے۔ الحمد للہ! ہم مزدوروں کے لئے اللہ رب العزت نے سہولت کے ساتھ وقت گزارنے میں آسانیاں کر دیں۔

مسجد نبوی میں ائمہ اربعہ کے نام:

اگر حرم میں اندر جائیں جہاں چھتریاں لگی ہوئی ہیں وہاں اگر دیکھیں تو ائمہ اربعہ کے نام لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یعنی چاروں اماموں کے نام:

① امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ② امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

③ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ④ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

اور یہ وہ دیوار ہے جو عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں بنی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے مقامی حکومت کے نزدیک بھی ائمہ اربعہ کی تقلید ایک ضروری عمل ہے۔ اس لیے تو انہوں نے مسجد

www.besturdubooks.wordpress.com

نبوی کے اندر نام لکھوا ئے۔

دین اسلام کا سب سے پہلا مدرسہ:

جب حرم نبوی کے حرم میں جاتے ہیں تو وہاں پر بھی ایک اونچا سا چبوترہ بنا ہوا ہے اس کو صفہ کہتے ہیں۔ یہ نبی علیہ السلام کے زمانے کی بیٹھک تھی۔ مسجد میں عبادت کی جاتی اور یہاں پر مجلس لگائی جاتی تھی۔ یہاں پر فقراء جو اپنے گھروں کو اللہ کے لیے چھوڑ کر آ گئے تھے۔ جن کی تعداد کم و بیش ۷۰ کے قریب تھی وہ یہاں پر رہتے تھے۔

یوں سمجھیے کہ یہ دین اسلام کا سب سے پہلا مدرسہ تھا اور اس مدرسے کے مہتمم جناب رسول اللہ ﷺ تھے..... جو فقراء یہاں رہتے تھے ان کو کچھ مل جاتا تو کھا لیتے تھے نہ ملتا تو فاقے پر گزارا ہوتا تھا۔ کئی کئی دن فاقے کے ساتھ گزارے جاتے۔

برکات نبوی کا مشاہدہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بڑی بھوک لگی۔ اتنی بھوک لگی کہ میں مسجد نبوی کے دروازے میں بیٹھ گیا عشاء کے بعد تاکہ جو لوگ باہر نکلیں گے ان میں سے کوئی تو ایسا ہوگا جو مجھے بھی کھانے کی دعوت دے گا۔

فرماتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گئے انہوں نے دعوت نہ دی۔ میں نے دل میں سوچا کہ شاید ان کے گھر میں بھی فاقہ ہوگا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ انہوں نے بھی دعوت نہ دی۔ میں نے سوچا کہ ان کے گھر بھی فاقہ ہوگا۔ بالآخر نبی علیہ السلام تشریف لائے آپ نے فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! آؤ میرے ساتھ چلو۔

چنانچہ وہ مجھے لے کر اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور وہاں پیغام بھجوایا کہ کچھ کھانے کے لیے ہے تو دو بھیج دیں۔ گھر میں ایک پیالہ دودھ تھا وہ زوجہ محترمہ نے بھجوا دیا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ چلو کچھ تو پینے کو مل جائے گا۔ لیکن جب دودھ

www.besturdubooks.wordpress.com

کا پیالہ آیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابوہریرہ! جاؤ اور اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ اب اصحاب صفہ ستر کے قریب تھے اور پیالہ ایک تھا۔ فرماتے ہیں میں بڑا حیران ہوا اور یہ سوچا کہ اگر وہ آ گئے تو نبی علیہ السلام نے مجھے بلانے کے لیے بھیجا ہے تو پلانے کا حکم بھی مجھے فرمائیں گے۔ اور پلانے والے کا نمبر تو ویسے ہی آخر پہ آتا ہے۔

چنانچہ سب اصحاب صفہ آ گئے اور مجھے حکم ملا کہ پلاؤ۔ چنانچہ میں نے پلانا شروع کر دیا۔ سب پیتے گئے اور جی بھر کر پیتے گئے، سیراب ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ سب نے پیا اور دودھ ویسے کا ویسے نظر آتا تھا۔

فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا: ابوہریرہ! تم پیو۔ فرماتے ہیں میں نے اتنا پیا جتنی مجھے طلب تھی۔ نبی علیہ السلام مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابوہریرہ! اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ دودھ ابھی ویسے ہی تھا۔ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے پھر مسکرا کر فرمایا ابوہریرہ! اور پیو۔ میں نے اور پیا حتیٰ کہ میں نے جی بھر کر پیا اور عرض کی۔ اے اللہ کے محبوب ﷺ اب میرے پیٹ میں جگہ نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام نے اس پیالے کو نوش فرمایا پھر دودھ ختم ہوا۔ یوں برکتوں کا نزول صحابہ کرام اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔

اصحاب صفہ کا لباس:

غربت کا یہ عالم تھا کہ وہ کہتے ہیں ہم بسا اوقات کپڑے پھٹے ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے پیچھے چھپ کے بیٹھتے کہ کہیں ہمارے پھٹے ہوئے کپڑے پر نبی علیہ السلام کی نظر نہ پڑ جائیں۔ جب بھی نبی علیہ السلام پہ کوئی وحی اترتی تو یہ اس کو سیکھتے تھے۔ سارا دن اللہ کی یاد میں دین سیکھنے میں لگے رہتے تھے۔

اصحاب صفہ کا مقام:

اللہ رب العزت نے ان کو یہ شان عطا فرمائی کہ قرآن مجید کی آیت اتری:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾ (سورۃ الکہف)

سبحان اللہ! نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے میری امت میں ایسے بندے پیدا کیے۔ جن کے پاس بیٹھنے کا مجھے بھی حکم دیا گیا۔ اس سے آپ اصحاب صفہ کے مقام کا اندازہ لگائیے۔

باقی صحابہ جو دن میں کاموں میں مشغول رہتے تھے وہ آتے اور ان سے (اصحاب صفہ سے) آ کر پوچھ لیتے تھے کہ آج نبی علیہ السلام نے کیا سکھایا؟ اور وہ بھی اس کو سیکھ لیا کرتے تھے۔

بکریاں چرانے والے صحابیؓ کی محبت:

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ایک صحابیؓ آئے جو بکریاں چرانے جاتے تھے اور انہوں نے آ کر پوچھا کوئی نئی آیت اتری ہو۔ تو ان کو بتایا گیا کہ قرآن کی ایک آیت اتری ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے قسم کھا کر فرمایا "میں ہی ان کو رزق دیتا ہوں" جب انہوں نے یہ بتایا تو وہ غصے میں آ گئے اور کہنے لگے: وہ کون ہے جس کو یقین دلانے کے لیے میرے اللہ کو قسم کھانی پڑ گئی۔ اندازہ لگائیے کہ ان کا اللہ رب العزت کے ساتھ کیسا تعلق تھا۔

صفہ پر طلب علم کی دعا:

آج بھی وہ چبوترہ موجود ہے اور وہاں دو رکعت نفل پڑھ کر دعائیں مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین سیکھنے والا طالب علم بنا دے۔ اور قیامت کے دن ان فقراء کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔

نبی علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ

www.besturdubooks.wordpress.com

زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ

اس حدیث پاک میں تین مرتبہ مسکینوں کا نام آیا۔" اے اللہ! مسکینوں میں زندہ رکھنا، انہی مسکنت میں موت عطا فرما اور قیامت کے دن انہی مسکینوں میں مجھے کھڑا فرمادینا"

ریاض الجنۃ:

ایک اور جگہ ہے نبی علیہ السلام کے حجرے اور منبر کے درمیان کی جگہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ))

"میرے گھر اور منبر کے درمیان جو بھی جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"

اس لیے روضۃ الجنۃ آج بھی موجود ہے۔ وہاں پر مسجد میں ایک سبز قالین بچھا دیا گیا ہے۔لہٰذا اس کو عام بندہ بھی پہچان سکتا ہے۔

دور نبوی اور دور صحابہ کی مسجد کے پھول:

مسجد کے ستونوں کے اوپر کوڈیفکیشن کر دی گئی ہے۔ جو دور نبوت کی مسجد تھی اس کے پھول اور طرح کے ہیں۔ جو دور صحابہ کی تھی اس کے پھول اور طرح کے ہیں اور اس کے بعد جو توسیع ہوئی اس کے ستون اور طرح کے ہیں۔

مسجد نبوی کے ستون

کچھ ستون ایسے ہیں جو بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ جن کا تذکرہ مختلف احادیث میں آیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

①......استوانہ حنانہ:

ایک تو منبر کے قریب ستون ہے۔ شروع میں یہاں کھجور کا ایک درخت ہوتا تھا اور جب نبی علیہ السلام جمعے کا خطبہ دینے لگتے تھے تو اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے منبر پیش کر دیا۔ نبی علیہ السلام جب خطبہ دینے کے لیے اس پر چڑھے تو صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہمیں رونے کی آواز آئی۔ تو نبی علیہ السلام منبر سے نیچے اترے اور تنے کے پاس گئے اور اس پر ہاتھ مبارک رکھا تو وہ تنا اس طرح چپ ہوا جس طرح چھوٹا بچہ سسکیاں لے لے کر رونے سے چپ ہوا کرتا ہے۔ وہ اس لیے رورہا تھا کہ اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! اب منبر بن گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پہ خطبہ دیں گے اور مجھے آپ کی جدائی برداشت کرنی پڑے گی۔

ہم سے تو وہ کھجور کا تنا ہی اچھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں رو پڑا تھا۔ اس جگہ پر ایک ستون بنایا گیا ہے جس کو استوانہ مخلقہ کہتے ہیں ویسے لوگ استوانہ حنانہ بھی کہہ دیتے ہیں۔

②......استوانہ عائشہ:

ایک اور بھی استوانہ ہے جس کو استوانہ عائشہ کہتے ہیں۔ عورتوں کے لیے جو جگہ بنائی جاتی ہے اس سے اگلا ستون یعنی جو مردوں کی طرف ستون ہے اس پر استوانہ عائشہ کا نشان لگا ہوا ہے۔ باقاعدہ لکھا ہوا ہے استوانہ عائشہ۔

دراصل مسجد نبوی کا یہ ستون ایسی جگہ پر ہے جہاں نبی علیہ السلام نے قریباً اٹھارہ دن نمازوں کی امامت کروائی۔ ویسے جب عام طور پر مسجد میں بیٹھتے تھے مجلس لگاتے تھے تو اسی ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے۔

اس کے بارے میں عبداللہ ابن زبیر کو ایک مرتبہ خالہ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عنہا) نے فرمایا کہ میں ایک ایسی جگہ جانتی ہوں اگر میں اس کی قبولیت دعا کے متعلق بتا دوں تو تم لوگ آپس میں جھگڑا کرنے لگو وہاں جا کر نماز پڑھنے کے لیے۔ چنانچہ جب ایک اور صحابی سے انہوں نے پوچھا تو انہوں نے منع کر دیا۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے پھر وہ کہنے لگے کہ خالہ مجھے بتا دیجیے۔ چونکہ خالہ ماں ہوتی ہے تو آپ نے محبت کی وجہ سے ان کو بتا دیا تو انہوں نے آ کر وہاں دو نفل پڑھے اور یوں امت کو پتہ چل گیا وہ قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ مردوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہاں جا کر دو رکعت نفل پڑھ کر اپنی عاجزی اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ یقیناً ہماری دعائیں قبول ہوں گی کہ قبولیت دعا کی جگہ ہے۔

عورتیں وہاں تو نہیں جا سکتیں کیونکہ آگے دیوار ہے مگر اس کے سیدھ میں نفل پڑھ کر اگر دعا مانگ لیں گی تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو بھی شرف قبولیت عطا فرما دیں گے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے۔ لیکن اگر بندہ دور ہو بوسہ نہ دے سکے تو اس کے لیے استلام ہے کہ اشارہ کرے۔ تو اس کا یہ استلام بھی بوسہ دینے میں شمار کر لیا جائے گا۔ تو اسی پر قیاس کرتے ہیں۔

ہم تو مقلد لوگ ہیں قیاس کو مانتے ہیں۔ تو اس لیے اگر عورتیں بھی اس سیدھ میں نماز پڑھ لیں گی اور دعا مانگیں گی تو ان شاء اللہ قبول ہو گی۔ فضیلت نصیب ہو جائے گی۔

③ ......استوانہ ابی لبابہ:

اس استوانہ عائشہ کی بائیں طرف ایک اور ستون ہے جس کے اوپر استوانہ لبابہ لکھا ہوا ہے۔ اسے استوانہ توبہ بھی کہتے ہیں۔

حضرت ابو لبابہؓ ایک صحابی تھے۔ ان کو نبی علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف بھیجا تھا۔ یہودیوں نے بدعہدی کی تھی اور نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا تم ذرا جا کر ان کے تاثرات معلوم کرو۔ چونکہ ان کے ساتھ حضرت کا تجارتی تعلق رہتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہودی ایسے چالاک تھے کہ جب یہ آئے تو انہوں نے ان کی منتیں کیں، واسطے دیے اور کہنا شروع کر دیا کہ ہمیں بتائیں ہمارے ساتھ ہوگا کیا؟ ابولبابہ کو نبی علیہ السلام نے منع کر دیا تھا کہ نہ بتانا، تو انہوں نے بتایا نہیں لیکن جب ان کی مرد و عورتوں نے منتیں کیں اور واسطے دیے تو ان کا دل نرم ہو گیا۔ انہوں نے ہاتھ کا اشارہ کیا جس سے پتہ چلتا تھا کہ تمہارے نوجوانوں کو قتل کیا جائے گا اور باقیوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ اب اشارہ تو وہ کر گئے اور زبان سے کہا بھی کچھ نہیں۔ بعد میں احساس ہوا کہ میں نے مقصد تو پہنچا دیا اگرچہ زبان سے کچھ نہیں بولا۔ پھر انہوں نے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو اس ستون سے باندھ لیا کہ جب تک مجھے نبی علیہ السلام نہیں کھولیں گے اس وقت تک میں آزاد نہیں ہوں گا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا چونکہ انہوں نے خود اپنے آپ کو باندھا۔ اب جب تک اللہ تعالیٰ میرے اوپر القاء نہیں فرمائیں گے میں نہیں کھولوں گا۔ چنانچہ کافی دیر وہ اسی طرح بندھے رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کر لی۔ ان کی توبہ کی قبولیت کی وجہ سے اس کو استوانہ توبہ کہتے ہیں۔ اگر موقع ملے تو بندہ وہاں دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ اے اللہ! آپ نے یہاں اپنے ایک مقبول بندے کی توبہ قبول فرمائی تھی ہم بھی ان کا نام لینے والے ہیں اللہ ان کے صدقے ہماری توبہ کو قبول فرمالیجیے۔

④...... استوانہ سریر:

استوانہ ابولبابہ کے آگے استوانہ سریر ہے۔ جو حجرہ مبارک کی دیوار ہے۔ یہ اس کے اندر آ گیا ہے مگر اس پر لکھائی نظر آتی ہے۔ سریر چارپائی کو کہتے ہیں۔ نبی علیہ السلام یہاں اعتکاف کی حالت میں آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں سیدہ عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ نبی علیہ السلام یہاں اعتکاف کی حالت میں ہوتے تھے تو آپ کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال دیتے تھے اور میں آپ ﷺ کے سر مبارک کو (بالوں کو) دھو دیا کرتی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۵)......استوانہ حرس:

اس کے قریب ہی ایک اور استوانہ حرس ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھ کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی کافر یہ بخت آ کر نبی علیہ السلام کو تکلیف پہنچائے۔

(۶)......استوانۂ وفود:

اس کے قریب ہی ایک استوانہ وفود ہے۔ یہ استوانہ وفود عورتوں کی سائیڈ پہ ہے اور نظر بھی آتا ہے۔ استوانہ حرس کے ساتھ کٹہرے کی دیوار شروع ہوتی ہے۔ اگر عورتوں نے پہچان کرنی ہو تو جہاں کٹہرے کی دیوار ختم ہوتی ہے۔ اس ستون کو اگر دیکھیں تو وہاں استوانہ حرس لکھا نظر آتا ہے۔ استوانہ سریر اس سے آگے ہے مردوں کی طرف اور استوانہ وفود عورتوں کی طرف ہے۔ عورتیں بھی اس کو دیکھ سکتی ہیں۔ بہر حال وہ بھی نفل پڑھ کے دل میں یہ نیت کریں کہ یہاں نبی علیہ السلام کے وفد آ کر اسلام قبول کرتے تھے نبی علیہ السلام کے ہاتھوں پہ۔ آج میں بھی پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کر کے نئی ایمانی، اسلامی، قرآنی زندگی گزارنے کی نیت کرتی ہوں۔

(۷)......استوانہ تہجد:

ایک استوانہ تہجد ہے۔ یہ حجرہ مبارک کے اندر آ گیا ہے اس کو کوئی بندہ اس وقت نہیں دیکھ سکتا۔ ہم اس کے قریب بھی عبادت نہیں کر سکتے یہ چند ستون ہیں۔

مصلّٰی رسول کی پہچان:

ایک اور عجیب بات ہے یہ ہم نے کتابوں میں کہیں پڑھی تو نہیں۔ مگر یہاں کے رہنے والے پرانے عربی لوگوں سے بھی سنی اور اپنے مشائخ سے بھی سنی۔ وہ عجیب بات یہ ہے کہ اس وقت تو قبلہ بیت المقدس کی طرف ہے اور امام آگے کھڑا ہوتا ہے لیکن جب قبلہ اولیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

کی طرف نماز پڑھی جاتی تھی اس وقت نبی علیہ السلام کا مصلیٰ کہاں تھا؟ اس وقت تو مصلیٰ بنا ہوا ہے لوگ وہاں نمازیں بھی پڑھتے ہیں لیکن مصلیٰ قبلہ اول کی طرف تھا تو سمت بالکل متضاد ہونی چاہیے۔

اس کا مطلب ہے کہ اس وقت مصلیٰ رسول ﷺ وہاں ہونا چاہیے جہاں عام صفیں بنتی ہیں۔ چنانچہ واقعی مصلیٰ رسول جو ہے وہ صف کے قریب ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ استوانہ عائشہ کی سیدھ میں آپ دیکھتی جائیں کہ ستون بنے ہوئے ہیں اور ادھر سے باب جبرائیل کی سیدھ لے لیں تو دونوں کی سیدھ وہاں ملتی ہے اس کے سنگم پر ایک ستون بنا ہوا ہے۔ شاید اس کے اوپر 15 نمبر لکھا ہوا ہے۔ اس ستون کے پاس اس وقت مصلیٰ رسول بچھایا جاتا تھا۔ چونکہ عام لوگوں کو زیادہ اس کا پتہ نہیں اس لیے وہاں پر زیادہ لوگ ہی نہیں ہوتے۔ عورتیں وہاں پر نفل پڑھ کے دعائیں کر سکتی ہیں اور یوں سمجھیں ان کو گویا مصلیٰ رسول پر نماز پڑھنے کا اجر نصیب ہو سکتا ہے۔

انجینئرنگ سے تعلق رکھنے والے لوگ جب اس ستون کو دیکھتے ہیں تو ان کو صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ ستون ذرا ٹیڑھا کر کے اس جگہ پر بنایا گیا ہے۔ ورنہ عمارت کے لحاظ سے ستون دوسری طرف بنتا تھا۔ مگر اسکی کوئی نشانی بھی رکھنی تھی۔ اور ترکوں کی یہ خوبی ہے کہ انہوں نے نشانیوں کو بہت محفوظ کیا۔ اس لیے انہوں نے یہ ستون عین اسی جگہ بنایا جہاں پر نبی علیہ السلام کا مصلیٰ ہوتا تھا۔ عورتیں اگر تھوڑی سی عقل مندی کریں اور محنت کریں تو ان کو اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کا اجر اور ثواب نصیب ہو سکتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کا اعزاز:

مسجد نبوی کے اردگرد چاروں طرف صحابہ کرام کے گھر بھی تھے۔ ایک تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گھر تھا جس کا دروازہ مسجد کے صحن میں کھلتا تھا۔ نبی علیہ السلام نے سب صحابہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے دروازے بند کروا دیے تھے مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رکھوایا تھا۔

پرنالے کا نشان:

ان کے قریب ہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی چھت کا جو پرنالا تھا وہ مسجد نبوی کے صحن میں گرتا تھا۔ لہٰذا جب بارش ہوتی تو مسجد کے صحن کے اندر خوب کیچڑ بن جایا کرتا تھا اور نمازیوں کو تنگی ہوتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ کافی بارش ہوئی تو انہوں نے جب یہ دیکھا کہ یہ عام فائدے کے خلاف ہے۔ تو شریعت کا اصول ہے کہ اجتماعی فائدے کی خاطر انفرادی نقصان کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اکھڑوا دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے مقدمہ درج کر دیا۔

ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ مقدمہ کیوں درج کیا؟ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے گھر کے پرنالے کو میری اجازت کے بغیر اکھاڑ گیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے تو رفاہِ عامہ کا خیال رکھتے ہوئے اکھاڑا۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر یہ وہ پرنالہ ہے جس کو نبی علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لگایا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس کو وہاں لگا ہوا ہی دیکھوں، اکھڑا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔

چنانچہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ وقت کے خلیفہ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جائیں گے اور وہاں جا کر رکوع کی حالت میں کھڑے ہوں گے اور ان کی پیٹھ کے اوپر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوں گے اور اس پرنالے کو دوبارہ لگائیں گے۔ چنانچہ وقت کے لوگوں نے عدل و انصاف کا عجیب نمونہ دیکھا کہ وقت کے خلیفہ جا کر رکوع کی حالت میں کھڑے ہوئے۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی پیٹھ پر کھڑے ہو کر پرنالا نصب کیا اور جب نیچے

www.besturdubooks.wordpress.com

اترے تو کہا کہ میں نے اس کو اپنی اصل شکل میں دیکھا تو میرا دل خوش ہوا۔ اب میں اپنے پورے گھر کو مسجد نبوی میں داخل (شامل) کرتا ہوں۔

چنانچہ اس پرنالے کا جو سوراخ ہے وہ اب تک محفوظ ہے باب السلام کے اندر داخل ہوں تو دیوار کے اوپر آیتیں لکھی ہوئی ہیں تو ایک آیت ہے:

﴿وَاتَّقُوْنِ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ﴾

واتقون کی جو نون ہے اس ''نون'' کے قریب اس پرنالے کی نشاندہی آج بھی موجود ہے اور دیکھی جا سکتی ہے۔

باب السلام:

باب السلام وہ دروازہ ہے جو مسجد نبوی میں تہجد کے وقت سب سے پہلے کھلا کرتا تھا۔ آج بھی سب سے پہلے وہی کھلتا ہے۔ وہاں سے سیدھا آئیں تو انسان مواجہ شریف کے اندر آ سکتا ہے۔

بدعقیدہ لوگوں کے دھنسنے کی جگہ:

اگر وہاں سے آئیں تو راستہ میں فرش کے اوپر ایک نشانی بنی ہوئی ہے جس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ آج کل تو قالین ہیں جس کی وجہ سے دیکھنا مشکل ہے۔ وہ نشانی کیا ہے؟ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ مدینے کے اندر کچھ بدعقیدہ لوگ آ گئے جن کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض تھا، کینہ تھا، دشمنی تھی، عداوت تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم کسی طرح ان کی قبور کو کھودیں اور ان کی نعشوں کو وہاں سے نکال لیں۔

چنانچہ انہوں نے یہ کیا کہ جو مسجد نبوی کا دربان تھا اس کے ساتھ دوستی لگائی اور ایک دن اس کو کہا کہ عبادت کرنے کو بڑا جی چاہتا ہے۔ اگر آپ مسجد کا دروازہ کھلا رکھیں تو ہم اندر آ کر عبادت کر لیں گے۔ اس کو خوب تحفے تحائف دیئے۔ دربان بھی آخر بندہ تھا اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے دوستی کی وجہ سے ان کو اندر آنے دیا۔ اور دروازہ کھول دیا۔ جب آدھی رات گزری تو چالیس کے قریب لوگ آئے جن کے ہاتھوں میں بیلچے تھے اور زمین کھودنے کی چیزیں تھیں۔

وہ اس نیت سے مسجد میں داخل ہوئے کہ ہم حجرہ کے اندر سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قبور کو کھود یں گے۔ لیکن ابھی وہ درمیان راستہ میں ہی تھے کہ زمین پھٹی اور یہ چالیس بندے اندر اتر گئے۔ ان کا جو کچھ سامان بچا تھا اس کی وجہ سے لوگوں کو اندازہ ہوا۔ چنانچہ زمین کو کھودا گیا اور ان چالیس بدعقیدہ لوگوں کو نکال کر مدینہ سے باہر کہیں زمین میں دفن کر دیا گیا۔ اس جگہ کا نشان اب تک موجود ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملے کی جگہ:

اس سے ذرا اور آگے چلیں تو ایک مصلّٰی کا نشان بنا ہوا ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں پہ عمرؓ نماز پڑھا رہے تھے جب ان پر حملہ کر کے زخمی کیا گیا تو وہ مصلے کی نشانی زمین پہ بنانے کی بجائے دیوار پہ بنا دی گئی ہے۔ یعنی دیوار سے مصلے کا فاصلہ جتنا تھا اتنا ہی زمین سے اوپر کر کے ٹائلوں کے ساتھ ایک مصلے بنا دیا گیا۔ اس کو دیکھ کر انسان آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کس جگہ پہ ہوئی تھی۔

مواجہ شریف:

اس سے ذرا آگے جائیں تو پھر مواجہ شریف شروع ہو جاتا ہے۔ حجرہ مبارک شروع ہو جاتا ہے۔ جہاں نبی علیہ السلام آرام فرما رہے ہیں۔ جہاں آپ کے قدم مبارک ہیں وہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر ہے۔ پھر جہاں ان کے قدم ہیں وہاں عمر رضی اللہ عنہ کا سر ہے۔ اور آگے ایک چوتھی قبر کی جگہ ہے جو خالی ہے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو وہ اس مقام

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ مدفون ہوں گے کیونکہ وہ جگہ ابھی بھی خالی ہے۔

مرزا قادیانی کے کذاب ہونے کی دلیل:

یہاں سے یہ بھی بات ثابت ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا وہ کذاب تھا، دجال تھا۔ اس لیے کہ اس نے عیسیٰ ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام تو ابھی آئے بھی نہیں۔ جب آئیں گے تو وہاں مدفون ہوں گے جہاں چوتھی جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔

ایک ایمان افروز واقعہ:

شام میں مسلمانوں کا ایک بادشاہ تھے جس کا نام تھا سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ اس کو ایک مرتبہ خواب میں نبی علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا۔ یہ بڑے نیک بادشاہ تھے۔ نبی علیہ السلام نے خواب میں ان کو فرمایا کہ دو بندے ہیں جو مجھے تکلیف پہنچاتے ہیں اور ان دونوں کی شکلیں بھی دکھائی گئیں۔ وہ گورے چٹے تھے اور نیلی آنکھوں والے تھے جیسے انگریز ہوتے ہیں۔ نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ فوراً اٹھے اور شام سے مدینہ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچے تو وہاں کے گورنر کو انہوں نے بلایا اور فرمایا کہ پورے شہر کی ناکہ بندی کر دو اور مدینہ کے جتنے لوگ ہیں وہ سارے کے سارے مجھے آ کر ملیں۔ مگر ان کو وہ دو بندے نظر ہی نہیں آئے۔ انہوں نے گورنر سے کہا کہ اور کوئی بندے رہتے ہوں ان کو بھی پیش کرو۔ پھر تفتیش کی گئی پتہ کیا گیا تو انہوں نے کہا جی ہاں! دو درویش ٹائپ بندے ہیں وہ قبرستان میں ہی ڈیرے لگائے رہتے ہیں۔ وہیں پہ بیٹھے ہیں اور موت کو یاد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ان کو بھی میرے پاس لاؤ۔ جب ان کو لایا گیا تو یہ وہ دو منحوس شکلیں تھیں جن کو دیکھا وہ بدبخت تھے۔

چنانچہ نورالدین نے کہا کہ ان کی جگہ کی تلاشی لی جائے۔ جو ان کا خیمہ تھا جب اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

تلاشی لی گئی تو انہوں نے اپنے بستروں کے نیچے سے سرنگ بنانی شروع کی تھی اور سرنگ بناتے بناتے نبی علیہ السلام کے قدمین مبارک کے قریب پہنچ گئے تھے۔ وہ دونوں عیسائی تھے اور ان کا یہ منصوبہ تھا کہ ہم نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات کو وہاں سے نکالیں اور پھر مسلمانوں سے کہیں کہ تم جس حجرے کی باتیں کرتے ہو وہاں تو کوئی ہے ہی نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس برے منصوبے کو کھول دیا اور پھر قتل کیا۔

چنانچہ ان دونوں عیسائیوں کو قتل کیا گیا اس کے بعد نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی علیہ السلام کی قبر مبارک کے چاروں طرف اتنی کھدائی کروائی کہ نیچے پانی آ گیا۔ اور وہاں پر چاروں طرف سیسہ بھر دیا تاکہ اس کے بعد کوئی بدبخت اس کی طرف قدم بھی نہ بڑھا سکے۔

گنبد خضرا کا سوراخ.....حصول بارش کا ذریعہ:

جو نبی علیہ السلام کا حجرہ ہے اس کی چھت میں ایک سوراخ تھا۔ یہ سوراخ دور صحابہ میں کیا گیا۔ ہوا ایسے کہ نبی علیہ السلام کے زمانے میں بارش نہیں ہوتی تھی تو صحابہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کرتے تھے۔ آپ دعا فرما دیتے تھے۔ بارش ہو جاتی تھی۔ جب نبی علیہ السلام وفات پا گئے تو پھر صحابہ کرام حضرت عباسؓ کے پاس جاتے تھے کہ آپ نبی علیہ السلام کے چچا ہیں اور امت کے لیے بڑی عزت کا درجہ رکھتے ہیں آپ دعا فرمائیں۔ چنانچہ آپؓ دعا فرماتے اور اللہ تعالیٰ بارش عطا کر دیتے تھے۔ جب ان کی بھی وفات ہو گئی تو صحابہ کرام نے سوچا کہ اب کیا کریں۔

چنانچہ دل میں خیال آیا کہ اب تو اپنی ماں کی طرف جانا چاہیے۔ بچوں کو پریشانی ہوتی ہے تو اپنی ماں یاد آتی ہے۔ جیسے جو بڑے حضرات تھے وہ سب امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور پردے کے پیچھے ان سے پوچھا کہ اب آپ بتائیے

اور دعا فرمائیے بارش نہیں ہو رہی۔ تو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایسے کرو نبی علیہ السلام کے حجرہ مبارک کی جو چھت ہے اس کے اندر چھوٹا سا سوراخ بنا دو۔ جیسے ہی تم سوراخ بناؤ گے اللہ کی رحمت جوش میں آ جائے گی اور خوب بارش برسے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خوب جل تھل ہو گیا۔ بارش برسی اس وقت سے یہ اصول چلا آتا تھا کہ جب زیادہ بارش کا مسئلہ ہوتا تو سوراخ کھول دیتے تھے تو پھر بارش ہو جایا کرتی۔ پھر جب اس گنبد کو بلند کیا گیا تو اس کے اندر وہ سوراخ رکھا گیا۔

اس وقت ہمیں جو سبز گنبد نظر آتا ہے وہ تیسرا گنبد ہے۔ یعنی اس کے نیچے دو چھوٹے گنبد بنے ہوئے ہیں۔ پہلا گنبد چھوٹا ہے پھر اس کے اوپر ایک اور گنبد بنا ہوا ہے یہ تیسرا گنبد ہے جو ہم دیکھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ تینوں گنبدوں میں بالکل سیدھ کے اندر وہ سوراخ رکھا گیا اور جو اس وقت گنبد ہے اس کے اوپر سے وہ سوراخ اب بھی نظر آتا ہے۔

جب پچھلی دفعہ حج کے موقع پہ آنا ہوا ہم نے اس وقت وہ سوراخ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ امید ہے یہ سوراخ اب تک موجود ہوگا اگر اس کو بند نہیں کیا گیا۔ ترکوں کے دور میں ایک مرتبہ بارش نہیں ہوتی تھی تو جب سوراخ کھول دیا گیا پھر بھی کئی دن تک بارش نہ ہوئی۔ علماء نے کہا ایسا تو نہیں کہ سوراخ کہیں بند ہو۔

چنانچہ انہوں نے ایک بچے سے کہا کہ ہم آپ کو ایک رسی کے ذریعے رسی آپ کی ٹانگوں میں باندھیں گے اور الٹا لٹکائیں گے اور آپ اندر ہاتھ ڈال کر دیکھنا کہ سوراخ بند تو نہیں۔ لہٰذا اس لیے کہ نیچے پاؤں نہ جائیں اور بچے کو اس لیے چنا کہ بچے معصوم ہوتے ہیں۔ اور اس کا ہاتھ بھی اندر جا سکتا ہے۔

جب بچے نے ہاتھ ڈالا تو ایک مرا ہوا کبوتر اندر پھنسا ہوا تھا۔ جب اس کبوتر کو نکالا گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور سورۃ الفتح مکمل کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے بارش عطا فرما دی۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ:

ہمارے اہلسنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق نبی علیہ السلام اپنی وفات کے بعد بھی حیات کی کیفیت میں ہیں۔ اس کو حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ کہا جاتا ہے۔

چنانچہ چاروں ائمہ اس بات پر متفق تھے۔ سارے صحابہ کرام اس بات پر متفق تھے یہ امت کا متفقہ مسئلہ ہے کہ نبی علیہ السلام پر موت کی کیفیت تھوڑی دیر کے لیے آئی۔ لیکن اس کے بعد ایک حیات آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دی اس کو حیاۃ النبی کا مسئلہ کہتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِ ھِمْ یُصَلُّوْنَ))

''انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں بلکہ نماز بھی پڑھتے ہیں''

یہ مسئلہ چند سال پہلے جب انگریز آیا ہمارے ملک پاکستان ہندوستان میں تو اس وقت اختلاف یہ بنا کہ کچھ لوگ جو اپنے آپ کو غیر مقلد کہتے تھے انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ نہیں نبی علیہ السلام بھی حیاۃ نہیں ہیں۔ ان کو مماتی کہتے ہیں کیونکہ یہ ممات کے قائل ہیں یا پتھری بھی کہتے ہیں۔ وہ یوں کہتے ہیں نبی علیہ السلام کا بدن مبارک تو محفوظ ہے مگر ایسے ہے جیسے پتھر زمین پر پڑا ہوتا ہے۔ اس لیے ان کو پتھری کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی بدعقیدگی سے محفوظ فرمائے اور اہلسنت کے اس عقیدے کے اوپر ثابت رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

عقلی دلائل سے وضاحت:

چونکہ مسئلہ چھڑ گیا لہٰذا میں کوئی نقلی دلیلیں تو نہیں دوں گا کہ قرآن مجید سے دلیلیں دوں۔ یہ تو ایک مستقل بات بن جائے گی۔ دو چھوٹی چھوٹی عقلی دلیلیں دوں گا تاکہ پتہ چل

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے کہ یہ مسئلہ کتنا آسان ہے۔

پہلی دلیل:

پہلی بات کہ صدیقین، شہداء، صالحین اور انبیاء یہ چار رتبے قرآن مجید میں کہے گئے۔ تو صالحین سے شہدا کا رتبہ اونچا، شہدا سے صدیقین کا درجہ اونچا اور صدیقین سے انبیاء کا درجہ اونچا ہے۔ یہ درجہ بندی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرما دی۔ اب شہید کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾

"جو اللہ کے راستے میں شہید ہو جائیں ان کو تم مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دیے جاتے ہیں لیکن تم اس بات کا شعور نہیں رکھتے"

ہم جو بے شعور لوگ ہوتے ہیں ہمیں ان کی زندگی کا پتہ نہیں کہ وہ کیسے زندہ ہوتے ہیں۔ بلکہ فرمایا وہ زندہ ہیں مگر اللہ پاک کے نزدیک ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

چنانچہ جب قرآن نے شہید کو زندہ کہا مرنے کے بعد بھی تو سوچئے کہ شہید سے اوپر صدیق کا درجہ اور سب سے اوپر نبی کا درجہ۔ جب امتی شہادت پا جائے قرآن کہتا ہے کہ ان کو زندگی مل جاتی ہے۔ جو خود امت کے نبی ہوں گے ان کو موت کے بعد یہ زندگی تو نصیب نہیں ہوگی۔ اس لیے پھر ان کو اعلیٰ زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔

دوسری مثال پر ذرا غور کیجیے۔ ایک بندہ جو فاسق و فاجر ہے نماز بھی نہیں پڑھتا سنت کا بھی خیال نہیں رکھتا، گناہ بھی کر لیتا ہے لیکن کسی مسئلے میں کوئی نبی علیہ السلام کی بے ادبی کرتا ہے تو اس بے ادبی پر وہ بندہ غصے میں آ کر اس کو قتل کرتا ہے اور اس کے بدلے میں اس کو قتل کر دیا جاتا ہے تو جس بندے کو نبی علیہ السلام کی عزت پر قربان ہونے کی سعادت

www.besturdubooks.wordpress.com

مل گئی اگرچہ پہلے وہ فاسق وفاجر تھا اب اس کو شہید کہا گیا۔

تو جو فاسق وفاجر نبی علیہ السلام کی عزت پر قربان ہو جائے اور اس کو شہادت کا رتبہ ملے تو وہ زندہ کہلائے۔ اور جو خود اللہ کے محبوب ہیں جو پاکیزہ ہیں جن کی زندگی ہر اعتبار سے پاکیزہ ہے۔ جب ان کی وفات ہوگی تو یہ کیسے انسان کہہ سکتا ہے کہ مرنے کے بعد ان کو زندگی نہیں ملے گی اور وہ بالکل مردے کی طرح اپنی قبر میں موجود ہوں گے۔ عقلی طور پر اگر سوچیں تو یہ چیز سمجھ میں آتی ہے۔

دوسری دلیل:

ایک دوسری عقلی دلیل جو اس وقت ذہن میں ضرورت نظر آتی ہے وہ یہ کہ نیک آدمی جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کو بلند درجہ دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً نیک ہوگا تو علیین میں اس کی روح کو لے جایا جاتا ہے اور اگر گنہگار ہوگا تو سجین میں اس کی روح کو لے جائیں گے۔ یہ علیین اور سجین کا تصور قرآن نے پیش کیا۔ جب بھی کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو اس کی روح کو بلند مقام پر لے جاتے ہیں۔

جب یہ دستور ہے تو میں آپ لوگوں سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ اگر نبی علیہ السلام کی وفات ہوئی اور آپ کی روح کو نکال لیا گیا جسم مبارک سے، جسم اطہر سے تو پھر تو کوئی اور اعلیٰ جگہ ہونی چاہیے جہاں اس روح کو رکھا گیا۔ تو کہاں ہے وہ روح؟ کوئی بھی وہ جگہ جہاں اس روح کو رکھا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل جگہ وہ بن جائے گی۔ جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ کی مخلوق میں نبی علیہ السلام سب سے افضل درجہ رکھتے ہیں۔ اللہ نے جو کچھ بنایا، جو بھی مخلوق بنائی اس کا رتبہ نبی علیہ السلام سے نیچے ہے، چھوٹا ہے۔ اللہ کے محبوب کا رتبہ سب سے بلند ہے۔

چنانچہ اگر آپ کے جسم اطہر سے روح نکال لی جاتی اور کہیں اور رکھی جاتی تو اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کا مطلب ہے بلند رتبے سے نیچے کے رتبے میں لائی جاتی۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ نبی علیہ السلام کی روح جسم سے نکالی ہی نہیں گئی اس لیے کہ خدا کی خدائی میں سب سے افضل آپ ﷺ کے جسم مبارک کے علاوہ کوئی مخلوق تھی ہی نہیں جہاں اس روح کو ڈال دیا جاتا۔

عام بندے کی روح کو تو جنت کے پرندوں میں ڈال دیں گے کہ اس جسم سے وہ افضل چیز ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام کی روح مبارک کو کہاں ڈالیں گے؟ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے جسم سے جو مٹی لگ رہی ہے علماء دیوبند نے کہا کہ اس کا رتبہ اللہ رب العزت کے عرش معلی سے بلند ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس جسم اطہر کو یہ شان عطا فرمائی کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی روح کو جسم سے الگ ہی نہیں کیا گیا۔ اگر روح کو الگ نہیں کیا گیا تو کیسے آپ کی وفات ہوئی؟

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بڑے پیارے انداز سے سمجھائی۔ وہ فرماتے ہیں جس طرح ایک لالٹین یا بلب جل رہا ہوتا ہے اور اس کے اوپر ٹوکری ڈال دیں تو باہر روشنی بند ہو جاتی ہے اور ٹوکری کے اندر تو وہ ٹھیک طرح جل رہا ہوتا ہے بلکہ ٹوکری کے اندر روشنی زیادہ ہو جاتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں بالکل اسی طرح اللہ کے محبوب ﷺ کے اوپر موت کو اسی طرح طاری فرما دیا جس طرح ٹوکری کے اندر کسی چیز کو بند کر دیا ہو۔ اس کی حقیقت انہوں نے یوں سمجھائی کہ نبی علیہ السلام کی روح کو پورے جسم سے سمیٹ کر آپ کے قلب مبارک میں اکٹھا کر دیا گیا کیونکہ آپ کا قلب مبارک بھی آپ کے جسم میں سب سے افضل جگہ تھی تو روح کو واقعی بلندی نصیب ہوگئی اور اس کے بعد اس کو دوبارہ جسم کے اندر پھیلا دیا گیا۔ یہ نبی علیہ السلام کی وفات مبارک تھی۔

اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے سامنے ہزاروں لوگوں کو مرتے دیکھا تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

جو جانتے تھے کہ مرنے والے کی پہچان کیا ہوتی ہے۔ جب انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا تو ان کو زندگی کے آثار نظر آئے۔ لہٰذا وہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو کہے گا کہ نبی علیہ السلام وفات پا گئے میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اس لیے کہ اللہ کے محبوب تو زندہ ہیں۔ ہمارے علماء نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام اپنی وفات کے بعد زندگی کی کیفیت میں ہیں۔ اگرچہ ہم اس کیفیت کو نہیں سمجھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک نبی علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں زندگی کی کیفیت میں ہیں۔ یہاں ذرا ایک بات کو کھولتے چلیں۔

گنبد خضرا کی حفاظت کا انوکھا واقعہ:

ایک وقت ایسا بھی آیا ہے مقامی حکومت نے کہا کہ قبروں کے اوپر جتنے گنبد ہیں گرا دیے جائیں، عمارتیں گرا دی جائیں، سب گرا دیا جائے۔ چنانچہ اس وقت جنت البقیع میں جتنی قبور پر عمارتیں یا گنبد تھے سب گرا دیے گئے۔ سب پر بلڈوزر پھیر کر ہموار کر دیا گیا۔

ایسے بھی لوگ تھے جنہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک پر بھی تو گنبد بنا ہوا ہے جہاں پہلے قبروں سے گنبد ہٹائے تو اس کو بھی ہٹانا چاہیے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

”قبروں پر گنبد بنایا جائے اس کی اجازت نہیں ہے“

بناء علی القبر کی اجازت نہیں ہے۔ اب اس حدیث پاک کے تحت وہ چاہتے تھے کہ اس کو بھی ہٹا دیا جائے۔ لیکن پھر انہیں حکومت نے کہا کہ پہلے تم مختلف علماء کرام سے پوچھ لو۔ ان کی بھی رائے لو۔ پھر یہ قدم اٹھانا یہ تو بہت بڑا نازک مسئلہ ہے۔

یہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا دور تھا۔ وہ اس وقت دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اوران کے پاس وفد آیا۔ اس وقت ان کے پاس ایک طالب علم پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے حضرت مدنی ﷫ سے دورہ حدیث کیا پھر بعد میں وہ خود شیخ الحدیث بنے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس عاجز کے ان کا ساتھ اصلاحی تعلق تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے اپنا واقعہ خود سنایا۔

کہنے لگے: حضرت! میں حضرت مدنی کا شاگرد ہوں اور میں اس دن دارالعلوم دیوبند میں موجود تھا جس دن یہ واقعہ ہوا۔ میں آپ کو آنکھوں دیکھا واقعہ مسجد میں باوضو بیٹھ کر سناتا ہوں۔

انہوں نے کہا: کہ علما کا ایک وفد وہاں آیا اور انہوں نے آ کر کہا: ہم نے جنت البقیع سے تو سارے گنبد ختم کر دیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ روضہ انور سے بھی گنبد کو ہٹا دیں۔ کیونکہ حدیث پاک کے مطابق قبور کے اوپر بناء کی اجازت نہیں ہے۔ علماء نے کہا: اچھا! ہمیں تین دن دے دیجیے تاکہ ہم علما کو بلا لیں اور اس کے بعد ان سے بات کریں گے یہ خبر تو جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔

چنانچہ جس دن بات ہونی تھی اس سے ایک دن پہلے علما پہنچ گئے۔ کوئی پانچ سو کے قریب بڑے بڑے علما نے دارالعلوم میں رات گزاری اور وہ فرماتے ہیں کہ وہ رات بھی عجیب تھی۔ کوئی آپس میں تکرار کر رہے تھے، کوئی کتابیں پڑھ رہے تھے، کوئی ذکر کر کے اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے، کوئی رو رہے تھے، کوئی نمازیں پڑھ رہے تھے کہ یا اللہ نازک مسئلہ ہے۔ اے اللہ ہمیں دلیلیں دے دیجیے، توفیق دے دیجیے کہ ہم ان علماء کو قائل کر سکیں۔ چنانچہ حضرت تھانوی ﷫، حضرت مدنی ﷫ اور بہت سے حضرات اکابر وہاں جمع ہو گئے۔

فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز کا وقت مجمع بیٹھا ہے۔ پہلے یہاں سے گئے ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

جو حضرات تھے انہوں نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور دلیل یہی دی کہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ قبر کے اوپر عمارت کھڑی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کی روشنی میں ہم نے جنت البقیع سے تو سب ختم کر دیں۔ اب یہ ایک آخری عمارت ہے ہم چاہتے ہیں کہ اسے بھی ہٹا دیں۔ ہم اس بارے میں آپ سے رائے لیتے آئے ہیں۔ جب وہ بیان کر کے بیٹھے تو تھوڑی دیر تو پوری مجلس میں جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ بالکل خاموشی تھی۔ لوگوں کی چیخوں کی آواز تو سنائی دے رہی تھی کہ علما رو رہے تھے۔ اے اللہ ہم کیسے کوئی بات کریں کہ ان لوگوں کو قائل کر لیں۔ جس سے وہ روضہ پاک کو ہاتھ نہ لگائیں۔ بڑا عجیب نازک مسئلہ تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے۔ آپ نے خطبہ دیا اور خطبہ دے کر فرمایا کہ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے شرح صدر عطا فرمایا۔ انہوں نے کہا اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ جو حدیث پاک آپ نے بتائی ہے وہ صحیح ہے۔ متن اور سند کے حساب سے بڑی عالی ہے، بڑی افضل ہے۔ سند متصل کا درجہ رکھتی ہے سو فیصد اس کا مضمون اپنی جگہ پر ٹھیک ہے کہ قبر کے اوپر بنا کی اجازت نہیں ہے تو وہ علما بولے اگر آپ بھی تصدیق کرتے ہیں کہ حدیث پاک سند کے حساب سے ٹھیک ہے تو پھر ہمیں اجازت ہے کہ ہم اوپر سے گنبد خضرا کو ہٹا دیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہی تو شرح صدر ہے جو اللہ نے کر دیا کہ آپ گنبد خضرا کو نہیں ہٹا سکتے۔ وہ کہنے لگے: عجیب بات ہے ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ حدیث ٹھیک ہے دوسری طرف کہتے ہیں کہ گنبد خضرا کو نہیں ہٹا سکتے۔ تو حضرت نے فرمایا: یہی نکتہ تو اللہ نے میرے ذہن میں، دل میں ڈال دیا سمجھا دیا۔ وہ اس لیے کہ بنا علی القبر یعنی قبر کے اوپر عمارت بنانے کی اجازت نہیں۔ لیکن گنبد خضرا کا معاملہ الگ ہے۔ یہاں عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ پہلے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا اور قبر اس کے اندر بعد میں بنائی گئی۔ لہٰذا اب اس عمارت کو آپ ہٹا نہیں سکتے۔

یہ علماء دیوبند کی قربانیاں ہیں ان کی برکتیں ہیں کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہی گنبد خضرا دیکھنے کی سعادت عطا فرمائی۔

مواجہ شریف پر حاضری کے آداب:

مواجہ شریف پر حاضری کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں ہم اس طرف جائیں جہاں نبی علیہ السلام کا روضۂ انور ہے اور چہرہ مبارک قبلہ کی طرف ہے۔ آپ قبلے کی طرف چہرہ مبارک کر کے آرام فرما رہے ہیں۔ وہاں پر جائیں۔

☆ ...... وہاں پر وفود جاتے ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ والسلام پڑھتے ہیں۔

☆ ...... عورتیں ریاض الجنۃ سے صلوٰۃ والسلام پڑھ لیں تو ان کا سلام ہو جائے گا۔

مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک پوری مسجد مواجہ شریف کا درجہ (حکم) رکھتی ہے۔ لہٰذا عورتیں اگر وہیں کھڑی ہو کر درود وسلام پڑھ لیں گی تو ان شاء اللہ وہ قبول ہو جائے گا۔ البتہ مردوں کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق دیتے ہیں کہ وہ وہاں جا کر کھڑے ہوتے ہیں اور درود وسلام پڑھتے ہیں۔

☆ ...... وہ جگہ بہت ادب کی جگہ ہے وہاں جاتے ہوئے اپنے دل کو تمام کے غیر سے خالی کر کے اور گناہوں سے توبہ کر کے جانا چاہیے۔ تاہم وہاں جا کر کرنا کیا چاہیے؟

☆ ...... علماء نے لکھا ہے کہ جانے کا ارادہ کرے تو ستر مرتبہ درود شریف پڑھ کر جائے۔ کوئی بھی درود شریف پڑھ لے چھوٹا بھی ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ

ایک اور درود شریف جو معنی کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ وہ یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى بِعَدَدِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى

www.besturdubooks.wordpress.com

اس درود شریف کے معنی پر اگر آپ غور کریں تو حیران ہوں گے کہ اس درود شریف کے الفاظ کتنے زبردست ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی اربوں کھربوں رحمتیں اللہ کے محبوب ﷺ پر اور زیادہ نازل ہونگی۔ تو ایسا کوئی درود پڑھ کر وہاں جانا چاہیے۔

☆...... حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے میری قبر کو دیکھ لیا اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

لہٰذا وہاں جائیں تو درود شریف پڑھتے رہیں۔ درود شریف پڑھنے کے بعد دعا مانگیں دعا مانگتے ہوئے دل میں یہ آیت مبارکہ رکھیں۔

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾

"اے محبوب! اگر انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے تھے ان کو چاہیے تھا کہ یہ آپ کے سامنے حاضر ہوتے پھر یہ اپنے گناہوں کے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتے اور اللہ کے رسول ﷺ بھی ان کے لیے استغفار کرتے تو یہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے"

چنانچہ اس آیت کا مفہوم سامنے رکھ کے یہ دعا مانگیں۔ اے اللہ کے محبوب ﷺ میں اس وقت اپنے سارے گناہوں سے سچی توبہ کر رہا ہوں اور آپ کی خدمت میں یہ درخواست کرتا ہوں، فریاد کرتا ہوں آپ بھی میرے بارے میں استغفار فرمائیے اللہ کی جناب میں سفارش فرما دیجیے تاکہ اللہ تعالیٰ میری توبہ کو قبول فرمالیں۔ وہاں جا کر یہ مفہوم اپنے ذہن میں رکھیں۔

☆...... البتہ ایک اور بھی بات ہے ہمارے استاد مولانا محمد اشرف شاد ہیں انہوں نے یہ بات بتائی اور واقعی یہ بات دل کو لگی۔ وہ فرمانے لگے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو بندہ دور سے درود شریف پڑھتا ہے اس کو فرشتے مجھ تک پہنچاتے ہیں اور جو میرے پاس آ کر پڑھتے ہیں میں خود انہیں سنتا ہوں۔

چونکہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام پڑھنے والے کے درود و سلام خود سن رہے ہوتے ہیں تو وہ فرمانے لگے:

جو زیارت کے لیے جائے اس کو چاہیے کہ الصلوٰۃ والسلام پڑھنے کے بعد پھر ذرا مناسب آواز سے کلمہ شہادت پڑھ لے اور کلمہ شہادت پڑھ کر یہ عرض کرے اے اللہ کے پیارے محبوب ﷺ میں نے آپ کے سامنے کلمہ پڑھا اب قیامت کے دن آپ میرے ایمان کی گواہی عطا فرما دیجیے گا اور جس کے ایمان کی گواہی نبی علیہ السلام نے کر دی یقیناً اس کی بخشش ضرور ہو جائے گی۔

☆...... حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی مواجہ شریف پہ جانے لگتے تھے تو جانے سے پہلے کچھ صدقہ کرتے تھے پھر وہاں جاتے تھے۔ کیونکہ قرآن مجید کی ایک آیت ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جب تم میرے محبوب ﷺ سے بات کرنے آنا چاہو تو کچھ صدقہ دے دیا کرو۔

اگرچہ یہ آیت بعد میں منسوخ الحکم فرما دی گئی لیکن کلام الٰہی میں تو اب شامل ہے۔ لہٰذا اس پر وہ عمل کرتے ہوئے پہلے کچھ صدقہ دیتے پھر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔

ہمارے اکابر کا یہ معمول رہا کہ جتنی بار مسجد میں حاضر ہوتے ہیں اور مواجہ شریف پہ جانا ہوتا ہے تو یہ نیت کر لیتے ہیں کہ میں نے ایک ریال صدقہ کے لیے الگ کر لیے اور بے شک اسی وقت صدقہ نہیں کر سکتے تو الگ کر لیے جائیں بعد میں دے دیے جائیں۔ جتنی بار صدقہ دے جائیں گے تو وہ آیت جو کلام الٰہی میں نازل ہوئی اور اس وقت بھی کلام الٰہی

www.besturdubooks.wordpress.com

میں موجود ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آسانیاں کر دیں لیکن اگر اس آیت پر عمل کر کے جائیں گے تو نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں جا کر قبولیت زیادہ نصیب ہوگی۔

☆......وہاں جا کر دعائیں مانگیں اور خوب دل سے دعائیں مانگیں۔ عربی میں، فارسی میں، اردو میں اپنی زبان میں جو بھی ہو خوب اپنے دل کی بات وہاں کہیں۔

مصطفےٰ بیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بر دست بر بازوئے تو

اس جگہ پر بہت زیادہ ادب کا خیال کرنا چاہیے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

علامہ اقبال نے کیا عجیب بات کہی۔ کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے ایک ایسی ادب گاہ ہے جو عرش سے بھی زیادہ نازک تر ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آ کر جنید و بایزید کا بھی سانس رکتا نظر آتا ہے۔

اگر ہمارے اکابرین وہاں اتنے ادب کے ساتھ جاتے تھے تو ہمیں بھی چاہیے کہ وہاں بڑے ہی ادب کے ساتھ، عاجزی کے ساتھ جائیں۔ نبی علیہ السلام پر درود و سلام کے تحفے بھیجیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حاضری کو قبول فرمالے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ
مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾

وسعت رزق

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

سالانہ اجتماع 2010ء جھنگ یکم اکتوبر 2010ء بروز جمعہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وسعتِ رزق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ

......وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهٗ اَجَلُهٗ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

روٹی کی فکر:

آج کے مادی دور میں انسان نے روٹی اور رزق کو نصب العین بنا لیا ہے۔ روٹی کو اتنی اہمیت کبھی بھی حاصل نہیں تھی جتنی اہمیت آج حاصل ہے۔ اس لیے روٹی کمانے کے پیچھے وہ اپنے مالک کو ناراض کر بیٹھتا ہے۔ حلال اور حرام کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک دوڑ لگی ہوئی ہے اور ہر بندہ پہلے سے زیادہ روٹی حاصل کرنے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

چکر میں ہے۔ اور یہ بات بھی ساتھ ہے کہ جتنی پیٹ بھرے کی بیماریاں آج ہیں تاریخ میں پہلے اتنی کبھی نہیں ہوتی تھیں۔ مثال کے طور پر:

......بلڈ پریشر نمک زیادہ کھانے سے

......ذیابیطس (شوگر) چینی زیادہ کھانے سے۔

......دل کے امراض چربی زیادہ کھانے سے پیدا ہوتے ہیں۔

چنانچہ! اگر آپ غور کریں تو زیادہ کھا کر مرنے والوں کی تعداد کم کھانے کی وجہ سے مرنے والوں سے بہت زیادہ ہے۔

شکوے ہی شکوے:

اس کے ساتھ ساتھ آج شکوے بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں اور پریشانی بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جس گھر کو دیکھیں، اس میں رزق کی پریشانی کا شکوہ ہوتا ہے......الا ماشاء اللہ...... گھر کے جتنے لوگ ہوتے ہیں، مرد اور عورتیں، سب نوکری پیشہ ہوتے ہیں، سب کی الگ الگ گاڑیاں ہوتی ہیں، اس کے باوجود پھر شکوے کرتے نظر آتے ہیں۔

آج کل کے بھکاری کا حال:

مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہم بچپن میں فقیر (بھکاری) کو دیکھا کرتے تھے۔ وہ اس دور میں روٹی کا سوال کرتا تھا۔ آٹا دے دو، روٹی دے دو۔ پھر ایک وقت آیا کہ جب فقیر روٹی پر مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ اس کو پانچ روپے چاہئیں ہوتے تھے سگریٹ پینے کے لیے۔ اور آج وہ وقت ہے کہ فقیر پانچ روپے کا نہیں، پچاس روپے کا سوال کرتا ہے، اس لیے کہ اسے اپنے سیل فون کے اندر ایزی لوڈ کروانا ہوتا ہے۔ اسے اپنے محبوب (Loved One) کو میسج کرنے ہوتے ہیں۔ آج کے مسائل کا یہ حال ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دورِ حاضر میں عزت کا معیار:

حالت یہ ہو چکی ہے کہ جو عورت آج کے دور میں خوبصورت ہے، اسے خوش نصیب سمجھا جاتا ہے، اگرچہ اس کی زندگی میں عمل نام کی کوئی چیز نہ ہو، پرلے درجے کی خدا کی نافرمان ہو لیکن فقط خوبصورتی پر اس عورت کو خوش نصیب سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح اگر مرد کے پاس دولت ہو تو لوگ اس کو خوش نصیب سمجھتے ہیں۔ اگرچہ شکل ہو نہ عقل ہو مگر بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ بے وقوفی کی بات بھی کرے گا تو اس کو ''بھولا بادشاہ'' کہیں گے۔ یعنی میاں صاحب بڑے بھولے ہیں۔

گویا عزت کا معیار ہی بدل گیا ہے۔ جس کے پاس مال زیادہ ہوتا ہے وہ معزز سمجھا جاتا ہے۔ نہ نیکی کو دیکھا، نہ تقویٰ کو دیکھا، نہ خدا خوفی کو دیکھا۔ معیار ہی بدل دیا۔

لوگوں کو چھوٹا خدا نہ بناؤ:

آنے والے اکثر لوگ پوچھتے ہیں: جی! لگتا ہے کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے، رزق باندھ دیا ہے۔ بھئی! لوگوں کو کیوں چھوٹا خدا بناتے ہو۔ اگر اللہ رب العزت رزق دینا چاہیں تو ساری دنیا کے انسان جمع ہو کر اس کو بند نہیں کر سکتے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ رزق تنگ دینا چاہیں تو ساری دنیا کے انسان مل کر رزق دے نہیں سکتے۔ جب رزق کا ذمہ پروردگار نے لے لیا تو پھر اتنی گھبراہٹ (Frustration) کس بات کی ہے؟ مومن کسی اور نظر سے دیکھتا ہے اس کو تو یہ دیکھنا ہے کہ مجھے رزق کے لیے ہاتھ ہلانے ہیں، حرکت کرنی ہے اور اس حرکت میں میرے مولا نے برکت دینی ہے۔ جو میرا حصہ ہے وہ مجھے ضرور ملے گا۔

محنت میں عظمت ہے:

شریعت کی خوبصورتی دیکھیے کہ نبی علیہ السلام کو ایک صحابی ملے۔ انہوں نے مصافحہ کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کی ہتھیلیوں میں گٹے پڑے ہوئے ہیں اور بہت سخت ہتھیلیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارے ہاتھ اتنے سخت کیوں ہیں؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں مزدور ہوں، پتھر توڑتا ہوں، اور وہی میرا ذریعہ معاش ہے۔ پھر نبی علیہ السلام نے اس کو مسکرا کر دیکھا اور فرمایا:

((اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ))

''جو ہاتھ سے محنت مزدوری کرتا ہے وہ اللہ کا دوست ہوتا ہے''

یہ کتنی خوبصورت شریعت ہے کہ انسان اگر اپنی اور اپنے اہل خانہ کی ضروریات کے لیے قدم اٹھاتا ہے تو اس کو عبادت کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

رہبانیت اور اباحیت منع ہیں:

دین اسلام نے اعتدال کا سبق دیا ہے۔ دیکھو کہ دو انتہائیں (Extremes) ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان عبادت میں اتنا لگ جائے کہ وہ دنیا کو ہی خیرباد کہہ دے۔ فرمایا کہ یہ رہبانیت ہے اور یہ منع ہے۔

((لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ))

اور دوسرا یہ کہ انسان اتنا دنیا کے پیچھے لگ جائے کہ وہ روٹی کپڑا اور مکان کو ہی وہ اپنی زندگی کا مقصد بنا لے۔ فرمایا کہ یہ اباحیت ہے اور یہ بھی منع ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ اعتدال کا راستہ اپناؤ۔ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے کام کاج کرو۔

ایک انمول نصیحت:

شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کسب معاش کے لیے کسی دوسرے شہر کا سفر کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے دوست احباب سے مل کر چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد اپنے شہر میں واپس آ گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: شفیق! کیا ہوا؟ کہنے لگے: میں ابھی راستے میں تھا کہ ایک زخمی چڑیا کو دیکھا جو اڑ نہیں سکتی تھی۔ ایک صحت مند چڑیا اس کے پاس آئی اور اس کے منہ میں ایک دانہ تھا۔ اس نے آ کر اس کے آگے ڈالا اور اس زخمی چڑیا نے کھا لیا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں سوچا کہ جو پروردگار معذور چڑیا کو رزق دے سکتا ہے وہ مجھے بھی دے گا۔ چنانچہ میں وہاں سے واپس آ گیا۔

یہ سن کر ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دیکھو! معذور کا وطیرہ نہ اپناؤ، طاقتور بن کر محنت کرو، کماؤ، خود بھی کھاؤ اور اللہ کے بندوں کو بھی کھلاؤ۔

شریعت یہ ہرگز نہیں کہتی کہ معذور بن کر پڑے رہو۔ جوان العمر انسان ہو اور دن کے دو بجے تک اس کی نیند ہی پوری نہ ہوتی ہو۔۔ ایسی تعلیم شریعت ہرگز نہیں دیتی۔ بلکہ شریعت نے تو کہا:

فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرَائِضِ

حلال رزق کمانا، یہ بھی فریضہ ہے۔ ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ اس میں اتنا بھی نہ لگ جانا کہ نمازیں ہی قضا کر بیٹھو تم کہو کہ مجھے نماز کی فرصت ہی نہیں۔

پیٹ کا مسئلہ:

یہ ذہن میں رکھیے گا کہ پیٹ کا مسئلہ زندگی تک کا ہی نہیں، موت کے بعد کا بھی ہے۔ اگر نافرمانی کر کے دنیا میں رہے تو پھر جہنم میں کھانے کو کیا ملے گا؟ زقوم۔ پینے کو کیا ملے گا؟ غسلین۔ تو کھانے پینے کی ضرورت تو وہاں بھی ہے۔ لہٰذا دنیا کی مختصر زندگی کو نافرمانی میں گزار کر اپنے لیے آخرت کے عذاب کو واجب کر لینا، یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہیے کہ وہ رزق کے معاملے میں حرام اور حلال کا خیال رکھے۔

پیٹ تو انسان کا اتنا چھوٹا ہے کہ وہ دو روٹی سے ہی بھر جاتا ہے۔ اگر پیٹ اتنا بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے کہ کھاتے کھاتے بھرتا ہی نہ۔ اور پھر فکر مند ہوتا تو پھر چلو اور بات تھی کہ برتن بہت بڑا ہے جتنا بھی کھانا سامنے رکھ دو، وہ دو روٹیوں سے زیادہ کھا ہی نہیں پاتا۔ اگر زیادہ کھائے گا تو اگلے دن ڈاکٹر کے پاس بھی جائے گا۔

جانوروں کے پیٹ:

جانوروں کے پیٹ تو بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں۔

☆ ...... ہاتھی کو دیکھو، وہ ٹنوں کے حساب سے سبزہ کھاتا ہے۔

☆ ...... ہپو دریائی گھوڑے کو کبھی دیکھیں تو مجھے تو اکثر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سارا پیٹ ہے جس کو اللہ نے ٹانگیں لگا دی ہیں۔ جب دیکھو، کھاتا نظر آئے گا۔

☆ ...... بلو ویل ایک مچھلی ہے۔ اس کا وزن ہر دن میں دو سو پونڈ سے زیادہ بڑھتا ہے...... بندے کا تو اپنا وزن ہی دو سو پونڈ نہیں ہوتا...... جس مچھلی کا پیٹ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس کا وزن روزانہ دو سو پونڈ بڑھے تو سوچیں کہ اس کی خوراک کتنی ہوگی۔

اللہ ایسی مخلوقات کو بھی رزق دیتا ہے۔ اب دو روٹیاں کھانے والے انسان کا حال دیکھو کہ وہ پریشان نظر آتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ پرندے اپنے گھونسلے سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور جب شام کو واپس آتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور یہ بندہ صبح سویرے ناشتہ کر کے، پیٹ بھرا گھر سے نکلتا ہے، اور جب شام کو واپس آتا ہے تو اس کا پیٹ خالی ہوتا ہے۔ اسے بھوک لگی ہوتی ہے اور وہ بیوی سے کہتا ہے جلدی کھانا لاؤ۔

صرف پیٹ بھرنا ہی کام نہیں:

بھئی صرف پیٹ کو بھر لینا ہی کام نہیں ہے۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

أَكْثَرُ شِبْعًا فِي الدُّنْيَا أَكْثَرُ جُوْعًا فِي الْآخِرَةِ

"جو بندہ دنیا میں اکثر پیٹ بھرا رہے گا وہ آخرت میں اکثر خالی پیٹ رہے گا"

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے صرف پیٹ کو بھر لینا ہی مقصود زندگی نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں! جو انسان کی ضرورت ہو، اس کو ضرورت کے درجے میں پورا کرنا چاہیے۔

پیٹ بھر کر کھانے کا وبال:

جس بندے کو پیٹ بھر کر کھانے کی عادت ہو اس کی نصیحت کا دوسروں پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور خود اس کے اوپر بھی دوسرے بندے کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ فتاویٰ ہندیہ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔

ذرا اس زاویے سے بھی سوچیں!

اس بات کی طرف بھی غور کریں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے سیاہ کارناموں نے ہمارے رزق کے دروازوں کو ہی بند کروا دیا ہو۔ آج کل تو چھوٹی چھوٹی بات پر یہ کہا جاتا ہے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے، کوئی جنات کا اثر ہے، کوئی فلاں اثر ہے۔ خواہ مخواہ عاملوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں اور ایمان خراب کرتے پھرتے ہیں۔

بھئی! اگر کمرے میں اندھیرا ہو تو انسان سوچتا ہے کہ اس کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے بند ہیں۔ یہ بھی نہیں سوچتا کہ کسی نے کوئی عمل کر دیا ہے جس کی وجہ سے کمرے میں اندھیرا ہو گیا ہے۔ وہ ایک کھڑکی کھولتا ہے۔ ادھر سے روشنی نہیں آ رہی ہوتی تو وہ دوسری کھڑکی کھولتا ہے۔ تازہ ہوا نہیں آ رہی ہوتی تو وہ دروازہ کھول دیتا ہے۔ ہم بھی سوچیں کہ اگر ہمارے اوپر یہ معاملہ ہے تو ان دروازوں کو کس چیز نے بند کیا ہوا ہے؟ اور اب ان دروازوں کو ہم کیسے کھول سکتے ہیں؟

نکتے کی بات:

ایک نکتے کی بات سنیے! تدبیر پیالہ ہے اور اللہ ہی دینے والا ہے۔ ... جب پروردگار

www.besturdubooks.wordpress.com

دینے والا ہے تو پھر پروا کس بات کی؟

مال جسمانی زندگی کے قیام کا سبب ہے:

اللہ رب العزت نے مال کو خیر کہا۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ﴾

مال کو قیاما (قیام کا سبب) بھی فرمایا۔ قرآن مجید میں دو چیزوں کو قیاما فرمایا ایک بیت اللہ کو۔ ارشاد فرمایا:

﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ﴾

اس لیے کہ بیت اللہ انسان کی روحانی زندگی کے قیام کا سبب ہے۔

اس کے علاوہ مال کو بھی قیاما (قیام کا سبب) کہا۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا﴾

اس لیے کہ یہ مال، انسان کی جسمانی زندگی کے قیام کا سبب ہے۔

مال ایمان کے لیے ڈھال ہے:

آج کے دور میں مال انسان کے ایمان کے لیے ڈھال ہے، ورنہ جس کے پاس مال نہیں وہ تو لوگوں کی جیب کا رومال ہے۔ جیب کا رومال ایسا ہوتا ہے کہ اس سے ناک صاف کی اور پھینک دیا۔ غریب آدمی کا آج یہی حال ہے۔ لوگ اس سے مطلب نکال لیتے ہیں اور پھر اسے ایک طرف کر دیتے ہیں۔ ایسے بندے کی معاشرے میں کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتی۔

دو اہم باتیں:

رزق کے معاملے میں دو باتیں اہم ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک تو یہ کہ رزق بھی انسان کو تلاش کرتا ہے اور موت بھی انسان کو تلاش کرتی ہے، مگر رزق، موت سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ یہ موت سے پہلے بندے تک پہنچتا ہے۔

اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ سود کا کام کرنے سے انسان اللہ کا دشمن بن جاتا ہے۔ وہ اللہ سے جنگ کرتا ہے۔ بھئی! جو بندہ اپنا سر چٹان سے مارے گا تو وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا۔ جو اللہ سے جنگ کرے گا، وہ اپنی تباہی کا خود ہی ذمہ دار ہوگا۔

ظاہراً آنکھ یہ دیکھتی ہے کہ بینک سے قرضہ لے لو، بزنس اچھا چلے گا۔ ان بینک کے قرضوں کے پیچھے ہم نے ہزاروں کو بنکرپٹ ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

زکوٰۃ کی برکت:

یہ بھی یاد رکھیں کہ سود کی وجہ سے مال کی برکت ختم ہوتی ہے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے سے مال کی برکت شروع ہو جاتی ہے۔ جس بندے نے زکوٰۃ نکالنی شروع کر دی، اس کے مال میں اللہ نے برکت ڈالنی شروع کر دی۔ اور برکت کس کو کہتے ہیں؟ کہ وہ رزق انسان کے لیے کافی، وافی، شافی ہو جاتا ہے۔ غیروں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانے پڑتے۔ جتنا رزق ہوتا ہے، انسان پر سکون زندگی گزارتا ہے۔

سب سے بڑا فتنہ:

آج کے دور کا سب سے بڑا فتنہ یہی ہے کہ:

يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ

"اے کاش! ہمیں بھی وہ ملتا جو قارون کو ملا تھا"

اللہ کی تقسیم پر راضی رہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ﴾

''ان کے درمیان معیشت کو ہم نے تقسیم کیا''

اس لیے مومن اللہ کی تقسیم پر راضی رہے وہ اپنی طرف سے پسینہ بہائے۔ یہ انسان کی ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد دال ساگ بھی مل جائے تو اللہ کا شکر ادا کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو فرمایا گیا۔ اے داؤد! اگر تجھے کھانے میں کبھی سڑی ہوئی سبزی ہی مل جائے تو منہ کی کو تہہ دیکھنا، اس بات کو دیکھنا کہ میرے پروردگار نے جب رزق کو تقسیم کیا تو مجھ بھی اسے یاد تھا۔ بھیجنے والا تو وہ ہے تا اس نے یاد رکھا، اس سے بڑی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

مال کی طلب میں اضطراب نہ ہو:

مال کی طلب میں اجمال ہو، اضطراب نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ انسان دوسرے کی جیب کی طرف دیکھ رہا ہو کہ یا تو خود نکال کے دے دے، ورنہ میں خود اس کا گریبان پھاڑ کر چھین لوں گا۔ اگر اللہ پہ توکل کریں گے تو اللہ تعالیٰ اتنا دیں گے کہ آپ بس بس کریں گے۔

ہر کام مال سے نہیں سنورتا:

یاد رکھیں! دنیا کا ہر کام مال سے نہیں سنورتا۔ آج جتنا مال زیادہ اتنے پریشان زیادہ، اتنے بیمار بھی زیادہ۔

..... مال سے انسان عینک تو خرید سکتا ہے، بینائی تو نہیں خرید سکتا۔

..... مال سے انسان اچھی غذا تو خرید سکتا ہے، اچھی صحت تو نہیں خرید سکتا۔

..... مال سے انسان اچھے کپڑے تو خرید سکتا ہے، خوبصورتی کو تو نہیں خرید سکتا۔

..... مال سے انسان دوائیاں تو خرید سکتا ہے، صحت کو تو نہیں خرید سکتا۔

..... مال سے انسان جسم کو تو خرید سکتا ہے، کسی کے دل کی محبت کو تو نہیں خرید سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

..... مال سے انسان کتاب کو تو خرید سکتا ہے، علم کو تو نہیں خرید سکتا۔

پتہ چلا کہ دنیا میں بھی ہر کام مال سے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جتنا اس کا مقام ہے اس کو وہیں پہ رکھا جائے۔

مقصدِ زندگی پہچانیے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

''اور نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر عبادت کے لیے''

آگے فرمایا:

﴿مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ﴾

ہم ان سے روزی کو تو کموانا نہیں چاہتے۔ ہم نہیں چاہتے کہ گدھے کی طرح صبح سے شام تک جتا رہے اور نمازوں کی ہوش ہی نہ ہو۔ بلکہ مقصد کو مقدم کرنا چاہیے۔ باقی رہی رزق کی بات، وہ تو اللہ تعالیٰ پہنچا ہی دیتے ہیں۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یقینِ کامل:

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا: حضرت! کیا کریں، رزق کی بڑی پریشانی ہے۔ فرمایا: تم اپنے گھر جاؤ اور تمہیں اپنے گھر میں جو بندہ ایسا نظر آئے کہ اس کا رزق تمہارے ذمے ہو، اس کو تم بازو سے پکڑ کر گھر سے نکال دو اور جس کا رزق خدا کے ذمے ہے، اس کی تمہیں کیا پروا؟

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''اگر اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو میری عیال بنا دے اور ساری زمین کو تانبے کی بنا دے اور آسمان سے بارش کا ایک قطرہ بھی نہ پہنچے تو پھر بھی اپنے عیال کی روزی

کی پریشانی نہیں، میرا مولا روزی پہنچا دے گا"

ہمارے بزرگوں کو ایسا یقین تھا اللہ تعالیٰ کی ذات پر۔

بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے کسی کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد میں امام صاحب سے تعارف ہوا تو امام صاحب نے پوچھا:

﴿مِنْ اَیْنَ تَاْکُلُ؟﴾

"جی! آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے، کہاں سے روٹی کھاتے ہیں"

بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے جواب دیا:

اِصْبِرْ حَتّٰی اُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ الَّتِیْ صَلَّیْتُہَا خَلْفَکَ حَیْثُ شَکَکْتَ فِیْ رَازِقِ الْمَخْلُوْقِیْنَ

"صبر کرو، میں ذرا وہ نماز لوٹالوں جو تمہارے پیچھے پڑھی ہے، اس لیے کہ تمہیں مخلوق کو رزق دینے والے میں شک ہو گیا ہے"

ایک نشئی کا یقین:

ہنوں کا ایک نشئی تھا۔ اس کے سامنے کسی نے کہا کہ آٹا مہنگا ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگا: اپنے لیے قیمت بڑھائی ہے، ہمیں تو روزی اسی نے دینی ہے..... ایک نشئی کا اللہ پر اتنا توکل تھا۔

رزق کی سترہ کنجیاں

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں اس رزق کی پریشانی کے بھی اسباب بتلا دیے، اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ پریشانی کیسے دور ہو سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن و احادیث میں سے سولہ ایسے نکات ہیں جو ہم نے جمع کیے، بلکہ یوں سمجھیں کہ یہ چابیوں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک تحفہ ہے سولہ کنجیاں ہیں، ہر کنجی رزق کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ بتانے والا کوئی عام عالم نہیں ہے، یہ سید الاولین والآخرین ہیں۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ ہیں صادق الامین ہیں۔ جس زبان سے ہمیں قرآن ملا، اسی زبان سے ہمیں نبی علیہ السلام کا فرمان ملا۔ جب مخبر صادق ﷺ نے یہ باتیں بتائیں ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم دل کے یقین سے ان باتوں کو سنیں اور ان اعمال کو اپنائیں اور رزق کے دروازوں کو اپنی آنکھوں سے کھلا دیکھیں۔

① نماز کا اہتمام:

رزق کی پہلی کنجی..... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ﴾

"اور آپ اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دیجیے اور اس پر جمے رہیے، ہم آپ سے رزق نہیں چاہتے، رزق ہم پہنچائیں گے"

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت ایک وعدہ فرما رہے ہیں اور وہ پروردگار وعدے کو نبھانا بھی جانتا ہے..... چنانچہ جس گھر کے سب مرد اور عورتیں اہتمام کے ساتھ نماز پڑھیں..... ایک ہوتی ہے ڈنگ ٹپاؤ نماز۔ نمازی تو ہیں مرد ہیں تو جماعت کے ساتھ نماز کا اہتمام نہیں، عورتیں ہیں تو گھر کے کام مقدم اور بھاگ دوڑ میں قضا ہوتے ہوتے نماز پڑھتی ہیں۔ ایسی نماز نہیں ہونی چاہیے بلکہ نماز اہتمام کے ساتھ ہو۔ یہ نہ ہو کہ

..... عورت کھڑی تو مصلے پہ ہو اور ہاتھ باندھ کر کپڑوں کی فکر میں گم کر رہی ہو۔

..... مرد مصلے پر تو کھڑا ہو جائے اور گلی بازار کی سیر کر رہا ہو۔

ایسی نماز نہ ہو۔ بلکہ نماز ایسے پڑھے جیسے توجہ اور دھیان سے پڑھنی چاہیے۔ کوشش تو کرے تاکہ اپنی طرف سے دھیان جما کر پڑھنے کی۔ کوشش کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اجر عطا ہوتا ہے۔ دنیا میں نتائج پر اجر ملتا ہے کہ یہ Achieve کر کے دکھاؤ تب تمہیں یہ اجر ملے گا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت براری کے لیے اس کے ساتھ چل پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دس سال کے نفلی اعتکاف کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں..... یہاں یہ نہیں فرمایا کہ کام کراؤ بھائی کا، یہ اس اللہ رب العزت کی رحمتوں کی انتہا ہے کہ فرمایا کہ منزل تک پہنچانا تو تمہارے بس میں نہیں ہے، یہ تو مقدر کا معاملہ ہے، ہم تو یہ دیکھیں گے کہ قدم کون اٹھاتا ہے، چلتا کون ہے؟

تو نماز کو اہتمام کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کرے اور رزق کے دروازوں کو اپنی آنکھوں سے کھلتا دیکھے۔ اس لیے کہ میرے مالک نے فرمادیا:

نَحْنُ نَرْزُقُكَ

"ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں"

چنانچہ آپ گھر کے ہر چھوٹے بڑے کو نماز کا اہتمام سکھائیے، رزق ملنے کی قسم یہ عاجز کھا سکتا ہے۔ یہ رزق کی بہت ہی اہم کنجی (Master Key) ہے۔ کاروبار ہو یا نوکری، رزق کا کوئی بھی مسئلہ ہو، اہتمام نماز سے اللہ رب العزت مسئلوں کو حل فرمادیا کرتے ہیں۔

(۲) کثرت استغفار:

دوسرا عمل..... کثرت استغفار قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ ...﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ کثرت استغفار کی وجہ سے مال کے ذریعے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہاری مدد کروں گا۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

مَنْ اَکْثَرَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَمِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''گناہوں کی معافی مانگنے سے بارش ملتی ہے اور اللہ رب العزت قوموں کے رزق کو وسیع فرما دیتے ہیں''

۳ انفاق فی سبیل اللہ:

تیسرا عمل..... انفاق فی سبیل اللہ، اللہ کے راستے میں، نیک کاموں میں خرچ کرنا۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ

''اور تم اللہ کی راہ میں جو خرچ کرو گے اس کا بدلہ دے دے گا''

یعنی بندے کو اس کا ریٹرن ملا کرتا ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کریں اور ان کے بدلے کچھ بھی نہ ملے۔

انفاق کا لفظ ''نفق'' سے بنا ہے۔ نفق کہتے ہیں سرنگ کو۔ اور سرنگ میں انسان ایک طرف سے داخل ہو کر نکلتا ہے، پھر کوئی دوسرا داخل ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو تمہارے پاس پہلا رزق ہے اس کو نکالو گے تب دوسرا رزق ملے گا۔ اسی لیے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ﴾

یہ بھی فرمایا:

اَنْفِقْ یُنْفَقْ عَلَیْكَ

www.besturdubooks.wordpress.com

"تم خرچ کرو، اللہ تم پر خرچ کرے گا"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

﴿إِنَّ لِلَّهِ أَقْوَامًا اخْتَصَّهُمْ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ﴾

"اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اپنے بندوں کے منافع کے لیے مخصوص کر دیا ہوتا ہے"

ان کی ذات سے اللہ کے بندوں کو نفع ملتا رہتا ہے۔ یہ ان کا چارج آف ڈیوٹی ہوتا ہے۔ ان کو جو ملتا ہے وہ صرف ان کی اپنی ضرورت کے لیے نہیں ہوتا، وہ دوسروں تک پہنچانے کے لیے ہوتا ہے۔ جب تک پہنچاتے رہے، اس کی ترقی ہوتی رہتی ہے، اور جب ڈاک نہ پہنچائے اس کو اپنی نوکری سے معزول کر دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے کتنے لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ ان کا کاروبار بڑا اچھا چلا، پھر یک دم بند۔ وجہ کیا بنی؟ کہ جو ملتا تھا وہ سارا ان کا نہیں تھا۔ اس میں سے اللہ کے لیے خرچ کرنا بھی تھا۔ مسکینوں پر، بیواؤں پر، طلباء پر، دین کے راستے میں، فلاحی کاموں میں، مگر وہ تو خزانوں کے سانپ بن کر بیٹھ گئے۔ بینک بیلنس ہی چیک کرتے رہتے ہیں کہ آج اتنے ہیں۔ بالآخر اوپر سے ڈاک آنا ہی بند ہو گئی۔ چنانچہ پھر کہتے نظر آتے ہیں کہ ایک وقت ایسا تھا کہ مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ سونا بن جاتی تھی اور آج تو سونے کو ہاتھ لگائیں وہ مٹی بن جاتا ہے۔ کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ جی! بالکل یہ آپ نے خود ہی تو کیا ہے۔ آپ کی تو بہترین نوکری لگی تھی کہ اللہ کے بندوں کو ان کا حصہ پہنچاؤ۔ کتنا پہنچاتا تھا؟ پورے مال میں سے اڑھائی فیصد۔ زکوۃ پورے مال میں سے اڑھائی فیصد ادا کرنے کا حکم ہے۔

سبحان اللہ! ہم نے دیکھا کہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بڑے کی نوکری کریں۔ چنانچہ چھوٹی کمپنی کے بجائے بڑی کمپنی کی نوکری کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ بلکہ بڑی کمپنی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بجائے کسی ملٹی نیشنل کمپنی کی نوکری کرنے کو زیادہ پسند کرتے ہیں تاکہ زیادہ منافع اور سہولیات ملیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سب سے بڑے کی نوکری کریں۔ سب سے بڑی کی نوکری یہ کہ جو اللہ نے مال دیا، گن گن کر اس کی زکوٰۃ نکالیں، اللہ وہ پروردگار ہے جو اڑھائی فیصد مال غریبوں تک پہنچانے کے بدلے امیروں کو ستانوے فیصد تنخواہ عطا فرماتا ہے۔

اتنا زیادہ عطا کرنے والا کوئی مالک دیکھا ہے جو 97.5 فیصد تنخواہ عطا کرے۔ اور کام صرف یہ ہے کہ تم میرے دیے ہوئے مال سے اڑھائی فیصد (اڑھائی فیصد) میرے محتاج اور ضرورت مند بندوں تک پہنچا دو۔

اب جو بندہ اڑھائی فیصد (اڑھائی فیصد کو بھی) لے کر بیٹھ جائے تو پھر اس کے بجائے اللہ تعالیٰ یہ کام کسی اور کے ذریعے سے کروا لیتے ہیں۔ یعنی اس کو معزول کر کے کسی اور کی ڈیوٹی لگا دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ رابعہ بصریہ کے پاس مہمان آ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ خادمہ نے کہا: جی! کوئی بندہ کھانا لایا ہے۔ فرمایا: گنو کتنی روٹیاں لایا ہے؟ اس نے کہا: نو روٹیاں ہیں۔ وہ فرمانے لگیں: اس کو کہہ دو کہ یہ میرا حصہ نہیں ہے، کھانا لانے والے کو کہہ دو کہ وہ چلا جائے۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ دروازے پر دستک ہوئی۔ خادمہ نے پھر کہا: جی! کوئی بندہ کھانا لایا ہے۔ فرمایا: روٹیاں گنو۔ اس نے کہا: جی نو۔ فرمایا: یہ میرا حصہ نہیں، اس کو بھی بھیج دو، یہ کسی اور کا ہے۔

پھر تھوڑی دیر کے ... تیسری مرتبہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ خادمہ نے کہا: جی! پھر کوئی بندہ کھانا لایا ہے۔ فرمایا: گنو کتنی ہیں۔ بتایا گیا: جی نو روٹیاں فرمایا: یہ میرا حصہ نہیں، اس

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کہو: چلا جائے۔

بالآخر خادمہ نے پوچھا: جی آپ کیوں نہیں لے رہیں، مہمان بھی تو ہیں، لے لیں۔ اب رابعہ بصریہ نے اصل حقیقت بتائی۔ فرمایا: آج صبح میرے پاس ایک روٹی تھی، سائل آیا تھا، میں نے اللہ کی رضا کے لیے وہ ایک روٹی دے دی، میرے اللہ کا وعدہ ہے کہ:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

ایک نیکی کے بدلے دس گنا ملے گا اس لیے نو روٹیاں میری نہیں ہو سکتیں۔ یہ سن کر خادمہ نے ہاتھ جوڑ دیے کہ مجھے بھی بھوک لگی ہوئی تھی۔ اس لیے ایک روٹی میں خود رکھ رہی تھی۔ وہ اصل میں دس ہی تو ہیں۔ اللہ اکبر اللہ کے وعدوں پہ ایسا کامل یقین ہونا چاہیے۔

حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے آٹا گوندھا۔ تنور جلانے کے لیے لکڑیاں کاٹنے گئی تو پیچھے سے سائل آ گیا۔ اس نے کہا: بڑا محتاج ہوں، اللہ کے لیے کچھ دے دو۔۔۔ اللہ والوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کوئی "اللہ کے لیے" کہتا ہے تو پھر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کھول دیتے ہیں۔۔۔۔ چنانچہ انہوں نے وہ آٹا اٹھا کر اس سائل کو دے دیا۔

جب بیوی لکڑیاں لے کر آئی تو اس نے حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آٹا کہاں ہے؟ کہنے لگے: میں نے روٹیاں پکنے کے لیے بھیجا ہے۔ ابھی ان کی بیوی نے آگ تنور میں پوری نہیں جلائی تھی کہ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ بیوی نے پوچھا: کون ہو؟ دروازے پر کھڑے آدمی نے روٹیاں بھی دے دیں اور سالن بھی دے دیا۔ بیوی خوش خوش واپس آئی اور کہنے لگی: جی! آپ نے کیا روٹیاں پکانے کے لیے بھیجی تھیں، پکانے والے نے سالن بھی ساتھ بھیج دیا ہے۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے میں ایک حلاوت ہے۔ وہ حلاوت جس کو مل جائے اس کو پھر کسی کی فکر نہیں ہوتی۔ وہ سب غموں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

④ دین کی خاطر ہجرت کرنا:

رزق کی کشائش کے لیے اگلا نسخہ "دین کی خاطر ہجرت کرنا" ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً﴾

"اور جو اللہ کے راستے میں ہجرت کرے گا اسے جائے پناہ بھی ملے گی اور رزق بھی کی وسعت بھی ملے گی"

⑤ تقویٰ اختیار کرنا:

رزق بڑھانے کی اگلی کنجی "تقویٰ اختیار کرنا" ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾

"اور اگر یہ بستی والے ایمان لاتے اور تقویٰ کو اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے"

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ﴾

"ہم ان کو وہ نعمتیں کھلاتے جو اوپر آسمان سے اتارتے ہیں اور وہ بھی کھلاتے جو نیچے زمین سے نکالتے ہیں"

ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

"جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مخرج بنا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو ایسی طرف سے رزق دیتا ہے کہ جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا"

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَإِنَّهَا جِمَاعُ كُلِّ خَيْرٍ"

"تقویٰ اختیار کرو، یہ تمام خوبیوں کا جامع ہے"

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات ارشاد فرماتے تھے۔ فرماتے تھے:

اِتَّقِ اللّٰهَ فَمَا رَأَيْتُ تَقِيًّا مُحْتَاجًا

"اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، میں نے آج تک کسی متقی بندے کو محتاج نہیں دیکھا"

کہ در در کے دھکے کھاتا پھرے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔

آپ بتائیے، آپ نے بھی بڑی دنیا دیکھی، سمجھدار ہیں، عقلمند ہیں، تعلیم یافتہ ہیں، آپ نے اپنی زندگی میں کسی حافظ باعمل، یا عالم باعمل کو بھوکا پیاسا ایڑیاں رگڑتے مرتے دیکھا تو بتا دیجیے۔ آپ ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم نے اپنی زندگی میں پی ایچ ڈی ڈاکٹر...... تعلیم کی دنیا میں یہ سب سے بڑی ڈگری ہے...... پی ایچ ڈی ڈاکٹروں کو بھوک پیاس کی وجہ سے ایڑیاں رگڑتے مرتے دیکھا ہے۔ ہم یہ تو بتا سکتے ہیں کہ نیکی تقویٰ کی لائن میں زیادہ کھا کر مر گئے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ زیادہ کھجوریں کھانے کی وجہ سے موت آ گئی۔ یہ نہیں بتا سکتے کہ بھوکے پیاسے مر گئے۔ کہتے ہیں نا کہ جی یہ طلبا کہاں سے کھائیں گے۔ بھئی! جہاں سے انبیا کھاتے تھے وہیں سے ان کے جانشین بھی کھائیں گے۔ اتنی موٹی سی بات ذہن میں رکھیے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ کی وجہ سے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

(۶) کثرتِ عبادت:

اگلا نسخہ "کثرت عبادت" ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ

www.besturdubooks.wordpress.com

"اے اولادِ آدم! تو اپنے آپ کو میری عبادت کے لیے فارغ کر لے میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو بند کر دوں گا"

کتنے کھلے اور صاف لفظوں میں (Laoud and clear) بتایا جا رہا ہے کہ عبادت کرو، غنا عطا فرما دیں گے اور ہم تمہارے فاقے کے راستے بند کر دیں گے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک دفعہ ہم نے ایک عام گھوڑے کی قیمت کا پتہ کیا تو ہمیں سے پچیس ہزار روپے میں ایک گھوڑا مل جاتا تھا۔ اور ایک ہوتے ہیں دوڑ جیتنے والے گھوڑے، ان کی قیمت لاکھوں میں تھی۔ ہمارے ایک بہت ہی قریبی چوہدری صاحب بتانے لگے: ہمارے ایک گھوڑے کی قیمت پچیس لاکھ تھی...... اب اگر اس پچیس لاکھ والے گھوڑے کے مالک کے پاس کوئی جائے اور کہے کہ جی آپ مجھے گھوڑا دے دیں، میں نے اسے گدھا گاڑی میں استعمال کرنا ہے تو وہ شخص کہے گا، جناب! کیا تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے، دوڑ کا مقابلہ جیتنے والے گھوڑے کو گدھا گاڑی میں باندھو گے؟

جس طرح دنیا دار انسان دوڑ کا مقابلہ جیتنے والے گھوڑے کو گدھا گاڑی میں باندھنا پسند نہیں کرتا، اللہ کی قسم! اللہ رب العزت دین پہ چلنے والوں کو دنیا کی گدھا گاڑی میں باندھنا پسند نہیں فرماتے۔

⑥ کثرتِ حج وعمرہ:

رزق کی فراخی کے لیے اگلی کنجی "کثرت سے حج اور عمرہ کرنا" ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا:

وَمَا اَمْعَرَ حَاجٌ قَطُّ

"اور کثرت سے عمرہ اور حج کرنے والا محتاج نہیں ہوتا"

پوچھنے والے نے پوچھا:

www.besturdubooks.wordpress.com

ومَا الإمعار؟

"اس کا کیا مطلب ہے؟"

فرمایا: نا افتقر "اس کا مطلب ہے کہ اس کو غیر کی محتاجی نہیں رہتی"

حدیث پاک میں ہے:

اَلنَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَلدِّرْهَمُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ

"حج میں خرچ کرنا، اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی طرح ہے، ایک درہم کے بدلے میں سات سو درہم ملتے ہیں"

ایک اور حدیث میں ہے:

"حج میں ایک درہم خرچ کرنا، چار کروڑ درہم کے برابر ہے"

⑧ صلہ رحمی:

رزق بڑھانے کی ایک اور کنجی "صلہ رحمی" ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَادَ فِي عُمُرِهٖ وَيُزَادَ فِي رِزْقِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ (بخاری)

"جو بندہ یہ چاہے کہ میری عمر زیادہ ہو اور میرا رزق زیادہ ہو، اس کو چاہیے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھے"

آج اگر رزق کی شکایتیں زیادہ ہیں تو دوسری طرف معاملات بھی دیکھو۔

......بہن سے نہیں بولتے

......بھائی سے نہیں بولتے

......چچا سے لڑائی

......چچا سے لڑائی

......ماں سے نہیں بولتے

......باپ سے نہیں بولتے

حتی کہ ان کے گھر سے کھانا نہیں کھاتے، پانی نہیں پیتے، کہیں وہ کچھ پڑھ کے نہ پلا دیں۔ شریعت جن رشتے ناتوں کو جوڑنے کا حکم دیتی ہے۔ وہ انہی رشتوں کو توڑتے پھرتے ہیں۔

﴿وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ﴾

جب ہم اپنے رشتے ناتوں کا خیال نہیں کریں گے تو گویا ہم خود اپنے رزق کے دروازے بند کریں گے۔ ہاں! اگر دین کا کوئی ایسا معاملہ ہے تو سلام دعا تو سب کے ساتھ رکھیے، سلام کرنا، حال احوال پوچھنا، یہ تو لازم ہے۔ زیادہ قرب کا تعلق رکھنا یا نہ رکھنا، یہ بندے کا اپنا اختیار (Choice) ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمایا:

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّمَدَّ لَهٗ فِي عُمْرِهٖ وَيُوْسَعَ لَهٗ فِي رِزْقِهٖ وَتُدْفَعَ عَنْهُ مِيْتَةُ السُّوْءِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ (ترمذی)

"جسے یہ بات اچھی لگے کہ اس کی عمر بڑی ہو اور اس کے رزق کو اللہ کھلا کر دے اور اللہ اسے بری موت سے بچا لے، اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے"

⑨ کمزوروں سے حسن سلوک کرنا:

کشائش رزق کا اگلا نسخہ "کمزوروں سے حسن سلوک کرنا" ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَعَلَّکُم تُرزَقُونَ بِضُعَفَائِکُم﴾

یعنی جو تم میں سے کمزور ہوتے ہیں ان کی وجہ سے تم کو رزق ملتا ہے۔ اور ہماری یہ حالت ہے کہ ہم ان پر خرچ کرتے ہوئے پریشان ہوتے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَو یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوا مَا تَرَکَ عَلیٰ ظَهرِهَا مِن دَآبَّةٍ﴾

"اور اگر اللہ تعالیٰ عملوں کے اوپر پکڑ فرمائے تو زمین کے اوپر کوئی جاندار باقی نہ بچتا"

ہمیں جو مل رہا ہے وہ کونسا ہمارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے۔ کیا پتہ کس فقیر (بھکاری) کی دعا لگ گئی ہو، کسی کمزور کی دعا لگ گئی ہو، ہم نے کسی کی اخلاقی نصرت (Morat support) کی ہو اور اس کی دعا لگ گئی ہو، کسی کے غم میں اس کا ساتھ دیا اور اس کی دعا لگ گئی ہو۔ دین اسلام کی خوبصورتی دیکھیے۔ آج کون ہے جو یہ کہہ سکے کہ ہمارا دین یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم اپنے کمزوروں کا خیال رکھو۔

(۱۰) اللہ پر توکل کرنا:

فراخی رزق کا اگلا عمل "اللہ پر توکل کرنا ہے" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن یَتَوَکَّل عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسبُهٗ﴾

"اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے، اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے"

اسکی تفصیل حدیث مبارکہ میں یوں آئی ہے:

لَو اَنَّکُم تَتَوَکَّلُونَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِهٖ لَرَزَقَکُم کَمَا یَرزُقُ الطُّیُورَ تَغدُو خِمَاصًا وَّتَرُوحُ بِطَانًا

"اگر تم اللہ پر ایسے توکل کرو جیسے توکل کرنے کا حق ہے تو اللہ تمہیں رزق ایسے دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے۔ وہ گھر سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور واپس پیٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

بھرے ہوئے ہوتے ہیں"

(۹) اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا:

وسعت رزق کا اگلا عمل "اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا" ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

لَا يَرْزُقُ اللّٰهُ عَبْدًا الشُّكْرَ فَيُحْرِمُهُ الزِّيَادَةَ لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

"جس بندے کو شکر کرنے کی توفیق مل جائے اس کا رزق کم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ جو شکر ادا کرتا ہے میں اس پر نعمتوں کو اور زیادہ کر دیتا ہوں"

عمر بن عبدالعزیز کا ایک خوبصورت قول ہے:

قَيِّدُوْا نِعَمَ اللّٰهِ بِشُكْرِ اللّٰهِ

"اللہ کی نعمتوں کو شکر ادا کر کے قید کر لو"

جس نے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کر لیا، اس نے اللہ کی نعمتوں کو قید کر لیا۔ یعنی وہ نعمتیں اس کے پاس ہی رہیں گی۔

ابن عطا اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم بہت معروف ہیں۔ ہمارے بزرگ علماء رمضان المبارک میں اس کی مستقل مجلس کیا کرتے تھے۔ ان کے حکم کو پڑھیں تو یوں لگتا ہے کہ اللہ نے اس امت میں بھی لقمان علیہ السلام کا ایک نمونہ پیدا کر دیا تھا۔ کیا عجیب باتیں کہتے ہیں:

شکر کے بارے میں ان کا ایک قول ہے۔ جنہیں عربی زبان کا تھوڑا سا بھی ذوق حاصل ہوگا اس کو پڑھ کر وجد آئے گا۔ یہ جامعہ الازہر کے استاد بھی رہے تھے۔ اس جامعہ کو جو پوری دنیا میں ایک مقام ملا، وہ ایسے ہی متقی اور باخدا بزرگوں کی وجہ سے ملا......

وہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النِّعَمَ فَقَدْ تَعَرَّضَ لِزَوَالِھَا

"جو نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اپنی نعمتوں کو چھن جانے کے لیے پیش کرتا ہے"

یعنی وہ اللہ سے کہتا ہے اے اللہ! مجھ سے یہ نعمت چھین لے۔

اور آگے فرماتے ہیں:

وَمَنْ شَکَرَھَا فَقَدْ قَیَّدَ بِعِقَالِھَا

"اور جو شکر ادا کرتا ہے وہ ان نعمتوں کو نکیل ڈال کے اپنے پاس قابو کر لیتا ہے"

تو شکر ادا کر کے اللہ کی نعمتوں کو نکیل ڈال لیجیے۔

⑭ اہل خانہ کو سلام کرنا:

اس سے اگلا عمل جس سے رزق بڑھتا ہے وہ "اہل خانہ کو سلام کرنا" ہے۔ یعنی جب آدمی اپنے گھر جائے تو اپنے اہل خانہ کو سلام کرے۔ اب بتایئے کہ یہ کتنا چھوٹا سا عمل ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ کُلُّھُمْ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ إِنْ عَاشَ رُزِقَ وَکُفِیَ وَإِنْ مَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ دَخَلَ بَیْتَهُ بِسَلَامٍ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ

"تین آدمی ایسے ہیں جن کی ضمانت اللہ نے لی، اگر وہ زندہ رہے گا تو اس کو اللہ ایسا رزق دے گا جو اس کے لیے کافی ہوگا، جب مرے گا تو سیدھا جنت میں جائے گا (ان تینوں میں سے ایک بندہ وہ بھی ہوگا) جو اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اپنے اہل خانہ کو سلام کرے"

یہ کتنا چھوٹا سا عمل ہے۔ اب بتایئے کہ اس عمل پر رزق کا دروازہ کھلنے کا کتنا بڑا وعدہ ہے۔ اور ہوتا کیا ہے؟ دفتر میں دوستوں کے سامنے بڑے کھلکھلا کے ہنس رہے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گھر میں قدم رکھا اور پارہ ہائی۔ خود کہتے ہیں: حضرت: پتہ نہیں کیا ہوتا ہے کہ جب گھر آتا ہوں تو پارہ چڑھ جاتا ہے۔ یہ آگ شیطانیت ہے۔ اصل میں شیطان بندے کے اوپر سوار ہو جاتا ہے۔ اس کو گدھا ملا ہوا ہوتا ہے، لہٰذا وہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اس گدھے پر چھلانگ لگا کر بیٹھ جاتا ہے۔

نبی علیہ السلام کا عمل دیکھیے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے، مسکراتے چہرے کے ساتھ آتے تھے اور اہل خانہ کو سلام کیا کرتے تھے۔ اتنے سے عمل سے رزق کی پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا

یہی حکم بیوی کے بارے میں بھی ہے کہ جیسے خاوند باہر سے آ کر سلام کرے، بیوی بھی اس کو اسی طرح شگفتہ چہرے سے جواب دے۔

⑬ والدین کی فرمانبرداری:

پھر اگلا عمل "والدین کی فرمانبرداری" ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ پانچ چیزوں سے رزق زیادہ ہوتا ہے۔

① صدقہ پر مداومت

② صلہ رحمی

③ جہاد

④ ہمیشہ باوضو رہنا

⑤ والدین کی فرمانبرداری کرنا

ہاں اگر والدین دین سے روکتے ہیں تو وہ خود اپنے مقام ... جاتے ہیں۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے ساتھ بدتمیزی کی جائے۔ نہیں ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بندہ ملا جو مستجاب الدعوات تھا۔ مستجاب الدعوات اس بندے کو کہتے ہیں جس کی ہر دعا قبول ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے بڑی تمنا ہوئی کہ پتہ چلے کہ اس کا کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے اس کو یہ مقام ملا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ کچھ دن گزارنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے گھر لے گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے گھر میں دو سور بندھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا۔ یہ اللہ والا کیسا ہے کہ اس نے گھر میں سور پالے ہوئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ پہلے سوروں کو چارہ ڈالتا اور بعد میں وہ خود کھانا کھاتا تھا۔ تیسرے دن میں نے پوچھ ہی لیا کہ مجھے آپ کے اس عمل کی سمجھ نہیں آئی۔ اس نے کہا کہ یہ میرے والدین ہیں، یہ ایسے گناہ کے مرتکب ہوئے کہ اللہ نے ان کو انسان سے سور بنا دیا۔ اگرچہ یہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اس انجام کو پہنچے ہیں، لیکن یہ میرے تو والدین ہیں نا۔ میں ابھی بھی ان کو گھر میں رکھتا ہوں۔ خیال کرتا ہوں ان کو چارہ پہلے ڈالتا ہوں، بعد میں خود کھانا کھاتا ہوں میرے اس عمل کی وجہ سے اللہ نے مجھے مستجاب الدعوات بنا دیا ہے۔

اگر ماں باپ مشرک بھی ہوں تو ان کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا

"اس دنیا میں تم ان کے ساتھ اچھی زندگی گزارو"

اور اگر ماں باپ کلمہ گو اور نیک ہوں تو سبحان اللہ! پھر تو ان کی خدمت کرو اور اپنے اللہ کی رحمتوں کو حاصل کرو

www.besturdubooks.wordpress.com

⑭ دوامِ طہارت:

اگلا عمل "دوامِ طہارت" ہے۔ یعنی ہمیشہ باوضو رہنا۔ حدیث مبارکہ سنیے:

شَكَى بَعْضُ الصَّحَابَةِ النَّبِيَّ ﷺ الْفَاقَةَ

"بعض صحابہ نے نبی علیہ السلام سے فاقہ کی شکایت کی"

فَقَالَ دُمْ عَلَى الطَّهَارَةِ يُوَسِّعُ عَلَيْكَ الرِّزْقَ

نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرو، اللہ تمہارے رزق کو وسیع کر دیں گے"

یہ بھی بہت آسان ہے۔ جب وضو ٹوٹے، اسی وقت نیا وضو کر لو۔ الحمدللہ! جن لوگوں کو ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت ہے ان کی پوری زندگی باوضو گزرتی ہے۔

اس میں ایک نکتہ بھی ہے۔ ایک تو یہ وضو شیطان سے بچنے کا ہتھیار ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَلْوُضُوْءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ))

"وضو مومن کا ہتھیار ہے"

یہ دشمن سے بچنے کے لیے ہتھیار ہے۔ آپ باوضو رہنے کی کوشش کریں۔ اس ایک عمل کی وجہ سے آپ دیکھیں گے کہ شیطانی وساوس کم ہو جائیں گے۔ یہ باوضو رہنے کی برکت ہے۔

ایک دوسری برکت بھی ہے۔ وہ یہ کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

كَمَا تَعِيْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ

"تم جس حال میں زندگی گزارو گے، اسی حال میں تمہیں موت آئے گی"

جو زندگی بھر باوضو رہنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے باوضو

www.besturdubooks.wordpress.com

مرنے کی توفیق بھی عطا فرمادیں گے۔ چنانچہ جو چاہتا ہے کہ اسے باوضو موت آئے تو وہ زندگی میں وضو کا اہتمام کرے۔

⑮ چاشت کی نماز پڑھنا:

رزق میں اضافے کا ایک اور عمل "چاشت کی نماز پڑھنا" ہے۔ یہ صلاۃ الضحیٰ کہلاتی ہے۔ نو دس بجے جب سورج اتنا بلند ہو جائے کہ گرمی کی وجہ سے اونٹ کے پاؤں جلنے لگیں، اس وقت یہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ یہ وقت کاروبار کے عروج کا وقت ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ مجھے کسی حال میں بھی نہ بھولے، مجھ سے غافل نہ ہو، اس لیے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اس وقت میں دو رکعت نماز پڑھ لو گے تو تمہارے رزق کو ہم وسیع فرمادیں گے۔ چنانچہ عورتوں کو چاہیے کہ جب وہ مردوں کو دفتروں میں یا بزنس پر بھیجیں تو بعد میں دو رکعت پڑھ کر دعائیں مانگیں: اے اللہ! میرا خاوند رزق حلال کے لیے گھر سے چلا گیا، میں تیرے سامنے ہاتھ اٹھاتی ہوں، تو اس کی محنت میں برکت ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت ڈال دیں گے۔ اس لیے کہ یہ نماز رزق کو کھینچتی ہے اور فقر کو بھگا دیتی ہے۔

⑯ سورت واقعہ کی تلاوت:

ایک اور عمل سنیے۔ ہر رات میں سورہ واقعہ کا پڑھنا رزق کو وسیع کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیمار پرسی کے لیے آئے۔ پوچھا: اَلَکَ حَاجَۃٌ؟ کسی چیز کی ضرورت ہے؟ فرمایا: کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں کچھ ہدیہ دے دیتا ہوں۔ فرمایا: ضرورت نہیں۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کا بیٹا کوئی نہیں، ساری بیٹیاں ہیں، ان بیٹیوں کو فائدہ ہوگا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یقین اتنا بنا ہوا تھا کہ فرمایا "میں نے اپنی بیٹیوں کو سورۃ واقعہ سکھائی ہے، وہ ہر رات کو سونے سے پہلے پڑھتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا

"جو بندہ ہر روز رات کو سونے سے پہلے سورہ واقعہ پڑھے اسے کبھی فاقہ نہیں آ سکتا"

⑭ دعا کرنا:

اگلا عمل "دعا کرنا ہے۔ ایک صحابیؓ نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں اپنی پریشانی کا اظہار کیا کہ میں مقروض ہوں۔ قرضے میں ڈوب گیا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے ان کو یہ دعا سکھلائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

وہ صحابیؓ کہتے ہیں:

فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَمِّيْ وَقَضٰي عَنِّيْ دَيْنِيْ

"میں نے اس دعا کو پڑھا اور اللہ نے میری پریشانی کو بھی دور کر دیا اور میرے قرضے کو بھی اتروا دیا"

اس دعا کو یاد کر کے ہر نماز میں پڑھنے کا معمول بنا لیجیے۔

مالی تنگی دور کرنے کا نسخہ:

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے اوپر مالی تنگی آ گئی اور اسی فکر کی حالت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں مجھے اپنے نانا جان کی زیارت ہوئی۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کیوں پریشان ہوتے ہو، یہ دعا پڑھ لیا کرو:

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَمَالِىْ وَدِيْنِىْ اَللّٰهُمَّ اَرْضِنِىْ بِقَضَاءِكَ وَبَارِكْ لِىْ فِيْمَا قُدِّرَ لِىْ حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ

فرماتے ہیں کہ اس دعا کو پڑھنے کے بعد مجھے اپنی بعد کی زندگی میں کبھی مالی پریشانی نہیں آئی۔

یہ چند آسان سی باتیں ہیں جن پر ہم عمل کر سکتے ہیں۔ تعویذوں کے پیچھے بھاگتے پھرنا یا عاملوں سے ٹونے ٹوٹکے پوچھتے پھرنا کیا ضرورت ہے اس کی؟ اللہ کے محبوب ﷺ اپنی امت کو بے سہارا چھوڑ کر نہیں گئے۔ جس جس چیز کی ضرورت تھی وہ سب کچھ بتلا دیا ہے کرنا ہمارے ذمے ہے۔ ہم ان اعمال کو کریں۔

تنگدستی کے اسباب:

اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے اعمال بھی ہیں جن کے کرنے سے رزق بند ہوتا ہے۔ ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ اس وقت ان کی تفصیل تو نہیں ہو سکتی تاہم وہ اعمال آپ کو بتا دیے جاتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ان اعمال کا تذکرہ بھی ہے جن سے رزق بند ہوتا ہے

①...... کھڑے ہو کر اور جوتے پہن کر ننگے سر کھانا کھانا۔

②...... بیت الخلا میں ننگے سر جانا یا بیت الخلا میں بات کرنا

③...... مہمان کو بوجھ سمجھنا

④...... ہاتھ دھوئے بغیر اور بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا کھانا

www.besturdubooks.wordpress.com

⑤..... کھانے کے برتن کو بعد میں صاف نہ کرنا

⑥..... مسجد کے اندر دنیا کی باتیں کرنا

⑦..... فقیر (بھکاری) کو جھڑک دینا۔

⑧..... مغرب کے بعد بلا عذر سو جانا

⑨..... نماز قضا کر دینا

⑩..... جھوٹ بولنا۔ یہ ایسا عمل ہے جو آج کثرت سے پھیل گیا ہے اور شیطان بد بخت نے جھوٹ کی نفرت کو کم کرنے کے لیے اس کا نام بدل دیا۔ چنانچہ لوگ کہتے ہیں جی میں نے بہانہ بنا دیا ہے۔ چونکہ جھوٹ سے دل میں نفرت آتی ہے اور بہانے کے لفظ سے نفرت نہیں آتی۔ اس لیے جھوٹ کا نام بہانہ رکھ دیا۔ غیبت کا نام گپ شپ رکھ دیا۔

⑪..... گانے بجانے میں دل لگانا۔ آج گاڑیوں کے اندر گانوں کی سی ڈیز، گھروں کے اندر ٹی وی ریڈیو کے اوپر گانوں کی بھرمار۔

⑫..... اولاد کو برا بھلا کہنا۔ اکثر عورتوں میں عادت ہوتی ہے کہ ذرا سا غصہ آیا تو اپنی اولاد کو گالیاں دینے لگ گئیں۔ بلکہ آج تو لوگوں نے یہ وطیرہ بنا لیا ہے کہ اولاد کو دین سے ہٹانے کے لیے گالیاں دیتے ہیں کہ گالیوں سے ڈر کے یہ دین کو چھوڑ دیں۔

⑬..... قرآن مجید کو بے وضو چھونا

⑭..... نامحرم کو دیکھنا۔ آپ ذرا سوچیے کہ یہ گناہ کتنا عام ہے اور رزق کے بند ہونے کے شکوے بھی عام ہیں۔ چنانچہ پتہ چلتا رہتا ہے کہ کن وجوہات کی بنیاد پر رزق بند ہے۔

⑮..... اہل و عیال سے لڑتے رہنا۔ یہ بھی ہر گھر کی اسٹوری ہے۔ آج تو نیک ہوں یا بد..... یہ توں توں میں میں اکثر گھروں میں رہتی ہے۔ میاں بیوی کی بنتی نہیں اور اوپر سے رزق کے شکوے لگے ہوتے ہیں۔ بھئی! آپس میں محبت و پیار سے رہیے اور پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیے کہ اللہ رب العزت کیسے برکتیں عطا فرماتے ہیں۔

آپ غور کیجیے کہ ان میں سے اکثر عمل وہ ہوں گے جو ہم کرتے ہیں۔ پھر رزق کے دروازے ہم نے تو خود ہی بند کیے ہیں نا۔ تو جو اعمال احادیث مبارکہ میں رزق کی فراخی کے بتائے گئے ہیں۔ وہ کیجیے، تا کہ دروازے کھل جائیں اور وہ اعمال جن سے رزق کے دروازے بند ہوتے ہیں، ان سے بچیے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق کی کشائش کو اپنی آنکھوں سے دیکھیے۔ اللہ تعالیٰ دے کر خوش ہوتے ہیں، لے کر خوش نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی سمجھ عطا فرمائے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں نیکوکاری کو مقصدِ زندگی بنا کر جینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي
فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾

نفس مطمئنہ

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

نفس مطمئنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

خیر اور شر کا مجموعہ:

جو مخلوق سراپا خیر وہ فرشتے، جو سراپا شر وہ شیطان اور جو خیر اور شر کا مجموعہ وہ حضرت انسان، ہر انسان کے نفس میں اللہ نے خیر بھی رکھی ہے اور شر بھی رکھا ہے۔ نیک ترین انسان دنیا کا ہو اس میں کوتاہی نظر آ جائے گی اور برا ترین انسان دنیا کا ہو اس میں اچھائی نظر آ جائے گی تو ہر انسان کے اندر خیر بھی ہے اور شر بھی خیر کا ماحول مل گیا تو خیر غالب آ گیا اچھا انسان۔ شر کا ماحول مل گیا تو شر غالب آ گیا برا انسان۔ مگر حکم یہ ملا کہ اے انسان تم اپنے اوپر خیر کو غالب کرو تمہارے اندر جو برائی ہے برائی کی تجھیں

(Tempetation) ہے اس کو روکو اس پر قابو کرو اور برائی کی ٹیمپٹیشن (Tempetation) ہونے کے باوجود تم خیر کی زندگی گزارو۔

نفس کی تین حالتیں:

چنانچہ انسانی نفس کی تین حالتیں کہلاتی ہیں ایک ہے نفس امارہ یہ نفس امارہ وہ ہے جس کے اوپر شر غالب ہوتا ہے ضمیر مردہ ہو چکا ہوتا ہے اس انسان کو ہر وقت دنیا کے سوچ حرے لوٹنے کی فکر لگی ہوتی ہے اس کی سوچ کی انتہا دنیا کی لذت ہے یہ دو پاؤں پہ چلنے والا ایک انسان ہوتا ہے شکل کے اعتبار سے لیکن عقل کے اعتبار سے یہ حیوان ہوتا ہے بظاہر انسان حقیقت میں حیوان معاصی میں مستغرق ہونے لگتا ہے اور صبح کو جاگتا ہے تو پہلا خیال گناہ کا اور پھر اپنے حال کے اندر یہ مست ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب ملے جن کی زندگی بہت ہی آزادی میں تھی، نہ نمازوں کی پابندی حتیٰ کہ جمعہ کی بھی پابندی نہیں ہوتی تھی۔ وضع قطع انگریزوں والی تو سلام کے بعد اس عاجز نے ان سے پوچھا کہ کیا حال ہے تو کہنے لگا کہ جو گزر جائے واہ واہ ہے۔ اس کے الفاظ سن کر مجھے اپنے پاؤں کے نیچے کی زمین نکلتی ہوئی نظر آئی۔ میں نے کہا یا اللہ ایسی زندگی اور اس پر اتنا مست ہے یہ بندہ کیا کہتا ہے جو گزر جائے واہ واہ ہے۔ یہ نفس امارہ کی پہچان ہے ایسا انسان نیک لوگوں کو ہمیشہ چشم ابلیس سے دیکھتا ہے نیک لوگوں میں بھی کوئی نہ کوئی برائی نکال لیتا ہے انسان کو انسانوں کے پیمانے میں تو لو فرشتوں کے پیمانے میں کیوں تولتے ہو۔ تم یہ دیکھو کہ اس بندے کے اندر جو پوٹینشل (Potential) ہے اگر برائی پہ استعمال ہوتا تو یہ کتنا برا بن جاتا اور اگر یہ نیکی کی طرف ہے تو چلو اللہ کا شکر ادا کرو کہ نبی علیہ السلام کی امت کا ایک بندہ نیکی پر لگ گیا ہے۔ نیک لوگوں کو چشم ابلیس سے دیکھنا یہ نفس امارہ کی خصوصیت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نفس امارہ کی علامتیں:

اس نفس امارہ کی کچھ اور بھی علامتیں ہیں' شہوت کے غلبہ کے وقت یہ بے عقل جانور کی مانند آپ نے دیکھا ہے جانوروں کو، مرغیوں میں کوئی مرغا پھر رہا ہے، بکریوں میں کوئی بکرا پھر رہا ہے، جب اس کے اوپر شہوت سوار ہوتی ہے، نہ وہ دن دیکھتا ہے نہ وہ رات دیکھتا ہے، نہ وہ مجمع دیکھتا ہے اور نہ کچھ اور اس کو اپنی شہوت پوری کرنی ہوتی ہے۔ تو نفس امارہ کی یہ بھی پہچان ہوتی ہے اس نفس امارہ والے کو اگر غصہ آ جائے تو یہ غصے کی حالت میں اندھا، بے صبرا ایک آدمی ہو۔ اور وہ بے صبرا ہو جائے تو جو حرکتیں اس وقت وہ اندھا آدمی کرتا ہے بالکل اس انسان کا غصے میں یہی حال ہوتا ہے اندھے، بے صبرے کی مانند بھوک کی حالت میں درندہ درندے کو بھوک لگی ہے اس کو تو جانور کاٹ کھانا ہے چاہے کوئی بھی ہو عیش کی حالت میں یہ فرعون ہے اور "انا ربکم الاعلی" سخاوت کے وقت اس کی حالت قارون بخیل کی مانند کہ دین کے راستے میں خرچ کرنا اسے مصیبت نظر آتی ہے، شجاعت کے وقت میں یہ بزدل ہوگا اور ضرورت کے وقت میں یہ خود غرض ہوگا غرض نکلی منہ پھیرا۔

دنیا مطلب دی او یار

اس کا یہی حال ہوتا ہے اگر کوئی مطلب ہوگا تو گدھے کو بھی باپ کہہ دے گا مطلب نکل گیا تو کون میں کون۔ تو مصیبت کے وقت میں یہ شکوے کرنے والا اللہ تعالیٰ نے نعمتیں کتنی دی ہیں اس طرف دھیان نہیں جاتا جو نہیں ملا بس اسی کے تذکرے۔ بیٹے کو یہ نہ ملا بیٹی کو یہ نہ ملا مجھے یہ نہ ملا وہ نہ ملا، شکوے ہی شکوے اس کی زبان پر اور نعمت ملتی ہے تو ناشکرا اتنی توفیق نہیں ملتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نعمتیں دی ہیں تو میں اس کی حمد بیان کر دوں اس کی تعریف کروں اس کے بارے میں دو لفظ اچھے بول دوں۔

جی بس گزارہ ہے:

ایک صاحب ان کا اتنا اچھا کاروبار تھا کہ وہ اپنے گھر کے علاوہ چالیس اور گھروں کے لوگوں کی وہ پرورش کر سکتا تھا اتنا مال تھا ایک ملاقات میں اس عاجز نے پوچھا جی کیا حال ہے کیسا کام ہے؟ کہنے لگا: کہ جی بس گزارہ ہے، اتنا دل میں غصہ آیا کہ اللہ اس کے دو تھپڑ لگا کے پوچھے کہ تمہیں تمہاری ضرورت سے اتنا اللہ نے دیا ہے اور اس خدا کی تعریف کرتے ہوئے تمہاری زبان چھوٹی ہوتی ہے۔ کیوں نہیں کہتے کہ میں اپنے اللہ پہ قربان جاؤں جس نے میری اوقات سے بڑھ کر مجھے عطا فرمایا تو یہ نفس امارہ کی پہچان ہے جتنا ملے ہر وقت ناشکرا اور گناہوں کے لیے ہر وقت تیار۔ نفس امارہ والے کی پہچان ماچس کی تیلی جیسی ہے ماچس کی تیلی کے اندر آگ بھری ہوتی ہے بس رگڑ لگنے کی دیر ہے جیسے ہی رگڑ لگی آگ بھڑ کی نفس امارہ والے کو موقع ملنے کی دیر ہوتی ہے موقع ملا گناہ کا اس کا اپنا دماغ ہر وقت شیطانی سوچوں میں لگا رہتا ہے ایسے لگتا ہے کہ شیطان ان سے فارغ ہو جاتا ہے اب میرا کام یہ خود ہی کر رہا ہے مجھے کیا ضرورت ہے تکلیف اٹھانے کی۔ یہ نفس امارہ کی پہچان ہے۔

نفسِ لوامہ کی پہچان:

اگر انسان اس نفس کے اوپر محنت کرے اور کچھ اس کا ضمیر بیدار ہو کچھ احساس اس کے اندر پیدا ہو تو نفس کی حالت بہتر ہونے کے بعد تو اس کو کہتے ہیں نفس لوامہ۔ نفس لوامہ کس کو کہتے ہیں؟ ملامت کرنے والا نفس کہ گناہ کے موقع پہ وہ گناہ تو کرے گا بعد میں پچھتائے گا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مثلاً کسی کا دل توڑ دیا اب بعد میں پھر محسوس کیا یار برا کیا تو معافی بھی مانگ رہا ہے اس سے یہ پچھتاوا لگ جانا یہ نفس لوامہ کی پہچان ہے اور ہم سے اکثر احباب اس زمرے سے تعلق رکھتے ہیں احساس بھی ہوتا ہے کہ مجھے ایسا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کرنا چاہیے تھا۔

آدمی گناہ کیوں کرتا ہے؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر آدمی گناہ کرتا کیوں ہے؟ تو علما نے لکھا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے چار اجزاء سے پیدا کیا ہے آگ، پانی، ہوا اور مٹی۔ آگ کی فطرت ہے کہ اس کے اندر بلندی ہے، اونچائی ہے تو اس کی وجہ سے انسان کے اندر تکبر آتا ہے ذرا کچھ ملا حالات سازگار ہوئے تو بس دماغ آسمان پر پہنچ گیا۔ ع

ہم بدلتے ہیں رخ ہواؤں کا دنیا ہمارے ساتھ چلے

خدا کے لہجے میں بولنا شروع کر دیتے ہیں تو یہ جز آگ کی وجہ سے اس کے اندر بہت جلدی میں بن جاتا ہے یہ آتشی مادے کی وجہ سے ہے تو اس انسان کے اندر پانی بھی ہے، پانی کو آپ دیکھیں تو یہ بہتا ہے ایک جگہ نہیں ٹھہرتا جریان ہے اس کے اندر بہتا ہے انسان کے اندر بھی اسی طرح اس کا دل ایک جگہ پہ نہیں ٹکتا آج یہ پسند ہے کل وہ پسند ہے پھر یہ پسند ہے پھر وہ پسند ہے اس آبی مادے کی وجہ سے اس کے اندر حرص اور زنا کی خواہش پیدا ہوتی ہے شادی بھی ہوگئی مگر آنکھیں پھر بھی مچلی ہیں۔ گھر سے کھانا کھا کے نکلا ابھی بھی بھوک ہے یہ حرص اس پانی کے مادے کی وجہ سے ہے۔ اس کو ایک جنگل سونے کا بنا ہوا دے دیا جائے تو یہ کہے گا کہ ایک جنگل اور بھی ہوتا ایک جنگل اور بھی دے دیں تو تمنا کرے گا اس کا بنانے والا بھی میں ہوتا۔ تو حرص اس پانی کے جز کی وجہ سے اس کے اندر ہے ایک ہے ہوا آگ پانی ہوا اور مٹی۔ ہوا کی وجہ سے اس کے اندر انا آتی ہے یہ اپنے سوا کسی کو کچھ سمجھتا ہی نہیں اس کے لیے اللہ کے ساتھ شرک کرنا، دین کو نہ ماننا، کفر کے کلمے بولنا یہ سارا اس ہوائی مادے کی وجہ سے ہے ہوا بھر جاتی ہے نا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مٹی کی خاصیت:

اور چوتھا جز ہے خاک کے اندر پستی بھی ہے اور بخل بھی ہے لہٰذا حب دنیا خاکی مادے کی وجہ سے ہے اور بخل بھی خاکی مادے کی وجہ سے ہے تو اجزا کی وجہ سے یہ چیزیں انسان کے اندر موجود ہیں جن کا ظہور ہوتا رہتا ہے وقتاً فوقتاً تو نفس امارہ اتنا بڑا لیکن یہ اچھا بن سکتا ہے اگر اس پر محنت کی جائے چھوڑ دے تو یہ جانوروں سے بدتر اور اگر سنواریں تو یہ اتنا سنورتا ہے کہ یہ فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے تو جو سب سے برا نفس ہے اس کو نفس امارہ کہا گیا اور جو تھوڑا سنور جاتا ہے اس کو نفس لوامہ کہتے ہیں۔ جو بندہ اپنے کیے پر پچھتائے وہ نسبتاً بہتر انسان ہے کہ پچھتاوا تو ہے ضمیر تو زندہ ہے کچھ اندر سے آواز تو آتی ہے نا اس انسان کو بگاڑنے والی دو چیزیں ہیں ایک اس کا نفس جو اندر سے بگاڑتا ہے اور باہر سے اس کو شیطان بگاڑتا ہے اور یہ دونوں پیچ بیچتے رہتے ہیں یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ وسوسہ نفس کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے وساوس تو دونوں طرف سے آتے ہیں کس کی طرف سے یہ وسوسہ آیا ہے۔

وسوسہ شیطانی یا نفسانی کی پہچان:

علما نے اس کی پہچان یہ لکھی ہے کہ اگر ذہن میں گناہ کا وسوسہ پیدا ہوا اور آپ گناہ کی طرف مائل نہ ہوں بلکہ اسے روکیں تو تھوڑی دیر بعد دوسرے گناہ کا وسوسہ اچھا یہ نہیں کرتا تو یہ کرلو اگر گناہ کا وسوسہ بدلتا چلا جائے تو یہ پہچان ہے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے وہ کہتا ایک نہیں کرتا گناہ تو دوسرا کرلو وہ نہیں کرتا تو تیسرا کرلو، کہیں نہ کہیں کرلو اور اگر اسکو روکنے کی وجہ سے اسی گناہ کا خیال بار بار دل میں آئے ضد آئے ضد تو سمجھ لو کہ یہ وسوسہ شیطان نہیں نفس کی طرف سے ہے نفس ضدی بچے کی مانند ہے ضد کرتا ہے کہ مجھے بس یہی چاہیے تو اس سے دونوں میں فرق معلوم ہوتا ہے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے تھا یا یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وسوسہ انسان کے نفس کی طرف سے تھا۔ تو یہ تھرمس ٹیسٹ ہے وسوسے کو ماپنے کے لیے تاہم انسان کے ذہن میں اچھے خیال بھی آتے ہیں برے خیال بھی اچھے خیال رحمان کی طرف سے اور برے خیال شیطان کی طرف سے ہمیں کیسے پتہ چلے کہ یہ اچھا خیال ہے یا برا خیال ہے۔

تین اہم پوائنٹ:

اس بارے میں تین پوائنٹ اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں پہلی بات کہ اپنے خیال کو ہمیشہ شریعت کے ترازو پر تولا کریں اگر ہمارا وہ خیال شریعت کے مطابق ہے تو یہ خیر کا خیال ہے اور اگر شریعت کا خیال نہیں ہے تو یہ شر کا خیال ہے تو سب سے پہلی چیز ترازو شریعت کئی مرتبہ دنیا کے کاموں میں خیالات آتے ہیں تو پتہ نہیں چلتا کہ بھئی اب یہ ٹھیک ہے یا نہیں ہے تو علما نے لکھا کہ دوسری پہچان اس کی یہ ہے کہ تم یہ دیکھو کہ صالحین کا یہ طریقہ ہے یا نہیں اگر اس خیال میں جو کام ہے وہ صالحین کے طریقے کے اوپر ہے تو یہ خیر کا خیال ہے اور اگر یہ صالحین کا طریقہ نہیں ہے فاسقین کا طریقہ ہے تو یہ شر کا خیال ہے اور اگر یہ بھی پتہ نہ چلے نہ پتہ چل رہا ہے شریعت کا حکم کیا ہے نہ پتہ چل رہا ہے یہ طریقہ فاسقین کا ہے یا صالحین کا ہے۔ تو فرمایا یہ پتہ چلاؤ کہ نفس کے اوپر بوجھ ہے یا نہیں اگر نفس پر کرنا آسان تو یہ شیطان کی طرف سے ہوگا اور اگر نفس کے اوپر بوجھ تو پھر یہ سمجھیں کہ یہ رحمان کی طرف سے ہوگا۔ یہ تین ایسے میجر پوائنٹ ہیں جن سے پرکھ کر آپ یہ محسوس کر سکتے ہیں کہ یہ خطرہ خیر کا ہے یا شر کا۔ یہ رحمان کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے۔

الہام اور وسوسہ میں فرق:

ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ کئی مرتبہ انسان کے ذہن میں وسوسہ بھی پیدا ہوتا ہے اور کئی مرتبہ اسے الہام بھی ہوتا ہے تو پتہ کیسے چلے دونوں میں فرق یہ ہے کہ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کے دل پر الہام ہوتا ہے تو اس کی طبیعت میں ساتھ ہی اطمینان ہوتا ہے اور وسوسے کے ساتھ ہمیشہ انسان کے دل کے اندر انتشار رہتا ہے تو ان دونوں کو پہچانو اگر دل میں کسی خیال کے ساتھ طبیعت کی طمانیت بھی نصیب ہوگئی، اطمینان ہوگیا تو یہ خیال رحمان کی طرف سے ہے اور اگر انتشار ہے، طبیعت کے اندر تو یہ شیطان کی طرف سے ہے۔

نفس لوامہ بہتر کیسے بنے؟

اب یہ نفس لوامہ اور بہتر کیسے بنے؟ اس کے لیے محنت کی ضرورت ہے اور اس محنت کا نام ہے ذکر ہمارے مشائخ اتباع سنت اور کثرت ذکر کے ساتھ انسان کو انسان بناتے ہیں۔

چنانچہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اندر ابتداء میں لطائف کے اسباق ہیں انسان جب ذکر کر لیتا ہے تو اس کے فکر کے مراقبے شروع ہو جاتے ہیں تفکر غور کرنا سوچنا ہر بندہ تفکر کر سکتا ہے مگر اس تفکر کے مختلف انداز ہیں ایک ہے۔

تفکر فی الذات:

تفکر فی ذات اللہ کی ذات کے اندر سوچنا اس کے بارے میں منع ہے اس لیے کہ عقل چھوٹی ہے اللہ کی ذات سمجھ سے بالاتر ہے اب سنار کے ترازو میں کوئی کوہ ہمالیہ پہاڑ کو تولنے بیٹھے، بے وقوف ہی کہلائے گا۔ اسی طرح ہم چھوٹی سی عقل سے اپنے رب کو سمجھنے بیٹھ جائیں کبھی نہیں سکتے۔

تفکر در صفات:

ایک ہے تفکر فی الصفات اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور کرنا یہ جائز ہے یہ عبادت ہے قرآن مجید میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

جتنا اللہ کی صفات پر غور کرتے چلے جائیں گے اللہ رب العزت کی عظمت کھلتی چلی جائے گی اسی طرح اگر نبی علیہ السلام کے کمالات میں غور کرنا شروع کر دیں گے کہ آپ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے کیا کیا کمالات عطا فرمائے تو آپ کی اتباع آسان ہو جائے گی۔

تفکر ور انعامات:

ایک ہے تفکر ور انعامات اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور کرنا اس میں غور کرنے سے انسان کے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اندھا پیدا نہیں کیا، بہرہ پیدا نہیں کیا، گونگا پیدا نہیں کیا، مجنون بے عقل پیدا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پیدائشی طور پر ہمارے اعضاء کو سلامت رکھا کوئی ایسی بیماری نہیں دی جو انسان کے لیے برداشت کرنی مشکل ہو جن لوگوں کو سانس کی تکلیف ہوتی ہے بیچاروں کو جب اٹیک ہوتا ہے تو اللہ اکبر اندر کا سانس اندر اور باہر کا سانس باہر یہ سانس کتنے آرام کے ساتھ اندر جاتا ہے اور کتنی سپیڈ کے ساتھ باہر آتا ہے کتنے لوگ ہیں کھا نہیں سکتے ایک عورت نے دعا کے لیے فون کیا کہنے لگی کہ معدے کے السر کی مریضہ ہوں سات سال سے گھر میں سب مہمانوں کا کھانا میں بناتی ہوں مگر سات سال میں کوئی لقمہ بھی اپنے منہ میں نہیں ڈال سکی صرف لیکوڈ پہ گزارا کرتی ہوں احساس ہوا اللہ یہ بھی تیرا کتنا کرم ہے۔ ایک دوست ہمیں ملنے کے لیے آئے ڈاکٹر تھے ہم نے ان کے لیے بستر لگوایا وہ کہنے لگے کہ جی مجھے بستر کی ضرورت نہیں ہے میں بیٹھ کر سوؤں گا پوچھا کیا مطلب کہنے لگے مجھے ایک بیماری ہے کہ اگر میں لیٹ کے سوؤں تو منہ کے رستے میرے پیٹ کا سارا کھانا باہر آتا ہے ہمارے کھانے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی لائن میں اللہ تعالیٰ نے ایک والو رکھا ہے فلیپر ہے جو نیچے کی طرف کھلتا ہے جب کھانا نکلنے لگتا ہے تو بند ہو جاتا ہے صحت مند بچہ الٹا لٹک جائے کھانا کھا کے تھوڑی دیر کے لیے تو کھانا باہر نہیں آتا وہ والو روکتا ہے اور جب وہ لیک ہو جاتا ہے تو اندر کا کھانا باہر۔ کہنے لگا کہ میں لیٹ کر سونے کی نعمت سے محروم ہوں اس کو دیکھ کر اس دن احساس ہوا کہ یا اللہ گھٹنوں لیٹ کر جو ہم سوتے ہیں یہ تیری کتنی بڑی نعمت ہے تو اللہ کے انعامات پر غور کریں گے تو اللہ پر قربان ہونے کو دل چاہے گا جس پروردگار نے بن مانگے یہ نعمت عطا فرمائی۔

تفکر فی ایام اللہ:

ایک ہے تفکر فی ایام اللہ یہ ہے کہ نافرمان لوگوں نے اللہ رب العزت کی نافرمانی کی تو اللہ رب العزت نے ان کا کیا حشر کیا؟ اس پر غور کریں فرعون کے ساتھ یہ ہوا، قارون کے ساتھ یہ ہوا، فلاں کے ساتھ یہ ہوا:

﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُكْرًا فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا﴾

تو جب اس پر غور کریں تو ہمارا دل کانپتا ہے کہ یا اللہ ہماری پکڑ نہ فرما لینا تو گناہوں کو چھوڑنے کو جی چاہتا ہے۔

تفکر فی مابعد الموت:

ایک ہے تفکر فی مابعد الموت موت کے بعد کیا ہوگا اس پر غور کرنا چنانچہ مراقبہ موت بعض بزرگ سکھاتے ہیں سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تو مستقل سبق ہے یہ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
سرو قد کیا کیا پچھاڑے موت نے
لیل تن قبروں میں گاڑے موت نے
اک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ایک دن آئے گا ہم اس دنیا سے چلے جائیں گے

تفکر در احوال:

ایک ہے تفکر در احوال کہ انسان اپنے حالات پر غور کرلے یہ ہمارے نقشبندیہ سلوک میں تلقین کرتے ہیں اس کو عربی زبان میں کہتے ہیں:

"حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا"

کہ اپنے حساب سے پہلے اپنا محاسبہ کرلو آج دنیا میں ہر جگہ آڈٹ ہوتا ہے جو دفاتر ہیں بڑے بڑے تو آڈیٹرز کے آنے سے پہلے پہلے وہ لوگ انٹرنل آڈٹ کرتے ہیں اس انٹرنل آڈٹ کا دوسرا نام محاسبہ ہے کہ ان کے آنے سے پہلے دیکھ لو کہ مجھے کیا ہونا چاہیے تھا اور میں کیا کرتا پھر رہا ہوں۔

نفس مطمئنہ کی پہچان:

جب انسان ذکر کرتا ہے، اتباع سنت کرتا ہے تو پھر اس کا نفس جو ہے وہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے اس کو ایمان اور اطاعت میں راحت ملتی ہے نفس مطمئنہ کے لیے مکروہات شرعیہ مکروہات طبعیہ بن جاتی ہیں جن چیزوں سے شریعت کراہیت فرماتی ہے نفس بھی ان سے کراہیت کرتا ہے۔ شریعت پر بے ساختگی کے ساتھ عمل کرتا ہے یہ نفس مطمئنہ کی پہچان

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے تاہم اس میں بھی ولایت کے درجے ہیں ایک ہے سب سے کم درجہ نفس مطمئنہ کا وہ کیا ہے؟ انسان کے ذہن میں معاصی کے خطرات تو آتے ہیں اور طبیعت میں میلان بھی آئے گا مگر وہ اس پر عمل نہیں کرتا۔ خطرات بھی موجود میلان بھی موجود لیکن وہ اس پر عمل نہیں کرتا تو شریعت کی نظر میں وہ گناہ گار نہیں ہے۔ جب تک عمل نہ کرے اس کے اوپر اس کو کہتے ہیں مجاہدے کا درجہ یہ مجاہدے کا مقام ہے۔ کہ یہ بندہ مجاہدے کے ساتھ شریعت کے ساتھ چپکا ہوا ہے یہ سب سے پہلا درجہ ہے اس کے اوپر ایک درجہ ہوتا ہے اس میں معاصی کے خطرات تو موجود ہوتے ہیں میلان نہیں ہوتا خیال آتے ہیں مگر میلان نہیں ہوتی طبیعت میں اس کے عمل کا تقاضا نہیں ہوتا اگر یہ کیفیت موجود ہے تو یہ حفاظت کا درجہ کہلاتا ہے کہ اب یہ "ولی" اللہ کی حفاظت میں آ گیا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ﴾

"کہ شیطان بد بخت! میرے کچھ ایسے بندے ہیں جن پر تیرا کوئی داؤ نہیں چل سکتا"

یہ محفوظ ہوتے ہیں گناہوں سے اللہ ان کی حفاظت فرماتے ہیں تو یہ حفاظت کے درجے میں لوگ آ جاتے ہیں سالک جب اپنے قلب کو فنا کے مقام تک پہنچا دیتا ہے تو وہ اس درجہ میں آ جاتا ہے اسی لیے مشائخ نے فرمایا:

اَلْفَانِيْ لَا يُرَدُّ

فانی واپس نہیں لوٹتا

وہ پوائنٹ آف نو ریٹرن ہے تو پہلا درجہ تھا مجاہدے کا اس کے اوپر انوارات قلب میں آئے اور نفس جو ہے بہتر ہو گیا تو اس کو حفاظت کا درجہ مل گیا ایک اس سے بھی اوپر کا

www.besturdubooks.wordpress.com

درجہ ہے وہ انبیاء کو حاصل ہوتا ہے اس کو کہتے ہیں عصمت کا درجہ یہ مقام انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ گناہ کو ان سے دور کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یوسف علیہ السلام کے بارے میں:

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ﴾

ہم نے ان سے برائی اور فحش کو دور کر دیا۔ گناہوں کو اللہ پرے کر دیتا ہے ہم میرے اس مقرب بندے کے قریب بھی نہیں جا سکتے۔ تو پہلا درجہ مجاہدے کا، دوسرا درجہ حفاظت کا اور تیسرا درجہ عصمت کا۔ محنت کرنے پر انسان کو یہ درجہ مل سکتا ہے چونکہ ولایت ایسی چیز ہے اور جتنا ولایت کا مقام بڑھتا چلا جائے گا اتنا اعمال کا اجر بڑھتا چلا جائے گا چونکہ اعمال کا اجر قرب کے حساب سے ہے۔ جتنا مقرب ہوگا اتنا اسکا اجر زیادہ اور سب سے بڑی نعمت اللہ کا قرب ہے۔

دلیل:

اسکی دلیل سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہوئی ہیں آسمان کے ستاروں پر نظر پڑی تو انہوں نے نبی علیہ السلام سے سوال پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کوئی ایسا بندہ بھی ہے کہ جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ تو ام المومنین رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں تو خاموش دیکھ کر نبی علیہ السلام نے فرمایا عائشہ خاموش ہو گئیں تم سوچ رہی ہو گی کہ میرے ابو کا نام نہیں لیا؟ اے اللہ کے نبی ﷺ ایسے ہی تھا۔ فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ غار میں جو تین راتیں گزاریں ان میں سے ایک رات کا اجر ان نیکیوں سے زیادہ ہے تو معلوم ہوا کہ جتنا قرب بڑھتا جاتا ہے اتنا اجر بھی اللہ رب العزت کی طرف سے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اللہ رب العزت کے ہاں قرب کی کوئی حد نہیں کہ اتنا موقع حد ہے، جب اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرما رہے ہیں:

﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾

تو جب معرفت کی انتہا نہیں تو ولایت کی بھی کوئی انتہا نہیں یہ نعمت فقط انسان کو حاصل ہے فرشتوں کو حاصل نہیں ہے فرشتوں کی روحانی ترقی ایک خاص حد تک ہے۔

﴿وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ﴾

ایک مدہے ان کی انسان پر اللہ کی رحمت دیکھو کہ سبحان اللہ کہ یہ اپنے آپ کو بنائے تو یہ اتنا اونچا اٹھتا ہے کہ یہ فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

پاکیزہ زندگی کا راز:

تو شریعت نے جو ہمیں احکام دیے ہمارے فائدے کی خاطر دیے پابندیاں لگا دیے سے اللہ کا فائدہ نہیں ہے اس میں بندے کا اپنا فائدہ ہے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے پاکیزہ زندگی گزاریں۔ شریعت انسان کو پاکیزہ کر دیتی ہے جسم کو بھی اور اس کے من کو بھی۔ یہ عجیب لطف کی بات ہے جتنا شریعت کے مطابق عمل ہوتا جائے گا اتنا زندگی پاکیزہ ہوتی جائے گی اور اس کی دلیل قرآن عظیم الشان، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

کہ ہم نے جو شریعت کے احکام دیے تمہیں مشکل میں ڈالنا اس کا مقصد نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ تم پاک ہو جاؤ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ تو انسان احکام شریعت پر محبت کے ساتھ عمل کرے۔ کبھی دیکھیں بچے کو ماں دھو رہی ہوتی ہے صابن لگا رہی ہوتی ہے بچہ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

روہی رہا ہوتا ہے نا تو ماں ظالم تو نہیں نا۔ ماں کو تو پیار ہے وہ نجاست نہیں دیکھ سکتی اسکے بدن پر۔ یہ حال شریعت کا کہ شریعت نجاست پسند نہیں کرتی ہمارے جسموں پہ گناہوں کی ہو یا ظاہری کی اس لیے شریعت کہتی ہے کہ تم اپنے آپ کو پاک کرو ہم کہتے ہیں کہ نماز مشکل فلاں مشکل فلاں مشکل کچھ مشکل نہیں ہے اس سے انسان خود پاک ہوتا ہے اور پھر اگر اس کے دل میں اللہ کی یاد آجائے تو زندگی پوری عبادت بن جاتی ہے۔

جو دم غافل سو دم کافر:

ہمارے بزرگوں نے کہا کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ جو سانس غفلت میں گزر گیا سمجھو وہ سانس کفر کی حالت میں گزر گیا۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پرندہ پالا ہوا تھا ایک دن اس کو چھوڑ دیا تو کسی نے پوچھا کہ حضرت بڑے شوق سے پرندہ پالا ہوا تھا چھوڑ کیوں دیا کہنے لگا اس نے مجھ سے کہا کہ جنید چھوڑ دو میں ایک نصیحت کروں گا آپ کو میں نے نصیحت کی طلب میں اسکو چھوڑا جب پنجرے سے نکالا تو میں نے پوچھا کہ نصیحت کیا کرتے ہو کہنے لگا جب تک پرندہ اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ آزاد رہتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو اس کو پنجرے میں بند کر دیا جاتا ہے۔ میں غافل ہوا تھا اس لیے تم نے مجھے پنجرے میں بند کر دیا مگر جنید رحمۃ اللہ علیہ میں جاتے ہوئے نصیحت یہ کر رہا ہوں کہ میں تھوڑی دیر غافل ہوا تو مجھے اتنی جیل کاٹنی پڑی تم جو غفلت کی زندگی گزارتے ہو تمہیں کتنی جیل کاٹنی پڑے گی۔ اللہ اکبر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پرندے کو یاد کرتے تھے غفلتوں میں دن گزر رہے ہیں، غفلتوں میں راتیں گزر رہی ہیں۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کا تقویٰ:

اس دنیا میں بہت نیک پاکیزہ لوگ گزرے ہیں پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں ہم اگر نہیں بن پائے مگر بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بن کے گئے ہیں۔ اس دنیا میں، تقویٰ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی طہارت کی زندگی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہیں۔ بیٹا بھی پاس ہے ایک بوڑھی عورت آئی میں مسئلہ پوچھنے آئی ہوں کہ میں سوت کاتتی ہوں تو ایک رات چاند کی روشنی میں میں سوت کات رہی تھی کہ ہماری گلی میں سے بادشاہ کی سواری گزری اور اس سواری کے ساتھ روشنی سر پر اٹھائے ہوئے لوگ بھی جا رہے تھے مجھے پہلے خیال نہ آیا میں سوت کاتتی رہی، جب وہ گزر گئے تو مجھے خیال آیا، اوہو میں نے تو ان کی روشنی میں سوت کاتا اور روشنی سے فائدہ اٹھایا تو اب یہ سوت میرے لیے جائز ہے یا نہیں یہ حاکم کا مال تھا اور حاکم کا مال تو ظلم سے لیا ہوا مال ہوتا ہے تو بے دھیانی میں میں نے جو سوت کاتا اب اس کا استعمال میرے لیے جائز ہے یا ناجائز امام صاحب نے فرمایا تیرے لیے ناجائز ہے چلی گئی تو بیٹے نے کہا: ابو جی! اس بات پر آپ نے ناجائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ فرمایا: ہاں۔ پوچھنے والی کا مقام ایسا تھا مگر یہ دیکھو کہ یہ کس گھر کی عورت ہے تو بیٹا پیچھے چلا گیا آگے گیا تو وہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں داخل ہو گئیں معلوم ہوا کہ وہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی بہن ہے تو امام صاحب نے کہا کہ اس گھر سے یہ توقع تھی کہ اس گھر کی عورتوں میں اللہ نے ایسا ہی تقویٰ اور پرہیزگاری رکھی ہے ایسی زندگیاں بھی لوگ گزار کے چلے گئے۔

داؤد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا تقویٰ:

ایک دفعہ حاکم نے بلخ کے لوگوں پر عتاب کیا کسی وجہ سے اس نے کہا کہ ان لوگوں پر ایک نیا ٹیکس لگاؤ اور اتنا پیسہ انکو کہو کہ یہ فوراً خزانے میں بھیجیں یہ سزا کے طور پر تھا اب بلخ کے لوگوں میں اتنی سکت ہی نہیں تھی۔ کہ وہ اتنا پیسہ دے سکیں، سب پریشان تھے تو ایک صاحب تھے ان کا نام تھا داؤد بلخی رحمۃ اللہ علیہ تاجر تھے ان کی بیوی ان سے بھی زیادہ نیک تھی۔ جب اس کو پتہ چلا کہ یہاں کے لوگ تو اسنے پریشان ہیں کہ اتنی قیمت خزانے میں بھجوانی ہے اور وہ بھجوا نہیں سکتے تو اس نے کیا کیا کہ اپنا جتنا زیور اور مال تھا سب دے دیا اور خط

www.besturdubooks.wordpress.com

لکھا حاکم کو کہ بلخ کے غریب لوگوں میں تمہارا ٹیکس ادا کرنے کی طاقت نہیں اب اس کے بدلے میں میں اپنا پورا زیور دو آپ کو بھیج رہی ہوں اس نے کپڑے میں پورا زیور جو کلو کے حساب سے تھا سارا بادشاہ کو دے دیا اور جب بادشاہ کو ملا رقعہ پڑھا تو اس کو حیا آئی کہ ایک عورت تو ان کا اتنا احساس کرے اور میں بادشاہ ہو کے انکو اس قدر مشقت میں ڈالوں، اس نے کہا کوئی بات نہیں میں نے ٹیکس معاف کیا یہ اس کو واپس کر دیا جائے تو جب وہ زیور اس عورت کے پاس واپس لایا گیا تو اس کو کہا گیا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ یہ ٹیکس میں نہیں لیتا یہ اس کو واپس کر دو اس نے ایک بات پوچھی کیا بادشاہ نے میرا زیور دیکھا تھا اس نے کہا ہاں بادشاہ نے زیور کھول کے دیکھا تو تھا کہنے لگی جس زیور پر بادشاہ کی نظر پڑ چکی اب اس زیور کا میرے لیے پہننا جائز نہیں اس نے اس زیور سے بلخ میں پھر ایک بہت بڑی مسجد بنوائی ایسا تقویٰ تھا عورتوں میں۔ ایک فاسق آدمی کی اک نظر جس زیور پر پڑ گئی اس نے اس زیور کو پہننا پسند نہیں کیا۔ جب انسان کا دل بیدار ہو تو پھر اس کو اپنی مغفرت کے لیے فکر لگی ہوتی ہے پنجابی میں کہتے ہیں ''ترلے لینا'' وہ بیچارا ترلے لیتا پھر رہا ہوتا ہے کوئی سبب بن جائے، میرا اللہ مجھے معاف کر دے فکر ہوتی ہے دن رات کوشش میں لگا ہوتا ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل:

معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں وفات ہوئی کسی کے خواب میں آئے پوچھا ان سے کہ حضرت آگے کیا بنا؟ تو فرمانے لگے کہ اللہ نے میری مغفرت کر دی۔ حضرت کس عمل پر مغفرت ہوئی۔ کہنے لگے: ایک دن میں نفلی روزے سے تھا اور گزر رہا تھا کہ ایک سکہ پانی بیچنے والا تھا تو خریدنے والا کوئی نہیں تھا تو وہ صدا دے رہا تھا جو مجھ سے پانی کا گلاس لے کر پی لے اللہ اس کے گناہوں کی بخشش فرما دے کہنے لگے اگرچہ میں روزے سے تھا میں نے دل میں سوچا کہ روزہ تو میں کل بھی قضا کر لوں گا مجھے اس پانی بیچنے

والے کی دعا تو مل جائے گی۔ بصرف اس نیت سے میں نے پانی خرید کر روزہ افطار کیا اللہ نے اس سکے کی دعا کی وجہ سے میری بخشش فرمادی۔ تو جب دل بیدار ہوا اور احساس ہوا تو اللہ رب العزت کی رحمت ہوتی ہے گناہ تو انسان کر لیتا ہے لیکن اگر گناہ کرے تو پھر معافی بھی مانگے کئی مرتبہ تو گناہ کی معافی مانگنے پر اللہ رب العزت انسان کو معاف ہی نہیں کرتے بلکہ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرمادیتے ہیں۔

ایک شرابی کا واقعہ:

چنانچہ کتابوں میں ایک شرابی کا واقعہ لکھا ہے، فاسق وفاجر تھا شرابی کبابی تھا۔ محلے والوں نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ ہم اس کا نہ جنازہ پڑھیں گے نہ اس کی تدفین میں شریک ہوں گے۔ اللہ کی شان اسے موت آگئی بیوی نے لوگوں کی منت سماجت کی کہ اللہ کے بندو اس کے جنازے کی فکر کرو انہوں نے کہا کہ شرابی تھا اتنا بدکار آدمی تھا ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ بڑی پریشان ہوئی چنانچہ اس نے ان کو کہا کہ قبر میں اس کو دفن تو کرنا ہی ہے نا تو تم میرا ساتھ دو کہ میں ایک طرف سے اٹھا لیتی ہوں۔ اس کی چارپائی اٹھا کر قبرستان تو پہنچاؤ تا وہ کوئی ایک دو قریبی رشتہ دار تھے انہوں نے اس کی مدد کی۔ اس نے جا کر قبر کے قریب چارپائی اس کی ڈال دی پاس بیٹھ گئی یہ تو بیچاری بیوی تھی کیا کرتی اللہ کی شان کہ پہاڑی تھی اور پہاڑی کے اوپر ایک بڑے نیک بزرگ رہ رہے تھے۔ اس نیک بزرگ نے دوپہر کے قیلولہ میں خواب دیکھا کہ اسے کہا گیا کہ میرا ایک بندہ ہے جس کی میں نے مغفرت کر دی تم اس کی جنازہ کی نماز پڑھو وہ نیچے اترا اور اس عورت سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ چارپائی پر اس نے کہا کہ میرا خاوند ہے شرابی کبابی تھا اور محلے والے کوئی اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہتے اس بزرگ نے کہا اچھا میں اس کا جنازہ پڑھاؤں گا تم اطلاع دے دو لوگوں کو جب اس بزرگ کا نام لیا گیا کہ جنازہ پڑھانے کے لیے وہ بزرگ آرہے ہیں تو محلے

www.besturdubooks.wordpress.com

والے سارے جمع ہو کر آ گئے وہ تو بہت بڑے بزرگ تھے خیر انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اس طرح اس بدکار آدمی کو دفن کیا گیا جب دفن کر لیا گیا تو جو بزرگ نیچے اترے تھے انہوں نے اس کی اہلیہ کو کہا کہ مجھے یہ بتاؤ اس کی کون سی خوبی تھی جو اللہ کو پسند آئی۔کوئی تو خوبی ہوگی نا جو مجھے یہ اشارہ ہوا اور اس کا جنازہ پڑھانے کا کہا گیا۔پہلے تو بیوی نے کہا کہ کوئی خوبی نہیں تھی بدکار آدمی تھا شرابی تھا نشے میں مست رہتا تھا۔جب انہوں نے بار بار کہا تو پھر سوچ کر کہنے لگی: کہ ہاں ایک اس کے اندر خوبی تھی جب صبح کے وقت اس کا نشہ ٹوٹتا تھا تو اس وقت وہ اللہ سے رو کے دعا مانگتا تھا کہ اللہ میں بڑا بدکار ہوں پتہ نہیں تو مجھے جہنم کے کس کونے میں ڈالے گا اے اللہ میں بہت گناہ گار ہوں میں نہیں جانتا کہ تو مجھے جہنم کے کس کونے میں ڈالے گا ان بزرگوں نے کہا کہ یہ تیرے خاوند کا رونا اللہ کو پسند آ گیا جس کی وجہ سے اللہ نے اس کی بخشش فرما دی۔تو اللہ رب العزت ہمیں اپنے نفس پر محنت کرنے کی اور نیک بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾

پردہ اور دعا

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

پردہ اور دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

نبی علیہ السلام کے احسانات:

نبی علیہ السلام کے ہم پر بہت زیادہ احسانات ہیں۔ ہم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک نبی ﷺ کے احسانات میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا اچھی بات کی:

وہ جو شیریں سخنی ہے میرے مکی مدنی
تیرے ہونٹوں سے چھنی ہے میرے مکی مدنی
تیرا پھیلاؤ بہت ہے، تیرا قامت ہے بلند!
تیری چھاؤں بھی گھنی ہے میرے مکی مدنی

www.besturdubooks.wordpress.com

نسل در نسل تیرے ذات کے مقروض ہیں ہم
تو غنی، ابن غنی ہے میرے کی مدنی

تو یہی بات ہے کہ ہم نسل در نسل اپنے پیارے محبوب جہاں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے مقروض ہیں۔ ان کے احسانات میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

ہم اللہ سے کیسے مانگیں؟

ان کے احسانات میں سے ایک یہ کہ انہوں نے ہمیں اللہ رب العزت سے مانگنا سکھادیا کہ ہم کیسے مانگیں تو دعا قبول ہو جائے۔

ایسی ایسی دعائیں سکھائیں کہ اگر نبی علیہ السلام وہ دعائیں نہ مانگتے تو عام آدمی کی عقل کی پرواز ہی اتنی نہیں تھی کہ وہ ایسی دعائیں مانگ سکتا۔ لہٰذا یہ جو مسنون دعائیں ہیں یہ اللہ رب العزت کی رحمت کے دروازوں کو کھلوانے کی کنجیاں ہیں۔

خوب صورت مثال:

آپ نے کئی دفعہ تاجر کو دیکھا ہوگا کہ چابیوں کا گچھا اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کوئی چابی کسی دروازے کو کھولتی ہے، کوئی چابی کسی دروازے کو کھولتی ہے۔ جب بھی مسنون دعاؤں کو دیکھا کریں تو یہی تصور کیا کریں کہ یہ مسنون دعائیں، یہ چابیوں کا گچھا ہے۔ کوئی دعا کوئی دروازہ کھلوا دیتی ہے، کوئی دعا کوئی دروازہ کھلواتی ہے۔ اگر ہم ان تمام چابیوں کو لگانا سیکھ لیں تو اللہ کی ہر نعمت ہمیں نصیب ہو جائے۔

اب ذرا غور کریں کہ ایک آدمی ایک چابی سے ایک تالے کو کھول چکا۔ اگر وہ آپ کو چابی دے کہ یہی تالا کھولیں، آپ چابی لگائیں اور گھمائیں، پھر بھی تالا نہیں کھل رہا۔ تو وہ جواب میں یوں کہے گا کہ آپ کو چابی لگانی نہیں آرہی۔ آپ بار بار کوشش کر کے کہیں کہ چابی سے تالا نہیں کھلتا، وہ کہے گا یہ کیسے ممکن ہے؟ یہی چابی، اسی دروازے کو جب ایک مرتبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کھلوا بھی تو اب یہ دروازہ آخر کیوں نہیں کھل رہا؟ لگتا ہے تمہارے چابی کے لگانے میں کوئی فرق ہے۔ تمہیں چابی لگانی نہیں آ رہی۔

دعا کی قبولیت کا راز:

بالکل اسی طرح جتنی بھی مسنون دعائیں ہیں یہ اللہ رب العزت کے پیارے حبیب ﷺ کی زبان مبارک سے نکلیں اور اللہ کی طرف قبولیت کے دروازے کو کھلوا چکیں۔ آج ہم اگر ان دعاؤں کو مانگتے ہیں اور قبولیت کے آثار نظر نہیں آتے تو معلوم ہوتا ہے ہمیں لگانے کا طریقہ نہیں آ رہا۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے:

"قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ"

تو میت، مردہ تھوڑی دیر کے لیے کھڑا ہو جاتا تھا۔ آج ہم اگر وہی الفاظ کسی میت کے سامنے کہیں تو وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ تو معلوم یہ ہوا کہ الفاظ تو وہی ہیں۔ جو کہنے والے کی کیفیت ہے اس میں فرق ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قلبی کیفیت جو تھی آج ہماری کیفیت کا اس کے ساتھ کوئی تناسب ہی نہیں ہے۔ اگر ہمارے دل میں بھی رجوع الی اللہ ہو توجہ الی اللہ ہو، اللہ رب العزت کی محبت سے دل لبریز ہو اور پھر ہمارے تڑپتے دل سے وہ دعا نکلے تو اس میں بھی قبولیت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا کیفیت کا فرق ہے۔

دعا کی قبولیت کی شرائط:

ہمیں ان مسنون دعاؤں کو اس کیفیت کے ساتھ مانگنا چاہیے۔ جس کیفیت کے ساتھ اللہ رب العزت کے پیارے حبیب ﷺ نے دعا مانگی۔

اس لیے کہتے ہیں کہ جب انسان کا پیٹ حرام سے خالی ہو اور دل غیر سے خالی ہو تو اس کی زبان سے نکلی ہوئی ہر دعا اللہ کے ہاں قبول ہو جاتی ہے۔ ہم اپنی دعاؤں پر غور کریں

www.besturdubooks.wordpress.com

جب دل ہی غیر میں اٹکا ہوا ہے۔ مٹی کے کھلونوں میں اٹک گیا، اس کی محبت، اس کی محبت، اور پیٹ میں حرام لقمہ چلا گیا، اب زبان کے اندر سے نکلی ہوئی دعا پرواز کر ہی نہیں سکتی۔ پروازی تب کرے گی جب پیٹ حرام سے خالی ہوگا اور دل غیر سے خالی ہوگا۔

ہم فوراً شکوے کرنے لگ جاتے ہیں جی ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں

ہم الزام ان کو دیتے تھے، قصور اپنا نکل آیا

ہم بھی تو دیکھیں نا کہ ہم دعائیں مانگتے کیسے ہیں

تو اس لیے ہم ان مسنون دعاؤں کو، اگر اس کیفیت کے ساتھ مانگنے کی کوشش کریں جو کیفیت مطلوب ہے تو اس دعا کی قبولیت یقینی ہو سکتی ہے۔ اب دیکھیں ہم کئی مرتبہ مشروط دعائیں مانگتے ہیں ایسی دعائیں نہیں مانگنی چاہئیں۔

اللہ رب العزت کے خزانے سے لینے کا طریقہ:

ایک بندہ جس کی اولاد نہیں، او جی! دعا کرو بس اللہ ایک بچہ دے دے۔ بھائی ایک کی شرط کیوں لگائی؟ جب مانگنا ہی ہے اللہ کے خزانے سے، تو پھر ایک کی شرط کیوں؟ مانگو اللہ سے کہ اے اللہ مجھے صاحب اولاد بنا دے۔ کئی لوگوں کو دیکھا خوش ہو کر کہتے ہیں، او جی! اللہ میری عمر بھی آپ کو لگا دے۔ بھئی اللہ تعالیٰ کے خزانے میں کوئی بجٹ کی کمی ہے؟ کہ آپ کی لی جائے گی اور تب دوسرے کی بڑھائی جائے گی۔ یہ کوئی دنیاداری کا مال ہے کہ ایک مد سے نکالیں گے تو دوسرے مد میں بڑھائیں گے۔ اللہ کے خزانے سے لینا ہے تو سیدھی سیدھی دعا مانگیں۔ اللہ آپ کی عمر میں برکت ڈالے۔

اس کے لطف و کرم سے کیا کہتے لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے:

تو ہمارا چونکہ ظرف چھوٹا ہے ہم اس قسم کی مشروط دعائیں مانگتے ہیں۔ ایک آدمی کہنے لگا، میں تو جی اللہ سے بس ایک دعا مانگتا ہوں۔ بس مجھے اولاد دے دے، میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہا، اچھا اگر اللہ آپ کو اولاد دے دے اور آپ کے کاروبار کو اللہ تعالیٰ ختم کر دے۔ پھر بیٹھے رور ہے ہوں گے نا، کہنے لگا جی۔ تو میں نے کہا: شرط کیوں لگا رہے ہو؟ کہ صرف اولاد مانگتا ہوں۔ نہیں ہم ہیں اللہ کے در کے سائل، ہم ہیں بھکاری، ہمارا تو کام ہی مانگنے سے چلتا ہے، ہم نے ہر وقت اللہ سے مانگنا ہے اور ہر چیز اللہ سے مانگنی ہے۔

تو یہ مانگنے کا طریقہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے سکھایا کہ اللہ سے مانگو تو جی کھول کے مانگو، جی بھر کے مانگو۔ کسی بندے سے نہیں مانگ رہے، بندوں کے پروردگار سے مانگ رہے ہیں اور ویسے بھی دینے والا اپنے مقام کے حساب سے دیتا ہے۔

مجھ سے اگر کوئی سائل مانگے تو ممکن ہے میں فقیر آدمی اسے ایک روپیہ دے سکوں۔ لیکن اگر وہ کسی امیر سے مانگے گا تو وہ سو روپیہ دے دے گا۔ اگر کسی وزیر سے مانگے گا وہ ہزار روپیہ دے دے گا۔ ملک کے کسی نامی گرامی بندے سے مانگے گا وہ لاکھ روپیہ دے دے گا۔ اگر کسی عرب شہزادے سے مانگے گا تو وہاں تو Million میں بات ہوتی ہے۔

اس کا مطلب جتنی مرتبہ بڑھتا گیا اتنی ہی دین بڑھتی گئی۔ اب سوچیے جب لوگ اپنی حیثیت کے مطابق دیتے ہیں تو اگر کوئی بندہ اللہ رب العزت سے مانگتا ہے تو وہ ذات جس نے کائنات کو پیدا کیا:

﴿لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۞ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

جس پروردگار کے پاس زمین اور آسمان کے خزانے ہیں پھر اس پروردگار کی دین کتنی بڑی ہوگی۔ تو ہم جب اللہ تعالیٰ سے مانگیں تو جی کھول کے مانگیں۔ اللہ اکبر کبیرا

دعا کی صحیح کیفیت:

ایک صحابیؓ دیہاتی علاقے کا، نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، بوڑھا تھا۔ کہنے لگا: اے اللہ کے نبی ﷺ! قیامت کے دن حساب کون لے گا؟ نبی علیہ السلام نے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا: اللہ تعالیٰ۔ خوش ہو کر کہنے لگا، اچھا! اگر اللہ تعالیٰ حساب لیں گے پھر تو کوئی مسئلہ نہیں وہ بڑا کریم ہے۔

تو یہ یقین کی بات ہوتی ہے۔ ہمارے بھی دل میں اگر ایسا یقین آ جائے کہ اللہ دے کر خوش ہوتے ہیں بس ہمیں مانگنے کا طریقہ نہیں آتا۔ ہم مانگتے اس طرح سے ہیں کہ جیسے دینے والے کو الٹا غصہ ہی آ جائے۔ اس لیے مسنون دعاؤں کو یاد کرنا چاہیے اور ان کو صحیح دل کی کیفیت سے مانگنا چاہیے۔

جامع دعا:

آج ایک چھوٹی سی مسنون دعا ہے جس کی ذرا وضاحت کرنی ہے۔ امید ہے آپ سب دل کے کانوں سے سنیں گی اور اس دعا کو یاد کریں گی۔ پھر اسے مانگا کریں گی اور آپ محسوس کریں گی کہ دیکھیں کتنے تھوڑے الفاظ میں اللہ کے محبوب ﷺ نے کتنی جامع دعا مانگ دی۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاتَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ))

اب اس میں تین الفاظ ہیں "العفو" العافیہ" اور المعافات ذرا تینوں کا الگ الگ مطلب سمجھ لیجیے۔

العفو کے بارے میں علماء نے لکھا ہے "اَلسَّلَامَۃُ فِی الدِّیْنِ مِنَ الْفِتْنَۃِ" کہ عفو کا معنی ہے کہ ہمارا دین فتنے سے محفوظ ہو۔

شہوات یا شبہات کے فتنے:

دین میں فتنے دو طرح سے آتے ہیں یا شہوات کی وجہ سے یا شبہات کی وجہ سے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ کئی عورتیں پردے کو بوجھ سمجھتی ہیں اور پھر بہانے بناتی ہیں اوجی پردہ تو آنکھوں کا ہوتا ہے۔ اصل میں وہ بے پردہ پھرنا چاہتی ہیں۔ اسکا جی چاہتا ہے کہ میں بن سنور کے، اچھے کپڑے پہن کے بازار کی زینت بنوں اور ادھر ادھر کے لوگ بار بار مجھے دیکھیں۔ وہ خوش ہوتی ہے، بے پردہ عورت۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اپنے کو گناہ گار سمجھے۔ یوں کہے کہ جی پردہ تو شرعی حکم ہے میں کمزور ہوں، ابھی میں پردہ نہیں کر پا رہی۔ اگر یوں کہے گی تو گنہگار تو ہوگی مگر بخشش کی امید ہوگی۔ آگے سے شیطان نے پڑھا دیا ہے اوجی پردہ تو آنکھوں کا ہوتا ہے۔

بھئی آنکھوں کا پردہ تو ہوتا ہے لیکن چہرے پر اگر پردہ نہ ہو تو ہوس کی نگاہیں تو ہر مرد کی پڑ رہی ہونگی نا؟ جو مقصود ہے پردے کا وہ تو حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو یہ شہوات ہیں اصل میں کہ جو انسان کو عمل کرنے سے روک دیتی ہیں۔ رہ گئی بات پردے کی تو پردہ تو الحمد للہ ایک شرعی چیز ہے۔

آپ ذرا غور کریں کہ اگر کوئی عورت پردے کے اندر چلے تو کسی غیر مرد کی اس پر نظر ہی نہیں پڑتی وہ غیر مرد کی ہوس بھری نگاہوں سے محفوظ رہتی ہے۔

انگریز لڑکی کا مضمون:

ایک انگریز لڑکی مسلمان ہوئی اور اس نے ایک مضمون لکھا: "Behind the veil پردے کے پیچھے سے" اس مضمون میں اس نے لکھا کہ جب میں کافرہ تھی میں Uncovered جسم کے ساتھ گلیوں اور بازاروں میں جاتی تھی، تو میں عجیب کیفیت میں جاتی تھی تو مردوں کی ایسی ایسی نظریں پڑتی تھیں، تو مجھے لگتا تھا کہ جیسے یہ مجھے کچا کھا جائیں گے۔ ہر مرد مجھے ایک ہوس والے کتے کی طرح نظر آتا تھا، جو اپنے شکار کی طرف نگاہیں جما کر دیکھ رہا ہو اور مجھے کئی مرتبہ اپنی جان کا بھی ڈر پڑ جاتا تھا کہ کہیں یہ لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے میری عزت نہ لوٹیں اور پھر مجھے جان سے مار نہ دیں۔ تو مجھے خطرہ ہی رہتا تھا۔ میری گاڑی کے پیچھے کوئی گاڑی آتی تھی تو مجھے خوف ہوتا تھا کہ کہیں یہ مجھے Chase نہ کر رہا ہو اور میرے گھر کے دروازے پر نہ پہنچ جائے، میری زندگی میں سکون نہیں ہوتا تھا۔ پھر ایک نیک مسلمان عورت کی وجہ سے میں نے کلمہ پڑھا اور میں نے بھی پردہ کرنا شروع کر دیا اب جب میں پردے میں بازار میں چلتی پھرتی ہوں کسی مرد کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ میں گوری لڑکی ہوں، اتنی خوبصورت ہوں، مجھے بالکل سکون ہوتا ہے۔ میرا دل بالکل مطمئن ہوتا ہے کہ ان مردوں کی نظر سے میں چھپی ہوئی ہوں۔ کسی کو میرے حسن و جمال کے بارے میں کچھ پتہ نہیں۔ لہٰذا جو پردے کے بعد پرسکون زندگی مجھے ملی، وہ اس سے پہلے مجھے کبھی نہیں ملی تھی۔ تو پردہ تو ایک فائدے کی چیز ہے، عورت کے لیے بھی فائدہ، مرد کے لیے بھی فائدہ۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

حضرت مولانا حسین احمد مدنی ایک مرتبہ ٹرین کا سفر کر رہے تھے گرمی کا موسم تھا، ایک انگریز اپنی میم کے ساتھ سامنے کی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت خاموش بیٹھے رہے، تو انگریز صاحب کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نا میں ان مولوی صاحب سے بات چیت کروں۔

چنانچہ اس نے مسئلہ چھیڑ دیا، مولانا! آپ لوگ عورت کو گھر کی چار دیواری میں قید کر دیتے ہیں۔ باہر نکلتی ہے تو اس پر کفن کی طرح پردہ لپیٹ دیتے ہیں۔ ہم نے دیکھو عورت کو کتنی آزادی دی ہے۔ یہ میری بیوی ہے اور دیکھو یہ کتنے خوبصورت کپڑے پہن کے میرے ساتھ چل رہی ہے۔ ہم تو شانہ بشانہ عورت کے ساتھ چلتے ہیں۔ اب اس نے ایسی ایسی باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اصل میں وہ "حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو تنگ کرنا چاہ رہا تھا۔

حضرت خاموشی سے اس کی بات سنتے رہے۔ پسینہ آرہا ہے، گرمی کا موسم ہے اور پھر وہ انگریز بار بار بھی نہیں آرہا تھا۔ حضرت نے کافی دیر تو صبر کیا پھر ساتھ شاگرد بیٹھا تھا اس شاگرد کو کہا کہ بھائی گرمی کا موسم ہے، ذرا سکنجبین بناؤ اور پلاؤ۔ اس نے شربت بنایا، پھر اس میں اس نے برف ڈالی پھر اس میں اس نے لیموں نچوڑے۔ اب جب وہ لیموں نچوڑ رہا تھا تو انگریز صاحب بھی اس شربت کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے تھے تو جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ یہ بار بار ادھر دیکھ رہا ہے سکنجبین کی طرف۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ آپ اس شربت کی طرف بار بار کیوں دیکھ رہے ہیں؟

اس نے کہا: جی گرمی کا موسم ہے لیموں چیز ہی ایسی ہے کہ گرمی کے موسم میں اس کو دیکھ کر منہ میں پانی آہی جاتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بالکل اسی طرح عورت چیز ہی ایسی ہے کہ بے پردہ ہو تو اس کو دیکھ کر مرد کے منہ میں پانی آہی جاتا ہے۔ اب جو یہ جواب سنا تو بے چارے نے شرم سے سر جھکا لیا۔

آج مٹھاس کا نام لے لو، دل متوجہ ہوتا ہے، کھٹاس کا نام لے لو، دل متوجہ ہوتا ہے۔ تو بے پردہ عورت اگر پھرے گی تو نوجوان لوگوں کے دل کیوں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔

عقلی دلیل:

اس کی عقلی دلیل بھی سن لیں:

کوئی بندہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں ایک لاکھ روپے کے نوٹ ہوں، اور وہ ہاتھ میں سب کو دکھاتا ہوا بازار میں چل رہا ہو، کہے گا کہیں بھی کوئی چور اچکا آئے گا، میرے ہاتھوں سے چھین کر بھاگ جائے گا۔ اسے کہیں اچھا بھئی ایک ہزار روپیہ ہاتھ میں لے کر چلو،

کہ گاڑی نہیں، سائیکل، موٹر سائیکل پر لوگ آتے ہیں میں اگر ایک ہزار کا اس طرح اظہار کروں گا تو لوگ میرے ہاتھ سے چھین کر چلے جائیں گے۔

بھئی اگر ایک ہزار کا نوٹ آپ اگر لوگوں کو دکھاتے جائیں تو لوگ وہ چھین کر چلے جاتے ہیں جو عورت اپنا حسن و جمال غیر مردوں کو دکھاتی جائے تو کیا اس کی عزت لوٹنے والے نہیں ہوں گے؟ کیا عورت کی عزت ایک ہزار روپے سے بھی کم ہے۔

ہم نے دیکھا لوگ گوشت خریدتے ہیں اب ایک کلو گوشت خریدا، کوئی ہے جو اس کو سر پر رکھ کر Uncovered جا رہا ہو؟

کوئی بھی نہیں ایسا کرے گا۔ پوچھیں کیوں؟ وہ جی کوے آئیں گے اور بوٹیاں اچک کے لے جائیں گے۔ بھئی! ایک کلو گوشت اگر تم محفوظ کر کے بازار سے لے جاتے ہو، کہ کوے کہیں بوٹیاں اچک کر نہ لے جائیں تو یہ جو تمہاری بیوی 50 کلو کا گوشت ہے یہ اگر بے پردہ بازار سے گزرے گی تو اس کو اچکنے والے کوے نہیں ہو جائیں گے؟ مگر شہوات کی وجہ سے عورتیں کہتی ہیں جی چہرے کا پردہ نہیں، آنکھوں کا پردہ ہوتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں دین کا فتنہ۔

ایک تو عمل نہ کیا اور دوسرے دین میں حجت بازیاں کر لیں۔ تو فتنہ دو طرح سے ہوتا ہے کبھی شہوات کی وجہ سے اور کبھی شبہات کی وجہ سے۔

دین پر اعتراض کیوں؟

شبہات کہتے ہیں عقل کی سمجھ میں باتیں نہیں آتیں تو دین پر اعتراض کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ مانچسٹر میں بیان کیا اس عاجز نے۔ تو پردے کے پیچھے خواتین نے کچھ مسائل پوچھنے تھے۔ وہ پوچھنے لگیں تو کوئی یونیورسٹی کی لڑکی بھی وہاں آئی ہوئی تھی وہ اللہ کی بندی کچھ آزاد ذہن کی تھی۔ اس نے کہا جی مجھے ایک بات پوچھنی ہے۔ میں نے کہا: بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھا، کہنے لگی: جی مجھے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ مرد تو چار شادیاں کر سکتا ہے عورت چار شادیاں کیوں نہیں کر سکتی؟

اب اسے میں نے سمجھانے کی کوشش کی، ایک دلیل دی، دوسری دلیل دی، تیسری دی، مگر وہ ڈٹی ہوئی ہے اپنی بات پر کہ جی نہیں یہ باتیں اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں لیکن عورت چار شادیاں کیوں نہیں کر سکتی؟

اب جب میں نے دیکھا کہ سیدھی انگلی سے تو گھی نہیں نکل رہا، یہ ٹیڑھی انگلی سے نکلے گا:

كَلِّمُ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ

جیسی عقل ہو اس سے پھر ویسی ہی بات کرو

تو اب میں نے اسے کہا کہ اچھا، بالفرض آپ کے چار شوہر ہوں، آپ کی چار شادیاں ہوں تو سمجھ لو کہ چار تو آپ کی ساسیں ہونگی اور اگر ہر ساس کی پانچ بیٹیاں، تو بیس نندیں ہونگی، تو چار خاوند، چار ساسیں، بیس نندیں، گزارا کر لو گی؟ کہنے لگی نہیں نہیں نہیں، میری تو بس چار خاوندوں کی بات تھی، ساسیں اور نندیں تو نہیں ہونی چاہئیں۔ اب ذرا عقل ٹھکانے آ گئی پھر تھوڑی دیر بعد کہنے لگی نہیں نہیں۔ میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی، شادی تو عورت کی ایک ہی ٹھیک ہوتی ہے۔

یہ دین کا فتنہ یا شبہات کی وجہ سے، یا شہوات کی وجہ سے۔ تو جب ہم نے یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ

اے اللہ ہمارے دین کو فتنے سے محفوظ کر دیجیے۔ نہ اس میں شہوات کی وجہ سے فتنے آئیں نہ شبہات کی وجہ سے فتنے آئیں۔ پھر آگے

www.besturdubooks.wordpress.com

"العافیۃ" کا مفہوم:

تو عافیہ کا مطلب علما نے لکھا ہے

اَلسَّلَامَۃُ فِی الْبَدَنِ مِنْ سَیِّءِ الْاَسْقَامِ

بدن کو بیماریوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے اس کو عافیہ کہتے ہیں۔

اب یہ کتنی پیاری دعا ہے کہ اے اللہ! ہمیں صحت مند جسم عطا فرما دیجیے کوئی بیماری نہ ہو۔ اب سوچیے کتنی عورتیں ہیں ہیپاٹائٹس سی کی مریض ہو جاتی ہیں۔ ٹی بی کی مریض ہو جاتی ہیں۔ ایک عورت نے فون کیا: حضرت میرے لیے دعا کیجیے، زار و قطار رو رہی تھی پوچھا، خیر؟ کیا ہوا؟

کہنے لگی کہ معدے کا السر ہے اور پچھلے آٹھ سال سے روٹی کا ایک لقمہ بھی میرے منہ میں نہیں گیا۔ میں فقط Liquied پی کر گزارہ کر رہی ہوں۔ میرے گھر میں دعوتیں ہوتی ہیں میں سب کے لیے کھانے بناتی ہوں، ڈشز بناتی ہوں مگر میں خود اللہ کی نعمتوں سے محروم ہوں۔

اس دن احساس ہوا کہ یا اللہ! آپ نے ہم پر کتنی رحمت فرمائی ہے، صبح کا ناشتہ بھی ہوتا ہے، دوپہر کا کھانا، رات کا کھانا، اور درمیان میں چائے کے نام پر کٹ بھی چل جاتے ہیں۔ نمازیں تو قضا ہو سکتی ہیں کھانا قضا نہیں ہوتا۔ تو دیکھیے ایک عورت آٹھ سال سے کچھ نہیں کھا پائی۔ تو جب کسی نے یہ دعا مانگی کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ

اے اللہ میرے دین کو بھی سلامت رکھنا، کوئی فتنہ نہ آئے میرے نزدیک نہ شہوات کی وجہ سے، نہ شبہات کی وجہ سے۔ اور اے اللہ "والعافیۃ" اور میرے بدن کو بھی سلامت رکھیے۔ مجھے بیماریوں سے بچا لیجیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب سوچیے یہ کتنی پیاری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جسمانی بیماریوں سے بھی محفوظ رکھیں، ہسپتالوں میں جائیں ذرا دیکھیں کہ بیماریوں کی وجہ سے لوگوں کی زندگی کتنی اجیرن بنی ہوئی ہے۔

تو اللہ کسی کو سلامتی والا صحت مندی والا بدن عطا فرمائیں، یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

معافات کا مفہوم:

پھر تیسری چیز ''والمعافات'' معافات کا معنی علما نے لکھا

اَنْ یُّعَافِیَهُمْ مِنْكَ وَاَنْ یُّعَافِیَكَ اللّٰهُ مِنَ النَّاسِ

''کہ اللہ تمہیں لوگوں کے شر سے بچائے اور لوگوں کے شر سے تمہیں بچائے''

اس کو معافات کہتے ہیں اب یہ کتنی پیاری دعا ہے کہ اللہ میرے شر سے لوگوں کو بچا دے۔ اور لوگوں کے شر سے مجھے بچا دے۔

خاوند کا رونا:

آج کہنے کو میاں بیوی ہوتے ہیں مگر ایک دوسرے کی زندگی عذاب بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ خاوند جان بوجھ کر بیوی کو پریشان کرتا ہے۔ آنسوؤں سے رلاتا ہے اور کئی جگہوں پر بیوی مرد کا جینا حرام کر دیتی ہے۔

چند دن پہلے میرے پاس ایک میاں بیوی کا Case آیا اب دیکھیے کہ خاوند اپنی طرف سے بیوی کے ساتھ بہت Fair ہے۔ اس کے سب تقاضے پورے کر رہا ہے اور بیوی فقط ناز کی وجہ سے مرد کو مسکرا کے نہیں دیکھتی۔ اس نے یہ محسوس کر لیا تاں کہ یہ میرے حسن و جمال سے متاثر ہے۔ غیر لڑکی سے اس کا تعلق کوئی نہیں میری ہی طرف متوجہ ہے۔ اب ناز انداز۔ خاوند رو پڑا۔ کہنے لگا حضرت میری بیوی پردے میں بیٹھی ہے اس سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھیے میں اس سے بار بار کہتا ہوں تو میری بیوی ہے تو مجھے ایک مرتبہ تو مسکرا کے دیکھ لے، اور پچھلے چھ مہینوں میں اس نے ایک دفعہ نہیں دیکھا۔ اب دیکھیے کہ وہ بیوی ہے مگر اس نے خاوند کو اپنا شر کیسا دکھایا، اس کی زندگی عذاب بنائی ہوئی ہے۔ وہ آنسوؤں سے بے چارہ رو رہا ہے۔

بیوی کا رونا:

اور کئی جگہوں پر بھی Opposite معاملہ ہوتا ہے، بیوی ترستی ہے کہ ایک مرتبہ خاوند مسکرا کے دیکھ لے اور خاوند دیکھتا نہیں۔ تو کتنے کو میاں بیوی، ایک دوسرے کے شر سے نہیں بچے ہوئے۔ بھائی بھائی کے شر سے نہیں بچا ہوا۔ دوست دوست کے شر سے نہیں بچا ہوا۔ پڑوسی پڑوسی کے شر سے نہیں بچا ہوا۔ تو کتنی یہ پیاری دعا ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ

اے اللہ میرے دین کو فتنے سے محفوظ رکھیے۔ "والعافیہ" میرے بدن کو بیماریوں سے محفوظ رکھیے۔

والمعافات" میرے شر سے دوسرے بندوں کو بچا لیجیے۔ اور بندوں کے شر سے اے اللہ مجھے بچا لیجیے۔

لیلۃ القدر کی دعا:

چنانچہ نبی علیہ السلام نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو فرمایا:

جب انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں تو کیا مانگوں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم یہ دعا مانگنا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ آپ معاف کرنے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں مجھے معاف کر دیجیے۔ تو "عفو" کا مطلب یہ ہوا کہ

اُمْحُ اٰثَارَ ذُنُوْبِنَا

اے اللہ ہمارے گناہوں کے آثار اور گواہ ختم کر دیجیے۔

اب اس بات کو ذرا مزید تفصیل سے سمجھیے

دنیا کی عدالت:

دنیا کی عدالت میں اگر کسی پر مقدمہ ہو جائے جھوٹا، اور پیروی کرنے سے ثابت بھی ہو جائے کہ مقدمہ جھوٹا تھا، تو عدالت اس شخص کو با عزت بری تو کر دیتی ہے مگر مقدمے کا Record رکھ لیتی ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جی عدالت Record کو ختم کرے تو عدالت جواب دے گی کہ نہیں، تمہیں ہم نے با عزت بری کر دیا۔ مگر ہم اپنے پاس Record کو Mantain کریں گے۔

مقدمہ جھوٹا تھا ثابت بھی ہو گیا ملزم کو بری کر دیتے ہیں Record کو ختم نہیں کرتے۔ اللہ رب العزت کا معاملہ دیکھیے، ایک آدمی اقبالی جرم ہے اپنے جرم کا خود اقرار کرتا ہے اور اسکے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے رحم کی اپیل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہ کو فقط معاف نہیں کرتے بلکہ اس گناہ کے Record کو بھی نامہ اعمال سے ختم کروا دیتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا

شانِ کریمی:

چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے:

اِذَا تَابَ الْعَبْدُ

www.besturdubooks.wordpress.com

جب بندہ توبہ کرتا ہے

اَنْسَی اللّٰہُ حَفَظَۃَ ذُنُوْبَہٗ

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو وہ گناہ بھلا دیتا ہے

وَاَنْسٰی ذٰلِکَ جَوَارِحَہٗ

اس بندے کے جسم کے اعضا کو وہ گناہ بھلا دیتا ہے

وَمَعَالِمَہٗ مِنَ الْاَرْضِ

زمین کے جن ٹکڑوں پر اس نے گناہ کیا ان ٹکڑوں کو بھی وہ گناہ بھلا دیتا ہے۔

حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ

حتیٰ کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے۔

وَلَیْسَ عَلَیْہِ شَاھِدٌ مِّنَ اللّٰہِ بِذَنْبٍ

کہ اس کے گناہوں کی گواہی دینے والا ایک بھی گواہ نہیں ہوتا۔

وہ پروردگار کتنا کریم ہے کتنا مہربان ہے کہ بندے کے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے

اور گناہ پہ گواہ بننے والے گواہوں کو گناہ ہی بھلا دیتا ہے۔

فرشتوں کو گناہ بھلانے کی حکمت:

اس پر علمانے تفسیر لکھی کہ آخر فرشتوں کو گناہ بھلانے میں کیا حکمت تھی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ گناہ بھلانے میں یہ حکمت تھی کہ قیامت کے دن جب یہ بندہ اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا اور اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ ہی نہیں لکھا ہوگا تو اس وقت فرشتے اس بندے کو طعنہ نہ دیں۔ جناب تمہاری اوقات کا ہمیں پتہ ہے، تم نے یہ یہ یہ کرتوت کیے تھے اللہ نے تمہیں معاف کر دیا، لہٰذا آج تم ایسے کھڑے ہو کہ کوئی گناہ ہی نہیں لکھا گیا۔ یہ جو فرشتوں نے بندوں کو طعنہ دینا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے طعنوں سے بندوں کو بچا لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور پھر ساتھ یہ فرشتوں کو نہیں کہا کہ فرشتو! تم گناہ مٹا دو۔ اللہ فرماتے ہیں میں جب بندے کی توبہ قبول کرتا ہوں تو اس کے گناہوں کو خود مٹا دیتا ہوں تا کہ فرشتوں کے احسان مند بھی نہ ہوں، کہ انہوں نے گناہوں کو مٹایا تھا۔ سبحان اللہ۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اپنے اللہ رب العزت کے حضور اپنے گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کر لیں

گناہ چھوڑنے کے لیے تین کام:

اب کئی مرتبہ عورتیں یہ سوال پوچھتی ہیں کہ ہم پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کرنا چاہتی ہیں ہم کیا کریں؟ بات بڑی سمجھ کی ہے۔

امید ہے کہ آپ دل کے کانوں سے سنیں گی کہ گناہ چھوڑنے کے لیے تین کام کرنے چاہیے۔ پہلا کام یہ کہ گناہ چھوڑنے کی ہمت کرے۔ ہمت کرنی پڑتی ہے ہر کام کو کرنے کے لیے، اب ایک آدمی بیٹھے بیٹھے کہے کہ جی مجھے بھوک لگی ہے تو بھوک کو دور کرنے کے لیے ہمت کرنی پڑے گی۔ کھانا کھانا پڑے گا۔ لقمہ منہ میں ڈالنا پڑے گا۔ بیٹھے بیٹھے بھوک ختم نہیں ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر کوئی لڑکی چاہتی ہے کہ میں گناہوں سے سچی توبہ کرنا چاہتی ہوں تو سب سے پہلے اس کو ہمت کر کے گناہ چھوڑنا پڑیں گے۔

مثال کے طور پر اگر وہ اپنے Cell Phone پر کسی غیر محرم سے باتیں کرتی ہے Messages کا رابطہ رکھتی ہے تو یہ Cell Phone حقیقت میں اس کے لیے Hell Phone ہے جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے۔ تو پہلا کام تو یہ کریں کہ اللہ سے ڈر کر سچی توبہ کریں۔ اور اس غیر محرم سے ٹیلیفون کا رابطہ ختم کر دیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ رابطہ ادھر بھی رہے اور پھر اللہ کے حضور انسان نیک بھی کہلائے۔

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

www.besturdubooks.wordpress.com

پیدا نہیں ہو سکتا، یہ پہلے قدم اٹھانا پڑے گا۔ تو ہمت کر کے عہد کریں کہ ہم نے آج کے بعد یہ کبیرہ گناہ نہیں کرنا۔ یا کوئی لڑکی نماز نہیں پڑھتی۔ تو عہد کریں کہ آج کے بعد نماز کا وقت ہوگا میں وضو کروں گی اور مصلے پر آ جاؤں گی۔

جب آپ وضو کر کے مصلے پر آ گئیں اب نماز پڑھنا آپ کے لیے آسان ہو جائے گا یا ایک لڑکی اگر پردہ نہیں کرتی وہ عہد کر لے کہ آج کے بعد میں چہرے کا پردہ کروں گی۔

تو سب سے پہلا کام ہوتا ہے کہ ہمت کرنا، گناہ چھوڑنے کے لیے۔

اور دوسرا کام یہ کرنا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس ہمت کے عطا ہونے کا دعا مانگنا، گویا دو رکعت نفل بھی پڑھے۔ عشاء کے بعد اگر پڑھ لے، تہجد میں پڑھ لے تو اس وقت یہ دعا مانگے اے کریم آقا، میں اس گناہ سے بچنا چاہتی ہوں آپ مجھے ہمت عطا فرما دیجیے کہ میں بچ جاؤں۔

ایک اپنی طرف سے ہمت بھی کرنا، اور دوسرا عطائے ہمت کی دعا مانگنا، اور تیسرا نیک لوگوں سے اس گناہ کے چھوڑنے کی دعا بھی کروانا، مثلاً والدہ، والد سے، اپنی معلمہ سے، اپنے استاد سے، کوئی بھی نیک لوگ ہوں ان سے یہ کہنا کہ آپ دعا فرمائیے، اللہ مجھے گناہ چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ تو جب آپ نے تین کام کر لیے اپنی طرف سے ہمت بھی کر لی۔ اللہ سے ہمت کی دعا بھی مانگ لی اور اللہ کے نیک بندوں سے دعا بھی کروا لی۔ اب تو آپ کے لیے اس گناہ کو چھوڑنا آسان ہو جائے گا۔

اے اللہ ہمارے گناہ معاف کر دیجیے:

چنانچہ قرآن مجید میں بھی سورۃ بقرہ کے آخر میں اسی قسم کی ایک دعا ہے۔ جس میں رب کریم نے یہ دعا سکھائی کہ میرے بندو تم مانگو:

وَاعْفُ عَنَّا

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ ہمارے گناہ معاف کر دیجیے۔ اور گناہوں کے آثار مٹا دیجیے

اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے آپ نے اگر کسی کو Send Message کیا مگر آپ چاہتی ہیں کہ اس کو میں delete کر دوں۔ تو آپ delete کا ایک بٹن دبائیں اور وہ Message کا Record آپ کے فون سے ختم۔ یہ ہے وَاعْفُ عَنَّا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے گناہوں کو delete بٹن کے ذریعے سرے سے Record ہی ختم کر دیتے ہیں تا کہ یہ بندہ قیامت کے دن رسوا نہ ہو۔ قیامت کے دن اس کو ذلت نہ ملے۔

قیامت کے دن اللہ رب العزت بندے کے گناہوں پہ پردہ ڈال دیں تو یہ بہت بڑی نعمت ہے، چنانچہ "وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا"

واغفرلنا کا معنی یہ بنا کہ اے اللہ! برائیوں پہ ہماری ستاری فرما دے اور ہماری نیکیوں کو ظاہر فرما دے۔

کہنے والے نے کیا خوب کہا:

کہنے والے نے کہا:

اے دوست جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی۔

وہ تیری تعریف نہیں کر رہا وہ تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کر رہا ہے جس نے گناہوں کو چھپایا ہوا ہے، اگر اللہ ہمارے گناہوں پہ رحمت کی چادر نہ ڈالتے تو شاید آج لوگ ہم سے کلام کرنا پسند نہ کرتے۔

فرمایا: واعف عنا اللہ ہمارے گناہوں کے آثار مٹا دیجیے

واغفرلنا: برائیوں پہ چادر ڈال دیجیے۔ نیکیوں کو ظاہر فرما دیجیے

www.besturdubooks.wordpress.com

وارحمنا: اور اللہ ہم پر رحمت فرمایے

رحمت کا مطلب:

رحمت فرمانے کا مطلب کیا ہوا؟ کہ اے اللہ جب آپ نے ہمیں معافی دے دی اور اب صلح ہو گئی تو جو آپ کی رحمتیں رکی ہوئی ہیں، ان رحمتوں کو دوبارہ جاری فرما دیجیے اس کی مثال ایسے ہے کہ والد اگر کسی بچے سے ناراض ہو تو اس کی جیب خرچ بھی بند کر دیتا ہے اگر وہ بچہ والد سے آ کر معافی مانگ لے اور والد کی طبیعت خوش ہو جائے تو جب والد بچے کو معاف کر دیتا ہے تو اس کا ماہانہ خرچہ بھی جاری کر دیتا ہے۔

تو وارحمنا کا یہی معنی ہوگا کہ اے اللہ ہمارے گناہوں کے سبب جو رحمتیں رکی ہوئی تھیں ان رکی ہوئی رحمتوں کو دوبارہ جاری فرما دیجیے۔

رحمتوں کا اجراء:

اس پر مفسرین نے لکھا ہے کہ گناہوں کی وجہ سے کون کون سی رحمتیں رکی ہوتی ہیں جو جاری ہو جاتی ہیں۔

ایک عبادت کی توفیق مل جاتی ہے، یعنی گناہوں کی وجہ سے جو توفیق چھن گئی تھی اللہ تعالیٰ ان نیک اعمال کی دوبارہ توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔

نماز پڑھنے کو دل چاہتا ہے قرآن پاک پڑھنے کو دل چاہتا ہے، تہجد میں اٹھنا آسان، سچ بولنا آسان، غیبت سے بچنا آسان، اپنی نگاہوں کو غیر محرم سے روکنا آسان یہ سب کام انسان کے لیے آسان ہو جاتے ہیں۔

دوسری چیز ''فراخی'' معیشت کہ گناہوں کی وجہ سے جو مال میں برکت اٹھ جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس برکت کو واپس لوٹا دیتے ہیں۔

کئی لوگوں کو دیکھا کہ کماتے تو بہت ہیں خرچے ہی پورے نہیں ہوتے۔ اصل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ وہ برکت واپس لوٹا دیتے ہیں۔

بلاحساب مغفرت:

تیسرا اس کا معنی کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی بلاحساب مغفرت فرما دیتے ہیں۔

بلاحساب مغفرت کا کیا معنی؟

کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال کو کھولیں گے ہی نہیں۔

ہمیں ایک مرتبہ اس کا تجربہ ہوا۔ حج کا موقع تھا، سعودی عرب پہنچے تو وہاں کسٹم والے سامان "Check" کرتے ہیں ایک سعودی عرب کا آدمی آیا اور اس نے دیکھا کہ مسکین چہرہ، سفید بال، اسے ترس آ گیا وہ پوچھنے لگا کہ شیخ! آپ کا سامان کون سا ہے؟ میں نے وہ چند بیگ جو تھے ان کی طرف اشارہ کر دیا اس نے ان پر چاک کا نشان لگا دیا۔ میں نے پھر پوچھا جی اب کیا کروں؟ کہنے لگا سامان لے کر جاؤ۔ اب آگے لوگ ہر ہر بندے کا بیگ کھول رہے تھے اور خوب Cheking کر رہے تھے۔ جب ان کے قریب سے گزرے انہوں نے چاک کا نشان دیکھا تو وہ مجھے کہنے لگے کہ شیخ! تم جاؤ۔ بھی سامان نہیں کھولو گے؟ انہوں نے کہا تمہارے تو بیگ پر چاک کا نشان لگا ہوا ہے۔ اس دن پتہ چلا کہ واقعی اللہ رب العزت جب بندے کی توبہ قبول کر لیتے ہیں تو پھر اس کے نامہ اعمال پر چاک کا ایسا نشان لگا دیتے ہیں کہ قیامت کے دن فرشتے اس کے نامہ اعمال کو کھول ہی نہیں سکیں گے۔ فرمائیں گے میرے بندے تم بلاحساب جنت میں چلے جاؤ۔

اور چوتھی چیز ہے اس کو کہتے ہیں "دخول جنت" کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے جنت میں داخلہ آسان فرما دیں گے۔

فرمایا: "وَاعْفُ عَنَّا" اللہ ہمارے گناہوں کے آثار مٹا دیجیے۔ "واغفرلنا" برائیوں پہ چادر ڈال دیجیے۔ نیکیوں کو لوگوں کے دلوں پر ظاہر کر دیجیے۔ وارحمنا جو رحمتیں رکی ہوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ توفیق عبادت، مال کی برکت، بلا حساب مغفرت اور دخول جنت اللہ یہ عطا کر دیجیے۔

أَنْتَ مَوْلَانَا

أَنْتَ سَيِّدُنَا وَمَالِكُنَا وَمُتَوَلِّي أُمُورِنَا

اے اللہ آپ ہی تو ہمارے سردار اور آقا ہیں۔

جب اس طرح انسان دعا مانگتا ہے تو اللہ رب العزت رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں دیکھیں حدیث مبارکہ میں دعا تو مختصر سی تھی مگر سارا مفہوم اس دعا کے اندر شامل ہے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاتَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))

اللہ تعالیٰ اس دعا کے مانگنے سے دین کو بھی بچا لیتے ہیں فتنوں سے اور بندے کے گناہوں کو بھی معاف فرما دیتے ہیں حتیٰ کہ گناہوں کے آثار مٹا کر قیامت کے دن اس کو رسوائی سے بچا لیتے ہیں۔

قیامت کے دن اللہ کی رحمت کا بڑا ظہور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کا ظہور:

حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی صفت "رحیمیت" کا اتنا ظہور ہوگا کہ ایک وقت آئے گا کہ شیطان بھی آنکھ اٹھا کر دیکھے گا نظر اٹھا کر دیکھے گا کہ شاید میری بھی آج مغفرت کر دی جائے گی۔ اتنا اللہ کی رحمت کا ظہور ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ دو بندوں کو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، کہ تمہاری نیکیاں تھوڑی گناہ زیادہ، چلو جاؤ جہنم میں، ان میں ایک آدمی تو دوڑنا شروع کر دے گا جہنم کی طرف اور دوسرا بندہ چند قدم چلے گا پھر پیچھے مڑ کر دیکھے گا پھر چند قدم چلے گا پھر پیچھے مڑ کر دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو واپس بلائیں گے۔ پہلے سے پوچھیں گے کہ بھئی! تمہیں حکم ملا تو تم نے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

بھاگنا ہی شروع کر دیا۔ وہ کہے گا یا اللہ! دنیا میں تو آپ کا حکم ماننے میں مجھ سے کوتاہی رہی۔ آخری حکم ملا جہنم جاؤ، میں نے سوچا چلو اس حکم پر ہی عمل کر لوں، آخری حکم ہے۔ اللہ فرمائیں گے اچھا، اگر اب تیرے دل میں میرے حکم کی اتنی عظمت آ گئی تو چلو میں نے تمہیں جنت عطا فرما دی۔

دوسرے سے فرمائیں گے بھئی آپ دو قدم بڑھ رہے تھے پھر پیچھے مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ پھر چند قدم جا رہے تھے پھر پیچھے مڑ کر دیکھ رہے تھے۔

وہ کہے گا یا اللہ! ساری زندگی میں نے ایسی گزاری کہ تیری رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوا، اگرچہ تو نے حکم دے دیا کہ جہنم میں جاؤ، میں چند قدم چلتا تھا پھر پیچھے دیکھتا تھا شاید تیری رحمت جوش میں آ جائے۔ اللہ فرمائیں گے اچھا! اگر تجھے میری رحمت کا اتنا ہی بھروسہ ہے چلو میں نے تمہیں جنت عطا کر دی۔

وہ کتنا کریم پروردگار ہے۔

قیامت کے دن ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے بندے تو نیک کیوں نہ بنا؟ وہ کہے گا یا اللہ! میں دعا تو مانگتا تھا کہ اللہ مجھے نیک بنا دے۔ آپ مجھے نیک بنا دیتے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں "علام الغیوب" ہیں۔

پھر بھی فرشتوں کو فرمائیں گے اچھا اس کے نامہ اعمال کو دیکھو۔ فرشتے نامہ اعمال کو Check کریں گے وہ کہیں گے یا اللہ، واقعی یہ دعا تو بار بار مانگتا تھا اللہ مجھے نیک بنا دے، اللہ مجھے نیک بنا دے۔ اللہ فرمائیں گے اچھا اگر تو نیک بننے کی تمنا دل میں رکھتا تھا میں آج تیرا حشر نیکوں میں کر دیتا ہوں تیرے سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہوں۔

سوچیے قیامت کے دن اللہ کی کیسی رحمتیں ہوں گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پیارے حبیب ﷺ کی دعا:

☆..... ایک مرتبہ نبی علیہ السلام لشکر کے ساتھ واپس تشریف لا رہے تھے۔ دریا کے کنارے آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا۔ عصر کی نماز ادا کی۔ عصر کی نماز کے بعد اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے رو رو کر امت کی مغفرت کے لیے دعا مانگی۔

اے اللہ میری امت کو بخش دیجیے، ان کی خطائیں معاف کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے دیکھا، کہ ایک چھوٹی سی چڑیا آئی اور اس نے ریت کے چند دانے اپنے منہ میں ڈالے، اپنی چونچ میں، اور دریا کے پانی کی طرف اڑ کر چلی گئی۔ پھر دوبارہ آئی، پھر چند دانے ریت کے چونچ میں ڈالے پھر دریا کی طرف چلی گئی۔ جب اس نے دو چار دفعہ ایسا کیا تو اللہ کے پیارے حبیب ﷺ متوجہ ہوئے کہ یہ چڑیا کر کیا رہی ہے؟ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل! یہ کیا معاملہ ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ یہ سارے معاملے کو اللہ نے مجسم کر کے دکھایا۔

حضور ﷺ کا امت کے لیے رونا:

آپ ﷺ نے رو رو کر دعا مانگی، اللہ میری امت کے گناہوں کو معاف فرما دیجیے۔ رب کریم نے آپ کو مجسم شکل میں یہ بات دکھا دی کہ دیکھیے جس طرح اس چڑیا کی چونچ میں ایک دو دانے ہی تو ریت کے آتے ہیں اور یہ ان دانوں کو لے جا کر دریا میں جب ڈالتی ہے تو دریا کو ریت کے ان دانوں کا پتہ ہی نہیں چلتا، اے میرے حبیب ﷺ آپ کی امت کے گناہ ریت کے ان دانوں کی طرح ہیں اور میری رحمت تو اس دریا کی مانند ہے۔ جس طرح ریت کے دانے دریا کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، آپ کی امت کے گناہ میری رحمت کے دریا کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ میں قیامت کے دن آپ کو خوش کر دوں گا، آپ کی امت کے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔ اللہ اکبر کبیرا

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت کا دریائے رحمت:

اس لیے یہ دعا ضرور کر لی چاہیے، اللہ ہماری توبہ قبول کر لیجیے، گناہوں کو مٹا دیجیے، قیامت کے دن کی ذلت سے بچا لیجیے۔

یہ بہت بڑا انعام ہے۔ بہت بڑا انعام ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی ذلت سے بچا لے۔

واقعی اگر قیامت کے دن اللہ رب العزت ہمیں اختیار دے دیں، میرے بندے تم دو میں سے ایک چیز کو چن لو، یا تو میں تمہاری Video زندگی کی تمہارے بڑوں کے سامنے دکھا دیتا ہوں۔ یا پھر تم خود ہی جہنم میں چلے جاؤ۔ تو جب بیوی کو کہا جائے گا کہ تمہاری Video تمہارے خاوند کے سامنے چلاتے ہیں۔ اور جب ماں کو کہا جائے گا کہ تمہاری Video زندگی کی تمہاری اولاد کے سامنے چلاتے ہیں۔ جب شاگرد کو کہا جائے گا تمہارے استاد کے سامنے تمہاری video زندگی کی چلاتے ہیں، مجھے تو لگتا ہے ہم کہیں گے اللہ ہماری video نہ چلانا، ہم خود ہی جہنم میں چلے جاتے ہیں۔

تو قیامت کے دن کی رسوائی سے اللہ ہمیں بچا لے تو یہ بہت بڑا انعام ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک نجاست میں لتھڑا ہوا بندہ دریا کے کنارے کھڑا تھا تو دریا نے پوچھا کہ تم کنارے پہ کیوں کھڑے ہو؟ اس نے کہا: میں نجاست میں لتھڑا ہوں، ڈرتا ہوں کہ تمہارے اندر آ گیا تو تمہارا پانی نجس ہو جائے گا۔ تو دریا نے مسکرا کر جواب دیا تھا کہ میں جاری پانی ہوں تیرے جیسے ہزاروں بھی میرے اندر غوطہ لگا لیں تو میں سب کو پاک بھی کر دوں گا اور خود بھی پاک رہوں گا۔

ہمارے گناہوں کا معاملہ ایسا ہے اللہ ہم گناہوں کی نجاست میں لتھڑے ہوئے ہیں تیری رحمت کا دریا ایسا ہے وہ ہمیں پاک بھی کر دے تو پھر بھی اس میں کمی نہیں آ سکتی۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

www.besturdubooks.wordpress.com

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کے ارادات ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہی خلوت گزینوں میں

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمن دل کو
کہ خورشید قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں

محبت کے لیے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا﴾ ○

ازدواجی زندگی میں محبت کا کردار

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے یہ ضروری ہے کہ یاد رکھیں کہ یہ پیار کا رشتہ ہے۔ دین اسلام نے شادی کو دو انسانوں کا تعلق نہیں کہا، بلکہ دو خاندانوں کا تعلق کہا ہے۔ گویا دو بچوں کا جب نکاح ہوتا ہے تو دو خاندان اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ دونوں خاندانوں کی آپس میں محبت ہونی چاہیے۔ یاد رکھیں!

فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لیے
لاتے ہیں کہاں سے لوگ وقت نفرتوں کے لیے

تو ازدواجی زندگی کی بنیاد محبت پر ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ گہری محبت ہوگی اتنی ہی کامیاب زندگی ہوگی۔

(حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

ازدواجی زندگی میں محبت کا کردار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

زندگی کے تین مراحل:

انسانی زندگی کے مختلف مراحل ہوتے ہیں۔

☆...... پہلا مرحلہ بچپن کہلاتا ہے۔ اس مرحلے میں بچہ کھاتا ہے، پیتا ہے اور کھیلتا ہے۔

☆......اس سے اگلا مرحلہ لڑکپن کا ہے۔ اس میں کھیلنے کے ساتھ ساتھ اس بچے کا تعلیمی آغاز ہوتا ہے۔ قرآن مجید پڑھے یا اسکول کی پڑھائی ہو۔ اس لڑکپن میں ہر بچے اور بچی کو پڑھنا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا ٹارگٹ (مقصد) ہوتا ہے جو اس کے ماں

www.besturdubooks.wordpress.com

باپ کی طرف سے اسے دیا جاتا ہے۔

☆......اس پڑھائی کے دوران بچے اپنی زندگی کے تیسرے مرحلے میں داخل ہوتے ہیں، جسے جوانی کا مرحلہ کہتے ہیں۔ جب تعلیم مکمل ہوتی ہے تو عام طور پر بچے اپنے لیے کوئی ذریعہ معاش بناتے ہیں اور اپنے آپ کو معاشی طور پر (Economically) مستحکم کرتے ہیں تاکہ معاشرے کے اندر وہ ایک اچھے فرد کی زندگی گزار سکیں۔

جیون ساتھی کی ضرورت:

اس جوانی کے مرحلے میں انسان کی مختلف ضروریات ہوتی ہیں۔ ان ضروریات میں سے ایک ضرورت "شادی" ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ اس کی اپنی ایک لائف ہو۔ اس کا جیون ساتھی (Life Partner) ہو، جس کے ساتھ وہ غم اور خوشی بانٹ (Share) کر سکے۔ کوئی ہو جس کو وہ اپنا سمجھے اور اس کے سامنے اپنے دل کی بات کو کھول سکے۔ شریعت نے اس کے لیے "نکاح" کو عبادت کا رتبہ عطا کیا ہے۔

چنانچہ دین اسلام نے یہ تعلیم دی کہ لوگو! اللہ رب العزت تک جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا، بلکہ وہ ان گلی کوچوں بازاروں سے ہو کر جاتا ہے لہٰذا جو انسان نکاح کرے اور حقوق اللہ کو بھی پورا کرے اور حقوق العباد کو بھی پورا کرے تو اس پر اللہ رب العزت کی طرف سے اس کو اجر ملتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ))

"نکاح نصف ایمان ہے"

گویا نکاح سے پہلے انسان جتنا بھی عبادت گزار بن جائے اس نے آدھے حصے پر عمل کیا، بقیہ آدھے حصے پر اس وقت عمل ہوتا ہے جب وہ نکاح کر کے ازدواجی زندگی گزارتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میاں بیوی کا تعلق..... قرآن کی نظر میں:

میاں بیوی کے درمیان الفت ومحبت کا ایک تعلق ہوتا ہے۔ دنیا کے لا سفروں نے اس تعلق کو واضح کرنے کے لیے بڑی کتابیں لکھیں، مضامین لکھے، ریسرچ پیپرز لکھے، مگر ہر ایک کو اس تعلق کی اہمیت ثابت کرنے کے لیے کئی پیراگراف لکھنے پڑے۔ لیکن قربان جائیں قرآن مجید کی خوبصورتی پر، جامعیت پر، کہ اس نے ایک لفظ کے ذریعے میاں بیوی کے درمیانی تعلق کو واضح کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾

''وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو''

گویا میاں اور بیوی ایک دوسرے کے لیے لباس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لباس کیوں کہا گیا؟ اس کی علما نے مختلف وجوہات بیان کی ہیں۔

①..... پہلی وجہ تو یہ ہے کہ لباس کے ذریعے سے انسان کو زینت ملتی ہے۔ اسی لیے وہ محفلوں میں خوبصورت اور بہترین لباس پہن کر جاتا ہے۔ شادی بیاہ کے لیے خاص طور پر اچھے لباس بنواتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ لباس سے میری شخصیت کے جمال میں ایک نکھار آئے گا۔

②..... دوسری وجہ یہ ہے کہ لباس سے انسان کو سردی گرمی سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اگر بغیر لباس کے انسان کو سردیوں میں باہر نکلنا پڑے تو انسان ٹھٹھر کے ہی مر جائے۔ اور اگر گرمیوں میں باہر نکلنا پڑے تو سورج کی تپش سے انسان کی جلد ہی جل جائے۔ اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کو زندگی کے غموں سے، پریشانیوں سے اور مصیبتوں سے بچا لیتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے لیے بچاؤ (Shelter) بن جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

③...... مفسرین نے ایک تیسری وجہ بھی لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میاں بیوی کو لباس اس لیے کہا گیا کہ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب اس کا لباس ہوتا ہے۔ لباس سے زیادہ قریب، جسم کے لیے کوئی اور چیز نہیں ہوتی۔ گویا یہ ایک پیغام (Message) دیا جارہا ہے کہ نکاح کے بعد یہ دونوں میاں بیوی اب ایک دوسرے کے اتنا قریب ہو گئے کہ اب ان کے ساتھ دنیا کا کوئی اور انسان اتنا قریب نہیں ہے۔ یہ قرب کا وہ لفظ ہے کہ جس نے میاں بیوی کے اس بنیادی تعلق کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دین اسلام نے اس شادی کو وقت گزاری کے لیے کوئی سبب نہیں بنایا، بلکہ زندگی گزارنے کا ایک عمل بتایا ہے تو گویا میاں بیوی جو شادی کرتے ہیں وہ پوری زندگی اکٹھے گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔

ازدواجی زندگی میں مودّت اور رحمت کا مطلب:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا﴾

''اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم میں سے ہی تمہارا جوڑا بنایا، تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرسکو''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شادی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مرد کو عورت کے ذریعے سے سکون ملے اور عورت کو مرد کے ذریعے سے سکون ملے۔ گویا وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا رہ کر پرسکون ہوتے ہیں۔ اور اگر اکٹھے نہ ہوں تو پھر زندگی میں پریشانیاں ہوتی ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾

''اور تمہارے درمیان مودّت اور رحمت کو رکھ دیا گیا''

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں قرآن مجید نے دولفظ استعمال کیے ہیں ایک مودت کا اور ایک رحمت کا۔ یہ بھی قرآن مجید کی خوبصورتی دیکھیے کہ میاں بیوی کی جوانی کی زندگی کے لیے ''مودت'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔ کہ جب میاں بیوی کو ایک دوسرے کی جسمانی (Biological) ضرورت ہوتی ہے۔ اس دوران میں اگر وہ کسی موقع پر ایک دوسرے سے خفا بھی ہو جاتے ہیں تو تھوڑی دیر کے بعد پھر ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے بھی ہو جاتے ہیں۔ ان کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کے لیے دونوں کی ایک جسمانی ضرورت بھی ہوتی ہے۔

لیکن جب میاں بیوی بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اب ان کو ایک دوسرے کی جسمانی ضرورت کم ہو جاتی ہے۔ اب اس موقع پر وہ ایک دوسرے کے کیسے قریب رہیں؟ اس کے لیے قرآن مجید نے ''رحمت'' کا لفظ استعمال کیا۔ کہ تمہیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی بھی ہونی چاہیے۔ گویا یہ بتایا گیا کہ جب تم جوانی کی زندگی سے گزر کر بڑھاپے کی زندگی کو پہنچو گے تو خاوند یہ سوچے کہ میری بیوی نے اپنی پوری جوانی میری خدمت میں گزار دی، اب بوڑھی ہو گئی ہے، لہٰذا اب مجھے اتنے اچھے گزرے ہوئے وقت کا لحاظ کرنا ہے اور اس بڑھاپے میں اگر بیوی سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو مجھے اس کو معاف کر دینا ہے۔ اور دوسری طرف بیوی یہ سوچے کہ یہ وہی خاوند ہے جس نے میرے اور میرے بچوں کے لیے اپنی جوانی لگا دی، اب یہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ اب اگر اس کو غصہ زیادہ آتا ہے یا اس کے اندر بے حوصلگی آ گئی تو مجھے اس کے ساتھ گزارا کرنا ہے، کیونکہ اس نے زندگی کا اتنا اچھا وقت میرے ساتھ گزارا ہے۔ گویا ایک دوسرے کے اچھے گزرے ہوئے وقت کا لحاظ رکھنا ''رحمت'' کہلاتا ہے۔ اگر ان دو چیزوں کا خیال رکھا جائے تو انسان کی پوری زندگی الفت و محبت میں گزرتی ہے۔

ساس اور سسر کا مقام:

شریعت نے ہمیں بتلایا کہ جب انسان کا نکاح ہوتا ہے تو اس کے لیے ساس اور سسر بھی، ماں باپ کا درجہ رکھتے ہیں۔ گویا نکاح کے بعد مرد کی دو مائیں اور دو باپ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح عورت کی بھی دو مائیں اور دو باپ ہو جاتے ہیں۔ اگر شریعت کی بتائی ہوئی اس بات پر عمل کریں اور لڑکی اپنی ساس کو بھی اپنی ماں کی نظر سے دیکھے اور سسر کو اپنے باپ کی نظر سے دیکھے تو درمیان میں کوئی پریشانی آ ہی نہیں سکتی۔ پریشانی اس وقت شروع ہوتی ہے جب وہ ماں کی بات کو تو آرام سے برداشت کر لیتی ہے لیکن ساس کے سمجھاتے ہوئے مشورے کو بھی برا سمجھتی ہے۔ یا دوسری طرف، ساس اگر بہو کو اپنی بیٹی کی نظر سے دیکھے تو درمیان میں کوئی پریشانی آ ہی نہیں سکتی۔ پریشانی شروع بھی اس طرح ہوتی ہے کہ بہو چھوٹی سی غلطی کرے تو ساس اس کی غلطی کو دوسروں کے سامنے بتاتی پھرتی ہے۔ اور اس کی اپنی بیٹی اس سے دس گنا زیادہ بڑی غلطی کرلے تو ماں اس کو چھپاتی پھرتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ساس اور سسر کو ماں اور باپ کا درجہ دیا جائے اور بہو کو بیٹی کا درجہ دے دیا جائے تو گھر کے اندر کے مسائل خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے۔ دیکھیے کہ شریعت نے ہمیں کتنا اچھا اصول بتایا ہے۔

گھر آباد کرنے کی پوری کوشش کریں:

ہمارے اس ماحول معاشرے کی بچیاں جب اپنے گھروں سے رخصت ہوتی ہیں تو ننانوے فیصد بچیوں کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ ہم نے اپنا گھر بسانا ہے۔ لہٰذا اب یہ خاوند پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرتے ہیں۔ اگر وہ حسن سلوک کا معاملہ کرے تو گھر آباد ہو جاتا ہے اور اگر وہ لڑکی کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ نہ کرے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو پھر گھر برباد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خاوند اور بیوی دونوں کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر کو آباد کرنے کے لیے پوری پوری کوشش کریں۔

گھریلو جھگڑوں سے بچنے کی آسان تدبیر:

جب بھی میاں بیوی کے درمیان کسی قسم کا اختلاف ہوتا ہے تو وہ کسی نہ کسی تیسرے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کی وجہ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے۔ ہمیشہ کسی تیسرے کی وجہ سے جدا ہوتے ہیں۔ وہ تیسرا بندہ مرد کے گھر والوں میں سے بھی ہو سکتا ہے، یا عورت کے گھر والوں میں سے بھی ہو سکتا ہے۔ یا کوئی اور تیسرا بندہ ہو سکتا ہے۔ ہمیشہ کسی تیسرے بندے کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائیاں آتی ہیں۔ چنانچہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ میاں اور بیوی نے کسی تیسرے کی وجہ سے آپس کے تعلقات کو خراب نہیں ہونے دینا۔

اس کے لیے ایک آسان اصول یہ ہے کہ جب شادی ہو تو اس وقت لڑکی کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کے جتنے رشتہ دار ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی ذمہ داری قبول کرلے۔ یعنی یہ ذمہ داری بیوی کی ہونی چاہیے۔ اور خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کے جتنے عزیز و اقارب ہیں ان کو خوش رکھنے کی ذمہ داری قبول کرلے۔ اب جب خاوند، بیوی کے رشتہ داروں کو خوش رکھے گا اور بیوی، خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ رکھے گی تو صاف ظاہر ہے کہ دونوں کی زندگی خوشیوں بھری اور بہت ہی پرسکون گزرے گی۔ اس لیے دونوں کو چاہیے کہ اپنے گھر کو آباد کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ محبت و پیار کی زندگی گزاریں۔ چنانچہ بتایا گیا ہے:

House is built by hands, but home is built by hearts.

"جب اینٹیں جڑتی ہیں تو مکان بن جاتا ہے اور جب دل آپس میں جڑتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں"

True blove does not consist of holding hands. it consist of holding hearts.

"سچی محبت، ہاتھوں کے ملنے سے نہیں ہوتی، یہ تو دلوں کے ملنے سے ہوتی ہے، گویا شادی کا رشتہ دلوں کا ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جاتا ہے"

علما نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اماں حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا۔ سر سے اس لیے پیدا نہیں کیا کہ کہیں سر پہ نہ بٹھا دیا جائے اور پاؤں سے اس لیے پیدا نہیں کیا کہ اس کو پاؤں کی جوتی ہی نہ بنا لیا جائے۔ پسلی سے اس لیے پیدا کیا کہ اس کو محبت کے ساتھ دل کے قریب رکھا جائے۔ چنانچہ جب میاں بیوی، دونوں محبت و پیار کی زندگی گزارتے ہیں تو یقیناً گھر کے اندر سکون ہوتا ہے۔

شادی کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے:

شادی کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ خاوند نے بیوی کے ذریعے سے گناہوں سے بچا ہوتا ہے اور بیوی نے اپنے خاوند کے ذریعے سے گناہوں سے بچا ہوتا ہے۔ جب دونوں ایک دوسرے کے ذریعے سے گناہوں سے بچیں گے تو ان کو اللہ کا قرب ملے گا، گھر میں برکتوں اور رحمتوں کی بارش ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ان کو سرخروئی نصیب ہوگی۔ اس لیے دونوں کو چاہیے کہ محبت و پیار کے ساتھ زندگی گزاری جائے۔

ازدواجی زندگی اور تحمل مزاجی:

ازدواجی زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں، مگر کامیاب زندگی ان کو نصیب ہوتی ہے جن کے اندر تحمل مزاجی ہوتی ہے۔ تحمل مزاجی کہتے ہیں برداشت کو، کہ انسان کسی بھی بات پر فوراً غصے میں آ کر بدتمیزی نہ کرے، بلکہ اگر کوئی بات سامنے آئے بھی تو ٹھنڈے دل

www.besturdubooks.wordpress.com

ودماغ سے سوچے اور پھر اس کے بعد کوئی قدم اٹھائے یا زبان سے لفظ بولے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ نوجوان اکثر یہ غلطی کر جاتے ہیں کہ ذرا سی بات پر میاں بیوی میں دلائل کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر وہ دلائل کا سلسلہ ایسا چلتا ہے کہ بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے۔ کئی مرتبہ تو لکھے پڑھے لوگ بھی یہ غلطی کر جاتے ہیں۔

مجھے ایک ملک میں بتایا گیا کہ میاں بیوی دونوں پی ایچ ڈی ڈاکٹر تھے۔ تیس سال کی زندگی گزارنے کے بعد ان کے درمیان جدائی ہوگئی..... وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ بنی کہ ایک دن میاں دیر سے اٹھا، دفتر جاتا تھا۔ اس سے پہلے اس نے کچن کے سینک کے اندر ٹوتھ پیسٹ کی اور اس کے بعد اپنے دفتر چلا گیا۔ جب بیوی آئی اور اس نے دیکھا کہ کچن کے سینک کے اندر ٹوتھ پیسٹ کی گئی ہے تو اس کو بہت غصہ آیا۔ چنانچہ جب خاوند دفتر سے واپس آیا تو بیوی تو پہلے ہی غصے میں تھی، چنانچہ اس نے کہا کہ تم بہت ہی رف ہو اور بہت ہی الف ہو، تمہارے اندر تو سلیقہ مندی ہے نہیں، تمہیں آداب نہیں آتے، تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں۔ اتنی چھوٹی سی بات پر ان کے درمیان دلائل کا سلسلہ شروع ہوا اور نتیجہ یہ نکلا کہ خاوند نے بیوی کو طلاق دے دی۔

جب میں نے یہ بات سنی تو میں نے کہا: واقعی او دونوں پی ایچ ڈی لگتے ہیں۔ کسی نے پوچھا: جی! وہ کیسے؟ میں نے کہا: انگلش کے پی ایچ ڈی تھے، اردو کے پی ایچ ڈی۔ اس نے پوچھا: کیا مطلب؟ میں نے کہا: پی ایچ ڈی کا مطلب ہے پھرا ہوا دماغ۔ کہ دونوں کا دماغ پھرا ہوا تھا۔ ان کو اتنی بھی سمجھ نہیں تھی کہ ہمیں تیس سال گزارنے کی کچھ تو لاج رکھنی چاہیے۔

بعض نوجوان بچے ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی تیزی کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں ان کو سمجھانا چاہیے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

Please slow down to the speed of life

زندگی کی ایک رفتار ہے اس کے ساتھ زندگی گزاریں گے تو زندگی اچھی گزرے گی اور اگر اس سے رفتار بہت زیادہ بڑھالیں گے تو پھر آپ مشکل میں پڑ جائیں گے۔ اچھے لوگ وہی ہوتے ہیں جن کے اندر قوت برداشت (Tolerance) ہو۔ دیکھیں! آج سائنسی دور ہے، ہر جگہ مشینری لگ رہی ہے اور لوگ بھی مشینری کی استعمال کا تجربہ رکھتے ہیں۔ جب بھی کوئی مشین بنتی ہے تو اس کے بنانے کے دوران ڈیزائن بناتے وقت ہر چیز میں قوت برداشت (Clearance Tolerance) رکھی جاتی ہے۔ مثلاً شافٹ کا سائز اتنا ہے، اس پر بیرنگ نے فٹ ہونا ہے۔ تو بیرنگ اور اس کے درمیان اتنی Clearance ہوگی۔ پھر بیرنگ نے اپنی Housing میں فٹ ہونا ہے تو اس کے سائز کی اتنی Clearance ہوگی۔ اس Clerance Tolerance کے اصول پر آج پوری دنیا میں مشینیں بن رہی ہیں اور چل رہی ہیں۔ اگر Clearance کو صفر (Zero) کر دیا جائے تو نہ تو دنیا کی کوئی مشین فٹ ہو سکتی ہے اور نہ ہی کوئی مشین چل سکتی ہے۔

بالکل اسی طرح جن میاں بیوی کے درمیان قوت برداشت (Tolerance) صفر ہو جائے، ان کی زندگی کی گاڑی آگے چل ہی نہیں سکتی۔ گاڑی اچھے طریقے کے ساتھ تب چلے گی جب دونوں ایک دوسرے کے ساتھ قوت برداشت کا معاملہ رکھیں۔ آخر دونوں انسان ہیں۔ کبھی کسی کا مزاج کیسا، موڈ کیسا، سوچ کیسی۔ لہٰذا اگر دوسرے نے کبھی کوئی ایسی بات کر بھی دی تو اس کو تھوڑی دیر کے لیے آپ برداشت کر لیجیے۔ ممکن ہے کہ چند ہی لمحوں میں اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور وہ خود ہی آپ سے معافی مانگ لے۔

ناموافق حالات کا مقابلہ:

ازدواجی زندگی میں جتنی پختگی زیادہ ہوگی اتنا ہی زیادہ اچھا ہوگا۔ اس لیے کہا گیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

High winds blow on high mountains

"اونچے پہاڑوں کے اوپر آندھیاں بھی بہت تیز چلتی ہیں"

اگر زندگی میں حالات کے اتار چڑھاؤ کی آندھی آ جائے تو بندے کو چاہیے کہ وہ پہاڑ کی طرح اس کو برداشت کر لے۔ اللہ رب العزت مہربانی فرما دیتے ہیں۔

آپ ذرا ایسے درخت کے بارے میں سوچیں جو سرد علاقے میں ہے۔ جب سردی کا موسم شروع ہوتا ہے تو اس کے پھل ختم ہو جاتے ہیں، پھول ختم ہو جاتے ہیں، پتے گر جاتے ہیں۔ ٹنڈ منڈ درخت نظر آ رہا ہوتا ہے۔ لیکن اس درخت کو پتہ ہوتا ہے کہ اس وقت حالات سازگار نہیں ہیں، مجھے صبر کے ساتھ وقت گزارنا ہے، ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑے برداشت کرنے ہیں، برف بھی پڑے گی تو مجھے اس کو برداشت کرنا ہے۔ اس کے بعد ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ یہ نامناسب ماحول بھی ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ درخت کھڑا رہتا ہے اور سردیوں میں بالکل خشک لکڑی کی طرح نظر آتا ہے۔ اس پر برف بھی گرتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑے بھی پڑتے ہیں۔ سب کچھ ہوتا ہے لیکن وہ درخت برداشت کرتا رہتا ہے۔ یہ چند مہینوں کی بات ہوتی ہے۔ اس کے بعد بالآخر سردی کا موسم ختم ہوتا ہے۔ بہار کا موسم شروع ہو جاتا ہے اور اسی ٹنڈ منڈ درخت کے اندر سے پھر کونپلیں نکلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ وہ شاخیں بنتی ہیں اور ان کے اوپر پھول لگتے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ اس درخت کو پھلوں سے نواز دیتے ہیں۔ یہ ہوتا ہے صبر کا پھل

خاوند اور بیوی کو بھی سوچنا چاہیے کہ اگر کبھی ناموافق حالات آ جائیں تو یہ حالات ہمیشہ نہیں رہیں گے، اگر عقل مندی کر کے صبر کے ساتھ اس وقت کو گزار لیا جائے تو تھوڑے ہی دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ حالات کو پھر سازگار بنا دیتے ہیں اور انسان کو پھر بہار جیسی زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ یعنی زندگی کے ان اونچ نیچ کے حالات میں جو میاں

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی اچھے انداز سے زندگی گزاریں، انہی کی زندگی کامیاب زندگی ہوتی ہے۔ اس لیے کسی نے کہا:

To run a big show, should have a big heart..

”بڑا کام کرنے کے لیے دل بڑا ہونا چاہیے“

لہٰذا شادی کے بعد نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنا دل بڑا کر لیں اور زندگی کے ہر قسم کے حالات میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار کی زندگی گزارنے کی کوشش کریں ان کو اسے کامیابی ہو جائے گی۔

ازدواجی زندگی میں سنتوں کا التزام:

اگر ہم نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں پر عمل کریں گے تو یقیناً کامیاب زندگی گزرے گی۔ ہمیں دراصل مصیبت وہاں پیش آتی ہے جہاں ہم شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کو نظرانداز کرتے ہیں اور پھر ہم اپنی زندگی میں اس کی وجہ سے پریشانیاں اٹھاتے ہیں۔

کراچی میں ایک جوڑا تھا۔ میاں بیوی، دونوں نوجوان تھے۔ تیس سال کے قریب کی عمر تھی۔ انہوں نے میری طرف رجوع کیا کہنے لگے: جی! ہم دونوں نے بہت اچھی طرح بیٹھ کر سوچا ہے، ہمارے ذہن ایک دوسرے سے ملتے نہیں، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ جدائی ہو جائے مگر ہم نے ابھی اپنے گھر والوں کو نہیں بتایا چونکہ آپ کے ساتھ ہمارا اصلاحی تعلق ہے اس لیے سوچا کہ پہلے آپ کو بتا دیں۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ لوگ چند مہینوں کے لیے اپنے اس فیصلے کو مؤخر کر دیں اور جیسے میں کہوں آپ اپنی زندگی ویسے گزاریں۔ انہوں نے کہا: جی بہت اچھا۔

اب جب میں نے ان دونوں سے بات چیت کی تو مجھے تھوڑی دیر میں ہی معلوم ہو گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ مسئلہ اصل میں خاوند کا تھا کہ ان دنوں پورے ملک کے اندر کاروبار کی مصروفیات بہت کم تھیں، کوئی ٹیکس کا معاملہ تھا اور ہڑتالیں ہوئی تھیں۔ اس کی وجہ سے کئی کئی دن مارکیٹیں بند رہتی تھیں۔ ادھر اس لڑکے نے رقم کی ادائیگی کرنی ہوتی تھی اور جب اس کی آمدنی نہیں ہوتی تھی تو صاف ظاہر ہے اس کو پریشانی ہوتی تھی۔ چنانچہ جب وہ نوجوان شام کو گھر واپس آتا تو بہت سنجیدہ اور پریشان ہوتا کہ میرے کاروبار کا کیا بنے گا۔ اس لیے جب وہ گھر میں داخل ہوتا اور بیوی اس کا چہرہ دیکھتی کہ یہ بہت ہی سنجیدہ ہے تو اس کا بڑا دل دکھتا۔ کیونکہ وہ تو کھانا بنا کر ایک دو گھنٹے سے انتظار میں بیٹھی ہوتی تھی کہ میرا خاوند آئے گا اور میں اس کے ساتھ مل کے کھانا کھاؤں گی۔ اور جب وہ خاوند کو دیکھتی کہ وہ اتنا سنجیدہ ہے تو وہ ذہن میں یہ سوچتی کہ شاید میں اسے پسند نہیں ہوں، یہ مجھے پسند ہی نہیں کرتا۔ اس سے اسے غصہ بھی آتا کہ میں اس کے لیے اتنی دیر سے انتظار میں بیٹھتی ہوں اور یہ آتا ہے تو اس کا منہ ہی ٹھیک نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایک لفظ سے بات شروع ہوتی اور

They used to end up with the discussion and orguments

"بحث مباحثہ اور دلائل پر بات ختم ہوتی"

جب روز کا جھگڑا شروع ہوا تو بالآخر دونوں نے سوچا کہ اگر ہم ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اچھا ہے۔

جب میں نے ان کی روز کی یہ کیفیت معلوم کر لی تو میں نے انہیں کہا کہ آپ ذرا چند مہینے تک اس معاملے کو موخر کریں اور نبی علیہ السلام کی ایک سنت پر عمل کریں۔ وہ پوچھنے لگے: کیا؟ میں نے کہا: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام جب بھی باہر سے گھر تشریف لاتے تھے تو مسکراتے چہرے کے ساتھ تشریف لاتے تھے اور

اپنے اہل خانہ کو سلام کیا کرتے تھے۔

میں نے اس خاوند کو سمجھایا: بھئی! آپ کے کاروبار کا معاملہ اچھا نہیں چل رہا۔ یہ آپ کی بیوی کا قصور تو نہیں ہے۔ آپ جب اپنے دفتر کا دروازہ بند کرنے لگا کریں تو اپنے کاروبار کی جتنی بھی پریشانی ہے اس کو دفتر کے اندر رکھ کر سب کو تالا لگا دیا کریں اور جب گھر میں آیا کریں تو آپ بہت فریش اور اچھے موڈ کے ساتھ آیا کریں۔ اس لیے کہ بیوی کا تو اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ اس کو تو محبت اور پیار چاہیے۔ نبی علیہ السلام کی یہ مبارک سنت ہے کہ آپ ﷺ جب گھر تشریف لاتے تھے تو مسکراتے چہرے کے ساتھ تشریف لاتے تھے اور اپنے اہل خانہ کو سلام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب آپ بھی آیا کریں تو نبی علیہ السلام کی اس سنت پر عمل کیا کریں۔

پھر میں نے اس کی بیوی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نبی علیہ السلام کا استقبال کرنے کے لیے دروازے کے قریب پہنچ جایا کرتی تھی۔ چنانچہ میں نے اسے یہ سمجھایا کہ جب خاوند آئے تو دروازہ کھولنے کے لیے آپ دروازے پر جایا کریں اور مسکرا کر اپنے خاوند کا استقبال کیا کریں۔

اب جب ان دونوں نے ان باتوں پر عمل کرنا شروع کیا تو ٹھیک ایک مہینے کے بعد دونوں میاں بیوی نے فون پر رابطہ کیا اور کہنے لگے: حضرت! ہمارا یہ ایک مہینہ تو ہنی مون کی حالت میں گزرا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ہم سے زیادہ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے میاں بیوی کوئی ہوں گے ہی نہیں۔ وجہ کیا تھی؟ کہ جب دروازہ کھلتا تھا اور خاوند بھی مسکراتے چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوتا تھا اور بیوی بھی خاوند کا چہرہ دیکھ کر مسکرا دیتی۔ جب دونوں طرف سے مسکراہٹیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر میں نے ان کو ایک حدیث پاک سنائی۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے تو اللہ رب العزت ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔

جھگڑے کو ختم کر کے سوئیں:

اگر کبھی ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف رائے (Difference of Opinion) ہو بھی جائے تو جب تک اس کو سلجھا نہ لیا جائے اس وقت تک میاں بیوی کو سونا ہی نہیں چاہیے۔ سونے سے پہلے اپنے جھگڑے کو ختم کر کے سونا چاہیے۔ اس کو کہتے ہیں:

"مل بیٹھنا اور ایک دوسرے کو سمجھانا" Sit and Sttle Policy

اس لیے میاں بیوی کو چاہیے کہ وہ اس پالیسی پر عمل کر لیں۔ مل بیٹھیں اور ایک دوسرے کو بات سمجھانے کی کوشش کریں اور جب تک ایک دوسرے کو نہ سمجھا لیں تب تک نہ سوئیں۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مسئلہ ہی ایسا ہو کہ وہ سلجھنے والا ہی نہ ہو تو اس صورت میں ان کو مجلس کا اختتام کس طرح کرنا چاہیے؟..... انہیں چاہیے کہ وہ اس بات پر عمل کریں:

Let us agree upon dis-agree in tonight.

"چلیں آج ہم اس بات پر رضا مند ہو جاتے ہیں کہ ہم اس بات پر رضامند نہیں ہو سکے"

تب جا کے سونا چاہیے۔ جب اس طرح میاں بیوی کسی ایک نتیجے تک پہنچیں گے تو زندگی کی مشکلات کوئی مشکلات نہیں رہیں گی۔

معذرت کر لیا کریں:

خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے۔ اسی لیے کہا گیا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

After winning an argument with the wife, the wisest thing a husband can do, is to apotoglse.

اس اصول کے تحت خاوند کو بھی چاہیے کہ وہ بھی معذرت کرلے اور بیوی کو چاہیے کہ وہ بھی معذرت کرلے تاکہ دونوں محبت وپیار کی زندگی گزار سکیں۔

میاں بیوی کی باہمی محبت:

یہ محبت جو ہے میاں بیوی دونوں کے دلوں میں ہوتی ہے۔انگلش میں کہتے ہیں:

Love begets love. "دل کو دل سے راہ ہوتی ہے"

اگر خاوند کے دل میں محبت ہوگی تو بیوی کے دل میں محبت کے اور زیادہ جذبات ہوں گے۔ اگر یہ چیز زندگی کے اندر رہے تو زندگی اچھے طریقے سے گزر جاتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے یہ تعلیم دی کہ خاوند اور بیوی دونوں جتنی محبت کی زندگی گزاریں گے ان کو اللہ رب العزت کی طرف سے اجر دیا جائے گا اس لیے کہتے ہیں:

Everything in the household runs smoothly, when love oils the machinary.

جب آپس میں محبت وپیار ہوگا تو زندگی کی گاڑی بہت اچھی چلتی رہے گی۔

یاد رکھیں! جہاں محبت موٹی ہوتی ہے وہاں عیب چھوٹے ہوتے ہیں اور جہاں محبت چھوٹی ہوتی ہے وہاں پر عیب بڑے موٹے ہوتے ہیں۔ جب بنیادی طور پر محبت وپیار کی زندگی گزرے گی تو پھر ایک دوسرے کی غلطی کوتاہیوں کو درگزر کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔ میاں بیوی کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی عزت بھی کریں، ایک دوسرے کو محبت بھی دیں، ایک دوسرے کی ضروریات کا بھی خیال رکھیں، ایک دوسرے کا تحفظ کریں اور ایک دوسرے کا وفادار بن کر رہیں۔ جب اس طرح زندگی گزاریں گے تو پھر دیکھنا کہ گھر جنت

www.besturdubooks.wordpress.com

کا نمونہ بن جائے گا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ

"تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہے"

اگر انسان کا اندازہ لگانا ہو کہ یہ کتنا اچھا آدمی ہے تو اس کے بزنس سے اندازہ نہیں لگا سکیں گے، یا اس کے دوستوں کی مجلس سے اندازہ نہیں لگا سکیں گے، بلکہ اندازہ اس بات سے لگائیں گے کہ یہ اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کیسا ہے۔ اگر ان سے ساتھ اچھی زندگی گزار رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک اچھا انسان ہے۔ اور اگر ان کے ساتھ بھی زندگی نہیں گزار رہا تو پھر یہ اچھا انسان نہیں ہے۔ اس لیے فرمایا:

((وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ))

"میں تم سب میں سے اپنے اہل خانہ کے لیے زیادہ اچھا ہوں"

نبی علیہ السلام نے اپنی مثال دے کر فرمایا کہ دیکھو میں تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لیے سب سے زیادہ بہتر ہوں۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم الفت و محبت کی زندگی گزاریں اور زندگی کی پریشانیوں کو مل جل کر ان کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

دو طرح کی گاڑیاں:

دیکھیے! گاڑیاں ہوتی ہیں دو طرح کی۔ ایک ہوتی ہے پسنجر ٹرین اور ایک ہوتی ہے ایکسپریس ٹرین۔ پسنجر ٹرین جب چلتی ہے تو آہستہ سپیڈ سے چلتی ہے اور ہر چھوٹے بڑے سٹیشن پر ٹھہری ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بڑے دنوں کے بعد منزل پر پہنچتی ہے۔ اس لیے لوگ پسنجر ٹرین پر سفر کرنا پسند ہی نہیں کرتے۔ بلکہ دفتروں میں کام کرنے والے لوگ اور کاروبار کرنے والے لوگ پسنجر ٹرین پر سوار ہی نہیں ہوتے کہ اس سے بہت زیادہ وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

ضائع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ایکسپریس ٹرین سے جائیں گے...... ایکسپریس ٹرین کیا کرتی ہے؟...... یہ بہت سپیڈ کے ساتھ چلتی ہے اور اگر راستے میں کوئی اسٹیشن آ جائے تو یہ تھوڑی دیر کے لیے رکتی تو ہے لیکن جیسے ہی اسٹیشن کو کراس کرتی ہے تو اس کے بعد پھر تیز سپیڈ سے چلنا شروع کر دیتی ہے۔ اس طرح یہ بہت جلدی منزل پر پہنچتی ہے اور لوگ کئی گنا زیادہ کرایہ دے کر اس ٹرین پر سفر کرنا پسند کرتے ہیں۔

انسانوں کی مثال بھی ان دو ٹرینوں کی سی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ بعض لوگ تو ایکسپریس ٹرین کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ مثلاً ان کی زندگی کا مقصد اللہ کو راضی کر کے زندگی گزارنا ہوتا ہے۔ اور خوشیوں بھری زندگی گزارنا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ سب کے ساتھ اچھے اخلاق کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی جھگڑا یا کوئی مسئلہ پیش آ جاتا بھی ہے تو ان کی زندگی کی رفتار تھوڑی دیر کے لیے تو آہستہ ہوتی ہے مگر وہ پھر تیز چلنا شروع کر دیتے ہیں اور معاملے کو جلدی جلدی رفع دفع کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی زندگی کی منزل کو سامنے رکھتے ہیں۔ اور کئی لوگ پسنجر ٹرین کی مانند ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض میاں بیوی کو دیکھا کہ ذرا سی بات ہوئی تو دونوں میں آپس میں دلائل اور بحث و مباحثہ کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر ایک دوسرے سے بولنا بند کر دیا۔ اب ان کی یہ پسنجر ٹرین چھوٹے سے اسٹیشن پر کھڑی ہے۔ کئی دن ایک دوسرے سے نہیں بولتے، پھر اس کے بعد بولنا شروع کر دیتے ہیں اور زندگی کی گاڑی پھر چلنا شروع کر دیتی ہے۔ پھر کسی دن چھوٹی موٹی بات آ گئی پھر جھگڑا شروع ہو گیا اور پھر پسنجر ٹرین چھوٹے سے اسٹیشن پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ان کے گھروں میں دیکھا کہ ہر دوسرے چوتھے دن کوئی نہ کوئی بات ہوتی رہتی ہے۔ یہ پسنجر ٹرین کی سی زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔ اللہ رب العزت کے ہاں یہ لوگ اتنے مقبول نہیں ہوتے بلکہ جو لوگ معاملے کو جلدی سمیٹ کر رفع دفع کر کے محبت کی زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

گزارنے والے ہوتے ہیں وہ اچھے لوگ ہوتے ہیں۔ اس لیے فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهٖ

”تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہے“

ناشکری سے بچیں:

انسان کی عادت ہے کہ وہ بہت ناشکرا ہے۔ چنانچہ کئی دفعہ دیکھا کہ خاوند بیوی کے لیے جتنا کچھ کرے ذرا سی کوئی کوتاہی رہ گئی تو بیوی فوراً گلہ دیتی ہے اور کئی جگہوں پر دیکھا کہ بیوی خاوند کے لیے کتنی بھی قربانی دے دے، ذرا سی کوئی بات ہوئی تو خاوند فوراً اعتراض کر دیتا ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے اس لیے انگریزی میں کہتے ہیں کہ اللہ کی صفت دیکھو:

”اللہ دیتا بھی ہے اور معاف بھی کر دیتا ہے“ Allah gives and forgives

اور بندے کا حال دیکھو:

”بندہ لیتا بھی ہے اور بھول بھی جاتا ہے“ Man gets and forgets

یعنی دوسروں کی اچھائیوں کو بھول جاتا ہے اور کوتاہیوں کو یاد رکھتا ہے۔ میاں بیوی میں ایسا تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ کوتاہیوں کو بھول جانا چاہیے اور اچھائیوں کو یاد رکھنا چاہیے، تاکہ الفت و محبت کی زندگی گزرے۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت خوشیوں بھری زندگی گزارنے پر اور ایک دوسرے کی ہمدردی والی زندگی گزارنے پر بندے سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

نبی رحمت ﷺ کی اہل خانہ سے محبت:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام اپنے گھر میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ پیالے میں پانی پی رہی تھیں۔ نبی علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

نے دور سے ہی دیکھ کر فرمایا: حمیرا! میرے لیے بھی پانی بچا دینا...... اب یہاں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نام تھا عائشہ صدیقہؓ مگر نبی علیہ السلام نے ان کو پیار سے حمیرا کہا۔ حمیرا کا لفظ حمرۃ سے نکلا ہے۔ احمر عربی میں سرخ کو کہتے ہیں۔ گویا جو سرخ اور سفید شخصیت ہو تو اس کو حمیرا کہیں گے۔ یوں سمجھیے کہ جیسے آج انگریزی زبان میں کسی کو پنکی کہہ دیا جائے، اسی طرح نبی علیہ السلام نے بھی بالکل اسی معنی کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو حمیرا کہا۔ یہاں سے یہ بھی پتہ چلا کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو پیار کا ایسا کوئی نام پکارے جو بیوی کو بھی اچھا لگے تو یہ بھی نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے...... جب نبی علیہ السلام نے پکار کر فرمایا: حمیرا...... تو جواب ملا: لبیک یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ارشاد فرمایا: کچھ پانی میرے لیے بھی بچا دینا۔ جب آپ ﷺ نے یہ حکم فرمایا تو سوچیں کہ یہ کیا تھا۔ کیا پانی کی کوئی کمی تھی؟ نہیں، بلکہ نبی علیہ السلام اگر اشارہ فرماتے تو ٹھنڈا تازہ پانی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا۔ لیکن جیسے کہتے ہیں نا، عشق اور مشک اظہار چاہتا ہے۔ عشق جہاں بھی ہوتا ہے وہاں اظہار مانگتا ہے۔ چونکہ نبی علیہ السلام کو اپنے اہل خانہ سے محبت تھی اس لیے محبت کے اظہار کے لیے آپ نے ارشاد فرمایا: حمیرا! کچھ پانی میرے لیے بھی بچا دینا۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا پانی بچا دیا۔

جب نبی علیہ السلام قریب تشریف لائے تو آپ ﷺ نے وہ پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ہاتھ میں لینے کے بعد آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لیے رک گئے اور آپ ﷺ نے ایک دوسرا سوال فرمایا، پوچھا حمیرا! تم نے کس جگہ پر لب لگا کر پانی پیا تھا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے اشارے سے بتلایا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے اس طرف سے پانی پیا تھا۔ نبی علیہ السلام نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور عین اسی جگہ آپ ﷺ نے بھی اپنے لب مبارک لگا کر پانی کو نوش فرمایا۔ جب خاوند اپنی بیوی کو اتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

پیار دے گا تو اس کا دماغ خراب ہے کہ وہ اپنے گھر کو آباد نہیں کرے گی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم نبی علیہ السلام کے ان مبارک طریقوں پر زندگی گزار کر اللہ کے ہاں بھی سرخرو ہوں اور دنیا میں بھی کامیاب ہوں۔

ازدواجی زندگی کی بنیاد:

کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے یہ ضروری ہے کہ یاد رکھیں کہ یہ پیار کا رشتہ ہے۔ دین اسلام نے شادی کو دو انسانوں کا تعلق نہیں کہا، بلکہ دو خاندانوں کا تعلق کہا ہے۔ گویا دو بچوں کا جب نکاح ہوتا ہے تو دو خاندان اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ دونوں خاندانوں کی آپس میں محبت ہونی چاہیے۔ یاد رکھیں!

فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لیے
لاتے ہیں کہاں سے لوگ وقت نفرتوں کے لیے

تو ازدواجی زندگی کی بنیاد محبت پر ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ گہری محبت ہوگی اتنی ہی کامیاب زندگی ہوگی۔ اس لیے کسی کہنے والے نے کہا:

Love can transform the most common place. Into beauty and spleander and sweetness and grace. It sees with its heart and not with its mind. Love is the answer that every-one seaks. Love is the language that every-one speaks.

اللہ رب العزت ہمیں الفت و محبت کی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک ہجوم اولادِ آدم کا جدھر بھی دیکھیے
ڈھونڈیے تو ہر طرف اللہ کے بندوں کا کال

....

اتنے اچھے موسم میں روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں کل پہ ہم اٹھا رکھیں

....

زندگی یوں بھی بہت کم ہے محبت کے لیے
روٹھ کر وقت گنوانے کی ضرورت کیا ہے

....

چمن کے رنگ کو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخِ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

....

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾

شریعت پر استقامت

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

10 جنوری 2010ء جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی

www.besturdubooks.wordpress.com

شریعت پر استقامت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ○

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

فنا کے داغ سے داغدار دنیا:

یہ دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے۔ اس کی ہر چیز فانی ہے علماء نے لکھا ہے۔

اَلْعَالَمُ حَادِثٌ

"یہ کائنات ختم ہونے والی ہے"

اِنَّہٗ مُتَغَیِّرٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

"اس لیے کہ اس کے حالات ادلتے بدلتے رہتے ہیں"

وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ

"ہر بدلنے والی چیز حادث ہوتی ہے"

"فَالْعَالَمُ حَادِثٌ"

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں:

انسان کا بچپن ہے، پھر لڑکپن ہے، پھر جوانی ہے، پھر بڑھاپا ہے پھر دنیا سے چلے جاتا ہے۔

ایک مکان بنتا ہے نو بنے کا موسم، پھر اہل خانہ اس میں اپنی سہولت کی ہر چیز مہیا کرتے ہیں۔ کچھ سالوں کے بعد وہی مکان ہوتا ہے رہنے والے چلے جاتے ہیں۔ بوسیدہ ہو جاتا ہے، اور آخر کار بارش کی وجہ سے چھتیں زمین پر آ گر جاتی ہیں۔

ایک پودا لگایا جاتا ہے، کونپلیں نکلتی ہیں۔ پھول نکلتے ہیں پھر پھل لگتے ہیں۔ بہار آتی ہے پھر ایک وقت آتا ہے وہی درخت زمین سے اکھڑ کر زمین پر پڑا ہوتا ہے۔

حالات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

اگر کوئی چیز ایک جیسی ہے تو وہ تعجب ہے۔ حالات تو بدلتے رہتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے حالات بھی ادلتے بدلتے ہیں۔ کوئی بندہ کبھی بھی ایک حال پر نہیں رہتا۔

دوام الحال من المحال:

ہمارے مشائخ نے فرمایا:

کہ ایک حال پر رہنا محال ہے۔

کبھی کوئی حال ہے کبھی کوئی حال ہے۔ چنانچہ ایک شاعر نے لکھا ہے۔

کہ ہر انسان کو اس دنیا میں آٹھ حالات سے گزرنا پڑتا ہے جتنے بھی انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

اس دنیا میں ہیں وہ ان آٹھ حالات میں سے کسی نہ کسی ایک حال میں ہیں۔

ثَمَانِيَةٌ تَجْرِي عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ
وَلَابُدَّ لِلْإِنْسَانِ يَلْقَى الثَّمَانِيَةْ
سُرُورٌ وَحُزْنٌ وَاجْتِمَاعٌ وَفُرْقَةٌ
عُسْرٌ وَيُسْرٌ ثُمَّ سُقْمٌ وَعَافِيَةٌ

یہ آٹھ حالات ہیں جو انسانوں کے اوپر آتے رہتے ہیں۔ اور انسان کو ان حالات کا سامنا کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

وہ کون سے ہیں:

سُرُورٌ وَحُزْنٌ:

یا ① خوشی کا حال یا ② غمی کا حال

کسی کو پاس ہونے کی خوشی، کسی کو کاروبار ملنے کی خوشی، کسی کو نکاح ہونے کی خوشی، کسی کو اولاد ہونے کی خوشی، کسی کو کاروبار میں نفع ہونے کی خوشی۔

"وَحُزْنٌ" اور کوئی مغموم ہے۔ بیوی فوت ہو گئی، بیٹا فوت ہو گیا، کوئی عزیز و اقارب میں سے فوت ہو گیا، نقصان ہو گیا کاروبار میں، کوئی نہ کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس کی وجہ سے یہ مغموم ہے تو یا "سُرُورٌ" کی کیفیت ہو گی یا پھر "وَحُزْنٌ" کی کیفیت ہو گی۔

"وَاجْتِمَاعٌ وَفُرْقَةٌ"

یا ① وصل ہو گا یا ② ہجر ہو گا

کوئی جدائی کے رونے رو . . ٹھنڈی آہیں بھرے گا، آنسو بہائے گا،

"کاش محبوب سے وصل ہو جاتا"

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کسی کو وصل کی خوشی نصیب ہوگی، وہ وصل کی لذتیں لیتا ہوگا۔

⑤ عُسْرًا ⑥ وَيُسْرًا

کسی کے حالات تنگ ہوں گے، کسی پر حالات کھلے، کاروبار بند ہے، کام نہیں چلتا، Deal نہیں ہوتی، تنگی کے حالات ہیں "یسر" اور کسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلے حالات ہیں۔

ثُمَّ سُقْمٌ وَّ عَافِيَةٌ

⑦ کوئی بیمار ہے ⑧ کوئی صحت مند ہے

ہر انسان ان آٹھ حالات میں سے کسی نہ کسی ایک حال میں ضرور ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے اوپر کوئی حال طاری نہیں ہے۔ یوں سمجھیں کہ ہر انسان ان آٹھ حالات کے ذریعے آزمایا جاتا ہے۔ اب دنیا آرام گاہ نہیں۔

"دنیا ایک امتحان گاہ ہے"

امتحان کی مختلف صورتیں:

امتحان کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں ایک ہوتا ہے تحریری امتحان کہ لکھا ہوا پرچہ ملا، قلم سے اس کا جواب لکھا۔ یہ تحریری امتحان کہلاتا ہے۔

تقریری امتحان (Intervew,viva):

ایک ہوتا ہے "تقریری امتحان" "Intervew Viva" کہ استاد نے سامنے بٹھا کے سوال پوچھا، اس کا جواب دے دیں، یہ تقریری امتحان کہلائے گا۔

عملی امتحان:

ایک ہوتا ہے "عملی امتحان" وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے اوپر کوئی حال بھیجے

ہیں۔ خوشی کا، غمی کا، حزن کا، بیماری کا صحت کا، اور پھر یہ دیکھتے ہیں کہ اس حال میں میرا یہ بندہ کرتا کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشی ملی اور بندے نے شکر ادا کیا۔ بس اگر تنگی کے حالات بھیجے، بندے نے صبر کیا۔ بس اور اگر معاملہ ایسا کہ خوشی ملی اور سرکشی پر آ گیا۔ ایسے بھی تو لوگ ہیں خوشیوں میں ڈھول بجاتے ہیں، بھنگڑے ڈالتے ہیں، محفلیں ہوتی ہیں عقل وشری۔ تو خوشی نے ان کو..... اللہ سے غافل کر دیا۔ اور ایسے بھی لوگ ہیں کہ وہ تنگی کے حالات میں مایوسی کے کلمات کہتے ہیں۔ تو اس کو ''عملی امتحان'' کہتے ہیں۔

''یہ دنیا امتحان گاہ ہے''

اور ہم سب کے سب اس وقت یہ عملی امتحان دے رہے ہیں۔ روز ایک نیا حال، نئی کیفیت اور روز فرشتے لکھتے ہیں کہ آج کے حال میں اس بندے نے جواب کیا دیا۔ شریعت کے مطابق یا شریعت کے خلاف دیا۔ Multiple Choice test میں ہاں کہ آپ اس کا جواب یہ بھی لکھ سکتے ہیں، یہ بھی لکھ سکتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی Multiple Choice دیا ہے۔ خوشی دے کر دیکھتے ہیں کہ کرتا کیا ہے۔ میری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے یا تکبر کے بول بولتا ہے تو یہ عملی امتحان ہے جو ہم میں سے ہر بندہ دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مہمان:

اسی لیے یہ نعمتیں اور بلائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے مہمان ہیں۔ یہ حالات خود نہیں آتے، کوئی بھیجنے والا بھیجتا ہے۔ کسی مالک الملک کی منشا سے یہ حالات ہمارے اوپر آتے ہیں اور ہمارے عملوں کی وجہ سے:

جب کہا میں نے کہ یا اللہ تو میرا حال دیکھ
حکم آیا میرے بندے نامۂ اعمال دیکھ

جیسی کرنی ویسی بھرنی:

”جیسی کرو گے ویسی بھرو گے“

”جو بوؤ گے وہی کاٹو گے“

As you sow So shall you reap.

”جو کانٹے بوئے گا وہ کانٹے کاٹے گا“

”جیسی کرنی ویسی بھرنی“

تو حالات آتے رہتے ہیں تو نعمت بھی مہمان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا بھی مہمان۔ اب مہمان کی مہمان نوازی کرنی چاہیے۔ تو نعمت کی مہمان نوازی شکر ادا کرنا اور بلاؤں کی مہمان نوازی کہ ان پر صبر کرنا۔ فرمایا:

وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً

”ہم آزمائیں گے تمہیں اچھے حالات دے کر بھی اور برے حالات دے کر بھی“

فرمایا:

وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ

تمہارے حالات کو جانچیں گے

نکتے کی بات:

مگر ایک نکتے کی بات سمجھیے:

کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں آئیں برسیں تو یہ مشکل سوال ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں آئیں تو یہ آسان سوال ہے۔ تکلیفوں کے امتحان میں پاس ہونا آسان ہے۔ نعمتوں کے امتحان میں پاس ہونا یہ بڑا مشکل کام ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''ہم تکلیفوں میں آزمائے گئے تو ہم نے صبر کیا نعمتوں میں آزمائے گئے تو ہم جم نہ سکے''

تو جس بندے پر مشکل آتی ہے تو وہ صبر آسانی سے کر لیتا ہے ''یہ میرے اللہ کی مرضی ہے'' لیکن اگر اللہ تعالیٰ مال و دولت کی بہتات کر دے تو عجب سے، تکبر سے، بڑے بول سے، نخرے سے، ان چیزوں سے بچنا بندے کے لیے بڑا مشکل ہے۔ مال کے فتنے میں تو ہر بندہ مبتلا ہوتا ہے الا ماشاء اللہ۔ اور تو اور، تجارت میں لگ کے اعمال سے غافل، کوئی کہے جی کہ میں اعمال سے غافل نہیں ہوتا تو جی نفلی عبادات سے غافل، کام اتنے ہیں فرصت ہی نہیں ملتی۔ کوئی کہے جی میں نفلی اعمال بھی سارے کرتا ہوں، تو مال کا ایک وبال تو ہے ناں، مرنے کو جی نہیں چاہتا، سہولت ہے، آسانی ہے، جی چاہتا ہے کہ لمبی زندگی ہو۔ یہ جو موت اچھی نہیں لگتی یہی تو فتنہ ہے۔ دنیا سے جانے کو دل ہی نہیں کرتا۔ اس فتنے میں تو ہر بندہ مبتلا ہے۔

تو تکلیفوں کے امتحان میں آزمائش آسان ہے، اور وسعت کے حالات میں آزمائش پر انسان کے لیے مشکل کام ہے۔ کہ پیٹ بھرا ہوتا ہے ناں تو آواز میں پیسے کی جھنکار شامل ہو جاتی ہے۔ جب جیب کے اندر اختیار ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے نہیں جانتا کہ ''میں کون ہوں''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے:

''کہ جس شخص پر اللہ نے دنیا کو وسیع کر دیا یعنی وسعت ہی وسعت دے دی

www.besturdubooks.wordpress.com

اور وہ اس کو آزمائش نہ سمجھے تو اس کی عقل نے دھوکہ کھا لیا"

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

ایک ہوتا ہے عمومی دستور تو ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"کہ عمومی دستور یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں بھیجنے کا ارادہ کرتے ہیں اس کے اوپر شدائد کو بھیجتے ہیں، مصائب بھیجتے ہیں، مشکلات کو بھیجتے ہیں، جو صبر کرے گا میں اس کے درجے بڑھاؤں گا، میں اس کو اپنے قریب کرلوں گا، میں اس کو جنت میں ٹھکانے دوں گا۔ اور جس بندے کو اللہ تعالیٰ پھنسانے کا ارادہ کرتے ہیں اس پر وسعت رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں"

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ

مثال: چوہے کو پکڑنا ہوتا ہے تو پنجرے کے اندر کھانا سجا کر رکھتے ہیں، ٹوکری کے اندر، ٹوکری کے اندر وہ جو کھانا اس کے لیے رکھا ہے یہ اس کے پھنسانے کا طریقہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی کھول دیتے ہیں۔ دنیا کے عالم ... ہر طرف سے خوشیاں، آسانیاں، رزق کی فراخی، واہ واہ، تعریفیں، بندہ سمجھتا ہے کہ

[illegible]

اور فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ جس بندے کو جنت بھیجتے ہیں تو اس کے اوپر شدائد کے حالات بھیجتے ہیں۔ جس کو جہنم بھیجنے کا ارادہ کرتے ہیں اس کے اوپر خواہشات اور شہوات کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ آج کل کے نوجوان کہتے ہیں جی! پتہ نہیں کیا میرے اوپر تو ترقیاں ہیں۔ ایسی بات نہیں ہے یہ آزمائش کا دروازہ کھلا ہے تیرے اوپر۔ تو جب چاہتا ہے گناہ کرنا آسان ہے۔ اس کا مطلب ہے تیری منزل کسی اور طرف ہے۔ تجھے گھسیٹا جا رہا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی اور طرف۔

مال و دولت کا دھوکہ:

یہ غلط فہمی آج آ گئی کہ انسان مال و دولت کے زیادہ ہونے کو یوں سمجھتا ہے کہ اللہ مجھ سے بڑے راضی ہیں اور تنگی کے حالات کو سمجھتا ہے کہ اللہ ناراض ہو گئے۔ یہ انتہائی غلط فہمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا راضی یا ناراضگی کا دارومدار ظاہری حالات کی تنگی اور ترشی تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی نشانی جو شریعت کے مطابق زندگی گزار رہا ہے اس سے اللہ راضی ہیں بھلے کس حال میں ہے۔ جو شریعت کے خلاف زندگی گزار رہا ہے اللہ اس سے ناراض ہیں ظاہر کے جو بھی حالات ہیں۔ دعائیں قبول ہونا کوئی قرب کی نشانی تو نہیں ہیں۔ اللہ نے شیطان کی بھی دعا قبول کی تھی۔ قرآن گواہی دے رہا ہے۔ مال و دولت تو فرعون کو بھی ملا تھا، قارون کو بھی ملا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات راضی ہونے یا ناراض ہونے کا معیار اور ہے۔ اگر شریعت کے مطابق زندگی تو وہ راضی اگر خلاف زندگی تو وہ ناراض۔

شدائد بھی نعمت:

اسی لیے یہ شدائد یہ بھی نعمتیں ہیں توجہ سے بات سنیے:

یہ جو تنگی آتی ہے، مشکلات آتی ہیں، پریشانیاں آتی ہیں، یہ بھی اللہ کی نعمتیں ہیں۔ اس کے بھیجنے میں کیا حکمت ہے؟ کہ انسان کا دل دنیا سے کٹے، دنیا کی بے ثباتی اس کے ذہن میں بیٹھ جائے، لوگوں نے بے وفائی کی اللہ یاد آیا، تنگی کے حالات آئے، ”بلا لو مدینے والے“ اب مرکز یاد آیا۔ تو یہ تنگی، تکلیفیں، پریشانیاں آتی ہی اسی لیے ہیں کہ بندے کو رب کے دروازے کے ذرا قریب کرے اور تنگی میں پتہ چلتا ہے کہ کون تھا جو محبت کے دعوے کرنے والے ہوتے ہیں سب بھاگ جاتے ہیں۔ سب دور ہو جاتے ہیں کوئی مشکل میں ساتھ نہیں رہتا۔ تو پتہ چلتا ہے کہ اپنا کون تھا۔ تو یہ تکالیف، پریشانیاں آتی ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کے اندر تحمل کی صفت پیدا کرنے کے لیے کہ مخلوق سے دل کٹے، اللہ سے دل جڑے۔ اسی لیے جتنے بڑے ایمان والے لوگ تھے اتنی بڑی آزمائشیں پہلی امتوں پر آئیں:

﴿مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا﴾

اتنا ان کو جھنجھوڑا کہ

﴿حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ﴾

اور صحابہ کرام کا یہ عالم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا﴾

صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے اتنا زیادہ جھنجھوڑا، آزمایا، تو ایمان کے بقدر بندے کے اوپر یہ شدائد آتے ہیں اس کے درجات کو بڑھانے کے لیے۔

مصیبت میں گرفتار معصیت میں نہیں:

ایک بزرگ تھے وہ کسی مشکل میں گرفتار ہو گئے۔ تو دوسرے بندے نے تسلی کا خط لکھا کہ جی، بڑی پریشانی ہوئی کہ آپ مصیبت میں گرفتار ہیں۔ انہوں نے جواب دیا:

''الحمد للہ! مصیبت میں گرفتار ہوں، کسی معصیت میں گرفتار نہیں ہوں''

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی:

''اے بیٹے! مصیبت تجھے ہلاک کرنے کے لیے نہیں آتی بلکہ تیرے ایمان اور تیرے صبر کا امتحان لینے آتی ہے کہ تیرا ایمان کتنا پکا ہے اور اللہ رب العزت کے ان احوال پر تو صبر کتنا کرتا ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

کھرے کھوٹے کی پہچان:

کھرے کھوٹے کی پہچان ہم پانچ روپے کا گھڑا لیتے ہیں، برتن لیتے ہیں، پیالہ لیتے ہیں تو ٹھوک بجا کر دیکھتے ہیں کہ کچا ہے یا پکا اللہ تعالیٰ نے بھی مومن کو اپنی رضا، اپنی جنتیں عطا کرنی ہیں تو وہ بھی آزماتے ہیں کچا ہے یا پکا۔ اس لیے فرمایا

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

ہم نے ان سے پہلے والوں کو بھی آزمایا

﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾

تاکید کی انتہا۔ ہم تمہیں آزما کر رہیں گے کھرے کھوٹے کو پہچان کر رہیں گے۔

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾

صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔

بقول شاعر:

سَبَكْنَاهُ وَنَحْسِبُهُ لُجَيْنًا

کہ ہم نے اس چیز کو ذرا دیکھا، پرکھا تو ہم سمجھے کہ یہ چاندی ہے لیکن جب اس کو ہم نے بھٹی میں ڈالا تو بھٹی نے لوہے اور اس کی میل کو الگ کر دیا۔ پتہ چلا چاندی چڑھی ہوئی تھی اندر سے لوہا تھا۔

فَأَبْدَى الْكِيرُ عَنْ خَبَثِ الْحَدِيدِ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان میں کچا پکا:

آج کل Artificial زیور بڑی آ گئی ہیں اندر سے تانبا اوپر سے سونا۔ سنار کے پاس لے جاؤ کسوٹی پر اس کو فورا بتا دے گا کہ یہ سونا نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت بھی بندے کو آزماتے ہیں مختلف حالات میں۔ یہ اپنے ایمان میں پکا ہے یا اپنے ایمان میں کچا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر مصائب نہ ہوتے تو انسان اترانے والا اور سرکشی کرنے والا بن جاتا۔

"پاک ہے وہ ذات جو نعمتوں کے ذریعے آزماتی ہے اور مصیبتوں کے ذریعے اپنے بندوں پر رحم فرماتی ہے"

بات ذرا توجہ سے سنیے گا

قَدْ يُنْعِمُ اللّٰهُ بِالْبَلْوٰى وَاِنْ عَظُمَتْ
وَيَبْتَلِى اللّٰهُ بَعْضَ الْقَوْمِ بِالنِّعَمِ

اللہ بعض بندوں پر نعمتیں بھیجتا ہے بلا اور مصیبت کی شکل میں اور بہت سارے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نعمتیں دے کر آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔

بزرگ کا خوب صورت قول:

ہمارے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے:

"پاک ہے وہ ذات جو مصیبتوں کی رسیوں میں الجھا کر اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں"

بچے ہوتے ہیں نا یہ ڈور کے ذریعے پتنگ کو کھینچتے ہیں اپنی طرف، شکاری ڈور کے ذریعے مچھلی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں، تو جو بندہ بگڑتا ہے نا، ذرا ادھر ادھر بھاگتا ہے اللہ کے در سے دور، اللہ بھی کاروبار کو ذرا Tight کر دیتے ہیں، حالات کو، صحت کو، پریشانی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ وہ ایک رسی ڈالتے ہیں اس کے گرد۔ وہ رسی میں جکڑتا ہے تو یا اللہ، یا اللہ پھر اللہ کا در یاد آجاتا ہے۔ اتنا کریم ہے وہ پروردگار جو اپنے بندوں کو ان حالات کی رسیوں میں لپیٹ کر اپنے در کی طرف کھینچ رہا ہوتا ہے۔

سکھ ڈکھاں تو دیواں وار
دکھاں آن ملائم یار

﴿فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ﴾

میرے بندے کہاں جاتے ہو تم میرے در کو چھوڑ کر۔

ابو الوفاء ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

چنانچہ ابو الوفا ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''کہ اللہ رب العزت کی تقدیر پر راضی رہنا سب سے بڑی عبادت ہے''

اللہ تعالیٰ خوشی کے حالات بھیجے تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے وہ آزمائش کے حالات بھیجے تو بھی اللہ کا احسان ہے یہ جو ہم سوچتے ہیں ناں بڑی مصیبت آگئی کیا مصیبت آگئی؟ یاد رکھیں:

''اگر ہم اپنی کھالیں کھنچوا کے اور بوٹیاں نچوا کے بھی اللہ کو راضی کر جائیں تو سستا سودا ہے''

تو ہم ویسے ذرا سا درد ہوں تو بڑی پریشانی آگئی تو اس دنیا میں اس کے لیے منتظر رہنا چاہیے کہ کوئی نہ کوئی حال آتا ہے ہمارے اوپر تو بہتر انسان وہ کہ جو ہر حال میں اللہ سے راضی ہو۔

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا

مشائخ کی پر تاثیر نصیحتیں:

اس لیے ہمارے مشائخ نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے غم کی نگرانی کرو اور اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہو جاؤ۔ لوگوں کے عیبوں کو ڈھونڈتے نہ پھرو۔ اپنی فکر کرو۔ اسی لیے نیک اور متقی لوگ نعمتیں ملنے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، پریشانیوں کے آنے پر صبر کرتے ہیں۔ اللہ کی مدد مانگتے ہیں۔

متقی کی پہچان:

اَلتَّقِيُّ مُلْجَمٌ

متقی بندہ ایسے ہوتا ہے جیسا سے لگام ڈالی ہوئی ہوتی ہے۔

لَا يَتَكَلَّمُ بِكُلِّ مَا يُرِيْدُ

ہر بات اس کے زبان پہ نہیں نکلتی۔ صبر کرتا ہے اور آج ہمارا تو یہ حال ہے کہ بس ٹر ٹر کرتے رہتے ہیں۔ ہر وقت بے تکا بولتے ہیں۔ احساس بھی نہیں ہوتا کہ غیبت کی، جھوٹ بولا، یا کیا کیا؟ ایک دل کو خوش کرنے کے لیے پتہ نہیں کتنے دلوں کو ہم دکھاتے پھرتے ہیں۔

ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کی معارف سے بھرپور نصیحت:

بصرہ کے قاضی تھے ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے سامنے کسی شخص نے غیبت کی کسی کی تو وہ کہنے لگے کہ تم نے روم کا غزوہ کیا ہے؟ نہیں، ہند کا غزوہ کیا؟ نہیں۔ سندھ کا غزوہ کیا؟ نہیں کہنے لگے تو پھر وہاں کے کافر تو تجھ سے سلامت رہیں اور تیرا اپنا کلمہ گو بھائی تجھ سے سلامت نہ رہ سکا۔

تو ان تمام حالات کا لب لباب یہ ہوتا ہے کہ انسان قلبی طور پر مخلوق سے کٹے اور اللہ سے جڑے۔ امیدوں کی منتہا انسان کے لیے اللہ کی ذات ہے۔ سب امیدیں اسی سے وابستہ، سب کام اسی کی طرف۔

انابت رجوع الی اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی اللہ کی طرف رجوع

کھلے دروازے کو چھوڑ کے بند دروازے کی طرف کیسے جاؤں؟

ایک بزرگ تھے تو ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ حضرت فلاں افسر آپ کا ذرا واقف ہے تو میرا کام ہے سفارش کر دو۔ انہوں نے کہا: بھئی سنو! آؤ میرے ساتھ چار رکعت پڑھ کے دعا مانگو۔ میں کھلے دروازے کو چھوڑ کے بند دروازے کی طرف کیسے جاؤں۔ تو پروردگار اونگھتا بھی نہیں، سوتا بھی نہیں کہ ایسا نہ ہو مانگنے والے مانگیں اور دینے والا اونگھ رہا ہو۔

لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

تو فرمایا

کہ میں کھلے دروازے کو چھوڑ کے بند دروازے کی طرف کیسے جاؤں۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ ایمان افروز واقعہ:

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے:

ایک غریب محتاج آدمی تھا وہ کسی امیر آدمی کے پاس گیا۔ اپنی حاجت پیش کرنے کے لیے دیکھا کہ وہ سجدے میں دعا مانگ رہا ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ اگر یہ بھی محتاج ہے میری طرح تو میں اس سے مانگوں گا جو سب کی ضرورتیں پوری کرنے والا ہے۔ یہ کہہ کر واپس آ گیا مگر اس کی یہ بات اس سجدے میں پڑے امیر نے سن لی تو سجدے سے اٹھا تو اس نے دس ہزار درہم و دینار اس کی طرف بھجوائے اور ساتھ پیغام بھیجا کہ جس ذات سے میں سجدے میں مانگ رہا تھا اسی نے میرے ذریعے تجھ کو یہ تحفہ بھجوایا ہے۔ قبول کر لیجیے۔

محاسبہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

www.besturdubooks.wordpress.com

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا

"اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے"

اپنا وزن کرلو اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال کا وزن کیا جائے۔

وَتَزَیَّنُوْا بِالْعَرْضِ الْاَکْبَرِ

اور قیامت کے دن بڑی پیشی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

یَوْمَ لَا تَخْفٰی مِنْکُمْ خَافِیَۃٌ

جس دن کوئی چھپنے والا تم میں سے کوئی چھپ نہیں سکے گا۔ آج تو ہم نفس کی باتیں مانتے پھرتے ہیں تاں اس کا پتہ چلے گا قیامت کے دن اس کی مثال یوں سمجھیں:

کہ بعض لوگ چکی میں گندم پسواتے ہیں تاں تو گندم کو عورتیں بڑا صاف کرتی ہیں۔ نہ مٹی، نہ کنکر، نہ کوئی اور چیز تو جب روٹی پک کے آتی ہے تو مزے سے روٹی کھاتے ہیں، Enjoy کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ گندم پسواتے ہیں مگر اس میں ریت اور کنکر بھی ساتھ تو پتہ چلتا ہے جب روٹی سامنے آتی ہے، منہ میں لقمہ ڈالتے ہیں تو کرکر ہوتی ہے ادھر بھی اس میں تو ریت ہے۔ جس طرح روٹی کھانے پر آٹے کی کیفیت کا پتہ چلا۔ قیامت کے دن ہمیں اپنے نفس کی اطاعت کا اس دن پتہ چلے گا۔ او ہو نامہ اعمال میں تو یہ سارے کے سارے نیکیوں کی جگہ گناہ ہی لکھے ہوئے ہیں۔

گہری بات:

"فسق و فجور" اس کی ایک سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ انسان کو یہ کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ بات بہت گہری ہے، سمجھنے والی ہے کہ گناہ اور فسق و فجور اس کا ایک بڑا وبال، کہ یہ انسان کو کفر تک پہنچا دیتے ہیں اب آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیسے؟

ذرا سنیے:

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ فسق و فجور کرتے کرتے بندہ اس کو جائز سمجھنے لگ جاتا ہے اور حرام کو جائز سمجھنا یہ کفر ہے۔ اس کی مثال:

فسق و فجور کی نحوست:

ایک دفتر میں ہم گئے تو وہ کہنے لگے فلاں تو بڑا ہی ایمان دار ہے بڑا ہی ایمان دار ہے۔ ایک بندے نے بھی تعریف کی، دوسرے بندے نے بھی تعریف کی تو ہم بڑے حیران ہوئے۔ بڑا خوش نصیب انسان ہے کہ سارے دفتر کے لوگ تعریفیں کرتے ہیں جی بڑا ایمان دار ہے۔ تو ہم نے کسی سے پوچھا بھئی کوئی ہمیں بھی بات بتاؤ اس نے کہا: جی جتنے رشوت کے پیسے دفتر میں اکٹھے ہوتے ہیں یہ سب کو برابر تقسیم کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ فسق و فجور انسان کو بالآخر کفر کی حد تک پہنچا دیتے ہیں۔ وہ حرام کو جائز سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔

مشتبہ چیزوں کا وبال:

ہمارے اکابر حرام سے بچنے کے لیے مشتبہ چیزوں کو بھی چھوڑ دیتے تھے۔ جیسے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ

وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ

Reason یہ بتائی

وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ

جو مشتبہ کاموں میں پڑ گیا وہ حرام میں یقیناً پڑ کر رہے گا

پہلے وقت میں مردوں کا تقویٰ تو تھا ہی کئی عورتیں اتنی متقیہ ہوتی تھیں سیدہ بدیعہ دسویں ہجری میں ایک نیک عورت گزری ہیں مکہ مکرمہ میں ان کو کسی نے کہا۔ بی جمیلہ ایک

مقام تھا جہاں کے حرت بن عبداللہ بجلی رحمۃ اللہ علیہ تھے کہ وہاں کے لوگ بیٹیوں کو وراثت نہیں دیتے اور وہیں سے گوشت بھی آتا تھا پھل بھی آتے تھے جب سے انہوں نے یہ سنا انہوں نے وہاں سے آنے والے گوشت اور پھلوں کو کھانا چھوڑ دیا۔

کمال احتیاط:

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مسجد سے باہر نکلے تو جیب میں کچھ دینار تھے وہ نہ ملے۔ ضرورت بڑی تھی۔ کہنے لگے کہ شاید مسجد میں گر گئے ہوں۔ مسجد کے اندر گئے اور ایک جگہ دینار پڑے بھی دیکھے مگر اس وجہ سے نہ اٹھائے کہ ممکن ہے میرے بجائے کسی اور کے گرے ہوں اتنا سا شبہ ہونے پر بھی چھوڑ دیتے تھے۔ یہ تقویٰ اور یہ نعمت انسان کو ملتی ہے شیخ کی صحبت میں آنے کے بعد۔ فرق اتنا ہے کہ متقدمین وہ شیخ تعلیم کے اوپر انحصار کر لیتے تھے۔ جس سے حدیث پڑھتے تھے، فقہ سیکھتے تھے، وہی ان کی تربیت بھی کرتا تھا۔ نفوس اتنے اچھے تھے کہ ان اساتذہ کی صحبت میں ان صفات کو اخذ کر لیتے تھے۔ آج نفوس اتنے امارہ ہو چکے ہیں کہ باقاعدہ تربیت روک ٹوک کی ضرورت ہے۔ اس لیے شیخ کی تربیت کا ہونا آج کے دور میں ضروری ہے۔

انسان گناہ سے کیسے بچے:

اب دیکھیں ایک سوال کہ انسان گناہ سے کیسے بچے؟ تو مشائخ سمجھائیں گے کہ گناہوں سے بچنے کا آسان طریقہ وقوف قلبی۔ وقوف قلبی کے کیا معنی کہ ہر وقت دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھو۔

خطرہ:

جب کوئی غیر خیال دل میں ہی نہیں آئے گا تو انسان گناہ کیسے کرے گا؟ سب سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے انسان کے ذہن میں گناہ کا خیال۔ یہ گناہ کا خیال جو ہے اس کو خطرہ کہتے ہیں۔ مشائخ کی Terminology میں تصوف کی Terminology میں اس کو کہتے ہیں خطرہ گناہ کا خیال دل میں آیا پھر اس کے بعد اگر وہ خیال جم گیا تو وہ انسان پر شہوت غالب آ گئی

عمل:

اور عمل اگر شہوت اس پر غالب رہی تو عمل کیے بغیر وہ نہیں رہ سکتا۔ جب گناہ کا عمل ایک دفعہ کرے گا تو شیطان ایک وکٹ گرا چکا ہوگا۔

عادت:

تو پھر دوسری کہے گا پھر کرو، پھر کرو پھر کرو۔ بس آخری دفعہ بس ایک مرتبہ اور یہ چیز انسان کی عادت بن جاتی ہے اور عادت کو چھوڑنا پھر انسان کے لیے بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

گناہ کا تصور:

بعض بزرگوں نے اسی کو پھر سمجھایا:

کہ سب سے پہلے دماغ میں گناہ کا خیال خطرہ آتا ہے پھر انسان تصور جماتا ہے،

ارادہ:

تصور جمانے کے بعد ارادہ کرتا ہے، ارادہ کے بعد پھر اس فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ چیز اس کی عادت بن جاتی ہے اور عادت کا چھڑانا مشکل کام ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فکر:

بعض نے کہا کہ انسان کے ذہن میں پہلے خطرہ آتا ہے پھر وہ ان وسوسوں کو یاد کرتا ہے، بیٹھ کے Imagination,fantacy میں سے فلاں گناہ کیا تھا، ایسے، فلاں کتنی خوبصورت فلاں سین ایسا، فلاں منظر ایسا، تو یہ تذکرہ سوچنا، یہ انسان کے اندر گناہ کا ارادہ پیدا کرتا ہے، پھر ارادہ شہوت کو طاری کر دیتا ہے اور شہوت فعل پر اور فعل پھر عادت بن جاتا ہے۔

شریعت کی خوبصورت بات:

اسی لیے شریعت نے خوبصورت بات کہی کہ تم غیر محرم سے نگاہ ہی ہٹاؤ:

"نہ رہے بانس، نہ بجے بانسری"

تم نگاہ ہی نہ ڈالو۔ شاعر نے کہا:

فلما اتتني زارت ثم اقبلت

تهازلني والهزل داعية العهر

کہ اس نے میری طرف دیکھا اور پھر بار بار دیکھتی رہی پھر اس کے بعد اس نے مجھ سے باتیں شروع کیں تو باتیں اتنی نرم اور ملائم تھیں کہ اس نے مجھے گناہ میں پھنسا دیا"

وسوسہ عادت یا عبادت:

ایک نکتے کی بات ہے:

ہر آنے والا وسوسہ یا عادت بنے گا یا عبادت بنے گا۔ اگر تو اس وسوسے کو آتے ہی ذہن سے نکال دیا تو وہ عبادت ہے اور اگر اس وسوسے کو ذہن میں جما لیا اور انسان نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے تقاضے پر عمل کیا تو یہ گناہ اور یہ اس کی عادت بن گئی۔ اب یہ ہمارے اوپر منحصر ہے ہم آنے والے وسوسے کو عادت بناتے ہیں یا عبادت بناتے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

اِرْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ مِنْ اَغْنَى النَّاسِ

''کہ جو اللہ نے تمہارے لیے مقدر کا فیصلہ کر دیا تم اس پر راضی ہو جاؤ تم سب سے غنی انسان بن جاؤ گے''

وَاجْتَنِبْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْكَ تَكُنْ مِنْ اَوْرَعِ النَّاسِ

''اور گناہوں سے بچو تو تم سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار انسان بن جاؤ گے''

وَاَدِّ مَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكَ تَكُنْ مِنْ اَعْبَدِ النَّاسِ

''اور جو اللہ نے فرض کیا اس کو تم پورا کرو تو تم سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے''

مشائخ کا معمول:

ہمارے مشائخ سونے سے پہلے اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے تھے۔ محاسبہ کر کے دیکھتے تھے کہ آج ہم پر کیا حالات آئے اور ہم نے اس کا کیا جواب لکھا۔ پھر استغفار بھی کرتے تھے، توبہ بھی کرتے تھے۔ نیک اعمال پر اللہ کا شکر بھی ادا کرتے تھے۔ اور بعض حضرات تو ایسے تھے کہ ذہن میں اگر وسوسے آتے تھے تو وہ بھی لکھتے تھے کہ آج میرے ذہن میں اس اس گناہ کا وسوسہ آیا اور پھر ایسا حل نکالتے تھے کہ آئندہ وسوسہ ہی ذہن میں نہ آنے۔

جتنی بڑی قربانی اتنی مہربانی:

اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کہ میرے بندے تنہائی میں مجھے پکاریں میری طرف رجوع

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں اور میں اس بندے کو گناہوں سے محفوظ کروں۔ اس لیے تہجد کا وقت راز و نیاز کا ہوتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ گناہ چھوڑنے میں جتنی مشقت ہوتی ہے ناں اتنا ہی بڑا انعام اللہ کی طرف سے ملتا ہے کیونکہ گناہ چھوڑنا مشکل تھا ناں۔ جتنا مشکل ہوتا ہے گناہ کا چھوڑنا اس گناہ کے چھوڑنے پر انعام بھی اتنا بڑا عطا کرتا ہے۔

گناہ کے وسوسے کو رد کرنے کا طریقہ:

تو اس کی ابتداء یہ ہے کہ گناہ کا خیال ذہن میں آنے اور جمنے ہی نہ دیں۔ اگر آنے لگے تو دفعہ کریں، سوچ کو اللہ کی طرف لے جائیں۔ گناہ کے وسوسے کو رد کرنے کا بہترین طریقہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تصور کرے اور یہ سوچے کہ اس گناہ کی وجہ سے میں اللہ کی نظر میں گر جاؤں گا اور ان نعمتوں سے محروم ہو جاؤں گا۔ جب یہ تصور کرے گا ناں تو گناہ کا ذہن میں خیال ہی نہیں آنے دے گا۔ اللہ تعالیٰ جب بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کو عزت کا تاج نچوا دیتے ہیں پھر بیٹھے بٹھائے ذلیل کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سامنے رکھ کر ناراضگی سے ڈرے پھر گناہ کا خیال ہی نہیں۔

قرآن وحدیث کی تعلیمات:

اسی لیے دیکھیں قرآن مجید، حدیث مبارکہ ایک ہی مضمون بتا رہے ہیں۔

اللہ کے مقبول بندے عورت خود گناہ کا مطالبہ کرتی ہے۔

قَالَتْ هَيْتَ لَكَ

فوراً کہا:

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں

فوراً اور حدیث پاک سے بھی یہی ثابت کہ ایک لڑکی

www.besturdubooks.wordpress.com

لَاتَحْسِبِنَّ وَجَمَالَ

عورت جو وہ حسن بھی ہے، جمال بھی ہے، اور وہ گناہ کی طرف بھاگتی ہے اور آدمی آگے سے کیا کہتا ہے:

إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ

"میں اللہ سے ڈرتا ہوں"

نفس کو سنانے والی آیت مبارکہ:

یہ قرآن مجید کی آیت ہے، یہ ہر بندے کو یاد کر لینی چاہیے اور اکثر اس کو گنگنانا چاہیے پڑھنا چاہیے، سوچنا چاہیے، یہ چھوٹی مختصری

إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ

مجھے خوف ہے میں ڈرتا ہوں اگر میں رب کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس بڑے دن کے وقت مجھے عذاب دیا جائے گا"

اپنے نفس کو یہ آیت سنایا کریں۔ جب شہوت سوار ہو، جب گناہ کا دل چاہ رہا ہو۔ اس آیت کو چند دفعہ پڑھیں۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ شیطان مردود کو بھگا دیتے ہیں۔ نفس کو صبر عطا فرما دیتے ہیں۔

قولِ حضرت علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

لا تخف الا ذنبك

"کسی سے نہ ڈرو مگر اپنے گناہوں سے"

وَلَا تَرْجُ إِلَّا رَبَّكَ

"اور کسی سے امید نہ رکھو مگر اپنے پروردگار سے"

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا خوبصورت بات کہی نہ ڈرو مگر اپنے گناہوں سے اور کسی سے امید نہ رکھو مگر اپنے پروردگار سے۔

نفس کی خواہشات کو اللہ کے لیے قربان کریں:

ایک آخری بات:

ہم اگر نفس کی خواہشات کو اللہ کے لیے قربان کریں گے تو اللہ اس کے بدلے ہمیں ایمان کی حلاوت عطا فرمائیں گے اور اس کی دلیل حدیث پاک میں آتا ہے:

''کہ جو بندہ غیر محرم سے اپنی نگاہ کو بچاتا ہے اللہ اس کو عبادت کے اندر لذت عطا فرما دیتے ہیں''

تو دیکھو نفع تو ان کو ملا کہ میرے بندے تو نے اگر اس لذت کو میری خاطر چھوڑ دیا تو میں اس کے بدلے تمہیں بہتر لذت عطا کرتا ہوں، ایمان کی حلاوت ملتی ہے، ایمان کی لذت ملتی ہے۔

ابن عطا اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ابن عطا اسکندری رحمۃ اللہ علیہ ان کی حکم بہت معروف ہیں۔ بہت سی حکمت کی باتیں کرتے تھے ایک ان کی بات سنئے فرماتے ہیں

جَلَّ رَبُّنَا اَنْ یُّعَامِلَهُ الْعَبْدُ نَقْدًا فَیُجَازِیَهُ

''ہمارا پروردگار اس سے برتر ہے کہ بندہ عمل کے ذریعے نقد کا معاملہ کرے اور وہ اس کا اجر قیامت کے ادھار پر ٹال دے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بندہ تو نقد نیک عمل کر رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کہے اچھا بھئی ادھار ہوا۔ قیامت کے دن ادھار دوں گا۔ نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے اللہ نقد بھی اجر دیتے ہیں اور بقیہ اجر قیامت کے دن بھی عطا فرمائیں گے تو جو نیکی کا کام کرتے ہوئے اپنے نفس پر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم جبر کرتے ہیں اللہ فوراً اس کا اجر عطا فرما دیتے ہیں اسی دنیا میں۔

شریعت پر استقامت کا صلہ:

ایک واقعہ سنا کر بات کو مکمل کرتا ہوں یہ واقعہ امیر شجاع متولی قاہرہ نقل فرمایا:

کہتے ہیں کہ ہم ایک شخص کو ملے اس کا رنگ گندمی تھا مگر جب اس کے بچوں کو دیکھا تو وہ اتنے گورے، سفید، خوبصورت کہ ہم حیران۔ ہم سے رہا نہ گیا ہم نے پوچھا کہ بھئی یہ معاملہ کیا ہے۔ تیرا رنگ گندمی تھا اور تیرے بچے اتنے گورے چٹے اور خوبصورت۔ اس نے کہا بس یہ ایک لمبا واقعہ ہے جو مجھے پیش آیا۔ ہم نے کہا کہ ہمیں سناؤ ہم تو ہمہ تن گوش تھے۔ کہنے لگا کہ ہوا یوں کہ میں ایک کاشت کار آدمی تھا۔ فصل کاشت کی اور جب فصل کٹی تو میں اس کو لے کر بیچنے کے لیے شام چلا گیا۔ کچھ فصل کا حصہ میں نے لوگوں کو ادھار پر دے دیا چھ مہینے پر اور ایک دوکان میں نے خرید لی کرآدھا حصہ میں نے اس میں رکھ لیا کہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے بیچوں گا اور چھ مہینے کے بعد پیسے لے کر میں وطن واپس چلا جاؤں گا۔ دوکان پر بیٹھا ہوا تھا تو میری جو جنس تھی وہ گھوڑوں کی خوراک بنتی تھی جیسے چنے ہوتے ہیں۔ تو ایک لڑکی آئی جو کافرہ، انگریز، فرنگی لڑکی، وہ ایک بوڑھی خادمہ کے ساتھ اس گھوڑے کی خوراک خریدنے میرے پاس آئی۔ وہ اتنی خوبصورت کہ میں اس کو دیکھ کے سوچتا رہا کہ پتہ نہیں یہ اتنی خوبصورت ہے تو حوریں کیسی ہونگی؟ نتیجہ کیا ہوا کہ جب پیسے دینے کا وقت آیا تو میں نے اسے بہت کم قیمت پر سودا دے دیا وہ دو چار دن بعد پھر آئی اور میں نے سستا سودا دیا۔ وہ پہچان گئی کہ اس مرد کی نیت میں کچھ ہے۔ جب تیسری، چوتھی دفعہ سامان لینے آئی۔ تو میں نے اظہار کر دیا کہ میرے دل میں تمہاری محبت ہے۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس نے کہا سنو! تین بندے قتل ہوں گے؟ اگر میرے خاوند کو پتہ چل گیا۔ ایک میں، ایک یہ بوڑھی عورت، ایک تو، تینوں قتل ہو جائیں گے؟ میں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو جواب دیا کہ اگر چہ قتل ہو جاؤں گا؟ تیرے ساتھ ملنے کے لیے قتل ہوں گا تاں؟ اب یہ لفاظی کا کام کر گئی عورت مسکرائی کہ یہ ایسا پاگل ہے۔ چنانچہ میں نے اسے مسکراتے دیکھا تو میں نے اسے گناہ کی پیشکش کر دی۔ اس نے کہا کہ پچاس دینار۔ وہ بڑی بھاری قیمت ہوتی تھی وہ ادا کرو تو ہم آپ کے پاس آجائیں گے۔

کہنے لگا کہ میں نے ایک سمندر کے کنارے گھر لیا ہوا تھا کرایہ پر میں نے اسے کہا کہ وہ پچاس دینار لو اور وہاں آجانا۔ اور اس بوڑھی عورت کے ساتھ وہ وہاں پہنچ گئی۔ میں نے چھت کے اوپر بستر لگوا دیا اب وہ نصرانیہ عورت، جوان العمر میرے پاس ہے اور مجھ پر گناہ کا خبط سوار ہے۔ ہم نے کھایا پیا، میٹھے خوش گپیاں لگائیں۔ اچانک میری نظر آسمان پر پڑی تو کہتا ہے کہ جب میں نے آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھا تو بے اختیار میری زبان سے یہ نکلا:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

اللہ تو نے یہ بے فائدہ پیدا نہیں کیا

تو اللہ تعالیٰ کی عظمت میرے اوپر غالب آگئی، کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ میں یہ کافرہ عورت کے ساتھ گناہ کے لیے تیار ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے نیت کر لی کہ میں نے گناہ نہیں کرنا، صبح ہوگئی وہ عورت مجھ سے خفا بھی ہوئی کہ ایسی کیوں تھا اگر تو نے کچھ نہیں کرنا تھا۔ میں نے اس کی ناراضگی کو برداشت کر لیا اور جانے دیا۔

ایک دو دن بعد وہ دوبارہ پھر وہ سودا لینے آئی کہنے لگا کہ اب جب دن کی روشنی میں میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی تو چمکتا ہوا چاند تھی۔ پھر میرے نفس نے کہا کہ تو کہاں کا بایزید رحمۃ اللہ علیہ آگیا، تو کہاں کا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آگیا۔ اگر یہ تیار ہے گناہ کے لیے تو تو کر لے۔ تو یہ کر لینا، میرے نفس نے مجھے پھر بہکایا حتیٰ کہ میں نے اسے پھر کہا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھا دوبارہ آنا اس نے کہا نہیں اب سو دینار۔ میں نے سو دینار دے دیے۔

جب دوسری مرتبہ وہ آئی تو میرا وہی حال کہ مجھے یہ احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں پھر گناہ سے بچ گیا۔ اب کے وہ تو آئی خفا ہوئی کہ اس نے مجھے برا بھلا نہیں کہا جب تیسری مرتبہ وہ آئی تو کہنے لگے کہ میں اس کو دیکھ کر اتنا پھسل گیا کہ کہا اب جو مرضی ہو میں نے گناہ کرنا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں آؤں گی۔ پانچ سو دینار لوں گی۔ یہ بہت بھاری قیمت تھی۔

میں نے پانچ سو دینار بھی دے دیے۔ ابھی دیے ہی تھے اعلان ہوا کہ یہ ملک تو ہے کفار کا نصاریٰ کا اور ہم نے مسلمانوں کے ساتھ ایک صلح کا معاہدہ کیا ہوا تھا اس معاہدے کی مدت ختم ہوئی۔ لہٰذا جتنے مسلمان اس شہر میں ہیں ان کو ایک ہفتے کی مہلت دی جاتی ہے وہ کاروبار سمیٹ کر اپنے ملک واپس چلے جائیں۔ کہنے لگے اعلان ہونے کے بعد حالات ہی بدل گئے میں نے جن لوگوں سے قرضہ لینا تھا وہ لیا۔ اور چونکہ یہ فصل ہمارے ملک میں ہی ہوتی تھی وہاں نہیں ہوتی تھی تو اس کی قیمت بھی بڑھ گئی۔ مجھے مال میں بہت نفع ہوا۔ چنانچہ وہاں سے نکلا۔

تو کچھ دنوں کے بعد مسلمان بادشاہ الملک الناصر اس نے ان پر حملہ کیا آخر میں جنگ ہوئی اور مسلمان غالب رہے تو اس دوران مجھے خیال آیا کیوں نہ میں یہاں سے ایک دو باندیاں ہی لے لوں۔ مجھے ان سے بھی نفع ہوگا۔ میں نے ایک باندی لے لی۔ اللہ کی شان کہ وہ جاریہ تھی اور سلطان کا کوئی ایک نمائندہ تھا اس کو وہ پسند آ گئی۔ اس نے سلطان کے لیے لینی تھی۔ اس نے کہا مجھے باندی چاہیے میں نے کہا سو دینار اس نے کہا کہ میرے پاس تو نوے دینار ہیں دس ادھار کر لو میں نے کہا کوئی بات نہیں۔ اس نے نوے ہزار پر وہ باندی مجھ سے لی اور جا کر اپنی طرف سے شاہ کو پیش کی۔ شاہ بہت خوش ہوا اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے تفصیل سنائی میں تو دے دینار دے آیا ہوں دس دینار ادھار۔ اس نے کہا وہ بڑا اچھا بندہ ہے جس نے تجھ سے ادھار کر لیا۔ اس کے بدلے ہمارے پاس بہت سی عورتیں دشمن کی گرفتار ہیں اس بندے کو کہو جو چاہیے ان میں سے وہ پسند کر لے دس دینار پر۔ کہتے ہیں میں دیکھنے گیا۔ مجھے وہی نصرانیہ عورت وہاں گرفتار عورتوں میں بیٹھی نظر آئی۔ میری اس پر نظر پڑی۔ میں نے کہا مجھے یہ چاہیے۔ انہوں نے میرے حوالے کر دی۔ عورت مجھے دیکھتی ہے میں اس عورت کو دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا دیکھو پانچ سو دینار تجھے دیے تھے اور تو آتی نہیں تھی اور میں بھی گناہ سے ڈرتا تھا۔ اب میرے اللہ نے دس دینار کے بدلے میں تجھے تیرا مالک بنا دیا۔ مگر پھر بھی میرے دل میں اک ڈر تھا کہ میرے نفس کی خواہش اس میں شامل ہے۔ وہ کہنے لگی اچھا اگر تم اللہ کے ڈر کی وجہ سے گناہ سے رکے تھے تو میں بھی کلمہ پڑھتی ہوں اور مسلمان ہوتی ہوں کہ وہ اللہ اتنا عظیم ہے کہ تم جیسا نوجوان انسان اور میری جیسی خوبصورت عورت اور پھر گناہ سے بچے۔ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔ کہنے لگا: میں اس کو قاضی شہر کے پاس لایا کہ یہ عورت ہے یہ مسلمان ہوگئی اب ہم کیا کریں۔ اس نے اس عورت سے پوچھا کہ تم اس سے نکاح کرنا چاہتی ہو۔ اس نے کہا ہاں چنانچہ قاضی نے مجھے اس سے نکاح میں منسلک کر دیا اب وہ میری بیوی تھی۔ میں اسے گھر لے گیا اور میاں بیوی کی طرح ہم نے زندگی گزارنا شروع کر دی۔ ابتدائی دنوں میں اس کو امید بھی لگ گئی۔ حاملہ بھی ہوگئی۔

چند مہینوں کے بعد اعلان ہوا کہ بادشاہوں کے درمیان پھر معاہدہ ہو گیا اور جتنی قیدی عورتیں ہیں ان سب کو واپس کیا جائے کہنے لگا میرے دل پر اک غم طاری ہو گیا کہ اب یہ واپس چلی جائے گی۔ میں گھر گیا اس نے مجھے مغموم پریشان دیکھا کہنے لگی کیا ہوا! میں نے کہا یہ معاملہ ہے۔ اب تم واپس چلی جاؤ گی۔ وہ کہنے لگی نہیں مجھے پتہ ہے کہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کیا کہنا ہے تم مجھے بادشاہ کے قاصد کے پاس لے جاؤ۔ کہنے لگے کہ ایک مسلمانوں کا نمائندہ ایک کافروں کا نمائندہ۔ ان کے سامنے پیش کیا گیا مسلمانوں کے نمائندے نے کہا بھئی اگر تم واپس جانا چاہتی ہو تو ہماری طرف سے جانے کی اجازت ہے۔ جو کافروں کا نمائندہ تھا اس کو اس نے کہا میں واپس نہیں جاتی۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا اس لیے کہ اب میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکی ہوں۔ مسلمان عورت اب کسی نصرانی کے نکاح میں نہیں رہ سکتی اور پھر میں امید سے بھی ہوں۔ لہٰذا اب میرے خاوند کے سوا کسی اور کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ تو وہ جو کافروں کا نمائندہ تھا اس نے کہا تیری والدہ نے مجھے کہا تھا اس کو میرے پاس لے آنا اور اگر وہ نہ آئے تو یہ اس کا بکسہ ہے یہ اس کو میری طرف سے امانت پہنچا دینا۔ ہم اس بکسے کو لے کر گھر آ گئے۔ جب کھولا تو اس بکسے کے اندر اس عورت کے وہی خوبصورت کپڑے تھے جن کو پہن کر وہ میرے پاس آئی تھی اور تین تھیلیاں پڑی تھیں۔ ان کو کھولا تو ایک میں پچاس دینار تھے جو میں نے اس کو دیے تھے دوسری میں سو دینار تھے اور تیسری میں پانچ سو دینار تھے۔ میں نے اللہ کی رضا کے لیے پیسوں کو بھی چھوڑا گناہ کو بھی چھوڑا میرا اللہ کتنا بڑا ہے اس نے پیسے بھی لوٹا دیے اس عورت کو ان خوبصورت کپڑوں میں مجھے واپس لوٹا دیا۔

تم نے میرے لیے گناہ چھوڑا تھا ان میں یہ سب نوٹ تمہیں واپس دے رہا ہوں۔ وہ نصرانیہ انگریز عورت میری بیوی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خوبصورت اولاد اور بیٹے عطا کیے۔

گناہوں کے چھوڑنے پر انعامات:

تو جو شخص اللہ کی رضا کے لیے گناہ کو چھوڑتا ہے اللہ اس کو بے سہارا نہیں چھوڑتے۔ تم ستا نہیں چھوڑتے وہ پروردگار اس سے برتر ہے کہ بندہ عبادت کے ذریعے نقد کا معاملہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرے اور اللہ اس کے اجر کو قیامت تک ادھار پر چھوڑ دے وہ آخرت میں بھی عطا کرے گا وہ دنیا میں بھی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ جو انسان گناہوں کو چھوڑ دے، نیکی پر جمے، اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس کو لذتیں عطا فرما دیتے ہیں ایمان کی اور عبادت کی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ہر حال میں شریعت کے مطابق زندگی گزاریں جو غلطیاں، کوتاہیاں ہوئی ہیں ہم اللہ رب العزت سے ان کی معافی مانگیں اور آئندہ ایک پاکیزہ زندگی گزارنے کا دل میں ارادہ کریں۔

سن فریاد میرے سوہنیاں اللہ
تے میں ہور سناواں کینوں
تیرے جیا میتوں ہور ناں کوئی
تے میرے جیا لکھ تینوں
تے پھول نہ کاغذ بدیاں والے
تے در توں دھک ناں میتوں
جے اے گناہ ناں ہوندے شاہا
تے تو بخشیں دوں کینوں

اے کریم آقا ہم گناہ تو کر بیٹھے اگر گناہ نہ ہوتے تو کس کو آپ بخشتے لہٰذا ہم آپ کے در پر یہ فریاد کرتے ہیں کہ اللہ جو گناہ کر چکے معاف کر دیجیے آئندہ اپنے فضل اور اپنی رحمت سے اللہ ہمیں گناہوں کی ذلت سے بچا لیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد اکتیس

- انتخابِ لاجواب
- افتتاح بخاری شریف
- اختتامِ بخاری شریف
- خزینۂ آخرت
- تزکیۂ نفس کی اہمیت
- غیبت اور ناشکری
- مٹی اپنی صفات کے آئینے میں

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618...

خطباتِ فقیر 31

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	12
پیش لفظ	14
عرض مرتب	16
① انتخاب لاجواب	21
اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم	23
بے مثال سیرت	24
سیرت النبی ﷺ کا ایک انوکھا پہلو	25
قیمتی چیز طلب سے ملتی ہے	25
ابراہیم علیہ السلام کی دو دعائیں	26
مہمان خصوصی کی آمد کا اعلان	27
نبی ﷺ کے اجداد بہترین	28
نبی علیہ السلام کی زبان بہترین	28
شہر ولادت بہترین	29
مکہ مکرمہ ...... امن کا شہر	30
مکہ مکرمہ ...... وسط عالم	31
مکہ مکرمہ کا موسم بہترین	32
مکہ مکرمہ کے اوقات بہترین	32
نبی علیہ السلام کا قبیلہ بہترین	32
دادا کا انتخاب بہترین	33
والد ماجد کا بہترین انتخاب	33
ابن تو تحسین	34
والدہ ماجدہ کا انتخاب بہترین	35
نبی ﷺ کے نام کا انتخاب بہترین	36
پرورش کے لیے بہترین عورت کا انتخاب	38
ازواج مطہرات کا بہترین انتخاب	39
بیٹوں کا بہترین انتخاب	41
بیٹیوں کا بہترین انتخاب	42
یاروں کا بہترین انتخاب	43
بہترین کتاب کا انتخاب	43

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
بہترین دین کا انتخاب	44
ظاہری حسن بے مثال	45
باطنی صفات بے مثال	46
اور مدح باقی ہے	47
حروف تہجی کی مدحت	48
انتخاب کا جواب	52
(۳) انتخاب بخاری شریف	53
علم حدیث کی تعریف	56
علم حدیث کی فضیلت	56
تعارف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	57
قوت حافظہ	59
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقوی	60
بخاری شریف کا سبب تالیف	65
سن تالیف	61
طریقہ تالیف	61
تعداد حدیث	62
شرائط روایت	63
کتاب کا نام	64
تدوین حدیث کی تاریخ	65
خصائص صحاح ستہ	66
صحاح ستہ کا خلاصہ	67
اصح الکتب	68
اصح الکتب ہونے کے دلائل	69
(۱) عدالت رواۃ	69
(۲) تعداد حدیث	70
(۳) رواۃ	70
(۴) معیار	70
(۵) علت	71
خصائص بخاری شریف	71
بخاری شریف کا آغاز	72
اعتراض	73
جواب ۱	73
جواب ۲	73
جواب ۳	74
بدء الوحی سے ابتدا کیوں کی؟	74
حصول علم کے ذرائع	74
(۱) حواس خمسہ کے ذریعے علم	75
(۲) عقل کے ذریعے علم	76
(۳) وحی کے ذریعے علم	76
نوح و انبیاء علیہم السلام پر وحی کا تذکرہ کیوں؟	78

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
سند حدیث کے لطیف نکات	79
حدیث مبارکہ کی ترجمۃ الباب سے مطابقت	82
جواب ۱	83
جواب ۲	83
جواب ۳	83
جواب ۴	84
حدیث مبارکہ کی اہمیت	84
مباحث حدیث	85
① اعمال اور نیات دونوں جمع	85
② عمل و فعل کا فرق	86
③ نیت اور ارادے کا فرق	86
④ تعدد نیت کے ثمرات	87
⑤ حسن نیت کے کرشمے	88
⑥ ایک اشکال کا جواب	89
خلاصہ کلام	90
شان ورود	90
اللہ رب العزت کا عشق	91
تصوف کی ابتدا	92
انوار حدیث	92

عنوان	صفحہ نمبر
احادیث مبارکہ کا نور کیسے حاصل ہو؟	95
کلام سے متکلم تک	96
صحیح بخاری شریف کی قبولیت	96
صحیح بخاری پڑھنے کی نیت	99
③ اختتام بخاری شریف	101
قرآن وحدیث میں متاخرین کی تعریف	104
صحاح ستہ کے مؤلفین سب عجمی تھے	106
امام بخاری رحمہ اللہ فارسی النسل تھے	106
صحیح ترین مجموعہ احادیث	108
صحیح بخاری کی مقبولیت	109
تراجم ابواب کے معارف	110
آخری کتاب کونسی ہے؟	111
پہلی رائے	111
دوسری رائے	113
توحید دو معنی سے کی	114
کتاب التوحید کے ساتھ باب	

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
وزن اعمال کی مناسبت	115
باب "وزن اعمال" کو آخر پر لانے کی وجوہات	120
بدء الوحی اور آخری باب میں مناسبت	121
پہلی حدیث اور آخری باب میں مناسبت	121
آیات قرآنیہ لانے کی وجہ	122
اللہ تعالیٰ کے لیے صیغہ واحد اور جمع	123
اللہ تعالیٰ سے خطاب میں صیغہ واحد ہو یا جمع	124
منکرین وزن اعمال	125
عقل اور وحی	125
میزان کی حقیقت	127
اہل سنت کے دلائل	127
وزن اعمال کے فوائد	128
میزان کے متعلق نکات	129
حساب پہلے یا میزان	129
میزان کون کرے گا؟	130
پلڑا کیسے جھکے گا؟	130
جمع کا صیغہ کیوں؟	131
میزان کتنی بڑی ہوگی؟	132
اعمال جمع اور قول واحد کیوں؟	132
میزان سے مستثنیٰ کون	133
کیا کفار کے اعمال کا وزن ہوگا؟	134
وزن کس کا ہوگا؟	135
معارف حدیث	136
تشریحات متن	140
ترجمۃ الباب کا بنیادی نکتہ	146
مسجع اور شیریں کلام	146
تسبیح کی اہمیت	148
تخلیہ اور تحلیہ	150
امید اور خوف	151
براعت اختتام	152
جمال اور جلال کا امتزاج	153
پہلی اور آخری حدیث میں مناسبت	154
آخری پیغام	156

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
④ ترغیبِ آخرت	159
عالم اور جاہل میں فرق	161
علم کی اہمیت	162
کم لاگت میں زیادہ منافع	163
یقین کامل کی ضرورت	164
آخرت کے خزانوں کی چابیاں	165
تین قسم کے مزدور	166
ایک منٹ میں گھنٹوں عبادت کا ثواب	167
ایک جملے پر دس لاکھ نیکیاں	168
چار کلمات پر دس کروڑ نیکیاں	170
کثیر اجر والا درود شریف	171
فرشتوں کو تھکا دینے والا کلمہ	171
ہیرے اور موتیوں جیسے اعمال	172
ستر ہزار فرشتوں کی دعا	173
اسی سال کے گناہوں کی معافی	173
سمندر کے جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی	174
ادھورے کام پورے	174
حرمین شریفین دور	176

عنوان	صفحہ نمبر
غمزدوں کی تسلی	177
چار بیماریوں سے نجات	178
ہفتہ بھر کے گناہ معاف	179
دجال سے حفاظت	179
حفاظتِ خداوندی	180
عجیب انعام	181
مستجاب الدعوات بنیں	181
بلند ترین نیکیاں	182
شہادت کا درجہ	183
جہنم سے نجات	183
نبی ﷺ کی شفاعت	184
عقل مند انسان	184
نبی علیہ السلام کی حفاظت	185
اللہ تعالیٰ کی رضا کی نشانی	185
مسنون اعمال ضروری ہیں	186
⑤ تزکیۂ نفس کی اہمیت	187
انسان کی ترکیب	189
جسم سازی کا مقام	189
شخصیت سازی کا مقام	190
تزکیہ کا عام فہم مفہوم	190

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
تزکیہ کے مختلف طریقے	190
اللہ کے نزدیک تزکیہ کی اہمیت	191
فلاحِ حقیقی کا مدار	193
فلاح کیا ہے؟	194
حصولِ تزکیہ کے طریقے	195
زمین کی ناپاکی دور کرنے کے طریقے	195
پہلا طریقہ	195
دوسرا طریقہ	196
دل کی زمین کو پاک کرنے کا طریقے	196
(۱)...... صحبتِ شیخ	196
(۲)...... کثرتِ ذکر	197
آخرت میں تزکیہ نفس کا انتظام	198
آخرت کا ہسپتال	198
ایمرجنسی روم...... قبر	199
قبر کا مٹھی چاپی کرنا	200
قبر میں گلوکوز کی بوتلیں	201
قبر میں پٹائی	201
روزِ محشر چار اہم سوال	201
جہنم کے ہسپتال میں درجے	202
اسفل ترین درجہ	203
ایڈمٹ کرے	204
جہنم میں پرہیزی کھانا	204
جہنم کا مشروب	205
جہنم کے ہسپتال کا یونیفارم	207
بے پردہ عورت کی سزا	207
اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم	208
لاتوں کے بھوت	209
جلد بدلنے کا عذاب	210
جہنمیوں کے قد اور جسامت	210
جہنم کا کارڈیک وارڈ	211
زکوٰۃ نہ دینے کا انجام	212
ناجائز جنسی مزے لینے والے کا انجام	213
اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطع کلامی	214
لاعلاج مریض	216
جنت میں داخلے کی شرط	216
بیمار آدمی کا داخلہ ممنوع	216
لمحۂ فکریہ	217

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
⑥ غیبت اور ناشکری	219
انسان خیر اور شر کا مجموعہ	221
انسان کو اختیار ہے	222
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ	222
عہد کا پاس ضروری ہے	223
غیبت ایک کبیرہ گناہ	224
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ڈر	224
غیبت کسے کہتے ہیں	225
عورتوں میں غیبت اور ناشکری کی عادت	225
غیبت حقوق العباد میں سے ہے	227
غریب کون؟	227
کسی کا مشکل کھونا آسان	228
آج غیبت کا مرض عام ہے	228
غیبت اور طعنہ دینے کا عذاب	229
غیبت مردار گوشت کھانے کی مانند ہے	231
شریعت میں مومن کی تکریم	232
قیامت کے دن کی ہولناکی	232
غیبت کی معافی کیسے ہو؟	233
غیبت سے بچاؤ کے طریقے	234
صالحین کا شعار	235
اگر براہ راست معافی نہ ہو سکے تو ازالے کی صورت	236
حضرت شبلی نے حقوق کیسے معاف کرائے؟	237
ناحق کھجور سے رتبہ ابدال میں رکاوٹ	239
بلا اجازت مٹی لینے کا وبال	239
فقیہ ابو اللیث سمرقندی کا تقویٰ	240
ناشکری سے اللہ کی دوری	241
اوقات کو نہ بھولیں	241
ناشکری کا عبرتناک انجام	242
عبرت انگیز واقعہ	244
نعمتوں کی قدر	247
⑦ نبی ﷺ کی صفات کے آئینے میں	249
انسان مٹی سے بنا	251
شیطان آگ سے بنا	251
خاک میں آگ کی نسبت فائدے زیادہ	252

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے	253
مسلمانوں اور ہندوؤں کی تدفین میں فرق	253
مٹی کی صفات کو اپنائیں	254
پہلی صفت: چھپانا اور ڈھانپنا	254
دوسروں کے لیے رحمت بنیں زحمت نہ بنیں	255
نبی علیہ السلام کا خلق	255
ہماری حالت	257
فقہ کا مسئلہ	257
دوسری صفت: قبولیت	258
آج طبائع میں قبولیت کی کمی ہے	259
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خلق	260
مٹی پر پھول کی خوشبو کا اثر	260
سماعت کی اہمیت	261
نفس کی ہٹ دھرمی سننے میں رکاوٹ بنتی ہے	263
تیسری صفت: نشوونما دینا	264
چوتھی صفت: تواضع (عاجزی)	264
کچھ مجاہدات سفر	265
پھلدار شاخ ہمیشہ جھکی ہوتی ہے	268
تواضع مجری فیض ہے	270
''میں'' [illegible] بنتا ہے	270

❁❁❁❁

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم و معارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطباتِ فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ اکتیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلندتر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیانات حکمت و معرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پرواز فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یادکی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقولِ شاعر ؎

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ

کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحب دل کی بات ہوتی ہے اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیت عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علما بھی مستفید ہوتے ہیں عوام بھی مستفید ہوتے ہیں۔ بڑے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چھوٹے بھی سبق حاصل کرتے ہیں۔ مردوں کے دل کی دنیا بھی بدلتی ہے، خواتین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

انتخابِ لاجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ (آل عمران:۱۶۴)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ (آل عمران:۱۶۴)

اللہ رب العزت نے انسان کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے، ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (النحل:۱۸)

”اگر تم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو گننا بھی چاہو تو تم ان کو گن ہی نہیں سکتے“

ان اَن گنت نعمتوں پر اللہ رب العزت نے احسان نہیں جتایا۔ انسان کو بینائی دی، سماعت دی، گویائی دی، عقل کے نور سے نوازا، جسم میں بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں اور انسان کے لیے اللہ رب العزت نے ہوا بنائی، روشنی بنائی، زمین پھیلائی، آسمان بنایا، پانی دیا، انسان کو کھانے کے لیے پھل دیے، دیکھنے کے لیے پھول دیے۔ اتنی نعمتیں اللہ رب العزت نے دیں مگر کسی نعمت پر اللہ رب العزت نے اپنا احسان نہیں جتایا۔ سوائے ایک نعمت کے کہ وہ نعمت بھی ایسی کہ واقعی اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے خزانے میں ایک ہی تھی، اور وہ ہے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ (آل عمران:۱۶۴)

''تحقیق کہ اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا، جب اس نے ان میں اپنے رسول کو مبعوث فرمایا''

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔

بے مثال سیرت:

اس لیے نبی علیہ السلام کی سیرت کی مثال سمندر کی مانند ہے، جیسے سمندر کی گہرائیوں کو ناپنا انسان کے بس میں نہیں اسی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت مبارکہ کا بیان کرنا انسان کے بس کی بات ہی نہیں۔ چنانچہ کہنے والوں نے بھی یہی کہا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

''کہ مختصر بات یہی ہے کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اللہ رب العزت کے بعد آپ کا درجہ ہے۔

نبی علیہ السلام کی سیرت آسمان کی مانند ہے، انسان شہر میں ہو، جنگل میں ہو، وادی میں ہو، پہاڑ کی چوٹی پر ہو، جہاں بھی ہو، سر اٹھا کر دیکھے اسے آسمان نظر آتا ہے۔ اسی طرح انسان اپنی زندگی کے جس موڑ پر بھی ہو، بچپن میں ہو، جوانی میں ہو، بڑھاپے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ہو، ازدواجی زندگی ہو، کام کاروبار ہو، اجتماعی زندگی ہو، جس سمت سے بھی ہو، ذرا سا سر اٹھا کر جو دیکھے تو اس کو نبی علیہ السلام کی سیرت آسمان کی طرح نظر آتی ہے اور اس کو ہدایت مل جاتی ہے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انوکھا پہلو:

چنانچہ سیرت بیان کرنے کے لیے علما نے انوکھے انداز اختیار کیے مگر سچی بات یہ ہے کہ حق ادا کوئی بھی نہ کر سکا۔ آج ہم سیرت کو ایک اور عنوان سے دیکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت کا یہ انتخاب لاجواب تھا۔

اس کی مثال یوں سمجھیے! کہ اگر کوئی ماں مال پیسے والی ہے اور اسے اپنی بیٹی کا جہیز بنانا ہے تو محبت کی وجہ سے وہ بیٹی کا جہیز ایسا بنائے گی کہ ایک ایک چیز چنی ہوئی ہوگی۔ فرنیچر بہترین ہوگا، کپڑے بہترین ہوں گے، زیورات بہترین ہوں گے، گاڑی بہترین ہوگی، غرض کہ وہ اگر رشتہ بھی دیکھے گی تو بہترین دیکھے گی۔ اپنی بیٹی کے لیے اس کا ہر چیز کا انتخاب بہترین ہوگا۔ اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے یوں سوچیے! کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر بہترین چیز کو چنا۔ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی وہ سب سے بہترین تھی۔ اسی پہلو سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو آج ہم ایک طالب علم کی حیثیت سے دیکھیں گے اور سٹڈی کریں گے۔

قیمتی چیز طلب سے ملتی ہے:

چنانچہ عام دستور یہی ہے کہ انسان کے پاس کم قیمت چیز ہو تو بن مانگے دے دی جاتی ہے لیکن قیمتی چیز ہو تو انسان چاہتا ہے کہ کوئی مانگے طلب کا اظہار کرے پھر اسے

www.besturdubooks.wordpress.com

دی جائے گی۔ چنانچہ باقی انبیا جتنے بھی دنیا میں تشریف لائے، ان کو اللہ رب العزت
نے از خود دنیا میں بھیجا لیکن جب اللہ رب العزت کے حبیب ﷺ نے دنیا میں آنا تھا
تو اللہ نے پسند کیا کہ مجھ سے مانگا جائے۔ چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ
کو تعمیر کیا تو حکم ہوا کہ میرے ابراہیم خلیل اللہ! آپ نے میرا گھر بنا دیا اب آپ مجھ
سے انعام مانگیے کیا مانگتے ہیں؟ تو ابراہیم خلیل اللہ نے دعا مانگی: اے رب کریم! میں
نے مسجد بنا دی، عبادت کرنے والے، عبادت سکھانے والے کو بھیج دیجیے۔ میں نے
مدرسہ بنا دیا، قرآن پڑھانے والے کو بھیج دیجیے! قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے یہ
دعا مانگی:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا﴾ (البقرۃ:۱۲۹)

اللہ! اپنے حبیب ﷺ کو بھیجیں!
دن بھیجیں کہ انہوں نے فرمایا: اے اللہ! میں
آپ سے دنیا کا مال نہیں مانگتا بلکہ میں آپ سے
رآمنہ کا لال مانگتا ہوں۔ میں وہ نعمت
مانگتا ہوں جو تیرے خزانے میں بھی ایک ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی دو دعائیں:

دیکھیے! ابراہیم علیہ السلام کی دو دعائیں ہیں۔ ایک دعا میں انہوں نے زرا ولاد دعا مانگی، اللہ
نے اسمٰعیل دے دیے۔ اسمٰعیل میں دو حروف ہیں، بلکہ دو لفظ ہیں۔ اسمع کے معنی
ہوتے ہیں "تو سن" عیل کا معنی ہوتا ہے "اے اللہ" یعنی اے اللہ! سن لے۔ اللہ
تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام عطا فرمائے، پھر ان کی اکتالیسویں پشت میں اللہ رب العزت
نے اپنے حبیب ﷺ کو بھیجا۔

چنانچہ دعا مانگنے والے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، آمین کہنے والے اسماعیل ذبیح اللہ،
اس دعا کو جہاں مانگا اس جگہ کا نام بیت اللہ اور جس ...
... ر پروردگار کا نام

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ۔ اور کیا مانگا؟ اللہ کا حبیب۔ تو اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا۔

دیکھیے ابراہیم علیہ السلام کو دو نعمتیں ملی تھیں ایک زم زم والا ملا (اسماعیل علیہ السلام) دوسرے کوثر والے ملے، اللہ کے حبیب علیہ السلام۔ اسماعیل علیہ السلام اللہ کے محب ہے کہ اللہ کے نام پر قربان ہونے کو تیار اور اللہ کے حبیب ﷺ اللہ کے محبوب ہے۔ سبحان اللہ کیا کیا نعمتیں ملیں۔ ایک ذبیح اللہ ملا اور دوسرا حبیب اللہ ملا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول فرمالیا۔

اب عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مجلس ہو پروگرام چلتا رہتا ہے لیکن جب مہمان خصوصی نے آنا ہوتا ہے تو اس سے پہلے اعلان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے یہ پسند فرمایا کہ جب میرے حبیب ﷺ اس دنیا میں تشریف لانے والے ہوں گے تو ان کے آنے سے پہلے اعلان ہوگا۔

مہمانِ خصوصی کی آمد کا اعلان:

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے منتخب فرمایا کہ آپ دنیا میں جایئے میرے حبیب ﷺ کے آنے کا اعلان کیجیے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا کہ میرے بعد رسول آئیں گے۔

﴿يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (الصف:٦)

کہ جن کا نام احمد ہوگا۔ سبحان اللہ! اللہ کے حبیب ﷺ کی شان دیکھیے! کہ ان کے آنے سے پہلے ایک پیغمبر علیہ السلام آئے اعلان کرنے کے لیے۔ یہ بھی آپ سمجھتے ہیں کہ جب مہمان خصوصی کے آنے سے پہلے اعلان کیا جاتا ہے تو پھر مہمان خصوصی آتا ہے، اپنا بیان کرتا ہے اور جب چلا جاتا ہے تو پھر اعلان کرنے والا مجلس کو Wind up (برخاست) کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی یہی معاملہ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام کو اللہ نے آسمانوں پر بلا لیا اور نبی علیہ السلام کی امت کا جب آخری وقت ہوگا تو اللہ رب العزت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ بھیجیں گے اور وہ نبی ﷺ کی شریعت کو ہی دنیا میں آگے بڑھائیں گے اور مجلس کے اختتام کا گویا اعلان کریں گے۔

نبی ﷺ کے اجداد بہترین:

سبحان اللہ۔ اللہ رب العزت کی رحمت دیکھیے! کہ اس کے حبیب ﷺ نے تشریف لانا تھا تو اللہ رب العزت نے جس جس کو منتخب کیا وہ واقعی اپنی جگہ پر بہترین تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کو چنا۔ یہ بزرگی والے۔ ابراہیم کے لفظ کا معنی ہے بزرگی والا، یعنی بزرگی والی شخصیت کو چنا۔ اور وہ ایسی بڑی شخصیت تھی کہ سب بڑے مذاہب کے ساتھ تصدیق ہوا کہ وہ بزرگی والے ہیں۔ چنانچہ مسلمان، عیسائی، یہودی، تینوں مذاہب والے ابراہیم علیہ السلام کا عزت واحترام کرتے ہیں۔

نبی علیہ السلام کی زبان بہترین:

پھر آگے دیکھیے کہ جب نبی علیہ السلام تشریف لائے تو اللہ رب العزت نے آپ کے لیے عربی زبان کو پسند کیا۔ عبرانی زبان بھی تو ہوسکتی تھی، سریانی زبان بھی تو ہوسکتی تھی، کوئی اور علاقائی زبان بھی ہوسکتی تھی، مگر سب زبانیں اس قابل نہیں کہ احساسات اور جذبات کو صحیح طرح ایکسپریس کرسکیں، زبانوں میں عربی زبان ایسی ہے جو اپنی فصاحت اور بلاغت میں اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

«اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ» (بحر العلوم: ۱۴۲/۳)

”میں فصیح عربی زبان بولنے والا بنا کر دنیا میں بھیجا گیا ہوں“

چنانچہ فصاحت اور بلاغت کے بارے میں ایک شعر سنیے

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھ میں صاف آ جائے فصاحت اس کو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

اس لیے عربوں کو اپنی زبان پر اتنا ناز تھا کہ وہ باقی لوگوں کو عجمی یعنی گونگے کہا کرتے تھے کہ یہ تو اپنی Feelings (احساسات) کو Express (بیان) کر ہی نہیں سکتے۔ اور واقعی اگر آپ اس کی مثالیں دیکھیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ عربی میں تھوڑے لفظوں میں زیادہ مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے کسی کو کہنا ہے کہ نماز پڑھو، تو انگلش میں آپ یوں کہیں گے Offer the prayer تم اپنی نماز پڑھو! اگر یہی الفاظ اردو میں کہتے ہیں تو کہا جائے گا ”نماز پڑھو!“ تو انگریزی میں تین لفظ استعمال ہوئے، اردو زبان میں دو لفظ استعمال ہوئے اور اگر عربی میں کہنا ہے تو اتنا ہی کہنا پڑے گا کہ ”صَلِّ“۔ ایک لفظ تین الفاظ کا مفہوم اور معنیٰ بیان کر دیتا ہے۔ اس لیے عربی زبان کے اندر بہت گہرائی ہے۔ تو قرآن مجید کی یہی شان ہے کہ یہ مختصر کلام ہے مگر اس کی تفصیلات اتنی ہیں کہ گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ تو دیکھیے! اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے جس زبان کو چنا وہ زبانوں میں سب سے بہترین زبان تھی۔

شہرِ ولادت بہترین:

پھر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو جس جگہ پیدا فرمایا وہ مکہ مکرمہ کا شہر ہے۔ مشرق میں بھی پیدا ہو سکتے تھے، مغرب میں بھی ہو سکتے تھے، شمال جنوب میں بھی ہو سکتے تھے، مگر ہر جگہ کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ کبھی آپ دنیا کے جغرافیے کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو آپ کو جزیرۂ عرب یوں نظر آئے گا کہ یہ تین طرف سے تو پانی سے گھرا ہوا ہے اور اوپر ایک طرف سے زمین کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ جس طرح انسان کے جسم

www.besturdubooks.wordpress.com

میں دل ہوتا ہے، لٹک رہا ہوتا ہے، صرف ایک طرف سے بدن کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ یہ دل جب تک دھڑکتا ہے اس وقت تک انسان کی زندگی رہتی ہے، جب یہ دھڑکنا بند ہو جاتا ہے تو انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا کے نقشے کو دیکھیے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جزیرۂ عرب پوری دنیا میں Geographic Heart جغرافیائی دل ہے۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے سب آخری نشانی یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے گھر کو گرایا جائے گا۔ تو پھر اس کے بعد اللہ رب العزت اس پوری دنیا کو ختم فرما دیں گے۔ تو یہ جغرافیائی دل ہے، جب تک یہ دھڑکتا رہے گا اس وقت تک دنیا کی بہار رہے گی۔

مکہ مکرمہ......امن کا شہر:

دیکھیے! امن کا شہر مکہ مکرمہ، اس کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی۔

﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا﴾ (البقرۃ:۱۲۶)

"اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنا دیجیے"

تو اللہ رب العزت نے اس وقت سے اس کو امن والا شہر بنایا۔ تو پھر نبی علیہ السلام نے اس امن والے شہر میں حجۃ الوداع کے موقع پر امن کا ایسا اعلان کیا کہ آج تک یہ خطہ امن کے ساتھ ہی موجود ہے۔ چنانچہ اگر بیرونی طور پر کچھ لوگ یہاں آ کر فساد مچا سکتے تھے تو اللہ رب العزت نے اس کے پہاڑوں کو ایسا بنایا کہ "وَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ" کہ سبزے کا نام و نشان ہی نہیں، خشک پہاڑ۔ چنانچہ جس زمانے میں قیصر اور قیصریٰ کی حکومتیں تھیں اور دنیا پر ان کا راج تھا، وہ جزیرۂ عرب کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے تھے کہ یہاں تو پانی نہیں، کاشت نہیں، سبزہ نہیں۔ ہم نے یہاں کیا کرنا ہے؟ گویا اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ نے اس طرح سے اس علاقے کو ان ملکوں کی دست برد سے محفوظ رکھا۔ اور یہ امن کا علاقہ ہے اور اگر کسی نے اس کے امن کو خراب کرنے کی کوشش کی جیسے ابرہہ نے کوشش کی تھی تو اللہ نے اس کے ہاتھی والے لشکر کو پرندوں کے ذریعے سے ختم کروا دیا۔ امن ختم کرنے کی کوئی بھی کوشش کسی کی کامیاب نہ ہو سکی، چنانچہ یہ امن والا شہر ہے۔

آج بھی دیکھیے! اس امن والے شہر کی کیا شان ہے؟ لاکھوں لوگ حج کے موقع پر آتے ہیں، بسا اوقات ستر لاکھ لوگ اس شہر میں جمع ہوتے ہیں اور شہر کی اپنی آبادی اس کے علاوہ اور اتنے بڑے شہر کا اس وقت بھی پر امن رہنا یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے؟

مکہ مکرمہ..... وسطِ عالم:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسی جگہ بھیجا جو دنیا کا علاقائی دل ہے۔ اگر زمین کے نقشے کو پھیلا کر دیکھیں تو یہ جگہ وسط بنتی ہے۔ چنانچہ بیت المقدس، بلاد شام یہ وسط دنیا نہیں ہے لیکن مکہ مکرمہ بالکل وسطِ دنیا بنتا ہے۔ صرف اس لیے کہ یہ ازل عالم تھا، مرکزِ عالم تھا، وسطِ عالم تھا۔

جیسے پانی کہیں کھڑا ہوا ور تالاب کے اندر درمیان میں کنکری پھینکیں تو جو لہریں پیدا ہوتی ہیں تو مرکز سے چل کر پورے کناروں تک پھیل جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے بھی اپنے حبیب ﷺ کو دنیا کے مرکز میں بھیجا کہ میرے حبیب ﷺ کا نور یہاں سے جو پھیلے گا تو دنیا کے چاروں کونوں تک پھیل جائے گا۔ تو اس کا مطلب یہ کہ جگہ کا بھی بہترین انتخاب کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مکہ مکرمہ کا موسم بہترین:

پھر مکہ مکرمہ کا موسم بھی بہترین ہے۔ دیکھیے! بعض ایسے ممالک ہیں جہاں بہت بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور ٹھنڈے ممالک ہیں۔ اب اگر مکہ مکرمہ کا موسم ویسا ہوتا تو حج کے موقع پر اتنی بیماریاں پھیلتیں کہ الامان۔ اللہ رب العزت نے موسم ایسا بنایا کہ گرمی ہے لیکن لاکھوں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور ان کا جتنا بیکٹیریا ہوتا ہے، گرمی کی وجہ سے Kill ہو جاتا ہے۔ ایک دوسرے کی بیماریاں دوسروں کو ٹرانسفر ہی نہیں ہوتیں، سبحان اللہ۔ موسم بھی ایسا کہ بہترین، مناسب اور جگہ بھی اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے بہترین چنی۔

مکہ مکرمہ کے اوقات بہترین:

دنیا میں کئی علاقے ہیں جہاں پر چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے اور یہاں دیکھو Allmost (تقریباً) آدھا دن اور آدھی رات۔ تھوڑا آگے پیچھے موسم کے اعتبار سے ہوتا ہے تو ہر لحاظ سے یہ دنیا کا بہترین موسم اور بہترین جگہ، ایک مرکز جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے پسند فرمایا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبیلہ بہترین:

اگلا پوائنٹ دیکھیے! کہ اللہ کے حبیب ﷺ عربوں کے کسی بھی قبیلے میں پیدا ہو سکتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں چالیس قبیلے تھے بنو ثقیف، بنو نضیر، بنو خزرج، بکر بن وائل کا قبیلہ اور کئی دوسرے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی قبیلے میں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو پیدا نہیں فرمایا بلکہ قریش میں پیدا کیا۔ قریش کا لفظ قرش سے بنا، وہ جگہ جو حرکت نہ کرے۔ گویا اس قبیلے کو قریش جو کہتے تھے تو ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

مستقل مزاجی کی وجہ سے کہتے تھے، مستحکم قبیلہ۔ سب سے بہترین قبیلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو پیدا فرمایا۔ پھر قبیلے کی آگے شاخ دیکھیے! بنو ہاشم ہے۔ بنو ہاشم مہمان نواز قبیلہ کہلاتا تھا۔

دادا کا انتخاب بہترین:

اور ذرا آگے جائیے! اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے دادا کا انتخاب فرمایا، عبدالمطلب۔ یہ بیت اللہ کے والی تھے، بیت اللہ کے خدمت گار تھے، متولی تھے، سبحان اللہ! کیونکہ اللہ رب العزت نے ان کو حبیب ﷺ کا دادا بنانا تھا، ان کو بیت اللہ کی چابیاں ہی حوالے کر دیں۔ ایسی عزت والا خاندان۔

والد ماجد کا بہترین انتخاب:

پھر آگے دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے کس والد کو چنا؟ عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے، بارہ میں سے کوئی بھی والد بن سکتے تھے۔ غور کیجیے! ان میں ایک کا نام تھا عبدالعزیٰ جسے ابولہب کہتے ہیں، ایک کا نام تھا عبدالشمس، ایک کا نام تھا عبدالحارث۔ اگر ان میں سے کوئی بنتے تو لوگ کہتے کہ جی ان کے باپ کا نام ہی بتوں کے نام پر تھا۔ ایک چچا نوفل تھے، اس کا معنی سخت جگہ۔ ایک چچا حمزہ تھے، لمبی جگہ۔ ایک چچا عباس تھے یعنی پتھریلی جگہ۔ اگر نام دیکھے جائیں تو یا بتوں کے نام پر ہیں یا بے معنی ہیں۔ ان سب بارہ بیٹوں میں سے ایک کا نام تھا عبداللہ، اللہ کا بندہ۔ سبحان اللہ! اللہ تیری شان پر قربان جائیں کہ آپ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے کس والد کا انتخاب کیا اور ان کا نام کتنا خوبصورت! اللہ کا بندہ۔ کیونکہ اس آنے والے نبی ای نے اللہ کی بندگی جو سکھائی تھی۔ آج نبی علیہ السلام کو کوئی یہ طعنہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دے سکتا کہ آپ کے والد کا نام تو بتوں کے نام پر ہے۔

چنانچہ عبدالمطلب کے بارہ بیٹوں میں سے عبداللہ سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ ایسا نور چمکتا تھا ان کے چہرے پر کہ لوگ حیران ہوتے تھے، حتیٰ کہ ایک عورت فاطمہ نے خود اپنے آپ کو نکاح کے لیے پیش کر دیا تھا۔

ابن ذبیحین:

اور عبداللہ ذبیح اللہ بھی تھے۔ وہ کیسے؟ عبدالمطلب زم زم کو تلاش کرنا چاہتے تھے مگر وہ ملتا نہیں تھا، تو انہوں نے منت مان لی کہ اگر زم زم مل گیا تو میں اس کے بدلے اپنے ایک بیٹے کو ذبح کروں گا۔ اللہ کی شان کہ زم زم مل گیا، چشمہ جاری ہو گیا، جس کے اوپر پتھر رکھا تھا وہ ہٹا دیا گیا۔ اب عبدالمطلب نے اپنی منت کو پورا کرنے کے لیے قرعہ ڈالا تو قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ وہ چاہتے تھے کہ عبداللہ کو ذبح کریں، لیکن لوگوں نے مشورہ دیا کہ یہ اتنا خوبصورت اور اچھا بیٹا ہے اس کے بدلے آپ اونٹوں کو ذبح کر دیں۔

چنانچہ عبدالمطلب نے عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان پھر قرعہ ڈالا۔ پہلے دس اونٹوں کی نیت کی کہ دس کو قربان کروں یا عبداللہ کو، قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر بیس اونٹوں کی نیت کی پھر تیس کی کی جتنی نیتیں کرتے رہے نام عبداللہ کا نکلتا رہا حتیٰ کہ جب سو اونٹوں کی نیت کی تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا، چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹوں کو قربان کیا۔ اس لیے حضرت عبداللہ کو ذبیح اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک اعرابی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس نے نبی علیہ السلام کو یوں کہا کہ یا ابن ذبیحین (اے دو ذبح ہونے والوں کے بیٹے!) نبی علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: ہاں میرے اوپر کے بزرگوں میں اسماعیل علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی ذبیح اللہ تھے اور میرے والد عبداللہ بھی ذبیح اللہ تھے۔ چنانچہ میرے دو والد ذبیح اللہ بنے۔ سبحان اللہ!

دیکھیے! لسانِ نبوت کا انتخاب بھی بہترین، جس جگہ پر پیدا ہوئے وہ جگہ بھی بہترین اور جس جگہ میں اتنا اللہ رب العزت نے خزانہ رکھا کہ آج پوری دنیا اس ملک کے خزانوں کے اوپر حیران ہے۔ پھر قبیلے کا انتخاب بھی بہترین، شاخ کا انتخاب بھی بہترین، دادا کا انتخاب بھی بہترین، اور پھر والد کا انتخاب بھی بہترین۔

والدہ ماجدہ کا انتخاب بہترین:

آیئے والدہ کی طرف ذرا دیکھیے! کہ والدہ مدینہ منورہ کی رہنے والی تھی اور وہاں پر کئی قبیلے عربوں کے تھے جیسے ''بنو ثقیف'' (چاقوؤں والا) ''بنو نضیف'' (کانٹوں والا) اس قسم کے کئی قبیلے تھے۔ لیکن ایک قبیلہ ایسا تھا جس کا نام تھا ''بنو زہری'' (تازگی والا) نبی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ بنو زہری قبیلہ سے تھیں۔ یعنی قبیلے کا نام بھی ایسا کہ بہترین نام، بہترین قبیلے کو چنا۔

پھر والدہ کا نام بھی بہترین، اس زمانہ میں عورتوں کے بہت سارے نام تھے۔ کئی تو بہت ہی عجیب ہوتے تھے، جیسے قبیحہ (بدشکل)، حربی (لڑنے والی) اور اسی طرح کے نام ہوتے تھے۔ مگر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے جس کو والدہ کے طور پر چنا، اس کا نام تھا (آمنہ) یعنی امانت والی۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے اپنی امانت ان کے سپرد کرنا تھی، اس لیے اللہ رب العزت نے اس کا نام بھی آمنہ چنا کہ یہ امانت والی ہے میری امانت کی صحیح حفاظت کرے گی۔

بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں امید سے تھی تو اتنی برکتیں ہوتی تھیں، میں چلتی تھی تو درخت جھک جاتے تھے، میں زمزم بھرنے جاتی تھی تو زمزم کا پانی اوپر کنارے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے قریب ہو جاتا تھا، مکہ مکرمہ کی دوسری لڑکیاں مجھے پکڑ لیتی تھیں آمنہ مت جاؤ! آپ کے جانے کے بعد پانی نیچے چلا جائے گا۔ وہ جتنی دیر کھڑی رہتی تھیں، پانی بھرتا آسان ہوتا تھا۔ تو برکتوں والی ہستی نے تشریف لانا تھا، اللہ نے اس امانت والی خاتون کے سپرد کیا۔

نبی ﷺ کے نام کا انتخاب بہترین:

نبی علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے تو اب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے ناموں میں سے بہترین نام کو پسند کیا۔ کون سا نام؟ محمد ﷺ۔ اس کا لفظی معنی ہے کہ وہ ہستی جس کی جتنی تعریف کی جائے کائنات میں کسی اور کی اتنی تعریف نہ کی گئی ہو۔ اور واقعی یہ بات حقیقت بھی ہے کہ جتنی نبی علیہ السلام کی تعریفیں ہوئی ہیں کسی کی تعریفیں اتنی نہیں ہوئیں۔ مخلوق نے بھی تعریف کی، خالق نے بھی تعریف کی، اپنوں نے بھی تعریف کی، غیروں نے بھی تعریف کی، سب سے زیادہ جس کی تعریف ہوئی وہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ ہیں۔ آج پوری دنیا میں جہاں آذان ہوتی ہے نبی علیہ السلام کا نام اس میں لیا جاتا ہے، تعریف ہو رہی ہوتی ہے۔

دوسرا نام آپ کا احمد ہے۔ احمد کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ واقعی کسی ہستی نے اللہ کی اتنی تعریف نہیں کی جو تعریف اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے کی ہے۔ اور نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے مقامِ محمود عطا فرمائیں گے، میں وہاں جا کر سجدے میں جاؤں گا اور میں اللہ کی ایسی تعریف کروں گا کہ ایسی تعریف نہ پہلے کسی نے کی ہوگی نہ بعد میں کوئی تعریف کرے گا۔ سبحان اللہ! یہ شرف بھی اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔ چنانچہ آپ کی بھی سب سے زیادہ تعریفیں کی گئیں اور آپ نے اپنے اللہ کی بھی سب سے

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ تعریف فرمائی۔ اتنا خوبصورت نام کہ نہ پہلے کبھی رکھا گیا کہ کسی کے ذہن میں آجاتا۔

۞ ...... سب سے پہلے یہ نام اس دنیا میں اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کا رکھوایا۔ تو یہ نام چن لیا تھا، تو دیکھو! نام کا انتخاب بھی بہترین۔ ورنہ اور بھی انبیا تھے، ان کے بھی نام تھے۔ دیکھیے!

آدم علیہ السلام کا نام گندم گوں یعنی گندمی رنگ والا۔

نوح کا لفظی معنی نوحہ کرنے والا، رونے والا۔

زکریا کا معنی سبق یاد کرنے والا۔

ادریس کا معنی درس دینے والا۔

یوسف کا معنی افسوس کرنے والا۔

یعقوب کا معنی بعد میں آنے والا۔

موسیٰ کا معنی پانی سے نکالا ہوا۔

عیسیٰ کا معنی سیاحت والا۔

تو اور انبیا کے ناموں کو بھی دیکھیں تو ان کے ناموں کے معنی میں وہ شان نہیں جو اللہ کے حبیب ﷺ کے اپنے الفاظ میں اپنے نام کے معنی میں ہے۔ سبحان اللہ! نہ محمد کے معنی میں نقطہ نہ احمد کے معنی میں نقطہ۔ مقصد کیا تھا کہ دیکھو! میں ایسی ذات کے لیے یہ نام چن رہا ہوں کہ تم ان کے کردار پر کوئی دھبہ نہیں لگا سکتے۔ میں نے ان کے نام پر بھی کسی نقطہ کو پسند نہیں کیا۔

۞ ...... تو دیکھیے! محمد کا نام لیں تو بھی ہونٹ دو دفعہ ملتے ہیں، محبت کا نام لیں تو بھی دو دفعہ ہونٹ ملتے ہیں، چنانچہ یہ وہ ہستی تھی جو دنیا میں محبتیں تقسیم کرنے کے لیے تشریف

www.besturdubooks.wordpress.com

لائی۔ میرا پیغام ہے محبت جہاں تک پہنچے۔

⊙..... پھر اور ذرا غور کیجیے! کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لو لب لوٹ جاتے ہیں اور نبی علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرو دل آپس میں ملتے ہیں۔

⊙..... پھر ایک نقطہ اور سمجھ لیجیے! کہ نبی علیہ السلام کا نام ہے احمد، ذرا نمازی کی حالت پر غور کریں نمازی جب قیام کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے تو ''الف'' کے حرف کی مانند ہوتا ہے۔ جب وہ رکوع میں چلا جاتا ہے تو ''ح'' کی مانند بن جاتا ہے، جب سجدے میں چلا جاتا ہے تو ''م'' کی مانند بن جاتا ہے۔ اور جب التحیات کی حالت میں بیٹھتا ہے تو ''د'' کی مانند۔ گویا یہ نمازی نماز کو ادا کر رہا ہے لیکن اس کے مختلف ارکان کی جو شکلیں بن رہی ہیں وہ احمد کا نام بن رہا ہوتا ہے۔ میں اپنے اللہ کی زبان سے بھی تعریفیں کر رہا ہوں اور پورا جسم بھی ایک ایسا نام پکار رہا ہے جس کا معنی اللہ کی سب سے زیادہ تعریفیں کرنے والا ہے سبحان اللہ!

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے بہترین نام کو چنا۔ آج لوگ اپنے بچوں کے لیے بہترین نام چنتے ہیں۔ بیوی سے محبت ہوتی ہے تو اس کو بہترین نام دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے کیسا نام چنا کہ اس کے معانی کو سن کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔

پرورش کے لیے بہترین عورت کا انتخاب:

چنانچہ اب ذرا اور آگے بڑھیے! نبی علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی پرورش کے لیے اللہ رب العزت نے ایک اور عورت کو چنا جو قبیلہ بنو سعد کی تھی۔ ذرا غور کیجیے! قبیلے تو بہت سارے تھے لیکن اس قبیلے کا نام دیکھو! بنو سعد۔ اس کا معنی ہے نیک بخت۔ اور واقعی وہ نیک بخت قبیلہ ہی تھا کہ جس کی عورت کو نبی علیہ السلام

کی پرورش کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ بنو سعد کی عورت کون تھی؟ کوئی اور نام بھی ہو سکتا تھا، کوئی بھی عورت ہو سکتی تھی، نہیں! ایک ایسی عورت کو چنا جس کا نام تھا حلیمہ۔ حلیمہ کا معنی ہوتا ہے حلم والی، سبحان اللہ! اس لیے کہ چھوٹے بچے کی تربیت کرنے میں حلم کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر انسان کے اندر حلم نہ ہو تو پھر انسان بچے کو جلدی ڈانٹ دیتا ہے، جلدی ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ جو بھی سامنے ہوا اس کو تھپڑ لگا دیتا ہے تو یہ چیزیں Short tempered (گرم مزاج) لوگوں کے لیے ہوتی ہیں۔ جو حلم والے ہوتے ہیں ان کی قوت برداشت بہت ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ کے حبیب ﷺ کی پرورش ہونی تھی تو اللہ رب العزت نے عورتوں میں ایک عورت ایسی کو چنا جو سب سے زیادہ حلم والی تھی۔ تمہاری گود میں میرے محبوب کھیلیں گے تمہارے اندر حلم کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ قسمت ہے حلیمہ کی کہ اس نے نبی علیہ السلام کی سبحان اللہ! پرورش کی۔ اور ابتدائی زندگی کے جو چند سال تھے، گود میں کھلایا۔

حلیمہ تیرے مقدر پر حیران ہوتے ہیں۔ چھوٹے بچے کو آپ گود میں اٹھاتی بھی ہوں گی، اس کے چہرے کو تکتی بھی ہوں گی اور کبھی خوش ہو کر اس کے ماتھے کو بوسہ بھی دیتی ہوں گی، حلیمہ کبھی تو اس بچے کو اپنے سینے سے بھی لگاتی ہوں گی، تیرے مقدروں پر قربان جائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو تمہاری گود کے اندر اس طرح پالا کہ تم بھی حلم والی اور جس نے پرورش پائی تھی وہ بھی حلم والا، وہ بھی رحمتوں والا، وہ بھی برکتوں والا، چنانچہ نبی علیہ السلام کی پرورش کے لیے سب سے بہترین عورت کا انتخاب کیا۔

ازواجِ مطہرات کا بہترین انتخاب:

پھر آگے دیکھیے! نبی علیہ السلام جب اس دنیا میں جوانی کی عمر کو پہنچے تو آپ ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اس وقت نکاح فرمایا اور مختلف وجوہات کی وجہ سے آپ ﷺ نے مختلف قبیلوں میں نکاح کیے۔ چنانچہ جو بیویاں تھیں ان بیویوں کے ذرا نام دیکھیے اور ان کے معانی دیکھیے! سبحان اللہ! اس سے پتہ چل جائے گا کہ یہ کیسی چنی ہوئی بیویاں تھیں۔ آج کوئی ماں بیٹے کے لیے رشتہ پسند کرتی ہے تو بہترین لڑکی کو چننے کی کوشش کرتی ہے، یہ تو کائنات کے سردار تھے، یہ تو اللہ رب العزت کے حبیب تھے، یہ تو سید الاولین و الآخرین تھے، اس کے لیے اللہ رب العزت نے بیویوں کو چنا تو دیکھیے کیسی بیویاں؟

خدیجہ: اس کے معنی ہوتے ہیں حاجیوں کی خدمت کرنے والی۔

سودا: آرام دینے والی۔

عائشہ: عیش دینے والی۔

حفصہ: رات کو تہجد میں قیام کرنے والی۔

میمونہ: برکتوں والی۔

صفیہ: منتخب کی گئی۔

زینب: استغفار کرنے والی۔

ام سلمٰی: سلامتی والی۔ اور

ام حبیبہ: پیار والی۔

سبحان اللہ! نبی علیہ السلام کی بیویوں کے نام میں ہی غور کر لیجیے کن صفات والی عورتوں کو اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے بیویوں کے طور پر پسند فرمایا۔ اور قرآن میں گواہی دے دی۔

﴿ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ﴾ (الاحزاب: ۳۲)

''اے نبی علیہ السلام کی بیویو! تم جیسی کائنات میں کوئی دوسری عورت نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔"

اللہ اکبر کبیرا! واقعی قرآن کا اصول سچا۔ فرمایا:

﴿الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ﴾ (النور:۲۶)

"پاک مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں ہوتی ہیں"

اللہ کے حبیب ﷺ طاہر مطہر تھے، پاک تھے، تو اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے بیویوں کو بھی ایسا پسند کیا جو پاک تھیں۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پر بہتان لگا، اللہ نے ایک بچے کے ذریعے سے گواہی دلوائی۔ بی بی مریم علیہا السلام پر بہتان لگا۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے ان کی پاکدامنی کی گواہی دلوائی۔ لیکن جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے بہتان لگایا تو اللہ رب العزت نے حبیب خدا کے ذریعے قرآن مجید میں خود گواہی عطا فرمائی اور اسے قرآن کا حصہ بنا دیا۔ کیا پاکدامنی کی شان ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ کلام دنیا میں بھی پڑھا جائے گا؟ جنت میں بھی پڑھا جائے گا؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی گواہیاں دی جائیں گی۔

بیٹوں کا بہترین انتخاب:

چنانچہ نبی علیہ السلام کے لیے اللہ رب العزت نے بیٹوں کا انتخاب فرمایا: اس میں تو الگ حکمت تھی کہ چھوٹی عمر میں ان بیٹوں کو اپنے پاس بلا لیا۔ مگر ان بیٹوں کے ناموں پر ذرا غور کیجیے!

◆..... ایک کا نام تھا قاسم، قاسم کا مطلب ہوتا ہے تقسیم کرنے والا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰهُ يُعْطِي)) (البخاری:۲۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

’’میں تقسیم کرنے والا ہوں، اللہ کی نعمتوں کو اور اللہ مجھے عطا کرنے والا ہے۔‘‘

◆ ...... ایک بیٹے کا نام تھا طیب، طاہر، یعنی پاک۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی پاک تھے اور آپ کے پیارے بیٹے کا نام بھی ایسا تھا۔

◆ ..... ایک بیٹے کا نام تھا ابراہیم، یعنی بزرگی والا۔ نبی علیہ السلام بھی بزرگی والے اور آپ کے پیارے بیٹے کا نام بھی بزرگی والا۔

تو بہترین معانی والے الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں کے نام کے لیے پسند فرمایا۔

بیٹیوں کا بہترین انتخاب:

اور ذرا آگے دیکھیے! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں کا انتخاب چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔

☆ ...... ایک بیٹی کا نام تھا زینب، یعنی استغفار کرنے والی۔

☆ ...... ایک بیٹی کا نام تھا رقیہ، خاوند کی خدمت کرنے والی۔

☆ ...... ایک بیٹی کا نام تھا ام کلثوم، بچوں کی اچھی تربیت کرنے والی۔

☆ ...... ایک بیٹی کا نام تھا فاطمہ، دوزخ سے آزاد۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنتی خواتین کا سردار بنایا اور ایسی بیٹیاں عطا فرمائیں کہ جن کی زندگیوں کو دیکھ کر انسان کا دل گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بہترین بیٹیوں سے نوازا۔

تو ذرا غور کیجیے! کہ دایہ کے قبیلے کا انتخاب بہترین، خود دایہ کا انتخاب بہترین، بیویوں کا انتخاب بھی بہترین، بیٹوں کا انتخاب بھی بہترین، بیٹیوں کا بھی انتخاب بہترین۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یاروں کا بہترین انتخاب:

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے یاروں کو منتخب فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ۔ ایک ایک کی سیرت پڑھتے جائیے اور عش عش کرتے جائیے کہ واقعی اللہ نے اپنے حبیب کے یاروں کو ایسا چنا کہ کائنات کے بہترین لوگوں کو اپنے محبوب کا شاگرد بنا دیا۔ استاد کی شان شاگردوں سے معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح شاگرد اپنے استاد کے مقام کے ثبوت ہوا کرتے ہیں اسی طرح یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے علم کے ثبوت تھے، اس کے یہ گواہ تھے۔ سبحان اللہ! استاد کی عظمت شاگردوں سے پہچانی جاتی ہے، نبی علیہ السلام کی عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے پہچانی جاتی ہے۔

دیکھیا جو یوسف نوں انگلیاں کٹیاں
آقا دے دیوانیاں نے جاناں وار سٹیاں
عشق دی اخیر ویکھی اوہدے عاشقین دی
جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے لیے ان یاروں کو پسند فرمایا۔

بہترین کتاب کا انتخاب:

پھر دیکھیے! کہ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو کتاب عطا فرمائی۔

تورات بھی کتاب ہے۔

انجیل بھی ہے۔

زبور بھی کتاب ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن وہ اور زبانوں میں ہے، قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوئی اور پھر یہ قرآن اللہ کلام ہے۔ ذرا فرق کو سمجھنے کی کوشش کیجیے! کہ پہلے کتابیں کتاب کی شکل میں صحیفوں کی شکل میں آئیں اور یہ قرآن یہ اللہ کے کلام کی شکل میں آیا۔ یوں سمجھیں کہ ایک بندے کا لکھا ہوا لیٹر آ جاتا ہے اور ایک بندے کی اپنی آواز میں بات ہوتی ہے تو لیٹر کا آ جانا اور چیز ہے اور زبان سے بات کا سننا ایک الگ چیز ہوتی ہے۔ تو پہلی کتابیں اللہ کا لکھا ہوا پیغام تھیں کتابی شکل میں تھیں۔ اور قرآن پاک تو اللہ کا کلام تھا اس لیے حدیث پاک میں آیا ہے:

((تَبَرَّكْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ كَلَامُ اللهِ))(کنز العمال:۲۳۲۴)

''قرآن سے برکت حاصل کرو کہ یہ اللہ کا کلام ہے''

سبحان اللہ! اس کتاب کی شان دیکھو! پہلی کتابیں جو آئیں تو امت نے اس کے اندر کچھ چیزیں خلط ملط کر دیں، تحریف شدہ کتابیں بن گئیں۔ آج آپ کو نہ تورات اپنی شکل میں ملے گی، نہ انجیل ملے گی، نہ زبور ملے گی۔ لیکن اللہ کا کلام الحمد للہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی آج محفوظ حالت میں پوری دنیا کے اندر موجود ہے۔ تو نبی علیہ السلام کو سب سے بہترین کتاب ملی۔

بہترین دین کا انتخاب:

تو پھر دین کو دیکھو! تو اللہ کی شان دین اسلام کو پسند کیا۔ پہلے جو ادیان تھے ان کے نام یا نبی کے نام پر تھے یا قبیلے کے نام پر۔ جیسے:

عیسائی یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر عیسائی کہلائے۔

یہودی یہ قبیلہ تھا یہودا اس کے نام پر یہ نام بنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر اسلام یہ نہ کسی شخصیت کے نام پر اور نہ ہی کسی قبیلے کے نام پر۔ اسلام کا معنی ہے، تسلیم کرنے والا، سلامتی والا۔ تو اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا دین دیا جو سلامتی والا ہے۔ فرمایا:

﴿ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدہ:۳)

"اے میرے حبیب ﷺ! میں نے اسلام کو تیرے لیے مذہب کے طور پر پسند فرمایا"

ظاہری حسن بے مثال:

نبی علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے جو ظاہری حسن دیا یا باطنی صفات دیں وہ سب سے بہترین، سبحان اللہ۔ نبی علیہ السلام کے حسن کے بارے میں الفاظ کے اندر اتنی وسعت نہیں کہ وہ اس میں سمو سکیں۔ بس اتنی بات کہتے ہیں کہ ؎

واللیل سیاہی زلفوں کی چہرہ والضحیٰ اس کا
سارے جہاں کا پیارا ہے آپ محبّ ہے خدا اس کا
رب نے بتایا جب اس کو خود آپ کہا سبحان اللہ
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ نے ایسا حسن بے مثال عطا کیا چنانچہ کسی نے کیا عجیب بات کہی! ؎

اے رسول امیں خاتم المرسلیں
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بزم کونین پہلے سجائی گئی
پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولین سید الآخرین
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

وسعت قدرت نے ایسا بنایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسیں
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں دو جہاں میں ہوا
اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیر زمیں
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں
کوئی ہے وہ جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ میری کوئی تجھ سا نہیں
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

باطنی صفات بے مثال:

اور رہ گئی بات نبی ﷺ کی باطنی صفات کی سبحان اللہ! الفاظ میں اتنی وسعت ہی نہیں کہ نبی علیہ السلام کے محاسن اور کمالات کو بیان کر سکیں۔ اتنی بات کہتے ہیں کہ کہنے والے نے کہا: ؎

www.besturdubooks.wordpress.com

کتابِ فطرت کے سرورق پہ اگر نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے
نقشِ روحِ محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی
بزمِ کون و مکان کو سجایا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی
اس کے مطلق کا شاہد و مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی
ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا

علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی
فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے

......اور مدح باقی ہے:

چنانچہ نبی علیہ السلام کی شان میں لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا۔ حتیٰ کہ ایک عربی شاعر نے نبی علیہ السلام کی منقبت میں چالیس ہزار اشعار لکھے۔ توجہ طلب بات ہے، دو

www.besturdubooks.wordpress.com

چار شعروں کی بات نہیں، چالیس ہزار اشعار لکھے اور اس کے بعد آخری شعر جو اس نے لکھے اس کا اردو میں ترجمہ یوں ہے۔

فقیہ ہے فکرِ رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے

چالیس ہزار اشعار لکھ کر بھی اس نے یہ تسلیم کیا کہ میں نبی علیہ السلام کی منقبت کا حق ادا نہیں کر سکا۔

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند میں سے ہیں۔ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایک کتاب لکھی "النبی الخاتم"۔ اس میں چار سو پچاس عنوانات لکھے اور لکھنے کے بعد آخر میں کہا کہ دنیا میں جو آیا، وہ جانے کے لیے آیا سوائے اس کے کہ مکہ میں ایک آنے والا ایسا آیا جو آ کے نہیں چلا گیا۔

لاکھ ستارے ہر طرف ظلمتِ شب جہاں جہاں
اک طلوعِ آفتاب دشت و شجر سحر سحر

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا صفتیں عطا فرمائیں؟

حروفِ تہجی کی مدحت:

چنانچہ آخری بات دل کے کانوں سے ذرا سن لیجیے کہ اردو زبان کے اندر جتنے حروف ہیں اور ہر حرف کے اندر اور عربی زبان کے اندر جتنے حروف ہیں اور ہر حرف سے جو صفاتی نام بنتا ہے۔ اللہ رب العزت نے وہ صفت اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذرا غور مزید کر لیجیے! کہ جب نبی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو:

"الف" بولی:

دنیا میں احمد آ گئے، امی آ گئے، اولیٰ آ گئے۔

الف سے بننے والے یہ تین صفاتی نام ہیں جو نبی ﷺ کے ناموں میں سے ہیں۔

"ب" بولی:

دنیا کے اندر بشیر آ گئے۔

"ت" کہنے لگی:

دنیا کے اندر تنویر آ گئے۔

"ث" نے کہا:

دنیا کے اندر ثاقب آ گئے۔

"ج" بولی:

دنیا کے اندر جمیل آ گئے، جواد آ گئے۔

"ح" کہنے لگی:

حامد آ گئے، حبیب آ گئے، حافظ آ گئے، حکیم آ گئے، حجازی آ گئے۔

"خ" کہنے لگی:

دنیا میں خاتم النبیین آ گئے، خاشع آ گئے۔

"د" کہنے لگی:

دنیا میں داعیاً الی اللہ باذنہٖ آ گئے۔

"ذ" کہنے لگی:

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں ذکی آ گئے۔

"ر" نے کہا:

دنیا میں رسول آ گئے، رحمۃ للعالمین آ گئے، رشید آ گئے۔ رفیق آ گئے۔

"ز" نے کہا:

دنیا میں زاہد آ گئے۔

"س" نے کہا:

دنیا میں سید آ گئے، سراج آ گئے۔

"ش" بولی:

دنیا میں شافی آ گئے، شہید آ گئے۔

"ص" نے کہا:

دنیا میں صفی اللہ آ گئے۔

"ض" نے کہا:

دنیا میں ضامن آ گئے۔

"ط" نے کہا:

طیب آ گئے، طاہر آ گئے، طٰہٰ آ گئے۔

"ظ" نے کہا:

ظاہر آ گئے۔

"ع" نے کہا:

دنیا میں عبداللہ آ گئے، عزیز آ گئے، عادل آ گئے۔

"غ" نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں غفور آ گئے۔

”ف“ نے کہا:

دنیا کے اندر فاتح آ گئے۔

”ق“ بولی:

دنیا کے اندر قاسم آ گئے، قاری آ گئے، دنیا کے اندر قوی آ گئے۔

”ک“ نے کہا:

دنیا کے اندر کفیل آ گئے، کامل آ گئے، صاحب کوثر آ گئے۔

”م“ بولی:

دنیا میں محمد آ گئے، محمود آ گئے، مدثر آ گئے، مزمل آ گئے، مصطفی آ گئے، منصور آ گئے۔

”ن“ نے کہا:

دنیا میں نذیر آ گئے۔

”و“ نے کہا:

دنیا کے اندر وکیل آ گئے۔

”ہ“ نے کہا:

دنیا کے اندر ہادی آ گئے، ہاشمی آ گئے۔

”ہمزہ“ نے کہا:

دنیا میں آخری آ گئے۔

”ی“ رو رہی تھی، کہنے لگی:

دنیا کے اندر یٰسین آ گئے، یتیم آ گئے۔

دیکھیے! عربی زبان کے جتنے حروف ہیں، ہر حرف سے جو صفاتی نام بنتے ہیں، وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

صفتیں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں۔

انتخاب لاجواب:

تو واقعی اللہ کا یہ انتخاب لاجواب ہے۔ واقعی دل سے یہ بات نکلتی ہے: اللہ! آپ نے اپنی محبت کا کیا اظہار فرمایا: اپنے حبیب کو بھی لاجواب بنادیا اور ان کی ہر ہر چیز اور گرد و پیش کی جو بھی چیزیں تھیں ہر چیز کو لاجواب بنادیا۔ اس کو کہتے ہیں، انتخاب لاجواب۔

بات کو اس پر مکمل کرتے ہیں:

وہ جو شیریں سخنی ہے میرے مکی مدنی!
تیرے ہونٹوں سے چھنی ہے میرے مکی مدنی!
تیرا پھیلاؤ بہت ہے، تیرا قامت ہے بلند
تیری چھاؤں بھی گھنی ہے میرے مکی مدنی!
دستِ قدرت نے تیرے بعد پھر ایسی تصویر
نہ بنائی نہ بنی ہے میرے مکی مدنی!
نسل در نسل تیری ذات کے مقروض ہیں ہم
تو غنی ابن غنی ہے میرے مکی مدنی!

اللہ رب العزت ہمیں آقا ﷺ کی تعلیمات پر دنیا میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قیامت کے دن ان کے ہاتھوں سے حوضِ کوثر سے جام عطا فرمائے اور جنت میں ان کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

افتتاحِ بخاری شریف

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد
وبالسند المتصل مني الى الامام الهمام يقول العبد الفقير
ذوالفقار احمد حدثني حضرة الاستاذ حافظ القرآن والحديث
مولانا محمد جعفر بن محمد امير قال حدثني حضرة الاستاذ
مولانا شيخ محمد مالك كاندهلوي نور الله مرقده قال حدثني
ابي محمد ادريس قال حدثني ابي محمد اسمعيل قال حدثني
علي بن الطاهر الوتري المدني قال حدثني محمد عابد قال
حدثني صالح العمري قال حدثني محمد بن سنة العمري قال
حدثني احمد بن العجلي قال حدثني قطب الدين قال حدثني
احمد بن عبدالله قال حدثني المعمر الشيخ يوسف هروي
المشهور بسه صد ساله قال حدثني محمد بن شاذ قال حدثني
يحيى بن عمار قال حدثني محمد بن يوسف الفربري رحمهم
الله تعالى رحمة واسعة قال حدثني الشيخ الامام الحافظ الحجة
امير المومنين في الحديث وسيد المحدثين ابو عبدالله محمد
بن اسمعيل بن ابراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري رحمه الله
رحمة واسعة

باب: كيف كان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ وقول الله عز وجل ﴿انا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح والنبيين من بعده﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

علم حدیث کی تعریف:

علم حدیث کی تعریف سلف صالحین نے اس طرح سے کی ہے:

"عِلْمٌ يُدْرَكُ بِهٖ أَقْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْعَالُهٗ وَأَحْوَالُهٗ وَأَقْوَالُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَأَفْعَالُهُمْ وَأَحْوَالُهُمْ"

"وہ علم جس کے ذریعے ہم رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کو جان سکیں اور اس کے ذریعے صحابہ اور تابعین کے اقوال، افعال اور احوال کو بھی جان سکیں"

علم حدیث کی فضیلت:

احادیث مبارکہ کا علم حاصل کرنا اللہ رب العزت کے ہاں بڑا مرتبہ رکھتا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ثُمَّ أَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا))

”اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا محفوظ کیا اور اسے دوسرے لوگوں تک اسی طرح پہنچا دیا۔“

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِي))

”اے اللہ میرے خلفا پر رحم فرما۔“

((قِيلَ وَمَنْ خُلَفَائُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ))

پوچھا گیا کہ اے اللہ رسول ﷺ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟

((قَالَ الَّذِينَ يَرْوُونَ أَحَادِيثِي))

”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو میری احادیث کی آگے روایت کریں گے۔ وہ میرے نائب اور میرے خلفا ہوں گے“

جس زبان فیض ترجمان سے ہمیں اللہ کا قرآن ملا اسی زبان فیض ترجمان سے نبی ﷺ کا فرمان ملا۔ اور آپ زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات کو حدیث کہتے ہیں۔

تعارف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام تھا محمد بن اسمٰعیل، قبیلہ جعفی تھا، بخارا کے رہنے والے تھے، ان کی ولادت ۱۹۴ ہجری میں جمعہ کی نماز کے بعد ہوئی۔ اور ان کی وفات ۲۵۶ ہجری میں فی لیلۃ العید الفطر عید الفطر کی رات میں ہوئی۔ سمرقند کے قریب ایک بستی ہے جس کو خرتنگ کہتے ہیں وہاں پر وہ مدفون ہیں۔

بچپن میں یتیم ہو گئے تھے، والد کا سایہ اٹھ گیا تھا، مگر اس دنیا میں یتیم ہی در یتیم بنا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں۔ ان کی تربیت ان کے بڑے بھائی احمد بن اسمٰعیل اور ان کی والدہ نے کی۔ بچپن ہی کی عمر میں ایک مرتبہ نابینا ہو گئے تھے، بینائی چلی گئی مگر والدہ صاحبہ کی اللہ رب العزت نے دعا قبول فرمائی اور بینائی واپس لوٹا دی۔

سولہ سال کی عمر میں اپنی والدہ اور اپنے بڑے بھائی کے ساتھ حرمین شریف کی زیارت کے لیے جانا نصیب ہوا۔ سولہ سال کی عمر میں ان کو وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی پوری روایات زبانی یاد تھیں۔ اٹھارہ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں چاندنی رات میں بیٹھ کر انہوں نے تاریخ کبیر لکھی، اس کے بعد قضایا الصحابہ والتابعین لکھی۔

رجال حدیث جتنے بھی گزرے ہیں یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ رب العزت نے فوٹو گرافک میموری عطا فرمائی تھی۔ ان کے تقویٰ کی وجہ سے ان کی خدا خوفی کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کو قوت حافظہ ایسی دی تھی کہ ایک مرتبہ جب بات سنتے تھے تو وہ ان کی یادداشت کا حصہ بن جاتی تھی۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طلب حدیث میں حجاز، شام، مصر، بغداد، کوفہ خراسان، ان تمام علاقوں کا سفر کیا۔ اپنی زندگی میں ۱۰۸۰ اساتذہ سے انہوں نے علم حاصل کیا۔ اور اپنی زندگی میں انہوں نے نوے ہزار شاگردوں کو حدیث پاک پڑھائی یہ اللہ کے ہاں قبولیت ہے۔ جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے استاد اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہوئے۔ یہ تو بلاواسطہ شاگرد ہیں، بقیہ حضرات جو تھے وہ ان کے بالواسطہ شاگرد گزرے ہیں۔ تو اتنے بڑے بڑے اکابر محدثین جن کے شاگرد ہوں تو پھر استاد کی علمی قدر و منزلت کا کیا عالم ہوگا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

قوتِ حافظہ:

قوتِ حافظہ کا معاملہ ایسا تھا کہ

قَالَ ابْنُ الْمُجَاهِدِ كُنْتُ عِنْدَ بِيْكَنْدِي فَقَالَ لِي لَوْ جِئْتَ قَبْلُ لَرَأَيْتَ صَبِيًّا يَحْفَظُ سَبْعِيْنَ أَلْفَ حَدِيْثٍ

کہتے ہیں کہ مجھے کہا کہ تو ذرا جلدی آتا تو تمہیں ایک ایسا لڑکا دکھاتے کہ جس لڑکے کو ستر ہزار حدیثیں زبانی یاد ہیں۔ تو اس سے پتہ چلتا کہ لڑکپن میں ان کو ستر ہزار حدیثیں یاد تھیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ

أَحْفَظُ مِائَةَ أَلْفِ حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ وَمِائَتَيْ أَلْفِ حَدِيْثٍ غَيْرِ صَحِيْحٍ

کہ مجھے ایک لاکھ حدیثیں صحیح اور دو لاکھ حدیث غیر صحیح یاد تھیں

تو یہ اللہ رب العزت کا ان کے اوپر بہت بڑا فضل تھا۔ چنانچہ لڑکپن میں استاد سے روایت کرتے ہوئے سند میں ایک جگہ کچھ نام آگے پیچھے ہوا تو انہوں نے نشاندہی کی۔ پہلے تو استاد کو ہوا کہ میں جو کہہ رہا ہوں ٹھیک ہے لیکن جب انہوں نے نسخے کے ساتھ جا کے ملایا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بات صحیح نکلی۔ وہ بڑے حیران ہوئے کہ لڑکپن میں ان کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم ہے تو جوانی میں ان کی قوتِ حافظہ کا کیا عالم ہوگا؟

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بغداد تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان کی قوتِ حافظہ کا امتحان لیا جائے۔ انہوں نے ایک عجیب ترکیب نکالی، ہر بندے کے ذمے دس دس حدیثیں لگائیں مگر ہر حدیث کے سند میں یا متن میں کہیں نہ کہیں سقم تھا۔ انہوں نے پہلے بڑے اعلانات کروا رکھے تھے کہ ایک حافظِ حدیث آنے ہیں، ایک محدث آئے ہیں اور بڑی قوتِ حافظہ والے ہیں۔ تو سننے

www.besturdubooks.wordpress.com

والے توقع کرتے تھے کہ ان کو ہر حدیث یاد ہوگی۔ اب ایک بندے نے کھڑے ہو کر پوچھا: جی! میرے پاس کچھ احادیث ہیں، کیا آپ نے یہ سنی ہیں؟ انہوں نے فرمایا کر سنائیے! اس نے پہلی حدیث سنائی آپ نے فرمایا: لا، دوسری سنائی فرمایا لا۔ تیسری سنائی، لا۔ تو کتنا مشکل پریشر ہے اس بندے کے اوپر کہ ایک طرف تو اس کو حافظ الحدیث، حدیث کے استاد کہے جارہے ہیں اور دوسری طرف ہر بات کے جواب میں وہ لا کہہ رہا ہے۔ ایک سو حدیثیں پوچھنے پر وہ لا ہی کہتے رہے، سب حیران تھے کہ یہ کہاں سے حافظ آ گیا؟ مگر امام بخاری اتنے صبر و ضبط کے ساتھ لا کہتے رہے۔ جب انہوں نے سو حدیثیں پوچھ لیں تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اچھا تم نے مجھ سے یہ حدیثیں پوچھی ہیں، تو جو انہوں نے پوچھی تھیں، ان کی وہ غلط روایات، متن، سند، اسی ترتیب کے ساتھ پہلے سنائے گئے اور ساتھ صحیح احادیث بھی سنائے گئے۔ جو محدثین نے لکھا کہ سو احادیث کا سنا دینا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی مگر پوچھنے والوں کی تمام احادیث ان سے ایک مرتبہ سن کر اسی ترتیب پر یاد ہو جانا یہ کمال ہے۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (الحدید: ۲۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ:

آپ کا تقویٰ ایسا تھا کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هُوَ اٰيَةٌ مِّنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ

''وہ اللہ کی نشانیوں میں ایک نشانی تھے جو زمین کے اوپر چلتے تھے۔''

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مَا اَخْرَجَتْ خُرَاسَانُ مِثْلَ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيْ''

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ خراسان میں محمد بن اسمٰعیل جیسا کوئی دوسرا بندہ پیدا نہیں ہوا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اتنا خوش ہوئے کہنے لگے کہ

دَعْنِیْ اُقَبِّلْ رِجْلَیْکَ یَا اُسْتَاذَ الْاُسْتَاذِیْنَ وَیَا سَیِّدَ الْمُحَدِّثِیْنَ

''اے استادوں کے استاد مجھے موقع دیجیے کہ میں آپ کے پاؤں کو بوسہ دوں''

اللہ رب العزت نے ایسی قدر و منزلت عطا فرمائی۔

بخاری شریف کا سبب تالیف:

اس کتاب کے لکھنے کا سبب یہ بنا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا نبی علیہ السلام کی زیارت اس حال میں نصیب ہوئی کہ آپ کے جسم مبارک سے مکھیاں اڑا رہے ہیں۔ تو ان کے استاد ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعبیر کی کہ

اَنْتَ تَذُبُّ عَنْہُ الْکِذْبَ

کہ آپ نبی علیہ السلام کی جو صحیح احادیث ہیں ان سے کھوٹی چیزوں کو الگ کریں گے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔

سن تالیف:

حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ بخاری شریف لکھنے کا کام ۲۱۷ ہجری میں ہوا اور اختتام ۲۳۳ ہجری میں ہوا۔ اور اس کے بعد ان کی زندگی کے تئیس سال اور تھے اور تئیس سال میں انہوں نے اس کتاب کو نوے ہزار شاگردوں کو پڑھایا۔

طریقہ تالیف:

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب بہت رجوع الی اللہ کے ساتھ، بہت توجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

الی اللہ کے ساتھ، انابت الی اللہ کے ساتھ لکھی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

صَنَّفْتُ كِتَابِيْ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا أَدْخَلْتُ فِيْهِ حَدِيْثًا حَتّٰى اسْتَخَرْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَتَيَقَّنْتُ صِحَّتَهٗ (فتح الباری)

دو رکعت نفل پڑھتے تھے اور استخارہ کرتے تھے اور جب تک اس کی صحت کے بارے میں دل میں شرح صدر نہیں ہو جاتا تھا، حدیث پاک کو وہ شامل نہیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ

وَقَدْ رَوٰى ابْنُ عَدِيٍّ إِنَّ الْبُخَارِيَّ حَوَّلَ تَرَاجِمَهٗ بَيْنَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَمِنْبَرِهٖ وَكَانَ يُصَلِّيْ لِكُلِّ تَرْجَمَةٍ رَكْعَتَيْنِ

چنانچہ ہر حدیث کے جو انہوں نے ترجمۃ الباب لکھے اس کے تراجم انہوں ریاض الجنۃ میں بیٹھ کے لکھے۔ اب جب ایک ایک حدیث کے بارے میں اتنا رجوع الی اللہ ہو، اتنی چھان پھٹک ہو تو پھر اللہ رب العزت کی طرف سے تو قبولیت ملنی ہی تھی۔

تعداد حدیث:

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَخْرَجْتُ هٰذَا الْكِتَابَ مِنْ نَحْوِ سِتِّ مِائَةِ أَلْفِ حَدِيْثٍ

کہ میں نے جو اس کی احادیث اکٹھی کی ہیں، چھ لاکھ حدیثوں میں سے ان احادیث کو چنا ہے۔ ان کی تعداد کے بارے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) احادیث ہیں۔ مگر اس میں بہت ساری مکررات ہیں جو بار بار آئی ہوئی ہیں۔ جیسے یہی حدیث مبارکہ ہے إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ تو اس حدیث میں مختلف طرح کے مضامین ہیں تو مختلف ابواب میں مضامین کی مناسبت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اس کو بار بار نقل کیا گیا۔ چنانچہ ایک تو اس کو

باب بدء الوحی میں نقل کیا گیا

اور دوسرا ما جآء الاعمال بالنیۃ میں بھی نقل کیا گیا اس کے علاوہ

کتاب العتق میں بھی نقل کیا گیا

باب الھجرۃ میں نقل کیا گیا

باب النکاح میں نقل کیا گیا

باب النزول کے اندر نقل کیا گیا اور

کتاب الحیل کے اندر نقل کیا گیا۔

ایک حدیث سات جگہ پر آئی گئی۔ تو ان کو مکررات کہتے ہیں۔ تو ہے تو ایک ہی حدیث نا۔ اگر اس کو ایک ہی حدیث سمجھا جائے تو پھر مکررات کے بغیر کل احادیث چار ہزار بنتی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ کل احادیث ہیں سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) اور بغیر مکررات کے دو ہزار سات سو اکسٹھ (۲۷۶۱) احادیث بنتی ہیں۔

شرائطِ روایت:

چھ لاکھ احادیث کے مجموعہ میں سے فقط دو ہزار سات سو اکسٹھ (۲۷۶۱) احادیث تھیں جو انہوں نے منتخب کیں۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ ان کی روایت کی جو شرائط تھیں وہ بڑی سخت تھیں، چھان پھٹک بہت کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی شرائط میں سے

⊙ ...... ایک شرط یہ تھی کہ اس روایت کا راوی مسلمان ہو، عادل ہو، سلیم العقل ہو،

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙...... دوسرا ثقہ اور معتبر ہو، اس کے اوپر کسی قسم کی جرح نہ آتی ہو۔

⊙...... تیسرا یہ کہ وہ حدیث کا حافظ ہو یعنی یا تو وہ حدیث اسے یاد ہو یا ویسے ہی حافظ ہو۔

ذہن میں رکھیں کہ پہلے وقتوں میں جو قرآن کا حافظ ہوتا تھا، اس کو قاری کہا جاتا تھا، حافظ کہتے ہی اس کو تھے جو حدیث کا حافظ ہوگا۔ چنانچہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، یہ تمام حفاظِ احادیث تھے۔

⊙...... پھر فرماتے تھے کہ ہر طبقہ میں دو راوی ہوں۔

⊙...... اور فرماتے تھے کہ استاد اور شاگرد کا آپس میں لقا بھی ضروری ہے۔

تو ان شرائط کی وجہ سے ہر حدیث مبارکہ ان کی شرائط پر پوری نہیں اترتی تھی اور جو پوری اترتی تھی اس کو وہ لکھ لیا کرتے تھے۔

کتاب کا نام:

یہاں پر ذہن میں ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بخاری شریف کا نام کیا ہے؟ چنانچہ بعض دفعہ کئی ایسے طلبہ جو دورۂ حدیث بھی کر چکے تھے ان سے پوچھا گیا کہ بخاری شریف کا نام کیا ہے تو ان کو نام کا پتہ نہیں تھا۔ تو کتاب کا نام ہی یاد نہیں تھا، نام تو یاد ہونا چاہیے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کا نام ہے:

"الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله و ايامه"

اب اس کے ہر ہر لفظ کی تفسیر سن لیں۔

اس کو الجامع اس لیے کہا گیا کہ امورِ ثمانیہ (آٹھ امور) کی وجہ سے کہ جس حدیث پاک کی کتاب میں آٹھ پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہو اس کو جامع کہتے ہیں۔ اس میں سیر بھی ہوں، آداب بھی ہوں، تفسیر بھی ہو، عقائد بھی ہوں، فتن کے بارے میں بھی احادیث ہوں، اشراط الساعۃ کے بارے میں احادیث ہوں، احکام

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بارے میں احادیث ہوں، مناقب کے بارے میں تو ان آٹھ امور کے بارے میں جس کتاب میں احادیث ہوں تو اس کو الجامع کہیں گے۔

پھر المسند کا ایک معنی تو یہ کہ ہر صحابی کے اعتبار سے ہر حدیث کو الگ بیان کیا جائے اور ایک یہ بھی ہے کہ حدیث پاک ایسی ہو کہ سند متصل کے ساتھ مرفوع حدیث کو لایا جائے، اس کو بھی مسند کہتے ہیں۔

الصحیح کہا گیا کہ اس میں صحیح احادیث کا بہت اہتمام کیا گیا ہے۔

المختصر کہا گیا کہ اس میں حدیثوں کا چناؤ ہے، لیکن یہ نہیں کہ بخاری شریف میں جو احادیث ہیں وہ صحیح ہیں اس کے سوا جو ہیں وہ صحیح نہیں، انہوں نے چنا ہے اپنے معیار کے مطابق چناؤ کیا ہے۔

امور رسول اللہ اس سے مراد نبی علیہ السلام کی احادیث ہیں۔

و ایامہ نبی کے غزوات ہیں۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کا نام

الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سننہ و ایامہ

بہر حال یہ دونوں نام یاد ہونے چاہئیں کہ بخاری شریف کا نام ہے کیا؟

تدوین حدیث کی تاریخ:

حدیث پاک کی تعلیق کا کام حکومتی سطح پر سب سے پہلے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے شروع فرمایا۔ انہوں نے اپنے وقت کے محدثین کو کہا کہ دیکھو بھئی! یہ خیر کا زمانہ ہے، اس وقت لوگوں کے یادداشت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث موجود ہیں مگر یہ لوگ فوت ہو جائیں گے تو احادیث کا مجموعہ بھی چلا جائے گا تو ان کو قلم بند کر لیا جائے۔ چنانچہ بعض محدثین نے ان کے کہنے پر حدیث کو باقاعدہ لکھنے کا کام شروع

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی الفیہ میں اس کو یوں کہا۔

اَوَّلُ جَامِعُ الْحَدِیْثِ وَ الْاَثَر — اِبْنُ شِہَابٍ اٰمِرٌ لَہُ عُمَر
اَوَّلُ الْجَامِعِ لِلْاَبْوَاب — جَمَاعَۃٌ فِی الْعَصْرِ ذُو اِقْتِرَاب
کَابْنِ جُرَیْجٍ وَ ھُشَیْمٍ مَالِکٌ — وَ مَعْمَرٌ وَ وَلَدِ الْمُبَارَکِ
وَ اَوَّلُ الْجَامِعِ بِاقْتِصَارِ — عَلَی الصَّحِیْحِ فَقَطْ الْبُخَارِیْ

چنانچہ حدیث پاک کے اوپر اس امت میں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں۔ ان ہزاروں میں سے چھ کتابیں ایسی ہیں کہ جس کے اوپر امت کے تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں صحیح احادیث ہیں۔ ان کو کہتے ہیں صحاح ستہ اب یہ صحاح ستہ کی کتابیں آپ آخری سال میں پڑھ رہے ہیں۔ بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، چنانچہ یہ چھ کتابیں آپ پڑھ رہے ہیں۔ ان چھ کتابوں میں سے دو کتابیں صحیحین ہیں۔ یعنی یہ کتابیں اور بھی زیادہ صحیح احادیث پرمبنی ہیں وہ ہیں بخاری شریف اور مسلم شریف ان دونوں کو صحیحین کہتے ہیں۔

خصائص صحاح ستہ:

اب یہ جو چھ کی چھ کتابیں ہیں تو یہ ہر محدث نے احادیث کو جمع کیا اور اس کا اپنا ذوق تھا، طبیعت تھی، اس کے مطابق اس نے احادیث کو جمع کیا۔ جیسے کسی چیز پر روشنی مختلف زاویوں سے ڈالتے ہیں تو چیز پوری طرح روشن ہو جاتی ہے، ایسے ہی نبی علیہ السلام کی احادیث کو محدثین نے مختلف زاویوں سے اکٹھا کیا۔ چنانچہ ان صحاح ستہ کی کتابوں کو دیکھا جائے تو ان حضرات نے اپنا اپنا مختلف انداز سے کی ہے۔

مثال کے طور پر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اصول حدیث کے بغیر حدیث کا فن

سمجھنا ناممکن تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنی کتاب لکھنے سے پہلے ایک مقدمہ لکھا جس کو مقدمہ امام مسلم کہتے ہیں۔ یہ معروف ہے اصول حدیث کے بارے میں۔ تو انہوں نے اصول حدیث سے کتاب کی ابتدا کی۔

پھر ابن ماجہ کا مقصد یہ تھا کہ بھئی! حدیث پاک کو پڑھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان کے دل میں نبی علیہ السلام کی محبت نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے حب رسول کے باب سے اس کتاب کی ابتدا کی۔

امام ترمذی، امام ابو داؤد اور امام نسائی، ان تینوں کا مقصد تھا فقہی ترتیب پہ احادیث کو جمع کرنا۔ چنانچہ انہوں نے فقہی ترتیب سے، کتاب الطہارۃ سے اس کی ابتدا کی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر احکام شریعت کی وضاحت تھی کہ حدیث کا اصل مقصد کیا ہے؟

﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

''اے میرے محبوب! آپ وضاحت فرمائیں جو ان کی طرف نازل ہوا''

تو چونکہ حدیث احکام شریعت کی وضاحت کرتی ہے اور احکام شریعت کا مدار وحی پر ہے۔ تو انہوں نے كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اس سے اپنی کتاب کا آغاز کیا۔ تاہم صحاح ستہ کا اپنا اپنا ایک رنگ ہے۔ جیسے مختلف پھول ہوتے ہیں نا! سب کے سب پھول ہیں مگر ہر پھول کی اپنی ایک خوشبو ہے اور اپنا ایک رنگ ہے۔ یوں سمجھیں کہ صحاح ستہ پھولوں کا ایک گلدستہ ہے جو اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو یکجا کروا دیا۔

صحاح ستہ کا خلاصہ:

چنانچہ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ صحاح ستہ کا خلاصہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر:

- ......ترمذی شریف پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ آئمہ مذہب ہر حدیث کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ یہ پتہ چلے گا کہ احناف کیا کہتے ہیں؟ شوافع کیا کہتے ہیں؟ حنابلہ کیا کہتے ہیں؟ فلاں نے کیا کہا؟ یہ کہاں سے پتہ چلے گا، یہ ہمیں ترمذی شریف کے پڑھنے سے پتہ چلے گا۔
- ......پھر ابوداؤد شریف سے ان کے مزید دلائل ہمیں مل جائیں گے۔
- ......اور بخاری شریف سے ان کے طریقہ استنباط کا ہمیں پتہ چلے گا
- ......اور مسلم شریف سے ان دلائل کی تقویت کے بارے میں جو مزید احادیث جن کو مؤیدات کہتے ہیں ان کا پتہ چلے گا۔
- ......نسائی شریف میں یہ پتہ چلے گا کہ جو حدیث مستدل بن رہی ہے، اس میں کوئی علت تو نہیں ہے۔
- ......اور ابن ماجہ کی مدد سے مصنف کی تحقیق کے بغیر علت تک پہنچنا قاری کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ہر کتاب کا اپنا ایک رنگ ہے کہ جس مطابق اس کو لکھا گیا۔

اصح الکتب:

ان میں دو کتابیں جن کو "صحیحین" کہا گیا، علما نے اس میں بھی کلام کیا کہ ان دو میں سے زیادہ صحیح کون سی ہے؟ تو کہا گیا کہ بخاری شریف

أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ

اللہ کی کتاب یعنی قرآن کے بعد اس کائنات میں سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے زیادہ صحیح کتاب اس کو کیوں کہا گیا؟ اس بارے میں کسی صاحب نے شعر لکھا ہے

تَنَازَعَ قَوْمٌ فِي الْبُخَارِيْ وَ مُسْلِمٍ ... لَدَيَّ فَقَالُوْا اَيُّ ذَيْنِ يُقَدَّمُ

فَقُلْتُ لَقَدْ فَاقَ الْبُخَارِيُّ صِحَّةً ... كَمَا فَاقَ فِي حُسْنِ الصِّنَاعَةِ مُسْلِمُ

وہ کہتے ہیں کہ صحت میں تو بخاری شریف کا پلہ بھاری ہے، البتہ حسن ترتیب میں مسلم شریف کا پلہ بھاری ہے۔

اصح الکتب ہونے کے دلائل

تو صحت میں بخاری شریف کو فوقیت ملی اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کے پانچ مختلف دلائل ہیں، آپ یہ دلائل یاد رکھیے چونکہ اس کے متعلق آپ سے سوال بھی پوچھا جا سکتا ہے؟

① عدالت رواۃ:

پہلی دلیل عدالت رواۃ کے بارے میں ہے کہ راوی کتنے عادل ہیں؟ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے چار سو پینتیس (۴۳۵) منفرد رواۃ سے حدیث کو نقل کیا اور ان میں سے اسی (۸۰) تھے جو متکلم بھی تھے، جن کے اوپر مختلف محدثین نے کلام کیا، جرح کی۔

جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چھ سو (۶۰۰) منفرد محدثین سے روایت کی اور متکلم فیہ ایک سو ساٹھ تھے (۱۶۰) تو عدالت رواۃ کے نقطۂ نظر سے دیکھیں تو بخاری شریف کا پلہ بھاری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

② تعدادِ حدیث:

پھر تعدادِ احادیث کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جن متکلم فیہ رواۃ سے احادیث لیں تو کسی سے ایک لی کسی سے دو لیں تو کسی سے چار لیں تھوڑی احادیث لیں جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان رواۃ سے درجنوں احادیث نقل کی ہیں۔ تو اس اعتبار سے بھی بخاری شریف کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

③ رواۃ:

پھر رواۃ کے بارے میں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جن منفرد رواۃ سے احادیث نقل کیں وہ ان کے اپنے اساتذہ اور اپنے شیوخ تھے۔ تو اس کا مطلب یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی زندگی کو قریب سے دیکھا اور جرح کرنے والے نے ممکن ہے اتنے قریب سے ملاحظہ کیا ہو۔ ان کی زندگی کو تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی، ان کو قریب سے دیکھنا، پھر ان سے حدیث کی روایت کرنا، اس بات کی دلیل کہ یہ متکلم فیہ رواۃ جو تھے یہ اتنے کمزور نہیں تھے۔ جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جن رواۃ سے نقل کی وہ متکلم فیہ تھے، وہ ان سے پہلے ہی دنیا سے چلے گئے تھے۔ تو اس لحاظ سے بھی بخاری شریف کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

④ معیار:

پھر معیار، کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو معنعن کے ذریعے سے حدیث نقل کرتے ہیں اس میں استاد اور شاگرد کا ہم عصر ہونا کافی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ نہیں ان کا لقا ہونا ضروری ہے۔ اس سے بھی ان کا پلہ بھاری۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۵ علت:

پھر آخر میں جو علت ہے اس کو دیکھیں! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کل کتاب میں سے اسی ا(۸۰) احادیث پر کلام کیا گیا ہے۔ جبکہ مسلم شریف کی ایک سو تیس احادیث پر کلام کیا گیا ہے تو اس لحاظ سے بھی بخاری شریف کا پلہ بھاری ہے۔

تو یہ پانچ ایسے دلائل ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ بخاری شریف اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

خصائصِ بخاری شریف:

امام بخاری کی کتاب میں کچھ خاص خوبیاں بھی ہیں جو ان کو دوسری کتابوں سے ممتاز کرتی ہیں۔

۱......ان میں سے پہلی خوبی تراجم ابواب کہ انہوں نے مختلف ابواب کے اندر خلاصہ بیان کیا ہوا تھا۔ وہ جو تراجم ہیں وہ بڑے معرکۃ الابواب ہیں۔

۲......اور پھر اس ترجمۃ الباب کے اندر قرآن پاک کی آیات بھی لاتے ہیں۔ اب جب احادیث کی تائید میں قرآن پاک کی آیات لے کر آئیں تو مضمون اور بھی زیادہ پکا ہو جاتا ہے۔ تبھی تو یہ چیز اقویٰ بن گئی۔

۳......اس حدیث کی تفصیل بیان کرنے میں جو سب سے پہلے وہ اثر لاتے ہیں وہ راجح ہوتا ہے، یہ ان کے نزدیک اس کو سب سے زیادہ ترجیح ہوا کرتی ہے۔

۴......بخاری شریف میں کوئی حدیث ایسی نہیں جو انہوں نے علی سبیل المکاتبہ اپنے استاد سے لی ہو۔ یعنی تمام احادیث لکھ کر نہیں بلکہ سماع کے ذریعے سے لی گئی ہیں۔

۵......پھر کئی جگہوں پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بدء کا لفظ لاتے ہیں جیسے بدء الوحی اسی طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

بدء الحیض بدء الاذان بدء الخلق۔

◉......پھر براعت اختتام کی طرف بار بار اشارہ کرتے ہیں۔ براعت اختتام کہتے ہیں کہ بعض آخر پہ جو حدیث آتی ہے وہ ایک تو مضمون کو اچھے انداز سے بیان کر کے پھر انسان کو آخرت کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ یہ اس کی خاص خوبی ہے۔ محدثین نے لکھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے طالب علموں کو بار بار اپنی آخرت کی طرف یاد دلواتے رہتے تھے۔

◉......فترت کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم سے انہوں نے کتاب کا آغاز کیا۔

◉......اور پھر بخاری شریف میں بائیس (۲۲) عدد ثلاثیات ہیں۔

ثلاثی اس حدیث پاک کو کہتے ہیں جس میں مصنف اور نبی علیہ السلام کے درمیان میں صرف تین واسطے ہوں۔ یوں پھر کم سے کم واسطے ہیں اس لیے اس حدیث پاک کا مرتبہ بلند ہوتا ہے، بہت اعلیٰ ہو جاتا ہے۔

تو یہ بخاری شریف کی چند خاص خوبیاں تھی جس کی وجہ اس کتاب کو اللہ رب العزت کی طرف سے قبولیت ملی۔

بخاری شریف کا آغاز:

اب ذرا کتابوں کی طرف متوجہ ہوں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے اپنی کتاب کا آغاز کیا۔ یہاں کا آغاز عام ترتیب سے ذرا ہٹ کر ہے۔ کیونکہ اکثر مؤلفین حمد سے، صلوٰۃ سے اور شہادت سے اپنی کتابوں کا آغاز کرتے ہیں اور اس بارے میں حدیث پاک بھی ہے کہ

((كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلَيَّ فَهُوَ أَقْطَعُ وَأَبْتَرُ مَمْحُوقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ))

www.besturdubooks.wordpress.com

”ہر مہتم بالشان کام جو اللہ تعالیٰ کی حمد اور میرے اوپر درود سے شروع نہ ہو وہ کٹا ہوا اور ہر قسم کی برکت سے خالی ہوگا“

تو اس کے پیش نظر مؤلفین اس کا اہتمام فرماتے ہیں کہ تحمید سے کام شروع ہو جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ سے کام شروع کیا۔

اعتراض:

تو یہاں ایک اعتراض وارد ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الحمد للہ سے کتاب کا آغاز کیوں نہیں کیا؟ اس کے محدثین نے بہت سارے جواب دیے ہیں مگر یہ عاجز وقت کو سامنے رکھتے ہوئے صرف دو تین جواب بتائے گا جو سمجھنے آسان ہوں گے۔ ٹھوس ہوں گے، ہلکے ہوں گے تو آپ کے لیے یاد کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔

جواب ا:

ان میں سے پہلا جواب یہ دیا گیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جب کتاب لکھنی تھی

إِنَّهُ حَمِدَ لَفْظًا لَا كِتَابَةً

انہوں زبانی الحمد للہ پڑھ لیا، حدیث مبارکہ پر عمل ہو گیا باقی لکھنے میں بسم اللہ سے شروع کر دیا، ایک جواب تو اس کا یہ ہو گیا۔

جواب ۲:

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ سے ابتداء کی تو بسم اللہ کے اندر ہی اللہ کی حمد موجود ہے۔ مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے ہوئے آپ اللہ تعالیٰ کو الرَّحْمٰنِ اور الرَّحِيْمِ کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، جہاں بھی صفاتی نام کا

www.besturdubooks.wordpress.com

تذکرہ آئے وہاں تعریف تو ہوگئی نا۔ تو گویا بسم اللہ کے اندر کیونکہ تحمید موجود تھی اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر اکتفا کیا۔

جواب ۳:

اور تیسرا جواب وہ بھی زیادہ ٹھوس اور پکا ہے۔ وہ کیا ہے؟ علماء نے لکھا کہ یہ جو حدیث مبارک ہے نا! کہ الحمد للہ سے ابتدا کریں، یہ خطب کے لیے ہے کتب کے لیے نہیں ہے۔ یعنی خطبات کے لیے ہے، اس لیے خطباء بیٹھنے والے اکثر الحمد للہ و کفی سے شروع کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ خطب کے لیے ہے۔ بھئی کتب کے لیے کیوں نہیں ہے؟ تو اس کے لیے انہوں نے نبی علیہ السلام کے مبارک عمل کی دلیل پیش کی کہ دیکھو! صلح حدیبیہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب معاہدہ لکھا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بسم اللہ لکھوائی اور بسم اللہ کے بعد معاہدہ لکھا تو نبی علیہ السلام کا مبارک عمل موجود ہے کہ کتب کے لیے پہلے بسم اللہ لکھو اور پھر اس کا آغاز کرو۔ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کی پیروی میں بسم اللہ لکھ کر آگے حدیث لکھی ہے۔

بدء الوحی سے ابتدا کیوں کی؟

آگے باب شروع ہوا کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں امام بخاری نے بدایۃ وحی کی بات کی ہے کہ وحی اترنے کی بات۔ تو بھائی طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ایسا کیوں کیا؟

حصول علم کے ذرائع

تو سنیے! علم حاصل کرنے کے مختلف ذرائع ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱) حواسِ خمسہ کے ذریعے علم:

ایک تو علمِ ظاہری جو ہم حاصل کرتے ہیں حواسِ خمسہ کے ذریعے۔ پانچ حواس سائنس بھی کہتی ہے، مثلاً دیکھنے سے علم حاصل ہوتا ہے، معلومات حاصل ہوتی ہیں، مگر اس پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ آنکھ دھوکا دیتی ہے۔ آپ گاڑی چلا رہے ہیں، گرمی کے موسم میں سامنے نظر آتا ہے کہ پانی ہے، وہ پانی نہیں ہوتا دھوپ کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کو سراب کہتے ہیں۔ تو آنکھ نے دھوکا دیا نا۔ اسی طرح بعض دفعہ یوں ہوتا ہے کہ آپ گاڑی میں بیٹھے ہیں اور آپ کی گاڑی کھڑی ہے، قریب سے دوسری گاڑی جب گزرتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ہم چل رہے ہیں، حالانکہ آپ تو نہیں چل رہے ہوتے، کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں انگلش میں Ilusiun (آنکھ کا دھوکا) تو جو چیز دھوکا دے سکتی ہے اس کی معلومات پر کیا اعتبار کرنا۔

پھر اس کے بعد ہے انسان کا سننا، سننے میں بھی دھوکا ہے۔ استاد کہتا کچھ ہے شاگرد سنتا کچھ ہے، یہ تجربے ہیں ہمارے۔ اب تیسری چیز آگئی سونگھنا، تو بھائی جس آدمی کو نزلہ زکام ہو، تو مشک ہو یا عنبر کستوری، اس کے لیے سب برابر ہیں، اسے اس سے خوشبو نہیں آرہی، اس کا بھی دھوکا ہے۔

پھر اس کے بعد چکھنا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ ذرا طبیعت خراب ہو تو پھل بھی کڑوا لگتا ہے۔

اور آخری چیز ہے چھونا، پاؤں سن ہوتا ہے تو پاؤں کو بے شک بلیڈ سے کاٹ دو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا نہیں ہو رہا؟ تو ان حواس کے اوپر جو معلومات ملیں علم ملا اس پر ہم یقینی طور پر اس انحصار نہیں کر سکتے۔ ٹھیک بھی ہو سکتا ہے ٹھیک نہیں بھی ہو سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا حواسِ خمسہ سے ملنے والا علم کبھی بھی قابل اعتبار نہیں ہوتا،

(۲) عقل کے ذریعے علم:

اس کے بعد دوسرا علم حاصل کرنے کا ذریعہ انسان کی عقل ہے، عقل کے ذریعے علم حاصل ہوتا ہے۔ تو بھائی عقل پر بھی اعتبار نہیں کر سکتے، عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے۔ اب سوچیں عبدالرحمٰن نامی ایک شخص تھا، تاریخ میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ قرامطہ فرقے کا بانی تھا اور وہ ایسا کم عقل تھا کہ اس نے یہ کہا کہ بھائی اپنی بہن کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے اور دلیل کیا دی؟ کہ جی بہترین بیوی وہ ہوتی ہے جو انسان کی شخصیت کو سمجھتی ہو تو بہن سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے؟ اب عقل نے کیا دھوکا دیا؟ یہ بھول گیا کہ ماں اور بہن جیسے قریبی رشتوں پر بھی شہوت کی نظر پڑے گی تو پھر حیا دنیا میں کہاں رہا؟ اس بیچارے کو عقل نے دھوکا دیا۔

اب ایک ملک ہے، جو ہے بڑا ترقی یافتہ۔ اس کی پارلیمنٹ کے اندر تالیوں کی گونج میں یہ بل پاس ہوا کہ جی مرد مرد سے شادی کر سکتا ہے اور عورت عورت سے شادی کر سکتی ہے۔ عقل کے اندھوں کی عقل پر تو اعتبار نہیں کر سکتے۔

(۳) وحی کے ذریعے علم:

تیسرا علم حاصل کرنے کا ذریعہ وحیٔ الٰہی ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے انبیائے کرام کو جو علم ملا وہ ایسا علم ہے جو سچا اور پکا اور اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کو جو اللہ نے علم دیا، اس کے بارے میں فرمایا:

﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ (حم سجدہ: ۴۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

”اس میں جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے نہ پیچھے سے اور حکمت اور خوبیوں والی ذات نے اتاری ہے“

تو ایسا پکا علم ہے، لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا باب بدء الوحي کے بارے میں باندھا ہے۔ اب یہاں یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھیے کہ یہ لکھنے کے بعد کیف کان بدء الوحي آگے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک آیت مبارکہ لائے ہیں فرمایا:

﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ﴾

(النساء:۱۶۳)

”بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسا کہ وحی کی حضرت نوح علیہ السلام پر اور ان کے بعد آنے والے نبیوں پر“

تو اس آیت کو لانے میں کیا مقصود تھا؟ مقصد یہ تھا کہ وحی دو طرح کی ہوتی ہے ایک کو تو الہام کہتے ہیں۔

﴿وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنْ أَرْضِعِيهِ﴾ (القصص:۷)

”اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی“

یہاں الہام ہو رہا، اسی طرح فرمایا:

﴿وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحْلِ﴾ (النحل:۶۸)

”اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھیوں کو کہا“

الہام ہو رہا ہے۔ تو وحی سے مراد یہ الہام بھی تو ہو سکتا تھا لیکن نہیں، اس آیت کو لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلا رہے ہیں کہ جس وحی کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ یہ وہ وحی ہے جو پہلے انبیاء پر آتی رہی اور اس کا سلسلہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد چھ سو سال سے تقریباً بند تھا۔ اب اسی وحی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا، اس لیے اس وحی کے اوپر ہم یقین سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنا اعتقاد کر سکتے ہیں۔ یہ وہی وحی ہے جو سیدنا نوح علیہ السلام پر بھی اتری۔ انبیاء پر اس کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ وہی ہے جس کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔

نوح علیہ السلام پر وحی کا تذکرہ کیوں؟

یہاں پر ایک تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرمایا گیا کہ آپ پر وحی بھیجی جیسی نوح علیہ السلام پر بھیجی تو اس پر اور انبیاء کا تذکرہ کیوں نہ کیا؟ تو علماء نے اس کے مختلف جواب دیے۔ بعضوں نے یہ فرمایا کہ نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں جن کو باقاعدہ حلال اور حرام کا علم عطا کیا۔ اس سے پہلے بھی علم تھا مگر کوئی باقاعدہ شریعت کی شکل نہیں تھی، ان سے سلسلہ شروع ہوا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو پہلے دن اس کو کرتا اور پاجامہ تو کوئی نہیں پہناتا، اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ بس کپڑے میں لپیٹ دیتے ہیں۔ پھر کئی مہینے اسی طرح گزر جاتے ہیں تب جا کر اس کو کرتا پہناتے ہیں، پھر تھوڑا بڑا ہو جاتا ہے تو پھر کرتے کے ساتھ پاجامہ بھی پہنا دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ لباس پہلے دن اس کے جسم پر نہیں چڑھا دیا کچھ وقفے کے بعد وہ لباس پہننے کے قابل ہوا تب لباس کی شکل میں پہنایا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو انسانیت تو بچے کی طرح تھی۔ شریعت کی پوشاک نہیں پہن سکتی تھی، آدم علیہ السلام کو صرف اشیاء کے ناموں کا علم دے کر بھیجا گیا، کوئی لکھنا بھی نہیں جانتا تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام تشریف لائے تو علم القلم لکھنے کا علم لے کر آئے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو باقاعدہ ایک شریعت کی شکل میں دین دیا۔ اس لیے فرمایا کہ جیسے آپ کو ہم نے یہ شریعت دی ایسے ہی ہے جیسے نوح علیہ السلام کو دی۔

دوسرا اس کا آسان جواب یہ ہے کہ نوح علیہ السلام وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کی قوم نے ان کی بات کا انکار کیا اور من حیث القوم ان کے اوپر عذاب آیا۔ دنیا سے نام و نشان

مٹا کر رکھ دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ اے قریش مکہ تم سے پہلے لوط علیہ السلام کی قوم تھی جس نے انکار کیا اور اس قوم کو ہم نے مٹا کر رکھ دیا اور تم بھی آخری نبی ﷺ کا انکار کرو گے تو ہم تمہارے تمام نام و نشان کو مٹا کر رکھ دیں گے۔ اس لئے لوط علیہ السلام کی طرح کہا۔

سند حدیث کے لطائف و نکات:

اب آگے اس حدیث مبارکہ کی سند ہے۔ اب اس سند کے اندر عجیب و غریب نکات ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب میں یہ خاص چیز ہے کہ لطیف اشارات ہوتے ہیں۔ اور اس پر اتنا امت کے علماء نے کام کیا ہے کہ لگتا ہے کہ لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے والا معاملہ ہے، کسی نے کسی انداز سے کام کیا، کسی نے کسی انداز سے، چنانچہ اشارات جمع ہو گئے، اب اس سند کے اندر جو مختلف اشارات ہیں تو ان کو ذرا دیکھیے! کتاب میں سے۔

①..... اس کی روایت شروع ہوتی ہے حدثنا الحمیدی سے، اس میں ایک تو صحابی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو نبی ﷺ سے حدیث مبارکہ کو نقل فرما رہے ہیں، پھر ان کے ساتھ جو تین اور حضرات ہیں: حضرت علقمہ، محمد بن ابراہیم اور یحییٰ بن سعید رحمہم اللہ علیہم یہ تینوں تابعی ہیں۔ بلکہ بعض نے تو لکھا کہ علقمہ صحابی ہیں، یعنی مختلف قسم روایات ہیں، اس معاملے میں۔ اگر ان کو صحابی مانا جائے تو پھر دو صحابی اور دو تابعی ہوئے اور اگر تابعی ہیں تو ایک صحابی اور تین تابعی اس کے اندر آجائیں گے۔

②..... اور پھر اس حدیث مبارکہ میں جو حدیث کو روایت کرنے کے مختلف الفاظ ہوتے ہیں، وہ سب صیغے جمع ہو گئے ہیں۔ مثال کے طور پر "حَدَّثَنَا" تحدیث سے، اخبار سے اخبرنا، یہ بھی اس کے اندر روایت کے اندر لفظ موجود ہے، وقَالَ أَخْبَرَنِي

www.besturdubooks.wordpress.com

مُحَمَّدُ بنُ إِبْرَاهِيمَ یہ لفظ بھی موجود ہے۔ پھر سَمِعْتُ تابع بھی آگیا، وہ بھی اس کے اندر موجود ہے۔ پھر قال قول بھی آگیا، وہ صیغہ بھی موجود ہے۔

⊙...... پھر یہ جو یحییٰ بن سعید ہیں نا! ابو ذر کے نسخے (امام بخاری کے مختلف حضرات سے نسخے ہیں) میں یہ حدیث عن سے بھی مروی ہے۔ تو معنعن وہ بھی اس میں ہے۔ یعنی روایتِ حدیث کے جتنے صیغے تھے وہ سب اس حدیث پاک میں جمع ہو گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر دیکھو کیسی حدیث مبارک پر پڑی کہ سند کے اعتبار سے دیکھو! اس میں کیا کیا لطائف موجود ہیں۔

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ جس حدیث پاک کو حدثنی و اخبرنی ان الفاظ سے روایت کیا جائے تو کیا فرق ہوتا ہے؟ حدثنی کا مطلب ہوتا ہے کہ استاد خود حدیث پڑھے اور شاگرد اس کو سنے۔ اور اگر شاگرد پڑھے اور استاد سن کر تصدیق کرے تو اخبرنی۔ تو ان دونوں صورتوں میں بار بار حدیث کو بیان کرنے کے لیے سندِ متصل جو ہے وہ بیان کرنی ضروری نہیں ہوتی، اس کے لیے وبہ قال یہ لفظ کہہ دے۔ جیسے ایک بندہ کہے بسند المتصل منی الی الامام ہمام تو اتنی لمبی سند پڑھنے کا مختصر کیا ہوا؟ اگلی دو حدیثوں کے لیے وبہ قال بس یوں پڑھ دیں تو وہ سند متصل کہلاتی ہے۔

⊙...... اب ایک نکتہ اور بھی ہے کہ اس حدیث کو جو روایت کرنے والے ہیں حدثنا الحمیدی یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ استاد ہیں جو مکی ہیں اور قریشی ہیں، مکی بھی تھے اور قریشی بھی۔ اب قریش کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((قَدِّمُوْا قُرَيْشًا))

قریش کو مقدم کرو!

www.besturdubooks.wordpress.com

اور فرمایا:

((اَلْاَئِمَّةُ مِنَ الْقُرَيْشِ))

چونکہ نبی علیہ السلام کا یہ حکم بھی تھا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث پر عمل کرتے ہوئے اپنے مکی استاد قریشی راوی کی حدیث کو سب سے پہلے لائے۔

⊙ ..... پھر ایک اور نکتہ بھی ہے کہ پہلی حدیث تو ہے مکی استاد سے اور دوسری حدیث جو آگے آ رہی ہے قال اخبرنا مالك یہ مالک مدنی ہیں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی کتاب مکی استاد سے اور دوسری کتاب مدنی استاد سے لی۔ تو وحی کی ابتدا مکہ سے ہوئی اور وحی کی انتہا مدینہ میں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھو کیسی حدیث کی ترتیب ڈالی۔

⊙ ..... پھر اس میں ایک نکتہ اور بھی ہے کہ بخاری شریف کی پہلی حدیث حمیدی سے ہے اور آخری حدیث مبارکہ احمد بن اشراف سے ہے۔ تو وہ بھی حمد سے۔ تو پوری زندگی مومن کی حمد ہی حمد ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی ابتدا حمد سے، جنت کا آخری کلام ہو گا: وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے ہاتھ میں جو جھنڈا ہو گا وہ لواء الحمد اور نبی علیہ السلام کو جنت میں جو گھر ملے گا بیت الحمد تو معلوم ہوا کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حمد کی طرف بندے کو متوجہ کرنا چاہتے تھے۔

⊙ ..... پھر بخاری شریف کی پہلی حدیث کے راوی ہیں صحابی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور آخری حدیث کے راوی ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ بھئی اگر تم عمر رضی اللہ عنہ کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہو تو تمہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح علم کا طالب بننا پڑے گا اور اس کے لیے اللہ کا ذکر کام آئے گا۔ تو اس لیے آخری حدیث ہے:

((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙...... اور آخری نکتہ اس میں یہ ہے کہ یہ جو پہلی حدیث ہے یہ سند کے اعتبار سے "غریب" کہلاتی ہے یعنی کسی ایک طبقہ میں کوئی ایک راوی ہوگا۔ جیسے صحابہ میں یہ عجیب بات ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ممبر پر بیان کر رہے ہیں تو سننے والے ہزاروں صحابہ ہوں گے۔ لیکن اللہ کی شان روایت جب آگے چلی تو ایک ہی صحابی رضی اللہ عنہ جس نے بھی روایت کی، آگے عمر رضی اللہ عنہ کا نام لے کر ہی کی۔ چونکہ ایک صحابی ہیں اس لیے اس کو غریب کہا گیا اور آخری جو روایت ہے بخاری شریف کی وہ بھی سند کے اعتبار سے غریب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ طالب علم کو اصل میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ

((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ))

اور یہ بھی کہنا چاہتے تھے کہ

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَ سَيَعُودُ غَرِيبًا وَ طُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ))

یہ تو تھا اس کی سند کے بارے میں۔

حدیث مبارکہ کی ترجمۃ الباب سے مطابقت:

اب ذرا اس کے مضمون کی طرف توجہ کریں کہ آگے حدیث مبارکہ کا مضمون کیا ہے؟ حدیث مبارکہ ہے۔

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ))

"تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے"

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، بڑا مشہور سوال کہ حدیث پاک کا مضمون تو ہے اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اور ترجمۃ الباب کے اندر بدء الوحی کا تذکرہ تھا، تو یہاں اعمال کا تذکرہ، وہاں وحی کا تذکرہ کوئی مناسبت نہیں نظر آتی۔ پھر جو آیات لائے ہیں وہ بھی حضرت نوح علیہ السلام والی اس میں بھی مناسبت نظر نہیں آتی۔ تو آخر امام

www.besturdubooks.wordpress.com

بخاری رحمۃ اللہ علیہ ترجمۃ الباب کی کس مناسبت کی وجہ سے اس حدیث مبارکہ کو یہاں لائے ہیں۔ تو یہ سوال مشہور ہے جو پوچھا جاتا ہے۔

اب اس کے کئی جواب ہیں، ان میں سے جو مختصر دو تین جواب ہیں وہ یہ ہیں۔

جواب ۱ کہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وحی کے ذریعے سے انسان کو احکام کا پتہ چلتا ہے، اس پر اعمال کرنے فرض ہو جاتے ہیں اور جن سے بچنا فرض ہوتا ہے ان کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں ورود اعمال کہ وحی کے ذریعے سے ورود اعمال ہو گیا۔ پتہ چل گیا کہ حلال کیا ہے؟ حرام کیا ہے؟ کرنا کیا ہے اور نہ کرنا کیا ہے؟ تو وہ فرماتے تھے کہ ایک ورود اعمال ہے، اس کا تعلق وحی کے ساتھ ہے اور ایک ہے صدور اعمال۔ اعمال کا ہونا اس کا تعلق نیت کے ساتھ ہے، اس مناسبت کی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں حدیث لائے کہ ادھر وحی کا تذکرہ تھا ورود اعمال کا اور حدیث مبارکہ میں تذکرہ تھا نیت کا۔ صدور اعمال کا اس لیے حدیث مبارکہ کو یہاں لائے ہیں۔

جواب ۲ اور دوسرا یہ کہ وحی کا معنی ہوتا ہے احکام شرعیہ کا پتہ چلنا اور اعمال ٹھیک کیسے ہوتے ہیں؟ وہ نیت کے ذریعے جس کا حدیث میں تذکرہ، اس لیے آپس میں ان کی مناسبت کا تذکرہ کیا۔

جواب ۳ تیسری ایک بات اور کہ وحی انسان کو شرح صدر حاصل ہونے کا ذریعہ ہے کہ وحی اترتی ہوتی تھی تو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تسلی ہو جاتی تھی۔

﴿كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ﴾ (الفرقان:۳۲)

تو وحی کے ذریعے سے بھی شرح صدر حاصل ہوا اور اعمال کے ذریعے سے بھی شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مَنْ أَخْلَصَ عَبْدًا لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا إِلَّا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلٰى لِسَانِهِ

"چالیس دن اخلاص کے ساتھ جو نیک اعمال کرے تو اللہ اس کے قلب اور زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرما دیتے ہیں"

تو اس سے بھی شرح صدر اس سے بھی شرح صدر، اس مناسبت کی وجہ سے اس مضمون کو یہاں لائیں ہیں۔

جواب ۴ اور آخری جواب یہ ہے کہ وحی عمل کے لیے ہوتی ہے اور عمل نیت کے ذریعے سے ہوتا ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے بھی یہاں لائے ہیں۔

حدیث مبارک کی اہمیت:

مگر اس حدیث مبارکہ کی بڑی اہمیت ہے، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ وہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ يَدْخُلُ فِيْهِ نِصْفُ الْعِلْمِ))

"کہ اس حدیث میں دین کا آدھا علم ہے"

آدھا علم کیسے ہوا؟ یعنی اعمال یا اعضا اور جوارح سے ہوتے ہیں یا پھر قلب سے ہوتے ہیں تو آدھا علم اگر جوارح کا تو آدھا علم قلب کا۔ اس حدیث کا تعلق انسان کے قلب سے ہے لہٰذا آدھا علم ہوا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے۔ جوامع الکلم وہ احادیث ہیں جن کے الفاظ تھوڑے ہیں مضمون بہت وسیع ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں نا دریا کو کوزے میں بند کر دینا تو نبی علیہ السلام اس طرح سمندر کو کوزے میں بند فرما دیتے تھے۔ تو یہ حدیث مبارکہ ان میں سے ہے اور اس میں تیسرا حصہ دین کا آ گیا۔ تیسرا

www.besturdubooks.wordpress.com

حصر کیوں کہا؟ دین تین حصوں پر مشتمل ہے، ایک ایمان دوسرا اعمال اور تیسرا اخلاص اور اس حدیث کا تعلق کس کے ساتھ ہے اخلاص کے ساتھ۔ لہٰذا دین کا تیسرا حصہ اس حدیث پاک میں آگیا، بلکہ عبدالرحمن بن مہدی، وہ تو یہاں تک فرماتے ہیں:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّصَنِّفَ کِتَابًا فَلْیَبْتَدِئْ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ

جو آدمی کتاب لکھنے کا ارادہ کرے، اس کو چاہیے کہ اس حدیث سے کتاب کو شروع کرے۔ تو محدثین نے امام بخاری رحمہ اللہ کی تائید کی کہ واقعی ابتدا میں اسی حدیث مبارکہ کو ہی آنا چاہیے۔

مباحث حدیث

اب حدیث مبارکہ کے اندر کیا کیا مباحث ہیں؟ تو مختصراً ان کو بھی سن لیجیے۔

① اعمال اور نیات دونوں جمع:

فرمایا:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ))

اعمال کا دار و مدار نیت کے اوپر ہے۔ یہاں اعمال اور نیات دونوں صیغے جمع کے آئے ہیں۔ اعمال بھی جمع اور نیات بھی جمع اس کو کہتے ہیں۔ مُقَابَلَةُ الْجَمْعِ بِالْجَمْعِ۔ جمع کے مقابلے میں جمع لانا۔ مقصود کیا تھا کُلُّ عَمَلٍ بِنِیَّتِهٖ۔

اچھا ایک اور حدیث مبارکہ ہے اس میں فرمایا ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّةِ)) اس میں اعمال کو جمع لائے اور نیت کو مفرد لائے۔ تو محدثین نے اس کا جواب دیا کہ اعمال کے لیے اعضا ہیں جو بہت سارے ہیں، اس لیے جمع لائے اور نیت کے لیے ایک ہی عضو ہے اس لیے نیت کو مفرد لائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۲ عمل اور فعل کا فرق:

پھر یہاں پر اعمال کا لفظ استعمال ہوا افعال کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ کیونکہ اعمال ذی عقل بندے سے ہوتے ہیں اور افعال ذی عقل سے بھی ہو سکتے ہیں اور ناقص العقل سے بھی ہو سکتے ہیں۔ عمل وہ کام ہے جو مکلف سے صادر ہو جب کہ فعل غیر مکلف کیلیے بھی مستعمل ہے۔ اس لیے جہاں بھی تذکرہ ہوا وہاں فرمایا: وَاعْمَلُوْا صَالِحًا نیک عمل کرو۔ یہ کہا گیا، وَافْعَلُوْا صَالِحًا نہیں کہا گیا۔

۳ نیت اور ارادے کا فرق:

پھر یہاں پر نیت کا تذکرہ ہے ارادہ کا نہیں۔ محدثین نے لکھا کہ نیت کے پیچھے انسان کی کوئی نا کوئی غرض ہوتی ہے، جب کہ ارادہ بغیر کسی غرض کے ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کیلیے ارادہ کا لفظ مستعمل ہے، اس لیے یہاں نیت کا تذکرہ ہے۔

اب یہاں پر بعض فقہا نے تو اس کا معنی یہ لیا کہ

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اِنَّمَا تَصِحُّ الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ))

اعمال کی صحت کے ہونے اور نہ ہونے کا مدار نیت کے اوپر ہے۔

بعضوں نے کہا نہیں! اس کا معنی ہے۔

اِنَّمَا ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّیَّةِ

"عمل کا ثواب جو ہے وہ نیت پر ہے"

مثال کے طور پر ایک بندہ نیت کر کے وضو کرتا ہے تو ثواب ملے گا اور ایک بندے کو کسی نے پانی میں دھکا دے دیا وضو اس کا بھی ہو گیا لیکن ثواب نہیں ملے گا۔ یہ جو فقہاء کا فرق تھا یہ اس معنی کی وجہ سے آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تعددِ نیت کے ثمرات:

پھر آگے فرمایا:

((وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى))

اور بندے کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی

تو بعض محدثین نے کہا کہ یہ پہلے مضمون کی وضاحت کے لیے ہے، مؤکد کرنے کے لیے اس کو دوبارہ فرمایا گیا۔ بعض نے کہا کہ نہیں یہاں اور مضمون ہے کہ اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اعمال کا مدار نیت پر ہے، پھر بندے کے لیے وہی کچھ ہے جو نیت کرے گا۔ فرماتے ہیں کہ یہاں سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ اگر ایک عمل میں کئی نیتیں کر لو گے تو عمل کا ثواب اتنے گنا زیادہ بندے کو ملے گا۔ تعددِ نیت کی وجہ سے ثواب بڑھ جائے گا وہ کیسے؟

عزیز طلبا! ذرا توجہ فرمائیں! ایک بندہ مسجد میں آتا ہے، عوام الناس میں سے ہے اور کہتا ہے کہ جی بس میں جا رہا ہوں نماز پڑھنے، اب اس کو نماز پڑھنے کا ایک ثواب ملا۔ ایک طالب علم ہے، اس کو پتہ ہے کہ مجھے مسجد جانے کے لیے کئی نیتوں کو جمع کرنا ہے، چنانچہ وہ کیا سوچتا ہے کہ میں مسجد میں جاؤں گا، وہاں جا کر میں اللہ کا ذکر کروں گا، وہاں جا کر میں قرآن پاک کی تلاوت کروں گا، وہاں جا کر نفلی اعتکاف کروں گا، وہاں جا کر میں جماعت کے ساتھ بھی نماز پڑھوں گا اور اکیلے بھی سنن اور نوافل پڑھوں گا، مسجد میں جا کر میں دعا بھی کروں گا، مسجد میں جا کر میں لایعنی سے بھی بچوں گا اور مسجد میں جا کر میں مسلمان بھائیوں کی زیارت بھی کروں گا۔ اب دیکھیں ایک ہی عمل تھا، اب اس عمل میں کتنی نیتیں جمع ہو گئیں۔ جتنی نیتیں زیادہ ہوں گی اس بندے کو اتنا ثواب زیادہ ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ کپڑے پہننے میں چالیس نیتوں کو جمع کیا جا سکتا ہے، جب کہ ہم ایک نیت کرتے ہیں۔ یہاں سے پتہ چلا کہ طالب علم اسی عمل کا بہت زیادہ اجر پا لیتا ہے علم کی وجہ سے اور عوام الناس علم نہ ہونے کی وجہ ایسے اجر سے محروم ہو جاتے ہے۔

۵ حسنِ نیت کے کرشمے:

پھر اس میں ایک اور بات بھی آ گئی کہ انسان کو وہی ملے گا جو نیت کی تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی عادت کو بھی اپنی عبادت بنا سکتے ہیں، وہ کیسے بھئی؟ ہر بندہ بچے سے پیار کرتا ہے، لیکن اگر پیار کرنے والا اس نیت سے پیار کر رہا ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ بچوں سے پیار فرماتے تھے، سنت کی نیت سے کر رہا ہوں تو اب یہ پیار کرنا عبادت بن گیا۔ ہر بندہ ماں باپ کو دیکھتا ہے، اس نیت سے کہ اگر دیکھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی محبت کی نظر ماں اور باپ کے چہرے پہ ڈالے گا، اللہ اس کو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب عطا فرمائیں گے تو ماں باپ کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت بن گیا۔

گھر میں کھڑکی تو ہر بندہ لگواتا ہے، نیت اگر یہی کہ جی روشنی آئے گی تو روشنی مل جائے گی لیکن اگر یہ بھی نیت کر لی کہ جی میں کھڑکی اس لیے بنواتا ہوں کہ آذان کی آواز آیا کرے تو اس کا بھی ثواب مل جائے گا۔

اکثر لوگوں کو دیکھا کہ رات کو سوتے ہوئے کپڑے بدل کر سوتے ہیں، نائٹ سوٹ پہن لیتے ہیں، اب اگر نائٹ سوٹ پہنا کہ جی دوسرا سوٹ خراب نہ ہو، سلوٹیں نہ پڑیں تو پھر نائٹ سوٹ کا ثواب نہیں، اس نیت سے پہنا کہ نبی ﷺ کی سنت مبارکہ ہے، اللہ کے حبیب ﷺ رات کو اپنا سوٹ بدل لیتے تھے تو اس نیت کی وجہ سے وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عادت بھی عبادت بن جائے گی۔ انما لامرء ما نوی یہاں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان اگر نیت کر لے تو دنیا کے کام بھی اس کے لیے دین بن جایا کرتے ہیں۔

مولانا فرماتے تھے کہ اس امت کو بدنیتی سے اتنا نقصان نہیں ہوا جتنا بے نیتی سے زیادہ نقصان ہوا۔ نیت ہی نہیں کرتے تو اس لیے یہ حدیث مبارکہ ہمیں بتا رہی ہے کہ ایک تو نیت اچھی ہو اور دوسرا ہر کام کے اندر اگر ہم نیکی کی نیت کر لیں گے تو پھر ہمیں ثواب مل جائے گا۔

⑨ ایک اشکال کا جواب:

اب یہاں پر ایک مشہور اعتراض ہے، اعتراض یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی برا کام اچھی نیت سے کر لے تو وہ اچھا ہو جائے گا۔

مثلاً ایک آدمی چوری کرتا ہے کہ غریبوں کو صدقہ کروں گا تو وہ کام جائز ہو جائے گا؟ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اس کا جواب محدثین نے یہ دیا کہ دیکھو کچھ کام ایسے ہیں جو جائز ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خوشی کا سبب ہیں کچھ کام ہیں ناجائز ان کا کرنا اللہ تعالیٰ کے غصہ اور غضب کا سبب ہے۔ اب کوئی بندہ ناجائز کام کو نیکی کی نیت سے کرنا چاہے گا تو اللہ کے غصے کو اور زیادہ بڑھائے گا۔ یہ تو دین کے ساتھ مذاق ہوا، دین کو کھیل بنا لیا اس نے۔ تو جو حدیث مبارکہ ہے وہ یہ بتا رہی ہے کہ نہیں جو برے کام ہیں وہ برے ہیں ہی سہی جو اچھے کام ہیں وہ اچھے کام بھی اچھی نیت سے کرو گے تو اچھے ہوں گے، ان کو بری نیت سے کر بیٹھو گے تو وہ بھی برے ہو جائیں گے۔

مثلاً ایک عورت اس نیت سے خوشبو لگاتی ہے کہ خاوند سونگھے گا تو یہ خوشبو لگانا

www.besturdubooks.wordpress.com

عبادت ہے اور اگر اس لیے لگاتی ہے کہ میں راستہ میں چلوں گی تو اجنبی مرد سونگھیں گے تو یہ حرام ہے۔ تو کام اچھا تھا عبادت بن سکتا تھا کہ خوشبو لگانی سنت ہے لیکن نیت اس کی خراب تھی تو نیت کی خرابی کی وجہ سے وہ کام برا ہوگیا۔ تو مقصود حدیث یہ ہے کہ جو ناجائز کام ہیں وہ تو حرام ہیں ہی سہی تو جو جائز کام ہیں ان کو بھی صحیح نیت سے کرو گے تو جائز ہوں گے۔ ان میں بھی نیت بری ہو جائے گی تو وہ کام برے ہو جائیں گے۔

خلاصہ کلام:

اب انما الاعمال کا اصل مقصود کیا ہے؟ اب یہاں سے آگے دیکھیے کہ فرمایا:

((مَنْ كَانَ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا))

جو دنیا کے لیے ہجرت کرے گا کہ اس کو پالے تو وہ ہجرت دنیا کے لیے ہوگی۔

((أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ))

یا کسی عورت سے نکاح کے لیے اگر وہ ہجرت کرے گا تو یہ ہجرت اسی کے لیے ہو جائے گی یعنی اس کو ثواب نہیں ملے گا۔

شانِ ورود:

اس کا ایک شانِ نزول ہے وہ سمجھ لیں۔ بیک گراؤنڈ یہ ہے کہ ایک صحابیہ تھیں، ام قیس رضی اللہ عنہا ان کا نام تھا۔ ایک صحابی ان سے شادی کرنا چاہتے تھے، انہوں نے شرط لگائی کہ ٹھیک ہے آپ ہجرت کر کے آجائیں تو میں نکاح کے لیے راضی ہوں، چنانچہ وہ ہجرت کر کے آگئے تو دوسرے صحابہ ان کو مہاجر ام قیس کہا کرتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ نے یہ حدیث بیان کر کے واضح کر دیا کہ بھائی اگر ہجرت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

مقصد اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا تھا پھر تو ہجرت کا ثواب ملے گا اور نیت صرف نکاح کی تھی تو نکاح ہو گیا، اللہ اللہ خیر سلا پھر ثواب کہاں؟ تو یہ مضمون پھر کھل کر سامنے آ گیا۔

اللہ رب العزت کا خلق:

لیکن یہاں پر ایک دو نکتے اور ہیں جو بات سمیٹنے سے پہلے عرض کر دیے جائیں کہ یہاں پر کسی صحابی کا نام نہیں بتایا گیا، اس حدیث مبارکہ میں ایسی بات کی گئی ہے جس کو کہتے ہیں تھرو پراپر چینل بات کرنا۔ نبی ﷺ نے کسی کا نام نہیں لیا، معاملے کو اٹھا رکھا، بات ایسی کی کہ مضمون بھی پتہ چل جائے اور کسی کا عیب بھی نہ کھلے۔

چنانچہ آج کوئی طالب علم یہ نہیں بتا سکتا کہ کس صحابی کو مہاجر ام قیس کہا جاتا تھا۔ کتابوں میں لکھا ہوا بھی نہیں ہے، بات ہی ایسی تھی کیوں؟ یہ اللہ رب العزت کا خلق ہے۔ وہ کیسے بھئی! سورۃ یوسف میں ایک جگہ اللہ رب العزت تذکرہ فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو عورت نے اپنی طرف گناہ کے لیے بلایا، اب اس میں زلیخا کا نام لے لیتے تو بات مختصر ہو جاتی کہ زلیخا نے یہ کہا اور بات ختم۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کا نام نہیں لیا زیادہ الفاظ کے ساتھ لمبا کلام کیا، فرمایا:

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهِ﴾ (یوسف: ۲۳)

”اور جس عورت کے گھر میں وہ رہ رہے تھے اس نے ان کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی“

اتنا بڑا کلام کیا، نام نہیں بتایا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت ستار ہیں، ستر پوشی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ دری نہیں فرمائی، پردہ پوشی فرما دی، زیادہ کلام کو پسند کر لیا مگر پردہ دری نہیں فرمائی کیونکہ یہ اللہ رب العزت کا خلق ہے۔ تو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پیارے حبیب ﷺ بھی تو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا کامل نمونہ تھے۔ آپ ﷺ نے بھی پھر بات اسی طرح کی کہ مہاجر امِ قیس کا نام نہیں بتایا۔ تھرڈ پرسن میں بات کر کے اتنا بتا دیا کہ اللہ کے لیے ہجرت ہوگی تو ثواب ملے گا، دنیا کے لیے ہوگی تو پھر دنیا ہی کا جہیں نفع ملے گا۔ ہم کیا کرتے ہیں کہ ذرا سی بات ہو تہمت لگا دیتے ہیں، بہتان لگا دیتے ہیں، عیب لگا دیتے ہیں۔ کسی کی غلطی کا پتہ چل جائے خوب پھیلاتے ہیں، ریڈیو اسٹیشن بنا ہوتا ہے، خبریں نشر ہو رہی ہوتی ہیں۔ اپنے ایک دل کو خوش کرنے کے لیے ہم بیسیوں دلوں کو توڑتے رہتے ہیں تو اس حدیث مبارکہ کو پڑھ کر ہم نے دل میں یہ نیت کرنی ہے کہ آج کے بعد ہم بھی اپنے مسلمان بھائیوں اور بہن کے عیوب پر ستر پوشی فرمائیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے جو دنیا میں ستر پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کے دن ان کی ستر پوشی فرمائیں گے۔

تصوف کی ابتدا:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ کسی نے سوال پوچھا کہ تصوف کیا بلا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ تصوف وہ محنت ہے جس کی ابتدا

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ))

((اور جس کی انتہا))

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ))

پر ہوتی ہے۔

انوارِ حدیث:

اب ایک اور بات قرآن پاک کی آیات کے اندر انوارات پوشیدہ ہیں اسی لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن پڑھا جاتا ہے تو ﴿ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ رحمت کی بارش برستی ہے۔ قرآن مجید میں ہے شیخ عبد العزیز دباغ امّی بھی تھے، امی بھی تھے۔ یعنی ان پڑھ بھی تھے اور اندھے بھی تھے۔ ان کے سامنے قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھتا تو بتا دیتے، حدیث مبارکہ پڑھتا تو بتا دیتے، کوئی کلام بشر ہوتا تو وہ بھی بتا دیتے، تو لوگوں نے پوچھا کہ حضرت! وہ کیسے؟ تو بتاتے کہ قرآن پاک کی آیات کا نور اور طرح کا ہے، حدیث مبارکہ کا اور طرح کا ہے اور عام بندے کے کلام میں کوئی نور ہی نہیں ہوتا۔ یعنی نور سے وہ پہچان لیتے تھے۔ جس طرح قرآن پاک کی آیت میں نور ہے، اسی طرح احادیث میں بھی نور ہے۔

چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ شیخ الحدیث محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دار الحدیث تھا، ایک جگہ تھی جہاں وہ حدیث پڑھاتے تھے، ایک مجذوب قریب سے گزرنے لگا تو کہنے لگا کہ کس نے یہاں پر شمع جلائی ہوئی ہے؟ تو ایک سمجھدار تھا اس نے کہا: محدث دہلوی نے جلائی ہوئی ہے، نور نظر آیا ان کو۔ تو احادیث مبارکہ جہاں پڑھی جاتی ہیں وہاں ایک نور کا نزول ہوتا ہے، یہ نبی کا کلام نور والا کلام ہے۔

اب حدیث پاک کو پڑھنے کا مقصد صرف الفاظ اور اس کا ترجمہ نہیں بلکہ مقصود اس نورِ نبوت کا حاصل کرنا ہے جو اس حدیث پاک کے اندر ہے۔ بات سمجھ میں آگئی کہ پڑھنے کا مقصد کیا ہے؟ وہ حدیث پاک کے اندر جو نور ہے تا اس کا حاصل کرنا اور جب وہ نور مل جائے گا تو اس حدیث پاک پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا، یہ اس کی پہچان ہے۔

اس لیے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علم وہ نور ہے جس کے حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا۔ تو وہ نور حاصل کرتا ہے، اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نور کے بڑھنے کی نبی ﷺ دعا فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَدَنِیْ نُوْرًا

آخر میں فرمایا: وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا مجھے نور بنا دے اور یہی نور قیامت کے دن کام آئے گا۔

﴿یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ بِاَیْمَانِھِمْ﴾ (الحدید:۱۲)

یہی نور وہاں کام آئے گا اور جن کے پاس نور نہیں ہوگا، ان سے کہا جائے گا۔

﴿قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا﴾ (الحدید:۱۳)

تو آپ نے جو اب احادیث پڑھتی ہیں ان احادیث سے صرف الفاظ اور ان کا ترجمہ نہیں پڑھنا مقصد کیا ہے کہ ترجمہ بھی معلوم ہو جائے، مفہوم کا بھی پتہ چل جائے اور دوسرا مقصد کیا ہے کہ اس حدیث مبارکہ سے جو نور متعلق ہے وہ بھی مل جائے۔ ہمارے اکابر ایسے کیا کرتے تھے، اس لیے کہتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند میں جب دارالحدیث سے طلبا حدیث کا درس پڑھ کے نکلتے تھے تو ان کے چہرے اتنے منور ہوتے تھے کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ وہ معتکفین ہیں جو رمضان کا اعتکاف بیٹھ کے بعد اب اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں، ایسے منور چہرے ہوتے تھے۔

اسی لیے حضرت گنگوہی ؒ فرماتے تھے کہ حدیث پڑھانے والا بھی صاحب نسبت ہو اور پڑھنے والا بھی صاحب نسبت ہو تو پھر اس نور کا مزہ تب آتا ہے، اس لیے دل میں نیت لے کر بیٹھیں، یہ نور مل گیا تو اسی کا اشارہ قرآن میں:

﴿اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

(الانعام:۱۲۲)

وہ جو روحانی طور پر مردہ تھا ہم نے اس کو زندہ کیا ایمان کے ساتھ اور پھر اس کو علم کا نور دیا جس کو لے کر وہ انسانوں میں دعوت کا کام کرتا ہے۔

تو یہ علم کا نور آپ یہاں سے لے کے جائیں گے تو تب جا کر اللہ کے بندوں میں دین کی دعوت کا کام چلے گا۔ تو مقصود وہ نور تھا۔

احادیثِ مبارکہ کا نور کیسے حاصل ہو؟

لیکن یہاں بحث یہ ہے کہ اگر آپ کسی برتن میں دودھ لینا چاہیں تو دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ برتن صاف ہو، صاف نہیں ہوگا تو دودھ دینے والا دودھ نہیں ڈالے گا۔ کہے گا: لے جاؤ ناپاک برتن کو! میں نہیں دودھ ڈالتا۔ اور دوسرا، برتن کا رخ بھی ٹھیک ہو۔ ہم اگر نور حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں دل کے برتن کو صاف بھی کرنا پڑے گا اور دل کے برتن کا رخ بھی سیدھا کرنا پڑے گا۔ دل کے برتن کو صاف کرنا تو آسان کہ گناہوں سے سچی توبہ کرلیں تو پھر دل کا برتن صاف ہو جائے گا اور برتن کا رخ سیدھا کرنے کا مطلب یہ کہ جب کلاس میں بیٹھیں تو ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھیں، یہ نہ ہو کہ استاد صاحب حدیث پڑھا رہے ہوں اور آپ کو مراقبہ یاد آ رہا ہو۔ ویسے درس میں لمبا مراقبہ کرنے کو بڑا دل چاہتا ہے۔ تو حاضر باش ہونے کا مطلب ہے:

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ﴾ (ق:۳۷)

تو تین صفتیں ہوں تو اس کو فائدہ ہوگا، قلب میں طلب ہو اور ہمہ تن گوش ہو، حاضر باش ہو، ایسے ہو کر انسان بیٹھے۔ تو آپ حدیث مبارکہ کے اس درس میں Fresh (تازہ) ہو کے بیٹھا کریں، طلب لے کے بیٹھا کریں اور گناہوں کے جو بد اثرات ہیں ان سے توبہ کر کے بیٹھا کریں تو پھر یہ نور آپ کے قلب میں آ جائے گا اور

مقصود مل جائے گا۔

کلام سے متکلم تک:

مقصود کیا ہے کہ یہ جب نور آتا ہے نا تو انسان کو متکلم کے ساتھ محبت ہوتی ہے، آپ دیکھیں! جو لوگ اشعار سنتے ہیں تو ان کو علامہ اقبال اچھا لگتا ہے، کچھ اور کلام سنتے ہیں تو وہ کلام والا اچھا لگتا ہے، کلام کی وجہ سے اچھا لگتا ہے نا۔ تو کلام سے انسان متکلم تک پہنچتا ہے جیسے زیب النساء مخفی نے کہا تھا

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل
ہر کہ خواہد میل دارد در سخن خواہد مرا

"میں اپنے کلام میں ایسے ہی چھپی ہوں جیسے پھول اپنی خوشبو میں ہوتا ہے، وہ جو مجھ سے ملنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ میرا کلام پڑھے"

نبی کا کلام جو ہم پڑھیں گے تو دل میں اس کا نور ہوگا، اس کا نتیجہ کیا ہوگا کہ نبی ﷺ سے محبت بڑھتی چلی جائے گی۔ چنانچہ اکثر طلبا کو دیکھا ہے کہ وہ نیکی تقویٰ کے ساتھ یہ سال گزارتے ہیں تو ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ ایسے بھی طلبا ہیں، اس عاجز کو جنہوں نے خود بتایا کہ حضرت! جب سے بخاری شریف کا سال ہم نے پڑھا، زندگی کا کوئی ہفتہ نبی ﷺ کی زیارت کے بغیر نہیں گزرا۔ یہ نعمت بھی ملتی ہے لیکن دل پاک ہوگا صاف ہوگا، اس میں نور آئے گا، تب یہ نعمت نصیب ہوگی، اس کے بغیر تو نعمت نہیں نصیب ہو سکتی۔

صحیح بخاری شریف کی قبولیت:

اب آخری بات کہ یہ بخاری شریف ایک مقبول بندے کی لکھی ہوئی کتاب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

◉ ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں۔ کہ امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا، خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوئی انہوں نے فرمایا:

((اِلٰی مَتٰی تَدْرُسُ کِتَابَ الشَّافِعِیِّ وَلَا تَدْرُسُ کِتَابِیْ))

تو کب تک امام شافعی کی کتاب پڑھائے گا۔ میری کتاب کیوں نہیں پڑھاتا؟

میں نے پوچھا کہ آپ کی کونسی کتاب؟ آپ نے فرمایا: ”جامع محمد بن اسمعیل بخاری“۔ تو یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے بارے میں نبی علیہ السلام نے ایک محدث کو فرمایا کہ یہ میری کتاب ہے۔ تم اس کو پڑھاؤ۔

◉ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک استاد تھے امام فربری رحمۃ اللہ علیہ۔ جن کی روایت کو آج ہم نے اس حدیث کے اندر بھی بیان کیا، تلمیذ بخاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوئی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا:

اَیْنَ تُرِیْدُ کہاں جا رہے ہو؟

قُلْتُ اُرِیْدُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِیْلَ

میں نے کہا کہ میں اپنے استاد محمد بن اسمٰعیل کے پاس جا رہا ہوں۔

فرمانے لگے:

اِقْرَأْہُ مِنِّی السَّلَامَ ان کو میری طرف سے السلام پہنچا دینا۔

استاد رجہ تھا اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں۔

◉ عبدالواحد بن آدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِی النَّوْمِ وَمَعَہٗ جَمَاعَۃٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ وَھُوَ وَاقِفٌ فِیْ مَوْضِعٍ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ میں نے نبی کو خواب میں دیکھا صحابہ بھی ہیں ایک جگہ کھڑے ہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب دیا۔

فَقُلْتُ مَا وُقُوْفُكَ هٰهُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟

قَالَ انْتَظِرُ مُحَمَّدَ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد بن اسماعیل کا انتظار کر رہا ہوں۔

فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ اَيَّامٍ بَلَغَنِيْ مَوْتُهٗ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ رَأَيْتُ فِيْهَا النَّبِيَّ ﷺ

کچھ دنوں بعد مجھے ان کی وفات کا پتہ چلا، میں نے حساب لگایا تو یہ وہ وقت تھا جب میں نے خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت کی تھی۔

جنہوں نے حدیث کی خدمت کی اللہ کے پیغمبر پھر ان کا انتظار فرماتے ہیں۔ اس حدیث پاک کے علم سے محبت ہوگی تو اللہ کے حبیب ﷺ کے ساتھ ایسا ہی تعلق جڑے گا۔

◉ یہ اللہ کے وہ مقبول بندے تھے جن کو دفن کیا گیا تو زمین سے خوشبو آتی تھی اب اس پر بعض لوگ بڑے حیران ہوتے ہیں کہ جی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا خوشبو آئی۔ بھئی! ہمیں تو کوئی حیرانی نہیں ہوتی اس لیے کہ

بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

www.besturdubooks.wordpress.com

پھول مٹی پہ گرا تھا مٹی میں خوشبو آگئی تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی پھول کی مانند تھے ان کو زمین کے اندر دفن کیا گیا زمین کی مٹی کے اندر سے بھی خوشبو آنے لگی۔ اصل مقصود ہمارا یہ ہے کہ ہم اللہ کے ایک مقبول بندے کی کتاب پڑھ کر اللہ کا مقبول بندہ بننے کی کوشش کریں۔

اس کی قبولیت کا یہ عالم ہے کہ ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

◉ صحیح بخاری شریف اگر مصیبت کے وقت پڑھی جائے تو وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے اور اگر اسے کشتی میں لے کر سوار ہوں تو کشتی کنارے لگ جاتی ہے، فرماتے ہیں: مصنف مستجاب الدعوات تھے۔ انہوں نے اس کتاب کے پڑھنے والوں کے لیے بھی اللہ سے دعا مانگی۔

آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ یہ کتاب پڑھ رہے ہیں، اب آپ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگیے گا۔ اس کے پیچھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں ہیں۔

◉ چنانچہ سید اصیل الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں مختلف حاجات کے لیے ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ بخاری شریف کی کتاب کو پڑھا اور اللہ نے ایک سو بیس مرتبہ ہی میری حاجات کو پورا فرما دیا، یہ ایسی مقبول کتاب تھی۔

صحیح بخاری پڑھنے کی نیت:

تو بھئی! اس مقبول کتاب کو ہم بھی کسی نیت سے پڑھیں نا! تو کیا نیت ہونی چاہیے؟ ہماری نیت یہ ہونی چاہیے کہ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجیے کہ ہم آپ کو پسند آجائیں۔ اے اللہ! پہلے ہم سے راضی ہونا اور پھر بعد میں ہمیں موت عطا کرنا، یہ نیت دل میں ہوگی تب کام آگے بڑھے گا۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ کوئی بندہ اللہ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا، ہم بخاری شریف پکڑ کے بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

آنکھیں ہماری میلی، زبان ہماری جھوٹی، دل ہمارا سخت اور سیاہ، ہم کہاں اس قابل ہیں کہ بخاری شریف کو ہاتھ میں لے کر بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ تو حقیقت حال کو جانتے ہیں مگر اللہ رب العزت نے رحمت فرمادی کہ ہم گناہگاروں کو بھی اللہ نے اس کتاب کو کھول کر بیٹھنے کی توفیق عطا فرمادی۔ اب یہ دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ! جب آپ نے اس جگہ تک پہنچادیا تو اب اس حال میں خالی نہ گھروں کو لوٹانا۔ تو یہ دعا مانگنے والی ہے کہ جب آپ کے ہاتھ میں یہ چیز پکڑادی تو میرے مولا! آپ ہمیں یہاں سے خالی نہ اٹھا دینا، دے کر بھیجنا، کچھ نور دل میں آجائے، کچھ ہم سنور جائیں، ہمارے پلے اس کے سوا تو کچھ اور ہے ہی نہیں، کہنے والے نے کیا بات کہی ؎

عمل کی اپنے اساس کیا ہے
بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت
میرا تو بس آسرا یہی ہے

آسرا تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کی اس نسبت کو راسخ کردے اور ہمیں وثوق سے علم عطا فرمادے اور اپنے مقبول بندوں میں ہمیں شامل فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اختتامِ بخاری شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ مِنِّيْ اِلَى الْاِمَامِ الْهُمَامِ يَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ ذُوالْفِقَارِ اَحْمَدَ حَدَّثَنِيْ حَضْرَةُ الْاُسْتَاذِ حَافِظُ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيْثِ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ جَعْفَرْ بِنْ مُحَمَّدٍ اَمِيْر قَالَ حَدَّثَنِيْ حَضْرَةُ الْاُسْتَاذِ مَوْلَانَا شَيْخُ مُحَمَّدْ مَالِكْ كَانْدِهْلَوِيْ نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ مُحَمَّدْ اِدْرِيْسُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ مُحَمَّدْ اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بِنُ الطَّاهِرِ الْوِتْرِيُّ الْمَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدْ عَابِدٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ صَالِحُ الْعُمَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدْ بِنْ سُنَّةَ الْعُمَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بِنُ الْعُجَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ قُطْبُ الدِّيْنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بِنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ الْمُعَمَّرُ الشَّيْخُ يُوْسُفُ هَرَوِيُّ الْمَشْهُوْرُ بِسَهْ صَدْ سَالَهْ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدْ بِنْ شَاذْ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بِنْ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدْ بِنْ يُوْسُفَ الْفِرَبْرِيُّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَّاسِعَةً قَالَ حَدَّثَنِيْ الشَّيْخُ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحَدِيْثِ وَسَيِّدُ الْمُحَدِّثِيْنَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْجُعْفِيُّ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً

بَابُ: قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ (الانبیاء:۴۷) وَاَنَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوزَنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقِسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّومِيَّةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بخاری شریف کی آخری حدیث مبارکہ کی تلاوت ہوئی:

«كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ»

اس حدیث مبارکہ میں امام بخاری ؒ نے وزنِ اعمال کا ذکر کیا ہے۔

قرآن وحدیث میں متاخرین کی تعریف:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سورۃ زمر نازل ہوئی تو ہم کچھ لوگ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے تو اس آیت کے متعلق بات چلی:

﴿ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ﴾

''اور ان میں سے بعد کے کچھ لوگ ایسے ہیں جو ابھی تک ان سے نہیں ملے''

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو ان لوگوں میں بھیجا، بعض آنے والے ایسے بھی تھے جو ابھی ان سے ملحق نہیں ہوئے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ نبی علیہ السلام خاموش رہے۔ پھر دوبارہ پوچھا، نبی علیہ السلام پھر خاموش رہے، تو جب تیسری مرتبہ پوچھا تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، نبی علیہ السلام نے ان پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

((لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ اَبْنَاءِ الْفَارِسِ))

"کہ اگر ایمان ثریا پر ملتا تو ابنائے فارس کے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ اس کو حاصل کرنے کے لیے وہاں بھی پہنچ جاتے"

مسند احمد کی روایت ہے، اس میں فرمایا:

لَوْ كَانَ الْعِلْمُ عِنْدَ الثُّرَيَّا

گویا ایک حدیث مبارکہ میں ایمان کا تذکرہ ہے، دوسرے میں علم کا تذکرہ ہے۔ تابعین کے دور میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جو محنت تھی اس کا خوب فیض پھیلا حتیٰ کہ علمائے امت اس پر متفق ہوئے کہ اس حدیث کا مصداق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "تبییض الصحیفہ" میں اس کو باقاعدہ لکھا ہے کہ اس حدیث کا مصداق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تاہم یہ حدیث مبارکہ بخاری شریف میں دو جگہ آئی ہے، ایک روایت میں لفظ رجل ہے مفرد کا اور دوسری روایت میں رجال ہے جمع کا۔ جبکہ حدیث کی باقی کتابوں میں بھی یہی حدیث آئی ہے، وہاں پر ناس کا لفظ بھی ہے، رجال کا لفظ بھی ہے۔ کیونکہ جمع کا صیغہ ہے اس لیے متاخرین علما نے اس میں کشادگی کر دی اور فرمایا کہ اس سے مراد فقہا اور محدثین کی ایک جماعت ہے جن کے کام کو اللہ کی طرف سے قبولیت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئی۔ لیکن حافظ ابونعیم نے اس کی تخریج کی تو اس حدیث میں انہوں نے چند الفاظ اور بھی ذکر کیے کہ وہ لوگ کون ہوں گے؟

((وَيُكْثِرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ)) (بخاری۔ مسلم ترمذی ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی)

”وہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے والے ہوں گے“

اب اگر فقہا اور محدثین ان کی محنت کا موازنہ کریں تو یقیناً محدثین کو درود شریف پڑھنے کا زیادہ موقع ملتا ہے تو اس سے محدثین مراد ہوئے۔ چنانچہ علما نے لکھا ہے اس سے مراد وہ محدثین ہیں جن کے کام کو اللہ کی طرف سے قبولیت ملی۔ چنانچہ چھ (۶) کتابیں ایسی ہیں حدیث پاک کی جن کو صحاحِ ستہ کہتے ہیں، ان کے کام کو اللہ نے ایسی قبولیت بخشی کہ آج کوئی آدمی ان کو پڑھے بغیر عالم نہیں کہلاتا۔ تو اس سے مراد وہ محدثین ہیں۔

صحاحِ ستہ کے مؤلفین سب عجمی تھے:

اور یہ عجیب بات ہے کہ ان صحاحِ ستہ کے مؤلفین جتنے بھی ہیں وہ سب کے سب عجمی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عجمی، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ عجمی، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ عجمی، ابوداود رحمۃ اللہ علیہ عجمی، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ عجمی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عجمی ہو یہ چھ کے چھ حضرات جن سے اللہ نے یہ کام لیا یہ عجمی لوگ تھے۔ کیا عجیب بات ہے کہ دین اترا عربوں کے اوپر لیکن اخلاص جس کے پاس ہو تو عرب ہو یا عجم اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فارسی النسل تھے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو فارسی النسل تھے۔ ان کے نام کے ساتھ جو الجعفی آتا ہے، یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اصل میں تو یمن کا ایک قبیلہ تھا مگر اس وجہ سے ان کو جعفی نہیں کہتے بلکہ ان کے دادا پڑدادا جو مغیرہ تھے، وہ بخارا کے والی کے ہاتھ پر اسلام لے آئے تھے، جس کے ہاتھ پر ایمان لائے اس کا نام تھا یمان بن احمد جعفی۔ تو ولاءِ اسلام ہونے کی وجہ سے اب ان کے نام کے ساتھ بھی جعفی لگا۔ ولاءِ اسلام یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی کے ہاتھ پر اسلام لائے اور اس کا کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو جب وہ فوت ہوگا تو جس کے ہاتھ پر وہ ایمان لایا وہ اس کا وارث کہلائے گا۔

چنانچہ جعفی کا نام وہاں سے ان کے ساتھ شروع ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ فارسی النسل تھے۔ بلکہ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ بخاری شریف میں ایک جگہ وہ ایک ایسا لفظ لکھ گئے جو فارسی کا تھا۔ کتاب الحج صفحہ نمبر ۲۲۶ پر امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَيُزَادُ فِي هٰذَا الْبَابِ هُمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثُ مَالِكٍ عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ

اس میں یہ جو "ہم" کا لفظ استعمال ہوا یہ بنیادی طور پر فارسی کا لفظ ہے۔ جیسے کہتے ہیں: ہم مسلک، ہم نوالہ، ہم پیالہ، ہم خرما و ہم ثواب، تو یہ "ہم" کا لفظ بنیادی طور پر فارسی کا لفظ ہے، مگر وہ یہ لفظ یہاں لکھ گئے۔ اور یہاں ان کے لکھنے کا جو اصل مقصود تھا وہ یہ کہ

وَلٰكِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُدْخِلَ فِيْهِ غَيْرَ مُعَادٍ

"کہ اس باب میں، میں ایسی حدیث لانا چاہتا ہوں کہ جو تکرارات میں سے نہ ہو۔"

یعنی امام بخاری صراحتاً سند اور متن کے تکرار کے ساتھ حدیث کو دوبارہ لانے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پسند نہیں فرماتے تھے کہ اگر دوبارہ حدیث لائیں تو یا سند مختلف ہو یا متن میں کہیں اختصار ہو پھر اس کو دوبارہ لایا جائے، تو مکررات سے بچتے تھے۔

تاہم علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ ارشاد الساری میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کا ذکر فرمایا، جس میں لکھا کہ اکیس مکررات ہیں جو سند اور متن میں موافق ہیں۔ علامہ قسطلانی نے اس میں ایک روایت کا اور اضافہ فرمادیا تو تعداد بائیس ہو گئی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس مدظلہ جو سہارنپور کے شیخ الحدیث ہیں انہوں نے اس میں ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) روایات کا اور اضافہ کیا تو کل تعداد ایک سو پچاس ہوئی جو متن اور سند کے ساتھ مکرر ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام حدیث کے مجموعے کو اکٹھا فرمادیا اور اس کا نام رکھا

"ارشاد القاصد الی ما تکرر فی البخاری باسناد الواحد"

صحیح ترین مجموعۂ احادیث:

یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص تھا کہ بخاری شریف کو اللہ نے ایسی پذیرائی بخشی کہ عجمیوں کا تو کیا کہنا عربوں نے بھی اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ یہ نہیں کہ عقیدت کی وجہ سے اس کو قبولیت ملی بلکہ جو ماہرین فن تھے انہوں نے تنقید کی خوردبین لگا کر ایک ایک حدیث کے متن اور سند کو دیکھا۔ جیسے بندہ خوردبین لگا کے کسی چیز کو دیکھتا ہے تا محدثین نے اس طرح چھان پھٹک کی ایک ایک حدیث کے بارے میں۔ اور بالآخر وہ اس بات پر متفق ہوئے یہ کتاب

اَصَحُّ الْكِتَابِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ

"اللہ رب العزت کی کتاب کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چھ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ ان چھ لاکھ احادیث میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں بخاری شریف کی احادیث کو چنا اور اچھی طرح ایک ایک راوی کو دیکھا، اس کے متن کو دیکھا، حتیٰ کہ دل کو تسلی ہو گئی۔ صرف اس پہ اکتفا نہیں کیا، جب تسلی ہو گئی تو پھر رجوع الی اللہ کی کیفیت کے ساتھ ہر حدیث لکھنے سے پہلے وہ غسل فرماتے تھے اور ریاض الجنۃ کے اندر دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ استخارہ فرماتے تھے تاکہ اللہ رب العزت کی طرف سے قلب کے اندر ایک انشراح آ جائے، جب طبیعت میں پورا انشراح ہوتا تھا تب جا کر اس حدیث پاک کو قلم بند فرماتے تھے۔

چنانچہ علما جرح و تعدیل نے پوری چھان پھٹک کے بعد اس بات کو تسلیم کر لیا کہ امام بخاری کا یہ جو مجموعہ ہے یہ اس وقت دنیا میں احادیث نبوی کا سب سے زیادہ صحیح ترین مجموعہ ہے۔

صحیح بخاری کی مقبولیت:

پھر اللہ رب العزت کی طرف سے اسے قبولیت ایسی ملی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں ساٹھ ہزار طلبا کو یہ کتاب پڑھائی۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ ساٹھ ہزار طلبا کو خود بخاری شریف پڑھائی۔ چنانچہ ابو زید مروزی رحمہ اللہ وہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے سو گئے، فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"یَا اَبَا زَیْدٍ اِلٰی مَتٰی تَدْرُسُ کِتَابَ الشَّافِعِیِّ وَمَا تَدْرُسُ کِتَابِیْ"

وہ امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید کرتے تھے اور درس دیتے تھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کب تک امام شافعی کی کتاب کو پڑھائے گا میری کتاب کو کیوں نہیں پڑھاتے۔

وہ پوچھتے ہیں کہ

مَا کِتَابُکَ؟

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کی کتاب کون سی؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ جَامِعُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیْ

''فرمایا کہ محمد بن اسماعیل بخاری کا مجموعہ''

امام حرمین نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ غیر نبی کا خواب حجت شرعیہ نہیں ہوتا صرف استیناس کی وجہ سے اس واقعے کو بیان کر دیا تا کہ پتہ چلے کہ اللہ کے ہاں اس کی کیا قبولیت ہے۔

بخاری شریف کی جہاں اور ساری فضیلتیں ہیں وہاں ایک فضیلت یہ ہے کہ ایک بزرگ تھے جنہوں ''دلیل الفالحین'' کتاب لکھی ان کا نام تھا شیخ محمد علی صدیقی مکی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۰۲۲ھ میں انہوں جوف کعبہ کے اندر بیت اللہ کے اندر بیٹھ کر شروع سے آخر تک پوری بخاری شریف کی تلاوت کی۔ اللہ کی ہاں سے کیسی قبولیت ہوئی کہ بیت اللہ کے اندر بیٹھ کر اس کے ایک ایک لفظ کی تلاوت ہوئی۔

تراجم ابواب کے معارف:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جو کتاب ہے، اس میں جو امام صاحب نے تراجم قائم کیے ہیں وہ ان کی عظمت کی پکی دلیل ہے۔ کتب ستہ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تو فقط احادیث کو یکجا کر دیا، انہوں نے تراجم قائم نہیں کیے۔ جو باقی کتب خمسہ کے حضرات تھے، انہوں نے تراجم تو قائم کیے لیکن بخاری شریف خود اَدَقُّ التَّرَاجِم (سب سے زیادہ دقیق تراجم) ہے۔ معارف سے بھرپور، معانی سے بھرپور، بخاری شریف کے تراجم ہیں۔ اس لیے مشہور مقولہ ہے کہ

فِقْهُ الْبُخَارِیْ فِیْ تَرَاجِمِهٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

”امام بخاری کی فقہ وہ ان کے تراجم سے ظاہر ہوتی ہے“

علمائے امت ایک ہزار سال سے اس تراجم کے دریا کے اندر غوطہ زن ہیں اور علوم و معارف کے موتی نکال رہے ہیں۔ آج تک کوئی محدث ایسا نہیں کہ جس نے دعویٰ کیا ہو کہ میں نے تمام موتیوں کو حاصل کرلیا ہے، یہ سلسلہ ابھی چلتا رہے گا۔ حتیٰ کہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ جیسے جبال العلم حضرات، وہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کے بعض مقامات ایسے ہیں کہ جن کی گہرائی تک ابھی کوئی رسائی حاصل نہیں کرسکا۔ علماء نے جو کچھ کہا وہ سب تخمینات ہیں، اصل مراد امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس ہے۔

آخری کتاب کونسی ہے؟

اب یہاں پر ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ بخاری شریف کی ابتدا کتاب الایمان سے ہوئی، آخری کتاب کون سی ہے؟ تو بعض نے کہا کہ ”کتاب التوحید“ ہے اور بعض نے اختلاف کیا۔

پہلی رائے:

چنانچہ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آخری کتاب ”کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ“ ہے۔ تو اس پر اعتراض ہوا کہ آخری کتاب تو ”کتاب التوحید“ ہے جس میں انہوں نے فرمایا: والرد علی الجھمیہ۔ تو اس کا جواب محدثین نے یوں دیا کہ آخری کتاب تو اصل میں ہے ”کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ“ اور کتاب التوحید اس کا تتمہ اور تکملہ ہے۔

دلیل :

اس پر انہوں بڑی مضبوط دلیل قائم کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جب کوئی کتاب عادتاً لکھتے تھے تو اس میں وہ اس کی ضد کا بھی تذکرہ کرتے تھے۔

مثال کے طور پر:

- کتاب الایمان میں امام بخاری نے تذکرہ کیا:

كُفْرٌ دُوْنَ الْكُفْرِ،

اَلْمَعَاصِيْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ،

ظُلْمٌ دُوْنَ الظُّلْمِ،

عَلَامَةُ الْمُنَافِقِ،

ہے کتاب الایمان لیکن اس میں اضداد کا بھی تذکرہ کر دیا۔ بِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْاَشْيَاءُ تو امام بخاری رحمہ اللہ ایمان کے باب میں اس کی ضد کا بھی تذکرہ کر رہے ہیں۔

- اسی طرح کتاب العلم میں امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا:

رَفْعُ الْعِلْمِ وَ ظُهُوْرُ الْجَاهِلِيَّةِ

اس میں ضد کا تذکرہ آ گیا۔

- کتاب الاستسقاء جس میں بارش کی دعا کا تذکرہ ہے، وہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے قحط سالی میں جو بددعا ہوئی مشرکین کے بارے میں اس کا بھی تذکرہ کر دیا۔

تو معلوم ہوا کہ عادتاً کتاب میں ضد کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں، لہٰذا اصل کتاب تو ہے "کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ" اور چونکہ ابواب البدعۃ اس کی ضد بنتے ہیں اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کو تتمہ اور تکملہ کے طور پر یہاں ذکر کر دیا اور کتاب الرد علی الجھمیہ و غیرھم کا عنوان قائم کیا، کیونکہ ان کی عادت مستمرہ یہی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دلیل ۲:

دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ آغاز کتاب میں "وحی الٰہی" یعنی کتاب اللہ کا تذکرہ اور آخری کتاب میں "اعتصام بالکتاب والسنۃ" سبحان اللہ۔ وَنِعْمَتِ الْبِدَایَۃُ وَ نِعْمَتِ النِّہَایَۃُ کتنی اچھی ابتدا اور کتنی اچھی انتہا۔

دوسری رائے:

جو شارحین یہ کہتے ہیں کہ نہیں! آخری کتاب، کتاب التوحید ہے، تو ان کے دلائل یہ ہیں:

دلیل ۱:

ابو حفص العمر رحمۃ اللہ علیہ جو ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ تھے، وہ فرماتے ہیں کہ انسان کی عزت آبرو کی حفاظت اور عذاب سے بچاؤ خود توحید کے اندر ہے، جو موحد ہوگا عذاب سے بھی وہی بچے گا اور اسی کی عزت بھی محفوظ ہوگی۔ تو اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری کتاب، کتاب التوحید کو قرار دیا کہ اس کو اپنانے سے تم دنیا اور آخرت کی تمام مصیبتوں سے بچاؤ حاصل کر سکتے ہو۔ تو بات تو ٹھیک ہے کہ اللہ رب العزت ہر اس بندے پر رحمت فرمائیں گے جس کی موت توحید پر ہو، فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ أَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ (النساء:۱۱۶)

"بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو معاف نہیں کریں گے اس کے علاوہ وہ جو چاہیں گے معاف کریں گے"

www.besturdubooks.wordpress.com

توحید دھوبن سے سیکھی:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے توحید ایک دھوبن سے سیکھی۔ کیسے؟ فرماتے ہیں کہ میں اپنے مکان کی چھت پر تھا تو ہمسائے کے گھر میں تھوڑا شور ہوا تو میں نے ذرا سنا کہ کیا مسئلہ ہے؟ تو پتہ چلا کہ بیوی اپنے خاوند سے لڑ رہی تھی۔ خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا تھا اور بیوی کہہ رہی تھی کہ دیکھو میں نے تیرے گھر میں تنگی برداشت کی، بھوک برداشت کی، تنگ دستی برداشت کی، میں نے تیری خاطر کتنی تنگیاں اور پریشانیاں برداشت کیں میں اور بھی زیادہ برداشت کر سکتی ہوں لیکن اگر تو چاہے کہ میرے سوا تو کسی اور سے نکاح کرلے تو مجھے تیری یہ بات قابل قبول نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن مجید پر نظر دوڑائی تو میری نظر اس آیت پر آ کر تک گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء: ۱۱۶)

میرے بندے جو بھی گناہ کرو گے دنیا میں ہر ہر گناہ کو معاف کرسکتا ہوں لیکن اگر تم شرک کرو گے تو اس گناہ کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ ایک عورت جو اپنے سوا کسی دوسرے کی محبت کو برداشت نہیں کر سکتی، اللہ رب العزت جو احکم الحاکمین ہیں، رب العالمین ہیں وہ شرک کو کیسے گوارا فرما سکتے ہیں؟ اس لیے جو توحید پر قائم رہا اللہ رب العزت اس کے اوپر خاص رحمت کی نظر فرمائیں گے۔

اور عام طور پر دیکھا گیا کہ عورت اگر کردار کی اچھی ہو اس کی ہر غلطی کو خاوند برداشت کر جاتا ہے کردار کی غلطی برداشت نہیں کر سکتا۔ مشہور بات ہے، کسی عورت کو خاوند نے کہا تھا کہ تم نہ شکل کی اچھی نہ عقل کی اچھی، نہ بڑے خاندان کی، نہ کوئی ہنر

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے پاس ہے، تمہارے اندر کیا خوبی ہے؟ تو عورت نے ساری بات کو سن کے کہا:

تینوں کوئی اوقات اوگن ہار دی
جیہو جئی دی ہاں میں ہاں سرکار دی

میں جیسی بھی ہوں آپ کی ہوں، خاوند کو اس کی یہ بات اچھی لگی، اس نے اس کی ہر غلطی کو معاف کر دیا، اس لیے توحید بنیاد ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا نچوڑ اور لب لباب آخر پر کتاب التوحید کو بنایا۔

دلیل ۲:

پھر دوسری دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ دین کی بنیاد ایمان پر ہے۔ اب ایمان کے دو پہلو ہیں، دو انداز میں گفتگو ہو سکتی ہے۔ ایک ایجابی پہلو اور ایک سلبی پہلو۔

جیسے کچھ کام کرنے کے ہوتے ہیں اور کچھ کام نہ کرنے کے ہوتے ہیں، اسی طرح کچھ کرنے کے کام تھے وہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابتدائے کتاب میں بتا دیے اور کچھ نہ کرنے کے کام تھے وہ "ابواب البدعۃ" کا باب قائم کر کے بتا دیے کہ بھئی دیکھو! ان کو کرنا ہے اور ان سے تم نے بچنا ہے۔ اس لیے فرقِ باطلہ سے بچنا ایمان کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔

کتاب التوحید کے ساتھ باب وزن اعمال کی مناسبت:

اب یہاں پر ایک اور بات ذہن میں آتی ہے کہ کتاب التوحید اگر آخری کتاب ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے وزنِ اعمال کا جو باب قائم کیا اس کی پھر اس سے کیا مناسبت ہوئی؟ کہ اگر کتاب التوحید ہے تو پھر باب جو اس کے اندر ذکر کیا اس کی کوئی مناسبت تو ہونی چاہیے نا۔ تو اس باب کی مناسبت کیا ہے؟ تو اس میں کچھ باتیں ذہن میں

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھیے!

⊙......اللہ رب العزت کی جو صفات ہیں وہ دو طرح کی ہیں، جیسے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:۷۸)

تو ذی الجلال و الاکرام دو صفات ہیں۔ کچھ صفات ہیں جو جلال سے متعلق ہیں اور کچھ وہ صفات ہیں جو اکرام سے متعلق ہیں۔ تو بعض صفات کو صفات ثبوتیہ کہا اور دوسری کو صفات سلبیہ کہا۔ صفات ثبوتیہ وہ صفات ہیں جو ذات سے متعلق ہیں، چنانچہ حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، کلام، یہ صفات ثبوتیہ کہلائیں گی اور صفات سلبیہ وہ ہیں جو افعال کے متعلق ہیں، جن میں کچھ لینا دینا پایا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ معطی ہیں تو مانع بھی ہیں، دیتے بھی ہیں تو نہیں بھی دیتے، محی (زندہ کرنے والے) ہیں تو ممیت (مارنے والے) بھی ہیں، نافع (نفع دینے والے) بھی ہیں تو ضار (تکلیف دینے والے) بھی ہیں۔ تو یہ صفات سلبیہ کہلاتی ہیں۔ تو دو طرح کی صفات ہوئیں، صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ۔ اب وزن اعمال کیونکہ صفات افعال میں سے ہیں، اللہ کا ایک فعل ہے کہ وہ وزن فرمائیں گے۔ اس لیے صفات افعال میں سے ہونے کی وجہ سے اب اس کو کتاب التوحید کے ساتھ مناسبت ہوگی۔

⊙......شیخ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس میں تلاوت اور متلو کے فرق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس امت میں ایک ایسا باطل فرقہ بھی گزرا ہے جو عقل پرست تھا، جو عقل کی پوجا کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا: جو بات عقل کی سمجھ میں آجائے وہ قبول کر لو اور جو عقل کی سمجھ میں نہ آئے اس کو رد کر دو۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ ہر عاقل بندے کو جو عمل کرتا ہے اس کو علت حکم معلوم ہونی چاہیے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات آئی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ رب العزت کا جو کلام ہے وہ مخلوق ہے، حادث ہے۔ جب کہ علمائے اہل سنت ہم سب کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ غیر مخلوق ہے۔ لہٰذا یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ اللہ نے ہر دور کے اندر دین کی حفاظت کے لیے کچھ رجال کھڑے کر دیے جو جبال کی مانند تھے۔ انہوں نے مشقتیں اٹھائیں، تکلیفیں اٹھائیں، مگر انہوں نے دین کا دفاع کیا۔ چنانچہ یہ جو مسئلہ خلق قرآن کا تھا، اس بارے میں اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو قبول کر لیا۔ واقعہ عجیب ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا جس میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((بَشِّرْ اَحْمَدَ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ))

''امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دے دو ایک مصیبت کی جو اسے پہنچے گی۔''

تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں کے سامنے اس خواب کا اظہار کیا کہ بھئی! کوئی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچا دے۔ چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے جا کر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر سنائی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی طرح کہ جیسے ان کے سامنے توبہ کی قبولیت کی خبر آئی تھی تو انہوں نے خبر دینے والے بندے کو اپنا کرتہ ہدیے کے طور پر پیش کر دیا تھا، تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا کہ اپنا کرتہ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا۔ وہ لے کر آئے اور انہوں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی! یہ کرتہ آپ کا حق ہے لیکن اس کا عصاری ہمیں دے جاؤ۔ عصاری کہتے ہیں نچوڑے ہوئے پانی کو، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے کرتے کو پانی میں ڈالا گیا اور نچوڑا گیا تو وہ نچوڑا ہوا پانی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لے لیا اور کتابوں میں لکھا ہے کہ کچھ پانی انہوں پیا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کچھ پانی انہوں اپنے اوپر بدن پر ملا برکت کے حصول کے لیے۔ آج کچھ ایسے لوگ ہیں جو برکت کو نہیں مانتے، بیچارے جاہل ہیں یا متجاہل ہیں۔ برکت کا تذکرہ تو حدیث سے بھی اور قرآن سے بھی ثابت ہے۔ دیکھیے! حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی کچھ بچی ہوئی چیزیں تھیں مستعمل چیزیں، تو فرشتے ان کو ایک تابوت کے اندر لے کر آئے۔ قرآن مجید کے الفاظ ہیں:

﴿فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ﴾ (البقرة: ۲۴۸)

تو بھی! یہ سکینہ کیا چیز تھی اگر کوئی پوچھے کہ سکینہ کس کو کہتے ہیں؟ اسی برکت کو کہتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے استعمال میں جو چیزیں ہوتی ہیں، وہ بھی برکات سے بھر جاتی ہیں۔ لہٰذا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل کہ انہوں نے اس پانی کو پیا بھی سہی اور اس کو پھر اپنے بدن کے اوپر بھی ملا، پھر اس کے بعد وہ وقت آیا کہ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس اختلاف کے اندر گرفتار ہوئے۔ وقت کا بادشاہ وہ اس عقیدے میں، ان کا مخالف تھا اور وہ چاہتا تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو قبول کر لیں۔ لیکن وہ حق کے اوپر جمے رہیں تو حاکم نے فیصلہ کیا کہ ان کو کوڑے لگائے جائیں۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا، جب گرفتار کر کے لا رہے تھے تو امام احمد فرماتے ہیں کہ پیچھے سے کسی نے میرے کرتے کو کھینچا، میں نے مڑ کر دیکھا تو وقت کا مشہور ڈاکو ابو الہیثم تھا جو توبہ تائب ہو چکا تھا، نیک ہو چکا تھا۔ میں نے پوچھا کہ ابو الہیثم! میرے کرتے کو کیوں کھینچا؟ کہنے لگا کہ حضرت! سرکاری ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے کہ مجھے چوری کی سزا میں اس وقت تک اٹھارہ ہزار کوڑے لگ چکے ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے دنیا کے مال کی وجہ سے اور انا کی وجہ سے کبھی ان کے سامنے جھکاؤ اختیار نہیں کیا اور آپ تو دین کی وجہ سے سٹینڈ لے رہے ہیں تو آپ کوڑوں سے نہ ڈرنا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک ڈاکو کی بات نے میرے دل کو مضبوط کر دیا۔

بادشاہِ وقت نے ان کو کوڑے لگانے کا حکم دیا، کوڑے لگانے والے اتنے تھے کہ ایک بندہ آتا تھا، ایک وقت میں صرف دو کوڑے لگاتا تھا یعنی اس کو یہ حکم تھا کہ تم نے پورے زور سے کوڑے مارنا ہے صرف دو کوڑے مار کے الگ ہو جاتا تھا پھر تازہ دم بندہ آتا تھا اتنے کوڑے مارے گئے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی پیٹھ کے اوپر قیمہ بن گیا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہر کوڑا کھانے کے بعد یہ فرماتے تھے:

﴿أَعْطُونِي شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ حَتّٰى أَقُوْلَ بِهٖ﴾ (البقرۃ:۲۲۸)

''مجھے اللہ کی کتاب اور نبی علیہ السلام کی سنت میں سے کوئی دلیل دو تا کہ میں تمہارے مطابق بات کروں''

اٹھائیس مہینے قید رہے مگر اس کی برکت یہ ہوئی کہ جہاں قربانی ہوتی ہے پھر اس کے بعد اللہ کی مہربانی بھی ہوتی ہے کہ وہ مسئلہ خلقِ قرآن ہمیشہ کے لیے ختم۔ اللہ نے یہ سعادت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی۔

لیکن مختلف ادوار میں حالات ادلتے بدلتے ہیں اللہ کی شان دیکھیں کہ ایک تو یہ دور تھا کہ لوگ قرآن مجید کو بھی مخلوق کہتے تھے، پھر بعد میں ایک ایسا فتنہ آیا کہ وہ کہنے لگے کہ نہ قرآن مخلوق ہے نہ ہماری تلاوت مخلوق ہے، چنانچہ متلو اور تلاوت دونوں کے مخلوق ہونے کا انکار۔ پہلے ایک Extreme (انتہا) اب دوسری انتہا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو قبول فرمایا اور انہیں اس کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑی قربانیاں دینی پڑیں۔ مشقتیں اٹھانی پڑیں، وطن سے بے وطن ہونا پڑا حتی کہ جب ان کو بخارا سے حاکم شہر نے نکال دیا۔ تو ان کا جی چاہتا تھا کہ میں سمرقند چلا جاؤں تو علماء سمرقند نے پہلے ہی پیغام بھجوا دیا کہ ہم آپ کو اپنے شہر میں قبول نہیں کرتے بغریب الدیار ہو گئے۔ ایک گاؤں جس کا نام خرتنگ تھا، اس میں ان کی خالہ رہتی تھیں۔ یہ سمرقند سے کوئی ۲۴ میل کے فاصلے پر جگہ تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا آخری زندگی کا وقت وہاں تنہائی کے اندر گزرا اور بالآخر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

تو امام بخاری رحمہ اللہ نے تلاوت اور متلو کے فرق کو ثابت کرنے کے لیے کتاب التوحید کے آخر میں کئی ابواب قائم کیے اس میں سے ایک باب وزن اعمال والا بھی ہے۔ وہ کیسے کہ قیامت کے دن اعمال کا وزن ہوگا تو اعمال میں تلاوت بھی تو ہے تو تلاوت کا بھی وزن ہوگا۔ تو جب تلاوت کا وزن ہوگا تو پھر یہ مخلوق چیز ہوئی نا۔ وہ جو متلو اور تلاوت کے غیر مخلوق ہونے کی بات تھی اس کو انہوں نے کتنے اچھے طریقے سے توڑ دیا۔

⊙...... چنانچہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کتاب التوحید میں صفات الٰہی شامل ہیں پس صفت کلام اور کلام اللہ کے مباحث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب کو ختم فرمایا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے الفاظ تو یوں لکھے کہ "کتاب التوحید ورد علی الجهمية وغيرهم" لیکن حقیقت میں اس میں سارے باطل فرقوں کا رد ہے، چاہے وہ معتزلہ ہوں چاہے قدریہ ہوں۔ ان سب کی تردید اس میں موجود ہے، لہٰذا باب کی مناسبت ظاہر ہے۔

باب "وزنِ اعمال" کو آخر پر لانے کی وجوہات:

ایک اور سوال طالب علم کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ باب جو وزن

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمال والا ہے اس کو سب سے آخر میں لانے میں کیا حکمت تھی؟ تو اس پر بھی محدثین نے بہت علمی نکات بیان کیے ہیں۔

⊙...... انہوں نے فرمایا کہ باب میں وزنِ اعمال کا ذکر ہے اور وزن ہوگا آخرت میں کیونکہ آخرت میں معاملہ پیش آئے گا۔ اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی کتاب کے آخر میں اس کو نقل بند کیا۔

⊙...... حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس مدظلہ فرماتے ہیں کہ جو آخری بات ہوتی ہے وہ عموماً ذہن نشین رہتی ہے اس لیے خطیب حضرات، مقرر حضرات اپنے تمام بیان کا لب لباب وہ بات کہتے ہیں جو ذہنوں میں بیٹھ جائے، تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اتنی احادیث کو یکجا کیا مگر وہ جانتے تھے کہ اصل کامیابی اور ناکامی کا پتہ تو اعمال کے وزن پر جا کے ہی چلے گا۔ اس لیے وزنِ اعمال کا باب آخیر پر قائم کیا گیا تاکہ کتاب پڑھنے والے کے ذہن میں رہے کہ میں نے ایسے عمل کرنے ہیں جو قیامت کے دن اللہ کے ہاں میزان کے اندر وزنی ہوں۔

⊙...... شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ انصاری وہ فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے وزن اعمال کا باب آخر پر اس لیے رکھا کہ وہ تمنا کرتے تھے کہ قیامت کے دن میری یہ کتاب بھی میرے اعمال میں سب سے زیادہ وزنی بن جائے۔

بدء الوحی اور آخری باب میں مناسبت:

اب یہاں پر ایک اور نکتہ ذہن میں آتا ہے کہ ابتدا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے کی "بدء الوحی" سے، آخری باب انہوں نے باندھا وزن اعمال کا تو ان میں آپس میں کیا مناسبت ہے کہ ابتدا بدء الوحی سے شروع ہوئی اور بات آ کر مکمل ہوئی وزن اعمال پہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علامہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وحی ایمان کی بنیاد ہے اس لیے اس کو سب سے پہلے رکھا اور پھر جزا اور سزا یہ انسان کا انجام ہے کہ نیک عمل پر جزا ملے گی اور برے عمل پر سزا ملے گی، اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو کتاب کے آخر پر لکھا۔

پہلی حدیث اور آخری باب میں مناسبت:

تاہم پہلی حدیث مبارکہ اور آخری باب کے اندر بھی مناسبت ہے،

⊙......علامہ سراج الدین بلقینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمائی إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، نیت اعمال کا دارومدار دنیا پر ہوتا ہے اور وزنِ اعمال کا دارومدار آخرت پر ہوتا ہے، لہٰذا پہلی حدیث میں مبدا کا تعلق اور آخری حدیث میں معاد کا تعلق ہے۔

⊙......علامہ سندھی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عمل کی ابتدا نیت سے ہوتی ہے اور عمل کی انتہا وزن پر ہوگی کہ اعمال کو تولا جائے گا، لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے ابتدا میں إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی حدیث پاک لکھی اور آخر میں میزان اعمال والی حدیث کو ذکر کیا۔

⊙......حضرت مولانا مسیح اللہ رحمہ اللہ مسیح الامت، وہ فرماتے تھے کہ نیت مبداءِ عمل ہے لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے ابتدا میں لکھا اور وزن منتہائے عمل ہے لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو آخر پر رکھا۔

لہٰذا اول کتاب اور آخر کتاب کے درمیان بھی ایک مناسبت آ گئی۔

آیاتِ قرآنیہ لانے کی وجہ:

لیکن یہاں ایک بات قابلِ غور ہے۔ وہ یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صرف

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک ذکر نہیں کی بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی آیت بھی ذکر کی تو آیت قرآنیہ لانے کی کیا وجہ بنی تو شارحین حدیث نے فرمایا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آیت قرآنیہ کو لا کر اپنی بات کو مؤکد فرمانا چاہتے تھے کہ دیکھو! یہ مضمون صرف حدیث سے ہی ثابت نہیں بلکہ یہ مضمون اللہ کے قرآن سے بھی ثابت ہے اسی لیے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وہاں وہ قرآن مجید کی آیت کو بھی لاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لیے صیغہ واحد اور جمع:

یہاں ایک عجیب ایک دلچسپ بحث علما نے لکھی

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ

''اور ہم قائم کریں گے میزان''

یہاں اللہ تعالیٰ کے لیے جمع کا صیغہ آیا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے لیے کہیں واحد کا صیغہ اور کہیں کہیں جمع کا صیغہ بھی استعمال ہوا ہے، اس میں کیا حکمت تھی؟ تو طلبا کے لیے ایک قیمتی نکتہ ہے کہ واحد کا صیغہ کہاں استعمال ہوا؟ اور جمع کا کہاں؟

علما نے فرمایا کہ جہاں بھی قرآن مجید میں رحمت اور شفقت کا تذکرہ ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے واحد کا صیغہ استعمال فرمایا: مثلاً

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾

(المائدہ:۳)

''آج میں نے تم پر دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی''

تو یہاں واحد کا صیغہ استعمال فرمایا۔

کیونکہ فرمانا تھا کہ میں نے تجھ پر اپنی نعمت کو کامل کر دیا تو جہاں رحمت اور شفقت کا معاملہ وہاں واحد کا صیغہ استعمال کیا۔ جہاں عظمت کا تذکرہ آیا، کبریائی کا تذکرہ آیا

www.besturdubooks.wordpress.com

وہاں اللہ رب العزت نے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ لہٰذا

﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾

''اور ہم قیامت کے دن میزان قائم کریں گے''

اس جگہ جمع کا صیغہ استعمال فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے خطاب میں صیغہ واحد ہو یا جمع:

تاہم اس پر علماء امت نے مستقل بحث فرمائی کہ اللہ رب العزت کے لیے جو ہم متکلم کا صیغہ استعمال کرتے ہیں، خطاب کا صیغہ استعمال کرتے ہیں، یہ واحد کا ہونا چاہیے یا جمع کا۔ بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ کہتے ہیں: جی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ واحد کا صیغہ اور بعض کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، یہ جمع کا صیغہ۔ تو کیا یہ دونوں صیغے جائز ہیں اور ان میں سے کس کو اختیار کرنا چاہیے؟ تو عام طور پر قرآن مجید میں خطاب کا صیغہ واحد کا استعمال ہوا، ایک جگہ صیغہ جمع استعمال ہوا ہے جیسے:

﴿قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ﴾ (المومنون:۹۹)

اب یہ جو اَرْجِعُوْن ہے یہ جمع کا صیغہ، لیکن ان دونوں کے معاملات الگ الگ ہیں۔ واحد کے صیغے میں توحید غالب نظر آتی ہے، شرک کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا لیکن جمع کے صیغے میں ادب بہت غالب نظر آتا ہے۔ اب ایک طرف وہ رنگ غالب ہے اور ایک طرف یہ رنگ غالب ہے۔

چنانچہ ہمارے بزرگوں کی اپنی اپنی ایک عادت رہی ہے، چنانچہ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ جمع کا صیغہ استعمال فرماتے تھے، ادب کے غلبہ کی وجہ سے کہ اس میں بندگی کا اظہار زیادہ ہے اور حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اپنے استاد کی وجہ سے یہی عادت ہوگئی، وہ بھی جمع کا صیغہ استعمال فرماتے تھے۔ تاہم مفرد استعمال کریں یا جمع استعمال کریں شرعاً دونوں جائز ہیں، ایک میں توحید کا رنگ غالب اور دوسرے میں ادب کا رنگ غالب۔

منکرینِ وزنِ اعمال:

اب یہاں پر ایک نکتہ ذہن میں رکھیں، یہ جو وزنِ اعمال کا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ کیا اس میں بنیادی طور پر انہوں نے معتزلہ کا رد کیا۔ کیونکہ معتزلہ کہتے تھے کہ عمل اعراض ہیں اور اعراض کا وزن ہی نہیں ہوتا۔ طلبا متوجہ ہوں کہ یہاں معتزلہ کی جو بکلی چیز ہے بخشش اوّل جس کو کہتے ہیں، اس کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ ان کو آخر یہ دھوکے کیوں لگے؟ اس لیے لگے کہ انہوں نے عقل کو معیار بنایا۔ اب اگر کوئی بندہ سونار کے ترازو پر کوہ ہمالیہ کو تولنے بیٹھ جائے تو اس کو ہر بندہ پاگل ہی کہے گا۔ تو یہ معتزلہ ایسے لوگ تھے کہ یہ عقل کے ترازو پہ ہر چیز کو تولتے تھے۔

عقل اور وحی:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی اچھی مثال سے بات واضح فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک پہاڑ ہے، اس پر ایک بندے نے چڑھنا ہے تو تین طرح کے لوگ ہیں، پہلے وہ لوگ ہیں جو گھر سے وہ اپنی سواری پر چڑھے اور پہاڑ کے دامن تک پہنچے اور پھر پہاڑ کے اوپر بھی گھوڑے کے ساتھ چڑھنا شروع کر دیا، اب یہ لوگ ضرور کہیں نہ کہیں ٹھوکر کھا کر گریں گے اس لیے کہ پہاڑ کی سیدھی چٹانوں پر تو گھوڑا نہیں چڑھ سکتا۔ لہٰذا پہاڑ کو طے کرنے کے لیے گھوڑے کی سواری پر بیٹھ کے جانے والا ناکام ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے لوگ وہ ہیں جنہوں نے سوچا کہ گھوڑے پر بیٹھ کر تو پہاڑ پر چڑھنا ممکن نہیں لہٰذا وہ گھر سے ہی پیدل چل پڑے، گھوڑا ساتھ نہیں لیا لہٰذا وہ بھی ساری عمر راستے میں رہیں گے پہاڑ تک نہیں پہنچیں گے۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے سوچا کہ بھئی! جتنا راستہ گھوڑے پر طے ہو سکتا ہے گھوڑے پر طے کر لو، چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ کے قریب پہنچ گئے اور اوپر انہوں نے پیدل چڑھنا شروع کر دیا، تو حضرت تھانوی ﷫ نے فرمایا کہ یہ جو تیسری قسم کے لوگ ہیں یہ کامیاب ہونے والے ہیں، یہ پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ جائیں گے۔

تو عقل بھی ایک گھوڑے کی طرح ہے تو جہاں تک عقل جا سکتی ہے اس گھوڑے کی سواری کر لو اور جہاں اس کی پہنچ نہیں اس کو چھوڑ کر آگے سفر ویسے کر لو۔ چنانچہ دنیا ایسا ہی کرتی ہے، آپ غور کریں کہ آنکھ ایک حد تک دیکھ سکتی ہے اس سے آگے نہیں دیکھ سکتی تو لوگ دوربین استعمال کرتے ہیں کہ جہاں تک نظر پڑے آنکھ سے دیکھو جہاں نظر نہیں پڑتی وہاں دوربین استعمال کرو۔

اسی طرح پاؤں ایک حد تک چل سکتے ہیں اس سے آگے نہیں۔ بھائی اس سے آگے تم سواری لے لو۔ بالکل اسی طرح عقل ایک حد تک بندے کو رہنمائی دے سکتی ہے تو جہاں تک دے سکتی وہاں تک اس سے رہنمائی لے لو جہاں عقل رک جاتی ہے وہاں سے آگے وحی الٰہی سے رہنمائی لے لو۔ تو اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ عقل کو ساتھ لے کے چلو یہ نہیں کہ شریعت کہتی ہے کہ عقل کو ایک طرف رکھ دو، نہیں! شریعت کہتی ہے کہ یہ اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے اس سے تم دین کو آسانی سے سمجھ سکو گے اس لیے اس کو ساتھ لے کے چلو مگر یہ ذہن میں رکھنا کہ یہ تمہیں ایک حد تک لے کر جائے گی اس سے آگے اس کو ایک طرف رکھ دو!۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہیے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن اسے کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دو

جہاں وحی کا معاملہ آ گیا اب عقل کو ایک طرف کر دو، لہٰذا اعمال سمجھ میں آ ئیں تو بھی ہم مانتے ہیں اور سمجھ میں نہ آ ئیں تو بھی مانتے ہیں، اس لیے کہ ایمان کا معاملہ ہے۔ مگر یہ کہ آج کل تو یہ باتیں سمجھ میں بھی آ جاتی ہیں۔ پہلے زمانے میں کئی چیزیں تھیں جن کو تولا نہیں جا سکتا تھا آج کل تو لتے ہیں۔

میزان کی حقیقت

یہ ذہن میں رکھیں کہ میزان کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ ایک ترازو ہے اور دو پلڑے ہیں اور اس میں تولنا ہے۔ کوئی بھی ترازو جس پر کسی چیز کی پیمائش ہو سکے اس کو میزان کہیں گے۔ آج بخار کا ترازو تھرمامیٹر، بلڈ پریشر کا ترازو بلڈ پریشر کا میٹر، لوگ ناپتے ہیں کہ کتنا بلڈ پریشر ہے، شوگر کا ترازو گلوکومیٹر کہ بھائی کتنی شوگر ہے؟ فوراً ناپ لیتے ہیں، تو یہ چیزیں جو پہلے زمانے میں نہیں ناپی جا سکتی تھیں آج دنیا ناپ رہی ہے۔ آج کا انسان سمجھتا ہے کہ اعمال کے وزن کو نہیں ناپا جا سکتا، وہ پروردگارِ عالم قیامت کے دن ان کے وزن کو بھی ناپ کر دکھائے گا۔

اہلِ سنت کے دلائل:

اس پر اہلِ سنت والجماعت کے پاس دلائل ہیں، وہ دلائل ہمیں قرآن عظیم الشان سے ملتے ہیں۔

◉ ...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور ہم قیامت کے دن میزان قائم کریں گے"

یہ وزنِ اعمال کے اوپر ایک ٹھوس دلیل ہے۔

⊙......دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ﴾ (الاعراف ۸)

"اس دن اعمال کا تلنا برحق ہے"

اور اتنی واضح آیات قرآنیہ کے بعد تو مومن کو کسی اور دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ ہاں عقل کے پجاری اگر بھاگتے پھریں تو یہ ان کی اپنی بات ہے، حقیقت بات یہ ہے کہ جہاں دین کا معاملہ آئے بندے کو چاہیے کہ انبیا کے سامنے اپنے سر کو جھکا دے کہ جو انہوں نے فرمایا میں اس کو بلا کسی دلیل کے مانتا ہوں اور قبول کرتا ہوں، اس کو ایمان کہتے ہیں۔

وزنِ اعمال کے فوائد:

یہاں طالب علم کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وزنِ اعمال کا فائدہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ تو سب جانتے ہیں۔ بھئی! یقیناً اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں، ان کو پتہ ہے کہ کون کھرا ہے اور کون کھوٹا ہے، کون شقی ہے کون سعید ہے، لیکن وزنِ اعمال کا فائدہ بھی ہوگا۔ چنانچہ حافظ ابن ناظم الدین دمشقی نے "منہاج الاستقامۃ" کتاب کے اندر اس کی چند وجوہات بیان کی ہیں۔

⊙......فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ وزنِ اعمال فرمائیں گے اتمامِ حجت کے طور پر کہ ہر بندہ اپنے گناہوں کے کرتوت کو دیکھ لے گا، میں نے جو کرتوت کیے اس کا وزن کیا تھا۔ میں نے جو نیکیوں میں سستی کی میری نیکیاں تھوڑی رہ گئیں اور نیک بندے کو بھی اللہ رب العزت کی طرف سے یہ نعمت ملے گی کہ اپنی نیکیوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

وزن کو دیکھ کر اس کو خوشی ملے گی، لہٰذا وزن اعمال سے سعادت اور شقاوت کا واضح پتہ چل جائے گا۔

⊙......پھر یہ بھی اس میں فائدہ کہ کیا مکلفین دنیا میں اس پر ایمان بھی لاتے ہیں کہ نہیں لاتے، جیسے اہل سنت والجماعت اس پر ایمان لے آئے اور معتزلہ نے ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ حق پر چلنے والے، وہ باطل پر چلنے والے۔

یہ اللہ رب العزت کی طرف سے جو اللہ کی صفت عدل ہے اس کا اظہار ہے۔

لِاِظْهَارِ قِسْطٍ لِاَنَّهٗ مُقْسِطٌ

اللہ رب العزت مقسط ہیں، عدل کرنے والے ہیں، لہٰذا اس کے اظہار کے لیے وزن قائم فرما دیا۔

⊙......اور ایک فائدہ اور بھی کہ قیامت کے دن جب اعمال کا وزن ہو گا تو نیک بندے کی خوشی میں اضافہ ہو گا ان کے وزن کو دیکھ کر اور برے بندے کی ذلت میں اضافہ ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ یہی چاہتے تھے کہ حق اور باطل کو واضح کر دے کہ اچھے کون تھے اور برے کون تھے۔

میزان سے متعلق نکات

یہاں پر میزان کے بارے میں بھی چند نکتے ہیں جو طلبا کے لیے یقیناً فائدہ مند ہوں گے۔

⊙ حساب پہلے یا میزان:

ایک ہے حساب اور ایک ہے وزن، قرآن پاک میں دونوں کا تذکرہ ہے۔ یہ اکٹھے ہوں گے یا آگے پیچھے ہوں گے، حساب پہلے ہو گا یا وزن پہلے، تو اس پر بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

محدثین نے تفصیل لکھی ہے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جمہور علما کا مذہب یہی ہے کہ پہلے حساب ہوگا اور پھر وزن ہوگا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ پہلے زبانی پوچھ گچھ ہوگی اور اتمام حجت کے لیے اعمال کو وزن کرنے کے لیے پلڑے پر ڈال دیا جائے گا۔

❁ میزان کون کرے گا؟

اس میزان کا ذمہ دار کون ہوگا کہ اعمال تولے جائیں گے تو تولے گا کون؟ اس میں دو روایات ہیں چنانچہ کتاب السنۃ میں حذیفہ کی روایت ہے کہ

صَاحِبُ الْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جِبْرِيْلُ

کہ قیامت کے دن صاحب میزان جبرئیل علیہ السلام ہوں گے اور اس کی ایک وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام وہ فرشتے ہیں جو دنیا میں وحی لے کر آئے چونکہ یہ دنیا میں میزان شریعت کو لے کر آئے، لہٰذا بندوں کے اعمال میزان شریعت پہ کتنے پورے اترتے ہیں یہ ڈیوٹی بھی اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو عطا فرمائیں گے اور دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

((مَلَكُ الْمَوْتِ مُوَكَّلٌ بِالْمِيزَانِ))

تاہم یہ ایک میزان ہوگی جس کے دو پلڑے ہوں گے ایک میں نیکیاں رکھی جائیں گی اور دوسرے کے اندر اس کے گناہ رکھے جائیں گے۔

❁ پلڑا کیسے جھکے گا؟

مگر یہاں ایک دلچسپ بحث یہ تھی کہ پلڑا جھکے گا کیسے؟ نیکیوں کا پلڑا جھکے گا یا نیکیوں کا پلڑا اٹھے گا، بعض نے کہا کہ نہیں، نیکیوں کا پلڑا جھکے گا شیخ شہاب الدین رملی

www.besturdubooks.wordpress.com

مُحدِّثین نے اس کو اپنی کتاب میں لکھا جیسے میزان دنیا میں ہوتا ہے، ایسے ہوگا مگر بعض محدثین نے فرمایا کہ نہیں، نیکیوں کا پلڑا اٹھے گا اب ان کی دلیل کیا تھی؟ انہوں قرآن مجید کی آیت سے دلیل دی کہ اللہ فرماتے ہیں کہ

﴿اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ﴾ (فاطر: ۱۰)

''اس کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتے ہیں''

کہ نیک عمل اوپر کو جاتے ہیں لہٰذا قیامت کے دن الٹا حساب ہوگا کہ نیکیاں زیادہ ہوں گی تو وہ اوپر کو جائیں گی اور گناہ تھوڑے ہوں گے، یہ تو سمجھنا مشکل لیکن حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس پر ایک دلیل قائم کی وہ فرماتے ہیں کہ کئی چیزیں دنیا سے مختلف ہوں گی۔ دنیا میں ہم شیطان کو نہیں دیکھ سکتے شیطان ہمیں دیکھتا ہے۔

﴿اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف: ۲۷)

تو دنیا ہم نہیں دیکھتے اور قیامت کے دن کیا ہوگا؟ ہم شیطان کو اسی نظر سے دیکھیں گے کیونکہ اس دن مختلف چیزیں ممکن ہیں۔ لہٰذا قیامت کے دن میزان بھی اللہ ایسا کر دیں گے کہ جس کا نیکیوں کا پلڑا وزنی ہوگا۔ وہ اوپر کو اٹھ جائے گا مگر وہ اس کے بھاری ہونے کی دلیل ہے یہ نہیں کہ اوپر ہونا ہلکا ہونے کی دلیل ہے۔

❶ جمع کا صیغہ کیوں؟

یہاں پر ایک اور نکتہ ﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ﴾۔
یہاں پر میزان مفرد نہیں آیا، واحد کا صیغہ نہیں ہے بلکہ جمع کا صیغہ آیا ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت سارے موازین ہوں گے۔ تو اس میں علما نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک چیز جو کئی اجزا سے مل کر بنتی ہے تو اجزا کی کثرت کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال فرما دیا۔ وہ کیسے؟ ہر ہر پرزہ الگ ہو، پلڑے بھی ہوں اور اس کی ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

لگام بھی ہوگی تو مختلف اجزا کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال کر دیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کے مختلف اعضا ہیں ہر عضو کے گناہوں کا الگ میزان ہو سکتا ہے، لہٰذا موازین جمع کے لیے لایا گیا اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ نہیں عظمت کی خاطر جیسے جمع کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کر دیتے ہیں تو میزان کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کر لیا۔

❁ میزان کتنی بڑی ہوگی؟

یہ میزان کتنی بڑی ہوگی، ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

((كَكَفَّتَا الْمِيْزَانِ كَاطْبَاقِ الدُّنْيَا كُلِّهَا))

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

((فَلَوْ وُزِنَ فِيْهِ السَّمٰوَاتُ وَ الْاَرْضُ لَوَسِعَتْ))

اتنے بڑے بڑے پلڑے ہوں گے کہ زمین اور آسمان پورے کو اگر تولنا چاہیں تو ایک پلڑے میں تول سکیں گے۔

❁ اعمال جمع اور قول واحد کیوں؟

یہاں ایک سوال اور ذہن میں پیدا ہوتا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ

تو یہاں اعمال کے لیے تو جمع کا صیغہ لائے اور قولھم کے لیے اقوال کا لفظ نہیں کہا۔ مفرد کا صیغہ لائے تو یہ کیوں فرمایا؟ تو اس کے بارے میں محدثین نے لکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اصل بات یہ تھی چونکہ اعضائے عمل انسان کے سارے ہیں، آنکھ ہے، کان ہے، ہاتھ ہیں، پاؤں ہیں تو اعضا کئی ہیں۔۔ اس لیے اعمال جمع میں لایا اور زبان ایک ہے قول واحد ہے اس لیے اس کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کر دیا۔

میزان سے مستثنیٰ کون؟

ایک سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا سارے انسانوں کے اعمال تولے جائیں گے؟ تو ہاں تولے جائیں گے مگر مستثنیٰ تو ہوتا ہی ہے ہر چیز میں، مگر یہ للاکثر حکم الکل اکثر پر کل کا حکم لگا دیتے ہیں، تو اس لیے فرمایا بنو آدم کے سب کے اعمال تولے جائیں گے لیکن انبیا وزن اعمال سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کے اعمال کا وزن نہیں ہو گا۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا اور جو انبیا کی پیروی کرنے والے ان کے وارث ہوں گے ان کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ فرمائیں گے۔

چنانچہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے ستر ہزار بندوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اب ستر ہزار کا لفظ سن کر دل تو چھوٹا ہوتا ہے کہ دعا مانگیں مگر یہ خیال آتا ہے کہ یا اللہ! کروڑوں بندے تیری امت کے، اربوں کھربوں بندے تیری امت کے، اور پھر صرف ستر ہزار بندے بغیر حساب کے جائیں گے تو ہم کس کھاتے میں ہیں؟ بلکہ ہم کس کھیت کی مولی گاجر ہیں کہ ہم بھی یہ دعا مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل کر۔ اتنے لوگوں میں سے صرف ستر ہزار۔ لیکن جب حدیث مبارکہ کو آگے پڑھتے ہیں تو دل کو ذرا تسلی ہو جاتی ہے۔ وہ کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار بندوں کو اللہ تعالیٰ بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے اور وہ ایسے ہوں گے کہ ہر ایک اپنے ساتھ ستر ہزار اور لوگوں کو لے کر جائے گا۔ اب دل کو تسلی ہو جاتی ہے، ہم بھی دعا مانگ سکتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کے لیے یہ لازم ہے کہ یہ دعا مانگا کرے کہ مولا! آپ تو ل کے ہم قابل نہیں، تیری رحمت کا معاملہ ہے، جب اتنے لوگوں کو آپ بلا حساب بھیج دیں گے تو ہم مسکینوں کو بھی اس میں شامل فرما لیجیے گا۔

❁ کیا کفار کے اعمال کا وزن ہوگا؟

یہاں ایک ذہن میں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں کے اعمال کا وزن ہوگا کہ نیکیاں کرتے ہیں یا کفار کا بھی ہوگا؟ تو بھئی! کفار کا بھی ہوگا، لیکن کفر کی وجہ سے ان کے اعمال بے وزن ہو جائیں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ (الکہف: ۱۰۵)

اب ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ نیکیاں تو انہوں نے کی تو وزن کیوں نہیں ہوگا؟ تو کئی عقل پرست قسم کے نوجوان جو ہوتے ہیں وہ سوال پوچھتے ہیں کہ جی اگر مسلمان کسی کے ساتھ اچھا کرے تو ثواب ملے گا کافر اگر کسی کے ساتھ بھلائی کرے تو اس کا کوئی ثواب نہیں؟ تو بھئی! اس کا بھی جواب سن لیجیے۔

ایک بندہ اگر زمین کے اوپر ہے تو اس کا وزن ہے فرض کرو سو کلوگرام، اگر اس بندے کو آپ چاند پر پہنچا دیں تو اس کا وزن رہ جائیگا فرض کرو چالیس کلوگرام۔ وہاں وزن رہ گیا، بندہ وہی، قد وہی، جسم وہی، ترازو وہی، چاند پر اس کا وزن تھوڑا رہ گیا۔ اور اگر اس بندے کو مریخ پر لے جائیں تو اس کا وزن ہو جائے گا کوئی پانچ سو کلوگرام۔ سو کلو گرام کا بندہ تھا پانچ سو کلوگرام تک پہنچ گیا۔ یہ کیا مسئلہ؟ اور اسی بندے کو اگر خلا میں لے جائیں تو اس کا وزن زیرو کلوگرام۔ تو سائنس سے جواب پوچھو کہ مسئلہ کیا؟ تو سائنس جواب دے گی کہ وزن جو ہوتا ہے نا اس میں ایک تو بندے کی کمیت کو دیکھا جاتا ہے دوسرا جو کشش ہوتی ہے زمین کی اس کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ دونوں کو ضرب

www.besturdubooks.wordpress.com

دے دیں تو وزن نکل آتا ہے۔ زمین کی کشش زیادہ تو وزن سو کلوگرام، چاند کی کشش تھوڑی وزن چالیس کلوگرام، مریخ کی کشش اس سے بھی زیادہ تو وزن چار سو کلوگرام، اور خلا کے اندر کشش زیرو تو لہٰذا خلا میں وزن زیرو کلوگرام۔ تو جب خلا کے اندر اچھے بھلے آدمی کا وزن زیرو ہو جاتا ہے تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ دیکھو کہ کافر وہ بندہ ہے جس میں ایمان کی کشش زیرو ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایمان کی عظمت کو ظاہر فرمائیں گے اور کہیں گے کہ دیکھو تمہارے دل میں میری نہ محبت تھی، نہ ایمان والی کشش تھی، یہ کیونکہ تمہارے دل میں زیرو تھی لہٰذا جتنے بھی پہاڑوں برابر عمل لے کر تم آئے زیرو سے ضرب دو تو جواب کیا نکلے گا؟ ﴿وَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔

❁ وزن کس کا ہوگا؟

یہاں ایک اور بحث چھیڑی علما نے کہ قیامت کے دن وزن ہوگا بھی کہ نہیں؟ تو تین طرح کی روایات ہیں۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا، بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نامۂ اعمال کا وزن ہوگا اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بندے کا اپنا وزن ہوگا۔ جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پتلی پتلی پنڈلیاں تھیں اور ان کے دوساتھی صحت کے اچھے تھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ پنڈلیاں اللہ کے ہاں اتنی وزنی ہیں کہ میزان میں احد پہاڑ سے یہ زیادہ بھاری ہیں۔ تو تینوں طرح کی روایات ہیں۔

اب علما نے فرمایا کہ اب یہ تینوں طرح کی صورتیں پیش آ سکتی ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ہیں۔ ذرا ذہن میں رکھنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے جج نہیں ہیں۔ کیونکہ جج قانون کا پابند ہوتا ہے، وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا،

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ وہی کر سکتا ہے جو قانون نے کہا۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے جج نہیں ہوں گے، قیامت کے دن کے مالک ہوں گے۔ مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو عدل کا حکم دے دے اور چاہے تو اپنے فضل کا حکم دے دے۔ اس لیے جس کے عملوں کو چاہیں گے تول لیں گے۔ کسی کے نامہ اعمال کو تول لیں گے اور کسی بندے کو خود نامہ اعمال میں تول لیں گے۔

معارفِ حدیث

اب طلبا ذرا کتابیں کھول کے حدیث پاک کی طرف متوجہ ہوں تاکہ حدیث پاک کے معارف کو دیکھیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی
وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ

یہاں تک تو عبارت تھی۔ اب معانی اور معارف کو ذرا دیکھتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم بنی آدم علیہ السلام کے اعمال کو اور اقوال کو تولیں گے۔

اس پر مفتی پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات فرماتے تھے۔ وہ فرماتے تھے:

”کہ جب بھی تم کوئی کام کرو یا کوئی بات کہو، تو سمجھ لو کہ اس کو عدالت میں پیش ہونا ہے، چاہے وہ دنیا کی ہو یا آخرت کی ہو“

ہر عمل جو ہم کرتے ہیں یا ہر بات جو ہم کہتے ہیں، اس بات کو ایک دن عدالت میں پیش ہونا ہے، یا دنیا کی عدالت میں یا آخرت کی عدالت میں۔ لہٰذا ہر عمل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں اللہ کی رضا کی نیت کر لینی چاہیے تا کہ عمل اللہ کے ہاں قبول ہو جائے۔ تو حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات فرماتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب بھی صبح انسان کی آنکھ کھلے تو جو جاگنے کی دعا پڑھتا ہے تو اس کے بعد وہ ذہن میں یہ نیت کر لے کہ اللہ! آج میں جو عمل کروں گا تیری رضا کے لیے کروں گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب تک طبیعت میں اس کی ضد نہ آئے گی تو ہر عمل اللہ کی رضا کے لیے سمجھا جائے گا کیونکہ نیت کر لی تھی۔ تو یہ کتنا آسان عمل ہے کہ جب صبح اٹھو اور جاگنے کی دعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ

تو اسی وقت یہ نیت ساتھ کر لیا کرو کہ اے اللہ! آج کے دن میں جو بھی عمل کروں گا آپ کی رضا کے لیے کروں گا۔ اور اکثر و بیشتر ہم کام کے عین موقع پر نیت تو کرتے نہیں، کیونکہ نیت نہیں کرتے تو جو پہلے سے نیت کی ہوئی ہوگی تو وہ نیت شامل ہو گی، اسی طرح زندگی کے اکثر اعمال اللہ کی رضا والی نیت سے شمار کر لیے جائیں گے۔

آگے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقِسْطَاسُ - اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِیَّةِ

جو القسطاس ہے اس کا معنی ہے العدل اور یہ رومی زبان کا لفظ ہے۔

یہاں پر ایک بات ذہن میں رکھیں کہ قرآن مجید کے کچھ الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ مختلف زبانوں کے تھے چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی اَلْمُهَذَّبُ فِیْمَا وَقَعَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنَ الْمُعَرَّبِ تو اس میں قاضی تاج الدین سبکی نے ایسے ستائیس (۲۷) الفاظ گنوائے جو بھی زبانوں کے تھے۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں چوبیس الفاظ کا اضافہ کیا، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

انہتر (۶۹) الفاظ اور گنوائے اور کل ایک سو بیس لفظ ہوئے۔ یعنی قرآن مجید میں ایک سو بیس الفاظ ایسے ہیں جن پر یہ کلام ہوا کہ یہ غیر عربی زبان کے لفظ عربی میں استعمال ہوئے ہیں۔ اس کا بہترین جواب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا۔

انہوں نے فرمایا:

لَا یُحِیْطُ بِاللُّغَۃِ اِلَّا نَبِیٌّ

کہ لغت کے اوپر نبی علیہ السلام کو جتنا احاطہ ہوتا ہے دوسرے بندے کو نہیں ہوتا۔ لہٰذا عام بندے جو کہتے ہیں کہ یہ عربی کا لفظ نہیں تو ان کی بات صحیح نہیں، کئی ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو دو زبانوں میں مستعمل ہوتے ہیں۔ اب جیسے اردو زبان میں کتنے ایسے الفاظ ہیں جو عربی سے لیے گئے۔ ہمارے ہاں انسان، جسم، عرض، کرسی، کتاب، قلم، یہ سارے کے سارے الفاظ قرآن کے الفاظ ہیں جو ہماری زبان میں استعمال ہوئے ہیں تو زبانوں میں الفاظ داخل ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ہوا یہ کہ عربوں نے اگر کوئی لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا تو تب استعمال کیا جب وہ لفظ اگر ان کی کسوٹی پر پورا اترتا تھا۔ ان کے اوزان پر پورا اترتا تھا۔

مثال کے طور پر لفظ تھا "پیل" فارسی میں ہاتھی کو پیل کہتے ہیں، تو عربوں نے لفظ بنا یا فیل۔ عربی میں فیل ہاتھی کو کہتے ہیں۔ اب جب پیل، فیل بن کر عربی میں آ گیا، اس کو فارسی کا لفظ نہیں عربی کا لفظ کہیں گے۔ اور ویسے بھی دستور ہے کہ

"ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد"

ہر چیز جو نمک کی کان میں آئے نمک بن جاتی ہے"

ہم کھیوڑہ میں گئے، ہم نے دیکھا کہ کان ہے نمک کی اور اس میں ایک درخت کبھی اگا تھا اور وہ درخت بھی نمک کا بنا ہوا ہے، شکل درختوں والی ہے مگر سارا نمک

www.besturdubooks.wordpress.com

بن گیا۔ تو وہاں ہم نے کسی سے پوچھا کہ جی کیا یہ نمک کا درخت ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جی نمک کی کان میں جو آ جاتا ہے وہ نمک بن جاتا ہے۔ تو ہمیں مسئلہ سمجھ میں آ گیا کہ جب عربوں نے اسے استعمال کرنا شروع کر دیا تھا تو اب وہ بھی لفظ زبان کا نہ رہا بلکہ عربی زبان کا لفظ بن گیا اور اس پر تصدیق اللہ تعالیٰ نے فرما دی۔ جس میں قرآن مجید میں چھ سورتوں میں قرآنا عربیا کہا اور تین میں لسان عربی کہا۔

آگے فرماتے ہیں:

وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ

دیکھیں یہ لفظ دو طرح سے استعمال ہوتا ہے ایک قِسْطٌ اور دوسرا قُسْطٌ ضمہ کے ساتھ قِسْطٌ کا مطلب ہوتا ہے انصاف اور قُسْطٌ کا مطلب ہوتا ہے ناانصافی، لہٰذا مُقْسِطٌ قِسْط سے ہے، اس کا معنی ہوگا عادل۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (المائدہ:۴۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں"

اور ویسے حدیث پاک میں بھی یہ لفظ آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

((يَنْزِلُ حَكَمًا مُقْسِطًا))

اسماء الحسنیٰ میں بھی اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے۔ اَلْمُقْسِطُ

لیکن قُسط جو لفظ ہے یہ ظلم کے معنی میں ہے۔ قاسط کا معنی ہے ظالم۔ قرآن مجید میں اس کا استعمال اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ (الجن:۱۵)

چنانچہ قاسط کا معنی ہوگا ظالم۔ مقسط کا معنی ہوگا عادل

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ اس میں ایک واقعہ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے ارشاد الساری میں لکھا ہے۔ بڑا دلچسپ واقعہ ہے کہ جب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو حجاج بن یوسف نے گرفتار کر لیا تو وہ بڑا جابر آدمی تھا، جو اس کی مرضی میں آتا تھا وہ کر گزرتا تھا، تو جب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سامنے آئے تو اس نے پوچھا:

مَا تَقُوْلُ فِيَّ

میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَاسِطٌ عَادِلٌ

تو لوگ بڑے حیران کہ انہوں نے حجاج بن یوسف رحمہ اللہ کی تعریف کر دی، لیکن حجاج خود عربیت کا ماہر تھا، وہ کہنے لگا:

وَيْلَكُمْ لَمْ تَفْهَمُوْا جَعَلَنِي جَائِرًا كَافِرًا

ارے تمہاری سمجھ میں بات نہیں آئی، اس نے مجھے ظالم اور کافر بنا دیا۔

أَلَمْ تَسْمَعُوْا قَوْلَهُ تَعَالَى

﴿وَأَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾

وَقَوْلَهُ تَعَالَى

﴿ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ﴾

تشریحات متن:

حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا، اس کو احمد بن اشکاب سے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا، انہوں نے محمد بن فضیل سے، انہوں نے عمارہ سے، انہوں نے ابو زرعہ سے، انہوں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ

کَلِمَتَانِ

یہاں کلمتان سے مراد نحوی کلمے نہیں بلکہ اس سے مراد تثنیہ کا صیغہ دو کلمے، جیسے ہم فقرے کو کلمہ کہہ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں نا کلمہ شہادت، کلمہ طیبہ، تو اس کلمے سے مراد فقرہ ہوتا ہے اور یہاں کلمتان سے بھی دو فقرے مراد ہیں۔ ایک فقرہ ہوگا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ اور دوسرا فقرہ ہوگا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

تو کَلِمَتَانِ کا لفظ پہلے لایا گیا پھر فرمایا:

حَبِيْبَتَانِ

کہ اللہ کو وہ دونوں بڑے محبوب ہیں

دونوں فقرے اللہ تعالیٰ کو کیوں محبوب؟ کہ بھائی ایک فطرت ہے انسان کی کہ وہ چاہتا ہے کہ برائی میری طرف منسوب نہ کی جائے، اچھائی میری طرف منسوب کی جائے۔ تو جیسے ہمارے دل کی یہ پسند، اللہ رب العزت بھی یہی پسند فرماتے ہیں کہ برائی کو میری طرف منسوب نہ کریں، خوبیوں کو میری طرف منسوب کریں۔ لہٰذا اللہ کی یہ شان ہے اور اس کو یہ بات بھلی ہے، مسلم شریف کی ایک روایت ہے جس میں ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يَّقُوْلَ الْعَبْدُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

تو یہ دونوں کلمے اللہ کو بڑے پسند ہیں کیوں؟ کہ اس میں کہنے والا اللہ رب العزت سے برائی کی پاکی کا بیان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر برائی سے منزہ اور مبرا ہیں اور ہر سمت سے مستحق ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی یہ بات پیاری لگتی ہے کیونکہ اس میں اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے تو فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ))

یہاں الی اللہ نہیں کہا کہ اس میں اسم ذات اللہ کو استعمال کیا ہو۔ رحمن کا لفظ استعمال کیا، اس میں بھی حکمت ہے۔ اس لیے کہ رحمن وہ ذات ہوتی ہے جو اپنے اور پرائے اور تھوڑے کے بدلے زیادہ دے۔ اس کو کہتے ہیں رحمن اب کیونکہ اللہ رب العزت نے بندے کے تھوڑے عمل پہ اجر زیادہ دینا تھا تو اپنے صفاتی نام کو استعمال فرمایا کہ رحمن کو پسند ہے تو جب رحمن کو پسند تو ملے گا بھی بہت کچھ لہٰذا الی الرحمن کہا۔ کتنا زیادہ ملے گا حدیث پاک میں ہے کہ

((سُبْحَانَ اللّٰهِ يَصِفُ الْمِيْزَانَ))

جو بندہ اخلاص کے ساتھ سبحان اللہ پڑھتا ہے تو آدھا میزان بھر جاتا ہے۔

((وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ))

اور الحمد للہ کہنے سے پورا میزان بھر جاتا ہے

اب تھوڑے عمل پر زیادہ اجر دے یہ رحمن کی شان ہے تو دیکھو! حدیث پاک کی کیا خوبصورتی کہ رحمن کا لفظ استعمال ہوا کَلِمَتَانِ دو کلمے حَبِيْبَتَانِ اللہ کو دونوں پیارے۔ کیوں کہ ان کلموں میں برائی سے پاکی بیان ہوتی ہے اور صفات سے اللہ کو متصف بیان کیا جاتا ہے۔ یہی آگے فرمایا۔ اِلَى الرَّحْمٰنِ کا لفظ اس لیے لائے کہ رحمن وہ ذات جو تھوڑے عمل کے بدلے اجر زیادہ دینے والی ہے۔ آگے ایک بات اور فرمائی:

خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ

زبان پہ ہلکے ہیں۔

زبان پہ ہلکے سے مراد ایک بات تو یہ کہ پڑھنے آسان، یعنی لفظ تھوڑے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

جملے چھوٹے، دیکھیں نا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ تین لفظ بنتے ہیں پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ پھر تین لفظ بنتے ہیں۔ تو الفاظ تھوڑے اور فقرے چھوٹے، لہٰذا ان کو پڑھنا بہت آسان۔ اسی لیے کہا گیا کہ خَفِیْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ لیکن اگر اور گہرائی میں چلے جائیں تو دل اور زیادہ خوش ہوتا ہے بات کو سن کر۔

جو قراء حضرات ہیں نا وہ تو الفاظ سے آگے حروف کے لیول پہ جا کر سوچتے ہیں۔ لہٰذا اب ہم ان الفاظ کو ذرا تجوید کے اصولوں کی نظر سے دیکھیں۔

⊙ ...... دیکھیں کہ کچھ حروف جن کو حروفِ استعلاء کہا جاتا ہے، موٹے حروف، ادائیگی میں موٹے حروف ہوتے ہیں اور موٹے حروف میں ثقل ہوتا ہے، چونکہ موٹے ادا کیے جاتے ہیں۔ جیسے ''ض'' اب اس کو کہنے میں ثقل ہے۔ ان کا مجموعہ ہے ''خص ضغط قظ'' یہ جتنے بھی حروف ہیں یہ سارے کے سارے حروفِ استعلاء کہلائیں گے۔ اب ان حروف میں سے دیکھو! ان میں سے کون سا لفظ استعمال ہوا۔ ایک العظیم میں ظا کا لفظ استعمال ہوا ہے، تو حروفِ استعلاء میں سے صرف ایک لفظ استعمال ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ آسان حروف زیادہ ہیں۔

⊙ ...... پھر کچھ حروف ہوتے ہیں جن کو حروفِ شدہ کہتے ہیں ان کا مجموعہ ''اجد قط بکت'' ہے، ان میں سے صرف باء کا حرف استعمال ہوا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ باء استعمال ہوا ہے، باقی کوئی استعمال نہیں ہوا۔ حروفِ شدہ بھی بالکل تھوڑے استعمال ہوئے۔

⊙ ...... پھر عام دستور ہے کہ اسماء کے مقابلے میں افعال ثقیل ہوتے ہیں اور ان فقروں میں افعال میں سے کوئی بھی نہیں۔ پھر اسماء میں بھی جو غیر منصرف ہوتے ہیں وہ زیادہ ثقیل ہوتے ہیں، ان میں سے بھی کوئی نہیں۔ اور دیکھیے! کہ اس حروفِ ثقیلہ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی نہیں، نہ تاء ہے نہ شین۔

تو آپ یہی دیکھیے! نہ حروف استعلاء میں سے، نہ حروف شدّہ میں سے، نہ افعال میں سے، نہ اسمائے غیر منصرف میں سے اور نہ حروف ثقیلہ میں سے کچھ استعمال ہوا۔

پھر مزے کی بات دیکھیں کہ تین حرف ایسے ہیں جن کو حروف لین کہتے ہیں۔ بڑی نرمی سے ادا ہو جاتے ہیں، واؤ، الف، اور ی اور تینوں اس میں استعمال ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ واقعی نبی پاک کی زبان فیض ترجمان سے جو بات نکلی خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ وہ فی الوقت کی جتنی بھی صورتیں ممکن ہو سکتی تھی وہ ان فقروں کے اندر موجود ہیں۔ آگے فرمایا:

ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ

میزان میں بڑی بھاری ہیں۔

اب یہاں طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بولنے میں اتنے آسان اور میزان میں اتنے بھاری۔ جی ہاں آسان مثال دیکھیں، کھاؤ پیو لوگ ہیں کہ کھانا کتنا آسان! اور معدے میں جا کر کتنا بھاری ہوتا ہے، ہضم ہی نہیں ہوتا۔ پاپڑ کھانے کتنے آسان اور معدے میں جا کر ہضم ہونے میں نہیں آتے۔ اتنے بھاری۔ تو کتنی مثالیں ایسی ہیں جو زبان پر اتنی ہلکی اور معدے میں بھاری۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ زبان پہ ہلکے اور میزان کے اندر بھاری۔ تو فرمایا: ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ۔ اب ان کا ثقل کتنا ہوگا؟ یہ اللہ جانتا ہے۔ اور قیامت کے دن بندے کو پتہ چلے گا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہنے پر یا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ کہنے پر مجھے اللہ نے کیا اجر عطا فرمایا ہے۔

اس لیے ایک عجیب نکتہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جنت میں جانے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جہاں سب سے زیادہ مزے دار بات ہے، وہ تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا مومن کے لیے۔ سب سے مزے دار چیز کہ جنت میں جانے کے بعد کیا نصیب ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ دیدار کے بعد مومن کے لیے سب سے مزے دار چیز یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ جنتی کو جنت میں حقائق الاشیاء نصیب فرما دیں گے۔ حقائق الاشیاء کا پتہ چل جائے گا۔ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ))

حقائق الاشیاء کا پتہ چل جائے گا کہ واقعی یہ جو دنیا میں کہتے تھے کہ یہ میزان میں بڑے بھاری ہیں تو اس بھاری کی حقیقت کیا تھی؟ تو یہ قیامت کے دن ہمیں پتہ چل جائے گا۔

حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میزان میں بھاری ہونے کی تین بنیادیں ہیں کہ سبحان اللہ میں تنزیہہ ہے، وبحمدہ میں تعریف ہے اور العظیم میں اللہ کی کبریائی کی تصدیق ہے۔ اور کیونکہ تین چیزیں اکٹھی ہو گئیں، تنزیہہ بھی بیان ہو گئی اور اللہ کی تعریف بھی بیان ہو گئی اور اللہ کی عظمت و کبریائی اور بڑائی کا بھی اقرار ہو گیا، لہٰذا جب کسی کو بڑا کہیں تو دینے والا بھی تو بڑا کچھ دیتا ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے۔ ہم نے دیکھا کہ یہ جو مانگنے والے ہوتے ہیں یہ بڑے استاد لوگ ہوتے ہیں۔ ایسے ایسے لفظ کہتے ہیں کہ جی! آپ کے والد ایسے تھے، آپ کا خاندان ایسا تھا۔ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ ایسی باتیں کریں گے تو روپیہ نہیں ملے گا، کم از کم دس ملیں گے یا سو ملے گا۔ تو دنیا کے فقیر بھی سمجھتے ہیں کہ بڑائی بیان کرو تو دینے والا تھوڑا نہیں دے سکتا، تو بھائی اس میں تو بڑائی ویسے ہی بیان ہو رہی ہے اور وہ تو ہے ہی بہت بڑا۔ اور وہ پروردگار تھوڑا دیتا بھی نہیں۔ لہٰذا جب وہ دے گا تو اتنا دے گا کہ ثَقِيْلَتَانِ فِي

الْمِيزَان وزن میں بہت بھاری ہوگا۔ شاہوں کی دین بہت بڑی ہوتی ہے۔

ترجمۃ الباب کا بنیادی نکتہ:

اب یہاں ایک اور نکتہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں وزن کا جو تذکرہ کیا تو موضوع ترجمہ کیا ہے۔ یعنی جو ترجمۃ الباب ہے اس کا بنیادی نکتہ ان کو کہاں سے ملا؟ تو ثقیلتان سے ان کو نکتہ ملا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں سے نکتہ پکڑا کہ ثقیل جب ہوں گی کچھ چیزیں تو اس کا مطلب ہے اعمال کا وزن ہوگا۔ اس سے انہوں نے ترجمۃ الباب باندھا اور یہ بھی انہوں نے کہا کہ جب اقوال تولے جائیں گے تو باقی اعمال بھی تولے جائیں گے۔

مسجع اور شیریں کلام:

تو یہاں تک اگر ہم اس حدیث مبارکہ کی تلاوت کریں تو یہ مقفی ہے:

((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ))

تو طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھائی بڑے عجیب قافیے بنائے ہوئے ہیں، یہ مسجع کلام ادا ہو رہا ہے، ہاں بات ٹھیک ہے، لیکن ایک مسجع کلام مکروہ ہوتا ہے اور ایک مسجع کلام دل خوش کرنے والا ہوتا ہے۔ مکروہ کی دو علامتیں ہوتی ہیں ایک تو وہ تکلف کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے اور دوسرا وہ باطل کو ملتزم ہوتا ہے۔ اگر یہ دو باتیں ہوں گی تو اس مسجع کلام کو مکروہ کہا جائے گا اور اگر بلا تکلف ادا ہو جائے تو اس کلام کو خوش کن پر لطف اور شیریں کلام کہا جائے گا اور یہ جو کلام ادا ہوا نہ اس میں تکلف ہے، نہ اس میں باطل کا دخل ہے، چونکہ دونوں علامتیں نہیں لہٰذا یہ کلام کیا کہلائے گا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

شیریں کلام کہلائے گا۔ تو ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا شیریں کلام کہیں اور بھی ہے، جی ہاں ایسا شیریں کلام قرآن پاک میں ہے۔ ذرا قرآن پاک کی آخری سورۃ الناس پڑھ کے دیکھیں:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ إِلَٰهِ النَّاسِ ○ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○﴾ (الناس:۱-۶)

سبحان اللہ کیا شیریں کلام ہے! تو بغیر کسی تکلف کے ادا ہوتا ہے اسی لیے یہ مسجع کلام مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔

آئیے ان کلمات کے الفاظ کی طرف توجہ کریں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ

سبحان اللہ کا معنی ہے اللہ پاک ہے۔ ہر نقص سے، ہر عیب سے، ہر برائی سے، اللہ رب العزت پاک ہے، منزہ اور مبرہ ہے۔ تو سبحان اللہ کا کیا معنی ہوا کہ اللہ پاک ہر برائی سے ہر عیب سے پاک ہے۔ اب یہاں پر ایک نکتہ ذرا سمجھیں طلبا کے لیے قیمتی موتی...... سبحان اللہ میں ہم نے یہ کہا کہ اے اللہ! آپ ہر عیب سے پاک ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دستور ہے، اس کو کہتے ہیں کہ جزاء من جنس العمل کہ جیسا عمل ویسی جزا۔ تو جب بندے نے اللہ کی پاکی بیان کی تو جواب میں اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے تو میری پاکی بیان کر رہا ہے اب اس کے بدلے میں تمہارے دل کو ظلمت سے پاک کر دوں گا۔ لہٰذا یہ ذکر بندے کے دل کو منور کر دیتا ہے اور عیبوں سے پاک کر دیتا ہے۔

اب اس کی کوئی دلیل ہونی چاہیے۔ تو جب ہم نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ دل کو دھو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں، تو پھر اس کو دھونے کی کوئی دلیل! تو سنیے! حدیث مبارکہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَ إِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

''کہ جو بندہ دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ کہتا ہے اللہ اس کی خطاؤں کو مٹا دیتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں''

تو جب خطائیں مٹ جاتی ہیں تو پھر خطاؤں کے اثرات بھی تو مٹ جاتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ ذکر انسان کے دل کو دھو دیتا ہے۔

تسبیح کی اہمیت:

یہ اتنا اعلیٰ عمل ہے کہ اس کی اہمیت سوچیے، اللہ رب العزت نے فتح مکہ کی جو خوش خبری دی اور صلح حدیبیہ کی جو ایمان والوں کو خوشخبری ملی اور پھر اس کے بعد دین اسلام میں فوج در فوج لوگ داخل ہونے لگے تو یہ کتنا بڑا انعام تھا، کتنا بڑا اللہ کا احسان تھا، اس احسان کا جہاں اللہ نے تذکرہ کیا:

﴿يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾

تو اس کے بعد کسی اور چیز کا مطالبہ نہیں کیا، اتنا فرمایا:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾

رب کی تسبیح بیان کر دیجیے۔ یعنی یہ رب کی تسبیح، کتنی بڑی نعمت کے ملنے کے بعد پھر اللہ نے اس کا مطالبہ کیا۔ تو جب بھی کوئی نعمت ملے تو انسان اللہ کی تسبیح بیان کرے۔ چنانچہ قرآن مجید میں تیس مقامات ایسے ہیں جہاں یہ لفظ کسی نہ کسی صورت میں آیا ہے۔ کہیں فرمایا: سبح للہ کہیں: یسبح کہیں: فسبح کہیں سبحان تو

www.besturdubooks.wordpress.com

مختلف صورتوں میں قرآن مجید میں تیس مرتبہ یہ لفظ استعمال ہوا، اس لیے یہ ذکر کرنا انسان کے لیے بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔

وَ بِحَمْدِہٖ

اس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، یعنی اس نے کمالات کا اظہار ہے۔ اس کی کیا وجہ؟ وجہ یہ ہے کہ صرف نقائص سے تنزیہہ بیان کرنا یہ کسی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ فرض کریں کوئی اگر بادشاہ کے بارے میں کہے کہ جی یہ بیمار نہیں ہے، بھائی اس نے تنزیہہ تو بیان کر دی لیکن بادشاہ کی عظمت بیان کرنے کے لیے یہ تنزیہہ کافی تو نہیں ہے۔ او جی! بادشاہ میراثی نہیں ہے۔ بھائی تنزیہہ تو بیان کر دی ہو مگر اس کی عظمت تو ظاہر نہیں ہو رہی۔ ہاں یہ بھی ضروری تھا کہ تنزیہہ ہوتی مگر اس کے ساتھ تعریف کا ہونا بھی ضروری ہے۔ تو اس لیے جب ہم نے کہا: سبحان اللہ تو ہر عیب سے ہم نے تنزیہہ کا اقرار تو کر لیا مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے بات ابھی مکمل نہیں ہوتی۔ وَبِحَمْدِہٖ کو لا کر اب بات کو مکمل کرو۔ اسی لیے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اللہ رب العزت پاک ہیں، سب تعریفیں اس کے لیے ہیں۔

اچھا سبحان اللہ اور وبحمدہ میں واؤ لے کر آئے ہیں۔ اس واؤ پر محدثین نے لمبا کلام کیا ہے کہ وہ عاطفہ ہے کہ واؤ حالیہ ہے۔ مگر وقت کی مناسبت سے تجویز یہ ہے کہ یہ واو حالیہ ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی ایک مجلس میں آ کر کہہ دے: بادشاہ میراثی نہیں، بیمار نہیں، اور چلا جائے تو بھائی جب تک ساتھ ہی تعریف نہیں کرے گا اس وقت تو اس کو غصہ آئے گا کہ یہ کیا کہہ گیا ہے۔ تو ان دونوں کو حالیہ سے جوڑ دیا گیا کہ اے اللہ! جس حال میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ تمام نقائص سے پاک ہیں، اسی حال میں اقرار بھی کر رہا ہوں کہ آپ بڑی شان والے ہیں۔ تو فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بِحَمْدِہٖ۔

تخلیہ اور تحلیہ:

اب اس میں تقدیم اور تاخیر کا بھی معاملہ ہے وہ کیسے کہ مقولہ ہے:

اَلتَّخْلِيَةُ مُقَدَّمَةٌ عَلَى التَّحْلِيَةِ

"تخلیہ تحلیہ کا مقدمہ ہے"

کہ جب لوگ برتن قلعی کرواتے ہیں نا، تو پہلے اس کو نوشادر کے ساتھ گرم کر کے اچھی طرح صاف کرتے ہیں، تا کہ سارا زنگ اتر جائے تو اس کو کہتے ہیں صفائی کرنا۔ تو صفائی پہلے ہوتی ہے اور جب صاف ہو جاتا ہے تو اس پہ قلعی چڑھا دیتے ہیں۔ اگر صفائی کیے بغیر قلعی چڑھائیں گے تو قلعی نہیں چڑھے گی۔ تو معلوم ہوا کہ تَخَلِّيْ عَنِ الرَّذَائِلِ پہلے ہوتی ہے اور تَحَلِّيْ بِالْفَضَائِلِ بعد میں ہوتی ہے۔ اور دیکھو! اس فقرے میں بھی یہی کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اس میں تَخَلِّيْ عَنِ الرَّذَائِلِ دوسرا کلمہ وَبِحَمْدِهٖ اس میں تَحَلِّيْ بِالْفَضَائِلِ ہے۔ تو پہلا فقرہ ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

یہ دوسرا فقرہ ہے، یعنی کلمتان میں سے دوسرا کلمہ ہے۔

اس میں سُبْحَانَ اللّٰهِ کو مکرر لائے ہیں۔ اب کسی چیز کو مکرر لاتے ہیں تو اس کی اہمیت بتانی مقصود ہوتی ہے کہ کسی چیز کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو اتنا ناپسند کرتے ہیں اور اس تنزیہ کو اتنا پسند فرماتے ہیں کہ اگرچہ کہنے والا کہہ چکا سُبْحَانَ اللّٰهِ مگر نہیں اب دوسرے فقرے میں ایک دفعہ پھر وہی بول بولے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کو یوں سننا پسند آتا ہے۔ تو یہ اللہ کی بھی پسند، تو سبحان اللہ کو مقرر لے آئے لیکن یہاں پر بِحَمْدِہٖ کو مقرر نہیں لائے بلکہ اس کی جگہ لفظ استعمال فرمایا اَلْعَظِیْم۔ تو محدثین نے اس کا جواب دیا کہ اَلْعَظِیْم میں حمد خود موجود ہے۔ بھئی! جب اللہ کو بڑا کہا تو اس لفظ کے کہنے میں حمد خود بخود موجود ہے۔ لہٰذا اَلْعَظِیْم کا لفظ استعمال ہوا۔

امید اور خوف:

اب گویا یہ جو کلمات ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے دو صفاتی نام استعمال ہوئے۔ ایک نام اللہ رب العزت کا اَلرَّحْمٰن استعمال ہوا اور ایک لفظ اَلْعَظِیْم استعمال ہوا، یہ بھی اسماء الحسنٰی میں سے۔ تو اس کلام کے اندر دو وصف اور دونوں اسما بہت سے معارف کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کیوں؟ رحمٰن کا لفظ آنے سے انسان کے دل کے اندر امید لگ جاتی ہے کہ وہ رحمٰن ہے، جب اس نے اجر دینا ہے تو بڑا اجر دے گا۔ نیک لوگوں کو یہ امید نہیں لگتی لیکن جو فاسق و فاجر ہم جیسے گناہ گار ہیں نا ان کو بھی امید لگ جاتی ہے کہ وہ رحمٰن ہے۔ رحیم کا لفظ ہوتا تو بات مختلف ہوتی۔

﴿ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴾ (الاحزاب: ۴۳)

وہ تو ایمان والوں کے ساتھ معاملہ ہو جاتا۔ یہاں تو رحمٰن کا ذکر آیا، رحمٰن اپنے کا بھی پرائے کا بھی، وہ دنیا میں فرمانبردار کو بھی دینے والا ہے وہ دنیا میں غداروں کو بھی دینے والا، تو جب رحمٰن نے دینا ہے تو دل میں امید لگ جاتی ہے کہ وہ رحمٰن ضرور مہربانی فرمائے گا۔

لیکن جب عظیم کا لفظ سنتے ہیں تو عظمتِ الٰہی کی وجہ سے دل لرز جاتا ہے، خوف ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ان دو الفاظ کی وجہ سے یہاں پر قاری جو پڑھنے والا ہے اس قاری کے دل میں امید قبولیت کی بھی آجاتی ہے اور رد کرنے کا خوف بھی آجاتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو کہتے ہیں:

﴿ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ﴾ (بنی اسرآئیل: ۵۷)

تو دیکھیں ان دونوں اسماء الحسنٰی کی وجہ سے قرآن مجید کی آیت کو سمجھنا کتنا آسان ہو گیا۔ چنانچہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جامع العلوم والحکم میں کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا عام ورد یہی دو کلمے ہوا کرتا تھا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

براعت اختتام:

اب ایک نقطہ اور پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آخر پر یہ جو تسبیح والی حدیث ہے اس کو کیوں لائے ہیں، اس کو براعت اختتام کہتے ہیں۔ براعت کا مطلب ہوتا ہے کمال، یعنی اختتام کا کمال۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس لیے لائے کہ انہوں نے کہا کہ جہاں بھی پڑھی جائے گی وہ ایک مجلس ہوگی تو ہر مجلس کے اختتام پر نبی ﷺ کی مبارک سنت ہے کہ تسبیح بیان کی جائے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا كَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا لَغَطَ فِيْ مَجْلِسِ ذٰلِكَ))

اس مجلس میں جو بھی خطائیں ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آخر میں یہ اس لیے لائے کہ بھائی! اس تمام مجلس میں جو ہم سے کوتاہی ہوئی جب ہم اس حدیث پاک کے مطابق تسبیح کو بیان کریں گے تو اللہ ہماری ساری خطاؤں کو معاف فرما دیں گے اور پھر اس میں ایک حکمت اور بھی ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہے اور یہ جو اللہ کی حمد ہے تا یہ مومن کا آخری عمل ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند کہ اس لفظ سے اللہ نے کلام کی ابتدا فرمائی کہ قرآن مجید کا پہلا لفظ الحمد ہے۔

اور مومن کی زندگی کا آخری عمل کیا ہوگا؟ جب وہ جنت میں جائے گا۔

﴿وَ آخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (یونس:۱۰)

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب کی آخری بات کو حمد پر لا کے ختم کیا۔

جمال اور جلال کا امتزاج:

اس آخری حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو تسبیح کے کلمات کا ذکر کیا، اس میں ایک نکتہ اور بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے دو اسماء استعمال ہوئے۔ ایک رحمٰن کا اور ایک عظیم کا۔ اب جو رحمٰن کا لفظ ہے وہ صفت جمال کی طرف اشارہ کرتا ہے اور جو عظیم کا لفظ ہے، وہ صفت جلال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جمال سے محبت پیدا ہوتی ہے اور جلال سے خوف پیدا ہوتا ہے۔ تو جب محبت اور خوف مل جائیں تو اس کا نام خشیت ہوتا ہے۔

خوف اور خشیت میں کیا فرق ہے؟ خوف ہوتا ہے کہ کسی کے نقصان سے انسان ڈر جائے، مثلاً: سانپ سے ڈرنا، بچھو سے ڈرنا، شیر سے ڈرنا، خوف کہلائے گا۔ ایک ہوتا ہے محبت کی وجہ سے کسی کے ناراض ہونے سے ڈرنا، اس کو خشیت کہتے ہیں۔ دیکھیں! جب شیر سے ڈرتے ہیں تو اس میں محبت تو شامل نہیں ہوتی۔ تو معلوم ہوا کہ جب محبت اور خوف دونوں اکٹھے ہو جائیں گے تو اس کیفیت کو خشیت کہیں گے۔ اور طالب علم کو اس خشیت کا زیادہ حامل ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ رب کریم فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر:۲۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

"یہ علما کو بات جچتی ہے کہ وہ اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہوں"

تو معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلبا کو جتنا علم میں بڑھنا چاہیے اتنا ان کو چاہیے کہ اللہ کی خشیت کو بڑھائیں۔ خشیت کے بغیر جو علم ملے گا وہ نافع علم نہیں کہلائے گا۔ تو علم جتنا بڑھے خشیت اتنی ہی بڑھتی چلی جائے۔

پہلی اور آخری حدیث میں مناسبت

پہلی اور آخری حدیث میں مناسبت کے لحاظ سے غور کریں تو اس میں بھی کئی نکات ہیں

⦿......ایک نکتہ اس میں یہ ہے کہ یہ حدیث مبارکہ بخاری شریف میں تین مقامات پر آئی ہے۔

......ایک آئی ہے کتاب التوحید میں جو آج پڑھی۔ ہم نے احمد بن اشکاب کی روایت سے۔

......ایک کتاب الدعوات میں زہیر بن حرب کی روایت سے۔

......ایک کتاب الایمان والنذور میں قتیبہ بن سعید کی روایت سے۔

تو تین جگہ وہی حدیث مبارکہ آئی ہے مگر تینوں کے راوی الگ الگ ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن اشکاب والی روایت کو یہاں درج فرمایا۔ اب ذرا جوڑ دیکھیے! کہ پہلی حدیث جو لائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو اس حدیث پاک کے جو راوی ہیں وہ ہیں حمیدی۔ حمیدی بھی راوی اور ادھر احمد بھی راوی ہیں۔ تو احمد کا مادہ بھی حمد اور حمیدی کا مادہ بھی حمد۔ تو شروع میں بھی حمد اور آخر میں بھی حمد۔ اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باقی دو روایتوں میں سے کوئی روایت یہاں لاتے تو یہ جو لطافت تھی یہ پیدا نہ ہوتی۔ یہ اللہ کی دین ہوتی ہے۔ اللہ نے ان کے دل میں ڈالا کہ اس کو آخر میں لاؤ گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھنا تمہاری کتاب میں کیا لطافت آ جائے گی۔ تو ابتدا اور انتہا میں آپس میں جوڑ بن جائے گا۔

●......اس علامہ ناصر الدین "المتواری" لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحہ میں اخلاصِ نیت والی حدیث رکھی اور خاتمہ میں تسبیح والی حدیث رکھی۔ اور یہ دونوں باتیں سنت ہیں کہ انسان عمل کے اندر اخلاص کی نیت پیدا کرے اور عمل کے آخر پر اللہ کی تسبیح بیان کرے۔ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اتباعِ سنت کی طرف جو میلان تھا اس کو ظاہر کرتا ہے۔

●......دوسری بات حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ فاتحہ میں اخلاص کی حدیث آئی ہے اور اختتام میں عبدیت کا تذکرہ کہ بھائی اخلاص اسی میں ہوگا جو جتنا زیادہ جھکے گا۔ اور خاتمہ کے اندر تعلیق کی وجہ سے شانِ الوہیت کا تذکرہ۔ اور یہی چیز ہم نے بخاری شریف سے سیکھی ہے کہ ہم بندے ہیں، پروردگار کے حکم کے ہم پابند ہیں اور ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

●......ایک عجیب نکتہ اور سند کے لحاظ سے دیکھیں تو جو پہلی حدیث ہے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے وہ سند کے لحاظ سے غریب کہلاتی ہے اور جو آخری حدیث ہے اس کو بھی بلحاظِ سند غریب کہتے ہیں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابتدا میں جو حدیث لائے وہ بھی سند کے لحاظ سے غریب اور آخر میں جو حدیث مبارکہ لائے وہ سند کے لحاظ سے غریب۔ تو وہ طالب علم کو پیغام دینا چاہتے تھے کہ دیکھو!

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا سَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ))

"ابتدا میں اسلام اجنبی تھا، اجنبی ہو کر لوٹے گا پس غرباء کے لیے خوشخبری ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے کہ طلبا غریب الدیار ہوتے ہیں علم حاصل کرنے کے لیے ماں باپ کو چھوڑنا ہوتا ہے، بیوی بچوں کو چھوڑنا پڑتا ہے، قبیلے کو چھوڑنا پڑتا ہے، اپنے وطن کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ آپ ذرا غور کریں کوئی کہیں سے چل کے آیا کوئی کہیں سے چل کے آیا، علم کی تلاش میں سب یہاں چل کر آئے ہیں۔

آخری پیغام:

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمانا چاہتے تھے کہ عزیز طلبا! آپ غریب الدیار غریب الوطن ہیں، اور یہ علم کی خاطر آپ نے برداشت کیا، گھر سے دور ہونے کی مشقت برداشت کی اور آپ نے اس علم کو حاصل کیا، اب اس پر عمل کر کے اپنے رب کے اجر کے مستحق ہو جائیے۔ اور جب تک یہ عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا تو اس ساری محنت کا چلت پھرت کا کیا فائدہ نکلا؟ آج وقت ہے اللہ رب العزت سے یہ دعا کرنے کا کہ اللہ! اس علم کی تلاش میں ہم گھروں سے تو نکل آئے لیکن جیسے بن کے رہنا چاہیے تھا ویسے تو ہم بن کے نہ رہ سکے۔ نہ آداب کا خیال رکھ سکے، نہ محنت پوری کر سکے، نہ اخلاص ہمارے اندر اتنا تھا، اے اللہ! اگر آج آپ نے ہمیں اس قبولیت سے نہ نوازا، اللہ! یہ محنت کس کام کی؟ اللہ جانوروں کو دیکھتے ہیں زمین پر بیٹھ بیٹھ کر گھٹنے اور ٹخنوں پہ نشان بن جاتے ہیں، ہم بھی تو چٹائیوں پر بیٹھے رہے، رکوع اور سجود میں، اے اللہ ان کے جسموں پر بھی نشان پڑ گئے، اگر آج تو نے قبول نہ کیا تو ہم میں اور ان جانوروں میں کیا فرق رہا۔

گر گر کے یہاں پہنچ مر مر کے تجھے پایا

چھوٹے نہ الٰہی اب سنگ در جاناں

www.besturdubooks.wordpress.com

ساری دنیا مجھے کہتی ہے سودائی ہے
اب میرا ہوش میں آنا تیری رسوائی ہے

میرے مولیٰ ہم غریب الدیار، غریب الوطن لوگ ہیں، اللہ آپ کے سامنے دامن پھیلاتے ہیں، اپنی کوتاہیوں کا اقرار کرتے ہوئے، آپ کو آپ کے رب ہونے کا واسطہ دیتے ہوئے، اے اللہ! آپ کی عظمت کو دل میں رکھتے ہیں۔ اللہ! مہربانی فرما دیجیے! تھوڑے عمل پر آپ زیادہ دینے والے پروردگار ہیں، ہماری محنتوں کا تھوڑا ہونا ہم مانتے ہیں مگر اس عمل کے اجر کو تھوڑا نہ کر دیجیے گا۔ ہمارے دورۂ حدیث کے سال کی محنت کو قبول کر کے اللہ قیامت کے دن ہمیں ان میں شامل فرما دیجیے گا، جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ ان کو بلا حساب کے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ حضرت یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علما کو کھڑا فرمائیں گے: یا معشر العلما اے علما کی جماعت! لم ادا! میں نے علم کو تمہارے سینے میں اس لیے نہیں جمع کیا تھا کہ آج تمہیں لوگوں کے سامنے رسوا کروں، جاؤ جنت میں بغیر حساب چلے جاؤ۔ اللہ ہمیں قیامت کے دن انہیں بندوں میں شامل فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

www.besturdubooks.wordpress.com

خزینۂ آخرت

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

﴿قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب﴾ (الزمر:۹)

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون ○ وسلام علی المرسلین ○ والحمد للہ رب العٰلمین ○

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم

عالم اور جاہل میں فرق:

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون﴾ (الزمر:۹)

اے میرے حبیب ﷺ آپ فرما دیجیے کہ کیا جاننے والا اور نہ جاننے والا ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں۔

﴿انما یتذکر اولوا الالباب﴾

اس بات کی سمجھ وہی رکھتے ہیں جو عقل مند ہیں۔

یعنی عقل مند انسان سمجھتا ہے کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں۔

قرآن مجید ایک دوسری جگہ فرمایا گیا:

﴿وما یستوی الاعمیٰ والبصیر﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

”اندھا اور بینا یہ برابر نہیں ہوتے“

﴿ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴾

”اندھیرا اور روشنی یہ برابر نہیں ہوتے“

﴿ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴾

”دھوپ اور چھاؤں یہ بھی برابر نہیں ہوتے“

﴿ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ﴾ (فاطر:۱۹-۲۱)

”زندہ اور مردہ یہ بھی برابر نہیں ہوتے“

تو ان تمام الفاظ میں عالم اور جاہل کا تقابل کیا گیا ہے۔ تو جس طرح زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے تو عالم زندہ کی مانند اور جاہل مردہ کی مانند، عالم روشنی کی مانند اور جاہل اندھیرے کی مانند ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے درمیان بہت فرق ہے۔

علم کی اہمیت:

آج دنیا میں ہم نے یہ دیکھا کہ جس کے پاس علم ہوتا ہے وہ اپنا کام آسانی سے نکال لیتا ہے۔ اور جس کے پاس علم نہیں ہوتا، اس کے کام اٹکے رہ جاتے ہیں۔ مشہور بات ہے کہ جس منزل کے راستے کا پتہ ہو اس منزل تک لنگڑا گدھا بھی پہنچ جاتا ہے اور جس راستے کا پتہ نہ ہو اس میں صحت مند گھوڑا بھی کھڑا رہ جاتا ہے۔ تو راستے کا پتہ ہونا، علم ہونا یہ انتہائی ضروری ہے۔

آج کمپیوٹر کا دور ہے، تو کمپیوٹر کو جب On کیا جاتا ہے تو اس میں کوڈ لگا ہوتا ہے۔ اب جس بندے کو کوڈ معلوم ہے اس بندے کے لیے کمپیوٹر کا چلانا بہت آسان اور جسے کوڈ معلوم نہیں اس کے لیے انتہائی مشکل۔ ایک مرتبہ ایک بیگ کو گھر کے کسی بندے نے تالا لگا دیا جو نمبروالا تھا۔ اللہ کی شان اس کو کھولنے کی ضرورت آئی تو وہ بندہ

موجود نہیں تھا، اب سب لوگ انکل لگا رہے ہیں کہ یہ نمبر ہو سکتا ہے، یہ نمبر ہو سکتا ہے، آدھا گھنٹہ اسی کوشش میں لگے رہے مگر تالا نہیں کھلا، حتیٰ کہ سب نے سوچا کہ اب اس تالے کو توڑ دینا چاہیے۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ میرے پاس ان کا ٹیلی فون نمبر ہے، ہم ٹیلی فون پر پوچھ لیتے ہیں۔ ٹیلی فون پر پوچھا گیا تو اس نے بتا دیا کہ میں نے یہ نمبر سیٹ کیا تھا، چنانچہ آدھے منٹ کے اندر تالا کھل گیا۔ جب نمبر معلوم نہیں تھا آدھا گھنٹہ کوشش کرنے کے بعد بھی تالا نہیں کھلا، توڑنے پر آ گئے، اور جب نمبر معلوم ہوا تو چند سیکنڈ کا کام تھا تالا اسی وقت کھل گیا۔

اسی طرح اللہ رب العزت کی رحمتوں کے جو خزانے ہیں، ان کی بھی کنجیاں ہیں۔ جس کو وہ کنجیاں معلوم ہوں تو وہ دروازہ آسانی سے کھول لیتا ہے اور جس کو معلوم نہ ہوں تو وہ ٹکریں مارتا رہتا ہے، دروازہ نہیں کھلتا۔ اسی لیے لوگ اپنے کام میں، کاروبار میں تجربہ کار بندے کو رکھتے ہیں۔ تجربہ کار بندہ وہ ہوتا ہے جو پہلے سے جانتا ہو، جو اپنے فن کے اندر ماہر ہو، کام کو سمجھتا ہو، وہ غلطی کیے بغیر اپنا کام ٹھیک کرتا رہتا ہے۔ اور جس کو تجربہ نہ ہو وہ غلطیاں کرتا ہے، بار بار نقصان کرتا ہے۔ تو اس تجربے کا نام علم ہے۔ یہ مادی علم ہے اور ایک دین کا علم ہے۔ جس بندے کے پاس دین کا علم ہو وہ اپنی منزل پر جلدی پہنچ جاتا ہے، اپنے پروردگار کو جلدی منا لیتا ہے، چونکہ اسے پتہ ہوتا ہے اور جو بندہ عالم نہ ہو تو اس کو بات کی سمجھ ہی نہیں لگتی۔ تو اس لیے فرمایا کہ عالم اور جاہل یہ برابر نہیں ہو سکتے، عالم کا رتبہ اونچا ہے، جاہل اس مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔

کم لاگت میں زیادہ منافع:

آج دنیا یہ چاہتی ہے کہ ہم اپنا پیسہ ایسے کاروبار میں لگائیں جہاں تھوڑے پیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے زیادہ پرافٹ ہو، تھوڑے وقت میں زیادہ پرافٹ ہو۔ تو اس کو کہتے ہیں کہ گی Return زیادہ ہونی چاہیے۔ جس طرح دنیا دار لوگ سرمایہ ایسی جگہ لگاتے ہیں جہاں پرافٹ زیادہ سے زیادہ ہو۔ اسی طرح مومن کا بھی یہی مزاج ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کو ایسی جگہ استعمال کرتا ہے جہاں تھوڑے وقت میں اس کو زیادہ ریٹرن ملتا ہو، زیادہ نیکی ملتی ہو، اللہ کا زیادہ قرب ملتا ہو، انسان نیکی میں زیادہ سے زیادہ آگے بڑھتا ہو۔ سمجھدار آدمی کی ہمیشہ یہی پالیسی ہوتی ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کچھ باتیں بتائیں جو کرنے میں بہت آسان ہیں لیکن اس پر ملنے والا اجر بہت زیادہ ہے۔ تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ اگر آدمی ان اعمال کو کرے تو بہت زیادہ Return ریٹرن حاصل کر سکتا ہے اور نیکیاں پا سکتا ہے۔ اور یہ انسان کی خوش نصیبی ہوتی ہے۔ بہت سارے دوستوں کو دیکھا کہ آج کل کے مختلف حالات میں اور پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ کوئی کاروبار کی وجہ سے پریشان، کوئی صحت کی وجہ سے پریشان، کوئی گھر بار کی وجہ سے پریشان اور ایسا ان پریشانیوں میں الجھ جاتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا تو کام اٹک گیا ہے۔ دینِ اسلام پوری زندگی کے لیے رہنمائی کرنے والا دین ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کو اکیلے چھوڑ کر نہیں گئے، بے یار و مددگار چھوڑ کر نہیں گئے، یہ بھی نہیں ہے کہ کچھ باتیں بتانے والی تھیں، معاذ اللہ بتا کر نہیں گئے۔ پوری زندگی کامیاب طریقے سے کیسے گزاری جا سکتی ہے؟ اس کے بارے میں ہر ہر بات بتائی۔

یقینِ کامل کی ضرورت:

چنانچہ جس بندے کو اللہ پر یقین ہے اس کو دنیا میں ٹینشن نہیں ہو سکتی۔ ٹینشن تو اس بندے کو ہوگی جس کو خدا پر یقین نہیں ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جس بچے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

باپ سر پر موجود ہو اس کے لیے کیا تشویش ہے، جو ضرورت جو کام ہو اس کا ابو موجود ہوتا ہے۔ ہاں جو بچہ یتیم ہو، اس کا دیکھنے والا کوئی نہ ہو، اس کے لیے پریشانی ہوتی ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں جو اللہ رب العزت پر یقین رکھتے ہیں، ایمان رکھتے ہیں تو ہمیں تو پریشان ہونے کی ضرورت ہی نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ شان تھی، وہ سمجھتے تھے کہ اللہ ہمارا ہے، اب ہمیں کسی چیز کی پریشانی نہیں۔ جنگ احد میں یہی الفاظ کہے تھے نا!

((لَنَا مَوْلٰی وَ لَا مَوْلٰی لَکُمْ))

''او کافرو! او مشرکو! ہمارا خدا ہے، تمہارا کچھ نہیں ہے''

یہ بہت بڑی بات ہے۔

ایک تو گھر کی چھت ہوتی ہے، ایک اس کے اوپر نیلی چھت ہے تو دل کو تسلی ہوتی ہے، اس کا مطلب ہے کہ اللہ رب العزت میرا نگہبان ہے، وہ میرے ہر کام کو سنوارنے والا ہے۔

آخرت کے خزانوں کی چابیاں:

ہماری کوتاہی یہ ہے کہ ہم بند دروازوں پر ان کنجیوں کو، چابیوں کو استعمال نہیں کرتے، اس لیے دروازہ نہیں کھلتا۔ تو نبی علیہ السلام نے بہت سی مختصر دعائیں بتائیں۔ آسان سے الفاظ میں، پڑھنی بھی آسان اور یاد کرنی بھی آسان۔ ہر چھوٹا بڑا، مرد عورت، اس کو یاد کر سکتا ہے۔ اگر ہم ان کو موقع بموقع پڑھتے رہیں تو اللہ رب العزت کی طرف سے برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کھلتے رہیں گے۔ اب جس بندے کو تو پتہ ہوگا، وہ پھر اس کام کو بہتر طریقے سے کر سکے گا۔ یہاں عالم اور جاہل میں فرق کا پتہ چل جاتا ہے۔ عالم کو کیونکہ پتہ ہوتا ہے تو وہ تھوڑے وقت میں زیادہ درجات پا جاتا ہے اور جاہل بے چارہ پیچھے رہ جاتا ہے۔

چنانچہ آج کی محفل میں چند ایسی باتیں آپ کے سامنے پیش کرنی ہیں کہ جن کو کرنا بہت آسان مگر ان پر ملنے والا اجر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ سوچ ذہن میں رکھ لیں کہ بھئی! ہمیں تو یہ کام ہر روز کرنے ہیں تاکہ ہمارے نامۂ اعمال میں جہاں گناہوں کی ظلمتیں اکٹھی ہو رہی ہیں وہاں نیکیوں کا نور بھی اکٹھا ہونا چاہیے۔ کیونکہ

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ھود: ۱۱۴)

"بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹاتی ہیں"

بھئی! جو کپڑا میلا زیادہ ہو اس کو صابن زیادہ لگاتے ہیں، ایک دفعہ سے نہیں اترے تو دوسری دفعہ دھو لو تیسری دفعہ صابن لگا لو صاف ہو جاتا ہے۔

تین قسم کے مزدور:

ان احادیث مبارکہ کو پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے امت کے لیے درجات پانے کے لیے آسانیاں کر دیں، ہیرے اور موتی دے دیے۔ یہ اللہ کے حبیب ﷺ کا امت پر احسان ہے۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ سب سے پہلے امت میں یہود آئے اور پھر عیسائی آئے اور پھر مسلمان آئے۔ اب مزدور تین طرح کے ہیں، ایک فجر سے لے کر ظہر تک محنت کرے اور اس کو سو روپیہ ملے اور دوسرا ظہر سے عصر تک کرے تو وہ وقت کم ہوتا ہے اس کو بھی سو روپیہ ملے اور عصر سے مغرب اور تھوڑا وقت ہوتا ہے وہ بھی محنت کرے تو اس کو بھی سو روپیہ ملے۔ تو پہلی امتوں کا حساب اس طرح کہ جیسے کسی نے فجر سے لے کر ظہر تک عبادت کی اور اس کو اجر ملا، دوسرے نے ظہر سے عصر تک عبادت کی اس کو بھی اجر ملا، اور امت محمدیہ کا حساب ایسا کہ جیسے عصر سے مغرب تھوڑا وقت عبادت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اجر ان کے برابر عطا فرما دیا۔ تو اس امت پر بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے اللہ تعالیٰ کے بڑے احسانات ہیں۔ تو دیکھیے! یہ ایک بات بتا دی پہلی امتیں سینکڑوں سال عبادت کر گئیں جب کہ اس نبی علیہ السلام کی امت کی عمریں تھوڑی ہیں مگر اس امت کو نبی ﷺ نے ایسی تعلیمات دے دیں کہ ان تعلیمات پر عمل کر کے ان امتوں سے بھی زیادہ اجر پا سکتی ہیں۔ اب دیکھیے! جیسے ہمیں رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے شب قدر عطا فرمائی۔ ایک رات کی عبادت تراسی (۸۳) سال کی عبادت کے برابر۔ سبحان اللہ!

تو یہ چھوٹے چھوٹے اعمال ہیں ان کو اس وقت بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری ذہن سازی ہو۔ ہمارے دلوں میں یہ بات ایسی رچ بس جائے کہ ہم ان آسان آسان الفاظ کو یاد کر کے پڑھنے کا معمول بنا لیں۔ یہ نہیں ہے کہ ہم نے کتاب میں پڑھا اور دیکھ لیا اور ہم خوش ہو گئے، اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ ان کو زندگی میں اپنانا چاہیے، معمول بنانا چاہیے۔

ایک منٹ میں گھنٹوں عبادت کا ثواب:

چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا مصلے کے اوپر بیٹھی عبادت میں مشغول تھیں۔ نبی علیہ السلام نے نماز ادا فرمائی، پھر اشراق کا وقت ہو گیا۔ جب گھر تشریف لائے تو دیکھا ام المومنین اسی طرح مصلے کے اوپر بیٹھی اللہ کی عبادت کر رہی ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جویریہ! اس وقت سے لے کر اب تک تم عبادت میں مشغول ہو؟ جی ہاں اے اللہ کے نبی ﷺ! فرمایا: میں تمہیں ایک کلمہ سکھاتا ہوں، فقرہ سکھاتا ہوں، اگر تین دفعہ کوئی بندہ پڑھ لے تو فجر سے لے کر اشراق تک عبادت کرنے کے برابر ثواب مل جائے گا۔

«سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَ رِضَا نَفْسِهٖ وَ زِنَةَ عَرْشِهٖ وَ مِدَادَ

www.besturdubooks.wordpress.com

کلماتہ))۔(صحیح مسلم، رقم: ۴۹۰۵)

”پاک ہے وہ ذات اور میں اسی کی حمد کرتا ہوں اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر اور اس کے راضی ہونے تک اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر“

آدھا منٹ بھی نہیں لگتا، ایک منٹ میں تین مرتبہ یہ فقرہ پڑھا جا سکتا ہے، اس ایک منٹ کے پڑھنے پر اللہ رب العزت فجر سے لے کر اشراق تک کی عبادت کا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔

اب دیکھیے! ادھر کم از کم دو گھنٹے کی عبادت ہے، کیونکہ ڈیڑھ گھنٹہ تو فجر کا وقت ہوتا ہے، پھر اشراق میں انتظار، پھر نبی علیہ السلام تشریف لائے تو اندازاً دو گھنٹے تو یہ وقت گزر گیا ہوگا۔ تو ایک طرف دو گھنٹے کی عبادت اور ایک طرف یہ ایک کلمہ ہے جس کو تین مرتبہ پڑھنا ہے اور اتنا اجر مل جاتا ہے۔

اب کاروباری لوگ ذرا متوجہ ہوں! کیا یہی ہے کہ جہاں ایک روپے کے بدلے دو ملیں تو وہاں تڑپ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں: جی یہ ہے کام کرنے کا، یہاں Investment (سرمایہ کاری) کرنا چاہیے۔ بھئی یہ حدیث پاک تو ہمارے سامنے ہے نا، اس کو سن کر ہمارے ذہن میں آنا چاہیے کہ تمام یہاں انویسٹ کرنا چاہیے۔

ایک جملے پر دس لاکھ نیکیاں:

دوسری حدیث مبارکہ اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: جو شخص بازار سے گزرتے وقت یہ دعا پڑھ لے اس کو دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں، دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اب چھوٹے ہونے کی وجہ سے یہ مت سمجھنا کہ پتہ نہیں ملتی ہیں کہ نہیں، اگر شک کریں گے تو ایمان

www.besturdubooks.wordpress.com

ثواب۔ یہ وہ بات ہے جو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلی ہے۔ جس زبان سے قرآن ملا، جن کو غیر بھی صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ اس مبارک زبان نے یہ بات بتائی کہ جو بندہ بازار سے گزرتے ہوئے ایک مرتبہ یہ دعا پڑھ لے، اسے دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں، دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور اگر بار بار پڑھیں تو پھر کتنا ثواب ہوگا؟ اب سوچئے کہ ہم میں سے کوئی بندہ ہی شاید ایسا ہو جس کو بازار سے گزرنے کا موقع نہ ملتا ہو۔ کئی لوگوں کو تو مسجد آتے ہوئے بازار سے گزر کر آنا پڑتا ہے، بعضوں کے کاروبار بازار میں، بعضوں کے دفاتر ایسی جگہ کہ بازار سے گزرنا پڑتا ہے۔ تو گاڑی میں بیٹھے ہوئے، موٹر سائیکل پر بیٹھے ہوئے، بازار سے گزرتے ہوئے، یہ مطلب نہیں کہ پیدل چل کے گزرو گے تو ثواب ملے گا، نہیں! مرد بھی عورتیں بھی سب بازاروں سے گزرتے ہیں، آنا جانا رہتا ہے اور اگر علم ہو کہ بازار سے گزرتے ہوئے اس ایک فقرے کے پڑھنے پر یہ اجر ملتا ہے تو انسان اس موقع کو کیوں ہاتھ سے جانے دے گا؟ اور یہ دیکھیے کہ وہ فقرہ کتنا آسان ہے!

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))

(المستدرك على الصحيحين، رقم: ۱۹۷۴)

”نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے مرے گا نہیں، تمام خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے“

اب یہ چوتھا کلمہ پڑھنا کتنا آسان ہے! بچوں کو بھی یاد ہوتا ہے، اب اس کو ہم پڑھنے کا معمول بنا لیں۔ کتابوں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو

www.besturdubooks.wordpress.com

گھروں میں رہتے تھے، ان کو بازار میں کوئی کام نہیں ہوتا تھا، وہ اپنا وقت نکال کر بازار سے اسی نیت سے گزرتے تھے کہ گزرتے ہوئے ہم یہ دعا پڑھیں گے اور نیکیوں کا یہ اجر ملے گا، اس نیت سے گزر جاتے تھے۔ اب بتایئے کہ ایک فقرہ کے پڑھنے پر دس لاکھ نیکیاں مل جاتی ہیں، دس لاکھ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

چار کلمات پر دس کروڑ نیکیاں:

ایک تیسری حدیث مبارکہ جسے مسند احمد طبرانی نے روایت کیا ہے۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ جو شخص چار کلمات دس مرتبہ پڑھے اس کو چار کروڑ نیکیاں ملتی ہیں۔ چار کلمات بہت چھوٹے چھوٹے ہیں:

«اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ»

«اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا»

«لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا»

«وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدًا» (الترمذی، رقم: ۳۳۹۵)

یہ چار چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں، اگر ان کو دس مرتبہ پڑھ لیں چار کروڑ نیکیاں ملتی ہیں۔ ذرا غور کیجیے چار کروڑ بن کیسے گئیں؟ کہ چار کلمات کو دس مرتبہ پڑھیں گے تو گویا چالیس کلمات ہو گئے اور پچھلی حدیث میں دس لاکھ نیکیاں ایک فقرے پر تو اگر دس لاکھ ضرب چالیس تو چار کروڑ بن گئے۔ یہ ایسے الفاظ ہیں کہ ان کو ایک مرتبہ پڑھنے پر دس لاکھ نیکیاں اللہ رب العزت عطا فرماتے ہیں۔

قیامت کا دن وہ دن ہوگا، ایک ایک نیکی کو انسان ترسے گا۔ کتنے لوگ ہوں گے ایک نیکی نہ ہونے کی وجہ سے روک کر کھڑے کر دیے جائیں گے، تمنا کرے گا کاش ایک نیکی میری اور ہوتی۔ آج کروڑوں نیکیاں ایک منٹ میں پڑھتے چلے جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کثیر اجر والا درود شریف:

ایک حدیث مبارکہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں: فرماتے ہیں کہ ایک درود پاک ایسا ہے کہ صبح شام اگر ایک مرتبہ پڑھ لیں تو اس کا ثواب فرشتے ایک ہزار دن تک لکھتے رہتے ہیں۔

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھُوَ اَھْلُہٗ)) (کنز العمال، رقم: ۳۹۰۰)

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا اجر دے جتنا کہ وہ اہل ہیں"

اس کو ہر بندہ یاد کر سکتا ہے، لکھے پڑھوں کی بات کیا اگر کوئی پرائمری بھی نہیں پڑھا ہوا وہ بھی یاد کر سکتا ہے۔ ایک ایک دو دو کر کے لفظ یاد کرنا شروع کر دیں آپ کو دو تین دن میں یہ فقرہ یاد ہو جائے گا۔ اس کو ایک مرتبہ صبح اور ایک مرتبہ شام پڑھنے سے اللہ رب العزت کے فرشتے ایک ہزار دن تک اس کا اجر لکھتے رہتے ہیں۔

فرشتوں کو تھکا دینے والا کلمہ:

ایک اور حدیث مبارکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص اس فقرے کو ایک مرتبہ پڑھ لیتا ہے تو اس کا ثواب فرشتوں پر لکھنا ہی بھاری ہو جاتا ہے۔ لکھ لکھ کر تھک جاتے ہیں۔ ہمیں اس کا تجربہ ہوا کہ ایک ڈرائنگ بھی جو ہمیں بنانی تھی، اور وہ بہت ہی مشکل تھی۔ جس کے اوپر ڈرائنگ بناتے ہیں اس کو پلاٹر کہتے ہیں اور وہ کمپیوٹر سے چلتا ہے۔ اس کے اوپر کمپیوٹر پروگرام بھر کر ہم نے جب اس کا بٹن دبایا، آٹھ گھنٹے متواتر وہ پلاٹر چلتا رہا اور ڈرائنگ بنتی رہی۔ جتنی دیر اس پلاٹر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پاس ہم بیٹھے رہے، دل میں یہی سوچتا رہا کہ یا اللہ! وہ درود شریف ایسا ہی ہوگا کہ ایک کمانڈ دے دی اور اب فرشتے اس کا ثواب لکھ لکھ کے تھکے جاتے ہیں۔ ہمارا اس وقت یہ حال تھا کہ جب اس پلاٹر پر ڈرائنگ بن رہی تھی، ہمیں اس پلاٹر پر رحم آرہا تھا، ترس آرہا تھا کہ کیا ہم نے کمانڈ دے دی کہ آٹھ گھنٹے متواتر وہ کچھ لکھ رہا ہے، کچھ بنا رہا ہے، کچھ کر رہا ہے۔ تو یہ درود مبارک ایسا ہی ہے کہ ایک مرتبہ جس نے پڑھ لیا تو فرشتوں کو ایسی کمانڈ مل گئی کہ وہ اس کا اجر لکھ لکھ کر تھک جاتے ہیں۔ وہ فقرہ کتنا آسان ہے!

((يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيمِ سُلْطَانِكَ))

(ابن ماجہ، رقم: ۳۷۹۱)

''اے میرے رب! تیرے لیے ایسی حمد جو تیری جلال شان کے اور عظیم بادشاہت کے مناسب ہو''

گنے چنے الفاظ ہیں۔ اتنے مختصر الفاظ پر اتنا بڑا اجر!

ہیرے اور موتیوں جیسے اعمال:

ان احادیث کو پڑھ کے واقعی دل میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امت کو بخشنے کے بہانے بنا دیے۔ چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں۔ جیسے سونا ہوتا ہے نا، دیکھنے میں کتنا چھوٹا سا اور قیمت کتنی بڑی! ہیرا دیکھنے میں چھوٹا ہوتا ہے قیمت بڑی۔ یہ فقرے بھی ہیرے اور موتیوں کی مانند ہیں تو قدر کریں اور ان کو زندگی کا معمول بنائیں اور گھر کی خواتین کو بھی یہ بات سمجھائیں۔ یہ مومن کی زندگی کا اس طرح جزو ہوں جس طرح کھانا پینا ہمارے ساتھ لگا ہے، کوئی دن کھانے پینے بغیر نہیں گزرتا تو اسی طرح انسان کا کوئی دن ان اعمال کے کیے بغیر

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں گزرنا چاہیے۔

ستر ہزار فرشتوں کی دعا:

ترمذی شریف کی ایک روایت ہے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تین آیات ایسی ہیں جو شخص صبح کو پڑھے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو پڑھے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور اگر اس دن وہ فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہدا کی قطار میں شامل فرمائیں گے، وہ سورۃ حشر کی تین آیتیں ہیں:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (الحشر: ۲۲-۲۴)

اب بتائیے دو منٹ کی بات ہے اور دو منٹ کی بات کرنے پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کر رہے ہیں۔

اسی سال کے گناہوں کی معافی:

اگلی حدیث مبارکہ اس کو علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے القول البدیع میں نقل کیا ہے، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لے تو اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور درود شریف کتنا چھوٹا!

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا))

اتنا مختصر سا درود مبارکہ ہے، اسی مرتبہ پڑھنے پر اسی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ گھر میں عورتوں کو بھی تعلیم دیں کہ وہ بھی جمعہ کے دن یہ عمل کرنے کا معمول بنائیں کہ جب عصر کی نماز پڑھیں تو بچوں کو بھی ساتھ اکٹھا کر لیں اور ان کو بھی عادت ڈالیں تاکہ یہ اعمال کرنے کی بچپن سے عادت پڑے۔

سمندر کے جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی:

ایک حدیث مبارکہ ہے کہ ایک کلمہ ایسا ہے نماز فجر سے پہلے اگر کوئی تین مرتبہ پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں،

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ))

یہ کتنا آسان سا فقرہ ہے، اکثر احباب کو یاد بھی ہوگا مگر کیونکہ اہمیت نہیں دل میں، کسی نے بتایا نہیں، سمجھایا نہیں، ذہن سازی نہیں کی، اہمیت کو واضح نہیں کیا۔ طلبا بھی نہیں پڑھ پاتے، کئی مرتبہ علما بھی جانتے ہیں کہ ہاں اجر ہے، دوام نہیں ہوتا۔ تو آج کی اس مجلس میں ان باتوں کو کرنے کا بنیادی مقصد یہ کہ ہم دل میں ایک نیت اور ارادہ لے کر اٹھیں کہ ہم نے ان کو آج کے بعد زندگی کا ایک جزو بنا لینا ہے۔

ادھورے کام پورے:

ایک حدیث مبارکہ ہے کہ ایک فقرہ جو شخص روزانہ سات مرتبہ پڑھے۔ سات مرتبہ صبح، سات مرتبہ شام، اللہ تعالیٰ اس کے ادھورے کاموں کو پورا کر دیتے ہیں۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوداؤد شریف کی روایت ہے۔ اب کون سا بندہ ہے جس کے کام ادھورے نہیں؟ آج کسی کی بچی کا رشتہ ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے، پریشان ہوتا ہے۔ جب بچی عمر کی بڑی ہونے لگے اور رشتے نہ آئیں تو ماں باپ کے دلوں پر کیا گزرتی ہے؟ یہ دوسرا بندہ نہیں سمجھ سکتا۔ راتوں کو نیند نہیں آتی کہ ہم اس کا کیسے جلدی سے فرض ادا کریں؟ نوجوان جو چاہتے ہیں کہ نکاح ہو، ہم گناہوں سے بچیں، کوئی نہ کوئی رکاوٹ۔ کسی کی ملازمت میں رکاوٹ، کسی کا کاروبار ادھورا، تو کام ادھورے تو رہتے ہیں۔ کتنے لوگ آتے ہیں اور یہی بات کرتے ہیں کہ حضرت! کوئی عمل بتائیں بس کام ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے۔ بھئی دیکھیے! اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ہمیں اس کا تریاق بتا دیا کہ اگر کام ادھورے رہ جاتے ہیں، پورے نہیں ہوتے، اس فقرے کو صبح شام سات مرتبہ پڑھ لیں اللہ تعالیٰ کام پورے کر دیں گے۔

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾
(التوبۃ:۱۲۹)

”میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا رب ہے“

اتنا مختصر سا فقرہ سات مرتبہ دن میں پڑھ لیں، سات مرتبہ رات میں پڑھ لیں، اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے ادھورے کاموں کو پورا کر دیتے ہیں، اٹکے کاموں کا ہونا آسان ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ الجھے کاموں کو سلجھا دیتے ہیں۔

کوئی مسئلہ لاینحل نہیں: ہے کہ ہم کہیں کہ جی اس کا تو کوئی حل ہی نہیں، یہ کیسی بات ہے؟ جس پروردگار نے ہمیں اور جس کے ارادے اور حکم سے یہ عمل چل رہا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ ہر کام کو ہر مسئلے کو حل کر سکتا ہے، ہمارے پاس کنجی ہونی چاہیے۔ تو یہ جو چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں نا یہ اصل میں نبی علیہ السلام نے ہمیں کنجیوں کا چابیوں کا گچھا پکڑا دیا ہے بھئی! ساری زندگی کی مشکلات اور پریشانیوں کی چابیاں یہ ہیں، استعمال کر لینا۔ اب حال تو وہی ہے کہ گچھا جیب میں ہے اور گلی میں بیٹھا ہے کہ جی گھر کا دروازہ بند ہے کھل نہیں رہا۔ ہر بندہ کہے گا کہ عقل کے اندھے! تیری جیب میں جو گچھا ہے تو اس کو استعمال کر، ایک چابی نہیں لگی دوسری لگا، چابی تو موجود ہے۔ اب دیکھیے کہ سات مرتبہ یہ عمل دن میں کریں یا رات میں کریں تو اللہ رب العزت ادھورے کام کو پورا فرما دیتے ہیں۔

ستر مصیبتیں دور:

ایک اور عمل جس کو ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا، ابن ابی شیبہ نے کیا۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے، سو مرتبہ نہیں ایک مرتبہ، اللہ تعالیٰ اس سے ستر مصیبتیں دور کرتے ہیں اور سب سے ادنیٰ مصیبت فقر و فاقہ ہوتا ہے۔ فقر و فاقہ سب سے کم درجے کی مصیبت، باقی مصیبتیں اس سے بڑی ہیں جو اللہ دور کر دیتے ہیں۔

«لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ»

اب یہ جتنے فقرے ہیں یہ یاد ہیں تو سبحان اللہ نہیں یاد تو آپ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے رابطہ کریں وہ آپ کو یہ لکھ کر دے دیں گے، آپ ان کو یاد کر لیں پھر ان کو معمول بنا لیں، در در کے دھکے کھانے سے نجات ہو جائے گی۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اللہ کے در پہ جھک جائیں، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اعمال کو کر لیں

www.besturdubooks.wordpress.com

درود کے دھچکے کھانے سے جان چھوٹ جائے گی۔

غمزدوں کی تسلی:

کنز العمال کی روایت کہ جو شخص تین مرتبہ یقین کے ساتھ یہ آیت پڑھ لے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾ (الانبیاء:۸۷)

غم زدہ ہوگا تو اللہ اس کے دل کو تسلی عطا فرما دیں گے۔

یہاں یقین کی شرط لگائی جو ڈھل مل یقین ہوتے ہیں ان کو نتیجہ نہیں ملتا، تذبذب کا شکار ہوتے ہیں۔ شکی جو ہوتے ہیں اسی لیے یہ شک جو ہے یہ شرک سے بھی زیادہ برا ہے۔ نبی علیہ السلام نے دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَ الشِّرْكِ))

شرک کا لفظ بعد میں شک کا پہلے۔ یہ شک ایمان کو فاسد کر کے رکھ دیتا ہے، اس لیے شک کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں۔ قرآن مجید کی ابتدا فرمائی ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ پھر کہا: هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ کہ شک کے ساتھ پڑھو گے تو پھر فائدہ نہیں پاؤ گے۔ تو یہ فقرہ ہے تو ایک آسان سا فقرہ مگر فرمایا کہ یقین کے ساتھ، پکا دل میں یقین ہو کہ اللہ کے حبیب ﷺ کی بتائی ہوئی بات ہے یقیناً سو فیصد یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اس فقرے کو تین بار پڑھ لے غم زدہ ہوگا، پریشان ہوگا تو اللہ اس کے دل کو تسلی عطا فرما دیں گے۔

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾

یہ آیت اکثر لوگوں کو آیت یاد ہوتی ہے، اس آیت کو چند مرتبہ پڑھنا کون سا مشکل کام ہے؟ یقین کے ساتھ پڑھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہم نے یونس علیہ السلام کی مانگی ہوئی اس دعا کو قبول کیا اور ہم نے ان کو غم سے نجات دے دی

﴿ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الانبیاء:۸۸)

''اور قیامت تک جو مومن بھی اس دعا کو پڑھتا رہے گا''

ہم اسی طرح اس کو غم سے نجات عطا کرتے رہیں گے۔ اب اس عمل کے معلوم ہو جانے کے بعد غم کا دور کرنا کتنا آسان ہو گیا۔ دیکھیں! حضرت یونس علیہ السلام تو مچھلی کے پیٹ میں پھنس گئے تھے نا! گھر گئے تھے، آج کئی لوگ حالات کی مچھلی کے پیٹ میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنی زندگی سے تنگ ہوتے ہیں، کہتے ہیں کہ جی پتہ نہیں ان حالات سے نکلنے کا راستہ نہیں ملتا۔ کئی لوگ گھر کے حالات کی مچھلی کے پیٹ میں بند ہوتے ہیں، نکلنے کا راستہ نہیں ملتا۔ تو فرمایا کہ تم کسی بھی مچھلی کے پیٹ میں بند ہو، چاہے وہ دریا کی مچھلی ہے یا حالات کی مچھلی، چاہے وہ غم کی مچھلی ہے۔ جس کے پیٹ میں بھی تم پھنس گئے ہو اس دعا کو پڑھو گے اللہ رب العزت اس کے بدلے اس مچھلی سے نجات عطا فرمادیں گے۔

چار بیماریوں سے نجات:

ایک اور حدیث مبارکہ جسے طبرانی اور مسند احمد نے روایت کی ہے کہ جو شخص ایک فقرے کو تین مرتبہ فجر کے بعد پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو چار بیماریوں سے نجات عطا فرماتے ہیں۔ ایک فقرہ چار بار فجر کے بعد پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ چار بیماریوں سے نجات عطا فرمادیتے ہیں۔

پہلی بیماری پاگل پن۔

دوسری کوڑھ پن، یہ جو برص ہو جاتا ہے یا شکل بدلتی ہے، داغ دھبے آجاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرا اندھاپن،

اور چوتھا فالج،

چار بیماریاں اللہ تعالیٰ دور فرما دیتے ہیں اگر فجر کے بعد چار مرتبہ اس فقرے کو پڑھیں۔ فقرہ کتنا آسان ہے:

«سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ»

تو محنت کم اور اجر زیادہ۔ تو ہمیں تو Investment کا موقع مل گیا۔ تو ہمیں یہ نیت کر لینی چاہیے کہ آج کے بعد کوئی دن یا کوئی رات ان اعمال کے بغیر نہیں گزرے گی۔

ہفتہ بھر کے گناہ معاف:

ایک اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھتا ہے تو؟ دو باتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ایک پچھلے جمعے سے اس جمعے تک اس کے لیے نور ہو جاتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ پچھلے جمعے سے اس جمعے تک اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں، اس کے اعمال نامے کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دیتے ہیں۔

دجال سے حفاظت:

اور اگر روزانہ سورۃ کہف کی پہلی دس آیتیں صبح پڑھے اور دس آیتیں آخری پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے فتنے سے محفوظ فرمالیں گے۔ شروع کی دس آیتیں آخر کی دس آیتیں ان کو ایک مرتبہ پڑھ لینے سے دجال سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اب بتایئے! دجالِ اکبر کا فتنہ کتنا بڑا! صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس سے ڈرتے تھے، گھبراتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض حضرات فرماتے تھے کہ ہمارا یہ حال تھا کہ نبی علیہ السلام نے

جب ہمیں دجال کے بارے میں بتایا تو گزرتے ہوئے ہمیں ڈر ہوتا تھا کہ اس درخت کے پیچھے سے دجال نہ آجائے، اتنا ڈرتے تھے۔ ایک تو دجال اکبر سے بچنا اور بھی دجال ہوتے ہیں، اس کے چیلے۔ دجل کا مطلب ہوتا ہے، فریب دینے والا۔ فریب دینے والے تو بڑے ہوتے ہیں، اور وہ سب دجال کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ دجال اکبر سے بھی بچائیں گے اور ایسے لوگوں کے فریب سے بھی بچائیں گے۔

حفاظتِ خداوندی:

ایک اور حدیث مبارکہ کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾ (البقرۃ: ۲۵۵)

یہ ایک ہی آیت مبارکہ ہے جو اکثر لوگوں کو یاد ہوتی ہے۔ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو موت آجائے تو اس کے لیے جنت میں جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ جنت میں جانے کے لیے صرف موت رکاوٹ ہوتی ہے کہ موت آئے اور یہ جنت پہنچے۔ اب بتائیے کہ آیت الکرسی کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنا بڑا اجر ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب انعام:

ایک اور حدیث مبارکہ ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ جو شخص نماز فجر کے بعد کسی سے بات چیت کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ دعا پڑھے اس کو پانچ نعمتیں ملیں گی، دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف ہوں گے، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، شیطان سے حفاظت ہوگی اور مصیبتوں سے اللہ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ کون سی دعا:

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

"نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اس کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہی سب چیزوں پر قادر ہے"

اس فقرے کو نماز فجر کے بعد دس مرتبہ پڑھنے پر اللہ رب العزت کی طرف سے یہ انعام ملتا ہے۔

مستجاب الدعوات بنیں:

آج کوئی اگر آپ کو یہ بات کہے کہ جی میں آپ کو ایک عمل بتاتا ہوں کہ جس کی وجہ سے آپ کی دعائیں قبول ہوں گی تو سننے والا تو اچھل پڑے گا کہ جی مجھے وہ فقرہ بتا دیں۔ وہ کہے کہ میں اسم اعظم بتا دیتا ہوں، اس کی وجہ سے دعائیں قبول ہوں گی تو آپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا۔ آپ گھر کے ایک ایک فرد کو بتائیں گے کہ جی دیکھو! مجھے ایک پیر صاحب نے بتایا، ایک مولوی صاحب نے بتایا، اس فقرے کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے۔ اگر ایک عام آدمی کی بات ہو تو اتنا اثر ہوتا ہے تو یہاں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ فرماتے ہیں، سید الانبیاء، سید الاولین والآخرین، سید الملائکہ، اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے بتلایا کہ جو آدمی ایک عمل روزانہ کرتا ہے اللہ اس کو مستجاب الدعوات بندوں میں شامل فرما دیتے ہیں۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، اس کو جامع الصغیر اور مجمع الزوائد میں نقل کیا گیا۔ فرماتے ہیں کہ جو آدمی ۲۷ مرتبہ ایمان والوں کے لیے استغفار روزانہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو مستجاب الدعوات لوگوں میں شامل فرمالیں گے۔ تو ستائیس مرتبہ دن میں یہ پڑھنا ہے:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ»

اس فقرے کو دن میں آپ فجر کے بعد پڑھ لیں یا کسی وقت پڑھ لیں، ۲۷ مرتبہ پڑھنے پر اللہ تعالیٰ آپ کو مستجاب الدعوات بندوں میں جن کی دعا قبول ہوتی ہے شامل فرما دیتے ہیں۔

بلین نیکیاں:

اور دوسری روایت میں ہے کہ اس فقرے کو ۲۷ مرتبہ پڑھنے پر پوری دنیا میں جتنے ایمان والے ہوتے ہیں مرد اور عورتیں اللہ ان کی تعداد کے برابر نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھوا دیتے ہیں۔ آج تو مسلمانوں کی تعداد بلین میں ہے، ہم نے اپنے مصلے پر بیٹھ کے فقرہ پڑھا اور ہم بلین نیکیوں کے حق دار ہو گئے۔ واقعی ان احادیث کو پڑھ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے امت پر کتنا احسان کیا؟ آپ ﷺ اگر یہ نہ بتاتے تو ہمیں کیسے پتہ چلتا؟ ہمیں تو نہیں پتہ چلنا تھا۔ تو یہ اس محسنِ انسانیت کا ہم پر احسان ہے کہ انہوں نے ایسے فقرے بتا دیے کہ جن کا اجر زیادہ ہے اور جو اللہ رب العزت کو اتنے پسند ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شہادت کا درجہ:

ایک اور حدیث مبارکہ جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سید الاستغفار ایک مرتبہ دن میں پڑھ لے، اگر اس دن مرے گا تو شہید آخرت شمار کیا جائے گا۔ یعنی دنیا میں تو عام موت آئی لیکن قیامت کے دن جہاں شہیدوں کی قطار ہوگی اللہ اس کو اس قطار میں کھڑا فرمائیں گے۔ تو گھر بیٹھے بٹھائے شہادت کا مرتبہ مل جائے گا اور رات میں پڑھا اور اسی رات موت آئی تو بھی شہید آخرت کا درجہ ملے گا۔ اب ایک مرتبہ دن میں، ایک مرتبہ رات میں اگر پڑھنے کی پابندی کر لے تو جب بھی موت آئے گی اللہ تعالیٰ شہداء کی قطار میں شامل فرمالیں گے، سید الاستغفار یہ ہے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ»

(ابن ماجہ، رقم: ۳۸۶۲)

جہنم سے نجات:

ایک اور حدیث مبارکہ جس کو طبرانی اور ابوداؤد نے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ ابو حارث رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم فجر اور مغرب کے بعد سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لو، چھوٹی سی دعا ہے، روزانہ فجر کے بعد اور مغرب کے بعد اگر یہ دعا پڑھ لو اگر اسی دن موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ جہنم سے نجات عطا فرما دیں گے۔ جہنم سے نجات کا پروانہ مل گیا کتنی چھوٹی سی دعا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

«اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ» (ابی داؤد، رقم:۳۸۶۲)

اب ان چھوٹے سے عمل کو ایک منٹ میں سات مرتبہ پڑھ لو، ایک منٹ کے عمل پر جہنم سے بری۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت: بحمد اللہ تعالیٰ

ایک دوسری حدیث مبارکہ مجمع الزوائد میں اس کو نقل کیا، ابو درداء رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام دس دس مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھے گا اس کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔ دس مرتبہ درود شریف پڑھنا کتنا آسان کام ہے، اور اگر سو مرتبہ پڑھ لیں تو پھر اور بھی اللہ کا شکر۔ دس مرتبہ درود شریف پڑھنے پر نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔

عقل مند انسان:

ایک اور حدیث مبارکہ سورۃ بقرۃ کی جو آخری دو آیات ہیں، ان کا پڑھنا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی عقل مند شخص ان دو آیتوں کو پڑھے بغیر سو نہیں سکتا۔ اس کا مطلب جو پڑھے بغیر سوتا ہے وہ عقل سے عاری ہے، عقل سے فارغ بیوقوف انسان ہے، اس کو سمجھ ہی نہیں کہ آخرت میں اس پر اجر کیا ملتا ہے؟

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سونے سے پہلے سورۃ بقرہ کی دو آیات پڑھ لے اگر اس رات تہجد میں نہ بھی اٹھ سکا، اللہ تعالیٰ تہجد کے برابر اس کو اجر اور ثواب عطا فرمائیں گے۔ تو ان دو آیات کے پڑھنے پر تہجد کے قائم مقام اجر مل گیا۔ ہم چاہیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر رات میں تہجد کا ثواب پا سکتے ہیں کون سا یہ مشکل عمل ہے۔

نبی علیہ السلام کی ضمانت:

اور آخری حدیث مبارکہ آج کی مجلس میں: حضرت منذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ دعا تین مرتبہ پڑھے، سبحان اللہ کیا بڑا اجر ہے حدیث مبارکہ پڑھ کر دل کھل اٹھتا ہے کہ تین مرتبہ پڑھنے پر اتنا بڑا اجر! اور فقرہ بھی چھوٹا سا

((رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا)) (مسند احمد، رقم: ۱۸۹۶۷)

کتنا چھوٹا سا فقرہ ہے۔ اس کو تین مرتبہ پڑھنے پر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اجر بتایا، سبحان اللہ! پڑھ کے انسان جھوم اٹھتا ہے۔ آپ ذرا سوچیے ذہن میں کہ کیا اجر ہو سکتا ہے؟ حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو شخص فجر کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل فرماؤں گا، میں اس کو جنت میں داخل کرنے کا ذمہ دار ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کی نشانی:

بنی اسرائیل والوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ اللہ ہم سے راضی ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اور انہوں نے اللہ رب العزت سے یہی سوال کیا: اے اللہ! کیسے پتہ چلے کہ آپ راضی ہیں، تو اللہ رب العزت نے جواب میں فرمایا کہ اے میرے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو بتا دیں کہ بہت آسان ہے اللہ کو راضی کرنا۔ کیسے؟ فرمایا کہ یہ اپنے دلوں میں جھانکیں اگر یہ اپنے دل میں مجھ سے راضی ہیں تو میں پروردگار ان سے راضی ہوں، یہ مجھ سے خفا ہیں تو میں ان

سے تھا ہوں۔ تو جو بندہ اللہ سے راضی ہو، وہ شکوے نہیں کرتا، شکایت نہیں کرتا، اللہ سے راضی جو ہوا۔

تو اس فقرے میں وہ لفظ بولا جا رہا ہے۔ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا تو دیکھیے چھوٹا سا فقرہ پڑھنے پر اتنا بڑا اجر کہ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرنے کا ذمہ دار ہوں۔

مسنون اعمال ضروری ہیں:

اللہ رب العزت ان اعمال کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تو ان الفاظ کو یاد کر کے ان کا معمول بنا لیجیے۔ اب بعض سالکین کہتے ہیں کہ جی ہمیں بیعت کے بعد جو معمولات بتاتے ہیں، اس میں یہ چیزیں تو نہیں ہوتیں۔ بھئی! وہ معمولات بتاتے ہیں مسنون اعمال کے علاوہ، مسنون اعمال تو متفقہ چیز ہے، وہ تو کرنے ہی ہیں، ان کے علاوہ جو کرنے ہوتے ہیں وہ بتائے جاتے ہیں، مسنون اعمال بھی کیجیے، مسنون دعائیں بھی پڑھیے، اللہ رب العزت ہم عاجز مسکینوں کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

تزکیہ نفس کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
﴿وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (الاحقاف:۱۹)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان کی ترکیب:

انسان دو چیزوں کا نام ہے، ایک بدن اور دوسری روح، بدن کی حیثیت مکان کی سی ہے اور روح کی حیثیت مکین کی سی ہے۔ بدن نقلی انسان ہے، روح اس میں اصلی انسان ہے۔ جسم مٹی سے بنا جبکہ روح اللہ کے امر سے آئی ہوئی ایک چیز ہے، یہ دونوں چیزیں مل کر انسان بنتی ہیں۔

جسم سازی کا مقام:

جسم کے بننے کی جگہ ماں کا پیٹ ہے۔ اگر کسی بچے کا جسم رحمِ مادر میں ٹھیک نہیں بنا تو دنیا میں آ کر وہ ٹھیک نہیں بن سکتا۔ مثلاً ایک بچہ ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوا، دنیا کے ڈاکٹر جتنا مرضی زور لگا لیں وہ اس کی آنکھیں نہیں بنا سکتے۔ ایک بچے کے ہاتھ کی انگلیاں ہی نہیں ہیں، تو ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر اس کی انگلیاں نہیں بنا سکتے۔ طبیب حضرات کہتے ہیں کہ ماں کے پیٹ سے بچے میں جو کمی رہ جائے، وہ دنیا میں

پوری نہیں ہو سکتی۔

شخصیت سازی کا مقام:

بالکل اسی طرح یہ زمین و آسمان کا پیٹ انسان کی شخصیت بننے کی جگہ ہے۔ اس کی عادات، اخلاق، رفتار، گفتار اور کردار کے بننے کی جگہ یہ دنیا کا پیٹ ہے۔ اگر کسی کی شخصیت میں کوئی کمی رہ گئی آخرت میں جا کر وہ کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ اس لیے یہ دنیا کی زندگی کا ہمارا وقت بہت اہمیت کا حامل ہے۔ زندگی مختصر ہے، مگر قیمت کے اعتبار سے اس کی بڑی اہمیت ہے۔

تزکیہ کا عام فہم مفہوم:

جو انسان اپنے آپ کو ٹھیک کر لے، ستھرا کر لے، جو اپنا تزکیہ کر لے، اس نے یقیناً اس زندگی کی قدر و قیمت پہچان لی۔ ''تزکیہ'' عربی زبان کا لفظ ہے۔ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے، اس کا مطلب ہوتا ہے: کھوٹ نکالنا، صاف کرنا۔

مثال کے طور پر میلا کپڑا ہے، اس کی میل کو اگر دور کرنا چاہیں تو صرف ہاتھ پھیرنے سے وہ دور نہیں ہوگی، استری پھیرنے سے دور نہیں ہوگی بلکہ اس میل کچیل کو دور کرنے کے لیے اس کو پانی میں ڈالنا پڑے گا، صابن لگانا پڑے گا، نچوڑنا پڑے گا۔ جب دو تین مرتبہ اس کو دھوئیں گے تو اس کپڑے کی میل دور ہو جائے گی۔ اس سارے طریقہ کار کو تزکیہ کہتے ہیں کہ اس کپڑے کا تزکیہ ہوا، اس سے میل جدا ہو گئی۔

تزکیہ کے مختلف طریقے:

اسی طرح انسان کا بھی تزکیہ ہوتا ہے، مگر ہر چیز کے تزکیہ کا طریقہ جدا ہے۔ سونے میں اگر کھوٹ ہو تو صابن اور پانی سے تو دور نہیں ہوتا، اس کے لیے سنار اس

www.besturdubooks.wordpress.com

سونے کو پگھلاتا ہے، اس کے لیے آگ کام آتی ہے۔ جب وہ پگھل جاتا ہے تو کھوٹ سونے سے جدا ہو جاتا ہے۔ تو جس طرح کپڑے کے تزکیہ کا طریقہ جدا ہے، سونے کے کھوٹ کو دور کرنے کا طریقہ جدا ہے۔ اسی طرح انسان کے من کے کھوٹ کو دور کرنے کا طریقہ جدا ہے۔

اللہ کے نزدیک تزکیہ کی اہمیت:

یہ تزکیہ اتنا اہم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف بنانے کے بعد جب دعا مانگی کہ اے اللہ! میں نے تیرا گھر تو بنا دیا، اب اس گھر کو آباد کرنے والے محبوب ﷺ کو بھیج دیجیے۔ تو اس وقت دعا مانگی کہ وہ ایسے رسول ہوں:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (البقرۃ:۱۲۹)

"اے ہمارے رب! بھیج ان میں رسول انہی میں سے جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے"

یہاں ان کی چار خوبیاں گنوائی گئیں:

۱) ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے۔

۲) ان کو کتاب کی تعلیم دے۔

۳) اور حکمت سکھائے۔

۴) اور ان کا تزکیہ کرے۔

یہاں چوتھی خوبی یہ بیان کی ہے کہ وہ لوگوں کا تزکیہ کریں، ان کو ستھرا کریں، ان کے من کو صاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس دنیا میں بھیجا اور وہی

www.besturdubooks.wordpress.com

چار صفات جو مانگی گئی تھیں دعائے ابراہیمی میں، انہی کا تذکرہ کیا لیکن ترتیب کو اللہ تعالیٰ نے بدل دیا۔ اب ترتیب میں یوں فرمایا:

﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾

(البقرۃ:۱۵۱)

''جیسا کہ ہم نے ایک رسول تمہاری طرف تم میں سے ہی بھیجا وہ تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے''

اس آیت میں ''تزکیہ'' کے لفظ کی ترتیب بدل کر پہلے لائے۔ یعنی دعائے ابراہیمی میں ''وَیُزَکِّیْھِمْ'' کا لفظ آخر پر ہے اور آیت بعثت میں اللہ تعالیٰ نے ''وَیُزَکِّیْکُمْ'' کا لفظ دوسرے نمبر پر فرمایا۔ گویا اس لفظ کو چوتھے نمبر کی بجائے دوسرے نمبر پر لے آئے ہو:

فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوا عَنِ الْحِكْمَةِ

(دانا کا کوئی کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا)

اس میں بھی کوئی حکمت ہے۔ پروردگار عالم نے اس میں بھی حکمت پوشیدہ رکھی ہے کہ اس لفظ کو پہلے لایا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ تزکیہ کو حاصل کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں سات مرتبہ قسمیں کھائی ہیں۔ کوئی اور ایسا کام نہیں کہ جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ایک ہی وقت میں لگاتار سات چیزوں کی قسم کھائی ہو، فرمایا:

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا

www.besturdubooks.wordpress.com

يَغْشٰهَا ○ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ○ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ○ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○﴾ (الشمس:۱-۹)

"قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی، اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے، اور دن کی جب وہ اسے روشن کردے، اور رات کی جب وہ اسے ڈھانپ لے، اور آسمان کی اور اس کی جس نے اسے بنایا، اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا، اور جان کی اور اس کی جس نے اسے درست کیا، پھر اسے بدی اور نیکی سمجھائی، پس وہ کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔"

یہاں پر اللہ رب العزت نے سات قسمیں کھائیں۔ دیکھو! بڑے لوگ یا بڑی ہستیاں جب کوئی ایک بات کہہ دیں تو ایک مرتبہ کہنا ہی کافی ہوتا ہے، اور اگر کہنے کے ساتھ قسم بھی کھالیں تو بڑی تاکید ہوتی ہے۔ پھر ایک قسم نہیں۔ اللہ رب العزت کی ہستی اور سات مرتبہ قسمیں کھا کر پھر فرمایا: جو ستھرا ہوا، وہ فلاح پا گیا اور جس نے اپنے من کو ستھرا نہ کیا وہ ناکام ہوگیا تو اس تزکیہ نفس کی کتنی بڑی اہمیت ہے، اور آج اس کو حاصل کرنے سے ہم بالکل غافل ہیں۔

فلاحِ حقیقی کا مدار:

حقیقت یہ ہے کہ یہ چیز ہماری ضرورت ہے۔ ہماری فلاح کا دارومدار تزکیہ پر ہے۔ قرآن مجید میں "مُفْلِحُوْنَ" کا جو لفظ ہے، وہ تین چیزوں کے لیے استعمال ہوا:

(۱) توبہ کرنے والوں کے لیے:

﴿وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور:۳۱)

"اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ"

www.besturdubooks.wordpress.com

تو توبہ سے بھی انسان کو فلاح ملتی ہے۔

(۲) تزکیہ حاصل کرنے والوں کے لیے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (الاعلیٰ:۱۴)

"تحقیق فلاح پا گیا جو ستھرا ہوا"

(۳) اور نماز سے بھی انسان کو فلاح ملتی ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝﴾

(المومنون:۱،۲)

تو تین چیزیں فلاح دینے والی ہیں، گناہوں سے توبہ کرنا، تزکیہ حاصل کرنا اور پھر خشیت والی نماز پڑھنا۔ اب اگر اس ترتیب کو اختیار نہیں کریں گے، تو فلاح نصیب پا سکتے۔

فلاح کیا ہے؟

فلاح کہتے ہیں۔ "بند چیز کو کھولنا۔" جیسے کسان کو عربی میں "فلاح" کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ زمین کو ہل کے ذریعے سے کھول کر اس میں بیج ڈالتا ہے۔ جس بندے کے ہونٹ کھلے ہوں، تو اسے عربی میں کہتے ہیں..... رجل افلح (کھلے ہونٹوں والا بندہ)

تو لفظی معنی ہیں، کھول دینا۔ کیا مطلب؟

.....سعادت کے دروازے اس کے لیے کھول دینا۔

.....کامیابیوں کے دروازے کھول دینا۔

.....برکتوں کے دروازے اس کے لیے کھول دینا۔

تو جو انسان۔ توبہ کرتا ہے، تزکیہ حاصل کرتا ہے، خشوع والی نماز پڑھتا ہے، اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ برکتوں کے دروازے اس کے لیے کھول دیتے ہیں۔

......ایسی کامیابی کو جس کے بعد ناکامی نہ ہو،

......ایسی عزت کو جس کے بعد ذلت نہ ہو،

......اللہ کے ہاں ایسی قبولیت کو کہ جس کے بعد مردودیت نہ ہو۔

اس کو فلاح کہتے ہیں۔

حصولِ تزکیہ کے طریقے:

یہ فلاح انسان کو تزکیہ نفس سے نصیب ہوتی ہے۔ اب تزکیہ نفس ہم کیسے حاصل کریں؟ اس کے لیے محنت کرنا پڑتی ہے۔ علماء نے دو طریقے بتائے ہیں۔ ایک طریقہ اس دنیا میں اور ایک طریقہ آخرت میں ہے۔ ایک طریقہ جو دنیا میں تزکیہ حاصل کرنے کا ہے۔ اس کے آگے پھر دو طریقے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے ہیں۔

زمین کی ناپاکی دور کرنے کے طریقے:

وہ فرماتے ہیں اگر زمین ناپاک ہو، گندگی اور نجاست نے زمین کو ناپاک کر دیا ہو تو اس کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ ایک طریقہ یہ ہے کہ سورج کی روشنی اس کے اوپر چمکے، دھوپ اس کے اوپر پڑے، اتنی پڑے کہ دھوپ کی گرمی اور حدت اس نجاست کو جلا کر ختم کر دے۔ نام و نشان مٹا دے، نجاست کا کوئی اثر اور رنگ رہے اور نہ اس کی بو رہے۔ جب بالکل ناپاکی کا نام و نشان مٹ جائے گا، تو فقہا فرمائیں گے کہ زمین پاک ہو گئی۔ اگرچہ پہلے اس کے اوپر نجاست تھی مگر سورج کی دھوپ نے ناپاک زمین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ناپاکی کو جلا ڈالا، اور اس کو پاک کر دیا۔ ایک تو پاک ہونے کا یہ طریقہ ہے۔
دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بارش برسے اور خوب برسے، اتنی برسے کہ بارش کا پانی اس ساری ناپاکی کو بہا کر لے جائے۔ پھر جب وہ خشک ہو جائے گی تو فقہا اس زمین کے پاک ہونے کا فتویٰ دیں گے۔
.....تو زمین کے پاک ہونے کے دو طریقے۔

دل کی زمین کو پاک کرنے کا طریقے:

انسان کے دل کی مثال زمین کی مانند ہے۔ اب اس دل کی زمین کے پاک ہونے کے بھی دو طریقے ہیں۔

(۱) ......صحبت شیخ:

ایک طریقہ تو یہ ہے کہ انسان کسی شیخ کامل کی صحبت کو اختیار کر لے۔ طالب صادق بن کر ان سے فیض پائے تو اللہ رب العزت ان کی توجہات کی برکت سے دل کی دنیا کو بدل دیتے ہیں۔ دل کی دنیا بدلتی ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۝﴾ (التوبہ: ۱۱۹)

(اے ایمان والو! تقویٰ کو اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو)

حکم فرمایا جا رہا ہے کہ تم سچوں کے ساتھ رہو۔ کوئی بندہ کسی شیخ کامل کے ساتھ تعلق تو جوڑے لیکن غفلت سے باز نہ آئے، اس کی مثال اس مریض کی سی ہے کہ جس نے ڈاکٹر سے تعلق تو رکھا ہے، دوائی کھا رہا ہے مگر ساتھ بد پرہیزی کر رہا ہے۔ نزلہ زکام کا مریض ہو، ڈاکٹر سے روز دوائیاں لے کر آئے اور اچار بھی کھائے، ساتھ آئس کریم بھی کھاتا رہے۔ تو پھر ڈاکٹر کہے گا کہ آپ کی بیماری ختم ہونے والی نہیں۔ جس

www.besturdubooks.wordpress.com

طرح دوا کا استعمال کرنا ضروری ہے، پرہیز کرنا اس سے بھی ضروری ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

((اَلْوِقَایَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الْعِلَاجِ))

''پرہیز علاج سے بہتر ہے۔''

......اسی طرح اگر شیخ کے ساتھ تعلق جوڑے، تو تعلق جوڑنے کے بعد شیخ کے بتائے ہوئے معمولات کو کرے۔ یہ ایک بات۔

......دوسرا اپنے آپ کو غفلت، سستی اور گناہوں سے بچائے۔ اگر نہیں بچائے گا توفیض آئے گا تو صحیح مگر ضائع ہوتا چلا جائے گا۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ گھڑے میں پانی تو آ رہا ہے لیکن اس کے پیندے میں سوراخ ہے، جتنا پانی اندر آتا ہے وہ سب ضائع ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس میں نل کا قصور نہیں، اس سے تو فیض جاری ہے، پانی والے اپنے گھڑے بھر بھر کر جا رہے ہیں۔ اگر کسی کو فیض نہیں مل رہا تو وہ اپنے آپ پر نظر ڈالے کہ کہاں سوراخ ہے، جہاں سے یہ فیض ضائع ہو رہا ہے۔

تو تزکیہ نفس حاصل کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے کسی بندے سے فیض پائے، ان کی صحبت میں رہے، حتیٰ کہ دل کی زمین صاف ہو جائے۔

(۲)......کثرتِ ذکر:

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کرے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے، برکت آتی ہے۔ تو رحمت اور برکت کے آنے کی وجہ سے دل کی زمین صاف ہوتی ہے، اور ظلمت زائل ہو جاتی ہے۔ اسی لیے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((ذِكْرُ اللّٰهِ شِفَاءُ الْقُلُوبِ))

"اللہ کا ذکر دلوں کے لیے شفاء ہے۔"

تو تزکیہ حاصل کرنے کے یہ دو طریقے ہیں اس دنیا میں۔ اور عقل مند کو دونوں استعمال کرنے چاہئیں۔ ڈاکٹر کے پاس جائیں اور وہ کہے گا کہ آپ کی بیماری کے لیے دو دوائیاں اچھی ہیں۔ یہ دوائی بھی اچھی ہے اور یہ بھی اچھی ہے تو ڈاکٹر دونوں لکھ دیتا ہے۔ آج کل تو ماشاء اللہ دس دس گولیاں لکھ دیتے ہیں۔ لیکن اگر دو دوائیاں ایک دوسرے کی معاون ہوں تو ڈاکٹر کہتا ہے کہ ان کو استعمال کرنے سے جلدی آرام آجائے گا۔ تو ذکر کی کثرت اور شیخ کی صحبت یہ دونوں معاون دوائیاں ہیں، ان کو ایک وقت میں استعمال کیجیے! اللہ رب العزت جلدی شفاء عطا فرمادیں گے۔

آخرت میں تزکیہ نفس کا انتظام:

اگر ایک آدمی اس دنیا میں محنت کر کے تزکیہ حاصل نہیں کرتا اور اس کے اندر باطنی بیماریاں سب موجود ہیں۔ حسد بھی ہے، بغض بھی ہے، کینہ بھی ہے، غصہ بھی ہے، بدنظری بھی ہے، بخل بھی ہے، تمام باطنی بیماریاں موجود ہیں، اور وہ اسی طرح دنیا میں سے چلا جاتا ہے۔ لیکن کلمہ اس نے پڑھا اور کلمے پر موت آئی تو اللہ رب العزت نے آخرت میں بھی کلمہ گو انسانوں کے لیے تزکیہ کا انتظام کر رکھا ہے۔

آخرت کا ہسپتال:

دنیا میں کوئی بندہ بیمار ہو جائے تو اس کو ہسپتال میں داخل کرواتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے بھی باطنی طور پر بیماروں کے لیے آخرت میں ایک ہسپتال بنا رکھا ہے۔ اور اس ہسپتال کا نام جہنم ہے۔ وہ باطن کے روگ نکالنے کے لیے ہسپتال ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمرجنسی روم...... قبر:

دنیا کے ہسپتال میں اگر آپ جائیں تو ایمرجنسی روم پہلے ہوتا ہے۔ جاتے ہی ایمرجنسی روم میں لے جاتے ہیں۔ وہاں پر جو عملہ ہوتا ہے وہ اس کو مختصراً چیک اپ کرتا ہے اور فوراً دوائی دینی شروع کر دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بڑے ڈاکٹر بعد میں آئیں گے، وہ آپ سے ہسٹری پوچھیں گے، تفصیل سے چیک اپ کریں گے پھر فیصلہ کریں گے کہ انہوں نے آپ کو کس وارڈ میں داخل کرنا ہے۔ آخرت کا بھی معاملہ ایسا ہی ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کو سب سے پہلے قبر کے ایمرجنسی روم میں داخل کرتے ہیں۔ قبر کے ایمرجنسی روم میں عملے کے دو فرشتے آتے ہیں جن کا نام ہے منکر اور نکیر۔ اور وہ تین سوال پوچھتے ہیں۔

...... مَنْ رَّبُّكَ؟ تمہارا رب کون ہے؟

...... مَنْ نَّبِيُّكَ تمہارا نبی کون ہے؟

...... مَا دِيْنُكَ تمہارا دین کیا ہے؟

ان تین سوالوں کا جواب جو انہیں مل جاتا ہے تو انہیں پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے ساتھ سلوک کیا کرنا ہے؟ اگر غافل تھا، گناہ گار تھا، جواب ٹھیک نہ دے سکا تو پھر اس کی قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیتے ہیں۔ اور اگر باطنی بیماریوں سے دنیا میں شفایاب ہو چکا تھا، تو اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیتے ہیں۔ جیسے اگر ایک آدمی صحت مند ہے، تمام ٹیسٹ ٹھیک ہیں تو ڈاکٹر چیک اپ کرنے کے بعد کہتا ہے کہ آپ کی باقی رپورٹ تو میں Clear کر لوں گا، آپ ذرا جائیں اے سی والے روم میں بیٹھیں۔ تو جب نیک لوگوں سے فرشتے سوالات کریں گے، تو ان کی قبر کو تو ایئر کنڈیشنڈ جنت کا باغ بنا دیں گے۔ لو جی آپ یہاں آرام کرو۔

((نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ))

"دلہن کی نیند سو جاؤ"

تھکے ماندے آئے ہو، آرام کرلو، بڑے طبیب کے ہاں پیشی تو قیامت کے دن ہے تو اس سے پہلے ذرا آرام سے بیٹھ جاؤ، لیٹ جاؤ، سو جاؤ۔

قبر کا مٹھی چاپی کرنا:

اور اگر یہ آدمی گناہ گار تھا تو پھر اس کو کوئی ٹریٹمنٹ Treatment تو دینا ہو گی۔ تو قبر میں اس کو ٹریٹمنٹ ملتی ہے۔ کیونکہ اس کے اندر تمام گناہوں والی بیماریاں جمع ہیں۔ آج دنیا میں جس کے سر میں درد ہو تو اس کا سر دباتے ہیں، مٹھی چاپی کرتے ہیں، ٹانگوں کو مٹھی بھرتے ہیں۔ تو جس بندے کے اندر باطن کے روگ ہوں گے تو قبر بھی اس کو مٹھیاں بھرے گی۔ اس مٹھی چاپی کرنے کو "ضغطۂ قبر" کہتے ہیں۔ اور وہ مٹھیاں کیسی بھرے گی؟ فرمایا کہ جب وہ دبائے گی تو اُدھر کی پسلیاں اِدھر اور اِدھر کی پسلیاں اُدھر ہو جائیں گی، قبر یوں دبائے گی۔ دنیا میں بھی کبھی پنڈلیوں وغیرہ کے پٹھے اکڑ جاتے ہیں اور مسلز میں بعض اوقات گلٹیاں سی پڑ جاتی ہیں تو پھر مالشیوں سے مالش کرواتے ہیں۔ وہ اس زور سے سخت مالش کرتے ہیں کہ بندے کی چیخیں نکلوا دیتے ہیں، قبر بھی مردے کی چیخیں نکلوائے گی۔

قبر کہے گی: مجھے سب سے زیادہ نفرت تجھ سے تھی۔ تو میرے قابو میں آیا ہے، آج دیکھ میں تیرا کیا حشر کرتی ہوں؟ تو قبر اس کو زور سے دبائے گی، ضغطۂ قبر پیش آئے گا۔ قبر اتنا دبائے گی۔ جیسے آج کوئی دوست اگر دوستی میں اپنے دوست کو دبائے تو اگر وہ زیادہ طاقتور ہو تو دم گھٹتا ہوا نظر آتا ہے تو جہاں پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جائیں گی تو وہاں کیا بنے گا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

قبر میں گلوکوز کی بوتلیں:

پھر قبر کے اس طرح دبانے کے بعد، جیسے ایمرجنسی روم میں مریض کو Drip لگا دیتے ہیں۔ اس کو ڈاکٹر کے آنے سے پہلے پہلے قطرہ قطرہ دوائی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی قبر کے ایمرجنسی روم میں ایک Drip لگا دیں گے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ قبر میں بے نمازی آدمی پر ایک گنجے سر والا اژدھا مسلط کر دیں گے۔ گنجے سر والا سانپ بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ فجر کی نماز چھوڑی تو ظہر تک وہ اس کو ڈرپ لگا تا رہے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد کاٹے گا، کاٹے گا تو پورے جسم میں زہر کی ... ہوگی۔ پھر ٹھیک ہو جائے گا، پھر وہ کاٹے گا۔ اب جیسے ڈرپ کا قطرہ قطرہ خون میں پہنچ رہا ہوتا ہے۔ ہے Intra Veins System یعنی شریانوں میں تو اسی طرح یہ اژدھا بھی کاٹے گا۔ یہ ڈرپ لگی ہوئی ہے قیامت تک کے لیے۔

قبر میں پٹائی:

اور اگر کوئی اور جرم تھا تو ایک فرشتہ گرز والا متعین کر دیتے ہیں کہ ذرا اس کی پٹائی کرو بھئی! ٹھیک کرو اس کو۔ تو قیامت تک کے لیے اس کو وہ عذاب دیا جاتا ہے۔

روزِ محشر چار اہم سوال:

قیامت کے دن انسان اللہ رب العزت کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اب اللہ رب العزت اس سے اس کی ہسٹری پوچھے گا۔ اب Detail کے ساتھ سوال پوچھے جائیں گے۔ جیسے ڈاکٹر بلا کر پوچھتا ہے کہ بتائیں آپ کو کب سے تکلیف ہوئی اور کیسے آپ کی زندگی گزری۔ تو اللہ تعالیٰ بھی چار سوال پوچھیں گے:

پہلا سوال پوچھیں گے کہ میرے بندے بتا تو نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟ کیسی

www.besturdubooks.wordpress.com

پر گزاری یا فسق و فجور پر گزاری۔ یہ بتاؤ۔

پھر پوچھیں گے کہ تم نے اپنی جوانی کیسے گزاری؟ جوانی کے بارے میں خاص طور پر سوال پوچھیں گے۔ اس لیے کہ آج کل کی جوانی، دیوانی، مستانی، شہوانی بنی ہوتی ہے۔ تو اس جوانی کے بارے میں پوچھیں گے کہ بتا تجھے یہ امانت دی تھی، تو نے اس امانت کو ضائع کیا اور بے قدری کی یا تو نے قدردانی کی؟

پھر پوچھیں گے تو نے مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

اور آخری سوال پوچھیں گے کہ تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟

اب ان چار سوالوں کے جواب سے صاف پتہ چل جائے گا کہ اس کی زندگی کیسی گزری۔

جہنم کے ہسپتال میں درجے:

اب وہ طبیب حقیقی، وہ پروردگارِ عالم۔

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (الشعراء: ۸۰)

"اور جب میں بیمار ہوتا ہوں، وہ مجھے شفا دیتا ہے۔"

وہ پھر بندے کے لیے مناسب جگہ Reccomend (متعین) کر دے گا۔

آج ہسپتالوں میں مختلف درجے ہوتے ہیں۔

ایک درجہ Ordinary (عام) ہوتا ہے، جنرل وارڈ کا۔ اس جنرل وارڈ میں ہر بندے کو داخل کر دیتے ہیں۔

ایک درجہ ہوتا ہے E.C.U یعنی Extensive Care Unit (انتہائی نگہداشت کا وارڈ) تو جو دل کے مریض ہوں، ان کو وہاں رکھا جاتا ہے۔ ان کو E.C.U میں رکھتے ہیں۔

اور کچھ لمبی بیماری والے لوگ ہوتے ہیں جو جلدی ٹھیک ہو نہیں پاتے ان کو Tertiary Care unit (سینے کے امراض والے یونٹ) میں رکھتے ہیں۔ ٹی بی کا مریض ہے اس کی تو مہینے دوائی چلے گی، اچھا ٹرشری کیئر یونٹ میں لے جاؤ، اس کا لمبا کام ہے تو ہسپتالوں میں یونٹ بنے ہوئے ہیں۔

اسفل ترین درجہ:

جہنم میں بھی یونٹ درجے بنے ہوئے ہیں، جو مشرک ہوں گے، منافق ہوں گے، کافر ہوں گے، اب ان منافقین کو اللہ تعالیٰ سب سے نچلے درجے میں رکھیں گے۔

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (النساء: ۱۴۵)

سب سے نیچے کے درجے میں منافق ہوں گے

چلو جی تمہاری بیماری کا علاج ہے، چلو وہاں پر ان کو تو سب سے نیچے والے درجے میں پہنچا دیں گے، ہم سامان جب پیک کرتے ہیں تو جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو اوپر اوپر رکھتے ہیں تاکہ آسانی سے نکالی جا سکے اور جس چیز کی ضرورت بہت کم ہو اس کو نیچے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی منافقوں کو سب سے نیچے دھکیل دیں گے، نکلنا تو انہوں نے ہے ہی نہیں، ادھر ہی رہنا ہے ان کو، سب سے نیچے دھکیلو! پھر اس سے اوپر کافر ہوں گے، مشرک ہوں گے، آگ کی پرستش کرنے والے مختلف لوگ ہوں گے، پھر یہودی ہوں گے، پھر نصاریٰ ہوں گے، سب سے اوپر کا جو درجہ ہے اس کا نام جہنم ہے، اس میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے کلمہ تو پڑھا لیکن اپنے نفس کی خرابیوں کی وجہ سے گناہ کرتے پھرے، ان کو سب سے اوپر جنرل وارڈ میں رکھیں گے، اچھا بھائی تمہاری بیماریوں کا جلدی علاج کیا جائے گا اس لیے تمہیں سب سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اوپر جنرل وارڈ میں رکھ دیتے ہیں۔ اب یہ مختلف وارڈ ہوں گے جن میں وہاں بندوں کو جگہ ملے گی۔

اسپیشل کمرے:

علماً متعین ہوگا ہر بندے کو اس کے حال کے مطابق ٹریٹمنٹ دی جائے گی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہسپتالوں میں چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوتے ہیں اور کچھ مریضوں کے لیے بیڈ علیحدہ کر دیتے ہیں کہ بھائی ان کو اچھوت کی بیماری ہے، لہٰذا ان کے بیڈ علیحدہ کر دو تاکہ دوسروں کو بیماری نہ لگ جائے۔ تو جہنم میں بھی اسی طرح ہو گا۔ اتنی تنگ جگہ ہوگی کہ ﴿مَكَانًا ضَيِّقًا﴾ قرآن مجید کے الفاظ ہیں کہ اتنا تنگ مکان ہوگا کہ اس کے لیے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو جائے گا۔ تنگ آ کر یہ کہے گا:

﴿دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾ (الفرقان: ۱۳)

اللہ! مجھے موت دے دے!

کہا جائے گا:

﴿لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا﴾ (الفرقان: ۱۴)

آج موت نہ مانگو، بلکہ موتیں مانگو تمہاری جان نہیں چھوٹے گی۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اتنی چھوٹی جگہ ہوگی جہاں پر اس کو تکلیف دینے کے لیے رکھا جائے گا۔

جہنم میں پرہیزی کھانا:

پھر اس کے بعد اس کے کھانا پینا ہوگا۔ دنیا میں جو لوگ مریض ہوتے ہیں وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نارمل اور لذیذ کھانا نہیں کھا سکتے۔ پھیکے کھانے، ابلے کھانے، اس قسم کی احتیاطی چیزیں ہوتی ہیں، دوسروں کے لیے جو بدذائقہ ہوتے ہیں، دوسرے لوگ ان چیزوں کو کھا ہی نہیں سکتے مگر انہیں وہ کھانی پڑتی ہیں۔ جہنم میں بھی ایسے ہی ہوگا، بیماروں کے لیے بدذائقہ کھانا ہوگا۔ جہنمی کو بھوک لگے گی، فرشتے سے مانگے گا، فرشتہ اس کو زقوم کا پودا لا کر دے گا۔ قرآن مجید میں ہے۔

﴿ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝﴾ (الدخان: ۴۳-۴۶)

کہ زقوم کا پودا کھائے گا، اس کے اندر کڑواہٹ ہوتی ہے، کانٹے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ کھائے گا تو پیٹ کے اندر پگھلے ہوئے تانبے کی طرح جائے گا، اس قدر انسان کو اندر جا کر تکلیف دے گا۔ جیسے آج کل بیماروں کو کڑوی پھکی دیتے ہیں، بڑی عمر کی عورتوں نے ''جری صحت'' کے نام سے بہت ساری کڑوی کڑوی چیزیں ملا کر پھکی بنا کر گھر میں رکھی ہوتی ہے۔ تو وہ کڑوی پھکی ہوتی ہے مگر کھاتے ہیں، کیوں؟ خون صاف کرنا ہوتا ہے تو اس کے لیے کڑوی چیزیں مفید ہوتی ہیں۔ جو شوگر کا مریض ہو اس کے لیے کریلا ہوتا ہے، دوسرے کھاتے ہیں مرغے چرغے، اس کو کہتے ہیں کریلا کھاؤ! کس لیے؟ اس لیے کہ یہ شوگر کے لیے اچھا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جہنم میں بھی زقوم کھلائیں گے، یہ بھی کریلے کی طرح ہے مگر کڑواہٹ اس قدر ہوگی کہ اگر بندہ زقوم کو ذرا سا منہ پر لگا لے تو کئی دن تک اس کی کڑواہٹ نہیں جاتی، یہ ایسا پودا ہے اور یہ کھانے کو دیا جائے گا، جہنمی اسے کھائیں گے۔

جہنم کا مشروب:

پھر اس کے بعد وہ کہے گا کہ مجھے پیاس لگی ہے مجھے پینے کو دو! بیمار آدمی کو ہر چیز تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پلاتے نہیں، نزلے زکام کے مریض کو ٹھنڈا پانی نہیں دیتے، شوگر کے مریض کو میٹھے شربت اور جوس نہیں پلاتے، احتیاطی چیزیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح جہنم میں جو آدمی پینے کے لیے جب مانگے گا تو اس کو ٹھنڈا پانی نہیں دیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب وہ بندہ مانگے گا کہ مجھے پینے کے لیے پانی دو، تو فرشتے پیالے کے اندر کچھ پینے کے لیے لے آئیں گے اور وہ کیا چیز ہوگی؟ سارے جہنمیوں کے زخم سے خون اور پیپ بہے گی اس کو جمع کیا جائے گا اور پیالوں میں بھر بھر کر پینے کے لیے دی جائے گی۔

﴿ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ۝ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۝﴾ (الحاقہ:۳۶-۳۷)

قرآن پاک میں ہے کہ ان کو غسلین پلایا جائے گا اور مفسرین نے لکھا کہ غسلین کا مطلب ہے گناہگار جہنمیوں کے جسموں سے نکلا ہوا خون اور پیپ۔ وہ اس کو پئیں گے۔ دنیا میں بھی نزلے کے مریض جوشاندے پیتے ہیں، جوشاندہ ہوتی نزلے کی بیماری کے لیے۔

﴿ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴾

یہ تمہیں کاڑھا پلا رہے ہیں، اس لیے کہ تم دنیا میں کرتوت ایسے کرتے تھے۔ تمہیں باطنی بیماریاں ایسی لگی ہوتی ہیں، اودھر علاج کروا کر آتے تو جلدی ہو جاتا وہاں کروایا نہیں اب ہم تو اس سے علاج کریں گے۔ پینے کے لیے یہ کاڑھا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ غسلین اتنی گرم ہوگی کہ جہنمی جب پیے گا تو اندر آنتیں کٹ کر پاخانے کے راستے سے باہر چلی جائیں گی، پھر ٹھیک ہو جائے گا، پھر بھوک لگے گی پیاس لگے گی، پھر وہ زقوم کھائے گا پھر غسلین پینا پڑے گا، آنتیں کٹیں گی اور یہی اس کے ساتھ ہوتا رہے گا اور بار بار ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جہنم کے ہسپتال کا یونیفارم:

دنیا میں جب کسی ہسپتال میں داخل ہونے کے لیے جائیں تو وہ بندے کو کہتے ہیں کہ ہسپتال کی وردی پہنو، عام کپڑے نہیں پہننے دیتے۔ کہتے ہیں آپ نے ہمارے ہسپتال میں داخل ہونا ہے تو یہاں ہسپتال کی جو وردی ہے وہ پہننا پڑے گی، اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ہسپتال کی ایک وردی ہے وہ تمہیں پہننا پڑے گی کون سی وردی؟

﴿سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ﴾ (ابراہیم: ۵۰)

اللہ تعالیٰ جہنمیوں کو جہنم میں ڈالنے سے پہلے گندھک کا لباس پہنائیں گے۔ اگر کسی کمرے میں چوہا مر جائے تو کتنی بدبو ہوتی ہے، کسی گلی میں کتا مرا پڑا ہو تو گزرنا مشکل ہو جاتا ہے، گدھا مرا پڑا ہو تو دور دور تک بو پھیلی ہوتی ہے، ناک سڑتی ہے قریب سے گزرتے ہوئے۔ لیکن فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ساری دنیا کے انسانوں کو حیوانوں کو، پرندوں کو چرندوں کو، خشکی کی مخلوق کو تری کی مخلوق کو، سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور سب کو موت آ جائے اور سب کی لاشیں گل سڑ جائیں، جتنی بدبو وہاں پر ہوگی، جہنمیوں کے کپڑوں کی بدبو اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ دنیا میں پھرتے ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ جی کو کرم ہے، یہ پوائزن ہے، یہ فرانس کا بنا ہوا ہے، یہ جرمن کا بنا ہوا ہے، روم فریشنر ڈوڈی! پسینے کی بو اچھی نہیں لگتی۔ لیکن وہاں ایسے کپڑے پہنائیں گے کہ جن میں اتنی بدبو ہوگی کہ ساری دنیا کے حیوانوں کی لاشیں گل سڑ جائیں، اتنی بدبو وہاں نہیں ہو سکتی جتنی جہنمی کے کپڑوں میں بدبو ہوگی۔

بے پردہ عورت کی سزا:

ہاں! اور بھی عذاب دیں گے۔ کئی مریض ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کپڑے ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا پہنے دیتے۔ مثال کے طور پر جو لوگ کینسر کے مریض ہوتے ہیں ہم نے بڑے بڑے ہسپتالوں میں دیکھا کہ ان کو کپڑے پہناتے ہی نہیں، بس ان کے جسم کے کتنے حصوں پر Pickups لگی ہوتی ہیں اور ایسے ہی کبڑا اوپر ڈال دیتے ہیں۔ آپریشن کے لیے بس مریض کے کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہیں ضرورت ہوتی ہے۔

جی ہاں جہنم میں بھی ایسا ہوگا، سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے! یہ بات ذمہ داری سے عرض کی جارہی ہے احادیث میں آیا ہے۔ جو عورت دنیا میں بے پردہ پھرنے کی عادی ہوگی، اللہ رب العزت یہ سزا دیں گے کہ قیامت کے دن اس کی روح کو ننگا کر کے انسانوں کے سامنے گزاریں گے، اور یہ اس کی سزا ہوگی۔ آج مرد کو کہیں کہ تمہیں لوگوں کے سامنے بے لباس کر دیں گے تو مرد کو شرم آتی ہے، وہ کہتا ہے کہ زمین پھٹ جائے اور میں اندر اتر جاؤں، مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کریں۔ عورت میں تو پھر اور بھی زیادہ حیا ہوتی ہے، شرم ہوتی ہے۔ تو اگر عورت کو اس طرح سے کہا جائے گا جبکہ اس کے سامنے سب رشتہ دار، سب واقف لوگ دیکھ رہے ہوں گے، اور ان کے سامنے سے بے لباس کریں گے۔ یہ اس کو سزا دی جائے گی کیوں؟ یہ وہ عورت تھی جس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور دنیا میں بے پردہ پھرتی رہی، آج اس کو سزا کے طور پر لوگوں کے سامنے بے عزت کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم:

ذرا دل کے کانوں سے سنیں! حدیث پاک میں آیا ہے جو عورت اس لیے بنے سنورے کہ اس کو کوئی غیر محرم دیکھ سکے۔ کہیں تعلق ہو، بات چیت کا سلسلہ ہو، گناہوں کا تعلق بنا ہوا ہو اور اس لیے کپڑے بدل رہی ہے، بن سنور رہی ہے کہ فلاں مجھے دیکھے گا۔ یا بازار میں شاپنگ کرنے جاتی ہیں تو بن ٹھن کر بے پردہ ہو کر جاتی ہیں، گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں میاں کے سامنے عام لباس میں اور بغیر میک اپ کے رہیں گی لیکن جب شاپنگ کے لیے بازار جانا ہوگا تو خوب میک اپ کر کے، اچھے کپڑے پہن کر جائیں گی اور یہ چیز آج خواتین میں عام ہو چکی ہے اور انہوں نے کبھی اپنی اس خامی کی طرف دھیان ہی نہیں دیا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو عورت اس لیے بنے سنورے کہ غیر محرم اس کو دیکھیں اس کی سزا یہ ملے گی۔ ۔ اللہ رب العزت قیامت کے دن محبت کی نظر سے اس کی طرف نہیں دیکھیں گے ۔ ۔ اس لیے بنی سنورتی تھی کہ غیر محرم تیری طرف دیکھیں، ہم محبت کی نظر سے تیری طرف دیکھتے بھی نہیں، چل دفع ہو جا یہاں سے! پھر احساس ہوگا کہ میں دنیا میں کیا کرتی پھرتی تھی۔ اس لیے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو عورت بے پردہ ہو کر نکلتی ہے، جب تک گھر لوٹ کر واپس نہیں آجاتی اللہ کے فرشتے اس کے اوپر لعنت برساتے رہتے ہیں۔ تو یہ بھی سزا دی جائے گی۔

لاتوں کے بھوت:

کئی مریض ایسے ہوتے ہیں جن کی عقل پوری نہیں ہوتی تو پکڑ دھکڑ کر ان کو لے جاتے ہیں مجنون قسم کے اور پاگل قسم کے مریض کے خود ہسپتال میں نہیں جاتے بلکہ ان کو زبردستی پکڑ دھکڑ کے لے جانا پڑتا ہے۔ وہاں بھی ایسا ہی ہوگا، کچھ لوگ ہوں گے قیامت کے دن، جب ان کو جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا اللہ کے فرشتے آئیں گے اور ان کو دھکے مارتے ہوئے جہنم کے اندر لے جائیں گے۔ ایک تو ہوتا ہے کہ ملزم کو صرف کہہ دیتے ہیں چل بھئی! چل جیل میں اور ایک ہوتا ہے دھکے دینا۔ یہ بے عزت کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا﴾ (الطور:۱۳)

اب اس آیت کو پڑھو تو ظاہر میں بھی لگتا ہے جیسے دھکے مار رہا ہے۔ قرآن مجید کا

www.besturdubooks.wordpress.com

صوتی اثر دیکھیں یعنی ایک تو معنوی اثر ہے تا ایک اس میں آواز کا اثر ہے تو صوتی اثر دیکھیے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ وہ مجرم ہوں گے۔

﴿يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا﴾ (الطور:۱۳)

ان کو دھکے دے دے کر ذلیل کر کے ہم جہنم میں پھینک دیں گے۔ تو جہنم کو اللہ نے اس لیے بنا دیا۔

جلد بدلنے کا عذاب:

اچھا دنیا میں جب ہڈی کا فریکچر ہو جائے تو پلاسٹر لگاتے ہیں تو کچھ عرصہ کے بعد کھول دیتے ہیں اور پھر نیا پلاسٹر لگا دیتے ہیں، پلاسٹر بدلتے رہتے ہیں۔ جہنم میں بھی ایسا ہی ہوگا جلد کو جلائیں گے اور جلد جلے گی تو اس کو تکلیف ہوگی جب وہ جلد جل جائے گی تو اللہ تعالیٰ نئی جلد دے دیں گے۔

﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ﴾ (النساء:۵۶)

''ہم ان کی جلد کو بدل دیں گے تا کہ ان کو اور زیادہ عذاب دیا جا سکے''

تو جلد بار بار بدلیں گے تا کہ بار بار اس کو عذاب ملے اور اس کو تکلیف پہنچے۔

جہنمیوں کے قد اور جسامت:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جہنمیوں کے قد و قامت اتنے نہیں ہوں گے جتنے دنیا میں ہیں، بلکہ بڑے ہوں گے، وہ کیسے؟ اتنے بڑے ہوں گے کہ ان کے دو کندھوں کے درمیان کئی فرلانگ کا فاصلہ ہوگا اور دانت بڑے پہاڑوں کی مانند ہوں گے۔ سر بہت بڑا ہوگا یہ قد اور جسامت اس لیے بڑا کریں گے کہ جتنا زیادہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حدود اربعہ ہوگا اور جتنا زیادہ جسم کا ایریا ہوگا اتنا زیادہ آگ جلائے گی اور اتنی زیادہ تکلیف ہوگی۔ اور بعض محدثین نے اس کی تشریح اور لکھی ہے، جیسے اور دل کے کانوں سے سنیے! ڈاکٹر لوگوں کی تحقیق یہ ہے کہ انسان کے جسم میں جو خون بنتا ہے ایک سو انیس دنوں کے بعد پہلے والا خون ختم ہو جاتا ہے اور جسم میں نیا خون بن جاتا ہے، ہر ٹشو اور ہر ذرہ جو جسم کے اندر بن رہا ہے اس کی زندگی ۱۲۰ دن ہوتی ہے۔ ایک سو بیس دن کے بعد اس کی جگہ نیا خلیہ آ جاتا ہے، پھر ایک سو بیس دن کے بعد وہ ختم اور پھر اس کی جگہ نیا خلیہ آ جاتا ہے، پھر ایک سو بیس دن کے بعد وہ ختم اور پھر اس کی جگہ نیا ذرہ آ جاتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ آج جو میرا جسم تھا آج سے کچھ سال پہلے یہ جسم نہیں تھا، بندہ وہی ہے مگر میرے جسم کا ہر ہر ٹشو بدل چکا ہے تو یہ گوشت نیا ہے۔ اگر ایک بندے کی عمر سو سال ہو گئی ہے تو پتہ نہیں اس سو سال میں کتنی مرتبہ اس کا جسم بدلا ہوگا، کئی سو مرتبہ جسم کا مادہ بدلا ہوگا۔ جب کئی سو مرتبہ اس کے جسم کے ٹشو بدلے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری زندگی کے ٹشو کو اکٹھا کر کے بڑا جسم بنا دیں۔ کیونکہ اس شخص نے ان سارے ٹشوز کے ساتھ گناہ کیے تھے، اپنے اپنے زمانے میں جسم کے سارے ٹشوز نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہوگی ان کو سزا ملے گی اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی اللہ اکبر کبیرا تو اس لیے قد بڑے کر دیے جائیں گے اور بندے کو وہاں سزا ملے گی۔

جہنم کا کارڈیک وارڈ:

دنیا میں جو دل (Heart) کے مریض ہوتے ہیں ان کا وارڈ ہی علیحدہ ہوتا ہے۔ یہ (Cardiac department) امراض قلب کا وارڈ ہے۔ کیا مطلب یہاں دل کے مریضوں کو ٹریٹمنٹ دیتے ہیں، اس وارڈ میں ہر چیز کا جو مرکز ہوتا ہے وہ دل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی جہنم میں ایک ایسی ہی جگہ ہوگی اس ڈیپارٹمنٹ کا

www.besturdubooks.wordpress.com

نام ویل ہوگا۔ اس ویل میں ان لوگوں کو بھیجا جائے گا جو لوگوں کا دل جلاتے ہیں۔ مثلاً کسی کا عیب ڈھونڈنا اور لوگوں کو بتانا، اس سے اس کے دل کو تکلیف ہوتی ہے تو عیب چننے والے اور عیب لوگوں کو بتانے والے عیب جو اور عیب گو ان دونوں بندوں کو اللہ تعالیٰ وہاں ڈالیں گے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝﴾ (ھمزۃ:۱)

''ویل ہے ہر عیب چننے والے کے لیے اور لوگوں کے عیب بیان کرنے والے کے لیے۔''

اس ویل میں کیا ہوگا؟ اس ویل میں ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ﴾ ایک آگ ہوگی جسے اللہ نے جلایا ہوگا۔ اس آگ میں کیا خاصیت ہوگی؟ وہ آگ کا گولہ جب اٹھے گا تو سیدھا بندے کے دل پر جا کر لگے گا، جیسے راکٹ میزائل ہوتا ہے کہ جو نشانہ باندھو سیدھا اس کے اوپر جا کر لگتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی جلائی ہوئی آگ ہوگی، اس کے انگارے راکٹ کی مانند ہوں گے اور یہ بندے کے دل کو نشانہ بنائیں گے۔ اے بندے! تو جلی کٹی سناتا تھا، اب تیرا علاج یہ ہے کہ ہم بھی تیرا دل جلائیں گے۔

﴿الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ﴾ (ھمزۃ:۷)

قرآن پاک کے الفاظ ہیں کہ وہ آگ اس بندے کے دل کو چڑھ کر جلائے گی۔ پھر انسان پریشان ہوگا کہ بھئی میرے دل کو عذاب مل رہا ہے، ہاں تو نے لوگوں کو ستایا تھا، دل دکھائے تھے، تو ان کے لیے علیحدہ ایک جگہ بنی ہوگی۔

زکوٰۃ نہ دینے کا انجام:

اسی طرح جہنم کے اندر مختلف قسم کے عذاب ہوں گے، جو عورتیں زیور تو پہنتی ہیں مگر زکوٰۃ نہیں دیتیں، مردوں کے پاس مال تو ہوتا ہے مگر زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ ان سب کے سونے چاندی کی سلاخیں بنا کر جہنم میں گرم کروائیں گے۔ کئی دفعہ اسکی بیماری ہوتی ہے کہ کہتے ہیں گرم پانی کا ٹکور کرو۔ اللہ تعالیٰ بھی جہنم میں ٹکور کروائیں گے وہ جو سونے چاندی کی سلاخیں ہونگی ان کو گرم کریں اور گرم کر کے:

﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ﴾

"پیشانی کو داغیں گے۔"

﴿وَجُنُوْبُهُمْ﴾

"دونوں پہلوؤں کو داغیں گے۔"

﴿وَظُهُوْرُهُمْ﴾

"ان کی پیٹھ کو داغیں گے۔"

﴿هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ﴾

"یہ ہے وہ جو دنیا میں تم نے جمع کیا تھا۔"

﴿فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (التوبہ:۳۵)

"مزہ چکھو اس کا جو دنیا میں تم جمع کر کے رکھتے تھے"

تو ان کو یہ عذاب دیا جائے گا۔

ناجائز جنسی مزے لینے والے کا انجام:

دنیا میں کبھی تو دوائی کھانے پینے کی ہوتی ہے۔ ایک دوائی اور بھی ہوتی ہے جس کو کہتے ہیں انجکشن۔ اس سے بچے اور عورتیں بہت ڈرتی ہیں۔ اللہ کے ہاں ایک ٹریٹمنٹ (Injection) ٹیکے والی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں یہ بات لکھی ہے کہ جہنم کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک غار ایسی بنائی ہوئی ہے کہ جس غار کے اندر زناکاروں کو جو اپنی شہوت کو غلط طریقے سے پورا کرتے ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے کوئی بھی غلط طریقہ استعمال کریں اور غلط طریقے سے جنسی مزے لیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو اس غار میں دھکیل دیں گے، اس کا دروازہ بند کر دیں گے۔ اس غار میں بچھو ہونگے اس کا قد بھی بڑا پہاڑوں جیسا اور بچھو بھی بڑے بڑے ہوں گے۔ فرمایا: ایک بچھو کے ڈنک کی جو گانٹھیں ہوتی ہیں، ایک ایک گانٹھ سامان سے لادے ہوئے اونٹ کی جسامت کے برابر ہوگی۔ وہ بچھو اس بندے پر اس طرح چڑھ جائیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں شہد کے چھتے پر چڑھ جاتی ہیں۔ پورا جسم ڈھانپ لیں گے، سب بچھو ایک ہی وقت میں اس کو ڈنک لگائیں گے۔ اب یہ جو انجکشن لگ رہے ہیں کہ تیری بیماری ایسی تھی کہ اب اس کو انجکشن کے بغیر شفا نہیں ہو سکتی تو وہ انسان کے جسم کی نس نس میں ڈنک لگائیں گے، زہر اندر جائے گی، تکلیف ہوگی مگر کوئی اس تکلیف میں کام آنے والا نہیں ہوگا۔ انسان پکارے گا مگر پکار کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ سزا دیں گے کہ تو نے ناجائز جنسی مزے لیے، ایسا گناہ کیا کہ تیرے جسم کے انگ انگ نے مزے لیے تھے، آج انگ انگ کو یہ انجکشن لگا کر اندر سے روگ نکال رہے ہیں تاکہ تیرے جسم کا پور پور پاک ہو جائے اور تزکیہ حاصل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطع کلامی:

پھر جہنمی کہیں گے کہ ہمیں طبیب حقیقی سے بات کرنے دیجیے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو کافر اور مشرک ہوں گے، ہم ان سے تو بات ہی نہیں کریں گے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (المومنون: ۱۰۹)

"اللہ تعالیٰ قیامت میں ان سے بات ہی نہیں کریں گے"

وہ کہیں گے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ﴾ (المومنون:۱۰۶)

''اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری کم بختی غالب آ گئی اور ہم تو بہت ہی گمراہ تھے''

﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ﴾ (المومنون:۱۰۷)

''اللہ ہمیں اس میں سے نکال دیجیے اگر ہم لوٹ کر پھر گناہ کریں پھر واقعی بڑے ظالم ہیں''

﴿قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ (المومنون:۱۰۸)

''پڑے رہو پھٹکارے ہوئے، آج تم مجھ سے کلام ہی نہ کرو''

جیسے کوئی بڑا ناراض ہوتا ہے تو کہتا ہے: دفع ہو جائیں تیری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ بالکل یہی مفہوم بنتا ہے ان آیات کا، اللہ تعالیٰ کافروں مشرکوں اور منافقوں کو فرمائیں گے: دفع ہو جاؤ! پڑے رہو! پھٹکارے ہوئے، میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ تم ایسے منحوس نامعقول تھے کہ میرے انبیا میرا پیغام تمہارے پاس لے کر آئے مگر تم نے ان کا مذاق اڑایا، میرے نیک بندے تمہارے پاس آئے لیکن تم ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ لیکن

﴿إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا﴾ (المومنون:۱۰۹)

میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا: اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے تو تو ہمیں بخش دے۔

''یہ میرے ایمان والے بندے تھے، آج میرے یہ بندے خوش ہوں گے اور تمہیں تمہارے اعمال کی سزا ملے گی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کافر، مشرک اور منافق بندے سے کلام ہی نہیں کریں گے، ان کو تو ساری زندگی ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا پڑے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لاعلاج مریض:

دیکھیے! جب ایک آدمی ایڈز کا مریض ہے یا کینسر کا مریض ہے، اس کا علاج ہی نہیں ہے تو اس کو ہسپتال سے جانے ہی نہیں دیتے، کہتے ہیں کہ ادھر ہی رہو تمہاری بیماری کا حل نہیں ہے، تمہیں یہاں سے جانے کی اجازت ہی نہیں ہے۔

جنت میں داخلہ کی شرط:

جی ہاں یہ یاد رکھنا کہ جنت میں جانے کے لیے ان باطنی بیماریوں سے شفا پانا شرط ہے۔ یا تو دنیا میں تمام باطنی بیماریوں سے شفا حاصل کر لیں، اپنا تزکیہ کر لیں، اگر دنیا میں باطنی شفا حاصل نہیں کریں گے تو پھر جہنم میں جا کر شفا پانی پڑے گی، وہاں جا کر اپنا تزکیہ کرانا پڑے گا لیکن جنت میں کوئی باطنی بیماریوں کو لے کر نہیں جا سکتا، جنت پاکیزہ اور پاک صاف جگہ ہے، وہاں پر گناہوں کی گندگی اور غلاظت کا گزر نہیں، لہٰذا جنت میں پاک اور ستھرا ہو کر جائیں گے۔ ہر کلمہ گو ایمان والا جنت میں جائے گا مگر گناہوں سے خالی ہو کر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنت کے بارے میں فرمایا:

﴿وَذٰلِكَ جَزَآءُ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (طٰہٰ:۷۶)

یہ ایک ایسی جگہ ہے کہ بدلہ ہے ان نیک بندوں کا جنہوں نے تزکیہ حاصل کیا۔ جو ستھرے ہو گئے، جنت تزکیہ والے لوگوں کی جگہ ہے دوسرا بندہ وہاں نہیں جا سکتا۔

بیمار آدمی کا داخلہ ممنوع:

آج دنیا میں بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ ہمارے ایک نوجوان تھے ان کو ابوظہبی میں نوکری مل گئی، انجینئر تھے اور بڑے لائق تھے۔ انہوں نے شرط رکھی کہ آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کو ہم نوکری تب دیں گے جب آپ اپنے ٹیسٹ کروائیں، ہمارے ڈاکٹر رپورٹوں کو دیکھیں گے کہ آپ کو کوئی ایسی بیماری تو نہیں جو ہمارے ملک میں آنے والوں کے ممنوع ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس کا چیک اپ کیا، اس کو ہیپا ٹائٹس کی بیماری نکلی۔ انہوں نے کہا: ہمارے ہاں ایسے بندے کو نہیں آنے دیتے، تعلیم کے باوجود دوسری ڈگریوں کے باوجود انہوں نے اس کو واپس کر دیا۔

آج آپ سعودی عرب حج پر جانا چاہیں تو وہ آپ سے کہیں گے کہ فلاں دو ٹیکے حج پر آنے سے پہلے لگوا کر آنا۔ تو حاجی لوگوں کو حاجی کیمپ کے اندر ٹیکے لگاتے ہیں۔ ٹیکے کیوں لگتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ دو بیماریاں ایسی ہیں کہ ان کا علاج کروا کر آؤ۔ تو جیسے علاج کروانے کے بعد سعودی عرب میں داخلہ ملتا ہے بالکل اسی طرح اللہ رب العزت کی طرف سے یہی فرمان کہ اے بندو! دنیا میں علاج کروا کر آؤ، ٹریٹمنٹ کروا کر آؤ گے اور کلمہ گو بھی ہوں گے تو ہم جہنم کے کیمپ میں تمہیں ٹیکے لگوائیں گے، جنت میں جانے کا موقع پھر بعد میں ملے گا۔

لمحۂ فکریہ:

اب ہم سوچیں کہ ہمارے لیے آسان راستہ کون سا ہے؟ دنیا میں ہم اپنی آسانی اور سہولت کے ساتھ اللہ کا ذکر کریں، سنت کی اتباع کریں، نیکی کریں، باطن کی بیماریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں، مرنے کے بعد قبر کو جنت بنا دیا جائے گا، جاتے ہی سیدھا جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ آسان ہے یا دنیا میں من مانیاں کرتے پھریں اور قبر کے اندر پھر ہمیں داخل کر دیا جائے اور ساری ٹریٹمنٹ دینی شروع کر دیں۔

ہم انسان تو دنیا میں دھوپ کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے بھلا قیامت کے دن

www.besturdubooks.wordpress.com

جہنم کی گرمی کیسے برداشت کریں گے؟ ہم تو ناز و نعمت کے پلے ہوئے ہیں، اگر گرمی کے موسم میں بیوی تو نتی کا تازہ پانی لے آئے، برف نہ ڈالی ہوئی ہو تو ہمارا پینے کو دل نہیں کرتا۔ اسے کہتے ہیں ٹھنڈا پانی لا! جہنم میں تو پانی بھی نہیں ملے گا، اگر پینے کے لیے کچھ ملے گا بھی تو وہ کھولتی ہوئی پیپ اور خون۔

اے دنیا کے مشروبات پینے والے قیامت کی ان سزاؤں کو بھی یاد کر لے، دنیا کی خوشبوؤں میں معطر زندگی گزارنے والے ذرا جہنم کے یونیفارم کی بدبو کو بھی یاد کر لے، دنیا کی محفلوں میں کھل کھلا کر ہنسنے والے! ذرا قبر کی تنہائی کو بھی یاد کر لے، جہاں انسان موت مانگے گا اس کو موت بھی نہیں دی جائے گی۔

تو اس لیے تزکیہ اختیار کرنا ہمارے لیے لازم ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمارے من کو صاف فرما دے اور جب موت کا وقت آئے تو اللہ تعالیٰ ہماری قبر کو جنت کا باغ بنا دے اور اپنی حفظ و امان عطا فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

غیبت اور ناشکری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی﴾ (الاعلیٰ:۱۴۔۱۹)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

انسان خیر اور شر کا مجموعہ:

اللہ رب العزت نے انسان کے اندر خیر بھی رکھی ہے اور شر بھی رکھا ہے، فرمایا:

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا o فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا o﴾ (الشمس:۷،۸)

”اور (قسم) انسان کی اور اس ذات کی جس نے اس کو درست کیا پھر اس میں بدکرداری اور پرہیزگاری القا کی“

اللہ رب العزت نے انسان کو خیر اور شر کا مجموعہ بنایا ہے، اور پھر دونوں راستوں کی نشاندہی فرمادی ہے۔

﴿وَھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ o﴾ (بلد:۱۰)

”اور ہم نے اس کو دونوں راستے بتا دیے“

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ضابطہ یہ بتایا کہ جو انسان اپنے اوپر خیر کو غالب کرے گا وہ فلاح پانے والا ہو گا جو اپنے اوپر شر کو غالب کرے گا وہ برباد ہونے والا ہو گا۔

انسان کو اختیار ہے:

زندگی کا انداز انسان خود اپناتا ہے، نیکوں کی صحبت میں رہے تو طبیعت نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہے، غافلین کی صحبت میں رہے تو طبیعت میں غفلت چھا جاتی ہے۔ نیک سے نیک انسان بھی غافلین کی صحبت میں رہے گا تو اس کا نقصان اٹھائے گا اور غافل سے غافل انسان بھی نیکوں کی صحبت میں رہے گا تو اس کا کچھ نہ کچھ فائدہ پائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منع فرماتے ہیں کہ آپ ایسے آدمی کے پاس نہ رہیں جو ہم پر ایمان نہیں لاتا، غافل ہے، کہیں اس کا وبال آپ پر نہ آ جائے۔

﴿فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدٰى﴾ (طہ:۱۶)

کہ وہ بندہ جس نے اپنی خواہش کی اتباع کی آپ اس کی صحبت نہ اختیار کرنا۔

فتردی کا مطلب اور معنی بیان کرتے ہوئے دل کانپتا ہے، ایسا نہ ہو کہ آپ کو رد کر دیا جائے۔

اللہ رب العزت اتنی عظمتوں والے ہیں کہ جب جلال میں آ جاتے ہیں تو پھر اس کے سامنے آنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اپنے محبوب کو فرما دیتے ہیں کہ

﴿وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا

www.besturdubooks.wordpress.com

نَصِيرًا ○﴾ (بنی اسرائیل: ۷۴، ۷۵)

’’اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ کچھ ان کی طرف مائل ہونے ہی والے تھے، اس وقت ہم آپ کو زندگی میں دوگنا اور مرنے پر بھی دوگنا مزا چکھاتے، پھر تم ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے‘‘

ہم اور آپ کس کھیت کی مولی ہیں، کیا حیثیت ہے ہماری۔ اپنے محبوب کو یوں فرما دیتے ہیں کہ آپ تھوڑا سا بھی جھکیں ان ظالموں کی طرف تو پھر دیکھنا کہ ہم کیا معاملہ کرتے ہیں؟ فرمایا:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ﴾ (ھود: ۱۱۲)

’’سو اے پیغمبر! جیسا تم کو حکم ہوتا ہے اور جو تمہارے ساتھ تائب ہوئے قائم رہو‘‘

آپ بالکل شریعت کے اوپر جمے رہیے ﴿وَمَنْ تَابَ مَعَكَ﴾ اور جو آپ کے ساتھ ایمان لائے تو پھر تائب ہوئے۔ کیا مطلب؟ کہ آپ تکلے کی طرح سیدھے رہیے۔ اللہ تعالیٰ بندے کے کس طرح بل نکالتے ہیں، سیدھا کرتے ہیں کہ تم کیسے میرے حکموں پر نہیں چلتے۔ تم توڑو میرے حکموں کو اور پھر دنیا اور آخرت کے مزے اڑاؤ۔ ہاں ہم تمہیں ڈھیل دے دیں گے تاکہ اچھی طرح تمہارے سر پر گناہوں کا بوجھ جمع ہو جائے۔ تمہارے اوپر زیادہ سے زیادہ گناہوں کی دفعات لگ سکیں، ہم اس لیے ڈھیل دیتے ہیں۔

عہد کا پاس ضروری ہے:

ہم نے کلمہ پڑھ کر اللہ رب العزت سے عہد کیا ہوا ہے اللہ تیرے حکموں کی مطابق زندگی گزاریں گے۔ اور یاد رکھنا جو نفس سے عہد کرتا ہے پھر عہد کو توڑتا ہے یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چیز اللہ رب العزت کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے۔ آج پوچھتے ہیں کہ جی دل پر اثر نہیں ہوتا۔ آؤ نا قرآن پاک سے پوچھیں ایسی قومیں پہلے بھی گزری ہیں جنہوں نے اللہ رب العزت سے کیے ہوئے عہد کو توڑا تو نتیجہ کیا نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ﴾ (النساء: ۱۵۵)

جب انہوں نے اللہ رب العزت سے کیے ہوئے عہد کو توڑا، ہم نے ان کے اوپر لعنتوں کی بارش برسائی اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ تو دل سخت ہو جاتے ہیں جب انسان احکام الٰہی کو توڑتا ہے۔ جانتا بھی ہے کہ یہ میرے پروردگار کا حکم ہے، معمولی مجھ کر وقتی مزے کی خاطر اس حکم کو کھلونا بنا لیتا ہے۔

غیبت ایک کبیرہ گناہ:

ہم میں سے کس کو نہیں پتہ کہ غیبت بری چیز ہے، کبیرہ گناہ ہے، اتنا کبیرہ کہ فرمایا:

((فَإِنَّ الْغِيْبَةَ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا)) (کنزالعمال، رقم ۸۰۶۲)

''بے شک غیبت زنا سے بھی زیادہ برا کام ہے''

پھر کر رہے ہوتے ہیں، زبان قابو میں نہیں ہوتی، یہی زبان انسان کو ڈبوتی ہے۔ اس لیے کہا گیا:

((جِرْمُهُ صَغِيْرٌ وَ جُرْمُهُ كَبِيْرٌ))

اس کی جسامت تو بڑی چھوٹی ہوتی ہے مگر اس کی لائی ہوئی آفت بڑی ہوتی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ڈر:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زبان کو پکڑ کے کھینچتے تھے حتیٰ کہ حاضرین محفل کو ترس آتا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور وہ پکارتے: امیر المومنین! اتنا نہ کھینچیے! فرماتے: میں کیوں نہ کھینچوں یہ زبان ہی تو ہے جو بندے کے جہنم میں جانے کا سبب بنتی ہے۔

غیبت کسے کہتے ہیں:

آج ہماری زبان قینچی کی طرح چل رہی ہوتی ہے۔ مزے لینے کی خاطر ادھر ادھر کی باتیں اور جب منع کریں تو جواب ملتا ہے کہ ہم سچی بات تو کر رہے ہیں۔ بھائی سچی بات کرنے ہی کو غیبت کہتے ہیں، اگر جھوٹی ہوتی تو پھر تو بہتان کی سزا ملتی۔ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے متعلق ایسی بات کرنا کہ اگر وہ بندہ سنے تو اس کی ناپسندیدگی ہو، اس بات کو غیبت کہتے ہیں اور اس کو حرام قرار دیا گیا۔

یہ غیبت الفاظ کے ذریعے سے بھی ہوتی ہے، مثلاً: کسی کو گھٹیا کہا، کسی کو بے ایمان کہا، ذرا سی بات پر ذلیل کہہ دیا۔ آج یہ لفظ کہنے آسان، کل قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کھڑا کریں گے کٹہرے میں اور فرمائیں گے کہ بتاؤ تم نے فلاں کو ذلیل کیوں کہا؟ کمینہ کیوں کہا؟ بے ایمان کیوں کہا؟ ثابت کرنا پڑے گا تو اس وقت سمجھ جائیں گے کہ میں کیا کچھ بگاڑ بیٹھا ہوں۔ ہم تو زبان سے بات کرتے ہیں تو اپنے کان ہی نہیں سنتے کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ لگے ہوتے ہیں باتیں کرنے میں۔ یہ وقت گزاری نہیں، یہ جہنم کی خریداری ہے۔ جتنی دیر بیٹھ کے باتیں کیں، وقت گزاری نہیں کی اتنی دیر جہنم کی خریداری کی ہے۔

عورتوں میں غیبت اور ناشکری کی عادت:

بالخصوص عورتوں میں دیکھا، ذرا کسی کی تعریف ہو جائے، یہ ضرور اس کی کوئی بری بات سنوا دیں گی، تعریف برداشت نہیں ہو سکتی، فقط اپنی تعریف چاہتی ہیں۔ بہو

کو دیکھو تو ساس کی غیبت، ساس کو دیکھو تو بہو کی غیبت۔ جب میں بہو تھی تو مجھے ساس اچھی نہ ملی اور جب میں ساس بنی تو مجھے بہو اچھی نہ ملی۔ اور شیطان بہکاتا ہے، عورت کی فطرت ہے بالکل نئی عورت سے تعارف ہوگا اور پانچ منٹ میں اپنے گھر کے سارے حال اس کو سنا دے گی، کھایا پیا بتلا دیں گی، جو پیٹ میں ہوگا اس کی بھی خبر دے گی۔ اور بالخصوص اگر خاوند کے ساتھ تھوڑی بہت رنجش ہو تو اللہ اکبر! پھر تو غیبت اس طرح کرتی ہیں جس طرح کوئی صرف کا طالب علم بیٹھا گردان کر رہا ہوتا ہے۔ بندے بندے کے سامنے غیبت کریں گی۔

جس عورت کے اندر دو چیزیں نہ ہوں: ایک غیبت نہ ہو اور دوسرا ناشکری نہ ہو، وہ خوش نصیب عورت ہے۔ تیس تیس سال، پچاس پچاس سال، خاوند نے حسن سلوک سے زندگی گزاری، بڑھاپا آ گیا، اب اگر کوئی ذرا سی بات ہو گئی، اس پر اس کو طعنے دیتی ہے: میں نے تیرے گھر میں آ کر دیکھا ہی کیا ہے؟ تو جو کچھ کرتا ہے اپنے بچوں کے لیے کرتا ہے، میرے لیے کچھ نہیں کرتا۔ اس نے کہا: میں تمہیں فلاں موقعے پہ جوتے لے کر دیے، ہاں کیا لے کے دیا، دو ٹیتھڑے۔ اس نے کہا: میں نے فلاں موقعے پہ سوٹ سلوا کر دیا، کیا لے کے دیا، وہ چیتھڑے۔ اس نے کہا: تیرے کہنے پہ میں فلاں سیٹ اور برتن لے کر آیا، اس نے کہا: کیا لے کر آیا وہ ٹھیکرے۔ سمجھتی ہیں کہ یہ انداز اپنانا ہمارا حق ہے اور کامیاب بیوی ہی وہی ہوتی ہے۔ یہ ناشکری ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حدیث پاک میں آتا

((مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ)) (الترمذی، رقم: ۱۸۷۸)

''جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ رب العزت کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا''

یہ نہیں دیکھتی کہ اللہ رب العزت نے مجھے کتنی عافیت میں رکھا ہوا ہے، ہوس ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے طبیعت میں، طبیعت بھرتی ہی نہیں۔ جتنا کچھ خاوند اس کے لیے کر دے یہ اس کی اوپر کی مثالیں دیکھے گی۔ لیکن دنیا داری میں۔ اور اگر خاوند کہہ دے کہ آپ پابندی سے اشراق پڑھا کریں، یہ کہے گی کہ فلاں تو نماز ہی نہیں پڑھتی میں کیوں پڑھوں؟ دین کے معاملے میں پیچھے کو دیکھے گی اور دنیا کے معاملے میں اوپر کو دیکھیں گی۔ تو طبیعت میں ناشکری ہوتی ہے اور غیبت تو ایک مشغلہ بن گیا ہے حتی کہ تھوڑی دیر میں انسان اپنے لیے اتنے عذاب کو خرید لیتا ہے کہ انسان اپنے کیے ہوئے عملوں کو دوسروں پر ضائع کر دیتا ہے۔

غیبت حقوق العباد میں سے ہے:

یہ یاد رکھیے! کہ غیبت حقوق العباد میں سے ہے۔ قیامت کے دن جس کی بھی غیبت کی ہوگی، اللہ رب العزت ان حق داروں کو کہیں گے کہ تم اس کے نامۂ اعمال میں سے اپنا اجر لے لو۔ یہ وہ دن ہوگا جب لوگ ایک ایک نیکی کو ترستے پھریں گے اور ان کو موقع ملے گا کہ فلاں نے ہماری غیبت کی تھی اور اس کے نامۂ اعمال سے نیکیاں مل رہی ہیں تو وہ پھر اپنا منہ بولا ریٹ لگائے گا۔ یہ ان کو منانے کی کوشش کرے گا، وہ راضی نہیں ہوں گے، نہیں! تم نے میری غیبت کی تھی مجھے اور چاہیے اور چاہیے حتی کہ ساری زندگی کے کیے ہوئے اعمال کو یہ دے بیٹھے گا، حق مانگنے والے پھر بھی مطالبے کریں گے۔

غریب کون؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ سب سے زیادہ قیامت والے دن غریب کون ہوگا؟ کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! جس کے پاس کچھ مال پیسہ نہ ہو۔ فرمایا: نہیں

وہ ہوگا جس نے دنیا میں بڑے نیک اعمال کیے مگر زبان سے کسی کو برا کہا، کسی پہ الزام لگایا، کسی کی دل آزاری کی ہوگی۔ قیامت کے دن حق دار آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان حق داروں کو موقع دیں گے کہ وہ اس کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کو لے لیں گے، اتنی نیکیاں لے لیں گے حتیٰ کہ نامۂ اعمال خالی ہو جائے گا اور ابھی حق والے باقی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان حق والوں کے گناہوں کو لے کر اس بندے کے سر پر رکھ دیں گے۔ نیکیاں لے کر آئیں گے اور برائیوں کے انبار لے کر سر پہ کھڑے ہوں گے۔ سارا کچھ کس لیے ہوگا کہ زبان کا استعمال غلط کیا ہوگا، زبان کے چسکے کی خاطر منہ کے مزے کی خاطر، اپنے سر پہ عذاب کے گٹھڑ ہوں گے اور انسان اس وقت پریشان ہوگا کہ کاش دنیا میں میں نے یہ جرم نہ کیا ہوتا۔

کمانا مشکل گنوانا آسان:

یہ غیبت اشارے کنارے سے بھی ہو جاتی ہے، ہاتھ کا اشارہ کر دیا جائے پھر بھی ہو جاتی ہے تو اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ اچھی محفلوں سے دلوں میں جو انوارات آتے ہیں وہ لمحوں کی غیبت کی وجہ سے زائل ہو جاتے ہیں، کمانا مشکل ہوتا ہے، گنوانا بہت آسان ہوتا ہے، اول تو عبادات کا ذخیرہ نہیں اور اوپر سے اگر غیبتیں کریں گے تو بچے گا کیا۔

آج غیبت کا مرض عام ہے:

آج غیبت کا مرض عام ہے۔ جہاں چند اساتذہ پڑھاتے ہوں ایک دوسرے کی غیبت، جہاں چند بھائی ہوں اور ان کی بیویاں گھروں میں آ جائیں آپس میں غیبت، پڑوسیوں میں غیبت۔ یہ ایسی مرض ہے جو دلوں میں جدائیاں کر دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے اس کے اوپر بڑی کڑی سزا رکھی گئی ہے کہ یہ دلوں میں فاصلے پیدا کر دیتی ہے، ذرا سی دیر میں کسی سے دو باتیں ایسی کر دیں کہ دوسرے کے بارے میں ہمیشہ کے لیے اس کو بدگمان کر دیتی ہے۔ دل ایک دوسرے سے دور کر دیتی ہے۔

﴿وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ﴾

(البقرۃ:۲۷)

”کاٹتے ہیں ان رشتوں کو جن کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد مچاتے ہیں“

غیبت اور طعنہ دینے کا عذاب:

اس لیے قرآن پاک میں دو لفظ استعمال فرمائے:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ (ھمزۃ:۱)

”ہر غیبت کرنے والے اور طعنہ دینے والے کے لیے خرابی ہے“

ھمزہ اور لمزہ یہ دو لفظ ہیں، دونوں کو یاد رکھیے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم میں یہ دونوں برائیاں موجود ہوں۔ ایک ہوتا ہے عیب جو، عیب تلاش کرنے والا، اور ایک ہوتا ہے عیب گو، عیب کے متعلق باتیں کرنے والا۔ عیب جو ہونا اور عیب گو ہونا یہ دو علیحدہ علیحدہ بیماریاں ہیں۔ اور بعض لوگوں میں یہ دونوں بیماریاں ہوتی ہیں، وہ عیب جو بھی ہوتے ہیں اور عیب گو بھی ہوتے ہیں اسی لیے ھمزۃ لمزۃ دو لفظ استعمال کیے۔ اب قیامت کے دن ایسے بندے کے لیے جو عیب گو ہوگا اور عیب جو ہوگا کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ جہنم کے اندر ایک خاص جگہ بنائیں گے جس کو ھاویۃ کہتے ہیں۔ اس کے اندر آگ کے ستون ہوں گے، اس بندے کو زنجیروں کے ساتھ ان ستونوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا اور پھر آگ کے انگارے تو ہوں گے، اور وہ آگ کے انگارے جیسے

شرلی چھوڑتے ہیں اور وہ دور جاتی ہے اور پھٹ جاتی ہے اسی طرح سے وہ آگ کے انگارے اٹھیں گے اور سب کے سب اس کے دل کے اوپر آ کے لگیں گے جیسے مزائل مارتے ہیں۔ یوں سمجھیے کہ جہنم کی آگ میں سے آگ کے بنے ہوئے مزائل چلیں گے اور اس کے دل کو نشانہ بنائیں گے۔ نَارُ اللّٰہِ یہ اللہ کی بنائی ہوئی آگ ہوگی، اللہ نے سپیشل بنائی ہوگی تم لوگوں کے دلوں کو جلاتے تھے آؤ تمہارا انتظار ہے۔ یہ آگ بنی ہی اسی لیے ہے۔

﴿الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَۃِ﴾ (ہمزہ:۷)

''وہ آگ جو انسان کے دلوں کو جلائے گی''

باقی جسم کی بات نہیں کی دل کی بات کی۔ تم لوگوں کے دلوں کو جلاتے تھے، ہم جہنم میں تمہارے دلوں پر نشانہ لگائیں گے۔ تو یاد رکھیے! کہ زبان سے جو بھی غیبت کا فقرہ نکل رہا ہے، ہر فقرے کے بدلے آگ کا کوئی نہ کوئی ایک شرارہ ہمارے دل کو آکے جلائے گا۔ ہم کسی کی غیبت نہیں کرتے ہم اپنے لیے ان شراروں کو جمع کر رہے ہیں، ان انگاروں کو جمع کر رہے ہیں۔ تو آج غیبت کرنی آسان کل اس کا عذاب برداشت کرنا مشکل کام۔

آج تو صوفہ سیٹ پر بیٹھ کر، چائے پیتے ہوئے مزہ آتا ہے نا! تبصرہ (Coments) کسی کے بارے میں دینا اچھا لگتا ہے۔ مثلاً خاوند نے کہا کہ نماز پڑھا کرو تو آگے سے جواب دیا کہ آپ کی بہن تو پڑھتی نہیں، اب یہ جو آپ نے کہا کہ میں تو نماز پڑھتی نہیں۔ اسی طرح کئی لوگ تو بیٹھے ہوئے حکومتی جماعت اور دوسری جماعت کے تذکرے چھیڑ دیتے ہیں، فلاں شریف نے یہ کہا، فلاں فلاں نے یہ کہا، اتنی غیبت کریں گے!! اتنی غیبت کریں گے کہ پتہ نہیں کتنے بڑے گٹھڑ اپنے سر پر رکھیں

تھے۔ تو واسطہ نہ تعلق، نہ تم حکومت میں، نہ تم اس کی مخالفت میں۔ ارے اپنے گھر کی دال روٹی بنانے والی عورت! تو بیٹھ کر اتنی بڑی بڑی باتیں کر رہی ہے، فلاں نے یہ کر دیا، فلاں نے یہ کر دیا۔ سوچا! اس کا کل جواب بھی دینا ہے اور ایک دن اللہ رب العزت اس کا بدلہ دلوائیں گے، جب پروردگار بدلہ دلوائیں گے تو بنے گا کیا؟

غیبت مردار گوشت کھانے کی مانند ہے:

اس لیے فرمایا: غیبت کرنے کی مثال ایسے ہے جیسے انسان کسی مردار کا گوشت کھا رہا ہو۔ مدینہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا پھر بیٹھ کر ایک دوسرے کی باتیں کرتی رہیں، چنانچہ بہت روزہ لگا۔ لوگ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ جی ان کو اتنا روزہ لگا ہے کہ مرنے کے قریب ہو گئیں تو کیا وہ افطار کر سکتی ہیں؟ فرمایا: انہوں نے تو پہلے ہی روزہ توڑ لیا ہے، پوچھا کہ جی وہ کیسے؟ فرمایا: قے کرو! اور یہ معجزہ تھا نبی علیہ السلام کا۔ جب ان کی قے کروائی گئی تو ان کے منہ سے گوشت کے ٹکڑے نکلے۔ اللہ کے نبی یہ کیا؟ فرمایا:

﴿اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (حجرات:۱۲)

یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کہ بھائی کے مردہ گوشت کو انسان کھاتے، اب مردار کا گوشت کھانا آسان ہوتا ہے؟ یہ جہاں جو بیٹھی غیبت کر رہی ہے اس کے سامنے کسی مردار کا گوشت لاؤ نا پھر دیکھو کتنی کراہت ہوتی ہے! کمرے میں چوہا مر کے گل سڑ جائے تو وہ کمرے میں نہیں جاتی، گلی میں گدھا مرا ہو تو ادھر سے گزرتی نہیں کہ بو آتی ہے اور قیامت کے دن مردار کے گوشت کو کھانے گی جو بدبوؤں سے بھرا ہو گا۔ آج ذرا لقمہ دار سالن اچھا نہیں لگتا اور قیامت کے دن مردار کا گوشت چبانا پڑے گا تو پھر نزاکتیں کدھر جائیں گی؟ ایک کلاس میں پڑھنے والی طالبات اور ایک کلاس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھنے والے طلبا ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے رہتے ہیں۔ جہاں مل کر رہنے کا موقع ملا وہیں غیبت۔ بھائی! کیوں کسی تیسرے کے بارے میں زبان سے بات نکالتے ہو؟

شریعت میں مومن کی تکریم:

شریعت نے مومن کے اکرام کی خاطر اس کی عزت کو محفوظ رکھا، غیبت کو اس لیے منع کیا تاکہ کوئی بھی دو بندے آپس میں مل کر بیٹھیں تو تیسرے کے دل میں بدگمانی نہ ہو کہ یہ میرے بارے میں غیبت کر رہے ہیں۔ تم دو مل کر اپنی جو باتیں کرنا چاہو کرو تم تیسرے کی بات نہیں کر سکتے۔ تو کسی کے دل میں بدگمانی پیدا ہی نہیں ہوگی کہ وہ بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہوں گے، جو کر رہے ہوں گے اپنا ہی کچھ کر رہے ہوں گے، میرے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تو یہ مومن کی تکریم ہے، مومن کا وقار ہے اللہ رب العزت کے ہاں کہ اس کی غیبت کو اللہ رب العزت نے حرام کر دیا۔ یہ اس کی عزت کی حفاظت ہے۔ جرأت ہو تو آدمی جس کے اندر غلطی ہے اس کو جا کر خود بتا دے جی آپ اپنی غلطی کی اصلاح کر لیں۔ مگر اس کی اجازت نہیں کہ دو انسان بیٹھ کر تبصرے کریں اور اپنا وقت گزاریں۔

قیامت کے دن کی ہولناکی:

قیامت کا دن انسان پر بڑا بھاری دن ہوگا، جس دن دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے والے کو بھول جائیں گی۔

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ (الحج: ۱)

"اے لوگو! اللہ سے ڈرو بے شک قیامت بہت بڑی چیز ہے"

اللہ تعالیٰ نے اس کو شیء عظیم کہا اور یاد رکھنا ایک جب کسی کو بڑا کہیں وہ

چیز بہت بڑی ہوا کرتی ہے۔

﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ (الحج:۲)

اس دن ایسی وحشت ہوگی حمل والیاں اپنے حمل کو بھلا بیٹھیں گی، انسان ایسے ہوگا جیسے یہ بیہوشی کے عالم میں ہے، وہ بیہوشی نہیں ہوگی وہ اس دن کی وحشت ہوگی کہ رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

آج ذرا سی بات پر انسان کانپنے لگ جاتا ہے، قیامت کا دن تو وہ دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ سچوں کو بلائیں گے۔ سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے! جس دن اللہ تعالیٰ سچوں کو بلائیں گے اور سچوں سے بھی ان کی سچائی کے بارے میں پوچھیں گے، قرآن عظیم الشان!

﴿لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ﴾ (الاحزاب:۸)

''اس دن سچوں سے ہم ان کی سچائی کے بارے میں پوچھیں گے''

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کھڑے رو رہے تھے۔ کسی نے دیکھا تو وہ کہہ رہے تھے اے اللہ! جن کو آپ نے قرآن پاک میں خود سچا کہا، پھر فرما رہے ہیں کہ ہم ان سچوں سے بھی ان کی سچائی کے بارے میں پوچھیں گے، پروردگار تو پھر ہم جیسے جھوٹوں کا کیا حال ہوگا؟ جب سچوں سے بھی ان کی سچائی کے بارے میں آپ پوچھیں گے۔ تو پھر ہم جیسے جھوٹوں کا کیا ہوگا؟

غیبت کی معافی کیسے ہو؟

اور غیبت کی معافی بھی فقط مصلے پر بیٹھے نہیں ملتی کہ کوئی مصلے پہ بیٹھ کر توبہ کر لیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کر معاف ہو گیا۔ کہا: نہیں! غیبت کا گناہ اس حق والے سے بخشوانا پڑتا ہے، معافی مانگنی پڑتی ہے۔ کوئی ایک مصیبت ہے، چلو بھائی! آج ہمیں احساس ہوا، ہم توبہ کرتے ہیں۔ جن جن کی غیبت کی ان ان سے معافی مانگ کر دنیا میں بخشوانا پڑے گا، ورنہ قیامت کے دن وہ حق دار ہوں گے۔ سوچیں ہم نے کہاں کہاں جان پھنسائی ہوئی ہے۔ کیا گھر کی عورتیں جا کر معافی مانگ سکتی ہیں؟ تو از شریف سے یا فلاں سے یا فلاں سے۔ اور کتنوں کی غیبت کی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں نام لیا ہے صرف سمجھانے کی غرض سے اور حقوق العباد اگر سر کے اوپر ہوں گے تو پھر کیسے قیامت کے دن بخشے جائیں گے؟ اسی لیے کہا:

﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران:۱۱۷)

''اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا، یہ اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے ہیں''

اس میں اصول یہ ہے کہ آدمی کسی تیسرے بندے کا تذکرہ کرنا ہی چھوڑ دے۔

غیبت سے بچاؤ کے طریقے:

اور اس میں ایک عجیب بات یہ کہ جس طرح غیبت کرنا کبیرہ گناہ ہے، غیبت کا سننا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ اب اگر کرنے والے نہیں ہوں گے تو سننے والے بھی نہیں ہوں گے۔ اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ کسی ناپسندیدہ بات کر رہا ہے جو آپ پسند نہیں کرتے تو آپ آرام سے کہہ دیجیے کہ یہ بات تو ٹھیک نہیں۔ اور اگر محسوس کرتے ہیں کہ اگر ایسا کہیں گے تو الٹا یہ بھی ناراض ہو جائے گا تو علما نے لکھا کہ جس کی غیبت کی جا رہی ہے آپ اس کے بارے میں کوئی بھی اچھی بات کر دیں۔ اگر آپ نے کوئی اچھی بات اس کے بارے میں کر دی تو آپ غیبت سننے والوں میں نہیں ہوں گے کیونکہ آپ نے تردید کر دی۔

بالفرض مثلاً کسی کی بڑی غیبت کی گئی اور آپ کا دل کہہ رہا ہے کہ باتیں تو سچی کر رہا ہے۔ تو آپ جواب میں کہتی ہیں کہ ہے تو بڑی ذہین، یا ایسی ہی کوئی خوبی بیان کر دی، ہے تو بڑی سمجھدار، تو آپ نے تعریفی جملہ کہہ دیا تو آپ سننے والوں میں شامل نہیں رہیں گی۔ ایک گھنٹے کی اس کی غیبت ایک فقرے کے ساتھ ختم ہو جائے گی، آپ پر وبال نہیں۔ آپ کہیں کہ ہے تو بڑا سمجھدار، ہے تو بڑا پڑھا لکھا، میں نے تو دیکھا پانچوں نمازیں پڑھتا ہے، بہت اچھا ہے، ملنسار ہے، ایسے ہی کوئی نہ کوئی ایک خوبی ایسی بیان کر دیں تو اس خوبی کے بیان کرنے سے آپ غیبت سننے والوں میں شامل نہیں ہوں گے۔

ایک یہ بھی صورت ہے غیبت سے بچنے کی کہ کسی نے کسی کے بارے میں بہت کچھ کہا، آپ کہتے ہیں کہ بھئی حقیقت حال تو اللہ پاک بہتر جانتا ہے، ویسے ہماری نظر میں تو اچھا آدمی ہے۔ اچھا آپ کا تجربہ یہ ہے، میرا تجربہ تو یہ ہے کہ میرے ساتھ تو بہت اچھا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی ایسی بات کر دیں جس سے اس کا رد ہو جائے اور اس رد کی وجہ سے آپ غیبت سننے والوں میں شامل نہیں ہوں گے۔

اور غیبت سننے سے تو اس طرح ڈریں جس طرح کوئی آدمی کسی شیر کے قریب جانے سے ڈرتا ہے۔ کیوں ڈرتا ہے؟ پتہ ہے کہ یہ میرے گلے پڑ جائے گا۔ اسی طرح جس بندے کی غیبت کی جا رہی ہے یہ بندہ قیامت کے دن گلے پڑ جائے گا، نیکیوں پر مسلط کر دیا جائے گا۔ اور جب تک وہ مطمئن نہیں ہوگا اس کا حق باقی رہے گا۔

صالحین کا شعار:

اور یہ ہمارے سلف صالحین کے اخلاق رہے ہیں کہ وہ غیبت سے بہت دور رہتے تھے۔ ایک لفظ زبان پہ ایسا نہیں لاتے تھے جو کسی کے لیے ناگواری کا سبب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی بندے کو کہنا ہوتا اور وہ موٹا ہے تو اس کی پیٹھ پیچھے اس کو موٹا بھی نہیں کہتے تھے کہ لوگ موٹا کہنے سے بھی ناراض ہوتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ اس کی بات کر کے کہتے ہیں کہ وہ جو صحت مند آدمی ہے۔ اس لیے کہ صحت مند کا لفظ سن کے ہر بندہ خوش ہوتا ہے۔ اتنی احتیاط کرتے تھے گفت و شنید میں کہ موٹے آدمی کو بات کرتے ہوئے موٹا بھی نہیں کہتے تھے کہیں برا نہ مانے۔ اگر آپ بات کرتے ہوئے کوئی ایسی بات کر گئیں جو کسی کی غیبت ہے اور احساس ہوا اسی وقت اس کی کوئی اچھی بات کہہ دیں گویا اپنی بات کہی ہوئی کی خود ہی نفی کر دی۔

اگر براہِ راست معافی نہ ہو سکے تو ازالے کی صورت:

⊙.....اور اگر ایسے لوگوں کی غیبت کی جو دنیا میں سے چلے گئے تو پھر کیا ہوگا؟ علما نے اس کا بھی حل لکھا، فرمایا: ایک تو ان کی بخشش کی مغفرت کی دعائیں کرو اور دوسرا ان کی طرف سے کچھ مال پیسہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور دل میں یہ نیت کرو کہ اللہ! اس صدقہ کا ثواب اپنی رحمت سے اپنے فضل سے اتنا فرما دینا کہ قیامت کے دن جتنے حق مانگنے والے ہوں گے ان کے لیے یہ ثواب کافی ہو جائے۔ تو جتنا کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھی خرچ کرے، مسجد میں، مدرسے میں، نیک غربا میں اور اس نیت سے کرے کہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حق والوں کو جن کے حقوق میں نے دینے ہیں ان کو دلوائے۔ اور آئندہ کے لیے غیبت سے سچی توبہ کرے۔

⊙.....اگر جن کی غیبت ہو گئی اور ان تک پہنچ نہیں ہو سکتی تو پھر اس کا بھی یہی طریقہ ہے۔ مثلاً ایک مرد نے ہمسائے کی ایک عورت کی غیبت کی، اب اس سے معافی بھی نہیں مانگ سکتا۔ عورت نے مرد کی غیبت کی وہ اس سے معافی بھی نہیں مانگ سکتی، یا وہ آدمی فوت ہو گیا یا دور چلا گیا، یا اگر معافی بھی مانگنا چاہیں مگر اس کو تلاش بھی نہیں کر

www.besturdubooks.wordpress.com

سکتے۔ ان سب صورتوں کا یہی ایک طریقہ ہے کہ آپ دعائیں مانگیں، اللہ ان کے درجات کو بڑھائیں۔ آپ کی دعاؤں کی وجہ سے اگر اللہ اس کے درجات کو بڑھائیں گے تو قیامت کے دن وہ آپ کے حقوق معاف کر دے گا۔

⊙......اور دوسرا یہ کہ ان کی طرف سے کوئی نیکی کریں، اچھا خرچ کریں، کوئی نیکی کریں تاکہ قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنی رحمت سے اس کا اجر دے دے۔

⊙......اور غیبت کی معافی مانگنے کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر: آپ نے کسی کی غیبت کی، مثلاً بھائی نے بھائی کی غیبت کی۔ اب اگر یہ جا کر کہے گا جی میں نے آپ کی غیبت کی تو پہلے سے زیادہ کام خراب ہو جائے گا کہ پہلے تو چلو بول چال تھی، اب تو پکی دشمنی ہو جائے گی۔ تو یوں نہیں کہنا ہوتا کہ جی میں نے آپ کی غیبت کی، بلکہ جائیں محبت پیار کے تعلق سے اور معافی یوں مانگیں کہ جی انسان ہیں، ایک دوسرے کے اوپر حقوق آتے ہیں، اگر آپ کے میرے اوپر کوئی حقوق آتے ہوں تو آپ معاف کر دیں۔ بس یوں پیار والی بات کریں۔ وہ آپ کی بات سن کر کہہ دے گا میں معاف کرتا ہوں یوں آپ کے سر سے اس کا بوجھ اتر جائے گا۔

حضرت شبلیؒ نے حقوق کیسے معاف کرائے؟

یہ کسی کے حقوق کا بوجھ سر پہ ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ جب یہ ادا کرنے پڑتے ہیں تو پھر پتہ چلتا ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نہاوند کے علاقے کے بادشاہ اور حاکم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ کی توفیق دی تو دنیا کی بادشاہت سے ان کا دل اچاٹ ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی تمنا لے کر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی نے انہیں کہا کہ دیکھیں! اللہ کی ولایت کی نعمت اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک لوگوں کے حقوق بندے پہ باقی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں اس لیے آپ جائیں اور پہلے لوگوں سے حقوق معاف کروا کر آئیں۔ حضرت شبلی میں طلب سچی تھی، چنانچہ حقوق معاف کروانے کے لیے واپس چل پڑے۔

نہاوند کے علاقے کے قریب پہنچے، اب ان کو احساس ہوا کہ میں جہاں حاکم بن کر رہا، اب میں وہاں کے لوگوں سے معافی مانگنے جا رہا ہوں۔ جیسے ہی شہر میں داخل ہوئے، چند نوجوان کھڑے تھے، انہوں نے دیکھ لیا۔ کہنے لگے: یہی وہ مینٹل کیس ہے جو بادشاہ تھا، اب اس نے بادشاہت چھوڑ دی۔ سو ایک نے پکڑا، دوسرے نے بال کھینچے، تیسرے نے کپڑے۔ انہوں نے وہ گت بنائی کہ الامان والحفیظ۔ جب جان چھوٹی تو اب پہلے کے پاس گئے، کسی نے معاف کر دیا، کسی نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی، کسی نے مار پیٹ کر لی، کسی نے کہا: اچھا میں تب معاف کروں گا کہ اتنی دیر دھوپ میں کھڑے رہو۔ کسی نے کہا کہ جی میرے گھر کی دیوار تعمیر ہو رہی ہے تم مزدوروں کے ساتھ اتنے دن مزدوری کرو تب معاف کروں گا۔ تین سال لگ گئے ان لوگوں سے ان کے حقوق کی معافی مانگنے میں۔ جو لوگ فوت ہو گئے تھے، ان کے ورثا تھے ان سے بھی معافی مانگی۔ حتی کہ تین سال میں کوئی بندہ ایسا نہ تھا ان کے ذہن میں کہ جس کا انہوں نے حق دینا ہو۔ اس کے بعد حضرت جنید بغدادی کے پاس آگئے چند دنوں کی توجہات نے ان کو حضرت شبلی بنا دیا۔

اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی یہ نعمت ملے تو بیٹھیں اور اپنی فہرستیں بنائیں۔ ایک دن لگے دو دن لگیں جتنے دن لگیں۔ سوچیں! میں نے کس کس کی غیبتیں کیں، کس کس کے حقوق پامال کیے، کس کو دینا ہے کس کا بوجھ میرے سر پہ ہے، ساری تفصیل لکھیں اور اس سے معافی مانگیں۔ جب اس سے ہم جان چھڑا لیں گے تو پھر دیکھیے اللہ رب العزت کی طرف ہم دوڑتے ہوئے جائیں گے۔ یہ پاؤں کی زنجیریں ہیں، یہ آگے چلنے نہیں دیتیں پھنسے ہوتے ہیں۔

ناحق کھجور سے رتبہ ابدال میں رکاوٹ:

حقوق العباد کا کتنا اثر ہوتا ہے، ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سردیوں کی لمبی رات مسجد میں آئے، نفلیں پڑھ پڑھ کر تھک گئے، بستر نہیں تھا، صف بچھی ہوئی تھی تو صف کے کنارے پر سوئے اور لپٹنا شروع کر دیا اور اپنے اوپر صف کو لپیٹ لیا۔ صف کے اندر لپٹے پڑے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ کمرے کے اندر ایک روشنی ہوئی اور کچھ بڑے منور چہرے والے لوگ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے اپنی محفل لگائی، اپنا حلقہ لگایا۔ جب کچھ آپس میں بات چیت کرنے لگے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہاں ہمیں کوئی غیر بھی نظر آتا ہے۔ تو جو ان کا امیر تھا کہنے لگا: ہاں یہ ادہم کا بچہ پڑا ہے اور یہ بھی ولی بننا چاہتا ہے اور یہ کیسے ولی بن سکتا ہے جب کہ اس نے فلاں بندے کی کھجور کو بغیر اجازت کے اٹھا کر کھایا ہوا ہے، یہ کیسے ولی بن سکتا ہے؟ یہ کہہ کر چلے گئے۔ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اوہو! میں نے کھجوریں خریدی تھیں، جب چلنے لگا تو ایک کھجور پاؤں کے قریب گری پڑی تھی میں نے گمان کر لیا کہ میرے حصے سے گری ہے حالانکہ وہ تو دکاندار کے حصے میں سے گری تھی تو اس طرح کھجور کھا لینے سے میں کسی کی چیز بغیر اجازت استعمال کرنے کے گناہ سے مرتکب ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ اگلا دن ہوا میں نے جا کر اس سے معافی مانگ لی، جیسے ہی میں نے معافی مانگی، اللہ رب العزت نے اسی وقت مجھے ابدال کا رتبہ عطا فرما دیا۔ ایک کھجور کھانے کی وجہ ابدال کا جو رتبہ ملنا تھا وہ رک گیا۔

بلا اجازت مٹی لینے کا وبال:

ایک صاحب فوت ہوئے، کسی نے خواب میں دیکھا، کہا: سنائیے کیا بنا؟ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا کہ کیا بتاؤں؟ ایک کام ایسا جس کو میں معمولی سمجھتا تھا مگر پروردگار نے اس پر میری پکڑ کر دی۔ اس نے کہا: وہ کیا؟ اس نے کہا: میں اپنے گھر میں اپنی حاجت ضروریہ سے فارغ ہوتا تھا، بیت الخلا سے باہر نکلتا تھا تو اپنے ہاتھ کو دھونے کے لیے مجھے مٹی کی ضرورت ہوتی تھی، اس زمانے میں صابن نہیں ہوتے تھے، مٹی سے ہاتھ دھو لیتے تھے، کہنے لگے کہ میں ہمسائے کی دیوار کے ساتھ اپنا ہاتھ لگا کر مٹی لیتا تھا اور میں نے اس سے اجازت نہیں لی تھی۔ مجھ سے کہا گیا کہ تو بغیر اجازت ہمسائے کی دیوار سے مٹی کیوں لیتا تھا؟ ہم تمہارے اس ہاتھ کو سزا دیں گے، اب میرے ہاتھ کو جہنم کی آگ میں ڈالا جاتا ہے، اس کی تکلیف پورے جسم میں محسوس کرتا ہوں ہاتھ کو جلایا جاتا ہے کہ تم ہمسائے کی دیوار کی مٹی بغیر اجازت کے کیوں لیتے تھے؟

فقیہ ابواللیث سمرقندی کا تقویٰ:

فقیہ ابواللیث سمرقندی سفر پہ نکلے تو جتنا ان کا سامان تھا تو ان سے چار گنا زیادہ سامان مٹی کے ڈھیلے تھے۔ کسی نے کہا کہ حضرت! اتنا آپ کا سامان نہیں جتنا مٹی کے ڈھیلے ہیں، ان کا کیا کریں گے؟ تو فرمایا: طہارت کے لیے لینے پڑیں گے، میں نہیں چاہتا کہ کسی آدمی کی اجازت کے بغیر اس کے کھیت میں سے مٹی کا ایک ڈھیلا بھی لے لوں۔ حالانکہ فتوے سے اجازت مل جاتی مگر تقویٰ اور چیز ہے، اتنی احتیاط!

اور ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم تھوڑی دیر میں بیٹھتے ہیں، پتہ نہیں کدھر کا معاملہ کدھر اور کہاں کی بات کہاں پہنچا دیتے ہیں؟ ایک ذرا چھیڑ دیجیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے؟ ایسے لگتا ہے جیسے تیار بیٹھے ہوتے ہیں زبان نکلی اور بات کرنی شروع۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیں آج جو کچھ کر رہے ہیں کل اس کا جواب دینا ہوگا، اسی لیے فرمایا:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ (حجرات:۱۲)

''تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے''

ناشکری سے اللہ کی دوری:

اور ایک ناشکری۔ اللہ رب العزت نے جو بھی نعمتیں دی ہوئی ہیں ان کا شکر ادا کریں، ان پر راضی رہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ اللہ ہم سے راضی ہے یا ناراض؟ تو وہ طور پر حاضر ہوئے اور سوال پوچھا، فرمایا: میرے کلیم! جا کر امت کو بتا دو کہ تم اپنے دلوں میں جھانک کے دیکھو! اگر تم اپنے دل میں مجھ سے راضی ہو تو میں تم سے راضی ہوں، اگر تمہیں مجھ سے شکایت ہے تو مجھے تم سے شکایت ہے۔ اور آج دیکھو تو ہم میں سے ہر بندے کو شکایتیں ہیں کہ ہمیں یہ نہ دیا وہ نہ دیا۔

اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت دنیا میں جن بندوں کو تھوڑا رزق دیں گے اور وہ بندہ اس تھوڑے رزق پر اللہ سے راضی ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کے تھوڑے عملوں پر راضی ہو جائے گا۔ تو میرے تھوڑے دیے ہوئے رزق پر راضی ہو گیا تھا میں تیرے تھوڑے عملوں پر راضی ہو جاؤں گا۔

اوقات کو نہ بھولیں:

تو ہم اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کیا کریں اور ایک چیز یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو یاد رکھیں اور اپنی اوقات کو نہ بھولیں۔ یہ باتیں کب ہوتی ہیں؟ جب بندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی اوقات کو بھول جاتا ہے۔ جب اپنی اوقات کو بھول جاتا ہے تو تب یہ باتیں کرتا ہے اور اسے نہیں پتہ کہ میں جو زبان سے ایسی بات نکال رہا ہوں اگر اس کا وبال میرے اوپر پڑا تو بنے گا کیا؟ قرآن عظیم الشان:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَى أَنفُسِكُم﴾ (یونس:۲۳)

''اے انسانو! تمہاری بغاوتیں تمہاری اپنی جانوں پر''

جو گناہ کرتے ہو اس کا وبال اسی پر لوٹتا ہے۔ کسی کا کچھ نہیں بگاڑ رہے ہوتے۔ اپنے ہی آپ کو عذاب کے اندر دھکیل رہے ہوتے ہیں تو اس کے اثرات بھی اپنے اوپر۔ بڑا بول نہ بولیں کہ اللہ رب العزت کو بڑا بول بڑا ہی ناپسند ہوتا ہے۔

ناشکری کا عبرتناک انجام:

آپ کو ایک آفیسر کی بات سناؤں، کوٹھی خریدی، قریب مسجد تھی، فجر کی اذان ہوئی، آنکھ کھل گئی۔ اگلے دن مؤذن کو بلا کر کہہ دیا کہ فجر کی اذان سپیکر میں نہ دیا کرو! میری نیند میں خلل آتا ہے۔ اس نے کہا کہ جی بوڑھے لوگ جن کو گھڑی پر وقت نہیں دیکھنا آتا، گھڑیاں نہیں ہوتیں وہ تو آذان کی آواز سن کے ہی مسجد میں آتے ہیں نماز پڑھنے۔ آپ بھی جلدی اٹھ جائیں تو صبح کی سیر کیا کریں۔ کہنے لگا: میرے آگے باتیں بناتے ہو، خبردار جو تو نے اذان دی۔ اس نے اگلے دن پھر اذان دے دی۔ اب جب اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے اس کو تھپڑ مار دیا کہ میں نے کہا نہیں تھا کہ اذان نہیں دینی۔ اب جب اس نے تھپڑ مارا، اللہ رب العزت کی طرف سے پکڑ آ گئی۔ سب سے پہلا کام کیا ہوا کہ دونوں ہاتھوں پر فالج گرا، ہاتھ نہیں لکھ سکتے، دفتر والوں نے چھٹی کرا دی۔ وہ جو آمدنی آتی تھی رشوت کی اور پتہ نہیں کیا کیا، وہ ختم ہو گیا، گھر بیٹھ گئے۔ اب جب گھر بیٹھ گیا تو شاہانہ مزاج تھا، ہر وقت بیوی کو جلی کٹی

www.besturdubooks.wordpress.com

ستاتا۔ بیوی بیچاری خدمت کرتی، کھانا کھلاتی، کپڑے بدلواتی، کیا کیا کرتی لیکن ادھر سے گالیاں سنتی۔ کچھ عرصے کے بعد تنگ آ گئی، اس نے کہا: اچھا میں تو اپنے میکے جا رہی ہوں۔ بھائی کو خط لکھا کہ میں اس وقت بے سہارا ہوں آپ مجھے اپنے پاس لے جائیں۔ بھائی لینے آ گیا، اس نے بچوں کو لیا اور چلی گئی۔ اس دوران اس پہ دوسرا فالج کا اٹیک ہوا۔ دونوں ٹانگیں بھی جسم کے ساتھ لگ گئیں۔ اب زندہ لاش نہ ہاتھ ہلتے ہیں، نہ ٹانگیں ہلتی ہیں، بھائی کے گھر پہنچ گیا۔ اب کون کیسے خدمت کرے؟ نہ کھا سکتا ہے، نہ پی سکتا ہے، نہ اپنی ضروریات کے لیے ہاتھ ہلا سکتا ہے۔ کون اس کو دھلوائے؟ کون بچوں کی طرح اس کی نجاست دھوئے؟ کون کپڑے بدلوائے؟ بھائی کے بیوی بچے بھی چند دن میں تنگ آ گئے؟ کہ جی ہم سے تو نہیں ہوتا یہ کام۔ پھر ایک دن کسی بات پہ یہ بھائی کی بیوی سے بھی ناراض ہو گیا۔ کوئی سخت بات کہہ دی اس کی زبان قابو میں نہیں تھی۔ جب اس کو کوئی گالی دے دی تو بھائی نے کہا کہ بجائے اس کے کہ میرا رشتہ بیوی سے خراب ہو، اب بھائی نے اپنے بیٹوں کے ساتھ مل کر گرمیوں کا موسم، غصے میں آ کر چارپائی اٹھائی اور باہر سڑک کے کنارے ڈال دیا۔ اب نو دس بجے سورج کی ذرا دھوپ ہوئی تو پسینہ آ رہا ہے، اب پیاس لگی، بھوک لگی، کھایا پیا کچھ نہیں تھا۔ اب رو رہا ہے کہ کوئی مجھے کھانے کو کچھ دے دے۔ اگلے دن سے فاقہ تھا، ایک آدمی نے گزرتے ہوئے دو روپے دیے، اس نے کہا: میں دو روپے نہیں لیتا مجھے تو روٹی دے، بھوک لگی ہے۔ اس نے جا کر روٹی لا دی۔ اس نے کہا: لے کھا لے۔ اس نے کہا کہ میرے ہاتھ ہی کام نہیں کرتے۔ اس نے کہا: میرے پاس اتنا وقت نہیں میں تو جا رہا ہوں۔ پھر رو رہا ہے، منت سماجت کر رہا ہے کہ مجھے روٹی کھلا دے، اس نے کہا: میرے پاس وقت نہیں ہے میں جا رہا ہوں۔ کہنے لگا: پھر روٹی مجھے پکڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

دو۔ پاؤں اس کے سینے سے لگے ہوئے تھے، اپنے پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی کے درمیان اس نے روٹی پکڑی اور اپنے منہ سے اسے نوچ نوچ کے کھا رہا تھا، جیسے کتا روٹی کھاتا ہے نا! پاؤں سے پکڑ کر منہ سے نوچتا ہے۔ یہ فرسٹ کلاس گیلری کا بیٹا اپنے پاؤں کے انگوٹھوں میں روٹیاں پکڑ کے اپنے منہ کے ساتھ نوچ کے کھا رہا ہے

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ﴾ (القلم: ۳۳)

جب انسان اللہ رب العزت کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے تو پروردگار اس کا یہ حشر کرتے ہیں، اپنی اوقات کو بندہ بھول جاتا ہے۔ زبان چلانی آسان، جواب دینا مشکل کام۔ پوچھیں گے کہ تم دنیا میں میری نعمتوں کا کیا شکر ادا کرتے رہے؟ آج وقت ہے صحیح معنوں میں انسان بننے کا، اپنی اوقات کو یاد کرنے کا، جتنی غلطیاں کیں ان کی فہرست بنا کر ان سب سے معافی مانگ لیں اب، بوجھ کو آج دور کر لیجیے، ایسا نہ ہو کہ یہ چراغ زندگی گل ہو جائے اور ہم حق والوں کے شکنجے میں قیامت کے دن پھنس جائیں۔ ناشکری اور پروردگار کی۔

اور آج تو لوگ اللہ رب العزت کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ہم میں سے کتنے ہیں کہ جن کی زبان سے بے اختیار نکلے الحمد للہ، اللہ سب تعریفیں آپ کے لیے ہیں۔ اتنا کچھ آپ نے مجھے دیا کہ میں تو اس قابل نہیں تھا، ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں عبادات کریں اور اپنے رب کو منائیں۔

عبرت انگیز واقعہ:

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے ایک حدیث نقل فرمائی کہ بنی اسرائیل کے تین بندے تھے، ان میں ایک آدمی برص کا مریض تھا، سفید داغ تھے اس کے چہرے پہ۔ ایک آدمی آیا، اس نے کہا: کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ جی آپ دیکھتے ہیں میں برص

کا مریض ہوں، میری شکل بدصورت ہے کہ کوئی میرے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتا، کوئی سیدھے منہ بات نہیں کرتا، رزق تنگ ہے، پریشان ہوں۔ اس نے دعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اسے اونٹنی دی، اونٹنی کی نسل اتنی بڑھی کہ وہ وقت کا امیر آدمی بن گیا اور اس کی برص کی بیماری بھی ختم ہو گئی، اللہ نے خوبصورت جسم اور خوبصورت شکل عطا فرما دی۔

دوسرے کے پاس گئے، اس کے سر پر بال نہیں تھے جس کی وجہ سے اس کی شخصیت ایسی تھی کہ لوگ دیکھتے تھے تو مذاق کرتے تھے، اور رزق کی بھی تنگی تھی۔ اس نے پوچھا: کیا حال ہے؟ کہنے لگا: میں کیا بتاؤں ہر ایک سے ہنسی مذاق سنتا ہوں اور در در کی ٹھوکریں کھاتا ہوں، کوئی کام نہیں آتا۔ اس نے دعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اسے گائے دی اور گائے کی اتنی نسل بڑھی کہ وہ بڑا امیر آدمی بن گیا۔

تیسرے کے پاس گیا، وہ اندھا تھا۔ پوچھا: کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ میں کیا بتاؤں میں تو اندھا ہوں، در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوں، مانگتا پھرتا ہوں۔ اس نے دعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں بھی دے دیں اور اس کو ایک بکری دے دی اور بکری کی نسل اتنی بڑھی کہ بڑے ریوڑوں کا مالک اور امیر شخص بن گیا۔

کئی سال گزر گئے، یہ تینوں آدمی اپنے وقت کے نواب کہلانے لگ گئے۔ ان کی بیویاں، بچے، خاندان، دوست احباب علاقے کے چوہدری بن گئے۔ نواب اپنی عیاشی میں زندگی گزار رہے ہیں کہ وہ آدمی پہلے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ دیکھو! میں ایک مفلس اور نادار ہوں، آپ کے پاس کچھ نہیں تھا، اللہ نے آپ کو سب کچھ دے دیا، اب آپ اس میں سے کچھ مجھے بھی دے دیں۔ اب اس نے جب یہ سنا تو غصے میں آ گیا، کہنے لگا: بکواس کرتا ہے، میرا دادا امیر، میرا باپ امیر، میں امیر کا بیٹا تو کیسے کہتا

ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں تھا۔ نکل جا یہاں سے! جب اس نے اس کو گالی نکالی تو اس نے کہا کہ اچھا تم جیسے تھے اللہ تمہیں ویسے ہی کر دے۔ چنانچہ وہ برص کی بیماری بھی آ گئی اور سارا مال بھی ضائع ہو گیا۔

دوسرے کے پاس گئے کہ میں ایک نادار غریب ہوں اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں، آپ کے پاس کچھ نہیں تھا، آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا۔ اس میں سے آپ کچھ مجھے بھی دے دیں۔ اس نے کہا کہ فضول لوگ آ جاتے ہیں مانگنے کے لیے، میاں یہ میں نے محنت سے کمائی کی ہے اور میرا دماغ اتنا ہے کہ لوگ مجھ سے فیصلے کرواتے ہیں، میں نے فلاں بزنس میں اتنا کمایا، فلاں میں اتنا کمایا، فلاں فیصلہ کیا اتنا ملا! میاں خون پسینے کی کمائی ہے تم کیسے کہتے ہو کہ کچھ نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ اچھا جیسے تھے اللہ تمہیں ویسا ہی کر دے۔ اس کے بال غائب ہو گئے اور وہ آدمی بھی اپنے مال سے محروم ہو گیا۔

اس کے بعد یہ تیسرے کے پاس گیا۔ اس نے جا کر کہا کہ میں غریب ہوں، مفلس ہوں، اللہ کے نام پر مانگتا ہوں۔ ایک وقت تھا، آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ دیا مجھے بھی کچھ دے دیجیے۔ تو کہتے ہیں جیسے ہی اس نے منہ سے یہ الفاظ کہے اسی وقت وہ آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اس سے کہا کہ اے بھائی! تم بالکل سچ کہتے ہو، ایک ایسا وقت تھا کہ میں اندھا تھا، مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا، میں تو در در کی ٹھوکریں کھاتا تھا، لوگوں کے پاس دامن پھیلاتا، بھیک مانگتا تھا اور مانگے ہوئے ٹکڑوں کو کھا کر گزارا کیا کرتا تھا۔ کوئی اللہ کا بندہ آیا اور اس نے آ کر دعا دی، پروردگار نے مجھے بینائی بھی دی، پروردگار نے مجھے رزق بھی دیا۔ تم اللہ کے نام پہ مانگ رہے ہو، دونوں پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں چر رہی ہیں یہ سب

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے لیے ہیں، جتنی چاہو میرے مولیٰ کے نام پر لے لو۔ اس نے کہا: مبارک ہو میں تو فرشتہ ہوں، دو بندوں نے اپنی اصلیت کو بھلا دیا اس لیے ان سے یہ نعمتیں واپس لے لی گئیں جا اللہ تیرے مال میں اور برکتیں عطا فرما دے۔ یہ بندہ بنی اسرائیل کا سب سے زیادہ امیر آدمی گزرا ہے۔

نعمتوں کی قدر:

تو جو اپنی اوقات کو یاد رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دانی کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نعمتوں میں برکتیں دے دیتے ہیں۔ اے ماں! تو اپنی اولاد کو دیکھ کر شکر ادا نہیں کرتی، بازار سے خرید کر لا سکتی تھی؟ یہ اللہ نے چاند سے بیٹے دیے، کتنی خوبصورت بیٹی دی! تیرے آنکھوں کی ٹھنڈک، تیرے دل کا سکون، بن مانگے تجھے اولاد دے دی۔ ان کو بھی تو دیکھو جن کی اولاد نہیں ہوتی۔ سب کچھ ہونے کے باوجود ان کی زندگی کے اندر پھر بھی اداسی ہوتی ہے۔ ان کے بڑے بڑے گھر سونے سونے نظر آتے ہیں کیونکہ کھیلنے والے ان کے بچے نہیں ہوتے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے کتنی عظیم نعمت عطا فرما دی۔ کیا اللہ کا شکر ادا نہیں کرتی؟ اللہ نے تجھے صحت مند جسم دیا، اللہ تعالیٰ نے تجھے محبت کرنے والا خاوند دیا، گھر دیا۔ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتی۔ کیا بازاروں میں نہیں دیکھا؟ وہ جوان بچیاں جن کے جسم کے بعض حصوں کے کپڑے بھی پھٹے ہوئے ہیں اور ہاتھوں میں انہوں نے ایک کشکول پکڑا ہوتا ہے، کبھی اس مرد کے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہیں، کبھی اس مرد کے سامنے۔ وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہوگی، اسے بھی تو کسی ماں نے جنا ہوگا، وہ بھی تو کسی بھائی کی بہن ہوگی، اگر وہ مانگ کے کھا سکتی ہے، تیرے لیے بھی تو یہ طے کیا جا سکتا تھا۔ تجھے اللہ نے گھر کی چھت کے نیچے بیٹھ کر عزت کی روٹی دی، وہ مانگے ہوئے ٹکڑے کھاتی ہے، تو من پسند کے کھانے پکا کر کھاتی پھرتی ہے۔ پھر تجھے مان

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتی ہے کہ پانچ وقت نماز پڑھا، یہ نماز پڑھنا تجھے بوجھل لگتا ہے، اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناقدری نہ کیجیے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ پروردگار نے ہمیں ہماری اوقات سے بہت بڑھ کر عطا فرمایا، ہم اس قابل نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ اگر آپ قبول کریں کہ جو تم عبادت کرتے ہو میں اس کے مطابق رزق دوں گا تو ہمیں تو دن میں ایک مرتبہ کھانے کو نہ ملے۔ تو انسان اپنی اوقات کو یاد رکھے، بڑے بول نہ بولے، کسی کی غیبت نہ کرے اپنے لیے جہنم نہ خریدے اور جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اس کا شکر ادا کرے۔ ڈرنے والا انسان قیامت کے دن جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا، جو ڈرنے والا انسان ہوگا، جس کے دل میں خوف خدا ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا۔

﴿ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ ﴾ (النازعات: ۴۰۔۴۱)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے اوپر مہربانی فرمائیں گے۔ تو ہم بندے ہیں، بندے بن کر رہیں۔ گندے بن کے رہیں گے تو پروردگار نمٹنا بھی جانتے ہیں، فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴾ (البروج: ۱۲)

''تیرے رب کی پکڑ بڑی شدید ہے''

اللہ رب العزت اپنی رحمت کا معاملہ فرمائے اور ہمارے دل کی گندگیوں کو دور کر کے ہمیں انسانوں والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مٹی اپنی صفات کے آئینے میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝﴾ (الدھر: ۳-۱)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان مٹی سے بنا:

انسان دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اس کا خلیفہ، اور اس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ اللہ رب العزت نے اسے مٹی سے بنایا قرآن مجید میں فرمایا:

﴿اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۱)

”ہم نے انہیں چپکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا“

تو مٹی سے خمیر اٹھایا گیا، اس لیے خاک ہماری بنیاد ہے۔ ہم خاکی الاصل ہیں، ناری الاصل نہیں ہیں۔

شیطان آگ سے بنا:

شیطان کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بنایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کو حکم ملا کہ آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرو تو حجتیں نکالنے لگا۔ کہتا ہے:

﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ﴾

''میں اس سے بہتر ہوں''

﴿خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ﴾ (ص:۷۶)

''مجھے آگ سے بنایا گیا اور اسے مٹی سے بنایا گیا''

خاک میں آگ کی نسبت فائدے زیادہ:

یہ اس کی خام خیالی تھی۔ خاک میں فائدے زیادہ ہیں بہ نسبت آگ کے۔ آگ میں اور خاک میں بنیادی فرق ہے۔ آگ ہر نفع دینے والی یا نقصان دینے والی چیز کو جلا دیتی ہے، یہ آگ کی فطرت ہے۔ گھر میں آگ لگے گی تو اس میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی، سب کو جلا دے گی۔

اگر آپ غور کریں تو انسان مٹی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، آگ کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ اب دیکھیں کتنے جاندار ہیں پرندے ہیں، چرندے ہیں، پانی کی مخلوق، ان کو آگ کی ضرورت ہی نہیں۔ بھینس کو کیا ضرورت ہے آگ کی؟ گائے کو کیا ضرورت ہے آگ کی؟ ساری زندگی ان کو ضرورت ہی نہیں۔ ان کے لیے خوراک زمین سے نکلتی ہے، اس کو کھاتے ہیں اور زندگی گزر جاتی ہے۔ تو اگر آگ نہ بھی ہو تو انسان زمین کے اوپر زندہ رہ سکتا ہے لیکن اگر زمین نہ ہو آگ ہی آگ ہو تو انسان بچ نہیں سکتا۔

ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے:

تو ہمارے مشائخ نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

"كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ"

"ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے"

تو ابلیس کہاں لوٹا؟ جہنم کی آگ میں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ مٹی کی طرف لوٹے کیونکہ مٹی اس کی اصل ہے۔ ظاہری طور پر تو مٹی کی طرف سب نہیں لوٹتے، ایک دن آئے گا جب موت آئے گی تو سب مٹی کی طرف لوٹیں گے۔

مسلمانوں اور ہندوؤں کی تدفین میں فرق:

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیے کہ دنیا کا سب سے پہلا جرم، انسانی تاریخ کا سب سے پہلا گناہ، یہ ہوا کہ انسان کو قتل کیا گیا۔ دونوں آپس میں بھائی تھے۔ اور جو سبب بنا وہ عورت بنی، حسد بنا۔ ایک کو دوسرے سے حسد پیدا ہوا کہ میں اگر اس کو قتل کر دوں تو اس کی بیوی میری بیوی بن جائے گی۔ حسد بری بلا ہے۔ اب قتل تو کر بیٹھا، سمجھ نہیں لگتی تھی کہ اب اس کی لاش کو چھپائے کہاں؟ تو اللہ رب العزت نے ایک کوے کو بھیجا کہ اس کو سبق سکھائے۔ دوسرا کوا مرا اور اس نے اپنی چونچ سے اس پر مٹی ڈال دی، دوسرا کوا چھپ گیا۔ تب کہنے لگا:

﴿يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ﴾ (المائدۃ: ۳۱)

"ہائے ہلاکت! کیا میں اس کوے سے بھی عاجز ہوں"

اس لیے جب انسان مرتا ہے، اس کو مٹی میں چھپایا جاتا ہے۔ اب یہاں اسلام کا حسن دیکھیے کہ انسان کو اپنی اصل کی طرف لٹایا۔ ہندوازم میں جب کوئی انسان مرتا ہے تو اس کو جلا دیا جاتا ہے۔ جلاتا تو اس کو اصل سے ملانا نہیں ہے بلکہ اس کی بیوی جو جوان العمر بھی ہوتی ہے اس کو بھی اپنے خاوند کی اس چتا میں زندہ جل جانا پڑتا ہے۔ اس کو ستی ہونا کہتے ہیں۔ یہ اسلام کا حسن جمال ہے کہ اس کے احکام عقل کو بھی سمجھ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

آتے ہیں اور باقی مذاہب میں کئی ایسی چیزیں ہیں جو عقل میں نہیں آتیں۔ تو مٹی میں دفن کرنا افضل ہے، بنسبت آگ میں جلانے کے۔ تو اسلام کو فضیلت حاصل ہے دوسرے مذاہب پر۔

مٹی کی صفات کو اپنائیں:

تو خاک ہماری اصل ہے اور ہم نے اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ کتنا ہی کوئی بڑا ہو، ملک کا بادشاہ ہو، جب بھی وہ مرتا ہے لا کے مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں بھی اپنی اصل کو یاد رکھنا چاہیے۔ مٹی ہیں، مٹی میں جانا ہے کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نے مرنے کے بعد تو اپنی اصل میں جانا ہے مرنے سے پہلے ہی اپنی اصل کی طرف لوٹیں۔ کیا مطلب؟ کہ زمین کی مٹی جیسی صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ علما نے لکھا ہے کہ مٹی میں چار صفات ہیں۔ جس انسان میں یہ چاروں صفات پیدا ہو جائیں وہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جاتا ہے یہ چار صفات اس بندے کو اللہ سے ملا دیتی ہیں۔

پہلی صفت

چھپانا اور ڈھانپنا

سب سے پہلی صفت کہ مٹی جسم کو چھپاتی ہے۔ مرنے کے بعد مرنے والے بندے کو مٹی چھپا لیتی ہے، تو گویا مٹی کے اندر ستر پوشی ہے۔ تو انسان کے اندر بھی ستر پوشی کی صفت ہونی چاہیے۔ اللہ رب العزت ستار ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ میری یہ صفت بندوں میں بھی پیدا ہو جائے۔ اور آج تو حالت یہ ہوتی ہے کہ جہاں دو بندوں میں آپس میں ذرا سی کوئی ناراضگی ہوئی، ایک دوسرے کے عیبوں کو ٹٹولنے میں لگے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں۔ اس کی اچھائیوں کو بھی برائیاں بنا کے پیش کریں گے۔

رحمت بنیں، زحمت نہ بنیں:

ہمیں یہ چاہیے کہ ہم دوسروں کے لیے رحمت بن کر رہیں، زحمت بن کر نہ رہیں۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کے بندوں کے لیے وبالِ جان بن جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ رہنا مشکل، ہر وقت کا لڑائی جھگڑا۔ چھوٹی چھوٹی بات پہ سینگ نہیں سماتے۔ دو طلبا سے کبھو مل کر رہتیں، نہیں جھگڑا ہوگا۔ چند معلمات سے کبھو مل کے رہ لیں..... آپس کے جھگڑے۔ چند بھائیوں سے کبھو مل کے رہ لیں..... آپس کے جھگڑے..... چند انسانوں سے کبھو مل کے رہ لیں..... آپس کے جھگڑے۔

نبی علیہ السلام کا خُلق:

جو انسان اچھے اخلاق والا بنتا ہے، وہ اپنے آپ کو ایسے خوش خلقی والا بناتا ہے کہ دوسروں کو اس سے پیار ہو جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام میں یہ اخلاقِ حسنہ موجود تھے، ایسے اخلاق کہ دنیا کو موہ لیتے تھے۔

ایک یہودی بدنیتی کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نیت یہ تھی کہ میں آپ کو تکلیف پہنچاؤں گا، دکھ دوں گا۔ مہمان آ کر ٹھہرا کہ جی میں مہمان ہوں آپ کا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ رہو۔ اب رات کو جب اس کو کھانا پیش کیا گیا تو اس نے اتنا کھایا، اتنا کھایا کہ معلوم نہیں کتنوں کے برابر کھا لیا، نیت یہ تھی کہ یہ کہیں گے کہ اب اور کچھ نہیں تو میں کہوں گا کہ آپ تو مہمانوں کا اکرام نہیں کرتے، مہمان کو ہی نہیں کھلا سکتے۔ وہ آیا ہی اس نیت سے تھا کہ اعتراض کرتا ہے۔ اللہ کی شان کہ نبی علیہ السلام نے جو کھانا پیش کیا اس میں اللہ نے ایسی برکت دی کہ وہ کھا کھا کے تھک

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا، کھانا ختم نہ ہوا۔ نبی علیہ السلام نے اسے سہارا دیا۔ اب اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ جب اس نے کھایا اتنا زیادہ تو رات کو اس کے پیٹ میں درد ہوا، بدہضمی سے اور وہ ایسا نامعقول تھا کہ اس نے اسی بستر کے اندر پاخانہ کر دیا اور صبح سویرے اٹھتے ہی منہ اندھیرے میں چلا گیا۔ نبی علیہ السلام جب دن کے اجالے گئے کہ میں مہمان کی خبر لوں تو دیکھا کہ کمرے میں بدبو ہے آپ ﷺ نے گھر کی کسی باندی یا کسی اور کو بلانے کی بجائے کہ پانی لاؤ اسے صاف کرو، آپ نے ارادہ فرمایا کہ میں اسے دھو دیتا ہوں تاکہ کسی بندے کو بھی اس انسان کی اس غلطی کا پتہ نہ چلے۔ نبی علیہ السلام کی ستاری دیکھیے! نہ اہل خانہ کو اطلاع دی، نہ کسی گھر کی نوکرانی یا باندی کو بلایا اور نہ کسی بچے کو ہیلپ کے لیے بلایا، ارادہ فرمالیا کہ میں اس کو خود دھو دیتا ہوں۔

چنانچہ نبی ﷺ نے پانی بھرا اور اس بستر کو خود دھونے لگے۔ وہ جو جا رہا تھا اس کو خیال آیا کہ رات کو سوتے ہوئے جسم سے کچھ چیزیں اتار کے رکھی تھیں وہ تو وہیں بھول آیا۔ اب اس کو پریشانی بھی ہوئی کہ اب میں جاؤں گا تو اب تک ان کو پتہ چل چکا ہوگا۔ سوچتا ہے اچھا جاتا ہوں، دیکھتا ہوں میرے ساتھ معاملہ کیا ہوتا ہے؟ جب وہ آیا تو دیکھا کہ نبی علیہ السلام اس وقت اس گندگی کو صاف فرما رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ آپ ناراض ہوتے، آپ اس کو جتلاتے، اس کو کچھ بتاتے، آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ خیریت سے تو ہیں، طبیعت تو ٹھیک ہے؟ وہ بڑا حیران ہوا کہ بجائے ناراض ہونے کے الٹا میری خیریت دریافت کر رہے ہیں۔ کہنے لگا کہ جی میری کچھ چیزیں رہ گئی ہیں، میں لینے آیا ہوں۔ اس نے لیں اور جانے لگا۔ پوچھتا ہے: جی! آپ خود ہی دھو رہے ہیں کسی اور کو نہیں بلایا۔ فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ ایک عمل ہوا اور اس کا علم کسی دوسرے کو ہو۔ اس کے دل میں تمہاری نفرت آئے۔ جب اس نے دیکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اسلام ایسا دین ہے تو اسی وقت اس کے دل پر اثر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے بھی اپنی طرف سے گندگی کی انتہا کی مگر آپ باطن کی گندگیوں کو دھونے والے ہیں۔ اب آپ مجھے کلمہ پڑھا دیجیے اور مجھے اپنے غلاموں میں شامل کر لیجیے۔

ہماری حالت:

اب اگر تصور میں سوچیں کہ یہ واقعہ اگر ہمارے ساتھ پیش آتا ہم کیا کرتے؟ فرض کرو کہ ایک کمرے میں چند طلبا رہ رہے ہوتے بیماری کی وجہ سے کسی کے ساتھ یہ بات ہوتی کہ اس کے کپڑے پاخانہ کی وجہ سے خراب ہو جاتے، ہم ناک چڑھا لیتے، ہم اس کو کہتے: دفعہ ہو جاؤ! چلے جاؤ اس کمرے سے۔ اور یہ نہیں پتہ کہ ہم بھی اس گندگی سے روزانہ فارغ ہوتے ہیں۔ ہم معلوم نہیں اس کی اس بات کو کہاں کہاں پہنچاتے۔ تو ہم اپنا عمل دیکھیں اور نبی علیہ السلام کا عمل دیکھیں اور سوچیں کہ درمیان میں کتنا فرق ہے۔ ہم تو لوگوں کی اچھائیوں کو برائیاں بنا کے پیش کرتے پھرتے ہیں اور کسی کی برائی ہاتھ آ جائے تو پھر کیا ہی مزہ! تو چھپانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ فرمایا:

﴿تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ﴾

”کہ تم اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے اپنے آپ کو مزین کرو۔“

اور اللہ تعالیٰ کا خلق کیا ہے؟ کہ وہ ستاری فرماتے ہیں چھپاتے ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے تھے: اے دوست! جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی کہ جس نے تیری اصلیت اور حقیقت کو چھپایا۔

فقہ کا مسئلہ:

تو مٹی کی پہلی صفت کہ یہ چھپاتی ہے ستر کو چھپاتی ہے۔ اسی لیے فقہا نے لکھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر کوئی آدمی دشمنوں میں گھر جائے اور دشمن اس کو بے لباس کر دے تو نماز تو اس کو پھر بھی پڑھنی ہے۔ لیکن پورے بدن پر کوئی کپڑا نہیں، قریب کوئی درخت نہیں کہ پتے ملیں، اب یہ کیا کرے؟ اب وضو کرتا ہے تو مٹی سے تیمم کرے کہ یہ جسم کو پاک کرتی ہے۔ اب اس کو چاہیے کہ وہ ایک جگہ التحیات کی شکل میں بیٹھ جائے اور اپنے گرد اتنی مٹی اکٹھی کر لے کہ وہ ستر کو چھپائے، اب یہ شخص نماز ادا کر سکتا ہے۔ تو مٹی کو دیکھیے کہ انسان کو چھپاتی ہے۔

اور پانی نہ ملے تو انسان وضو کیسے کرتا ہے؟ تیمم کرتا ہے۔ تو مٹی گویا پاک کرتی ہے۔ مٹی کی جو اصل تھی، اس نے انسان کے حدث کو اٹھا لیا، دھو دیا۔ ہم بھی یہ صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ دوسروں کے عیبوں کی دھوئیں، ان کو چھپائیں، ان کو مٹائیں، ان کی اصلاح کریں۔ اس لیے وہ لوگ جو اپنی اصلاح کی بھی کوشش کرتے ہیں، دوسروں کی اصلاح کی بھی کوشش کرتے ہیں، اللہ رب العزت کو بڑے پسندیدہ ہوتے ہیں۔ تو مٹی کی صفات میں سے پہلی صفت یہ عیبوں کو چھپاتی ہے۔

دوسری صفت

قبولیت

دوسری صفت مٹی کی صفات میں سے یہ ہے کہ اس میں قبولیت کا خاصہ موجود ہے۔ پانی ڈالو یہ جذب کر لے گی، یہ قبول کر لے گی۔ جو چیز اس کے اوپر گرے اسے جذب کر لیتی ہے۔ تو مٹی کے اندر قبولیت کا مادہ ہے۔ اللہ کرے یہ صفت ہمارے اندر بھی پیدا ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج طبائع میں قبولیت کی کمی ہے:

آج مصیبتوں میں سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگوں میں قبولیت کا مادہ نہیں ہوتا۔ ایک بات کو سمجھاؤ، بتاؤ، سمجھتے ہی نہیں۔ یا سنتے ہیں تو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

زمین جنبد نہ جنبد گل محمد

ایک آدمی تھا، اس کا نام گل محمد تھا۔ بیٹھ گیا، ہلنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ کسی نے کہا کہ بھئی بہت دیر ہو گئی ہے اب ہلو بھی سہی۔ اس نے کہا: زمین ہلتی ہے تو ہل جائے گل محمد نہیں ہلتا۔ آج ہم بھی وہی گل محمد بنے ہوئے ہیں، سمجھانے والے ہلتے ہیں تو ہل جائیں ہم سمجھنے والوں میں نہیں ہیں۔ طبیعت بن جاتی ہے، طبیعتوں کو بدلنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ اس لیے اصلاح کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی نظم بنایا جائے، کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے، کوئی اصول بنایا جائے تو مخالفت کریں گے۔ یا تو ظاہر میں مخالفت کریں گے، اگر ظاہر میں نہیں کرتے تو باطن میں تو ضرور کریں گے، اندر اندر کریں گے۔ انسان درحقیقت پابندیوں کو برداشت کر نہیں پاتا، اور جو برداشت کرتا ہے، وہ سمجھ جاتا ہے۔ تو قبولیت کی صلاحیت نہیں ہوتی، باتیں سنتے رہتے ہیں، اپنے اوپر ان کو لاگو نہیں کرتے۔

اب ایک ادارے کی بچیاں یا معلمات، ان کو کہیں یہ چیز سنت کے مطابق یوں کرو! سنت کے مطابق ایسے کرو، تو کیا سو فیصد لڑکیاں اس کو فوراً قبول کر لیتی ہیں؟ جس کا اپنا نصیب ہوتا ہے۔ جو خوش نصیب ہوتی ہیں، نیک بخت ہوتی ہیں وہ فوراً اس کو قبول کر لیتی ہیں کہ فائدہ تو میرا ہے۔ کئی ایسی ہوتی ہیں جو سن کے بھی سُن ہو جاتی ہیں۔ سن ہو جانا سمجھتے ہیں نا! پاؤں سن ہو گیا، کچھ کر نہیں سکتا۔ بازو سن ہو گیا تو کچھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں سکتا۔ تو کچھ بچیاں جو سن سن کے سن ہو جاتی ہیں، قبولیت کا مادہ نہیں ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خلق:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت اپنے آپ پر نظر رکھتے تھے، اگر کوئی ان کا دوست، بھائی ان کی کسی بات کی نشاندہی کر دیتا تو وہ اس سے خوش ہوتے تھے اور وہ اسے اپنا محسن سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص میرے پاس میرے عیبوں کا تحفہ لائے گا، میں اس کے لیے مغفرت کی دعا کروں گا۔ یعنی مجھے آ کر بتائے کہ میرے اندر کیا کیا عیب ہیں؟ کیا کیا غلطیاں ہیں؟ کیاں کوتاہیاں ہیں، میں اس کے لیے مغفرت کی دعا کروں گا۔

آج تو تو بہ خاوند بیوی کو کچھ نہیں کہہ سکتا، پتہ ہوتا ہے کہ ذرا سی کوئی بات سمجھا دی بچوں کی خیر نہیں۔ آج کل کی ماؤں کا غصہ نکلتا ہے بچوں پر، خاوند نے کوئی بات سمجھا دی، معصوم بچے بیچارے پٹ رہے ہوتے ہیں۔ کئی جگہوں پر بیوی اپنے خاوند کو کوئی بات نہیں کر سکتی، بیچاری اندر ہی اندر گھلتی رہتی ہے۔ اپنے دل کی بات، دل کا حال اپنے خاوند کو نہیں کہہ سکتی، سننے کا مادہ ہی نہیں۔ قبولیت ہے ہی نہیں کہ ہم کسی بات کو سنیں اور اچھی ہو تو اسے اپنا لیں۔ ہم سمجھتے ہیں جو ہم ہیں، بس جو سوچ ہماری ہے، وہ بس ٹھیک ہے۔ قبولیت کا مادہ نہیں ہے۔ زمین کے اندر، مٹی کے اندر قبولیت کی صلاحیت ہے۔

مٹی پر پھول کی خوشبو کا اثر:

سیدنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حمام میں گیا تو میں نے مٹی دیکھی۔ پہلے زمانے میں جب صابن ابھی نہیں بنا تھا تو لوگ مٹی سے ہاتھ صاف

www.besturdubooks.wordpress.com

کر لیتے تھے۔ ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا کہ بیت الخلا سے فارغ ہو کر نکلتے تھے تو مٹی سے ہاتھ صاف کر لیتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں ایک مٹی دیکھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی ۔

بدو گفتم تو مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم

"میں نے اس سے پوچھا کہ اے مٹی تو مشک ہے یا عنبر ہے، کہ تیری خوشبو سے تو میرا دل معطر ہو گیا، مست ہو گیا۔"

اس نے آگے سے جواب دیا کہ جی:

بگفتا من گلے نا چیز بودم
و لیکن مدتے با گل نشستم

"میں تو ناچیز مٹی ہوں، لیکن میں مدتوں میں ایک پھول کی صحبت میں رہی ہوں"

باغ کی مٹی تھی، پھول اس پر آ کر گرا۔ اب پھول کے گرنے سے کیونکہ زمین میں قبولیت ہے، زمین نے اس کی خوشبو کو جذب کر لیا اور مٹی شیخ سعدی کے ہاتھ آ ئی۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد
و گرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

"میرے یار کے جمال نے میرے اوپر اثر پیدا کر دیا ورنہ میری حقیقت کیا میں تو مٹی ہی ہوں۔"

تو بھئی مٹی میں قبولیت ہو اور وہ اچھی صفات کو اپنے اندر قبول کر لے! اور ہم انسان ہو کر اچھی صفات کو قبول نہ کریں تو یہ سوچنے کا مقام ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سماعت کی اہمیت:

اس لیے نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام سے اس بات پر بیعت لی۔

((اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا))

"کہ جو تم جو سنو گے اس کے اوپر عمل کرو گے"

اطاعت کرو گے اور واقعی یہ چھوٹی چیز نہیں ہے۔ شروع شروع میں ایک طالب علم ہونے کے ناطے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ یہ اتنی بڑی بات ہے کہ اس پر بیعت لی گئی، اب سمجھ میں آتا ہے کہ سب سے مشکل کام یہی ہے۔

((اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا))

"سنو اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ"

اس لیے دعا مانگا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھا سننے والوں میں سے بنا دے۔ کئی لوگ ہوتے ہیں سن رہے ہوتے ہیں مگر نہیں سن رہے ہوتے۔ ظاہر میں سن رہے ہوتے ہیں، حقیقت میں نہیں سن رہے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کفار کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ﴾ (الانفال: ۲۳)

"اگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا تو انہیں سننے کی صلاحیت عطا کر دیتا"

سننے ہی نہیں اور جنتیوں کی صفات میں ایک اعلیٰ صفت۔

﴿اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ (الزمر: ۱۸)

"وہ لوگ جو بات کو سنتے ہیں اور اچھے انداز سے اس پر عمل کرتے ہیں"

انسان اپنے علم کا بہت سا حصہ دیکھ کر حاصل کرتا ہے یا سن کر حاصل کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے محدثین میں سماع حدیث پاک کا سننا یہ انتہائی اہم بات ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی کا والد بڑا محدث ہے اور اس محدث نے اپنی زندگی میں ہزاروں احادیث سنیں اور ایک جگہ ان کو یکجا کیا، اپنی وفات کے وقت لوگوں کی موجودگی میں وہ کتاب اپنے بیٹے کو دے دی اور گواہی بھی دی کہ بیٹا یہ حدیثیں جن کو میں نے سنا اور ان کو محفوظ کیا آپ کو دیتا ہوں اور وہ فوت ہو گیا تو محدثین کے نزدیک حدیث کی سند کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اب وہ بیٹا اس کتاب میں سے حدیث کی روایت نہیں کر سکتا۔ اگر وہ کرے گا تو کیا ہوگا کہ راویوں کا جو سلسلہ ہوگا وہ یہاں آ کر منقطع ہو جائے گا۔ کیوں؟ اس نے سنا نہیں۔ تو سننا اتنا اہمیت رکھتا ہے۔

نفس کی ہٹ دھرمی سننے میں رکاوٹ بنتی ہے:

تو جہاں اور دعائیں مانگتے ہیں یہ دعا بھی مانگا کریں: اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیں کہ ہم خیر کی کوئی بھی بات سنیں اس پر ہم فوراً عمل کرنے والے بنیں۔ ہمارا نفس رکاوٹ نہ بنے، ہماری ہٹ دھرمی رکاوٹ نہ بنے، ہماری ضد رکاوٹ نہ بنے، ہماری 'انا' رکاوٹ نہ بنے اور جب بندے نے خیر کی بات مانی نہیں ہوتی تو خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔

ایک بچے نے ماں سے کہا کہ امی میں نے شرط لگائی ہے۔ کیا؟ کہ خرگوش کی تین ٹانگیں ہوتی ہیں۔ اس نے کہا کہ بیٹا تم نے تو غلط شرط لگائی، تم پیسے ہار بیٹھو گے۔ کہتا ہے: امی ہاروں گا تو تب جب میں مانوں گا، مانتا ہی نہیں، کہتا رہوں گا کہ تین ہوتی ہیں۔ آج ہمارا بھی وہی حال ہے کہ مانتے ہی نہیں، ایک بات جو خود ہمارے سامنے ہے ہٹ ہٹ کر اسی کو Justify (ثابت) کرنے میں لگے رہتے ہیں کہ جی یہ ایسے ہی ہے۔ تو بھائی! اچھے انسان کے اندر قبولیت کا مادہ ہوتا ہے۔ جیسے اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

نے زمین کے اندر مٹی کے اندر قبولیت کا مادہ رکھا ہے۔

تیسری صفت

نشو ونما دینا

ایک تیسری صفت مٹی میں یہ ہے کہ وہ اپنے اندر آنے والی ہر چیز کو نشو نما دیتی ہے۔ مومن بھی ایسے ہی ہوتا ہے، اس کے کان میں کوئی خیر کی بات پڑ جائے تو مومن اس خیر کی بات کو نشو نما دیتا ہے۔ اس پر اچھے طریقے سے عمل کرتا ہے، اسکو دوسروں کو بتاتا ہے، اس کو سن کر اپنی زندگی کو بدلتا ہے، اپنے عیبوں کو بدلتا ہے۔ تو بیج مٹی میں ڈالا گیا تو دیکھو اس بیج سے پھل پھول نکلے۔ ہم بھی اسی طرح اپنے مشائخ کی، اساتذہ کی، بڑوں کی، باتوں کو سنیں اور سن کر اس پر عمل پیرا ہوں تاکہ ہمارے اندر سے اچھے اخلاق کے پھل پھول نکل آئیں۔ ہم بھی خیر کی باتوں کو اپنے اندر نشو نما پانے کا موقع دیں۔

یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ اس ایک صفت پر مستقل ایک بیان ہو سکتا ہے لیکن مسلسل سفر کی وجہ سے آج طبیعت ساتھ نہیں دے رہی، اگرچہ دل ساتھ دے رہا ہے، تو دل کے ساتھ دینے پر میں کچھ باتیں آپ کی خدمت میں عرض کر سکا ہوں۔

چوتھی صفت

تواضع (عاجزی)

زمین کے اندر چوتھی خاصیت یہ ہے کہ اس میں عاجزی ہے۔ سب اسی زمین پر جوتوں سے چلتے ہیں، زمین کو پامال کرتے ہیں اور زمین انہیں کو پھل پھول دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انھیں کو زندہ رہنے کے لیے غذائیں مہیا کرتی ہے۔

انسان کا عمل دیکھو خود کیا کر رہا ہے؟ اپنا پیشاب پاخانہ بھی زمین میں ہی کرتا ہے، اور مٹی کیا کر رہی ہے کہ اس پیشاب پاخانے کو پھر پھل پھول بنا کر انسان کو پھر واپس لوٹا رہی ہے۔ تواضع دیکھیے اور حسن خلق دیکھیے!! کاش ہمارے اندر بھی یہ تواضع آجائے۔ یہ تواضع اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ شیطان میں ''میں'' تھی اور سیدنا آدم علیہ السلام میں تواضع تھی۔ زمین کے اندر بھی تواضع ہے۔

زمین کی طرح جس نے عاجزی و انکساری کی
خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانپا آسمان ہو کر

جو زمین کی طرح بچھ جاتا ہے اللہ کی رحمتیں آسمان کی مانند اس کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ ہم بھی اپنے اندر عاجزی پیدا کریں سب سے زیادہ عاجزی نبی علیہ السلام کے اندر تھی ان سے یہ صفت پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پائی اور یہ چلتی چلتی عاشق کے نصیب میں آئی۔ آج بھی جن میں اچھی صفات ہوتی ہیں ان کے اندر عاجزی ہوتی ہے۔

کچھ مجاہداتِ سفر:

یہ تو اصول ہے نا کہ جس ٹہنی میں زیادہ پھول لگے ہوتے ہیں، پھل لگا ہوتا ہے وہ ٹہنی دوسروں کی نسبت زیادہ جھکی ہوتی ہے۔ اس میں عاجزی ہوتی ہے۔ اسی طرح جو انسان جھکے گا اس کو اللہ تعالیٰ اچھے اخلاق کے پھل پھول لگائے گا۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے دادا پیر خانیوال شریف والے، ایک مرتبہ انڈیا کا سفر کر رہے تھے۔ پھونڈوا ایک جگہ تھی، وہاں سے چلے کسی دوسری جگہ جانا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں اکیلا تھا، پردیس تھا اور اکیلے سفر کر رہا تھا۔ اب لوگ تو یہی سمجھتے ہیں کہ جی پیر صاحب سفر میں رہتے ہیں، بڑی موج ہے۔ جی ہاں! نہ کھانا اپنی مرضی کا، نہ پینا

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی مرضی کا، نہ سونا اپنی مرضی کا، نہ آرام اپنی مرضی کا، دوسروں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ کسی نے دن کے دو پروگرام رکھے، تو کسی نے دن کے سات پروگرام رکھے، بخار ہے تو بھی پروگرام کرو، نیند کا تقاضا ہے تو بھی پروگرام کرو۔

اللہ کی شان! جب یہاں سے امریکہ جاتے ہیں نا تو وہاں جا کر نیند کا مسئلہ ہوتا ہے۔ کیوں؟ اب یہاں اور کیلیفورنیا کے درمیان ۱۲ گھنٹے کا فرق ہے۔ یہاں جب دن کے بارہ بجتے ہیں تو وہاں رات کے بارہ ہوتے ہیں اور وہاں رات کے بارہ جب بجتے ہیں تو یہاں دن کے بارہ۔ اب جسم کو تو نہیں پتہ ہوتا ہے کہ میں کہاں پہنچ گیا ہوں، تو جسم کا تو اپنا ایک سائیکل بنا ہوتا ہے کہ ہر پندرہ سولہ گھنٹے کے بعد سات آٹھ گھنٹے یا پانچ چھ گھنٹے اسے نیند چاہیے۔ اب جسم کے جب وہ پندرہ سولہ گھنٹے پورے ہو جاتے ہیں تو نیند آتی ہے، اور ادھر جاگنے کا وقت۔۔ چنانچہ وہاں جا کر انسان رات کو جاگتا ہے اور دن کا سوتا ہے۔ اور ہمارے سارے کام دن کے تو ڈاکٹر لوگ اس کو جیٹ لیگ کہتے ہیں کہ جی یہ جیٹ لیگ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جی یہ ایک ہفتے میں جا کے اترتا ہے۔ اس لیے جو لوگ یہاں سفر کر کے وہاں جاتے ہیں نا، وہ ایک ہفتہ دن میں سوئے ہوتے ہیں۔ راتوں کو نیند نہیں آتی اور دن میں آنکھ نہیں کھلتی، یہ طبیعت کا ایک حصہ ہے۔ اب اللہ کی شان دیکھو! جس بندے کے پاس ہوتی ایک ہفتہ، اس ایک ہفتے میں اسے ہر کام سمیٹنا ہے اور اتنا لمبا سفر کر کے جو گیا تو لوگوں کی توقعات ہوتی ہیں۔ جماعت میں بیسیوں سینکڑوں لوگ ہیں، ہر ایک نے اپنے ذاتی معاملات کے لیے بھی وقت مانگنا ہے، اور ادارے کے لیے بھی وقت دینا ہے تو دن رات اتنی مصروفیت کہ چوبیس گھنٹے میں سے دو گھنٹے بھی اپنے لیے نکال نہیں پاتے۔ تو دوسرا بندہ تو سمجھتا ہے کہ مصروف ہیں، جس پر بیتتی ہے پتہ اس کو چلتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، یہ ہمارے مشائخ کی دعائیں ہیں، اس میں اس عاجز کا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ مشائخ کی دعائیں ہیں کہ جن کی دعاؤں کے صدقے ان کی امانت کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے اللہ نے قبول فرما لیا ہے۔

ہم تو ڈاکیے ہیں، پھر ڈاکیے کا کیا کام ہوتا ہے؟ بیچارہ پیدل چل رہا ہوتا ہے، سائیکل پہ جا رہا ہوتا ہے، ادھر بھی خط پہنچا دیا ادھر بھی، کسی کے لیے لفافہ پیک آ گیا، تو کسی کو لیٹر مل گیا، نصیب اپنا اپنا، تو ہم بھی ڈاکیے کی طرح ہیں۔ اس لیے ٹی سی ایس والوں کا اور ہمارا ایک ہی کام ہے، یہ ظاہر کی ڈاک پہنچاتے ہیں، الحمد للہ ہم باطن کی ڈاک پہنچاتے ہیں۔ پہلے زمانے میں ڈاک پہنچانے میں ذرا وقت لگتا تھا، آج کے زمانے میں کمپنیوں نے ہوائی جہاز خود خرید لیے ہیں، وہ تیز رفتار ڈاک پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کے ذمے تیز رفتار ڈاک لگا دی۔

تو بات چل رہی تھی عاجزی اور انکساری کی۔ خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اکیلے تھے، تو اکیلے سے بات دوسری طرف نکل گئی کہ زندگی میں اکیلے سفر کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے حضرت ایک مرتبہ ابوظہبی سے واپس آ رہے تھے تو حضرت نے فرمایا: جو بوجھ میرے سر پہ ہے وہ بوجھ تمہارے سر پہ نہیں ہے، مجھ سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا:

﴿فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (الاعراف: ۶)

”اور البتہ ہم ضرور بالضرور پوچھیں گے جن کی طرف بھیجا اور ضرور بالضرور پوچھیں گے ان کو جنہیں بھیجا“

قرآن مجید کی یہ آیت یاد رکھیں۔ تو ان آیت کا مفہوم ہمارے لیے آتا ہے۔ کہ ہم ضرور بالضرور پوچھیں گے ان سے جن کی طرف رسول کو بھیجا گیا کہ کیا تم نے

بات کو سننے کا حق ادا کیا تھا، قبول کیا تھا یا نہیں؟ اور پیغام پہنچانے والوں سے بھی پوچھیں گے کہ تم نے پیغام پہنچایا کہ نہیں؟ تو قیامت کے دن پیر مرید سب کھڑے ہوں گے۔ مریدوں سے پوچھا جائے گا کہ جو خیر کی بات تمہارے شیخ نے کہی تھی اس پر عمل کیا تھا یا نہیں؟ جواب دے گا تو جان چھوٹے گی۔ اور پیروں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں جو خیر کی نعمت دی گئی تھی اسے پہنچانے کا حق ادا کیا تھا کہ نہیں؟ تو ہمارے حضرت نے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت مجھے چین سے بیٹھنے نہیں دیتی۔

حضرت کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ دوائی بڑی باقاعدگی سے وقت پر لیتے تھے۔ تو حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبد الرحمن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے لاڈ پیار میں کہہ دیا کہ ابا جی! ساری زندگی تو آپ نے اپنا خیال نہ رکھا اب آپ کو فکر لگی ہے تو دیکھو کیسے پابندی سے دوائی لیتے ہیں۔ تو حضرت فرمانے لگے کہ بیٹے! اللہ کی قسم مجھے اپنی جان شروع سے ہی عزیز تھی اس لیے میں نے ساری زندگی اپنی جان کو عزیز نہیں رکھا، کیا مطلب؟ کہ ساری زندگی اپنی جان مشقت میں رکھی تا کہ اپنی جان کو آخرت کے عذابوں سے بچا سکوں۔ ان اللہ والوں کو اپنی جان عزیز ہوتی ہے مگر وہ اس جان کو چھوٹی مشقتوں میں ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کی مشقتوں سے بچا لیتے ہیں۔

پھلدار شاخ ہمیشہ جھکی ہوتی ہے:

تو خیر عبد الملک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے، فرماتے ہیں کہ بھوک بھی لگی ہوئی تھی اور تھا بھی اکیلا۔ تو اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ راستے میں ایک چھوٹی سی بیری لگی ہوئی تھی۔ کئی تو بیری کے بڑے درخت ہوتے ہیں، کئی چھوٹی سی بیریاں ہوتی ہیں۔ چھوٹی بیریاں وہ زمین پر ہی پھیل جاتی ہیں، آدمی زمین پر کھڑا ہو کر ان کا پھل توڑ سکتا

ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اسے دیکھا تو وہ بیروں سے لدی ہوئی اور جھوک بھی خوب لگی ہوئی تھی۔ تو میں نے اسے اللہ کی رحمت سمجھا اور میں نے کہا کہ چلو میں بیر کھا لیتا ہوں۔ جب میں بیر کھانے لگا تو اس کے بیر بڑی خوشبو والے، بڑے اچھے ذائقے والے اور بیر ہی بیر نظر آتے تھے، پتے تھوڑے اور بیر زیادہ۔ کہنے لگے کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اے اللہ! یہ بیری چھوٹی سی ہے اور تو نے اس کو کتنا پھل دیا! یہ سوچ کر مجھے اپنا خیال آیا اے اللہ! میں تیرا چھوٹا سا بندہ ہوں تو اس بیری کی طرح مجھے بھی اچھے پھل سے نواز دے۔ کہنے لگے کہ میں بیر بھی کھا رہا تھا اور کھڑا ہوا رو بھی رہا تھا اور دعائیں بھی مانگ رہا تھا: اے اللہ! یہ چھوٹی سی بیری، اسے آپ نے پھل سے اتنا بھر دیا کہ خالی جگہ نظر نہیں آتی، اے مالک! مجھے بھی اچھی صفات سے بھر دیجیے۔ مجھے نیک پاکیزہ لوگوں کے تعلق سے، مریدین سے، بھر دیجیے۔ مجھے بھی اچھا پھل عطا کر دیجیے، میں دعائیں مانگتا رہا۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ قبولیت کا وقت تھا، اللہ تعالیٰ کو میری دعا پسند آگئی۔ چنانچہ اگلے گاؤں جب پہنچا تو دو باتیں ہوئیں، ایک تو پورا گاؤں سارا کا سارا جو تھا، وہ سلسلے میں داخل ہوا، زندگیاں بدل گئیں۔ اور دوسرا ان میں سے ایک عالم ایسے تھے جو اپنے وقت کے قطب بنے، اتنے بڑے ولی بن گئے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے ایسا پھل عطا کر دیا۔

یہ تو لوگ سمجھتے ہیں نا کہ او جی فلاں شیخ سے مریدین جلدی مانوس ہو جاتے ہیں، بڑی محبت کرتے ہیں۔ اس کے پیچھے تہجد کی دعائیں، مشائخ کی دعائیں، معلوم نہیں کیا کیا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے راستہ ہموار فرما دیتے ہیں۔ یہ دلوں کا متوجہ ہونا کسی کے بس میں نہیں ہوتے، یہ خدا کے اختیار میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں دلوں کو کھول دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تواضع مجری فیض ہے:

تو بات چل رہی تھی کہ انسان اپنے اندر تواضع پیدا کرے۔ کسی شاعر نے کہا: ؎

جو اہلِ وصف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

صراحی جب پیمانے کو بھرتی ہے تو اسے گردن جھکانی پڑتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی استاد چاہے کہ میں اپنے شاگرد کو علم کے نور سے بھروں، اچھے اخلاق سے بھروں تو اسے بھی اپنی گردن اللہ کے حضور جھکانی ہوتی ہے۔

اور کسی نے اسی مضمون کو دوسرے انداز سے باندھا ؎

تواضع کا طریقہ سیکھ لو لوگو صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

صراحی جتنی گردن جھکاتی ہے اتنا فیض جاری ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بندہ جتنا اپنے رب کے حضور جھکتا ہے، اللہ تعالیٰ اتنا اس کا فیض اور آگے پھیلاتے ہیں۔ تو ہم تواضع سیکھیں، عاجزی اور انکساری سیکھیں۔

''میں'' کو مٹانا پڑتا ہے:

میں اور تکبر سے بچیں، اس میں کو مارنا پڑتا ہے۔ اور ''میں'' تو مٹ کے رہتی ہے جلدی مٹے یا دیر سے۔ بعضوں کی ''میں'' اللہ جلدی مٹا دیتے ہیں اور بعضوں کی ''میں'' ذرا دیر سے مٹتی ہے۔ یہ عاجز آپ حضرات کی خدمت میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہے کہ دوستو! اپنی ''میں'' کو مٹا لو، اپنی ''میں'' کو توڑ لو۔ یاد رکھنا جو اپنی ''میں'' کو نہیں توڑتا تو پھر اس کی ''میں'' کو پروردگار توڑتے ہیں اور جس کی ''میں'' کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار توڑے تو اس کا تماشا دنیا دیکھتی ہے۔ "میں" کو توڑیں، عاجزی وانکساری پیدا کریں۔ خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں، شاید سارے لوگ پنجابی تو سمجھتے ہوں، سمجھنے کی کوشش کریں۔

"میں" کوں کٹ فقیرا
تے کٹی کر کے کٹ
تے کھلے خزانے رب دے
تے جیویں چاہویں لٹ

کٹ کہتے ہیں کوٹنے کو، کوٹ کر جو باریک پیس دیتے ہیں تو اس پسنے کو کٹ کہتے ہیں۔ کٹی کہتے ہیں چھوٹی کو۔ یعنی کسی کو پیسنا ہو تو موٹا اور کسی کو پیسنا تو باریک پیستے ہیں۔ تو ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس "میں" کو پیسو اور ذرا باریک کر کے پیسو۔ جب تم نے میں کو اچھی طرح کوٹ لیا تو پھر اللہ کے خزانے بڑے ہیں پھر جیسے جی چاہے لوٹ لو۔

تو جس طرح مٹی میں تواضع اور عاجزی کی صفت ہے انسان کے اندر یہ صفت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے خزانے لوٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

الله

خطباتِ فقیر

جلد بتیس

32

- توبہ کی حقیقت
- علمائے کرام کے لئے دل پذیر ہدایات
- تقویٰ کا خصوصی اہتمام
- علماء کے لئے صحبت صلحاء کی اہمیت

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

بسم الله الرحمن الرحيم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	12
پیش لفظ	14
عرض مرتب	16
① توبہ کی حقیقت	21
دین اسلام کا حسن	23
اللہ تعالیٰ کا عذاب والا نام کوئی نہیں	24
اسلام کی تعلیم	25
انسانی بربادی کے تین اسباب	26
(۱) حرام غذا	26
(۲) ناجنس کی صحبت	26
(۳) گناہ	26
گناہ کی سیاہی توبہ سے صاف	28
گناہ نیکیوں کو کھا جاتا ہے	29
اللہ کے سامنے نافرمانی......!!!	29
گناہوں کی تین قسم	30
کبائر کے مرتکب کی بدحالی	31
گناہ لکھنے میں انتظار	32
گناہ ظاہر کرنے والے کی معافی نہیں	33
دن کے فرشتے نرم، رات کے گرم	34
ندامت پر گناہ معاف	35
افسوس سے گناہوں کی معافی	35
خوف خدا کی وجہ سے معافی	36
معافی مانگیں بار بار	38
گناہ نیکیوں میں تبدیل	39
گناہوں سے بچنے کا نصب العین ہو	40
اللہ سے رحمت کی امید رکھیں	41
مسلمانوں کے گناہ کا بوجھ یہود و نصاریٰ پر	42

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
توبہ سے گناہ کا انعدام	43
اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کے منتظر	44
اللہ کا محبوب	45
توبہ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی خوشی	45
نوجوانوں کی توبہ	47
مخفی اور علانیہ گناہوں کی توبہ	48
قیامت کے دن بے خوف انسان	48
توبہ کی حد	49
توبہ میں ٹال مٹول کرنا	49
قبولیت توبہ کا وقت	50
توبۃ النصوح کیا ہے	51
توبہ کی توفیق ہر بندے کو نہیں ملتی	51
صلوٰۃ التوبہ	52
روضۂ اقدس پر توبہ	52
توبہ کا اہم مسئلہ	53
وسعت رحمت خداوندی	54
شرک کا وبال	55
طویل العمر سے خصوصی رعایت	56
چالیس سال کی عمر والے کو نصیحت	54
تین غلطیاں معاف	57
مرفوع القلم لوگ	58
گناہگاروں کا غفور رب	58
سعادت مند انسان	59
معذرت کی شرمندگی اٹھانے سے بچیں	59
استغفار کا معمول	60
توبہ میں چھ چیزیں	61
ایک بادشاہ کی باندی کی توبہ	63
ایک شہزادے کی قابل رشک توبہ	64
جنتیوں میں شامل ہونا مشکل نہیں	71
تیس سال بعد واپسی	72
امید کا چراغ جلتا رہے	73
اللہ کی رحمت اتنی وسیع	73
اللہ کی رحمت پر توکل	75
مناجات	76

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
(۲) علمائے کرام کے لیے رہنما ہدایات	79
قرآن پاک میں علم کی اہمیت	81
احادیث میں طلب علم کی اہمیت	83
حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کی علمی حرص	85
علم بڑھانے کے دو راستے	85
تفقہ فی الدین کیسے ملتا ہے؟	86
حسن طلب	87
علم کی لگن اور تڑپ	88
محنت شرط ہے	89
توفیق علم کے لیے دو چیزیں	90
(۱) ادب	90
خدمت نے بخت جگایا	91
سمجھنے کی بات	93
(۲) تقویٰ	94
علم دو مجاہدوں کے درمیان ہے	94
باطنی علوم کے حامل	95
جاننے اور ماننے میں فرق	97
علم فرقان عطا کرتا ہے	98
دین کا علم محفوظ ہے	99
مراد الٰہی محفوظ	99
قرآن محفوظ	99
حدیث محفوظ	100
علماء کا منصب صوفیا سے زیادہ اہم ہے	100
بے عمل عالم گدھے کی مانند	101
علمائے کرام کے لیے رہنما ہدایات	103
اپنی غلطی تسلیم نہ کرنے کا مرض	103
اپنے اخلاص کا امتحان کرتے رہیں	104
سب سے یکساں تعلق رکھیں	105
عوام کے تابع بن کر نہ رہیں	106
اہل دنیا سے مستغنی رہیں	106
غیر مقصود کے پیچھے نہ پڑیں	106
نظافت کا اہتمام رکھنا چاہیے	107
فضل عظیم کی حفاظت کرنی چاہیے	108

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
تمام شبہات کا جواب دینا ضروری نہیں	108	حضرت انور شاہ کشمیری ﷫ کی شانِ علمی	119
ذاتی عوارض کی بنا پر امر بالمعروف سے ترک نہ کریں	109	حضرت رشید احمد گنگوہی کی شانِ علمی ﷫	120
تحریر و تقریر میں مہارت ہونی چاہیے	111	حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی ﷫ کی علمی شان	122
مال پر رال نہیں ٹپکانی چاہیے	111	مولانا رشید احمد گنگوہی ﷫ کے خلفا کی علمی خدمات	124
علما کا فریضہ نہیں، بتاتے ہیں	113	تربیتی مجالس کا مقصد	126
علما کو سلوک میں مجاہدہ کم کرنا پڑتا ہے	113	علما کی نظر میں مجددین امت	126
مضامین کو آسان بنا کر پیش کریں	114	حضرت شیخ الہند ﷫ کی باکمال شخصیت	129
مدارس میں اصلاحی بیانات کرواتے رہیں	114	⑫ تقویٰ کا خصوصی اہتمام	133
اپنے اوپر سخت دوسروں پر نرم	115	تقویٰ کے معانی	135
علم کی نعمت پر اللہ کا احسان	115	تقویٰ کی لغوی تحقیق	135
تین انیلی کتابیں	117	تقویٰ کی اصطلاحی تعریف	136
علم میں کامل ہونا مشکل ہے	118	تقویٰ کے متعلق سلف صالحین کے اقوال	138
علمائے دیوبند کا کمالِ علم و عمل	119	تقویٰ کے ثمرات	141

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
ہر مشکل سے نجات	141
کشائشِ رزق	142
کاموں میں آسانی	142
عطائے بصیرت	144
محبوبیتِ الٰہی	144
معیتِ الٰہی	144
رزق میں برکت	145
زیادتِ علم	145
قبولیتِ اعمال	146
اللہ کی پشت پناہی	146
ایک سبق آموز حکایت	146
تقویٰ کی اہمیت	149
قرآن میں تقویٰ کا پیغام	149
متقی سب سے زیادہ سعادت مند	150
متقی سب سے زیادہ شرف والے	151
اولیاء کا مکالمہ	152
اولیاء کی قدرِ مشترک	154

عنوان	صفحہ نمبر
سلف صالحین رحمہم اللہ کے تقویٰ کے واقعات	155
نبی علیہ السلام کی کھانے میں احتیاط	155
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تقویٰ	155
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقویٰ	155
حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا تقویٰ	156
حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کا تقویٰ	157
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تقویٰ	157
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا تقویٰ	159
امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تقویٰ کے واقعات	159
علماء و مشائخ کے تقویٰ کے واقعات	163
عورتوں میں تقویٰ	166

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
اکابر علمائے دیوبند کے واقعات	169
مشائخ نقشبند کے تقویٰ کے واقعات	173
اپنا موازنہ کریں	176
آخرت کی سکیننگ مشین	177
آج اپنا محاسبہ کرلیں	178
۲ علماء کے لیے صحبت صلحاء کی اہمیت	181
دو نعمتیں	183
علم کے ساتھ تزکیہ ضروری ہے	183
پہلے مشائخ دونوں نعمتوں کے	184
حامل تھے	184
انحطاط کی وجہ	185
مشاہیر علما مشائخ کی صحبت میں	185
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	185
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	186
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	186
ابوالعباس ابن شریح رحمۃ اللہ علیہ	186
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	187
امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ	188
علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ	188
امام رازی رحمۃ اللہ علیہ	188
شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ	188
شیخ ابوالعباس عزالدین الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ	189
شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	189
ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ	189
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	189
علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ	190
علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ	190
مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ	190
علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ	190
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	191
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ	191
حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ	192
دیگر علمائے دیوبند رحمہم اللہ	192
مقصود مشائخ سے اخذ فیض	192
صحبت کی تاثیر	193
دوست دوست کے دین پر	194

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
تصرف کا کرنا برحق ہے	195
عارفین کی نظر	196
صحبت کے بغیر دین نہیں	197
بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے	199
علما کو صحبت مشائخ کی ضرورت	199
حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	201
مشائخ کی صحبت سے دل زندہ ہوتا ہے	202
حسن رفاقت مطلوب ہے	204
اتباع کی برکات	204
حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	206
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	206
ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	207
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	207
حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	208
علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	208
حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	208
تنقید کی نظر محرومی کا سبب	209
صحبت میں رہیں مگر معیت کے ساتھ	210
اصلاح میں بڑی رکاوٹ	211
سیدھا راستہ کونسا ہے؟	211
تقلید لازم ہے	213
صحبت کی برکات	214
بے استاد بے بنیاد ہے	215
صحبت کا رنگ کیسے چڑھتا ہے؟	216
ذائقہ کا پتہ چکھنے سے لگتا ہے	218
عشق کی دولت عاشقین سے ملتی ہے	219
تزکیہ کی اہمیت تعلیم اور تبلیغ پر	220
علم کا مجرم	220
تصوف کا کم از کم فائدہ	221
صحبت سے ذہن صحیح پر ثبات	

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
نصیب ہوتا ہے	223		
اہل اللہ کی صحبت کے چار فائدے	224		
نسبت ملنے کی گارنٹی	225		
غیر مقلدین کے اکابر بھی تصوف کے قائل تھے	225		
حضرت رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ پر صحبت کا اثر	229		
حضرت مفتی محمد حسن رحمہ اللہ پر صحبت کا اثر	232		
کیمبلپوری سے کاملپوری	234		
جہالت کا اندازہ	235		
اگر کوئی شعیب آئے میسر	235		

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

(سورۃ النور: ۳۱)

توبہ کی حقیقت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 16 جولائی 2010ء بروز جمعہ ۳ شعبان ۱۴۳۱ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خصوصی تربیتی نشست برائے علماء وطلباء (پہلی مجلس)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ کی طرف سے مہربانی دیکھیں کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو گناہ لکھنے والا فرشتہ فوری طور پر گناہ نہیں لکھتا۔ اللہ نے گناہ والے فرشتے کو نیکی والے فرشتے کے ماتحت کر دیا۔ نیکی کا ارادہ کیا تو وہ نیکی لکھ لیتا ہے، گناہ کا ارادہ کیا تو گناہ نہیں لکھتا، حتیٰ کہ گناہ کا ارتکاب کر لیا۔ اب وہ اپنے باس سے پوچھتا ہے کہ میں لکھ لوں؟ وہ کہتا ہے صبر کرو انتظار کرو۔ کتنا انتظار کرواتا ہے؟ چھ پہر انتظار کرواتا ہے۔ چونکہ دن گھنٹے میں آٹھ پہر ہوتے ہیں تو چھ پہر تقریباً سولہ گھنٹے بنتے ہیں۔ یعنی گناہ کرنے کے سولہ گھنٹے بعد بھی فرشتہ گناہ نہیں لکھتا کہ ہو سکتا ہے یہ توبہ کر لے اور مجھے گناہ لکھنا ہی نہ پڑے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

(سورۃ نور:۳۱)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دین اسلام کا حسن:

دین اسلام کا حسن ہے کہ بندے کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ ہندو ازم میں توبہ نہیں ہے۔ اگر کوئی بندہ گناہ کرے تو اس کو یہ سمجھاتے ہیں کہ تو اگلے جنم میں جانور بنے گا۔ پھر وہ یہ سوچتا ہے کہ جانور تو مجھے بننا ہی ہے تو اس جنم میں جو چاہو کر لو تو ایک گناہ لاتعداد گناہوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

جب کہ دین اسلام کا یہ حسن ہے کہ انسان جتنا چاہے گناہگار کیوں نہ ہو ہر موڑ پر ہر لمحے اس کے لیے یہ دعوت ہے کہ اب اگر توبہ کر لو تو پچھلے گناہ معاف، ایک نئی زندگی کا آغاز کر لو، تو امید کی کرن رہتی ہے۔ حتیٰ کہ کوئی کافر اور مشرک بھی ہے تو اس کے لیے بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی صفات کا ظہور ہے کہ وہ بندے کے گناہوں کو معاف کر کے خوش ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کا عذاب والا نام کوئی نہیں:

علما نے کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ رب العزت کے ننانوے صفاتی نام ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں، ان میں سے ایک نام بھی ایسا نہیں جو عذاب پر دلالت کرتا ہو۔ ننانوے کے ننانوے نام اس کی رحمت اور مہربانی پر دلالت کرتے ہیں۔ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ جی وہ جبار ہے۔ تو بھئی جبار عربی کا لفظ ہے اردو کی زبان میں اس کے معانی مختلف ہوتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ ایک لفظ ہے "ذلیل" تو اردو میں اس کا معنی ہے بے عزت انسان اور عربی میں اس کا معنی ہے کمزور انسان، لہٰذا قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا۔

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (سورۃ آل عمران: ۱۲۳)

"تحقیق اللہ نے مدد کی بدر میں جب تم کمزور تھے"

تو عربی میں معنی اور اردو میں معنی اور۔ عربی میں ایک لفظ ہے دَلّی، اس کا معنی ہے پہنچانے والا۔ ہماری زبان میں اس کا معنی بہت ہی برا لیا جاتا ہے، یہ گالی کی مانند ہے، جبکہ عربوں میں اس لفظ کا استعمال عام ہے۔ لہٰذا وہاں ایک کمپنی ہے "دَلّی" کمپنی۔ شروع میں ہم حیران ہوتے تھے کہ ان کو کوئی اور لفظ نہیں ملا، تو بعد میں بتایا گیا کہ جی اردو کے نہیں یہ عربی کے ہوتے ہیں۔

ہماری زبان میں ایک لفظ ہے "بندر" یہ ایک جانور کا نام ہے۔ کسی کو گالی دینی ہو تو اس کو کہتے ہیں کہ بندر۔ لیکن عربوں میں اس کا معنی کچھ اور ہے۔ تو ہم نے ایک شہزادے کا نام سنا کہ جی، بندر بن سلطان، ہم نے سوچا: یا اللہ! یہ باپ پر اتنا بوجھ تھا کہ باپ نے اس کا نام بندر رکھا۔ تو بعد میں پتہ چلا کہ جی یہ عربی کا لفظ ہے۔ عربی میں پھول کو کہتے ہیں جو پھولوں میں پھولوں کا بادشاہ معنی ہوتا ہے۔

جَبَّارٌ کا معنی اردو زبان میں جبر کرنے والا ہے لیکن عربی زبان میں اس کا معنی ہے جوڑنے والا۔ جیسے ہڈی ٹوٹتی ہے تو اس کے جوڑنے والے کو جابر کہتے ہیں۔ تو جابر کا اصل معنی یہ ہے کہ جو بندہ اللہ سے ٹوٹ جائے! اللہ ایسے انتظام کرتے ہیں کہ وہ واپس لوٹ کے آئے اور پھر جڑ جائے۔ جبار بھی رحمت پر دلالت کرتا ہے۔

قَہَّارٌ ہماری زبان میں تو سمجھتے ہیں کہ بہت ظلم کرنے والا حالانکہ عربی زبان میں اس کا معنی ہے بلندی والا۔ چنانچہ چوٹی کو قاہرہ کہتے ہیں، مصر کا ایک شہر بھی ہے قاہرہ۔ تو قاہرہ بلندی والا، غالب آنے والا، تو یہ بھی رحمت پر دلالت کرتا ہے۔

اور کئی نام تو ہیں ہی ایسے جیسے:

غَفَّارٌ معاف کرنے والا۔

غَفُوْرٌ معافی عطا کرنے والا۔

سَتَّارٌ گناہوں پر پردے ڈالنے والا۔

حَلِیْمٌ قدرت کے باوجود سزا دینے میں تاخیر کرنے والا۔

اللہ کتنا حلیم ہے کہ بندے کو گناہ کرتے بھی دیکھتا ہے اور عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ کے تو صفاتی نام ہی ایسے ہیں۔

اسلام کی تعلیم:

چنانچہ دینِ اسلام نے یہ تعلیم دی کہ

((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ))

''گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہوتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں''

جیسے اگر آپ کوئی چیز بورڈ کے اوپر مٹا دیں اور نئے سرے سے پھر لکھنا شروع کر دیں۔۔۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانی بربادی کے تین اسباب:

دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان گناہ کیوں کرتا ہے؟ تو گناہوں کی تین وجوہات ہیں۔

① حرام غذا

پہلا ہے حرام غذا۔ یہ جو حرام لقمہ ہے نا یہ بنیاد ہے۔ اگر روزی کے اندر رشوت شامل، سود شامل، مار کٹائی کا مال شامل، تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا اثر بھی ویسا ہی ہو گا۔ یا پھر رزق تو حلال ہو مگر چیزیں بازار کی خرید کر کھائیں، جن میں شبہ ہوتا ہے۔ آج کل تو اپنے پرائے سب کے ریسٹورنٹ کھل چکے ہیں، جن کو حرام کا احساس ہی نہیں، ایسی چیزیں انسان کی روحانیت کو خراب کر دیتی ہیں۔

② ناجنس کی صحبت:

اور دوسرا ہے ناجنس کی صحبت۔ دنیا دار بندوں کی صحبت میں اٹھتے بیٹھتے رہنا، کثرت سے میل جول رکھنا۔ جو اس راستے کا راہی نہیں اس کی صحبت نقصان دے گی، تو ایسے لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہیے۔

③ گناہ:

اور تیسری چیز گناہوں کا ارتکاب کرنا۔ تو یہ تین چیزیں انسان کو برباد کر دیتی ہیں۔ زندگی ایسی ہو کہ انسان گناہ کا مرتکب نہ ہو چنانچہ فرمایا کہ

((اِنَّ مَوْلٰكَ لَا یَرَاكَ حَیْثُ نَهَاكَ))

''تمہارا پروردگار تمہیں ایسی حالت میں نہ دیکھے جس سے تمہیں منع کر دیا''

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسی جگہ میں نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے منع فرما دیا۔ ہم ہر وقت اس چیز کا خیال ذہن میں رکھیں کہ ہم کوئی کام ایسا نہ کریں جو اللہ کو ناپسند ہے۔ توبہ ہم میں سے ہر ایک پر لازم ہے۔ ہم عوام پر تو گناہوں سے بچنا لازمی، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تَوْبَةُ الْعَوَامِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ تَوْبَةُ الْخَوَاصِ مِنَ الْغَفْلَةِ

''عوام کی توبہ گناہوں سے اور خواص کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے''

اب کون بندہ ہے جو کہے کہ مجھے غفلت ہی نہیں ہوتی، وساوس ذہن میں نہیں آتے۔ تو معلوم ہوا کہ عام ہو یا خاص توبہ تو ہر ایک کو کرنی چاہیے۔

سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ شیطان مل گیا، کہنے لگا: سہل بڑی نیکیاں کرتا پھرتا ہے، راتوں کو جاگتا ہے، دن میں روزے رکھتا ہے، قیامت کے دن مغفرت تو میری بھی ہو جائے گی۔ تو انہوں نے کہا کہ تیری تو نہیں ہوگی شیطان نے کہا کہ رب کریم کا فرمان ہے۔

﴿وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾

تو جب ہر چیز پر اس کی رحمت وسیع ہے تو میں بھی تو ایک چیز ہوں، لاشی تو نہیں ہوں کہ میری مغفرت نہیں ہوگی۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں ہر ایک کی مغفرت ہوگی مگر ایمان ضروری ہے۔ تو کہنے لگا کہ تم نے تو پھر رحمت کو مقید کر دیا، اللہ کی رحمت تو علی الاطلاق سب کے اوپر ہے۔ اب سہل پریشان کہ اس بدبخت کو کیا جواب دوں؟ تو ہمارے علما نے اس کا جواب یہ دیا کہ اللہ کی رحمت تو علی الاطلاق سب کے لیے ہے مگر کوئی اس میں داخل ہی نہ ہونا چاہے تو رحمت کا کیا قصور؟ تو شیطان بدبخت تو اس میں داخل ہی نہیں ہونا چاہتا، اس لیے شیطان کی بخشش نہیں ہوگی۔ فیض الباری میں ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

واقعہ نقل کیا گیا۔

اس توبہ کے بارے میں کچھ تفصیلات ہیں اکثر تو وہی ہیں جو آپ جانتے ہوں گے۔ تو ان کے تکرار سے ایک تو اعادہ ہو جائے گا اور یاد ہو جائے گا ﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اور دوسرا کچھ نئی باتیں بھی سامنے آ جائیں گی۔

گناہ کی سیاہی توبہ سے صفائی:

توبہ کی تفصیلات میں سے یہ ہے کہ جب بھی انسان گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے دل پر ایک نقطہ لگ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُقِطَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِنْ هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ))

"بے شک جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اگر وہ گناہ سے ہٹ جائے اور استغفار اور توبہ کر لے تو دل صاف ہو جاتا ہے۔"

جب کوئی نیکی کا کام کر لیتا ہے تو پھر دل سے نقطہ مٹا دیا جاتا ہے۔ شیطان یہاں پر ایک داؤ لگاتا ہے کہ تو تو اتنے گناہ کرتا ہے نیکی کا کیا فائدہ؟ بھئی! گناہوں کے نقطے دل پر لگ رہے ہیں تو نیکی کا صابن بھی تو دل پر لگنا چاہیے جو نقطوں کو مٹائے۔ اگر ہم گناہوں سے نہیں باز آتے تو نیکیوں سے کیوں باز آ گئے۔ دوسرا آج سے یہ کہ تیرے پڑھنے کا کیا فائدہ؟ نظر تو تیری پاک نہیں ہے تو یہ [illegible] قرآن [illegible] ہے۔ آپ کو [illegible] کہ تو گناہ کرتا ہے پھر [illegible] پڑھتا ہے تو [illegible] ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ ہمیشہ پاک نہیں ہے [illegible] باب علم کا [illegible] ذرا رکھ کر پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ نیکیوں کو کھا جاتا ہے:

گناہ انسان کی کی ہوئی نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اِتَّقُوا مَظَالِمَ مَا اسْتَطَعْتُمْ))

ظلم کرنے سے بچو جتنا بچ سکتے ہو!

((فَاِنَّ الرَّجُلَ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِحَسَنَاتٍ يَرٰى اَنَّهَا سَتُنْجِيْهِ فَمَا يَزَالُ عِنْدَ ذٰلِكَ))

"بندہ قیامت کے دن اتنی نیکیاں لے کر آئے گا کہ وہ کہے گا بس میں تو نجات پا گیا، اتنی زیادہ میری نیکیاں!"

((يَقُوْلُ اِنَّ لِفُلَانٍ قِبَلَكَ مَظْلِمَةً اُمْحُوْا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَمَا يَبْقٰى لَهٗ حَسَنَةٌ)) (کنز العمال: ۱۰۳۲۸)

"کہا جائے گا فلاں شخص پر تیرا ظلم ہوا۔ لہٰذا یہ جو ظلم کیا تھا اس کی نیکیوں میں سے یہ مٹ کر دو! حتیٰ کہ اس کی ایک نیکی بھی باقی نہیں رہے گی۔"

تو معلوم ہوا کہ جو گناہ ہم کر بیٹھتے ہیں، یہ ہماری نیکیوں کو کھا لیتے ہیں۔ حسد کے بارے میں ویسے ہی فرما دیا:

((اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ))

"جیسے آگ خشک لکڑی کو کھا لیتی ہے حسد بھی انسان کی نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے۔"

اللہ کے سامنے نافرمانی......!!!

مگر ایک تو ڈر یہ ہے کہ نیکیوں کو کھا جائے گا، اس سے بڑا ڈر یہ ہونا چاہیے تھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم اللہ کے سامنے گناہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَنْظُرُوْا فِیْ صِغَرِ الذُّنُوْبِ وَلٰکِنِ انْظُرُوْا عَلٰی مَنِ اجْتَرَأْتُمْ»

(حلیۃ الاولیاء ص: ۸:۹۷، کنز الاعمال: ۱۰۲۹۳)

”گناہوں کے چھوٹے ہونے کو نہیں دیکھو، یہ دیکھو کہ کس کے سامنے تم نے گناہ کرنے کی جرأت کی۔“

ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ تہ دیکھو کہ گناہ چھوٹا یا بڑا مگر اس ذات کی عظمت کو دیکھو جس کے سامنے تم نے گناہ کیا۔ بچہ گواہ ہو تو تھوڑا خوف ہوتا ہے اور کوئی بڑا گناہ پر گواہ ہو جائے تو دل میں خوف زیادہ آتا ہے۔ بندوں کا خوف دل میں اتنا ہے تو اگر پروردگار نے گناہ کرتے دیکھا پھر کتنا خوف ہونا چاہیے؟ گناہوں کو اس لیے چھوڑیں کہ اللہ دیکھتے ہیں۔ آج تو بچہ بھی قریب ہو تو فحش حرکت نہیں کرتے۔ اس لیے ایک بزرگ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا: میرے بندے! جب گناہ کرنے لگتے ہو تو ان تمام دروازوں کو بند کر دیتے ہو جن سے دنیا دیکھتی ہے، اس دروازے کو بند نہیں کرتے جس سے میں پروردگار دیکھتا ہوں، کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے کم درجے کا مجھے سمجھتے ہو؟

گناہوں کی تین اقسام:

حدیث شریف میں آیا کہ گناہوں کی تین قسمیں ہیں۔

❶ ذَنْبٌ یُغْفَرُ

”وہ گناہ جو معاف ہو جائیں گے“

❷ ذَنْبٌ لَا یُغْفَرُ

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ گناہ جو بالکل معاف نہیں ہوں گے۔

❷ وَذَنْبٌ يُجَازَى بِهِ (طبرانی، کنز العمال: ۱۰۳۱۳)

اور وہ گناہ جن کا بدلہ دینا پڑے گا۔

مثال کے طور پر وہ گناہ جو معاف نہیں ہوگا وہ ہے (الشرک باللہ) اللہ کے ساتھ شریک بنانا۔

وہ گناہ جو معاف ہو جائے گا وہ ہے بندے اور خدا کے درمیان کوئی معاملہ کیا اگر کوئی خطا ہو گئی اللہ سے معافی مانگ لو اللہ معاف فرما دیں گے۔

اور جس کا بدلہ دینا پڑے گا وہ ہے بندے اور بندے کے درمیان کا معاملہ اگر زیادتی کی ہے تو دنیا میں جزا دے دو، بدلہ دے دو، معاف کرا لو، ورنہ پھر قیامت کے دن تو جزا دینی ہی پڑے گی۔ اس لیے جتنے گناہ زیادہ ہوں گے قیامت کے دن انسان کے لیے خدا کے حضور پیش ہونا اتنا مشکل ہوگا۔

کبائر کے مرتکب کی بدحالی:

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَؤُودًا لَا يَجُوزُهَا الْمُثْقِلُونَ))

(ابن النجار، کنز العمال: [illegible])

”تمہارے آگے ایک بہت خطرناک وادی ہے، اس کو کوئی بوجھل شخص نہیں پار کر سکے گا۔“

جیسے سامان سے بوجھل شخص کے لیے پانی کی کھال عبور کرنا مشکل ہوتی ہے ایسے ہی جس کے گناہوں کا وزن زیادہ ہوگا تو یہ گھاٹی اس کے لیے عبور کرنا مشکل ہو جائے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بندے تین قسم کے ہیں فقراء، مریض اور تائب۔

فقراء کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْفُقَرَاءُ اَصْدِقَاءُ اللّٰهِ))

”فقراء اللہ کے دوست ہوتے ہیں“

اور مریض کے بارے میں فرمایا:

((وَالْمَرْضٰى اَحِبَّاءُ اللّٰهِ))

”اور جو مریض ہوتے ہیں وہ اللہ کے محبوب ہوتے ہیں“

اور تیسرا فرمایا:

((فَمَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْبَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ)) (کنز العمال: ۱۰۱۹۲)

”توبہ کی حالت میں جب فوت ہوا تو اس بندے کا ٹھکانہ جنت ہے، کیونکہ اس نے اب گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔“

گناہ لکھنے میں انتظار:

اللہ کی طرف سے مہربانی دیکھیں کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو گناہ لکھنے والا فرشتہ فوری طور پر گناہ نہیں لکھتا۔ اللہ نے گناہ والے فرشتے کو نیکی والے فرشتے کے ماتحت کر دیا۔ نیکی کا ارادہ کیا تو وہ نیکی لکھ لیتا ہے، گناہ کا ارادہ کیا تو گناہ نہیں لکھتا، حتی کہ گناہ کا ارتکاب کر لیا۔ اب وہ اپنے باس سے پوچھتا ہے کہ میں لکھ لوں؟ وہ کہتا ہے صبر کرو انتظار کرو۔ کتنا انتظار کرواتا ہے؟ چھ پہر انتظار کرواتا ہے۔ چوبیس گھنٹے میں آٹھ پہر ہوتے ہیں تو چھ پہر تقریباً سولہ گھنٹے بنتے ہیں۔ یعنی گناہ کرنے کے سولہ گھنٹے بعد بھی فرشتہ گناہ نہیں لکھتا کہ ہو سکتا ہے یہ توبہ کر لے اور مجھے گناہ لکھنا ہی نہ پڑے۔ جب اتنی

www.besturdubooks.wordpress.com

دیر گزرنے کے بعد بھی شرم آتی ہے نہ افسوس ہوتا ہے، نہ توبہ کرتا ہے تو پھر وہ گناہ کو لکھ لیتا ہے۔

گناہ ظاہر کرنے والے کی معافی نہیں:

ہاں ایک بندہ جس کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔ وہ ہے جو گناہ کرے اور پھر لذتیں لے لے کر دوسروں کو بتائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ)) (کنز العمال:۱۰۲۲۸)

''میری امت کے تمام گناہ گاروں کو معافی ملے گی مگر اظہار کرنے والے والوں کو نہیں''

کئی لوگ ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں کو کارگزاری سناتے ہیں کہ جی میں بڑا سمارٹ ہوں۔ او جی میں نے فلاں کو ایسے بیوقوف بنایا، میں نے تو ایسی بات کی کہ وہ جلتا ہی رہا ہوگا، سڑتا ہی رہا ہوگا۔ تو اس قسم کی گناہ کی باتیں کرنا اور پھر لوگوں کو بتانا اور کئی لوگوں کے تو اپنے گناہوں کے البم ہوتے ہیں، ان کی تفصیلات افسانہ کی طرح سناتے ہیں، میں نے یہ کر دکھایا۔ ایسے کرنے والے کے لیے فرمایا کہ معافی نہیں ہے۔ یہاں نکتہ یاد رکھنا کہ ایک ہوتا ہے اپنے گناہ کے بارے میں کسی طبیب سے بات کرنا، کسی روحانی جسمانی طبیب سے بات کرنا، اس کی شرعاً اجازت ہے۔ مثلاً: میں ایک گناہ میں پھنسا ہوا ہوں، اب ایک عالم سے پوچھوں کہ میں کیسے نکل سکتا ہوں؟ تو وہ اظہار نہیں کہلائے گا، وہ تو تدارک ہے، وہ تو علاج ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ مرد کا اپنے ستر کو دوسرے مرد سے چھپانا فرض ہے لیکن اگر ران کے اوپر پھوڑا نکل آئے تو ڈاکٹر کے سامنے کھولنا جائز ہوگا۔ شریعت اجازت دیتی ہے کہ علاج

کرو۔ اسی طرح گناہ کا اس لیے اظہار کرنا کہ میں گناہ چھوڑ کیسے سکتا ہوں؟ یا وہ دعا کر دیں کہ مجھے اللہ اس مصیبت سے نجات دے دے، تو یہ چیز اس میں داخل نہیں ہوتی۔ گناہ کا بتانا لذت لے کر یہ شریعت نے منع فرما دیا۔

دن کے فرشتے نرم، رات کے گرم:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ دن کے فرشتے نرم اور رات کے فرشتے گرم ہوتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ مَلٰٓئِکَةَ النَّهَارِ اَرْاَفُ مِنْ مَلٰٓئِکَةِ اللَّیْلِ)) (کنز العمال: ۱۰۳۳۰)

''بے شک دن کے فرشتے رات کے فرشتوں سے زیادہ نرم ہیں''

دن کے فرشتے نرم کہ بندے نے دن میں کام کاروبار کرنا ہوتا ہے لوگوں سے ملنا ہوتا ہے تو بھی کوئی نہ کوئی چھوٹی موٹی اونچ نیچ ہو سکتی ہے، اور رات کو انسان ہوتا ہے اور اس کا رب ہوتا ہے تو فرمایا رات میں تو تم گناہ نہ کرو رات کو تو تم اللہ کی نافرمانی میں مت گزارو نا۔ اب تو پیچھے کوئی بات نہیں کہ جی کام تھا، کاروبار تھا، غلطی ہو گئی، اب کیا غلطی۔ اس لیے رات کے فرشتوں کو اللہ نے ایسا بنایا کہ وہ ذرا تانیث ہیں لکھتے میں۔

دوسری بات یہ کہ رات اللہ تعالیٰ کی رحمت اور توجہ اپنی مخلوق کی طرف زیادہ ہوتی ہے، اس کی عنایات کے باوجود جب کوئی نافرمانی کرتا ہے تو فرشتے زیادہ غضبناک ہوتے ہیں۔

ندامت پر گناہ معاف:

تاہم ایک بات بڑی عجیب ہے کہ جو بندہ گناہ کر بیٹھا اگر اس نے اپنے دل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

محسوس کیا کہ میں نے اچھا نہیں کیا، میں نے برا کیا مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا تو یہ ساری باتیں ندامت کہلاتی ہیں۔ غلطی کے اس احساس کا دل میں پیدا ہونا، اس کو ندامت کہتے ہیں اور ندامت کا مسئلہ ذرا سنیے کیا عجیب کا ہے! عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَا عَلِمَ اللّٰهُ مِنْ عَبْدٍ نَدَامَةً عَلٰى ذَنْبٍ اِلَّا غَفَرَ لَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ مِنْهُ)) (کنز العمال: ۱۰۳۳۸)

''جب اللہ کسی بندے کے دل میں گناہ کے اوپر ندامت محسوس کرتے ہیں، اللہ گناہ کو معاف کر دیتے ہیں، اس سے پہلے کہ بندہ استغفار کرے۔''

اللہ اکبر! کتنا کریم پروردگار ہے! زبان پر لفظ آنے سے پہلے دل کی حالت کو دیکھ کر معاف کر دیتے ہیں کہ یہ اس سے نادم ہو رہا ہے۔ یہ افسوس کر رہا ہے کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، رب کریم اتنے مہربان ہیں کہ بندے کی دل کی حالت پر اس کی بخشش فرما دیتے ہیں۔

افسوس سے گناہوں کی معافی:

اور دل میں اگر افسوس ہو، ابو ہریرہ ﷛ نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ ذَنْبًا وَ اِذَا ذَكَرَهٗ اَحْزَنَ))

بندہ گناہ کرتا ہے اور جب یاد کرتا ہے تو یاد کر کے افسوس کرتا ہے کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میں نے اچھا نہیں کیا۔

((وَ اِذَا نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ قَدْ اَحْزَنَهٗ، غَفَرَ لَهٗ مَا صَنَعَ قَبْلَ اَنْ يَّاْخُذَ فِيْ كَفَّارَتِهٖ بِلَا صَلٰوةٍ وَّ لَا صِيَامٍ)) (ابن عساکر، کنز العمال: ۱۰۳۳۸)

''اللہ پھر دل کی طرف دیکھتے ہیں کہ یہ دل گناہ پر غمگین ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ

اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں اور اس گناہ کے بدلے اس کی نماز کو اور روزے کو کچھ بھی کم نہیں فرماتے"

تو گناہ پر افسردہ ہونے پر بھی معافی مل جاتی ہے۔ اس لیے ہمیں خلوتوں میں اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔ اس لیے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حَقِيقٌ بِالْمَرْءِ أَنْ يَكُونَ لَهُ مَجَالِسُ يَخْلُو فِيهَا يَذْكُرُ ذُنُوبَهُ وَ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْهَا)) (شعب الایمان، کنز العمال: ۱۰۲۰۹)

"کہ بندے کے لیے لازم ہے کہ خلوت میں اللہ کے ساتھ ایسی مجلس ہو کہ وہ پرانے گناہوں کو یاد کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں"

ہمارے مشائخ جو کہتے ہیں کہ روزانہ معمولات کے لیے وقت نکالو تو ان معمولات میں یہ بھی ہے کہ اپنے گناہوں کو دیکھنا اور افسوس کرنا یعنی روز کے گناہ روز ہی معاف ہوتے جائیں۔

خوفِ خدا کی وجہ سے معافی:

چنانچہ ایک تو ہے ندامت سے گناہ معاف ہوتا ہے، دل افسردہ ہو تو گناہ معاف ہوتا ہے۔ اور ایک اللہ کے خوف سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اللہ کی عظمت کی وجہ سے خوف دل میں اگر آ گیا تو اس پر بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی نبی علیہ السلام سے۔

((قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهِ إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَ نِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

''ایک بندہ جس نے کوئی نیکی نہیں کی تھی، موت کا وقت آیا تو گھر والوں کو کہا کہ جب میں مر جاؤں تو جلا دینا، آدھی راکھ ہوا میں اڑا دینا اور آدھی راکھ پانی میں بہا دینا''

((لَئِنْ قَدَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ لَیُعَذِّبَنَّہٗ عَذَابًا لَا یُعَذِّبُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِیْنَ))

''اگر اللہ نے میرے اوپر قدرت پائی۔ اللہ ایسا عذاب دے گا کہ اس نے جہانوں میں کسی کو ایسا عذاب نہ دیا ہوگا۔''

((فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَا اَمَرَہٗ))

''جب مر گیا تو لوگوں نے ویسا ہی کیا جیسے اس نے کہا تھا''

((اَمَرَ اللّٰہُ بَرًّا فَجَمَعَ مَا فِیْہِ وَ اَمَرَ اللّٰہُ الْبَحْرَ وَ جَمَعَ مَافِیْہِ))

''اللہ نے زمین کو حکم دیا تو راکھ کے جو ذرات اس میں تھے وہ جمع ہو گئے، پھر سمندر کو حکم دیا جو ذرات اس میں تھے وہ جمع ہو گئے۔ ساری راکھ کے ذرات جمع ہو گئے۔

پھر اللہ نے فرمایا: کہ کھڑا ہو جا وہ کھڑا ہو گیا

((ثُمَّ قَالَ لِمَا فَعَلْتَ ھٰذَا؟))

''پھر کہا کہ میرے بندے تو نے ایسا کیوں کیا؟''

((فَقَالَ مِنْ خَشْیَتِکَ وَ اَنْتَ تَعْلَمُ))

''تیرے ڈر کی وجہ سے اور تو جانتا ہے۔''

((فَغَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ)) ''اللہ نے اسے معاف کر دیا''

کہ واقعی تو نے میرے ڈر کی وجہ سے ایسے کیا تھا، میں نے تیرے تمام گناہوں کو معاف کر دیا۔

معافی مانگیں بار بار:

اب ذہن میں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ معافی سے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں مگر کتنی بار معافی؟ یہ تو نہیں کہ روز ہی کا وتیرہ ہو؟ روز گناہ کرو، روز معافی مانگو، تو اس بارے میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد کنز العمال میں ہے۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ، حدیث قدسی ہے:

((اَنَا اَكْرَمُ وَ اَعْظَمُ عَفْوًا مِنْ اَنْ اَسْتُرَ عَلٰى عَبْدٍ مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اَفْضَحُهٗ بَعْدَ اِذْ سَتَرْتُهٗ))

''میں اس سے بلند ہوں کہ دنیا میں کوئی بندہ گناہ کرے اور میں پردہ ڈال دوں اور پردہ ڈالنے کے بعد اسے رسوا کروں۔''

اب کتنے گناہ ایسے ہیں جو ہم نے کیے اور کسی کو پتہ ہی نہیں سوائے اللہ کے۔ اور مخلوق کتنا نیک سمجھتی ہے جبکہ گناہ کتنے بڑے بڑے کیے۔ تو اگر اللہ نے دنیا میں ایک مرتبہ پردہ ڈال دیا تو اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس سے بلند ہوں کہ پھر اس کو رسوا کروں۔ تو بھئی! جب اللہ نے پردے ڈال ہی دیے تو ہم اللہ سے معافی بھی مانگ لیں کہ اے اللہ! اب آپ معاف بھی فرما دیجیے۔

آگے فرمایا:

((وَ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لِعَبْدِيْ مَا اسْتَغْفَرَنِيْ)) (کنز العمال: ۱۰۲۱۵)

''اور میں اپنے بندوں کو معاف کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتا رہے گا۔''

تو جب اللہ اتنے کریم ہیں تو پھر ہمیں چاہیے کہ ہم بار بار معافی مانگیں۔ یہ گناہوں کی معافی اللہ کو اتنی پسند ہے کہ حدیث پاک میں یوں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

«لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَاَتَی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ وَیَغْفِرُ لَهُمْ»

''اگر تم سارے فرشتہ صفت بن جاؤ کہ کوئی ایک گناہ بھی نہ کرو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ ایسی قوم کو پیدا کردے گا کہ وہ گناہ کرکے اللہ سے معافی مانگیں گے اور اللہ ان سب کے گناہوں کو معاف کردیں گے۔''

گناہ نیکیوں میں تبدیل:

اور بعض تو ایسے ہوں گے کہ ان کے گناہ ان کی نیکیوں میں تبدیل کردیے جائیں گے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، حاکم نے اسکو روایت کیا ہے:۔

«لَیَتَمَنَّیَنَّ اَقْوَامٌ لَوْ اَکْثَرُوْا مِنَ السَّیِّئَاتِ»

''تمنا کریں گے بعض لوگ کہ کاش ان کے گناہ زیادہ ہوتے۔''

یہ لام، ان ثقیلہ کا صیغہ ہے۔

یہ کون لوگ ہوں گے؟

«اَلَّذِیْنَ بَدَّلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَیِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ» (کنزالعمال:۱۰۲۴۷)

''وہ لوگ ہوں گے جن کے گناہوں کو اللہ ان کی نیکیوں میں تبدیل فرمادیں گے''

وہ تمنا کریں گے کہ گناہ اور ہوتے تو نیکیاں اور بڑھ جاتیں جنت میں درجے اور بڑھ جاتے۔ ؏

مغفرت بولی ادھر آ میں گناہ گاروں کی ہوں

تو اللہ کی شان دیکھیں! گناہ کرنے والے بندے کو مایوس نہیں ہونا چاہیے، کئی مرتبہ اللہ گناہ کو فائدے کا سبب بھی بنادیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نبی ﷺ سے

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَيَنْفَعُ الْعَبْدَ بِالذَّنْبِ يُذْنِبُهُ)) (کنز العمال: ۱۰۲۱۵)

''کہ کبھی اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ کو اس کے لیے فائدہ مند بنا دیتے ہیں۔''

کیسے فائدے مند بنتا ہے؟ کہ وہ بندہ اس گناہ پر شرمندہ ہوتا ہے، روتا ہے، اتنے اخلاص سے معافی مانگتا ہے کہ اللہ اس گناہ کو نیکی بنا دیتے ہیں اور وہ فائدے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ بنی اسرائیل کا ایک واقعہ ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک نوجوان تھا جو بڑا خطا کار اور گناہگار تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیا اور موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: میرے بندے نے ایسی توبہ کی کہ اس کے ثواب کو پورے شہر والوں پر تقسیم کر دیا جاتا تو شہر کے سب گناہگار لوگوں کو معاف کر دیا جاتا۔ تو سبحان اللہ کہ دین اسلام کتنا خوبصورت دین ہے، شریعت میں کیا حسن ہے! جتنا بھی گناہگار خطا کار پاپی ہو اس کے لیے معافی کا امکان ہے، ابھی توبہ کرے ابھی گناہ معاف۔ اور زیادہ اخلاص سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔

گناہوں سے بچنے کا نصب العین ہو:

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيُذْنِبُ الذَّنْبَ فَيَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ))

''ایک بندہ گناہ کرتا ہے اور اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہوتا ہے''

((يَكُوْنُ نَصْبَ عَيْنَيْهِ تَائِبًا فَارًّا حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ)) (کنز العمال: ۱۰۱۸۸)

''اس کا نصب العین ہوتا ہے کہ میں نے توبہ کرنی ہے۔ اور وہ گناہ سے دوڑتا ہے توبہ کی طرف، حتیٰ کہ اللہ جنت میں داخل فرما دیں گے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

تو بھی تو ہم میں سے ہر ایک کا یہ نصب العین ہو کہ ہم نے اللہ کا فرمانبردار بندہ بننا ہے۔ یہ نیت ہو زندگی کی، دل میں یہ نیت بٹھالیں، چاہے جتنے گناہ کرتا ہے نیت یہ بنالے کہ میں نے تو معافی مانگنی ہے اور گناہوں سے میں نے رکنا ہے۔ ہم کمزور ہیں ہمارا پروردگار تو گناہوں سے بچانے کی طاقت رکھتا ہے، وہ تو بچا سکتا ہے۔ اس لیے اللہ کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے آدمی نیت رکھے کہ میں نے پاک صاف زندگی اختیار کرنی ہے، جن غلاظتوں میں اس وقت میں پھنسا ہوا ہوں ان سے نکلنا ہے، میں نے سود سے بچنا ہے، رشوت سے بچنا ہے، غصے کو کنٹرول کرنا ہے، میں نے اللہ کے بندوں کے دل نہیں دکھانے، جن افیئرز میں پھنسا ہوا ہوں میں نے ان کو چھوڑ دینا ہے، میں نے سیل فون کے فتنے سے بچنا ہے۔ یہ نیت کرلیں پھر دیکھیں اللہ کی مدد کیسے آتی ہے؟

کیونکہ علما نے لکھا کہ جو شخص گناہ سے بچنے کا پکا ارادہ کر لیتا ہے اللہ فرماتے ہیں کہ اس بندے کی مدد کرنا میرے اوپر لازم ہو جاتا ہے۔ تو نیت تو کرلیں، یہ نصب العین ہو ہمارا کہ ہم نے اللہ کا فرمانبردار بننا ہے، بس اس نصب العین کے ساتھ کوئی گناہ ہو بھی جائے گا تو معاف ہو جائے گا کہ نصب العین تو نیک بننے کا تھا۔

اللہ سے رحمت کی امید رکھیں:

اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں جو اللہ کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرماتے ہیں۔ ایک حدیث پاک میں ہے، مسند احمد اور سنن ابوداود شریف کی حدیث ہے۔

((كَانَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مُتَوَاخِيَانِ وَ كَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَ الْآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ)) (کنز العمال: ۱۰۳۲۸)

"بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے۔ ایک ان میں سے بڑا گناہ گار تھا اور دوسرا

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑا نیک پاک تھا"

وہ جو نیک پاک تھا جب اس گناہ گار کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا تو نے نہیں بخشا جانا۔ وہ آگے سے کہتا:

((خَلِّنِیْ وَ رَبِّیْ))

مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دو!

میں جانوں اور میرا رب جانے...... اس گناہگار کو اللہ سے اتنی امید تھی، اللہ اکبر۔

حتیٰ کہ ایک دن اس نیک نے قسم کھا کر کہہ دیا:

((وَاللّٰہِ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکَ))

"خدا کی قسم تو اتنے کرتوت کرتا ہے اللہ تجھے معاف نہیں کرے گا۔"

اس نے قسم کھائی، اللہ نے فرما دیا کہ اچھا! یہ جو قسم کھا رہا ہے میں اس بندے کو جو میرے ساتھ رحمت کی امید رکھتا ہے معاف کر کے جنت عطا کر رہا ہوں اور اس بندے نے میرے بندے کو مجھ سے ناامید کیا، لہٰذا میں اس کے لیے جہنم تیار کر رہا ہوں۔ تو ہم اللہ سے رحمت کی امید رکھیں کہ مغفرت فرمائے گا۔

مسلمانوں کے گناہ کا بوجھ یہود و نصاریٰ پر:

بہت پہلے حدیث پڑھتے تھے تو حیران ہوتے تھے آج کے دور میں اس کا سمجھنا ذرا آسان ہو گیا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس کو نقل فرمایا، مسلم شریف اور کنز العمال کی حدیث ہے۔

((یَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالِ الْجِبَالِ))

"قیامت کے دن مسلمانوں میں سے کچھ لوگ آئیں گے، جن کے گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پہاڑوں کی طرح بڑے ہوں گے۔"

((فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُمْ وَ يَضَعُهَا عَلَى الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارٰى))

(مسلم، کنز العمال:۱۰۲۴۱)

اللہ ان کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اور ان گناہوں کا بوجھ یہود اور نصاریٰ پر ڈال دیں گے۔

حدیث تو پہلے بھی سچی مانتے تھے، اب بھی مانتے ہیں، لیکن پہلے سمجھنا مشکل تھی اب سمجھ جانا آسان ہے۔ اب بتائیں کہ اگر کسی بدبخت نے یہ فیصلہ کیا کہ کوئی مسلمان عورت چہرہ نہیں ڈھانپ سکتی تو اب جتنوں کے چہرے کھلیں گے تو گناہ کس کے اوپر جائے گا؟ اپنے ملک میں جس نے کہہ دیا کہ جی لمبی داڑھی والے اچھے نہیں ہوتے۔ اب اگر کوئی کٹوائے گا تو گناہ کس کو جائے گا؟ فحاشی کو جنہوں نے عام کر دیا، جنہوں نے چینل کے ذریعے ننگی فلموں کو عام کر دیا اور مسلمان نوجوان اس میں پھنس گئے تو ذریعہ کون بن رہے ہیں؟ اب سمجھ میں بات آئی، چودہ سو سال پہلے واقعی یہ بات اسی اللہ کے نبی ﷺ کی مبارک زبان سے نکل سکتی ہے، دوسرا بندہ کون یہ بات کر سکتا ہے؟ اللہ اس کے گناہ یہود و نصاریٰ کے اوپر ڈال دیں گے، یہ بدبخت وجہ بن گئے ہیں، مسلمان کو مسلمان بن کر رہنے نہیں دے رہے۔ عورتیں ہماری پردہ کرتی ہیں اور دل میں ان کے بوجھ ہوتا ہے، تنگی ان کو ہوتی ہے۔

توبہ سے گناہ کا لعدم:

اس لیے حدیث پاک میں فرمایا:

((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ)) (نوادر الاصول، کنز العمال)

"گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک نئی زندگی کا آغاز سب پچھلے گناہ معاف۔ یہ جو سیل فون پر کوئی میسج آئے اور آپ Delet ڈیلیٹ (ختم) کر دیں تو اسی طرح توبہ بھی ڈیلیٹ کا بٹن کی مانند ہے۔ آپ نے توبہ کی گناہ ڈیلیٹ ہو گئے، فائل ہی ختم۔ جیسے کمپیوٹر پر کام کرنے والے نے فائل پر کام کیا اور پھر فائل ڈیلیٹ ہو جاتی ہے، ریکارڈ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ تو بھائی ہم بھی اپنے گناہوں کی فائل کو ڈیلیٹ کرتے جائیں۔ کسی کے ساتھ جھگڑے کی فائل کھولی ہوئی ہے، تو اللہ کے لیے معاف کر دیں، چلو فائل ختم۔ کسی کے ساتھ نفسانی محبت کی فائل کھولی ہوئی ہے تو بھی اللہ سے معافی مانگ لیں، فائل کلوز۔ کسی کا لینا دینا ہے تو لے دے لیں فائل ختم۔ اپنے کرتوتوں کی فائلیں ہم اسی زندگی میں کلوز کر دیں تاکہ جب قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے جائیں تو وہاں ہمارے گناہوں کی کوئی فائل کھلنے والی نہ ہو۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس تیاری کے ساتھ قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے پیش ہو۔

اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کے منتظر:

اللہ تعالیٰ تو چاہتے ہیں کہ تم توبہ کرو میں قبول کرتا ہوں۔ سنیے! اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کے منتظر رہتے ہیں۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ»

”رات کو اپنی رحمت کا ہاتھ پھیلاتے ہیں کہ اے دن کے گناہ کرنے والے تو توبہ کر لے۔“

«وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا» (مسند احمد، مسلم، کنز العمال: ۱۰۱۸۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور دن کو اپنی رحمت کا ہاتھ پھیلا دیتے ہیں کہ اے رات کے گنہگار توبہ کر لے حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔"

سورج جب مغرب سے طلوع ہوگا اس وقت تک ایسا ہوگا کہ رات کو رحمت کا ہاتھ پھیلائیں گے کہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے، دن میں رحمت کا ہاتھ پھیلائیں گے کہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے، اللہ تعالیٰ منتظر رہتے ہیں۔

اللہ کا محبوب:

جو توبہ کرتا ہے وہ اللہ کا پیارا ہوتا ہے، حدیث پاک میں ہے علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفْتَّنَ التَّوَّابَ))

(مسند احمد، کنز العمال: ۱۰۱۸۶)

"اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں جو آزمائش کے بعد توبہ کرے"

اللہ تعالیٰ اپنے اس توبہ کرنے والے بندے سے جو گناہ میں ملوث ہوا اگر توبہ کر لی، زیادہ محبت فرماتے ہیں، اس سے پیار فرماتے ہیں کہ میرا یہ بندہ گناہ میں مبتلا ہوا لیکن یہ گر کے پڑا نہیں رہا یہ گر کے کھڑا ہو گیا۔

توبہ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی خوشی:

توبہ کرنے والے سے اللہ کتنے خوش ہوتے ہیں؟ حدیث شریف میں آتا ہے فرمایا:

((اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنَ الْعَبْدِ اِذَا ضَلَّتْ رَاحِلَتُهٗ فِي اَرْضٍ فَلَاةٍ فِي يَوْمٍ قَائِظٍ وَرَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا زَادُهٗ وَ مَزَادُهٗ اِذَا ضَلَّتْ اَيْقَنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بِالْهَلَاكِ وَإِذَا وَجَدَهَا فَرِحَ بِذٰلِكَ فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرْحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ هٰذَا الْعَبْدِ بِوُجُوْدِ رَاحِلَتِهٖ» (بخاری و مسلم)

"دوپہر کا وقت ہے، بندہ سویا ہوا ہے، ایک درخت کے سائے کے نیچے یا کسی صحرا میں اٹھا تو دیکھا کہ اس کی اونٹنی ہی سامان سمیت چلی گئی، راستے کا پتہ نہیں، پیدل طے نہیں کر سکتا، اور یقین ہو گیا کہ اب مجھے موت سے کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔ اب اس مایوس بندے کو اگر سامان سے لدی اونٹنی پھر مل جائے تو کتنی خوشی ہوتی ہے! فرمایا: جتنی خوشی مایوس بندے کو اونٹنی دیکھ کر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو اپنے گناہ گار بندے کے توبہ کرنے پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔"

ایک اور حدیث شریف میں حضرت ابوالجون ﷺ سے روایت ہے:

«اللّٰهُ اَشَدُّ فَرْحًا مِنَ التَّوْبَةِ التَّائِبِ مِنَ الظَّمْآنِ الْوَارِدِ»

ایک بندہ بڑا پیاسا ہو اور اس کو ٹھنڈا پانی مل جائے تو کتنی خوشی ہوتی ہے، تو فرمایا جتنی خوشی اس کو ہو رہی ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ پر خوشی ہوتی ہے۔

«وَ مِنَ الْعَقِيْمِ الْوَالِدِ»

اور اگر کوئی عورت جو بانجھ تھی اور پھر اللہ نے اس کو امید لگا دی تو امید لگنے کے بعد کتنی خوشی ہوتی ہے کہ میری شادی کو بیس سال گزر گئے، اب اللہ نے بچے کی امید لگا دی۔ تو فرمایا: جیسے بانجھ عورت کو بچے کے پیدا ہونے پر خوشی ہوتی ہے اللہ کو بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

«وَ مِنَ الضَّالِّ الْوَاجِدِ فَمَنْ تَابَ اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا»

اور تیسرا فرمایا: راستہ بھول جانے والا جب مایوس ہو اور پھر اس کو راستہ مل جائے تو جتنی خوشی اس کو ہوتی ہے اللہ کو توبہ کرنے والے سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَنْسَى اللّٰهُ حَافِظِيْهِ وَ جَوَارِحِهٖ وَ بِقَاعَ الْاَرْضِ كُلَّهَا خَطَايَاهُ وَ ذُنُوْبَهٗ)) (کنز العمال: ۱۰۱۲۶)

آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گناہ لکھنے والے فرشتوں کو اور بندے کے اعضا کو اور زمین کے حصوں کو اس کی تمام غلطیاں اور گناہ بھلا دیتے ہیں۔

تو توبہ کا ایک فائدہ یہ کہ توبہ کرتے رہیں تو پچھلا حساب کتاب ختم۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو گناہ ہی بھلا دیتے ہیں کہ کراماً کاتبین کی یادداشت میں بھی نہ رہے۔

نوجوانوں کی توبہ:

اور پھر نوجوان بندے کی توبہ کو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتے ہیں، انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ شَابَّ التَّائِبِيْنَ (ابوالشیخ، کنز العمال: ۱۰۱۸۵)

''بے شک اللہ تعالیٰ نوجوانوں کی توبہ پر خوش ہوتے ہیں''

توبہ کرنے والے جو نوجوان ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی توبہ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ گرم خون جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے اوپر بڑا پیار آتا ہے۔ مگر شیطان پتہ کیا کہتا ہے؟ ایک ہی دفعہ توبہ کرنا۔ بزرگ فرماتے ہیں: اے دوست! تیرا توبہ کی امید پر گناہ کرتے رہنا اور زندگی کی امید پر توبہ کو موخر کرتے رہنا تیری عقل کے چراغ کے گل ہونے کی دلیل ہے۔ تیری مت ماری گئی کہ تو زندگی کی امید پر توبہ کو موخر کرتا جا رہا ہے۔ اس لیے توبہ کرتے رہیں، کرتے رہیں تاکہ پچھلے گناہوں کا بوجھ سر سے اتر جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مخفی اور علانیہ گناہوں کی توبہ:

کچھ گناہ انسان خفیہ کرتا ہے اور کچھ سب کے سامنے کرتا ہے، تو شریعت نے کہا کہ مخفی گناہوں کی مخفی توبہ اور اعلانیہ گناہوں کی اعلانیہ توبہ کرے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''کتاب الزہد'' میں یہ حدیث مرسلاً روایت کی ہے۔

((اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَۃً فَاَحْدِثْ عِنْدَھَا تَوْبَۃً السِّرُّ بِالسِّرِّ وَ الْعَلَانِیَۃُ بِالْعَلَانِیَۃِ)) (کتاب الزہد، کنز العمال: ۱۰۱۸۰)

''اگر گناہ کیے ہوں تو توبہ کرو! خفیہ گناہ کی خفیہ توبہ اور مجلس میں بیٹھ کے کیے ہیں تو بھی مجلس میں بیٹھ کے معافی مانگو۔''

قیامت کے دن بے خوف انسان:

قیامت کے دن توبہ کرنے والا بے خوف ہوگا۔ وہ کیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

((لَا اَجْمَعُ لِعَبْدِیْ اَبَدًا اَمْنَیْنِ ، وَلَا اَجْمَعُ لَہٗ خَوْفَیْنِ))

''میں کسی بندے پر دو امن جمع نہیں کروں گا، نہ میں کسی بندے پر دو خوف جمع کروں گا۔''

((اِنْ ھُوَ اَمِنَنِیْ فِی الدُّنْیَا خَافَنِیْ یَوْمَ اَجْمَعُ فِیْہِ عِبَادِیْ))

''جو اس دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا وہ قیامت کے دن جب میں لوگوں کو جمع کروں گا خوف میں ہوگا۔''

((وَ اِنْ ھُوَ خَافَنِی فِی الدُّنْیَا اَمِنَنِیْ یَوْمَ اَجْمَعُ فِیْہِ عِبَادِیْ))

www.besturdubooks.wordpress.com

"جو اس دنیا میں میری خوف کی وجہ سے گناہوں سے توبہ کرلے گا، میں اس بندے کو قیامت کے دن اپنے خوف سے امن عطا فرمادوں گا۔"

توبہ کی حد:

اور گناہ کتنے ہو جائیں تو معاف ہو سکتے ہیں؟ کوئی حد کوئی لسٹ تو ہوتی ہے کہ یہ تمہاری لسٹ ہے اس کے اندر اندر توبہ کرلی تو معاف ورنہ پھر معافی نہیں ہوگی۔ توبہ کے لیے گناہوں کی کوئی لسٹ نہیں ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

«لَوْ اَخْطَأْتُمْ حَتّٰى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ لَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ» (ابن ماجہ، کنز العمال: ۱۰۲۲۲)

اتنے گناہ تم نے کیے کہ اگر گناہ اوپر اٹھتے اٹھتے (پہاڑ تو کیا) آسمان تک اونچے ہو جائیں پھر بھی توبہ کرلو تو اللہ توبہ کو قبول فرمالے گا۔

اور جو حقوق العباد ہیں ان سے بہت زیادہ فکر مند رہیں کیونکہ قیامت کے دن جو ظلم ہوگا اور زیادتی ہوگی اس کے بدلے نیکیاں دینی پڑ جائیں گی۔

توبہ میں ٹال مٹول کرنا:

اور یہ توبہ میں جو ٹال مٹول ہے، یہ شیطان کا پکا حربہ اور داؤ ہے کہ اس کو توبہ کی امید لگائے رکھو، حتی کہ موت آجائے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے۔

«اَلتَّسْوِيْفُ شِعَارُ الشَّيْطَانِ يُلْقِيْهِ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ»

(مسند الفردوس، کنز العمال: ۱۰۲۹۸)

"ٹالنا شیطان کا شعار ہے جو وہ مومنوں کے دلوں میں ڈالتا ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ جو توبہ میں ٹال مٹول ہے یہ شیطان کا ہتھیار ہے، وہ مومنوں کے اوپر یہ ہتھیار چلاتا رہتا ہے کہ ابھی نہیں کل کر لینا، پرسوں کر لینا، بعد میں کر لینا۔ آج بچوں کو کہیں کہ یہ نیکی کا کام کرو، وہ کام کرو تو جواب ملتا ہے، میں کون سا اماں دادی بن گئی ہوں۔ سمجھتے ہیں کہ شاید اماں دادی بننے کے بعد نیک بنتے ہیں، اس سے پہلے نیکی کی ضرورت نہیں ہے۔

قبولیتِ توبہ کا وقت:

موت سے پہلے اور سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے بندے کی توبہ کی قبولیت کا وقت ہے۔ فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ))

(ترمذی، کنز العمال: ۱۰۱۸۷)

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لیتے ہیں جب تک غرغرہ نہ ہو"

موت سے پہلے یہ انسان کی جو سانس ہے ذرا تیز ہو جاتی ہے، تو تیز سانس سے حلق سے آواز آنے لگ جاتی ہے، اس کو غرغرہ کہتے ہیں۔ یہ جو گھنٹی بجتے ہیں، اس سے پہلے جس نے توبہ کر لی اس کی توبہ قبول ہو گی۔ جب یہ بج گیا تو اس کی چھٹی۔ اس کے بعد تو فرعون نے بھی کہا تھا:

﴿اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰی وَ هَارُوْنَ﴾

((میں موسیٰ اور ھارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں))

فرمایا:

الآن اب توبہ کرتے ہو؟

اب تو لیٹ ہو گیا، اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو ہم روزانہ توبہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔

توبۃ النصوح کیا ہے:

یہاں ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ توبۃ النصوح کیا ہے؟ ابن ابی حاتم نے روایت کیا نبی ﷺ نے فرمایا:

«اَلتَّوْبَۃُ النَّصُوْحُ النَّدَمُ عَلَی الذَّنْبِ حِیْنَ یَفْرُطُ مِنْکَ فَتَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ثُمَّ لَا تَعُوْدُ اِلَیْہِ اَبَدًا» (کنز العمال: ۱۰۳۰۲)

''گناہ جب سرزد ہو جائیں تو ان پر ندامت کا نام توبۃ النصوح ہے یوں کہ پھر تو اللہ سے توبہ کرلے اور اس طرف کبھی نہ لوٹنے کا ارادہ کرلے''

نادم ہونا استغفار کرنا اور پھر دل میں پکا عہد کرنا کہ آئندہ گناہ نہیں کرنا۔ تو ان چیزوں سے بندے کی پکی توبہ ہو جاتی ہے۔

توبہ کی توفیق ہر بندے کو نہیں ملتی:

اور یہ توبہ کی توفیق اور مہلت بھی ہر بندے کو نہیں ملتی۔ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ ہم مسجد میں آجاتے ہیں، اللہ کی توفیق سے علما کی صلحا کی کچھ باتیں سن لیتے ہیں، کچھ دل نرم ہو جاتا ہے، کچھ موم ہو جاتا ہے، کبھی آنکھ میں آنسو آجاتے ہیں اور کبھی دل میں ندامت آجاتی ہے تو توبہ کی توفیق مل جاتی ہے۔ ہر بندے کو تو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

«یَا عَائِشَۃُ لَیْسَ کُلُّ النَّاسِ مُرْخًی عَلَیْہِ»

''اے عائشہ! ہر بندے کو ڈھیل نہیں دی جاتی''

تو کبھی اللہ نے اب تک ڈھیل دی ہے کہ گناہوں کے باوجود اللہ نے دنیا میں

رسوا نہیں کیا۔ تو اب ہم اس سے پہلے کہ کوئی عذاب کا کوڑا آئے، اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں۔

صلوٰۃ التوبہ:

ایک طریقہ توبہ کا یہ ہے کہ انسان دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ لے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِذٰلِكَ الذَّنْبِ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ))

(کنز العمال: ۱۰۲۷۸)

تو حدیث پاک سے ثبوت مل رہا ہے کہ اگر کوئی دو رکعت توبہ کی پڑھ کر اللہ سے گناہ کی معافی مانگے گا تو اللہ اس کے گناہ کو معاف فرما دیں گے۔

روضۂ اقدس پر توبہ:

اور اگر کبھی حج پر جانے کا موقعہ ملے تو بیت اللہ کے سامنے اور روضۃ الرسول ﷺ کے سامنے نبی اکرم ﷺ کو سفارشی بنا کر اپنے گناہوں سے معافی مانگیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پردہ فرمانے کے تین دن کے بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر کی مٹی اپنے سر پر ڈال کر رونے لگ گیا، اس نے روتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ جو قرآن لے کر آئے اس میں ہے کہ

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء: ۶۴)

"اگر یہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوں اور اپنے گناہوں کی استغفار کریں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ بھی ان کے لیے استغفار کریں۔"

اس لیے گڑگڑاتے ہوئے یہ آہ و زاری کی کہ میں بھی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میرے لیے بخشش طلب فرمائیں تو قبر مبارک سے ندا آئی کہ تیرے لیے بخشش کردی گئی۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۳۲۹، کنزالعمال: ۱۰۴۲۲)

چنانچہ اللہ جب اس جگہ پہ پہنچائے تو ہم بھی نبی علیہ السلام کو سفارشی بنا کر اپنے گناہوں پر معافی مانگ لیں۔

توبہ کا اہم مسئلہ:

توبہ کے بارے میں ایک مسئلہ سمجھ لیں کہ اگر تو وہ ہے اللہ کے حقوق سے متعلق کہ نمازیں نہیں پڑھیں، واجبات ادا نہیں کیے تو فرض اور واجب کا اعادہ کرنا ہوتا ہے۔ توبہ کا یہ مطلب نہیں کہ جی! جب ہم نے اللہ سے توبہ کرلی تو اس سے ساٹھ سال کی نمازیں معاف۔ ہر فرض واجب کو ادا کرنا ہوتا ہے۔

اور اگر انسان کی عمر ایسی ہے کہ آخری وقت آگیا، اب احساس ہوا اور بیمار بھی ہے تو شریعت نے کہا کہ جی! اس کا فدیہ دے دو۔ اس حالت میں ہو کہ نہیں پڑھ سکتے تو فدیہ ادا کردو اور فدیہ ادا کردینے کے بعد بھی دل میں نادم رہو، اللہ سے معافی مانگ لو۔

اور اگر وہ گناہ کسی بندے سے متعلق ہے تو فرمایا کہ اس بندے کا حق ہے تو ادا کرو۔ یہ نہیں کہ جی میں نے اللہ سے معافی مانگ لی۔ یہ اب کسی سے پانچ لاکھ قرض لیا تھا تو سب معاف، ایسے معافی نہیں ہوتی۔ میں حج کر کے آیا ہوں جتنے لوگوں کا پیسہ دینا تھا وہ سب معاف، ایسے معافی نہیں ہوتی۔ جو مال لیا اس کو ادا کرنا پڑے گا، جو جھڑکیں دیں ان کی معافیاں مانگنی پڑیں گی، جو زیادتیاں کیں ان کی معافیاں مانگنی پڑیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گی۔

اور اگر وہ بندے دنیا سے چلے گئے تو ان کی طرف سے کفارہ ادا کر دو کہ اے اللہ! بندے تو چلے گئے معاف تو کرا نہیں سکتا، یہ جو پیسہ میں دے رہا ہوں ان کی طرف سے صدقے کے طور پر خرچ کرتا ہوں، اللہ! اسے اتنا بڑھا دینا کہ قیامت کے دن جتنا وہ چاہیں، یہ ثواب اتنا ہو جائے کہ وہ راضی ہو جائیں۔

وسعتِ رحمتِ خداوندی:

تاہم اللہ کی رحمت ہمارے گناہوں سے بہت زیادہ ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حِیْنَ خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی نَفْسِهٖ اَنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ))

"جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اللہ نے اپنے آپ سے یہ لکھا میری رحمت میرے غضب کے اوپر غالب ہے۔"

رحمت زیادہ ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰی مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِیْ))

"اے ابن آدم تو توبہ کرے گا، معافی مانگے گا، رو رو کے دھوئے گا، میں تیرے سب گناہوں کو معاف کر دوں گا اور مجھے اس کی پرواہ نہیں۔"

((یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِیْ))

www.besturdubooks.wordpress.com

”اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں اور تو معافی مانگے گا تو میں پھر بھی گناہوں کو معاف کر دوں گا اور مجھے کچھ پروا نہیں ہوگی۔“

((يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً)) (ترمذی، کنزالعمال: ۱۰۲۹۶)

اگر تو جتنی زمین ہے اگر یہ گناہوں کی بھری ہوئی میرے پاس لائے اور میرے ساتھ اس حال میں ملاقات کی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا ہوگا۔ تو میں اتنا ہی بڑا مغفرت کا پہاڑ لے کر آؤں گا اور تیرے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

شرک کا وبال:

ایک ہوتا ہے شرک جلی اور ایک ہوتا ہے شرک خفی، شرک جلی تو ہم سمجھتے ہیں کہ بندے کو سجدہ کرنا یا درخت کو سجدہ کرنا یا مورتیوں کو سجدہ کرنا، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ شرک ہے۔

ایک ہے شرک خفی، اس کا ڈر زیادہ ہے اور بہت لوگ اس کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ کیا ہے؟ ماسوا سے محبت کرنا، یہ جو مخلوق سے شیطانی نفسانی شہوانی محبتیں ہیں نا یہ بھی شرک ہے، یہ بھی نفس کو پوجنا ہے۔ ایک ہوتا ہے بت پرست، ایک ہوتا ہے زر پرست، ایک ہوتا ہے زن پرست، اور ایک ہوتا ہے نفس پرست۔ تو یہ نفس پرستی یا زن پرستی ہے، یہ بت پرستی کی اقسام میں سے ہے، خدا پرستی کوئی اور چیز ہے۔

صبح شام مسجد میں جماعت کے لیے بیٹھے ہوتے ہیں اور میسج بھیج رہے ہوتے ہیں اور پڑھ رہے ہوتے ہیں، یہ بھی تو خفیہ شرک ہے نا جو کر رہے ہوتے ہیں۔ ”تو میرا دین ایمان بنا“ کہ مخلوق کے ساتھ ایسی محبت جو اللہ سے کرنی چاہیے۔ اللہ کے حکم کو چھوڑا اور مخلوق کو محبت کے لیے پسند کیا۔ یہ نفس پرستی اور خفیہ شرک آج کے زمانے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بہت زیادہ ہے۔ اگر مجمعے میں دیکھا جائے کہ کس گناہ کی وجہ سے لوگ جہنم میں جائیں گے تو آج کے دور میں اکثر لوگ اس سیل فون کی معصیت کی وجہ سے جہنم میں زیادہ جائیں گے۔ کہیں نہ کہیں گناہ کا رشتہ جڑا ہوا ہے۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، تہجد بھی پڑھتے ہیں، اور ذکر بھی کرتے ہیں اور کہیں نہ کہیں رپھڑا بھی ہے۔ یہ بھی شرک ہے، اس سے بھی توبہ کرنی پڑے گی تب اللہ کی محبت کی حلاوت نصیب ہوگی۔

طویل العمر سے خصوصی رعایت:

ہاں اگر توبہ کرنے والا زیادہ عمر کا ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی نرمی فرما دیتے ہیں۔ آپ نے دنیا میں دیکھا ہے تا کہ جب ذرا عمر میں بڑا ہو جائے تو بوجھ گھٹا دیتے ہیں کہ جی اتنی سروس والا ہو گیا، اب تھوڑی محنت کرے گا ہم زیادہ تنخواہ دے دیں گے۔

حدیث پاک میں ہے:

((اِذَا بَلَغَتْ رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِیْ سِتِّیْنَ سَنَةً لَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ فِی الْعُمُرِ))

”میری امت کا بندہ جب ساٹھ سال کا ہو جاتا ہے، اللہ اس کی عمر کے ساٹھ سال کو عذر کے طور پر قبول فرما لیتے ہیں“

یہ ساٹھ کا ہو گیا کلمہ پڑھتے پڑھتے، اب میں اس بندے کو کیا عذاب دوں؟ میں نے اس کے سب گناہوں کو معاف کر دیا۔

چالیس سال کی عمر والے کو نصیحت:

ایک حدیث پاک میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، نبی علیہ السلام نے چالیس سال کی عمر

کو پہنچنے والے کو نصیحت فرمائی۔

«إِذَا أَتَى الْعَبْدُ أَرْبَعُونَ سَنَةً يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَخَافَ اللّٰهَ وَ يَحْذَرَ»

"کہ جب بندہ چالیس سال کا ہو جائے تو اس کے اوپر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور گناہوں کو چھوڑ دے۔"

گناہ کرتے کرتے چالیس سال ہو گئے، اب تو اسے گناہوں کو چھوڑ دینا چاہیے، اب وہ جوانی مستانی تو نہیں رہی بزرگوں نے کتابوں میں لکھا ہے کہ چالیس سال کی عمر گناہ کرتے کرتے ہو جائے اور بندہ توبہ نہ کرے تو پھر شیطان اس کے منہ پہ ہاتھ پھیرتا ہے، کہتا ہے کہ تجھے مبارک ہو کہ تو میرا پکا مرید ہے، اب تیرا میرا رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ بھئی! اس سے پہلے کہ شیطان کے مریدوں میں نام لکھا جائے، ہم رحمٰن کے بندوں میں نام لکھوالیں توبہ کر کے۔

تین غلطیاں معاف:

تین غلطیاں اللہ نے اس امت سے اٹھالی ہیں، یہ نبی ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا صدقہ ہے۔ ثوبان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا أُكْرِهُوْا عَلَيْهِ»

(کنزالعمال:۱۰۳۰۷)

"میری امت سے خطا، نسیان اور جبر سے کیا ہوا کام اٹھالیا گیا"

تین گناہ ہیں جو اللہ نے امت سے معاف کر دیے، ایک خطا اور دوسرا بھول چوک نسیان اور تیسرا کہ دل راضی نہ ہو اور پھر گناہ کرنا پڑ جائے، جبر کے ساتھ کوئی گناہ کروائے، بندے کا دل نہیں چاہتا۔ ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ

بلا ایمان ﷺ یہ اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے۔

مرفوع القلم لوگ:

اور تین بندے تو ایسے ہیں کہ ان کا عمل لکھا ہی نہیں جاتا۔

((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ))

''تین بندوں سے قلم اٹھالیا گیا۔''

فرشتوں کو کہہ دیا کہ تم نے کچھ نہیں لکھنا۔ کون سے تین بندے؟

(۱)..... ((عَنِ الْمَجْنُوْنِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِهٖ حَتّٰی یَبْرَءَ))

''مجنون بندہ جو پاگل ہو۔''

(۲)..... ((وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ))

''سونے والا جب تک وہ اٹھ نہ جائے۔''

سونے کی حالت میں اگر کوئی ایسا عمل ہو جائے جو شریعت کے خلاف ہو تو وہ معاف ہے۔

(۳)..... ((وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یَحْتَلِمَ)) (ابن ماجہ، کنز العمال: ۱۰۳۹۵)

''اور چھوٹا بچہ حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے۔''

تو تین کے گناہ تو ویسے ہی معاف ہو جاتے ہیں۔

گنہگاروں کا غفور رب:

اور جنتی جب جنت میں جائیں گے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سونے کے ساتھ تین سطریں لکھی ہوئی دیکھیں، پہلی پر لکھا ہوا تھا۔

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

اور دوسرے پر لکھا تھا:

((مَا قَدَّمْنَا وَجَدْنَا ، وَمَا اَكَلْنَا رَبِحْنَا ، مَا خَلَّفْنَا خَسِرْنَا))

”جو ہم نے آگے بھیجا اس کو ہم نے پا لیا، (یعنی نیک اعمال)

”اور جو ہم نے کھا لیا ہم نے اس کا نفع اٹھا لیا۔“

”اور جو پیچھے ہم چھوڑ آئے وہ خسارے میں۔“

مال اس نے جمع کیا، لطف اس کی اولاد نے لیے، حساب اسے دینا پڑ گیا۔

اور تیسری سطر:

((اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ)) (ابن نجار، کنز العمال: ۱۰۳۹۵)

”امت گناہ گار ہو گی مگر ان کا پروردگار گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔“

سعادت مند انسان:

اس لیے کسی بندے کو عمر نیکی والی ملے تو وہ سعادت مند انسان ہوتا ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ يَّطُوْلَ عُمْرُهٗ وَ يَرْزُقَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاِنَابَةِ))

(مستدرک حاکم، کنز العمال)

”بندے کی سعادت میں سے ہے کہ عمر لمبی ہو اور اللہ اسے نیکی اور انابت کی توفیق عطا فرما دے۔“

یعنی عمر بھی لمبی ہو اور نیکی کی بھی توفیق ملے تو وہ سعادت مند انسان ہے۔

معذرت کی شرمندگی اٹھانے سے بچیں:

لیکن سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ بندہ گناہ ہی نہ کرے کہ معذرت ہی نہ کرنی

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑے۔ آپ کپڑے کو کاٹ کے سئیں تو جڑ تو جاتا ہے مگر پہلے جیسا تو نہیں ہوتا، تو بھی افضل تو وہی جو کوئی گناہ ہی نہ کرے۔ نبی ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

((اَقِلِّي مِنَ الْمَعَاذِيْرِ)) (مسند الفردوس دیلمی، کنز العمال: ۱۰۲۰۱)

"معذرتیں کم کرو"

گناہ کر کے اللہ کے سامنے معذرتیں کرنے سے پرہیز کرو! گناہ ہی نہ کرو! اصل تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں سے ہی بچالے۔

استغفار کا معمول:

تاہم اس کے لیے مشائخ روزانہ جو استغفار بتاتے ہیں کہ سو مرتبہ استغفار کرنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((يَآ اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلٰی رَبِّكُمْ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتُوْبُ مِنَ اللّٰهِ مِائَةَ مَرَّةٍ)) (مسلم، کنز العمال: ۱۰۳۰۷)

"لوگو! اپنے رب کے سامنے توبہ کرو، میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں"

حالانکہ نبی ﷺ تو بخشے بخشائے ہیں

﴿لِيَغْفِرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ﴾

"اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیے ہیں"

مگر امت کی تعلیم کے لیے اللہ کے حبیب ﷺ دن میں سو مرتبہ استغفار فرماتے تھے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً))

(ترمذی، ابو داؤد، کنز العمال: ۱۰۳۱۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اگر بندے نے دن میں ستر مرتبہ گناہ کیا اور ستر مرتبہ معافی مانگی تو اسے گناہوں پر اصرار کرنے والا شمار نہیں کیا جائے گا کیونکہ معافی تو مانگ رہا ہے۔ اس لیے ہم استغفار کا معمول بنائیں اور اپنے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگیں۔

حدیث پاک میں ہے:

((طُوبٰی لِمَنْ وُّجِدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا))

وُجِدَ یا وَجَدَ دونوں پڑھے جا سکتے ہیں، مبارک ہو اس کے لیے کہ قیامت کے دن جس کے نامۂ اعمال میں زیادہ استغفار کو دیکھے گا۔ تو بھی اگر پورا استغفار نہیں پڑھ سکتے تو استغفر اللہ استغفر اللہ ہی کہتے رہیں۔

لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کثرت سے کہتے رہنا، اللہ کی رحمت کے کچھ اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ بندہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہتا ہے، اللہ سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ تو ہم بھی اپنے گناہوں کی اپنے اللہ سے معافی مانگیں کہ اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔

توبہ میں چھ چیزیں:

اب توبہ کی تو تفصیلات آپ نے سن لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مرتبہ ایک اعرابی نے کہا:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْكَ))

انہوں نے فرمایا کہ

((یَا ھٰذَا اِنَّ سُرْعَةَ الْاِسْتِغْفَارِ بِالتَّوْبَةِ تَوْبَةُ الْکَذَّابِیْنَ))

"یہ استغفار اور توبہ اتنی جلدی کرنا یہ تو جھوٹوں کی توبہ ہے"

((قَالَ الْاَعْرَابِیُّ مَا التَّوْبَةُ))

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اعرابی نے پوچھا کہ توبہ ہے کیا؟

تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اسے سمجھایا:

((فَقَالَ يَجْمَعُهَا سِتَّةُ أَشْيَاءَ))

''توبہ میں چھ چیزیں ہوتی ہیں''

① عَلَى الْمَاضِي مِنَ الذُّنُوبِ النَّدَامَةُ

''کہ گناہوں پر جو وقت گزر گیا اس پر ندامت ہو۔''

② وَلِلْفَرَائِضِ إِعَادَةٌ ،

''جو فرض وواجب ذمے ہیں اس کو لوٹانا۔''

③ وَرَدُّ الْمَظَالِمِ

''اور جو ظلم کیے زیادتیاں کی ان کو بخشوانا ان کی معافی مانگنا''

④ وَاسْتِحْلَالُ الْخُصُومِ

''اور جھگڑوں کو سمیٹنا جھگڑے جن کے ساتھ ہوں تو جتنی معاف کروینا معافی مانگ لینا رفع دفع کر دینا اور فرمایا''

⑤ وَأَنْ تَعْزِمَ أَنْ لَا تَعُوْدَ

''اور عزم کرنا کہ اب گناہ پھر نہیں کرنا۔''

⑥ وَأَنْ تُذِيبَ نَفْسَكَ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ كَمَا أَذَبْتَهَا فِي الْمَعْصِيَةِ

''اب اپنے نفس کو اس طرح نیکی میں مجاہدے میں ڈالو جیسے تم نے معصیت میں اس کو ڈالا اور کوشش کر کے معصیت کی۔''

وَأَنْ تُذِيقَهَا مَرَارَةَ الطَّاعَةِ كَمَا أَذَقْتَهَا حَلَاوَةَ الْمَعَاصِي

اور اپنے نفس کو نیکی کا ذائقہ طاعات کی لذت چکھاؤ جیسے تم نے اسے معاصی کی

www.besturdubooks.wordpress.com

لذت سکھائی ہے۔

یہ جو انسان کے اوپر بد بو ہوتی ہے تاراتوں کو اٹھنا، دن میں نیکی کرنا، گناہوں کو بچانا تو اس کو طاعات کی ترشی چکھاؤ، اب ذرا اس کو نیکی کی دشواری چکھاؤ تا کہ اسے پتہ چلے کہ اس طرح توبۃ النصوح بنتی ہے۔

دنیا میں ایسے لوگ بھی گزرے کہ جن کے پاس گناہوں کے مواقع موجود تھے مگر انہوں نے پھر بھی توبہ کی۔ اس عاجز نے دو واقعات چنے تھے، ایک نوجوان عورت کا اور ایک نوجوان مرد کا کہ انہوں نے کیسے توبہ کی لیکن وقت کو دیکھتے ہوئے میں ایک واقعے کو ڈراپ کرتا ہوں۔

ایک بادشاہ کی باندی کی توبہ:

ہشام بن عبداللہ ایک بادشاہ تھا۔ اس کی ایک خوبصورت باندی تھی جس کا نام غضیض تھا۔ اس کے پاس حسن بھی ہے، مال و متاع بھی ہے، بادشاہ کی محبتیں بھی ہیں، آنکھ کے اشارے سے کام ہوتے ہیں، منہ سے لفظ نکلتا ہے پورا ہوتا ہے، ... کرنے کی ہر سہولت موجود ہے، ٹھاٹ کی زندگی گزر رہی تھی۔ جو بادشاہ وقت کی ... ہوگی وہ کیا مزے کی زندگی گزارتی ہوگی۔

اس نے ایک مرتبہ جنازہ جاتے دیکھا، اس جنازے کے دیکھنے سے اس کے دل پہ چوٹ پڑی کہ میں ساری عمر یونہی جوان تو نہیں رہوں گی، میں یونہی تو نہیں رہوں گی، مجھے بھی موت آنی ہے تو دنیا میں تو یہ محل ملا تو آخرت میں مجھے کیا ملے گا؟ اس نے ہشام بن عبدالملک سے کہا کہ بس مجھے عبادت کے لیے فارغ کر دو۔ ہشام نے کہا کہ تو اتنی خوبصورت ہے کہ میں تیرے بغیر نہیں رہ سکتا، اس نے اس کو کہا کہ اس بات کو منانے کے لیے میں تیرے پاؤں بھی پکڑوں گی کہ تو مجھے عبادت کے لیے

فارغ کر دے۔ دل بدل گیا تھا دل نے سمجھ لیا کہ عمر تو گزر گئی، اب آگے کی تیاری کرنی چاہیے۔ چنانچہ ہشام نے اس کو فارغ کر دیا، یہ وہاں سے چلی اور مکہ مکرمہ آئی اور باقی زندگی اس نے حرم شریف کے اندر عبادت کرنے میں گزار دی، حتیٰ کہ وہیں اس کی موت آئی۔

تو ہمارے پہلے لوگوں نے اس لیے توبہ کی کہ گناہ کرنا مشکل تھا اس لیے توبہ کی کہ حقیقت زندگی سمجھ میں آ گئی۔ یہ ہے توبہ بائی چوائس۔

ایک شہزادے کی قابل رشک توبہ:

اور دوسرا بندہ جس کا واقعہ ذرا تفصیل سے سنانا ہے، وہ تھا علی بن مامون۔ مامون بادشاہ گزرا ہے، اس کا بیٹا علی تھا، بڑا گلفام، اتنا خوبصورت کہ لوگ اسے یوسف کی مثال دیتے تھے، وقت کا یوسف۔ اتنا خوبصورت نوجوان اور اس پر یہ کہ باادب بھی تھا، اخلاق و آداب اس میں بہت اچھے تھے۔ فصیح اللسان بھی تھا، قادر الکلام انسان تھا، بات کرنا بھی جانتا تھا، نرم مزاج تھا اور ہنس مکھ تھا اور باحیا بھی تھا۔ یہ تمام خوبیاں اس ایک نوجوان کے اندر جمع تھیں۔ باپ کو اپنے بیٹے سے اتنی محبت تھی کہ بس عاشق تھا۔ کتابوں میں لکھا تھا کہ باپ اپنے بیٹے کے چہرے سے نگاہیں نہیں ہٹاتا تھا۔ اللہ نے اس کو جمال بھی دیا اور فضل و کمال بھی دیا۔

گرمی کا موسم، دوپہر کا وقت، بادشاہ کا دستر خوان لگا، بادشاہ نے غلام کو بھیجا کہ جاؤ علی کو بلا لاؤ۔ شہزادے علی کو بھوک اتنی نہیں تھی تو اس نے پیغام بھیجا کہ بادشاہ سلامت اجازت ہو تو میں اس وقت کھانا تو کھانا نہیں چاہ رہا، بادشاہ نے کہا کہ کھانا نہ کھاؤ چہرہ تو دکھاؤ۔ چنانچہ علی وہاں چلا گیا، رنگ برنگے اور بڑے لذیذ کھانے پڑے ہوئے تھے۔ مشروبات ہیں، معقولات ہیں، جو اس کے نصیب میں تھا اس نے کھایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب فارغ ہو کر آیا تو اس نے دریائے دجلہ کے اوپر ایک بالا خانہ بنوایا ہوا تھا، کہنے لگا کہ میں ذرا اس بالا خانے میں جا کر بیٹھتا ہوں، دریا کے اوپر۔ چنانچہ وہ بالا خانے پر جا کر بیٹھ گیا۔ نیچے لوگ آتے جاتے تھے، دیکھتے تو پتہ چلتا تھا کہ کون آ رہا ہے؟ کون جا رہا ہے؟ وہاں اس نے پانی منگوایا، برف منگوائی خوشبو بھی منگائی اور ٹھنڈے پانی سے غسل بھی کر رہا ہے اور خوشبو سے بھی محظوظ ہو رہا ہے کہ گرمی کا اس وقت میں یہی علاج تھا۔

اتنے میں ایک مزدور آیا جس کے سر کے اوپر ایک ٹوکری تھی اور اس نے گرمی کے موسم میں اون کی چادر باندھی ہوئی تھی۔ اون کی چادر تو سردیوں میں باندھنا مشکل ہوتی ہے لیکن اس نے گرمیوں کے موسم میں اون کی چادر باندھی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے پاس اور کپڑا نہیں تھا۔ اور اس کے پاؤں میں گرمی سے بچنے کے لیے جوتے بھی نہیں تھے۔ اس نے پاؤں کے اوپر کپڑے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لپیٹے ہوئے تھے تاکہ میرے پاؤں زمین کی حرارت سے جلیں نہیں۔ اب وہ اسی حال میں سر کے اوپر ٹوکرا اٹھا کر لایا، اس نے ٹوکرے کو نیچے رکھا اور اس سے تگاری نکالی۔ پتہ چلا کہ یہ مزدور ہے اور کہیں تعمیر کنسٹرکشن کے کام میں حصہ لیتا ہے۔ اور پھر اس کے ہاتھ پاؤں پر مٹی لگی ہوئی تھی، اس نے ہاتھ پاؤں دھوئے اور اس میں سے ایک تھیلا نکالا اور تھیلے کے اندر خشک روٹی کے ٹکڑے تھے، اس کو دسترخوان بنا دیا اور ٹکڑے اس کے اوپر رکھ دیے، پھر اس کے بعد اس نے نمک نکالا، سالن نہیں تھا، وہ خشک روٹی کو نرم کرنے کے لیے پانی میں بھگوتا تھا اور تھوڑا سا نمک لگا کے کھا لیتا تھا۔ اور بڑی لذت سے اس نے کھانا کھایا، کھانے کے بعد اس نے دعا مانگی اور دعا میں یہ کہا کہ اے اللہ! تیری میرے اوپر بے انتہا نعمتیں ہیں، میں تو ان کا

www.besturdubooks.wordpress.com

شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ جب اس نے یہ لفظ کہے کہ اے اللہ! تیری میرے اوپر بے شمار نعمتیں ہیں میں تو شکر بھی ادا نہیں کر سکتا، علی کے دل پر چوٹ پڑی، یہ بات اسے تیر کی طرح جا کے لگی کہ میری زندگی دیکھو اور میں کیا بڑے غصے اور ناخوشی کا اظہار کر رہا ہوں، نوکری ہے، پیسہ ہے اور اس بندے کو دیکھو کہ اس حال میں بھی اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے۔ پھر تھوڑی دیر قیلولہ کی نیت سے لیٹا، اٹھا، وضو کیا، نماز پڑھی، دعا مانگی۔ پھر علی نے اپنے غلام کو بھیجا کہ جاؤ اس مزدور کو میرے پاس لے کر آؤ۔ جب غلام بلانے کے لیے گیا تو اس نے کہا کہ بھئی! میرا کیا کام شہزادے سے، میں نہیں آتا۔ اس نے کہا کہ بھئی! اس نے بلایا ہے، تمہیں آنا پڑے گا، سیدھی طرح نہیں آؤ گے تو زبردستی لے جائیں گے۔ جب اس نے یہ کہا کہ زبردستی لے جائیں گے تو اس نے کہا کہ

﴿عَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ﴾

"ہو سکتا ہے کہ تم کسی بات سے کراہت کرو اور اللہ نے اس میں تمہارے لیے خیر ڈالی ہو"

تو وہ چل پڑا اس حال میں ٹوکری تھیلا اور سب چیزیں لے کر علی کے پاس آیا۔ علی نے اپنے پاس بلا کے قریب بٹھا لیا اور پھر پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کا بڑا شکر ادا کرتا ہوں۔ پوچھا: مزدوری کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں ایک میری والدہ ہے جو اپاہج ہے اور ایک میری بہن ہے جو اندھی ہے، اور ان دونوں کا کفیل میں ہوں تو مجھے مزدوری کرنی پڑتی ہے تو اس نے کہا کہ تم ان کے کفیل ہو تو کھانا الگ کیوں کھایا؟ کہ بھائی اگر ماں اپاہج ہے اور بہن اندھی ہے تو تم بیٹھے یہاں کھانا کھا رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ جی وہ دونوں روزہ دار ہیں، وہ رات کو افطار کریں گی، میں

مزدوری کرتا ہوں، دن میں بھوک لگتی ہے اس لیے میں نے یہاں کھانا کھا لیا۔ اس نے پوچھا اچھا کتنا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ جی میں فجر سے لے کر عصر تک مخلوق کی مزدوری کرتا ہوں اور عصر سے لے کر فجر تک اپنے مالک الملک کی مزدوری کرتا ہوں۔ تو شہزادہ تیز تھا تو پوچھنے لگا آرام نہیں کرتے؟ تو مزدور نے جواب دیا کہ اللہ کے سامنے پیشی کے خوف نے میری راتوں کی نیند اڑا دی۔

اس کی حالت سننے کے بعد علی اپنے غلام سے کہا کہ بھئی! اس مزدور کو پانچ ہزار درہم دے دو۔ اس زمانے میں پانچ ہزار درہم ایسے جیسے پانچ لاکھ روپے ہوتے ہیں، بڑی امارت تھی۔ اس نے انکار کیا کہ جی نہیں میں آپ سے پیسے نہیں لوں گا۔ علی نے کہا کہ لے لو اس نے کہا کہ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ تو علی کہنے لگا: تمہیں اس کی ضرورت نہیں لیکن مجھے ضرورت ہے کہ آپ میرے اس ہدیے کو قبول کر لیں۔ تو مزدور نے کہا کہ مجھ جیسے کی کیا اہمیت کہ مجھے ہدیہ دیں۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ فقط وہ اپنی غربت پہ اللہ سے راضی ہی نہیں تھا بلکہ اپنے اندر اس نے عاجزی بھی پیدا کی تھی، اپنی نیکیوں پہ نازاں نہیں تھا۔ علی نے کہا کہ جی آپ میرے لیے دعا کر دیں، جب مزدور نے کہا کہ میرا اللہ کے ہاں کوئی درجہ ہی نہیں کہ میں کوئی دعا کروں، یہ اللہ والوں کی پہچان ہے کہ دیکھو سامنے والا کیا کہہ رہا ہے اور وہ کیسے نفی کرتے جا رہے ہیں کہ نفس پھولنے نہ پائے۔ اس نے کہا کہ میرا اللہ کے ہاں کوئی درجہ نہیں کہ میں آپ کے لیے دعا کروں؟ تو علی بھی تیز تھا کہنے لگا کہ اچھا مجھے نصیحت کریں؟ چونکہ نصیحت تو ہر ایک کو کرنی چاہیے، چاہے وہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو؟

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (ذریت:۵۵)

"نصیحت کیجیے کہ نصیحت مومنوں کو فائدہ دیتی ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اس پر اس مزدور نے کہا کہ علی جب تم نے لمبے سفر پہ جانا ہوتا ہے تو کس وقت چلتے ہو؟ اس نے کہا کہ صبح سویرے۔ تو اب مزدور نے کہا کہ آخرت کا سفر بھی تو لمبا سفر ہے کیا اس کے لیے کوئی تیاری شروع کی؟ اللہ اکبر! دیکھو اس ادنیٰ سے مزدور نے کتنے آرام کے ساتھ ایک شہزادے کے سینے کے اوپر تیر چلایا کہ آخرت کا سفر تو سب سے لمبا ہے اور تم جوان ہو گئے ہو اور تم نے ابھی بھی تیاری شروع نہیں کی۔ تو پھر کہا: علی! نافرمانی سے بچنا، موت کو یاد کرتے رہنا۔ دو حرفی بات جس کو کہتے ہیں کہ، ''نافرمانی سے بچنا اور موت کو یاد رکھنا'' یہ باتوں کا لب لباب ہے۔ علی نے کہا کہ دعا کریں تو اس نے دعا مانگی: اے اللہ! علی کے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دے اور اپنی رضا والے اعمال کی اس کو توفیق دے دے اور اس کا خاتمہ معافی پر فرما دے۔ کیا خوبصورت دعا ہے! علی نے کہا: جی آپ کی کوئی ضرورت؟ اس نے کہا کہ میری ضرورت یہ ہے کہ آپ مجھے جلدی فارغ کر دیں، یہی میری ضرورت ہے۔

علی نے اس کو تو بھیج دیا لیکن بہت دیر تک وہ روتا رہا، پھر اس نے ہم نشینوں سے کہا: اس مزدور کا حال دیکھو اور ہمارے دسترخوان کا حال دیکھو۔ اور پھر اس نے اپنے دسترخوان کے ماکولات اور مشروبات کی تفصیل سنائی کہ ہمارے کیسے لذیذ اور پرتکلف کھانے ہوتے ہیں۔ پھر اس کا ایک لائبریرین تھا جو اس کا نوجوان دوست تھا۔ اس کا نام تھا منیب، اس نے کہا کہ منیب! جاؤ ذرا عمر رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی والی فلاں کتاب لاؤ تو وہ کتاب لے آیا، اس نے پڑھ کر سنایا کہ عمر کا کھانا کیسا تھا؟ کہ ایک دفعہ بیوی نے اچھی چیز پکا کر دے دی تھی تو فرمایا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو قیامت کے دن اللہ پوچھے:

﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

{سورۃ الاحقاف:۲۰}

عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب انہیں کوئی مشروب دیا جاتا تھا تو وہ ہمیشہ آنسوؤں کی ملاوٹ کے ساتھ پیا کرتے تھے، مشروب میں آنسو گرتے تھے اور آنسوؤں کی ملاوٹ سے مشروب پیتے تھے کہ میں اللہ کی اتنی نعمتیں استعمال کر رہا ہوں قیامت کے دن ان کا جواب کیسے دوں گا؟ پھر انہوں نے عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا کہ موت کے قریب انگور کا خوشہ کھانے کی دل میں خواہش ہوئی اور منگایا مگر منگوا کر فقیر کو دیکھ کر اس کو دے دیا، کھایا نہیں کہ میں نے اس کو آخرت کے لیے ذخیرہ بنا دیا۔ پھر انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب منگائی اور ان کے حالات پڑھ کے سنائے کہ انہوں نے کیسے دنیا کو آخرت کے لیے ایک طرف رکھ دیا۔ پھر انہوں نے سعید بن المسیب کے حالات منگائے، پڑھ کر سنایا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش! اللہ میرا رزق گٹھلی چوسنے میں رکھ دیتا تا کہ مجھے بار بار بیت الخلا جانے کی حاجت نہ ہوتی۔ یا اللہ! یہ سعید بن المسیب تابعین میں افضل مقام رکھنے والے تھے، وہ فرماتے تھے کہ کاش اللہ میرا رزق گٹھلی چوسنے میں رکھ دیتے کہ گٹھلی چوس کر میری بھوک اتر جاتی تو مجھے بار بار بیت الخلاء نہ جانا پڑتا۔ پھر اس نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سنائے کہ جس نے تھوڑے کو زیادہ کے بدلے بیچ دیا اور باقی کو پانی کے اوپر ترجیح دی اور دنیا سے بھوکے پیاسے ننگے سر ننگے پاؤں نکل گئے اور کہا کہ نہ زمین نے ان کی چربی کھائی نہ زمین نے ان کا گوشت کھایا۔ یہ ایسے لوگ تھے کہ جوانی نیکیاں کر گئے کہ اللہ نے ان کے جسموں کو قبر میں سلامت رکھا۔ پھر اس نے اپنا بازو دکھایا تو کہنے والا کہتا ہے کہ چاندی سے ڈھلا ہوا تھا، اس کا بازو اتنا خوبصورت تھا، اور کہنے لگا کہ دیکھو کہ اس گوشت کو قبر کے اندر کیڑے کھائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر اس کے بعد اپنے ہم نشینوں سے اس نے کہا کہ میں ایک کام کے لیے جاتا ہوں اور اپنے غلام شاکر کو کہا کہ تم میرے پیچھے مت آنا، میں سردار کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ سمجھا کہ بادشاہ کی طرف جا رہے ہیں۔ وہ بالا خانے سے نیچے اتر کر کشتی لے کر واقف ایک شہر تھا، وہاں چلے گئے اور واقف سے پھر دجلہ چلے گئے اور وہاں جا کر اسی مزدور کی طرح مزدوری کرنی شروع کر دی، معمولی لباس پہنتا، خشک روٹی ہوتی نمک کے ساتھ کھا لیتا، دن مزدوری میں گزار دیتا اور رات میں اللہ کی عبادت میں گزارتا۔ نازک بندہ تھا۔ بادشاہ نے بڑا اس کو ڈھونڈوایا مگر یہ معمولی کپڑوں میں مزدور بن کے مزدوری کرتا رہا۔ بھئی بادشاہ نے چپہ چپہ چھان مارا اس کا پتہ نہ چل سکا کیونکہ اس نے اتنی لو پروفائل زندگی اختیار کر لی تھی۔ مگر جسم تو اتنا مجاہدہ برداشت نہیں کر سکتا تھا، نازک بندہ تھا نعمت کا پلا ہوا تھا۔ مسجدوں میں یہ رات کو سوتا اور عبادت میں لگا رہتا، بیمار ہو گیا علاج معالجہ تو کیا مگر ایک وقت آیا کہ مسجد کے اندر ہی اس کی سانس نکلی اور روح پرواز کر گئی۔ ایک بندہ اس کے قریب تھا، اس نے پوچھا کہ اے اجنبی نوجوان! تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرا خط ہے، یہ حاکم وقت کو دے دینا، یہ میری انگوٹھی دکھا دینا۔ چنانچہ جو گورنر تھا اس کو جب پتہ چلا تو اس نے کہا کہ یہ انگوٹھی تو علی کی ہے۔ اب اس نے اپنے ابو مامون کے لیے خط لکھا تھا، جب پتہ چلا تو اس نے بڑے شاہانہ انداز سے بصرہ سے اس کی میت کو وہاں پہنچا دیا۔ مامون نے دیکھا، غسل دیا، کفن دیا، جنازہ پڑھا۔ خط کھول کر پڑھا تو خط کے اوپر لکھا ہوا تھا "سورۃ فجر کی چودہ آیات پڑھ کر عبرت پکڑی جائے" کہ سورۃ الفجر کی چودہ آیات پڑھ کر عبرت پکڑیں اور ان چودہ آیات میں کون سی آیت تھی؟

﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

"تیرا رب تیری گھات میں لگا ہوا ہے"

وہ تجھے دیکھ رہا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ یہ آیت دل میں اتر گئی۔ اس کے ڈر کی وجہ سے اس نے ساری زیب و زینت کو چھوڑ دیا۔ جب دفن کیا گیا تو محمد بن سعد ترمذی نے سورۂ فجر کی چودہ آیات پڑھیں۔ مامون نے بھی معافی مانگی اور بقیہ زندگی اس نے گناہوں سے بچ کر گزارنے کا ارادہ کیا۔

جنتیوں میں شامل ہونا مشکل نہیں:

تو بھی آج کے دور میں ہم یہ تو نہیں کہتے کہ تم گھروں کو چھوڑ دو صرف اتنا کہتے ہیں کہ انہیں نعمتوں میں رہتے ہوئے گناہوں کو کرنا چھوڑ دو اور کچھ نہیں مانگتے۔ وہ کام کہہ رہے ہیں جو ہو سکتا ہے، جو شریعت میں جائز لذتیں ہیں وہ ضرور حاصل کیجیے، جو ناجائز ہیں ان سے اپنے آپ کو بچا لیجیے۔ جائز بہت زیادہ ہیں، حرام بہت تھوڑی ہیں۔ آپ دیکھیں جائز مشروبات سینکڑوں حرام مشروبات دو چار۔ جائز گوشت بے شمار، ہزاروں جانور پرندے، حرام گوشت چند جاندار۔ تو جائز لذتوں کو حاصل کر کے ناجائز کو اللہ کے لیے چھوڑ دیں، انہیں نعمتوں میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ جنتیوں میں شامل فرما دیں گے، مشکل نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے حسن ظن کی امید رکھیں، وہ پروردگار گناہوں کو معاف کر دے گا۔ الٰہی! اے اللہ میرے حسن ظن کو پورا فرما۔ ؎

اِلٰهِیْ اَنْتَ ذُوْ فَضْلٍ وَّ مَنٍّ
وَ اِنِّیْ ذُوْ خَطَایَ فَاعْفُ عَنِّیْ
وَ ظَنِّیْ فِیْكَ یَا رَبِّیْ جَمِیْلٌ
فَحَقِّقْ یَا اِلٰهِیْ حُسْنَ ظَنِّیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

بیس سال بعد واپسی:

ایک اور روایت کی گئی کہ

إِنَّ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ شَابٌ عَبَدَ اللّٰهَ بِعِشْرِينَ سَنَةً ثُمَّ عَصَاهُ عِشْرِينَ سَنَةً

''بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا، بیس سال اس نے اللہ کی عبادت کی پھر بیس سال نافرمانی میں گزر گئے۔''

کسی مصیبت میں الجھ گیا، کسی عورت کے چکر میں پھنس گیا، بیس سال اسی غفلت میں گزار دیے۔

ثُمَّ نَظَرَ فِي الْمِرْآةِ فَوَجَدَ الشَّيْبَ فِي لِحْيَتِهِ فَسَاءَهُ ذَالِكَ

''پھر آئینہ دیکھا تو اس کو اپنی داڑھی کے اندر سفیدی نظر آگئی۔''

اس کو یہ بات بری لگی اچھی نہ لگی کہ میں اس حال میں بوڑھا ہو گیا۔

فَقَالَ إِلٰهِي أَطَعْتُكَ عِشْرِينَ سَنَةً ثُمَّ عَصَيْتُكَ عِشْرِينَ سَنَةً فَإِنْ رَجَعْتُ إِلَيْكَ اتَقْبَلُنِي

''کہنے لگا کہ اے میرے پروردگار! میں نے بیس سال آپ کی فرمانبرداری کی پھر بیس سال نافرمانی کی، اب میں اگر آپ کی طرف لوٹوں تو کیا آپ مجھے قبول کر لیں گے۔''

فَسَمِعَ قَائِلًا يَقُولُ وَلَا يَرَىٰ شَخْصًا

''اس نے پھر کہنے والے ایک شخص کی (غائب سے) آواز سنی فرمایا گیا۔''

أَحْبَبْتَنَا فَأَحْبَبْنَاكَ فَتَرَكْتَنَا فَتَرَكْنَاكَ وَعَصَيْتَنَا فَأَمْهَلْنَاكَ وَإِنْ رَجَعْتَ إِلَيْنَا قَبِلْنَاكَ

www.besturdubooks.wordpress.com

”میرے بندے تو نے ہم سے محبت کی ہم نے تم سے محبت کی، تو نے ہمیں چھوڑا ہم نے تجھے چھوڑ دیا، تو نے ہماری نافرمانی کی ہم نے تجھے مہلت دے دی، اب بھی اگر تو لوٹ کے آئے گا میں تجھے قبول فرما لوں گا۔“

اللہ اکبر!

امید کا چراغ جل رہا ہے:

چنانچہ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

((یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَیْحَ ابْنَ اٰدَمَ یُذْنِبُ الذَّنْبَ ثُمَّ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرُلَہٗ ثُمَّ یُذْنِبُ الذَّنْبَ فَیَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرُلَہٗ))

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”اے آدم کے بیٹے کیا عجیب بات ہے؟ کہ ایک گناہ کرکے استغفار کرتا ہے میں معاف کر دیتا ہوں پھر گناہ کرتا ہے پھر استغفار کرتا ہے پھر میں معاف کر دیتا ہوں۔“

((لَا ھُوَ یَتْرُکُ الذَّنْبَ مِنْ مَخَافَتِیْ وَ لَا یَیْئَسُ مِنْ مَغْفِرَتِیْ اُشْہِدُکُمْ یَا مَلَائِکَتِیْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ))

”نہ تو وہ میرے خوف سے گناہ چھوڑتا ہے اور نہ میری مغفرت سے مایوس ہوتا ہے۔ اے میرے فرشتو! تم گواہ رہنا، میں نے اس کے سب گناہوں کو معاف فرما دیا۔“

اللہ کی رحمت اتنی وسیع:

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک نوجوان نبی علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں، کہتے ہیں کہ اس نے آ کر کہا:

((وَا ذُنُوْبَاهُ وَا ذُنُوْبَاهُ وَا ذُنُوْبَاهُ فَقَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً))

"ہائے میرے گناہ ہائے میرے گناہ دو یا تین دفعہ ایسے کہا:"

((فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلِ اللّٰهُمَّ))

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اے نوجوان! تو کہہ: اے اللہ!

((اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَ رَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ))

"اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت سے مجھے زیادہ امید ہے بہ نسبت اپنے اعمال کے"

فَقَالَهَا "نوجوان نے یہ کہہ دیا"

((ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعَادَ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعَادَ))

نبی علیہ السلام نے فرمایا: پھر کہہ دے! تو پھر یہی الفاظ کہے، تیسری مرتبہ پھر کہا: اس نے پھر وہی الفاظ دہرائے۔

تب نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((قُمْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ))

کھڑے ہو جا! اللہ نے تیرے گناہوں کو معاف فرما دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے یہ گواہی مل رہی کہ اگر تین مرتبہ ان الفاظ کو کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ تو بھی ہم بھی اس مجلس میں تین مرتبہ اس دعا کو کہہ دیں۔

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

اور اس کو یاد بھی کر لیں اور اپنی دعاؤں میں بھی مانگیں۔ اور واقعی ہمارے لیے تو یہ سو فیصد فٹ دعا ہے کہ ہمارے پاس تو نیک عمل ہیں نہیں جس کو اپنے فانی کا پتہ ہو تو وہ تو دل سے کہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

اللہ کی رحمت پر توکل:

اب ایک بات سن لیجیے مگر دل کے کانوں کے ساتھ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ہم کلامی کرتے ہوئے کہا:

((قَالَ سَیِّدُنَا مُوْسٰی یَا رَبِّیْ اِذَا سَئَلَکَ سَائِلٌ مَاذَا تَقُوْلُ لَهٗ))

اے اللہ! جب فرمانبردار بندہ تجھے پکارتا ہے تو آپ جواب میں کیا کہتے ہیں؟

((قَالَ اَقُوْلُ لَبَّیْکَ))

اللہ فرماتے ہیں کہ میں جواب میں فرماتا ہوں لبیک میں حاضر ہوں۔

فَقَالَ فَزَاهِدٌ پوچھا: اگر دنیا سے زاہد بندہ وہ آپ سے مانگے؟

قَالَ اَقُوْلُ لَبَّیْکَ فرمایا: میں کہتا ہوں لبیک۔

قَالَ الصَّائِمُ اگر روزہ دار مانگے تو پھر کیا کہتے ہیں؟

قَالَ اَقُوْلُ لَبَّیْکَ میں کہتا ہوں لبیک۔

قَالَ فَالْعَاصِیْ

موسیٰ نے نقطے کی بات پوچھی اے اللہ! اگر گناہ گار آپ سے معافی مانگے تو پھر کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں۔

قَالَ اَقُوْلُ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ کہ میں اپنے گناہگار بندے کو تین مرتبہ کہتا ہوں لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اور پھر اس کے بعد اس کی وجہ بتائی کہ وجہ کیا ہے؟ عجیب! فرمایا کہ تم نے جن نیک بندوں کے تذکرے کیے۔

كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهَا هٰؤُلَاءِ يَتَوَكَّلُ عَلٰى عَمَلِهٖ وَالْعَاصِیْ يَتَوَكَّلُ عَلٰى رَحْمَتِیْ

"جتنے بندوں کا تذکرہ کیا ان کو اپنے عملوں پر ناز تھا، بھروسہ تھا اور جو گناہگار ہوتا ہے، جب وہ پکارتا ہے تو اس کو میری رحمت پہ بھروسہ ہوتا ہے۔"

وَاَنَا لَا اُخَيِّبُ عَبْدًا اِتَّكَلَ عَلَیَّ لِاَنِّیْ قُلْتُ

اور میں اس بندے کو ناکام نہیں کرتا جو میری رحمت پر بھروسہ کرے۔ اس لیے کہ میں نے یہ قول دے دیا۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

"جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتے ہیں۔"

تو اعمال تو نیک ہیں نہیں اللہ کی رحمت پر توکل کر کے ہم بھی آج اللہ سے مانگیں۔ کیا بعید ہے کہ اللہ جواب میں فرمائیں لبیک لبیک یا عبدی میرے بندے میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں

مناجات:

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے، ہم گناہوں سے اپنی جان چھڑا کر نیکیوں والی

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک نئی زندگی گزارنے کا ارادہ کرلیں، کسی نے کیا اچھی بات کہی؟

یَا رَبِّ اِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِیْ کَثِیْرَۃً

''اے اللہ اگر میرے گناہ بہت زیادہ ہو گئے''

فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ عَفْوَکَ اَعْظَمُ

''اور میں تو جانتا ہوں تا کہ تیری درگزر اور تیری معافی میرے گناہوں سے زیادہ بڑی''

اِنْ کَانَ لَا یَرْجُوْکَ اِلَّا مُحْسِنٌ

''اے اللہ اگر تجھ سے کوئی امید نہیں رکھ سکتا سوائے نیک بندے کے''

فَمَنِ الَّذِیْ یَرْجُوْ وَ یَدْعُوْ الْمُجْرِمُ

''اے اللہ پھر کون ہے جس کو پکارے اور جس سے امید رکھے وہ جو مجرم ہے اگر نیک ہی آپ سے مانگ سکتے ہیں تو اللہ مجرم کہاں جائیں گے''

مَا لِیْ اِلَیْکَ وَسِیْلَۃٌ اِلَّا الرَّجَاءُ

''اے اللہ! میرا تو امید کے سوا کوئی وسیلہ ہی نہیں بس رحمت کی امید ہے کہ میں بس آپ سے رحمت کی امید رکھتا ہوں۔''

وَ جَمِیْلُ عَفْوِکَ وَ اَنِّیْ مُظْلِمٌ

''اللہ تیری معافی بڑی جمیل ہے۔''

اور دوسرا یہ کہ میں نے کلمہ پڑھا ہے، اللہ اس کلمے کی ہی لاج رکھ لے۔ تو آج اس محفل میں اپنے اگلے پچھلے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے...... آئندہ بچی توبہ کرکے دل کے اندر ارادہ کرتے ہوئے...... یہ عہد کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں گناہوں سے بچا لیجیے! ہماری جان چھڑا لیجیے۔ میرے مولیٰ! آپ سے دوری اور بعد کی زندگی ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

کب تک گزارتے رہیں گے، آپ کے نافرمانوں کی فہرست میں ہم کب تک شامل رہیں گے، میرے مولیٰ! نیکیوں کی صورت اپنا کر ہم کب تک برائیوں کے مرتکب ہوتے رہیں گے۔ اس سے پہلے کہ موت کا ڈنکا بجے، اللہ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرما دے۔ آج کی اس محفل میں اللہ! ہم آپ سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ جب ہم نے سن لیا کہ گناہ گار کے کہنے پر آپ تین مرتبہ لبیک فرماتے ہیں تو میرے مولیٰ! آج ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے۔ نفس اور شیطان کے ہتھکنڈوں سے ہمیں بچا لیجیے، اور اے اللہ! اپنے فرمانبردار بندوں کی فہرست میں ہمیں بھی شامل فرما دیجیے۔ اور ایک نئی ایمانی اسلامی اور قرآنی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرما دیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

(زمر:۹)

علمائے کرام کیلیے دلپذیر ہدایات

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 17 جولائی 2010ء بروز ہفتہ ۴ شعبان، ۱۴۳۱ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خصوصی تربیتی مجالس برائے علماء و طلباء (دوسری مجلس)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

لیکن یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ علم ہو اور عمل نہ ہو تو اللہ نے فرمایا: ﴿ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ﴾

''وہ گدھے کی مانند ہیں جن کے اوپر بوجھ لادا ہوا ہے۔''

عمل ضروری ہے۔ اسی عمل کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے یہ مجالس کی جاتی ہیں ورنہ علم تو آپ حضرات کے پاس پہلے ہی بہت زیادہ ہے۔ وہ جذبہ کیسے پیدا ہو؟ وہ آگ کیسے لگے؟ ان مجالس سے وہ بجلی لگتی ہے، آگ لگ جاتی ہے، اندر بیقراری رہتی ہے۔ علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا۔ علم انسان کو بیقرار رکھتا ہے جب تک کہ انسان اس پر عمل نہ کرلے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علمائے یہود کے بارے میں فرمایا:

﴿ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴾ ''اگر وہ جانتے''

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

علمائے کرام کے لیے دلپذیر ہدایات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ ﴾ (زمر:۹)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

قرآن پاک میں علم کی اہمیت:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ (زمر:۹)

”اے میرے محبوب ﷺ آپ فرما دیجیے کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں“

اس آیت مبارکہ میں تین الفاظ قابل غور ہیں۔

پہلا لفظ ہے قُلْ۔ عام طور پر یہ دستور ہوتا ہے کہ جب حکومت کی طرف سے کوئی اعلان ہوتا ہے تو اس کا ایک خاص انداز ہوتا ہے۔ حاکم شہر کی طرف سے کوئی اعلان ہو تو ایک آدمی باقاعدہ اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ یہ حاکم شہر کی طرف سے اعلان ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

"باادب باملاحظہ ہوشیار" اس طرح کے الفاظ ادا کیے جاتے ہیں، تو شاہی اعلان کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جب اللہ رب العزت کسی خاص بات کا اعلان کروانا چاہتے ہیں تو اپنے حبیب ﷺ کو حکم فرماتے ہیں کہ "قُلْ" فرما دیجیے! تو محبوب ﷺ کا یہ الفاظ ادا کرنا اس کی چیز کی اہمیت کی پکی دلیل ہوتا ہے کہ یہ شاہی فرمان ہے۔ یہ حاکم اعلیٰ کا حکم ہے، اس بات کو توجہ سے سننا۔ تو "قُلْ" کا لفظ متوجہ کرتا ہے۔

دوسرا لفظ ہے "هَلْ"۔ یہ استفہام کے لیے ہوتا ہے۔ علامہ تفتازانی نے لکھا ہے کہ استفہامِ انکاری بعض اوقات زجر اور توبیخ کے لیے ہوتا ہے، ڈانٹ ڈپٹ کے لیے۔ گویا جو عالم اور جاہل کو برابر سمجھے گا اس کے اوپر ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ تمہیں سمجھ نہیں لگ رہی کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے۔

پھر آگے تیسرا لفظ ہے يَعْلَمُوْنَ (علم والے)۔ مگر یہاں اس کا مفہوم ذکر نہیں کیا گیا کہ کون سے علم والے۔ وہ اس لیے ذکر نہیں کیا کہ کوئی آدمی ٹوپی کا تذکرہ کرتا ہے تو صاف ظاہر ہے وہ سر کے پہننے کی چیز ہے اور کوئی جوتے کا تذکرہ کرتا ہے تو وہ پاؤں کے پہننے کی چیز ہے۔ تو ٹوپی اور جوتے کے الفاظ ہی بتاتے ہیں کہ استعمال کیا ہے؟ اسی طرح علم کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ اس سے مراد علمِ دین ہے۔ یہ واضح بات ہے جو دنیا کا علم ہے اللہ رب العزت کے نزدیک اس کو علم ہی نہیں کہا گیا فرمایا:

﴿وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (روم: ۷)

"لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، جانتے ہیں مگر فقط دنیا کی ظاہری زندگی کو"

تو یہاں علم سے مراد علمِ دین ہے، یعنی جس کو اللہ رب العزت علمِ دین عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں گے وہ عالم اور ایک عام جاہل یہ برابر نہیں ہو سکتے۔ جیسے اندھیرا اور روشنی برابر نہیں ہو سکتے۔ تو ''العلم نور'' علم روشنی ہے اور جہالت اندھیرا ہے تو یہ ایک دوسرے کے کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ علم دین کی اہمیت پر یہ آیت مبارکہ ایک پکی دلیل ہے۔

احادیث میں طلب علم کی اہمیت:

● اور حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ))

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے''

اس آیت مبارکہ میں سیکھنے کو مقدم کیا گیا سکھانے کے اوپر، سیکھنے کا تذکرہ پہلے سکھانے کا بعد میں۔ اس کی وجوہات ہیں۔

ایک تو یہ کہ ترتیب ہی یہی ہوتی ہے کہ چیز پہلے سیکھی جاتی ہے اور بعد میں سکھائی جاتی ہے، لہٰذا ترتیب کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔

اور دوسرا علمی نکتہ اس میں یہ ہے کہ ''خَیْرُکُمْ'' لہٰذا خیریت کے اندر متعلم معلم سے بڑھا ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ معلم کو پڑھانے کے اوپر تنخواہ ملتی ہے، سہولت ملتی ہے، کچھ نہ کچھ عوض ملتا ہے اور طالب علم کو پڑھنے پر کیا ملتا ہے؟ طالب علم تو مجاہدے کرتا ہے تکلیفیں اٹھاتا ہے۔

اور تیسری بات کہ پڑھانے والے کو سفر نہیں کرنا پڑتا، پڑھنے والے کو سفر کرنا پڑتا ہے، کبھی اس استاد کے پاس کبھی اس استاد کے پاس۔ کبھی اس جامعہ میں جاؤ، کبھی اُس جامعہ میں جاؤ۔ استاد تو وہاں موجود ہوتے ہیں کیونکہ سفر کی تکالیف طالب علم کے ساتھ زیادہ ہیں اس لیے اللہ کی نظر میں وہ خیر میں بڑھا ہوتا ہے۔ اس لیے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کا تذکرہ پہلے کیا گیا۔

◉ تو علم اللہ رب العزت کے ہاں بڑا مقام رکھتا ہے مگر اس علم کو ساری زندگی حاصل کرنا پڑتا ہے، نبی علیہ السلام نے بتا دیا:

《اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ》

’’کہ تم پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک علم حاصل کرتے رہو‘‘

یعنی ساری زندگی اپنے آپ کو طالب علم بنا کے رکھو۔

◉ ایسا وقت نہیں آتا کہ ایک بندہ کہے کہ جی میں نے علم میں کمال حاصل کر لیا۔ نہیں! جب اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرمایا:

﴿قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾

’’آپ فرما دیجیے کہ اے اللہ! مجھے علم میں اور بڑھا دیجیے۔‘‘

زیادہ علم عطا فرمایئے۔ تو معلوم ہوا کہ علم کی کوئی انتہا نہیں، ساری زندگی انسان علم میں بڑھتا رہتا ہے، یہ زیادت علم ہر طالب علم کا شوق ہونا چاہیے کہ میرا یہ علم بڑھتا رہے۔

◉ اور اس کی تفصیل حدیث پاک میں ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

《مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ》

’’دو بھوکے ایسے ہیں کہ ان کا پیٹ نہیں بھرتا‘‘

ایک طالب علم (علم کا طلب کرنے والا) اور دوسرا طالب الدنیا اور (دنیا کا طلب کرنے والا) دونوں کے پیٹ نہیں بھرتے، دنیا کا جتنا مال کسی کے پاس آئے اس کو اور کی تمنا رہتی ہے اور یہی حال علم کا کہ جتنا بھی انسان سیکھ لے اور کی تمنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی علمی حرص:

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مرض وفات میں جبکہ ڈاکٹروں نے ان کو اٹھ کر بیٹھنے سے بھی منع کر دیا تھا، اس وقت میں تکلیف کے باوجود دیے کی روشنی میں حدیث پاک کی کتاب کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ تو ان کے شاگرد کہنے لگے کہ حضرت اس تکلیف کے عالم میں جبکہ ڈاکٹروں نے منع بھی کر دیا کون سا ایسا درس ہے جو دینا ہے اور جس کی تیاری ہو رہی ہے، جس کے لیے مطالعہ ہو رہا ہے؟ اور کون سا ایسا نکتہ ہے جو چھپ نہیں رہا؟ ہم شاگرد کس لیے ہیں؟ آپ ہمیں حکم دیجیے، فرمائیے کہ ہم اس چیز کو پڑھ کر آپ کی خدمت میں عرض کر دیں گے۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ شبیر عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو جواب میں فرمایا کہ کوئی نکتہ تو خاص ایسا نہیں کہ جس کو میں ڈھونڈ رہا ہوں مگر یہ بتاؤں کہ اس علم کی پیاس کا کیا کروں جو بجھنے والی ہی نہیں۔ تو علم ایسی پیاس ہے جو ساری زندگی نہیں بجھتی۔ جس کو چسکا پڑ جائے جس کو لذت مل جائے، اس کی زندگی گزر جاتی ہے۔

عام طور پر تو حرص منع ہے مگر وہ منع ہے اپنے مقصود کی وجہ سے۔ اگر دنیا مقصود ہے تو حرص منع اور اگر علم مقصود ہے تو اب حرص جائز ہو گئی، کیونکہ مقصود اچھا ہے، تو وہ حریص ایسے ہیں ان کا دل نہیں بھرتا، ان میں ایک علم کا حریص اس میں اللہ تعالیٰ بندے کے تنافس کو دیکھتے ہیں۔

﴿وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ (المطففین: ۲۶)

علم بڑھانے کے دو راستے:

اب ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب علم بڑھنے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تو یہ علم بڑھتا کیسے ہے؟ علم دو طرح سے بڑھتا ہے۔

(۱)......ایک کثرت مطالعہ سے جتنا مطالعہ کی کثرت ہوگی اتنا علم بڑھے گا۔

(۲)......اور دوسرا بڑھتا ہے کثرت عمل صالح کی وجہ سے۔

کثرت مطالعہ سے اور نیکی زیادہ کرنے کی وجہ سے علم بڑھتا ہے مگر ان دونوں میں ایک فرق ہے۔ جو کثرت مطالعہ کی وجہ سے علم بڑھتا ہے، اس میں تبحر زیادہ ہوتا ہے۔ تبحر کا لفظ بحر سے ہے۔ سمندر کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ سمندر کی چوڑائی تو ہزاروں کلومیٹر کے حساب سے اور گہرائی دس کلومیٹر کے حساب سے، تو چوڑائی زیادہ ہوتی ہے اور گہرائی تھوڑی ہوتی ہے۔ اس لیے جو علم کثرت مطالعہ سے حاصل کیا جاتا ہے اس کا پھیلاؤ زیادہ ہوتا ہے، عمق تھوڑا ہوتا ہے۔

اور ایک علم کثرت اعمال صالحہ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس علم میں گہرائی زیادہ ہوتی ہے، اس کو تفقہ کہتے ہیں تو تفقہ کے اندر گہرائی زیادہ ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم میں پھیلاؤ نہیں تھا۔

﴿فَاَتَّبِعُوْا الْعِلْمَ﴾

"وہ علم میں گہرائی رکھنے والے تھے"

تو علم ملنے کے دو راستے، ایک راستہ کثرت مطالعہ سے مگر اس سے تبحر علمی بڑھتی ہے، ہر چیز کا پتہ ہوتا ہے۔ اور ایک عمل صالح کی وجہ سے ملتا ہے، اس میں گہرائی زیادہ ہوتی ہے تو ایسے بندے کو منشائے خداوندی کا پتہ ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

تفقہ فی الدین کیسے ملتا ہے؟

کسی نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال پوچھا کہ حضرت! ایک عالم جب کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

معرفت کی بات کرتا ہے تو کبھی ٹھیک ہوتی ہے کبھی ٹھیک نہیں ہوتی، حاجی صاحب جتنی باتیں کرتے ہیں پکی کرتے ہیں۔ تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دیکھو! ہمارے ذہنوں میں مبادیات پہلے آتی ہیں اور ان سے ہم نتائج نکالتے ہیں، کبھی نتیجہ بالکل ٹھیک کبھی ٹھیک کے قریب۔ حاجی صاحب کے دل میں نتائج پہلے وارد ہوتے ہیں لہٰذا نتائج کے دلائل کا ڈھونڈنا وہ مشکل نہیں ہوتا، اس لیے ان کی بات پکی ہوتی ہے۔

اس کو کہتے ہیں "تفقہ فی الدین" اس لیے فقہائے کرام وہ ہستیاں تھی جو مزاج شریعت کو جانتی تھیں، ان کی طبیعتیں اللہ نے ایسی بنائی تھیں کہ وہ مزاج شریعت سے واقف تھیں۔ لہٰذا ان کے لیے احادیث سے مسائل کا جواب استنباط کرنا بہت آسان ہوتا تھا، یہ ہر بندہ نہیں کرسکتا۔ تو ایک میں علم کی وسعت زیادہ ہوتی ہے اور دوسرے میں گہرائی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر دونوں ساتھ ساتھ ہوں کہ وسعتِ مطالعہ بھی ہو اور ساتھ کثرتِ عمل صالحہ بھی ہوں تو پھر اللہ رب العزت دونوں نعمتیں عطا فرمادیتے ہیں۔

حسنِ طلب:

لیکن یہ دونوں نعمتیں حسنِ طلب سے بڑھتی ہیں۔ جتنی طلب ہوگی اتنا علم زیادہ بڑھے گا، آپ نے اسفنج کو دیکھا؟ اس کو پانی میں ڈالیں تو یہ پانی کو چوس لیتا ہے، اس کی نس نس میں پانی سما جاتا ہے۔ تو طالب علم کو اسفنج کی طرح ہونا چاہیے کہ وہ اپنے اساتذہ سے اور اپنے بزرگوں سے سارے علم کو چوس لے۔ جس بندے کو پیاس جتنی زیادہ ہوگی، اس کو پانی کی تلاش اتنی زیادہ ہوگی۔ دستور کی بات ہے نا، علم کی پیاس جتنی زیادہ ہو تو علم کی طلب بھی اتنی زیادہ ہوتی ہے۔ تو طالب علم وہی ہوگا جو وقت ضائع نہیں کرے گا۔ وہ اِدھر اُدھر غیر ضروری کاموں میں نہیں الجھے گا، علم پر توجہ مرکوز رکھے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ علم جز وقتی کام نہیں ہے کل وقتی کام ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَلْعِلْمُ لَا يُعْطِيْكَ بَعْضَهٗ حَتّٰى تُعْطِيَهٗ كُلَّكَ

''علم تجھے اپنا بعض حصہ اس وقت تک نہیں دے گا جب تک تو اپنا کل حصہ اس کی طرف متوجہ نہیں کر دے گا۔''

علم کی لگن اور مگن:

اس لیے علم حاصل کرنے کی دھن لگی ہوئی ہو، ایک لگن ہو اور پھر انسان اس کام میں مگن ہو۔ تو یہ دو چیزیں مل جائیں لگن اور مگن تو علم حاصل ہو جاتا ہے۔

مگن کا حال دیکھو! امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا فوت ہو گیا تو بیٹے کو نہلا دیا، جنازے میں ذرا دیر تھی تو اپنے بھائیوں اور دوستوں کو، سب کو کہہ دیا کہ جی میرے بیٹے کا جنازہ پڑھ لیں۔ کیونکہ یہ وقت ہے جب میں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ علمی میں جاتا ہوں، میں اس وقت کو قضا نہیں کرنا چاہتا۔ ان کے رشتہ داروں نے جنازہ پڑھا، ان کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر علمی مجلس میں آئے اور امام صاحب کی مجلس کو قضا نہ ہونے دیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد تھے، اندلس کے رہنے والے تھے۔ نام یحییٰ بن یحییٰ اندلسی تھا۔ اللہ کی شان کہ کوئی آدمی مدینہ میں ایک ہاتھی لے آیا، کیونکہ اس علاقے میں ہاتھی نہیں ہوتا تھا تو لوگوں کے لیے یہ نئی چیز تھی لوگ اس کو دیکھنے کے لیے نکل آئے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سارے شاگرد نکلے، یحییٰ مسجد میں ہی رہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یحییٰ تم ہاتھی دیکھنے نہیں گئے؟ اس نے کہا کہ حضرت! میں یہاں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا، میں یہاں آپ سے علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اتنے خوش ہوئے کہ ان کا نام عاقل اندلسی رکھ دیا۔ تو جب طلب ایسی ہو تو پھر یاد بھی علم بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

نصیب ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ رب العزت علم بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس سے کتنا علم حاصل کیا؟ ایک کتاب انہوں نے لکھی، سیر کبیر اس کتاب کو ایک فرنگی نے پڑھا تو پڑھنے کے بعد کہنے لگا کہ

((هٰذَا مُحَمَّدُ كُمُ الصَّغِيْرُ فَكَيْفَ يَكُوْنُ مُحَمَّدُ كُمُ الْكَبِيْرُ))

''چھوٹے محمد کا یہ حال ہے تو ان کے بڑے محمد کا کیا حال ہوگا''

محنت شرط ہے:

اللہ تعالیٰ پھر بندے کو ایسا علم عطا فرما دیتے ہیں۔ محنت تو کرنی پڑتی ہے۔

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْتَسَبُ الْمَعَالِيْ
وَ مَنْ طَلَبَ الْعُلٰى سَهِرَ اللَّيَالِيْ
تَرُوْمُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيْلًا
يَغُوْصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِيْ

''تو ارادہ کرتا ہے بلندی پانے کا اور ساری رات سویا رہتا ہے، جو موتیوں کو ڈھونڈنے والا ہوتا ہے اسے سمندر میں غوطہ لگانا پڑتا ہے۔''

تو محنت سے اللہ رب العزت یہ نعمت عطا فرما دیتے ہیں۔ یہاں ایک نکتے کی بات ہے کہ علم غنی کی صفت ہے۔ اس کے اپنے اندر بھی غنا ہے لہٰذا جو علم کو حاصل کرنا چاہے اسے جھکنا پڑے گا، اسے طلب ظاہر کرنی پڑے گی یہ نہیں ہو سکتا کہ

﴿اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ﴾

''کیا ہم تمہارے اوپر لازم کر دیں جبکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔''

ہم ہدایت تمہارے ساتھ چپکا دیں تمہارے دل کو علم سے بھر دیں اور تمہیں اس کی پروائی نہ ہو، یہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے علم کیلئے جوتیاں سیدھی کرنی پڑتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توفیق علم کے لیے دو چیزیں

تاہم دو باتیں اہم ہیں۔ ان کا خیال رکھا جائے تو علم میں بہت جلدی اضافہ ہوتا ہے۔

(۱) ادب

ایک کو کہتے ہیں ادب۔ یہ جو ادب ہے اور نیاز مندی، اس سے توفیق مل جاتی ہے۔ تو جو بندہ چاہے کہ مجھے کثرت مطالعہ کی اور عمل کی توفیق ملے، تو وہ نیاز مندی کو اپنائے۔ اس پر اللہ رب العزت اس کو عمل کی توفیق دے دیتے ہیں۔

حضرت مفتی کفایت اللہ درس دے رہے تھے تو انہوں نے طلبا سے سوال پوچھا کہ یہ بتاؤ! حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ علامہ کشمیری کیسے بنے؟ تو جن طلبا کو تفسیر کے ساتھ ذوق تھا انہوں نے کہا کہ جی بڑے اچھے مفسر تھے۔ جن کو حدیث پاک کے ساتھ ذوق تھا انہوں نے کہا کہ جی بڑے اچھے محدث تھے، اور جن کو شاعری کے ساتھ دلچسپی تھی انہوں نے کہا کہ جی ان کا کلام بڑا اعلیٰ ہے، عربی میں اشعار بھی لکھے ہیں۔ تو اس پر حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی نے یہ سوال خود علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! آپ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کیسے بنے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں ادب کی وجہ سے بنا۔ میں اساتذہ کا بھی ادب کرتا تھا، کتب کا بھی ادب کرتا تھا۔ پوچھا کہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ میں نے کبھی بے وضو علمی کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں اتنا ادب کرتا تھا کہ بخاری شریف کا جب مطالعہ کرتا تھا اور کرتے کرتے جب حاشیہ دیکھنا ہوتا تو کتاب کو اپنے تابع نہیں کرتا تھا، خود کتاب کے تابع ہوتا تھا، اٹھ کر دوسری طرف آ کر پھر حاشیہ پڑھتا تھا۔ اور میں نے کبھی قرآن مجید کے اوپر حدیث کی

کتاب نہیں رکھی، حدیث کے اوپر فقہ کی کتاب نہیں رکھی اور فقہ کے اوپر تاریخ کی کتاب نہیں رکھی۔ میں کتابوں کے رکھنے میں بھی ان کے درجات کا خیال رکھتا تھا۔ جب اتنا ادب ہوگا تو یقینی بات ہے دل منور ہوگا۔

تو ادب سے توفیق ملتی ہے اور بے ادبی سے توفیق چھن جاتی ہے۔ کتنے طلبا ایسے تھے جو اساتذہ کی خدمت کرنے کی وجہ سے مقبول ہو گئے، حالانکہ ان کی علمی استعداد اتنی زیادہ نہیں تھی۔

خدمت نے بخت لگایا:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک طالب علم تھا، ملتان شجاع آباد سے ذرا آگے ایک قصبہ ہے، پوہڑ اس کا نام ہے، یہ وہاں کا تھا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے وہ بخاری شریف پڑھتا تھا۔ شیخ سے اتنی محبت تھی کہ رات کو جب لوگ سو جاتے تو وہ شیخ الحدیث صاحب کے دروازے سے لے کر دارالحدیث کے دروازے تک جو راستہ تھا اس کی صفائی کرتا تھا کہ میرے شیخ نے یہاں سے چل کر آنا ہے۔ اور کبھی محبت میں جوش بڑھتا تو اپنے عمامے کے کپڑے سے اس کی صفائی کرتا تھا۔ اللہ کی شان! ایک دن وہ صفائی کر رہا تھا، تہجد کا وقت تھا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے باہر جھانکا اور دیکھ لیا۔ پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ اس کے بتانے پر اصل بات کا پتہ چلا تو استاد کے دل سے دعا نکلی۔ استاد کی دعا نے بخت لگا دیا۔ غلام رسول اس بچے کا نام تھا، اس کو اللہ رب العزت نے اتنا علم دیا کہ یہ وہاں سے لوٹ کر واپس آئے تو انہوں نے اپنے گاؤں پوہڑ کے اندر ہی ایک مدرسہ بنا دیا۔ تو اب گاؤں کے اندر سہولیات تو نہیں ہوتیں۔ وہ گاؤں تھا بھی پکی سڑک سے تیس کلومیٹر اندر، چنانچہ طلبا کو اپنے سر پر بستر اٹھا کر تیس کلومیٹر پیدل چلنا پڑتا تھا۔ آنے اور جانے کے لیے کوئی گاڑی نہیں تھی۔ تیس

www.besturdubooks.wordpress.com

کلو میٹر کا سفر کر کے تب گاڑی ملتی تھی۔ اس گاؤں میں بھی ان کے پاس تین سو طلبہ پڑھتے تھے۔

آج کہتے ہیں کہ جی سہولیات نہ ہوں تو طلبہ نہیں آتے۔ طلبہ سہولیات کے طالب نہیں ہوتے وہ علم کے طالب ہوتے ہیں، جہاں انہیں علم ملتا ہے وہ اس کی طلب میں پہنچ جاتے ہیں۔ مگر مولانا غلام رسول پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے علمی مقام کتنا دیا کہ خیر المدارس کا سالانہ جلسہ ہے، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے ملک کے نامور علما اور شیوخ الحدیث کو مدعو کیا۔ جب ملک کے اتنے بڑے بڑے علما موجود تھے، تو اس وقت حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا کہ شمس النحات حضرت مولانا غلام رسول پونٹوی سٹیج کے اوپر تشریف لائیں۔ ان اکابر کی موجودگی میں شمس النحات کا لفظ کہا گیا۔ اللہ نے انہیں اتنا علم دیا تھا کہ خود بتایا کرتے تھے کہ اگر شرح جامی کو پوری دنیا سے دفن کر دیا جائے ایک بھی نسخہ باقی نہ بچے اور کوئی طالب علم میرے پاس آئے تو میں اپنے حافظے سے شرح جامی دوبارہ لکھوا سکتا ہوں۔ یہ استاد کی دعا تھی۔

چنانچہ تین نوجوان صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے، ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے تہجد کے وقت میں نام لے لے کر دعا فرمایا کرتے تھے۔ دعا کیا تھی کہ اللہ رب العزت نے ان تینوں کو علم میں نمایاں مقام عطا فرمایا۔ تینوں کا نام عبداللہ، یہ عجیب عبادُاللہ کہ ان میں سے ایک۔

عبداللہ بن عباس امام المفسرین بنے۔

ایک عبداللہ بن عمر امام المحدثین بنے

ایک عبداللہ بن مسعود امام الفقہاء بنے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نکتے کی بات:

لہٰذا نکتے کی بات ہے کہ قابل بننے کی کوشش کم کرو، مقبول بننے کی کوشش زیادہ کرو، استاد کی نظر میں مقبول ہو گئے تو اللہ تعالیٰ علم سے سینے کو بھر دیں گے۔ ؎

خرد کے پاس عقل کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

آنکھوں میں بس گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

تو کسی کی نگاہ میں رہنے کی توفیق ہو جائے، دیکھیں حالت کیا ہوتی ہے؟

اور یہ ذہن میں رکھنا کہ اس علم کے اندر ترفع ہے، بلندی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم کے اندر مختلف اعضا بنائے لیکن ان میں علم کے اعضا کو اونچا مقام عطا کیا۔

......دماغ کہاں ہوتا ہے؟ سب سے اونچی جگہ پر۔

......آنکھیں کہاں ہوتی ہیں؟ چہرے پر۔

......کان چہرے پر۔

......زبان چہرے پر۔

یہ سب اعضائے علم ہیں۔ اب علم کے اعضا کو اللہ نے اونچا مقام دیا اور وہ اعضا ہاتھ پاؤں معدہ جو مزدور قسم کے اعضاء ہیں ان کو نیچے کا مقام دیا۔ علم کے اندر تعلی ہے، بلندی ہے مگر حاصل کرنے کے لیے جھکنا پڑتا ہے۔ جتنا جھکے گا تواضع اختیار کرے گا اتنا علم زیادہ ملے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب قول ہے، فرمایا:

اَلْعِلْمُ عِزٌّ لَا ذُلَّ فِيْهِ يَحْصُلُ بِذُلٍّ لَا عِزَّ فِيْهِ

''علم میں ایسی عزت ہے کہ جس میں ذلت نہیں اور یہ حاصل ہوتا ہے پستی سے کہ جس میں عزت نہیں''

علم پست ہونے سے حاصل ہوتا ہے، اس میں کوئی عزت نہیں ہوتی، جھکنا پڑتا ہے۔

② تقویٰ

چنانچہ ایک تو علم بڑھتا ہے ادب سے اور دوسرا بڑھتا ہے تقویٰ سے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ﴾

''تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تمہیں علم عطا فرمائے گا، اللہ تمہیں علم پڑھائے گا''

یہ معرفت کا علم اللہ رب العزت سینوں میں اتار دیتے ہیں۔ اور یہاں فرق پڑتا ہے ہم میں اور ہمارے اکابر کی زندگی میں کہ ہماری زندگی عام لوگوں والی اور اکابر کی زندگیوں میں تقویٰ ہوتا ہے۔ تو ان کو اللہ رب العزت خاص علم عطا فرماتا ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احوال میراث اعمال ہیں۔ عمل ہوگا تو احوال بھی ہوں گے، معارف بھی ہوں گے۔

علم دو مجاہدوں کے درمیان ہے:

چنانچہ اعمال موقوف علی العلم ہیں اور علم دو مجاہدوں کے درمیان ہے۔
تحصیلِ علم اور استعمالِ علم

www.besturdubooks.wordpress.com

آج طلبا تحصیل علم کی محنت تو کر لیتے ہیں، استعمال علم کی محنت نہیں کرتے اور یہ مجالس اس لیے ہیں کہ ہمارے دل میں استعمال علم کا شوق پیدا ہو جائے کہ جو اللہ نے ہمیں علم دیا ہم اس کو استعمال کرنے بھی لگ جائیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا:

((کَانُوْا یَتَعَلَّمُوْنَ الْھُدٰی کَمَا یَتَعَلَّمُوْنَ الْعِلْمَ))

"کہ جیسے وہ علم سیکھتے تھے ایسے ہدایت بھی سیکھتے تھے"

تو معلوم ہوا کہ تحصیل علم ایک محنت ہے اور استعمال علم الگ محنت ہے۔ یہ استعمال علم کیسے حاصل ہو، اس کا نام تربیت ہے اور اسی کے لیے یہ مجالس منعقد کی گئی ہیں کہ ہمارے دل میں اپنے علم پر عمل کرنے کا، اپنے علم کو استعمال کرنے کا ایک شوق، ایک محبت، ایک جذبہ اور ایک ولولہ پیدا ہو جائے۔

باطنی علوم کے حامل:

چنانچہ حضرت قاری طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بعض ایسے اکابر کو دیکھا کہ ظاہری علم ان کے پاس نہیں تھا اور ان سے بڑے بڑے اکابر علم سیکھا کرتے تھے۔ بڑے بڑے جبال علم ان سے علم سیکھا کرتے تھے۔ کسی نے کہا کہ کیسے؟ تو فرمانے لگے کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم تھے، اس کا نام تھا امیر شاہ خان، یہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم تھے مگر طبیعت نیکی والی تھی، تقویٰ تھا، اس وجہ سے ان کی زبان سے معارف نکلتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کبھی عقائد کے مسئلے میں پھنس جاتے تھے کیونکہ عقائد کے معاملے میں بہت گہرائی کی ضرورت ہوتی ہے، تو فرماتے چلو امیر شاہ خان کے پاس جاتے ہیں۔ ان کے پاس آ کر حضرت بات چھیڑ دیتے تھے اور ان کی زبان سے کوئی لفظ نکلتا تھا جس سے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

روشنی مل جاتی تھی۔

چنانچہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ خاتم العلوم والبرکۃ، ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ لوگ تو حاجی صاحب (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) سے بیعت ہوئے ان کے تقویٰ کی وجہ سے اور میں بیعت ہوا ان کے علم کی وجہ سے۔ طلبہ حیران ہوئے کہ حضرت نے کیا بات کر دی؟ تو انہوں نے پوچھا کہ حضرت! وہ کیسے؟ فرمایا کہ حاجی صاحب اگرچہ کافیہ تک کتابیں پڑھے ہوئے تھے مگر استعداد ایسی تھی کہ مولوی محمد جالندھری صاحب مشکوٰۃ شریف کا درس دیتے تھے اور حضرت ان کے درس میں بیٹھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مولوی محمد جالندھری کو مثنوی شریف میں ایک شعر کے معانی کرنے میں اختلاف رائے ہوا تو مولوی محمد صاحب نے فرمایا کہ نہیں جو میں کہہ رہا ہوں وہ ٹھیک ہے۔ حضرت حاجی صاحب کی طبیعت بحث والی نہیں تھی، خاموش ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد جب انہوں نے مثنوی کا درس خود دینا شروع کیا تو اس شعر تک پہنچ کر اس کا وہی ترجمہ کیا جو حاجی صاحب کہہ رہے تھے۔ حاجی صاحب کمرے میں تھے باہر نکلے اور مولانا محمد صاحب کو مسکرا کر کہا کہ بات تو وہی کی جو میں نے کی تھی۔ پھر انہوں نے تسلیم کیا کہ آپ اس شعر کے مفہوم کو صحیح سمجھے تھے، مجھے اب سمجھ میں بات آئی۔

علما اکابر دیوبند کے جو شیخ ہیں، حضرت مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ، یہ مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد تھے۔ یہ استاد الکل کہلاتے ہیں (سب کے استاد)۔ یہ اپنے زمانہ طالب علمی میں ایک عام طالب علم تھے، اساتذہ سمجھتے تھے یہ بہت غبی ہے، لہٰذا صرف ونحو میں ان کا دماغ نہیں چلتا تھا تو استاد بھگا دیتے۔ آج اس کے پاس پڑھتے، تو کل کسی اور کے پاس پڑھنے جاتے۔ کوئی پڑھانے کو تیار نہیں ہوتا تھا۔ ایک ایسا

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت آیا کہ مایوسی طاری ہونے لگی کہ مجھے کوئی استاد پڑھانے کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔ اسی غم اور مایوسی کے عالم میں یہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے گئے ان کو جا کر کہا کہ حضرت! میرا یہ حال ہے کہ میں پڑھنا تو چاہتا ہوں مجھے کوئی استاد پڑھانے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتا۔ شاہ صاحب نے فرمایا: اچھا کل میرے پاس آنا۔ شاہ صاحب نے بچے کے اندر طلب دیکھی تو رات تہجد میں دعا بھی کی اور اگلے دن ان کو صرف ونحو کا سبق پڑھایا اور ساتھ تقویٰ کی تلقین بھی فرمائی۔ اس ایک درس کے پڑھنے کے بعد فرماتے ہیں میں جہاں بھی گیا میں اپنے استاد کی آنکھ کا تارہ بن کر رہا۔ پھر اللہ نے اتنا علم دیا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے علم حاصل کیا۔

جاننے اور ماننے میں فرق:

چنانچہ جتنا طالب علم میں تقویٰ زیادہ ہوگا اتنا علم میں گہرائی، عمق زیادہ ہوگا۔ اب ہم جانتے تو ہوں عمل نہ کرتے ہوں تو ہم نے علم سے فائدہ تو نہ اٹھایا۔ تو اس لیے تقویٰ اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔ کہنے والے نے کہا:

فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْ فَتِلْكَ مُصِيْبَةٌ

”اگر تو نہیں جانتا تو یہ ایک مصیبت ہے“

وَإِنْ كُنْتَ تَدْرِيْ فَالْمُصِيْبَةُ أَعْظَمُ

”اگر تو جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا تو سب سے بڑی مصیبت ہے۔“

آج ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ آج جس سے بات کرو! وہ کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں۔ بھئی جانتے تو ہیں مگر جاننے پر عمل کتنا کرتے ہیں اور عجیب بات کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت کے دن سوال بھی یہی ہوگا کہ تم نے اپنے علم پر عمل کتنا کیا؟ چنانچہ بہت سارے طلبا کو دیکھا بڑی تحقیق ہوتی ہے۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾

جی ''قد'' تحقیق کا ہے اور'' افلح '' ماضی کا صیغہ'' من '' اس میں موصولہ اور پھر تزکی فعل ماضی، اب آپس میں جوڑتے ہیں اسم موصول کو ملا کر اور نتیجہ کیا نکالتے ہیں کہ یہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ بھئی جملہ فعلیہ کی تحقیق تو آپ نے کر لی مگر یہ سوچا کہ ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ میں اللہ کی منشا کیا ہے؟ ہمیں حاصل کیا کرنا چاہیے؟ ادھر دھیان نہیں ہوتا۔ تو فلاح کو اللہ نے تزکیہ کے ساتھ متعلق کیا ہے، جب تک ہم اپنی تزکیہ نہیں کریں گے فلاح نہیں پائیں گے۔

علم فرقان عطا کرتا ہے:

تو علم ایک روشنی ہے جو کھرے اور کھوٹے کو جدا کر دیتی ہے۔ ایک نکتے کی بات ہے۔ جب صفات مختلط ہو جائیں، خلط ملط ہو جائیں تو علم ان کے درمیان Line of demarkation (خط امتیاز) کھینچ دیتا ہے۔ مثال کے طور پر: ایک ہے سخاوت اور ایک ہے اسراف۔ اب یہ مختلف صفات ہیں، پتہ نہیں چلتا کہ ہم سخاوت کر رہے ہیں یا اسراف کر رہے ہیں۔ اسراف اور سخاوت کے درمیان فیصلہ کون کرے گا؟ علم کرے گا۔ اسی طرح پتہ نہیں چلتا کہ یہ مساحت ہے یا مداہنت ہے۔ مساحت کہتے ہیں تسامح کو، چشم پوشی کر دینا اور مداہنت کہتے ہیں بے غیرتی کا اظہار کرنا، پروا ہی نہ کرنا۔ شجاعت اور سخاوت میں فرق کیا ہے؟ یہ فرق کون کرتا ہے؟ علم کرتا ہے۔ اس لیے علم انتہائی ضروری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دین کا علم محفوظ ہے

مرادِ الٰہی محفوظ:

اور اللہ کی شان دیکھیں کہ دینِ اسلام میں علم محفوظ ہے۔ یہاں پر ایک نکتے کی بات سنیئے کہ جب وحی اترتی تھی تو نبی علیہ السلام پر غنودگی کی سی کیفیت ہوتی تھی۔ گویا ظاہری اعضا کو معطل کر دیا جاتا تھا تو ظاہری اعضا کو معطل کرنے کی وجہ کیا تھی؟ کہ مرادِ حق اور نفسِ مرادِ حق کے اندر اختلاط نہ ہو پائے۔ چنانچہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے کہا کہ جی بعض لوگ نبی ﷺ کی زیارت نیند میں کرتے ہیں اور بعض لوگ نبی ﷺ کی زیارت مشاہدے میں جاگتے ہوئے کرتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ بھائی افضل تو نیند میں ہے۔ تو لوگوں نے کہا کہ حضرت! افضل نیند میں کیسے افضل ہے تو آپ نے فرمایا: جو مشاہدے میں کرے تو اس کے اندر حواس کا عنصر شامل ہو سکتا ہے اور نیند میں حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا نیند کے اندر زیارت افضل ہے بہ نسبت مشاہدے کے۔ اسی طرح وحی کے وقت ظاہری اعضا کو معطل کر دیا گیا تا کہ مرادِ حق میں کسی کی ذاتی مراد شامل نہ ہو سکے تو علم کو موقوف کر دیا گیا۔

قرآن محفوظ:

یہ جو قرآن ملا تو اس کی حفاظت کے لیے دیکھو! محافظین کی ایک جماعت بنا دی، سیکورٹی کی ایک جماعت اللہ نے بنا دی۔

......یہ قرا حضرات حروفِ قرآن کے محافظ۔

......یہ علما حضرات معانیٔ قرآن کے محافظ۔

......اور یہ مشائخ حضرات یہ معارفِ قرآن کے محافظ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیم بنا دی گئی، اب نہ الفاظ میں تبدیلی ممکن، نہ معانی میں، نہ حروف میں، نہ معارف میں، کوئی بھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ محفوظ علم ہے جو نبی علیہ السلام سے نکلا اور آج ہم تک پہنچا۔

حدیث محفوظ:

اب قرآن کے بعد رہ گیا نبی علیہ السلام کا کلام جس کو ہم حدیث پاک کہتے ہیں۔ حدیث کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے

کچھ رجال الحدیث پیدا کر دیے، جو الفاظِ حدیث کے محافظ بنے۔

اور کچھ اللہ نے فقہا پیدا فرما دیے جو معانی حدیث کے محافظ بنے۔

تو کلام اللہ بھی محفوظ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی محفوظ، یہ محفوظ دین ہے۔

علماء کا منصب صوفیا سے زیادہ اہم ہے:

اور علما کا منصب بھی یہی ہے کہ وہ دین کے محافظ بن جائیں۔ لہٰذا منصب کی وجہ سے اللہ کے ہاں علما کا درجہ بڑا ہے۔ یاد رکھنا کہ علما کی منصبی خدمت بہ نسبت صوفیا کے زیادہ اہم ہے۔ اس لیے کہ وہ دین کے محافظ ہیں، اگر وہ نہ ہوں گے تو دین ہی نہیں رہے گا۔ جب دین نہ رہا تو صوفیا کیا کریں گے؟ دونوں اہم ہیں لیکن تسبتاً دیکھا جائے تو علما کی منصبی خدمت زیادہ ہے۔ لہٰذا علما کا اکرام دل میں ہونا چاہیے اور مشائخ کے ساتھ دل میں محبت ہونی چاہیے۔ آج لوگوں کو دیکھا کہ علما سے اور علم سے بُعد ہوتا جا رہا ہے یہ چیز یقیناً انتہائی قابل افسوس ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہاں تک فرماتے ہیں کہ علم ظاہر کا منکر واجب القتل ہے۔

((وَمَنْ لَمْ يَرْحَظِي مِنْهُ شَيْئًا بِذَوْقٍ فَلَيْسَ يَضْرِبُ حَقِيقَةَ النُّبُوَّةِ

وَ خَاصِیَّتِهَا))

''علم کے ساتھ ذوق نہیں ہوگا تو تم نبوت کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے''

بے عمل عالم گدھے کی مانند:

لیکن یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ علم ہو اور عمل نہ ہو تو اللہ نے فرمایا:

﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾

''وہ گدھے کی مانند ہیں جن کے اوپر بوجھ لادا ہوا ہے۔''

عمل ضروری ہے۔ اسی عمل کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے یہ مجالس کی جاتی ہیں ورنہ علم تو آپ حضرات کے پاس پہلے ہی بہت زیادہ ہے۔ وہ جذبہ کیسے پیدا ہو؟ وہ آگ کیسے لگے؟ ان مجالس سے وہ تیلی لگتی ہے، آگ لگ جاتی ہے، اندر بیقراری رہتی ہے۔ علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا۔ علم انسان کو بیقرار رکھتا ہے جب تک کہ انسان اس پر عمل نہ کر لے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علمائے یہود کے بارے میں فرمایا:

﴿لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ ''اگر وہ جانتے''

اس کا مطلب ہے ان کے علم کو اللہ نے علم ہی نہیں سمجھا، حالانکہ وہ کتاب تو بڑی پڑھتے تھے۔

﴿وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ﴾

اس لیے علم محض سے اوپر کفایت کر لینا یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات کہی، فرماتے ہیں:

علم رسمی سر بسر قیل است و قال
نے ازو کیفیتے حاصل نہ حال

علم چہ بود آں کہ رہ نمایدت
زنگ گمراہی ز دل بروایدت

علم وہ ہے جو دل سے گناہوں کے گند کو نکال دیتا ہے۔

ایں ہوسہا از سرت بیروں کند
خوف و خشیت در دلت افزوں کند

یہ علم وہ نور ہے جو تیرے سر سے دنیا کی ہوس کو نکال دے گا، اور اللہ کا خوف اور اللہ کی خشیت تیرے اندر بڑھا دے گا۔

تو ندانی جز یجوز و لا یجوز
خود ندانی کہ حوری یا عجوز

"تو نہیں جانتا کہ سوائے اس کے یہ جائز ہے یا ناجائز، تجھے نہیں پتہ کہ تو حور ہے یا بڑھیا ہے۔ کچھ نہیں پتہ۔"

بقول شاعر

علم نبود غیر علم عاشقی
ماقبی تلبیس ابلیس شقی

"وہ علم نہیں جس کے اندر عشق کا علم نہ ہو۔ جو عشق کے علاوہ علم ہے وہ تو ابلیس کی تلبیس ہے۔"

علم چوں بر دل زنی یارے بود
علم چوں بر تن زنی مارے بود

"جب علم دل میں اترتا ہے تو یار بن جاتا ہے، علم جب جسم پر رہتا ہے تو اس وقت یہ سانپ کی مانند ہوتا ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا وہ علم جس پر عمل نہ ہو وہ جہالت کی مانند ہے۔ ع

علمے کہ رہ حق نہ نماید جہالت است

تو اس عمل کے جذبے کو حاصل کرنے کے لیے علما کو محنت کرنی پڑتی ہے۔

علمائے کرام کے لیے رہنما ہدایات

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند ملفوظات ہیں جو اس عاجز نے اپنے اور آپ کے فائدے کے لیے منتخب کیے ہیں۔ یہ مجلس علما طلبا کی ہے، لہٰذا ہم اس میں کھل کر بات کر سکتے ہیں، حضرت کے ملفوظات پڑھ سکتے ہیں۔

○ اپنی غلطی تسلیم نہ کرنے کا مرض:

حضرت فرماتے ہیں کہ علما میں اپنی غلطی تسلیم نہ کرنے کا بڑا مرض ہے۔ اب یہ بات طبیب کامل کہہ رہے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے علم میں بھی، عمل میں بھی، تقویٰ میں بھی بڑا مقام دیا۔ جن کو مجدد ملت کہا گیا ہے، ان کی تشخیص ہے کہ علما میں اپنی غلطی تسلیم نہ کرنے کا مرض ہوتا ہے۔ کیونکہ منطق پڑھتے ہیں لہٰذا دلیلیں تو دے دیتے ہیں، جب بندے کو دلیلیں آتی ہوں تو دلیلوں کا کیا؟ جس چیز کی چاہو دلیل بنا لو۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا اپنا زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے کہ میلا لگا ہوا تھا، میں دیکھنے گیا، واپسی پر کسی بزرگ عالم نے مجھے پکڑ لیا، کہنے لگے کہ تو کیوں میلے میں گیا تھا؟ میں نے آگے سے جواب دیا کہ حضرت جو بندہ اس نیت سے جائے کہ میں عالم بنوں گا تو مجھے پتہ ہونا چاہیے کہ میلے میں کیا ہوتا ہے تاکہ جائز ناجائز کے بارے میں بتا سکوں تو اس نیت سے جانا جائز ہوگا۔ تو عوام گناہ کریں گے اپنے آپ کو مجرم سمجھتے ہوئے اور عالم گناہ کرے گا اس کو جائز بنا کے۔ Logic (دلیل) نکال لیں

سکے۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک صاحب سے بات ہونے لگی، اس عاجز نے ان کو ترغیب دی کہ نگاہوں کی حفاظت کرنی چاہیے تو آگے سے جواب دینے لگے: حضرت! وہ شریعت کا حکم ہے نا کہ کسی کو نکاح کی نیت سے دیکھا جا سکتا ہے، لہٰذا میں راستے میں گزرتے ہوئے نکاح کی نیت سے دیکھتا ہوں۔ میں نے آگے سے کہا کہ اچھا اگر وہ کسی کی بیوی ہو تو، گلی میں چلنے والی کا کیا پتہ کسی کی بیوی آ رہی ہو تو اس سے نکاح ہو سکتا ہے؟ شیطان ایسا چکر چلاتا ہے کہ انسان گناہ کو جائز بنا کے کر رہا ہوتا ہے۔

تو اصلاح کی پہلی بات یہ کہ اپنی غلطی تسلیم کرنے کی عادت ہونی چاہیے کہ جہاں محسوس کرے کہ میری رائے ٹھیک نہیں تھی، میرا خیال ٹھیک نہیں تھا تو تسلیم کرنے میں کیا حرج ہے؟ غلطی کو تسلیم کرنا آدم کی نسبت ہے اور تسلیم نہ کرنا شیطان کی نسبت ہے۔ اور اگر ہم تسلیم نہیں کرتے تو ہمارے اندر ضرور شیطانیت کا اثر موجود ہے۔ آج جب بات کر دیتے ہیں تو پھر زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد۔ زمین ہلتی ہے تو ہل جائے گل محمد نہیں ہلے گا۔ مگر سب میں یہ بات ضروری نہیں لوگوں میں تقویٰ والے، نیکی والے، بلندیوں والے، ایسے حضرات بھی موجود ہیں۔ پانچوں انگلیاں تو برابر نہیں ہوتی لیکن بات اس لیے کر دی گئی کہ ایک بات جو دیکھنے میں آتی ہے بعض علما اور طلبا میں تو اس لیے عمومی بات کر دی۔

○ اپنے اخلاص کا امتحان کرتے رہیں:

دوسری بات فرمائی کہ علما کو اپنے اخلاص کا خود امتحان لیتے رہنا چاہیے کہ ہم اخلاص سے کام کر رہے ہیں یا ریاکاری کر رہے ہیں، یا مخلوق کی رضا کے لیے، کس کے لیے کر رہے ہیں۔ تو بندے کو پتہ تو چل جاتا ہے کہ کس کے لیے کر رہا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

مثال کے طور پر ایک مدرسے سے فراغت ہوئی اور دوسرے مدرسے چلے گئے، گئے تو اس لیے کہ وہاں تنخواہ زیادہ ہے مگر پہلے مدرسے کے تمام عیوب اور باتیں اب لوگوں کے سامنے کرتے پھریں گے۔ تو اخلاص کیسا بھئی! آپ اگر دوسرے مدرسے میں جا رہے ہیں تو آپ بتا دیں کہ یہاں میری ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں وہاں پوری ہوتی ہیں۔ نہیں جس مدرسے میں جائیں گے ایک محاذ قائم ہو جائے گا۔ اس کے اساتذہ پر تنقید، اس کے طلبا پر تنقید، ان کی نظم پہ تنقید، ہر چیز بری ہو گئی۔ اب وہ دارالعلوم نظر نہیں آتا، کہیں گے جی وہ تو دار علم ہے۔ دار بلغت فارسی۔ فارسی میں دار کا معنی ہے پھانسی۔ علم کا پھانسی گھر ہے۔ جب تک یہاں تھے دارالعلم تھا اور جب ہٹے اب دار علم بن گیا۔ تو اخلاص کا امتحان لینا چاہیے۔ اگر کسی شخص سے الگ ہو گئے تو اب مخالف ہو گئے، بھئی! اللہ نے جتنا چاہا آپ نے فائدہ اٹھایا۔ اب آپ اگر کسی دوسرے کے ساتھ محبت زیادہ محسوس کرتے ہیں تو یہ فرض ہے کہ پہلے کے نقائص بیان کریں۔ پہلے پر تنقید انسان ہمیشہ اپنی نفسانیت کی وجہ سے کرتا ہے، جہاں اخلاص ہوتا ہے وہ دوسرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور پہلے کے بارے میں دعا کرتے ہیں۔

تو دوسری بات کہ علما کو اپنے اخلاص کا خود امتحان لیتے رہنا چاہیے۔

○ سب سے یکساں تعلق رکھیں:

اور تیسری بات یہ کہ علما کو چاہیے کہ ان کا سب کے ساتھ یکساں تعلق ہو۔ یہ جو ہوتا ہے نا پارٹیاں بن جانا، لوگوں میں گروہ بن جانا، علما کو ان کے ساتھ شامل نہیں ہونا چاہیے۔ حتیٰ کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علما اور فقہا کو عدالت میں شہادت بھی نہیں دینی چاہیے، اس لیے کہ ایک خوش ہوگا تو دوسرا ناراض ہوگا۔ اس لیے سب کے ساتھ یکساں تعلق ہونا چاہیے کیونکہ یہ سب کے رہنما ہیں، مسجد کے آدھے نمازیوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

امام نہیں ہیں، سب نمازیوں کے امام ہیں۔

○ عوام کے تابع بن کر نہ رہیں:

اور علما کو چاہیے کہ عوام کے تابع بن کر نہ رہیں۔ اور واقعی ہم نے یہ مرض آج کے زمانے میں بہت دیکھا، ماشاء اللہ! کسی ملک کے صدر کو گالیاں نکلوا لو نکال دیں گے مگر مسجد کے صدر کی جوتیاں اٹھائیں گے۔ اس لیے کہ تنخواہ وہ دیتا ہے، مسجد کا صدر ہے نا۔ وہ عوام میں سے ہوتا ہے مگر اس کا اکرام ہوتا ہے۔ اس کی ہر بات کی تعمیل ہوتی ہے تو علم کی شان یہ نہیں ہے کہ علما عوام کے تابع بن کر رہیں۔

○ اہلِ دنیا سے مستغنی رہیں:

اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جو علما اہلِ دنیا سے مستغنی ہو جاتے ہیں، اللہ غیب سے ان کی مدد فرماتا ہے۔ دین کے معاملے میں کھری بات کرتے ہیں تو ان کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ ہاں اگر کبھی دنیادار لوگ آئیں تو ان کی قدر کرنی چاہیے کیوں؟

((نِعْمَ الْاَمِيْرُ عَلٰى بَابِ الْفَقِيْرِ))

جو امیر تھا اپنے گھر میں تھا، جب وہ چل کر ایک عالم کے پاس آ گیا تو وہ نعم الامیر بن گیا۔ لہٰذا دنیادار اگر آئیں تو ان کا اکرام کریں، ویسے بھی حدیث پاک ہے:

((وَاِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ الْقَوْمِ فَاَكْرِمُوْهُ))

''اور جب تمہارے پاس قوم کے کریم آئیں تو اس کا اکرام کرو''

غیر مقصود کے پیچھے نہ پڑیں:

اور غیر مقصود کے درپے نہیں ہونا چاہیے، علما کا مقصدِ زندگی علم اور اس کی حفاظت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ علم کے علاوہ جو ادھر ادھر کے معاملات ہیں وہ مقصود نہیں ہیں، ان کے درپے نہیں ہونا چاہیے۔ اس کی مثال تو ایسے ہے کہ گھر میں نوکر کی خدمت کام آتی ہے، اس کا فیشن کام نہیں آتا، اگر وہ کام نہ کرے اور روز کپڑے ایک سے ایک پہن کر آئے تو اس کو کوئی نوکری پر رکھے گا؟ تو علما کا علم اور علم کی خدمت یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

○ نظافت کا اہتمام رکھنا چاہیے:

تاہم علما کو نظافت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلنَّظَافَۃُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ))

((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ))

تو دین میں پاکی اور صفائی کو پسند فرمایا، اندر کی ہو یا باہر کی، دونوں کو پسند کیا۔ لہٰذا علما کو طبعاً صفائی پسند ہونا چاہیے۔ اب صفائی سے مراد یہ نہیں کہ استری کا ٹف کا خیال رہتا ہو۔ نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے پسینے کی بدبو نہیں آنی چاہیے۔ کپڑے میلے تو نہیں ہونے چاہئیں کہ اپنے کپڑوں پر ہی داغ نظر آئیں۔ حدیث پاک میں ہے کپڑا صاف ہوتا ہے اللہ کا ذکر کرتا ہے، جب کپڑا میلا ہو جاتا ہے تو ذکر کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ تو طبعاً صفائی پسند ہونا چاہیے۔

اکثر یہ دیکھا ہے کہ ہم ایسی غذائیں کھاتے ہیں کہ دانتوں میں جم جاتی ہیں اور فقط مسواک سے دانت صاف نہیں ہوتے۔ تو بھائی مسواک تو کریں سنت کی نیت سے لیکن اگر آپ کریمیں اور یہ چیزیں کھاتی ہیں تو پھر برش بھی کر لیں تاکہ منہ سے بدبو تو نہ آئے۔ کتنی عجیب بات ہوتی ہے کہ انسان اتنے بڑے منصب پہ فائز ہو اور منہ سے بو آرہی ہو۔ اس لیے انسان کو صفائی پسند ہونا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

○ فضلِ عظیم کی حفاظت کرنی چاہیے:

تحصیلِ علم کے بعد ایک نعمت ملتی ہے جس کو کہتے ہیں فضل۔ تو اس فضل عظیم کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے حبیب ﷺ

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾

جب علم ملا تو علم کے ساتھ وہ فضل عظیم بھی ملتا ہے۔ اس کی حفاظت کیسے ہوگی؟ علم کو تازہ رکھنا چاہیے۔ علم کو تازہ رکھنے کی سب سے بہترین صورت تو تدریس ہے یا تو کل وقتی ہی پڑھالیں اور اگر اور تقاضے ہیں تو جز وقتی پڑھالیں، مگر تعلیم تعلّم کے ساتھ رشتہ تو جڑا رہنا چاہیے۔ اگر طلبا کے مدارس میں ان کو نہیں پڑھا سکتے تو چلو محلے کے نوجوان انگریزی پڑھوں کو پڑھالیں تا کہ علم کے ساتھ ایک رشتہ جڑا رہے۔ تو تدریس سب سے اعلیٰ اور اگر یہ صورت نہیں بن رہی، تو وعظ ہی سہی۔ صبح کو درس دے دیا، شام کو درس دے دیا، صبح کو تفسیر شام کو حدیث تو بھی انسان مطالعہ کرتا رہتا ہے۔ اور اگر یہ بھی صورت نہ بنے تو آخری اور سب سے کم درجے کی صورت ہے کہ کتابوں کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے، اس سے بھی علم تازہ رہتا ہے۔ تو تینوں میں سے کوئی نہ کوئی ایک صورت ضرور اختیار کرنی چاہیے۔

○ تمام شبہات کا جواب دینا ضروری نہیں:

ایک نکتہ کی بات: علما کو عوام الناس کے تمام شبہات کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ آج کے دور میں کچھ نوجوان سائنس کے مسئلے لے کر آ جاتے ہیں۔ تو بھئی قرآن پاک میں سائنس کو تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مرض کی تشخیص کریں کہ اس بندے کے اندر مرض کیا ہے؟ اس کو جڑ سے اکھاڑ دیں تو علاج ہو جائے گا۔ مثال

www.besturdubooks.wordpress.com

کے طور پر شکوک وشبہات کی جڑ کیا ہے؟ اللہ کی محبت میں کمی۔ جب محبت موٹی ہوتی ہے تو عیب پتلے ہوتے ہیں، محبت پتلی ہوتی ہے تو عیب موٹے ہوتے ہیں۔ اللہ کی محبت موٹی ہوگی تو شکوک پتلے ہو جائیں گے بلکہ ختم ہی ہو جائیں گے۔ اور اگر محبت پتلی ہوگی تو شکوک موٹے ہو جائیں گے۔ لہٰذا اگر کوئی بندہ ایسا آیا جس کو دین میں شکوک وشبہات کا مسئلہ ہے تو تشخیص یہ ہے کہ اس کے اندر محبت الٰہی کی کمی ہے۔ تو جواب دینے کی بجائے اہل محبت کی مجالس میں اس کو بھیج دیجیے، مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال
بات مشکل حل شود بے قیل و قال

مجھے کئی علما کہتے تھے کہ میں آپ کے حضرت سے ملوں گا تو تصوف کے کچھ سوال پوچھوں گا، میں کہتا کہ ضرور پوچھنا، جب وہاں جاتے تھے تو زبان کو تالا لگ جاتا تھا۔ تو مرض کی تشخیص کرنی چاہیے، ہر شبہ کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ اور پھر عوام کے ٹرینڈ کو دیکھتے ہوئے قرآن مجید سے سائنس نکال نکال کے پیش کرنا، جیسے ڈاکٹر حضرات کرتے ہیں تو یہ بھی درست نہیں۔

زعشق نا تمام ما جمال یار مستغنی است
باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا

جو خوبصورت ہوتا ہے اس کو میک اپ کی پھر کیا ضرورت ہوتی ہے؟ یہ شریعت خوبصورت ہے، کیا ضرورت ہے کہ اس سے سائنس کو ثابت کرتے پھریں۔

○ ذاتی عوارض کی بنا پر امر بالمعروف سے نہ رکیں:

پھر کئی مرتبہ ایک اور بھی الجھن ہوتی ہے کہ ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ میں تو فلاں

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ کرتا ہوں میں لوگوں کو درس کیسے دوں؟ چنانچہ بیرون ملک میں ہمیں یہ مسئلہ بہت پیش آیا۔ ہمارے کئی طلبا جو اپنے ملک میں پڑھ کر گئے ان کو کہا کہ بھائی درس شروع کرو، پڑھانا شروع کرو۔ تو یہی جواب کہ جی ہمارے تو اپنے اندر عمل نہیں ہے، نگاہ میں احتیاط نہیں، کھانے پینے میں ادھر اُدھر کے کھانے بھی سب کھا لیتے ہیں، ہم کیا کسی کو کہیں۔ یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکا ہے اور پھر شیطان ذہن میں کیا بات ڈالتا ہے؟

﴿اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ﴾

''لوگوں کو تم نیکی کی ترغیب دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو''

لہٰذا علم پڑھنے کے باوجود سب دین کا کام ٹھپ، بھائی آیت میں امر بالمعروف کو کوئی نیکی سے مشروط تو نہیں کیا گیا کہ جو خود نیک ہوگا وہ امر بالمعروف کرے اور جو نہیں وہ نہیں کر سکتا، تو مشروط تو نہیں ہے۔ آپ خود یہ سوچیں ایک تو گناہ کے مرتکب ہوئے اور دوسرا امر بالمعروف کو چھوڑ کر ایک اور گناہ کے مرتکب ہو گئے۔ ایک کے مرتکب ہوئے ہیں تو دوسرا تو ٹھیک کر لیں نا کیا پتہ کہ امر بالمعروف کی برکت سے اللہ اس کی بھی توفیق عطا فرما دیں۔

چنانچہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے اندر کوئی خاص بیماری محسوس کرتا تو میں اسی کے اوپر وعظ کیا کرتا تھا تو وعظ کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا فرما دیتے تھے۔ بھئی! سننے والوں کے کان دور ہوتے ہیں اور کہنے والے کے کان منہ کے نزدیک، یہ نیت کر لو کہ اے اللہ! میں بات تو دین کی کر رہا ہوں اب جو کان سب سے قریب ہے اس کو سب سے پہلے توفیق عطا فرما دے۔

○ تحریر و تقریر میں مہارت ہونی چاہیے:

علما کو تحریر اور تقریر دونوں میں مہارت ہونی چاہیے۔ کئی مرتبہ شیطان ذہن میں ڈالتا ہے کہ یہ تو ریاکاری ہے۔ نہیں! آپ دین کی بات پہنچا رہے ہیں، سلیقے سے طریقے سے لوگوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھ کر اگر بات کریں گے تو اس کا اثر ہوگا۔

﴿كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ﴾

''لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کرو''

تاہم تحریر کا نفع خواص کو اور تقریر کا نفع عوام اور خواص دونوں کو ہوتا ہے۔ تو ہم دونوں طریقوں سے دین کی خدمت کریں، تحریر سے بھی اور تقریر سے بھی۔ مگر سمجھنے کی بات ہے آج کل علما تقریر کرتے ہیں عوام کو خوش کرنے کے لیے اور مشائخ ملفوظات بیان کرتے ہیں اپنی بزرگی کو ثابت کرنے کے لیے، یہ سراسر نفس پرستی ہے۔

○ مال پر رال نہیں ٹپکانی چاہیے:

ایک اور بات پھر علما کو مال کے اوپر رال نہیں ٹپکانی چاہیے، آج کل دنیا داروں کا یہی حال ہے۔

﴿يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾

(قصص:۷۹)

''کاش کہ میرے پاس اتنا ہوتا جتنا قارون کے پاس تھا، بے شک وہ تو بڑا ہی نصیب والا ہے''

تو اس وقت کے علما نے کیا کہا تھا؟

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ﴾ (قصص:۸۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور علم والوں نے کہا: ہائے تمہاری بربادی اللہ کا ثواب بہتر ہے"

آج کے دور میں بھی جو علم کا وارث ہوگا وہ یہی بات کرے گا: جو میرے نصیب میں ہے، اللہ مجھے پہنچا دے گا، میں مال کے پیچھے اپنے دین کو نہیں بیچوں گا۔ ہم نے دیکھا کہ علما مال کی وجہ سے ایسی مساجد میں امامت کرتے ہیں جو بدعقیدہ لوگوں کی ہوتی ہیں، بدعات ہورہی ہوتی ہیں اور خاموش ہوتے ہیں۔ کیا کریں جی ہمیں امامت جو وہاں ملی۔ تو ایسی جگہوں میں جہاں اتنے غلط کام ہوں کہ شاید دین سے ہی فارغ ہوں وہاں جا کر ان کے امام بنتے ہیں، مال کی خاطر۔

ہمیں ایک صاحب ملے، بچپن میں اپنی مسجد میں سے کسی میں ان کے پیچھے نماز پڑھی تھی، بیس سال کے بعد ملے، پتہ چلا کہ اب محرم کی مجالس پڑھتے ہیں، آواز اچھی تھی۔ کہنے لگے: جی میں کیا کروں، وہ مجھے ایک رات کے ایک لاکھ روپے دیتے ہیں۔ اتنے پیسے مجھے سارے سال میں کوئی مسجد والا نہیں دیتا، کیا کروں؟ مال پر دال ٹپکا دی اور دین کے اندر خلل ڈال دیا۔ یہ علما کا منصب نہیں ہے۔ جو مقدر ہے اللہ دے دیں گے۔ اس لیے ہمارے مشائخ ضروریات کے لیے ترغیب بھی دے دیتے تھے، اطلاع بھی دے دیتے تھے، پیچھے نہیں پھرتے تھے۔ تو ترغیب دینا انفاق فی سبیل اللہ کے لیے اور اطلاع پہنچا دینا کہ یہاں ضرورت ہے، یہ سنت ہے۔ ترغیب دینا اور ضرورت کا اظہار کرنا، یہ سنت ہے اور دنیا داروں کے پیچھے پھرنا یہ حرام ہے۔ اس کی اجازت نہیں ہے، علم کے اپنے مقام کا خیال ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو فرماتے ہیں۔

﴿أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾

آیت پڑھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

○ علما کافر بناتے نہیں، بتاتے ہیں:

اور آج عوام الناس کو یہ غلطی لگ گئی، جی علما تو عوام کو کافر بناتے ہیں۔ بھائی اپنی غلط فہمی کا ازالہ کر لیں کہ علما عوام کو کافر بناتے نہیں کافر بتاتے ہیں۔ کوئی کفر کی بات کرے گا یا کلمہ کہے گا تو وہ بتا دیں گے کہ کفر کی بات ہے۔ تو بناتے نہیں بتاتے ہیں۔ تو بتانا تو جرم نہیں ہے۔ منہ پر کالک لگی ہوئی ہو کوئی کہے کہ جی کالک لگی ہوئی ہے تو وہ دشمن نہیں وہ تو دوست ہے، اگر نہ بتاتا تو کالک لگی رہتی۔ اسی طرح اگر ہم کفر یہ عمل کریں گے یا کفر یہ بات کریں گے تو بتانے والا ہمارا دوست ہوگا وہ دشمن نہیں ہوگا۔ علما کافر بناتے نہیں کافر بتاتے ہیں۔

○ علما کو سلوک میں مجاہدہ کم کرنا پڑتا ہے:

ایک بات اور کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ علما کو سلوک سیکھنے میں مجاہدہ کم کرنا پڑتا ہے۔ وہ کیوں؟ گیلی لکڑی کا جلانا مشکل خشک لکڑی کو جلانا آسان، وہ فوراً آگ پکڑ لیتی ہے۔ تو یہ طلبا علم حاصل کرنے کے لیے جو مجاہدہ کرتے ہیں تو یہ خشک لکڑی بن چکے ہوتے ہیں۔ اب کسی صاحب دل کی مجلس میں آ گئیں، بس تیلی لگانے والی بات ہوگی۔ ہمارے مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ کوئی عالم اگر مجھے چالیس دن دے دے، تو چالیس دن میں اس کے دل کے اندر نسبت کا نور پیدا ہو جائے گا۔ اور حدیث پاک سے دلیل دیتے تھے جس میں فرمایا گیا کہ جو انسان چالیس دن پورے اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے اس کے دل میں حکمت کے چشمے پھوٹ جاتے ہیں، اس حدیث پاک سے دلیل دیا کرتے تھے۔ يَنَابِيعُ الْحِكْمَة حکمت کے چشمے پھوٹتے ہیں، حضرت اس حدیث پاک سے دلیل لیا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نیت اگر ہو اور اخلاص کے ساتھ انسان اگر اپنے آپ کو پیش کر دے، چالیس دن ہمارے اکابر کے لیے بہت ہوتے ہیں۔

○ مضامین کو آسان بنا کر پیش کریں:

تعلیم تعلم کے دوران درس دیتے ہوئے مضامین کو آسان بنا کر پیش کریں، بلکہ ذہن میں یہ بات ڈالنا ہے طلبا سمجھیں گے اس کو اتنا علم ہی نہیں۔ تو ایسی سخت اصطلاحات استعمال کریں گے کہ بات طلبا کے سر سے گزر جائے گی اور وہ کہیں گے کہ جی بڑا علم ہے ہمارے استاد کے پاس۔ تو مضامین کو آسان بنا کر پیش کریں، جب طلبا سمجھ لیں گے تو استاد کی اہمیت خود بخود دل میں آئے گی۔

○ مدارس میں اصلاحی بیانات کرواتے رہیں:

اور اگر مدارس چلا رہے ہیں تو مدرسے میں اصلاحی بیانات معمول کے حساب سے کروانے چاہئیں۔ بعض مدارس میں تو عصر کے بعد مشائخ کے ملفوظات کی مجلس ہوتی ہے یہ بھی ٹھیک ہے۔ وگرنہ اصلاحی بیانات ہوتے رہنے چاہئیں۔

﴿ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (ذٰریٰت:۵۵)

”نصیحت کیجیے، نصیحت سے ایمان والوں کو فائدہ ہوتا ہے۔“

اس سے طبیعت کے اندر نیکی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ ہم نے ایک مرتبہ طالبات کے مدرسے میں کہا کہ جو طالبات باقاعدگی کے ساتھ نو نمازیں پڑھیں گی، پانچ نمازیں فرض اور چھٹی اشراق، ساتویں چاشت، آٹھویں اوابین اور نویں تہجد، تو اس کو ہم انعام دیں گے۔ اتنی سی بات کرنے پر سال کے آخر میں لکھ کر دیا گیا کہ مدرسے کی بتیس طالبات نے انعام حاصل کیا۔ معلمات نے اس کا ریکارڈ رکھا، الحمد للہ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

مدرسہ کے اندر بتیس بچیاں ایسی نکلیں جنہوں نے پورے سال میں نو نمازوں میں سے ایک نماز بھی قضا نہیں کی۔ چنانچہ جو اللہ کی محبت کے طلب گار ہوتے ہیں وہ تہجد کا اہتمام تو اس طرح کرتے ہیں جس طرح عوام الناس فرض نماز کا اہتمام کرتے ہیں۔ تو اصلاحی بیانات سے فائدہ ہو جاتا ہے۔

○ اپنے اوپر سخت دوسروں پر نرم:

ایک اصول کی بات کہ عالم کو اپنے اوپر سخت ہونا چاہیے اور دوسروں کے اوپر نرم ہونا چاہیے۔ نفس اس کے خلاف سکھاتا ہے، نفس کہتا ہے کہ دوسروں پہ سخت اور اپنے اوپر نرم۔

○ علم کی نعمت پر اللہ کا احسان ماننا چاہیے:

یہ اللہ کا احسان ماننا چاہیے کہ پیاس نے علم کا نور عطا فرمایا۔

رَضِينَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِينَا
لَنَا عِلْمٌ وَ لِلْجُهَّالِ مَالٌ
فَإِنَّ الْمَالَ يَفْنِي عَنْ قَرِيْبٍ
وَ إِنَّ الْعِلْمَ يَبْقٰى لَا يَزَالُ

آج کے دنیا دار لوگ اگر اس علم کی اہمیت نہیں مانتے تو پھر کیا ہے، ہم نے تو وہاں پیش ہونا ہے جہاں پروردگار علم کی اہمیت کو جانتا ہے۔

ایک طالب علم تھا مدرسہ پڑھنے کے لیے آیا کسی انگریزی دان سے اس کی ملاقات ہوگئی تو اس نے کہا: کیا ملاں بن رہے ہو کسی نے تمہیں نوکری بھی نہیں دینی تو وہ بیچارہ گھر بیٹھ گیا۔ استاد سمجھدار تھے، انہوں نے پتہ کروایا کہ طالب علم آ کیوں نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا؟ تو طالب علم نے حالات بتا دیے کہ میری تو اس بندے نے حوصلہ شکنی کی ہے کر دیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تو ملنے تو آ، تو طالب علم ملنے کے لیے آ گیا۔ انہوں نے اس طالب علم کو ایک پتھر دیا اور کہا کہ جاؤ وہ جو سبزی کی دکان ہے وہاں سے سبزی لے کر آؤ۔ عورت سبزی کی دکان چلاتی تھی، طالب علم نے سبزی مانگی کہ اتنے کلو گاجریں دے دو۔ اس نے کہا: پیسے؟ اس نے کہا: یہ پتھر ہے۔ اس نے پتھر دیکھ کر کہا کہ پیسے دو ورنہ دو کلو گاجریں ادھر ہی رکھ جاؤ۔ اس نے واپس آ کر کہا: استاد جی اس عورت نے بڑا غصہ کیا اور اس پتھر کے بدلے دو کلو گاجریں بھی نہ دیں۔ انہوں نے کہا: اچھا فلاں پنساری والے کے پاس جاؤ، پنساری والے کے پاس لے کر گیا اس نے کہا: بھائی میں اس پتھر کے بدلے ہزار روپے کا سامان دے دوں گا۔ شاگرد بڑا حیران ہوا، اچھا ہزار روپے کا! استاد کے پاس واپس آیا۔ استاد نے کہا: جیں، فلاں جیولر کے پاس جاؤ! اس جیولر کے پاس گیا، جی یہ پتھر میں نے دینا ہے، اس نے کہا: اس کے بدلے لاکھ روپے دوں گا تو شاگرد اور حیران ہوا۔ استاد کے پاس آ کر کہنے لگا: حضرت مجھے بات سمجھ نہیں آئی عورت نے تو ایک کلو گاجریں نہ دیں۔ پنساری والا ہزار روپیہ اور جیولر والا لاکھ روپیہ دینے پر آمادہ تھا۔ تو استاد نے کہا کہ یہ پتھر نہیں ہیرا ہے، سبزی والے کو اس کی کیا شناخت اور پنساری والے کو بھی تھوڑا پتہ تھا اور جیولر کو صحیح پتہ تھا۔ اس نے لاکھ روپے قیمت لگائی۔ تو علم کی قیمت وہی لگائے گا جو علم کی شان کو جانتا ہے۔ اب انگریزی خان بیچارے کو کیا پتہ دینی علم کی اہمیت کا۔

پھر تھوڑے دن گزرے تھے کہ بادشاہ وقت کو ایک مسئلہ پڑ گیا، اس نے بیوی کو کہہ دیا تھا کہ اگر تو چاند سے زیادہ خوبصورت نہیں تو تجھے طلاق۔ اب مسئلہ کا کسی کو پتہ نہیں کون فتویٰ دے؟ بادشاہ وقت نے اسی استاد کے پاس بندہ بھیجا۔ استاد نے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لڑکے کو بھیجا کہ یہ فتویٰ ہے اور یہ اس کا جواب ہے، یہ اس کو فتویٰ دے کر آؤ۔ یہ بادشاہ کے پاس گیا اس کو جا کر جواب دیا کہ تیری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی اس لیے کہ اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (التین:۴)

"تحقیق ہم نے انسان کو سب سے بہتر صورت پر پیدا کیا"

تو انسان چاند سے زیادہ خوبصورت ہے، اس نے جب مسئلہ بتایا تو بادشاہ نے اس کو انعام دیا، سواریاں بھی دیں اور لوگوں کو کہا کہ اس کو گھر پہنچا کے آؤ۔ شاگرد حیران کہ بادشاہ نے اتنا خزانے کا مال بھیجا!

تو بھائی دنیا دار لوگوں کے یہ جو کومنٹس (تبصرے) ہوتے ہیں ان پر کان ہی نہ دھرا کریں۔ کوئی کہے نا کہ ملاں بن رہے ہو مولوی بن رہے ہو، دل میں سوچا کریں کہ بیچارے کو قیمت کا کیا پتہ؟ اس کو کیا معلوم کہ علم کی شان کیا ہے؟ اس کی جہالت کے اوپر دل میں حیران ہوا کرے۔ تاہم اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا یہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے۔

○ تین انیلی کتابیں:

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تین کتابیں انیلی ہیں۔

ایک فرماتے تھے قرآن پاک۔

دوسرا فرماتے تھے بخاری شریف۔

اور تیسرا فرماتے تھے مثنوی شریف۔

تین کتابیں انیلی ہیں، کیا علوم و معارف اس کے اندر بھرے ہوئے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

○ علم میں کامل ہونا مشکل ہے:

لیکن عجیب بات ہے کہ علم میں کمال حاصل کرنے کے لیے انسان کو علم اور عمل دونوں کو جوڑنا پڑتا ہے، ہر بندہ کامل نہیں بنتا۔ چنانچہ ایک صاحب تھے سیبویہ استاد کے پاس بیٹھے حدیث پڑھ رہے تھے، تو حدیث مبارکہ تھی

﴿مَنْ قَاءَ فِيْ صَلٰوتِهٖ اَوْ رَعُفَ﴾

تو اس نے حدیث پاک میں رَعُفَ کے بجائے رُعِفَ پڑھا

تو جب مجہول پڑھا تو استاد نے کہا کہ یار وہ علیم احمد کے پاس جا کے کچھ دن پڑھ لیتے۔ وہ نحو کے امام تھے۔ تو سیبویہ وہاں سے اپنے استاد علیم احمد کے پاس گئے۔ پھر ساری زندگی صرف ونحو میں گزار دی، چونتیس سال کی عمر میں وہیں وفات ہوئی۔ امام الصرف والنحو کہلائے لیکن باقی علوم تو حاصل نہ کر پائے، ایک ہی لائن کے اندر کامل بنے۔

ابن تیمیہ کو دیکھو! کتنا اللہ نے علم عطا فرمایا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ منقولات کے کھلاڑی اور معقولات کے اناڑی تھے۔ منقولات حدیث کے علم میں علما نے کہا کہ ابن تیمیہ کہیں کہ میں نے حدیث نہیں سنی تو مان لو کہ وہ حدیث موضوع ہوگی۔ اللہ نے انہیں حدیث کا اتنا علم دیا۔ لیکن معقولات، تفقہ، فقاہت وہ تو نہیں تھی۔ فقاہت میں یہ حال تھا کہ آٹھ تراویح کا فتویٰ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم دین کو زیادہ جانتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے اندر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو بیس تراویح پڑھائیں اور کسی صحابی نے اس پر اعتراض ہی نہیں کیا۔ تو منقولات کے کھلاڑی اور معقولات کے اناڑی۔ کامل بننا کوئی آسان کام نہیں ہے کامل بننے کے لیے کاملین کی صحبت میں آنا پڑتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علمائے دیوبند کا کمالِ علم وعمل

ہمارے اکابر علمائے دیوبند کی شان یہ تھی کہ پہلے انہوں نے علم حاصل کیا اور پھر کاملین کی صحبت پائی تو اللہ نے پھر ان کو کمال عطا کیا، چنانچہ یہ مسندِ ارشاد پر بیٹھتے تھے تو وقت کے جنید اور بایزید نظر آتے تھے اور جب مسندِ حدیث پر بیٹھتے تھے تو وقت کے عسقلانی اور قسطلانی نظر آتے تھے، اللہ نے کامل بنایا۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ علمی:

اکابر علمائے دیوبند کے بارے میں ذرا سن لیجیے، بیٹا باپ کی بات کرکے خوش ہوتا ہے، طالب علم اپنے استاد کی بات کرکے خوش ہوتا ہے تو ہم اپنے استاد کی بات کیوں نہ کریں؟ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے شرح مسلم لکھی فتح الملہم کے نام سے، جن کے علم کا لوہا دنیا مانتی ہے، وہ اپنے استاد علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ عَلَامَةَ التَّقِيِّ النَّقِيِّ الَّذِيْ لَمْ تَرَى الْعُيُوْنُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَرَهُ مِثْلَهُ

''یعنی میں نے پوچھا اپنے استاد وعلامہ جو نقی بھی تھے اور تقی بھی تھے۔ وہ شخصیت کہ ان جیسے علم والا آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ اور ان کی آنکھوں نے بھی ان جیسا علم والا نہیں دیکھا۔''

وَلَوْ كَانَ فِيْ سَالِفِ زَمَانٍ لَكَانَ لَهُ شَانٌ فِيْ طَبَقَةِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَظِيْمٌ

''اگر پرانے وقتوں میں ہوتے تو علم کے طبقہ میں ان کی بڑی شان ہوتی۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

وَهُوَ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا الْأَنْوَرْ شَاهُ الْكَشْمِيْرِي

اور وہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

اب بتائیں کہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اگر یہ الفاظ کہتے ہیں تو ان کی علمیت کی کیا شان ہوگی؟

حضرت اقدس اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جب مجلس میں تشریف لاتے تھے تو مجھ پر ان کی علمی جلالت شان کی وجہ سے ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی شانِ علمی رحمۃ اللہ علیہ:

وہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ وہ ہمارے اکابر کے بارے میں لکھتے ہیں:

اِبْنُ نُجَيْمِ الْمِصْرِيُّ صَاحِبُ الْبَحْرِ الرَّائِقِ اَفْقَهُ عِنْدِيْ مِنَ الشَّامِيْ

"میری نظر میں ابن نجیم مصری صاحب البحرالرائق شامی سے زیادہ فقیہ تھے۔"

یہ بحرالرائق شرح ہے کنزالدقائق کی، مصر کے عالم ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کتاب لکھی۔ اس لیے جو تخصص فی الفقہ کے طلبا ہوتے ہیں وہ اس کتاب سے بڑا استفادہ کرتے ہیں۔ تو ان کے بارے میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شامی سے زیادہ فقیہ تھے۔

لِأَنَّ اَمَارَاتِ الْفِقْهِ طُلُوْعٌ مِنْهُ

"اس لیے کہ ان کے اندر فقہ کی شان چمکتی تھی"

علامات چمکتی تھی ان سے۔ تو ابن نجیم کے بارے میں کتنی بڑی بات کی اور پھر فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَكَذَالِكَ شَاه عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِي وَكَذَالِكَ شَيْخُ مَشَايِخِنَا رَشِيْدُ أَحْمَدَ گَنْگُوْهِيْ أَفْقَهُ عِنْدِيْ مِنَ الشَّامِي

یہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری نظر میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ فقیہ تھے۔

چنانچہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ضیاء القلوب کے اندر فرماتے ہیں جو مجھ سے تعلق رکھتے ہیں وہ مولوی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کو میری جگہ بلکہ مجھ سے اعلیٰ سمجھیں۔ یعنی استاد اپنے شاگرد کے بارے میں، پیر اپنے مرید کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ وہ ان کو مجھ سے بہتر سمجھیں اور ان کے وجود کو غنیمت سمجھیں۔ اب ایسے لوگ دنیا میں پیدا نہیں ہوتے۔

حاجی صاحب فرماتے تھے: جس طرح شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ہے، ایسے ہی مولوی قاسم میری زبان ہے۔ جو معارف میرے دل پر وارد ہوتے ہیں، اللہ ان کو مولوی قاسم کی زبان اور قلم سے ادا کروا دیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب مناظرہ شاہ جہان پور میں حصہ لیا تو تمام مذاہب باطلہ کا بطلان انہوں نے ثابت کر دیا اور اسلام کی حقانیت ثابت کر دی۔ جب حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کامیابی کا علم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ شاگردوں نے پوچھا کہ اس کامیابی پر آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں؟ کہا کہ ہاں لگتا ہے کہ اب ہمارا دوست ہم سے جدا ہو جائے گا، ان کو اللہ نے جس کام کے لیے پیدا کیا تھا کہ دنیا میں اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنا، انہوں نے دنیا میں اس کو ثابت کر دکھایا۔ اسی سال حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہو گئی۔ اللہ رب العزت نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی کو ایسی علمی شان عطا فرمائی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سائیں توکل شاہ انبالوی مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد نبوی میں مسند افتاء کے اوپر بیٹھے دیکھا ہے۔ ایسی فقاہت اللہ نے عطا فرمائی تھی۔ اور میاں عبد الرحیم ولایتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب الکشف بزرگ تھے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اس شخص کا قلم عرش الٰہی کو دیکھ کر چلتا ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شان:

چنانچہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف بڑا معروف تھا، صاحب کشف بزرگ تھے۔ اتنا کشف تھا کہ حضرت عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا بڑا علمی مقام تھا، موطا امام مالک پر انہوں نے حاشیہ لکھا، شرح وقایہ پر انہوں نے حاشیہ لکھا۔ وہ مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لیے آئے تو راستے میں قصر نماز پڑھنے میں کوئی غلطی کر لی تو مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے جب مصافحہ کیا تو فرمایا کہ اتنے بڑے عالم بنے پھرتے ہو اور تم نے راستے میں قصر نماز میں یہ غلطی کر لی، اور انہوں نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا۔ ایسا کشف اللہ نے عطا فرمایا تھا۔ صاحب تفسیر حقانی مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لیے آئے تو حضرت نے فرمایا کہ بتاؤ جمل اور ابل کا معنی کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اونٹ۔ تو حضرت نے فرمایا: دیکھو جمل کا معنی ہوتا ہے موٹا رسا اور ابل کا معنی ہوتا ہے بادل۔ کیونکہ مفسرین نے اس کا ترجمہ بادل بھی کیا۔

﴿اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ﴾ (الغاشیہ:۱۷)

مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور اکابرین علماء دیوبند میں سے تھے، ان کو اللہ تعالیٰ نے حدیث میں بڑا اعلیٰ مقام عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا تھا۔ انہوں نے بخاری شریف پر حاشیہ لکھا، جب ابھی لکھ رہے تھے تو مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ملنے کے لیے آئے تو حضرت نے فرمایا کہ مولانا حاشیہ میں فلاں جگہ پر کیا لکھا؟ دیکھا تو وہاں کتابت کی غلطی تھی۔ ایسا کشف اللہ نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا تھا۔

چنانچہ ایک مرتبہ ان کا خادم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لیے آیا تو رخصت ہوتے ہوئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے پیر کو کہنا کہ خلقِ محمدی کو اختیار کریں اور ضبط سے کام لیں، اس لیے کہ مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ آنے والے کو ڈانٹتے بہت تھے۔ جیسے لوگ کہتے ہیں نا بڑے جلالی ہیں تو طبیعت ذرا ان کی ایسی تھی۔ تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے خادم کو کہا کہ اپنے پیر کو کہنا کہ وہ خلقِ محمدی اختیار کریں اور ضبط سے کام لیں، وہ جب ملنے آئے تو مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اچھا تم ان سے مل کر آئے تو انہوں نے کہا کیا تھا؟ کشف ہو گیا۔ اس نے کہا کہ انہوں نے کہا تھا: "پیر سے کہنا کہ خلقِ محمدی اختیار کریں"۔ کہنے لگے کہ دراصل میرے پاس جو آتے ہیں یہ اصلاح کے لیے نہیں آتے یہ تو تعویذ گنڈے کے لیے آتے ہیں، اس لیے میں ان کی اصلاح کے لیے ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہوں۔ اور میں اس صاحبزادے جیسا ظرف کہاں سے لاؤں؟ یعنی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس صاحبزادے جیسا ظرف کہاں سے لاؤں، وہ سمندر کے سمندر پی کر بیٹھا ہے اور ڈکار بھی نہیں لیتا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شان کیا تھی؟

ہماری نظر میں وہ قطب الارشاد تھے۔ قطب الارشاد جو ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ دین کے ہر شعبے کا کام لیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا کی علمی خدمات:

اب ذرا سنیے! حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے چار خلفا تھے۔

ان میں سے پہلے خلیفہ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ تو اللہ نے ان سے دین کی دعوت کا کام لیا دنیا میں۔ یہ دعوت دین کا ایک شعبہ ہے۔

﴿وَيَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ﴾

اور دوسرا شعبہ تزکیہ۔ چنانچہ حضرت کے دوسرے خلیفہ شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تو اللہ نے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے تزکیہ کا کام لیا۔ شروع میں حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اپنی جماعتوں کو تزکیہ کے لیے رائے پور بھیجا کرتے تھے تو "ویزکیھم" کا کام بھی ان سے لیا۔

"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ"

یہ تیسرا شعبہ، کتاب کا علم سکھانا۔ تو ان کے خلیفہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ جن کے خلیفہ تھے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ آپ بتائیں اللہ نے ان سے "و یعلمھم الکتاب" کا کام لیا کہ نہیں لیا؟ آج دنیا کے اندر اگر قرآن پاک کے بعد کوئی کتاب زیادہ پڑھی جاتی ہے تو وہ فضائل اعمال کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فیض جاری فرما دیا۔

چوتھا شعبہ ہے:

وَالْحِكْمَةَ

حکمت سے اقامت دین کرنا۔ تو ان کے خلفاء میں ایک حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اب بتائیں اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے اقامت دین کا کام لیا کہ نہیں لیا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

تو حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قطب الارشاد تھے۔ اللہ رب العزت نے دین کے تمام شعبوں میں ان سے کام لیا۔ یہ لوگ کون تھے؟ علمائے دیوبند کے اکابر تھے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔ پھر دیکھیے! حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مجدد ملت، اللہ نے ان سے علم کا بھی کام لیا اور تزکیہ اور تصفیہ کا بھی۔ علم کے بارے میں دنیا میں دو ہزار کتابیں ان کے نام سے موجود ہیں۔ ایک آدمی نے فہرست بنائی تھی تو انہوں نے چھبیس سو کتابوں کی فہرست دی تھی۔ لیکن کتابوں سے اور کتابیں جب بن گئیں ان کو نکال دیں تو دو ہزار کتابیں انہوں نے لکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم کا کام لیا، اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے تزکیہ کا کام بھی لیا۔ اللہ کی شان دیکھیں! آج پاکستان میں اتنے بڑے بڑے مدارس ہیں، ان میں سے اکثر مدارس ان کے شاگردوں کے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ان کے خلیفہ تھے، انہوں نے دارالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ان کے خلیفہ، انہوں نے بنوری ٹاؤن کی بنیاد رکھی۔

یہاں پنجاب میں جامعہ اشرفیہ ان کے خلیفہ حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بنیاد رکھی۔

ملتان کے اندر خیر المدارس بڑا مدرسہ ہے، ان کے شاگرد تھے حضرت خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، انہوں نے اس کی بنیاد رکھی۔

یہ بڑے بڑے علم کے چشمے جو آج اس ملک میں ہیں تو یہ فیض کن کی وجہ سے پھیل رہا ہے، ان کی وجہ سے پھیل رہا ہے۔

پھر جو باقی کام تھا اللہ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے پورا کروا دیا۔ ایک طرف تو

www.besturdubooks.wordpress.com

فرنگی کو ملک سے نکالنے کی محنت کر رہے تھے، جلسوں میں تقاریر کیا کرتے تھے، دوسری طرف رات کے وقت مدرسہ میں آتے تھے اور بخاری شریف کا درس دیتے تھے۔ اور دیکھو! بڑے بڑے مدارس ان کے شاگردوں نے بنائے۔ چنانچہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم ہمارے سر کا سایہ، وفاق المدارس کے صدر، آج انہوں نے اتنا بڑا مدرسہ بنایا ہے، جامعہ فاروقیہ ہمارے اکابر کا پودا لگا ہوا ہے۔

پھر آگے دیکھیے! پنجاب کے اندر جامعہ مدنیہ، حضرت مولانا محمد میاں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے ان کا قائم کردہ ہے۔ اور اگر سرحد میں دیکھو تو دارالعلوم حقانیہ ہے حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ یہ بھی ان کے خلیفہ تھے، ہمارے حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ سے بھی انہوں نے نسبت پائی۔

تربیتی مجالس کا مقصد:

تو معلوم ہوا کہ جتنا علم کا فیض آگے چلا یہ ان لوگوں سے چلا جنہوں نے علم بھی سیکھا اور مشائخ کی صحبت میں بھی رہے جہاں انہوں نے عمل کرنا بھی سیکھا۔ تو تربیتی مجالس کا مقصد یہی ہے کہ اس چیز کو ذہن میں ڈالا جائے کہ ہم نے علم تو حاصل کر لیا تحصیل علم کی منزل طے ہو گئی اب استعمالِ علم پر ہمیں قدم بڑھانے کی ضرورت ہے۔ تو علم کو استعمال بھی کریں اور تقویٰ کی زندگی اپنائیں تاکہ اللہ علم کا فیض جاری کرنے کے لیے ہمیں قبول فرمالے۔ اس میں محنت کرنی پڑتی ہے، یہ آسان کام نہیں ہے، جن لوگوں نے دین کا کام کیا۔ سبحان اللہ وقت کے مجدد بنے۔

علما کی نظر میں مجددین امت:

چنانچہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند میں وقت کے مجدد پیدا ہوئے ہیں۔ علما نے

www.besturdubooks.wordpress.com

لکھا ہے کہ مجدد ایک شخص بھی ہوسکتا ہے اور ایک جماعت بھی ہوسکتی ہے۔ اللہ ان سے تجدیدی کام لے لیتے ہیں۔

(۱) پہلی صدی ہجری میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پہلی صدی کے مجدد تھے۔

(۲) دوسری صدی میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ انہوں نے اصول فقہ ترتیب دی، فقہ کی تدوین فرمائی، تو یہ مجدد تھے۔

(۳) تیسری صدی کے مجدد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ۔ نے علم کلام کے اصول لکھے۔

(۴) چوتھی صدی میں قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر میں آپ ان کا نام اکثر پڑھیں گے۔

(۵) پانچویں صدی میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف کے امام۔

(۶) چھٹی صدی میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ۔ فلسفہ کے امام۔

(۷) ساتویں صدی میں حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ۔ بڑے رجال الحدیث میں سے تھے۔

(۸) آٹھویں صدی میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ، زین الدین عراقی۔ حدیث کے رجال۔

(۹) نویں صدی میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ نے ان کو حدیث اور تفسیر دونوں کا علم دیا جلالین میں ان کا حصہ۔

(۱۰) دسویں صدی میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ۔ انہوں نے جمع الاکبر لکھی، مرقاۃ لکھی شرح مشکوٰۃ اور جمع الوسائل۔ شمائل ترمذی کے اوپر ایک کتاب عجیب لکھی۔

(۱۱) گیارہویں صدی میں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ انہوں نے دین اکبری

www.besturdubooks.wordpress.com

کی جڑیں کاٹ کے رکھ دیں، سنت کا اجرا فرما دیا۔

(۱۲) بارہویں صدی میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ شاہ ولی اللہ برصغیر کے وہ بزرگ ہیں جن کو جامع الاسانید کہا جاتا ہے۔ جتنی بھی سندیں ہیں علمائے دیوبند کی ہوں، بریلوی کی ہوں یا غیر مقلدین کی ہوں، عجیب بات ہے کہ سب جا کر وہاں رکتی ہیں، پھر ان سے آگے علامہ ابو صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہیں۔

(۱۳) تیرہویں صدی میں ہمارے سلسلہ عالیہ کے بزرگ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ یہ وہ بزرگ ہیں جو حضرت مولانا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور علامہ خالد کردی کے مرید علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

تجدیدی کام کیسے ہوا؟ اس زمانے میں مختلف علاقوں کے نواب ہوتے تھے، آپ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا کے نام پڑھ کر دیکھ لیجیے، ہر نواب کے ساتھ ان کے خلفا میں سے کوئی نا کوئی ایک خلیفہ موجود تھے جنہوں نے ان کی ریاست کے اندر دین کے احکام کا اجرا کیا ہوا تھا۔ تو نوابوں کو جو دین پر رکھا تھا وہ حضرت کے خلفا نے رکھا ہوا تھا۔ اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو تیرہویں صدی کا مجدد لکھا ہے۔

(۱۴) اور چودھویں صدی میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جن سے آج اس صدی میں اللہ نے اپنے دین کا کام لیا۔

تو ہمارے اکابر جبال العلم بھی تھے اور باطن کی نعمت کے حامل بھی تھے۔ اس لیے آج علمائے دیوبند کا فیض اللہ نے پوری دنیا کے اندر پھیلایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اقامت دین کے لیے ان بزرگوں سے کیسا کام لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی باکمال شخصیت:

چنانچہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، جن کو اسیر مالٹا کہتے ہیں۔ ان کی عبادت ان کی تواضع ان کی تدریس اور ان کی اقامت دین کی کوششیں ہر چیز عجیب ہے۔

ایک آدمی ملنے کے لیے آیا کہ جی میں نے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے ملنا ہے۔ کہا اندر آ جائیں تو ملاقات ہو جاتی ہے، خود ان کو ریسیو کیا، مہمان خانے میں بٹھایا، کھانا لے کر آئے، پانی دیا۔ اس نے کہا کہ جی شیخ الہند صاحب سے ملنا ہے۔ فرمایا: جی ملاقات ہو جاتی ہے، تھوڑا آرام کر لیجیے، لٹا دیا، پھر اس نے دیکھا تو وہی بھائی پاؤں دبانے بیٹھا ہے، سوچتا ہے یہ تو گھر کا خادم ہے، یہ مجھے ان کاموں میں مصروف کر رہا ہے، ملنے نہیں دے رہا۔ اس نے کہا: بھئی! آپ مجھے شیخ الہند سے ملاتے کیوں نہیں؟ جب مہمان کو کھانا کھلا دیا پاؤں دبا دیے تو فرمایا بھئی! اگر تو محمود الحسن سے ملنا ہے تو وہ میرا نام ہے، پتہ نہیں شیخ الہند صاحب کون ہیں؟ عاجزی کی انتہا دیکھیے۔

رمضان المبارک میں پوری رات تراویح میں گزارتے تھے۔ گھر کی عورتوں نے قاری صاحب کو پیغام بھجوایا کہ حضرت کی طبیعت کمزور ہے، کھاتے بھی کم ہیں، درمیان میں ایک دن کا وقفہ ہی دے دو۔ تو قاری صاحب نے بہانہ بنایا کہ حضرت! آج میں تھکا ہوا ہوں تراویح تو پڑھوں گا مگر رات بھر کا قیام نہیں کر سکوں گا۔ تو حضرت دوسرے کی تکلیف کا بڑا لحاظ رکھتے تھے، انہوں نے کہا: ہاں ہاں بالکل ٹھیک ہے، قاری صاحب آپ آرام کیجیے۔ جب تراویح پڑھ لی تو فرمایا کہ آپ میرے کمرے میں میرے بستر پہ جا کر سوئیں۔ زبردستی قاری صاحب کو اپنے بستر پر سلایا۔ قاری صاحب نے کہا کہ میں لیٹا، اندھیرا کر دیا، تھوڑی دیر بعد دیکھا تو کوئی میرے پاؤں دبا رہا ہے۔ اٹھ کر دیکھا تو میرے شیخ، میرے پیر، میرے استاد، شیخ الہند میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاؤں دبا رہے ہیں۔ حضرت! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ تو فرمایا: قاری صاحب آپ تھک گئے تھے، میں نے کہا کہ میں ذرا آپ کے پاؤں دبا دوں، آپ کی تھکاوٹ دور ہو جائے گی۔ اس نے کہا: حضرت پاؤں ہی دبانے ہیں تو چلیں میں آپ کو قیام میں نماز پڑھا دیتا ہوں۔ پوری رات پھر قیام کے اندر گزار دی۔ یہ عبادت، یہ علم، یہ تواضع، یہ تقویٰ تھا۔

اقامتِ دین کی کوششیں دیکھیے کہ جب وفات ہوئی تو غسل کرنے والے نے دیکھا کہ کمر کے اوپر زخموں کے نشان تھے۔ سمجھ نہ آئی کہ یہ کیا ہوا ہے؟ جب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو اس وقت اس نے ان سے کہا کہ گھر والوں کو بھی پتہ نہیں کہ یہ نشان کیسے ہیں، ہمیں بھی کسی کو نہیں پتہ یہ کس وجہ سے ہیں؟ کوئی بیماری تھی یا چوٹ لگی تھی یا کیا وجہ تھی؟ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ حضرت! کیا ہوا؟ فرمایا: میرے شیخ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ یہ راز ہے زندگی بھر کسی کے سامنے تم نہیں کہہ سکتے۔ تو میں نے زندگی بھر زبان نہیں کھولی، اب وہ دنیا سے چلے گئے ہیں، اب میں بتاتا ہوں جب ہم مالٹا میں تھے، کالے پانی میں تو فرنگیوں نے حضرت کو کہا کہ اگر تم ہماری حمایت کے دو لفظ کہہ دو تو ہم تمہاری اس قید کو ختم کر دیں گے اور اگر نہیں کہو گے تو ہم تمہیں اذیت ناک سزا دیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں میں نہیں کہہ سکتا۔ چنانچہ ان کو سزائیں دی گئیں حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا جب آگ کے انگاروں پر حضرت کو لٹایا گیا اور کہا گیا کہ یہ الفاظ کہیں، حضرت نے پھر بھی نہ کہے۔ انگریز کہتے تھے کہ دو لفظ کہنے پر ہم آپ کو آزاد کر دیں گے، حضرت جواب میں فرماتے تھے کہ تم میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہو میرے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔ اور پھر رات کو حضرت اپنے کمرے میں آتے تو تکلیف اتنی ہوتی تھی کہ لیٹ کر سو پاتے نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا تھا تب میں اور دوسرے جو احباب تھے ہم حضرت سے کہتے: حضرت! دین کے اندر حیلے کی بھی تو اجازت ہے، آخر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحیل لکھی ہے، تو آپ بھی کوئی ذو معنی لفظ کہہ دیں تا کہ یہ تکلیف ختم ہو جائے۔ حضرت نے یہ بات سنی، میری طرف دیکھ کر کہا: حسین احمد! کیا سمجھتے ہو میں تکلیف کی وجہ سے ان کی پسند کی کوئی بات کر دوں گا، ہرگز ایسا نہیں، میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلال کا... میں روحانی بیٹا ہوں حضرت خباب کا.... میں روحانی بیٹا ہوں امام مالک کا، امام اعظم کا، امام احمد بن حنبل کا..... میں روحانی بیٹا ہوں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا، آخری عمر میں جن کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے تھے..... میں روحانی بیٹا ہوں ان حضرات کا، یاد رکھنا یہ لوگ میرے جسم سے جان نکال سکتے ہیں یہ میرے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ایک اور بات سنائی کہ درمیان میں جب فرنگی نے دیکھا کہ یہ مانتا ہی نہیں تو اس نے پھانسی کا حکم جاری کر دیا۔ تو حضرت کے چہرے پر خوف اور آنسو رکتے ہی نہ تھے، بڑی عجیب ڈر کی کیفیت تھی۔ ہم نے دیکھا نہیں جاتا تھا کہ رو رہے ہیں اور خوف زدہ ہیں۔ ہم اپنے دلوں میں حیران ہوتے کہ پھانسی کا حکم ہے تو اچھا ہے جان چھوٹ جائے گی منزل مل جائے گی، مگر حضرت کیوں اتنا پریشان ہیں؟ کہتے لگے: ایک دن ہم سب شاگردوں نے مل کر کہا کہ حضرت! اگر پھانسی کا حکم ہوا تو کیا ہوا یہ آپ کو پھانسی دے دیں گے اس تکلیف سے تو نجات مل جائے گی اور دین کی خاطر قربانی دینے والوں میں آپ کا شمار ہو جائے گا۔ جب یہ بات کہی تو اس وقت شیخ الہند نے میری طرف دیکھا، فرمانے لگے: حسین احمد! میں پھانسی سے نہیں ڈر رہا، میں اللہ کی بے نیازی سے ڈر رہا ہوں۔ وہ پروردگار کبھی کبھی بندے کی جان بھی لے لیتا ہے اور اس کو قبول بھی نہیں کیا کرتا۔ مجھے یہ خوف دل میں ہے، اللہ بندے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جان بھی لے لیتا ہے اور کبھی قبول بھی نہیں کیا کرتا، مجھے اللہ کی شانِ بے نیازی سے ڈر لگتا ہے، یہ ہمارے اکابر تھے۔

کفر ناچا جن کے آگے بار بارتھی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پہ ناچ کرتا ہے سپنج
ان میں قاسم ہو کہ انور شاہ محمود الحسن
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند
((اُولٰئِكَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ))

یہ ہمارے اکابر تھے جن کی روحانی اولاد آج آپ کے ہاں بیٹھے ہیں ان اکابر کی زندگیوں کو سامنے رکھتے ہوئے آج ارادہ کر لیجیے کہ جو ہم نے سیکھا آج کے بعد ہم اس کو زندگی میں اپنائیں گے، سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک شریعت اور سنت کے مطابق اپنی زندگی کو بنائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، اور یہاں سے خالی نہ لوٹائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾ (انفال: ۳۴)

تقویٰ کا خصوصی اہتمام

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
تاریخ: 18 جولائی 2010ء بروز اتوار 5 شعبان ۱۴۳۱ھ
مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ
موقع: خصوصی تربیتی مجالس برائے علماء وطلباء (تیسری مجلس)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

تو تقویٰ سے دنیا کی زندگی میں بھی آسانیاں اور آخرت میں بھی آسانیاں۔ آج کسی بندے کو کہیں کہ میں تمہاری فلاں منسٹر سے کسی بڑے سے ملاقات کروا دیتا ہوں، کام آسان ہو جائیں گے تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سمائے گا۔ اب یہاں پروردگار عالم فرما رہے ہیں کہ تم یہ کام کر لو تو تمہارے کاموں کو بھی سنوار دوں گا۔ عجیب بات ہے کہ یہ بات ہمیں سمجھ کیوں نہیں آتی؟ تقویٰ بہترین زندگی گزارنے کا سب سے آسان ترین طریقہ ہے، اللہ نے اس کو اوجھل کر دیا ہے۔ ظاہر میں لگتا ہے کہ بہت کچھ چھوڑنا پڑے گا اور حقیقت میں جتنا چھوڑتے ہیں، پروردگار اس سے زیادہ لوٹاتا ہے۔ چھوڑتے ہم تھوڑا ہیں وہ پروردگار واپس زیادہ لوٹاتا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (البقرۃ:۲۶۱)

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کا خصوصی اہتمام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ (یونس:۶۲-۶۳)

وقال الله تعالیٰ فی مقام آخر:

﴿اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (انفال:۳۴)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

تقویٰ کے معانی:

تقویٰ کا لفظ اردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے، حدیث پاک میں بھی استعمال ہوا اور قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا۔ اس کا معنی ہے بچنا، حفاظت، پرہیزگاری۔

تقویٰ کی لغوی تحقیق:

یہ اصل میں باب افتعال کا اسم مصدر ہے اور اس کا مجرد ''وَقٰى يَقِيْ وِقَايَةً'' ہے۔ وقایہ کا معنی ہے بچانا اور حفاظت کرنا۔ واقی کا معنی ہے بچانے والا، جیسے قرآن

مجید میں استعمال ہو۔

﴿ فَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴾

عرب لوگوں میں مثل مشہور ہے:

"اَلْوِقَايَةُ خَيْرٌ مِّنَ الْعِلَاجِ"

"کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے"

سورۃ فاتحہ کا ایک نام سورۃ واقیہ ہے، بچانے والی۔ کیونکہ یہ شدائد، مصائب اور امراض سے بچاتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ جب کسی موقعہ پر جنگ تیز ہوتی تھی اور دشمن کا زور ہوتا تھا۔

اِتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

"جب جنگ شدید ہو جاتی تھی تو ہم اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کی اوٹ میں آ کر بچاتے تھے۔"

تقوای کی اصطلاحی تعریف:

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے شریعت میں تقویٰ کہتے ہیں:

"حِفْظُ النَّفْسِ عَمَّا يُؤْثِمُ وَ ذٰلِكَ بِتَرْكِ الْمَحْظُوْرِ وَ يَتِمُّ ذٰلِكَ بِتَرْكِ بَعْضِ الْمُبَاحَاتِ"

"اپنے نفس کو گناہوں سے بچانا اور یہ ممنوع چیزوں سے بچنے سے ہوتا ہے اور حرام سے بچنے کے لیے بعض اوقات مباحات کو بھی چھوڑنا پڑ جاتا ہے۔"

○ علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

"طاعت میں تقویٰ سے مراد اخلاص ہے اور معصیت میں تقویٰ سے مراد بچنا ہے۔"

○ یہ بھی کہا گیا:

الْمُحَافَظَةُ عَلَى آدَابِ الشَّرِيعَةِ وَمُجَانَبَةُ كُلِّ مَا يُبْعِدُ الْمَرْءَ عَنِ اللهِ تَعَالَى

"تقویٰ کہتے ہیں آداب شریعت کی حفاظت کرنا اور وہ چیز جو انسان کو اللہ سے دور کرتی ہے، اس سے بچنا ہے۔"

○ یہ بھی کہا گیا:

هِيَ تَرْكُ حُظُوظِ النَّفْسِ وَمُبَايَنَةُ الْهَوٰى

"یہ نفسانی لذات اور خواہشات کے تقاضوں کو چھوڑنا ہے۔"

○ یہ بھی کہا گیا:

هِيَ تَجَنُّبُ عَنْ كُلِّ مَا يُؤَثِّمُ مِنْ فِعْلٍ أَوْ تَرْكٍ

"یہ ہے بچنا ہر گناہ سے کسی بھی کام کے کرنے میں یا چھوڑنے میں"

○ مالک بن انس ؓ فرماتے ہیں کہ تقویٰ ہے:

رِضًى بِالْقَضَاءِ وَصَبْرٌ عَلَى الْبَلَاءِ وَشُكْرٌ عَلَى النَّعْمَاءِ

"قضا پر راضی رہنا، بلاء پر صبر کرنا، اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا"

تو آسان اس کی تفسیر یہ ہے کہ

"ہر وہ چیز جو بندے کو اللہ سے دور کر دے اس سے بچنے کا نام تقویٰ ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کے متعلق سلف صالحین کے اقوال

امت کے اکابرین نے اس کی تفسیر خوب اچھی طرح بتائی تاکہ ہر بندہ سمجھ لے کہ تقویٰ ہوتا کیا ہے؟

○ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلتَّقْوٰی هِیَ الْخَوْفُ مِنَ الْجَلِیْلِ وَ الْعَمَلُ بِالتَّنْزِیْلِ وَ الْقَنَاعَةُ بِالْقَلِیْلِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِیَوْمِ الرَّحِیْلِ

”یعنی اللہ رب العزت سے ڈرنا اور قرآن مجید کے مطابق اعمال کو اپنانا تھوڑے پر قناعت کر لینا اور موت کی تیاری کرنا۔“

○ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

اَصْلُ التَّقْوٰی اَنْ یَّجْعَلَ الْعَبْدُ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ مَا یَخَافُهٗ وَ یَحْذَرُهٗ وِقَایَةً تَقِیْهِ مِنْهُ

”کہ جو چیزیں انسان کو اللہ سے دور کر دیتی ہیں بندہ اپنے اور ان چیزوں کے درمیان ایک آڑ بنا لے، کرنا بھی چاہے تو نہ کر سکے۔“

○ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

مَا التَّقْوٰی؟ ”تقویٰ کیا ہے؟“

فرمایا:

اَمَا سَلَكْتَ طَرِیْقًا فِیْهِ شَوْكًا؟

”کیا کبھی ایسے راستے سے گزرے ہیں جس میں کانٹے ہوں؟“

قَالَ نَعَمْ ”کہا کہ ہاں“

www.besturdubooks.wordpress.com

فَقَالَ مَاذَا فَعَلْتَ؟ ”تو کیسے گزرا؟“

فرمایا:

اُشَمِّرُ عَنْ سَاقِي وَ أَنْظُرُ إِلَى مَوَاضِعِ قَدَمَيَّ وَ أُقَدِّمُ قَدَمًا وَ أُؤَخِّرُ أُخْرٰى مَخَافَةَ أَنْ تُصِيبَنِي شَوْكَةٌ

”جب میں گزرنے لگا تو میں نے اپنے تہبند کو چادر کو ذرا اوپر اٹھا لیا اور پھر جہاں قدم رکھتا تھا اس جگہ کو دیکھتا تھا، ایک قدم اٹھاتا تھا جہاں کانٹے نہیں ہوتے تھے اور دوسرا قدم ہٹاتا تھا جہاں کانٹے ہوجاتے تھے“

کانٹے والی جگہ بھی تو بچ کر گزرا، ڈر تھا کہ کوئی کانٹا چبھ جائے۔

وَ قَالَ أُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ: تِلْكَ التَّقْوٰى

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

○ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

إِنَّمَا سُمُّوا مُتَّقِيْنَ لِأَنَّهُمُ اتَّقَوْا مَا لَا يُتَّقٰى

”کہ متقیوں کو متقی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بچتے ہیں ان چیزوں سے جن سے عام لوگ نہیں بچتے۔“

○ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ متقی وہ ہے:

اَلْمُتَّقِيْ الَّذِيْ يَتَّقِي الشِّرْكَ وَالْكَبَائِرَ وَ الْفَوَاحِشَ

”جو شرک سے، کبائر سے، اور فواحش سے بچے وہ متقی ہوتا ہے۔“

○ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلتَّقْوٰى أَنْ لَّا يَرٰى (نَفْسَهٗ) خَيْرًا مِنْ أَحَدٍ

”تقویٰ یہ ہے کہ اپنے کو کسی سے بہتر نہ سمجھے“

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے آپ کو ہر ایک سے کم تر سمجھے۔

○ کسی بزرگ نے یہ بھی کہا:

اَلْمُتَّقِیْ مَنْ؟ اِذَا قَالَ قَالَ لِلّٰہِ، اِذَا سَکَتَ سَکَتَ لِلّٰہِ، وَاِذَا ذَکَرَ ذَکَرَ لِلّٰہِ تَعَالٰی

”متقی وہ ہوتا ہے کہ جب وہ بولے تو اللہ کے لیے بولے، چپ ہو تو اللہ کے لیے چپ ہو، اگر وہ ذکر کرے تو اللہ ہی کا تذکرہ کرے۔“

○ اور ایک بزرگ نے عجیب الفاظ میں بات فرمائی کہ تقویٰ یہ ہے:

اَنْ تُزَیِّنَ سِرَّکَ لِلْحَقِّ کَمَا تُزَیِّنُ عَلَانِیَتَکَ لِلْخَلْقِ

”کہ تو اپنے باطن کو اللہ کے لیے اس طرح مزین کرے جیسے تو اپنے ظاہر کو مخلوق کے لیے مزین کرتا ہے۔“

اب مخلوق سے ملنا ہو تیاری کر کے جاتے ہیں، کسی میٹنگ میں جانا ہو تو لوگ نہا دھو کر، اچھے کپڑے پہن کر، صاف ستھرے ہو کر جاتے ہیں کہ جی میری میٹنگ فلاں صاحب کے ساتھ ہے۔ شادی کے موقع پر میاں نے بیوی سے ملنا ہوتا ہے تو دیکھو کیسے بن سنور کے ملتے ہیں۔ انٹرویو کے لیے جانا ہو تو کیسے صاف ستھرے ہو کر جاتے ہیں۔ تو جیسے مخلوق کے ملاپ اور ملاقات کے لیے اپنے آپ کو اس طرح تیار کرتے ہیں تو ایسے ہی اپنے آپ کو اللہ کی ملاقات کے لیے تیار کرنا، اس کا نام تقویٰ ہے۔

مخلوق تو چہرے پر میل دیکھے کہ منہ دھویا ہوا نہیں تو انٹرویو میں فیل کر دیتی ہے، قیامت میں تو اللہ تعالیٰ نے دل کو دیکھنا ہے، اگر اس نے دل پہ میل دیکھی تو کیا بنے گا؟

○ ہمارے حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

”تقویٰ کہتے ہیں ہر اس چیز کو چھوڑ دینا کہ جس کے اختیار کرنے سے تعلق باللہ میں فرق آ جائے۔“

○ مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

”کہ دل کی تمناؤں کو اگر مجسم کر دیں اور طشتری میں ڈال کے سر بازار پھرائیں تو کوئی تمنا بھی ایسی نہ ہو جس پر شرمندگی ہو۔“

○ اب اس کو مزید سمجھنا ہے تو ہم اپنے روزمرہ کے کئی کاموں میں اسے سمجھ سکتے ہیں۔ کئی کام ہیں جن میں ہم بڑے محتاط ہوتے ہیں۔ او جی! ہم دس مہمانوں کا کھانا زیادہ بنا دیتا موقع پر شرمندگی نہ ہو، او جی! ایئر پورٹ پر میں نے سات بجے پہنچنا ہے To be on the safe side (احتیاطاً) پونے سات بجے پہنچ جاؤں گا۔ یعنی محتاط کام کرتے ہیں۔ تو گویا:

”دین میں ٹو بی اون دی سیف سائڈ (محتاط) ہو کر زندگی گزارنا، اس کا نام تقویٰ ہے کہ گناہ کے قریب بھی بندہ نہ پھٹکے۔“

تقویٰ کے ثمرات

اس تقویٰ کے بہت سے فوائد ہیں، آئیے قرآن مجید کی طرف ذرا توجہ کیجیے۔

ہر مشکل سے نجات:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں متقی بندے کی ہر مشکل کو آسانی میں بدل دیتا ہوں اس کو ہر مشکل سے نکال دیتا ہوں۔

﴿ وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ﴾ (طلاق:۲)

”جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کی صورت نکال دیتا ہے“

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کسی مصیبت میں پھنس گئے، کسی پریشانی میں پھنس گئے، دشمنوں کے حسد میں پھنس گئے تو نکلنے کی آسان طریقہ تقویٰ اختیار کرنا ہے۔

دنیادار لوگ بھی وعدہ کر کے نبھاتے ہیں یہ تو پروردگار کا وعدہ ہے۔ سبحان اللہ

﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴾ (سورۃ النساء: ۱۲۲)

''اس سے سچی کس کی بات ہو سکتی ہے''

کشائشِ رزق:

دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ رزق ایسی جگہ سے دیتے ہیں جہاں سے انسان کو گمان ہی نہیں ہوتا

﴿ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ (طلاق: ۳)

''رزق ایسی طرف سے ملتا ہے کہ بندے کو گمان ہی نہیں ہوتا''

ہمارے ایک قریبی دوست ہیں، نیک آدمی ہیں، انہوں نے اپنے بہن کی شادی کی، کچھ کام گھر کے سمیٹے تو ایک لاکھ درہم ان کے اوپر قرضہ چڑھ گیا۔ سن کے ہمیں بھی حیرانی ہوئی کہ بوجھ میں دب گئے۔ اللہ کی شان، نیک بندے تھے، چھ مہینے میں سب قرضہ اتر گیا۔ پوچھا: کیسے ہوا؟ کہنے لگے مجھے بھی نہیں پتہ، ایسا کام اللہ نے بھیج دیا جس کی توقع ہی نہیں تھی اور اس سے اللہ نے چھ مہینے میں ایک لاکھ درہم نفع میں دے دیے۔ اللہ نکالتا ہے پریشانیوں سے، یہ جو ہم پریشانیوں میں گرے پڑے رہتے ہیں اصل میں اس کے پیچھے ہمارے عملوں کی کوتاہی ہوتی ہے۔ اگر تقویٰ اختیار کریں گے تو پروردگار عالم ہماری حفاظت فرمائیں گے۔

کاموں میں آسانی:

دوسری آیت مبارکہ:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ (طلاق:۴)

”جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے کاموں میں آسانی پیدا کر دیں گے“

کتنے لوگ ہیں جو کہتے ہیں جی کام تو رہی نہیں چڑھتے، ہوتے ہوتے رہ جاتے ہیں۔ کئی دفعہ ایک ڈیل کرنے کی کوشش کی فائنل اسباب پیدا ہی نہیں ہوتے، بچی کے رشتے دیکھنے آتے ہیں دیکھ کر خوش ہو کے جاتے ہیں دوبارہ ان کی طرف سے کوئی جواب ہی نہیں ملتا۔ یہ جو ہمارے کام مکمل نہیں ہوتے، مشکلات ہوتی ہیں، کام اٹکے رہتے ہیں، یہ تقویٰ نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ (سورۃ الطلاق:۴)

”جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے کاموں میں آسانی پیدا کر دیں گے“

متقی لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر پریشانی سے نجات دے گا۔

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ (مریم:۷۲)

”پھر ہم متقی لوگوں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو ایسے ہی جہنم میں چھوڑ دیں گے“

تو تقویٰ سے دنیا کی زندگی میں بھی آسانیاں اور آخرت میں بھی آسانیاں۔ آج کسی بندے کو کہیں کہ بھئی میں تمہاری فلاں ملک کے کسی بڑے سے ملاقات کروا دیتا ہوں، کام آسان ہو جائیں گے تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سمائے گا۔ اب یہاں پروردگار عالم فرما رہے ہیں کہ تم یہ کام کر لو تو تمہارے کاموں کو میں سنوار دوں گا۔ عجیب بات ہے کہ یہ بات ہمیں سمجھ کیوں نہیں آتی؟ تقویٰ بہترین زندگی گزارنے کا سب سے آسان ترین طریقہ ہے، اللہ نے اس کو اوجھل کر دیا ہے۔ ظاہر میں لگتا ہے کہ بہت کچھ چھوڑنا پڑے گا اور حقیقت میں جتنا چھوڑتے ہیں، پروردگار اس سے

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ لوٹاتا ہے۔ چھوڑتے ہم تھوڑا ہیں وہ پروردگار واپس زیادہ لوٹاتا ہے، وہ تو ایک کے بدلے دس دیتا ہے، یہ کم از کم ورنہ ستر گنا اور اس سے بھی زیادہ۔

﴿وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ (البقرۃ:۲۶۱)

عطائے بصیرت:

ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تقوے کی وجہ سے انسان کو بصیرت عطا فرماتے ہیں۔ اچھے برے کی تمیز ہو جاتی ہے، اپنے پرائے کی پہچان ہو جاتی ہے۔

﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا﴾ (الانفال:۲۹)

''اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فرقان عطا کرے گا''

فرقان ایک نور ہے جو قوت فارقہ یعنی فرق بین الحق والباطل کی تمیز عطا کرتا ہے۔

محبوبیتِ الٰہی:

تقویٰ کا ایک اور فائدہ کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں، آج بیوی سوچتی ہے کہ خاوند کو اچھی لگوں کیا بندہ نہیں سوچ سکتا کہ میں اپنے پروردگار کو اچھا لگوں؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ﴾ (آل عمران:۷۶)

''اللہ تعالیٰ متقی لوگوں سے محبت فرماتا ہے''

تو تقویٰ اختیار کیجیے، اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جائیے۔

معیتِ الٰہی:

اور متقیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ (توبہ:۳۶)

"جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہیں"

رزق میں برکت:

پھر متقی بندے کے رزق میں اللہ تعالیٰ برکت دیتے ہیں۔ رزق میں جب برکت ہو تو پھر کیا کمی کی نہیں رہتی فرمایا:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ (الاعراف:۹۶)

"اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ کو اختیار کرتے تو ہم آسمان اور زمین سے ان کے لیے برکتوں کے دروازے کھول دیتے"

تو ایسے لوگوں کو بشارت

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (سورۃ یونس:۶۳،۶۴)

"وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لیے دنیا میں بھی بشارت اور آخرت میں بھی"

زیادتِ علم:

ایک فائدہ اور کہ تقویٰ اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ علم میں پختگی گہرائی اور زیادتِ علم عطا فرماتے ہیں۔

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ﴾ (سورۃ البقرۃ:۲۸۲)

"تقویٰ اختیار کرو اللہ تمہیں علم سکھائے گا"

www.besturdubooks.wordpress.com

قبولیتِ اعمال:

متقی بندے کے عمل اللہ کے ہاں جلدی قبول ہوتے ہیں۔

﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (المائدہ:۲۷)

"بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے"

اللہ کی پشت پناہی:

بہت سارے لوگ اس وجہ سے پریشان ہوتے ہیں کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ بچے پر اثر ہو گیا، بیوی پر اثر ہو گیا، بیٹی پر اثر ہو گیا، جادو کر دیا، آسیب ہو گیا۔ او جی! کسی نے کچھ کر دیا ہے، کاروبار کسی نے باندھ دیا ہے اور کئی کہتے ہیں کہ جی حاسدین تو ہمیں چلنے ہی نہیں دیتے۔ اگر ایسی صورت حال ہے تو عملیات والوں کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن مجید کا عمل کریں، اللہ مخالفوں سے، حاسدوں سے حفاظت فرمائیں گے۔

دو کام کرنے پڑتے ہیں، فرمایا:

﴿اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾ (آل عمران:۱۲۰)

"اگر تم صبر اختیار کرو اور تقویٰ اختیار کرو ان کے مکر تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکتے"

اس سے بڑی گارنٹی اور کیا ہو سکتی ہے، کسی کے پیچھے جانے کی انسان کو ضرورت نہیں ہے۔ صبر اور تقویٰ اختیار کرنے سے اللہ بندے کی پشت پناہی فرماتے ہیں، کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

ایک سبق آموز حکایت:

ایک حکایت لکھی ہے۔ دو دوست تھے، ایک کا نام اچھا سمجھ لیں اور دوسرے

www.besturdubooks.wordpress.com

دوست کا نام بگڑا سمجھ لیں۔ تو اچھے میں بہت اچھائی تھی اور بگڑے میں بڑی برائی تھی۔ وہ اچھائی سے بعض نہیں آتا تھا، یہ برائی سے بعض نہیں آتا تھا۔ تھے یہ بچپن کے دوست۔ اچھا ہر وقت اس کے ساتھ اچھائی کرتا اور بگڑا ہمیشہ اس کے ساتھ برائی کرتا۔ اللہ کی شان، ایک دفعہ یہ اچھا کہیں گیا اور واپسی پر ایک ٹیلہ تھا، وہاں سو گیا۔ دو پرندے آپس میں گفتگو کر رہے تھے، جب اللہ چاہتے ہیں تو پرندوں کی بولیوں کا علم دے دیتے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ﴾ (نمل:۱۶)

''اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے''

تو اللہ نے اسے بولی سمجھا دی۔ پرندے بول رہے تھے، ایک نے کہا کہ تم کوئی خبر سناؤ۔ کہنے لگا: بادشاہ کی بیٹی آج کل بیمار ہے اور اس کی بیماری کا علاج یہ جڑی بوٹی ہے جو یہ ساتھ لگی ہوئی ہے۔ تو دوسرے پرندے نے کہا کہ تم خبر سناؤ! اس نے کہا کہ جس ٹیلے پر ہم بیٹھے ہیں اس کے نیچے خزانہ چھپا ہوا ہے۔ اس بندے نے یہ سن لیا۔ اس نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ واقعی بادشاہ کی بیٹی بیمار تھی۔ اس نے کہا کہ میں اس کا علاج کرتا ہوں، چنانچہ وہ جڑی بوٹی لا کے دی اور بادشاہ کی بیٹی کو اللہ نے شفا دے دی۔ بادشاہ نے بڑا انعام دیا، جب انعام لے کر یہ جا رہا تھا تو راستے میں بگڑا بھی مل گیا۔ اس نے پوچھا کہ تمہیں یہ سب کچھ کیسے ملا؟ اس نے کہا کہ جی آپ کی برکت سے۔ یعنی آپ سے تنگ ہو کر میں باہر نکلا تھا، اللہ نے سبب بنا دیا۔ اس نے کہا: اچھا! میری وجہ سے تو بادشاہ سے کہو کہ مجھے بھی کوئی اچھا عہدہ دے دے۔ اس نے سفارش کر دی، بادشاہ نے اسے اچھا عہدہ دے دیا۔

اب تھا تو یہ بگڑا ہوا، ایک دن کہیں بات چلی تو بگڑے نے کہا کہ جی وہ بادشاہ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹی کا علاج کرنے والا وہ تو ہمارے گاؤں کا میراثی ہے۔ کسی نیچی ذات کا نام لیا۔ یہ بات بادشاہ تک پہنچ گئی بادشاہ کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے کہا کہ تم اتنے معمولی آدمی ہو تم نے تو میری بیٹی کے اوپر تجربہ کیا؟ اگر دوائی ٹھیک نہ بیٹھتی تو نقصان ہوتا۔ حکم دیا کہ اس کو سزا دو۔ لو جی اچھے صاحب گرفتار ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا کہ تم معمولی آدمی تم نے جرأت کیسے کی میرے گھر کے کسی بندے کی علاج کرنے کی، یہاں تو بڑے بڑے اطباء کو قدم رکھنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اچھے نے کہا کہ بادشاہ سلامت! ویسے تو میں بڑا حکیم تھا لوگوں پر ظاہر نہیں کرتا تھا۔ بادشاہ نے کہا ثبوت دو؟ اس نے کہا میرے ساتھ چلو! وہ لے گیا، اس نے جا کر ٹیلہ دکھایا کہ اس کو کھدواؤ! اس کے نیچے میرا خزانہ ہے۔ اللہ کی شان کہ خزانہ نکل آیا۔ تو بادشاہ نے اس نوجوان سے اپنی بیٹی کی شادی ہی کر دی کہ یہ اتنا امیر ہے، خزانے کا مالک ہے۔

اب جب پھر اس کی بکرے سے ملاقات ہوئی تو بتایا کہ بادشاہ کی بیٹی سے شادی ہو گئی۔ بکرے نے کہا اچھا! بادشاہ کی بیٹی سے شادی! اس نے کہا کہ آپ ہی کی برکت ہے۔ تو یہ حکایت اس لیے سنائی کہ آپ کو کسی سے الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صبر کریں اور تقویٰ اختیار کریں حاسدین آپ کے لیے جو کریں گے اللہ ان کے لیے کافی ہو جائے گا، الٹی بھی اللہ سیدھی کر دے گا، کیا پریشانی کی بات ہے؟ ہمارے کرنے کا کام یہ ہے۔ ﴿وَإِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا﴾ اگر تم صبر کرو تقویٰ اختیار کرو ﴿لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾ (آل عمران:۱۲۰) ان کے مکر تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے۔ اسے کہتے ہیں:

"جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے"

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کی اہمیت

اس تقویٰ کی بہت اہمیت ہے اس لیے کہ یہ ولایت کے لیے شرط ہے۔

ارشاد فرمایا:

﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾ (سورۃ الانفال ۳۴)

"اللہ کے ولی وہی ہوتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں"

تقویٰ کے بغیر ولایت کی سیڑھی پر قدم ہی نہیں رکھ سکتا۔

قرآن میں تقویٰ کا پیغام:

اس لیے قرآن اور حدیث میں تقویٰ کے اختیار کرنے کی بہت ترغیب دی گئی۔ اور یہ بھی سمجھ لیں کہ یہ نہیں کہ صرف ہمیں کہا گیا بلکہ پوری امتوں کو بھی پیغام دیا گیا۔ ذرا قرآن مجید میں نظر ڈال لیں۔

نوح علیہ السلام کا پیغام بھی یہی تھا، فرمایا:

﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ﴾ (شعراء ۱۰۶)

ہود علیہ السلام کا پیغام بھی یہی:

﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ﴾ (شعراء ۱۲۴)

صالح علیہ السلام کا پیغام بھی یہی:

﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ﴾ (شعراء ۱۴۲)

شعیب علیہ السلام کا بھی پیغام یہی تھا:

﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ﴾ (شعراء ۱۷۷)

الیاس علیہ السلام کا بھی پیغام یہی:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ○ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ﴾

(صافات:۱۲۳،۱۲۴)

موسیٰ علیہ السلام کا بھی پیغام یہی:

﴿قَوْمَ فِرْعَوْنَ أَلَا يَتَّقُونَ﴾ (شعراء:۱۱)

اور پھر ہمیں بھی یہی حکم ہوا۔ سنیے قرآن عظیم الشان! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ﴾ (النساء:۱۳۱)

کیا شاہانہ انداز میں خطاب فرماتے ہیں:

تم سے پہلے والوں کو یہی نصیحت وصیت کی اور تمہیں بھی یہی کہتے ہیں کہ ﴿أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ﴾ تقویٰ اختیار کرو۔

جب بات کی اہمیت ہو تو بندہ ایک بات کو دو دفعہ کہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے ایک فقرے میں دو مرتبہ اتقوا اللہ اتقوا اللہ آیا ہے سنیے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ (الحشر:۱۸)

ایک ہی فقرہ ایک ہی آیت ہے اِتَّقُوا اللّٰہَ اِتَّقُوا اللّٰہ دو دفعہ آیا ہے اور تقویٰ کی اہمیت کیسے بیان کی جائے؟

متقی سب سے زیادہ سعادت مند:

چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

سَادَةُ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا الْأَسْخِيَاءُ وَسَادَةُ النَّاسِ فِي الْآخِرَةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

الْأَتْقِيَاءُ

"کہ دنیا میں سب سے زیادہ سعادت مند متقی ہوتے ہیں اور قیامت کے دن اتقیا سب سے زیادہ سعادت مند ہوں گے۔

متقی سب سے زیادہ شرف والے:

اسی تقویٰ کی وجہ سے انسان اللہ کے قریب ہوتا ہے ورنہ تو سب انسان ایک جیسے ہیں۔

سُئِلَ سَيِّدُنَا عِيسَى عليه السلام أَيُّ النَّاسِ أَشْرَفُ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ انسانوں میں سب سے زیادہ اشرف کون ہے؟

وَ قَبَضَ قَبْضَتَيْنِ مِنْ تُرَابٍ

"انہوں نے دو مٹھیاں مٹی کی اٹھائیں"

پھر فرمایا:

أَيُّ هَاتَيْنِ أَشْرَفُ؟

"ان دو میں سے کون سی بہتر ہے؟"

انہوں نے کہا کہ جی دونوں ایک جیسی ہیں۔

ثُمَّ جَمَعَهُمَا وَ طَرَحَهُمَا وَ قَالَ

"پھر انہوں نے جمع کر کے اس کو پھینک دیا"

اور کہا:

((اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ مِنْ تُرَابٍ وَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ))

"بندے سارے کے سارے مٹی سے پیدا ہوئے، ان میں سے اللہ کے ہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

عزت والا وہ ہے جو متقی ہے۔"

قرآن مجید میں کھول کر بتا دیا گیا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳)

"اے انسانو! ہم نے تمہیں مرد و عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے"

اولیاء کا مکالمہ:

چنانچہ ایک مرتبہ بہت سارے اولیا ایک محفل میں جمع تھے، آپس میں مکالمہ کر رہے تھے کہ نجات کس سے ہوتی ہے؟ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَا نَجَا مَنْ نَجٰی إِلَّا بِصِدْقِ اللَّجَا

جس نے بھی نجات پائی جب بھی نجات پائی تو سچ کی وجہ سے نجات پائی

ان کے ذہن میں یہ آیت مبارکہ تھی؟

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ﴾

(توبہ:۱۱۸)

"اور ان تینوں پر جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہو گئیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے سچ بولا تو اللہ رب العزت نے نجات دے دی۔

جریری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تھے، انہوں نے کہا:

مَا نَجٰی مَنْ نَجٰی اِلَّا بِمُرَاعَاۃِ الْوَفَا

’’جو انسان بھی نجات پایا جب بھی پایا وہ وفا کی رعایت کرنے کی وجہ سے پایا‘‘

کیونکہ اللہ رب العزت نے فرمایا میں نجات دوں گا:

﴿اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ﴾ (الرعد:۲۰)

’’(عقلمند ہیں) وہ لوگ جو عہد کو پورا کرتے ہیں اور معاہدے کو توڑتے نہیں‘‘

عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، وہ فرمانے لگے:

مَا نَجَا مَنْ نَجٰی اِلَّا بِتَحْقِیْقِ الْحَیَا

’’جس نے بھی نجات پائی جب بھی پائی حیا کی وجہ سے پائی۔‘‘

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی﴾ (العلق:۱۴)

’’کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں‘‘

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تھے فرمانے لگے:

مَا نَجَا مَنْ نَجٰی اِلَّا بِالْحُکْمِ وَالْقَضَا

’’جس نے بھی نجات پائی جب بھی پائی اللہ کے حکم اور قضا کی وجہ سے پائی‘‘

ان کے ذہن میں آیت تھی:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی﴾ (الانبیاء:۱۰۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

”جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقرر ہو چکی وہ اس سے دور رکھے جائیں گے“

کہ اس آیت میں دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تقدیر میں لکھا تھا کہ ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا۔

ایک بزرگ نے کہا کہ ہاں اللہ جنتا ہے نجات دے دیتا ہے۔

”مَا نَجَا مَنْ نَجىٰ اِلَّا بِمَا سَبَقَ لَهٗ مِنَ الْاِجْتِبَاءِ“

اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (سورۃ الانعام: ۸۷)

”اور انہیں برگزیدہ بنایا اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت کی“

تو رویم رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تھے انہوں نے آخری بات کہی، فرمانے لگے:

مَا نَجَا مَنْ نَجىٰ اِلَّا بِصِدْقِ التُّقٰى

”جس نے نجات پائی جب بھی نجات پائی تقوی کی وجہ سے“

اور آیت پڑھی:

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ (سورۃ مریم: ۷۲)

”پھر ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جنہوں نے تقوی اختیار کیا“

تو دیکھیے ! اللہ رب العزت بندے کو ایسے نجات عطا فرماتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ تقوی کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

اولیاء کی قدر مشترک:

جہاں اور بہت سارے فائدے ہیں سب سے بڑا فائدہ یہ کہ اللہ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں۔ حتی کہ وہ بندہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے، اللہ کا ولی ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی لیے ہمارے سلف صالحین اور جتنے بھی اسلاف تھے سب کے سب متقی تھے۔ یہ وہ صفت ہے جو سب میں مشترک تھی۔ کچھ صفات ایسی ہوتی ہیں جو قدر مشترک ہوتی ہیں۔ جیسے حیا کہ سارے سارے کے سارے اولیا وہ لوگ جن کے اندر حیا تھی، آج تک کوئی بے حیا انسان اللہ کا ولی نہیں بن سکا۔ اسی طرح تقویٰ بھی مشترک ہے، جو بھی ولی بنا اس میں تقوی والی زندگی موجود تھی۔

سلف صالحین کے تقوی واقعات

آپ کو اپنے اکابر کے تقوی کے بارے میں کچھ واقعات کو سناتے ہیں تاکہ تقوی کی حقیقت واضح ہو جائے کہ شریعت پر احتیاط کے ساتھ چلنا کہ غلطی نہ ہو جائے، گناہ نہ ہو جائے، اسے تقوی کہتے ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کھانے میں احتیاط:

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی حدیث ہے، فرمایا کہ میں کئی مرتبہ گھر آتا ہوں بھوک لگی ہوتی ہے اور اپنے کمرے میں بستر پہ کھجور پڑی دیکھتا ہوں تو میں اس لیے اٹھا کر نہیں کھاتا کہ ممکن ہے یہ صدقہ کی کھجور پڑی ہوئی ہو اور میرے لیے صدقہ کھانا جائز نہیں، بھوک بھی ہے اور اپنے گھر کے بستر پر کھجور پڑی ہے تو گھر کے بندے کی ہوئی نا لیکن احتیاطاً نہیں کھائی، اس کو تقوی کہتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تقوی:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تقوی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک دفعہ بھوک لگی ہوئی تھی غلام نے کھجوروں کہ جی یہ کھالیں! لے کر کھالی، پھر پوچھا کہ بھئی! تمہیں ملی کہاں سے؟ اس نے کہا کہ جی میں زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کی تھی، ان لوگوں

کے اوپر میرا احسان تھا۔ میں نے ان کے قریب سے گزرا تو ان کے ہاں شادی تھی تو انہوں نے مجھے کھانا دے دیا، یہ وہ ہے۔ فرمایا تو نے تو مجھے ہلاک کر دیا۔ اپنے حلق میں انگلی ڈالی اور قے کر دی تا کہ جو پیٹ میں گیا ہے نکل جائے۔ پھر خیال ہوا کہ ابھی نہیں نکلا تو بہت سارا پانی پی لیا، حد سے زیادہ پانی پی کے پھر انگلی ڈال کر قے کی تو پانی کے ساتھ پورا میدہ خالی ہو گیا۔ یہ کیوں کیا کہ میں نہیں چاہتا کہ شبہ والا کوئی لقمہ میرے بدن کا جزو بن جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقویٰ:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خوشبو آئی، تقسیم کرنی تھی، بیوی نے کہا کہ میں کر دیتی ہوں۔ تو ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اجازت نہ دی۔ اس نے کہا کہ میں احتیاط کروں گی کہ میرے ہاتھ کو خوشبو نہ لگے، فرمایا: تقسیم کرتے ہوئے خوشبو تو سونگھو گی وہ بھی خوشبو کا استعمال ہو گا، اس لیے میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری بیوی بیت المال کی خوشبو تقسیم کرنے، اتنا نا مہ بھی نہیں چاہتا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے تقسیم کیا اور تھوڑی سی خوشبو لگ گئی، جب تک عمر رضی اللہ عنہ نے رگڑ رگڑ کے خوشبو کو صاف نہیں کر لیا اس کی جان نہیں چھوڑی۔ احتیاط اور یہی تقویٰ تمام صحابہ کی زندگی میں تھا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ:

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر عمل کیا، ایک مرتبہ بیت المال سے خوشبو تقسیم ہونی تھی تو آپ وہاں کھڑے ہوئے تھے کہ لوگ بے مصرف تقسیم نہ کریں۔ مگر لوگوں نے دیکھا کہ آپ نے ناک پکڑی ہوئی ہے، کسی نے کہا کہ ناک کیوں پکڑی ہوئی ہے؟ فرمایا: خوشبو کا استعمال تو سونگھنا ہی تو ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تقویٰ شاید کھانے پینے میں ہوتا ہے، یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ کھانا پینا تو زندگی کا ایک عمل ہے، تقویٰ کا تعلق زندگی کے تمام اعمال کے ساتھ ہے۔ معاملات میں، معاشرت میں، لین دین میں، ہر چیز میں انسان محتاط زندگی گزارے۔ کوئی بات ایسی نہ کرے جو خلاف واقعہ ہو۔

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ:

ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ تھے قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ فقہائے سبعہ مدینہ میں سے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اپنے گھر، اپنے حجرے میں پالا تھا۔ وہ ان کی مربیہ تھیں، اور فیض انہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پایا تھا۔ اپنے زمانے میں ان جیسا فقیہ اور متقی کوئی دوسرا نہیں تھا۔ محدثین نے یہ ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے۔ ایک اور بزرگ تھے سالم بن عبداللہ، وہ ان کے خالہ زاد بھائی تھے۔ وہ بھی بڑے متقی اور پرہیزگار تھے مگر علم میں ان کا اتنا بلند مقام نہیں تھا جتنا قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ایک دیہاتی آ گیا اور پوچھنے لگا کہ آپ بڑے عالم ہیں یا سالم بن عبداللہ؟ تو حضرت نے فرمایا کہ سالم بن عبداللہ کا مکان وہ ہے۔ تو علما نے لکھا ہے کہ احتیاط دیکھو کہ بات کو ٹال دیا۔ اگر کہتے کہ میرا مقام بڑا ہے تو یہ عجب ہوتا، یہ حرام ہے اور اگر کہتے کہ ان کا مقام اونچا ہے تو یہ جھوٹ ہوتا۔ نہ جھوٹ بولا نہ عجب کی بات کی دوسری لائن پر لگا دیا کہ صالح بن عبداللہ کا مکان وہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بات چیت میں بھی اتنی احتیاط کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تقویٰ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ انہوں نے کہہ دیا کہ وہ بہت زیادہ خرچ کر دیتی ہیں۔ ان کے خرچ کر دینے کا حال یہ تھا کہ ایک دفعہ روزے سے تھیں، بیس ہزار کے قریب درہم کہیں سے ملے مدینے کی بیواؤں کو یتیموں کو بلایا اور سارے خرچ کر دیے۔ اسی نشست میں باندی آئی، اس نے کہا کہ آپ کا روزہ ہے اور افطاری کے لیے کوئی چیز نہیں، کچھ مجھے دے دیں تا کہ افطاری کے لیے کچھ بندوبست کر لوں۔ فرمایا: تو نے پہلے نہ بتایا۔ اتنا زیادہ خرچ کرتی تھیں جو ملتا تھا خرچ کر دیتی تھیں۔ تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ کچھ اپنے لیے بھی رکھا کریں تو محبت میں انہوں نے کہہ دیا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بہت زیادہ خرچ کرتی ہیں۔ جب آپ نے سنا تو کہا کہ اچھا میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات ہی نہیں کروں گی، قسم کھالی۔ تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جان پہ بن گئی، بڑی منت سماجت کی۔ آخر ماں تھی، خالہ تھی، تو دل موم ہو گیا۔

اب قسم کا کفارہ ہوتا ہے دس بندوں کو کھانا کھلانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنے پر اکتفا نہ کیا، وقت کے ساتھ ساتھ پچاس غلام آزاد کر دیے پچاس غلام آزاد کیے۔ پھر رویا کرتی تھیں کہ کاش میں قسم نہ کھاتی۔ اس کو کہتے ہیں تقویٰ کہ ایک کے بدلے پچاس آزاد کر دیے، ڈر پھر بھی دل میں ہے کہ میں اللہ کو کیا جواب دوں گی؟

شریعت کا پردہ تو زندوں سے ہوتا ہے کوئی عورت قبر کے سامنے سے گزرے تو پردہ تو کوئی نہیں۔ تقویٰ دیکھیے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد حجرے میں چلی جاتی تھیں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جب وہاں تدفین ہوئی تو چلی جاتی تھیں کہ ان کے والد ہیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کمرے میں بغیر پردے کے جانا چھوڑ دیا۔ کتنا حیا ہوگا، کتنا تقویٰ ہو

گا۔ ام المومنین کی طہارت اور پاکیزگی کو اگر سمجھنا ہو تو نبی علیہ السلام کی پاکیزگی کا تصور کرو کیونکہ پروردگارِ عالم کا قانون ہے ﴿وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ﴾ (سورۃ النور: ۲۶) پاکیزہ مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا تقویٰ:

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا خاتونِ جنت، طبیعت کے اندر اتنا حیا اور اتنی پاکیزگی تھی کہ بات چلی کہ سب سے بہتر عورت کون؟ کسی نے کہا کہ یہ، کسی نے کہا کہ یہ، علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا تو خاتونِ جنت نے جواب دیا کہ سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود غیر محرم کو دیکھے اور نہ غیر محرم اس کو دیکھ سکے۔ چنانچہ وفات سے پہلے وصیت فرمائی کہ جب میری روح نکل جائے تو میرا جنازہ رات کو اٹھانا اور فرمایا کہ کھجور کی ٹہنیاں لے کر میری چارپائی کے اوپر اوٹ بنا لینا تاکہ غیر محرم مرد کو جسامت کا پتہ نہ چل سکے۔ اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔

چنانچہ ازواجِ مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں عام لکھا ہے کہ جب گھر کے صحن میں بیٹھتی تھیں تو دیوار کی طرف رخ کر کے بیٹھتی تھیں، عادتاً دیوار کی طرف رخ کر کے بیٹھتی تھیں کہ دروازہ کھلنے سے اچانک کسی کی نظر نہ پڑ سکے، نہ کسی کی نظر ہم پہ پڑے نہ ہماری نظر کسی پر پڑے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کے واقعات:

آئیے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے تقویٰ کے بارے میں کچھ واقعات سن لیجیے۔

⊙ ایک مرتبہ انہوں نے ایک باندی خریدنے کا ارادہ کیا۔ دس سال تک اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

شاگردوں سے مشورہ کرتے رہے کہ کس علاقے کی باندی سو فیصد شریعت کے مطابق جائز ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شرط پوری نہ ہوئی ہو اور وہ باندی بن گئی ہو۔ دس سال تک چھان پھٹک کرتے رہے، باندی خریدنے کے لیے۔

⑰ حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ اپنی جان اور علم کی حفاظت کرتے نہیں دیکھا۔

⑱ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار محدثین اور فقہا سے علم سیکھا میں نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔

⑲ علی بن حفص رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگردوں میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے والد کے ساتھ شراکت پہ تجارت کی ہوئی تھی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پیسہ ڈال دیا تھا۔ اور میرے والد نے کہا تھا کہ میں بیچنے کا کام سنبھال لوں گا۔ کیونکہ حضرت ہر وقت علمی کام مصروف ہوتے تھے ایک کپڑا ایسا تھا جس پر کچھ تھوڑا سا داغ تھا تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو جب یہ بیچنا ہو تو گاہک کو پہلے دکھانا کہ یہ عیب ہے، بعد میں قیمت طے کرنا۔ اس نے کہا کہ جی بہت اچھا۔ اللہ کی شان! ایک دن انہوں نے کپڑا بیچا اور یہ بات ذہن میں نہ رہی، بھول گئے۔ امام صاحب نے دکان میں چکر لگایا، پوچھا کہ بھائی فلاں کپڑا نظر نہیں آ رہا۔ کہا کہ جی بیچ دیا۔ عیب بتا دیا تھا؟ جی بھول گیا۔ امام صاحب نے پورے مال کی رقم تیس ہزار دینار بنتی تھی، اللہ کی راہ میں صدقہ کر دی اور اس کو تجارت سے بھی الگ کر دیا۔ آج کے دور میں واقعی ان کاموں کو سمجھنا بالکل مشکل کام ہے۔

⑳ کپڑے کی دکان تھی، عصر کے بعد بند کر دیتے تھے۔ کسی نے کہا کہ جی عصر کے بعد بند کر دیتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ ایک دن ظہر کے بعد بند کر کے آ گئے۔ کسی نے کہا جی ظہر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بعد بند کر کے آ گئے؟ فرمایا آج آسمان پر بادل ہیں، روشنی پوری نہیں، گاہک کو کپڑے کی کوالٹی کا پتہ نہیں چلتا، میں نے دکان بند کر دی کہ کوئی گاہک کم قیمت کپڑے کو زائد قیمت کا سمجھ کے خرید کر نہ لے جائے۔ اس امت میں تجارت یا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کر کے دکھائی یا پھر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے۔ دیکھو تجارت یہ ہوتی ہے۔

⊙ خارجہ رحمہ اللہ ان کے ایک شاگرد تھے حج پر جانے لگے، اس کی ایک باندی تھی بڑی خوبصورت تھی، اس نے کہا کہ حج پہ مجھے چار پانچ ماہ لگیں گے تو میں اس کو امام صاحب کے گھر چھوڑ دیتا ہوں، چھوڑ دیا، کہہ بھی دیا کہ جی کوئی کام وغیرہ ہو تو اس کو حکم دے دینا۔ چار مہینے کے بعد آئے تو کہنے لگے کہ جی میری باندی نے خدمت کیسی کی؟ امام صاحب نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔ چار مہینے وہ کام کرنے والی گھر میں رہی لیکن امام صاحب نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔ وہ باندی کو گھر لے کر آیا، باندی سے پوچھا کہ بتا تو ان کے گھر رہی ہے امام صاحب کو کیسا پایا۔ اس نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے زندگی میں ایسا پرہیزگار بندہ نہیں دیکھا۔

⊙ امام محمد رحمہ اللہ ایک نواب کے بیٹے تھے۔ تو نواب صاحب انہیں لے کر آئے کہ حضرت! میں ان کو آپ کا شاگرد بنانا چاہتا ہوں۔ حضرت نے دیکھا کہ بچہ ذہین و فطین ہے۔ تو فرمایا کہ ٹھیک ہے اسے میرے پاس بھیجا کرو لیکن اس کو کپڑے معمولی پہنایا کرو کہ خوبصورت بچہ ہے، لباس خوبصورت ہوگا تو فتنہ زیادہ ہوگا۔ تو شرط لگائی کہ اس کو معمولی لباس پہنایا کرو۔ محمد آتے رہے، حضرت ان کو پیٹھ کے پیچھے بٹھاتے تھے۔ بے ریش بچے کو سامنے بٹھا کے نہیں پڑھاتے تھے، پیٹھ پیچھے بٹھاتے تھے۔ ایک دن سبق پڑھانے لگے تو آگے دیوار تھی، اس پر جو سایہ پڑا تو دیکھا کہ بڑی بڑی

داڑھی ہے، حیران ہو کے پیچھے دیکھا۔ پہلی نظر وہ تھی جو نواب صاحب کے لانے پہ پڑی تھی، اب دوسری نظر یہ تھی کہ جب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی آچکی تھی اور وہ بالغ ہو چکے تھے، امرد پہ نظر نہیں ڈالی۔

⊙ وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی کپڑے کی دکان تھی۔ ایک عورت کپڑا لائی کہ جی میں بیچنے آئی ہوں، آپ خرید لیں۔ فرمایا کتنے میں بیچو گی؟ اس نے کہا کہ ایک سو درہم میں۔ فرمایا: نہیں کپڑا زیادہ قیمتی ہے، یہ خریدنے والا کہہ رہا ہے۔ آج ہماری خریدنے کی تکنیک ہوتی ہے کہ کہتے ہیں یہ کس کام کی چیز ہے، میں ہی خرید کے احسان کروں گا تیرے اوپر۔ (Marketing Techniques) سودے بازی کا فن اور (Negotiation Technics) گفتگو کا ہنر استعمال کرتے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ زیادہ قیمتی ہے، اس نے کہا اچھا دو سو درہم دے دیں۔ فرمایا: قیمتی ہے۔ اس نے کہا کہ تین سو درہم دے دیں، فرمایا نہیں، قیمتی ہے۔ اس نے کہا: جی پھر چار سو درہم۔ فرمایا: گھر کے مرد کو لاؤ۔ گھر کے مرد کو لے کر آئی، امام صاحب نے اس کپڑے کو سو نہیں پانچ سو درہم کے بدلے میں خریدا۔ مومن تاجر ہو تو کتنا پیارا تاجر ہوتا ہے۔

⊙ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مجھے علم ضائع ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں کبھی فتویٰ نہ دیتا۔ پوچھنے والوں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا بوجھ میرے سر پہ اور مزے لوگوں کے ہوتے ہیں، اتنا محتاط تھے۔ چنانچہ حاکم وقت نے بلایا اور کہا کہ آپ چیف جسٹس بنیں، فرمایا میں تو نہیں بنتا۔ اس نے کہا: اچھا ابو حنیفہ تم فتویٰ نہیں دیا کرو گے، ٹھیک ہے نہیں دوں گا، واپس آگئے۔ کئی دن گزرے گھر کی کسی عورت نے مسئلہ پوچھا کہ جی مسئلہ بتائیں، فرمایا کہ میرے بیٹے حماد سے

پوچھ لو۔ میں حاکم سے عہد کر چکا ہوں کہ میں فتویٰ نہیں دوں گا۔ وہاں نہ حاکم تھا نہ سننے والا، معاملہ تو خدا کے ساتھ تھا، لیکن قول دیا ہوا تھا، اس کا پاس تھا۔ اس کی برکت سے اللہ نے حاکم کے دل کو نرم کیا اور اس نے شرط ختم کر دی۔

◉ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ بکریاں تھیں جو کسی نے لوٹیں تو وہ کوفہ کی بکریوں میں شامل کر دیں، خلط ملط ہو گئیں، پتہ نہیں چلتا تھا۔ امام صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ بکری کی زیادہ سے زیادہ عمر کتنی ہوتی ہے کسی نے کہا کہ سات سال۔ سات سال کے لیے امام صاحب نے بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کہ کیا پتہ یہ وہ بکری ہو جو چوری کی تھی۔

◉ یزید بن ہارون روایت کرتے ہیں کہ آپ کے شاگرد یحییٰ بن زائدہ گلی میں سے جا رہے تھے۔ دیکھا کہ امام صاحب دھوپ میں کھڑے ہیں۔ کہا: حضرت! دوپہر کا وقت ہے، سخت دھوپ ہے، پسینے چھوٹ رہے ہیں، اس دیوار کے سائے میں آ جائیں۔ فرمایا: اس مالک مکان کو میں نے قرضِ حسنہ دیا ہوا تھا، آج اس نے لوٹانے کا وعدہ کیا تھا، میں لینے آیا ہوں۔ میں اس کے مکان کے سائے میں کھڑا ہونا اپنے لیے اس کو سود سمجھتا ہوں، میں اتنا بھی فائدہ نہیں لینا چاہتا۔

علماء و مشائخ کے تقویٰ کے واقعات:

◉ ...... اور یہی بات آگے آپ کے شاگردوں کے اندر تھی۔ چنانچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو حاکمِ وقت نے چیف جسٹس بنا دیا تھا۔ اور ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بے لاگ فیصلہ کرتے تھے، فریقین میں سے کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے، پوری زندگی گزار دی۔ جب موت کا وقت آیا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آنسو تھے۔ شاگردوں نے پوچھا کہ حضرت! رو کیوں رہے ہیں؟ فرمایا: پوری زندگی میں نے کسی بندے کی رعایت نہیں کی، ایک مرتبہ مقدمہ آیا ایک طرف نصرانی تھا اور ایک طرف مسلمانوں کا بادشاہ ہارون رشید تھا۔ جب مقدمہ آیا تو میں نے اس مقدمے میں ہارون الرشید کو نصرانی کے ساتھ کھڑا کیا اور مقدمہ سننے کے بعد نصرانی کے حق میں فیصلہ دیا، مگر میرے دل میں اس وقت خیال اٹھا تھا کہ کاش یہ فیصلہ ہارون الرشید کے حق میں ہوتا۔ میں اس خیال پہ رو رہا ہوں کہ کہیں اللہ میرے اس خیال پر میری پکڑ نہ فرمالے۔ یعنی بادشاہ کو سامنے کھڑا کیا اور نصرانی کے حق میں فیصلہ بھی دیا مگر دل میں خیال آ گیا کہ کتنا اچھا ہوتا کہ ہارون الرشید کے حق میں ہوتا۔ فرمایا اس کی وجہ سے روتا ہوں کہ کہیں اللہ میری پکڑ نہ فرمادے۔

⊙ ......عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایران کے شہر مرو میں رہتے تھے، کسی سفر میں شام چلے گئے۔ وہاں کسی سے قلم لے لیا، دینا بھول گئے اور واپس آ گئے۔ ایران آ کر خیال آیا کہ یہ قلم تو میں نے ادھار لیا تھا۔ پھر اس قلم کو لوٹانے کے لیے ایران سے شام کا دوبارہ سفر کیا اور قلم اس کو واپس کیا۔

⊙ ......محمد بن سیرین اور عون بن عبداللہ دونوں حضرات جا رہے تھے، راستے میں ایک جگہ بارش کا پانی کھڑا تھا، ابن سیرین آگے تھے انہوں نے دیکھا کہ کھجور کا تنا پڑا ہوا ہے، انہوں نے اس پر پاؤں رکھا اور گزر گئے، پھر عبداللہ آ کر کھڑے ہو گئے، جوتے اتارے اور پانی کے اندر سے گزرے۔ تو اس وقت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ نے پاؤں کیوں گیلے کیے؟ فرمایا کہ یہ کھجور کا تنا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے راستے کی وجہ سے نہیں رکھا بلکہ کسی کا پڑا ہوا ہے اور اس کی اجازت نہیں تھی میں بغیر اجازت اس کے اوپر پاؤں کیسے رکھ لیتا۔ بغیر اجازت کسی کی چیز استعمال کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اتنا پرہیز کرتے تھے۔ آج تو مالِ غنیمت کی طرح سمجھتے ہیں، قربِ قیامت کی علامت میں سے ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قربِ قیامت کی یہ علامت ہے کہ جو لوگ امانت کو مالِ غنیمت کی طرح استعمال کریں گے۔

⊙ ...... بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سفر میں تھے تو کپڑے دھوئے، اب لٹکانے کا مسئلہ آیا تو ساتھی نے کہا کہ جی یہ باغ کی دیوار ہے، یہاں لٹکا دیتا ہوں۔ فرمایا: اجازت نہیں ہے، مالک کی اجازت کے بغیر کسی کی دیوار پہ کپڑا کیسے ڈالیں؟ اس نے کہا کہ جی یہ گھاس ہے اس پر ڈال دیتا ہوں۔ فرمایا: بھئی! یہ جانوروں کے چرنے کے لیے ہے ہم کپڑا ڈال کر اس کو ڈھانپ دیں گے تو ان کے حق میں کوتاہی ہو جائے گی۔ تو کہا کہ جی درخت پر لٹکا دیتا ہوں، فرمایا: ہاں مگر چھوٹی ٹہنی پر نہ لٹکانا ٹوٹ نہ جائے، بڑی شاخ پہ لٹکانا کہ ٹوٹنے نہ پائے۔ یہاں سے یہ سبق ملا کہ وہ بزرگ کوئی کام کرتے ہوئے ذہن میں ہر وقت یہ رکھتے تھے کہ کیا یہ جائز ہے؟ کیا ایسا تو نہیں کہ اس کام کے کرنے کی وجہ سے کوئی میرا گریبان پکڑنے والا بن جائے؟

⊙ ...... چنانچہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا کہ جی آپ نے امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ حدیث میں میری سیاہی استعمال کی تھی، مجھے اس کا بدلہ دے دیں۔ تو ایک دینار کی تھیلی پوری دے دی اور فرمایا: بھئی! یہ تھیلی لے لو مجھے معاف کر دو! قیامت کے دن تو مجھ سے مطالبہ نہ کرنا۔ دوات استعمال کرنے کے بدلے دینار کی تھیلی دے دی تا کہ ادھر ہی کام سمیٹ لیں۔

⊙ ...... ایک دفعہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو تین دن فاقہ رہا تین دن کے بعد تو حرام کھانا بھی جائز ہو جاتا ہے تو گھر والوں نے کہا کہ کسی سے قرض لے لیں۔ قرض میں آٹا لے لیا۔ اب گھر والوں نے جلدی سے آٹا گوندھا اور روٹی بنا کے سامنے رکھی کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کھائیں۔ تو حضرت نے پوچھا کہ اس کو کہاں پکایا؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے بیٹے صالح بن احمد اس کا الگ تندور تھا، وہ جل رہا تھا تو ہم نے روٹی جلدی میں وہیں لگا دی۔ فرمایا: وہ سرکار کی نوکری کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے تندور کی آگ سے پکی ہوئی روٹی بھی میں نہیں کھاؤں گا، تین دن کے فاقے کے بعد روٹی کھانے سے انکار کر دیا۔

۞...... ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گھی کے چالیس مٹکے تھے، ایک میں سے چوہا نکل آیا اور مٹکا لینے والا بھول گیا کہ کون سا مٹکا تھا؟ فرمایا: اب چالیس کے چالیس اللہ کے راستے میں صدقہ کر دو میرے استعمال کے قابل نہیں ہیں۔

تمام تابعین میں سے جس کی زندگی کو آپ دیکھیں گے آپ کو تقویٰ کے یہ واقعات ایسے ہی نظر آئیں گے

عورتوں میں تقویٰ:

یہ تو مردوں کے واقعات تھے عورتوں کے اندر بھی تقویٰ کے عجیب و غریب واقعات ہیں، وہ بھی متقیانہ زندگی گزارتی تھیں۔

۞...... چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے ہیں، ایک عورت آئی، کہنے لگی کہ جی میں چھت کے اوپر رات کو بیٹھ کے سوت کاتتی ہوں، اپنی گزر اوقات کے لیے۔ مسئلہ پوچھنے آئی ہوں؟ پوچھو مسئلہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جی ایک رات چاندنی کی روشنی میں سوت کات رہی تھی کہ اچانک حاکم شہر اس گلی سے گزرا تو حاکم کے لوگوں نے روشنی کے لیے شمعیں اٹھائی ہوئی تھیں۔ تو ماحول میں روشنی زیادہ ہو گئی تھی مجھے دھاگہ صاف نظر آنے لگ گیا، میں دھاگہ کو ڈالتی رہی۔ جب وہ گلی سے گزر گیا اور روشنی کم ہو گئی تو مجھے خیال آیا کہ میں نے تو حاکم شہر کی روشنی سے فائدہ اٹھا لیا۔ لہٰذا اس نے پوچھا کہ جتنا دھاگہ اس روشنی کے وقت میں کاتا وہ صدقہ کر دوں یا پوری رات میں جتنا کاتا وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

صدقہ کردوں؟ امام صاحب نے کہا کہ ساری رات میں جتنا دھاگا کاتا وہ سارا صدقہ کر دو۔ عورت چلی گئی۔ بیٹے نے کہا کہ ابا جان! یہ کیا فتویٰ دیا کہ پوری رات میں جتنا دھاگہ کاتا سب صدقہ۔ حضرت نے فرمایا کہ پہلے جا کر دیکھو کہ یہ کس گھر کی عورت ہے؟ وہ پیچھے چلا، پتہ چلا کہ وہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر داخل ہوئی، ان کی وہ بہن تھی۔ آ کے اس نے والد صاحب کو بتایا تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس گھر کی عورتوں کی یہی شان ہے کہ حرام سے بالکل پاک صاف مال استعمال کریں اور پوری رات کے مال کو اللہ کی راستے میں صدقہ کر دیں۔ عورتیں اتنی متقی تھیں اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔

⊙ ..... آج دو عورتیں اگر سوکن ہوں تو بس ایک جنگ لگی ہوتی ہے۔ ایک کو دوسری میں اچھائی نظر نہیں آتی دوسری کو اس میں اچھائی نظر نہیں آتی، پوری زندگی یہ معاملہ چلتا ہے۔ جن عورتوں کے دلوں میں تقویٰ تھا، ان کا ایک واقعہ سن لیں تا کہ بات آگے بڑھائیں۔

ایک تاجر تھا، شادی کی زندگی گزار رہا تھا مگر کام ایسا تھا کہ اس کو اپنے مال کی خریداری کے لیے شہر جانا پڑتا تھا اور دو دو تین تین مہینے وہاں رہنا پڑتا تھا۔ جو لوگ اجناس کا کام کرتے ہیں، ان کو دیہاتوں میں جانا پڑتا ہے، وہاں خریداری کرنے کے لیے دو تین مہینے جو فصل کے ہوتے ہیں وہیں گزر جاتے ہیں۔ وہاں یہ شخص دو تین مہینے رہتا تو اسے یہ محسوس ہوا کہ مجھے اس جگہ پر گھر بنا لینا چاہیے تا کہ میں سکون کی زندگی گزار سکوں۔ گھر بنا لیا۔ گھر کے بعد گھر والی کا خیال آتا ہے، چنانچہ اس نے وہاں ایک اور نکاح کر لیا، لیکن اس نے ذہن میں یہ سوچا کہ میں اپنی پہلی بیوی کو نہیں بتاؤں گا کہ کہیں اس کا دل نہ دکھے۔ اور اس نے شادی سے پہلے ہی اس دوسری عورت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کر لی کہ بھائی میں نے رہنا وہاں ہے، سال کے تین مہینے کے لیے یہاں آتا ہے، اگر یہ شرط منظور ہے، اپنا حق دیتی ہو تو نکاح کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے مجھے گھر مل رہا ہے، مجھے مال مل رہا ہے، مجھے خاوند کا سایہ مل رہا ہے، میں اس پر راضی۔ نکاح کر لیا۔ اب جب واپس گھر گئے تو بیوی بڑی سمجھدار تھی، نیکوکار بھی تھی، اس نے تھوڑی دیر میں پہچان لیا کہ بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں مگر چپ ہو گئی، کہا کچھ نہیں۔ وقت گزرتا گیا اور اس عورت کو یقین ہوتا گیا کہ معاملہ ہے کوئی۔ حتیٰ کہ اس نے ایک بڑھیا کو کہا کہ میں تمہیں اتنے پیسے دوں گی، جا اور وہاں جا کر ذرا خبر لا کہ معاملہ کیسا ہے؟ وہ بڑھیا گئی اور اس نے ایک دن میں معلومات کر لی کہ جناب کا گھر بھی ہے، نکاح بھی کیا ہوا ہے، گھر والی بھی ہے، تین مہینے یہاں گزارتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے۔ اس نے آ کے بیوی کو بتا دیا۔ اب بیوی رنجیدہ تو ہوئی مگر خاموش ہو گئی۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ سال گزرا، دو گزرے، ایک دن اس تاجر کو ہارٹ اٹیک ہوا اور یہ اچانک فوت ہو گیا، تدفین ہو گئی۔ رشتے داروں نے کہا کہ وراثت تقسیم کرو تو میراث والوں نے اس عورت کا بھی حصہ نکالا، تو وراثت میں اس کو کئی بوریاں ملیں۔ اب جب اس کو بوریاں مل گئیں تو اس نے دل میں سوچا کہ بیوی میں اکیلی تو نہیں، مجھے تو معلوم ہو گیا کہ ایک اور بھی ہے، رشتے داروں میں سے کوئی نہیں جانتا، لہٰذا مجھے اس بیوی کا بھی حصہ نکالنا چاہیے۔ ذرا غور کریں کہ امانت کیا تھی؟ صداقت کیا تھی؟ تقویٰ کیا تھا؟ چنانچہ اس نے اپنے مال کے دو حصے کیے اور اس بڑھیا کو بلایا اور بلا کر کہا کہ دیکھو اس عورت کے پاس جاؤ جو میرے خاوند کی دوسری بیوی ہے اور یہ آدھا مال اس کو جا کر دے دو اور بتا دو کہ تمہارا خاوند فوت ہو گیا ہے، میں اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بدلے تمہیں اتنی مزدوری دوں گی۔ بڑھیا نے وہ مال لیا اور دوسرے شہر پہنچی تو اس عورت کو جا کر اس کے خاوند کے مرنے کی خبر دی تو وہ رونے لگ گئی، غم ہوا۔ پھر اس نے کہا کہ یہ جو دو بوریاں ہیں، گٹھڑیاں ہیں یہ سب دیناروں سے بھرے ہوئے ہیں یہ اس کی وراثت میں سے ہیں، آپ کا حصہ ہے، اس کی بیوی نے بھجوایا ہے۔ تو بڑی حیران ہوئی کہ اچھا کہ پہلی بیوی نے وراثت میں میرا حصہ نکال کے مجھے بھجوایا ہے۔ تو اس نے اس عورت سے کہا کہ اس کو میری طرف سے بڑا شکریہ ادا کرنا اور جب واپس جاؤ تو یہ مال میری طرف سے اس پہلی کو دے دینا۔ اس نے کہا کیوں؟ کہنے لگی کہ وہ جب آخری مرتبہ یہاں سے جانے لگا تھا تو جانے سے ایک دن پہلے اس نے مجھے طلاق دے دی تھی۔ یہ میں جانتی ہوں یا اللہ جانتا ہے کہ میں اس کی بیوی نہیں ہوں۔

دین جب زندگیوں میں ہوتا ہے تو دنیا پھر جنت بن جاتی ہے۔ قربان جائیں اسلام کے حسن پر، خوبصورتی پر، یہ کتنا پھر بندے کو پاک صاف بنا دیتا ہے، صحیح معنوں میں فرشتہ صفت بنا دیتا ہے۔ زندگی میں شیطانیت ہوتی ہے نفسانیت کی وجہ سے، اس لیے تربیت کی ضرورت ہوتی ہے، ان مجالس میں آنے کی ضرورت ہے کہ ہمیں پتہ تو چلے کہ ہمارے اکابر کی زندگی کیا تھی اور آج ہم کیا کرتے پھر رہے ہیں؟

اکابر علمائے دیوبند کے واقعات:

قریب کے زمانے میں ہمارے اکابر علمائے دیوبند کی زندگی کے واقعات سن لیں کہ ان کی قبولیت کا راز کیا تھا؟ اللہ کے ہاں کیوں قبول ہوئے؟ ان کی قبولیت کا راز ان کا اخلاص اور ان کا تقویٰ تھا۔

⊙..... چنانچہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ کچھ طلبا علما ان کو دعوت کے لیے مجبور کر کے لے جاتے اور کھانا کھلا دیتے، اگر حضرت کو کبھی شک ہو جاتا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس بندے کی آمدنی ٹھیک نہیں تو واپس آ کر قے کر دیا کرتے تھے۔ تاکہ کھانا جزو بدن نہ بنے۔

⊙.....حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا دادا اپنے وقت کا بڑا نواب تھا، اس کی بڑی جائیدادیں تھیں۔ تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جب علم حاصل کر لیا اور تیس سال کی عمر ہوئی تو تمام زمینوں کی دستاویزات منگوائیں تاکہ پتہ چلے ہماری ہیں بھی یا نہیں۔ تو اکثر اپنی تھیں لیکن ایک سودے میں تھوڑا کسی کا حصہ بنتا تھا۔ حضرت نے اپنی جائیداد وں کو بیچ دیا حتیٰ کہ اپنی بیوی کے زیور کو بیچ کر ان تمام حق والوں کو ان کا حق دے دیا تاکہ قیامت کے دن کوئی مجھ سے پوچھنے والا نہ ہو۔

⊙.....حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس تھے اور صدر مدرس ہونے کی وجہ سے جو انتظامیہ تھی اس نے بیٹھنے کی جگہ پر ذرا مولا قالین بچھوا دیا۔ جب تک حضرت درس دیتے، اس پر بیٹھتے اور درس دینے کے بعد وہاں سے اٹھ کر دوسرے فرش پر بیٹھ جاتے کہ اب مجھے اس کے استعمال کی اجازت نہیں۔

⊙.....حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ جب سفر پہ جانے لگتے اور گاڑی پہ بیٹھ جاتے تو اگر کوئی بندہ بعد میں آتا کہ حضرت! اس شہر میں فلاں بندے کے لیے میرا رقعہ خط لیتے جائیں تو رقعہ نہیں پکڑتے تھے۔ فرماتے تھے کہ میں نے سواری والے سے ڈیل کر لی ہے اب سواری والے سے پوچھو اجازت دے گا تو وزن چڑھاؤں گا ورنہ اتنا بھی وزن نہیں بڑھاتا۔

⊙.....میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس ایک قاری صاحب آئے، کسی نے کہا کہ جی یہ اشعار بڑے اچھے لہجے میں پڑھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جی میں نے تو نہیں سننے۔ انہوں نے کہا کہ جی اشعار سننے میں کیا رکاوٹ؟ فرمایا کہ لوگ مجھے

کبھی کبھی امام بنا دیتے ہیں اور اچھی سریلی آواز سے اشعار سننے کو بھی بعض علما نے بھی غنا کہا ہے اور غنا بالمزامیر یہ بھی جائز نہیں۔ اس لیے میں نہیں سنتا کہ امامت میں حرج نہ آ جائے۔

⊙ ..... ہمارے حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نابینا تھے۔ انہوں نے کسی سے قرض لینا تھا، چنانچہ وہ کئی میل کا سفر پیدل کر کے قرض لینے والے کے پاس گئے، گلی میں سے ڈھول کی آواز آ رہی تھی، پوچھنے لگے کہ یہ ڈھول کہاں بج رہا ہے؟ کسی نے کہا کہ حضرت! جس گھر میں جانا ہے وہاں تو نہیں اس سے دو چار گھر آگے جا کر وہاں بج رہا ہے۔ فرمانے لگے: اچھا! پھر دوبارہ آؤں گا۔ اس نے کہا کہ آپ نابینا ہیں آپ کئی دن کی مشقت اٹھا کے ہیں آئے تو اب آپ لیتے جائیں، فرمایا نہیں! جب میں گلی میں داخل ہوں گا تو لوگ کہیں گے نا کہ پیر قریشی صاحب کا مرید ڈھول سن رہا تھا۔ ان کو کیا پتہ کہ میں ساتھ والے گھر میں قرضہ لینے آیا ہوں، میں اس گلی میں نہیں جاتا۔ اس کو کہتے ہیں: اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمَةِ (تہمت کے مواقع سے بچو)

⊙ ..... حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں کہ میں مفتی عزیز الرحمن محدث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کئی مرتبہ گیا، میں نے ان کی مجلس میں بڑے سے بڑے بندے کی بھی کبھی بات ہوتے نہیں دیکھی کہ غیبت نہ ہو جائے۔ وہ کسی تھرڈ پرسن کی گفتگو کی اجازت ہی نہیں دیتے تھے کہ میرے سامنے اس کی بات کریں۔

⊙ ..... حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ گھر میں کھانا پکاتے تھے، سردیوں میں وہ آتے ہوئے ٹھنڈا ہو جاتا، جم جاتا، تو طلبہ مدرسے کا جو تنور تھا، گیزر بنا تھا، اس کے قریب رکھ دیتے تھے کہ اس کی گرمی کی وجہ سے جمنے نہ پائے۔ آگ کے اوپر نہیں رکھتے تھے، آگ سے فاصلے پر جہاں ہر ایک نوکر کی

www.besturdubooks.wordpress.com

لگتی ہے وہاں پر رکھ دیتے تھے۔ اس کی بجہ سے مدرسے میں پیسے جمع کرواتے تھے کہ میں نے مدرسے کی آگ سے فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ مظاہر العلوم کا سالانہ جلسہ ہوتا تھا تو مدرسین مہمان نوازی کرتے تھے، تو کھانا اپنے گھر سے منگوا کے کھایا کرتے تھے۔

⊙......حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے۔ ریل پر سفر کر رہے تھے تو حارث پور سے کانپور تک کسی نے گنے کی گٹھڑی دے دی۔ تو حضرت نے کہا کہ نہیں بھئی! یہ مقررہ حد سے زیادہ وزن ہے، میں نہیں لے کے جاتا۔ اس نے کہا کہ جی میں نے گارڈ کو کہہ دیا ہے، گارڈ بھی آ گیا، اس نے کہا جی کوئی مسئلہ نہیں چیک تو میں نے کرنا ہے، آپ لے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں نے آگے جانا ہے۔ اس نے کہا کہ جی فلاں جگہ تک تو میری ڈیوٹی ہے آگے جس کی ڈیوٹی ہے اس کو کہہ دوں گا، وہ بھی نہیں پوچھے گا۔ فرمایا: نہیں میں نے اس سے بھی آگے جانا ہے۔ اس نے کہا کہ جی فلاں اسٹیشن سے آگے تو ریلوے لائن ہی نہیں ہے اور آگے کہاں جانا ہے؟ فرمانے لگے کہ میں نے روزِ محشر اللہ کے سامنے جانا ہے، وہاں اگر بچا سکتے ہو تو ذمہ داری اٹھاتا ہوں۔ اس کو تقویٰ کہتے ہیں، آپ ریل گاڑی کے اچھے ڈبے میں سفر کرتے تھے تو اس کی ٹکٹ خریدتے تھے، اگر کوئی مرید ملنے آتا تھا تو پاس نہیں بیٹھنے دیتے تھے کہ نچلے درجے کی ٹکٹ خرید کر اوپر کے درجے میں مت آ کر بیٹھو۔ آج ایسے لوگوں کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترستی ہیں۔

⊙......حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں جمعیت کے دفتر میں تشریف لائے تو ناظم صاحب نے اچھا کھانا کھلایا، نماز پڑھنے کا وقت آیا تو انہوں نے نماز کے لیے نئی نئی چٹائیاں بچھائیں۔ تو حضرت نے مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سے فرمایا کہ ماشاء اللہ، اللہ نے نئی چٹائیاں مدرسے میں دے دیں؟ انہوں کہا: جی نہیں، یہ ہماری تو نہیں ہیں، فلاں

www.besturdubooks.wordpress.com

تاجر آپ کا مرید ہے اسے جب پتہ چلا کہ آپ آئے ہیں تو اس نے اپنی دکان سے نئی چٹائیاں بھیج دی ہیں، استعمال کر کے پھر واپس کر دیں گے۔ تو حضرت کا چہرہ متغیر ہو گیا، چٹائی سے نیچے اتر گئے، فرمایا: مولانا وہ ان چٹائیوں کو غیر مستعمل کر کے بیچے گا اور ذمہ دار میں ہوں گا، گناہگار میں ہوں گا، میں اس پر نماز ہی نہیں پڑھتا۔

۞ ..... حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ محدث سہارنپوری، نے بخاری شریف کا حاشیہ لکھا ہے۔ علمائے دیوبند میں ان کی انوکھی شان ہے، حدیث میں ایسے کامل بہت کم محدثین گزرے ہیں، یہ چوٹی کے چند علما میں سے تھے۔ ایک مرتبہ ایک دوست کو ملنے کے لیے کلکتہ گئے، دوست سے ملاقات ہوئی، اس نے کہا کہ جی میرے بہت سارے رشتہ دار آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، ان کو بلا لیا۔ انہوں نے کہا: اچھا کوئی نصیحت فرما دیں تو حضرت نے نصیحت کر دی۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ جی حضرت کا مدرسہ ہے تو کچھ چندہ دے دیں۔ بہت چندہ ہوا اور وہ چندہ لے کر مدرسے آئے اور ناظم صاحب کے حوالے کیا۔ ناظم صاحب نے کہا کہ جی اتنا زیادہ چندہ تو کوئی سفیر بھی نہیں لے کے آتا جتنا چندہ آپ لے کے آئے اور آپ نے خرچے کی کوئی چٹ نہیں دی کہ میرا اتنا خرچہ ہوا ہے۔ فرمایا کہ سفر میں نیت دوست کو ملنے کی تھی اب میرے لیے سفر کا خرچہ لینا جائز نہیں ہے۔

اللہ کے ہاں قبولیت کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے، یہ تقویٰ تھا جس کی وجہ سے اللہ نے علمائے دیوبند کو قبولیت عامہ اور تامہ عطا فرمائی۔

مشائخ نقشبند کے تقویٰ کے واقعات:

ہمارے مشائخ کے حالات پڑھ کے دیکھیے ہر ایک کی زندگی میں آپ کو تقویٰ کی کہانیاں ملیں گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ...... خواجہ فضل علی قریشی ﷫ کی ظاہری حیثیت امیرانہ نہیں تھی، تھوڑی سی زمین تھی، خود ہل چلاتے تھے، کاشت کرتے تھے، گندم ہوتی تھی جو سارا سال چلتی تھی مگر حضرت نے تھوڑا تھوڑا پیسہ جمع کر کے گھر میں چکی لگائی۔ کسی نے کہا کہ حضرت! اتنی گندم تو نہیں ہوتی کہ آپ کو گھر میں چکی لگانے کی ضرورت پڑتی۔ تو فرمایا کہ جب باہر کی چکی میں گندم پیسنے کے لیے بھجوائی جاتی ہے تو جو پہلے پسوائی بندے نے گندم ہوتی ہے اس کا آٹا رہ جاتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میرے آٹے میں کسی کا آٹا بھی آ کر ملے۔

ہمارے دماغ جس کا سوچ بھی نہیں سکتے ان بزرگوں کی سوچ تقویٰ کی وجہ سے وہاں تک پہنچتی ہے۔ اس کو قوتِ فارقہ کہتے ہیں، دل بتا دیتا ہے۔

⊙ ...... امام العلماء والصلحاء حضرت عبدالمالک صدیقی ﷫ کے زمانے میں ہندو لوگ گھی کا کام کرتے تھے، یعنی خرید و فروخت وہ کرتے تھے۔ تو حضرت مارکیٹ کا گھی استعمال ہی نہیں کرتے تھے۔ حضرت کے ایک خلیفہ تھے، ان کا نام حضرت نے رکھا ہوا تھا گھی والے مولوی صاحب۔ ان سے ہماری ملاقات ہوئی۔ ان سے صرف حضرت گھی خریدتے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر میں گائے بھینس رکھی ہوئی تھی، تھنوں کو دھو کے پھر وہ دھلے برتن میں دودھ نکالتے تھے، اس دودھ سے گھی بناتا تھا اور وہ حضرت کو بیچتے تھے۔ اس لیے ان کا نام رکھا ہوا تھا گھی والے مولوی صاحب۔ بازار کا گھی اس لیے استعمال نہیں کرتے تھے کہ کیا معلوم جو استعمال کروں وہ کسی ہندو کے ہاتھ کا بنا ہوا ہو۔ ان کو تو پاکی ناپاکی کا پتہ ہی نہیں۔ سفر میں گھی ساتھ ہوتا تھا، کھانا بنانا ہوتا تھا تو اپنا بناتے تھے، کوئی دعوت پہ بلاتا تھا تو اس کے دسترخوان پر اپنا کھانا کھاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ بھئی آ جاؤں گا حکم تسلیم لیکن کھانا اپنا کھاؤں گا۔

⊙ .....خانیوال کے علاقے میں آم بہت اچھی نسل والے ہوتے ہیں، لیکن آپ بازار کا آم نہیں کھاتے تھے۔ اہل خانہ پوچھتے تھے کہ یہ لنگڑا ہے، یہ سندھڑی ہے، یہ فلاں ہے، یہ انور رٹور ہے، ذرا دیکھو یہ کتنا اچھا ہے؟ نہیں کھاتے تھے۔ پوچھا کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا: آج کل باغ والے پھل آنے سے پہلے بیچ کر لیتے ہیں اور اگر جنس سامنے موجود نہ ہو تو بیع جائز نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ بیع باطل ہوتی ہے لہٰذا اس کی وجہ سے آم یا کوئی ایسا پھل ہی نہیں کھاتے تھے، اچار جس میں آم پڑا ہوا ہو وہ بھی استعمال نہیں کرتے تھے۔ چٹنی استعمال نہیں کرتے تھے کہ کہیں اس میں کھٹی کی جگہ آم نہ ڈالا ہوا ہو۔ اتنا احتیاط کرتے تھے معاملات میں۔

⊙ .....چنانچہ حضرت کی عادت تھی کہ سردی گرمی سر کے اوپر چھتری رہتی تھی۔ ایک ہاتھ میں عصا اور ایک میں چھتری، لوگ بڑے حیران ہوتے تھے کہ سخت سردی کے موسم میں چھتری، کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت! سردیوں کے موسم میں چھتری کی کیا ضرورت؟ فرمایا کہ میں اس کو سردی یا گرمی سے بچنے کی نیت سے ساتھ نہیں رکھتا بلکہ میں تو اس لیے رکھتا ہوں کہ جس راستے سے گزر رہا ہوں اگر دائیں سے غیر محرم عورت آتی محسوس ہوتی ہے تو میں چھتری سے ہی پردہ کر لیتا ہوں، بائیں طرف سے آتی محسوس ہوتی ہے میں ادھر سے آڑ بنا لیتا ہوں میں غیر محرم عورت کے کپڑے پر بھی نظر نہیں ڈالتا۔ اب سوچیے کہ غیر محرم سے کتنا ان کو پرہیز ہوتا تھا، اسی تقویٰ کی وجہ سے ان لوگوں کے ساتھ اللہ کی مدد تھی، اللہ نے ان کے سینوں کو روشن کر دیا تھا، زندگیوں میں اعمال سے برکت ڈالی اور ان کے کام کو اللہ نے قبولیت عطا فرما دی۔ تو آج اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی ان اکابر کے راستے پر چلیں تو ہمیں آج اس نئی زندگی گزارنے کا ارادہ کرنا پڑے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ...... حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خود یہ واقعہ سنایا، فرمانے لگے کہ میری اہلیہ مجھے وضو کروا رہی تھیں، پانی ڈال رہی تھیں، میں وضو کر رہا تھا، تو وضو کا پانی ڈالنے میں ذرا کچھ کمی سی ہوئی تو میں نے غصے میں دیکھ کر کہا کہ دیکھتی نہیں۔ وہ خاموش رہی اور پانی ڈالتی رہی، جب وضو کر لیا تو میں نے سر پر عمامہ باندھا، مسجد کی طرف چلا کہ فجر کی نماز کی امامت کروانی تھی۔ ابھی مسجد کے دروازے پر پہنچا تھا، میرے دل میں خیال آیا کہ ابھی آپ جائیں گے اور امامت کے مصلے پہ کھڑے ہوں گے اور گھر میں آپ نے بیوی کو خواہ مخواہ ایسے ڈانٹا کہ اس کا دل دکھی ہوا۔ فرمایا کہ میں نے مسجد میں پیغام بھیجا کہ جماعت کے لیے میرا انتظار کریں۔ میں گھر واپس گیا، اور اہلیہ سے معافی مانگی کہ میں نے آپ کا دل دکھایا آپ معاف کر دیں، اہلیہ نے مسکرا کر کہا کہ جی میں نے تو محسوس نہیں کیا، تب میں مسجد میں لوٹ کے آیا اور آ کر نماز پڑھائی۔

اپنا موازنہ کریں

ہمارے اکابر کی زندگیاں یہ تھیں اور آج علما کی بیویوں سے ذرا پوچھ کر دیکھیے کہ ان کا گھروں میں حال کیا ہے؟ چھوٹی سی بات پہ غصہ میں آ جاتے ہیں اور پتہ کیا سمجھتے ہیں؟ ہم جلال والے ہیں، یہ نہیں سمجھتے کہ ہم غصے کے مریض ہیں۔ بھئی! ہم جلال والے ہیں، تو اگر قیامت کے دن اللہ نے بھی جلالی کا معاملہ کر دیا تو کیا ہوگا؟ یہ جو ہم نے گھر والوں کو اور بچوں کو ستایا ہوا ہے۔ بچوں کو جانوروں کی طرح مارتے ہیں، قاری ور اصل قہاری، معمولی معمولی باتوں پہ اتنی سزا کہ بندہ حیران ہو جاتا ہے۔ سمجھتے ہیں کہ جی ہم بڑے اچھے استاد ہیں۔ یہ تو قیامت کے دن جب وہ کھڑے ہوں گے اپنا حق مانگنے کے لیے پھر پتہ چلے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ماتحت لوگوں کے حقوق کے لیے ان کے جو وکیل ہوں گے وہ انبیا ہوں گے۔ فرمایا کہ میں قیامت کے دن ان کا وکیل ہوں گا اور ان ماتحت لوگوں کو ان کا حق لے کے دکھاؤں گا۔ اگر بچوں کے وکیل اللہ کے نبی اور بیوی کے وکیل اللہ کے نبی بن گئے تو ہمارا کیا بنے گا؟ ہم نے تو کتنوں کے دل دکھائے، ہم نے کتنوں کی چیزیں بغیر اجازت استعمال کیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ہم سے پوچھنے والا نہیں، قیامت کے دن کی تیاری اسی کا نام ہے کہ ہم ان سب جھگڑوں کو ادھر ہی سمیٹ لیں، معافی مانگ لیں، معاف کروالیں تاکہ قیامت کے دن کوئی سامنے نہ کھڑا ہو کہ اس نے میرا حق دینا ہے۔

آخرت کی سکیننگ مشین (Scaning Machine):

جب ہوائی سفر کرتے ہیں تو ایئر پورٹ پر ایک مشین کے اوپر ہر مسافر کو گزرنا پڑتا ہے، اس کی جیب میں کوئی سکہ یا لوہے کی چیز ہو تو وہ فوراً آواز آتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ لوگ بڑی احتیاط کرتے ہیں، ہر میٹل والی چیز کو اپنے بیگ میں ڈال دیتے ہیں، جیب میں کچھ بھی نہیں رکھتے کہ جب گزرنے لگیں گے تو مشین بول پڑے گی۔ تو جب وہاں سے گزرنا ہوتا ہے تو قیامت کا دن یاد آتا ہے۔ اللہ وہ بھی تو دن ہوگا کہ ایک ایک بندہ آپ کے سامنے آئے گا۔ ادھر بھی سکینر مشین لگی ہوگی مگر وہ ہر بندے کے دل کو سکین کرے گی کہ گناہوں کے اثرات کتنے پڑے ہیں؟ کتنے بندوں کے دل دکھائے ہیں؟ جنہوں نے تقویٰ کی زندگی گزاری ہوگی اس کو کہیں گے کہ جاؤ سامنے تمہیں جنت کا دروازہ نظر آرہا ہے اور جن کے گزرنے سے مشین بول پڑے گی پھر فرشتے ان کو روکیں گے اور کہا جائے گا:

﴿ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ﴾ (الصافات:۲۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کو تو روک لیجیے، ہم نے ان کا ٹرائل کرنا ہے، جامہ تلاشی لینی ہے۔ یہ طالب علم صاحب، چھپی دوستیاں لگاتے تھے، روکو ذرا اس کو، ذرا پوچھ تو لیں ان سے۔ یہ نوجوان صاحب سیل فون کو ہاتھ میں پکڑے رکھتے تھے، کبھی اس کا میسج، کبھی اس کی کال، ہر ایک کو وہ کہتے تھے: میں آپ کو مس کرتا ہوں، میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ ہر کال پر غیر محرم کو محبت کا پیغام دینے والا، ہم سے محبت کا اظہار کیوں نہیں کرتا تھا

﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَّسْئُولُونَ﴾ (الصافات:۲۴)

آج ہمیں بھی پوچھنے دو کہ کیسے زندگی گزار کے آیا۔ اس صوفی صاحب کو بھی روک لو، یہ اپنی بیوی کو تنگ کر کے رکھتا تھا، گھر کے اندر پریشان کر کے رکھتا تھا، وہ اوپر سے میاں شیخ تھا اندر سے میاں کبی تھا۔ وقفوھم روکو ذرا ان کو انھم مسئولون ہم نے اس کا ٹرائل لینا ہے، تفتیش کرنی ہے۔ اگر قیامت کے دن کھڑا کر لیا گیا نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ نُوقِشَ فِي الْحِسَابِ فَقَدْ عُذِّبَ))

”جس سے حساب لیا گیا بس سمجھو کہ اسے عذاب ہو گیا“

آج اپنا محاسبہ کر لیں:

ہمارا کیا بنے گا؟ آج وقت ہے اپنی زندگی کو تقویٰ سے مزین کر لیں، تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ ہم ایسی زندگی گزاریں کہ قیامت کے دن کوئی بندہ ہمارا گریبان پکڑنے والا نہ ہو۔ تنہائی میں بیٹھ جائیں، اس بارے میں سوچیں! کس کی غیبت کی؟ کس کا حق مارا؟ کس کی چیز بغیر اجازت استعمال کی؟ کس کا دل دکھایا؟ سب سے معافیاں مانگ لیجیے۔ اس کے بغیر ولایت ہرگز نہیں مل سکتی۔

ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بیت المقدس گیا دو فرشتے آئے، وہ گفتگو

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے لگے کہ یہ کون؟ ایک نے کہا کہ ابراہیم ادھم ہے، اللہ نے اس کا ایک درجہ گھٹا دیا، دوسرے نے پوچھا: کیوں؟ کہنے لگا کہ اس نے بصرہ سے کھجوریں خریدی تھیں اور دکان دار کی ایک کھجور نیچے گر گئی تھی اور اس نے اپنی سمجھ سے اٹھا کے کھالی تو اس کی ولایت کا ایک درجہ کم کر دیا گیا۔ فرماتے ہیں مجھے فوراً یاد آیا کہ ایسا ہوا تھا۔ اگلا دن آیا کھجوریں خریدیں اور اس دکاندار کو کھجور واپس کی۔ پھر بیت المقدس میں ساری رات عبادت کی، دو فرشتے نظر آئے، وہ گفتگو کر رہے تھے، ایک نے دوسرے کو کہا: کھجور واپس کرنے کی وجہ سے اللہ نے ولایت کا درجہ بحال فرما دیا۔

ایک کھجور کی وجہ سے اگر ولایت کا درجہ گھٹ سکتا ہے، ہم نے تو کتنے لوگوں کے ساتھ برائی کی، زیادتی کی، کہاں کی ولایت؟ دور کی بات ہے؟ جب تک کے انسان اپنی زندگی میں تقویٰ پیدا نہیں کرے گا، یہ رکاوٹیں رہیں گی۔ جیسے جانور کو باندھ دیا جائے، جا نہیں سکتا، شیطان نے ہمیں نفس کی رسی کے ساتھ ایسے باندھ دیا کہ ہم اللہ کی طرف پرواز نہیں کر سکتے۔ چھوٹی چھوٹی بے احتیاطیاں جن کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔ کاش اللہ رب العزت ہمیں سمجھ دے، آج ہم عہد کریں کہ اللہ آج کے بعد محتاط زندگی گزاریں گے، پچھلے معاملات کا تصفیہ کریں گے اور آئندہ اللہ! آپ کے بندوں میں سے کسی بندے کا حق نہیں ماریں گے اور نیکی کے جو عمل آپ کے ساتھ ہیں تو اللہ! آپ تو مہربانی فرما دینا، ہم آپ کو نیکیاں دکھانے کے قابل نہیں میرے مولیٰ! یہ تو آپ کی رحمت ہے اور آپ کی ستاری کے صدقے جی رہے ہیں، اگر آپ نے گناہوں کے اندر بو ڈالی ہوتی تو آج کوئی ہمارے پاس بیٹھنا بھی برداشت نہ کرتا۔

آج وقت ہے تیاری کر لیں ورنہ اللہ کے سامنے جواب دینا مشکل کام ہوگا۔

چنانچہ کرمان کا بادشاہ تھا۔ ایک بڑھیا کی گائے کو اس کے لشکر والوں نے ذبح کر

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

(توبہ:۱۱۹)

علما کے لیے صحبت صلحا کی اہمیت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 19 جولائی 2010ء بروز سوموار ۷ شعبان ۱۴۳۱ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خصوصی تربیتی مجالس برائے علما و طلباء (چوتھی مجلس)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

وقت کے ساتھ ساتھ کچھ جاہل صوفیا کے اعمال نے علما کو بہکا دیا۔ علما اتنا بگڑ گئے کہ انہوں نے اس تصوف کو شجر ممنوعہ سمجھنا شروع کر دیا۔ وہ کہنے لگے کہ جی کیفیات کو چھوڑ دو، بس اپنا ایمان بچاؤ۔ مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ طلبا عشق نبوی والی کیفیات میں کمزور ہوتے چلے گئے۔ اور یہ انحطاط، یہ زوال آج مدارس کی فضا میں نظر آتا ہے۔ تو اب وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ ان دونوں چیزوں کا رشتہ بحال کیا جائے، خانقاہوں میں رہنے والے مدارس میں آ کے علم سیکھیں اور مدارس میں رہنے والے خانقاہوں میں جا کر ذکر سیکھیں، تاکہ ان میں پھر وہی کمالات پیدا ہو جائیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

علما کے لیے صحبت صلحا کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞
﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (توبہ:۱۱۹)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۞
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دو نعمتیں:

نبی علیہ السلام اس امت کو دو نعمتیں دے کر گئے، ایک کو کہتے ہیں تعلیمات نبوی اور دوسری کو کہتے ہیں کیفیات نبوی۔ علم بھی سکھایا اور علم کی کیفیت کیا ہونی چاہیے صحابہ کو وہ بھی سکھائی۔ تو صحابۂ کرام نے دو نعمتیں پائیں، تعلیمات نبوی بھی پائیں اور کیفیات نبوی بھی پائیں، اس لیے صحابہ کرام کو ان کیفیات میں تھوڑا فرق محسوس ہوتا تھا تو فوراً کہتے تھے کہ ''نَافَقَ حَنْظَلَةُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ'' حنظلہ منافق ہو گیا۔

تو دو نعمتیں ملیں، تعلیمات نبوی، کیفیات نبوی۔ تعلیمات نبوی کو علم کہتے ہیں اور کیفیات نبوی کو تزکیہ کہتے ہیں۔

علم کے ساتھ تزکیہ بھی ضروری:

علم کی کیفیت سے تو آپ واقف ہیں ہی تزکیہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

علم مطلق پر مغفرت ہوتی تو شیطان کی بھی ہو جاتی، علم تو اس کے پاس بھی بہت تھا۔ اس کے پاس علم کی کمیت تھی، مقدار تھی لیکن باطنی مرض تکبر بھی ساتھ تھا جو اس کو لے ڈوبا۔ تو علم کے باوجود باطنی مرض نے اس کو برباد کر دیا۔ تو ثابت ہوا کہ باطنی امراض ہوں تو علم فائدہ نہیں دیتا۔ اس لیے قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے بے عمل علما کو فرمایا:

﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا﴾ (جمعہ:۵)

''یہ گدھے ہیں جن کے اوپر بوجھ لادا ہوا ہے۔''

فرمایا:

﴿اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ (الجاثیہ:۲۳)

''کیا دیکھا آپ نے اسے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا''

تو تزکیہ کا ہونا یہ انتہائی ضروری ہے۔

پہلے مشائخ دونوں نعمتوں کے حامل تھے:

پہلے زمانے میں مشائخ ان دونوں نعمتوں کے حامل اور کامل ہوا کرتے تھے۔ ان کے پاس تعلیمات نبوی بھی ہوتی تھیں اور کیفیات نبوی بھی ہوتی تھیں، لہٰذا شاگرد ان سے وہ دونوں چیزیں حاصل کرتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ کمال، وہ جامعیت باقی نہ رہی، مدارس بن گئے تو پھر یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہو گئیں۔ جہاں سے لوگ تعلیمات نبوی سیکھتے اس کو مدرسہ کہا جانے لگا اور جہاں سے کیفیات نبوی سیکھتے اس کو خانقاہ کہا جانے لگا۔ پھر بھی امت میں سینکڑوں سالوں یہ شعبے اپنا کام

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے رہے۔ علم کے طالب مدارس سے علم پاتے تھے اور کیفیاتِ نبوی کے طالب خانقاہوں میں جا کر عشقِ الٰہی کی نعمت پاتے۔

انحطاط کی وجہ:

وقت کے ساتھ ساتھ کچھ جاہل صوفیا کے اعمال نے علما کو بہکا دیا۔ علما اتنا بگڑ گئے کہ انہوں نے اس تصوف کو شجرِ ممنوعہ سمجھنا شروع کر دیا۔ وہ کہنے لگے کہ جی کیفیات کو چھوڑو، بس اپنا ایمان بچاؤ! مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ طلبا عشقِ نبوی والی کیفیات میں کمزور ہوتے چلے گئے۔ اور یہ انحطاط، یہ زوال آج مدارس کی فضا میں نظر آتا ہے۔ تو اب وہی ضرورت محسوس ہوئی کہ ان دونوں چیزوں کا رشتہ بحال کیا جائے، خانقاہوں میں رہنے والے مدارس میں آ کے علم سیکھیں اور مدارس میں رہنے والے خانقاہوں میں جا کر ذکر سیکھیں تا کہ ان میں پھر وہی کمالات پیدا ہو جائیں۔

مشاہیر علما مشائخ کی صحبت میں

چنانچہ پہلے وقتوں میں بڑے بڑے مشاہیر علما اپنے وقت کے مشائخ کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھتے تھے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ کے ساتھ انقیاد و تواضع کا معاملہ علما میں سے اماموں نے بھی کیا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا، یہ ہمارے نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگ ہیں۔ دو سال ان کے ساتھ رابطہ رہا اور اتنا فیض ملا کہ آپ فرماتے تھے:

"لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ"

"اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بکثرت جایا کرتے تھے۔ اس لیے ان دونوں کا رنگ ایک جیسا تھا، اصولِ فقہ ان دونوں کے ایک جیسے تھے، لیکن پہلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بتائے۔

"تَبِعَهٗ مَالِكُ ابْنُ انَسٍ"

"اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی اتباع کی"

اس لیے آپس میں بہت زیادہ مماثلت ہے، شیخ تھے تا جن سے فیض ملا تھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک بزرگ تھے شعبان راعی رحمۃ اللہ علیہ، شعبان ایک قبیلے کا نام ہے تو امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ وہ بھی اسی قبیلے کے تھے اس قبیلے کے بزرگوں سے انہوں نے فیض پایا۔

ابو العباس ابن شریح رحمۃ اللہ علیہ

ابو العباس ابن شریح رحمۃ اللہ علیہ لغت کے امام گزرے ہیں۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گئے تھے اور پہلے دن ان کی باتیں سن کر کہا کہ مجھے اس بندے کی باتیں سمجھ تو نہیں آ رہیں لیکن اس کے کلام کی صولت اور شان ایسی ہے کہ یہ باطل کلام میں نہیں ہو سکتی۔ بلاغت میں بتا دیا کہ بات کرنے والے کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

صاحب جذب بزرگ تھا۔

امام احمد بن حنبل عشیہ

امام احمد بن حنبل عشیہ حضرت بشر حافی عشیہ کی صحبت میں جاتے تھے۔ کسی نے کہا بھی کہ آپ اتنے بڑے امام ہیں، محدث بھی ہیں، فقیہ بھی ہیں، لیکن ایک ایسے بندے کے پاس جاتے ہیں جو فقط عبادت میں ہی لگا رہتا ہے۔ تو آپ نے خوبصورت جواب دیا۔ فرمایا کہ دیکھو! میں عالم بکتاب اللہ اور بشر حافی عالم باللہ ہیں عالم باللہ کو عالم بکتاب اللہ پر فضیلت ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک صاحب نے امام احمد بن حنبل عشیہ سے سوال کیا۔ اس نے پوچھا کہ حضرت!

مَا الْاِخْلَاصُ

''اخلاص کیا ہوتا ہے؟''

فرمایا: هُوَ الْخَلَاصُ مِنْ آفَاتِ الْاَعْمَالِ

''اعمال کی آفات سے خلاصی پا جانا اس کا نام اخلاص ہے۔''

اس نے کہا: مَا التَّوَكُّلُ ''توکل کیا ہے؟''

فرمایا: اَلثِّقَةُ بِاللّٰهِ ''اللہ پر اعتماد کرنا''

اس نے کہا: مَا الرِّضَاءُ ''رضا کیا ہے؟''

فرمایا: تَسْلِيْمُ الْاُمُوْرِ اِلَى اللّٰهِ

''اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کر دینا۔''

اس نے کہا: مَا الْمَحَبَّةُ ''محبت کیا ہے؟''

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا: اس کا جواب میں تمہیں دوں گا، اس کا جواب بشر حافی سے پوچھ لو۔ جب تک علم کی بات ہوتی رہی، جواب دیتے رہے، جب احوال اور کیفیات کی بات ہوگئی تو پھر ان کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے صالح بن احمد کو ترغیب دیتے تھے کہ تم ان مشائخ کی صحبت میں جایا کرو!

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بزرگ ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ یہ وہی بزرگ ہیں کہ لوہا کوٹتے تھے اور جب اذان کی اللہ اکبر ہوتی اگر ہتھوڑا سر کی طرف اٹھایا ہوا بھی ہوتا تھا تو لوہے کو نہیں مارتے تھے، رکھ دیتے تھے کہ اب میرے اللہ نے مجھے طلب فرمالیا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کے شارح ہیں۔ انہوں نے ایک وقت میں شیخ مدین سے ملاقات کی، توجہ کا اثر ایسا پڑا کہ بقیہ زندگی رابطے ہی میں گزار دی۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت حضرت نجم الدین ابکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی بخاری شریف کے شارح ہیں، معروف بزرگ ہیں، ان کے متعلق علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَلْقُعُوْدُ مَعَ الصُّوْفِيَّةِ فِيْ خَانْقَاهٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

”کہ یہ صوفیوں کے ساتھ خانقاہ میں بیٹھتے تھے۔“

شیخ ابو العباس عز الدین الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ان کے بارے میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ قَدْ لَبِسَ خِرْقَةَ التَّصَوُّفِ مِنَ السُّهْرَوَرْدِي

”کہ انہوں نے شیخ شہاب الدین سہروردی سے خلافت پائی۔“

شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ماوراء النہر کے بڑے فقیہ تھے۔

ذَهَبَ بِإِشَارَةِ شَيْخِهِ إِلَى بُخَارَا وَ اعْتَكَفَ هُنَا

”شیخ کے اشارے پر بخارا گئے، اعتکاف کیا“

اور وہاں بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ

صاحب نور الانوار، ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے ایک قادری بزرگ شیخ لٰیسین بن عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے باطنی نعمت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ سے پائی۔ اپنی کتاب میں انہوں نے لکھا ہے: ”میں نے باطنی نعمت حضرت بوعلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی“۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے باطنی نسبت مولانا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ سے پائی۔ یہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے، خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے خلیفہ تھے۔ اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ درمختار لکھنے والے، آج جس دارالافتاء میں جاؤ آپ کو ''شامی'' ان کی میز پر پڑی ملے گی۔ مسئلہ پوچھنے جاؤ جو پہلی کتاب اٹھائیں گے وہ شامی ہوگی۔ ایک طرف فقیہ بھی ہیں اور ایک طرف تصوف کے ایسے بزرگ بھی ہیں۔

ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

ہم جو درس نظامی پڑھتے ہیں، اس کی قبولیت کا راز یہ ہے کہ ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب درس نظامی ہیں۔ وہ انڈیا کے ایک گاؤں کے تھے۔ اودھ انڈیا کے ایک شہر کا نام ہے، وہاں کا ایک گاؤں تھا ''بانسا''۔ یہ اس گاؤں کے ایک غیر معروف بزرگ تھے، اللہ والے تھے، ان سے جا کر انہوں نے بیعت کی۔ ان کی دعائیں تھیں جن سے ان کو اخلاص ملا اور اخلاص کے سبب اللہ نے ان کے بنائے ہوئے ترتیب دیے ہوئے کتب کے نظام کو قبولیت عطا فرمائی۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ جن کی آپ شرح جامی پڑھتے ہیں، ان کی بیعت ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ خوجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔

علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک اور بزرگ ہیں علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ، درس نظامی والے طلباء ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کو جانتے ہیں۔ علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت ہمارے سلسلہ عالیہ کے بزرگ خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں، اپنے شیخ کے بارے میں:

وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُ حَقَّ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰى مَا لَمْ اٰتِيْ فِيْ خِدْمَةِ الْعَطَّارِ

''اللہ کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب نہیں ہوئی جب تک کہ میں عطار کی خدمت میں نہیں پہنچا۔''

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدث تھے۔ آج اقسام حدیث پڑھنے کے لیے انہیں کا وہ مقدمہ کام آتا ہے جس میں انہوں نے بیان کیا کہ صحیح کیا ہے؟ مرفوع کیا ہے؟ موضوع کیا ہے؟ فلاں کیا ہے؟ فلاں کیا ہے؟ اتنے بڑے محدث! ان کی بیعت ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ مفسر قرآن تھے، ان کی تفسیر مظہری عربی کی مشہور تفسیر ہے۔ بیان القرآن پڑھ لیجیے یا معارف القرآن پڑھ لیجیے، آپ کو ہر چند صفحوں میں تفسیر مظہری کا ریفرنس ملے گا۔ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے ان کو اجازت وخلافت تھی، مفسر بھی تھے، محدث بھی تھے، صوفی اور شیخ وقت بھی تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا عبدالحیؒ

حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی، ان کی بیعت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔ اور آگے آئیے! حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت حضرت حاجی صاحب امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔

دیگر علمائے دیوبندؒ:

اور ان کے بعد کے بزرگ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ، سب حضرات نے بیعت کی تھی۔ تو دیکھیے! وہ تمام لوگ جن سے اللہ نے دین کا کام لیا، جنہوں نے ٹھوس کام کیا، یہ سب وہی تھے جو تعلیمات نبوی کے حامل بھی تھے اور کیفیات نبوی کے بھی حامل تھے، مرج البحرین تھے۔ ان سے اللہ نے دین کا کام لیا۔

متعدد مشائخ سے اخذِ فیض:

بلکہ بعض نے تو کئی کئی مشائخ سے فیض پایا۔ چنانچہ خواجہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے مقام الرجا امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا، مقام حیا شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے پایا اور نسبت فردیت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف میں میرے استاد جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، فقہ میں ابن شریح رحمۃ اللہ علیہ نحو میں صالح رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث میں ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور نفس کی اصلاح کے لیے اتنے علوم کا ہونا ہی کافی ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحبت کی تاثیر:

اب دیکھیے کہ بڑے بڑے علماء وقت تھے جنہوں نے اپنے وقت کے مشائخ سے فیض پایا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تحفۃ الصالحین میں لکھتے ہیں:

"بے شمار لوگوں کی ایک جماعت جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہے اور وہ اس قسم کی جماعت ہے کہ جس کا ہر فرد تقویٰ اور علم کے باعث ایسا درجہ رکھتا ہے کہ اس کے اوپر جھوٹ کی تہمت لگانا ناجائز ہے، ان لوگوں نے زبان اور قلم سے اور قلم زبان سے اس بات کی تصدیق کی کہ ہمیں مشائخ کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے باطن میں ایک نئی حالت محسوس ہوئی۔ بے شمار حضرات نے تصدیق کی اور یہی چیز بہت سارے کمالات کا موجب ہے۔"

اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کا کام ان لوگوں سے لیا جو ظاہری باطنی علوم کے جامع تھے، صدق اور اخلاص کا اثر ان کی تحریر اور تقریر میں آگیا تھا۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، امت کی دو جماعتیں اللہ کی رحمت ہیں، ایک فقہا کی جماعت اور دوسری صوفیا کی جماعت۔ فرماتے ہیں کہ یہ سب لوگ حکمائے امت ہیں، چنانچہ قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (توبہ:119)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کی صحبت اختیار کرو"

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ وَكُلُّ قَرِيْنٍ بِالْمُقَارَنِ يَقْتَدِيْ"

www.besturdubooks.wordpress.com

”دوسروں کے ساتھ اتنی مخالطت کرو اتنا گھلو ملو کہ تم ان کی طرح بن جاؤ ساتھی اپنے ساتھی کی اتباع کرتا ہے“

تا کہ تم ان کی طرح بن جاؤ، رنگ چڑھ جائے، خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اسی طرح بندے کا رنگ بندے پر چڑھتا ہے۔

اب یہ جو خَالِطُوْا هُمْ ہے یہ باب مفاعلہ کا صیغہ ہے خَالَطَ یُخَالِطُ مُخَالَطَةً اس میں جانبین کا فائدہ ہے۔ خاصیت ابواب میں پڑھتے ہیں کہ اس میں استفادہ اور افادہ دونوں جانبین ہوتے ہیں۔ تو ایک بندے کے اوپر دوسرے بندے کی طبیعت کا اثر ہوتا ہے۔

یہاں تک جذب کر لوں کاش تیرے حسن کامل کو
تجھی کو سب پکار اٹھیں گزر جاؤں جدھر سے میں

کہ میں جدھر سے گزر جاؤں آپ ان کو یاد آ جائیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت میں ایسے رنگ جائے کہ بندہ جدھر سے گزر جائے لوگوں کو مسلمانوں کے پیغمبر اسلام یاد آ جائیں۔

دوست، دوست کے دین پر:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ یُّخَالِطُ))

”بندہ اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک یہ دیکھے کہ وہ کس سے ملتا ہے“

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

"لِاَنَّ الطِّبَاعَ مَجْبُوْلَةٌ عَلَى التَّشَبُّهِ وَالْاِقْتِدَاءِ بَلِ الطَّبْعُ يَسْرِقُ مِنَ الطَّبْعِ مِنْ حَيْثُ لَا يَدْرِيْ هٰذَا"

"ایک طبیعت دوسری طبیعت سے اتنی خاموشی سے چیز اخذ کر لیتی ہے۔ پتہ ہی نہیں چلتا"

دریا کے کنارے میں بیٹھنے والے کی طبیعت کے اندر برودت آ جاتی ہے۔

آگ کے قریب بیٹھنے والے کی طبیعت کے اندر یبوست آ جاتی ہے۔

اونٹوں کو چرانے والے کی طبیعت میں ہٹ دھرمی آ جاتی ہے۔

گھوڑوں کی خدمت کرنے والے کی طبیعت اندر شجاعت آ جاتی ہے۔

بکریوں کے چرانے والے کی طبیعت میں عاجزی اور تواضع آ جاتی ہے۔

تو اگر مادی چیزوں کا اثر اور جانوروں کا اثر ہو جاتا ہے تو پھر انسانوں کا اثر کیوں نہیں ہو گا، اگر ان کی صحبت میں بیٹھیں گے۔

نظر کا لگنا برحق ہے:

دوسری حدیث مبارکہ ہے، اسماء بنت زبیر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کے خدمت میں یہ عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جعفر کے بچوں کو نظر لگ جاتی ہے، خاوند کا نام لیا۔

اَفَاَسْتَرْقِيْ لَهُمْ؟

"کیا میں انہیں کچھ پڑھ کے دم کر دیا کروں؟"

((قَالَ نَعَمْ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدْرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ))

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت کر سکتی ہے تو وہ نظر ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

جو سبقت کر جاتی ہے۔“

نظر میں اتنا اثر ہوتا ہے، اب سوچیے کہ جس نظر کے اندر عداوت تھی، دشمنی تھی، بغض تھا، کینہ تھا، حسد تھا، وہ نظر اگر اثر کر جاتی ہے تو جس نظر کے اندر محبت ہو، شفقت ورحمت ہو، اخلاص ہو تو پھر وہ نظر کیوں اثر نہیں کرتی؟

یہ جو اللہ والوں کی صحبت میں اثر ہوتا ہے یہ اصل میں ان کی نظر لگ جایا کرتی ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعَیْنُ حَقٌّ ”نظر کا لگ جانا حق ہے“

عارفین کی نظر:

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ثُمَّ وَجَدْتُ هٰذَا الْعَیْنَ نَظَرَ الْعَارِفِیْنَ

”میں نے اس نظر لگنے کو عارفین کی نظر میں پایا“

پہلے تو بری نظر لگنے کا تذکرہ تھا اور جو اس کے مخالف چیز ہے وہ عارفین کی نظر ہے وہ بھی لگ جاتی ہے۔

فَاِنَّهٗ مِنْ حَیْثُ التَّاْثِیْرِ اَلْاِکْسِیْرُ

”وہ بھی اکسیر ہوتی ہے“

...... یَجْعَلُ الْکَافِرَ مُؤْمِنًا کافر کو مومن بنا دیتی ہے

...... وَالْفَاسِقَ صَالِحًا فاسق کو نیک بنا دیتی۔

...... وَالْجَاهِلَ عَالِمًا جاہل کو عالم بنا دیتی۔

...... وَالْکَلْبَ اِنْسَانًا اور کتے کو انسان بنا دیتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اب دیکھیں! اصحاب کہف کا ساتھ ملنے سے کتے کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمائیں گے۔ جو نعمت انسانوں کو ملنی تھی وہ اللہ اسے عطا کریں گے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لِكُلِّ شَيْءٍ مَعَادِنٌ وَ مَعَادِنُ التَّقْوٰى قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ))

(جمع الفوائد)

''ہر چیز کا خزانہ ہوتا ہے تقویٰ کا معادن عارفین کے دل ہوتے ہیں''

صحبت کے بغیر دین نہیں:

چنانچہ ہمارے بزرگوں نے اس بات کو سمیٹا ہے اس کا لب لباب یوں بیان کیا ہے کہ فرمایا:

...... لَا دِيْنَ اِلَّا بِالْعِلْمِ

''علم کے بغیر دین نہیں''

...... وَلَا عِلْمَ اِلَّا بِالْكِتَابِ

''اور کتاب کے بغیر علم نہیں''

...... وَلَا كِتَابَ اِلَّا بِمُرَادِهٖ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰى

''اللہ کی مراد سمجھے بغیر کتاب نہیں۔''

...... وَلَا يَتَبَيَّنُ مُرَادُهٗ اِلَّا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

''اللہ کی مراد کو نہیں سمجھ سکتے اگر سمجھ سکتے ہیں تو نبی کی سنت سے۔''

...... وَلَا يَتَوَضَّحُ السُّنَّةُ اِلَّا بِكَلَامِ الْفُقَهَاءِ

www.besturdubooks.wordpress.com

”اور سنت کی وضاحت نہیں ہو سکتی سوائے کلام فقہا کے۔“

جو حدیث کے سمجھنے والے ہیں۔

تو حدیث کہتے ہیں نبی ﷺ کی بات کو اور فقہ اس بات کی سمجھ کو کہتے ہیں۔ تو سمجھنے کے لیے فقہ کی ضرورت ہے اور آگے فرماتے ہیں کہ

...... وَلَا يُفْهَمُ كَلَامُ الْفُقَهَاءِ إِلَّا بِالْإِنْصِبَاغِ

کلام فقہا کو نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ رنگ نہ چڑھے (صِبْغَةُ اللّٰهِ) وہی لفظ ہے یہ اللہ کا رنگ) تو رنگ چڑھے بغیر سمجھ نہیں سکتے۔

وَلَا يَلُوحُ الْإِنْصِبَاغُ إِلَّا بِالتَّزْكِيَةِ

اور رنگ لائٹ نہیں مارتا، روشنی نہیں دیتا سوائے تزکیہ کے،

اس میں چمک نہیں آتی سوائے تزکیہ کے۔

...... وَلَا يَتَأَتَّى التَّزْكِيَةُ إِلَّا بِمَعِيَّةِ الشُّيُوخِ

اور تزکیہ نہیں ہوتا سوائے مشائخ کی معیت کے۔

وَلَا تَنْفَعُ مَعِيَّتُهُمْ إِلَّا بِاتِّبَاعِهِمْ

اور ان کی معیت کا فائدہ نہیں سوائے ان کی اتباع کرنے کے۔

تو معلوم ہوا کہ جو بندہ دین کو اپنے جسم پر لاگو کرنا چاہتا ہے اور ڈھنا بچھونا بنانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ مشائخ کاملین کی صحبت میں آئے۔ اپنے آپ کو حوالے کر دے اور پھر دیکھے کہ اللہ تعالیٰ دل کی دنیا کو کیسے بدلتے ہیں؟ اس کے بغیر علم محض تو رہتا ہے، عمل کا راستہ پوری طرح نہیں کھلتا۔ علامہ اقبال کا ایک عجیب شعر ہے:

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو نہ تھی خبر کہ ہے علم نخیل بے رطب

www.besturdubooks.wordpress.com

نخل کہتے ہیں کھجور کے درخت کو اور رطب کہتے ہیں کھجور کو، کھائی جانے والی جو ہوتی ہیں۔ تو نخیل بے رطب یعنی درخت بغیر پھل کے۔

تازہ میرے ضمیر میں معرکہ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ عقل تمام بولہب

عشق جو ہے وہ تمام مصطفیٰ ہے اور عقل اگر کامل ہو جائے تو لہب بن جاتی ہے۔ اس عقل کو سیدھا رکھنے کے لیے عشق کی ضرورت ہے اور وہ ملتا ہے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر۔

بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے:

اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علما کو اپنی اصلاح کے لیے کسی محقق کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ قاعدہ ہے کہ

رَأْیُ الْعَلِیْلِ عَلِیْلٌ "بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے"

اس لیے اس دنیا میں ڈاکٹر لوگ بیمار ہو جاتے ہیں تو سیلف ٹریٹمنٹ پر انحصار نہیں کرتے، ایک دوسرے ڈاکٹر کو چیک کرواتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے، ورنہ تو وہ خود ڈاکٹر ہے اور اپنے جسم کو جانتا بھی بہتر ہے تو اپنا علاج خود کرنا چاہیے، مگر ڈاکٹر لوگ سمجھتے ہیں کہ اپنا علاج کرنے سے بندہ زیادہ بیمار ہو جاتا ہے، دوسرے ڈاکٹر سے علاج کرواؤ۔ اسی طرح کوئی اگر چاہے کہ میں اپنی باطنی بیماریوں کا خود علاج کروں رَأْیُ الْعَلِیْلِ عَلِیْلٌ۔ بیمار کی رائے بیمار والی بات ہوگی۔

علما کو صحبتِ مشائخ کی ضرورت:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علما کو اپنی اصلاح کے لیے کچھ مدت کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پاس رہنا چاہیے۔ اس لیے کہ ایسا علم جس پر عمل نہ ہو وہ جہنم میں جانے کا سبب بنے گا۔

((لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ وَلِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ))

"وہ علم جس کو حاصل کریں علما کے پاس بیٹھنے کے لیے اور جاہلوں کے ساتھ جھگڑا کرنے کے لیے۔"

تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرنے کے لیے دس سال لگاتے ہیں تو کیا وہ اس پر عمل کا رنگ چڑھانے کے لیے دس ماہ نہیں لگا سکتے۔ جس طرح "کنز و ہدایہ" پڑھنا ضروری ہے اسی طرح ابو طالب مکی کی "قوت القلوب" اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی اربعین پڑھنا بھی ضروری ہے۔ دس سال گزر گئے کتابوں میں دین کو پڑھتے ہوئے، اس دین کی عملی شکل بھی تو دیکھیں۔ اس لیے مشائخ کی صحبت میں جائیں، دین کی عملی شکل آپ کو آنکھوں سے نظر آئے گی۔

ان کے ساتھ ذرا دیکھیے، ان کو اپنے غصے پر قابو کتنا ہوتا ہے؟ ان کے ساتھ بیٹھ کے دیکھیے، وہ غیبت سے کیسے بچتے ہیں؟ ان کے پاس بیٹھ کر دیکھیے، ان کے دل میں اللہ کی محبت کتنی ہوتی ہے؟ یہ صفات یہ کمالات ساتھ رہ کے نظر آئیں گے اور پھر دل کہے گا کہ ہیں تو یہ بھی انسان مگر اللہ نے ان کے اندر کوئی نہ کوئی آگ بھری ہوئی ہے، ان کی زندگیوں میں دن اور رات کا فرق ختم ہو جاتا ہے، حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اب میری نظر میں دن اور رات کا فرق ختم ہو گیا ہے۔ تو ایسے بزرگوں کی صحبت میں وقت گزارنا پڑتا ہے، اسی کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

قال را بگزار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو

صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

جان و دل کو اللہ کے حوالے کر دے۔ چنانچہ شاعر کہتے ہیں:

اے بے خبر بکوش کہ صاحب خبر شوی
تا راہ بیں نباشی کہ راہبر شوی

"اے بے خبر کوشش کر کہ تو صاحب خبر بن جائے، تو اگر راستہ نہیں دیکھے گا تو تو رہبر کیسے بنے گا؟"

در مکتب حقائق پیش ادیب عشق
ہاں اے پسر بکوش کہ روزے پدر شوی

تو بیٹا بن تا کہ تو کسی دن باپ بھی بن سکے۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علما کو عوام کی نسبت باطنی نعمت حاصل کرنے میں کم وقت لگتا ہے، عوام آتے ہیں اس باطن کی نعمت کو حاصل کر کے نور بنتے ہیں، علما آتے ہیں وہ اس باطنی نعمت کو حاصل کر کے نور علیٰ نور بن جاتے ہیں۔ علم کا نور تو پہلے ہوتا ہے، اب باطن کا نور جب اللہ عطا فرماتے ہیں تو نور علیٰ نور بن جاتے ہیں۔ اور اس پر دلیل کے طور پر ابونعیم رضی اللہ عنہ کی روایت پیش فرماتے تھے کہ

((مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ))

"جو چالیس دن اخلاص کے ساتھ چلہ لگائے، اس کے دل سے حکمت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

چشمے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔"

اس لیے حدیث میں شریف میں آیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو روایت کیا:

((مَنْ صَلّٰی اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَةٍ لَمْ تَفُتْهُ تَكْبِيْرَةُ الْاُوْلٰى كُتِبَ اللّٰهُ لَهُ بَرَآءَتَيْنِ، بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَ بَرَآءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ))

"جو چالیس دن جماعت کے ساتھ نماز پڑھے اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو براتیں لکھ دیتے ہیں، آگ سے بری اور نفاق سے بری"

مشائخ کی صحبت سے دل زندہ ہوتا ہے:

ہمارے مشائخ کی تکبیر اولیٰ کی پابندی دنوں کے حساب سے نہیں سالوں کے حساب سے ہوتی تھی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند کے سالانہ جلسے میں آئے، تقریر ختم ہوئی، آذان ہوگئی تو حضرت سیدھے مصلے کی طرف چل پڑے۔ مصافحہ کرنے والوں کا مجمع اتنا زیادہ تھا، دیوانے پروانے اتنے تھے کہ حضرت کو چلنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ لوگوں کو بہت کہا کہ راستہ دے دو، منت سماجت کی، اتنا ٹائم لگ گیا کہ ابھی راستے میں تھے کہ جماعت کھڑی ہوگئی، مگر حضرت نے نماز تو خیر پڑھ لی مگر بعد میں آنکھوں میں آنسو آگئے۔ کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ فرمایا: آج تیس سال کے بعد میری تکبیر اولیٰ فوت ہوئی ہے۔ یہ نعمت ان کو کیسے ملی؟ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے۔ اس سے پھر انسان کا دل بیدار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

((وَالَّذِیْ یَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْكُرُ رَبَّهٗ كَمَثَلِ الْحَيِّ وَ الْمَيِّتِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

”جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے“

تو اس سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَفِي الْحَدِيثِ اِيمَاءٌ اِلٰى اَنَّ مُدَاوَمَةَ ذِكْرِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ تُوْرِثُ الْحَيَاةَ الْحَقِيْقِيَّ الَّتِيْ لَا فَنَاءَ لَهَا))

کہ ذکر سے ایسی حقیقی زندگی مل جاتی ہے جس کے بعد اس کو موت نہیں آتی، یہی ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ دل ایسا زندہ ہوتا ہے کہ اس دل کو پھر موت نہیں آتی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا))

”جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو تم چر لیا کرو“

تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِجَمَاعَةٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَاذْكُرُوا اللّٰهَ اَنْتُمْ اَيْضًا مُوَافَقَةً لَهُمْ فَاِنَّهُمْ فِيْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

”جب تم ایسی جماعت کے پاس گزرتے ہو جو اللہ کا ذکر کر رہی ہو تو تم بھی ان کی طرح اللہ کا ذکر کرو بے شک وہ جنت کے باغوں میں ہیں۔“

اس لیے کہ جو انسان نیکوں کی صحبت پا لیتا ہے اس پر نیکی کا اثر ہو جاتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

حسنِ رفاقت مطلوب ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴾ (النساء:۶۹)

''وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا، یعنی انبیا، صدیق، شہید اور نیک لوگ اور ان کی رفاقت بہت ہی خوب ہے''

تو معلوم ہوا کہ مطلق رفاقت کافی نہیں ہے، ''حَسُنَ'' حسنِ رفاقت مطلوب ہے اور حسنِ رفاقت تبھی ہوتی ہے کہ ان کے پاس رہے اور ان جیسے رنگ کو اپنائے، اسی کا نام اتباع ہے۔

اتباع کی برکات:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ﴾

یہ اتنی سی بات کی برکات دیکھو!

﴿ مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ﴾

تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اور صدیقین کو واؤ عاطفہ کے ساتھ جوڑا یعنی معصومین کے ساتھ غیر معصومین کو جوڑ دیا، ان کی اتباع کی برکت سے۔

اب میرا نام بھی آئے گا تیرے نام کے بعد

جس نے مشائخ کی اتباع کی اللہ نے ان کے نام کو بھی قبولیت عطا فرما دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث مبارکہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((هُمْ رِجَالٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ))

''وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنا والا بدبخت نہیں ہوتا''

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک شعر لکھا:

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

مفتی اعظم پاکستان، حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! یہ جو شعرا ہوتے ہیں، یہ افراط و تفریط کے مرتکب ہو جاتے ہیں، جس سے محبت ہوئی چڑھا دیا اور جس سے تھوڑا اول میں مسئلہ ہوا تو اس کو گھٹا دیا، تو مجھے لگتا ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بات کو بڑھا دیا ہے کہ اللہ والوں کی ایک لمحے کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ اگر تو فرماتے کہ سو سال کی عبادت سے بہتر ہے مان لیتے ہیں کہ عبادت میں اخلاص بھی نہیں ہوگا۔ وہ تو فرماتے ہیں بے ریا عبادت سے بہتر ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس شعر کو پڑھوں، فرمایا کہ:

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریاء

کہتے ہیں: حضرت! سو سال کی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی آپ نے تو لکھ سال کہہ دیا، یہ کیا مسئلہ؟ تو حضرت نے پھر تحقیقی جواب دیا، فرمایا: دیکھو! اگر کوئی بندہ سو سال، لاکھ سال عبادت کرے تو کیا اس کا خاتمہ اچھا ہونا یقینی ہے؟ فرمایا نہیں، شیطان کی مثال سامنے ہے، ہزاروں سال عبادت کی، انجام برا ہوا، بلعم باعور کی مثال سامنے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، سینکڑوں سال عبادت کی انجام برا ہوا تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو! اتنی عبادت کے بعد بھی کارنٹی نہیں لیکن اللہ والوں کی صحبت کے بارے میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان کے ساتھ فرما رہے ہیں:

((هُمْ رِجَالٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ))

یہ وہ بندے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں ہوتا۔ اور شقی وہ ہوتا ہے جس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو، جس کا ایمان پر خاتمہ ہوا وہ شقی نہیں ہوسکتا۔ تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار سال کی عبادت پر بھی وہ نعمت نہیں ملتی جو اللہ والوں کی صحبت میں مل جاتی ہے۔

حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: میرے پاس دو عالم لاؤ ایک صحبت یافتہ اور ایک غیر صحبت یافتہ ٹھیک پانچ منٹ میں بتادوں گا کہ صحبت یافتہ کون ہے اور غیر صحبت یافتہ کون ہے؟ فرماتے تھے آنکھوں کے اشاروں میں، تیور میں، کندھوں کی حرکت میں، رفتار میں، گفتار میں، صاف پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے اوپر کسی کی صحبت کا رنگ چڑھا ہے اور یہ غیر صحبت یافتہ ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

اس لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''عالم بدون تربیت کے نفس کا کتا ہوتا ہے''

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ دورۂ حدیث کے طلبہ کو فرمایا اور اس بات کو حضرت مولانا عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شجاع آباد والے انہوں نے نقل فرمایا وہ خود طلبا کی جماعت میں شریک تھے۔ فرماتے ہیں کہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے سارے طلبا کو

www.besturdubooks.wordpress.com

بلا کر بٹھا کر فرمایا:

کہ تم جتنی مرتبہ چاہو بخاری شریف ختم کر لو لیکن جب تک اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی نہ کرو گے درس علم سے محروم رہو گے۔

یہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ دورہ حدیث کے طلبا کو فرما رہے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ رہبر کا ہونا ضروری ہے۔

ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مرید پر واجب ہے کہ شیخ سے تربیت پائے، جس کا شیخ نہیں وہ فلاح نہ پائے گا اور اس کا رہبر شیطان ہوگا۔''

اور فرماتے ہیں:

''میں نے ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات سنی کہ جو خودرو پودا ہوتا ہے، وہ پتے تو دیتا ہے، پھل نہیں دیا کرتا۔''

اور واقعی حقیقت بات ہے کہ خودرو پودوں کو پھل تو لگتے نہیں لگیں تو بے ذائقہ اور بہت ہی زیادہ کم مقدار میں لگتے ہیں۔ تو ہم خودرو پودے نہ بنیں! اپنے لیے ہم کسی مالی کی تلاش کریں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت غور کے قابل ہے، فرماتے ہیں:

''نور باطن نبی صلی اللہ علیہ وسلم را از سینہ درویشاں باید جست''

جست کا مطلب ہے تلاش کرنا اسی سے جستجو ہے۔ یعنی نبی علیہ السلام کے نور باطن کو

درویشوں کے سینوں میں تلاش کرو، وہاں سے تمہیں ملے گا۔

حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’یہ قربِ خاص جس کا نام نسبت ہے اس عالمِ اسباب میں حضرات صوفیا کے طریق پر چلنے سے ہی مل سکتی ہے۔‘‘

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اہل اللہ کی صحبت سے زیادہ کوئی عمل نہیں۔‘‘

اور اس پر عجیب دلیل قائم کی، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے امت کو دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ))

’’اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں اور ان کی محبت جو آپ سے محبت کرتے ہیں‘‘

یہ جو اللہ سے محبت کرنے والوں کی محبت مانگی جا رہی ہے، یہ دلیل ہے کہ ان کی صحبت اور محبت میں انسان کو دین ملتا ہے۔

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پڑھتا تھا تو میرے والد صاحب نے مجھے خط لکھا اور خط میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

ملائے خشک و ناہموار نا باشی

”خشک اور ناہموار ملا نہ بننا۔“

کچھ ہوتے ہیں نا خشک اور ناہموار......!!! تو وہ نہیں۔

تنقیدی نظر محرومی کا سبب:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحبت میں رہو تو تم محبت کے ساتھ رہو، تنقیدی نظر کے ساتھ رہو گے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ تم ہر وقت تولتے ہی رہو گے۔

میری ہر نظر تیری منتظر تیری ہر نظر میرا امتحان

تو کئی طلبا علما کو دیکھا کہ تولتے ہی رہتے ہیں کہ فلاں بزرگ ایسا، فلاں بزرگ ایسا، اور فائدہ اٹھانے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔

چنانچہ ایک عالم تھے، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث کیا، وہ ہمارے مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دارالعلوم حنفیہ میں مسلم شریف پڑھاتے تھے، عرصہ گزر گیا مسلم شریف پڑھاتے ہوئے، بڑے استادوں میں سے تھے، دو سال حضرت کے سامنے رہے، سوچتے تھے میں بیعت ہو جاؤں گا۔ کہتے رہے، درس بڑا اچھا دیتے ہیں، چہرے پر بڑا نور ہے، بات میں بڑی تاثیر ہے۔ بیعت کے بارے میں سوچتے ہی رہے کہ ہو جاؤں گا، ہو جاؤں گا۔ جس دن حضرت کی وفات ہوئی، اس دن سر پکڑ کر بیٹھ گئے، کاش میں فائدہ اٹھا لیتا۔ اس عاجز کے پاس آکر کہنے لگے کہ زندگی کی اتنی بڑی غلطی نہیں ہو سکتی کہ ایسے کامل کے مدرسے میں رہ کر دو سال گزارے اور میں نے ان سے فائدہ نہ پایا، آج دیکھتا ہوں کہ پورے ملک میں ان جیسی شخصیت نہیں رہی، سوچتے رہ جاتے ہیں، تولتے رہ جاتے ہیں۔

صحبت میں رہیں مگر محبت کے ساتھ:

ملا علی قاری عِشاللہ مرقاۃ کے اندر حدیث شریف ((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)) کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِيْهِ تَعْلِيْمٌ لِلْمُرِيْدِ لِاَنْ لَا يَنْظُرَ اِلَى الشَّيْخِ بِعَيْنِ الْاِسْتِحْقَارِ وَاِنْ رَاٰى عِبَادَتَهٗ قَلِيْلَةً فَلْيُظْهِرْ عُذْرَهٗ وَيُعَلِّمْ نَفْسَهٗ اِنْ شَرَعَ مِنْهَا اِنْكَارٌ عَنْ شَيْخِهٖ لِاَنَّ مَنْ اِعْتَرَضَ عَلَى الشَّيْخِ لَمْ يُفْلِحْ اَبَدًا

اس میں مرید کے لیے تعلیم ہے کہ وہ اپنے شیخ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اگر چہ اس کی عبادت کو اپنی عبادت سے تھوڑا دیکھے، سمجھ لے کہ اب ان کی عذر کی زندگی ہے اور اپنے نفس کو یہ بات سمجھائے کہ اگر شیخ پر انکار جاری ہو گیا تو پھر کیا ہوگا؟ شیخ کے اوپر جس نے اعتراض کیا وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔

تو معلوم ہوا کہ صحبت میں رہیں مگر محبت کے ساتھ۔ جب ایک مرتبہ دیکھ لیا کہ زندگی سنت اور شریعت کے مطابق ہے تو بس کافی ہے۔ ہر بات میں ہر چیز میں تو لتے رہیں گے تو شیطان اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیگا۔ یہ تو ایسے ہی ہے کہ جیسے ڈاکٹر کے بارے میں جب جان لیتے ہیں کہ معروف ہے، اچھا ہے، آپریشن کرتا ہے تو کیا کوئی جا کر ڈگری کی تصدیق کرتا ہے؟ پوچھتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ فن کہاں سے سیکھا؟ کوئی اس کی دوائیوں کو دیکھتا ہے کہ ڈاکٹر نے دوائی ٹھیک بھی دی ہے یا نہیں؟ بس علاج کروا لیتے ہیں۔ ایسے ہی جب دیکھ لیا کہ اس شیخ کی صحبت میں رہنے والوں پر شریعت اور سنت کا رنگ چڑھ جاتا ہے، نیکی کی طرف بڑھتے ہیں، گناہوں کو چھوڑتے ہیں، اس سے بڑی دلیل اور کیا چاہیے؟ جائیں اور ان کی صحبت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں رہ کر اپنے آپ کو علاج کے لیے حوالے کر دیں۔

اصلاح میں بڑی رکاوٹ:

بڑی مصیبت یہ ہے کہ نفس اپنے عیب کسی کو بتانے نہیں دیتا۔ اب اگر مریض صاحب ڈاکٹر کے پاس جائیں کہ ڈاکٹر صاحب! ران پہ پھوڑا نکلا ہے مگر میں کپڑا اٹھا نہیں سکتا تو وہ کہے گا کہ میں آپ کے لیے دعا کر سکتا ہوں، گھر تشریف لے جائیں۔ بھائی! اگر آپریشن کروانا ہے تو شریعت ران کھولنے کی اجازت دیتی ہے۔ عام بندے کے سامنے ران کا کھولنا حرام ہے مگر علاج کی نیت سے ڈاکٹر کے سامنے کھولنا جائز ہے۔ اسی طرح عام بندے کو اپنے گناہوں کے بارے میں بتانا، یہ اعلان کرنے والی بات ہے، اظہار کرنے والی بات ہے، یہ منع ہے۔ لیکن طبیب کو تو وہ بتانا پڑے گا کہ حضرت میرا حال یہ ہے، میری کیفیت یہ ہے، بتائیں گے تو علاج ہوگا نا۔ تب جا کر انسان کے اوپر رنگ چڑھے گا اور اس کو سیدھا راستہ ملے گا۔

سیدھا راستہ کونسا ہے؟

حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: قرآن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ، اور سورۃ فاتحہ کا خلاصہ ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ (الفاتحہ:۵)

اللہ سے یہ دعا مانگی ہے، یہ پوری کتاب کا خلاصہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسی خلاصے کے لیے مقتدی اپنے امام کو اپنا وکیل بنا لیتے ہیں، ضامن بنا لیتے ہیں۔ "الامام ضامنٌ" لہٰذا امام اللہ کے حضور فریاد پیش کرتا ہے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾۔ مسئلہ دیکھیے کہ پہلے دعا منگوائی اور پھر اسی امام کی زبان سے اللہ نے

جواب بھی کہلوا دیا:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرۃ:۲)

گویا امام دونوں کا وکیل بن گیا۔ اور شریعت کا مسئلہ ہے کہ نکاح کے باب میں ایک بندہ طرفین کا وکیل بن سکتا ہے، بیع اور شراء میں نہیں۔ بیع اور شراء کا مسئلہ اور ہے۔ تو امام بھی طرفین کا وکیل ہے۔ پہلے خود اور پھر مقتدیوں کی طرف سے مانگتا ہے۔

اب اگر کوئی خشک اور ناہموار صاحب کہتے ہوں کہ جی جب امام فاتحہ پڑھ کر وکیل بن سکتا ہے تو وضو بھی امام کر لے۔ تو بھئی! وضو اور طہارت تو آدابِ شاہی میں سے ہے، جب شہنشاہ کے محل میں آنا ہو تو تم طہارت اور وضو کے ساتھ آؤ، یہ داخلی شرائط ہیں۔ اس کے بغیر تم نماز میں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ کسی کا بدن ناپاک ہو تو نماز کی نیت ہی نہیں ہوتی، کسی پر غسل فرض ہو تو نماز کی نیت ہی نہیں ہوتی، وہ نماز میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ تو وضو اور طہارت آدابِ شاہی ہیں، یہ مسجد میں نماز کے لیے مصلے پر کھڑے ہونے کی شرط تھی، لہٰذا اس میں کوئی وکیل نہیں بن سکتا۔ آگے کھڑے ہوں گے تو طہارت کر کے کھڑا ہونا پڑے گا۔ اور کوئی خشک اور ناہموار یہ کہے کہ جی جب فاتحہ میں امام ضامن بن گیا تو رکوع اور سجود بھی وہی کر لے۔ تو قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رکوع اور سجود اعمال شکرانہ ہیں، جب نعمت ملے تو شکر تو ہر بندے کو ادا کرنا پڑتا ہے، شکرانے کے طور پر۔ اس لیے ہر مقتدی کو رکوع سجود بھی کرنے پڑتے ہیں، اے مالک! آپ نے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ دعا کی توفیق بھی دے دی اور اس کا جواب بھی دلوا دیا، اب ہم رکوع سجود کر کے آپ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو معلوم ہوا کہ سیدھا راستہ مانگنا، یہ اصل میں لُبِ لُباب ہے قرآن کا۔ اب یہاں ایک علمی نکتہ کہ قرآن میں جواب جو دلوا دیا کہ تم جو کہہ رہے ہو نا ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ اب یہ صراط مستقیم ہے کیا؟ آگے یہ نہیں کہا: صراط القرآن والحدیث قرآن اور حدیث کا راستہ، قرآن اور حدیث کے نقشے پر چل پڑو۔ اس لیے خشک اور ناہموار کہتے ہیں کہ جی ہمیں تو قرآن سے دکھاؤ یا حدیث سے دکھاؤ! تو بھائی وہ صراط المستقیم سے آگے قرآن اور حدیث تو نہیں کہا۔ قرآن نے کیا کہا؟

﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (فاتحہ:۲)

بندوں کے بارے میں بتایا کہ ان بندوں کے راستے پر جن پر انعام ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ ان بندوں کے پیچھے چلنا پڑے گا۔ اسی کو اقتدا کہتے ہیں، تقلید کہتے ہیں۔

تقلید لازم ہے:

تو تقلید تو سمجھ میں آتی ہے، فرض ہے، قرآن کریم میں رب کریم نے فرمایا:

﴿وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾

یہ واتبع امر کا صیغہ ہے اور جس چیز کا حکم ہو انسان پر وہ چیز لازم ہو جاتی ہے۔ تو تقلید شخصی واجب ہے، مطلقاً تقلید تو فرض ہے۔ قرآن پاک کی یہ آیت ہے۔ جیسے کہہ دیتے ہیں کہ جی ہم امام کی نہیں مانتے۔ خدا کے بندو! تم آئمہ کی نہیں مانتے تم اپنے مسجد کے امام کی مانتے ہو۔ کیا تم ماں کے پیٹ سے پڑھ کے آئے تھے؟ کسی سے تو پڑھا تھا! کون تھا وہ؟ مسجد کا امام۔ تو مسجد کے امام کی مانتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں مانتے...... واہ جی واہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور آج کل تو فتاویٰ بھی ان کے علما نے لکھے ہیں۔ جب ان حضرات کے علما کے فتاویٰ میں دیکھتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں۔ بھئی! جب کوئی غیر مقلد ٹھہرا تو اس کو تو کسی کی نہیں ماننی چاہیے۔ اب فتوے جو چھپ گئے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کے اماموں کی بات کو وہ مانتے ہیں، فتوے پڑھ کر چلتے ہیں۔ تو پھر خواہ مخواہ یہ بات کرنی ہم کسی کی نہیں مانتے، تو تقلید ہر ایک کو کرنی پڑتی ہے۔ الحمد للہ ہمیں محدثین اور فقہا کے جو بڑے امام تھے، ہم نے امام اعظم نام نہیں رکھا، اس دور کے اکابر نے ان کا نام رکھا۔ اس وقت امت اس پر متفق ہوئی اور آج ہم اس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہیں۔ قیامت کے دن یہ مسجد کے مولوی کے پیچھے اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، ہم امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیش ہوں گے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم ترکیب نحوی کے اعتبار سے مبدل منہ ہے اور ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ یہ بدل الکل ہے اور بدل کی ترکیب میں مقصود بدل ہی ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جو حضرات آئمہ کی پیروی کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

صحبت کی برکات:

صحبت کے اندر اثرات ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا عبد الغنی پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بندہ آیا، کہنے لگا: حضرت! آپ ہر وقت صحبت ہی کی فضیلت بیان کرتے رہتے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اچھا کیا تم صحابی بن سکتے ہو؟ کہتا ہے نہیں۔ فرمایا: تم نماز بھی پڑھتے ہو، روزے بھی رکھتے ہو، حج بھی کرتے ہو، زکوٰۃ بھی دیتے ہو، دین کے سارے کام تو کرتے ہو، تو جب دین کے سارے کام کرتے ہو تو

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابی بھی بن سکتے ہو۔ کہنا ہے نہیں۔ کیونکہ صحابی تو صحبت سے ہے۔ تو فرمایا: اس کا مطلب ہے صحبت سے وہ درجہ ملا جو انسان کو عبادت کے ذریعے سے نہیں ملا۔ اس لیے صحبت صلحا سے وہ نعمتیں ملتی ہیں جو ذاتی عبادات سے انسان کو نہیں مل سکتیں۔

جیسے عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ افضل ہیں یا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ کیونکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لڑائیاں ہی رہی تھیں اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دور بڑا انصاف کا اور پر امن دور تھا۔ اس نے سوال پوچھا کہ ان میں سے افضل کون ہے؟ عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے کیا خوبصورت جواب دیا! فرمایا: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کے لیے نکلے تو ان کے گھوڑے کے نتھنے میں جو مٹی لگی تھی وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے افضل ہے۔ صحبت کی برکات دیکھیے! اسی لیے ساری دنیا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بندوں سے بھر جائے تو اربوں کھربوں اویس قرنی مل کر ایک ایک حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتے۔ اور وحشی رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مرتبہ دیکھا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ٹھیک ہے تمہارا ایمان قبول ہے، تمہیں دیکھ کر مجھے اپنا چچا یاد آئیں گے، تم یہاں سے چلے جاؤ۔ ایک مرتبہ دیکھا۔

معلوم ہوا کہ صحبت کی برکات بغیر صحبت کے انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا۔

بے استادے بے بنیاد ہے:

آج دنیا کہتی ہے کہ جی! استاد کے بغیر کام سمجھ میں نہیں آتا ۔

ہر آں کارے کہ بے استاد باشد
یقین دانی کہ بے بنیاد باشد

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر بندہ جو بے استادہ ہوتا ہے سمجھ لو کہ وہ بے بنیادہ ہوتا ہے۔

.....کارپینٹر کے پاس بیٹھے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ بسولہ پکڑنا کیسے ہے؟

.....درزی کے پاس بیٹھ کر پتہ چلتا ہے کہ سوئی پکڑنی کیسے ہے؟

.....خوش نویس کے پاس بیٹھ کے پتہ چلتا ہے کہ قلم پکڑنا کیسے ہے؟

یہ چھوٹے چھوٹے کام استاد کی صحبت کے بغیر اگر نہیں آتے تو دین استاد کی صحبت کے بغیر کیسے آئے گا؟

اس لیے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

"ہر وہ بندہ جو چاہتا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ بیٹھوں۔ اس کو چاہیے کہ اللہ والوں کے حضور بیٹھے ایسے ہی ہوگا کہ اللہ کے ساتھ بیٹھا۔"

صحبت نیکاں اگر یک ساعت است
بہتر از صد سالہ زہد و طاعت است

"نیک لوگوں کی ایک گھڑی کی صحبت سو سال کے زہد و طاعت سے بہتر ہوتی ہے۔"

صحبت کا رنگ کیسے چڑھتا ہے؟

تو رشتہ تو موڑنا پڑتا ہے، انہوں نے ایک مرتبہ اس تعلق کو بڑے عجیب انداز سے سمجھایا کہ دیکھو ہمارے ہاں دیسی آم ہوتے ہیں، سائز بھی چھوٹا، کھٹے بھی ہوتے ہیں، ذائقہ بھی اچھا نہیں ہوتا اور درخت کے اوپر لگتے بھی تھوڑے ہیں۔ [illegible] لیے باغ

[illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

والے دیسی آم کا باغ نہیں لگاتے، بلکہ قلمی آم کا باغ لگاتے ہیں۔ کیوں؟ ہیں تو وہ بھی آم، بیج بھی اسی کے، تنا بھی اسی کا مگر اس کے اوپر ایک جوڑ لگاتے ہیں جس کو پیوند کہتے ہیں۔ اس پیوند لگنے کے بعد وہ قلمی آم شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً، دوسہری، انور رٹول۔ تو اب جب یہ آم کی شاخ نکلتی ہے تو بڑھتی ہے۔ تو اوپر پھل بھی بہت زیادہ ذائقہ اور خوشبو بھی بہترین، لوگ اس آم کو کھانے کے لیے ترستے ہیں۔ نیچے سے ابھی بھی دیسی ہے، جڑ دیسی ہے، لیکن پھل قلمی آم کے لگ رہے ہیں۔ تو فرماتے تھے کہ مرید دیسی آم کی مانند ہوتا ہے جب شیخ کی صحبت میں رہتا ہے تو قلمی آم کی قلم لگ جاتی ہے۔ پھر اس مرید کے اندر اخلاق اور اعمال کے پھل لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کو دیکھ کر دنیا حیران ہوتی ہے کہ واقعی یہ کہیں سے پل کر آیا ہے، رنگ جما دیتا ہے۔

اسی طرح دیسی گلاب، اس کے اندر تھوڑے پھول لگتے ہیں اور چند سالوں کے بعد پھول دینے چھوڑ بھی جاتا ہے۔۔ یا پرانے دیسی گلاب کے پودے لگے ہوں تو پھول بھی نہیں آتے، کئی دفعہ لوگ تنگ آ کر آخر نکال دیتے ہیں۔ اس کی جگہ قلمی گلاب لگاتے ہیں۔ قلمی گلاب کا رنگ بھی خوبصورت اور خوشبو بھی بہت اچھی، تو نیچے سے جڑ دیسی گلاب کی اور پیوند لگا تو اوپر سے ونڈر فل ڈیزائن، دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے، خوشبو سونگھ کے دل خوش ہوتا ہے۔ تو مرید نیچے سے دیسی گلاب کی طرح اور قلم کے لگنے سے پھر ونڈر فل ڈیزائن بن جاتا ہے۔ جیسے اس گلاب کا مارکیٹ میں جانے سے ریٹ لگ جاتا ہے اسی طرح اس طالب باطن کا بھی اللہ کے ہاں پھر ریٹ لگ جاتا ہے۔ ہاں ہر بندے کے پاس تو نہیں جانا چاہیے، دیکھو کہ کس کے پاس رہ کر دل پر اثر ہوتا بھی ہے کہ نہیں ہوتا۔

چنانچہ علامہ اقبال نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی اور بھی تیرے لیے دشوار کرے

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

تو ایسے کاملین سے آج دنیا خالی تو نہیں ہوئی مل جاتے ہیں، جہاں طبیعت چاہے آپ جائیے، فائدہ پائیے مگر فائدہ تو پائیے۔

ذائقہ کا پتہ چکھنے سے لگتا ہے

امورِ ذوقیہ کا بیان کرنے سے بات سمجھ میں نہیں آتی، صحبت سے سمجھ میں آتی ہے۔ دیکھیں اگر کسی بندے نے زندگی بھر آم نہ کھایا ہو اور اس کے سامنے کوئی آم کا تذکرہ کرے تو وہ دیہاتی تو اس کو گڑ اور شکر سے قیاس کرے گا کہ میٹھے آم کی بات کر رہا ہے تو گڑ کی طرح میٹھا یا شکر کی طرح، تو ان کے یہی سمجھ میں آتا ہے۔ ہاں جب جب کو چکھے گا تو سمجھ جائے گا کہ ہاں یہ مٹھاس تو کسی اور طرح کی تھی۔ اسی طرح فقط الفاظ سے بات سمجھ میں نہیں آتی صحبت میں رہ کر بات سمجھ میں آتی ہے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ جی آپ نے حاجی صاحب کی بیعت کیوں کی؟ تو حضرت نے عالمانہ جواب دیا، فرمایا: ایک ہوتے ہیں معلومات اور ایک ہوتا ہے ابصار۔ ہم لوگوں کی معلومات زیادہ اور ابصار کم اور حاجی کی ابصار تیز اور معلومات کم۔ اسی لیے ہمارے دلوں میں مقدمات وارد ہوتے ہیں نتیجہ ہم نکالتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، کبھی ٹھیک اور کبھی ٹھوکر لگ گئی۔ تو کیا اللہ نے مجتہد کی خطا ئے اجتہادی کو بھی ایک نیکی بنا دیا۔ تو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ تو حاجی صاحب کے دل میں نتائج پہلے وارد ہوتے ہیں اور مقدمات تو خود بخود ذہن میں آ ہی جاتے ہیں، اس لیے وہ پکی بات کرتے تھے۔

عشق کی دولت عاشقین سے ملتی ہے:

تو اصول کی بات یاد رکھیں کہ علم کا لطف عمل سے اور عمل کا لطف عشق سے۔ دل میں عشق الٰہی ہو تو عمل کرنے کا بھی مزہ، نماز کا مزہ، تلاوت کا مزہ۔ تو علم کا لطف عمل سے اور عمل کا لطف عشق سے اور عشق کی دولت عاشقین کی صحبت سے۔

حضرت فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ (جو ندوہ کے بانی تھے) سے پوچھا: مولانا! آپ نے کبھی عشق کی دکانیں دیکھی ہیں؟ تو انہوں نے سوچ کر کہا کہ جی حضرت میں نے دو دکانیں دیکھی ہیں۔ پوچھا: کون کون سی؟ کہا کہ ایک شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ اور ایک غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ خانقاہوں کو عشق کی دکانیں کہا۔ تو کپڑے کی دکان سے کپڑا ملا، سبزی کی دکان سے سبزی ملی اور کریانے کی دکان سے کریانے کی چیزیں ملیں اور اللہ والوں کی دکانوں سے اللہ ملا۔

؎ ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

تو ملنے والوں سے جس نے راہ پیدا کرلی اس کو اللہ کا تعلق پیدا ہو گیا۔

؎ تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

www.besturdubooks.wordpress.com

تزکیہ کی اہمیت تعلیم اور تبلیغ پر:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ سنیے، فرماتے ہیں کہ معاش میں اتنا مشغول ہو جانا کہ مہینہ بھر اہل اللہ کی صحبت میں جانے کا موقع ہی نہ ملے، یہ میرے نزدیک ناجائز ہے۔ اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ تعلیم اور تبلیغ کی نسبت میرے نزدیک تزکیہ زیادہ ضروری ہے۔ اور اس پر عجیب دلیل قائم کی، فرماتے ہیں کہ گمراہ فرقوں کے تمام بانی اہل علم حضرات تھے۔ آپ دیکھیں دنیا میں جتنے گمراہ فرقے گزرے ہیں، ان کا بانی عالم ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ سیدھے رستے پر رہنے کے لیے جس رستے کی ضرورت لازمی ہے وہ تزکیہ کا راستہ ہے۔ اللہ والوں کے پاس آنے سے پھر اعمال کا شوق پیدا ہوتا ہے اور پھر انسان اعمال کو محبت کے ساتھ کرتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عالم کو زیب دیتا ہے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان مخفی اعمال بھی موجود ہوں، مخلوق سے چھپ کر کرے۔

علم کا بھرم:

صحبت میں آئے گا تو پھر دیکھے گا کہ مجھے علم کا بھرم رکھنا ہے، ورنہ تو علم کا بھی لحاظ نہیں ہوتا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جج صاحب عالم تھے، ان کی عدالت میں ایک ہندو اور مسلمان عالم کا مقدمہ آیا۔ انہوں نے دونوں کے دلائل سنے مقدمے کی پیروی ہوئی، فیصلہ انہوں نے قانون کے مطابق مسلمان عالم کے حق میں کیا اور کہا کہ قانون کے مطابق آپ کو یہ تمام مال بمع آٹھ سو روپے سود کے ملتا ہے۔ اس زمانے میں استاذ کی تنخواہ دو روپے ہوتی تھی، اب جس کی تنخواہ مہینے کی دو روپے ہو اس کو آٹھ سو روپے اور مل جائے تو اس کے تو مزے۔ ان عالم صاحب نے کہہ دیا

کہ مجھے سود نہیں چاہیے۔ تو جج صاحب نے کہا کہ علامہ شامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار میں لکھا ہے:

لَا رِبٰو بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِيِّ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ

''کہ دارحرب میں مسلم اور حربی کے درمیان میں سود نہیں ہوتا۔''

تو عالم نے سن کر کہا کہ جناب آپ سود دے دیں گے، میں بغل میں درمختار لے کر پھرتا رہوں گا کہ یہ سود میرے لیے جائز تھا۔ میں کس کو یہ درمختار دکھاتا پھروں گا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ہے تقویٰ، دین کی سمجھ کہ دینے والا جائز تو بنا کر دے رہا ہے لیکن چونکہ علم پر حرف آتا ہے اس لیے یہ اس کو ٹھوکر مار دیتا ہے۔ یہ اللہ والوں کی صحبت کی وجہ سے رنگ ہوتا ہے جو چڑھ جاتا ہے، پھر مال کو دیکھ کر رال نہیں ٹپکتی، پھر انسان تقویٰ کی زندگی گزارتا ہے۔

تصوف کا کم از کم فائدہ:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کی صحبت سے جو کم سے کم فائدہ ملتا ہے وہ یہ کہ بندے کو اپنے اندر عیب نظر آنے لگ جاتے ہیں، یہ کم سے کم فائدہ ہے ورنہ تو اپنے عیب نظر ہی نہیں آتے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مواعظ میں فرماتے ہیں کہ تصوف کا حاصل کرنا فرض ہے اور ثبوت میں آیت قرآن پڑھتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۰۲)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسے کہ ڈرنے کا حق ہے''

فرماتے ہیں کہ صیغۂ امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے اور تعلیم و تعلم کی بنیاد ہی یہی ہے کہ بندے پر اس کا رنگ چڑھ جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ذہن میں رکھیے کہ تصوف لوٹنے پوٹنے کا نام نہیں ہے کہ کوئی حال طاری ہوا ہم نماز میں لوٹنے لگ گئے، محفلِ ذکر میں لوٹنے لگ گئے، نیچے لیٹنے لگ گئے، اس کا نام تصوف نہیں ہے۔ تصوف نام ہے ملکات کے حاصل کرنے کا کہ اخلاقیات انسان کے اندر آجائیں، اس کا نام تصوف ہے۔ اخلاص آجائے اور تواضع پیدا ہو جائے اس کا نام تصوف ہے۔ اس لیے فرماتے ہیں کہ میں آج کے دور میں اہل اللہ کی صحبت کو فرضِ عین کہتا ہوں۔ اس لیے کہ اس کے حاصل ہونے کے بعد کوئی جادو بندے پہ اثر نہیں کرتا۔ یہ جو فتنے ہوتے ہیں، کوئی خشک اور ناہموار بن گیا، کوئی منکرِ حدیث بن گیا، کوئی اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہنے لگ گیا۔ فرمانے لگے کہ اہل اللہ سے متعلق ہونے کے بعد پھر یہ جادو اثر نہیں کرتا، بندے کا عقیدہ سلامت رہتا ہے۔

ہمارے استاد مولانا اشرف شاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میری نظر میں آج کے دور میں کسی شیخ سے بیعت ہونا ﴿وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾ کا مصداق ہوتا ہے۔ جو بیعت ہوتا ہے، اس کا عقیدہ خراب نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ہے کہ بیعت آپ ایسے بندے سے ہوں جس کا اپنا عقیدہ ٹھیک ہو۔ اور اگر ہو ہی جاہل اور کہے کہ "علموں بس کریں او یار" تو اس کو کہیں گے کہ بھئی! اپنے گھر جا۔ فرماتے ہیں کہ تصوف حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے تعلق کو بڑھاتا ہے۔ تم ہمت کرو، صاحبِ ذوق بنو، ورنہ خدا کے لیے اس کا انکار تو نہ کرو کہیں اللہ کا عذاب نہ آجائے۔ دین کے شعبے کا انکار تو نہ کرو کہیں وہ عذاب کا باعث نہ بن جائے گا۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا
دامنِ رہبر بگیر و پس بیا

"اے دل! اگر اس سفر کی تمنا رکھتا ہے تو رہبر کا دامن پکڑ اور بس"

www.besturdubooks.wordpress.com

؂ ہر کہ شد در راہ عشق بے رفیق
عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

''عشق کی راہ میں ہر بے رفیق کا نصیب عمر کا ضیاع تو ہے، عشق کی آگاہی نہیں''

تو نظر یں صحیح پیدا کرنے کے لیے کسی صاحب نظر کا دامن تھام لو۔

صحبت سے دین صحیح پر ثبات نصیب ہوتا ہے:

کوئی یہ نہ سمجھے کہ جی میں عالم ہوں لہٰذا میرے لیے دامن تھامنا ضروری نہیں۔ واقعہ سن لیجیے! دارالعلوم دیوبند جب بنا تو اللہ کی شان کہ شوریٰ میں جتنے بھی حضرات تھے سب صاحب نسبت صاحب تقویٰ بزرگ تھے مگر دیوبند بستی جو تھی، اس بستی میں ایک صاحب تھے بڑا سیاسی ذہن رکھنے والے۔ کئی ہوتے ہیں نا کونسلر بننے کا شوق ہوتا ہے، ناظم بننے کا شوق ہوتا ہے۔ اللہ نے بندوں طبیعتیں مختلف بنائی ہیں، وہ اس قسم کا ذہن رکھنے والا تھا۔ اس نے ساری بستی والوں سے پہلے کنویسنگ کی اور ان کو کہا کہ دیکھو! مدرسہ یہاں چل رہا ہے، اور بستی کی نمائندگی ہی نہیں۔ بھئی! ہم بستی والے ہیں ہماری بھی تو نمائندگی ہونی چاہیے۔ تو بستی والے سادہ لوگ تھے، انہوں نے کہا جی بالکل۔ چنانچہ فتنہ کھڑا کر دیا، آ کر کہا کہ جناب! مدرسہ بند کروا دیں گے اگر چلانا ہے تو ہمارا ایک نمائندہ شوریٰ میں ہونا چاہیے۔ سارے بستی والے متفق، بعض اساتذہ بھی متفق، یہ بات اتنی بڑھی کہ ایک موقع آ گیا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بھی متفق ہو گیا کہ مدرسے کو بند نہیں کرنا چاہیے ایک ہی بندہ ہے نا اگر نمائندگی ہو بھی گئی تو باقی شوریٰ تو اپنی ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ شوریٰ میں تھے، فرمانے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگے کہ ہرگز نہیں، ہم اس کو شوریٰ میں نمائندگی ہرگز نہیں دیں گے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بات کرنے کے لیے گئے کہ حضرت! ایک بندے کی وجہ سے مدرسہ بند ہو جائے گا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہم مدرسہ بند کر دیں گے، یہ مدرسہ ہے دکان نہیں ہے، جب تک اصولوں پہ کام کر سکیں گے کریں گے، جب اصولوں کو چھوڑنا پڑا تو مدرسے کو چھوڑ دیں گے، اصول کو نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں کھل گئیں، اور مجھے تب پتہ چلا کہ دین کس کو کہتے ہیں۔ چنانچہ سب نے سٹینڈ لے لیا کہ جس کے اندر تقویٰ کی طہارت علم والی صفات نہیں ہوں گی وہ مدرسے کی شوریٰ کا ممبر نہیں بنے گا۔ اللہ نے اس فیصلے کی برکت سے بستی والوں کے اندر سے ہوا نکال دی۔ فتنہ ختم ہو گیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے جیسے بندے کی آنکھیں کھل گئیں۔ بڑوں کے سامنے آ کر، اللہ والوں کی صحبت میں آ کر چاہے علم ہو، آنکھیں کھل جاتی ہیں، انسان دین کو سیکھتا ہے۔

اہل اللہ کی صحبت کے چار فائدے:

چنانچہ اہل اللہ کی صحبت میں چار نفعے ملتے ہیں۔

(۱) پہلا نفع کہ ان کے ملفوظات اور ان کی باتیں سن کر نفس کے رذائل معلوم ہو جاتے ہیں۔

(۲) دوسرا انسانی طبیعت کے اندر نقلِ اعمال اور اخلاق کا جو مادہ ہے اس کی وجہ سے طبیعت ان کے اخلاق کو اپنا لیتی ہے۔

(۳) تیسرا انسان ان کی صحبت میں جانے سے ان کی دعاؤں میں شامل ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۴) چوتھا فائدہ اگر کسی بات پر ان کا دل خوش ہو گیا تو اہل اللہ کے دل کا خوش ہونا دعائے مستجاب کا درجہ رکھتا ہے۔

روح المعانی میں لکھا ہے کہ اہل اللہ کے دل کا خوش ہونا دعائے مستجاب کا درجہ رکھتا ہے۔

نسبت ملنے کی گارنٹی:

اب یہ عاجز اپنی بات کو سمیٹتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین کام کرو اور نسبت ملنے کی گارنٹی میں دیتا ہوں، یہ کوئی عام آدمی بات نہیں کر رہا مجدد ملت فرما رہے ہیں۔

(۱) ایک نیک اعمال کا اہتمام کرو۔

(۲) دوسرا کام صحبت صلحاء اختیار کرو، کسی سے بیعت کرو۔

(۳) تیسرا ان کے کہنے کے مطابق ذکر کی کثرت کرو۔

فرماتے ہیں کہ تین کام کرو گے تو واللہ! واللہ! تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں نسبت کا نور عطا فرما دیں گے۔ اللہ کے بندے نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ کرنے میں کمی ہے۔ صحبت اختیار کریں پھر دیکھیے کہ نسبت کی برکتیں کیا رنگ دکھاتی ہیں۔

غیر مقلدین کے اکابر بھی تصوف کے قائل تھے:

اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ آج کل خشک اور ناہموار زیادہ ہو گئے ہیں جو تصوف کو ہی نہیں مانتے۔ چونکہ من مانی جتنی بڑھتی جائے گی نفسانیت اتنی بڑھتی جائے گی تو پھر نہ ماننے والے زیادہ ہوتے جائیں گے۔ جن کے ساتھ یہ اپنی نسبت اوپر جوڑتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں وہ سب مانتے تھے۔ یہ مختلف اور ناہموار اپنی نسبت جن کے ساتھ جوڑتے ہیں سب تصوف کے قائل تھے۔

سنیے ذرا! شیخ عبدالوہاب نجدی تصوف کے قائل تھے۔ اپنی کتاب مؤلفات الفتاویٰ و المسائل میں وہ لکھتے ہیں:

إِذَا كَانَ مَنْ يَنْتَسِبُ إِلَى الدِّيْنِ مِنْهُمْ مَنْ يَتَعَانَى بِالْعِلْمِ وَ الْفِقْهِ وَ يَقُوْلُ لَهُ الْفُقَهَاءُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَتَعَانَى بِالْعِبَادَةِ وَ طَلَبِ الْآخِرَةِ كَالصُّوْفِيَةِ فَبَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ بِهٰذَا الدِّيْنِ الْجَامِعِ لِلنَّوْعَيْنِ

''وہ لوگ جن کی دین کی طرف نسبت ہے، منسوب کیے جاتے ہیں بعض ایسے ہیں جن کا مقصود علم اور فقہ ہوتی ہے، ان کو فقہا کہتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا مقصود عبادت ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر صوفیاء اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو جس دین کے ساتھ بھیجا وہ ان دونوں اقسام کا جامع ہے۔''

یہ ان کے الفاظ ہیں، اللہ نے جو اپنے نبی ﷺ کو علم دے کر بھیجا، یہ دونوں تو ہیں، دونوں قسمیں وہاں سے ثابت ہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں اپنی کتاب میں:

وَ لِهٰذَا كَانَ الْمَشَايِخُ الصُّوْفِيَه وَ الْعَارِفُوْنَ يُوْصُوْنَ كَثِيْرًا بِمُتَابَعَةِ الْعِلْمِ ٥

''اسی وجہ سے مشائخ صوفیا اور عارفین علم پر عمل کی بہت وصیت کرتے تھے''

یہ ان کے الفاظ ہیں:

تیسری جگہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

وَ مِنَ الْعَجَائِبِ فَقِيْهٌ وَ صُوْفِيٌّ وَ عَالِمٌ وَ زَاهِدٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

’’یہ عجائب روزگار میں سے ہے کہ فقیہ بھی ہو اور صوفی بھی، عالم بھی ہو اور زاہد بھی‘‘

یہ عجائب میں سے ہے۔ ان کے بیٹے اپنی کتاب ’’اَلْهَدِيَّةُ السَّنِيَّةُ‘‘ میں فرماتے ہیں:

وَلَا نُنْكِرُ طَرِيقَةَ الصُّوفِيَّةِ وَتَنْزِيهَ الْبَاطِنِ مِنَ الرَّذَائِلِ الْمَعَاصِي الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْقَلْبِ وَالْجَوَارِحِ

’’ہم صوفیا کے طریقے اور دل و اعضاء کے متعلقہ گناہوں اور رذائل سے باطن کی صفائی کے منکر نہیں‘‘

تو جب ان کے بیٹے خود کہہ رہے ہیں کہ ہم انکار نہیں کرتے تو یہ خشک اور ناہموار کیسے یہ انکار کر دیتے ہیں۔ مرضی کی بات ہوئی نا! کہ جو بات دل کو پسند آ گئی وہ مان لی، وہاں کہہ دیا جی وہ ہمارے بڑے ہیں اور جو بات پسند نہ آئی وہ نہیں مانتے۔ تو بھئی! آپ سیدھا سیدھا کہہ دیں کہ ایک ہے فقہ مالکی، ایک فقہ ہے حنبلی، ایک فقہ شافعی، ایک فقہ حنفی اور آپ ہیں فقہ نفسی پہ عمل کرنے والے۔ آپ کا امام نفس ہے۔ آپ اقتدا کر رہے ہیں نفس کی کہ جو چاہی مان لی اپنے بڑوں کی (ہمارے بڑوں کی تو چلو نہیں مانتے، توفیق ہی نہیں ہوتی) تو جو چاہی مان لی اور جو نہ چاہی انہوں کی بھی نہ مانی۔

اب دیکھیں! ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کے قائل نہیں تھے، ان کی نہیں مانتے اور ایک معاملے میں تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی نہیں مانتے۔ وہ تین طلاق کے قطعی ہونے کے قائل تھے۔ دو مسئلے ہیں ایک تین طلاق کا قطعی ہونا اور ایک فاتحہ کا ہونا۔ ایک میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں مانتے اور ایک میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کی نہیں مانتے۔ فقدان کی نفی ہے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ جو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، ان کے بارے میں طبقات حنابلہ میں لکھا ہے کہ (یہ الفاظ لکھے ہیں)

اِبْنُ قَیِّمٍ وَ کَانَ عَالِمًا بِعِلْمِ السُّلُوْكِ وَ کَلَامِ اَهْلِ التَّصَوُّفِ وَ اِشَارَاتِهِمْ وَ دَقَائِقِهِمْ

"یہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ علم سلوک اور اہل تصوف کے کلام اور اس کے اسرار اور رموز کے عالم تھے"

کیسے کہتے ہیں کہ جی ہمارے بڑوں کا تصوف کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں تھا؟ سنیے! ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے پیران پیر شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب کی شرح لکھی اور ان کے فتاویٰ ہیں جس کی دسویں جلد کا نام "کتابُ علمُ السلوك" رکھا۔ "فتاویٰ ابن تیمیہ" نکالو اور دسویں جلد دیکھو کیا ہے؟ کتاب علم السلوک ہے۔ اور تصوف کس کو کہتے ہیں؟ بھئی نہ ابن تیمیہ سے تعلق جڑا، نہ ابن قیم سے جڑا، نہ عبد الوہاب نجدی سے جڑا، تو پھر جڑا کدھر بھئی؟ ہاں ہمیں پتہ ہے کہاں جڑا؟ آپ نے کوشش کی اپنا تعلق محدثین اور فقہاء سے جوڑنے کی، وہاں تو جڑا نہ، ایک دوسری جگہ آ تو بیٹھ جا کر جڑ گیا اور ان کا نام تھا معتزلہ، لہٰذا آپ کے بڑے وہ ہیں۔ جو ان کا اصول تھا کہ عامی کو عمل کرنے کے لیے علت کا معلوم ہونا ضروری ہے، لہٰذا تمہاری بھی وہی بات ہے۔ چنانچہ یہ معتزلہ کا فرقہ ہے جو آج چلا آ رہا ہے، یہ "خشک اور نہ ہموار" کسی اور کو نہیں مانتے۔ یہ بات اس لیے کر دی کہ کسی کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ جی تصوف کی اتنی باتیں کر دیں، جب کہ لوگ اعتراض بھی تو کرتے ہیں۔ تو اعتراض کرنے والوں کی حقیقت بھی کھل جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر صحبت کا اثر

اب اگلی بات: بڑے بڑے علما اپنے وقت کے مشائخ کے پاس گئے، اپنی اصلاح کے لیے، اپنے من میں اس نور باطن کو حاصل کرنے کے لیے۔ توجہ سے ذرا بات سنیے گا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ علم حاصل کرنے کے بعد ابتدا میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ خیال یہ تھا کہ ملاقات کروں گا اور واپس آ جاؤں گا۔ ملاقات کی پھر اجازت مانگی:

حضرت! میں واپس جانا چاہتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا: میاں رشید احمد! ہمارے پاس کچھ وقت گزارو!

حضرت! کل میں نے سبق پڑھانا ہے، طلبا کا نقصان ہوگا۔

بھئی! صبح چلے جانا۔

حضرت! آپ کی یہ خانقاہ ہے اور رات کو یہاں سالکین اٹھیں گے، تہجد پڑھیں گے، ذکر کریں گے، ضربیں لگائیں گے، مجھے نیند ہی نہیں آئے گی، رات میں جاگتا رہوں گا اور سفر میں بھی تھکا ہوں گا تو پھر میں پڑھا نہیں سکوں گا۔

حضرت نے فرمایا: رشید احمد! تم سوئے رہنا، تمہیں کوئی نہیں جگائے گا۔

کہنے لگے: ٹھیک ہے۔

رات کو رک گئے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے کہا کہ بھائی میاں رشید احمد کی چارپائی ہمارے قریب بچھا دینا۔ مقناطیس کے پاس لوہا آتا ہے تو اس کا اثر ہوتا ہے۔ رات کو سوئے۔ فرماتے ہیں: جیسے ہی تہجد کا وقت ہوا تو میری آنکھ کھل گئی، میں نے دیکھا کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے، کوئی تلاوت کر رہا ہے، کوئی ذکر کر رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، کوئی دعا مانگ رہا ہے۔ تو میرے ذہن میں خیال آیا کہ رشید احمد! ورثۃ الانبیاء میں شامل ہونے کی تمنا تو تمہیں ہے، انبیا کی شان یہ تھی:

﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾

(ذاریات: ۱۷-۱۸)

قرآن کی آیتیں حتیٰ کہ حدیثیں یاد آنے لگیں۔ یہاں تک کہ بستر نے مجھے اچھال دیا، میں اٹھ کھڑا ہوا، وضو کیا، تہجد پڑھی، پھر ذکر کرنے بیٹھ گیا۔

فجر کے بعد حاجی صاحب کو ملنے گیا، حاجی صاحب نے فرمایا:

وہ جو ہمارے پاس ذکر کر رہا تھا، وہ کون تھا؟

حضرت! میں ہی تھا۔

حاجی صاحب نے کہا: میاں رشید احمد! جب ذکر کرنا ہی ہے تو سیکھ کے کرلو!

اچھا حضرت! سکھا دیجیے۔

حاجی صاحب نے بیعت فرما لیا۔

بیعت ہوگئے، مچھلی پکڑی گئی۔ اب جب بیعت ہوئے تو نسبت کی تاثیر تو فوراً شروع ہو جاتی ہے، دل میں خیال آیا کہ ایک اللہ والے خود کہہ رہے ہیں کہ میری صحبت میں رہو، یہ موقعہ پھر کب ملے گا؟ پڑھانا تو ساری زندگی ہے۔ پیغام بھیج دیا کسی اور عالم دوست کو کہ میرے طلبا کو سبق آپ پڑھا دینا۔ میں ایک مہینہ حضرت کے پاس رہتا ہوں۔ ارادہ کر لیا اور ایک مہینے میں ان کو اللہ نے وہ نور دے دیا۔ چنانچہ حاجی صاحب نے اجازت وخلافت دے کر ان کو واپس لوٹا دیا۔ جب لوٹنے لگے تو کہا کہ حضرت! مجھے تو اپنے اندر تو کچھ نظر نہیں آتا۔ تو حاجی صاحب نے کہا کہ میاں رشید احمد! آپ کو اجازت دی اس لیے گئی کہ آپ کو اپنے اندر کچھ نظر نہیں آتا، اگر نظر آتا تو

کبھی آپ کو خلافت نہ دی جاتی۔ حضرت دعا فرمائیں کہ مجھے رونا آجائے آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

واپس آگئے، پھر ایک سال اپنے گھر میں رہے، اب نسبت نے اثر کیا۔ جب بیج ڈالا جاتا ہے تو پہلے دن پھل تو نہیں لگتے۔ کونپل نکلتی ہے، درخت بنتا ہے، پھر پھول آتے ہیں اور پھر پھل آتے ہیں، تو ٹائم لگتا ہے۔ اسی طرح جب یہ نسبت منتقل ہوتی ہے تو وقت کے ساتھ اپنی شان دکھاتی ہے۔ ایک سال کے بعد حاجی صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔

حاجی صاحب نے اب سوال پوچھا: میاں رشید احمد! یہ بتاؤ کہ بیعت ہونے سے پہلے اور بیعت ہونے کے بعد تمہیں اپنے اندر کیا تبدیلی نظر آئی؟

تو کچھ سوچ کے انہوں نے کہا: حضرت! مجھے اپنے اندر تین تبدیلیاں نظر آئیں۔

پہلی تبدیلی تو یہ کہ بیعت سے پہلے جب میں کتب کا مطالعہ کرتا تھا تو مجھے بہت اشکال محسوس ہوتے تھے، حل کرنے کے لیے شروحات کی طرف متوجہ ہونا پڑتا تھا، جب سے میں بیعت ہوا ہوں مجھے نصوص شرعیہ کے اندر کہیں تعارض نظر نہیں آتا۔

اور دوسری بات کہ اب طبیعت ایسی بن گئی ہے کہ دین کے معاملے میں کسی کی مدح اور ذم میرے اوپر کوئی اثر نہیں کرتی، کوئی تعریف کرے یا بد تعریفی کرے کھری بات کرتا ہوں اور مفتی کا کام بھی یہی ہے۔

اور تیسرا یہ کہ اب مکروہات شرعیہ مکروہات طبعیہ بن گئی ہیں۔ یعنی جن چیزوں سے شریعت کراہت کرتی ہے ان سے میری طبیعت بھی کراہت کرتی ہے۔

حاجی صاحب نے فرمایا: میاں رشید احمد! مبارک ہو، دین کے تین درجے ہیں: پہلا علم ہے اور علم کا کمال کہ نصوص شرعیہ میں کہیں تعارض نظر نہ آئے اور دوسرا درجہ عمل

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اور عمل کا کمال کہ مکروہات شرعیہ مکروہات طبعیہ بن جائیں اور تیسرا درجہ اخلاص ہے اور اخلاص کا کمال کہ دین کے معاملے میں مدح اور ذم برابر ہو۔ مبارک ہو اللہ نے علم میں بھی کمال دے دیا، عمل میں بھی کمال دے دیا اور اخلاص میں بھی کمال عطا فرما دیا۔ یہ صحبت کی برکات ہیں۔

حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ پر صحبت کا اثر:

ہمارے پنجاب میں جامعہ اشرفیہ بڑے مدارس میں سے ہے۔ اس کے بانی تھے حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ، پڑھاتے تھے، بڑے استاد تھے۔ کئی مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت بیعت کر لیجیے! حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ٹال جاتے، پھر کہا، پھر ٹال جاتے۔ پکنے دیتے ہیں نا! کئی مرتبہ۔ جیسے پلاؤ کو آخر پر دم دیتے ہیں، اس سے پھر اس کا ذائقہ بنتا ہے، تو حضرت کو تو پتہ تھا کہ سینے میں کچھ ہے جو پک رہا ہے، اسے پکنے دو، اوپر ڈھکنا دو، اسے پکنے دو۔ حضرت! بیعت فرما لیجیے! حضرت فرماتے ہیں: مفتی صاحب! بیعت کا اصل مقصد تو ہوتا ہے محبت کا ہونا وہ تو آپ کو تو حاصل ہے تو کیا ضرورت ہے بیعت کی؟ کہنے لگے کہ ایک دن میرے اندر بھی محبت کا جذبہ ایسا اٹھا کہ میں نے کہا کہ آج میں نے بیعت ہوئے بغیر نہیں جانا۔ میں گیا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کچھ لکھ رہے تھے، میں نے کہا کہ حضرت! میں نیت کر کے آیا ہوں کہ آج بیعت ہوئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت نے جب یہ بات سنی تو جس کاغذ پر لکھ رہے تھے وہ ایک طرف کر دیا اور میری طرف متوجہ ہو کے کہنے لگے کہ اچھا مفتی صاحب! اب میری کچھ شرائط ہیں، میں نے کہا کہ فرمائیے! انہوں نے فرمایا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلی شرط یہ ہے کہ یہ جو کتابیں آپ نے فلاں غیر مقلد عالم کے پاس پڑھی ہیں اور یہ جو غیر مقلدیت کے جراثیم ہیں یہ بندے کے اندر سے نہیں نکلتے۔ لہٰذا ان کتابوں کو دارالعلوم کے اساتذہ سے دوبارہ پڑھیں! اور طلبا کے ساتھ بیٹھ کر پڑھیں۔ یا اللہ! پڑھنا تھا تو اکیلے کمرے میں بیٹھ کر پڑھ لیں، نہیں نفس مٹانا مقصد تھا، جن طلبا کے استاد ان کے ساتھ بیٹھ کر پڑھیں، حضرت میں پڑھ لوں گا۔

دوسری شرط فرمایا: مفتی صاحب! آپ امرتسر پنجاب کے رہنے والے ہیں اور اس علاقے کے لوگ قرآن مجید کو مجہول پڑھتے ہیں، کیونکہ پنجابی زبان میں غنے بڑے ہیں۔ اساتوں تہانوں، غنے ہی غنے۔ چونکہ مجہول پڑھتے ہیں اس لیے آپ کسی قاری سے اتنی قرأت پڑھ لیں کہ فجر کی نماز آپ طوال مفصل کے ساتھ پڑھا سکیں۔ جی حضرت میں تجوید بھی پڑھوں گا۔

تیسری شرط کہ مفتی صاحب! آپ مجھے اختیار دیں کہ میں آپ کی اہلیہ سے پردے میں بیٹھ کر آپ کی نجی زندگی کے بارے میں کچھ سوال پوچھوں۔ کتنے کھرے بندے تھے کہ مجھے اختیار دے دو، حضرت! اس کی بھی اجازت۔

اور مفتی صاحب فرماتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ شرط بھی لگا دیتے کہ لوگ مصلے پر بیٹھ کر معمولات کرتے ہیں تم نے بیت الخلا میں کرنے ہیں تو میں اس شرط کو بھی مان لیتا۔ چنانچہ بیعت ہو گئے اور اس بیعت ہونے کے بعد اللہ نے چند دنوں میں ہی سینے کو بھر دیا، چونکہ گراونڈ ورک تو پہلے سے ہوا ہوا تھا۔ دیکھیں! دیا سلائی خشک ہو تو بس رگڑ کی ضرورت ہوتی ہے، فوراً جل جاتی ہے تو اگر علم پر عمل کی کوشش ہو تو دیا سلائی تو بندہ پہلے بنا ہوتا ہے، اللہ والے بس آگ لگا دیتے ہیں، پھر اللہ نے ان کو وہ مقام دیا کہ سبحان اللہ! کیا اخلاص تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی شان دیکھیں کہ جامعہ اشرفیہ جب نیلا گنبد میں شروع ہوا تو ابتدا میں پورے لاہور میں یہی بڑا مدرسہ تھا۔ مگر وہاں کے اساتذہ میں سے کچھ اساتذہ نے الگ مدرسہ بنا دیا اور شروع میں اسی گلی مکان کرائے پر لے کر شروع کر دیا۔ ''تیرے گھر کے سامنے''۔ تو حضرت مولانا فضل الرحیم دامت برکاتہم نے انہوں نے ایک ہوائی جہاز کے سفر میں یہ واقعہ خود سنایا۔ کہنے لگے میں چھوٹا تھا جب وہ مدرسہ بنا تو مجھے بڑا غصہ، کہ ایک تو بیوفائی کی دوسرا اور تھوڑا ملک تھا کہیں مدرسہ بناتا تھا۔ کہنے لگے کہ میں بڑا غصے میں تھا اور میں اباجی کے پاس آیا اور کہا کہ اباجی دیکھیں انہوں نے مدرسہ بھی اسی گلی میں کھولا ہے۔ تو حضرت مفتی صاحب نے کہا کہ بیٹے تم کہاں جا رہے ہو؟ کہا: امی نے کام بھیجا ہے، فرمایا کام کر کے واپس آؤ پھر میں تمہیں بات سمجھاؤں گا۔ کہتے ہیں میں بچہ تھا جلدی جلدی کام سمیٹا اور بھاگا آیا اور کہا کہ سمجھائیں۔ اباجی نے کہا کہ بیٹے! اگر تمہارے سر پہ بوجھ ہو اتنا زیادہ کہ تمہاری گردن ہی ٹوٹ رہی ہو اور راستے میں کوئی واقف دوست مل جائے جو کہے بھئی! آدھا مجھے دے دو میں پہنچا دیتا ہوں تو وہ تقسیم کرنے والا دوست ہوگا یا دشمن ہوگا؟ میں نے کہا اباجی دوست ہوگا۔ فرمانے لگے پورے شہر میں ہمارا مدرسہ تھا بوجھ صرف ہمارے سر پر تھا، اب دوسرا مدرسہ بن گیا مسئولیت تقسیم ہوگئی، وہ ہمارے دشمن نہیں وہ ہمارے دوست ہیں۔ یہ اخلاص کس نے سکھایا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحبت نے سکھایا۔

کیمبلپوری سے کاملپوری:

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن کیمبلپوری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف پڑھاتے تھے، شیخ البخاری، سال مکمل ہوا اور سیدھا تھانہ بھون پہنچ گئے۔ حضرت بخاری شریف پڑھاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں، رنگ نہیں پاتا، بیعت فرما لیجیے! ایسے بیعت ہوئے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیمبلپوری، کاملپوری بن گئے۔

جہالت کا اندازہ:

حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے علامہ عالم تھے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لیے آئے، پوچھا حضرت تصوف کیا بلا ہے؟ فرمایا: اپنے آپ کو مٹا دینے کا دوسرا نام تصوف ہے۔ حضرت دین میں اس کا ثبوت کہاں ہے؟ فرمایا تم چند دن میرے پاس رہو، شرط یہ ہے کہ زبان نہیں کھولنی، علامہ تھے نا آخر۔ کہنے لگے کہ میں نے ہاں کر دی۔ ابھی دو دن نہیں گزرے تھے، حضرت کی صحبت اور تو جہات کا یہ عالم تھا کہ میرے سارے اشکال دور ہو گئے اور میں نے اپنے آپ کو بیعت کے لیے پیش کر دیا۔ اب واپس آئے تو لوگوں نے کہا یہ کیا کر آئے وہ بوریا نشیں سا بندہ تھا نسبت اس کے ساتھ جا کر قائم کر لی، آپ تو عالمی شخصیت تھے۔ تو حضرت ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ تو مجھے علامہ کہہ رہے ہیں مجھے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر اپنی جہالت کا اندازہ ہوا۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر:

تو معلوم ہوا کہ اگر ہم اس نعمت کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو سرنڈر کرنا پڑے گا۔

كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدَيِ الْغَسَّالِ

''جیسے غسل دینے والے کے ہاتھ میں مردہ ہوتا ہے''

؎ اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

موسیٰ علیہ السلام دیکھو شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے، اس سے پہلے تو ہمکلامی نہیں تھی، شعیب علیہ السلام ملے تو پھر ہمکلامی بھی نصیب ہو گئی، تو کہنے والے نے کہا کہ ہمیں بھی کوئی شعیب مل جائے۔ تو پہلے بکریوں کے شبان تھے راعی تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو کلیم بنا دیا۔

؎ گر تو سنگ خارہ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

سنگ مرمر بھی ہے، کسی اللہ والے کے پاس آ جاؤ وہ اللہ والا تجھے ہیرا اور موتی بنا کر رکھ دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اللہ والوں کی صحبت میں رہنے بیٹھنے سیکھنے اور اپنے آپ کو انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کے اتقا پہ ناز کرتی ہے مسلمانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کے مزے آئیں
جو آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخن دانی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

خطبات فقیر

جلد تینتیس

- خشیت، خوف اور خشوع کی حقیقت
- دعوت دین کے مراحل
- اللہ سے دوستی کیجئے
- فتنوں سے حفاظت کیسے؟

پیر طریقت، رہبر شریعت، مفکر اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

besturdubooks.wordpress

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

خطبات فقیر 33

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	12
پیش لفظ	14
عرض مرتب	16
① خوف، خشیت اور خشوع کی حقیقت	21
تعین ہم معنی الفاظ	21
خوف	22
خشیت	22
خشوع	23
خوف، خشیت اور خشوع میں فرق	23
مقام خشوع	26
خشوع کا لفظ قرآن میں	26
خشوع اکابرین امت کی نظر میں	30
مقام خشیت	31
خشیت کا لفظ قرآن میں	32
خشیت اور علم	32
خشیت احادیث کی روشنی میں	34

عنوان	صفحہ نمبر
خشیت اکابرین امت کی نظر میں	36
حزن اور خوف	38
مقام خوف	39
علمی نکتہ	39
قرآن پڑھتے ہوئے کیفیت کیا ہونی چاہیے؟	41
اللہ والوں کا قرآن پڑھنے کا انداز	44
خوف میں خیر	47
خائف کی علامات	48
اَللِّسَان	48
اَلْقَلْب	48
اَلنَّظَر	49
اَلْبَطْن	49
اَلْيَد	50
اَلْقَدَم	50

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
خائف کی کیفیات	51
مغموم رہنا	51
غم غالب رہنا	51
بے چینی	52
کثیر البکا	52
گڑگڑانا	53
ترکِ راحت	53
خوف کے مراتب	54
خوف کے ثمرات	56
تمکین فی الارض	56
روزِ قیامت نجات	56
عرش کا سایہ	57
سببِ مغفرت	57
رضائے الٰہی	57
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوف	58
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خوف	58
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف	60
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خوف	63
ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا خوف	65
ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا خوف	66
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح کا خوف	66
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خوف	67
حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا خوف	68
حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا خوف	68
سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا خوف	69
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا خوف	69
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا خوف	70
عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا خوف	71
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خوف	71
عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا خوف	72
عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خوف	72
عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کا خوف	73
فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا خوف	73
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا خوف	74
تابعین کا خوف	76
ابراہیم علیہ السلام کا خوف	78
مقرب فرشتوں کا خوف	79
نبی ﷺ کا خوف	80

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
جبرئیل علیہ السلام کا خوف	81
رونا ضروری ہے	81
(۲) دعوت دین کے مراحل	87
تین قسم کے لوگ	87
(۱) عقل استعمال کرنے والے	87
(۲) عقل کو استعمال نہ کرنے والے	88
(۳) عقل و وحی دونوں کو استعمال کرنے والے	88
عقل کی حد	89
دنیا دار الاسباب ہے	90
اللہ مسبب الاسباب ہے	92
اختیار اسباب مگر بھروسہ اللہ کی ذات پر	93
کامیابی اور عزت اللہ کے حکم میں ہے	94
وسعت نعمت رضائے الٰہی کی دلیل نہیں	96
علمی نکتہ	96
عذاب اور آزمائش	97

عنوان	صفحہ نمبر
امت مسلمہ پر آزمائشیں زیادہ آئیں	98
مرثیہ مولیٰ از بحر اولیٰ	99
نصرت الٰہی سب پر بھاری	100
جیسا عمل ویسی جزا	101
مثال ۱	101
مثال ۲	102
مثال ۳	103
نبی علیہ السلام کی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان پر محنت	104
جنگوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت	106
جنگ بدر کا سبق	106
جنگ احد کا سبق	108
غزوہ خندق کا سبق	109
صلح حدیبیہ کا سبق	110
غزوہ حنین کا سبق	110
دور صحابہ امت کے لیے روشن مثال	111
دور صدیقی رضی اللہ عنہ	112

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ:	114
دورِ عثمانی رضی اللہ عنہ	115
دورِ علوی رضی اللہ عنہ	118
مشاجراتِ صحابہ میں امت کیلیے سبق	119
حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کیلیے سبق	120
ریسرچ سکالرز کیلیے سبق	120
قوم کے بڑوں کیلیے سبق	120
علماو معززین کے لیے سبق	121
قومی مفادات کے معاملے میں سبق	121
مزاجِ شریعت اور حدودِ شریعت	122
علما اور دعوتِ دین	123
دعوتِ دین کے مراحل	124
پہلا مرحلہ...... وجودِ دعوت	124
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا انداز	125
اپنا محاسبہ	126
دوسرا مرحلہ...... وقفہ تربیت	127
پہلی قوموں کو بھی آزمایا گیا	128
تیسرا مرحلہ......اللہ کی مدد و نصرت	129
چوتھا مرحلہ...... فیصلہ قدرت	130
قربانی کی اہمیت	132
قبولیت کی پانچ صورتیں	133
پہلی صورت	133
دوسری صورت	133
تیسری صورت	133
چوتھی صورت	134
پانچویں صورت	134
مشاہدے اور ایمان کا فرق	135
داعی کا رزق اللہ کے ذمے ہے	137
جنت پاکیزہ لوگوں کے لیے ہے	139
دعوتِ دین گھر سے شروع کریں	140
دین عقل سے نہیں نقل سے چلتا ہے	141
دعوتِ دین اور حاسدین	141
اسلاف کی قربانیوں کی لوری	142
حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے واقعے کا	

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
ترتیبی پس منظر	142
شریعت پر استقامت بھی دعوت ہے	151
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی استقامت	153
حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت	154
(۳) اللہ سے دوستی کیجیے	158
دنیاوی تعلقات اغراض پر مبنی	159
دو بے غرض تعلقات	161
(۱) اللہ کا بندے سے تعلق	161
(۲) نبی ﷺ کا امت کے ساتھ تعلق	162
دنیاوی محبت کا حال	162
اللہ تعالیٰ کی محبت کا حال	163
خالق اور مخلوق کی محبت کا فرق	164
(۱) وصل اور جدائی کا فرق	164
(۲) حاسدین	165
(۳) محبت میں پہل	165
(۴) رقیب	167
محبت کی دلیل	168
اللہ کا دوست کون؟	169
اللہ سے دوستی کے ثمرات	172
(۱) اللہ کی سرپرستی	172
ایک تائب کے سر پر سایۂ رحمت واقعہ	173
	174
عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	175
(۲) اللہ تعالیٰ کی حفاظت	176
اللہ کی حفاظت کا عجیب واقعہ	177
(۳) رزق میں برکت	178
بے برکتی کی مثال	178
قرآن کا پیغام	179
برکت کی مثالیں	179
نکتے کی بات	182
(۴) اللہ تعالیٰ کی وکالت	182
(۵) غم میں تسلیاں	186
(۶) حفاظت جان و مال	188
(۷) عزت حفاظت	191
(۸) مدد و نصرت	192
نصرت کے نمونے	193

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
(۹) اولاد کا لحاظ	195
(۱۰) دعائیں قبول	196
(۱۱) مخلوق کے دل میں رعب	197
بادشاہ، اللہ والوں کے خادم	197
(۱۲) مخلوق مطیع	199
(۱۳) محبین و متعلقین پر رحمتیں	201
(۱۴) موت کے وقت معاملۂ خیر	202
(۱۵) روزِ حشر استقبال	203
(۱۶) بلا حساب جنت میں	204
(۱۷) اولاد کے ساتھ خصوصی رعایت	205
(۱۸) جنت میں مہمان نوازی	207
(۱۹) دوست کی رضا	208
(۲۰) دیدارِ الٰہی	209
خلاصۂ کلام	209
اللہ دوستی نبھاتے ہیں	211
مجالسِ تربیت کا حاصل	213
(۷) فتنوں سے حفاظت کیسے؟	217
اسلام آخری دین ہے	219

عنوان	صفحہ نمبر
حفاظتِ دین ...... علما کی ذمہ داری	219
دین کے چار شعبے	220
خلفائے راشدین کے دور میں اشاعتِ دین	221
محدثین اور فقہا کا دور	222
مشائخ صوفیا کا دور	223
بادشاہانِ وقت ...... مشائخ کی دہلیز پر	223
محمود غزنوی کی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت	224
سلطان التمش اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	226
اورنگ زیب عالمگیر اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	228
ایک داخلی فتنہ ...... دینِ اکبری	228
فتنے کا سدباب کیسے ہوا؟	229
خارجی فتنہ ...... انگریز کا تسلط	231
فرنگیوں کی پہلی چال	231
علمائے کرام کی مزاحمت	232

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
علمائے دیوبند کی قربانیاں	232
فرنگیوں کی دوسری چال	234
خارجی فتنے کے بداثرات	237
خارجی فتنے کا سدباب...... دعوت وتبلیغ کی محنت	237
دعوت کا کام کیسے شروع ہوا	238
حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور ملفوظ	239
دو طرح کے لوگ	240
عالمی فتنہ...... ساحر فتنہ	240
ساحر فتنے کے دو ہتھیار	241
پہلا ہتھیار...... انٹرنیٹ	241
دوسرا ہتھیار...... موبائل فون	242
امام گوگل کے پیروکار	243
تین بھینسوں کی کہانی	244
حمیت ایمان باقی ہے	245
نوجوان کی دادی کے لیے عجیب دعا	246
عالمی فتنے سے بچاؤ کیسے؟	247
سورۂ کہف کی تعلیم	247
مکہ اور مدینے کا کہف	248
(۱) مدارس کا کہف	248
(۲) تبلیغی جماعت کا کہف	249
(۳) خانقاہوں کا کہف	249
مدارس کے طلبا کی خوش نصیبی	250
غفلت (لاعلمی) بھی ایک صفت ہے	251
اقامت دین کی کوشش منصب خلافت ہے	252
دو قسم کے لشکر	253
تمام شعبوں کا مقصد ایک ہے	254
طلبا کو نصیحت	254

www.besturdubooks.wordpress.com

خوف، خشیت اور خشوع کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○﴾
(المؤمنون ۱-۲)

و قال اللّٰه تعالیٰ فی مقام آخر:
﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر: ۲۸)
و قال اللّٰه تعالیٰ فی مقام آخر:
﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی﴾ (نازعات: ۴۰)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

تین ہم معنی الفاظ:

قرآن مجید فرقان حمید میں تین الفاظ بہت قریب المعنی استعمال ہوئے ہیں۔ ایک خوف، دوسرا خشیت اور تیسرا خشوع۔
یہ تینوں اتنا قریب المعنی الفاظ ہیں کہ اکثر و بیشتر طلبا و علما ایک کی جگہ دوسرا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ان کے درمیان باریک سا فرق ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خوف:

خوف کہتے ہیں کہ آدمی کو اپنی غلطی کی وجہ سے سزا ملنے کا ڈر ہو۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ ایک طالب علم نے کام نہیں کیا، سو گیا، استاد نے جب ہوم ورک چیک کرانے کے لیے کہا، اب یہ ڈر رہا ہے کہ اگر استاد نے میری کاپی چیک کر لی تو میں نے تو کام تو نہیں کیا ہوا، میری تو پٹائی ہوگی۔ تو اس کو کہتے ہیں خوف۔ عموماً یہ اپنی غلطی کے نتیجے میں انسان کے اوپر طاری ہوتا ہے۔

خشیت:

ایک ہوتی ہے خشیت۔ اس خشیت میں خوف کے ساتھ تعظیم بھی ہوتی ہے، محبت بھی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر: ایک آدمی نے رشتہ دار لڑکی سے شادی کر لی جو نہ عقل کی اچھی تھی نہ شکل کی اچھی تھی، پھر بانجھ بھی نکلی تو اس عورت کے دل میں ہر وقت ایک ڈر رہتا ہے، خاوند روٹھ نہ جائے۔ اب یہ جو اس کا ڈر ہے مار پٹائی والا ڈر نہیں ہے، یہ جدائی کا ڈر ہے، تو مار پٹائی والے معاملے کو خوف کہتے ہیں اور کسی کے ناراض ہونے کے ڈر کو یا کسی کے الگ ہو جانے یا روٹھ جانے کے ڈر کو خشیت کہتے ہیں۔

علما کے دل میں خوف بھی ہوتا ہے (اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کی وجہ سے) مگر اس سے بڑھ کر خشیت ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی طرف سے شریعت و سنت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ اللہ کی شانِ بے نیازی کو جانتے ہیں۔ اور اس شانِ بے نیازی کی بنا پر وہ ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں کوئی خفیہ تدبیر نہ ہو جائے، کہیں میرے ساتھ کوئی ایسا معاملہ نہ پیش آ جائے کہ وہ مالک روٹھ جائے۔

اس لیے علم جتنا بڑھتا جاتا ہے یہ خشیت اتنی بڑھتی جاتی ہے۔ کیوں؟ علم بڑھنے

سے اللہ کی عظمت بڑھتی ہے، علم بڑھنے سے اپنے نقائص کھلتے ہیں، اب پتہ چلے گا کہ میں اتنا ناقص بندہ اور میرا رب اتنے کمالات والا، چنانچہ ڈر بڑھتا جائے گا کہ پتہ نہیں میرے ساتھ معاملہ کیا ہوگا؟ تو خوف اگر محبت کے ساتھ ہو تو یہ خشیت بن جاتی ہے۔

دیکھنا ایک بندہ سانپ سے بھی ڈرتا ہے مگر اس کے دل کے اندر کوئی سانپ کی محبت اور عظمت تو نہیں ہوتی، ضرر کا خوف ہوتا ہے۔ تو خوف کا تعلق ضرر کے ساتھ ہے اور خشیت کا تعلق محبت کے ساتھ ہے۔ کہیں میرا محبوب مجھ سے آنکھ نہ پھیر لے، میں محبوب کی نظر سے گر نہ جاؤں، کہیں وہ مجھے اپنے در سے دور نہ کر دے، یہ خشیت کہلاتی ہے۔

خشوع:

اور ایک تیسرا لفظ ہے خشوع، خشوع کسی کی عظمت کی وجہ سے اس کا رعب دل پر طاری ہونا، ہیبت طاری ہونا، اس کو خشوع کہتے ہیں۔ اس کی مثال ایسے سمجھیں جیسے ایک خادم ہے جس کو بادشاہ اپنے پاس رکھتا ہے، اب وہ بادشاہ کے سامنے جاتے ہوئے مرعوب ہو رہا ہوتا ہے، کیونکہ اس کو اپنی اوقات کا بھی پتہ ہے اور بادشاہ کے اختیارات کا بھی پتہ ہے، تو بادشاہ کی عظمت کی وجہ سے، اختیارات کی وجہ سے اس کے دل پر ایک ہیبت ہوتی ہے۔ وہ بات آہستہ کرے گا، وہ شور بھی کسی کو نہیں مچانے دے گا...... چپ کرو! چپ کرو!...... یہ جو اسکے دل پر کیفیت ہے اس کو خشوع کہتے ہیں۔

خوف، خشیت اور خشوع میں فرق:

چنانچہ خوف کے مقام میں انسان شامل ہے کیونکہ مکلف ہے، جن اور انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

شامل ہیں، کیونکہ گناہ کرتے ہیں اور گناہوں کی سزا ملنے کا دل میں ڈر ہوتا ہے۔ تو مقامِ خوف میں انسان اور جن یہ مکلفین آ گئے ہیں اور اس سے اوپر خشیت اور خشوع ہے، وہ ایسے مقامات ہیں کہ جن میں علما شامل ہیں یا مقربین شامل ہیں۔ تو مختصر یہ سمجھ لیجیے کہ عوام الناس کے لیے مقامِ خوف ہوتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر سزا ملنے سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔ علما گناہوں سے بچتے ہیں، فرمانبرداری کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، مگر جانتے ہیں کہ ہمارے عمل بھی اس کی شان کے مطابق نہیں۔ اور وہ پروردگار بے نیاز بھی بڑا ہے، تو ڈر رہتا ہے کہ پتہ نہیں یہ عمل قبول ہوں گے یا نہیں۔ یہ مقامِ خشیت علما کے لیے ہے اور مقامِ خشوع مقربین کے لیے ہے۔ انبیائے کرام کے اوپر بھی خشوع کی کیفیت ہوتی ہے، دیکھیں! بسا اوقات ظاہر میں کیفیت ایک جیسی ہوتی ہے مگر حقیقت میں اس میں فرق ہوتا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ گھر میں مہمان آئے تو بڑے لوگ خوشی منا رہے ہیں کہ کل مہمان نے آنا ہے۔ دادا ابو حج سے آئیں گے...... نانی امی حج سے آ گئی ہیں...... تو گھر کے بڑے لوگ بھی خوش ہو رہے ہوتے ہیں اور بچے بھی خوش ہو رہے ہوتے ہیں۔ مگر ان کی خوشی میں فرق ہے، بڑوں کی خوشی یہ کہ وہ آئیں گے، بیٹھیں گے، باتیں کریں گے، حالات پوچھیں گے اور بچوں کی خوشی یہ کہ کل اچھے اچھے کھانے بنیں گے۔ تو خوش تو دونوں ہو رہے ہیں مگر بچے کی خوشی میں اور بڑوں کی خوشی کی کیفیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ تو خوف کو بھی ڈر کہتے ہیں خشیت کو بھی ڈر کہتے ہیں مگر کیفیت کا فرق ہے، خوف میں سزا ملنے کا ڈر اور خشیت میں ناراض ہو جانے کا ڈر، خفا ہونے کا ڈر، کہیں میں اپنے پروردگار کی نگاہوں میں گر نہ جاؤں، یہ ڈر غالب ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب دیکھیے! جمادات اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، لہٰذا جمادات کے لیے کہیں خوف کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ قرآن میں جمادات کے لیے خشیت اور خشوع کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اب کوئی پوچھے کہ جی خشیت کیوں؟ تو بھئی! اللہ کی بے نیازی سے ڈرتے ہیں، پتھروں کو بھی ڈر ہے کہ جہنم کے اندر نہ ڈال دیا جائے۔ جہنم کی خوراک کیا ہے؟

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (البقرة:۲۴)

''ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن ہیں انسان اور پتھر''

مشہور واقعہ ہے کہ ایک بزرگ نے دیکھا کہ پتھر رو رہا ہے، پوچھا کہ بھئی! کیوں روتے ہو؟ جی میں رو رہا ہوں کہ کہیں اللہ مجھے جہنم کی غذا نہ بنا دے۔ بزرگ نے دعا مانگی، اللہ رب العزت نے خوشخبری دے دی کہ اسے جہنم میں نہیں ڈالیں گے۔ کچھ عرصے کے بعد واپس آئے تو پھر رو رہا ہے، بھئی! اب کیوں رو رہے ہو؟ تو کہنے لگا کہ

هُوَ بُكَاءُ الْخَوْفِ وَ هٰذَا بُكَاءُ السُّرُوْرِ

''وہ ڈر کا رونا تھا اور یہ خوشی کا رونا ہے''

تو پتھر نے کہا کہ اب میں اس خوشی میں رو رہا ہوں کہ اللہ نے مجھے جہنم سے محفوظ کر دیا۔ تو خشیت کے مقام میں تو پتھر بھی شامل ہیں اور ان کو بھی اللہ کی عظمت کا پتہ ہے۔ اور اللہ کے عرش پر بھی خشوع کی کیفیت ہوتی ہے۔ فرشتوں کے اوپر بھی خشوع کی کیفیت ہوتی ہے، اللہ کی عظمت کی وجہ سے۔ تو موٹا فرق یہی ہے کہ عوام الناس کے لیے مقامِ خوف ہے، علما کے لیے مقامِ خشیت ہے اور مقربین کے لیے مقامِ خشوع ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مقامِ خشوع

آیئے ذرا ان الفاظ کی تفصیل قرآن اور حدیث میں دیکھیں۔ خشوع کے حروف اصلی خ، ش اور ع ہیں۔ یہ مصدر ہے "خَشَعَ یَخْشَعُ" کا۔ دل میں ہیبت ہونا، عظمت الٰہی کی وجہ سے دل پر رعب ہونا، تعظیم کا نور دل میں روشن ہونا۔

اس لیے خشوع کے ساتھ اکثر اسم جلالہ "اللہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔
"خَاشِعِیْنَ لِلّٰہِ" عظمت الٰہی کا تذکرہ۔

خشوع کا لفظ قرآن میں:

قرآن مجید میں اس خشوع کے لفظ کو مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے، مثال کے طور پر:

❶ اَلذُّلُّ پستی کے لیے۔

﴿وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا﴾ (طٰہٰ:۱۰۸)

"رحمٰن کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گے تو تم خفی آواز کے سوا کوئی آواز نہ سنو گے"

﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:۱۰۹)

"اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور ان کی عاجزی اور بڑھ جاتی ہے"

قیامت کا دن ہوگا کوئی نہیں بول سکے گا، سب گونگے ہو جائیں گے۔

❷ سُکُوْنُ الْجَوَارِحِ اعضاء کے اندر سکون ہو۔

جب کوئی بندہ کسی سے مرعوب ہو تو وہ پرسکون ہو جاتا ہے، خاموش ہو جاتا ہے، مرعوب ہو جاتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ o﴾

(المؤمنون: ۱-۲)

○ مفردات میں ہے:

اَلْخُشُوْعُ الضَّرَاعَةُ وَ اَكْثَرُ مَا يُسْتَعْمَلُ فِيْمَا يُوْجَدُ عَلَى الْجَوَارِحِ

”کہ جوارح کے اوپر اس کے جو اثرات ہوتے ہیں یہ اس کے لیے استعمال ہوتا ہے۔“

○ تفسیر روح البیان میں سہل بن عبداللہ کا قول ہے:

لَا تَكُوْنُ خَاشِعًا حَتّٰى تَخْشَعَ كُلُّ شَعْرَةٍ عَلٰى جَسَدِكَ وَ هٰذَا هُوَ الْخُشُوْعُ الْمَحْمُوْدُ

”اس وقت تک بندہ خشوع والا نہیں ہو سکتا جب تک جسم کے ہر بال میں خشوع نہ آئے اور یہ خشوع محمود ہے“

○ ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک نمازی کو نماز میں داڑھی کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو فرمایا:

((لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهٗ))

”اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی سکون ہوتا“

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اللہ کی عظمت کی وجہ سے اتنا بندہ مرعوب ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

○ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفصیل بتاتے ہیں:

اَلْمَحَبَّۃُ شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

''محبت شجرہ طیبہ کی مانند ہے جڑیں نیچے تک ہیں اور اس کی شاخیں آسمان تک''

وَ ثِمَارُھَا تَظْھَرُ فِی الْقَلْبِ وَ اللِّسَانِ وَ الْجَوَارِحِ

''اور جو اس کا پھل ہے وہ اعضا، جوارح اور زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔''

وَتَدُلُّ تِلْکَ الْاٰثَارُ الْفَائِضَۃُ مِنْھَا عَلَی الْقَلْبِ وَ الْجَوَارِحِ عَلَی الْمَحَبَّۃِ

''اعضا اور جوارح پر یہ آثار ظاہر ہونا محبت پر دلالت کرتا ہے''

تو انسان کی زبان بولنے سے، اس کی حرکات سے، اعمال سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دل کی حالت اور کیفیت کیا ہے؟ آگے فرماتے ہیں:

کَدَلَالَۃِ الدُّخَانِ عَلَی النَّارِ

''جس طرح دھواں بتا دیتا ہے کہ یہاں آگ جل رہی ہے''

اسی طرح جب دل میں محبت ہوتی ہے تو اعضا اور جوارح کی کیفیت بتا دیتی ہے کہ کس کی محبت دل میں ہے۔

وَ کَدَلَالَۃِ الثِّمَارِ عَلَی الْاَشْجَارِ

جس طرح پھل اپنے درخت کا پتہ دیتا ہے۔

یہ کیفیات دل کے اندر خشوع کا پھل ہوتی ہیں، جب خشوع حاصل ہو تو بس پھر تکبیر اولیٰ کہنے کے بعد اللہ کے سامنے، پھر مسجد میں قدم رکھتے ہی انسان کے اوپر ایک روپ طاری ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوتے تھے تو چہرہ زرد ہو جاتا تھا، پیلا ہو جاتا تھا۔ کسی نے کہا کہ حضرت! آپ کبھی بڑی جنگوں کے موقع پر بھی نہیں گھبراتے اور یہاں ایسے گھبراتے ہیں۔ فرمایا کہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ میں کس شہنشاہ کے دربار میں حاضری دیتا ہوں؟ تو ان کو عظمتِ الٰہی کا پتہ ہوتا ہے، اس لیے مصلے پر کھڑے ہو کر ان کی کیفیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام ہمارے ساتھ گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے تھے، اچانک بلال کی آواز آتی تھی: اللہ اکبر، اللہ اکبر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اٹھ کر مسجد کی طرف جاتے تھے جیسے ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔ اللہ کی عظمت دل میں آجاتی تھی کہ میرے مالک نے مجھے طلب کر لیا۔

اور اگر دل میں خشوع ہو تو پھر آنکھوں میں آنسوؤں کا آنا یہ اس کے ثمرات ہیں۔ گریہ وزاری کی وجہ سے آنکھیں بہتی رہتی ہیں۔

؎ کیوں دل جلوں کی لب پہ ہمیشہ فغاں نہ ہو
ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو

❸ اور یہ رعب کے معنی میں بھی استعمال ہوا، قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾ (الانبیاء: ۹۰)

❹ اور تواضع کے لیے بھی استعمال ہوا۔

﴿إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾ (البقرۃ: ۴۵)

"بے شک یہ نماز بھاری ہے مگر خشوع والوں کے لیے"

چنانچہ خشوع کا تعلق دل کے ساتھ ہے، اظہار اس کا جوارح کر دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

إِذَا دَخَلْتَ الصَّلٰوةَ فَهَبْ لِيْ مِنْ قَلْبِكَ الْخُشُوْعَ وَمِنْ بَدَنِكَ الْخُضُوْعَ وَمِنْ عَيْنِكَ الدُّمُوْعَ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ

جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنے دل سے مجھے خشوع دے۔ بدن کے اوپر خضوع ہو اور آنکھوں کے اندر آنسو ہوں، تو فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ میں بہت قریب ہوتا ہوں۔

خشوع اکابرینِ امت کی نظر میں:

امت کے علما نے اس لفظ کو کھولنے کے لیے مختلف الفاظ کہے اور فقرات بتائے ہیں:

1. سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

لَيْسَ الْخُشُوْعُ فِي الرِّكَابِ إِنَّمَا الْخُشُوْعُ فِي الْقُلُوْبِ

''سواری میں خشوع نہیں ہوتا خشوع تو انسان کے دل میں ہوتا ہے''

2. سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

اَلْخُشُوْعُ فِي الْقَلْبِ أَنْ تَلِيْنَ كَتِفَكَ لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ

''جب دل میں خشوع ہوتا ہے تو مسلمان بھائی کے لیے انسان کندھے جھکا دیتا ہے''

3. جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْخُشُوْعُ تَذَلُّلُ الْقُلُوْبِ لِعَلَّامِ الْغُيُوْبِ

''خشوع اللہ تعالیٰ کے لیے دل کو جھکاتا ہے''

4. ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بِلْتِئَامٍ مِنَ التَّعْظِيْمِ وَالْمَحَبَّةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

”اللہ کی تعظیم اور محبت میں اچھا ہو جاتا“

- سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ خَشَعَ قَلْبُهٗ لَمْ يَقْرُبْ مِنْهُ الشَّيْطَانُ

”جس کے دل میں خشوع ہوتا ہے، شیطان اس کے قریب نہیں آتا“

جس کے دل میں اللہ کی اتنی عظمت ہوگی، وہ تو معصیت کے بارے میں سوچے گا ہی نہیں، تو شیطان اس کے قریب پھٹکے گا کہاں؟

- ابو یزید المدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

إِنَّمَا أَوَّلُ مَا يُرْفَعُ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْخُشُوْعُ

”سب سے پہلے اس امت سے جو چیز اٹھالی جائے گی وہ خشوع ہوگا“

آج دیکھو کہ نماز کے اندر خشوع بہت کم ہوتا ہے۔

مقام خشیت

دوسرا لفظ ہے ”خشیۃ“ اس کا مادہ ہے، خ ش ی۔

”اَلْخَشْيَةُ فِيْهِ الرُّجُوْعُ“

”خشیت میں رجوع ہوتا ہے۔“

خوف اور خشیت کا فرق یہ ہے کہ جس چیز کا خوف بڑھتا ہے تو انسان اس چیز سے دور بھاگتا ہے اور خشیت جتنی بڑھتی ہے انسان اللہ کے اتنا قریب ہوتا ہے۔

چنانچہ فرمایا:

اَلْخَشْيَةُ خَوْفٌ يَشُوْبُهٗ تَعْظِيْمٌ وَ اَكْثَرُ مَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ عَنْ عِلْمٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

بِمَا يَخْشٰى مِنْهُ

''خشیت ایسا خوف ہے جس میں تعظیم ہو اور اکثر یہ خشیت والے علم سے ہوتا ہے''

خشیت کا لفظ قرآن میں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر: ۲۸)

''علماء ہی اللہ رب العزت سے ڈرنے والے ہیں''

﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾ (یسین: ۱۱)

''جو خدا سے بن دیکھے ڈرے اسے مغفرت اور بڑے اجر کی بشارت دو''

﴿ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ﴾ (بینہ: ۸)

''یہ صلہ ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا''

﴿تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾ (زمر: ۲۳)

''جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں''

خشیت اور علم:

چنانچہ اللہ کی عظمت اور بے نیازی کو سامنے رکھ کر دل کے اندر جو کیفیت آتی ہے اس کو علماء کی علامت بتایا گیا ہے۔ جتنا علم بڑھے گا اتنی خشیت بڑھتی جائے گی اور اگر علم بڑھنے کے ساتھ خشیت نہ بڑھے تو پھر سمجھ لیں کہ ہمیں محرومی ہو رہی ہے۔ ہمیں علم

www.besturdubooks.wordpress.com

حاصل نہیں ہو رہا معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی نے ریل کا سفر کرنا ہوتا ہے تو وہ درمیان میں دیکھتا رہتا ہے کہ اب کون سا اسٹیشن آیا، اب کون سا اسٹیشن آیا۔ مثلاً لاہور سے کراچی کے لیے بیٹھا تو راستے کے شہروں کو وہ دیکھتا جاتا ہے کس قسم کے اسٹیشن تھے۔ پہلے فلاں اسٹیشن آیا، پھر خانیوال آیا، پھر ملتان آیا، اس کو پتہ چلتا ہے کہ ہاں میں قریب ہو رہا ہوں۔ اور اگر دو ولا ہورسے بیٹھے کراچی کی ٹرین پر اور راستے میں اس کو نظر آ جائے جہلم، گوجرانوالہ اور گجرات تو وہ پہچان لیتا ہے کہ میں تو دوسری سمت جا رہا ہوں۔

بالکل اسی طرح طلبا اپنے دل میں جھانک کر دیکھیں اگر خشوع کی علامات نظر آتی ہیں تو گاڑی منزل کی طرف جا رہی ہے اور اگر خشوع کی علامات نظر نہیں آ رہیں تو معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا کی بجائے ہم نفس کی رضا والی سمت کی طرف چل رہے ہیں۔ پھر ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ کہاں گڑبڑ ہو رہی ہے۔ تو اپنے آپ ٹٹولتے رہنا چاہیے، دیکھتے رہنا چاہیے، ہاں اگر عقل ہی جواب دے دے تو بات اور ہے۔ پھر تو وہ سکھ والی بات ہوئی نا کہ جانا تھا اس نے کراچی کی ٹرین سے اور غلطی سے بیٹھ گیا پنڈی کی ٹرین پر، تھکا ہوا تھا، اپنی سیٹ پر آ کے سو گیا، برتھ پر آ کے سو گیا۔ جب سو سو کے اٹھا، نیچے لوگ باتیں کر رہے تھے، پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ کہا کہ پنڈی جا رہے ہیں۔ تو کہتا ہے کہ سائنس نے بڑی ترقی کر لی ہے کہ نیچے والے پنڈی جا رہے ہیں اور اوپر والے کراچی جا رہے ہیں۔ اگر تو ایسی عقل ہو پھر تو گلہ نہیں ہے اور اگر اللہ نے عقل کی رتی دی ہے تو انسان اپنی حالت کو دیکھ کر پہچان سکتا ہے کہ میں کس سمت میں جا رہا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ﴾ (التکویر: ۲۶)

''تم کدھر جا رہے ہو؟''

اگر ہمارے اعمال کے اندر اضافہ ہو رہا ہے، ہماری نماز کی کیفیت پہلے سے بہتر ہو رہی ہے، ہمیں تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے اللہ رب العزت کے تعلق کی کیفیت محسوس ہوتی ہے، گناہ سے ہم اس طرح دور بھاگتے ہیں جس طرح بچھو سے دور بھاگتے ہیں، تو یہ خشیت والی علامات ہیں۔ اور اگر آنکھ ادھر بھی اٹھ کر دیکھتی ہے، ادھر بھی دیکھتی ہے، نماز کی پروا نہیں، غیبت آسانی سے کر لیتے ہیں، جھوٹ آسانی سے بول لیتے ہیں، تو پھر اس کا مطلب ہے کہ اسٹیشن کوئی اور ہے جس کی طرف ہم جا رہے ہیں۔

خشیت احادیث کی روشنی میں:

● یہ خشیت کی کیفیت اللہ کو بہت پسند ہے، حدیث مبارک میں فرمایا:

«عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ»

دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔

«عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَ عَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ»

''وہ آنکھ جو اللہ کی خشیت کی وجہ سے رو پڑتی ہے، اور وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں جاگی ہو۔''

● ایک دوسری حدیث مبارکہ میں فرمایا:

«لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ قَطْرَتَیْنِ اَوْ اَثَرَیْنِ»

www.besturdubooks.wordpress.com

"کوئی چیز اللہ کو دو قطروں یا دو نشانوں سے زیادہ محبوب نہیں"

ان میں سے ایک ہے:

((قَطْرَةٌ مِّنْ دُمُوْعٍ فِيْ خَشْيَةِ اللّٰهِ))

"کہ آنکھوں کا وہ قطرہ جو اللہ رب العزت کی خشیت کی وجہ سے آنکھ سے نکلتا ہے۔"

- ایک اور حدیث پاک میں فرمایا:

((مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصِيْبَ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهٖ لَمْ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))

"جو بندہ اللہ کو یاد کرے کہ آنکھ سے آنسو نکل آئیں، حتیٰ کہ زمین پر آنسو گر پڑے، اللہ رب العزت اس بندے کو قیامت کے دن عذاب نہیں دیں گے۔"

اس لیے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کے نبی! ہم ہر چیز کا قیامت کے دن وزن کریں گے سوائے گناہگار کے آنسو کے، ہم اس کا وزن بھی نہیں کر سکتے۔ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہگاروں کے سمندروں جتنے گناہ بھی ہوں گے تو معاف کر دیں گے۔

- تو یہ خشیت اللہ سے مانگنی چاہیے، اللہ ہمیں بھی عطا فرما دے۔ دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى

www.besturdubooks.wordpress.com

مَنْ عَادَانَا وَ لَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِي دِيْنِنَا وَ لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا»

"یا اللہ ہمیں حصہ دے اپنے خوف سے اتنا کہ حائل ہو جائے ہمارے اور گناہوں کے درمیان، اور اپنی عبادت سے کہ اتنا کہ پہنچا دے ہمیں جنت میں، اور یقین سے اتنا کہ سہل کر دے ہم پر دنیا کی مصیبتیں اور ہماری سماعتیں اور بصارتیں اور قوتیں کارآمد بنا دے جب تک ہمیں زندہ رکھے، اور اس کی خیر ہمارے بعد باقی رکھنا، اور اس سے ہمارا انتقام لے جو ہم پر ظلم کرے، اور مدد دے ہمیں اس پر جو ہم سے دشمنی کرے، اور مت کر مصیبت ہماری ہمارے دین میں اور دنیا کو ہمارا مقصود اعظم نہ بنا اور ہماری معلومات کی انتہا نہ بنا اور اس کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے"

کتنی خوبصورت یہ دعا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اسے زبانی یاد کریں اور ہر نماز کے بعد اس کو مانگنے کا اہتمام کریں تاکہ اگر اللہ نے علم دیا ہے تو وہ علم خشیت کا پھل بھی لے آئے، ورنہ جس طرح بے پھل کا درخت بے قیمت ہوتا ہے، انسان کا علم بھی اللہ کی نظر میں بے قیمت ہو جائے گا۔

خشیت اکابرین امت کی نظر میں:

○ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اتنا اہتمام فرماتے تھے:

شَاوِرْ فِي اَمْرِكَ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ اللهَ

"کہ اپنے کاموں میں صرف ان سے مشورہ کیا کرو جن کے دلوں میں اللہ کی خشیت ہوتی ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

○ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

لَيْسَ الْعِلْمُ مِنْ كَثْرَةِ الْحَدِيْثِ وَلٰكِنَّ الْعِلْمَ مِنَ الْخَشْيَةِ

"حدیث زیادہ روایت کرنے کا نام علم نہیں ہے، اللہ کی خشیت کا دوسرا نام علم ہے"

○ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ خَشِيَ اللّٰهَ بِالْغَيْبِ، رَغِبَ فِيْمَا رَغَّبَ اللّٰهُ فِيْهِ زَهِدَ فِيْمَا أَزْهَدَكَ اللّٰهُ

"مومن وہ ہے جو اللہ رب العزت سے ڈرتا ہے بن دیکھے۔ جن چیزوں میں اللہ نے مشغول ہونے کا حکم دیا ان میں مشغول ہو جاتا ہے اور جن سے بچنے کا حکم دیا وہ ان سے بچ جاتا ہے"

○ مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

كَفٰى بِالْمَرْءِ عِلْمًا أَنْ يَّخْشَى اللّٰهَ وَكَفٰى بِالْمَرْءِ جَهْلًا أَنْ يُّعْجَبَ بِعِلْمِهٖ

بندے کے لیے اتنا علم کافی ہے کہ اس میں خشیت آ جائے اور بندے کے لیے اتنی جہالت کافی ہے کہ علم کے اوپر عجب کرنے لگے۔

○ چنانچہ محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی آیت پڑھی:

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ (الزمر: ۴۷)

"انہیں ایسا معاملہ پیش آئے گا کہ انہیں گمان بھی نہ ہوگا"

پھر فرمایا:

وَقَالَ أَنَا أَخْشٰى أَنْ يَّبْدُوَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ أَكُنْ أَحْتَسِبُ

www.besturdubooks.wordpress.com

''میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا معاملہ نہ شروع کر دیا جائے جس کا مجھے اللہ سے گمان ہی نہ ہو۔''

○ سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

اَلْخَشْیَۃُ ھِیَ الَّتِیْ تَحُوْلُ بَیْنَکَ وَ بَیْنَ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ

''خشیت جب آتی ہے تو بندے اور اللہ کی نافرمانی کے درمیان رکاوٹ بن جاتی ہے۔''

حزن اور خوف:

ایک بات ذہن میں رکھنا کہ ایک ہوتا ہے حزن اور ایک ہوتا ہے خوف۔ جب انسان کے دل میں حزن بڑھتا ہے تو اس کا کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے۔ جو طالب علم فیل ہو گیا، اس کا کھانے پینے کو دل نہیں چاہتا۔ جس عورت کو طلاق ہو گئی، کھانے کو دل نہیں چاہتا۔ ماں کا بیٹا فوت ہو گیا، کھانے کو دل نہیں چاہتا۔ تو جس طرح حزن کی وجہ سے کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے، خشیت کی وجہ سے اسی طرح گناہ چھوٹ جاتے ہیں۔ دل میں جب اللہ کی خشیت ہوتی ہے تو پھر انسان گناہوں سے بچتا ہے، دور بھاگتا ہے، جیسے بچھو سانپ سے دور بھاگتا ہے، ایسے گناہوں سے دور بھاگتا ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

مَنْ لَّمْ یَخْشَی اللّٰہَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فَلَیْسَ بِعَالِمٍ

''جس کے دل میں اللہ کی خشیت نہ ہو وہ عالم ہی نہیں ہے۔''

تو خشوع ہوتا ہے اللہ کی عظمت کی وجہ سے مرعوب ہونا، پر ہیبت ہونا۔ اور اللہ کی بے نیازی کی وجہ سے اللہ سے ڈرنا، گناہوں سے بچنا، یہ خشیت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مقامِ خوف

اور تیسرا لفظ ہے خوف۔ یہ میرے اور آپ کا مقام ہے عوام الناس کا مقام ہے۔ ہمیں کیوں کہ غلطیوں کا پتہ ہوتا ہے، اس لیے ڈر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں عذاب کا کوڑا نہ پڑ جائے۔

اَلْخَوْفُ فِیْهِ ضِرَارٌ

''خوف میں نقصان کا ڈر ہوتا ہے۔''

چنانچہ فرمایا:

''هُوَ انْزِعَاجٌ مِنْ اِنْتِقَامِ الرَّبِّ''

''اللہ کے انتقام کی وجہ سے بندے کا بے قرار ہونا، اس کو خوف کہتے ہیں۔''

چنانچہ خوف کا لفظ فقط انسان کے لیے ہے، مکلّف جو ہے۔

علمی نکتہ:

لیکن اس میں ایک اور لطیف نکتہ ہے کہ اللہ رب العزت نے خوف کا جہاں تذکرہ کیا وہاں اکثر اپنے صفاتی ناموں کا تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً

﴿یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴾ (الرعد:۲۱)

﴿لِمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ﴾ (ھود:۱۰۳)

یعنی اللہ کے علاوہ کسی اور مفعول بہ کا تذکرہ کہیں نہیں۔

﴿اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ﴾ (مریم:۴۵)

﴿یَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ﴾ (ذاریات:۳۷)

﴿یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ﴾ (الانعام:۵۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

تین مقام ایسے ہیں جہاں خوف کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی نام کا تذکرہ کیا۔ یہ نکتہ سمجھنے والا ہے کہ اکثر و بیشتر تو دوسری طرح سے تذکرہ کیا، قرآن پاک میں تین مقام ایسے ہیں کہ جن میں اللہ رب العزت نے اسم ذات کے ساتھ خوف کا تذکرہ کیا، مگر یہ وہ جگہیں تھی جہاں پہلے معصیت کا تذکرہ تھا۔ مثال کے طور پر:

﴿لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾ (المائدہ: ۲۸)

اب دیکھیں یہاں خوف کے ساتھ اللہ نے ذاتی نام استعمال کیا۔ کیونکہ؟ گناہ کی بات ہو رہی ہے۔

﴿وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ ...... إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ﴾ (الانفال: ۴۸)

پہلے گناہ کا تذکرہ ہوا، آخر پر فرمایا۔ أَخَافُ اللَّهَ

﴿فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾

(حشر: ۱۶)

تو جہاں گناہ کا تذکرہ ہوا، اللہ نے اپنے نام کے ساتھ خوف کا تذکرہ کروایا ہے۔ معصیت کرو گے تو میں ذاتی نام دے کر کہتا ہوں کہ میں تمہاری پٹائی کروں گا۔ یہ معنی ہے یہاں۔ جیسے باپ بچے کو سمجھاتا ہے کہ میں نے تمہیں کئی مرتبہ سمجھا دیا، تو بعض نہیں آتا، اب میں تمہیں کہہ رہا ہوں آئندہ تو نے بغیر اجازت گھر سے باہر قدم رکھا تو میں تمہاری پٹائی کروں گا۔ تو دیکھیے! جہاں معصیت کا تذکرہ تھا حکمِ خدا کو توڑنے کا معاملہ تھا تو پروردگارِ عالم نے وہاں ذاتی نام لے کر بات کی کہ میرے حکموں کو توڑو گے تو پھر تمہاری گوشمالی میں کروں گا، پھر میں تمہیں سیدھا کرنا جانتا ہوں۔

حدیث مبارکہ میں بھی اسی طرح ہے سات بندوں کو اللہ عرش کا سایہ دے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک وہ بندہ:

((رَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ حُسْنٍ وَّ جَمَالٍ...... فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ))

تو دیکھا! معصیت سے بچنے کے لیے ذاتی نام کو استعمال کیا۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ رب العزت کے ہاں ایک قانون ہے، اس کو کہتے ہیں قانون جزا اور سزا۔ انگلش کا فقرہ ہے (Tit for Tat) اوے کا بدلہ۔ یہی حال شریعت کا ہے، جیسی کرنی ویسے بھرنی۔ نیکی کریں گے تو اللہ کی طرف سے انعامات ملیں گے، نافرمانی کریں گے تو اللہ رب العزت کی طرف سے سزا ملے گی۔

قرآن پڑھتے ہوئے کیفیت کیا ہونی چاہیے؟

یہاں ایک نکتے کی بات: اگر آپ کے ہاتھ میں رجسٹری ہو کسی مکان کی تو اس کو پڑھتے ہوئے آپ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی دستاویز ہے جس کو میں پڑھ رہا ہوں۔ اس کی ایک کیفیت ہوتی ہے دل میں۔ عجیب بات ہے کہ قرآن پاک کو پڑھتے ہوئے ہماری یہ کیفیت کیوں نہیں ہوتی کہ یہ بھی کوئی دستاویز ہے میرے پروردگار کی۔ قرآن مجید میں اتنے واقعات بتائے گئے، وہ وقت گزاری کے لیے نہیں سنائے گئے، وہ واقعات سمجھانے کے لیے نصیحت کے طور پر بتائے گئے۔

مثلاً یہ سمجھایا گیا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کو دیکھو کہ اکثریت پر ناز تھا، انہوں نے ہمارے حکموں کو نہ مانا اور اکثریت کے اوپر فریفتہ رہے، تو دیکھو! ہم نے ان کو تباہ کیا نتیجہ کیا کہ تم بھی اگر اکثریت کے اوپر نازاں ہو کر ہمارے حکموں کو توڑو گے تو پھر ہم بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی معاملہ کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قومِ عاد کے بارے میں بتایا کہ ان کو بھی اپنی طاقت پر بڑا ناز تھا، کہتے تھے:

﴿مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً﴾ ”کون ہے ہم سے زیادہ طاقتور“

اب دیکھو ہم نے ان کو کیسے زمین کے اوپر الٹ دیا۔ تم اگر اپنی طاقت پر ناز کرو گے تو پھر ہم بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی معاملہ کریں گے۔

بنی اسرائیل پہ غور کرو! اپنی منشاء پوری کرنے کے لیے، انہوں نے ”یوم السبت“ کو مچھلیاں پکڑیں تو نتیجہ کیا نکلا کہ ہم نے ان کی شکلوں کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ یہ تو اللہ کے حبیب کی رحمۃ للعالمینی کا صدقہ ہے کہ اللہ نے اس امت کی شکلیں بدلنے کی دعا کو قبول فرما دیا کہ میں شکلیں نہیں بدلوں گا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لیکن جو بھی اللہ نافرمانی کرتا ہے، اللہ اس کی باطنی شکل کو بدل دیتے ہیں، انسان اندر سے سور کی طرح، اندر سے کتے کی طرح، اندر سے بندر کی طرح بن جاتا ہے، باطن کی شکل مسخ ہو جاتی ہے۔

دیکھو صالح علیہ السلام کی قوم تھی حکم خدا کو نہیں مانا چیخ آئی اور ساری قوم کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ اس عاجز کو اللہ نے ان کے مکانات دیکھنے کی توفیق دی۔

﴿وَيَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا﴾ (حجر:۸۲)

پہاڑوں کو کھود کر گھر بنائے، حیران ہوتے ہیں کہ اتنے اونچے گھر پہاڑوں میں انہوں نے بنائے لیکن تباہ کر دیے گئے۔

قومِ شعیب نے ناپ تول میں کمی بیشی کی، اللہ رب العزت نے ان کے اوپر بھی عذاب نازل کیا۔

قومِ لوط نے بے حیائی کا معاملہ کیا، اللہ رب العزت نے زمین کے ٹکڑے کو اوندھا کر دیا اور ان کے اوپر پتھروں کی بارش کر دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ساری مثالیں اس لیے سمجھائی گئی کہ تمہیں بھی اگر یہی صورت پیش آئی تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ آپ خود غور کریں کہ کبھی ہم نے اس نیت سے ان واقعات کو پڑھا کہ اے اللہ! پہلی قوموں کے ساتھ جو ہوا ہم ان سے بچیں گے۔ ہم نے کبھی فرعون کا واقعہ اس نظر سے پڑھا کہ ہم تکبر سے بچیں گے، عجب سے بچیں گے، اللہ کی فرمانبرداری کریں گے۔ ہم تو بس واقعات برائے واقعہ پڑھتے ہیں۔

قرآن مجید میں اصحاب کہف کا واقعہ ہے کہ دیکھو!

﴿إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ (الکہف:۱۳)

ایسی صورت بھی ہو سکتی ہے کہ تمہارے اوپر کوئی ظالم جابر بادشاہ مسلط ہو جائے تو تمہیں ہجرت کرنی پڑے گی جیسے وہ ایمان بچانے کے لیے نکل پڑے تھے، تو ان کو نجات دے دی۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم حاسدین میں گھر جاؤ تو رہنمائی کے لیے ہم سورۂ یوسف میں یوسف علیہ السلام کا واقعہ سنا رہے ہیں کہ پیارے یوسف علیہ السلام حاسدین میں گھر گئے تھے مگر انہوں نے میرے حکموں کی فرمانبرداری کی۔ گناہ کے مواقع بھی آئے مگر انہوں نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جیل جانا پڑا، جیل چلے گئے مگر گناہ کی دعوت قبول نہ کی۔ اب ذرا غور کرو! انہوں نے صبر کیا، نفس کو ضبط کیا، گناہوں سے بچایا، میری فرمانبرداری کی، تو اس وجہ سے دیکھو میں نے کیا کیا؟ نہ برادری وہاں تھی، نہ بھائی وہاں تھے، نہ والد وہاں تھے، نہ واقف لوگ وہاں تھے، ایک اجنبی بندہ تھا پورے مصر ملک کے اندر۔ میں نے حالات کو اپنا پلٹا کر ان کو وقت کا بادشاہ بنا دیا، تخت پہ بٹھا دیا۔ ہم کو سبق دیا کہ دیکھو تم صبر کرو گے اور تقویٰ کو اختیار کرو گے تو مخالفت کے باوجود ہم تمہیں فرش سے اٹھا کر عرش پہ بٹھا دیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گے۔ اس لیے اس کو احسن قصص کہا کہ نوجوانوں اس قصے کو پڑھ کر تم سبق سیکھو! ہم نے سورۃ یوسف کو آج تک بھی اس نظریے سے پڑھا کہ سورۃ یوسف میں اللہ نے یوسف علیہ السلام کو کیسے عزتوں سے نوازا، جن کاموں سے وہ بچے ہم بھی بچیں گے، جو کام انہوں کیے ہم بھی کریں گے۔ ہم تو پڑھتے ہیں جیسے اخبار کی خبر پڑھ رہے ہوتے ہیں، یہ فرق ہے۔ بلکہ اخبار کی خبر پڑھ کے بھی کچھ تاثر لے لیتے ہیں قرآن کے واقعات پڑھ کر اتنا بھی اثر نہیں لیتے۔

اللہ والوں کا قرآن پڑھنے کا انداز:

اور اللہ والے قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں دستاویز سمجھ کر کہ یہ شاہی دستاویز ہے۔ جو بتایا گیا بالکل اسی طرح ہو کر رہے گا۔ یہ میرے مالک کا فرمان ہے۔ یہاں آکر عوام میں اور علما میں فرق آجاتا ہے۔ قرآن انہوں نے بھی پڑھا صرف ثواب کی نیت سے کہ ہر ہر حرف پر دس نیکیاں مل جائیں گی، عوام کا قرآن پڑھنا اسی حد تک۔ علما بھی قرآن پڑھتے ہیں، مگر قرآن پڑھ کر دیکھتے ہیں کہ میری زندگی اس کے مطابق ہے یا نہیں۔

چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرب تھے، ان کو عرب زبان سیکھنی نہیں پڑتی تھی۔ فرماتے تھے کہ میں نے سورۃ بقرہ کو ڈھائی سال کے اندر مکمل کیا، وہ کیسے؟ ایک آیت پڑھتے تھے، دیکھتے تھے کہ زندگی مطابق ہے یا نہیں، دوسری آیت پڑھی زندگی مطابق ہے یا نہیں۔ ادھر قرآن ختم ہوتا تھا، ادھر سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک قرآن کا عمل مکمل ہو جاتا تھا۔ ہم بھی قرآن پڑھتے ہیں، الفاظ ادا ہو رہے ہوتے ہیں پڑھ کیا رہے ہوتے ہیں؟ پتہ بھی نہیں چلتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے قرآن مجید حرم میں بیت اللہ کے سامنے بیٹھ کر اس طرح مکمل کیا کہ ایک آیت پڑھتا تھا اور آیت کے مناسب جو دعا ہوتی تھی وہ مانگتا تھا۔ بشارت کی آیت ہے تو جنت کی دعا اور اگر ڈرانے والی آیت ہے تو جہنم سے پناہ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں الــم سے قرآن شروع کیا، ہر آیت پڑھ کے دعا مانگتا پھر آیت پڑھتا پھر دعا مانگتا، حتیٰ کہ میں نے پورا قرآن بیت اللہ کے سامنے بیٹھ کر مکمل کیا۔ ہم بھی قرآن پڑھتے ہیں، کبھی یہ خیال ذہن میں آیا، یہاں فرق ہے عوام میں اور علما میں کہ علما قرآن مجید کو ایک سرکاری دستاویز سمجھ رہے ہوتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ایک ایک لفظ اور حرف جو لکھا ہوا ہے اس کا اپنا ایک مقصد ہے، وہ پورا ہو کر رہے گا۔ یہ قانونِ خداوندی ہے، قانون بنانے والا اتنا قوی ہے کہ وہ قانون کون توڑ کر جاتا ہے۔ جو شریعت کے قانون سے ٹکرائے گا، یقیناً پاش پاش ہو جائے گا۔ بندہ پہاڑ کو ٹکر مارے تو سر تو پھوٹنا ہوتا ہے نا، تو جو قرآن کے پہاڑ کے ساتھ ٹکر مارے تو اپنا ہی سر پھوڑنے والی بات ہے۔ اس لیے علما کے دل کے اندر خشیت ہوتی ہے، وہ سمجھتے ہیں اللہ رب العزت کی عظمت کو اور اس کے جلال کو۔

چنانچہ نبی ﷺ نے خود بھی پہلی قوموں کے واقعات سنائے، وہ واقعات وقت گزاری کے لیے تو نہیں سنائے کہ وقت گزر نہیں رہا تھا، چلو بھائی واقعات ہی سناؤ۔ جیسے ہم فون پر بات کرتے ہیں کہ ''اور کیا حال ہے''۔ کہنے کی بات تو ہوتی نہیں تو کبھی بارش کی بات، کبھی گرمی کی بات، نبی علیہ السلام نے جو بات بھی کی کسی مقصد کے تحت کی۔

چنانچہ پہلی قوموں کے تذکرے بتائے کہ دیکھو نیکی کرنے والے کا یہ انجام ہے تین بندے نکلے، غار میں پھنس گئے، ایک نے یہ دعا مانگی دوسرے نے یہ مانگی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرے نے یہ دعا مانگی، اللہ نے ان کو نجات دے دی۔ مقصد یہ تھا کہ اے قوم! تم بھی اگر ان حالات کی غار میں پھنس جاؤ تو اللہ کے سامنے اپنے اعمال کو پیش کرنا، اللہ تمہیں بھی نجات عطا فرما دیں گے۔

فرمایا کہ سو بندوں کا قاتل، نیکوں کی بستی کو چلا، مغفرت ہوگئی، بتانا تھا کہ اگر تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو تم بھی اللہ کی طرف رجوع کرنا، اللہ تمہارے گناہوں کو بھی معاف کر دے گا۔ ذالکفل کا قصہ۔ نبی علیہ السلام نے کئی مرتبہ سنایا کہ اس نے ایک عورت کو پیسے دے کر برائی پر امادہ کر لیا، عورت اللہ سے ڈرنے لگی، کانپنے لگی، پوچھنے پر بتایا کہ میں نے کبھی یہ گناہ نہیں کیا، مجبوری میں میں نے ہاں کی ہے، تو دل پہ اللہ کا خوف ہوا پیسے بھی چھوڑ دیے اور گناہ کیے بغیر عورت کو بھی بھیج دیا، اللہ رب العزت نے توبہ کو قبول کر لیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ نبی علیہ السلام سے پچیس مرتبہ سنا۔ پچیس مرتبہ اللہ کے نبی یہ بات سنائی اور اس بندے نے سنی۔ اور جب وہ نہیں ہوں گے پھر سنائی ہوگی تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ درجنوں مرتبہ اللہ کے نبی نے یہ واقعہ سنایا۔ واقعہ سنانے کا مقصد ذہن سازی کرنا تھا کہ دیکھو تم اگر کبیرہ گناہ سے بچو گے، اللہ تمہارے ساتھ بھی خیر کا معاملہ فرمائیں گے۔

ایک طائفہ عورت کتے کو پانی پلاتی ہیں، اللہ رب العزت بخشش فرما دیتے ہیں۔ تو قصہ سنانے کا مطلب کیا تھا کہ ایک کتے کے ساتھ بھلا کرنے پر اللہ اتنے خوش ہوتے ہیں اور تم اگر اللہ کے بندوں کے ساتھ بھلا کرو گے تو اللہ تمہارے گناہوں کو بھی معاف فرما دے گا۔ تو معلوم ہوا کہ ہمیں قرآن اور حدیث کو پڑھ کر ان واقعات کو پلے باندھنا چاہیے۔ جب گناہ کا موقعہ آئے فوراً سوچیں کہ اگر میں نے یہ گناہ کیا تو قیامت کے دن مجھے گناہوں کی سزا سے کوئی بچا نہیں سکے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ﴾ (الانعام: ۱۵)

''میں ڈرتا ہوں کہ اگر گناہ کروں گا تو پروردگار قیامت کے دن سزا دے گا''

اس آیت کو یاد کر لیجیے! ہر وقت اس کو ذہن میں رکھیں۔

خوف میں خیر:

یہ خوف ہوتا تھا، ہمارے اکابر کے دلوں میں۔ اگر ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی تو قیامت کے دن شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ جیسے لوگوں کو دو اور دو چار پہ یقین ہوتا ہے، ہمارے اکابر کو آخرت کے معاملوں پر ایسا ہی یقین ہوتا تھا۔ انھیں یقین ہوتا تھا کہ ہم نے اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔

چنانچہ خوف کے بارے میں فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ خَافَ اللّٰهَ دَلَّهُ الْخَوْفُ عَلٰی كُلِّ خَیْرٍ

''جو اللہ سے ڈرا، اس کا خوف ہر چیز کی خیر کے اوپر اس کی دلیل ہے۔''

ابو الحسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْخَوْفُ زِمَامٌ بَیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ بَیْنَ عَبْدِهٖ

''خوف اللہ اور بندے کے درمیان ایک رسی کی مانند ہے''

جیسے نکیل ہوتی ہے جانور کی، اس سے پکڑا ہوا ہوتا ہے، جاتا نہیں کہیں، خوف بندے اور اللہ کے درمیان ایک رسی کی مانند ہے۔

وَ اِنِ انْقَطَعَ زِمَامُهٗ هَلَكَ مَعَ الْهَالِكِیْنَ

''جب وہ رسی چھوٹ گئی، ٹوٹ گئی، ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گیا''

خائف کی علامات

خوف کی کچھ علامات ہوتی ہیں، فرمایا:

○ اَللِّسَانُ

زبان سے خوف کی علامت یہ ہے کہ

يَمْنَعُهُ مِنَ الْكِذْبِ وَ الْغِيْبَةِ وَ النَّمِيْمِ وَ الْبُهْتَانِ وَ كَلَامِ الْفُضُوْلِ

''یہ اسے روک دیتا ہے جھوٹ، غیبت، بہتان اور فضول کلام سے''

دو گناہ آج بہت عام ہیں، ایک گناہ غیبت کا کرنا، اتنے آرام سے غیبت کر دیتے ہیں کہ جیسے یہ بالکل جائز ہے اور منع کرنے سے بھی کہتے ہیں کہ جی ہم حقیقت بات کر رہے ہیں کوئی جھوٹ تھوڑی بول رہے ہیں۔ بھئی! حقیقت بات کو ہی تو غیبت کہتے ہیں، جھوٹ ہوگا تو بہتان بنتا، تو غیبت کا جیسے احساس ہی نہیں کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور کتنا کبیرہ گناہ فرمایا:

((اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا)) ''غیبت زنا سے بھی بڑھ کر بری ہے''

اور دوسرا گناہ سیل فون پر غیر محرم سے باتیں کرنا، آج کے دور میں یہ گناہ بہت عام ہے۔ اور یہ بات بھی نہیں کہ دو منٹ، پانچ منٹ...... گھنٹوں بات کرنا۔ کفر کی چالاکیاں دیکھو کہ کفر نے اپنے نیٹ ورک کی پالیسیاں ایسی بنائی ہیں کہ ''کرو بات ساری رات'' بڑے بڑے بورڈ لگائے ''کرو بات ساری رات'' خوب جہنم خریدو!

○ اَلْقَلْبُ

قلب میں علامت کیا ہے؟

يَخْرُجُ مِنْهُ الْعَدَاوَةُ وَ الْحَسَدُ وَ الْعُدْوَانُ

''اس سے کینہ، حسد اور دشمنی نکل جائے''

www.besturdubooks.wordpress.com

کینہ، عجب، حسد، ہر چیز دل سے نکل جائے یہ خائف کی پہچان ہوتی ہے اور اگر غیر محرم کی نفسانی اور شیطانی محبت ہے، اس کو بھی دل سے نکال دینا۔

○ اَلنَّظَرُ

نظر میں خائف کی علامت:

فَلَا یَنْظُرُ اِلَی الْحَرَامِ

”حرام کی طرف نہ دیکھے“

جس چیز کو شریعت نے منع کیا، اس چیز کو نہیں دیکھتے، بدنظری سے بچیں۔

○ اَلْبَطْنُ

پیٹ میں خائف کی علامت:

لَا یَدْخُلُ فِیْهِ الْحَرَامُ ”اس میں حرام کا دخل نہ ہو“

کوئی مشتبہ اور حرام چیز نہ کھائیں اگر وہ پیٹ میں چلی گئی تو انسان کے لیے نقصان کا سبب بنے گی۔ آج کل تو غیروں کے بھی ریسٹورنٹ بن گئے۔ وہ ایک بے چیز اہے ہٹ، میں جب اسے دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ پیچھے ہٹ، تو ایسی جگہوں کی چیزیں جو مسلمان نہیں چلا رہے، بلکہ فرنچائز ڈشیں ہیں، باہر سے ان کے سب فارمولے آتے ہیں، ان سے بچنا چاہیے۔ گھر میں کوئی ڈش بنا کے کھاؤ کس نے منع کیا ہے، ہاں اگر ڈاکٹر نے منع کیا ہے تو اور بات ہے۔ گھر میں بھی نہ کھاؤ مگر حلال کھائیں حرام آمدنی سے بچیں۔ سود سے بچیں، رشوت سے، ملاوٹ سے، دھوکے سے حرام کا ایک لقمہ چالیس دن کی عبادت کی حلاوت کو ختم کر دیتا ہے۔

ہمارے سلسلہ عالیہ کے بزرگ تھے حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ تھے خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک مرتبہ کہیں شادی بیاہ کے موقع پر خواجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی کھانا کھانا پڑا تو ایک دو لقمے لیے تو باطن میں انہوں نے محسوس کر لیا کہ یہ کھانا ٹھیک نہیں، چھوڑ دیا۔ فرماتے ہیں کہ ان دو تین لقموں سے میری باطن کی ساری کیفیتیں سلب ہو گئیں، میں حضرت مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے غلطی ہو گئی، قریبی لوگ تھے ان کی تالیف قلب کے لیے میں دعوت میں شریک ہو گیا، مجھے ایک دو لقمے کھانے سے پتہ چل گیا کہ کھانا مشکوک ہے، میں نے کھانا نہیں کھایا لیکن میری کیفیت وہ نہیں رہی۔ مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا ہمارے پاس آتے رہنا ہم آپ کو مراقبے میں خاص توجہ دیں گے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ حاضری دیتا حضرت روزانہ توجہ دیتے، ان لقموں کی ظلمت دور ہونے میں چالیس دن لگ گئے، چالیس دن توجہ لینی پڑی تب جا کر ظلمت ختم ہوئی۔ اب یہاں تو حرام کاموں کی اتنی ظلمت ہوتی ہے اور پھر ہم کسی اللہ والے کو اتنا وقت دیتے ہیں کہ ہم آج صبح آئے ہیں، شام تک ولی بن جائیں گے۔ تو اپنے پیٹ کو حرام سے بچانا چاہیے۔

○ اَلْیَدُ

اور ہاتھ میں خوف کی علامت:

فَلَا یَمُدُّ اِلَی الْحَرَامِ

''کسی کو دکھ نہ دینا، کسی کو پریشان نہ کرنا، کسی کی عزت پہ ہاتھ نہ ڈالنا۔''

○ اَلْقَدَمُ

قدم میں خوف کی علامت:

فَلَا یَمْشِیْ بِھَا اِلٰی مَعْصِیَةٍ وَّ ذُنُوْبٍ

''ان کے ساتھ نافرمانی اور معصیت کی طرف نہیں چلتا''

www.besturdubooks.wordpress.com

ظالم کے ساتھ نہ چلنا، کیونکہ نبی پاک ﷺ نے حدیث پاک میں فرمایا کہ جو بندہ جانتا ہو کہ یہ ظالم ہے اور اس کے ساتھ چلے فرمایا: فَلَيْسَ مِنَّا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

تو یہ علامات ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ بندے کے دل میں اللہ کا خوف ہے یا نہیں۔

خائف کی کیفیات

اچھا کچھ کیفیات ہوتی ہیں، جن سے بندے کا پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے اندر کوئی خوف بیٹھا ہوا ہے۔

⊙ مغموم رہنا:

پہلی کیفیت کہ اَلْحُزْنُ اللَّازِمُ انسان مغموم رہتا ہے۔ کس کے بارے میں؟ گزشتہ گناہوں کے بارے میں۔

دو الفاظ ہیں، ایک ہے حزن اور ایک ہے غم۔ یہ غم عربی کا ہے اس کا معنی ہوتا ہے غم۔ حزن کا تعلق ماضی کے ساتھ غم کا تعلق مستقبل کے ساتھ ہے۔ تو خوف زدہ انسان کے لیے حزن لازم ہے۔

⊙ غم غالب رہنا:

دوسرا یہ کہ اَلْهَمُّ الْغَالِب

غم غالب ہوتا ہے۔ کون سا غم ہوتا ہے؟ یہ کہ آخرت میں کیا ہوگا؟ تو گناہوں کی وجہ سے حزن اور قیامت کے دن کی پیشی کی وجہ سے اس کے اوپر غم ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

③ بے چینی:

تیسری اَلْخَوْفُ الْمُقْلِقَةُ

بے چینی ہوتی ہے۔کون سی بے چینی ہوتی ہے؟

﴿حَتّٰی إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾

"زمین اپنی پوری فراخی کے باوجود تنگ ہو جاتی ہے۔"

جیسے ہمارے بزرگ فرماتے تھے کہ جہنم کی آگ کے خوف نے ہماری نیندیں اڑا دیں۔

عطا اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے، رات کو اٹھتے تھے، شیشہ دیکھتے تھے، بیوی نے پوچھا کہ رات کو شیشہ دیکھ رہے ہیں؟ فرمانے لگے کہ میں شیشہ دیکھتا ہوں کہ کہیں میری شکل کو مسخ نہیں کر دیا گیا۔ خوف ہوتا تھا۔

④ کثیر البکا:

چوتھی كَثْرَةُ الْبُكَاءِ

انسان ہر وقت روتا رہتا ہے۔ جیسے بندے کا دل نرم ہوتا ہے تو پھر ایسے بندے کے آنسو گرم ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ جب دل نرم ہوگا، آنسو گرم ہوگا، دل نرم نہیں ہوگا تو آنسو بھی گرم نہیں ہوگا، آنکھ سے آنسو ٹپکے گا بھی نہیں۔ تو محبت والے، اللہ سے تعلق جوڑنے والے پرنم ہوتے ہیں، آنکھیں پرنم ہوتی ہیں، دل پرنم ہوتے ہیں آنکھیں پرنم ہوتی ہیں۔ اللہ کا نام لے کر رو پڑتے ہیں۔

ٹپک پڑتے ہیں آنسو جب تمہاری یاد آتی ہے

کسی نے کیا ہی اچھا شعر کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

آیا ہی تھا خیال کہ آنکھیں چھلک پڑیں
آنسو تمہاری یاد کے کتنے قریب ہیں

تو جیسے ہی اللہ کی یاد آئی تو آنکھیں بہہ پڑیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علامات بتا دیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾

''وہ لوگ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں''

⑤ گڑگڑانا:

اَلتَّضَرُّعُ فِی اللَّیْلِ وَ النَّهَارِ

پانچویں علامت، دن رات گڑگڑانا نمازوں میں، دعاؤں میں، آگے پیچھے۔ تاکہ رگڑ بنا، اللہ کے سامنے۔

⑥ ترکِ راحت

⑥ کَالْهَرْبُ مِنْ مَوَاطِنِ الرَّاحَةِ

چھٹی علامت کہ راحت کے جو ٹھکانے ہوتے ہیں، مواقع ہوتے ہیں، ان سے ایک طرف رہتے ہیں۔''

مرغِ دل را گلشن بہتر ز کوئے یار نیست
طالبِ دیدار را ذوقِ گل و گلزار نیست

''دل کے مرغ کو گلشن، یار کی گلی سے بہتر معلوم نہیں ہوتا، دیدار کے طالب کو پھول اور پھلواری کی طلب نہیں ہوتی''

⑦ وَجِلُ الْقَلْبِ

اور آخری علامت ہے ''دل میں خوف کا بھر جانا''

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب احوال الصادقین میں لکھا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر اتنا خوف ہوتا تھا کہ جب دور سے چل کے آتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ وہ نوجوان ہے جو اپنے باپ کو قبر میں اتار کر اب واپس آرہا ہے۔ ابھی باپ کو دفن کرکے آرہا ہے، ایسے پرغم ہوتے تھے، بیٹھتے تھے تو یوں لگتا تھا کہ یہ وہ مجرم ہے جس کو پھانسی کا حکم ہو چکا ہے۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اتنا روتی تھیں کہ ان کے رونے کے آنسو جہاں گرتے تھے وہاں گھاس اگ آیا کرتی تھی۔ کتاب میں لکھا ہے کہ بعد میں آنے والا یہ محسوس کرتا تھا کہ شاید یہ وضو کا پانی ہے، اتنے آنسو گرتے تھے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد فرماتے ہیں کہ وہ چھوٹی عمر میں امام صاحب کے گھر میں کبھی کبھی رہ جاتے تھے کیونکہ میرے والد امام صاحب کے دوست تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں تہجد میں اٹھتا تھا تو امام صاحب کو قیام میں تلاوت کے دوران ایسے روتے ہوئے دیکھتا تھا کہ آنسوؤں کا گرنا یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے بارش کے قطرے گر رہے ہیں۔ امام صاحب اتنا کثرت سے روتے تھے۔

خوف کے مراتب

یہ خوف کیوں ہوتا ہے؟

○ خَوْفٌ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ

''برے خاتمے کا خوف۔''

ہمیں نہیں پتہ کہ انجام کیا ہوگا؟ اللہ کو معلوم ہے۔ تو دل کے اندر خوف کا ہونا۔ علما نے بلعم باعور کا واقعہ پڑھا ہوتا ہے کہ تین سو سال عبادت کی مگر انجام برا ہوا۔ تو وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈرتے رہتے ہیں کہ پتہ نہیں ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟

○ خَوْفٌ مِّنْ مَكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

"اللہ کے مکر سے خوف، اللہ کی تدبیر سے خوف۔"

﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ﴾ (الاعراف:۹۹)

"کیا تم اللہ کی تدبیر سے امن میں ہو گئے"

وہ جانتے ہیں کہ عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا ہوا تھا؟

○ خَوْفٌ مِّنْ تَقْصِيْرِ الْفَرَائِضِ الْمُتَصَبِّبَةِ

"کہ جو فرائض ہیں ان سے کوتاہی کا خوف۔"

○ خَوْفٌ مِّنْ رَدِّ الْاَعْمَالِ

"اعمال کے رد ہو جانے کا خوف۔"

اب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر فرما دیا:

((مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ))

"اللہ! میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا"

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال عبادت بھری راتیں گزاریں، حرم کی زیارت کے لیے گئے اور وہاں طواف کیا اور مقام ابراہیم پہ دو رکعت نفل ادا کر کے کہا: ((مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ)) تو یہ خوف ہوتے ہیں جو بندے کو لاحق ہوتے ہیں جس کی وجہ سے دل پر غم ہوتا ہے۔

○ خَوْفٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ

"اللہ کے عذاب کا خوف۔"

اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں تو دنیا میں بھی عذاب اور آخرت میں تو دردناک

www.besturdubooks.wordpress.com

عذاب بھگتنا پڑے گا۔

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ﴾ (القلم:۳۳)

''یہ ہے عذاب اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے''

خوف کے ثمرات

لیکن جو نادم ہوتے ہیں، جو اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں، ان کو انعام بھی ملتے ہیں۔ کیسے؟

○ تمکین فی الارض:

جن کے دل میں خوف ہوگا، انہیں تمکین فی الارض نصیب ہوگی۔ کیسے؟ اللہ تعالیٰ اس کو زمین میں جما دیں گے۔ آیت مبارکہ سنیے:

﴿وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ﴾ (ابراہیم:۱۴)

''اور اس کے بعد ہم تمہیں ضرور زمین پر آباد کریں گے، یہ اس شخص کے لیے ہے جو قیامت کے دن میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے خوف کھائے''

تو دیکھو خوف رکھنے والے بندے کے قدم اللہ زمین کے اندر جما دیتے ہیں۔

○ روز قیامت نجات:

اور قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ اس کو نجات عطا فرمائیں گے۔

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ (نازعات:۴۰-۴۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے آپ کو خواہشاتِ نفس سے بچایا پس بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہے''

○ **عرش کا سایہ:**

اور عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ

''اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دیں گے اس دن جب اور کوئی سایہ نہیں ہوگا''

○ **سببِ مغفرت:**

اور یہ خوف مغفرت کا سبب بنے گا۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ بنی اسرائیل کے بندے نے وصیت کی تھی کہ میں نے کوئی نیکی نہیں کی۔ مر جاؤں تو جلا دینا اور آدھی راکھ پانی میں بہا دینا، آدھی ہوا میں اڑا دینا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا، پانی کو حکم دیا کہ اس کے ذرات کو اکٹھا کریں۔ راکھ آگئی، حکم دیا کھڑے ہو جاؤ! کھڑا ہو گیا۔ میرے بندے! ایسے کیوں کیا تھا؟ اے اللہ! تو تو جانتا ہے کہ تیرے خوف کی وجہ سے کیا، ڈرتا تھا کہ میرے گناہوں پر تو مجھے بڑا عذاب دے گا۔ رب کریم نے فرمایا کہ اگر تو مجھے اتنا عظیم سمجھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ واقعی میں عذاب دینے پر قادر ہوں، چل میں نے تیرے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا۔

○ **رضائے الٰہی:**

جن کے دل میں خشیت ہوتی ہے، ان کو اللہ کی رضا ملتی ہے۔ اس سے بڑا انعام کوئی نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ﴾ (البینۃ: ۸)

"اللہ ان سے راضی وہ اس سے راضی، یہ بدلہ ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں"

اللہ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

اب چند مثالیں سن لیجیے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوف

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آخرت کے بارے میں، کتنے فکر مند ہوتے تھے اور ڈرتے تھے اس کے بارے میں، سنیے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خوف:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں ثَانِيَ اثْنَيْنِ کا لفظ ان کی شان بیان کر رہا ہے۔ جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِيْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا))

"اگر میں نے اپنی امت میں سے کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر کو اپنا دوست بناتا"

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((سُدُّوا الْاَبْوَابَ اِلَّا اَبْوَابَ اَبِيْ بَكْرٍ))

"کہ مسجد نبوی میں جو دروازے کھلتے ہیں، سب بند کر دو! سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔"

نبی علیہ السلام نے جن کے بارے میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَ مَالِهِ أَبُو بَكْرٍ))

میں نے سب کے احسانات کے بدلے چکا دیے، ابوبکر تیرے احسان کا بدلا قیامت کے دن اللہ دے گا۔

((أَرْأَفُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ)) (کنز العمال، رقم: ۳۳۱۲۶)

((أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ)) (ابن ماجہ، رقم: ۱۵۴)

حدیث کے دونوں الفاظ ہیں۔ اتنی رحمت اور اتنی رافت جن کے دل میں، جن کو صدیق کا لقب ملا، جن کو اللہ نے قرآن میں فرما دیا:

﴿وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ﴾ "تجھ کو قیامت کے دن راضی کیا جائے گا"

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت میں کچھ لوگوں کے گھر ایسے ہوں گے

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ))

"جیسے تم آسمان کے اوپر ستاروں کو طلوع ہوتے دیکھتے ہو ایسے ہی جنتی ان کے گھروں کو دیکھیں گے۔"

((وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ مِنْهُمْ وَ أَنَا مَعَهُمْ))

"اور بے شک ابوبکر اور عمر ان میں سے ہیں اور میں ان کے ساتھ ہوں"

یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، کس دروازے سے فلاں کو بلایا جائے گا، اس سے فلاں کو، اس سے فلاں کو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سوال پوچھا:

فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا

"کوئی ایسا بندہ بھی ہوگا جو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟"

www.besturdubooks.wordpress.com

((قَالَ: نَعَمْ وَ اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ))

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ہاں مجھے امید ہے کہ تو ان میں سے ہو گا کہ سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔

تو اتنی فضیلت والے صحابی اور ان کا یہ حال تھا کہ تہجد کے وقت اللہ کے سامنے روتے تھے اور اہل جنت کا جب تذکرہ ہوتا تھا فرمایا کرتے تھے:

كَانَ اِذَا ذُكِرَ اَهْلُ الْجَنَّةِ قَالَ اِنِّيْ لَاَخَافُ اَنْ لَّا اُلْحَقَ بِهِمْ

''مجھے خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میں ان سے جدا کر دیا جاؤں۔''

اب بتائیے! اتنا ڈر تھا ان کے دل میں، فرماتے تھے:

يَا لَيْتَنِيْ شَجَرَةٌ تُعْضَدُ ثُمَّ تُوْكَلُ

''کاش کہ میں ایک درخت ہوتا۔''

طُوْبٰى لَكَ يَا طَيْرُ تَاكُلُ مِنَ الثَّمَرِ وَ تَسْتَظِلُّ بِالشَّجَرِ وَ تَصِيْرُ اِلٰى غَيْرِ حِسَابٍ يَالَيْتَ اَبَا بَكْرٍ مِثْلُكَ

''اے پرندے تجھے مبارک ہو پھل کھاتا ہے سائے میں بیٹھتا ہے اور تیرا کوئی حساب نہ ہو گا''

کاش کہ ابوبکر تیری مانند ہوتا۔

ایسا کیوں فرماتے تھے؟ غم تھا، اس لیے کہ خوف ہوتا تھا کہیں ایمان والی نعمت نہ چھن جائے، خفیہ تدبیر نہ ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے ایمان لانے سے اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَكَانَ إِسْلَامُ عُمَرَ فَتْحًا وَهِجْرَتُهُ نَصْرًا

"عمر کا اسلام لانا اسلام کی فتح تھی اور ان کا ہجرت کرنا اسلام کی نصرت تھی"

جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ))

"میرے بعد اگر نبی آنا ہوتا تو عمر نبی ہوتا"

((اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ))

"حق عمر کی زبان سے بولتا ہے"

جس راستے سے عمر گزرتا ہے شیطان اس راستے کو چھوڑ جاتا ہے۔

كَانَ رَأْيُهُ مُوَافِقًا الْوَحْيَ وَالْكِتَابَ

"کتنی مرتبہ ان کی رائے اللہ کے کلام کے بالکل مطابق نکلی۔"

عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"دو میرے وزیر دنیا میں اور دو آخرت میں ہیں۔ اور دنیا میں دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔"

جن کی اتنی شان تھی، وہ خوف زدہ رہتے تھے اپنی آخرت کے بارے میں، فرماتے تھے۔

وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاءَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ

"اللہ کی قسم اگر پوری زمین کے بقدر سونا میرے پاس ہوتا، میں اتنا فدیہ دے دیتا اس سے پہلے کہ میں اللہ سے ملاقات کروں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

وَيْلِيْ وَيْلُ أُمِّيْ لَمْ يَرْحَمْنِيْ رَبِّيْ

''میری بربادی اور بربادی میری ماں کی اگر اللہ نے میرے اوپر رحم نہ کیا۔''

يَا لَيْتَنِيْ مِثْلُ هٰذِهِ التِّبْنَة

''کاش میں ایسا ایک تنکا ہوتا۔''

لَيْتَ أُمِّيْ لَمْ تَلِدْنِيْ

''کاش میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا''

لَيْتَنِيْ لَمْ أَكُنْ شَيْئًا

''میں کوئی چیز بھی نہ ہوتا۔''

لَيْتَنِيْ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا

''کاش کہ میں کوئی بھولی بسری چیز ہوتا''

عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اتنا خوف رہتا تھا کہ رخسار کے اوپر دو لائنیں بن گئی تھیں۔ ان کے آنسوؤں کے کثرت سے گرنے کی وجہ سے رخسار سے آنسوؤں کی لکیریں نظر آتی تھی۔ خوف کی یہ حالت تھی اور خوف خدا کا یہ حال تھا، اللہ اکبر...... اپنے زمانہ خلافت میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا، کہا: حذیفہ! مجھے پتہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو منافقین کے نام بتائے اور یہ بھی پتہ ہے کہ آگے بتانے سے منع فرما دیا تھا۔ حذیفہ! میں منافقین کے نام کی تفصیل تو نہیں پوچھتا، صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ یہ بتا دیں کہ کہیں عمر رضی اللہ عنہ کا نام تو ان میں شامل نہیں۔

جب ان پر حملہ ہوا اور مہلک زخم آئے تو بیٹے کو بلایا۔ بیٹے! جو زخم مجھے لگا، لگتا ہے کہ اب میری موت ہو جائے گی، مجھے جلدی کفنا دینا اور جلدی تم دفن کر دینا۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جی جلدی کریں گے۔ پھر دوبارہ بلا کر کہا، اچھا جی جلدی کریں

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے۔ پھر کہا۔ جب دو تین مرتبہ کہا تا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابا جان آپ اتنا بار بار کیوں اصرار کر رہے ہیں کہ ہم جلدی کریں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹے! میں جلدی کرنے کے لیے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اگر اللہ مجھ سے راضی ہوئے تو مجھے جلدی اللہ سے ملا دینا اور اگر مجھ سے ناراض ہوئے تو میرا بوجھ جلدی اپنے کندھوں سے اتار دینا اور عمر کے معاملے کو تو اللہ بہتر جانتے ہیں، قیامت کے دن کیا ہوگا؟

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خوف:

عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے تشریف لانے پر اپنی چادر کو ٹھیک کرایا، پنڈلی کو بھی ڈھانپ لیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اللہ کے نبی ﷺ پہلے بھی لوگ آئے آپ نے احتیاط نہیں رکھی، اب ڈھانپ لی۔ فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ وَاللّٰهِ إِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَسْتَحْيِي مِنْهُ))

''اے عائشہ! میں اس بندے سے حیا کرتا ہوں کہ اللہ کی قسم فرشتے بھی جس سے حیا کرتے ہیں۔''

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ))

''ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے، میرے رفیق جنت میں عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے۔''

نبی علیہ السلام کو ایک مرتبہ کئی سو اونٹ انہوں نے سامان سے بھرے ہوئے دیے۔ اللہ کے حبیب علیہ السلام کا دل اتنا خوش ہوا کہ حدیث پاک میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَا عَمِلَ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ))

''جیسا عثمان نے عمل کیا اس کے بعد ایسا کسی نے نہ کیا''

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں خود سنا نبی ﷺ تہجد کے وقت دعا فرما رہے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ عُثْمَانُ رَضِيْتُ عَنْهُ فَارْضِ عَنْهُ))

”اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔“

اللہ کے نبی ﷺ تہجد میں یہ دعا فرما رہے ہیں۔

بیعت رضوان میں نبی ﷺ نے فرمایا: یہ میرا ہاتھ اور یہ میرے عثمان کا ہاتھ ہے۔ اپنے ہاتھ کو ان کی جگہ پر رکھا۔

وہ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اتنا اللہ سے ڈرتے تھے، فرماتے تھے:

لَوْ وَقَفْتُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَخُيِّرْتُ بَيْنَ اَنْ اَصِيْرَ رَمَادًا اَوْ اُخَيَّرَ اِلٰى اَيِّ دَارٍ فِيْهِ

”اگر میں جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا ہوں اور مجھے اختیار دیا جائے کہ مجھے مٹی بنا دیا جائے یا اختیار دیا جائے کہ حساب لے کر ادھر بھیجیں گے یا ادھر“

لَاخْتَرْتُ اَنْ اَكُوْنَ رَمَادًا

”میں تو پسند کروں گا کہ مجھے مٹی ہی بنا دیا جائے۔“

حساب کے لیے پیش ہونے سے ڈرتے تھے کہ میں اس قابل نہیں۔ یاد رکھنا یہ معاملہ علام الغیوب کے ساتھ ہے، جب ہمارے دلوں میں گناہ کا خیال پیدا ہوا اللہ اس وقت بھی جانتے تھے، جب ہم نے گناہ کے لیے قدم اٹھایا، اللہ اس وقت بھی جانتے تھے۔ پھر جب ہم گناہ کر رہے تھے اللہ اس وقت بھی دیکھ رہے تھے۔ اس پروردگار کے سامنے حساب کے لیے پیش ہوں گے ہمارا کیا بنے گا؟

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم گناہ کر کے بھول جاتے ہیں نامہ اعمال میں تو گناہ لکھے ہوتے ہیں۔ جب تک کہ توبہ نہ کی جائے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا خوف:

ابودرداء رضی اللہ عنہ دمشق کے قاضی ہیں، ان کے بارے میں فرمایا:

حَكِيْمُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ "اس امت کے حکیم ہیں۔"

سَيِّدُ الْقُرَّاءِ بِدِمَشْقَ دمشق کے قراء کے سردار تھے۔

سلمان بھائی تھے، انہوں نے نصیحت کی کہ آپ تو بہت ہی روزے رکھتے ہیں، کمزور ہو رہے ہیں، کوئی بدن کا خیال رکھیں۔ نبی علیہ السلام نے تصدیق فرمائی۔

((يَا اَبَا دَرْدَاءِ اِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا مِثْلَ مَا قَالَ لَكَ سَلْمَانُ))

"اے ابودرداء سلمان صحیح کہتے ہیں آپ کے جسم کا آپ کے اوپر حق ہے"

وہ ابودرداء فرماتے ہیں:

لَاَنْ اَسْتَيْقِنَ اَنَّ اللّٰهَ لَقَدْ تَقَبَّلَ لِيْ صَلَاةً وَّاحِدَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

"ایک نماز کی قبولیت کا مجھے پتہ چل جائے تو وہ میرے لیے دنیا جہان سے بہتر ہے۔"

آخری عمر میں بینائی ختم ہو گئی تھی تو کسی نے کہا کہ آپ آنکھوں کی بصارت کے لیے دعا ہی کر دیتے۔ جب اس نے کہا کہ آنکھوں کی بصارت کے لیے دعا کر دیتے تو جواب میں فرمایا:

مَا فَرَغْتُ بَعْدُ مِنْ دُعَائِيْ لِذُنُوْبِيْ فَكَيْفَ اَدْعُ لِعَيْنِيْ

"کہ میں اپنے گناہوں کی معافی کی دعا سے ابھی فارغ نہیں ہوا، میں اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

بینائی کی دعا کیسے کروں؟"

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا خوف:

كَانَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فِي الْإِسْلَامِ

"پانچویں نمبر پر مسلمان ہوئے تھے۔"

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُحِبَّ أَرْبَعًا وَ أَخْبَرَنِي اللّٰهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ))

"اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ چار بندوں سے محبت کرو اور اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔"

ان چار میں ایک ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

اب بتایئے کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے خبر دی گئی ہے کہ اللہ ان سے محبت کرتے ہیں،

وہ فرمایا کرتے تھے:

وَدِدْتُ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَنِي يَوْمَ خَلَقَنِي شَجَرَةً تُعْضَدُ

"تمنا کرتا ہوں کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا تھا کاش وہ مجھے درخت کی شکل میں پیدا فرما دیتے۔"

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح کا خوف:

أَحَدُ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ

"سابقون الاولون میں سے ایک تھے۔"

نبی ﷺ نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

«إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَ أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ»

’’ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین عبیدہ بن جراح ہے‘‘

ایک اور عجیب بات، حدیث پڑھتے ہیں، دل خوش ہو گیا۔ سبحان اللہ!

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا لَوْ شِئْتُ لَاَخَذْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ خُلُقِهٖ اِلَّا اَبَا عُبَيْدَةَ»

’’تم میں سے ابوعبیدہ ہی ایک ایسا بندہ ہے کہ اگر میں اخلاق کسی سے لیتا تو ابو عبیدہ سے لے لیتا۔‘‘

سنیے کیا کہتے ہیں؟ فرماتے ہیں:

وَدِدْتُ اَنِّیْ كُنْتُ كَبْشًا وَ يَذْبَحُنِیْ اَهْلِیْ وَ يَاكُلُوْنَ لَحْمِیْ وَ يَحْسُوْنَ مَرَقِیْ

’’کاش کہ میں کوئی جانور ہوتا گھر والے مجھے ذبح کر لیتے، اور میرا گوشت کھا لیتے۔‘‘

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خوف:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سید المحدثین، سید الحفاظ، امام المجتہدین، فقیہ، موت کے وقت رونے لگ گئے۔ کسی نے کہا کہ آپ تو نبی علیہ السلام کے صحابی ہیں اور اتنی کثرت سے روایت کی ہیں، آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمانے لگے:

اَصْبَحْتُ فِیْ صَعُوْدٍ مُهْبِطَةٍ عَلٰی جَنَّةٍ وَ نَارٍ فَلَا اَدْرِیْ اِلٰی اَيِّهِمَا يُسْلَكُ بِیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

”ایک گھاٹی کی طرف میں چڑھا ہوں، نیچے اتروں گا، یا جنت ہوگی یا جہنم۔ تو مجھے نہیں پتہ کہ میں کس طرف پہنچوں گا۔“

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا خوف:

حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب السر نبی ﷺ نے جن کو راز کی باتیں بتائیں۔ نجبا میں سے تھے۔ موت کے وقت روئے تو ساتھیوں نے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہیں؟ تو فرمایا:

کہ میں دنیا کے دور ہونے سے نہیں رو رہا بلکہ اس لیے رو رہا ہوں کہ

لَا اَدْرِیْ عَلٰی مَا اَقْدَمُ عَلَی الرِّضَا اَوْ عَلٰی سَخَطٍ

”مجھے نہیں پتہ کہ میں کہاں پہنچوں گا اللہ کی رضا ملے گی یا اللہ کی ناراضگی“

حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا خوف:

((سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ)) ”جنت کے نوجوانوں کے سردار۔“

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا))

”اللہ میں ان دونوں (پھولوں سے شہزادوں) سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی ان سے محبت فرمالیجیے۔“

اپنی وفات کے وقت فرماتے ہیں:

اِنِّیْ اَقْدَمُ عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ وَّ ھَوْلٍ لَمْ اَقْدَمْ عَلٰی مِثْلِہٖ قَطُّ

”میں ایک ایسے بڑے امر میں پیش ہونے والا ہوں کہ اس جیسا اب تک پیش نہیں آیا“

قیامت کے دن کا کتنا خوف ان کے دل میں ہوگا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا خوف:

حدیث شریف میں ان کے بارے میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَكَ))

''اللہ کی تعریف ہے کہ جس نے تیرے جیسے بندے میری امت میں بنائے ہیں''

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، ان کے بارے میں۔ اور اس سے بھی ایک عجیب بات ہے، سبحان اللہ! عجیب بات ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ سَالِمًا شَدِیْدُ الْحُبِّ فِی اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ))

''سالم کے دل میں اللہ کی شدید محبت ہے۔''

یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تصدیق فرما رہے ہیں۔

تو وہ سالم فرماتے ہیں:

وَدِدْتُ اَنِّیْ بِمَنْزِلَةِ اَصْحَابِ الْاَعْرَابِ

''میں تمنا کرتا ہوں کہ میں اصحاب اعراب کی طرح ہوتا''

نہ جنت میں جاتا نہ جہنم میں بھیجا جاتا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا خوف:

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بڑے عقل مند تھے، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَنَا سَابِقُ وُلْدِ آدَمَ وَ سَلْمَانُ سَابِقُ الْفُرْسِ))

''میں اولادِ آدم میں سب سے پہلے اور یہ فارس والوں میں سے ایمان لانے والوں میں سے سب سے پہلے۔''

جس کو نبی علیہ السلام نے یہ شان اور عزت بخشی کہ فرمایا کرتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ ”سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے“

یہ فرمایا کرتے تھے:

ثَلٰثٌ اَحْزَنَنِیْ حَتّٰی اَبْكَانِیْ

”تین چیزوں نے مجھے غم زدہ کر دیا حتیٰ کہ مجھے تین چیزوں نے رُلا دیا“

فِرَاقُ مُحَمَّدٍ وَ حِزْبِهٖ

”نبی علیہ السلام کا فراق اور ان کے صحابہ کا“

وَهَوْلُ الْمُطَّلَعِ

”اور ایک خوف جو آنے والا ہے“

وَ الْوُقُوْفُ بَيْنَ يَدَیْ رَبِّیْ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَا اَدْرِیْ اِلَی الْجَنَّةِ اَوْ اِلَی النَّارِ

”اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے نے کہ معلوم نہیں جنت میں جاؤں یا جہنم میں“

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا خوف:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے بارے میں محدثین نے لکھا:

اَفْقَهُ نِسَاءِ الْاُمَّةِ ”امت کی تمام عورتوں میں سے سب سے بڑی فقیہ“

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ﴾

” اے عائشہ! یہ جبرئیل آئے ہیں یہ تمہیں سلام دے رہے ہیں“

اے عائش! عربوں میں نام کو کچھ کم پڑھنے کا رواج ہے، اس کو منادی ترخیم کہتے ہیں۔ تو فرشتوں کے سلام آتے تھے۔ ان کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ﴾

نبی علیہ السلام نے فرمایا: ام سلمٰی کو

﴿وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَاَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَأَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرَهَا﴾

جن کی اتنی شان تھی، وہ کہا کرتی تھیں:

فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا

''اللہ کی قسم میں یہ پسند کرتی ہوں کہ میں نسیا منسیا ہو جاتی''

درخت کو دیکھا کہنے لگیں کہ

يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ وَرَقَةً مِّنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

'' کاش میں اس درخت کا کوئی پتہ ہوتی''

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا خوف:

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

﴿رَحِمَ اللّٰهُ ابْنَ رَوَاحَةَ﴾ '' اللہ رحم فرمائے ابن رواحہ پر''

یہ فرمایا کرتے تھے:

اَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ اَنِّيْ وَارِدُ النَّارِ وَمَا اَدْرِيْ اَنَاجٍ مِّنْهَا اَمْ لَا

''مجھے نہیں پتہ کہ میں اس آگ سے نجات پاؤں گا کہ نہیں پاؤں گا۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خوف:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سید المحدثین، جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ﴾ ''عبداللہ کتنا اچھا بندہ ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک حدیث میں فرمایا:

((اِنَّ عَبْدَاللّٰہِ رَجُلٌ صَالِحٌ)) "بے شک عبداللہ نیک آدمی ہے"

وہ فرماتے ہیں:

لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ اللّٰہَ تَقَبَّلَ مِنِّیْ سَجْدَۃً وَّاحِدَۃً اَوْ صَدَقَۃَ دِرْھَمٍ لَمْ یَکُنْ غَائِبٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَوْتِ

"اگر مجھے اس بات کا علم ہو جائے کہ ایک درہم قبول ہو گیا یا ایک سجدہ تو مجھے موت سے زیادہ پسندیدہ چیز کوئی نہ ہو"

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا خوف:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خود بھی صحابی والد بھی صحابی ہیں، آج تو کہتے ہیں نا جی ولی ابن ولی، یہ صحابی ابن صحابی، ایسا گھرانہ تھا کہ نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا:

((نِعْمَ اَھْلُ الْبَیْتِ عَبْدُ اللّٰہِ وَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَ اُمُّ عَبْدِ اللّٰہِ))

"کہ ایسا اچھا گھرانہ ہے ان کے ابو اور پھر ان کی امی کا۔

کیا گھرانہ ہو گا کہ اللہ رب العزت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہو رہی ہے۔"

وہ فرماتے تھے:

وَاللّٰہِ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ ھٰذِہٖ

"تمنی کرتا ہوں کہ کاش میں ایک ستون ہوتا"

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خوف:

اِعْلَمُ الْفُقَھَاءِ فَقِیْہُ الْاُمَّۃِ وَ کَانَ شَھِدَ بَدْرًا وَ ھَاجَرَ ھِجْرَتَیْنِ

"امام الفقہاء امت کے فقیہ، بدر کے دن بھی حاضر تھے اور وہ ہجرت کی تھیں" جن کے بارے میں نبی ﷺ نے صحابہ کو فرمایا کہ تم ان کی پنڈلیوں کو دیکھ کر تے ہنسو۔

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُمَا اَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ مِنْ اُحُدٍ))

"اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے وہ میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں"

وفات کے قریب جو شرکائے مجلس تھے ان کو فرمایا:

لَیْتَنِیْ ھٰھُنَا رَجُلٌ وَدَّ اَنَّہٗ اِذَا مَاتَ لَمْ یُبْعَثْ

"یہ بندہ تمنا کرتا ہے کہ جب میں مر جاؤں تو میں دوبارہ زندہ نہ کیا جاؤں"

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کا خوف:

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شریک تھے۔ وہ فرماتے تھے:

وَدِدْتُ اَنِّیْ کُنْتُ کَبْشًا لِاَھْلِیْ فَذَبَحُوْنِیْ فَشَوَوْنِیْ وَاَکَلُوْا لَحْمِیْ

"کاش میں ایک مینڈھا ہوتا گھر والوں کے لیے وہ مجھے ذبح کرتے بھونتے پھر کھا لیتے"

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا خوف:

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیعت رضوان کرنے والے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

’’تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہیں مؤمنین سے جب انہوں نے بیعت کی آپ سے درخت کے نیچے‘‘

وہ فرماتے ہیں:

لِاَنْ اَعْلَمَ اَنَّ اللّٰهَ تَقَبَّلَ مِنِّیْ مِثْقَالَ حَبَّةٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا

’’اللہ تعالیٰ مجھ سے ذرہ برابر نیکی قبول کرلیں یہ مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ پسند ہے‘‘

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا خوف:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، (شَهِدَ الْعَقَبَةَ) بیعت عقبہ میں شامل تھے، شَابًّا نوجوان تھے، اَمْرَدَ داڑھی نہیں آئی تھی، امرد تھے، ان کو اللہ رب العزت نے اسلام کا نمائندہ اور سفیر بنا کے بھیجا تھا۔ ان کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

((یَجِیْءُ مُعَاذٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِمَامَ الْعُلَمَاءِ بَیْنَ یَدَیِ الْعُلَمَاءِ))

قیامت کے دن معاذ کو علما کے سامنے امام العلما بنا کر پیش کیا جائے گا۔

ایک حدیث میں فرمایا:

((یُبْعَثُ لَهٗ رَتْوَةٌ فَوْقَ الْعُلَمَاءِ))

’’قیامت کے دن علما کے سامنے بلند مقام پر معاذ کو پیش کیا جائے گا‘‘

نبی ﷺ نے ان کو یمن بھیجتے ہوئے پوچھا: کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا نبی علیہ السلام میں قرآن سے حکم دوں گا، نہ پایا تو آپ کی سنت سے، نہ ملا تو میں اجتہاد کروں گا۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِمَا یَرْضٰی رَسُوْلُ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللّٰہ))

نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا:

((اَعْلَمُ بِالْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ))

”پوری امت میں حرام اور حلال کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والے“۔

حدیث پاک میں ہے کہ نبی ﷺ جب ان کو رخصت فرما رہے تھے تو مدینہ کے باہر تک گئے، یہ ایک سواری پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ کے نبی ﷺ اس سواری کی لگام پکڑ کر چل رہے ہیں اور پھر آخر میں نبی علیہ السلام نے عجیب الفاظ کہے: فرمایا:

((اَیَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَا تَلْقَانِیْ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا))

ہو سکتا ہے کہ اس سال کے بعد تو لوٹ کے آئے تو پھر تیری میری ملاقات نہ ہو۔

((وَ لَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِیْ وَ قَبْرِیْ))

”ممکن ہے کہ تو آئے گا، میری مسجد کو دیکھے گا، میری قبر کو دیکھے گا“

اللہ کے نبی ﷺ رخصت فرماتے وقت یہ گفتگو فرما رہے ہیں۔ نبی ﷺ نے جب ان کو روتا ہوا دیکھا تو فرمایا:

((یَا مُعَاذُ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ فِی اللّٰہِ))

”اے معاذ! میں تیرے ساتھ اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں“

یہ اللہ کے محبوب ﷺ کا فرمان ہے۔

وہ فرمایا کرتے تھے:

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَسْكُنُ رَوْعَتُهٗ حَتّٰى یَتْرُكَ جِسْرَ جَهَنَّمَ وَرَاءَهٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

”اس وقت تک مومن کا خوف ختم نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ جہنم کے پل سے گزر نہیں جاتا“

﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوا﴾

تابعین کا خوف:

یہ تو صحابہ کی جماعت کے بعض حضرات کا حال تھا اور پھر یہی تابعین کا حال تھا۔

- چنانچہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ إِنَّهَا تَلَجْلَجُ فِيْ حَلْقِيْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

”کہ میں چاہتا ہوں کہ میری روح میری حلق میں اٹک جائے تاکہ قیامت تک مجھے عذاب نہ ہو“

- الاسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

وَ اللّٰهِ لَوْ أُتِيْتُ بِالْمَغْفِرَةِ مِنَ اللّٰهِ لَأَهَمَّنِي الْحَيَاءُ مِنْهُ مِمَّا قَدْ صَنَعْتُ

”اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھے قیامت کے دن بخش بھی دیا تو مجھے اللہ سے حیا آئے گی کہ میں نے دنیا میں کیا کیا کام کر لیے تھے“

- امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ وہ گواہی دیتے ہیں کہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی تکبیر اولیٰ ستر سال تک قضا نہیں ہوئی۔ وہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ مَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ الْبُكَاءِ وَ أَنَا أَعْلَمُ بِنَفْسِيْ

”میں اپنے آنسوؤں کو روک نہیں سکتا، جانتا ہوں کہ میں نے کیا کرتوت کیے؟“

www.besturdubooks.wordpress.com

◉ حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ، (ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے جن کو پالا) ۔ ان کی والدہ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں کسی کام سے گئی ہوتیں، بچہ روتا تو اس زمانے میں پلاسٹک کے فیڈر والی بوتل تو تھی نہیں تو ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا وہ بچے کو اٹھا کے اپنے سینے سے لگا تیں اور اپنا دودھ پلاتیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ ان کو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ عمر رضی اللہ عنہ پیار کریں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس بچے کو پیار کیا اور ان کو دعا دی:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَ حَبِّبْهُ إِلَى النَّاسِ

”اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا فرما اور اس کو لوگوں کا محبوب بنا“

آج دیکھو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے کیا محبتیں عطا فرمائیں۔

وہ فرماتے تھے:

وَدِدْتُ اِنِّيْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ قَبِلَ لِيْ سَجْدَةً وَّاحِدَةً

”میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا کوئی سجدہ قبول کر لیا ہے“

◉ زیاد مولیٰ ابن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهُ خَلَّانِيْ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ وَلَا اُعَذَّبُ بِالنَّارِ

”اللہ کی قسم میں بس یہ چاہتا ہوں کہ اللہ نے مجھے آخرت کے عذاب سے بچا لیا ہے اور مجھے آگ کا عذاب نہ ہوگا“

◉ زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يَوَدُّ اَنْ لَا يَكُوْنَ شَيْئًا وَلَا يَتَعَرَّضُ لِلْحِسَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

”میں کوئی چیز نہ ہوتا اور مجھ سے کوئی حساب نہ ہوتا“

◉ اور علی بن حسین، امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات کی، فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ لَمْ يَبْقَ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ إِلَّا كَانَ لِلّٰهِ فِيهِ مَشِيْئَتًا

"جب قیامت کا دن ہوگا، کوئی نبی مرسل یا ملائکہ مقرب بھی ایسا نہیں ہوگا کہ اس میں اللہ کی مشیت ہوگی۔"

إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ

"اللہ چاہے گا مغفرت کر دے گا اور اللہ چاہے گا عذاب دے گا۔"

یہ کن کی بات ہو رہی ہے، ملائکہ مقربین اور انبیاء کے بارے میں، اس لیے اس دن انبیا بھی نفسی نفسی کہتے ہوں گے اور روتے ہوں گے۔

ابراہیم علیہ السلام کا خوف:

بات کو مکمل کریں کہ مقربین کے خشوع کا حال دیکھیں اور ان کی خشیت اور ان کے خوف کا حال دیکھیے۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں۔

وَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَثِيرُ الْبُكَا

"اور بے شک ابراہیم علیہ السلام کثرت سے روتے تھے۔"

أَتَاهُ الْجِبْرِيلُ وَقَالَ لَهُ الْجَبَّارُ يُقْرِئُكَ السَّلَامُ وَيَقُولُ هَلْ رَأَيْتَ خَلِيلًا يَخَافُ خَلِيلَهُ

"ان کے پاس جبرئیل آئے اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جبار نے آپ کو سلام کہا ہیں۔ اور پوچھا ہے کہ کیا تو نے کسی خلیل کو دیکھا ہے کہ وہ کسی خلیل سے ڈرتا ہو، خوف کھاتا ہو"

کیونکہ ابراہیم علیہ السلام روتے بہت تھے تا تو اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام کو بھیج کر پوچھا کہ کوئی خلیل دیکھا ہے جو خلیل سے ڈرتا ہو، خوف کھاتا ہو۔ تو ابراہیم علیہ السلام

نے یہ جواب دیا۔

فَقَالَ يَا جِبْرِيلُ إِذَا ذَكَرْتُ خَطِيْئَتِيْ نَسِيْتُ خُلَّتِيْ

''کہ جب میں اپنی خطاؤں کو یاد کرتا ہوں تو میں بھول جاتا ہوں کہ میں اللہ کا خلیل ہوں''

مقرب فرشتوں کا خوف:

طہارۃ القلوب میں لکھا ہے کہ

وَلَمَّا مَكَرَ بِإِبْلِيْسَ لَعَنَهُ اللّٰهُ طَفِقَ جِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَبْكِيَانِ

''کہ جب اللہ رب العزت نے ابلیس کو اپنے دربار سے دھتکار دیا تو اس بات کو دیکھ کر جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام رونے لگ گئے''

أَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَيْهِمَا مَا لَكُمَا تَبْكِيَانِ كُلَّ هٰذَا الْبُكَاءِ

''اللہ نے ان سے پوچھا کہ آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں؟''

انہوں نے کہا:

يَا رَبِّ مَا نَأْمَنُ مَكْرَكَ

''ہم آپ کی تدبیر سے امن میں نہیں''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰكَذَا كُوْنَا لَا تَأْمَنَا مَكْرِيْ

ایسے ہی ہونا چاہیے کہ تمہیں میری خفیہ تدبیر سے مطمئن نہیں رہنا چاہیے، میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔

فرشتے ڈرتے ہیں پروردگار کی تدبیر سے اور ہم گناہ کر کے بھی نہیں ڈرتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خوف:

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سچے بندے ہیں، سچی بات کرنے والے انہیں ہیں ، اس لیے یہ بات نقل کر رہا ہوں۔

﴿رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ خَوَّفَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ الْاَھْوَالِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی اَبْکَانِیْ﴾

”نبی ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے آخرت کے احوال سے اتنا ڈرایا کہ میں رونے لگ گیا۔“

قیامت میں اتنا ہول ہوگا، اتنا خوف ہوگا کہ میں رونے لگ گیا۔

﴿فَقُلْتُ لَہٗ حَبِیْبِیْ اَلَیْسَ قَدْ غَفَرَلِیْ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِیْ وَمَا تَاَخَّرَ﴾

”میں نے کہا کہ اے میرے حبیب جبرئیل! کیا اللہ نے میرے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف نہیں فرما دیا“

جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

﴿فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ لَتُشَاھِدَنَّ مِنَ الْاَھْوَالِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَا یُنْسِیْکَ الْمَغْفِرَۃَ﴾

”قیامت کے دن آپ ایسے حالات کو دیکھیں گے کہ آپ اپنی مغفرت کو بھول جائیں گے“

﴿وَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی بَلَّتْ دُمُوْعُہٗ لِحْیَتَہٗ﴾

”اللہ کے حبیب ﷺ اتنا روئے کہ ریش مبارک سے آنسو نیچے آ گئے“

www.besturdubooks.wordpress.com

جبرئیل علیہ السلام کا خوف:

چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور بیت اللہ کے قریب دعا مانگتے ہیں اور خوف سے جبرئیل علیہ السلام کا بدن کانپ رہا تھا۔ تو نبی علیہ السلام نے پوچھا کہ جبرئیل! کیا مانگا؟ انہوں نے کہا میں نے یہ دعا مانگی:

اِلٰهِي وَ سَيِّدِي لَا تُغَيِّرْ اِسْمِيْ وَلَا تُبَدِّلْ جِسْمِيْ

کیا مطلب کہ میں نے شیطان کو اللہ کے دربار سے اپنی آنکھوں سے مردود ہوتے دیکھا، میں اس وقت سے یہ دعا مانگتا ہوں: اللہ! آپ نے عزازیل نام تھا ابلیس بنا دیا، نام بدل دیا، آپ نے فرشتوں کی جماعت کو عبادت گزاروں سے نکال دیا۔ ((الٰهي لاتغير اسمي)) میرا نام نہ بدلنا ((فلا تبدل جسمي)) میرا جسم عبادت گزاروں کی جماعت سے خارج نہ کر دینا۔

رونا ضروری ہے:

جو اللہ رب العزت کی عظمتوں کو جانتے ہیں ان کے دل میں اتنی ہیبت ہوتی ہے کہ مالک الملک کے سامنے قیامت کے دن حاضری دینی ہے۔ لہٰذا وہ اس ڈر سے روتے اور گڑگڑاتے ہیں:

بَكَيْتُ عَلَى الذُّنُوْبِ لِعُظْمِ جُرْمِيْ
وَ حَقٌّ لِكُلِّ مَنْ يَّعْصِي الْبُكَاءُ
فَلَوْ كَانَ الْبُكَاءُ يَرُدُّ هَمِّيْ
لَاَسْعَدَتِ الدُّمُوْعُ مَعًا دِمَاءُ

کسی نے کیا اچھے اشعار کہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

جیہڑا لطف ہے رووَن اندر اوہ وچ بیان نہ آوے
رونا دل دی میل اتارے تالے وچھڑے یار ملاوے
تے یادِ خدا وچ رووَن والا
کدی دوزخ وچ نہ جاوے

عاشق دا کم رونا دھونا تے بِن رون نہیں منظوری
دل رووے چاہے اکھیاں رووَن وچ عشق دے رون ضروری
کوئی تے روندے دید دی خاطر کوئی روندے وچ حضوری
تے اعظم عشق وچ رونا پیندا بھانویں وصل ہوئے بھانویں دوری

وصل ہو یا دوری، رونا تو پڑتا ہی ہے۔ آج اپنے گناہوں پر جی بھر کے رو لیں تاکہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ عمل تو ایک بھی زندگی نہیں جو اللہ کے حضور پیش کرنے کے قابل ہو، بس اتنی بات کرتے ہیں کہ اللہ! بچپن میں ماں باپ انگلی پکڑ کے مسجد میں لے جایا کرتے تھے، اس عمر میں کلمہ پڑھا تھا، بال سفید کر بیٹھے، اللہ ان بالوں کی لاج رکھ لیجیے۔ اے میرے مالک! تیرے دربار میں صحابہ، تابعین، بڑے بڑے حضرات [آپ کے سامنے خوف کھاتے تھے۔ میرے مولیٰ! ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں؟ ہماری اوقات ہی کیا ہے؟ ہمیں تو اپنے نامۂ اعمال میں گناہوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، اے میرے مولیٰ! ہم ناپ تول کے قابل نہیں ہیں۔ قیامت کے دن کے حساب سے بچا لیجیے گا، رحمت فرما دیجیے گا۔

إِنَّ الْمُلُوْكَ إِذَا شَابَتْ عَبِيْدُهُمْ
فِيْ رِقِّهِمْ أَعْتَقُوْهُمْ عِتْقَ أَحْرَارِ
وَأَنْتَ يَا سَيِّدِيْ أَوْلٰى بِذَا كَرَمًا
قَدْ شِبْتُ فِي الرِّقِّ فَأَعْتِقْنِيْ مِنَ النَّارِ

www.besturdubooks.wordpress.com

یا اللہ! ہم نے دیکھا ہے بادشاہوں کو جب ان کے غلام خدمت کرتے کرتے بوڑھے ہو جاتے ہیں تو میرے مولیٰ! وہ ان بوڑھوں کو آزاد کر دیتے ہیں۔ میرے مولیٰ! ہم کلمہ پڑھتے پڑھتے بوڑھے ہو رہے ہیں، میرے اللہ! ہمیں جہنم کی آگ سے آزاد کر دیجیے! اللہ جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیجیے! میرے مولیٰ! آئندہ ہمیں نیکوکاری پرہیزگاری کی زندگی عطا فرما دیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿مناجات﴾

میں تیرے سامنے جھک رہا ہوں خدا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

میں گناہگار ہوں میں سیاہ کار ہوں
میں خطاکار ہوں میں سزاوار ہوں
مرے سجدوں میں تیری ہی حمد وثنا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

میری توبہ ہے توبہ اے میرے اللہ
مجھ گناہگار کو تو نہ دینا سزا
میری آہوں کو سن لے اے حاجت روا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

مجھ پہ جب بھی مصیبت بنی ہے
وہ تیرے نام سے ہی ٹلی ہے
مشکلیں حل کرو سب کے مشکل کشا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

میں تو غفار ہوں تو نے خود ہی کہا
شہیں کوئی نہیں ہے شہباز کا
بخش دونگا میں تجھ کو یہ ہے وعدہ تیرا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سو

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾ (سورۃ یوسف: ۱۰۸)

دعوت دین کے مراحل

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 21 جولائی 2010ء بروز بدھ ۸ شعبان ۱۴۳۱ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خصوصی تربیتی مجالس برائے علماء وطلباء (بعد نماز مغرب)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جو علما بھی دین کا کام کرتے ہیں، وہ بھی دعوت کا کام ہے۔ ہاں نیت پہ منحصر ہے، اگر تو وہ تقریر کر رہے ہیں، لوگوں پہ علم کی دھونس بٹھانے کے لیے تو یہ تقریر جہنم میں جانے کا سبب بنے گی اور اگر دل میں درد ہے، نبی ﷺ کی امت کا غم ہے کہ اس محلے کے سارے لوگ نمازی بن جائیں، محلے کے تمام گھروں سے فحش آلات ختم ہو جائیں، موسیقی کے آلات ختم ہو جائیں، سارے گھروں میں اللہ کے نبی کی سنتیں زندہ ہو جائیں، اس نیت سے اگر آپ درس دیتے ہیں تو آپ کا درس دین کی دعوت کا کام ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

دعوتِ دین کے مراحل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (سورة يوسف:۱۰۸)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

تین قسم کے لوگ:

اللہ رب العزت نے انسان کو عقل کی نعمت سے نوازا ہے، یہ اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہے جس کی وجہ سے انسان دوسرے جانداروں سے ممتاز ہوتا ہے۔ عقل کے اعتبار سے تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

(1) عقل استعمال کرنے والے:

پہلی قسم کے لوگ وہ جو سرے سے عقل استعمال ہی نہیں کرتے، ان کے جذبات احساسات ان پر غالب ہوتے ہیں، لہٰذا ایسے کام کرتے ہیں کہ دیکھنے والا اس پر حیران ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ بت پرست، انسان گائے کی پوجا کرنے والا، پیپل کی پوجا کرنے والا، سانپ کی پوجا کرنے والا، یہ بت پرست قسم

www.besturdubooks.wordpress.com

کے جو لوگ ہوتے ہیں، یہ عقل سے فارغ ہوتے ہیں۔ ان کی عقل ان کو یہ سبق بھی نہیں سکھاتی کہ تم مخلوق کی پوجا کر رہے ہو پروردگار کوئی اور ہے۔

(۲) عقل کو استعمال نہ کرنے والے:

دوسری طرح کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو سرے سے کام ہی عقل سے لیتے ہیں، جو عقل میں آئے اس کو مانتے ہیں جو عقل میں نہ آئے اس کو مانتے ہی نہیں۔ یہ دہریہ لوگ اور مادیت پرست لوگ۔ سائنس کہے گی تو مانیں گے، نہیں کہے گی تو نہیں مانیں گے، اب اگر کوئی سنار کے ترازو پہ پہاڑ کو تولنے بیٹھ جائے تو اس کو تو بے وقوف ہی کہیں گے کہ بھئی سنار کے ترازو پہ پہاڑ تو نہیں تلتا کہ عقل کو بنیاد بنا کر اللہ کو سمجھنا چاہتے ہیں، چنانچہ راستے سے بھٹک جاتے ہیں۔

(۳) عقل و وحی دونوں کو استعمال کرنے والے:

تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو عقل بھی استعمال کرتے ہیں، جہاں عقل کی لسٹ ختم ہوتی ہے وہاں وحی کا علم استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایمان والے اور مسلمان لوگ ہوتے ہیں۔

اس کی ایک (Simple) سادہ مثال یوں سمجھیے کہ کسی حاکم نے حکم دیا کہ فلاں پہاڑ جو تمہارے گھر سے ایک ہزار میل دور ہے، اس کی چوٹی پہ جاؤ۔

تو تین طرح کے لوگ: کچھ تو گھر ہی سے پیدل چل پڑے یہ عقل سے فارغ، یہ ہزار میل تو پیدل چل ہی نہیں سکتے۔ دوسرے قسم کے لوگ وہ جنہوں نے سمجھا کہ سفر لمبا ہے ہم عقل استعمال کریں، انہوں نے سواری لے لی، لہٰذا سواری پر سوار ہو کر پہاڑ کے دامن پر پہنچے اور پھر سواری کو کھڑا کر کے اوپر پیدل چڑھ گئے، یہ منزل پہ پہنچنے والے ہیں۔ تیسرے وہ تھے جنہوں نے سوچا کہ بھئی سواری ہے جو کہ، لہٰذا سواری

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ساتھ پہاڑ پر چڑھنے لگے تو وہ بھی کھائی میں گرے۔ تو عقل کی مثال سواری کی مانند ہے۔ جو بت پرست قسم کے لوگ ہیں وہ سرے سے سواری کو استعمال ہی نہیں کرتے، یہ پیدل چلنے والے ہیں یعنی عقل سے پیدل ہیں۔ جو عقل پرست لوگ ہیں وہ سواری پر بیٹھ کے پہاڑ پر چڑھنا چاہتے ہیں۔ اور جو مومن ہیں، ایمان والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جتنا راستہ عقل پر طے ہو سکتا ہے وہ کرتے ہیں، جہاں عقل کے پاؤں لنگ ہیں وہاں عقل کو چھوڑ دیتے ہیں، وہاں وہ وحی کے اوپر سفر کرتے ہیں۔

عقل کی حد:

چنانچہ دین اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم عقل سے کام ہی نہ لو، قرآن مجید پڑھیے! جگہ جگہ نظر آئے گا

﴿اَلَمْ تَرَ﴾ "کیا دیکھا تم نے؟"

﴿اَلَمْ تَرَوْا﴾ "تم ذرا دیکھو!"

﴿اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا﴾ "دیکھتے کیوں نہیں؟"

تو اسلام آنکھیں بند کرنے کا حکم نہیں دیتا آنکھیں کھولنے کا حکم دیتا ہے کہ تم آنکھیں کھولو، دیکھو! اس کائنات کو، میری نشانیاں نظر آئیں گی۔ چنانچہ حسن اسلام یہ ہے کہ احکام شریعت سمجھ میں آتے ہیں لیکن عقل کو ہی معیار نہیں بنایا جاتا۔ جہاں ایمان کا معاملہ آتا ہے وہاں اس کو ایک طرف کر دیتے ہیں۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

جہاں ایمانیات کا مسئلہ آتا ہے، عقل کو ایک طرف کر دیتے ہیں، یہ اس دین کا کمال ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا دار الاسباب ہے:

چنانچہ دین نے ہمیں سکھایا کہ یہ عالم اسباب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اسباب کے ذریعے سے چلایا ہے مگر تم اسباب کے پیچھے مت بھاگتے پھرو، مسبب الاسباب کو دیکھو کہ جس کے حکم سے جس کی مرضی سے یہ کائنات کا نظام چل رہا ہے۔

۞ اسی لیے نوح علیہ السلام کے زمانے میں سیلاب آنا تھا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا﴾ (ھود: ۳۷)

”کشتی بناؤ ہماری آنکھوں کے سامنے، ہماری وحی کے مطابق“

ڈیزائن بھی ہم سکھائیں گے اور سپرویژن بھی ہم کریں گے۔ کشتی بنانے کی ضرورت تو نہیں تھی اللہ تعالیٰ بچانا چاہتے تو بچا لیتے، طوفان کیا کر سکتا تھا؟ مگر نہیں اسباب کے تحت زندگی گزارنے کی تلقین فرمائی کہ اسباب اختیار کرو۔ لہٰذا انسان تدبیر اختیار کرے مگر یقین تقدیر کے اوپر رکھے کہ اسباب تو میں اختیار کر سکتا ہوں لیکن نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، جس نے ایسا کر لیا وہ انسان کامیاب ہے۔

۞ بی بی مریم درد کی وجہ سے پریشان ہیں حکم ہوتا ہے:

﴿وَهُزِّيٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾

(مریم: ۲۵)

”کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ! تمھارے لیے تازہ کھجوریں گریں گی“

بھئی اللہ تعالیٰ اگر چاہتے کھجوریں ویسے ہی بی بی مریم کو مل جاتیں، مگر ان کی منشاء یہی ہے کہ میرے بندے اس اسباب کے عالم میں اسباب کو اختیار کریں۔ فرمایا کہ تمہارا کام ہے درخت ہلانا اور کھجوریں پہنچانا وہ ہمارا کام ہے۔

۞ چنانچہ یوسف علیہ السلام کو جب واقعہ پیش آیا تو دروازے بند تھے، اگر بچے کو بھی پتہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو کر دروازہ بند ہے تو وہ دروازے کی طرف نہیں بھاگتا، یوسف علیہ السلام تو بڑے تھے، کامل تھے، علم اور عقل رکھنے والی شخصیت تھے۔ جب اس نے یہ کہا:

﴿وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ﴾ (یوسف:۲۳)

''کہنے لگی میری طرف آؤ، کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''

اور یوسف علیہ السلام دروازے کی طرف بھاگے، وہ جانتے تھے کہ بھاگنا میرا کام ہے پھر دروازوں کو کھولنا میرے پروردگار کا کام ہے اور اللہ نے دروازے کھول دیے۔ تو اس دنیا میں جو اسباب کے تحت زندگی گزارے وہ زیادہ کامل ہے مگر یقین اسباب پر نہ رکھے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص کا نزول جتنا کامل ہوتا ہے اس کی زندگی اتنی عوام الناس کی مانند ہوتی ہے۔ پتہ بھی نہیں چلتا کہ اندر سے یہ کیا ہے؟ اوپر سے عام آدمی نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ نبی علیہ السلام کی ظاہراً اتنی سادہ زندگی تھی کہ کفار کہتے تھے کہ

﴿مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ﴾ (فرقان:۷)

''یہ کیسے رسول ہیں کھانا کھاتے ہیں بازاروں میں جاتے ہیں''

عام بندے کی سی زندگی تھی تو یہ نبی علیہ السلام کے کمال کی دلیل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے، باہر سے آنے والے بندے کو پوچھنا پڑتا تھا:

مَنْ مِنْكُمْ مُحَمَّدٌ

''تم میں سے محمد کون ہے؟''

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی اتنی سادہ تھی۔ تو جس کا نزول جتنا کامل ہوگا وہ درجے میں بھی اتنا بڑھا ہوا ہوگا۔

اللہ مسبب الاسباب ہے:

ہم اس دنیا میں اسباب کو اختیار کریں لیکن اسباب پر بھروسہ نہیں کرنا۔ بھروسہ اپنے پروردگار پر ہو، وہ چاہتا ہے اسباب کو موافق کر دیتا ہے، وہ چاہتا ہے اسباب کو مخالف کر دیتا ہے۔

ایک بندے نے دودھ پیا صحت ہوگئی، پہلوان بن گیا، دوسرے بندے نے دودھ پیا فوڈ پوائزن ہو کر اس کی موت ہی آ گئی۔ ادھر بھی دودھ ادھر بھی دودھ، معلوم ہوا کہ اثر ڈالنے والا پروردگار ہے۔

ایک آدمی کمرے میں داخل ہونا چاہتا تھا جیسے ہی دروازہ کھولا تو اندر سانپ تھا تو وہ وہاں سے بھاگا، ایک منٹ کے بعد اس کے کمرے کی چھت نیچے گر گئی۔ سانپ کو اللہ نے ذریعہ بنا دیا اس کی جان بچانے کا، اگر اندر وہ داخل ہوتا اور پھر چھت گرتی تو بچتا کیسے؟ تو سانپ ذریعہ بن گیا۔ اور دوسرے واقعے میں بارات جا رہی ہے، ایک بندہ کہتا ہے کہ جی نیچے بڑی گرمی ہے میں چھت پر جا کر بیٹھتا ہوں۔ وہ بس کی چھت پر جا کر بیٹھا۔ اللہ کی شان کہ ایک چیل نے کہیں سے سانپ پکڑا تھا وہ لے کے اڑی جا رہی تھی عین اس بندے کے اوپر سانپ جو چھوٹا وہ اس پر گرا کاٹا اور بندے کی موت آ گئی۔ یہاں سانپ زندگی ملنے کا ذریعہ بن رہا ہے اور ادھر سانپ زندگی جانے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ یہ اسباب برتنوں کی مانند ہیں جیسے گلاس کے اندر آپ چاہیں تو پانی ڈال دیں آپ چاہیں تو دودھ ڈال دیں۔ تو اسباب بھی اسی طرح ہیں، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو عزت ڈال دیتے ہیں اور اللہ چاہتے ہیں تو اسی میں ذلت ڈال دیتے ہیں۔

یہاں مومن اور کافر کے درمیان ایک فرق ہے، کافر سو فیصد اسباب پر بھروسہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھتا ہے اور مومن سو فیصد اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس لیے کہنے والے نے کہا:

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اختیارِ اسباب مگر بھروسہ اللہ کی ذات پر:

تو ہم نے اسباب اختیار کرنے ہیں تدبیر اختیار کرنی ہے مگر تقدیر کے یقین کے ساتھ، بھروسہ کر کے نہیں بیٹھ جانا، بھروسہ اللہ کی ذات پر اس کے احکام کو پورا کریں گے تو وہ پروردگار ذلت کے نقشوں میں عزت نکال دے گا پریشانی کے عالم میں ہمارے لیے خوشیاں نکال دے گا۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک واقعہ کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا ہے، پوچھا:

﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى﴾ (طٰہٰ:۱۷)

''اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟''

جواب میں کہا کہ

﴿هِيَ عَصَايَ﴾

''یہ میرا عصا ہے۔''

پھر اس کے فائدے گنوائے:

﴿اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى﴾ (طٰہٰ:۱۸)

''میں اس سے ٹیک لگاتا ہوں، پتے جھاڑتا ہوں، اس کے علاوہ بھی کئی فائدے ہیں''

اب جب فائدے گنوائے تو رب کریم نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ﴾ (طٰہٰ:۱۹)

''اے میرے پیارے موسیٰ! اس کو زمین پر ذرا ڈال دو!''

﴿فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ﴾ (طٰہٰ:۲۰)

''جب زمین پر ڈالا، دوڑنے والا اژدھا بن گیا۔''

موسیٰ علیہ السلام نے جب اژدھے کو دیکھا تو خوف محسوس کیا

﴿قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ﴾ (طٰہٰ:۲۱)

''فرمایا: پکڑ لیجیے اس کو ڈریے نہیں! ہم اسے پہلے والی سیرت عطا کر دیں گے''

سانپ کو پکڑتے ہیں وہ عصا بن جاتا ہے۔ اب یہاں کوئی شعبدہ دکھانا مقصد نہیں تھا، سبق دینا مقصد تھا۔ اے میرے پیارے موسیٰ! آپ جس عصا میں اتنے فائدے گنوا رہے تھے، ہمارے حکم سے آپ نے زمین پر ڈالا تو وہ نقصان دینے والا اژدھا بن گیا اور جس اژدھا کو دیکھ کر آپ اتنا گھبرا رہے تھے ہمارے حکم سے اس اژدھا کو ہاتھ لگایا تو ہم نے نفع دینے والا عصا بنا دیا۔

کامیابی اور عزت اللہ کے حکم میں ہے:

رب کریم نے یہاں ایک سبق بتا دیا اور یہ سبق آج بھی ہمارے لیے ہے، اس لیے قرآن مجید میں اس واقعے کو نقل کر دیا کہ اے ایمان والو! اس واقعے کو پڑھو اور اس کو سمجھو! قانونِ قدرت کو سمجھو! حکم خدا کے مطابق نقصان والی چیز کی طرف قدم اٹھاؤ گے تو تمہیں نفع ملے گا۔ حکم خدا کے مطابق ذلت کے نقشوں میں سے اللہ تمہارے لیے عزت نکال دے گا۔ تم حکم خدا کے ساتھ چمٹے رہو، ڈٹے رہو۔ مشاہدے کی زندگی نہیں یہ تو کافر کی زندگی ہوتی ہے۔ مشاہدے کی زندگی یہ کہ جو دیکھا وہی کر لیا۔ مومن

www.besturdubooks.wordpress.com

مشاہدے کو نہیں دیکھتا، مومن اللہ کے حکم کو دیکھتا ہے، اس کو پکا یقین ہوتا ہے کہ ہونا اسی طرح ہے۔

چنانچہ غور کیجیے کہ ملک وہاں فرعون کے لیے ذلت کا سبب بنا، ملک وہاں یوسف علیہ السلام کے لیے عزت کا سبب بنا۔ وجہ کیا تھی؟ فرعون نے ملک و مال کو استعمال کیا اپنی مرضی سے اور یوسف علیہ السلام نے اس کو استعمال کیا اللہ کی مرضی سے، اس کو ذلت ملی ان کو عزت ملی۔

قارون کے لیے زمین پھٹتی ہے، نیچے دھنس جاتا ہے۔

﴿ وَ خَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ﴾ (القصص: ۸۱)

تو زمین پھٹی تو قارون کے لیے ذلت نکلی اور زمین پھٹی تو اسمٰعیل علیہ السلام کے لیے عزت کا سبب بن گئی۔ زمین وہاں بھی پھٹی، زمین یہاں بھی پھٹی۔ وہاں ذلت کا سبب بن رہی ہے اور یہاں پر عزت کا۔ اس لیے کہ قارون نے اللہ کو ناراض کیا تھا، اب زمین کا پھٹنا اس کے لیے ذلت کا باعث بنا، بی بی ہاجرہ علیہا السلام نے بیٹے کی خاطر اللہ کو راضی کیا، اللہ نے بیٹے کے ذریعے زمزم کو جاری فرما دیا۔

اس لیے راحت اگر دین کے ساتھ آئے تو عزت کا سبب اور راحت دین کے بغیر آئے تو ذلت کا سبب۔ فرعون کو راحت ملی دین کے بغیر تو ذلت ملی، سلیمان علیہ السلام کو راحت ملی دین کے ساتھ تو ان کی عزت کا سبب بنی۔

اخوانِ یوسف نے تدبیر کی شریعت کے خلاف بالآخر ان کو ذلت ملی اور یوسف علیہ السلام نے گناہ سے بچنے کی تدبیر کی شریعت کے مطابق ان کو بالآخر عزت ملی۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری سب تدبیریں دھری کی دھری رہ جائیں گی اور کامیابی اگر ملے گی تو حکمِ خداوندی سے ملے گی۔ مومن کے دل میں اس بات کا پکا یقین ہونا

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہیے۔

وسعتِ نعمت رضائے الٰہی کی دلیل نہیں:

اس لیے نعمت کا آنا اور جانا اللہ کی رضا اور عدمِ رضا کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔ بڑا پیسہ مل رہا ہے، یہ اللہ کے راضی ہونے کی کوئی نشانی تھوڑی ہے؟ کوئی بہت غریب، فقیر مسکین ہے یہ اللہ کی ناراضگی کی دلیل نہیں ہے، یہ تو حالات ہیں اللہ نے کسی کو اس میں رکھا اور کسی کو اس میں رکھا، ہاں اتنا فرق ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرورتیں سب کی پوری کرتے ہیں فرمانبرداروں کی بھی کرتے ہیں، لیکن خوش ہو کر اور نافرمانوں کی بھی پوری کرتے ہیں مگر ناراض ہو کر۔

گھر میں بھی کئی مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ بیوی نے کوئی چیز مانگی تو بڑے پیار اور محبت سے فوراً لے کر دے دی اور کبھی اس نے بے موقع مطالبہ کر مارا تو پورا تو پھر بھی کر دیا مگر ناراض ہو کر۔ خاموش ہو کر۔ تو اللہ تعالیٰ نعمتیں سب کو دیتے ہیں ایمان کو والوں کو بھی خوش ہو کر دیتے ہیں اور کافروں کو بھی مگر ناراض ہو کر دیتے ہیں۔

اس کی مثال سمجھیں! آپ نے گھر میں طوطا پالا ہے تو آپ اس کو کھانا دیتے ہیں پنجرے میں، مگر خوش ہو کر دیتے ہیں، خیال رکھتے ہیں، کہتے بھی ہیں کہ بھئی! دیکھو کہیں بھوکا نہ رہ جائے۔ تو طوطے کو رزق ملا خوشی کے ساتھ اور کبھی چوہا پکڑنے کے لیے اس کے سامنے بھی روٹی رکھتے ہیں، تو چوہے کو بھی روٹی ملی مگر ناراض ہو کر، اسے ٹریپ کرنا تھا، اس لیے دی۔

علمی نکتہ:

علمی نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو جو رزق دیتے ہیں اس کا نام فتح ابواب

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھتے ہیں، دروازوں کو کھول دینا۔ فرمایا:

﴿فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ﴾

(الانعام:۴۴)

”جب انہوں اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے“

اور ایمان والو! کو جب اللہ تعالیٰ خوش ہو کر رزق دیتے ہیں تو اس کا نام اللہ نے رکھا فتح برکات، برکتوں کو کھول دینا فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ (الاعراف:۹۶)

”اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمانوں اور زمینوں سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے“

تو کافروں کے لیے فتح ابواب اور ایمان والوں کے لیے فتح برکات۔

عذاب اور آزمائش:

اسی طرح کافروں کو جو اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالتے ہیں تو اس کا نام عذاب رکھا۔ کافروں کو جو تنگی آتی ہے، جو پریشانی آتی ہے وہ بطور سزا آتی ہے، تو قرآن مجید میں اس کو عذاب کہا:

﴿وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (سجدہ:۲۱)

”ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے ایک چھوٹا عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ لوٹ جائیں“

www.besturdubooks.wordpress.com

اب یہ قبر کا عذاب بھی اور دنیا کا عذاب بھی اسی میں شامل اور دوسری جگہ فرمایا کہ ہم نے ان کافروں کو یوں تباہ کیا:

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ﴾ (القلم:۳۳)

"یہ ایسا ہی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے"

تو معلوم ہوا کہ کافروں کو دنیا کے اندر جو مار پڑتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے عذاب ہوتا ہے۔

مومن پر بھی مشکل آتی ہے مومن کی مشکلات کا نام قرآن نے ابتلا رکھا، یعنی آزمائش۔ بھئی! اچھے خوبصورت برتن کو بھی لینا ہو تو ٹھوک بجا کر لیتے ہیں کہ کچا ہے کہ پکا۔ تو مومن خوبصورت ہوتا ہے، ایمان کی نعمت والا ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں کہ کچا ہے یا پکا۔ اب اس کچے اور پکے کو دیکھنے کا نام ابتلا ہے۔ اللہ رب العزت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا﴾ (الاحزاب:۱۱)

"وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلا دیے گئے"

امتِ مسلمہ پر آزمائشیں زیادہ آئیں:

پہلی امتوں پر بھی آزمائشیں آئیں مگر کم آئیں، اس امت پر آزمائشیں بہت زیادہ آئیں ہیں، وہ کیسے؟ دلیل قرآن عظیم الشان میں سے:

پہلی امتوں پر جو عذاب آیا، ابتلا آئی تو رب کریم فرماتے ہیں:

﴿مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:۲۱۴)

"ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہلا دیے گئے حتیٰ کہ پیغمبر اور

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن جو ان کے ساتھ تھے سب کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟"

"زلزلوا" ایک لفظ استعمال کیا۔ آزمائش کی مقدار فقط اتنی تھی کہ "زلزلوا" ہلائے گئے۔

اور ایمان والوں پر صحابہ پر جو ابتلا آئی فرمایا:

﴿هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا﴾

اس لیے کہ درجے جو بڑے ملنے تھے، جتنے اونچے رتبے ملنے ہوتے ہیں اتنی آزمائش بڑی ہوتی ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ﴾

"ہم تمہیں آزمائیں گے"

مگر آخر پہ فرمایا کہ

﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾

"صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے۔"

مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ:

تو جو بندہ اللہ پر یقین کو پکا کر لیتا ہے، ایمان کو مضبوط اور قوی بنا لیتا ہے۔

مرضی　　مولیٰ　　از　　ہمہ　　اولیٰ

اللہ کی مرضی سب سے بالا ہے، اپنی مرضی پر ہم نے نہیں چلنا اللہ کی مرضی پر چلنا ہے، اللہ کی منشاء کو پورا کرنا ہے۔ تو اللہ رب العزت اپنے بندے کے ساتھ اپنی مدد کا معاملہ فرما دیتے ہیں۔ اور جو اپنی عقل اور سمجھ کے ساتھ قدم اٹھا رہا ہوتا ہے، وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھا رہا ہوتا ہے، دھکے کھا رہا ہوتا ہے، بیچارہ۔ پنجابی کے ایک شاعر نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اس دکھی حیاتی دے پینڈیاں وچ
کدی راہ پے گئے تے کدی بھلدے رہے
اک ڈیوا امید دا بلدا رہیا
لکھ جھکھڑ ہنیریاں دے چلدے رہے
پت جھڑ دے جھڑے ہوئے پتیاں وانگ
اسیں تیرے جہان وچ رلدے رہے
پر دامن امید دا چھڈیا نہ
اسیں نال تقدیر دے کھلدے رہے

وہ بیچارے تقدیر کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں۔ تقدیر کے ساتھ کھیلنے کی کیا ضرورت ہے بھئی؟ اللہ کی رضا پر راضی رہو، شریعت کے مطابق قدم بڑھاؤ، جس نے تالے لگائے ہیں وہی دروازے کھولے گا۔ تو ہم اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کو اگر اپنائیں گے تو اللہ ہماری مدد فرمائیں گے، اللہ ہمارے ساتھ ہو جائیں گے۔

نصرت الٰہی سب پر بھاری:

اللہ کی مدد اور نصرت شامل حال ہو جائے گی اور پھر جو ٹکرائے گا وہ منہ کی کھائے گا۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام آئے تو نمرود کا معاملہ ٹھپ ہو گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تو فرعون کا معاملہ ٹھپ اور جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو قیصر و کسریٰ کا معاملہ ٹھپ ہو گیا۔ جو اللہ کے ساتھ یقین کی نعمت کو لے کر میدان میں اترتا ہے، ہمیشہ اس کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔ یہ بات صرف سننی نہیں، دل میں بٹھانی ہے، سوچنا ہے کہ کیا ہمارے دل میں ایسی کیفیت ہے یا نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جیسا عمل ویسی جزا:

اب دیکھیے! اس دنیا میں ایک اصول ہے کہ ''جَزَاءُ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ'' جیسا عمل ویسی جزا۔ تو بندہ جیسا معاملہ اللہ کے ساتھ کرے گا، اللہ تعالیٰ ویسا معاملہ بندے کے ساتھ کریں گے۔ ع

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ

یہ خدا کا قانون ہے، حکمِ خدا پہ ہم اگر سچے رہیں گے تو جو چیز ہمارے لیے پریشانی کا سبب ہے، اللہ اسی کو خوشی کا سبب بنا دیں گے۔ جو ہمارے لیے ذلت کا سبب ہے، اللہ اسی کو عزت کا سبب بنا دیں گے۔

مثال ۱:

اب ذرا سنیے مثال: قرآن عظیم الشان میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اپنے بیٹے کو دریائے نیل میں ڈالتی ہیں، طبیعت بڑی غم زدہ ہے، حکم کے سامنے سر جھکا دیا ہے، مگر دل تو قابو میں نہیں ہوتا بندے کا، دل بڑا غم زدہ ہے کہ بیٹا جدا ہو رہا ہے۔ عقل کہہ رہی ہے کہ دیکھو تم نے ڈبے میں بچے کو ڈالا اب اس کو واٹر ٹائٹ بناؤ گی تو یہ ایئر ٹائٹ آٹومیٹک بن جائے گا اور بچہ دم گھٹ کر مر جائے گا اور اگر ہوا کے لیے سوراخ بناؤ گی تو آٹومیٹک اس میں پانی جائے گا اور بچہ ڈوب کر مر جائے گا۔ عقل کہتی ہے کہ تیرا بچہ نہیں بچتا جو مرضی ہو، اس نے اللہ کے حکم پر عمل کیا، تو طبیعت غم زدہ ہوئی۔ تو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو غم ملنے کا سبب کیا تھا؟ پانی تھا، جس میں بچے کو ڈالا۔ اب ذرا غور کیجیے کہ بنی اسرائیل کو نجات دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جس طرح قارون کو زمین میں دھنسا دیا، فرعون کو بھی دھنسا سکتے تھے، فرعون کو موت خشکی پر بھی آ سکتی تھی مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ساتھ معاملہ کیا کیا کہ فرعون کو دریا میں ڈبو یا۔ کیوں؟ اے میری بندی! بچے کو پانی میں ڈال کر تمہیں غم ملا تھا، اسی پانی کو میں تمہارے لیے خوشی کا سبب بناتا ہوں، یہ فرعون کو ڈبوئے گا۔ یہ خوشی کا سبب بن جائے گا، فرعون کو بھی دکھادیا کہ دیکھ کر تو بڑے تکبر سے کہتا تھا۔

﴿اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ وَ ھٰذِہِ الْاَنْھٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ﴾

(زخرف:۵۱)

''کیا ملک مصر اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہتی ہیں میری نہیں ہیں؟''

بڑا مان تھا تجھے کہ میرے نیچے آب پاشی کا ایسا نظام ہے، اسی دریا میں میں نے تجھے تباہ کر دیا، سبق دیا کہ بڑے بول مت بولنا، بولو گے تو دی ہوئی نعمتوں کو ہم واپس چھین لیں گے۔ جس پروردگار کو دینا آتا ہے اس پروردگار کو واپس لینا بھی آتا ہے۔

مثال ۲:

دوسری مثال: حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے جب کنویں میں ڈالا تو وہ ان کی قمیص اپنے باپ کے پاس دکھانے کے لیے لے کر گئے، اوپر کچھ خون بھی لگا دیا تھا۔

﴿وَ جَآءُوْٓا اَبَاھُمْ عِشَآءً یَّبْکُوْنَ﴾ (یوسف:۱۶)

''رات کو روتے دھوتے آگئے ابا کے پاس''

کہنے لگے کہ دیکھو! ہمارے بھائی کو بھیڑیا کھا گیا۔

﴿وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ﴾ (یوسف:۱۸)

''وہ قمیص کو جھوٹ موٹ کا خون لگا کر آئے تھے''

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کرتے کو دیکھا، قمیص کو دیکھا تو دل پر صدمہ ہوا،

www.besturdubooks.wordpress.com

اب یعقوب علیہ السلام کے لیے صدمہ کا سبب کیا بن رہا ہے؟ قمیض بن رہا ہے۔ ذرا غور کیجیے! کہ قمیض سبب بنا یعقوب علیہ السلام کو صدمہ ملنے کا اور انہوں نے کہا: فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ میں صبر کروں گا۔ اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کی بھائیوں سے صلح ہوئی، معافی تلافی ہوگئی اور انہوں نے کہا کہ جی ابا جان رو رو کے بوڑھے ہوگئے ہیں اور ان کی بینائی چلی گئی ہے تو اس وقت یوسف علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ میں دعا کروں گا، بینائی ٹھیک ہو جائے گی۔ فرمایا:

﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ﴾ (یوسف: ۹۳)

''یہ میری قمیض کو لے کر جاؤ اور ان کے چہرے پر ڈال دو''

﴿اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا﴾ (یوسف: ۹۶)

''جب چہرے پر ڈالی بینائی لوٹ آئی''

جو قمیض ان کے لیے غم کا سبب بنی تھی، اللہ نے اسی قمیض کو ان کے لیے خوشی کا سبب بنا دیا۔ وہ پروردگار قدرت دکھاتا ہے کہ غم اور خوشی ڈالنا میرے اختیار میں ہے، لہٰذا سبق یہ دیا گیا کہ تم اسباب کے پیچھے نہ بھاگو۔

مثال ۳:

یہاں ایک اور علمی نکتہ ہے ابرہہ بیت اللہ کو گرانے کی نیت سے چل پڑا اور ہاتھیوں کا لشکر اس کے ساتھ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھیوں کو مروا دیا۔ کس سے مروایا؟ چھوٹی چھوٹی چڑیوں سے، مفسرین نے اس کا جواب لکھا اور صحیح لکھا۔ راز اس میں یہ ہے کہ ابرہہ جانوروں میں سے سب سے مضبوط، بھاری بھرکم اور طاقت ور جانور کو لے کر آیا اور اللہ نے اس کے مقابلے میں چڑیوں کو کہا، ننھی سی جان کو کہا کہ دیکھو! تمہارے اتنے طاقت ور جانوروں کو میں اتنی ننھی سی جان والے پرندوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ختم کروا سکتا ہوں۔ تو یہ جواب بھی مفسرین کا بالکل ٹھیک ہے۔

ایک اور جواب ہے جو اور بھی زیادہ خوبصورت ہے اور وہ جواب یہ کہ مفسرین نے لکھا کہ اصل میں معاملہ یہ تھا کہ ابرہہ چلا تھا بیت اللہ کو گرانے کی نیت سے اور یمن میں اس نے اپنا ایک عبادت خانہ بنایا تھا، اس کو بڑا بنانے کی نیت سے، مرکز بنانے کی نیت سے۔ وہ ترتیب بدلنے چلا تھا کہ عزت والے گھر کو مٹا دے اور جس کی کوئی حیثیت نہیں اس کو عزت والا بنا دے۔ تو ترتیب بدلنے کی نیت سے چلا تھا جس نیت سے چلا تھا اللہ نے ویسا ہی معاملہ کیا۔ فرمایا: میرے بندو! آج تک میری ترتیب یہ ہے انسان شکاری ہوتا ہے، پرندے شکار ہوتے ہیں، آج میں بھی ترتیب بدل رہا ہوں، آج کے دن پرندے شکاری بنیں گے تم ان کا شکار بنو گے، وہ صیاد ہوں گے تم آج ان کا صیاد بنو گے۔

﴿وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ﴾
(الفیل: ۳)

دیکھا تو معلوم ہوا جیسی کرنی ویسی بھرنی، ہم اگر اسباب کے پیچھے زندگی گزاریں گے تو بربادی کے سوا اس کا کوئی انجام نہیں۔ اور اگر مسبب الاسباب کی خوشی کو سامنے رکھیں گے تو ہماری فلاح ہمیں یقیناً مل کر رہے گی۔ یہ ایک بات ایسی ہے جس کو بار بار کرنے کی اور دلوں میں بٹھانے کی ضرورت ہے۔

نبی علیہ السلام کی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان پر محنت:

چنانچہ نبی ﷺ نے دس سال صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان بنایا، تا کہ صحابۂ کرام کا ایمان، اللہ کی ذات پر یقین اور بھروسہ پختہ ہو جائے۔ اور اس کی دلیل حدیث پاک میں نبی ﷺ اپنے صحابی کو فرما رہے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

يَا غُلَامُ! اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ

”تو اپنے دھیان میں اللہ کو رکھ، اللہ تجھے اپنے دھیان میں رکھے گا۔“

اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ

اللہ کو اپنے دھیان میں رکھ تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔

وَاِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ

”اگر تجھے مانگنا ہے تو اللہ سے مانگ۔“

فَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ

”اور اگر مدد طلب کرنی ہے تو اللہ سے مدد طلب کرو۔“

اِعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ اِلَّا قَدْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ

”اس بات کو جان لے کہ ساری امت جمع ہو جائے نفع پہنچانے کے لیے تو نفع نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا۔“

وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ اِلَّا قَدْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

”تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے کہ اللہ نے اگر فیصلہ کر لیا نقصان پہنچانے کا۔“

رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

”قلم اٹھالی گئی صحیفہ خشک ہو گیا“

مقدر کے فیصلے ہو چکے تو سبق دیا کہ دیکھو کہ مدد بھی اللہ سے مانگو، سوال بھی اللہ سے کرو، وہ چاہے گا مل جائے گا وہ نہیں چاہے گا تمہیں کچھ بھی نہیں ملے گا، جو تیاں

www.besturdubooks.wordpress.com

پٹخاتے پھرو گے، دھکے کھاتے پھرو گے، کس کس کے دروازے پر تم جاؤ گے؟

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ہزاروں سجدوں سے نجات ملتی ہے، ایک اللہ کے در پر سجدہ کر لینے سے۔ ساتھ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کے ساتھ اپنے تعلق کو جوڑیں، مضبوط کریں، یہ بات دل میں اتر جائے کہ اللہ کا حکم ماننے میں کامیابی اور گناہ کرنے میں ہماری ناکامی ہے۔ یہ بات کرسٹل کلیئر (آئینے کی طرح واضح) ہو جائے کہ اللہ کا حکم ماننے میں کامیابی اور اللہ کے حکم توڑنے میں ناکامی ہے۔

جنگوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت

اب دیکھیں! صحابہ کی زندگی میں مختلف حالات آتے رہے لیکن ہر قدم پر اللہ نے ان کو سبق سکھایا، قدم قدم پر سبق سکھایا۔ یہاں ذہن میں ایک سوال پیدا ہوگا کہ جی امن کے حالات میں نبی ﷺ نے وعظ فرمایا تو چلو سبق سیکھا، جنگیں بھی ہوئیں تو جنگیں بھی سبق سکھانے کا ذریعہ بن گئیں۔ علمی نکتہ ہے کہ ہر جنگ جو ہوئی، اس کے پیچھے سبق تھا۔ غور کیجیے! فتح مکہ سے پہلے جو جنگیں ہوئیں! ان سب میں سبق۔

جنگِ بدر کا سبق:

مثال کے طور پر جنگِ بدر ہوئی اس میں سبق تھا۔ لا الہ الا اللہ کا یقین دل میں بٹھانا تھا کہ دیکھو تمہاری تیاری بھی نہیں تھی، ایک ہزار کے مقابلے میں تم تین سو تیرہ آ کے کھڑے ہو گئے اور پورے لشکر میں دو تلواریں، قرآن کہتا ہے:

﴿كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ﴾ (الانفال:۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

''گویا کہ موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں اور آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں''

لوہے میں ڈوبی فوج سامنے تھی۔ لیکن اللہ کا فیصلہ کچھ اور تھا۔

﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ﴾ (الانفال:۸)

اللہ فرماتے ہیں کہ دیکھو!

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (الانفال:۶)

''اور تحقیق اللہ نے مدد کی تمہاری بدر کے دن جب تم کمزور تھے''

صحابہ خود مانتے ہیں کہ ہم بہت کمزور تھے، نہ سواریاں تھی، نہ تلواریں تھی، بھاگم بھاگ آ کر کھڑے ہو گئے۔ میدان میں آنکھیں کھلی رہ گئیں، ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے تھے کہ مکہ تو نے اپنا دل نکال کر سامنے رکھ دیا، ایسے جوان ڈھونڈ کر لائے تھے۔ وہ کفار ایک طرف ایسی تیاری کے ساتھ اور دوسری طرف نہتے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ دیکھو کہ تم میرے بن کر رہو گے تو دنیا کی طاقت بھی تمہارے سامنے آ کر کھڑی ہو جائے گی تو تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی۔ میں تمہیں دنیا میں کامیاب کر کے دکھاؤں گا۔

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرۃ:۲۴۹)

''کتنی بار ایسا ہوا کہ ایک تھوڑی جماعت بڑی جماعت کے اوپر غالب آ گئی اللہ کے حکم سے، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

یعنی کتنی بار ایسا ہوا کہ ہم نے چڑیوں سے باز مروا دیئے، اللہ تو صبر والوں کے ساتھ ہے۔ تو گھبرانا نہیں ہم تمہارے مددگار ہیں، تم اللہ کی مدد کو اپنے پلڑوں میں لے

www.besturdubooks.wordpress.com

لو اور بے فکر ہو جاؤ، باقی کام ہمارا ہے، ہم نمٹیں گے تمہاری طرف سے سب کے ساتھ۔ تمہیں کس بات کا غم ہے؟ کس بات کی فکر ہے؟ تو جنگ بدر میں کیا سبق سیکھا؟ جنگ بدر کا مظہر کیا تھا؟ لا الہ الا اللہ۔

جنگِ احد کا سبق:

جنگ احد کے اندر جو سبق سکھایا گیا وہ تھا محمد رسول اللہ (اتباعِ رسول ﷺ) کر و دیکھو! ایک ہے مقصدِ زندگی اور ایک ہے طرزِ زندگی۔ مقصدِ زندگی تو اللہ کی وحدانیت مگر طرزِ زندگی وہ ہوگی جو میرے محبوب ﷺ کی ہوگی، تب کامیاب ہوں گے۔

اب جنگ احد میں دیکھو! ابتدا میں فتح ہو رہی ہے۔ ایک چھوٹی سی اجتہادی غلطی جس کو مس انڈرسٹینڈنگ کہتے ہیں کہ جن کو نبی علیہ السلام نے پہاڑی پر کھڑا کیا تھا اور فرمایا تھا کہ نیچے نہ اترنا، انہوں نے جب اور مسلمانوں کو ان کا مال سمیٹتے ہوئے دیکھا تو یہ محسوس کیا کہ مقصد یہ تھا کہ جب تک کافروں کو شکست نہ ہو جائے تب تک نیچے نہیں اترنا۔ اب تو ہمیں ان کا پیچھا کرنے میں مسلمانوں کی مدد کرنی چاہیے تو پہاڑی سے نیچے اتر آئے۔ تو خالد جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جنگ کے بڑے ماہر تھے، انہوں نے معاملے کو بھانپ لیا اور لمبا چکر کاٹ کر پیچھے سے آئے اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اب مسلمان سینڈوچ بن گئے، سامنے سے کافر بھی لوٹ آئے اور پیچھے سے خالد بن ولید بھی اور انہوں نے پھر مسلمانوں کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا۔ نقصان بھی ہوا، پریشانی بھی ہوئی۔ رب کریم نے سبق سکھا دیا کہ دیکھو تمہارے پاس تیاری بھی زیادہ تھی یا اسباب بھی زیادہ تھے، ظاہری طور پر تمہیں فتح بھی ہو رہی تھی، لیکن جب تم نے میرے محبوب ﷺ کے حکم سے تھوڑا سا آگے پیچھے کیا تو تمہاری

www.besturdubooks.wordpress.com

فتح کو بھی ہم نے پریشانی میں بدل دیا۔ تو جنگ بدر کا مظہر کیا تھا؟ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور جنگ احد کا مظہر کیا تھا؟ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

غزوۂ خندق کا سبق:

پھر اس کے بعد غزوۂ خندق ہوئی، غزوۂ خندق میں سبق یہ سکھانا تھا کہ دیکھو اب تمہارے پاس ساری دنیا کے کافر جمع ہو کر آ رہے ہیں۔ چونکہ جنگ خندق میں کافروں نے علاقے میں خوب چرچا کر کے مختلف قبیلوں سے بندوں کو وصول کر کے، سب کو لے کر آئے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ لوگ آ کر مسلمانوں کو کہتے تھے:

﴿اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾ (آل عمران: ۱۷۳)

''لوگ تمہارے لیے جمع ہو کے آ رہے ہیں ڈرو ذرا''

تمہارا بنے گا کیا؟ تمہارے لیے مکہ مکرمہ کی اتحادی جماعت یہ آ رہی ہے۔ ﴿فَاخْشَوْهُمْ﴾ تم ڈرو ان سے۔ اللہ نے یہاں سبق سکھانا تھا کہ دیکھو! تم جنگ نہیں کر سکتے تھے، تم لڑ نہیں سکتے تھے، وہ اتنے زیادہ تھے اور پھر ایک خندق بنائی اور اس میں محصور ہو گئے تو اللہ نے ایسی آندھی چلائی:

﴿وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ﴾ (الاحزاب: ۲۵)

''اللہ نے ان کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ واپس لٹا دیا''

﴿لَمْ يَنَالُوْا﴾ ان کے پلے کچھ بھی نہیں آیا۔ سمجھو کہ میرے بن کے رہو گے تو ساری دنیا تمہارے سامنے چڑھ آئے گی، تو کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں آئے گا کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

تو غزوۂ خندق کا مظہر یہ تھا کہ مخلوق پر نظر مت رکھنا، ہماری مدد کے اوپر نظر رکھنا۔ مخلوق ساری بھی تمہاری مخالف ہو جائے ہم تمہارے ساتھ ہیں تو کوئی پرواہ نہیں۔

؎ کیا غم ہے کہ ہے ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے

ایک اللہ ساتھ ہے تو کافی ہے ہمارے لیے۔

صلح حدیبیہ کا سبق:

پھر اس کے بعد صلح حدیبیہ ہوئی تو صلح حدیبیہ میں بھی حکمت تھی۔ سبق تھا کہ میرے بندو! میدان کا ہاتھ میں آنا یا نہ آنا یہ کامیابی نہیں، میری تعلیمات پر عمل کرنا اصل کامیابی یہ ہوا کرتی ہے۔

چنانچہ صلح حدیبیہ میں ظاہراً تو میدان ہاتھ میں نہیں آیا، کافروں کی جو شرطیں تھیں وہ غالب شرطیں تھیں، کوئی بندہ کافر ہو کر آئے گا ہم واپس نہیں کریں گے، مسلمان ہو کے آئے گا واپس کرنا پڑے گا۔ ابھی واپس چلے جاؤ ہم تمہیں آنے دیں گے، اگلے سال آنا، یہ کیسی شرطیں؟ تو شرطیں ایسی تھیں کہ لگتا تھا کہ یہ غالب اور وہ مغلوب ہو رہے ہیں۔ اس لیے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رگیں پھڑک گئی تھیں کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اتنا دب کر کیوں یہ سارا کچھ کر رہے ہیں؟ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ پیغام مل گیا ہے کہ

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ (الفتح:1)

اللہ نے اس کو فتح مبین کہہ دیا۔ ظاہر میں کمزوری نظر آ رہی ہے تو بتایا کہ میدان میں نظر نہ رکھو کہ ہم نے میدان جیت لیا یا ہار لیا، نہیں بلکہ اللہ کے حکم پر نظر رکھو۔

غزوہ حنین کا سبق:

پھر غزوہ حنین میں سبق یہ سکھایا کہ دیکھو! اب تو تمہاری تعداد بڑی ہے، اب تم

کتنے ہو کر اتنے زیادہ تو ہم کبھی بھی نہیں تھے۔

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ﴾ (توبہ:۲۵)

’’اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہیں مدد دی، جنگ حنین کے دن جب تم اپنی تعداد پر اترا تے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی‘‘

تمہیں تمہاری کثرت نے عجب میں ڈال دیا، تو پھر تم دیکھو ہم نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ سب بھاگ گئے، اللہ کے حبیب کھڑے ہیں۔ فرمایا:

((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ))

’’میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں‘‘

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور کچھ صحابہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ پھر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا، اے بیعت رضوان کرنے والو! اصحاب شجرۃ! ان الفاظ کو سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم واپس لوٹے۔ مگر ابتدائی طور پر اتنی انہوں نے تیراندازی کی تھی کہ معاملہ تتر بتر ہو گیا تھا۔ اللہ نے سبق دے دیا کہ کثرت پہ ناز نہ کرنا، ہماری مدد پر بھروسہ کرنا۔ تو دیکھو! ہر ہر جنگ کے اندر سبق سکھایا گیا ہے۔

دورِ صحابہ، امت کے لیے روشن مثال

صحابہ کا جو دور ہے وہ بھی ہمارے زندگیوں کے لیے روشن مثال ہے۔ مثال کے طور پر: نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم جہاد کے لیے اپنا مال لاؤ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پورا مال پیش کر دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے آدھا مال پیش کیا، عثمان رضی اللہ عنہ نے اونٹوں کے حساب سے مال دیا، سینکڑوں اونٹ دیے، اور علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ تھا ہی نہیں۔ اب دیکھو بندے کے پاس چار صورتیں (Probabilities) ممکن ہیں، چار امکانات ہیں:

یا تو بندہ اتنا محبت میں مست ہو کہ پیچھے سوئی بھی نہ چھوڑے سارا ہی دے دے اور کہے کہ میں پیچھے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال ہے۔

یا اتنی منظم زندگی ہو کہ دین دنیا کو ففٹی ففٹی رکھ رہا ہو، اے اللہ کے حبیب ﷺ! آدھا گھر والوں کے لیے اور آدھا آپ کی خدمت کے لیے ہے، تو عمر رضی اللہ عنہ کی مثال ہے۔

اور تیسرا اللہ نے اتنا دیا کہ کروڑ پتی ہے، تو دونوں ہاتھوں سے خرچ کرے، جیسے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خرچ کیا اور نبی ﷺ نے دعائیں دیں۔ کچھ صحابہ

اور یہ بھی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ خرچ کرنے کو ہو ہی نہ، بندہ فقیر ہو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مثال کہ ساری زندگی ان پر تو زکوٰۃ فرض نہ ہوئی، ہاں جو نے ہی گھیں دیا۔ جو آتا تھا اللہ کے راستے میں خرچ..... تو بھئی! اگر فقیر ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مثال پر عمل کر لو۔ تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان تمام مثالوں میں ہمارے لیے سبق ہے۔

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ:

اب ذرا غور سے سنیے! یہ بات کہ دورِ صدیقی میں اندرونی فتنوں کا سدِ باب شریعت نے سکھایا۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اندرونی فتنے بہت تھے۔ سب سے پہلے اسامہ بن زید کا جو لشکر بھیجنا تھا، اس کو بھیجنے میں ہی جھگڑا کہ بعض حضرات نے مشورہ دیا کہ جی لشکر نہ بھیجیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پردہ فرما گئے تو کافر کہیں مدینے پر حملہ ہی نہ کر دیں۔ اب یہ کتنا بڑا مسئلہ تھا؟ اس اختلاف رائے کو ختم کرنا۔ تو پہلی بات کہ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ کے نبی نے جسے جھنڈا پکڑا دیا، ابوبکر اس سے

واپس نہیں لے سکتا۔ حتیٰ کہ عمر رضی اللہ عنہ جیسے حضرات بھی حیران تھے کہ بنے گا کیا؟ اگر سارا مدینہ خالی ہو گیا تو دشمن تو بھاگ کر چڑھے گا۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ لشکر کے جانے کے بعد جنگل کے درندے آ کر مدینے کی عورتوں کو پھاڑ کھائیں گے، ان کی لاشوں کو گھسیٹیں گے، میں اس لشکر کو پھر بھی وہاں بھیجوں گا۔

کچھ لوگ تھے جن کو کہتے ہیں مانعین زکوٰۃ۔ وہ کہتے تھے کہ جی ہمارے علاقے میں لوگ بڑے غریب ہیں تو ہم زکوٰۃ بیت المال میں بھیجنے کی بجائے خود ہی ان میں تقسیم کر دیں گے۔ یہ منکرینِ زکوٰۃ نہیں تھے، منکرین تو ہوتے اگر زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل نہ ہوتے۔ وہ کہتے تھے ہم دیں گے مگر ہم خود تقسیم کریں گے، مرکز میں کس لیے بھیجیں؟ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نہیں! جو کام نبی ﷺ کے زمانے میں ہوتا تھا وہی ہو گا، اگر تمہاری زکوٰۃ بیت المال میں آتی تھی، اب بھی میں وہ ضرور وصول کروں گا، اونٹ اگر دو گے اور اونٹ کی رسی اگر نہیں دو گے تو میں پھر بھی تمہیں نہیں بخشوں گا۔ اندرونی فتنوں کا سدِ باب کرنا سکھایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے حضرات ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ابو بکر! وہ زکوٰۃ تو ادا کریں گے نا اپنے علاقے میں؟ تو یہ اتنی بڑی بات تو نہیں کہ وہاں نہیں جمع کروائی، جس پر آپ ان کے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہیں، تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

«أَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ»

''جاہلیت میں تو اتنا بہادر اور اسلام میں آ کر تم اتنے کمزور؟''

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری تو آنکھیں کھل گئیں اور آگے کیا بات کی:

''أَيَنْقُصُ الدِّينُ وَأَنَا حَيٌّ''

www.besturdubooks.wordpress.com

”کہ دین کے اندر نقص آئے اور ابوبکر زندہ رہے“

یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں:

”قَامَ مَقَامَ الْاَنْبِیَاءِ“

”کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسا عمل کیا جیسے نبی کھڑا ہوتا ہے۔“

پوری امت کو جوڑ کر رکھ دیا۔ تو دور صدیقی کیا تھا؟ اندرونی فتنوں کا سدباب قیامت تک اگر کوئی حاکم وقت آئے اور چاہے کہ میں اندرونی فتنوں کو ختم کروں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کو پڑھ لو اس کو پتہ چل جائے گا کہ اصولوں کو کیسے اپنایا جاتا ہے اور ان کو کیسے کیا جاتا ہے؟

دور فاروقی رضی اللہ عنہ:

پھر دور فاروقی تھا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور اس دور کے اندر تعلیم دی گئی کہ اگرچہ فتوحات کے دروازے کھل رہے ہیں، اتنا مال آرہا ہے کہ خزانے بھر گئے، مدینے میں زکوۃ لینے والا ملتا کوئی نہیں، ان فتوحات کے باوجود تمسک بالکتاب تمہاری زندگی میں ہونا چاہیے۔

چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھو! کتنا کچھ آرہا ہے مگر نہ آسائشوں کو جگہ دی، نہ عیاشی کو جگہ دی، اسی زندگی کو جگہ دی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی۔ تمسک بالکتاب، ڈٹے رہے اس کے اوپر۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ بیت المقدس جارہے ہیں، وہاں نصرانی ہوں گے، یہودی ہوں گے، آپ اچھے کپڑے پہن لیں اور اچھی سواری کے اوپر چلے جائیں، اونٹ کی بجائے گھوڑا لے لیں۔ تو ان کے کہنے پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات مان لی۔ ابتداً میں کپڑے بھی نئے پہن لیے اور سواری کے لیے گھوڑا لے لیا۔ سوار ہو کر چند قدم اٹھائے تو، کہنے لگے کہ میرا دل مجھے کہہ رہا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

واپس آئے، وہی پرانے کپڑے پہنے اور وہی اونٹ لے لیا۔ اور یہی نشانیاں تھیں جو یہود ونصاریٰ نے بیت المقدس کے فاتح کی اپنی کتب میں پڑھ رکھی تھیں۔

﴿مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ﴾ (الفتح:۲۹)

”ان کے یہی اوصاف تورات میں اور یہی اوصاف انجیل میں مرقوم ہیں“

اس کو کہتے ہیں کہ فتوحات کے باوجود تمسک بالکتاب۔ ڈٹ جانا اس کے اوپر۔

دورِ عثمانی رضی اللہ عنہ:

دورِ عثمانی شروع ہوا تو دورِ عثمانی میں امت کو یہ سبق دیا گیا کہ اختلاف کی شکل میں بھی تحمل اور برداشت پیدا کرو! عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا صبر اور برداشت امت کے لیے ایک روشن مثال ہے اللہ اکبر کبیرا۔

اب کچھ لوگ حدیث اور قرآن پر اعتماد کرنے کی بجائے تاریخ پر اعتماد زیادہ کرتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ہم صحابہ کی زندگیوں کو قرآن اور حدیث کے آئینے میں دیکھتے ہیں اور کچھ لوگ صحابہ کی زندگیوں کو تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ تاریخ کی کیا حیثیت ہے؟ جو چیز محفوظ ہے اور ٹھوس ہے وہ تو قرآن اور حدیث ہے۔ یہی فرق ہم میں اور غیروں میں ہے ہم اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قرآن اور حدیث کے آئینے میں دیکھتے ہیں اس لیے ہم ان کو اپنی زندگیوں کا امام سمجھتے ہیں۔ اور جو کچھ لوگ ان کو تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک بڑے علامہ صاحب نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو بڑی بڑی رقمیں ہدیے میں دے دیا کرتے تھے۔ اب ان کو یہ بات حیران کرتی ہے کہ کئی مؤرخین نے لکھا ہے کہ بڑی بڑی رقمیں اپنے رشتے داروں کو ہدیے میں دے دیتے تھے۔ لیکن کہاں سے دیتے تھے؟ اس کا کچھ پتہ نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کھل گئی تو ذرا سن لیجیے کہ یہ معاملہ ہوا کیسے؟ افریقہ میں ایک قوم تھی قوم بربر، مسلمان اس علاقے کو فتح کرتے تھے، آگے بڑھتے تھے تو وہ پیچھے پھر مرتد بن جاتے تھے تو مسلمانوں کو پھر واپس آنا پڑتا، پھر ان کی ٹھکائی کرتے۔ جب کہیں اور قدم بڑھاتے پھر وہ نافرمان ہو جاتے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو بھیجا (بدری صحابی تھے) کہ آپ جائیں اور اس کا پکا بندوبست کریں تاکہ بار بار یہ فتنہ نہ اٹھے۔ وہ گئے، انہوں نے سٹڈی کیا کہ معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے نتیجہ یہ نکالا کہ اس قوم کے اندر جوان کا لیڈر ہے نا وہ بد دماغ ہے۔ جب جنگ ہوتی ہے وہ بھاگ جاتا ہے اور جب مسلمان چلے جاتے ہیں پھر آکر قوم کو بہکا دیتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ذہن میں یہ رکھا کہ اب اس سرغنے کا سد باب کرنا ہے۔ اس کے جاسوسوں نے اسے بتا دیا کہ جو مسلمانوں کا نیا امیر آیا ہے اس کی نگاہیں تجھ پر ہیں۔ اس نے کیا عقل مندی دکھائی کہ اعلان کرا دیا جو مسلمانوں کے امیر لشکر کا سر لائے گا میں ایک لاکھ دینار اس کو انعام میں دوں گا۔ اپنے لشکر میں یہ اعلان کروا دیا۔ اعلان ہونے کے بعد اب اس کی فوج کا ہر ایک بندہ اس مسلمان صحابی کے پیچھے کہ کل اور کچھ ہو نہ ہو اس ٹارگٹ کو حاصل کرو اور انعام لو۔ تو مسلمانوں کے جو جاسوس وہاں تھے خبریں لا رہے تھے، انہوں نے آکر امیر لشکر کو بتا دیا کہ جناب یہ اعلان ہو چکا ہے کل جب مقابلہ ہوتا ہے اور کچھ ہو نہ ہو لوگ آپ کو قتل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب انہوں نے اس کو کاؤنٹر تو کرنا ہی تھا، چنانچہ انہوں نے بھی اعلان کروا دیا کہ جو مسلمان کافروں کے امیر کا سر لائے گا میں بھی اس کو ایک لاکھ دینار انعام میں دوں گا۔ دونوں طرف سے اعلان ہو گیا۔ اللہ کی شان مقابلہ ہوا، ایک مسلمان صحابی نے اس سرغنے کو قتل کر دیا اور اس کے قتل ہونے سے پوری قوم جو تھی ہتھیار ڈال کر ہمیشہ کے لیے مسلمان بن گئی۔ پھر اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد ان کے ساتھ بھی ٹکراؤ نہ ہوا تو مسئلہ حل ہو گیا، مال غنیمت بھی بڑا ملا۔ جب مال غنیمت کو تقسیم کرنے کا وقت آیا تو وہ جنہوں نے دشمن کے سرغنے کو ختم کیا تھا وہ آگئے، کہنے لگے کہ جناب اعلان ہوا تھا، اب ایک لاکھ دینار کا میں حق دار بنتا ہوں۔ امیر لشکر نے کہا: ہاں بھئی! مال غنیمت میں سے ایک لاکھ دینار دے دو! باقی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جناب! مال غنیمت میں تو سب کا حق ہوتا ہے، آپ تو نہیں دے سکتے۔ اب ایک فقہی مسئلہ وہاں پیدا ہو گیا، امیر کہتے تھے کہ میری تو بڑی اتنی نہیں کہ میں ایک ہزار دینار بھی دے سکوں، میں نے تو مسئلے کو حل کرنے کی خاطر فتح کی خاطر اور اس کا جو کر تھا اس کو کاؤنٹر کرنے کی خاطر میں نے یہ بات کروائی تھی اور میری بات ٹھیک بھی نکلی کہ مسئلہ حل ہو گیا۔ لہٰذا میں تو مال غنیمت میں سے دوں گا، دوسرے صحابہ کہتے تھے کہ آپ اکیلے یہ فیصلہ نہیں کر سکتے جب تک غنیمت میں جتنوں کا حق ہے سارے آمادہ نہ ہو جائیں۔ اب ایک فقہی مسئلہ چل پڑا۔ نتیجہ کیا ہوا کہ معاملہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ حضرت مسئلہ تو حل ہو گیا لیکن یہ فقہی مسئلہ ہے، اب بتائیں! ہم مال کو سب میں برابر تقسیم کریں یا ایک لاکھ اس بندے کو انعام ادا کریں۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کتنا خوبصورت فیصلہ کیا! انہوں نے اس صحابی کو کہا کہ دیکھو! اس میں سب کا حق ہے لہٰذا تم اکیلے اس میں سے ایک لاکھ دینار اس کو نہیں دے سکتے۔ اس نے کہا: جی میں کیا کروں؟ انہوں نے کہا کوئی بات نہیں میں نے تمہیں لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا میں تمہیں اپنی طرف سے ایک لاکھ دینار ہدیہ دے دیتا ہوں۔ اس سے خوبصورت حل دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا، لیڈرشپ کے لیے فیصلہ کرنا ہوتا ہے، اتنا خوبصورت فیصلہ کیا، ایثار کی انتہا کر دی۔ میں ایک لاکھ ہدیہ دے دیتا ہوں تم ادا کر دو، مسئلہ حل ہو جائے گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مسئلہ حل کر دیا۔ مؤرخین نے پورے واقعے کی بجائے اتنی بات

www.besturdubooks.wordpress.com

لکھی کر اپنے واقف رشتے داروں میں بڑی بڑی رقم ہدیہ کرتے تھے۔ ہم ان کو تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں، او عقل کے اندھو! کاش ان کو قرآن اور حدیث کے آئینے میں دیکھتے تب ان کی حقیقت کو سمجھتے۔

دورِ علوی رضی اللہ عنہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا جو دور تھا اس میں بتلایا گیا کہ دیکھو! قتال بھی اگر ہو جائے تو اپنوں میں محبت برقرار رکھنا۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ کا حال دیکھیے! حدیث مبارک میں اللہ کے نبی ﷺ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کی دو جماعتیں جو بڑی جماعتیں ہوں گی لڑ پڑیں گی۔ اب یہ لڑنا بھی ہمارے لیے باعث رحمت بن گیا۔ وہ کیسے؟ ذرا غور کریں! قرآن اللہ کے نبی پر اترا لیکن کچھ باتیں ایسی تھیں کہ جن کی مثالیں اللہ کے نبی کے زمانے میں ہونا مناسب نہیں تھیں۔ مثال کے طور پر قرآن پاک کی آیت ہے:

﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾

(الحجرات:۹)

''اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں قتال کریں تو ان میں صلح کروا دو۔''

اگر یہ واقعہ اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی میں پیش آتا تو آج کافر اللہ کے نبی پہ تہمت لگاتے کہ کیسے معلم بن کر آئے تھے کہ ان کے سامنے ان کے شاگردوں نے ایک دوسرے کو مار ڈالا؟ اللہ نے اپنے نبی کو عیب سے پاک کیا۔ میرے محبوب ﷺ کا پیغام پہنچ گیا لیکن اس کی مثال یہ کہ آپ جب پردہ کر جائیں گے تو میرے پیچھے حالات ایسے بنادوں گا غلط فہمی کی وجہ سے فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ ہوں گی، آنے والوں کو سبق مل جائے گا کہ ہم نے آپس میں قتال کی صورت میں محبتیں کیسے برقرار رکھی ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

نتیجہ کیا نکلا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہ کے پاس ایک ان کا حاجی آیا اور آ کر کہا کہ میں زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ زبیر کو قتل کرنے والا جہنمی ہوگا۔ حاجی ہے، اپنا ہے، آ کر کہتا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہے۔

طلحہ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، شہید ہو گئے، ان کی لاش دیکھی، ان کی انگلیوں سے پہچانا۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ اٹھا کے ان کی انگلیوں کو بوسا دیا کہ انہوں نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا احد کے اندر دفاع کیا تھا۔ اگرچہ غلط فہمی کی وجہ سے قتال ہوا مگر محبتیں پھر بھی سلامت رہیں۔

مشاجرات صحابہ میں امت کیلئے سبق

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگرد رشید ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ جو مشاجرات صحابہ ہیں ہمارے لیے رحمت ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتیں تو ہمیں حالت جنگ میں کیا کرنا چاہیے، یہ مسائل کہاں سے سیکھتے؟

اب امت کو سبق مل گیا کہ یوں ہو تو یہ کرنا چاہیے اور یوں ہو تو یہ کرنا چاہیے۔ اس لیے اگرچہ وہ آپس میں ٹکرائے اللہ نے ٹکرا دیا، ہماری نظر میں ادھر کے بھی صحابی کامیاب اور ادھر کے صحابی بھی کامیاب۔ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ صاف ستھرا عقیدہ یہ ہے کہ

صحابہ باہم جنگ بھی کریں تو وہ سعید ہیں
ادھر کے بھی شہید ہیں، ادھر کے بھی شہید ہیں

اس لیے کہ ہم ان کو قرآن اور حدیث کے آئینے میں دیکھتے ہیں، یہ وہ ہستیاں

www.besturdubooks.wordpress.com

تھیں کہ اللہ نے قرآن نے فرما دیا: ﴿ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ﴾۔ اب ذرا اور دیکھیے! کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک دوسرے کے ساتھ آمنے سامنے آ گئے تو امت کو سبق مل گیا کہ تم نے کرنا کیا ہے؟

حزب اقتدار اور حزب اختلاف کیلیے سبق:

اب ذرا ایک ملک کے سٹرکچر کو سامنے رکھیں کہ ملک میں کیا ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے حزب اقتدار تو بھئی تم اگر حزب اقتدار میں ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھو کہ انہوں نے کیا کیا۔ اور ایک ہوتا ہے حزب اختلاف، یہ اگر دیکھنا ہے تو دیکھو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کو، انہوں نے کیا کیا؟ یہ حزب اقتدار ہیں اور وہ حزب اختلاف ہیں۔ تو امت کے سامنے ایک مثال آ گئی۔

ریسرچ سکالرز کیلیے سبق:

اب ایسے میں کچھ لوگ ہوتے ہیں جو سائنس دان ہوتے ہیں، ریسرچ سکالر ہوتے ہیں۔ ان کا کام یہ نہیں ہوتا، اقتدار اور اختلاف میں الجھنا، وہ ریسرچ ورک کرنے والے ہوتے ہیں، ان کے لیے بہتر یہی ہوتا ہے کہ وہ گھروں میں رہیں، علم میں مشغول رہیں۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھو! اس حالت میں انہوں نے کیا کیا؟ گھر کے اندر رہے۔ تو بتا دیا کہ جو ریسرچ سکالر ہوتے ہیں، جن کا علم سے تعلق ہوتا ہے، جن کو ان باتوں کا علم نہیں ہوتا ان کو ضرورت نہیں کہ وہ ان حالات میں الجھتے پھریں، پرسکون ہو کر ایک طرف رہیں۔ اپنی علمی ریسرچ کا کام کرتے رہیں۔

قوم کے بڑوں کیلیے سبق:

کچھ ہوتے ہیں قوم کے بڑے، ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جتنی امید جو الجھ

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑے ہیں تو تم ان کے درمیان صلح کروا دو۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المومنین، انہوں نے بھی اس ضرورت کو دیکھتے ہوئے Step لیا (قدم اٹھایا) تھا کہ میں جاتی ہوں اور دونوں میں صلح کروا دیتی ہوں۔ تو جو قوم کے بڑے ہوتے ہیں، ان کو صلح کروانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

علما و معززین کے لیے سبق:

پھر آگے دیکھیے! کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ جو معززین ہوتے ہیں، علم والے ہوتے ہیں، ان کو دونوں طرف اپنا رویہ ٹھیک رکھنا چاہیے، کسی پارٹی میں شامل نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ علما کے بارے میں علامہ شامی نے فتوی لکھا کہ کوشش کرنی چاہیے کہ عدالت میں گواہی کے لیے پیش نہ ہوں، کیوں کہ ایک گروپ کے حق میں جا ئیں گے اور دوسرے گروپ والے مخالفین ان کے فیض سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائیں گے۔ تو حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سید المحدثین کے بارے میں حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مولوی قسم کے صحابی تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کون تھے؟ مولوی قسم کے صحابی تھے۔ ان کا دونوں کے ساتھ تعلق تھا۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ نماز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھتے تھے اور کھانا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دسترخوان پر کھاتے تھے۔ تو بتا یا دیکھو! اگر تم اس کیٹیگری کے بندے ہو تو پھر تمہیں دونوں کے ساتھ کیسے بنا کے رکھنی چاہیے کہ پھر دونوں قسم سے فائدہ لیتے رہیں، تعلیم پاتے رہیں۔

قومی مفادات کے معاملے میں سبق:

اور پھر حزب اقتدار اور اختلاف دونوں کو ایک بات سمجھائی کہ دیکھو تم کچھ مسائل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ایک دوسرے سے الجھ تو پڑے ہو لیکن جہاں (National Benefit) قومی مفاد آ جائے، مشترکہ کا کوئی مسئلہ آ جائے تو تم کو ایک ہو جانا چاہیے۔ اس کی مثال یہ کہ ایک عیسائی نے امیر معاویہ کو خط لکھا اور کہا: ہمیں پتہ چلا ہے آپ کو آپ کا مقام نہیں دیا جا رہا، آپ ہمارے پاس آ جائیں ہم آپ کو آپ کا مقام دیں گے۔ اس خط کو پڑھ کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا کہ سمجھا دیا کہ نیشنل بینی فٹ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: او رومی کتے! یہ تو بھائیوں کا معاملہ ہے، اگر تم نے میلی آنکھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو امیر معاویہ ان کی فوج کا سپاہی بن کر سب سے پہلے تم سے قتال کرے گا۔ تو معلوم ہوا کہ صحابہ کی زندگی تعلیم ہی تعلیم ہے۔ ہمارے لیے ان کا امن سے رہنا بھی تعلیم، ان کا آپس میں الجھ جانا بھی تعلیم ہے۔ اللہ نے ہمارے لیے مثالیں قائم کر دیں، ورنہ تو لوگ کہتے: اسلام ناقص ہے، امن کے زمانے کی باتیں سکھاتا ہے، جنگ کے زمانے کی تو مثالیں ہی نہیں بتاتا۔ اللہ نے کامل دین بنا دیا، تو معلوم ہوا کہ ہمیں سبق ہی سبق سکھایا گیا۔ لہٰذا صحابہ کا جو دور ہے، خلفائے راشدین کا دور، وہ ہماری زندگیوں کے لیے ایک روشن مثال کی مانند ہے۔

مزاجِ شریعت اور حدودِ شریعت:

اب ایک بات اور سمجھیں، علمی نکتہ ہے۔ ایک ہوتا ہے مزاجِ شریعت اور ایک ہوتا ہے حدودِ شریعت۔ مزاجِ شریعت کا نام تقویٰ اور حدودِ شریعت کا نام فتویٰ ہے۔ اگر تم مزاجِ شریعت کو دیکھنا چاہتے ہو تو صدیقی اور فاروقی دور کو دیکھیے، تقویٰ کی مثالیں نظر آئیں گی اور اگر حدودِ شریعت کو دیکھنا چاہتے ہو تو پھر عثمانی اور علوی دور کو دیکھیے تمہیں پتہ چل جائے گا کہاں تک بردباری کی حدود جاتی ہیں۔ حدودِ شریعت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

پتہ چل جائے گا۔

علما اور دعوتِ دین:

علما کا کام ہے دین کی دعوت زندگی بھر دینا، لہٰذا آپ نے مدارس سے علم تو حاصل کر لیا، اب اپنے آپ کو تیار کرنا ہے کہ اللہ کے بندوں میں اللہ کے دین کے کام کرنا ہے۔ یہ جو علما درسِ قرآن دیتے ہیں، درسِ حدیث دیتے ہیں، یہ دین کی دعوت کا کام ہی ہے۔ دعوت کی کئی ساری شکلیں ہیں، آج کے زمانے میں ایک دعوت و تبلیغ کے نام سے کام ہو رہا ہے یہ آج کے دور میں بہترین شکل ہے، مگر دعوت کے کام کو اس میں مقید نہیں کر سکتے۔ جو علما جمعہ میں نصیحت کرتے ہیں، جو صبح میں درسِ قرآن دیتے ہیں، جو شام کو درسِ حدیث دیتے ہیں، یہ بھی دعوت کا کام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے تشریف لانے سے پہلے تک امت کو کیسے ہدایت ملی؟ وہ اسی تعلیم و تعلم کے ذریعے سے ملی، انہی خانقاہوں کے ذریعے سے ملی۔ یہ تو نہیں کہہ سکتے نا امت میں سینکڑوں سال، درمیان میں کوئی ہدایت کا کام ہوا ہی نہیں۔ اس لیے جو علما دین کا کام کرتے ہیں، وہ بھی دعوت کا کام ہے۔ ہاں نیت پہ منحصر ہے، اگر تو وہ تقریر کر رہے ہیں، لوگوں پہ علم کی دھونس بٹھانے کے لیے تو یہ تقریر جہنم میں جانے کا سبب بنے گی اور اگر دل میں درد ہے، نبی کی امت کا غم ہے کہ اس محلے کے سارے لوگ نمازی بن جائیں، محلے کے تمام گھروں سے فحش آلات ختم ہو جائیں، موسیقی کے آلات ختم ہو جائیں، سارے گھروں میں اللہ کے نبی کی سنتیں زندہ ہو جائیں، اس نیت سے اگر آپ درس دیتے ہیں تو آپ کا درس دین کی دعوت کا کام ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دعوت دین کے مراحل

اس دین کی دعوت کے چار مراحل ہیں۔ انفرادی طور پر کوئی دعوت دے یا اجتماعی طور پر یہ چار مرحلے آتے ہیں۔ یہ ایک ترتیب ہے اس کو ذرا سن لیجیے۔ چونکہ آپ علما ہیں اور آپ نے ہی آگے عوام کو زندگی میں رہنمائی دینی ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾

(یوسف:۱۰۸)

”کہہ دو کہ یہ میرا راستہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کے ساتھ اور میرے پیروکاروں کا بھی“

تو آپ نبی ﷺ کے علوم کے وارث ہیں، یہ کام ہے آپ کا، لہٰذا اس دین کی دعوت کے مراحل کو سیکھنا ضروری ہے۔ دنیا میں جہاں بھی دین کا کام ہوگا یہ چار مرحلے ہوں گے۔ یہ پکی اور طے شدہ بات ہے۔

پہلا مرحلہ...... وجودِ دعوت

سب سے پہلا مرحلہ کہ آپ دین کی دعوت دیں گے۔

......بے عمل کو عمل کی طرف

......فاسق کو نیکی طرف

......کافر کو اسلام کی طرف۔

یہ سب دعوت ہے۔ تو سب سے پہلے قدم پر کیا کرنے پڑے گا؟ دعوت دینی پڑے گی۔ تو دل میں غم لے کر دین کا درد لے کر دکھ کے ساتھ بات کہیں، شفقت ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

لہجے کے اندر، جاکھا شد رنگ نہ ہو، تم سب جہنمی ہو، تم سب جاہل ہو، نہ نہ! یہ زیب نہیں دیتا۔ دعوت دینے والا اس ڈھنگ سے دعوت دے کہ اپنے آپ کو اس جماعت کا حصہ سمجھے کہ میں بھی تو اس جماعت کا حصہ ہوں۔ اور اس کی دلیل نبی ﷺ کے عمل سے ملتی ہے۔ بدر کی رات اللہ کے نبی ﷺ نے دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ))

”اے اللہ! اگر ایمان والوں کی یہ جماعت ختم ہوگئی، قیامت تک تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“

تو محدثین نے اس کی شرح لکھی کہ یہ کیسی بات تھی۔ بھئی! کہ یہ تین سو تیرہ ختم ہو جاتے تو قیامت تک اللہ کی عبادت ہی نہ ہوتی۔ انہوں جواب لکھا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے آپ کو اس جماعت میں شامل کر کے یہ فرمایا۔ اور اگر نبی ﷺ شامل ہیں اور پھر وہ جماعت ختم ہو جاتی تو پھر قیامت تک رب کی عبادت نہ ہوتی۔ تو اپنے آپ کو اس جماعت کا ایک حصہ سمجھ کر بات کریں تو پھر درد ہوگا، محبت ہوگی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا انداز:

اب دیکھیں! محبت کا عالم دیکھیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کو دعوت دیتے ہیں: یٰۤاَبَتِ ! اے میرے ابا جان! اَبَتِ کا لفظ بتا رہا ہے کہ محبت ہے دل کے اندر، خلوص ہے۔ آج باپ بیٹے سے ذرا ناراض ہوتا تو بیوی سے کہتا ہے کہ اس کو کہو کہ سیدھا ہو جائے، یہ نہیں کہتا کہ میرے پیارے بیٹے سیدھے ہو جاؤ۔ غصے میں کہتا ہے: اس کو کہو کہ سیدھا ہو جائے، انداز تخاطب بدل جاتا ہے۔ تو یہاں انداز تخاطب محبت والا ہے ”یٰۤاَبَتِ“ اے میرے ابا جان! کتنی عاجزی کے ساتھ! کتنی محبت کے ساتھ احساس ہمدردی کو جتاتے ہوئے فرماتے ہیں: یٰۤاَبَتِ ! اے میرے ابا جان!

www.besturdubooks.wordpress.com

ان بتوں کی کیوں پوجا کرتے ہو؟ اور آگے سے باپ کا رویہ دیکھو!

﴿لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا﴾ (مریم: ۴۶)

”تمہیں سنگسار کردوں گا مجھ سے دور ہو جاؤ“

سنگسار کردیں گے، نکال دیں گے یہاں سے۔ جب تسلی ہوگئی کہ اب یہ اس ضد کے اوپر جم چکے اور یہ مجھے یہاں نہیں ٹکنے دیں گے تو جاتے جاتے بددعا نہیں کر رہے۔ بلکہ فرمایا:

﴿قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي﴾ (مریم: ۴۷)

”کہا کہ تیری سلامتی رہے میں آپ کے لیے اپنے رب سے بخشش کی دعا کروں گا“

ابا جان آپ کی ہدایت کے لیے کوشش میں کر چکا، اب میں اپنے اللہ سے دعا کروں گا۔ واقعی کے اندر یہ شفقت ہو تو پھر دیکھو کیسے محلے ٹھیک ہوتے ہیں؟ کیسے شہر ٹھیک ہوتے ہیں؟ اللہ کے نبی ﷺ کے پیغام میں اتنی طاقت اور قوت ہے۔

از دل خیزد بر دل ریزد

”دل سے نکلتا ہے دل پہ جا کے پڑتا ہے۔“

اپنا محاسبہ:

ہم اپنی نیتوں کو پہچانیں کہ ہماری تقریر کی نیت کیا ہوتی ہے؟ کیا یہ نیت ہوتی ہے کہ لوگ ہم سے متاثر ہو جائیں یا یہ نیت ہوتی ہے کہ مسجد کے صدر صاحب ہمیں نوکری پر بحال رکھیں، مطمئن رہیں۔ یا یہ نیت ہوتی ہے کہ آج دو سو جمعہ میں تھے تقریر سن کے تین سو جمعہ میں آجائیں، تو میرا کام پکا۔ جب دین کا درد ہوگا تو اس کا اثر پڑے گا۔ پہلا مرحلہ دین کی دعوت درد کے ساتھ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرا مرحلہ..... وقفہ تربیت

جب بھی دین کی دعوت دی جانے لگی تو ایک وقفہ ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ داعی کی تربیت فرمائیں گے۔ ذرا ٹھوک بجا کر دیکھیں گے کہ یہ عمل کا پکا، زبان کا سچا ہے، یا صرف زبان سے بات نکلی ہے۔ جیسے ہی دعوت دیں گے آپ کے اپنے اوپر حالات آئیں گے۔ اب لوگ آ کر کہتے ہیں کہ حضرت! کوشش تو کرتے ہیں مگر حالات ہی ٹھیک نہیں ہو رہے۔ تو بھئی وقفہ تربیت تو ہوتا ہے نا۔ یہ تو نہیں کہ آج دستار بندی ہوئی کل سے لوگ مرید بن جائیں گے، شاگرد بن جائیں گے۔ وقفہ تربیت ہر کسی کے اوپر آتا ہے، کبھی دور ہر کسی کے اوپر آتا ہے۔ یہ اس دعوت کے راستے کا لازمہ ہے۔ اس وقت میں صبر کے ساتھ شریعت وسنت کے مطابق آپ زندگی گزارتے رہیں۔ آپ دین کی دعوت کا کام کریں گے، حاسدین پیدا ہو جائیں گے، مخالفین پیدا ہو جائیں گے، آپ پریشان ہوں گے کہ جی میں خلوص سے یہ کام کر رہا تھا، پتہ نہیں ان حاسدین کو کیا ہوا؟ بھئی! یہ تو آنے ہیں، یہ مخالفین بننے ہیں، کیسے ہو سکتا ہے کہ تم دین کا کام کرو اور کوئی حسد نہ کرے۔ ہمارے بزرگوں نے فرمایا: اس بندے میں خیر نہیں جس کے حاسد نہیں۔ تو حاسد تو ہوں گے، ایسے موقع پر ادھر سے بات سنی، ادھر سے جواب دیا، یہ غلط معاملہ ہے، خاموشی اختیار کرو۔ او جی فلاں نے یہ کہا، اچھا جی ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے، آپ داعی نہیں رہیں گے۔ لڑاکا تو بن جائیں گے، داعی نہیں بنیں گے۔ داعی بننے کے لیے صبر کرنا پڑے گا۔ اِدھر سے محبت ہوگی، اُدھر سے کینہ ہوگا۔ برداشت کرو! اللہ برداشت کو دیکھنا چاہتے ہیں، اس قوت برداشت کو دیکھ کر پھر اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نصرت عطا فرمائیں گے۔ کتنی نصرت

www.besturdubooks.wordpress.com

آئی ہے؟ اس کا گراف آپ نے ڈیپا ئیڈ (فیصلہ) کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ دین کی دعوت دو اور پھر مخالفین کے لیے تیار ہو جاؤ کہ مخالفین ہوں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ اللہ کے نمائندے (Representative) بن کر کام کریں اور شیطان کا نمائندہ کوئی نہ بنے۔ اس بدبخت کے بھی تو نمائندے بننے والے ہیں۔ ادھر سے آپ نے دین کی دعوت کا آغاز کیا، ادھر سے شیطان نے اس کو بریکیں لگانے کا آغاز کیا۔ اس لیے شکوے نہ کریں، لوگوں کے سامنے جا کر باتیں نہ کریں، غیبت ہوتی ہے، صبر کریں خاموشی اختیار کریں۔ یہ وقفۂ تربیت ہے، یہ وقفۂ تربیت ہے جو ہر ایک کے ساتھ آتا ہے۔

پہلی قوموں کو بھی آزمایا گیا:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾ (العنکبوت: ۲-۳)

''کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دیے جائیں گے، اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی اور جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا۔ (اور ان کو بھی آزمائیں گے) سو اللہ ضرور معلوم کرے گا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے''

سچے جھوٹے میں فرق تو کریں گے، کچے پکے کا پتہ تو چلائیں گے تاکہ کون کچا کون پکا؟ اس لیے یہ وقفۂ تربیت ضروری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرا مرحلہ.....اللہ کی مدد و نصرت

تیسرا مرحلہ وہ ہے کہ اللہ کی مدد و نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔ انسان صبر کے ساتھ کام میں لگا رہے اور اللہ کی طرف امید رکھے کہ اللہ ضرور خیر فرمائیں گے۔ بعض دفعہ تو وقفہ یا اتنا لمبا ہوتا ہے کہ بندہ سوچتا ہے کہ بس میں ناکام، میرا کام نہیں چلتا، کوئی میری طرف رجوع نہیں کر رہا، کوئی میری بات ہی نہیں سنتا، اللہ تعالیٰ اس نکتے تک پریشر بڑھاتے رہتے ہیں، پریشر اتنا بڑھتا ہے کہ انسان پریشان ہو کے کہتا ہے:

﴿مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:۲۱۴)

''ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہلا دیے گئے حتیٰ کہ پیغمبر اور مومن جو ان کے ساتھ تھے سب کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی''

ساری دنیا سے نگاہیں ہٹ کر رب پر جم جاتی ہیں، اللہ اب تو ہی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ (البقرۃ:۲۱۴)

''دیکھو! اللہ کی مدد (قریب) آیا چاہتی ہے''

ایک اور آیت مبارکہ قرآن عظیم الشان فرمایا:

﴿حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا﴾ (یوسف:۱۱۰)

''حتیٰ کہ پیغمبر جھوٹے پڑ گئے اور وہ خیال کرنے لگے کہ وہ جھوٹے پڑ گئے تو ان کے پاس ہماری مدد آ پہنچی''

مدد آنے کا وقت ہی وہی ہوتا ہے۔ دیکھیں! پریشر بڑھتا رہتا ہے، بڑھتا

www.besturdubooks.wordpress.com

رہتا ہے، آخر لیک ہو جاتا ہے، ایک حد ہے پریشر کی۔ تو ہم نے دین کی دعوت کا کام کیا تو نظام قدرت کی وجہ سے پریشر بڑھنے لگا، بڑھنے لگا، اب ہم ہی بے صبری کے ساتھ سوراخ کر دیں تو پریشر تو ختم، مدد کیا آئے گی؟ ہاں آپ صبر کے ساتھ رہیں، پریشر کو بڑھنے دیں، جب ٹرپ پوائنٹ آیا تو پھر کیا ہوگا؟ ﴿جَآءَهُمْ نَصْرُنَا﴾ ہماری مدد آئے گی۔

چوتھا مرحلہ..... فیصلہ قدرت

تو پہلا مرحلہ دعوت کا اور دوسرا وقفہ تربیت کا اور تیسرا مرحلہ اللہ کی مدد اور نصرت کا اور جب اللہ کی مدد اور نصرت آجاتی ہے تو پھر کسی مخالف کی مخالفت سے کچھ نہیں بنتا۔ پھر دشمن کی دشمنی کام نہیں آتی۔

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ○﴾ (النصر: ۱-۲)

''جب آچکی اللہ کی مدد، آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا''

فوج در فوج داخل ہونے لگے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ فوج در فوج لوگوں کا داخل ہونا، یہ اللہ کی مدد کی بین دلیل ہوتا ہے۔ اب جب فوج در فوج داخل ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ دین کو جما دیتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں فیصلہ قدرت۔ یہ قدرت کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ملک نے ایمان والوں کو زمین میں جما دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا، قرآن کی آیت سنیے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (التوبہ: ۳۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

"وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کہ کافر اس سے ناخوش ہوں"

ان کو بھلے اچھا نہ لگے، ہم نے تو اس کو غالب کر کے دکھا دیا۔ پھر اللہ دین کو غالب کر دیتے ہیں، چاہے کافر لوگ اس پر کتنے ہی پریشان کیوں نہ ہوں؟ چنانچہ جس دن یہ آیتیں اتریں۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾

(المائدہ: ۳)

"آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی"

اسی دن یہ آیت اتری، ذرا توجہ سے سنیے، اللہ فرماتے ہیں:

﴿اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ﴾ (المائدہ: ۳)

"آج کے دن یہ کافر تمہارے دین سے ناامید ہو چکے"

آج کے دن ان کافروں کو یقین ہو گیا کہ یہ مسلمان لوہے کے چنے ہیں ان کو چبانا آسان کام نہیں ہے۔ پھر نتیجہ بتلا دیا

﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾ (المائدہ: ۳)

"ان سے نہیں ڈرنا، ایک مجھ سے تم نے ڈرنا ہے۔"

یہ چار مرحلے ہیں دین کی دعوت کے سب سے پہلے دین کی دعوت، پھر وجود دعوت پھر اس کے بعد وقت تربیت، پھر اس کے بعد اظہار نصرت اور چوتھا فیصلہ قدرت جب قدرت فیصلہ کر دیتی ہے، فرماتے ہیں:

﴿وَنُرِيْدُ﴾ "ہم نے ارادہ کیا"

کیا شاہانہ خطاب ہے! فرمایا:

﴿وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ﴾ (القصص: ۵)

''ہم نے ارادہ کیا، ہم احسان کریں ان پر جو زمین پر کمزور ہیں اور انہیں امام اور وارث بنائیں''

تو قرآن مجید نے راستہ کھول دیا کہ دیکھو میرے محبوب کے رستے پہ چلنا چاہتے ہو، یہ چار اسٹیشن آئیں گے، ان سے گزر کر تم منزل پر پہنچ جاؤ گے۔

قربانی کی اہمیت:

اس لیے دین کے راستے میں قربانی دینی پڑتی ہے، مگر قربانی کا بدلہ ملتا ہے۔ کیسے ملتا ہے؟ ایک دانہ بویا تو ایک دانے نے مٹ کے قربانی دی۔

﴿كَمَثَلِ حَبَّةٍ﴾ ''ایک دانے کی مثال''

ایک دانے نے اپنے آپ کو مٹایا تو کتنے دانے ملے؟

﴿اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ﴾ (البقرة: ۲۶۱)

''جس سے سات بالیں نکلیں اور ہر ایک بال میں سو دانے ہوں''

ایک دانے کے بدلے سات سو دانے، واہ میرے مولیٰ! آم کی ایک گٹھلی نے قربانی دی اور زمین میں گئی تو اس کے بدلے کیا ملا؟ ایک درخت ملا، جس نے آگے ہزاروں آم دیے۔

﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (البقرة: ۲۶۱)

''اللہ بڑھاتا ہے جتنا چاہتا ہے''

تو ایک دانے نے قربانی دی تو سات سو دانے ملے، ایک گٹھلی نے قربانی دی پچاس سال میں ہزاروں کے حساب سے آم ملتے رہے۔ سبق دیا، میرے بندو! مادی قربانی پر ہم اتنا اجر دیتے ہیں تم میرے دین کے راستے میں روحانی قربانی دو گے تو ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہیں کیا کچھ عطا کر دیں گے۔

لہٰذا دین کی دعوت دیجیے! قربانی کی چکی میں پسیے اور دعائیں مانگیے، پھر اللہ کی مدد کو آنکھوں سے دیکھیے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی (Let down) رسوا نہیں ہونے دیتے۔

قبولیت کی پانچ صورتیں

اس لیے ایمان والوں کی دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں، دین کے راستے میں۔ دعا قبول ہونے کی پانچ صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

جو مانگا مصلحت کے مطابق تھا، فوراً دے دیا۔ ہم اس کو کہتے ہیں کہ جی یہ بڑا مستجاب الدعوات بندہ تھا۔

دوسری صورت:

جو مانگا مصلحت کے مطابق ہو مگر ذرا دیر سے دینا بہتر ہو، رلا رلا کے دیا۔ دس سال مانگتے رہے: اللہ بیٹا دے دے، بیٹا دے دے، دس سال کے بعد بیٹا ہو گیا۔ اللہ نے دیا مگر رلا رلا کے۔

خوش نمائید نالۂ شبہائے تو
ذوقہا دارم بہ زاریہائے تو

''رات کے نالے کیا خوب ہیں کہ مجھے آہ وزاری کا ذوق دیا ہے''

رونا اللہ کو اچھا لگتا ہے، رونے دیتے ہیں پھر دے دیتے ہیں، یہ دوسری صورت۔

تیسری صورت:

جو مانگا وہ خلاف مصلحت تھا لہذا دیا وہ جو مصلحت کے مطابق تھا۔ مثال قرآن عظیم الشان میں ہے: عمران کی بیوی نے مانگا بیٹا اور دی اس کو بیٹی۔

﴿ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ﴾ (آل عمران:۳۶)

مگر فرمایا کہ تمہیں بیٹی تو دی مگر بیٹی وہ جو نبی کی ماں بنے گی، لہذا ہم وہ کام کریں گے جو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔

چوتھی صورت:

مانگا مگر دنیا میں اس کا بدلہ دینا مناسب نہ تھا لہذا اس کے بدلے اس سے کوئی مصیبت ٹال دی۔

پانچویں صورت:

اور پانچویں صورت کہ مانگا اور دنیا میں نہ دیا تو آخرت میں بلا کر اجر دیں گے۔ حدیث پاک میں ہے، اتنا دیں گے کہ وہ بندہ کہے گا کہ کاش دنیا میں میری کوئی بھی دعا قبول نہ ہوتی، ہر دعا کا بدلہ مجھے آخرت میں دیا جاتا۔ تو دعا تو قبول ہوتی ہی ہے، پانچ میں سے کوئی نہ کوئی صورت بنے گی، تسلی رکھیں، یہ کیوں کہتے ہیں کہ اللہ ہماری سنتا ہی نہیں۔ اس کو کہنے سے اللہ ناراض ہوتے ہیں، یہ کبھی بھی نہیں کہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ دے کے خوش ہوتے ہیں اور اتنا دینے والا تو کوئی ہے ہی نہیں۔

دنیا کی نوکری کرنے والو! فیکٹری کا مالک کیا دیتا ہے؟ دو ہزار، دس ہزار، بیس ہزار، پچاس ہزار، اتنا ہی دیتا ہے نا! تو تیجر سے فائدہ اٹھاتا ہے لاکھوں کا اور تنخواہ دیتا ہے ہزاروں میں، یہ دنیا کے مالک کا دستور۔ دنیا کے مالک نے فائدہ تو لیا لاکھوں میں اور تنخواہ دی ہزاروں میں۔ سنیے! اس رب کریم کی نوکری، اللہ تعالیٰ مالداروں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

مال دیتا ہے کہ میرے غریب بندوں تک ڈھائی پرسنٹ تک پہنچا دینا، ساڑھے ستانوے پرسنٹ میں نے تمہاری تنخواہ متعین کر دی ہے۔ مالداروں کو زکوۃ دینی پڑتی ہے، ڈھائی فیصد اور اپنا ہوتا ہے ساڑھے ستانوے فیصد۔ کوئی ہے مالک اتنی تنخواہ دینے والا؟ اللہ تو بہت بڑا ہے، تصور نہیں کر سکتے دنیا کا کوئی مالک اڑھائی پرسنٹ کروانے کے لیے ساڑھے ستانوے پرسنٹ تنخواہ دے۔ تو اللہ تعالیٰ تو دے کر خوش ہوتے ہیں مگر نظر کے خلاف کرواتے ہیں تاکہ مشاہدہ نہ ہو اور بندے کے ایمان کا پتہ چل جائے۔

مشاہدے اور ایمان کا فرق:

ایک ہے مشاہدہ یعنی آنکھوں سے دیکھنا، ایک ہے ایمان یعنی اللہ پہ یقین کرنا۔ اللہ تعالیٰ بندے کے یقین اور ایمان پر دیتے ہیں۔ اس لیے دین کے کتنے ہی احکام ہیں جو ظاہر کے خلاف ہیں۔ مثلاً

ظاہر میں ہم دیکھتے ہیں کہ سود سے مال بڑھتا ہے، شریعت کہتی ہے کہ سود سے مال گھٹتا ہے۔ انسان برباد ہو جاتا ہے، اللہ سے جنگ ہوتی ہے، تو آنکھ نے دیکھا کہ مال بڑھا اور اللہ نے کیا فرمایا؟ مال بڑھ نہیں رہا۔ ہم نے اپنی زندگی میں سود کی وجہ سے ہزاروں بندوں کو ڈوبتے ہوئے دیکھا ہے۔ دو چار کی بات نہیں، سو دو سو کی بات نہیں بلکہ ملین لوگ جنہوں نے سود میں ہاتھ ڈالا یا پہلی پشت تباہ ہو گئی ورنہ دوسری پشت کا تو بالکل دیوالیہ نکل گیا۔ تو سود کا انجام بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

صدقہ اور زکوۃ دینے میں فرمایا کہ تمہیں ظاہر میں مال گھٹتا نظر آتا ہے جب کہ حقیقت میں تمہارا مال بڑھتا ہے۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے قسم اٹھا کر یہ کہا کہ صدقہ سے مال بڑھتا ہے۔ نبی علیہ السلام کا ایک بات فرما دینا ویسے ہی بہت تھا کہ سچی زبان سے

www.besturdubooks.wordpress.com

بات نکلی، صادق اور امین کی کہی ہوئی بات ہے۔ اہمیت بتانے کے لیے اللہ کے نبی ﷺ نے حدیث پاک میں قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ دینے سے مال بڑھتا ہے۔ ظاہر کے خلاف لگ رہا ہوتا ہے کہ میں تو ایک لاکھ روپے لگا رہا ہوں دین کے اوپر تو مال گھٹ گیا۔ اللہ کے نبی ﷺ قسم کھا کر فرماتے ہیں تیرا مال بڑھ کر رہے گا۔ یہ ظاہر کے خلاف ہے۔

پھر آگے دیکھیے قصاص میں بظاہر لگتا ہے کہ جان جائے گی، جب کہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ (البقرۃ: ۱۷۹)

"عقل والو! اس میں تمہارے لیے زندگی ہے۔"

تیمم میں ظاہری طور پر انسان دیکھتا ہے کہ پانی نہیں مٹی کو ہاتھ لگا دیے تو ہاتھ آلودہ ہو جائیں گے، شریعت کہتی ہے کہ تم مٹی کو ہاتھ لگا کے تیمم کر کے پاک ہو رہے ہو۔ مشاہدے کے خلاف کروایا۔

تو مومن اس کو کہتے ہیں جو مشاہدے کے خلاف بھی کر گزرتا ہے، ہر کام اللہ کے حکم کے مطابق کرتا ہے۔ اب یہ نہیں کہ ہمیشہ مشاہدے کے خلاف ہو، کبھی مخالف بھی ہوگا اور کبھی موافق بھی۔ تو فرمایا تم نفعے کے بندے مت بنو کہ مال کے پیچھے رال ٹپکاتے پھرو، تم خدا کے بندے بنو۔ نفع ملا تب بھی ٹھیک نہ ملا تب بھی ٹھیک۔ ہم تو اللہ کے بندے ہیں، ہم تو کام وہ کریں گے جو اللہ کے حکم کے مطابق ہوگا۔ اب دیکھیے بارش کی ضرورت ہے فرمایا: نماز پڑھو! اب نماز اور بارش میں مشاہدے میں جوڑ تو نظر نہیں آتا ہے لیکن فرمایا کہ نماز استسقاء ادا کرو گے ہم بارش عطا کر دیں گے، استغفار کرو گے ہم بارش عطا کر دیں گے۔ ظاہر کے خلاف کرواتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

داعی کا رزق اللہ کے ذمے ہے:

ایک عجیب بات! آج اکثر دوست رزق کی طرف سے پریشان ہیں یا تو کہتے ہیں کہ رزق تھوڑا ہے یا کہتے ہیں کہ رزق میں برکت نہیں۔ تو سنیے: رزق بھی ملے گا رزق کی برکت بھی ملے گی۔ اس کے لیے نہ تعویذ لینے کی ضرورت، نہ کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت، نہ کسی کے چکر لگانے کی ضرورت۔ قرآن مجید نے فیصلہ کر دیا، فرمایا:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ﴾ (طٰہٰ: ۱۳۲)

"اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے، ہم تم سے رزق کموانا نہیں چاہتے، رزق تمہیں ہم دیں گے۔"

جس گھر کے سارے بندے نماز کی تکبیر اولیٰ کی پابندی اور دھیان کے ساتھ نماز پڑھنے کی مشق کرنے والے ہوں گے، ان کو رزق ملنے کی قسم میں کھاتا ہوں۔ قسم اٹھا کے کہتا ہوں کہ ان کو رزق ملے گا، یہ اللہ کی بات ہے، قرآن کی بات ہے، ردولت ہے میرے اللہ پاک کی۔ کہاں تعویذوں کے پیچھے پھرتے ہو؟ کہاں عملیات کے پیچھے؟ کہ فلاں نے بھی میرا کاروبار بند کر دیا، کیوں کسی کو چھوٹا رب بناتے ہو؟ اللہ دینا چاہے وہ روک نہیں سکتا، نہ دینا چاہے وہ دے نہیں سکتا۔ ایمان کھری چیز ہے۔ فرمایا:

﴿لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ﴾

رزق ہم تمہیں دیں گے، گھر والوں کو نماز کا حکم تو کر کے دیکھیں۔ لہٰذا جس گھر کے سارے بندے نماز باقاعدگی سے پڑھتے ہوں، ٹھوکریں نہ ماریں، حضوری کے ساتھ پاکیزگی کے ساتھ نماز کو سارے لوگ ادا کریں، اللہ فرماتے ہیں رزق دینے کا

ذمہ میں لیتا ہوں۔

یہ بات یاد رکھنا! جب تک زندگی میں گناہ رہے گا، پریشانی باقی رہے گی، بھلے ہم دعا کرتے بھی رہیں کرواتے بھی رہیں، جب تک زندگی میں گناہ رہے گا پریشانی باقی رہے گی۔ بھلے ہم دعاؤں میں روتے بھی رہیں کوئی ہمارے لیے رو رو کے دعا بھی کرتا رہے، قانونِ قدرت کو سمجھیے، اس لیے تقویٰ سے رزق میں برکت آتی ہے۔

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ (الاعراف: ۹۶)

عجیب بات دیکھیے! پرندے گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں کچھ جمع نہیں کیا ہوتا، شام کو گھر لوٹتے ہیں تو پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے اور انسان صاحب کا مسئلہ دیکھو کہ صبح پیٹ بھر کے گھر سے نکلتا ہے شام گھر آتا ہے پیٹ خالی ہوتا ہے۔ بیوی کو کہتا ہے جلدی روٹی پکا بھوک لگی ہے۔ اور پیٹ ہے کتنا بڑا، دو روٹی کے بقدر، اتنا چھوٹا کہ دو روٹی سے بھر جاتا ہے، تیسری کھا نہیں سکتا۔ دھر ہاتھی کو دیکھو کہ ٹنوں کے حساب سے چارا کھاتا ہے، مچھلیوں کو دیکھو! وہیل مچھلیوں کو دیکھو! ٹنوں کے حساب سے۔ جو ٹنوں کے حساب سے رزق کھانے والے ہیں انہیں خدا روز دیتا ہے، دو روٹی سے پیٹ بھرنے والے! تجھے رزق کی پریشانی اللہ کی عبادت ہی نہیں کرنے دیتی۔ ہم کتنے پاگل ہیں! اس کے پیچھے اللہ کی عبادت کو چھوڑ بیٹھتے ہیں، حالانکہ اسی سے ہمیں رزق ملنا تھا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ گناہ چھوڑیں اور اللہ رب العزت کی سرپرستی میں آ جائیں۔

جس نے گناہ کو چھوڑا اللہ نے زمین میں جما دیا۔ اس لیے خانقاہوں کو دیکھو! جن خانقاہوں میں گناہ ختم ہو گیا، پشتوں میں فیض چلتا رہا اور جن خانقاہوں میں کام کرنے والے آنکھیں بند کر کے چلے گئے اور پیچھے والے من مرضی کی زندگی گزارتے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے، اللہ نے دین کا کام مٹا دیا، سنیے قرآن عظیم الشان:

﴿وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ﴾ (ابراہیم:۱۴)

''اور ان کے بعد تم کو زمین میں آباد کریں گے، یہ اس شخص کے لیے ہے جو قیامت کے دن میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے، اور میرے عذاب سے خوف کھائے''

جو ہمارے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرنے والے تھے ہم نے پھر ان کو زمین میں آکر بسا دیا۔ کیسے مسجدیں آباد ہوتی ہیں؟ کیسے خانقاہیں آباد ہوتی ہیں؟ گناہوں کو چھوڑنے سے آباد ہوتی ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آباد کرتا ہے۔ اور انہی کو اللہ جنت میں بھی آباد کرتا ہے۔

جنت پاکیزہ لوگوں کے لیے ہے:

جنت پاکیزہ لوگوں کی جگہ ہے جو گناہوں سے پاک ہیں۔ اس لیے فرمایا:

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ﴾ (زمر:۷۳)

''تم پر سلام ہو، تم پاکیزہ رہے، اب ہمیشہ کے لیے اس میں داخل ہو جاؤ''

فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ﴾

''جو پاک ہوا'' اس کا بدلہ جنت کے اندر۔

﴿مَسَاكِنَ طَيِّبَةً﴾

''پاکیزہ ٹھکانہ'' جنت اندر۔

﴿أَزْوَاجًا مُطَهَّرَةً﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

"پاکیزہ بیویاں" جنت کے اندر۔

﴿شَرَابًا طَهُورًا﴾

"پاکیزہ شراب" جنت کے اندر۔

معلوم ہوا کہ جنت پاکیزہ لوگوں کی جگہ ہے، پاکیزہ چیزیں ان کو ملیں گی۔ جنت میں جانا چاہتے ہیں تو گناہوں سے پاک ہونا پڑے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دنیا میں ضروریات کو پورا کریں، فضولیات کو ترک کر دیں، اور سہولیات کو مقصد زندگی نہ بنائیں۔ یہ قلتے کی بات ہے ہم دنیا کے اندر کیا کریں؟ ضروریات کو پورا کریں فضولیات کو ترک کر دیں اور سہولیات کو مقصد زندگی نہ بنائیں۔ یہاں ٹھوکر کھاتے ہیں سہولیات مقصد زندگی بن جاتی ہیں، سواری ایسی تو گھر ایسا، باغ ایسا، کاروبار ایسا، سہولیات مقصد بن جاتی ہیں ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔

چنانچہ ایمان کامل کا یہ فائدہ کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ امن کا وعدہ فرماتے ہیں، عزت کا وعدہ فرماتے ہیں، معیت کا وعدہ فرماتے ہیں، نصرت کا وعدہ فرماتے ہیں، محبوبیت کا وعدہ فرماتے ہیں، فضل کبیر کا وعدہ فرماتے ہیں، ان کے لیے جنت کا وعدہ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت کا لب لباب وقت کی کمی کی وجہ سے اس عاجز نے بتا دیا۔

دعوتِ دین گھر سے شروع کریں:

گھر کے ماحول کا بھی بنانا ضروری ہے، دین کی دعوت تو آپ دیں گے مگر یہ بھی نہیں کہ صرف مسجد کے لوگوں کو، دعوت گھر سے شروع ہوگی۔

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ﴾ "اپنے اہل خانہ کو نماز کی تلقین کریں"

تو گھر والوں کو بھی دین کی ترغیب دیتے رہیں، ضروری نہیں کہ ڈانٹ ڈپٹ

سے دیں، ہنسی پیارسے ان کو دین کی سنت کی تابعداری کے لیے برانگیختہ کرتے رہیں، اگر گھر کا ماحول نہیں بنے گا تو باہر کا ماحول بھی نہیں بنے گا۔

اب ذرا سوچیے کہ گھر کے ماحول بنانے کی ضرورت کتنی ہے؟ لوط کی بیوی اپنے خاوند کی نافرمان نکلی تو قوم کیا بنی وہ بھی نافرمان، نوح کی بیوی خاوند کی نافرمان بنی تو قوم کیا بنی وہ بھی نافرمان اور نبی علیہ السلام کی بیویاں نبی کی فرمانبردار بنیں تو امت کیا بنی؟ فرمانبردار بنی، گھر کا ماحول اتنا ضروری ہے۔

دین عقل سے نہیں نقل سے پھیلتا ہے:

اس لیے دین عقل سے نہیں پھیلتا نبی کی نقل سے پھیلتا ہے۔ اس لیے آج کل کچھ لوگ ہیں، نیا دور، وہ سمجھتے ہیں کہ سکرینوں پر آئیں گے تو دین پھیلے گا۔ دین عقل سے نہیں پھیلتا، دین نبی کی نقل سے پھیلتا ہے۔

دعوتِ دین اور حاسدین:

اور یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ اس دین کا کام کریں گے تو پھر کچھ لوگ ساتھ بھی ہو جائیں گے اور کچھ مخالف بھی ہو جائیں گے۔ حاسدین مخالفین بھی پیدا ہو جائیں گے۔ تو پھر اس کا حل کیا؟ اس کا حل یہ کہ اکرام کرنے والوں سے اترا نہ جانا اور مخالفت کرنے والوں سے گھبرا نہ جانا۔ اکرام کرنے والوں سے اترا نہ جانا اور ڈنڈے مارنے والوں سے گھبرا نہ جانا، دعوت کا کام کرنا ہے۔ یہ اصول ہے۔

لہٰذا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دین بیقراری کا دوسرا نام ہے۔ داعی کو اس دنیا میں قرار نہیں، داعی کا حال یہ ہوتا ہے کہ لوگ چین کی نیند سوتے ہیں وہ مصلے پر ہاتھ اٹھا کے اللہ کے سامنے آنسو بہا رہے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حَتّٰی تَتَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ

"اللہ کے حبیب ﷺ کے قدموں پر ورم آ جاتے ہیں۔"

ہم اگر دین کا کام اس طرح سے کریں گے تو پھر اللہ کی رحمت ہوگی۔

اسلاف کی قربانیوں کی لوری:

ہاں اگر مشکلات پیش آئیں تو اپنے نفس کو اسلاف کی قربانیوں کی لوریاں سناتے رہا کرو۔ یاد کرتے رہو کہ اسلاف نے کیا کیا؟ اکابرین کے ساتھ کیا ہوا؟ علمائے دیوبند کے ساتھ کیا ہوا؟ اپنے نفس کو اسلاف کی قربانیوں کی لوریاں سنائیں، اگر دین کے اوپر پکے رہیں تو اللہ کی مدد آئے گی۔

اب ایک حدیث پاک کا واقعہ سناتے ہیں اور بات کو سمیٹتے ہیں۔ گھڑی بھی سامنے چل رہی ہے، وہ کسی کا انتظار ہی نہیں کرتی۔ بات سن لیجیے یہ عاجز مختصر عرض کر دے گا، یہ بات کا لب لباب ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے واقعے کا ترتیبی پس منظر:

نبی ﷺ نے جب بھی غزوات کے لیے نکلنا ہوتا تھا تو آپ ﷺ اظہار نہیں فرماتے تھے کہ کہاں جانا ہے؟ کیا کرنا ہے؟ بلکہ جانا مغرب کی طرف ہوتا تھا اور حالات مشرق کے پوچھا کرتے تھے۔ ایک ایسا واقعہ تھا جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے پہلے سے بتا دیا، وہ تھی جنگِ تبوک۔ اور صحابہ کو کہہ دیا کہ اللہ کے راستے میں سفر کرنا ہے اپنا مال لاؤ خرچ کرو۔ اعلان کر دیا، اوپن کر دیا کہ پلان (منصوبہ) کیا ہے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تیاری کی اور اللہ کے راستے میں نکل گئے۔ جب سب لشکر چلا گیا، تو پیچھے کچھ لوگ ایسے تھے جو ایمان والے تھے مگر انہوں نے تیاری کرنے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

جلدی نہ کی۔ روانگی ہو گئی اور یہ روانہ نہ ہوئے۔ ان میں سے ایک صحابی تھے کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے اپنی سٹوری، اپنا واقعہ خود سنایا اور اس واقعے میں ہمارے لیے بہت ساری باتیں سمجھنے کی ہیں۔

جب نبی ﷺ تبوک تشریف لے گئے تو نبی علیہ السلام نے وہاں پوچھا کہ کعب کہاں ہیں؟ تو کسی نے کہا کہ جی ان کے پاس مال بہت تھا، سہولت تھی، آسانی تھی، بیویاں بھی بہت تھیں، دو تین شادیاں کی ہوئی تھیں، ایک شادی بھی اس وقت ان کو آنے میں ان کے مال نے رکاوٹ پیدا کر دی۔ عیش و آرام ہوتا ہے تو سہولت ہوتی ہے۔ اس وقت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، انہوں نے کہا کہ نہیں میں ان کو جانتا ہوں، وہ بڑے محبت والے، اخلاص والے ہیں کوئی وجہ بن گئی ہوگی۔ تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بعد میں جب پتہ چلا تو میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ احسان مانا کرتا تھا۔ پہلا سبق کہ اگر مجلس میں کسی کے بارے میں بات ہو اور آپ جانتے ہیں کہ وہ ایسا نہیں تو تیلی مت لگائیں کہ جیسی بات ہو رہی ہے ویسی بات کر دی، دفاع کریں بھائی کا، غیبت مت کریں۔ ہمارے گھروں میں تو روز کی بات ہے، عورتیں مل بیٹھتی ہیں، شروع کر دی کسی تیسری کی بات۔ تو دیکھو! یہاں پہلا سبق ہمیں کیا ملا کہ جب بھی کسی سامنے کسی کے بارے میں بات ہو تو معاملے کو بگاڑنے کی بجائے معاملے کو سدھارنے کی کوشش کریں۔ یہ صحابہ کا عمل ہے کہ اس صحابی نے فوراً کہا کہ ایسا نہیں کوئی عذر ہو گیا ہوگا۔

چنانچہ نبی علیہ السلام کو پتہ تھا کہ کعب نہیں آئے، کعب فرماتے ہیں کہ میں جب گھر سے باہر نکلتا مجھے مدینہ کے اندر یا تو معذور نظر آتے، یا تو بوڑھے نظر آتے، یا منافقین نظر آتے۔ اس وقت مجھے بھی فیل ہونا شروع ہو گیا کہ میں لیٹ ہو گیا، پھر بھی میری

www.besturdubooks.wordpress.com

نیت تھی کہ میں نے جانا ہے۔ میں نے اپنا سب کچھ تیار کر لیا تو اچانک خبر ملی کہ اللہ کے نبی ﷺ واپس آ رہے ہیں، اب میں نے کہا کہ میں تو پیچھے رہ گیا ٹھیک ہے، تشریف لائیں گے تو پھر حاضری دوں گا۔

اب دیکھیے! دوسرا سبق، ہم لوگوں سے کبھی کوئی ایسی بات ہو جائے نا تو اکثر و بیشتر اس موقعے پر جھوٹ بولتے ہیں اور شیطان نے آج کے دور میں لفظوں کو بدل دیا، خوبصورت لفظوں کے ساتھ، تاکہ احساس گناہ نہ رہے۔ چنانچہ آج کے دور میں جھوٹ کا نام بہانہ۔ بیوی کہتی ہے میں نے خاوند کے سامنے بہانہ بنا دیا۔ شاگرد کہتا ہے کہ میں استاد جی کے سامنے بہانہ بنا دیا۔ وہ بہانہ نہیں ہوتا وہ جھوٹ ہوتا ہے سیدھا۔ بہانہ کا لفظ کہنے سے شیطان سمجھتا ہے کہ احساسِ گناہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح آج کل شیطان نے سود کا نام رکھوا دیا منافع تاکہ منافع کا نام لے کر احساسِ گناہ ہی نہ ہو۔ بے حیائی کا نام رکھوا دیا فیشن۔ تاکہ بے حیا لباس پہننے والی یہ محسوس نہ کرے کہ میں بے حیائی کر رہی ہوں۔ فیشن ہے جی! آج کل کہ قمیص کے بازو یہاں تک رکھوانا یہ فیشن ہے۔ شیطان یہ نہیں کہلوائے گا کہ بے حیائی ہے، کیوں؟ بے حیائی کے لفظ سے تو پھر شرمندگی ہوگی۔ غیبت کا نام رکھوا دیا گپ شپ۔ او جی بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے، تبادلۂ خیالات کر رہے تھے۔ بدبخت شیطان ایسا چکر چلاتا ہے۔ مقصد اس کا یہ ہوتا ہے کہ میں ان کو شوگر کوٹڈ زہر کی گولی دوں۔ کبھی کڑوی گولی تو کوئی نہیں کھاتا میٹھی گولی ہر کوئی کھاتا ہے، تو شیطان نے بھی آج کل کی ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھایا، غیبت کا نام رکھوا دیا تبادلہ خیالات۔ رشوت کا نام اس نے رکھوا دیا چائے پانی۔ او جی چائے پانی تو دینا پڑتا ہے۔ اچھا جی ہمارا چائے پانی، تاکہ رشوت کا لفظ نہ رہے۔ بے غیرتی کا نام اس نے رکھوا دیا روشن خیالی، او جی روشن خیال ہے بیوی ننگے سر ساتھ جا رہی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، بڑا روشن خیال ہے۔ اس بدحالی کا نام رکھوا دیا روشن خیالی۔ اور دین دار کا نام رکھوا دیا بنیاد پرست۔ جو دین پر عمل کرنے والا، نیکی کرنے والا ہے، یہ بنیاد پرست ہے۔ تمہاری بنیاد ہی نہیں تو تمہارے ساتھ اللہ ملے، ہماری تو بنیاد ہے، ہم تو دین پر چلیں گے۔

تو نفس نے ذہن میں خیال ڈالا کہ وہاں بھی جا کر بہانہ بنا دینا۔ کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قادرالکلام بندہ تھا، میں ایسا نہیں تھا کہ بات کرنی نہیں آتی، بات کرنی آتی تھی اور عقلاء الرجال بندوں میں سے تھا، مجھے عقل تھی کہ بات کیسے کرنی ہے؟ تو ذہن میں خیال آیا کہ جھوٹ بولوں تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب استغفار کریں گے تو یہ گناہ تو ان کے استغفار سے معاف ہو ہی جائے گا۔ مگر وہ دل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بن گیا تھا چنانچہ دل نے کہا کہ نہیں! یہ جھوٹ ہے، میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطمئن کر لوں گا مگر معاملہ اللہ کی ذات کے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو بتا دیں گے اور میری بدبختی ہوگی۔ اب دیکھیں آسان صورت نظر آ رہی ہے، جھوٹ بول کر نجات پانے کی۔ مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت ایسی تھی کہ ڈٹ گئے کہ دین کے اوپر قائم رہنا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ جھوٹ بول کے نجات پا جاؤں گا، یہ مشاہدہ ہے، سچ بولنے میں ظاہر میں پرابلم نظر آتی ہے مگر اللہ کی مدد سچ کے ساتھ ہے۔ یہاں ہماری اور ان کی زندگیوں میں واضح فرق ہے، ہم میں سے جھوٹ بول لیتے ہیں، بہانہ بنا لیتے ہیں۔ ایک کی بات دوسرے کو کر دیتے ہیں، صحابہ کی تربیت دیکھیے، اصول سامنے تھا کہ سچ کے ساتھ اللہ کی مدد ہے، ڈٹ گئے کہ سچ بولنا ہے۔ بھئی! مصیبت میں پھنس جاؤ گے تو اللہ نجات دے گا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو منافقین جو تھے انہوں نے تو آ کے خوبصورت عذر اور بہانے بنا دیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا، ٹھیک ہے بھئی۔

کعب جب آئے کھری بات کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! جتنا امیر میں اس وقت تھا پہلے کبھی نہیں تھا اور جتنی اچھی سواریاں اس وقت تھیں پہلے کبھی نہیں تھیں۔ میری نیت نافرمانی کی نہیں تھی، جس دن آپ چلے تھے میں تیار نہیں تھا، یہ سوچ تھی کہ تیز سواریاں ہیں، چلو ایک دو دن میں تیار ہو کے راستے میں پہنچ جاؤں گا۔ بس آج کل، آج کل ہوتا رہا اور مجھے پتہ چلا کہ آپ واپس آ رہے ہیں، تو میری سستی کے سوا اور کوئی دوسری وجہ نہیں، صاف کہہ دیا۔ سچ بولا، نبی ﷺ نے فرمایا: اچھا پھر اگر تم نے سچ بولا ہے تو جس کے لیے سچ بولا ہے میں اسی کا انتظار کرتا ہوں۔ فیصلہ بھی وہی فرمائے گا۔ میں نے خاموشی اختیار فرمائی، دو حضرات اور تھے ھلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع، انہوں نے بھی آ کر سچ بات کر دی۔ نبی ﷺ نے تینوں کو فرمایا تم پھر انتظار کرو۔

اب انتظار کرنے لگے تو نبی ﷺ نے پہلا قدم اٹھایا، صحابہ سے فرما دیا کہ ان کے ساتھ بول چال بند کر دو۔ تربیت مل رہی ہے کہ دیکھو تم اگر نفس کی چاہت اور سہولت کی خاطر گھر پر رہو گے اور دین کے لیے کام نہیں آؤ گے۔ تو لوگوں کا تو تعلق دین کے لیے ہے، سب لوگوں کو منع فرما دیا۔

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو بڑے دوسرے دو حضرات تھے وہ تو گھروں میں بیٹھ گئے، میں جوان تھا، چلتا پھرتا تھا، میں نماز پڑھنے بھی آتا اور نماز میں نبی ﷺ کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتا کہ نبی ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ نہیں۔ تو محسوس کرتا کہ نبی ﷺ دیکھ رہے ہوتے تھے، جب میں دیکھتا تھا تو اس وقت وہ دوسری طرف منہ کر لیتے تھے۔ چنانچہ میں دل میں سوچتا، وہ بے رخی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں۔ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کو یہی سمجھاتا کہ وہ بے رخی سے دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہیں۔ میں مسجد آتا رہا، کوئی بندہ مجھ سے بات نہیں کرتا تھا۔

ایک دن صبح سورج طلوع ہوا، ہر جگہ روشنی تھی، میرے دل میں غم کا اندھیرا تھا۔ مجھے لگتا تھا کہ پتہ نہیں میرا انجام کیا ہوگا؟ بہت رنجیدہ۔ میرا ایک کزن تھا ابوقتادہ، میں اس کے باغ کے اندر گیا کہ چلو میں اس سے ذرا بات کراوں، کچھ ڈھارس بنے گی، میں نے ان سے سلام کیا، جواب دیا، بات کرنے کی کوشش کی انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ میں نے کہا: ابوقتادہ! تو میرا کزن ہے، ہم اکٹھے پلے بڑھے، کھیلے، تو تو مجھے جانتا ہے۔ وہ چپ۔ میں نے کہا: ابوقتادہ! تجھے پتہ ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا ہوں، ابوقتادہ نے جواب میں اللہ و رسولہ اعلم کہا۔ اللہ اکبر۔ کہتے ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ نے میری آنکھوں سے آنسو جاری کر دیئے، کیا ایمان تھا صحابہ کا؟ کزن ہر وقت ساتھ رہتا ہے، دوستی ہے، لیکن اس معاملے میں اللہ کے نبی ﷺ نے چونکہ فرما دیا کہ نہیں بولنا تو بولنا چھوڑ دیا۔ کہتے ہیں کہ میرا غم اور بڑھ گیا۔

بالآخر میں ایک دن نکلا تو بازار میں کوئی بندہ پوچھ رہا تھا کہ کعب کون ہے؟ تو لوگوں نے بتا دیا کہ یہ ہے۔ تو میرے پاس آیا، وہ شامی تھا، مجھے کہنے لگا کہ وہ جو غسان کا جو بادشاہ ہے اس نے آپ کی طرف لیٹر لکھا ہے۔ اس بدبخت نے ان کو توڑنے کی کوشش کی، لیٹر میں یہ لکھا تھا کہ پتہ چلا ہے کہ تم سے کوئی بولتا نہیں، بات نہیں کرتا، تم دنیا میں ذلیل پیدا نہیں ہوئے، تم ہمارے پاس آؤ، ہم تمہاری عزت کریں گے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ باپ تربیت کی خاطر بیٹے کو ڈانٹتا ہے اور دوست وہی کام کرتے ہیں جو قبیلہ غسان کے بادشاہ نے کیا تھا کہ ہمارے پاس آؤ تو ہم تمہاری بڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

عزت کریں گے۔ خاوند بیوی کو ڈانٹتا ہے، سمجھاتا ہے کسی بات پر اور جو بدکار دوست ہوتے ہیں، پیار کی باتیں کرتے ہیں، حدیث سے سبق مل رہا ہے۔ انہوں نے خط پڑھا، فرماتے ہیں کہ میں نے تندور ڈھونڈا کہ تندور کہاں جل رہا ہے۔ تو قریب میں جو تندور جل رہا تھا میں نے وہ خط اس کے اندر ڈال دیا اور اپنے دل میں بڑا افسردہ ہوا کہ میں اتنا گر گیا ہوں کہ ایک بدبخت نصرانی اب مجھے دین سے نکالنے کی کوشش میں لگ گیا۔ مگر انہوں نے نبی ﷺ کی صحبت کا حق ادا کر دیا۔ اگر کوئی اپنے سے ہٹا کے گناہ پر لگانے کی کوشش کرے تو اسی طرح کرنا چاہیے، اس کے لیٹر کو آگ میں ڈال دینا چاہیے۔

اسی طرح چالیس دن گزر گئے تو ایک قاصد آیا اور اس نے کہا کہ نبی ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ بیوی سے الگ رہو۔ میں نے پوچھا کہ طلاق دے دوں؟ اس نے کہا کہ نہیں میاں بیوی والے تعلقات ختم کر دو۔ میں نے سوچا میں جوان العمر ہوں بیوی پاس ہے اور مدت کا پتہ نہیں کہ کب تک یہ آزمائش ہے تو میں نے بیوی سے کہا کہ تم میکے چلی جاؤ۔ اس نے کہا کہ سنا ہے کہ ہلال بن امیہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا تو ان کی بیوی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ یہ بیمار ہیں، بوڑھے ہیں، اگر حکم دیں کہ میں ان کی خدمت کرتی رہوں، کوئی اور خدمت کرنے والا ہے نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں خدمت کرتی رہو ملاپ نہیں کرنا۔ تو گھر میں ہے تو میں بھی جا کر اجازت مانگ لوں؟ آپ بھی اجازت مانگ لیں، فرماتے ہیں: میرا دل نہ مانا کہ محبوب ناراض ہوں اور میں اجازت مانگوں کہ مجھے بیوی کے ساتھ ملنے کی اجازت دے دیجیے۔ میں نے کہا کہ نہیں میں بات نہیں کروں گا۔ میری تنہائی میں اضافہ ہوتا گیا لوگ بھی بات نہیں کر رہے تھے اور بیوی بھی نہیں کر رہی تھی حتیٰ کہ میں اللہ کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

رجوع کرتا رہا۔

جب پچاس دن گزر گئے تو ام سلمٰی کے گھر پر نبی علیہ السلام تھے کہ رات کے وقت وحی نازل ہوئی جس میں اللہ نے توبہ کی قبولیت کا اشارہ فرما دیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ام سلمٰی کو پتہ چلا تو انہوں نے پوچھا اے اللہ کے نبی ﷺ! میں ابھی خبر دے دوں؟ فرمایا کہ لوگ اٹھ جائیں گے، جمع ہو جائیں گے تو ابھی پھونہ کہو۔ کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے جب پتہ چلا تو میں ام المومنین ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کا ہمیشہ عقیدت مند رہا، احسان مند رہا۔ عقیدت تو پہلے بھی تھی کہ میرے اوپر انہوں نے احسان کیا کہ اگر کسی کے بارے میں کوئی خیر کی بات کرنے سے اس کی مصیبت ٹل سکتی ہے تو ہمیں اس کی مصیبت ٹالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

فرماتے ہیں کہ صبح کا سورج طلوع ہوا اور نبی ﷺ نے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرما دیا تو ایک صحابی تھے جن کا نام تھا حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ انہوں نے پیغام بھی دیا، اعلان بھی کیا، میں اتنا خوش ہوا کہ میرے پاس صرف شلوار قمیص جو تھی اس کو وہ کپڑے ہدیہ میں دے دیے۔ تو یہاں سے پتہ چلا کہ اگر خوشی کی خبر کوئی لائے تو اس آنے والے کو ہدیہ پیش کرنا بھی سنت ہے۔ صحابہ نے خوشی کا اظہار کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نکلا وہاں سے کہ مسجد نبوی جاؤں، راستے میں مبارک مبارک کا شور مچا ہوا تھا۔ مشکل سے میں مسجد نبوی میں پہنچا تو کہتے ہیں کہ طلحہ مجمع میں بیٹھے تھے، مجھے دیکھا تو میری طرف بھاگے اور مجھے گلے سے لگایا۔ طلحہ کا وہ ملنا مجھے یاد رہے گا۔ وجہ کیا تھی کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی تھی تو نبی علیہ السلام نے طلحہ اور کعب کی آپس میں مواخات کروائی تھی، یہ بھائی بنے ہوئے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ دین کی نسبت سے جب بھائی بنیں تو پھر مشکلیں ختم کرنے کے لیے کوششیں بھی کرنی چاہییں اور بھائی کی مصیبتیں ختم ہونے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی مصیبت کا ختم ہونا سمجھنا چاہیے۔ فرماتے ہیں صحابہ میں سب سے پہلے وہ آئے اور مجھے آ کر ملے اور مجھے ان کا ملنا یاد ہے۔ کہتے ہیں پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو نبی علیہ السلام کا چہرہ چودھویں کی چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ یہ خصوصیت تھی کہ جب کبھی ایسا خوشی کا موقع آتا محبوب کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کعب! آج کا دن تمہاری زندگی کے تمام دنوں میں سب سے بہتر ہے۔ جس دن بندے کی توبہ قبول ہو تو وہ دن زندگی کا سب سے اعلیٰ دن ہوتا ہے۔ کاش کہ آج کی محفل میں ہم سچی توبہ کر کے ہم اس کو زندگی کا سب سے اعلیٰ دن بنا لیں۔ میں نے کہا: اللہ کے نبی ﷺ مال کی وجہ سے جانے میں ذرا سستی کی تو میں مال اللہ کے راستے میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ کچھ اپنے پاس رکھ لو باقی صدقہ کر دو۔ تو فدق کی زمین میں نے رکھ لی اور باقی مال میں نے اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا۔ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مبارک ہو یہ بشارت اللہ کی طرف سے ہے، اللہ نے قرآن کے اندر آیتیں اتاری ہیں:

﴿وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (توبہ: ۱۱۸)

"اور ان تینوں پر بھی (مہربان) جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہوگئی، اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہو گئیں، اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے کوئی پناہ نہیں، سوائے اسی کی طرف آنے کے، پھر اللہ بھی اپنی رحمت سے ان کی طرف متوجہ ہوا تا کہ وہ توبہ کر لیں بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

اب سمجھنے کی بات یہاں پر یہ ہے کہ آسمان آوٹ لٹ نظر آتی تھی، جھوٹ بولو جان چھوٹ جائے گی، سچ بولو گے مصیبت کا پہاڑ گر جائے گا۔ لیکن انہوں نے مشاہدے پر نظر نہیں کی انہوں نے شریعت کو دیکھا، شریعت کہتی ہے: سچ بولو انہوں نے سوچا جو پہاڑ گرتا ہے گر جائے سچ بولنا ہے۔ انہوں نے تنہائی کا جدائی کا پہاڑ سہہ لیا۔ میرا مولیٰ کتنا قدردان ہے! اللہ چاہتے ہیں کہ اپنے نبی ﷺ کو ویسے ہی پیغام پہنچا دیتے کہ ہم نے توبہ قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مشقت تکلیف کو برداشت کرنے کے بعد اس واقعے کو قرآن پاک کا حصہ بنا دیا۔ قیامت تک ہم پڑھتے رہیں گے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ یاد آتے رہیں گے۔ کیا انعام ملا! جنت میں بھی پڑھیں گے پڑھنے والے۔

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾

تو معلوم ہوا کہ ہمیں سچ کا ساتھ دینا ہے، بھلے تکلیفیں نظر آئیں، اللہ سچ کی وجہ سے اپنی مدد اتارے گا، حالات کو خود ٹھیک فرما دے گا۔ اس لیے لڑائی جھگڑا غیبت گناہ اس راستے پر قدم ہی نہیں رکھنا۔ صبر، خاموشی۔ تقویٰ اس راستے پر قدم رکھیں گے اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائیں گے دنیا و آخرت میں ہمیں کامیاب فرمائیں گے۔

شریعت پر استقامت بھی دعوت ہے:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک علاقے کا نصرانی شہزادہ گرفتار ہو کر آیا۔ وہ مسلمانوں کے لیے اتنی سر دردی بنا ہوا تھا کہ ہر بندہ چاہتا تھا کہ اس کو قتل ہی کر دیا جائے۔ اس نے اتنا پریشان کیا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں پیش کیا گیا عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کو قتل کیا جائے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تیری

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی خواہش؟ اس نے کہا کہ جی ایک پیالہ پانی پینا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھئی اسے پیالہ پانی کا پلا دو! اس کو جب پانی کا پیالہ دیا تو وہ کانپ رہا ہے، بھئی! پانی نہیں پی رہے؟ اس نے کہا کہ جی مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میں پانی پینے لگوں گا آپ کا جلاد تلوار کا وار کر کے میری گردن اڑا دے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جلدی میں کہہ دیا کہ تو جب تک پی نہیں لے گا ہم اس وقت تجھے قتل نہیں کریں گے۔ جیسے ہی یہ کہا وہ اتنا عیار اور چالاک نکلا کہ اس نے پانی کا پیالہ زمین پر گرا دیا، کہتا ہے کہ آپ نے قول دیا ہے کہ جب تک تو پانی پی نہیں لے گا ہم تجھے قتل نہیں کریں گے، اب پانی زمین میں جذب ہو گیا، میں نے تو پیا نہیں، اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے۔ ہم ہوتے تو کیا کرتے؟ ہم کہتے: او تو ہمیں ہوشیاری دکھاتا ہے، بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہا، اسی وقت جلاد کو کہتے اڑا دو اس کی گردن کو۔ عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان کی مضبوطی دیکھیے، فرمایا: ہاں میں نے قول دیا تھا اب ہم تمہیں قتل نہیں کر سکتے، تسلیم کر لیا۔ صحابہ حیران، ایسے بدبخت کو چھوڑ دیا جو مسلمانوں کا اتنا بڑا دشمن۔ آپ نے فرمایا میں نے قول دے دیا میں اس کی پاسداری کروں گا جلاد کو فرمایا کہ واپس چلے جاؤ۔ جب آپ نے جلاد کو واپس جانے کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ جی میں کلمہ پڑھتا ہوں مسلمان ہوتا ہوں۔ سب حیران، عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے کلمہ کیسے پڑھ لیا؟ اس نے کہا کہ جی کلمہ تو میں پہلے بھی پڑھنا چاہتا تھا لیکن پہلے پڑھتا تو لوگ کہتے کہ موت کے خوف کی وجہ سے مسلمان ہو گیا، جب میں نے آپ کو عاجز کر دیا قتل کرنے سے اب میں اسلام کی اصول پرستی اور سچائی کو دیکھ کر مسلمان ہو رہا ہوں۔ اب دیکھیے کہ ظاہر میں نظر آ رہا تھا کہ یہ دشمن بچ کے ساتھ آزاد ہو جائے گا، لیکن اللہ کی مدد ہے سچ کے ساتھ۔

تو اصول یہ بتائیں کہ ہم نے شریعت پہ چلنا ہے، ہم نے سنت کو اپنانا ہے، ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

نے شریعت کی تابعداری کرنی ہے۔ حالات کو نہیں دیکھنا۔ اللہ تعالیٰ حالات کو خود بخود موافق فرما دیں گے، اللہ تعالیٰ خود ہماری مدد فرما دیں گے۔ اور دین کے اوپر ہم نے جمے رہنا ہے اور اس کے لیے اگر جان بھی چلی جائے تو ہماری خوش نصیبی ہے۔ کوئی ہمارے جسم سے جان تو نکال سکتا ہے، ہمارے دل سے ایمان تو نہیں نکال سکتا۔ ایسے مضبوط ہو جائیے اس کے اوپر۔ کوئی ہمارے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتا، کیا کرے گا! اگر آگ میں ڈال دے گا پھانسی پر لٹکا دے گا، جان سے مار دے گا اور کیا کرے گا؟ ایسی محبت دین کی جب علما کے دلوں میں ہوگی تو پھر اس کے اثرات عوام کے اوپر پڑیں گے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی استقامت:

صحابہ کی استقامت سن لیجیے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات کو دیکھیں! مخالفین نے گھیرے میں لے لیا، پتہ چلا کہ میرے ساتھ جو تین سو بندے تھے، ایک ایک کر کے سب شہید ہو گئے تھوڑے رہ گئے، میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔ تو خیال آیا کہ میں گھر کے دروازے پر ہوں، کیوں نہ ایک دفعہ اپنی اماں سے مل لوں اور دعا کروا لوں۔ ان کی والدہ تھیں اسما رضی اللہ عنہا۔ وہ گھر کے اندر داخل ہوئے کہا اماں! بس میں آپ کو آخری دفعہ ملنے آیا ہوں، تو اسما رضی اللہ عنہا پوچھتی ہیں کہ بیٹا گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟ اماں اس وقت میرے ساتھی زیادہ تر شہید ہو گئے، تھوڑے رہ گئے ہیں۔ تو انہوں نے جواب میں پوچھا کہ حق پر ہو یا باطل پر؟ تو فرمایا کہ اماں حق پر ہوں۔ تو فرمایا حق پر ہو تو پھر گھبراہٹ کیسی؟ بوڑھی ماں بینائی چلی گئی تھی، موتیا آ گیا تھا، اتنی بوڑھی ہو گئی تھیں۔ اس وقت کہتی ہے اگر حق پر تو گھبراہٹ کیسی؟ (نبی کی صحبت پائی تھی نا)۔ تو ماں نے ہاتھ لگایا تو دیکھا کہ زرہ پہنی ہوئی ہے، بیٹے یہ زرہ کیوں پہنی ہوئی ہے؟ جو اللہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کھا ہے وہ تو ہو کے رہنا ہے۔ اماں! مجھے ڈر یہ ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں گے تو میری لاش کو مسخ کر دیں گے۔ تو ماں کہتی ہے کہ بیٹا! جب بکری حلال ہو جاتی ہے تو کھال کے کھینچنے سے بکری کو کوئی تکلیف نہیں ہوا کرتی، یہ بوڑھی ماں جوان بیٹے سے بات کر رہی ہے، سکھا رہی ہے کہ نبی ﷺ نے جو ہمیں دین سکھایا تھا میں تمہیں وہ سکھا رہی ہوں۔ اچھا اماں! میں نکلتا ہوں باہر، جب کہا کہ میں اب باہر نکلتا ہوں تو اسماء ؓ نے دعا دی اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرا وہ بیٹا ہے جو گرمی کے لمبے دنوں میں سارا دن روزہ رکھا کرتا تھا، یہ میرا وہ بیٹا ہے جو سردیوں کی لمبی راتوں میں ساری ساری رات مصلے پر عبادت کیا کرتا تھا، اللہ! میرا وہ بیٹا ہے جس نے اپنی خدمت سے اپنی ماں اور باپ کے دل کو خوش کیا۔ میں اس سے راضی ہوں، اللہ تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ دعا مانگنے کا سلیقہ سکھا دیا۔ اور پھر اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹے! میری آنکھوں کی بینائی چلی گئی میں تجھے دیکھ نہیں سکتی ذرا میرے قریب ہو جا! میں تیرے رخسار کا بوسہ لے لوں اور تیرے جسم کی خوشبو سونگھ لوں، کیا پہاڑوں جیسے دل اللہ نے عطا فرمائے تھے۔

حضرت مولانا محمد علی جوہر ؒ کی استقامت:

قریب کے زمانے میں اکابر علمائے دیوبند کے ایک شاگرد مولانا محمد علی جوہر ؒ ان کی والدہ حضرت خواجہ مرزا جان جاناں سے بیعت تھیں اور مرزا صاحب کی برکات تھیں کہ ان کے والدہ کے دل میں ایمان کا نور چمکتا تھا۔ اس لیے اس ماں نے اپنے دونوں بیٹوں کو کہا تھا: ع

بولی اماں محمد علی کی جان بیٹا خلافت پہ دے دو

یہ ماں تھی تو بیٹے نے کوششیں شروع کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غلامی سے

www.besturdubooks.wordpress.com

نجات عطا فرمائے۔ مسلمان غلام تھے، فرنگی اس وقت حاکم تھا، اس وقت اللہ نے ان کو علم دیا تھا، اخباروں میں لکھتے تھے، نکتۂ نظر سمجھاتے تھے کہ ہمیں آزاد کرو۔ اس پر فرنگی نے ان کو پیغام بھیجا کہ تم زیادہ مجبور کرنے کی کوشش کرو گے تو تمہیں ہم جان سے مار دیں گے، تو مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اشعار لکھے:

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب سے سامانِ بقا میرے لیے ہے
پیغام ملا تھا جو حسین ابن علی کو
خوش ہوں کہ وہ پیغامِ قضا میرے لیے ہے
یوں ابر سیاہ پر تو فدا ہیں سبھی مے کش
مگر آج کی گھنگھور گھٹا میرے لیے ہے
کیا غم ہے جو ہو ساری خدائی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے
اللہ کے رستے ہی میں موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لیے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

پھر اس کے بعد مولانا محمد جوہر رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا کہ میں یہاں سے انگلینڈ جاتا ہوں اور وہیں رہوں گا اور وہاں کے نیوز پیپر میں مسلمانوں کی حالتِ زار کے بارے میں لکھوں گا تاکہ وہاں کے عوام کو بھی پتہ چلے کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟ نکتۂ نظر واضح ہو۔ جاتے ہوئے نیت کر کے گئے کہ جب تک آزادی نہیں ملے گی میں واپس

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہیں آ ؤں گا۔ کئی سال گزر گئے جوان العمر بیٹی فاطمہ بیمار ہے، ڈاکٹروں نے جواب دے دیا، ماں نے پوچھا: بیٹا! تیری کوئی آخری خواہش؟ اس نے کہا: اماں! دل چاہتا ہے کہ ابا حضور کو ایک مرتبہ دیکھ لیتی، تو اس نے کہا کہ بیٹی خط لکھ دو! جوان بیٹی نے خط لکھا کہ میں زندگی کے دن گن رہی ہوں، مرنے سے پہلے ایک مرتبہ آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ جب خط ملا تو اسی کی پشت کے اوپر چند اشعار لکھ کر واپس کر دیا اور اشعار کیا لکھے:

میں تو مجبور سہی اللہ تو مجبور نہیں
تجھ سے میں دور سہی وہ تو مگر دور نہیں
تیری صحت ہمیں منظور ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

بتا دیا کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی ایسا کامل ایمان نصیب فرمائے۔ ہم گناہوں سے سچی پکی توبہ کر کے نیکیوں بھری زندگی گزارنے کے لیے اپنی زندگیوں کو دین کے لیے وقف کر دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ (زمر:٣٦)

اللہ سے دوستی کیجیے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 22 جولائی 2010ء بروز جمعرات ۹ شعبان ۱۴۳۱ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خصوصی تربیتی مجالس برائے علما وطلبا (بعد نماز مغرب)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

چنانچہ خالق اور مخلوق کی محبت میں ایک بنیادی فرق سمجھ لیں کہ مخلوق کی محبتیں بالآخر جدائی میں بدلتی ہیں۔ کتنی ہی محبت میاں بیوی میں کیوں نہ ہو، موت ان دونوں میں جدائیاں ڈال دیتی ہے، ایک دوسرے سے جدا ہونا پڑتا ہے۔ ماں باپ کی محبت کتنی ہی آئیڈیل کیوں نہ ہو؟ موت ماں باپ اور اولاد کے درمیان جدائیاں ڈال دیتی ہے۔ تو دنیاوی محبتوں کا انجام جدائی۔ جبکہ اللہ رب العزت کی محبت ایسی ہے کہ انجام وصل ہے۔ یاد رکھیے! جو مخلوق سے محبت کرے گا ایک نا ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جو اللہ رب العزت سے محبت کرے گا ایک نا ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ سے دوستی کیجیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
﴿اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ﴾
وَ قَالَ الْمَشَائِخُ: مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دنیاوی تعلقات اغراض پر مبنی:

اللہ رب العزت نے انسان کو دھڑکتا ہوا دل اور پھڑکتا ہوا دماغ دیا۔ یہ احساس اور جذبات رکھنے والا انسان اپنی زندگی میں دوسرے لوگوں سے تعلق جوڑتا ہے لیکن ہر تعلق کے پیچھے ضرورت اور غرض شامل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر:

ماں باپ کا تعلق اولاد کے ساتھ سب سے زیادہ مضبوط تعلق ہے مگر اس کے پیچھے بھی ضرورت شامل، غرض شامل ہے۔ ماں باپ سوچتے ہیں کہ کوئی ہو جو ہمارا وارث بنے، کوئی ہو جو ہمارے بڑھاپے کا سہارا بنے۔ تو ماں باپ کی ضرورت اولاد اور اولاد کی ضرورت ماں باپ۔ ماں باپ اگر سرپرستی نہ کریں، تربیت نہ کریں تو بچے تو کبھی بھی دنیا میں اچھا مقام نہ پا سکے۔

میاں بیوی کا تعلق، کتنا مضبوط ہوتا ہے، بیوی کو شوہر کی ضرورت ہوتی ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

شوہر کو ضرورت ہوتی ہے کہ اس کا کوئی گھر ہو اور گھر کو سنبھالنے والی کوئی ہو، اولاد ہو جس کی ایک ماں ہو۔ بیوی کو خاوند کی ضرورت ہوتی ہے، اس کو سر کا سایہ چاہیے، معاشی اور معاشرتی تحفظ چاہیے، جو اسے خاوند کی صورت میں ملتا ہے۔

استاد اور شاگرد کا تعلق، اس کے پیچھے بھی غرض ہوتی ہے۔ شاگرد کو غرض ہوتی ہے کہ استاد سے مجھے علم ملے گا، وہ دور دراز کا سفر کر کے آتا ہے، تکلیفیں اٹھاتا ہے، پیسے خرچ کر کے آتا ہے اور استاد کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ میں نے پڑھا وہ کہیں ذہن سے ہی نہ نکل جائے، مجھے پڑھاتے رہنا چاہیے، پھر پڑھانے کا کچھ نہ کچھ عوض بھی ملتا ہے تو اس تعلق کے پیچھے بھی ضرورت ہے۔

مریض اور طبیب کا تعلق، ڈاکٹر چاہے کہتا رہے کہ جی میں تو خدمت خلق کی نیت سے دیکھتا ہوں، مگر Payment (اجرت) تو اسے ملتی ہے۔ تو مریض کی ضرورت طبیب اور طبیب کی ضرورت مریض ہے۔

مالک اور مزدور کا تعلق، اگر مزدور نہ ہو تو مالک اپنی فیکٹری کو اکیلا چلا نہیں سکتا اور اگر مالک تنخواہ نہ دے تو مزدور کام کر نہیں سکتے، دونوں ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔

دوست اور دوست کا تعلق، اگر آپ غور کریں تو اس کے پیچھے بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک کلاس میں پڑھتے ہیں، مل کے پڑھنا ہے۔ ایک محلے میں رہتے ہیں، آپس میں دکھ سکھ کے شریک ہیں۔ ہر تعلق کے پیچھے آپ کو ضرورت اور غرض نظر آئے گی۔

حتیٰ کہ پیر اور مرید کا تعلق۔ مرید تعلق جوڑتا ہے اس لیے کہ میری تربیت ہوگی اور پیر اس کی تربیت کرتا ہے تو اس نیت کے ساتھ کہ اللہ مجھ سے راضی ہوگا، تو غرض تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے نا! ضروری تو نہیں کہ ہر کام مال کے پیچھے کریں، آخرت کی کامیابی بھی تو ایک ضرورت اور غرض ہے۔ تو دنیا میں ہر تعلق کے پیچھے ضرورت اور غرض ہے۔

دو بے غرض تعلقات:

دو تعلقات ایسے ہیں جو بے غرض ہیں، جن کے پیچھے کوئی غرض نہیں۔

(۱) اللہ کا بندے سے تعلق:

ایک تعلق اللہ کا بندے کے ساتھ ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے، حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((عَبْدِیْ کُلٌّ یُرِیْدُكَ لِنَفْسِهٖ وَ اَنَا اُرِیْدُكَ لَكَ))

''ہر بندہ مجھ سے اپنے لیے محبت کرتا ہے اور میرے بندے میں تجھ سے تیرے لیے محبت کرتا ہوں''

((اَدْعُوْكَ لِلْوَصْلِ فَتَاْبٰی ۔ اَبْعَثُ رُسُلِیْ فِی الطَّلَبِ))

''میں نے تمہیں ملاقات کے لیے بلایا تم نے انکار کیا میں نے رسولوں کو بھیجا کہ وہ تمہارے اندر طلب پیدا کریں''

میرے بندے میں نے تجھے بلا بھیجا کہ آؤ مجھ سے ملاقات کے لیے:

﴿وَاللّٰهُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ﴾ (سورۃ یونس: ۲۵)

''اور اللہ بلاتا ہے تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف''

میں نے تمہیں دعوت دی کہ آؤ جنت میں مجھ سے ملاقات کرنے کے لیے، فَتَاْبٰی تم نے میری بات کو نہ مانا ''اَبْعَثُ رُسُلِیْ فِی الطَّلَبِ'' میں نے اپنے رسولوں کو نمائندہ بنا کر بھیجا کہ تمہیں سمجھائیں اور میری ملاقات کے لیے تیار کردیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت کی محبت بغیر غرض کے ہے ساری دنیا کافر ہو جائے اللہ کی شان میں کمی نہیں آتی۔ ساری دنیا فرمانبردار ہو جائے، اس کی شان میں اضافہ نہیں ہوتا۔ تو اللہ کا تعلق بندے کے ساتھ بے غرض ہے۔

(۲) نبی ﷺ کا امت کے ساتھ تعلق:

اور دوسرا تعلق نبی ﷺ کا امت کے ساتھ کہ نبی علیہ السلام کو اس بات کی غرض نہیں تھی کہ میرے درجے بڑھیں گے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرما دیا: اے محبوب ﷺ!

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ﴾ (الفتح:۲)

''اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیے''

فرما دیا:

﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (ضحیٰ:۵)

''میرے محبوب! عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا''

تو معلوم ہوا کہ اللہ کے حبیب کو ضرورت نہیں ہے۔ پھر اللہ کے حبیب ﷺ جو امت کے لیے غم زدہ ہوتے تھے، روتے تھے، پاؤں پر ورم آجاتے تھے امت کے غم کی وجہ سے، بے غرض تعلق تھا۔ تو تمام دنیا کے تعلقات کی بنیاد ضرورت اور غرض ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا تعلق بندوں کے ساتھ بے غرض ہے۔

دنیاوی محبت کا حال:

دنیاوی محبتوں کا تو حال یہ کہ جس کو غرض اور ضرورت ہے وہ ضرورت کو پوری بھی کرتا ہے اور جب ضرورت پوری ہو گئی تو آنکھیں بدل لیتا ہے۔ اس لیے آپ دیکھیں کہ دنیاوی محبت والوں کی ساری زندگی شکووں میں گزر جاتی ہے۔ خاوند سے سنو تو بیوی کے شکوے! اس چیز کا خیال نہیں کرتی، اس کا خیال نہیں کرتی، اس کا نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتی اور بیوی سے سنو تو خاوند کے شکوے، وقت پر گھر نہیں آتے، توجہ نہیں کرتے۔

تجھے اور کی تمنا میرے دل میں تو ہی تو ہے

تو جس کو غرض ہے وہ پیچھے پیچھے اور جس کو غرض نہیں اس کو پرواہ ہی نہیں۔

کبھی کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا
زمیں ملی ہے تو پھر آسماں نہیں ملتا
جسے دیکھیے اپنے آپ میں گم ہے
زباں ملی ہے مگر ہم زباں نہیں ملتا
بھرے جہاں میں محسن نہیں پیار نہ ہو
جہاں امید ہو اس کی وہاں نہیں ملتا

کہیں خاوند کو بیویوں سے نہیں ملتا اور کہیں بیویوں کو خاوندوں سے نہیں ملتا، بھائی کو بھائی سے نہیں ملتا، اولاد کو ماں باپ سے نہیں ملتا، ماں باپ کو اولاد سے نہیں ملتا۔ جہاں امید ہو اس کی وہاں نہیں ملتا۔ تو دنیاوی محبتوں کا انجام شکوے ہی شکوے۔ دنیاوی محبتوں کی معراج یہ ہوتی ہے کہ دونوں طرف محبت کا جذبہ ایک ہو۔ چنانچہ شاعر نے کہا:

الفت کا جب مزا ہے کہ ہوں وہ بھی بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

کہ دونوں طرف برابر کی آگ ہو تو پھر محبت کا مزہ ہے، یہ دنیاوی محبتوں کا حال ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا حال:

اب ذرا اللہ رب العزت کی محبت کا حال بھی سن لیجیے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کتنی محبت ہے؟ حدیث پاک میں آیا ہے، میرے بندے! تو میری طرف ایک بالشت چلتا ہے میری رحمت تیری طرف دو بالشت چلتی ہے۔

«وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً»

”جب تو چل کے میری طرف آتا ہے میری رحمت دوڑ کر تیری طرف جاتی ہے“

تو معلوم ہوا کہ بندے کی نسبت اللہ کی محبت زیادہ ہے، پھر اس محبت کی معراج کیا ہے؟ بندہ جب اپنے پروردگار سے محبت کرتا ہے تو اس کی معراج کیا ہے؟ اللہ رب العزت فرماتے ہیں: جو مجھ سے محبت کرتا ہے تو ایسا لمحہ بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

«كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّذِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِي يَمْشِي بِهَا»

”میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔“

تو اللہ رب العزت کی محبت کی معراج دیکھیے کہ اللہ بندے کے ساتھ یہ معاملہ فرماتے ہیں!

خالق اور مخلوق کی محبت کا فرق

(۱) وصل اور جدائی کا فرق:

چنانچہ خالق اور مخلوق کی محبت میں ایک بنیادی فرق سمجھ لیں کہ مخلوق کی محبتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بالآخر جدائی میں بدلتی ہیں۔ کتنی ہی محبت میاں بیوی میں کیوں نہ ہو، موت ان دونوں میں جدائیاں ڈال دیتی ہے، ایک دوسرے سے جدا ہونا پڑتا ہے۔ ماں باپ کی محبت کتنی ہی آئیڈیل کیوں نہ ہو؟ موت ماں باپ اور اولاد کے درمیان جدائیاں ڈال دیتی ہے۔ تو دنیاوی محبتوں کا انجام جدائی۔ جبکہ اللہ رب العزت کی محبت ایسی ہے کہ انجام وصل ہے۔ یاد رکھیے! جو مخلوق سے محبت کرے گا ایک نا ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جو اللہ رب العزت سے محبت کرے گا ایک نا ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

(۲) حاسدین:

مخلوق کی محبتوں میں حاسدین بہت ہوتے ہیں، چنانچہ دو بندوں کو ایک دوسرے سے محبت ہو تو دونوں میں ایک دوسرے کے ساتھ حسد ہوگا۔ مخلوق کی محبتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ حسد بہت، اللہ کی محبت کا لطف یہ ہے کہ جتنے اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے، آپس میں محبتیں ہوں گی۔ شاعر نے کہا کہ

یوں تو ہوتی ہے رقابت لازماً عشاق میں
عشق مولیٰ ہے مگر اس تہمت بد سے بری

اللہ کا عشق اس تہمت سے بری ہے، اللہ کے چاہنے والے جتنے بھی ہوں گے ان میں حسد نہیں ہوگا آپس میں محبت ہوگی۔

(۳) محبت میں پہل:

چنانچہ دنیا کی محبت میں بندے کو پہل کرنی پڑتی ہے۔ جو محبت کرنے والا ہے وہ پہل کرتا ہے اور اللہ کی محبت میں کون پہل کرتا ہے؟ اللہ رب العزت پہل فرماتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ سنیے! امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوزید کا یہ قول نقل کیا کہ چار باتوں کے سمجھنے میں مجھے غلط فہمی تھی، قرآن جب پڑھا اس نے میری غلط فہمی کو دور کر دیا۔ علمی نکتہ

پہلی بات: میں سمجھتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے پہلے محبت کرتا ہوں پھر اس کے بدلے اللہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ جب میں نے قرآن پاک پڑھا تو اس میں اللہ کا فرمان پڑھا:

﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ (المائدۃ:۵۴)

''اللہ ان سے محبت کریں گے اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔''

تو مجھے پتہ چلا کہ اللہ پہلے محبت کرتے ہیں بعد میں بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے۔

دوسری بات: میں یہ سمجھتا تھا کہ میں اللہ سے پہلے راضی ہوتا ہوں بعد میں اللہ مجھ سے راضی ہوتے ہیں۔ قرآن مجید پڑھا تو فرمان الٰہی پڑھا:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ (بینۃ:۸)

''اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی''

تیسری بات: میں یہ سمجھتا تھا کہ میں ذکر پہلے کرتا ہوں، اللہ میرا ذکر بعد میں کرتے ہیں، قرآن پڑھنے سے غلط فہمی دور ہوگئی۔ فرمایا:

﴿وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ (مدثر:۵۶)

''اور وہ ذکر نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ چاہے تو''

اللہ پہلے چاہتے ہیں، توفیق دیتے ہیں تب بندہ اس کا ذکر کر سکتا ہے۔

چوتھی بات: میں سمجھتا تھا میں پہلے توبہ کرتا ہوں بعد میں اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے، قرآن پاک نے میری غلط فہمی کو دور کر دیا فرمایا:

﴿ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا﴾ (التوبۃ:۱۱۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

”پھر اللہ ان کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ توبہ کرلیں“

تو اللہ کی رحمت پہلے متوجہ ہوتی ہے پھر بندے کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ کتنا کریم پروردگار ہے! جو چاہتا ہے کہ میرے بندے میری طرف متوجہ ہوں۔

(۴) رقیب:

مخلوق کی محبت میں رقیب برداشت نہیں ہوتا۔ مخلوق محبت کر کے وعدہ لیتی ہے کہ ہمارے سوا نہ کسی سے تعلق رکھنا اور نہ کسی سے ملنا۔ یہ دنیاوی محبتوں کا انجام کہ کہتے ہیں نہ کسی سے تعلق رکھنا اور نہ کسی سے ملنا۔ بس ہم محبت کرتے ہیں آپ سے اور کوئی آپ سے محبت مت کرے۔ اور اللہ کی محبت کا معاملہ دیکھو کہ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ

((اَتٰی جِبْرَائِیْلُ))

اللہ تعالیٰ جبرئیل کو بلاتے ہیں، فرماتے ہیں: جبرئیل میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام آسمان پر اعلان کرتے ہیں اور اس اعلان کو سن کر سارے فرشتے اس ولی سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام زمین پر آتے اور زمین پر اعلان کرتے ہیں، لوگوں کے کان نہیں سنتے لوگوں کے دل سنتے ہیں۔

((ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ))

”پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دیتے ہیں“

پھر اللہ ہر دل میں اس بندے کی محبت رکھ دیتے ہیں۔ تو دنیاوی محبتوں کا انجام یہ کہ کہتے ہیں بس جی ہمارے سوا کوئی تم سے محبت نہ کرے، اللہ کی محبت کا انجام کہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے تم سے محبت کی، میرے بندے! اب ہر کوئی تجھ سے محبت کرے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔

اس لیے مخلوق کہتی ہے کہ جسم ہمارے پاس ہونا چاہیے دل جہاں مرضی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بندے تیرا دل میرے پاس ہونا چاہیے، تیرا جسم جہاں مرضی ہو۔

محبت کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کو بندے سے سچی محبت ہے، ہر محبت کی دلیل ہوتی ہے، اب محبت کی دلیل سنیے کہ جہاں محبت ہوتی ہے انسان جتنا مرضی اس کو کچھ دے سمجھتا ہے کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں دیا اور محبوب تھوڑا سا دے دے تو خوشی سے پھولا نہیں سماتا، اس کو بہت سمجھتا ہے۔ تو دیکھیے! اللہ تعالیٰ نے بندے کو اس دنیا میں ان گنت نعمتیں عطا فرمائیں اور اتنا کچھ دینے کے بعد فرمایا:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ﴾ (النساء: ۷۷)

"کہہ دو کہ دنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے"

بندے میں نے تو تجھے بہت تھوڑا دیا۔ اب بندے کی زندگی محدود ہے تو ظاہر بات ہے عمل محدود بھی محدود ہے۔ اس بندے نے اپنی زندگی میں اللہ کو تھوڑا سا یاد کیا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَّالذَّاكِرَاتِ﴾ (الاحزاب: ۳۵)

"اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرد اور عورتیں"

تو محبوب سے تھوڑا سا ملا تو کثیر کا لفظ استعمال کیا اور خود اتنا کچھ دیا اور اس کے لیے قلیل کا لفظ استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دیکھیے! اس لیے مخلوق اور خالق کی محبت میں کوئی تقابل (Comparison) ہی نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کا دوست کون؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے اللہ کا دوست کون ہوتا ہے؟

○ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قرآن عظیم الشان:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ (یونس:۶۲)

''جان لو کہ جو اللہ کے ولی ہوتے ہیں دوست ہوتے ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں''

دو لفظ استعمال کیے خوف اور حزن۔ ''حزن'' کہتے ہیں اندر کے روگ کو، اندر کے غم کو، اور خوف کہتے ہیں باہر کے کسی ڈر کو۔ تو فرمایا کہ میرے اولیا کو نہ کوئی اندر کا روگ ہوتا ہے، نہ کوئی باہر کا ڈر۔

○ یہ کون ہوتے ہیں؟

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾ (یونس:۶۳)

''جو ایمان لائیں اور تقویٰ اختیار کریں''

تو معلوم ہوا کہ تقویٰ اختیار کرنے سے انسان اللہ کا دوست بن جاتا ہے۔

○ دوسری جگہ وضاحت سے فرمایا:

﴿ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (الانفال:۳۴)

''اللہ کے دوست وہی ہوتے ہیں جو پرہیزگار ہوتے ہیں''

تو ہماری غلط فہمی ختم ہونی چاہیے، آج کے زمانے میں تو عوام الناس سمجھتے ہیں کہ آدھا ننگا، آدھا ولی اور پورا ننگا پورا ولی۔ قرآن مجید تو کہہ رہا ہے جو ایمان لائے اور پرہیزگاری اختیار کرے وہ اللہ کا ولی ہے۔

○ سنیے حدیث پاک میں نبی ﷺ نے فرمایا:

«اَلتَّائِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ»

"توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے"

جو شخص بھی گناہوں سے سچی توبہ کر لیتا ہے اللہ اس کو اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل کر لیتا ہے۔

○ اور ایک اور بات فرمائی:

«اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ»

"ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے"

تو اللہ کی دوستی کو مصلے سے مختص نہ کرے کہ بس مصلے پہ بیٹھنے والے اللہ کے دوست ہیں، نہیں! کتنے لوگ ہیں ان کے اوپر گھر کے فرائض ہیں اور ان کے دوا سیلے کفیل ہیں۔ کام کرتے ہیں، محنت مزدوری کرتے ہیں، اس محنت مزدوری اور رزق حلال کے کمانے پر اللہ تعالیٰ ان کو عبادت کا ثواب دیتے ہیں اور اپنے دوستوں میں شامل فرماتے ہیں۔

اس عاجز نے اپنی زندگی میں ایک ایسے دوست کو دیکھا، ان کا سلسلے میں تعلق تھا، پولیس میں کام کرنے والے تھے، مگر سالوں ان کی تہجد قضا نہیں ہوئی۔ تو ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے والا وہ بھی اللہ کا دوست ہے۔

○ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (آل عمران:۱۳۴)

"اللہ نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں"

○ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (التوبۃ:۴)

"بے شک اللہ پرہیزگاروں سے محبت فرماتے ہیں"

○ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ (المائدہ:۴۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

”انصاف کرنے والوں سے اللہ محبت فرماتے ہیں“

○ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ﴾ (آل عمران:۱۵۹)

”توکل کرنے والوں سے اللہ محبت فرماتے ہیں“

○ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ﴾ (البقرہ:۲۲۲)

”اللہ توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور پاک صاف رہنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں“

کتنا خوبصورت یہ دین ہے، ہمیں صفائی کی تعلیم دے رہا ہے کہ یہ نہ ہو تم مسجد میں آؤ اور پسینے کی بو آرہی ہو، منہ سے بو آرہی ہو۔ بھئی! اگر منہ میں بو ہے تو اچھی طرح مسواک استعمال کرو، ٹوتھ برش استعمال کرو؛ پسینے کی بو ہے تو نہالو، کپڑے تبدیل کرلو۔ اللہ کے نبی ﷺ اتنی خوشبو استعمال کرتے تھے کہ جس راستے سے گزر جاتے تھے تو گزرنے کے بعد بھی اس راستے سے خوشبو آتی تھی۔

○ اور فرمایا:

((اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُکُمْ))

”میں شکستہ دلوں میں ہوتا ہوں“

ٹوٹے ہوئے دلوں کو اللہ اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔ جو غریب ہو، جو مسکین ہو، جو مظلوم ہو، کسی کی زیادتی کی وجہ سے دل ٹوٹے، فرمایا: جس بندے کا دنیا میں دل ٹوٹے گا، اس ٹوٹے دل میں ڈھونڈنا، اس ٹوٹے دل میں تمہیں خدا نظر آئے گا۔

مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے، ڈھا دے جو کچھ ڈھیندا ای
پر کسے دا دل نہ ڈھاویں رب دلاں وچ رہندا اے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ سے دوستی کے ثمرات

(۱) اللہ کی سرپرستی:

اللہ رب العزت جب کسی سے محبت فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے سرپرست بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ﴾ (الاعراف:۱۹۶)

”اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا سرپرست ہے“

سرپرست کہتے ہیں گارڈین کو۔ کسی کے نفع نقصان کا ذمہ دار، کسی کی ضرورتیں پوری کرنے کا ذمہ دار، اس کو گارڈین کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندے کے سرپرست بن جاتے ہیں۔ اب ذرا توجہ کریں، بچے کا گارڈین، اس کا والد ہوتا ہے۔ بچے کو کوئی فکر نہیں ہوتی کہ پڑھائی کی فیس کہاں سے آئے گی؟ یونیفارم کیسے خریدوں گا؟ کتابیں کہاں سے آئیں گی؟ میں سکول کیسے جاؤں گا؟ اس کو پتہ ہے کہ میرے ابو موجود ہیں، وہ میری ہر ضرورت کو پورا کریں گے۔

چنانچہ ایک بچہ اپنے دوست سے کہتا ہے کہ میں حج پر جارہا ہوں، وہ کہتا ہے کہ تم نے ٹکٹ خرید لی؟ نہیں، تم نے احرام خریدا؟ نہیں، حج کرنے کا پتہ ہے؟ نہیں، وہاں پر ہوٹل بک کروایا؟ نہیں، جب تم نے کچھ بھی نہیں کیا تو حج کیسے کرو گے؟ تو پہلا بچہ اسے کہتا ہے کہ میں ابو کے ساتھ جارہا ہوں۔ اب جب اس نے یہ کہہ دیا کہ میں ابو کے ساتھ جارہا ہوں تو اس نے ہر سوال کا جواب دے دیا کہ ابو ہیں میری ہر ضرورت کا وہ خیال رکھیں گے۔ تو جیسے بچے کو اپنے باپ کی سرپرستی پر پکا یقین ہوتا ہے، جب اللہ بندے کا سرپرست بن جائے تو سوچیے اللہ اس کی ضرورتوں کو کیسے پورا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں فرمائے گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ اے میرے بندے! تو دن کے شروع میں چند رکعتیں میرے لیے پڑھ لیا کر میں سارا دن تیرے کاموں میں تیری کفایت کروں گا۔ تیرے کاموں میں تیری مدد کروں گا۔ ایک جگہ فرمایا میں تیرے دل کو غنا سے بھر دوں گا۔ اللہ اکبر کبیرا! اللہ لحاظ فرماتے ہیں۔

ایک تائب کے سر پر سایہ رحمت:

ایک نوجوان تھا تو کسی ہمسائے کی نوکرانی کی طرف اس کا دل مائل ہو گیا۔ لڑکی نیک پاک تھی، ایک مرتبہ اس نے اسے بتایا کہ میں تو تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا، I miss you جیسے آج کل کے تماشے ہوتے ہیں۔ اس نے کہا کہ دیکھو مجھے بھی تم سے محبت ہے مگر میں اللہ سے ڈرتی ہوں۔ اس پاکیزہ بچی کی زبان سے ایسے الفاظ نکلے کہ اس نوجوان کے دل میں اتر گئے، اس نے کہا کہ اگر یہ اللہ سے اتنا ڈرتی ہے تو میں تو مرد ہوں مجھے تو زیادہ ڈرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے توبہ کر لی اور اس نے سوچا کہ اب میں نیک بنتا ہوں عالم بنوں گا دین پڑھوں گا۔ دور کہیں سو پچاس میل کے فاصلے پر شہر تھا جہاں علما تھے، اس نے نیت کر لی کہ میں وہاں جاتا ہوں۔ راستے میں ایک بڑے میاں مل گئے، تعارف ہوا، پوچھا کہاں جانا ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں شہر۔ اس نے کہا: میں نے بھی اس کے قریبی شہر جانا ہے، تین چار دن ہمیں لگیں گے، چلو ہم اکٹھے سفر کرتے ہیں۔

چنانچہ دونوں نے اکٹھا سفر کرنا شروع کر دیا۔ مگر ایک بات عجیب تھی کہ سخت گرمیوں کے دن تھے، ان دونوں کے سر پہ بادل کا ایک سایہ آ گیا، جدھر جاتے سایہ ان کے اوپر اوپر۔ اب نوجوان بھی سمجھتا کہ یہ سایہ بوڑھے میاں کی وجہ سے ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

بوڑھے میاں بھی سمجھتے کہ یہ سایہ میری وجہ سے ہے۔ اللہ کی شان کہ جہاں راستے الگ ہوئے اور جدا ہوئے تو بادل نوجوان کے سر پہ چلنے لگا۔ تو بڑے میاں نوجوان کی طرف لوٹ کر آئے، انہوں نے آکر پوچھا کہ تیرا کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ کو تجھ سے اتنا پیار ہے؟ اس نے کہا: میں ایک گناہ گار انسان ہوں کوئی عمل نہیں، صرف اتنی سی بات ہے میں نے سچی توبہ کر کے اللہ کو راضی کرنے کی نیت کر لی ہے، میرے پروردگار نے مجھے دھوپ کی گرمی سے بچانے کے لیے بادل کا سایہ عطا فرما دیا۔ میرے بندے تو میرے ساتھ دوستی کر رہا میں بھی دوستی نبھاتا ہوں۔ میں بھی تو بتاتا ہوں کہ دوستی کیسی ہوتی ہے؟

واقعہ:

چنانچہ ایک مسلمان کا واقعہ شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ اس کی ایک آتش پرست سے ملاقات ہوگئی، اس نے آتش پرست سے کہا کہ تو میاں! گمراہ ہے، آگ کی پوجا کرتا ہے، آگ مخلوق ہے۔ میں مسلمان ہوں، میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ اب وہ جو آتش پرست تھا، اس نے بھی دلیلیں دیں تو غصے میں مسلمان نے کہہ دیا کہ اچھا! تم آگ کی پرستش کرتے ہو نا! وہ تمہارا خدا ہے، آگ میں تم بھی ہاتھ ڈالو میں بھی ہاتھ ڈالتا ہوں، جو جھوٹا ہوگا آگ اس کے ہاتھ کو جلا دے گی۔ وہ آتش پرست اس کام سے ذرا گھبرایا۔ مسلمان کو پتہ چلا کہ یہ ہچکچا رہا ہے، اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آگ کے اندر دے دیا۔ اللہ کی شان کہ آگ نے دونوں کے ہاتھ میں سے کسی کے ہاتھ کو بھی نہ جلایا۔ یہ مسلمان دل میں بڑا غم زدہ ہوا، یا اللہ! میں تیری توحید کا قائل ہوں، میرے اوپر تو تیری رحمت ہوئی کہ آگ نے میرا ہاتھ نہیں جلایا۔ یہ تو آتش پرست تھا، یہ تو گمراہ تھا، اس کے ہاتھ کو تو آگ کو جلانا چاہیے تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اس کے دل کی یہ کیفیت ہوئی تو اللہ نے یہ الہام فرمایا کہ میرے پیارے! ہم اس کے ہاتھ کیسے جلاتے؟ جب کہ اس کے ہاتھ کو تم نے پکڑا ہوا تھا۔ ایسے ہی جو بندہ اپنا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں دے دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری فرماتے ہیں، اللہ رب العزت اس کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

أَيُّهَا النَّاسُ أَصْلِحُوا سَرَائِرَكُمْ تُصْلَحْ عَلَانِيَتُكُمْ

''اے لوگو! تم اپنے من کو ٹھیک کر لو تمہارے تن کو ٹھیک کر دیا جائے گا۔''

یعنی اندر کو تم ٹھیک کر لو اللہ تمہارے ظاہر کو ٹھیک کر دیں گے۔

وَاعْمَلُوا لِآخِرَتِكُمْ تُكْفَوْا أَمْرَ دُنْيَاكُمْ

''تم آخرت کے لیے اعمال کو کرو تو تمہارے دنیا کے کاموں میں تمہاری کفایت کر دی جائے گی۔''

اللہ تمہارے لیے کافی ہو جائے گا۔ آج دیکھتے نہیں کہ کہتے ہیں، کام ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے۔ حضرت بچی کے رشتے تو بڑے آتے ہیں دوسری دفعہ کوئی نہیں آتا۔ حضرت! بچے نے انٹرویو تو بڑے دیے، سب خوش ہوتے ہیں، جاب آفر نہیں ملتی۔ حضرت! پتہ نہیں کیا ہے ذیل ہوتے ہوتے رہ جاتی ہے۔ یہ جو ہم زندگی میں محسوس کرتے ہیں، کام انجام تک نہیں پہنچتے، ادھورے ہوتے ہیں، یہ برکت نہ ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سرپرست بن جاتے ہیں اور بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو بندے کے کاموں کو سمیٹتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے والی بات ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) اللہ تعالیٰ کی ضمانت:

بخاری شریف کی ایک روایت ہے، پچھلی امتوں میں ایک آدمی تھا پردیس میں اس کو پیسوں کی ضرورت پڑ گئی، کوئی واقف بھی نہیں تھا۔ اس نے ایک بندے کو کہا کہ یار مجھے ضرورت ہے مجھے کچھ پیسے ادھار دے دو، میں تجھے واپس کر دوں گا۔ تیرا میرا اللہ ضامن ہے، یہاں میرا کوئی واقف نہیں جسے میں گواہ بناؤں۔ اس نے کہا: چلو ٹھیک ہے، تو اللہ کو ضامن بناتا ہے، تجھے پیسے دے دیتا ہوں۔ یہ پیسے لے کر گھر چلا گیا۔ اللہ کی شان! وہاں جا کر ایسا مصروف ہوا کہ واپسی کا سفر ممکن نہ ہوا، پھر راستے میں سیلاب آ گیا۔ دریا تھا، کشتیاں بھی نہیں چلتی تھیں۔ اس نے سوچا کہ مجھے قرضہ تو لوٹانا ہے چاہے جو بھی صورت ہو۔ اس نے کیا کیا، ایک لکڑی لی جس کے اندر سوراخ تھا اور اس سوراخ کے اندر پیسے ڈال دیے اور اس بندے کی طرف رقعہ لکھا کہ میں نے اللہ کو ضامن بنایا تھا، جس خدا کو ضامن بنایا تھا میں اسی کے حوالے کر رہا ہوں، وہ تجھے پہنچائے گا۔ یہ کہہ کر اس نے لکڑی دریا کے اندر ڈال دی، میلوں کا فاصلہ تھا۔ اللہ کی شان! ادھر اس بندے کو لکڑی کی ضرورت تھی، دریا کے کنارے جنگل ہوتے ہیں، تو یہ دریا کے کنارے لکڑی کاٹنے گیا۔ نماز پڑھنی تھی وضو کرنے لگا، ایک لکڑی تیرتی نظر آئی، اس نے کہا کہ میں کاٹ جو رہا ہوں تو اسے ہی کیوں نہ پکڑ لوں؟ چنانچہ پکڑ کر گھر لایا اور اس کو کاٹنے لگا تو اس کے اندر سے رقم نکلی۔ بھئی! یہ روپے کہاں سے آ گئے؟ جب رقم کو اچھی طرح نکالا تو رقعہ بھی نکلا، پتہ چلا کہ یہ اس بندے نے رقم بھیجی تھی جس نے اللہ کو ضامن بنایا تھا۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ اللہ ضامن بنتے ہیں تو پھر اپنے معاملے کو نبھاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی حفاظت کا عجیب واقعہ:

حضرت قاری صدیق باندوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ بنانے کا ارادہ کیا، جنگل میں کوئی آبادی نہیں تھی۔ اللہ والوں کا یہی حال ہوتا ہے، جہاں جا کر بیٹھتے ہیں، بستیاں آباد ہو جاتی ہیں۔ ع

عشق نے آباد کر ڈالے دشت و کوہسار

چنانچہ اس زمانے کی کرنسی چاندی کے روپے ہوتے تھے۔ تو وہ تعمیرات کے لیے پیسے لے کے وہاں جانے لگے تو اللہ کی شان راستے میں کچھ ڈاکو مل گئے۔ ڈاکوؤں نے دور سے دیکھا کہ ہاتھ میں تھیلا ہے اور بندہ بھی اکیلا ہے تو انہوں نے بھی ارادہ کیا کہ ہم اس سے پیسے چھین لیں گے۔ قاری صاحب نے بھی ڈاکوؤں کو آتے دیکھا تو ان کو احساس ہوا کہ یہ ٹھیک بندے نہیں ہیں۔ لوجی قاری صاحب نے کیا کیا وہ پیسے زمین پر رکھ دیے اور چل پڑے۔ اب وہ ڈاکو آئے، انہوں نے دیکھا کہ تھیلے میں پیسے ہیں۔ تھیلا اٹھاتے ہیں تو تھیلا اٹھتا نہیں، بڑا زور لگایا مگر تھیلا ان سے نہ اٹھایا گیا۔ ڈاکوؤں کے پیچھے بھیجا کہ یہ کوئی کامل نظر آتا ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی راز ہے۔ وہ قاری صاحب کو بلا کے لائے پوچھا کہ اتنا بھاری کیوں ہے؟ حضرت نے فرمایا: دیکھو! میں نے تم لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا، میں سمجھ گیا کہ تمہاری نیت ٹھیک نہیں، میں پیسوں کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا اور یہ پیسے اللہ کے تھے، اللہ کے دین کے لیے دیے گئے تھے، میں نے اس تھیلی کو زمین پر رکھ کر دعا کی اللہ! مال تیرا ہے تو ہی حفاظت کر میں نہیں کر سکتا۔ اللہ کی شان کہ ان ڈاکوؤں کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے توبہ کی اور ان سے بیعت کی، اور وہ ڈاکو آپ کے مدرسے کی پہلی جماعت کے طالب علم بنے۔ اور پھر ان ڈاکوؤں نے علما بن کر مدرسے کے اندر پڑھایا، ہم اللہ کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے تعلق کو ذرا بڑھائیں تو سہی، پھر دیکھیں اللہ نبھاتے کیسے ہیں، اس لیے فرمایا:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ﴾ (محمد: ۱۱)

''ایمان والوں کا تو اللہ سرپرست ہوتا ہے کافروں کا سرپرست کوئی بھی نہیں ہوتا''

(۳) رزق میں برکت:

اگلی بات، جب کوئی اللہ کا دوست بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق کے اندر برکتیں عطا فرماتے ہیں۔ آج ذرا دیکھیں کتنے گھر ایسے ہیں کہ جتنے گھر کے لوگ اتنے ہی کمانے والے مگر خرچے پھر بھی پورے نہیں ہوتے۔ جتنے گھر کے لوگ اتنا جاب کرنے والے، خرچے پھر بھی پورے نہیں ہوتے۔

بے برکتی کی مثال:

میرے پاس ایک منیجر صاحب آئے وہ دو ملٹی نیشنلوں کے منیجروں کے اوپر جنرل منیجر تھے۔ لاکھوں میں ان کی تنخواہ تھی، میاں بیوی کے بعد ان کے تین بچے تھے اور وہ بھی سکول میں تھے، کالج میں بھی کوئی نہیں جاتا تھا۔ وہ آنسوؤں سے رو پڑے، کہنے لگے: حضرت! دعا کریں، میرے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ گاڑی مل والوں نے دی ہے، ڈرائیور انہوں نے دیا سیکورٹی والے انہوں نے دیے۔ خود کہنے لگے کہ حضرت میں دو لاکھ روپیہ ٹیکس فری اپنے گھر لاتا ہوں، ٹیکس میرا مالک ادا کرتا ہے۔ اب جس بندے کے تین بچے ہوں اور وہ گھر میں دو لاکھ روپیہ مہینے کی سیلری لاتا ہو اور وہ آنسوؤں سے روئے کہ حضرت میرے خرچے پورے نہیں ہوتے اور ایک

تین ہزار تنخواہ پانے والا پانچ بچوں کے ساتھ مزے کی زندگی گزار رہا ہے، صبر کی زندگی۔ تو معلوم ہوا کہ ادھر برکت ہے ادھر برکت نہیں ہے۔

قرآن کا پیغام:

تو جب انسان اللہ کا ولی بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ رزق کے اندر برکتیں عطا فرما دیتے ہیں۔ جیسے قرآن عظیم الشان:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ (الاعراف:۹۶)

"اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے، اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروازوں کو کھول دیتے"

تو معلوم ہوا کہ پرہیزگاری کی زندگی گزارنے سے برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ ایسی طرف سے رزق دیتے ہیں:

﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق:۳)

"بندے کو رزق دیتے ہیں جس کا وہم گمان ہی نہیں ہوتا"

برکت کی مثالیں

(۱)......اب رزق کی ایک مثال سنیے کہ برکت کیا ہوتی؟ ایک عرب تھا جو بادشاہِ ہند کا طبیب تھا، جب جانے لگا تو بادشاہ نے اس کو اپنی طرف سے ہدیے میں سنگترے دیے، وہ دل میں بڑا غم زدہ ہوا کہ Expectations (توقعات) بہت زیادہ تھیں کہ بادشاہ ہے، ہیرے جواہرات دے گا، مال و متاع دے گا اور اس نے مالٹے دیے۔ لیکن صبر والا تھا، خاموشی سے لے کر چل پڑا۔ اب سفر کر رہا تھا، راستے میں ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے ملک میں پہنچا کہ جہاں بادشاہ کا بیٹا بیمار تھا اور اطباء نے کہا تھا کہ اس کا علاج سنگترے استعمال کرنے میں ہے، مالٹا کھانے میں ہے۔ اور اس ملک کی آب وہوا ایسی تھی کہ مالٹے اُگتے نہیں ہوتے، اب لوگ مالٹے ڈھونڈ رہے تھے۔ جب کشتی شہزادہ دیکھا کہ مالٹے ہیں تو بادشاہ کو اطلاع پہنچی، بادشاہ نے بلا لیا، اس نے کہا کہ بھئی! ازراہِ مہربانی مالٹے دے دیں، میں اپنے بچے کے لیے ان کو استعمال کروں گا۔ اس نے مالٹے دے دیے، بچے نے استعمال کیے، اللہ نے صحت دے دی۔ اس بادشاہ نے بوری بھری ہوئی درہم اور دینار کی اس کو انعام کے طور پر دے دی۔ اب یہ بوری بھری ہوئی درہم و دینار کی لے کر گھر گیا تو بڑا خوش تھا۔ جب گھر سے واپس آیا تو شاہ ہند نے پوچھا کہ مالٹوں کا کیا بنا؟ اس نے واقعہ سنایا تو واقعہ سننے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ تو نے سستے بیچے۔ تو نے فقط درہم و دینار کی ایک بوری کے بدلے بیچ دیے! اس نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ کہا کہ ہاں تجھے کیا پتہ کہ یہ سنگترے کیسے آئے؟ آج رات میرے ساتھ چلنا۔ رات ہوئی تو اس بادشاہ نے بھیس بدلا اور اس بندے کو لے کر شہر کے اندر چلا گیا۔ ایک لوہار کی دکان تھی، اس کے پاس گیا تو اس نے برسنا شروع کر دیا: ایک چھٹی مانگی تھی، جلدی آنا چاہیے تھا، دیر سے کیوں آیا؟ اس نے کہا: مجھے معاف کر دیں آنے میں دیر ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے لوہا کوٹنا شروع کر دیا۔ یہ بندہ حیران کہ یہ بادشاہ اور اس لوہار کا لوہا کوٹ رہا ہے، ہدان چلا رہا ہے! چنانچہ کئی گھنٹے اس نے لوہا کوٹا تو اس لوہار نے اس کو ایک پیسہ دو پیسہ اجرت کے طور پر دیے۔ یہ لے کر نکلا۔ کہنے لگا: دیکھو! میں رزق حلال کے لیے گھنٹوں ہتھوڑا چلا کر پسینا بہاتا ہوں اور میرا رزق یہ چند پیسے ہیں، ان پیسوں سے میں نے سنگترے خرید کر تجھے ہدیہ دیا تھا، یہ اس رزق حلال کی وجہ ہے کہ اللہ نے تیرے مال میں برکت عطا فرما دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲)..... جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بندہ آیا، کہنے لگا حضرت حج کا ارادہ ہے لیکن پیسے نہیں ہیں۔ آپ نے چونی نکالی اور اس کو دے دی کہ بھئی! ضرورت پڑے تو خرچ کر دینا، اس نے کہا جی بہت اچھا۔ بستی سے باہر نکلا، ایک قافلہ جا رہا تھا، سلام دعا ہوئی، پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ حج کے لیے۔ انہوں نے پوچھا تم کہاں جا رہے؟ اس نے کہا میں نے بھی حج پر جانا ہے۔ وہ کہنے لگے یار ہمارے پاس ایک سواری فالتو ہے، اونٹ فالتو ہے، ایک بندے نے آنا تھا وہ نہیں آ سکا، اگر آنا ہے تو اس پر بیٹھ جاؤ۔ اس نے کہا بہت اچھا، سواری بھی مل گئی قافلے والے بھی مل گئے۔ وہ سارا راستہ اس کو کھانا بھی کھلاتے رہے، اکرام بھی کرتے رہے، حتیٰ کہ اس نے حج مکمل کر لیا۔ واپس جانے کے لیے پھر جہاں سے ٹرانسپورٹ ملتی تھی، اونٹ ملتے تھے، وہاں پہنچا۔ دیکھا تو ایک اور قافلہ واپسی کے لیے تیار ہے، انہوں نے کہا کہ یار ایک بندہ حج کے لیے آیا تھا فوت ہو گیا اونٹ خالی ہے، اگر جانا ہے تو آ جاؤ، تو یہ پھر اس اونٹ پر بیٹھ گیا۔ کھانا بھی انہوں نے کھلایا، خدمت بھی کی، اپنی بستی میں اترا۔ پھر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور حال بتانے لگا کہ بڑی سہولت کے ساتھ اور بڑے مزے کے ساتھ حج کیا اور حضرت میرا خرچہ تو کوئی نہیں ہوا۔ جب اس نے کہا کہ حضرت! خرچ کوئی نہیں ہوا، حضرت نے کہا: اچھا! میری چونی واپس کرو، اللہ والوں کی چونی بھی خرچ نہیں ہوتی، اللہ ایسی برکتیں دے دیتے ہیں۔

(۳)..... ایک بزرگ سے بیٹے نے پوچھا: ابو برکت عملاً کہتے کس کو ہیں؟ انہوں نے کہا: بیٹے یہ گیزر لگا ہوا دیکھ رہے ہو؟ جی دیکھ رہا ہوں، فرمایا: تمہاری عمر ہے، بیس سال، یہ گیزر تمہاری پیدائش سے پہلے میں نے لگوایا تھا آج تک سلامت چل رہا ہے اس کو برکت کہتے ہیں اور جب برکت نہیں ہوتی، تو روز پھڈا ہوتا ہے، آج یہ جل گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کل یہ چل گیا، خرچے ہی پورے نہیں ہوتے۔

نکتے کی بات:

نکتے کی بات کچھ گھوڑے ہوتے ہیں عام، وہ پندرہ ہزار، بیس ہزار کے مل جاتے ہیں، کچھ ہوتے ہیں دوڑ کا مقابلہ جیتنے والے گھوڑے، ان کو کہتے ہیں گھڑ دوڑ کے گھوڑے۔ ان کی قیمتیں سبحان اللہ! پانچ لاکھ، دس لاکھ اور پندرہ لاکھ۔ ہمارے ایک قریبی دوست ہیں، چوہدری صاحب فرمانے لگے کہ میرے گھوڑے کی قیمت پچیس لاکھ لگ چکی ہے۔ ایک گھوڑے کی قیمت پچیس لاکھ، تو ادھر پچیس ہزار اور ادھر پچیس لاکھ کیوں؟ مقابلہ جیتنے والا گھوڑا ہے، عام گھوڑا نہیں ہے۔ اب اس گھوڑے کے مالک سے کوئی مانگے، جی مجھے اپنا پچیس لاکھ والا گھوڑا دے دو، میں نے ذرا گدھا گاڑی میں استعمال کرنا ہے، تو کیا وہ دے گا؟ کہے گا مت ماری گئی تمہاری؟ عقل ماؤف ہوگئی ہے تمہاری؟ یہ گھوڑا گدھے گاڑی میں باندھنے کے قابل ہے؟ جس طرح گھڑ دوڑ کے گھوڑے کو ہم گدھا گاڑی میں باندھنا پسند نہیں کرتے، اللہ والے جو دین کا کام کر رہے ہوتے ہیں، وہ بھاگتے گھوڑے کی مانند ہوتے ہیں۔ اللہ ان کو دنیا کی گدھے گاڑی میں الجھانا پسند نہیں کرتے، ان کے کام نہیں اٹکتے، اللہ ان کے کام سنوار دیتا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی وکالت:

اگلی بات جو بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾

''اللہ ہمارے لیے کافی ہے، وہ بہترین سرپرست ہے اور بہترین وکیل ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

وکیل ہوتا ہے نا بندے کے کام کروانے کے لیے۔ آپ دیکھیں! گھروں میں بیٹے کا کوئی مسئلہ ہو، باپ بولتا ہے وکیل بن کر، آپ مجھ سے بات کریں، آپ کو میرے بیٹے سے کیا مسئلہ ہے؟ اگر کسی کی بیوی سے کوئی بات کرنا چاہے تو خاوند کہتا ہے بھئی! مجھ سے بات کریں، مسئلہ کیا ہے تمہارا؟ اسی طرح اللہ رب العزت اپنے بندوں کے وکیل بن جاتے ہیں اور ان کے کاموں کو سنوارتے ہیں۔

اب ذرا سنیے مثالیں:

◉ منافقین کو جب کہا گیا کہ تم ایمان لے آؤ تو انہوں کہا:

﴿اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ﴾ (البقرۃ:۱۳)

''کیا ہم ایمان لائیں جیسے یہ بے وقوف ایمان لے آئے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم کو انہوں نے بے وقوف کہا۔ اللہ تعالیٰ نے فقرے کو وہیں مکمل کر کے جواب دیا۔ فرمایا:

﴿اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ﴾

''یہ خود بیوقوف ہیں''

جیسے بیٹے کی بات باپ نہیں سن سکتا، خاوند کے متعلق بات بیوی نہیں سن سکتی، فوراً جواب دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں پر بات نہیں سن سکتا، فوراً قرآن میں خود اس کا جواب عطا فرمایا۔

◉ ایک بندے نے نبی علیہ السلام کو مجنون کہہ دیا کہ جی یہ تو مجنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیاں دیں:

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝﴾ (القلم:۱-۲)

”قلم کی اور جو اہلِ قلم ہیں ان کی قسم آپ اللہ کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں“

کیا محبت بھری بات ہے! اے میرے محبوب! آپ اللہ کی رحمت کے ساتھ مجنون نہیں ہیں، تسلی دینے کے بعد فرمایا:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝﴾ (القلم: ۱۰-۱۳)

”ایسے شخص کے کہنے میں نہ آجانا جو بہت قسمیں کھانے والا اور ذلیل ہے، جو طعنے دینے والا اور چغلیاں کھانے والا ہے، نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھا گناہگار ہے، بڑا اجڈ اور اس کے بعد بداصل بھی ہے“

اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو وہ الفاظ کہے، ہم جن الفاظ کو اپنی زبان میں گالی سمجھتے ہیں، ایک کے بدلے نو لفظ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہے۔ میرے محبوب کو تو مجنون کہتا ہے، میں تجھے جواب نہ دوں؟ آپ سنیے! اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کا کیسے دفاع فرماتے ہیں؟

◉ خولہ بنت ثعلبہ بوڑھی عورت ہے، خاوند نے ناراض ہو کر کہہ دیا تو میرے لیے ماں کی مانند ہے۔ اب یہ ظہار ہے، بیوی کو ایسے کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اے اللہ کے رسول ﷺ! اب میں بوڑھی ہو گئی، میں دوسرے نکاح کے قابل بھی نہیں، میری اولاد بھی ہے، اب اگر میں الگ ہو جاؤں تو میں اولاد کو پال بھی نہیں سکتی۔ خاوند نے یہ الفاظ کہہ دیے تو وہ چاہتی تھی کہ نبی ﷺ میرا ساتھ دیں ورنہ میں بے سہارا ہو جاؤں گی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان سے تو طلاق ہو جاتی ہے۔ وہ آئی اور رونا شروع کر دیا، پھر پوچھا، نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں طلاق ہو جاتی ہے۔ اب جب اس نے دیکھا کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے تو فیصلہ دے دیا، باقی

www.besturdubooks.wordpress.com

کورٹ نے فیصلہ دے دیا تو اب وہ سپریم کورٹ کی طرف متوجہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قرآن مجید میں:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللّٰهِ﴾
(مجادلہ:۱)

ہم نے سن لی اس بوڑھی عورت کی پکار، جب وہ آپ سے اپنے خاوند کے معاملے میں بات کر رہی تھی اور وہ اللہ کی جناب میں شکایت کر رہی تھی۔

پروردگار آپ کتنے بڑے ہیں کہ جو بندہ آپ کی طرف رجوع کرتا ہے آپ اس کے ساتھ دوستی کا حق نبھا دیتے ہیں۔

⊛ نبی علیہ السلام کے پاس ایک مرتبہ قریش مکہ آئے تو آپ ﷺ ان کو دین سمجھا رہے تھے، دین کی طرف بلا رہے تھے۔ اتنے میں ایک نابینا صحابی آ گئے۔ وہ نبی علیہ السلام سے کوئی بات پوچھنا چاہتے تھے۔ نبی علیہ السلام نے ان کو کہا بھئی ذرا بیٹھ جاؤ! میں بات کر رہا ہوں، تو فوری جواب نہیں دیا۔ اس کا آنا پھر اس کا بیٹھ جانا پروردگار کو اتنا پسند آیا کہ قرآن مجید میں آیات اتار دیں:

﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى ۝ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكّٰى ۝ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى ۝﴾ (عبس:۱-۶)

ان الفاظ کا ترجمہ کرنے کی ہمت نہیں، اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ سے محبوبانہ خطاب فرمایا۔ میرے ایک بندے کے ساتھ آپ نے کیوں سرد مہری کا معاملہ فرمایا؟ اور نبی ﷺ کا نکتہ نظر (Point of view) بھی ٹھیک تھا کہ طبیب کے پاس دو مریض آ گئے، ایک کینسر کا اور دوسرا نزلے زکام کا مریض ہو تو وہ نزلے زکام والوں کو بٹھا کر کینسر والے کو ایمرجنسی ڈیل کرے گا۔ یہ قریش مکہ شرک کے کینسر میں

www.besturdubooks.wordpress.com

جتنا تھے، تو طبیب اعظم چاہتے تھے کہ یہ کہیں باطن کی موت نہ مر جائیں، یہ تو ایک بات پوچھنے آیا ہے اپنا ہے، نزلے زکام کا علاج بعد میں کر لیں گے۔ اللہ کے حبیب ﷺ بھی ٹھیک سمجھ رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے محبوبانہ خطاب فرما دیا، اللہ والے لاوارث نہیں ہوتے، اللہ ان کا وارث ہوتا ہے اور جس کا وارث اللہ بن جائے سوچیے ان کی زندگی کیا ہوتی ہے؟

(۵) غم میں تسلیاں:

اسی لیے اگر دنیا میں کوئی غم پہنچتا ہے تو اللہ اپنے اولیاء کو تسلیاں دیتے ہیں۔ جیسے کسی بندے کو صدمہ پہنچے، آپ اس کی مارل سپورٹ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اس بندے کی مارل سپورٹ کرتے ہیں۔

دیکھیے نبی ﷺ کو کفار مکہ الفاظ سے طعنے دیتے تھے، کبھی ساحر کہہ دیتے، کبھی مجنون کہہ دیتے تو ان الفاظ کو سن کر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو دکھ ہوتا، تو اللہ تعالیٰ تسلی دے رہے ہیں، فرماتے ہیں:

﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴾ (الحجر:۹۷)

”ہم جانتے ہیں جو لوگ (کفار مکہ) یہ باتیں کرتے ہیں آپ کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔“

﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴾ (الحجر:۹۸)

”آپ اللہ کی تسبیح بیان کیجیے اور سجدے کیجیے۔“

ان سجدے کرنے اور نمازوں کے پڑھنے سے اللہ آپ کے دل کے غم کو دور کر دیں گے۔ قرآنی نسخہ آزمودہ اور مجرب نسخہ، جب بندے کو حاسدین سے، مخالفین سے، دشمنوں سے کسی طرح کی تکلیف پہنچے، دل بڑا غم زدہ ہو، تو غیبت کریں، شکایت

www.besturdubooks.wordpress.com

کا جواب پتھر سے دیں، کچھ نہ کریں۔ قرآن مجید نے فرمایا: آپ دو کام کریں ﴿وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ﴾ آپ دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھا لیں، اللہ آپ کے غم کو دل سے ختم فرما دے گا، یہ قرآن مجید کا نسخہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾ (روم: ۶۰)۔

"صبر کیجیے اللہ کا وعدہ سچا ہے"

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾ (المدثر: ۷)

"اپنے رب کیلیے صبر کیجیے"

جیسے ماں اپنے بیٹے کے لیے نصیحت کرتی ہے امی کے لیے چپ ہو جا۔ بالکل یہی انداز کہ اللہ کے لیے آپ صبر کر لیجیے۔

﴿فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ﴾ (ق: ۳۹)

"جو وہ باتیں کرتے ہیں ان کے اوپر صبر کر لیجیے"

ایک جگہ فرمایا:

﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ (الطور: ۴۸)

"آپ صبر کیجیے آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں"

ہم آپ کو دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ تسلی دے رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں لکھا ہے، وہ خود فرماتے تھے کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ مجھے الہام فرماتے اور کہتے: "عبدالقادر! تجھے میرے اس حق کی قسم جو میرا تجھ پر ہے کہ میں خدا ہوں، خالق ہوں، رب ہوں، عبدالقادر!

www.besturdubooks.wordpress.com

تجھے میرے اس حق کی قسم جو میرا تجھ پر ہے، ذرا اچھے کپڑے پہن کر میں تجھے دیکھوں"۔ جو اللہ سے دوستی لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ دوستی کو نبھاتے ہیں۔

ہر مرحلۂ غم پہ ملی دل کو تسلی
ہر موڑ پہ گھبرا کے تیرا نام لیا ہے

(۲) حفاظتِ جان و مال:

پھر اللہ رب العزت اپنے اولیا کی جان مال عزت آبرو کی حفاظت فرماتے ہیں۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو فرماتے ہیں۔

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (المائدہ:۶۷)

(اے میرے حبیب ﷺ!) اللہ آپ کی انسانوں سے حفاظت فرمائیں گے۔

تو جان کی بھی حفاظت فرمائی سبحان اللہ۔

◉ ایک بزرگ تھے، بادشاہِ وقت ناراض ہو گیا، اس نے کہا: لے آؤ ان کو میں ان کو شیر کے آگے ڈالوں گا۔ تو اس زمانے میں پھانسی چڑھانے کی بجائے شیر کے آگے ڈال کے اپنا غصہ نکالا جاتا تھا۔ ان کو پولیس گرفتار کر کے لے گئی تو ان کی بیوی رونے لگی۔ جب بھوکے شیر کے سامنے ان کو پھینکا گیا، شیر ان کی طرف آیا اور آ کر ان کے پاؤں چاٹنے لگا۔ وزیر سمجھدار تھا، اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت! یہ با خدا بندہ ہے اگر اس کے ہاتھ اٹھ گئے یا اس کی زبان سے کوئی بددعا نکل گئی تو آپ کی نسلیں برباد ہو جائیں گی، بہتر ہے کہ اس سے معافی مانگ لیں۔ بادشاہ نے انہیں بلوایا، معافی مانگی اور کہا کہ مجھ سے مس انڈر سٹینڈنگ ہو گئی اور واپس گھر بھیج دیا۔ اب یہ گھر واپس آئے تو بیوی کو توقع ہی نہیں تھی کہ بچ کر آئیں گے، وہ رو رہی تھی۔ اچانک خاوند کو دیکھا تو حیران، اچھا آپ صحیح سالم آ گئے! تو انہوں نے واقعہ سنایا کہ مجھے شیر کے سامنے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈلوایا گیا مگر شیر نے میرے پاؤں چاٹنے شروع کر دیے۔ وہ یہ بات سن کر بڑی خوش ہوئی۔ مگر بیوی بیوی ہوتی ہے، کہنے لگی: اچھا ایک بات سچی سچی بتائیں، شیر جب آپ کی طرف چل کر آ رہا تھا آپ اس وقت دل میں کیا سوچ رہے تھے؟ یعنی کتنا ڈر تھا؟ وہ فرمانے لگے کہ میں سوچ رہا تھا کہ پتہ نہیں اس کا لعاب پاک ہوتا ہے یا ناپاک ہوتا ہے۔ اللہ والوں کے دل میں اتنا بھی موت کا ڈر نہیں ہوتا۔

اس عاجز کے سسر محترم حضرت امام العلماء والصلحاء خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے پارٹیشن سے پہلے دہلی کے قریب ایک جگہ تھی، آج کل اس کا نام غازی آباد ہے، وہاں مدرسہ بنایا تھا۔ قرآن مجید کی کلاسیں ہوتی تھیں، تین چار سو طلباء وہاں پڑھتے تھے۔ جب پارٹیشن ہونے لگی تو اساتذہ نے کہا کہ حضرت! مدرسہ بند کر دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ بھئی! اللہ کا قرآن پڑھنا کیسے بند کروا دوں پڑھنے دو۔ اب مدرسہ کے اندر تین چار سو طلباء تھے اور قریب ہی سکھوں کی آبادی تھی۔ ایک دن مدرسے کے استاد باہر نکلے تو انکو وہاں کا ایک سکھ ملا، اس نے کہا: میاں جی! بات کرنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بتاؤ! اس نے کہا: کیا تم لوگوں نے فوج منگوائی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، کیوں؟ اس نے کہا کہ یہ جو قریب کی بستیوں والے سکھ ہیں نا تین مرتبہ انہوں مشورہ کیا کہ کرپانیں تلواریں، خنجر لے کر نکلیں اور ہم ان مسلمانوں کے بچوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیں لیکن عجیب بات ہے کہ جب وہ جاتے تھے تو مدرسے کے باہر پولیس نظر آتی تھی، فوج نظر آتی تھی۔ تو تم نے فوج منگوائی ہے؟ تو انہوں نے اس کو جو جواب دینا تھا دے دیا۔ جب واپس آئے تو انہوں نے یہ بات خواجہ صاحب کو بتائی کہ حضرت وہ سکھ یہ بات کر رہا ہے۔ حضرت کتاب "تجلیات" میں لکھتے ہیں کہ یہ اللہ کے حفاظت کرنے والے فرشتے تھے جو ان کو اس شکل میں نظر آئے۔ اور وجہ

اس کی یہ تھی کہ میرے مدرسے کے اندر گناہ نہیں تھا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مدرسے میں بڑے چھوٹے بچوں کو آپس میں مکس نہیں ہونے دیتے تھے، تربیت کرتے تھے، طلبا نیکی والے تھے، قرآن پڑھنے والے تھے۔ یہ گناہوں سے بچنے کی وجہ تھی کہ اللہ نے ان کی حفاظت فرمادی۔ تو اولیاء اللہ کی جان کی حفاظت فرماتے ہیں۔

● اور پھر اولیاء اللہ کے مال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ ان کا مال پھنستا نہیں ہے۔ کئی لوگوں کا مال لوگوں کے پاس پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ پچاس اس نے دینے ہیں، لاکھ اس نے دینے ہیں، دو لاکھ اس کے پاس پھنس گئے، کنٹینر اس کے پاس پھنس گیا۔ لوگوں کو ہضم ہو جاتا ہے، اللہ والوں کا مال نہیں پھنستا۔ اللہ حفاظت فرمانے والا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۃ کہف کے اندر واقعہ ہے، حضرت خضر اور موسیٰ علیہما السلام نے ایک دیوار بنائی جو دو یتیم بچوں کی تھی:

﴿يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ﴾ (الکہف: ۸۲)

تو خضر علیہ السلام نے بتایا کہ ان کے والد نیک تھے۔

﴿وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا﴾ (الکہف: ۸۲)

ان کا باپ نیک تھا، اور اللہ چاہتے تھے کہ بچے چھوٹے ہیں خزانہ نکل جائے گا تو لوگ لوٹ کر لے جائیں گے، یہ بڑے ہوں گے تو اپنے خزانے کی خود حفاظت کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے صدقے وہ دیوار بنوا دی، اب ذرا سنیے:

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

كَانَ بَيْنَ الْغُلَامَيْنِ وَبَيْنَ الْأَبِ الصَّالِحِ سَبْعَةُ آبَاءٍ

”ان بچوں اور ان کے اجداد میں جو نیک بزرگ تھے ان کے درمیان سات سیڑھیاں گزر چکی تھی۔“

سات پشتوں پہلے کوئی اللہ کے ولی گزرے تھے اور اللہ ساتویں پشت میں ان کے

مال کی حفاظت فرما رہے ہیں۔

- سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا، اللہ نے حفاظت فرمائی۔

اس امت کے اندر مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک بزرگ تھے ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ ان کو بلایا، میری نبوت کو مانو، اس نے کہا کہ تو پکا جھوٹا ہے۔ آگ میں ڈال گیا آگ نے اثر نہیں کیا، چھوڑ دیا۔ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ آئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس بندے کو دیکھا کہ اجنبی نظر آتا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون ہو؟ تو فرمایا کہ جی میں فلاں جگہ سے آیا ہوں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ اس جگہ کے کسی بندے کو مسیلمہ کذاب نے آگ میں ڈالا اور اللہ نے ان کو بچا لیا۔ انہوں کہا: جی ہاں، حضرت! وہ میں ہی ہوں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحمد للہ کہ اللہ نے ہمارے نبی ﷺ کی امت میں ایسے حضرات پیدا کر دیے جن کے ساتھ وہ معاملہ ہوا جو پہلے وقت میں انبیا (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ ہوا تھا۔

(۷) عزت کی حفاظت:

- جان کی حفاظت فرماتے ہیں، مال کی حفاظت فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ عزت کی حفاظت فرماتے ہیں۔ چنانچہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام جا رہے ہیں بی بی سارہ کے ساتھ، راستے میں ظالم بادشاہ تھا۔ اس بادشاہ نے اپنے ورکرز کو کہا ہوا تھا کہ تمہیں جہاں کہیں چند سم لڑکی مل جائے میرے پاس لے آنا۔ جن کے کریکٹرز خراب ہوں، ان کو اگر اختیار ملے تو ایسے ہی کام کرتے ہیں۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بی بی سارہ تھیں، اللہ نے ان کو بہت حسن و جمال دیا تھا، پولیس والوں نے ان کو گرفتار کر لیا، اور لے گئے۔ معذور تھے، مجبور تھے، کیا کر سکتے تھے؟ اب رات ہوئی تو بادشاہ آنا چاہتا تھا کہ اپنی بدبختی کا معاملہ پورا کرے، جیسے ہی ان کی طرف ہاتھ بڑھایا، ہاتھ مفلوج ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا، شل ہو گیا۔ اس پر اس نے معافی مانگنی شروع کر دی، انہوں نے کہا ٹھیک ہے، چلو معاف کیا، ہاتھ درست ہو گئے۔ پھر بد نیتی ہوئی، پھر ہاتھ شل ہو گئے۔ اس طرح جب تین دفعہ ہوا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی عام عورت نہیں، یہ اللہ کی کوئی بہت مقبول عورت ہے۔ اس نے بی بی سارہ کو بھی آزاد کر دیا اور اپنی ایک خادمہ کو جس کا نام تھا ہاجرہ، ان کی خادمہ بنا دیا۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ بی بی سارہ نے فرمایا کہ

كَفَّ اللّٰهُ عَنِّيْ يَدَ الْفَاجِرِ وَ اَخْدَمَنِيْ هَاجَرَةَ

''اللہ نے اس فاسق و فاجر کے ہاتھ سے مجھے محفوظ رکھا اور خدمت کے لیے اللہ نے ہاجرہ بھی عطا فرما دی''

تو اللہ رب العزت سے جو دل لگاتا ہے، ولی بنتا ہے، اللہ اس کی جان، اس کے مال، اس کے ایمان، اس کی عزت آبرو، ہر چیز کی خود حفاظت فرماتے ہیں۔

(۸) مدد و نصرت:

پھر اللہ تعالیٰ دنیا میں ان کی مدد اور نصرت فرماتے ہیں، ذرا سنیے اس بات کو یہ عاجز کھولے گا نہیں ورنہ یہ لمبی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی کیسے کیسے مدد فرمائی؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ﴾

''تم یاد کرو اس وقت کو جب تم زمین میں تھوڑے تھے، کمزور تھے''

﴿تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ﴾

''تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک نہ لیں چنانچہ اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا''

﴿وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

(الانفال:۲۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

”اس نے اپنی مدد سے تمہیں مضبوط کیا اور کھانے کو پاکیزہ پھل دیے تاکہ تم اللہ کا شکر ادا کر سکو“

تو وہ کمزوروں کی یوں مدد فرماتے ہیں۔

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

«مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ»

”جو میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے، میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔“

اب اللہ اعلان جنگ فرما رہے ہیں، اس کا کیا معنی؟ جیسے دنیا میں کہتے ہیں کہ میاں! ذرا ہاتھ لگا کے تو دیکھو میرے بچے کو، او جی! میری لاش سے گزر کے جاؤ گے، پھر میرے بچے کو ہاتھ لگاؤ گے۔ بالکل یہی مفہوم ہے اس بات کا کہ اللہ فرماتے ہیں۔

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾ (النساء:۱۴۱)

”اور اللہ کافروں کو نہیں دیتا مومنوں کے اوپر کوئی راستہ“

پہلے میرے ساتھ نمٹو گے تب میرے ایمان والوں کو تم ہاتھ لگا پاؤ گے۔

نصرت کے نمونے:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیا کامیابیاں عطا فرمائیں؟ باقی باتیں تو ذرا سمجھ میں آنے والی ہیں، ایک بات سمجھ میں آنے والی نہیں، وہ کیا؟ کہ مدینہ کے قریب یہودیوں کی بستیاں تھیں۔ ان یہودیوں کے مکان اس عاجز کو دیکھنے کا موقع ملا ڈیڑھ میٹر موٹی پتھروں کی دیوار تھی۔ ہمارے ہاں تو نو انچ کی دیوار ہوتی ہے نا اور بنیاد تیرہ انچ کی ہوتی ہے، ان کی دیواریں ڈیڑھ میٹر چوڑی تھیں۔ اتنے مضبوط گھر اور قلعے بنائے ہوئے تھے۔ میں نے قلعہ خیبر کو دیکھا، اتنی ہی مضبوط دیواریں تھیں۔ تو وہ جو یہودیوں کے قلعے تھے، مسلمان سمجھتے تھے کہ ہم ان کو فتح نہیں کر سکتے اور یہودی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی سمجھتے تھے کہ مسلمان ان قلعوں کو فتح کر ہی نہیں سکتے۔ دونوں طرف سے اندر سٹینڈنگ اسی طرح کی تھی۔ اللہ نے ارادہ کر لیا۔ قرآن پاک میں ہے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دل میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا، مل کر مشورہ کرنے لگے: یار! یہ مسلمان جدھر جاتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں، تو ایسا نہ ہو کہ کبھی ہماری طرف ہی ارادہ کر لیں۔ تو ایک نے کہا کہ یار (To be on the safe side بہتر تو یہ ہے) کہ اپنے مال بچوں کو جانوروں کو یہاں سے شفٹ کر لو۔ انہوں نے اس پر فیصلہ کر لیا۔ اب وہ تو اپنا مال پہلے ہی لے جا رہے تھے، گھر خالی کر رہے تھے۔ مسلمانوں کو بھی اطلاع مل گئی، اب مسلمانوں نے ان کی طرف چڑھائی کی۔ اب قرآن مجید کی آیات سنیے، آپ علما ہیں اور ترجمہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو نا قابلِ تسخیر چیزیں ہوتی ہیں، قلعے ہوتے ہیں اللہ ارادہ فرما لیتے ہیں تو کیسے فتح کروا دیتے ہیں؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا﴾

"وہی تو ہے جس نے کفارِ اہلِ کتاب کو حشر کے وقت ان کے گھروں سے نکال دیا، تمہارے خیال میں بھی نہیں تھا کہ تم ان کو نکال سکو گے"

﴿وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾

"اور ان یہودیوں کا بھی یہی گمان تھا کہ ان کے قلعے اللہ راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔"

﴿فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا﴾

"اللہ ایسی طرف سے آیا جس کا ان کو گمان ہی نہ تھا"

﴿وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

"ان کے دلوں میں اللہ نے مسلمانوں کا رعب پیدا کر دیا"

﴿ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کرنے لگے اور مسلمانوں نے بھی بھاگنے میں ان کی مدد کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ﴾ (الحشر:۲)

"آنکھوں والو عبرت حاصل کرو!"

جب میں مدد کرنے پہ آ جاتا ہوں تو نہتے بندوں سے ناقابل تسخیر قلعوں کو فتح کروا کے دکھا دیتا ہوں۔

اللہ رب العزت مدد فرماتے ہیں۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو نبی ﷺ کیا فرما رہے تھے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

(۹) اولاد کا لحاظ:

اب ایک اور بات کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو یہی نہیں کہ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں، اس بندے کی اولاد کے ساتھ بھی محبت فرماتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سات پشتوں تک اس بندے کی اولاد کے ایمان کی حفاظت فرماتے ہیں۔ روح المعانی تفسیر میں لکھا ہے، ذرا سنیے! بات عجیب ہے!

طُوْبٰی لِلذُّرِّیَّةِ الْمُؤْمِنِ ثُمَّ طُوْبٰی لَهُمْ کَیْفَ یُحْفَظُوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ

"مبارک ہو اللہ والوں کی اولاد کو پھر مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

اولاد کی ان کے جانے کے بعد کیسے کیسے حفاظت فرماتے ہیں۔‘‘

اس لیے ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ ہمارے بڑوں کی دعائیں ہمارے گرد پہرہ دیا کرتی ہیں۔ جو نیکی تقویٰ کی زندگی اختیار کرتا ہے، اللہ رب العزت پھر اس کا محافظ خود بن جاتا ہے۔ تفسیر مظہری کی عبارت سنیے:

قَالَ ابْنُ الْمُنْکَدِرِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَحْفَظُ بِصَلَاحِ الْعَبْدِ وَلَدَہٗ وَ وَلَدَ وَلَدِہٖ وَ عِتْرَتَہٗ وَ عَشِیْرَتَہٗ وَ اَھْلَہٗ فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ مَادَامَ فِیْہِ

اللہ تعالیٰ بندے کے نیک بننے پر اس کی اولاد کی حفاظت فرماتے ہیں۔ وَ وَلَدَ وَلَدِہٖ اور اولاد کی اولاد کی حفاظت فرماتے ہیں۔ پوتوں کی، پوتیوں کی، نواسوں نواسیوں کی۔ وَ عِتْرَتَہٗ اور گھر کی جو فیملی ہوتی ہے، اللہ اس کی بھی حفاظت فرماتے ہیں۔ وَ عَشِیْرَتَہٗ اور اللہ تعالیٰ ان کی فیملی کی خاندان قبیلے کی حفاظت فرماتے ہیں۔ وَ اَھْلَہٗ اور جو ان کے گھر کے قریب گھر ہوتے ہیں، اللہ ان گھر والوں کی بھی حفاظت فرماتے ہیں۔ فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ مَادَامَ فِیْہِ جب تک وہ بندہ رہتا ہے، اللہ قریب کے گھروں کی بھی حفاظت فرما رہے ہوتے ہیں۔ واہ میرے اللہ! آپ کتنے بڑے ہیں اور آپ سے دوستی لگانے کا کیا عجیب ثمر ملتا ہے!

(۱۰) دعائیں قبول:

پھر جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی لگاتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ جیسے بچہ روئے تو ماں فوراً (Responce) کرتی ہے (متوجہ ہوتی ہے) کیوں؟ مربیہ ہے، تربیت کرتی ہے، پالتی ہے۔ اب بندے کو اللہ پالتے ہیں، جب بندہ روتا ہے تو اللہ رب العزت فوراً ریسپونس کرتے ہیں، حدیث پاک میں ہے:

((وَ اِذَا سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ))

www.besturdubooks.wordpress.com

میرا ولی جب مجھ سے مانگتا ہے میں اس کی دعا پر اس کو ضرور عطا فرما دیتا ہوں۔

«اِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ»

وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے کسی کے بارے میں اس کو پناہ عطا فرماتا ہوں۔

فرمایا: میرے ایسے بھی بندے ہیں۔

«لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ»

کہ وہ قسم اٹھا کر کوئی بات کر دیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ان بندوں کی قسم کو پورا کر کے دکھا دیتا ہوں۔

تو چاہتا کیا ہے عبد میرے ذرا لب تو ہلا سبحان اللہ

(۱۱) مخلوق کے دل میں رعب:

پھر ایک بات اللہ تعالیٰ مخلوق کے دل میں ان کا رعب پیدا کر دیتے ہیں۔ اللہ والوں کو ایک خاص وجاہت نصیب ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ

رعب کے ذریعے اللہ نے میری مدد فرمائی۔

حدیث پاک میں ہے نبی ﷺ جہاں سفر کرتے تھے مَسِيْرَةَ شَهْرٍ آپ کا رعب آپ سے ایک مہینے کی مسافت آگے چلا کرتا تھا۔ ایک مہینے کی مسافت تک جو آگے لوگ ہوتے تھے، ان کے دل کے اوپر نبی کا رعب ہوتا تھا۔

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

بادشاہ، اللہ والوں کے خادم:

یاد رکھنا دنیا کے بادشاہوں کے خادم عام لوگ ہوتے ہیں، اللہ والوں کے خادم

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کے بادشاہ ہوتے ہیں۔

⊙...... سمرقند کے اندر کسی نے مجھے کہا کہ آپ نے تیمور لنگ کی قبر دیکھی ہے؟ تو میں نے کہا کہ چلیں! تاریخ کے طالب کی حیثیت سے ہم بھی جا کر جگہ دیکھیں۔ وہاں گئے اور دیکھا تو اس مقبرے کے دروازے پر لکھا ہوا تھا فاتح العالم تیمور لنگ، جہان کا فاتح کہ اپنے وقت میں اس نے دنیا کو فتح کیا تھا۔ اندر گئے تو دیکھا ایک قبر ہے اور اس کے نیچے تین قبریں ہیں۔ جو درمیان والی قبر اور اوپر والی قبریں وہ آپس میں جڑی ہوئی ہیں، یوں سمجھیں کہ ایک انچ کا فاصلہ ہے۔ بات سمجھ میں نہ آئی کہ قبریں اتنا قریب کیوں بنا دیں؟ تو جو وہاں کا جواب تھا اس سے میں نے پوچھا کہ تیمور لنگ کی قبر درمیان میں ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں تیمور لنگ کی قبر اوپر ہے۔ اس نے کہا: تیمور لنگ نے وصیت کی تھی جب میں مروں تو مجھے میرے شیخ کے قدموں میں دفن کرنا۔ کیونکہ ان سے میں نے ایک مرتبہ دعا کروائی تھی، اللہ نے اس دعا کے صدقے مجھے فاتح عالم بنایا تھا۔

⊙...... ایک مرتبہ سرہند گئے تو ایصالِ ثواب کے لیے حضرت محمد خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف جا رہا تھا۔ اتنی اچھی سڑک جا رہی تھی لیکن درمیان میں ایک قبر آ گئی، بڑی حیرت ہوئی۔ پوچھا کہ جی قبر پہلے تھی اور سڑک بعد میں بنی یا سڑک پہلے تھی کسی نے قبر بعد میں بنائی؟ تو جو جانشین تھے انہوں نے جواب دیا کہ سڑک پہلے تھی، قبر بعد میں بنائی۔ میں نے کہا: جی اتنا صاف اور اچھا راستہ اور درمیان میں قبر بنا دی؟ اس نے کہا کہ حضرت کا ایک مرید تھا جو افغانستان کا بادشاہ تھا۔ اس نے وصیت کی تھی جب میں فوت ہو جاؤں تو جو راستہ میرے شیخ کی قبر کو جا رہا ہے مجھے اس راستے میں دفن کرنا، ان کو ایصالِ ثواب کرنے والے مجھے بھی کچھ پڑھ کر بخش دیا کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو بتانے کا مقصد یہ کہ دنیا کے بادشاہوں کے خادم عام لوگ ہوتے ہیں، اللہ والوں کے خادم دنیا کے بادشاہ ہوتے ہیں۔

(۱۴) مخلوق مطیع:

پھر اگلی بات یہ کہ اللہ رب العزت اپنے ولی کی محبت مخلوق کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ ان کی بات ماننا، خدمت کرنا، کام کرنا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں، مخلوق مطیع ہو جاتی ہے۔

◉ آپ ذرا غور کریں آگ پانی ہوا اور مٹی چار چیزوں کی مخلوقات ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ نے وہ مقامِ تسخیر عطا کیا تھا کہ آگ، پانی، ہوا اور مٹی چاروں پہ ان کا حکم چلتا تھا۔ وہ کیسے؟

مدینہ طیبہ کے باہر سے ایک دفعہ آگ نکلی، مدینہ طیبہ کی طرف بڑھنے لگی، عمر رضی اللہ عنہ نے تمیم داری کو بھیجا کہ آگ کا بندوبست کریں، حدیث پاک میں ہے کہ انہوں نے اپنی چادر کو چابک کی طرح پکڑا اور آگ کو مارتے تھے جیسے کسی گدھے کو مارتے ہیں اور آگ پیچھے ہٹتے ہٹتے جہاں سے نکلی تھی، وہیں داخل ہو گئی۔ آگ پہ حکم چل رہا ہے۔

پانی پہ حکم چل رہا ہے۔ دریائے نیل نہیں چلتا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا: اے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو مت چل اور اگر اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو امیر المومنین عمر تجھے حکم دیتا ہے کہ تو چل! اور بندے کو کہا کہ یہ رقعہ دریا میں ڈال دینا۔ اس وقت سے دریا نے چلنا شروع کیا، آج تک دریائے نیل کبھی بند نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ مجھے دریائے نیل پر کھڑے ہونے کا موقع ملا، میں اس دریائے نیل کی جولانی کو دیکھ رہا تھا اور مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یاد آ رہے تھے! آگ پہ حکم چلا، پانی پہ حکم چلا، مٹی پہ حکم چلا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں آتا ہے عمر رضی اللہ عنہ مدینے میں کھڑے ہیں تو زمین پر زلزلہ آیا اور زمین ہلنے لگی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے زمین کے اوپر پاؤں مارا اور پاؤں مار کر کہا کہ زمین! تو کیوں ہلتی ہے، کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ ان الفاظ کے کہنے کے بعد زلزلہ رک جاتا ہے۔

ہوا پر حکم چلتا ہے، جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، دور مسلمانوں کا ایک گروپ تھا جن کے ساتھ کافر جنگ کر رہے تھے اور قریب تھا کہ پہاڑ کے پیچھے سے وہ حملہ کر دیتے۔ ان کے جو امیر لشکر تھے وہ ساریہ تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ مدینے میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں:

یَا سَارِیَةُ الْجَبَلَ

''اے ساریہ! پہاڑ کی طرف دیکھو''

اور ہوا ان کے پیغام کو سینکڑوں میل دور ان تک پہنچا دیتی ہے۔ جو اللہ کا بن کر رہتا ہے پھر اللہ کی مخلوق یوں اس بندے کی اطاعت کرتی ہے۔

● چنانچہ سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ کا لشکر گھوڑوں پر سوار ہے۔ ایران پر حملہ کرنا تھا، بیچ میں دریا تھا۔ فرمایا: گھوڑے دریا میں ڈال دو! ڈال دیئے، گھوڑوں سمیت دریا پار کر کے نکل گئے۔ جب نکل گئے تو سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لشکر میں اعلان کروا دو کہ کسی کی کوئی چیز دریا میں تو نہیں رہ گئی۔ ایک صحابی نے کہا کہ جی میرا پیالہ رہ گیا ہے۔ دریا کو حکم دیا: پیالہ واپس کرو۔ لہر آتی ہے، پیالہ باہر آ جاتا ہے اور سعد بن وقاص کا حکم پورا ہوتا ہے۔

؎ لگاتا تھا تو جب نعرہ تو خیبر توڑ دیتا تھا
حکم دیتا تھا دریا کو تو رستہ چھوڑ دیتا تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

جو اللہ سے لو لگاتا ہے پھر اللہ رب العزت یوں اس کو شاہی عطا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دلوں کا بادشاہ بنا دیتے ہیں۔

○ اجمیر میں ایک انگریز آیا تھا، واپس جا کر کسی نے پوچھا کہ کیا دیکھا؟ اس نے کہا کہ زندگی میں پہلی دفعہ دیکھا کہ زمین کے اندر پڑا ہوا ایک مردہ شخص زندہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کر رہا تھا۔

(۱۳) محبین و متعلقین پر رحمتیں:

پھر یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی اولاد کے ساتھ خیر کا معاملہ کرتے ہیں، ان کے محبین، معتقدین کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو اللہ والوں کی صحبت میں آتے ہیں۔

((هُمْ رِجَالٌ لَا يَشْقَى جَلِيْسُهُمْ))

"یہ وہ بندے ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہو سکتا۔"

محدثین نے یہاں تک لکھا کہ بدبخت وہ ہوتا ہے جس کی ایمان پر موت نہ آئے۔ معلوم یہ ہوا کہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے والے کو اللہ تعالیٰ آخری وقت میں کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ عیسائی اور یہودی اور مسلمان ایک سفر پر نکلے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب ؒ نے یہ واقعہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ سفر کرتے رہے، دو دن ایسے تھے کہ جب کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ تو عیسائی نے مسلمان سے کہا کہ میاں آج تم دعا مانگو کہ اللہ ہمیں کھانا عطا فرما، کل کے دن میں دعا مانگوں گا تو سفر گزر جائے گا۔ مسلمان نے کہا کہ بہت اچھا۔ تو مسلمان نے دعا مانگی، اللہ نے مہربانی فرمائی ایک بندہ گرم گرم روٹیاں اور سالن لے کر آ گیا۔ ایک بھرا ہوا خوان کھانے کا آ گیا، لوجی دونوں نے مل

www.besturdubooks.wordpress.com

کر کھانا کھالیا۔ مسلمان دل میں بڑا خوش کہ ہمارا اسلام سچا مذہب ہے، اللہ نے میری لاج رکھی اور کھانا مل گیا۔ اگلے دن عیسائی نے دعا مانگی، اللہ نے مہربانی کی اور دو بندے کھانا لے کر آگئے۔ اس مرتبہ دو خوان تھے، ڈبل کھانا۔ اب کھانے کو دیکھ کر مسلمان کا دل بڑا اداس ہوا، کھانا تو کھالیا مگر بڑا Upset (پریشان) تھا۔ عیسائی نے پوچھا کہ پریشان کیوں ہو بھئی؟ اس نے کہا کہ پریشان میں اس لیے ہوں کہ اسلام سچا مذہب ہے، میں نے اسلام میں ہو کر اللہ سے دعا مانگی تو ایک خوان آیا اور تم عیسائی ہو اور تم نے دعا مانگی تو دو خوان آئے۔ اس نے کہا کہ گھبراؤ نہیں دو خوشخبریاں سناتا ہوں۔ کون سی خوشخبریاں؟ اس نے کہا کہ پہلی خوشخبری تو یہ کہ میں کلمہ پڑھتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں۔ دوسری خوشخبری یہ کہ میں نے دعا یہ مانگی تھی کہ اللہ میرا یہ رفیق سفر مسلمان ہے، بھوکا ہے، اپنے اس نیک بندے کو کھانا عطا فرما دے، تیری نسبت سے دعا مانگی تھی اللہ نے آج دو خوان عطا فرما دیے۔

(۱۴) موت کے وقت معاملۂ خیر:

پھر موت کے وقت اللہ تعالیٰ اولیا کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں؟ حدیث میں آتا ہے کہ ملک الموت اس کی اس طرح روح قبض کرتے ہیں جیسے مکھن میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ جنت کے فرشتے آتے ہیں، ان کے پاس رومال ہوتے ہیں، اس میں جنت کی خوشبو ہوتی ہے، وہ اس کے سینے پر رکھ دیتے ہیں۔ اس خوشبو میں روح قبض کر لی جاتی اور اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں کو قبر میں فرماتے ہیں، میرا بندہ دنیا سے تھکا ماندہ آیا ہے اسے کہو!

نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ

''دولہن کی نیند سو جاؤ''

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ اللہ کے ولی کو قبر میں کہا جاتا ہے ((نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ)) دولہن کی نیند سو جا! اب یہاں محدثین نے نکتہ لکھا کہ یہ کیوں کہا کہ دولہن کی نیند سو جا، یہ کہہ دیتے: آرام کی نیند سو جا، میٹھی نیند سو جا، گہری نیند سو جا، پرسکون نیند سو جا، نہیں حدیث میں فرمایا کہ دولہن کی نیند سو جا! کیوں؟ یہ اس لیے کہا گیا کہ دولہن جب پہلی رات سوتی ہے تو اس کو وہ جگاتا ہے جو اس کا محبوب ہوتا ہے یعنی اس کا خاوند، یہ مومن آج قبر میں سو رہا ہے کل قیامت کے دن اس کو وہ جگائے گا جو اس کا محبوب حقیقی ہوگا۔

(۱۵) روزِ حشر استقبال:

پھر حشر کے دن کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو، اپنے دوستوں کی لاج رکھیں گے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ (تحریم:۸)

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے رسول ﷺ اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو بھی رسوا نہیں کریں گے۔''

اللہ اکبر کبیرا! علما نے لکھا ہے کہ جس طرح خاوند کئی سالوں کے بعد پردیس سے آئے تو بیویاں تیاریاں کرتی ہیں۔ گھر صاف، بچوں کے کپڑے صاف، کھانے کئی قسم کے تیار کرلی ہیں، خود بھی تیار ہو کے بیٹھ جاتی ہیں۔ جس طرح بیوی اپنے پردیس میں گئے ہوئے خاوند کے استقبال کے لیے تیاری کرتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے اولیا سے ملاقات کے لیے قیامت کے دن تیاری فرمائیں گے۔ کہا جائے گا:

﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾ (الفجر:۲۷-۳۰)

(۱۴) بلا حساب جنت میں:

پھر حساب کتاب کیسے ہوگا؟ فرمایا! حدیث پاک میں آتا ہے کہ لوگ تو حساب کتاب دے رہے ہوں گے جب کہ یہ اللہ والے مشک کے ٹیلوں کے اوپر ہوں گے۔ نیک لوگوں کے لیے قیامت کا دن ستر ہزار سال کا نہیں ہوگا، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے لیے قیامت کا دن فجر کی دو رکعت سنت پڑھنے کے بقدر ہوگا۔ اور وہ فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام کی سب سے مختصر نماز فجر کی دو سنتیں ہوتی تھیں، بہت ہلکی پڑھتے تھے، بہت جلدی پڑھ لیتے تھے۔ مومن کو قیامت کے دن کے ستر ہزار سال اتنی ہی دیر محسوس ہوں گے۔ اور عرش کا سایہ ہوگا اور نور کے ممبروں پر ہوں گے اور تاج ان کے سروں پر رکھے ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ باقی لوگوں کا حساب کتاب لے کر ان سے کہیں گے؟ میرے بندو! جاؤ بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

چنانچہ ایک نکتے کی بات کہ یہ عاجز کئی مرتبہ دعا مانگتا تھا کہ اللہ قیامت کے دن بغیر حساب کتاب کے جنت عطا فرما دینا۔ ایک دن حدیث پاک پڑھی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار بندے ایسے ہوں گے جن کو بلا حساب کتاب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ حدیث پاک آدمی پڑھی تو فوراً سوچ میں پڑ گیا، میں نے کہا: یا اللہ! یہ پوری امت اور ستر ہزار بندے، یہ تو کچھ بھی Percentage نہ بنی اور ہم بے عمل دعائیں مانگتے ہیں کہ بلا حساب کتاب جنت میں داخل فرما! تو یہ معاملہ تو بڑا سخت ہے۔ مگر حدیث پاک جب آگے پڑھی تو دل خوش ہو گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار بندے ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ بلا حساب جنت میں داخل کریں گے اور ان میں سے ہر ہر بندہ ایسا ہوگا جو اپنے ساتھ ستر ہزار بندوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کو لے کر جنت میں جائے گا۔ سبحان اللہ! اب ستر ہزار کو ستر ہزار سے ملٹی پلائی (ضرب) کرلیں تو کتنے بن جائیں گے؟

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک حافظ کو دس بندوں کی شفاعت کی Approval (منظوری) دیں گے کہ اتنے جہنیوں کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ اور عالم کو اللہ تعالیٰ چار سو بندوں کی شفاعت عطا فرمائیں گے، ایک عالم چار سو بندوں کو لے کر جنت میں جائے گا۔ واہ میرے اللہ! تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے اولیا کو بھی کامیاب فرمائیں گے اور ان کے ساتھ ان کے متعلقین کے لیے بھی پرمٹ عطا فرما دیں گے۔ یہ جنت کے پرمٹ ہی ہیں جو حافظ کو ملیں گے۔

حدیث پاک میں ہے، اللہ تعالیٰ علما کو قیامت کے دن کھڑا کر کے فرمائیں گے:

«یَا مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ لَمْ اَنَا عِلْمِیْ فِیْکُمْ لِاُعَذِّبَکُمْ»

"اے علما کی جماعت! میں نے تمہارے سینوں کو علم کے لیے اس لیے نہیں چنا تھا کہ آج میں تمہیں عذاب دوں۔"

جاؤ! آج تم بلا حساب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

پھر پتہ چلے گا کہ اللہ کے ہاں اس دین کے علم کا کیا مقام ہے؟

(۱۷) اولاد کے ساتھ خصوصی رعایت:

قیامت کے دن اولاد کا کیا بنے گا؟ دنیا میں تو اللہ نے اللہ والوں کی اولاد کی، جان مال عزت آبرو کی، حفاظت کر دی، قیامت کے دن کیا ہوگا؟ سنیے قرآن عظیم الشان! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ (الطور: ۲۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

"جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ان کے پیچھے چلی، ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے درجے تک پہنچا دیں گے اور ان کے درجے سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے۔"

اللہ والوں کی اولاد اگر دنیا میں نیک بننے کی کوشش کرے گی مگر اتنی نیک نہیں کہ ان کے درجے کو پہنچے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قیامت کے دن ہم ان کو ان کے نیک ماں باپ کے ساتھ ملحق کر دیں گے، اس لیے کہ ہمارے پیاروں کو اس سے خوشی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اللہ والوں کی اولاد کے اوپر بھی رحمتیں فرمائیں گے پھر محبین اور متعلقین کے اوپر بھی رحمت ہوگی۔ حدیث پاک میں ہے، ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ جب عام بندے سے خوش ہوتے ہیں اس کے لیے جنت کے اندر گھر بنا دیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی عالم سے خوش ہوتے ہیں اس کے لیے جنت میں شہر آباد فرما دیتے ہیں۔

شہر آباد کس لیے کرتا ہے؟ آپ نے سنا ہوگا نواب آف کالا باغ۔ بالکل اسی طرح قیامت کے دن اولیاء اللہ نواب ہوں گے، ان کو سٹیٹ ملی گی۔ ان سے تعلق محبت رکھنے والوں کیلیے اللہ تعالیٰ ان کو سٹیٹ عطا فرمائیں گے۔ قرآن سنیے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا﴾ (زمر: ۷۳)

"اور جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے ان کو گروہ در گروہ جنت میں لے جائیں گے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

متقی لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گروپ در گروپ جنت میں بھیجیں گے۔ نیک لوگ اکیلے نہیں جائیں گے، ان کے ساتھ تعلق والے بھی جائیں گے۔ ہمارے مشائخ جو اللہ والے تھے ہم اگر ان کے ساتھ محبت میں پکے رہیں گے تو اللہ کی رونق ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ))

''آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہوگی''

قانونِ خداوندی ہے، بندہ اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی، اللہ تعالیٰ ہمیں مشائخ کے قدموں میں جگہ عطا فرماوے۔ (آمین)

(۱۸) جنت میں مہمان نوازی:

پھر جنت میں مہمان نوازی ہوگی۔ ایک تو ہوتی ہے نا عام بندے کی مہمان نوازی وہ تو جنت میں ہوگی ہی سہی، اللہ والوں کی خاص مہمان نوازی ہوگی۔

اب یہاں نکتے کی بات سمجھیں! مہمان گھر میں آتا ہے تو تین طرح کا معاملہ ہوتا ہے۔ کبھی تو جگ اور گلاس رکھ دیتے ہیں کہ جی جو Visitor (ملاقاتی) آئے وہ اس میں سے پی لے۔ یا ٹھنڈے پانی کا کولر لگا دیتے ہیں کہ جو آئے گا پی لے گا، یہ ایک طریقہ۔

دوسرا طریقہ یہ کہ کوئی خاص مہمان آتا ہے تو نوکر یا خادم کو کہتے ہیں کہ بھئی ان کو پانی پیش کرو! تو نوکر جگ گلاس لے کر آتا ہے اور پانی پیش کرتا ہے۔

اور کبھی کبھی خاص مہمان ہوتے ہیں، قریبی رشتہ دار، پھر وہ بندہ خود جگ گلاس لے کر آتا ہے، اور کہتا ہے کہ جی آپ پانی پئیں! تو پانی پلانے کے تین طریقے ہیں۔

آخرت میں بھی یہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ کچھ بندے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو وہ ہوں گے۔

﴿عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ (مطففین:۲۸)

”چشمہ جس سے مقربین پانی پیتے ہوں گے“

جنت کے اندر جو چشمے ہوں گے، یہ وہاں کے کولر ہوں گے، میرے مقرب جو ہوں گے یہ ان سے پانی پیتے رہیں گے۔

اور کچھ بندے ایسے ہوں گے:

﴿يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ﴾ (واقعہ:۱۷۔۱۸)

”نوجوان خدمت گزار جو ہمیشہ رہیں گے، ان کے آس پاس پھریں گے آبخورے اور آفتابے لے کر جس میں صاف ستھری شراب ہوگی“

جنت کے اندر غلمان ہوں گے، خادم ہوں گے، نوجوان بچے ہوں گے جو خدمت کریں گے۔ ان کے پاس جگ گلاس ہوں گے یہ جنتیوں کو مشروب پلاتے رہیں گے۔

اور اللہ فرماتے ہیں تیسری قسم کے بندے وہ ہوں گے جنہوں نے میرے ساتھ سچی محبت کا رشتہ جوڑا ہوگا فرمایا:

﴿وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ (دھر:۲۱)

”انہیں ان کا رب شراب طہور پلائے گا“

اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ خود شراب طہور پیش فرمائے گا۔

(۱۹) دوست کی رضا:

پھر سب سے بڑی نعمت تو یہ کہ اللہ راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی رضا عطا فرمائیں گے۔ دنیا میں ایمان والے کہتے ہیں: رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا ہم اللہ سے راضی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت میں فرمادیں گے۔ اے میرے بندو! میں تم سے راضی، اور یہ رضا سب سے بڑا انعام ہے۔ قرآن مجید نے بتادیا:

﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾

''اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی ہے''۔

(۴۰) دیدارِ الٰہی:

دوستی کا سب سے بڑا انعام تو یہ کہ اللہ رب العزت جنت میں اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمالیا، قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

﴿لَهُمْ مَّا يَشَاءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ (سورۃ ق: ۳۵)

کہ جنت میں مومنوں کو وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے اور ان کو مزید بھی ملے گا۔ مزید سے کیا مراد کہ ان کو اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا۔ اور یہ جو دیدار ہے یہ جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے اس کی بھی لمبی تفصیل ہے جس ابھی موقع نہیں۔

خلاصۂ کلام:

اللہ سے محبت کرنے کے دنیا میں، قبر میں، حشر میں، جنت میں، اتنے انعام! اور نفسانی شیطانی محبتیں کرنے کا کیا انجام؟ دنیا میں بھی حسرتیں، دنیا میں بھی شکوے اور آخرت کی بھی بربادی۔ سنیے قرآن عظیم الشان کہ جن لوگوں کو دنیا میں نفسانی شیطانی محبتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ (زخرف: ۶۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

”دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار (کہ وہ دوست رہیں گے)“

تو وہ دوست قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ تو نفسانی محبتوں کا انجام ایک دوسرے سے دشمنی پر ہوگا۔ آخرت میں بھی کہیں گے:

﴿يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا﴾ (فرقان:۲۸)

”ہائے شامت کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا“

حسرت کریں گے، کیوں دوست بنایا؟ دوستی نہ لگاتے۔ تو معلوم ہوا کہ قیامت کے دن یہ دوستیاں حسرت بن جائیں گی۔ اور پھر سنیے قرآن پاک کی آیت:

﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ﴾

جب فیصلہ ہو جائے گا تو جو اللہ سے تعلق نہیں جوڑیں گے وہ جہنم میں جائیں گے اور اللہ سے تعلق جوڑنے والے جنت میں جائیں گے۔ اس وقت شیطان کہے گا:

﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ﴾

اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا سچا تھا، میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ جھوٹا تھا۔

﴿وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ﴾

لیکن میرا تمہارے اوپر کوئی زور تو نہیں چلتا تھا میں نے تمہارے ذہن میں آئیڈیا ہی ڈالا تھا نا! آگے عمل تو خود ہی کیا تھا، میری کوئی حکومت تھوڑی تھی، آگے گناہ تم نے خود کیا:

﴿فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْا أَنْفُسَكُمْ﴾ (ابراہیم:۲۲)

”مجھے آج مت ملامت کرو تم ملامت اپنے آپ کو کرو، اپنے نفس کو کرو۔“

حسرت ہوگی کہ ہم کیوں شیطان کی بات مان کر نفسانی محبتوں میں الجھ گئے؟ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ سے بیگانہ ہو کر زندگی گزارتے رہے۔

تو معلوم ہوا کہ دوستی کرنے کا اہل کون ہے؟ فقط اللہ ہے۔ تو آیئے اللہ سے دوستی کیجیے! مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب شعر کہا فرماتے ہیں:

عشق با مردہ نباشد پائیدار
عشق را با حیّ و با قیوم دار

اے دوست! مرنے والوں سے اور ڈھلنے والوں سے کیا محبتیں کریں، محبت کرنی ہے تو اس سے کرو جو حی و قیوم ذات ہے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا))

''اگر میں دنیا میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو دوست بناتا''

مگر میں نے دنیا میں اللہ کو دوست بنایا ہے۔ تو دوستی صرف اللہ سے مخلوق سے بھی دوستی اللہ کی وجہ سے ہونی چاہیے۔ نکتہ سمجھیں! دوستی اللہ سے ہو اور لوگوں کے ساتھ تعلق اللہ کی نسبت سے ہونا چاہیے، اللہ کے حکم کے مطابق ہونا چاہیے۔ تو جب یہ تعلقات اللہ کے حکم کے مطابق ہوں گے تو پھر یہ بھی ہمارے لیے عبادت بن جائیں گے۔ مگر دوستی اللہ کے ساتھ، دل اللہ کے ساتھ لگانا ہے۔

اللہ دوستی نبھاتے ہیں:

جب ہم دوستی لگائیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ دوستی کا حق ادا کر دیں گے۔ میاں بیوی جا رہے تھے، بارش کا موسم تھا، تو بڑے میاں کے پاؤں سے جو کیچڑ اڑا تو عورت کے کپڑوں پر لگ گیا۔ اس کے خاوند کو پتہ چلا تو اس نے ایک تھپڑ لگایا اور کہا: او بڈھے! دیکھ کر نہیں چلتا، اندھا ہے۔ بڑے میاں چپ ہو گئے۔ وہ میاں بیوی قریب گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں داخل ہوئے، سیڑھیاں چڑھنے لگے تھے کہ خاوند کا پاؤں پھسلا سر کے بل گرا اور اس کی موت آ گئی۔ اب بیوی رونے لگ گئی اور کہنے لگی کہ اس بڈھے نے بددعا کی ہے۔ لوگ ان کے پاس آئے، جی! آپ نے بددعا کیوں کر دی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے بددعا تو نہیں کی بس اس کی موت آ گئی تھی۔ انہوں نے کہا: بات سنو! میرے پاؤں سے تھوڑا کیچڑ اڑ کر اس کی بیوی پہ پڑا، اس کو بیوی سے محبت تھی فوراً اس نے ایکشن لیا اور مجھے سزا دی، جب اس کے خاوند نے مجھے مارا تو جس کو مجھ سے محبت تھی اس نے فوراً ایکشن لے لیا۔ اللہ والوں سے بھی اللہ کو محبت ہوتی ہے، پھر اللہ ان کا ایکشن لیا کرتا ہے۔

چنانچہ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے: رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھیں ایک چور آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک چادر پڑی ہوئی تھی، اس نے کہا کہ یہی لے جاتا ہوں۔ چادر لے کر جیسے ہی جانے لگا، آنکھ کے آگے اندھیرا آ گیا، یک دم کنفیوز ہو گیا تو چادر اس نے پھینک دی، اب دروازہ نظر آیا، باہر نکلنے لگا، جب باہر نکلنے لگا تو آواز آئی کہ اگر ایک دوست سویا ہوا ہو تو دوسرا دوست جاگتا ہے۔ یہاں تو چڑیا کو پر مارنے کی اجازت نہیں، تم چادر کیسے چوری کر کے لے جا سکتے ہو؟ تو بھئی! ایک دوست سویا ہے تو دوسرا دوست (پروردگار) دو جھا تا ہے، اپنے دوستی کے تعلق کو۔

تو ہمیں چاہیے کہ آج ہم دل میں عہد کریں ایک نئی زندگی گزارنے کا کہ میرے مولیٰ آج ہم اپنی دوستی کا آغاز کر رہے ہیں، اے اللہ! آج ہم ایک نئی ایمانی قرآنی زندگی بسر کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں، میرے مولیٰ! آج تک ہم کوتاہی کرتے رہے، بھٹکتے رہے، دردر کے دھکے کھاتے پھرے، میرے مولیٰ! یہ ایک تیرا در ایسا ہے بس اسی پہ ہم آ گئے، اللہ! اب کسی اور طرف نہ بھیج دینا، دھکے کھانے سے ہمیں بچا لینا،

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ہماری اس محبت کو قبول کر لینا۔ جب اللہ کی طرف دوستی کا قدم بڑھائیں گے، اللہ کی رحمت دوڑ کر آئے گی۔

مجالسِ تربیت کا حاصل:

آپ حضرات تقریباً ایک ہفتہ اس گرمی کے موسم میں اپنے گھروں سے دور یہاں آ کر رہے، مجاہدہ کیا، اللہ نے آپ لوگوں کی برکت سے موسم بھی بہتر کر دیا۔ آج اختتامِ مجلس ہے، اس مجلس میں کچھ Conclude (نتیجہ اخذ) کرنا چاہیے، اس کا کچھ نتیجہ نکلنا چاہیے۔ نتیجہ یہی ہے کہ اللہ! آج ہم سرینڈر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے آج سچی توبہ کرتے ہیں۔ اور اے اللہ! ہمیں اپنے گھر سے دھکے نہ دے دینا۔ میرے مولیٰ! در در کے دھکے کھا کر تنگ آ گئے ہیں، پریشانیوں سے الجھ الجھ کر تنگ آ چکے ہیں، اللہ کس کے سامنے سینے کے راز کھولیں، سینوں کے بھید تو آپ ہی جانتے ہیں۔ میرے مولیٰ! آپ ہمارے اوپر رحمت کی نظر فرما دیجیے۔ اے اللہ! ہم پر مہربانی فرمایئے، آج ہمارے اس ارادے کو قبول کر لیجیے! اور ہمیں بھی اپنے دوستوں میں شامل کر لیجیے۔ چنانچہ ہمارے مشائخ اسی فکر میں زندگی گزارتے تھے، اللہ کے بندے اللہ سے جڑنے والے بن جائیں لیکن کیا کریں؟ جس دل کو دیکھو آج دنیا پھنسی ہوئی ہے، مخلوق بسی ہے۔ ہمارے حضرت فرماتے تھے۔

حالِ دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

آج اللہ کے بندوں کو ڈھونڈنا مشکل کام ہے، کاش کہ ہم سو فیصد گناہوں سے سچی توبہ کر کے آج عہد کریں کہ میرے مولیٰ! ہر گناہ سے توبہ کرتے ہیں، آئندہ نیکو کاری پرہیزگاری کی زندگی گزارنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اے میرے مولیٰ! آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے محبت کریں گے۔ ہمارے دل کو اپنی محبت سے بھر دینا، رب کریم! اپنی محبت کی لذت ہمیں عطا فرما دینا اور ہمیں بھی اپنی محبت کرنے والوں میں شامل فرما دینا۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا عجیب بات کہی! اللہ کی محبت میں فرماتے ہیں:

میڈا عشق وی توں میڈا یار وی توں
میڈا دین وی تو ایمان وی توں
میڈا جسم وی تو میڈا روح وی توں
میڈا قلب وی توں جند جاں وی توں
میڈا کعبہ قبلہ مسجد منبر
مصحف تے قرآن وی توں
میڈے فرض فریضے حج زکوتاں
صوم صلوٰۃ اذان وی توں
میڈا ذکر وی توں میڈا فکر وی توں
میڈا ذوق وی توں وجدان وی توں
میڈا سانول مٹھڑا شام سلونڑاں
من موہن جانان وی توں
میڈی آس امید تے کھٹیا وٹیا
میڈا تکیہ مانڑ تران وی توں
میڈا دھرم وی توں میڈا بھرم وی توں
میڈا شرم وی توں میڈا شان وی توں

www.besturdubooks.wordpress.com

میڈا دکھ سکھ روون کھلن وی توں

میڈا درد وی توں درمان وی توں

میڈا خوشیاں دا اسباب وی توں

میڈے سولاں دا سامان وی توں

میڈا حسن تے بھاگ سہاگ وی توں

میڈا بخت تے نام نشان وی توں

میڈے ٹھڈڑے ساہ تے موجھ متجاری

ہنجواں دا طوفان وی توں

میڈی مہندی کجل مساگ وی توں

میڈی سرخی بیڑا پان وی توں

جے یار فرید قبول کرے

سرکار وی توں سلطان وی توں

جب اللہ سے دوستی ہو جاتی ہے انسان کی ہر چیز اللہ کے لیے ہو جاتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

ہور کہانی مول نہ بھائیں

الف لیم دل کھس دے میاں جی

بے تے دی میکوں لوڑ نہ کائی

الف کیتم سب وس دے میاں جی

ذکر اللہ دا چرخہ چلاویں
نِتی شاباش دے میاں جی

جیہڑیاں مردیاں یار دی رہساں
وسری ہور ہوس دے میاں جی

رانجھن میڈا میں رانجھن دی
روز ازل دی بس دے میاں جی

عشقوں مول فرید نہ پھرسوں
روز نویں ہم چس دے میاں جی

عشق مول فرید نہ پھرسوں، اے فرید! میں اللہ کی محبت سے کبھی نہ ہٹوں گا، روز نوی ہم چس دے میاں جی، یہ اللہ کی محبت عجیب ہے روز اللہ کی محبت کی نئی چس ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی محبت کی چس عطا فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾

(کہف:۱۳)

فتنوں سے حفاظت کیسے؟

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 28 دسمبر 2010ء بروز منگل ۲۲ محرم ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: طلباء سے خطاب (بعد از عشاء)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

سورۃ کہف ہمیں کیا تعلیم دیتی ہے؟ سورۃ کہف کو پڑھیں تو اس میں ایک واقعہ نظر آتا ہے کہ چند نوجوان تھے:

﴿ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ﴾

وہ اپنا ایمان بچانے کے لیے اور وقت کے بادشاہ کے ظلم وستم سے بچنے کے لیے نکل پڑے اللہ کی طرف۔ اور پھر اللہ نے ان کو ایک غار میں سلا دیا اور غار کے اندر ان کا ایمان بچا رہا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو وہ بادشاہ بھی جا چکا تھا، وہ ظلم بھی ختم ہو چکا تھا۔ تو سورۃ کہف ہمیں تعلیم دیتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان ایمان والوں کا ایمان بچایا، آج کے اس دور میں ہمارا ایمان بھی تب بچے گا جب ہم بھی کسی کہف کے اندر زندگی گزاریں گے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

فتنوں سے حفاظت کیسے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ:۳)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اسلام آخری دین ہے:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حجۃ الوداع پر تشریف لے گئے تو یوم عرفہ پہ ایک آیت اتری جو آپ کے سامنے تلاوت کی گئی، اس آیت میں اللہ رب العزت نے دین اسلام کی نعمت کو کامل عطا فرمانے کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ دین آخری دین ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں اور یہ امت خاتم الامم ہے، آخری امت ہے۔ یہود کے بعض علما نے اس آیت کو سن کر کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے نبی پر نازل ہوتی تو ہم جشن مناتے کہ دین مکمل ہو گیا اور کوئی دین نہیں آئے گا جب کہ ہمیں ہر وقت اور انبیاء کے آنے کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔

حفاظت دین..... علما کی ذمہ داری:

پہلے جب کوئی بڑے نبی، اولوالعزم نبی آتے تھے تو پھر ان کی تعلیمات کو آگے

www.besturdubooks.wordpress.com

پہنچانے کے لیے اور انبیا آتے تھے، نبی ﷺ پر یہ سلسلہ مکمل ہو گیا۔ اب دین کا کام اللہ تعالیٰ نے اس امت کے علما اور صلحا پر ڈال دیا چنانچہ فرمایا:

﴿وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ﴾ (مائدہ:۴۴)

”اہل اللہ اور علما کہ ان کو کتاب اللہ کی نگہداشت کا حکم دیا اور وہ اس کے اقراری ہو گئے“

”رَبَّانِيُّونَ“ رب والے، یعنی اللہ والے۔

”اَحْبَار“ یعنی علما۔

ان کا یہ فرض منصبی ہے کہ یہ دین کے محافظ ہیں، انہوں نے قرآن کی ایک ایک آیت کے اوپر ڈیرے ڈالنے ہیں، جھگیاں ڈالنی ہیں اور اس کی حفاظت کرنی ہے، یہ فرض منصبی ہے علما کا۔

دین کے چار شعبے:

چنانچہ نبی علیہ السلام نے دین پہنچایا اور اس امت نے پھر دین کی حفاظت کی، نبی ﷺ تشریف لائے تو چار مقاصد قرآن نے بیان کیے:

﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

”وہ ان کو آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب کا علم سکھاتا ہے اور دانش سکھاتا ہے“

تو ان مقاصد کے تحت چار شعبوں میں دین کا کام ہو رہا ہے۔

① ﴿يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ﴾

”دعوتِ دین“

www.besturdubooks.wordpress.com

② ﴿وَيُزَكِّيهِمْ﴾

"ذکر اور آج کل کی خانقاہیں"

③ ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ﴾

آج کل کے مدارس

④ ﴿وَالْحِكْمَةَ﴾

"وہ لوگ جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے، اللہ کے امر کے نفاذ کے لیے کوششیں کر رہے ہوتے ہیں۔"

یہ دین کے چار شعبے ہیں۔

خلفائے راشدین کے دور میں اشاعت دین:

چنانچہ اس امت کو سب سے پہلے جو تقویت ملی وہ ہے:

﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ﴾

اور اس محنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے چار خلافتیں عطا فرمائیں، ہم کہتے ہیں کہ جی چار خلفائے راشدین گزرے ہیں، ان کے دور میں دین بہت پھیلا۔

چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جامع القرآن ہے کہ انہوں نے قرآن کو ایک جگہ جمع فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں دین مضبوط ہوا اور ۲۲ لاکھ مربع میل کے علاقے میں دین پھیل گیا۔

اور عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تو چوالیس لاکھ مربع میل تک دین پھیلا، سبحان اللہ۔

اور عثمان رضی اللہ عنہ ناشر قرآن ہے، انہوں نے قرآن کے سات نسخے بنا کر دنیا کے مختلف علاقوں میں پہنچائے کہ اس پر عمل کرنا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محدثین اور فقہا کا دور:

پھر اس کے بعد تابعین کا سلسلہ شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس امت میں علما سے بڑا کام لیا، کیونکہ کام جوانی کا تھا۔

علما میں ایک محدثین کی جماعت تھی جس نے نبی علیہ السلام کے اقوال، احوال اور شمائل کو یکجا کر دیا۔ ان کو یکجا کرنے میں انہوں نے کیا کیا محنتیں کیں، کس طرح انہوں نے سفر کیے، کس طرح انہوں نے رجال الحدیث کی چھان پھٹک کی یہ ایک الگ داستان ہے۔

پھر ایک فقہا کی جماعت تھی جس نے قرآن واحادیث سے مسائل کو اخذ کر کے دین کو مدون کیا، اللہ نے ان سے بالخصوص یہ کام لیا۔ چنانچہ ایک ایک فقیہ نے دین کو مدون کرنے کے لیے خوب کام کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے چار فقہیں عطا فرمائیں۔

(۱) فقہ حنفی (۲) فقہ شافعی (۳) فقہ حنبلی (۴) فقہ مالکی

یہ چار فقہیں مشہور ہیں۔

یہ فقہا کی محنت تھی۔ ویسے تو فقہا بہت زیادہ تھے، ہزاروں تھے، لیکن ان میں سے جن کی تقلید ہوئی وہ سترہ کے قریب تھے، اور ان میں سے بھی چار تھے جن کی قبولیت اللہ کے ہاں ایسی تھی کہ ان کا فیض اللہ نے جاری ہی کر دیا۔ اس کی مثال ایسے سمجھیں کہ ایک باپ کے سولہ بیٹے تھے کوئی ایک سال کا ہو کر فوت ہو گیا، کوئی دو سال کا اور چار باقی رہے تو وراثت تو چار میں تقسیم ہو گی۔ اسی طرح چار فقہا ایسے تھے کہ دین کی وراثت ان کو ملی اور اس کو انہوں نے تقسیم کیا اور ان کے ذریعے سے دین پھیلا، حتیٰ کہ بڑے بڑے محدثین نے بھی انہیں کی پیروی کی، بڑے بڑے اکابر محدثین

www.besturdubooks.wordpress.com

مفسرین دین کے جو جبال العلم تھے انہوں نے بھی ان کی پیروی کی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو امام اعظم کہا جاتا ہے وہ اسی لیے کہ جتنے فقہا یا جتنے اور محدثین ہیں وہ بالواسطہ یا بلا واسطہ ان کے شاگرد بنتے ہیں، ڈائریکٹ شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد، تو اللہ نے فقہا سے کام لیا۔

مشائخ صوفیا کا دور:

پھر فقہا کے بعد ایک دور آیا جس میں اللہ رب العزت نے مشائخ صوفیا سے کام لیا۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کے دلوں کو بدلنے کے لیے محنتیں کیں، اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملایا، دنیا سے موڑ کر آخرت کی طرف لگایا، حتیٰ کہ ملکوں میں دین پھیلا۔

چنانچہ ہمارے اس ملک میں، برصغیر میں دین صوفیا کی وجہ سے آیا اور پھر علما نے اس کو جمایا۔ ہندوستان، پاکستان میں دین مشائخ صوفیا کی وجہ سے آیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بنگال کا ایک سفر کیا، سات لاکھ ہندو مسلمان ہوئے اور سترہ لاکھ مسلمان نیک بنے، اتنا اللہ نے فیض پھیلایا۔ ایک بزرگ اتنے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔ تو یہ چار سلسلے اس امت میں جاری ہو گئے۔

(۱) چشتیہ (۲) قادریہ (۳) سہروردیہ (۴) نقشبندیہ

جب یہ دین مکمل ہوا محدثین نے احادیث کو سینوں میں اور کتابوں میں محفوظ کیا، فقہاء نے مسائل کی جزئیات اکٹھی کر دیں اور کتابوں کے اندر بھی محفوظ کر لیا، پھر مشائخ صوفیا نے اس میں روح بھرنے کے محنتیں کیں، سکھایا کہ اخلاص کیسے پیدا ہوتا ہے، دین خوب مکمل ہوا۔

بادشاہان وقت..... مشائخ کی دہلیز پر:

چنانچہ سینکڑوں سال ایسے گزرے کہ امت اس دین پر عمل کرتی رہی حتیٰ کہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت کے بادشاہ ہوتے تھے، وہ بھی اللہ والوں کے پاس آکر تربیت پاتے تھے، وہ بھی آکر ان کی دعائیں لیتے تھے۔

محمود غزنوی کی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت:

شاہ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آیا کرتے تھے، ان کے بعض واقعات مشہور ہیں۔ بلکہ کتاب میں ان کی مغفرت کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ وہ جب خانقاہ میں آیا تھا تو اس وقت سالکین جھاڑو دے رہے تھے اور مٹی اڑ رہی تھی، اس نے برکت کے لیے اس مٹی کو اپنے چہرے پر مل لیا کہ یہ اللہ والوں کی جگہ جہاں پر اللہ اللہ ہوتی ہے اس کی مٹی ہے۔ جب فوت ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا کہ محمود کیا بنا؟ کہنے لگا کہ بس ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں گیا تھا تو میں نے تو محبت میں اس مٹی کو چہرے سے لگایا تھا، اللہ کے حضور میں پیشی ہوئی تو فرمایا کہ اس چہرے کو میں آگ میں کیسے جلاؤں گا۔

اور ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا سے بے رغبتی دیکھیے کہ حضرت بیٹھے ہوئے تھے، بال ذرا لمبے تھے، پٹے رکھے ہوئے تھے اور اس زمانے میں یہ شیمپو صابن تو ہوتے نہیں تھے، تو جوئیں پڑگئیں تھیں۔ خشکی تھی، سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ یہ خارش خشکی کی وجہ سے ہے یا جوؤں کی وجہ سے۔ ایک خادم کو فرمایا کہ بھائی جمعہ کا دن ہے، غسل کرنا ہے، ذرا سر میں دیکھو کہ خارش کیوں ہوتی ہے؟ تو وہ بیٹھا سر دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں محمود غزنوی آگیا، ایک طالب علم بھاگا کہ حضرت کو بتاؤں، تو وہاں جب پہنچا تو دیکھا کہ حضرت نیچے سر جھکائے بیٹھے ہیں اور دوسرا خادم سر ٹٹول رہا ہے، اس نے اشارے سے بتایا کہ بادشاہ سلامت آرہے ہیں۔ تو اس خادم نے کہا کہ حضرت! حضرت! فرمایا کیا ہوا؟ حضرت! وہ بادشاہ سلامت آرہے ہیں، فرمایا: اوہو!! میں سمجھا

کہ کوئی بڑی سی جوں تیرے ہاتھ آ گئی ہے۔ ان اللہ والوں کے دل میں دنیا کی اتنی بھی وقعت نہیں ہوتی۔

چنانچہ محمود غزنوی آیا، بیٹھا، بات چیت کی، پھر محمود غزنوی ایک تھیلی لایا تھا وہ ہدیہ نذرانہ پیش کی، حضرت نے انکار فرما دیا۔ اس نے جب اصرار کیا تو حضرت نے اس کے بدلے میں ایک خشک روٹی پڑی ہوئی تھی وہ اس کو دی کہ یہ کھاؤ! اب وہ بادشاہ تھا، نرم غذائیں کھانے کا عادی تھا، خشک روٹی کہاں اس سے کھائی جانی تھی؟ وہ تو حلق میں اٹک گئی، نگلنا مشکل ہو گیا۔ تو پوچھا کہ تکلیف ہو رہی ہے؟ کہنے لگا کہ حضرت! ذرا نگلنا مشکل ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ جس طرح یہ تمہارے حلق سے نہیں نگلی جا رہی اسی طرح یہ تمہارا ہدیہ بھی میرے حلق سے نہیں گزرے گا۔ محمود غزنوی کو سمجھ لگ گئی کہ واقعی یہ دنیا سے بے رغبت ہیں اور اللہ والے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ جی میں آیا اس لیے ہوں کہ دعا کریں کہ سومنات کے قلعہ پر کئی دفعہ حملہ کر چکا ہوں، ہر دفعہ ہندو کافر اکٹھے ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہیں اور مسلمانوں کو شکست ہوتی ہے تو اب میں نے سوچا کہ میں اللہ والوں کی دعا کو بھی ساتھ لے لوں۔ حضرت نے دعا بھی فرما دی اور اپنا ایک جبہ بھی دے دیا اور فرمایا کہ جاؤ پھر فوج کشی کرو اور اس دفعہ اگر ذرا مشکل ہو تو دو رکعت نفل پڑھنا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ اللہ! اگر اس جبے والے کا اگر تیرے ہاں کوئی مقام ہے تو اس کی برکت سے یہ مشکل آسان فرما۔

سلطان محمود چلا گیا اور فوج کشی کی۔ لڑتے لڑتے ایک ایسا وقت آیا کہ کافر پھر غالب آنے لگے، کیونکہ سومنات اس وقت ان کا عالمی مرکز بنا ہوا تھا۔ محمود غزنوی آگے تھا، اسے اندازہ ہوا کہ پیچھے فوج لڑ رہی ہے مگر بھاگ رہی ہے، پاؤں اکھڑ رہے ہیں۔ اس نے دو رکعت نفل پڑھے اور دعا مانگی، یا اللہ! اس سومنات کے قلعے کو فتح کروا دے۔ دعا مانگی تھی کہ اللہ نے حالات کو ایسے پلٹا کہ اور مسلمانوں نے بڑھنا

www.besturdubooks.wordpress.com

شروع کر دیا، اللہ نے سومنات کا قلعہ فتح کرا دیا۔

اب جب قلعہ فتح ہو گیا تو مسلمان بہت خوش ہوئے کہ شرک ختم ہوا، کفر کا اڈا ختم ہوا۔ کافروں نے اس وقت یہ پیغام بھیجا کہ یہ جو ہمارے بت ہیں، آپ ان کو نہ توڑیں، ہم ان کے وزن کے بقدر ہم آپ کو سونا دے دیں، تو سلطان محمود نے کہا کہ سونے سے تول کر دوں گا تو مجھے دنیا بت فروش کہا کرے گی، بت شکن نہیں کہا کرے گی، میں بیچنا نہیں چاہتا میں تو توڑنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ سلطان محمود نے جب بتوں کو توڑا تو اللہ کی شان وہ بت اندر سے ہیرے اور جواہرات سے بھرے ہوئے تھے، تو سونے سے کئی گنا زیادہ قیمت اللہ نے توڑنے میں عطا فرما دی۔ واپس آ کر سلطان محمود نے سوچا کہ میں حضرت کے پاس جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ حضرت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے آیا تو حضرت نے پوچھا کہ اچھا تو نے کیا دعا مانگی تھی؟ اس نے کہا کہ حضرت! میں نے دعا مانگی تھی کہ اللہ! مجھے سومنات کا فاتح بنا دے! حضرت نے فرمایا کہ محمود! تم نے بہت تھوڑی قیمت لگائی، اس وقت اگر تو یہ دعا مانگتا کہ اللہ! مجھے فاتح عالم بنا دے تو اللہ تمہیں پوری دنیا کا فاتح بنا دیتا۔ ع

گر مہماں فقیروں کے ہوئے ہیں بادشاہ اکثر

یہ اکثر ہوتا رہا۔

سلطان التمش اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ:

چنانچہ قریب کے زمانے میں دیکھیں! ایک بزرگ تھے قطب دین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، بڑے اللہ والے تھے۔ مغلیہ بادشاہ ان سے محبت، عقیدت اور بیعت کا تعلق رکھتے تھے، اور جب بادشاہِ وقت بھی بیعت ہو تو عوام تو اس کے پیچھے ہوتے ہیں، تو مانے ہوئے شیخ تھے۔ اللہ کی شان کہ ان کی وفات ہو گئی، وفات کے وقت

جب جنازہ رکھا گیا تو لاکھوں لوگ جنازے میں شرکت کے لیے حاضر ہوئے۔

کچھ جنازے ہوتے ہیں کہ جن کا جنازہ پڑھا جائے تو میت کو فائدہ ہوتا ہے کہ مغفرت ہو جاتی ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ چالیس ایمان والے اگر کسی میت کا جنازہ پڑھیں گے تو اللہ اس میت کے گناہوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اور کچھ جنازے ایسے ہوتے ہیں کہ جنازہ پڑھنے سے پڑھنے والوں کو فائدہ ہو جاتا ہے، حضرت ان میں سے تھے۔ اتنے لوگ تھے کہ جم غفیر تھا، تاحد نظر انسان ہی انسان تھے۔ جنازہ رکھا گیا، ایک آدمی بڑھا، اس نے کہا کہ حضرت نے مجھے وصیت کی تھی، وہ میں نے پڑھ کر سنانی ہے، وصیت یہ تھی کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کے اندر چار شرطیں ہوں۔

پہلی شرط: کہ جس کی فرض نماز کی تکبیر اولیٰ کبھی بھی قضا نہ ہوئی ہو۔ اس پر اگر ہم سب تولے جائیں تو ہم سب فیل ہیں، کیا پیر اور کیا مرید، کیوں؟ کئی مرتبہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ جاتے جاتے ایک منٹ لیٹ ہوئے تو دوسری رکعت میں پہنچے، تو تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی ہے۔ ان کی پہلی شرط تھی کہ تکبیر اولیٰ کبھی فوت ہی نہ ہوئی ہو۔

دوسری شرط: جس کی تہجد کی نماز کبھی بھی فوت نہ ہوئی ہو۔ ہم سب پھر فیل، کبھی صحت کبھی بیماری، کبھی سفر کبھی حضر، تو کبھی رہ بھی جاتی ہے۔

تیسری شرط: جس کی عصر کی چار سنتیں بھی کبھی قضا نہ ہوئی ہوں۔ ہم تیسری مرتبہ پھر فیل۔

چوتھی شرط: پوری زندگی میں جس نے کبھی بھی غیر محرم پر کوئی شہوت کی نظر نہ ڈالی ہو، اب پوری زندگی میں کون بندہ یہ گواہی دے سکتا ہے؟ چوتھی مرتبہ پھر فیل۔

یہ اعلان ہونے کے بعد کہ جس بندے میں چار خوبیاں ہوں وہ جنازہ پڑھائے

www.besturdubooks.wordpress.com

مجمع کو تو سانپ سونگھ گیا۔ مکمل خاموشی (Pin drop Silence)، کون تھا جو جنازہ پڑھائے! کچھ دیر گزری تو ایک بندہ روتا ہوا آگے آیا اور آ کر حضرت کا چہرہ کفن کھول کر دیکھا اور یہ الفاظ کہے کہ حضرت! آپ تو فوت ہو گئے مجھے آپ نے رسوا کر دیا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے اندر چاروں شرطیں پائی جاتی ہیں۔ اس نے حضرت کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور یہ وقت کا بادشاہ سلطان التمش تھا۔ حضرت کی صحبت سے اللہ نے بادشاہ کو ایسی زندگی دی تھی: ع

مگر مہمان فقیروں کے رہے بادشاہ اکثر

اورنگ زیب عالمگیر اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ:

اور قریب آ ئیں حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ، اللہ نے ان کے ذریعے اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کروائی، اورنگ زیب نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں نسبت پائی، شیخ بنے اور وقت کے بادشاہ بھی ہیں۔ خزانے سے ایک پیسہ نہیں لیتے تھے خود قرآن پاک لکھتے تھے اور اس ہدیہ سے جو تھوڑی سی آمدنی ہوتی، خشک روٹی بے نمک یا نمک والی اسی سے کھا لیتے تھے، اتنے متقی بادشاہ کا ہونا یہ ان مشائخ کی محنت تھی۔

چنانچہ انہوں نے فتاویٰ عالمگیری لکھوا کر ایک عظیم کام سر انجام دیا۔ تو معلوم ہوا کہ وقت کے بادشاہ بھی مشائخ کے پاس آتے تھے اور ان کی زندگیاں بدلتی تھیں۔ تو اس طرح سینکڑوں سال یہ امت دین کے اوپر طلب کے ساتھ شوق کے ساتھ چلتی رہی۔

ایک داخلی فتنہ ..... دینِ اکبری

سینکڑوں سال کے بعد بالآخر ایک داخلی فتنہ اس امت کے اندر پیدا ہوا، جس

نے دین پر ضرب لگائی۔ اور وہ کون سا فتنہ تھا؟ وہ غافل حکمران اور درباری ملاؤں کا فتنہ تھا۔ ان کی ملی بھگت تھی، وہ غافل حکمران "اکبر" تھا اور درباری ملاں ابوالفضل اور الفیضی تھے جنہوں نے فتویٰ دیا کہ جی تعظیمی سجدہ بھی جائز ہے۔ لو ان دونوں کے جوڑ سے امت کے اندر ایک داخلی فتنہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ اکبر نے تو دین اسلام کی شکل کو مسخ کرنے کی انتہاء کر دی۔ اس نے وحدتِ ادیان کا تصور دیا کہ سب دین ایک ہیں۔ سورج کی پرستش شروع ہو گئی، اس نے ہندوؤں کے مذہب کی وجہ سے گائے کو ذبح کرنا منع کر دیا۔ اس نے کہا کہ جو ہندو مسلمان ہو چکے ہیں وہ دوبارہ ہندو بننا چاہیں تو ان کو اجازت ہے۔ اس نے سور کو حلال قرار دیا، شراب کو حلال قرار دیا، سود کو حلال قرار دیا، زنا کی صورتوں کو جائز قرار دیا، یہ اکبر بادشاہ کے سیاہ کارنامے تھے، الامان والحفیظ۔ علماء کے اوپر سختی شروع کر دی کہ کوئی بول نہ سکے، ان کو بلا بلا کے تعظیمی سجدے کروائے جاتے تھے۔

فتنے کا سدباب کیسے ہوا؟

ایک اللہ والے ایسے بھی تھے جنہوں نے سجدہ نہ کیا۔ یہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جہانگیر بادشاہ اکبر کا جانشین بنا اور اس نے اپنے پیش رو کی خرافات کو آگے بڑھایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو جہانگیر کے دربار میں بلایا گیا لیکن آپ نے اسے تعظیمی سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ ع

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

اس پر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دو سال گوالیار کے قلعے میں بند کر دیا گیا، مشقتیں ڈالی گئیں۔ حضرت کا تو سلسلہ اتنا پھیلا ہوا تھا کہ لاکھوں لوگ حضرت سے بیعت تھے۔ جب ان کو جیل بھیجا گیا تو مریدین کی تو حالت عجیب تھی، وہ غم سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاگل تھے کہ ہم کیا کریں؟ حتیٰ کہ میر نعمان جو فوج کے جنرل تھے انہوں نے خط لکھا، پوچھا کہ کیا ایسی حالت میں خودکشی جائز ہے؟ تو حضرت نے پھر ان کو تسلی دی کہ میر نعمان! پریشان نہ ہوں میرے اوپر جو جیل کے اندر سختیاں ہو رہی ہیں، ان سختیوں میں وہ روحانی ترقیاں مل رہی ہیں جو مجھے باہر نہیں ملیں۔ اور پھر حضرت نے مکتوب لکھے اور فرمایا کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے جمال کی تجلیات سے میری تربیت فرمائی تھی اب اللہ تعالیٰ جلال کی تجلیات سے میری تربیت فرما رہے ہیں۔ چنانچہ لوگوں کو ٹھنڈا کیا، مقصد یہ تھا کہ امیروں کو امارت مبارک، وزیروں کو وزارت مبارک، ہمیں تمہاری حکومت سے کچھ نہیں لینا، ہم تو یہ چاہتے ہیں تم دین دار بن جاؤ، نیک بن جاؤ۔ اور پھر وہی ہوا کہ بالآخر فوج کے جو جرنیل تھے، ان کو حضرت کے قریب رہنے کا موقع ملا، سبب کیا بنا؟ کہ جہانگیر نے قلعے کا ایک دورہ کیا تو اسے ڈر ہوا کہ پیچھے کہیں اس کے مرید قلعے سے نکل کر تخت ہی نہ الٹ دیں۔ چنانچہ اس نے کہا کہ یہ جو ہیں یہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔ تو حضرت مجدد صاحب کو لشکر میں ساتھ ساتھ رکھا۔ اب فوج کے جرنیل رات کو حضرت سے بھی ملتے۔ Personaly (ذاتی طور پر) دیکھنے کا موقع ملا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو وہ نہیں ہیں جو ہمیں لوگ کہتے ہیں، یہ تو بڑے ہی اللہ والے ہیں۔ تو جرنیلوں کے دل بدلنے شروع ہو گئے۔

- یہ وہی سفر ہے کہ جس میں جہانگیر نے چنیوٹ کے اندر پڑاؤ ڈالا تھا اور حضرت مجدد صاحب بھی ساتھ تھے۔ تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ جھنگ کا یہ جو قریب کا علاقہ ہے چنیوٹ، حضرت مجدد صاحب اس فوج کے ساتھ یہاں تک تشریف لائے تھے۔ بالآخر فوج کے جرنیلوں نے مل کر بادشاہ کو کہا کہ بھائی اگر تمہیں اپنی بادشاہی چاہیے تو جو یہ کہتے ہیں مانو، ورنہ تمہاری چھٹی۔ اب جب چھٹی کا ڈر ہوا تو پھر تو بادشاہ سیدھا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ یہ جو چاہتے ہیں کریں۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پھر شرک ختم

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا، بدعات ختم کیں، وہ دینِ اکبری کی بنیادوں کو ختم کر کے جو صحیح دین تھا اس کو پیش فرمایا۔ یوں اللہ رب العزت نے یہ داخلی فتنہ حضرت مجدد الف ثانی ﷫ کی محنت اور قربانی کی برکت سے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔

خارجی فتنہ..... انگریز کا تسلط

پھر یہ امت دین کے اوپر چلتی رہی مگر کچھ سو سال کے بعد پھر اس کے اوپر ایک خارجی فتنہ آیا۔ وہ فتنہ یہ تھا کہ فرنگی نے اس ملک کے اوپر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ پاک ہندیہ اکٹھا ایک ملک تھا، اس پر انگریز کا قبضہ ہو گیا۔ یہ خارجی فتنہ تھا، انگریز جو باہر سے آئے اور ملک کے اوپر چھا گئے۔ آئے تھے تاجر بن کر اور بیٹھ گئے مالک بن کر۔ دجل ایسا، فریب ایسا، مکاری ایسی کہ حاکم بن گئے۔ اب جب حاکم بن گئے تو وہ یہاں کے لوگوں کے دشمن نہیں تھے، وہ یہاں کے لوگوں کے دین کے دشمن تھے، وہ ان کو دین سے ہٹانا چاہتے تھے۔

فرنگیوں کی پہلی چال:

چنانچہ اس خارجی فتنے نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بھئی دین اس امت میں مدارس کی وجہ سے ہے تو مدارس کو ختم کرو۔ یہ فرنگی کا آئیڈیا تھا جو سب سے پہلے اس برصغیر میں شروع ہوا۔ اس زمانے میں جو مدارس تھے وہ وقف کی جائیدادوں سے چلا کرتے تھے۔ مثلاً کسی بندے نے مدرسہ بنایا، پانچ مربعے زمین وقف کر دی کہ بھئی! اس زمین کی آمدنی مدرسے کے طلباء پر خرچ ہوگی، یوں مدرسے چلتے تھے۔ ہزاروں مدرسے اس طرح وقف کی جائیدادوں پر چلتے تھے۔ فرنگی نے پہلا کام یہ کیا کہ وقف کی تمام جائیدادوں کو حکومتی تحویل میں لے لیا، مدارس کا گلا گھونٹ دیا، ہزاروں مدارس بند ہو گئے۔ اب جب ہزاروں مدارس بند ہو گئے تو عوام کو دین کون سکھائے گا؟ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دین محفوظ کیسے رہے گا؟ پھر مزید اس نے یہ کیا کہ پادریوں کی جماعتیں بلائیں اور ان کے ذریعے سے دین کو بگاڑنے کے لیے اس امت کے اندر فتنوں کا زہر ڈالنا شروع کیا۔

چنانچہ ان کے آنے کے بعد قادیانیت کا فتنہ شروع ہوا، بڑے بڑے فتنے شروع ہوئے، یہ انہوں نے دین اسلام کو مسخ کرنے کا طریقہ بنایا۔

علمائے کرام کی مزاحمت:

بالآخر مدارس کے علما کھڑے ہو گئے، ان میں ایک مدرسہ تھا جس کا نام تھا جامعہ رحیمیہ، یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ تھا۔ جس سے اللہ رب العزت نے اس برصغیر کے اندر حدیث کے علم کو پھیلایا، اس لیے حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو جامع الاسانید کہتے ہیں۔ جو بھی عالم آج برصغیر میں حدیث کی سند بیان کرتا ہے، وہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہو کر آگے نبی ﷺ تک جاتی ہے۔

ان کے بیٹے تھے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، پھر انہوں نے انگریز کے خلاف فتوی دیا، یہ پہلا فتوی تھا جو مدارس کی طرف سے نکلا کہ اب انگریز سے آزاد ہونا امت کے لیے لازم ہو گیا۔ اور یہ فتوی بنیاد بنا اس ملک کی فرنگی سے آزادی کا۔ انگریز نے اتنا غصہ کھایا کہ اس نے جامعہ رحیمیہ کی عمارت ختم کر کے اس پر ایک بلڈوزر چلا دیا، نشان ہی مٹا دیا۔ چونکہ فتوی آ چکا تھا، چنانچہ علما انگریز کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ تو اس نے علما کے اوپر بڑی سختیاں کیں۔

علمائے دیوبند کی قربانیاں:

آپ بھی اکابر علمائے دیوبند کی تاریخ پڑھیں تو صحیح پتہ چلے گا کہ پھر ان علما نے دین کے لیے کیا قربانیاں دیں؟ ایسا بھی ہوا کہ دہلی میں انگریزوں نے انگارے

جلائے اور بڑے بڑے علما کو بلایا اور انگاروں پہ لٹایا کہ ہمارا ساتھ دینے کا وعدہ کرو ورنہ انگاروں پہ لٹائیں گے۔ وہ انگاروں پہ لیٹے رہے جان دے دی مگر انہوں نے اپنے ایمان کا سودا نہیں کیا۔ ایسا بھی ہوا کہ سو علما کو بلا کر سامنے کھڑا کیا اور ان کے سامنے سو فوجیوں کو بندوقیں دے کر کھڑا کر دیا۔ ان کو کہا کہ ہمارا ساتھ دینے کا وعدہ کرو انہوں نے انکار کیا تو کہا کہ اچھا پھر بھاگ جاؤ، جب علما پیٹھ پھیر کر جانے لگے تو پیچھے فوجیوں نے گولیاں مار کر سب کو زمین پر لٹا دیا۔ ایسا بھی ہوا کہ مختلف شہروں اور بستیوں میں جو جید علما تھے، جن کی بات مانی جاتی تھی، ان کی فہرست بنائی، فرنگی نے ان کو گرفتار کیا اور پھانسی چڑھا دیا۔ دہلی سے لے کر پشاور تک جی ٹی روڈ کی سائیڈ پر کوئی بڑا درخت نہیں تھا جس پر کسی عالم کی لاش نہ لٹکائی گئی ہو۔ علما دین کی خاطر اتنی سختیاں برداشت کیں۔

ہمیں ایک مرتبہ کشمیر جانے کا موقع ملا تو ہم نے وہاں بھی ایک درخت دیکھا، بڑے درختوں کی عمریں سینکڑوں سال ہوتی ہیں، سو سال، سوا سو سال، تو وہ آخری درخت تھا۔ ہمیں لوگوں نے وہ جا کر دکھایا کہ اس کے اوپر فلاں فلاں علما کی لاشوں کو لٹکایا گیا۔ بادشاہی مسجد لاہور کے دروازے پر پھندہ لگایا گیا، ایک عالم کو لایا جاتا، پھانسی پر لٹکایا جاتا، جب تک لاش تڑپتی رہتی عوام کا مجمع دیکھتا رہتا اور جب لاش ٹھنڈی ہو جاتی تو پھر دوسرے عالم کی باری آتی، چوبیس گھنٹے ان کو تاں تاں پھانسی دی جاتی۔ فرنگی یہ چاہتا تھا کہ علما کو اتنی سزائیں دو کہ یا تو یہ ہماری بات مانیں اور یا عوام توبہ کرے کہ ہم نے اپنے بچوں کو مولوی نہیں بنانا، یہ فرنگی کا مقصد تھا۔ لیکن میں سلام کرتا ہوں ان علما کی عظمت کو کہ انہوں نے جانیں تو دے دیں مگر ایمان کا سودا نہ کیا۔

﴿وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ﴾

”اور وہ جنہوں نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑا“

دین کو سینے سے لگائے رکھا، ساری تکلیفیں برداشت کیں، دین کے اوپر جمے رہے۔ نتیجہ کیا نکلا کہ سارے ظلم و ستم سہنے کے باوجود وہ پہاڑ کی طرح استقامت کے ساتھ کھڑے رہے۔ علما تو بڑے ہوتے ہیں، علما کے شاگردوں نے بھی استقامت دکھائی۔

فرنگی نے حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھجوایا کہ اگر تم ہمارے خلاف کچھ بولو گے تو ہم تمہیں سزا دیں گے، انہوں نے اس کے جواب میں کچھ اشعار لکھے:

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب میں سامانِ بقا میرے لیے ہے
پیغام ملا تھا جو حسینؓ ابنِ علیؓ کو
خوش ہوں کہ وہ پیغامِ قضا میرے لیے ہے
یوں ابرِ سیاہ یہ فراواں ہیں ابھی سے کتنی
مگر آج کی گھنگور گھٹا میرے لیے ہے
اللہ کی رحمت کی جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی اک دوا میرے لیے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
کہ یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

یوں ڈٹے رہے، بالآخر اللہ نے وہ دن دکھایا کہ فرنگی کو یہاں سے نکلنا پڑا۔

فرنگیوں کی دوسری چال:

تو فرنگی نے ایک تو علما پر ظلم و ستم ڈھائے ان کو شہید کیا اور دوسری حرکت اس نے یہ کی کہ عوام الناس کی طبیعتوں کو بدل دیا، علامہ اقبال نے شعر لکھا:

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ مشرقی سر کو کچل دیتے ہیں
مغربی طبیعت کو بدل دیتے ہیں

ہم لوگوں کو اگر کسی سے دشمنی ہو تو کہتے ہیں کہ اس کی گردن اڑا دو، بندہ مار دو، فرنگی کا دستور اور ہے، وہ کہتا ہے کہ بندے کا رخ موڑ دو! چنانچہ اس نے عوام الناس کا رخ موڑ دیا، وہ کیسے؟ اس نے ایمان کی محنت کی بجائے ان کو روٹی کپڑے اور مکان کے پیچھے لگا دیا۔ عوام الناس کو مقصد زندگی ہی دوسرا دے دیا۔ روٹی کو تاریخ انسانیت میں کبھی اتنی اہمیت حاصل نہیں تھی جتنی انگریز کے دور میں آ کر اس نے پیدا کر دی۔ ہر بندے کو روٹی کپڑا اور مکان پر لگا دیا۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے ایمان نہیں، اصل مقصد زندگی روٹی کپڑا اور مکان ہے، اس نے عوام کا رخ موڑ کے رکھ دیا۔ چنانچہ ایسے بھی لوگ تھے کہ جلد ان کی کالی تھی اور عقل انگریزوں والی ہو گئی۔ وہ دنیا کے پیچھے بھاگ پڑے اور خوب بھاگے۔ انگریزی پڑھو، انگریزی علم حاصل کرو، پیسہ کماؤ پیسہ۔ چنانچہ آپ دیکھیں آج ہمارے سکولوں کالجوں یونیورسٹیوں کا مقصد زندگی کیا بن گیا؟ روٹی بن گئی۔

تو انگریز نے یہ دو کام کر دیے کہ علما پر ظلم و ستم ڈھائے اور مدارس کو ختم کر دیا اور دوسری طرف عوام الناس کے رخ کو بدل دیا کہ ایمان کی بجائے ان کو روٹی کپڑے مکان کے پیچھے لگا دیا، پھر اللہ رب العزت نے علما سے کام لیا اور الحمد للہ کہ انہوں نے یہاں سے اس بدبخت کو نکالا، وہ تو دین کا دشمن تھا:

؎ دل کے میخانے مٹے مغرب نے کر ڈالے خراب
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی ایجاد

وہ آیا ہی اس لیے تھا کہ یہ جو دل کی انگیٹھی گرم ہے ایمان سے، اس کو ٹھنڈا کر دیا جائے۔

وہ تو چاہتا ہی یہی تھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے جسم سے نکال دو

وہ تو آیا ہی اسی لیے تھا اس لیے علامہ اقبال نے لکھا کہ ع

ان امتوں کے باطن نہیں پاک

وہ تو ناپاک باطن لے کر آئے تھے اور اس امت کو دین سے ہٹانا چاہتے تھے، جس کے لیے انہوں نے پوری کوشش کر ڈالی چنانچہ امت کا ایک بڑا طبقہ ان کے پیچھے چل پڑا، انگریزی کے پیچھے۔ اس کو علامہ اقبال نے عجیب انداز سے کہا ہے:

قمریانت را نوا ہا خواستہ
سرو ہایت را قبا ہا خواستہ
آں نگاہش سرِ ما زاغ البصر
سوئے قوم خویش باز آید اگر
مے شناسد شمع و پروانہ را
نیک داند خویش و ہم بیگانہ را
لیست منی گویدت مولائے ما
وائے ما اے وائے ما اے وائے ما

”تیرے قمریوں کے نالے مستعار کے ہیں۔ تیرے سرو کا قد کاٹھ مستعار کا ہے وہ ہستی جس کی نگاہ مازاغ البصر کا سر ہے۔ وہ اگر دوبارہ اپنی قوم کی طرف واپس آجائے۔ وہ پہچان لیں گے شمع اور پروانہ اور اچھی طرح جان لیں گے اپنے... بیگانے کو، میرے آقا لیست منی (تم میرے نہیں) کہیں گے۔ ہائے افسوس، ہائے افسوس، ہائے افسوس۔“

ہمارے حلق کے اندر باتیں ان کی، ہمارے جسم پہ لباس ان کا ایسے بن گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ اگر اللہ کے حبیب دوبارہ اس دنیا میں آ جائیں اور دیکھ لیں تو فرمائیں گے
لَیْسَتْ مِنِّیْ. تم میرے نہیں ہو۔

تو ان علما کی قربانیوں سے اللہ نے وہ دن بھی دکھایا کہ جب یہ فرنگی یہاں سے دفعہ دور ہوا۔ علامہ اقبال نے اس پر لکھا:

اعجاز ہے کسی کا یا گردش زمانہ
ٹوٹا ہے ایشیا میں سحر فرنگیانہ
تعمیر آشیاں سے میں نے یہ راز پایا
اہل جنوں کے حق میں بجلی ہے آشیانہ
یہ بندگی خدائی وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ

خارجی فتنے کے بداثرات:

اب جب انگریز اس ملک سے گیا تو عوام الناس کے اندر دین سے بے خلقی آ گئی، دین کے اندر بے رغبتی آ گئی۔ ان کا مقصد بس یہ تھا کہ اولاد کو مولوی نہ بناؤ، مدرسے کی بجائے سکول کالج میں پڑھاؤ، تاکہ اسے اچھی نوکری مل سکے۔ رخ بدل گیا، ہر ایک کو معاش کمانے اور بیلنس بنانے کی فکر لگ گئی، بھول گئے کہ ہمارا مقصد زندگی کچھ اور ہے۔

خارجی فتنے کا سد باب..... دعوت وتبلیغ کی محنت:

اب یہ خارجی فتنہ تھا تو اللہ رب العزت نے اس خارجی فتنے کے سد باب کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے، پھر ایک خارجی محنت شروع فرمادی۔ وہ محنت تھی دعوت و تبلیغ کی محنت۔ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ خانقاہی نظام کے بندے تھے، ان پر اللہ تعالیٰ نے دعوت و تبلیغ کا کام کھولا۔ دین کی طلب پیدا کرنے کے لیے بے طلبوں کے پاس گھر گھر جانے کا ایک کام ان کے سامنے کھول دیا۔

دعوت کا کام کیسے شروع ہوا:

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ امت کی اصلاح احوال کے بارے میں فکر مند رہتے تھے۔ اسی فکر کا نتیجہ تھا کہ انہیں خواب میں بشارت ملی کہ ہم تجھ سے دین کا کام لیں گے۔ شروع میں مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ بڑے پریشان تھے کہ یہ کام کیسے ہوگا؟ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کے پاس گئے اور کہا کہ میں بڑا فکر مند ہوں؟ انہوں کہا کہ گھبرانے کی کیا بات ہے؟ خواب میں یہ تو نہیں کہا گیا کہ کام کرو! خواب میں تو کہا گیا ہے کہ ہم آپ سے کام لیں گے۔ تو کام تو وہ خود لیں گے آپ کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ جو ابھی زندہ ہیں، محمد شاہ صاحب دامت برکاتہم جو مسکین پور شریف میں اس وقت گدی نشین ہیں، عالم ہیں، یہ بات انہوں نے خود بتائی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور انہوں نے تحریراً یہ واقعہ لکھ کر دیا کیونکہ وہ اس واقعے کے چشم دید گواہ ہیں۔ لہٰذا حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے اور دار العلوم دیوبند میں اس وقت یہ مقیم تھے۔ فرمایا کہ حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے کہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، انہوں نے آکر خواب سنایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ نبی ﷺ تشریف فرما ہیں، لوگ آرہے ہیں اور وہ بستر ان کے کندھے پر ڈال

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ان کو رخصت کر رہے ہیں، حضرت اس کی تعبیر کیا ہے؟ تو حضرت نے کہا کہ مولانا آپ سفر سے آئے ہو تو آپ کا بستر کہاں ہے؟ حضرت! یہ ہے میرا بستر تو حضرت خواجہ عبید الملک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بستر اٹھایا اور ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اللہ کے راستے میں نکلو، میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ بالآخر اس طرح دین کی دعوت کے کام پر لگے۔ مشائخ علما سے ان کی محبتیں ان کے سامنے تھیں اور پھر الحمد للہ اس کام کو اللہ نے اتنی قبولیت عطا فرمائی کہ آج دنیا کے شاید سو سے زیادہ ملکوں کے اندر یہ دین کا کام ہو رہا ہے۔ بے طلبوں کے اندر طلب پیدا کرنا، یہ محنت اللہ تعالیٰ نے اس لیے عطا فرمائی کہ خارجی فتنہ تھا، اس کے لیے محنت بھی خارجی تھی، نکلنے والی محنت۔

﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا﴾

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ درباری ملاؤں اور حکمرانوں کے داخلی فتنے کے سدباب کے لیے اللہ نے داخلی محنت کرنے والوں کو کھڑا کر دیا اور خارجی فتنے کے سدباب کے لیے خارجی محنت کرنے والوں کو کھڑا کر دیا۔ یہ دین کی حفاظت کے طریقے ہیں۔

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا سنہری ملفوظ:

چنانچہ الحمد للہ آج بھی کہیں علما اور مشائخ دین کا کام کر رہے ہیں اور کہیں جماعت والے دین کا کام کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات بڑی عجیب ہے یہ ان کے ملفوظات میں لکھی ہے اس لیے اسے یاد رکھیں۔ یہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں تحریر شدہ بات ہے، فرماتے ہیں:

”علم و ذکر! کے بغیر دین کی دعوت کا کام کریں گے تو صدیوں کے فتنے

www.besturdubooks.wordpress.com

سالوں میں آجائیں گے اور علم وذکر کے ساتھ کام کریں گے تو جو ہدایت صدیوں میں آئی تھی وہ اللہ کی رحمت سے سالوں کے اندر آجائے گی۔"

اس لیے یہ جو چھ پوائنٹ (نمبر) ہیں ان میں علم وذکر مستقل ایک پوائنٹ ہے۔ شروع شروع میں جو حضرت کے پاس سہ روزہ کے لیے آتے تھے تو حضرت ان کو خانقاہ رائے پور بھیج دیتے تھے کہ بھئی! وہاں جا کر سہ روزہ گزار کے آؤ، خانقاہوں میں اللہ والوں کے پاس بھیج دیتے تھے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ تو علم وذکر کے ساتھ اگر دین کا کام ہوگا تو ہدایت بہت جلدی آگے بڑھے گی۔

دو طرح کے لوگ:

تو اس امت میں دو طرح کے لوگ ہوں گے، کچھ ہوں گے جن پر تبلیغ غالب ہوگی علم وذکر جڑا ہوا ہوگا اور کچھ ہوں گے جن پر علم وذکر غالب ہوگا اور تبلیغ جڑی ہوئی ہوگی۔ چنانچہ امت میں ہدایت کا نظام اسی طرح چل رہا ہے، یہ دونوں شعبے اپنا اپنا کام کرتے رہیں گے، دین آگے بڑھتا رہے گا، امت دین کے اوپر چلتی رہے گی۔ جماعت کے لوگ غافلوں کو پکڑ پکڑ کر مسجد تک لائیں گے اور اللہ والے ان مسجد میں آنے والوں کے ظاہر کے ساتھ ساتھ ان کے باطن کو بھی سنوار دیں گے، تب انسان کامل بنے گا۔ دونوں محنتیں ضروری ہیں، مل کر کام کریں گے۔

عالمی فتنہ......سائبر فتنہ

یہاں تک تو بات ہوئی ماضی کی، اب کریں بات حال کی۔ اب ایک تیسرا فتنہ اس امت پر آیا ہے جس کو کہتے ہیں عالمی فتنہ۔ پہلے دو فتنے تھے: ایک داخلی فتنہ اور ایک خارجی فتنہ۔ تو داخلی فتنہ کے سدِ باب کے لیے اللہ نے خانقاہ والوں سے کام لے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیا اور دینِ اکبری کا نام ونشان مٹا دیا اور خارجی فتنے نے: چونکہ بے طلبی پیدا کر دی تھی تو طلب پیدا کرنے کے لیے گھر گھر جا کر یہ عمومی گشت اور خصوصی گشت، ماشاء اللہ! اللہ نے جماعتوں کو کھڑا کر دیا۔ اب جدید دور میں ایک نیا فتنہ ظاہر ہوا ہے، جس کو کہتے ہیں عالمی فتنہ۔ یہ فتنہ کیا ہے؟ کہ کفر نے دینِ اسلام کو زندگیوں سے نکالنے کے لیے اس وقت ایک سائبر جنگ شروع کر دی ہے۔ میں آسان الفاظ استعمال کروں گا تاکہ طلبا سمجھ سکیں۔

سائبر فتنے کے دو ہتھیار:

دو ہتھیار ایسے انہوں ایجاد کیے ہیں جو ایمان کو مٹا کر رکھ دیتے ہیں۔

(۱) انٹرنیٹ (Internet)

(۲) سیل فون (Cell Phone)

پہلا ہتھیار......انٹرنیٹ:

یہ "انٹرنیٹ" پہلا ہتھیار ہے۔ Internet کو تو کہنا چاہیے (Enter into the net) یعنی جال کے اندر داخل ہو جاؤ۔ مدارس کے طلبا ابھی بے خبر ہیں، الحمد للہ، ابھی ان کو کچھ پتہ نہیں لیکن اس انٹرنیٹ سے دنیا میں کتنی تباہی پھیل رہی ہے، کتنی امت ایمان سے محروم ہو رہی ہے، اس کا اندازہ وہ کر سکتا ہے جس کو سفر کرنے کا موقع ملتا ہے۔ عریانی فحاشی اتنی عام ہو گئی ہے کہ انٹرنیٹ کے اوپر ننگے بندے گھر میں بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ سکول کالج یونیورسٹی کے طلبا کو انہوں نے امتحانوں میں اسائنمنٹس دینی شروع کر دیں کہ جاؤ انٹرنیٹ سے تم فلاں انفارمیشن (معلومات) لے کر آؤ۔ اب جو بندہ کمپیوٹر کھول کر بیٹھتا ہے، کام وہ اپنا کر رہا ہوتا ہے، سامنے ننگی تصویریں آجاتی ہیں۔ اب اس بندے کا ایمان کیسے بچے گا بھئی؟ تو یہ چیزیں

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے عام کر دیں جس کی وجہ سے سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نوجوان گھنٹوں سکرینوں پہ بیٹھ کر گندی فلمیں دیکھتے ہیں، گندے لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ اور ان سے رابطے کا طریقہ بھی بتا دیا، یہ فیس بک ہے، اس کے ذریعے رابطے کرو۔

دوسرا ہتھیار.....سیل فون:

اور دوسرا ہتھیار جو ہے اس کا نام ہے سیل فون، جس کو میں کہا کرتا ہوں ''ہیل فون'' یہ جہنم کا فون ہے۔ قسمت والے ہوں گے جو سیل فون کے فتنے سے بچ کر جنت میں جائیں گے، لاکھوں نہیں کروڑوں انسان قیامت کے دن اس سیل فون کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ شیطان کے ہاتھ میں انسانوں کا ایمان برباد کرنے کے لیے تاریخ میں کبھی ایسا مہلک ہتھیار نہیں آیا تھا، جو یہ مصیبت سیل فون کی آئی ہے۔ یہ بھی ضرورت اور ہے بھی مصیبت۔ جس نوجوان کو دیکھو سیل فون کے ذریعے لڑکی سے رابطہ، کیا نمازی، کیا تہجد گزار، کیا ذاکر کیا غافل، سب پیچھے لگ گئے اس کام کے۔ اور کفر نے Planing (منصوبہ بندی) کے ساتھ کمپنیوں کو یہ کہہ دیا کہ تم ایمان خراب کرنے کے لیے پالیسیاں بھی جاری کرو! چنانچہ انہوں نے کیا کیا؟ سیل فون والی کمپنی کے کمرشل بورڈوں پر لکھا ہوتا ہے ''کرو بات ساری رات'' رات کو فری بالکل فری۔ ہمیں لوگوں نے خود بتایا کہ ہم تو تین تین گھنٹے چار چار گھنٹے غیر محرم سے باتیں کرتے ہیں۔ اب اگر نوجوان تین چار گھنٹے ہی غیر محرم سے باتوں میں لگا دیں گے تو وہ قوم پڑھے گی کیا؟ اور کرے گی کیا؟

چنانچہ کالجوں یونیورسٹیوں میں ایک عام شکایت ہے، پروفیسر کہتا ہے کہ جی طلبا آتے ہیں اور سوئے ہوتے ہیں کلاسوں میں۔ راتوں کو نیندیں پوری نہیں ہوتیں صبح کو سوئے ہوتے ہیں۔ اور ان کا نہ تعلیم میں دل لگتا ہے نہ ان کو کچھ یاد رہتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے

ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

پوری امت کو اس قصے نے اس کام کے اوپر لگا دیا۔ اب بتائیے کہ روحانی حالت کتنی خراب ہوگئی؟

امام گوگل کے پیروکار:

اس ملک میں پھر بھی اثرات کم ہیں الحمد للہ ...... ایک دفعہ سعودی عرب ائیرپورٹ پر یہ عاجز پاکستان آنے کے لیے بیٹھا تھا، تو ایک انگریزی اخبار دیکھنے لگ گیا کہ ابھی وقت ہے، دیکھوں اس وقت کے حالات کیا ہیں؟ تو اخبار میں لکھا ہوا تھا کہ پاکستان دنیا کا ایسا ملک ہے جس میں انٹرنیٹ کا استعمال سب سے کم ہے۔ ۱۰ فیصد سے بھی کم لوگ انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ الحمد للہ اتنی محنت کے باوجود اس ملک میں امام گوگل کے پیروکار ۱۰ فیصد سے بھی کم ہیں۔ یہ گوگل انٹرنیٹ کو استعمال کرنے اور سرچ کرنے کی ایک سروس ہے۔ تو عاجز کے لیے یہ ایک خوشی کی خبر تھی۔ میں نے تہجد میں دعا کی الحمد للہ یا اللہ تیری رحمت ہے۔

اور واقعی کفر اس بات پر بڑا پریشان ہے کہ اس ملک کے لوگ کیوں دین سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ کوششیں انہوں نے بہت کیں، این جی اوز بنائیں کہ لوگوں کو دین سے ہٹاؤ، نہیں ہٹا سکے۔ انہوں نے ایسی ایسی این جی اوز بنائیں کہ کالج کی لڑکیوں کے اندر آزاد خیالی پیدا کرو، عورتوں کے ذریعے سے سگریٹ نوشی کی عادت عام کردو، مگر الحمد للہ مسلمان بچیاں اس عادت کے پیچھے نہیں لگیں سوائے دو چار پانچ دس کے۔ انہوں نے کوشش کی کہ غلط ویڈیو پھیلا دو، مگر چند لوگوں نے دیکھیں۔ اور جو احساس رکھتے تھے انہوں نے اگر دیکھی بھی تو پھر توبہ کرلی، ان کا یہ کام بھی آگے نہ بڑھا۔ انہوں نے فلموں کے ذریعے، ڈراموں کے ذریعے، ٹی وی کے ذریعے، امت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان خراب کرنے کی کوشش کی الحمد للہ کہ نہیں ہوا۔ اس وقت بھی جب فحاشی اتنی عام ہے، ہمارا یہ چھوٹا سا شہر ہے، اس کے محلے میں ہم تصور نہیں کر سکتے کہ کسی گھر کی جوان لڑکی سکرٹ پہن کر باہر نکلے گی، سوچ ہی نہیں سکتے۔ الحمد للہ اس وقت بھی امت کی عورتوں میں اللہ نے دین کی اتنی محبت رکھی ہے۔ اس پر وہ بڑے ناراض ہیں کہ اس قوم کو کیا ہے کہ یہ دین کی جان نہیں چھوڑتی۔ اسی لیے تو پھر قیامت کے دن ہم کہیں گے

تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے

تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

تین بھینسوں کی کہانی:

ایک این جی اوز کی دو تین لڑکیاں تھیں ماڈ سکاڈ قسم کی۔ چھٹی کا دن تھا، اسلام آباد سے مری قریب ہے، ڈیڑھ گھنٹے میں پہنچ جاتے ہیں۔ کہنے لگیں: مری چلتے ہیں، ذرا وہاں جا کر Snow (برف) دیکھ کر آتے ہیں، انہوں نے سنو دیکھی، واپس آرہی تھیں تو راستے میں ایک عورت کو دیکھا جو بھینس چرا رہی تھی۔ انہوں گاڑی کھڑی کر لی، باہر نکلیں، آنٹی بات تو سنو! وہ بڑی عمر کی عورت تھی، آ گئی، کہنے لگیں کہ آنٹی آپ بتاؤ کہ آپ کی زندگی کیسی گزر رہی ہے؟ اس نے کہا کہ میرا خاوند ہے، میرے بچے ہیں، میں صبح صبح اٹھتی ہوں اور گھر میں نماز پڑھتی ہوں، سورۃ یٰسین پڑھتی ہوں، پھر میں فجر میں ناشتہ بناتی ہوں، بچوں کو تیار کرتی ہوں اور بچوں کو ناشتہ کرا کے سکول بھیجتی ہوں، اور اس کے بعد جب خاوند کام پر چلا جاتا ہے، بچے چلے جاتے ہیں تو میں فارغ ہوتی ہوں۔ میں نے بھینس پالی ہوئی ہے، میں بھینس کو چرانے کے لیے یہاں آجاتی ہوں، شام کو بھینس کو لے کر واپس جاتی ہوں، گھر میں جا کر کھانا بناتی ہوں، بچوں کے ساتھ خاوند کے ساتھ کھانا کھاتی ہوں اور رات کو سو جاتی ہوں۔ آنٹی بس یہی ہے آپ کی زندگی؟ اس نے کہا کہ یہی ہے میری زندگی، آنٹی پھر تو آپ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی زندگی نہ ہوئی، آپ کو تو پتہ ہی نہیں زندگی کا، بس ہمیں تو یوں نظر آتا ہے کہ ہمارے سامنے ایک یہ بھینس ہے اور ایک آپ بھی بھینس کی طرح ہیں۔ ان لڑکیوں نے کہا کہ آپ بھی بھینس کی طرح بس کام اپنا کر رہی ہو، آپ کو تو عورت کے حقوق کا پتہ ہی نہیں ہے۔ جب انہوں نے یہ کہا کہ آپ ایک بھینس کی طرح ہو تو اب آنٹی بولی: آپ کون ہو؟ اپنے بارے میں بتاؤ! انہوں نے کہا کہ ہم تو اسلام آباد کی رہنے والیاں ہیں، ہم جاب کرتی ہیں اور پچیس ہزار روپے ہر ایک کی تنخواہ ہے، اور یہ وہ ہے...... اور ہم عورتوں کو ان کے حقوق بتانا چاہتی ہیں کہ عورت کے کیا حقوق ہوتے ہیں؟ اس نے پوچھا یہ گاڑی؟ انہوں نے کہا کہ یہ ہماری کمپنی کی گاڑی ہے، اور یہ ڈرائیور ہے جہاں ہم نے جانا ہوتا ہے یہ ہمیں وہاں لے جاتا ہے۔ آنٹی نے کہا کہ اچھا مجھے اب بات سمجھ میں آئی کہ تم تین بھینسیں ہو اور وہ تمہارا بھینسا ہے۔

حمیت ایمان باقی ہے:

تو الحمد للہ کہ کفر نے پورا زور لگا دیا لیکن اس امت کی عورتوں کے اندر بے دینی کو پیدا نہیں کر سکے۔ من حیث القوم ایسا نہیں ہو سکا، ہاں کچھ ماڈرن کاڈ ہوتی ہیں، باہر سے آئی ہوئی مگر جو عوام ہیں الحمد للہ دین کے ساتھ ابھی چپکے ہوئے ہیں اور یہ محنت ہے علما کرام کی، اس پر کفر بڑا پریشان ہے۔

ہمیں حیرت اس وقت ہوئی کہ ہم جدہ سے سعودی عرب سفر کر رہے تھے تو جو جہاز کے اندر ائیر ہوسٹس ہوتی ہیں ان کے بارے میں یہ عام تصور ہے کہ یہ ماڈرن لڑکیاں ہوتی ہیں، بے عمل لڑکیاں ہوتی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک لڑکی نے میرے گھر والوں سے پوچھا کہ ان کی وضع قطع ایسی ہے کہ جیسے کوئی پیر ہوتے ہیں، تو میں نے کچھ دعا کروانی ہے، ہم نے دعا کر دی۔ تو وہ پھر میرے گھر والوں سے باتیں کرتی

www.besturdubooks.wordpress.com

رہی۔ اب باتوں میں اس نے ایک عجیب بات سنائی، وہ کہنے لگی کہ جی جو اس سے پچھلا دور گزرا ہے تو جو پاکستان میں بڑے تھے، انہوں نے بڑی کوشش کی کہ ایئر ہوسٹس کا لباس ہے کرتا اور شلوار، اس کی بجائے پینٹ اور شرٹ کر دی جائے۔ اس نے یورپ کے ڈیزائنروں کو پیسے دے کے بیس قسم کے سوٹ بنوائے کہ اس میں ایئر ہوسٹس کا کوئی لباس بنوائیں گے۔ کہنے لگی کہ جب ایئر ہوسٹسوں کو پتہ چلا تو پورے پاکستان کی ایئر ہوسٹس نے ہڑتال کر دی کہ ہم پینٹ شرٹ پہن کر نوکری نہیں کریں گی۔ اتنے دنوں کے بعد بالآخر وہ جو صدر صاحب تھے انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے تم کرتا اور شلوار میں ہی نوکری کرو۔ ہم حیران ہو گئے یا اللہ جن کو ہم ماڈ سکارڈ بے دین سمجھتے ہیں اللہ نے ان میں ابھی بھی اتنی شرم رکھی ہے کہ وہ کرتے اور شلوار کی بجائے پینٹ اور شرٹ کو پسند نہیں کرتیں، تو کفر اس سے بڑا پریشان ہے کہ یہ قوم ایسی دین کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے کہ جان ہی نہیں چھوڑتی۔ اور یہ برکت کس کی ہے؟ یہ برکت ہے علما اور ان صلحا کی جو دین پر امت کو لگائے ہوئے ہیں۔

نوجوان کی دادی کے لیے عجیب دعا:

اب یہ تیسرا فتنہ، پوری دنیا کے اندر پھیلا ہوا ہے۔ یہ انٹرنیٹ کا فتنہ، ایسا خبیث ہے نہ چھوٹا بچا ہے نہ بڑا، نہ دنیا دار بچا ہے نہ دین دار، الا ماشاء اللہ۔ چنانچہ میرے پاس ایک نوجوان آیا، عمر تھی اس کی کوئی سترہ سال، ٹپ ٹپ آنسوؤں سے رو پڑا۔ مجھے بڑا اس پہ پیار آیا کہ یہ نوجوان ہے اور رو رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ بچے کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگا کہ میری دادی کے لیے ہدایت کی دعا کریں۔ سترہ سال کا نوجوان دادی کے لیے دعا کروانے آیا، میں نے پوچھا: کیوں؟ کہنے لگا کہ میرے دادا فوت ہو چکے ہیں، دادی جو ہے ۸۷ سال اس کی عمر ہے اور چھ چھ گھنٹے انٹرنیٹ پر بیٹھ کر گزارتی

www.besturdubooks.wordpress.com

تصویریں دیکھتی ہے۔ سترہ سال کا نوجوان روتا ہے کہ میری والدہ کی ہدایت کی دعا کریں، یہ انٹرنیٹ ایسی خبیث چیز ہے۔

عالمی فتنے سے بچاؤ کیسے؟

تو کفر نے دنیا کے لوگوں کو اللہ سے اور دین سے دور کرنے کے لیے اور انہیں شہوت بھری زندگی میں لگانے کے لیے یہ سیل فون اور انٹرنیٹ ایجاد کر دیا، یہ اس وقت کا عالمی فتنہ ہے۔ اب اس عالمی فتنے سے بچنا بڑا مشکل ہے، کیسے بچیں گے؟ حدیث پاک میں ہے کہ قرب قیامت میں ایسے فتنے ہوں گے کہ ہر کچے اور پکے مکان میں پہنچیں گے، ہر بندے تک پہنچیں گے اور اس وقت ایمان اسی کا بچے گا جو سورۃ کہف پڑھے گا۔

سورۃ کہف کی تعلیم:

سورۃ کہف ہمیں کیا تعلیم دیتی ہے؟ سورۃ کہف کو پڑھیں تو اس میں ایک واقعہ نظر آتا ہے کہ چند نوجوان تھے:

﴿إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ (کہف:۱۳)

وہ اپنا ایمان بچانے کے لیے اور وقت کے بادشاہ کے ظلم وستم سے بچنے کے لیے نکل پڑے اللہ کی طرف۔ اور پھر اللہ نے ان کو ایک غار میں سلا دیا اور غار کے اندر ان کا ایمان بچا رہا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو وہ بادشاہ بھی جا چکا تھا، وہ ظلم بھی ختم ہو چکا تھا۔ تو سورۃ کہف ہمیں تعلیم دیتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان ایمان والوں کا ایمان بچایا، آج کے اس دور میں ہمارا ایمان بھی تب بچے گا جب ہم بھی کسی کہف کے اندر زندگی گزاریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مکہ اور مدینہ کا کہف:

اس دنیا میں دو بڑے کہف ہیں، مکہ اور مدینہ۔ یہ اتنے بڑے کہف ہیں کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ دجال اکبر بھی ان شہروں میں نہیں آسکے گا۔ چنانچہ ایمان بچانے کے لیے کچھ لوگ مکہ اور مدینہ جائیں گے، حدیث پاک میں ہے کہ دین دار اور سادات کو بہت پریشان کیا جائے گا، قتل کیا جائے گا، شہید کیا جائے گا اور پھر وہ مکہ مدینہ کی طرف جائیں گے۔ تو دو کہف ہیں مکہ اور مدینہ اور ان کے علاوہ تین کہف اور ہیں۔ کیونکہ مکہ مدینہ تو دور ہیں اور ہر بندہ تو مکہ مدینہ نہیں جا سکتا، دیگر ملکوں میں کوئی کیسے ایمان بچائے گا؟ اس کے لیے تین کہف ہیں۔

(۱) مدارس کا کہف:

ایک کہف کا نام ہے مدرسہ، آپ نے دیکھا ہوگا جو طلبا آتے ہیں وہ الگ ماحول میں آجاتے ہیں۔ باہر کی دنیا سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا تو یہ مدارس بھی کہف ہیں۔ اساتذہ کے سامنے رہتے ہیں، اللہ کی محبت رہتی ہے، نمازوں کی فکر رہتی ہے، باہر کے فتنوں کا پتہ ہی نہیں ہوتا، باہر کیا ہو رہا ہے، خبروں کا بھی پتہ نہیں ہوتا تو یہ کہف میں رہنے کی مانند ہے۔ ایمان بچ جاتا ہے۔ آپ لوگ خود ہی تو کہتے ہیں کہ حضرت! یہاں رہتے ہیں تو کیفیت اچھی ہوتی، جمعرات کو گھر جاتے ہیں تو عجیب مصیبت ہوتی ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کہفی زندگی ہے۔ تو مدرسے کے طلبا کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اس فتنے کے دور میں ایمان بچانے کے لیے آپ کو ایک کہف عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا اساتذہ کے ساتھ جڑے رہیں، ان سے مشورے کرتے رہیں، ان سے تربیت لیتے رہیں، ان کی بات مانتے رہیں، اپنے ایمان کو فتنوں سے بچاتے رہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) تبلیغی جماعت کا کہف:

اور ایک کہف ہے تبلیغی جماعت۔ وہ کیسے؟ جو ایک سہ روزہ لگا لیتا ہے بس اللہ تعالیٰ ایسا دل بنا دیتے ہیں کہ پھر دین کی راہ میں، اللہ کی راہ نکلنے کو بیتاب رہتا ہے۔ کسی کی کچھ سنتا ہی نہیں، یار دوست کچھ کہتے پھریں، کسی کی سنتا ہی نہیں۔ ماں باپ روکیں، فلاں کچھ کہہ رہا ہے، وہ تو سنتا ہی نہیں کسی کی، مجھے تو نکلنا ہے، مجھے تو سہ روزے پہ جانا ہے، مجھے شب جمعہ گزارنا ہے۔ الحمد للہ یہ ایک کہف ہے جو اس کہف میں داخل ہو گیا اس کا ایمان بچ گیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ اس امت کے کروڑوں نوجوان اس وقت اس کہف کی وجہ سے ہدایت کے اوپر جمے ہوئے ہیں۔ باہر فتنہ ہے باہر معصیت کی، گناہوں کی آگ لگی ہوئی ہے، یہ آج بھی تہجد کی فکر میں ہوتے ہیں، تکبیر اولیٰ کی فکر میں ہوتے ہیں، اپنے جسم کو نبی ﷺ کی سنتوں سے سجانے کی فکر میں ہوتے ہیں، یہ بھی کہف میں ہیں۔

(۳) خانقاہوں کا کہف:

اور تیسرا کہف ہے جس کو کہتے ہیں خانقاہ کہ جہاں کہیں کوئی باخدا اللہ والا آنے والوں کو اللہ اللہ سکھا رہا ہے۔ اس کے جو متعلقین ہوتے ہیں وہ بھی ایک کہف کے اندر ہوتے ہیں، ان کے بھی ایمان بچے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ بھی رسم و رواج سے بچے، باہر کے فیشنوں سے بچے، فتنوں سے بچے، جب تک وہ جڑے رہتے ہیں وہ کہف کے اندر ہوتے ہیں۔

تو اس وقت تین کہف ہیں جو ایمان کے بچانے کا سبب ہیں۔ کوئی مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو، یا تبلیغی جماعت کی محنت ہو۔ اللہ نے اس وجہ سے ایمان کو بچایا ہوا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مدارس کے طلبا کی خوش نصیبی:

تو آپ خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے آپ کو مدرسے کی زندگی کے ساتھ جوڑا ہے۔ پریشان نہ ہوں، بعض طلبا سوچتے ہیں کہ جی ہمیں تو باہر کی دنیا کا پتہ ہی نہیں۔ بھئی! یہ نقصان کی بات نہیں ہے، یہ خوشی کی بات ہے، یہ صفت کی بات ہے کہ ہمیں برائی کے طریقوں کا پتہ ہی نہیں ہے، ہم فتنوں سے بچے ہوئے ہیں، الحمد للہ۔ آپ اگر گھر کے کمرے کے اندر ہوں اور باہر آندھی چل رہی ہو تو اندر بیٹھنے والے پریشان نہیں ہوتے ہیں، خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ جو باہر سے آتا ہے اس کے منہ کے اوپر مٹی برس رہی ہوتی ہے، جو باہر سے آتا ہے اسی کا منہ مٹی والا ہوتا ہے۔ تو بالکل یہی حال ہے، آج کے دور میں جو کہف کے اندر ہے وہ گناہوں کی معصیت کی مٹی سے بچا ہوا ہے، جو کہف سے نکلے گا وہ واپس آئے گا تو مٹی والا چہرہ لے کر آئے گا۔ تو اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ہم اس پر خوش ہیں، الحمد للہ! اللہ نے ہم پر رحمت کر دی، ہمارا ایمان بچانے کے لیے اللہ نے ہمیں اصحاب کہف کے ساتھ جوڑ دیا۔

اس لیے مدرسوں میں یا ان جگہوں پر رہنے میں اپنے آپ کو محروم القسمت نہ سمجھیں کہ جی ہم تو باہر ہی نہیں نکلتے، ہم محروم ہیں، نہیں! ہم تو خوش قسمت ہیں کہ ہم آندھی سے بچے ہوئے ہیں۔ جیسے کمرے کے اندر بیٹھا ہوا خوش ہوتا ہے کہ الحمد للہ میں اندر بیٹھا ہوں، میرا منہ مٹی والا نہیں ہوگا، ہم بھی خوش ہیں۔ الحمد للہ مدرسے میں رہتے ہیں، باہر نکل گئے تو مٹی والا ہی ہوتا ہے، اللہ نے بچایا ہوا ہے۔

چنانچہ کتنے نوجوان ہیں اور کتنی بچیاں ہیں جو مدرسوں کے ماحول میں رہ کر آج بھی اولیا والی زندگی گزار رہی ہیں۔ ہم نے پچھلے سالوں میں ایک کام شروع کیا، جو

بچیاں ہمارے مدرسۃ البنات میں نو نمازیں پڑھیں گی ان کو ہم انعام دیں گے۔ نو نمازوں سے کیا مراد؟ پانچ فرض نمازیں، اور چار نفل نمازیں، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد۔ اور استانیوں کو کہا کہ ان کا ریکارڈ رکھنا! تو خیال یہ تھا کہ مدرسے میں تین چار ایسی بچیاں نکل آئیں گی، جب ریکارڈ دیکھا تو بتیس بچیاں ایسی تھیں جن کی پورے سال میں نو نمازوں میں سے ایک نماز بھی قضا نہ ہوئی۔ تو دیکھو یہ کہف ایمان بچانے والا ہے یا نہیں۔ کتنے طلبا ایسے ہیں، مختلف مدارس سے خطوط لکھ کر حالات بتاتے ہیں، الحمد للہ سالوں ان کی تکبیر اولیٰ قضا نہیں ہوتی، سالوں ان کی تہجد قضا نہیں ہوتی، اللہ کی ایسی عجیب مہربانیاں ہیں۔

تو مدرسے کے طلبا کو بھی ڈپریشن میں نہیں جانا چاہیے۔ ٹھیک ہے اللہ نے ہمیں دین کے لیے چنا ہے، ہم اپنے ایمان کو بچا کر زندگی گزار رہے ہیں، تو آج کے دور میں یہ ایمان بچانے کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا آج اگر سنت زندہ ہے تو علما کی وجہ سے، آج دین زندہ ہے تو علما کی وجہ سے، آج سینوں میں ایمان موجود ہے علما کی وجہ سے، یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آج آپ حضرات اس ایمان کو سیکھنے کے لیے پھر یہاں بیٹھے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کی خاص رحمت ہے اور اس کا خاص فضل ہے کہ اللہ نے ایمان کو محفوظ فرمایا۔

غفلت (لاعلمی) بھی ایک صفت ہے:

آپ کالجوں یونیورسٹیوں کے طلبا کو مت دیکھا کریں، ان کی جو اندر سے ابتر حالت ہے وہ ہم سے پوچھیں۔ کیونکہ لوگ دل کی جو باتیں بتاتے ہیں، حکیم کو جسمانی علاج کے لیے بتاتے ہیں یا پیر کو روحانی علاج کے لیے۔ یونیورسٹیوں کے نوجوانوں کی اندر سے فتنوں کی وجہ سے اتنی بری حالت ہے کہ کچھ نہ پوچھیں۔ کمپیوٹر نے ان کے ایمانوں کو برباد کر کے رکھا ہوا ہے۔ اور آپ تو ماشاء اللہ ایمانوں کو محفوظ کر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بیٹھے ہوئے ہیں۔

اس لیے دیکھیں کہ غفلت کتنی بری چیز ہے۔ فرمایا:

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ "مت ہو جاؤ غافلوں میں سے"

لیکن عورت کے لیے صفت کے طور پر فرمایا:

﴿مُحْصَنَاتٍ غَافِلَاتٍ﴾

"پاکدامنہ عورتیں جو غافل ہوتی ہیں"

غافلات کا کیا مطلب؟ غافلات کا مطلب ہے کہ جن کو برائی کے طریقہ کار کا پتہ ہی نہیں ہوتا، غیر محرم سے اپنے رشتے جوڑنے کے طریقوں کا پتہ ہی نہیں ہوتا، جو بالکل اس سے ہٹی ہوئی ہوتی ہیں وہ غافلات ہیں۔ اچھی عورتیں پاکدامن رہتی ہیں۔ تو آج کے دور میں بھی یہی ہے کہ فتنوں سے بچیں گے، ایمان محفوظ رہے گا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اس عالمی فتنے سے بچنے کے لیے آج کھی زندگی ضروری ہو گئی ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ امام مہدی کو بھیجیں گے، پھر ماشاء اللہ! اللہ تعالیٰ پھر سے اسلامی قوانین کو نافذ فرمائیں گے، ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اس دنیا میں نافذ ہوں گے۔

اقامتِ دین کی کوشش منصبِ خلافت ہے:

اب اس وقت بھی الحمد للہ علماء صلحا جو دین کے نفاذ کی کوششیں کر رہے ہیں وہ بڑی ہمت والے ہیں، وہ بڑے بلند درجے والے لوگ ہیں، ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ اس لیے کہ ایک ہوتا ہے مومن، اپنی زندگی کو شریعت اور سنت کے مطابق گزارنے والا، عبادت کرنے والا، رجوع الی اللہ رکھنے والا، توبہ پہ قائم رہنے والا، یہ مومن ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے خلیفہ، یہ وہ ہوتا ہے جو اللہ کی زمین پر اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کی محنت کر رہا ہوتا ہے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ تو الحمد للہ آج بھی ایسے لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں جو آج کے دور میں اس کے لیے کوششیں کر رہے ہیں، مگر وہ تھوڑے ہیں۔ دنیا کا فتنہ غالب آتا جا رہا ہے تو ہمیں دین کا کام کرنا ہے۔ کوئی اگر جماعت کا کام کر رہا ہے تو ہمارے دل کو ٹھنڈک پہنچے کہ الحمد للہ نبی علیہ السلام جس دین کو لائے اس کو محفوظ کرنے کے لیے یہ کام کر رہے ہیں۔ دیکھیں! اگر گھر کو آگ لگی ہوئی ہو تو جو آگ کو بجھا رہا ہو تو وہ کتنا پیارا لگتا ہے۔ تو گناہوں کی آگ لگی ہوئی ہے، اس گناہوں کی آگ کو بجھانے کے لیے اگر تبلیغی جماعت میں کوئی کام کر رہا ہے تو دل کو خوشی ہونی چاہیے، اگر مدرسے کی شکل میں کام کر رہا ہے تو خوشی ہونی چاہیے، اگر خانقاہ میں اللہ اللہ کے ذریعے بھی کوئی اللہ تو بہ کر رہا ہے تو خوش ہونا چاہیے، اس لیے کہ اللہ کی مدد کب اترتی ہے جب یہ اللہ والے اللہ سے مانگتے ہیں۔

دو قسم کے لشکر:

اس لیے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں ایک عجیب بات لکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک لشکر غزا ہوتا ہے، غازیوں کا لشکر، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو آگے بڑھ کے نفاذِ شریعت کے لیے کام کر رہے ہوتے ہیں، یہ غازیوں کا لشکر ہے۔ اور فرماتے ہیں ایک لشکرِ دعا ہوتا ہے، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اگرچہ اپنے گھروں میں، اپنے مدرسوں میں، اپنی خانقاہوں میں ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے ان بھائیوں کے لیے رات کے اوقات میں دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں: اللہ ان کو کامیابی دے، ان کی مدد فرما، تو وہ فرماتے ہیں کہ لشکرِ دعا لشکرِ غزا پر فضیلت رکھتا ہے، کیوں؟ اس لیے کہ لشکر غزا والے تو اپنی محنت کر رہے ہوتے ہیں اور لشکرِ دعا کی وجہ سے اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہو رہی ہوتی ہے اور وہ اعلیٰ چیز ہے، جب تک اللہ کی مدد نہ ہو بندہ کچھ نہیں کر سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تمام شعبوں کا مقصد ایک ہے:

اس لیے ان تمام شعبوں کو مل کر کام کرنا چاہیے، یہ الگ الگ نہیں ہیں۔ بسا اوقات طلبا پوچھنے لگ جاتے ہیں: یہ الگ ہیں یہ الگ ہیں، یہ اجتماعی محنت ہے یہ انفرادی محنت ہے، یہ بے وقوفی کی باتیں ہیں۔ خارجی فتنوں کے لیے اللہ نے یہ نعمت دی، داخلی فتنوں کے لیے اللہ نے یہ نعمت دی، دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔ اور آگ بجھانے کے لیے جو بھی کام کر رہا ہے نبی ﷺ کو راحت پہنچا رہا ہے۔ تو یہ دین کے تمام شعبوں میں کام کرنے والے سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں، ہم جڑ کے رہیں، محبت سے رہیں، پیار سے رہیں۔

اس لیے مدارس کے طلبا کو ایک تو جتنے دین کے شعبوں میں کام کرنے والے لوگ ہیں سب کے ساتھ محبت پیار رکھنا چاہیے۔ بعض کا معاملہ ہوگا کہ تبلیغ غالب ہوگی علم و ذکر جڑا ہوا ہوگا۔ اور بعض پہ علم و ذکر غالب ہوگا اور تبلیغ ان کے ساتھ جڑی ہوئی ہوگی۔ مگر یہ سب آپس میں مل کر ایک مقصد کے لیے کام کرنے والے لوگ ہیں، یہ محبت پیار سے کام کریں اور دعائیں مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرمائے اور آج کے دور میں اس عالمی فتنے سے اللہ ہمیں محفوظ فرمائے۔

طلبا کو نصیحت:

اور بچو! یہ سیل فون سانپ اور بچھو سے زیادہ نقصان دہ ہے، سانپ نے ڈسا تو جان جائے گی سیل فون نے ڈسا تو ایمان جائے گا۔ ضرورت بھی اگر کسی کو ہو تو بس اس کو تو ایسے سمجھے کہ بچھو ہاتھ میں لے رہے ہیں، کام کرو اور ختم۔ اور یہ سیل فون پہ میسج کرنے اور سیل فون پہ باتیں کرنا اور اس کو ماں باپ سے اور ٹیچر سے چھپا چھپا کے رکھنا اور خوش ہونا، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے ایمان کو بچانے کے لیے اس مصیبت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے جان چھڑائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آج کے اس دور میں ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے اوپر جمائے رکھے اور دین کے جس شعبے میں اللہ چاہے ہمیں خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ یہ ہمارا احسان نہیں ہے کہ ہم دین پڑھنے آ گئے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت ازو شناس کہ در خدمت گزاشتت

"اے دوست! بادشاہ پر احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے، بادشاہ کی خدمت کرنے والے لاکھوں ہیں، اس کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے خدمت کے لیے قبول کر لیا۔

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ میرے اللہ! تیرا کتنا کرم ہے، تیرا کتنا احسان ہے، ہمارے جسم کا ہر ہر بال زبان بن جائے، میرے مولیٰ! ہم تیرا شکر ادا نہیں کر سکتے کہ تو نے اس فتنے کے دور میں ہمارے اس ایمان کو محفوظ رکھا ہے، اپنی محبت سینوں میں ڈالی ہے، قرآن کی محبت سینوں میں ڈالی ہے، جس کو پڑھنے کے لیے یہ ہمارے بچے ماشاء اللہ اپنے گھروں سے آئے ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں دین کے اوپر جمائے رکھے، دین کے اوپر لگائے رکھے۔ قیامت کا دن ہوگا نبی ﷺ کھڑے ہوں گے، پھر صحابہ کی جماعت ہوگی، پھر فقہا ہوں گے، پھر محدثین ہوں گے، مشائخ صوفیا ہوں گے، نیک لوگ ہوں گے۔ تو پھر اس دن اس دین کے علم کی نسبت سے اللہ ہمیں بھی انہیں کے پیچھے کھڑے ہونے کی توفیق دیں گے، چونکہ پیچھے پیچھے جوان کے چلے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، میرے بندے کیا لائے؟ اب اعمال تو ہیں نہیں صرف اتنا کہیں گے: میرے اللہ! ہمارے پاس کوئی عمل تو ایسا نہیں ہے جو آپ کو پیش کر سکیں بس اتنا ہے کہ زندگی بھر ہم دین کے ساتھ جڑے رہے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

میرے مولیٰ! اگر ہماری اس نسبت کو قبول کرلیں تو ہمارے پاس ایک ہی چیز ہے۔

عمل کی اپنے اساس کیا ہے
بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت
میرا تو اک آسرا یہی ہے

اور اگر یہ نسبت اس دن قبول نہ ہوئی تو پھر سوچیں اللہ کے سامنے ہمارا کیا حال ہوگا؟ اللہ! چٹائیوں کے اوپر بیٹھ بیٹھ کے جسم پر ایسے گٹے پڑ گئے جیسے جانوروں کے پڑ جاتے ہیں، ہماری جبینوں کے گٹے پڑے ہوتے ہیں، اگر ہمیں بھی ان چٹائیوں پہ بیٹھ بیٹھ کے گٹے پڑ گئے اور پھر جہنم میں ڈالے گئے تو ہم میں اور جانوروں میں کیا فرق رہا؟ میرے مولیٰ! ہم کمزور ہیں، تو ہمارے ایمان کی حفاظت بھی فرما دے اور ہمیں اپنا بھی بنالے۔ اے اللہ! محبت کی نظر جو فضیل بن عیاض پر اٹھی کر ڈاکوؤں کی سرداری سے نکال کر ولیوں کا سردار بنا دیا، محبت کی وہ نظر جو بشر حافی پہ اٹھی کر دنیا کے شراب خانے سے نکال کر اپنی محبت کا جام پلا دیا، محبت کی وہ نظر جو جنید بغدادی پہ اٹھی کر دنیا کی پہلوانی سے نکال کر روحانیت کی دنیا کا پہلوان بنا دیا، اللہ محبت کی وہ ایک نظر ہمارے سینوں پہ ڈال لیجیے، ایک مرتبہ اس محبت کی نظر سے دیکھ لیجیے! میرے اللہ! آپ ہی کے لیے یہ طلبا گھروں سے نکل کے یہاں آئے ہیں، اللہ مہربانی کر دیجیے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائیے، ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائیے اور اللہ ہمیں دین کے اوپر پوری زندگی لگے رہنے کی، جمے رہنے کی توفیق عطا فرما دیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد چونتیس

34

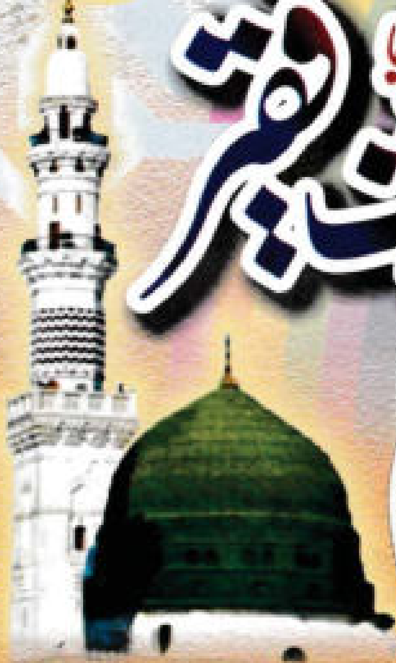

- عشق رسول ﷺ اور اس کے تقاضے
- آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
- حجۃ الوداع قدم بقدم
- تقویٰ کے اثرات
- مذمت دنیا
- یہود کی پیروی
- خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے

پیر طریقت، رہبر شریعت، مفکر اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

besturdubooks.wordpress

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

خطباتِ فقیر 34

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحیم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
16	❁ ...... عرضِ ناشر
18	❁ ...... پیش لفظ
20	❁ ...... عرضِ مرتب
25	(۱) عشقِ رسول ﷺ اور اسکے تقاضے
27	❁ ...... محبت کا مفہوم
28	❁ ...... نبی ﷺ سے محبت ایمانی فریضہ ہے
29	❁ ...... محبتِ رسول ﷺ قرآن کی روشنی میں
30	❁ ...... محبتِ رسول ﷺ احادیث کی روشنی میں
32	❁ ...... حبِ رسول ﷺ کا ثمرہ و نتیجہ
34	❁ ...... حبِ رسول ﷺ کے تقاضے
34	❁ ...... محبت کا پہلا تقاضا: دل میں نبی ﷺ کی عزت و توقیر ہو
37	❁ ...... محبت کا دوسرا تقاضا: نبی ﷺ سے آواز بلند نہ کرنا
38	❁ ...... محبت کا تیسرا تقاضا: نبی ﷺ کی نسبتوں کا احترام کرنا
39	❁ ...... محبت کا چوتھا تقاضا: اہلِ بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت ہونا
42	❁ ...... محبت کا پانچواں تقاضا: تعلیماتِ نبوی ﷺ پر عمل کرنا
43	❁ ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے مثال اطاعتِ رسول ﷺ
45	❁ ...... اکابر علمائے دیوبند کی اطاعتِ رسول ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
محبت کا چھٹا تقاضا: نبی ﷺ سے بغض والے سے بغض ہونا	48
ساتواں تقاضا: نبی ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا	50
سنت نبوی ﷺ پر عمل نبی ﷺ کی یاری کی مانند ہے	51
محبت کا آٹھواں تقاضا: شوق ملاقات	53
شرف ملاقات مال و اولاد کی قیمت پر	53
خالد بن معدان رضی اللہ عنہ کا شوق ملاقات	54
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شوق ملاقات	55
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شوق ملاقات	55
محبت کا نواں تقاضا: نبی ﷺ کی امت کا غم	57
امت کا غم کھانے والوں کا درجہ	58
بے غرض محبت	59
آخر وقت تک امت کا غم	60
محبت کا دسواں تقاضا: کثرت سے درود شریف پڑھنا	61
کتنا درود شریف پڑھیں؟	61
درود شریف قبولیت اعمال کے لیے شرط ہے	62
درود شریف نبی علیہ السلام کی قربت کا ذریعہ ہے	63
درود شریف مغفرت کا ذریعہ	64
درود شریف پڑھنے کے مواقع	65
درود شریف کے فوائد	67
آخر درود شریف کام آئے گا	69

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
75	**② آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری**

77	❁ ...... امام الانبیا حضرت محمد ﷺ کی امتیازی شان
78	❁ ...... شانِ نبوت ﷺ کا دفاع
79	❁ ...... شانِ نبوت ﷺ کی امتیازی خصوصیات کا ایک جائزہ
79	❁ ...... جسمانی معراج
80	❁ ...... عالمی دعوت
80	❁ ...... جہانوں کے لیے رحمت
80	❁ ...... تمام انسانوں کے لیے ہادی
81	❁ ...... ظاہری اور باطنی علوم کے حامل
81	❁ ...... تمام نمازوں کے جامع
82	❁ ...... پوری زمین مصلیٰ
82	❁ ...... اوّل وآخر کے علوم کے حامل
82	❁ ...... ختمِ نبوت کے حامل
83	❁ ...... انبیا علیہم کے نبی
83	❁ ...... امام الانبیاء ہے
84	❁ ...... ازل سے نبی تھے
84	❁ ...... سببِ تخلیقِ کائنات
85	❁ ...... اوّل المعترفین
85	❁ ...... غلبۂ دین اور حفاظتِ دین
85	❁ ...... عملی اور علمی معجزے
87	❁ ...... متبوع الانبیا

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... شفاعتِ کبریٰ کے حامل	87
❁ ...... نبی علیہ السلام کے معجزات اور انبیائے سابقین کے معجزات کا موازنہ	88
❁ ...... حضرت آدم علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ	88
❁ ...... حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ	89
❁ ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ	90
❁ ...... حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ	92
❁ ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ	92
❁ ...... یوشع بن نون علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ	95
❁ ...... حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ	95
❁ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ	97
❁ ...... نبی علیہ السلام تمام انبیاء کے کمالات کے جامع	98
❁ ...... روزِ محشر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ امتیاز	98
❁ ...... کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا	101
❁ ...... ایمانی غیرت کا فطری تقاضا	102
❁ ...... دینِ اسلام کی اعتدال پسندی	102
❁ ...... کفار کا مشغلہ	103
❁ ...... گلہ تو اپنوں سے ہے	104
❁ ...... ایک دردمندانہ گزارش	104
(۲) حجۃ الوداع قدم بقدم	107
❁ ...... آغازِ سفر	109
❁ ...... زیبِ تن احرام	110

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... تکبیر کی تلقین	111
❁ ...... عائشہ رضی اللہ عنہا کی ناخوشی اور نبی علیہ السلام کا انداز تربیت	112
❁ ...... اونٹ کی گمشدگی اور تربیت	113
❁ ...... صحابہؓ میں مسائل حج سیکھنے کا شوق	114
❁ ...... مخصوص ایام میں عورت کے لیے حکم	114
❁ ...... مکہ مکرمہ میں داخلہ	115
❁ ...... حرم شریف میں داخلہ	115
❁ ...... کعبے پہ پڑی جب پہلی نظر	116
❁ ...... طواف سے ابتدا	116
❁ ...... استقبالِ بیت اور استلام	117
❁ ...... استلام کے معارف	117
❁ ...... اضطباع اور رمل	119
❁ ...... سعی	120
❁ ...... تکمیلِ عمرہ	120
❁ ...... یوم ترویہ	120
❁ ...... پہلا خطبہ حج	121
❁ ...... منیٰ روانگی	121
❁ ...... عرفات روانگی	121
❁ ...... وقوفِ عرفات	122
❁ ...... نبی ﷺ کی ایک شاندار دعا	123
❁ ...... خطبہ حج	124

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
136	طواف و زیارت عارفین کی نظر میں
138	طوافِ وداع
138	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ
139	مدینہ طیبہ کو واپسی
139	رمضان شریف میں عمرہ کی فضیلت
141	۴ تقویٰ کے اثرات
143	تقویٰ کی وصیت
144	تقویٰ کیا ہے؟
145	دل کے بگاڑ سے بگڑتا ہے آدمی
146	اللہ سے فقط بندگی کا تعلق
148	عمر رضی اللہ عنہ کی ایک صحابی کو نصیحت
149	دنیا و آخرت کی بھلائی دو لفظوں میں
149	اللہ کا حضرت داؤد علیہ السلام کو پیغام
150	جنت میں داخلے کی ضمانت
150	تقویٰ کی برکات
152	اللہ رب العزت کا وعدہ
152	تقویٰ کا اثر آئندہ نسلوں پر
153	متقین کے ساتھ ارادۂ خیر
154	بدکاروں کا عبرتناک انجام
155	فرمانبرداروں کی قابلِ رشک موت
158	تقویٰ پر مدارِ نجات

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
160	گناہ کی دو نحوستیں
161	معصیت میں سراسر ذلت ہے
162	گناہوں کے تین اثرات
164	حقوق العباد کی اہمیت
165	اللہ کے راستے کی پہچان
165	توبہ کی ضرورت
166	متقی بندے کا اجر زیادہ
167	متقی کی معرفت زیادہ
168	متقی پر اللہ کی رحمت
169	تقویٰ باعث شفا ہے
170	تقویٰ سے دل کو شفا
171	اللہ سے ڈرنے والے سے ہر چیز ڈرتی ہے
173	آنکھ کی حفاظت کا عجیب نسخہ
173	موت سے ڈرنے کی وجہ
174	اللہ کے مکر سے بے خوف ہونا بھی اللہ کا مکر ہے
175	اللہ کے خزانوں سے استفادے کا طریقہ
176	سب سے زیادہ وزنی اعمال
176	قبر کا مونس انسان کے نیک اعمال
177	آج وقت ہے
179	مذمت دنیا
181	دنیا امتحان گاہ ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
182	دنیا کی حقیقت ......
182	دو قسم کے قصے ......
183	دنیا کی حقیقت قرآن مجید کی روشنی میں ......
184	دنیا کی حقیقت احادیث کی روشنی میں ......
188	دنیا کی حقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں ......
188	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ......
188	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ......
190	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ......
190	حضرت علی رضی اللہ عنہ ......
191	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ......
191	دنیا کی حقیقت اہل اللہ کی نظر میں ...
191	حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ ......
192	شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ ......
192	حضرت حسن بصری رحمہ اللہ .....
193	حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ .....
194	حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ .....
194	حضرت ابن عجلان رحمہ اللہ .....
194	سید عبدالسلام رحمہ اللہ .....
195	حضرت ابو حازم رحمہ اللہ .....
195	حضرت علامہ شعرانی رحمہ اللہ .....
196	ترک دنیا کا اصل مفہوم .....

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
196	دنیا کا حق مہر
197	ابن عطا سکندری رحمۃ اللہ علیہ کی حکیمانہ بات
198	دنیا پل صراط ہے
199	دنیا کا سفر
200	نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد
201	مرغابی کی مثال
202	دنیا کا سر اس کی محبت ہے
202	دنیا جادوگرنی ہے
203	دنیا کے پیار کو لگا کر آخرت اچھی نہیں لگتی
204	حضرت دنیا سے بچنے کا نسخہ
205	مال ایمان کے لیے ڈھال
205	دنیا مومن کے لیے قید خانہ
206	مومن کی شان
207	دنیا کی محبت کیسے نکلے؟
208	دنیا کے محب، دنیا کے ساتھ جہنم میں
209	عہدہ و مرتبہ مقصود حاصل کرنے میں مانع نہیں
210	چار منفرد خوبیوں کا حامل بادشاہ
213	⑨ یہود کی پیروی
215	یہود کو بنی اسرائیل پکارنے میں حکمت
216	صاحبزادی کا گھمنڈ
216	قوم یہود پر اللہ کی لعنتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
217	❁ ...... قوم یہود کا ناشکرا پن
220	❁ ...... موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت
221	❁ ...... ہم اپنا جائزہ لیں
221	❁ ...... پہلی مثال: ذوقِ قرآن کے بجائے شوقِ اخبار
223	❁ ...... دوسری مثال: دین کی بات کے بجائے غیبت وچغلی
224	❁ ...... تیسری مثال: مشغولیت نماز کے بجائے مشغولیت ٹی وی سکرین
225	❁ ...... چوتھی مثال: بیوی کی بجائے غیر محرم پر نظر
226	❁ ...... پانچویں مثال: اسلامی تعلیمات کے بجائے یہود ونصاریٰ کی پیروی
227	❁ ...... چھٹی مثال: نبی علیہ السلام کے بجائے دنیاوی شخصیات آئیڈیل
228	❁ ...... ساتویں مثال: فکرِ آخرت کے بجائے دنیا سے لگاؤ
230	❁ ...... صحابہ کو فکرِ آخرت
231	❁ ...... کچھ بوڑھوں کی باتیں
233	❁ ...... اصل بات
236	❁ ...... آٹھویں مثال: خالق کی بجائے مخلوق سے تعلق
238	❁ ...... دنیا کی بھی حسرت آخرت کی بھی حسرت
239	❁ ...... اللہ کی شانِ کریمی
240	❁ ...... صمد اور صنم میں فرق
241	❁ ...... ہم توبہ کرتے ہیں
243	۞ خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
245	❁ ...... عام طالب علم اور پرجوش طالب علم میں فرق
246	❁ ...... دکاندار لڑکا ایس ڈی او کیسے بنا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
249	❁ ...... عربی لیکچرار کی بچی ڈاکٹر بنی
250	❁ ...... ڈیلیوری اور ڈگری ساتھ ساتھ
251	❁ ...... دلہن امتیازی درجے میں کامیاب
253	❁ ...... شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ میں علم کی لگن
254	❁ ...... تقی الدین ابن مخلد رحمہ اللہ میں علم کی تڑپ
257	❁ ...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تلاش حق
264	❁ ...... عام مسلمان اور پرجوش مسلمان میں فرق
265	❁ ...... ایک معذور صحابی رضی اللہ عنہ کا شوق جہاد
266	❁ ...... دو کم عمر بچوں کا جذبہ جہاد
268	❁ ...... گلہ بانی سے حرم کی چوکھٹ تک
271	❁ ...... خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾
(سورۃ الاحزاب:۶)

محبتِ رسول ﷺ اور اس کے تقاضے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 28 جنوری 2011ء ۲۳ صفر ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

تو ہمیں چاہیے کہ نبی ﷺ کی ایک ایک سنت کے ساتھ اپنے جسم کو مزین کریں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ شادی کے موقع پر دلہن کو سجانے کے لیے زیور پہنائے جاتے ہیں، تو دلہن یہ سمجھتی ہے کہ انگلیوں میں انگوٹھی پہنا دیں گے، انگلیاں خوبصورت ہو جائیں گی۔ بازوؤں میں چوڑیاں پہنا دیں گے بازو خوبصورت بن جائیں گے، کانوں میں بالیاں ڈال دیں گے کان خوبصورت ہو جائیں گے، گلے میں ہار ڈالا گلا خوبصورت۔ اس طرح دلہن یہ سمجھتی ہے کہ جسم کے جس عضو پر سونے کا زیور آ گیا وہ میرے خاوند کی نظر میں زیادہ خوبصورت ہو جائے گا، مومن کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے کہ میرے جسم کے جس عضو کو سنت سے نسبت ہو گئی سنت کا عمل اس پر آ گیا میرا وہ عضو اللہ کی نظر میں خوبصورت ہو جائے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت رسول ﷺ اور اس کے تقاضے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (سورۃ الاحزاب:٦)

و قال رسول الله ﷺ

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ))

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

محبت کا مفہوم:

محبت کا لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے، اس کا معنی ہوتا ہے کہ کوئی چیز انسان کو پسند آجائے اور دل اس کی طرف کھنچنا شروع ہو جائے اور اس کے بغیر انسان کو قرار نہ آئے، چنانچہ ہمارے مشائخ نے محبت کی تعریف (Definition) میں مختلف اقوال بیان کیے ہیں

○ بعض نے کہا:

اَلْمَحَبَّةُ مَيْلُ الْقَلْبِ اِلٰى مُوَافِقِ الْمَحْبُوْبِ

”محبوب کی باتوں کا محب کے دل میں موافق ہو جانا، اچھا لگنا“

www.besturdubooks.wordpress.com

○ بعض نے کہا:

اَلْمَحَبَّةُ اِیْثَارُ الْمَحْبُوْبِ

''محبت محبوب کو (ہر معاملے میں) ترجیح دینا ہے''

○ کسی نے کہا:

اَلْمَحَبَّةُ الشَّوْقُ اِلَی الْمَحْبُوْبِ

''محبوب سے ملاقات کا اشتیاق ہونے کو محبت کہتے ہیں''

○ یہ بھی کہا گیا:

اَلْمَحَبَّةُ دَوَامُ الذِّکْرِ لِلْمَحْبُوْبِ

''محبت محبوب کو ہمیشہ یاد رکھنے، بھول نہ سکنے کو کہتے ہیں۔''

○ اور بعض نے فرمایا کہ

اَلْمَحَبَّةُ اِتِّبَاعُ الْمَحْبُوْبِ

''کہ محبوب جو کام کرے اس کام کو اسی طرح کرنا، اس کو محبت کہتے ہیں''

نبی علیہ السلام سے محبت ایمانی فریضہ ہے:

ہر مومن کے دل میں نبی ﷺ کی محبت یقینی ہوتی ہے، اس کے بغیر انسان کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ نبی علیہ السلام سے محبت کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

نہ جب تک کٹ مروں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا
نماز اچھی ہے حج اچھا روزہ اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

www.besturdubooks.wordpress.com

محبتِ رسول ﷺ قرآن کی روشنی میں:

چنانچہ قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (سورۃ توبہ:۲۴)

''کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے رشتہ دار اور مال جو تم کماتے ہو اور کاروبار جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو، اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو تم ٹھہرے رہو، یہاں تک کہ اللہ تمہارے لیے اپنا حکم (عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتے''

سب رشتے گنوائیں کہ یہ رشتے داریاں اور وہ تمہارے گھر جن میں رہنا تم پسند کرتے ہو اور تمہاری تجارت جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے، اگر یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر تم انتظار میں رہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے۔

تو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی محبت تمام محبتوں کے اوپر غالب ہونی چاہیے، مخلوق کی ساری محبتیں نیچے ہیں اور نبی علیہ السلام کی محبت ان سب محبتوں پر فائق ہے۔ بتانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگو! یہ جو دائرۂ اسلام کے اندر محبتیں ہم نے رکھی ہیں، میاں بیوی کی محبت، ماں، باپ، اولاد کی محبتیں، یہ سب اچھی ہیں لیکن اگر یہ محبتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں رکاوٹ بنیں تو ان محبتوں پر پاؤں رکھ کر تم آگے گزر جاؤ

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہاری منزل کوئی اور ہے۔

محبت رسول ﷺ احادیث کی روشنی میں:

- نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَ اَحِبُّونِي لِحُبِّ اللّٰهِ))

"اللہ رب العزت سے محبت کرو کہ وہ تمہیں کھانے میں کیا کیا نعمتیں عطا فرماتا ہے اور مجھ سے محبت کرو (اللہ کی نسبت سے) کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔"

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے کیا خوبصورت بات ارشاد فرمائی۔

- چنانچہ ایک حدیث پاک میں فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ))

"تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد سے، بیٹوں سے اور دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

یہاں پر بیٹے کا تذکرہ پہلے نہیں کیا حالانکہ عام طور پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ بیٹا زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ والد کا تذکرہ پہلے کیا، اس لیے کہ ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ میں ہر متقی کا باپ ہوں تو چونکہ باپ کا رشتہ تھا اگر بیٹے کا تذکرہ پہلے ہوتا تو اس بات کے خلاف ہو جاتا، تو اللہ کے حبیب ﷺ نے والد کا تذکرہ یہاں پہلے فرما دیا۔

- ایک دوسری جگہ فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ))

"تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں اس کو ایمان کی حلاوت نصیب ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے"

......اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا

"اللہ اور اس کے رسول ﷺ باقی ہر چیز سے زیادہ بندے کو محبوب ہو جائیں"

......وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ

"اور کوئی شخص جس سے بھی محبت کرے اللہ ہی کے لیے کرے"

......وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ

"اور یہ کہ کفر میں لوٹنے کو ایسے محسوس کرے جیسے آگ میں لوٹنا۔"

ان میں سے پہلی بات یہ بیان ہوئی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت بندے کو باقی ہر چیز سے زیادہ ہو۔

⊙ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ!

لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا نَفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيَّ

"آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے اپنی جان کے"

تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ))

اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَالَّذِيْ اَنْزَلَ اِلَيْكَ الْكِتَابَ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے ہیں۔''

تو نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ

''اے عمر! اب ایمان مکمل ہو گیا''

تو معلوم ہوا کہ یہ محبت تمام محبتوں سے زیادہ مضبوط اور ان پر غالب ہونی ضروری ہے۔

حب رسول ﷺ کا ثمرہ رحمۃ اللہ علیہ

اس محبت پر انسان کو اجر کیا ملے گا؟

⊙ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آئے اور آکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھنے لگے:

مَتَی السَّاعَةُ

قیامت کب آئے گی؟

فرمایا: تو نے قیامت کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے؟

فرمانے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں نے کوئی نماز اور روزے تو زیادہ تیار نہیں کیے۔ وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ''لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں''

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ))

''تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہوگی''

⊙ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں، فرماتے ہیں: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ مجھے میرے ماں باپ سے، اہلِ خانہ سے، مال سے، ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔

وَ اِنِّیْ لَاَذْکُرُکَ فَمَا اَصْبِرُ حَتّٰی اَجِیْءَ فَاَنْظُرُ اِلَیْکَ

''جب میں آپ کو یاد کرتا ہوں مجھ سے صبر نہیں ہوتا حتیٰ کہ میں آپ کی خدمت میں حاضری دیتا ہوں اور آپ کے چہرۂ انور کا دیدار کر لیتا ہوں''

وَ اِنِّیْ ذَکَرْتُ مَوْتِیْ وَ مَوْتَکَ وَ عَرَفْتُ اَنَّکَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّۃَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِیِّیْنَ

''اور مجھے یاد آتا ہے کہ ایک دن میں نے اس دنیا سے جانا ہے اور آپ نے بھی پردہ کرنا ہے اور میں یہ بھی پہچانتا ہوں کہ آپ ﷺ جنت میں جائیں گے تو انبیا کے درجے میں بہت اونچے ہوں گے''

وَ اِنْ دَخَلْتُھَا لَا اَرَاکَ

''میں جنت میں داخل ہو بھی گیا تو آپ کا دیدار نہیں کر سکوں گا''

کہنے کا مطلب تھا کہ پھر ایسی صورت میں مجھے جنت میں کیا مزا آئے گا کہ اس میں آپ کا دیدار ہی نہ ہو سکے گا۔ اس پر اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا﴾

(سورۃ النساء: ۶۹)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء، صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ۔ اور ان کی رفاقت بہت ہی خوب ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ وہ لوگ پھر ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا:

چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ))

"بندہ اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی"

صحابہ کہتے ہیں اس حدیث مبارک سے ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ کسی اور بات سے ہمیں زندگی میں ایسی خوشی نہیں ہوئی تھی، چونکہ ان کو ایک سند مل گئی کہ آقا ﷺ کے ساتھ جب اتنی محبت ہے تو اب قیامت میں اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کے قدموں میں ہمیں جگہ عطا فرما دیں گے۔

حب رسول ﷺ کے تقاضے

یہاں تک تو یہ بات کھل گئی کہ نبی ﷺ کی محبت ضروری بھی ہے اور اس کا ثواب اور ثمرہ یہ ہے کہ قیامت کے دن میں نبی علیہ السلام کے قدموں میں جگہ نصیب ہوگی۔

اب اگلی بات کہ اس محبت کے تقاضے کیا ہیں؟

محبت کا پہلا تقاضا

دل میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت وتوقیر ہو

تَوْقِیْرُہٗ وَتَقْدِیْرُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

کہ اللہ کے حبیب ﷺ کی عزت اور ان کا احترام دلوں میں ہو اور ہم ان کا اکرام کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (سورۃ فتح: ۸۔۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور ہم نے آپ کو حق ظاہر کرنے والا اور خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، تاکہ (مسلمانو!) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کی مدد کرو اور اسے بزرگ سمجھو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔"

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب ﷺ کو بھیجا، تم ان کا احترام کرو ان کی عزت کرو۔ سلف صالحین کے دلوں میں نبی علیہ السلام کی اتنی عزت و تکریم تھی اور ایسی قدر و منزلت تھی کہ عجیب مثالیں ہیں۔

- ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَوْلَهٗ کَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِهِمُ الطَّیْرُ

"نبی علیہ السلام تشریف لائے تو صحابہ یوں ان کے گرد تھے جیسے ان کے سروں کے اوپر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں اس طرح وہ ادب کے ساتھ آپ ﷺ کے ساتھ تھے"

- ابو ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب آپ ﷺ کا تذکرہ ہو تو انسان کو چاہیے کہ وہ ان کے ساتھ ادب کا اظہار کرے۔ اور اگر کسی کے سامنے نبی علیہ السلام کا فرمان پڑھا جائے، حدیث مبارکہ سنائی جائے تو بھی اسی ادب کو ملحوظ رکھنا لازم ہے جو نبی علیہ السلام کی اپنی موجودگی میں ادب ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

- امام مالک رحمہ اللہ کے پاس لوگ آتے تھے تو باندی کو بھیج کر پوچھتے کہ کیوں آئے ہو؟ اگر تو وہ کہتے کہ جی ہم مسائل پوچھنے آئے ہیں تو آپ ویسے ہی ان کو مجلس میں بلا لیتے اور اگر وہ کہتے کہ جی ہم حدیث مبارکہ سننے کے لیے آئے ہیں تو غسل فرماتے، کپڑے پہنتے، اچھی خوشبو لگاتے، جبہ پہنتے، عمامہ پہنتے اور پھر ایک شان کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک جگہ پر بیٹھ کر اللہ کے حبیب ﷺ کی حدیث کو بیان فرماتے۔

◉ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کا آخری وقت ہے، کسی نے حدیث پاک کے بارے میں پوچھ لیا۔ فرمانے لگے کہ مجھے اٹھا کر بٹھا دو! دوسروں نے کہا: آپ تو تکلیف میں ہیں اٹھ کر بیٹھنے میں مشقت ہوگی۔ کہنے لگے: بھلے مشقت ہوگی میں لیٹ کر یہ فرمان آپ کو نہیں سنا سکتا۔ اٹھا کر بٹھایا گیا جیسے ہی حدیث سنا کر ان کو لٹایا کلمہ پڑھا اور ان کی موت واقع ہوگئی۔

◉ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ پیدل چل رہے ہوتے اور کوئی حدیث پاک پوچھتا تو جواب نہیں دیا کرتے تھے۔

◉ کسی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت! آپ سے جب حدیث مبارکہ پوچھی جاتی ہے تو آپ اس قدر فکرمند ہو جاتے ہیں کہ چہرے کا رنگ تک متغیر ہو جاتا ہے، ہیبت چہرے کے اوپر آجاتی ہے، تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ جن لوگوں کو میں نے دیکھا اگر تم ان لوگوں کو دیکھ لیتے تو تم کہتے کہ مجھے اس سے بھی زیادہ نبی ﷺ کا احترام کرنا چاہیے۔

○ پھر فرمایا کہ میں نے سید القراء عبدالمتقدر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ حدیث پاک سناتے ہوئے اتنا روتے کہ ہمیں ان پر ترس آنے لگ جاتا تھا۔

○ میں نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ہنس مکھ تھے ہنسی کی باتیں کرتے تھے لیکن جب حدیث کا تذکرہ آجاتا تو ان کا چہرہ زرد ہو جاتا۔ وہ کبھی بے وضو حدیث مبارکہ نہیں سنایا کرتے تھے۔

○ میں نے عبدالرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ بھی ہنس مکھ تھے لیکن حدیث بیان کرتے ہوئے ان کی کیفیت ایسی ہوتی تھی جیسے ان کے چہرے سے خون

www.besturdubooks.wordpress.com

کو نچوڑ لیا گیا ہو۔

○ میں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کے سامنے میرے آقا ﷺ کا تذکرہ ہوتا تو اتنے ان کے آنسوں گرتے کہ بند ہونے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔

○ اور میں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ حدیث مبارکہ بیان کرتے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ کسی بندے کو نہیں پہچانتے، کسی غم کے اندر مبتلا ہیں۔

○ میں نے عثمان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس دیکھیں کہ تذکرہ ہونے پر اتنا روتے تھے کہ لوگ ان کو روتا چھوڑ کر چلے جاتے تھے اور وہ بعد میں بھی روتے رہتے تھے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر مبارک کے ہونے پر بھی بندے کو اسی طرح ادب کا لحاظ کرنا چاہیے۔

محبت کا دوسرا تقاضا

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آواز بلند نہ کرنا

عَدَمُ التَّقْدِيمِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَغَضُّ الصَّوْتِ عِنْدَهُ

''کہ نبی علیہ السلام کی آواز مبارکہ سے اپنی آواز کو بلند نہ ہونے دے اور آپ ﷺ کے حکم کے سامنے پیش قدمی نہ کریں''

صحابہ آپ کے آگے نہ چلیں، یہ حکم آج بھی موجود ہے کہ ہم نبی علیہ السلام کے حکم مبارک کے اوپر کسی چیز کو فوقیت نہ دیں، صحابہ کا تو معاملہ اور تھا۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا ایک بھتیجا تھا تو وہ انگلی پر ایک کنکری رکھ کے پھینک رہا تھا، کھیل رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے اس طرح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ رک گیا، جب آپ کسی کام میں متوجہ ہوئے تو اس نے پھر اسی طرح چھینکی، بچہ جو تھا۔ اتنا غصہ کیا، فرمایا کہ نہ میں تمہاری تیمارداری کروں گا، نہ میں تم سے بات کروں گا، نہ میں تمہارا جنازہ پڑھوں گا، میں تمہیں اللہ کے حبیب ﷺ کا حکم سناتا ہوں اور تم پھر خلاف کرتے ہو۔ یعنی صحابہ کرام کے نزدیک یہ ایک بہت عجیب بات تھی کہ محبوب ﷺ کا حکم سن کر پھر انسان اس پر لبیک نہ کہے۔

محبت کا تیسرا تقاضا

نبی ﷺ کی نسبتوں کا احترام کرنا

اِعْظَامُ جَمِيْعِ اَسْبَابِهٖ وَاِكْرَامُ مَشَاهِدِهٖ وَاَمْكِنَتِهٖ مِنْ مَكَّةَ وَ مَدِيْنَةَ

''مکہ مدینہ اور نبی ﷺ کے ساتھ نسبت رکھنے والی جتنی چیزیں ہیں ان کا بھی اکرام کریں''

چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کے اندر اپنی سواری کے اوپر سوار نہیں ہوتے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ سوار کیوں نہیں ہو جاتے تو فرمایا کہ

اِسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَطَاَ تُرْبَةً فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَافِرِ دَابَّتِيْ

''مجھے زیب نہیں دیتا کہ جس مٹی پر میرے آقا کے قدم مبارک لگے ہوں میں اس مٹی کو اپنی سواری کے پاؤں کے ساتھ پامال کروں''

ایک بندے نے کہا کہ مدینے کی مٹی اچھی نہیں ہے۔

اَفْتٰى مَالِكٌ فِيْمَنْ قَالَ تُرْبَةُ الْمَدِيْنَةِ رَدِيْئَةٌ يُضْرَبُ ثَلَاثِيْنَ دِرَّةً

''فرمایا تیس درے لگاؤ اس بندے کو جس نے یہ الفاظ کہے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب مسجد کے قریب آجاتے:

يَرْفَعُ حِزَائَهُ وَ يَمْشِيْ حَافِيَةً

''جوتے اتار لیتے اور مسجد کے باہر ننگے پاؤں چلا کرتے تھے''

تو معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کی ساتھ نسبت رکھنے والی جو جگہیں ہیں، جو اشیاء ہیں ان کے ساتھ بھی ہمیں احترام کا معاملہ کرنا چاہیے۔

محبت کا چوتھا تقاضا

اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت ہونا

حُبُّ الصَّحَابَةِ وَ اَهْلِ الْبَيْتِ

نبی علیہ السلام کے جو شاگرد تھے جو آپ کی نبوت کے گواہ تھے، ان سے نبی علیہ السلام کو بہت محبت تھی اور محبوب کو جو چیز محبوب ہو اس سے محبت ہونی ضروری ہوتی ہے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِيْ غَرَضًا فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ))

''جو میرے صحابہ سے محبت کرے گا، وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا۔''

تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت نبی علیہ السلام سے محبت کی دلیل اور صحابہ سے بغض گویا نبی ﷺ کے ساتھ بغض کی دلیل ہوتی ہے۔ اب سنیے حدیث مبارکہ نبی ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا:

۞ فرمایا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

⟪ آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَ آيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُهُمْ ⟫

"انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا یہ نفاق کی علامت ہوتی ہے۔"

تو جو صحابہ سے بغض رکھے دوسرے لفظوں میں وہ منافق ہوا کرتا ہے۔

⟪ إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِيْ فَأَمْسِكُوْا ⟫

جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو خاموش ہو جاؤ

● انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

⟪ مَثَلُ أَصْحَابِيْ كَمَثَلِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ ⟫

"میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے"

جس طرح نمک کے بغیر کھانا بے ذائقہ ہوتا ہے، صحابہ کی محبت کے بغیر انسان کا ایمان بے حلاوت ہوا کرتا ہے۔

● اور فرمایا:

⟪ مَنْ حَفِظَنِيْ فِيْ أَصْحَابِيْ كُنْتُ لَهُ حَافِظًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ⟫

"جو میرے صحابہ کی (عزت و حرمت کی) حفاظت کرے گا قیامت کے دن میں اس شخص کا محافظ بن جاؤں گا۔"

● نبی علیہ السلام نے فرمایا:

⟪ مَنْ حَفِظَنِيْ فِيْ أَصْحَابِيْ وَرَدَ عَلَى الْحَوْضِ وَ مَنْ لَمْ يَحْفَظْنِيْ فِيْ أَصْحَابِيْ لَمْ يَرِدْ عَلَى الْحَوْضِ ⟫

جو میرے صحابہ کی محافظت کرے گا، وہ میرے پاس حوض کوثر پہ حاضر ہو اور جو میرے صحابہ کی حفاظت نہیں کرے گا، اس کو چاہیے کہ میرے پاس حوض کوثر پہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حاضر نہ ہو۔

⊙ حسن فرمایا کرتے تھے:

لِكُلِّ شَيْءٍ أَسَاسٌ وَأَسَاسُ الْإِسْلَامِ حُبُّ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

''ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور نبی ﷺ کے صحابہ سے محبت کرنا یہ اسلام کی بنیاد ہے''

⊙ عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ نَجَا الصِّدْقُ وَحُبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ

''دو خوبیاں ایسی ہیں جس بندے کے اندر ہوں گی نجات پا جائے گا، سچائی ہو، اور صحابہ کی محبت ہو''

⊙ ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

......مَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ فَقَدْ أَقَامَ الدِّيْنَ

''جس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا''

...... وَمَنْ أَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ أَوْضَحَ السَّبِيْلَ

''اور جس نے عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کی راستہ واضح ہو گیا''

......وَمَنْ أَحَبَّ عُثْمَانَ فَقَدِ اسْتَضَاءَ بِنُوْرِ اللّٰهِ

''جس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے اللہ کے نور سے حصہ حاصل کر لیا''

......وَمَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَخَذَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

''اور جس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا''

⊙ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

لَمْ یُؤْمِنْ بِالرَّسُوْلِ مَنْ لَمْ یُوَقِّرْ اَصْحَابَہٗ

"جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم نہیں کرتا وہ گویا نبی ﷺ پر ایمان ہی نہیں لایا۔"

◎ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَ اَبَاھُمَا وَ اُمَّھُمَا کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ))

"جو مجھ سے محبت کرے اور میرے شہزادوں حسن اور حسین سے محبت کرے اور ان کے والد سے اور ان کی والدہ سے، وہ قیامت کے دن میرے درجے پر میرے ساتھ ہوگا"

تو صحابہ کرام سے محبت کرنا اور اہل بیت سے محبت کرنا یہ بھی نبی ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے۔

محبت کا پانچواں تقاضا

تعلیماتِ نبوی ﷺ پر عمل کرنا

اَلْاِقْتِدَاءُ بِہٖ

انسان ان کی باتوں پر عمل کرے اور ان کی بات کو اپنائے۔

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع ہوتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

تَعْصِی الْاِلٰہَ وَ اَنْتَ تَزْعَمُ حُبَّہٗ
ھٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٌ

لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَہٗ

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

”تو اس کی نافرمانی کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ تو اس سے محبت کرنے والا ہے، یہ بات بالکل خلاف عقل ہے۔ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو اس کی فرمانبرداری کرتا کیونکہ بے شک محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع و فرمانبردار ہوا کرتا ہے۔“

تو ہمیں چاہیے کہ نبی ﷺ کی ایک ایک سنت کے ساتھ اپنے جسم کو مزین کریں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ شادی کے موقع پر دلہن کو سجانے کے لیے زیور پہنائے جاتے ہیں، تو دلہن یہ سمجھتی ہے کہ انگلیوں میں انگوٹھی پہنا دیں گے، انگلیاں خوبصورت ہو جائیں گی۔ بازوؤں میں چوڑیاں پہنا دیں گے بازو خوبصورت بن جائیں گے، کانوں میں بالیاں ڈال دیں گے کان خوبصورت ہو جائیں گے، گلے میں ہار ڈالا گلا خوبصورت۔ اس طرح دلہن یہ سمجھتی ہے کہ جسم کے جس عضو پر سونے کا زیور آ گیا وہ میرے خاوند کی نظر میں زیادہ خوبصورت ہو جائے گا۔ مومن کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے کہ میرے جسم کے جس عضو کو سنت سے نسبت ہو گئی سنت کا عمل اس پر آ گیا میرا وہ عضو اللہ کی نظر میں خوبصورت ہو جائے گا۔ اس لیے فرمایا کہ

﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ﴾ (الاعراف: ۳۱)

”تم میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کریں گے“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے مثال اطاعتِ رسول ﷺ

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی اس قدر اطاعت کرتے تھے کہ بس حکم سننے کی دیر ہوتی تھی فوراً اس کے اوپر عمل ہوتا تھا۔ کچھ مثالیں سن لیجیے:

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے، یہ انس رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ باہر شور ہوا، بیٹے کو کہا کہ انس ذرا جاؤ دیکھو کہ شور کیسا ہے؟ اس نے کہا: ابو جان!

أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ

”شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہو چکا“

گھر میں کچھ شراب مٹکوں میں پڑی تھی۔ بیٹے کو فرمایا:

أُخْرُجْ فَاهْرِقْهَا ”جاؤ اور اس شراب کے مٹکے کو توڑ ڈالو۔“

ایک مٹکا پیچھے رہ گیا، اس کے متعلق بھی فرمایا:

يَا أَنَسُ أَرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ

”اس کو بھی لے جاؤ اور نالی کے اندر بہا دو“

ایک صاحب جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے کہنے لگے کہ اتنی مدت سے عادت ہے اس کو تو آہستہ آہستہ چھوڑنا چاہیے۔ یہ کہنے لگے کہ:

لَيْسُوْا بِالدَّوَاءِ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ

”یہ اب دوا نہیں رہی یہ اب بیماری بن گئی ہے“

اب میں اس کو کبھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ اس طرح وہ آقا ﷺ کے حکم کو سنتے ہی اپنی طبیعتوں کو فوراً بدل لیا کرتے تھے۔

⊙ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں۔ ابھی دروازے میں داخل ہو رہے تھے کہ نبی ﷺ نے جو صحابہ موجود تھے، ان کو فرمایا:

اِجْلِسُوْا تم بیٹھ جاؤ!

جب انہوں نے یہ لفظ سنا تو وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے کہا کہ دھوپ میں کیوں بیٹھ گئے ہیں؟ کہنے لگے کہ جب محبوب ﷺ کے مبارک زبان سے سن لیا کہ بیٹھ جاؤ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہے دھوپ تھی یا راستہ تھا، میرے پاس کوئی دوسری صورت نہیں تھی کہ میں بات پر عمل نہ کروں۔

◎ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے مکہ مکرمہ کا سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ سواری کو روکا، نیچے اترے اور ایسے گئے جس طرح انسان کو قضائے حاجت ہوتی ہے وہاں پر ایسے ہی تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور واپس آ گئے، قضائے حاجت سے فارغ نہیں ہوئے۔ ساتھی نے کہا کہ آپ کیوں رکے؟ تو فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے نبی علیہ السلام کے ساتھ سفر کیا تھا، میرے آقا ﷺ اسی جگہ پر آ کر رکے تھے اور آپ نے فراغت اختیار کی تھی، مجھے اگرچہ ابھی ضرورت نہیں تھی لیکن میرا جی چاہا کہ میں اسی عمل کو اپناؤں جس کو میرے آقا ﷺ نے کیا۔ تو صحابہ والہانہ طور پر ہر عمل اسی طرح کرنے کے عادی تھے۔

◎ نبی علیہ السلام نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ یہ باب النساء ہے، عورتیں اس دروازے سے مسجد نبوی میں آتی جاتی ہیں، کتنا اچھا ہو کہ عورتیں ہی آئیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ سنا تو فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنی پوری زندگی اس دروازے سے کبھی مسجد کے اندر داخل نہیں ہوا۔ عورتیں ہوں یا نہ ہوں چونکہ میرے آقا ﷺ کی چاہت تھی کہ یہاں سے عورتیں اندر داخل ہوں۔ یہ صحابہ کی اتباع سنت کا رنگ تھا۔

اکابر علمائے دیوبند کی اطاعت رسول ﷺ

آپ سوچ رہے ہوں گے وہ تو صحابہ تھے، بڑی شان والے لوگ تھے، امت میں ہر دور میں ایسے لوگ رہے ہیں جو کہ صحابہ کا نمونہ تھے۔ ان کی روحانی اولاد، ان کے جانشین، ان کے وارث، وہ نبی علیہ السلام کی سنتوں پر اسی طرح محبتوں کے ساتھ عمل کرتے تھے۔ اگر قریب کے زمانے میں دیکھتا ہے تو اکابر علمائے دیوبند کی اتباع سنت

www.besturdubooks.wordpress.com

کو دیکھ لیجیے کہ اللہ رب العزت نے ان کو یہ صفت دی تھی کہ ہر باطل سے ٹکراتے تھے، جلالِ شاہی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، سنت کو پیٹھ نہ دکھاتا اور الفت کے ساتھ اطاعت کا پیکر بن جانا، یہ ان کی شان ہوا کرتی تھی۔ کچھ مثالیں دیکھیں:

- آئیے اس قافلے کے امام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھیے!
فرنگی نے پولیس پیچھے لگا دی کہ پکڑ کر پھانسی چڑھا دیا جائے۔ تین دن آپ روپوش رہتے ہیں اور تین دن کے بعد پھر باہر آجاتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت! جان کا معاملہ ہے چھپ جائیے۔ فرمانے لگے: میں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی پر نظر دوڑائی تو مجھے غارِ ثور میں تین دن رات روپوشی کے نظر آتے ہیں، میں نے سنت پر عمل کر لیا، اب اگر کوئی پکڑ کر پھانسی بھی چڑھا دے گا تو قاسم کی جان حاضر ہے۔

- آئیے اس قافلے کے ایک اور بزرگ جو اپنے وقت کے فقیہ تھے، گنگوہ میں رہنے والے، حضرت گنگوہی کی زندگی کو دیکھیے۔ آخری وقت میں ''موتیا بند'' آنے کی وجہ سے بینائی چلی گئی تھی مگر اس کے باوجود رات کو سرمہ لگا رہے ہیں۔ کسی نے کہا کہ سرمہ تو بینائی کے لیے لگایا جاتا ہے کہ تیز ہو جائے۔ تو فرمایا کہ آپ بینائی تیز کرنے کے لیے لگاتے ہوں گے میں تو سنت سمجھ کر لگا رہا ہوں، اگرچہ بینائی سے محروم ہوں مگر میں سرمے کی سنت پر عمل تو کر لوں۔

- اسی قافلے کے ایک اور بزرگ جو مالٹا کی جیل میں قید ہیں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھیے، جیل کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور جیل کے لوگوں کو حدیث اور تفسیر پڑھا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے روحانی فرزند ہونے کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔

- آئیے علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی کو دیکھیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انکی

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت تھی کہ بے وضو قرآن اور حدیث تو اپنی جگہ کسی بھی دینیات کی کتاب کو زندگی میں ہاتھ نہیں لگایا کرتے تھے۔

⊙ تھانہ بھون کے اس بزرگ کی زندگی کو دیکھیے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کے ماضی پر نظر دوڑائی مجھے ایک بھی عمل ایسا نظر نہیں آیا جو میں نے اپنے آقا ﷺ کی سنت کے خلاف کیا ہو۔

⊙ ایک اور بزرگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی مسجد میں ایک واعظ اور خطیب کے طور پر قبولیت عطا فرمائی، جنہوں نے اٹھارہ سال مسجد نبوی میں بیٹھ کر درس دیا اور حدیث پڑھتے وقت فرمایا کرتے تھے: ''قَالَ صَاحِبُ هٰذَا الْقَبْرِ ﷺ'' ان کی مبارک زندگی کو دیکھیے کہ وہ اپنی ریش مبارک سے روضۂ انور کے باہر کی جگہ پر جھاڑو دے رہے ہیں کہ جس کی یہ سنت ہے اسی کی حرمت پر میں یہ قربان کر رہا ہوں۔

پھر جب دارالعلوم واپس لوٹ کر آئے، تو دارالعلوم کے باغ کے اندر جہاں لوگ پھول لگاتے تھے، انہوں نے کیکر کا درخت لگوایا۔ طلبا حیران ہوئے، حضرت! یہ باغیچہ ہے، یہاں تو پھول لگنے چاہئیں تھے، آپ کیکر کا درخت لگوا رہے ہیں۔ فرمایا: ہاں! میں نے کیکر کا درخت اس لیے لگوایا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ میرے آقا ﷺ نے بیعت رضوان جس درخت کے نیچے لی تھی وہ کیکر کا درخت تھا، میری نظر اس کے کانٹوں پر پڑے گی مجھے میرے آقا ﷺ کی یاد دلایا کرے گی۔

⊙ آئیے اس قافلہ کے ایک اور نحیف و ناتواں بزرگ کو دیکھیے جو اپنے بستر کو اپنی پیٹھ پر رکھ کے ہر ہراتی کے دروازے پر جانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور لوگوں سے بھیک مانگتا ہے کہ اپنے آقا کے دین کو سیکھنے کے لیے کچھ وقت عطا کر دیجیے، یہ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انہوں نے دعوت و تبلیغ کی محنت شروع کی، اللہ نے ایسا فیض پھیلایا کہ آج کروڑوں انسان اس دعوت و تبلیغ کی وجہ سے ہدایت پا چکے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

- پھر آیئے لاہور کے اس شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھیے جو ایک سکھ کے بیٹے تھے، اللہ نے ایمان لانے کی سعادت عطا فرمائی۔ فرماتے تھے کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے، وہ چاہتے ہیں تو سید کے بیٹے سے ہیر لکھواتے ہیں اور ایک سکھ کے بیٹے سے تفسیر لکھوا دیا کرتے ہیں۔
- اور خطیب بے بدل حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری کی زندگی کو دیکھیے کہ فرنگی نے ان کو جیل میں ڈال دیا، ان کے ہاتھ چکی پیس رہے ہیں اور ان کی زبان اللہ کا قرآن پڑھ رہی ہے۔

تو یہ اکابر وہ تھے جو نبی ﷺ کی ایک ایک سنت پر محبت کے ساتھ عمل کرتے تھے۔

محبت کا چھٹا تقاضا

نبی ﷺ سے بغض رکھنے والے سے بغض ہونا

بُغْضُ مَنْ اَبْغَضَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

”کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بغض ہو تو اس کے ساتھ دل کے اندر بغض رکھنا“

جب محبت ہو تو جو محبوب سے محبت رکھے وہ اچھا لگتا ہے اور جو بغض رکھے وہ برا لگتا ہے۔ اس کی آسان سی مثال۔ ماں کو بیٹا جب ملتا ہے تو اس کی محبتوں کے پیمانے بدل جاتے ہیں، جو اس کے بیٹے کو پیار کرے وہ اسے اچھا لگتا ہے اور جو بیٹے سے پیار نہ کرے وہ اچھا نہیں لگتا۔ بالکل اسی طرح جو نبی ﷺ سے محبت کرے وہ ہماری آنکھ کا تارہ اور اگر کسی کے دل میں نبی ﷺ سے بغض ہے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔
- چنانچہ غزوۂ بنی مصطلق سے جب واپس آنے لگے تو اس وقت رئیس المنافقین عبد

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ ابن ابی نے یہ کہا کہ

لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ

''جب ہم مدینہ پہنچیں گے، عزت والے ذلیل کو نکال دیں گے۔''

ان کے بیٹے نے یہ الفاظ سنے تو جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو جہاں مدینہ کا مدخل تھا، وہ وہاں جا کر تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔ والد کو وہیں روک لیا، کہا کہ آپ نے کہا تھا کہ عزت والے ذلیل کو نکال دیں گے، اب آپ کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں، اگر آپ داخل ہوئے تو میں گردن اڑا کے رکھ دوں گا جب تک کہ آقا ﷺ تمہیں داخلے کی اجازت نہیں دیتے۔ نبی ﷺ کو پتہ چلا تو فرمایا:

اِنِّيْ اَذِنْتُ لِاَبِيْكَ فَكُفَّ عَنْهُ

''میں نے تیرے باپ کو اجازت دے دی سوان پہ ہاتھ مت اٹھاؤ''

تب انہوں نے اپنے والد کو مدینہ میں داخل ہونے دیا۔ یہ ہے کہ جس کو نبی علیہ السلام سے محبت وہ ہمارا محبوب اور جس کو نبی علیہ السلام سے محبت نہیں ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

⦿ بدر کا میدان ہے، دشمن کی صفوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبدالرحمن بھی موجود ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ آقا! عبدالرحمن آیا ہے مجھے جانے دیجیے کہ اس کا کام تمام کروں۔ میرے آقا ﷺ ابوبکر کو روک لیتے ہیں۔

⦿ بدر کے میدان میں ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کے حقیقی والد آتے ہیں، وہ اپنے حقیقی والد کی زندگی کا سلسلہ مٹا دیتے ہیں کہ تو میرے آقا ﷺ کا دشمن بن کر آیا ہے۔

⦿ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خالو عاص بن ہشام آئے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خالو کا مقابلہ کیا۔ وہ کہنے لگے: تو تو میرا بھتیجا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے آقا ﷺ کی محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے سامنے سب رشتے داریاں ہیچ ہیں۔

◉ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن اپنے باپ عتبہ بن ربیعہ کو مقابلے کے لیے طلب کیا، مگر وہ مقابلے کے لیے نہ آیا۔

◉ مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے سگے بھائی کو بدر کے دن ذبح کیا، کیوں کہ تم میرے آقا کی دشمنوں کی صف میں میرے سامنے آئے ہو؟

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے اپنے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایمان لانے سے پہلے بیٹی کو ملنے آتے ہیں، ◉ چارپائی پر بیٹھنا چاہتے ہیں، بستر کو لپیٹ دیتی ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں: بیٹی! باپ کے آنے پر بستر بچھاتے ہیں، بستر سمیٹتے نہیں۔ فرماتی ہیں: آپ نے صحیح کہا، لیکن میرا دل نہیں چاہتا کہ ایک مشرک میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کے اوپر آکر بیٹھ جائے۔

تو یہ بھی ایک ایمانی غیرت ہوا کرتی ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب سے محبت کرنا اور جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے والے ہوں تو پھر انسان کے دل کے اندر بغض کا ہونا یہ محبت کے تقاضوں میں سے ہے۔

محبت کا ساتواں تقاضا

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کثرت سے کرنا

كَثْرَةُ ذِكْرِهٖ

کہتے ہیں کہ

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ

”جو کسی سے محبت کرتا ہے تو اکثر اس کا تذکرہ کرتا ہے“

www.besturdubooks.wordpress.com

مثال کے طور پر اللہ رب العزت کو نبی علیہ السلام سے محبت ہے تو اللہ رب العزت نے اپنی ہر کتاب میں محبوب کا تذکرہ کیا۔ تورات میں بھی تذکرہ، زبور میں بھی تذکرہ، انجیل میں بھی تذکرہ اور قرآن مجید میں بھی تذکرہ۔ قرآن مجید میں تو جس صفحے کو بھی پڑھو کہیں نہ کہیں نبی ﷺ کی مدح اور ثنا نظر آتی ہے۔ چنانچہ ہمیں بھی چاہیے کہ نبی ﷺ سے محبت کی وجہ سے انہیں کثرت سے یاد کریں۔

سنتِ نبوی ﷺ پر عمل نبی ﷺ کی یاد کی مانند ہے:

حقیقت یہ ہے کہ آقا ﷺ تو انسان کو زندگی بھر یاد ہوتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہوئے سنت یاد، اٹھتے ہوئے سنت یاد، لیٹتے ہوئے سنت یاد، جو سنت پر عمل کرنے والے ہیں، مسنون دعاؤں کو پڑھ کر زندگی گزارنے والے ہیں، ان کے سامنے تو ہر وقت ہی آقا ﷺ کی ذات بابرکات رہتی ہے۔ حیران ہوتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ نماز میں تو اللہ کا دھیان دل میں جماؤ اور نماز کے علاوہ باقی پورا وقت میرے محبوب ﷺ کا دھیان دل میں جمائے رکھو۔ آقا ﷺ کی یاد ہر وقت دل کو تڑپاتی رہے۔

◉ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایک دفعہ خطبہ دینے کے لیے بیٹھے تو فرمایا:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَامَ الْاَوَّلِ فَبَكٰى

''میں نے نبی ﷺ سے ایک سال سنا اور پھر اس پر رو پڑے اور سر نیچے کر لیا''

پھر فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ سنا، جب آقا ﷺ کا تذکرہ کرتے تھے آنکھوں سے آنسو آ جاتے تھے اور سر جھکا لیتے تھے۔ تین مرتبہ ایسا ہوا۔ محبوب ﷺ کا نام مبارک زبان سے نکلتا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جایا کرتی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی ﷺ کے ساتھ محبت کا یہ حال تھا کہ منیٰ میں ہیں ایک عورت نے پوچھا: مَنْ اَنْتَ۔ فرمایا: ابوبکر۔ اس نے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اس پر آپ رو پڑے، اس لیے کہ اس نے نبی ﷺ کی نسبت سے آپ کے نام کو پکارا تھا۔

۞ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سو گیا، سن ہو گیا، کسی نے کہا:

اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْكَ یَزُلْ عَنْكَ

کہ جو آپ کو انسانوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے اس کا نام لیں۔ تو یہ آپ کا پاؤں ٹھیک ہو جائے گا۔ تو کہنے لگے: یا محمداہ۔ اللہ اکبر بے اختیار آقا ﷺ کا نام زبان سے نکلا فَانْتَشَرَتْ چنانچہ پاؤں ٹھیک ہو گیا، انہوں نے اس کو پھیلا دیا۔

۞ بلال رضی اللہ عنہ نے آقا ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد اذان دینا ہی چھوڑ دی تھی کہ میں پہلے اذان دیا کرتا تھا اور اب میں اگر اذان دوں گا اور اپنے آقا ﷺ کا چہرہ انور نہیں دیکھوں گا تو میں اس کو برداشت نہیں کر سکوں گا۔ پھر اس کے بعد ایک مرتبہ انہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں آذان دی وہ بھی اسلیے کہ دو شہزادے سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے تقاضا کیا کہ ہمیں نانا جان کے زمانے کی آذان سنایئے۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے آذان دینی شروع کی، جس نے وہ آواز سنی جو میرے آقا ﷺ کے زمانے میں سنا کرتے تھے، ہر مرد کی آنکھوں سے آنسو تھے۔ ہمسائے کی عورتوں نے سنا وہ بھی اپنی چادروں سے اپنے آپ کو لپیٹ کر باہر نکل آئیں، مسجد نبوی کے باہر عورتیں رو رہی ہیں، اندر مرد رو رہے ہیں۔ اور اس وقت معاملہ عجیب ہوا جب ایک بچے نے کہا کہ اماں اتنے عرصے کے بعد بلال تو واپس آ گئے، ہمارے آقا ﷺ کب واپس آئیں

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔

◉ صحابہ جب آپس میں اکٹھے ہوتے تھے تو ایک دوسرے کو نبی ﷺ کی باتیں اس طرح سناتے تھے جیسے خوشی خوشی محفل کے لوگ بیٹھ کر آپس میں کوئی سویٹ ڈش سے لطف اندوز ہو رہے ہوں، اس محبت کے ساتھ وہ اپنے آقا ﷺ کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

محبت کا آٹھواں تقاضا

شوقِ ملاقات

كَثْرَةُ شَوْقِهٖ اِلٰى لِقَائِهٖ

نبی علیہ السلام سے محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ سے ملنے کا شوق ہو، تڑپ ہو۔ جب محبت ہوتی ہے تو انسان کا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے محبوب سے ملاقات کروں۔ چنانچہ ہر مومن کے دل میں یہ تمنا چھپی ہوتی ہے مجھے آقا ﷺ کا دیدار نصیب ہو، مجھے آقا ﷺ سے ملاقات کا شرف نصیب ہو جائے۔ دنیا کے اندر خواب میں ہی سہی اور آخرت میں آپ کے قدموں میں حاضری کے ذریعے سے ہو۔

شرفِ ملاقات مال و اولاد کی قیمت پر:

چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَكُوْنُوْنَ بَعْدِیْ، یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَهْلِهٖ وَ مَالِهٖ))

کہ مجھ سے میری امت میں سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے، جو میرے بعد آئیں گے، وہ مجھے نہیں دیکھیں گے، فقط علما سے میرے تذکرے

سنیں گے۔ میرا تذکرہ سن کر ان کو مجھ سے ایسی محبت ہوگی کہ اگر ان کو اختیار دیا جاتا کہ وہ اپنے مال اور اپنے بچوں کو بیچ کر میرا دیدار کر سکتے، وہ یہ سودا بھی کر گزرتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رو رو کر دعا کر رہے ہیں، اللہ! مجھے میرے احباب سے جلدی ملا دینا۔ ثوبان رضی اللہ عنہ اس وقت حاضر تھے، فرمانے لگے: اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم آپ کے غلام بے دام، ہر وقت حاضر باش رہتے ہیں، آپ کن کے لیے یہ دعا کر رہے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ثوبان! تم مجھ سے محبت رکھتے ہو، تمہارا ایمان بڑا قیمتی، مگر تم نے تو میرا چہرہ دیکھا، تم نے جبرئیل علیہ السلام کو آتے دیکھا، اللہ کا قرآن اترتے دیکھا، میں جن لوگوں کے لیے اداس ہوں اور دعا کر رہا ہوں۔ ثوبان! یہ وہ لوگ ہیں کہ میں جب دنیا سے پردہ کر جاؤں گا، اس وقت دنیا میں پیدا ہوں گے، انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا، وہ فقط اپنے علما سے میری سیرت میرا تذکرہ سنیں گے، میرے فضائل کا تذکرہ سنیں گے اور غائبانہ تذکرہ سن کر ان کو مجھ سے اتنی محبت ہو جائے گی کہ ثوبان اگر انہیں اختیار دیا جاتا کہ مال اولاد سب دے کر اگر میری زیارت کرتے تو وہ یہ کام کر گزرتے، میں ان کے لیے دعا کر رہا ہوں۔

خالد بن معدان رحمہ اللہ کا شوقِ ملاقات:

عبدہ رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں، فرماتی ہیں کہ میرے والد خالد بن معدان جب بستر پر آکر لیٹتے تو نبی علیہ السلام کو یاد کرتے، صحابہ کو یاد کرتے اور کہتے:

هُمْ أَصْلِي وَفَصْلِي وَإِلَيْهِمْ يَحِنُّ قَلْبِي طَالَ شَوْقِي إِلَيْهِمْ فَعَجِّلْ رَبِّ قَبْضِي إِلَيْكَ

"وہ میرے اصل ہیں اور فصل ہیں، ان کی طرف میرا دل کھنچتا ہے۔ اللہ! میری روح کو قبض کر لیجیے کہ مجھے ان کے ساتھ ملاقات نصیب ہو جائے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شوقِ ملاقات

عمر رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینے کی گلیوں میں حالات معلوم کرنے کے لیے گشت فرما رہے ہیں، ایک بڑھیا نبی ﷺ کی محبت میں شعر کہہ رہی ہے:

عَلَىٰ مُحَمَّدٍ صَلٰوةُ الْأَبْرَارِ
صَلّٰى عَلَيْهِ الطَّيِّبُوْنَ الْأَخْيَارُ
يَا لَيْتَ شِعْرِيْ وَالْمَنَايَا أَطْوَارُ
هَلْ تَجْمَعُنِيْ وَ حَبِيْبِيْ الدَّارُ

عمر رضی اللہ عنہ دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ بوڑھی عورت پوچھتی ہے: من انت کون ہے؟ کہنے لگے: عمر۔ کہنے لگی: امیر المومنین! آپ رات کے وقت ایک بوڑھی عورت کے دروازے پر؟ دروازہ کھولا، امیر المومنین اندر آجایئے۔ امیر المومنین اندر آتے ہیں عرض کیا چارپائی پر بیٹھ جایئے، فرمایا: نہیں بیٹھوں گا۔ کیوں؟ میرے ساتھ ایک وعدہ کرو۔ بڑھیا کیا وعدہ کرے؟ بس میرے ساتھ ایک وعدہ کرلو پھر چارپائی پر بیٹھوں گا۔ اس نے کہا: امیر المومنین! بتائیں؟ فرمایا: وعدہ یہ کرو کہ جو اشعار آپ نے پڑھے، ان کے آخر میں یہ مضمون تھا۔ اللہ! مجھے قیامت کے دن میرے محبوب ﷺ کے ساتھ اکٹھا فرمادے، اس شعر میں تبدیلی کرکے عمر کا نام بھی اس میں شامل کرلو کہ یا اللہ! مجھے اور عمر کو قیامت کے دن اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ اکٹھا فرما دیجیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ کے ساتھ ایسی محبت تھی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شوقِ ملاقات:

چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہے، بیوی کہتی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَا حُزْنَاهُ ہائے افسوس

تو اس وقت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَا طَرَبَاهُ غَدًا نَلْقَى الْأَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ

"کیا خوشی کی بات ہے آج موت آئے گی کل نبی ﷺ اور ان کے صحابہ کے ساتھ ملاقات ہو جائے گی"

یہ حضرات ایسے تھے۔ چنانچہ امت کے اولیا کا بھی یہی طریقہ رہا کہ نبی ﷺ کی محبت دل کو گرماتی تھی اور ان کے دل میں شوق ملاقات بڑھا دیتی تھی۔

چنانچہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

مکھ چن بدر شاشانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیاں ہن مدھ بھریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

www.besturdubooks.wordpress.com

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

حضرت شاہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِتھے نہیں مٹھڑی نت جان بلب
اتھے خوش وسدا وچ ملک عرب
اتے جھگڑے دھوڑے کھاندڑی آں
تیڈے نام توں مفت وکاندڑی آں
تیڈی باندیاں دی میں باندڑی آں
تیرے در دے کتیاں نال ادب
اِتھے میں مٹھڑی نت جان بلب۔

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت کا ہونا اور آپ ﷺ کی یاد دل میں آنا اور ملاقات کا شوق ہونا یہ بھی محبت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے۔

محبت کا نواں تقاضا

نبی ﷺ کی امت کا غم

اَلشَّفْقَةُ عَلٰى اُمَّتِهٖ وَالسَّعْىُ فِىْ مَصَالِحِهِمْ كَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ الرَّحِيْمٌ

جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت سے محبت وشفقت تھی جس کو نبی ﷺ سے محبت ہوگی وہ بھی امت کے ساتھ رافت ورحمت والا بن جائے گا۔ جو غم نبی علیہ السلام کے دل میں تھا وہ غم اس کے دل میں آئے گا۔ نبی ﷺ کے دل میں امت کا غم تھا، آپ امت کے لیے دعائیں فرمایا کرتے تھے، غم زدہ رہا کرتے تھے، یہ غم اس عاشق کے دل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

منتقل ہوتا ہے، یہ اس کی نبی ﷺ سے محبت کی سچی دلیل ہوا کرتی ہے۔

امت کا غم کھانے والوں کا درجہ:

چنانچہ ایک حدیث مبارکہ سن لیجیے! انس رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنْ اَقْوَامٍ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَ شُهَدَاءَ))

''میں تمہیں ایسے لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں کہ نہ وہ انبیا ہوں گے نہ وہ شہدا ہوں گے''

((يَغْبِطُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاَنْبِيَاءُ وَ الشُّهَدَاءُ بِمَنْزِلِهِمْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهَا))

مگر قیامت کے دن انبیا اور شہدا اللہ کی طرف سے ان کے بلندی درجات پہ رشک کر رہے ہوں گے، اور نور کے منبروں پہ ہوں گے۔

قَالُوْا وَ مَنْ هُمْ؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے حبیب ﷺ! وہ لوگ کون ہوں گے؟

قَالَ، اَلَّذِيْنَ يُحَبِّبُوْنَ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَ يُحَبِّبُوْنَ اللّٰهَ اِلٰى عِبَادِهٖ

''وہ لوگ جو بندوں کو اللہ کا محبوب اور اللہ کو بندوں کا محبوب بناتے ہیں۔''

وَ هُمْ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ نُصَحَاءَ

''اور ناصح بن کر زمین کے اندر چلتے ہیں''

قَالَ قُلْنَا يُحَبِّبُوْنَ اللّٰهَ اِلٰى عِبَادِ اللّٰهِ فَكَيْفَ يُحَبِّبُوْنَ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ

''صحابی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! اللہ کو بندوں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

محبوب بناتے ہیں اور یہ بات سمجھ میں آتی ہے بندوں کو اللہ کا محبوب کیسے بناتے ہیں؟''

قَالَ يَأْمُرُونَهُمْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَيَنْهَوْنَهُمْ

''نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں فرمایا: وہ لوگوں کو امر کرتے ہیں اللہ کی محبت کا اور ان کو گناہوں سے منع کرتے ہیں''

اس لیے کہ جو گناہوں سے بچے گا، اللہ کی فرمانبرداری کرے گا، وہ اللہ رب العزت کا محبوب بن جائے گا۔

تو جو لوگ دین کا کام کرنے والے لوگ ہیں ان کو اللہ قیامت کے دن وہ درجات دیں گے کہ شہدا اور انبیا بھی ان کے اوپر رشک کریں گے۔

بے غرض محبت:

آقا ﷺ کے دل میں امت کا غم انتہا درجے کا تھا! اسی کو تو محبت کہتے ہیں۔ محبت کیا ہوتی ہے؟ اگر آپ لوگوں سے پوچھیں گے تو جواب ملے گا اپنی غرض کو پورا کرنا! اپنے مقصد کو پورا کرنا۔ چنانچہ دنیا کی جتنی محبتیں ہیں سب کے پیچھے مقصد اور غرض ہوتی ہے، جیسے ماں باپ کی محبت ہو، اولاد کی محبت ہو، میاں بیوی کی محبت ہو، بھائی بھائی کی محبت ہو، حتی کہ استاد اور شاگرد کی محبت ہو۔ شاگرد کو غرض کہ علم حاصل کروں اور استاد کو غرض کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے گا، تو غرض تو ہر جگہ ہوتی ہے۔ کوئی محبت دنیا میں ایسی نہیں ملے گی کہ جس میں غرض نہیں ہوگی۔ ہاں ذرا تاریخ سے پوچھو کوئی محبت ایسی بھی تھی جو بے غرض ہو تو تاریخ ہمیں چودہ سو سال پیچھے لے جائے گی۔ رات کا وقت ہے، حجرہ ہے، ایک ہستی سجدے کے اندر گری ہوئی ہے، بھیگی آنکھیں ہیں، جسم حرکت نہیں کر رہا، ایک لفظ بار بار کہہ رہی ہے: یا رب امتی! یا رب امتی!

www.besturdubooks.wordpress.com

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے آقا ﷺ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے یہ وہم گزرا کہ کہیں روح پرواز تو نہیں کر گئی، میں قریب آئی، میں نے پاؤں کے انگوٹھے کو ہلا کر دیکھا، اللہ اکبر! اتنا لمبا سجدہ! امت کے لیے رو رہے ہیں۔ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا امت بخشے جانے سے ان کے درجے بلند ہوں گے؟ نہیں! اللہ ان کو پہلے ہی رضا کا پروانہ دے چکے کہ میرے محبوب!

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾

''اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے''

جس کو رضا کا پروانہ مل گیا، بخشش کی خوشخبری مل گئی، وہ کیوں امتی کہہ رہے ہیں۔ پتہ چلا کہ امت کے ساتھ رافت تھی، رحمت تھی۔

كَانَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ

''وہ مومنین کے ساتھ رؤوف بھی تھے رحیم بھی تھے''

اس بنا پر امت کے لیے دعا کر رہے ہیں۔ آپ کوئی ایسے ماں باپ نہیں دکھا سکتے جو اولاد کی خاطر تئیس سال روتے رہیں ہوں، اگر کوئی تئیس سال رویا تو وہ میرے آقا ﷺ ہیں جو امت کی خاطر تئیس سال روتے۔

آخر وقت تک امت کا غم:

حتی کہ ملک الموت آتے ہیں، کہتے ہیں: اے آقا ﷺ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے یاد فرمایا۔ میرے آقا ﷺ پوچھتے ہیں: ملک الموت! پہلے یہ پوچھ کر بتاؤ کہ میرے بعد میری امت کا کیا حال ہوگا؟ اللہ رب العزت نے جواب میں فرمایا کہ ہم آپ کی امت کو تنہا نہیں چھوڑیں گے، نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اب اس بات کو سن کر میں اپنے مولیٰ سے ملاقات کے لیے تیار ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو جو غم دیا اس غم کو دل میں بٹھانا اور اس غم میں زندگی گزارنا، یہ اللہ رب العزت کے محبوب کے ساتھ محبت کی پکی دلیل ہے۔

محبت کا دسواں تقاضا

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر کثرت سے درود شریف پڑھنا

کثرت الصلوٰۃ والسلام

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کثرت سے درود شریف پڑھنا

یہ بھی محبت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (سورۃ الاحزاب: ۵۶)

تو ہم بھی درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

کتنا درود شریف پڑھیں؟

سید القراء ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

كَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ

اے اللہ کے نبی ﷺ! میں کتنا درود شریف پڑھوں؟

قَالَ مَا شِئْتَ فرمایا: جتنا پڑھو گے فائدہ ہوگا۔

فرمایا: میں تیسرا حصہ آپ پر درود شریف پڑھوں گا۔

فرمایا: زیادہ پڑھو گے تو زیادہ اجر ملے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر انہوں نے فرمایا کہ آدھا حصہ آپ پر درود شریف پڑھوں؟

فرمایا: زیادہ پڑھو گے تو اور زیادہ اجر ملے گا۔

اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں دو تہائی آپ پر درود شریف پڑھوں گا۔

فرمایا: اور بڑھاؤ گے تو اور زیادہ فائدہ ہوگا۔

اس پر انہوں نے فرمایا:

اَجْعَلُ لَکَ دُعَائِیْ کُلَّهٗ

"میں اپنا سارا وقت آپ پر درود شریف میں گزاروں گا"

نبی ﷺ نے فرمایا:

اِذًا یُغْفَرُ ذَنْبُکَ وَ تُکْفٰی هَمُّکَ

اگر تو ہر وقت مجھ پر درود شریف پڑھے گا، اللہ تیرے گناہوں کو معاف فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ تیرے غموں کو کافی ہو جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا مَا ذَکَرَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ فِیْ فَضْلِ التَّسْبِیْحِ وَ التَّکْبِیْرِ لَجَعَلْتُ کُلَّ اَنْفَاسِیْ صَلٰوةً عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

"اللہ کی قسم اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تسبیح اور تکبیر تحلیل اور تحمید کے فضائل نہ بیان کیے ہوتے۔ میں اپنے ہر سانس کو نبی ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے اندر خرچ کر دیتا"

درود شریف قبولیت اعمال کے لیے شرط ہے:

ایک حدیث پاک میں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اَلدُّعَاءُ وَ الصَّلٰوةُ مُعَلَّقٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ فَلَا یَصْعَدُ اِلَی اللّٰهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

”دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتا ہے۔ جب تک کہ نبی ﷺ کے اوپر درود شریف نہ پڑھا جائے۔“

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً عَلَيَّ نَسِيَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ))

”جو مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا، وہ حقیقت میں جنت کے راستے کو بھول گیا ہے۔“

درود شریف نبی علیہ السلام کی قربت کا ذریعہ ہے:

اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا۔

اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً

”جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا“

ایک نوجوان صحابی آئے تو نبی علیہ السلام کے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ آپ نے اپنے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان جگہ بنا دی، وہ نوجوان آ کر بیٹھ گئے۔ فرمایا: ابوبکر! تمہیں محسوس تو ہو رہا ہوگا کہ یہ درمیان میں بیٹھ گئے۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں چاہتا تو یہی ہوں کہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی نہ آئے۔ فرمایا: اس نوجوان کو جو جگہ ملی اس لیے کہ یہ ایسا درود شریف پڑھتا ہے جو میرے امتیوں میں سے کوئی دوسرا نہیں پڑھتا۔ یہ درود شریف پڑھتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

عَلَيْهِ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ

اس درود شریف کے پڑھنے پر اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کو اپنے ساتھ بٹھایا اور ان کا اکرام فرمایا۔

درود شریف مغفرت کا ذریعہ:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ اَمْحَقُ لِلذُّنُوْبِ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِلنَّارِ

''ٹھنڈا پانی آگ کو اتنا جلدی نہیں بجھاتا جتنا جلدی درود شریف جو میرے آقا پر پڑھا جاتا ہے، وہ انسان کے گناہوں کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔''

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کتاب کے اندر میرے نام کے ساتھ درود شریف لکھے گا، جب تک وہ کتاب رہے گی، اس پر فرشتے اس کی طرف سے استغفار کرتے رہیں گے۔

ایک حدیث شریف میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن تین بندے ہوں گے جن کو اس روز عرش کا سایہ نصیب ہوگا جب اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

مَنْ فَرَّجَ عَنْ مَكْرُوْبِ اُمَّتِيْ

ایک جو میرے مصیبت زدہ امتی کے لیے نکلا۔

وَمَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ

اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔

اور ایک وہ ہوگا

مَنْ اَكْثَرَ صَلٰوةً عَلَيَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔

درود شریف پڑھنے کے مواقع

وہ جگہیں یا وہ مواقع جہاں درود شریف پڑھنا چاہیے۔

- دُخُوْلُ الْمَسْجِدِ وَ خُرُوْجٌ مِنْهُ

مسجد میں داخل ہونا یا نکلنا۔

وَ التَّشَهُّدُ تشہد میں پڑھتے ہیں۔

- وَ رُؤْيَةُ الْمَسَاجِدِ

مساجد کو دیکھیں تو درود شریف پڑھیں۔

- دُخُوْلُ الْاَسْوَاقِ

اگر بازار میں جائیں تو درود شریف پڑھیں۔

- دُخُوْلُ الْبَيْتِ وَ الْخُرُوْجُ مِنْهُ

گھر میں داخل ہوتے ہوئے گھر سے نکلتے ہوئے درود شریف پڑھیں۔

- نِسْيَانُ الْحَاجَةِ

کوئی بات بھول گئی درود شریف پڑھیں۔

- وَقْتُ الْفَقْرِ

اگر تنگ دستی ہے تو درود شریف پڑھیں۔

- فِي الْبِدَايَةِ فِي الْعِلْمِ

اگر علم پڑھنے کے لیے، کتاب پڑھنے کے لیے بیٹھے ہوں تو نبی ﷺ پر درود شریف پڑھیں۔

- فِي الْبِدَايَةِ فِي الْخُطَبِ

www.besturdubooks.wordpress.com

خطبہ دینے بیٹھیں یا تقریر کے لیے تو نبی ﷺ پر درود شریف پڑھیں۔

○ وَالْاِنْتِهَاءِ مِنْ مَجَالِسِ الْعِلْمِ

مجلس علم ختم ہو تو نبی ﷺ پر درود شریف پڑھیں۔

○ فِيْ لِقَاءِ الْاِخْوَانِ

دو دوست ملیں تو نبی ﷺ پر درود شریف پڑھیں۔

○ فِيْ مُوَادَعَتِهِمْ وَ مُفَارَقَتِهِمْ

ملتے ہوئے اور جدا ہوتے ہوئے درود شریف پڑھیں۔

○ مُدَارَسَةِ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ ﷺ

نبی کی حدیث پڑھاتے ہوئے درود شریف پڑھیں۔

○ عِنْدَ تَذْكِرَتِهِ ﷺ

آقا ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آئے تو نبی ﷺ پر درود شریف پڑھیں۔

○ عِنْدَ ذِكْرِ اَصْحَابِهِ

نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر آئے تو درود شریف پڑھیں۔

○ عِنْدَ ذِكْرِ شَيْءٍ مِنْ مَاٰثِرِهِ

نبی ﷺ سے منسوب کوئی بھی چیز ہو اس کا تذکرہ ہو تو درود شریف پڑھیں۔

○ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ میں داخل ہوں درود شریف پڑھیں

○ عِنْدَ حُضُوْرِ عَلٰى قَبْرِهِ ﷺ

جب بھی گنبدِ خضرا پر نظر پڑے تو مومن کو چاہیے کہ اللہ کے حبیب ﷺ پر درود شریف پڑھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

درود شریف کے فوائد

درود شریف کے دنیا و آخرت میں بیشمار و بے حساب فوائد ہیں۔ مثلاً

اِنَّهَا سَبَبٌ

- لِهِدَايَةِ الْمُصَلِّي وَ حَيَاةِ قَلْبِهِ

یہ پڑھنے والے کی ہدایت اور اس کے دل کے لیے حیات کا ذریعہ ہے۔

- لِزِيَادَةِ مَحَبَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

یہ نبی علیہ السلام کی محبت کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے۔

- لِزِيَادَةِ مَحَبَّةِ الْعَبْدِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

بندے کی محبت رسول اللہ سے بڑھنے کا سبب ہے۔

- لِقُرْبِ الْعَبْدِ بِرَبِّهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

قیامت کے دن اللہ کے قرب کا سبب ہے۔

- لِقُرْبِ الْعَبْدِ مِنْ رَسُوْلِهٖ ﷺ

نبی ﷺ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

- اِنَّهَا اَدَاءٌ لِشَيْءٍ مِنْ حَقِّهٖ ﷺ

نبی ﷺ کے حقوق کی ادائیگی کا ذریعہ ہے۔

- سَبَبُ كِفَايَةِ اللّٰهِ عَبْدَهٗ مَا اَهَمَّهٗ

جو بندے کے غم ہوتے ہیں ان کے لیے اللہ کافی ہو جاتا۔

- سَبَبُ مَغْفِرَةِ الذُّنُوْبِ

اور گناہوں سے بخشش کا سبب ہے۔

اور سَبَبُ اِجَابَةِ الدُّعَاءِ

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔

◉ نَيْلُ شَفَاعَتِهٖ ﷺ

قیامت کے دن نبی ﷺ کی شفاعت ملنے کا سبب ہے۔

◉ سَبَبُ زَكَاةٍ وَّ طَهَارَةٍ لِّلْمُصَلِّي

دل کی پاکیزگی اور طہارت کا ذریعہ ہے۔

◉ تَطَيُّبٌ لِّلْمَجَالِسِ

مجالس کے پاکیزہ ہونے کا ذریعہ ہے۔

◉ تَنْفِيْ عِنْدَ الْعَبْدِ صِفَةَ الْبُخْلِ وَصِفَةَ الْجَفَاءِ

جو درود پڑھتا ہے بخیل نہیں ہوا کرتا اور نہ وہ بے وفا ہوتا ہے۔

◉ سَبَبٌ فِيْ اَنْ لَّا تَكُوْنَ الْمَجَالِسُ حَسْرَةً وَّ نَدَامَةً عَلٰى اَصْحَابِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یہ قیامت کے دن دوستوں کے ساتھ مجالس کی ندامت سے بچنے کا سبب ہے۔

اور جو درود پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہ برکت کا سبب ہے جو بندے کو عمل میں عمر میں برکت نصیب ہوتی ہے۔

◉ اِنَّهَا سَبَبٌ لِتَثْبِيْتِ الْقَدَمِ لِلْعَبْدِ عَلَى الصِّرَاطِ

درود شریف قیامت کے دن پل صراط سے باسلامت گزرنے کا سبب ہے۔

اور ایک آخری بات۔

◉ اِنَّهَا سَبَبٌ لِثِقْلِ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ

قیامت کے دن میزان کے پلڑے کے بھاری ہو جانے کا سبب ہے۔ چونکہ جو شخص درود شریف پڑھے تو اللہ اس درود شریف کو اتنا وزنی بنا دیں گے کہ اس کا نیکی کا

www.besturdubooks.wordpress.com

پلڑا گناہوں کے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔

آخر درود شریف کام آئے گا:

ایک حدیث مبارکہ سن لیجیے تاکہ بات مکمل ہو، اس کو ابن ابی دنیا نے روایت کیا اور نمیری نے اپنی کتاب ''الاعلام'' میں نقل کیا ہے۔ عبداللہ ؓ اس کے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ لِاٰدَمَ مِنَ اللّٰہِ مَوْقِفًا فِیْ فُسْحٍ مِّنَ الْعَرْشِ عَلَیْہِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ کَاَنَّہٗ نَخْلَۃٌ سَحُوْقٌ))

قیامت کے دن آدم علیہ السلام کو عرش کے سامنے ایک مقام ملے گا، جہاں پر انہوں نے دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ لمبا قد ہوگا، ایسے لگے گا جیسے کئی ہوئی شاخوں میں ایک کھجور کا درخت کھڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے لمبا قد عطا فرمائیں گے۔ وجہ کیا ہوگی؟

((یَنْظُرُ اِلٰی مَنْ یُّنْطَلَقُ بِہٖ مِنْ وُّلْدِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ وَ مَنْ یُّنْطَلَقُ بِہٖ اِلَی النَّارِ))

وہ دیکھ رہے ہوں گے کہ ان کی اولاد میں سے کون جنت کی طرف چڑھ رہا ہے۔ اور کون جہنم کی طرف جا رہا ہے۔

وہ دیکھ رہے ہوں گے کہ ان کی اولاد میں سے کون کہاں جا رہا ہے؟ تو آدم علیہ السلام چونکہ تمام اولادِ آدم کے باپ ہیں، اللہ ان کو وہ جگہ عطا فرمائیں گے۔

((فَبَیْنَمَا اٰدَمُ عَلٰی ذٰلِکَ اِذْ نَظَرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ یُنْطَلَقُ بِہٖ اِلَی النَّارِ فَیُنَادِیْ اٰدَمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا اَحْمَدُ! یَا اَحْمَدُ!))

آدم اسی حال میں ہوں گے جب وہ امت محمد ﷺ کے بندے کو دیکھیں گے کہ وہ جہنم کی طرف لے جائے جا رہے ہیں۔ آدم علیہ السلام پکاریں گے: اے احمد! اے احمد! نبی ﷺ کو آواز دیں گے۔۔

((فَيَقُوْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَبَّيْكَ يَا اَبَا الْبَشَرِ لَبَّيْكَ))

نبی علیہ السلام فرمائیں گے اے بشر کے باپ فرمائیے!

((فَيَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ مِنْ اُمَّتِكَ يَنْطَلِقُ بِهٖ اِلَى النَّارِ))

آدم علیہ السلام بتائیں گے کہ یہ آپ کا امتی ہے اور فرشتے اسے جہنم میں لے کر جا رہے ہیں۔

((قَالَ ﷺ فَاَشُدُّ الْمِئْزَرَ))

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: میں تہبند کو کس کر باندھ لوں گا۔۔۔

دیہاتوں میں کسی کام کے لیے قدم اٹھانا ہو تو لوگ کہتے ہیں جی تہبند کس کے باندھ لو اور چل پڑو۔ تو ارشاد فرمایا کہ میں اپنی تہبند کو مضبوطی سے باندھ لوں گا۔

((وَ اُسْرِعُ فِیْ اَثَرِ الْمَلٰئِكَةِ))

اور میں ملائکہ کے پیچھے تیزی سے چلوں گا جو میرے امتی کو لے کر جہنم کی طرف جا رہے ہوں گے۔

((فَاَقُوْلُ يَا رُسُلَ رَبِّیْ قِفُوْا))

میں یہ کہوں گا: اے میرے رب کے کارندو! ذرا رک جاؤ!

((فَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْغِلَاظُ الشِّدَادُ الَّذِيْنَ لَا نَعْصِى اللّٰهَ تَعَالٰى مَا اَمَرَنَا وَنَفْعَلُ مَا نُؤْمَرُ))

وہ آگے سے جواب دیں گے ہم تو سخت گیر عمل کرنے والے لوگ ہیں، وہی

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں جو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے، اس کے خلاف نہیں کر سکتے۔

((فَإِذَا أَيِسَ النَّبِيُّ ﷺ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى وَاسْتَقْبَلَ الْعَرْشَ بِوَجْهِهٖ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ قَدْ وَعَدْتَنِيْ أَنْ لَا تُخْزِيَنِيْ فِيْ أُمَّتِيْ))

نبی علیہ السلام اب اس بات سے مایوس ہوں گے کہ یہ تو کھڑے بھی نہیں ہو رہے، بات بھی نہیں سن رہے۔ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں ان ملائکہ کی یہ بات سنوں گا تو میں اپنا بایاں ہاتھ اپنی داڑھی کے اوپر رکھوں گا۔ اور اس طرح ہاتھ رکھ کر عرش کی طرف دیکھوں گا اور یہ کہوں گا: اللہ! آپ نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میری امت کے بارے میں آپ مجھے رسوا نہیں فرمائیں گے۔

یہ ایک عاجزی کا عمل ہوگا جو اللہ کی حبیب ﷺ اللہ کے سامنے کریں گے۔ اپنی ریش پر اپنا بایاں ہاتھ رکھ کر آسمان کی طرف دیکھ کر یہ کہیں گے کہ اللہ! آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ امت کے معاملے میں آپ مجھے رسوا نہیں فرمائیں گے۔

((فَيَأْتِيْ نِدَاءٌ مِنْ قِبَلِ الْعَرْشِ أَطِيْعُوْا مُحَمَّدًا وَرُدُّوْا هٰذَا الْعَبْدَ إِلَى الْمَقَامِ))

عرش کے اوپر سے آواز آئے گی: اے میرے فرشتو! محمد ﷺ کی اطاعت کرو اور اس بندے کو واپس میزان کے سامنے لے کر آؤ۔

بندے کو واپس میزان پر لایا جائے گا۔

((فَيُخْرِجُ ﷺ بِطَاقَةً بَيْضَاءَ كَالْأَنْمِلَةِ فَيُلْقِيْهَا فِيْ كَفَّةِ الْمِيْزَانِ الْيُمْنٰى وَهُوَ يَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ))

نبی علیہ السلام ایک چھوٹا سا کاغذ کا پرزہ نکالیں گے جو انگلی کے پورے کے برابر ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ کاغذ کے ٹکڑے کو میزان کے دائیں پلڑے کے اندر ڈال دیں گے اور فرمائیں گے بِسْمِ اللّٰهِ

((فَتَرْجَحُ الْحَسَنَاتُ عَلَى السَّيِّئَاتِ))

نیکی کا پلڑا جھک جائے گا گناہوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا۔

((فَيُنَادِي الْمُنَادِي سُعِدَ وَسُعِدَ جَدُّهُ وَثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى الْجَنَّةِ))

پھر ایک پکارنے والے پکارے گا: یہ بندہ اور اس کا باپ سعادت پا گئے اور اس کا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا، اس بندے کو جنت کے اندر لے کر جاؤ۔

((فَيَقُولُ يَا رُسُلَ رَبِّي قِفُوا حَتّٰى أَسْئَلَ هٰذَا الْعَبْدَ الْكَرِيمَ إِلَى رَبِّهِ))

وہ بندہ یہ کہے گا: اے اللہ کے نمائندہ فرشتو! تھوڑی دیر رک جاؤ! میں اس کریم شخص سے پوچھ لوں، تعارف تو کر لوں کہ یہ کون ہستی ہے؟

((فَيَقُولُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا أَحْسَنَ وَجْهَكَ وَأَحْسَنَ خُلُقَكَ مَنْ أَنْتَ))

وہ کہے گا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے! آپ کے اخلاق کتنے اچھے ہیں اور پیارے ہیں! آپ کون ہیں؟

((فَقَدْ أَقَلْتَنِي عَثْرَتِي وَرَحِمْتَ عَبْرَتِي))

آپ نے میری لغزشوں کو کم کر دیا اور میرے غم کے اوپر آپ نے ترس کھا لیا۔

((فَيَقُولُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَنَا نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَهٰذِهِ صَلَاتُكَ الَّتِي كُنْتَ تُصَلِّي عَلَيَّ وَفَّيْتُكَهَا أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهَا))

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شخص کو جواب دیں گے، میں تمہارا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ تیرا درود شریف ہے۔ یہ وہ درود شریف ہے جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا۔ یہ تمہیں اس وقت ملا جب تمہیں اس کی ضرورت تھی۔ یہ قیامت کے دن انسان کے پلڑے کے بھاری ہونے کا سبب بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آقا ﷺ کی محبت کے جتنے تقاضے ہیں ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر کہ جس کے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

نعت

اے عشق نبی میرے دل میں بھی سما جانا
مجھ کو بھی محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا

قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرے کو تکتی تھیں
اس چہرۂ انور کا دیدار کرا جانا

دیدار محمد ﷺ کی حسرت تو رہے باقی
جز اس کے ہر اک حسرت اس دل سے مٹا جانا

جو رنگ کہ جامی پہ رومی پہ چڑھایا تھا
اس رنگ کی کچھ رنگت مجھ پر بھی چڑھا جانا

جس خواب میں ہو جائے دیدار نبی حاصل
اے عشق! کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جانا

دنیا سے ریاض ہو جب عقبیٰ کی طرف جانا
داغ غم احمد ﷺ سے سینے کو سجا جانا

☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الانشراح:۴)

آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 31 دسمبر 2010ء ۲۵ محرم ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

﴿ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴾ (الم نشرح)

"اے میرے حبیب ﷺ! ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا"

ہم نے آپ کی شان کو اونچا کیا، اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو وہ شان عطا فرمائی کہ آپ امام الانبیا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں جتنے انبیا کا ذکر آیا ہے ان کو ان کا نام لے کر اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔

یَا مُوسٰی یَا عِیْسٰی یَا اِبْرَاهِیْمُ یَا یَحْیٰی

تو نام لے کر خطاب فرمایا لیکن قرآن مجید میں جب اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو خطاب فرمانا تھا تو فرمایا:

یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
﴿ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ﴾ (الم نشرح:۴)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

امام الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

﴿ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ﴾ (الم نشرح:۴)

''اے میرے حبیب ﷺ! ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا''

ہم نے آپ کی شان کو اونچا کیا۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو وہ شان عطا فرمائی کہ آپ امام الانبیا بنے۔

چنانچہ قرآن مجید میں جتنے انبیا کا ذکر آیا ہے ان کو ان کا نام لے کر اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔

یَا مُوْسٰی ...... یَا عِیْسٰی ...... یَا اِبْرٰھِیْمُ ...... یَا یَحْیٰی

تو نام لے کر خطاب فرمایا لیکن قرآن مجید میں جب اللہ رب العزت نے اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

حبیب ﷺ کو خطاب فرماتا تھا تو فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ ...... یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ ......

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ...... یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ......

تو ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا شان عطا فرمائی!

شانِ نبوت ﷺ کا دفاع:

چنانچہ جتنے بھی انبیا آئے، ان کی قوم کے بعض لوگوں نے ان کی مخالفت کی، ان پر اعتراضات کیے تو اللہ تعالیٰ ان اعتراضات کے جوابات ان انبیا کی زبانی ان کو دلوائے، مثلاً ان انبیا نے کہا:

﴿ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾

(سورۃ اعراف:۶۷)

"کہا اے قوم! میں کسی حماقت میں مبتلا نہیں بلکہ رب العالمین کی طرف سے پیغمبر بنایا گیا ہوں"

اگر قوم نے طعنہ دیا کہ آپ گمراہ ہیں تو انہوں نے جواب میں کہا:

﴿ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ ﴾

گویا قوم کو وہ خود اپنی صفائی پیش کر رہے ہیں۔ جبکہ نبی علیہ السلام کے بارے میں اللہ رب العزت کا معاملہ دیکھیے کہ اس قوم کے لوگوں نے نبی ﷺ کے اوپر بھی اسی طرح کی بات کی تو جس بندے نے مجنون کہا، اللہ رب العزت نے خود قرآن مجید میں اس کا جواب عطا فرمایا، خود دفاع فرمایا۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ﴾ (سورۃ یٰسین:۶۹)

”اور ہم نے انہیں شعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ یہ ان کے شایانِ شان ہے“

لوگوں نے کہا: یہ تو شاعر ہے، اللہ تعالیٰ دفاع فرماتے ہیں کہ یہ شاعر نہیں ہے شعر تو ان کو زیب بھی نہیں دیتا۔

شانِ نبوت ﷺ کی امتیازی خصوصیات کا ایک جائزہ

چنانچہ پچھلے انبیا کو اللہ رب العزت نے جتنی بھی فضیلتیں عطا فرمائیں وہ سب فضیلتیں اور ان سے بھی بڑھ کر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں۔ آج کی اس مجلس میں اس کا Word eye view (سرسری جائزہ) پیش کرنا ہے تاکہ یادیں تازہ ہو جائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو کیا شان عطا فرمائی۔

جسمانی معراج ﷺ

چنانچہ سابقہ انبیا کو معراج ہوا مگر روحانی تھا یا منامی تھا جبکہ نبی علیہ السلام کو معراج حاصل ہوا تو وہ جسمانی معراج تھا، جس میں اللہ کے حبیب ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اور اگر پہلے انبیا کو جسمانی معراج ہوا تو وہ بھی درمیانی تھا، مثلاً: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے آسمان پر اٹھائے گئے۔ اسی طرح ادریس علیہ السلام بھی آسمان پر لے جائے گئے۔ مگر اللہ رب العزت کے حبیب ﷺ کو جب معراج نصیب ہوا تو کہاں تک ہوا۔

﴿عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى﴾ (النجم:۱۴-۱۵)

”سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے پاس جنت ماویٰ ہے“

اتنا قرب حاصل ہوا۔

﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ (النجم: ۸۔۹)

''پھر قریب ہوا اور بھی قریب پھر فاصلہ دو کمان کے برابر تھا یا اس سے بھی کم''

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو ایسا معراج عطا فرمایا!

عالمی دعوت:

سابقہ انبیا کی دعوت علاقائی تھی، یا اس قوم کو تھی، اللہ کے حبیب ﷺ کی دعوت عالمی دعوت تھی۔ پوری انسانیت کو خطاب کر کے فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲۱)

''اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے والوں کو تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ''

جہانوں کے لیے رحمت:

سابقہ انبیا محدود حلقے تک باعث رحمت تھے اور ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

''ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا''

تمام انسانوں کے لیے ہادی:

سابقہ انبیا کو فقط اپنی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا، ان کے لیے فرمان تھا:

﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (الرعد: ۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

”ہر قوم کے لیے ایک ہدایت بتلانے والا ہوتا ہے“

مگر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا:

﴿لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ (الفرقان:۱)

”تا کہ آپ جہانوں والوں کے لیے ڈرانے والے بن جائیں“

پھر فرمایا:

﴿كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا﴾

”جتنے بھی انسان ہیں سب کے لیے آپ بشیر اور نذیر بن کے آئے“

ظاہری اور باطنی علوم کے حامل:

سابقہ انبیا کو اگر شریعت ملی تو ظاہری شریعت ملی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے واقعے سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کو علم ظاہر بھی عطا کیا علم باطن بھی عطا کیا، شریعت بھی اور طریقت بھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے دو علوم سیکھے، ایک وہ علم کہ جس کو ظاہر کر دوں تو گلے پہ چھری پھر جائے۔ تو اللہ کے حبیب ﷺ نے اس امت کو ظاہری علوم بھی پہنچائے اور باطنی علوم بھی پہنچائے۔

تمام نمازوں کے جامع:

سابقہ انبیا علیہم السلام کو ایک ایک نماز ملی: آدم علیہ السلام کو فجر کی نماز ملی، ابراہیم علیہ السلام کو ظہر کی نماز ملی، عزیر علیہ السلام کو عصر کی نماز ملی، داؤد علیہ السلام کو مغرب کی نماز ملی، جب کہ اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں عطا فرما دیں۔ چار نمازیں سابقہ انبیا والی اور عشا ان سے زائد بھی عطا فرمائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پوری زمین مصلیٰ:

سابقہ انبیا علیہم السلام کے لیے خاص جگہیں ہوتی تھیں جو مصلیٰ بنی تھیں۔ چنانچہ خصائل کبریٰ کی روایت ہے:

وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يُصَلِّي حَتّٰى يَبْلُغَ مِحْرَابًا

”کوئی بھی نبی جب تک وہ اپنے مصلے کی جگہ تک نہیں پہنچتے تھے نماز نہیں پڑھتے تھے“

لیکن اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے پوری زمین کو مصلیٰ بنا دیا۔ بخاری شریف کی روایت ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا))

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اپنی زمین کو پاک بھی بنا دیا اور میرے لیے اس کو مصلیٰ اور مسجد بھی بنا دیا۔

اوّل و آخر کے علوم کے حامل:

سابقہ انبیا کا علم مخصوص تھا۔ آدم علیہ السلام کو علم الاسماء ملا، یوسف علیہ السلام کو تعبیر الرویا ملی، سلیمان علیہ السلام کو منطق الطیر، عیسیٰ علیہ السلام کو حکمت ملی، اور نبی علیہ السلام کے بارے میں خصائص کبریٰ میں لکھا ہے۔

((اُوْتِيْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ))

”مجھے اول و آخر کے تمام علوم عطا کیے گئے“

ختم نبوت کے حامل:

سابقہ انبیا کو فقط نبوت ملی اور ہمارے نبی ﷺ کو ختم نبوت ملی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب:۴۰)

’’لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں‘‘

خاتم النبیین بھی اللہ رب العزت نے آپ کو بنایا۔

انبیاء علیہم السلام کے نبی:

سابقہ انبیا عوام کے نبی اور ہمارے آقا ﷺ عوام کے بھی نبی اور انبیا علیہم السلام کے بھی نبی بنے۔

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ﴾ (آل عمران:۸۱)

’’اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں گا۔ پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے‘‘

یعنی نبی ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سب انبیا سے عہد لیا کہ جب میرے محبوب ﷺ آئیں گے تو تم ان کی تصدیق کرنا۔

امام الانبیاء بنے:

سابقہ انبیا علیہم السلام عابد تھے اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ امام العابدین تھے۔

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، نسائی شریف کی روایت ہے:

ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ جُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ فَقَدَّمَنِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَمَمْتُ

’’پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، سارے انبیا موجود تھے۔ مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

جبرئیل علیہ السلام نے آگے بڑھایا اور میں نے ان تمام انبیا کی امامت فرمائی۔"

ازل سے نبی تھے:

سابقہ انبیا علیہم السلام پیدائش کے بعد نبی بنے لیکن آقا ﷺ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی نبوت سے سرفراز تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ))

"میں اس وقت بھی نبی تھا جب ابھی آدم علیہ السلام روح اور مٹی کی حالت میں تھے۔"

سابقہ انبیا کی نبوت حادث تھی لیکن نبی ﷺ کی نبوت قدیم، چنانچہ حاکم کی روایت ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟

اے اللہ کے حبیب ﷺ آپ کو نبوت کب ملی؟

((قَالَ بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ نَحْوَ نَفْخِ الرُّوْحِ فِيْهِ))

کہ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور ان میں روح ڈالی گئی تھی مجھے اس سے پہلے بھی نبوت ملی ہوئی تھی۔

سببِ تخلیقِ کائنات:

سابقہ انبیا کائنات کے لیے دنیا میں تشریف لائے جبکہ اللہ کے حبیب ﷺ سببِ تخلیقِ کائنات بن کر تشریف لائے۔ مستدرک کی روایت ہے:

فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ وَ لَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ

"اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو بھی پیدا نہ کرتا نہ جنت اور جہنم کو"

www.besturdubooks.wordpress.com

اوّل المقربین:

سابقہ انبیا مقرب تھے اور اللہ کے حبیب ﷺ اوّل المقربین تھے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا جس کا تذکرہ تو حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں روحوں سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو

كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ اَوَّلَ مَنْ قَالَ بَلٰى

سب سے پہلے اللہ کے حبیب ﷺ نے بلیٰ کا لفظ استعمال فرمایا۔

غلبۂ دین اور حفاظت دین:

سابقہ انبیا کو دین ملا لیکن اللہ کے حبیب ﷺ کو غلبۂ دین بھی نصیب ہوا۔ چنانچہ انبیائے سابقین نے دین کی دعوت میں اپنی زندگیاں لگائیں۔ لیکن پیروکاروں کی محدود جماعت ہی بنی جن کا دین پر عمل اپنی حد تک تھا اور نبی ﷺ کے دین کو اللہ نے غالب فرما دیا اور ایسی ریاست وجود میں آگئی کہ جس میں باقاعدہ طور پر نفاذ دین ہوا۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (صف:۹)

”وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے“

اور پھر سابقہ انبیا کے دین میں وقت کے ساتھ تحریف ہوتی چلی گئی اور آقا ﷺ کے دین کو اللہ رب العزت خود محفوظ فرما رہے ہیں۔

عملی اور علمی معجزے:

سابقہ انبیا کو عملی معجزات نصیب ہوئے:

www.besturdubooks.wordpress.com

...... چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا ملا، ید بیضا ملا۔

...... عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

...... ابراہیم علیہ السلام کے حق میں آگ کو ٹھنڈا فرما دیا گیا تھا۔

...... صالح علیہ السلام کو ناقہ ملی۔

...... یوسف علیہ السلام کی قمیص سے یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹ آئی۔

تو ان انبیا کے معجزات عملی معجزات تھے۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو عملی معجزات بھی دیے اور علمی معجزات بھی دیے۔ عملی معجزے کی مثال جیسے:

﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (سورۃ القمر: ۱)

"چاند دو ٹکڑے ہو گیا"

دیکھو عملی ظاہری حسی معجزہ ملا۔

اور علمی معجزہ، قرآن مجید۔ یہ بھی نبی ﷺ کا معجزہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمایا۔

اسی لیے سابقہ انبیا کے معجزے ختم ہو گئے اور اللہ کے حبیب ﷺ کے معجزے ابھی تک باقی ہیں۔ قرآن مجید

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (سورۃ الحجر: ۹)

چنانچہ سابقہ انبیا کو اللہ نے کتاب عطا فرمائی تو آقا ﷺ کو جامع کتاب عطا فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

كَانَ الْكِتَابُ الْاَوَّلُ يَنْزِلُ مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ عَلٰى حَرْفٍ وَاحِدٍ وَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ مِنْ سَبْعَةِ اَبْوَابٍ وَ سَبْعَةِ اَحْرُفٍ

"پہلی کتابیں ایک باب اور ایک زبان میں نازل ہوئی تھیں جبکہ قرآن سات

www.besturdubooks.wordpress.com

ابواب اور سات زبانوں میں اترا"

سابقہ انبیا کے معجزوں کو قوم نے جھٹلایا، آقا ﷺ کے معجزے نے پورے عالم کو جھکا دیا:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ (سورۃ الاسراء:۸۸)

"کہہ دیجیے کہ اگر انسان اور جن اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن جیسی کوئی چیز لے آئیں تو اس کی مثل نہیں لے سکتے اگرچہ کہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں"

پورے انسانوں کو دعوت دی گئی کہ اگر تم اس کے مقابلے میں اگر کچھ لا سکتے ہو تو لا کے دکھاؤ تم کبھی بھی نہیں لا سکو گے۔

متبوع الانبیا:

چنانچہ سابقہ انبیا دنیا میں آئے تو قوم نے ان کی اتباع کی اور نبی ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو انبیا نے ان کی اتباع کی۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائیں گے تو نبی ﷺ کی شریعت کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔

تو آقا ﷺ متبوع الانبیا کہلائے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

((لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ))

"اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہ ہوتا"

شفاعتِ کبریٰ کے حامل:

چنانچہ سابقہ انبیا قیامت کے دن کہیں گے۔ لَسْتُ لَهَا لَسْتُ لَهَا کہ یہ انسان

www.besturdubooks.wordpress.com

نفسی نفسی کہتا ہے کہ میں ان لوگوں کے کام نہیں آ سکتا، لیکن نبی ﷺ اس دن فرمائیں گے: انا لها انا لها اور آپ امتی امتی فرمائیں گے۔

چنانچہ سابقہ انبیا قیامت کے دن شفاعتِ صغریٰ فرمائیں گے، ایک محدود شفاعت۔ اور آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ عطا فرمائیں گے، فرمائیں گے:

«يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ»

''اے محمد ﷺ! سر اٹھایئے! جو آپ کہیں گے، ہم آپ کی مراد کو پورا فرما دیں گے۔''

نبی علیہ السلام کے معجزات اور انبیائے سابقین کے معجزات کا موازنہ

یہ تو تھا ایک جنرل تذکرہ انبیا کے مقابلے میں کہ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کیا شان عطا فرمائی تھی؟ اب ذرا ایک ایک نبی علیہ السلام کے معجزے کے ساتھ انبیا کے معجزات کو بھی کمپیئر کرتے چلے جائیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ:

❶ حضرت آدم علیہ السلام کی تحیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ

﴿اسْجُدُوا لِآدَمَ﴾

تو انسان محسوس کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی بڑی شان ہے کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم سجدہ کرو۔ دوسری طرف دیکھیں تو نبی ﷺ کے لیے اللہ نے سب کو حکم دیا کہ

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۃ الاحزاب: ۵۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

’’بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔‘‘

تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے حبیب ﷺ پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں درود نازل فرماتے ہیں

- آدم علیہ السلام کو حجر اسود ملا، یہ جنت کا پتھر تھا اور اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے (روضة من ریاض الجنة) جنت کا ایک ٹکڑا ہی عطا فرما دیا۔
- آدم علیہ السلام کا جو شیطان تھا وہ اپنا کام دکھا گیا کہ جھوٹی قسمیں کھا کر ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ قسمیں کھا کر یقین دلا گیا کہ اس شجر کے پھل کو کھالو گے تو آپ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے۔ چنانچہ انہوں نے پھل کھا لیا تو ان کا شیطان اپنا مکر چلا گیا۔ جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے میرے شیطان کو مسلمان بنا دیا۔
- آدم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ سے بھول ہوگئی لیکن نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کار نبوت میں معین بنیں۔ چنانچہ بیہقی کی روایت ہے:

((وَ كُنَّ اَزْوَاجِيْ عَوْنًا لِّيْ))

’’اللہ نے میری بیویوں کو دین کے کام میں میرا معاون بنا دیا‘‘۔

حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ:

حضرت نوح علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے۔

- چنانچہ نوح علیہ السلام کو شریعت کی ابتدائی شکل نصیب ہوئی اور نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شریعت کی انتہائی شکل عطا فرمائی۔ نوح علیہ السلام کو جب تکلیف پہنچی تو قوم کے لیے بددعا کی، اور اللہ کے حبیب ﷺ نے تکلیف پہنچنے کے باوجود اپنی قوم کے لیے دعا فرمائی۔

((اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ))

www.besturdubooks.wordpress.com

◉ نوح علیہ السلام کے زمانے میں پانچ بت تھے، وہ چاہتے تھے کہ ان بتوں کو نکال دیں، قوم نے نہیں نکلوایا۔ اللہ کے حبیب ﷺ کے زمانے میں بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت تھے، آپ نے اللہ کی رحمت سے تمام بتوں کو بیت اللہ سے نکلوا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ:

◉ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں دیکھیے کہ ابراہیم علیہ السلام کو مقامِ ابراہیم عطا ہوا۔

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة:۱۲۵)

"مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ"

یہ دنیا کے اندر ان کو مقام ملا اور نبی ﷺ کو اللہ رب العزت نے مقامِ محمود عطا فرمایا:

﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (الاسراء:۷۹)

"قریب ہے کہ اللہ آپ کو مقامِ محمود عطا کرے گا"

◉ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾ (الانعام:۷۵)

"اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین میں نشانیاں تاکہ وہ خوب یقین حاصل کرنے والے ہو جائیں"

لیکن جب نبی ﷺ کے بارے میں معاملہ ہوا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ (سورۃ النجم:۱۸)

"تحقیق انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں"

ادھر زمین اور آسمان کی نشانیاں دکھائیں، یہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں اپنے رب کی نشانیاں دکھائی گئیں۔

◉ ابراہیم علیہ السلام کو آگ نہیں جلا سکی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾ (الانبیاء:۶۹)

''ہم نے حکم دیا اے آگ ٹھنڈی ہو جا ابراہیم پر اور سلامتی والی بن جا''

ادھر نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی آگ نہیں جلا سکی۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ اُمَّتِنَا مِثْلَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلٍ))

''تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہماری امت میں ابراہیم خلیل علیہ السلام کی مثال بنا دی''

◉ ابراہیم علیہ السلام کو محشر میں اللہ رب العزت جنتی پوشاک پہنائیں گے اور نبی ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ جنتی پوشاک پہنائیں گے۔

ثُمَّ يَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ اللّٰهِ مَقَامًا يَغْبِطُ النَّاسُ الْاَوَّلُوْنَ وَ الْاٰخِرُوْنَ

''پھر وہ اللہ کے پاس ایسے مقام پر ہوں گے کہ اگلے پچھلے سارے رشک کریں گے''

اللہ رب العزت قیامت کے دن محبوب کو ایسی جگہ کھڑا کریں گے اگلے اور پچھلے سب ان پر رشک کر رہے ہوں گے۔

◉ اللہ رب العزت نے اولادِ ابراہیم علیہ السلام کے لیے زم زم کا پانی جاری فرما دیا اور نبی ﷺ کا معاملہ دیکھیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے نبی ﷺ کی مبارک زبان سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے لیے پانی جاری فرما دیا۔

◉ ابراہیم علیہ السلام کے لیے اللہ نے مکہ کو بسایا جو حرم بنا اور نبی ﷺ کے لیے اللہ نے مدینہ

www.besturdubooks.wordpress.com

طیبہ کو بسایا، وہ بھی حرم بنا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ:

اب حضرت یوسف علیہ السلام کی خصوصیات کو ذرا دیکھیے:

- حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے حسین بنایا، اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے ملیح بنایا۔
- یوسف علیہ السلام کی قمیص سے یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کی نکلی ہوئی آنکھ کو دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ وہ صحابی کہتے ہیں کہ میری بینائی پہلے والی آنکھ سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔
- یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے انگلیاں کاٹ لی تھیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر یہ عورتیں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے نور کو دیکھ لیتیں یہ اپنے دل کے ٹکڑے کر دیتیں۔
- یوسف علیہ السلام کی برأت کی گواہی ایک بچے نے دی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی برأت کی گواہی اللہ رب العزت نے خود قرآن مجید میں فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھیے:

- اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور پر ہم کلامی فرمائی اور اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ پر ہم کلامی فرمائی۔

﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی﴾ (النجم:۱۰)

''پھر ہم نے اپنے بندے کی طرف القا کیا جو کچھ القا کیا''

- موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے چشمے پھوٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے اللہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی کو جاری فرما دیا۔

● موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اللہ! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں تو جواب میں فرمایا:

﴿لَنْ تَرٰنِیْ﴾ (الاعراف:۱۴۳)

”اے میرے پیارے موسیٰ! تم مجھے نہیں دیکھ سکتے“

اور نبی ﷺ کو اللہ نے معراج پر اپنا دیدار عطا فرمایا، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں:

((رَاٰی مَرَّةً بِبَصَرِهٖ وَ مَرَّةً بِفُؤَادِهٖ))

”ظاہری آنکھ سے بھی دیکھا اور دل کی آنکھ سے بھی“

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ رب العزت کو دل کی آنکھ سے بھی دیکھا اور ظاہری آنکھ سے بھی دیدار کیا۔

● موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کلام سے مشرف فرمایا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے کلام سے اور دیدار سے دونوں سے مشرف فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اِبْرٰهِیْمَ بِالْخُلَّةِ وَاصْطَفٰی مُوْسٰی بِالْكَلَامِ وَاصْطَفٰی مُحَمَّدًا بِرُؤْیَتِهٖ

”اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوستی کے لیے چنا، موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کے لیے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دیدار کے لیے“

اللہ رب العزت نے ان کو اپنا دیدار عطا فرمایا۔

● حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور ان کے صحابہ نے دریائے نیل کو عبور کر لیا اور اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے اصحاب کو ان کے گھوڑوں سمیت دجلہ کے دریا سے عبور کروا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◉ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے فلسطین کی زمین عطا فرمائی اور اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں اللہ نے کیا معاملہ فرمایا؟ نبی ﷺ نے فرمایا:

«اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ»

''اللہ نے زمین کے سب خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا فرما دیں''

◉ موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا ظاہری مقابل لایا گیا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا جو اژدھا بن گیا، اب ظاہری طور پر جادوگروں نے اس کے مقابلے میں رسیاں پھینکیں، وہ بھی سانپ بن گئے، تو ظاہری طور پر کچھ تو مقابلے میں لایا گیا۔ لیکن نبی ﷺ کو اللہ نے قرآن مجید کا جو معجزہ دیا، اس کے مقابلے میں آج تک کفار کوئی ایک سورت بھی پیش نہ کر سکے، چند آیتیں بھی پیش نہ کر سکے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ﴾ (طٰہٰ:۲۵)

''اے اللہ! میرے سینے کو کھول دیجیے''

اور اللہ کے حبیب ﷺ کی شان دیکھیے کہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ﴾ (الم نشرح:۱)

کہ میرے حبیب کیا ہم نے آپ کو شرح صدر نہیں عطا فرما دیا:

◉ موسیٰ علیہ السلام اللہ سے ملاقات کے لیے گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ﴾ (الاعراف:۱۴۳)

کہ جب موسیٰ ہماری ملاقات کے لیے آئے

اور اپنے حبیب ﷺ کے لیے اللہ فرماتے ہیں:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ﴾ (اسرائیل:۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

تو معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات ملے تھے اللہ تعالیٰ نے اس بہتر اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائے تھے۔

یوشع بن نون علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ:

یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے آفتاب کی حرکت کو روک دیا تھا اور حدیث پاک میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کام میں مصروف تھے، سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا تھا، اللہ کے حبیب ﷺ نے دعا کی تو سورج پیچھے کی طرف لوٹا

فَرُدَّتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ حَتّٰى صَلّٰى

حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی عصر کی نماز کو ادا فرما لیا۔

یوشع علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورج کے حرکت کے دو ٹکڑے کیے اور نبی ﷺ کے لیے اللہ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے۔ تو جو ان کو نصیب ہوا اللہ نے اس سے بہتر حبیب ﷺ کو عطا فرما دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مثالیں دیکھیے:

- اللہ رب العزت نے ان کو ایک انگوٹھی دی تھی جس سے ان کو جنوں کی تسخیر حاصل ہو گئی تھی اور نبی ﷺ کو اللہ نے مہر نبوت دی جس سے آپ کو دلوں کی تسخیر حاصل ہو گئی، دلوں کو اللہ نے مسخر فرما دیا۔
- سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منطق الطیر (پرندوں کی بولی کا علم) دیا، پرندوں نے سلیمان علیہ السلام سے بات کی۔ اور نبی علیہ السلام کا معاملہ دیکھیے کہ نبی ﷺ سے اونٹ نے گفتگو کی، بکری نے کی، چڑیا نے کی، گدھے نے کی، ہرنی نے کی۔ احادیث میں یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تمام واقعات موجود ہیں۔

- سلیمان علیہ السلام کے وزیر زمین تک محدود تھے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ میرے دو وزیر زمین میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور دو وزیر آسمانوں میں ہیں، اللہ نے میکائیل اور جبرئیل علیہما السلام کو میرا وہاں پر وزیر بنا دیا۔

- سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد کو بات سمجھائی تو ہد ہد کو بات سمجھ آ گئی۔ نبی ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک بھیڑیا آیا نبی علیہ السلام نے بھیڑیے کو بات سمجھائی وہ بھیڑیا بات کو سمجھ کر واپس چلا گیا۔

- سلیمان علیہ السلام نے مانگ کر ملک لیا تھا۔

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (ص:۳۵)

"کہا: اے میرے رب! مجھے معاف فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ بعد میں کسی کو ایسی نہ ملے بے شک تو بڑا عنایت کرنے والا ہے"

اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ نے بن مانگے ملک عطا فرما دیا تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سَیَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا))

"اللہ تعالیٰ نے اتنا ملک میری امت کو عطا فرمایا اور وہ مجھے دکھا بھی دیا"

- سلیمان علیہ السلام کے لیے اللہ نے ہوا کو مسخر کیا جو انہیں لے کر جاتی تھی اور اللہ نے حبیب ﷺ کے لیے براق کو مسخر کیا جو پلک جھپکنے میں آپ کو حرم سے لے کر بیت المقدس تک پہنچا دیتی تھی۔

تو معلوم ہوا کہ جو کچھ سلیمان علیہ السلام کو ملا اللہ نے اس سے بہتر اپنے حبیب ﷺ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

عطا فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ:

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثالیں دیکھیے:

- عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے احیائے موتیٰ کا معجزہ عطا فرمایا، وہ مردوں کو تھوڑی دیر کے لیے زندہ کر دیا کرتے تھے۔ اور اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو احیائے قلوب کا معجزہ عطا فرمایا۔ کافر آتے تھے ایک نظر ان کے اوپر پڑتی تھی ان کے دل زندہ ہو جاتے تھے، کافر آتے تھے، اللہ کے فضل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان بن کر واپس جاتے تھے۔
- عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر کھانے پینے سے مستغنی فرما دیا وہ آسمان پر ہیں اور کھانے پینے سے مستغنی۔ اور نبی علیہ السلام کے امتیوں میں سے کچھ ایسے ہوں گے جنہیں اللہ کھانے پینے سے مستغنی فرما دیں گے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب یاجوج ماجوج کا زمانہ ہوگا تو میرے کچھ امتی اپنی جگہ پر چھپے ہوئے ہوں گے، ان کو اللہ تعالیٰ "سبحان اللہ" کے ذریعے سے رزق عطا فرمائے گا، یہ سبحان اللہ پڑھا کریں گے ان کی بھوک پیاس مٹ جایا کرے گی۔
- عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے پرندے زندہ ہوتے تھے اور اللہ کے حبیب ﷺ کے ذریعے سے اللہ نے ایک لکڑی کے تنے کو زندہ کر دیا۔ چنانچہ اسطوانہ حنانہ کا واقعہ آج بھی کتابوں کے اندر موجود ہے اور مسجد نبوی میں وہ جگہ مخصوص کی ہوئی ہے جہاں ایک کھجور کا خشک تنا تھا، نبی ﷺ کی جدائی کے اندر اتنا رویا تھا جیسے بچہ اپنے باپ کی جدائی میں رویا کرتا ہے۔ تو پرندوں کو زندہ کرنا تو ایک آسان کام ہے کہ پہلے بھی زندگی تھی لے لی گئی، اب دوبارہ تھوڑی دیر کے لیے مل گئی، لیکن کھجور کے تنے کا بچوں کی مانند

رونا یہ اور زیادہ حیرت انگیز ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جب نبی ﷺ نے اس پر ہاتھ رکھا وہ کھجور کا تنا اس طرح چپ ہوا جیسے ایک بچہ سسکیاں لیتا ہوا رو رہا چپ ہو جایا کرتا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے محافظ روح القدس تھے اور آقا ﷺ کے محافظ روح القدس کے خالق تھے، خود اللہ رب العزت تھے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ (المائدۃ:٦٧)

''اے میرے محبوب ﷺ اللہ تعالیٰ ہی آپ کی حفاظت فرمائیں گے۔''

نبی علیہ السلام تمام انبیا کے کمالات کے جامع:

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے وہ تمام کمالات دیے جو باقی انبیا کو عطا فرمائے، شاعر نے کہا: ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

''یوسف علیہ السلام کا حسن، عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ کرنا، موسیٰ علیہ السلام کا روشن ہاتھ، سب میں یہ خوبیاں اپنی اپنی ہیں مگر تو اکیلا یہ سب خوبیاں رکھتا ہے''

کہ پہلے انبیا کو اللہ نے جو معجزات عطا کیے، کمالات عطا کیے، اے میرے حبیب! ہم نے وہ تمام کمالات آپ اکیلے کو عطا فرما دیے۔

روزِ محشر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ امتیاز:

یہ تو وہ چیزیں تھیں جو باقی انبیا کو بھی ملیں لیکن نبی ﷺ کو ان سے بڑھ کر ملیں۔ کچھ چیزیں ایسی تھیں جو پہلے انبیا کو نہ ملیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو امتیازی

www.besturdubooks.wordpress.com

شان عطا فرمائی۔ وہ کیا تھی؟

○ …… قیامت کا دن ہوگا سب سے پہلے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو پکارا جائے گا چنانچہ فرمایا:

((فَيَكُوْنُ أَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى مُحَمَّدٌ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا))

''سب سے پہلے جنہیں پکارا جائے گا وہ محمد ﷺ ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا''

○ …… چنانچہ قیامت کے دن ساری مخلوق اللہ کے سامنے کھڑی ہوگی لیکن سب سے پہلے اللہ رب العزت کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سجدہ فرمائیں گے۔ چنانچہ مسند احمد کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهُ بِالسُّجُوْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) (مسند احمد)

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب سجدے کا حکم فرمائیں گے تو سب سے پہلے میں ہی سجدہ کروں گا''

یہ شرف بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا:

○ …… قیامت کے دن سب سے پہلے سجدے سے اللہ کے حبیب ﷺ سر اٹھائیں گے۔ چنانچہ نبی نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَّرْفَعُ رَأْسَهٗ فَأَنْظُرُ إِلٰى بَيْنَ يَدَيَّ))

''سب سے پہلے سجدے سے میں ہی پہلے اٹھوں گا''

○ …… اور قیامت کے دن آقا ﷺ أَوَّلُ الشَّافِعِيْنَ وَ الْمُشَفَّعِيْنَ ہوں گے۔

چنانچہ ابونعیم کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ))

''میں پہلا سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا ہوا ہوں گا''

میں قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کروں گا۔ یہ شفاعت کا حق بھی اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں گے۔

○..... پھر آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب سے پہلے پل صراط کو عبور کروں گا۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

((یُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ وَ اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّجِیْزُ))

''جہنم کے اوپر پل صراط بنی ہوگی اور اس پل صراط کو سب سے پہلے (اللہ رب العزت کے اذن سے) میں ہی عبور کرنے والا ہوں گا''

○..... اور قیامت کے دن سب سے پہلے اللہ کے حبیب ﷺ ہی جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائیں گے۔ حدیث پاک میں ہے آیا ہے، ابو نعیم کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ))

''میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا''

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میں جنت کے دروازے پر پہنچوں گا اور جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا کہ اس کو کھول دیا جائے، پھر آقا ﷺ کے لیے جنت کے دروازے کو کھولا جائے گا۔

چنانچہ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

((اَنَا اَوَّلُ مَنْ تُفْتَحُ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ)) (ابو نعیم)

''میں ہی ہوں گا جس کے لیے قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کا دروازہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کھولا جائے گا۔"

○......اور پھر اللہ کے حبیب ﷺ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ بیہقی شریف کی روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ»

"میں قیامت کے دن سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور مجھے اس کے اوپر کوئی فخر نہیں ہے۔"

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا:

تو ان تمام احادیث اور آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے پہلے انبیا کو جتنے معجزے عطا فرمائے، وہ سارے کے سارے معجزے، بہترین شکل میں اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو بھی عطا فرمائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسے بھی معجزات عطا فرمائے کہ جو پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی شان کو بلند فرمایا۔ اور ان کو اللہ نے وہ شان دی جو شان مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

نبی آئے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے
وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے
وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں
جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے

تو نبی علیہ السلام کا نام اللہ کے نام کے ساتھ آتا ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو وہ شان عطا فرمائی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
یہ محفلِ کن فکاں نہ ہوتی اگر وہ شاہِ امم نہ ہوتا

ایمانی غیرت کا فطری تقاضا:

اب ہم اپنے آقا ﷺ کے ساتھ محبت کا ایک جذباتی تعلق رکھتے ہیں، یہ ایمانی غیرت کہلاتی ہے۔ اگر عام لوگوں میں سے اگر کسی بندے کو باپ کی گالی دے دو، ماں کی گالی دے دو، تو اس کی غیرت جاگتی ہے، یہ انسان کی فطرت ہے۔ کہ کون ہوتا ہے میرے ماں باپ کو بات کرنے والا؟ تو یہ ایک فطری غیرت ہر انسان کے اندر ہوتی ہے کہ وہ ماں باپ کے لیے گالی برداشت نہیں کرسکتا۔ اور نبی ﷺ کے ساتھ یہ فطری کے ساتھ ایمانی غیرت بھی شامل ہوگئی۔ چنانچہ جس نے بھی کلمہ پڑھا ہے وہ کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ نبی ﷺ کی شان کے اندر کوئی بندہ گستاخی کرے۔

دینِ اسلام کی اعتدال پسندی:

دینِ اسلام اعتدال کا دین ہے، فطرت کا دین ہے۔ سنیے دینِ اسلام کی کیا خوبصورت تعلیمات ہیں! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (سورۃ الانعام: ۱۰۸)

''کہ اے ایمان والو! تم ان کافروں کے معبودوں کو برا نہ کہو کہ یہ اپنی جہالت کی وجہ سے بے علمی کی وجہ سے خدا کو برا نہ کہنے لگ جائیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

تو شریعت نے منع کر دیا کہ دیکھو! دوسرے لوگ اگر اس بات سے Heart (دل آزاری) ہوتے ہیں تو تم ایسی بات نہ کرو۔ اب دیکھو! دین اسلام کی کتنی خوبصورت تعلیم ہے! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آج کے دور میں جو بڑے تعلیم یافتہ اور مہذب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں سب سے زیادہ با اخلاق لوگ ہیں تو ان کو بھی اس بات کی رعایت کرنی چاہیے کہ اگر کسی بات کے کرنے سے دوسرا بندہ ہرٹ ہوتا ہے تو وہ اس بات کو نہ کریں۔

کفار کا مشغلہ:

لیکن لگتا یوں ہے کہ آج کے زمانے میں کفار نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کو اپنا مشغلہ بنا لیا ہے، ہر تھوڑے عرصے کے بعد جان بوجھ کر (Intentionaly) وہ ایسا کوئی نہ کوئی کام کرتے رہتے ہیں جس سے کہ مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔ دراصل وہ مسلمانوں کی غیرت کو ناپتے ہیں، تولتے ہیں، دیکھتے ہیں۔ یہ انہوں نے ٹیسٹ بنا لیا ہے۔ قصائی جب کسی بکری کو ذبح کرتا ہے تو وہ اس کے گھٹنے کے اوپر چھری مار کر دیکھتا ہے کہ ابھی زندہ ہے یا مردہ ہے، یہ اس کا ٹیسٹ ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح آج مادی اعتبار سے کفر نے اتنی قوت حاصل کر لی کہ وہ سمجھتا ہے اب ہمارے سامنے کسی کو بولنے کی جرأت نہیں ہونی چاہیے، ہم جو چاہیں کسی کے ساتھ کریں، ہم سے کوئی بھی پوچھنے والا نہ ہو۔ مسلمانوں کی غیرت کو للکارنے کے لیے وہ بار بار خاکے چھاپتے ہیں اور پھر اس کو کہتے ہیں کہ ہماری تو یہ زبان کھلی ہونے کی دلیل ہے۔ ہم تو جی اس میں (Freedom of Speach) آزادیٔ اظہار کے قائل ہیں۔ تو بھائی یہ آزادیٔ اظہار تو سب کے لیے ہونی چاہیے۔ ذرا غور کریں، یہودیوں کو ایک مرتبہ بہت مارا پیٹا گیا تھا اور اس کا نام

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں رکھا ہوا ہے ہولوکاسٹ۔ اب یہ ہولوکاسٹ کے بارے میں امریکہ کا یہ قانون ہے کہ اگر کوئی بندہ کہے کہ ہولوکاسٹ غلط تھی، نہیں تھی، جھوٹی تھی، اس بات کے کرنے پر اس بندے کو جیل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اب بتائیں ایک بات کے کرنے سے کسی بندے کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے تو وہ تو قانون کے مطابق گیا جیل میں، اور ہمارے آقا ﷺ جن کے ساتھ ہمیں ایک جذباتی لگاؤ ہے، محبت ہے، ان کی شان میں اگر کوئی گستاخی کرے تو ہمارے دل پر کیا بیتتی ہے اس کا احساس کسی کو نہیں ہوتا۔

گلہ تو اپنوں سے ہے:

اور اس پہ رونے کی بات یہ ہے کہ کفار کا تو کیا گلہ کرنا وہ تو ہیں بدبخت کافر، ان کی طاقتوں سے مرعوب ہو کر جو ہمارے حکمران ہیں وہ بھی انہیں کو خوش کرنے کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اللہ ہمارے حکام کو سمجھ عطا فرمائے اور ان کو یہ عقل عطا فرمائے کہ یہ کفار تمہارے دوست نہیں، یہ نہ موت کے وقت کام آئیں گے نہ تمہیں قبر میں کام آئیں گے، نہ حشر میں کام آئیں گے، تم اکیلے رہ جاؤ گے۔ وہ ہستی جس کی شفاعت پہ اللہ رب العزت تمہیں آخرت میں کامیابی دیں گے، وہ میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ لہٰذا ہم نبی علیہ السلام کے غلام ہیں، ہم ان کی شان میں گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتے۔

ایک دردمندانہ گزارش:

ہم اپنے حکام کی خدمت میں یہی گزارش کرتے ہیں کہ ایک قانون بن چکا ہے، جسے ناموس رسالت کا قانون کہا جاتا ہے، قانون بنا دیا بنانے والوں نے، اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، اب یہ اتنی بڑی غلطی نہ کریں کہ اب یہ اس قانون کو بدلنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کوشش کریں۔ اگر یہاں بدلو گے اللہ کے دفتروں میں تمہارے ناموں کو بدل کر رکھ دیا جائے گا۔ پھر رو دو گے، تمہیں کوئی چپ کروانے والا نہیں ہو گا۔ پھر تم اپنی غلطی کا ازالہ نہیں کر سکو گے۔ اللہ رب العزت ہمیں سمجھ عطا فرمائے، ہم نبی ﷺ کی حرمت کے اوپر، عزت کے اوپر، ناموسِ رسالت کے اوپر قربان ہونے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور یہ گزارش کرتے ہیں کہ یہ ایک نازک مسئلہ ہے، عقل مندی سے کام لینا چاہیے اور فقط کفار کی خوشنودی کے لیے اسلامی قوانین میں ترامیم کرنے کی حماقت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ پوری زندگی ہمیں اپنے آقا ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق فرمائے۔ اللہ ہمارے دلوں میں ان کی محبت کو بھر دے، اس محبت کو ہم زندگی کا سرمایہ سمجھتے ہیں، اسی محبت پر ہم جینا چاہتے ہیں، اسی محبت کے اوپر ہم مرنا چاہتے ہیں اور قیامت کے دن اسی محبت کے ساتھ ہم اپنے آقا ﷺ کے ساتھ پیش ہونا چاہتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

سراپائے اقدس ﷺ

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دودمانِ قریشی کے دُرِّ ثمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اِس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

"سدرۃ المنتہیٰ" رہگذر میں تری، "قاب قوسین" گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾

(آل عمران:۹۷)

حجۃ الوداع قدم بقدم

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 5 نومبر 2019ء ۲۷ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اب ذرا سوچیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سفرِ حج میں سفر بھی فرما رہے ہیں اور امت کو دین کے احکام بھی سکھا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت بھی فرما رہے ہیں۔ تو اس پورے سفر میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک خاوند کو گھر میں کیسے رہنا چاہیے، ایک استاد کو شاگردوں میں کیسے رہنا چاہیے اور ایک پیر کو اپنے مریدوں میں کیسے رہنا چاہیے، یہ تعلیم اور تربیت ہر وقت اس طرح چلتی ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

حجۃ الوداع قدم بقدم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

آغازِ سفر:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہجرت سے پہلے دو حج فرمائے اور ہجرت کے بعد ایک حج فرمایا۔ دو حج پہلے جو تھے وہ بیعت عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانی کے موقع پر ہوئے۔ اور ہجرت کے بعد نو ہجری میں حج فرض ہوا، تو اس سال نبی ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر صحابہ کو حج کے لیے روانہ کیا۔

دسویں ہجری نبوت کا آخری سال تھا، اس میں نبی ﷺ نے خود حج فرمایا۔ روانگی چوبیس ذی القعدہ جمعرات کے دن ظہر کے بعد ہوئی۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے، ان کو نبی ﷺ نے مدینہ طیبہ میں قائم مقام بنایا۔ چونکہ باقی بڑے صحابہ حضرات رضی اللہ عنہم ساتھ تھے۔ تو ان کے ذمے لگایا کہ وہ مدینہ طیبہ میں رہیں اور وہاں کی نگرانی کریں۔

آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ سے کوچ فرما کر ذوالحلیفہ ایک جگہ ہے مدینہ طیبہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھوڑا باہر وہاں پڑاؤ ڈالا۔ تمام ازواج مطہرات اس سفر میں ساتھ تھیں، گیارہ میں سے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات مکہ مکرمہ میں ہو چکی تھی اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات بھی مقام سرف جو مکہ مکرمہ سے باہر ہے وہاں ہو چکی تھی۔ باقی نو ازواج مطہرات اس سفر میں آپ کے ساتھ تھیں۔

زیب تن احرام:

تو جس دن روانگی تھی آپ ﷺ نے ظہر سے پہلے غسل فرمایا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر تیل لگایا، ایک خوشبو ہوتی تھی، پاؤڈر کی صورت میں ذریرہ، رضی اللہ عنہا نے وہ نبی ﷺ کے بدن مبارک پر ملی۔ جس نے احرام باندھنا ہو تو اس کو محرم کہتے ہیں محرم اگر نہائے اور نہانے کے بعد جسم پہ خوشبو لگائے تو جائز ہے۔

پھر آپ ﷺ نے دو چادریں زیب تن فرمائیں، ایک چادر لپیٹ لی اور ایک چادر باندھ لی۔ ایک ازار اور ایک رداء، دونوں سفید تھیں، ان سلی تھیں، یہ احرام بن گیا۔ یہ یونیفارم ہے جس کو پہن کر بندہ اپنے پروردگار کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔ یہ تواضع کا لباس ہے، دنیا کی زیب و زینت سے ہٹ کر کفن کی مانند ہے، دو چادروں میں لپٹ کر رہنا کہ امیر غریب سارے کے سارے برابر ہو جائیں۔

تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

دنیا کے اندر تو کپڑوں کی اونچ نیچ کا فرق تو ہو سکتا ہے، وہاں جو بھی احرام میں جائے گا تو امیر کا بھی وہی لباس اور فقیر کا بھی وہی لباس۔

انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قران کا احرام باندھا۔ حج تین قسم کا ہوتا ہے، ایک ہے مکہ مکرمہ والوں کا حج، وہ لوگ احرام باندھ کر حج کرتے ہیں، ان کو عمرے کی ضرورت پیش نہیں آتی، اس کو حج افراد کہتے ہیں۔ اور جو باہر سے لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے ہیں جن کو آفاقی کہا جاتا ہے، جو میقات سے باہر رہنے والے ہوں جیسے ہم لوگ
ہیں۔ تو ہم لوگ جب احرام باندھ کر جاتے ہیں تو وہ عمرے کا احرام ہوتا ہے۔ وہاں جا
کر عمرہ کرتے ہیں تو عمرہ کرنے کے بعد اختیار ہوتا ہے کہ چاہیں تو احرام کو بال کٹوا کر
اتار دیں اور چاہیں تو اسی احرام میں حج کریں۔ جس میں احرام اتار دیتے ہیں اس کو
حج تمتع کہتے ہیں کہ اب اس کے اوپر احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں، حج کے لیے نیا
احرام وہاں سے باندھے گا۔ اور جو عمرے اور حج کو ایک ہی احرام میں اکٹھا کر لیتے
ہیں اس کو حج قران کہتے ہیں۔ تو انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قران کا احرام
باندھا۔

ظہر کے بعد یہ سفر شروع ہوا، اسی جگہ پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کی
زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے بیٹا پیدا ہوا۔ انہوں نے بیٹے کا نام محمد رکھا، محمد بن
ابوبکر۔

تلبیہ کی تلقین:

جب صحابہ چلے تو انہوں نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا، زید جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کو پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ یہ
صحابہ اونچی آواز سے تلبیہ پڑھیں۔ یعنی تلبیہ پڑھنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ اونچا
پڑھنے کی فرمائش کی گئی کہ یہ چیز ہمیں پسند ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اس کے
بعد ہم اتنا اونچا تلبیہ پڑھتے تھے کہ ہمارے منہ خشک ہو جاتے تھے۔ اونچا پڑھنے سے
مراد چلا کے پڑھنا نہیں، مرد مناسب آواز سے پڑھے اور عورتیں خاموش پڑھیں۔
محرم جتنا تلبیہ پڑھے گا اتنا اجر زیادہ پائے گا۔ چنانچہ ہر چڑھائی پہ چڑھتے ہوئے تلبیہ،
نیچے اترتے ہوئے تلبیہ پڑھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کی ناخوشی اور نبی علیہ السلام کا اندازِ تربیت:

راستے میں بیس پچیس میل کے بعد پڑاؤ ڈالا جاتا تھا، تقریباً ایک ہفتہ پورا اس سفر میں لگا۔ ایک ایسی بھی جگہ آئی جہاں ام المومنین میں سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ ذرا بیمار ہو گیا۔ اب وہ ذرا پیچھے رہتا تھا تو اس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی تیز نہیں چل سکتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک اونٹ تھا جو صحت مند تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ بدل دیا، ان کو صحت مند اونٹ دے دیا اور دوسرا اونٹ ان کو دے دیا۔ اب عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات دل میں بہت محسوس ہوئی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلے تو وہی جو صحت مند اونٹ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر اس کے ساتھ ہی چلتے رہے۔ پہلے وہاں عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہوتی تھی اور ان کو یہ سعادت ملتی تھی، اب یہ سعادت ان کو نہ ملی تو ان کے دل میں بڑا غم ہوا۔

اب ذرا سوچیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سفر میں سفر بھی فرما رہے ہیں اور امت کو دین کے احکام بھی سکھا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ صحابہ کی تربیت بھی فرما رہے ہیں۔ تو اس پورے سفر میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک خاوند کو گھر میں کیسے رہنا چاہیے، ایک استاد کو شاگردوں میں کیسے رہنا چاہیے اور ایک پیر کو اپنے مریدوں میں کیسے رہنا چاہیے، یہ تعلیم اور تربیت ہر وقت اس طرح چلتی ہے۔

چنانچہ جب جا کر رکے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا غم زدہ تھیں بات کر رہی تھیں کہ میرا اونٹ آپ نے ان کو دے دیا۔ اسی دوران صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ وہ چونکہ والد تھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: اچھا ہم ان سے پوچھ لیتے ہیں۔ اب جب ان سے پوچھنا ہے تو کسی ایک نے تو بات کرنی تھی، متکلم بننا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ! تم بات کرو گی یا میں کروں؟ تو انہوں نے آگے سے کہہ دیا کہ آپ کریں لیکن ٹھیک

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹھیک کریں، بیوی کا پیار ہی ایسا ہوتا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنا تو انہوں نے ایک تھپڑ رسید کیا اور فرمایا کہ تجھے تیری ماں روئے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک نہیں کہہ رہے؟ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر! یہ سیدھی سادی عورت ہے، یہ نیچے کھڑے ہو کر اس وادی کی بلندی کا اندازہ نہیں لگا سکتی۔ کتنی خوبصورت بات کہی! ایک بھولی بھالی عورت کو سفر کے دوران کس کا خیال رکھنا ہے کس کا نہیں رکھنا، اس کا کیا اندازہ؟ وہ تو امیرِ سفر کو پتہ ہوتا ہے۔

اونٹ کی گمشدگی اور تربیت:

ایک جگہ تھی مقام عرض، یہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ اس کے اوپر بہت سامان لدا ہوا تھا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک غلام تھے ان کے ذمے وہ لگا ہوا تھا، ان سے وہ آگے پیچھے ہو گیا۔ اب ہزاروں اونٹ تھے، پتہ نہیں چلتا تھا کہ کہاں گیا؟ بڑا ڈھونڈا نہیں ملا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بڑا دکھ، بڑا غم۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے غلام کی پٹائی کی اور اس کو یہ کہا کہ ایک ہی تو اونٹ تھا تو نے اس کا بھی خیال نہ رکھا۔ نبی علیہ السلام نے ان کو بھی سمجھایا کہ ابوبکر سختی نہ کرو! یہ معاملات تیرے اختیار میں ہے، نہ میرے اختیار میں، یہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ کی منشا تھی وہ گم ہو گیا۔

نبی علیہ السلام نے امت کو تعلیم دے رہے تھے کہ دیکھو حج کے دوران ایسے واقعات پیش آ سکتے ہیں، سامان گم ہو سکتا ہے، بندہ بیمار ہو سکتا ہے، کوئی مشکل کوئی مصیبت آ سکتی ہے، یہ سب چیزیں سفر کا ایک حصہ ہیں۔ تو بندے کو دل بڑا کرنا چاہیے تا کہ سفر کے اندر انسان برداشت کر سکے۔ جب صحابہ کو پتہ چلا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان والا اونٹ گم ہو گیا ہے تو بعض صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لیے حلوہ پیش کیا، مٹھائی

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش کی۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے قیس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سامان پیش کیا۔ اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے سامان والا اونٹ گم ہو گیا ہے آپ ہماری طرف سے یہ بستر ہے، یہ فلاں ہے، یہ ہماری طرف سے لے لیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا۔ ایک صحابی تھے صفوان رضی اللہ عنہ ان کی ایک بہت خوبصورت عادت تھی کہ وہ سفر میں چلتے ہوئے سب سے آخر میں چلتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ وہ دیکھتے تھے کہ کوئی بندہ کوئی چیز بھول تو نہیں گیا، کئی ہم جیسے بھلکڑ تو ہوتے ہیں نا، بجائے اس کے کوئی مشکل بعد میں پیش آئے وہ ساتھ ساتھ دیکھا کرتے تھے، تو ان کو وہ اونٹ مل گیا۔ تو صفوان وہ اونٹ لے کر آئے اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا وہ اونٹ مل گیا۔

صحابہ میں مسائلِ حج سیکھنے کا شوق:

تو حج کا سفر اس طرح چلتا رہا کہ اس میں مسائل کی بھی تعلیم رہی اور تربیت بھی ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ ایک جگہ شکار کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ محرم شکار نہیں کر سکتا۔ ایک صحابی تھے سراقہ، یہ وہی صحابی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو یہ آپ کی تلاش میں نکلے تھے۔ یہ اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے مگر آپ کے معجزہ کو دیکھ کر انہوں نے اسلام کو قبول کر لیا۔ انہوں نے ایک جگہ پر کہا کہ اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں حج کے احکام اس طرح سکھائیں کہ جیسے نئے سرے سے ہوتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کے دلوں میں دین کو سیکھنے کا شوق کتنا تھا؟ ان کو یہ تڑپ رہتی تھی کہ ہمیں احکامِ شریعت سکھائے جائیں اور ہم ہر عمل کو اس کے مطابق کریں۔

مخصوص ایام میں عورت کے لیے حکم:

مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ ہے مقامِ سرف، جہاں میمونہ رضی اللہ عنہا مدفون ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہاں پہنچے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو ماہانہ ایام آ گئے، رونے لگ گئیں۔ نبی ﷺ نے پوچھا: عائشہ! کیوں رو رہی ہو؟ کہا کہ حضور ﷺ! میں نے اب نماز نہیں پڑھنی اور میں مسجد میں بھی داخل نہیں ہو سکتی تو میں رو رہی ہوں کہ آپ کے ساتھ میں طواف بھی نہیں کر سکتی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اسی طرح خیمے کے اندر رہنا اور جب تم غسل کر لو گی اس کے بعد پھر تم اپنا عمل کرنا۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ:

چنانچہ نبی علیہ السلام ''ذی طوی'' ایک جگہ ہے، وہاں پہنچے اور آپ نے وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ ۴ ذی الحجہ صبح کے وقت نبی علیہ السلام اعلیٰ مکہ سے داخل ہوئے۔ مکہ مکرمہ کی ایک سائیڈ ذرا نیچی ہے نشیب میں ہے، اسے مسفلہ کہتے ہیں اور دوسری سائیڈ پہاڑی پر ہونے کی وجہ سے ذرا اونچی ہے، یہ صفا مروہ والی سائیڈ ہے، اس کو اعلیٰ مکہ کہتے ہیں۔ یہ بھی مزے کی بات ہے کہ نبی ﷺ کا اپنا مبارک گھر اور مولد مبارک جہاں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تھی، وہ اعلیٰ مکہ کی طرف ہے۔ تو ایک فطری طریقہ ہے کہ جب بندہ شہر میں داخل ہونے لگتا ہے تو جدھر کو گھر کا راستہ ہوتا ہے ادھر سے داخل ہوتا ہے، تو آپ ﷺ بھی اعلیٰ مکہ سے داخل ہوئے۔

حرم شریف میں داخلہ:

باب السلام سے نبی علیہ السلام حرم شریف میں داخل ہوئے، یہ صفا اور مروہ کے درمیان ایک دروازہ ہے، اس کا نام ہے باب السلام۔ مستحب بھی یہی ہے کہ جو آدمی عمرے پہ جائے تو باب السلام سے داخل ہو۔ تو نبی ﷺ باب السلام سے داخل ہوئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کعبے پہ پڑی جب پہلی نظر:

چنانچہ نبی علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ چنانچہ محدثین نے لکھا ہے کہ بیت اللہ شریف پر جب پہلی نظر پڑتی ہے تو جو دعا مانگی جائے اللہ اس کو قبول فرما لیتے ہیں۔ پہلی نظر پر کوئی کچھ مانگتا ہے، کوئی کچھ مانگتا ہے۔ کسی نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! بیت اللہ پر پہلی نظر پڑے تو کیا مانگنا چاہیے؟ تو وہ تو فقیہ تھے، انہوں نے ایک عجیب بات فرمائی، کہنے لگے کہ پہلی نظر میں یہ دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ! مجھے مستجاب الدعوات بنا دیجیے۔ مطلب کہ آج کے بعد میں جو دعا مانگوں میری ہر دعا کو قبول فرما لیجیے۔ دعا تو ایک ہے مگر ایک دعا میں پوری زندگی کی دعائیں شامل ہو گئیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ شریف کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک آنکھوں میں آنسو تھے۔ فطری چیز ہے محبوب کی جگہ پر آ کر محبت جوش مارتی ہے۔

طواف سے ابتدا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ پہلے وقت کی نماز ادا فرمائی تھی، مسئلہ یہ ہے کہ جب محرم (احرام والا بندہ) حرم کے اندر داخل ہو اور اس نے وقت کی نماز ادا کی ہوئی ہو تو اب وہ نفلیں نہیں پڑھے گا، اب اس کے لیے اعلیٰ یہی ہے کہ وہ جائے اور طواف کرے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ محفل میں جب کوئی آئے تو بہتر یہی ہے کہ مجلس میں جو صدر مجلس ہو پہلے اس سے مصافحہ کرے۔ تو یہ محرم آدمی تو آیا ہی اللہ کے گھر کا طواف

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے سب سے پہلے طواف شروع کیا۔

استقبال، نیت اور استلام:

اب طواف شروع کرتے وقت تین کام کرنے ہوتے ہیں:

ایک کو کہتے ہیں استقبال،

دوسرے کو کہتے ہیں نیت،

اور تیسرے کو کہتے ہیں استلام۔

استقبال کا مطلب ہے متقابل ہونا، جس جگہ حجر اسود ہے طواف کرنے والا سب سے پہلے اس کے آمنے سامنے آ کر کھڑا ہوتا ہے، اس کو استقبال کہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد طواف کی نیت کرنی ہوتی ہے۔ جیسے انسان ہاتھ اٹھا کر نماز کی نیت کرتا ہے اسی طرح طواف کی نیت کرتے ہیں، نیت کر کے پھر پڑھنا ہوتا ہے۔

بسم الله الله اكبر۔

تیسرا ہے استلام۔ استلام کا مطلب ہے حجر اسود کا بوسہ دینا اگر انسان حجر اسود کے قریب ہو تو حجر اسود کو بوسہ دے دور ہو تو اشارے سے بوسہ دے۔

استلام کے معارف:

حدیث مبارک میں ہے کہ حجر اسود يَمِينُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ "زمین میں اللہ کا دایاں ہاتھ ہے" جس نے حجر کو بوسہ دیا اس نے گویا اللہ رب العزت کے دائیں ہاتھ کو بوسہ دیا۔ دستور تو یہی ہے نا کہ محبوب سے ملنے کوئی جائے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ میں ملوں اور اس کے ہاتھوں کو بوسہ دوں، تو اللہ تعالیٰ نے محبت کے جذبے کے اظہار کے لیے یہ عمل بھی مشروع فرما دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بعض اکابر نے یہ بات لکھی کہ نبی ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور بڑی دیر تک آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہونٹ اس پر رکھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو وہ بڑے حیران ہوئے۔ تو اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ جب بھی عمرے کے لیے جاتے اسی طرح بوسہ لیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے فرمایا:

حجر اسود! تو تو ایک پتھر ہے، ہم مسلمانوں کو پتھر سے کیا کام؟ مگر میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ وہ تمہیں بوسہ دے رہے تھے، میں نبی ﷺ کے بوسے کو تمہارے اوپر بوسہ دیتا ہوں۔

تیرے بوسے کو ہم دیتے ہیں بوسہ حجر اسود پہ
وگرنہ کام کیا تھا ہم مسلمانوں کو پتھر سے

ہم پتھر کے پوجنے والے تو نہیں، ہم تو بوسہ دیتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہاں بوسہ دیا تھا۔

یہاں پر عارفین نے ایک نکتہ لکھا کہ نبی ﷺ نے جو یہ بوسہ دیا، یہ امت کے لیے ایک عمل چھوڑ دیا کہ دیکھو تم میں سے بہت سارے لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے وہ میرے ساتھ بیعت نہیں کر سکیں گے، لیکن اگر وہ آ کر حجر اسود کو بوسہ دیں گے، استلام کریں گے تو یوں سمجھو کہ ان کو مجھ سے غائبانہ بیعت کرنے کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ اس لیے حجر اسود کے بارے میں علما نے لکھا ہے کہ جو انسان کے قلب کی کیفیت ہو وہ حجر اسود کے اندر محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور آج کل تو ویڈیو کیمرے نے اس کو سمجھنا آسان کر دیا۔ جس طرح ویڈیو کیمرہ منظر کو محفوظ کر لیتا ہے، بالکل اسی طرح حجر اسود بھی اس مؤمن کے دل کی کیفیت کو محفوظ کر لیتا ہے، اس کا ایکسرے ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن اس کیفیت کے ساتھ انسان اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہو گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اب آپ سوچیے کہ حجر اسود کے سامنے جاتے ہوئے دل کی کیفیت کیا ہونی چاہیے؟ ہجوم کی وجہ سے ہر بندہ تو حجر اسود کو بوسہ نہیں دے سکتا، بہت رش ہو جاتا ہے، لہٰذا شریعت نے ایک حکم دیا کہ تم جہاں بھی ہو بس اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو بوسہ دے دو تو تمہارا استلام ہو گیا۔ تو یوں سمجھیں جیسے ہم بچے کو خوش ہو کر ہوائی بوسہ دے لیتے ہیں تو بچہ محسوس کرتا ہے کہ مجھے گویا بوسہ مل گیا، تو حجر اسود کو دور سے فلائینگ کس کرنے کا دوسرا نام استلام ہے۔ تو یہ تین کام کرنے ہوتے ہیں، استقبال، استلام، اور نیت۔ اب نیت کرنے کے بعد طواف شروع ہو گیا۔

اضطباع اور رمل:

نبی ﷺ نے اس طواف میں دو کام اور بھی کیے۔ ایک کام تو یہ کیا کہ آپ ﷺ نے اپنے دائیں کندھے کو ننگا کر لیا، یعنی احرام کو دائیں کندھے سے نیچے سے اوپر لے گئے، اس کو کہتے ہیں اضطباع۔ بعض حاجی لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ جیسے ہی احرام باندھا وہ اس کندھے کو مستقل ننگا ہی رکھتے ہیں، یہ غلطی ہے۔ ہر وقت ننگا نہیں رکھنا ہوتا، جب طواف شروع کرتا ہے اس وقت اس کو ننگا رکھنا ہے، ورنہ تو کندھا کور ہونا چاہیے۔ تو اضطباع طواف کے ساتوں چکروں میں رہتا ہے۔

اور ایک عمل آپ ﷺ نے رمل کا کیا۔ رمل کہتے ہیں، ذرا ہمت کے ساتھ جیسے پہلوان طاقت کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے، ایسے قدم اٹھانا۔ تو نبی ﷺ نے تین چکروں کے اندر رمل بھی فرمایا۔ تو رمل تین چکروں میں اور اضطباع سات چکروں میں رہا اور اس طرح نبی علیہ السلام نے طواف فرمایا۔

پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل ادا کیے۔ پھر اسکے بعد زم زم کے کنویں پہ تشریف لے آئے، اور آپ ﷺ نے زم زم نوش فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سعی:

پھر آپ ﷺ مقامِ صفا کی طرف روانہ ہوئے اور صفا اور مروہ کے درمیان آپ ﷺ نے سعی فرمائی۔ اور دو جگہیں جن کو میلین اخضرین کہتے ہیں، جہاں آج کل سبز لائٹیں لگی ہوئی ہیں، آپ ﷺ اس کے درمیان پھر دوڑے بھی تھے۔

تکمیلِ عمرہ:

طواف بھی ہو گیا اور سعی بھی ہو گئی، تو عمرے کے ارکان مکمل ہو گئے، جو بڑے رکن تھے وہ مکمل ہو گئے۔ اب کچھ صحابہ نے تو حلق کروا لیا یعنی بال کٹوا کر احرام اتار لیا، نبی ﷺ نے احرام نہیں اتارا اور آپ ﷺ کی اقتدا میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی احرام نہیں اتارا، گویا ان کا بھی قران کا احرام تھا۔ تو آپ ﷺ اس کے بعد خیموں میں جو مکہ سے باہر لگے ہوئے تھے وہاں تشریف لے آئے اور بقیہ چار دن آپ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا۔ روزانہ حرم میں تشریف لے جاتے تھے اور واپس آ جاتے تھے۔

یومِ ترویہ:

سات ذی الحجہ کو یوم ترویہ کہتے ہیں یعنی پانی جمع کرنے کا دن۔ کیونکہ اس زمانے میں پانی تو بہت کم ہوتا تھا، اگر کوئی جگہ تھی تو وہ زم زم کا چشمہ اور وہی سب نے بھرنا ہوتا تھا اور جب منیٰ اور عرفات جاتے تھے تو یہی پانی ساتھ لے کر جاتے تھے۔ اس لیے سات ذی الحجہ یوم ترویہ کہا جاتا ہے۔ تو صحابہ نے اس دن اپنے ساتھ زم زم بھر لیا تا کہ پینے کے لیے کام آتا رہے۔

علما نے مسئلہ لکھا ہے کہ زم زم کو پینا بھی جائز اور وضو بھی جائز اس کے علاوہ اور

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی ضرورت ناجائز ہے۔ اور دو پانی ہیں جن کو کھڑے ہو کر پی سکتے ہیں، ایک زم زم کو اور دوسرا وضو کے بچے ہوئے پانی کو، باقی پانی کو بیٹھ کر پینا چاہیے۔

پہلا خطبہ حج:

سات ذی الحجہ کو نبی ﷺ نے بیت اللہ کے قریب خطبہ دیا یہ حج کا پہلا خطبہ ہے۔ پانچ خطبے حج میں دیے جاتے ہیں، پہلا خطبہ سات ذی الحجہ کو دیا اور اس میں نبی ﷺ نے قرب قیامت کی علامات بتائیں کہ قرب قیامت میں کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے پوری تفصیل سے یہ علامات بتائیں کہ قیامت سے پہلے یہ علامات ہونگی اور یہ علامات ہونگی جن کو آج ہم اپنی آنکھ سے پورا ہوتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔

منیٰ روانگی:

جب آٹھ ذی الحجہ ہوا تو اس وقت جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے احرام کھولا ہوا تھا، جو حج تمتع کر رہے تھے، انہوں نے حج کے لیے احرام باندھ لیا اور جو قران کا احرام باندھ چکے تھے وہ تو پہلے ہی محرم تھے۔ تو ۸ ذی الحجہ کو نبی ﷺ منیٰ کے لیے روانہ ہوئے۔

سنت یہ ہے کہ آٹھ ذی الحجہ کو احرام کے ساتھ ظہر سے پہلے منیٰ پہنچ جائیں، یہ سنت ہے۔ پھر اس کے بعد ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر یہ پانچ نمازیں منیٰ میں ادا کرتے ہیں۔ رات منیٰ میں گزارتے ہیں۔ یہ جمعرات کا دن تھا، نبی ﷺ ظہر سے پہلے پہنچ گئے اور رات وہیں قیام فرمایا۔ اس رات میں سورۃ المرسلات نازل ہوئی، سورۃ المرسلات جس جگہ پر نازل ہوئی اس کا نام غارِ مرسلات ہے۔

عرفات روانگی:

اگلا دن یعنی ۹ ذی الحجہ جمعہ کا دن تھا تو نبی ﷺ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

منیٰ سے عرفات کی طرف تشریف لے گئے۔ ظہر سے پہلے عرفات میں پہنچ جانا یہ سنت ہے۔ تو آپ ﷺ جب عرفات پہنچے تو وہاں پر آپ ﷺ نے تھوڑی دیر آرام فرمایا اور غسل فرمایا۔

وقوفِ عرفات:

پھر اس کے بعد نبی علیہ السلام نے صحابہ کو فرمایا کہ اب تم وقوف کرو۔ وقوف کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان اس وقت اللہ رب العزت سے دعائیں مانگے۔ کھڑے ہو کر بھی دعائیں مانگ سکتا ہے، بیٹھ کر بھی مانگ سکتا ہے، لیٹ کر بھی مانگ سکتا ہے۔ ۹ ذی الحجہ کا دن، یومِ عرفہ یا حج کا دن کہلاتا ہے، اللہ رب العزت کے نزدیک یہ بہت محبوب دن ہوتا ہے، یہ مغفرت کا دن ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شیطان کو اتنا ذلیل ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا سوائے بدر کے دن کے یا عرفہ کے دن۔ یہ بدر کے دن ذلیل ہوا تھا یا عرفہ کے دن ذلیل ہوتا ہے، سر پہ مٹی ڈالتا ہے، چلاتا ہے کہ میری تو سالوں کی محنت ضائع ہو گئی۔ اور اللہ رب العزت آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں، کیا مطلب کہ اللہ کی رحمت قریب ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یوم عرفہ حاجیوں کے لیے بھی مغفرت کا دن ہے اور اہلِ انصار کے لیے بھی مغفرت کا دن۔ یہ نہیں کہ صرف حاجیوں کی دعا قبول ہوتی ہے ان کی تو ہوتی ہی ہے اس دن کی برکت سے کہیں بھی اگر دعا مانگیں تو دعا قبول ہوتی ہے۔

یہ یومِ عرفہ، عرفات کا دن یومِ الست ہے، چنانچہ مفسرین نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے عالمِ ارواح میں عہد لیا تھا۔

﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ﴾ ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟“

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ یوم الست جو ہوا تھا یہ عرفہ کے دن ہوا تھا اور اسی دن کو اللہ نے اولاد آدم کے لیے مقرر کیا کہ تم سب اگر اس دن میں عرفات میں آ کر دعا مانگو گے ہم تمہاری اس توبہ کو قبول فرمالیں گے۔

اللہ کی شان دیکھیے کہ حج کہتے ہیں عرفات میں حاضری کو۔ یہ حج کا رکن اعظم ہے۔ احرام باندھنے کے بعد حج کے دو بڑے رکن ہیں، ایک عرفات کا وقوف ہے۔ چنانچہ ظہر سے لے کر مغرب سے پہلے تک جو بندہ بھی عرفات میں پہنچ گیا سوتا ہو یا جاگتا ہو، صحت مند ہو یا بیمار ہو، مرد ہو یا عورت ہو تو اس کا وقوف ہو جاتا ہے۔ یہ دین اسلام کی حکمت ہے، اگر شریعت کہتی کہ حج نام ہے وہاں جا کر دو رکعت نفل پڑھنے کا تو سوچو کیا حشر ہوتا؟ ہم جیسے تو کئی وضو کرتے رہتے اور نمازیں ختم ہو جاتیں اور کتنی عورتیں ایسی ہوتیں کہ جب وہاں پہنچتیں تو نماز پڑھنے کی حالت میں نہ ہوتیں تو ان کے حج کا کیا ہوتا؟ تو اللہ رب العزت نے کیا آسانی فرمادی کہ حج ہے ۹ ذی الحجہ کو احرام کے ساتھ عرفات کے اندر جمع ہونے کا اور اللہ سے دعائیں مانگنے کا۔ چنانچہ یہ دن حاجی کی زندگی کا بہت قیمتی دن ہوتا ہے، جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں۔

نبی ﷺ کی ایک مشفقانہ دعا:

نبی ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا اندازہ لگایئے کہ آپ ﷺ نے ایک دعا مانگی، وہ ایسی دعا ہے کہ پڑھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔ اگر معاملہ میرے اور آپ کے درمیان ہوتا تو ہماری جھوٹی زبانوں سے نکلی دعائیں قبول ہوتیں یا نہ ہوتیں، مگر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے اپنے رحمۃ للعالمینی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک دعا مانگی:

> اے اللہ! حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کی مغفرت کی حاجی دعا کریں اس کی بھی مغفرت فرما۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت تک کے لیے جو بندہ بھی حج کرے گا، اس کے لیے محبوب ﷺ کی دعائیں ہیں اور جو وہ دعائیں کرے گا اور جن کے لیے یہ دعائیں مانگے گا ان کو بھی میرے آقا ﷺ کی رحمت کا سایہ حاصل ہے۔ ان کے حق میں بھی دعائیں قبول ہوں گی۔

خطبہ حج:

اور پھر آپ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی ادا فرمائیں، اس کو جمع بین الصلوتین کہتے ہیں، دو نمازوں کو اکٹھا کرنا۔ آپ ﷺ نے خطبہ دیا، یہ حج کا دوسرا خطبہ تھا۔

نبی ﷺ نے اس خطبے میں یہ فرمایا تھا کہ لوگو! اس مجلس کے بعد، اس سال کے بعد، پھر ہم اور تم اکٹھے نہیں ہوں گے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کے رو پڑے تھے، سمجھ گئے تھے کہ شاید میرے آقا ﷺ کی اب روانگی کا وقت قریب ہے۔ پھر نبی ﷺ نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا کہ لوگو! میں نے سود کو ختم کر دیا، خون بہا معاف کر دیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آپس میں باہمی حقوق کی پامالی نہ کرو، ایک دوسرے کی حق تلفی مت کرو۔ آپ ﷺ نے عورتوں کے حقوق کے بارے میں فرمایا کہ ان کے حقوق ادا کرو اور یہ بھی فرمایا کہ تم دین کے اوپر جمے رہو۔

کچھ متفرق واقعات:

......اسی دن یہ آیتیں نازل ہوئی۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

......آپ ﷺ سواری پر تھے تو ام الفضل صحابیہ ہیں، انہوں نے نبی ﷺ کو دودھ پیش کیا، نبی علیہ السلام نے دودھ نوش فرمایا۔

......پھر آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کے سوالوں کے جواب دیے، نجف کے لوگوں نے پوچھا تھا کہ

ما الحج حج کیا ہے؟

تو نبی ﷺ نے فرمایا: العرفۃ کہ عرفات کا وقوف، اس کا دوسرا نام حج ہے۔

......ایک خوش نصیب صحابی ایسے تھے کہ احرام کی حالت میں ان کی وفات ہوگئی تو ان کو دفن کیا گیا اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ قیامت کے دن احرام کی حالت میں تلبیہ پڑھتے ہوئے اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔

مزدلفہ روانگی:

جب مغرب کا جب وقت ہوگیا تو اس کے بعد آپ ﷺ عرفات سے واپس مزدلفہ کی طرف تشریف لائے۔ اب عجیب بات یہ کہ عرفات میں عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ادا کر لیتے ہیں اور جب وہاں سے مغرب کے قریب خروج ہوتا ہے تو حکم فرمایا کہ تم مغرب کے وقت میں مغرب کی نماز نہیں پڑھ سکتے، تم چلو مزدلفہ وہاں جا کر عشا کی نماز کے ساتھ مغرب کو ملا کر پڑھو۔ تو ایک جگہ نماز کو مقدم فرما دیا دوسری جگہ نماز کو مؤخر کروا دیا۔ حکم یہ دینا تھا کہ ہماری منشاء کو سمجھو اس کی تم پیروی کرو جو حکم ہم نے دینا ہے تم نے ماننا ہے۔ ہم نے حکم دیا وقت پر ادا کرو تم وقت پہ پڑھو، ہم نے حکم دیا کہ تم عصر کو ظہر کے ساتھ اکٹھا پڑھو تو تم اکٹھا پڑھ لو۔ ہم نے کہا تم مغرب کو مؤخر کر کے عشا کے ساتھ پڑھو تو تم ایسا کر لو۔ بندگی سکھائی کہ تم سر تسلیم خم کر دینا، سر جھکا دینا۔ اب اس میں کئی بندے ہوتے ہیں عقل کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، عقل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بات نہیں آتی ، تو عقل کو ایک طرف رکھو، دو شریعت کا جہاں حکم ہے سر جھکا دو، اسی کا نام بندگی ہے۔

قبولیتِ حج کی بشارت:

جب نبی ﷺ نے حج فرمایا تو آپ ﷺ نے ایک بات ارشاد فرمائی: اللہ تعالیٰ نے نیکوکاروں کے حج کو قبول فرمالیا اور گناہگاروں کو اللہ نے نیکوں کو ہبہ فرما دیا۔ یعنی گناہگاروں کا حج بھی نیکوکاروں کے صدقے اللہ نے قبول فرمالیا۔

مشہور واقعہ ہے کہ ستر ہزار لوگوں نے حج کیا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے آپس میں گفتگو کر رہے تھے، ایک فرشتے نے دوسرے سے حج کا احوال پوچھا تو اس نے کہا کہ سات بندوں کے حج قبول ہوئے۔ تو وہ بڑا حیران ہوا اور حیرت سے کہا کہ حاجی تو ستر ہزار تھے اور حج صرف سات کے قبول ہوئے۔ اس نے کہا کہ حج تو سات کے قبول ہوئے مگر ہر بندے کے صدقے اللہ نے ایک ہزار کے حج کو قبول کر لیا۔

وقوفِ مزدلفہ:

جب آپ ﷺ مزدلفہ تشریف لائے تو وہاں جو عورتیں تھیں، بچے تھے، بوڑھے تھے، بیمار تھے، ان کو آگے منیٰ روانہ فرما دیا لیکن ان کو فرمایا کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو تم نے شیطان کو کنکریاں نہیں مارنیں۔ اور خود آپ ﷺ نے مزدلفہ کے اندر قیام کیا۔ حاجی کے حق میں مزدلفہ کی رات شبِ قدر کی مانند اہم اور قیمتی ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ اس رات میں کھلے آسمان کے نیچے ﴿عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾ قرآن پاک میں تذکرہ ہے ایک مسجد ہے جس میں آپ ﷺ نے قیام کیا۔ حاجی یہاں قیام کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور پھر فجر کی نماز اس میں پڑھنے کے بعد وہاں وقوف ہوتا ہے۔ یہ وقوف تھوڑی دیر کا ہوتا ہے، دس پندرہ منٹ کا، اس میں بھی دعا مانگی جاتی ہے۔

تلافیٔ حقوق العباد کی دعا اور اس کی قبولیت:

نبی ﷺ نے جب یہاں دعا مانگی تو اس کے بعد آپ ﷺ مسکرائے۔ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حیران ہوئے کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ مسکرا رہے ہیں؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میں نے اللہ تعالیٰ سے عرفات میں دعا مانگی تھی: اے اللہ! جو حاجی بھی یہاں آئے اس کے حقوق اللہ کو بھی معاف فرما دیجیے اور حقوق العباد کو بھی معاف فرما دیجیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے میدان عرفات میں یہ وعدہ فرما لیا کہ جو حج کے لیے آئے گا میں اس کے حقوق اللہ کو معاف کر دوں گا، حقوق العباد اس کو بندوں سے معاف کروانے پڑیں گے۔ مگر میں یہی دعا مانگتا رہا اور مزدلفہ کی رات بھی میں نے اللہ سے یہ دعا مانگی اور پھر میں نے یہ کہا کہ اللہ آپ اس پر قادر ہیں کہ حق والوں کو ان کا حق اپنی طرف سے اتنا دے دیں کہ وہ ان کو معاف کر دے۔ تو اللہ رب العزت نے مزدلفہ کی رات میری یہ دعا بھی قبول فرما لی۔ میرے محبوب ﷺ! آپ اتنا جو میرے سامنے فریادیں کر رہے ہیں جو حج کرنے آئے ان کے حقوق اللہ بھی معاف کر دوں اور حقوق العباد بھی۔ تو میں ان بندوں کو اتنا اجر دے دوں گا کہ وہ خوش ہو جائیں گے اور اپنا حق معاف کر دیں گے۔ اب حقوق العباد معاف کروانے کا کیا مطلب؟ یہ نہیں ہے کہ میں نے کسی کے دس لاکھ دینے تھے، اب حج کر لیا بس دینے کی کیا ضرورت ہے؟ معاف ہو گیا۔ معافی اس کو نہیں کہتے بلکہ معاف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے قرض دینا تھا اور دے نہیں سکے تھے، دیر کر دی۔ تو ایک تو ہے قرض لوٹانا یہ تو فرض ہے۔ دیر کرنے کا جو گناہ ہے اس کو معاف کر دیں گے۔ تو حقوق العباد تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پورے کرنے پڑتے ہیں، اس میں کوتاہی سے جو دوسرے کو اذیت ملی اللہ اس کو معاف کروا دیں گے۔ چنانچہ اللہ نے رحمت فرمائی کہ نبی ﷺ کی دعاؤں کو قبول فرمایا۔

وادیٔ محسر سے گزر:

پھر جب اگلا دن ہوا وقوف کرنے کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کی طرف تشریف لائے۔ راستے میں ایک وادی ہے اس کو وادی محسر کہتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ابرہہ کا ہاتھیوں والا لشکر آیا تھا، اور اللہ نے پرندوں کے ذریعے سے ہاتھیوں کے لشکر کو وہاں پر برباد کروا دیا۔ تو آپ ﷺ جب وہاں سے گزرنے لگے تو آپ نے سواری کو ذرا تیز فرما دیا۔ تو امت کو ایک مسئلہ معلوم ہو گیا کہ جس جگہ پر اللہ کا عذاب اترا ہو اس کو سیرگاہیں بناتے بلکہ وہاں سے جلدی سے گزر جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب میں مبتلا نہ فرمائے۔

منیٰ تشریف آوری اور رمی:

تو آپ ﷺ جب منیٰ تشریف لائے تو منیٰ میں آپ ﷺ نے سب سے پہلے جو آخری شیطان ہے، اس کو رمی کی۔ وہاں پر شیطان کی تین پوزیشنیں ہیں: ایک ہے اولیٰ، ایک وسطیٰ، ایک اخریٰ۔ یعنی پہلا دوسرا اور تیسرا۔ لوگوں نے اپنی سہولت کے لیے اس کا نام رکھا ہوا چھوٹا شیطان، بڑا شیطان، درمیانہ شیطان۔ ہیں تو سارے بڑے، چھوٹا تو کوئی نہیں ہے، بدبخت ہیں سب۔ مگر اپنی یادداشت کے لیے لوگوں نے نام رکھ لیے ہیں۔ تو جو آخری ہے اس کو اس دن رمی کی جاتی ہے۔ رمی کہتے ہیں کنکریاں مارنا۔ نبی علیہ السلام جب مزدلفہ سے چلے تو آپ ﷺ نے اس وقت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ آپ کنکریاں چن لیں۔ تین دن جو کنکریاں ماری جاتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، مزدلفہ میں ان کا چننا یہ سنت عمل ہے۔ وہ کنکریاں بڑی نہیں ہوتیں، بڑے بڑے پتھر نہیں ہوتے۔ موٹے چنے کا دانہ جو پلاؤ میں ڈالتے ہیں، اس کے بقدر وہ کنکری ہوتی ہے، یہ سنت کے زیادہ قریب ہے، یہ اسی زمین میں سے ہونی چاہیے۔ تو یہ کنکریاں وہیں سے چن لیتے ہیں اور ان کو اپنے پاس رکھ کر شیطان کو مارتے ہیں، یہ ایک سنت عمل ہے۔

لطائف در عمل رمی:

اس عمل میں اصل تو یہ ہے کہ شیطان سے اپنی نفرت کا اظہار کرنا ہوتا ہے مگر کنکریاں مارنے کے ساتھ اب کئی دوستوں کا کنکریاں مار کے جی نہیں بھرتا تو پھر وہ کیا کرتے ہیں کہ کنکریاں مارنے کے بعد وہ جوتا اتار کے مارتے ہیں۔ تو کئی دفعہ دیکھا کنکریاں مارنے کی جگہ جوتوں کا ڈھیر لگا ہوتا ہے۔

عجیب تماشے ہوتے ہیں، ایک مرتبہ ایک صاحب کنکریاں مارتے مارتے شیطان کے ساتھ ہی لپٹ گئے اور دوسرے لوگ اس کو بھی کنکریاں مار رہے تھے۔ جو شیطان کے ساتھ لپٹے گا تو وہ بھی کنکریاں کھائے گا۔

اور ایک صاحب ماشاء اللہ انہوں نے شیطان کو کنکریاں ماری تھیں، سات کنکریاں ماری ہوتی ہیں تو انہوں چھ کنکریاں ماریں اور ساتویں جیب میں ڈال لی، کسی نے کہا کہ ساتویں کیوں نہیں ماری تو کہنے لگا کہ اسکی ایک بہن میرے گھر میں ہے جا کر اس کو ماروں گا۔ وہ بے چارہ بیوی سے تنگ تھا۔

شیطان کو جوتے مارنے سے اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی سنت عمل سے تکلیف ہوتی ہے، سنت کے مطابق چھوٹا سا پتھر مارنا ایسا ہی ہے جیسے پستول کی گولی کسی کو ماردی۔ لہٰذا سنت طریقے سے اس کو مارے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رمی کا ثواب:

یہ رمی اتنا بڑا عمل ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ہر کنکری کے بدلے اللہ تعالیٰ اتنا بڑا گناہ معاف کر دیتے ہیں کہ اگر معاف نہ ہوتا تو اس بندے کے لیے یقیناً جہنم میں جانے کا سبب بنتا۔ تو اصل میں شیطان کو کنکریاں مارنا اپنی نفرت کا اظہار ہے۔ جس کو کہتے ہیں: اَلْحُبُّ لِلّٰہِ اللہ کے لیے محبت، یہ تو ایمان والوں کے لیے، اور اَلْبُغْضُ لِلّٰہِ اللہ کے لیے بغض، یہ شیطان کے لیے۔ تو مومن شیطان سے دلی نفرت کرتا ہے اور اس کو کنکریاں مارتا ہے۔

ترتیب مناسک کا حکم:

نبی ﷺ نے پہلے کنکریاں ماریں، پھر قربانی کی اور قربانی کرنے کے بعد حلق کروایا۔ اب یہ تین عمل ہیں کنکریاں مارنا، قربانی کرنا اور پھر حلق کروانا۔ تو امام اعظم رحمہ اللہ نے کہا کہ ان تینوں کے درمیان ترتیب بھی واجب ہے، کہتے ہیں: اگر ترتیب واجب آگے پیچھے ہوگئی تو دم دینا پڑتا ہے۔

چنانچہ اس کا ثبوت قرآن مجید سے بھی ملتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ﴾ (البقرۃ: ۱۹۶)

"جب تک قربانی نہ کرلے اس وقت اپنے بال نہ کٹوائے"

تو یہ تین عمل کرنے پڑتے ہیں، شیطان کو کنکریاں مارنا، پھر اس کے بعد قربانی کرنا، پھر اس کے بعد حلق کروالینا، یعنی بال کٹوالینا۔

موئے مبارک کا تحفہ:

ایک صحابی تھے معمر بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ، انہوں نے نبی ﷺ کے موئے

www.besturdubooks.wordpress.com

مبارک کاٹے۔ نبی علیہ السلام کے بال مبارک بڑے تھے۔ جب آپ ﷺ نے حلق کروایا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے آپ ﷺ نے ان کے ذمے لگایا کہ یہ میرے بال صحابہ میں تقسیم کردو۔ چنانچہ یہ موئے مبارک جو ہم کہتے ہیں مختلف جگہوں پر آج بھی محفوظ ہیں، یہ وہی ہدیہ ہے نبی ﷺ کا۔ اصل میں نبی علیہ السلام نے حج کے دو مہینے کے بعد دنیا سے پردہ فرمانا تھا تو آپ ﷺ نے اپنی یاد کے لیے، محبت کے لیے تالیفِ قلب کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم میں وہ بال تقسیم کروا دیے۔

حفاظتِ نظر کی تربیت:

جب آپ ﷺ مزدلفہ سے روانہ ہوئے تھے تو فضل رضی اللہ عنہ پیچھے تھے، نوجوان تھے۔ یہ نبی ﷺ کے پیچھے سواری کے ردیف تھے۔ راستے میں ایک عجیب بات ہوئی کہ راستے میں قبیلہ خُثعم کی ایک عورت تھی وہ مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی تھی تو فضل نے ان کی طرف دیکھا، عورت نے ان کی طرف دیکھا، تو نبی علیہ السلام نے فضل کو زبان سے کچھ نہیں کہا صرف ان کا سر پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا۔ ذرا غور کیجیے! اس میں کتنی بڑی حکمت تھی، اگر آپ ﷺ یوں فرماتے کہ بدنظری نہ کرو تو گویا ان کے ایک عمل پر نبی ﷺ کی گواہی پڑ جاتی۔ تو آپ ﷺ نے زبان سے کچھ نہیں فرمایا بس ان کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ میں بھول گیا ہوں، مجھے آنکھوں کی حفاظت کرنی ہے۔

حجِ بدل کا مسئلہ:

اس عورت نے مسئلہ یہ پوچھا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! کوئی اپنے والد کی طرف سے بھی حج کر سکتا ہے۔ تو نبی ﷺ نے اس سے کہا کہ اگر تمہارے والد پر کسی کا

www.besturdubooks.wordpress.com

قرض ہو اور تمہارا والد فوت ہو جائے تو کیا وہ قرض کوئی دوسرا ادا کر سکتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ جی کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ حج بھی اسی طرح جس کے اوپر فرض ہے اور وہ ادا نہیں کر سکا تو بعد والوں کو چاہیے کہ وہ اس کی طرف سے حج کو ادا کریں، یوں نبی ﷺ نے گویا اس مسئلے کو واضح فرما دیا۔

سقوطِ تلبیہ:

جب شیطان کو پہلی کنکری ماری جاتی ہے تو اس وقت تلبیہ پڑھنا بند ہو جاتا ہے، یعنی احرام باندھنے کے بعد لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ شروع ہو جاتا ہے اور اس کو پڑھتے رہتے ہیں اور پہلی کنکری مارنے کے بعد تلبیہ پھر ساقط ہو جاتا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع:

نبی ﷺ نے یہاں پر پھر ایک خطبہ دیا اس کو کہتے ہیں یوم نحر کا خطبہ کیونکہ اس دن قربانی کی جاتی ہے، پانچ خطبے سنت ہیں: ایک سات ذی الحجہ کو یوم ترویہ کا خطبہ، پھر ایک یوم عرفہ کا خطبہ اور دس ذی الحجہ کو یوم نحر کا خطبہ۔ نبی ﷺ نے اس دن خطبہ دیا اور اس خطبے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ

((فَلْيُبَلِّغُوا الشَّاهِدُ الْغَائِبَ))

''کہ تم میں سے جو حاضر ہے، وہ میرے اس پیغام کو ان تک بھی پہنچا دے، جو یہاں پر حاضر نہیں ہیں۔''

اس خطبے کو حجۃ الوداع کا خطبہ کہا جاتا ہے۔ حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے اس موقع پر صحابہ کو الوداع بھی کہا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی:

جب قربانی کرنے کا وقت آیا تو نبی ﷺ نے کُل سو اونٹ قربان کیے، تریسٹھ اونٹ تو نبی علیہ السلام نے قربان کیے اور بقیہ اونٹوں کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ میری طرف سے قربانی کر دیجیے۔ اس کی تفصیل علما نے لکھی ہے کہ نبی ﷺ نے تیس اونٹ تو خود قربان فرمائے بغیر کسی کی مدد کے، ۳۳/ اونٹوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاونت کی تو تریسٹھ ہو گئے اور ۳۷/ اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود قربان کیے نبی علیہ السلام کی طرف سے۔ پانچ پانچ اونٹ گروہ کی شکل میں لائے جاتے تھے اور ان کو قربان کیا جاتا تھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب وہ اونٹ نبی علیہ السلام کے قریب پہنچے تھے تو وہ اونٹ اپنی گردنوں کو لمبا کر دیتے تھے کہ اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے قربانی کے لیے پہلے قبول فرمالیں۔

احرام سے فراغت:

قربانی کے بعد آپ ﷺ نے حلق کروایا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے احرام اتار دیا۔ احرام اتارنے کے بعد احرام کی ساری پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں، سوائے ایک پابندی کے۔ یعنی اس کے بعد آپ خوشبو بھی لگا سکتے ہیں، بال بھی کاٹ سکتے ہیں، ناخن کاٹ سکتے ہیں اور جو پابندیاں بھی احرام کی تھیں وہ سب ختم ہو جاتی ہیں البتہ ایک پابندی رہتی ہے کہ جب تک طواف زیارت نہ کر لیا جائے اس وقت تک میاں بیوی کا ملنا منع ہوتا ہے۔ اور یہ بات سمجھ میں بھی آتی ہے کہ حج تو تھا اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا دیدار کرنا۔ چنانچہ تم نے احرام باندھا، عرفات میں گئے، مزدلفہ میں شیطان کو کنکریاں ماریں، قربانی کی، اس کے بعد تم نے احرام اتارا، اب پہلے ہمارے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

تم ملاقات کرو پھر اس کے بعد مخلوق سے ملاقات نہیں کرتا۔

طوافِ زیارت:

چنانچہ نبی ﷺ دس ذی الحجہ کو منیٰ سے بیت اللہ آئے اور آپ ﷺ نے طواف کیا اور یہ طواف بغیر احرام کے تھا، اس کو طوافِ زیارت اور طواف افاضہ کہتے ہیں، یہ حج کا دوسرا بڑا رکن ہے۔ احرام باندھنے کے بعد حج کے دو بڑے رکن ہیں: ایک وقوفِ عرفات کرنا، دوسرا طوافِ زیارت کرنا۔

طواف کی حقیقت:

طوافِ زیارت تو اصل میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے کی مانند ہے کہ میزبان اپنے گھر بلائے اور خوب مہمان نوازی کرے اور اپنا دیدار کروائے تو پھر بلانے کا کیا فائدہ؟ مگر یہ دیدار کرنا ہر بندے کی آنکھ کا کام تو نہیں ہے ؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں طواف کر رہا تھا ایک جوان العمر لڑکی کو دیکھا کہ وہ اللہ کی محبت میں اونچی اونچی آواز میں بڑے محبت اور عشق کے اشعار پڑھ رہی تھی۔ مجھے عجیب سا لگا کہ جوان لڑکی عشقیہ اشعار پڑھ رہی ہے تو میں نے اسے منع کیا کہ مناسب نہیں لگتا کہ تم اونچی آواز میں ایسے اشعار پڑھو، وہ مجھے کہنے لگی کہ حسن مجھے بتاؤ کہ گھر کا طواف کر رہے ہو یا رب العتیق کی تجلیات کا طواف کر رہے ہو۔ میں نے کہا کہ میں تو بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں۔

﴿ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾ (الحج: ۲۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

جب میں نے یہ کہا تو وہ مسکرائی اور کہنے لگی کہ ہاں جن کے دل پتھر ہوتے ہیں وہ اس پتھر کے گھر کا طواف کرتے ہیں اور جن کے دل زندہ ہوتے ہیں وہ پروردگار کی تجلیات کا طواف کر رہے ہوتے ہیں۔ تو اللہ والوں کو وہاں جا کر گویا حج اس کا اجر ملتا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ اس کو طواف افادہ بھی کہتے ہیں۔

یہ طواف بارہ تاریخ کی مغرب سے پہلے پہلے کرنا ہوتا ہے، اگر بارہ تاریخ کی مغرب سے پہلے نہ کر سکیں تو پھر اس پر دم واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں جس عورت نے نمازیں ہی نہیں پڑھیں اور وہ حرم میں جا ہی نہیں سکتی اس کے لیے چھوٹ ہے کہ وہ جب بھی پاک ہو گی تو اس وقت طواف کر لے گی تو اس کا طواف اس وقت ادا ہو جائے گا۔

امت کو اپنے جھوٹے پانی کا تحفہ:

آپ ﷺ نے جب یہ طواف فرمایا تو اس کے بعد زم زم پر تشریف لائے اور آپ نے زم زم نوش فرمایا لیکن یہاں ایک عجیب بات پیش آئی کہ نبی ﷺ نے زم زم کا ڈول نکالا، ڈول سے پانی پیا اور پانی پینے کے بعد جو بچا ہوا پانی تھا نبی ﷺ نے وہ باقی پانی پھر زمزم کے کنویں میں ڈال دیا۔ یہ دراصل آپ ﷺ نے امت کو ہدیہ دیا کہ میرے بعد آنے والے جو بھی زمزم کو پئیں گے ان کو نبی علیہ السلام کے بچے ہوئے پانی کو پینے کی سعادت نصیب ہو جائے گی۔ یہ آپ ﷺ کا امت پر کتنا بڑا احسان ہے؟

ملتزم سے لپٹنے کی کیفیت:

پھر اس کے بعد آپ ﷺ ملتزم پر تشریف لے آئے۔ ملتزم کہتے ہیں حجرِ اسود اور

www.besturdubooks.wordpress.com

بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی جگہ کو۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو ملتزم سے لپٹا وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے اپنے اللہ سے معانقہ کیا۔ ملتزم سے لپٹنا ایک عجیب عمل ہے۔ نبی ﷺ اس طرح لپٹے کہ آپ کا سینہ مبارک بھی دیوار کے ساتھ، رخسار مبارک بھی دیوار کے ساتھ، ہاتھ اوپر تھے یعنی جیسے چھوٹا بچہ ماں کے سینے سے لپٹ جاتا ہے اللہ کے حبیب ﷺ ملتزم سے اس طرح لپٹ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ پیچھے کھڑے تھے، جب آپ ﷺ دعا مانگ کر پیچھے ہٹے تو آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں میں آنسو تھے، عمر رضی اللہ عنہ دیکھ کر حیران ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمر! یہ وہ جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔

طوافِ زیارت عارفین کی نظر میں:

کسی نے جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بیت اللہ تو مسجد حرام کے اندر ہے اور اس کے گرد حرم ہے اور عرفات تو حرم سے باہر ہے تو اللہ تعالیٰ نے حاجیوں کو حرم سے باہر کیوں بلایا؟ انہوں نے فرمایا کہ دیکھو جب بادشاہ کسی کو آنے کی دعوت دیتا ہے تو دروازے پہ بلاتا ہے تو حرم کے باہر مقام عرفات یہ حرم کا حصہ ہے، ساری دنیا کے عشاق کو اللہ نے دروازے پہ جمع کر لیا: آؤ ہمارے دروازے پہ۔

اجازت ہو تو میں بھی آکے شامل ان میں ہو جاؤں
سنا ہے کل تیرے در پہ ہجومِ عاشقاں ہوگا

یہ دس ذی الحجہ کو مقامِ عرفات پر عاشقوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ اب جب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی اور اللہ تعالیٰ نے فریاد کو قبول کر کے کہا: اچھا اب تم ذرا دروازے سے اندر داخل ہو کر آجاؤ اور ان کو پھر مزدلفہ میں روک لیا۔ فرمایا وہ تو باہر کا صحن والا دروازہ تھا، کمرے کا بھی تو دروازہ ہوتا ہے۔ اب مزدلفہ میں پھر مجھ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

فریادیں کرو۔ چنانچہ وقوفِ مزدلفہ کا مطلب پھر اللہ سے عاجزی اور آہ وزاری کرنا ہے تاکہ اللہ حرم میں آنے کی توفیق دے دے۔ چنانچہ پھر اجازت مل گئی۔

مگر پھر فرمایا کہ دیکھو میرے پاس آنے سے پہلے شیطان بدبخت جو میرا بھی دشمن ہے اور تمہارا بھی دشمن، ذرا ثابت کرو کہ تم واقعی اس کو دشمن سمجھتے ہو۔ لہٰذا جاؤ اس کو جا کر ذرا کنکریاں مارو۔ یا اللہ! کنکریاں بھی ماریں اب کیا کروں؟ فرمایا کہ دیکھو! تم اپنی خواہشات کو میرے حکم پر قربان کر دینا اسی کا نام بندگی ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جا تو ر قربان کر کے دکھاؤ۔

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾
(الحج: ۳۷)

ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ تم اپنی خواہشات کو اس طرح قربان کرتے ہو کہ نہیں کرتے۔ اللہ میں نے قربانی بھی کر دی، فرمایا: آجاؤ طواف کے لیے اور آجاؤ میری زیارت کے لیے تو طوافِ زیارت اصل میں مقصود ہے حج کا، وہاں جا کر حج کا یہ عمل مکمل ہوتا ہے۔

پوچھنے والے نے پوچھا کہ جی طوافِ زیارت سے چلو حج مکمل ہو گیا، یہ جو لوگ بیت اللہ کے غلاف کو پکڑ کر دعائیں مانگتے ہیں، یہ کیا ہوا ہے؟ تو جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب کوئی زیادہ ناراض ہوتا ہے تو تم نے دیکھا نہیں کہ لوگ اس کو منانے کے لیے اس کے دامن کو پکڑ لیتے ہیں تو بیت اللہ کے غلاف کو پکڑنا حقیقت میں اس مالک الملک کے دامن کو پکڑ کے دعا مانگنے کی طرح ہے۔ کیسے خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جو اپنی زندگی میں سفر کرتے ہیں۔ لبیک اللھم لبیک پڑھتے ہیں۔ کوئی اللہ کے گھر کا طواف کرتا ہے، کوئی مقامِ ابراہیم پر سجدے کرتا ہے، کوئی حجرِ اسود کو بوسے

دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان عشاق میں شامل فرمائے اور ہمیں زندگی میں بار بار اس جگہ کی حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔

طواف وداع:

نبی علیہ السلام نے جب یہ طواف مکمل کر لیا پھر اس کے بعد نبی ﷺ نے وہاں سے تیرہ ذی الحجہ کو کوچ فرمایا اور پھر واپس منیٰ تشریف لائے۔ بارہ ذی الحجہ کو کہتے ہیں یوم النحر الاول اور تیرہ ذی الحجہ کو کہتے یوم النحر الثانی۔ بارہ کو بھی کنکریاں مار کے غروب سے پہلے آسکتے ہیں اور اگر چاہیں تو تیرہ کو بھی کنکریاں مار کے غروب کے بعد آسکتے ہیں۔ آپ ﷺ جب واپس آرہے تھے تو راستے میں ایک جگہ پر آپ ﷺ نے تھوڑی دیر کے لیے قیام فرمایا۔ اور وہاں پر آپ ﷺ نے عصر، مغرب، عشاء کی نمازیں پڑھیں اور وہاں پر ایک قبیلے کے لوگ تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پیش کیا۔ اب بھی ایسا ہوتا ہے کہ جو حاجی منیٰ سے چل کر اس جگہ پہنچتے ہیں تو وہاں کے قبیلے کے لوگ اب بھی ان کو دودھ پلاتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ وہاں سے اپنے خیموں پر تشریف لے آئے اور اس سے اگلے دن آپ ﷺ نے طواف وداع فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ:

جب طواف وداع فرمایا۔ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اب غسل فرما لیا تھا۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں کیا کروں؟ میرا عمرہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اب آپ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ساتھ جاؤ اور عمرہ کر کے آؤ۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔ چنانچہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے وہاں سے پھر عمرے کا احرام باندھا۔ اس جگہ کو مسجد عائشہ کہتے ہیں۔ یہ امت پہ ام المومنین کا احسان

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ ان کی وجہ سے حرم کے اتنا قریب ہمیں اللہ نے احرام باندھنے کی سعادت عطا فرما دی۔ ورنہ تو معلوم نہیں احرام باندھنے کے لیے کہاں جانا پڑتا؟ وہاں سے احرام باندھا، چنانچہ صحابہ نے جب بھی عمرہ کرنا ہوتا تھا تو مسجد عائشہ آ کر وہاں سے احرام باندھا کرتے تھے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی امارت کے وقت میں جب بیت اللہ کی تعمیر نو دوبارہ کی اور انہوں نے اعلان فرمایا کہ اہل مکہ شکرانے کے طور عمرہ ادا کریں کہ اللہ نے ہمیں بیت اللہ کی دوبارہ تعمیر کی توفیق دی تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد عائشہ آئے، وہاں سے انہوں نے احرام باندھا اور عمرہ کیا۔

مدینہ طیبہ کو واپسی:

جب یہ عمل مکمل ہو گیا تو نبی علیہ السلام وہاں سے مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں داخل ہونے لگے تو آپ کی نظر جبل احد پر پڑی تو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ))

''یہ احد پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں''

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانوں نے تو محبت کی حیوانوں نے بھی کی، جمادات نے، نباتات نے سب نے محبت کی اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محبوب کل جہاں کہلاتے ہیں۔

رمضان شریف میں عمرہ کی فضیلت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ام سلیم ایک صحابیہ تھیں، وہ حاضر ہوئیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو اس مجبوری کی وجہ سے آپ کے ساتھ حج

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کر سکی۔ تو نبی علیہ السلام نے ان کی تالیفِ قلب کے لیے فرمایا جو شخص میرے بعد رمضان المبارک میں عمرہ کرے گا اس کو میرے ساتھ حج کرنے کا اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرمائیں گے۔ ابھی بھی یہ سعادت باقی ہے، رمضان میں کوئی عمرہ کرے تو نبی علیہ السلام کے ساتھ حج کی سعادت اور جس پر حج فرض ہوا اس کو چاہیے کہ وہ پہلی فرصت میں حج کر لے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فریضے کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ﴾ (سورۃ النساء:۱۳۱)

تقویٰ کے اثرات

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 25 فروری 2011ء ۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اس کی ایک چھوٹی سی مثال سن لیں۔ اگر ایک غلام اپنے مالک کی ہر بات مانے جیسا وہ کہے ویسا کرے، جس سے منع کرے اس سے رک جائے، تو اس غلام کو شاباش ملتی ہے، اسے ڈانٹا نہیں جاتا، تنخواہ نہیں روکی جاتی، اس کو سزا نہیں دی جاتی، اس سے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ وہ تو مالک کو خوش کرنے والا بندہ ہے، جو کرنے کا کہا گیا کر رہا ہے، جس سے روکا گیا اس سے بچ رہا ہے۔ جس طرح ایک غلام اپنے آقا کی نظر میں مقبول بنتا ہے اسی طرح شریعت میں اسے تقویٰ کہتے ہیں کہ انسان جو اوامر الٰہی ہیں ان پر عمل کرے اور جو نواہی ہیں ان سے بچ جائے اور اللہ کی نظر میں مقبول ہو جائے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کے اثرات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ﴾ (سورۃ النساء: ۱۳۱)

وقال اللہ فی مقام آخر

﴿وَاتَّقُوْنِ یٰاُولِی الْاَلْبَابِ﴾ (البقرۃ: ۱۹۷)

وقال اللہ فی مقام آخر

﴿وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ﴾ (البقرۃ: ۴۱)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تقویٰ کی وصیت:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ﴾

"اور ہم نے تم سے پہلے جو اہل کتاب تھے ان کو بھی یہ وصیت کی"

﴿وَاِیَّاکُمْ﴾

اور تمہیں بھی یہی وصیت نصیحت کے رنگ میں کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿أَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ”اللہ سے ڈرو“

یہاں اس حکم کی اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ پروردگار فرما رہے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں کو بھی ہم نے یہ نصیحت کی اور تمہیں بھی کر رہے ہیں کہ تقوی کو اختیار کر لو۔

تقویٰ کیا ہے؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تقوی کسے کہتے ہیں۔ شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلتَّقْوٰى هِيَ فِعْلُ الْوَاجِبَاتِ الْمَعْلُوْمَةِ وَ تَرْكُ الْمُحَرَّمَاتِ الْمَشْهُوْرَةِ

”تقوی کہتے ہیں کہ جو فرائض ہیں ان پر عمل کیا جائے اور جو گناہ ہیں ان سے بچا جائے“

بعض بزرگوں نے کہا:

اَلتَّقْوٰى هِيَ اِتِّقَاءُ عَذَابِ اللّٰهِ بِامْتِثَالِ اَوَامِرِهٖ وَ اجْتِنَابِ نَوَاهِيْهِ

”تقوی کہتے ہیں اللہ کے عذاب سے بچنا، اللہ کے حکموں پر عمل کر کے اور نافرمانیوں سے بچ کر“

اس کی ایک چھوٹی سی مثال سن لیں۔ اگر ایک غلام اپنے مالک کی ہر بات مانے جیسا وہ کہے ویسا کرے، جس سے منع کرے اس سے رک جائے، تو اس غلام کو شاباش ملتی ہے، اسے ڈانٹا نہیں جاتا، تنخواہ نہیں روکی جاتی، اس کو سزا نہیں دی جاتی، اس سے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ وہ تو مالک کو خوش کرنے والا بندہ ہے، جو کرنے کا کہا گیا کر رہا ہے، جس سے روکا گیا اس سے بچ رہا ہے۔ جس طرح ایک غلام اپنے آقا کی نظر میں مقبول بنتا ہے، شریعت میں اسے تقوی کہتے ہیں کہ انسان جو اوامر الٰہی ہیں

ہیں ان پر عمل کرے اور جو نواہی ہیں ان سے بچ جائے اور اللہ کی نظر میں مقبول ہو جائے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

دل کے بگاڑ سے بگڑتا ہے آدمی:

انسان گناہ کیوں کرتا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ اس کے دل کا بگڑنا ہے۔

دل کے بگاڑ سے ہی بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنوار لیا وہ سنور گیا

گویا اندر سے انسان بگڑتا ہے اور اس کے اثرات اس کے اعضا اور جوارح پہ نظر آتے ہیں۔ اور آج کے اس دور میں جب کہ عریانی اور فحاشی عام ہے، دل کی دنیا تاریک ہوتی جا رہی ہے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

ساری دنیا کو قمقموں سے روشن کرنے والا انسان اپنے دل میں اندھیرا لیے پھر رہا ہے۔ انسان کے دل میں جیسی حالت ہوتی ہے ویسی اس کے اعضا اور جوارح پر ظاہر ہوتی ہے۔ جب دل میں ظلمت ہو تو اعمال فاسدہ ہوتے ہیں، جب قلب منور ہوتا ہے اعمال صالحہ ہوتے ہیں۔ علما نے لکھا ہے:

اَلْقَلْبُ الْمُنَوَّرُ يَظْهَرُ عَلَى الْجَوَارِحِ اٰثَارُهُ وَهِيَ الْمُوَافِقَةُ

"دل منور ہوتا ہے تو اعمال شریعت کے موافق ہوتے ہیں"

وَالْقَلْبُ الْمُظْلِمُ يَظْهَرُ عَلَى الْجَوَارِحِ اٰثَارُهُ وَهِيَ الْمُخَالِفَةُ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور جب دل سیاہ ہوتا ہے تو پھر اعضا سے مخالفت ظاہر ہوتی ہے''

چنانچہ دل زندہ ہو تو موافقت ہوگی اور دل مردہ ہو تو مخالفت ہوگی۔ اس لیے کہنے والے نے کہا۔

دل زندہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

ہماری پرانی مرضوں کا علاج یہی ہے کہ دل زندہ ہو جائے۔

اللہ سے فقط بندگی کا تعلق:

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اللہ کے ساتھ بندوں کا رشتہ فقط بندگی کا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحَدٍ سَبَبٌ إِلَّا طَاعَتُهُ

''بے شک اللہ اور کسی بھی بندے درمیان اور کوئی تعلق نہیں سوائے طاعت کے''

جو اطاعت کرے گا اللہ کا محبوب جو نافرمانی کرے گا وہ اللہ سے دور۔ جو بندگی کرے گا وہ مقبول اور جو بندگی سے ہٹے گا وہ اللہ کی نظر میں غیر مقبول ہو جائے گا۔

● اس کی مثال اگر ماضی بعید میں دیکھنا ہے تو پھر بلعم باعور کو دیکھیے۔ عبادت کرنے والا تھا، نیکی کرنے والا تھا، چار سو سال تک اس نے عبادت کی حتی کہ اللہ رب العزت نے اسے اپنے مستجاب الدعوات بندوں میں شامل فرمالیا۔ اب ایسا مقام مل جانا کہ جو دعا مانگو وہ قبول ہو یہ بڑے درجے اور نصیب کی بات ہے۔ لیکن اس بندے نے وقت کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

﴿ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ

www.besturdubooks.wordpress.com

كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ (الاعراف:۱۷۶)

''اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں سے اس کے درجے کو بلند کر دیتے مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا تو اس کی مثال کتے کی سی ہو گئی۔''

اس نے خواہشات کی پیروی کی پھر ہم نے اسے گرا دیا۔ پھر کیا ہوا ﴿فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ اس کی مثال تو کتے کی مانند ہے۔ ایک ہی بندہ ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے رستے پر چلا تو مستجاب الدعوات بن گیا، اسی بندے نے وقت کے پیغمبر کی مخالفت کی، اللہ فرماتے ہیں اس کی مثال تو کتے کی مانند ہے۔ راندۂ درگاہ بنا دیا گیا۔

⊙ اگر ماضی قریب میں کوئی مثال دیکھنی ہے تو حضرت بلال ڈٹائٹۂ کی مثال کو دیکھیے، حبشہ کے رہنے والے ہیں، رنگ کالا، شکل انوکھی، ظاہری طور پر معمولی حیثیت ہے مگر نیکی کی وجہ سے وہ درجہ پایا کہ نبی ملّاتیا جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپ ملّاتیا نے وہاں کسی کے قدموں کی آواز سنی، پوچھا جبرئیل! یہ کس کی آواز ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کے نبی ملّاتیا! یہ بلال کے قدموں کی آواز ہے، آپ کا یہ غلام چلتا زمین پر ہے جنت میں اس کے قدموں کی آواز سنائی دیتی ہے۔

دوسری طرف دیکھیے ولید، سرداران قریش میں سے تھا، بہت خوبصورت تھا، بھرپور جوان تھا، گیارہ بیٹے تھے، مال و دولت بہت تھا، وہ اپنے آپ کو مرد وحید سمجھتا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ○﴾ (مدثر)

اے محبوب! چھوڑ دیجیے مجھ کو یہ بندہ اپنے آپ کو وحید زماں سمجھتا ہے۔

﴿وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ○ وَبَنِينَ شُهُودًا ○ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ○ ثُمَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۝ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝﴾

"اور اسے ہم نے مالِ کثیر دیا اور حاضر رہنے والے بیٹے دیے، اور ہر طرح کے سامان میں وسعت دی، ابھی خواہش رکھتا ہے کہ اور زیادہ ملے، ایسا ہرگز نہیں ہوگا یہ ہماری نشانیوں کا دشمن ہے"

غور کریں کہ کتنا کچھ اس کے پاس تھا۔ لیکن ایک وقت آیا کہ نبی علیہ السلام کی مخالفت کرنے سے وہ مردود ہوا اور بالآخر قرآن مجید نے اس کے جہنمی ہونے پر مہر لگا دی۔

تو معلوم ہوا کہ بندے اور اللہ کے درمیان اگر کوئی تعلق ہے تو وہ بندگی کا تعلق ہے۔ جو بندگی کرے گا وہ مقبول اور جو گناہوں پر چلے گا وہ مردود ہے۔ چاہے کسی خاندان سے ہو، اور کیسی ہی شکل ہو۔

عمر رضی اللہ عنہ کی ایک صحابی کو نصیحت:

اس لیے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی:

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ

"آپ تقویٰ کو لازم پکڑیں"

فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنَّهُ يَمْحُو السَّيِّئَةَ بِالْحَسَنِ

"اللہ برائی سے برائی کو نہیں ختم کرتے بلکہ برائی کو نیکیوں سے دھو دیتے ہیں"

وَلَا يَغُرَّنَّكَ أَنَّكَ تُقَالُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور اس بات پہ دھوکے میں نہ پڑیں کہ لوگ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خالو کہتے ہیں۔

اب سوچیے! امیر المومنین ایک صحابی کو نصیحت کر رہے ہیں کہ بھروسہ مت کرنا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میری نبی ﷺ سے رشتہ داری ہے، بھروسہ مت کرنا کہ میں نے صحبت پائی ہے، اللہ کے ساتھ بندے کا تعلق فقط انسان کی بندگی کا ہے۔

دنیا و آخرت کی بھلائی دو لفظوں میں:

چنانچہ

خَیْرُ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ فِیْ حَرْفَیْنِ

دنیا اور آخرت کی بھلائیاں صرف دو لفظوں میں ہیں۔

اَنْ یَّعْرِفَ مَعْبُوْدَہٗ وَ یَعْبُدَہٗ

کہ بندہ اپنے اللہ کو پہچانے اور اس کی عبادت کرے۔

ساری دنیا کے معارف کا نچوڑ یہی ہے۔

اللہ کا حضرت داؤد علیہ السلام کو پیغام:

اللہ نے داؤد علیہ السلام کو فرمایا:

یَا دَاوٗدُ طَہِّرْ ثِیَابَکَ الْبَاطِنَ

اے داؤد! اپنے باطن کی پوشاک کو پاک کیجیے!

وَاَمَّا الظَّاہِرُ فَلَا تَنْفَعُکَ عِنْدِیْ

ظاہر کے کپڑوں کا میرے سامنے کوئی اثر نہیں۔

تم بن سنور کر چہرہ سجا کے خوشبو لگا کے جب لوگوں میں نکلتے ہو تو لوگ متاثر ہوتے ہیں، میں تو تمہارے عملوں کو دیکھتا ہوں۔

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ﴾

”اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری شکلوں اور صورتوں کو، نہیں دیکھتے تمہارے ... مال

www.besturdubooks.wordpress.com

پیسے کو"

﴿وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ﴾

"وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کو اور تمہارے عملوں کو"

اس لیے فرمایا:

یَا دَاوٗدُ مَنْ غَضَّ طَرْفَهٗ — جس نے اپنی آنکھوں کو غیر محرم سے بچا لیا۔

وَصَانَ فَرْجَهٗ — اپنے ناموس کی حفاظت کر لی

وَحَفِظَ لِسَانَهٗ — اور اپنی زبان کی حفاظت کر لی

فَهُوَ عِنْدِیْ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ — وہ میرے مقربین میں ہو جائے گا۔

جنت میں داخلے کی ضمانت:

چنانچہ نبی علیہ السلام نے اس کو اور شارٹ کٹ کر دیا، فرمایا:

دو چیزیں ہیں، ان کے صحیح استعمال کی مجھے ضمانت دے دو تو میں تمہیں جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیتا ہوں۔

((مَا بَیْنَ لِحْیَیْهِ وَ مَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ))

"وہ جو دو جبڑوں کے درمیان (زبان) ہے اور جو دو رانوں کے درمیان (شرمگاہ) ہے۔"

جو ان دو کو صحیح استعمال کرے گا، اللہ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس کو جنت میں داخلے کی ضمانت دیتا ہوں۔

تقویٰ کی برکات:

چنانچہ جو شخص بھی متقی ہوتا ہے اللہ رب العزت کی طرف سے اسے بہت برکات ملتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّفْتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَرَکَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

جو چاہے کہ اس کے لیے آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھل جائیں۔

وَ یَجْعَلِ اللّٰہُ مَخْرَجًا

''اور اللہ مصیبت میں سے نکلنے کا راستہ بنا دے''

وَ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

''اور اللہ ایسی طرف سے رزق دے جہاں سے بندے کو گمان بھی نہ ہو۔''

وَ یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّئَاتِہٖ

''اور اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دے۔''

وَ یُعْظِمْ لَہٗ اَجْرًا

''اور اس کے اجر کو زیادہ کر دے۔''

وَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا

''اللہ اس کے کاموں میں آسانیاں کر دے۔''

وَ یَکُوْنَ مَعَہٗ وَ یُحِبَّہٗ

اور اللہ اس کے ساتھ ہو جائے اور اس سے محبت کرے۔

وَ یُنَجِّیَہٗ

اور اللہ ہر مصیبت سے نجات عطا کروائے۔

وَ یَکُوْنَ مِنَ الْفَائِزِیْنَ

اور جو کامیابی حاصل کرنے والوں میں سے بن جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ

اس کو چاہیے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔

تقویٰ اختیار کرنے پر یہ تمام نعمتیں انسان کو ملتی ہیں۔

اللہ رب العزت کا وعدہ:

چنانچہ اللہ رب العزت نے ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ﴾ (الاعراف: ۹۶)

"اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیتے۔"

شیخ الورجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے

وَلَوْ أَنَّهُمْ صَدَقُوْا وَعْدِيْ

اگر یہ میرے وعدوں کو سچ کر دکھاتے۔

وَاتَّقَوْا مُخَالَفَتِيْ

اور میری مخالفت سے ہٹ جاتے۔

لَنَوَّرْتُ قُلُوْبَهُمْ بِمُشَاهَدَتِيْ

میں ان دلوں کو اپنے مشاہدے کا نور عطا فرما دیتا۔

تقویٰ کا اثر آئندہ نسلوں پر:

چنانچہ یہ تقویٰ وہ نعمت ہے جس کا اثر آئندہ نسلوں تک جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

"إِنَّ اللّٰهَ يَحْفَظُ الرَّجُلَ الصَّالِحَ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ"

کہ جو نیک بندہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی اولاد میں اور اس کے پوتوں میں بھی اس کی نیکی کا اثر جاری فرما دیتے ہیں۔

چنانچہ سورۂ کہف میں ہم پڑھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شہر میں دو یتیم بچے تھے جن کی دیوار کو ٹھیک کیا تھا۔

﴿فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ﴾ (الکہف:۸۲)

کس لیے کیا تھا؟

﴿وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا﴾ (الکہف:۸۲)

"اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا"

﴿وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا﴾ (الکہف:۸۲)

"اور ابو ان کا نیک تھا"

مفسرین نے لکھا کہ ساتویں پشت اوپر وہ بزرگ تھے، جن کے بارے میں فرمایا کہ وہ نیک تھے۔ ان کی نیکی کی وجہ سے ساتویں پشت کے بچوں کی بھی اللہ حفاظت فرما رہے ہیں۔

ایک حدیث پاک میں فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ يَحْفَظُ بِالرَّجُلِ الصَّالِحِ وَلَدَهُ وَوَلَدَ وَلَدِهِ»

اللہ بندے کی نیک بندے کی وجہ سے اس کی اولاد کی بھی حفاظت کرتے ہیں اور اولاد کی اولاد کی بھی حفاظت فرماتے ہیں۔

متقین کے ساتھ ارادۂ خیر:

"پھر اللہ ایسے بندوں کے ساتھ خیر کا معاملہ کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:"

www.besturdubooks.wordpress.com

((اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا اِسْتَعْمَلَ))

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں، اسے استعمال کر لیتے ہیں۔''

((قِیْلَ کَیْفَ یَسْتَعْمِلُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ))

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! بندے کو کیسے استعمال فرماتے ہیں؟

((قَالَ یُوَفِّقُہٗ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ))

''اللہ تعالیٰ موت سے پہلے اسے نیک اعمال کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں''

بدکاروں کا عبرتناک انجام:

یہ اللہ تعالیٰ کی اس بندے کے ساتھ خصوصی رحمت اور مہربانی ہوتی ہے۔ چنانچہ جو بدکار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوتے ہیں تو ان کو بُری موت دے دیتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ مرزا قادیانی کو کہاں موت آئی؟ بیت الخلا کے اندر کتنی بُری موت ہے۔

ہم نے ''ڈیرہ سلطان'' کے علاقے میں ایک ڈیکل کو دیکھا، وہ دہریہ تھا، ماں باپ بھی تنگ تھے، میرے پاس اس کو لے کر آئے کہ جی اسے سمجھائیں۔ پھر میں نے اسے سمجھایا مگر وہ کوئی حد سے زیادہ بگڑا ہوا تھا، کہنے لگا: کہ جی خدا نے ہمیں نہیں بنایا ہم نے خدا کے تصور کو بنا لیا ہے، دلائل سے بات سمجھائی، نہ سمجھا۔ آخر پر کہنے لگا کہ مولوی صاحب! جتنا آپ اللہ سے ڈرتے ہیں میں نہیں ڈرتا تو میں نے کہا کہ پھر آپ اللہ کی طرف سے عذاب کے کوڑے کے لیے تیار ہو جائیں، بات آئی گئی ہوگئی۔ چھ مہینے کے بعد فون کر کے وہاں سے ایک بندے نے بتایا کہ اس شخص کو اللہ نے ایک ایسی بیماری

www.besturdubooks.wordpress.com

میں مبتلا کر دیا کہ ایکائی آتی تھی اور منہ کے راستے سے پاخانہ نکلا کرتا تھا، پاخانے کی بو ہوتی تھی، اس بری حالت میں اس بندے کی موت آ گئی۔

ہم چھوٹے چھوٹے تھے پرائمری سکول میں پڑھتے تھے، تو عاجز ایک کلاس فیلو کے ساتھ سکول سے گھر آ رہا تھا۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ آؤ تماشا دیکھو۔ وہ مجھے ایک گھر میں لے گیا، وہاں ہم نے دیکھا کہ ایک بندے کو رسیوں سے باندھا ہوا ہے اور وہ ایسے بھونکتا ہے، جیسے کتا بھونکتا ہے۔ ہو بہو اسی طرح بکھرے بال، اس کو دیکھ کر میں بہت گھبرایا۔ گھر آیا، پتہ چلا کہ دوسرے دن اس کی وفات ہو گئی۔ بعد میں مجھے والدہ نے بتایا کہ یہ وہ بندہ تھا جو نبی ﷺ کے صحابہ ؓ پر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔ اپنی آنکھوں سے میں نے اسے کتے کی طرح بھونک بھونک کے مرتے ہوئے دیکھا۔

فرمانبرداروں کی قابلِ رشک موت:

تو جس بندے سے اللہ ناراض ہوتے ہیں اللہ پھر اس کی موت عبرتناک بنا دیتے ہیں اور جس بندے سے اللہ راضی ہوتے ہیں تو کوئی غلطیاں کوتاہیاں بھی کر لیتا ہے تو موت سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔

① چنانچہ ہمارے ایک تعلق والے تھے ہمارے ایک دوست کے وہ سسر تھے۔ وہ مجھے فرماتے تھے کہ تم میرے دوست ہو، میں ان کے بچوں کی عمر کا تھا تو مجھے بڑی حیا محسوس ہوتی تھی کہ یہ سفید ریش ہیں، اتنے بڑے ہیں۔ مگر ان کی محبت تھی کہ جب بھی ان کے ہاں جانا ہوتا تو وہ دوزانو سامنے بیٹھتے اور کہتے کہ نصیحت کرو، تمہاری نصیحت میرے دل کو ٹچ کرتی ہے اور کثرت سے روتے تھے۔ ان کی ایک ہی تمنا تھی کہ اللہ مدینے میں موت عطا کر دے۔ اللہ اکبر۔ اللہ رب العزت نے ان کی دعا کو ایسا قبول کیا کہ رمضان المبارک میں، روزے کے ساتھ، باوضو، مسجد نبوی میں،

www.besturdubooks.wordpress.com

ریاض الجنۃ کے اندر، اعتکاف کی حالت میں، عصر کی نماز ادا کر رہے تھے، جب دوسری مرتبہ سجدے میں جاتے ہیں روح قبض ہو جاتی ہے۔ تو جس بندے سے اللہ راضی ہوتے ہیں تو اس کے لیے پھر اچھی موت کی ایسی سبیل پیدا فرما دیتے ہیں۔

⊙ بیرون ملک میں ایک بچی تھی، وہ ہندو گھرانے سے تھی، اللہ نے اسے ایمان کی توفیق عطا فرما دی، مسلمان ہو گئی۔ اس کے بعد وہ کہیں مجلس ذکر ہوتی، خواتین کی وعظ ونصیحت ہوتی تو وہ باقاعدگی سے آتی۔ امیر عورت تھی، خود کاروبار کرتی تھی، آفس میں کام کرنے والی تھی، اللہ نے زندگی بدل کر رکھ دی۔ اب جب اس کی زندگی بدلی تو اس کے دل میں ایک تمنا ہوئی کہ میں مدینہ جاؤں اور باقی زندگی مدینے میں گزاروں۔ اللہ نے رحمت کر دی، اس کا نکاح ایک ایسے بندے کے ساتھ ہوا کہ جس نے کہا کہ ٹھیک ہے مدینہ چلتے ہیں۔ وہ اس ملک کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے وہاں سیٹ ہو گئے تھے، جب بھی فون پر بات کرتی تھی اس کی ایک تمنا ہوتی تھی اللہ مدینے کی موت دے دے۔ ایک دن ہم نے خبر سنی کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ عمرے کے لیے مدینہ سے مکہ مکرمہ گئی، عمرہ کیا اور احرام ابھی نہیں اتارا تھا، بال کاٹ لیے اور سوچا کہ واپس مدینہ جا کے نہائیں دھوئیں گے اور وہیں پورے کپڑے بدل لیں گے۔ واپسی میں راستے میں آ رہے تھے کہ اچانک روڈ ایکسیڈنٹ ہوا اللہ نے اس کو موت دے دی، اور پھر اس کی مسجد نبوی میں جنازے کی نماز ہوئی، اللہ نے جنت البقیع میں جگہ عطا فرما دی۔ جس بندے پر اللہ کی رحمت کی نظر ہو جاتی ہے پھر اللہ اس کے انجام کو اچھا فرما دیتے ہیں۔

⊙ چنانچہ ایک صاحب یہیں اسی شہر میں تھے، کئی لوگ نام جانتے ہوں گے، کاروباری انسان تھے، جیسے دنیا دار لوگ ہوتے ہیں، دنیا دار تھے۔ مگر اللہ نے ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

خوب مال پیسہ دیا تھا۔ ان کی ایک خاص صفت یہ تھی کہ وہ اللہ کے راستے میں خوب دیتے تھے۔ اب ان کا دینا کام آ گیا یا کسی کی انہوں نے ضرورت پوری کی ہوگی تو اس بندے کی دعا لگ گئی۔ کسی بیوہ کی رخصتی کروا دی، کسی کے ہاتھ پیلے ہو گئے، اس نے دعائیں دیں، بہر حال کوئی اس کا عمل اللہ کو پسند آ گیا۔ ان کی والدہ کی وفات ہوئی۔ وفات کے بعد مجھے کہنے لگے کہ ایک تو میں نے داڑھی کی نیت کر لی ہے، ایک میں نے قرآن پاک کی یاد کرنے کی نیت کر لی ہے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ کاروباری بندہ ہو کر داڑھی رکھ لی اور پانچ وقت کی نماز شروع کر دی۔ اللہ کی شان دیکھیے کوئی دو چار مہینے گزرے ہوں گے، عصر کی نماز پڑھنے کے لیے صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تکبیر میں کہوں گا، عصر کی نماز کی اقامت کہتے ہوئے اشھد ان محمدا کا لفظ کہا، دل کا دورہ پڑا اور وہیں موت آ گئی۔ تو یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے خوش ہو جاتے ہیں تو اس کے لیے پھر اچھی موت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں اور جب موت اچھی آ گئی تو پھر انسان کا انجام اچھا ہو گیا۔

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ))

''اعمال کا دور و مدار تو اختتام کے اوپر ہے''

⊙ چنانچہ نبی ﷺ کی موجودگی میں ایک صاحب آئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اب اللہ نے کفر سے اسلام کی توفیق بخش دی، ادھر احد کی جنگ تھی تو مسلمانوں کے اوپر حملہ ہو رہا تھا۔ وہ جنگ میں تھے

((فَقَاتَلَ قِتَالَ حَتّٰی قُتِلَ))

''قتال کرتے رہے، کرتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے''

نبی ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے دیکھنا ہو کہ کوئی نماز پڑھے بغیر جنت میں داخل

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا، اس صحابی کو دیکھ لے، کفر سے اٹھا کر اللہ نے جنت میں پہنچا دیا۔

تو جو انسان اللہ سے ڈرتا ہے، جو انسان اللہ رب العزت سے خوف کھاتا ہے، گناہوں سے بچتا ہے پھر اللہ انجام اچھا کر دیتے ہیں۔ اور جو بے خوف ہو جاتا ہے، نڈر ہو جاتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ انجام برا کر دیتے ہیں۔ اس لیے عقل مند انسان وہ جو گناہوں کو چھوڑ دے اور اگر گناہ کا مرتکب ہو تو اپنے آپ کو مجرم تو سمجھے تا کہ میں خبیث ہوں، میرا نفس امارہ ہے، میں گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔ اللہ معاف کر دے، معافی تو مانگے۔

تقویٰ پر مدارِ نجات:

چنانچہ فرمایا:

((اَلَا بِقَدْرِ تَقْوَی اللّٰہِ تَاْتِی الْمَوَاھِبُ))

"تقویٰ کے مطابق بندے کے اوپر اللہ کی طرف سے بخشش ہوتی ہے"

((وَتَاْتِیْ عَلٰی قَدْرِ الذُّنُوْبِ الْمَصَائِبُ))

"اور جتنا انسان گناہ کرتا ہے اتنا اللہ کی طرف سے مصیبتیں اس کے اوپر آتی جاتی ہیں"

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ﴾ (روم:۴۱)

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ جو خشکی اور تری میں فساد نظر آتا ہے، سب انسانوں کے ہاتھوں کی کمائی ہے۔"

حدیث پاک میں ہے کہ قربِ قیامت میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ دنیا میں کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اللہ کا نافرمان نہیں رہے گا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اس وقت اللہ کی طرف سے اتنی برکتیں ہوں گی، ایک گائے کا دودھ پورے کے پورے خاندان والوں کے لیے کافی ہو جایا کرے گا۔ یہ تھیں ہی برکتیں، آج جو ہمارے وقت میں برکت نہیں، عمر میں برکت نہیں، صحت میں برکت نہیں، قوت حافظہ میں برکت نہیں، مال میں برکت نہیں، اس کی بنیادی وجہ گناہ ہوتے ہیں۔

گناہ کا ارتکاب اللہ رب العزت کی طرف سے برکتوں کی آمدن کو بند کروا دیا کرتا ہے۔ آپ کے سیل فون کے اندر سگنل آرہے ہوتے ہیں آف کا بٹن دبائیں تو کیا ہوتا ہے؟ سگنل بند ہو جاتے ہیں۔ یہ گناہ آف کا بٹن ہے، جب ہم نے آف کا بٹن دبایا اوپر سے برسنے والی رحمتوں اور برکتوں کو ہم نے روک دیا۔

چنانچہ وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض پہلی کتابوں میں یہ دیکھا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَا عَبْدِيْ اَطِعْنِيْ فِيْمَا اَمَرْتُكَ

''اے میرے بندے! جو میں نے تجھے حکم دیا، اس میں میری اطاعت کر میری بات کو مان۔''

وَلَا تُعَلِّمْنِيْ بِمَا يُصْلِحُكَ

مجھے یہ مت بتا کہ تیرے لیے کیا اچھا ہے۔

اِنِّيْ عَالِمٌ بِخَلْقِيْ

میں اپنی مخلوق کو جانتا ہوں۔

اَنَا اُكْرِمُ مَنْ اَكْرَمَنِيْ

جو میرے حکم کا اکرام کرے گا، میں اس کا اکرام کروں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ اُهِيْنُ مَنْ هَانَ عَلَيْهِ اَمْرِيْ

جو میرے حکم کی اہانت کرے گا، میں اس بندے کی اہانت کروں گا۔

«وَ لَسْتُ بِنَاظِرٍ فِيْ حَقِّ عَبْدِيْ حَتّٰى يَنْظُرُ عَبْدِيْ فِيْ حَقِّيْ»

جب تک بندہ میرے حق کو پورا نہیں کرے گا، میں اس کے حق کے بارے میں کوئی خیال نہیں کروں گا۔

یہ میرے احکام کو پورا کرے گا میں بندے کی مرضی کو پورا کروں گا یہ میرے احکام کو توڑے گا میں اس کی خواہشات کو توڑ کر رکھ دوں گا۔

گناہ کی دو مصیبتیں:

گناہوں کے اندر دو بڑی مصیبتیں ہیں:

۱۔ زَوَالُ النِّعْمَه ایک تو گناہوں کے کرنے کی وجہ سے نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں۔

۲۔ وَ حُلُوْلُ النِّقْمَةِ اور بندے کو اللہ کی ناراضگی ملتی ہے۔

اس لیے کہا:

اِذَا كُنْتَ فِيْ نِعْمَةٍ فَارْعِهَا فَاِنَّ الْمَعَاصِيَ تُزِيْلُ النِّعَمَ

جب تو نعمت میں ہو تو اس نعمت کی نگرانی کر کر گناہ نعمتوں سے محروم کر دیا کرتے ہیں۔

كُلُّ مَعْصِيَةٍ تُحْدِثُ فِي الْقَلْبِ ظُلْمَةً

ہر گناہ دل کے اندر ظلمت کو بڑھاتا ہے۔

فَاِذَا كَثُرَتِ الْمَعَاصِيْ طُمِسَتِ الْبَصِيْرَةُ

جتنے گناہ زیادہ ہوتے ہیں، انسان کی بصیرت چھین لی جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

معصیت میں سراسر ذلت ہے:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَبَى اللّٰهُ اَنْ يُّذِلَّ اِلَّا مَنْ عَصَاهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ

”اللہ رب العزت نے انکار کیا کہ جو دنیا میں میری نافرمانی کرے گا میں کبھی اس کو عزت نہیں دوں گا“

اس کو ذلیل کر کے دکھاؤں گا۔ آپ اگر انفرادی حالت میں دیکھیں، تو نمرود کو دیکھ لیجیے کہ وقت کا بادشاہ ہے، ناک کے اندر مچھر گیا اور سر کے اوپر جوتے پڑا کرتے تھے۔ ہر دور کے نمرود اور فرعونوں کے اوپر جوتے برسائے گئے۔

قارون کو دیکھو! تو اس نے اللہ کے حکموں کی نافرمانی کی اللہ نے اسے زمین کے اندر دھنسا دیا۔

فرعون کو دیکھو اللہ نے پانی میں ڈبو دیا۔

﴿وَعَادًا وَّ ثَمُوْدَا۟ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا﴾ (فرقان:۳۸۔۳۹)

”اور عاد اور ثمود اور کنویں والے اور ان کے درمیان بہت سی قوموں کو ہم نے ہلاک کیا۔ اور سب کو سمجھانے کے لیے ہم نے مثالیں بیان کیں (نہ ماننے پر) سب کو تہس نہس کر دیا۔

کدھر گئی وہ قومیں؟ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْعِزَّةَ وَ الْوَقَارَ لِمَنْ تَابَعَ اَمْرِيْ))

”جو میرے حکم کی اطاعت کرے گا اللہ اس کو عزت اور وقار دے گا“

((وَ جَعَلَ الذِّلَّةَ وَ الصِّغَارَ عَلٰى مَنْ خَالَفَ اَمْرِيْ))

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور جو میرے حکم کی خلاف ورزی کرے گا اللہ اسے دنیا کے اندر ذلیل اور رسوا کرے گا"

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

مَا اَذْنَبَ عَبْدٌ فِي اللَّيْلِ اِلَّا اَصْبَحَ وَ مَذَلَّتُهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ

"بندہ رات میں گناہ کرتا ہے، اس حال میں صبح کرتا ہے کہ گناہ کی سیاہی اللہ اس کے چہرے کے اوپر ڈال دیتے ہیں"

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

لَوْ لَمْ يَكُنْ فِي الْمَعْصِيَةِ اِلَّا التَّكَارَةَ فِي الْوَجْهِ وَ الظُّلْمَةُ فِي الْقَلْبِ لَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ كِفَايَةً

"اگر اس میں کوئی اور نقصان نہ بھی ہوتا سوائے چہرے کے اوپر ظلمت چھا جانے کے اور دل میں ظلمت آنے کے اتنا ہی کافی ہے"

اتنا ہی گناہوں کا عذاب کافی تھا کہ گناہ کی وجہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور انسان کے چہرے پہ ظلمت آجاتی ہے۔

چنانچہ آپ ذرا دیکھیں یہ جو پاپ شار ہوتے ہیں ذرا ان کے چہروں کو دیکھیں کہ کیسے نحوست برس رہی ہوتی ہے، اور ایک طرف اللہ والوں کے چہروں کی طرف دیکھیں کیسے شگفتگی اور بہار ہوتی ہے ان کے چہروں پر۔

گناہ کے تین اثرات:

چنانچہ جب انسان گناہ کرتا ہے، تو اس کے اثرات تین طرح سے ظاہر ہوتے ہیں:

قِلَّةُ الرِّزْقِ وَ تَعْسِيْرُ الرِّزْقِ وَ الْاِحْتِقَارُ فِي الْعُيُوْنِ

www.besturdubooks.wordpress.com

"رزق کی کمی، رزق کی تنگی اور لوگوں کی نظر میں حقارت"

اب دو الگ الگ چیزیں ہیں:

(۱) قِلَّةُ الرِّزْقِ

اس کا مطلب ہے کہ رزق ہے ہی تھوڑا۔ ایک وقت تھا مٹی کو ہاتھ لگاتا تھا سونا بن جاتی تھی، آج سونے کو ہاتھ لگاتا ہے مٹی بن جاتا ہے۔ خود کہتا ہے کہ حضرت! ایک وقت تھا کہ لوگوں سے لاکھوں لینے ہوتے تھے اور آج وقت ہے کہ لوگوں کو لاکھوں دینے ہیں۔ یہ ہے قلت رزق یہ گناہوں کا ایک اثر ہے۔

(۲) تَعْسِيْرُ الرِّزْقِ

یہ ہوتا ہے کہ رزق تو زیادہ ہے لیکن سب کچھ ہونے کے باوجود پورا نہ پڑ رہا ہو، کارخانہ بھی ہے، انوسٹمنٹ بھی ہے مگر ایک کنٹینر ادھر پھنس گیا، ایک کنٹینر ادھر پھنس گیا اور دو کنٹینرز واپس (Reject) ہو گئے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود قرضوں میں ڈوبا ہوا ہے، پریشان ہے، اس کو کہتے ہیں، رزق کو تنگ کر دینا۔

(۳) وَالْاِحْتِقَارُ فِي الْعُيُوْنِ

اور تیسرا عذاب یہ دیتے ہیں کہ لوگوں کی آنکھوں میں اس کو حقیر بنا دیتے ہیں، کوئی ویلیو ہی نہیں، حتی کہ اپنے بچوں کی نظر میں کوئی ویلیو نہیں ہوتی۔ آپ دیکھیں ایسے لوگوں کو جو سودی کاروبار کرتے ہیں، اپنے بچوں اور اپنی بیویوں کے ہاتھوں ذلیل ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ اللہ سے جنگ کرتے ہیں، یہ سود تو اللہ سے جنگ ہے، تو اللہ اس جنگ کا مزہ یوں چکھاتے ہیں کہ جو ماتحت ہوتے ہیں، اللہ ان ماتحتوں کو مسلط کر دیتے ہیں۔ کہیں بیوی کا حکم چل رہا ہے، کہیں بچے اس پر مسلط ہوتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

مَنْ اِرْتَکَبَ مَعْصِیَۃً سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ظَالِمًا

جو شخص معصیت کرتا ہے، اللہ اس کے اوپر ظالم کو مسلط کر دیتے ہیں۔

کوئی پڑوسی، کوئی حاسد، کوئی دشمن، کوئی دفتر کے اندر۔ کوئی نہ کوئی اللہ ایسا کر دیتے ہیں کہ بندے کی ناک میں دم ہو جاتا ہے۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا اسْتَخَفَّ قَوْمٌ بِحَقِّ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ اِلَّا بَعَثَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مَنْ یَسْتَخِفُّ بِہِمْ وَبِحَقِّہِمْ

جب کوئی قوم اللہ کے حق میں کمی کوتاہی کرتی ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیتا ہے جو اس کے حق کے اندر کمی کرتے ہیں، اس بندے کو ذلیل کرتے ہیں۔

حقوق العباد کی اہمیت:

تو ایک تو ہیں وہ گناہ جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک ہیں وہ گناہ جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں، وہ گناہ اور بھی زیادہ برے ہیں۔

چنانچہ فرمایا:

لَا یَکُوْنُ شَیْءٌ اَشَدَّ عَلٰی اَہْلِ الْقِیَامَۃِ

"قیامت کے دن اس سے زیادہ سخت چیز نہیں ہو سکتی۔"

مِنْ اَنْ یُّرٰی مَنْ یَعْرِفُہٗ مَخَافَۃَ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ عَلَیْہِ تَبِعَۃٌ حَقٌّ

"بندہ قیامت کے دن کسی ایسے بندے کو دیکھے جو اسے جانتا پہچانتا ہو اور اس نے اس سے حق بھی لینا ہو۔"

جس نے قیامت کے دن حق لینا ہوگا کوئی معاف نہیں کرے گا، گریبان پکڑ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے گا، مجھے میرا حق چاہیے۔

اللہ کے راستے کی پہچان:

اس لیے کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا:

كَيْفَ الطَّرِيْقُ إِلَيْهِ

”اللہ کی طرف راستہ کیسے جاتا ہے؟“

فَقَالَ لَوْ عَرَفْتَهُ لَعَرَفْتَ الطَّرِيْقَ إِلَيْهِ

”فرمایا: اگر تو اللہ کو پہچانتا تو اللہ کی طرف جانے والے راستے کو بھی پہچان لیتا۔“

فَقَالَ لَا أَعْبُدُ مَنْ لَا أَعْرِفُهُ

اس بندے نے آگے سے کہا:

”میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کو میں پہچانتا نہیں ہوں۔“

فَقَالَ مَسْئُوْلٌ أَتَعْصِيْ مَنْ تَعْرِفُهُ

تو جس سے سوال پوچھا گیا اس نے جواب دیا:

”تو اس کی نافرمانی کرتا ہے جس کی عظمت کی معرفت تو جانتا ہے“

فَبُهِتَ السَّائِلُ

سوال پوچھنے والا بالکل لاجواب ہو گیا کہ میں اگر اللہ کی عظمت کو جانتا، میں کبھی اس کی نافرمانی نہ کرتا۔

توبہ کی ضرورت:

شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

إِذَا ثَقُلَ الذِّكْرُ عَلَى لِسَانِكَ

"جب تیری زبان کے اوپر ذکر بوجھل ہو جائے۔"

نہ سو مرتبہ درود شریف پڑھ سکتے ہیں، نہ استغفار پڑھ سکتے ہیں، نہ لا الہ الا اللہ پڑھ سکتے ہیں، جب زبان پر ذکر کا کرنا بوجھل ہو جائے۔

وَكَثُرَ اللَّغْوُ مِنْ مَقَالِكَ

"اور تیری بات چیت میں لغو باتیں زیادہ ہو جائیں" ہنسی، مذاق، لطیفے، گپیں

وَانْبَسَطَتِ الْجَوَارِحُ فِي شَهَوَاتِكَ

اور پھر تیرے اعضا اور جوارح شہوت کی لذتوں کے نشے میں بھرے ہوئے ہوں۔

وَانْسَدَّ بَابُ الْفِكْرَةِ فِي مَصَالِحِكَ

اور تیرے لیے کیا اچھا ہے کہ اس کی سمجھ کا دروازہ تیرے اوپر بند کر دیا گیا ہو۔

لَيْسَ لَكَ الطَّرِيقُ إِلَّا التَّوْبَةَ

تو تیرے لیے توبہ کے علاوہ دوسرا راستہ نہیں ہے۔

متقی بندے کا اجر زیادہ:

چنانچہ ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الْبِرِّ مَعَ التَّقْوٰى

تقویٰ کے ساتھ تھوڑی سی نیکی کرنا

((أَفْضَلُ وَأَعْظَمُ وَأَرْجَحُ مِنْ أَمْثَالِ الْجِبَالِ مِنْ عِبَادَةِ الْمُغْتَرِّيْنَ))

"افضل ہے، بڑا ہے، اور بہتر ہے مغترین کے پہاڑوں برابر اعمال سے"

www.besturdubooks.wordpress.com

جو دھوکے میں پڑے ہوتے ہیں کہ نماز بھی پڑھ لی اور آنکھیں بھی ٹھنڈی کر لیں، نماز بھی پڑھ لی، جھوٹ بھی بول لیا، ادھر بھی تیر چلا لیا ادھر بھی، تو اس قسم کی ملی جلی زندگی والے پہاڑوں کے برابر اگر نیک اعمال کریں گے ان کو وہ اجر نہیں ملے گا جو تقویٰ کے ذریعے تھوڑے سے عمل کرنے والے متقی بندے کو اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتے ہیں۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِتَّقِ اللّٰهَ فِیْ خَلَوَاتِكَ

تو اپنی تنہائیوں میں اللہ سے ڈر

وَحَافِظْ عَلٰی اَوْقَاتِ صَلَوٰتِكَ

نمازوں کی حفاظت کر

وَغُضَّ طَرْفَكَ مِنْ لَّحَظَاتِكَ

اور اپنی نگاہوں کی حفاظت کر

تَكُنْ عِنْدَ اللّٰهِ مَقْبُوْلًا فِیْ حَالَاتِكَ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان حالات میں تو مقرب ہو جائے گا۔

متقی کی معرفت زیادہ:

بعض عارفین نے کہا:

اِذَا اجْتَمَعَ النُّفُوْسُ عَلٰی تَرْكِ الْمَعَاصِیْ

''اگر لوگ گناہوں کے ترک کرنے کے اوپر جمع ہو جائیں''

جَالَتْ فِی الْمَلَكُوْتِ وَعَادَتْ بِطَرَائِفِ الْحِكْمَةِ

''تو ان کو فرشتوں کے مقام کی طرف بلندی عطا کی جاتی ہے اور وہ وہاں سے علمی معرفتوں اور نکات کو لے کر واپس لوٹتے ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

تو جتنا تقویٰ زیادہ ہوگا اتنا علم کے معارف کھلیں گے۔ یہی کتابیں، یہی احادیث، یہی صحاح ستہ وہ پڑھتے ہیں مگر ان کے اندر سے انکو معارف کے موتی ہیرے ملتے جاتے ہیں اور عام طالب علم یہی کتاب پڑھتا ہے لیکن کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی انوکھی کتابیں تو نہیں پڑھی تھیں، علامہ انور شاہ کشمیری نے یہی درس نظامی پڑھا تھا، یہی صحاح ستہ پڑھی تھیں تو کتابوں میں تو کوئی فرق نہیں ہے، تقویٰ میں فرق ہے۔ ہمارے اندر تقویٰ نہیں ہے، ہمیں وہ ہیرے موتی نظر نہیں آتے۔ جیسے کمزور آنکھ والے کو نظر نہیں آتا اور جس کی آنکھ سکس بائی سکس ہوتی ہے وہ خوبصورت چیزوں کو دیکھتا ہے تو اس کو خوبصورتی کی صحیح لذت نصیب ہو رہی ہوتی ہے۔

متقی پر اللہ کی رحمت:

حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

إِذَا أَجْمَعَ الرَّجُلُ عَلَى تَرْكِ الذُّنُوبِ

اگر بندہ گناہوں کے ترک کرنے کے اوپر پکا عہد کر لے۔

أَتَتْهُ الْأَوْرَادُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے اوپر رحمتوں کی بارشیں ہوتی شروع ہو جائیں۔

بعض عارفین نے کہا:

إِذَا تَرَكَ الْعَبْدُ لِلّٰهِ مَعْصِيَةً عَوَّضَهُ اللّٰهُ مِنْهَا طَاعَةً

”اگر بندہ اللہ کے لیے گناہوں کو چھوڑ دے، اس گناہ کے چھوڑنے کی وجہ سے اللہ نیک عمل کی توفیق دیتے ہیں۔“

پھر جب وہ نیک عمل کرتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ثُمَّ يُثِيبُهُ عَلٰى تِلْكَ الطَّاعَةِ طَاعَةً أُخْرٰى

"پھر ایک نیکی کرنے پر دوسری نیکی کی توفیق ملتی ہے۔"

اور اس کو کہتے ہیں:

﴿وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

"یہ اللہ کا فضل ہے، اللہ جسے چاہتے ہیں اللہ عطا فرما دیتے ہیں۔"

تقویٰ باعثِ غنا ہے:

جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْ ذُلِّ الْمَعْصِيَةِ

"جس بندے کو اللہ نے گناہوں کی ذلت میں سے نکال دیا"

○ أَغْنَاهُ اللّٰهُ بِلَا مَالٍ

"اللہ مال کے بغیر ہی اس کو غنی فرما دیتے ہیں۔"

تھوڑا مال ہوتا ہے کبھی کمی نہیں ہوتی۔ چنانچہ آپ دیکھیں: کتنے لوگ ہیں، مہینے کی چھ ہزار سات ہزار تنخواہ ہے، کسی کا قرضہ نہیں دینا ہوتا، کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے، کبھی ان کو ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی، یہ برکت ہوتی ہے مال کی۔

چنانچہ ایک اللہ والے تھے، ان کو ہمارے ایک دوست نے کچھ ہدیہ پیش کیا تو وہ فرمانے لگے کہ میں کتابوں کا کام کرتا ہوں (دینی کتابوں کی ایک دکان تھی) اور اس سے اللہ تعالیٰ مجھے اتنے سو روپے دے دیتے ہیں اور میرے پیسے تو ختم ہی نہیں ہوتے۔ تو یہ برکت ہوتی ہے کہ بندہ سوچتا ہے کہ میرے پیسے تو ختم ہی نہیں ہوتے۔

اور یہاں حال کیا ہوتا ہے؟ جتنے گھر کے بندے اتنے نوکریاں کرتے ہیں، مرد

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی عورتیں بھی اور گھر کے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ تو یہ گناہوں کی ظلمت کی وجہ سے برکت نکال لی جاتی ہے اور نیکی کی وجہ سے اللہ رزق کے اندر برکت ڈال دیتے ہیں۔ کتنے گھر ایسے ہیں دس دس بندے کھانے والے ہوتے ہیں، ایک کمانے والا ہوتا ہے، اللہ ایک کے ذریعے دس بندوں کو عزت کی روزی عطا فرما رہے ہوتے ہیں۔

بعض گھروں میں چلے جاؤ آپ کو پوری ڈسپنسری نظر آئے گی، دوائیاں ہی دوائیاں، روز کوئی نہ کوئی حکیم ڈاکٹر کے پاس جا رہا ہوتا ہے۔ یا خاوند، یا بیوی بیٹے، یا بچے، کوئی نہ کوئی جا ہی رہا ہوتا ہے اور ایسے بھی ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ زندگی بھر ڈاکٹر کے پاس جانے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ میں نے اپنی زندگی میں ایک بچاسی سال کے بندے کو دیکھا کہ بھنووں کے بال بھی سفید ہو چکے تھے، مجھے کہنے لگا کہ میں نے اپنی زندگی میں گولی کو کبھی اپنے منہ کے اندر نہیں ڈالا، پوری زندگی گولی نہیں کھائی۔ اللہ تعالیٰ ایسی صحت عطا فرما دیتے ہیں۔

○ وَ اَعَزَّهٗ بِلَا عَشِيْرٍ

"اور بغیر رشتے داروں کے اس کو عزت دے دیتے ہیں۔"

○ وَ اٰنَسَهٗ بِلَا بَشَرٍ

اور بشر کے بغیر اللہ اس کے دل کو انس عطا فرما دیتے ہیں۔

پاس کوئی بھی نہ ہو، ملنے بلانے والا کوئی نہ ہو پھر بھی پرسکون ہوتے ہیں۔

تقویٰ سے دل کو شفا:

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑی خوبصورت بات فرماتے ہیں:

اَلَا قَدْرِ الْخُرُوْجِ مِنَ الذُّنُوْبِ تَكُوْنُ الْاِفَاقَةُ لِلْقُلُوْبِ

www.besturdubooks.wordpress.com

”جتنا گناہوں سے انسان بچے گا اتنا دل کے مرض کو افاقہ ہوتا جائے گا۔“

اللہ سے ڈرنے والے سے ہر چیز ڈرتی ہے:

اللہ رب العزت نے داؤد کی طرف وحی فرمائی:

یَا دَاوٗدُ اِنْقَطِعْ اِلَیَّ اُنَکِّسُ لَکَ رُؤُوْسَ الْمُلُوْکِ وَ اُلْبِسُ وَجْهَکَ الْمَهَابَةَ

اے داؤد! میرے لیے ساری مخلوق سے منقطع ہو جائیں تیرے سامنے بادشاہوں کی گردنوں کو جھکا دوں گا اور میں تمہارے چہرے پر ایسا نور اور رعب عطا کر دوں گا جس کو دیکھ کر لوگ تم سے محبت کرنے والے بن جائیں گے۔

چنانچہ اللہ والوں کے حالات آپ دیکھتے ہیں کہ وہ لکھتے ہیں کہ ہم اپنے مشائخ سے بات کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔ اپنے شیخ تھے لیکن ڈرتے ایسے تھے جیسے کوئی غلام بادشاہ سے ڈر رہا ہوتا ہے۔ وہ کوئی تھانے دار تو نہیں تھے، ہاں ان کے دل میں اللہ کا خوف تھا، اللہ نے ان کا خوف لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیا تھا۔

چنانچہ نبی ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ جہاں سفر کرتے تھے۔ حوالہ منورہ شہر آپ کا ڈر اور رعب آپ سے ایک مہینہ کا سفر آگے چلا کرتا تھا۔

حدیث مبارکہ سنیے:

((مَنْ خَافَ اللّٰهَ اَخَافَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهُ کُلَّ شَیْءٍ))

”جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے سے ہر چیز کو ڈرا رہے ہوتے ہیں۔“

((وَ مَنْ لَّمْ یَخَفِ اللّٰهَ اَخَافَهُ اللّٰهُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ))

”اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا، اللہ اس کو ہر چیز سے ڈراتے ہیں۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ سے نہیں ڈرتے لیکن اندھیرے سے ڈر لگتا ہے، تنہائی سے ڈر لگتا ہے، بیوی سے ڈرتے ہیں، دفتر میں کچھ نہ ہو جائے، نوکری نہ چلی جائے، کاروبار خراب نہ ہو جائے، کتنے ہی خوف اور دھڑکے لگے ہوتے ہیں ان کے دل میں۔ کیوں؟ اللہ سے جو نہیں ڈرتے۔

اب دیکھو یہ کفار جو کہتے ہیں ہم اتنے پاور والے ہیں یہ جراثیموں سے ڈرتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے ماحول معاشرے میں ہاتھ کسی سے ملاتے ہوئے گھبراتے ہیں، گلو چڑھاتے ہیں کہ میرا ہاتھ کسی کو لگ گیا تو مجھے بیماری نہ لگ جائے۔ سلام تک نہیں کرتے ایک دوسرے کو ڈر کے مارے۔ اللہ سے نہیں ڈرتے اللہ نے جراثیم کا ڈر دل میں ڈال دیا۔

ایک دفعہ مجھے رات کے تین بجے ایک صاحب نے فون کیا، ان کو اللہ نے اتنا مال دیا تھا کہ اپنی زبان سے وہ کہتے تھے کہ اگر میں اپنے مال کا حساب کرنے کے لیے اپنے اکاؤنٹ برانچ کے لوگوں کو کہہ دوں تو تین مہینے ان کو حساب کتاب مکمل کرنے میں لگیں گے، ان کا اتنا پھیلا ہوا کام تھا۔ رات تین بجے فون کیا، میں نے کہا کہ خیریت ہے، آج تہجد پڑھی ہے؟ کہنے لگے کہ نہیں پریشان ہوں، میں نے پوچھا کہ آپ کو کیا پریشانی ہے؟ کہنے لگا جو چاہتا ہوں کھاتا ہوں جو چاہتا ہوں پیتا ہوں جہاں چاہتا ہوں جس کے ساتھ چاہتا ہوں سو جاتا ہوں لیکن نیند نہیں آتی دل پر ایک عجیب سا خوف ہے، میں اس گھبراہٹ کی وجہ سے آپ کو فون کر رہا ہوں، آپ میرے حق میں دعا کر دیجیے۔ ایک اربوں پتی بندہ کہتا ہے، بھئی سب کچھ موجود ہے اور دل پھر بھی خوفزدہ ہے۔ اللہ کا خوف دل سے نکلا، اللہ اتنا خوف اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اس کا خوف لوگوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔

آنکھ کی حفاظت کا عجیب نسخہ:

ایک نوجوان نے کسی اللہ والے سے سوال پوچھا:

مِثْلَ السَّائِلُ كَيْفَ اَحْفِظُ الْبَصَرَ

میں نگاہوں کی حفاظت کیسے کروں؟ عریانی عام ہوگئی، جگہ جگہ ننگے پیلے کپڑے نظر آتے ہیں، تو میں اپنی آنکھوں کی حفاظت کیسے کروں؟

انہوں نے عجیب جواب دیا، فرمایا:

اِسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِعِلْمِهٖ اَنَّ رُؤْيَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ سَابِقَةٌ اِلٰى نَظْرِهٖ اِلٰى مَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ

''اس بات سے مدد پکڑ کہ اس سے پہلے کہ تیری نظر اس کے اوپر پڑے گی اللہ کی نظر تجھ پر پڑ رہی ہوگی''

اللہ تجھے پہلے دیکھ رہا ہے کہ تو کر کیا رہا ہے؟ اگر بندہ یہ سوچ کہ میں جب نظر اٹھا کے دیکھوں گا اور اللہ مجھے دیکھ رہے ہوں گے تو کتنی حیا آئے گی؟ اگر اسی لڑکی کے ساتھ اس کا بھائی ہو یا شوہر ہو اور پتہ ہو کہ وہ میری طرف دیکھ رہا ہے تو ایسی صورت میں کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھے گا کہ اس کا باپ دیکھ رہا ہے، اس کا بھائی دیکھ رہا ہے، اگر باپ اور بھائی کے دیکھنے پر ان کے ردعمل کا اتنا ڈر ہے تو پروردگار عالم بھی تو ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ تو فرمایا کہ جب تم یہ دل میں سوچو گے تو تمہارے لیے آنکھوں کی حفاظت آسان ہو جائے گی۔

موت سے ڈرنے کی وجہ:

چنانچہ رابعہ بصریہ ؒ کے پاس ایک نوجوان آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنے لگا:

أَتُحِبِّينَ الْمَوْتَ؟

کیا آپ موت سے محبت کرتی ہیں؟ پسند کرتی ہیں کہ موت آ جائے؟

فَقَالَتْ لَوْ عَصَيْتُ آدَمِيًّا لَخَجِلْتُ مِنْ لِقَائِهِ

انہوں نے اسے آگے جواب دیا: اگر میں کسی بندے کی نافرمانی کرتی۔ اس بندے سے ملاقات کرتے ہوئے میں شرمندہ ہوتی۔

فَكَيْفَ قَدْ عَصَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ

تو پھر میں نے اللہ کی نافرمانی کی، اب اس سے ملاقات کے لیے میں کیسے تیار ہو سکتی ہوں؟

مجھے اللہ سے حیا آتی ہے۔

اللہ کے مکر سے بے خوف ہونا بھی اللہ کا مکر ہے:

تو گناہوں کی ایک نحوست یہ ہوتی ہے کہ انسان اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ تدبیر کے کیا معنی؟ انسان کو اپنے انجام کی کوئی فکر نہیں رہتی۔

ایک صاحب سے میں نے پوچھا کہ جی کیا حال ہے؟ او جی جو گزر جائے واہ واہ ہے۔ اب یہ بندہ نماز نہیں پڑھتا تھا، سنت کا پتہ نہیں تھا، حرام حلال کی تمیز نہیں تھی، اب وہ بندہ جواب میں کہتا ہے جو گزر جائے واہ واہ ہے، تو کیا مطلب؟ مکر میں پھنسا ہوا ہے۔

چنانچہ شبلی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کی تدبیر کا کیا معنی ہے؟

قَالَ مَكْرُهُ بِهِمْ تَرْكُهُ إِيَّاهُمْ عَلَى مَا هُمْ عَلَيْهِ

تدبیر اللہ کی یہ ہے کہ انسان جو کر رہا ہوتا ہے، اللہ اس کی رسی کو کھلا چھوڑ دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔

گناہوں کے کام آسان، بدمعاشیاں آسان، فحاشیاں آسان، انسان سمجھتا ہے کہ میں مزے میں ہوں، نہیں سمجھ رہا ہوتا کہ اللہ اس کی رسی کو دراز فرما رہے ہیں۔

قَالَ لَا يَأْمَنُ مِنْ مَكْرِهٖ إِلَّا مَنْ هُوَ غَرِيقٌ فِي الْمَكْرِ

فرمانے لگے کہ اللہ کی تدبیر سے وہی بے خوف ہوتا ہے جو پوری طرح اللہ کے مکر کے اندر ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔

فَلَا يَرَى الْمَكْرَ مَكْرًا

وہ اللہ کی تدبیر کو تدبیر ہی نہیں سمجھتا۔

اللہ کے خزانوں سے استفادے کا طریقہ:

چنانچہ جتنا بھی ہو سکے ہم نیک اعمال کے ذریعے سے اپنے رب کو راضی کریں۔ اس کو فرمایا:

بِقَدْرِ الْإِتِّبَاعِ يَكُوْنُ الْإِنْتِفَاعُ

جتنا نبی ﷺ کی اتباع کریں گے، اتنا ہی اللہ کے خزانوں سے فائدہ پانے والے بن جائیں گے۔

پانی سے فائدہ اٹھانے کے طریقے اور، آگ سے فائدہ اٹھانے کے طریقے اور، ہوا سے فائدہ اٹھانے کے طریقے اور ہیں۔ اگر دل میں خیال پیدا ہو کہ اللہ رب العزت کے خزانوں سے نفع اور فائدہ اٹھائیں تو اس بات کو سمجھانے کے لیے اللہ کے حبیب ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور نبی ﷺ نے سمجھایا کہ لوگو! جو زندگی میں تمہارے درمیان گزار رہا ہوں، اگر تم اس طرح زندگی کو بناؤ گے، اللہ کے خزانوں سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے بن جاؤ گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے زیادہ وزنی اعمال:

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَثْقَلُ الْاَعْمَالِ فِي الْمِيْزَانِ اَثْقَلُهَا عَلَى الْاَبْدَانِ

''سب سے زیادہ وزنی اعمال میزان پر وہ ہوں گے جو بدن پر وزنی ہوں گے''

جن گناہوں کا چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے، ان کو چھوڑنا قیامت کے دن میزان میں بہت زیادہ بھاری ہوگا۔ جتنا چھوڑنا مشکل تھا، اتنا ان کی نیکی کا بوجھ نامۂ اعمال میں قیامت کے دن ہوگا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم نیکی کے لیے قدم بڑھائیں۔

وَمَنْ وَفَّى الْعَمَلَ وُفِّيَ الْاَجْرَ وَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ دَخَلَ الْاٰخِرَةَ صِفْرَ الْيَدَيْنِ

جو عمل کرے گا اللہ اس کو اجر عطا فرمائیں گے اور جو عمل نہیں کرے گا، آخرت میں اس کو خالی ہاتھ جانا پڑے گا۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم نیک اعمال کرنے کی کوشش کریں اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچائیں اور اگر گناہ کا ارتکاب ہو تو اللہ کو رو رو کر منائیں، اس وقت تک ہم چین سے نہ بیٹھیں، جب تک ہمیں سچی توبہ کی توفیق نہیں مل جاتی۔

قبر کا مونس انسان کے نیک اعمال:

شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ وَحْشَةً فِي الْقَبْرِ طَلَبَ مَا يُؤْنِسُهُ فِيْهِ وَلَيْسَ اِلَّا صَالِحُ عَمَلِهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

جو قبر کی وحشت جانتا ہے، وہ قبر میں کوئی نہ کوئی اپنے لیے مونس چاہے گا (مدد گار دل لگانے والا چاہے گا) اور نیک عملوں کے سوا قبر میں دل لگانے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔

وَمَنْ عَرَفَ وُقُوْفَهٗ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ اِسْتَحْيٰ مِنْهُ اَنْ يَّرَاهُ حَيْثُ نَهَاهُ

”اور جو قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے ہونے کو جانتا ہے تو وہ حیا کرے گا کہ اللہ اس کو ایسا کام کرتا ہوا دیکھے جس کام سے اللہ نے اس کو منع کر دیا ہو“

تو ہم گناہوں سے بچیں تاکہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے شرمندگی نہ ہو، نیک اعمال کریں تاکہ قبر میں ہمیں تسلی دینے والے ساتھی مل جائیں۔

آج وقت ہے:

آج نیکی اور بدی ہمارے سامنے ہے، ہمیں اختیار دیا ہے، ایک وقت آئے گا زبان سے ایک لفظ بولنا چاہیں گے ایک لفظ بولنے کی توفیق نہیں ملے گی، وقت پورا ہو چکا ہوگا، آج جتنی دفعہ چاہیں سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، پڑھیں زبان چل رہی ہے۔ جب موت کا وقت آتا ہے اور یہ گھنگرو بجنے لگ جاتا ہے تو یہ زبان بھاری ہو جاتی ہے۔ حرکت نہیں کرتی، کنٹرول چلا جاتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے لوگوں نے ٹریکر لگوائے ہوتے ہیں، اپنی گاڑیوں میں، مزے سے گاڑی چلاتے پھر رہے ہوتے ہیں، اچانک ایک جگہ بیٹھ کر گاڑی بند، چابی دباتے ہیں گاڑی نہیں چلتی کیوں نہیں چلتی؟ وہ جی ٹریکر والوں نے گاڑی بند کر دی۔ تو یہ زندگی کا ٹریکر بھی پروردگار کے پاس ہے، ہم اس کے سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے کبھی نیکی کرتے ہیں، کبھی برائی کرتے ہیں، مگر مزے سے زندگی کی گاڑی چلاتے پھرتے ہیں، ایک وقت آئے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا، اوپر سے ٹریکر بند کر دیا جائے گا۔

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اللہ رب العزت ہمیں زندگی کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے، سچی توبہ کر کے سو فیصد نیکی والی زندگی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (الحدید: ۲۰)

مذمتِ دنیا

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 18 مارچ 2011ء ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موضوع: بیان جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ترکِ دنیا کا لفظ جو کتابوں میں مشائخ نے لکھا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا سے چل کر غار میں چلے جاؤ اور وہاں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرو۔ جنابِ حضرت جیؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا، ان گلی کوچوں اور بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔ ہم نے اسی دنیا میں رہنا ہے اور اسی دنیا کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے مگر غافل نہیں ہونا، جو چیز اللہ سے غافل کرے وہ ہماری دشمن ہے۔ اس کو کہتے ہیں ترکِ دنیا۔ ترکِ دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ ترکِ زینتِ دنیا ہے کہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دینا۔ انسان جو کرے اللہ کے لیے کرے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

مذمتِ دنیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (الحدید:۲۰)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دنیا امتحان گاہ ہے:

جس دنیا میں ہم زندگی گزار رہے ہیں یہ دار المحن (امتحان گاہ) ہے۔ امتحان یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اس میں کشش رکھ دی۔ لہٰذا لوگ آخرت کو بھول بیٹھتے ہیں، اپنے پروردگار کو بھول جاتے ہیں اور اس دنیا کی رنگینیوں کے اندر الجھ جاتے ہیں۔ یہ ہمارا امتحان ہے کہ دنیا میں بھی رہیں اور اس کی رنگینیوں پر فریفتہ ہونے کی بجائے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ رہیں۔ فارسی میں ایک شعر ہے ۔

درمیان کار دریا تختہ بندم کردہ ای
باز می گوئی کہ دامن تر نہ کن ہوشیار باش

"مجھے دریا کے درمیان میں ایک تختے کے ساتھ باندھ دیا اور پھر یہ بھی کہا کہ دیکھو دامن تر نہ ہونے پائے، ذرا ہوشیار رہنا"

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ہمارا حال وہی کہ ہم دنیا کے اس دریا میں بند ھے ہوئے ہیں اور حکم یہ ہے کہ بھئی! تمہارا دامن تر نہ ہو۔

دنیا کی حقیقت:

اب دنیا کیا ہے؟ بہت سارے دوست یہ سوچتے ہیں کہ شاید بیوی بچے دنیا ہیں، کام کاروبار دنیا ہے، ایسی بات ہرگز نہیں ۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے کماش و نقرہ و فرزند و زن

”دنیا کیا ہے؟ یہ اللہ سے غافل ہو جانے کا نام ہے، کاروبار کرنا بیوی بچوں کا ہونا، اس کا نام دنیا نہیں ہے۔“

چنانچہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُلُّ مَا اَغْفَلَ الْقُلُوْبَ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ دُنْيَا

”جو چیز تمہارے دل کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے، اس کا نام دنیا ہے۔“

وَ كُلُّ مَا اَوْقَفَ الْقُلُوْبَ عَنْ طَلَبِهٖ فَهُوَ دُنْيَا

”اور جو چیز تمہیں اللہ کی تلاش سے روک دے، اس کا نام دنیا ہے۔“

تو اتنی خوبصورت تعریف کر کے بتا دیا کہ دیکھو حقیقت دنیا کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

دو قسم کے فتنے:

انسان کے لیے اس دنیا میں دو طرح کے فتنے ہیں، ایک ہے مال کا فتنہ، ایک ہے جمال کا فتنہ۔ مال کا فتنہ عورت کے لیے، جمال کا فتنہ مرد کے لیے زیادہ۔ آپ اکثر دیکھیں، نوجوان جمال کے فتنے میں پھنسے ہوئے ہیں، اسی طرح عورتیں کپڑے

جوتی مال کے فتنے میں گھری ہوتی ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دو چیزوں میں (Sumrize) تلخیص کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ سارے گناہ دو طرح کے ہیں، باہ کی وجہ سے گناہ ہوتے ہیں یا جاہ کی وجہ سے۔ باہ کہتے ہیں قوت نفسانی کو جو شہوت سے متعلق ہیں اور جاہ کہتے ہیں عہدے اور مرتبے کو، دنیا کا عہدہ لینا اپنا آپ دکھانا۔ تو ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ سے غافل کرے اس کا نام دنیا ہے۔

دنیا کی حقیقت، قرآن مجید کی روشنی میں

آیئے ذرا قرآن مجید کی طرف نظر دوڑایئے کہ دنیا کے بارے میں کیا کہا گیا؟

● فرمایا:

﴿فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ﴾ (فاطر: ۵)

''تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے، نہ فریب دینے والا تمہیں فریب دے''

تو پتہ چلا کہ یہ دنیا دھوکے کا گھر ہے۔

● ایک جگہ دنیا کی زندگی کے بارے میں فرمایا:

﴿اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ﴾ (حدید: ۲۰)

''خوب جان لو کہ دنیاوی زندگی کی حقیقت کھیل تماشا اور ظاہری دکھاوا اور آپس میں فخر جتانا، اور مال و اولاد کی ایک دوسرے پر زیادتی کی خواہش ہے''

● پھر فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ إِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّإِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴾

''رہنے کی جگہ تو آخرت ہے یہ دنیا تو تھوڑی دیر رکنے کی جگہ ہے۔''

◉ آخرت کے مقابلے میں دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے، فرمایا:

﴿ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَّالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴾ (النساء:۷۷)

''ان سے کہو کہ دنیا کا فائدہ تو بہت تھوڑا ہے اور پرہیزگار کے لیے تو آخرت بہتر ہے اور تم پر دھاگے کے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

◉ چنانچہ دنیادار انسان، جو دنیا میں الجھا ہوا ہے، اس کے پاس بیٹھنے سے بھی روکا۔ فرمایا:

﴿ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴾ (النجم:۲۹)

''تو جو ہماری یاد سے روگردانی کرے اور دنیا ہی کی زندگی چاہے اس سے منہ پھیر لو۔''

دنیا کی حقیقت، احادیث کی روشنی میں

ہمارے محسن اعظم مرشد اعظم امام الانبیا حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں دنیا کی حقیقت کھول کھول کر بتادی کہ اللہ کی نظر میں اس دنیا کی وقعت کیا ہے؟ اور یہ ہمیں کس طرح اللہ سے دور کرتی ہے؟ چنانچہ حدیث مبارکہ سے ذرا معلومات لیجیے۔

◉ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا خَلَقَ الدُّنْيَا نَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ثُمَّ قَالَ وَعِزَّتِيْ لَا أُنَزِّلُكِ إِلَّا فِيْ شِرَارِ خَلْقِيْ»

''اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا، اس کی طرف دیکھا تو نگاہیں ہٹالیں، پھر قسم کھا کر فرمایا کہ میں تمہیں نہیں دوں گا مگر ان لوگوں کو جو میری مخلوق میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے''

ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَخْلُقْ خَلْقًا هُوَ أَبْغَضُ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا نَظَرَ إِلَيْهَا مُنْذُ خَلَقَهَا بُغْضًا لَهَا»

''اللہ تعالیٰ نے دنیا سے زیادہ مبغوض چیز کوئی پیدا نہیں کی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا کو پیدا کیا اس کی طرف کبھی محبت کی نظر سے دیکھا ہی نہیں۔''

حدیث پاک میں آیا:

«لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقَى الْكَافِرَ مِنْهَا جُرْعَةَ مَاءٍ»

''اگر دنیا کی حقیقت اللہ کے ہاں ایک مکھی کے پر کے برابر ہوتی تو اللہ کافر کو پینے کے لیے پانی بھی عطا نہ فرماتے۔''

ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

«لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا مِنْ ذَهَبٍ وَّالْآخِرَةُ مِنْ خَزَفٍ لَاخْتَارَ الْعَاقِلُ مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى»

www.besturdubooks.wordpress.com

"اگر دنیا سونے کی بنی ہوتی اور آخرت ٹھیکری کی ہوتی، مٹی کی بنی ہوتی، عقل مند کو چاہیے تھا کہ فنا ہونے والی چیز کی بجائے باقی رہنے والی (آخرت) کو ترجیح دیتا۔

◉ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ))

"جس نے دنیا سے محبت کی، اس نے اپنی آخرت کا نقصان کر دیا۔"

((وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ))

"اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے اس کو دنیا کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔"

((فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى))

"تو تم باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دو۔"

◉ اس لیے فرمایا:

((حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ وَ اَسَاسُ كُلِّ بَلِيَّةٍ وَ مَعْدِنُ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَ رَزِيَّةٍ))

"دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ اور ہر بلا کی بنیاد ہے، اور تمام مصیبتوں کا مرکز ہے۔"

◉ ایک حدیث مبارکہ

((يَا عَجَبًا لِمَنْ يَطْلُبُ الدُّنْيَا وَ الْمَوْتُ يَطْلُبُهٗ))

"کیا عجیب ہے وہ بندہ جو دنیا کی طلب میں لگا ہوا ہے اور موت اس بندے کی طلب میں لگی ہوئی ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

⓪ حدیث مبارکہ ہے:

«أَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَا دَاوُدُ عَجَبًا لِمَنْ يَعْلَمُ أَنِّيْ أَسْأَلُهُ عَنِ النَّقِيْرِ وَالْقِطْمِيْرِ وَ الْفَتِيْلِ كَيْفَ تَقَرُّ عَيْنُهُ فِي الدُّنْيَا»

''اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ کتنی عجیب بات ہے کہ جب میں کھجور کے چھلکے کے بارے میں بھی قیامت کے دن سوال کروں گا، (اتنی چھوٹی سی چیز کے بارے میں)! یہ کیسے لوگ ہیں جن کی آنکھیں دنیا پا کے ٹھنڈی ہوتی ہیں''

⓪ ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا:

«مَثَلُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ كَمَثَلِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، إِذَا أَقْبَلْتَ عَلٰى أَحَدِهِمَا أَدْبَرْتَ عَنِ الْآخَرِ»

''دنیا اور آخرت کی مثال مشرق اور مغرب کی سی ہے ایک کی طرف تو رخ کرے گا تو دوسرے کی طرف خود بخود پیٹھ ہو جائے گی''

⓪ حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی:

«يَا مُوْسٰى! إِذَا رَأَيْتَ الدُّنْيَا مُقْبِلَةً عَلَيْكَ فَقُلْ ذَنْبٌ عُجِّلَتْ لِيْ عُقُوْبَتُهُ»

''اے موسیٰ علیہ السلام! جب تو دیکھے کہ دنیا تیری طرف آ رہی ہے تو کہنا: یہ میرا کوئی گناہ ہے جس کی وجہ سے دنیا میری طرف آ رہی ہے''

یہ گناہ کا اجر ہے جو دنیا مجھے مل رہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کی حقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں

صحابہ کرام نبی ﷺ کے تربیت یافتہ تھے، دنیا کی حقیقت کو جس طرح انہوں نے سمجھا اور کسی نے نہیں سمجھا، چنانچہ دنیا کی حقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں کیا تھی؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی:

﴿إِنْ فُتِحَتْ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا فَلَا تَأْخُذَنَّ إِلَّا بَلَاغًا﴾

''اگر دنیا کے دروازے بھی تمہارے اوپر کھل جائیں تو اس میں سے اتنا لینا کہ جو تمہارے فقط گزارے کے لیے کافی ہوں''

اس سے زیادہ پر فریفتہ نہ ہونا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

إِنْ أَرَدْتَّ الدُّنْيَا أَضْرَرْتَ بِالْآخِرَةِ

''اگر تو دنیا کا ارادہ کرے گا آخرت کا نقصان کر بیٹھے گا''

((وَإِذَا أَرَدْتَّ الْآخِرَةَ أَضْرَرْتَ بِالدُّنْيَا))

''اور اگر آخرت کا ارادہ کرے گا دنیا کا نقصان ہوگا''

ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا آپس میں مشورہ ہوا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تنخواہ بہت تھوڑی ہے تو ان کو بیت المال سے زیادہ تنخواہ لینی چاہیے۔ مگر یہ کہے کون؟ سب گھبرا رہے تھے۔ مشورہ ہوا کہ آپ کی صاحبزادی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ام المومنین

ہیں، وہ ان کی خدمت میں عرض کریں۔ حضرت علی ڈٹاٹنئ بھی اس مشورے میں شامل تھے، انہوں نے ام المومنین کو بتا دیا، انہوں نے کسی موقع پر اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بیت المال سے بہت تھوڑا مشاھرہ لیتے ہیں، تو تھوڑا سا زیادہ لے لیں تاکہ ضرورتیں پوری ہو سکیں۔ انہوں نے پوچھا کہ حفصہ! یہ بتاؤ تمہیں یہ بات کہی کن لوگوں نے ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نام نہیں بتاؤں گی۔

پھر عمر ڈٹاٹنئ نے فرمایا کہ اچھا تو بتا کہ تیرے گھر میں نبی ﷺ کا گزران کیسا تھا؟ انہوں نے کہا کہ بس معمولی کپڑے ہوتے تھے، ایک گیرو رنگ کا کپڑا تھا تو جب قافلے آتے تھے تو نبی ﷺ اس دن وہ کپڑے پہن لیا کرتے تھے اور کھجور کی چھال کا یا پتوں کا وہ تکیہ ہوتا تھا اور کھانے کو کبھی ملتا تھا، کبھی نہیں ملتا تھا۔ میں نے ایک دفعہ گھی کے ڈبے کی تل چھٹ روٹی پر لگا دی تو نبی ﷺ خود بھی اس کو شوق سے کھا رہے تھے اور دوسروں کو بھی کھلا رہے تھے، یہ زندگی تھی میرے آقا ﷺ کی۔ عمر ڈٹاٹنئ نے کہا کہ حفصہ! نبی ﷺ نے ایک راستہ متعین کر دیا جو اس راستہ پہ چلے گا وہ منزل کو پائے گا جس کا راستہ بدل جائے گا اس کی منزل بھی بدل جائے گی۔ اگر تو مجھے ان لوگوں کے نام بتا دیتی جنہوں نے یہ مشورہ دیا کہ میں زیادہ لوں تو میں انہیں اتنی سزا دیتا کہ ان کے چہرے بدل کر رکھ دیتا۔

تو صحابہ ڈٹاٹنئم تو دنیا سے ڈرتے اور گھبراتے تھے کہ یہ کیا مصیبت ہماری طرف آ رہی ہے؟ اور ہمارا حال یہ ہے کہ تہجد میں نفلیں پڑھ کے دعائیں مانگتے ہیں یہ بھی مل جائے وہ بھی مل جائے۔ حالانکہ وہ چیزیں ضرورت سے زیادہ ہوتی ہیں تو ضروریات پورا کرنے کو شریعت نے جائز قرار دیا، خواہشات کو پورا کرنے کی جگہ دنیا نہیں ہے، خواہشات کو پورا کرنے کی جگہ آخرت ہے۔ اور اکثر لوگ خواہشات میں الجھ کر اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے دور ہوتے ہیں، اس لیے دنیا کا نام لیتے ہیں کہ دنیا انسان کو اللہ سے غافل کر دیتی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ فَمَنْ اَرَادَ مِنْھَا شَیْئًا فَلْیَصْبِرْ عَلٰی مُخَالَطَۃِ الْکِلَابِ

"دنیا مردار ہے جو اس میں سے کچھ چاہے گا تو وہ اپنے آپ کو کتوں سے ملائے گا"

جو دنیا کے اوپر انحصار کر کے بیٹھے گا، وہ اپنے آپ کو کتوں کی جماعت میں شامل کرے گا۔ چونکہ کتے ہی مردے کو کھاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ:

علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔

اِرْتَحَلَتِ الدُّنْیَا مُدْبِرَۃً وَّ الْاٰخِرَۃُ مُقْبِلَۃً وَلِکُلٍّ وَّاحِدَۃٍ مِّنْھُمَا بَنُوْنَ فَکُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَۃِ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْیَا

"دنیا پیٹھ پھیر کے جا رہی ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے اور ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ تم آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے بیٹے نہ بنو۔"

یعنی تم آخرت کے طلب گار بن جاؤ۔

علی رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا:

اِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْیَا کَمَثَلِ الْحَیَّۃِ لَیِّنٌ مَسُّھَا قَاتِلٌ سَمُّھَا فَاَعْرِضْ عَنْھَا

www.besturdubooks.wordpress.com

''دنیا کی مثال سانپ کی مانند ہے، ہاتھ لگانے میں یہ بڑی نرم ہے اور اس کی زہر قتل کر دینے والی ہے، تو اس سے ذرا الگ ہی ہو جا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

سَأَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَعْلَبِیُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الدُّنْیَا

ایک صحابی عبدالرحمٰن ثعلبی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دنیا کے بارے میں سوال کیا، فرمایا:

مَا أُعْطِیَ أَحَدٌ مِنَ الدُّنْیَا شَیْئًا إِلَّا انْتَقَصَتْ دَرَجَتُهٗ عِنْدَ اللّٰهِ وَ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

''جس بندے کو بھی دنیا میں کوئی چیز ملتی ہے، اس کے بدلے اللہ کے ہاں اس کا ایک درجہ کم ہو جاتا ہے، اگرچہ وہ جنتی ہو۔''

دنیا میں جو مل گیا کو تا تو ہو گیا تا پورا!

یعنی دنیا میں جتنا مل جائے گا آخرت میں اتنا کم ہو جائے گا۔

دنیا کی حقیقت اہل اللہ کی نظر میں

اب دنیا کی حقیقت اہل اللہ کی نظر میں کیا ہے؟ سنیے!

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ:

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلیمان علیہ السلام سے شیطان کی ملاقات ہوئی، آمنا سامنا ہو گیا، سلیمان علیہ السلام نے پوچھا:

مَا أَنْتَ صَانِعٌ بِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَنْتَ أَدْرَكْتَهُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

اوبد بخت! تو نبی ﷺ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اگر تو ان کو پالے؟

فَقَالَ اُزَیِّنُ لَهُمُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَکُوْنَ الدِّیْنَارُ وَالدِّرْهَمُ اَشْهٰی اِلٰی اَحَدِهِمْ مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

”شیطان بدبخت نے آگے سے کہا کہ میں ان کے لیے دنیا کو مزین کر دوں گا حتیٰ کہ ان لوگوں کے نزدیک درہم اور دینار کی محبت کلمہ پڑھنے کی محبت سے بھی زیادہ ہو جائے گی۔“

آج دیکھو کتنے لوگ ہیں جو ایمان گنوا بیٹھتے ہیں، کافروں کا ساتھ دیتے ہیں اور اپنے ایمان کا خیال نہیں کرتے، اس لیے ساتھ دیتے ہیں کہ ان کے عہدے بچ جائیں، ان کا مال بچ جائے اور ان کی دنیا سنور جائے۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

كُلَّمَا حُرِمْتَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا اِرْتَفَعَتْ دَرَجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ

”کہ جب بھی تمہیں دنیا کی کسی چیز سے محروم کیا جاتا ہے، اس کے بدلے جنت میں تمہارے درجے کو بلند کر دیا جاتا ہے۔“

وَكُلَّمَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِنْهَا نَقَصَتْ دَرَجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ

”اور جب تجھے دنیا میں کوئی چیز ملتی ہے، اس کے بدلے جنت میں ایک درجے کو کم کر دیا جاتا ہے“

وَلَوْ كُنْتَ عِنْدَ اللّٰهِ كَرِيْمًا

”اگرچہ تو اللہ کے نزدیک کریم لوگوں میں سے ہو“

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

لَا تُصَلُّوْا خَلْفَ مُحِبِّ الدُّنْیَا

''جس شخص کے دل میں دنیا کی محبت ہو تم اس کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھو!

کسی نے پوچھا حضرت! کیوں؟

فرمایا: یہ اللہ کے ساتھ شرک خفی ہے اور مشرک کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَنْ جَمَعَ مَالًا ابْتُلِیَ بِخَمْسِ خِصَالٍ

جو مال کو جمع کرتا ہے، اس پر پانچ مصیبتیں آتی ہیں:

طُوْلُ الْاَمَلِ، وَ شِدَّۃُ الْحِرْصِ، وَالشُّحِّ، وَ نِسْیَانُ الْاٰخِرَۃِ، وَ قِلَّۃُ الْوَرَعِ

''اور امیدیں لمبی ہو جاتی ہیں، حرص اور بخل بڑھ جاتا ہے، آخرت بھول جاتی ہے اور تقویٰ کم ہو جاتا ہے''

اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ:

مَنْ فَرِحَ بِالدُّنْیَا اِذَا اَقْبَلَتْ فَقَدْ ثَبَتَ حُمْقُہٗ

''جس کی طرف دنیا آئے اور وہ اس سے خوش ہو جائے تو اس کی بے وقوفی ثابت ہو گئی۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے کہ دنیا کی مثال ایک سانپ کی مانند ہے جو بندے کو ڈسنے کے لیے آئے اور ڈسے بغیر واپس چلا جائے، اور وہ بندہ اس پر بڑا افسردہ ہو کہ سانپ نے مجھے ڈسا کیوں نہیں؟

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ:

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اِیَّاکُمْ وَ الرُّکُوْنَ اِلَی الدُّنْیَا فَاِنَّهَا دَارُ مَمَرٍّ لَا دَارُ مَقَرٍّ

"دنیا سے بچو اس لیے کہ یہ گزرگاہ ہے، یہ قیام گاہ نہیں ہے"

جیسے کوئی بندہ پل پر گھر نہیں بناتا، اسی طرح کوئی بھی عقل مند انسان دنیا میں اپنا دل نہیں لگاتا۔

حضرت ابن عجلان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَلدَّرَاهِمُ اَزِمَّةُ الْمُنَافِقِیْنَ یُقَادُوْنَ بِهَا اِلَی الْمَهَالِكِ

"مال و دولت یہ منافقین کی لگام ہوتی ہے۔ وہ ان سے باندھ کر انہیں ہلاکت کی جگہوں پر لے جائے جاتے ہیں"

شیطان اس لگام میں باندھ کر ان کو ہانکتا پھرتا ہے۔

سید عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ:

سید عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

لَا تَصِحُّ الْوِجْهَةُ اِلَی اللّٰهِ اِلَّا مَعَ الْاِقْلَالِ مِنَ الدُّنْیَا

"اللہ کی طرف تمہارا متوجہ ہونا، اس وقت تک مقبول نہیں جب تک تم دنیا کو اپنے لیے کم پسند نہ کرو"

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ:

ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

نِعْمَةُ اللّٰهِ فِيْمَا زُوِيَ عَنِّيْ مِنَ الدُّنْيَا اَعْظَمُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَتِهٖ فِيْمَا اَعْطَانِيْ مِنْهَا اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ اَعْطَاهَا قَوْمًا فَهَلَكُوْا

"جس نعمت سے اللہ نے مجھے دنیا میں محروم کر دیا، وہ بڑی ہے اس نعمت سے جو اللہ نے دنیا میں مجھے عطا کر دی ہے۔ میں نے دیکھا کہ جس بندے کو دنیا کی نعمتیں ملیں، وہ قوم بالآخر ہلاک ہو گئی۔"

اس کی مصیبت سے کوئی نہیں بچ پاتا۔

حضرت علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بندہ جنگل میں تھا جہاں سانپ بچھو اور شیر چیتے وغیرہ سب تھے اور اس کو جان کا خطرہ تھا۔ چنانچہ

فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ الْمَلِكُ فَقَالَ: اُتْرُكْ مَا اَنْتَ فِيْهِ وَتَعَالَ اِلٰى حَضْرَتِيْ فِيْ نَعِيْمٍ وَّ اَمَانٍ وَّ حُوْرٍ حِسَانٍ وَّ فَوَاكِهَ وَاِحْسَانٍ۔ فَاَبٰى وَلَمْ يَحْضُرْ

اس کو اس کے مالک نے بلایا کہ میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں محل میں آرام اور سکون کی زندگی گزارنے کا موقع دوں گا اور وہ بندہ محل میں جانے سے انکار کر دے۔

تو جس طرح وہ بے وقوف انسان ہے، آخرت سے روگردانی کرنے والا اسی طرح بے وقوف انسان ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ترکِ دنیا کا اصل مفہوم:

تو ترکِ دنیا کا لفظ جو کتابوں میں مشائخ نے لکھا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا سے نکل کر غاروں میں چلے جاؤ اور وہاں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرو۔ ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا ان گلی کوچوں اور بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔ ہم نے اسی دنیا میں رہنا ہے اور اسی دنیا کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے مگر غافل نہیں ہونا۔ جو چیز اللہ سے غافل کرے وہ ہماری دشمن ہے۔ اس کو کہتے ہیں ترک دنیا۔ ترکِ دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ ترکِ زینت دنیا ہے کہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دینا، انسان جو کرے اللہ کے لیے کرے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ ہر دن نیا قمیص پہنا کرتے تھے لیکن وہ زاہد تھے، اس لیے کہ وہ اپنے لیے نہیں پہنتے تھے، ایک امیر آدمی نے وعدہ لیا تھا کہ میں آپ کو تحفہ دیا کروں تو آپ انکار نہیں کریں گے، چنانچہ وہ روزانہ نیا لباس سلوا کے تحفہ دیتا تھا، آپ پہن لیتے تھے۔ جب اگلے دن نیا لباس ملتا تھا تو پرانا لباس اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیتے تھے۔ تین سو پینسٹھ کپڑے ایک سال میں بدلتے تھے اور وہ زاہدین میں سے تھے۔

دنیا کا حق مہر:

مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ خَطَبَ الدُّنْيَا طَلَبَتْ مِنْهُ دِيْنَهُ كُلَّهُ فِي صِدَاقِهَا

"جس نے دنیا کو طلب کیا تو یہ اپنے حق مہر میں پورے دین کو مانگے گی"

لَا يُرْضِيهَا مِنْهُ إِلَّا ذٰلِكَ

"اس کے کم پہ یہ نکاح نہیں کرتی"

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی دنیا نکاح کرے گی تو اس نکاح میں حقِ مہر دین کو مانگے گی۔

یحییٰ ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مَنْ طَلَّقَ الدُّنْيَا تَزَوَّجَتْهُ الْآخِرَةُ عَلَى الْفَوْرِ

"جو بندہ دنیا کو طلاق دیتا ہے آخرت فوراً اس کے ساتھ نکاح کر لیتی ہے"

ابن عطا سکندری رحمۃ اللہ علیہ کی حکیمانہ بات:

اس امت کے ایک بڑے حکیم اور دانا تھے، ان کا نام ہے ابن عطا اسکندری رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کی کتاب "الحکم" بڑی معروف کتاب ہے۔ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق والے لوگوں میں سے تھے، مگر اس امت کے لقمان حکیم کہے جا سکتے ہیں۔ عجیب حکمت کی باتیں اللہ نے ان کی زبان سے جاری فرمائیں، وہ فرماتے ہیں:

وَقَفَتِ الدُّنْيَا فِي طَرِيقِ الْآخِرَةِ فَمَنَعَتِ الْوُصُولَ إِلَيْهَا

"دنیا آخرت کی طرف جانے والے راستے کے درمیان بیٹھ گئی اور اس نے بندے کا آخرت کی طرف جانا مشکل بنا دیا۔"

ایک جگہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا جَعَلَهَا مَحَلًّا لِلْأَغْيَارِ وَمَعْدِنًا لِوُجُودِ الْأَكْدَارِ تَزْهِيدًا لَكَ

"اللہ نے اس دنیا کو اپنے دشمنوں کی جگہ بنایا اور رنج و پریشانی کا گڑھ بنایا اس سے زہد اختیار کرو"

تو مومن کو چاہیے کہ وہ دنیا سے زہد اختیار کرے اور آخرت کی طرف متوجہ ہو۔ شیخ سید محمد عباد رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

الدُّنْيَا مَانِعَةٌ مِنْ سَعَادَةِ الْآخِرَةِ وَالْقُرْبِ مِنَ اللهِ تَعَالَى

"یہ دنیا سعادتِ اخروی اور قربِ الٰہی میں رکاوٹ ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قِيمَتُكَ مَا أَنْتَ مَشْغُولٌ بِهِ فَإِنِ اشْتَغَلْتَ بِالدُّنْيَا فَلَا قِيمَةَ لَكَ فَمِثَالُ الدُّنْيَا كَالْجِيفَةِ لَا قِيمَةَ لَهَا

"تیری قیمت اللہ کی نظر میں وہ ہے کہ تو کس کام میں لگا ہوا ہے، اب ایک بندہ اگر فقط دنیا میں لگا ہوا ہے تو دنیا اللہ کے نزدیک مردار کی مانند ہے اور مردار کی کوئی قیمت نہیں ہوتی"

لہٰذا اگر تو دنیا میں لگا ہے تو تیری بھی کوئی قیمت نہیں۔ اگر تو دین میں لگا ہوا ہے تو اللہ رب العزت کے ہاں دین کی بڑی قدر و قیمت ہے، تو تیرا بھی مقام اللہ کے ہاں بلند ہے۔

دنیا پل صراط ہے:

ایک شخص حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور وہ بادشاہ کے ساتھ اپنا وقت گزارتا تھا اور اس پر دنیا بڑی فراخ تھی۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا:

مَا حِرْفَةُ هٰذَا

بھئی! یہ جو تیرے پاس دنیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟

فَقِيلَ إِنَّهُ صِرَاطٌ

کہنے لگا کہ یہ میرے لیے پل صراط ہے۔

قَالَ هٰذَا الَّذِي عَرَفْتَ لِيَمْتَهَا

فرمایا کہ ہاں تو نے حقیقتِ دنیا کو واقعی سمجھ لیا۔

اب حقیقتِ دنیا کو سمجھنے کے بعد بادشاہ کے ساتھ مل کر کام کرنا بھی تیرے لیے برا نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کا منتر:

کچھ لوگ ہوتے ہیں، انہوں نے سانپ کا منتر سیکھا ہوتا ہے، وہ واقعی سانپ کو پکڑ لیتے ہیں۔ ہمیں بھی ایک آدمی کا ایک مرتبہ تجربہ ہوا۔ وہ اللہ کا بندہ سانپ کو جہاں دیکھتا تھا، ایسے اٹھاتا تھا جیسے رسی اٹھاتے ہیں۔ بلکہ ایک جگہ ایک لمبا سارا سانپ سویا پڑا تھا تو کسی نے اسے کہا کہ دیکھو کہ وہ سانپ ہے۔ وہ آیا اور اس نے ہاتھ مار کر پہلے سانپ کو جگایا۔ کہتا ہے، سوئے کو کیا پکڑنا؟ جب وہ بھاگنے لگا تو اس کو پکڑ لیا۔ وہ اس کا گولا بنا دیتا تھا، رسی کی طرح جیب میں ڈال لیتا تھا، ہم حیران ہوتے تھے کہ نہ اس نے دانت توڑے نہ کچھ اور کیا عجیب اس کا معاملہ تھا۔ تو علما نے لکھا کہ جس طرح لوگوں نے سانپ کا منتر سیکھا ہوتا ہے اور سانپ انہیں نقصان نہیں دیتا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کا منتر سیکھ لیا تھا، دنیا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔

عوام الناس تو سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ دریائے دجلہ سے پار ہو گئے، یہ عوام الناس کے نزدیک ہے۔ محققین کے نزدیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ جب فتوحاتِ دنیا شروع ہوئیں تو ان کے سامنے دنیا کا دریا بہہ گیا، اس دریا میں سے وہ اپنے ایمان کو حفاظت سے لے کر گزر گئے، یہ ان کی بڑی کرامت ہے۔ تو دنیا تو ہمارے سامنے آج کھلی ہوئی ہے، جس بندے کو دیکھو اللہ نے ضرورت سے زیادہ دی ہوئی ہے، پھر اسی کے پیچھے بندہ لگ پڑے تو گویا اس نے اپنی آخرت کا نقصان کر لیا۔ تو مقصود ہمارا آخرت ہے، دل میں ہوس نہ ہو، تڑپ نہ ہو، بن طلب اللہ عطا کر دے تو انسان اس دنیا کو دین کے لیے استعمال کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

چنانچہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے، اللہ نے اتنی دنیا دی تھی کہ ان کی سواری کے جانوروں کی جو میخیں تھیں، وہ سونے اور چاندی کی ہوتی تھیں۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ان کے پاس گئے کہ میں دیکھوں تو صحیح کہ لوگ! اتنا بیعت ہوتے ہیں، متوجہ ہوتے ہیں، فائدہ لیتے ہیں، یہ کیسے بزرگ ہیں؟ وہاں گئے تو دیکھا کہ مال ودولت کی ریل پیل ہے، قالین بچھے ہوئے ہیں، مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں کہا: ع

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

”وہ بندہ مرد خدا نہیں جو دنیا کو دوست رکھے“

اور یہ کہہ کر وہیں سے واپس آ گئے اور بیعت نہ ہوئے۔ تھکے ہوئے تھے، ایک مسجد دیکھی، نماز پڑھی اور سو گئے۔ سو گئے تو خواب دیکھا، قیامت کا دن ہے، بہت سارے لوگ مولانا صاحب سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہے ہیں اور حق لینے والے اتنے ہیں کہ سب کو دے دیں تو اپنے پاس کچھ نہیں بچتا، تو پریشان تھے۔ اس پریشانی کے عالم میں کیا دیکھا کہ حضرت ایک سواری پر گزر رہے ہیں اور پیچھے مخلوق خدا ہے۔ ان کے ساتھ وہاں آ کر رکے، پوچھا کیا مسئلہ ہے؟ مولانا صاحب کا۔ اونچی حق والے حق مانگ رہے ہیں اور ان کے پاس دینے کے لیے تو کچھ نہیں ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا: اچھا ہمارے ذخیرہ میں سے ان کو ادا (Pay) کر دو! چنانچہ ان کو ادا کر دیا گیا اور مولانا صاحب کی جان چھوٹ گئی۔ مولانا صاحب کی آنکھ کھلی تو سوچنے لگے کہ نہیں معاملہ کچھ اور ہے۔ وہیں سے دوبارہ لوٹ کر آئے اور آ کر ملے اور جب آ کر سلام کیا تو اللہ تعالیٰ اہل اللہ کو باتیں القا کر دیتا ہے، تو حضرت نے پوچھا: مولانا! جب پہلی

www.besturdubooks.wordpress.com

مرتبہ آئے تھے تو کیا فقرہ کہہ کر گئے تھے۔ تو مولانا صاحب کو بتانے سے شرم آئی، فرمایا: نہیں، بتاؤ! حضرت! میں نے یہ کہا تھا:

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

وہ مرد خدا نہیں جو دنیا کو دوست رکھے۔

حضرت نے شعر کو مکمل کیا، فرمایا: ع

اگر دارد برائے دوست دارد

اگر دنیا ہو تو اللہ کے لیے ہو اپنے نفس کے لیے نہ ہو۔

مرغابی کی مثال:

اس لیے مومن کی مثال مرغابی کی مانند ہوتی ہے، آپ مرغابی کو دیکھیں وہ پانی کے اندر اتری بیٹھتی ہے مگر اس کے پر پانی سے تر نہیں ہوتے، وہ ایسے سلکی بنے ہوئے ہوتے ہیں کہ پانی کے اوپر بیٹھنے کے باوجود پانی سے تر نہیں ہوتے۔ چنانچہ جب اس نے اڑنا ہوتا ہے تو وہیں سے وہ پرواز کر جاتی ہے۔ اگر پانی سے پر تر ہو جاتے تو اس کو پرواز نصیب نہ ہوتی۔

تو مومن کی مثال مرغابی کی مانند ہے کہ ہے تو وہ دنیا میں مگر دنیا کے پانی سے اس کے پر تر نہیں ہونے چاہئیں۔ جب آخری وقت آ جائے تو وہ کلمہ پڑھے اور اپنے اللہ کے حضور پہنچ جائے۔ اللہ نے مختلف بندوں کو مختلف حالات میں رکھا ہے، کسی کا رزق تھوڑا کر دیا، کسی کا رزق وسیع کر دیا، جو جس حال میں بھی ہے مقصود اللہ کی ذات ہو، ضروریات کو پورا کرے خواہشات کو آخرت کے لیے چھوڑ دے۔

چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ کتنے لوگ ہوں گے جو نرم بستروں پر سونے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو نور کے منبروں کے اوپر بٹھائیں

تھے۔ اس لیے کہ نرم بستروں پر رہ کر بھی وہ اللہ کا ذکر کرنے والے لوگ تھے۔

دنیا کا سر اس کی محبت ہے:

شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الشَّأْنُ فِيْ قَتْلِ الْحَيَّةِ إِنَّمَا الشَّأْنُ فِيْ إِمْسَاكِهَا حَيَّةً

"سانپ کو مار دینا کوئی بڑا کام نہیں ہوتا، اصل کام تو یہ ہوتا ہے کہ تم زندہ سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لو"

شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَلدُّنْيَا جَرَادَةٌ إِذَا قُطِعَ رَأْسُهَا حَلَّتْ

دنیا ایک ٹڈی کی مانند ہے، جب اس کا سر قلم کر دیا جائے گا تو وہ حلال ہو جائے گی۔

وَرَأْسُهَا حُبُّهَا

اور دنیا کا سر اس کی محبت ہے۔

جس نے محبت دنیا کا سر قطع کر دیا، اب یہ دنیا حلال ہو گئی۔

دنیا جادوگرنی ہے:

اور یہ دنیا ہاروت ماروت سے زیادہ بڑی جادوگرنی ہے۔ وجہ کیا ہے؟ کہ ہاروت ماروت دو فرشتے تھے جو اللہ کی طرف سے جادو کا علم لے کر آئے تھے، لوگوں کو بتاتے تھے کہ یہ تمہارے لیے نقصان دہ ہے۔ مگر گمراہ لوگ ان سے سیکھتے تھے، یہ بھی ایک امتحان تھا۔ قرآن میں اس کا تذکرہ ہے۔

﴿وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ

www.besturdubooks.wordpress.com

أَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ
بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۚ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ أَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾

(البقرۃ:۱۰۲)

ہاروت اور ماروت جو جادو لائے تھے وہ جادو میاں اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کروا دیتا تھا۔ لیکن یہ دنیا ہاروت اور ماروت سے بھی بڑی جادوگرنی ہے، یہ میاں اور بیوی میں جدائی نہیں ڈالتی بلکہ یہ بندے کو اللہ سے جدا کر دیتی ہے۔ دنیا تو بڑی جادوگرنی ہوئی۔

اس لیے اس کی حقیقت کو بندہ سمجھے اور اس کو پانے کے لیے خلافِ شرع کام کرنے کی کوشش نہ کرے۔ جو نصیب اور مقدر میں ہے وہ مل جائے گا۔ ہاں سنت کی نیت سے انسان اکلِ حلال کی کوشش ضرور کرے، جو مقدر میں ہوگا اللہ تعالیٰ عطا فرما دیں گے۔ ہوس نہ ہو دل میں، یتیم کا مال کھا لینا، کسی کو دھوکا دے کے مال لے لینا، دھوکا دے کر چیزیں بیچ دینا، جھوٹی قسمیں کھا کر چیز بیچنا، ملاوٹ کر کے چیزیں بیچنا، یہ سب محبتِ دنیا کی باتیں ہیں اور یہ سب حرام ہیں۔ مومن ایسی چیزوں سے بہت دور ہوتا ہے اس لیے وہ رزقِ حلال پر مطمئن ہو جاتا ہے۔

دنیا کے بیمار کو فکرِ آخرت اچھی نہیں لگتی:

شیخ عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا أَحْبَبْتَ شَيْئًا اِلَّا كُنْتَ لَهٗ عَبْدًا وَهُوَ لَا يَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لِغَيْرِهٖ عَبْدًا

”تو جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا بندہ بن جاتا ہے اور نہیں چاہتا کہ تو کسی دوسرے کا بندہ بنے“

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر تم کسی دنیا کے بندے ہو گے تو دنیا تمہیں اللہ کا بندہ نہیں بننے دے گی۔

بعض حکما فرماتے ہیں۔

إِنَّ الْبَدَنَ إِذَا سَقِمَ لَمْ يَنْفَعْهُ طَعَامٌ وَّلَا شَرَابٌ

''جب جسم بیمار ہوتا ہے تو کھانا اور پینا اس کو فائدہ نہیں دیتا۔''

كَذَالِكَ الْقَلْبُ إِذَا عَلِقَ حُبُّ الدُّنْيَا لَمْ تَنْفَعْهُ الْمَوْعِظَةُ

''اسی طرح جب دل دنیا کی محبت کی وجہ سے بیمار ہوتا ہے تو اس بندے کو مواعظ اور نصیحت کی بات پھر فائدہ نہیں دیا کرتی''

اس کے سامنے پھر نصیحت کی باتیں کرو اس کے اوپر سے گزر جاتی ہیں۔ وہ ایک کان سے سنتا ہے دوسرے سے نکال دیتا ہے۔ بلکہ اس سے مذمت دنیا کی بات کرو تو اسے پتا بھی ہی اچھا نہیں لگتا۔ اس طرح یہ بندہ دنیا کے کاموں کے اندر الجھا ہوا ہوتا ہے۔

مضرتِ دنیا سے بچنے کا نسخہ:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

أَخْرِجْ حُبَّ الدُّنْيَا مِنْ قَلْبِكَ وَ اجْعَلْهَا فِيْ يَدِكَ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّكَ

''دنیا کی محبت کو اپنے دل سے نکال دو اور دنیا کو تم ہاتھ میں پکڑ لو، یہ دنیا پھر تمہیں نقصان نہیں دے گی''

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ کشتی چلنے کے لیے پانی کا ہونا ضروری ہے لیکن پانی کشتی کے اگر نیچے ہوگا تو کشتی چلتی رہے گی اور اگر وہ پانی کشتی کے اندر بھر جائے تو اس کے ڈوبنے کا سبب بنے گا۔ اسی طرح دنیا کا مال ہو مگر پاؤں کے نیچے ہو تاکہ یہ فائدہ دے گا اور اگر نیچے سے اٹھ کر دل کے اندر آ گیا، اب ایمان کی کشتی ڈوبنے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

سبب بن گیا۔

مال ایمان کے لیے ڈھال:

آج کے دور میں مال ایمان کے لیے ڈھال ہے، غریب کا تو ایمان بھی باقی نہیں رہتا۔ نبی ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

((كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا))

"قریب ہے تنگ دستی تمہیں کفر تک پہنچا دے"

لیکن اس مال کو ہم نے کوئی دنیا کا مقصد تو نہیں بنانا! اگر یہ مال ہو تو اللہ کی رضا کے لیے ہو، انسان اس کو آخرت کے لیے استعمال کرے۔

دنیا مومن کے لیے قید خانہ:

اس لیے حدیث مبارکہ ہے، فرمایا:

((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْكَافِرِ))

"کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت کی مانند ہے"

اس کا کیا معنی ہے؟ عوام الناس تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا معنی شاید یہ ہو کہ دنیا میں مومن انسان کے اوپر دنیا میں پابندیاں ہیں، لہٰذا دنیا تو قید خانہ ہے، اس کا یہ معنی نہیں ہے۔ اس کے دو معنی ہیں:

ایک معنی تو یہ کہ اگر دنیا میں انسان کو تمام نعمتیں دے بھی دی جائیں تو بھی آخرت کے مقابلے میں یہ دنیا قید خانے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح کافر کو اس دنیا کا تمام عذاب دے دیا جائے پھر بھی جہنم کے عذاب کے مقابلے میں یہ دنیا اس کے لیے جنت کی مانند ہوگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور دوسرا معنی سن لیجیے! شیخ ابو العباس المرسی یہ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، وہ فرماتے تھے۔

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے"

وَشَأْنُ الْمَسْجُوْنِ التَّحْدِيْقُ بِعَيْنَيْهِ وَالْإِصْغَاءُ بِأُذُنَيْهِ مَتٰى يُنَادٰى مُجِيْبٌ

اور جو بندہ جیل میں قید ہوتا ہے اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اس کی آنکھیں انتظار کر رہی ہوتی ہیں۔ کان منتظر ہوتے ہیں کہ کب رہائی کا حکم آئے گا۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: دنیا قید خانے کی مانند ہے، گویا مومن کی آنکھیں ترس رہی ہوتی ہیں ملک الموت کو دیکھنے کے لیے اور اس کے کان اس کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ میرے مالک کی طرف سے کب میرا بلاوا آئے اور اس دنیا کے قید خانے سے جان چھوٹ جائے۔

مومن کی شان:

اسی لیے فرمایا:

اَلتَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْإِنَابَةُ إِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ النُّزُوْلِ

یہ مومن کی شان ہوتی ہے کہ دنیا میں رہتا ہے مگر دنیا میں دل نہیں لگاتا۔ وہ اللہ کے لیے اداس ہوتا ہے، آخرت کی طرف دل کھنچ رہا ہوتا ہے۔

وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ النُّزُوْلِ

اور موت کے آنے سے پہلے وہ موت کی تیاری کر رہا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کی محبت کیسے نکلے؟

اگر دنیا کی محبت اتنی نقصان دہ ہے تو ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دنیا کی محبت دل سے کیسے نکلے؟ سنیے!

وَلَا یَخْرُجُ حُبُّ الدُّنْیَا مِنَ الْقَلْبِ اِلَّا بِخَوْفٍ مُزْعِجٍ

"دنیا کی محبت دل سے نہیں نکل سکتی جب تک دل میں اللہ کا خوف نہ ہو"

اَوْ شَوْقٍ مُقْلِقٍ

"یا اللہ کی محبت کا شوق نہ ہو"

تو جہنم کا خوف ہو یا اللہ کے وصل کا شوق ہو، یہ دو چیزیں انسان کے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دیتی ہیں

اور ایک تیسری چیز ہے جس کو کہتے ہیں ذکر کی کثرت کرنا۔ اللہ کا ذکر جو شخص بھی کثرت کے ساتھ کرے گا، دنیا کی محبت اس کے دل سے نکل جائے گی۔ اس کی دلیل سنیے! قرآن عظیم الشان میں ایک آیت مبارکہ ہے:

﴿اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ﴾ (النمل:۳۴)

ظاہر میں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں، فساد مچا دیتے ہیں اور جو وہاں کے معزز ہوتے ہیں ان کو بستی سے نکال دیتے ہیں" حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ایک نکتہ لکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ اس میں بہترین تمثیل ہے۔ کیا؟ اگر ملوک سے مراد اللہ کا نام لیا جائے اور قریہ سے مراد دل کی بستی لی جائے تو پھر اس کا معنی یہ بنے گا۔

﴿اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اس مالک الملک کا نام اس دل کی بستی کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔

﴿اَفْسَدُوْهَا﴾

انقلاب مچا دیتا ہے۔

﴿وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً﴾

اور دنیا جو دل میں معزز ہوتی ہے اس کو وہ دل سے نکال کے باہر کر دیا کرتا ہے۔

اللہ کا ذکر انسان کے دل سے دنیا کی محبت کو ختم کر دیتا ہے۔

دنیا کے محب، دنیا کے ساتھ جہنم میں:

اب ذرا بات کو سمیٹتے ہیں یہ بات کالب لباب ہے۔ سید عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات لکھی ہے مگر عجیب! سونے کی سیاہی سے لکھنے والی بات ہے۔ فرماتے ہیں:

اِنَّ الدُّنْيَا تَمَثَّلُ وَتُوَقَّفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ دنیا کو ایک صورت دے کر اپنے سامنے کھڑا فرمائیں گے۔

وَيَأْمُرُ بِهَا اِلَى النَّارِ

پھر اللہ دنیا کے بارے میں حکم دیں گے کہ اس کو جہنم کے اندر ڈال دیا جائے۔

فَتَقُوْلُ الدُّنْيَا يَا رَبِّيْ وَمَنْ يُّحِبُّنِيْ مَعِيَ

دنیا اس وقت یہ کہے گی: اللہ! جو مجھ سے محبت کرنے والے تھے ان کو بھی تو میرے ساتھ بھیجیے

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ يُّحِبُّكَ مَعَكِ

اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائیں گے جو تجھ سے محبت کرنے والے ہیں وہ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

تیرے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔

اور یہ اس لیے ہوگا کہ نبی ﷺ نے فرمادیا:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ))

”قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی“

جو دنیا سے محبت کریں گے جہنم میں جائیں گے، جو اللہ سے محبت کریں گے وہ جنت میں جائیں گے۔

سید علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ الدُّنْیَا حُشِرَ مَعَ مَبْغُوْضٍ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ مُنْذُ خَلَقَہٗ

”جس بندے نے دنیا سے محبت کی اس کا حشر قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس کی طرف اللہ نے ایک مرتبہ بھی محبت کی نظر سے نہیں دیکھا“

پھر سوچیے، کیا قیامت کے دن دنیا کے ساتھ کھڑے ہونا ہمیں اچھا لگے گا۔

عہدہ ومرتبہ مقصود حاصل کرنے میں مانع نہیں:

اب کوئی بندہ ذہن میں یہ سوچے کہ میرا تو اتنا بڑا عہدہ ہے، نوکری ہے، ذمہ داریاں ہیں، مجھے کیوں کہہ رہے ہیں کہ جی دنیا کی محبت سے بچو؟ بھئی! نوکری سے کوئی منع نہیں کر رہا، انڈسٹری لگانے سے کوئی منع نہیں کر رہا، منع کر رہے ہیں کہ ان چیزوں میں رہ کر خلاف شرع کام نہ کیجیے۔ ان چیزوں میں الجھ کر رب کو ناراض نہ کیجیے۔ یہ مقصد ہے کہنے کا۔ قیامت کے دن کئی لوگ ہوں گے کہ جن پر دنیا وسیع تھی اور انہوں نے اس دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کے حکموں کے مطابق زندگی گزاری ہوگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ایک بندہ قیامت کے دن کہے گا: اللہ! میں تو فلاں عہدے پر تھا، بڑی ذمہ داری تھی، میرے لیے تو بچنا ناممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کو کھڑا فرمائیں گے کہ دیکھو! یہ میرے نبی بھی تھے اور وقت کے بادشاہ بھی تھے، انسانوں کے بادشاہ، جنوں کے بادشاہ، پرندوں کے بادشاہ، خشکی کے بادشاہ، تری کے بادشاہ، ہوا پر حکم چلتا تھا ان کا، ایسی بادشاہت تھی۔ اگر ایسی بادشاہت کے باوجود وہ مجھ سے ایک لمحہ کے لیے غافل نہ ہوئے تو تم اپنی غفلت کے کیا بہانے بنا رہے ہو؟

چار منفرد خوبیوں کا حامل بادشاہ:

قریب کے زمانے کی بات سناتا ہوں، ایک بزرگ گزرے ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بڑے بزرگ ہیں اور دہلی میں مدفون ہیں اور ان کی قبر کے بالکل قریب ایک مینار بنا ہے جسے قطب مینار کہتے ہیں۔ مغلیہ بادشاہ بھی ان سے بیعت تھے، جب وقت کے بادشاہ ان سے بیعت ہوئے تو عوام الناس کا کیا کہنا، اللہ نے ان کو بڑی عجیب شان دی تھی، خوب ان کا فیض پھیلا۔ ان کی وفات ہو گئی تو ان کا جنازہ ایک بڑے میدان میں لایا گیا، چونکہ مخلوق خدا تھی جو جنازہ پڑھنے کے لیے بیتاب تھی۔ کچھ میت ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو جنازہ پڑھنے والوں کی وجہ سے فائدہ ہو جاتا ہے، حدیث پاک میں ہے کہ جس میت کا جنازہ چالیس ایمان والے پڑھ لیں اللہ اس میت کے گناہوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ تو کچھ میت ایسے ہوتے ہیں کہ جنازہ پڑھنے والوں کی وجہ سے ان کو فائدہ ہوتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنازہ پڑھنے والوں کو جنازہ پڑھنے کی وجہ سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ حضرت ان ہستیوں میں سے تھے، ہر بندہ چاہتا تھا میں جنازے میں شرکت کر لوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ مخلوقِ خدا کا ہجوم غفیر تھا۔ جہاں تک آنکھ دیکھتی تھی لوگوں کا ایک دریا تھا جو سامنے موجود تھا۔ جنازہ لا کر رکھا گیا، ایک آدمی آگے بڑھا اور اس نے کہا کہ جی مجھے حضرت نے ایک وصیت کی تھی میں وہ وصیت پڑھ کر سب کو سناؤں گا۔ شریعت کا حکم ہے کہ میت وصیت کرے تو دائرہ شریعت کے اندر اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے وصیت پڑھ کر سنائی۔ وصیت یہ تھی کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کے اندر چار باتیں ہوں:

پہلی بات: فرض نماز کی تکبیر اولیٰ کبھی بھی قضا نہ ہوئی ہو۔

دوسری بات: تہجد کی نماز کبھی بھی قضا نہ ہوئی ہو۔

تیسری بات: اتنا عبادت گزار ہو کہ عصر کی چار سنتیں جو سنت غیر مؤکدہ ہیں وہ بھی کبھی نہ چھوڑی ہوں۔

چوتھی بات: کہ بلوغت کے بعد کبھی بھی غیر محرم پر اس کی بری نظر نہ پڑی ہو۔

چار شرطیں جس بندے میں ہوں وہ میرا جنازہ پڑھائے۔ جب یہ اعلان کیا گیا تو مجمع کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ (Pin drop silence) کون تھا جو جرأت کرتا آگے بڑھنے کی۔ لوگ حیران تھے کہ آج شیخ کا جنازہ کون پڑھائے گا؟ حیران تھے کہ کیسی وصیت کر دی؟ کچھ دیر گزری ایک بندہ آگے بڑھا اور وہ رو رہا تھا، حضرت کے قریب آیا اور ان کے چہرے سے چادر ہٹا کر کہنے لگا کہ حضرت! آپ تو وفات پا گئے، پردہ کر لیا اور مجھے آپ نے رسوا کر دیا، میرے راز کو آپ نے کھول دیا۔ پھر اس بندے نے اللہ کو حاضر ناظر جان کر مجمع کے سامنے قسم اٹھا کر کہا کہ میرے اندر چاروں باتیں موجود ہیں، اس نے نماز پڑھائی۔ اور یہ بندہ وقت کا بادشاہ سلطان التمش تھا۔ اگر وقت کے بادشاہ بھی ایسی زندگی گزار سکتے ہیں، ہمارے بہانے قیامت کے دن کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کام آئیں گے۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کو اپنا مقصود بنائیں اور اللہ کو اپنا مطلوب بنائیں اور اسی کی محبت میں جئیں اور اسی کی محبت میں مریں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾

(البقرة: ۶۱)

یہود کی پیروی

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 31 دسمبر 2010ء ۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ قرآن مجید کی آیت ہم تلاوتِ قرآن میں اکثر پڑھتے ہیں، مگر اس آیت کو پڑھتے ہوئے دل میں بس یہ خیال آتا ہے کہ ہاں یہود بے بہبود کے بارے میں یہ آیت اتری ہے۔ کیا ہم نے کبھی بھی یہ سوچنے کی زحمت کی کہ کہیں ہم بھی یہود کی طرز پر تو زندگی نہیں گزار رہے؟ کہیں ہم ان کے نقشِ قدم پر تو نہیں چل رہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری زندگی بھی اسی طرز پر گزر رہی ہو۔ جب انسان کی بصیرت ختم ہو جاتی ہے، عقل میں فساد آ جاتا ہے، پھر وہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کے پیچھے لگ پڑتا ہے اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ تو ہمارا رویہ بھی کہیں ایسا ہی تو نہیں ہو گیا؟ آج ہم اپنی زندگیوں پر ذرا غور کریں کہ کیا ہماری زندگیوں میں بھی بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ ہم اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہود کی پیروی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ﴾ (البقرۃ:۶۱)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

یہود کو بنی اسرائیل پکارنے میں حکمت:

یہود بے بہود کا تذکرہ قرآن مجید میں کئی جگہ پر ہے۔ سورۃ بقرہ کی تلاوت شروع کریں تو جگہ جگہ ﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ آتا ہے۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ لقب اسرائیل تھا اور نام یعقوب تھا۔ اسرا کا معنی ہوتا ہے "بندہ" اور ایل کا معنی ہے "اللہ" تو اسرائیل کا معنی "اللہ کا بندہ" یہ ان کا لقب تھا۔ قرآن مجید میں جابجا بنی اسرائیل کے نام سے اس قوم کو خطاب کیا گیا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ ان کو توجہ دلائی گئی کہ دیکھو! تم اللہ کے بندے کی اولاد ہو۔ اگر تمہارے آباء اتنے اچھے تھے، نیک تھے تو تم بھی نیک بنو۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ کسی کو کہا جائے کہ اے عالم کے بیٹے! علم حاصل کرو! تو اس بات کے کہنے پر اس کی توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کو یوں کہیں کہ اے مشتاق کے بیٹے! علم حاصل کرو! تو انہیں یعقوب علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

کی اولاد بھی کہا جا سکتا تھا مگر حکمت کی وجہ سے بنی اسرائیل کے لفظ سے خطاب کیا تاکہ ان کو احساس ہو، توجہ ہو، اور وہ بات کو غور سے سنیں کہ ہم نے بھی اللہ کی بندگی کرنی ہے، ہم نے بھی اللہ کا بندہ بننا ہے۔

صاحبزادگی کا گھمنڈ:

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں تھیں، یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار انبیاء آئے۔ وہ تو انبیا کا خاندان تھا۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ جی وہ تو اولیا کا گھرانہ ہے، ایسے ہی وہ انبیا کی اولاد تھی۔ لیکن یہ جو صاحبزادگی ہے، یہ انسان کو دین سے بیگانہ کر دیتی ہے۔ اور یہی ان کے ساتھ ہوا کہ یہ اپنے آپ کو صاحبزادہ سمجھنے لگ گئے، گناہ بھی کرتے تھے اور کہتے تھے:

﴿وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً﴾ (سورۃ البقرۃ:۸۰)

''ہمیں نہیں عذاب ہوگا مگر بس تھوڑے دن''

تو ایک طرف نافرمانیاں اور دوسری طرف گھمنڈ اتنا کہ

﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ﴾

(سورۃ المائدۃ:۱۸)

''ہم اللہ کے بیٹے اللہ کے بڑے ہی پسندیدہ''

اور دعوے بھی ایسے کہ یہ صاحبزادگی کا سور بڑی دیر سے دماغ سے نکلتا ہے، چنانچہ ان کی صورت حال یہی تھی کہ اللہ کی نعمتوں نے ان کو الٹا غافل کر دیا، بھٹک گئے اور اللہ کی بندگی کرنے کی بجائے یہ اپنے نفس کی بندگی کرنے لگ گئے۔

قوم یہود پر اللہ کی نعمتیں:

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بہت سمجھایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾

(سورۃ المائدۃ:۲۰)

”کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی نعمتوں کی یاد کرو، کونسی نعمتیں؟“

﴿إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا﴾ (سورۃ المائدۃ:۲۰)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر انبیاء کو بھی بھیجا اور تمہیں شاہی بھی عطا کی“

تو نبوت بھی ملی اور دنیا کی بادشاہی بھی ملی دونوں نعمتیں ملیں۔

﴿وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ﴾ (سورۃ المائدۃ:۲۰)

”تمہیں وہ نعمتیں دیں جو دنیا میں کسی اور کو نہیں دیں“

قومِ یہود کا ناشکرا پن:

مگر وہ ایسی بدبختی کا شکار ہو چکے تھے کہ انہوں نے ان نعمتوں کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ انہیں جب حکم ہوا کہ تم شہر میں جاؤ، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

﴿يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾

(سورۃ المائدۃ:۲۱)

”اے میری قوم! تم ملکِ مقدس جسے اللہ نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے داخل ہو جاؤ“

آگے سے جواب دیتے ہیں:

﴿وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا﴾ (المائدۃ:۲۲)

”ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ نہ نکلیں“

یعنی جو لوگ وہاں ہیں پہلے ان کو نکالیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ﴾ (سورۃ المائدۃ:۲۲)

"جب وہ نکلیں گے تو پھر ہم داخل ہوں گے"

پھر ان کو سمجھایا کہ بھئی! تمہیں اللہ کا حکم ہے تم داخل ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فتح کو آسان کر دیں گے۔

﴿قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوا فِيهَا﴾ (سورۃ المائدۃ:۲۴)

"کہنے لگے اے موسیٰ! جب تک وہ شہر کے اندر ہیں ہم اس میں ہرگز نہیں داخل ہوں گے۔"

﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾ (سورۃ المائدۃ:۲۴)

"آپ اور آپ کا رب جائیں اور ان کے ساتھ قتال کریں ہم یہاں بیٹھے ہیں۔"

اس سے ان کی بدبختی کا اندازہ ہوتا ہے۔ کتنا گستاخ تھے، کتنی خود پسندی میں مبتلا تھے، عجب کا شکار تھے، حکم خدا کے سامنے بیاں طرح انکار کرتے تھے۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے فرعون کو غرق فرمایا تو بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ وہ مصر سے نکل کر شام کی طرف روانہ ہوں۔ جب یہ وادی تیہ میں پہنچے تو اللہ رب العزت نے ان کو من وسلویٰ عطا کیا۔ من وسلویٰ کھاتے رہے۔ اب من وسلویٰ اللہ کی نعمت تھی، ایک تو حلال طیب اور پاکیزہ رزق، حرام کا شبہ بھی نہیں اور دوسری خوبی یہ کہ چونکہ اللہ کی طرف سے بھجوایا ہوا رزق تھا اس لیے قیامت کے دن حساب نہیں۔ تو کیا مزے کی بات تھی مگر طبیعتوں کے اندر کیونکہ اکتاہٹ ہوئی پڑی تھی، تو وہ موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔

﴿يَا مُوسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

(سورۃ البقرۃ:61)

"اے موسیٰ! ہم صبر نہیں کر سکیں گے ایک کھانے پر اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کیجیے"

اب ذرا غور کیجیے ان الفاظ پر۔ انہوں نے "یا موسیٰ" کہا۔ "یا نبی اللہ" بھی کہہ سکتے تھے، "یا رسول اللہ" بھی کہہ سکتے تھے، "یا کلیم اللہ" بھی کہہ سکتے تھے۔ بات کرنے کا کوئی طریقہ ہوتا ہے، ادب ہوتا ہے، مگر نہیں "اے موسیٰ" کہا۔ یہ تھا تکبر اور بے ادبی۔ آگے کیا کہتے ہیں؟ اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کریں۔ ایسے جیسے اپنا کوئی تعلق ہی نہیں۔ یہ بھی کہہ سکتے تھے: اُدْعُ لَنَا رَبَّنَا "ہمارے رب سے دعا فرمائیں" نہیں۔ کہا:

﴿فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ﴾ (سورۃ البقرۃ:61)

"اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کیجیے!"

سب سے پہلے کیا بات ہوئی؟

﴿لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ﴾ (سورۃ البقرۃ:61)

"ہم ایک کھانے کے اوپر صبر نہیں کر سکتے"

بھئی ایک کھانا کھا کھا کے ان کی طبیعتیں اکتا چکی تھیں تو یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ "اللہ ہمارے لیے صبر کو آسان بنا دے"

﴿قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا﴾ (سورۃ البقرۃ:250)

"صبر ہمارے لیے آسان کر دے!"

یہ بھی تو ایک طریقہ ہو سکتا تھا۔ نہیں صاف کہہ دیا کہ ہم نہیں صبر کر سکتے۔ تو ان کی بات میں آپ کو تکبر ملے گا۔ اس لیے قرآن مجید میں مہر لگا دی:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾

(سورۃ الاعراف:۱۴۶)

"جو لوگ زمین پر ناحق تکبر کرتے ہیں، ان کو قریب ہی اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا"

تو ایک تو ان میں خواہش پرستی تھی اور دوسرا تکبر۔ کہنے لگے کہ بس ہم یہ کھا کھا کے تنگ آ گئے ہیں، اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ زمین سے ہمارے لیے نکالیں:

﴿مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا﴾ (سورۃ البقرۃ:۶۱)

بقلھا: ترکاری کو کہتے ہیں۔ قثائھا ککڑی کو کہتے ہیں، فوم گندم اور گیہوں کو کہتے ہیں، عدس مسور کی دال کو کہتے ہیں، اور بصل پیاز کو کہتے ہیں۔ تو فرمائش کی کہ ہمیں تو یہ چیزیں کھانے کو چاہئیں۔

اب یہ چیزیں جیسے پیاز ہے، بدبو دار بھی ہوتی ہیں اگرچہ کھانے کی ہی چیزیں ہیں لیکن ان کو من وسلویٰ کے ساتھ نسبت ہی کیا تھی؟

موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت:

تو اس پر موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بات سمجھائی:

﴿قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾ (سورۃ البقرۃ:۶۱)

"کیا تم اعلیٰ چیز کو ادنیٰ چیز کے ساتھ بدلنا چاہتے ہو؟"

تم کو اللہ رب العزت نے کیا کیا نعمتیں عطا فرمائیں لیکن تم ان کا شکر کرنے کی بجائے، ان پر راضی ہونے کی بجائے، کمتر چیزوں کی تمنا کرتے ہو اور ادنیٰ چیزوں کا مطالبہ کرتے ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم اپنا جائزہ لیں:

یہ قرآن مجید کی آیت ہم تلاوت قرآن میں اکثر پڑھتے ہیں، مگر اس آیت کو پڑھتے ہوئے دل میں بس یہ خیال آتا ہے کہ ہاں یہود بے بہود کے بارے میں یہ آیت اتری ہے۔ کیا ہم نے کبھی بھی یہ سوچنے کی زحمت کی کہ کہیں ہم بھی یہود کی طرز پر تو زندگی نہیں گزار رہے؟ کہیں ہم ان کے نقش قدم پر تو نہیں چل رہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری زندگی بھی اسی طرز پر گزر رہی ہو۔ جب انسان کی بصیرت ختم ہو جاتی ہے، عقل میں فساد آ جاتا ہے، پھر وہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کے پیچھے لگ پڑتا ہے اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ تو ہمارا رویہ بھی کہیں ایسا ہی تو نہیں ہو گیا؟ آج ہم اپنی زندگیوں پر ذرا غور کریں کہ کیا ہماری زندگیوں میں بھی بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ ہم اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیتے ہیں۔

پہلی مثال

ذوقِ قرآن کی بجائے شوقِ اخبار

چنانچہ پہلی مثال یہ کہ مختلف گھروں کے اندر آپ دیکھیں گے، اخبار روز آتا ہے، اس کی ''تلاوت'' روز ہوتی ہے، شروع سے آخر تک پڑھتے ہیں۔ ''رسالے'' آتے ہیں ان کو پڑھا جاتا ہے۔ گھروں کے ڈیڑھ انچوں کے رسالے آتے ہیں ان کو دیکھا جاتا ہے۔ عشق مجازی پر مبنی جو کہانیوں والے رسالے ہیں وہ آتے ہیں ان کو پڑھتے ہیں، خواتین کا اخبار، تین عورتیں تین کہانیاں پڑھتے ہیں، ناول پڑھتے ہیں، شعراء کے اشعار پڑھتے ہیں۔ جس گھر میں یہ سب چیزیں پڑھی جاری ہوتی ہیں اسی گھر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر یہ قرآن مجید ہوتا ہے، گھر کے لوگوں میں سے کوئی ایک بھی اسے کھول کے نہیں پڑھتا۔ اب اگر ایسا ہے تو ہم نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیا ہے ۔ ایک طرف قرآن مجید کی نعمت جس کے ہر حرف پہ نیکیاں ملتی ہیں جس سے انسان کے دل کو سکون ملتا ہے، جس کی قیامت کے دن انسان کو شفاعت ہوگی، جس کا پڑھنا نزول رحمت کا سبب ہوتا ہے، جس کا پڑھنا اللہ تعالیٰ اس طرح سنتے ہیں جیسے دنیا دار لوگ باندی کے گانے کو توجہ کے ساتھ سنا کرتے ہیں، جس قرآن کے پڑھنے پر فرشتے آ کر پڑھنے والے بندے کے لبوں کو بوسہ دیتے ہیں، جس گھر میں قرآن پڑھا جائے تو جس طرح زمین والوں کے لیے آسمان کے ستارے چمکتے ہیں، آسمان والوں کے لیے وہ گھر جہاں قرآن پڑھا جاتا ہے ستاروں کی طرح چمک رہے ہوتے ہیں۔ افسوس ہے کہ یہ قرآن مجید گھر میں موجود ہے، نہ بیوی کے پاس فرصت ہے، نہ خاوند کے پاس، نہ بیٹی کے پاس، نہ بیٹے کے پاس کہ اس کی تلاوت کرے اس کو سمجھے۔ اور یہی گھر کے افراد اخبار بھی پڑھ رہے ہیں، ڈائجسٹ بھی پڑھ رہے ہیں، ناول بھی پڑھ رہے ہیں، کتابیں بھی پڑھ رہے ہیں۔ باقی سب چیزوں کے پڑھنے کا اگر وقت نکال لیا اور قرآن مجید پڑھنے کا وقت نہ نکالا تو ہم نے کیا کیا؟ حقیقت میں ہم نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔

﴿ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ﴾

تو مرتکب تو ہم بھی اسی گناہ کے ہو گئے۔ اعلیٰ کو نظر انداز کر دیا، ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔ بھاگتے ہیں اخبار کی طرف، دوڑتے ہیں ڈائجسٹ کی طرف، بڑھتے ہیں جلدی سے ناول کو پڑھنے کے لیے، اللہ رب العزت کے قرآن پاک کو پڑھنے کے لیے دل کے اندر چاہت پیدا نہیں ہوتی، اگر یہ صورت حال ہے تو اس کا مطلب ہے ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر، یہود بے بہبود کی ایک بری عادت موجود ہے۔

اس آیت کو پڑھا کریں اور ڈرتے رہا کریں۔

﴿أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾

ہم بھی اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں۔

دوسری مثال

دین کی بات کے بجائے غیبت و چغلی

دوسری مثال: گھر میں لوگ مل بیٹھتے ہیں، یہ سارے لوگ اگر چاہیں تو بیٹھ کر دین کی بات بھی کر سکتے ہیں، اللہ کا ذکر بھی کر سکتے ہیں مگر نہیں، ذکر کی طرف دھیان نہیں ہوتا مکمل دنیا کی طرف ہوتا ہے۔ غیبت ہوتی ہے، چغلی ہوتی ہے، بہتان تراشی ہوتی ہے، کیا کیا تیر بازیاں...... یہ تمام گفتگو ادنیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اعلیٰ ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ غافلین میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے والا اس طرح ہے جیسے خزاں کے موسم میں ایک لہلہاتا ہوا درخت ہوتا ہے۔ اگر ان محفلوں میں ذکر کرتے، بات چھیڑتے اللہ کی، اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے، لوگوں کے سامنے ان کو ترغیب دیتے تو ہم اعلیٰ گفتگو کو اختیار کرنے والے ہوتے۔ مگر ہم تو مجلسوں میں بیٹھتے ہیں تو بات شروع ہوتی ہی بندوں کی برائیاں بیان کرنے سے ہے اور بات ختم ہوتی ہے بندوں کی برائیاں بیان کرنے پر۔ اگر یہی لوگ بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے۔ تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ ملائکہ ایسی مجالس کو گھیر لیتے ہیں، جہاں ذکرِ خدا ہوتا ہے، علماء نے تو لکھا ہے

آسماں سجدہ کند بہر زمینے کہ درو
یک دو کس، یک دو نفس، بیادِ خدا و نشیں

''زمین کے ٹکڑے پر ایک دو بندے ایک دو لمحے کے لیے'' اللہ کو یاد کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں، آسمان زمین کے اس ٹکڑے کو سجدہ کرتا ہے۔

کیونکہ وہ اللہ کو یاد کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ اور ہم اللہ کا ذکر چھوڑ کر دنیا کی باتوں کے پیچھے لگے ہوتے ہیں، حالانکہ حدیث پاک میں فرمایا: جو ذکر کی مجالس ہیں'' روضة من ریاض الجنة '' یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ تو ہم اپنی مجالس کو جنت کا باغ بھی بنا سکتے ہیں۔ تو عقلمندی تو یہ ہے کہ ہم دنیا کے تذکرے چھیڑیں ہی نہ۔ مگر نہیں اچسکا پڑا ہوا ہے باتوں کا۔'' اچھا ہور کی حال اے'' اور سناؤ، اور دنیا کی باتیں۔ تو معلوم ہوا کہ ہم اگر ذکرِ خدا کو چھوڑ کر ذکرِ دنیا کے پیچھے رہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے ہمارے اندر یہودی کی ایک بری عادت موجود ہے کہ ہم نے اعلیٰ کو چھوڑا اور ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔

﴿ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ﴾

تیسری مثال

مشغولیتِ نماز کے بجائے مشغولیتِ ٹی وی سکرین

تیسری مثال: شام ہوتی ہے، گھروں میں ٹی وی کی سکرینیں آن ہو جاتی ہیں۔ بیٹھ کے لوگوں کے چہروں کو دیکھتے ہیں، مرد عورتوں کو دیکھتے ہیں اور عورتیں مردوں کو دیکھتی ہیں۔ یہ سکرین کا نشہ بھی عجیب ہے، گھر سے ٹی وی کو نکالنے کی بات کرو تو بیوی کہے گی کہ میں پہلے نکلوں گی، اس لیے کہ وہ فرسٹ کزن جو ہوا۔ ٹی وی اور بیوی ایک دوسرے کے کزن ہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ ٹی وی کا تو برانڈ روز بدلا جا سکتا ہے، بیوی تو نہیں بدلی جا سکتی۔ دوسرا یہ کہ ٹی وی کا سوئچ آف کر کے ٹی وی کو بند کیا جا سکتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن اس کی زبان تو بند نہیں ہو سکتی۔ تو گھنٹوں گزرتے ہیں ٹی وی کے سامنے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو فرض نماز پڑھنے کا بھی دھیان نہیں ہوتا۔ اب رب کریم نے حکم دیا کہ تم فرض نماز پڑھو اور اس طرح تم میرے سامنے تصور کرو جیسے تم مجھے دیکھ رہے ہو۔

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ))

اور ایک عمل ہے کہ انسان نفل پڑھے، نماز پڑھے گویا اللہ کو دیکھے اور دوسری طرف گھنٹوں بیٹھ کر مخلوق کے چہروں کو دیکھے، تو یہ بندہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کے پیچھے ہے۔ اگر ہم نماز پڑھتے تو ہمیں دو نعمتیں ملتیں، ایک لذت ایمان نصیب ہوتی اور ایک لذت قہر شیطان نصیب ہوتی۔ شیطان کو غصہ آتا کتنی خوشی ہوتی کہ اللہ کا دشمن ہے اور زک پہنچ رہی ہے۔ لیکن ہم نماز کو چھوڑ کر اگر ٹی وی کی طرف جاتے ہیں تو ہم نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔

چوتھی مثال

بیوی کے بجائے غیر محرم پر نظر

چوتھی مثال: ایک بندہ شادی شدہ ہے، گھر کے اندر اولاد ہے، خوبصورت، خوب سیرت، لکھی پڑھی بیوی موجود ہے۔ اب یہ بندہ باہر گلی میں نکلتا ہے تو غیر محرم کی طرف دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ جس طرح شکاری کتا چلتے ہوئے ہر جھاڑی کی جڑ کو سونگھتا پھرتا ہے، یہ بھی گلی سے گزرنے والی ہر عورت کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا ہے۔ اب گھر میں جو ہے وہ حلال ہے اور غیر پر نظر حرام ہے، مگر یہ بھاگتا ان کے پیچھے ہے۔ جو شادی شدہ بندہ اپنی بیوی جیسی نعمت کو چھوڑ کر غیر محرم کی طرف بھاگتا پھرتا ہے، یہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کی طرف دوڑتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾

سوچیں مائیں کہ ہمارے اندر یہود والی بری عادت موجود ہے۔ بیوی کے ساتھ مسکرانا عبادت، بیوی سے ملنا عبادت، بیوی پر خرچ کرنا عبادت، بیوی کے پاس بیٹھنا عبادت، اس کے منہ میں لقمہ ڈالنا عبادت، ہر چیز پر عبادت کا ثواب ملتا ہے اور غیر محرم سے تعلق جوڑنے کی کوشش کریں تو ہر بات پر گناہ ملتا ہے۔ بیوی سے محبت پر عزت ملے گی، غیر محرم سے محبت پر ذلت ملے گی۔ کیونکہ عزت کو چھوڑ کے ذلت کے راستے پر جو چلے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اس نے اعلیٰ کو چھوڑا اور ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔

﴿أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾

پانچویں مثال

اسلامی تعلیمات کی بجائے یہود و نصاریٰ کی پیروی

پانچویں مثال کہ دین اسلام نے ہمیں طیب اور پاکیزہ زندگی گزارنے کی تعلیمات دیں فرمایا۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً﴾ (سورۃ النحل: ۹۷)

”جو بھی ایمان لائے گا، نیک اعمال کرے گا۔ ہم اس کو طیب اور پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے“

اب طیب اور پاکیزہ زندگی مل سکتی ہے دین کے اوپر عمل کرنے سے مگر مزاج ہی ایسا ہے کہ یورپ کے طریقے پسند ہیں۔ لباس دیکھو تو وہ بھی یہود جیسا، شکل دیکھو تو وہ بھی یہود جیسی، کھانے پینے کا طریقہ دیکھو تو وہ بھی یہود جیسا، دو چمچ سے یا چھری کانٹے

سے کھانا، کھڑے ہو کر کھا رہے ہیں، بیٹھنے اٹھنے کا طریقہ دیکھو تو کفار کی طرح، السلام علیکم کہنا اچھا نہیں لگتا، ایک دوسرے کو اس ماحول اور معاشرے میں "Good Morning" کہتے ہیں، کسی نے اچھا کام کیا تو جزاک اللہ کہنا اچھا نہیں لگتا، "Thank you" کہیں گے۔

تو معلوم ہوا کہ اسلامی تعلیمات کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کے طرز زندگی کو پسند کرتا ہے، یہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور آپ کو تو ایسے کئی لوگ ملیں گے کہ دین پڑھنے کی فرصت نہیں اور عصری تعلیمات پڑھنے کے عاشق ہیں۔ یہ اعلیٰ کو چھوڑ کے ادنیٰ کے پیچھے ہیں۔

﴿أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾

چھٹی مثال

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے دنیاوی شخصیات آئیڈیل

ایک اور مثال کتنے نوجوان ہیں ان سے پوچھیں، بھائی آپ کا آئیڈیل کون ہے؟ جی فلاں کھلاڑی ہمارا آئیڈیل ہے، کھلاڑی آئیڈیل بنا، بعضوں کے تو آئیڈیل کوئی ایکٹر بنے ہوتے ہیں، اور بعضوں کے سنگر آئیڈیل ہوتے ہیں۔ اب بتائیں! ہمارے سامنے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی ذات بابرکات موجود ہے۔ ان کی زندگی کامل تھی، دنیا میں جتنے بھی لوگ آئے سب نے تسلیم کیا کہ ہم اپنی زندگی کے مقصد کو پورا نہیں کر سکے۔ چنانچہ کتابیں لکھنے والوں نے کتابیں لکھیں اور پھر کہا کہ وقت نے ساتھ نہیں دیا ورنہ میں اور بھی کتابیں لکھتا۔ دنیا میں جرنیل آئے، انہوں نے کہا کہ جی بڑی فتوحات کیں، زندگی نے ساتھ نہیں دیا ورنہ ہم اور علاقے بھی فتح

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے۔ سائنسدانوں نے کہا کہ ہم نے بڑی تحقیقات کیں زندگی نے ساتھ نہیں دیا ورنہ اور بھی تحقیقات کرتے۔ تو جتنے بڑے بڑے لوگوں کی زندگیوں کو آپ پڑھیں تو یہ بات آپ کو ان سب میں (Common) مشترک ملے گی کہ ان سب نے کہا کہ اگر اور زندہ رہتے تو اور بڑے کام کرتے۔ اس کا مطلب ہے کہ انکی زندگی ادھوری تھی۔ تاریخ انسانیت میں ایک ہستی ہے، رات کے تاریکی میں نہیں دن کی روشنی میں، تنہائی میں نہیں ایک لاکھ سے زیادہ مجمع میں کھڑے ہو کر کہا کہ لوگو! جس مقصد کو لے کر میں دنیا میں آیا تھا۔ میں نے اس مقصد کو پورا کر دیا۔ لوگوں نے گواہی دی کہ آپ نے پورا کر دیا۔ انگلی اٹھا کر کہا:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ

اللہ گواہ رہنا، میں زندگی کے مقصد کو پورا کر کے جا رہا ہوں۔

ایسی کامل زندگی اور شخصیت ہمارے سامنے ہو اور ہمارے آئیڈیل بنیں کھلاڑی، ایکٹر اور سیاسی شخصیات، جو آئیڈیل ہی ان کو بنا تا پھرے تو پھر اس نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔

﴿ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ﴾

ساتویں مثال

فکرِ آخرت کے بجائے دنیا سے لگاؤ

ہمارے سامنے دو اختیار (Option) ہیں۔ ایک ہے دنیا اور ایک ہے آخرت۔ ہر بندے کا دل چاہتا ہے کہ میں یہاں گھر بناؤں، میں یہاں اپنا ٹھکانہ بناؤں، میں اسے ایسے سجاؤں۔ ہر بندہ دنیا میں اپنی جنت سجانے میں لگا ہوا ہے۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہے کہ صرف نمرود نے جنت بنائی تھی، ہر بندہ جنت سجانے میں لگا ہوا ہے، میرا گھر ایسا ہو، میری گاڑی ایسی ہو، میری بیوی ایسی ہو، میرے بچے ایسے ہوں، جنت سجانے میں لگا ہوا ہے۔ جتنا شوق ہوتا ہے کہ دنیا کی یہ سب چیزیں ہوں کیا اتنا شوق یہ بھی ہے کہ آخرت میں بھی یہ نعمتیں ہوں، آخرت کی طرف دھیان ہی نہیں۔ تو بزرگ فرماتے تھے:

"اے دوست! جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنا دنیا کے لیے کوشش کر لے، جتنا آخرت میں رہنا ہے، اتنا آخرت کے لیے کوشش کر لے۔"

تو دنیا میں تو رہنا ہے سو پچاس سال اور آخرت میں رہنا ہے ہمیشہ کیلئے۔ علما نے لکھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان جتنا خلا ہے، رائی کے دانوں سے بھر جائے اور ایک پرندہ ایک دانے کو کھائے، پھر ہزار سال کے بعد آ کر دوسرے دانے کو کھائے اور پھر ہزار سال کے بعد تیسرے دانے کو کھائے، ایک وقت آئے گا کہ یہ سارے رائی کے دانے ختم ہو جائیں گے آخرت کی زندگی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ تو ہم نے آخرت کو چھوڑ کر دنیا پر امیدیں لگا دیں، ہمتیں صرف کر دیں۔ کتنے گھرانے ایسے ہیں، تین بیٹے دو بیٹیاں ہیں، پانچوں کے پانچوں سکول کالج یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں اور پانچوں کو دین پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ تو ہم نے اولاد کو کدھر لگایا؟ ادنیٰ کی طرف یا اعلیٰ کی طرف؟

یہ تو روز کا معاملہ ہے، آپ اپنے اردگرد دیکھیں! بس ماں کو ایک بات کی فکر ہوتی ہے کہ سکول میں نمبر کم نہیں ہونے چاہییں۔ اور جب تک بچہ پیسہ کماتا ہے ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ ایک بچے کا باپ کہنے لگا کہ جی! یہ میرا بچہ تو بڑا فرشتہ ہے، کیا بات ہے اس کی! اتنی اس کی تعلیم ہے، اتنی اس کی تنخواہ ہے اور آخر پر کہتا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تھوڑا سا یہ دہریہ بن گیا ہے۔ جو دہریہ بن کر ایمان سے محروم ہو گیا، لیکن پیسہ کما کے لا رہا ہے تو وہ فرشتہ ہے۔ تو ماں باپ کی نظر میں بھی تو معیار فقط دنیا بن گیا۔ نیک، تہجد گزار، دین دار بیٹے کو باپ کم نظر سے دیکھے گا جب کہ بے دین لیکن دنیا کمانے والے بچے کو عزت کے ساتھ دیکھے گا۔ اس لیے کہ دنیا کی عظمت دل میں ہے، اس لیے وہ اچھا لگتا ہے۔ تو ہم نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔

یہ دنیا کی زندگی تو چند دن کی بات ہے، کب ختم ہو؟ پتہ ہی نہیں چلتا۔ چنانچہ ایک آدمی سے کہا گیا کہ مسجد آؤ تو کہتا ہے کہ جی مجھے تو مرنے کی فرصت نہیں۔ اور ابھی لوگ نماز پڑھ کر نہیں نکلے تھے کہ پہلے اس کو موت آ گئی۔ یہ کہتا تھا کہ مجھے مرنے کی فرصت نہیں، تو معلوم ہوا کہ ہم تو دنیا کے پیچھے دیوانے بن کے لگے ہوئے ہیں اور آخرت کمانے کی فکر ہی نہیں۔

صحابہ کو فکرِ آخرت:

صحابہ کا تو حساب ہی اور تھا، ان کی نظر میں دنیا کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ چنانچہ حدیث پاک میں ایک مشہور صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، ایک دفعہ پھر آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ایک نوجوان آدمی نے اسلام قبول کیا، ان کا ایک باغ تھا، تو ذہن میں خیال آیا کہ میں اپنے باغ کے گرد دیوار بنا دوں، یا کوئی باڑ ڈال کر دوں۔ ایک طرف تو دیوار سیدھی بن گئی لیکن دوسری طرف چند کھجوروں کے درخت تھے جو ہمسائے کے تھے۔ وہ ہمسایہ ایک بوڑھا آدمی تھا۔ انہوں نے کوشش کی کہ اس سے یہ درخت خرید لوں اور اپنی دیوار سیدھی کر لوں لیکن وہ بوڑھا آمادہ نہ ہوا۔ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں نے تو اس بوڑھے سے یہ درخت خریدنے کی بڑی کوشش کی ہے کہ بھئی! مجھے بیچ دو میری لائن سیدھی ہو جائے گی

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر مجھے تو انہوں نے ہاں نہیں کی، آپ مہربانی فرمائیں، یہ معاملہ حل فرما دیں۔ نبی ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جو نیا مسلمان ہوتا تھا اس کی تالیف قلب فرمایا کرتے تھے، نبی علیہ السلام نے اس بوڑھے کو بلا لیا اور بلا کر ان کو کہا کہ بھائی یہ جو آپ کے چند درخت ہیں، یہ آپ ان کو بیچ دو تو ان کی لائن سیدھی ہو جائے گی۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ درخت بیچ دو تو اس صحابی نے یہ بات پوچھی کہ یہ آپ کا حکم ہے یا مشورہ ہے؟ چونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر حکم ہوا تو تسلیم اور اگر مشورہ ہوا تو انسان اپنی مرضی کر سکتا ہے تو پہلے پوچھ لیا۔

کچھ بوڑھوں کی باتیں:

یہ بوڑھے بھی عجیب ہوتے ہیں، ایک پیر صاحب کسی گاؤں میں تقریر کرنے گئے تو تقریر سے پہلے ایک بوڑھا کھڑا ہوا، دیہاتی تھا، کہنے لگا:

پیر صاحب! ''اسی تے آں جاہل کوئی گل سمجھ وچ نہ آوے تے سوال پچھ سکدے آں؟'' (ہم جاہل ہیں اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو پوچھ سکتے ہیں؟)

پیر صاحب نے کہا کہ ہاں بالکل پوچھ سکتے ہیں۔ تو بوڑھے نے پہلے ہی بنیاد باندھ لی کہ میں نے سوال پوچھنے ہیں۔ اس کے بعد پیر صاحب نے تقریر شروع کی تو تقریر کرتے کرتے انہوں نے نصیحت کی کہ نیک بنو! نیکی کرو! پل صراط سے گزرنا پڑے گا اور پل صراط تو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ جب انہوں نے یہ بات کی تو بوڑھے میاں کھڑے ہو گئے۔ کہتے ہیں:

''پیر صاحب! مینوں لگدا اے ایہہ کوڑ اے'' (مجھے لگتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے)

انہوں نے کہا کہ نہیں یہ کتابوں میں لکھا ہے، انہوں نے ریفرنس دیا کہ حدیث پاک میں ہے۔ تو جب انہوں نے یہ کہا کہ بھئی! کتابوں میں لکھا ہے، تلوار سے زیادہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تیز اور بال سے زیادہ باریک۔ تو بوڑھا کہنے لگا:

''اچھا پیر صاحب اینج آکھو نا کہ اللہ سائیں دی پار تپاون دی نیت کائی نئیں''۔ کہ اگر بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز پل صراط ہے تو آپ یوں کہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پار گزارنے کی نیت ہی نہیں ہے۔ پیر صاحب حیران کہ بوڑھے کو اب کیا کہوں؟ خیر انہوں نے پھر تقریر شروع کر دی۔ پھر انہوں نے کہا کہ گناہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جہنم میں بھیجیں گے اور گناہوں کی سزا دینے کے بعد پھر جنت میں بھیجیں گے۔ جب یہ بات کی تو بوڑھا پھر کھڑا ہو گیا، کہتا ہے:

''پیر صاحب! مینوں لگدا اے ایہہ وی کوڑا اے'' (یہ بھی جھوٹ ہے)

انہوں نے کہا: نہیں جی یہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ہر آدمی کا حساب ہو گا، اگر گناہ زیادہ ہوئے تو سزا ملے گی اور سزا ملنے کے بعد پھر اس کو جنت میں بھیجا جائے گا۔ کہنے لگا:

''پیر صاحب! ماڈے گھر کوئی مہمان آوے تے میں اوہنوں پنج ست لتر ماراں مڑ آکھاں کہ آ جا ککڑ کھا لے او کھاسیں؟'' (کہ اگر میرے گھر کوئی مہمان آئے اور میں اس کو پانچ سات جوتے لگاؤں اور پھر کہوں کہ آؤ بھائی مرغا کھا لو تو کیا وہ کھائے گا؟) ''جس نوں اللہ سائیں جنت وچ بھیجنا اے اوہنوں پنج چھوڑنا اے'' (جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجنا ہے ویسے ہی بھیج دے گا)

خیر اب جو مرید بیٹھے تھے وہ بڑے تپ رہے تھے کہ بوڑھے نے ہمارے پیر صاحب کے ساتھ کیا کیا؟ بیان ختم ہوا تو بوڑھے کو اندازہ ہو گیا کہ پیر صاحب اٹھ کر جائیں گے تو پیچھے مرید میرے ساتھ دو دو ہاتھ کریں گے۔ تو اب وہ کھڑا ہوا اور معافی مانگنے لگا۔ تو پتہ کیسے معافی مانگی؟ کہنے لگا:

www.besturdubooks.wordpress.com

او پیر صاحب! میں ایویں بدبخت جیا بندہ آں، جاہل آں (میں بدبخت جاہل آدمی ہوں) حال تو میرا یہ ہے کہ بدبختی دریا کے پار جارہی ہو تو میں کہتا ہوں، "دسیئے وتی ایں میں تے اتھے کھلوتا آں" (تم کہاں جارہی ہو میں تو یہاں کھڑا ہوں)۔ تو اس نے پیر صاحب کو بھی تھوڑا نارمل کر دیا اور مرید بھی کہنے لگے کہ ایسا ہی ہے، چلو چھوڑ دو۔

تو بوڑھوں کی بھی اپنی طبیعت ہوتی ہے، ماشاء اللہ! ایک صاحب، تو جوان تھے، کہنے لگے کہ جی میرے دادا کو نماز کی ترغیب دیں، ہم نے کہا کہ بہت اچھا۔ ان کی بیاسی سال کی عمر ہوگی، ہم کہیں بیٹھے تھے، تو میں نے تھوڑی دیر بات کی کہ آپ بوڑھے ہیں، فراغت ہے نماز پڑھ لیا کریں، اللہ راضی ہوتا ہے، دماغی سکون ملتا ہے، بڑی ترغیب دی۔ جب ترغیب دی تو بڑے میاں نے اپنے گھٹنے کو پکڑا اور کہتے ہیں، پیر صاحب! دعا کرو درد ہوتی ہے، یہ ٹھیک ہو جائے گی تو میں نماز شروع کر دوں گا۔ اب بیاسی سال میں گھٹنوں کی درد پہلے ٹھیک ہو تب نماز پڑھنی ہے۔

ایک بڑے میاں ڈاکٹر کے پاس گئے، ڈاکٹر صاحب! گھٹنے میں درد ہے۔ انہوں نے چیک کر کے کہا، میاں بڑھاپا ہے۔ اس نے دوسری ٹانگ پر ہاتھ رکھا، کہتا ہے عمر تو اس کی بھی اتنی ہی ہے۔ تو بوڑھے لوگوں کی اپنی ایک زندگی ہوتی ہے۔ ایک سوچ ہوتی ہے، اڑ جائیں تو بس کوئی ہلا نہیں سکتا، ماننے پر آئیں تو جو چاہو منوا لو۔

اصل بات:

خیر یہ تو درمیان کی باتیں تھیں، اصل بات کی طرف آتے ہیں۔ ہوا یہ کہ جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ بھائی یہ درخت ہے اس کو بیچ دو تو اس نے پہلے پوچھا کہ اللہ کے حبیب ﷺ! یہ آپ کا حکم ہے یا آپ کا مشورہ ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا مشورہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اگر مشورہ ہے تو میں یہ درخت نہیں بیچتا۔ مقصد یہ تھا کہ ان درختوں کا پھل مجھے سوٹ کر گیا ہے، مجھے اچھا لگتا ہے، اب میں یہاں اپنے آخری دن گزار رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔ جب اس نے نہ کر دی تو اللہ کے حبیب ﷺ نے پھر اس سے ایک دوسرے زاویے سے بات کی، فرمایا: اچھا! اگر تم ان کو بیچ دو گے تو میں جنت میں کھجور کے اتنے درخت ملنے کی تمہیں ضمانت دوں گا، جب نبی ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں اتنے درخت اور ملنے کی ضمانت دوں گا۔ وہ کہتے ہیں: ویسے جنت میں تو جاؤں گا نا؟ فرمایا: ہاں! جنت میں تو جاؤ گے تو اتنے درخت اور ملیں گے۔ کہتے ہیں:

لَا حَاجَةَ لَهَا

”جنت میں جاؤں گا تو مزید درختوں کی کوئی ضرورت نہیں۔“

لو جی یہ بات کہی اور بوڑھے میاں اٹھ کر واپس اپنے باغ میں آ گئے۔ ایک صحابی اور بھی موجود تھے اس گفتگو کو سننے والے۔ وہ نبی ﷺ کے قریب ہوئے اور کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! یہ جو ابھی آپ نے بشارت سنائی ہے کہ اگر ان درختوں کو دے دیں تو اس کے بدلے جنت کے درخت ملیں گے تو یہ اسی بوڑھے کے لیے خاص ہے یا سب کے لیے ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سب کے لیے، یہ جو صحابی تھے یہ قبا کے رہنے والے تھے اور ایک ہزار درختوں کا باغ ان کا بڑا مشہور تھا۔ اور اس میں اس طرح کی کھجوریں بھی لگی ہوئی تھیں۔ یہ اٹھ کر سیدھا اس بوڑھے کے پاس گئے جا کر بیٹھے، تھوڑی دیر بات چیت کی، طبیعت کے اندر موانست پیدا کی کہ وحشت ختم ہو جائے۔ جب دیکھا کہ اب یہ بات کرنے کے موڈ میں ہے تو اب اس صحابی نے اس بوڑھے سے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کہ وہ قبا میں ایک باغ ہے ایک ہزار درختوں کا اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا کہ ہاں سنا ہے، مجھے پتہ ہے کہ اسی طرح کی کھجوریں وہاں بھی ہیں جو یہاں ہیں۔ اچھا اب میں بتاتا ہوں کہ میں اس باغ کا مالک ہوں، تو بڑے میاں حیران کہ اچھا وہ آپ کا باغ ہے! اب یہ کہنے لگے کہ اچھا میرے ساتھ ایک سودا کر لو۔ یہ درخت جو چند ایک ہیں یہ مجھے دے دو، وہ ہزار کھجوروں والا باغ آپ لے لو۔ اب بڑے میاں نے جب سوچا کہ جی ہزار کھجوروں کا باغ مجھے مل رہا ہے چند کھجوریں دینا پڑیں گی اور نسل بھی کھجوروں کی وہی ہے تو یہ تو بڑی ڈیل ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے جی میں آپ سے سودا کرتا ہوں، سودا کر لیا۔ وہ درخت یہ صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور پیش کرنے کے بعد واپس اپنے باغ میں آتے ہیں اور باغ میں آ کر دروازے پر کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز لگاتے ہیں، او فلاں کی امی! فلاں کی امی! بات سنو! کہاں ہو؟ تو بیوی نے جواب دیا کہ خیر تو ہے آپ نے مجھے اس طرح دور سے آوازیں تو کبھی نہیں دیں، اندر کیوں نہیں آجاتے؟ تو فرمانے لگے کہ میں اندر نہیں آسکتا اس لیے کہ میں نے اس باغ کا سودا کر لیا ہے۔ تو بیوی نے پوچھا کہ سودا کیسے کیا؟ تو کہنے لگے کہ نبی ﷺ نے ضمانت دی ہے کہ اس باغ کے بدلے مجھے جنت کی چند کھجوریں اللہ تعالیٰ زیادہ عطا فرمائیں گے، اس پر میں نے یہ باغ کسی کے ہاتھ بیچ دیا۔ جب یہ بات کہی تو بیوی نے جواب دیا اللہ تیرا بھلا کرے تو نے زندگی میں کبھی اتنا نفع بخش سودا نہیں کیا۔ اس نے بچوں کو لیا اور باغ سے باہر آگئیں، وہ سمجھتے تھے کہ جنت کی چند کھجوروں کا وعدہ، یہ ہزاروں کھجوریں اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں تو وہ آخرت کو ترجیح دیتے تھے، ہم دنیا کو ترجیح دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرما دیا:

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾ (سورۃ الاعلیٰ: ۱۶، ۱۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

”تم ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی تو اس سے بلند اور بہت بہتر ہے“

اب سوچیں کہ ہمیں تہجد کی توفیق نہیں، نفلوں کی توفیق نہیں، تسبیحات کی توفیق نہیں، مراقبے کی توفیق نہیں، جی ہم مصروف ہیں کاموں میں تو معلوم ہوا کہ دنیا کو واقعی (Prefrence) ترجیح دیتے ہیں اور آخرت کے لیے اتنا بھی ٹائم نہیں، تو ہم نے کون سا کام کیا جو کام یہود کرتے تھے کہ ہم نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔ اس کو کہتے ہیں:

﴿أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾

آٹھویں مثال

خالق کی بجائے مخلوق سے تعلق

ایک آخری مثال: ہم لوگوں سے بڑے تعلقات بنا کے رکھتے ہیں۔ کیوں؟ لوگ کہتے ہیں جی ضرورت کے وقت بڑے کام آتے ہیں۔ او جی! میرے بڑے دوست ہیں، میرے بڑے یار ہیں، جگری یار ہیں۔ فلاں کا عہدہ اتنا، فلاں کا کاروبار ایسا، فلاں کی فیکٹری ایسی، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سارے جو ہیں مشکل وقت میں ہمارے کام آئیں گے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مشکل وقت میں نظر کس کی طرف اٹھتی ہے؟ ...... دوستوں کی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں کہ میرے بندو! میرے ساتھ تعلق ایسا جوڑو کہ تمہاری نگاہ اٹھے تو کس کی طرف جائے؟ اللہ کی طرف۔ اب مشکل پیش آئی تو دو رکعت نفل یاد نہیں آتے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر پہلے اللہ سے مانگیں، نہیں! ادھر فون، ادھر فون، نفل پڑھنے کے بجائے، اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے،

www.besturdubooks.wordpress.com

تہجد میں اٹھنے کے بجائے، ہم سارا دن دنیا داروں کے دروازے پر بھاگتے پھرتے ہیں، مدد لینے کے لیے تو ہم نے پھر اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔

اب محبت کس کا حق ہے؟ اللہ رب العزت کا، دل میں محبت ہو تو کس کی ہو؟ اللہ رب العزت کی، محبوب حقیقی کی۔ وہ دل جو اللہ رب العزت سے محبت کرنے کے لیے دیا گیا تھا، اب اگر اس دل کے اندر مخلوق کی محبت بیٹھی ہوئی ہے، غیر محرم کی محبت بیٹھی ہوئی ہے، فلاں کی محبت بیٹھی ہوئی ہے تو ہم نے اس دل کو اعلیٰ سے بھرا یا ادنیٰ سے بھرا؟ مخلوق کی محبت دلوں میں ایسی بیٹھی۔ ہے کہ راتوں کو نیند آتی ہے نہ دنوں میں چین آتا ہے۔ بھاگ بھاگ کر فون کرتے ہیں، میسج کرتے ہیں، دین ایمان بن جاتا ہے۔ وہ دل جو اللہ رب العزت کی محبت کے لیے عطا کیا گیا تھا، آج اس دل میں مخلوق کی محبت اتنی بھر چکی کہ کسی دوسرے کے لیے اس میں کوئی جگہ نہیں۔ چنانچہ کتنے نوجوان ہیں، ہر وقت چلتے پھرتے ایک ہی خیال ان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ کوئی خیالاتی ہمدرد بیٹھا ہوتا ہے یا کوئی خیالاتی عورت ہوتی ہے۔ اسی کی سوچ، اسی کی باتیں، اسی میں گم، اسی کا خیال۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، اچھے کام بھی کرتے ہیں اور اس مصیبت میں بھی پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں: کیا کریں اس کا خیال دل سے نکلتا ہی نہیں۔ اب اگر مخلوق کا خیال دل سے نکلتا نہیں اور خدا ہر وقت یاد رہتا نہیں تو پھر ہم نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ اختیار کر لیا:۔

بتوں سے تجھ کو امید خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

اللہ سے امیدیں نہیں لگائیں، مخلوق سے امیدیں وابستہ کی ہوئی ہیں، اسی کو تو کفر کہتے ہیں۔ آج مخلوق کی وجہ سے انسان اللہ سے دور ہے۔ آنکھ قابو میں نہیں، سوچ

www.besturdubooks.wordpress.com

قابو میں نہیں، شرمگاہ قابو میں نہیں، ہر وقت غیر کو دل میں بسایا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ انٹرنیٹ کے اوپر بیٹھ کر ننگی تصویریں، موبائل میں ننگی تصویریں، نیک دیندار طالب علم تفسیر اور حدیث بھی پڑھنے والے اور موبائل کے اندر ننگی تصویریں، ایسے پوجتے ہیں جیسے کوئی خدا کو پوجتا ہے۔ یہ گناہ چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ اگر اتنا دل میں کسی کو بٹھالیا تو معلوم ہوا کہ اللہ کو چھوڑ کر مخلوق پر محبت کے جذبے کو فدا کر دیا:

﴿أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾

وہ کتنا کریم پروردگار! وہ کتنا رحیم! کتنی نعمتیں عطا کرنے والی ذات ہے! ہم اس پروردگار کو بھول جاتے ہیں مخلوق کے پیچھے بھاگتے ہیں۔

دنیا کی بھی حسرت آخرت کی بھی حسرت:

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ ایک نوجوان کسی لڑکی کے عشق میں گرفتار اور دین سے بیزار ہو گیا۔ انہوں نے بلا کر سمجھایا اور فرمایا: خدا کے بندے! ایک پیشاب کے پیالے کی وجہ سے اپنے اللہ کے در کو مت چھوڑو۔ کیا وجہ ہوگئی کہ ایک پیشاب کے پیالے کی وجہ انسان اپنے رب کو چھوڑ بیٹھتا ہے، جو نفسانی تعلق ہوتا ہے وہ نہیں چھوڑتا۔ خدا کو چھوڑ دیتا ہے، نمازیں چھوٹ گئیں، تلاوت چھوٹ گئی۔ کئی نوجوانوں کو دیکھا قرآن پاک کا حفظ ختم ہو گیا۔ قرآن یاد کیا تھا، بدنظریوں کی وجہ سے بری عادتوں کی وجہ سے، غلط تعلقات کی وجہ سے اللہ نے دل سے قرآن ہی کو اٹھا لیا۔

﴿أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ﴾

مخلوق کی محبت کیا کام آئے گی؟ دنیا کی بھی حسرتیں، آخرت کی بھی حسرتیں!

قیامت کے دن انسان کہے گا:

﴿يَا لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

"کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا"

اے کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس کی محبت نے اس کے تعلق نے مجھے دین سے بیگانہ کر دیا، مجھے رب سے دور کر دیا۔ تو آج اگر ہم اپنی خواہشات میں لگ کر، اللہ رب العزت کے راستے کو چھوڑ کر، مخلوق کے پیچھے بھاگتے پھر رہے ہیں تو ہم نے گویا اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیا۔

اللہ کی شانِ کریمی:

اور اللہ رب العزت کتنے کریم ہیں! حق تو یہ تھا کہ اگر دلوں میں غیر کی محبت آتی تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے اپنے دروازے بند کر دیتے، دروازے سے دھکا بھی دلواتے اور اس کے پیٹھ پر پیچھے سے ایک لات بھی لگواتے کہ جاؤ دفع ہو! یہ دروازہ تیرے لیے بند ہو گیا، مگر اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتے۔ دلوں میں نفسانی محبتیں بھری ہوئی ہیں۔ انٹرنیٹ میں، فلموں میں، ڈراموں میں، میوزک میں، گانوں میں لگا ہوا بندہ ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے کا بھی انتظار کر رہے ہیں کہ شاید میرا بندہ سمجھ جائے۔ اس کو بھی فرماتے ہیں: اے میرے بندے!

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (سورۃ الانفطار:۶)

"اے انسان! تجھے کس نے تیرے کریم رب سے دھوکے میں ڈال دیا"

تیرے کریم پروردگار سے تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈالا۔ اللہ اس کو بلاتے ہیں، بوڑھا شخص، جس نے ساری زندگی گناہوں میں گزار دی، اب لاٹھی پکڑ کے لرزتا ہوا، کانپتا ہوا، اس حالت میں اللہ کے در کی طرف آتا ہے، اس کو بھی طعنے نہیں دیتے کہ تو اب تک کیا کرتا رہا؟ تیری جوانی کہاں گئی؟ تیرا مال کہاں گیا؟ تیرا حسن و جمال کہاں گیا؟ اب کیا رہ گیا ہے کہ تو اب میرے دروازے کی طرف آیا ہے۔ اللہ اس بوڑھے

www.besturdubooks.wordpress.com

کو بھی نہیں پہنچے، اللہ کی رحمت کا تو یہ حال ہے۔

صمد اور صنم میں فرق:

اب صرف ایک بات کہہ کر بیٹھا جو بات کو مکمل کر دیتا ہے۔ ایک بوڑھا تھا، جو صنم کی عبادت کرتا تھا۔ چنانچہ

كَانَ فِي بِلَادِ هِنْدٍ شَيْخٌ كَبِيرٌ يَعْبُدُ صَنَمًا دَهْرًا طَوِيلًا يَحْصُلُ لَهُ أَمْرٌ مُهِمٌّ فَاسْتَغَاثَ بِهِ وَلَمْ يُغِثْ، فَقَالَ يَا أَيُّهَا الصَّنَمُ ارْحَمْ عَلَى ضَعْفِي فَقَدْ عَبَدْتُكَ دَهْرًا طَوِيلًا فَلَمْ يُجِبْهُ فَانْقَطَعَ رَجَاءُ الرَّجُلِ مِنْهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ بِنَظَرِ رَحْمَةٍ فَخَطَرَ عَلَى قَلْبِهِ أَنْ يَدْعُوَ صَمَدًا...... رَمَى فِي قَلْبِهِ لَحْمٌ فَقَدْ وَقَعَ فِي خَجَلٍ فَقَالَ يَا صَمَدُ فَسَمِعَ صَوْتًا مِنَ الْهَوَاءِ يَقُولُ لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي اُطْلُبْ مَا تُرِيدُ فَأَقَرَّ اللهُ بِالْوَحْيِ إِلَيْهِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبَّنَا دَعَا صَنَمَهُ دَهْرًا لَمْ يُجِبْهُ وَدَعَاكَ مَرَّةً وَاحِدَةً فَأَجَبْتَهُ فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِي دَعَا الصَّنَمَ وَلَمْ يُجِبْهُ فَدَعَا الصَّمَدَ وَلَمْ أُجِبْهُ فَأَيُّ فَرْقٍ بَيْنَ الصَّنَمِ وَالصَّمَدِ

"ہند میں ایک بوڑھا آدمی تھا بہت مدت ایک بت کی پوجا کرتا رہا" پھر اس کو ایک مشکل پیش آگئی۔ اب جب مشکل پیش آئی ہے تو خدا یاد آتا ہے، لہٰذا وہ اپنے بت کے پاس گیا۔ اس سے مدد مانگی، اس نے کہا: اے میرے صنم! میرے بڑھاپے اور کمزوری پہ رحم کر، میں نے زندگی کا اتنا لمبا عرصہ تیری عبادت کی، اب اس مشکل میں میری مدد کر مگر کوئی جواب نہ ملا، اس نے کیا مدد کرنی تھی؟ چنانچہ اس کی امیدیں اس سے ٹوٹ گئیں، اور اس کے دل میں خیال آیا کہ میں صنم کی بجائے صمد کو کیوں نہ پکاروں؟ صمد اللہ کا نام ہے۔ آسمان کی طرف اس نے نگاہ اٹھائی، دل میں اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ندامت ہوئی کہ ساری زندگی اس نے بت کے پیچھے برباد کر دی جو کوئی اس کا جواب نہیں دیتا، اب وہ صمد کی طرف متوجہ ہوا، اور اس نے پکارا: اے صمد! اللہ کو پکارا۔ اس نے جواب میں آواز سنی کہ اے میرے بندے! لبیک میں حاضر ہوں مانگ تو کیا مانگتا ہے؟ اللہ اکبر کبیرا جب اللہ رب العزت نے اس کو جواب دیا تو ملائکہ نے پوچھا: اس بندے نے ساری زندگی بت کی پوجا کی اور بت نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک مرتبہ اس نے آپ کا نام لیا، اس نے یا صمد پکارا، آپ نے فوراً جواب دے دیا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: اے میرے فرشتو! اس نے بت کو پکارا تو بت نے جواب نہیں دیا اور اس نے صمد کو پکارا تو اگر میں بھی اس کو جواب نہ دیتا، تو پھر صمد اور صنم میں کیا فرق رہ جاتا؟ کتنا کریم پروردگار ہے! زندگی بھر انسان گناہ کرتا پھرے، پھر اگر توبہ کرنے پر آئے تو پھر اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کو قبول فرما لیتے ہیں۔ اب ذرا سوچئے ان پیشاب کے لوٹوں کے پیچھے اپنے کریم رب کو چھوڑ بیٹھتے ہیں، اپنے رب کے راستے سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں، اس دنیا کی خاطر، اس پیٹ کی خاطر اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کے پیچھے بھاگتے ہیں تو معلوم ہوا:

﴿ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ﴾

"اگر یہ علامت ہمارے اندر ہے تو معلوم ہوا کہ یہودیوں کی یہ بری عادت ہمارے اندر موجود ہے۔"

ہم توبہ کرتے ہیں:

آج ہمیں سچی توبہ کرنی چاہیے، یا اللہ! ہم ادنیٰ کو چھوڑیں گے اعلیٰ کو پسند کریں گے، اللہ مخلوق کو چھوڑ کر آپ سے محبتیں کریں گے، میرے مولیٰ محبتوں کے لائق آپ ہیں، آپ کی شان ہے۔ آپ اتنے کریم ہیں، اتنے عظیم ہیں کہ ہم سے کوتاہی ہوئی،

www.besturdubooks.wordpress.com

غفلت ہوئی۔ آج اس بات کا احساس ہوا۔ اے کریم آقا! ہمیں اپنے در سے دھکا نہ دے دینا، ہم سے خفا نہ ہو جانا، ناراض نہ ہو جانا۔ اے کریم! ہم آپ کی عظمت شان کو سمجھتے ہیں کہ آپ جب دھکا دے دیتے ہیں، اس بندے کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ اللہ کا دھتکارا ہوا بندہ گھر بیٹھے بٹھائے ذلیل ہو جاتا ہے۔ انسان کسی کو چہرہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا۔ میرے مولیٰ! ہم اس پکڑ میں آنے سے پہلے پہلے توبہ کرتے ہیں، اللہ! ہماری توبہ کو قبول کر لیجیے اور ہم پر رحمت کی نظر فرما دیجیے۔ اے اللہ! آج ہمارے لیے گناہ چھوڑنا مشکل ہیں، تو آپ کے لیے تو چھڑوا دینا آسان ہیں، میرے اللہ! ہمیں گناہوں کی ذلت سے نکال دیجیے اور ہمیں اپنے راستے کے اوپر چلا دیجیے اور اپنا تعلق عطا فرما دیجیے۔ اللہ رب العزت آج کی اس مجلس میں ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں اپنے پسندیدہ اور مقبول بندوں میں شامل فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾

(الذاریات: ۵۰)

خدایا مجھ کو طوفاں سے آشنا کر دے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بتاریخ 27 فروری 2011ء بروز اتوار ۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

بمقام: میک ریڈی میڈ فیکٹری لاہور

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اسی طرح ایک ہوتا ہے مسلمان اور ایک ہے پرجوش مسلمان۔ مسلمان تو ہمارے جیسے کہ کلمہ بھی پڑھ لیا لیکن نمازیں بھی قضا ہورہی ہیں، جھوٹ بھی بول رہے ہیں، غیبت بھی کر رہے ہیں، حسد بھی کر رہے ہیں، غصہ بھی قابو میں نہیں، مشکوک قسم کی چیزیں بازار میں کھا لیتے ہیں، کہنے کو مسلمان ہیں۔

با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

میوزک بھی سنتے ہیں، ڈرامے بھی دیکھتے ہیں، گانے بھی سنتے ہیں، انٹرنیٹ کی مصیبت بھی ہے مگر کلمہ پڑھا ہے اس لیے مسلمان ہیں۔ کوئی پوچھے تو کہتے ہیں: میں مسلمان ہوں، بچے بھی مسلمان ہیں لیکن گھر کے ماحول کو دیکھو تو یورپ کا ماحول زیادہ غالب نظر آتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ (ذٰریٰت:۵۰)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

عام طالب علم اور پرجوش طالب علم میں فرق:

ایک ہوتا ہے عام طالب علم اور ایک ہے پرجوش طالب علم، دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ طالب علم ہر اس لڑکے کو کہتے ہیں جس نے ماں باپ کے کہنے پر سکول کالج یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ مگر بعض اوقات اس کا اپنا میلان (Level of Interest) بہت تھوڑا ہوتا ہے، اس کو پڑھائی کے سوا باقی ہر چیز اچھی لگتی ہے۔ دوستیاں لگاتا ہے، کھیلنے کا شوق ہے، موٹر سائیکل پہ گھومنا اس کا مشغلہ ہے۔ جب نتیجہ امتحان کا نکلتا ہے تو سپلی آتی ہے یا مشکل سے پاس ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اسے مشکل سے سمجھانا پڑتا ہے، ٹیوشن بھی رکھ کے دیتے ہیں، سکول کالج کی فیسیں بھی دیتے ہیں مگر یہ پڑھائی میں دلچسپی نہیں لیتا، یہ ہے عام طالب علم۔

اور ایک ہوتا ہے پرجوش طالب علم، یہ وہ نوجوان ہے جس کے اپنے اندر علم کو حاصل کرنے کا شوق ہے۔ اس کو علم کی ایک نہ بجھنے والی پیاس، نہ ختم ہونے والی بھوک

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے، یہ متلاشی ہے جیسے گم شدہ چیز کو کوئی تلاش کرتا ہے، یہ علم کی باتوں کو ایسے تلاش کرتا ہے۔ حالات سازگار نہیں ہوتے، وسائل نہیں ہوتے، مجبوریاں ہوتی ہیں، رکاوٹیں ہوتی ہیں، مگر یہ علم حاصل کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ ایسے طالب علم ہوتے ہیں، اس کی کئی مثالیں ہیں۔

دکاندار لڑکا ایس ڈی او کیسے بنا؟

بہت عرصہ پہلے کی بات ہے، ہمارے محلے میں ایک نوجوان تھا میٹرک کے امتحان میں اس نے اچھے نمبر حاصل کیے، اس کا جی چاہتا تھا کہ میں کالج میں ایف ایس سی کروں اور انجینئر بنوں مگر اس کے والد نے اس کو منع کر دیا۔ وہ ماں باپ کا ایک ہی بیٹا تھا اور بڑھاپے کی اولاد تھا، شادی کے پچیس تیس سال کے بعد اس کی ولادت ہوئی، جب یہ اس عمر کو پہنچا تو ماں باپ بوڑھے ہو گئے تھے۔ والد نے کہا کہ بیٹا میں مزدور پیشہ آدمی ہوں اور اب بیمار بھی ہو گیا ہوں، میں تیرے تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کر سکتا، البتہ اب تمہیں چاہیے کہ تم ہمیں سپورٹ کرو۔ بچے نے وقت کی اہمیت کو سمجھا، تقاضے کو سمجھا، اس نے والد کی بات مان لی۔ پوچھا: ابو! میں کیا کروں؟ مزدوری کر نہیں سکتا، کسی چلانا، وزن اٹھانا میرے بس میں نہیں، شہر کا رہنے والا ہوں۔ تو والد نے کہا کہ گھر کی بیٹھک میں کریانے کی دکان کھول لو۔ چنانچہ ستر کی دہائی کی بات ہے، والد نے اپنی زندگی کی جمع پونجی خرچ کر کے، کوئی تین سو روپے کا میٹریل منگوا کر اس کو دیا اور بچے نے محلے میں دکان کرنی شروع کر دی۔ کیونکہ محلے داروں کو اس کی صورت حال کا اندازہ تھا تو وہ بھی بازار جانے کی بجائے اس سے چیز خریدتے اور اس بچے کی بکری ہو جاتی۔ پھر اس نے اور زیادہ مال ڈالنا شروع کر دیا تو محلے کا ایک منی مارٹ بن گیا، خوب اچھی دکان اس کی چل پڑی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اس کے پاس کچھ پیسے بھی ہو گئے تو اس کے دل میں شوق انگڑائیاں لینے لگا کہ میں نے ایف ایس سی کرنی ہے۔ اس نے ایف ایس سی کی سیکنڈ ہینڈ کی کتابیں کسی طالب علم سے خرید لیں اور دکان پر بیٹھ کر جب کوئی گاہک نہ ہوتا تو وہ کتابیں پڑھتا۔ ایک دن اس کے والد نے اسے دیکھ لیا، اس نے کہا: بیٹے! تمہارا دکانداری کی طرف تو دھیان ہی نہیں ہے، اب تم کتابوں میں الجھے ہوئے ہو تم کیا دکانداری کرو گے؟ اب اس بچے نے والد کے سامنے پڑھنا بھی بند کر دیا۔ البتہ ایک بات اس نے والد سے کہی: ابو! میں عصر کے بعد جب دکان بند کروں گا تو اس وقت میں بات چیت کرنے اور کھیلنے کودنے کے لیے اپنے دوست کے پاس جاؤں گا۔ والد نے اس کو اجازت دے دی۔ تو اس نے ایک کالج کا لڑکا جو ایف ایس سی کا طالب علم تھا اور سمجھدار سٹوڈنٹ تھا، اس کے ساتھ دوستی لگا لی۔ سارا دن دکان کرتا، شام کو اس کے پاس جاتا اور پوچھتا کہ آپ کو پروفیسر نے کیا پڑھایا؟ اور وہاں بیٹھ کر وہ اس کے ساتھ جوائنٹ سٹڈی کرتا اور یوں اس بچے نے والدین کی آنکھوں سے اوجھل ایف ایس سی کی تیاری شروع کر دی۔ ایک وقت آیا کہ اس نے کورس کمپلیٹ کر لیا اور اس نے کالج کے ایک پروفیسر سے بات کی کہ یہ میرے حالات ہیں اور یہ میرے جذبات ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ایف ایس سی کے امتحان میں بیٹھوں تو آپ کالج کے پرنسپل سے اجازت لے دیجیے۔ تو اس نے پرنسپل صاحب سے بات کی کہ آپ بچے کا امتحان لے لیں اگر اچھے نمبر لے تو اس کا داخلہ بھیج دیں اور حاضری کی جو شرط (Condition) ہے اس کو نظر انداز کر دیں۔ انہوں نے اسٹوڈنٹ کا امتحان لیا تو وہ بڑا شائن بچہ نکلا، انہوں نے داخلہ بھیج دیا۔

جب امتحان کا وقت آیا تو اب اس بچے نے اپنے والد سے یہ کہا کہ مجھے ایک ہفتہ بازار جانا پڑے گا، چیزوں کی خریداری کے لیے تو ابو دن میں چار پانچ گھنٹے آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

میری جگہ دکان پر بیٹھیں اور میری معاونت کریں۔ والد نے کہا کہ بالکل ٹھیک۔ یہ صبح وہاں سے اپنی بوری لیتا اور بازار میں ایک دوست دکان دار کے حوالے کرتا اور چٹ دے دیتا کہ یہ یہ چیزیں اس میں ڈال کر رکھنا اور میں آتا ہوں اور یہ بچہ سیدھا کالج پہنچتا اور وہاں جا کر ایف ایس سی کے پیپر دیتا۔ اس طرح اس نے دکان داری کے ساتھ ساتھ ایف ایس سی کے پیپر دیے۔ اللہ کی شان کہ جب نتیجہ نکلا تو یہ پورے بورڈ کے اندر سیکنڈ آ گیا۔ اخبار میں خبر چھپی، محلے والے اس کے والد کو مبارک باد دے رہے ہیں کہ آپ کا بیٹا تو بورڈ میں سیکنڈ آ گیا۔ اس نے کہا کہ میرا بیٹا تو دکان دار ہے...... انہوں نے کہا نہیں نہیں، ہم نے خود خبر پڑھی ہے۔ اس نے کہا: کسی نے غلط خبر چھاپ دی ہوگی۔ والد کو یقین نہیں آتا تھا۔ پھر جب اس کو پتہ چلا کہ بچے نے اس طرح ترتیب بنا کر امتحان دے دیا، تو والد خاموش ہو گیا۔ چونکہ اس کے نمبر بہت زیادہ تھے تو ایک تو اس بچے کو گورنمنٹ کا سکالرشپ مل گیا دوسرا اس نے اپلائی کیا تو کریسنٹ فاونڈیشن کا سکالرشپ تھا وہ بھی مل گیا۔ محلے کے چند لوگوں نے اس کے والد کو سمجھایا کہ آپ کو تو مہینے کے خرچے کی ضرورت ہے، وہ ایک سکالرشپ اگر آپ کو دے دیں تو آپ کا مہینے کا خرچہ چلتا ہے۔ لہٰذا بچے کو دکان پر بٹھانے کی بجائے یونیورسٹی میں داخلے کی اجازت دے دیں، دوسرے سکالرشپ سے یہ یونیورسٹی کے اخراجات کو پورا کرے گا۔

اس طرح اس بچے نے یونیورسٹی سے بی ایس سی انجینئرنگ کی اور پھر وہ ایس ڈی او لگا۔ اسی شہر کے اندر اب ایس ڈی او لگا تو اس کو گاڑی بھی مل گئی، کوٹھی بھی مل گئی، اس کی شادی بھی ایک بڑے گھرانے کے اندر ہو گئی، وہ ماں باپ جو چند سو روپے بھی خرچ نہیں کر سکتے تھے اب وہ اس بچے کے ساتھ کار اور کوٹھی کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ یہ کہلاتا ہے ویلنگ سٹوڈنٹ کہ اس کے دل میں شوق تھا وہ کر گزرا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عربی لیکچرار کی بیٹی ڈاکٹر بنی:

چنانچہ ہمارے عربی کے ایک پروفیسر تھے، ان کی بیٹی میٹرک کے اندر بہت اچھے نمبر لے کر پاس ہوئی۔ اس کا شوق تھا کہ میں لیڈی ڈاکٹر بنوں، شہر کے اندر جو وومنز کالج تھا اس میں سائنس کا شعبہ نہیں تھا اور اس وقت جو طالبات سائنس پڑھنا چاہتی تھیں وہ بوائز کالج کے اندر داخلہ لے لیتی تھیں۔ اس نے اپنے والد سے کہا کہ مجھے ایف ایس سی کرنی ہے، اس نے کہا کہ بیٹا میں نہیں چاہتا کہ بوائز کالج میں آپ پڑھیں۔ بچی سمجھدار تھی وہ باپ کی منشا کو سمجھ گئی۔ پھر اس نے کہا: ابو! میرے پاس سارا دن فارغ ہوتا ہے، آپ اگر مجھے ایف ایس سی کی کتابیں لے کر دے دیں تو میں کم از کم گھر میں پڑھتی رہوں گی۔ پروفیسر صاحب نے اسے ایف ایس سی کی پری میڈیکل کی کتابیں لے کر دے دیں۔ اب بچی جب پڑھتی تو اس کو بائی زوالوجی کی کئی باتیں سمجھ ہی نہ آتیں۔ اس نے کہا کہ ابو! مجھے کسی پروفیسر سے ٹیوشن رکھ کر دے دیں۔ اس نے کہا بیٹی! اگر کوئی عورت پڑھانے والی ہوتی تو میں آج ہی ٹیوشن رکھ کر دے دیتا، میں نہیں چاہتا کہ آپ کسی مرد سے پڑھیں۔ اب اس کی یہ امید بھی ختم ہوگئی۔ پھر بھی اس کو تیاری کرنے میں مشکل پیش آتی، تو اس بچی نے ترتیب کیا بنائی کہ وہ اپنے والد کو سوال لکھ کر دیتی کہ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی اور عربی کے پروفیسر بائنی اور زوالوجی کے پروفیسر کے پاس جا کر اس سے سوال پوچھتے اور پروفیسر ان کو سمجھاتا، اب عربی کے پروفیسر کیا سمجھتے ہوں گے؟ لیکن استاد جو تھوڑے سے نوٹس لکھ دیتا جب والد لا کر اس بچی کو دیتے تو بچی اسی سے اس پوائنٹ کو کلیئر کر لیتی۔ اس طرح اس نے ایف ایس سی کی تیاری کی۔ امتحان دیا تو اتنے نمبر آ گئے کہ اسے فاطمہ جناح میڈیکل کالج جو وومن کالج تھا اس میں داخلہ مل گیا اور وہ بچی لیڈی ڈاکٹر بن کر زندگی گزارنے لگی۔ تو ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے عام طالب علم، ایک ہوتا ہے پرجوش طالب علم (Willing Student) دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

ڈلیوری اور ڈگری ساتھ ساتھ:

ہمارے قریب کے محلے میں ایک بچی کی شادی ہوئی۔ اس بچی کو پڑھنے کا شوق تھا، ماں باپ نے شادی کر دی، رشتہ بہت مناسب مل گیا تھا۔ اب اس بچی کی شادی ہوگئی تو اس نے خاوند سے کہا کہ مجھے ایک شوق ہے پڑھنے کا، میں کالج کی اسٹڈی کو جاری رکھنا چاہتی ہوں۔ اس نے کہا کہ تمہیں گھر کے کام بھی کرنے ہیں، میری خدمت بھی کرنی ہے، اس کے علاوہ اگر وقت فارغ ہو تو پڑھ لینا۔ آج بھی یاد ہے مجھے کہ دو سال کے بعد اس کا پہلا بیٹا ہوا اور اس نے ایف۔ اے کلیئر کر لیا اور پھر دو سال کے بعد دوسرا بیٹا ہوا، اس نے بی اے کلیئر کر لیا اور پھر دو سال کے بعد اس کو بیٹی ملی اور اس بیٹی کے سال میں اس نے ایم اے پاس کر لیا۔ گھر کے کام بھی کر رہی ہے، سینا پرونا، کھانا پکانا، خدمت جھاڑو سب کچھ اس کے ذمے تھا۔ دو اپنے ساس سسر کی بھی خدمت کر رہی ہے، خاوند کی بھی ڈیوٹی دے رہی ہے اور اس کے ساتھ بچوں کی بھی تربیت ٹھیک کر رہی ہے اور تین بچوں کے ساتھ اس نے ماسٹرز کی ڈگری بھی حاصل کر لی۔ تو اس کو کہتے ہیں پرجوش طالب علم (Willing Student) وہ طالب علم جس کو علم کا شوق ہوتا ہے۔

ذہین ممتاز درجے میں کامیاب:

یہ واقعات تو آپ کو سکول کالج کے بتائے، اب ذرا دین کے بھی کچھ واقعات سن لیجیے۔

ایک بچی سلسلے میں داخل ہوئی، پوچھنے لگی کہ مجھے کیا کرنا ہے؟ ہم نے کہا کہ آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا پڑھی ہوئی ہیں؟ اس نے کہا کہ جی میں نے بی اے کا امتحان دے دیا ہے۔ تو چار پانچ مہینے وفاق کے امتحان میں رہتے تھے، مشورہ دیا کہ آپ مدرسے میں داخلہ لے لیں، آپ اتنی ذہین ہیں کہ چار پانچ مہینے میں آسانی کے ساتھ یہ کورس مکمل کر سکتی ہیں۔ اس نے داخلہ لے لیا، معلمات نے اس کو ذرا خصوصی توجہ دی۔ پڑھایا تو بچی کی اچھی تیاری ہوگئی۔ ایک دن وہ بچی زاروقطار رونے لگ گئی۔ پرنسپل نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ میرے والدین نے امتحان کی ڈیٹ سے تین دن پہلے میری رخصتی کی تاریخ رکھ دی، اور سارا معاملہ طے کر دیا ہے، میں اس لیے رو رہی ہوں کہ میری محنت ضائع گئی۔ تو ہم نے اسے کہا کہ بچی! یہ بتاؤ کہ شادی ہو کہاں رہی ہے؟ اس نے کہا: میری پھوپھی کا بیٹا ہے۔ تو سمجھ میں بات آگئی کہ چونکہ قریبی رشتے داری ہے تو بندے کا پتہ تو ہوتا ہی ہے تو اتنی گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے کہا: آپ اپنی امی سے یہ کہیں کہ وہ ابھی آپ کو مدرسے میں پڑھنے دے اور رخصتی سے ایک دن پہلے آپ شادی کے لیے چلی جانا۔ اور جب رخصتی ہو جائے تو آپ اپنے میاں سے بات کرنا کہ میں عربی کورس کر رہی تھی، میرا سال ضائع ہو جائے گا، آپ اگر میرے ساتھ تعاون کریں تو میرا سال بچ سکتا ہے۔ وہ چونکہ اجنبی تو نہیں، رشتہ داری ہے تو امید ہے کہ وہ آپ کی بات کو مان لے گا۔ چنانچہ بچی نے کہا کہ امی کو تو میں منا لوں گی۔

اب رخصتی سے ایک دن پہلے وہ گھر گئی اور شادی کے بعد اس نے آکر اپنی کہانی سنائی۔ کہنے لگی کہ میں گھر پہنچی تو سب رشتے دار لڑکیاں وہاں جمع تھیں، مہندی لگانے والیاں آئی ہوئی تھیں، سب کہنے لگیں کہ تم نے اتنی دیر کر دی مہندی لگانی ہے۔ میں نے اپنی امی سے کہا کہ امی مجھے سب کے سامنے شرم آتی ہے اوپر جو کمرہ ہے مجھے وہاں بٹھا دو۔ تو اوپر کمرے میں بٹھا کر میرے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگا دی گئی، میں نے اپنی چھوٹی بہن کو کہا کہ میں نے تمہیں فلاں قسم کی آئس کریم لے کر دوں گی تم تھوڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھوڑی دیر کے بعد آتا اور میری کتاب کا صفحہ الٹ جاتا۔ ہاتھوں کو مہندی پاؤں کو مہندی لگی ہے اور میں یاد کر رہی ہوں ضرب یضرب ضربا فھو ضارب۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ آتی اور ورق الٹ جاتی، اس طرح میں نے اس رات بھی پڑھا جس رات کو میں دلہن بن رہی تھی۔ پھر اگلا دن رخصتی کا آ گیا، کہنے لگی کہ رخصتی کے وقت میرے ہاتھ میں چھوٹی بکس بھی تھا اور اس کے نیچے میں نے صرف ونحو کی کتابیں بھی رکھی ہوئی تھیں، جب رخصتی ہوگئی اور میں اپنے گھر میں گئی اور کھانے سے فارغ ہو کر سب چلے گئے تو میں اپنے گھونگھٹ میں اس وقت بھی نحو کی کتاب نکال کر بیٹھی پڑھ رہی تھی۔ میاں آ گئے تو میں نے اپنی کتاب کو تکیے کے نیچے چھپا دیا۔

اب اگلا دن ہوا تو ناشتے کے وقت میں نے اپنے میاں سے بات کی کہ دیکھیں میرا ایک سال ضائع ہو جائے گا، آپ اگر میری مدد کریں تو میری یہ پرابلم حل ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں نے کہا کہ امتحان ہے پرسوں اور دلہن کے لیے دن کے وقت میں گھر سے غائب ہونا مشکل کام ہوتا ہے، محلے کی عورتیں آتی ہیں، برادری کی عورتیں ملنے آتی ہیں، وہ دیکھیں گی کہ دلہن گھر ہی نہیں ہے تو کیا ہوگا؟ اس نے کہا: اس کو میں سنبھال لوں گا۔ اس نے امی سے بات کی کہ امی میں نے دس دن کی چھٹیاں لی ہوئی ہیں، تو صبح ناشتے کے بعد موٹر سائیکل بھی ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو ذرا گھما پھرا کے لاؤں، تو ماں کیسے انکار کرتی؟ اس نے کہا کہ بیٹا لے جانا۔ وہ دلہن کو لیتا اور مدرسے میں آتا، وہاں پرنسپل صاحب نے ایک کمرے میں اس کی یونیفارم لٹکا دی تھی، وہ دلہن بنی ہوئی آتی، اپنے زیور اتارتی کپڑے بدلتی، یونیفارم پہن کر وہ امتحان میں بیٹھتی اور امتحان سے فارغ ہو کر پھر وہ اس کمرے میں آ کر دلہن بن جاتی۔ اس طرح شادی کے ابتدائی ایک ہفتے میں اس بچی نے امتحان دیا، ۸۰ پرسنٹ پلس نمبر لے کر ممتاز درجے کے اندر وہ پاس ہوگئی۔ اس کو کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں مطمئن ہونا ہے کہ جس سے کہ اپنے اندر ایک شوق ہو کہ میں نے علم کو حاصل کرنا ہے۔

شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ میں علم کی سچی لگن:

قریب کے زمانے میں اگر دیکھیں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے حالاتِ زندگی کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ میں جب دارالعلوم دیوبند پہنچا تو داخلے مکمل ہو چکے تھے۔ میں نے ناظمِ تعلیمات سے کہا کہ جی مجھے داخلہ دے دیں، انہوں نے کہا کہ بھئی! آپ لیٹ آئے، جتنے طلبا کو ہم داخلہ دے سکتے تھے ہم نے داخلہ دے دیا، اب داخلے بند ہیں۔ میں نے پوچھا کہ جی بند کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس مطبخ کا انتظام نہیں ہے، نہ طباخ ہے اور نہ مطبخ ہے، جو بستی کے لوگ ہیں، ہر گھر والوں نے ایک یا دو طالبعلموں کا کھانا اپنے ذمے لیا ہوا ہے، اب محلے میں جتنے لوگ ان کو کھانا دے سکتے تھے وہ انہوں نے مقرر کر دیا، اب ایک بچے کے کھانے کی بھی مزید گنجائش نہیں تو ہم یہ ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ حضرت! کھانے کی ذمہ داری میری اپنی ہوگی بس آپ مجھے مشروط داخلہ دے دیں، داخلہ مل گیا۔

فرماتے ہیں کہ میں سارا دن استادوں کے پاس پڑھتا، جب رات کا وقت ہوتا تو استادوں کی اجازت سے میں مدرسے سے باہر نکلتا تو اس وقت دیوبند کے اندر دو سبزی اور پھلوں کی دکانیں تھیں، میں وہاں جاتا، دکان کے سامنے امرود کے چھلکے، تربوز کے چھلکے، سیب کے چھلکے اور اس قسم کے چھلکے پڑے ہوئے ہوتے، میں ان کو اٹھا کے لاتا، دھو کر پاک صاف کر کے وہ چھلکے کھاتا۔ میں چوبیس گھنٹے میں ایک مرتبہ یہ کھانا کھاتا۔ سارا سال چھلکے کھا کر میں نے گزارا کر لیا، اپنے سال کی تعلیم کو میں نے بند نہ ہونے دیا۔ کبھی آپ نے سوچا کہ ایک طالب علم جو چھلکے کھا کر گزارا کر رہا ہے لیکن طلب

www.besturdubooks.wordpress.com

علم سے پیچھے نہیں ہٹ رہا۔ اس کو کہتے ہیں پرجوش طالب علم (Willing Student)

بقی الدین ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ میں علم کی تڑپ:

ہمارے بزرگوں میں ایک بزرگ گزرے ہیں بقی الدین ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ۔ بڑے محدث تھے، اندلس کے رہنے والے تھے۔ اٹھارہ سال ان کی عمر تھی، جوانی تھی بھرپور جوانی۔ اب اس بھرپور جوانی میں ان کو علم کا شوق پیدا ہوا تو ان کو پتہ چلا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں ہیں اور بڑے محدث اور فقیہ ہیں۔ انہوں نے نیت کر لی کہ میں ان کے پاس جاؤں گا اور علم حاصل کروں گا۔ کہتے ہیں کہ میں ایک کشتی پہ سوار ہوا، کشتی راستے میں طوفان میں گھر گئی تو کئی دن تک ہمیں سمندر میں رہنا پڑا، پھر راستہ بھی بھول گئے۔ جتنا متوقع ٹائم تھا، اس سے دوگنا ٹائم لگ گیا۔ نہ میرے پاس کھانے کو کچھ ہے، نہ پہننے کو، پھٹے سے کپڑے ہیں۔ اس حال میں، میں سمندر کے کنارے پہ اترا کہ بیمار بھی تھا، کمزور بھی تھا، لیکن میرے دل کے اندر علم کا شوق بھرا ہوا تھا۔ بغداد کا بقیہ راستہ میں نے پیدل طے کیا۔ جب میں پہنچا تو چل چل کے تھک چکا تھا، ایک درخت کے نیچے میں لیٹ گیا اور آرام کیا، اٹھا تو سامنے شہر نظر آ رہا تھا، میں نے بغداد کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ایک بندہ ملا تو میں نے اس سے پوچھا کہ بھئی! امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ کیوں پوچھتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں ان سے علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ نوجوان! مجھے افسوس ہے کہ تمہاری یہ بات پوری نہیں ہو سکتی۔ میں نے کہا کہ کیوں؟ کہنے لگا کہ حاکم وقت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کسی وجہ سے ناراض ہو گیا ہے، اس نے ان کا درس بھی بند کر دیا ہے اور ان کو گھر میں بھی نظر بند کر دیا ہے، اب تم ان سے مل بھی نہیں سکتے اور ان سے علم بھی نہیں حاصل کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ خبر بجلی کی طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ۔ بڑھاپے کے اوپر پہنچ گیا۔ میں نے ہمت نہیں ہاری، میں اس شہر میں چلا گیا، وہاں جا کر ایک سرائے تھی، ایک ہوٹل تھا، اس میں میں نے ایک معمولی کمرہ کرائے پر لے لیا۔ میں سوچتا رہا کہ میں کیا کروں؟ میں نے سوچا کہ شہر میں کہیں تو درس ہوگا، چنانچہ اگلے دن عصر کی نماز کے بعد میں جامع مسجد میں گیا تو یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ وہاں پر درس حدیث دے رہے تھے۔ یہ امام جرح و تعدیل کہلاتے ہیں اور اللہ نے ان کو حدیث کے جو راوی ہوتے ہیں ان کے بارے میں اسماء الرجال کا بڑا علم دیا تھا۔ انہوں نے حدیث کا درس دیا، اس کے بعد لوگوں نے ان سے سوالات پوچھنے شروع کر دیے۔ کہنے لگے کہ میں بھی کھڑا ہوا اور میں نے بھی ایک محدث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں، سچے بندے ہیں۔ اس کے بعد میں نے ان سے دوسرا سوال پوچھنا چاہا تو جو قریب کے لوگ تھے انہوں نے مجھے کہا کہ بیٹھ جاؤ یہاں کا دستور یہ ہے کہ اس مجلس میں ایک بندہ ایک سوال پوچھ سکتا ہے، ایک ہی بندہ سارے سوال پوچھے تو باقیوں کا کیا بنے گا؟ تم نے ایک سوال پوچھ لیا اب تمہاری باری ختم۔ میں نے ان کی منت سماجت شروع کر دی کہ میں پردیسی ہوں، مسافر ہوں، اتنی مشقتیں اٹھا کر آیا ہوں، مجھے اس ترتیب کا پتہ نہیں تھا، اگر پتہ ہوتا تو میں وہ سوال پوچھتا جو اصل میں میں نے پوچھنا تھا۔ لوگوں نے میرے اوپر ترس کھا کر مجھے اجازت دے دی۔ میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے دوسرا سوال پوچھا کہ آپ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جب میں نے یہ سوال پوچھا تو یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر کے لیے سر جھکا دیا اور پھر اس کے بعد ایک لمبی ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں اور علم کی دنیا میں امیر المومنین ہیں، تو میری تسلی ہوگئی۔ اب میں واپس آیا اور میں نے سوچا کہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے علم کیسے حاصل کر سکتا ہوں؟ میں نے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے سے کہا کہ تم مجھے ان کی رہائش دکھا سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں بھئی! پولیس والوں نے گلی سے گزرتے دیکھ لیا تو مجھے بھی سزا دیں گے اور تمہیں بھی۔ میں نے کہا: ہم دونوں گلی سے گزر جاتے ہیں اور گزرتے ہوئے تم آنکھ کے اشارے سے بتا دینا کہ یہ ان کا گھر ہے، بس اتنا بتا دینا۔ اس نے کہا کہ چلو ٹھیک ہے اتنا میں کر دوں گا۔

اب بقیع الدین ابن مخلد اٹھارہ سال کا نوجوان یہ اس گھر کو دیکھ لیتا ہے اور واپس اپنی جگہ پر آ جاتا ہے۔ اب بیٹھ کر سوچتا ہے کہ میں کیا کروں؟ تو اس کے ذہن میں ایک پلان (تجویز) آیا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کا کیا طریقہ ہے؟ کہتے ہیں کہ اگلے دن ایک لاٹھی میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑی اور اپنے گھٹنے کو کپڑے سے باندھ دیا جیسے کوئی زخم یا کوئی ایسی چیز ہوتی ہے اور ہاتھ میں میں نے کشکول پکڑ لیا اور ہوٹل سے باہر نکل کر میں نے بھیک مانگنی شروع کر دی۔ اس زمانے کا یہ دستور تھا کہ سائل اتنا کہتے تھے کہ اَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہِ کہ تمہارا اجر اللہ کے ذمے، تو پتہ چل جاتا تھا کہ یہ محتاج ہے۔ اب میں کہہ رہا تھا اَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہِ...... اَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہِ اور لوگ مجھے بھکاری سمجھ کر کوئی معاف کرنے کو کہہ دیتا، کوئی کچھ دے دیتا۔ میں شہر کی گلیوں میں بھیک مانگتا مانگتا، ایک ایسے وقت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر پہنچا جب ٹریفک اتنی نہیں تھی، لوگ آرام کر رہے تھے۔ میں نے زور سے آواز لگائی اَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہِ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے دروازہ کھولا اور ان کے ہاتھ میں ایک درہم تھا جو وہ مجھے دینا چاہتے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے دروازہ کھولا میں نے کہا کہ حضرت! میں پیسے کا سائل نہیں میں علم کا سائل ہوں، میں آپ سے علم حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں سنت کا متلاشی ہوں، مجھے جو سنت مل جاتی ہے میں عمل پیرا ہوتا ہوں۔ امام صاحب نے کہا کہ میرے پڑھانے پر تو پابندی ہے۔ میں نے کہا: حضرت! میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی حال میں روزانہ آپ کے دروازے پر آ کر بھیک مانگوں گا آپ یہ سکہ اپنے پاس رکھیں آپ دروازہ کھولنا سکہ ہاتھ میں لے کر ہاتھ بڑھانا، اگر گلی میں کوئی نہ ہوا تو مجھے دو تین حدیثیں سنا دینا اور اگر کوئی ہوا تو میرے اس کشکول کے اندر آپ سکہ ڈال دینا میں چلا جاؤں گا۔ کہتے ہیں پورا سال میں نے اسی طرح بھیک مانگی، حقیقت میں تو مجھے علم حاصل کرنا تھا، کبھی ان سے تین حدیثیں سنتا کبھی زیادہ حدیثیں سنتا اور اس طرح میں نے علم کو ان سے حاصل کیا۔ حتیٰ کہ پورا سال گزر گیا، سال کے بعد حاکم وقت فوت ہو گیا اور جو نیا حاکم آیا اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت تھی، اس نے ان کا درس دوبارہ شروع کروا دیا۔ کہتے ہیں جب امام صاحب نے بغداد میں درس دینا تھا تو لوگوں کا عجیب ہجوم تھا، میں بھی اس ہجوم وہاں پہنچا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمانے لگے کہ اس طالب علم کو میرے قریب کر دو، علم کا سچا طالب علم تو یہ ہے۔ تو ایک ہوتا ہے طالب علم، ایک ہوتا ہے پرجوش طالب علم دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کبیرا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تلاشِ حق:

چنانچہ حدیث کی کتابوں میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کہانی ان کی زبانی تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ یہ اصفہان کی ایک بستی تھی جس کا نام تھا جی، اس کے رہنے والے تھے اور ان کا والد آتش پرست تھا، اور بڑا لینڈ لارڈ تھا۔ ان کو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ انہوں نے اپنے بچے کو اس طرح پالا جس طرح گھر میں بیٹی کو پالتے ہیں۔ آنکھوں سے دور نہیں ہونے دیتے تھے، کہیں جانے نہیں دیتے تھے، بچے کے ہر ناز و نعمت کو وہ پورا کرتے تھے۔

کہتے ہیں جب میں ذرا بڑا ہوا تو میرے والد نے میرے ذمہ کام لگایا کہ آتش

www.besturdubooks.wordpress.com

کدہ کے اندر جو آگ جل رہی ہے یہ تم نے بجھنے نہیں دینی۔ میں دن بھی اس میں لکڑیاں ڈالتا اور رات میں بھی، میرا ایک ہی کام تھا۔ مجھے حق کی تلاش (In search of truth) تھی کہ سچ مل جائے، لیکن میں گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ والد بیمار ہو گئے ان کی زمینوں کے حساب کتاب اور نگرانی کا معاملہ تھا، انہوں نے مجھے کہا بیٹا! تم ذرا جاؤ اور زمینوں کا حساب کتاب ذرا کر کے آؤ۔ کہنے لگے: میں اپنی زمینوں کی طرف جا رہا تھا کہ مجھے راستے میں ایک پادری ملا، اس کو دیکھ کر مجھے لگا کہ یہ بہت اچھے اخلاق والا آدمی ہے، میں نے سلام دعا کی، اس نے کہا کہ بھئی! ہم ابھی گرجے میں عبادت کریں گے، ٹائم ہے تو آ جاؤ، تو میں وہاں چلا گیا۔ انہوں نے جو آپس میں مل کر عبادت کی تو مجھے بہت اچھا لگا۔ اب میں روزانہ کھیت کی نگرانی کے لیے جاتا مگر وہاں پادری کے پاس جا کر دین کو سیکھتا تھا، حتیٰ کہ میں نے آتش کدہ کی آتش پرستی کو چھوڑ دیا اور میں عیسائی بن گیا۔ میرے دل میں شوق ہوا کہ مجھے علم حاصل کرنا ہے، انہوں نے کہا کہ ہمارے بڑے بڑے جو عالم ہیں، وہ شام میں رہتے ہیں، اگر تم شام چلے جاؤ تو تمہاری پیاس وہاں بجھ سکے گی، کہتے ہیں کہ میرے لیے یہ ایک بڑا فیصلہ (Dission) تھا، والد کو بتاتا تو وہ تو زنجیروں میں باندھ دیتے اور مجھے اگر جانا تھا تو سب کچھ چھوڑ کر جانا تھا۔ مگر میرے دل میں حق کی تلاش اتنی تھی کہ میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ مجھے شام جانا ہے، علم حاصل کرنا ہے۔ میں نے پادری سے کہا کہ اگر کوئی وہاں جانے والا قافلہ ہو تو جب وہ شہر سے نکلنے لگے تو بتانا میں گھر سے کسی طرح نکل آؤں گا اور شام چلا جاؤں گا۔ ایک قافلے والے مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور انہوں نے مجھے شام میں جا کر ایک پادری کے حوالے کر دیا، میں نے اس سے علم حاصل کرنا شروع کر دیا۔ مگر وہ بندہ خدا کا طالب نہیں تھا، وہ دنیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کا طالب تھا۔ وہ لوگوں کو صدقہ اور خیرات کی ترغیب دیتا اور جب لوگ اس کو دیتے تو وہ لوگوں پر خرچ کی بجائے وہ مٹکوں کے اندر سونا اور چاندی جمع کر لیتا۔ مجھے اس بات سے یہ اندازہ ہوا کہ یہ بندہ ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے دل میں سوچا کہ مجھے اگر کوئی اور بہتر بندہ ملے گا تو میں اس سے علم حاصل کروں گا۔ میں نے اس استاد کی خدمت بھی خوب کی، اللہ کی شان کہ وہ فوت ہو گیا۔ فوت ہونے سے پہلے میں نے پوچھا کہ میرا کیا بنے گا؟ میں نے دیس چھوڑا، گھر بار چھوڑا، وطن چھوڑا، ماں باپ کو چھوڑا اور علم حاصل کرنے کے لیے یہاں پہنچا اور مجھے علم بھی نہ ملا۔ اس نے مجھے کہا کہ ایک بستی ہے جس کا نام موصل ہے، جو وہاں کا پادری ہے وہ بڑا عالم ہے، میرے بعد تم وہاں چلے جانا۔

کہتے ہیں میں وہاں چلا گیا اس پادری کے پاس، میں نے اس کی بھی بڑی خدمت کی۔ وہ نیک آدمی تھا، اس نے مجھے نیکی سکھائی، زہد فی الدنیا سکھایا، اللہ کی محبت سکھائی اور میں اس کا سٹوڈنٹ بن کر بہت مطمئن تھا مگر اللہ کی شان اس کی بھی وفات کا وقت آ گیا۔ اب میرے دل کے اوپر دوہرا غم، اتنی مشکل سے اچھا ٹیچر ملا تھا، وہ بھی اب جدا ہونے والا ہے تو میں اس کے سامنے رویا، اور اس سے کہا کہ میرا تو یہ حال ہے اب میں علم کس سے حاصل کروں گا؟ اس نے مجھے کہا کہ ایک بستی ہے نصیبین تم وہاں چلے جاؤ، وہاں کا پادری بڑا عالم ہے، وہ تمہیں علم سکھائے گا۔

اس کے مرنے کے بعد میں اس استاد کے پاس گیا، وہ بھی نیک آدمی تھا علم والا تھا، اس نے مجھے علم سکھایا مگر میری غمناک زندگی دیکھیے کہ وہ پادری بھی بیمار ہوا اور فوت ہونے کے قریب ہو گیا۔ اب میرے اوپر غم کے اوپر غم، صدمے پر صدمہ۔ تو میں نے پوچھا کہ اب میں کیا کروں؟ تو اس نے کہا کہ ایک بستی ہے عموریہ تم وہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

چلے جاؤ میرے بعد جو وہاں کا پادری ہے وہ تمہیں علم سکھائے گا، میں وہاں چلا گیا۔
اب میرا حال ایسا تھا جیسے کہ ایک بندہ صحراء کا سفر کر کے سخت پیاسا ہو اور ٹھنڈے پانی کا متلاشی ہو۔ میں نے اس کے سامنے جا کر اپنا دکھڑا بیان کیا کہ یہ یہ مشقتیں اٹھا کر میں نے زندگی کو کاٹا ہے مگر میرے تینوں استاد فوت ہو گئے۔ اس نے کہا: اچھا میں تمہیں علم سکھاؤں گا، میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ وہ بھی بیمار ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ اس کا بیمار ہونا میرے لیے بہت بڑا صدمہ تھا، میں بیٹھا رو رہا تھا، استاد نے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میرے ساتھ یہ اوپر نیچے واقعات ہوئے ہیں، میں رو رہا ہوں کہ آپ فوت ہو گئے تو میرا کیا بنے گا؟ اس نے کہا کہ میں تمہیں مستقل حل بتاتا ہوں کہ کسی پادری کے پاس جانے کی بجائے تم اس ہستی کے پاس جاؤ جو پیغمبر آخر الزمان ہوں گے۔ وہ ایک ایسی بستی میں ہوں گے جو خشک پہاڑوں میں ہے مگر اس میں کھجوروں کے باغ ہوتے ہیں، نام اس کا یثرب ہے۔ اور اس ہستی کی یہ نشانیاں ہوں گی کہ وہ صدقے کا مال نہیں کھائیں گے، ہدیہ کو وہ استعمال کر لیں گے اور ان کی پشت کے اوپر مہرِ نبوت ہو گی۔ اگر تمہیں وہ مل گئے تو پھر تمہیں کسی اور کی ضرورت نہیں ہو گی، یہ کہہ کر وہ پادری فوت ہو گیا۔

منزل کا نشان تو بتا دیا تھا مگر شام اور سعودی عرب میں کتنا لمبا فاصلہ ہزاروں میل کا، میں تو نہیں جا سکتا تھا۔ میں نے بکریاں پال لیں، میری بکریوں میں ایسی برکت ہوئی کہ وہ کافی ساری ہو گئیں۔ ایک دن مجھے ایک قافلہ ملا، قافلے کا نام تھا بنی قلب، انہوں نے بتایا کہ ہم یثرب سے قریب رہنے والے ہیں، تجارت کے لیے آئے ہیں واپس جا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ میری بکریاں بھی آپ لے لو اور اس کے بدلے میں آپ مجھے وہاں تک لیتے جاؤ۔ میں نے بکریاں دے دیں اور ان کے ساتھ ہو گیا۔

اب انہوں نے جب دیکھا کہ یہ نوجوان ہے اور بے آسرا ہے اور کوئی اس کا واقف بھی نہیں تو ان میں سے ایک بندے نے بدعہدی کرتے ہوئے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا کہ یہ میرا غلام ہے اسے لے لو۔ کہتے ہیں: یہودی نے پیسے دے دیے اور کہنے لگا کہ اب تم میرے غلام ہو۔ اب میں بڑا پریشان، میں آزاد وہاں باپ کا بیٹا اور یہاں آ کر غلامی، میں نے اس کو بھی قبول کر لیا، اس امید کے ساتھ کہ کبھی تو میری ان سے ملاقات ہوگی جو مجھے علم سکھائیں گے۔ اس کا کھجوروں کا باغ تھا، مجھے کہا کہ تم نے اس میں کام کرنا ہے، کھجوروں کا خیال رکھنا ہے، اس کو توڑنا ہے، اس کو سکھانا ہے، میں سارا دن گدھوں کی طرح کام میں لگا رہتا تھا۔

ایک دن میں درخت کے اوپر چڑھا اور خوشے توڑ رہا تھا کہ اس یہودی کا ایک کزن آیا، آ کر کہتا ہے کہ تم نے سنا ہے، یہ جو نیا معاملہ ہوا؟ اس نے پوچھا کیا؟ کہنے لگا کہ ایک شخص ہے جو مکے سے چل کر مدینہ آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور جو غریب لوگ ہیں وہ اس کی بات مانتے جا رہے ہیں تو مدینہ کے اندر ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ کہنے لگے کہ جب میں نے یہ الفاظ سنے تو میرا دل اتنا تڑپا کہ میں نے نیچے اترنے کی بجائے کھجور کے اوپر سے ہی چھلانگ لگا دی اور اس کے پاس جا کر کہا کہ انکل آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ میرے مالک نے مجھے زور کا تھپڑ لگایا، اس نے کہا: چل جا کر اپنا کام کر تجھے ان باتوں سے کیا مطلب؟ کہنے لگے میں تھپڑ کھا کر پھر آ کر اپنے کام میں لگ گیا۔

ہفتے میں ایک دن مجھے چھٹی ہوا کرتی تھی، اب میں اس انتظار میں تھا کہ کب چھٹی کا دن آئے اور میں شہر جاؤں اور وہاں اس ہستی سے ملوں جس سے مجھے علم حاصل ہوگا۔ کہتے ہیں کہ پھر وہ دن آ گیا، کیونکہ استاد کی بتائی ہوئی نشانیاں معلوم تھیں،

میں نے کچھ کھجوریں اپنی ساتھ لیں اور کچھ پیسے لیے اور میں لے کر گیا اور جا کر ان سے ملاقات کی ۔ میں نے کہا کہ جی یہ صدقہ کی کچھ کھجوریں ہیں، آپ قبول کر لیں، انہوں نے لے لیں لیکن خود نہیں کھائیں، ساتھیوں کو کہا کہ بھئی! آپ لوگ کھا لو۔ اب ایک نشانی پوری ہو گئی، اگلے ہفتے میں پھر کھجوریں لے کر گیا، اب کے جا کر میں نے کہا کہ یہ کچھ کھجوریں ہیں، آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے وہ خود بھی کھائیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھلائیں، دوسری نشانی بھی پوری ہو گئی۔ اور جب میں تیسرے ہفتے گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھی موجود ہیں اور وہ ایک چادر لپیٹے اور ایک تہبند باندھے جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے آئے ہیں۔ جب جنازے کی نماز پڑھائی تو میں نے ان کے پیچھے سے تھوڑا کپڑا ہٹا کر دیکھنے کی کوشش کی تو وہ مسکرائے، کہنے لگے! اچھا! مہر نبوت دیکھنا چاہتے ہو؟ یہ میری مہر نبوت ہے۔ جب تیسری نشانی پوری ہوئی تو میں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

اب میرا دل انتظار رہتا کہ کب چھٹی ملے اور میں اپنے آقا فخرِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی صحبت میں جاؤں۔ میں پورا ہفتہ انتظار کرتا تھا، جب چھٹی کا دن آتا میں نبی ﷺ کی خدمت میں وہ دن گزارتا، اب میرے لیے جدائی برداشت کرنا مشکل تھی۔ میں نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ! یہ میری مجبوری ہے اور ان مشقتوں کو اٹھانے کے بعد میں آپ تک پہنچا ہوں، میرے لیے کیا صورت بنے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں۔ آقا ﷺ نے مشورہ دیا کہ اپنے مالک سے جا کر کہو کہ میں آزاد ہونا چاہتا ہوں جو قیمت آپ چاہتے ہیں وہ میں ادا کروں گا، جو بھی وہ کہے اس کی ہر شرط کو مان لینا، میں نے جا کر بات شروع کی، وہ مسکرایا کہ تم کہاں دے سکو گے؟ میں نے کہا: آپ جو طے کریں گے میں دوں گا۔ اس نے کہا: تیس اوقیہ سونا، میں نے کہا: اچھا

اور اس نے کہا: تین سو کھجوروں کے درخت لگاؤ، جب وہ کھجوریں پھل دیں گی تب تمہیں آزاد کروں گا۔ اب اپنی طرف سے اس نے big deel (بڑا سودا) کیا کہ ایک تو اتنی قیمت رکھی جو یہ دے ہی نہیں سکتا اور اگر دے بھی دے تو کھجور کا لگنا اور ان کا جوان ہو کر پھل دینا، پانچ چھ سال تو اس میں لگ جاتے ہیں، تو اس کا مطلب ہے آٹھ دس سال یہ کہیں نہیں اِدھر اُدھر ہوتا۔

میں نے آکر نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! اس بات پر میری اس کے ساتھ ڈیل ہو چکی۔ اسی مجلس میں ایک بندہ آیا، اس نے آکر نبی ﷺ کو سونے کی ایک ڈلی پیش کی، نبی علیہ السلام نے کہا: سلمان! یہ لے جاؤ اور اپنے مالک کو کہو کہ اس کو تول لے۔ کہتے ہیں کہ میں گیا اور اس کو سونے کی ڈلی دی تو جب اس نے تولا تو پورے تیس اوقیہ، وہ بڑا حیران ہوا کہ اتنا جلدی اس نے پے منٹ کر دی۔ پھر اس نے کہا کہ چلو اب تم تین سو درخت تو لگا دو۔ پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا، اے اللہ کے حبیب ﷺ! اب تین سو درختوں کا معاملہ ہے، فرمایا کہ تم پودے اکٹھے کر رکھنا اور میں آکر خود اپنے ہاتھوں سے لگاؤں گا۔ چنانچہ اللہ کے حبیب ﷺ تشریف لائے اور آپ نے آکر اس کھیت کے اندر پودے لگائے۔ اللہ کی شان کہ ایک سال میں وہ کھجوریں اتنی بڑھیں کہ دوسرے سال انہوں نے پھل لے لیا۔ اب جب تین سو کھجوروں نے پھل لے لیا تو یہ آزاد ہو گئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اے اللہ کے نبی ﷺ! اب میں حاضر ہوں مجھے دین سکھائیے۔ نبی ﷺ نے ان کو اصحابِ صفہ کا ممبر بنا دیا۔ یہ وہاں رہتے تھے، روکھا سوکھا جو ملتا تھا، کھا لیتے تھے مگر دین سیکھتے تھے۔ اب ان کی یہ محبت اللہ کے ہاں اتنی قبول ہوئی کہ نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلسَّلْمَانُ مِنَّا اَھْلُ الْبَیْتِ

"سلمان میرے اھل بیت میں سے ہے"

جس بندے نے اپنے والدین کو، رشتے داروں کو اللہ کے لیے چھوڑ دیا تھا، اللہ کتنے قدردان ہیں کہ آج اس کو نبی ﷺ کے اہل بیت میں شمولیت عطا فرمائی۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت چند بندوں کی مشتاق ہے کہ وہ کب میرے اندر آئیں گے۔ فرمایا کہ سلمان تم ان میں سے ایک ہو۔ نبی علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف ملا، یہ تھے ولنگ سٹوڈنٹ۔ مشقتیں اٹھانی پڑیں، بھوک برداشت کرنی پڑی، سفر کرنا پڑا، غلام بن کر رہنا پڑا، مگر ان کے قدم متزلزل نہیں ہوئے۔ یہ دھن کے پکے، تھے، من کے سچے تھے، بالآخر اللہ نے ان کو منزل پر پہنچا دیا۔

عام مسلمان اور پرجوش مسلمان میں فرق:

تو ایک ہوتا ہے طالب علم اور ایک ہوتا ہے پرجوش طالب علم (Willing Student)۔ جس طرح ان دو کے درمیان زمین اور آسمان کا فرق ہے، اسی طرح ایک ہوتا ہے مسلمان اور ایک ہے پرجوش مسلمان۔ مسلمان تو ہمارے جیسے کہ کلمہ بھی پڑھ لیا لیکن نمازیں بھی قضا ہو رہی ہیں، جھوٹ بھی بول رہے ہیں، غیبت بھی کر رہے ہیں، حسد بھی کر رہے ہیں، غصہ بھی قابو میں نہیں، مشکوک قسم کی چیزیں بازار میں کھا لیتے ہیں۔ کہنے کو مسلمان ہیں۔

با مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام

میوزک بھی سنتے ہیں، ڈرامے بھی دیکھتے ہیں، گانے بھی سنتے ہیں، انٹرنیٹ کی معصیت بھی ہے مگر کلمہ پڑھا ہے اس لیے مسلمان ہیں۔ کوئی پوچھے تو کہتے ہیں: میں مسلمان ہوں، بچے بھی مسلمان ہیں لیکن گھر کے ماحول کو دیکھو تو یورپ کا ماحول

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ غالب نظر آتا ہے۔ گھر کے بیٹھنے اٹھنے کو دیکھو تو طور طریقے بھی یورپ کے، لباس کو دیکھو تو وہ بھی یورپ کا، اگر پسند ناپسند کو دیکھو تو وہ بھی کفار کی، لیکن کہتے ہیں جی ہم مسلمان ہیں۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ کم از کم کلمہ تو پڑھا، تسلیم تو کی۔ اللہ کی وحدانیت کی اور نبی ﷺ کی رسالت کی گواہی تو دی، یہ ہے مسلمان۔

ایک ہوتا ہے پرجوش (Willing) مسلمان، اپنے جذبے سے، اپنے شوق سے جس کو دین پڑھنے کا، اس پر عمل کرنے کا جذبہ حاصل ہو، وہ پرجوش مسلمان ہوتا ہے۔ اس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے اور پھر ایسے بندے کی انگلی اللہ کی رحمت پکڑ لیتی ہے اور اسے منزل پر پہنچا دیتی ہے۔

ایک معذور صحابی رضی اللہ عنہ کا شوقِ جہاد:

چنانچہ احد کا میدان ہے، نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک صحابی آتے ہیں جو لنگڑے ہیں، پاؤں سے معذور ہیں، بیلنس قائم نہیں رہتا، تیز بھی نہیں چلا جاتا، کہتے ہیں۔ کہتے ہیں: اے اللہ کے حبیب ﷺ! میرے چار جوان بیٹے آپ کے ساتھ جا رہے ہیں اور میں ان کا باپ ہوں اور میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں بھی اپنے لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں چلا جاؤں مجھے بھی آپ اجازت دے دیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بھئی! تمہارے چار بیٹے جا رہے ہیں تو تمہارے لیے بہت ہے تم گھر میں رہو۔ تو کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مہربانی فرمائیے (Please) منت کرنے لگے۔ نبی علیہ السلام نے ان کا جذبہ دیکھا تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ اجازت دینے کے بعد تو ان کے اندر ایک جوش آ گیا۔ اب یہ خوشی خوشی گھر جا رہے ہیں اور گھر جا کر بیوی کو کہا کہ تیاری کرو مجھے اللہ کے حبیب ﷺ نے اجازت دے دی ہے۔ بیویاں بیویاں ہوتی ہیں، ان کی دنیا ہی اور ہوتی ہے، اس نے آگے سے کہہ دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ مجھے تو لگتا ہے کہ آپ جاؤ گے تو بھاگ کر واپس آ جاؤ گے۔ جب یہ الفاظ سنے تو انہوں نے دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ لَا تَرُدَّنِيْ إِلٰى أَهْلِيْ

”اللہ! مجھے اہلِ خانہ میں واپس نہ لانا۔“

میں تیرے راستے میں نکل رہا ہوں، واپس نہیں آنا چاہتا۔ لنگڑا ہے، معذور ہے، عمر اتنی کہ چار جوان بیٹے ہیں مگر دل میں شوق انگڑائیاں لے رہا ہے کہ میں بھی اپنے لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں جاؤں۔ چنانچہ احد کے میدان میں گئے:

فَقَتَلَ وَقُتِلَ حَتّٰى قُتِلَ

شہید ہو گئے۔ اب ان کی بیوی نے ان کی لاش اٹھائی کہ مدینہ لے چلوں تو سواری نہیں چلتی تھی۔ نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، اے اللہ کے حبیب ﷺ! سواری مدینے کی طرف نہیں جاتی۔ آقا ﷺ نے پوچھا کہ انہوں نے گھر سے نکلنے سے پہلے کوئی بات کہی تھی؟ اے اللہ کے حبیب ﷺ! دعا مانگی تھی کہ اللہ! مجھے اہل کی طرف واپس نہ لوٹانا۔ فرمایا: اب ان کی لاش بھی مدینہ واپس نہیں آئے گی، چنانچہ ان کو احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قریب دفن کیا گیا، آج بھی وہاں آرام فرما رہے ہیں۔ یہ ہوتا ہے ونگ مسلمان۔ اپنا جذبہ، اپنا شوق اتنا ہوتا ہے کہ میں اللہ کو راضی کر لوں، میں نبی ﷺ کی سنت کا نمونہ بن جاؤں، میرے دن رات اللہ کو راضی کرنے والے ہو جائیں، ایسے بندے کو ایک آگ سینے میں لگی ہوتی ہے جو اس کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔

دو کم عمر بچوں کا جذبہ جہاد:

مسلمان احد کے میدان میں جا رہے ہیں۔ ایک بچہ ہے جس کا نام ہے سمرہ ؓ قد

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوٹا ہے مگر جذبہ ہے۔ اب جب مجاہدین کی لائن بنی اور نبی علیہ السلام سب کو دیکھ رہے ہیں تو یہ پنجوں کے بل کھڑا ہوا ہے۔ آپ ذرا غور کیجیے کہ کوئی پکنک منانے تو نہیں جا رہے تھے، وہاں تو جان کا معاملہ تھا۔ یہ پنجوں کے بل کھڑا ہے کہ مجھے اللہ کے نبی ﷺ قبول (Except) کر لیں۔ نبی ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ بھئی! تم تو چھوٹے ہو۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا قد تھوڑا سے بڑا ہے۔ نبی علیہ السلام نے جذبہ دیکھا تو فرمایا، بہت اچھا۔ اب جب اس کو اجازت مل گئی تو ایک اور بچہ جس کا نام تھا رافع، اس نے بھی کہا کہ جی مجھے بھی جانا ہے اور اس کو سفارش نہیں مل رہی تھی۔ اس نے اپنے انکل کو جو اس کا سوتیلا باپ تھا، اس کو کہا کہ میں اگر خود جاؤں گا تو نبی ﷺ منع فرما دیں گے آپ میری سفارش کر دیں۔ سوتیلے باپ نے آ کر سفارش کی، نبی ﷺ نے فرمایا یہ تو بہت چھوٹا ہے تو وہ آگے سے کہنے لگا کہ اللہ کے نبی ﷺ! آپ نے اس کو تو اجازت دے دی نا! میری اس سے کشتی کروا لیجیے اگر میں گرا لوں تو مجھے بھی اجازت دے دیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ چنانچہ دونوں کی کشتی ہوئی، کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ بچہ کمزور تھا لیکن جب اس نے دوسرے بچے سے پنجہ ملایا تو آنکھوں میں اس کو میسج دیا کہ تمہیں تو اجازت مل گئی، اب تم گر جاؤ گے تو مجھے بھی اجازت مل جائے گی۔ چنانچہ ان کے میسج کو قبول کر کے وہ دوسرا بچہ تھوڑی دیر میں گر گیا، یہ اس کے سینے پر بیٹھ گئے اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے اسے پچھاڑ دیا، مجھے بھی اجازت مرحمت فرما دیجیے۔ یہ کہلاتے ہیں پرجوش مسلمان۔ اللہ کو راضی کرنے کا، اللہ کے ہاں مقرب ہونے کا ایک انوکھا جذبہ ہوتا ہے۔ وہ ان کو راتوں کو سونے نہیں دیتا، دن کو چین نہیں لینے دیتا، بھاگ بھاگ کر نیکیاں کرتے ہیں، تھک تھک کر نیکیاں کرتے ہیں مگر ان کا دل نہیں تھکتا۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اپنے اللہ کو راضی کر ہی لینا ہے۔ چنانچہ ان کو کہتے ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

پرجوش مسلمان۔

گلہ بانی سے حرم کی چوکھٹ تک:

ہمیں ایک مرتبہ ایک واقعہ خود پیش آیا۔ یہ سنا کر بات کو مکمل کروں گا۔ مسکین پور شریف کچھ عرصہ جا کر رہنے کا موقع ملا تو وہاں ایک طالب علم تھا، قرآن یاد کرنے والا۔ اس کی عجیب کہانی تھی، وہ دیہات کا رہنے والا غریب ماں باپ کا بیٹا تھا، ماں باپ نے اس کو پچاس ساٹھ بکریاں رکھ کر دیں کہ بیٹا انہیں چراؤ، ان کے دودھ اور گوشت سے ہمارا گزارا چلے گا۔ اب وہ بچہ جنگل میں بکریوں کو چرانے کے لیے نکلتا، اکیلا بچہ پچاس ساٹھ بکریوں کو چراتا، جون جولائی اگست کی گرمی میں تو تھک ہو جاتا۔ پسینے سے شرابور ہوتا، پینے کو ٹھنڈا پانی تو کیا سرے سے وہاں ملتا ہی نہیں تھا۔ یہ بچہ اتنی مشقت برداشت کر کے شام کو آتا، سارا دن دھوپ میں رہنے کی وجہ سے رنگ کالا ہو گیا، جسم لاغر ہو گیا۔ ایک دفعہ اس کو ایک دوست ملا دونوں ہم عمر تھے، اس نے پوچھا سناؤ کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ بس ماں باپ نے بکریاں مجھے لے کر دی ہیں صبح ہوتی ہے، میں لے کر نکلتا ہوں کوئی بکری ادھر بھاگتی ہے، کوئی ادھر اور ان کے پیچھے بھاگ بھاگ کر میرا تو حال برا ہے، گرمی اوپر سے، روٹی خشک ہوتی ہے، پینے کو پانی نہیں ہوتا، میں تو ایسی مشقت کی زندگی گزارتا پھرتا ہوں۔ دوسرے نے کہا: اچھا! میں تو بڑے مزے میں ہوں۔ میرے ماں باپ نے مجھے ایک مدرسہ میں داخلہ دلوایا ہے، وہاں تو بجلی بھی ہے، پنکھے بھی ہیں، سارا دن چھت کے نیچے سائے میں بیٹھنا ہوتا ہے، صبح کو ناشتہ ملتا ہے، دوپہر کو کھانا ملتا ہے، رات کو کھانا ملتا ہے، ہم تو سارا دن قرآن پڑھتے ہیں، مزے کرتے ہیں۔ اب اس بچے کا دل للچایا کہنے لگا کہ بھئی! مجھے بھی لے جاؤ، اس نے کہا کہ آ جانا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ اگلے دن یہ بچہ ماں باپ سے بھاگ کر اس کے ساتھ مدرسے چلا گیا۔ اس نے جا کر مدرسے کے مہتمم کو کہا کہ یہ میری بستی کا بچہ ہے، اس کو داخلہ دے دیں تو انہوں نے اعتماد کرتے ہوئے اس کو داخلہ دے دیا۔ اب اس بچے نے جس نے سکول کا منہ نہیں دیکھا تھا، جس کو گنتی نہیں آتی تھی، الف بے نہیں آتی تھی، بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا۔ مگر اس کے دل میں ایک شوق تھا، ایک لگن تھی، اشتیاق تھا۔ اتنے اچھے طریقے سے اس نے قرآن پاک یاد کرنا شروع کیا کہ اس بچے کو ہمیشہ سو میں سے ایک سو پانچ نمبر ملا کرتے تھے۔ میں نے استاد سے پوچھا کہ جناب سو میں سے ایک سو پانچ کیسے؟ وہ کہنے لگے: اس کے اچھا پڑھنے کے سو میں سے سو اور اس کو نہ تو سبق سناتے ہوئے غلطی لگتی ہے، نہ متشابہ لگتا ہے، نہ اٹکن لگتی ہے، یہ روانی کے ساتھ ایسے پڑھتا ہے جیسے پانی بہہ رہا ہو۔ اس بچے کو اضافی طور پر پانچ نمبر اوپر دے دیتے ہیں۔ اس بچے نے جتنا عرصہ پڑھا ہر امتحان میں سو میں سے ایک سو پانچ نمبر لیے اور پھر اللہ نے زبان پر قرآن کو جاری کر دیا۔

کیا کوئل کی آواز تھی جو اس کو ملی، اتنے سوز سے وہ قرآن پڑھتا تھا، بندے کا دل موہ لیتا تھا۔ آج بھی مجھے یاد ہے، عصر کی نماز کے بعد میں کمرے میں بیٹھا مراقبہ کر رہا تھا، اس کی قرآن پاک پڑھنے کی آواز آئی، ایسی کشش (Attrection) تھی کہ مراقبہ کرنا مشکل ہو گیا۔ مراقبہ ختم کر کے میں اٹھا کہ میں جا کر بچے کا قرآن سنتا ہوں، جب باہر گیا تو عجیب حال دیکھا، پانچ چھ کلاسیں مسجد کے صحن میں لگی ہوئی تھیں، سارے بچے خاموش ہیں، استاد خاموش ہیں اور جو چلنے پھرنے گزرنے والے لوگ تھے، وہ کنارے کھڑے ہو کر سن رہے ہیں اور اس بچے نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور سورۃ یوسف پڑھ رہا ہے۔ کیا اس نے سورۃ یوسف! پڑھی بڑے عجیب لمحات تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی کے کہ قرآن سینوں میں اترتا چلا جارہا تھا۔ ایسی آواز سے وہ بچہ پڑھ رہا تھا۔

اس بچے نے قرآن یاد کر لیا تو اب اس کو علم پڑھنے کا شوق ہوا۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ وہ عالم بھی بن گیا۔ پھر جو بندہ قرآن سے محبت کرتا ہے قرآن گرے پڑوں کو اٹھانے کے لیے آیا ہے، یہ پس ماندہ لوگوں کو اللہ کے قریب کرنے کے لیے آیا ہے، جو دنیا میں کمزور ہوتے ہیں ان کو عزتیں دینے کے لیے آیا ہے۔ کیونکہ اخلاص کے ساتھ اس نے قرآن پڑھا تو اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ ایک مرتبہ کہیں قرأت کانفرنس ہوئی اور اس کانفرنس میں انعام رکھا گیا کہ جو سب سے اچھا قرآن پڑھے گا تو ہم اس کو عمرے کا ٹکٹ انعام میں دیں گے۔ ملک کے طول وعرض سے قرا آئے قرآن پڑھنے کے لیے۔ انہوں نے عرب کے ایک شیخ تھے، بڑے عالم تھے، ان کو بطور جج بلایا کہ آپ فیصلہ کریں گے کہ کون اوّل نمبر پہ آیا۔ سب نے قرآن پڑھا، اس بچے نے بھی قرآن پڑھا، مگر اس کا قرآن تو ایسا تھا کہ کوئی آنکھ نہیں تھی جس میں سے آنسو نہ بہہ رہا ہو۔ ایک قرآن کی اپنی مقناطیسیت اور اس کے اوپر اس بچے کا اخلاص، نور علی نور ہو گیا، مجمع عجیب کیفیت میں آ گیا۔ چنانچہ جب رزلٹ اناؤنس ہوا تو عرب نے اس وقت کہا کہ آج بچے کو دو انعام ملیں گے، ایک انعام جو مسجد کمیٹی والوں نے دینا ہے (عمرے کا ٹکٹ) وہ ملے گا اور دوسرا انعام میں اپنی طرف سے دوں گا۔ اب مجمع حیران تھا۔ اس نے کہا کہ کیا یہ قاری صاحب انعام لینے کے لیے تیار ہوں گے؟ تو قاری صاحب کھڑے ہو گئے کہ جی ہاں اس نے پوچھا کہ میں اپنی بیٹی سے اجازت لے کر آیا ہوا ہوں میں اپنی بیٹی کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں، مجمعے میں قاری صاحب کا اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر دیا گیا۔ اللہ کی مہربانی کی یہ یہاں سے گیا، اقامہ بھی مل گیا۔ وہ بچہ جو کبھی دھوپ کے اندر بکریوں کے پیچھے بھاگتا تھا آج حرم

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اندر طواف کرتا ہے، زبان پہ اللہ کا قرآن ہوتا ہے۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے:

تو ایک ہوتا ہے مسلمان اور ایک ہوتا ہے ولنگ (پرجوش) مسلمان۔ آج اس چیز کی کمی ہے۔ ہم نے آج اس فاصلے کو طے کرنا ہے کہ صرف مسلمان نہ رہیں ایک پرجوش مسلمان بن جائیں۔ اندر جب وہ آگ لگ گئی، وہ ہماری زندگی کو بدل کے رکھ دے گی۔ پھر دن اور ہوگا، راتیں کچھ اور ہوں گی ؂

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

آج ان دلوں میں کیسے وہ جذبہ آئے گا؟ کیسے وہ اللہ کی محبت بھڑکے گی؟ کیسے وہ شمع روشن ہوگی؟ جو ہمیں اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنے کے لیے بے تاب کر دے۔ دن میں بھی ہم اسی دھن میں لگے ہوئے ہوں اور راتیں بھی ہماری اسی شوق میں بسر ہو رہی ہوں، آج سینے کے اندر وہ انگیٹھی، وہ آگ ٹھنڈی ہو چکی۔ آج وہ جذبہ ختم ہو گیا، کہاں گئے وہ نوجوان جو رات کے آخری پہر میں اٹھتے تھے؟ لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگاتے تھے، اپنے سینوں کو روشن کرتے تھے ؂

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ
تعمیر آشیاں سے میں نے یہ راز پایا
اہل جنوں کے حق میں بجلی ہے آشیانہ
اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلبرانہ کردار ساحرانہ

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ بندگی خدائی وہ بندگی گدائی

یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ

آج کیا دور گی کی زندگی گزارتے پھر رہے ہیں، نام خدا کا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں دفتر کی تنخواہ سے رزق ملے گا یا ہمیں فقط دنیا کے اسباب سے رزق ملے گا۔ ہم اللہ کے اوپر کیوں نہیں نظر جما کر کام کرتے ؎

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آج کہنے کو مسلمان ہیں اور دل میں مخلوق بھری پڑی ہے، دل کے اندر اللہ کی محبت کی وہ حرارت نہیں جو ہونی چاہیے تھی۔ اسی کو تو کسی نے کہا:

بتوں سے تجھ کو امید خدا سے نا امیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

ہم نام کے مسلمان ہیں، اللہ ہمیں کام کا مسلمان بنا دے، پر جوش مسلمان بنا دے۔ چنانچہ علامہ اقبال نے کیا خوبصورت شعر کہا: ؎

تیرے دریا میں طوفان کیوں نہیں ہے

خودی تیری مسلمان کیوں نہیں ہے

عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں

تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

اللہ رب العزت ہمیں، ایمان کی وہ حرارت عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

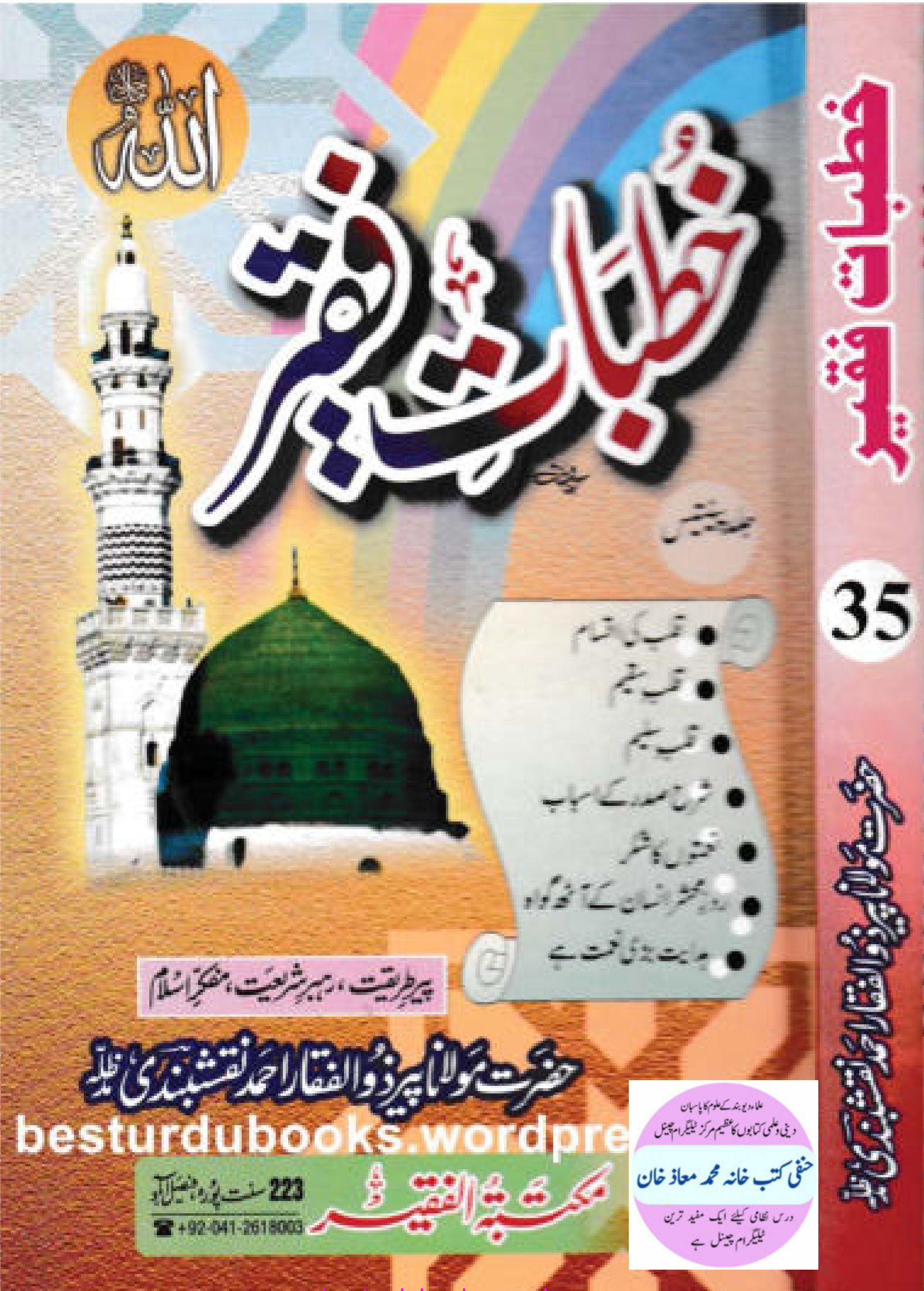

besturdubooks.wordpres

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... عرض ناشر	17
❁ ...... پیش لفظ	19
❁ ...... عرض مرتب	21
(۱) قلب کی اقسام	27
❁ ...... تین نعمتیں	27
❁ ...... (۱) قلب	27
❁ ...... (۲) عقل	27
❁ ...... (۳) نفس	28
❁ ...... دماغ کی حیثیت پھاٹک کی	28
❁ ...... جیسے دل کے جذبات ویسے خیالات	30
❁ ...... انبیا اور اولیاء نے دلوں پر محنت کی	30
❁ ...... قلوب مختلف ہوتے ہیں	31
❁ ...... قلب کی حقیقت	31
❁ ...... قلب کی تین قسمیں	33
❁ ...... پہلی قسم: قلب میت (مردہ دل)	33
❁ ...... مردہ دل کی پہچان	35
❁ ...... قلب میت کی تین علامات	36

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
36	...... (۱) گناہ کرنے میں جھجک (شرم) نہ ہونا
37	...... (۲) نیکی بوجھ لگنا
37	...... (۳) نصیحت کا برا لگنا
38	...... دل سویا ہوا یا سویا ہوا
38	...... مجالس علما کی اہمیت
39	...... دوسری قسم: قلب مریض
40	...... دل کے روگی
41	...... قلب مریض کی علامات
41	...... قلبِ مریض کا علاج
42	...... تیسری قسم: قلب سلیم
43	...... قلب سلیم کی علامات
43	...... (۱) اللہ کے لیے محبت رکھنا
44	...... (۲) اللہ کے لیے دشمنی رکھنا
46	...... (۳) اللہ کے لیے دینا
47	...... (۴) اللہ کے لیے منع کرنا
50	...... قلب عبداللہ عرش اللہ
51	...... اللہ کو صاف دل پسند ہے
52	...... دل اللہ کے لیے وقف ہے
53	...... دل کو اللہ کا گھر کیوں کہا؟
53	...... دل کے اندر ضرب لا الہ کی ٹکریاں
54	...... قلب سلیم کی کچھ اور علامات

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
	❀...... دل کے عجائب
56	❀...... دل کے حصے
57	❀...... خلاصۂ کلام
59	② قلب سقیم
61	❀...... آج کا موضوع
61	❀...... دل مریض کیسے بنتا ہے؟
62	❀...... نفس و شیطان کے حملوں میں فرق
65	❀...... دل کے چار زہر (سموم القلب)
65	❀...... پہلا زہر: فضول گوئی
66	❀...... امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خاموش رہنے کی عادت
66	❀...... سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاموشی
67	❀...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان
68	❀...... زبان..... جہنم یا جنت تک پہنچا دینے والی
69	❀...... فضول گوئی اللہ تعالیٰ کے اعراض کا نتیجہ ہوتی ہے
69	❀...... زبان کے الفاظ کی اہمیت
71	❀...... مشائخ کی کلام میں احتیاط
72	❀...... ایک بچی کی نصیحت
72	❀...... گفتگو شخصیت کا پتہ دیتی ہے
73	❀...... خاموشی کا فیض
73	❀...... زبان اور دل کی رشتہ
75	❀...... دوسرا زہر: بدنظری

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
آنکھ پر قابو میں دل کا قابو ہے	76
نور فراست کی نعمت	76
مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا نور فراست	77
حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا نور فراست	78
حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت	78
حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط	80
حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا نور فراست	79
حضرت علاؤالدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نور فراست	82
حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا نور فراست	84
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نور فراست	85
بدنظری سے جی نہیں بھرتا	86
بدنظری کے نقصانات	87
بدنظری کی وجہ سے ایمان سے محرومی	87
مرنے کے بعد دل کا حال	88
تیسرا زہر: فضول الطعام	89
دین اسلام میں رزق حلال کی اہمیت	89
خوراک کا قلب پر اثر	90
تخرج کی وجہ سے مدخل کا علم	90
رزق حرام کی نحوست	94
اکابر کی رزق حلال میں احتیاط	95

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
97	مشتبہ مال سے گھر میں بے برکتی
97	اولاد کی نافرمانی کی وجہ مشتبہ مال
98	رزق حلال راہ سلوک کی شرط ہے
99	لقمہ حرام کی ظلمت چالیس روز تک
100	بے نمازی کے کھانے سے پرہیز
102	باوضو کھانے کی برکت
103	کھانا پکاتے ہوئے صحابیات کی قرآن پڑھنے کی عادت
103	مشتبہ کھانے کا دل کی نورانیت پر اثر
105	پیٹ بھر کر کھانے کی ظلمت
106	اکابر کی مثال اور ہمارا حال
106	پیٹ بھرنے کا پیمانہ حدیث کی روشنی میں
107	آج کل پیٹ بھرنے کی عادت
108	نبی علیہ السلام کا معمول
108	ایک عابد کی نصیحت
109	کم کھانے کے فوائد
110	خوب کھا اور خوب عبادت کر
110	زیادہ کھانے کی اصلاح کیسے ہوئی
111	ہم کتنا کھائیں؟
112	چوتھا زہر: فضول الطعام
112	(۱) غذا کی ماہیت بدلیں

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
113	❁ ...... نامی گرامی ڈاکو اللہ کا ولی کیسے بنا؟
117	❁ ...... (۲) دوا کی مانند مجالس
118	❁ ...... (۳) داء کی مانند مجالس
118	❁ ...... (۴) زہر کی مانند مجالس
119	❁ ...... دو مجالس کو اختیار کریں، دو کو ترک کریں
119	❁ ...... نااہل کی سنگت نہ کریے
123	**۳ قلب سلیم**
125	❁ ...... آج کا عنوان
125	❁ ...... جسم کی غذا اور قلب کی غذا
126	❁ ...... جسم کے مزے اور دل کے مزے
127	❁ ...... جسم کی موت اور دل کی موت
128	❁ ...... دل کی شفا اور زندگی کے اسباب
128	❁ ...... پہلا سبب: اللہ تعالیٰ کا ذکر
129	❁ ...... ذکر مومن کے لیے ایسے جیسے مچھلی کے لیے پانی
130	❁ ...... ذکر کے فوائد
133	❁ ...... ذکر قلبی کیا ہے؟
134	❁ ...... دل کا وعظ و پروگرام
135	❁ ...... ایک لمحہ کی موت
136	❁ ...... فکر کی گندگی ذکر سے دور ہوتی ہے
136	❁ ...... ذکر...... شیطان کے خلاف موثر ہتھیار

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... شیطان کا داؤ کن لوگوں پر نہیں چلتا	137
❁ ...... شیطان سے حفاظت کے لیے سیکورٹی گارڈ	139
❁ ...... اللہ کا ذکر شفا اور مخلوق کا ذکر بیماری ہے	140
❁ ...... سب سے بڑا عمل ہے	140
❁ ...... ذکر سے غفلت نماز سے غفلت کا پیش خیمہ ہے	141
❁ ...... نماز میں جمعیت کیسے حاصل ہو؟	141
❁ ...... اللہ کا بندے کو یاد کرنے کا مفہوم	143
❁ ...... دوسرا سبب: تلاوتِ قرآن مجید	146
❁ ...... تقرب کا بہترین نسخہ...... تلاوتِ قرآن	147
❁ ...... قرآن کے عاشق	148
❁ ...... قرآن پاک سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ	151
❁ ...... تیسرا سبب: استغفار کی کثرت	152
❁ ...... چوتھا سبب: دعا کی کثرت	153
❁ ...... علمی نکتہ	154
❁ ...... پانچواں سبب: درود شریف کی کثرت	155
❁ ...... درود شریف کی برکت	156
❁ ...... بخیل شخص کون؟	158
❁ ...... درود شریف نبی علیہ السلام کے قرب کا ذریعہ	159
❁ ...... چھٹا سبب: تہجد کی نماز	159
❁ ...... گناہوں کی وجہ سے تہجد سے محرومی	160

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
160	❁ ...... راتوں کو جاگنے کی لذت
163	⑦ شرح صدر کے اسباب
165	❁ ...... شرح صدر کی نعمت
166	❁ ...... شرح صدر حاصل ہونے کے اسباب
166	❁ ...... پہلا سبب: ایمان
167	❁ ...... دو طرح کے بندے
167	❁ ...... مومن کا اعزاز
168	❁ ...... اللہ کی مومن سے محبت کی دلیل
170	❁ ...... ایمان سب سے اعلیٰ نعمت
171	❁ ...... آج کے دور میں ایمان کی ناقدری
172	❁ ...... نبی علیہ السلام کی ایمان پر ثابت قدمی کی نصیحت
173	❁ ...... ایک تابعی کی ایمان پر استقامت
173	❁ ...... ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت
175	❁ ...... ایمان سیکھنے سے آتا ہے
175	❁ ...... ایمان کی قدر قربانی سے آتی ہے
176	❁ ...... ایمان کی حقیقت تلواروں کے سائے میں
177	❁ ...... ایمان دنیا کے ثبات کا ذریعہ ہے
177	❁ ...... ایمان کی حقیقت
178	❁ ...... مضبوط ایمان دلیل نہیں مانگتا
179	❁ ...... ایمان کی ایک نشانی

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
179	ایمان ضائع ہونے کی تین وجوہات
180	ایمان کیسے محفوظ رہے؟
181	دوسرا سبب: علم حاصل کرنا
181	علم ایک نور ہے
183	علم حاصل ہونے کی علامت
183	علمی سوال پر مغفرت
184	تیسرا سبب: دل میں محبت الٰہی کا ہونا
185	محبت الٰہی کہاں سے ملتی ہے؟
185	دو محبتیں ایک ساتھ نہیں ہو سکتیں
186	شرک برداشت نہیں
187	بتوں کو توڑ مٹی کے ہوں یا پتھر کے
188	مخلوق سے محبت بھی اللہ کے لیے ہو
189	چھ یقینی چیزیں
189	(۱) شکر پر نعمت میں زیادتی یقینی
189	(۲) صبر پر اجر یقینی
189	(۳) توبہ پر معافی یقینی
190	(۴) استغفار پر رزق میں برکت یقینی
190	(۵) دعا کی قبولیت یقینی
190	(۶) صدقے پر مال میں اضافہ یقینی
191	چوتھا سبب: ذکر اللہ کی کثرت کرنا

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
192	❁ ...... اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی کی پہچان
193	❁ ...... عملی ذکر کی چار صورتیں
194	❁ ...... بندے کا ذکر اللہ کے دو ذکروں کے درمیان
194	❁ ...... پانچواں سبب: مخلوق سے احسان کرنا
195	❁ ...... سب سے بڑی بیماری دل آزاری
196	❁ ...... اللہ والوں کا امتیازی وصف
198	❁ ...... شرح صدر کا نور
199	❁ ...... نفس پر بھاری دو الفاظ
201	⑤ نعمتوں کا شکر
203	❁ ...... اللہ رب العزت کی بے شمار نعمتیں
205	❁ ...... شکر کسے کہتے ہیں
205	❁ ...... شکر گزار تھوڑے ہیں
206	❁ ...... شکر گزاری فرمانبرداری میں ہے
206	❁ ...... انبیاء علیہم السلام اللہ کے شکر گزار
207	❁ ...... شکر الٰہی میں انسان کی کوتاہی
208	❁ ...... ناشکری کفر ہے
208	❁ ...... غفلت اور زوال نعمت
209	❁ ...... نعمت کا شکر زبان سے
210	❁ ...... نعمت کا شکر مشکل ہے
212	❁ ...... نعمت کی قیمت کلمہ شکر نہیں ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
213	ایک خوبصورت اصول
214	احساسِ نعمت
215	ایک مصیبت زدہ شکر گزار کی سرگزشت
217	بندوں کا شکر
218	شکریہ کی عادت...... بہترین عادت
219	والدین کے شکر کی اہمیت
219	سب سے زیادہ شکر گزار بندہ
220	آج کے دور میں نعمتوں کی فراوانی
221	نبی علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھوک کی کیفیت
221	شکرانِ نعمت کیلئے دعا کی تعلیم
228	ادائے شکر کی توفیق مانگنی چاہیے
229	ناقدری نعمت چھن جانے کا سبب بنتی ہے
231	ناشکری کا عبرت انگیز واقعہ
232	ناقدری کا انجام
235	**(۹) روزِ محشر انسان کے آٹھ گواہ**
237	اللہ تعالیٰ کے بے شمار نعمتیں
238	عقل کی نعمت
238	آنکھ کی نعمت
239	زبان کی نعمت
239	ہاتھوں کی نعمت

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
240	نافرمانی سے باطنی شکل مسخ ہوجاتی ہے
241	حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا کشف
241	حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا کشف
242	نافرمانوں کی مثالی صورت
243	فرمانبرداروں پر اللہ کی رحمت
243	حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کی رحمت
244	تقویٰ کا ثمر
246	روزِ قیامت آٹھ گواہ
246	پہلی گواہی: مکان
247	دوسری گواہی: زمان
247	تیسری گواہی: لسان
248	چوتھی گواہی: ارکان
249	پانچویں گواہی: ملکان
250	چھٹی گواہی: دیوان
250	ساتویں گواہی: نبی انس وجان
254	آٹھویں گواہی: الرحمٰن
255	توبہ کا عہد
257	**⑦ ہدایت بڑی نعمت ہے**
259	قرآن مجید کتاب ہدایت ہے
259	ہدایت انسان کی بنیادی ضرورت

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
⊛ ...... ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے	260
⊛ ...... طلب ضروری ہے	260
⊛ ...... آج ہدایت آسان ہے	261
⊛ ...... بیت اللہ شریف کو دیکھ کر ہدایت ملی	262
⊛ ...... تلاوت قرآن ہدایت کا ذریعہ بنی	265
⊛ ...... خواب ہدایت کا ذریعہ بنا	266
⊛ ...... دسویں حصہ عمل پر پورا ثواب	267
⊛ ...... ایک گناہ گار کو توبہ کی توفیق	268
⊛ ...... آخر وقت میں ایمان کی حفاظت	269

☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا﴾

(الانعام: ۱۱۰)

قلب کی اقسام

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 6 نومبر 2004ء ۲۳ شب رمضان ۱۴۲۵ھ

مقام: نور مسجد لوساکا زیمبیا (افریقہ)

موقع: خصوصی مجالس برائے اعتکاف

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

مختلف لوگوں کے دلوں میں مختلف طرح کے دل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

......بعض اوقات انسان کا دل ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا کو ہی نہیں مانتا، دین کو ہی نہیں مانتا، ایسے بندے کو دہریہ کہتے ہیں۔

......یا خدا کو مانتا ہے، رسالت کو نہیں مانتا، ایسے بندے کو کافر کہتے ہیں۔

......یا خدا کو تو مانتا ہے لیکن اور خداؤں کو بھی مانتا ہے، ایسے بندے کو مشرک کہتے ہیں۔

......یا ظاہر میں لوگوں کے اندر دین کو مانتا ہے اور تنہائیوں میں جا کر دین کے خلاف باتیں کرتا ہے، ایسے بندے کو منافق کہتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قلب کی اقسام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:
﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

تین نعمتیں:

اللہ رب العزت نے انسان کو تین نعمتوں سے نوازا ہے، ایک انسان کا دل اور دوسرا انسان کا دماغ اور تیسرا انسان کا نفس، یہ تین الگ الگ نعمتیں ہیں، تینوں کی اپنی اپنی شناخت ہے۔

(۱) قلب:

قلب جذبات کا مقام ہے، بہادری کا جذبہ، بزدلی کا جذبہ، محبت کا جذبہ، نفرت کا جذبہ، یہ تمام جذبات الگ الگ ہیں۔ اسی لیے جو بہادر ہوتا ہے، کہتے ہیں کہ بڑا شیر دل انسان ہے، گویا دل کی طرف بہادری کو منسوب کیا جاتا ہے۔

(۲) عقل:

انسان کی عقل خیالات کا مقام ہے۔ جتنے بھی خیالات انسان کے اندر پیدا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں ان کا تعلق دماغ سے ہے۔ کیا پروگرام بنانا ہے، کہاں جانا ہے، نفع کیسے حاصل کرنا ہے، نقصان سے کیسے بچنا ہے، ہر قسم کے خیالات دماغ میں آتے ہیں۔

(۳) نفس:

اور انسان کا نفس خواہشات کا مقام ہے، جتنی خواہشات انسان کے جسم میں پیدا ہوتی ہیں وہ نفس سے اٹھتی ہیں۔ یہ خواہشات اچھی بھی ہوسکتی ہیں اور بری بھی ہوسکتی ہیں۔ اچھی خواہش یہ کہ میں حافظ قرآن بن جاؤں، میں عالم دین بن جاؤں، میں دین کا داعی بن جاؤں، میں تہجد گزار بن جاؤں، میں لوگوں کا خدمت گار بن جاؤں۔ یہ سب اچھی خواہشات ہیں اور بری خواہش یہ کہ لوگ مجھے پہچاننے لگ جائیں، مجھے میرا مقام ملنا چاہیے، میں سب سے بہتر ہوں لہٰذا میرا مشورہ قبول ہونا چاہیے، یہ سب باتیں جن کا تعلق میں سے ہے، دنیا سے ہے، یہ سب بری خواہشات ہیں۔

دماغ کی حیثیت:

دماغ کی حیثیت ایسی ہے جیسے کمپیوٹر کے اندر ایک مائیکرو پروسیسر ہوتا ہے اس پروسیسر کو آپ کوئی بھی Question (سوال) دے دیں وہ اسے حل کر کے جواب حاضر کر دے گا۔ اسی طرح آپ دماغ کو کوئی خیال دے دیں، یہ اسی خیال کے تانے بانے بننے شروع کر دے گا۔ اس خیال کو بنیاد بنا کر اسی پر سوچنا شروع کر دے گا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی مرتبہ دماغ میں ایک خیال آتا ہے اور پھر انسان شیخ چلی کی طرح ایک کہانی ہی سوچنا شروع کر دیتا ہے۔ اچھے خیال بھی ہوتے ہیں اور برے بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً گناہوں کے خیال برے خیال ہیں اور نیکی کے خیال، اچھے خیال ہیں۔ مگر دماغ کو جو خیال دے دیں گے وہ اسی کو پروسیس کرنا شروع کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دماغ کو ایسا بنایا کہ اس میں جھٹ جھٹ کر خیال آتے رہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ہٹ ہٹ کر خیال کا آنا یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ اگر یہ نعمت نہ ہوتی اور آپ کو گھر والے کہتے کہ جی سبزی لائیں اور سبزی لینے آپ گھر سے نکلے، راستے میں کوئی بچپن کا کلاس فیلو مل جاتا تو دل چاہتا کہ چلو مل بیٹھ کر چائے پئیں۔ اب چونکہ اس کا مکان قریب ہے، آپ چائے پینے کے لیے وہاں چلے جاتے ہیں مگر اس ساری بات کے دوران آپ کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد خیال آتا ہے کہ میں سبزی لینے آیا ہوں، دیر ہو رہی ہے، اگر یہ سلسلہ نہ ہوتا اور آپ چائے پینے میں دوست کی باتوں میں لگ جاتے اور وہیں شام کر دیتے تو پھر شام کو واپس جا کر آپ کھانا دیکھتے، یا گانا دیکھتے؟ گھر میں طوفان مچا ہوتا، گھر والے کہتے: آپ نکلتے ہیں تو پیچھے تو مر جاتے ہیں آپ کی انتظار میں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ انسان کسی بھی کام میں مصروف ہو تو اس کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ خیال خود بخود آتا رہتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خود کار نظام (Built in system) ہے، یہ اس کی رحمت ہے۔

خیالات کا آنا برا نہیں ہوتا، خیال کا لانا اور دل میں جمانا، یہ برا ہوتا ہے۔ نیک لوگوں کو بھی اچھے خیالات بھی آتے ہیں اور برے خیالات بھی آتے ہیں۔ جیسے ایک چوراہے کے اوپر ٹریفک ہوتی ہے، کبھی کار آ رہی ہے، تو کبھی ٹرک آ رہا ہے، کبھی ٹریلر آ رہا ہے، جیسی بھی گاڑی آ رہی ہے، پولیس والے کا کام ہوتا ہے اُدھر کو اِدھر جانے دے، اِدھر کو اُدھر جانے دے، گاڑی کو رکنے نہ دے۔ اسی طرح مومن کے دل میں کبھی نیکی کا خیال، کبھی برائی کا خیال آتا رہتا ہے مگر اس دماغ کو چوراہا بنائے اور اس کو چلنے دے، آئے اور جائے، رکنے نہ پائے۔ اگر ٹریفک جام ہو جائے تو پولیس کی وردی اتار دیتے ہیں کہ تو نے اپنا فرض پورا نہیں کیا۔ اسی طرح اگر انسان کے دماغ میں گناہ کی ٹریفک جام ہو جائے، اللہ تعالیٰ اپنی ولایت کا لباس اتار لیتے ہیں۔ چنانچہ

گندے خیالات کو دماغ میں جمنے نہیں دینا چاہیے، اول تو آئیں نہیں، آئیں تو جائیں، ٹکنے نہ پائیں۔ اس طرح خیال کے آنے کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں اس کے جمانے پر اس سے لطف اندوز ہونے پر بندے سے مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ یہ انسان اپنی چوائس سے کرتا ہے۔

جیسے دل کے جذبات ویسے خیالات:

عام طور پر دیکھا ہے کہ جیسے دل میں جذبات ہوتے ہیں ویسے بندے کے خیالات ہوتے ہیں۔ اگر دل میں نیکی کا جذبہ ہے تو خیالات نیکی والے ہوں گے اور اگر دل میں کسی غیر کی محبت کا جذبہ ہے تو خیالات اسی طرح کے ہونگے۔ وہ خیالات بندے کی جان ہی نہیں چھوڑتے، دن رات بندے کے دماغ پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ کئی مرتبہ بندہ چاہتا ہے کہ مجھے خیال نہ آئیں، اسے پھر بھی آتے ہیں۔ تو جیسے جذبات ویسے ہی خیالات۔ چونکہ جذبات خیالات کے تابع ہوتے ہیں، مثلاً: ایک آدمی اگر خوش ہوگا تو خیال بھی خوشی کے آئیں گے اور اگر غم زدہ ہوگا تو خیال بھی ویسے ہی آئیں گے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ دل بڑا خوش ہو اور خیالات غم کے آرہے ہوں یا دل غم زدہ ہو اور خیالات خوشیوں کے آرہے ہوں، ایسا نہیں ہوتا، جیسے جذبات ویسے خیالات۔ اس سے معلوم ہوا کہ دماغ انسان کے قلب کے تابع ہے۔

انبیا اور اولیا نے دلوں پر محنت کی:

چنانچہ انبیائے کرام نے دنیا میں آکر لوگوں کے دلوں کو محنت کا میدان بنایا۔ وہ اس بات سے واقف تھے کہ جب دل بدل گئے اور نیکی پر آ گئے تو سوچیں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی، سوچیں خود بخود پاک ہو جائیں گی۔ جب دل کی گندگی دور ہو جائے گی

www.besturdubooks.wordpress.com

تو کفر کی گندگی بھی دور ہو جائے گی۔ جب دل پاک ہو جائے گا تو پھر خیالات بھی پاک ہو جائیں گے۔ چنانچہ انبیائے کرام نے دلوں پر محنت کی۔

اولیائے کرام بھی انسانوں کے دلوں پر محنت کرتے ہیں، دلوں کو سنوارتے ہیں، دلوں کو بناتے ہیں۔ ان کی محنت کا میدان بھی انسان کا دل ہوتا ہے، تاکہ دل سنور جائے اور اللہ رب العزت کی محبت سے بھر جائے۔

قلوب مختلف ہوتے ہیں:

مختلف لوگوں کے دلوں میں مختلف طرح کے دل ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر:

...... بعض اوقات انسان کا دل ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا کو ہی نہیں مانتا، دین کو ہی نہیں مانتا، ایسے بندے کو دہریہ کہتے ہیں۔

...... یا خدا کو مانتا ہے، رسالت کو نہیں مانتا، ایسے بندے کو کافر کہتے ہیں۔

...... یا خدا کو تو مانتا ہے لیکن اور خداؤں کو بھی مانتا ہے، ایسے بندے کو مشرک کہتے ہیں۔

...... یا ظاہر میں لوگوں کے اندر دین کو مانتا ہے اور تنہائیوں میں جا کر دین کے خلاف باتیں کرتا ہے، ایسے بندے کو منافق کہتے ہیں۔

تو لوگوں کے قلب کی مختلف کیفیتیں ہوتی ہیں۔

قلب کی حقیقت:

انسان کے سینے میں بائیں جانب گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ عربی کی زبان میں اس کو مضغہ کہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ اٰدَمَ لَمُضْغَةً))

بنی آدم کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔

((اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ))

وہ بگڑ گیا تو پورے جسم کے اعمال بگڑ جاتے ہیں اور وہ سنور جاتا ہے تو پورے جسم کے اعمال سنور جاتے ہیں۔

((اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ))

جان لو کہ وہ انسان کا دل ہے۔

تو اس مقام کا نام مضغہ اور قلب ہے، یہ قلب بمنزلہ مکان کے ہے ایک اس کے اندر روح ہے جو اس کی مکین ہے اس کو فؤاد کہتے ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِكَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾

(الاسراء:۳۶)

''بے شک کان آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی''

یہاں قلب کا لفظ نہیں آیا فؤاد کا لفظ آیا۔

﴿وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ کَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا﴾(الانعام:۱۱۰)

''اور ہم پھیر دیں گے ان کے دلوں کو جیسے کہ وہ ایمان نہیں لائے''

﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ ۝﴾(ھمزہ:۷)

''وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک جا پہنچتی ہے''

تو یہ اَفْئِدَة اور فُؤَاد کا جو نام لیا گیا یہ اس مکان کے اندر جو مکین ہے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ تاہم کبھی کبھی مکان کا بھی نام لے لیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مثال کے طور پر کسی ملک کا تذکرہ کرنا ہو تو اس ملک کے دارالخلافہ کا نام لے لیا کہ فلاں اپنا رویہ ٹھیک کر لے۔ حالانکہ وہ تو شہر کا نام ہے مگر مقصود ہوتا ہے کہ اس شہر میں رہنے والے ارباب اقتدار اپنا رویہ ٹھیک کر لیں۔ تو اسی طرح قلب کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے، حالانکہ اصل مقصود اس قلب کے اندر اس کا وہ فؤاد (فہم) ہوتا ہے۔

قلب کی تین قسمیں:

بنیادی طور پر قلوب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) قلب میت

(۲) قلب مریض

(۳) قلب سلیم

قلب کی پہلی قسم

قلب میت (مردہ دل)

کفار کے سینوں میں جو دل ہوتا ہے اس کو قلب میت کہتے ہیں، یعنی مرا ہوا دل۔ دل کا لوتھڑا تو زندہ ہوتا ہے لیکن اس لوتھڑے کے اندر جو فہم ہوتی ہے، جو قوت ادراک ہوتی ہے، وہ نہیں ہوتی۔ فہم و فراست کا فرق ہوتا ہے، وہی قلب زندہ ہوتا ہے اور وہی مردہ ہوتا ہے۔ وہی قلب بینا ہوتا ہے اور وہی قلب نابینا ہوتا ہے۔ اس کے اندر اگر فراست آ گئی تو وہ بینا ہو گیا، فراست چھن گئی تو نابینا ہو گیا۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ﴾

"کاش ان کے دل ہوتے انہیں عقل سکھاتے یا ان کے کان ہوتے جن سے یہ ہدایت کی بات سنتے۔"

﴿ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ﴾

"بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، یہ تو سینوں کے اندر دل اندھے ہوتے ہیں۔"

تو انسان کے سینے میں کئی مرتبہ دل اندھا ہوتا ہے۔ خواہشات کی پٹی بندھ جاتی ہے۔ جیسے بندے کی آنکھوں پر پٹی باندھ دو تو وہ اندھا ہو جاتا ہے، اسی طرح خواہشات کی پٹی آنکھوں پر آجاتی ہے تو بندے کا دل اس وقت صحیح کام نہیں کرتا۔ تو وہ خواہشات کے پیچھے بھاگتا ہے۔ تو کافر کا دل، مردہ دل ہوتا ہے۔

تو ایسا دل حقیقت میں تو سل ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۚ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ﴾ (البقرۃ: ۷۴)

"پھر اس کے بعد تمہارے قلوب سخت ہو گئے، یہ پتھر کی مانند ہو گئے یا پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے، بیشک پتھروں سے تو نہریں نکلتی ہیں اور بے شک پتھر پھٹتے ہیں اور ان میں سے پانی نکل آتا ہے اور بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتے ہیں"

اے انسان! جب تیرا دل سخت ہوتا ہے، یہ خوف خدا سے نہیں کانپتا، پھر یہ پتھروں سے بھی پرے پار ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مردہ دل کی پہچان:

مردہ دل کی کیا پہچان کہ ایسے دل کو اللہ تعالیٰ کی جانب کوئی کھنچاؤ محسوس نہیں ہوتا، اس کے دل میں آخرت کی طرف رجحان ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بس وہ دنیا کے جھمیلوں میں لگا ہوتا ہے، اس کے پیچھے کوشش، اسی دنیا کی زندگی میں انجوائے کرنے میں مگن۔

﴿ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾ (البقرۃ: ۳۰)

''ان کے علم کی رسائی بس یہیں تک ہے''

اتنی ہی ان کی دوڑ ہوتی ہے۔ لذات کے پجاری، شہوات کے پجاری بنے ہوتے ہیں، اس بندے کے قلب کو قلب میت کہتے ہیں۔ خواہش پوری ہوگئی تو یہ خوش ہوگیا، خواہش پوری نہ ہوئی تو یہ غم زدہ ہوگیا۔ خواہش کے پورے ہونے کو یہ کامیابی سمجھتا ہے اور خواہش کے پورے نہ ہونے کو یہ ناکامی سمجھتا ہے۔ ایسا دل رکھنے والے بندے کی زندگی جہالت میں گزر رہی ہوتی ہے۔ اگرچہ ظاہر میں دنیا کا بڑا عالم ہو، بہت سمجھدار ہو مگر وہ جاہل ہوتا ہے۔ جیسے ایک آدمی بڑا سمجھدار ہو، غصے میں آکر باپ کو خالی گالی دے دے تو اس کو ہر بندہ کہے گا کہ بڑا جاہل ہے۔ حالانکہ اس نے ایم اے کیا ہوا ہے۔

تو یہ قلب میت ہے، اس کا امام اس کی شہوت ہوتی ہے۔ اس امام کے پیچھے یہ چل رہا ہوتا ہے، زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔ ادھر خواہش پوری ہوتی نظر آئی ادھر لپک پڑا، اُدھر خواہش پوری ہوتی نظر آئی ادھر لپک پڑا۔ نہ اس کے ہاں عزت کا کوئی مقام نہ ایمان کا کوئی مقام نہ غیرت کا کوئی مقام۔ مثالیں آپ نے سنی ہوں گی: کفار کے ملک میں وحشی ڈانس کی محفلیں ہوتی ہیں تو وہ موٹا موٹا لکھ کے لگاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم میوزک پسند کرتے ہیں۔ We like music

ہم شراکت پسند کرتے ہیں۔ We like Sharing

ہم آزادی پسند کرتے ہیں۔ We like freedom

شراکت (Sharing) کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ کہ مل کر ناچو، جو عورت جس مرد کے ساتھ مرضی ناچے، بیویوں کو شیئر کرتے ہیں، اتنی آزادی پسند ہے انہیں۔ یہ کیا ہے یہ مردہ دل ہے، بس یہ دنیا کی زندگی میں لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں، انجوائے کرنا چاہتے ہیں۔

قلب میت کی تین علامات

ایسے قلب کی تین علامتیں ہیں:

(1) گناہ کرنے میں جھجک (شرم) نہ ہونا:

پہلی علامت کہ جس کا دل مردہ ہوا سے گناہ کرنے سے جھجک (شرم) محسوس نہیں ہوتی۔ مومن گناہ بھی کرے گا تو اس کے دل میں جھجک ہوگی، ندامت ہوگی۔ لیکن اگر کافر کوئی گناہ کرے گا تو بڑے اعتماد (Confedence) کے ساتھ کرے گا، اس کو کوئی عار نہیں ہوگی۔ تو یہ پہلی علامت دل مردہ ہونے کی کہ اس بندے کے اندر سے گناہ کی شرم ختم کر دی جاتی ہے۔ مسلمان نوجوان غیر محرم سے بات کرنا بھی چاہے گا تو طبیعت میں جھجک ہوگی، مردہ دل والے میں یہ حیا نہیں ہوتی۔ اس کے لیے غیر محرم سے بات چیت کرنا، نظر چلانا آسان، غیبت کرنا آسان، جھوٹ بولنا آسان، دوسروں کے ساتھ دغا بازی کرنا آسان۔ بڑے آرام سے دوسرے کا مال منگوا لیا اور جب کنسائنمنٹ پہنچ گیا تو نامنظور (Reject) کر دیا۔ اس وقت بھیجنے والا جانتا

سے کہ اس پر کیا گزرتی ہے جب کہ اس کو پرواہ ہی نہیں ہوتی، تو یہ مردہ دل کہلاتا ہے۔

{۲} نیکی بوجھ لگتی ہے:

دوسری علامت یہ ہے کہ نیک کام کرنا ایسے بندے کو مصیبت نظر آتا ہے۔ آپ اس کو ادھر ادھر کی جس محفل میں چاہیں لے جائیں، ذرا نام تو لیں کہ نیک بندے سے ملنا ہے یا نیک محفل میں جانا ہے، اس کے اوپر مصیبت ٹوٹ پڑے گی، اس کو وحشت ہوگی، اس کا دل ہی نہیں چاہے گا جانے کو۔ یہ وحشت کا ہونا دل کے مردہ ہونے کی علامت ہے۔

{۳} نصیحت کا برا لگنا:

اور تیسری علامت یہ کہ اس کو نصیحت کی بات بری لگتی ہے۔ آپ اس کو نصیحت کر کے دیکھیں وہ برا منائے گا۔ کہے گا: آپ کون ہوتے ہیں مجھے نصیحت کرنے والے؟ آپ نے یہ بات کی ہی کیوں ہے؟ آپ کو یہ بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟

میں اسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

جو اسے سمجھاتا ہے، یہ اُسے دشمن سمجھتا ہے۔ ماں باپ سمجھائیں تو وہ بھی دشمن نظر آتے ہیں۔ یہ دل مردہ ہوتا ہے، قلب میت ہوتا ہے۔ اسی کو علامہ اقبال نے کہا:

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

مرضِ کہن کہتے ہیں پرانی مرض کو اور چارہ کہتے ہیں دوا کو، یعنی امتوں کے پرانے مرض کا یہی علاج ہے کہ اب تم اپنے مردہ دل کو زندہ کر لو۔

دل گلستان تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

دل سویا ہوا یا مویا ہوا:

ایک شخص حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، کہنے لگا کہ حضرت! پتہ نہیں ہمیں کیا ہو گیا کہ ہمارے دل سیاہ ہو گئے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ بھئی کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ حضرت آپ درس قرآن دیتے ہیں اور ہمارے دل پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا، لگتا ہے کہ ہمارے دل سیاہ ہو گئے ہیں، سخت ہو گئے ہیں۔ حضرت نے یہ سنا تو فرمایا کہ بھئی! یوں نہ کہو کہ دل سیاہ ہو گیا بلکہ یوں کہو کہ ہمارے دل مر گئے۔ یہ نہ کہو کہ ہمارے دل سو گئے بلکہ یہ کہو کہ ہمارے دل مو گئے، مر گئے۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ حضرت! مر کیسے گئے؟ تو حضرت نے آگے سے عجیب جواب دیا، فرمایا کہ دیکھو! جو سویا ہوا ہوتا ہے اسے جھنجھوڑا جائے تو وہ جاگ اٹھتا ہے، جو جھنجھوڑنے سے بھی نہ جاگے وہ سویا ہوا نہیں وہ مویا ہوا ہے۔ اس لیے کہ اللہ کا قرآن سنائیں اور جھنجھوڑیں پھر دل نہ جاگے تو یہ دل سویا ہوا نہیں یہ دل مویا ہوا ہے۔ ایسے ہی مردہ دل والے لوگ، یہ بھی چلتی پھرتی انسانیت کی قبریں ہوتی ہیں۔ ان کی لاش ایک گھر ہے، قبر ہے، جس کے اندر مردہ پڑا ہوا ہے۔

مجالسِ علما کی اہمیت:

اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِمُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ وَ سِمَاعِ كَلَامِ الْحُكَمَاءِ))

”تمہارے لیے علما کی مجالس کو اختیار کرنا اور داناؤں (اہل اللہ) کی باتوں کو سننا لازم ہے“

((وَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحْيِي الْقَلْبَ الْمَيِّتَ كَمَا يُحْيِي الْاَرْضَ الْمَيْتَةَ مِنْ مَّاءِ الْمَطَرِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

”بیشک اللہ تعالیٰ مردہ دل کو (ان بزرگوں کی باتوں سے) اس طرح زندہ کرتے ہیں جیسے کہ بارش کے برسنے سے اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کر دیا کرتے ہیں“

جس طرح بنجر زمین پر بارش برسے تو کھیتی اگ آتی ہے، اس بنجر دل کے اندر جب نصیحت کی بات پڑتی ہے تو اس کے اندر سے بھی خیر کے جذبے ابھر آتے ہیں۔

دوسری قسم

قلب مریض

ایک دل اس سے کچھ نسبتاً بہتر ہوتا ہے اس کو قلب المریض کہتے ہیں۔ بیمار دل۔ زندہ ہے مگر بیمار ہوتا ہے۔ یہ کس کا دل ہوتا ہے؟ یہ مومن گناہگار کا دل ہوتا ہے۔ مومن گناہگار کا دل بیمار دل ہوتا ہے، وہ مریض دل ہوتا ہے۔ ہوتا زندہ ہے مگر مریض ہوتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں فرمایا: اے نبی ﷺ کی بیویو! ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾ اگر کسی نامحرم سے بات کرنی پڑے تو تم ذرا مناسب انداز سے گفتگو کرو آواز کے اندر نرمی نہ ہو، لوچ نہ ہو۔ کیوں؟ ایسا نہ ہو کہ

﴿فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ (الاحزاب:۳۲)

”طمع کرے وہ بندہ جس کے دل میں مرض ہے“

طمع کرنے کا کیا مطلب؟ یہ کہ اس کے دل میں تمہاری طرف خواہش اور میلان پیدا ہو جائے گا۔ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ کتنی نرم بات کی، کتنے اچھے انداز سے بات کی، وہ تم سے ملنے کی راہیں ڈھونڈنا شروع کر دے گا۔ تو یہ کون شخص ہوگا؟ ﴿فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ جس کے دل کے اندر بیماری ہے۔ تو جب دل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں شہوات غالب ہوتی ہیں تو وہ دل بیمار ہوتا ہے۔

اسی طرح فاسق کا دل، منافق کا دل وہ بھی مریض ہوتا ہے۔ منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ (البقرۃ:۱۰)

''ان کے دلوں میں بیماری ہے، اللہ ان کی بیماری کو اور بڑھاتا ہے''

دل کے روگی:

کئی مرتبہ بندہ ہوتا تو مومن ہے مگر روگ پال لیتا ہے۔ روگ پالنا کسے کہتے ہیں؟ کسی صورت کو اندر بٹھا لینا، لوگ اس کو عشق کا نام دیتے ہیں حالانکہ یہ پکا فسق ہوتا ہے۔ نفسانی محبتیں، شیطانی محبتیں، تمام کی تمام روگ پالنے والی باتیں ہیں۔ اب جتنے نوجوانوں نے بھی روگ پالا ہوتا ہے وہ دل کے مریض ہوتے ہیں، ان کے دل کا علاج ضروری ہے۔ یہ بے چارے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے ہیں، ادھر نظر پڑی تو یہ بھی مل جائے، اُدھر نظر پڑی تو وہ بھی مل جائے:

اس دل کے ٹکڑے ہزار ہوئے کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا

ایک سے چیٹنگ ختم کی بالکل وہی لیٹر اب دوسری کو ای میل کر دیا۔ ایک لیٹر لکھا اس کی پانچ کاپیاں اور پانچ ای میل ایڈریس پہ جا رہی ہیں۔ اس کو بھی کہا تیرے بغیر گزارا نہیں، اس کو بھی کہا تیرے بغیر گزارا نہیں اور آخری کو کہا کہ تیرے بغیر تو مر ہی جاؤں گا اور کوئی بھی نہ ملے تو مرتا پھر بھی نہیں۔

تو ایسے دل کو قلب مریض کہا جاتا ہے۔ افسوس کہ آج کا انسان اپنے گھر کو چمکا کر رکھتا ہے، گھر کے بیت الخلا کو چمکا کر رکھتا ہے، جوتے کی نوک کو چمکا کر رکھتا ہے، اس کو اپنے دل کو چمکانے کی فکر کوئی نہیں۔

قلب مریض کی علامات:

تو ایسے دل کی پہچان یہ کہ اس میں ایمان بھی ہوتا ہے لیکن اس میں حرص بھی ہے، حسد بھی ہے، تکبر بھی ہے، عجب بھی ہے، بخل بھی ہے، یہ ساری کی ساری باطنی بیماریاں بھی اس میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک لمحے اس پر رحمٰن کی محبت غالب آئے گی اور دوسرے لمحے اس پر شیطان کی خواہش غالب آئے گی۔ کبھی کبھی تو اولیا والی کیفیت ہو گی، بیٹھے رو رہے ہیں، مانگ رہے ہیں، اللہ کے بڑے قریب ہیں۔ اور کبھی فرض نمازیں بھی چھوٹ جاتی ہیں۔ مسجد میں ہیں تو بڑی اعلیٰ کیفیت ہے۔ سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ زبان سے نکل رہا ہے۔ ذرا مسجد سے باہر قدم رکھا تو بس سڑکوں پر گزرنے والی شکلوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ مسجد کی کیفیت ختم، یہ نئی کیفیت شروع، یہ قلب مریض کی علامت ہے۔ مرض فوراً ابھر آتی ہے۔ اس بندے کی مثال دیا سلائی کی طرح ہوتی ہے، جیسے دیا سلائی کے اندر آگ ہر وقت چھپی ہوتی ہے، رگڑ لگی آگ ابھر آئی۔ اسی طرح اس بیمار کو شیطان خیال کی رگڑ لگاتا ہے اور شہوت ابھر آتی ہے۔ تو یہ دل کے مریض ہونے کی علامت ہے۔

قلب مریض کا علاج:

جس طرح بیمار آدمی اپنی جسمانی بیماریوں کا علاج کروائے تو صحت پا لیتا ہے، اسی طرح اگر ایسا انسان روحانی بیماریوں کا علاج کروائے تو یہ قلب بھی صحت پا لیتا ہے۔

◉ جو جسمانی بیماریوں کے سپیشلسٹ ہوتے ہیں ان کو ڈاکٹر کہتے ہیں اور جو روحانی بیماریوں کے سپیشلسٹ ہوتے ہیں ان کو شیخ کہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⦿ جسمانی بیماری کے لیے جہاں مریض جا کر رہتے ہیں اس کو ہسپتال کہتے ہیں۔ روحانی بیماریوں کے علاج کے لیے جہاں جا کر رہتے ہیں اس کو خانقاہ کہتے ہیں۔

⦿ جسمانی بیماریوں کا علاج بسا اوقات شعاعوں کے ذریعے سے کیا جاتا ہے۔ جیسے کینسر کا علاج شعاعوں سے کرتے ہیں۔ پتھری اگر ہے تو شعاعوں سے توڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کا علاج نگاہوں سے کیا جاتا ہے۔

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

⦿ جیسے جسمانی بیماریوں سے صحت یاب ہو کر انسان قوی ہو جاتا ہے اسی طرح روحانی بیماریوں سے صحت یاب ہو کر انسان اللہ کا ولی ہو جاتا ہے۔

⦿ جسمانی بیماریوں کے علاج میں سستی کی تو زیادہ سے زیادہ انسان موت کے منہ میں چلا جائے گا، روحانی بیماریوں کے علاج میں سستی کی تو انسان جہنم کے منہ میں چلا جائے گا۔

تیسری قسم

قلب سلیم

قلب کی ایک سب سے بہتر قسم ہے اس کو قلب سلیم کہتے ہیں۔ سلامتی والا دل، زندہ دل، نور سے بھرا ہوا دل، ایمان سے بھرا ہوا دل، محبت الٰہی سے بھرا ہوا دل۔ قلب سلیم کا کیا مطلب کہ ماسوا کی محبت سے وہ بچا ہوا ہو، محفوظ ہو۔ ماسوا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ ماسوا ہے۔ تو ماسوا کی محبت سے جو دل محفوظ ہو ایسے دل کو قلب سلیم کہتے ہیں۔ جو شیطان کے حملوں سے، نفسانی خواہشات سے،

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کے ارادوں سے سلامتی میں ہو، اس کو قلب سلیم کہتے ہیں۔

اب جس بندے کا نام سلیم ہو وہ تو بڑا خوش ہو رہا ہوگا کہ سب سے اچھا دل تو میرا ہے۔ بھئی! قلب سلیم کی بات ہو رہی ہے تو یہ کسی بندے سلیم کا دل نہیں ہے، بلکہ وہ دل جو گناہوں کے اثرات سے سلامتی میں ہو۔ اس کو قلب سلیم کہتے ہیں۔ اور یہی چیز اللہ تعالیٰ بندے سے مانگتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴾ (الشعراء:۸۸)

"قیامت کے دن نہ مال کام آئے گا، نہ بیٹے کام آئیں گے، جو انسان قلب سلیم لایا، وہ دل اسے کام آئے گا"

تو ہر مومن کے دل کی تمنا یہ ہونی چاہیے، اے اللہ! ہمارے قلب کو قلب سلیم بنا دے۔ قلب سلیم جو غیر کی بندگی سے سلامتی میں ہو یہ جس دل کے اندر محبت ہو، انابت الی اللہ، خشوع الی اللہ، اخلاص عمل ہو تو اس قلب کو قلب سلیم کہتے ہیں۔

قلب سلیم کی علامات

اس قلب کی کچھ نشانیاں ہیں۔

(۱) اللہ کے لیے محبت ہونا:

حدیث پاک میں ہے فرمایا گیا:

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ))

کہ جو محبت کرے تو اللہ کے لیے کرے۔

اللہ کے لیے محبت کے واقعات تو کئی سنیں ہوں گے۔ نبی ﷺ نے صحابہ کے

درمیان مواخات بھائی چارہ کروایا، تو مہاجرین کو انصار میں کسی ایک کا بھائی بنا دیا، اللہ کے لیے یہ ایسی محبت ہوئی کہ لوگوں نے اپنا آدھا کاروبار ہجرت کر کے آنے والے بھائی کو دے دیا۔ اس میں ایسی بھی مثال ہے کہ کسی کی دو بیویاں تھیں، ان میں سے ایک کو طلاق دے کر آزاد کر دیا اور بھائی سے اس کا نکاح کر دیا۔ ایک دوسرے کی وفات کے بعد چالیس چالیس سال تک اس کی بیوہ اور یتیموں کی انہوں نے پرورش کی، بغیر کسی دنیا کی غرض کے۔ یہ اللہ کی محبت کی انمول مثالیں ہیں۔

اسی لیے اللہ کے لیے محبت اتنا اچھا عمل ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن سات بندے عرش کے سائے میں ہوں گے، ان سات میں سے دو بندے وہ ہوں گے۔

((هُمْ مُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ))

جو اللہ کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہوں گے۔

مثال کے طور پر یہ جو دینی محبتیں ہوتی ہیں نا سلسلے کے لوگ ہوں، ذکر کے لوگ ہوں، یا تبلیغی جماعت والے لوگ ہوں، علم والے لوگ ہوں، دین کے کسی شعبے میں کام کرنے والے ہوں، ان میں آپس میں محبتیں ہوتی ہیں۔ یہ محبتیں دین کی بنیاد پر ہوتی ہیں اللہ کی نسبت سے ہوتی ہیں اس لیے یہ تمام محبتیں رکھنے والے لوگ قیامت کے دن عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے۔

۲ اللہ کے لیے دشمنی ہونا:

دوسرا فرمایا:

((وَ اَبْغَضَ لِلّٰهِ))

”اور بغض رکھے تو بھی اللہ کے لیے بغض رکھے“

www.besturdubooks.wordpress.com

اس سے کیا مراد؟ مثال کے طور پر: ایک مومن کے دل میں کفر یا کافری سے بغض ہونا چاہیے۔ ہمیں کفار کے طور طریقے اچھے نہیں لگتے، ہمیں نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں سے عمل کرنا اچھا لگتا ہے۔ اب ان طریقوں کی ناپسندیدگی یہ بغض فی اللہ کی مد میں شامل ہے۔ ہماری ان سے کوئی ذاتی لڑائی تو نہیں، کوئی جائیداد تو تقسیم نہیں کرانی، ہم کیوں ان طریقوں کو ناپسند کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ناپسند کرتے ہیں، اسے بغض فی اللہ کہتے ہیں۔ جیسے الحب فی اللہ ضروری ہے، البغض فی اللہ بھی ضروری ہے۔

مثال:

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھ لیا، نبی ﷺ کے حرم میں آگئیں اور ہجرت کر کے مدینہ شریف آگئیں۔ کافی عرصہ گزر گیا، ایک مرتبہ ابو سفیان کو مدینہ طیبہ آنے کا موقعہ ملا تو اس کا دل بیٹی کو ملنے کو چاہ رہا تھا، مدت ہوگئی تھی بیٹی سے بچھڑے ہوئے۔ تو وہ پوچھتا پاچھتا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں آگیا۔ باپ تھا، یہ جب اچانک گھر میں آگیا تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے والد کو دیکھ کر حیران ہو گئیں، یہ چونکہ سفر سے آئے ہوئے تھے، تھکے ہوئے تھے، ایک چارپائی پر بستر بچھا ہوا تھا، یہ وہاں بیٹھنے لگے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ذرا آگے بڑھیں اور انہوں نے جلدی سے بستر اس چارپائی سے لپیٹ لیا اور والد کو کہا کہ آپ چارپائی پر بیٹھ جائیں۔ اب یہ بھی سردار تھا، سمجھدار تھا، کہنے لگا: بیٹی! باپ کے آنے پر بستر بچھاتے ہیں، بستر اٹھاتے تو نہیں ہیں، تو نے بستر کیوں اٹھایا؟ میں بستر کے قابل نہیں تھا یا بستر میرے قابل نہیں تھا؟ تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے صاف کہہ دیا کہ یہ اللہ رب العزت کے سچے محبوب ﷺ کا بستر ہے اور اللہ کے قرآن نے کہا: مشرک نجس ہوتے ہیں۔ ایک نجس بندہ پاک

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی ﷺ کے بستر پر بیٹھ نہیں سکتا۔ تو باپ بیٹی کا تعلق ایک الگ چیز ہے لیکن اللہ کے تعلق کو پہلے دیکھا۔ اس کو کہا جائے گا البغض فی اللہ۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے تھے جو غزوہ بدر میں مسلمان نہیں ہوئے تھے بعد میں مسلمان ہوئے تھے۔ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپس میں گفتگو ہونے لگی تو بیٹے نے کہا کہ ابو! بدر والے دن آپ دو دفعہ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے آپ کو ابو سمجھ کر چھوڑ دیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: بیٹا! اللہ کی قسم اگر تو اس دن میری تلوار کی زد میں آتا تو میں تجھے اپنا بیٹا سمجھ کے کبھی معاف نہ کرتا۔ اس کو کہتے ہیں وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ۔

③ اللہ کے لیے دینا:

((وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ))

اگر کسی کو کچھ دے تو اللہ کے لیے دے۔

نام و نمود کے لیے نہ دے کہ لوگوں میں میرے چرچے ہوں، لوگوں میں میری تعریفیں ہوں۔ نہیں، فقط اللہ کی رضا کے لیے دے۔

مثال:

ابو عمر نجیر ایک بزرگ گزرے ہیں، ان کو وقت کے حاکم نے کہا کہ جی میں نے ایک فلانی کام کرنا ہے اور خزانے میں فنڈ نہیں ہے آپ اس کے لیے کچھ ڈونیشن (عطیہ) دیں۔ انہوں نے اس زمانے میں دو لاکھ دینار اس کام کے لیے دے دیے۔ دینار سونے کا بنا ہوا سکہ ہوا کرتا تھا، تو دو لاکھ سکے سونے کے بنے ہوئے تھے، بہت بڑی رقم تھی۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس حاکم نے اگلے دن کچھ لوگوں کو بلایا اور وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہتا تھا کہ جو بقایا رقم ہے وہ دوسرے لوگ ڈال دیں تاکہ میں کام کر سکوں۔ مگر بات کرتے ہوئے اس نے یہ بات کھول دی کہ دیکھو کہ ابو عمر نجیر نے تو مجھے دو لاکھ دینار دیے ہیں۔ اب جب سب لوگوں کے سامنے تذکرہ ہوا تو تو ہر بندے نے حیرانی کی نظر سے ابو عمر نجیر کو دیکھا کہ اتنا بڑا مال اس نے صدقہ کر دیا۔ جب سب نے اس کو رشک کی نظر سے دیکھا تو ابو عمر نجیر کھڑے ہو گئے اور امیر کو کہنے لگے کہ جی آپ کو میں نے رقم تو دی مگر میں نے اپنی والدہ سے مشورہ نہیں کیا، لہٰذا وہ رقم آپ مجھے واپس کر دیں۔ انہوں نے رقم واپس مانگ لی، امیر نے واپس دے دی۔ اب جب واپس دی تو لوگوں نے اب ان کو غصے کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا کہ یہ کیسا بندہ ہے؟ حتی کہ اسی پر محفل کا اختتام ہو گیا اور لوگ دل میں غصہ بھرے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

جب رات کافی گزر گئی، لوگ چلے گئے، یہ اکیلے رہ گئے تو یہ آئے اور انہوں نے وقت کے حاکم کو وہ دو لاکھ دینار دوبارہ دے دیے اور کہا کہ اللہ کے بندے تو لوگوں کے سامنے تذکرہ کر کے مجھے ہلاک کرنا چاہتا تھا، میں نے اس حیلے سے اپنے آپ کو ہلاک ہونے سے بچا لیا، اللہ کی رضا کے لیے پھر دوبارہ دیتا ہوں۔ اب کسی کے سامنے نام نہ لینا، یہ ہوتا ہے و اعطیٰ للّٰہ کہ اگر دے تو اللہ کے لیے دے۔

⟨۴⟩ اللہ کے لیے منع کرنا:

«وَمَنَعَ لِلّٰهِ»

اور اگر منع کرے تو اللہ کے لیے منع کرے۔

مثال:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی فاطمہ تھی، بادشاہ کی بیٹی، بادشاہ کی بہن، اور

www.besturdubooks.wordpress.com

بادشاہ کی بیوی۔ اس عورت نے اپنی زندگی میں تین محرم مردوں کو تاج کی حالت میں دیکھا، تو وہ کتنی ناز و نعمت کی پلی عورت ہوگی؟ اس کے والد نے اس کو شادی کے موقع پر خزانے سے بہت قیمتی ہیرے اور موتی دیئے تھے۔ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنے اور انہوں نے فاطمہ کو بلایا اور کہا: اب تک دوسرا بندہ اس کا ذمہ دار تھا، اب میں بن گیا ہوں، میری نظر میں یہ مال بیت المال کا مال ہے، اگر تو اس کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے تو پھر مجھ سے جدا ہونا پڑے گا، میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو اس مال کو جدا کردے! میں اسے اپنے گھر میں نہیں دیکھ سکتا۔ بیوی نے کہا کہ یہ مال کیا میں اس سے کئی گنا زیادہ مال آپ کے قدموں پر ڈال دیتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے وہ مال لے لیا اور واپس بیت المال میں لوٹا دیا۔

بیت المال سے وہ بہت تھوڑا وظیفہ لیتے تھے، بالکل معمولی۔ ایک مرتبہ انہوں نے بیٹی کو بلایا تو بیٹی نے آنے میں دیر کردی۔ تو دوسری مرتبہ ذرا غصے سے کہا کہ آتی کیوں نہیں؟ تو اس کی جگہ بیوی آئی۔ کہنے لگی کہ آپ غصے نہ ہوں، اس بیٹی کا لباس کہیں سے پھٹ گیا ہے اور اس کے پاس دوسرا لباس ہی نہیں، وہ کمرے میں بند ہو کر اس لباس کو اتار کے سی رہی ہے۔ جب تک وہ سی کے پہن نہ لے وہ کہاں آپ کے پاس آسکتی ہے۔ وقت کے حاکم ہیں، خلیفہ ہیں اور ان کی بیٹی کے پاس پہننے کے لیے دوسرا لباس ہی نہیں۔ ان کے رشتہ داران کو کہتے تھے کہ ہمیں بیت المال سے یہ دے دو، یہ دے دو، لیکن نہیں دیتے تھے۔ اب یہ جو انہوں نے اپنے رشتہ داروں سے مال کو روکا منع کیا تو کس کے لیے کیا؟ اللہ کے لیے منع کیا۔

ایک مرتبہ ان کی بیوی کی بچپن کی سہیلی تھی، اس نے سنا کہ فاطمہ کا خاوند تو خلیفہ بن گیا ہے۔ کہنے لگی کہ چلتی ہوں اور جا کر فاطمہ سے کہتی ہوں کہ خاوند سے سفارش

www.besturdubooks.wordpress.com

کر کے مجھے بھی کچھ دلوائے۔ وہ آئی اور فاطمہ کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے کیا دیکھا کہ گھر میں کچھ تعمیر ہو رہی تھی اور ایک مزدور جو اپنے سر پر گارا رکھ کر لے جا رہا تھا، وہ آتے جاتے فاطمہ کو بڑی نرم نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ عورت پھر عورت ہوتی ہے، وہ بڑھیا پہچان گئی کہ اس نوجوان مزدور کی آتے جاتے نظر فاطمہ پہ پڑتی ہے اور وہ تھی بھی بہت خوبصورت۔ اس نے فاطمہ سے کہا کہ میری خلیفہ سے ملاقات کروا دو، اس نے کہا کہ وہ کام میں مشغول ہیں فارغ ہوں گے تو ملاقات ہو گی۔ اس نے کہا: اچھا مجھے جلدی جانا ہے میں واپس جاتی ہوں لیکن خلیفہ آئیں تو ان کو کہنا کہ یہ جو مزدور ہے اس کی چھٹی کروا دیں، مجھے اس کی نیت میں فرق نظر آتا ہے۔ تو جب اس نے یہ کہا تو فاطمہ مسکرائی اور کہنے لگی کہ یہ مزدور نہیں یہی تو میرے میاں خلیفۂ وقت عمر بن عبد العزیز ہیں۔ اب یہ خلیفۂ وقت ہیں اور مزدوری کر رہے ہیں۔ انہوں نے جو اپنے آپ کو دنیا کی نعمتوں سے روکا تو کس لیے روکا؟ اللہ کے لیے۔ اس کو کہتے ہیں وَ مَنَعَ لِلّٰہِ۔

ان کی کوئی ایک رشتہ میں اماں وادی تھی، بوڑھی تھی۔ کئی بڑھیا عورتوں پر تو بڑھاپے میں اللہ کی رحمت ہو جاتی ہے اور کئی ماشاء اللہ تیز ہو جاتی ہیں۔ اب وہ بڑھیا آ گئی اور اس نے حضرت کو مجبور کرنا شروع کر دیا کہ تم مجھے بیت المال سے اتنا اتنا دے دو۔ انہوں نے بڑا سمجھایا کہ یہ جائز نہیں، درست نہیں، مگر وہ کہاں مانے۔ کبھی تو بوڑھوں کو بات سمجھ نہیں آتی اور کبھی وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتے، تو وہ بھی ایسی ہی تھی کہ سمجھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ ع

مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

اور جب انہوں نے اس کو بہت سمجھایا مگر وہ نہ سمجھی تو عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے خادم سے کہا کہ جاؤ اور گھر سے کچا گوشت لاؤ! وہ کچا گوشت لایا تو انہوں نے قریب آگ جل رہی تھی اس پر گوشت کو جو رکھا تو اس کے جلنے کی بو آئی۔ جب بو زیادہ آئی تو بڑھیا نے کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ اتنی بو مچا رہے ہو؟ کہنے لگے کہ اماں! میں آپ کو دکھا رہا ہوں کہ اگر میں بیت المال کے پیسے میں ناجائز تصرف کروں گا تو جس طرح تم اس گوشت کو آگ میں جلتا دیکھ رہی ہو، ایک وقت آئے گا کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے گوشت کو جہنم کی آگ میں جلتا ہوا دیکھو گی۔ بڑھیا سمجھ گئی کہ یہ پکا بندہ ہے، وہ وہاں سے چلی گئی، اس کو کہتے ہیں وَ مَنَعَ لِلّٰہِ اللہ کے لیے منع کرنا۔

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ))

جو محبت کرے تو فقط اللہ کے لیے، غصہ کرے تو اللہ کیلئے، دے تو اللہ کے لیے اور منع کرے تو اللہ کے لیے۔ ان اوصاف کے آ جانے سے اس کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔

تو یہ زندہ دل کی قلب سلیم کی نشانیاں ہوتی ہیں۔

قلب عبداللہ عرش اللہ:

دل انسان کے جسم کا سب سے اہم عضو ہے، یہ پورے جسم کا صدر مقام ہے۔ اس کو حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر کہا۔ قلب عبداللہ اس کو عرش اللہ کہا ہے فرمایا:

لَا يَسَعُنِيْ اَرْضِيْ وَلَا سَمَآئِيْ

نہ میں زمینوں میں سماتا ہوں نہ آسمانوں میں سماتا ہوں،

میں مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا کہ بس تیری پہچان یہی ہے

ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے
اک میرا دل ہی ہے کہ جہاں تو سما سکے

تو جب اس مومن کا دل منور ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا گھر بن جاتا ہے۔

اللہ کو صاف دل پسند ہے:

بھئی! ہر بندہ چاہتا ہے کہ گھر صاف ہو۔ عورت کا معمولی خاوند بھی ہو تو وہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ میرے گھر کا آنگن صاف رہنا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ میرا گھر صاف رہنا چاہیے۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دلوں کو اللہ کے لیے صاف کر لیں۔

اگر ایک مکان کسی کو کرائے پر دیا ہو یا ادھار دیا ہو تو مالک مکان کیسے خوش ہوتا ہے؟ مکان کو گندہ رکھنے پر یا مکان کو صاف رکھنے پر۔ جتنا مکان کو وہ صاف رکھے گا مالک مکان اتنا زیادہ خوش ہوگا۔ اسی طرح یہ دل بھی اللہ کی مِلک ہے، ہمارے پاس ادھار کا مال ہے، ہم اسے جتنا صاف کر لیں گے، اللہ رب العزت اتنا زیادہ ہم سے خوش ہوں گے۔ لوگ مہمانوں کے آنے پر گھروں کو صاف کرتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں مہمان آئیں تو ہمیں بھی دل کے گھر کو صاف رکھنا پڑے گا۔

یہاں اگر کوئی یہ اشکال پیش کرے کہ جی اللہ تعالیٰ اگر صاف دل کو پسند کرتے ہیں تو خود ہی صاف کر دیں، تو علما نے اس کا جواب دیا کہ اللہ رب العزت کی حیثیت

www.besturdubooks.wordpress.com

مہمان کی ہے اور بندے کی حیثیت میزبان کی ہے۔ گھر کی صفائی مہمان کے ذمے نہیں ہوتی میزبان کے ذمے ہوتی ہے۔ تو ہمیشہ ہم اس دل کو صاف رکھیں۔

دل اللہ کے لیے وقف ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبہ: ۱۱۱)

''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے مالوں کو اور ان کی جانوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے''

تو جنت کے بدلے دو چیزوں کو خریدا، ﴿أَمْوَالَهُمْ﴾ ان کے مالوں کو اور ﴿أَنْفُسَهُمْ﴾ اور ان کے نفوس کو۔ تو یہاں طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ مال کو بھی خریدا اور نفوس کو بھی خریدا، حالانکہ سب سے پہلے خریدنے والا تو مکان خریدتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دل کا تذکرہ تو کیا ہی نہیں کہ میں مومن سے اس کا دل خریدتا ہوں۔ تو دل کا تذکرہ کیوں نہیں کیا گیا؟ یہاں مفسرین نے ایک نکتہ لکھا وہ فرماتے ہیں: دل اللہ رب العزت نے اپنے لیے خاص کر لیا، دل کی مثال وقف کی جائیداد کے مانند ہوتی ہے اور کوئی وقف کی جائیداد بن جائے تو اسے بیچا اور خریدا نہیں جاتا۔ یہ دل کیونکہ وقف کی جائیداد ہے، اللہ کے لیے وقف ہو چکا، اس لیے اللہ نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ اس کے سوا بندے کے پاس مال اور جان تھی، اللہ نے جنت کے بدلے اس کو بھی خرید لیا ہے۔ میرے بندے دل کا تذکرہ کیا کرنا یہ تو ہے ہی وقف کا مال، یہ تو ہے ہی میرے لیے۔

دل کو اللہ کا گھر کیوں کہا؟

اچھا بھئی! بیت اللہ اللہ کا گھر ہے، تو کیا اللہ تعالیٰ معاذ اللہ اس کوٹھے کے اندر رہتے ہیں؟ پھر کیوں اس کو بیت اللہ کہتے ہیں؟ اس کو بیت اللہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات ذاتیہ وارد ہوتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی تجلیاتِ ذاتیہ کے وارد ہونے کی وجہ سے اس کو اللہ کا گھر کہتے ہیں۔ اسی طرح مومن جب اس دل کو سنوارتا ہے تو یہ دل بھی اللہ کی گزرگاہ بن جاتا ہے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی تجلیات ذاتیہ کا ورود ہوتا ہے، یہ پھر اللہ کا گھر بن جاتا ہے۔

دل کے ابرہہ پر لا الہ کی کنکریاں:

جب اللہ کے گھر پر ابرہہ نے ہاتھی لے کر چڑھائی شروع کی تھی تو پھر اس لشکر کو اللہ نے کس کے ذریعے سے مروایا تھا؟

﴿ترمیھم بحجارۃ من سجیل﴾ (الفیل:۴)

پرندوں نے کنکریاں پھینکیں اور ان کنکریوں نے اس ابرہہ کے لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا۔ بالکل اسی طرح آج کے دور میں بھی شیطان کی مثال ابرہہ کی مانند ہے اور یہ اس بیت اللہ کو ہم سے چھیننا چاہتا ہے، اللہ والو! اب تم اس کے اوپر لا الہ الا اللہ کی کنکریوں کی ایسی بارش کر دو کہ اس شیطان کو کھائے ہوئے بھس کی طرح کر دے۔ اسی لیے مشائخ کہتے ہیں: یہ لا الہ الا اللہ کیا ہوتا ہے؟ شیطان کو کنکریاں پڑ رہی ہوتی ہیں۔ تو اس گھر کی حفاظت رب کریم نے پرندوں سے کر لی تھی اور ان گھروں کی حفاظت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ذریعے فرماتے ہیں۔ ان پرندوں نے کنکریاں ماری تھیں اور یہ بندے لا الہ الا اللہ کی ضربوں سے اس شیطان کے اوپر پتھر اور کنکریوں کو پھینک رہے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قلب سلیم کی کچھ اور علامات:

اس صحت مند قلب کی علامات علماء نے کتابوں میں لکھی ہیں۔ کچھ علامات تو بتائی گئیں اب اور بھی علامات سن لیجیے۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی یہ پہچان ہے:

○ اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ

یہ دنیا جو دھوکے کا گھر ہے اس سے بندے کا دل اچاٹ ہو جاتا ہے۔

○ وَالْاِنَابَةُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ

ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف اس کا رجوع زیادہ ہو جاتا ہے۔

○ وَالْاِسْتِعْدَادُ الْمَوْتِ قَبْلَ النُّزُوْلِ

اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری میں لگ جاتا ہے۔

یہ تینوں نشانیاں اس زندہ دل کی ہوا کرتی ہیں۔

یہ نشانیاں بھی لکھی ہیں کہ انسان کا دل جب زندہ ہوتا ہے تو

○..... وَیَسْتَغْنِیْ بِحُبِّهٖ عَنْ حُبِّ مَا سِوَاهُ

اللہ رب العزت کی محبت کی وجہ سے، ماسوا کی محبت سے دل کو الگ کر لیتا ہے۔

○..... وَبِذِکْرِهٖ عَنْ ذِکْرِ مَا سِوَاهُ

اللہ کے ذکر کی وجہ سے باقی ذکروں سے اپنے آپ کو الگ کر لیتا ہے۔

○..... وَبِخِدْمَتِهٖ عَنْ خِدْمَةِ مَا سِوَاهُ

اور اللہ تعالیٰ کی خدمت کی وجہ سے باقی تمام کاموں سے اپنے آپ کو فارغ کر لیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر وقت اللہ کے دین کے کام میں یہ بندہ آپ کو لگا نظر آئے گا۔

○......ایک اس کی علامت یہ بھی ہے کہ اگر اس کے وظائف اور اعمال فوت ہو جائیں تو اس بندے کو اس طرح افسوس اور دکھ ہوتا ہے جس طرح حریص آدمی کو اپنے مال کے ضائع ہونے پر دکھ ہوا کرتا ہے۔ تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے تو دکھ ہوتا ہے، کوئی اور درود وظیفہ رہ جائے تو دکھ ہوتا ہے، دل کو غم ہوتا ہے۔ جس طرح بھوکے پیاسے انسان کو روٹی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اسی طرح قلب سلیم رکھنے والے انسان کو عبادت کی طلب محسوس ہوتی ہے۔

○......ایک اس کی پہچان یہ کہ ایسا دل رکھنے والا انسان اپنے وقت کو اس طرح احتیاط سے خرچ کرتا ہے، جس طرح بخیل انسان اپنے مال کو احتیاط سے خرچ کرتا ہے۔

چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے اللہ کی قسم اس وقت کے گزرنے پر بھی افسوس ہوتا ہے جو کھانے میں لگ جاتا ہے کہ اس وقت میں، میں کتابوں کا مطالعہ نہیں کر سکتا۔ یعنی جو کھانے میں پانچ منٹ لگتے تھے اس پر بھی ان کو افسوس ہوتا تھا کہ یہ میرا وقت مطالعے کے بغیر کیوں گزر گیا؟

مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ سردی کے موسم میں کبھی دھوپ میں بیٹھ کر گنا چوسیں گے تو فرصت کی انتظار میں رہے، ستر سال گزر گئے ان کو گنا چوسنے کی فرصت نہ ملی۔

○......ایک ان کی علامت یہ ہوتی ہے کہ نماز میں داخل ہوتے ہی دنیا کے غم ختم اور دل کا سرور شروع ہو جاتا ہے۔ بس اللہ اکبر کہا، تو اللہ اکبر کہتے ہی دنیا کے جھگڑے ختم اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ وصل کی ایک نئی دنیا شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے ایسے لوگوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز میں لطف ملتا ہے، یہ نماز سے اتنجواتے کرر ہے ہوتے ہیں۔

○..... عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس بندے کا دل زندہ ہوتا ہے اس بندے کی پہچان یہ کہ اس کو عمل سے زیادہ عمل کی نیت کی فکر ہوا کرتی ہے کہ میں کس نیت سے عمل کرر ہا ہوں۔

○..... اور ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ زندہ دل کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان مانتا ہے اور عبادتیں کر کے بھی یوں کہتا ہے:

مَا عَبَدْنٰكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَمَا عَرَفْنٰكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ

''اے اللہ جیسی تیری عبادت کا حق تھا میں ادا نہیں کر سکا، جیسے تیری معرفت کو پانا چاہیے تھا میں پا نہیں سکا''

تو یہ زندہ قلب کی علامتیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم کوشش کریں کہ ہمارے بیماردل کا علاج ہو جائے اور ہمارا دل زندہ دل بن جائے۔

دل کے مزے:

ایک بات سمجھنے کی کوشش فرمائیں! انسان کے مختلف اعضا ہیں، ہر ایک کے ساتھ کچھ لذتیں وابستہ ہیں۔ کچھ لذتیں دیکھنے سے ملتی ہیں، انسان خوبصورت شخصیت کو دیکھے، لباس کو دیکھے، مکان کو دیکھے، سبزی کو دیکھے، پھول کو دیکھے، دل خوش ہو جاتا ہے۔ دیکھنے سے لذت ملتی ہے۔

...... کچھ لذتیں انسان کو کان کے ذریعے سے ملتی ہیں، جیسے کوئی اچھا قرآن پڑھے تو کانوں میں رس گھل جاتا ہے، دل میں سرور آ جاتا ہے، تو کانوں کے ذریعے بھی لذت ملتی ہے۔

...... ناک کے ذریعے سے بھی لذت ملتی ہے، مشک کی خوشبو کوئی بندہ سونگھے، کستوری

www.besturdubooks.wordpress.com

کی خوشبو کوئی سونگھے تو دل خوش ہو جاتا ہے۔

......زبان سے بھی مزے ملتے ہیں، مثلاً یہاں جب تراویح پڑھنے کے بعد کر آئسکریم ملتی ہے، تو نئی نئی فلیور دیکھ کر مزہ ہی آجاتا ہے۔ کل آئسکریم دیکھ کر ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ دل چاہتا ہے کہ پورا سال ہی اعتکاف میں بیٹھے رہیں۔ تو کچھ مزے انسان کو زبان سے ملتے ہیں۔

......اسی طرح کچھ مزے انسان کی شرمگاہ سے وابستہ ہیں اور سب بالغ مرد لطف جانتے ہیں کہ وہ ایسے مزے ہیں کہ بسا اوقات وہ انسان کو بے بس کر دیتے ہیں۔

یہ تمام مزے ان اعضا کے مزے ہیں جو دل کے ماتحت ہیں۔ جب ماتحت اعضا سے ایسے مزے ملتے ہیں تو جو ان سب اعضا کا حاکم اور سردار انسان کا دل ہے، اس سے جو مزے ملیں گے وہ کتنے عظیم ہوں گے۔ اس لیے جس کو دل کے مزے ملنے شروع ہو جاتے ہیں، اس کے لیے دنیا کے مزے بے رونق ہو جاتے ہیں۔ یہ زلفِ فتنہ گر پھر اللہ والوں کی نظر میں دمِ خر بن جاتی ہے۔ بس مسئلہ یہ ہے کہ ابھی ہمیں وہ مزے ملنے نہیں شروع ہوئے ۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

یہ آشنائی کی لذت بھی بڑی عجیب ہے، بس ذرا ایک مرتبہ دل کے مزے ملنے شروع ہو جائیں، ذکرِ قلبی کے مزے شروع ہو جائیں پھر انسان دنیا کی لذتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

خلاصۂ کلام:

تو قلب کی تین قسمیں مردہ دل، بیمار دل اور زندہ دل۔ اب اسی عنوان کو ذرا

www.besturdubooks.wordpress.com

آگے بھی چلائیں گے کہ دل پر ظلمت کن وجوہ سے آتی ہے؟ دل بیمار کس وجہ سے ہوتا ہے؟ اس کا علاج کیا ہے؟ تاکہ یہاں ہمارے مل بیٹھنے کا ٹھوس فائدہ ہو۔ تاکہ ہم ایسا دل بنانے کے لیے ہم کچھ اعمال کر سکیں، کچھ محنت کر سکیں تاکہ کل قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے اس دل کو پیش کر سکیں۔ جب قرآن مجید میں فرما دیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کسی اور چیز کو نہیں دیکھے گا، فقط دل کو دیکھے گا، فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا إِلٰى أَمْوَالِكُمْ))

''اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا تمہاری شکلوں کو اور تمہارے اموال کو''

وہ تمہاری ظاہری خوبصورتی اور مال پیسے کو نہیں دیکھتا۔

((وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ)) (صحیح مسلم، رقم ۴۶۵۱)

''وہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو''

تو جیسے دفتروں میں باس یا افسر نے جس چیز کو دیکھنا ہوتا ہے تو اس کو ذرا سجا کر پیش کرتے ہیں۔ کوئی فائل دیکھنی ہو تو فائل کو بھی ذرا ٹھیک ٹھاک کر کے پیش کرتے ہیں۔ تو جب قیامت کے دن اللہ نے بے ہی ہمارے دل کو دیکھنا تو آج ہمیں چاہیے کہ آج ہم اس چیز کو صاف کرنے کی محنت کر لیں تاکہ قیامت کے دن ہماری نجات ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری قبولیت ہو جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قلب سلیم عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾

(البقرۃ:۱۰)

قلبِ سقیم

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 7 نومبر 2004ء ۲۳ شب رمضان ۱۴۲۵ھ

مقام: نور مسجد لوساکا زیمبیا (افریقہ)

موقع: خصوصی مجالس برائے اعتکاف

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

چار ایسی چیزیں ہیں جو انسان کے دل کے لیے زہر کی مانند ہیں، ہر گناہ کا وبال ہوتا ہے مگر ان کا وبال بہت ہی زیادہ ہے۔ ان کو سموم القلب یعنی دل کا زہر کہتے ہیں۔ ان میں مبتلا ہونے سے انسان کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور ان کے چھوڑنے سے انسان کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قلب سقیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ (البقرة:۱۰)
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ
﴿فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ (الاحزاب:۳۲)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

آج کا موضوع:

گزشتہ روز قلب کی اقسام کے بارے میں گفتگو ہوئی کہ ایک مردہ دل ہوتا ہے "قلب میت" دوسرا "قلب مریض" ہوتا ہے۔ جس کے اندر بیماری ہوتی ہے ان دونوں کو آپ قلب سقیم کہہ سکتے ہیں اور ایک قلب سلیم ہوتا ہے، سلامت دل، صحیح دل۔ یہ قلب سقیم کیوں ہوتا ہے؟ اس کی مختلف وجوہات ہیں آج کی گفتگو کا عنوان یہ ہے۔

دل مریض کیسے بنتا ہے؟

ہمارے دو دشمن ہیں، ایک اندرونی دشمن اور ایک بیرونی دشمن۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیرونی دشمن کا نام شیطان

اور اندرونی دشمن کا نام نفس ہے۔

یہ دونوں مل کر انسان سے گناہ کرواتے ہیں اور ان گناہوں کی وجہ سے انسان کا دل مریض ہوتا ہے۔

نفس و شیطان کے حملوں میں فرق:

ان دونوں کے حملے کا انداز مختلف ہے۔

شیطان انسان کو کسی ایک گناہ کا خیال ڈالتا ہے، اگر بندہ وہ گناہ کر لے تو ٹھیک ہے، اگر نہیں کرتا تو پھر دوسرے گناہ کا خیال ڈال دیتا ہے۔ اگر وہ بھی نہ کرے تو پھر تیسرے گناہ کا خیال ڈال دیتا ہے۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی گناہ میں یہ پھنس جائے۔ نفس کا معاملہ اور ہے۔ اس کی مثال ضدی بچوں کی سی ہے، اس کے اندر انانیت اور ہٹ دھرمی ہے۔ اس کے اندر جو کسی گناہ کی خواہش پیدا ہوتی تو وہ ڈٹ جاتا ہے کہ میں نے یہی کرنا ہے تو یہیں سے فرق ہو جاتا ہے۔ اگر کسی انسان کے دل میں کسی گناہ کا خیال آئے اور اس گناہ سے بچنے پر کسی دوسرے گناہ کا خیال آ جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے اور اگر اسی ایک ہی گناہ کا خیال بار بار دل میں سمار ہا ہو تو سمجھ لیں کہ یہ میرے نفس کی شرارت ہے۔

عام طور پر شیطان کے جو وساوس ہوتے ہیں وہ شبہات سے تعلق رکھتے ہیں، یعنی شیطان کے جو حملے ہیں، ان کا تعلق شبہات سے زیادہ ہے اور نفس کے حملوں کا تعلق شہوات سے زیادہ ہے۔ شیطان انسان کے ذہن میں شبہ ڈالتا ہے، وضو ہے یا نہیں، اب جب بندے کے اندر یقین ہی نہیں، تو وہ عبادت کیا کرے گا۔ پتہ نہیں میری نماز ہوئی یا نہیں، یہ شک اور وہم کی بیماری بڑی انتہائی خطرناک ہے۔ آپ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھا کچھ لوگوں کو، بار بار وضو کرتے ہیں، ان کی تسلی نہیں ہوتی کہ طہارت ہوئی یا نہیں۔ میری نماز کی ادائیگی ہوئی یا نہیں ہوئی، وہ شیطان ہوتا ہے جو ان کو اس طرح سے شک میں ڈالتا ہے۔

ایسا خیال ڈالے گا کہ سنت کو ہلکا کر کے پیش کرے گا، کہے گا سنت ہی تو ہے، فرض یا واجب تو نہیں اور بدعت کو خوبصورت بنا کر پیش کرے گا، تو بندہ اس پر عمل کر کے کہے گا: جی اس میں حرج ہی کیا ہے؟ تو اس کو بدعت میں کوئی حرج نظر نہیں آئے گا اور سنت ضروری نظر نہیں آئے گی۔ یہ شبہات سے تعلق رکھنے والے گناہ ہیں اور شیطان یہ کام کروائے گا، حتی کہ یہ شبہات بڑھتے بڑھتے بسا اوقات انسان کو اپنے ایمان کے بارے میں بھی شک ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے ذہن میں رسالت کے بارے میں وسوسے آنے شروع ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں وسوسے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کتنے دوست آ کر اپنی حالت بیان کرتے ہیں کہ جی اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمارے ذہن میں الٹے سیدھے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ شیطان ہوتا ہے جو ان کو اکھاڑنا چاہتا ہے کہ وہ ایمان کے اوپر پکے اور مضبوط ہیں تو وہ اکھڑ جائیں۔ ان کی چولیں ڈھیلی ہو جائیں، ان کے پیچ ڈھیلے ہو جائیں۔

نفس انسان کے اندر شہوات کے ذریعے سے حملہ آور ہوتا ہے، شہوت کا لفظ اشتہا سے ہے، کھانے پینے کی اشتہا، اچھے کپڑے پہننے کی اشتہا، جنس مخالف کے ساتھ ملاپ کی اشتہا یا دنیا میں کوئی عہدہ حاصل کرنے کی اشتہا، تو وہ اشتہا کے راستے سے انسان پر حملہ کرتا ہے۔

شیطان کئی مرتبہ ایسے ایسے وسوسے ڈالتا ہے، کیونکہ شبہات سے کام لیتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کیونکہ تیرے کاروبار میں نقصان ہوا تو لگتا ہے کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ کیا دنیا میں ہر ایک کو نفع ہی ہوتا ہے؟ نقصان کسی کو نہیں ہوتا؟ بھئی! یوں تو نفع نقصان کی زندگی ہے اور چلتی رہتی ہے، بیٹی کا رشتہ نہیں آ رہا، یا آتا ہے پورا نہیں ہوتا۔ لگتا ہے کسی نے میری بیٹی کا رشتہ باندھ دیا۔ اب اس کو عاملوں کے پاس لے جائے گا، کالے علم والوں کے پاس لے جائے گا، تاکہ ایمان ہی ان کے دلوں سے نکل جائے۔ تو شیطان شبہات کے راستے سے انسان سے ایمان کو لوٹنا چاہتا ہے، انسان کو ایمان کی دولت سے محروم کر دینا چاہتا ہے اور نفس شہوات کے ذریعے سے اپنے مزے اڑانا چاہتا ہے۔

نفس جو ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ بس مزے اڑاؤ۔ انسان گناہ بھی کر رہا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو جسٹی فائی بھی کر رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ دو بندوں کے درمیان نفسانی شیطانی شہوانی محبتیں ہوتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کو دلاسا بھی دے رہے ہوتے ہیں کہ جی لوگوں کی محبتیں گندی ہوتی ہیں، ہماری محبت پاکیزہ ہے اور ہوتے وہ غیر محرم ہیں۔ تو گناہ کو مزین کر کے پیش کرنا یہ شیطان کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ﴾ (حم سجدہ: ۲۵)

”ہم نے شیطانوں کو ان کا ہم نشین مقرر کر دیا اور انہوں ان کو ان کے اگلے اور پچھلے اعمال مزین کر دکھائے اور جن وانس کی جو جماعتیں پہلے گزر چکیں ان پر بھی اللہ کا وعدہ پورا ہوا، بے شک یہ نقصان اٹھانے والے ہیں“

اس لیے یہ بئس القرین ہے، بہت برا ساتھی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل کے چار زہر (سموم القلب)

چار ایسی چیزیں ہیں جو انسان کے دل کے لیے زہر کی مانند ہیں، ہر گناہ کا وبال ہوتا ہے مگر ان کا وبال بہت ہی زیادہ ہے۔ ان کو سموم القلب یعنی دل کا زہر کہتے ہیں۔ ان میں مبتلا ہونے سے انسان کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور ان کے چھوڑنے سے انسان کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔

پہلا زہر

فضول گوئی

جن چیزوں سے قلب مردہ یا بیمار ہوتا ہے۔ ان میں سب پہلی چیز فرمایا:

فضول الکلام

فضول بولنا، فالتو گفتگو کرنا ہے۔

یہ بہت ہی خطرناک اور مہلک گناہ ہے۔ جب کہ ہم اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، ہر وقت بڑبڑ لگائے رکھتے ہیں اور اس کی وجہ سے کیے ہوئے عملوں کو بسا اوقات ضائع کر دیتے ہیں۔ جتنی زبان زیادہ چلے گی اتنی انسان غلطیاں زیادہ کرے گا۔ تو اس راستے سے شیطان حملہ آور ہوتا ہے، خوب باتیں کرواتا ہے۔ کچھ لوگوں کو تو باتوں کا چسکا ہوتا ہے۔ اگر تو خیر کی بات ہو، دین کی بات ہو، دعوت کی بات ہو وہ تو پھر نور ہے لیکن اگر بس تذکرۂ حالات ہو، تو بسا اوقات وہ سراسر غیبت ہوتی ہے۔ کبھی کسی آدمی کی غیبت، کبھی کسی عورت کی غیبت، کبھی کسی شہر والوں کی غیبت اور کبھی ارباب اقتدار کی غیبت۔ تو گفتگو میں کہیں نہ کہیں غیبت چلتی ہے، جو کبیرہ گناہ ہے۔ اسی لیے ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابر گفتگو میں بہت احتیاط فرماتے تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خاموش رہنے کی عادت:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا علم دیا تھا کہ سمندر کی مانند ان کے پاس علم تھا۔ لیکن عادتاً وہ خاموش رہتے تھے، محفل میں لوگ بیٹھے ہیں، تب بھی خاموش رہتے۔ ہاں جب ان سے کوئی سوال پوچھتا تھا تو پھر وہ جو بات شروع کرتے تھے تو ذرا چھیڑیے، پھر تو بولتے ہی چلے جاتے تھے۔

ہمارے اکابر کی گفتگو جواب ہوا کرتی تھی کیونکہ وہ جواب دینے میں شرعاً پابند ہیں، عالم اس بات میں شرعاً پابند ہے کہ اس سے کوئی آدمی سوال پوچھے تو وہ جواب دے، اگر نہیں دے گا تو علم کو چھپانے والا ہوگا، تو یہ بھی گناہ ہے۔ کیونکہ وہ شرعاً مامور تھے، جواب دینے پر اس لیے بات کر لیتے تھے۔

سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاموشی:

ہم نے اپنے مشائخ کو دیکھا اس عاجز کے شیخ اوّل حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ تھے۔ ان کے پاس ہم لوگ بعض اوقات ایک ایک گھنٹہ بیٹھے رہتے، اس دوران ہم بھی خاموش اور وہ بھی خاموش، ایک گھنٹہ کوئی گفتگو نہیں..... اور جہاں کسی نے کوئی سوال پوچھا، اب جتنا بھی نماز ہونے تک وقت ہوتا، ایک گھنٹہ دو گھنٹے اس میں وہ جواب ہی چلتا چلا جاتا۔ ایک مرتبہ ہمارے ایک ساتھی نے ان سے ایک سوال پوچھ لیا کہ جی اذان جوک کا مسئلہ کیا ہے؟ آج کل تو سائونڈ سسٹم ہے، ایک ہی جگہ اذان دیں تو ہر جگہ پہنچ جاتی ہے پہلے وقتوں میں تو بڑی مسجدیں ہوتی تھیں ان میں تو ایک بندے کی آواز پہنچتی ہی نہیں تھی۔ تو طریقہ یہ تھا کہ وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

متعین پر کئی موذن ہوتے تھے۔ تو کوئی اس منارے پر، کوئی اُس منارے پر، کوئی ادھر کوئی ادھر اور سب مل کر اذان دیتے تھے۔ اس کو اذان جوک کہا جاتا ہے۔ ہم سمجھتے تھے کہ اس کا جواب دو منٹ کی بات ہوگی، اس بات پر ہم حیران ہوئے کہ انہوں ڈیڑھ گھنٹہ اذان جوک کے مسائل کی جزئیات ہمیں سنائیں۔ تو مزہ تو اس خاموشی کا ہے کہ ایسا علم ہو اور پھر بندہ خاموش رہے۔

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا وہ خاموش ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ قَلْبُ الْكَافِرِيْنَ

''تم زیادہ باتیں مت کرو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ، بے شک اللہ کے ذکر کے بغیر کلام کی کثرت دل کی سختی کا باعث ہے۔''

یعنی وہ بات جو دین کی ہو وہ تو سارا دن ساری رات کرو، جیسے نوح علیہ السلام نے کہا:

﴿رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَّنَهَارًا﴾ (نوح: ۵)

''اے اللہ! میں نے اپنی قوم کو دن اور رات میں اللہ کی طرف بلایا۔''

یہاں جس کلام سے روکا وہ دنیا کا کلام ہے۔ جیسے ہم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں، تو پوچھتے ہیں سناؤ کیا حالات ہیں؟ یہ اس قسم کی باتیں، تو فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ کے بغیر کلام کی کثرت کرنا، یہ دل کے سخت ہونے کی علامت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہ انسان ہوتا ہے جس کا دل سخت ہوا کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زبان...... جہنم یا جنت تک پہنچا دینے والی:

عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس بندے کا کلام زیادہ ہوگا اس بندے کی لغزشیں زیادہ ہوں گی۔

وَ مَنْ كَثُرَ ذُنُوْبُهٗ كَانَ فِي النَّارِ اَوْلٰى بِهٖ

اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے تو پھر آگ اس کے لیے زیادہ بہتر ٹھکانہ ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان دو وجہ سے جہنم میں زیادہ جائیں گے۔

اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ

ایک منہ (زبان) کی وجہ سے، اور ایک اپنی شرمگاہ کی وجہ سے۔

زبان کا غلط استعمال اور شرمگاہ کا غلط استعمال یہ زیادہ جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ اس لیے ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

"جو آدمی مجھے اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کے صحیح استعمال کی ضمانت دے دے میں اس شخص کو جنت میں جانے کی ضمانت دیتا ہوں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ))

"جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ خیر کی بات کہے ورنہ خاموش رہے"

اسی لیے عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین! کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا: یہی زبان ہی تو ہے جو انسان کو فتنوں میں ڈالنے کا سبب بنتی ہے۔

ہمارے مشائخ نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

جُرْمُهٗ صَغِیْرٌ وَ جُرْمُهٗ کَبِیْرٌ

”اس کا سائز چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس سے ہونے والا گناہ بڑا موٹا ہوتا ہے“

فضول گوئی اللہ تعالیٰ کے اعراض کا نتیجہ ہوتی ہے:

چنانچہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

مِنْ عَلَامَةِ اِعْرَاضِ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنَ الْحَقِّ اَنْ یَّجْعَلَ شُغْلَهٗ فِیْمَا لَا یَعْنِیْهِ

”بندے کے اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنے کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فضول کلامی میں لگا دیتے ہیں“

تو جس بندے کو آپ فضول کلامی کے اندر لگا دیکھیں، آپ سمجھیں لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اعراض کر لیا ہے۔ اس لیے غیبت زبان سے، چغل خوری زبان سے، جھوٹ زبان سے، فحش کلامی زبان سے، گالی گلوچ زبان سے، مذاق تمسخر اڑانا زبان سے ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں منع کیا:

﴿لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ﴾ (الحجرات)

”کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہو“

اور بعض لوگوں کو لطیفوں کے چسکے، لطیفے سنائے جا رہے ہیں، جتنا انسان زیادہ ہنستا ہے اتنا ہی انسان کا دل جلدی مردہ ہو جاتا ہے۔

زبان کے الفاظ کی اہمیت:

انسان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ آپ خود غور کریں کہ جب میاں بیوی کا نکاح ہوتا ہے تو کوئی ورزش تو نہیں کرتی

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑتی، نہ سر کے اوپر کوئی بوجھ اٹھانا پڑتا ہے، ایک غیر محرم عورت جس کی طرف دیکھنا بھی حرام تھا، وہ کیسے حلال ہو گئی؟ زبان سے کہا: قَبِلْتُ میں نے اس کو قبول کر لیا۔ تو فقط زبان کے ایک لفظ قَبِلْتُ کے ذریعے وہ جو پرائی لڑکی تھی وہ اپنی بن گئی، بلکہ تمام اپنوں سے بھی بڑی اپنی بن گئی۔ تو ایک لفظ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا مقام ہے؟ اور وہی جو زندگی کی ساتھی تھی، یہ بچوں کی ماں تھی، یہ شریک حیات تھی، اسی کو ایک بندے نے کہا طَلَّقْتُ تجھے میں نے طلاق دی تو پھر وہ پرائی ہو گئی۔ تو ایک لفظ سے وہ اپنی بن گئی اور ایک لفظ سے پرائی بن گئی۔

مومن کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کا اللہ کے ہاں کتنا بڑا مقام ہے۔ اسی لیے کسی بندے نے سو سال کفر و شرک میں گزارے ہوں اور وہ آ کر کلمہ پڑھ لے تو فقط کلمہ کے پڑھ لینے پر اس کے سو سال کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ کلمہ پڑھنے کے علاوہ تو کچھ نہیں پڑھتا بھلا یہ تو نہیں جاتے کہ یہ کافر اور مشرک اسلام میں آنے کے لیے اتنی مرتبہ یہ عمل کرے اور اتنے مرتبہ وہ عمل کرے۔ کچھ نہیں کرنا پڑتا، فقط زبان سے کلمہ پڑھ کر اقرار کر لے اللہ تعالیٰ زبان کے الفاظ پر سو سال کی زندگی کے گناہوں معاف فرما دے گا۔ تو مومن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ کے ہاں اتنی اہمیت رکھتے ہیں۔ ہم بے پرواہ ہو جاتے ہیں اور زبان سے پتہ نہیں کیا کیا نکالتے رہتے ہیں۔

چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ ایک آدمی نیک عمل کرتے کرتے جنت کے بالکل قریب پہنچ جاتا ہے، زبان سے ایک ایسا برا لفظ کہہ دیتا ہے کہ جنت سے ستر سال کی مسافت وہ دور پھینک دیا جاتا ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے زبان کو دانتوں کی دیواروں کے اندر بند کر دیا جو قیمتی چیز

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے اسے بند کر کے رکھتے ہیں۔ مال و دولت ہو تو اس کو سنبھال کر رکھتے ہیں، عورتوں کے پاس جیولری ہو تو اس کو بند کر کے رکھتی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس اہم عضو کو دانتوں کے اندر بند کر دیا، بلکہ پہلے ہونٹوں سے بند کیا، پھر دانتوں سے بند کیا، (Double Core) دوہرے پردے میں رکھا، تا کہ انسان اس کو استعمال کرنے سے پہلے سوچے کہ کہیں یہ الفاظ مجھے اللہ رب العزت سے دور نہ کر دیں۔

مشائخ کی کلام میں احتیاط:

اس لیے ہمارے مشائخ نے اپنی زبان کو بہت سوچ سمجھ کر استعمال کیا۔ عام آدمی محفل میں بیٹھا ہوا سوچے گا کہ جی میں تو بڑی احتیاط گفتگو کرتا ہوں، لیکن گھر میں ذرا غصے میں آئے تو پھر دیکھو اس کی باتیں کیا ہوتی ہیں؟ بیوی کو کیا کیا لفظ بولتا ہے۔ کسی بھائی کے ساتھ غصے میں آ جائے تو آپ دیکھیں کہ پھر کیا کیا الفاظ زبان سے نکلتے ہیں؟ تو زبان کے استعمال کا پتہ ہی غصے کی حالت میں لگتا ہے۔ اللہ والے کسی حال میں بھی اپنی زبان کو غلط استعمال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا: اَلْمَرْاَةُ مُتَكَلِّمَةٌ بِالْقُرْاٰنِ (وہ ایک عورت جو قرآن کی آیات کے ذریعے سے گفتگو کرتی تھی)۔

ہم نے اس عورت کو تو نہیں دیکھا لیکن ہم نے اپنے پیر و مرشد حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنی محفل میں اکثر و بیشتر سوالات یا باتوں کے جوابات قرآن پاک کی آیات سے دیتے تھے۔ ہمارا اندازہ یہ ہے کہ ان کی گفتگو کی آیات کو جمع کیا جاتا تو دو سے تین پاروں کی تلاوت تو گفتگو میں ہو جاتی تھی، اتنا قرآن پڑھتے تھے۔ اور اس کے بالمقابل ہم لوگوں کو سمجھ ہی نہیں لگتی کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ بلکہ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی احساس دلائے کہ یار آپ نے یہ بات کیسی کی؟ آگے سے کہتے ہیں کہ میں نے تو کچھ نہیں کہا۔ تو زبان ایسی بے لگام ہو کر چلتی ہے کہ خود کو بھی نہیں پتہ ہوتا کہ منہ سے کیا نکل رہا ہے؟ کسی بزرگ نے کہا:

سنے	کہے	ایک	جب	سن	لے	انسان	دو

خدا	نے	زبان	ایک	دی	اور	کان	دو

اللہ تعالیٰ نے دو کان دیے تو دو باتیں سننے کے بعد ایک زبان سے ایک بات کی جائے۔

ایک بچی کی نصیحت:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے ایک بچی نے نصیحت کی جو مجھے بھولتی نہیں ہے۔ کسی نے پوچھا: حضرت! وہ کیا؟ فرماتے ہیں کہ بارش کی وجہ سے پھسلن تھی تو میں مسجد کی طرف جا رہا تھا، سامنے سے ایک بچی دکان سے سودا خرید کر اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی، آٹھ نو سال کی بچی تھی، کہتے ہیں کہ جب وہ میرے ذرا قریب ہوئی تو میں نے ذرا شفقت کی بنا پر اس کو کہا کہ بچی! ذرا سنبھل کر چلنا کہیں پھسل نہ جانا! تو بچی آگے سے کہنے لگی کہ حضرت: میں پھسل گئی تو میں گروں گی اور میرا نقصان ہوگا، آپ سنبھل کر چلیے گا کہ آپ پھسل گئے تو قوم کا کیا بنے گا؟ تو جو امام ہوں، دین کے داعی ہوں، ذکر اذکار کرنے والے لوگ ہوں ان لوگوں کو تو بہت محتاط زندگی گزارنی چاہیے۔ اس لیے کہ ان کی چھوٹی سی لغزش پر کتنی دور تک اس کے اثرات پڑتے ہیں۔

گفتگو شخصیت کا پتہ دیتی ہے:

جس طرح طبیب حضرات زبان کو دیکھتے ہیں تو ان کو بیماری کا پتہ چل جاتا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے ہاں جو حکمت کا علاج ہے، اس میں اکثر و بیشتر مریض آتا ہے تو حکیم کہتا ہے کہ زبان دکھاؤ! تو زبان دیکھ کر اس کو بیماری کا پتہ چل جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح مشائخ جب کسی بندے کی گفتگو سنتے ہیں، ان کو اس کی روحانی بیماری کا پتہ چل جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''آدمی اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوتا ہے''

اسی لیے بزرگ فرماتے تھے۔ ذرا تم بولو کہ پہچانے جاؤ!

خاموشی کا فیض:

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت کم بولتے تھے، اکثر خاموش رہتے تھے، کسی خادم نے ان سے کہا کہ حضرت! آپ کچھ نصیحت کیا کریں، لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

﴿ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ (الذاریات: ۵۵)

حضرت کو تو خاموش رہنے کی عادت تھی لیکن ادھر سے اصرار تھا کہ حضرت! آپ کچھ گفتگو کریں لوگوں کو فائدہ ہو۔ تو حضرت نے آگے سے عجیب جواب دیا، فرمایا:

''جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا''

زبان ہو دل کی رفیق:

انسان اگر زبان سے بولے تو ہمیشہ سچ بولے، تصوف کی دنیا میں یہ دو چیزیں بڑی اہم ہیں، ایک رزق حلال اور ایک صدق مقال۔ یہ دو چیزیں جب بندے نے حاصل کر لیں تو یہ دو پر ہیں، ان دو پروں کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کرتا چلا جائے گا۔ رزقِ حلال اور صدقِ مقال یعنی بات چیت میں سچ بولنا اور رزق

www.besturdubooks.wordpress.com

حلال کمانا۔

ہزار خوف ہوں لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ایک ہندی کا شعر ہے:

رام رام چدیاں میری جیبا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا اے کی دھاڑ پئی

یعنی رام رام، (اللہ، اللہ) کرتے کرتے میری زبان ہی گھس گئی اور رام رب میں نہیں بسا، یہ کیا مصیبت بن گئی!

گل وچ مالا کاٹھ دی تے منکے لے پرو
دل وچ گھنڈی پاپ دی رام جپاں کی ہو

تم نے گلے میں تو منکے ڈال لیے لیکن تمہارے دل میں جب گناہ کی گھنڈی موجود ہے تو اب رام جپنے سے کیا بنے گا؟

تو ہماری محنتوں کا اثر اس لیے ظاہر نہیں ہوتا کہ کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کو ہم نہیں چھوڑتے، جیسے مجنوں کو باپ نے کہا تھا کہ توبہ کرو تو اس نے کہا:

الٰہی تُبْتُ مِنْ کُلِّ الْمَعَاصِیْ
وَلٰکِنْ حُبَّ لَیْلٰی لَا اَتُوْبُ

"اللہ ہر گناہ سے توبہ کرتا ہوں لیکن لیلیٰ کی محبت سے توبہ نہیں کرتا"

اور آج کل کے نوجوان، دیکھیں کہ یہ بھی توبہ کرتے ہیں لیکن لیلیٰ سے توبہ نہیں کرتے، ہر ایک کی لیلیٰ مختلف ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرا زہر

فضول نظری

دوسری چیز جو دل پر اثر انداز ہوتی ہے، فرمایا:

فضول النظر   بدنظری

یہ بھی دل کے لیے زہر قاتل کی طرح ہے۔ یہ ایک دروازہ ہے جس کے ذریعے سے انسان کے قلب میں ظلمت داخل ہوتی ہے۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ))

''نظر تو شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہوتا ہے''

مَنْ غَضَّ بَصَرَهٗ لِلّٰهِ اَوْرَثَهُ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ يَجِدُهَا فِيْ قَلْبِهٖ اِلٰى يَوْمِ يَلْقٰى

''جس نے اللہ کے لیے اپنی نگاہوں کو نیچا کر دیا اللہ تعالیٰ اس کو حلاوتِ ایمان عطا کرتا ہے جس کو وہ اس دن تک محفوظ کرتا ہے جس دن وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔''

تو آنکھوں کے کنٹرول سے انسان کو عبادت میں لذت ملتی ہے۔ جو احباب کہتے ہیں کہ نماز میں دھیان ہی نہیں جمتا، اِدھر اُدھر کے وساوس آتے ہیں، اِدھر اُدھر کے خیال آتے ہیں تو وہ ان باتوں پر غور فرمائیں، اپنی نگاہوں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں، اللہ رب العزت اس کے بدلے عبادت کی حلاوت عطا فرمائیں گے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

''ایمان والوں کو کہہ دیجیے! اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی ناموس کی حفاظت کریں۔''

تو یہاں مفسرین نے لکھا کہ نگاہوں کی حفاظت ابتداء اور شرم گاہ کی حفاظت انتہا ہے۔ نگاہوں کے سبب احتیاطی سے کام شروع ہوتا ہے اور عزت و ناموس کے ختم ہونے پر جا کر رکتا ہے۔

آنکھ پر قابو میں دل کا قابو ہے:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''آنکھ دیکھتی ہے اور دل طلب کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے''

دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں جس کا آنکھ پر قابو نہیں اس کا دل پر قابو نہیں اور جس کا دل پر قابو نہیں اس کا شرم گاہ پر قابو نہیں۔ تو اس لیے اس کو پہلے قدم پر ہی روکنا چاہیے۔ انسان آنکھ ہی ادھر اُدھر نہ اٹھائے۔

نورِ فراست کی نعمت:

ہمارے بزرگوں نے کہا کہ

مَنْ عَمَّرَ ظَاهِرَهٗ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ

جس نے اپنے ظاہر کو نبی علیہ السلام کی سنت سے آباد کر لیا۔

وَبَاطِنَهٗ بِدَوَامِ الْمُرَاقَبَةِ

اور باطن کو اللہ تعالیٰ کی یاداشت کے ساتھ مزین کر دیا۔

وَغَضَّ بَصَرَهٗ عَنِ الْمَحَارِمِ

اور اس نے غیر محرم سے اپنی آنکھوں کو بند کر دیا۔

وَكَفَّ نَفْسَهٗ عَنِ الشُّبُهَاتِ

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اس نے اپنے جی کو شبہات سے روک لیا۔

وَاِذْ قَضٰی بِالْحَلَالِ

اور اس نے حلال غذا کو استعمال فرمایا:

لَمْ تُخْطِ لَهٗ فِرَاسَتًا

اس کی فراست کبھی خطا نہیں ہوا کرتی۔

یعنی اس کو اللہ تعالیٰ ایسا نورِ فراست عطا فرماتا ہے کہ اس کی فراست اس کو دھوکا نہیں دیتی۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم بھی یہ تمام صفتیں اپنے اندر پیدا کریں۔ یہ نورِ فراست ایک عجیب نعمت ہے اس سے انسان کو پتہ چل جاتا ہے حق اور باطل کا، نفع اور نقصان دینے والی چیز کا، یہ ایک نور ہوتا ہے بندے کے اندر جس سے اس کو پتہ چل جاتا ہے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا نورِ فراست:

چنانچہ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی عالم میرے پاس آئے اور چالیس دن وہ غذا کھائے جو میں کہوں اور چالیس دن کے اندر اس کا دل بیدار نہ ہو تو میرا نام بدل دینا۔ وہ لوگوں کو بتا دیتے تھے کہ فلاں دکان پر جو فلاں پھل پڑا ہے نا وہ حلال ہے یا حرام۔ وہ فرماتے تھے کہ میرے سامنے کھانے کی چیزیں آتی ہیں تو ایسے جیسے کوئی بول کے بتا دیتا ہے ان چیزوں کی کیفیت مجھے بتا دیتی ہے کہ ہم حرام طریقے سے آئی ہیں یا حلال طریقے سے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اکابر جب کوئی چیز خریدا کرتے تو سات ہاتھ تک دیکھا کرتے تھے کہ اس کی بیع حلال طریقے سے ہوئی کہ نہیں۔ اب فرماتے ہیں کہ کمزوری کا وقت آگیا اب ہم ایک ہاتھ تک بھی دیکھتے ہیں کہ ٹھیک ہے یا نہیں، ہمیں تو پتہ نہیں چلتا وہ نورِ فراست نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا نورِ فراست:

حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس ایک آدمی انگور لے کر آیا، حضرت! کھائیے، حضرت نے انگور توڑا منہ کے قریب لائے اور پھر رکھ دیا، اس نے کہا: کھائیں حضرت! مزے دار ہیں، اچھے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نہیں کھا سکتا۔ اس لیے کہ ان انگوروں سے مردوں کی بو آرہی ہے۔ وہ بڑا حیران، حضرت! میں تو ایک بندے سے خرید کر لایا ہوں اور وہ بڑا نیک آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس بات سے انکار تو نہیں کر رہا کہ تو خرید کر نہیں لایا، یا وہ نیک بندہ نہیں ہے، میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے ان میں سے مردوں کی بو آرہی ہے، چنانچہ وہ تحقیق کرنے کے لیے چلا۔ جس بندے سے خریدا اس سے پوچھا کہ بھئی! تجھے یہ انگور کہاں سے ملے؟ اس نے کہا کہ مجھے فلاں بندے نے آکر بیچے ہیں۔ جب جا کر اس بندے کو دیکھا تو اس نے قبرستان میں انگور کی بیلیں اگائی ہوئی تھیں۔ تو قبرستان میں انگور کی بیل اگی اور وہ انگور حضرت کے پاس آئے تو فرماتے ہیں کہ مجھے یہاں سے مردوں کی بو آتی ہے، یہ نورِ فراست ہے۔

حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت:

اس عاجز کے سسر محترم حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ رب العزت نے ایسا ہی نورِ فراست عطا فرمایا تھا، عجیب شخصیت تھے۔ اسی لیے ان کو امام العلماء و الصلحاء کہا جاتا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد بڑے بڑے علما نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ پہلے تو ہم آپ کی صحبت میں آجاتے تھے، مسائل کے معاملے میں رجوع کرتے تھے، آپ کی مجلس سے فائدہ اٹھاتے تھے، اب ملک تقسیم ہو گیا تو اب کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں؟ تو حضرت نے چند آدمیوں کے نام لکھے، فرمایا کہ ان کی صحبت میں بیٹھو گے تو ان سے تمہیں نور نصیب ہوگا، اس میں ان کا بھی نام شامل تھا۔ وہ ایسی شخصیت تھے۔

ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ ملنے کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دن اپنی تدریس و تعلیم کا جتنا بھی نظام تھا سارا ایک طرف رکھ دیا، حالانکہ وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ اور انہوں نے وہ دن ان کے ساتھ مل کر گزارا۔ اور جب حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ رخصت ہونے لگے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا: مولانا! قیامت کے دن ہمیں بھی یاد رکھنا۔ یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان کے بارے میں الفاظ تھے۔ اور وہ جب دارالعلوم دیوبند کے اندر کبھی کبھی طلباء کو حلقہ کروایا کرتے تھے تو حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ان کو دیکھا کرتے تھے اور خوش ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں آیا ہے:

اذا رؤوا ذکر اللہ "ان کو دیکھو تو تمہیں اللہ یاد آ جائے"

ان کی عادت تھی کہ دارالعلوم دیوبند میں ہمیشہ ایک ہفتہ ٹھہرا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تین دن کے بعد انہوں نے واپس آنا چاہا تو تیاری کر لی۔ جب تیاری کر لی تو کیا دیکھا کہ دورۂ حدیث کے طلبا جو دارالضیوف بنا ہوا تھا اس کے دروازے پر آ کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ملنے کے لیے آ گئے تو حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سمجھے کہ شاید حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ الوداعی ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں۔ مگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آ کر انہیں کہا کہ حضرت! آپ کا معمول ایک ہفتہ یہاں رہنے کا ہوتا تھا، اس مرتبہ آپ تین دن کے بعد جا رہے ہیں، مجھے پتہ چلا تو میں نے درس وہیں موقوف کر لیا۔ طلبا دروازے پر بیٹھے ہیں، میں یہاں بیٹھا ہوں، جب تک ایک ہفتہ رکنے کا ارادہ نہیں فرمائیں گے ہم دارالحدیث واپس نہیں جائیں گے۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت نے باوجود کسی عذر مجبوری کے ایک ہفتہ قیام فرمایا پھر وہاں سے تشریف لائے۔ تو پاکستان کے پونے تین سو بڑے بڑے علما صلحا مفتی شیخ الحدیث مہتمم عالم یہ ان کے خلفا میں سے ہیں، اس لیے ان کو امام العلما والصلحا کہتے ہیں۔

حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط:

ان کی غیر محرم سے نظر بچانے کی یہ حالت تھی کہ سردی گرمی ایک چھتری ہاتھ میں رکھا کرتے تھے، کچھ لوگ سمجھتے تھے کہ ان کو چھتری رکھنے کی عادت ہے۔ لیکن ان کے ایک قریبی خادم نے جو ان کے خلیفہ بھی تھے، ان سے پوچھا کہ حضرت گرمیوں میں تو چلو چھتری رکھنے کی بات سمجھ میں آتی ہے، سردیوں میں بھی آپ ہمیشہ رکھتے ہیں، اس کی کیا وجہ؟ تب حضرت نے بتایا کہ میں چھتری اس لیے یہ رکھتا ہوں کہ اگر دائیں طرف سے غیر محرم آتی ہے تو میں اس کو آگے کر کے پردہ کر لیتا ہوں اور اگر بائیں طرف سے آتی ہے تو میں ادھر سے پردہ کر لیتا ہوں تاکہ آنکھ اٹھنے کی نوبت ہی نہ آئے، اتنی آنکھوں کی حفاظت فرماتے تھے، پھر ان کو یہ نور نسبت ملا۔

حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا نورِ فراست:

چنانچہ یہ دو واقعات یہ عاجز آپ کو سنانا چاہتا ہے، ایک واقعہ تو ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خود سنایا۔ پاکستان میں ایک پہاڑی علاقہ ہے وہاں نمک کی کانیں بہت ہوتی ہیں، علاقے کا نام ہے کھیوڑہ، تو حضرت وہاں آتے جاتے تھے اور پورے شہر میں حضرت کا تعارف تھا۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے شیخ کے ہمراہ اس شہر کی طرف چلا، حضرت پہاڑ کے اوپر پہنچے تو نیچے شہر تھا، حضرت نے پورے شہر پہ نظر دوڑائی تو پوچھا کہ غلام حبیب! یہاں بھی کوئی صاحب نسبت رہتے ہیں؟ تو حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ نہیں اس شہر میں کوئی صاحب نسبت نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

رہتے۔ تو پھر دوبارہ پوچھا کہ کوئی نہیں رہتا؟ میں نے کہا کہ حضرت میں پورے شہر کے لوگوں سے واقف ہوں میرا کثرت سے یہاں آنا جانا ہے، یہاں کوئی بھی صاحب نسبت نہیں ہے۔ حضرت خاموش ہو گئے، کہنے لگے کہ حیرت اس بات پہ ہوئی کہ جب ہم اپنے میزبان کے گھر پہنچے تو ہم نے یاد دیکھا کہ ایک صاحب نسبت بزرگ ان کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں، یہ نسبت کا نور کہلاتا ہے جس کو اہل نظر دیکھتے ہیں۔

اور ایک واقعہ ان کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحمن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عاجز کو سنایا۔ کہنے لگے کہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی سفر پر تشریف لے گئے تھے، پیچھے حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سفر سے ہوتے ہوئے اچانک ہمارے گھر تشریف لے آئے۔ کہنے لگے میں حضرت کے آنے پر بہت خوش ہو گیا، بڑی عمر کا تھا، جوان تھا، میں نے حضرت کو بٹھایا اور عرض کیا کہ جی ابا جی تو تشریف لے گئے ہیں مگر آپ یہاں ٹھہریں، کھانا کھائیں، آرام فرمائیں، پھر آگے سفر پر تشریف لے جائیں۔ فرمانے لگے کہ ہاں میں اسی لیے یہاں آیا ہوں۔ کہنے لگے کہ جب میں نے ان کے سامنے دسترخوان لگایا تو حضرت! ایسے غور سے پورے کھانے کو دیکھ رہے ہیں مگر ہاتھ آگے نہیں بڑھاتے، میں نے ہاتھ دھلوائے تھے، میں نے کہا کہ حضرت کھانا نوش فرمائیں۔ تو حضرت نے میری طرف دیکھ کر غصے سے فرمایا کہ تمہارے گھر میں یہ سؤر کیسے داخل ہوا؟ کہنے لگے کہ میرے تو پسینے چھوٹ گئے۔ میں بھاگا اندر آیا، میں نے اماں جی کو کہا کہ اماں جی! حضرت تو کھانے کی طرف ہاتھ ہی نہیں بڑھا رہے اور فرما رہے ہیں کہ تمہارے گھر میں یہ سؤر کہاں سے داخل ہوا؟ یہ کہنا تھا کہ اماں جی کی آنکھوں میں آنسو آگئے، یہ میری غلطی ہے، یہ میرے ہمسائے کی عورت اتنی قریب کی عورت ہے، یہ اتنے عرصے سے میرے پیچھے لگی ہوئی تھی کہ جب تمہارے پیر صاحب آئیں گے تو کبھی مجھے بھی کھانا پکانے کی خدمت کا موقع دینا۔ تو پڑوسیوں کی مروت

میں میں نے اس کو کھانا پکانے کی اجازت دے دی، مجھے نہیں پتہ تھا کہ ان کے مال کے اندر سود شامل ہوتا ہے، تو اماں جی نے اپنے گھر کا کھانا بنایا، جب میں یہ لے کر پہنچا تو حضرت صدیقی ﷫ نے نوش فرمایا۔ یہ نورِ فراست ہوتا ہے اللہ والوں کو مل جاتا ہے۔

حضرت علاؤ الدین شاہ صاحب ﷫ کا نورِ فراست:

ایک واقعہ اس عاجز کی اپنی زندگی میں بھی پیش آیا۔ کیونکہ یہ اس موقع کے متعلق ہے، ورنہ اس عاجز کو عادت نہیں ہے واقعات سنانے کی۔ بہت ابتدا تھی جب حضرت نے اجازت دی، اس وقت عمر بھی ذرا جوانی کی تھی تو اس کے کچھ عرصہ بعد ایک ہمارے ساتھی تھے جس کے ساتھ اس عاجز کا محبت اور اصلاحی تعلق ہو گیا۔ ہمیں ایک جگہ شرکت کے لیے جانا تھا۔ گاڑی میں یہ عاجز تھا اور وہ صاحب ڈرائیو کر رہے تھے۔ ہم لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر نکلے، ایک جگہ شہر آتا تھا، تو میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ کو میں ایک اللہ والے کی زیارت کرواتا ہوں مگر ایک شرط ہے کہ جب ہم وہاں پہنچیں گے تو نہ آپ نے جوتے اٹھانے ہیں، نہ آپ نے پیچھے چلنا ہے، نہ بات چیت میں یہ پتہ چلوانا ہے کہ ان میں ایک استاد ہے اور ایک شاگرد ہے، ہم ایسے جائیں گے جیسے دو دوست ہوتے ہیں اور میں اپنی پگڑی اتار کے ٹوپی پہن لوں گا تاکہ ہم ان اللہ والوں کی زیارت کریں، ان سے فائدہ اٹھائیں اور آگے چلے جائیں۔ وہ کہنے لگے جی ٹھیک ہے۔

یہ ہمارے نقشبندیہ سلسلہ کے ایک بزرگ تھے حضرت خواجہ علاؤ الدین شاہ صاحب ﷫ ان کی خانقاہ تھی۔ ہماری کوشش تھی کہ عشا وہاں پڑھ لیں، عشا کے بعد حلقہ ہوگا، بیان ہوگا تو ہمیں زیارت کا موقعہ تو کم از کم مل ہی جائے گا۔ ہم جب وہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

پہنچے تو عام معمول کے مطابق مسجدوں میں عشا کی نماز کو آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا۔ ہم نے گاڑی کھڑی کی، پگڑی اتاری، ٹوپی رکھی، رومال بھی رکھ دیا اور ہم دونوں مسجد کے اندر گئے۔ اندر جا کر حیران ہوئے کہ پوری مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے اور وہ سب صفوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں سمجھ نہ لگی کہ بھئی! یہ نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے یا ویسے ہی بیٹھے ہیں، ہم نے آرام سے پیچھے جوتے اتارے، جب آخری صف کے قریب پہنچے تو مصلے پہ حضرت تشریف فرما تھے، حضرت نے اونچی آواز سے پوچھا: مہمان تشریف لے آئے؟ کوئی بیس صفوں سے زیادہ صفوں میں لوگ بیٹھے تھے ایک آدمی کہتا ہے کہ جی آ گئے۔ فرمانے لگے کہ ان کو اگلی صف میں بھیج دو۔ سب نے راستہ بنا لیا ہم دونوں کو کہا کہ جی حضرت کا حکم ہے آگے تشریف لے جاؤ، ہم اگلی صف میں چلے گئے۔ لیکن اس عاجز کو پھر بھی احساس کہ ہمارا ظاہر تو ایسا ہے جیسے عام نوجوان ہوتے ہیں، اس لیے ہم بس ملیں گے اور آگے چلے جائیں گے۔ حضرت نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد مراقبہ ہوا اور پھر متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔ تعارف کیا، کہاں سے آئے؟ کہاں جا رہے ہیں؟ تو بتایا جی فلاں جگہ سے آئے ہیں، فلاں جگہ جا رہے ہیں۔ دو باتیں کرنے کے بعد فرمانے لگے کہ آپ چھپاتے کیوں ہیں؟ بتاتے کیوں نہیں کہ آپ کو اجازت اور خلافت کس سے ہے؟ مسجد کے اندر بیٹھا ہوں، مجھے اس وقت پسینہ آ گیا کہ یا اللہ! یہ اللہ والے جواسیس القلوب ہوتے ہیں، یہ دلوں کے ایسے جاسوس ہوتے ہیں کہ ظاہر میں پہچان کی کوئی صورت نہیں تھی، کیسے انہوں نے پہچان لیا؟ اس وقت میں نے کہا کہ جی ہاں حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ چکوال میں ہیں اور انہوں نے اس عاجز کو اجازت دی ہے۔ فرمانے لگے کہ تم چاہے چھپاؤ، میں یہاں عشا کی نماز پڑھنے کے لیے جب کھڑا ہوا، تو میرے ایک دوست نے اقامت کہی

شروع کر دی، اس وقت میرے دل میں الہام ہوا کہ دو مہمان نماز کے لیے آنا چاہتے ہیں، تم ان کا انتظار کرو۔ کہنے لگے میں وہیں بیٹھ گیا۔ آدھے گھنٹے سے امام مقتدی سارے لوگ بیٹھے ہیں، اب آپ لوگ آئے ہیں تو ہم نے نماز پڑھی۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ نور فراست کی کیا نعمت ہوا کرتی ہے؟

حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا نور فراست:

بالکل اسی طرح کا واقعہ ہمارے حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ ایک مرتبہ حضرت ایک علاقے میں تھے اور اس علاقے میں حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، دین پور شریف کا علاقہ تھا۔ حضرت کا خیال ہوا کہ میں حضرت کی زیارت بھی کر لوں، پھر خیال ہوا کہ میرے ساتھ مریدین کی جماعت ہے اور اللہ والوں کے سامنے اس طرح پیر بن کے جانا ادب کے خلاف ہے تو اس لیے جانا ٹھیک نہیں۔ تو حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ اکثر باتوں میں حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جو ان کے اجل خلیفہ تھے ان سے مشورہ فرماتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے بات کی۔ حضرت خواجہ عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ بڑے زیرک اور سمجھدار تھے، انہوں نے کہا کہ حضرت! آپ تشریف لے جائیں مگر اس کا طریقہ یہ ہو کہ یہ آپ کی جماعت میں کئی پٹھان لوگ ہیں تو اتنے گورے چٹے نورانی چہروں والے آپ کے خلفا بھی پیر لگتے ہیں۔ تو آپ اپنا عمامہ کسی کو دے دیں، عصا کسی کو دے دیں، جیکٹ اتار کے کسی کو دے دیں اور ان حضرات کو جو آپ کے خلفا ہیں منور چہرے والوں کو آگے چلائیں تاکہ وہ پیر نظر آئیں اور آپ ان کے درمیان میں چلیں، یہ جماعت جائے اور حضرت کا دیدار کر کے مصافحہ کر کے اور واپس آجائے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو پسند فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ایسے ہی ہوا، تو حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے ٹوپی پہن لی اور چھپ گئے درمیان میں۔ اور وہ حضرات جن میں سے کوئی شیخ الحدیث تھے، کوئی مہتمم تھے، بہت منور شخصیتیں تھیں، وہ آگے آگے۔ کہتے ہیں جب یہ پوری جماعت دین پور بستی کے باہر پہنچی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقامی لوگوں کی جماعت کو لے کر وہاں استقبال کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ تو جب یہ جماعت کے لوگ آگے گئے تو جیسے جیسے یہ قریب پہنچتے رہے تو حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ یوں ہٹاتے رہے۔ جو آگے پہنچے گئے وہ ہٹتے گئے، بٹتے گئے، جب حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو انہوں نے گلے لگا لیا۔ اس پر حضرت کا ایک عاشق صادق پنجابی نوجوان مرید تھا، اس کو حال پڑ گیا اور اس نے حال میں یہ کہنا شروع کر دیا۔

پیرا تو چھپناں وی چاہویں تے چھپ نہیوں سکدا

''میرے مرشد! آپ چھپنا بھی چاہیں تو چھپ نہیں سکتے''

تو یہ نورِ فراست تھا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نورِ فراست:

کہتے ہیں کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک نوجوان آیا وہ شکل و صورت سے بہت منور شخصیت نظر آتی تھی، گورا چٹا، داڑھی بھی رکھی ہوئی، عمامہ بھی باندھا ہوا، جبہ بھی پہنا ہوا، حضرت کے پاس آیا اور آکر کہنے لگا کہ حضرت! یہ جو حدیث پاک ہے۔

﴿اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ﴾

''مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

اس کا کیا مطلب ہے؟ تو جیسے اس نے یہ بات کی تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اس کا چہرہ دیکھا، فرمایا کہ او نصرانی کے بیٹے! اس کا مطلب یہ کہ تو کلمہ پڑھ لے اور مسلمان ہو جا۔ اس نوجوان کو پسینہ آ گیا، کہنے لگا کہ واقعی میں عیسائی ہوں، عیسائیوں نے مجھے کہا کہ تم یہ وضع قطع بنا کر جاؤ اور اس کا مفہوم پوچھنا اور جب وہ سمجھائیں تو کہنا کہ آپ کو تو اتنی بھی فراست نہیں کہ پوچھنے والا مسلمان ہے کہ نہیں، میں تو امتحان کی غرض سے آیا تھا، آپ نے مجھے پہلے ہی پہچان لیا، اب آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیں۔

تو یہ نور فراست ہوتا ہے۔ لیکن یہ ملتا ہے جب انسان ظاہری نظر کی احتیاط کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ باطنی نظر عطا فرما دیتے ہیں۔

بدنظری سے جی نہیں بھرتا:

یاد رکھیں بدنظری سے کبھی سیری نہیں ہوتی، کبھی دل نہیں بھرتا، جتنی زیادہ کرتا چلا جائے گا اتنا اور کرنے کو دل چاہے گا۔ یہ خارش والی جگہ کی طرح ہوتی ہے، کئی لوگوں کو خارش ہوتی ہے تو وہ جتنا کھجلائیں، اتنا زیادہ کھجلانے کو دل کرتا ہے، یہ بدنظری کا گناہ ایسا ہی گناہ ہے۔ شیطان دل میں ڈالتا ہے، چلو تم ایک دفعہ کر لو پھر نہ کرنا۔ حالانکہ ایک دفعہ کر کے پھر کتنی دفعہ اور کرنے کو دل چاہتا ہے۔ بدنظری انسان کے دل پر گہرا زخم لگاتی ہے۔ بدنظری سے بوڑھے بھی محفوظ نہیں رہتے۔ اس لیے کہ باقی گناہ کرتے ہوئے تو بندے کو ڈر ہوتا ہے، کوئی صوفی صاحب ہیں، کوئی عالم صاحب ہیں، کوئی حاجی صاحب ہیں، جھوٹ بولتے ہوئے ڈریں گے کہ جھوٹ کا پتہ چل گیا تو بدنامی ہو گی۔ چوری کرتے ہوئے ڈریں گے، پتہ چل گیا تو بدنامی ہو گی۔ اور کوئی الٹا کام کرتے ہوئے ڈریں گے، لیکن بدنظری ایسا گناہ ہے کہ اس کو کرنے سے بدنامی کا کوئی ڈر ہی نہیں۔ بدنظری کر کے بھی حاجی صاحب حاجی صاحب ہیں۔ کسی کو کیا پتہ؟

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی ساتھ لگا تھوڑی دیکھ رہا ہوتا ہے۔ تو بدنظری کا سوائے اللہ کے کسی کو پتہ نہیں چل سکتا۔ اس لیے اس سے بوڑھے بھی محفوظ نہیں۔

بدنظری کے نقصانات:

○ ہمارے اکابر نے فرمایا: ''بدنظری نفس کا تیج ہے''

○ بعض بزرگوں نے کہا: بدنظری زنا کی سیڑھی ہے۔

○ بدنظری سے عمل کی توفیق چھین لی جاتی ہے، کئی مرتبہ آدمی دیکھتا ہے تا کہ نماز پڑھنے کو دل نہیں کرتا، تلاوت کرنے کو دل نہیں کرتا، یہ نہیں ہے کہ بندے کا دل نہیں کرتا، اصل میں اس سے توفیق چھین لی جاتی ہے۔

○ بدنظری سے قوت حافظہ کمزور ہو جاتی ہے۔

○ بدنظری کرنے والے شخص سے شیطان پرامید رہتا ہے۔

شیطان کو امید لگی رہتی ہے کہ یہ ادھر اُدھر دیکھتا رہتا ہے کسی وقت بھی یہ قابو میں آ جائے گا۔

○ ہمارے مشائخ نے لکھا کہ بدنظری کرنے والے انسان کے جسم سے بو آتی ہے۔ جس کو اہل نظر پہچان جاتے ہیں۔

○ بدنظری کرنے والے انسان کے چہرے پر سیاہی ہوتی ہے۔ جس کو اہل نظر پہچان لیتے ہیں۔

بدنظری کی وجہ سے ایمان سے محرومی:

بدنظری سے اللہ رب العزت کی غیرت کو جوش آتا ہے کیونکہ یہ بدنظری ایسا گناہ ہے کہ بسا اوقات ایک بدنظری کرنے پر آدمی ایمان سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے کتنے ہی واقعات ہیں کہ ایک بدنظری پر ایمان جاتا رہتا ہے۔ تو اس پر علما نے بڑی تفصیل لکھی ہے کہ چوری کرنے پر ایسا نہیں ہوتا، ڈاکہ مارنے پر ایسا نہیں ہوتا، زنا کرنے پر ایسا نہیں ہوتا، شراب پینے پر ایسا نہیں ہوتا، یہ بدنظری اتنا بڑا گناہ کیسے ہو گیا کہ اس کے کرنے سے ایمان سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ تو پھر علما نے اس کا جواب لکھا، وہ فرماتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ باقی کام تو گناہ ہیں لیکن یہ بدنظری گناہ بھی ہے اور گناہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا بھی معاملہ ہے۔ پروردگار کو غیرت آتی ہے کہ او بندے! میں نے کیا کیا نعمتیں تجھے دیں، تو اب میری ذات کو چھوڑ کر محبت کی نظریں میرے غیر کی طرف اٹھاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس غیرت کی وجہ سے ایمان کی دولت سے محروم فرما دیتے ہیں، اس لیے یہ بہت خطرناک گناہ ہے۔

ابن جوزی رحمہ اللہ نے باقاعدہ واقعہ لکھا ہے اور وہ بڑے محتاط لکھنے والے ہیں۔ ایک آدمی نے ایک مرتبہ بدنظری کی اور اس کی وجہ سے وہ ایمان سے محروم ہو گیا۔

اس لیے یہ بدنظری انسان کے دل کے لیے زہر کی مانند ہے تو چاہیے کہ اس زہر سے انسان اپنے آپ کو بچائے۔

مرنے کے بعد دل کا حال:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ایک عجیب بات لکھی فرماتے تھے:

حَالُ الْعَبْدِ فِي الْقَبْرِ كَحَالِ الْقَلْبِ فِي الصَّدْرِ

''کہ انسان کا قبر میں وہی حال ہوگا جو حال سینے میں اس کے دل کا ہوا کرتا ہے۔''

کہ انسان کے سینے میں جو کیفیت اس کے دل کی ہوگی، وہی کیفیت قبر میں جا کر بندے کی بنے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے عذابوں سے محفوظ فرمائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرا زہر

فضول الطعام

انسان کے قلب کے لیے جو چیزیں زہر کی حیثیت رکھتی ہیں جن چیزوں سے دل مریض بنتا ہے ان میں تیسری چیز ہے:

فُضُوْلُ الطَّعَام

فضول کھانا، مشکوک کھانا

کھانا انسان کی ضرورت ہے لیکن اگر اس میں بے احتیاطیاں ہوں تو یہ چیز انسان کے قلب کے لیے ظلمت کا سبب بن جاتی ہے۔

دین اسلام میں رزق حلال کی اہمیت:

دین اسلام نے رزق حلال کو فَرِیْضَةٌ مِنْ بَعْدِ الْفَرَائِض (فرائض کے بعد ایک فرض) کہا۔ لہٰذا جو آدمی اپنے کام کاج کے لیے جاتا ہے، محنت مشقت کرتا ہے، اس کو نفلیں پڑھنے والے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب آپ ﷺ نے مصافحہ فرمایا تو ان کا ہاتھ بہت سخت تھا۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں پتھر توڑتا ہوں میرا کام ایسا ہے کہ میرے ہاتھ سخت ہو گئے، گٹے پڑ گئے ہیں تو نبی ﷺ نے اس کے ہاتھ کو دیکھ کر فرمایا:

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ

ہاتھ سے مزدوری کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو جو انسان رزق حلال کے لیے محنت کر رہا ہوتا ہے وہ اس فریضہ کو پورا کرنے کے لیے کوشش کر رہا ہوتا ہے۔

خوراک کا قلب پر اثر:

اگر رزق حلال خود بھی کھائے، اہل خانہ کو بھی کھلائے اور بچوں کو بھی کھلائے تو اس کی برکتیں اس کے گھر میں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ آج یا تو رزق حلال کمانے میں کوتاہی ہوتی ہے، یا رزق حلال کماتے ہیں اور بے احتیاطی اور غفلت سے اس میں حرام شامل کر بیٹھتے ہیں۔ دودھ کا پیالہ ہو تو پیشاب کا ایک قطرہ اس کو ناپاک بنانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور سود کی حرمت تو اس پیشاب سے بھی زیادہ ہے۔ تو اس بارے میں احتیاط نہیں کرتے محتاط نہیں ہوتے جس کی وجہ سے اس کے اثرات پھر قلب میں آ جاتے ہیں۔

مخرج کی وجہ سے مدخل کا علم:

یہ طے شدہ بات ہے کہ جو مال حرام طریقے سے کمایا جاتا ہے وہ حرام جگہوں پر ہی لگا کرتا ہے۔ چنانچہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمیں چیزوں کے مخرج کی وجہ سے ان کے مدخل کا پتہ چل جاتا ہے۔ بندے کا پیسہ جہاں خرچ ہو رہا ہوتا ہے اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ آتا کیسے رہا ہے؟ کسی نے پوچھا کہ حضرت! آپ نے اتنی بڑی بات کیسے کر دی؟ فرمانے لگے: یہ دس دینار اور بازار میں جو بندہ تمہیں ایسا نظر آئے کہ مستحق نہیں ہے یہ اس کو دے دینا۔ یعنی تمہاری نظر میں جو آدمی صدقہ لینے کا مستحق نہیں اس کو دے۔ لیکن ذرا دیکھنا کہ یہ خرچ کہاں کرتا ہے؟ یہ دس دینار لے کر گیا اور شہر میں اس کو ایک لڑکی نظر آئی، بہت خوبصورت، بڑی اچھی اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

پر سلطی، بڑا اچھا لباس اور وہ اپنے ہاتھ میں کچھ لے کر جا رہا تھا۔ تو اس آدمی کے دل میں خیال آیا کہ یہ آدمی بالکل صدقے کا مستحق نہیں، میں اس کو دے دیتا ہوں۔ اس نے اس کو دس دینار دے دیے۔ اس اللہ کے بندے نے جب دس دینار لے لیے پہلے گھر کی طرف جا رہا تھا، پھر بازار کی طرف جانا شروع کر دیا۔ یہ بھی پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اس کو کیا پتہ کہ یہ میرے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ تو اس بندے نے آگے جا کر وہ تھیلا پھینک دیا اور دکان سے جا کر سبزی خریدی، گوشت خریدا، دس دینار کا کھانے پینے کا سامان خریدا اور ایک گھر میں داخل ہو گیا۔ اب اس نے تو پوری تحقیق کرنی تھی، کسی بندے سے کہا کہ یار مجھے اس کا حال معلوم کر کے دو! تو پڑوسی نے کہا کہ میری ان کے ساتھ بے تکلفی ہے، چنانچہ اس نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ آج آپ کے ساتھ کیا حالات پیش آئے؟ اس نے کہا میں سید گھرانے سے ہوں، ہمارے گھر میں آج چوتھا دن فاقے کا تھا، نہ گھر کی عورتوں نے کچھ کھایا، نہ میں نے کچھ کھایا اور آج ہمارے اوپر حرام کھانا بھی جائز بن گیا۔ میں گھر سے نکلا کہ میں کچھ لے کر آتا ہوں تو مجھے راستے میں سے کوئی مری ہوئی بکری ملی، تو میں نے اس کا گوشت کاٹ کے اس تھیلے میں لیا کہ گھر والوں کو کہتا ہوں کہ یہ پکاؤ اور کھاؤ، راستے میں آ رہا تھا کہ مجھے اللہ کا کوئی بندہ مل گیا جس نے مجھے دس دینار دے دیے، اب میرے لیے اس گوشت کا کھانا حرام تھا تو اس کو میں نے پھینک دیا۔ اور دس دینار کا میں گوشت لیا، آٹا لیا، سبزی لی اور گھر لایا۔ آج ہمارے گھر میں اس صدقے کے پیسے کا کھانا پکا اور ہم کھا رہے ہیں اور جس نے دیا اس اللہ کے بندے کو دعائیں دے رہے ہیں۔ وہ بڑا حیران ہوا، اس نے آ کر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو پورا واقعہ سنایا۔

اس نے کہا کہ اب ایسا کرو کہ اپنے دس دینار لے کر آؤ اور پورے شہر میں جو

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے زیادہ مستحق بندہ نظر آتا ہو کہ اس سے زیادہ تو اور کوئی صدقے کا محتاج ہے نہیں، اس کو دے دو۔ اب وہ دس دینار لے کر نکلا، دیکھتے دیکھتے اس کو ایک جگہ لنگڑا آدمی نظر آیا اور وہ مانگ بھی رہا تھا۔ اس کے ذہن میں خیال آیا کہ اس زیادہ معذور بندہ کون ہوگا؟ جو کما ہی نہیں سکتا اور مانگ بھی رہا ہے اس نے دس دینار اس کو دے دیے۔ وہ دینار لے کر وہاں سے چلا یہ بھی اس کے پیچھے پیچھے، تو وہ لنگڑا ایک ایسی دکان پر پہنچا، جہاں پر نشے کی چیزیں ملتی تھیں، پہلے تو اس نے کچھ پیسوں سے نشے کی چیزیں خریدیں۔ اور پھر وہاں سے جو نکلا تو ایک اور طرف، اب یہ بھی کچھ فاصلہ رکھ کر پیچھے پیچھے رہا۔ یہ حیران ہوا کہ دیکھا کہ یہ جوان لنگڑا بقیہ پیسے لے کر ایک طوائف کے گھر داخل ہو گیا اور وہاں زنا کاری کا مرتکب ہوا۔ تو اس کے پیسے جو حرام طریقے سے کمائے ہوئے تھے اس نے اپنی طرف سے مستحق بندے کو دیے اس نے بھی حرام چیزوں پر لگائے اور جو حلال طریقے سے آئے ہوئے پیسے تھے وہ دینے والے نے غیر مستحق کو دیے مگر وہ بھی بہترین جگہ پر خرچ ہو گئے۔ تو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جیسا مال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسی جگہ پر لگوا دیا کرتے ہیں۔ اس لیے ہر بندے کی بس کی بات نہیں ہوتی، مسجد بنانا، مدرسہ بنوانا، نیک کاموں میں لگانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

واقعہ ۲:

مجھے یاد ہے یہ کوئی ۱۹۸۶ کے قریب کا زمانہ تھا تو امریکہ میں کسی جگہ ایک مسجد اور مدرسہ بنانا تھا، تو اللہ توکل ہم نے ابتدا کر دی۔ وہاں کی کمیونٹی کے لوگ بڑے جوش جذبے میں، مجھے کہ جتنی جلدی سے جلدی اللہ کا گھر بنائیں، کیونکہ اس سے پہلے ہم چرچ کا ہال کرائے پر لے کر چرچ میں تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اب وہاں سے جب

www.besturdubooks.wordpress.com

نکل کے آتے تو کچھ کمروں میں ہمیں مورتیاں نظر آتیں تو ہمارا بڑا دل کرتا تھا اور ہم دعائیں مانگتے کہ اے اللہ! ہمیں اپنا گھر دے دے۔ اللہ کی شان کہ ایک ختم قرآن کے موقع پر دعا مانگتے ہوئے اس عاجز کی زبان سے یہ لفظ نکلا، اے اللہ! آئندہ سال تو اپنے گھر میں تراویح کی توفیق عطا فرما اور واقعی اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمت ہوئی کہ اگلے رمضان سے پہلے اللہ تعالیٰ نے وہ گھر دے دیا اور وہاں پر تراویح اور نماز جمعہ سب کچھ باقاعدہ شروع ہو گیا۔

جن دنوں میں کام شروع ہو رہا تھا ایک صاحب میرے پاس آئے، کہنے لگے: حضرت صاحب! بس آپ میرا پردہ رکھ لینا میرے حالات بالکل اچھے نہیں ہیں اور میں تو سوڈالر دینے کا بھی اہل نہیں ہوں، لوگوں کی نظر میں میرا وقار بنا ہوا ہے، اب اگر میں کہوں گا میں نہیں دے سکتا تو سارے مجھے طعن کریں گے، تو آپ میرا پردہ اس طرح سے رکھ لینا کہ مجھے جو کہو گا دو! میں کہوں گا میں نے حضرت صاحب کو دے دیا۔ اور آپ بھی کہہ دینا کہ جی اس نے مجھے دے دیا۔ اس نے سوڈالر مسجد کے لیے دیے میں نے سوچا کہ بندے کے حالات اچھے نہیں، مجھے کیا غرض کسی کو بتانے کی کہ کس نے کتنا دیا؟ خیر اس نے بڑے کامیاب طریقے سے سوڈالر دے کے لوگوں میں اپنا وقار اسی طرح بحال رکھا۔ جو پوچھتا آپ نے کتنا دیا؟ او جی میں نے جو دینا تھا میں جا کے دے آیا، ہم بھی چپ رہے ایک مومن کی ستر پوشی اچھی چیز ہے۔ خیر مسجد اللہ نے بنانی تھی وہ بن گئی مگر چار مہینے کے بعد مجھے حیرت اس بات پر ہوئی کہ وہ اللہ کا بندہ ایک مرتبہ نماز پڑھ کر نکل رہا تھا اور میرے پاس یونیورسٹی کا ایک نوجوان آیا تھا جو تین چار دن پہلے اپنی غفلت بھری زندگی سے توبہ تائب ہوا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مجھے کہنے لگا کہ حضرت! تین چار دن پہلے یہاں پر ایک کوئی بڑی انڈین گلوکارہ (گانا

www.besturdubooks.wordpress.com

گانے والی) آئی تھی اور اس کی ٹکٹ ایک ہزار ڈالر فی پرسن رکھی گئی تھی، میں بھی اس مِٹن کھیا تھا اور یہ جو بندہ ہے یہ سب سے پہلے لائن میں کھڑا تھا اور اس نے اپنے گھر کے بارہ بندوں کی ٹکٹیں خریدی تھیں۔ اندازہ لگائیں جو بندہ مجھے کہہ رہا ہے کہ میں مسجد میں ایک سو ڈالر بھی نہیں لگا سکتا، وہ ایک فلمی گانے والی کا گانا سننے کے لیے اپنے گھر کے بارہ بندوں کی ٹکٹیں بارہ ہزار ڈالر میں خرید رہا ہے۔ مجھے اس دن بہت رونا آیا میں نے کہا: اللہ! بندہ خرچ نہیں کرتا آپ چاہتے ہیں تو قبول کر لیتے ہیں بندے کے بس کی بات نہیں۔

تو ہوتا یہ ہے کہ جو بندہ حلال طریقے سے حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مال کو بھی اچھی جگہوں پر لگاتے ہیں، جہاں مدتوں اس کو صدقہ جاریہ ملتا رہتا ہے اور جو اِدھر اُدھر کا معاملہ ہوتا ہے تو اس کا انجام بھی ویسا ہی ہوتا ہے۔

رزقِ حرام کی نحوست:

تو پہلی کوشش تو سالک کو یہ کرنی چاہیے کہ چاہے تھوڑا ہی ہو لیکن رزق حلال ہو۔ اس لیے کہ جس نے حلال حرام کا خیال چھوڑ کر فقط پیسے سمیٹنے کی کوشش کی وہ اپنے گھر میں پیسے کا انبار تو لگا لے گا لیکن اپنی بیوی اپنی اولاد کو نافرمان بنا لے گا۔ اکثر اوقات اولادوں کے نافرمان ہونے کی وجہ رزق حرام ہوتا ہے۔ ہمارے مشائخ نے یہ لکھا کہ جو بچہ حرام مال سے پلتا ہے اس کا جو نشو حرام مال سے پیدا ہوا اس نشو میں گدگدی ہوتی رہتی ہے، جب تک کہ وہ حرام کا مرتکب نہ ہو جائے۔ خواہ مخواہ پھر اپنی بیویوں کو ڈانٹتے ہیں، بیٹیوں کو ڈانٹتے ہیں، بچوں کو ڈانٹتے ہیں، جب تم نے ان کو حرام کھلایا تو ان کو گناہ کیے بغیر چین ہی نہیں آتا۔ اب وہ کیسے تمہاری عزت کا خیال رکھیں؟ بیٹا ہے تو راتیں باہر گزاریں گی، بیٹی ہے تو وہ چھپ چھپ کر ایسی حرکتیں کرے گی جو خاندان کی

ناک کٹوانے کا باعث بنیں گی۔ انسان سمجھتا ہے کہ اولاد نے مجھے برباد کر دیا حالانکہ اس نے اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو خود برباد کر دیا۔ یہ سب بنا ہوا ہے گھر میں حرام کو لے کر آیا۔

حرام اور حلال کے بارے میں بندے کی طبیعت بالکل صاف ہونی چاہیے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کے بچے بڑے ادب والے اچھے ہوتے ہیں، کیوں ہوتے ہیں؟ رزقِ حلال کی برکت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان بچوں کے دل میں ماں باپ کی عظمت، محبت، ادب ڈال دیتے ہیں۔

اکابر کی رزقِ حلال میں احتیاط:

اس لیے ہمارے اکابر رزقِ حلال کے بارے میں بہت زیادہ محتاط رہتے تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کی دکان کرتے تھے، جوانی کی عمر تھی، مگر اس امت میں تجارت یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کر کے دکھائی یا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کر کے دکھائی۔ کیا پیاری تجارت تھی!

۞..... ایک دفعہ عصر کے وقت دکان بند کر کے آ رہے ہیں، کسی نے کہا: نعمان! آپ تو مغرب کے وقت دکان بند کرتے تھے، آج جلدی کیوں کر دی؟ کہنے لگے کہ آسمان پہ بادل آ گئے اور جب آسمان پہ بادل ہوں تو کپڑے کی کوالٹی کا ٹھیک اندازہ نہیں ہوتا، میں نے دکان بند کر دی کہ کوئی آدمی کم قیمت کپڑے کو قیمتی سمجھ کر مجھ سے دھوکہ نہ کھا لے۔

۞..... چنانچہ ایک کپڑے کا ایک تھان تھا جس کے اوپر کچھ داغ لگا ہوا تھا، آپ نے اپنے کام کرنے والے بندے کو کہا کہ جو بندہ یہ خریدنا چاہے تو اس کو بتا دینا کہ بھئی اس پہ یہ داغ لگا ہوا ہے، پھر جتنی رقم وہ طے کرے اس پر اس کو دے دینا۔ آپ کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

کام سے لیے چلے گئے، جب واپس آئے تو اس سے پوچھا کہ وہ تھان نظر نہیں آرہا؟ اس نے کہا کہ جی کوئی بندہ لے گیا، کیا اسے بتا دیا تھا اس داغ کے بارے میں؟ جی میں تو بھول گیا تھا۔ کتنے میں تھان بیچا؟ اس نے قیمت بتائی، مثال کے طور پر سو دینار میں بیچا۔ آپ نے کہا: اس کی رقم مجھے دو، آپ نے پوچھا کہ اس کی شکل صورت کیسی تھی؟ لباس کیسا تھا؟ اس نے بتایا کہ جی ایسا ایسا تھا، اور اس گلی میں یوں گیا ہے؟ اس زمانے میں بڑے شہر تو ہوتے نہیں تھے، حضرت اس کے پیچھے گئے، دو چار گلیوں کے بعد وہ بندہ مل گیا۔ جب بندہ ملا تو آپ نے اس کو کہا کہ معاف کرنا وہ کام کرنے والا بچہ بھول گیا اور آپ کو بتا نہ سکا کہ کپڑے کے اوپر تو ایک داغ لگا ہوا تھا آپ جس کپڑے کو اچھا سمجھ کے لے جا رہے ہیں وہ اتنی کوالٹی کا نہیں ہے۔ میں آپ کی قیمت لے کر آیا ہوں اس میں آپ جتنے پیسے واپس لینا چاہیں آپ لے لیں اور جو آپ دینا چاہیں وہ پیسے دے دیں۔ اس نے امام اعظم کا چہرہ دیکھا، اس وقت تو وہ نعمان بن ثابت تھے، ابھی امام اعظم نہیں بنے تھے۔ اس نے ساری رقم لے لی اور اتنی رقم اس نے دوسری جیب سے نکال کے اور دے دی، آپ نے پوچھا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ کہنے لگا: نوجوان! تم نے سچ بولنے کی انتہا کر دی اور تمہاری دیانت سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں بھی تمہیں کھوٹے پیسے دے کر آرہا تھا، میں نے کھوٹے پیسے لے کر تمہیں کھرے پیسے دے دیے۔

⊙ ...... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کے غلام نے ایک مرتبہ کھانے کو کوئی روٹی دی آپ نے نوش فرمالی۔ غلام نے بعد میں بتایا کہ جی میں تو ایک مرتبہ کسی قوم کے پاس گیا تو کوئی جھاڑ پھونک کوئی سحر کا عمل کیا تھا جس سے انہیں فائدہ ہوا۔ انہوں نے اس کی وجہ سے مجھے کچھ پیسے دیدیے تو اس کمائی کے پیسوں سے میں نے یہ روٹی لی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے پانی پیا اور اپنے حلق میں انگلی ڈال اور قے کر دی، جو لقمے کھائے تھے سارے کے سارے باہر نکال دیے۔ کسی نے کہا کہ حضرت! آپ نے دو چار لقموں کی خاطر اتنی تکلیف اٹھائی، فرمانے لگے کہ اگر مجھے یہ پتہ چل جاتا کہ میری جان نکلنے کے ساتھ یہ لقمہ نکلیں گے تو میں پھر بھی نکالنے سے پیچھے نہ ہٹتا۔

مشتبہ مال سے گھر میں بے برکتی:

اس لیے ہمارے اکابر معاملات کا بڑا ہی خیال رکھتے تھے، رزق حلال گھروں میں لاتے تھے، گھروں میں برکتیں آتی تھیں۔ آج حرام کے مل جانے کی وجہ سے وہ برکتیں ختم ہو گئیں۔ چنانچہ گھر کے جتنے لوگ ہوتے ہیں کئی جگہوں پر سارے کے سارے کمانے والے ہوتے ہیں خرچے پھر بھی پورے نہیں ہوتے۔ پیسہ آنے کا تو پتہ چلتا ہے جانے کا پتہ ہی نہیں چلتا، یہ بے برکتی کیوں؟ یہ اس لیے کہ حلال نہیں ہوتا اس لیے حلال اور حرام کے بارے میں مومن کا ذہن بالکل صاف ہونا چاہیے۔ چاہے تھوڑے پیسے ہوں گے، وہ حلال کے ہوں گے تو ان میں برکت ہوگی، وہ ہماری ضرورتوں کے لیے کافی ہو جائیں گے۔ اگر مشتبہ مال ہوگا ہماری ضرورتیں وہ کبھی پوری نہیں کر سکے گا۔

اولاد کی نافرمانی کی وجہ مشتبہ مال:

مشتبہ مال سے ایک تو بے برکتی ہو جاتی ہے اور دوسری صورت یہ کہ انسان کی اولاد اس کا کھانا کھاتی ہے تو وہ اولاد نافرمان ہو جاتی ہے۔ وہ رب کی بھی نافرمان ماں باپ کی بھی نافرمان بنتی ہے۔ منتیں کرو کہ تم نماز پڑھو! نماز میں ان کا دل نہیں لگے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا اور انٹرنیٹ پر پانچ گھنٹے بٹھا دو بیٹھے رہیں گے، انٹرنیٹ پر ان کا بڑا دل لگے گا۔ تو یہ بہت اہم ہے کہ جو بندہ چاہتا ہے کہ میرا دل زندہ رہے اس کو چاہیے کہ لقمہ حلال کا کھائے۔

رزق حلال راہِ سلوک کی شرط ہے:

رزق حلال یہ تصوف کے راستے کی شرط ہے، اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس بندے کی غذا حرام ہو، وہ غلاف کعبہ کو پکڑ کر بھی دعائیں مانگے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعا کو بھی قبول نہیں فرماتے۔

تو رزق حلال کو تو اپنی زندگی کا ایک مقصد بنالیں، یہ نہیں ہوتا کہ بس جو چیز آ گئی ڈالو پیٹ میں۔ پیٹ کو ٹریش کین بنایا ہوا ہے کہ ہر چیز اس میں ڈالتے جاؤ۔ ہمارے حضرات دیکھتے تھے، تحقیق کرتے تھے، پھر اس کے بعد لقمہ لیتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لقمے کے کچھ حقوق لکھے ہیں۔

ان میں سے اس کا پہلا حق یہ ہے کہ کھانے والا تحقیق کرے کہ میں حلال کھا رہا ہوں یا نہیں۔

کبھی حلال میں کچھ حرام شامل ہوتا ہے، مشتبہ مال بن جاتا ہے وہ بھی روحانیت کو برباد کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے، تو مشتبہ مال سے بھی انسان بچے یہ تقویٰ ہے۔

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَ مَا بَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ

حلال بھی واضح ہے، حرام بھی واضح ہے، اس کے درمیان میں مشتبہات ہیں۔

جو ان کو بھی اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دیتا ہے، وہ انسان اللہ کا قریبی بندہ بن جاتا ہے، مقرب بندہ بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دعائیں قبول نہ ہونے کی وجہ:

حجاج بن یوسف کو پتہ چلا کہ اس وقت چالیس حضرات ایسے ہیں کہ جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ کسی نے کہا، ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی تمہارے متعلق بددعا کر دے۔ اس نے کیا کیا؟ کہ ایک حیلے بہانے سے مشتبہ مال ان سب کو کھلا دیا، جب دھوکے سے کھلا دیا تو کہنے لگا کہ اب میں ان کی بددعا سے مامون ہو گیا۔ اب ان کی بددعا سے میرا کچھ نہیں بگاڑے گی۔

یہ وجہ ہوتی ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان دعائیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن اثرات ظاہر نہیں ہوتے، ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرتے۔ نہیں! ہمارے اپنے اندر ہی کمی ہوتی ہے، اگر ایک جگہ پانی سو فٹ سے نکلتا ہے تو آپ پچاس پچاس فٹ کے ایک لاکھ بور نکال لیں تو کسی میں سے بھی پانی نہیں نکلے گا اور اگر آپ ایک بور بھی سو فٹ کا کر دیں گے تو اس میں سے پانی نکل آئے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان کا ایک معیار ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی مدد اتر آتی ہے، جب اس ایمان والے معیار پر اتنے لوگ آ جائیں گے، اللہ تعالیٰ کی مدد اتر آئے گی۔

لقمہ حرام کی ظلمت چالیس روز تک:

حضرت غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سلسلہ کے ایک بڑے بزرگ تھے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تیرہویں صدی کا مجدد کہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قریبی عزیزوں کی ایک دعوت تھی، تو مجھے وہاں کھانا کھانا پڑ گیا اور مال صحیح حلال نہیں تھا۔ کہتے ہیں کہ میری تو ساری کیفیات ختم ہو گئیں۔ میں نے آ کر حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو پوری بات بتا دی۔ کہ صلہ رحمی کی وجہ سے مجھے کچھ کھانا پڑ گیا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

میری تو کیفیات ہی ختم ہو گئیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اب تمہیں پھر توجہات لینی پڑیں گی۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے شیخ کے پاس روزانہ جاتا وہ روزانہ میرے دل پر توجہ ڈالتے۔ چالیس دن متواتر توجہات لینے کے بعد ایک مرتبہ مشتبہ کھانے کی ظلمت زائل ہوئی۔ اور چالیس دن کس نے توجہات دیں؟ مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کشف عطا کیا کہ میں پوری دنیا کو اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح کہ کوئی ہاتھ کی لکیروں کو دیکھتا ہے۔ یہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا اور یہ لکھنے کے بعد فرمایا: اس کشف کو حاصل ہونے کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت پوری دنیا میں مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ جیسی روحانیت والا بزرگ مجھے کہیں نظر نہیں آتا۔ ایسے بزرگ نے چالیس دن توجہات دیں تب ایک کھانے کی ظلمت دل سے دور ہوئی۔ تو اس لیے کھانے کے معاملے میں حرام سے بھی بچنا چاہیے، مشتبہ مال سے بھی۔

بے نمازی کے کھانے سے پرہیز:

پھر ایک قدم اور آگے، مشتبہ مال سے بھی ایک قدم اور آگے اور وہ کیا؟ کہ بے نمازی عورت کے ہاتھ سے پکے کھانوں سے بھی پرہیز کرنا۔ ہمارے اکابر بھی اس چیز کی پابندی کرتے تھے کہ پکانے والی عورت بے نمازی نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک بے نمازی عورت کی نحوست چالیس گھروں تک جاتی ہے۔

ہمارے حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ بے نمازی آدمی کا پکا ہوا کھانا بالکل نہیں کھاتے تھے۔ یہ تقویٰ کا بہت اونچا معیار ہے، ہم لوگوں کی پہنچ سے بہت اوپر ہے۔ لیکن بتا اس لیے رہا ہوں کہ جن کو اللہ نے اتنا اونچا روحانی مقام دیا وہ کتنی احتیاط

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا کرتے تھے۔ تو ان کے خلیفہ خواجہ عبدالمالک چوک قریشی والے جوان کے ساتھ ہوتے تھے عام طور پر وہی ان کا کھانا بھی بناتے تھے۔ حضرت اپنا گھی بھی ساتھ رکھتے تھے، چاول بھی ساتھ رکھتے تھے، آٹا بھی ساتھ رکھتے تھے، بس اسی کی کبھی روٹی بنا دیتے کبھی کھچڑی سی بنا دیتے اور حضرت تھوڑی سی روٹی کھا لیتے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت کے لیے کھانا بنا کے رکھ دیا، ایک بندہ جو نیا تھا حضرت کو ملنا چاہتا تھا اور دعا وغیرہ کے لیے کہنا چاہتا تھا، وہ میرے پیچھے پڑ گیا کہ حضرت سے مجھے ملاؤ میں نے دعا کروانی ہے، کوئی لسوڑا سا آپ آدمی تھا، ایسا چپکا کہ مجھے کہنا پڑا اچھا بھائی آؤ میں تمہاری بات کرواتا ہوں۔ ہم آکر جب بیٹھے تو اس نے بات کی، حضرت نے اس کو کچھ بتایا، دعا کر دی تو وہ جانے لگا۔ اتنے میں میں دسترخوان بچھانے لگا، اس اللہ کے بندے نے جاتے جاتے وہ پکی ہوئی ہنڈیا اٹھا کر اس دسترخوان کے قریب رکھ دی اور چلا گیا، میں نے دھیان ہی نہیں دیا۔ میں نے جب کھانا سامنے رکھا، تو حضرت نے کہا کہ نہیں میں نے نہیں کھانا، میں حیران ہوا میں نے کہا: حضرت! کھانا میں نے ہی تیار کیا ہے آپ کھا لیجیے، فرمانے لگے کہ تمہیں پتہ نہیں کہ میں جس کھانے کو بے نمازی کا ہاتھ لگا ہو وہ کھانا ہی نہیں کھاتا۔ میں نے کہا: حضرت! کسی نے ہاتھ نہیں لگایا، فرمایا میرے سامنے جھوٹ بھی بولتے ہو، کہنے لگے کہ میرے تو پاؤں کے نیچے سے زمین ہی نکل گئی، حضرت! مجھے تو نہیں سمجھ لگ رہی، میں نے کہا غلطی کیا آپ بتا دیجیے۔ فرمایا: تمہارے سامنے تو اس بے نمازی آدمی نے کھانا اٹھا کر دسترخوان پر رکھا تھا۔ کہنے لگے کہ میں فاقے سے رہوں گا، کھانا نہیں کھاؤں گا۔ کہنے لگے کہ میری آنکھوں سے آنسو آ گئے، میں بھی ویسے سو گیا اور حضرت بھی سو گئے۔ کوئی دو گھنٹے کے بعد حضرت لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے، میں بھی

اٹھ بیٹھا، کہنے لگے: عبدالمالک! عبدالمالک! میں نے ابھی خواب دیکھا ہے کہ کہنے والا کہتا ہے کہ کچھ تقویٰ والے ایسے ہوتے ہیں، ہوتے تو اولیا ہیں لیکن اللہ ان کو انبیا والا تقویٰ عطا فرما دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ وہ لوگ تھے کہ جن کی زبان سے بات نکلتی تھی دوسرے کے دل میں اتر جاتی تھی، لوگ ان کا چہرہ دیکھ کر کلمہ پڑھ لیا کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ اٹھتے تھے اللہ تعالیٰ دنیا کے جغرافیے کو بدل دیتے تھے۔

باوضو کھانے کی برکت:

لیکن ہم اپنے گھروں میں یہ تعلیم تو دے سکتے ہیں تاکہ ہماری بیویاں، ہماری بیٹیاں گھروں میں جو کھانا بنائیں تو باوضو ہو کر بنائیں۔ اچھا آپ تجربہ کر لیں، بیوی بچی کو گھر میں کہیں کہ جو کھانا بنائیں وہ باوضو بنائیں اور کھانے کے دوران وہ ذکر الٰہی کرتی رہیں، اللہ کا ذکر کرتی رہیں، کوئی سورۃ قرآن مجید کی یاد ہے تو وہ پڑھتی رہیں۔ تو باوضو تلاوت قرآن کرتے ہوئے جو کھانا وہ پکانا شروع کریں گی چند دنوں کے اندر آپ کے گھر کی بے برکتی ختم ہو کر آپ کا گھر اللہ کی رحمتوں کا محور بن جائے گا۔ صرف گھر کی عورتیں باوضو ذکر کے ساتھ کھانا پکانا شروع کر دیں۔

جو عورتیں کہتی ہیں کہ ہمارے خاوند کردار کے اچھے نہیں، توجہ نہیں دیتے، پیار نہیں کرتے، ان عورتوں کے لیے یہ ایک بڑا پیارا نسخہ ہے۔ اس خاوند کو دم والا پانی پلانے کی بجائے اور کوئی اور تعویذ پلانے کی بجائے، باوضو اللہ کا قرآن پڑھتے ہوئے کھانا پکا کے کھلائیں۔ یہ کھانا اس کے اندر جائے گا، اللہ تعالیٰ گناہوں کی نفرت اس کے دل میں پیدا فرما دیں گے۔ اس لیے اس نسخے پر زندگی میں عمل [illegible] لوگوں کی زندگی صرف اس عمل سے بدل [illegible]

[illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتی ہوئی عورت کا کھانا کھائیں اور پھر وہ بچے ادب والے بنیں، حیا والے بنیں اور بڑے ہو کر وہ دیندار بن کر آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائیں۔ اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیجیے۔

کھانا پکاتے ہوئے صحابیات کی قرآن پڑھنے کی عادت:

ہمارے اکابر تو اس کا خیال کرتے تھے اور یہ صحابیات کی سنت ہے، ان کی عادت مبارکہ ایسی تھی کہ وہ گھر کے کام کاج کے دوران تلاوت اور ذکر اذکار کرتی رہتی تھیں۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا تنور پر بیٹھی روٹیاں پکا رہی تھی۔ روٹی جب پک گئی تو انہوں نے اپنی روٹیاں اپنے سر پر رکھیں گھر جانے کے لیے، کہنے لگیں: اے بہن! میری روٹیاں بھی پک گئیں اور میرے تین پارے بھی مکمل ہو گئے۔ پتہ چلا کہ جتنی دیر وہ تنور پر روٹیوں کے انتظار میں بیٹھی تھی، اتنی دیر وہ اللہ کے قرآن کی تلاوت کیا کرتی تھی۔ آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں دنیا میں، کئی جگہوں پہ یہ جائزہ جاتا ہے تو کھانا بنانے والے خود بتاتے ہیں کہ جی میری اہلیہ نے کھانا بناتے ہوئے تین مرتبہ سورۃ یٰسین کی تلاوت کی۔ کبھی سورۃ اخلاص تو ہر ایک کو آتی ہے چلو وہی پڑھتی رہیں۔ کوئی چھوٹی سورۃ پڑھتی رہیں، کلمہ کا ذکر کرتی رہیں، اللہ کی یاد کے ساتھ پکا ہوا کھانا انسان کے جسم میں آ کر اسے باخدا انسان بنا دیتا ہے۔

مشتبہ کھانے کا دل کی نورانیت پر اثر:

ایک تو ہے ناجائز حرام چیز سے بچنا، مشتبہ مال سے بچنا۔ لیکن جو اب بات کی جا رہی ہے وہ تو فقل ہے ... کہ کھانا پکانے والا باوضو ہو، نمازی کا پکا ہوا ہو، اس کا بھی اثر ہوتا ہے ...

چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک واقعہ ...

کہ ایک مرتبہ جب وہ نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ جوتے دائیں طرف اور کچھ جوتے بائیں طرف پڑے ہوئے ہیں۔ ترتیب وار یوں رکھے ہوئے ہیں۔ تو حضرت فرماتے ہیں کہ میں متوجہ ہوا کہ یہ تقسیم کیسی ہے؟ پہلے تو نارمل پڑے ہوتے تھے، آج تقسیم کیوں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ محمد معصوم آیا تھا (وہ چھوٹا بچہ (صاحبزادہ) جس کے بارے میں بشارت تھی کہ ایسا بیٹا آپ کو دیں گے جو ساری زندگی اللہ کی حفاظت میں ہوگا، کبیرہ گناہ کا مرتکب کبھی نہیں ہوگا، تو حضرت نے اس کا نام محمد معصوم رکھا) کسی نے بتایا کہ جی محمد معصوم آیا تھا اور وہ کھیلتے کھیلتے کچھ جوتوں کو ادھر کر گیا کچھ جوتوں کو ادھر کر گیا، فرمانے لگے کہ جب میں اور متوجہ ہوا تو مجھے دل میں الہام ہوا کہ دائیں طرف والے اصحاب الیمین ہیں اور بائیں طرف والے اصحاب الشمال ہیں، ادھر والے سعید ہیں اور ادھر والے شقی ہیں۔ کہتے ہیں کہ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اتنے چھوٹے بچے کو ایسا کشف ملا کہ اس نے کھیلتے کھیلتے جوتوں کو یوں کر دیا، فرمانے لگے کہ میں نے حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو فوراً پیغام بھیجا کہ حضرت میرے بیٹے کا ابھی یہ حال ہو گیا تو بڑے ہو کر اس کا کیا حال ہوگا؟ سنبھلنا مشکل ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بھیج دو! خواجہ محمد سعید بڑے تھے، خواجہ معصوم ان سے چھوٹے تھے، دونوں چھوٹی عمر میں ہی بہت اللہ کے نیک بزرگ تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے دونوں بچوں کو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیا۔ خواجہ صاحب نے دہلی کے بازار کا کھانا منگوا کر ان کو کھلایا، ان کا سارا کشف زائل ہو گیا، اس زمانے میں دہلی کے بازار کا کھانا کیا ہوگا؟ اس زمانے میں دہلی کے بازار کا پکا ہوا کھانا کھانے سے ایسا کشف جو ان کے بچوں کو حاصل تھا وہ ختم ہو گیا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ ہم نے سکون کا سانس لیا کہ بچوں کے پاس کوئی ایسی چیز

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں جو فتنے کا سبب بن جائے۔ ان حضرات کو اپنے بچوں کی کیفیات گھٹانی پڑتی تھیں ہمیں اپنی کیفیات بڑھانی ہوتی ہیں، بڑھتی ہی نہیں۔ اس کی وجہ یہ چیزیں ہوتی ہیں کہ ہم نے بے احتیاطیاں کی ہوتی ہیں، نہ نگاہ قابو میں، نہ زبان قابو میں، نہ شرمگاہ قابو میں، نہ پیٹ کا معاملہ قابو میں، تو بندے کے اندر روحانیت کیسے پیدا ہو؟ روحانیت پیدا کرنے کے لیے تو پھر بہت احتیاط کرنی پڑتی ہے۔

پیٹ بھر کر کھانے کی ظلمت:

تو یہ احتیاطیں اور یہ چیزیں تو اپنی جگہ ایک شراس سے اور بھی اوپر ہے۔ کھانا حلال بھی ہے، نمازی بندے نے بھی پکایا، ہر طرح سے ٹھیک ہے، تو ہمارے حضرات فرماتے تھے کہ سب احتیاطوں کے باوجود اگر وہ کھانا تمہارے سامنے آئے تو تم اسے پیٹ بھر کر مت کھاؤ! بس ضرورت کے مطابق کھاؤ جس سے بھوک بجھے، اللہ اللہ خیر سلا۔ یہ بسیار خوری بھی اپنی جگہ ظلمت رکھتی ہے۔ چنانچہ ''تاتارخانیہ'' کی شرح میں لکھا ہوا ہے کہ جو بندہ بسیار خور ہوتا ہے، (بسیار خور کا مطلب بہت زیادہ کھانے والا) اس کی نصیحت کا دوسرے بندے کے دل پر اثر نہیں ہوتا۔ اس عاجز نے یہ بات پڑھنے کے بعد بہت غور کیا تو واقعی اس نتیجے پر پہنچا کہ جو بہت زیادہ کھانے کا عادی ہوتا ہے اس کی تقریر پر لوگ واہ واہ تو کریں گے، اس کی تقریر سن کر زندگیاں نہیں بدلیں گے۔ زندگی ان کی بات سے بدلیں گے جو ہمیشہ کم کھانے کے عادی ہوں۔ مجھے کتنے سال گزر گئے یہ چیز نوٹ کرتے ہوئے کہ جس بندے کو زیادہ کھانے کی عادت ہوتی ہے اس بندے کے وعظ کئی مرتبہ ایسے ہوتے ہیں کہ بندے کو رلا دیتے ہیں، مجمعے کو ہلا دیتے ہیں مگر زندگیاں کسی کی بھی نہیں بدلتیں۔ ادھر ہی لوگ رو کے خالی چلے جاتے ہیں۔ لوگوں کی زندگیاں جو بدلتی ہیں ہمیشہ ان لوگوں کی نصیحت سے جو کم کھاتا ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے ہمارے اکابر جتنے بھی تھے وہ بہت ہی کم کھانے والے تھے۔

اکابر کی مثال اور ہمارا حال:

بلکہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احوال الصادقین'' میں یہ لکھا ہے کہ ہمارے اکابر اتنا کم کھاتے تھے کہ ہفتے میں ایک مرتبہ بیت الخلا جاتے تھے اور ماشاء اللہ دن کی پانچ نمازیں۔ اور ہم چھ اور سات دفعہ بیت الخلا جاتے ہیں کئی مرتبہ تو بیت الخلا کا وقت جمع کر لیں تو اتنا وقت مسجد کے اندر نہیں گزرا ہوتا جتنا بیت الخلا کے اندر گزرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں ایک نوجوان کو روزانہ بیت الخلا جانے کی ضرورت ہونے لگی تو اس کی والدہ نے اسے حکیم کے پاس بھیجا کہ حکیم صاحب اس کو دوائی دو میرے بیٹے کا پیٹ جاری ہو گیا ہے۔

آج کے دور میں کم کھا کر مرنے والوں کی نسبت زیادہ کھا کر مرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ بلڈ پریشر کم کھانے سے ہوتا ہے یا زیادہ کھانے سے؟ یہ باقی کولسٹرول، یہ شوگر کی بیماری یہ سب بیماریاں اسی طرح کی ہیں۔ تو اگر سب شرائط والا کھانا بھی ہو تو بھی بقدر ضرورت کھائیں۔

پیٹ بھرنے کا پیمانہ حدیث کی روشنی میں:

حدیث پاک میں آتا ہے جیسے ترمذی شریف کی روایت ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهِ))

''ابن آدم نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا!''

یعنی انسان جو برتن بھرتا ہے ان میں سب سے برا برتن انسان کا اپنا پیٹ ہے۔

کا پیٹ ہے۔ فرمایا: ف

حَسْبُ ابْنِ آدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ

کہ بنی آدم کے لیے دو لقمے کافی ہیں کہ جن کو کھانے سے اس کی کمر سیدھی رہ جائے۔

حدیث پاک میں ہے کہ اتنا کھائے کہ جس سے اس کی کمر سیدھی رہ جائے بس اتنا کھائے ضرورت کے مطابق۔

وَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ وَثُلُثٌ مِنْ طَعَامِهِ

''اور اگر بے محال ہو تو پھر تیسرا حصہ کھانا کھائے''

اور اگر اس سے زیادہ کھانا ضروری ہے، مثلاً مشقت کا کام کرتا ہے اور اس کی ضرورت ہے تو فرماتے ہیں کہ پیٹ کا تیسرا حصہ کھانا کھائے۔

وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ

اور تیسرا حصہ پانی کے لیے رکھے اور تیسرا سانس کے لیے رکھے۔

چنانچہ پیٹ کے تین حصے بنائے تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

آج کل پیٹ بھرنے کی عادت:

اب اس حدیث پاک کے سامنے ہم اپنی عادتوں کو دیکھ لیں ایک تو ہوتا ہے رمضان کا کھانا اس کو تو علیحدہ کر دیں، کیونکہ رمضان میں روزہ رکھنے کی وجہ سے انسان زیادہ کھاتا ہے۔ جیسے حضرت شیخ الحدیث اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں سحری میں ایسے کھاتا تھا جیسے اونٹ کی بوری بھری جاتی ہے تو رمضان کا کھانا ایک طرف [illegible]

[illegible]

مولانا صاحب نے یہ حدیث سنائی تو اس کو بات سمجھ نہ آئی۔ بعض دفعہ زبان صحیح سمجھ نہ آئے تو بندہ کچھ کا کچھ سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ جب امام صاحب نے یہ مسئلہ بیان کیا تو وہ آ کر یہ کہنے لگا کہ امام صاحب! آپ نے کیا مسئلہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ بھائی میں نے یہی بتایا ہے کہ پیٹ کے تین حصے کرنا چاہئیں۔ اس نے کہا بھئی! ہم تو سیدھے سادے اصول پر کام کرتے ہیں۔ سیدھا سادا اصول کیا ہے؟ کہتا ہے کہ مولانا! جتنی پیٹ میں جگہ ہوتی تو ہم کھاتے ہیں روٹی، اور جو درزیں رہ جاتی ہیں، ان میں سے پانی اندر چلا جاتا ہے، باقی رہ گیا سانس اس کی مرضی، آتا ہے آئے نہیں آتا نہ آئے۔ آج ہماری بھی کھانے کی عادت ایسی ہی بنی ہوئی ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ خُبْزٍ بُرٍّ ثَلٰثَةَ لَيَالٍ سِوَاءً حَتّٰى قُبِضَ

کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تین متواتر راتیں ایسی نہیں گزریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا ہو۔

مدینہ کی پوری زندگی میں تین متواتر راتیں ایسی نہیں گزریں کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔

ایک عابد کی نصیحت:

بنی اسرائیل کے ایک عابد نے نصیحت کی تھی اس نے کہا کہ

لَا تَاْكُلُوْا كَثِيْرًا وَّ تَشْرَبُوْا كَثِيْرًا فَتَنَامُ كَثِيْرًا فَتَخْسَرُوْا كَثِيْرًا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ تم زیادہ نہ کھاؤ کہ پھر تم زیادہ پیو گے اور زیادہ سوؤ گے اور زیادہ خسارہ اٹھانے والے ہوگے۔

اگر زیادہ روٹی کھاؤ گے تو پھر پانی بھی زیادہ پیو گے اور اگر پانی زیادہ پیو گے تو پھر تمہیں نیند بھی خوب آئے گی اور اگر ایسا ہوا تو تم نقصان بھی زیادہ اٹھاؤ گے۔

کم کھانے کے فوائد:

پہلے اکابر تو بہت کم کھاتے تھے لیکن اس زمانے میں ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ جتنی بھوک ہو انسان کھائے لیکن بھوک سے اوپر جس کو کہتے ہیں ٹھونس کر کھانا یہ عادت انسان چھوڑ دے۔ فرماتے ہیں:

إِنَّ مَعْصِيَةَ اللّٰهِ بَعِيْدَةٌ مِّنَ الْجَائِعِ قَرِيْبَةٌ مِّنَ الشَّبْعَانِ

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھوکے انسان کی نسبت پیٹ بھرے انسان سے جلدی ہوتی ہے''

یعنی اللہ تعالیٰ کی معصیت کے قریب بھرا پیٹ بندہ زیادہ قریب ہوتا ہے بہ نسبت خالی پیٹ بندے کے۔

چنانچہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ فاقے کے بڑے فضائل بیان کر رہے تھے، کسی نے کہا کہ حضرت! یہ بھی کوئی ایسی چیز ہے جس کی فضیلت بیان کریں۔ فرمانے لگے کیوں نہیں؟ اس کی سب سے بڑی فضیلت تو یہ کہ اگر فرعون کو فاقے آئے ہوتے تو زندگی میں وہ کبھی انا ربکم الاعلی کے الفاظ نہ کہتا۔ اس نے خدائی کا دعویٰ ہی اس لیے کیا کہ اسے فاقے کبھی نہیں آئے۔

تو بھوکا رہنے سے انسان کی انانیت ٹوٹتی ہے، تکبر ٹوٹتا ہے، غصے میں کمی آتی ہے اور انسان کی شہوت ٹوٹتی ہے۔ جو انسان کہتا ہے کہ مجھے غصہ بہت آتا ہے وہ کم

www.besturdubooks.wordpress.com

کھانے کی عادت ڈالے۔ جو کہتا ہے کہ جی شہوت قابو میں نہیں، حدیث پاک کے مطابق مسلسل روزے رکھے۔ جو کہتا ہے کہ جی میرے اندر اکڑ بہت ہے، کم کھائے عاجزی خود بخود پیدا ہو جائے گی۔

تو کم کھانے کی یہ فضیلتیں ہیں، اسی لیے جو بہت زیادہ پیٹ بھر کر کھانا کھانے والا آدمی ہوگا، ذہین بھی ہوگا تو وہ چست (Quick) نہیں ہوگا۔ دیکھیں کچھ لوگ ذہین تو بڑے ہوتے ہیں مگر تیز نہیں ہوتے۔ ان کا دماغ فوراً نہیں چلتا، تھوڑا ٹھہر کر سوچ کر پھر دماغ میں بات آتی ہے۔ لیکن جو لوگ کم کھانے کے عادی ہوں گے آپ دیکھیں کہ ان کا دماغ بہت تیز عمل کرنے والا ہوگا، تو دنیاداری میں بھی جو کم کھانے والے لوگ ہوتے ہیں تو وہ ہمیشہ تیز ہوتے ہیں، ان کا آئی کیو بہت تیز ہوتا ہے۔

خوب کھا اور خوب عبادت کر:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! کتنا کھانا چاہیے؟ حضرت نے فرمایا: ''تو اچھا کھا مگر کام اچھی طرح کر۔ بھئی! اگر تم مناسب کھانا کھاتے ہو تو پھر عبادت بھی ڈٹ کر کرو۔ جو بیل خوب اچھی طرح کولہو چلائے یا کنواں چلائے تو اس کو چارہ ڈالتے ہوئے مالک کو دکھ تو نہیں ہوتا۔ تو جو بندہ ڈٹ کے عبادت کرنے والا ہو وہ اگر خوب کھا بھی لے تو اس کا خوب کھانا جو ہے وہ بھی معاف ہوگا۔ مگر ہم کھاتے بھی ڈٹ کے ہیں اور عبادات میں سستی بھی پھر ڈٹ کر کرتے ہیں، یہ چیز غلط ہے۔

زیادہ کھانے کی اصلاح کیسے ہوئی:

حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عالم آئے اور وہ کہنے لگے: حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں زیادہ کھانے کا مریض ہوں اور آپ کی خدمت میں آیا ہوں آپ میری اصلاح فرما دیں۔ پوچھا کتنا کھاتے ہو؟ کہنے لگا: ایک وقت میں ایک بکرا کھاتا ہوں اور ایک ٹوکرا روٹیوں کا اب اس کی تعداد کیسے بتائیں مطلب یہ تھا کہ انبار روٹیوں کا کھاتا ہوں۔ مگر عجیب بات یہ کہ انہوں نے تیسری بات کہی کہ حضرت! میں اتنا کھانے کے بعد عشا کے بعد مصلے پر کھڑا ہوتا ہوں، حافظ قرآن ہوں، فجر تک اللہ کے قرآن کی تلاوت کرتا رہتا ہوں، پوری رات میں قیام میں گزار دیتا ہوں، تو میں اپنی اصلاح کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں۔ حضرت نے کہا کہ بہت اچھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر نصیحت ہوتی رہی تو نصیحت کے بعد جب کھانے کا وقت آیا تو حضرت نے لنگر پر جو آدمی تھا، اس سے کہا کہ ان مولانا کو بھی دو چپاتیاں اور دو ہڈیاں دے دیں۔ جب مولانا صاحب نے سنا کہ دو چپاتیاں اور دو ہڈیاں تو بڑے پریشان ہوئے مگر اللہ کی شان جب کھانے بیٹھے تو کہتے ہیں کہ میں کھا کھا کے تھک گیا چپاتی ختم ہوتی تھی، نہ سالن ختم ہوتا تھا، حتیٰ کہ میں نے بچا دیا اور حضرت سے معافی مانگی۔ اور حضرت سے کہا کہ حضرت! اب مجھے آپ بیعت فرمالیں۔ تو وہ تو اصل میں بزرگوں کی دعا تھی۔ بتانا یہ تھا کہ اگر عبادت کرنے والا بندہ ہو تو اگر وہ زیادہ بھی کھائے تو کوئی ایسی بات نہیں۔

ہم کتنا کھائیں؟

ہم جیسے لوگوں کے لیے یہ ہے کہ اتنا کھائیں جس سے کمر سیدھی رہے۔ کیونکہ بالکل نہیں کھائیں گے تو پھر روٹی تو نہیں کھائیں گے اس کی جگہ پھر ہم گولیاں کھا رہے ہوں گے، بیمار ہوئے پڑے ہوں گے۔ اس لیے آج کے زمانے میں بھوک کے وہ مجاہدے نہیں ہیں کہ اتنا کھائے کہ ضرورت کے مطابق پورا ہو جائے اور اس کے بعد اپنا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چوتھا زہر

فضول المخالطت

چوتھی چیز جو انسان کے قلب پر اثر انداز ہوتی ہے وہ ہے:

فضول المخالطت

''فضول میل جول''

لوگوں کے ساتھ کثرتِ اختلاط۔ اگر دین کی خاطر لوگوں سے ملنا ہو تو یہ نیکی اور عبادت ہے اور اگر دوستی یاری گپ شپ کے لیے ملنا ہو تو یہ چیز انسان کے لیے مضر ہوتی ہے۔ اس کی بزرگوں نے چار کیٹیگریز بتائی ہیں۔

(۱) غذا کی مانند مجالس:

وہ فرماتے ہیں کہ کچھ مجلسیں تو انسان کے لیے غذا کی مانند ہیں۔ جیسے غذا کھانے سے انسان کو زندگی ملتی ہے نہیں کھائے گا تو مر جائے گا، ایسے ہی کچھ ایسی مجالس ہوتی ہیں جن میں بیٹھنے سے انسان کو روحانی زندگی ملتی ہے اور یہ لازمی ہوتی ہیں۔ یہ ہوتی ہیں علما اور صلحا کی مجالس۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِمُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ وَ سَمَاعِ كَلَامِ الْحُكَمَاءِ

''تم پر علما کی مجالس میں بیٹھنا اور حکما کی باتوں کو سننا لازم ہے''

تو ان مجالس میں بیٹھنا انسان پر لازم ہوتا ہے، جیسے روٹی کھانے سے جسم کو زندگی ملی، ایسے ہی ان اللہ والوں کی باتوں سے انسان کی روح کو زندگی ملی۔ تو اس کا درجہ غذا کی مانند ہے۔ ان اکابر کی مجالس دوا، اور ان کی نظر شفا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نامی گرامی ڈاکو اللہ کا ولی کیسے بنا؟

چنانچہ کتنے واقعات ایسے ہیں کہ اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی محفل ملی اور ساتھ ہی زندگی بدل گئی۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک ڈاکو تھا، وہ چھوٹی عمر میں تھا کہ کسی بات میں اس کے والد نے اس کو بہت مارا اور گھر سے نکل گیا اور آوارہ بن گیا۔ اس قسم کے لڑکے جو بے گھر ہو جاتے ہیں تو یہ پھر بری سوسائٹی میں پڑ کر بڑے بدمعاش بن جاتے ہیں۔ اب چونکہ اس کا کوئی سہارا نہیں تھا، بھوکا تھا، کھانا نہیں تھا، اس نے کسی کی کوئی چھوٹی سے چیز چرائی اور پکڑا گیا تو انہوں نے پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس والوں نے اس کو اتنا مارا اتنا مارا کہ اس کے اندر انتقامی جذبہ پیدا ہو گیا۔ حالانکہ وہاں جاتا تو بندہ اصلاح کے لیے ہے لیکن کئی مرتبہ اصلاح کی بجائے الٹا اس کو اور بڑا بدمعاش بنا دیتے ہیں۔ تو جب انہوں نے اس کو بہت مارا تو ضد میں آ کر کہنے لگا: اچھا پہلے میں نے چھوٹی چوری کی تھی اب میں بڑی چوری کروں گا۔ چنانچہ جب یہ باہر نکلا تو اس نے باقاعدہ چوری کرنے کو اپنا پروفیشنل بنا لیا۔ کیونکہ جوان تھا لہٰذا اس کو اس طرح کے لوگ بھی مل گئے، اس پورے گینگ میں یہ سب سے زیادہ تیز طرار تھا۔ حتیٰ کہ یہ اتنا بڑا ڈاکو بن گیا کہ پورے علاقے کے لوگ اس کا نام سن کے ڈرتے تھے، مائیں اپنے بچوں کو اس کا نام لے کر ڈرایا کرتی تھیں۔

خیر بہت عرصہ یہ ڈاکے مارتا رہا، قابو نہیں آتا تھا، چھپ جاتا تھا۔ ایک ایسا موقع آیا کہ یہ پکڑا گیا کیونکہ چوری کی تھی، قاضی کی عدالت میں آیا تو قاضی نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا کہہ دیا، چنانچہ ہاتھ کٹ گیا اور اس کو کچھ جیل میں بھی رہنا پڑا۔ آٹھ دس سال کے قریب تو یہ جیل میں رہا مگر اس کے اندر سے وہ ڈاکہ مارنے سے نفرت نہ پیدا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئی۔ دس سال کے بعد ابن ثابت جیل سے نکلا پہلے کی نسبت کمزور ہو گیا تھا۔ کہنے لگا نہیں، اب میں باہر آ گیا ہوں، آج رات کہیں نہ کہیں ڈاکہ ماروں گا، دس سال کے بعد بھی یہ کہہ رہا ہے۔ چنانچہ بغداد کے قریب کرخ ایک چھوٹی سی بستی تھی، یہ وہاں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اس کو ایک بڑے دروازے والا گھر نظر آیا، دیوار کے اوپر سے اندر گیا تو اس نے دیکھا کہ وہاں تو کپڑا ہی کپڑا پڑا ہوا ہے، لگتا تھا کہ کوئی کپڑے کا تاجر ہے۔ اب اس کا ہاتھ ایک اور کپڑے بہت سارے تھے، اس کا جی چاہے کہ سب اٹھاؤں اور لے جاؤں مگر اٹھا ہی نہیں سکتا تھا۔ اب حیران ہے سوچ رہا ہے کہ کیا کروں؟ تو اتنی دیر میں ایک آدمی موم بتی لیے وہیں آ گیا تو یہ ذرا گھبرایا۔ جب یہ گھبرایا وہ تو اس کو کہتا ہے کہ گھبراؤ نہیں میں تمہارا ساتھی ہوں، تو یہ ذرا ہمت میں آ گیا کہتا ہے کہ اگر تم میرے ساتھی ہو تو میں پہلے آیا ہوں، حق میرا بنتا ہے، اس نے کہا کہ ٹھیک ہے کہنے لگا کہ یہاں سے سلیکشن میں کرتا ہوں اور تم گٹھڑی بندھواؤ، سحری ہونے میں تھوڑا وقت ہے اور جلدی ہم یہاں سے جائیں۔ اس نے کہا: ٹھیک! اب اس بندے نے اس کے کہنے کے مطابق وہ کپڑے جو تھے علیحدہ کیے، ایک چھوٹی گٹھڑی بنائی اور ایک بڑی گٹھڑی بنائی اور اس کو کہا کہ آپ کیونکہ ایک ہاتھ سے اٹھائیں گے تو آپ یہ چھوٹی گٹھڑی اٹھا لیں اور بڑی گٹھڑی میں اٹھاتا ہوں لیکن میں پہنچا آپ کی جگہ پر دوں گا۔ اس نے کہا کہ ہاں بالکل ٹھیک مگر ابن ثابت کو ڈر ہوا کہ کہیں یہ میرے پیچھے سے لے کر سلپ ہی نہ ہو جائے، مجھے ہی نہ ہاتھ دکھا جائے تو اس نے کہا: اچھا پھر تم میرے آگے آگے چلو۔ اب اس بندے نے اتنی بڑی گٹھڑی سر پہ رکھی اور آگے آگے، یہ تو ہلکا تھا یہ اس کو کہہ رہا ہے کہ جلدی چلو جلدی چلو وہ چل تو رہا ہے مگر کچھ دور چل کر تھک گیا وزن جو زیادہ تھا۔ ابھی یہ اس کو گالیاں بھی نکال رہا ہے

کہ صبح ہو جائے گی فاصلہ بہت ہے جلدی کرو۔ حتی کہ ایک جگہ اس کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے پیچھے سے اس کی کمر میں ایک لات ماری۔ اب سر پہ بوجھ ہو اور پیچھے سے لات پڑے تو وہ تو منہ کے بل گرا اور اٹھ کر کہنے لگا کہ آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں میں کوشش تو کر رہا ہوں مگر بوجھ اتنا زیادہ ہے کہ مجھ سے اٹھایا نہیں جا رہا۔ اس نے کہا: جلدی کرو۔ اس نے پھر اپنے سر پہ گٹھڑی رکھی اور ذرا اور تیز پسینے میں شرابور ہانپتا کانپتا اس گھر تک پہنچ گیا، جہاں ابن ثابات نے جانا تھا۔ اور اس نے وہ پہنچائی اور پہنچا کے اس نے کہا بھائی اب صبح کا وقت ہو گیا، اب مجھے آپ اجازت دیں اب کل ملاقات ہو گی۔ اس نے کہا کہ ہاں میں عصر کے وقت میں کل نئی تجویز بتاؤں گا تم مجھے ملنا آ کر اور پھر ہم مل کر جائیں گے مشن پہ، وہ بندہ چلا گیا۔

اگلے دن ابن ثابات کے دل میں خیال آیا کہ کل جس مکان میں ہم نے ڈاکہ مارا مال تو بہت پڑا تھا، پتہ کروں کہ کسی کو پتہ بھی چلا یا نہیں، اگر نہیں چلا تو آج اور اٹھا کے لے آئیں گے۔ تو ظہر کے بعد ابن ثابات وہاں پہنچا تو دیکھا کہ لوگ آ رہے ہیں اور اس گھر میں جا رہے ہیں، ایک کو دیکھا، دوسرے کو دیکھا، تیسرے کو دیکھا، حیران ہوا، پوچھا کہ کیوں جا رہے ہو؟ بھائی کپڑے کے خریدار ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یہ ہمارے شیخ کا گھر ہے، کونسے شیخ کا گھر؟ جی جنید بغدادی کا گھر ہے۔ اس نے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام تو سنا ہوا تھا۔ تو ابن ثابات کے دل میں خیال آیا کہ میں دیکھوں تو صحیح کہ جنید بغدادی کون ہیں؟ اب یہ بھی دو چار بندوں کے پیچھے ہو کر تو اندر چلا گیا۔ اللہ کی شان کیا دیکھا کہ مریدوں کا مجمع لگا ہوا ہے اور جس بندے نے رات اس کو گٹھڑی پہنچائی تھی، وہ جنید بغدادی سامنے بیٹھا ان کو نصیحت کر رہا تھا۔ وہ حیران ہو گیا کہ اتنے بڑے شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے رات میری گٹھڑی پہنچائی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر بھی انہیں کا، اب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پہچان لیا۔ خیر مجلس ختم ہوگئی، سب لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور وہ دو رہ گئے تو یہ ان سے پوچھتا ہے کہ جی آپ تو شیخ تھے، رات میرے شاگرد بن گئے؟ تو فرمانے لگے کہ میں نے تجھے پہچان لیا تھا کہ تو ابن ثابات ہے میں نے دیکھا کہ تمہارا ایک ہاتھ ہے اور تم مال لے جانا چاہتے ہو تو میں نے سوچا کہ تمہیں ضرورت ہے اور تم لے جانے کی طاقت نہیں رکھتے تو چلو میں ہی تمہارے گھر پہنچا دوں۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ اتنے خلوص سے کہے کہ ابن ثابات کے دل کی دنیا بدل گئی۔ کہنے لگا کہ میں نے تو ایک انسانوں کا طبقہ دیکھا تھا، پولیس والوں کو جنہوں نے مجھے اتنا مارا، اتنا مارا، اتنی مجھ سے زیادتی کی کہ مجھے ڈاکو بنا دیا، میں نے ایسے انسان تو نہیں دیکھے جو اتنے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ کہنے لگا کہ میں آج یہاں سے ایسے نہیں جانا چاہتا، میں سیکھنا چاہتا ہوں زندگی کو، چنانچہ ابن ثابات ان سے بیعت ہوا اور پکی توبہ کر لی۔ ساری دنیا کی سزائیں جو بارہ سال کے قریب اسے ملتی رہیں، جس ڈاکو سے توبہ نہ کروا سکیں، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور دل کے خلوص نے ایک رات میں اس دل کو جیت لیا۔ چنانچہ بیعت ہو گیا، حضرت کی خدمت میں آتا رہا تھوڑے عرصے کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت پائی اور ان کے خلفا میں سے ہوا۔

یہ ابن ثابات ہے جس کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مسئلہ خلق قرآن پیش ہوا تو اس وقت اتنا زیادہ میرے اوپر پریشر تھا کہ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ احمد بن حنبل! شریعت نے جان بچانے کے لیے حیلہ کرنے کی اجازت دی ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحیل لکھی ہے کہ حیلہ ایسی صورت میں بندہ کیسے کر سکتا ہے تو میں بھی اپنی جان بچانے کے لیے کوئی حیلہ کیوں نہ کر لوں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں یہ سوچ آئی اور میں اپنے گھر سے باہر نکلا تو مجھے ایک بندہ ملا جس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور میرے قریب آ کر مجھے کہنے لگا: احمد بن حنبل! میں مشہور اور بدنام زمانہ ڈاکو بن رہا ہوں اور ان پولیس والوں کے درے مجھے چوری سے نہیں روک سکے، کہیں ان دروں کے ڈر سے حق سے پیچھے نہ ہٹ جانا۔ کہتے ہیں: وہ بات کر کے چلا گیا لیکن میرے دل کو ایک نئی زندگی دے گیا، میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اگر مجھے جان سے بھی مار دیا جائے تو میں حق کی بات کروں گا۔ اس کے بعد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وہ واقعہ پیش آیا کہ ان کو درے لگے تھے۔ اور جب بعد میں اللہ نے ان کو صحت دے دی تو پھر ابن ثابت کا نام لے کر فرمایا کرتے تھے کہ میں اس محسن کا احسان اپنی زندگی میں کبھی نہیں بھول سکتا۔

تو یہ اللہ والوں کی ایسی مجالس ہوتی ہیں کہ ایسے ایسے بدنام زمانہ ڈاکو بھی ان کی صحبت میں آ کر پھر وقت کے اولیا بن جاتے ہیں۔ اس لیے یہ صحبتیں انسان کے لیے غذا کی مانند ہیں۔

(۲) دوا کی مانند مجالس:

کچھ صحبتیں انسان کے لیے دوا کی مانند ہیں، دوا کا مطلب کہ اس کے بغیر انسان کو آرام نہیں آتا۔ مثال کے طور پر کاروباری میل ملاپ، یہ کاروباری انداز سے ملنا، یہ دوا ہے کیونکہ رزق حلال نہیں ہوگا تو گھر کی گاڑی نہیں چلے گی۔ اسی طرح اپنے بیوی بچوں سے ملنا یہ بھی دوا ہے، اگر نہیں ملیں گے تو ہمارے اندر کی یہ جو ضرورتیں ہیں، جذبات کی خواہشات کی یہ کیسے پوری ہوں گی؟ تو گھر والوں سے میل ملاپ رکھنا، بچوں سے میل ملاپ کاروباری میل ملاپ رکھنا یہ ساری دوا کی محفلیں ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) دواء کی مانند مجالس:

ایک تیسری محفل ہے جس کو دواء کی محفل کہتے ہیں۔ دواء کا مطلب ہے بیماری کہ وہ محفلیں بیماری کا ذریعہ بنتی ہیں۔ یہ محفل ہوتی ہے اہلِ دنیا کی صحبت، جو دین سے ایک طرف دنیا سمیٹنے میں لگے ہوئے ہوں، ان اہلِ دنیا کی صحبت انسان کے لیے دواء کی مانند ہوتی ہے، بیماری کی مانند ہوتی ہے، یہاں سے بیماری بندے کو بھی لگ جاتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ کمپیوٹر والے کے ساتھ ایک دو مہینے آنے جانے کا تعلق رکھیں تو بیٹا کہہ رہا ہوتا ہے کہ ابو میں بھی کمپیوٹر کا کاروبار کرنا چاہتا ہوں۔ صحبت کا اثر ہو جاتا ہے۔

(۴) زہر کی مانند مجالس:

اور ایک چوتھی محفل ہوتی اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ انسان کے لیے زہر کی مانند ہے یہ مجلس کون سی ہے "ناجنس کی صحبت" ناجنس کہتے ہیں کہ فاسق فاجر بندہ جو دین کے اوپر نہ چلتا ہو۔ اس کے ساتھ میل جول رکھنا اور اس کی باتوں کا اثر لینا، اس کو ناجنس کہا گیا۔ ایک ہے دعوت کی نیت سے ملنا، وہ تو ہر بندے سے ملنا چاہیے چاہے فاسق ہو یا کافر، کوئی بھی ہو داعی بن کے انسان دنیا کے ہر بندے سے مل سکتا ہے۔ لیکن مدعو بن کر ملنا اس کو منع کیا ہے، کیونکہ ایسی دوستی ہے تو کچھ عرصے کے بعد وہ اپنا فسق و فجور اس بندے کے اندر ڈالے گا۔ عام طور پر ہم نے اپنے نوجوانوں کو دیکھا کہ اچھا بھلا بچہ سکول میں چند برے بچوں کی صحبت اختیار کرتا ہے اور تھوڑے دنوں کے بعد انہی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ یہ مجلس انسان کے لیے زہر کی مانند ہوتی ہے۔ اسی لیے ناجنس کی صحبت انسان کے لیے زہر کی مانند ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دو مجالس کو اختیار کریں، دو کو ترک کریں:

چنانچہ دو مجلس ہیں جو انسان اختیار کرے، ایک اللہ والوں کی مجلس، علما صلحا نیک دین داروں کی مجلس کہ وہ انسان کے لیے غذا ہوتی ہے اور ایک اہلِ خانہ اور کاروباری تعلق والوں کی محفل اس لیے کہ وہ انسان کے لیے دوا ہوتی ہے۔ اور باقی چیزوں سے انسان بچے۔ اگر ملنا ہو تو دین کی دعوت کی نسبت سے ملے ورنہ پرے رہے، اس لیے بسا اوقات ہم نے دیکھا کہ برے ساتھی کا ایک فقرہ دوسرے بندے کو بہت بڑی خیر سے محرومی کا سبب بن جاتا ہے۔

ناں کسنگی سنگ نہ کریے:

ہمارے ہاں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے پنجابی میں اشعار کہے ہیں، مجھے پکا پتہ ہے کہ آپ کو سمجھ تو نہیں آئے گی لیکن میں سناؤں گا ضرور، اس لیے کہ برکت ہوتی ہے۔ آپ شروع میں نہیں سمجھیں گے یہ عاجز اس کا ترجمہ کر کے سمجھا دے گا، مگر اللہ والوں کا کلام برکت والا کلام ہے، اس کلام کو سننے سے بھی برکت نصیب ہوتی ہے۔ ان کے اشعار جتنے بھی ہیں ہر شعر کے آخر میں ''ہو'' کا لفظ آتا ہے، فرماتے ہیں:

ناں کسنگی سنگ نہ کریے تے کزتوں لاج نہ لائیے ہو

''تو فرماتے ہیں کہ برے دوست سے ہم دوستی نہ کریں اور اپنے بڑوں کو دھبہ نہ لگائیں۔''

کوڑے کھو کدی مٹھے نہ ہوندے بھاویں لکھ منا گڑ پائیے ہو

''اور کڑوے کنوئیں کبھی میٹھے نہیں ہوتے چاہے ان میں لاکھ من گڑ ڈال

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا۔‘‘

جو کڑوا کنواں ہے وہ کڑوا ہی رہے گا، لاکھ من گڑ ڈالنے سے بھی اس کی کڑواہٹ ختم نہیں ہوتی۔

کانواں دے بچے ہنس نہ بندے بھاویں موتی چوگ چگا ئیے ہو

’’اور کوے کا بچہ کبھی ہنس نہیں بن سکتا چاہے اسے تم موتیوں کی غذا کھلاتے رہو۔‘‘

اب کوے کے بچے کو موتی کھلانے شروع کر دیں تو وہ ہنس تو نہیں بن جائے گا کوا ہی رہے گا۔

سپاں دے بچے کدی مترنہ ہوندے بھاویں چلیاں دودھ پلا ئیے ہو

’’اور سانپ کے بچے بھی وفادار نہیں ہوتے چاہے تم اپنے چلو (مٹھی) میں دودھ پلاتے پھرو۔‘‘

جب ذرا بڑا ہوا تو وہ تمہیں ضرور ڈسے گا، ہے جو سانپ کا بچہ۔

تمے کدی تربوز نہ ہوندے بھاویں توڑ مکے لے جائیے ہو

حنبہ کہتے ہیں ’’حنظل‘‘ کو یہ ایک پھل ہوتا ہے جو انتہائی کڑوا ہوتا ہے ظاہری شکل تربوز کی سی ہوتی ہے اور اتنا سا ہوتا ہے اگر صبح کے وقت بندہ اس کو زبان پہ لگا لے تو شام تک اس کی کڑواہٹ ختم نہیں ہوتی۔ حدیث پاک میں بھی حنظل کا تذکرہ آیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو ہوتا ہی ایسا کڑوا پھل اس پھل کو تم مکے ہی کیوں نہ لے کر چلے جاؤ، یہ پھل کبھی تربوز بن ہی نہیں سکتا۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ نا جنس کچھ ایسے شقی قسم کے لوگ ہوتے ہیں کہ تمے کی مانند تم انہیں مکے بھی لے جاؤ تو تربوز وہاں بھی نہیں بن جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ ہمیں بری صحبت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور نیک صحبت میں پوری زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

رہوں بیٹھا میں اپنا سر جھکا کر
سرور ایسا عطا کر دل بدل دے

گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا رستہ دل بدل دے

سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزہ آ جائے مولا دل بدل دے

www.besturdubooks.wordpress.com

سہل فرما مسلسل یاد اپنی
خدایا رحم فرما دل بدل دے

یہ کیسا دل ہے سینے میں الٰہی
جو زندہ بھی ہے مردہ دل بدل دے

تیرا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے
بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پہ دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے

کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے

جو ہو دیدار تیرا روزِ محشر
تو دیکھے مسکرا کر دل بدل دے

رہوں میں سر بسجدہ تیرے در پہ
خشوع ایسا عطا کر دل بدل دے

ہٹا لوں آنکھ اپنی ماسوا سے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے

میری فریاد سن لے میرے مولیٰ
بنا لے اپنا بندہ دل بدل دے

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَo إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ
بِقَلْبٍ سَلِيْمٍo﴾ (الشعراء:۸۸،۸۹)

قلب سلیم

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 8 نومبر 2004ء ۲۵ رمضان ۱۴۲۵ھ

مقام: نور مسجد لوساکا زیمبیا (افریقہ)

موقع: خصوصی مجالس برائے اعتکاف

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جسموں کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے، انسان کے دل کو انوار و برکات کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح مردہ زمین کے اوپر بارش آ جائے تو زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح جب مردہ دلوں کے اوپر انوار و برکات کی بارش آتی ہے تو وہ بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔ خوف خدا آ جاتا ہے، ان میں خشیت الٰہی آ جاتی ہے، ان میں محبت الٰہی آ جاتی ہے، ان میں نیکی کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ چیزیں اس دل کو زندہ کر دیتی ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

قلب سلیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝﴾

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ)) (صحیح مسلم، رقم ۴۶۵۱)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

آج کا عنوان:

وہ اسباب جن سے انسان کا دل مریض بنتا ہے ان کے بارے میں کل سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ آج کی محفل میں ان اسباب کے متعلق گفتگو ہوگی جو انسان کے دل کی زندگی کا سبب بنتے ہیں۔ جن اعمال کی وجہ سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں، بیمار دل صحت مند ہوتے ہیں، قلب سقیم قلب سلیم بن جاتے ہیں۔ جن سے انسان کے سینے میں قلب میت کی بجائے قلب حی (زندہ دل) بن جاتے ہیں۔

جسم کی غذا اور قلب کی غذا:

جس طرح ہمارے جسموں کو زندہ رہنے کے لیے غذا کی ضرورت ہے، اسی طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے دلوں کو زندہ رہنے کے لیے انوار کی ضرورت ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

تَحْتَاجُ قُلُوْبُ اِلَى اَقْوَاتِ حَامِلِ الطَّعَامِ كَمَا يَحْتَاجُ الْاَجْسَامُ اِلَى اَقْوَاتِ حَامِلِ الطَّعَامِ

کہ دل اصل میں غذا کے اسی طرح محتاج ہوتے ہیں جس طرح کہ انسانوں کے جسم اپنی جسم کی زندگی کے لیے خوراک کے محتاج ہوتے ہیں۔

تو جسموں کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے، انسان کے دل کو انوار و برکات کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح مردہ زمین کے اوپر بارش آجائے تو زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح جب مردہ دلوں کے اوپر انوار و برکات کی بارش آتی ہے تو وہ بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔ خوف خدا آجاتا ہے، ان میں خشیت الٰہی آجاتی ہے، ان میں محبت الٰہی آجاتی ہے، ان میں نیکی کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ چیزیں اس دل کو زندہ کر دیتی ہیں۔

چنانچہ انسان جس طرح کھانے پینے کا محتاج ہے اسی طرح وہ عبادت کا بھی محتاج ہے۔ جیسے کھانا پینا ہماری ضرورت ہے اسی طرح عبادت بھی ہماری ضرورت ہے۔ کھانا پینا بند ہو جائے گا تو جسمانی موت آجائے گی، اگر عبادت چھوڑ دیں گے تو روحانی موت آجائے گی۔

جسم کے مزے اور دل کے مزے:

اگر جسمانی صحت ہو تو انسان کو دنیا میں مزے ملتے ہیں، جس بندے کی اچھی صحت ہوگی، کھانے پینے کے بھی مزے، ملنے جلنے کے بھی مزے، بھاگ دوڑ کے بھی مزے۔ تو جس طرح دنیا کے مزے جسمانی صحت کے ساتھ وابستہ ہیں، اسی طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

عبادت کے مزے روحانی صحت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

ایک آدمی اگر بیمار ہو تو کھانا بھی اچھا نہیں کر سکتا، آپ اسے کہیں کہ کھالے وہ کہے گا میرا جی نہیں چاہتا۔ کئی مرتبہ آپ اسے پانی دیں تو پانی اسے کڑوا لگتا ہے۔ منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے، تو چیزیں کڑوی محسوس ہوتی ہیں، ذائقہ اچھا نہیں لگتا، بیمار جو ہوا۔ تو جسم بیمار ہو تو جسمانی مزوں سے انسان محروم ہو جاتا ہے، جب دل بیمار ہو تو انسان روحانی مزوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ ہم جو کہتے ہیں نا حلاوتِ ایمان، عبادت کی لذت، سجدے کا سرور، ان سب نعمتوں کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے، جب دل بن جاتا ہے تو ہر چیز کے مزے محسوس ہوتے ہیں۔ آپ دیکھیں! دسترخوان پہ آپ کو سالن کا مزہ اور آئے گا، پلاؤ کا مزہ اور آئے گا آئسکریم کا مزہ اور آئے گا اور اگر میٹھا پکا ہوا ہے تو اس کے بالکل کھانے کا مزہ اور آئے گا، کڑھی کھچڑی کھانے کا مزہ اور آئے گا۔ کھانے کا ایک ہی دسترخوان ہے مگر ہر ہر کھانے کے مزے جدا جدا ہیں اور صحت مند آدمی ان مزوں کو محسوس کر سکتا ہے۔

بالکل اسی طرح جب دل صحت مند ہوتا ہے اور زندہ ہوتا ہے تو انسان مختلف اعمال کے مزوں کو محسوس کرتا ہے۔ پھر ذکر کا مزہ اور ہوتا ہے، تلاوتِ قرآن کا مزہ اور ہوتا ہے، نماز کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے، سچ بولنے کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے، رات کے آخری پہر میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونے کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے۔

جسم کی موت اور دل کی موت:

جسمانی موت انسان کو دنیا سے جدا کر دیتی ہے، دل کی موت یا روحانی موت انسان کو اپنے پروردگار سے جدا کر دیتی ہے۔ اس لیے روحانی موت بہت زیادہ نقصان دہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بزرگ فرماتے تھے:

یَا عَجَبًا! اَلنَّاسُ یَبْکُوْنَ عَلٰی مَنْ مَّاتَ جَسَدُهٗ

”لوگ روتے ہیں اس پر جس کا جسم مر جائے“

وَلَا یَبْکُوْنَ عَلٰی مَنْ مَّاتَ قَلْبُهٗ وَهُوَ اَشَدُّ

”اور نہیں روتے اس پر جس کا دل مر جائے حالانکہ دل کی موت زیادہ بڑی موت ہوتی ہے“

تو کسی کا جسم مر جائے تو اتنا روتے ہیں اور کسی کا دل مر جائے تو کچھ افسوس نہیں ہوتا۔

دل کی شفا اور زندگی کے اسباب:

اب یہ مردہ دل زندہ کیسے ہوگا؟ سیاہ دل نورانی کیسے ہوگا؟ بیمار دل صحت مند کیسے ہو؟ ہر بندے کی یہ خواہش ہے کہ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں اپنے دل کی شفا کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟ ہمارے مشائخ نے اس کے اسباب لکھیں ہیں۔ جو آج کی محفل میں بیان کیے جائیں گے۔

پہلا سبب

اللہ تعالیٰ کا ذکر

فرمایا کہ سب سے پہلا سبب جو انسان کے دل زندہ ہونے کا سبب بنتا ہے وہ ہے:

ذِکْرُ اللّٰهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کی یاد

یہ ذکر کا لفظ کافی وسیع لفظ ہے اور کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً:

اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے بھی استعمال ہوا۔

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرۃ:۱۵۲)

"تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا"

قرآن مجید کے لیے بھی استعمال ہوا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:۹)

"ہم نے ہی اس نصیحت نامے کو نازل کیا اور اس کی حفاظت کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں"

قیامت کے بارے میں بھی ذکر کا لفظ استعمال ہوا۔

لیکن ہم جس ذکر کا تذکرہ کر رہے ہیں اس ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی یاد کثرت کے ساتھ کریں، لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے، اللہ رب العزت کو یاد کریں۔

لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ اللہ اللہ

ہر وقت انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ وابستہ ہو، جیسے محب کو ہر وقت محبوب کا خیال دل میں ہوتا ہے، چوبیس گھنٹے ایک لمحہ بھی وہ خیال اس کے دل سے نہیں نکلتا، ایسے مومن کے دل سے کسی لمحے بھی اللہ رب العزت کا خیال دل سے نہیں نکلتا۔

ذکر مومن کے لیے ایسے جیسے مچھلی کے لیے پانی:

چنانچہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات لکھی ہے، فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلذِّكْرُ لِلْقَلْبِ كَالْمَاءِ لِلسَّمَكِ

کہ دل کے لیے ذکر کی وہی کیفیت ہے جو مچھلی کے لیے پانی کی ہوا کرتی ہے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ حَالُ السَّمَكِ اِذَا اُخْرِجَ مِنَ الْمَاءِ

’’مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے جب اسے پانی سے باہر نکالا جائے‘‘

تو جس طرح پانی سے نکل کے مچھلی تڑپتی ہے اسی طرح غفلت کے ماحول میں جا کے مومن کا دل بیزار ہوتا ہے، مصیبت ہوتی ہے اس کو ایسی محفل میں بیٹھ کر، تڑپتا ہے اور وہاں سے وہ نکلتا ہے۔

ذکر کے فوائد:

چنانچہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ’’الوابل الطیب‘‘ میں ذکر کے نوے فائدے گنوائے ہیں۔

⊙ ...... ان نوے فائدوں میں ایک فائدہ یہ بتایا:

قُوَّتُ الْقُلُوْبِ یا قُوْتُ الْقُلُوْبِ

دل کی طاقت بڑھتی ہے یا یہ کہ ذکر دل کی غذا ہوتا ہے۔

⊙ ...... اور دوسرا فائدہ: اس ذکر کی وجہ سے شیطان انسان سے دور بھاگتا ہے۔ جیسے آپ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھیں تو شیطان کیسے انسان سے دور بھاگتا ہے؟ کسی جگہ پر اذان کہی جائے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ شیطان اللہ اکبر کی آواز سن کر بھاگتا ہے وہاں سے۔

⊙ ...... یہ ذکر اللہ رب العزت کی رضا کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے بندے سے خوش ہوتے ہیں کہ میرے بندے نے مجھے یاد کیا۔ آپ کو دوست کا فون آئے تو خوشی ہوتی ہے نا کہ میرے دوست نے مجھے یاد کیا، اسی طرح بندہ جب اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار کو یاد کرتا ہے تو اللہ رب العزت کو بھی وہ بندہ پیارا لگتا ہے کہ اس بندے نے مجھے یاد کیا۔

⊙......ذکر غموں سے نجات دیتا ہے۔

يُزِيلُ الْهَمَّ وَالْغَمَّ مِنَ الْقَلْبِ

''اس ذکر کی وجہ سے دل کے ھم اور غم نکل جاتے ہیں۔''

ھم کہتے ہیں پریشانی کو، غم اور پریشانی ذکر کی وجہ سے انسان کے دل سے نکل جاتے ہیں۔ اسی کو تو کسی نے کہا: ؎

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

⊙......اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے دل کو سکون ملتا ہے اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾(الرعد:۲۸)

''جان لو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دلوں کا اطمینان وابستہ ہے۔''

⊙......ذکر دل کی خوشی کا سبب ہے۔ فرماتے ہیں:

يَجْلِبُ لَهُ الْفَرَحَ

''ذکر کرنے سے انسان کو خوشی نصیب ہوتی ہے۔''

⊙......چہرہ اور دل پرنور ہوتے ہیں۔

يُنَوِّرُ الْقَلْبَ وَالْوَجْهَ

انسان کا دل اور اس کا چہرہ پرنور ہو جاتا ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ جو کثرت سے ذکر کرنے والے لوگ ہوں گے ان کے چہرے منور ہوں گے، ان کے چہروں پہ ایک تازگی آجاتی ہے۔ ہوتے تو وہ انسان ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر جی چاہتا ہے کہ انسان ان کے چہروں کو دیکھتا ہی رہے۔ وجہ کیا ہوتی ہے کہ یہ لوگ تنہائیوں میں بیٹھ کر خلوت میں بیٹھ کر اتنا اللہ کو یاد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس عبادت کے نور کو جلوت میں ان کے چہروں پہ سجا دیتے ہیں۔ غافل بندے کے اور ذاکر بندے کے چہروں میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے۔

اس لیے آپ اللہ والوں کے چہروں کو دیکھیں تو طبیعت میں سکون آ جاتا ہے۔ اور یہ جو پاپ سٹار پھرتے ہیں، ہوائیاں اڑی ہوتی ہیں چہروں پر، کارٹون بنے ہوتے ہیں، عجیب وغریب کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔ اچھل کود رہے ہوتے ہیں، ان کے چہروں پہ اگر آپ دیکھیں تو آپ کو خزاں کی افسردگی نظر آئے گی۔ اللہ والوں کے چہروں کو دیکھیں تو آپ کو بہار کی تازگی نظر آئے گی۔

⊙...... اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

يُورِثُهُ مَحَبَّةَ اللّٰهِ

ذکر کرنے سے انسان کو اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہو جاتی ہے۔

ذکر سے ذات کی محبت بڑھتی ہے، اس کی مثال سنیں: ایک آدمی بیٹھا ہے اپنا کام کر رہا ہے، ساتھ والے نے آ کر اس کو آئسکریم کے بارے میں بتایا کہ اس فلیور کی آئسکریم تو کیا ہی مزے دار ہوتی ہے! تھوڑی دیر اگر وہ تذکرہ کرے گا تو اس کے ذکر سے سننے والے بندے کے دل میں بھی خواہش ہوگی کہ اچھا بھئی منگاؤ کھا لیتے ہیں۔ تو ذکر سے ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب انسان اللہ رب العزت کا ذکر کثرت سے کرتا رہتا ہے تو اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

⊙...... ذکر کی کثرت سے انسان کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ھود:۱۱۴)

''نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔''

تو ذکر کی برکت سے انسان کے دل سے گناہوں کی ظلمت مٹا دی جاتی ہے۔

⊙...... یہ ذکر اتنا اہم ہے کہ اگر انسان باقاعدگی سے کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرما لیتے ہیں۔

⊙...... ذاکر کی مثال اور غافل کی مثال ایک حدیث پاک کے مطابق:

((كَمَثَلِ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ))

زندہ اور مردہ کی مانند ہے۔

ذکر کرنے والا زندہ اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

ذکرِ قلبی کیا ہے؟

ذکر زبان سے بھی ہو سکتا ہے اور دل سے بھی مگر زبان سے ذکر انسان ہر وقت نہیں کر سکتا، تھوڑی دیر کرے گا زبان تھک جائے گی۔ پھر زبان کو اور بھی کام ہوتے ہیں، مثلاً: کسی سے گفتگو کرتے ہوئے یہ گفتگو کرے یا ذکر کرے، کھانا کھاتے ہوئے یہ کھانا کھائے یا ذکر کرے۔ تو کتنے مواقع ایسے ہیں کہ زبان دوسرے کام میں مشغول ہوتی ہے اور انسان ذکر نہیں کر سکتا۔ مگر ذکرِ قلبی ایسا ہے کہ ہر حال میں انسان ذکرِ قلبی کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ کھانا کھاتے ہوئے بھی دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، بات چیت کرتے ہوئے بھی دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ہمارے مشائخ نے لکھا کہ بیوی کے ساتھ میل ملاپ کرتے ہوئے بھی دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، چلتے پھرتے لیٹے بیٹھے ہر وقت میں دل اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ تو یہ چوبیس گھنٹے کا ذکر ہے، ہر

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت انسان کا دل اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو۔

دل کا ونڈوز پروگرام:

اور آج کے دور میں اس کو سمجھنا آسان ہے۔ دیکھیں ذرا توجہ فرمائیں! آج کل کمپیوٹر کا ایک پروگرام ہے جس کو کہتے ہیں ''ونڈوز''۔ لوگوں نے اپنے کمپیوٹر کے اندر اس کو ڈالا ہوتا ہے، اس پروگرام کی خوبی یہ ہے کہ یہ بہت سارے پروگراموں کو سپورٹ کرتا ہے۔ چنانچہ آپ ونڈوز چلائیں اور اس کے بعد آپ نے اگر گرافکس میں کام کرنا ہے تو آپ پینٹ شاپ پروگرام کھولیں اور اپنا کام کریں، مگر بیک گراؤنڈ میں ونڈوز پروگرام چل رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی شیٹ بنانی ہے تو لوٹس پروگرام کھولیں مگر بیک گراؤنڈ میں ونڈوز پروگرام چل رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ٹائپنگ کرنی ہے تو پرنٹ شاپ پروگرام نکالیں، اپنا لیٹر آپ ٹائپ کر کے پرنٹ کر لیں مگر پیچھے ونڈوز چل رہی ہے۔ جو پروگرام آپ کھولیں بند کریں، پیچھے سے ونڈوز سپورٹ اس کو مستقل مل رہی ہوتی ہے۔

بالکل اسی طرح اللہ رب العزت کی یاد ہماری زندگی کا ونڈوز پروگرام ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، میرے بندے! یہ پروگرام تو چلنا ہی چاہیے، ہاں کھانے کے لیے تم دسترخوان بچھاؤ اور فوڈ کا پروگرام کھولو اللہ کی یاد کے لیے۔ پھر تم کتاب کھولو مطالعے کے لیے، اللہ کی یاد کے لیے۔ پھر تم اپنی بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھو فیملی پروگرام کو اوپن کرو مگر اللہ کی یاد کے لیے۔ تم جو بھی زندگی کا کام کر رہے ہو ہر پروگرام اوپن کلوز کرتے رہو مگر پیچھے میری یاد کا ونڈوز پروگرام چلتا رہنا چاہیے، اس کے بغیر تمہاری زندگی کا کوئی لمحہ بھی نہیں گزرنا چاہیے۔ چنانچہ ہر وقت ان کے دل اللہ کی یاد کی طرف متوجہ رہنا چاہئیں، ایک لمحہ بھی اللہ کی یاد سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک لمحہ کی موت:

تذکرۃ الاولیاء میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لیے گئے۔ راستے میں ایک جگہ پر تھک گئے اور انہوں نے سوچا کہ میں قیلولہ کر لوں، چنانچہ سو گئے۔ جیسے ہی آنکھ کھلی تو انہوں نے دیکھا کہ دو پرندے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں، پرندوں کی اپنی بولی ہے۔ یہ اپنا مافی الضمیر بیان (Message Convey) کرتے ہیں، ضروری نہیں کہ یہ پنجابی زبان بولیں یا گجراتی زبان بولیں۔ ان کی اپنی زبان ہے، وہ سمجھتے ہیں ایک دوسرے کو کیا پیغام ٹرانسفر کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی شان کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو مَنْطِقُ الطَّیْرِ پرندوں کی بولیوں کا علم دے دیا تھا۔ تو اس نے سنا کہ ایک پرندہ دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ افسوس ابو الحسن فوت ہو گئے۔ انہوں نے جو یہ بات سنی تو بڑے غم زدہ ہوئے، میں تو حضرت سے ملنے جا رہا تھا اور حضرت کی وفات ہو گئی، سوچا کہ چلو چلتا ہوں میں ان کے جنازے میں شریک ہو جاؤں۔

تیز تیز چلتے ہوئے وہ شہر پہنچے تو لوگوں کی زندگی معمول کے مطابق بسر ہو رہی تھی۔ ان کے محلے میں پہنچے تو کوئی ہلچل (Activity) نظر نہیں آتی، ان کی گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو دیکھا کہ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سامنے کھڑے ہیں۔ بڑے حیران کہ پرندے تو کچھ بات کر رہے تھے اور یہاں معاملہ کچھ اور ہے۔ تو انہوں نے حضرت سے یہ بات کہہ دی کہ حضرت! میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ سلامت رکھے آپ تو الحمد للہ زندہ ہیں۔ تو ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے لمبا سانس لیا اور فرمانے لگے کہ آج ایک لمحہ کے لیے میں اللہ رب العزت سے غافل ہوا، روحانیت کی دنیا میں اعلان ہو گیا ابو الحسن فوت ہو گئے۔ روحانیت کی دنیا میں غفلت کو

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا کہ ابوالحسن فوت ہوگئے، وہ روحانی موت تھی۔ ہمارا نام تو روحانیت کی دنیا میں مردہ ہی ہے۔ ظاہر کی دنیا میں بھی مردوں میں نام ہے اور روحانیت کی دنیا میں مردوں میں نام ہے۔

فکر کی گندگی ذکر سے دور ہوتی ہے:

اس لیے ہمیں کثرت کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے اس کی اپنی برکتیں ہیں۔ اس سے انسان کی کنوشن پاور بڑھتی ہے، انسان کو ادھر ادھر کے خیالات سے نجات مل جاتی ہے۔ یہ جو اوٹ پٹانگ خیالات آتے ہیں، ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ فکر کی گندگی ہے۔ "فکر کی گندگی" یہ اصطلاح ہے فضول اور الٹے سیدھے خیالات کے لیے۔ ایک اصول یاد رکھیں کہ فکر کی گندگی ہمیشہ ذکر سے دور ہوتی ہے۔ ذکر کے بغیر کوئی آدمی اپنی سوچ کو پاک بنا ہی نہیں سکتا۔ اتنی گندی سوچ ہو جاتی ہے کئی مرتبہ کہ انسان دوسرے کو بتانے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایک ملک میں ایک نوجوان میرے پاس آیا کہنے لگا کہ حضرت میں کیا کروں اپنی حالت پر، فرض نماز بھی پڑھ رہا تھا اور کبیرہ گناہ کرنے کی پلاننگ بھی کر رہا تھا۔ نماز کی حالت میں میں پلاننگ کر رہا تھا کہ میں کبیرہ گناہ کا مرتکب کیسے ہو جاؤں، غفلت کی یہ حالت ہوگئی ہے۔ تو فکر کی گندگی ہمیشہ ذکر سے دور ہوتی ہے، ذکر کثرت سے کریں سوچ پاک ہوتی چلی جاتی ہے، اوٹ پٹانگ خیالات ہی نہیں آئیں گے۔

ذکر..... شیطان کے خلاف موثر ہتھیار:

شیطان کا راستہ روکنے کے لیے انسان کا سب سے بہتر ہتھیار ذکر ہے۔ عام دستور ہے کہ جب کوئی اپنے دشمن کو قابو کرے تو سب سے پہلے اس ہتھیار کو چھینتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

جو خطرناک ہوتا ہے۔ فوجی جب کسی کو گرفتار کرتا ہے تو گرفتار کرتے ہی کہتا ہے: ہینڈز اپ! ہینڈز اپ کیوں کہتا ہے؟ اس لیے کہ اگر اس کے ہاتھ میں کوئی نقصان دہ چیز ہو، تو پہلے اپنے ہاتھ کھڑے کر لے تاکہ استعمال نہ کر سکے۔ تو جب بھی دشمن پر قابو پائیں تو اس چیز کو چھینتے ہیں جو سب سے خطرناک ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح شیطان جب انسان پر مسلط ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کو ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔ قرآن مجید سے گواہی مل گئی:

﴿ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ﴾ (المجادلہ:۱۹)

''شیطان ان پر غالب آ گیا اور اور شیطان نے ان کو اللہ کی یاد سے بھلا دیا''

اللہ کی یاد انسان کے پاس سب سے خطرناک ہتھیار ہے، جس سے شیطان کو ڈر لگتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے، حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ انسان کے قلب کے پیچھے شیطان لمبی سونڈھ والے پت مچھر کی طرح بیٹھا ہوتا ہے اور انسان کے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اگر دل کو ذاکر پاتا ہے تو پیچھے ہٹا رہتا ہے اور دل کو غافل پاتا ہے تو اپنی سونڈھ کا انجکشن لگا کر انسان کے دل کے اندر وساوس کو ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر ہم ذکر کی کثرت کرتے رہیں تو شیطان ہمارے دلوں میں وسوسے نہیں ڈال سکتا، ہمارے دلوں کے قریب بھی نہیں آ سکتا۔ بھئی! جب ہم اپنے دشمن کو اپنے گھر کی چار دیواری سے دور رکھتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ روحانیت کے اس دشمن کو بھی دل کی چار دیواری سے دور رکھیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم ذاکر ہوں، ذکر کرنے والوں پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا۔

شیطان کا داؤ کن لوگوں پر نہیں چلتا:

○ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل ذکر میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ شیطان جا رہا تھا

اور بہت کمزور تھا، تو کسی اللہ والے نے دیکھا، اس نے کہا کہ بھئی تیرا یہ حال کیسے ہو گیا؟ کہتا ہے مجھے کچھ لوگوں نے بہت کمزور کر دیا، ان پر میرا کوئی داؤ چلتا ہی نہیں۔ بھئی! کون ہیں وہ لوگ؟ کہتا ہے کہ وہ جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ صاحب کہتے ہیں میں اسی وقت مسجد میں آیا تو میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے سر جھکائے اللہ تعالیٰ کی یاد میں، ذکر و مراقبے میں تھے۔ جب میں وہاں قریب ہوا، تو اللہ نے ان کے دل میں بات ڈال دی، ان میں سے ایک نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ اس شیطان مردود کی باتوں پہ نہ جانا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے شیطان دور بھاگتا ہے، یہ ذاکر و شاغل لوگ ہوتے ہیں راضی برضا لوگ ہوتے ہیں۔

○ ایک دفعہ شیطان کسی عالم کو ملا، اس نے کہا: یہ بتاؤ کن لوگوں پہ تیرا داؤ نہیں چلتا۔ شیطان نے کہا: میں دکھاؤں وہ بندے؟ اس نے کہا: ہاں دکھاؤ۔ کہنے لگا: آئیں! شیطان ایک گدھے کی شکل میں بنا کر ایک بوڑھے کے پاس گیا جو کپڑے بنتا تھا۔ اس نے کپڑا بننے کے لیے لمبے لمبے دھاگے تانے ہوئے تھے۔ اب شیطان نے گدھے کی شکل اپنائی اور دوڑتا ہوا جو آیا تو ایک دولتی مار کر ان کے سارے دھاگوں کو توڑ دیا اور بھاگ گیا۔ وہ اللہ کے بندے بسم اللہ پڑھتے ہوئے اٹھے اور بسم اللہ پڑھتے ہوئے ہر دھاگے کو گرہ لگاتے گئے۔ بسم اللہ پڑھ کر ہر دھاگے پہ گرہ لگا رہے ہیں۔ نہ ان کے چہرے پہ ناراضگی نہ ان کی زبان پہ گالی نہ کچھ، پھر کام کرنے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد شیطان پھر بھاگتا ہوا آیا اور اسی نے پھر دھاگوں کو توڑ دیا۔ وہ پھر اٹھے اور جا کر انہوں نے بسم اللہ پڑھا اور دھاگوں کو پھر گانٹھ دینی شروع کر دی۔ تو شیطان کہنے لگا کہ دیکھو! یہ وہ لوگ ہیں جن پر میرا کوئی داؤ نہیں چلتا۔ اس نے کہا: آخر وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل میں یہ یقین ہے کہ یہ کارخانۂ قدرت اللہ

کے حکم سے چل رہا ہے۔ تو یہ بندہ سمجھتا ہے کہ میں نے دھاگے نہیں توڑے میرے رب نے دھاگے تڑوائے ہیں۔ دھیان اُدھر ہی جاتا ہے، اس لیے مجھ پہ خفا نہیں ہوئے، نہ ڈنڈا اٹھایا، نہ مجھے اینٹ سے مارا۔ جب دھاگے ٹوٹ گئے، یہ صاحب اٹھے اور اس کی گرہیں لگانے بیٹھ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان ایسا ایمان حاصل کر لیتا ہے کہ جب اسباب سے نظر ہٹ کے مسبب الاسباب پہ جا ٹکتی ہے تو پھر شیطان کو ایسے بندے کے قلب تک پہنچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ تو ذکر سے یہ نعمت نصیب ہو جاتی ہے۔

شیطان سے حفاظت کے لیے سیکورٹی گارڈ:

چنانچہ نبی علیہ السلام نے حدیث مبارک میں کچھ مسنون اذکار بتائے ہیں۔ جیسے ایک جگہ فرمایا: جو انسان سو مرتبہ دن میں پڑھے:

«لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ»

اس بندے کو سو نیکیاں عطا ہوں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے اور سارا دن اللہ تعالیٰ شیطان سے اس بندے کی حفاظت فرمائیں گے۔

اب یہ کتنا بڑا اجر ہے؟ آپ دنیا میں انشورنس کرواتے ہیں تو پیمنٹ دیتے ہیں یا اپنے گھر کی یا دفتر کی سیکیورٹی کرواتے ہیں تو انسٹال منٹ دیتے ہیں۔ اسی طرح سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھ لینا یہ بھی انسٹال منٹ ہے اللہ رب العزت کے خزانوں میں۔ اور اس پر انسان کو کیا ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سارا دن اس بندے کی شیطان مردود سے حفاظت فرماتے ہیں۔ کتنا پیارا نسخہ نبی ﷺ نے بتا دیا! تو اب ہمیں چاہیے کہ اس کو ہم دن میں بھی پڑھیں رات میں بھی پڑھیں۔ صبح ایک سو مرتبہ پڑھ لیں گے تو یہ صبح کا سیپ

منت ہوگئی سارا دن کے لیے سکیورٹی گارڈ مل گئے، وہ شیطان کو مار کر دور بھگا دیتے ہیں۔ جو یہ سو مرتبہ کی اتنی الحمت جمع کروا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ آسمان سے دو فرشتوں کو بھیج دیتا ہے، جاؤ میرے بندوں کی شیطان مردود سے حفاظت کرو تو شیطان قریب ہی نہیں آتا۔ اسی طرح سو مرتبہ شام کو اگر یہ پڑھ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ رات کو شیطان سے بندے کی حفاظت فرما دیتے ہیں۔ تو جو نوجوان تنگ ہوتے ہیں اپنے ذاتی خیالات سے، پریشانیوں سے، تو ان کو چاہیے کہ اس مسنون ذکر کو اپنا روز کا معمول بنا لیں۔

اللہ کا ذکر شفا اور مخلوق کا ذکر بیماری ہے:

چنانچہ مکحول ﷫ فرماتے تھے:

ذِكْرُ اللّٰهِ شِفَاءٌ وَذِكْرُ النَّاسِ دَاءٌ

"اللہ رب العزت کا ذکر شفا ہے اور مخلوق کا ذکر بیماری ہے"

مخلوق کے ذکر سے دل بیمار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل شفا پاتا ہے۔

سب سے بڑا عمل:

قَالَ رَجُلٌ لِسَلْمَانَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ

سلیمان ﷛ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ اعمال میں سے کون سا عمل زیادہ افضل ہے۔

فَقَالَ اَمَا تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ (العنکبوت: ۴۵)

"فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا، اللہ کا ذکر سب سے زیادہ بڑا عمل ہے۔"

یہ قرآن پاک کی گواہی ہے۔ عبداللہ بن عباس ﷠ بھی یہی کہا کرتے تھے۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمادیا:

﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾

اللہ کا ذکر سب سے بڑا عمل ہے، اس عمل سے باقی اعمال میں جان آجاتی ہے۔

ذکر سے غفلت نماز سے غفلت کا پیش خیمہ ہے:

اس لیے شیطان پہلے ذکر سے غافل کرتا ہے، پھر نماز سے غافل کرتا ہے۔

اگر ہم ذکر کے ہی مقام پہ اس کو اکٹھا کرلیں گے تو یہ ہماری نمازوں میں خلل ڈال ہی نہیں سکے گا۔ یہ نماز کی بجائے ذکر سے پہلے کیسے روکتا ہے؟ گواہی قرآن دیتا ہے، قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ﴾ (المائدۃ:۹۱)

''بے شک شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ جوئے اور شراب کے ذریعے سے تم میں دشمنی ڈلوائے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے''

تو پہلا حملہ کس پہ کرتا ہے ذکر پہ کرتا ہے۔ جب اس نے ذکر سے غافل بنا دیا اب اس کا نماز میں وساوس ڈالنا آسان ہوجاتا ہے۔ اور ہمارے مشائخ کیا کرتے ہیں؟ وہ ذکر کے ذریعے ویسے ہی شیطان کو دور رکھتے ہیں تو جب عام حالات میں وہ دور رہتا ہے تو نماز کی حالت میں وہ ان کے قریب جا ہی نہیں پاتا۔

نماز میں جمعیت کیسے حاصل ہو؟

ہر بندہ چاہتا ہے کہ مجھے نماز کے اندر جمعیت نصیب ہوجائے، حضوری نصیب ہو جائے، یہ کیسے نصیب ہوسکتی ہے کہ ہم دنیا کی پریشانیوں میں پھنسے پھنسائے مصلے پہ

آکر اللہ اکبر کہیں گے تو کیا پریشانیوں کی ساری گٹھڑی اتر جائے گی اور سکون کی گٹھڑی سر پر آجائے گی؟ نہیں ایسے نہیں ہوتا۔ موٹر بھی چالو ہوتا ہو تو بڑی موٹر ایک پش بٹن کے دبانے سے فورا سپیڈ پر نہیں آجاتی، ٹائم لیتی ہے، اپنے آر پی ایم پورا کرنے میں تھوڑا سا وقت لیتی ہے۔ انسان تو پھر انسان ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ غفلت والے ماحول سے آئے اور مصلے پر قدم رکھ کر اللہ اکبر کہے اور ایک دم سے غفلت سے نکل کر اس کو جمعیت مل جائے۔ سوچنے والی بات ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ ہوتا کیا ہے؟ ہوتا یہ ہے کہ جنہوں نے نماز کی جمعیت حاصل ہوتی ہے انہوں نے نماز سے باہر بھی جمعیت حاصل کی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ پہلے ہی جمعیت میں آتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ اسی نوے پرسنٹ ان کی کیفیت کی پہلے ہی رجوع الی اللہ والی ہوتی ہے، اور جب اللہ اکبر کہتے ہیں وہ نوے پرسنٹ کیفیت سو پرسنٹ پر چلی جاتی ہے۔

اب اس کو ایک مثال سے سمجھ لیجیے۔ ایک آدمی نے اگر ہیوی ویٹ باکسنگ کی چیمپئن شپ کا مقابلہ لڑنا ہو تو اس مقابلے کو جیتنے کے لیے وہ رنگ سے باہر ایکسرسائز کرتا ہے، تیاری کرتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ کبھی وہ بھاگ رہا ہو گا، جوگنگ کر رہا ہو گا، کبھی وہ ویٹ لفٹنگ کر رہا ہو گا اور کبھی وہ سٹریس مشین کے اوپر بھاگے گا اور کبھی ایک چمڑے کا تھیلا لٹکا کر اس کے اوپر وہ مکے چلا رہا ہو گا۔ یہ کیا چیز ہے؟ یہ اس کی ایکسرسائز ہے، اس کے جسم کو فٹ بنانے کے لیے تاکہ یہ جسم رنگ کے اندر اپنے آپ کو پروو کر سکے۔ تو رنگ میں اپنے آپ کو پروو کرنے کے لیے رنگ میں تیاری نہیں کرنی ہوتی وہ رنگ کے باہر کر کے آنی ہوتی ہے۔ اور ایک بندہ کہے کہ میں نے مقابلہ لڑنا ہے اور رنگ سے باہر کوئی وہ تیاری نہ کرے اور اسی حالت میں اگر رنگ کے اندر قدم رکھے گا تو اس کا کیا بنے گا؟ ایک پنچ لگے گا اور ٹیکنیکل ناک آوٹ ہو جائے گا، ایک منٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اندر زیادہ کا آؤٹ ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے رنگ کے باہر تیاری نہیں کی۔ بالکل اسی طرح اللہ والے اپنی نماز کے رنگ کے اندر جو جمعیت والی نماز پڑھتے ہیں، اس کے لیے وہ رنگ سے باہر تیاری کر رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ تیاری اتباع سنت ہے، تلاوت قرآن ہے، ذکر الٰہی، گناہوں سے بچنا، یہ سب تیاری ہے۔ ایسا بندہ جو یہ تیاری کر چکا جب وہ اللہ اکبر کے ساتھ نماز کے رنگ میں داخل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے نماز کی حضوری نصیب فرما دیتے ہیں۔ اس لیے ہمارے مشائخ بار بار کہتے ہیں کہ بھئی نماز کے باہر اگر تیاری کرو گے تو نماز کے اندر کی کیفیت کو بھی حاصل کر سکو گے، یہ ذکر نماز کی جمعیت کو حاصل کرنے کے لیے سب سے بہترین معاون ہے۔

اللہ کا بندے کو یاد کرنے کا مفہوم:

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرۃ:۱۵۲)

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا''

اس کا کیا مطلب؟ کیا یہ کہ تم کہو: ''اللہ اللہ اللہ'' میں کہوں گا ''بندہ بندہ بندہ''۔ نہیں ایسا نہیں! اب ذرا مثال سے سنیے۔ آپ نے کسی جگہ پہ انٹرویو دینا تھا تو آپ نے ابو سے سفارش کروائی، آپ کے ابو صاحب کو فون پہ کہتے ہیں کہ جی ذرا میرے بیٹے کو یاد رکھنا۔ تو بیٹے کو یاد رکھنے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ کہ عبد اللہ عبد اللہ کہتے رہنا نہیں! مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب آپ فیصلہ کرنے کے لیے بیٹھیں تو آپ میرے بیٹے کے حق میں ہمدردانہ فیصلہ کیجیے گا۔ بڑے کا یاد کرنا یہ ہوتا ہے کہ وہ جب ٹیسٹ کرنے بیٹھے تو چھوٹوں کے بارے میں خیر کے فیصلے کرے۔ تو اللہ کے یاد کرنے کا مفہوم یہ بنے گا: اے میرے بندے! تو مجھے اپنے دل میں اپنی زبان سے یاد کرے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا اور میں پروردگار جب اعمال کی تقسیم کرنے لگوں گا تو میں تمہیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرما دوں گا۔

تو ذکر کی یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو نیک اعمال کی توفیق دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس کے کئی مفہوم ہیں۔

○ ایک مفہوم اس کا یہ بھی ہے کہ اے میرے بندے! اگر تو مجھے معذرت کے ساتھ یاد کرے گا تو میں پروردگار تجھے مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔

○ ایک مفہوم اس کا یہ ہے کہ اے میرے بندے! اگر تو مجھے معصیت کے موقعے پر یاد کرے گا تو میں تجھے مصیبت کے موقعے پر یاد کروں گا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام اپنے رب کو معصیت کے موقعے پہ یاد کیا تھا جب خاتون نے کہا تھا: ﴿قَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ تو آپ نے جواب میں کیا فرمایا؟

﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ﴾ (یوسف: ۲۳)

"میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں"

دیکھو! آپ نے اس گناہ کے موقعے پر کس کو یاد کیا؟ اللہ کو یاد کیا۔ لہٰذا جب آپ پر جیل کی مصیبت آئی تو اللہ رب العزت نے اس موقع پر ایسا یاد کیا، پردیس میں جہاں اپنا کوئی نہیں، اکیلے ہیں، اللہ جیل سے نکال لیتے ہیں اور تخت و تاج عطا فرما دیتے ہیں۔ دنیا کو تخت لینے کے لیے ووٹنگ کی ضرورت ہوتی ہے، برادری کی ضرورت ہوتی ہے، اپنی پارٹی والوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا، واہ میرے مولا! جب آپ تخت و تاج دینے پر آتے ہیں تو پردیسی بندے کو جو جیل کی کوٹھری کے اندر ہے، اس کو جیل کی کوٹھری سے نکال کر تخت کے اوپر بٹھا دیتے ہیں۔ وقت کا بادشاہ کہتا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ﴾ (یوسف: ۵۴)

اے میرے بندے! تو مصیبت کے موقع پر تو مجھے یاد کرے گا میں پروردگار مصیبت کے موقع پر تجھے یاد کروں گا۔

○ اے میرے بندے! تو مجھے راحت کے لمحات میں یاد کرے گا میں پروردگار تمہیں زحمت کے لمحات میں یاد کروں گا۔

چنانچہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بیٹے کو لیے ہوئے جنگل میں سے گزر رہی تھی ویرانہ تھا، ایک طرف سے بھیڑیا آیا اور اس نے آ کر اس کے اوپر حملہ کرنا چاہا تو یہ عورت ڈر کے مارے گر گئی، بچہ ہاتھ سے چھوٹ گیا، بھیڑیے نے بچے کو منہ میں دبایا اور بھاگ گیا۔ اب ماں نے جب دیکھا کہ میرا بیٹا یہ لے کر جا رہا ہے تو اس کے دل سے ایک آہ نکلی۔ جیسے ہی دل سے آہ نکلی، ایک آدمی قریب سے کہیں درختوں کے پیچھے سے ظاہر ہوا اور وہ ایسا تیز رفتار تھا کہ اس نے چھلانگ لگا کر بھیڑیے کے اوپر حملہ کیا اور بھیڑیا جو گھبرایا تو وہ بچے کو وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس آدمی نے بچے کو اٹھایا اور اٹھا کر اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔ وہ بڑی حیران! کہنے لگی کہ اے نوجوان! تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہوں۔ عورت کہتی ہے: اللہ تعالیٰ کا فرشتہ اور میری مدد کے لیے؟ اس نے کہا: ہاں ایک موقع پر تو اپنے گھر کے اندر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی، اچھے حالات تھے تو نے لقمہ منہ میں ڈالا عین اس وقت باہر آ کر کسی سائل نے اللہ کے نام پر سوال کیا، تجھے بھوک تو لگی ہوئی تھی اور تیرے پاس اور بھی کچھ دینے کو نہیں تھا، تو نے سوچا کہ اس نے اللہ کے نام پر مانگا چلو میں اپنی باقی بچی ہوئی روٹی فقیر کو دے دیتی ہوں، تو نے اپنے منہ کا نوالہ گویا فقیر کو اللہ کے نام پر دے دیا، آج اللہ نے بھیڑیے کا نوالہ تجھے واپس لٹا دیا۔ تو نے راحت کے وقت میں اسے

یاد کیا تھا، اس نے زحمت کے وقت میں مجھے یاد کرلیا۔

○ بلکہ فرمایا کہ اے میرے بندو! تم اگر مجھے نرم بستروں پہ یاد کرو گے تو میں پروردگار تمہیں قبروں کے اندر یاد کروں گا۔

فَاذْكُرُوْنِىْ فِىْ مَهْدِكُمْ اَذْكُرْكُمْ فِىْ لَحْدِكُمْ

○ تم اپنے سونے کی جگہ میں مجھے یاد کرو گے میں قبر میں سوتے وقت تمہیں یاد کروں گا۔ تم مجھے فرش پہ یاد کرو گے میں پروردگار تمہیں عرش پہ یاد کروں گا۔

تو یہ تو سودا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا، ہم اسے یاد کریں گے وہ ہمیں یاد کرے گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے عزتیں دو گے میں پروردگار تمہیں عزتیں دوں گا، تم میری عبادت کرو گے میں لوگوں کو تمہاری خدمت میں لگا دوں گا، میرے بندو! تم مجھے مناؤ گے میں تمہیں مناؤں گا۔ تم میرے قریب آؤ گے میں تمہارے قریب آؤں گا، مگر فرق یہ ہے، تم ایک ایک قدم چل کر آؤ گے۔

((اَتَانِىْ يَمْشِىْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً))

"میری رحمت تمہاری طرف دوڑ کر جائے گی"

ہم جتنا اللہ رب العزت کا ذکر کریں گے، اتنا ہماری زندگی میں برکتیں آتی چلی جائیں گی۔ لہٰذا دل میں یہ ارادہ کر لیجیے کہ ہم اپنی زندگی کا وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزاریں گے تو یہ پہلا سبب ہے انسان کے دل کے زندہ ہونے کا۔

دوسرا سبب

تلاوتِ قرآن مجید

قرآن مجید کی تلاوت انسان کے دل کے زندہ ہونے کا سبب بنتی ہے۔ اسی لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کو "شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ" کہا گیا، سینوں کے اندر جو کچھ ہے اس کے لیے یہ شفا ہے، فرمایا:

﴿وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (التوبہ:۱۴)

﴿وَ إِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ (الشعراء:۸۰)

﴿شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ﴾ (یونس:۵۷)

﴿هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (یونس:۵۷)

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الاسراء:۸۲)

﴿وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ﴾

(الاسراء:۸۲)

تو معلوم ہوا کہ دل کی بیماریوں کے لیے قرآن مجید بہترین شفا ہے اور ہدایت ہے۔ یہ نسخہ شفا ہے، ہم جب اسے محبت چاہت کے ساتھ پڑھیں گے اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کے روگ کو دور فرمائیں گے۔

تقرب کا بہترین نسخہ......تلاوتِ قرآن:

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَلْيَقْرَءْ فِي الْمُصْحَفِ))

"کہ جو انسان چاہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو خوش کروں اس کو چاہیے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے"

چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"تَقَرَّبْ إِلَى اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتَ وَاعْلَمْ إِنَّكَ لَنْ تَتَقَرَّبَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ كَلَامِهٖ"

www.besturdubooks.wordpress.com

"جتنی تیرے اندر استطاعت ہے اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جا، مگر جان لے کہ تو اللہ کے قریب نہیں ہو سکتا مگر اس کی پسندیدہ چیز قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے بعد۔"

تو جو انسان چاہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو تو اس کو چاہیے کہ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرے۔

((مَنْ اَحَبَّ الْقُرْاٰنَ اَحَبَّ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ))

کہ جو قرآن مجید کی تلاوت کو محبوب رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول اس کو محبوب رکھتے ہیں

ہمارا دل قرآن مجید پڑھنے کو زیادہ کیوں نہیں چاہتا؟ کبھی اس پر غور کیا؟ آدھا پارہ پڑھ کر تھک جاتے ہیں، ایک پارہ پڑھ کے تھک جاتے ہیں، دو پارے پڑھ کے تھک جاتے ہیں، اور پھر اللہ کے بندے تو اس کے قریب ہی نہیں جاتے۔

آج کل ہماری کیا حالت ہے؟ اعتکاف میں بیٹھے ہیں، قیام اللیل ہے اور ایک ربع قرآن سن کر ہم تھک جاتے ہیں، ہنسی آتی ہے سن کر۔

قرآن کے عاشق:

اس عاجز نے اپنی زندگی میں ایسے لوگوں کو دیکھا جو عاشق قرآن تھے۔

○ ہمارے محلے میں ایک حافظ صاحب رہتے تھے، اللہ کے بڑے نیک بندے تھے، قرآن مجید کے عاشق تھے۔ ہم چھوٹے سے بچے ہوتے تھے کہ جس زمانے میں پورے محلے کا ویڈیو انسان کے پاس ہوتا ہے، جس گھر میں چاہو داخل ہو جاؤ۔ وہ ہماری چھوٹی عمر تھی، اس عمر کی بات ہے، پتہ نہیں تیسری کلاس میں پڑھتے تھے یا چوتھی کلاس میں، یہ بھی پتہ نہیں، ہم نے اس حافظ صاحب سے کچھ قرآن مجید پڑھا بھی تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم دیکھتے تھے کہ ہر وقت ان کا منہ چلتا رہتا تھا، پھر جب بڑے ہوئے تو پھر پتہ چلا کہ وہ ہر وقت قرآن پڑھتے رہتے تھے۔ ان کی حالت یہ تھی کہ ایک موقع پر ہم ان کے گھر میں ہی تھے، چھوٹے بچے تھے، ان کے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ تو ان کی ایک بڑی بیٹی شادی شدہ تھی، وہ اپنے میکے والدین کو ملنے کے لیے آئی تو یہ اندر بیٹھے اپنا ذکر عبادت کر رہے تھے اور اٹھ کر باہر آ گئے اور بیٹی کے پاس بیٹھ گئے۔ اب بیٹی بیٹھی ہوئی ہے اور یہ کچھ پڑھ رہے ہیں، یہ بیٹی بار بار کہے ابو! میں اتنی دور سے آپ کو ملنے کے لیے آئی ہوں، آپ مجھ سے بات ہی کوئی نہیں کرتے، تھوڑی دیر کے لیے جو پڑھ رہے ہیں اس کو روکیں۔ انہوں نے کہا: بیٹی! تجھ سے کیا باتیں کروں؟ آپ نے بتا دیا آپ خیریت سے ہو، میں نے بتا دیا میں خیریت سے ہوں، اب اور کیا باتیں کروں؟ اور وہ پھر پڑھنا شروع کر دیتے۔

ہمیں چھوٹے ہوتے ہوئے یہ بات سمجھ نہیں آتی تھی کہ لوگ کہتے ہیں باتیں کرو اور یہ ہر وقت زبان ہلاتے رہتے ہیں لیکن بڑے ہو کر پھر ہمیں پتہ چلا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتھ ایسا عشق دیا ہوا تھا کہ روزانہ ایک قرآن مجید پڑھنا ان کا معمول بنا ہوا تھا۔ تو جو عاشق قرآن ہوتے ہیں تو پھر ان کی زندگیاں یوں گزرتی ہیں۔

○ ایک مرتبہ اس عاجز نے لاہور کی ایک مسجد میں درس قرآن دیا۔ مسجد کے جو امام خطیب تھے وہ سلسلے میں داخل تھے، مجھے کہنے لگے کہ حضرت! آپ ناشتہ میرے ہاں کیجیے! تو ہم ان کے ہاں چلے گئے۔ ناشتے کے دوران کہنے لگے کہ حضرت میرے ابو! عاشق قرآن ہیں۔ تو ہم نے کہا کہ بھئی! ہمیں ناشتے میں تو اتنا مزہ نہیں آئے گا جتنا ان کی باتیں سننے میں آئے گا، ہمیں ان کے واقعات سنائیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

واقعات سنانے شروع کر دیے۔ عجیب وغریب واقعات!

ایک واقعہ انہوں نے یہ بھی سنایا کہ میرے والد صاحب کو کسی نے یہ بتا دیا کہ اگر آپ تیس سال متواتر ایک قرآن پاک روز پڑھیں گے تو قرآن مجید کا فیض اللہ تعالی تمہاری آئندہ نسل میں چلا دیں گے۔ میرے ابو نے پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک قرآن مجید روزانہ، سردی بھی، گرمی بھی، صحت بھی، بیماری بھی، دیس بھی پردیس بھی، خوشی بھی، غمی بھی، مگر انہوں نے ایک قرآن پاک روز پڑھنا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ متواتر تیس سال انہوں نے قرآن مجید پڑھا، ایک دن بھی ناغہ نہیں ہوا۔ پھر کہنے لگے کہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میرے والد کی جتنی اولاد وذریت ماد ینہ، بیٹے یا بیٹیاں، آگے ان کی اولاد جتنے بیٹے، جتنی بیٹیاں، جو بھی اس کی نسل سے بچہ سات سال کی عمر کا ہے وہ قرآن مجید کا حافظ ہے۔ میرے والد کی نسل سے کوئی بھی جو آگے اولاد چل رہی ہے، پوتے ہیں، نواسے ہیں، نواسیاں ہیں، کوئی بھی بچہ جو سات سال سے اوپر کی عمر کا ہے، وہ قرآن مجید کا حافظ ہے۔ کرنے والے دیکھو کیا کیا کر گئے؟ یہ قرآن مجید کے عاشق لوگ، ہمارے لیے ایک پارہ پڑھنا مشکل، ان کے لیے روز ایک قرآن مجید پڑھنا بھی آسان ہے۔

○ اسی رمضان میں دیکھیں ہم نے کتنا پڑھا؟ کوئی زیادہ سے زیادہ تیر مارے گا تو دو ختم کر لے گا اور کسی نے اونچی چھلانگ لگائی تو تین ختم کر لے گا۔ ہماری ہی جماعت میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ رمضان کے بعد خط آتے ہیں، کوئی لکھتا ہے کہ جی الحمد للہ جی میں نے تیس قرآن مجید رمضان میں ختم کر لیے، ایک سفید ریش بوڑھے تھے انہوں نے پچھلی دفعہ لکھا کہ ساٹھ قرآن مجید پڑھنے کا ارادہ تھا، مگر ۲۹ روزے ہونے کی وجہ میں اٹھاون پڑھ سکا، ساٹھ پورے نہ ہوئے۔ دو قرآن مجید روزانہ، ایک دن میں، ایک

رات میں اور اس دور میں یہ لوگ پڑھ رہے ہیں، ابھی زندہ ہیں۔ تو اگر وہ ہر دن اور ہر رات کا ایک ایک قرآن پاک لے کر اللہ کے پاس جائیں گے اور ہم نے ایک پارہ بھی دن کا نہیں پڑھا ہوگا تو میرے دوستو! ہمیں کتنی شرمندگی ہوگی! کتنی حسرت ہو گی! کتنا افسوس ہوگا!

قرآن پاک سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ:

آخر وجہ کیا ہے کہ قرآن مجید سے ہمیں وہ مناسبت نہیں جو ہونی چاہیے۔ ابھی یہاں نعت پڑھوا دیں تو مجمع میں سے بیس بندے ایسے ہوں گے جو رونے لگ جائیں گے، کیا تراویح میں بھی کسی کو روتے دیکھا؟

ایک اہم نکتہ کہ آخر قرآن مجید سن کر ہمیں رونا کیوں نہیں آتا؟ قرآن مجید سے ہماری مناسبت کیوں نہیں؟ قرآن مجید پڑھنے سے آخر اتنا ہمیں شرف اور رغبت کیوں نہیں؟ فرق کہاں پہ ہے؟ ہمارے مشائخ نے اس کا جواب دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب انسان کے دل میں مخلوق بھری ہوتی ہے تو مخلوق کے کلام کی تاثیر اس پر زیادہ ہوتی ہے۔ جب اللہ کا تعلق بھر جاتا ہے تو وہ پھر اللہ کے کلام کی تاثیر زیادہ ہوتی ہے کہ قرآن سن کر روتا ہے۔ اس لیے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

«لَوْ طَهُرَتْ قُلُوبُكُمْ مَا شَبِعَتْ مِنْ كَلَامِ رَبِّكُمْ»

''اگر تمہارے دل صاف ہو جاتے تو اللہ کا قرآن پڑھنے سے تمہارے دل کبھی نہ بھرتے''

دل چاہتا کہ بس میں پڑھتا ہی رہوں۔ تو معلوم ہوا کہ دل صاف نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں پھر قرآن پاک کے ساتھ مناسبت نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرا سبب

استغفار کی کثرت

تیسری چیز ہے استغفار کی کثرت۔ اگر آدمی چاہے کہ قلب کی گندگی دور ہو جائے، ظلمت دور ہو جائے، دل روشن ہو جائے، منور ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ استغفار کی کثرت کرے۔ چنانچہ استغفار کی کثرت سے اللہ تعالیٰ دل کی ظلمتوں کو دور کر دیتے ہیں۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں:

طُوْبٰى لِمَنْ وُجِدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا

''اس بندے کے لیے خوشخبری ہے جو قیامت کے دن اپنے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار پائے گا''

کثرت سے جو استغفار پائے گا اس بندے کو مبارک باد، وہ بہت خوش ہوگا۔ تو استغفار دو دو سو مرتبہ صبح شام یا رمضان المبارک میں اس سے بھی زیادہ پڑھ سکتے ہیں۔ مگر استغفار فقط زبان سے نہ پڑھے، دل کے استحضار کے ساتھ پڑھے، ندامت کے ساتھ پڑھے، ہر نہ ہو کہ

اِسْتِغْفَارُنَا يَحْتَاجُ اِلَى اسْتِغْفَارٍ

''ہمارا استغفار بھی استغفار کا محتاج ہو''

توجہ الی اللہ کے ساتھ استغفار پڑھیں گے تو اس کی برکتیں دل کے اوپر آئیں گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چوتھا سبب

دعا کی کثرت

اور چوتھا سبب دعا کی کثرت۔ دعا سے بھی انسان کا دل سفید ہوتا ہے، منور ہوتا ہے۔ جب انسان رو رو کے مانگتا ہے تو پھر اللہ رب العزت مہربانی فرماتے ہیں، نگاہِ رحمت فرما دیتے ہیں اور اس بندے کے دل کی دنیا کو بدل دیتے ہیں۔ ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ کی ایک نگاہ پر بلکہ یوں کہوں اللہ تعالیٰ کی نیم نگاہ پر موقوف ہے ؎

یہ خزاں کی فصل کیا ہے فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کر دیں تو ابھی بہار آئے

ایک نظر اگر وہ رحمت کی ڈال دیں تو بندے کا دل ابھی زندہ ہو جائے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے بکثرت یہ دعا مانگیں: اے مالک! ہمارے دلوں کو دھو دیجیے! ہمارے دلوں کو منور کر دیجیے! دل کی سختی کو ختم فرما دیجیے! ارشاد فرمایا:

﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن: ۶۰)

بندو! تم دعا مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

اور جو لوگ دعا نہیں مانگتے تو ان کو متکبر کہا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي﴾ (المؤمن: ۶۰)

یعنی جو بندہ دعا نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس چیز کو تکبر کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہیں۔ اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے:

((مَنْ لَمْ يَدْعُ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ))

''جو بندہ اللہ سے دعا نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس بندے سے ناراض ہوتے

[illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

بتایا"

کہ یہ بندو مجھ سے مانگتا کیوں نہیں؟ تو ہمیں اللہ تعالیٰ سے خوب دعا مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ میرے قریب ہو، مجھ ہی سے لو لگا کر بیٹھے، مجھ سے رجوع کر بیٹھے، مجھ ہی سے مانگے۔

علمی نکتہ:

آپ کو ایک طالب علم ہونے کے ناطے ایک علمی نکتہ بتاؤں۔ قرآن مجید میں کئی جگہوں پر پوچھنے والوں نے کئی سوال پوچھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی زبان فیض ترجمان سے ان کے جواب دلوائے۔ مثلاً

﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ﴾

"یہ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں۔"

آگے جواب دلوایا:

﴿قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ﴾ (البقرۃ:۱۸۹)

"آپ فرما دیجیے کہ یہ لوگوں کے اوقات کے لیے ہے"

تو یہ ایک طریقہ (Patteren) ہے پورے قرآن مجید کا:

﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ..... قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ﴾ (البقرۃ:۲۲۰)

﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ..... قُلْ هُوَ أَذًى﴾ (البقرۃ:۲۲۲)

تو ترتیب یہ ہے کہ پہلے سوال فرمایا اور پھر قُلْ کے لفظ کے ساتھ محبوب کی زبانی جواب دلوا دیا۔ پورے قرآن مجید میں یہی ترتیب (Patteren) ہے۔ جہاں سوال پوچھا، اس سوال کے جواب میں فرمایا: قُلْ آپ فرما دیجیے۔ آگے اس کا جواب دے دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک سوال ایسا تھا کہ جب پوچھنے والے نے پوچھا تو پروردگار کو بھی خوشی ہوئی، اس کی رحمت جوش میں آ گئی۔ یہ ایک سوال پوچھ رہے ہیں، اس سوال کا جواب دیتے ہوئے، اللہ نے اس پیٹرن کو سامنے نہیں رکھا، ترتیب بدل کر رکھ دی۔ پوچھنے والے نے بات ہی ایسی پوچھی، کیا پوچھا تھا؟ ارشاد فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي ﴾

جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں!

﴿ فَإِنِّي قَرِيبٌ ﴾ (البقرۃ:۱۸۶)

"میں تو بہت قریب ہوں"

اس سوال کا جواب اللہ نے خود عطا فرمایا۔ اندازہ لگایئے کہ اللہ رب العزت کو یہ سوال کتنا اچھا لگا ہو گا، آپ سے یہ بندے میرے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ مجھ سے لو لگا کر بیٹھے، مجھے یاد کرے، کہ میں اپنے بندے کو اپنی رحمتیں عطا کروں۔

پانچواں سبب

درود شریف کی کثرت

پانچویں چیز جس سے کہ انسان کا دل دُھلتا ہے وہ ہے:

اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا۔

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

((مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

www.besturdubooks.wordpress.com

صَلَوَاتٍ))

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں''

اللہ تعالیٰ کی اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ کیا مہربانی ہے؟ قرآن مجید پہ اجر ملتا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے جو ایک حرف پڑھے اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔ تو اللہ کے کلام پر دس کا قانون لگتا ہے۔ قربان جائیں کہ اپنے محبوب ﷺ سے آپ نے کتنی محبت کا اظہار فرمایا! جس نے اللہ کے محبوب ﷺ پر درود بھیجا تو ثواب کا جو ریٹ جو اپنے کلام کے پڑھنے پر لگاتے ہیں، وہی ریٹ محبوب ﷺ پر درود بھیجنے پر لگا دیا۔ یہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ بلکہ مزید حدیث پاک میں فرمایا:

((مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّ حُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَ رُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ)) (سنن نسائی)

''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور اس کی دس خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند کرتے ہیں۔''

درود شریف کی برکت:

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ مشکل میں اس کے لیے آسانی پیدا کر دیتے ہیں۔

اب یہاں پر آپ کو ایک بات بتائیں۔ پتہ نہیں بتانی بھی چاہیے کہ نہیں۔ لیکن منہ پر آئی بات کہہ دینی چاہیے، درود شریف پڑھنے کے ہم نے اس دنیا میں اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

آنکھوں سے فائدے دیکھے ہیں، یقین ہونا چاہیے۔ آپ کبھی کسی کام کے لیے جائیں، کام اٹک جائے، مشکل پیش آ گئی حل نہیں ہوتی، ہر مشکل کے وقت میں آپ اللہ کی طرف رجوع کر کے کھڑے ہوں اور نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا شروع کر دیں چند لمحوں میں آپ دیکھیں گے اللہ تعالیٰ آپ کی مشکل کو آسانی میں بدل دیں گے۔ یہ ایسا ایک ٹول ہے جہاں چاہو اسے استعمال کر لو۔ ہم نے اپنی زندگی میں ہزاروں مرتبہ اس کو استعمال کر کے دیکھا۔ تھک جاتے ہیں، کبھی یہ کام اٹک گیا، کبھی یہ کام اٹک گیا، اٹکے رہے تو انسان دین کا کام کیسے کرے؟ تو یہ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے تو اس یقین کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ الجھنوں کو دور فرما دیتے ہیں۔

ایک دفعہ حج کے موقع پر ہمارے کوئی پچیس بندے تھے، ہم نے واپس مکہ مکرمہ آنا تھا۔ ہمارے ایک عربی دوست تھے ان کو کہا کہ بھائی کوشش کر کے مکتب سے ہمارے لیے اجازت لو کہ ہم اپنی گاڑیاں کروا کر چلے جاتے ہیں، کیونکہ مستورات ساتھ ہیں اور جو وہاں کی روٹین والی بسیں ہیں وہ اٹھارہ گھنٹے بیس گھنٹوں میں پہنچتی ہیں، تو پردے والی عورتوں کو بڑی مشکل ہوتی ہے، اتنا عرصہ متواتر پردے کے اندر بیٹھے رہنے سے جسم پر دانے آ جاتے ہیں، ان کے لیے مصیبت ہوتی ہے، ہم نے ان سے کہا کہ بھئی ہماری تھوڑی فیور ہو جائے ہم دعائیں دیں گے آپ کو۔ خیر وہ ساتھ تھے، ہم مکتب میں پہنچے، اس نے عربی میں بات کی، اس نے صاف جواب دے دیا اس نے کہا: لَا وَاللّٰہِ۔ اس عربی دوست نے کہا کہ انہوں نے ایک مرتبہ نہ کر دی اب ہاں کروانا یہاں سے مشکل کام ہے، میں نے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ ایک مرتبہ پھر بات کریں اللہ تعالیٰ مدد کریں گے۔ اب اسے بات کرنے پر لگایا اور میں نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کہ ان کو یہ کہو کہ ہم پچیس بندے ہیں، آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا کریں آپ ہمیں کسی اور گروپ کے ساتھ اکٹھا نہ کریں ہمیں الگ بس دے کر جو پچیس والی ہوتی ہے بھیج دیں۔ کیونکہ اوروں کے انتظار میں رہیں گے کہ بس پوری ہو گی تو جائیں گے تو پھر مصیبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ کہنے لگا کہ ٹھیک ہے، اس نے ہاں کر دی کہ آپ کو ہم چھوٹی بس دے دیں گے اور آپ اپنے بندوں کو لے کر چلے جائیں۔ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ کی شان ہم تیار ہو کر بیٹھ گئے، جب بس آئی تو سترہ بہتر سفر بالکل نئی بس اس نے بھیجی، ان کی سیٹوں کی اوپر پولی تھین بھی چڑھا ہوا تھا، ایسے لگتا تھا کہ وہ گودام سے نکال کر بھیج دی ہے۔ تو ہم پچیس بندے ایک ایک سیٹ پر سو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ دیکھو یقین کے ساتھ اگر انسان اللہ رب العزت کے محبوب پر درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ جہاں آخرت کی مصیبتیں دور فرما دیتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا کی مشکلیں بھی آسان کر دیتے ہیں۔

بخیل شخص کون؟

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

«اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ» (کنز العمال، رقم:۲۱۴۲۶)

"بخیل ہے وہ جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پہ درود شریف نہ پڑھے"

تو سب حضرات درود شریف پڑھ لیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

درود شریف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا ذریعہ:

حدیث پاک میں آتا ہے:

«إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ»

بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو سیاح ہیں، چلتے پھرتے ہیں۔ میری امت کا جو بندہ مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے، وہ فرشتے اس کو مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔

چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«إِنَّ أَوْلَى بِي النَّاسِ فِي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً»

کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب میرے وہ بندہ ہوگا جس نے دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھا ہوگا۔

تو ہمیں چاہیے کہ ہم نبی علیہ السلام پر درود شریف بھی خوب پڑھا کریں۔

چھٹا سبب

تہجد کی نماز

چھٹا عمل جس سے دل زندہ ہوتا ہے، وہ ہے:

قِيَامُ اللَّيْلِ

تہجد کی نماز

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نیک بندوں کی نشانیاں:

﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا﴾ (الفرقان:۶۴)

"اور جو اپنے رب کے حضور سجدے میں اور قیام میں رو کر راتیں بسر کرتے

تھا"

اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْمَکْتُوْبَۃِ قِیَامُ اللَّیْلِ

"پانچ فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز وہ تہجد کی نماز ہے۔"

یاد رکھیں کہ تہجد کی پابندی کیے بغیر کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے اولیا میں شامل نہیں ہو سکتا، ولی بننے کے لیے شرط ہے کہ یہ بندہ تہجد گزار ہو۔ ولی بننے کی شرط ہے کہ وہ بندہ پرہیزگار ہو، کوئی ایسا بندہ جو پرہیزگار نہ ہو اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں بن سکتا۔

﴿اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (الانفال:۳۴)

اس کے ولی وہی ہوتے ہیں جو متقی لوگ ہوا کرتے ہیں۔

گناہوں کی وجہ سے تہجد سے محرومی:

اِنَّ الْعَبْدَ لَیُذْنِبُ یُحْرَمُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ

جو بندہ گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تہجد کی نماز سے محروم کر دیتا ہے۔

اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

قَالَ حُرِمْتُ قِیَامَ اللَّیْلِ خَمْسَۃَ اَشْہُرٍ بِذَنْبٍ

میں ایک گناہ کرنے کی وجہ سے پانچ مہینے قیام اللیل سے محروم کر دیا گیا۔

اور وہ گناہ کیا تھا کہ ایک بندہ رو کے گناہوں سے معافی مانگ رہا تھا تو میں نے دل میں سوچا کہ یہ ریاکاری کر رہا ہے۔ اس گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پانچ مہینے مجھے تہجد کی نماز سے محروم کر دیا۔

راتوں کو جاگنے کی لذت:

چنانچہ ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

أَهْلُ اللَّيْلِ فِيْ لَيْلِهِمْ أَلَذُّ مِنْ أَهْلِ اللَّهْوِ فِيْ لَهْوِهِمْ

کہ جو لوگ گناہوں میں رات کے وقت لذتوں میں پڑے ہوتے ہیں، ان سے زیادہ لذتیں اہل اللہ کو راتوں کے جاگنے میں اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتے ہیں۔

چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا بَقِيَ مِنْ لَذَّاتِ الدُّنْيَا إِلَّا ثَلَاثٌ

کہ دنیا کی لذتوں میں تین چیزیں باقی رہ گئی ہیں۔

(۱) قِيَامُ اللَّيْلِ

تہجد کی نماز

(۲) لِقَاءُ الْإِخْوَانِ

دین دار بھائیوں سے ملاقات کرنا۔

(۳) وَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ

اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا۔

تین چیزیں ہیں جن میں لذت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک باقی رکھی ہوئی ہیں۔ ہمارے بزرگوں کو نماز باجماعت میں لذت ملتی تھی، تہجد میں لذت ملتی تھی، اللہ کی نسبت سے ایک دوسرے کے ساتھ میل جول میں لذت ملتی تھی۔

تو یہ چھ چیزوں کے اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ دل کو نورانی بنا دیتے ہیں۔ تو آپ ان اعمال کو زیادہ سے زیادہ کیجیے۔ اپنے اپنے مقامات پر ان کی پابندی کر کے اپنے دلوں کو منور کر لیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو زندہ فرما دے اور ہمارے دلوں میں اپنی یاد والی لذت نصیب فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرا دل مچل رہا ہے

میرا دل مچل رہا ہے تیری یاد میں الٰہی
تیرے نام نے تو دل میں اک آگ ہے لگائی

تیرا در تو تیرا در ہے تیرے در کے اک گدا نے
دنیائے دوں کی عظمت میرے دل سے ہے مٹائی

تیرے حسن پہ میں قربان تیری نیم سی نگاہ نے
میرے اجڑے دل کی بستی اک پل میں ہے بسائی

میں تیری نوازشوں پہ حیران ہو رہا ہوں
قاری نے مجھ کو سورۂ رحمٰن ہے سنائی

میری زندگی کا حاصل تیری یاد بن گئی ہے
تیرے وصل کی تمنا میرے دل میں ہے سمائی

تیرے عاشقوں میں جینا تیرے سنگ در پہ مرنا
میں یہی سمجھ رہا ہوں تیرے در کی ہے رسائی

مجھے درد دل ملا ہے سن لو اے دنیا والو
میں فقیر بے نوا ہوں مجھے مل گئی ہے شاہی

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ﴾

(الزمر: ۲۲)

شرح صدر کے اسباب

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 9 نومبر 2004ء ۲۶ شب رمضان ۱۴۲۵ھ

مقام: نور مسجد لوساکا زیمبیا (افریقہ)

موقع: خصوصی مجالس برائے اعتکاف

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

شرح صدر نصیب ہونے کا کیا مطلب؟ کہ انسان دین پر عمل کرے مگر طمانیت قلب کے ساتھ، دل کی چاہت کے ساتھ، شوق و ذوق کے ساتھ، محبت کے ساتھ۔ بوجھ سمجھ کر عمل نہ کرے، شریعت کے احکام اس کو مصیبت نہ نظر آئیں بلکہ اس کے اندر محبت ایسی ہو اللہ تعالیٰ کی کہ اس پر شوق و ذوق کے ساتھ عمل کرے۔ یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ سے قانونی تعلق نہ رہے، جنونی تعلق بن جائے۔ اس کو کہتے ہیں شرح صدر نصیب ہو جانا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

شرح صدر کے اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾
(الزمر:۲۲)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

شرح صدر کی نعمت:

قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾
(الزمر:۲۲)

جس کا مفہوم ہے کہ وہ جس کے سینے کو ہم نے اسلام کے لیے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہوتا ہے۔ یعنی اس کے سینے میں ایک نور آ جاتا ہے۔ اس کو ہدایت کی ایک روشنی مل جاتی ہے، ایک نورِ ایمان نصیب ہو جاتا ہے، اس کا دل اسلام کے لئے کھل جاتا ہے، اس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں شرح صدر نصیب ہونا۔

شرح صدر نصیب ہونے کا کیا مطلب؟ کہ انسان دین پر عمل کرے مگر طبیعت

قلب کے ساتھ، دل کی چاہت کے ساتھ، شوق و ذوق کے ساتھ، محبت کے ساتھ۔ بوجھ سمجھ کر عمل نہ کرے، شریعت کے احکام اس کو معصیت نہ نظر آئیں بلکہ اس کے اندر محبت ایسی ہو اللہ تعالیٰ کی کہ اس پر شوق و ذوق کے ساتھ عمل کرے۔ یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ سے قانونی تعلق تو ہے، جنونی تعلق بن جائے۔ اس کو کہتے ہیں شرحِ صدر نصیب ہو جانا۔

اب ہر مومن کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ یہ نعمت مجھے نصیب ہو جائے تو آج کی اس محفل میں اس عنوان پر گفتگو ہوگی کہ وہ شرحِ صدر کیسے حاصل ہو جائے۔

شرحِ صدر حاصل ہونے کے اسباب

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کافی تفصیلی بات کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ چند اسباب ہیں جو بندہ ان اسباب کو حاصل کر لے، ان اسباب کو اختیار کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو شرحِ صدر بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

پہلا سبب

ایمان

ایمان کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ لے کر آئے ان پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی تصدیق کرنا، اس کو قبول کر لینا، اس کو مان لینا۔ تو ماننے والے کو مومن کہتے ہیں اور اس کیفیت کا نام ایمان ہے۔ بن دیکھے ماننا اور دلیل نہیں مانگی کہ قیامت کیسے آئے گی؟ جنت کیسے اور جہنم کیسے ہے؟ کوئی دلیل نہیں چاہیے، بس

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم اعتقاد کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت کے پیارے محبوب ﷺ جو فرمارہے ہیں وہ حق ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں گواہی دیتے ہیں۔ اس گواہی دینے کو ایمان کہتے ہیں اور اس گواہی دینے کے بعد بندہ مومن بن جاتا ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دی، نبی علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی، کتابوں کی گواہی دی، قیامت کے دن کی گواہی دی، ملائکہ کی گواہی دی، تقدیر کے بارے میں گواہی دی، اب یہ مومن بندہ اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ بن جاتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو قبول کر لیا، اس لیے کلمہ پڑھتے ہی اس کا سٹیٹس بدل جاتا ہے۔

دو طرح کے بندے:

اللہ تعالیٰ کی نظر میں بندوں کی تقسیم دو طرح کی ہے ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ﴾ (التغابن:۲)

وہ ذات جس نے تمہیں پیدا کیا تم میں سے کچھ ماننے والے ہیں اور کچھ انکار کرنے والے ہیں۔

جو ماننے والے ہیں اللہ تعالیٰ کو ان سے ذاتی محبت ہے اور کفر اور کافری سے اللہ تعالیٰ کو ذاتی عداوت ہے، یہ بات بہت اچھی طرح سے اپنے دلوں میں بٹھا لیجیے کہ اللہ تعالیٰ کو ایمان والوں سے ذاتی محبت ہے اور کفر اور کافری سے اللہ تعالیٰ کو ذاتی عداوت ہے۔

مومن کا اعزاز:

اس لیے جس نے بھی کلمہ پڑھا اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ولایت کا تعلق مل گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (البقرة:۲۵۷)

''اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا''

اب دیکھیے حق تو یہ بنتا تھا کہ مومن کلمہ پڑھ رہا ہے تو یوں کہا جاتا کہ یہ ایمان والا اللہ کا دوست ہے، یوں بات کی جاتی مگر قربان جائیں محبت پہ کہ اور چاہت پہ۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بندہ اتنا پیارا لگا کہ اس پروردگار عالم نے نسبت اپنی طرف فرمائی کہ ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ کہ اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا۔

وقت کا ایک بادشاہ اگر کسی نوکر کے بارے میں کہے کہ میں اس کا دوست ہوں تو اس نوکر کے تو مزے ہوتے ہیں، اس سے بڑھ کر تو اس کی عزت نہیں ہو سکتی۔ نوکر کی تو بادشاہ کے ساتھ پھر بھی کوئی حیثیت ہے، ہماری تو اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ حیثیت ہے ہی نہیں۔ وہ پروردگار تو بہت عظیم ہے۔ اب اس پروردگارِ عالم کا یوں فرما دینا کہ ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ کہ اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا۔ تو یہ مومن کے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔

اللہ کی مومن سے محبت کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کو ایمان والوں سے ذاتی محبت ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ جی ایمان والوں سے اللہ کو ذاتی محبت ہے تو اس کی کوئی دلیل ہے؟ انہوں نے کہا کہ دلیل قرآن مجید میں ہے، جب دلیل قرآن مجید سے ملے تو مزا آ جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ جی وہ کیسے؟ کہنے لگے کہ جی محبت کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے محبوب کو جتنا مرضی عطا کرے، اس کو تھوڑا سمجھتا ہے کہتا ہے کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں دیا۔ وہ کتنا ہی دے دے، اسے تھوڑا سمجھے گا جبکہ محبوب اسے تھوڑا سا بھی چیز بھیج دے تو اس کو تھوڑا نہیں سمجھتا، وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا کہ میرے محبوب نے مجھے یہ

بھیجا۔ تو محبوب کی چھوٹی چیز بھی زیادہ نظر آتی ہے اور اپنی دی ہوئی زیادہ چیز بھی تھوڑی نظر آتی ہے۔ جب یہ اصول طے ہو گیا تو دیکھیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کتنی نعمتیں دی ہیں۔

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (ابراہیم: ۳۴)

''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن بھی نہیں سکتے''

تو اللہ تعالیٰ نے ان گنت نعمتیں اپنے بندوں کو دینے کے بعد فرمایا:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ﴾ (النساء: ۷۷)

''آپ فرما دیجیے کہ دنیا کی متاع تو تھوڑی سی ہے''

اتنا دے کر بھی اسے تھوڑا کہا، جبکہ بدلے میں بندے نے اپنے پروردگار کو یاد کیا اس کا ذکر کیا۔ اب بندے کی عمر بھی محدود، اس کا عمل بھی محدود، مگر چونکہ پیارا لگتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو تھوڑا بھی زیادہ نظر آیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ﴾ (الاحزاب: ۳۵)

''کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں''

تو ہمارے تھوڑے سے محدود ذکر پر کثیر کا لفظ استعمال کیا اور اپنی ان گنت نعمتوں پر اللہ نے قلیل کا لفظ استعمال کیا۔ یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مومن بندوں سے ذاتی محبت کی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ (المائدۃ: ۵۴)

''اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے''

اب اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت پہلے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوم لاۓ گا ﴿يُحِبُّهُمْ﴾ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا ﴿وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ اور وہ اللہ سے محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں گے۔ اب دیکھیے! اللہ رب العزت کی یہ کتنی بڑی عطا ہے کتنی بڑی مہربانی ہے۔

ایمان، سب سے اعلیٰ نعمت:

تاہم مومن کے پاس دنیا میں بہت ساری نعمتیں ہیں، ان میں سے سب سے بڑی نعمت ایمان ہے۔ مثال کے طور پر ایک نعمت مال بھی ہے، ایک نعمت جان بھی ہے، ایک نعمت عزت و آبرو بھی ہے، اور ایک نعمت ایمان بھی ہے۔

''ایمان'' سب سے اعلیٰ نعمت ہے جو بندے کے پاس ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ کوئی بندہ بیمار ہو تو اپنی جان بچانے کی خاطر سارا ''مال'' خرچ کر دے گا۔ وہ یہ نہیں دیکھے گا کہ میرا کتنا پیسا خرچ ہو رہا ہے، وہ کہے گا جی میری امی کی جان بچ جائے، میری بیوی کو صحت مل جائے کہ جی دعا کرو، میرا بیٹا ٹھیک ہو جائے اور کتنا خرچ ہو رہا ہے۔ اس کی اسے کوئی فکر نہیں، وہ کہتا ہے جی اسی لیے تو کمایا تھا۔

تو مال انسان قربان کرتا ہے جان کی خاطر اور اگر انسان سفر کر رہا ہو اور بیوی پاس ہو اور کوئی ڈاکو بیوی کی طرف بڑھے تو خاوند کبھی بھی اس وقت خاموش نہیں رہ سکتا۔ اس کو اپنی جان کا خطرہ بھی ہوگا پھر بھی وہ کہے گا یہ میری عزت ہے، تو معلوم ہوا کہ اب وہ وہی قیمتی جان جس کو بچانے کے لیے وہ لاکھوں روپے خرچ کر رہا تھا، اب اپنی عزت و ناموس کی خاطر قربان کرنے سے بھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ تو معلوم ہوا کہ عزت جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہے۔

اور ایک نعمت ہے ''ایمان'' اس کو بچانے کے لیے انسان اپنا مال اپنی جان اپنی عزت سب کچھ قربان کر سکتا ہے، ایمان ایسی نعمت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ایک عیسائی بادشاہ شاہ روم کے دربار میں ایک صحابی گئے۔ اس نے بات کرتے ہوئے کہا: اگر تمہارے خلیفہ اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا، اس صحابی نے کہا کہ یہ فیصلہ میں تو نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا: اچھا ان کو میرا پیغام دے دینا۔ چنانچہ وہ صحابی جب مدینہ طیبہ آئے تو عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ اس بادشاہ نے دوران گفتگو یہ کہا تھا کہ اگر تمہارے خلیفہ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیں تو میں مسلمان ہونے کو تیار ہوں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھئی! تم نے ہاں کیوں نہ کر دی؟ وہ کہنے لگے کہ جی میں آپ سے پوچھے بغیر کیسے کر سکتا تھا؟ تو فرمانے لگے کہ کیا عمر کی بیٹی کی عزت کسی کے ایمان لانے سے بھی زیادہ قیمتی ہے؟ چنانچہ انہوں نے پھر اپنی بیٹی سے پوچھا۔ تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان ایمان کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔

آج کے دور میں ایمان کی ناقدری:

یہ چیز اچھی طرح ذہن میں رکھیں آج کل فتنے کا دور ہے، اکثر دیکھا گیا کہ سب سے پہلے ایمان ہاتھوں سے جا رہا ہے، کیونکہ قدر و قیمت کا پتہ نہیں ہے۔ ہمارا حال شیخ سعدی والا ہے کہ اس کو والدہ نے سونے کی انگوٹھی پہنا دی اور وہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا تھا کھیلنے کے لیے باہر نکلا تو ایک ٹھگ مل گیا۔ اس نے دیکھا کہ ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی ہے تو اس نے گڑ کی ڈلی نکالی اور مجھے کہتا ہے کہ اپنی انگوٹھی کو چوسو ذرا! میں نے زبان لگائی تو بے ذائقہ تھی۔ پھر اس نے مجھے گڑ کی ڈلی چکھائی، کہتا ہے کہ اس کو چوسو! جب اس کو چوسا تو میٹھا تھا، کہتا ہے میٹھی چیز لے لو پھیکی چیز دے دو۔ کہتے ہیں کہ میں اتنا چھوٹا نادان تھا کہ میں تیار ہو گیا، میں نے گڑ کی ڈلی لے لی سونے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

انگوٹھی دے دی۔

آج بھی حال ہو رہا ہے کہ شیطانی قوتیں اس طرح ایمان والوں کو گھیر رہی ہیں، ان کو دنیا کی گڑ کی ڈلی دے رہی ہیں اور ان سے ایمان کی دولت لے رہی ہیں۔ اور لوگ بڑے ہنسی خوشی اس سودے پہ تیار ہو جاتے ہیں۔ ذرا کسی کو موقع ملے کسی ترقی یافتہ کافروں کے ملک میں جانے کا، اچھا بھلا سیٹ ہے، اولاد ٹھیک ہے، اچھا کاروبار ہے، بھاگے گا ادھر، جی مجھے وہاں کی رہائش مل رہی ہے۔ اور یہ نہیں پتہ کہ وہاں جاؤں گا تو میری اگلی نسل ایمان پر بھی رہے گی یا نہیں۔ بندہ یہ فیصلے کیوں کرتا ہے؟ جب ایمان کی ویلیو کا پتہ نہیں ہوتا۔ اور جب اہمیت کا پتہ ہو پھر ساری دنیا کی نعمتوں کو ٹھوکر مار دیتا ہے، کہتا ہے کہ میں خشک روٹی کھا کر گزارا کر لوں گا، میں اپنے ایمان کا سودا نہیں کروں گا، تو ایمان بہت قیمتی نعمت ہے۔

نبی علیہ السلام کی ایمان پر ثابت قدمی کی نصیحت:

اس لیے نبی علیہ السلام نے ایک حدیث میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اگر تجھے ایمان سے ہٹانے کے لیے کوئی پھانسی دے دے، یا آگ میں بھی ڈال دے تو تو اپنے ایمان سے پیچھے مت ہٹنا۔ اور ہم بھی دلوں میں یہی نیت رکھیں کہ اے اللہ! ہم آزمائش کے قابل نہیں ہیں لیکن ہماری نیت یہ ہے کہ ہم ہر چیز قربان کر سکتے ہیں مگر ہم ایمان کی حفاظت کر کے دکھائیں گے اور اس کی حفاظت میں اے مالک! تو ہماری مدد فرمانا۔ ایمان کے بارے میں فکرمند رہا کرو۔ بندہ ایسے ثابت قدم رہے جیسے پاؤں کے نیچے چٹان ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جو جادوگر ایمان لے کر آئے تو فرعون نے کہا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ میں تمہارے ایک طرف کا بازو اور ایک طرف کی ٹانگ کاٹ دوں گا تاکہ تمہارا بیلنس ہی نہ رہ سکے تم کھڑے ہی نہ ہو سکو۔ انہوں نے کہا:

﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ﴾ (طٰہٰ:۷۲)

جو تو کر سکتا ہے تو کر لے!

اب ایمان ہمارے دل میں آ چکا اور ہم اس سے پیچھے ہٹنے والے نہیں۔

ایک تابعی کی ایمان پر استقامت:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک تابعی تھے ان کو بھی اسی طرح کسی کافر بادشاہ نے گرفتار کر لیا۔ اس نے بڑی کوشش کی کہ وہ ان کے دین پر آ جائے مگر وہ اپنے دین پر پکے رہے۔ حتیٰ کہ اس نے ان کو ڈرانے کے لیے تیل گرم کروایا اور کہا میں تمہیں اس میں ڈال دوں گا۔ انہوں نے گرم تیل کو کھولتے دیکھا تو آنکھوں میں سے آنسو آ گئے۔ تو بادشاہ سمجھا کہ یہ ڈر گئے ہیں اب میری بات مان لیں گے، تو اس نے کہا کہ آپ میری بات مان لیں میں آپ کو کھولتے تیل میں نہیں ڈالتا۔ کہنے لگے: بدبخت کیا تو سمجھتا ہے کہ میں اس لیے ڈر رہا ہوں کہ تو مجھے تیل میں ڈال دے گا؟۔ تو پھر رو کیوں رہے ہو؟ کہنے لگے کہ رو تو اس لیے رہا ہوں کہ مجھے خیال آیا کہ میرے جسم میں ایک جان ہے تو مجھے ڈالے گا میری جان چلی جائے گی، اے کاش! آج جتنے میرے بدن پر بال ہیں اتنی جانیں ہوتیں، اتنی مرتبہ تو مجھے ڈالتا، میں اتنی جانوں کا نذرانہ اپنے رب کو پیش کر دیتا۔ ان لوگوں کو ایمان کی قدر و قیمت کا پتہ تھا۔

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت:

چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب ایک جھوٹا نبی پیدا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا اور اس کی طرف پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فوج بھیجنی پڑی۔ ایک تابعی تھے ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ وہ کہیں اس کی فوجوں کے قابو میں آ گئے۔ تو مسیلمہ کذاب نے کہا کہ تم مجھے نبی مانو! کہنے لگے کہ ہرگز نہیں، اس نے کہا کہ میں تمہیں آگ میں ڈلوا دوں گا، کہنے لگے: جو مرضی کر، چنانچہ اس نے آگ جلوائی اور ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو آگ میں ڈالا۔ اللہ کی شان اللہ نے امتِ محمدیہ کے اس غلام کے لیے آگ کو اسی طرح ٹھنڈا کر دیا جیسے ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈا کیا تھا۔ چنانچہ کافی دیر آگ میں رہنے کے بعد اس پر آگ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کے قریب کے لوگ نے کہا کہ یہ جادوگر ہے تیرے باقی ماننے والوں کو بھی ہٹا دے گا اسے بھگاؤ یہاں سے۔ انہوں نے چھوڑ دیا۔ کچھ عرصے کے بعد ان کے دل میں خیال آیا کہ میرے رب نے مجھ پر اتنا کرم کیا کیوں نہ میں اپنے محبوب، اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضری دوں۔

چنانچہ یہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دینے کے لیے روضہ انور پر مسجد نبوی میں حاضر ہوئے، انہوں نے نماز پڑھی، عمر رضی اللہ عنہ نے بھی قریب نماز پڑھی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ وہ بندوں پر نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ پردیسی سا آدمی ہے، پوچھا کہاں سے ہو؟ کہنے لگے کہ فلاں علاقے سے، کہنے لگے: اس علاقے میں سنا ہے ایک آدمی ہے جس کو مسیلمہ کذاب نے آگ میں ڈالا مگر اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی۔ تو انہوں نے کہا جی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ کو فراست تھی پہچان گئے، کہنے لگے: کہ آپ وہی ہیں۔ کہنے لگے کہ جی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آؤ میں تمہیں امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاتا ہوں، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ ان کو لے گئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملایا اور وہاں پر امیر المؤمنین نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ جس نے اپنے محبوب کے امتیوں کے ساتھ وہ معاملہ کر دکھایا جو اس نے اپنے خلیل کے ساتھ کیا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ایمان ایسا قیمتی ہے آگ میں بھی ڈالا جائے پرواہ نہیں ہے۔

ایمان سیکھنے سے آتا ہے رحمۃ اللہ علیہ

یہ ایمان جو ہے نا یہ سیکھنا پڑتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے:

تَعَلَّمْنَا الْاِیْمَانَ ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْاٰنَ

"پہلے ہم نے ایمان سیکھا پھر ہم نے قرآن سیکھا"

یہ ایک عجیب نعمت ہے ایمان کی جب انسان کو نصیب ہوتی ہے تو انسان کو سینے میں حلاوت محسوس ہو جاتی ہے۔

ایمان کی قدر قربانی سے آتی ہے:

لیکن اس پہ انسان کا اگر کچھ لگے تو قدر پھر آتی ہے۔ جب لگتا کچھ نہیں اور ماں باپ نے بچپن میں کلمہ پڑھا دیا اور دیکھا دکھائی ہم وہی کر رہے ہیں جو سب کر رہے ہیں تو پھر اس کی اتنی قدر نہیں ہوتی۔ اس لیے آپ غور کریں گے کہ جو لوگ خود کلمہ پڑھتے ہیں وہ ایمان کے اوپر بڑے پکے ہوتے ہیں، اس لیے کہ انہوں نے قربانیاں دی ہوتی ہیں۔

ایک نوجوان لڑکے کو کسی نے دیکھا کہ بڑی قیمتی خوبصورت چادر ہے اس سے اپنا جوتا صاف کر رہا ہے۔ پوچھا کہ بھئی خیر تو ہے کہ جوتا دس روپے کا اور یہ قیمتی چادر سو روپے کی، کیا کر رہے ہو؟ تو کہنے لگا بس جوتا صاف کر رہا ہوں۔ وہ سمجھدار تھا، اس نے کہا کہ بتاؤ یہ جوتا کس نے خریدا؟ یہ چادر کس نے خریدی؟ کہنے لگا کہ جوتا میں نے خریدا، چادر ابو نے خریدی تھی۔ چونکہ چادر مفت ملی تھی تو سو روپے کی چادر کی بھی کوئی ویلیو نہیں اور دس روپے اپنے لگے تھے اس لیے جوتے کی قدر کا پتہ تھا، لہٰذا اس چادر

www.besturdubooks.wordpress.com

سے جوتا صاف کر رہا تھا۔

اس لیے اس ایمان پر ہمیں خود بھی اپنا جان مال اور وقت لگانا چاہیے پھر اس کی قدر و قیمت آئے گی۔ ہمارے تبلیغی بھائی یہی بات تو ساری دنیا میں بتاتے پھر رہے ہیں کہ جان مال وقت لگے گا پھر قدر و قیمت آئے گی۔ اور یہ بات سو فیصد اپنی جگہ سچی بنتا ہے۔

ایمان کی حقیقت تلواروں کے سائے میں:

صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ ہم نے ایمان کی حقیقت کو بدر والے دن تلواروں کے سائے کے نیچے سیکھا تھا، جب بغیر اسباب کے میدان جنگ میں پہنچ گئے تھے اور سامنے لوہے میں ڈوبی فوج تھی۔ قرآن عظیم شان گواہی دے رہا ہے کہ

﴿كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ﴾ (الانفال:۶)

”گویا موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں وہ اسے دیکھ رہے تھے“

ان کو لگتا تھا کہ ہم تو موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں۔ جب سب اسباب پیچھے رہ گئے تھے، اب مسبب الاسباب کی طرف توجہ گئی ایسے ہی ایمان بنتا ہے۔ جو ایمان انہوں نے تلواروں کے سائے کے نیچے سیکھا، آج ہم لوگ پنکھوں کی ٹھنڈی ہوا کے نیچے بیٹھ کر سیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کو ان کا ایمان اتنا پسند آیا کہ دلوں کے بھید جاننے والے پروردگار نے فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾ (الانفال:۴)

کہ یہ سچے مومن ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے ایمان کو معیار بنا کر باقی لوگوں کے لیے نمونہ بنا دیا، فرمایا:

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ (البقرۃ:۱۳۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

”اگر یہ ایمان لائیں جس طرح کہ تم ایمان لائے پھر یہ ہدایت پائیں گے“

تو صحابہ کرام کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے معیار بنا دیا۔

ایمان دنیا کے ثبات کا ذریعہ ہے:

مومن اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہے کہ جب تک ایک مومن بھی دنیا میں رہے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کو قائم نہیں فرمائیں گے... جب تک ایک بندہ بھی اللہ اللہ کہنے والا دنیا میں رہے گا اللہ تعالیٰ اس دنیا کی بساط کو نہیں سمیٹیں گے۔ اس سے آپ ایمان کی طاقت کا اندازہ لگائیے کہ وہ اس پوری دنیا کے محفوظ رہنے کا، سلامت رہنے کا سبب بنا ہوا ہوتا ہے۔

ایمان کی حقیقت:

اب اس پر علمی گفتگوں کی بھی بہت تفصیل ہے جو محدثین طلبا کے سامنے کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال: کیا آپ مومن ہیں؟ کے جواب میں کہا کہ

اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ

اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا

”میں پکا مومن ہوں“

دونوں نے بات سچ کہی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ظاہری کیفیت کو دیکھ کر کہا، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں پکا مومن ہوں کوئی شک کی گنجائش ہی نہیں، اس لیے کہ شک سے تو ایمان فاسد ہو جاتا ہے، جس طرح سرکے سے شہد فاسد ہو جاتا ہے۔ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شک کی گنجائش ہی نہیں، پکی بات کرو، بات کرتے ہوئے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاؤں سے کے نیچے چٹان ہو۔ میں پکا مؤمن ہوں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی! بات تو انجام پر ہوتی ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ کہ پتہ نہیں موت ایمان پہ آئے گی کہ نہیں، امید کرتا ہوں لہٰذا اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔

بہرحال آج کے زمانے میں تو نہیں اَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا یا اس بات دلوں کے اندر پکا کر لینا چاہیے۔ اس لیے کہ ذرا سی بھی آپ گنجائش رکھیں نا تو شیطان کو دروازہ مل جائے گا وہیں سے شک ڈالنا شروع کر دے گا۔

مضبوط ایمان دلیل نہیں مانگتا:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے وجودِ خداوندی پر سو دلائل جمع کیے تھے۔ ایک مرتبہ شیطان ان کے سامنے آیا، انہوں نے اسے کہا کہ دیکھ میرا ایمان کتنا پکا! کہتا ہے کیسے؟ کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں سو دلائل اکٹھے کیے ہیں، اس نے کہا کہ آپ کا ایمان کچا ہے۔ انہوں کہا کہ یہ کیسی بات کر دی کہ میرا ایمان کچا؟ اس نے کہا کہ ہاں پکا دیکھنا ہے تو یہ جو دیہاتی جا رہا ہے اس کا ایمان پکا ہے۔ امام رازی نے پوچھا: وہ کیسے؟ اس نے کہا: دیکھیں ذرا! اب شیطان اس دیہاتی کے پاس گیا، ایک آدمی کی شکل میں اور جا کر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود نہیں ہے۔ جیسے ہی اس نے کہا تو دیہاتی نے جوتا اتار لیا، کہا: تیری ایسی تیسی خبردار تو نے یہ بات کرنے کی جرأت کیسے کی؟ یہ بھاگا وہاں سے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو آ کر کہتا ہے کہ دیکھا! ایمان اس کا پکا ہے جو بات سننے کو تیار نہیں اور تم تو دلائل کی باتیں کرتے ہو، سو دلیلیں دو گے میں سو دلیلوں کو توڑ دوں گا، تمہیں پھر شک پیدا ہو جائے گا، ایمان ضائع ہو جائے گا۔

تو اس لیے ایمان کے معاملے میں بندے کو ٹھوس اور پکا ہونا چاہیے، اس دیہاتی

www.besturdubooks.wordpress.com

کی طرح کہ ہم نے کوئی اس قسم کی بات ہی نہیں سنی۔ لہٰذا شرع شریف کے خلاف کسی کی عقل کی باتیں مت سنو! آج کے دور میں انٹرنیٹ پر، ادھر ادھر کفر نے ایسے سوالات کرنے شروع کر دیے تاکہ ایمان والوں کا ایمان ضائع ہو جائے، وہ شک میں پڑ جائیں۔ موٹی سی بات ہے کہ بھئی ہم ہر چیز کو تو نہیں جانتے، ہر چیز کا ہمیں نہیں پتا لیکن اتنا ہم مان چکے ہمارا پروردگار ایک ہے، موجود ہے، ہم اس کے خلاف کوئی بات سننے کے لیے تیار ہی نہیں۔ اس طرح پھر ایمان ہر حال میں محفوظ رہے گا۔ ورنہ تو پھر آج کل بعض جگہوں پر تو مسلمانوں والا نام لکھوانا ہی لوگوں پر مشکل ہو گیا ہے۔

ایمان کی ایک نشانی:

ایمان کی ایک پہچان اور نشانی ہے۔ وہ یہ کہ جب بھی کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو دل میں ندامت اور خلش ہوتی ہے، گناہ کرنے پر دل میں خلش یا ندامت کا محسوس ہونا، یہ ایمان کی علامت ہوا کرتی ہے۔

ایمان ضائع ہونے کی تین وجوہات:

ہمارے مشائخؒ نے لکھا کہ ایمان تین وجوہات سے ضائع ہوتا ہے بڑی اہم بات ہے۔

① سب سے پہلی وجہ نعمت اسلام کے ملنے پر اللہ کا شکر ادا نہ کرنا۔ جو انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا کہ اے اللہ! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے مجھے ایمان والا بنایا، یہ ایک طرح کی ناشکری ہوتی ہے اور ناشکری سے نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ اس ناشکری سے ایمان بندے سے واپس لے لیا جاتا ہے۔

② دوسری وجہ نعمت اسلام کے چھننے سے بے خوف ہونا۔ یعنی انسان اپنے ایمان

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بارے میں بے خوف ہو جائے، اس کو دل میں یہ خوف ہی نہ ہو کہ پتہ نہیں میں اس نعمت کو موت تک پہنچا بھی سکوں گا یا نہیں۔ جب یہ خوف دل سے نکل گیا، بے خوف ہو گیا تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اس نعمت سے بندے کو محروم کر دیتے ہیں۔

③ تیسری وجہ یہ کہ بندہ مسلمانوں کی دل آزاری کو معمولی سمجھتا ہو۔ کسی کا حق مارنا سمجھتا ہے کوئی مسئلہ نہیں، کسی کا یہ کیا، کسی کا وہ کیا اور اس یہ کو سمجھے ہی کچھ نہ، تو فرمایا جو مسلمانوں کی دل آزاری کو معمولی سمجھتا ہو اس سے اللہ رب العزت اسلام والی نعمت کو واپس لے لیا کرتے ہیں۔

ایمان کیسے محفوظ رہے؟

اب ہر بندے کا جی چاہتا ہے کہ میرا ایمان محفوظ رہے تو اس کے ایک بنیادی اصول (Thumb Rule) سن لیجیے، موٹا اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم: ۷)

''اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتیں اور زیادہ عطا فرمائیں گے''

لہٰذا جو مومن بھی ایمان کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو محروم نہیں ہونے نہیں دیں گے۔ اس کے ایمان کو روز بروز بڑھاتے چلے جائیں گے۔ تو ایمان محفوظ کرنے کا سب سے بہترین دستور روزانہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ میرے مولیٰ آپ مجھے کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی، یہ آپ کا احسان ہے، یہ آپ کی مہربانی ہے، میں اس پر آپ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں۔ جتنا ہم اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے، اتنا اللہ رب العزت ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائیں گے۔ اور ہم موت تک اس کی حفاظت کے ساتھ دنیا سے چلیں جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرا سبب

علم حاصل کرنا

شرح صدر حاصل ہونے کا دوسرا سبب علم کی نعمت ہے۔

علم سے مراد علم دین ہے۔ علم دین ایک روشنی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ نُوْرٌ

علم ایک نور ہے۔

لہٰذا اس نور کو حاصل کرنے کے لیے ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیے۔ ہر بندہ تفصیلی علم تو حاصل نہیں کر سکتا مگر یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ ہم ساری عمر جاہل ہی رہیں۔ لہٰذا جو جس درجے میں علم حاصل کر سکتا ہے، وہ کرتا رہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ

''علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک''

جس عمر میں بھی بندہ ہو وہ علما کے پاس بیٹھ کر مسائل سیکھے، قرآن پاک کا ترجمہ پڑھے، وہ احادیث مبارکہ پڑھے، وہ دعائیں یاد کرے، ضروریاتِ دین کیا ہیں اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت کے اوپر یہ ضروری ہے۔

علم ایک نور ہے:

علم معلومات کا نام نہیں بلکہ ایک نور کا نام ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تھے تو انہوں نے دیکھ کر فرمایا تھا کہ اے نوجوان! میں

www.besturdubooks.wordpress.com

تیرے سینے میں ایک نور دیکھتا ہوں تم اس نور کی حفاظت کرتے رہنا۔ وہ علم کا نور تھا جو اللہ نے ان کے سینے میں عطا فرما دیا تھا۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اشعار بھی اسی طرح ہیں انہوں نے امام وکیع سے پوچھا تھا کہ میں بھول جاتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ گناہ چھوڑ دو تو فرماتے ہیں:

شَكَوْتُ إِلَىٰ وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ
فَأَوْصَانِيْ إِلَىٰ تَرْكِ الْمَعَاصِيْ
فَإِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ إِلٰهِيْ
نُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصِيْ

علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ نور گناہ گار کو نہیں دیا جاتا۔

حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ پوچھا طلبہ سے علم کا مفہوم کیا ہے؟ کسی نے کہا جاننا، کسی نے کہا پہچاننا، طلبا جواب دیتے رہے، حضرت خاموش رہے۔ کسی نے کہا کہ حضرت! آپ ہی بتا دیں کہ علم کا مفہوم کیا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ علم وہ نور ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا، یہ کیفیت ہے تو یہ نور نصیب ہو گیا اور اگر نہیں تو پھر یہ علم نہیں وبال ہے۔

چنانچہ ہمارے اکابر نے لکھا ہے، جب دارالعلوم دیوبند میں پڑھانے والے بھی صاحب نسبت ہوتے تھے، پڑھنے والے بھی کئی صاحب نسبت ہوتے تھے، تو فرماتے ہیں کہ اس وقت طلبا کا یہ حال ہوتا تھا کہ جب دارالحدیث سے حدیث کا سبق پڑھ کر نکلتے تھے تو ان کے چہروں پر اتنا نور ہوتا تھا کہ باہر دیکھنے والے لوگ یوں سمجھتے تھے کہ یہ معتکف حضرات ہیں جو اعتکاف کے بعد واپس نکل رہے ہیں۔ یعنی جیسے معتکف کے چہرے پر اعتکاف کے مکمل ہونے کے بعد نور ہوتا ہے، ایسے ہی وہ فرماتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث کا درس سننے پر ہمارے چہروں پر نور آجاتا تھا۔

علم حاصل ہونے کی علامت:

چنانچہ اکمال الشیم میں لکھا کہ علم نافع وہی ہے جس کی شعائیں سینہ و دل میں پھیل جائیں اور شکوک و شبہات کے پردوں کو پھاڑ دیں۔ ہمارے اکابر نے فرمایا کہ جتنا علم بڑھے اتنا خوف خدا بھی بڑھنا چاہیے۔

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (فاطر: ۲۸)

"بیشک اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہی لوگ جو علم والے ہیں"

تو علم جتنا بڑھے اتنا ہی خوف خدا بھی دل میں بڑھتا چلا جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ بیشک علم کے ساتھ سو جانا جہالت کے ساتھ نماز پڑھنے پر زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

علمی سوال پر مغفرت:

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی آدمی محتاج ہو اور وہ کسی دروازے پر روٹی کا سوال کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ تین بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

جس نے مال کمایا اس کی بھی مغفرت۔ جس نے کھانا پکایا اس کی بھی مغفرت اور جس نے اس فقیر تک کھانا پہنچایا اس کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ تین بندوں کی مغفرت، جس نے روٹی کا سوال کیا۔

لیکن جس طالب علم نے استاد سے علمی سوال پوچھا تو اس سوال کے پوچھنے پر اللہ تعالیٰ چار بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

سب سے پہلے سوال پوچھنے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرا جواب دینے والے (استاد) کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔

تیسرا جو گرد بیٹھے ہوتے ہیں محفل میں سننے والے ان کی بھی اللہ مغفرت کر دیتے ہیں۔

اور چوتھا جو اس محفل کے انعقاد کا ذریعہ بن رہے ہیں وہ معاونین حضرات اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں لیکن ان سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت کو علم کا حاصل کرنا کتنا محبوب ہے۔

تیسرا سبب

دل میں محبت الٰہی کا ہونا

اور تیسری چیز جس سے شرح صدر کی کیفیت حاصل ہوتی ہے یہ ہے کہ محبت الٰہی دل میں ایسی سما جائے کہ ماسوا کی محبت کو دل سے ختم کر دے۔ ایک دل میں دو محبتیں نہیں سما سکتیں۔ محبت ایک کی ہی سمائے گی خالق کی محبت سمائے گی یا مخلوق کی محبت سمائے گی۔

مخلوق کی محبت جب کہی جاتی ہے تو اس سے مراد نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتیں ہیں جو خلاف شرع انسانوں کو ادھر ادھر ہو جاتی ہیں۔ جن محبتوں کا شریعت نے حکم دیا ماں باپ کی محبت، بہن بھائی کی محبت، میاں بیوی کی محبت، مسلمان بھائی کی آپس میں محبت، یہ تمام شرعی محبتیں ہیں۔ یہ حقیقت میں اللہ رب العزت کی محبت ہی کی آگے تفصیلات ہیں۔ تو ان تمام محبتوں کو اللہ تعالیٰ کی ہی محبت کہا جاتا ہے۔ جب ہم ماسوا کی محبت یا غیر کی محبت کی بات کرتے ہیں، اس سے مراد ہوتا ہے کہ شریعت کے دائرے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے نکل کر لذتوں کی خاطر شہوتوں کے پیچھے لگ کر ہوس کے تحت جو انسان کے تعلقات ہوتے ہیں اس سے وہ محبتیں مراد ہیں۔ تو انسان کے دل کے اندر ایک اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اور باقی سب ماسوا کی محبتیں دل سے ختم ہو جائیں۔ یعنی اللہ سے محبت ہو اور اگر کسی سے محبت ہو تو اللہ رب العزت کی وجہ سے محبت ہو، ماسوا کی محبت ختم ہو جائے۔

محبت الٰہی کہاں سے ملتی ہے؟

اس کیفیت کو حاصل کرنے کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے، اس کیفیت کو سیکھنے کے لیے مشائخ کی صحبت میں وقت گزارنا پڑتا ہے، ٹریننگ لینی پڑتی ہے۔ ہاتھ کو تیز ہونا پڑتا ہے، کورس لینا پڑتا ہے، جیسے اینٹی بائیوٹک کے کورسز ہوتے ہیں تو اللہ والے بھی اسی طرح کے کورس کرواتے ہیں۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ ان کے پاس کچھ وقت گزارنے کے بعد روحانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ بندے کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت بھر جاتی ہے۔ جیسے مقناطیس کے پاس لوہا رہے تو اس میں بھی مقناطیسیت آ جاتی ہے، اسی طرح اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر بندے کے دل میں بھی اللہ رب العزت کی محبت بھر جاتی ہے۔

دو محبتیں ایک ساتھ نہیں ہو سکتیں:

اور اگر کوئی بندہ یہ سمجھے کہ جی میری نفسانی محبتیں بھی چلتی رہیں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی مل جائے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ﴾ (الاحزاب: ۴)

"اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے"

اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں رکھے کہ ایک دل رحمٰن کو دے

دے اور دوسرا دل نفس اور شیطان کو دے دے۔ فرمایا: نہ، دل ایک ہے اور ایک ہی کے لیے ہے۔ یہاں ایک ہی کا معاملہ ہے، اس ایک کی محبت دل میں بیٹھا لینا، اسی کو توحید کہتے ہیں۔

شرک برداشت نہیں:

اس لیے اللہ تعالیٰ کو شرک سے بہت زیادہ نفرت ہے، ارشاد فرمایا: جو گناہ لے کر آؤ میں جو چاہوں گا بخش دوں گا لیکن میں شرک کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ جیسے مرد کی غیرت بھی گوارا نہیں کرتی کہ اس کی بیوی کے دل میں اس کی محبت کے علاوہ کسی دوسرے کی بھی محبت ہو، خاوند کبھی گوارا نہیں کرتا۔ اگر کسی کی بیوی کہے کہ میں آپ کی بھی بیوی ہوں تو وہ شاباش دے گا یا جوتے مارے گا؟ کافر ہوگا تو ہو سکتا ہے کہ اس کو سے ہی قتل کر دے، لیکن مومن کا معاملہ تو کچھ اور ہوتا ہے۔ مومن کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کہے کہ میں آپ کی بھی بیوی ہوں۔ لیکن اگر وہ کہے کہ میں آپ ہی کی بیوی ہوں تو وہ اس کو کہے گا تو پھر یہاں سے دفع ہو جا۔ اللہ رب العزت کا بھی یہی معاملہ ہے کہ جو کہے کہ اللہ میں آپ کا بھی بندہ ہوں اور نفس اور شیطان کی بھی چاہتوں کو پورا کرتا ہوں، فرماتے ہیں پھر دفع ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ مومن اس کے سوا کسی اور کے سامنے اپنا سر جھکائے، سجدہ کرے۔ محبت کا وہ تعلق جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہیے وہ اس کے غیر کے ساتھ استوار رکھے، یہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔

یہ تو عورتیں بھی پسند نہیں کرتیں۔ واقعہ لکھا ہے کہ ایک خاتون کو کسی نے دیکھا، اس نے کہا کہ جی مجھے تو آپ بہت ہی اچھی لگتی ہیں، مجھے تو آپ سے بڑی محبت ہے اس نے کہا کہ میری بہن پیچھے آرہی ہے، وہ مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے تو اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے گھوم کر پیچھے دیکھا تو اس نے جوتا اتار کے سر پر لگایا، اس نے کہا کہ اگر تم اپنی محبت میں سچے ہوتے تو تم دوسری کی طرف کبھی نظر نہ اٹھاتے۔ تو جب دنیا کی عورت گوارہ نہیں کرتی تو اللہ رب العزت کیسے اس چیز کو گوارہ کرتے ہیں۔

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے:

اس لیے اللہ رب العزت کی ہی محبت بندے کے دل میں ہو یا تی جتنے بت اللہ ت کے بت بندے کے اندر ہیں، انسان ان کو دل سے نکال دے۔

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے

یہ بت توڑنے ہی پڑتے ہیں، پتھر کے بنے ہوں جو ظاہر میں نظر آتے ہیں یا اندر تخیل کے بت ہوں۔ ہو سکتا ہے کسی کے دل میں زن کا بت پڑا ہو، کسی کے دل میں کسی کلاس فیلو کا بت پڑا ہو، کسی کے دل میں کسی اور کا، یہ بھی بت ہوتے ہیں۔

﴿مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ﴾ (الانبیا:۵۲)

"یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو"

اسی لیے یہ دل کبھی کبھی انسان بت خانہ بنا لیتا ہے، یا گندخانہ بنا لیتا ہے، تو دل سے ان تمام محبتوں کو ختم کر کے ایک اللہ رب العزت کی محبت کو دل میں رکھا جائے۔

صاحب اکمال الشیم فرماتے ہیں کہ جب تک دل ناز یبا حرکتوں سے باز نہ آئے اس میں دقائق و اسرار سمجھنے کی اہلیت پیدا نہیں ہوتی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

عشق با مردہ نباشد پائیدار

عشق را با حی با قیوم دار

اس لیے معزز سامعین مرنے والوں اور ڈھلنے والوں سے کیا محبت کرنی، محبت کرے انسان اس ذات کے ساتھ جو حی لا یموت ہے۔ اس لیے نبی ﷺ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس جبرئیل علیہ السلام آئے، عرض کیا: اے اللہ کے محبوب!

عِشْ مَنْ شِئْتَ فَاِنَّکَ مَیِّتٌ

جتنا چاہیں زندگی گزاریں، ایک دن موت آنی ہے۔

وَاَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ

جس سے چاہیں آپ محبت کریں، ایک دن آپ کو جدا ہونا ہے۔

تو جب دنیا میں جدا ہونا ہی ٹھہرا تو پھر انسان کیوں نہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔

مخلوق سے محبت بھی اللہ کے لیے ہو:

تو مخلوق سے محبت بھی اللہ رب العزت کے لیے ہو، جیسے نبی علیہ السلام کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی محبت تھی، عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی محبت تھی۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ کسی نے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس نے کہا: مردوں میں سے کس سے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ کے والد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے۔ مگر وہ محبت دین کے لیے تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ پر فرما دیا:

لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا

''اگر میں دنیا کے اندر کسی کو اپنا خلیل بناتا تو میں ابوبکر کو اپنا خلیل بنا لیتا مگر میرا خلیل فقط میرا مولیٰ ہی ہے''

تو یہ جو میاں بیوی کا تعلق ہے یہ بھی اللہ رب العزت کی نسبت سے محبت کا تعلق ہے، اصل محبت دلوں میں اللہ رب العزت کی ہی ہے۔ تو اللہ رب العزت سے اس میں بھی زیادتی مانگنی چاہیے، شکر ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اس نعمت میں زیادتی عطا فرما دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چھ یقینی چیزیں

بلکہ مشائخ نے تو لکھا کہ چھ چیزیں ایسی پکی ہیں کہ ان پر بندہ قسمیں بھی کھا سکتا ہے۔

① شکر پر نعمت میں زیادتی یقینی:

پہلی بات کہ اگر انسان کسی نعمت کا شکر ادا کرے گا تو اس نعمت میں یقیناً اللہ تعالیٰ اضافہ عطا فرمائیں گے۔ اس پر قسم کھائی جا سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ ﴾ (ابراہیم: ۷)

② صبر پر اجر یقینی:

فرمایا جو بندہ بھی مصیبت پر پریشانی پر صبر کرے گا تو اللہ رب العزت اس کو اس صبر پر ضرور اجر عطا فرمائیں گے۔ اس پر بھی انسان چاہے تو قسم کھا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ (زمر: ۱۰)

''بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا''

قرآن اس پر تصدیق کر رہا ہے۔

③ توبہ پر معافی یقینی:

اسی طرح جو بندہ توبہ دل سے کرے تو معافی ملنی یقینی بات ہوتی ہے۔ توبہ پکی کرے اور دل سے کرے جس کو توبۃ النصوح کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ توفیق ہی اس وقت دیتے ہیں جب وہ اس کی توبہ کو قبول کرنے کا ارادہ فرما لیتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ

www.besturdubooks.wordpress.com

مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (شوریٰ:۲۵)

''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو''

﴿۴﴾ استغفار پر رزق میں برکت یقینی:

اسی طرح جو انسان استغفار کثرت کے ساتھ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں یقینی برکتیں عطا فرماتے ہیں۔ کثرتِ رزق کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کو رزق میں یقینی برکتیں عطا فرماتے ہیں۔

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا٥ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا٥ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ٥ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا٥﴾ (نوح:۱۰۔۱۲)

﴿۵﴾ دعا کی قبولیت یقینی:

اسی طرح پانچویں چیز کہ دعا کے بعد قبولیت کا ہونا یقینی ہے، توفیق ہی تب ملتی ہے، جب بندے کو اللہ تعالیٰ قبول فرمانا چاہتے ہیں۔ اسی لیے فرمایا:

﴿اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (مومن:۶۰)

''تم دعا مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہوں''

مگر یہ کہ کوئی ایسا برا عمل ہو جائے جس سے دعا ہی بیکار ہو جاتی ہے۔ جیسے نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس کا کھانا حرام، جس کا لباس حرام، وہ غلافِ کعبہ کو بھی پکڑ کر دعا مانگے قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ وہ حرام کی نحوست کی وجہ سے ہے، اگر یہ نحوستیں نہ ہوں اور حلال پر زندگی گزارنے والا بندہ اپنے رب سے دعا مانگے، اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کو کبھی بھی رد نہیں فرماتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⑨ صدقے پر مال میں اضافہ یقینی:

اور چھٹی چیز، جو بھی انسان اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال کو صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس مال کے بدلے میں اس کو ضرور مال عطا فرما دیتے ہیں۔ اس کے بارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث پاک میں قسم اٹھا کر فرمایا۔ اللہ رب العزت کے محبوب کا ویسے ہی فرما دینا بہت کافی تھا کہ ایک سچے کی زبان سے یہ کلمات نکلے مگر نہیں اللہ تعالیٰ کے محبوب نے قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ انسان کے مال میں کمی نہیں ہونے دیتے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (سبا:۳۹)

”جو بھی تم خرچ کرتے ہو وہی اس کا عوض دینے والا ہے، اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے“

کہ تم جو چیز بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے تو اس کے پیچھے تمہیں وہ نعمت اور بھی مل جائے گی۔

چوتھا سبب

ذکر اللہ کی کثرت کرنا

چوتھا سبب جس سے شرح صدر حاصل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنا۔

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے ذکر کثیر کریں اس لیے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ (الاحزاب:۴۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

”اے ایمان والوں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو“

اور کثرت کے ساتھ ذکر وہی ہوتا ہے جو ہر وقت کیا جائے۔ ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ﴾

(آل عمران: ۱۹۱)

”وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے“

تینوں حالتوں میں جو بندہ اللہ کا ذکر کرے۔ انہی کو اللہ تعالیٰ نے اولو الباب فرمایا۔ کہ وہ عقل مند لوگ ہیں اور فرمایا:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ﴾ (النور: ۳۷)

”میرے وہ بندے جن کو تجارت اور خرید فروخت بھی میری یاد سے غافل نہیں کرتی۔“

اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی کی پہچان:

ہمارے مشائخ نے ایک عجیب بات لکھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بندہ اپنی کیفیت کو پہچان سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہیں یا اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہیں۔ اس کی انہوں نے بڑی سادہ سی پہچان بتائی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس بندے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہوں سے بچتا ہے اور ذکر کی کثرت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ذکر کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اور گناہوں سے اس کو محفوظ فرما دیتے ہیں۔ اور جس بندے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، فرمایا کہ ذکر سے اس کو غافل کر دیتے ہیں اور گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ جب بندہ غافل بھی ہو اور گناہوں میں بھی ملوث ہو سمجھ لے کہ میرے دن برے ہیں۔ مجھے کثرت کے ساتھ استغفار کرنا چاہیے، اپنے رب کو منانا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عملی ذکر کی چار صورتیں

ایک تو قلبی اور لسانی ذکر ہوتا ہے اور ایک ہے انسان عمل سے ذکر کرے۔ یعنی عمل سے اپنے رب کو یاد کرے۔ یہ ذکر کیسے بھئی! کہ عمل سے اپنے رب کو کیسے یاد کرے؟ انسان کی چار صورتیں ہوتی ہیں یا تو وہ نیک ہوگا، یا وہ گناہوں میں پڑا ہوگا، یا خوش ہوگا، یا غم زدہ ہوگا۔ یہ چار ہی صورتیں ہیں۔

① نیک آدمی کا ذکر

جو نیک آدمی ہے اس کا ذکر یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے اس نیک عمل کی قبولیت کی دعا مانگتا رہے۔ جو نیکی پر ہے وہ اس نیکی کی قبولیت کی اپنے رب سے دعا مانگتا رہے۔ اس حال میں یہ اس کے لیے بہترین ذکر ہے۔

② گناہ گار کا ذکر:

اور جو انسان گناہ میں مبتلا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے پروردگار سے اس گناہ کی معافی مانگے اور اس سے توبہ تائب ہو جائے، اس کا ذکر یہ ہے۔

③ خوش آدمی کا ذکر:

اور جو انسان خوش ہیں اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ نعمت ملنے پر شکر ادا کرنا اس وقت کا سب سے افضل ذکر ہوا کرتا ہے۔

④ غم زدہ کا ذکر:

اور جو انسان غم زدہ ہے تو اسے چاہیے کہ وہ صبر کے ساتھ وقت گزارے غم اور پریشانی میں صبر کے ساتھ وقت گزارنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب بنتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کا ذکر اللہ کے دو ذکروں کے درمیان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان جو ذکر کرتا ہے وہ اللہ کے دو ذکروں کے درمیان کرتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت! وہ کیسے؟ تو فرمانے لگے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ اس کو پہلے ذکر کی توفیق دیتے ہیں تو جب توفیق دیتے ہیں تو اس وقت وہ بندے کو یاد ہی کرتے ہیں پھر توفیق دیتے ہیں۔ جیسے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ میرے بندے اگر کہیں تجھے کبھی سڑی ہوئی روٹی ملے یا سالن سبزی مل جائے کھانے کے لیے تو اس کو نہ دیکھنا کہ مجھے کھانے کے لیے کیا ملا؟ بلکہ اس کو دیکھنا کہ جب میں نے رزق کو تقسیم کیا تو مجھے اس وقت یاد تھا۔ یہ نہ دیکھنا کہ تجھے خشک روٹی دی ہے یہ کم اعزاز ہے کہ جب رزق کی تقسیم میرے مالک نے کی تھی اس نے اپنے بندے کو یاد رکھا۔ تو ایک تو ذکر کی توفیق دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ یاد کرتے ہیں اور پھر بندہ جب ذکر کرتا ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرۃ:۱۵۲)

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا''

تو اللہ تعالیٰ پھر اسے یاد کرتے ہیں تو بندے کا ذکر اللہ تعالیٰ کے دو ذکروں کے درمیان ہوتا ہے۔

پانچواں سبب

مخلوق سے احسان کرنا

پانچویں چیز فرماتے ہیں

اَلْاِحْسَانُ اِلَی الْمَخْلُوْقِ

www.besturdubooks.wordpress.com

مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں شرح صدر نصیب ہو تو ہمیں ایسا بننا پڑے گا۔ ہمارے قول سے، فعل سے کسی بھی عمل سے اللہ کے کسی بندے کا دل نہ دکھے، کسی کی بھی دل آزاری نہ ہو۔

آج کے زمانے میں اس میں بہت کوتاہی ہوتی ہے لمبی نمازیں پڑھ لیتے ہیں، لمبی تسبیح پھیر لیتے ہیں تہجد نہیں چھوڑتے، اشراق نہیں چھوڑتے، تلاوت نہیں چھوڑتے۔ ذرا کسی کی کوتاہی ہمارے سننے میں آجائے پورے شہر میں ڈھنڈورا پیٹتے چلے جاتے ہیں، اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ جہاں بیٹھے تبصرہ اس تبصرے سے زیادہ خطرناک چیز کوئی نہیں ہوتی۔ اللہ بچائے یہ تبصرہ تو بسا اوقات ایمان کے ضائع ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔ سراسر غیبت ہو رہی ہوتی ہے، اس کے بارے میں بات کر دی، اس کے بارے میں بات کر دی، بھئی دنیا میں کوئی ایسا ہے جس کے اندر کوئی خامی نہ ہو۔ اس محفل میں کوئی ایسا ہے جو ہاتھ اٹھا کر کہے کہ میں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ جب سب ہی گناہ گار ہیں تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے ہم کسی دوسرے کی برائی کا تذکرہ کریں؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ جب ہمیں پتہ چلے تو ہم اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ! ہمارے اس بھائی کی غلطی کو معاف فرما دے۔ اے اللہ! اس کی ستاری فرما دے۔ ہم اس کے لیے دعا مانگیں گے، اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے لیے قبول فرمائیں گے۔ آج تو یہ حالت ہے کہ خاوند بیوی کے عیب ڈھونڈتا پھر رہا ہوتا ہے اور بیوی نے خاوند پر دوربین فٹ کی ہوئی ہوتی ہے، یہ چیز انتہائی خطرناک ہے۔

سب سے بری بیماری دل آزاری:

اس لیے ہم ایسے بن جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے وبال جان بنے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں، غیر انسان کو اتنا پریشان نہیں کرتے تھے کہ جتنا انسان کو اپنے پریشان کرتے ہیں۔ ایک بندہ مصیبت میں ہوتا ہے اور دوسرے اس مصیبت کو کئی گنا زیادہ بنا دیتے ہیں، دل دکھاتے ہیں۔ کسی کا دل دکھا کے کوئی اپنے رب کو کیسے راضی کرے گا؟؟ اسی لیے بیماریوں میں سے سب سے بڑی دل کی بیماری ہے اور دل کی بیماریوں میں سے سب سے بڑی دل آزاری ہوتی ہے۔ دل آزاری نہیں کرنی چاہیے کسی کی، کسی کا دل نہیں دکھانا چاہیے۔ بلکہ کہنے والے نے تو یہاں تک کہا:

مسجد ڈھا دے مندر ڈھا دے ڈھا دے جو کچھ ڈھیندا اے
پر کسے دا دل نہ ڈھاویں رب دلاں وچ رہندا اے

کہ مسجد گرا بیٹھے مندر گرا بیٹھے جو گرا بیٹھے اس کی پروا نہیں، کسی کا دل نہ گرا دینا کہ رب بندے کے دلوں میں بستے ہیں۔

اللہ والوں کا امتیازی وصف:

تو اس سے ہمیں اندازہ کرنا چاہیے کہ ہمیں دوسروں کی دل آزاری سے دوسروں کو تکلیف دینے سے کتنا بچنا چاہیے۔ جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ انسانوں کا تو کیا وہ تو حیوانوں کا بھی دل نہیں دکھاتے۔ انسان تو پھر عظیم ہے، اشرف المخلوقات ہے، حیوانوں کا بھی دل نہیں دکھاتے۔ چنانچہ توجہ سے ایک دو باتیں سنیے۔

⊙ ..... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سلسلے کے بہت بڑے شیخ گزرے ہیں۔ سمرقند کے رہنے والے تھے اور سمرقند میں سردیاں بہت زیادہ شدید ہوتی ہیں کہ سائبیریا کی ٹھنڈی ہوائیں سیدھی وہاں پہنچتی ہیں۔ ایک مرتبہ ہمارے چند دوستوں کو وہاں دو منٹ گاڑی سے نکل کے کھڑا ہونا پڑا تو وہ دو منٹ کی سردی برداشت نہیں کر سکے۔ حالانکہ سب نے چمڑے کی جیکٹیں پہنی ہوئی تھیں اور موزے اور دستانے پہنے

ہوئے تھے مگر ایسی یخ ٹھنڈی ہوا تھی کہ وہ بندے کے سینے سے پار ہو رہی تھی۔ اس دن پتہ چلا کہ یہاں کی سردی کیسی ہے؟ اس سردی کے موسم میں تہجد کے لیے اٹھے اور انہوں نے مصلے پر جلدی جلدی نفل پڑھے اور پھر سوچا کہ میں لحاف میں جا کر باقی ذکر کر لیتا ہوں۔ جب آئے تو دیکھا کہ لحاف میں تو ایک بلی آ کر سو گئی تھی، انہوں نے سوچا کہ اب میں اگر لحاف میں سوؤں گا تو بلی کی نیند خراب ہو گی، لہٰذا واپس مصلے پر بیٹھ گئے۔ خود سردی سے کانپتے رہے بلی کی نیند خراب نہ کی۔ اللہ رب العزت نے الہام فرمایا کہ تیرے اس مجاہدے کی وجہ سے ہم تجھے ایک ایسا شاگرد عطا کریں گے کہ جس کا فیض پوری دنیا کے اندر پھیلے گا۔ چنانچہ یہ اپنے شیخ کے حکم پر یہ وہاں سے ہندوستان آئے اور اللہ تعالیٰ نے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسا مرید عطا فرما دیا۔ یہ سعادت ملی ایک بلی کی نیند کا خیال رکھنے کی وجہ سے اور ہماری نظر میں تو انسانوں کی نیند کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔

⊙..... چنانچہ ایک محدث کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ وفات کے بعد کسی کو خواب میں ملے، پوچھا کہ جی آگے کیا بنا؟ فرمانے لگے کہ مغفرت ہو گئی انہوں نے کہا ہونی ہی تھی، آپ حدیث کا درس دیتے تھے اور بڑے آپ کے شاگرد تھے۔ کہنے لگے ان دروس کی وجہ سے میری مغفرت نہیں ہوئی۔ تو کیسے ہوئی؟ کہنے لگے کہ میں ایک مرتبہ حدیث پاک لکھ رہا تھا، جب میں نے قلم کے ساتھ سیاہی لگائی تو ایک مکھی آ کر بیٹھ گئی، میرے دل میں خیال آیا کہ یہ پیاسی ہو گی اسے پی لینے دو، تو میں نے ایک لمحہ کے لیے قلم کو روکا کہ یہ سیاہی پی لے، وہ مکھی پی کر اڑ گئی۔ میرا یہ عمل میرے مالک کو پسند آ گیا اس پر اللہ نے میرے گناہوں کی مغفرت فرما دی۔ اب بتائیے کہ مکھی کی پیاس ہماری نظر میں کیا چیز ہے اس پر محدث کی مغفرت ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......اور حدیث پاک میں آتا ہے اور صحیح حدیث ہے کہ زانیہ عورت تھی اور اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلا دیا تھا، کتے نے پانی پی کر جب خوشی کی آواز نکالی تھی اس کی آواز پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی زانی عورت کے گناہوں کو معاف فرما دیا۔

تو اگر مکھی اور بلی کبوتر اور کتے کی خیر خواہی کے واقعات ہیں تو ہم اگر کسی اللہ کے بندے کا دل خوش کریں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ یہ ایک بہت اہم چیز ہے اور آج کے زمانے میں اس میں بہت کوتاہی ہو رہی ہے، زبانیں ایسی بے لگام ہو چکی ہیں کہ کترتی چلی جاتی ہیں۔ وہ الفاظ نہیں بول رہی ہوتیں خود اپنے نامہ اعمال کو کاٹ رہی ہوتی ہیں، اپنے اجر کو ضائع کر رہی ہوتی ہیں، اپنی کھیتی کو کاٹ رہی ہوتی ہیں۔

اس لیے ہم اللہ کے بندوں کو خوش کریں، دائرہ شریعت کے اندر رہتے ہوئے، یہ نہیں کہ کوئی خلاف شرع کام کے لیے کہے کہ میں بڑا خوش ہوں گا۔ دائرہ شریعت کے اندر رہتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے دل خوش کریں۔ اللہ رب العزت اس کے بدلے ہمارے سینے کو نور سے بھر دیں گے۔

شرح صدر کا نور:

یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان کے اندر آجائیں اللہ تعالیٰ اس کو شرح صدر عطا فرماتے ہیں جس بندے کو اللہ تعالیٰ یہ نعمتیں نصیب فرما دے اس کو شرح صدر نصیب فرماتے ہیں اور۔

اَلنُّوْرُ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ

''نور جب سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینہ پھر کھل جاتا ہے''

﴿وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يَّشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾

اللہ تعالیٰ جس سے خیر کا ارادہ فرما لیتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ہمارے سینے کو بھی اسلام کے لیے کھول دے ہم ان چیزوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اعتکاف میں آکر بیٹھنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ ہم تجزیہ کریں۔ جو فارغ وقت ملے گا تو ان پانچ باتوں کو سوچ سوچ کے آپ یہ سوچیں کہ میں کہاں پر کمی کوتاہی کر رہا ہوں اور اس کوتاہی کو میں کیسے دور کر سکتا ہوں۔ جب ہم اس کے لیے کوشش کریں گے اور دعائیں بھی کریں گے تو اللہ تعالیٰ پھر ہمارے لیے راستہ آسان کر دیں گے۔

نفس پر بھاری دو الفاظ:

ویسے دو لفظ ہیں زبان سے کہنے بڑے مشکل ہیں۔ ایسے جیسے سر پر پتھر رکھ دیا اتنے مشکل ہیں۔ وہ دو لفظ ہیں ایک یہ کہنا کہ میں دنیا دار ہوں۔ اور یہ الفاظ کہنا مشکل ہیں، نفس راضی نہیں ہوتا، کہے گا نہیں میں تو بڑا دین دار ہوں۔ نفس اس بات پر آمادہ نہیں ہوتا کہ میں دنیا دار ہوں، اس لیے کہ جب دل تسلیم (Expect) کر لے گا تو پھر بیماری کا علاج بھی ہو جائے گا۔ مصیبت تو یہ ہے کہ دل قبول ہی نہیں کرتا، سننے کے لیے تیار ہی نہیں کہ میں دنیا دار ہوں۔ ہم واقعی دنیا دار ہیں ہمیں اپنے نفس کو یہ بات سمجھانی چاہیے۔ دنیا دار کس کو کہتے ہیں جس کے دل میں دنیا کی محبت ہوتی ہے، وضع قطع جو بھی ہو بس ہمارے دلوں میں دنیا کی محبت ہے۔ ابھی اس محبت کو دل سے نکالنا ہے یہی تو محنت ہے۔

اور دوسرا اپنے دل میں یہ سوچنا کہ میں گناہ گار ہوں۔ سرسری طور پر سب کہہ دیتے ہیں، لیکن دوسرا اگر کہہ دے یار تو بڑا گناہ گار ہے پھر دیکھو آگے سے کیا جواب ملتا ہے۔ نفس ان دو الفاظ کو سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتا۔ اور مشائخ خانقاہی ماحول

ہیں بندے کو یہی تعلیم دیتے ہیں کہ تم اپنے نفس کو آمادہ کرو کہ وہ تسلیم کرے کہ میرے اندر گناہ گاری بھی ہے میرے اندر دنیا داری بھی ہے۔ جب ہم تسلیم کریں گے تو اب علاج شروع ہو جائے گا۔ جب اس کو تسلیم (Expect) کر لیا اللہ تعالیٰ اس بیماری کا دور ہونا آسان فرما دیں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اعتکاف کی برکت سے ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت کو بھی نکال دے اور گناہوں کی نفرت ہمارے دلوں میں عطا فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ جو نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے یہ نعمت کی قیمت کا ادا کرنا ہے، یہ اس کو پے آف کر دینا ہے۔ آپ کے پاس کوئی چیز آئے اور آپ Pay off (قیمت کی ادائیگی) کر دیں تو وہ چیز آپ کے پاس رہتی ہے اور اگر پے آف نہ کریں تو واپس لے لیتے ہیں کہ بھئی! آپ نے قیمت تو ادا نہیں کی۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ اس دنیا میں دعا کی قیمت (Discounted Rate) پہ یہ چیز مل رہی ہے کہ الحمد للہ کہنے سے (Pay off) ہو گئی اور آخرت میں اتنی قیمت ہو گی کہ دینی مشکل ہو جائے گی۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم: ۷)

نعمتوں کا شکر

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 28 فروری 2011ء بروز پیر ۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

مقام: جمعہ سنٹر لاہور

www.besturdubooks.wordpress.com

نعمتوں کا شکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ﴾ (ابراہیم: ۷)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ O وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ O

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ رب العزت کی بے شمار نعمتیں:

ہم میں سے ہر انسان پر اللہ رب العزت کی لاتعداد نعمتیں ہیں، بعض ایسی ہیں کہ جن کا ہمیں احساس ہے اور بعض نعمتیں ایسی ہیں جن کا ہمیں ادراک بھی نہیں ہے، اتنی نعمتیں ہیں۔

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا﴾ (ابراہیم: ۳۴)

''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن بھی نہیں سکتے''

ان گنت نعمتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص پوچھے کہ جی مجھ پر کیا نعمتیں ہیں؟ میں تو بہت غریب فقیر ہوں۔ تو ایک نعمت تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں انسان بنایا۔ چاہتے تو گدھا بنا دیتے، جانور بنا دیتے، اللہ رب العزت نے اپنے فضل اور کرم سے ہمیں انسان بنایا یہ کتنی بڑی نعمت ہے! پھر اللہ رب العزت نے دین کی نعمت عطا فرمائی۔ کتنے لوگ عقل میں ہم سے اچھے، شکل میں ہم سے اچھے، لیکن ان کو دین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نعمت نصیب نہیں ہے۔

پھر اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کی امت میں سے پیدا فرمایا۔ پہلے انبیا اس امت میں پیدا ہونے کے لیے دعا مانگتے تھے، ہمارا کوئی حق نہیں تھا، ہم نے کوئی درخواست نہیں لکھی تھی، بن مانگے اللہ رب العزت نے یہ نعمت عطا فرمائی۔

پھر غور کریں اللہ تعالیٰ ہمیں:

بینائی نہ دیتے تو ہم اندھے ہوتے۔

......گویائی نہ دیتے تو گونگے ہوتے۔

......سماعت نہ دیتے تو بہرے ہوتے۔

......صحت نہ دیتے تو بیمار ہوتے۔

......کپڑے نہ دیتے تو ننگے ہوتے۔

......کھانا نہ دیتے تو بھوکے ہوتے۔

......پانی نہ ملتا تو پیاسے ہوتے۔

......مال نہ دیتے تو ہم فقیر ہوتے۔

......اولاد نہ دیتے تو لاولد ہوتے۔

......عقل نہ دیتے تو پاگل ہوتے۔

......عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے۔

آج جو ہم عزتوں بھری زندگی گزارتے پھر رہے ہیں یہ سب اس مولیٰ کا کرم اور احسان ہی تو ہے۔ تو فرمایا:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم: ۷)

اگر تم نعمتوں کا شکر زیادہ ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتیں اور زیادہ تمہیں عطا کریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شکر کسے کہتے ہیں:

شکر کہتے ہیں؟

اَلْاِعْتِرَافُ بِنِعَمِ اللّٰهِ وَ اِسْتِعْمَالِ الْجَوَارِحِ فِیْ طَاعَتِهٖ

"اللہ رب العزت کی نعمتوں کا اعتراف کرنا (تسلیم کرنا) اور پھر اعضا کو اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق استعمال کرنا"

انسانی فطرت ہے کہ انسان لینے کر بہت خوش ہوتا ہے اور دینا مشکل کام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے! تم نے جو مجھ سے اتنی نعمتیں لیں، اب ان نعمتوں کا حق بھی تو ادا کرو اور حق یہ ہے کہ تم اس مالک الملک کی ان نعمتوں کا احسان مانو، اعتراف کرو کہ میرا پروردگار کتنا عظیم اور کتنا بڑا ہے! جس نے مجھے ان نعمتوں سے نوازا ہے۔

شکر گزار تھوڑے ہیں:

مگر یہ کام مشکل ہے۔ اسی لیے شیطان کو بھی پتہ تھا کہ یہ بندے نعمتیں مانگیں گے تو بہت مگر ان کا حق نہیں ادا کریں گے۔ تو اس نے کہا:

﴿ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴾ (الاعراف:۱۷)

اے اللہ! اس آدم کی وجہ سے مجھے دھتکارا گیا، آپ دیکھیں گے کہ اس کی اولاد میں سے اکثر ناشکرے ہوں گے۔ آپ تو نعمتوں سے نوازیں گے اور یہ نعمتوں کا شکر ادا نہیں کریں گے۔ اور رب کریم نے قرآن مجید میں فرما دیا:

﴿ وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴾ (سبا:۱۳)

"میرے بندوں میں تھوڑے ہیں میرا شکر ادا کرنے والے"

www.besturdubooks.wordpress.com

شکر گزاری، فرمانبرداری میں ہے:

صحیح شکر یہ ہے کہ ہم اپنے اعضا کو اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق استعمال کریں۔ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جَوَارِحُكَ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيْكَ فَلَا تَعْصِىْ بِشَىْءٍ مِّنْهَا

یہ اعضا اور جوارح تم پر اللہ کی نعمت ہیں، ان اعضا سے اللہ کی نافرمانی نہ کرو۔

دستور ہے کہ اگر ادھار کا مال ہو تو دینے والے کی ہدایات کے مطابق اسے استعمال کرنا چاہیے۔ آپ کسی شہر میں گئے اور آپ نے وہاں پر ایک گاڑی کرائے پر لے لی تو وہ لوگ شرط لگاتے ہیں کہ اسے ایسے استعمال کرنا اور ایسے نہ کرنا، یہ نہ کرنا وہ نہ کرنا۔ اگر اس کے مطابق استعمال کریں تو وہ گاڑی دیے رکھتے ہیں ورنہ پھر وہ واپس لے لیتے ہیں۔

کرائے کا مکان کسی کو دیں اور وہ اس کا خیال نہ رکھے مس یوز کرنا شروع کر دے تو کرائے دار اس کو خالی کرا لیتا ہے۔ یہ ہمارا جسم بھی ہماری ملکیت نہیں ہے، یہ ادھار کا مال ہے اور جو ادھار کے مال پر فریفتہ ہوا پھرے اسی کو پاگل اور بے وقوف کہا جاتا ہے۔ ہمارا یہ حق ہے کہ ہم ان اعضا کو اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق استعمال کریں۔

انبیاء علیہم السلام اللہ کے شکر گزار:

انبیائے کرام اس دنیا میں اللہ رب العزت کی نعمتوں کا سب سے زیادہ شکر ادا کرنے والے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کی نعمتوں کی قدر کو جانتے تھے، پہچانتے تھے۔

☆...... ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ﴾

’’وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے ہیں۔‘‘

☆...... حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ﴾ (الاسراء: ۳)

’’وہ میرے شکر گزار بندے تھے۔‘‘

☆...... حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ ﴾

☆...... اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے بارے میں فرمایا:

((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا))

’’کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔‘‘

شکرِ الٰہی میں انسان کی کوتاہی:

تو اگر انسان نعمتوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو نعمتوں کا شکر بھی ادا کرے۔ انگریزی میں کسی نے کہا:

Allah gives and forgives

اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور معاف کر دیتا ہے۔

Man gets and forgets

بندہ لیتا ہے اور بھول جاتا ہے۔

تو لینے کے لیے تو ہر کوئی راضی ہے لیکن شکر ادا کرنا یہ مشکل کام بن جاتا ہے۔ اس کی چھوٹی سی مثال سمجھیں کہ اگر کوئی بندہ ایک شربت کا گلاس پیش کر دے تو اس کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں، جس پروردگار نے صحت دی، بھوک جیسی نعمت سے نوازا،

www.besturdubooks.wordpress.com

دستر خوان پر بیٹھ کر پیٹ بھر کے کھانا کھاتے ہیں، نہ شروع کی دعا یاد ہوتی ہے نہ بعد کی دعا یاد۔ اس کا مطلب ہے ہم نے اللہ کا تو شکر ادا نہ کیا، روٹی کھانی یاد تھی، پیٹ بھرنا یاد تھا، مگر جس پروردگار نے اس نعمت سے نوازا، اس پروردگار کا احسان ماننا یہ یاد نہ رہا۔

ناشکری کفر ہے:

قرآن مجید میں بتایا کہ شکر ادا نہ کرنا، یہ کفر ہے، اس لیے فرمایا:

﴿وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ (البقرۃ:۱۵۲)

”تم میرا شکر ادا کرو اور تم کفر مت کرو، انکار مت کرو“

ایک جگہ فرمایا کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا۔

﴿إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ (دہر:۳)

”یا تو شکر ادا کرنے والا ہے یا پھر کفر کرنے والا“

بسا اوقات انسان اللہ کی نعمتوں کو پاتا ہے لیکن وہ شکر ادا نہیں کرتا تو پھر اللہ رب العزت اس بندے سے نعمتیں واپس لے لیتے ہیں۔ اسی لیے نعمتوں کا شکر ادا کرنا انتہائی ضروری ہے۔

غفلت اور زوال نعمت:

نعمتوں کو لے کر پھر بندے کا غفلت میں پڑ جانا یہ خطرے کی بات ہوتی ہے۔

چنانچہ فرمایا:

﴿سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (القلم:۴۴)

ہم ان کو آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ اتاریں گے۔ اس طرح کہ ان کو پتہ بھی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

چلے گا۔ مفسرین نے لکھا:

يَمُدُّهُمْ بِالنِّعَمِ وَيُنْسِيهِمُ الشُّكْرَ عَلَيْهَا

کہ ان کو ہم نعمتوں سے نوازیں گے اور وہ شکر ادا کرنا بھول جائیں گے۔

وَإِذَا رَكَنُوْا إِلَى النِّعْمَةِ وَحُجِبُوْا عَنِ الْمُنْعِمِ أُخِذُوْا

جب نعمتوں میں پڑ جائیں گے، منعم کو بھول جائیں گے تو پکڑ میں آجائیں گے۔

پھر اللہ رب العزت کی سزا میں گرفتار ہوں گے۔

ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُلَّمَا أَحْدَثُوْا خَطِيْئَةً جَدَّدْنَا لَهُمْ نِعْمَةً وَأَنْسَيْنَاهُمُ الْإِسْتِغْفَارَ مِنْ تِلْكَ الْخَطِيْئَةِ

"جب بھی وہ گناہ کریں گے، ہم اور نعمت ان کو دے دیں گے اور ان کو اس خطا پر استغفار کرنا بھلا دیں گے"

چنانچہ وہ پکڑ میں آجائیں گے۔

نعمت کا شکر زبان سے:

جو نعمتیں اللہ رب العزت نے عطا کی ہیں، ہمیں ان کا شکر زبان سے بھی ادا کرنا چاہیے۔ چنانچہ علما نے لکھا ہے کہ جس بندے نے نعمت کے ملنے پر **الحمد للہ** (سب تعریفیں اللہ کے لیے) کہا، اس نے گویا شکر ادا کر دیا۔ اور یہ جو نعمتوں کا اظہار ہے، یہ تفاخر کے طور پر نہ ہو، اظہارِ تکبر کے لیے نہ ہو۔

" اَلتَّحَدُّثُ بِنِعَمٍ عَلٰى وَجْهِ الْإِقْرَارِ بِفَضْلِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ اِسْتِحْقَاقٍ لَا عَلٰى وَجْهِ الْإِفْتِخَارِ "

www.besturdubooks.wordpress.com

”نعمتوں کے بیان کرنے میں لوگوں پر اپنی بڑائی جتلانا مقصود نہ ہو بلکہ اللہ رب العزت کی نعمتوں کا اقرار کرنا مقصود ہو۔“

اسی لیے فرمایا:

﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾

تم اپنی رب کی نعمتوں کا تذکرہ کیا کرو۔

اس لیے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَنْعَمَ عَلٰى عَبْدِهٖ نِعْمَةً اَحَبَّ اَنْ يَّرَاهُ عَلَيْهِ

”اللہ تعالیٰ جب بندوں کو نعمتیں عطا فرماتا ہے تو ان کے آثار بندے پر دیکھنا بھی چاہتا ہے۔“

کہ بندہ ان نعمتوں کو ظاہر بھی کرے کہ ہاں اللہ رب العزت نے مجھے یہ نعمتیں دی ہیں۔ ایک جگہ فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ (فاطر:۳)

”اے انسانو! تم اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کرو۔“

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہی دعوت دی:

﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾

(المائدہ:۲۰)

”اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے، اے میری قوم! اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرو!“

نعمت کا شکر مشکل ہے:

اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند فرماتے ہیں کہ اس کی نعمتوں کا تذکرہ کیا جائے۔ لیکن

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ دیکھیں گے کہ یہ کام مشکل ہے، مثلاً: ایک نوجوان نوکری کے لیے انٹرویو دینے گیا، انٹرویو میں وہ سلیکٹ ہو گیا، اس کو نوکری مل گئی۔ آپ جب اس سے پوچھیں گے کہ کیا بنا؟ تو وہ کارگزاری سنائے گا کہ انٹرویو لینے والے نے یہ سوال پوچھا اور میں نے سوچ کر یہ جواب دیا، پھر اس نے یہ سوال کیا تو میں نے یہ جواب دیا۔ اب وہ ہر بات میں کر رہا ہے: میں، میں اور میں۔ میں نے یہ کیا، میں نے وہ کیا۔ کیا مطلب؟ کریڈٹ سارا اپنی طرف کہ مجھے اپنی عقل اور قابلیت کی وجہ سے نوکری مل گئی۔ اور اگر اسی بندے کو انٹرویو میں فیل کر دیا جاتا اور آپ پوچھتے کہ بھئی! انٹرویو میں کیا بنا؟ تو وہ جواب میں کہتا کہ جیسے اللہ کی مرضی۔ بھئی! Reject (نامنظور) ہو گئے تو اللہ کی مرضی اور جب سلیکٹ ہوئے تھے تو تب بھی تو اللہ کی مرضی تھی، اس وقت اللہ کی مرضی یاد نہیں آئی۔ تو اللہ کا شکر ادا کرنا واقعی ایک مشکل کام ہے۔

اس کا تجربہ اس طرح ہوا کہ ایک آدمی کا بزنس اتنا تھا کہ اگر اپنی فیملی کے علاوہ وہ چالیس اور فیملیوں کو سپورٹ کرنا چاہے تو وہ آرام سے کر سکتا تھا، اتنا کھلا پیسہ اللہ نے دیا تھا۔ ایک دفعہ اس سے پوچھا کہ سناؤ کام کا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ جی بس گزارا ہے۔ یہ الفاظ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ یا اللہ! اس کو تو چاہیے تھا کہ جواب میں یوں کہتا کہ میں تو اللہ پر قربان جاؤں ساری زندگی سجدے میں سر ڈال کر پڑا رہوں میں اللہ کی نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اتنا اللہ نے اس کو دیا لیکن وہ منہ بنا کر کہتا ہے کہ جی بس گزارا ہے۔ تو تذکرہ کرنا بھی مشکل لگتا ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے کہ موقع بموقع تذکرہ ہو تو ہم اللہ رب العزت کی خوب تعریفیں کریں۔ کوئی بندہ بیٹے کو نوکری لگوا دے تو اس کا تذکرہ کرتے نہیں تھکتے، ماں بیٹے کی تعریفیں کرتی نہیں تھکتی، تو بندہ اللہ کی تعریفیں کرتے کیوں تھکے؟ تو ہمیں چاہیے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جب بھی کوئی بات ہو خوب اس بات کا تذکرہ کریں کہ اللہ نے مجھے بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ انسان نعمتوں کو بھول جاتا ہے کئی مرتبہ تو اپنا حق سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ

يَحْسُبُ الْعَبْدِ عَلَى الْإِقْرَارِ بِالنِّعَمِ وَالْحَيَاءُ مِنَ الْمُنْعِمِ

بندے کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار کرے اور منعم حقیقی سے حیا کرے اس کے حکموں سے نافرمانی نہ کرے۔

نعمت کی قیمت کلمہ شکر میں ہے:

یہ جو نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے یہ نعمت کی قیمت کا ادا کرنا ہے، یہ اس کو پے آف کر دینا ہے۔ آپ کے پاس کوئی چیز آئے اور آپ Pay off (قیمت کی ادائیگی) کر دیں تو وہ چیز آپ کے پاس رہتی ہے اور اگر پے آف نہ کریں تو واپس لے لیتے ہیں کہ بھئی! آپ نے قیمت تو ادا نہیں کی۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ اس دنیا میں رعایتی قیمت (Discounted Rate) پہ یہ چیز مل رہی ہے کہ الحمد للہ کہنے سے (Pay off) ہو گی اور آخرت میں اتنی قیمت ہو گی کہ دینی مشکل ہو جائے گی۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے آتا ہے کہ ایک بندہ ایک پہاڑ کی چوٹی پہ پانچ سو سال عبادت کرتا رہا اور اس نے یہ دعا مانگی کہ اللہ! مجھے سجدے میں موت آئے، چنانچہ اسے سجدے میں موت آئی۔ جب اللہ رب العزت کے حضور پیشی ہو گی تو اللہ تعالیٰ نے فرمائیں گے کہ میرے بندے کو میرے فضل سے جنت میں داخل کر دو۔ وہ کہے گا کہ اللہ عمل کی وجہ سے بھیجیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے بندے کو میرے فضل سے جنت میں داخل کر دو، وہ کہے گا: یا اللہ! میں پانچ سو سال عبادت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اچھا اس بندے کی عبادت اور میری نعمتوں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

تم آپس میں میزان کرو کہ کیا چیز زیادہ ہے۔ جب میزان کیا جائے گا تو پانچ سو سال کی عبادت اس کی بینائی کی قیمت نہ بن سکے گی۔ تو فرمائیں گے کہ اب اس کو جہنم میں لے جاؤ۔ جب جہنم کی طرف گھسیٹا جانے لگا تو روتا ہے پکارتا ہے: یا اللہ! اپنے فضل سے مجھے جنت عطا فرما، تو اللہ نے فرمایا کہ ہاں اب تو نے میری عظمت کو پہچانا۔

اور بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ جب اس نے کہا کہ اللہ! میں نے تو اتنے سو سال آپ کی عبادت کی تو اللہ اس کو پیاس لگا دیں گے۔ اتنی پیاس لگے گی کہ برداشت کرنی مشکل ہو جائے گی۔ پانی طلب کرے گا، ایک فرشتہ پانی کا پیالہ لے کر آئے گا، کہے گا کہ قیمت ادا کرو تب ملے گا۔ کتنی قیمت؟ اتنے سال کی عبادت، حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ ایک پیالے کے بدلے پوری نیکیاں دینے کو تیار ہو جائے گا۔ جب تیار ہو گا تو اللہ فرمائیں گے: میرے بندے! تیری ساری زندگی کی نیکیاں پانی کے ایک پیالے کی قیمت بھی نہ بن سکیں، تو نے تو زندگی میں کتنے پیالے پانی پیا تھا؟ کتنے مشروبات تو نے پیئے تھے، تو کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں نے نعمتوں کا حق ادا کر دیا۔ تو سچی بات یہ ہے کہ ہم حق ادا کر ہی نہیں سکتے، ہاں کوشش کرنی چاہیے جتنا بھی کر سکتے ہیں۔

ایک خوبصورت اصول:

نبی علیہ السلام نے ایک بہت خوبصورت اصول سمجھا دیا کہ اگر تم دین کے معاملے میں دیکھنا چاہو تو اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دنیا کے معاملے میں دیکھنا ہو تو اپنے سے نیچے والے کو دیکھو۔ کیوں؟ دین کے معاملے میں اوپر والے کو دیکھو گے تو پھر محسوس ہو گا کہ ہم کچھ نہیں کر رہے اور کرنا چاہیے، اور دنیا کے معاملے میں نیچے والے کو دیکھو گے تو کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے تو ہمیں بہت کچھ دیا۔ اب عام طور پر اس کا الٹ ہوتا ہے کہ ہم دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

بہت کچھ کر رہے ہیں، فلاں تو نماز بھی نہیں پڑھتا، فلاں تو یہ بھی نہیں کرتا۔ اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھتے ہیں، چنانچہ پیدل چلنے والا کہتا ہے کہ مجھے سائیکل نہ ملی، سائیکل والا کہتا ہے کہ مجھے تو موٹر سائیکل نہ ملی، موٹر سائیکل والا کہتا ہے کہ مجھے کار نہیں ملی، کار والا کہتا ہے کہ مجھے فور ویل والی گاڑی نہیں ملی، تو اس کی کوئی حد ہی نہیں۔ اپنے سے اوپر والوں کو دیکھتے رہتے ہیں، اس وجہ سے احسان ماننے کی بجائے انسان ناشکری ہوتی ہے کہ ہمیں یہ بھی نہ ملا، یہ بھی نہ ملا۔

احساسِ نعمت:

چنانچہ بزرگوں نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھنے مسجد میں گیا، اس کے پاؤں میں جوتے نہیں تھے تو پاؤں تحت جل رہے تھے۔ جب نماز پڑھ لی تو اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اللہ! میں تو آپ کا حکم ماننے کے لیے دھوپ میں چل کر آیا ہوں اور آپ نے تو مجھے جوتے بھی نہ دیے۔ یہ خیال سوچ کر جب مسجد سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک نوجوان جو ٹانگوں سے معذور تھا، وہ اپنی سرینوں کے بل بیٹھا ہوا اپنے ہاتھوں سے گھسٹ گھسٹ کر آرہا ہے۔ دل پر چوٹ پڑی کہ اوہو! میں تو پاؤں کے جوتے کا شکوہ کرتا پھر رہا تھا اس کی تو ٹانگیں ہی نہیں ہیں، گھسٹتا ہوا اللہ کے گھر کی طرف عبادت کے لیے آرہا ہے۔ تو جب اپنے سے نیچے والوں کو دیکھیں گے تو پھر احساس ہوگا۔

کئی دفعہ دیکھتے ہیں کہ ہم سڑکوں پر گاڑی میں سفر کر رہے ہوتے ہیں، کھڑکی پہ شیشہ کھٹکھٹایا جاتا ہے، دیکھتے ہیں تو ایک مانگنے والی عورت ہوتی ہے، کہتی ہے: اللہ کے لیے کچھ دے دیں۔ وہ بھی تو کسی کی ماں ہوگی، کسی کی بیٹی ہوگی، کسی کی بہن ہوگی، کسی کی بیوی ہوگی، مانگ کر کھا رہی ہے، ہمارے گھر کی عورتوں پر اللہ کا کتنا بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

احسان ہے کہ گھر کی نعمتوں سے نوازا اور پردے کے اندر بیٹھ کر من مرضی کا پیتی کھا رہی ہیں، ہم نے کبھی اس نعمت کا احساس کیا؟

کتنے لوگ ہیں جن کو سونے کے لیے صرف نیلی چھت ملتی ہے۔ ہمیں ایک دفعہ بنگلہ دیش جانے کا موقع ملا تو وہاں ہم نے دیکھا کہ بہت سارے لوگ ننگے پاؤں چل رہے ہیں۔ حالانکہ نیچے گھاس تھی اور اردگرد بہت (Vegetation) سبزہ تھا۔ میں نے میزبان سے پوچھا کہ یہ لوگ ننگے پاؤں کیوں چل رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ ان علاقوں میں اتنی غربت ہے کہ کتنے ہی مرد و عورتیں ایسے ہوتے ہیں کہ موت تک ان کو جوتا پہننے کی توفیق نہیں ملتی، زندگی میں ایک مرتبہ بھی جوتا نہیں پہنا ہوتا، ساری زندگی ننگے پاؤں زندگی گزار دیتے ہیں۔ ان کے مردوں اور عورتوں کے پاؤں ننگے پاؤں چل چل کے ایسے ہو جاتے ہیں جیسے جانوروں کے پاؤں نیچے سے سخت ہوتے ہیں۔ اتنا عجیب لگا کہ یا اللہ! پوری زندگی پاؤں میں جوتے پہننے کا موقع نہیں ملتا۔ اور ہمارے یہاں دیکھو تو سبحان اللہ جوتوں کے ڈیزائن ختم نہیں ہوتے، ایک سے ایک بڑھ کر۔ تو ہم پر تو اللہ رب العزت کی بہت نعمتیں ہیں، اصول یہ بنا کہ دین کے معاملے میں ہم اپنے سے اوپر والے کو دیکھیں تاکہ مزید عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھیں۔

ایک مصیبت زدہ شکر گزاری:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں صحرا میں گیا تو مجھے ایک جگہ ایک بوڑھے میاں نظر آئے جن کے جسم پر پھنسیاں تھیں، سارا جسم زخم ہی زخم بنا ہوا تھا اور وہ آنکھوں سے بھی نابینا تھے۔ میں نے دیکھا کہ وہ کچھ پڑھ رہے ہیں، جب ذرا قریب ہو کر سنا تو وہ کہہ رہے تھے: اللہ! میں آپ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائی ہوئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بڑا حیران ہوا کہ ایک بندہ بیمار ہے، چارپائی سے ہل نہیں سکتا، پاؤں سے معذور ہے، آنکھوں سے بھی نابینا اور یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ! میں تیری نعمتوں کا شکر ہی ادا نہیں کرسکتا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ بھائی! آپ پر کون سی نعمتیں ہیں؟ اس نے کہا: سبحان اللہ! کیا ایمان نعمت نہیں ہے جس سے اللہ نے مجھے نوازا ہوا ہے، یہ کتنی بڑی نعمت ہے جس سے اللہ نے نوازا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ مجھے ان کی بات بڑی اچھی لگی۔ میں نے پوچھا کہ میں آپ کی کوئی خدمت کرسکتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے دو دن سے کہیں چلا گیا ہے اور میری خدمت کرنے والا کوئی نہیں، وہ مجھے نماز پڑھاتا تھا، وضو کرواتا تھا، نماز میں مدد کرتا تھا، ذرا اس کا پتہ کرکے آؤ! کہنے لگے کہ میں باہر نکلا تو قریب میں دیکھا کہ ایک جگہ ایک انسان کا ڈھانچہ پڑا ہوا ہے، اس کا گوشت شیر یا کسی جانور نے کھا لیا تھا، میں گھبرایا کہ میں اس بات کو کیسے بتاؤں کہ تمہارا بیٹے کو تو کوئی جانور کھا گیا۔ کہنے لگے کہ میں آیا اور میں نے آکر کہا کہ میں آپ کے لیے ایک غم کی خبر لایا ہوں۔ اس نے پوچھا: کون سی خبر؟ میں نے کہا کہ تمہارے بیٹے کو کسی جانور نے کھا لیا ہے، اس کی ہڈیاں اور اس کا ڈھانچہ پڑا ہوا ہے، باقی گوشت وہاں نہیں ہے۔ میری اس بات کو سن کر انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور شکر ادا کرکے کہنے لگے کہ اللہ! میں اس بات پہ راضی ہوں کہ تو نے مجھے وہ بیٹا دیا کہ رات کو تہجد پڑھتا تھا اور دن میں روزے سے رہتا تھا، باپ کی خدمت کرتا تھا اور میں اس بات پر شکر ادا کرتا ہوں کہ میرے بیٹے کو الحمدللہ نیکی پر موت آئی، اس کو گناہ پر موت نہیں آئی۔ آخری سہارا وہ بھی چلا گیا تو اس پر بھی شکر کیا کہ اللہ! میرے بیٹے نے زندگی اپنی گزاری کہ الحمدللہ اس کو نیکی پر موت آئی گناہ پر موت نہیں آئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بندوں کا شکر:

اس شکر ادا کرنے کا ایک پہلو اور بھی ہے، وہ ہے اللہ کے بندوں کا شکر ادا کرنا۔ ایک تو ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور ایک ہوتا ہے اللہ کے بندوں کا شکر ادا کرنا۔ اللہ رب العزت نے زندگی کی ترتیب ہی ایسی بنائی ہے کہ ایک دوسرے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ مثلاً: آپ مکان بنانے کا ارادہ کریں تو سارا مکان خود تو نہیں بنا سکتے، آپ کو مستری لانے پڑیں گے، ویسے اینٹ بنوانا پڑے گا، مزدور کام کریں گے، کوئی لکڑی کا کام کرے گا، کوئی پتھر کا کام کرے گا، کوئی بجلی کا کام کرے گا۔ تو ایک گھر بنانے میں آپ کو کتنے بندوں کی ضرورت ہوتی ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ کام کرنے والے کو کسی مالک کی ضرورت تھی کہ ہم مزدوری کریں اور وہ ہم کو اجرت دے اور مالک کو مزدور کی ضرورت تھی کہ کوئی ہنر والا ہو جو تعمیر کرے، خود تو کام نہیں جانتا۔ آپ فیکٹری لگاتے ہیں تو چلانے کے لیے بندوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایسے لوگوں کی ضروت ہوتی ہے جن سے آپ رامیٹیریل (خام مال) خریدیں گے۔ ایسے بندوں کی ضرورت ہوتی ہے، جن کو اپنی پراڈکٹ بیچیں گے تو انسان ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ تو شریعت نے خوبصورت اصول بتایا کہ جب تمہیں ایک دوسرے کی ضرورت پڑتی ہے تو تم ایک دوسرے کا شکریہ بھی ادا کرو۔ چنانچہ شریعت نے کہا:

«مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ»

"جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا"

تو انسانوں کا بھی شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ لیکن آج ہمارے ماحول معاشرے میں شکر کا ادا کرنا بہت کم ہو گیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شکریہ کی عادت......بہترین عادت:

میں اکثر اپنے دوستوں کو واقعہ سناتا ہوں کہ ایک موقعہ پر ایک انگریز لڑکی کو دیکھا اس نے اپنی بچی کو کھانا کھلانے کے دوران چھتیس مرتبہ شکریہ (Thank you) کا لفظ کہلوایا۔ آج کون سی مسلمان ماں ہے جو کھانا کھلاتے ہوئے بچی کو ایک مرتبہ بھی شکریہ کا لفظ سکھائے۔ ہم اس بات کے زیادہ اہل ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اللہ کے ماننے والے ہیں، ہم شکریہ کی عادات ڈالیں۔ لیکن ہمارے اندر شکریہ ادا کرنے کی عادت نہیں ہوتی۔ چنانچہ دس بچوں کو بلا کے آپ کوئی چیز دے دیں، وہ چیز لے کے خوش ہوں گے، ان میں سے ایک بچے کی بھی زبان سے آپ شکریے کا لفظ نہیں سنیں گے، جزاک اللہ کا لفظ نہیں سنیں گے۔ کیوں؟ طبیعت میں ناشکری ہوتی ہے۔ بڑا بھائی چھوٹے کے لیے جتنی بھی قربانی کرلے چھوٹا اسے اپنا حق سمجھتا ہے، اس کا احسان نہیں مانتا۔ میاں بیوی کے آپس کے معاملات میں دیکھ لیجیے، بیوی جتنی بھی قربانی کرلے، شوہر کے لیے خدمت گزار، وفادار، نیکوکار، ہر طرح سے خوبیوں والی بیوی لیکن خاوند ایک لمحے میں اس کی ساری خدمت کو اڑا کے رکھ دیتا ہے۔ کہے گا ''جب سے تو آئی ہے میں نے تو کبھی چین کا سانس لیا ہی نہیں''۔ اور کہیں خاوند کا یہ معاملہ کہ وہ بیوی کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے لیکن بیوی کی طرف سے جواب ملتا ہے ''جو کرتے ہیں بچوں کے لیے کرتے ہیں، میرے لیے تو کچھ نہیں کرتے''۔ تو یوں لگتا ہے کہ کیونکہ ہمیں شکر ادا کرنے کی تعلیم نہیں دی جاتی، سکھایا نہیں جاتا اس لیے ہم ناشکرے بن گئے ہیں۔ ہر چیز کو اپنا حق سمجھتے ہیں، شکوے ایک سے بڑھ کر ایک اور شکریہ ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ شریعت نے کہا:

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ الْقَلِیْلَ لَمْ یَشْکُرِ الْکَثِیْرَ

www.besturdubooks.wordpress.com

”جو تھوڑے کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ زیادہ کا بھی شکر ادا نہیں کر پاتا“

والدین کے شکر کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ﴾ (لقمان:۱۴)

”میرا بھی شکر ادا کرو اپنے والدین کا بھی شکر ادا کرو۔“

ہم میں سے کتنے ہیں جو والدین کا کما حقہ شکر ادا کرتے ہیں۔ ایک نوجوان صحابی نے والدہ کو حج کروایا۔ گرمی کا موسم تھا، پاؤں میں جوتے نہیں تھے، کندھوں پہ اٹھایا، طواف کروایا، سعی کروائی، صفا مروہ، منیٰ، عرفات، تمام مناسک ادا کروائے پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری دی۔ اللہ کے حبیب ﷺ! میں نے اپنی والدہ کو بڑھاپے میں اپنے کندھوں پر اٹھا کر حج کے سارے اعمال کروائے، کیا میں نے والدہ کا حق ادا کر دیا؟ فرمایا: ہاں، جب تمہاری ولادت ہوئی تھی اور اس وقت تمہاری والدہ کو جو درد یں (Labour Pains) محسوس ہوئی تھیں، شاید کسی اٹھنے والی ایک درد کا حساب تم نے چکا دیا ہو۔

سب سے زیادہ شکر گزار بندہ:

تو عورتیں سوچیں کہ کیا ان کے منہ سے کبھی خاوند کے لیے شکریے کا لفظ نکلا؟ جزاك الله کا لفظ نکلا؟ خاوند گرم کھانا کھاتا ہے، چو لہے کا پکا ہوا، بہترین کھانا، گھر کو صاف ستھرا دیکھتا ہے تو کیا اس کے منہ سے کبھی جزاك الله کا لفظ نکلا؟ عادت ہی نہیں ہے۔

چنانچہ حدیث مبارک سنیے:

www.besturdubooks.wordpress.com

«اَشْکَرُ النَّاسِ لِلّٰہِ اَشْکَرُھُمْ لِلنَّاسِ»

اللہ کا سب سے زیادہ شکر ادا کرنے والا بندہ وہ ہوتا ہے جو اللہ کے بندوں کا شکر ادا کرنے والا ہوتا ہے۔

اس لیے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کی آیتیں نازل ہوئیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا:

قَالَ لِعَائِشَةَ اُشْکُرِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

’’نبی ﷺ کا شکریہ ادا کرو۔‘‘

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے اندر یہ چیزیں بہت زیادہ تھیں۔

آج کے دور میں نعمتوں کی فراوانی:

آج کے دور میں جتنی نعمتوں کی انتہا ہے، ظاہری طور پر اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔ جتنے مشروبات آج ہیں پہلے کبھی نہ تھے؟ جتنے پھل مختلف قسم کے آج ہیں اس سے پہلے کبھی نہ تھے، جتنے کھانوں کی مختلف ترکیبیں آج ہیں پہلے کبھی نہ تھیں۔ چنانچہ ایک خانساماں کے بارے میں ایک ساتھی نے بتایا کہ وہ اڑھائی سو ڈشز صرف (Vegetables) سبزیوں کی بنا سکتا ہے۔ تو ظاہری طور پر آج نعمتیں جتنی زیادہ ہیں پہلے کبھی نہ تھیں، لیکن جتنے خدا کے شکوے آج ہیں اس سے پہلے کبھی نہ تھے۔ ہم سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کے بارے میں پوچھیں گے۔ سنیے! قرآن عظیم الشان، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾

کہ قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھوک کی کیفیت:

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے کتنے دن بھوکے رہتے تھے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ غزوہ خندق میں جب خندق کھودنے کا وقت آیا تو ایک صحابی نے پیٹ دکھایا کہ جی میں نے بھوک کی وجہ سے پتھر باندھا ہوا ہے۔ تو نبی ﷺ نے اپنا پیٹ دکھایا کہ آپ ﷺ نے دو پتھر بھوک کی وجہ سے باندھے ہوئے تھے۔ اب اس مجمعے میں بڑا یا چھوٹا کوئی ایسا آدمی ہے جو یہ کہے کہ مجھے زندگی میں اتنی بھوک آئی کہ میں نے پتھر باندھا۔ ہم تو بھوک کو جانتے ہی نہیں کیا ہوتی ہے؟ ہمیں تو بھوک کا تجربہ (Experience) ہی نہیں۔ اتنا ہی ہے کہ صبح نہ ملا تو دوپہر کو مل گیا، دوپہر ناغہ ہوا تو شام کو مل گیا، ایک دن ناغہ ہوا تو چلو دوسرے دن مل گیا، اس سے زیادہ تو نہیں۔ مگر نبی ﷺ تو کئی کئی دن بھوکے رہتے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دو مہینے متواتر ایسے گزرے کہ ہم پانی اور کھجور کے اوپر گزارا کیا کرتے تھے۔ "اسودین" دو کالی چیزوں پانی اور کھجور پر گزارا تھا۔ کہتی ہیں کہ ہمارے چولھے کے اندر گھاس اگ آتی تھی۔ بھئی چولہے کے اندر گھاس کب اگے گی؟ جب مہینوں آگ نہیں جلے گی، اس مجمع میں کوئی بتا سکتا ہے کہ جی ہمارے چولہے میں گھاس اگ آئی۔ تو سچی بات تو یہی ہے کہ ہم نے تو بھوک کو کبھی ایکسپیرینس نہیں کیا۔ نبی ﷺ کی بھوک کے بارے میں ایک دو حدیثیں ذرا سن لیجیے تاکہ ہمیں احساس ہو کہ ہم کس قدر نعمتوں کو روزانہ استعمال کرتے ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ روٹیاں بنائیں، ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی، ایک سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، ایک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اور ایک اپنے لیے چار روٹیاں بنائیں۔ جب وہ اپنی روٹی کھا رہی تھی تو دل میں خیال آیا کہ میں تو روٹی کھا رہی ہوں پتہ نہیں ابا حضور ﷺ کو کچھ کھانے کو ملا یا نہیں۔ تو انہوں نے آدھی روٹی کھائی اور آدھی

www.besturdubooks.wordpress.com

روٹی پکائی، کپڑے میں لپیٹی اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ نبی ﷺ نے اھلاً وسہلاً مرحبا فرمایا۔ بیٹا! کیسے آئیں؟ ابا حضور! میں آپ کے لیے روٹی کا ٹکڑا لے کر آئی ہوں، مجھے خیال آیا کہ پتہ نہیں آپ نے کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں۔ نبی ﷺ نے وہ روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس میں سے ایک لقمہ لے کر اپنے منہ میں ڈالا اور فرمایا: فاطمہ! قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آج تین دن گزر گئے میرے منہ میں کوئی لقمہ روٹی کا نہیں گیا۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبوت کی زندگی میں میرے آقا ﷺ پر تین مسلسل دن ایسے نہیں گزرے کہ تینوں دن پیٹ بھر کے کھانا کھایا ہو۔ ایک دن کھانا کھایا تو دوسرے دن فاقہ، دو دن کھایا تو تیسرے دن فاقہ، تین دن متواتر ایسے نہیں گزرے کہ تینوں دن پیٹ بھر کے کھانا کھایا ہو۔ ہم بھوک کو کیا جانیں کہ بھوک کیا چیز ہوتی ہے؟ صبح اٹھ کر بیوی پوچھتی ہے کہ آج کیا پکائیں؟ ہم تو چوائس کا کھانا کھانے والے لوگ ہیں، بوفے سسٹم پہ کھانے جا رہے ہیں، پانچ پانچ، سات سات ڈشز پڑی ہوتی ہیں، تو ہمیں ان کا شکر بھی تو ادا کرنا چاہیے۔

شکرانِ نعمت کیلیے دعا کی تعلیم:

ایک حدیث مبارکہ ذرا سنیے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں، فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ مَعَهُ

"کہ ایک دن نبی ﷺ اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور باہر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے"

فَقَالَ مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ

نبی ﷺ نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اس وقت میں تمہیں گھروں سے کس چیز نے باہر نکالا۔
یعنی تم اپنے گھروں کی بجائے اس وقت یہاں کیوں کھڑے ہیں۔
قَالَا الْجُوْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
دونوں نے جواب دیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! بہت بھوک ہے۔
گھر میں بھی کھانے کو کچھ نہیں تھا اور بھوک کی شدت کی وجہ سے ہم یہاں پر حاضر ہوئے۔
قَالَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَخْرَجَنِیَ الَّذِیْ اَخْرَجَکُمَا فَقُوْمَا
نبی ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، مجھے بھی اسی بھوک نے گھر سے نکالا جس چیز نے تمہیں گھروں سے نکالا۔
کھڑے ہو جاؤ (چلتے ہیں)
فَقَامَا مَعَہٗ فَاَتٰی مَنْزِلَ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ
چنانچہ تینوں حضرات کھڑے ہو گئے اور ابوایوب انصاری کے گھر آئے۔
ایک روایت میں آتا ہے:
وَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْزِلَ اَبِی الْھَیْثَمِ بْنِ التَّیِّھَانِ
ابوالہیثم رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے ان کے گھر گئے۔
فَلَمَّا انْتَھَوْا اِلٰی دَارِہٖ قَالَتْ اِمْرَاَتُہٗ مَرْحَبًا بِنَبِیِّ اللّٰہِ وَ بِمَنْ مَّعَہٗ
جب یہ تینوں حضرات ان کے دروازے پر پہنچے تو ان کی اہلیہ نے اللہ کے نبی ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو مرحبا کہا۔
کہ اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے اصحاب کو خوش آمدید، تشریف لائیں ہمارے گھر میں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيْنَ أَبُوْ أَيُّوْبَ ؟

نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابوایوب انصاری کہاں ہیں؟

قَالَتْ اِمْرَأَتُهٗ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَأْتِيْكَ السَّاعَةَ يَسْتَعْذِبُ الْمَاءَ

ان کی اہلیہ نے کہا کہ وہ ابھی آتے ہیں میٹھا پانی بھر کر

جیسے ہم بات کرتے ہیں کہ ایک منٹ میں آتے ہیں تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ وہ میٹھا پانی بھر کر لانے کے لیے گئے ہیں۔ قریب ہی پینے کے پانی کا کوئی چشمہ یا کنواں ہوگا تو وہاں سے پانی بھر کر لانے کے لیے گئے ہیں اور ابھی آجاتے ہیں۔

فَجَاءَ أَبُوْ أَيُّوْبَ فَنَظَرَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّيْ

اتنے میں ابوایوب آگئے۔ اور انہوں نے نبی ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھا تو کہنے لگے: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں آج کے دن مجھ سے زیادہ اکرام والا مہمان کسی کے گھر میں نہیں آیا۔

تو خوشی کا اظہار کیا۔

فَانْطَلَقَ فَقَطَعَ عِذْقًا

کھجور کا درخت تھا وہ درخت پر چڑھے اور پورا خوشہ ہی توڑ لائے۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا أَرَدْتَ تَقْطَعُ لَنَا هٰذَا إِلَّا اجْتَنَيْتَ لَنَا مِنْ تَمْرِهٖ

نبی ﷺ نے فرمایا: بھائی تم پورا خوشہ ہی کاٹ کر لے آئے، ان میں سے چن چن کے پکی ہوئی کھجوریں لے کر آتے۔

قَالَ أَحْبَبْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْ تَمْرِهٖ وَبُسْرِهٖ وَرُطَبِهٖ

''انہوں نے آگے سے جواب دیا اے اللہ کے حبیب ﷺ! میرا جی چاہا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

خوشہ توڑ کر لاؤں، پکی ہوئی بھی آپ کھائیں اور آدھی پکی بھی آپ کھائیں“
کئی دفعہ آدھی پکی جو کھجوریں ہوتی ہیں (رطب) وہ بہت پسند آتی ہیں۔ اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں اس لیے خوشہ توڑ کے لایا کہ آپ اپنی پسند کی کھجوریں اس میں سے کھائیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكَ وَ الْحَلُوْبَ

نبی ﷺ نے فرمایا:

فَذَبَحَ لَهُمْ فَشَوٰى نِصْفَهٗ وَطَبَخَ نِصْفَهٗ

پھر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کو ذبح کیا۔ آدھی بکری کا گوشت انہوں نے بھون لیا، آگ کے اوپر باربی کیو کر لیا اور دوسری آدھی کا ان کی اہلیہ نے سالن بنا لیا۔

فَلَمَّا وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ مِنَ الْجَدْيِ فَجَعَلَهٗ فِيْ رَغِيْفٍ

”جب وہ بھنا ہوا گوشت نبی ﷺ کے سامنے لایا گیا تو نبی ﷺ نے اس کی ران میں سے گوشت کو کاٹا اور اس گوشت کو ایک کپڑے میں ڈالا۔“

وَ قَالَ يَا اَبَا اَيُّوْبَ اَبْلِغْ بِهٰذَا فَاطِمَةَ لِاَنَّهَا لَمْ تُصِبْ مِثْلَ هٰذَا مُنْذُ اَيَّامٍ

اور فرمایا: اے ابو ایوب! یہ گوشت میری بیٹی فاطمہ کے پاس لے جاؤ کہ میری بیٹی کو ایسی چیز کھانے کو کئی دنوں سے نہیں ملی۔

والد بھوک میں ہیں تو بیٹی روٹی کا ٹکڑا بچا کر لا رہی ہے اور ادھر والد کو کھانے کو اگر گوشت ملا تو ان کو بیٹی یاد آ رہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فَذَهَبَ بِهٖ اَبُوْ اَيُّوْبَ اِلٰى فَاطِمَةَ

تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ وہ گوشت لے کر فاطمہ کے پاس گئے اور ان کو پہنچا کر آ گئے۔

اب یہ جو مہمان حضرات تھے نبی ﷺ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان تینوں نے کھانا کھایا۔

فَلَمَّا اَكَلُوْا وَ شَبِعُوْا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ النَّعِيْمُ الَّذِيْ تُسْئَلُوْنَ عَنْهَا

''جب انہوں نے کھانا کھا لیا اور پیٹ بھر گیا، تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے سوال کیا جائے گا۔''

﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ (التکاثر:۸)

پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اب دیکھیں کہ اتنی بھوک تھی کہ گھر میں بیٹھنا مشکل تھا اور اتنی بھوک کے بعد اگر کھانے کو کچھ ملا کھجوریں اور گوشت تو اللہ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اس نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ

''تو یہ بات صحابہ کے اوپر بڑی بوجھ بنی۔''

کہ اتنی اشتہا کے بعد کچھ پیٹ میں گیا اس کا بھی حساب ہوگا۔ لیکن نبی علیہ السلام نے اس کا حل بتایا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَصَبْتُمْ مِثْلَ هٰذَا فَضَرَبْتُمْ بِاَيْدِيْكُمْ فَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ

فرمایا: کہ جب تمہیں کھانے کا موقع ملے تو تمہیں چاہیے کہ کھانے سے پہلے بسم

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ پڑھو۔

فَاِذَا شَبِعْتُمْ فَقُوْلُوْا

اور جب پیٹ بھر جائے اس وقت کہا کرو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَ اَفْضَلَ

یہ کھانا کھانے کے بعد کی دعا ہے۔

فَاِنَّ هٰذَا كَفَافٌ لِهٰذَا

بے شک یہ اس کے بدلے میں کافی ہو جائے گی۔

یہ دعا اس نعمت کا شکرانہ بن جائے گی اور قیامت کے دن گویا اس کا ہم نے شکر ادا کر دیا ہوگا۔ اب بتائیں ہم میں سے کتنے بندے ہیں جن کو یہ دعا یاد ہے۔ پیٹ تو روز بھرتے ہیں، دن میں تین مرتبہ یہ دعا تو نہیں یاد الا ماشاء اللہ۔ چند لوگ ہوں گے تو اس کا مطلب یہ کہ ہم نعمتیں تو کھاتے ہیں نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر پاتے ہم میں سے ہر بندے کو یہ دعا یاد کرنی چاہیے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَ اَفْضَلَ

کتنے تھوڑے سے الفاظ ہیں ہر بندے کو یاد ہو سکتے ہیں۔ تو کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں اور کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں، اللہ رب العزت اس کھانے کا حساب کتاب نہیں لیں گے۔

فَاَخَذَ عُمَرُ الْعِذْقَ فَضَرَبَ بِهَا الْاَرْضَ حَتّٰى تَنَاثَرَ الْبُسْرُ

عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جو کھجور کا خوشہ پڑا ہوا تھا وہ اٹھایا اور اس خوشے کو زمین پر زور سے مارا حتی کہ جو کچی ہوئی کھجوریں تھی، ان میں سے وہ نیچے گر پڑیں۔

ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اِنَّا لَمَسْئُوْلُوْنَ عَنْ هٰذَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! ہم سے قیامت کے دن ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

یہ کھجوریں کھانے کو مل رہی ہیں، اتنے دنوں کے بعد تو قیامت کے دن اس کے بارے میں بھی ہم سے حساب کیا جائے۔

قَالَ نَعَمْ اِلَّا مِنْ ثَلٰثٍ

نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں، سوائے تین چیزوں کے ہر چیز کا حساب ہوگا۔

كِسْرَةٍ يَسُدُّ بِهَا الرَّجُلُ جَوْعَتَهُ اَوْ ثَوْبٍ يَسْتُرُ بِهِ عَوْرَتَهُ اَوْ جُحْرٍ يَدْخُلُ فِيْهِ مِنَ الْقَرِّ وَ الْحَرِّ

......روٹی کا خشک ٹکڑا جس سے بندے کی بھوک مٹتی ہے۔

......یا وہ کپڑا جس سے انسان صرف ستر چھپاتا ہے۔

......یا وہ چھوٹا سا کمرہ یا مکان جس میں سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے رہا جاتا ہے۔

ان تین کے علاوہ جو اللہ نے دیا ہر چیز کا حساب لیا جائے گا۔ ہمارے گھروں میں آ کر دیکھو! درجنوں کے حساب سے کپڑے اور جوتے اور ایسی چیزیں کہ لا کر ڈیکوریشن کے طور پر رکھ دیتے ہیں، استعمال ہی نہیں ہوتیں تو ان نعمتوں کا حساب ہوگا۔

ادائے شکر کی توفیق مانگنی چاہیے:

جس طرح ہمیں اللہ رب العزت کی نعمتیں لینے کا شوق ہے، ان نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا بھی خیال رہنا چاہیے۔ یہ ترتیب ذہن میں رکھیں کہ جس نعمت کا شکر ادا کر دیا وہ نعمت انسان کے پاس رہتی ہے اور بڑھتی رہتی ہے اور جس نعمت کا انسان شکر ادا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کرتا وہ نعمت واپس لے لی جاتی ہے، جو پروردگار نعمتیں دینا جانتا ہے وہ پروردگار نعمتیں لینا بھی جانتا ہے۔ اس لیے ہم دعا مانگیں، حدیث پاک میں دعا سکھائی گئی۔

((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ))

قربان جائیں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ایک ایک چیز سکھائی اگر یہ دعا ہم روزانہ پڑھیں تو گویا ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی توفیق مانگ رہے ہیں۔ انبیا نے دعائیں مانگیں۔

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ﴾ (النمل:۱۹)

تو ہم بھی دعا مانگیں کہ اللہ آپ کی بیشمار نعمتیں ہیں مجھے ان کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما دیجیے۔

ناقدری نعمت چھن جانے کا سبب بنتی ہے:

اور ان نعمتوں کی قدر کریں! کیونکہ بے قدری نعمت چھن جانے کا سبب بنتی ہے۔

- ...... فرعون کو اللہ نے کتنی نعمتیں عطا کیں تھیں، وہ کہتا تھا:

﴿اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ﴾ (الزخرف:۵۱)

’’کیا یہ ملک مصر اور یہ نہریں جو بہتی ہیں! یہ میری نہیں ہیں؟‘‘

اتنی نعمتیں تھیں، آب پاشی کا نظام تھا، ناقدری کی تو اللہ نے اس سے وہ نعمتیں واپس لے لیں۔

- ...... قارون کے پاس نعمتیں تھیں۔

﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ﴾ (القصص:۷۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

”بڑی زیب و زینت کے ساتھ بن سنور کر قوم میں نکلتا تھا“

جب شکر ادا نہ کیا، اللہ نے اس سے نعمتیں واپس لے لیں۔

۞ ..... قوم سبا ایک ایسی قوم گزری ہے کہ جس کے پاس زراعت اور باغات اپنی انتہا پر تھے۔ اتنے بڑے بڑے باغات تھے کہ مفسرین نے لکھا کہ اگر کوئی عورت سر پر ٹوکری رکھ کر باغ میں سے گزرتی تو گرتے ہوئے پھلوں سے ٹوکری بھر جاتی تھی، توڑنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ﴾

ان کے لیے قوم سبا کے گھروں میں بڑی نشانیاں ہیں۔

﴿جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ﴾

جن راستوں پہ چلتے تھے دائیں بھی باغ ہوتے تھے، بائیں بھی باغ ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا:

﴿كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ﴾

”اللہ کا دیا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو“

﴿بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ﴾ (سبا:۱۵)

کتنا پاکیزہ شہر ہے اور اللہ ان کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔

مگر انہوں نے نعمت کی ناقدری کی، نتیجہ کیا ہوا؟ پھر اللہ رب العزت نے ان کی زمین کے نیچے پانی کا جو منبع (Source) تھا، اسکو ہی ختم کر دیا۔ سارے کے سارے ان کے باغات بالکل ختم ہو کر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ﴾ (سبا:۱۷)

ناشکری کرنے والوں کو پھر بدلہ بھی ایسا دیتے ہیں۔ ہم دینا جانتے ہیں تو ہم پھر لینا بھی جانتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ناشکری کا عبرت انگیز واقعہ:

ہمارے ایک دوست تھے پوسٹل آفیسر تھے ایک جگہ پر۔ وہ اپنی بیٹی کا واقعہ خود سنانے لگے۔ کہنے لگے کہ حضرت! اللہ نے مجھے بیٹی دی جو حور پری سے شاید حسن میں بڑھی ہوئی ہو، اتنی خوبصورت تھی۔ دودھ کی طرح اس کا سفید رنگ تھا اور عقل مند اتنی کہ جب سکول میں گئی تو ہر کلاس میں ٹاپ کرتی تھی۔ وہ لڑکی سرجن ڈاکٹر بنی۔ جب چوبیس سال کی عمر ہوگئی تو اس کے رشتے آنے شروع ہو گئے۔ مگر اس میں کمپلیکس آ گیا تھا، احساسِ برتری پیدا ہو گیا تھا، وہ اپنے آپ کو کوئی انوکھی شے سمجھتی تھی۔ کہنے لگے کہ حضرت! ہمارے ہاں درجنوں رشتے آئے، جو رشتہ آتا وہ اس میں کوئی نہ کوئی نقص نکال دیتی۔ یہ ایسا ہے، یہ ایسا ہے۔ ہم سمجھاتے کہ بیٹی! یہ تو بہت اچھا رشتہ ہے، نیک بھی ہے، دیندار بھی ہے، عزت والا گھرانہ بھی ہے، فلاں بھی ہے، مگر وہ ایسے پاؤں کی نوک سے اڑا دیتی۔ درجنوں رشتے آئے اور وہ بڑے تکبر کے ساتھ رد کرتی رہی۔ ہم اس کو بار بار سمجھاتے تھے وہ سمجھتی ہی نہیں تھی۔

پھر اس پر اللہ کی پکڑ آئی۔ ایک دن کسی مریض کا سرجن کے ساتھ مل کر آپریشن کر رہی تھی، اس کے ہاتھ کی جو اوپر کی جو جلد ہوتی ہے ہتھیلی کی پشت کی جلد اس پر کوئی انفیکشن ہو گئی۔ ایسی انفیکشن ہوئی کہ دونوں ہاتھوں کی اوپر کی جو چمڑی تھی وہ بالکل بوڑھوں کی طرح بن گئی۔ جیسے سو سال کے بوڑھے کے ہاتھ کے اوپر کی جلد ہوتی ہے بالکل اسی طرح اس کی جلد ہو گئی۔ اب وہ ہاتھ کسی کو دکھا نہیں سکتی، بڑے علاج کروائے، ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا تو علاج اب ممکن نہیں۔ اب کیا ہوا؟ رشتے آنے بند ہو گئے۔ اب وہ چاہتی ہے کہ رشتہ ہو لیکن رشتہ ملتا نہیں۔ جو آتا شکل دیکھ کر خوش ہوتے اور جب ہاتھوں کو دیکھتے تو وہ ریجیکٹ کر کے چلے جاتے۔ اب وہ ہر

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت ہاتھوں پہ دستانے پہنتی ہے، کہیں آنا جانا ہو تو ہاتھوں کو چھپاتی ہے۔ کہنے لگے کہ پچیس سال کی عمر میں اس نے درجنوں رشتوں کو ٹھوکریں ماری تھیں، آج دس سال اس کو روتے ہوئے گزر گئے، دس سال میں ایک رشتہ بھی نہیں آیا۔ اب بیٹھ کر کہتی ہے کہ میں اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور مجھے میرے تکبر کی سزا اللہ نے دی ہے۔ اب موت مانگتی ہے کہ جینے سے مر جانا بہتر ہے، جس بچی کی عمر پینتیس سال ہو جائے اور رشتہ نہ آئے تو اس کی زندگی تو تاریک ہو گئی۔ تو پروردگار نعمتیں دیتا بھی ہے اور اگر بندہ ناشکری کرے تو نعمتیں واپس بھی لے لیتا ہے۔

ناقدری کا انجام:

ہمیں بھی اس کا تجربہ ہوا، چھوٹے تھے، پرائمری سکول میں پڑھتے تھے تو محلے میں ایک عورت تھی جو بکھرے بال ہوتے تھے، سر پہ دوپٹہ نہیں ہوتا تھا، پھٹے کپڑے اور گلیوں میں وہ گھومتی پھرتی تھی اور بچے سکول سے آتے جاتے اس کو پاگل کہتے تھے، کوئی پتھر بھی مار دیتا تھا مگر مجھے والدہ ہمیشہ کہتی تھیں کہ بیٹا! جب ان کو دیکھو تو تم نے نہ تو کچھ کہنا ہے اور نہ کبھی تم نے ان کی طرف کوئی پتھر پھینکنا ہے۔ تو میں ہمیشہ ان کے ساتھ میں عزت کا معاملہ کرتا تھا۔ میں اگرچہ بچہ تھا، اس وقت تیسری چوتھی کا سٹوڈنٹ تھا، اور میں دیکھتا رہتا تھا کہ لڑکے تو یہ کر رہے ہیں اور وہ بیچاری دیوانی اپنے آپ میں باتیں کرتی چلی جاتی تھی۔ جب بڑے ہوئے تو ایک دن تذکرہ ہوا تو میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ امی اس عورت کا معاملہ کیا تھا؟ تو اس وقت والدہ صاحبہ نے کہا کہ یہ عورت اس محلے میں رہتی تھی، ایک تندور تھا اس پر روٹیاں لگاتی تھی، اللہ نے اسے خوبصورت بیٹا عطا کیا، ایک دن اس عورت نے کوئی کام سمیٹنا تھا اور بچہ اس کے ساتھ چمٹا رہتا تھا، کچھ بچے ہوتے ہیں جن کو گودوں کا چسکا پڑ جاتا ہے تو ماں سے الگ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی نہیں ہوتے۔ اب ماں اس کو کہتی کہ بیٹھو! مجھے کام کرنے دو، تو وہ ماں کے ساتھ اور چپٹ جاتا، تو کافی دیر کے بعد اس کو غصہ آیا، اس نے کافی ڈانٹ ڈپٹ کی لیکن بچہ پھر اس کے ساتھ چمٹا رہا۔ آخر اس نے اسکو چارپائی پہ لٹایا اور فیڈر میں دودھ بنا کے دیا اور کہا کہ میں کام کر رہی ہوں، اب تم اگر اٹھ کر میرے پیچھے آئے تو میں تمہاری پٹائی کروں گی۔ بچے کی بات دیکھیے کہ اس نے دودھ ختم کیا اور پھر ماں کے پاس۔ اب جب اس نے بچے کو دیکھا تو غصے میں آ گئی اور جب غصہ آ جائے تو پھر بندے کو سمجھ نہیں لگتی کہ کیا کہہ رہا ہے۔ تو وہ غصے اور ٹینشن میں تو تھی ہی یہ الفاظ کہہ دیئے کہ میں تو تجھے سلا کے آئی تھی تو پھر پیچھے آ گیا تو تو سویا سو ہی جاتا تو اچھا تھا۔ اللہ رب العزت نے اس ماں کی بددعا کو قبول کر لیا مگر اس بچے کو اس وقت موت نہیں دی، اللہ تعالیٰ نے اس پھل کو پکنے دیا۔ وہ بچہ سکول گیا تو بہت اچھے نمبروں میں کامیاب ہونے والا، اس نے تعلیم پائی تو بہت امتیازی حیثیت حاصل کی، پھر کاروبار شروع کیا تو اللہ نے اس بچے کے کاروبار میں ایسی برکت دی کہ تھوڑے عرصے میں وہ بچہ لاکھوں پتی بن گیا۔ اُس زمانے میں لاکھ بڑی چیز ہوتی تھی، کوئی کوئی ہوتا تھا لاکھ پتی۔ اب وہ خوبصورت نوجوان لڑکا، بہترین بزنس مین، پورے محلے کے گھروں میں مائیں اپنے بچوں کو اس کی مثال دیتی تھیں کہ بیٹا! تم نے ایسا بننا ہے اور تمنا (Wish) کرتی تھیں کہ کاش کہ ہمارا بیٹا بھی اس طرح بنے۔

جب اس کی زندگی پورے جوبن پر تھی تو اس کی ماں نے اس بچے کے رشتے کے لیے اپنی برادری میں سے بہترین پڑھی لڑکی کا انتخاب کیا۔ اللہ کی شان دیکھیے جب شادی میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے تو گھر کا فرش دھویا ہوا تھا، بچہ وہاں سے تیزی سے گزرنے لگا تو پاؤں جو سلپ ہوا یہ سر کے بل گرا اور بچے کی وہیں پر ڈیتھ ہو گئی۔ اللہ نے پھل اس وقت کاٹا جب پورے کا پورا پکا ہوا تھا۔ اب جب ماں نے

اپنے بیٹے کی لاش اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھی تو دماغی توازن کھو بیٹھی، باقی ساری زندگی وہ گلی میں تنکے چنتی تھی اور اشعار پڑھا کرتی تھی۔

آ وے ماہی تینوں اللہ دی لیا وے تیریاں تت وطناں تے اوڑاں
کملی کر کے چھوڑ گیوں تے میں ککھ گلیاں دے رولاں

آج تنکے چنتی پھر رہی ہے، اس کو اپنا پتہ نہیں ہوتا تھا کہ گھر بے بال ہیں، پھٹے کپڑے ہیں، آج اس نعمت کی قدر آ رہی ہے۔

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

کتنی بہنیں ہیں اپنے بھائیوں کو معمولی بات پر بددعائیں دیتی ہیں، کتنی مائیں ہیں اولاد کو بددعائیں دیتی ہیں، کتنی بیویاں ہیں خاوند کو بددعائیں دیتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نعمتیں چھین لیتا ہے تو پھر بیٹھ کے روتی ہیں۔ تو نعمتوں کی ناشکری یہ اللہ رب العزت کی نظر میں بہت بڑا گناہ ہے۔ ہمیں اللہ رب العزت نے اگر بن مانگے نعمتیں دی ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں، ان نعمتوں کی قدردانی کریں، وقت بدلتے دیر نہیں لگا کرتی۔

یہ خزاں کی فصل کیا ہے؟ فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کر دیں تو ابھی بہار آ جائے

اللہ کی رحمت کی نظر ہوتی ہے تو بہار آتی ہے، رحمت کی نظر ہٹ جاتی ہے تو خزاں آ جاتی ہے، انسان گھر بیٹھے بٹھائے ذلیل ہو جاتا ہے۔ تو آج کی اس مجلس میں ہم نے یہ بات سیکھنی ہے کہ ہم اللہ کے بندوں کا بھی شکر ادا کریں گے، اللہ رب العزت کا بھی شکر ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نعمتوں کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿حَتّٰى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (فصلت: ۲۰)

روزِ محشر انسان کے آٹھ گواہ

بیان: محبوب العلماء والصلحاء زبدۃ السالکین سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 21 مارچ 2011ء ، بروز پیر ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

بمقام: جامعہ تعلیم القرآن کوئٹہ

موقع: سالانہ تقریب تقسیم اسناد

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

چنانچہ جو انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرے گا، وہ تو صحیح معنوں انسان رہے گا اور جو ناشکری کرے گا اور نافرمانی کرے گا باطنی طور پر اس کی شکل مسخ ہو جائے گی۔ یہ بات ذہن میں رکھیے کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے حکموں کو مسخ کیا تو اللہ نے ان کی شکلوں کو مسخ کر دیا، ظاہر میں ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا لیکن اس امت پر نبی ﷺ کی دعائیں ہیں، اگر ہم اللہ رب العزت کے احکام کو مسخ کریں گے تو ظاہری شکل تو رہے گی باطن کی شکل مسخ ہو جائے گی۔ قیامت کے دن انسان اپنی باطن کی شکل پر کھڑا ہوگا، چنانچہ کتنے لوگ تھے جو اہل کشف تھے وہ انسان کے باطن کی شکل کو دیکھ لیتے تھے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

روزِ محشر انسان کے آٹھ گواہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝﴾ (فصلت:۱۹۔۲۵)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کے بے شمار نعمتیں:

اللہ رب العزت نے ہمیں بن مانگے بے انتہا نعمتوں سے نوازا ہے۔

عقل کی نعمت:

اگر اللہ رب العزت ہمیں عقل نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے۔ کتنے تو جوانوں کو دیکھا شکل دیکھنے میں کتنی خوبصورت ہوتی ہے لیکن فاتر العقل ہوتے ہیں، رال ٹپک رہی ہوتی ہے، اپنے کپڑوں کا ہوش نہیں ہوتا۔ دیکھنے میں انسان حقیقت میں وہ حیوان نہ بول سکتے ہیں، نہ سمجھ سکتے ہیں، زندہ لاش کی مانند ہوتے ہیں، جوان العمر ہوتے ہیں کپڑوں میں پیشاب نکل جاتا ہے، کس لیے عقل کی نعمت سے محروم ہیں۔

آنکھ کی نعمت:

ہماری آنکھ نہ ہوتی تو دن میں بھی اندھیرا ہوتا۔ ایک حافظ صاحب دعا کے لیے آئے، حضرت! آج میں آپ سے سپیشل دعا کروانے آیا ہوں۔ چونکہ ہمارے مدرسے سے ہی انہوں نے حفظ کیا تھا تو یہ عاجز سمجھا کہ نوجوان بچہ ہے شادی کی دعا کروائے گا، تو میں نے پوچھا کہ آپ دعا کروائیں گے کہ شادی ہو جائے؟ تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہنے لگا کہ حضرت! میرے دل کی حسرت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ میں آنکھوں سے نابینا ہوں، جس کو میں اپنی ماں کہتا ہوں اور جس کی محبت کی حرارت کو میں اپنے دل میں اتنا محسوس کرتا ہوں، میں آج تک اس کی شکل نہیں دیکھ سکا۔ میں اپنے باپ کی شکل نہیں دیکھ سکا، بہن بھائیوں کی شکل نہیں دیکھ سکا، میرے دل میں کتنی حسرت ہے؟ اس کی نشاندہی پر دل میں یہ احساس ہوا کہ اللہ! آپ نے بن مانگے ہمیں یہ کتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زبان کی نعمت:

اگر ہمیں زبان نہ ملتی تو گونگے ہوتے۔ جذبات ہوتے، احساسات ہوتے، مگر اظہار نہ کر سکتے۔ چنانچہ ایک آدمی جو زبان سے بول نہیں سکتا، شادی شدہ ہے، بچوں والا ہے، جب بیوی کے پاس بیٹھتا ہے تو آنکھوں میں سے آنسو آ جاتے ہیں۔ وہ لکھ کر بیوی کو یہ پیغام دیتا ہے کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں، مگر میں الفاظ میں اپنی محبت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ ہمیں اللہ رب العزت نے زبان کی نعمت سے نوازا، اپنے جذبات اور احساسات کو زبان سے ادا کر سکتے ہیں۔

ہاتھوں کی نعمت:

ہاتھ نہ ملتے تو ہم معذور ہوتے۔ ہم نے ایک مرتبہ بیت اللہ میں ایک شخص کو دیکھا جس کے دونوں بازو کندھے سے کٹے ہوئے تھے، کافی دیر میں سوچتا رہا، یا اللہ! دونوں ہاتھوں کی نعمت سے محروم یہ شخص ہاتھ نہ ہونے کی وجہ سے کھانا کیسے کھاتا ہوگا؟ یہ چہرہ کیسے دھوتا ہوگا؟ وضو کیسے کرتا ہوگا؟ اگر یہ سو رہا ہو اور اس کے اوپر سے رضائی سرک جائے تو یہ اپنے اوپر رضائی کیسے لیتا ہوگا اور اگر یہ شادی شدہ ہے تو اپنے گھر والوں کے ساتھ یہ کیسے وقت گزارتا ہوگا؟ اگر اس کے جسم پر کھجلی ہوتی ہوگی تو یہ کیا کرتا ہوگا؟ ابھی یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ کے دونوں ہاتھ پیدائشی طور پر نہیں ہیں؟ اس نے کہا:

﴿ قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (التوبہ:۵۱)

"ہم کو کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہو۔ وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے"

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر کہنے لگا کہ

﴿حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ﴾

چونکہ عرب تھا، برموقع اور برمحل جو اس نے آیت پڑھی، اس کو سن کر آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اللہ! آپ نے ہمیں ہاتھ دے کر کتنی بڑی نعمت عطا فرمائی! اللہ اکبر کبیرا۔

تو واقعی اللہ تعالیٰ

بینائی نہ دیتے تو ہم اندھے ہوتے۔

گویائی نہ دیتے ہم گونگے ہوتے۔

سماعت نہ دیتے ہم بہرے ہوتے۔

صحت نہ دیتے ہم بیمار ہوتے۔

لباس نہ دیتے ہم ننگے ہوتے۔

کھانا نہ دیتے ہم بھوکے ہوتے۔

پانی نہ دیتے تو ہم پیاسے ہوتے۔

مال نہ دیتے تو ہم فقیر ہوتے۔

ہاتھ پاؤں نہ دیتے تو ہم لولے لنگڑے ہوتے۔

عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے۔

دماغ نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے۔

آج ہم عزتوں بھری زندگی جو گزارتے پھرتے ہیں یہ سب اس مولیٰ کا احسان اور کرم ہی تو ہے۔ اب ہمارے اوپر حق ہے کہ ہم ان نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

نافرمانی سے باطنی شکل مسخ ہو جاتی ہے:

چنانچہ جو انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرے گا، وہ تو صحیح معنوں

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان رہے گا اور جو ناشکری کرے گا اور نافرمانی کرے گا باطنی طور پر اس کی شکل مسخ ہو جائے گی۔ یہ بات ذہن میں رکھیے گا، بنی اسرائیل نے اللہ کے حکموں کو مسخ کیا تو اللہ نے ان کی شکلوں کو مسخ کر دیا، ظاہر میں ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا لیکن اس امت پر نبی ﷺ کی دعائیں ہیں، اگر ہم اللہ رب العزت کے احکام کو مسخ کریں گے تو ظاہری شکل تو رہے گی باطن کی شکل مسخ ہو جائے گی۔ قیامت کے دن انسان اپنی باطن کی شکل پر کھڑا ہوگا، چنانچہ کتنے لوگ تھے جو اہل کشف تھے وہ انسان کے باطن کی شکل کو دیکھ لیتے تھے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا کشف:

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بازار میں سے گزر رہا تھا کہ ایک مجذوب ملا، دیکھ کر کہتا ہے کہ احمد علی! انسان کہاں بستے ہیں؟ میں نے دیکھا کہ بازار لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ تو کہا کہ حضرت! یہ سب انسان ہی تو ہیں۔ جب میں نے یہ کہا تو وہ کہنے لگا کہ کیا یہ انسان ہیں؟ یہ الفاظ کہتے ہوئے میرے اوپر کیا توجہ پڑی، میں نے جو نظر دوڑائی تو مجھے بازار کتے بلی خنزیروں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ انسانی شکل کوئی کوئی تھی۔ حضرت یہ واقعہ سنایا کرتے تھے اور یہ واقعہ سنا کر اپنے درس میں کہا کرتے تھے کہ

مالک تو سب کا ایک ، مالک کا کوئی ایک
ہزاروں میں نہ ملے گا لاکھوں میں دیکھ

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا کشف:

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے

www.besturdubooks.wordpress.com

اوران کے جانشین تھے۔ جب وہ جامع مسجد میں جمعہ پڑھنے آتے تھے تو مریدین دونوں طرف قطار بنا کے کھڑے ہوتے تھے، حضرت کی زیارت کرنے کے لیے۔ آخری عمر میں جب حضرت جمعہ کے لیے آتے تو اپنے سر پہ رومال اس طرح کرتے کہ چہرہ بھی چھپ جاتا، تو لوگوں کے لیے چہرہ دیکھنا بھی مشکل۔ ان کا ایک خاص خادم تھا، اس نے ایک مرتبہ کہا کہ حضرت! آپ کی علمی مصروفیات ہیں، یہ عشق والے پورا ہفتہ تو انتظار میں رہتے ہیں اور جمعہ کے دن صبح سے راستے میں کھڑے ہوتے ہیں کہ ایک جھلک دیکھنے کو مل جائے، آپ باہر نکلتے ہیں تو چہرہ ہی چھپا لیتے ہیں۔ جب اس نے یہ کہا تو حضرت نے اپنے سر کا رومال اتار کر اس کے سر پہ رکھ دیا۔ اس بوڑھے خادم کی ایسی کیفیت ہوئی کہ اسے بازار کے اندر انسانوں کی بجائے جانور چلتے نظر آنے لگ گئے۔ حضرت نے فرمایا چونکہ میرا کشف اتنا بڑھ گیا کہ مجھے حقیقی شکل نظر آتی ہے تو اب میں کسی کا چہرہ دیکھنا ہی نہیں چاہتا۔

نافرمانوں کی مثالی صورت:

قیامت کے دن انسان کو اسی شکل سے اٹھایا جائے گا جو اس کی باطنی شکل ہوتی ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ہوں گے جو دنیا میں دوسروں کی دل آزاریاں کرتے ہوں گے۔ جس کے پاس گئے اسی کا دل دکھایا، اسی کو رنج پہنچایا، اللہ تعالیٰ ان کو بچھوؤں کی شکل میں کھڑا کریں گے۔ بچھوؤں کا کام یہی ہے کہ ہر کسی کو ڈنک مارنا۔

جو بندہ حریص ہوگا، جس میں حرص ہوگی اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کتے کی شکل میں کھڑا کریں گے۔ جو عالم ہوگا مگر بے عمل ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو گدھے کی شکل میں کھڑا فرمائیں گے اور جو بے حیائی فحاشی اور زنا کا کام کرتا ہوگا اور توبہ کیے بغیر

www.besturdubooks.wordpress.com

مرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو سؤر کی شکل میں کھڑا فرمائے گا۔ اور جو سمارٹ بنتا ہوگا، اس کو دھوکا دیا اس کو دیا، عیار رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بندر کی شکل میں کھڑا فرمائیں گے۔ یہ وہ باطن کی شکل ہوگی جس پر انہوں نے زندگی گزاری ہوگی۔

فرمانبرداروں پر اللہ کی رحمت:

اور جو لوگ احکامِ شریعت کی فرمانبرداری کریں گے وہ صحیح معنوں میں انسان ہوں گے، دنیا میں بھی اللہ کی رحمتوں کے سائے میں اور آخرت میں بھی رحمتوں کے سائے میں۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں ایسے بھی لوگ گزرے ہیں کہ بیس بیس سال تک گناہ لکھنے والے فرشتے کو گناہ لکھنے کا موقع نہیں ملا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت کا تذکرہ کیا:

"اَلْمَرْاَۃُ مُتَکَلِّمَۃٌ بِالْقُرْاٰنِ"

وہ عورت جو ہر وقت قرآن کے الفاظ سے گفتگو کرتی تھی۔

کوئی اور لفظ اس کی زبان سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ اس عورت کے بیٹے نے بتایا کہ پچھلے بیس سال سے میری والدہ کی زبان سے قرآن کے سوا کوئی لفظ نہیں نکلا۔ ایسے لوگ بھی قیامت کے دن کھڑے ہوں گے۔ تو جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ دنیا میں جس حال میں زندگی گزاریں گے اسی حال میں قیامت کے دن ہمارا معاملہ ہوگا۔ اگر آج اللہ کا ڈر ہے اور انسان گناہوں سے بچتا ہے تو پھر اللہ کی طرف سے رحمت کا معاملہ ہوگا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کی رحمت:

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو ان کو میانی شریف کے

www.besturdubooks.wordpress.com

قبرستان میں دفن کیا گیا۔ مشہور بات ہے کہ ان کی قبر کی مٹی سے خوشبو آتی رہی۔ خواب میں ان کو کسی بزرگ نے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ حضرت! آگے کیا ہوا؟ تو فرمانے لگے کہ اللہ رب العزت کے حضور میری پیشی ہوئی تو رب کریم نے فرمایا کہ احمد علی تو اتنا کیوں روتا تھا؟ وہ کَثِیْرُ الْبُکَاء تھے، ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہتے رہتے تھے۔ اللہ رب العزت نے پوچھا: احمد علی! اتنا کیوں روتے تھے؟ کہنے لگے کہ میں تو اور گھبرا گیا کہ مجھ سے تو حساب ہونا شروع ہو گیا۔ تو جب میں اور گھبرا گیا تو فرمایا کہ احمد علی! تو اور ڈر گیا، آج ڈرنے کا دن نہیں تیرا انعام پانے کا دن ہے، میں تجھ سے اتنا راضی ہوں کہ تجھے بھی معاف کر دیا اور جس قبرستان میں تجھے دفن کیا گیا اس قبرستان کے سارے مردوں کے گناہوں کو بھی میں نے معاف فرما دیا۔ جو فرمانبرداری کی زندگی گزارے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے ہی خیر کا معاملہ ہوتا ہے۔

تقویٰ کا ثمر:

چنانچہ ایک نوجوان فقیر آدمی تھا، نہر کے کنارے چل رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ پانی میں ایک سیب بہتا ہوا آ رہا ہے، بھوک بھی لگی ہوئی تھی، اس نے وہ سیب لیا اٹھا اور کھا لیا۔ جب کھا لیا تو پھر خیال آیا کہ یہ سیب میرا اپنا تو نہیں تھا کسی اور کا تھا میں نے تو بغیر اجازت کھا لیا تو بہتر ہے کہ میں سیب کے مالک سے معافی مانگوں، تو جدھر سے پانی آ رہا تھا ادھر اس نے چلنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد آگے پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ایک سیب کا باغ ہے اور درختوں کی ٹہنیاں پانی تک جھکی ہوئی ہیں تو وہ سمجھ گیا کہ یہاں سے سیب گرا ہوگا اور اس کو میں نے کھا لیا۔ چنانچہ باغ کے مالک کے پاس پہنچا اور باغ کے مالک سے جا کر کہتا ہے کہ جی مجھے بھوک لگی ہوئی تھی اور میں نے سیب کھا

لیا اور اتنے پیسے بھی نہیں کہ ادا کرسکوں تو آپ مجھے معاف کردیں۔ تو وہ باغ کا مالک کہنے لگا کہ میں تو ہرگز نہیں معاف کرتا۔ بڑی منت سماجت کی لیکن وہ باغ کا مالک اور پکا ہو گیا، کہتا ہے کہ میں تو بالکل معاف نہیں کروں گا، میں تو قیامت کے دن اپنا سیب لوں گا۔ بڑا پریشان، تو بھائی! اب معافی کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا کہ ایک صورت ہو سکتی ہے، میری ایک بیٹی ہے، اندھی بھی ہے، بہری بھی ہے، گونگی بھی ہے، لولی لنگڑی بھی ہے، اس کے ساتھ نکاح کرو اور پوری زندگی اس کے ساتھ گزار دو۔ اب اس نے سوچا کہ دنیا میں ایسی زندہ لاش کی خدمت کرنا آسان مگر قیامت کے دن حساب دینا یہ مشکل کام، تو کہنے لگا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ نکاح ہو گیا۔ اب جب بیوی کے پاس پہلی رات پہنچا تو دیکھا کہ وہ بڑی خوبصورت، بولنے والی، بات کرنے والی، علم والی۔ تو حیرت تو بڑی ہوئی، بس اتنا پوچھا کہ تم اسی باغ کے مالک کی بیٹی ہو کوئی اور تمہاری بہن تو نہیں، اس نے کہا کہ میں ایک ہی بیٹی ہوں۔ اگلا دن ہوا سسر سے ملاقات ہوئی، سسر نے پوچھا کہ جی مہمان کو کیسے پایا۔ کہ جی آپ نے تو خصوصیات (Specification) بالکل اور بتائی تھیں آپ نے تو کہا تھا:

بِنْتِی بُکْمَاءُ اللِّسَانِ عُمْیَاءُ الْعَیْنَانِ صُمَّاءُ الْاُذُنَانِ قُصَیْھَۃُ الْقَدَمَاءِ

''میری بیٹی زبان سے گونگی ہے، آنکھوں سے اندھی ہے، کانوں سے بہری ہے اور پاؤں سے لنگڑی ہے''

لیکن جس سے میری رات ملاقات ہوئی وہ تو صحیح سالم تندرست عورت ہے۔ اس وقت اس باپ نے کہا کہ میری یہ بیٹی قرآن مجید کی حافظہ اور حدیث کی عالمہ ہے۔ کبھی اس نے غیر محرم پر بری نظر نہیں ڈالی اس لیے میں نے کہا کہ یہ اندھی ہے،

کبھی غیر محرم سے بات تک نہیں کی میں نے کہا گونگی ہے، غیر محرم کی بات سنی نہیں میں نے کہا بہری ہے، بغیر اجازت کبھی اس نے گھر سے باہر قدم نہیں رکھا میں نے کہا کہ لولی لنگڑی ہے۔ حقیقت یہ کہ مجھے اپنی اس بیٹی کے لیے نیک متقی نوجوان کی تلاش تھی، جب تم نے ایک سیب کھا لینے کی وجہ سے مجھ سے معافی مانگنی شروع کی تو میں سمجھا کہ تمہارے دل میں اللہ کا خوف ہے تو میں نے فیصلہ کیا کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کروں گا۔ یہ ماں تھی اور یہ باپ تھا، اللہ نے ان دونوں کو ایک بیٹا عطا کیا، اس بیٹے کا نام نعمان رکھا گیا جو بڑا ہوا تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوا، جب ماں ایسی ہوتی ہے اور باپ ایسا ہوتا ہے تو پھر بیٹا نعمان بنا کرتا ہے۔

اسی دنیا میں وہ لوگ بھی ہیں جو فسق و فجور پر زندگی گزارتے پھر رہے ہیں وہ اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جو اسی دنیا میں رہتے ہوئے اپنی آخرت کما رہے ہیں، یہ صحیح معنوں میں انسان ہیں۔

روزِ قیامت آٹھ گواہ

ہر انسان کے قیامت کے دن آٹھ گواہ ہوں گے، بات بڑی اہم ہے توجہ کے ساتھ سننے کے قابل ہے۔ امید ہے طالبات دل کے کانوں سے سنیں گی کہ قیامت کے دن ہر انسان کے اوپر آٹھ گواہ ہوں گے۔

پہلی گواہی:

المکان

جس جگہ پر ہم گناہ کرتے ہیں، زمین کا وہ ٹکڑا قیامت کے دن گواہی دے گا۔

﴿ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَهَا ۝﴾ (زلزال: ۴، ۵)

"اس دن وہ اپنے حالات بیان کرے گی، کیونکہ تمہارے پروردگار نے اسے حکم بھیجا ہوگا"

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو حکم دیں گے اور زمین خبریں نشر کرے گی۔ آپ دیکھتے نہیں آج یہ ویڈیو کیمرہ کتنا چھوٹا سا ہوتا ہے، تصویر لے لیتا ہے تو اللہ کے حکم سے زمین کا ہر ذرہ ویڈیو کیمرہ بن سکتا ہے۔ جس جگہ پہ انسان گناہ کرتا ہے، زمین کا وہ ٹکڑا قیامت کے دن اس بندے کے گناہوں پہ گواہی دے گا۔

دوسری گواہی:

وَالزَّمَانُ

وقت بھی گواہی دے گا۔

دن گواہی دے گا، رات بھی گواہی دے گی۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

((يُنَادِيْ كُلُّ يَوْمٍ يَوْمٌ جَدِيْدٌ وَأَنَا فِيْمَا تَعْمَلُ فِيَّ شَهِيْدٌ))

"ہر دن یہ پکارتا ہے کہ میں نیا دن ہوں اور میرے اندر جو عمل کرے گا میں قیامت کے دن ویسی ہی تیرے لیے گواہی دوں گا۔"

تیسری گواہی

وَاللِّسَانُ

انسان کی زبان بھی گواہی دے گی۔

﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ﴾ (النور: ۲۴)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی زبانیں خود گواہیاں دیں گی۔ خیر کا ایک بول بولنے سے انسان جہنم سے نکل سکتا ہے اور کفر کا ایک بول بولنے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان جہنم کے قابل بن سکتا ہے۔ زبان سے نکلا ہوا قول اتنا اہم ہوتا ہے۔ اس لیے علما نے لکھا ہے کہ جسم کے سارے اعضا زبان کو کہتے ہیں کہ تو سیدھی رہنا تو ہماری نجات ہے اور تو بگڑ گئی تو پھر ہماری سب کی عاقبت خراب ہے۔ اس لیے فرمایا کہ

جِرْمُہٗ صَغِیْرٌ وَّ جُرْمُہٗ کَبِیْرٌ

''اس زبان کا سائز تو چھوٹا ہوتا ہے مگر اس سے ہونے والا گناہ وہ بڑا موٹا ہوتا ہے۔''

کفر اسی زبان سے نکلتا ہے، شرک اسی زبان سے، جھوٹ اسی زبان سے۔ تو قیامت کے دن یہ زبان گواہی دے گی۔

آج کے دور میں شیطان بدبخت نے جھوٹ کا نام بہانہ رکھ دیا تاکہ کوئی بندہ محسوس ہی نہ کرے کہ میں الٹا کام کر رہا ہوں۔ او جی! ابو نے یہ پوچھا میں نے بہانہ کر دیا، سیدھا سیدھا جھوٹ کہو کہ میں نے جھوٹ بولا۔ بیوی کہتی ہے کہ میں نے خاوند کے سامنے یہ بہانہ کر دیا، شیطان جانتا ہے کہ اگر جھوٹ کا نام لے گا تو دل میں نفرت ہو گی، افسوس ہو گا کہ کیوں بولا؟ جب نام ہی بہانہ رکھ دیا، اب ندامت ہی نہیں ہوتی۔ غیبت کا نام گپ شپ رکھ دیا، او جی ہم تو تبادلہ خیالات کر رہے تھے، یہ نہیں کہتے کہ ہم غیبت کر رہے تھے۔ فسق و فجور کا نام روشن خیالی رکھ دیا تاکہ یہ احساس ہی ختم ہو جائے کہ ہم گناہ کر رہے ہیں۔

چوتھی گواہی:

وَالْاَرْکَانُ

جسم کے باقی اعضا کی گواہی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾

(یٰسٓ: ۶۵)

''اور اس کے ہاتھ بولیں گے اور پاؤں گواہی دیں گے جو اس نے کمایا''

انسان کے ہاتھ گواہی دیں گے کہ میں نے کیا کیا کام کیے، اس کی رانیں گواہی دیں گی کہ میں نے کیا کام کیے۔ ان اعضا کے ذریعے سے گناہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن یہی انسان کے اوپر گواہ بنیں گے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے حکومتیں خفیہ پولیس کو بھیجتی ہیں کہ بندہ انہیں کو دوست سمجھ کر انہیں کے سامنے باتیں کرتا ہے اور وہی سرکار کے گواہ ہوتے ہیں۔ یہ ہمارے جسم کے اعضا اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی خفیہ پولیس ہے۔ انہیں کے ذریعے سے گناہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن یہی گواہی دیں گے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب ان کے اعضا گواہی دیں گے تو گناہگار کہیں گے:

﴿وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا﴾ (فصلت: ۲۱)

''اپنے اعضا سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دیتے ہو''

﴿قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (فصلت: ۲۱)

''اعضا کہیں گے کہ اس اللہ نے ہمیں بولنے کی توفیق بخشی جس نے ہر ایک کو بولنے کی صفت عطا فرمائی۔''

پھر اس دن انسان پچھتائے گا کہ کاش میں نے گناہ نہ کیے ہوتے۔

پانچویں گواہی:

وَالْمَلَكَانِ

اور دو فرشتے بھی گواہ ہیں جن کو کراماً کاتبین کہتے ہیں۔

﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ○ كِرَامًا كَاتِبِينَ ○ يَعْلَمُونَ مَا

www.besturdubooks.wordpress.com

تَفْعَلُوْنَ ○﴾ (الانفطار: ۱۰-۱۲)

''بے شک تم پر نگران (فرشتے) ہیں، وہ سب جانتے ہیں جو تم کرتے ہیں اور وہ اس کو نامہ اعمال میں لکھتے چلے جاتے ہیں۔''

تو باقاعدہ ڈاکومنٹ کیا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں نا کہ عدالت میں فلاں بندے کا بیان قلم بند کروایا گیا، اللہ تعالیٰ بھی بندے کے ہر عمل، ہر قول، ہر فعل کو قلم بند کروا رہے ہیں۔ قیامت کے دن یہ دونوں فرشتے اس انسان کے گناہوں پر گواہی دیں گے۔

چھٹی گواہی:

وَ الدِّيْوَانُ

انسان کا نامہ اعمال۔

انسان جب اپنے نامہ اعمال کو دیکھے گا تو کہے گا:

﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَّ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (الکہف: ۴۹)

''یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو مگر اس کو لکھ رکھا ہے، اور جو بھی عمل کیے ہوں گے ان کو حاضر پائیں گے، اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا''

تیرا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرے گا، جو کیا ہوگا اپنی آنکھوں کے سامنے پائے گا۔ جو آج بوئیں گے کل وہی ہم کاٹیں گے اور نامہ اعمال میں یہ سب کچھ لکھا ہوگا۔

ساتویں گواہی:

یہاں تک کی گواہیاں تو چلو تھیں سو تھیں، ایک گواہی بڑی نازک ہے وہ کون سی؟

www.besturdubooks.wordpress.com

نَبِیُّ الْاِنْسِ وَ الْجَانّ

اللہ کے حبیب ﷺ بھی بندے کے اوپر گواہ بنیں گے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ تمام امتیوں کے اعمال کو فرشتوں کے ذریعے سے جمعرات کے دن نبی ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اب دیکھیے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نیکیوں کو دیکھتے ہوں گے تو خوشی ہوتی ہوگی اور گناہوں کو دیکھتے ہوں گے تو دل آزاری ہوتی ہوگی۔ تو ہم اللہ کے حبیب ﷺ کو تکلیف پہنچانے کا سبب نہ بنیں۔

ایک شاعر تھا مرزا بیدل، اس کا مشہور قصہ ہے کہ اس نے نبی ﷺ کی شان میں بڑا اچھا شعر کہا۔ تو ایران کے ایک بزرگ تھے انہوں نے کہا کہ بھائی بیدل نے فارسی زبان میں بڑا اچھا شعر کہا تو میں جا کر بیدل کو ملتا ہوں، مبارک باد دیتا ہوں، جب وہ سفر کر کے انڈیا میں پہنچے تو مرزا بیدل اس وقت حجام کے پاس بیٹھے اپنی داڑھی منڈا رہے تھے۔ تو جب ان بزرگوں نے دیکھا تو انہوں نے ٹھنڈی سانس لی اور کہا: ایسا اچھا شعر آپ نے لکھا اور آپ یہ عمل کر رہے ہیں۔ تو اس نے آگے سے کہا کہ دیکھیں میں داڑھی کٹوا رہا ہوں کسی بندے کا دل تو نہیں کاٹ رہا۔ جب اس نے یہ کہا تو وہ ایرانی بزرگ جو تھے انہوں نے آگے سے یہ کہا کہ مرزا بیدل سمجھ کر بات کرو تم ظاہری چہرے پر یہ بلیڈ نہیں چلا رہے تم میرے آقا حضرت محمد ﷺ کے دل پر چھری چلا رہے ہو۔ بس یہ بات کرنی تھی کہ مرزا بیدل کے دل پر اثر ہوا، سچی توبہ کر لی اور اس کے بعد اس نے پھر شعر لکھا۔

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا با جانِ جاں ہمراز کردی

اللہ تجھے جزا دے تو نے میری آنکھ کو کھول دیا اور تو نے مجھے میرے محبوب ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ملا دیا۔

تو اللہ کے حبیب ﷺ کو نیک اعمال سے خوشی ہوتی ہے، اور آپ ﷺ کو امت کے گناہوں سے غم ہوتا ہے۔

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (النساء:۴۱)

تو قیامت کے دن اللہ کے حبیب ﷺ بھی گواہ ہوں گے۔ اسی لیے علامہ اقبال نے ایک شعر لکھا جس پر حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ جو تبلیغی جماعت کے بانی ہیں وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس شعر کے لکھنے کی وجہ سے اس بندے کے گناہوں کی مغفرت فرما دیں گے۔ عجیب شعر لکھا، فارسی زبان کا شعر ہے، انہوں نے لکھا: ؎

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر

"اللہ تو دو عالم سے غنی ہے میں فقیر ہوں، قیامت کے دن میرے عذروں کو قبول کر لینا"

؎ گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اور اللہ اگر آپ فیصلہ کر لیں کہ آپ نے قیامت کے دن میرا حساب ضرور لینا ہے تو، اللہ! مصطفیٰ کریم کی نگاہوں سے اوجھل میرا حساب لے لینا مجھے ان کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑ جائے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

جن کی سفارش کی ہم دل میں تمنا رکھتے ہیں، جن کی شفاعت کی دل میں امید رکھتے ہیں، اگر وہی گناہوں پر گواہی دیں گے تو پھر ہمیں زمین کا کون سا حصہ سمو لے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا؟ ہم کہاں جائیں گے؟ یہ سوچنے کی بات ہے۔ کسی نے کیا عجیب بات کہی: ؎

اپنے دامانِ شفاعت میں چھپائے رکھنا
میرے سرکار میری بات بنائے رکھنا

کہ دنیا میں تو اللہ نے میرے گناہوں پہ پردے ڈالے ہوئے ہیں، تمام لوگ میری گناہوں کے باوجود عزت قدر کرتے ہیں، محبت کرتے ہیں، اے اللہ کے حبیب ﷺ! اب قیامت کے دن میرے عیبوں پر آپ اپنی رحمت کی چادر ڈال کر اپنی شفاعت عطا کر دینا۔ تاکہ قیامت کے دن بھی میری عزت بنی رہ جائے ؎

میں نے مانا کہ گناہ گار ہوں پر آپ کا ہوں
اس گناہ گار سے سرکار نبھائے رکھنا

اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں نے مانا کہ میں گناہ گار ہوں مگر ہوں تو آپ کا نا..... میں نے اللہ کی وحدانیت کا کلمہ پڑھا، آپ کی رسالت کی گواہی دی، اے اللہ کے حبیب ﷺ! جیسا بھی ہوں، ہوں تو آپ کا۔ اور واقعی ہم نے دنیا میں دیکھا ہے کہ اگر کسی گھر کے اندر کوئی نوکر پرانا ہو جائے تو پھر گھر والے اس کی سستی کو بھی برداشت کر جاتے ہیں، گزارا کرتے ہیں کہ اب اس کو کیسے نکالیں؟ ہمارے سوا تو کوئی اس کا ہے نہیں۔ نہ اس کی ماں زندہ، نہ باپ زندہ، نہ گھر ہے نہ در ہے، اب جیسا بھی ہے، ہم نے تو اس کو اسی طرح برداشت کرنا ہے۔ اے اللہ کے حبیب ﷺ! لوگ جس طرح اپنے نوکروں اور خادموں کو برداشت کرتے ہیں، کر جاتے ہیں، آپ بھی اپنے اس امتی کو برداشت فرما لیجیے گا ؎

ذرۂ خاک کو خورشید بنانے والے
خاک ہوں میں مجھے قدموں سے لگائے رکھنا

اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ تو خاک کے ذرے پر نظر ڈالتے تھے تو سورج بنا

دیا کرتے تھے۔ میں قدموں کی خاک ہوں مجھے قدموں سے لگائے رکھیے، قیامت کے دن اپنی شفاعت عطا کر دیجیے۔ جن کی شفاعت کی آج ہم دل میں تمنا رکھتے ہیں سوچیے اگر کل قیامت کے دن ہمارے گناہوں پر انہوں نے گواہی دے دی تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟۔

آٹھویں گواہی:

اور پھر آٹھویں گواہی۔ سنیے قرآن عظیم الشان اور وہ گواہ کون ہوگا؟

وَ الرَّحْمٰنُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں (رحمٰن) بھی تو گناہوں کا گواہ ہوں۔ تم اوروں کا خیال کرتے ہو کہ فلاں دیکھ رہا ہے، فلاں دیکھ رہا ہے، یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ میں پروردگار بھی دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ تم میرے حکموں کو توڑتے ہو تو قیامت کے دن میں بھی تمہارے گناہوں پر گواہ ہوں گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا﴾ (یونس:۶۱)

”تم کوئی عمل ایسا نہیں کرتے کہ قیامت کے دن ہم تمہارے اس عمل پر خود گواہ ہوں۔“

آپ سوچیے یہ کتنی بڑی بات ہے کہ گناہ کرتے ہوئے ہم بچوں سے چھپتے ہیں، لوگوں سے چھپتے ہیں کہ کوئی نہ دیکھے ہم اللہ تعالیٰ سے کہاں چھپ سکتے ہیں؟ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی گواہ ہوں گے۔ آج کے اس دور میں ہم تو جانوروں سے بھی گئے گزرے بن گئے۔ وجہ کیا ہے کہ بکری مالک کے اشارے پہ گھاس کھانا بند کر دیتی ہے، ہم اپنے پروردگار کے حکموں پر گناہ کرنا بند نہیں کرتے۔ لوگ ڈاکٹر کے کہنے پر میٹھا کھانا چھوڑ دیتے ہیں، نمک کھانا چھوڑ دیتے ہیں، ہم پروردگار کے فرمانے پر

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ کرنا کیوں نہیں چھوڑتے؟ ہم اللہ رب العزت کے سامنے اس قدر تو فرمانبردار بننے کی کوشش کریں کہ رب کریم نے جن کاموں سے منع کیا ہے ہم ان کاموں سے رک جائیں۔

توبہ کا عہد:

ہاں اگر اس میں ہمارے لیے مشکل ہے تو آج کی اس محفل میں ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے معافی مانگیں اور نیت کریں کہ اللہ! میں گناہوں سے بچنا چاہتا ہوں، میرے لیے بچنا مشکل ہے آپ کے لیے بچا دینا آسان ہے، اے پروردگار! مجھے گناہوں کی ذلت سے محفوظ فرما دینا، معصیت کی ذلت سے محفوظ فرما دینا، اللہ تعالیٰ سے جب مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ پھر نیکوکاری کی زندگی ہمارے لیے آسان فرمائیں گے۔

وہ بچیاں جن کو آج سندیں ملیں مبارک باد کے لائق ہیں، ان کے والدین عزیز و اقارب سب مبارک باد کے لائق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بچیوں کو قرآن اور حدیث پڑھنے کے لیے قبول فرمایا۔ یہ ماں باپ کے لیے صدقہ جاریہ بنیں گی آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنیں گی، اللہ رب العزت ان بچیوں کو اپنی مقبول بندیوں میں شامل فرمائے، ان بچیوں کو اپنے گھروں کے اندر نبی علیہ السلام کی سنتوں کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے ماں کو اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے۔ جو مرد حضرات مسجد میں آئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا بھی چل کر آنا قبول فرمائے اور آج کی اس مجلس کے بدلے اللہ تعالیٰ ہمارے پچھلے گناہوں کو معاف فرمائے۔ آج وقت ہے گناہوں کو بخشوا لینے کا، رب کریم کے سامنے سچے دل سے ہم توبہ کر لیں پروردگار عالم مجھے گناہوں کی ذلت سے محفوظ فرما۔

www.besturdubooks.wordpress.com

غم حیات کے سامنے محیط نہ کرنا
کسی غریب کو دل کا غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولیٰ
مجھے گناہ کا موقعہ نصیب نہ کرنا

اللہ ہمیں گناہ کے مواقع سے ہی بچا لیجیے اور جو گناہ کر چکے اللہ ان کی بخشش فرما دیجیے اور آئندہ ہمیں نیکوکاری کی توفیق عطا فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا أَنْ هَدٰانَا اللّٰهُ﴾ (الاعراف:۴۳)

ہدایت بڑی نعمت ہے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

پہلے زمانے میں یہ نعمت بڑے مجاہدوں سے ملتی تھی، آج کے زمانے میں آسانی سے مل جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں باپ کا جو بچہ کمزور ہوتا ہے وہ اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتے ہیں، اسے ہلکا پھلکا کام دیتے ہیں اور تھوڑے کام پر زیادہ تعریف کرتے ہیں اور زیادہ شفقت سے پیش آتے ہیں۔ ماں باپ ہمیشہ بچوں میں کمزوروں پر زیادہ شفیق ہوتے ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے کمزور بندوں پر زیادہ مہربان ہیں۔ اور تھوڑی سی طلب اور مجاہدے پر ہدایت عطا فرماتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ہدایت بڑی نعمت ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ (البقرۃ: ۲)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے:

قرآن مجید، فرقان حمید، کتاب ہدایت ہے۔ انسان کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے، پیدا ہونے سے لے کر جنت میں جانے تک سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کتاب کو اللہ نے کتاب عبادت نہیں کہا، کتاب ہدایت کہا۔ تو قرآن مجید کا اولین مقصد ہدایت کے راستے کی نشاندہی کرتا ہے۔

ہدایت انسان کی بنیادی ضرورت:

ہدایت کے لفظ نے زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کیا ہوا ہے کہ تمہیں جب بھی ضرورت پڑے تمہاری رہنمائی کی جائے۔ جس طرح کھانا ضروری ہے، سونا ضروری ہے، ہدایت ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اس لیے ہم ہر نماز میں اللہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ﴾ (هود: ۲۸)

کیا ہدایت کو ہم تمہارے اوپر چپکا دیں جب کہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو

اس ہدایت کے لیے دل میں طلب کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ابوالحکم کا حضور ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ ہے، حضور ﷺ کا چچا ہے مگر ابوجہل بنا۔ صہیب رضی اللہ عنہ ہدایت کی طلب میں روم سے چلے، بلال رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے، حضور ﷺ کے قدموں میں آئے اور ہدایت پالی۔ تو ہدایت کا تعلق انسان کی طلب کے ساتھ ہے، طلب ہوگی تو اللہ ہدایت دے گا۔

﴿اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ﴾ (الشوریٰ: ۱۳)

آج ہدایت آسان ہے:

پہلے زمانے میں یہ نعمت بڑے مجاہدوں سے ملتی تھی، آج کے زمانے میں آسانی سے مل جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں باپ کا جو بچہ کمزور ہوتا ہے وہ اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتے ہیں، اسے ہلکا پھلکا کام دیتے ہیں اور تھوڑے کام پر زیادہ تعریف کرتے ہیں اور زیادہ شفقت سے پیش آتے ہیں۔ ماں باپ ہمیشہ بچوں میں کمزوروں پر زیادہ شفیق ہوتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے کمزور بندوں پر زیادہ مہربان ہیں۔ اور تھوڑی سی طلب اور مجاہدے پر ہدایت عطا فرماتے ہیں۔

آج ہم فتنوں کے دور میں پیدا ہوئے ہیں۔ رسول ﷺ نے اس دور کے بارے میں فرمایا کہ ایک آدمی صبح کو مسلمان ہوگا اور شام کو کافر ہو چکا ہوگا اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر ہو چکا ہوگا۔ جس دور سے ہمارے اکابر پناہ مانگتے تھے اس دور میں ہم پیدا ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے سے چودہ سو سال کا زمانہ گزر گیا، یہ قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ یوں سمجھیے کہ جب چراغ جل رہا ہو اور ہوا چل پڑے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے بجھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ہوا کا ایک جھونکا آیا اور اسے بجھا دیا۔ ہمارے دل میں ایمان کا چراغ جل رہا ہے، حالات کے جھونکوں سے اس کی حفاظت ضروری ہے۔

ایک مثال سے سمجھیے پہلے زمانے میں سفر مشکل ہوتے تھے۔ جو آدمی حج پہ جاتا چار ماہ حج سے پہلے چل پڑتا، جو بہت دور ہوتے وہ ایک سال پہلے چل پڑتے اور اگلے سال حج پہ حاضر ہوتے۔ آج کے دور میں ابھی چلیں اور پانچ گھنٹے میں بیت اللہ شریف پہنچ جائیں۔ ہم مسکینوں اور کمزوروں کے لیے اللہ نے آسانی پیدا فرمائی۔ پہلے زمانے میں پوری دنیا کا سفر مشکل تھا، آج کل بارہ گھنٹے میں دنیا کے دوسرے کونے پر اور دو دن میں پوری دنیا کے گرد گھوم جائیں۔ جس طرح اللہ رب العزت نے ہمارے جسمانی سفر میں آسانی پیدا کر دی ہے، اسی طرح روحانی سفر میں بھی آسانی پیدا کر دی ہے۔ شرط یہ ہے کہ آدمی نیک نیتی سے توبہ کر لے۔ جس سیزن میں کوئی سبزی مشکل سے ملتی ہو، تو کم کوالٹی کی سبزی کو بھی کہتے ہیں کہ چلو لے لو، مہنگے داموں ملتی ہے پھر بھی لے لو۔ آج کل قحط الرجال کا دور ہے، آج کل ہدایت بڑی آسانی سے مل سکتی ہے مگر طلب ضروری ہے۔

بیت اللہ شریف کو دیکھ کر ہدایت ملی:

میں ایک واقعہ سنا دوں کہ آج کل ہدایت کیسے آسانی سے ملتی ہے۔

مجھے ایک ملک میں بیان کرنے کا موقع ملا، مجھے ایک چٹ ملی کہ میں ایک نومسلم عورت ہوں کچھ پوچھنا چاہتی ہوں وقت دیجیے، انتظام کرنے والوں نے بات کرانے کا انتظام کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ عورت پہلے یہودی تھی پھر مسلمان بنی لیکن اس کے اندر عبادت اور تقویٰ اتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر لوگوں کے دل بدلتے ہیں۔ پردے کا انتظام ہو گیا، اس نے کچھ سوال پوچھے جن کے عاجز نے جواب دیے۔ وہ نماز اہتمام

www.besturdubooks.wordpress.com

سے پڑھتی تھی، بڑے اہتمام سے وضو کرتی، نماز کے لیے کئی خوبصورت کپڑے رکھے ہوئے تھے، پہن کر بن سنور کر نماز ادا کرتی تھی۔

﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف:۳۱)

نماز پڑھتے ہوئے اسے یہی خیال ہوتا ہے کہ میں تو رب کے سامنے کھڑی ہوں۔ کہنے لگی کہ مجھے نماز پر پورا اپوتا گھنٹہ لگتا ہے، جب میں اپنے رب سے ہم کلامی کرتی ہوں تو وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا، لذت ملتی ہے، دل کرتا ہے اور پڑھ لوں اور پڑھ لوں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ مسلمان کیسے بنیں؟ اس نے کہا کہ آپ کا مطلب؟ میں نے کہا کس کے ذریعے سے اسلام قبول کیا؟، کلاس فیلو کے ذریعے سے دفتر کے کسی ساتھی کے ذریعے سے، یا کسی اور وجہ سے۔ کہنے لگی کہ مجھے اللہ نے ہدایت دی اور مسلمان بنی، الحمد للہ میں پکی مسلمان ہوں۔ میرا خاوند پی ایچ ڈی ہے، میں خود اسی کمپنی میں کام کرتی ہوں۔ ہماری کمپنی نے جدہ میں ایک دفتر کھولا، اس کے لیے ہم نے اپنا نام دیا، میرے خاوند کو دفتر کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا اور ہم جدہ میں شفٹ ہو گئے۔

جدہ میں ہم رات کو باہر نکلتے تو کئی لوگوں کو دیکھتے کہ سفید چادر لپیٹی ہوئی ہوتی تھی، ہمیں وہ بڑے عجیب لگتے۔ پوچھا: یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ اللہ کے گھر کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ ایک دن دل میں خیال آیا کہ ہم بھی اللہ کا گھر دیکھیں تو بتایا گیا کہ غیر مسلموں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں۔ ہم نے کہا کہ پھر بھی ٹرائی کرتے ہیں، اجازت ملی تو ٹھیک ورنہ واپس آ جائیں گے، چنانچہ ہم چل پڑے۔

جس وقت ہم حرم شریف کی چیک پوسٹ پر پہنچے، کھانے کا وقت تھا، پولیس والے کھانا کھا رہے تھے۔ ایک آدمی ڈیوٹی دے رہا تھا، اس نے ہاتھ بتا کر اجازت دے دی، چنانچہ ہم حرم شریف پہنچے تو میں نے احتیاطاً ایک چادر باندھ لی تھی، چلتے

چلتے اس جگہ پہنچے جہاں طواف کرتے ہیں۔ بیت اللہ شریف کو دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئے ۔ نور ہی ایسا تھا کہ ہم نہال ہو گئے ۔ میں نے میاں کو دیکھا کہ آنکھوں میں آنسو تھے اس نے مجھے دیکھا، میری آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔ یہ سب کیا ہے؟ اس گھر کو دیکھ کر دل کو کچھ ہو رہا ہے، آپس میں ہم نے مشورہ کیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان بن گئے، دیکھیے ہدایت کتنی آسان ہے......!!!

تلاوتِ قرآن ہدایت کا ذریعہ بنی:

سندھ میں ہندو گھرانے کی ایک ہندو لڑکی اپنی مسلمان سہیلیوں کے ساتھ ان کے گھر آتی جاتی تھی۔ بچوں کی ماں بچوں کو قرآن پڑھاتی، یہ سنتی رہتی، ہر وقت آتا جاتا تھا، ایسی متاثر طبیعت پڑی کہ فدا ہو گئی۔ پوچھا کہ میں یہ کتاب پڑھ سکتی ہوں؟ بیٹی! اس کے لیے تو کلمہ پڑھنا پڑے گا۔ کیسے؟ مسلمان بننا پڑے گا۔ کہنے لگی: ماں باپ ماریں گے، اسلام کی اجازت نہیں دیں گے۔ کہا یہ تو ضروری ہے۔ اس نے کہا: کچھ بھی ہو میں قرآن پڑھ کر رہوں گی۔ اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ سہیلی کے ساتھ آتی جاتی رہتی، پڑھتے پڑھتے اس نے ناظرہ پورا کر لیا۔ جوان ہو گئی تو شادی کسی کٹر ہندو کے ساتھ ہو گئی۔ اب پریشان ہو گئی۔ اس نے قرآن پڑھانے والی باجی کو بتایا۔ بولی خالہ میں پریشان ہوں، کوئی طریقہ بتائیے؟ خالہ نے کہا: گھبراؤ نہیں، جب تیری شادی ہو گی، میں تجھے قرآن مجید جہیز میں دوں گی تنہائی میں پڑھتی رہنا، وہ مطمئن ہو گئی۔ خالہ نے کہا کہ تکیہ کی جوڑے خرید کر اس کا گفٹ پیک بناؤں گی، اس میں قرآن مجید بھی ہو گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا بہت ہی مضبوط پیکنگ میں سارا گفٹ بند کیا، پیکنگ اچھی کی، اور اسے رخصتی سے پہلے ہدیہ کیا اور تاکید کی کہ یہ دلہن کے گھر ہی جا کر کھولا جائے۔ لڑکی نے ایسا ہی کیا، اسے اپنے کمرے میں کھولا اور اس میں سے قرآن مجید کو

www.besturdubooks.wordpress.com

نکال کر محفوظ کر لیا۔ اب خاوند جب چلا جاتا تو یہ قرآن پڑھتی رہتی۔ قرآن کی وجہ سے اس کے اندر کا ایمان محفوظ رہا۔ اسی اثنا میں خاوند کو بلڈ کینسر ہو گیا، خون تبدیل کیا، خاطر خواہ علاج کیا، مگر فائدہ نہ ہوا۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج سمجھ کر واپس گھر بھیج دیا۔ ایک دن خاوند رونے لگ گیا، دلہن نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ کہا لگتا ہے میں تجھ سے جوانی میں جدا ہو جاؤں گا۔ بیوی نے کہا میں آپ کو ایک دوائی بلاتی ہوں، اس سے آپ ٹھیک ہو جائیں گے لیکن وعدہ کریں اس کے بعد میں جو کچھ کہوں گی آپ وہی کریں گے۔ اس نے گلاس میں پانی لیا، اس میں اس نے دم کر دیا، خاوند نے پوچھا کیا کر رہی ہو؟ اس نے کہا کہ بس اس کو پی جائیں، آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا کہ اس کی حالت بہتر ہونے لگی، ہسپتال میں خون کا ٹیسٹ کروایا تو ٹھیک آیا، چہرے پہ سرخی آ گئی، خوش خوش گھر آیا کہ میں تو بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ اب بیوی نے کہا: آپ نے وعدہ کیا تھا، اس کو پورا کریں۔ خاوند نے کہا کیا کروں؟ بیوی نے کہا کہ اسلام کا کلمہ پڑھ لو! وہ ہکا بکا رہ گیا، یہ کیا کہتی ہو؟ بیوی نے کہا کہ تم نے وعدہ کیا تھا۔ دوسرے دن بیوی نے پھر مطالبہ کیا، خاوند نے کہا: تم کیوں ایسا کر رہی ہو؟ کیا تم مسلمان ہو؟ پھر بیوی نے پورا واقعہ سنایا کہ وہ قرآن کو پڑھ کر مسلمان ہو گئی تھی۔ پھر اس نے بتایا کہ خاوند نے مجھے بتایا تھا کہ بیمار پڑ جاؤ تو سورۃ الم نشرح اور الحمد للہ پڑھ کر دم کرو، بیمار کو شفا ہو گی، میں نے یقین کے ساتھ یہ پڑھا اور آپ کو شفا ہو گئی۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔

ظاہری سنت، ہدایت کا ذریعہ بنی:

ہم باہر ایک ملک میں تھے، ہم دو ہی دوست تھے، پارکنگ لاؤنج میں کھڑے تھے۔ اچانک ایک گاڑی نے ٹرن لیا اور ہمارے ساتھ دس فٹ کے فاصلے پر آ کر رک

www.besturdubooks.wordpress.com

گئی۔ وہاں عموماً ڈائریکشن لینے کے لیے اس طرح گاڑی روکتے ہیں، جب کوئی غلط سڑک لے لیتا ہے تو پھر دوسرے سے پوچھتا ہے۔ میں نے ساتھی سے کہا کہ اسے ڈائریکشن کی ضرورت ہے، جاؤ اس کو ڈائریکشن دو۔ جب وہ اس کے پاس جا کر واپس آیا تو کہا کہ وہ ایک انگریز لڑکی ہے، بدن پر پورے کپڑے بھی نہیں، کچھ پوچھ رہی ہے۔ میں نے کہا کہ جا کر جو پوچھتی ہے بتا دو۔ جب اس نے جا کر بتایا تو اس نے کہا کہ کیا میں ان کی طرح مسلمان بن سکتی ہوں؟ میں نے کہا ہاں کیوں نہیں!! میں نے اپنا سفید رومال دیا کہ اسے اوڑھ لے۔ کلمہ پڑھایا اور وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے چلی گئی۔ اب اس کو کسی نے دعوت نہیں دی، فقط ظاہری سنت کو ایک نظر دیکھ کر اثر قبول کیا اور مسلمان بن گئی۔

خواب ہدایت کا ذریعہ بنا:

ہم ایک دفعہ رشیا گئے، ماسکو میں ایک نوجوان ملا، اس سے بات ہوئی تو اس نے کہا کہ کلمہ پڑھا دیجئے، ہم نے کلمہ پڑھا دیا اور وہ مسلمان بن گیا۔ اس نے کہا کہ میں بائیس گھنٹے کی مسافت سے آیا ہوں، ہمارا ایک کلب ہے ”پریذیڈنٹ کلب“ جس میں پینتالیس مرد ہیں، اگر آپ تھوڑی دیر کے لیے آ جائیں گے تو سب مسلمان بن جائیں گے۔ میں نے مولانا عبداللہ صاحب سے مشورہ کیا اور اس کی دعوت قبول کر لی۔ بائیس گھنٹے نان سٹاپ چلے اور اس شہر پہنچ گئے۔ اس نے سب ساتھیوں کو جمع کیا، اس نے سب کے سامنے ایک سوال پوچھا کہ ہم سب کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ یہودی، عیسائی، مسلمان سب خود کو حق پر سمجھتے ہیں، آپ ہمیں اسلام کی حقانیت کے بارے میں بتائیں۔ تو اس عاجز نے ایک گھنٹے تک ان کو ٹھوس باتیں بتائیں۔ تب میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو آپ کے سوال کا جواب مل گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں جواب مل گیا اور اب ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں مسلمان بنائیں، ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ ہم نے انہیں کلمہ پڑھایا اور ارکان اسلام کی تعلیم دی۔

انہوں نے بتایا کہ یہاں کوئی مسلمان نہیں ہے، جس سے ہم اسلام سیکھیں، آپ ہمیں نماز کا طریقہ بتائیے اور نماز کی وڈیو بنا کر دیجیے ہم دیکھیں گے اور سیکھیں گے۔ میرے پاس رشیا کے علماء تھے انہوں نے کہا کہ حضرت! ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ان کو اذان کی ویڈیو بنا کر دے دیتے ہیں۔ چنانچہ ویڈیو والے کو بلوایا گیا، ویڈیو والا جب آیا، پریذیڈنٹ کلب سے ملا، پوچھا یہ کون ہے؟ تعارف کرایا، اس نے کہا کہ میں تب ویڈیو بناؤں گا جب یہ مجھے بھی مسلمان بنائے گا۔ میں نے کہا کہ اس سے پوچھو یہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے بھی بندہ خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ اسے خواب کے ذریعے سے ہدایت مل گئی۔ کسی نے بیت اللہ شریف کو دیکھا ہدایت مل گئی، کسی نے آذان کو سنا تو ہدایت مل گئی، کسی نے قرآن کو سنا ہدایت مل گئی اور کسی نے ظاہری سنت کو دیکھا تو ہدایت مل گئی۔ سوچیے آج کے دور میں ہدایت کتنی آسانی سے ملتی ہے۔ آج کے دور میں فتنے بہت، آگے پیچھے فتنے ہی فتنے ہیں، مگر آج کے دور میں ہدایت بھی اللہ نے آسان کر دی۔

دسویں حصہ عمل پر پورا ثواب:

کسی نے بات کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کے دور میں پیدا فرماتا تو کتنا اچھا ہوتا؟ بھئی! اگر حضور ﷺ کے دور میں پیدا ہوتے اور ہدایت قبول نہ کرتے تو پھر کیا ہوتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضور ﷺ نے فرمایا قربِ قیامت میں ایک ایسا دور بھی آئے گا کہ جب مسلمان دسواں حصہ عمل کرے گا تو اسے پورا ثواب ملے گا۔ بھئی! اللہ تعالیٰ آسمان تیر لگاتے ہیں، اس کی رحمت جب جوش میں آتی ہے، انسان کے سارے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ظہور اتنا زیادہ ہوگا، اتنا زیادہ ہوگا کہ شیطان کو بھی بخشش کی امید لگ جائے گی۔

ایک گناہ گار کو توبہ کی توفیق:

ایک واقعہ سنیے! سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک نوجوان کو گناہ کی عادت تھی۔ لوگوں نے بات موسیٰ علیہ السلام تک پہنچائی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو بلا کر سمجھایا۔ وہ پھر بھی مرتکب ہو گیا، پھر سمجھایا، پھر مرتکب ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخر اس کو کہا کہ تم بستی چھوڑ کر کہیں باہر چلے جاؤ، تمہاری وجہ سے کہیں عذاب نہ آ جائے۔ چنانچہ وہ بستی چھوڑ کر جنگل کی طرف چلا گیا۔ کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جو زمانے سے علیحدگی کی وجہ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ جب وہ بستی چھوڑ کر چلا گیا تو اسے اپنے گناہوں کا احساس ہو گیا کہ میں اتنا برا ہوں کہ لوگوں کو مجھ سے نفرت ہوگئی ہے۔ یہ احساس اتنا بڑھتا چلا گیا کہ نہ بندہ نہ بندے کی ذات، اسے شدت سے یہ احساس ہونے لگا کہ لوگ مجھے اتنا برا سمجھتے ہیں کہ بستی میں مجھے اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ اس نے گناہوں سے پکی سچی توبہ کر لی اور اللہ کے حضور دعا کی کہ اے اللہ! اپنے رشتہ داروں نے چھوڑا، ہمسائیوں نے چھوڑا، اس بستی کے لوگوں نے چھوڑا، مولیٰ کہیں آپ بھی نہ چھوڑ دینا۔ لوگ مجھے اپنے پاس رکھنا بھی پسند نہیں کرتے، میرے مولا! میں آپ کے در پہ آیا ہوں، کہیں آپ دھتکار نہ دینا،

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت نے اس بندے کی توبہ قبول کر لی اور اسی وقت اس کی روح پرواز کر گئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ پہاڑ کے پاس میرا ایک دوست مردہ پڑا ہے، جا کر اس کا جنازہ پڑھا دیں اور اپنی قوم کو بھی بتا دیں کہ وہ میرا ایسا دوست ہے کہ جو اس کا جنازہ پڑھے گا، پڑھنے والے کی مغفرت ہو جائے گی۔ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جو اگر کسی کا جنازہ پڑھ لیں تو اس مردے کی مغفرت ہو جاتی ہے، کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا جنازہ پڑھنے سے پڑھنے والوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب اس جگہ پہنچے تو دیکھا کہ وہی شخص ہے جس کو بستی سے نکالا گیا تھا۔ حیران ہوئے، اللہ تعالیٰ سے سوال کیا، اے اللہ! کیا وہ یہی بندہ ہے جس کا جنازہ پڑھانے کا حکم ہے؟ اللہ رب العزت نے پیغام بھجوایا کہ ہاں یہ وہی شخص ہے، اس نے ایسی سچی توبہ کر لی تھی کہ اگر قیامت تک آنے والوں کے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگتا تو میں انہیں بخش دیتا۔

آخر وقت میں ایمان کی حفاظت:

تو دوستو! فتنوں کے اس دور میں ایمان کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ ہم سے تو گھر کی چیزوں کی حفاظت نہیں ہوتی، ایمان کی حفاظت تو بڑی چیز ہے۔ دعا کیجیے! اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ دوستو! موت کے وقت انسان کے ہوش ٹھکانے نہیں ہوتے، شیطان اس وقت زور لگاتا ہے کہ انسان کو سیدھے راستے سے ہٹا دے۔ جو بندہ پابندی سے، مسواک کر کے، اہتمام کے ساتھ وضو کرتا ہے، اہتمام سے نماز پڑھتا ہے، اللہ رب العزت ملک الموت کو کہتے ہیں کہ شیطان مردود کو اس بندے کے پاس سے بھگا دے اور اس بندے کو کلمہ یاد کرا دے۔ ہم دعا کرتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ رب العزت ہم کمزوروں پر احسان فرمادے اور آخری وقت کلمہ پر موت عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

الله جل جلاله

خطباتِ فقیر

جلد چھتیس

36

- ذکرِ الٰہی سے قربِ الٰہی
- سچی توبہ
- امید اور خوف
- سلوکِ نقشبندیہ
- راہِ سلوک میں خلوت کی اہمیت
- طلبا کو نصیحت

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر 36

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

بسم الله الرحمن الرحيم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے
www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
16	عرض ناشر
18	پیش لفظ
20	عرض مرتب
25	① ذکر الٰہی سے قرب الٰہی
27	رضائے الٰہی کے لیے دو چیزوں کی ضرورت
28	ولی بننے کا مختصر راستہ
29	ذکر کے ذریعے شیطان سے حفاظت
30	سلف صالحین نے خانقاہوں میں رہ کر ذکر سیکھا
30	حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ رحمۃ اللہ علیہ
30	حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ
31	حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ
32	حضرت غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ
33	ذکر کی محنت کوئی نفلی کام نہیں ہے
34	اکابر کے معمولات اوراد و اذکار پر مبنی تھے
35	ذکر کی فضیلت احادیث کی روشنی میں
36	سب سے زیادہ فضیلت والا عمل
37	ذاکرین کے لیے خصوصی رعایت

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
جنت میں جنتیوں کو حسرت	37
مصائب کی وجہ.....ذکر سے غفلت	38
ذکر موت کے وقت پیاس سے بچاتا ہے	39
ذاکرین پل صراط پر تیزی سے گزریں گے	39
پہاڑوں کے برابر گناہ معاف	40
ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے گھر	41
ذکر میں اصل مقصود دل کا ذکر ہے	42
قلبی ذکر کی مثال انجکشن کی سی ہے	43
ذکرِ قلبی سے اللہ کا قرب ملتا ہے	43
مومن پورے جسم کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہے	44
ذکرِ کثیر کا مطلب	45
اللہ کے ہاں بندے کا مقام	46
سب سے بڑا عمل	46
مجالسِ ذکر بیمار دلوں کی شفاء	47
ذکرِ تہلیل کی خوبی	48
ذکر کو کس مقام تک پہنچائے	49
ہر مطیع اللہ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے	50
بندے کا ذکر فرشتوں میں	50
بندے تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا	52
تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا	53
ذاکروں کو کبھی موت نہیں آتی	55

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
② سچی توبہ	59

❁ ...... فرمانِ الٰہی	61
❁ ...... توبہ کے معنی	62
❁ ...... توبہ اکابرینِ امت کی نظر میں	62
❁ ...... توبہ کی تین کیفیتیں	65
❁ ...... توبہ کے تین درجے	67
❁ ...... توبہ کی تین شرائط	68
❁ ...... توبہ کا تعلق تین زمانوں سے	68
❁ ...... توبہ میں نیت کی درستگی	69
❁ ...... عقیدے کی توبہ	69
❁ ...... اعمال کی توبہ	70
❁ ...... ایک ناحق کھجور سے درجہ ابدال میں رکاوٹ	71
❁ ...... اہلِ حق فوت ہوجائیں تو......!	72
❁ ...... اگر توبہ کرنا مشکل ہو	73
❁ ...... نبی علیہ السلام کے وسیلے سے توبہ	73
❁ ...... توبہ کی برکت سے ظالم سے نجات	74
❁ ...... شیطان کی حسرت	76
❁ ...... عفوِ الٰہی بندے کے گناہوں سے زیادہ ہے	77
❁ ...... گناہ چھوڑنا نہ توبہ	78
❁ ...... نبی علیہ السلام کا ہر دن میں سو مرتبہ توبہ کرنا	80

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ..... نوجوان توبہ کرنے والا اللہ کا پسندیدہ	80
❁ ..... توبہ کرنے والا اللہ کا دوست	80
❁ ..... نوجوان توبہ کرنے والے پر اللہ کی رحمت کا سایہ	81
❁ ..... توبہ کی دو قسمیں	83
❁ ..... مقامات توبہ عشرہ	85
❁ ..... توبہ کی تین حالتیں	87
❁ ..... امور جو توبہ میں رکاوٹ بنتے ہیں	88
❁ ..... توبہ میں دیر کرنا	88
❁ ..... توبہ سے غفلت	89
❁ ..... گناہوں کے دوبارہ ہوجانے کے ڈر سے توبہ نہ کرنا	91
❁ ..... لوگوں کے طعن کا ڈر	93
❁ ..... جاہ و مرتبہ کم ہونے کا ڈر	93
❁ ..... اللہ کی رحمت کی امید پر توبہ نہ کرنا	93
❁ ..... اللہ کی رحمت سے مایوسی	94
❁ ..... امور جو صغیرہ گناہوں کو کبیرہ بنا دیتے ہیں	95
❁ ..... توبہ پر معاون بننے والے امور	98
❁ ..... توبہ کے فوائد	107
❁ ..... تائب کا مقام	108
❁ ..... توبہ کا انعام	110
❁ ..... باطنی غسل کی مجلس	117

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
117	❁ ...... اجتماعی توبہ کا فائدہ
118	❁ ...... رب غفار کا گنہگاروں سے پیار
121	❁ ...... رحمت الٰہی کا سمندر
121	❁ ...... اللہ کی شان رحیمی امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں
122	❁ ...... امیر مکہ کے غلام کی توبہ
124	❁ ...... اللہ کو اپنے بندے سے کتنا پیار ہے جیسے بچہ ماں کو
127	⑦ امید اور خوف
129	❁ ...... انسان کی دو کیفیات
130	❁ ...... امید اور خوف کی ضرورت
131	❁ ...... خوف وامید کسے کہتے ہیں؟
132	❁ ...... مؤمن کے لیے خوف اور امید کی اہمیت
133	❁ ...... قرآن پاک کی امید افزا آیات
135	❁ ...... رجاء اور غرور
136	❁ ...... خوف اور حزن
136	❁ ...... حزن کا اثر
137	❁ ...... خوف کا اثر
138	❁ ...... امید کا اثر
138	❁ ...... موت کی یاد کا اثر
138	❁ ...... خوف وامید کی جامع آیات

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
اللہ سے مایوس کرنے والے کی سزا	140
اٹھارہ سال رحمت الٰہی کا درس	141
حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا الہامی مکالمہ	141
اللہ کو مخلوق کا محبوب بنائیں	142
ہم تو زندہ ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے	143
کریم سے کرم کی توقع	144
حسن ظن کے بقدر معاملہ	144
خوف وامید کے محل	147
اپنے بارے میں خوف دوسروں کے بارے امید	148
اللہ کی شان رحمت اپنا اظہار چاہتی ہے	149
رحمت الٰہی کا ایک حصہ دنیا اور ننانوے آخرت کے لیے ہیں	150
دنیا کی تمام محبتیں اللہ کی شان رحمت کا پرتو ہیں	151
جانوروں میں محبت	151
اللہ کی بندوں سے محبت ماں سے بھی زیادہ	153
روز محشر اللہ کی رحمت	154
شیطان کو اللہ کی رحمت سے امید	156
سب سے بڑی خوف کی بات	157
جبرئیل علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی جلال شان سے ڈرنا	158
نبی علیہ السلام کا خوف	159
حضرت داؤد علیہ السلام کا ڈرنا	160

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جلالِ الٰہی سے ڈرنا ……	161
قرآن پڑھتے ہوئے اکابر کا رونا ……	162
قرآن پڑھتے ہوئے صحابہ کی کیفیت ……	163
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے خوف کی کیفیت ……	169
طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے خوف کی کیفیت ……	170
خوف کے مراتب ……	170
(۱) خوف المومنین ……	170
(۲) خوف الصادقین ……	171
(۳) خوف الانبیاء ……	171
جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کا جلالِ الٰہی کے خوف سے رونا ……	171
ایک مغرور عابد کا عبرت انگیز انجام ……	172
خاتمہ بالخیر کی گارنٹی نہیں ……	173
اللہ کی خفیہ تدبیر ……	174
گورکن کا مشاہدہ ……	175
آخر وقت کلمہ نصیب کی بات ہے ……	175
حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑانا ……	176
چار سو سال کی عبادت کے باوجود کتے سے تشبیہ ……	177
حضرت عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کا سبق آموز واقعہ ……	177
اللہ کی شانِ بے نیازی سے ڈریں ……	181
اللہ کی شانِ رحمت سے فائدہ اٹھالیں ……	182

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
④ سلوکِ نقشبندیہ	185

❁ ...... دو نعمتوں کا ورثہ	187
❁ ...... صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی باطنی کیفیات کا احساس	188
❁ ...... نبوت اور ولایت	190
❁ ...... کمالاتِ نبوت اور کمالاتِ ولایت	191
❁ ...... کمالاتِ ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیادہ حاصل کیے	191
❁ ...... کمالاتِ نبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زیادہ حاصل کیے	192
❁ ...... سلسلہ نقشبندیہ کا اعجاز	193
❁ ...... سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ اور معیتِ کبریٰ	193
❁ ...... سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کمال مشابہت	194
❁ ...... انتقالِ نسبت کی زبانِ نبوت سے تصدیق	206
❁ ...... شجرہ ہائے سلاسل	207
❁ ...... نکتہ: سلسلہ نقشبندیہ میں دو صحابہ کیوں؟	208
❁ ...... قلب، نفس اور دماغ	209
❁ ...... اصلاح کے دو طریقے	210
❁ ...... ① نفس کو سنوارنے کا طریقہ (تزکیہ نفس)	210
❁ ...... ② قلب کو سنوارنے کا طریقہ (تصفیہ قلب)	211
❁ ...... سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اصلاح دل سے ہوتی ہے	213
❁ ...... مراقبہ...... دل کی بیٹری کا چارجر	213
❁ ...... آج کے زمانہ میں تو نسبت حاصل کرنے میں آسانی	214

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات

215	❁ ...... فنائے قلب اور فنائے نفس
217	❁ ...... معمولات نقشبندیہ کا پیٹنٹ نسخہ
217	❁ ...... نسخے کا فائدہ استعمال سے ہوتا ہے
218	❁ ...... اپنے سنورنے سے ابتدا
219	❁ ...... تصوف کا مقصود
219	❁ ...... بے توجہی مگر بات بے رسوائی کی
222	❁ ...... دورنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا
223	❁ ...... سچ کی زندگی گزارنے والے لوگ
226	❁ ...... دو سوکتوں کے کھرے پن کا واقعہ
229	❁ ...... ذکر وسلوک کا مقصد نفس کو شریعت کے مطابق ڈھالنا ہے
231	⑤ راہِ سلوک میں خلوت کی اہمیت
233	❁ ...... قرآن پاک میں یکسوئی اختیار کرنے کا حکم
234	❁ ...... اللہ کی محبت کے لیے دل کی صفائی ضروری ہے
234	❁ ...... محبت پہچانی جاتی ہے
235	❁ ...... محبت انسان کو تنہائی پسند بنا دیتی ہے
236	❁ ...... محبت کی جزائے معجّل
238	❁ ...... شاہی میں فقیری
239	❁ ...... معرفت کا صدقہ
240	❁ ...... نبی علیہ السلام کا خلوت میں وقت گزارنا
240	❁ ...... اللہ تعالیٰ کا دو بندوں پر فخر

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
241	اعتکاف...... تجلیہ کی ایک مشق
242	خلوت کا محبت سے تعلق
243	اعتکاف کا بنیادی مقصد
244	اکابر کا خلوت کو اختیار کرنا
244	حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں خاموشی کی تعلیم
245	حضرت حاجی صاحب کی ایک عالم صاحب کو خلوت کی تعلیم
247	شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مرید کو یکسوئی کی تعلیم
248	اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
248	قلبی خلوت کے لیے ظاہری خلوت کی ضرورت
249	اعتکاف میں خلوت کی تعلیم
249	دیوانوں کا اللہ کی محبت میں حال
251	شیطانی حملوں کی ترتیب
251	شیطان کا پہلا حملہ...... گناہ کروانا
251	گناہ کروانا اس کو جائز بنا کر
254	قلب کی موت کی دو نشانیاں
254	(۱) نیکی سے محرومی پر افسوس نہ ہو
255	(۲) ارتکاب گناہ پر ندامت نہ ہو
255	شیطان کا دوسرا حملہ...... نیکی میں سستی کروانا
256	شیطان کا تیسرا حملہ...... ریاکاری کروانا
257	ریاکار...... سب سے پہلا جہنمی

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
257	...... تھوڑی سی عبادت پر بڑی توقع
258	...... ریا کی علامت
258	...... شیطان کا چوتھا حملہ......خود پسندی میں مبتلا کرنا
259	...... ایک عابد کی خود پسندی کا انجام
260	...... انسان اللہ کے حلم کا محتاج
260	...... تین اصول باتیں
261	...... اللہ کے ساتھ وقت گزاریں
263	⑥ طلباء کو نصیحت
265	...... دنیا امتحان گاہ ہے
265	...... امتحان کے مختلف طریقے
265	...... تحریری امتحان
266	...... معروضی امتحان
266	...... خصوصی امتحان
266	...... اورل ٹیسٹ
267	...... پریکٹیکل امتحان
267	...... اللہ رب العزت کا امتحان
267	...... حضرت ایوب علیہ السلام کی امتحان میں کامیابی
268	...... حضرت سلیمان علیہ السلام کی کامیابی
268	...... زندگی کا امتحان اور اس کے نگران
269	...... نتیجہ کا دن

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
مومن کی زندگی ایک جہد مسلسل ہے	269
دنیا کام کے لیے، قبر آرام کیلیے، جنت عیش کے لیے ہے	270
زندگی کا ایک ایک دن قیمتی ہے	271
گھر میں طلبا کی ذمہ داری	271
مدرسے کے ماحول اور گھر کے ماحول میں فرق	272
کچھ چیزوں سے ذرا بچ کر......	273
نوجوانوں کے سر پہ سینگ	274
دو قسم کے طالب علم	274
(۱) تعلیم مکمل کر کے جانے والے طالب علم	274
(۲) چھٹی پر جانے والے طالب علم	275
مسنون دعاؤں کا اہتمام	275
گناہ سے بچنے کا اہتمام	276
ترک گناہ سے دعاؤں کی قبولیت	276
ایک مستجاب الدعوات شخصیت	277
ایک اللہ والے کا عجیب طریقہ	279
اللہ والوں کے ساتھ اللہ کی مدد	279
دعائے رخصت	280

☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم و معارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطباتِ فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ چھتیسویں (۳۶) جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے، کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت و معرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں، ایک نئی پرواز فکر کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔

بقول شاعر:

؎ میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحب دل کی بات ہوتی ہے اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیتِ عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علما بھی مستفید ہوتے ہیں عوام بھی مستفید ہوتے ہیں۔ بڑے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چھوٹے بھی سبق حاصل کرتے ہیں۔ مردوں کے دل کی دنیا بھی بدلتی ہے، خواتین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اصلاح ہوتی ہے۔ غرض کہ ہر طبقہ کے انسان کے لیے یہ خطبات مشعلِ راہ ہیں۔

''خطباتِ فقیر'' کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کیا کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعہ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحرِ معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے، جن کی قدر و قیمت اہلِ دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحبِ خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے، جس سے اہلِ ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لیے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تازیست اپنی رضا کیلئے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔

آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

فقیر سیف اللہ نقشبندی

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنے شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رخت سفر باندھا اور عازم سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلّہ بنا دیا۔ اس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟..... مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے ع

www.besturdubooks.wordpress.com

”قدم اٹھتے نہیں، اٹھوائے جاتے ہیں“

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے، وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں خطباتِ فقیر کے عنوان سے نمبر وار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیشِ نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا، اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

www.besturdubooks.wordpress.com

عرضِ مرتب

یہ خطبات مجموعہ ہے باغِ علی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک پھول، عشقِ صدیق رضی اللہ عنہ کو دل میں بسا کر مشربِ نقشبندیہ سے سیراب ہونے والی اور فنا فی الرسول ﷺ کی منزل سے گزر کر فنا فی اللہ کا راز پانے والی ایک ہستی کے بیانات کا۔ جو نسبت کا نور دلوں میں لیے قریہ بہ قریہ قلوبِ انسانی کو محبت الٰہی سے گرماتے اور انہیں شریعت و سنت کی راہ پر لانے میں اپنے شب و روز ایک کیے ہوئے ہے۔ بلاشبہ پوری دنیا میں لاکھوں لوگ اس چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں اور بعض سرشار ہو رہے ہیں کہ

لطافتِ غمِ جاں سما گئی دل میں
نزاکتِ دلِ عاشق کو پا لیا میں نے

حضرت اقدس محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کے دعوتِ رشد و ہدایت کے سفر کی ابتدا خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ چکوال سے ہوتی ہے، جہاں انہیں مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت کی نعمت سے شرف یاب فرمایا۔ عاجز کو حضرت اقدس مدظلہ سے بیعت ہونے کا شرف اس وقت حاصل ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

جب حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ ابھی حیات تھے۔ حضرت کا بیان اس وقت بھی اتنا پر تاثیر ہوتا تھا کہ خانقاہ عالیہ نقشبندیہ چکوال کے سالانہ اجتماع میں مختلف شہروں سے آنے والے احباب کو حضرت کے بیان کا خاص طور پر انتظار رہتا تھا۔ بعد ازاں حضرت دامت برکاتہم نے جھنگ میں دعوت وارشاد کا سلسلہ شروع کیا جو بہت جلد دوسرے شہروں میں پھیل گیا۔ چنانچہ فیصل آباد، لاہور، کراچی اسلام آباد گوجرانوالہ، بنوں وغیرہ میں مستقل بیانات ہونے لگے اور یہ سلسلہ روز بروز پھیلتا چلا گیا

ے راستے کھلتے گئے عزم سفر کے سامنے
منزلیں ہی منزلیں ہیں اب نظر کے سامنے

بیرون ملک سے دعوتیں ملنا شروع ہوگئیں۔ امریکہ کی بہت سی ریاستوں میں مستقل بیانات ہونے لگے۔ پھر روس کی آزاد ریاستوں کے دورے ہوئے۔ متعدد یورپی ممالک میں جانا ہوا، آسٹریلیا اور پھر افریقی ممالک کی باری آئی، جہاں اب بھی رمضان المبارک میں اعتکاف اور تربیتی اجتماعات کا سلسلہ چل رہا ہے۔ برصغیر میں بنگلہ دیش، نیپال اور انڈیا میں جانا ہوا۔ انڈیا کے اسفار میں کثیر تعداد میں لوگ فیض یاب ہوئے، اور علما کی بڑی تعداد نے آپ سے روحانی استفادہ کے لیے رجوع کیا۔ مشرق بعید کے ممالک ملائشیا اور سنگاپور وغیرہ بھی جانا ہوا۔ مشرق وسطیٰ میں عرب امارات، شام، اردن اور مصر جیسے ممالک اور پھر ترکی اور لیبیا میں بھی جانا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ حجازِ مقدس کی طرف حج وعمرے کے اسفار تواتر سے ہوتے رہے۔ ارضِ حرمین شریفین جہاں پر پورے عالمِ اسلام سے عشاق کھنچے چلے آتے ہیں، وہاں پر زائرین میں آپ کے بیانات کا ایک مستقل سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یوں اس مرکزِ فیض سے آپ کا فیض اطراف واکناف میں پھیل رہا ہے۔ سالانہ تربیتی نقشبندی اجتماع

www.besturdubooks.wordpress.com

معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں ہوتا ہے۔ جہاں پر اندرون ملک اور بیرون ملک سے حضرت کے متوسلین کی کثیر تعداد جوق در جوق شریک ہوتی ہے۔ اس موقع پر حضرت کے خصوصی تربیتی بیانات ہوتے ہیں۔ جس کے حاضرین پر عجیب اثرات اور قابلِ دید کیفیات ہوتی ہیں۔ بقول شاعر

؎ خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں رازِ حسن و عشق
اہلِ دل ، اہلِ جنوں ، اہلِ نظر کے سامنے

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مدظلہ کو بیان کا ایک عجیب ملکہ عطا فرمایا ہے۔ حکمت کا گویا ایک دریا ہے جو بہہ رہا ہوتا ہے، جس سے ہر شعبہ ہائے زندگی کے لوگ بہرہ مند ہوتے ہیں۔ جہاں بھی جاتے ہیں محبت الٰہی، توبہ، انابت الی اللہ اور اصلاحی و تربیتی موضوعات پر بات ہوتی ہے۔ بقول

ع جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں

عجیب بات تو یہ ہے کہ ابتدا میں حضرت بیانات کی ریکارڈنگ سے سختی سے منع فرما دیتے تھے کہ تشہیر کو ناپسند فرماتے تھے۔ لیکن کس کس کو کب تک روکتے؟ اہلِ شوق اسنے تھے کہ آخر ریکارڈنگ ہونا شروع ہوگئی اور لاتعداد کیسٹیں بننے لگیں۔ آڈیو ویڈیو کا دور آیا تو سی ڈی والیم بھی بننے لگے۔ تاہم جو مقبولیت خطباتِ فقیر کو ملی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ عوام الناس سے زیادہ یہ خطبات علمائے کرام میں مقبول ہو رہے ہیں کیونکہ انہیں ان میں سے علم و حکمت پر مبنی پر تاثیر مواد میسر آجاتا ہے۔ اس طرح وہ بالواسطہ طور پر حضرت کے فیض کو آگے پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جس قدر کام میرے حضرت سے لے رہے ہیں اور جس قدر عوام و خواص کا رجوع ان کی طرف ہو رہا ہے، اس کو دیکھ کر جہاں خوشی ہے وہاں یہ فکر بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

لاحق ہو رہی ہے کہ کہیں یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا ناقوس تو نہیں بج رہا۔ ہائے افسوس کہ ہم کس قدر وقت ضائع کرنے والے ہیں......!!! اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت کی زندگی میں ان کی قدر کرنے کی اور ان سے خوب خوب استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین ثم آمین

مجھے بے فکر کر دے گردشِ ایام سے پہلے
پلا نظروں سے بھی کچھ، بادۂ گلفام سے پہلے

دعاؤں کا طالب

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

یکے از خدام

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾

(الاحزاب: ۴۱)

ذکرِ الٰہی سے قربِ الٰہی

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 8 جولائی 2011ء بروز جمعہ ۷ شعبان ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موضوع: بیان جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

کوئی مسافر اپنی منزل پر جانا چاہے تو اس کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک تو اس کو منزل کے راستے کا پتہ ہو، اور دوسری منزل تک جانے کے وسائل بھی ہوں۔ اگر گاڑی پہ سفر کر رہا ہے تو گاڑی ٹھیک ہو، جس کو منزل کا پتہ نہ ہو اس کی ٹھیک گاڑی بھی وہیں کھڑی رہتی ہے اور جس کی گاڑی ٹھیک نہ ہو اس کو منزل کا پتہ ہو پھر بھی راستے میں کھڑا رہتا ہے۔ راستے کا پتہ ہونا، اس کا نام علم ہے۔ اور گاڑی کا ٹھیک ہونا اس کا نام ذکر ہے۔ چنانچہ جو شخص علم بھی رکھتا ہو اور وہ اللہ کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہو تو بہت آسانی کے ساتھ اللہ کی رضا والی زندگی گزار سکتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکرِ الٰہی سے قربِ الٰہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

رضائے الٰہی کے لیے دو چیزوں کی ضرورت:

کوئی مسافر اپنی منزل پر جانا چاہے تو اس کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک تو اس کو منزل کے راستے کا پتہ ہو، اور دوسری منزل تک جانے کے وسائل بھی ہوں۔ اگر گاڑی پہ سفر کر رہا ہے تو گاڑی ٹھیک ہو، جس کو منزل کا پتہ نہ ہو اس کی ٹھیک گاڑی بھی وہیں کھڑی رہتی ہے اور جس کی گاڑی ٹھیک نہ ہو اس کو منزل کا پتہ ہو پھر بھی راستے میں کھڑا رہتا ہے۔ راستے کا پتہ ہونا، اس کا نام علم ہے۔ اور گاڑی کا ٹھیک ہونا اس کا نام ذکر ہے۔ چنانچہ جو شخص علم بھی رکھتا ہو اور وہ اللہ کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہو تو بہت آسانی کے ساتھ اللہ کی رضا والی زندگی گزار سکتا ہے۔

ہم نے ایک مرتبہ ایک بڑے ٹینکر کو دیکھا جو سڑک پہ کھڑا تھا، اس کے اندر پٹرول تھا مگر اس نے ٹریفک بلاک کی ہوئی تھی، تو پوچھا کہ بھئی! یہ کیوں کھڑا ہے؟ کہنے لگے کہ اس کی اپنی ٹینکی میں پٹرول ختم ہو گیا ہے۔ تو اس دن بات سمجھ آئی کہ بے

www.besturdubooks.wordpress.com

عمل عالم کی کیا مثال ہوتی ہے؟ کہ جس طرح اس گاڑی کی پشت پہ ہزاروں لٹر کے حساب سے پٹرول موجود ہے، لیکن اپنی ٹینکی خالی ہونے کی وجہ سے وہ چل نہیں سکتا۔ اسی طرح ایک بے عمل عالم کے پاس علم کا ذخیرہ تو ہے کہ وہ لاکھوں کو منزل پہ پہنچا سکتا ہے مگر عمل نہ ہونے کی وجہ سے خود بھی راستے میں کھڑا ہوتا ہے، دوسروں کے لیے بھی ٹریفک بلاک ہونے کی وجہ بنتا ہے۔ جن جگہوں پہ علم حاصل کرتے ہیں ان کو مدرسہ کہتے ہیں، جہاں ذکر سیکھتے ہیں، ان کو آج کے دور میں خانقاہ کہتے ہیں۔

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد

ولی بننے کا مختصر راستہ:

شیخ ابن عباد فرماتے تھے:

اَلذِّكْرُ اَشْرَفُ الْعِبَادَاتِ وَ اَقْرَبُ الطُّرُقِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

”سب سے اچھی عبادت اور اللہ تعالیٰ تک جانے کے جو راستے ہیں ان میں سب سے چھوٹا راستہ ذکر کے ذریعے اللہ تک پہنچنا ہے“

وَ هُوَ عَلَمٌ عَلٰى وُجُوْدِ الْوِلَايَةِ

”اور یہ ولایت ایک نشان ہے“

جو بندہ بھی ولی بننا چاہے اس کو ذکر کا راستہ اپنانا پڑتا ہے۔

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلذِّكْرُ عُنْوَانُ الْوِلَايَةِ وَ عَلَامَةُ صِحَّةِ الْبِدَايَةِ وَ دَلَالَةُ صَفَاءِ النِّهَايَةِ

ذکر ولایت کا عنوان ہے اور بندے کے سفر کی ابتدا ٹھیک ہونے کی یہ علامت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ہے اور اس کے انجام کے اچھا ہونے کی یہ دلیل ہے۔

ذکر کے ذریعے شیطان سے حفاظت:

چنانچہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ذکر کی کثرت کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے فوائد بتائے گئے۔ مثال کے طور پر ایک آدمی کو اگر شیطان وسوسہ ڈالے اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان کرے، توجہ کرے تو شیطان کا وہ وسوسہ ختم ہو جاتا ہے اور بندہ گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾

ہم نے دیکھا ہے کہ جب دشمن پر کوئی قابو پاتا ہے تو اس کو کہتا ہے: ہینڈز اپ! اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ ممکن ہے اس کے پاس بھی کوئی ہتھیار ہو تو ہاتھ اوپر کرنے سے پھر وہ ہتھیار استعمال کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔ شیطان بھی اسی طرح کرتا ہے۔

﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ﴾

جب یہ کسی بندے پر غالب آتا ہے، پہلا کام یہ کرتا ہے کہ اللہ کی یاد اس کو بھلا دیتا ہے۔ نہ اس کے دل میں اللہ کی یاد ہوگی نہ یہ نیکی کرے گا، چنانچہ انسان گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں نماز سے پہلے ذکر کا ذکر کیا گیا۔ فرمایا:

﴿وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ﴾

”یہ شیطان روکتا ہے اللہ کے ذکر سے اور نماز سے“

اس لیے کہ جب ذکر سے روکے گا، نماز میں خود بخود سستی ہوگی۔

اس لیے فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿(منافقون:۹)

’’اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے جو ایسا کرے گا وہ خسارہ پانے والا ہے‘‘

سلف صالحین نے خانقاہوں میں رہ کر ذکر سیکھا

پہلے وقتوں میں لوگ مشائخ کے پاس جا کر کچھ وقت گزارتے تھے اور ذکر سیکھتے تھے۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ:

چنانچہ ہم نے بخارا میں حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ کو دیکھا، اس کو قصر عارفاں کہتے ہیں۔ ایک بڑی بلڈنگ ہے اور اس میں چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ آپ سمجھیں کہ بس مصلے کی جگہ ہے۔ ہر سالک کو وہ مصلے کی جگہ دے دی جاتی تھی۔ گرمی کا مسئلہ نہیں تھا، کیونکہ موسم وہاں کا ہمیشہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ تو اس مصلے کی جگہ پر ہی وہ بیٹھتے تھے، رہتے تھے، وہیں لیٹ کے سو جاتے تھے اور ان کو کچھ عرصہ وہاں ٹھہرا کر ذکر کرنے کی مشق کروائی جاتی تھی۔

حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ:

حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر ڈیڑھ سے دو سو بندے روزانہ موجود ہوتے تھے، جو صرف ذکر سیکھنے کے لیے آتے تھے۔ وہاں پر مجاہدے کا وقت گزارنا پڑتا تھا، اس لیے کہ مطبخ میں کھانے پینے کا انتظام ہی نہیں ہوتا تھا۔ ایک وقت وہ تھا بچھانے کے لیے دسترخوان بھی نہیں ہوتا تھا۔ تو حضرت بس سالکین کو دو لائنوں میں آمنے سامنے بٹھا دیتے تھے اور ان کے اوپر روٹی رکھ دی جاتی تھی اور کھانے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے ساتھ گڑ کی ڈلی دے دی جاتی۔ گڑ کی ڈلی سالن اور دو روٹی، بس اسی کے اوپر گزارا ہوتا۔ کبھی اگر سالن بنتا تھا تو سالکین خوش ہو کر ایک دوسرے کو بتاتے تھے کہ آج تو مطبخ کے اندر سالن بنا ہوا ہے، یعنی سالن کا بننا ان کو عید کی خوشی دیتا تھا۔ رات کو جب سونے کا وقت آتا تھا تو بستر نہیں تھے، مسجد کے اندر چٹائیاں تھیں، ان چٹائیوں پر بغیر تکیے اور چادر کے لیٹ جاتے تھے، یہی ان کا بستر ہوتا تھا۔ اور یہ بھی عجیب تھا، جب سب لیٹے ہوتے تھے تو کسی کے اوپر حال طاری ہو جاتا تو وہ اونچی آواز سے اللہ...... اللہ..... اللہ کہنا شروع کر دیتا تھا، سب کی آنکھ کھل جاتی۔ پھر دوبارہ سوتے تھے تو کسی اور پہ حال پڑ جاتا تھا۔ اور رات یونہی گزر جاتی، تو ان مجاہدوں کی بھٹی سے گزر کر وہ لوگ ولایت کا نور حاصل کرتے تھے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ:

اللہ کرے آپ کبھی تھانہ بھون تشریف لے جائیں! تو اس وقت بھی وہاں جو خانقاہ ہے اس میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا ہے جہاں وہ الگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں وہاں پر علماء، طلباء کا آنا جانا بہت کثرت کے ساتھ تھا۔

چنانچہ دو نوجوان طلبا تھے، ایک کا نام محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ایک کا نام محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ اس وقت کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ نوجوان بڑے ہو کر کتنے بڑے درجے کے علماء صلحا بنیں گے۔ جب انہوں نے دورۂ حدیث مکمل کر لیا تو وہ وہاں گئے اور ان دونوں کو ایک کمرے کے اندر ٹھہرا دیا گیا۔ جب رات کا وقت ہوا تو خانقاہ میں تو خاموشی تھی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے جاتے تھے، پیچھے سالکین ہی ہوتے تھے۔ اب یہ دونوں نوجوان آپس میں بیٹھے ہیں، کسی موضوع پہ بات شروع ہوئی تو پھر چلتی

www.besturdubooks.wordpress.com

رہی۔ خانقاہ کا خادم آیا اور اس نے کہا کہ آپ لوگ نو وارد ہیں، آپ کو یہاں کی ترتیب کا پتہ نہیں ہے، یہاں عشا کی نماز کے بعد بات کرنا منع ہے، لہٰذا آپ باتیں مت کریں اور سو جائیں۔ اگلے دن پھر اسی طرح باتیں شروع ہو گئیں۔ پھر دوسرے دن خانقاہ کے خادم نے آ کر کہا کہ جی میں نے کل آپ لوگوں کو بتایا تھا اور آپ لوگوں نے اسکو سیریس نہیں لیا تو آج وارننگ دے رہا ہوں کہ اگر آپ کی آواز مجھے عشاء کے بعد آئی تو حضرت کا حکم ہے کہ بستر آپ کے سروں پر رکھ کر آپ کو یہاں سے روانہ کر دیا جائے۔ پھر ان دونوں بچوں کو اہمیت کا احساس ہوا کہ یہاں کا ماحول اور ہے۔ پھر انہوں نے خاموش رہنا شروع کر دیا اور یہ وہ بچے تھے کہ ان میں سے ایک بڑے ہو کر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ بنے اور دوسرے بڑے ہوئے تو حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان بنے۔

حضرت غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ:

بڑے بڑے علما یوں خانقاہوں میں وقت گزارتے تھے جس سے ان کے اوپر رنگ چڑھتا تھا۔ کیونکہ بزرگوں کی نظر میں جو رہتے تھے۔ ہمارے حضرت غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ کرے کہ تم کسی کی نظر میں رہو، کوئی تمہیں دیکھے، تم کسی کو دیکھو۔ کوئی تمہیں دیکھے سے مراد کہ اللہ والوں کی نظر تم پر پڑے اس لیے کہ ان کی نظر میں شفا ہوتی ہے اور ان کی بات بے ریا ہوتی ہے۔ اور تم کسی کو دیکھو کا مطلب یہ کہ جب تم کسی کے چہرے کو دیکھو گے تو تمہیں اللہ یاد آئے گا۔ اللہ والوں کے چہروں پہ جو نورانیت ہوتی ہے، جو شگفتگی ہوتی ہے وہ انسان کو اللہ کی یاد دلا دیتی ہے۔

> آنکھوں میں بس گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
> دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجمع میں سائیڈوں پہ مت بیٹھو، سامنے بیٹھو۔ اکثر جو بڑے علماء ہوتے تھے ان کو تلقین کر کے سامنے بٹھاتے تھے۔ فرماتے تھے سامنے بیٹھو گے تو تم کسی کو دیکھو گے اور کوئی تمہیں دیکھے گا، معلوم نہیں کس وقت قبولیت کی گھڑی ہو اس کی نظر تمہارے دل کے اندر اثر کر جائے۔ اگر آپ دارالعلوم دیوبند جائیں تو اس وقت بھی وہاں پر دو کمرے ہیں۔ چھتہ والی مسجد میں، ایک کمرہ ہے۔ ایک کمرہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور دوسرا کمرہ ہے سید محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان حضرات نے اپنے معمولات کے لیے مستقل جگہ بنائی ہوئی تھی۔

ذکر کی محنت کوئی نفلی کام نہیں ہے:

آج کے دور کا فتنہ یہ ہے کہ ہم اس کو ضروری ہی نہیں سمجھتے کہ ہمیں ذکر کرنا ہے، ہم اس کو نفلی کام سمجھتے ہیں۔ اور نفلی کام سمجھنے کی وجہ سے زندگی میں اوراد و اذکار کا معمول ہی نہیں ہوتا۔ اور ایک بڑا شیطان کا حربہ ہے کہ وہ دل میں ڈال دیتا ہے کہ جی ہم سارا دن پڑھتے پڑھاتے ہیں، تو ثواب تو ہمیں رات تہجد کا بھی مل جاتا ہے اور ذکر کا بھی مل جاتا ہے۔ بھئی فقط ثواب سے تو کام نہیں چلتا اگر بندے کی اصلاح نہ ہوئی اور اللہ کا قرب حاصل نہ ہوا۔ فرمایا گیا:

﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾

”جب آپ اپنے منصب سے فارغ ہوں تو اپنے رب کی طرف رغبت کریں“

اللہ کی طرف رجوع کریں۔ تو جب ہم پڑھتے پڑھاتے ہیں تو اس کے بعد کا جو وقت ہے کیا اس میں ہم رغبت دکھاتے ہیں اللہ کو؟

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابر کے معمولات اورادواذکار پرمبنی تھے:

ہمارے اکابرین نے جو دین کا کام کیا تو اس کی بنیادوں میں یہی ذکر کی محنت تھی ۔حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کمرہ تھا جہاں وہ فجر کے بعد ذکر کیا کرتے تھے۔حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اتنی شدومد کے ساتھ وہ لاالٰہ الا اللہ کی ضربیں لگاتے تھے کہ کمرے کے باہر جو بندہ کھڑے ہوکر سنتا تھا اس کو بھی مزہ آتا تھا۔تو زندگی کے کسی نہ کسی حصے میں انسان کو ذکر کثرت سے کرنا سیکھنا پڑتا ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے بارے میں پڑھیے "یادِ ایام" کتاب میں،حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے بہت کھول کھول کر لکھا ہے کہ جس زمانے میں ان پر تبلیغ کا کام کھل رہا تھا،تو بستی نظام الدین کے بالکل قریب ایک جگہ تھی جہاں حضرت مولانا نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ ہیں،وہ مدفون ہیں۔ان کا ایک احاطہ تھا جس میں کچھ حضرات مدفون تھے۔سید ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں مدفون ہیں۔تو مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اس احاطے میں جا کر صبح سے لے کر شام تک ذکر کیا کرتے تھے۔حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوجاتا تو پھر بستی نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے دو بچے،دو لوٹے پانی بھر کر لے جاتے تھے، حضرت ایک لوٹے سے طہارت کرلیتے تھے اور دوسرے سے وضو فرما لیتے تھے اور پھر امامت کرواتے تھے۔اور وہ بچے پیچھے مقتدی بنتے تاکہ جماعت کی فضیلت مل جائے اور نماز پڑھنے کے بعد بچے واپس آجاتے تھے۔حضرت پھر مراقبہ میں بیٹھ جاتے تھے۔صبح سے شام تک مراقبہ کا معمول تھا،یہ وہ دور تھا جب ان پر تبلیغ کا کام کھل رہا تھا۔ہماری زندگی اگر ذکر سے خالی ہوگی تو ہمارے دل کیسے منور ہوں گے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

چنانچہ احادیث مبارکہ میں ذکر کی بہت فضیلتیں بیان کی گئیں۔

ذکر عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے:

((مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ))

"ذکر اللہ سے زیادہ بندے کا کوئی عمل اس کو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں"

سب سے زیادہ فضیلت والا عمل:

حاکم نے اور شیخین نے اس روایت کو بیان کیا، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو بتا رہے ہیں:

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَ اَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَ اَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ وَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ ذِكْرُ اللّٰهِ

"تمہیں ایک عمل بتاؤں جو تمہارے مالک الملک کے ہاں بہت اعلیٰ، درجوں کو بلند کرنے والا، سونے اور چاندی کو خرچ کرنے سے بھی زیادہ اچھا، اس سے بھی بہتر کہ تم دشمن کو قتل کرو یا وہ تمہیں شہید کرے"

تو صحابہ نے پوچھا: عمل کون سا ہے؟

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

ذِكْرُ اللّٰهِ وہ اللہ کا ذکر ہے۔

مجالسِ ذکر کی فضیلت:

یہ جو ہم ذکر کی مجالس میں بیٹھتے ہیں اللہ کو یاد کرتے ہیں ان کی بھی اللہ کے ہاں بڑی اہمیت ہے۔ سنیے!

- ابن حبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ

جب بھی کچھ لوگ ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو ملائکہ ان کے اوپر آ جاتے ہیں

وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ

رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔

وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ

ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے۔

اللہ کی طرف سے اطمینان نازل ہوتا ہے۔

وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ

اور اللہ ان کا ذکر فرشتوں کی مجلس میں فرماتے ہیں۔

تو یہ عمل اللہ رب العزت کو اتنا پسند کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی مجلس میں ان لوگوں کا ذکر کرتے ہیں۔

- اور فرمایا:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا

کہ تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو چرلیا کرو۔

وَ مَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! جنت کے باغ کیا ہیں؟

قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ

فرمایا: ذکر کے حلقے۔

تو ذکر کے حلقوں کو جنت کا باغ فرمایا گیا۔

ذاکرین کے لیے خصوصی رعایت:

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِي عَنْ مَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ فَوْقَ سُؤَالِ السَّائِلِيْنَ))

کہ جو بندہ اللہ کے ذکر کے اندر مشغول ہوتا ہے، تو میں مانگنے والے اللہ سے جو مانگتے ہیں ان سے بھی زیادہ میں اس کو دیتا ہوں جو ذکر میں مشغول ہوتا ہے اور اس کو دعا مانگنے کی فرصت نہیں ہوتی۔

تو بن مانگے اللہ اسے عطا فرما دیتے ہیں۔ اور جب بن مانگے دیتے ہیں تو پھر امیدوں سے بڑھ کر عطا فرماتے ہیں۔

اس لیے فرمایا:

((لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَلِسَانُهُ رَطْبٌ بِذِكْرِ اللّٰهِ))

تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہونی چاہیے۔

جنت میں جنتیوں کو حسرت:

ایک حدیث مبارکہ میں ہے

((مَا مِنْ سَاعَةٍ تَأْتِيْ عَلَى ابْنِ آدَمَ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا إِلَّا كَانَتْ عَلَيْهِ حَسْرَةً وَإِنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ بندہ اگر آخرت میں جنت میں داخل بھی ہو گیا تو بھی دنیا میں جو وقت اس نے ذکر کے بغیر گزارا اس کے اوپر اس کو وہاں حسرت ہوگی۔

جنت میں بھی اس کو حسرت ہوگی کہ میں نے یہ وقت ذکر کے بغیر کیوں گزارا؟

مصائب کی وجہ...... ذکر سے غفلت:

ہمارے اوپر جو مصیبتیں، پریشانیاں آتی ہیں، وہ غفلت کا نتیجہ ہے، فرمایا:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾

''جو بھی تمہیں مصیبت پہنچی ہے تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے''

چنانچہ ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا:

((مَا صِيدَ صَائِدٌ وَلَا قُطِعَتْ شَجَرَةٌ إِلَّا لِيَقْنَعَ مِنَ التَّسْبِيحِ))

''پرندہ جب شکار ہوتا ہے اور درخت کی ٹہنی جب کاٹ دی جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح سے غفلت کر جاتا ہے۔''

تو جو پرندہ غفلت کرتا ہے وہ شکار ہو جاتا ہے، جو درخت غفلت کرتا ہے اسے کاٹ دیا جاتا ہے اور جس بندے کو اللہ کا ذکر کرنے کی فرصت نہ ہو اس پر مصیبتیں آجاتی ہیں۔ پرندہ پنجرے میں آگیا اور بندہ مصیبتوں کے پنجرے میں ڈھکا جاتا ہے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ جی اب کیا کریں، نکلنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

محمد بن علی بن زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّوَاعِقَ تَنْزِلُ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَغَيْرِ الْمُؤْمِنِ وَلَا تُصِيبُ الذَّاكِرَ لِلّٰهِ تَعَالٰى

بے شک یہ پریشانیاں، مصیبتیں مومن پہ بھی آتی ہیں اور کمزور مومن پہ بھی آتی ہیں لیکن جو اللہ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے اس کو نہیں آتیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ كُلُّ مُصِيبَةٍ سَبَبُهَا الْغَفْلَةُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى

''اور ہر مصیبت کا سبب اللہ سے غفلت ہوتی ہے''

اِلَّا مَا وَقَعَ لِلْاَكَابِرِ رضی اللہ عنہم فَاِنَّهُمْ وَجَعَلَ اللّٰهُ مَصَائِبَهُمْ تَعْظِيمًا لِاُجُوْرِهِمْ لِاَنَّ ثَوَابَ الْمُصِيبَةِ اَعْظَمُ مِنْ ثَوَابِ الْعِبَادَاتِ

''ہاں ہمارے اکابر کے اوپر بھی مصیبتیں آئیں مگر ان مصیبتوں کی وجہ غفلت نہیں تھی کیونکہ اللہ نے ان کے درجے بڑھانے کے لیے اور ان کو زیادہ اجر دینے کے لیے ان پر مصیبتیں بھیجیں، اس لیے کہ مصیبت کا ثواب عبادت کے ثواب سے زیادہ بڑا ہوتا ہے۔''

عبادت کے ثواب سے زیادہ بڑا ثواب اس پر ملتا ہے کہ انسان مصیبت پر صبر کرے تو ہمارے اکابر پر جو مصیبتیں آئیں وہ درجات کو بڑھانے کے لیے آئیں۔ ہم چونکہ عوام الناس میں سے ہیں، غفلت کا شکار ہیں، گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اس لیے ہمیں مصیبتیں آتی ہیں غفلت کی وجہ سے۔

ذکر موت کے وقت پیاس سے بچاتا ہے:

جو بندہ ذکر کثرت کا ساتھ کرتا ہوگا۔ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُلُّ نَفْسٍ تَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا عَطْشَانَةً اِلَّا نَفْسُ الذَّاكِرِيْنَ

''موت کے وقت ہر بندے کو پیاس محسوس ہوتی ہے، شدت کی پیاس، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں۔''

ذاکرین پل صراط پر تیزی سے گزریں گے:

وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف اپنی وحی

www.besturdubooks.wordpress.com

نازل فرمائی:

إِنَّ أَسْرَعَ النَّاسِ مُرُورًا عَلَى الصِّرَاطِ الَّذِيْنَ يَرْضَوْنَ بِحُكْمِيْ وَأَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةٌ بِذِكْرِيْ

''پل صراط کے اوپر تیزی سے گزرنے والے کچھ لوگ ہوں گے (جو ہوا کی تیزی سے گزر جائیں گے) یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے ہوں گے اور اللہ کے حکموں پر راضی ہو کر عمل کرنے والے ہوں گے۔''

پہاڑوں کے برابر گناہ معاف:

جب بندہ ذکر کرنے بیٹھتا ہے، اپنا محاسبہ کرتا ہے اور پھر اسکو ندامت ہوتی ہے اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ الذِّكْرِ يَجْلِسُوْنَ وَعَلَيْهِمْ مِنَ الذُّنُوْبِ أَمْثَالُ الْجِبَالِ فَيَقُوْمُوْنَ وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ ذَنْبٌ وَاحِدٌ

بے شک ذکر کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ پہاڑوں کے برابر ان پر گناہ ہوتے ہیں، جب وہ بیٹھتے ہیں اپنا محاسبہ کرتے ہیں اس حال میں وہ اٹھتے ہیں کہ ان پر ایک بھی گناہ نہیں ہوتا۔

اللہ پہاڑوں برابر گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک غلام یا باندی لینے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

فَعَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ وَالتَّكْبِيْرَ

تو اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کو آگے سے ذکر سنایا۔ تسبیحاتِ فاطمہ بتائیں (تسبیح، تحمید، تکبیر) اور فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

هِيَ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ خَادِمٍ

یہ تسبیح تمہارے لیے خادم کو حاصل کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے گھر:

جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، ان گھروں پر نور کی بارش ہوتی ہے۔ آج اکثر لوگوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ جی گھر میں پریشانیاں بہت ہیں، لوگ بیمار ہیں، بچے جھگڑتے ہیں، میاں بیوی میں بنتی نہیں، پورے گھر کے لوگ پریشان ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ گھر کے اندر ظلمت ہوتی ہے۔ جس گھر میں ٹی وی ہو، جس گھر میں انٹرنیٹ کا غلط استعمال ہو، رسالے تو باقاعدگی سے پڑھے جاتے ہوں اور قرآن پڑھنے والا کوئی نہ ہو۔ رسم و رواج پر باقاعدہ عمل کیا جاتا ہو، سنت کی پابندی کرنے والا کوئی نہ ہو۔ فجر کی نماز میں سوئے پڑے ہوں اٹھنے والا کوئی نہ ہو تو اس گھر کے اندر بے برکتی نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا۔ مگر شیطان ایسا بدبخت ہے کہ وہ کہیں اور توجہ ڈال دیتا ہے۔ او جی لگتا ہے کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ میرے پاس ایک نوجوان آئے، کہنے لگے: حضرت! لگتا ہے کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ میں نے کہا: ہاں میں متفق ہوں کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ وہ بڑا خوش ہو گیا کہ جی نام بتائیں! میں نے کہا: ''آپ نے کچھ کیا ہے''۔ جی میں نے؟ میں نے کہا: ہاں! آپ نماز پڑھتے نہیں، آپ یہ نہیں کرتے وہ نہیں کرتے۔ تو جب ان اعمال کو نہیں کرتے تو اس کی بے برکتی کی وجہ سے گھر کے اوپر مصیبت آتی ہے، تو مصیبت کا باعث تو آپ خود بنے ہوئے ہیں۔ جن گھروں میں اللہ کو یاد کیا جاتا ہے ان کے بارے میں سنیے اور ذرا دل کے کانوں سے سنیے۔

اِنَّ بُيُوْتَ الذَّاكِرِيْنَ لَهَا نُوْرٌ

جن گھروں میں اللہ کا ذکر کرنے والے لوگ ہوتے ہیں، ایک نور ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نماز پڑھنے والے، قرآن پڑھنے والے، ذکر کرنے والے، مسنون دعائیں پڑھنے والے، ان کے بارے میں فرما رہے ہیں۔

يَرَاهُ الْمَلَائِكَةُ بِقَدْرِ مَا فِيهَا مِنَ الذِّكْرِ كَمَا نَرَى نَحْنُ النُّجُوْمَ فِي السَّمَاءِ

''جس طرح ہم آسمان پہ ستاروں کو چمکتا دیکھتے ہیں، اسی طرح (آسمان کے) فرشتے اس گھر کو ستارے کی طرح چمکتا ہوا دیکھتے ہیں''

تو جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ زمین کے ستارے ہیں۔ اب ستارے کچھ چھوٹے، کچھ بڑے۔ تو ذکر کے بقدر فرشتوں کو بھی وہ گھر چھوٹا ستارہ یا بڑا ستارہ نظر آتا ہے۔

ذکر میں اصل مقصود دل کا ذکر ہے:

اب اس ذکر سے مقصود کیا ہے؟

ذِكْرُ الْمَطْلُوْبُ ذِكْرُ الْقَلْبِ وَإِنَّمَا اللِّسَانُ طَرِيقٌ إِلَيْهِ

کہ اصل مقصود دل کا ذکر کرنا ہے اور زبان سے جو ذکر کرتے ہیں یہ اس کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔

آپ یہ ذہن میں رکھیں کہ یاد کا مقام انسان کے جسم میں قلب کہلاتا ہے۔ نہ آنکھیں ہیں نہ کان ہے، نہ زبان ہے۔ جب بھی ماں پردیس میں گئے ہوئے بچے سے بات کرے گی تو یہی کہے گی: بیٹا میرا دل بہت یاد کرتا ہے، کبھی اس نے کہا؟ میری زبان تجھے بہت یاد کرتی ہے۔ زبان کا نام نہیں لیتے، اس لیے کہ اصل یاد دل میں ہوتی ہے، زبان سے اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی یاد بھی انسان کے دل میں ہوتی ہے، زبان سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ انسان زبان سے بھی ذکر کرتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

دل سے بھی ذکر کرتا ہے۔

قلبی ذکر کی مثال انجیکشن کی سی ہے:

ان دونوں کی مثال سمجھ لیجیے کہ جب ہم کوئی گولی کھاتے ہیں تو انسان کے جسم میں اس کا اثر آدھے گھنٹے کے بعد ہوتا ہے۔ آپ کو سر درد ہے، آپ نے گولی کھائی تو ڈاکٹر کہے گا کہ جی آدھے گھنٹے میں سر درد ختم ہو جائے گا۔ کیوں؟ کہ جو گولی کھائی وہ معدے میں جائے گی، پھر معدے سے وہ خون کے اندر جائے گی اور خون کے اندر جا کر جب وہ انسان کو فائدہ دے گی اور بیماری کو ختم کرے گی۔ اور ایک ہوتا ہے کسی کو انجکشن لگا دینا اس کا اثر Instantaneous (فوری) ہوتا ہے۔ بس ادھر آپ نے خون میں انجکشن لگایا اور ادھر اس کا فوراً اثر ہو گیا۔ تو یہی فرق ہے، زبان کا ذکر کرے بھی اس کا اثر دل پر پہنچتا ہے مگر ٹائم لگتا ہے اور جو دل کا ذکر ہے یہ انٹراوینس انجکشن کی طرح فوری اثر دکھاتا ہے، جیسے۔ بزرگوں نے فرمایا:

فَاِنَّ الذِّکْرَ بِالْقَلْبِ اَفْضَلُ مِنَ الْعِبَادَاتِ مَعَ الْغَفْلَةِ

''عبادت کو غفلت کے ساتھ کرنے سے بھی بہتر یہ ہے کہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے''

ذکرِ قلبی سے اللہ کا قرب ملتا ہے:

اور بعض بزرگوں نے یہ فرمایا کہ

ذِکْرُ اللِّسَانِ حَسَنَاتٌ وَذِکْرُ الْقَلْبِ قُرُبَاتٌ

''زبان سے جو ذکر کرتے ہیں یہ حسنات ہوتے ہیں اور جو دل سے یاد کرتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے''

شیخ ابوالحسن جمالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى بِاللِّسَانِ يُوْرِثُ الدَّرَجَاتِ وَ ذِكْرٌ بِالْقَلْبِ يُوْرِثُ الْقُرُبَاتِ

''ہم جو زبانی ذکر کرتے ہیں، اس سے نیکیاں ملتی ہیں جنت میں درجے بڑھتے ہیں اور جو دل سے یاد کرتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے''

اور قرب سب سے بڑا انعام ہے جو کسی بندے کو مل سکتا ہے۔ اسی لیے جادوگروں نے جب فرعون سے پوچھا تھا کہ اگر ہم غالب آ گئے تو ہمیں انعام کیا ملے گا؟ اس نے کہا تھا: ﴿وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ﴾ ''میں تمہیں اپنے مقرب بندوں میں شامل کرلوں گا'' تو یہ قرب سب سے اعلیٰ انعام ہوتا ہے۔ تو ذکر قلبی پر انسان کو قرب ملتا ہے۔

مومن پورے جسم کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہے:

اب رب کریم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

''تم اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو''

اَلْمُؤْمِنُ يَذْكُرُ اللّٰهَ بِكُلِّهٖ لِاَنَّهٗ يَذْكُرُ اللّٰهَ بِقَلْبِهٖ

''مومن اللہ کا ذکر پورے جسم کے ساتھ کرتا ہے کیونکہ وہ اللہ کا ذکر دل میں کرتا ہے''

وہ کیسے؟ کہ جب دل میں اللہ کی یاد ہے تو قدم اٹھنے لگیں گے تو وہ سوچے گا کہ اللہ راضی ہوں گے یا ناراض؟ اگر ناراض ہوں گے تو رک جائے گا، راضی ہوں گے تو چل پڑے گا، تو قدموں نے بھی اللہ کو یاد کیا۔ ہاتھ بڑھتے ہوئے سوچے گا اللہ راضی ہو رہے ہیں یا ناراض، بولتے ہوئے سوچے گا کہ اس بولنے اللہ راضی ہوں گے یا

www.besturdubooks.wordpress.com

ناراض، تو گویا جسم کا ہر عضو اللہ کو یاد کرنے والا بن جائے گا۔

ذکرِ کثیر کا مطلب:

تو ذکرِ کثیر کی یہ ہے تفصیل کہ

بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَالْغِنٰى وَالْفَقْرِ وَالصِّحَّةِ وَالسَّقَمِ ـ وَالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ ـ

''دن میں اور رات میں خشکی پر اور پانی میں، سفر میں حضر میں، امیری میں اور فقیری میں، صحت میں اور بیماری میں خفیہ اور علانیہ اور کسی حال میں بھی انسان ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ سے غافل نہ ہو۔''

جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُوْنَ اللهَ فِيْ كُلِّ اَحْيَانٍ

کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر لمحے اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔

تو مومن کا یہ حال ہو کہ ایک لمحہ بھی وہ اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکرِ کثیر کا مطلب یہ ہے:

اَنْ لَا تَنْسَاهُ اَبَدًا

''تم اللہ تعالیٰ کو کبھی بھولو ہی نہیں''

ہر وقت اللہ یاد رہے۔ اور حدیث پاک میں ہے:

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ

''جو جس چیز سے محبت کرتا ہے اکثر اس کا ذکر کرتا ہے''

حدیث پاک میں آیا ہے، جامع الصغیر کی روایت ہے:

مَنْ اَكْثَرَ ذِكْرَ اللهِ اَحَبَّهٗ تَعَالٰى

www.besturdubooks.wordpress.com

جو اکثر اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ اسے اپنی محبت عطا فرما دیتے ہیں۔
تو معلوم ہوا کہ جو بندہ کثرت سے ذکر کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

اللہ کے ہاں بندے کا مقام:

ایک حدیث پاک میں ہے:

((مَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَتَهُ عِنْدَ اللّٰهِ فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةُ اللّٰهِ عِنْدَهُ))

"جو شخص یہ چاہے کہ اس کو یہ پتہ چلے کہ اس کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کا کیا مقام ہے"

اگر اللہ کی محبت سب سے زیادہ ہے اور اللہ کے حکم کی پابندی سب سے زیادہ کرتا ہے، اس کو ہمیشہ مقدم رکھتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی یہ مقبول انسان ہے۔ اور اگر اللہ یاد ہی نہ ہو، دنیا کی محبتوں نے اس کے دل کو لبریز کیا ہوا ہے، اللہ کو یاد کرنے کا نام ہی نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔

سب سے بڑا عمل:

قرآن مجید میں فرما دیا:

﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾

"اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے"

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: کون سا عمل سب سے اعلیٰ ہے؟ انہوں نے کہا: قرآن پڑھا ہے؟ جی! فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ) اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ کیا معنی ہے؟ مفسرین نے لکھا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلصَّلٰوۃُ لَا تَجُوْزُ فِی بَعْضِ الْاَوْقَاتِ اِلَّا الذِّکْرُ

کہ بعض اوقات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن میں نماز پڑھنی جائز نہیں ہوتی۔

جیسے سورج ابھرنے لگتا ہے تو پندرہ منٹ، اسی طرح جب سر پہ ہوتا ہے تو پندرہ منٹ، غروب ہونے لگتا ہے تو پندرہ منٹ، یہ جو اوقات ہیں ان میں نماز جائز نہیں۔ عصر کی نماز کے بعد نوافل نہیں پڑھ سکتے، تو کچھ اوقات ایسے ہیں کہ جن میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ مگر ذکر ہر وقت کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ انسان بیت الخلا میں بھی ہو تو دل میں اللہ کی یاد، گھر والوں کے ساتھ اکٹھا ہو تو بھی اللہ کی یاد۔ ہر حال میں انسان کے لیے ذکر کرنا ممکن ہے۔ اور فرمایا کہ کچھ اعمال عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ جیسے عورت کے ایام ہو گئے، نہ روزہ رکھ سکتی ہے، نہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ اعمال ساقط ہو گئے کیونکہ عذر ہے اس کا۔ جیسے کوئی مریض ہے رمضان میں اور وہ اس حالت کے اندر روزہ نہیں رکھ سکتا تو شریعت کہتی ہے کہ تم آج نہ رکھو بعد میں قضا کر لینا۔ تو باقی تمام عبادات کے لیے عذر کو تسلیم کیا گیا، ذکر کے لیے کوئی عذر نہیں۔ فرمایا کہ تم جس حال میں ہو، جہاں بھی ہو ہر حال میں اپنے رب کو یاد کرو۔

مجالسِ ذکر بیمار دلوں کی شفاء:

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مَجَالِسُ الذِّکْرِ صِقَالُ الْقُلُوْبِ وَ شِفَاءٌ لَّهَا

یہ ذکر کی مجالس دلوں کے لیے صیقل ہیں، دلوں کو پالش کر دیتی ہیں اور بیمار دلوں کو شفا دیتی ہیں۔

اسی لیے جب انسان ذکر نہ کرے تو دل مردہ ہو جاتا ہے۔

فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلْقَلْبُ اِذَا مُنِعَ الذِّکْرَ مَاتَ

کہ جب ذکر سے دل غافل ہوتا ہے تو دل کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

اس لیے ایک بندہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کہ جی میرا دل بڑا سخت ہو گیا۔

فرمایا:

اُدْنُ مِنْ مَجَالِسِ الذِّکْرِ

''تم مجالس ذکر کے اندر جایا کرو''

وہاں جانے سے تمہارے دل کی سختی، نرمی میں تبدیل ہو جائے گی۔

ذکر تہلیل کی خوبی:

ایک ہوتا ہے اللہ کا ذکر کرنا۔ ہمارے سلسلے میں اللہ کا ذکر کرنا یہ ابتداء میں سکھاتے ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ جب تہلیل کا سبق دیتے ہیں۔ تہلیل سے مطلب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر ہے۔ لا الہ الا اللہ سے دل صاف ہوتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کو یہ کلمہ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اللہ! مجھے ایسی چیز پڑھنے کے لیے بتائیں جو آپ کو سب سے پیاری ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھا کرو۔ اے اللہ! یہ تو سب پڑھتے ہیں۔ فرمایا: ہاں جتنے بھی انبیا آئے میں نے سب کو یہ دیا، اس لیے کہ مجھے یہ سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔)

جیسے بندہ جھاڑو سے گھر کی صفائی کر لیتا ہے ایسے ہی لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگا کر سالک اپنے دل کی صفائی کرتا ہے۔ آپ سوچیے کہ ایسے بھی لوگ ہیں دنیا میں جنہوں نے لاکھوں نہیں، کروڑوں مرتبہ اپنے دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائی۔ اب جس قلب پر کروڑوں مرتبہ کلمہ کی ضرب لگ چکی ہو، کیا اس کو کلمہ کے بغیر موت آئے گی؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ اسی لیے جو سالکین ہیں جو ابتدائی لطائف میں ذکر کر لیتے ہیں ان کو پھر کہا

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہے کہ وہ تہلیل کا ذکر کریں۔ چنانچہ کوئی پانچ ہزار مرتبہ کرتا ہے، کوئی دس ہزار، کوئی بیس ہزار مرتبہ روزانہ ذکر کرتا ہے۔ اس وقت بھی ایسے سالکین ہیں جو اپنے حالات بتاتے ہیں کہ جی ہم چالیس ہزار مرتبہ ذکر روزانہ کرتے ہیں۔ تو آج کے دور میں بھی ذکر کرنے والے ایسا کر رہے ہیں تو ہم سوچیں کہ ہماری زندگیوں میں تو پانچ سو مرتبہ بھی نہیں ہوتا ہوگا۔ کلمہ کی ضرب لگائیے اس سے پہلے کہ وہ وقت آئے کہ آخری مرتبہ بندے کو کلمہ پڑھنے کا موقع بھی نہ ملے۔

ذکر کو کس مقام تک پہنچائے:

انسان جب ذکر شروع کرتا ہے، پہلے فقط زبان پہ ذکر ہوتا ہے، دل غافل ہوتا ہے۔ پھر دل میں بیداری آتی ہے۔ پھر ذکر کر رہا ہوتا ہے، دل بیدار بھی ہوتا ہے مگر ساتھ ساتھ ادھر اُدھر کے خیالات بھی ہوتے ہیں۔ کرتے کرتے ایک وقت آتا ہے جب خیالات کم ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ ابن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الحکم میں فرماتے ہیں:

فَعَسٰی اَنْ یَّرْفَعَكَ مِنْ ذِكْرٍ مَعَ وُجُوْدِ غَفْلَةٍ اِلٰی ذِكْرٍ مَعَ وُجُوْدِ یَقْظَةٍ

ممکن ہے کہ تمہیں غفلت کے ساتھ جو ذکر کرنے کی حالت ہے اس سے ترقی دے کر اس حال میں پہنچا دیں کہ ذکر کے ساتھ تمہارے دل میں بیداری کی کیفیت پیدا ہو جائے

وَمِنْ ذِكْرٍ مَعَ وُجُوْدِ يَقْظَةٍ اِلٰی ذِكْرٍ مَعَ وُجُوْدِ حُضُوْرٍ

اور پھر ذکر کرتے کرتے ایک ایسا مقام آئے کہ جہاں بیداری کے ساتھ ذکر کرنے کے ساتھ انسان کو حضوری کی کیفیت بھی نصیب ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور پھر فرماتے ہیں:

وَمِنْ ذِكْرٍ مَعَ وُجُوْدِ حُضُوْرٍ اِلٰی ذِكْرٍ مَعَ غَفْلَةٍ عَمَّا سِوَی الْمَذْكُوْرِ

کہ حضوری والے ذکر کے ساتھ پھر تمہیں ایک ایسے مقام پہ پہنچائیں کہ مذکور کے سوا باقی ہر چیز سے غفلت ہو جائے

یعنی اللہ کے سوا باقی تمام چیزوں سے غفلت۔ تو ہمیں اپنے ذکر کو اس مقام تک پہنچانا ہے۔

ہر مطیع اللہ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے:

جب اس مقام پہ انسان ذکر کو پہنچا دیتا ہے تو پھر شریعت کے اوپر عمل آسان ہو جاتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ بِاللِّسَانِ ذِكْرُ اللّٰهِ عِنْدَ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ

کہ زبان سے انسان ذکر کرنے سے زیادہ بہتر ہے کہ اللہ کا جب حکم ہو تو اس حکم پہ اللہ یاد آئے مر پہ عمل کرے اور نہی پہ رک جائے۔

یہ زیادہ بہتر ذکر ہے۔ اس لیے کہہ فرمایا:

كُلُّ مُطِيْعٍ لِلّٰهِ فَهُوَ ذَاكِرٌ

''جو بندہ بھی اللہ کا مطیع ہوتا ہے وہ اللہ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے''

بندے کا ذکر فرشتوں میں:

انسان ذکر کرتے کرتے جب اللہ کی یاد کو دل میں بسا لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے تذکرے فرشتوں میں کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ اَفْضَلُ مِنْہُ

''اگر بندہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے میں بندے کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے لوگوں کی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس، فرشتوں کی مجلس میں اپنے بندے کو یاد کرتا ہوں''

تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے:

سبحان اللہ یہ تو محبت کی بات ہے۔ جتنا کوئی قدم بڑھائے گا، اتنا اس کا اجر اور بدلہ پائے گا۔ اس لیے فرمایا:

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

''جو اللہ کا بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے ہو جاتے ہیں''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿کَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ﴾

کیا مطلب ہے اس کا؟ مطلب یہ کہ

کَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ وَ کَانُوْا لَہُمْ حٰافِظِیْنَ

''وہ خشوع والی حالت کو پالیں گے تو ہم اس کے محافظ بن جائیں گے''

کَانُوْا لَنَا وَکُنَّا لَہُمْ

وہ ہمارے ہوں گے ہم ان کے بن جائیں گے۔ ع

تم ہمارے ہو گئے ، ہم تمہارے ہو گئے

اس لیے اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب مل جاتا ہے۔ شیخ ابو العباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے مختلف نام ہیں، جتنے

www.besturdubooks.wordpress.com

صفاتی نام ہیں وہ تخلّق کے لیے اللہ نے بنائے ہیں اور جو اسم ذات اللہ ہے فرماتے ہیں

فَاِنَّهٗ جَاءَ لِلتَّعَلُّقِ

اللہ نے اسکو تعلق کے لیے بنایا ہے۔

بندے تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا:

سائل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، بندے تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

اَذْكُرُكَ وَتَنْسَانِيْ

میں تجھے یاد کرتا ہوں اور تو مجھے بھول جاتا ہے۔

اَدْعُوْكَ اِلَيَّ وَتَذْهَبُ اِلٰى غَيْرِيْ

میں تمہیں اپنی طرف بلاتا ہوں تو میرے غیر کی طرف جاتا ہے۔

اَذْهَبُ عَنْكَ وَاَنْتَ مُعْتَكِفٌ عَلَى الْخَطَايَا

میں تیرے اوپر سے مصیبتوں کو دور کرتا ہوں اور تو گناہوں کے کرنے پر جما ہوا ہے۔

يَا ابْنَ آدَمَ مَاتَقُوْلُ غَدًا اِذَا جِئْتَنِيْ

اے آدم کے بیٹے! جب کل تو میرے سامنے حاضر ہوگا، مجھے اس بات کا کیا جواب دے گا؟

ذکر کا بدلہ:

تو آج وقت ہے کہ ہم اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کریں۔ اس لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

جو انسان اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے

كَانَ اللّٰهُ لَهٗ عِوَضًا عَنْ كُلِّ شَیْءٍ

اللہ تعالیٰ پھر ہر چیز کے بدلے اس بندے کے بن جاتے ہیں۔

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾

''تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا''

اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ تم کہو گے اللہ اللہ اللہ اور میں جواب دوں گا۔ بندے! بندے! نہیں، اس کا یہ معنی نہیں۔ بلکہ بندے کا اللہ کو یاد کرنا اور ہے اور اللہ کا بندے کو یاد کرنا اور ہے۔ بندے کا یاد کرنا تو یہ ہوا کہ وہ اللہ کے حکم کے سامنے سر جھکا دے اور اس پر عمل کرے، گناہوں سے بچ جائے یہ ہے اللہ کو یاد کرنے والا۔ قدم قدم پہ نیکی کرتا ہے، یہ ہے بندے کا یاد کرنا۔ اور اللہ کا یاد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو نئے نئے اعمال کی توفیق دیتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ آپ کو اگر کسی افسر سے کام ہے اور کسی سفارش کرنے والے کو لے جاتے ہیں کہ جی ذرا میری سفارش کر دیجیے تو وہ سفارش کرنے والا کہتا ہے: او جی وہ بچہ انٹرویو کے لیے آئے گا ذرا یاد رکھیے گا۔ تو یاد رکھیے گا کا کیا مطلب؟ کیا یہ کہ اس کا نام پڑھے گا؟ نہیں! یاد رکھیے گا کا مطلب ہے کہ جب آپ فیصلہ کرنے بیٹھیں گے تو اس کے حق میں فیصلہ کیجیے گا۔ بڑوں کا یاد کرنا یہ ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا یہ ہے کہ بندہ جب نیکوکاری کی زندگی گزارے تو اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتے ہوئے اس پر رحمت کے فیصلے فرمائیں، یہ اللہ کا یاد کرنا ہے۔ اس لیے فرمایا: ﴿فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اُذْكُرُوْنِي فِي زَمَانِ الْغَفْلَةِ اَذْكُرْكُمْ بِإِنْزَالِ الرَّحْمَةِ

تم غفلت کے زمانے میں مجھے یاد کرو، میں رحمت کا نزول کر کے تمہیں یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي بِخِدْمَتِي اَذْكُرْكُمْ بِنِعْمَتِي

تم خدمت کے ذریعے مجھے یاد کرو، میں نعمتیں عطا کر کے تمہیں یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي بِالتَّوْحِيْدِ اَذْكُرْكُمْ بِالتَّائِيْدِ

تم توحید کے ذریعے مجھے یاد کرو میں پروردگار تائید کے ذریعے تمہیں یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي بِالشُّكْرِ اَذْكُرْكُمْ بِالْمَزِيْدِ

تم شکر کے ذریعے مجھے یاد کرو، میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں دے کر یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي بِالْمَحَبَّةِ اَذْكُرْكُمْ بِالْقُرْبَةِ

تم محبت سے مجھے یاد کرو، میں قرب عطا کر کے تمہیں یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي بِالْخَوْفِ اَذْكُرْكُمْ بِالْاَمَانِ

تم خوف کی حالت میں مجھے یاد کرو، میں امن دے کر تمہیں یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي بِالرَّجَاءِ اَذْكُرْكُمْ بِالْعَطَاءِ

تم امید کے ساتھ مجھے یاد کرو، میں اپنی رضا دے کر تمہیں یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي بِالْمَعْذِرَةِ اَذْكُرْكُمْ بِالْمَغْفِرَةِ

تم معذرت کر کے مجھے یاد کرو، میں پروردگار مغفرت کر کے تمہیں یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي بِالسُّؤَالِ اَذْكُرْكُمْ بِالْعَطَاءِ

تم سوال کر کے مجھے یاد کرو، میں عطا کر کے تمہیں یاد کروں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اُذْكُرُوْنِي بِالدُّعَاءِ أَذْكُرْكُمْ بِالْإِجَابَةِ

تم دعا کے ذریعے مجھے یاد کرو میں قبول کر کے تمہیں یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي بِالْوَفَاءِ أَذْكُرْكُمْ بِالْجَزَاءِ

تم وفا کر کے مجھے یاد کرو، میں بدلہ دے کر تمہیں یاد کروں گا۔

اُذْكُرُوْنِي فِي كُلِّ حَالٍ أَذْكُرْكُمْ بِتَوْفِيْقِ الْأَعْمَالِ

تم ہر حال میں مجھے یاد کرو، میں اعمال کی توفیق دے کر تمہیں یاد کروں گا۔ نئے نئے اعمال کی توفیقیں دیتا رہوں گا، تمہارے لیے نیکی کرنی آسان ہو جائے گی۔

ذاکر دل کو کبھی موت نہیں آتی:

آج وقت ہے کہ ہم اللہ کا ذکر کر کے اپنے دلوں کو زندہ کر لیں۔ جب اللہ کا بندہ ذکر کرتے کرتے اپنے دل کو زندہ کر لیتا ہے تو پھر دل کو موت نہیں آتی۔ جسم پہ موت آجاتی ہے، دل پہ موت نہیں آتی۔

☆...... چنانچہ ہمارے سلسلہ عالیہ کے ایک بزرگ تھے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مدینہ طیبہ میں ان کی وفات ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب آتے ہیں اور آ کر ان کے جسم کے ساتھ سٹیتھوسکوپ لگاتے ہیں۔ تو ان کو لگتا ہے کہ دل چل رہا ہے، وہ کہتے ہیں کہ نہیں ابھی ان کی وفات کی تصدیق میں نہیں کرتا۔ نو گھنٹے ڈاکٹر صاحب نے حضرت کو اسی طرح لٹائے رکھا اور نہلانے نہیں دیا۔ نو گھنٹے کے بعد حضرت کے ایک خلیفہ تھے، وہ وہاں پہنچے اور انہوں نے پھر ڈاکٹروں سے بات کی اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب! جس قلب نے ہزاروں قلوب کو زندہ کیا، اس قلب کو کیسے موت آسکتی ہے۔ پھر جا کر نہلایا گیا اور اسی کیفیت کے ساتھ دفنایا گیا۔

☆...... ہم نے اپنی زندگی میں کئی ایسے واقعات دیکھے۔ ان میں سے ایک واقعہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے بہت پیارے بھائی ظہیر احمد صاحب، جو یہاں کے ماشاء اللہ ابتداء میں ذمہ دار تھے۔ ان کا ایکسیڈینٹ ہوا، جیسے ہی یہ ہوا تو دماغ کے اوپر چوٹ لگی، ڈاکٹروں کے حساب سے اسی وقت وفات ہو چکی تھی، اس کو برین سٹنٹ کہتے ہیں، مگر دل چلتا تھا۔ چنانچہ ساتھ والے ان کو ہسپتال لے گئے، ہمیں فون کیا تو ایک ڈیڑھ گھنٹے میں ہم بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب بھی سٹیتھو سکوپ لگائیں دل کی حرکت محسوس ہو رہی ہوتی۔ آئی سی یو میں ٹریٹمنٹ چلتا رہا۔ شام کو ہم نے ایک سپیشلسٹ کو بلایا جو برین سپیشلسٹ (دماغ کا ڈاکٹر) تھا، اس نے سٹی سکین کروا کر مجھے دکھایا کہ جی ان کا یہ دماغ ہے اور ایکسیڈینٹ میں چوٹ سیدھی دماغ پر لگی تو دماغ اندر سے بالکل ہل گیا ہے۔ جسم کے ساتھ اس کے کنکشن ختم ہو گئے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں برین کا ختم ہو جانا۔ اس نے کہا جی برین سسٹم ڈیڈ ہو چکا ہے اس لیے ان کی وفات ہو چکی ہے۔ باقی ڈاکٹر آئے، وہ آ کے دیکھیں کہ جسم بھی ماشاء اللہ نرم اور گرم اور ادھر سے جب دل پر سٹیتھو سکوپ رکھیں تو آواز بھی آئے، وہ کہیں جی ابھی زندہ ہیں۔ تین دن ہسپتال والوں نے ان کو لٹائے رکھا، تیسرے دن جا کر پھر میں نے بڑے ڈاکٹر سے کہا کہ آپ اپنے سارے ڈاکٹروں کو بلا لیں۔ چنانچہ کوئی دس بارہ ڈاکٹر اکٹھے ہو گئے، پھر ان کے سامنے میں نے یہ کہا کہ یہ آپ کی زندگی کا ایک نیا تجربہ ہے، آپ ان کو مزید اس بستر پر نہ لٹائیں، بلکہ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم ان کو لے جائیں وہ کہیں کہ جی ابھی بھی سٹیتھو سکوپ لگائیں تو لگتا ہے کہ دل چل رہا ہے۔ تو میں نے کہا کہ اب اللہ نے جس بندے کا دل چلا دیا اب اس کا دل موت نہیں روک سکتی، یہ ہمیشہ چلتا ہی رہے گا۔ جب ان کو یہ بات سمجھائی تو تب ڈاکٹر نے دستخط کیے اور ہم نے ان کو وہاں سے لیا اور نہلا دھلا کر ان کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ آج کے دور میں بھی جو بندہ محنت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور کرتے ہیں، دل کو زندہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائے کہ ہم بھی اللہ کی یاد کرنے والے بن جائیں تاکہ غفلت سے بچ کر اللہ کے مقرب بندوں میں شامل ہو جائیں۔ کہنے والے نے کیا اچھی بات کہی:

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تا دمِ آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ
لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مناجات

دلِ مغموم کو مسرور کر دے
دلِ بے نور کو پرنور کر دے
فروزاں دل میں شمعِ طور کر دے
یہ گوشہ نور سے معمور کر دے
مرا ظاہر سنور جائے الٰہی
مرے باطن کی ظلمت دور کر دے
مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کر دے
نہ دل مائل ہو میرا ان کی جانب
جنہیں تیری ادا مغرور کر دے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا اس کو بے مقدور کر دے

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾

(التحریم:۸)

سچی توبہ

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 8 جولائی 2011ء بروز جمعہ ۷ شعبان ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خصوصی تربیتی مجالس برائے علماء و طلباء (بعد نماز مغرب)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں۔ آج کی یہ مجلس باطنی غسل کی مجلس ہے۔ جیسے بندہ نہا لیتا ہے تو پسینہ میل ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح سچی توبہ سے انسان کے گناہوں کا تمام میل کچیل ختم ہو جاتا ہے۔ بس اتنا یاد رکھیں آج کی اس مجلس میں ہم نے تمام گناہوں سے سچی توبہ کرنی ہے۔ اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ ایک تو پچھلی ساری فائلیں جو کھلی ہوئی تھی کلوز ہو جائیں گی۔ ڈیلیٹ کی کمانڈ لگ جائے گی ساری فائلیں ڈیلیٹ...... تو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے! یہ ایک نئی زندگی کا آغاز ہوگا۔ سبحان اللہ!

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

سچی توبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (التحریم:۸)
وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ
﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ (البقرۃ:۲۲۲)
و قال رسول الله ﷺ
((اَلتَّائِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ))
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

فرمانِ الٰہی:

اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (التحریم:۸)

اے ایمان والو! اے وہ لوگو! جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حضور کو ماننے کا اقرار کر چکے ہو۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مان کر چلنے کا عہد کر چکے ہو۔ تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو!

توبہ کے عنوان پر آپ نے درجنوں مرتبہ گفتگو سنی ہوگی آج بھی وہی عنوان

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ مگر توبہ کی بات سن کر یہ مت سوچیں کہ اس بات کا ہمیں پہلے سے پتہ تھا، اس بات کو بار بار سننے سے دل کے اوپر ایک تاثیر ہوتی ہے۔ آپ روزانہ روٹی کھاتے ہیں تو کبھی آپ نے سوچا کہ آج پھر روٹی آ گئی؟ بھئی! روزانہ روٹی فائدہ دیتی ہے، یہ بدن کی غذا ہے۔ اسی طرح اس عنوان کو بار بار سننا ہماری روح کی غذا ہے۔

اور پھر قبولیت کا ایک وقت ہوتا ہے جس میں اللہ کی طرف سے ایسی رحمت نکلتی ہے کہ بندے کو سچی توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ تو اس لیے اس عنوان کو بہت توجہ کے ساتھ دل کے کانوں کے ساتھ سنیے۔

توبہ کے معنی:

توبہ کی اصل لغت میں اَلرُّجُوْعُ ہے۔ یُقَالُ تَابَ وَ اَتَابَ جس کا معنی ہوتا ہے رجوع کرنا۔

چنانچہ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوْبَةُ رُجُوْعٌ مِنَ الْاَفْعَالِ الْمَذْمُوْمَةِ اِلَى الْاَفْعَالِ الْمَحْمُوْدَةِ

کہ توبہ کہتے ہیں برے افعال کو چھوڑ کر اچھے افعال کی طرف رجوع کر لینا، لوٹ آنا، اس کو توبہ کہتے ہیں۔

توبہ اکابرین امت کی نظر میں:

امت کے اکابرین نے اس مضمون کو کھولنے کے لیے اپنے اپنے انداز سے اس کی تشریح کی ہے:

◉ چنانچہ بعض نے فرمایا:

اَلتَّوْبَةُ، اَلنَّدَمُ عَلٰى مَا فَاتَ وَاِصْلَاحُ مَا هُوَ اٰتٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

”توبہ کہتے ہیں جو گناہ ہو چکے اس پہ نادم ہونا اور جو آنے والا وقت ہے اس میں اپنے عملوں کی اصلاح کر لینا۔“

۞ بعض نے فرمایا:

اَلتَّوْبَةُ الْحَيَاءُ الْعَاصِمُ وَ الْبَاءُ الدَّائِمُ

توبہ یہ ہے کہ گنہگار اللہ رب العزت سے حیا کرے اور ہمیشہ کے لیے گناہ والی زندگی سے نیکی طرف لوٹ جائے۔

۞ بعض نے فرمایا:

اَلتَّوْبَةُ قَوْدُ النَّفْسِ اِلَى الطَّاعَةِ بِخِطَامِ الرَّغْبَةِ وَ رَدُّهَا الْمَعْصِيَةَ بِزِمَامِ الرَّهْبَةِ

توبہ کہتے ہیں کہ نفس کو اطاعت کی طرف رسی ڈال کے کھینچ لینا اور اللہ کے خوف کی نکیل ڈال کر اس کو گناہوں سے بچا لینا۔

۞ بعض بزرگوں نے فرمایا:

اَلتَّوْبَةُ ذَوَبَانُ الْحَشَا لِمَا سَبَقَ مِنَ الْخَطَايَا

جو گناہ پہلے کر چکے ہیں ان کے اثرات کو مٹا دینا، اس کا نام توبہ ہے۔

۞ بعض نے فرمایا:

اَلتَّوْبَةُ نَارٌ فِي الْكَبِدِ تَلْتَهِبُ وَ صَدْعٌ فِي الْقَلْبِ لَا يَنْشَعِبُ

”توبہ جگر میں لگی ہوئی ایک آگ ہے اور دل میں پڑی ہوئی ایک دراڑ کا نام ہے۔“

یعنی انسان کا جب دل ٹوٹتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ میں نے اپنے اللہ کی نافرمانی کی تو اس کے دل کی کیفیت کا نام توبہ ہے کہ مستقل ندامت کی آگ دل

www.besturdubooks.wordpress.com

میں جل رہی ہوتی ہے۔

⦿ بعض نے فرمایا:

اَلتَّوْبَةُ خَلْعُ لِبَاسِ الْجَفَاءِ وَ نَشْرُ بِسَاطِ الْوَفَاءِ

جفا کے لباس کو اتار دینا اور وفا کی بساط کو بچھا دینا اس کا نام توبہ ہے۔

⦿ البوشنجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَا ذَكَرْتَ ذَنْبَكَ فَلَمْ تَجِدْ لَهٗ حَلَاوَةً

توبہ یہ ہے کہ جو گناہ تو کرتا تھا اگر اس گناہ کو تو یاد کرے تو تجھے اس میں کوئی حلاوت محسوس نہ ہو، کوئی مزا کوئی لطف اس کو محسوس نہ ہو۔ جب یہ کیفیت ہو اس کا مطلب یہ ہے اب اس گناہ سے سچی توبہ ہو چکی ہے۔

⦿ بعض بزرگوں نے کہا:

اَلتَّوْبَةُ اِسْتِشْعَارُ الرَّجُلِ اِلَى الْاَجَلِ

کہ بندے کو موت کا شعور حاصل ہو جانا، اس کا نام توبہ ہے۔

⦿ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ کی حقیقت یہ ہے:

﴿حَتّٰی اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ (التوبۃ:۱۱۸)

"زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو جائے"

کہ تین صحابہ رضی اللہ عنہم جن پر ایک امتحان آ گیا تھا۔ جن کا تذکرہ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا اور ان کی کیفیت بیان فرمائی کہ ان کا حال یہ تھا کہ زمین اپنی فراخی کے باوجود ان کے لیے تنگ ہو چکی تھی اور اپنی جان بھی تنگ ہو چکی تھی۔

﴿وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ﴾ (التوبۃ:۱۱۸)

"اور ان کا یہ گمان تھا اللہ کے سوا کوئی ملجا اور ماوی نہیں۔"

فرماتے ہیں کہ جس بندے کی یہ کیفیت ہو اس بندے کی توبہ سچی توبہ ہوگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◉ بعض نے فرمایا:

اَلتَّوْبَةُ اَنْ يَّعْلَمَ الْعَبْدُ جُرْأَتَهٗ عَلَى اللّٰهِ وَ يَرٰى حِلْمَ اللّٰهِ عَنْهُ

''توبہ یہ کہ بندے نے گناہوں کے ذریعے جو جرأت کی اس کا پتہ چل جائے اور یہ بھی پتہ چل جائے کہ اللہ کتنا حلیم ہے''

کہ وہ ایسی ذات ہے جس نے اس کے گناہوں کے باوجود ابھی پکڑا نہیں ہے۔

◉ چنانچہ ابوالحجاج الاقصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ یہ ہے:

حَقِيْقَةُ التَّوْبَةِ الذَّهَابُ اِلَى الْمَلِكِ الْوَهَّابِ

بہت مختصر لفظوں میں انہوں نے بات سمجھائی کہ توبہ کیا ہے؟ وہاب ذات (اللہ تعالیٰ) کی طرف جانا۔ جیسے قرآن میں فرمایا:

﴿اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ﴾ (الصّٰفّٰت:۹۹)

تو اس کیفیت کا نام توبہ ہے کہ انسان ہر گناہ سے اپنا تعلق توڑ لے اور اپنے مولیٰ سے اپنا تعلق جوڑ لے۔

توبہ کی تین کیفیتیں

جو بندہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اس کے دل کی کیفیت تین طرح کی ہوتی ہے۔

❶ تائب

ایک توبہ کہ

مَنْ رَجَعَ عَنِ الْمُخَالِفَاتِ خَوْفًا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ فَهُوَ تَائِبٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو بعد میں عذاب کا ڈر ہوتا ہے کہ ایک تو دنیا میں مجھے عذاب ملے گا اور آخرت میں اس سے بھی بڑا عذاب ملے گا:

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ﴾ (القلم:۳۳)

تو عذاب کے ڈر سے، سزا کے ڈر سے وہ گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ ایسے بندے کو تائب کہتے ہیں۔

❷ منیب

اور اگر اس بندے نے گناہ کو چھوڑا اللہ کے حیا کی وجہ سے کہ اللہ مجھے دیکھتا ہے، مالک دیکھ رہا ہے تو میں اس کے سامنے ایسی حرکت کیسے کروں؟ تو اس کا نام "منیب" ہے۔

مَنْ رَجَعَ حَيَاءً مِنْ نَظَرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَهُوَ مُنِيْبٌ

❸ اوّاب

اور دل کی ایک تیسری کیفیت ہوتی ہے کہ جس میں انسان اللہ کی عظمت اور جلالتِ شان کی وجہ سے اس کی نافرمانی نہیں کرتا:

مَنْ رَجَعَ تَعْظِيْمًا لِجَلَالِهٖ فَهُوَ اَوَّابٌ

"جو لوٹ آیا اللہ کی جلالتِ شان کی تعظیم کی وجہ سے وہ اوّاب ہے"

ایسا بندہ اوّاب کہلاتا ہے۔

اور انبیائے کرام کے لیے یہ اوّاب کا لفظ استعمال کیا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ﴾ (ص:۴۴)

اور اوّاب کا رتبہ سب سے اونچا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کے تین درجے

توبہ کے تین درجے ہوتے ہیں، تین حصے ہوتے ہیں:

پہلا درجہ:

عِلْمٌ بِضَرَرِ الذُّنُوْبِ

کہ انسان کو گناہوں کے ضرر کا علم ہو جائے کہ گناہوں کے نقصانات کتنے ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا عالم وہ ہے جس کے اوپر گناہوں کی مضرتیں زیادہ کھل جائیں۔ جب گناہوں کی مضرتیں زیادہ کھل جائیں گی تو وہ گناہوں سے بچ بھی جائے گا۔

تو پہلا درجہ یہ کہ ایسا علم حاصل ہو جائے کہ میں جو گناہ کر رہا ہوں مجھے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اس کا نقصان کتنا ہے۔

دوسرا درجہ:

دوسرا درجہ ہے:

اَلنَّدَمُ عَلٰی تَضْیِیْعِ حَقِّ اللّٰہِ تَعَالٰی

کہ اللہ کا جو اس نے حق ضائع کیا، اس پر ندامت ہو

اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کے بندے اس کی فرمانبرداری کریں۔ یہ جو اللہ کا حق ضائع کیا، اس کے اوپر ندامت ہو۔

تیسرا درجہ:

اور تیسرا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

عَمَلٌ فِي الْإِصْلَاحِ

انسان اپنی اصلاح کے لیے عمل پیرا ہو جائے۔

توبہ کی تین شرائط

بعض علما نے توبہ کی تین شرائط یہ لکھی ہیں:

(۱) اِجْتِنَابٌ مِنَ الْمَحَارِمِ

گناہوں سے اجتناب کرنا

(۲) وَ رَدُّ الْمَظَالِمِ

اور جو لوگوں کے حقوق ہیں ان کو واپس کرنا۔

(۳) وَ النِّيَّةُ أَنْ لَا يَعُوْدَ

اور دل میں یہ نیت ہو کہ آج کے بعد پھر میں نے یہ گناہ نہیں کرنا۔

توبہ کا تعلق تین زمانوں سے:

بعض نے فرمایا کہ توبہ کا تعلق تین زمانوں سے ہے۔ ماضی سے، حال سے اور مستقبل سے۔

اَلنَّدَمُ عَلٰى مَا مَضٰى

کہ ماضی میں جو گزر چکا اس کے اوپر ندامت کا ہونا۔

اَلْإِقْلَاعُ فِي الْحَالِ

حال کے زمانے میں ان گناہوں کو چھوڑ دینا۔

اَلْعَزْمُ أَنْ لَّا يَعُوْدَ فِي الْمُسْتَقْبِلِ

www.besturdubooks.wordpress.com

اور یہ نیت کہ مستقبل میں اس کی طرف نہیں لوٹنا۔

تو توبہ کا تعلق ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کے ساتھ ہے۔

توبہ میں نیت کی درستگی:

توبہ کا لب لباب یہ ہے کہ انسان اللہ کی ناراضگی سے بچنے کے لیے گناہ کو چھوڑ دے۔ اور اگر گناہوں کے چھوڑنے کا سبب کچھ اور ہے تو وہ توبہ، توبہ ہی نہیں۔ مثال کے طور پر ایک آدمی اس لیے زنا کو چھوڑتا ہے کہ مال بہت ضائع ہوتا ہے، یا اس لیے چھوڑتا ہے کہ جی بدنامی ہوجائے گی، یا اس لیے چھوڑتا ہے کہ اس میں زنا کرنے کی قوت ہی نہیں رہی، تو ایسی توبہ، توبہ نہیں کہلاتی۔ گناہ کے کام کو چھوڑنا فقط اللہ کو راضی کرنے کے لیے، یہ توبہ ہے۔

اس لیے نیت کی درستگی کی اس میں بہت ضرورت ہے۔ کئی لوگ جوا چھوڑ دیتے ہیں کہ جی بہت ہار چکے ہیں، اب ہم نے جوا چھوڑ دیا، تو یہ توبہ نہیں ہے۔ یا کوئی یہ کہے، او جی! بڑے بھائی! بڑے ناراض ہوتے ہیں کہ تم جوا کیوں کھیلتے ہو؟ تو بڑے بھائی کی وجہ سے چھوڑ دینا توبہ نہیں کہلاتا۔

تو یہ بات ذہن میں رکھیں کہ گناہ کو چھوڑنا اللہ رب العزت کی رضا کی نیت سے، اس کی ناراضگی سے بچنے کے لیے، یہ توبہ ہے۔

عقیدے کی توبہ:

سب سے پہلے عقیدہ ہے۔ انسان کو عقیدے کے بارے میں بدعات سے توبہ کرنی چاہیے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ سالک کو پہلا کام یہ کرنا چاہیے کہ اپنا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقائد

www.besturdubooks.wordpress.com

کے مطابق بنائے۔ یہ ذہن میں رکھیں کہ عقیدے کی توبہ اعمال کی توبہ پر فضیلت رکھتی ہے اور اس کی طرف بندے کا دھیان ہی نہیں ہوتا۔ اسی لیے بہت ساری بدعات کے مرتکب ہوتے ہیں، رسومات کو ہوتا دیکھ رہے ہوتے ہیں اور توجہ ہی نہیں ہوتی کہ یہ کام درست نہیں۔ علما نے لکھا ہے کہ

اِنَّ الْمُبْتَدِعَ لَا یَرْجِعُ

جو بدعتی ہوتا ہے اس کا لوٹنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

اس لیے کہ وہ اس کو عبادت سمجھ کر کر رہا ہوتا ہے۔

بدعت کی ایک پہچان یہ کہ بدعت علاقائی ہوتی ہے اور سنت آفاقی ہوتی ہے۔ جب بھی آپ اس پیمانے پر تولیں گے، آپ کو پتہ چل جائے گا کہ یہ بدعت ہے۔ بدعت علاقائی ہوتی ہے اور سنت آفاقی ہوتی ہے۔ پوری دنیا میں جہاں جائیں گے سنت ایک ہی ہوگی۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم ان بدعات سے جو عقیدے کے متعلق ہیں ان سے توبہ کریں اور ہمارے اکابر علمائے دیوبند جو اہل سنت والجماعت کے صحیح نمائندے تھے۔ ان کے مطابق اپنے عقیدے کو بنائیں۔

اعمال کی توبہ:

عقیدے کے بعد دوسرا نمبر اعمال کا آتا ہے کہ اپنے اعمال کو درست کیا جائے۔ اس سلسلے میں جو انسانوں کے حقوق ضائع کیے یا غصب کیے ہیں ان کو واپس کرے۔ توبہ کا یہ مطلب نہیں کہ اب اگر کسی بندے سے دھوکے سے پیسے لیے تھے تو معاف ہو گئے۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

رَدُّ دِرْهَمٍ اِلٰی رَبِّهٖ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ سَبْعِيْنَ صَلَاةٍ مَقْبُوْلَةٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

کسی بندے کا ایک درھم اس کو واپس کرنا ستر مقبول نمازوں سے زیادہ بہتر ہے:

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حَضْرَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى مُحَرَّمٌ دُخُوْلُهَا عَلٰى كُلِّ مَنْ عَلَيْهِ تَبِعَةٌ لِلْآدَمِيِّيْنَ مِنْ مَالٍ أَوْ عِرْضٍ أَوْ دَمٍ

جس کے اوپر انسانوں کے حقوق ہوں جو اس نے خلافِ شرع طریقے سے مارے ہوتے ہیں جب تک وہ ان کو ادا نہیں کرے گا، اللہ کے حضور اس کو داخل ہی نہیں ہو سکتا۔

ایک ناحق کھجور سے درجہ ابدال میں رکاوٹ:

چنانچہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس میں گیا اور میں صف کے اندر لپیٹ کے سو گیا۔ سردی تھی، کمبل پاس نہیں تھا، تو صف کے ایک طرف سویا، لپیٹنا شروع ہوا تو میرے بدن پر صف لپٹ گئی اور میں سردی سے بچ گیا۔ فرماتے ہیں: رات کا وقت ہوا تو میں نے دیکھا کہ منور چہروں والے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو شروع کی اور ایسے لگتا تھا کہ جیسے ملائکہ ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: یہاں کوئی اجنبی محسوس ہوتا ہے۔ دوسرے نے کہا: ہاں وہ ادھم کا بچہ پڑا ہوا ہے اور اس کو ولایت کا درجہ کیسے مل سکتا ہے جب کہ اس نے فلاں بندے کی کھجور بغیر اجازت کے کھائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے فوراً یاد آ گیا کہ چند دن پہلے میں نے کسی دکاندار سے کھجوریں خریدی تھیں، جب لے کر چلنے لگا تو ایک کھجور نیچے گری نظر آئی، اور میں نے از خود سوچ لیا کہ یہ میری کھجوروں میں سے گری ہے تو میں نے وہ اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ حقیقت میں وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دکاندار کی گری پڑی تھی، اس کھجور کے کھانے کی وجہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ولایت کا درجہ ملنے سے رکا ہوا تھا۔ پھر وہ چلے گئے صبح ہوئی تو میں نے جا کر اس دکاندار کو وہ کھجور واپس کی تب مجھے اللہ نے ابدال کا رتبہ عطا فرما دیا۔

حقوق العباد کی اہمیت:

لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی اتنی اہمیت ہے کہ توبہ قبول نہیں ہوگی جب تک لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرے گا۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے بے وضو آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کہے کہ جی میں نے ظہر کی بارہ رکعت پڑھی ہیں لیکن وضو نہیں کیا تھا۔ تو اسے کہیں گے بھئی! آپ کی بارہ رکعتیں اللہ کے ہاں قبول نہیں ہیں کیونکہ آپ نے بغیر وضو کے پڑھی ہیں۔ جس طرح نماز کے لیے وضو شرط ہے، توبہ کی قبولیت کے لیے بندوں کے حقوق کا ادا کرنا یہ شرط ہے۔

اہلِ حق فوت ہو جائیں تو......!

ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن کے حقوق دبائے وہ فوت ہو گئے تو یا تو اس کے وارثوں کو وہ حق ادا کرے، یا ان سے معافی مانگے اور اگر ایسی صورت نہیں تو ان کی طرف سے اللہ کے راستے میں وہ مال خرچ کرے تا کہ اس کا ثواب قیامت کے دن حق والوں کو مل جائے۔ جن لوگوں کی غیبت کی ان کے بارے میں استغفار کرے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

كَفَّارَةُ مَنِ اغْتَبْتَهُ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُ

جن کی تم نے غیبت کی اس کا کفارہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے استغفار کرو! یہ استغفار اس کا کفارہ بن جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر توبہ کرنا مشکل ہو:

کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان توبہ کرنا چاہتا ہے لیکن اس کے لیے توبہ کرنی مشکل ہوتی ہے، اور وہ آکر پوچھتا بھی ہے کہ جی میں توبہ کرنا چاہتا ہوں مگر مشکل کام ہے۔ ہمارے بزرگوں نے فرمایا: جس بندے کے لیے توبہ کرنی مشکل ہو اس کو چاہیے کہ وہ یہ لفظ بار بار پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ بِحَقِّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اگر وہ یہ جملہ بار بار پڑھے گا۔ اللہ رب العزت اس کو توبہ کی جلدی توفیق عطا فرما دیں گے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے توبہ:

سیدنا آدم علیہ السلام نے توبہ کرنی تھی تو انہوں نے نبی ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگی، حدیث پاک میں آتا ہے کہ انہوں نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ

''انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمالیا''

• پھر انہوں نے کہا:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (الاعراف: ۲۳)

ایک اور نکتہ حدیث مبارکہ سے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ وَا ذُنُوْبَاهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

ایک شخص نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ کہہ رہا تھا: ہائے میرے گناہ! اس نے دو تین دفعہ یہ ریپیٹ کیا: ہائے میرے گناہو! ہائے میرے گناہو!

وَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ

نبی ﷺ نے اس بندے سے یہ فرمایا کہ یہ الفاظ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَ رَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ

جب اس نے پڑھ لیا:

ثُمَّ قَالَ لَهُ اَعِدْ

نبی علیہ السلام نے فرمایا: پھر لوٹاؤ! (پھر پڑھو)

فَاَعَادَ اس نے پھر یہ دعا دہرائی

ثُمَّ قَالَ لَهُ اَعِدْ، فَاَعَادَ

آپ نے پھر تیسری مرتبہ ریپیٹ کرنے کا حکم فرمایا، اس نے تیسری مرتبہ پھر وہی فقرہ پڑھا۔

پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا:

قُمْ قَدْ غَفَرَ لَكَ اللّٰهُ

کھڑے ہو جاؤ! اللہ نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا۔

اب یہ تو حدیث مبارکہ میں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا عمل ہے۔ تو اس دعا کو ہمیں یاد کر کے خلوت میں جلوت میں اللہ تعالیٰ سے خوب اس دعا کو مانگنا چاہیے۔

توبہ کی برکت سے ظالم سے نجات:

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کئی مرتبہ انسان محسوس کرتا ہے کہ اس کے پیچھے

www.besturdubooks.wordpress.com

حاسد پڑ گئے ہیں یا کوئی ظالم مسلط ہو گیا ہے تو ایسی صورت حال میں انسان پریشان ہوتا ہے۔ تو اس کے لیے فرمایا:

اِذَا تَسَلَّطَ عَلَيْهِ اَحَدٌ

جب کسی پر کوئی مسلط ہو جائے تو وہ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبَ الَّذِيْ سَلَّطْتَ بِهٖ عَلَيَّ هٰذَا

اللہ! میرے اس گناہ کو معاف کر دے، جس کی وجہ سے آپ نے اس کو میرے اوپر مسلط فرما دیا۔

تو اس گناہ کی معافی مانگنے سے اللہ رب العزت ظالم سے نجات عطا فرما دیں گے۔

سنیے!

رُوِيَ اَنَّ مُوْسٰى سَاَلَهٗ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ اَنْ يَّسْتَسْقِيَ لَهُمْ

موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لوگوں نے کہا: حضرت! پینے کو پانی نہیں ہے تو پانی کے لیے کچھ انتظام ہو جائے۔

فَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ”اللہ! ہماری مغفرت کر دے“

فَقَالُوْا سَاَلْنَاكَ اَنْ تَسْتَسْقِيَ لَنَا فَطَلَبْتَ الْمَغْفِرَةَ

تو بنی اسرائیل والے کہنے لگے: اے موسیٰ! ہم نے آپ سے کہا کہ پانی کا انتظام کریں اور آپ نے اللہ سے مغفرت مانگنی شروع کر دی۔

فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى قُلْ لَهُمْ

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ! ان کو بتا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیجیے:

اِذَا غَفَرْتُ لِعِبَادِیْ اَصْلَحْتُ لَھُمْ دِیْنَھُمْ وَ دُنْیَاھُمْ

جب میں بندے کی مغفرت کرتا ہوں اس کے دین کو بھی اور اس کی دنیا کو بھی سنوار دیا کرتا ہوں۔

تو اگر ہم گناہوں سے سچی توبہ کر لیں گے تو پروردگار دنیا کی مصیبتوں سے بھی نجات عطا فرما دے گا۔

شیطان کی حسرت:

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا، کہنے لگا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اِنِّیْ اُذْنِبُ میں گناہ کرتا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: استغفر بھئی! استغفار کرو۔

قَالَ اَسْتَغْفِرُ وَ اَعُوْدُ

اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! میں استغفار بھی کرتا ہوں اور پھر گناہ کر لیتا ہوں۔

قَالَ وَ اِذَا عُدْتَ فَاسْتَغْفِرْ

کہا کہ اگر تو نے پھر گناہ کیا پھر استغفار کر

قَالَ وَ اَسْتَغْفِرُ وَ اَعُوْدُ

اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! استغفار کرتا ہوں اور پھر گناہ کر بیٹھتا ہوں۔

قَالَ اِذَا عُدْتَ فِی الثَّالِثَۃِ وَ الرَّابِعَۃِ حَتّٰی یَکُوْنَ الشَّیْطَانُ ھُوَ الْمَحْسُوْرُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر پھر گناہ ہو گیا، تیسری مرتبہ استغفار کرو، چوتھی مرتبہ استغفار کرو حتیٰ کہ شیطان کو حسرت ہو کہ اس بندے سے میں نے گناہ کیوں کروایا۔

یہ تو بہ کیے بغیر چین ہی نہیں لیتا۔

نوجوان بچے متوجہ ہوں! یہ نہیں کہ جی ہم گناہ تو کر بیٹھتے ہیں، اب ہم تو بہ کیسے کریں؟ ناں ناں! یہ شیطان کا داؤ ہے۔ حدیث مبارکہ سے پتہ چل رہا ہے کہ جتنی بار گناہ ہوا ہے اتنی بار توبہ..... بار بار توبہ..... اگر شیطان گناہ کروانے سے باز نہیں آتا تو ہم توبہ کرنے سے باز کیوں آجائیں؟ بھئی! اللہ رب العزت جب توبہ کے قبول کرنے سے نہیں تھکتے تو بندہ توبہ کرنے سے کیوں تھک جاتا ہے۔ اس لیے جب گناہ سرزد ہو تو اس کا حل یہی ہے کہ اسی وقت توبہ کی جائے۔

عفوِ الٰہی بندے کے گناہوں سے زیادہ ہے:

حبیب بن حارث ایک صحابی تھے۔ ان کے بارے میں حدیث پاک میں آتا ہے:

جَاءَ حَبِيْبُ بْنُ الْحَارِثِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ

وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّيْ رَجُلٌ مِقْرَافٌ

کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! میں بہت گناہ گار بندہ ہوں۔

فَقَالَ تُبْ إِلَى اللّٰهِ يَا حَبِيْبُ

اے حبیب! اللہ کے سامنے توبہ کرو۔

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّيْ أَتُوْبُ ثُمَّ أَعُوْدُ

انہوں نے کہا: اللہ کے حبیب! میں توبہ بھی کرتا ہوں اور پھر گناہ کر بیٹھتا ہوں۔

قَالَ فَكُلَّمَا أَذْنَبْتَ فَتُبْ

نبی ﷺ نے فرمایا: جب بھی تو گناہ کرے تو توبہ کرلے

www.besturdubooks.wordpress.com

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذًا تَكْثُرُ ذُنُوْبِيْ

عرض کیا اے اللہ کے حبیب ﷺ! اگر میرے گناہ بہت زیادہ ہوں، بار بار ہوں

قَالَ عَفْوُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَكْثَرُ مِنْ ذُنُوْبِكَ يَا حَبِيْبُ

نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا: اے حبیب! اللہ کا عفو تیرے گناہوں سے زیادہ ہے۔

یہاں سے ایک نکتہ ملا کہ جتنے بھی گناہ ہوں اللہ کا عفو اور درگزر اس سے بھی زیادہ بڑا ہے، لہٰذا توبہ ضرور کرنی چاہیے۔

گناہ چھوڑانے توبہ

چنانچہ تورات میں یہ بات لکھی ہوئی تھی۔ حمید الاعرج نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یہ حدیث قدسی ہے:

يَا وَيْحَ ابْنَ آدَمَ يَعْمَلُ بِالْخَطِيْئَةِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرُ لَهٗ

”اے ابن آدم! تیرا ناس ہو، تو گناہ کرتا ہے اور مجھ سے معافی مانگتا ہے، میں معاف کر دیتا ہوں“

ثُمَّ يَعُوْدُ لَهَا فَيَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرُ لَهٗ

پھر گناہ کرتا ہے پھر مجھ سے استغفار کرتا ہے میں پھر معاف کر دیتا ہوں۔

ثُمَّ يَعُوْدُ لَهَا فَيَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرُ لَهٗ

پھر گناہ کر لیا، پھر استغفار کرتا ہے، پھر میں معاف کر دیتا ہوں۔

يَا وَيْحَ ابْنَ آدَمَ لَا يُرِيْدُ تَرْكَ عَمَلٍ بِالْخَطِيْئَةِ وَلَا يَيْأَسُ مِنْ رَحْمَتِيْ

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ تو یہ گناہ کا کام چھوڑتا ہے، نہ یہ میری رحمت سے مایوس ہوتا ہے۔

فَقَدْ غَفَرْتُ لَهٗ فَقَدْ غَفَرْتُ لَهٗ فَقَدْ غَفَرْتُ لَهٗ

چونکہ یہ میری رحمت سے مایوس نہیں ہوتا، پس میں نے اس کے گناہ کو معاف کر دیا، معاف کر دیا، میں نے معاف کر دیا۔ اللہ اکبر کبیرا

بندے کی توبہ پر اللہ کی خوشی:

اسی لیے جو بندہ گناہ سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی توبہ پر بہت خوشی ہوتی ہے۔ سنیے! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عظیم الشان:

اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنَ الضَّالِّ اِذَا وَجَدَ

''اللہ کو مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جس کا گمشدہ بچہ اسے مل جائے''

جب کسی کا بیٹا گم ہو جائے پھر اس کو مل جائے تو اسے کتنی خوشی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ باپ کو بیٹے کے مل جانے پر اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی توبہ کرنے والے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کو خوشی ہوتی ہے۔

وَالْعَقِيْمِ اِذَا وَلَدَ

اور فرمایا کہ بانجھ عورت کو اگر اس کے بیٹا ہو جائے تو اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے کی توبہ پر خوشی ہوتی ہے۔

وَالظَّمْاٰنِ اِذَا وَرَدَ

اور پیاسے بندے کو شدت کی گرمی میں اگر ٹھنڈا پانی مل جائے تو اس کو اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی توبہ کرنے پر پروردگار کو خوشی ہوتی ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر دن میں سو مرتبہ توبہ کرنا:

اس لیے حدیث مبارکہ میں ہے:

((یَا اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ فِی الْیَوْمِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ)) ۔

"اے انسانو! اللہ کے سامنے توبہ کرو میں خود بھی ہر دن میں اللہ کے سامنے سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں"

یعنی جب سو مرتبہ استغفار کیا تو ہر استغفار پر توبہ ہے، تو ہم بھی استغفار کی تسبیح اس طرح کریں کہ ہر استغفار پہ نیت ہو کہ اللہ میں توبہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِہٖ ثُمَّ تَابَ اِلَی اللّٰہِ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ))

کہ جب بندہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، اللہ اس پر اپنی رحمت کا معاملہ فرما دیتے ہیں۔

نوجوان توبہ کرنے والا اللہ کا پسندیدہ:

ایک حدیث پاک میں ہے:

مَا مِنْ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ شَابٍّ تَائِبٍ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نوجوان توبہ کرنے والے سے زیادہ اور کوئی پسندیدہ بندہ ہے ہی نہیں کہ نوجوان ہو اور پھر سچی توبہ کرے۔

توبہ کرنے والا اللہ کا دوست:

اس لیے ایک بزرگ تھے وہ کہتے تھے کہ میں بڑی توبہ کرتا تھا مگر مجھے کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

آثار آگے سے قبولیت کے نہیں ملتے تھے۔ تو میں نے کہا کہ اللہ! میں اتنے سال توبہ کر رہا ہوں آپ کی طرف سے کوئی قبولیت کی نشانی ہی نہیں نظر آ رہی۔ تو جواب میں فرمایا کہ تمہیں پتہ ہے کہ تم کیا مانگتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ معافی مانگتا ہوں۔ فرمایا:

اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ

توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔

تم مجھ سے میری دوستی مانگ رہے ہو تو یہ کوئی چھوٹی بات تو نہیں ہے۔ اللہ رب العزت توبہ کرنے والے کو اپنا دوست بنالیتے ہے۔

نوجوان توبہ کرنے والے پر اللہ کی رحمت کا سایہ

مشہور واقعہ ہے:

اِنَّ قَصَابًا وَلِعَ بِجَارِیَۃٍ لِبَعْضِ جِیْرَانِہٖ

ایک قصاب تھا، ہمسائے کی ایک باندی کے ساتھ اس کا دل اٹک گیا۔

فَاَرْسَلَ اَھْلُھَا اِلٰی حَاجَۃٍ لَّھُمْ فِیْ قَرْیَۃٍ اُخْرٰی فَتَبِعَھَا فَرَاوَدَھَا عَنْ نَفْسِھَا

اس باندی کو گھر والوں نے قریب کسی جگہ پر کام کے لیے بھیجا تو یہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا اور کہیں بیچ راستے پھسلانے لگا۔

فَقَالَتْ لَا تَفْعَلْ لَاَنَا اَشَدُّ حُبًّا لَّكَ مِنْكَ لِیْ وَلٰکِنِّیْ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ

اس لڑکی نے جواب دیا تم یہ کام مت کرو۔ جتنا محبت تمہیں مجھ سے ہے اس سے زیادہ محبت مجھے تم سے ہے۔ مگر میں اللہ سے ڈرتی ہوں۔

کہ تم جو یہ محبت کے گانے گا رہے ہو، "آئی لو یو" "آئی مس یو" اس نے کہا

کہ جتنی محبت تمہیں ہے اور اس سے زیادہ محبت مجھے تم سے ہے مگر میں اللہ سے ڈرتی ہوں۔

فَقَالَ اَنْتَ تَخَافِیْنَهٗ وَ اَنَا لَا اَخَافُهٗ

”کہنے لگا تم اللہ سے ڈرو اور میں نہ ڈروں“

وہ بھی اخلاص والی تھی، متقیہ تھی، پاک صاف تھی۔ اس کی اخلاص بھری بات کا یہ اثر ہوا کہ اس نوجوان کے دل پہ چوٹ پڑی اور وہ کہنے لگا۔ تم اللہ سے اتنا ڈرتی ہو تو میں اتنا کیوں نہ ڈروں؟

فَرَجَعَ تَائِبًا ”اس نے توبہ کرلی۔“

توبہ کرکے اس نے نیت کی کہ ایک علما کی بستی ہے میں وہاں جاتا ہوں اور وہاں جا کر علم حاصل کرتا ہوں اور نیک بن جاتا ہوں۔ وہ چل پڑا۔ راستے میں گرمی تھی اور بہت زیادہ لمبا سفر تھا، تو ایک بڑے میاں اس کو مل گئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم مل کر سفر کرتے ہیں۔ جب سفر کرنے لگے تو ایک بادل بھی ان کے ساتھ ساتھ چل پڑا جس نے ان پہ سایہ کیا ہوا تھا۔ اب وہ تین دن کا سفر تھا، تینوں دن وہ بڑے میاں سمجھتے رہے کہ اللہ نے میرے اوپر بادل کا سایہ کردیا اور نوجوان بھی سمجھتا رہا کہ واقعی بڑے میاں کی وجہ سے مجھے بادل کا سایہ نصیب ہو گیا۔ لیکن جب اس منزل پہ پہنچے جہاں دونوں نے جدا ہونا تھا تو بادل کا سایہ نوجوان کے ساتھ ہو گیا۔ پھر بڑے میاں پلٹ کر اس کی طرف آئے اور انہوں نے آ کر کہا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ بادل کا سایہ اللہ نے میرے اوپر کیا ہوا ہے لیکن بادل کا سایہ تمہارے سر پر تھا تو کونسا عمل تیرا اللہ کو پسند آ گیا ہے۔ جب پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرے پاس عمل تو کوئی نہیں البتہ میں نے ایک گناہ سے سچی توبہ کی نیت کرلی ہے۔ میرا پروردگار کتنا کریم ہے کہ جس نے اس دنیا کی گرمی

www.besturdubooks.wordpress.com

میں مجھے بادل کا سایہ عطا فرمایا۔ تو جب پروردگار دنیا میں بادل کا سایہ عطا فرماتا ہے تو وہ قیامت کے دن بھی ایسے بندے کو عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کسی کو ذات منصب و جمال عورت گناہ کی دعوت دے اور یہ جواب میں کہے کہ اِنِّی اَخَافُ اللّٰہَ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اس کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرما دیتے ہیں۔

چنانچہ وہ جو بزرگ تھے انہوں نے کہا:

اَلتَّائِبُ اِلَی اللّٰہِ بِمَکَانٍ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ بِمَکَانِہٖ

تائب کو اللہ کے ہاں وہ رتبہ ملتا ہے کہ باقی انسانوں کو وہ رتبہ نصیب نہیں ہوتا۔

توبہ کی دو قسمیں

توبہ کی دو قسمیں ہیں۔

(1) تَوْبَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ عَلَی الْعَبْدِ

"اللہ کا بندے کی طرف متوجہ ہونا"

اللہ کا بندے کی طرف متوجہ ہونا کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ

اَنْ یُّحَبِّبَ لَہُ الطَّاعَۃَ وَیُکَرِّہَ اِلَیْہِ الْمَعْصِیَۃَ

جب اللہ تعالیٰ بندے کی طرف رجوع کرتے ہیں، متوجہ ہوتے ہیں تو بندے کو نیکی کرنا اچھا لگتا ہے اور گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بندے کی طرف رجوع ہے۔ اور اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں سے ہے۔ فرمایا:

﴿وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَالْعِصْيَانَ﴾ (الحجرات: ۷)

یہ اللہ کی بندے کے اوپر عنایت ہے اور

وَعَنْ هٰذِهِ التَّوْبَةِ تَنْشَأُ تَوْبَةُ الْعَبْدِ

۲ تَوْبَةٌ مِّنَ الْعَبْدِ إِلَى اللّٰهِ

’’بندے کا اللہ کی طرف متوجہ ہونا‘‘

جب اللہ تعالیٰ یوں مہربانی کرتے ہیں تو بندے بھی اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا﴾ (التوبہ: ۱۱۸)

ہمارے بزرگوں نے کہا:

اَلْعِنَايَةُ قَبْلَ الْوِلَايَةِ

’’ولایت ملنے سے پہلے عنایت ہوتی ہے‘‘

عنایت پہلے ہوتی ہے، تب ولایت ملتی ہے۔

اس لیے فرمایا:

اَللَّوَاحِقُ مَبْنِيَّةٌ عَلَى السَّوَابِقِ

’’جو لواحق ہیں ان کا انحصار سوابق پر ہوتا ہے۔‘‘

پہلے پیچھے کچھ رحمت ہوتی ہے تب یہ انسان عمل کر لیتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کی دلیل ہے، اللہ پاک بعض لوگوں کے گناہوں کے بارے میں فرماتے ہیں يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ کہ گناہ سے وہی پھرتا ہے جس کو پھرا دیا جاتا ہے۔ یعنی ہم گناہ سے نہیں بچ سکتے۔ ہاں اللہ کی رحمت کی نظر ہو جائے تو گناہ سے بچنا بہت آسان ہو جاتا

ہے۔

مقاماتِ توبہ عشرہ

چنانچہ گناہ کے مختلف سٹیپ ہوتے ہیں جو انسان کو اٹھانے پڑتے ہیں۔

(۱)...... پہلا قدم

النَّدَمُ عَلَى الذَّنْبِ بِالْإِقْلَاعِ

گناہ چھوڑ بھی دے اور اس کے اوپر نادم اور شرمندہ بھی ہو۔

(۲)...... دوسرا قدم

تَرْكُ الْعَوْدِ فِيهِ مَعَ بِكَثْرَةِ اِسْتِغْفَارٍ

دوبارہ گناہ کی طرف نہ لوٹے اور خوب استغفار کرے۔

(۳)...... تیسرا قدم

وَالْخُرُوجُ مِنْ سَائِرِ الْجَهْلِ مُتَعَلِّمٍ مَا لَا بُدَّ مِنَ الْوَاجِبَاتِ

''اور جہالت والے تمام کاموں سے نکلنا اور واجبات کا علم حاصل کرنا''

(۴)...... چوتھا قدم

وَالْاِنْتِقَالُ مِنَ الْكَبِيرَةِ اِلَى الصَّغِيرَةِ

''اور بڑے گناہ سے چھوٹے کی طرف آنا''

(۵)...... پانچواں قدم

وَرَدُّ الْمَظَالِمِ

اور جو لوگوں کے حقوق ہوں، ان کو واپس کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⑥ ...... چھٹا قدم

وَاعْتِقَادُ مَقْتِ النَّفْسِ

اور نفس سے بیزاری محسوس کرے کہ میرے نفس نے مجھ سے یہ گناہ کروائے۔

⑦ ...... ساتواں قدم

وَتَهْجُرُ اِخْوَانَكَ اَصْحَابَ السُّوْءِ

اور جو برے دوست تھے جنہوں نے گناہ کروائے ان سے انسان قطع کر دے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”یارِ بد مارِ بد سے بھی زیادہ برا“

فارسی زبان میں مار کہتے ہیں سانپ کو۔ برا دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے، کیوں کہ سانپ اگر کاٹ لے تو انسان جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور اگر برا دوست اس کو ڈس لے تو وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں یارِ بد شیطان سے بھی زیادہ برا۔ یہ بات پڑھ کر ہمیں بھی حیرت ہوئی کہ یارِ بد شیطان سے بھی زیادہ برا کیسے ہوا۔ پھر آگے دلیل لکھتے ہیں کہ شیطان تو انسان کے ذہن میں گناہ کا خیال ڈالتا ہے اس سے آگے تو کچھ نہیں کرتا مگر جو یارِ بد ہوتا ہے وہ گناہ کا خیال ہی نہیں ڈالتا بلکہ ہاتھ پکڑ کے بندے سے گناہ کا ارتکاب کروا دیا کرتا ہے۔ اس لیے یارِ بد شیطان سے بھی زیادہ برا ہے۔

⑧ ...... آٹھواں قدم:

وَتُصْلِحُ مَطْعَمَكَ وَمَلْبَسَكَ

”کھانے اور لباس کی اصلاح کرے“

توبہ کر لی تو اب اپنا کھانے میں اور پہننے میں حلال کا خیال کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⑨.....نواں قدم

وَ تَكْثِيْرٌ مِنَ الْبُكَاءِ وَ التَّضَرُّعِ إِلَى اللّٰهِ فِي الْعَفْوِ عَمَّا مَضٰى

"جو گزر چکا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کثرت سے رونے دھونے۔"

جب انسان اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرے گا تو اللہ رب العزت پھر اس کے لیے توبہ پر قائم رہنا آسان فرما دیں گے۔

⑩.....دسواں قدم

وَ تَرْكُ الْأَعْمَالِ الَّتِيْ تُلْحِقُ الْإِنْسَانَ الذُّنُوْبَ

ان اعمال کو چھوڑ دے جو انسان کو گناہوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

توبہ کی تین حالتیں

چنانچہ توبہ کرنے والے بندوں کی تین حالتیں ہوتی ہیں ایک ہوتا ہے۔

❶ رَجُلٌ مُتَسَوِّفٌ

کہ بندے کی نیت تو ہے توبہ کرنے کی اور کہتا بھی ہے کہ ہاں کروں گا، کروں گا لیکن کرتا نہیں۔

فَهٰذَا هُوَ الْمُسْتَوْجِبُ الْعُقُوْبَةَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

"ایسے بندے کو اللہ کی طرف سے سزا ملے گی"

❷ رَجُلٌ تَابَ بِقَلْبِهٖ إِلَّا أَنَّ نَفْسَهٗ تَدْعُوْهُ إِلٰى مَا يَكْرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى

ایک بندے نے دل سے تو توبہ کر لی مگر نفس اس کو گناہ کی طرف بار بار کھینچتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اگرچہ وہ سچے دل سے توبہ کر چکا مگر نفس کا میلان گناہ کی طرف موجود ہے۔ اس بندے کو چاہیے کہ یہ ذکر کرے، مجاہدہ کرے، تاکہ نفس کا زور ٹوٹ جائے۔ مثلاً روزے رکھے، کم کھائے، ذکر و عبادت میں زیادہ لگے تاکہ نفس گناہ کا جو تقاضا کر رہا ہے وہ تقاضا ختم ہو جائے۔

❸ رَجُلٌ تَائِبٌ

پکا توبہ کرنے والا بندہ، یہ کون ہوتا ہے؟

مُدْمِنُ الْمُحَاسَبَةِ فَهٰذَا الْمُسْتَوْجِبُ الْوِلَايَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی

جو ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے، نیکی پر جما رہتا ہے۔ یہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کا حق دار بن جاتا ہے۔

امور جو توبہ میں رکاوٹ بنتے ہیں

ہم لوگ جو توبہ کرتے ہیں اس میں کئی ساری غلطیاں کرتے ہیں، ان غلطیوں کے بارے میں سن لیجیے:

① توبہ میں دیر کرنا

تَاجِيْلُ التَّوْبَةِ

توبہ کرنے میں دیر کرنا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَمَّا وُجُوْبُهَا عَلَى الْفَوْرِ فَلَا يُسْتَرَابُ فِيْهِ فَاِذَا تَابَ مِنَ الذَّنْبِ بَقِيَ عَلَيْهِ تَوْبَةٌ اُخْرٰى وَهِيَ تَوْبَتُهٗ مِنْ تَاْخِيْرِ التَّوْبَةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

"توبہ فی الفور کرنی واجب ہوتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور اگر کوئی بندہ فوری توبہ نہ کرے تو اب اس کے اوپر دو توبہ ہیں اور دوسری توبہ گناہ میں تاخیر کی وجہ سے ہے۔"

توجہ فرمائیں جو بندہ گناہ کا ارتکاب کرے اور اس پر فوری توبہ نہ کرے تو اس کے اوپر دو توبہ ہیں۔ ایک اس گناہ سے توبہ کرنا اور دوسرا گناہ کی توبہ میں تاخیر کا جو گناہ ہے اس پر بھی توبہ کرنا، یہ الگ توبہ ہے۔

۲ توبہ سے غفلت

دوسری خطا توبہ سے غفلت ہے۔ اکثر دفعہ انسان سے توبہ میں ویسے ہی غفلت ہو جاتی ہے۔ انسان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ میں نے توبہ کرنی ہے۔

فَإِنَّمَا لَا يَعْلَمُ الْعَبْدُ مِنْ ذُنُوبِهِ أَكْثَرُ مِمَّا يَعْلَمُهُ

"بے شک جن گناہوں کو بندہ نہیں جانتا وہ گناہ ان سے زیادہ ہیں جن کو وہ جانتا ہے۔"

ہمارے بہت سے گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جو گناہ تو ہم نے کیے لیکن ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا۔ یہ نکتہ سمجھنے والا ہے۔ جن کو ہم گناہ سمجھتے ہیں وہ تھوڑے ہیں اور جن کو ہم نے گناہ ہی نہ سمجھا اور کر لیا ان کی تعداد زیادہ ہے، تو ان سے تو ہم توبہ نہیں کرتے۔ انسان کی میموری اتنی شارٹ ہے کہ جس گناہ کو وہ کر کے بھول جاتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ وہ معاف ہو گیا حالانکہ وہ معاف تو نہیں ہوا۔ بھئی! ذہن سے نکل جانے سے گناہ معاف تو نہیں ہو جاتا۔ گناہ تو صرف توبہ سے معاف ہوتا ہے۔ اب سوچیں کہ ہم نے اپنے ابتدائے جوانی سے لے کر آج تک کتنے گناہ کیے جو یاد نہیں، کتنی بدنظریاں کیں، کتنے جھوٹ بولے، کتنی غلط بیانیاں کیں، دھوکے دیے ہمیں یاد نہیں۔ ہم اس

سے کیسے توبہ کر سکتے ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ جو گناہ ہم جانتے ہیں اور یاد ہیں ان سے بھی توبہ اور جو یاد نہیں ان سے بھی توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔

شرکِ خفی سے توبہ:

اس کے لیے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے دعائیں سکھا دیں۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلشِّرْكُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ

کہ چیونٹی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ باریک میری امت کے اندر شرک ہوگا۔ ہمیں معلوم ہی نہیں ہوگا کہ ہم نے شرکیہ لفظ بولا یا نہیں۔ اتنا باریک شرک کا کلمہ کہ ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا۔ تو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو تڑپ گئے۔ کہنے لگے:

فَكَيْفَ الْخَلَاصُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

اے اللہ کے رسول ﷺ! (اگر شرک اتنا باریک ہوتا ہے تو) اس سے نجات کیسے ہوگی؟

نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ دعا مانگو:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّ أَنَا أَعْلَمُ بِهٖ وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ بِهٖ))

”میں اس شرک سے پناہ مانگتا ہوں جو میں جانتا ہوں اور جو نہیں جانتا اس سے بھی توبہ کرتا ہوں۔“

نبی علیہ السلام نے ایک دوسری دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا أَخَّرْتُ وَ مَا أَسْرَرْتُ وَ مَا أَعْلَنْتُ

www.besturdubooks.wordpress.com

وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ»

تو یہ دعا ذکر کے مانگنی چاہیے۔

ایک دعا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی سکھائی

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ

"اے اللہ! میرے تمام گناہوں کو معاف فرما، وہ گناہ کھرے ہیں یا سطحی ہیں، پہلے کے ہیں یا بعد کے ہیں، علانیہ ہیں یا چھپے ہوئے ہیں۔ جیسے بھی ہیں معاف فرما"

سبحان اللہ ان دعاؤں کو پڑھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ اگر اللہ کے حبیب ﷺ یہ دعائیں نہ سکھاتے تو انسانی عقل کی اتنی پرواز ہی نہیں تھی کہ وہ اپنی عقل کی بنا پر ایسی دعائیں مانگ سکتا۔ یہ نبوت کا مقام ہے، یہ محبوب ﷺ کا امت کے اوپر احسان ہے کہ ایسی دعائیں سکھا دیں۔

③ گناہوں کے دوبارہ ہو جانے کے ڈر سے توبہ نہ کرنا:

تیسری رکاوٹ یہ کہ

تَرْكُ التَّوْبَةِ مَخَافَةَ الرُّجُوْعِ اِلَى الذُّنُوْبِ

"توبہ نہیں کرتے اس خوف سے کہ پھر دوبارہ گناہ کر بیٹھیں گے۔"

تو بھی توبہ کرنے سے پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں اور اگر دوبارہ گناہ سرزد ہوا تو اللہ پھر توبہ کی توفیق دے دیں گے۔ ویسے بھی انسان سوچے کہ میرے لیے گناہ سے بچنا مشکل ہے اللہ تعالیٰ کا گناہ سے بچانا آسان ہے۔ تو جب اگر سچے دل سے گناہ

سے توبہ کرلوں گا تو توبہ ایسی ہو جائے گی کہ اللہ مجھے گناہ سے نفرت عطا فرما دیں گے۔ اس لیے توبہ تو بہرحال کرنی چاہیے۔

اور یہ کہنا کہ میں کیوں توبہ کروں تو پھر گناہ کر بیٹھوں گا، اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک بندہ گرمی سے آیا، بہت پسینہ تھا اور کپڑوں سے بو آ رہی تھی اور کوئی بندہ کہے یار نہا کر کپڑے بدل لو، وہ آگے سے کہے: نہا کر کپڑے بدل لوں گا تو پھر پسینہ آئے گا کیا فائدہ نہانے کا۔ تو کہیں گے کہ عقل کے اندھے! ابھی تو نہا کر صاف ہو جاؤ، اگر پھر پسینہ آیا تو پھر نہا کر کپڑے بدل لینا۔ یہی گناہوں کی مثال ہے کہ انسان یہ سوچے کہ اس وقت تک جو گناہوں کا وبال ہے اور نامۂ اعمال میں گناہوں کی سیاہی ہے اس کو تو میں دھو لوں۔ یہ تو ایسے ہی ہے کہ بیوی کہے کہ جی میں نے گھر کی صفائی اس لیے نہیں کی کہ پھر گندہ ہو جاتا ہے۔ خاوند جواب دے گا عقل کی اندھی! تو ابھی صاف کر پھر گندہ ہو گیا تو پھر صاف کر لینا۔

تو توبہ بھی ایسی ہے کہ انسان اللہ کے حضور سچی توبہ کرلے اس امید کے ساتھ کہ اللہ مجھے بچائیں گے اور بالفرض والتقدیر اگر پھر گناہ ہو جائے تو پھر توبہ کرلے۔ چنانچہ احادیث مبارکہ جو ہم نے سنیں ان سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ جب انسان بار بار توبہ کرتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بالآخر گناہ سے نفرت عطا فرما دیتے ہیں۔

ایک بات ذہن میں رکھنا، جو بندہ گناہ کو گناہ سمجھتا ہے اور گناہ کے اوپر نادم ہوتا ہے کبھی نہ کبھی اللہ کی رحمت سے اس کو توبہ کی توفیق مل جاتی ہے۔ توبہ کی توفیق اسے نہیں ملتی جو گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے یا گناہ کے اوپر خوش ہو۔ جو بندہ گناہ کر کے خوش ہوتا ہے اس کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۴ لوگوں کے طعن کا ڈر:

بعض دفعہ انسان لوگوں کی وجہ سے توبہ نہیں کرتا

تَرْكُ التَّوْبَةِ خَوْفًا مِّنْ لَّمْزِ النَّاسِ

دل میں ہوتا ہے کہ لوگ باتیں کریں گے کہ جی مولوی بن گیا ہے، اس لیے توبہ نہیں کرتا۔ تو بھئی! بندوں سے ڈرنے کی بجائے اللہ سے ڈریں۔

﴿فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ﴾ (الاحزاب:۳۷)

اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ بندہ اس سے ڈرے، بندوں سے نہ ڈرے۔

۵ جاہ و مرتبہ کم ہونے کا ڈر:

بعض اوقات اس لیے توبہ نہیں کرتا کہ جی میری جو سیٹ ہے اور نوکری ہے اور جو پوزیشن ہے پھر وہ نہیں رہے گی۔

تَرْكُ التَّوْبَةِ مَخَافَةَ سُقُوْطِ الْمَنْزِلَةِ وَ ذَهَابِ الْجَاهِ وَ الشُّهْرَةِ

"درجہ زائل ہونے اور جاہ و شہرت کے کم ہو جانے کے ڈر سے توبہ کو ترک کرنا"

اس لیے توبہ نہیں کرتا تو یہ بھی بہت بڑا گناہ۔

۶ اللہ کی رحمت کی امید پر توبہ نہ کرنا:

چھٹی بات یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کو دیکھتے ہوئے توبہ نہیں کرتا۔

اَلتَّمَادِیْ فِی الذُّنُوْبِ اِعْتِمَادًا عَلٰی سِعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ

کئی مرتبہ شیطان یہ دھوکا دیتا ہے کہ اللہ بڑا رحیم ہے لہٰذا وہ معاف کر دے گا۔ چنانچہ وہ گناہ کرواتا رہتا ہے۔ جس بندے کو شیطان یہ خیال ڈالے کہ اللہ بڑا رحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، گناہ معاف کر دے گا اس کو چاہیے کہ وہ اس بات کو سوچے کہ

إِنَّ اللّٰهَ أَخْرَجَ آدَمَ مِنْهَا إِلَى الدُّنْيَا بِذَنْبٍ وَّاحِدٍ

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک بھول کی وجہ سے جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا۔

بھئی! انہوں نے بار بار تو گناہ نہیں کیے تھے، جو بھول ہوئی تھی وہ ایک دفعہ ہوئی تھی۔ بلکہ نافرمانی کا ارادہ بھی نہیں تھا۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا﴾ ان کے اندر نافرمانی کا ارادہ تو نہیں تھا۔

بھول سے ہو گیا تھا، تو بھول سے ہوا اور ایک ہی ہوا پھر بھی جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا گیا۔ اگر ہم ایک گناہ ارادے کے ساتھ کریں گے تو وہ بھی ہمیں اللہ کی نظر سے گرا سکتا ہے۔ اس لیے انسان توبہ کرے۔

علامہ الغلام ایک مرتبہ بہت رو رہے تھے، کسی نے پوچھا کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ میں نے اپنی جوانی کی ابتدا میں ایک جگہ پر گناہ کیا تھا، اس جگہ کو دیکھ کر رونا آ گیا، پتہ نہیں کہ میرا گناہ معاف ہوا کہ نہیں؟

أَتَفْرَحُ بِالذُّنُوْبِ وَبِالْمَعَاصِيْ
وَتَنْسٰى يَوْمَ يُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ
وَتَأْتِي الذَّنْبَ عَمَدًا لَا تُبَالِيْ
وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ عَلَيْكَ عَاصِيْ

⑦ اللہ کی رحمت سے مایوسی:

کئی مرتبہ انسان اس لیے توبہ نہیں کرتا کہ

اَلْيَأْسُ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

”اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے“

www.besturdubooks.wordpress.com

او جی! میرے لیے تو کوئی توبہ کی صورت ہی نہیں ہے۔

ظَنَّ اَنَّهُ مِمَّنْ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الشَّقَاوَةُ

کہتا ہے کہ جی میں تو شقی اور بدبخت ہوں۔ یہ بھی شیطان کا دھوکا ہے کہ انسان اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔

امور جو صغیرہ گناہوں کو کبیرہ بنا دیتے ہیں

کچھ گناہ تو واضح طور پر کبیرہ گناہ کہلاتے ہیں اور کچھ گناہ صغیرہ کہلاتے ہیں مگر کئی ایسے اعمال ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے مَا تَعْظُمُ بِهِ الصَّغَائِرُ مِنَ الذُّنُوبِ صغیرہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔

تو ایسے کام جن کی وجہ صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں درج ذیل ہیں:

❶ صغیرہ گناہوں کا بار بار کرنا:

اَلْاِصْرَارُ وَ الْمُوَاظِبَةُ

صغیرہ گناہوں کو بار بار کرنا۔

صغیرہ گناہوں کے بار بار کرنے سے پھر وہ صغیرہ نہیں بلکہ کبیرہ بن جاتے ہیں۔

اس لیے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اے دوست یہ نہ دیکھ کہ گناہ چھوٹا یا بڑا بلکہ اس ذات کی عظمت کو دیکھ جس کے حکم کی تو نافرمانی کر رہا ہے۔''

کوئی کہہ سکتا ہے کہ او جی! میں نے ملک کے صدر کے سامنے تھوڑی سی بدتمیزی کی۔ بدتمیزی تو بدتمیزی ہے تھوڑی ہو یا زیادہ۔ تو جب ملک کا کوئی بڑا ہو اس کے سامنے کا چھوٹا سا معاملہ اتنا بڑا ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت تو اللہ رب العزت ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے فرماتے ہیں کہ گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو۔ صحابہ ایک چھوٹا سا فقرہ اکثر ایک دوسرے کو سنایا کرتے تھے فرماتے تھے:

لَا صَغِيْرَةَ مَعَ الْإِصْرَارِ وَ لَا كَبِيْرَةَ مَعَ الْإِسْتِغْفَارِ

اصرار کرنے سے کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا اور استغفار کرنے سے کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا۔

❷ گناہ کو چھوٹا سمجھنا:

دوسری وجہ جس سے چھوٹے گناہ بڑے بن جاتے ہیں۔

اِسْتِصْغَارُ الذَّنْبِ

انسان گناہ کو چھوٹا سمجھتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھے اللہ کے نزدیک وہی بڑا ہوتا ہے اور جس گناہ کو انسان بڑا سمجھے وہی اللہ کی نظر میں چھوٹا ہوتا ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ

تم ایسے عمل کرتے ہو جو تمہارے نزدیک بال سے بھی کم درجے کے ہیں

اِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُهْلِكَاتِ

ہم ان کاموں کو نبی ﷺ کے زمانے میں ہلاک کر دینے والے کاموں میں سے سمجھتے تھے۔

❸ گناہ کر کے خوش ہونا

تیسری وجہ جس سے چھوٹے گناہ بڑے بن جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلْفَرَحُ بِالْمَعْصِيَةِ

گناہ کر کے خوش ہونا

انسان گناہ کرے اور خوش ہو۔ جیسے لوگ آپس میں بتاتے ہیں ہاں نا او جی! میں نے فلاں کو بڑا بے وقوف بنایا۔ اب دوستوں کو بتا رہے ہیں میں نے فلاں بندے کو اس طرح دھوکے سے پھنسایا، یہ جو خوش ہو کر گناہ بتاتا ہے اس سے گناہ چھوٹا نہیں رہتا بلکہ بڑا بن جاتا ہے۔

❺ اللہ کے حلم پر جری ہونا:

اَلْاِغْتِرَارُ بِحِلْمِ اللّٰهِ وَ سَتْرِهٖ

"اللہ تعالیٰ کے حلم اور اس کی پردہ پوشی پر جری ہو جانا"

یہ بھی صغیرہ کو کبیرہ بنا دیتا ہے۔

❻ مقتدا حضرات کا گناہ کرنا:

اَنْ يَّكُوْنَ الْمُذْنِبُ بِمَنْ يُّقْتَدٰى بِهٖ

یہ کہ جن لوگوں کی اقتدا ہوتی ہے، علما مشائخ یا دنیا کے بڑے کہ جن کی بات کو دوسرے لوگ مانتے ہیں، نقل کرتے ہیں۔ اگر وہ بندے بھی گناہ کریں گے تو ان کے چھوٹے گناہ کو بڑا کر دیا جائے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کے گناہ کرنے سے گناہ پھیلے گا۔ ان کو زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔

اس کی دلیل قرآن پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی بیویوں کو حکم دیا:

مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ

آپ سے اگر کوئی غلطی ہو گئی تو دگنا عذاب دیں گے۔

تو معلوم ہوا کہ علما اور صلحا کو اور بھی زیادہ گناہوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ پر معاون بننے والے امور

بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو توبہ پر انسان کے معاون بنتے ہیں۔ ان کاموں کو زیادہ کرنا چاہیے۔

(۱) اخلاص:

ان میں سے پہلا کام ہے اخلاص۔ جب انسان اخلاص سے توبہ کر لیتا ہے تو پھر اللہ اس کو گناہوں سے بچا لیتے ہیں۔ اور اسکی دلیل یہ کہ اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾
(یوسف:۲۴)

''اس طرح ہم نے ان سے برائی اور بے حیائی کو دور کیا بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا''

مخلص تھے اس لیے ہم نے ان کو اس سے محفوظ فرما لیا۔

(۲) دل میں محبت الٰہی پیدا کرنا:

دوسری چیز جو گناہ سے انسان کو بچاتی ہے:

اِمْتِلَاءُ الْقَلْبِ مِنْ مُحَبَّةِ اللّٰهِ

''دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جائے''

اللہ کی محبت دل میں کیسے بڑھے؟ اس کے لیے ذکر کرنا پڑتا ہے۔ انسان کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے۔ آج تو ایسا عجیب وقت آگیا کہ پوچھتے ہیں کہ جی

www.besturdubooks.wordpress.com

معمولات کرتے ہیں؟ جواب میں بتاتے ہیں کہ استغفار بھی ہو جاتا ہے درود شریف بھی ہو جاتا ہے اور قرآن کی تلاوت بھی ہو جاتی ہے۔ دو کام ہی مشکل ہیں۔ ایک وقوف قلبی اور دوسرا مراقبہ۔ یعنی مریض یہ جواب دے رہا ہے کہ میں وٹامن بھی کھاتا ہوں، درد کی گولی بھی کھاتا ہوں لیکن اینٹی بائیوٹک مجھ سے نہیں کھائی جاتی۔ بھائی اینٹی بائیوٹک نہیں کھائیں گے تو بخار کیسے اترے گا؟ یہ مراقبہ گناہوں سے بچنے کے لیے اینٹی بائیوٹک کا کام کرتا ہے، اس کا کرنا ضروری ہے۔ اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ بگڑتا تو انسان سالوں میں ہے اور چاہتا ہے کہ منٹوں میں ٹھیک ہو جائے۔ منٹوں میں کبھی کوئی سنورا؟ اچھا بتائیں کہ کوئی میٹرک کا نہیں پرائمری سکول کا بچہ منٹوں کے لحاظ سے روزانہ پڑھے تو کیا وہ پرائمری میں پاس ہو جائے گا۔ منٹوں کے حساب سے پڑھنے والا بچہ پرائمری میں پاس نہیں ہوتا تو اس ولایت کے امتحان میں کیسے پاس ہو جائے گا۔ گھنٹوں لگتے ہیں، سالوں لگتے ہیں پھر انسان امتحانوں میں پاس ہوتا ہے۔ تو مراقبہ بھی اسی طرح ہے۔ اسی لیے جنہوں نے مراقبے سے فائدہ اٹھایا وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے ڈٹ کر مراقبہ کیا۔

یہ بات یاد رکھنا! جتنا گڑ اتنا میٹھا۔ آپ چائے کے کپ میں تین ذرے ڈال دیں تو کیا چائے میٹھی ہو جائے گی؟ اور ادھر تو تین ذرات سے کپ میٹھا نہیں ہوتا..... ادھر تو پھر چمچ ہوتے ہیں...... ایک چمچ پھر دوسرا چمچ...... ایک صاحب چائے میں چینی زیادہ پیتے تھے۔ چائے پیتے اس لیے تھے کہ میٹھی ہوتی ہے۔ محفل میں جب پوچھا جاتا تو سب کہتے ایک چمچ، جب ان سے پوچھا جاتا کتنی ڈالیں تو وہ کہتے ایک چمچ تین بار۔ تو چائے میں تو چمچ بار بار ڈالتے ہیں کہ میٹھی ہو جائے تو بھائی پھر مراقبہ منٹوں میں کیوں؟ مراقبہ بھی اسی طرح زیادہ کرنا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ایسے بزرگ بھی گزرے ہیں جو دنوں کے اعتبار سے مراقبہ کرتے تھے۔ سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ اس عاجز کو ان کے مزار پر جانے کا موقع ملا۔ وہ عجیب شخصیت تھے۔ چالیس چالیس دن کا مراقبہ کرتے تھے۔ فقط نماز کے لیے اٹھتے تھے اور نماز کے بعد پھر مراقبہ، پھر اگلی نماز کے لیے اٹھتے تھے، پھر مراقبہ، چالیس چالیس دن تک مراقبے کے سوا کوئی دوسرا کام نہیں ہوتا تھا۔ اتنا مراقبہ کرنے کی وجہ سے کتابوں میں لکھا ہے کہ ان کا چہرہ اتنا منور ہو گیا تھا کہ ان کے چہرے کو دیکھنے کی تاب لوگوں میں نہیں تھی۔ تو وہ چہرے پہ نقاب ڈالا کرتے تھے۔ جیسے بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر تجلی پڑی تو اس کے بعد ان کا چہرہ لوگ دیکھ نہیں پاتے تھے۔ ان بزرگوں کا بھی یہی حال تھا۔ چنانچہ کئی سال انہوں نے چہرے کے اوپر نقاب رکھا، چہرہ چھپائے رکھا۔ ان کا ایک خادم تھا، اس نے ایک مرتبہ کہا جی اتنا عرصہ ہو گیا آپ کی خدمت کرتے ہوئے مجھے اپنا چہرہ تو دکھا دیجیے۔ چنانچہ انہوں نے جب چہرے سے کپڑا ہٹایا اس آدمی نے دیکھا زیارت کی اور بے ہوش کر گر گیا۔ ان کو دیکھنے کی تاب نہیں تھی۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں اللہ ان کے چہروں کو ایسے منور کر دیتے ہیں۔ آپ چھپ چھپ کر مراقبہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان مراقبوں کا نور آپ کے چہرے پر سجا دیں گے۔ تو اس لیے زیادہ مراقبہ کرنے سے اللہ کی محبت دل میں زیادہ بڑھتی ہے اور انسان کے لیے پھر گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

(۳) مجاہدہ:

تیسری چیز ہے مجاہدہ، کہ توبہ کر کے کچھ مجاہدہ بھی کرنا ہوتا ہے۔ بندہ جی چاہتا ہے کہ یہاں جاؤ وہاں جاؤ، ادھر دیکھو ادھر دیکھو۔ بھائی! جب بدنظری سے توبہ کر لی اب

کوئی نیکی ہے یا بدی ہے تو ہمیں اس سے کیا واسطہ۔ تو انسان اپنے اوپر تھوڑا جبر بھی کرے کہ مجھے بدنظری سے ہر حال میں بچنا ہے۔

اسی طرح دوسری برائیوں کے مواقع سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے انسان مجاہدہ کرے۔ انسان اپنے نفس کو مجاہدے کی لگام ڈالے تو توبہ پر استقامت نصیب ہو جاتی ہے۔

(۴) فکرِ آخرت:

ایک چیز جو توبہ کے اوپر جماتی ہے، اس کو کہتے ہیں:

قَصْرُ الْاَمَلِ وَتَذَكُّرُ الْآخِرِ

امیدوں کا کم ہونا اور موت کی یاد

انسان کم از کم رات کو سوتے ہوئے اپنی موت کو یاد کرے۔ اگر دن میں بار بار یاد کرے تو کیا ہی اچھی بات ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک انگوٹھی بنوائی تھی اور اس کے اوپر لکھوایا تھا۔

كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَا عُمَرُ

اے عمر! تیرے لیے موت ہی کافی واعظ ہے۔

جب عمر رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو موت یاد دلاتے تھے تو پھر ہمیں موت کو یاد کرنے کی کتنی ضرورت ہے۔

(۵) مواقع گناہ سے بچنا:

اَلْبُعْدُ عَنِ الْمَصِيْرَاتِ وَمَا يُذَكِّرُ بِالْمَعْصِيَةِ

جن مجالس میں جن جگہوں پہ گناہ کی یاد آتی ہے ان جگہوں سے بچنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۶) نگاہوں کا جھکانا:

غَضُّ الْبَصَرِ "نظر کو جھکا کر رکھنا"

نظروں کو جھکانا بھی توبہ پر استقامت کا باعث ہے۔ نظروں کو جھکانا دل کو گناہ کے خیال سے بچاتا ہے۔ اس لیے بزرگوں نے کہا

فالعین مراٰة القلب

آنکھ دل کا آئینہ ہے

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے دل کا اس سے متاثر ہونا یقینی ہے، انجام کار بات توبہ کے ٹوٹنے تک جا پہنچتی ہے۔ ہمارے مشائخ کے ہاں ایک اصطلاح چلتی ہے "نظر بر قدم" نظروں کو قدموں پر رکھنا۔ نظر بر قدم کو اختیار کرنے میں انسان کے لیے خیالات میں یکسوئی، گناہوں سے بچاؤ ہے اور روحانی ترقی بھی ہے۔

(۷) برے لوگوں سے بچنا:

مُجَانَبَةُ الْاَشْرَارِ

شریر لوگوں سے اجتناب کرنا

برے لوگوں کی صحبت اپنا اثر دکھا کر رہتی ہے۔ بلکہ کہا گیا کہ برے بندے کی دوستی شیطان سے بھی زیادہ بری ہے۔ کیونکہ شیطان تو صرف برائی کا وسوسہ ڈالتا ہے جب کہ برا دوست ہاتھ پکڑ کر گناہ کروا دیتا ہے۔ اس لیے بری صحبت سے بچنا بہت ضروری ہے۔

(۸) نیک لوگوں کی صحبت:

مُصَاحَبَةُ الْاَخْیَارِ

www.besturdubooks.wordpress.com

نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا۔

نیک لوگوں کی صحبت توبہ پر قائم رہنے میں معاون ہے۔ نیک صحبت کے اتنے فوائد و برکات ہیں کہ اس پر مستقل الگ بیان ہو سکتا ہے۔

(۹) انجامِ کار پر نظر:

اَلنَّظْرُ فِی الْعَوَاقِبْ

"عواقب میں نظر کرنا"

مطلب یہ کہ اس پر غور کریں کہ جن لوگوں نے گناہ کیے ان کا انجام کتنا برا ہوا۔ سوچیں کہ شرابی کا انجام کتنا برا...... زانی کا انجام کتنا برا...... سود کھانے والے کا انجام کتنا برا...... ہم نے اپنی زندگی میں درجنوں کے حساب سے سودی کام کرنے والوں کا پورا کاروبار ڈوبتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پر نظر کرنے سے بندے کو توبہ کی توفیق اور استقامت نصیب ہوتی ہے۔

(۱۰) لذاتِ دنیا سے بچنا:

هِجْرُ الْعَلَائِقْ

تعلقات سے بچنا

دنیا کی لذتوں سے، شہوات سے اپنے آپ کو بچائے۔ جتنا ان میں مشغول ہوگا اتنا پھسلنے کا چانس بڑھ جائے گا۔

(۱۱) خیالات کی اصلاح:

اِصْلَاحُ الْاَفْکَارِ

"سوچ کی اصلاح"

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ کی ابتدا سوچ سے شروع ہوتی ہے۔ شیطان یا نفس ذہن میں خیال ڈالتے ہیں۔ انسان ایک خیال کو سوچنا شروع کرتا ہے اور ٹریپ ہو جاتا ہے۔ جس بندے نے یہ نیت کر لی کہ میں نے گناہ کا خیال ذہن میں جمنے ہی نہیں دینا، وہ انسان گناہ سے آسانی سے بچ جاتا ہے اور آپ دیکھیں کہ اکثر نوجوان غلط سوچوں کی وجہ سے گناہ پر آجاتے ہیں۔ اور کئی تو باقاعدہ Fantsy (تصورات میں) بیٹھے ہوئے، لیٹے ہوئے گناہ کی سٹوریاں سوچ رہے ہوتے ہیں، اور لذتیں پا رہے ہوتے ہیں اور ایسا وقت انسان کی زندگی کا بدترین وقت ہوتا ہے۔

چنانچہ ہمارے مشائخؒ نے لکھا کہ جتنی دل پر ظلمت گناہ کا تصور باندھنے سے ہوتی ہے اتنی ظلمت گناہ کے کرنے سے بھی نہیں ہوتی اور آج اس کے مریض آپ کو اکثر نظر آئیں گے، مرد ہوں یا عورتیں سوچ کے گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ اس سوچ کو پاک کرنے کی ضرورت ہے۔

سمجھنے کی بات ہے کہ فکر کی گندگی ہمیشہ ذکر سے دور ہوتی ہے۔ کثرت سے مراقبہ کریں گے تو سوچ پاک ہو جائے گی۔ شروع میں شیطان وسوسے ڈالتا ہے، مراقبے میں بیٹھو تو برے خیال آتے ہیں، اس سے گھبرائیں نہیں۔ بیٹھے رہنے سے آہستہ آہستہ وہ خیال کم ہوتے جائیں گے اور اللہ کی طرف رجوع والا وقت بڑھتا چلا جائے گا۔ ایک وقت آئے گا کہ آپ بیٹھیں گے تو اللہ کی یاد میں ڈوب جائیں گے، ماسوا کا خیال ہی دل سے نکل جائے گا۔

(۱۳) گناہ چھوڑنے کے فوائد کو سوچنا:

اِسْتِحْضَارُ فَوَائِدِ تَرْكِ الْمَعَاصِي

گناہوں کو چھوڑنے کے فوائد کو یاد کریں

www.besturdubooks.wordpress.com

جب گناہوں کے چھوڑنے کے فوائد کو سوچیں گے تو دل میں توبہ کا جذبہ پیدا ہوگا۔

(۱۳) گناہوں کے نقصانات کو سوچنا:

اِسْتِحْضَارُ اِضْرَارِ الذُّنُوْبِ

گناہوں کے جو نقصان ہیں ان کو یاد کیا کریں۔

(۱۴) شہوت کی ذلت کو سوچیں:

اِنَّ الصَّبْرَ عَنِ الشَّهْوَةِ اَسْهَلُ مِنَ الصَّبْرِ عَلٰى مَا تُوْجِبُهُ الشَّهْوَةُ

شہوت کو پورا کرنے کے لیے جو ذلت اٹھانی پڑتی ہے، وہ زیادہ مشکل ہے۔ اور شہوت کو ضبط کرنے کا مجاہدہ کر لینا آسان کام ہے۔

(۱۵) دعا:

پھر ایک عمل ہے دعا۔ انسان اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگے کہ اے اللہ! میری توبہ کو قبول کر لیجیے! مجھے توبہ کے اوپر پکا کر دیجیے! حدیث پاک میں ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

(۱۶) اللہ تعالیٰ سے حیا:

اور ایک ہے کہ انسان اپنے آپ کو احساس دلائے کہ مجھے اللہ سے حیا کرنی ہے۔ محسن کی نافرمانی کرنے سے انسان کو حیا آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمارا محسن حقیقی ہے ہمیں حیا کرنی چاہیے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَ خُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ

”ہر دین میں خلق ہوتا ہے اور دین اسلام کا خلق حیا ہے“

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک حدیث میں فرمایا:

اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ

''حیا ایمان کا حصہ ہے''

اور ایک حدیث میں فرمایا کہ پہلے جو انبیا آئے ان کی تعلیمات میں سے جو تعلیمات باقی رہیں ان میں ایک تعلیم یہ تھی:

((اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ))

''جب تو بے حیا بن گیا تو پھر جو چاہے کرتا پھرے''

یہ جو حیا ہوتی ہے یہ انسان کو گناہ سے بچاتی ہے۔

(۱۷) اصلاحِ مزاج:

اور کئی مرتبہ انسان اپنی طبیعت کی وجہ سے گناہ کرتا ہے۔ مثال کے طور پر غصے والا مزاج ہے تو ایک دم غصے میں آجاتا ہے، ذرا سی بات پر بھڑک اٹھتا ہے۔ طبیعت جو ایسی ہوتی ہے۔ طبیعت میں شہوت زیادہ ہے تو ذرا سی بات پر شہوت بھڑک اٹھتی ہے۔ طبیعت کی بات ہوتی ہے۔ تو ہمارے مشائخ نے لکھا کہ پھر طبیب کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ حکمت میں بھی دوائیاں ہیں کہ استعمال کریں تو انسان کی سوچ پاک ہو جاتی ہے۔ ہومیو پیتھک کی بھی دوائیاں ہیں اگر استعمال کریں تو انسان کا غصہ ذرا ٹھنڈا ہوتا ہے۔ تو یہ جو طبیعت کے اندر آگ لگی ہوتی ہے تا اس کے لیے اگر باقاعدہ کوئی ڈاکٹر حکیم علاج بھی تجویز کرے تو کر لینا چاہیے۔ ہم نے دیکھا کہ بہت سارے بندے Mently Inbalance (دماغی طور پر غیر متوازن) ہوتے ہیں سائیکی پرابلم (نفسیاتی عوارض) ہوتے ہیں اور سائیکی پرابلم ہونے کی وجہ سے گھر والوں کی زندگی تنگ کر دی ہوتی ہے، ان کے ناک میں دم کیا ہوتا ہے، ان کا جینا حرام

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا ہوا ہوتا ہے۔ اگر ایسا نفسیاتی مسئلہ ہے تو بھی اس کی دوائی لے لو یہ بھی توبہ کے پکے رہنے کے لیے کئی مرتبہ فائدے مند ہوتی ہے۔

توبہ کے فوائد

اب توبہ کے کچھ فوائد آپ کو بتاتے ہیں۔

۱ ...... توبہ سے فلاح نصیب ہوتی ہے:

اَلتَّوْبَةُ سَبَبُ الْفَلَاحِ

"توبہ فلاح کا سبب ہے"

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ (النور:۳۱)

"اے ایمان والو تم سب کے سب اللہ سے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاسکو"

۲ ...... توبہ گناہوں کو مٹاتی ہے:

بِالتَّوْبَةِ تُكَفَّرُ السَّيِّئَاتُ

توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۳ ...... توبہ گناہوں کو نیکیوں میں بدلتی ہے:

بِالتَّوْبَةِ تُبَدَّلُ السَّيِّئَاتُ حَسَنَاتٍ

توبہ کی وجہ سے انسان کے گناہ اس کی نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

۴ ...... توبہ دنیا میں فوائد حاصل ہونے کا ذریعہ:

اَلتَّوْبَةُ سَبَبٌ لِلْمَتَاعِ الْحَسَنِ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ (ھود:۳)

”پھر تم توبہ کرو تاکہ وہ تمہیں ایک مقررہ مدت تک اچھا فائدہ پہنچائے“

۵..... توبہ بارش ہونے کا سبب ہے:

اَلتَّوْبَةُ سَبَبٌ لِنُزُوْلِ الْمَطَرِ

”توبہ بارش کے نازل ہونے کا سبب ہے“

﴿تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ﴾ (ھود:۵۲)

”پھر تم اس کے آگے توبہ کرو وہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہاری طاقت پر طاقت بڑھائے گا“

۶..... توبہ کرنے والے سے اللہ خوش ہوتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ يَفْرَحُ بِالتَّوْبَةِ التَّائِبِيْنَ

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں۔ بلکہ فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ﴾

”اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں“

تائب کا مقام:

ایک نکتہ یہ ہے کہ ایک بندہ جو نیک تھا اور گناہ کر بیٹھا۔ توبہ کرنے سے اس کو اللہ کے ہاں وہی مقام مل جائے گا یا اب نئے سرے سے پھر اعمال کرنے پڑیں گے؟ یہ سوال بنتا ہے نا کہ نیک تھا نیکی کرتا تھا پھر بتقاضائے بشریت گناہ کر بیٹھا، اب گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا ہوا ہوتا ہے۔ اگر ایسا نفسیاتی مسئلہ ہے تو بھی اس کی دوائی سے لو یہ بھی توبہ کے پکے رہنے کے لیے کئی مرتبہ فائدے مند ہوتی ہے۔

توبہ کے فوائد

اب توبہ کے کچھ فوائد آپ کو بتاتے ہیں۔

①......توبہ سے فلاح نصیب ہوتی ہے:

اَلتَّوْبَةُ سَبَبُ الْفَلَاحِ

"توبہ فلاح کا سبب ہے"

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور:۳۱)

"اے ایمان والو! تم سب کے سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پا سکو"

②......توبہ گناہوں کو مٹاتی ہے:

بِالتَّوْبَةِ تُكَفَّرُ السَّیِّئَاتُ

توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

③......توبہ گناہوں کو نیکیوں میں بدلتی ہے:

بِالتَّوْبَةِ تُبَدَّلُ السَّیِّئَاتُ حَسَنَاتٍ

توبہ کی وجہ سے انسان کے گناہ اس کی نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

④......توبہ دنیا میں فوائد حاصل ہونے کا ذریعہ:

اَلتَّوْبَةُ سَبَبٌ لِلْمَتَاعِ الْحَسَنِ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ (ھود:۳)

"پھر تم توبہ کرو تا کہ وہ تمہیں ایک مقررہ مدت تک اچھا فائدہ پہنچائے"

۵..... توبہ بارش ہونے کا سبب ہے:

اَلتَّوْبَةُ سَبَبٌ لِنُزُوْلِ الْمَطَرِ

"توبہ بارش کے نازل ہونے کا سبب ہے"

﴿تُوْبُوْا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ﴾ (ھود:۵۲)

"پھر تم اس کے آگے توبہ کرو وہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہاری طاقت پر طاقت بڑھائے گا"

۶..... توبہ کرنے والے سے اللہ خوش ہوتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ یَفْرَحُ بِالتَّوْبَةِ التَّائِبِیْنَ

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں۔ بلکہ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ﴾

"اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں"

تائب کا مقام:

ایک نکتہ یہ ہے کہ ایک بندہ جو نیک تھا اور گناہ کر بیٹھا۔ توبہ کرنے سے اس کو اللہ کے ہاں وہی مقام مل جائے گا یا اب نئے سرے سے پھر اعمال کرنے پڑیں گے؟ یہ سوال بنتا ہے تا کہ نیک تھا نیکی کرتا تھا پھر بتقاضائے بشریت گناہ کر بیٹھا، اب گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے کے بعد کیا اسکا وہ درجہ ہمیشہ کے لیے گر گیا اور نئے سرے سے اس کو عمل کرنا چاہئیں یا سچی توبہ کر کے اللہ کے ہاں اس درجے پر دوبارہ آ سکتا ہے؟ اس بارے میں علما نے دو باتیں کہیں ہیں۔

بعض علما نے تو یہ کہا کہ جیسے ایک پرندہ پرواز کر رہا ہو اور وہ نیچے زمین پر آ جائے تو اس کو دوبارہ پھر پرواز کرنی پڑتی ہے۔ تو اس کے گناہ کا معاملہ تو ایسا ہی ہے پرواز کر رہا تھا گناہ نے اس کو زمین پر اتار دیا۔ جیسے بھول نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتار دیا۔ لہٰذا اب دوبارہ وہی محنت کرنی پڑے گی۔

مگر ایسا کہنے والے علما تھوڑے ہیں۔ زیادہ علما نے یہ بات کہی کہ ہاں سچی توبہ کرنے سے اس کو ہو بہو پہلے والا درجہ مل سکتا ہے اور دلیل انہوں نے اس حدیث پاک سے لی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

«اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ»

"گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں"

تو معلوم ہوا کہ سچی توبہ سے اللہ تعالیٰ پھر وہی مقام عطا فرما دیتے ہیں۔

بعض ایسے بھی علما تھے کہ انہوں نے کہا کہ سچی توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس کو پرانا درجہ نہیں بلکہ اس سے بھی اونچا درجہ عطا فرمائیں گے اور اس کی دلیل انہوں نے اس حدیث پاک سے دی، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ الذَّنْبَ يُدْخِلُ بِهِ الْجَنَّةَ

"بندہ گناہ کرتا ہے اور گناہ پر توبہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرما دیتے ہیں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کا انعام

بہر حال یہ بات سچی ہے کہ جو بندہ سچی توبہ کر لیتا ہے اس کو جو کچھ وہ چھوڑتا ہے اس سے زیادہ بہتر بدلہ عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی قدر دان اور کریم ذات ہے۔ چنانچہ فرمایا:

مَنْ تَرَكَ لِلّٰهِ شَيْئًا عَوَّضَهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهُ

جو اللہ کے لیے گناہ کو چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کو بہتر چیز عطا فرماتے ہیں۔

مثال کے طور پر:

① تکبر چھوڑنے کے بدلے بلندی:

مَنْ تَرَكَ الْكِبْرَ

جس بندے نے تکبر کو چھوڑا، اسے تکبر چھوڑنے کے بدلے بلندی ملتی ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ))

جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اس کو اللہ بلندی عطا فرماتا ہے۔

تو دیکھو جب تکبر کو چھوڑا تو اب اس کو کیا ملا؟ اللہ نے بلندی عطا فرمائی تو بہتر بدلہ ملا نا۔

② نظر بچانے کے بدلے حلاوت عبادت:

حدیث پاک میں آتا ہے:

((مَنْ تَرَكَ النَّظَرَ اِلَى الْمُحَرَّمِ عَوَّضَهُ اللّٰهُ فِرَاسَةً صَادِقَةً وَلَذَّةً

www.besturdubooks.wordpress.com

يَجِدُ حَلَاوَتَهَا فِي قَلْبِهِ))

"جو غیر محرم سے اپنی نظر کو بچاتا ہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو عبادت میں حلاوت عطا فرمادیتے ہیں۔"

تو دیکھو ایک لمحے کی آنکھ کی احتیاط کی تو عبادت کے اندر اللہ نے لذت عطا فرمادی۔ تو معلوم ہوا کہ گناہ چھوڑنے پر اللہ اس کو زیادہ چیز عطا فرمادیتے ہیں۔

نماز میں سستی چھوڑنے کے بدلے زندگی کی برکت:

مَنْ تَرَكَ الْمَنَامَ وَقَامَ لِلصَّلٰوةِ

جو سستی چھوڑے، نیند چھوڑے نماز پڑھے،

اسے کیا انعام ملتے ہیں؟ ایک روایت میں ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے کہ فجر کی نماز قضا ہونے پر زندگی سے برکت ختم ہو جاتی ہے تو جو نماز پڑھے گا اس کی زندگی میں برکت آجائے گی۔

☆ ظہر کی نماز قضا کرنے پر چہرے سے صلحا کا نور ختم کر دیا جاتا ہے۔

☆ عصر کی نماز قضا کر لینے پر اعمال کی توفیق ختم کر دی جاتی ہے۔ کیا مطلب؟ تلاوت کرنے کو دل نہیں چاہتا، نفل پڑھنے کو دل نہیں چاہتا، مراقبے کو دل نہیں چاہتا۔

☆ مغرب کی نماز قضا کرنے پر رزق کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔

معدے میں السر ہو گیا، گھر میں مہمانوں کے لیے سب کچھ پکا ہے مگر یہ کھا نہیں سکتا۔ بیٹھا دیکھ رہا ہے، رزق ہے مگر اللہ نے رزق کی لذت سے محروم کر دیا۔

☆ عشا کی نماز قضا کرنے پر دنیا اور آخرت میں بے اعتمادی بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنے لوگ ہیں بات کرتے ہیں دوسرے اعتماد نہیں کرتے کہ پتہ نہیں کچھ گڑبڑ ہوگی۔ یعنی اللہ لوگوں کے دلوں سے ان کا اعتماد نکال دیتے ہیں۔ تو یہ کتنی بڑی انسان کے لیے نقصان کی بات ہے۔

◉ غیر محرم کی محبت چھوڑنے کے بدلے اللہ کی محبت:

مَنْ تَرَكَ الْعِشْقَ مُلِئَ قَلْبُهٗ مَحَبَّةً لِّلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

”جس نے غیر محرم کے عشق سے توبہ کی اللہ اس کے دل کو اپنی محبت سے بھر دیتے ہیں“

◉ انتقام چھوڑنے کے بدلے اطمینانِ قلب:

مَنْ تَرَكَ الْاِنْتِقَامَ مَعَ قُدْرَتِهٖ عَوَّضَهُ اللّٰهُ طُمَانِيْنَةً

جس بندے کو قدرت تھی، پھر اس نے انتقام نہ لیا اللہ اس کے دل میں طمانیت اور سکون عطا فرما دیتے ہیں۔

◉ سود کو چھوڑنے کے بدلے رزق میں برکت:

مَنْ تَرَكَ الرِّبٰوا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ رِزْقِهٖ وَ فَتَحَ لَهٗ اَبْوَابَ الْخَيْرِ

”جس نے سود کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اسے رزق میں برکت دیتے ہیں اور اس کے لیے خیر کے دروازے کھول دیتے ہیں“

◉ ملاوٹ چھوڑنے کے بدلے عزت واحترام:

مَنْ تَرَكَ الْغِشَّ فِي الْبَيْعِ وَ الشِّرَاءِ زَادَتْ ثِقَةُ النَّاسِ بِهٖ

جو خرید و فروخت میں ملاوٹ سے توبہ کرلے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت اور احترام بھر دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ جھوٹ چھوڑنے کے بدلے اجابتِ دعا:

مَنْ تَرَكَ الْكِذْبَ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِاِجَابَةِ الدُّعَاءِ

''جس نے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ قبولیتِ دعا سے اس کا اکرام کرتے ہیں''

اللہ تعالیٰ سچے بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ تو کتنا اچھا بدلہ ملا۔

⊙ تقدیر کا شکوہ چھوڑنے کے بدلے اللہ کی رضا:

مَنْ تَرَكَ الْاِعْتِرَاضَ عَلٰى قَدْرِ اللّٰهِ رَزَقَهُ اللّٰهُ الرِّضَا وَ الْيَقِيْنَ

جو بندہ اللہ کی لکھی تقدیر پر اعتراض کرنا چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رضا اور یقین کی دولت عطا فرماتے ہیں

⊙ دنیا چھوڑنے کے بدلے دنیا جھکتی ہوئی ملتی ہے:

مَنْ تَرَكَ التَّكَالُبَ عَلَى الدُّنْيَا جَمَعَهُ اللّٰهُ لَهٗ اَمْرَهٗ اَتَتْهُ الدُّنْيَا وَاغِمَةً

جو بندہ دنیا کی طرف اپنا جھکاؤ چھوڑ دیتا ہے اور دین کی طرف آجاتا ہے اخلاص کے ساتھ تو دنیا اس کے پیچھے ناک رگڑتی ہوئی آجاتی ہے

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تھے، ایک بندہ آیا اور اس نے آکر حضرت کو ہدیہ پیش کیا، حضرت! آپ کے حالات ٹھیک نہیں ہیں تو آپ یہ ہدیہ قبول کر لیں۔ حضرت کی ایک عادت تھی، فرمایا کرتے تھے جو مجھے محتاج سمجھ کر ہدیہ دے گا میں قبول نہیں کروں گا، جو سنت سمجھ کر ہدیہ دے گا، لے لوں گا۔ اب وہ رقم بھی کافی ساری لایا مگر کہہ یہ بیٹھا کہ حضرت آپ حالات ٹھیک نہیں ہیں ہدیہ قبول کر لیں۔ حضرت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا: آپ یہ لے جاؤ مجھے ضرورت نہیں۔ وہ بڑا پریشان، بڑی منت سماجت کی، حضرت نے منع کر دی، چلا گیا۔ اور جاتے ہوئے اس کو مسجد کے دروازے کے قریب حضرت کے جوتے پڑے ہوئے نظر آئے تو وہ جوتوں کے اندر سارے پیسے رکھ گیا تھا۔ کافی دیر کے بعد جب حضرت اپنے گھر جانے کے لیے جوتے پہننے لگے تو وہی پیسے جو وہ دینا چاہتا تھا وہ پڑے نظر آئے۔ تو حضرت فرمانے لگے: آج پتہ چل گیا کہ انسان دنیا سے اعراض کرتا ہے تو دنیا ناک رگڑتی ہوئی اس کے پاؤں میں آجاتی ہے۔

ایک شخص نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لاکھ روپیہ ہدیہ بھیجا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب استاد کی تنخواہ دو روپے تین روپے تھی۔ جب دو روپے تین روپے تنخواہ ہو تو ایک لاکھ تو بہت بڑی مالیت ہوتی ہے، حضرت نے اس کو واپس کر دیا۔ اس کو بڑا عجیب لگا تو اس نے خط لکھا کہ حضرت! میں نے آپ کو اتنی بڑی رقم ہدیہ میں بھیجی لیکن آپ نے واپس کر دی، آپ کو ایسا مرید نہیں ملے گا۔ حضرت نے اسی خط کے پیچھے پر جواب لکھا کہ اچھا میں نے تمہارے ایک لاکھ واپس کر دیے، تمہیں بھی ایسا پیر نہیں ملے گا۔

تو جو انسان دنیا سے اعراض کرتا ہے تو دنیا اس کے پیچھے آتی ہے۔ دنیا ایک سائے کی مانند ہے، کوئی بندہ سائے کے پیچھے بھاگے تو سایہ ہاتھ نہیں آتا اور اگر اپنے رخ کی طرف جائے تو سایہ پیچھے پیچھے آتا ہے۔ یہی دنیا کا معاملہ ہے۔

⊙ دولت چھوڑنے کے بدلے بے حساب رزق:

مَنْ تَرَكَ الذَّهَابَ لِلْعَرَّافِيْنَ وَ السَّحَرَةِ رَزَقَهُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

"جو نجومیوں اور عاملوں کے پاس جانا چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اسکی

جگہوں سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔"

◉ بخل چھوڑنے کے بدلے لوگوں کی محبت:

مَنْ تَرَكَ الْبُخْلَ رَزَقَهُ اللّٰهُ حُبَّ النَّاسِ

جو بخل کو چھوڑتا ہے، اللہ اسے لوگوں کی محبت عطا کر دیتے ہیں

◉ بری صحبت چھوڑنے کے بدلے نیکوں کی صحبت:

مَنْ تَرَكَ صُحْبَةَ السُّوْءِ عَوَّضَهُ اللّٰهُ اَصْحَابًا اِبْرَارًا

"جو بری صحبت کو ترک کرتا ہے اللہ نیک لوگوں کا ساتھ عطا فرماتا ہے"

◉ عیب بینی چھوڑنے کے بدلے خود بینی:

مَنْ تَرَكَ الْوَقِيْعَةَ فِيْ اَعْرَاضِ النَّاسِ رُزِقَ التَّبَصُّرَ فِيْ عُيُوْبِ نَفْسِهٖ

"جو دوسروں کے عیوب دیکھنا چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے عیوب پر مطلع فرماتے ہیں"

◉ حسد چھوڑنے کے بدلے نقصانات سے حفاظت:

مَنْ تَرَكَ الْحَسَدَ سَلِمَ مِنْ اَضْرَارِهِ الْمُتَنَوِّعَةِ

"جو حسد کو چھوڑتا ہے اللہ اسے مختلف نقصانات سے بچا دیتے ہیں"

◉ قطع رحمی چھوڑنے کے بدلے رزق اور عمر میں برکت:

مَنْ تَرَكَ قَطِيْعَةَ اَرْحَامِهٖ بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ رِزْقِهٖ وَعُمْرِهٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

"جو بندہ قطع رحمی کو چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے رزق اور اس کی عمر کے اندر برکت عطا فرما دیتے ہیں۔"

چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ تم بے صلہ رحمی کرو اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں بھی اور تمہارے رزق میں بھی برکت عطا فرما دے گا۔

◉ **والدین کی نافرمانی چھوڑنے کے بدلے فرمانبردار اولاد:**

مَنْ تَرَكَ الْعُقُوْقَ فَكَانَ بَرًّا بِوَالِدِهٖ رَزَقَهُ اللّٰهُ اَوْلَادًا مُبَرَّرَةً

"جو ماں باپ کی نافرمانی چھوڑے تو اللہ رب العزت اس گناہ سے بچنے پر اس کو آئندہ فرمانبردار اولاد عطا فرمادیں گے۔"

تو جو لوگ کہتے ہیں نا جی میری اولاد نافرمان ہے، تو ان سے ذرا پوچھ کر دیکھیں کہ آپ نے اپنے ماں باپ ساتھ کیا کیا تھا؟ تو فوراً دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

قرآنی دلیل:

چنانچہ جو انسان گناہ کو چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو امیدوں سے بڑھ کر اجر عطا فرماتا ہے۔ اس کی اگر دلیل دیکھنی ہو تو قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ اس کی بہترین مثال ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو گناہ سے بچایا، غلام بن کر آئے تھے اللہ رب العزت نے ان کو تخت کے اوپر بٹھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزتوں کا تاج عطا فرما دیا:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (یوسف: ۹۰)

اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باطنی غسل کی مجلس

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں۔ آج کی یہ مجلس باطنی غسل کی مجلس ہے۔ جیسے بندہ نہا لیتا ہے تو پسینہ میل ختم ہو جاتا ہے اسی طرح جب انسان توبہ کرتا ہے تو گناہوں کا تمام میل کچیل ختم ہو جاتا ہے۔ بس اتنا یاد رکھیں آج کی اس مجلس میں ہم نے تمام گناہوں سے سچی توبہ کرنی ہے۔ اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ ایک تو پچھلی ساری فائلیں جو کھلی ہوئی تھیں کلوز ہو جائیں گی۔ ڈیلیٹ کی کمانڈ لگ جائے گی ساری فائلیں ڈیلیٹ ..... تو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے! یہ ایک نئی زندگی کا آغاز ہوگا۔ سبحان اللہ! اگر ہماری زندگی ساٹھ سال ہے اور سچی توبہ پر اللہ تعالیٰ ساٹھ سال کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں تو سبحان اللہ اس سے بڑی اور کیا نعمت ہو سکتی ہے۔

اجتماعی توبہ کا فائدہ:

مگر یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ہم اکیلے توبہ کرتے تو شاید قبول ہوتی یا نہ ہوتی لیکن جب مل کر توبہ کریں گے ایک کی بھی توبہ قبول ہوگئی تو جماعت میں سب کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ فقہ کا مسئلہ ہے تاکہ ایک مسجد میں دو سو بندے نماز پڑھ رہے ہیں تو ایک کی بھی نماز قبول ہو جائے تو پوری مسجد کے سب لوگوں کی نماز قبول ہو جاتی ہے۔ حدیث پاک میں بھی ثبوت ملتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ وعظ فرمایا: حدیث پاک میں آتا ہے کہ وَعْظًا بَلِيْغًا بڑا پراثر وعظ تھا۔ مجلس میں ایک صحابی تھے ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ آہیں بھر کر رونے لگے۔ نبی علیہ السلام نے بیان کے بعد فرمایا کہ اس شخص کی توبہ کی وجہ سے اللہ نے محفل کے سب بندوں کے گناہوں کو معاف فرما دیا۔ تو حدیث پاک سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ تو کیا پتہ کون کہاں سے آیا؟ اور کتنا دل میں اخلاص لے کر آیا ہم تو نہیں جانتے۔ تو ایک کی بھی توبہ قبول ہوگئی

www.besturdubooks.wordpress.com

تو سب کی قبول ہو جائے گی۔ بھائی ہمارا تو داؤ لگ جائے گا۔ اس لیے آج کی اس مجلس کو اپنے گناہوں کی بخشش کا موقع سمجھ لیجیے اور سچے دل سے توبہ کیجیے۔ اگر شیطان ذہن میں ڈالے کہ پھر گناہ کرے گا، بھئی! آج تو سچی توبہ کرتے ہیں، کل کی کل دیکھی جائے گی۔ پچھلی فائلیں تو کلوز کروائیں۔

رب غفار کا گنہگاروں سے پیار:

جب انسان توبہ کرتا ہے اور اللہ کے سامنے روتا ہے آہیں بھرتا ہے اللہ کو بڑا پسند آتا ہے۔

⊙ ...... حضرت داود علیہ السلام کی طرف اللہ نے وحی نازل فرمائی۔

يَا دَاوُدُ اَنِيْنُ الْمُذْنِبِيْنَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ صُرَاخِ الْعَابِدِيْنَ

نیک لوگوں کی جو بڑھ کے باتیں کرنی ہوتی ہیں، ان سے زیادہ مجھے گناہگاروں کی آہوں کے اوپر پیار آتا ہے۔

گناہگاروں پر بڑا پیار آتا ہے، آہیں بھرتے ہیں، روتے ہیں، ان کی جو آواز نکلتی ہے۔ اے رب کریم! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر بڑا پیار آتا ہے۔

⊙ ...... ایک صاحب تھے انہوں نے بیس سال عبادت کی پھر غفلت میں پڑ گئے اور بیس سال انہوں نے گناہوں میں گزار دیے۔

ثُمَّ نَظَرَ فِي الْمِرْاٰةِ فَرَاَى الشَّيْبَ فِيْ لِحْيَتِهٖ

ایک دن اس نے شیشہ دیکھا اور اپنی داڑھی میں اس نے سفید بال دیکھے۔

فَاَحْزَنَهٗ ذٰلِكَ

اس پر وہ غمگین ہوا (کہ اتنی عمر گزر گئی اور میں گناہوں میں پڑا ہوا ہوں)

قَالَ يَا رَبِّ اِنْ تُبْتُ اِلَيْكَ اَتَقْبَلُنِيْ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہنے لگا: اے اللہ! اگر میں توبہ کروں تو کیا آپ توبہ کو قبول کر لیں گے؟

فَسَمِعَ هَاتِفًا يَقُوْلُ

پس ایک ہاتف کی آواز سنی جس نے کہا:

يَا فُلَانُ اَطَعْتَنَا وَشَكَرْنَاكَ

اے فلاں تو نے اطاعت کی ہم نے تیری اس اطاعت کو قبول کیا۔

ثُمَّ تَرَكْتَنَا فَاَمْهَلْنَاكَ

پھر تم نے ہمیں چھوڑ دیا ہم نے تمہیں ڈھیل دے دی۔

ثُمَّ اِنْ عُدْتَ اِلَيْنَا قَبِلْنَاكَ

آپ دوبارہ لوٹ کر آئیں گے تو میرے بندے میں دوبارہ قبول کر لوں گا

فَعَادَ اِلَى التَّوْبَةِ

پس اس نے توبہ کر لی اور وہ نیک بندہ بن گیا۔

⊙ ......ایک بات بڑی عجیب ہے اور سننے والی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ کہا:

يَا رَبِّ اِذَا سَأَلَكَ الطَّائِعُ مَاذَا تَقُوْلُ لَهٗ

اے پروردگار! جب تیرا کوئی نیک بندہ پکارتا ہے تو آپ جواب میں کیا فرماتے ہیں؟

قَالَ اَقُوْلُ لَبَّيْكَ

فرمایا کہ میں اس بندے کو جو نیک ہوتا ہے پکارنے پر جواب میں کہتا ہوں: لبیک۔

قَالَ فَالزَّاهِدُ

اے اللہ! جب زاہد بندہ پکارتا ہے۔

قَالَ اَقُوْلُ لَبَّيْكَ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کہ میں اس کو بھی لبیک سے جواب دیتا ہوں۔

قَالَ فَالصَّائِمُ

اے اللہ! روزہ رکھنے والا جب پکارتا ہے؟

قَالَ اَقُوْلُ لَهٗ لَبَّيْك

فرمایا: میں اس کے جواب میں بھی لبیک کہتا ہوں۔

قَالَ فَالْخَاطِیْ

اے اللہ! جب خطا کرنے والا گناہگار آپ کو پکارتا ہے تو اسے جواب میں کیا کہتے ہیں؟

قَالَ اَقُوْلُ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ

فرمایا کہ اسے میں تین مرتبہ لبیک لبیک کہتا ہوں۔

اور اس کی وجہ بیان فرمائی۔ فرمایا: اے موسیٰ!

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ يَتَّكِلُ عَلٰى عَمَلِهٖ وَالْعَاصِي يَتَّكِلُ عَلٰى رَحْمَتِي

تم نے جتنوں کا پوچھا سارے کے ساروں کی نظر اپنے عمل پر تھی اور عاصی کی توکل میری رحمت پر تھی۔

وَاَنَا لَا اُخَيِّبُ عَبْدًا اِتَّكَلَ عَلَيَّ لِاَنِّي قُلْتُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

جب میری رحمت پر توکل کرتا ہے تو میرا یہ قانون ہے کہ جو مجھ پر توکل کرتا ہے میں پھر اس کے لیے کافی ہو جاتا ہوں۔ اس لیے گناہگار بندے کو تین مرتبہ لبیک لبیک کہتا ہوں۔

رحمت الٰہی کا سمندر:

اللہ کی رحمت کے سمندر کے آگے بڑے سے بڑے گناہ کی کوئی حقیقت نہیں وہ سب کو بہا لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حال دیکھیے کہ جن لوگوں نے یہ کہا کہ ان اللہ ثالث ثلثة (اللہ تین میں سے تیسرا ہے) جنہوں نے شرک کیا جو نصاریٰ تھے اتنا بڑا گناہ کیا، اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اس گناہ سے توبہ کر لیتے، استغفار کر لیتے تو میں ان کے اس گناہ کو بھی معاف کر دیتا۔

اور دوسری مثال قرآن مجید سے۔ کچھ ایسے لوگ تھے کہ جن لوگوں نے اللہ کے اولیا کو شہید کیا، ان کو آگ میں ڈال دیا، اب ذرا سوچیے اللہ کے مقبول بندوں کو اولیاء اللہ کو ایمان والوں کو آگ میں ڈالنا، ایذا پہنچانا کتنا بڑا گناہ ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا﴾

(البروج: ۱۰)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت پڑھ کے کہا کرتے تھے کہ جو اس کے اولیاء کو آگ میں ڈال دیتے تھے، اللہ ان کے بارے میں بھی فرماتے ہیں کہ یہ بھی اگر توبہ کر لیتے تو میں ان کی توبہ کو قبول کر لیتا۔ اگر ایسے گناہ بھی اللہ معاف کر دیتے ہیں تو ہمارے گناہ یقیناً اللہ کے ہاں قابل معافی ہیں۔ تو ہمیں بھی آج اللہ کے ہاں نفسانی، شہوانی، شیطانی تمام گناہوں سے توبہ کرنی ہے۔

اللہ کی شان رحیمی امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

رب کریم تو اتنے مہربان ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور عجیب بات کہی۔ فرمانے لگے:

www.besturdubooks.wordpress.com

أَتَرَى اللّٰهَ يَغْفِرُ لِمِثْلِي

کہ حماد آپ کی کیا رائے ہے کیا اللہ میرے جیسے کو معاف کر دے گا؟ آپ کیا کہتے ہیں، آپ کی کیا Opinion (رائے) ہے؟

فَقَالَ الْحَمَّادُ وَاللّٰهِ لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ مُحَاسَبَةِ اللّٰهِ إِيَّايَ وَ بَيْنَ مُحَاسَبَةِ أَبَوَيَّ لَاخْتَرْتُ مُحَاسَبَةَ اللّٰهِ عَلَى مُحَاسَبَةِ أَبَوَيَّ وَ ذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ أَرْحَمُ بِي مِنْ أَبَوَيَّ

حماد نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اگر اللہ مجھے اختیار دے کہ بندے تیرا محاسبہ میں کرتا ہوں یا تیرا محاسبہ تیرے ماں باپ کرتے ہیں، میں اپنے ماں باپ کے محاسبے کی بجائے اللہ کے محاسبہ کو پسند کروں گا کہ اللہ مجھ پہ میرے ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ وہ پروردگار اتنا کریم ہے کہ ماں باپ سے بھی بڑھ کر کریم ہے۔

امیر مکہ کے غلام کی توبہ:

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ سادہ سا بندہ ہے، پھٹے پرانے کپڑے ہیں، اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ! اگر دنیا کے امیر کا غلام اتنا فخر کرتا ہے تو تیرے غلام کو کتنا فخر کرنا چاہیے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس فقیر کے آگے ایک اور غلام تھا جو امیر مکہ کا غلام تھا، بڑے اچھے کپڑے پہنے ہوئے، نیچے تک اس کے کپڑے لٹکے ہوئے اور وہ اکڑ اکڑ کے طواف کر رہا تھا کہ امیر مکہ کا غلام ہوں۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو کہا کہ ٹھہر جاؤ، وہ ٹھہر گیا۔ میں نے کہا: تم اس فخر سے کیوں چل رہے ہو؟ اس نے کہا کہ جی میں امیر مکہ کا غلام ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ جو تیرے پیچھے آ رہا ہے یہ امیر کائنات کا غلام ہے۔ تم تو امیر مکہ کے غلام ہو اور یہ رب کائنات کا غلام ہے۔ لہٰذا تم

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو آگے چلنے دو اور تم اس کے پیچھے چلو۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ بات کہی تو امیر مکہ کا جو غلام تھا اس کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا اور بات اس کو سمجھ آ گئی۔ چنانچہ اس نے اس فقیر کو آگے چلایا اور خود اس کے پیچھے چلتا رہا، اس طرح اس نے طواف مکمل کیا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ واپس گھر گیا تو جا کر اس نے امیر مکہ کی نوکری سے استعفا دے دیا اور اگلے دن میرے پاس فقیرانہ لباس پہن کر آیا اور آ کر کہنے لگا: ذوالنون! کیا میرے لیے اللہ کے ہاں قبولیت کا کوئی راستہ ہے؟

فَقُلْتُ لَهُ يَا حَبِيبِي اَبْشِرْ اَنْتَ حَبِيبُ اللّٰهِ

میں نے اس سے کہا: اے میرے دوست! تجھے بشارت ہو کہ تو اللہ کا دوست ہے۔

اَلتَّائِبُ حَبِيبُ اللّٰهِ

”توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے“

تو نے سچی توبہ کی تو اللہ کا دوست ہے، اور پھر اس کے بعد میں نے اس سے کہا:

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ يَدْعُو الْمُدْبِرِيْنَ فَكَيْفَ بِالْمُقْبِلِيْنَ

”کیا تو نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ پیٹھ پھیر کر جانے والوں کو بلاتا ہے اور جو اللہ کی طرف رخ کر کے آ رہا ہو اللہ اسے کیوں نہیں قبول کرے گا؟“

کیا عجیب بات کہی ہے؟ سبحان اللہ

اَنَّهُ يَدْعُو الْمُدْبِرِيْنَ فَكَيْفَ بِالْمُقْبِلِيْنَ

اور واقعی بات تو ایسی ہی ہے۔ حق تو یہ بنتا تھا کہ اگر کوئی بندہ اللہ رب العزت کے دروازے سے پیٹھ پھیر کر جاتا تو اللہ تعالیٰ پیٹھ کے پیچھے سے ایک لات لگواتے اور دروازہ بھی ہمیشہ کے لیے بند کر دیتے کہ بدبخت دفع ہو جا یہاں سے۔ اللہ کی شان کا تقاضا تو یہ تھا، مگر میرا پروردگار اتنا کریم ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر جانے والوں کو لات نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کھلواتے ، دروازہ بند نہیں کرتے ، وہ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (انفطار:٦)

"اے انسان! تجھے تیرے کریم پروردگار سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا"

﴿فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ﴾

"میرے بندو! کہاں جاتے ہو"

اس رب کریم کا در چھوڑ کر جا رہے ہو جو پروردگار پیٹھ پھیر کے جانے والوں کو اپنے در کی طرف واپس بلاتا ہے، اگر کوئی اللہ کے در کی طرف رخ کر کے آ رہا ہو اللہ تعالیٰ اس بندے کو کیسے قبول نہیں فرمائیں گے؟

وہ کہتے ہیں جب میں نے یہ بات کہی کہ "اَنَّهُ يَدْعُو الْمُدْبِرِيْنَ فَكَيْفَ بِالْمُقْبِلِيْنَ" تو اس بندے کے دل میں تسلی آ گئی اور اس نے عبادت کی زندگی گزارنی شروع کر دی۔ اللہ کی شان کہ تین دن کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔ میں نے مکہ مکرمہ میں اتنا بڑا جنازہ نہ دیکھا جیسا اس غلام کا پڑھا۔ چند دن گزرے میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے اندر بڑا فخر سے چل رہا ہے، میں نے اس سے پوچھا کہ جنت میں بڑے فخر سے چل رہے ہو اس نے جواب میں کہا ہاں:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ﴾
(القمر:۵۴،۵۵)

اللہ کو ایسے منائیں جیسے بچہ ماں کو:

آج اس مجلس میں اس رب کو منائے بغیر ہم نہیں اٹھیں گے۔ دل میں یہ ارادہ کر لیجیے، اللہ! آج آپ کو منا کے اٹھیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ! ہمارے گناہ بہت ہیں، اگر ان کا بوجھ اٹھانا پڑ جائے تو ہم تو بوجھ اٹھا بھی نہیں سکتے۔ چند کلو کا بوجھ اٹھایا نہیں جاتا یہ پہاڑوں برابر گناہوں کا بوجھ ہم قیامت کے دن سر پر کیسے اٹھائیں گے؟

کریم آقا! ہم سے دھوپ کی گرمی برداشت نہیں ہوتی قیامت کے دن کی گرمی کہاں برداشت کریں گے؟

رب کریم! ہم گناہ کر کر کے تھک گئے ہیں، ہم نفس سے عاجز آگئے ہیں، بس آپ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔

اے کریم! ہماری مدد فرما دیجیے! ہمارے اس نفس کو نفس مطمئنہ بنا دیجیے! اور ہماری توبہ کو قبول کر لیجیے۔

ہم اس طرح سے اللہ کے سامنے توبہ کریں جیسے ایک بچے کی مثال ہے۔

اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلدِّیْنُوْرِیْ

حضرت دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بندہ آیا اور کہنے لگا:

مَا اَصْنَعُ فَکُلَّمَا وَقَفْتُ عَلٰی بَابِ الْمَوْلٰی صَرَفَتْنِی الْبَلْوٰی

میں جتنی مرتبہ بھی اللہ کے دروازے پر کھڑا ہوا میں وہاں سے خالی لوٹ آیا، آپ مجھے سمجھائیں مجھے اللہ کے در پر کیسے کھڑا ہونا چاہیے؟

فَقَالَ کُنْ کَصَبِیٍّ بِاُمِّہٖ

انہوں نے جواب میں کہا: جس طرح چھوٹا بچہ اپنی ماں کے ساتھ معاملہ کرتا ہے تم اللہ کے در پر اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرو۔

کُلَّمَا ضَرَبَتْہُ یَجْزَعُ بَیْنَ یَدَیْھَا فَلَا یَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی تَضُمَّہٗ اِلَیْھَا

"ماں تھپڑ مارتی ہے بچہ اسی کی گود میں پڑتا ہے، وہیں جزع فزع کرتا ہے، وہ اس طرح کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ ماں اس کو سینے سے لگا لیتی ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

تم اللہ کے دروازے پر آئے ہو، ہم اللہ کے گھر میں بیٹھے ہیں، ہم ایسے ہی گمان کریں کہ آج بچہ اپنی ماں کی گود میں پہنچ گیا، اپنی ماں کو منانا چاہتا ہے، لہٰذا اللہ کے سامنے گناہوں کی معافی اس طرح سے مانگیے۔

اے کریم آقا! ہمیں گناہوں سے محفوظ فرما لیجیے! ہمارے لیے بچنا مشکل ہے آپ کے لیے بچا دینا آسان ہے، اللہ! ہم اپنے آپ کو آپ کے حوالے کرتے ہیں۔

میرے مولیٰ! ردنہ کیجیے۔ بڑی امیدیں لے کر آئے ہیں، دل میں بڑی چاہتیں لے کے آئے ہیں۔

میرے مولیٰ! اگر سو بندوں کا قاتل نیکوں کی بستی میں چل کر جاتا ہے راستے میں موت آتی ہے، آپ بخشش کر دیتے ہیں، اللہ! ہم بھی اتنی دور سے چل کر اس امید پر آئے ہیں کہ یہاں مختلف شہروں سے نیک بندے اکٹھے ہوں گے، اللہ اس مجلس کی برکت سے ہمارے بھی گناہوں کو معاف کر دیجیے اور اللہ ہمیں خالی نہ لٹائیے۔

جب اس طرح ہم سچے دل سے توبہ کریں گے، رب کریم ہمارے حال پر رحمت کی نظر فرمائیں گے، ہماری توبہ توبۃ النصوح بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ دل کی گہرائیوں سے ندامت کے ساتھ پچھلے گناہوں پر سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے، آئندہ نیکوکاری اور پرہیزگاری کی زندگی نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾ (الانبیاء: ۹۰)

امید اور خوف

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 9 جولائی 2011ء بروز ہفتہ ۸ شعبان ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خصوصی تربیتی مجالس برائے علماء وطلباء (بعد نماز مغرب)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ہمارے نفس کی مثال ایک گدھے کی مانند ہے اور یہ دنیا کے گڑھے کے اندر گرا پڑا ہے۔ اسے دنیا کے گڑھے سے نکالنے کے دو طریقے ہیں کہ پیچھے سے عذاب اور خوف کا ڈنڈا ہو اور آگے سے امید کا چارہ۔ چنانچہ یہ دونوں چیزیں اس گدھے کو اس گڑھے میں سے نکال دیتی ہیں۔ خوف کے اندر یہ خوبی ہے کہ وہ انسان کو گناہوں سے روکتا ہے اور امید کے اندر یہ خوبی ہے کہ وہ انسان کو نیکی کے اوپر لگا دیتی ہے، نیکی کا شوق دلا دیتی ہے۔ چنانچہ خوف بھی ضروری کہ انسان کا نفس گناہوں سے بچے اور عبادت پر مغرور نہ ہو، ورنہ تو وہ دو سجدے کر کے اپنے آپ کو ولی سمجھے گا۔ اور امید بھی ضروری کہ انسان نیکی کے اوپر شوق سے ساتھ لگے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

امید اور خوف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

﴿اِنَّهُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ﴾ (الانبیاء:۹۰)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۝ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

انسان کی دو کیفیات:

بدلتے موسم کی طرح عام انسانوں کی کیفیتیں بھی بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی خوشی کی کیفیت، کبھی غم کی کیفیت، حالات مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ دو کیفیتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں آج تذکرہ کرنا ہے۔ ایک ہے خوف کی کیفیت اور ایک ہے امید کی کیفیت۔ کئی مرتبہ انسان اللہ رب العزت کی رحمتوں پر نظر ڈالتا ہے تو اسے امید لگ جاتی ہے کہ میرا انجام اچھا ہوگا۔ اور کبھی اپنے عملوں پر نظر ڈال لیتا ہے تو ڈر لگتا ہے کہ میرا کیا بنے گا؟ ایمان ان دو کیفیتوں کے درمیان ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

"ایمان خوف اور امید کے درمیان ہوتا ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

امید اور خوف کی ضرورت:

انسان کو ان دونوں کیفیات کی ضرورت ہے۔ آپ اس کی مثال آسان لفظوں میں یوں سمجھیں کہ ایک گدھا اگر کسی گڑھے میں گر جائے تو اس کو نکالنے کے لیے لوگ دو طریقے استعمال کرتے ہیں۔ ایک تو اس کو ڈنڈے لگاتے ہیں کہ باہر نکلے اور دوسرا اس کو چارہ دکھاتے ہیں کہ چارے کے شوق میں باہر نکل آئے۔ تو پیچھے سے ڈنڈے لگ رہے ہوتے ہیں اور آگے سے چارہ دکھا رہے ہوتے ہیں، چنانچہ گدھا ڈنڈے کے ڈر سے اور چارے کے شوق میں گڑھے سے باہر قدم بڑھاتا ہے۔

ہمارے نفس کی مثال ایک گدھے کی مانند ہے اور یہ دنیا کے گڑھے کے اندر گرا پڑا ہے۔ اسے دنیا کے گڑھے سے نکالنے کے دو طریقے ہیں کہ پیچھے سے عذاب اور خوف کا ڈنڈا ہو اور آگے سے امید کا چارہ۔ چنانچہ یہ دونوں چیزیں اس گدھے کو اس گڑھے میں سے نکال دیتی ہیں۔ خوف کے اندر یہ خوبی ہے کہ وہ انسان کو گناہوں سے روکتا ہے اور امید کے اندر یہ خوبی ہے کہ وہ انسان کو نیکی کے اوپر لگا دیتی ہے، نیکی کا شوق دلا دیتی ہے۔ چنانچہ خوف بھی ضروری کہ انسان کا نفس گناہوں سے بچے اور عبادت پر مغرور نہ ہو، ورنہ تو وہ دو سجدے کر کے اپنے آپ کو ولی سمجھے گا۔ اور امید بھی ضروری کہ انسان نیکی کے اوپر شوق سے ساتھ لگے۔ عربی کا ایک شعر ہے

اَلْعَبْدُ یُقْرَعُ بِالْعَصَا

وَالْحُرُّ تَکْفِیْهِ الْمَلَامَةُ

"جو غلام ہوتا ہے اس کو سمجھانے کے لیے تو ڈنڈے کی ضرورت ہوتی ہے اور جو آزاد ہوتا ہے اس کو ملامت ہی کافی ہو جاتی ہے۔"

تو یہی انسان کے نفس کی مثال، کبھی اس کے لیے ایک اصول کارگر ہوتا ہے، کبھی

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرا اصول کارگر ہوتا ہے۔

خوف وامید کسے کہتے ہیں؟

خوف کہتے ہیں۔

اَلْخَوْفُ رَعْدَةٌ تَحْدُثُ فِی الْقَلْبِ عَنْ ظَنِّ مَکْرُوْہٍ یَنَالُہٗ

"ایک لرزہ بندے کے اوپر طاری ہو جاتا ہے کہ اس کو کوئی ایسی چیز نہ پہنچ جائے جو اس کی لیے نقصان دہ ہو، اس کو خوف کہتے ہیں۔"

اور رجاء (امید) کہتے ہیں:

اَلرَّجَاءُ اِبْتِہَاجُ الْقَلْبِ بِمَعْرِفَۃِ فَضْلِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَاسْتِرْوَاحَۃٌ اِلٰی سِعَۃِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کی طرف بندے کا میلان ہو جاتا۔ اسے رجاء کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں ان دونوں چیزوں کا اہتمام سے تذکرہ کیا گیا۔ امید کا بھی ذکر بھی کیا گیا اور خوف کا بھی۔ فرمایا:

﴿فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (الاعراف:۹۹)

"اللہ کے داؤ سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارے پانے والے ہیں"

یہ خوف دلانے والی آیت ہے۔ اور امید دلانے والی آیت:

﴿اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ﴾ (یوسف:۸۷)

"بے شک اللہ کی رحمت سے بے ایمان لوگ مایوس ہوا کرتے ہیں"

تو دونوں آیتیں موجود ہیں۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان کے لیے ان

www.besturdubooks.wordpress.com

دونوں کیفیات کا ہونا ضروری ہے۔

مومن کے لیے خوف اور امید کی اہمیت:

مشائخ نے فرمایا ہے:

فَإِنَّ الْخَوْفَ إِذَا فَارَقَ الْقَلْبَ خَرِبَ وَ الْغَالِبُ عَلَى النَّفْسِ الْفُتُوْرُ وَالْكَسَلُ عَنِ الطَّاعَاتِ وَ الْمَيْلُ إِلَى الشَّهَوَاتِ

''جب دل سے خوف رخصت ہو جاتا ہے تو دل کی کیفیت خراب ہو جاتی ہے، اور نفس پر فتور غالب آ جاتا ہے اور عبادت میں سستی اور شہوات کی طرف میلان ہو جاتا ہے۔''

تو خوف نہ ہونے کی وجہ سے انسان عبادات کرتا نہیں اور خواہشات کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہے۔

وَ دَوَاءُ ذٰلِكَ الْخَوْفُ

اس کا علاج خوف کے ذریعے ہوتا ہے۔

فَ أَمَّا مَنْ دَامَ عَلَيْهِ الْخَوْفُ حَتّٰى مَالَ إِلَى الْقُنُوْطِ يَنْبَغِيْ أَنْ يُّدَاوِيْ بِالرَّجَاءِ وَ يَذْكُرُ سَعَةَ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

''اگر کسی بندے پر خوف ہی طاری رہے، اتنا خوف کہ انسان کے اندر ناامیدی پیدا ہونے لگے، تو اب اس کا علاج امید کے ساتھ کرنا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کو یاد کرنا چاہیے۔''

حکما کی زبان میں گرمی اور سردی کے الفاظ بہت استعمال ہوتے ہیں۔ اس کا مزاج گرم، اس کا مزاج ٹھنڈا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

كَمِثَالِ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ كَمِثَالِ الْحَرَارَةِ وَالْبُرُوْدَةِ فَمَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ اَحَدُهُمَا يُدَاوِيْ بِالْاٰخَرِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى حَدِّ الْاِعْتِدَالِ

''خوف اور امید کی مثال ٹھنڈک اور گرمی کی مانند ہے، ٹھنڈک غالب آئے تو گرم سے علاج کرتے ہیں اور حرارت غالب آئے تو ٹھنڈے سے علاج کرتے ہیں حتیٰ کہ مزاج معتدل ہو جائے''

اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے:

لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَ رَجَاءُهٗ لَاعْتَدَلَا

''اگر مومن کے خوف اور رجاء کو تولا جائے تو دونوں برابر ہوتے ہیں''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''اگر یہ کہا جائے کہ صرف ایک بندہ جنت میں جائے گا تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں گا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ صرف ایک بندہ جہنم میں جائے گا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ بندہ میں نہ ہوں۔''

امید بھی کامل اور خوف بھی کامل۔

قرآن پاک کی امید افزا آیات:

قرآن مجید کی بہت سی آیات ہیں جن کو پڑھ کر اللہ رب العزت کی رحمت سے امید بندھ جاتی ہے۔

⊙......ایک بڑی معروف آیت، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (زمر: ۵۳)

بڑی امید افزا آیت ہے، وجہ کیا؟ ہم اگر اپنے بیٹے سے خفا ہوں تو بیوی کو کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں کہ ''اسے سمجھا دو! یہ ایسا ہو رہا ہے''۔ نام بھی نہیں لیتے، کہتے ہیں: اسے کہہ دو! تخاطب کا انداز بھی بدل جاتا ہے۔ ''اسے سمجھا دو'' جیسے اجنبیت ہوتی ہے۔ وہ بندے جنہوں نے گناہ کیا، پروردگار حقیقی کے حکموں کو توڑا، اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ان کا تذکرہ فرمایا۔ اجنبیت کا تخاطب نہیں فرمایا: ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ﴾ فرما دیجیے اے میرے بندے [یہ عبادی کا لفظ عجیب ہے، ایک باپ کہے کہ میرے بیٹے! تو محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے گناہوں کے باوجود محبت کے زمرے سے نہیں نکالا قل فرما دیجیے اے میرے بندے! کون سے بندے؟ ﴿الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ﴾ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جانا۔

ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ))

دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے میں پسند نہیں کرتا کہ اس آیت کے بدلے وہ سب کچھ مجھے مل جائے (یہ آیت مجھے اس سے بھی زیادہ عزیز ہے)۔

⑤ ..... بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کی سب سے زیادہ آیت الرجاء (امید افزا آیت) وہ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾

(النساء: ۴۸)

اس میں اللہ تعالیٰ نے شرک والے کو تو کہہ دیا کہ معافی کی کوئی صورت نہیں، فرمایا: اس کے سوا جو بھی گناہ ہوگا اللہ تعالیٰ اس گناہ کو معاف فرما دیں گے۔ تو بڑی امید ہے کہ جو بندہ توحید کا اقرار کرے گا اور اس پر جما رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف

www.besturdubooks.wordpress.com

عطا فرما دیں گے۔

⊙...... بعض بزرگوں نے کہا کہ قرآن مجید کی سب سے زیادہ امید والی آیت ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء: ۱۱۰)

⊙...... امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے نزدیک قرآن مجید کی سب سے امید والی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ سے فرمایا:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (ضحیٰ: ۵)

''تیرا رب تجھے اتنا عطا کرے گا کہ تو راضی ہو جائے گا''

اپنی زبان میں سمجھنے کے لیے اس آیت کا ترجمہ کریں تو یہ بنتا ہے۔ تیرا رب تجھے اتنا عطا کرے گا کہ تو بس بس کرے گا۔ تو فرماتے ہیں کہ یہ آیت سب سے زیادہ امید والی آیت ہے۔ اور حدیث قدسی بھی ہے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا:

((اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَ قُلْ لَهٗ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ))

جا دو کہ امت کے معاملے میں ہم آپ کو راضی کریں گے اور یہ سن کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((فَاِنَّ مُحَمَّدًا لَا يَرْضٰى وَ وَاحِدٌ مِنْ اُمَّتِهٖ فِي النَّارِ))

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ نبی علیہ السلام کبھی بھی راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔ کبھی ماں کا بیٹا اگر آگ میں ہو تو وہ کیسے راضی ہو سکتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو اپنی امت پر شفقت اور محبت اس سے بھی زیادہ ہے۔

رجاء اور غرور

دو لفظ ہیں۔ ایک ہے ''الرجاء'' اس کا معنی ہے امید اور ایک ہے ''غرور''۔

www.besturdubooks.wordpress.com

غرور کہتے ہیں دھوکے کو۔ ان دونوں میں ایک فرق ہے۔

رجاء کہتے ہیں:

اَلرَّجَاءُ حُسْنُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ فِیْ قَبُوْلِ طَاعَةٍ اَوْ مَغْفِرَةِ سَيِّئَةٍ تُبْتُ مِنْهَا

انسان نیکی کرے تو قبولیت کی امید، گناہ سے معافی مانگے تو معاف ہونے کی امید، اس کو رجاء کہتے ہیں۔

لیکن غرور جو ہے اس کا معنی دھوکا ہوتا ہے۔

اَلْغُرُوْرُ الطُّمَانِيَةُ مَعَ تَرْكِ الطَّاعَاتِ وَ الْاِصْرَارِ عَلَى الْمُخَالِفَاتِ

انسان گناہ کا مرتکب بھی ہو اور پھر تسلی بھی رکھے، اس کو غرور کہتے ہیں۔

اب شیطان انسان کو یہی دھوکا دیتا ہے۔

﴿وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ (لقمان:۳۳)

خوف اور حزن

پھر ایک لفظ ہے "خوف" اور ایک لفظ ہے "حزن" ان دونوں کے درمیان بھی ایک فرق ہے۔ خوف کہتے ہیں باہر کے ڈر کو، خارج سے کوئی ڈر ہو۔ اور حزن کہتے ہیں اندر کا غم۔ اندر سے انسان کو کوئی دکھ ہو، کوئی تکلیف ہو جس کی وجہ سے وہ محزون ہو۔

حزن کا اثر:

حزن کا یہ اثر ہے:

اَلْحُزْنُ يَمْنَعُ عَنِ الطَّعَامِ

"جو بندہ غمگین ہوتا ہے کھانا کھانا چھوٹ جاتا ہے۔"

آپ خود دیکھیں کہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے، اس کا کھانا کھانے کو دل ہی نہیں کرتا۔ کوئی طالب علم امتحان میں فیل ہو جائے، کھانے کو دل نہیں کرتا۔ کسی بندے کا کاروبار میں بڑا نقصان ہو جائے، کھانے کو دل نہیں کرتا۔ تو جب بھی غم ہوگا تو کھانا چھوٹ جائے گا، طبیعت ہی نہیں کرے گی کھانے کو۔

خوف کا اثر:

اسی طرح

اَلْخَوْفُ يَمْنَعُ عَنِ الذُّنُوْبِ

خوف انسانوں سے گناہوں کو چھڑوا دیتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں ہو تو قدرت کے باوجود انسان گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ سانپ دیکھنے میں کتنا ملائم، نرم اور خوبصورت ہوتا ہے، ہاتھ کوئی نہیں لگاتا، خوف ہوتا ہے دل میں کہ ہاتھ لگائیں گے تو یہ کاٹ لے گا۔ بجلی کو کسی نے نہیں ہاتھ لگایا، اگر کہیں بھئی تجربہ کرو! تو کہیں گے تجربہ بھی نہیں کرتے۔ کیوں؟ بجلی کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ پہلی غلطی کو بھی معاف نہیں کرتی۔ تو خوف کی وجہ سے نہ بجلی کی تار کو ہاتھ لگاتے ہیں، نہ سانپ کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اگر کسی انسان کو مٹھائی دیں اور کہیں کہ جی یہ آپ کے سامنے دس لڈو ہیں بس ان میں ایک کے اندر تھوڑی سی زہر ہے، تو کوئی بھی ہاتھ نہیں لگاتا۔ بھئی! اتنے خوشبودار اور مزے دار ہیں؟ کہے گا: بس رہنے دو۔ تو معلوم ہوا کہ خوف کی وجہ سے انسان رک جاتا ہے، باز آجاتا ہے۔ اسی طرح اگر اللہ رب العزت کا خوف ہو تو انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

امید کا اثر:

امید کیا اثر دکھاتی ہے:

اَلرَّجَاءُ یُقَوِّیْ عَلَی الطَّاعَاتِ

امید انسان کو طاعات کے اوپر مجبور کر دیتی ہے۔

انسان کے شوق کو بڑھا دیتی ہے۔ پھر وہ اعمال میں لگ جاتا ہے۔

موت کی یاد کا اثر:

اور ایک ہے موت کا تذکرہ، موت کی یاد، یہ کیا کام کرتی ہے۔

وَ ذِکْرُ الْمَوْتِ یَذْھَبُ بِالْفُضُوْلِ

وہ فضول کاموں کو چھڑوا دیتا ہے، جو موت کو جتنا کثرت سے یاد کرتا ہے اس کے دل میں فضول کام ختم ہوتے جاتے ہیں۔

خوف و امید کی جامع آیات:

کئی ایسی بھی آیات ہیں جن میں خوف اور امید دونوں کو اللہ تعالیٰ نے جمع فرما دیا۔ مثال کے طور پر

۞......ارشاد فرمایا:

﴿نَبِّیٔ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (حجر:۴۹)

میرے بندوں کو بتا دو کہ بے شک میں بڑا غفور اور بڑا رحیم ہوں۔

جب بھی یہ آیت پڑھتے ہیں تو بچپن کی بات یاد آجاتی ہے۔ اس زمانے میں جب کوئی گھر میں بیمار ہوتا تھا تو علاج معالجہ بھی ہوتا تھا مگر اللہ کے راستے میں صدقہ کرنے کا اہتمام بھی زیادہ ہوتا تھا۔ ہمارے ایک ساتھی تھے ہم نے ان کی بچپن سے

www.besturdubooks.wordpress.com

عادت دیکھی، بیمار ہو جاتے تھے تو حکیم کے پاس جاتے تھے اور اس کو پیسے دے دیتے تھے۔ حکیم صاحب! یہ پیسے رکھ لیں، آپ کے پاس جو کوئی بیمار آئے اور فیس نہ بھر سکتا ہو تو اس کی اس کو دوائی دے دیں اس کے بدلے اللہ مجھے صحت عطا فرما دے گا۔ اس حد تک اسوقت رجوع الی اللہ تھا۔ تو بھئی! جیسے دوا سے صحت ملتی ہے، صدقہ سے مصیبت ٹلتی ہے۔

ہم چھوٹے تھے، گھر میں جو بھی کوئی بیمار ہوتا تھا تو والدہ صاحبہ کہتی تھیں، بیٹا جاؤ بچوں کو بلاؤ۔ ہم گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر زور سے آواز لگاتے تھے، بچوں کو بلاتے تھے کہ آؤ پیسے بٹ رہے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے بھاگے ہوئے آتے تھے، مریض کے ہاتھ میں پیسے پکڑے ہوتے تھے، وہ ایک ایک ہر بچے کو دیتا جاتا تھا۔ اور واقعی ان بچوں کی دعا ایسی ہوتی تھی کہ اللہ اس مریض کو شفا عطا فرما دیتے تھے۔ اس آیت کو پڑھتے ہوئے مجھے اپنی وہ بات یاد آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں۔

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾

جیسے والدہ کہتی تھیں کہ بچوں کو اطلاع دے دو پیسے تقسیم ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ میں بڑا ہی غفور اور بڑا ہی رحیم ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحمت کرنے کا ارادہ فرما چکے ہیں۔ یہ اتنی امید افزا آیت ہے۔ اب اسی میں خوف بھی ہے۔ وہ کیسے؟ آگے یہ کہہ دیا کہ دیکھو میں بتا رہا ہوں کہ میری رحمت سے، مغفرت سے فائدہ اٹھا لو، اور جو بندہ رحمت اور مغفرت سے فائدہ نہیں اٹھائے گا۔

﴿وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾ (حجر:۵۰)

تو اس کا عذاب بھی بڑا دردناک عذاب ہے تو خوف اور امید دونوں کو یکجا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا۔

⊙ ......ایک دوسری آیت: قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں:

﴿يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا﴾ (السجدہ:۱۶)

''وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف کے ساتھ اور امید کے ساتھ''

جن لوگوں کے اندر خوف اور امید دونوں ہوتے ہیں ان کے بارے میں قرآن مجید نے فیصلہ دیا:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾ (السجدہ:۱۷)

کوئی جی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے اللہ رب العزت نے کیا تیار کر رکھا ہے۔

اللہ سے مایوس کرنے والے کی سزا:

اللہ کے بندوں کو امید دلانی چاہیے۔ کتابوں میں لکھا ہے:

رُوِيَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانَ يُقَنِّطُ النَّاسَ وَ يُشَدِّدُ عَلَيْهِمْ

بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا وہ لوگوں کو مایوس کرتا تھا اور بڑی سختی کرتا تھا۔ تم جہنم میں جاؤ گے، یہ ہوگا، وہ ہوگا۔ تو وہ لوگوں کو بہت زیادہ ڈراتا تھا اور مایوس کرتا تھا۔

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلْيَوْمَ اُوْيِسُكَ مِنْ رَّحْمَتِيْ كَمَا كُنْتَ تُقَنِّطُ عِبَادِيْ مِنْهَا

آج میں تجھے اسی طرح اپنی رحمت سے مایوس کروں گا جیسے تو میرے بندوں کو میری رحمت سے مایوس کرتا تھا، چنانچہ اسے جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اٹھارہ سالہ رحمتِ الٰہی کا درس:

کتابوں میں لکھا ہے کہ شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی رحمت کے بارے میں درس دیتے دیتے اٹھارہ سال گزار دیے۔ اٹھارہ سال اللہ رب العزت کی رحمت کا مضمون بیان کرتے رہے، ایک دن اللہ کے عذاب کا مضمون بیان کر دیا۔ کئی لوگ مجمع میں بیہوش ہو گئے، اور چند لوگ تو بیہوشی کے عالم میں فوت ہی ہو گئے، جنازے اٹھے۔ جب ان کو دفن کر کے واپس آ رہے تھے تو اللہ رب العزت نے الہام فرمایا: عبدالقادر جیلانی! تو میرے بندوں کو میرا خوف دلاتا ہے۔ عرض کیا: یا اللہ! میں نے اٹھارہ سال تیری رحمت ہی کا درس دیا۔ تو الہام ہوا کہ کیا اٹھارہ سال میں میری رحمت ختم ہو گئی تھی؟ تو رحمت کا تو معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اللہ اکبر! ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا الہامی مکالمہ:

کتابوں میں ایک واقعہ پڑھا تھا، جسے نقل کرتے ہوئے میں بہت گھبراتا تھا، لیکن اس واقعے کو ایک دفعہ مولانا محمد اسلم ملتانی، جو تبلیغی جماعت کے بڑے نمایاں بزرگوں میں سے تھے، انہوں نے رائیونڈ کے سالانہ اجلاس میں بیان کیا۔ جب سے انہوں نے بیان کیا ہمارے لیے راہ آسان ہو گئی، ہم نے بھی بیان کرنا شروع کر دیا۔

ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ، اللہ رب العزت سے ان کا بڑا محبت کا تعلق تھا۔ اب جہاں محبت ہوتی ہے وہاں ناز انداز بھی ہوتے ہیں، تو فرماتے ہیں کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ وضو کر کے مسجد کی طرف چلے، اللہ رب العزت کی طرف سے الہام ہوا: شبلی! ایسا گستاخانہ وضو کر کے میرے گھر کی طرف چلتا ہے؟ شبلی ڈر گئے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

واپس گھر کی طرف چلے کہ میں دوبارہ وضو کرتا ہوں۔ جب واپس چلے تو پھر الہام ہوا: شبلی! تو ہمارے در کو چھوڑ کر کہاں جائے گا؟ تو شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے زور سے اللہ کی ضرب لگائی۔ تو الہام ہوا: شبلی! تو ہمیں اپنا جوش دکھاتا ہے؟ وہ چپ ہو گئے۔ پھر الہام ہوا شبلی! تو ہمیں اپنا صبر دکھاتا ہے؟ ان کا اللہ سے ایسا معاملہ تھا۔

اب جب یہ ساری باتیں ہو گئیں تو پھر الہام فرمایا: کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تیرے عیب لوگوں پہ ظاہر کر دوں؟ تجھے دنیا میں کوئی منہ لگانے والا نہ رہے۔ جب یہ الہام ہوا، وہ بھی آخر محبت کا تعلق رکھنے والے تھے، فوراً کہا: یا اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں تیری رحمت کھول کر لوگوں میں بیان کر دوں؟ تجھے دنیا میں کوئی سجدہ کرنے والا نہ رہے۔ جب یہ کہا تو الہام ہوا شبلی نہ تو میری بات کہنا نہ میں تیری بات کہتا ہوں۔ تو رحمت کا تو معاملہ ایسا ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔

اللہ کو مخلوق کا محبوب بنائیں:

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہیں۔ داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

أَحِبَّنِيْ وَ أَحِبَّ مَنْ يُحِبُّنِيْ وَحَبِّبْنِيْ إِلٰى خَلْقِيْ

مجھ سے محبت کرو اور جو مجھ سے محبت کرنے والے ہیں ان سے بھی محبت کرو اور مجھے مخلوق کا محبوب بناؤ!

قَالَ: يَا رَبِّ وَ كَيْفَ أُحَبِّبُكَ إِلٰى خَلْقِكَ

انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! میں آپ کو مخلوق کا محبوب کیسے بناؤں؟

فرمایا:

قَالَ اذْكُرْنِيْ بِالْحَسَنِ الْجَمِيْلِ اذْكُرْ آلَائِيْ وَ إِحْسَانِيْ وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اذْكُرْهُمْ ذٰلِكَ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْرِفُوْنَ مِنِّي إِلَّا الْجَمِيْلَ

اچھے انداز سے میرا تذکرہ کرو، میری نعمتوں کا تذکرہ کرو، میرے احسانات کا تذکرہ کرو، ایسی باتیں کرو کہ وہ اپنے آپ کو مجھ سے اتنی اچھائیاں پانے والے سمجھیں تو وہ مجھ سے صاف ظاہر ہے کہ محبت کریں گے۔

ہم تو زندہ ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے:

تو واقعی ہمیں ایسا کرنا چاہیے۔ جہاں بیٹھیں اللہ کا تذکرہ چھیڑ دیں جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں۔ اس کو زندگی کا اصول بنا لیں، لوگ دنیا کی باتیں کرتے ہیں، اِدھر اُدھر کے حالات کا تذکرہ کرتے ہیں، بس ہم اصول بنا لیں جہاں بیٹھیں بس اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ، اللہ کی رحمتوں کا تذکرہ اور سمجھیں بھی یہی کہ ہم تو زندہ ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے۔ اللہ زندگی کا مقصد ہی اب یہی ہے کہ تیرا نام دنیا میں رہے۔ چنانچہ ایک بزرگ تھے ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ، ان کے بارے میں لکھا ہے:

كَانَ أَبُوْ عُثْمَانَ يَتَكَلَّمُ فِي الرَّجَاءِ كَثِيْرًا

ابو عثمان لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی امید والی باتیں بہت کیا کرتے تھے۔

فَرُوِيَ بَعْدَ مَوْتِهِ فِي الْمَنَامِ فَقِيْلَ لَهُ كَيْفَ كَانَ قُدُوْمُكَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

ان کو خواب میں کسی نے دیکھا تو پوچھا کہ اللہ کے سامنے آپ کا معاملہ کیا ہوا؟

فَقَالَ أَقَامَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَالَ مَا الَّذِيْ حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ

کہنے لگے: اللہ نے اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور کہا تجھے کس چیز نے میری رحمت کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے پر برانگیختہ کیا؟

فَقُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أُحَبِّبَكَ إِلٰى خَلْقِكَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ! میں نے پسند کیا کہ میں آپ کو لوگوں کا محبوب بنا دوں کہ لوگ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَكَ ذَنْبَكَ

رب کریم نے فرمایا: میں نے تیرے سب گناہوں کو معاف کر دیا۔

تو میرے اتنے اچھے تذکرے کرتا تھا کہ میرے بندے مجھ سے محبت کرتے تھے۔ ہمیں اپنے بیانات میں، اپنی گفتگو میں اللہ رب العزت کے تذکرے، اس کی مغفرت کے، اس کی مہربانیوں کے، ایسے کرنے چاہئیں کہ بندوں کے دلوں میں اللہ کی محبت گھر کر جائے، بندے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

کریم سے کرم کی توقع:

قَالَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ رَأَيْتُ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ بَعْدَ مَوْتِهِ فِي الْمَنَامِ

مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا:

فَقُلْتُ لَهُ مَا لَقِيْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ

میں نے پوچھا کہ مرنے کے بعد آپ کا کیا معاملہ بنا؟

قَالَ مَا تَرَاهُ يَكُوْنُ مِنَ الْكَرِيْمِ إِلَّا الْكَرَمُ

کریم سے کرم ہی کی توقع ہو سکتی ہے۔

حسنِ ظن کے بقدر معاملہ:

رُؤِيَ بَعْضُهُمْ فِي الْمَنَامِ فَقِيْلَ لَهُ بِمَا ذَا قَدِمْتَ عَلَى اللّٰهِ

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں کسی ولی کو دیکھا تو پوچھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا بنا؟

قَالَ بِذُنُوْبٍ كَثِيْرَةٍ مَحَاهَا عَنِّيْ حُسْنُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى

کہنے لگے گناہ تو بہت تھے لیکن مجھے اللہ سے بڑا حسنِ ظن تھا، اس حسنِ ظن کی وجہ سے سب گناہوں کو مٹا دیا گیا۔

تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اور حسنِ ظن رکھنا..... سبحان اللہ۔

⊙..... حسنِ ظن پر ایک بڑے میاں کی بات یاد آئی۔ ہے تو علاقائی زبان میں مگر یہ عاجز اس کا ترجمہ بھی کر دے گا۔ مگر بڑے بوڑھوں کی باتیں ہوتی بڑی عجیب ہیں۔ ایک دفعہ رمضان کی کوئی بڑی رات تھی تو سب لوگ اپنی اپنی دعائیں مانگ رہے تھے، مسجد میں اندھیرا تھا کوئی نفل پڑھ رہا تھا، کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی مراقبہ کر رہا تھا۔ ایک بڑے میاں پاس بیٹھے تھے انہوں نے ایک ایسی دعا مانگی کہ آج تک یاد ہے۔ دعا مانگتے مانگتے کہنے لگے:

”اللہ میاں! اک واری جنت اچ وڑن دیویں اگاں آپے لگا وساں“

کہ اللہ میاں ایک بار جنت میں داخل ہونے دینا، آگے میں خود چلتا رہوں گا۔

سبحان اللہ..... اللہ کے ساتھ کیا حسنِ ظن ہے۔

⊙.....ایک مرتبہ بڑے میاں کے ہاں ایک پیر صاحب آئے اور پیر صاحب نے واعظ کرنا تھا تو واعظ کے لیے جب بیٹھے تو یہ بڑے میاں کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے پیر صاحب! میں جاہل، ان پڑھ انسان ہوں۔ اگر آپ کے بیان میں کوئی بات پوچھنے والی ہو تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں ہاں پوچھ سکتے ہو۔ اس نے پہلے ہی اپنا کام پکا کر لیا کہ میں درمیان میں پوچھوں گا۔

اب پیر صاحب نے بیان شروع کیا۔ انہوں نے کہا کہ بھئی! نیکی کرو نیک زندگی

گزار دو، قیامت کے دن پل صراط سے گزرنا پڑے گا اور پل صراط تو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ جب بڑے میاں نے سنا تو کہنے لگا: پیر صاحب! ''میتوں لگدا اے کہ ایہہ کوڑا اے'' (مجھے لگتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے)۔ اس نے کہا کہ نہیں یہ کتابوں میں ہے، حدیثوں میں ہے، کتابوں کا حوالہ دیا۔ اس نے کہا کہ آپ یہی کہہ رہے ہیں کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز؟ اس نے کہا: ہاں میں یہی کہہ رہا ہوں۔ کہنے لگا: پیر صاحب! ''اینج آکھو نا کہ اللہ سائیں دی پار لنگھاون دی نیت کائی نہیں'' (پیر صاحب آپ ویسے ہی کہہ دیں نا کہ اللہ تعالیٰ کی پار اتارنے کی نیت ہی نہیں ہے) بھئی! جب ایسی پل بنائی جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پار اتارنے کی نیت نہیں ہے۔ اب جو پیر صاحب کے مرید تھے ان کو بڑا غصہ آیا۔

خیر! پیر صاحب نے آگے بات شروع کر دی۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ بھئی! اگر تم نیکی کرو گے تو سیدھا جنت میں جاؤ گے۔ اور اگر گناہ کرو گے تو پہلے جہنم میں جانا پڑے گا اور جہنم میں جانے کے بعد پھر کوئی وقت آئے گا کہ جب اللہ تعالیٰ جنت میں بھیجیں گے۔ اس پر وہ بڑے میاں پھر کھڑے ہو گئے، کہنے لگے: پیر صاحب! میتوں لگدا اے ایہہ وی کوڑا اے'' مجھے لگتا ہے یہ بھی جھوٹ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں بھئی! ایسے ہی ہوتا ہے، کتابوں میں لکھا ہے۔ تو پھر بڑے میاں کہنے لگے: ''پیر صاحب! میرے گھر جو کوئی مہمان آوے، تے میں اوہنوں پنج ست تر مارا ں، مڑ آکھاں ککڑ کھا لے، او کھا لیسی؟'' (پیر صاحب کہ اگر میرے گھر میں کوئی مہمان آئے اور میں اس کو پانچ سات جوتے لگا دوں اور پھر کہوں کہ آؤ تمہیں مرغی کھلاتا ہوں تو کیا وہ مرغی کھا لے گا؟) ''او پیر صاحب! اللہ سائیں جنہوں جنت بھیجنا اے اس انج ای بھیج

دیتا ہے"۔ اب پیر صاحب کے جو مریدین تھے ان کا تو پارہ چڑھ گیا کہ بھئی! ہمارے حضرت صاحب کے ساتھ یہ کیا کر رہا ہے۔ اس کو پتہ تھا کہ مجلس ختم ہوگی تو میری تو خیر نہیں جب پیر صاحب نے بیان ختم کیا تو یہ کہنے لگا "پیر صاحب! میں بدبخت جیا بندا ہاں، بدبختی تے دریاؤں پار ویندی پئی ہووے تے میں آکھاں کدے وتی ایں میں تے آ جے کھلوتاں"۔ میں تو بدبخت آدمی ہوں، جاہل اور اگر بدبختی دریا سے پار جاری تو میں اسے کہتا ہوں کہ کدھر جا رہی ہو میں تو یہاں کھڑا ہوں۔ یعنی یہ بات کہہ کر اس نے اپنی بات مکمل کر دی اور لوگوں کے درمیان سے اٹھ آیا۔

بہرحال یہ بات اس لیے بتائی کہ دیکھو اس بندے کا یہ حسن ظن تھا کہ رب کریم نے جس کو بخشا ہے اس کو معاف کر ہی دیتا ہے..... اللہ اکبر...... ہمارا بھی حسن ظن اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اس لیے انسان کو خوف بھی ہونا چاہیے اور امید بھی ہونی چاہیے۔

خوف وامید کے محل:

اب یہاں ایک نکتے کی بات کہ

- جوانی میں خوف غالب ہونا چاہیے اور بڑھاپے میں امید غالب ہونی چاہیے۔

چونکہ جوانی شہوات کا زمانہ ہے، ان شہوات کو لگام ڈالنے کے لیے خوف کی ضرورت ہے۔ جبکہ بڑھاپے میں مایوسی سے بچنے کے لیے امید کی ضرورت ہے۔

- صحت کی حالت میں خوف کی ضرورت اور بیماری کی حالت میں امید کی ضرورت۔
- خوشی کی حالت میں خوف کی ضرورت اور غم کی حالت میں امید کی ضرورت۔
- اپنے بارے میں خوف کی ضرورت اور دوسروں کے بارے میں امید کی ضرورت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

اپنے بارے میں خوف دوسروں کے بارے امید:

یہ سمجھنے والی بات ہے کہ اپنے بارے میں خوف کی ضرورت اور باقی سب کے بارے میں امید کی ضرورت ہے، یہ نکتہ یاد رکھیں۔

شیطان کیا کرتا ہے کہ دوسروں کے تو بال بھی نظر آتے ہیں اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔ حیرت کی بات ہے۔ کسی کے گناہ کے بارے میں شک ہو جائے بندہ اس سے شک کی بنیاد پر نفرت کرنی شروع کر دیتا ہے، اپنے عیب آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں، یقین ہوتا ہے، پھر بھی اپنے نفس سے محبت کرتا ہے۔ دوسروں کے بارے میں بہت جلدی بدگمان ہو جاتا ہے۔ تو علما نے فرمایا کہ دوسروں کے بارے میں پر امید رہو کہ انہوں نے اگر گناہ بھی کر لیا تو ان کا گناہ معاف ہو جائے گا، اور اپنے بارے میں خوف زدہ رہو کہ بھئی! میرا تو یہ چھوٹا سا عمل بھی پتہ نہیں کہیں پکڑ نہ لیا جائے۔ اس کو اگر اصول بنا لیں تو آپ کبھی کسی بندے سے بدگمان ہو ہی نہیں سکتے۔

ہمارے بزرگوں کا دوسروں کے ساتھ حسنِ ظن کا یہ عالم تھا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم تھا۔ کسی آدمی کو اس کے ساتھ ذرا آپس میں مناسبت نہ تھی اور غصہ تھا۔ ایک دفعہ وہ خادم گناہ میں ملوث ہو گیا۔ جب اس کو پتہ چلا تو یہ بہت خوش ہوا کہ اب میں حضرت کے پاس جاؤں گا اور حضرت کو بتاؤں گا کہ یہ جو آپ کے اتنا قریبی ہے، آتا ہے اور خدمت کرتا ہے اس کے یہ کچھن ہیں کہ زنا کا مرتکب ہوا۔ اس نے آکر بڑی تمہید سے بات کی کہ یہ تو کبیرا گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ جب اس نے یہ بات کی تو حضرت حاجی صاحب اسکی طرف دیکھ کر فرمانے لگے: ہاں اللہ تعالیٰ کا ایک اسم مضل ہے، مجھے لگتا ہے کوئی اسکی تجلی اس کے اوپر پڑ گئی ہو گی۔ یعنی

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ ہادی بھی ہیں اور مضل بھی ہیں۔ تو اسم مضل کی کوئی تجلی پڑ گئی ہوگی تو اس لیے گناہ کر بیٹھا۔ یعنی اتنے بڑے گناہ کے باوجود دل میں بدگمانی نہیں آئی اور اس کو بھی سمجھا دیا کہ تم دوسروں کے بارے میں بدگمان نہ ہو اپنا معاملہ دیکھو تمہارا کیا ہے۔

تو یہ اصول بنا کہ دوسرے کے بڑے سے بڑے گناہ ہوں تو بندہ سوچے کہ معاف ہو جائیں گے کہ اللہ بڑا کریم ہے اور اپنے بارے میں اپنے نفس کو یہ کہے کہ دیکھو ایک گناہ بھی معاف نہیں ہوتا۔ کیوں؟ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر اتارے گئے تو ان سے کتنی مرتبہ سہو ہوا؟ ایک ہی مرتبہ ہوا۔ تو ایک مرتبہ کے سہو پر اگر وہ جنت سے اتر سکتے ہیں تو ہم ایک بھی گناہ کریں گے تو عین ممکن ہے اللہ کے ہاں جو ایک قرب کا مقام ہے اس سے نیچے گرا دیا جائے۔ تو اس لیے اپنے بارے میں خوف اور دوسروں کے بارے میں امید ہو۔ یہی سوچے کہ اگر کسی سے گناہ ہو گیا تو اللہ اسے معاف کر دیں گے۔

اللہ کی شانِ رحمت اپنا اظہار چاہتی ہے:

مسلم شریف کی روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا وَتَسْتَغْفِرُوْا لَذَھَبَ اللّٰہُ بِکُمْ وَجَاءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لَھُمْ

”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر تم بالکل گناہ نہ کرو اور نہ استغفار کرو تو اللہ تعالیٰ تم سب لوگوں کو مٹا دیں گے اور تمہاری بجائے ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو گناہ بھی کریں گے اور استغفار بھی کریں گے۔ اللہ ان کو معاف فرما دیں گے۔“

چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

خَلَا لِيَ الْمَطَافُ لَيْلَةً

ایک دن میرے لیے مطاف خالی تھا۔

ایسا موقع ہوتا ہے نہ کہ کبھی مطاف میں طواف کرنے والے تھوڑے ہوتے ہیں، اس وقت تو تھوڑے لوگ جاتے تھے تو اور بھی تھوڑے لوگ ہوں گے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ مطاف کو خالی دیکھا:

فَصِرْتُ أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَ أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي

میں نے طواف کرنا شروع کر دیا: میں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے گناہ سے بچا لے میری حفاظت فرما دے۔

گناہ سرزد ہی نہ ہو مجھ سے بس یہی دعا مانگ رہا تھا طواف کر رہا تھا، کہتے ہیں:

فَهَتَفَ لِي هَاتِفٌ وَ قَالَ يَا إِبْرَاهِيمُ كُلُّكُمْ تَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ تَعَالَى الْعِصْمَةَ ـ فَإِذَا عَصَمْتُمْ فَعَلَى مَنْ يَتَكَرَّمُ

ایک ہاتف نے کہا: اے ابراہیم! تم سارے کے سارے گناہوں کی حفاظت ایسے مانگتے ہو جیسے کبھی صادر ہی نہ ہو، اگر اللہ سب کو ایسا بنا دے تو اللہ اپنا کرم کس پر ظاہر فرمائے گا؟

اس لیے کہ احیاناً لوگوں سے گناہ ہو جاتے ہیں تو دوسروں کے گناہوں کے بارے میں امید رہے کہ معاف ہو جائیں گے اور اپنے گناہ کے بارے میں دل میں خوف رہے۔ دیکھو آدم علیہ السلام کو ایک غلطی پر اگر آسمان سے زمین پر پہنچا دیا تھا تو میرا بھی ایک گناہ پکڑ کا باعث بن سکتا ہے۔

رحمتِ الٰہی دنیا کیلئے ایک اور آخرت کے لیے ننانوے حصے ہے:

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کیا اندازہ ہم لگاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ بڑے رحیم ہیں، بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

کریم ہیں۔ سنیے! حدیث مبارکہ

إِنَّ اللّٰهَ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے ہیں، ان میں سے ایک حصہ انسانوں میں، جنوں میں، چوپایوں میں اور حشرات میں تقسیم کیا۔

فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوُحُوْشُ عَلٰى وَلَدِهَا

''اس رحمت کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کرتے ہیں، ایک دوسرے پر وہ محبت کرتے ہیں اور جانور بھی اپنے بچوں پر اسی کی وجہ سے محبت کرتے ہیں۔''

دنیا کی تمام محبتیں اللہ کی شانِ رحمت کا پرتو ہیں:

یعنی جو محبتیں آپ کو دنیا میں نظر آتی ہیں یہ ساری اس ایک رحمت کی وجہ سے ہیں۔

جانوروں میں محبت

انسانوں میں محبتیں تو نظر آتی ہیں، جانوروں میں نہیں محسوس ہوتیں حالانکہ جانوروں میں بھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ جنگل میں جو لوگ جاتے ہیں ان کو یہ تجربہ ہے کہ جس جانور کا بچہ اسکے ساتھ ہو وہ جانور سب سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے، اپنے قریب کسی کو نہیں آنے دیتا، چونکہ بچے کی حفاظت مطلوب ہوتی ہے۔

◉...... ہمیں ایک مرتبہ اس کا اس طرح تجربہ ہوا۔ ایک ملک میں جنگل میں سے گزر

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے تھے تو آگے ہاتھی تھے تو ہم نے گاڑی کو کھڑا کر لیا کہ ہاتھی گزر جائیں۔ ہمیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ ایک ماں کے ساتھ بچہ بھی ہے۔ اب اس ماں نے جب گاڑی کی آواز سنی تو وہ گاڑی کی طرف لپکی۔ گاڑی کا جو ڈرائیور تھا اس نے بیک گیئر لگانا تھا مگر اس پر خوف اتنا طاری ہوا کہ اس سے بیک گیئر نہیں لگ رہا تھا اور وہ ہاتھی بالکل قریب پہنچ گیا۔ ہاتھی میں تو اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ چاہے تو سونڈ سے پوری گاڑی کو اٹھا کر پھینک دے۔ جب اتنا قریب آ گیا تو اللہ کی شان کہ گیئر لگ گیا اور گاڑی پیچھے جانے لگی اور ہاتھی رک گیا۔ ڈرائیور کہنے لگا: حضرت! مجھے تو ویلٹر پسینہ آ گیا۔ تو جس ماں کے ساتھ بچہ ہو وہ جانور اتنا محتاط ہوتا ہے کہ بچے کے بارے میں رسک نہیں لیتا۔ یہ محبت ہوتی ہے بچے کی۔

⊙......ایک مرتبہ ہم نے ایک جانور ہائیپو کو دیکھا، جسے ہم دریائی گھوڑا کہتے ہیں۔ یہ ہائیپو بہت بڑا اور موٹا ہوتا ہے۔ اتنا بڑا اس کا منہ ہوتا ہے، ہر وقت کھاتا رہتا ہے اور ایسا جسم ہوتا ہے کہ لگتا ہے یہ سارا کا سارا پیٹ ہے جس کو اللہ نے چار ٹانگیں لگا دی ہیں، اتنا گول مٹول سارا کا سارا ڈھول۔ اللہ کی شان کہ وہ گزر رہا تھا اور جہاں سے گزر رہا تھا وہاں کیچڑ تھا، دلدل تھی تو کیچڑ میں پھنس گیا۔ جتنا وہ زور لگاتا کیچڑ سے نہ نکل پاتا تھا اور دھنستا جاتا تھا۔ وہ اتنا دھنس گیا کہ اب اس کی موت یقینی تھی۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ کچھ وقت کے بعد ہاتھیوں کا ایک ریوڑ قریب سے گزرا، ان میں سے جو ایک بڑا ہاتھی تھا اس نے پہچان لیا کہ یہ اس وقت مصیبت میں گرفتار ہے۔ وہ ہاتھی باقیوں کو وہیں چھوڑ کے اکیلا آیا اور پیچھے کھڑے ہو کر اس نے اپنی سونڈ آگے بڑھائی اور پورے کے پورے ہائیپو کو ٹانگ میں سونڈ ڈال کے نکال کر باہر کھینچ لیا اور پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ تو جانوروں کے اندر بھی یہ ملاطفت ہوتی ہے، محبتیں ہوتی ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

رحم ہوتا ہے، انسان تو پھر انسان ہے۔

تو ساری دنیا میں، انسانوں میں، جنوں میں، چوپایوں میں، پرندوں میں، حشرات میں جو محبتیں ہیں، یہ تمام محبتیں اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک رحمت کو مخلوق میں تقسیم فرمایا۔

وَاَخَّرَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتوں کو باقی رکھ لیا، ان ننانوے رحمتوں کو قیامت والے دن ایمان والے بندوں پر رحم فرمائیں گے۔"

اللہ اکبر کبیرا۔ پروردگار کتنا رحیم و کریم ہے۔

اللہ کی بندوں سے محبت ماں سے بھی زیادہ:

عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ایک حدیث روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ بِسَبْيٍ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ السَّبْيِ تَبْغِيْ

نبی علیہ السلام کے پاس کچھ قیدی لائے گئے، ان میں ایک قیدی عورت تھی جس کا بچہ گم ہو گیا تھا۔

اب جس ماں کا بچہ گم ہو جائے اس کی کیا حالت ہوتی ہے، یہ عورتیں بہتر سمجھ سکتی ہیں اور مرد بھی سمجھتے ہیں۔ اب وہ عورت اپنے بچے کو ڈھونڈتی پھر رہی تھی، ایک عجیب اضطرار کی کیفیت تھی اس پر۔ چنانچہ

اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اس عورت کو جب بیٹا مل گیا تو بیٹے کو اس نے اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا اور اسے اس نے دودھ پلانا شروع کر دیا۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم)

www.besturdubooks.wordpress.com

سے پوچھا:

أَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟

کیا تم گمان کرتے ہو کہ یہ عورت اپنے بیٹے کو (جس کے بارے میں یہ اتنی اضطرار کی حالت میں تھی اور یوں محبت سے سینے سے لگا رہی ہے اور دودھ پلا رہی ہے، اس کو) آگ میں ڈال دے گی؟

قُلْنَا لَا وَاللّٰهِ وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ

"ہم نے جواب دیا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، کبھی بھی یہ اس کو آگ میں نہیں ڈال سکتی"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا

"اللہ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس ماں سے زیادہ مہربان ہیں"

جتنا اس ماں کو اس بچے سے محبت ہے، رحمت کا تعلق ہے، اللہ کو اپنے بندے سے اس سے زیادہ رحمت کا تعلق ہے۔ جو ماں بچے کو گرم ہوا لگنا پسند نہیں کرتی، دعائیں دیتی ہے میرے بیٹے تجھے کبھی تپتی ریت پہ پاؤں نہ رکھنا پڑے، تجھے گرم ہوا بھی نہ لگے، تو وہ ماں اپنے بچے کو آگ میں کیسے ڈال سکتی ہے؟ یہی معاملہ اللہ رب العزت کا ہے۔ اللہ رب العزت بہت کریم ہیں۔

روزِ محشر اللہ کی رحمت:

اس کی رحمت کا معاملہ دیکھیے کہ ایک حدیث مبارکہ ہے:

إِنَّ رَجُلَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْرَجَانِ مِنَ النَّارِ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دو بندوں کو جن کو جہنم میں ڈالا گیا ہوگا، جہنم کی آگ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے نکالیں گے۔

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُمَا كَيْفَ وَجَدْتُمَا مَقِيْلَكُمَا وَ سُوْءَ مَصِيْرِكُمَا؟

اللہ تعالیٰ ان دونوں سے فرمائیں گے کہ تم نے اپنے ٹھکانے کو اور اپنی اس جگہ کو کیسا پایا؟

فَيَقُوْلَانِ شَرُّ مَقِيْلٍ وَ اَسْوَأُ مَصِيْرٍ

وہ جواب دیں گے یہ جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمَا۔ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

''تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہی ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجا تھا (تم نے گناہ کیے، برائی کی اسی وجہ سے تمہیں جہنم میں ڈالا گیا) اور میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں''

فَيَاْمُرُ بِرَدِّهِمَا اِلَى النَّارِ

''اللہ تعالیٰ ان دونوں بندوں سے فرمائیں گے: جاؤ واپس جہنم میں!''

فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَيُبَادِرُ اِلَيْهَا وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيَتَوَقَّفُ

''جو ان میں سے ایک ہوگا وہ تو بھاگ پڑے گا جہنم کی طرف دوسرا چلے گا تو سہی مگر پیچھے مڑ مڑ کے دیکھے گا۔''

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلَّذِيْ بَادَرَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟

تو اللہ تعالیٰ جو بھاگ کر جا رہا ہوگا اسے بلائیں گے بھئی تو کیوں بھاگ پڑا؟

فَيَقُوْلُ عَصَيْتُكَ فِي الدُّنْيَا اَفَلَا عَصَيْكَ فِي الْاٰخِرَةِ؟

تو وہ کہے گا: اللہ! دنیا میں تو تیری نافرمانی کی، کیا آخرت میں بھی تیری نافرمانی کروں؟

چونکہ آپ نے فرمادیا کہ جاؤ! جہنم میں تو میں بھاگ پڑا کہ یہ حکم تو مان لوں۔

۔۔ پیچھے مڑ مڑ کے دیکھ رہا تھا کھڑا تھا۔ اس سے پوچھا بھئی! تو نے ایسا کیوں کیا؟

فَيَقُوْلُ حُسْنُ ظَنِّيْ بِكَ يَا رَبِّ حِيْنَ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا اَنْ لَّا تُعِيْدَنِيْ اِلَيْهَا

وہ کہے گا: اے اللہ! آپ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے رک گیا کہ ایک دفعہ جو تو نے جہنم سے نکال لیا، مجھے تیری رحمت سے گمان ہے کہ دوبارہ مجھے جہنم میں نہیں ڈالے گا۔

فَيَرْحَمُهُمَا وَيَأْمُرُ بِهِمَا اِلَى الْجَنَّةِ

اللہ دونوں پر رحم فرمائیں گے اور دونوں کو کہیں گے کہ جاؤ جنت میں چلے جاؤ۔

وہ اتنے کریم پروردگار ہیں اور اتنا ان کی رحمت کا معاملہ ہے۔

شیطان کو اللہ کی رحمت سے امید:

ایک حدیث مبارکہ ہے بہت توجہ سے ذرا سنیے گا، دل کے کانوں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَغْفِرَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْفِرَةً مَا خَطَرَتْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيَغْفِرَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْفِرَةً يَتَطَاوَلُ لَهَا اِبْلِيْسُ رَجَاءَ اَنْ تَنَالَهٗ

''اس ذات کی قسم کہ محمد کی جان جس کے قبضہ قدرت میں ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کی اتنی مغفرت فرمائیں گے کہ اس کا گمان بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کے دل میں نہیں گزرا۔ اور اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنی مغفرت فرمائیں گے اور وہ اس حد تک بڑھ جائے گی کہ شیطان کو بھی امید لگ جائے گی کہ وہ بخشا جائے گا"

ہم سوچ ہی نہیں سکتے ، اتنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مغفرت کا معاملہ فرمائیں گے۔ تو اس حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے دو باتیں فرمائیں: ایک بات تو یہ کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے ،تمہارے دل میں گمان ہی نہیں آسکتا اتنا مغفرت کا معاملہ ہوگا۔ اور پھر آگے بات کو کھول دیا دوبارہ قسم کھا کے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنی مغفرت فرمائیں گے کہ اس کی رحمت کا ایک ایسا بھی وقت آئے گا کہ شیطان بھی سر اٹھا کر دیکھے گا کہ شاید میری بھی مغفرت کر دی جائے۔ اللہ اکبر کبیرا! اتنی رحمت کا ظہور ہوگا۔ اللہ آپ اتنے کریم ہیں! اللہ اکبر! ۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی کہ شیطان بھی امید لگا بیٹھے گا۔

سب سے بڑی خوف کی بات:

لیکن یہاں ایک نکتے کی بات ہے، سمجھنے والی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ رحمت کا معاملہ ان کے ساتھ پیش آئے گا ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ جو دنیا سے ایمان بچا کر آخرت میں پہنچ گئے ہوں گے، ایمان کے ساتھ چلے گئے ہوں گے۔ اب مسئلہ تو یہ ہے کہ یہ گارنٹی کون دے کہ ہم ایمان کے ساتھ جائیں گے۔ جب اس نکتے کو سوچتے ہیں تو پھر خوف شروع ہو جاتا ہے۔ رحمت کو دیکھتے ہیں تو امید لگ جاتی ہے کہ اللہ مہربانی فرما دیں گے لیکن جب اس نکتے کو سوچتے ہیں کہ ہم ایمان کے ساتھ جائیں گے یا نہیں تو اللہ سے وعدہ تو کوئی نہیں لے سکا ایمان پر خاتمے کا۔ کیا خبر کہ آخر وقت میں حال کیا ہو؟ کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا جب اس نکتے کو سوچتے ہیں تو اب دل میں

اللہ تعالیٰ کا خوف آنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر انسان ڈرتا ہے۔

علما نے لکھا ہے زندگی میں انسان جو گناہ بار بار، بار بار کر رہا ہوتا ہے اور وہ نہیں چھوڑتا اس کی نحوست آخری وقت ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کا نام ایمان والوں کی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہا کہ کتنے لوگ ہیں کہ ساری زندگی ان کا نام مسلمانوں کی فہرست میں رہتا ہے اور جب موت کا وقت آتا ہے تو مسلمانوں کی فہرست سے نام خارج کر دیا جاتا ہے۔ تو یہ نکتہ ہے جو پھر مومن پر خوف طاری کر دیتا ہے کہ پتہ نہیں ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اس پر پھر مومن اللہ کے سامنے ڈرتا ہے، روتا ہے، اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور پھر اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔

جبرئیل علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی جلالتِ شان سے ڈرنا:

حدیث مبارکہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا جَاءَنِیْ جِبْرِیْلُ قَطُّ اِلَّا وَ هُوَ يَرْعَدُ فَرَقًا مِنَ الْجَبَّارِ عَزَّ وَ جَلَّ

میرے پاس جبرائیل کبھی نہیں آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ کی عظمت اور جلالتِ شان کی وجہ سے کانپ رہے ہوتے تھے۔

اللہ اکبر! جبرئیل علیہ السلام اللہ کی عظمت شان کی وجہ سے کپکپی طاری ہوتی تھی۔ ہمیں ایک دفعہ اس کا تجربہ اس طرح ہوا کہ جنگل سے گزر رہے تھے اور قدرتی بات ہے کہ ہم تو سوچ رہے تھے کہ ہم باہر نکلیں گے اور کچھ دیر ٹھہریں گے۔ ایک جگہ ڈرائیور نے بریک لگائی، شیشے سے جو دیکھا تو پتہ چلا کہ دو یا تین گز کے فاصلے پر شیر بیٹھا ہوا ہے۔ اتنا قریب اچانک شیر کو دیکھ کر جو اس وقت سب کی حالت ہوئی بیان سے باہر ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ واقعی جبرائیل علیہ السلام کی حالت، جب وہ اللہ کے حضور جاتے ہوں گے کیا ہوگی؟ شیر نے کہا تو کچھ نہیں مگر اچانک اس کو اتنا قریب دیکھ کر سب کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دلوں پر ایک عجیب خوف تھا...... اللہ اکبر! اس وقت میں سوچ رہا تھا: یا اللہ! یہ مخلوق ہے اور اس کا ڈر اتنا ہے تو تیرے جلال کا معاملہ کیا ہوگا؟

تو فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آئے وہ اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کی وجہ سے کانپ رہے ہوتے تھے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خوف:

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کوئی آندھی آتی تھی، یا سورج گرہن لگتا تھا، یا آسمان پہ بادل آجاتے تھے تو اللہ کے حبیب کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔

وَكَانَ إِذَا تَغَيَّرَتِ الرِّيحُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَيَتَرَدَّدُ خَارِجًا وَّدَاخِلًا خَوْفًا عَلَى أُمَّتِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى

"جب ہوا میں کچھ تبدیلی آتی چہرہ بدل جاتا، کبھی نکلتے کبھی داخل ہوتے کہ امت پر عذابِ الٰہی کے آجانے کا خوف ہوتا"

تھوڑی سی آندھی کی ہوا چلتی تھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ خوف کی وجہ سے متغیر ہو جاتا تھا کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جاتے تھے کبھی باہر نکلتے تھے، یہ آنا جانا کیوں ہوتا تھا؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں خوف ہوتا تھا کہ کہیں میری امت کے اوپر عذاب نہ آجائے۔ اب ذرا سوچیے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ پہلی قوموں پر بھی بادل آئے تھے اور وہ قومیں سوچتی تھیں کہ ان سے بارش برسے گی، لیکن ان بادلوں میں سے ان پر پتھروں کی بارش برسا دی گئی، آگ کی بارش ان کے اوپر برسا دی گئی۔ تو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ذرا بادل کو دیکھتے یا تیز ہوا کو دیکھتے تھے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔ آج ہم سوچیں کیا ہمارے دل کی حالت ایسی بنتی ہے؟ معلوم ہوا کہ ہم اس نعمت سے محروم ہیں، ہمارے دل میں وہ خوف نہیں جو ہونا چاہیے تھا۔ جب تک یہ خوف دل میں نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگا اس وقت تک انسان گناہوں سے نہیں بچ سکے گا۔

اس لیے حدیث پاک میں ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَقَفَ يُصَلِّي اللَّيْلَ يُسْمَعُ لِدَمْعِهٖ وَقْعٌ كَوَكْفِ الْمَطَرِ

"اللہ کے حبیب جب رات تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو آپ کے آنسو مبارک کے ٹپکنے کی آواز ایسے آتی تھی جیسے بارش کے برسنے کی آواز آ رہی ہو۔"

اتنے تواتر سے آنسو گرتے تھے، اتنے زیادہ آنسو گرتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے لگتا تھا کہ بارش برس رہی ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ کے دل پر اللہ کی جلالتِ شان کا یہ حال تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ڈرنا:

حدیث پاک میں آتا ہے:

بَكٰى دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا سَاجِدًا لَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے سامنے چالیس دن روتے رہے اور چالیس دن سجدے میں پڑے معافی مانگتے رہے اور چالیس دن گزرنے کے بعد کہا:

يَا رَبِّ اَمَا تَرْحَمُ بُكَائِيْ

اے اللہ! میرے اس رونے دھونے پر آپ رحم نہیں فرماتے۔

اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ يَا دَاوٗدُ نَسِيْتَ ذَنْبَكَ وَ ذَكَرْتَ بُكَائَكَ

اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی اور کہا: اے داؤد! تجھے اپنا رونا یاد ہے اور اپنی غلطی تجھے یاد نہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

چالیس دن روتے رہے...... اللہ اکبر کبیرا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جلالِ الٰہی سے ڈرنا:

رُوِیَ اَنَّ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ کَثِیْرَ الْبُکَاءِ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام بہت کثرت سے روتے تھے۔ (اللہ کے خلیل بھی ہیں)

فَاَتَاهُ جِبْرِیْلُ وَ قَالَ لَهُ الْجَبَّارُ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ هَلْ رَاَیْتَ خَلِیْلًا یَخَافُ خَلِیْلَهٗ

جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ رب العزت آپ کو سلام فرماتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ کیا آپ نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے دوست سے ڈر رہا ہو، خوف کھا رہا ہو؟

فَقَالَ یَا جِبْرِیْلُ اِذَا ذَکَرْتُ خَطِیْئَتِیْ نَسِیْتُ خُلَّتِیْ

انہوں نے جواب دیا: اے جبرئیل! میں اپنی غلطی کو یاد کرتا ہوں تو مجھے اپنی خلت بھول جاتی ہے۔

اب غلطی کیا تھی یہ بھی سن لیجیے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں تین ایسے مواقع آئے جہاں انہیں ایسی بات کرنی پڑی کہ وہ مصیبت پانے سے بچ جائیں۔

ایک تو یہ کہ قوم بتوں کی پوجا کرتی تھی، وہ میلے پر جا رہی تھی اور انہوں نے کہا کہ جی آپ ہمارے ساتھ چلیں! تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میں بیمار ہوں۔ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بندے کی طبیعت جس چیز کو ناگوار سمجھے تو جانے کو جی نہیں چاہتا تو وہ کہہ سکتا ہے جی میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، میرا جی نہیں چاہ رہا۔ تو یہ سچ بات تھی کہ طبیعت کراہت کر رہی تھی، سچی تھی کہ وہاں جا کے شرک کرتے ہیں تو اللہ کے نبی علیہ السلام وہاں کیسے جا سکتے تھے؟ چنانچہ انہوں نے کہہ دیا کہ ﴿اِنِّیْ سَقِیْمٌ﴾ مگر چونکہ لفظ استعمال کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ میں بیمار ہوں، بیمار کے لفظ کی وجہ سے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میری پکڑ نہ ہو جائے..... اللہ اکبر! انسان حیران ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہ کوئی بات ہی نہیں ہوتی۔ ہم تو جھوٹ اس یقین سے بولتے ہیں کہ جس یقین سے مؤمن اللہ کے دین کی دعوت دے رہا ہوتا ہے، پھر بھی ڈر نہیں لگتا۔ مگر اللہ کے جو مقربین ہوتے ہیں، دیکھو! تھوڑی سی بات ہے مگر خلاف واقع نظر آتا ہے کہ انہوں نے لفظ کہا کہ میں بیمار ہوں۔ حالانکہ طبیعت خراب ہو یا طبیعت اچھا Feel نہ کر رہی ہو تو انسان کہہ سکتا ہے کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، میں بیمار ہوں۔ مگر اس لفظ کے کہنے پر بھی اللہ سے ڈرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب مجھے یہ بات یاد آتی ہے اس وقت میں بھول جاتا ہوں کہ میں اللہ کا خلیل ہوں۔

قرآن پڑھتے ہوئے اکابر کا رونا:

امت کے اکابر جب قرآن مجید پڑھتے تھے تو قرآن مجید کی وہ تمام آیتیں جو آخرت کے بارے میں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بارے میں ہیں، ان کو پڑھتے تھے تو روتے رہتے تھے، بار بار پڑھتے تھے اور ان کے دلوں کی کیفیت اس وقت عجیب ہوتی تھی۔ آج کا تو حال یہ ہے کہ جتنا مرضی کوئی اچھا قرآن پڑھے مشکل ہی سے کسی کی آنکھ سے آپ آنسو ٹپکتا دیکھیں گے۔ ہاں کوئی بندہ شعر پڑھنا شروع کر دے، سب رونا شروع کر دیں گے۔ رباعی پڑھ دے، کوئی ایسی نظم پڑھ دے سب رونا شروع کر دیں گے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کبھی کسی نے سوچا؟ وجہ یہ ہے کہ جن کے دل اللہ کی محبت سے بھرے ہوتے ہیں، جب اللہ کا کلام ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ان کی آنکھوں سے پھر ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہوتے ہیں اور جن کے دل مخلوق کی محبتوں سے بھرے ہوتے ہیں، ان کے سامنے مخلوق کا کلام پڑھا جاتا ہے تو ٹپ ٹپ

www.besturdubooks.wordpress.com

آنسو گرنے لگ جاتے ہیں۔

قرآن پڑھتے ہوئے صحابہ کی کیفیت:

صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت یہ تھی کہ قرآن پڑھنا شروع کرتے تھے اور ان کی رونے کی حالت عجیب ہو جاتی تھی۔

- چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک آیت پڑھی ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ اور جب پہنچے ﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾ عمر رضی اللہ عنہ نے آیت پڑھی بے ہوش ہو کر گر گئے۔ یہ کیفیتیں آج ہمیں انوکھی نظر آتی ہیں۔

- ایک دفعہ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کسی کا قرآن سن رہے تھے تو جب قاری نے پڑھا:

﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ﴾ (طور:۷)

''تمہارے پروردگار کا عذاب واقع ہو کر رہے گا''

اس آیت کو سنا، بیمار ہو گئے، ایک مہینے تک ان کی بیماری چلتی رہی۔ آیت کو پڑھ کے دل پر ایسا غم لگا۔

- ایک صحابی ہیں زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ، انہوں نے فجر کی نماز پڑھی۔ جب قرأت میں آیت سنی:

﴿فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝﴾ (المدثر:۸۔۹)

''جب صور پھونکا جائے گا، وہ دن مشکل کا دن ہوگا''

آیت کو سنا دل پر ایسا اثر ہوا، چیخ کر گرے اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

- سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی:

﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (الحجر:۴۳)

''ان سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں کہ اتنا ان کے اوپر گریہ طاری ہوا کہ اس آیت کو سن کر ان کی چیخیں نکل گئیں۔

۵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں اور امامت کرا رہے ہیں، اس دوران انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ﴾ (یوسف:۸۶)

''میں اپنے غم واندوہ کا اظہار اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں''

صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پچھلی صف میں کھڑا تھا، ان کی آہیں بھرنے کی آواز مجھے پچھلی صف میں آ رہی تھی۔

یہ کیفیتیں ہمارے لیے کیوں اجنبی ہیں؟ ہم سوچیں تا زندگی کے ستر سال گزر گئے علم پڑھا بھی سہی اور علم پڑھایا بھی سہی، کبھی نفل پڑھتے ہوئے، قرآن پڑھتے ہوئے ہمارے آنسو ٹپکے؟ کبھی ہم پر یہ کیفیت آئی اگر نہیں آئی تو اِنَّهَا أَعْظَمُ مِنْ مَصَائِبَ تو یہ بڑی مصیبت ہے۔ ہمیں کیوں رونا نہیں آتا ان آیتوں پر؟ جب ہم جانتے بھی ہیں، ان کے معنی بھی سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے Something is seriously wrong somewhere کچھ گڑبڑ ضرور ہے کہ ہم سے رونا چھین لیا گیا۔

۶ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آیت پڑھی:

﴿وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ﴾
(البقرہ:۲۸۴)

''تم اپنے دل کی باتوں کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے حساب لے گا''

کئی گھنٹے اس آیت کو پڑھ کر روتے رہے۔

۷ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آیت پڑھی:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (المطففین:۶)

''وہ دن جس دن انسان اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے''

جب یہ آیت پڑھی، کہتے ہیں کہ ان پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور ان کو بدل کے رکھ دیتا تھا۔

۞ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک آیت پڑھی:

﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ﴾ (ق:۱۹)

''اور موت کی بے ہوشی تو آ کر رہے گی، یہی ہے وہ جس سے تو بھاگتا تھا''

اتنا روئے کہ آگے ان کے لیے تلاوت کرنی مشکل ہو گئی۔

۞ امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سلسلہ عالیہ کے بزرگ ہیں۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ان کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تربیت ملی اور وہ حجرۂ عائشہ کے اندر پلے بڑھے اور فقہاء سبعہ مدینہ میں سے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ پھوپھی جان نماز پڑھ رہی تھیں، اشراق یا چاشت یا کوئی بھی دن کی نماز ہو گی تو وہ کہنے لگے کہ ایک آیت کو بار بار پڑھ رہی تھیں اور رو رہی تھیں۔ میں بہت دیر سنتا رہا وہ بار بار پڑھتی رہیں اور روتی رہیں۔ کہنے لگے کہ مجھے بازار سے کچھ لانا تھا میں بازار چلا گیا، جب میں بازار سے چیز لے کر آیا تو میں نے دیکھا اس وقت بھی اس آیت کو پڑھ کر وہ رو رہی تھیں، اتنی دیر ان کو روتے گزر گئی۔ وہ آیت کیا تھی:

﴿فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ﴾ (طور:۲۷)

''اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا''

اللہ اکبر کبیرا۔

۞ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ آیت پڑھی:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (الانفطار:۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

"اے انسان تجھے کس نے کریم پروردگار سے دھوکے میں ڈال دیا"

اس آیت کو پڑھ کر رو پڑے اور اس سے آگے ان کے لیے تلاوت کرنا مشکل ہو گیا۔

⊙ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری:

﴿أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝﴾

(النجم:٥٩، ٦٠)

"کیا تم اس کلام سے تعجب کرتے ہو؟ ہنستے ہو اور روتے نہیں"

تو اصحاب صفہ اتنا روئے کہ ان کے رونے کی آوازیں مسجد سے باہر تک سنی جا سکتی تھیں۔

اور روایت میں آیا ہے ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے ایک آیت پڑھی اور آپ بہت دیر اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے، روتے رہے، پڑھتے رہے، وہ آیت کیا تھی؟

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدہ:١١٨)

"اللہ! اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ ہی کے تو بندے ہیں اور اگر بخش دیں تو آپ غالب اور حکمت والے ہیں"

⊙ تمیم داری رحمہ اللہ ایک مرتبہ ساری رات یہ آیت پڑھتے رہے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ (جاثیہ:٢١)

"کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم انہیں ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے"

⊙ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ایک مرتبہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے، جب

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ. وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾ (القارعہ:۴۔۵)

’’جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئے روئی کی طرح ہوں گے‘‘

تو ہچکی طاری ہوگئی اور ان سے مزید قرآن پاک پڑھنا ممکن نہ رہا۔

⊙ مقاتل بن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو دیکھا، آیت پڑھ رہے تھے، کپکپا رہے تھے اور رو رہے تھے۔ میں نے قریب ہو کر سنا تو وہ بار بار اس آیت کو دہرا رہے تھے

﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ﴾ (صافات:۲۴)

’’انہیں روک لو ان سے پوچھ گچھ ہوگی‘‘

ان کو روک لیجیے، ہم نے ان کا ٹرائل کرنا ہے۔ ایئرپورٹ سے گزرتے ہوئے ایک سکیننگ مشین ہوتی ہے۔ اگر کسی کی جیب میں کوئی چٹکی کی بنی چیز ہو تو اس کو وہاں جو سیکورٹی والے ہوتے ہیں، کہتے ہیں: ’’جی ذرا ادھر آ جائیں ہم نے آپ کی جیبیں چیک کرنی ہیں‘‘۔ بالکل اسی طرح قیامت کے دن ہر بندہ اللہ کے سامنے پیش ہوگا ایک سکیننگ مشین ہوگی جو اس بندے کے دل کو سکین کرے گی۔ اور پھر قرآن مجید کی آیت ہے کہ فرشتہ کہے گا ﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ﴾ اس کو روک لیجیے۔ ہم نے تفتیش کرنی ہے ان کا ٹرائل لینا ہے۔ یہ دیکھنے میں صوفی نظر آتے تھے۔ اوپر سے میاں تسبیح تھے اندر سے میاں کسبی تھے۔ ان کو روک لو ہم نے پوچھ گچھ کرنی ہے۔ وہ پروردگار تو سینوں کے بھید جانتا ہے۔ جب اس کے سامنے سے انسان گزرے گا اور دل کے اندر گناہوں کا زنگ ہوگا، گناہوں کی ظلمت سامنے ہوگی تو پھر اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت بندے کو کھڑا کریں گے۔ اچھا بھئی بتاؤ تم نے دنیا میں زندگی کیسے گزاری ہے؟ تم لوگوں کو دھوکے دیتے تھے۔ اللہ کے بندوں کے لیے وبال جان بنے ہوتے تھے ذرا رکو تو سہی تاکہ ہم تمہاری تفتیش کریں۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جس بندے کی تفتیش شروع ہو گئی، اس کو یقیناً عذاب ہوگا، کوئی ماں کا بیٹا بچ نہیں سکتا۔ تو عافیت اسی میں ہے کہ اللہ بغیر حساب کے ہی گزار دے۔ اسی لیے وہ اکابر ان آیات کو پڑھتے تھے، ان پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔

- ابوبکر عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ﴾ (الزخرف: ۷۶)

''ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا مگر وہ خود ہی ظالم ہیں''

وہ ساری رات اس آیت کو پڑھ کر روتے رہے۔

- مظفر سعید اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ پڑھا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ﴾

''اے لوگو تم سب کے سب اللہ کے ہاں فقیر ہو''

پھر رونا شروع کر دیا۔ پوری رات اس کو بار بار پڑھتے رہے اور روتے رہے۔

قاسم بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عشاء کے بعد انہوں نے نماز شروع کی، ایک آیت کو وہ بار بار پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ آیت کیا تھی:

﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾ (القمر: ۴۶)

''بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے، اور قیامت زیادہ وحشت ناک اور تلخ چیز ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ نہیں تھا کہ صرف مرد ہی ایسا کرتے تھے۔ اس زمانے کی عورتیں بھی علم والی تھیں۔ وہ بھی تہجد باقاعدگی سے پڑھتی تھیں اور ان کے دل میں اللہ کی خشیت ہوتی تھی۔ چنانچہ

⊙ ام عمار فرماتی ہیں کہ میں نے منیعہ بنت طارق کو دیکھا کہ انہوں نے تہجد کی نیت باندھی اور وہ اس آیت کو پڑھ کر روتی رہیں حتیٰ کہ سحری کا وقت ہو گیا:

﴿وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (آل عمران: ۱۰۱)

تو یہ ایک نعمت ہے جو ہمیں اللہ سے مانگنی چاہیے۔ آج اللہ سے مال مانگنے والے بہت ہیں، اولاد مانگنے والے بہت ہیں، اچھا عہدہ مانگنے والے بہت ہیں، دنیا کی عزتیں مانگنے والے بہت ہیں، آج اللہ سے ان نعمتوں کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ کیا کبھی کسی کو روتے دیکھا کہ یا اللہ اپنی محبت دے دیجیے، اپنا خوف دے دیجیے، گناہوں سے میری جان چھڑا دیجیے؟ بہت کم ہو گئی یہ چیز۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے خوف کی کیفیت:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے:

اِذَا جَلَسَ كَاَنَّهٗ اَسِيْرٌ قُدِّمَ لِيُضْرَبَ عُنُقُهٗ وَ مَكَثَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً لَمْ يَضْحَكْ

جب بیٹھتے تھے تو یوں لگتا تھا کہ یہ وہ قیدی ہیں کہ جس کو ابھی پھانسی چڑھا دیا جائے گا، چالیس سال تک ان کو کسی نے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اتنا اللہ رب العزت کا خوف ان کے دل میں تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے خوف کی کیفیت:

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آیا ہے:

كَانَ طَاؤُسٌ يَفْرُشُ فِرَاشَهُ وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهِ فَيَتَقَلّٰى كَمَا تَتَقَلّٰى الْحَبَّةُ فِي الْمِقْلَاةِ

اپنا بستر بچھاتے تھے اسکے اوپر لیٹتے تھے اور بستر کے اوپر کروٹیں اس طرح بدلتے تھے جیسے کہ کسی کڑاہی کے اندر بھننے والا چنا اچھل رہا ہوتا ہے۔

ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَطْوِيْهِ وَيُصَلِّيْ اِلَى الصُّبْحِ وَيَقُوْلُ طَيَّرَ ذِكْرُ جَهَنَّمَ نَوْمَ الْخَائِفِيْنَ

"پھر کھڑے ہو جاتے تھے، بستر لپیٹ دیتے تھے اور صبح تک پھر نماز پڑھتے رہتے تھے اور کہتے تھے جہنم کے خوف نے خوف والوں کی نیندوں کو اڑا کے رکھ دیا۔

خوف کے مراتب

اب خوف والوں کے کچھ مراتب ہیں۔

(1) خوف المؤمنین:

ایک ہے عوام الناس کا خوف یعنی میرا اور آپ کا خوف۔۔ ہمارا خوف یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے گناہوں پر سزا کا ڈر ہوتا ہے۔ ہمارا خوف بچے والا ہے۔ جیسے بچے نے شیشے کا برتن توڑا ہو تو وہ ڈر رہا ہوتا ہے کہ ابی کو پتہ چلے گا تو مجھے تھپڑ لگے گا۔ ہمارے خوف کی مثال ایسی ہے کہ چونکہ ہم نے گناہ کیے ہیں تو ہم کئی مرتبہ ڈرتے بھی ہیں

کہ یا اللہ! ان گناہوں کی وجہ سے ہمارے ساتھ بنے گا کیا؟ یہ ہے عوام الناس کا خوف۔

② خوف الصادقین:

اور ایک ہے اولیا اللہ کا خوف، عارفین کا خوف۔ وہ یہ ہے کہ یا اللہ! اس وقت تو سینے میں ایمان کی نعمت آپ نے عطا کی ہوئی ہے، معلوم نہیں کہ یہ موت تک سلامت رہے گی یا نہیں رہے گی۔ اس کو کہتے ہیں ''سوءِ خاتمہ کا خوف''۔ یہ اولیاء اللہ کے دلوں میں ہوتا ہے۔

③ خوف الانبیاء:

اور ایک خوف انبیاء میں ہوتا ہے۔ خَوْفُ اِجْلَالٍ وَّ تَعْظِیْمٍ اللہ کی جلالت شان کی وجہ سے خوف۔ یہ خوف جبرائیل علیہ السلام کو بھی تھا، جلالتِ شان کا خوف، انبیاء کو بھی یہی خوف ہوتا ہے۔ جو کامل اولیاء اللہ ہوتے ہیں وہ اللہ کی بے نیازی سے ڈرتے رہتے ہیں کہ پتہ نہیں ہمارا ایمان بھی سلامت رہے یا نہ رہے۔

جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کا جلالِ الٰہی کے خوف سے رونا:

چنانچہ بات سننے والی ہے،

وَ لَمَّا مَكَرَ بِاِبْلِيْسَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ طَفِقَ جِبْرَائِيْلُ وَ مِيْكَائِيْلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَبْكِيَانِ

جب اللہ نے شیطان کو اپنے دربار سے دھتکار دیا، نکال دیا تو اس کو جب رب نے فرمایا اخرج منہا (دفعہ ہو جاؤ میرے دربار سے) تو اس بات کو دیکھ کر جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام رونے لگ گئے۔

فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِمَا مَا لَكُمَا تَبْكِيَانِ كُلَّ هٰذَا الْبُكَاءِ

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے یہ پوچھا: تم کیوں رو رہے ہو؟

ان دونوں نے آگے سے جواب دیا:

قَالَا يَا رَبِّ مَا نَامَنُ مَكْرَكَ

کہنے لگے: اے پروردگار! ہم آپ کی تدبیر سے بچے ہوئے نہیں۔

اے اللہ! ہمیں آپ کی تدبیر سے ڈر لگتا ہے کہ پتہ نہیں ہمارا انجام کیا ہوگا؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰكَذَا كُوْنَا لَا تَامَنَا مَكْرِيْ

رب کریم نے فرمایا: ایسا ہی ہونا چاہیے، تمہیں میری بے نیازی سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے۔

میں بے نیاز ہوں جس کا چاہوں حشر جیسے کروں۔ اللہ اکبر۔

ایک مغرور عابد کا عبرت انگیز انجام:

کہتے ہیں:

خَرَجَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمًا وَ مَعَهٗ عَابِدٌ مِنْ عُبَّادِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَتَبِعَهُمَا رَجُلٌ عَاصٍ

عیسیٰ علیہ السلام ایک دن نکلے اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا بڑا عبادت گزار بندہ بھی تھا۔ ان دونوں کے پیچھے ایک گناہگار چل پڑا۔

فَمَقَتَهُ الْعَابِدُ وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْمَعْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ هٰذَا الْعَاصِيْ

اب جب عبادت گزار نے اس گناہگار کو دیکھا تو اس نے ناپسند کیا اور اس نے کہا: اللہ مجھے اور اس گناہگار بندے کو قیامت کے دن اکٹھا نہ کرنا۔

اس کے دل میں اپنی عبادت کا مان تھا اس لیے اس نے کہا: اے اللہ! مجھے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اسکو قیامت کے دن اکٹھا نہ کرنا۔

فَقَالَ الْعَاصِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

گنہگار نے کہا: اللہ مجھے بخش دے۔

فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدِ اسْتَجَبْتُ دُعَاءَ هُمَا فَرَدَدْتُ الصَّالِحَ وَ غَفَرْتُ لِلْمَحْرُوْمِ

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں نے دونوں کی دعاؤں کو قبول کرلیا، نیک بندے کو محروم کردیا اور برے کو بخش دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں نے اس گناہ گار کی دعا کو قبول کرلیا، اس نے دعا مانگی تھی اللہ میری بخشش کردے تو میں گناہ گار کی دعا کو قبول کرلیا اور اس نے دعا مانگی تھی اللہ اس کے ساتھ اکٹھا نہ کرنا، لہٰذا میں نے اسکے لیے جہنم کا فیصلہ کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی بندے کو رلا دیتی ہے۔

خاتمہ بالخیر کی گارنٹی نہیں:

اس لیے حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ رو کر کہتے تھے:

مَنْ خُتِمَ لَهٗ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

اِذَا صَعِدَتِ الْمَلَائِكَةُ بِرُوْحِ الْمُؤْمِنِ تَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ كَيْفَ سَلِمَ هٰذَا مِنْ دَارٍ فَتَنَ فِيْهَا خِيَارُنَا۔

جس کا اختتام لا الہ الا اللہ پر ہوگیا، جنت میں داخل ہوگیا۔

ثُمَّ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ: وَمَنْ لِيْ بِاَنْ يُخْتَمَ لِيْ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

پھر روتے تھے اور کہتے تھے: کون ہے یہ گارنٹی دینے والا کہ میرا انجام لا الہ الا اللہ پر ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ڈر تو اسی بات کا ہے۔ اسی لیے کتابوں میں لکھا ہے۔ کتنے لوگ ہوں گے ان کا نام ساری زندگی مسلمانوں کی فہرست میں ہوگا جب موت کا وقت آئے گا ان کا نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔ انجام کیا ہوگا؟ یہ مستقل ایک خوف ہوتا ہے مومن کے دل میں۔

اللہ کی خفیہ تدبیر:

اس لیے وہ قرآن مجید کی آیتیں پڑھتے ہیں اور ان کو ڈر لگتا ہے۔

قرآن مجید کی ایک آیت ہے، اللہ فرماتے ہیں:

﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (قلم:۴۴)

''ہم درجہ بدرجہ ان کو اتاریں گے اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی''

یہ نیکی پہ مان کرنے والے، مسنون دعائیں پڑھنی چھوٹ گئیں، تکبیر اولیٰ کی عادت چھوٹ گئی، تہجد قضاء ہونے لگ گئی، با وضو رہنے کی عادت چھوٹ گئی۔

﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾

اب فونوں پہ وقت زیادہ گزرتا ہے، اب لوگوں میں وقت زیادہ گزرتا ہے، اب دنیا کی چکا کوندا اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ آہستہ آہستہ۔ اللہ فرماتے ہیں: آہستہ آہستہ ان کو ایسے ہٹائیں گے کہ ان کو پتہ ہی نہیں چلے گا۔

﴿وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ﴾ (قلم:۴۵)

''ہم اپنی رسی ڈھیلی کر دیں گے، ہماری تدبیر بڑی پکی ہے''

اللہ اکبر! اور واقعی ایسا ہوتا ہے۔ ایک طرف لوگوں کی واہ واہ ہوتی ہے، دولت ہوتی ہے، اختیارات ہوتے ہیں اور دوسری طرف گناہ بھی بہت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا﴾ جب وہ خوش ہو گئے کہ ان کو کیا دنیا کی

www.besturdubooks.wordpress.com

حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً ہم نے اچانک ان کو اپنی پکڑ میں لے لیا۔ تو بزرگوں نے لکھا ہے جب کسی بندے پر اللہ دنیا کے دروازے کھول دے اور پھر وہ ساتھ گناہوں پہ بھی جرأت کرے... تو اے انسان! جان جائے تو سمجھ لے کہ یہ اللہ کی خفیہ تدبیر ہے، موت کے وقت تجھے ایمان... سے محروم کر دیا جائے گا۔

گورکن کا مشاہدہ:

ایک گورکن تھا جو قبریں کھودتا تھا، مردوں کو دفن کرتا تھا۔ وہ توبہ تائب ہو کے بڑا نیک بن گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ جناب! آپ کی توبہ کا سبب کیا بنا؟ اس نے جواب دیا: بس ایک بات کی وجہ سے۔ میں نے سو بندوں کی قبروں کو دوبارہ کھولا، میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے قبلے کی طرف سے پھرے ہوئے تھے۔

آخر وقت کلمہ نصیب ہونا بڑی بات ہے:

ملتان کے ایک ڈاکٹر صاحب ہیں، کافی عرصہ پہلے موت کے بارے میں ان کی ایک کتاب پڑھی تھی۔ وہ لکھتے ہیں: مجھے زندگی بھر ایمرجنسی وارڈ میں ڈیوٹی دینے کا موقع ملا۔ انہوں نے لکھا کہ: اتنے سال میں لگاتار ایمرجنسی وارڈ میں ڈیوٹی کرتا رہا۔ اب بڑے ہسپتالوں میں تو بیمار اور حادثات تو روز ہی آ جاتی ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ جب بھی میرے پاس کوئی بندہ آتا جو آخری لمحوں پہ ہوتا تو میں اسے سمجھاتا کہ کلمہ پڑھو، کلمہ پڑھو! وہ لکھتے ہیں کہ میں نے سو میں سے صرف دس بندوں کو اونچا کلمہ پڑھتے سنا، نوے بندے ایسے تھے... کہ زبان نہیں چلتی، پڑھا نہیں جاتا۔ موت کے وقت زبان پہ فالج ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر لکھتے ہیں نا کہ آج وقت ہے اس کلمے کا ورد کر لیجیے، ایک وقت آئے گا جب زبان پڑھنے پہ قادر نہیں ہو گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ کہتے ہیں کہ ایک بندے کو میں نے سمجھایا کہ موت کے وقت اگر پڑھنے میں وقت ہو تو میں تیرے سامنے یہ لکھا ہو کر دوں گا دیکھ کر پڑھ لینا۔ نہ پڑھا جائے تو آنکھ کا اشارہ کر دینا کہ میں پڑھنا چاہتا ہوں پڑھ نہیں پا رہا۔ اب اسکے اوپر موت کا وقت آیا تو میں نے اسے کہا: پڑھو! اس نے آنکھ کے اشارے سے کہہ دیا کہ اب مجھ سے کلمہ پڑھا نہیں جا رہا۔ یہ جو چیز ہے نا کہ اس کے گناہوں کی وجہ سے انسان کا ایمان چھن جائے تو یہ چیز اللہ والوں کو رلا دیتی ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑانا:

اسی لیے ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ کے قریب تھے، جبرائیل علیہ السلام نے دعا مانگی:

إِلٰهِي لَا تُبَدِّلْ جِسْمِيْ وَ لَا تُغَيِّرْ اِسْمِيْ

''اے اللہ! میرے جسم کو تبدیل نہ کرنا اور نام کو''

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ جبرئیل یہ کیسی دعا مانگ رہے ہو؟ کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ! جب سے میں شیطان بدبخت کو دیکھا کہ اللہ کے دربار سے دھتکارا گیا مجھے اپنے انجام کی فکر رہتی ہے۔ اس لیے میں دعا کرتا ہوں: الٰہی! نہ میرے نام کو بدل دینا، نہ میرے جسم کو بدل دینا۔

دراصل شیطان کا نام پہلے طاؤس الملائکہ تھا، فرشتوں میں ایسا مقام تھا۔ اور جب برباد ہو گیا، بدبخت ہو گیا تو اس کا نام شیطان پڑ گیا۔ اللہ نے نام بدل دیا۔ پہلے عبادت کرتا تھا اب نافرمانی کے اوپر لگ گیا۔ لہٰذا اس کے انجام کو دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام یہ دعا کر رہے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چار سو سال کی عبادت کے باوجود کتے سے تشبیہ:

بلعم باعور کی مثال قرآن مجید میں ہے۔ بنی اسرائیل کا وہ بندہ جس کی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔ مفسرین نے لکھا کہ چار سو سال اس نے عبادت کی۔ اب بتائیں! چار سو سال جو بندہ عبادت کرے تو یہ زندگی کا کتنا لمبا عرصہ ہے۔ ایک گناہ کر بیٹھا کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کر دی۔ اب نتیجہ کیا نکلا؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اسکے بارے میں فرمایا: ﴿فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ ''اس کی مثال کتے کی مانند ہے''۔ جب یہ آیت پڑھتے ہیں تو کپکپا جاتے ہیں۔ یا اللہ! چار سو سال سجدے تو اس نے کیے تھے نا! آپ کی شان بے نیازی کہ اس نے ایک غلطی کی اور آپ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ اس کی مثال کتے کی مانند ہے؟

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ (الاعراف: ۱۷۶)

یا اللہ! آپ کی شان کتنی بڑی ہے کتنا ڈرنا چاہیے ہمیں اپنے گناہوں کی وجہ سے۔

حضرت عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کا سبق آموز واقعہ:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے ایک واقعہ لکھا ہے، امید ہے یہ واقعہ اس مضمون کو سمجھا دے گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات اتنی چھوٹی سی غلطی پہ بھی پکڑ آ جاتی ہے جس کو ہم غلطی ہی نہیں سمجھتے۔ اور وہ حضرت عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ یہ اندلس کے ایک بزرگ تھے، لاکھوں مریدین تھے اور وہ حافظ

www.besturdubooks.wordpress.com

الحدیث تھے، ایک لاکھ حدیثیں ان کو یاد تھیں۔ انکے لاکھوں مریدین تھے اور تبع شریعت وسنت تھے۔ ایک مرتبہ اپنے مریدین کے ساتھ کہیں سفر پہ جا رہے تھے، ایک عیسائیوں کی بستی کے قریب سے گزرے اور عیسائیوں نے اپنے گھروں کے اوپر صلیب لگا رکھی تھی۔ ان کی نظر صلیب پر پڑی۔ آگے انہوں نے لوگوں کو کہا کہ بھئی! کنوئیں پہ رکو ہم وضو کر کے نماز پڑھیں گے۔ جب کنوئیں پہ لوگ رکنے کے لیے گئے تو چند لڑکیاں وہاں پانی بھر رہی تھیں، وہ پانی بھر کر چلی گئیں۔ لوگوں نے وضو کیا تو ان سے کہا کہ حضرت آپ بھی وضو کر لیں، نماز پڑھیں۔ کہنے لگے کہ بھئی! تم نماز پڑھو اور جاؤ! اب میرے اندر کچھ نہیں رہا۔ حضرت! کیا مطلب؟ کہنے لگے کہ بس تم مجھے میرے حال پہ چھوڑ دو۔ ایک دن تک ان کے شاگرد روتے رہے، بالآخر وہ آگے چلے گئے۔ یہ ایک دن وہاں خاموش بیٹھے رہے، پھر اس کے بعد بستی کی طرف چلے، لوگوں سے پوچھا فلاں کپڑے پہننے والی جو لڑکی تھی وہ کون تھی؟ انہوں نے کہا کہ بستی کا جو نمبردار تھا، اس کی بیٹی ہے۔ یہ اس کے پاس گئے، کہنے لگے: کیا آپ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر سکتے ہیں؟ اس نے کہا: بھئی! آپ اجنبی ہیں ہمارے پاس رہیں ایک دوسرے سے (Interact) گھلنے ملنے کا موقع ملے، جب تم مانوس ہو جائیں تو پھر سوچیں گے اور دوسری بات یہ کہ جو ہمارے دین پہ ہوتا ہے ہم تو اسی سے نکاح کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، میں یہیں رہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ گھر کے فرد بن کے رہیں گے تو یہاں آپ کو کام بھی کرنا پڑے گا۔ ہمارا سؤروں کا ریوڑ ہے۔ (جیسے ہم بکریاں پالتے ہیں وہاں بعض جگہوں پہ سور پالتے ہیں) تو سور ہم نے پالے ہوئے ہیں ان کو چرانا پڑے گا۔ وہ اس کے لیے بھی تیار ہو گئے۔ اب یہ روزانہ صبح اٹھتے اور سور چرانے چلے جاتے۔ اور سارا دن سور چرا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

واپس آجاتے۔

ادھر ان کے باقی ہمسفر مرید اور طلبا جب واپس گئے اور انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ شیخ کے ساتھ تو عجیب مسئلہ بنا، وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے، چلے جاؤ مجھے میرے حال پہ چھوڑ دو، تو لوگوں کا تو رو رو کے حال برا ہو گیا۔ ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ان کے متعلقین میں ایک شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ میرے شیخ متبع سنت تھے۔ وہ حافظ القرآن تھے، حافظ الحدیث تھے۔ میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں، میں جا کر ان کا حال تو دیکھوں۔ وہ وفادار تھے، واپس آئے۔ لوگوں سے پوچھا کہ جی اس طرح کے نوجوان کے بارے میں کچھ بتائیں؟ انہوں نے کہا: ہاں وہ سور چرانے جاتا ہے، آپ، فلاں جگہ پہ جاؤ وہ سور چرا رہا ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں گیا میں نے دیکھا: وہی جبہ، وہی امامہ، وہی عصا ہاتھ میں اور سوروں کے پیچھے چل رہے ہیں۔ جس جبے اور امامے کے ساتھ وہ جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے، اللہ کے بندوں کو دین کی طرف بلایا کرتے تھے، آج اس حال میں ہیں کہ وہ سوروں کو چراتے پھر رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں: میں قریب ہوا۔ میں ان سے سلام دعا کے بعد پوچھا: حضرت! آپ تو قرآن مجید کے حافظ تھے۔ کیا قرآن مجید ابھی یاد ہے؟ تو کہتے ہیں کہ وہ تھوڑی دیر سوچتے رہے، پھر کہنے لگے: میں سارا قرآن بھول گیا ہوں، بس ایک آیت یاد ہے۔ میں نے پوچھا کون سی آیت؟ کہنے لگے:

﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ﴾ (الحج:۱۸)

''جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کرنے پہ آتا ہے اسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہوتا''

سارا قرآن بھول گئے صرف ایک آیت یاد رہی: ''جسے اللہ ذلیل کرنے پہ آتا ہے اسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہوتا''۔ میں نے پوچھا: حضرت! آپ تو حدیث

www.besturdubooks.wordpress.com

کے حافظ بھی تھے، کوئی حدیثیں یاد ہیں؟ کہنے لگے: سب بھول گیا ہاں ایک حدیث یاد آتی ہے پوچھا کون سی؟ کہنے لگے:

((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ))

''جو دین اپنے کو بدل دے اس بندے کو قتل کر دینا چاہیے''

اس پر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے رونا شروع کیا اور ان کو روتا دیکھ کر اللہ کی رحمت جوش میں آئی شیخ کے دل سے بھی وہ جو ایک غلاف چڑھ گیا تھا وہ اتر گیا اور شیخ نے بھی رونا شروع کر دیا اور روتے روتے انہوں نے اتنے الفاظ کہے: ''اللہ میں نے کبھی آپ سے یہ گمان تو نہیں کیا تھا؟'' جب انہوں نے یہ الفاظ کہے تب اللہ کی رحمت جوش میں آئی، اللہ نے ان کے دل کی گرہ کو کھول دیا اور ان کی کیفیات کو واپس لوٹا دیا۔ اللہ کی شان قرآن مجید بھی پھر یاد ہو گیا، احادیث بھی پھر یاد آ گئیں۔ لوٹ کے آئے اور اللہ نے باقی ساری زندگی پھر اسی طرح لوگوں کا شیخ بنا کر گزارنے کی توفیق عطا فرمائی۔

شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ حضرت! آپ پر یہ امتحان آیا کیسے؟ تو شیخ نے کہا: جب میں بستی سے گزر رہا تھا تو صلیبیں دیکھیں، میرے دل میں یہ خیال آیا: کتنے کم عقل لوگ ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتے ہیں۔ اس بات پر پکڑ ہو گئی کہ میرے بندے اگر تو ایمان پر ہے تو یہ تیری عقل کا کمال ہے یا میرے فضل کا کمال ہے؟ اللہ نے میرے دل پر گرہ ڈال دی، دیکھ تیری عقل تجھے کہاں پہنچاتی ہے۔ میری عقل نے مجھے سوروں کو چرانے پر لگا دیا۔ پھر میں رویا تو اللہ کو رحم آ گیا، اے میرے بندے! تجھے لوٹا دیتا ہوں۔ اب سوچیے کہ اتنی معمولی سی بات کہ عیسائیوں کی بستی کو دیکھ کر دل میں یہ خیال آ گیا کہ یہ کتنے بیوقوف لوگ ہیں کہ خدا کے ساتھ کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

کو شریک ٹھہراتے ہیں، اللہ نے فرمایا: تم اسے عقل کا کرشمہ مت سمجھو، تم اگر ایمان پہ ہو تو یہ تمہارا کمال نہیں، یہ تو میرا کمال ہے۔

اللہ کی شانِ بے نیازی سے ڈریں:

تو اب سوچئے کہ جب اتنی چھوٹی چھوٹی بات پہ بھی پکڑ آ سکتی ہے تو پھر ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں؟ بھئی! ہمارے تو اتنے بڑے بڑے گناہ ہیں، اللہ اکبر! لہٰذا ہمارے اوپر جو خوف ہے وہ اللہ رب العزت کی اس شان کی وجہ سے کہ کہیں ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نہ آ جائے۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف متوجہ ہوں اور رحمت کا جو مضمون بیان کیا وہ اپنے دلوں میں رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے اور آئندہ ہم گناہوں سے بچیں کہ ہم نے اپنی زندگی میں بہت خطائیں کیں۔ اب ان کے اوپر ساری عمر بھی روتے رہیں تو کافی نہیں۔ اتنے گناہ کیے بس پروردگار ان گناہوں کو معاف فرما دے۔ رب کریم مہربان ہے۔ بندہ جب اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو پھر اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی سے ڈرنا ضرور چاہیے۔ ہر وقت دل میں ڈر رہنا چاہیے۔ اسی لیے کوئی بھی عبادت گزار بندہ کسی کو برا نہیں سمجھ سکتا۔ کیا پتہ اللہ اسکو ہدایت دے دے، کسی کی توبہ قبول کر لے، کیا پتہ اس کو اللہ قبول کر لے اور ہمیں کسی غلطی پہ رد فرما دے۔ چونکہ قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ﴾ (زمر:۴۷)

اور قرآن مجید کی ایک آیت ہے جس کو پڑھ کے بہت ڈر لگتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا﴾ (فرقان:۲۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

"ہم متوجہ ہوئے اور ان کے کیے ہوئے عمل کو ریت کی مانند بنا دیا"

تو ہماری عبادتیں کیا حیثیت رکھتی ہیں۔ تو ذرا ذہن میں رہے کہ جتنی بھی عبادت کریں اللہ رب العزت کی پکڑ پتہ نہیں کس بات پہ ہو جائے۔ لہٰذا کبھی دل کے اندر احساس برتری نہ آئے، کسی کو اپنے سے کم نہ سمجھیں، کبھی بڑا بول نہ بولیں۔ اور اپنے نفس پر نظر رہے، یہ بدبخت کہیں ہمیں گناہ کا ارتکاب نہ کروا دے۔

اللہ کی شانِ رحمت سے فائدہ اٹھالیں:

بس اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کو مانگیں، رب کریم مہربان ہے، وہ فرماتے ہیں میرے بندے! تو اگر مجھ سے رحمت طلب کرے گا

يَا عَبْدِيْ لَا تَقْنَطْ فَإِنَّكَ إِنْ كُنْتَ بِالْعُذْرِ مَوْصُوْفًا فَأَنَا بِالْجُوْدِ مَعْرُوْفٌ

اے میرے بندے! تو عذر کے ساتھ موصوف ہے، میں جود و کرم کے ساتھ معروف ہوں۔

وَإِنْ كُنْتَ ذَا خَطَايَا فَأَنَا ذُوْ عَطَايَا

اگر تو خطاؤں والا ہے تو میں عطاؤں والا ہوں۔

فَإِنْ كُنْتَ ذُوْ جَفَاءٍ فَأَنَا ذُوْ وَفَاءٍ

اگر تو جفا والا ہے تو میں وفا والا ہوں۔

وَإِنْ كُنْتَ ذَا إِسَاءَةٍ فَأَنَا ذُوْ أَنَاءَةٍ

اگر تو برائی والا ہے تو میں بردباری والا ہوں

وَإِنْ كُنْتَ ذَا غَفْلَةٍ وَسَهْوَةٍ فَأَنَا ذُوْ عَفْوٍ وَرَحْمَةٍ

اگر تو غفلت والا اور بھولنے والا ہے تو معافی والا اور رحمت والا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَإِنْ كُنْتَ ذَا خَشْيَةٍ وَإِنَابَةٍ فَأَنَا ذُو قُبُولٍ وَإِجَابَةٍ

اور اگر تو خشیت اور رجوع والا ہے تو میں قبول کرنے والا ہوں۔

لَا تَقْنَطْ مِنْ رَحْمَتِي مَنْ جَادَ بِالْمَغْفِرَةِ عَلَى السَّحَرَةِ وَجَعَلَهُمْ مِنَ الْبَرَرَةِ

اے بندے! میری رحمت سے مایوس نہ ہونا، جو سحر میں مجھ سے مغفرت طلبی کے ساتھ رجوع کرتا ہے میں اسے (گناہوں سے) بری کر دیتا ہوں۔

میں تو بہت کریم ہوں، میں تو وہ پروردگار ہوں میری رحمت کی نظر اٹھ گئی میں نے فرعون کے جادوگروں کو ایمان سے متصف کر دیا، ان کا نام نیکوں کی لسٹ میں شامل فرما دیا۔

بھئی! جب اللہ رب العزت اتنے کریم اور مہربان ہیں تو ہمیں اس کی رحمت سے امید رکھنی چاہیے اور اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ سے ڈرنا چاہیے اور آئندہ زندگی کے لیے اللہ سے یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم گناہوں سے بچیں گے، نیکوکاری میں زندگی گزاریں گے۔ رب کریم ہمارے اوپر رحمت کی نظر فرما دے۔ اپنی طرف سے تو کوشش کریں تا ہم اپنی طرف سے اچھائی کریں، آگے اللہ تعالیٰ قبول کرنے والے ہیں۔ اللہ اکبر۔ کہنے والے نے کیا عجیب بات کہی:

رحمت دا دریا الٰہی تے ہر دم وگدا تیرا
جے جے اک قطرہ مل جائے مینوں، کم بن جاوے میرا
جے ہر کوئی آکھے تیرا تیرا ، تے میں وی آکھاں تیرا
تیرا کجھ نہیں جانا مولا ، جے تو کہہ دیں میرا

ہر کوئی کہتا ہے میں اللہ کا ہوں، میں اللہ کا ہوں، میں اللہ کا ہوں۔ عمر گزر گئی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے کہتے کہ ہم اللہ کے ہیں، اے اللہ ایک مرتبہ تو آپ بھی کہہ دیجیے کہ تم میرے ہو۔ صرف ایک مرتبہ...... اللہ! ایک مرتبہ...... رب کریم! ایک مرتبہ فرما دیجیے کہ تم میرے ہو۔ اے اللہ! یہ آپ کے ان بندوں کا مجمع ہے جو مدارس میں، مساجد میں زندگی گزارنے والے ہیں، میرے مولا! چٹائیوں پہ بیٹھ بیٹھ کر ان کے گھٹنوں، ٹخنوں پہ نشان پڑ گئے، اگر آپ کی طرف سے بخشش کا معاملہ نہ ہوا تو پھر ہم میں اور جانوروں میں کیا فرق رہا۔ ان کے بھی گھٹنوں ٹخنوں پہ نشان پڑتے ہیں، ہمارے بھی پڑ گئے۔ اے اللہ! اگر کوئی کسی مندر سے نکل کر جہنم میں جائے، اس پر تو کوئی حسرت نہیں، حسرت تو اس پر ہے جس نے مدرسے میں زندگی گزاری، مسجد میں زندگی گزاری اور پھر آپ کے ہاں قبولیت نہ ہوئی اور آپ نے مسجد سے نکال کے اس کو جہنم میں ڈال دیا۔ میرے مولا! ہم آج آپ کے گھر میں جمع ہیں، ہم آپ کو منا کر اٹھنا چاہتے ہیں، آپ کے گھر سے خالی نہیں جانا چاہتے۔ میرے کریم آقا! اگر اختیار میں ہوتا ساری زندگی سجدے میں سر ڈال کے پڑے رہتے، اس وقت اٹھاتے جب یقین ہوتا آپ راضی ہو گئے۔ ہم کمزور ہیں، اللہ! ہماری اسی محنت کو قبول کر لیجیے اور ہماری توبہ کو قبول کر لیجیے اور اللہ پچھلے سب گناہوں کو معاف کر کے آئندہ نیکوکاری، پرہیزگاری کی زندگی عطا فرما دیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (العنکبوت:۶۹)

سلوکِ نقشبندیہ

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 10 جولائی 2011ء بروز اتوار 9 شعبان ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: خصوصی تربیتی مجالس برائے علماء وطلباء (بعد از مغرب)

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

تو یہ دو طریقے ہیں، جو نفس کی اصلاح کا طریقہ تھا وہ تو متقدمین کا طریقہ تھا اور جو قلب کی اصلاح کا طریقہ ہے وہ متاخرین کا طریقہ۔ اب یوں سمجھیں کہ ایک نفس ہے اور ایک قلب ہے جو ہمارے متقدمین تھے وہ نفس سے چلتے تھے اور قلب کی اصلاح تک پہنچتے تھے اور آج کے زمانے میں قلب کی اصلاح کی طرف سے چلتے ہیں اور نفس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ فاصلہ ایک جیسا ہے، مقصود ایک جیسا ہے مگر کام اس میں ذرا آسان ہو جاتا ہے۔

إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

"محب جس سے محبت کرتا ہے اس کی اتباع آسان ہو جاتی ہے"

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

سلوکِ نقشبندیہ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾

(العنکبوت:۶۹)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دو نعمتوں کا ورثہ:

نبی علیہ السلام سے دو نعمتیں امت میں منتقل ہوئیں ایک کو کہتے ہیں تعلیماتِ نبوی اور دوسری کو کہتے ہیں، کیفیاتِ نبوی۔ جو نبی علیہ السلام نے سکھایا، بتایا، سمجھایا، اس کو تعلیماتِ نبوی کہتے ہیں۔ اور نبی علیہ السلام کے قلب مبارک میں توکل، تسلیم، رضا والی جو نعمتیں تھیں یہ کیفیاتِ نبوی ہیں اور یہ بھی امت کو منتقل ہوئیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیماتِ نبوی اور کیفیاتِ نبوی دونوں کے جامع تھے لیکن وقت کے ساتھ امت میں جب یہ نعمتیں آگے چلیں تو تفصیلات بڑھیں اور کچھ لوگ تعلیماتِ نبوی کے وارث بن گئے اور کچھ لوگ کیفیاتِ نبوی کے وارث بن گئے۔ جو تعلیمات نبی کے وارث بنے ان کو علماء کہا گیا اور جو کیفیات نبوی کے وارث بنے ان کو مشائخ کہا گیا۔ چنانچہ جن جگہوں پر تعلیماتِ نبوی کی تعلیم ہوتی ہے ان کو مدارس کہتے ہیں اور جہاں کیفیاتِ نبوی سکھائی

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتی ہیں ان کو خانقاہیں کہا جاتا ہے۔

ابتداء میں یہ دونوں نعمتیں اکٹھی ہوتی تھیں، ان کے حاملین مرج البحرین ہوتے تھے لیکن اب یہ نعمتیں الگ الگ ہو گئیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ابتدا میں ایک ہی ڈاکٹر ہوتا تھا، ہر مرض کا علاج وہی کرتا تھا۔ جب تفصیلات بڑھ گئیں تو سپیشلائزیشن ہو گئی، جلدی امراض کا ڈاکٹر الگ ہو گیا، امراضِ چشم کا ڈاکٹر الگ ہو گیا اور آرتھوپیڈک کا سرجن الگ ہو گیا۔ قیامت کے اندر اس وقت سے یہ دونوں نعمتیں چل رہی ہیں اور قیامت تک چلتی رہیں گی۔ تعلیماتِ نبوی مدارس کے ذریعے سے پھیل رہی ہیں اور کیفیاتِ نبوی مشائخ کے ذریعے، خانقاہوں کے ذریعے سے پھیل رہی ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی باطنی کیفیات کا احساس:

۞..... صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی کیفیات کا بڑا لحاظ رہتا تھا، بڑا خیال رہتا تھا۔ حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، گھر میں بیٹھے ہیں، اچانک اٹھ کھڑے ہوئے، کہنے لگے: نَافَقَ حَنْظَلَةُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ (مطلب منافق ہو گیا، حنظلہ منافق ہو گیا)۔ یہ کہتے ہوئے نبی علیہ السلام کی خدمت میں چلے۔ راستے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا حنظلہ کیا کہتے ہو؟ تو جواب دیا جی کہ جی ''نافق حنظلة'' حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ بھئی کیسے؟ کہنے لگے کہ جو کیفیت نبی علیہ السلام کی محفل میں ہوتی ہے جب گھروں میں جاتے ہیں تو وہ کیفیت نہیں رہتی تو یہ جو فرق ہے اس کا مطلب ہے کہ میرے اندر منافقت آ گئی۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں یہ تو پوچھنے والی بات ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام سے آ کر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حنظلہ! اگر تمہاری یہ کیفیت ہر وقت رہے جو میری محفل میں ہے تو فرشتے تمہارے ہاتھوں سے مصافحہ کیا کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ تو کسی کسی وقت ہوتی ہے۔

علمی نکتہ: اب یہاں ایک نکتہ سمجھنے والا ہے، علمی نکتہ ہے کہ کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں ان کی کیفیت بڑھ جاتی تھی؟ اور گھروں میں کیفیت گھٹ جاتی تھی؟ نہیں، ایمان وہی تھا مگر مجلس اور غیر مجلس میں فرق یوں محسوس ہوتا تھا۔ جیسے سمندر کے اندر آپ نے تجربہ کیا ہوگا کہ جب چاند کے اعتبار سے مہینے کا پہلا دوسرا دن ہوتا ہے تو سمندر بہت خاموش ہوتا ہے اور جب چودہ، پندرہ کا دن آتا ہے تو ہائی ٹائیڈ (جزر) ہوتا ہے، پانی بہت اچھل رہا ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ؟ سمندر کا پانی تو اتنا ہی ہے جو پہلے تھا۔ دراصل پہلی تاریخ کو چاند سامنے نہیں ہوتا تو اس کی جو Gravitaional Force کشش ثقل ہے وہ نہ ہونے کی وجہ سے کھچاؤ نہیں ہوتا، لہٰذا کامن ٹائیڈ (مد) ہوتا ہے اور جب چودہ، پندرہ کو چاند بھرپور ہوتا ہے تو اس کی کشش ثقل کی وجہ سے بیس فٹ تک کی لہریں اوپر چڑھ رہی ہوتی ہیں۔ ہو بہو یہی مثال ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے چاند موجود ہوتے تھے، اس وقت ان کے دل کی مقناطیسیت صحابہ کے دل کے اندر ایمان کو متلاطم کر دیا کرتی تھی اور جب وہاں سے وہ اپنے گھروں میں جاتے تھے تو اس وقت کیفیت ذرا نارمل ہو جاتی تھی۔ فرق نہیں تھا۔ اس واقعے سے یہ پتہ چلا کہ صحابہ ہر وقت اپنے قلب کی کیفیت پر نظر رکھا کرتے تھے۔

⊙...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک صحابی حارثہ سے پوچھا:

كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا حَارِثَه "اے حارثہ! تم نے کیسے صبح کی؟"

انہوں نے کہا:

اَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا "میں نے پکا مومن ہونے کی حالت میں صبح کی"

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہر چیز کی علامت ہوتی ہے، تیرے ایمان کی علامت کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے؟

انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی! میرے دل کی کیفیت یہ ہے کہ جیسے میں اللہ رب العزت کے سامنے ہوں، میزان قائم ہے، کچھ لوگ جنت میں جا رہے ہیں، کچھ لوگ جہنم میں جا رہے ہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: تو نے بات کو سمجھ لیا اس پر پکا رہنا۔

تو معلوم ہوا صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے قلب کی کیفیت کے بارے میں بہت فکر مند رہتے تھے۔

⊙......اسی لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم کے دو برتن حاصل کیے۔ ایک علم وہ ہے جو میں تم میں تقسیم کرتا ہوں، روایت کرتا ہوں۔ اور ایک علم وہ ہے جو میں اگر بیان کروں تو گلے پہ چھری پھر جائے۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ وہ کون سا علم ہے؟ تو کہنے لگے: جو ظاہر شریعت کے احکام ہیں وہ میں تمہارے اندر بتاتا ہوں اور جو اللہ کی معرفت کا علم ہے وہ میں ہر ایک کے سامنے نہیں کہہ سکتا۔

⊙......جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کو جب دفن کیا گیا تو عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ افسوس دس میں سے نو حصے علم آج دفن ہو گیا۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حیرانگی کا اظہار کیا کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: اس سے میری مراد حیض و نفاس کا علم نہیں، میری مراد علم باللہ کی ہے، عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے ساتھ اللہ کی معرفت کا علم چلا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ ایک علم تھا اللہ کی معرفت کا جو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پایا اور یہی پھر آگے چلا۔

نبوت اور ولایت:

اب ایک اور بات کہ ہر نبی، نبی بھی ہوتے ہیں اور ولی بھی ہوتے ہیں۔ نبوت

www.besturdubooks.wordpress.com

وہبی چیز ہے۔ وہبی سے مراد کہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ جس کو چاہا انہوں نے عطا کر دیا۔ اور یہ جو ولایت ہے یہ کسبی چیز ہے Achievable ہے۔ کوئی بھی بندہ نیت کر لے کہ میں نے اللہ کا ولی بننا ہے، وہ نیکی کرے، تقویٰ اختیار کرے، اللہ کی عبادت کرے اس کو ولایت کا نور حاصل ہو جائے گا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی بندہ یہ نیت کرے کہ میں مارشل آرٹ سیکھتا ہوں اور اس کے لیے وہ واقعی کلب میں جانا شروع کر دے، اچھی غذا کھائے، تو چند دن کے بعد وہ مارشل آرٹ کا ماہر بن جائے گا، سیکھ جائے گا۔ اسی طرح ولایت بھی کسبی ہے۔ کوئی بھی بندہ نیت کر لے کہ میں نے اللہ کا ولی بننا ہے، وہ پچھلے گناہوں سے توبہ کر لے، آئندہ نیکی کی زندگی کو اپنائے، اللہ کی عبادت میں لگ جائے تو یہ بندہ اللہ کا ولی بن سکتا ہے۔ تو نبوت وہبی ہے اور ولایت کسبی ہے۔

ہر نبی، نبی بھی تھے اور ولی بھی تھے۔ نبی اس لیے تھے کہ اللہ نے ان کو نبوت عطا فرمائی اور ولی اس لیے تھے کہ ان کو بھی اللہ سے محبت تھی۔ جیسے نبی علیہ السلام اللہ کے محب بھی تھے اور اللہ کے محبوب بھی تھے۔ تو محبوب تو نبوت کی وجہ سے بنے اور آپ کے دل میں جو اپنے مالک و خالق کی محبت تھی جس کی وجہ سے ساری ساری رات عبادت کرتے تھے تو وہ ایک ولایت کا درجہ بھی تھا۔

کمالاتِ نبوت اور کمالاتِ ولایت:

دو قسم کے کمالات ہوتے ہیں ایک کو کہتے ہیں کمالاتِ نبوت اور دوسرے کو کہتے ہیں کمالاتِ ولایت۔ اور یہ دونوں کمالات امت کے اندر آگے چلے۔

کمالاتِ ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیادہ حاصل کیے:

مگر ایک نکتے کی بات یہ ہے کہ کمالاتِ ولایت سب سے زیادہ نبی علیہ السلام سے

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاصل کیے۔ اس لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا))

''میں علم کا شہر ہوں، علی اس کا دروازہ ہے۔''

تو یہ کمالات ولایت تھے جو علی رضی اللہ عنہ کو ملے اور ان کے ذریعے سے یہ کمالات پھر آگے امت میں پھیلے۔ چنانچہ روحانیت کے چار سلسلے ہیں ان میں سے تین سلسلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتے ہیں، پھر ان کے ذریعے سے نبی علیہ السلام تک پہنچتے ہیں۔

کمالات نبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زیادہ حاصل کیے:

کمالات نبوت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سب سے زیادہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاصل کیے۔ تو قرآن فہمی جتنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اندر تھی صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی اور کے اندر ایسی نہیں تھی۔ مثال کے طور پر:

جب سورۃ نصر کی آیتیں اتریں، سب صحابہ رضی اللہ عنہم خوش ہو رہے ہیں کہ یہ فتح کی خوشخبری آگئی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں۔ پوچھا: ابوبکر! رو کیوں رہے ہیں؟ فرمانے لگے کہ انبیاء کسی مقصد کے لیے بھیجے جاتے ہیں، جب مقصد پورا ہو جاتا ہے تو اللہ ان کو اپنے پاس بلا لیتے ہیں۔ آپ لوگوں کو ان آیتوں سے فتح اور نصرت کی خوشخبری مل رہی ہے، مجھے ان آیتوں میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کی جھلک نظر آ رہی ہے۔

اسی طرح جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پردہ فرمایا تو بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اس وقت شاک (صدمے) کی کیفیت میں تھے۔ اس کیفیت میں کہنے لگے کہ نبی علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کہہ دیا کہ جو یہ کہے گا کہ نبی علیہ السلام فوت ہو گئے میں تلوار سے اس کی گردن کو اڑا کر رکھ دوں گا۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوپر صدمہ تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

Situation (صورتحال) کو پوری طرح نہ سمجھ سکے، اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے سب کو اکٹھا کر کے کہا:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیتیں تلاوت کیں، ہمیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ آج قرآن میں اتر رہی ہیں۔ تو کمالات نبوت سب سے زیادہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاصل کیے۔

سلسلہ نقشبندیہ کا اعجاز:

ایک نقشبندیہ سلسلہ وہ سلسلہ ہے جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے۔ چنانچہ جو سلسلے اس وقت پوری امت کے اندر ہیں ان میں باقی سلاسل کے اندر کمالات ولایت غالب ہیں کیوں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چلتے ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اندر کمالات نبوت غالب ہیں کیونکہ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے چلا ہے۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ اور معیت کبریٰ:

یہ کمالات نبوت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیسے حاصل کیے؟ اس کی ایک وجہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام سے معیت کبریٰ کا مقام حاصل تھا۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرما دیا ان دو کے بارے میں جن کا تیسرا اللہ ہے۔

﴿مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا﴾

تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾

"مت غمگین ہوئیں اللہ ہمارے ساتھ ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معیت کبریٰ کا مقام حاصل ہے، یہ ایک خصوصیت ہے جو اللہ نے ان کو عطا فرمائی۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی میں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی میں اتنی مشابہت ہے بالکل یوں محسوس ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

یہ تعلق تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کمال مشابہت

چند چھوٹے چھوٹے نکات جو سمجھ میں آنے والے ہیں وہ آپ کے سامنے اس لیے پیش کرتے ہیں کہ دل کو سکون اور تسلی ہو کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معیت کا مقام کیسے حاصل تھا؟

⊙ ......سب سے پہلی بات: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب غار حرا سے واپس تشریف لائے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کیا محسوس ہو رہا ہے جو آپ کہتے ہیں زَمِّلُوْنِیْ، زَمِّلُوْنِیْ مجھے کمبل پہنا دو۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اپنی جان پہ خوف محسوس ہوتا ہے۔ تو یہ سن کر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا:

كَلَّا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِيءُ الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ

"ہرگز نہیں، آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، جس کے پاس کچھ نہ ہو اس کو کما کر دینے والے ہیں، مہمان نوازی کرنے والے ہیں اور آپ اچھی باتوں میں لوگوں کی پشت پناہی کرنے والے ہیں"

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ صفات کا تذکرہ کیا کہ چونکہ آپ کے اندر یہ صفات ہیں لہٰذا اللہ آپ کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ یعنی ان کو Appreciate (حوصلہ افزائی) کیا۔ بتایا کہ آپ کی ان صفات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ اب دیکھیے یہ Comments (کلمات) زوجہ دے رہی ہیں نبی علیہ السلام کے بارے میں۔ پھر ایک وقت آیا کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تو ان کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت مل گئی۔ تو نبی علیہ السلام کی اجازت کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جانے لگے تو مکہ مکرمہ کی باؤنڈری کے اوپر ان کو ایک قریش مکہ کا رئیس ملا جس کا نام ابن الدغنہ تھا۔ اس نے پوچھا: ابوبکر! کہاں جا رہے ہو؟ تو بتایا کہ بھئی! یہ لوگ اتنی زیادتی کرتے ہیں، ظلم کرتے ہیں تو میں حبشہ کی طرف جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ ابوبکر! تم ہرگز نہیں جا سکتے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک کافر کے Comments (الفاظ) یہ تھے۔

اِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَ
تَقْرِيْ الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ

جو صفات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بیان کی تھیں ہو بہو وہی صفات ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک کافر نے بیان کی تھیں۔ ان کی شخصیت میں ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت تھی۔

⊙ ...... چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رؤوف اور رحیم فرمایا:

﴿ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

”آپ تو اہل ایمان پر مہربان اور رحیم ہیں“

اور حدیث مبارکہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَکْرٍ))

میری امت میں سب سے زیادہ رحیم ابوبکر ہیں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

اَرْاَفُ اُمَّتِیْ اَبُوْ بَکْرٍ (سب سے زیادہ میری امت پر شفیق ابوبکر ہیں)

نبی علیہ السلام نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحمت اور شفقت کی گواہی دی۔ ادھر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سعادت ملی کہ اللہ ان کی رحمت کی گواہی دے رہے ہیں، ادھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت ملی کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دے رہے تھا۔

◉ ...... نبی علیہ السلام دین کے معاملے میں بہت غیور تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

((اَنَا اَغْیَرُ وُلْدِ آدَمَ وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ))

''میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے''

اور ابن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں:

کَانَ اَغْیَرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا اَبُوْ بَکْرٍ

''اس امت میں نبی کے بعد سب سے زیادہ ایمانی غیرت ابوبکر صدیق میں تھی''

◉ ...... اللہ کے حبیب کو اللہ نے شعر کا علم نہیں دیا۔ قرآن پاک میں فرمایا:

﴿وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَہٗ﴾ (یٰس: ۶۹)

''اے میرے حبیب! ہم نے آپ کو شعر کا علم نہیں دیا اور یہ آپ کے شایان شان بھی نہیں ہے''

آپ کی شان بہت بلند ہے۔ اور یہی بات حضرت [illegible] کہ [illegible] ایک

دفعہ [illegible] صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایک شعر کوٹ کرنا چاہتے تھے تو اس کو شعر

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھنا نہیں آتا تھا۔ تو ابن عساکر کی روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ جاہلیت کے زمانے میں کبھی شعر کہا نہ اسلام لانے کے بعد کبھی شعر کہا۔''

جو خوبی اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھی لگتا ہے کہ ہو بہو اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اندر کاپی کر دیا گیا تھا۔

◉ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری زندگی شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی آتا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسلام میں یا جاہلیت کے زمانہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قطعی طور پر شراب سے نفرت کرتے تھے، پوری زندگی شراب کو ہاتھ ہی نہیں لگایا۔ تو یہ مشابہت عطا فرمائی۔

◉ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○﴾

''اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے اور ناپاکی سے دور رہیے''

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر صفائی اور طہارت بہت زیادہ تھی۔

اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات دیکھیے کہ جب ہجرت کے لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جا رہے تھے تو مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے ایک جگہ ایسی تھی جہاں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ بھوک اور پیاس لگی ہوئی تھی۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کسی کے ہاں گئے اور کہا کہ جی بکری کا دودھ چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ بکری تو بوڑھی ہے دودھ نہیں دیتی۔ انہوں نے کہا: بھئی! دودھ دینا نہ دینا الگ بات ہے، دودھ نکالنے کی اجازت دے دو۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ روایت میں آتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلے پانی سے بکری کے تھنوں کو اچھی طرح دھویا کیونکہ پاکیزگی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

نفاست اللہ نے ودیعت فرمائی تھی۔ پھر جب انہوں نے دودھ نکالا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ دودھ کا جگ یا برتن لے کر نبی ﷺ کے پاس آنے لگے تو کپڑے کے ساتھ دودھ کے برتن کو ڈھانپ لیا کہ مٹی کا کوئی ذرہ دودھ کے اندر نہ چلا جائے۔ تو جو پاکیزگی اور طہارت اللہ نے نبی ﷺ کو عطا فرمائی، ہو بہو وہی چیز اللہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔

◉ پھر دین کی خاطر قربانیاں دینے میں بھی مشابہت۔ نبی علیہ السلام ایک مرتبہ حرم میں تھے تو عقبہ بن ابی معیط نامی ایک کافر آیا اور اس نے آکر نبی علیہ السلام کے مبارک گلے میں پھندا ڈال کر کھینچنا شروع کر دیا۔ بڑی مشکل سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آکر نبی ﷺ کو اس سے بچایا۔

مشابہت دیکھیے کہ ایک ایسا موقع تھا کہ انہی قریش مکہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیٹنا شروع کیا اور وہ ان کے درمیان پھنس گئے۔ پھر کچھ ایمان والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان سے چھڑایا۔ جو بات ادھر پیش آئی وہی بات ادھر پیش آئی۔

◉ ایک اور مشابہت دیکھیے کہ نبی علیہ السلام کی دعا سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے لوگ ایمان لے کر آئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔

◉ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو جب چچا ابو طالب نے کہا کہ میرے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ جس کو میں برداشت نہ کر سکوں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: چچا! اگر یہ میرے ایک ہاتھ پہ سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو بھی جو پیغام میں لے کر آیا ہوں اس کو پہنچانے سے میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ کیا Commitment ہے، کیا قوت

www.besturdubooks.wordpress.com

ارادی ہے۔

اور یہی معاملہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا کہ جب ان کا زمانہ خلافت تھا تو اس وقت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور ان کو جا کر کہا کہ یہ جو مانعین زکوۃ ہیں آپ تھوڑا ان کے ساتھ نرمی کر لیں، یہ تو پھر بھی اپنے ہیں جب کہ اس وقت ہمیں تو باہر سے کافروں کی طرف سے دباؤ ہے۔ تو جب انہوں نے یہ کہا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

أَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ خَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ

''عمر! تو جاہلیت کے زمانے میں اتنا بہادر تھا اور اسلام میں آ کر تو اتنا کمزور ہو گیا''

اور فرمایا:

أَيُنْقَصُ وَ أَنَا حَيٌّ

یہ کیسے ممکن ہے کہ دین کے اندر کمی کر دی جائے اور ابو بکر زندہ رہے۔

کیا مشابہت اللہ نے عطا فرمائی!

- پھر دیکھیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ ''دو میں سے دوسرا''

اور نبی علیہ السلام نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

((يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا)) (متفق علیہ)

نبی علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ ''آپ غمزدہ نہ ہوں''

تو نبی کو کس نے فرمایا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور نبی علیہ السلام نے ہو بہو یہی لفظ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ﴾ (التوبہ: ۴۰)

"آپ غم زدہ نہ ہوں اللہ ہمارے ساتھ ہے"

مشابہت دیکھیے کیسی ہے؟

⊙ یہ مشابہت ایسی تھی کہ اللہ کی معیت ان کو ناموں میں بھی حاصل تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کو پکارتے تھے یا رسول اللہ ﷺ! اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی نام نہیں پکارتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب وہ خلیفہ بنے تو لوگ کہتے تھے یا خلیفۃ رسول اللہ، یعنی اللہ کا نام ان کو بھی پکارنے میں آتا تھا اور اللہ کا نام ان کو بھی پکارنے میں آتا تھا۔

⊙ پھر جب ہجرت کے لیے چلے تو کافروں نے نبی علیہ السلام کو ڈھونڈنے کے لیے ایک سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا اور کتابوں میں لکھا ہے کہ کافروں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈنے کے لیے بھی ایک سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا۔ مشابہت دیکھیے۔

⊙ بدر کے قیدی جو گرفتار ہوئے تھے۔ ان کے معاملے میں عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز اور تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اندر چونکہ رحمت تھی انہوں نے کہا: اللہ کے حبیب ﷺ! ان سے فدیہ لے لیا جائے اور ان کو آزاد کر دیا جائے تو اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ میری بھی رائے یہی ہے، اسی پر نبی علیہ السلام نے عمل فرمایا، سوچ بھی بالکل ایک جیسی تھی۔

⊙ صلح حدیبیہ کے اندر عمر رضی اللہ عنہ بڑے جلال میں آ گئے، اے اللہ کے حبیب ﷺ! ہم کیا اتنے کمزور ہیں کہ اتنا پست ہو کر ہم صلح کر رہے ہیں؟ ان کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ بھئی! ہم ہتھیاروں کے ساتھ آئے ہیں تو مکے کے یہ جو چند لوگ ہیں تو ان سے نمٹ لیتے ہیں۔ مگر نبی علیہ السلام نے جو صلح حدیبیہ فرمائی ظاہراً دیکھنے میں لگ رہا تھا کہ اس میں مسلمان جیسے کمزور ہیں۔ مثلاً ایک شرط تھی کہ اگر کوئی مسلمان کافروں کے ساتھ جا کر ملے گا واپس نہیں لوٹائیں گے، کوئی کافر مسلمانوں کے پاس آئے گا اسے واپس لوٹانا پڑے گا۔ تو Afidavit (دستاویز) کو دیکھنے میں تو یہی لگتا ہے کہ مسلمانوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے دب کر صلح کی۔ اسی لیے عمر رضی اللہ عنہ پوچھتے تھے کہ کیوں ہم اتنا دب کر صلح کر رہے ہیں؟ روایت میں آیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ابوبکر! ہم اتنا دب کر صلح کیوں کر رہے ہیں؟ انہوں نے آگے سے جواب دیا کہ تمہیں پتا ہے کہ وہ کون ہیں؟ جی وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا کہ تمہیں پتا ہے کہ وہ وہی کرتے ہیں جو اللہ کا حکم ہوتا ہے۔ جی وحی ہوتا ہے۔ تو فرمانے لگے: اللہ کے حبیب ﷺ نے جو کیا ابوبکر کی بھی رائے اس کے مطابق ہے۔ یہ مشابہت ہے۔

◉ نبی علیہ السلام کے پاس ایک جگہ تھی جس کو باغ فدک کہا جاتا تھا۔ نبی علیہ السلام اس کی آمدنی بنو ہاشم کے اوپر خرچ کرتے تھے۔ ان کے خاندانوں کی شادیاں کرواتے تھے۔ جب نبی علیہ السلام نے پردہ فرمایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اس باغ کی آمدنی کا استعمال ہو بہو وہی کیا جیسے نبی ﷺ کرتے رہے، ایک جیسا عمل رہا۔

◉ بنو ثقیف طائف کے لوگ تھے۔ وہ آئے نبی علیہ السلام سے آکر کہا: ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں اگر نماز کی چھوٹ دے دیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس دین میں نماز نہیں اس دین میں کوئی خیر نہیں۔ آپ نے ان کو اجازت نہیں دی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو ان کے پاس کچھ لوگ آئے کہ جی باقی سب ماننے کو تیار ہیں بس زکوۃ میں ہمیں اجازت دیں کہ یہ ہم بیت المال میں نہیں جمع کروائیں گے ہم خود دیں گے۔ آپ نے ان کو اس کی اجازت نہیں دی۔ عمل کی ہم آہنگی۔ دیکھیں کہ دونوں حضرات کے سامنے کچھ لوگ دین کا ایک رکن معاف کروانا چاہتے تھے۔ لیکن جو عمل اللہ کے حبیب ﷺ نے بنو ثقیف سے کیا وہی عمل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعینِ زکوۃ کے ساتھ کیا۔

◉ نبی علیہ السلام نے غزوہ ذات السلاسل میں عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کو لشکر کا امیر بنا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

بھیجا اور جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کے زمانے میں امیر لشکر عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ ہی ہوا کرتے تھے۔ ان کے بھی امیر لشکر وہی اور ان کے بھی امیر لشکر وہی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۹ ہجری میں امیر حج بن کر گئے اور نبی علیہ السلام ۱۰ ہجری میں امیر حج بن کر تشریف لے گئے۔ مشابہت دیکھیے۔

⊙ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا کرتے تھے۔ روایت میں آتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں جا رہے تھے، حسن رضی اللہ عنہ چلتے آئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح ان کو اٹھا کر کندھے پر بٹھایا جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بٹھایا کرتے تھے ہو بہو عمل کے اندر مشابہت تھی۔

⊙ پھر دیکھیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ اوّلون سابقون میں سے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، وہ بھی سابقون میں سے تھے، یہ بھی مشابہت ہے۔

⊙ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے داماد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

⊙ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیٹی کے بارے میں فرمایا کہ یہ جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی اور نبی علیہ السلام نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں فرمایا کہ اس کو دنیا کی عورتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسی اس ثرید کو بقیہ دیگر کھانوں پر فضیلت ہے۔ ان کی بیٹی کو بھی فضیلت اور ان کی بیٹی کو بھی فضیلت۔

⊙ پھر دیکھیے! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں مالی اعتبار سے ہمیشہ تنگی رہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہمیشہ مالی تنگی رہی۔ واقعات آپ سنتے ہی ہیں کہ وہ اونٹوں کے لیے کھجوروں کی گٹھلیوں کو پیستی تھیں اور اٹھا کے چارہ لے کر جاتی تھیں۔ تو جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی کے ساتھ معاملہ، وہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ معاملہ۔

◉ پھر دیکھیے! نبی علیہ السلام کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار فرمایا۔ جو ادھر معاملہ ہو رہا ہے وہی معاملہ ادھر ہو رہا ہے۔

◉ نبی علیہ السلام کے نواسے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ان کی شہادت سے پہلے شامیوں نے اپنے نرغے میں لے لیا تھا۔ اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی حجاج نے ان کی شہادت سے پہلے نرغے میں لے لیا تھا۔

◉ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے آپ کے قریبی رشتہ دار جو تھے وہ پہلے شہید ہوئے، بعد میں سیدنا حسین شہید رضی اللہ عنہ ہوئے۔ اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا کہ پہلے ان کے عزیز شہید ہوئے اور بعد میں وہ خود شہید ہوئے۔

◉ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے صَاحِبُكُمْ فرمایا:

﴿وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ﴾

تو صَاحِبُكُمْ کا لفظ اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآن میں استعمال فرمایا۔

حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے صَاحِبُكُمْ کا لفظ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے استعمال کیا۔

◉ پھر دیکھیے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں ایک ایسی نماز بھی تھی کہ اس نماز میں آدھی نماز کے امام اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور بقیہ آدھی نماز کے امام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ مشابہت دیکھیے۔

◉ پھر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کے لیے مجنون کہا گیا، قرآن کی گواہی:

﴿وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ﴾ (القلم:۵۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

اور حدیث پاک میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی قریش مکہ نے کہا تھا

"قَالُوْا هٰذَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ لَمَجْنُوْنٌ"

جو ان کو خطاب ملا وہی خطاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملا۔

- پھر نبی علیہ السلام جب طائف میں تشریف لے گئے تو واپسی پہ مطعم بن عدی ایک کافر سردار تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پناہ لی۔

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب ابتدا میں ہجرت حبشہ کے لیے نکلے اور راستے ہی سے واپس آئے اور انہوں نے ابن الدغنہ کی پناہ لی، جو حالات وہاں وہی حالات یہاں پیش آرہے ہیں۔

- نبی علیہ السلام کے بارے میں حدیث پاک میں ہے:

((اَنَا اَتْقٰى وُلْدِ اٰدَمَ وَاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))

"کہ میں انسانوں میں سب سے زیادہ متقی اور اللہ کا مکرم ہوں"

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى﴾

جو اتقی کا لفظ اللہ کے حبیب کے لیے استعمال ہوا وہی اتقی کا لفظ ان کے لیے استعمال فرمایا اور اللہ فرماتے ہیں: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳) تو معلوم ہوا تقویٰ میں، اکرام میں، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نعمت ملی، اللہ نے وہی نعمت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی عطا فرمائی۔

- پھر ایک اور بات دیکھیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (الضحیٰ:۵)

"(اے میرے حبیب!) اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے"

اللہ کی طرف سے رضا ملنے کی خوشخبری۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿وَلَسَوْفَ يَرْضٰى﴾ ”اور ان کو راضی کر دیا جائے گا“۔ جو محبوب کے لیے بشارت وہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے بشارت۔

- اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

”اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت فرمائیں گے“

اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! اگر تم دین کے اوپر مستقل مزاجی سے عمل نہیں کرو گے تو پھر

﴿فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ (المائدہ: ۵۴)

”اللہ تعالیٰ جلدی ایک قوم لے آئے گا جو اس سے محبت کرے گی اور اللہ ان سے محبت کرے گا“

اور مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت کے یہ الفاظ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لشکر کے لیے آئے۔ اللہ نے دیکھو کیا ان کو ان کے ساتھ مشابہت عطا فرمائی۔

- پھر دیکھیے! نبی علیہ السلام کی وفات مبارکہ جو ہوئی وہ ظاہر میں تو قدرتی تھی لیکن حقیقت میں ایک یہودی عورت نے کسی وقت زہر دیا تھا، آخری وقت میں اس کا اثر زیادہ ہو گیا تھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس زہر کا اثر لوٹ آیا تھا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب بھی یہی بنا کہ کسی نے ان کو زہر دے دیا تھا۔ تو جو سبب ادھر بنا وہی سبب اُدھر بنا۔

- پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک بھی تریسٹھ سال تھی۔

- پھر نبی علیہ السلام ریاض الجنۃ کے اندر مدفون ہوئے، چونکہ ارشاد فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

"میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

حجرۂ عائشہ میں نبی علیہ السلام دفن ہوئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اسی ریاض الجنۃ میں دفن ہوئے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں آیا ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جس مٹی سے میرے جسم کو بنایا تھا وہ بچ گئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کے جسم کو بنایا اور فرمایا پھر تھوڑی سی بچ گئی تھی پھر اللہ نے عمر کے جسم کو اس سے بنایا۔"

تو کہتے ہیں جہاں کی مٹی ہوتی ہے، وہیں ملتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے تینوں کو ایک جگہ پر اکٹھا فرما دیا۔

اسی لیے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے ایک لفظ استعمال کیا ہے "ہم خانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کیا مطلب؟ وہ مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں کہ جنت میں اللہ کے حبیب کا گھر گویا ڈبل سٹوری ہوگا اوپر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم رہیں گے اور بالکل اس کے نیچے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مکان ملے گا۔ اتنی مشابہت تھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔

انتقالِ نسبت کی زبانِ نبوت سے تصدیق:

یہ جو نکات بیان کیے ان سے معلوم ہو گیا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہت عادات وخصائل میں، فکر و ذہن میں اور ظاہر و باطن میں ہر طرح سے تھی۔ چنانچہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیات کو حاصل کرنے میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ اسی لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بات فرمائی، حدیث مبارکہ ہے ذرا توجہ سے سنیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا:

«مَا صَبَّ اللّٰهُ فِي صَدْرِيْ اِلَّا وَ قَدْ صَبَبْتُهُ فِيْ صَدْرِ اَبِيْ بَكْرٍ»

"اللہ نے میرے سینے میں جو ڈالا ہے۔ میں نے اس کو ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا"

تو معلوم ہوا کہ یہ جو نسبت ہے یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس طرح حاصل کیا کہ گویا یوں سمجھیں کہ کیفیات کاپی ہو کر آ گئیں۔

اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم میں کمالات ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ حاصل کیے اور کمالات نبوت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاصل کیے۔ اور ہمارے اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں جو نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک واسطہ بنتے ہیں۔ یہ کتنی اللہ کی رحمت ہے کہ زبان نبوت نے تصدیق کر دی کہ جو اللہ نے میرے سینے میں ڈالا میں نے اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا۔ یہ وہی نسبت ہے جو آگے امت کے اندر چلی آ رہی ہے۔

شجرہ ہائے سلاسل:

یہ جو سلسلے ہیں نا! جیسے لوگ اپنے شجرے لکھتے ہیں: جی ہم حسنی حسینی سید ہیں، او جی ہمارا سلسلہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، ہمارا سلسلہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اسی طرح روحانیت کی دنیا میں ہمارے مشائخ کے سلسلے موجود ہیں۔ اس عاجز کو اپنے سے لیکر اوپر نبی علیہ السلام تک بتانا پڑے تو الحمد للہ چند منٹوں میں ان تمام مشائخ کے نام بتا سکتے ہیں جو اس عاجز کے شیخ سے لے کر اوپر چلتے چلتے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ذریعے نبی علیہ السلام سے جا ملتے ہیں۔ تو باقاعدہ شجرے موجود ہیں۔ لیکن سلاسل میں فرق ہے۔ باقی تینوں سلاسل جو ہیں ان کے سلسلے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچتے ہیں اور علی رضی اللہ عنہ سے نبی علیہ السلام کو پہنچتے ہیں۔ ان کے شجرے میں یہ ایک ترکیب ہے۔

ہمارے شجرے کے اندر سارے کے سارے سلسلے، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتے ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ وہ فقہائے سبعہ مدینہ، مدینہ کے سات فقہا میں سے تھے۔ ان کی تربیت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حجرے میں کی تھی۔ ہمارے سلسلے کے نام ان تک پہنچتے ہیں اور ان کے اوپر یہ سلسلہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

نکتہ: سلسلہ نقشبندیہ میں دو صحابہ کیوں؟

اب یہاں پر ایک نکتے کی بات، ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں بھی یہ بات آئی ہو، آج اس کی تھوڑی وضاحت کر دیتے ہیں۔ نقشبندیہ سلسلہ میں دو صحابہ رضی اللہ عنہم واسطہ بنے اور باقی تمام سلسلوں میں ایک صحابی حضرت علی رضی اللہ عنہ واسطہ بنے۔ یہ فرق کیوں ہوا؟ اس کا راز یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معیت کبریٰ حاصل تھی، جو کیفیات اللہ کے حبیب کو ملی تھیں اس کا پلا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مل گئی۔

حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دفعہ طلباء آئے، کہنے لگے حضرت! ایک اشکال وارد ہوتا ہے۔ کیا؟ کہنے لگے: نبی علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ

''اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر ہوتا''

تو ذہن میں اشکال آتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام کیوں نہیں لیا؟ درجے میں تو وہ بڑے ہیں، ان کا نام لینا چاہیے تھا۔ مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ مولانا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ دیکھو! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام سے

www.besturdubooks.wordpress.com

معیت کبریٰ کا مقام حاصل تھا، نسبت اتحادی حاصل تھی۔ تو وہ تو معیت کی بنا پر نبی ﷺ کے ساتھ جڑے ہوئے تھے، نبی علیہ السلام نے فرمایا: (لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ) بعد میں کس کا نمبر آتا ہے؟ (لَكَانَ عُمَرُ) عمر رضی اللہ عنہ کا۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہی اور ہے۔ اب چونکہ معیت کبریٰ حاصل تھی تو سوچیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیفیت حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک صحابی کو ٹرانسفر ہوئی، پھر صحابی سے آگے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ٹرانسفر ہوئی۔ اور یہاں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نسبت اتحادی کی وجہ سے کیفیات ہی ایسی ملی تھیں کہ پوٹینشل ایک جیسا تھا، دونوں ایک جیسے تھے۔ تو کسی امتی کے اندر اتنی استعداد نہیں تھی کہ ڈائریکٹ اس پوٹینشل کو وہ حاصل کرتا اسے سٹیپ ڈاؤن کرنے کی ضرورت تھی لہٰذا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ صحابی آئے اور صحابی کے بعد پھر تابعی آئے۔ اس لیے ہمارے سلسلے کے اندر دو صحابی ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عشا کے بعد جاتے تھے اور نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر اللہ کی معرفت کی باتیں کرتے تھے۔ اتنی دیر مجلس ہوتی تھی کہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ ہمیں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے دل کے اندر رشک محسوس ہوتا تھا کہ جتنا ٹائم یہ لے جاتے ہیں کاش کہ ہمیں بھی اتنا ٹائم مل سکتا۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اتنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیار کیا۔

قلب، نفس اور دماغ:

ہر انسان کو اللہ نے تین نعمتوں سے نوازا ہے۔ ایک انسان کا نفس، دوسرا انسان کا دل اور تیسرا اس کا دماغ۔ نفس، دل اور دماغ۔ یہ جو دماغ ہے یہ (Thaught Processor) پروسیسر ہے۔ اس کا کام کیا ہے؟ کوئی ایک خیال دماغ میں ڈال دو وہ تانے بانے بننا شروع کر دے گا۔ تو اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے کمپیوٹر کے اندر

ایک پراسیسر ہوتا ہے اسی طرح اللہ نے انسان کے جسم میں دماغ کو تقاضات پراسیسر کی طرح بنایا ہے۔ باقی رہ گیا نفس اور دل اب ان میں سے کوئی ایک بھی سنور جائے تو بندہ سنور جاتا ہے۔ نفس کے سنورنے سے دل سنورتا ہے اور دل کے سنورنے سے نفس سنورتا ہے۔

اصلاح کے دو طریقے

کسی بھی بندے کے سنورنے کے لیے دو طریقے ہیں۔

① نفس کو سنوارنے کا طریقہ (تزکیہ نفس)

یا تو انسان نفس کے اوپر مجاہدے کرے، نفس کے زور کو توڑے حتیٰ کہ نفس شریعت پر عمل کرنے میں رکاوٹ نہ ڈالے، اس کو کہتے ہیں تزکیہ نفس اور یہ متقدمین کی زندگیوں میں تھا۔ پہلے لوگوں میں اصلاح کا یہ طریقہ تھا۔

چنانچہ ان میں نفس کو مارنے کے مجاہدے ہوتے تھے۔ آپ کتابوں میں واقعات پڑھتے ہوں گے کہ ایک بزرگ نے دیکھا کہ پانی دھوپ میں پڑا ہے، کہنے لگے: اے نفس! میں پانی کو اٹھا کر چھاؤں میں نہیں رکھوں گا اس لیے کہ تو اللہ کی اطاعت میں میرے ساتھ ضد کرتا ہے۔ یعنی وہ اپنے نفس کی چاہتوں کو توڑتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو وفات کے وقت مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی۔ مچھلی تو منگالی، جب کھانے کا وقت آیا، ایک فقیر آیا تو مچھلی اس کو دے دی اور کہا کہ میں اپنے نفس کو پسندیدہ چیز نہیں دوں گا۔ تو ان حضرات کا ایک طریقہ کار محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کی خواہشوں کو توڑتے تھے۔ بھوک کا مجاہدہ، پیاس کا مجاہدہ، جاگنے کا مجاہدہ۔ اتنے مجاہدات کرتے تھے کہ نفس کمزور ہو کر شریعت پہ چلنے کے لیے تیار ہو جاتا۔ اس کو کہتے ہیں نفس کا اصلاح کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ذریعے شریعت کے اوپر آجانا۔

④ قلب کو سنوارنے کا طریقہ (تصفیہ قلب)

ایک طریقہ کار اور بھی ہے، جسے کہتے ہیں قلب کو سنوارنے کا طریقہ۔ وہ یہ ہے کہ جو انسان زیادہ مجاہدے نہ برداشت کر سکتا ہو، جیسے آج کا زمانہ ہے۔ کھانے پینے کے مجاہدے کون برداشت کر سکتا ہے؟! اگر کسی کو کہیں کہ جناب آپ نے سات لقمے ہر روز کھانے ہیں تو وہ تو ویسے ہی بھاگ جائے گا۔ اگر بھاگ نہیں جائے گا تو کمزوری کی وجہ سے، کھڑا ہوگا تو نیچے گر جائے گا۔ چونکہ آج ہم کمزور ہیں، یہ کھانے پینے کی مشقتیں، یہ مجاہدے آج کے دور میں نہیں ہوتے تو اللہ رب العزت نے ہماری کمزوری پر مہربانی فرماتے ہوئے قلب کو سنوارنے کا طریقہ دے دیا۔ یہ آسان کام ہے۔ اس کے ذریعے سے شریعت پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بھوک پیاس کا کوئی مجاہدہ نہیں۔ کسی نے آکر حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! میں کتنا کھاؤں؟ تو فرمایا کہ بھئی! تو اچھا کھا اور کام اچھی طرح کر۔ یعنی اگر تم شریعت پر عمل کرتے ہو تو تمہیں اچھی غذا کھانے میں کیا رکاوٹ ہے۔ بھئی! بے شک صبح و شام آئس کریم کھائیں، کس نے روکا ہے آپ کو؟ ہاں شریعت کے اوپر چلیں یہ ایک شرط ہے۔ تو ہمارے سلسلے میں نفس کو توڑنے کے لیے بھوک، پیاس، لوگوں سے نہ ملنا، بات نہ کرنا، وہ مجاہدے نہیں ہیں۔ لوگوں میں رہیں، ان کے ساتھ ملیں جلیں، مگر شریعت کے مطابق۔ اسی کی پابندی کرنی ہے۔ اس کو کہتے ہیں قلب کے ذریعے بندے کی اصلاح ہونا۔ چنانچہ ہم نے دیکھا ہے کہ جب دل کے جذبات بدلتے ہیں تو انسان پورا کا پورا بدل جاتا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّ فِي جَسَدِ بَنِي آدَمَ لَمُضْغَةً إِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَ إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ﴾

"انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ سنورتا ہے تو پورا جسم سنور جاتا ہے، وہ بگڑتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، جان لو کہ وہ انسان کا دل ہے۔"

یعنی دل کے سنورنے سے انسان سنورتا ہے۔

اور نفس کے بارے میں بھی یہی کہا کہ نفس جب سنور جاتا ہے تو انسان سیدھا ہو جاتا ہے۔ نفس کے سنورنے کی مثالیں۔ جب انسان دل میں کوئی خواہش رکھ لے تو پھر اس کے لیے اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھالنا آسان ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور جب بندہ دل میں یہ سوچ لیتا ہے کہ میں نے الیکشن لڑنا ہے۔ اب ایک بات سوچ لی نا اس نے، اب اس کے بعد عاجزی اختیار کرنا اس کے لیے آسان۔ ہم نے دیکھا ہے الیکشن لڑتے ہوئے کئی MNA اور کئی منسٹر ایک عام سادہ سے دیہاتی کے پاس جا کر بیٹھے ہوتے ہیں اور اسی کے گلاس میں پانی پی رہے ہوتے ہیں۔ یہ کیا چیز ہے؟ دل میں خواہش پیدا کر لی اور اب نفس نے اپنے آپ کو اس کیلئے تیار کر لیا۔

تو یہ دو طریقے ہیں، جو نفس کی اصلاح کا طریقہ تھا وہ تو متقدمین کا طریقہ تھا اور جو قلب کی اصلاح کا طریقہ ہے وہ متاخرین کا طریقہ۔ اب یوں سمجھیں کہ ایک نفس ہے اور ایک قلب ہے جو ہمارے متقدمین تھے وہ نفس سے چلتے تھے اور قلب کی اصلاح تک پہنچتے تھے اور آج کے زمانے میں قلب کی اصلاح کی طرف سے چلتے ہیں اور نفس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ فاصلہ ایک جیسا ہے، مقصود ایک جیسا ہے مگر کام اس میں ذرا آسان ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

”محب جس سے محبت کرتا ہے اس کی اتباع آسان ہو جاتی ہے“

جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں آجاتی ہے تو پھر شریعت کے اوپر عمل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اسی لیے تو سلسلے میں بندہ جب بیعت ہوتا ہے تو چند دن میں اس کی کیفیت بدل جاتی ہے، آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ بڑے بڑے گناہ جن کو کسی زمانے میں چھڑوانے کے لیے اولیاء اللہ کی دعاؤں کی ضرورت ہوا کرتی تھی وہ آرام سے چھوڑ دیتے ہیں۔ کوئی شراب چھوڑتا ہے، کوئی زنا چھوڑتا ہے، کوئی فلاں چیز چھوڑتا ہے، اس لیے کہ دل بدل جاتا ہے تو دل بدلنے سے انسان کا بدلنا آسان ہو جاتا ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اصلاح دل سے ہوتی ہے:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ابتداء کرتے ہیں انسان کے دل سے، چنانچہ جب کوئی بندہ بیعت ہوتا ہے تو اس کو مراقبہ سکھایا جاتا ہے۔ مراقبہ کیا چیز ہے؟ انسان دس پندرہ، بیس منٹ بیٹھے اور یہ سوچے، اللہ رب العزت کی رحمت آرہی ہے، میرے دل میں سما رہی ہے، دل کی ظلمت اور سیاہی دور ہو رہی ہے اور میرا دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ اس مراقبے کے کرنے سے دل کے اندر نور آتا ہے۔

مراقبہ......دل کی بیٹری کا چارجر:

آج کے دور میں اس کی مثال سمجھنا آسان ہے۔ آپ جب سیل فون استعمال کرتے ہیں تو استعمال کرنے کی وجہ سے اس کی بیٹری ڈاؤن ہو جاتی ہے تو آپ کو پھر بیٹری روز چارج کرنی پڑتی ہے۔ اگر آپ بیٹری چارج کرنا بند کر دیں تو بیٹری بلینک (خالی) ہو جائے گی اور سیل فون ڈیڈ ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح ہم سارا دن لوگوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ساتھ Interact (میل جول) کرتے ہیں تو ہمارے دل کی بیٹری ڈاؤن ہو جاتی ہے۔ اب ہمیں چاہیے کہ اس بیٹری کو روز چارج کریں۔ تو چارجر کے طور پر ہمارے مشائخ نے مراقبہ بتایا۔ مراقبہ میں دل کا تعلق کدھر جوڑتے ہیں؟ وہ جو اصل پاور ہاؤس ہے یعنی نبی علیہ السلام کا قلب اطہر۔ ادھر سے پھر بجلی چارج کرنے کے لیے آتی ہے۔ تو یہ مراقبہ اپنے دل کی بیٹری کو روزانہ چارج کرنے کا طریقہ ہے۔ جو روزانہ پابندی سے مراقبہ کرتا ہے اس کے دل کی بیٹری فل ہوتی ہے، اس کے لیے تہجد آسان، نماز آسان، نگاہوں کی حفاظت آسان، سچ بولنا آسان، سارے کام کرنے آسان بن جاتے ہیں۔

آج کے زمانہ میں نورِ نسبت حاصل کرنے میں آسانی:

ہمارے بزرگوں نے اللہ رب العزت سے یہ نعمت مانگی کہ اللہ! اب کمزوری کا زمانہ آ گیا، اب وہ مجاہدے نہیں ہو سکتے جو پہلے لوگ کیا کرتے تھے، اب تو آسانی والا معاملہ کر دیجیے۔ تو اللہ رب العزت نے یہ قلب کی محنت والا سلسلہ ظاہر فرما دیا۔ اس لیے ترتیب میں، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، یہ تینوں سلسلے پہلے ظاہر ہوئے اور نقشبندیہ سلسلہ سب سے آخر میں آیا۔ کیونکہ اللہ نے اس دفعہ متاخرین سے کام لینا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیے۔

ایک مثال سے بھی سمجھ لیں۔ پہلے زمانے میں سفر کرنا بہت مشکل تھا، گھوڑوں پر سفر ہوتا تھا اور اونٹوں پر سفر ہوتا تھا تو لوگ روزانہ بیس پچیس میل تک ہی سفر کر سکتے تھے۔ اب اگر کسی نے یہاں سے کراچی جانا ہوتا تو کراچی جانے کے لیے اونٹ اور گھوڑے پہ ایک مہینہ لگتا۔ اور آج کے زمانے میں اگر کراچی جانا ہو تو ڈیڑھ گھنٹے کی بات ہے۔ جس پروردگار نے انسانوں کی کمزوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے ظاہری سفر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لیے آسانیاں پیدا کر دی ہیں، اس پروردگار نے ان کی کمزوریوں پر رحمت فرما کر ان کے روحانی سفر میں بھی آسانیاں پیدا فرما دی ہیں۔ آج کے دور میں اللہ کو پانا کوئی مشکل نہیں۔ سادہ سی ایک بات ہے، زندگی شریعت کے مطابق بنالو ولایت میں مقام مل جائے گا۔ وہ تو پہلا زمانہ تھا جب جنگلوں میں جاتے تھے، غاروں میں جاتے تھے، کئی کئی دن مراقبوں میں رہتے تھے۔ آج کے دور میں اتنا مجاہدہ کون کر پاتا۔ اللہ رب العزت نے ٹارگیٹ کو حاصل کرنا آسان کر دیا کہ تم شریعت پر عمل کر لو تمہیں ولایت کا نور نصیب ہو جائے گا۔ چنانچہ اب انسان کو ولایت کا نور آسانی کے ساتھ مل جاتا ہے۔

فنائے قلب اور فنائے نفس:

اب یہاں پر دو باتیں اور ہیں وہ سمجھ لیں۔ ایک ہے قلب کی فنا اور ایک ہے نفس کی فنا۔ فنا سے مراد یہ ہے کہ ذکر کرتے کرتے انسان کے دل کی کیفیت ایسی ہو جائے کہ دل ذکر کے اندر بالکل ڈوب جائے، غفلت کا نام ونشان مٹ جائے، یوں سمجھ لیں کہ اس کو فنا کا مقام کہتے ہیں۔

ایک ہے فنائے قلب اور ایک ہے فنائے نفس۔ فنائے قلب سے کیا ملتا ہے۔ انسان کا دل شہوات کا مقام ہے لہٰذا جب اس کو قلب کی فنا مل جاتی ہے تو قلب کے اندر سے غیر شرعی شہوات ختم ہو جاتی ہیں۔ تو فنائے قلب کا مقام ملنے سے بندے کے اندر پاکیزگی آجاتی ہے، جو خلاف شرع شہوتیں ہیں وہ ساری کی ساری ختم ہو جاتی ہیں۔ اور جب نفس کی فنا ملتی ہے تو وہ ایک اور اونچا مقام ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان کے دل سے ارادہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ کیا مطلب؟ مطلب کہ کوئی ارادہ شریعت کے خلاف پیدا ہی نہیں ہوتا۔ جو شریعت نے کہا وہی من کی چاہت بن جاتی ہے۔ اس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

فنائے نفس کہتے ہیں۔

مثال اسکی یوں سمجھ لیجیے کہ غیر محرم عورت جا رہی ہے، دل میں ایک داعیہ پیدا ہوا کہ اسے دیکھو، بندہ نہیں دیکھتا تو اس کا مطلب یہ کہ اس کے ذہن میں تحریک تو ہوئی مگر اس نے اس پر عمل نہیں کیا۔ تو اب اس کو ولایت صغریٰ کا مقام مل گیا۔ یہ شریعت پر چلتا ہے باوجود نفس کے تقاضے کے۔ اور ایک یہ کہ طبیعت ہی شریعت کے مطابق ڈھل جائے۔ طبیعت میں ہی کسی خلاف شرع کام کا تقاضا نہ ہو۔ مثلاً اس بات کو سمجھنا آسان ہے۔ ہم لوگ تو پیدائشی مسلمان ہیں۔ ہمارے اندر ایک بلٹ ان چیز ہوتی ہے کہ ہمیں سور کے نام سے نفرت ہوتی ہے۔ ایک بندہ کتنا ہی بھوکا ہو، پیاسا ہو آپ اس کو کہیں کہ جی یہ سور پکا ہوا ہے، کھا لے، وہ کہے گا میں نہیں کھاتا۔ تو فوراً کراہت محسوس ہوگی، طبعاً اس انسان کو بہت بری محسوس ہوگی کہ یہ کیا ہے؟ میں نہیں کھاتا۔ چاہت نہیں ہوگی کراہت ہوگی۔ اچھا اسی طرح جو لوگ نیکی کی زندگی گزارتے ہیں ان کو موسیقی کے سننے سے ایسے ہی کراہت ہو جاتی ہے۔ کچھ تو وہ ہیں جو موسیقی کو روح کی غذا بتاتے ہیں اور کچھ تو وہ ہیں کہ موسیقی کی آواز ان کو کان میں پڑنا ہی پسند نہیں۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ مسجد میں اگر لوگ نماز پڑھ رہے ہوں اور کسی کی سیل فون کی بیل (گھنٹی) بجنے لگ جائے تو دوسرے لوگوں کی بڑی عجیب سی کیفیت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں: مسجد میں آنے سے پہلے بند کیوں نہیں کی؟ ان کو کراہت محسوس ہو رہی ہوتی ہے کہ یہ مسجد میں شور کیوں ہو رہا ہے؟۔ تو جس طرح شراب کے بارے میں، سور کے بارے میں، موسیقی کے بارے میں ہم لوگوں کو ایک طبعی کراہت محسوس ہوتی ہے، اللہ والوں کو ہر گناہ کے بارے میں ایسے ہی کراہت محسوس ہو رہی ہوتی ہے۔ ان کی طبیعت متوجہ ہی نہیں ہوتی گناہ کرنے کی طرف۔ چنانچہ وہ شریعت پر بے ساختہ عمل کرتے ہیں۔ جو شریعت کا حکم اسی کے اوپر عمل۔ جیسے کوئی سدھایا ہوا اونٹ ہوتا ہے نا

www.besturdubooks.wordpress.com

پیچھے چلتا رہتا ہے، وہ ایسے شریعت کے پیچھے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔

یہی تصوف کا مقصود ہے کہ ہمیں دل کی ایسی کیفیت مل جائے کہ ہم حکمِ خدا پر نکیل ڈالے ہوئے جانور کی طرح پیچھے پیچھے چلتے جائیں۔ ہماری طبیعت سے انانیت اور سرکشی ختم ہو جائے اور ہمارے اندر اطاعت اور فرمانبرداری آجائے یہی تصوف کا بنیادی مقصد ہے۔

معمولاتِ نقشبندیہ کا پیٹنٹ نسخہ:

اسی لیے کہتے ہیں کہ معمولات کیے جائیں، یہ جو معمولات ہوتے ہیں درود شریف پڑھنا، استغفار پڑھنا، قرآن مجید پڑھنا، وقوفِ قلبی کا خیال رکھنا اور مراقبہ، ان کو آپ معمولی نہ سمجھیں۔ یہ دیکھنے میں لگتے ہیں جی آسان سے کام ہیں۔ مگر عجیب بات ہے کہ یہ آسان سے کام بندے کے دل کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ ہم نے اپنی زندگی میں ہزاروں کو نہیں، لاکھوں کو یہ معمولات بتائے اور الحمد للہ لاکھوں کی زندگیوں کو اپنی آنکھوں سے بدلتا ہوا دیکھا۔ آج تو اتنا یقین ہے کہ جیسے انجینئر ہونے کے ناطے دو اور دو چار پہ یقین ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یقین ہے کہ جو بندہ ان معمولات کی پابندی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کی دنیا کو یقیناً بدلتے ہیں اور یہ بات کرتے ہوئے عاجز کے پاؤں کے نیچے چٹان ہے۔ اتنے یقین سے یہ بات کہتا ہوں۔ کیا شرابی، زانی، جوئے باز، ڈاکو، معلوم نہیں کس قسم کے ظالم سلسلے میں بیعت ہوتے ہیں اور ان کی زندگی بدل جاتی ہے۔ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ یہ بندہ اتنا بدل گیا! جی ہاں! سچی ہی ایسا ہے۔

نسخے کا فائدہ استعمال سے ہوتا ہے:

اب کمزوری کہاں ہے کہ ہم نسخہ تو لیتے ہیں، نسخہ استعمال نہیں کرتے۔ اب

آپ بتائیں کہ کوئی بندہ بڑے بڑے ہارٹ سپیشلسٹ سے جا کر نسخہ لکھوا لے اور جیب میں ڈال لے اور پھر سال بعد کہے کہ ڈاکٹر صاحب! میری طبیعت تو ٹھیک نہیں ہوئی تو ڈاکٹر صاحب کہیں گے کہ بھئی! آپ نے نسخے کو استعمال کیا؟ ڈاکٹر صاحب! میں نے نسخہ جیب میں ڈالا ہوا تھا، وہ کہے گا: کمبخت تو نے پیٹ میں ڈالنا تھا، تب تجھے فائدہ ہوتا۔ صرف معمولات کے سن لینے سے فائدہ نہیں ہوتا، معمولات کو پریکٹیکلی کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ آپ کر کے دیکھیں اثرات محسوس نہ ہوں تو پھر بات ہے۔ الحمدللہ ان کے اثرات بہت سریع ہیں، بندہ جلدی محسوس کرتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا:

مَنْ لَا وِرْدَ لَهُ لَا وَارِدَ لَهُ

''جو اوراد و وظائف نہیں کرتا، اس کے اوپر کیفیات نہیں آتیں''

کیفیات تو اوراد و وظائف کی وجہ سے آتی ہیں۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اوراد و وظائف کو کریں تاکہ ہمارے دل سنوریں۔

اپنے سنورنے سے ابتدا:

یہی مقصد ہے ہمارا یہاں اکٹھا ہونے کا کہ ہم سنوریں۔ اپنے سنورنے سے ابتداء ہوتی ہے۔ آج تو انسان کہتا ہے کہ بس ساری دنیا سنور جائے اور اپنے آپ کو Ignore کر جاتا ہے، اس لیے سنورکوئی نہیں رہا۔ ہم ادھر سے شروع کریں کہ ہم سنوریں گے تو پوری دنیا سے ایک برا بندہ تو کم ہو جائے گا۔ ادھر سے ابتدا کریں اس کے لیے یہ اوراد و وظائف کرنے چاہئیں، اور دل کی حالت سنور جائے گی۔ اسی لیے ہمارے مشائخ نے فرمایا:

''اگر بر ہوا روی مگسی باشی'' اگر تم ہوا میں اڑتے ہو تو مکھی کی مانند ہو

''اگر بر آب روی خسی باشی'' اگر تم پانی پہ چلتے ہو تو تنکے کی مانند ہو

"دل بدست آور تا کہ باشی" تم دل کو اپنے قابو میں لے لو تا کہ تم کچھ تو بن جاؤ۔

تو ہوا میں اڑنا، پانی پہ چلنا، یہ کون سا کمال کا کام ہے۔ کمال کا کام تو یہ ہے کہ ہر حال میں انسان کا عمل شریعت کے مطابق ہو جائے۔ یہ کمال کا کام ہے، یہ نعمت ہمیں اللہ سے مانگنی ہے۔

تصوف کا مقصود:

چنانچہ تصوف کا مقصود کیا ہے؟ ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے:

"ہم نے اڑنا ہے نہ اڑانا ہے، نہ رونا ہے نہ رلانا ہے، ہم نے تو اپنے بچھڑے یار کو منانا ہے"

یہ تصوف کا اصل مقصود ہے۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بندہ آیا: کہنے لگا کہ حضرت! تصوف کا مقصود کیا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ تصوف کا مقصود یہ ہے کہ انسان کے انگ انگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ اور واقعی جو ذکر و اذکار کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ پاکیزہ زندگی دے دیتے ہیں۔ اتنی اس کے اندر شرافت آجاتی ہے، نیکی آجاتی ہے کہ فرشتے بھی ان کے اوپر حیران ہوتے ہیں۔ یہ کیسے لوگ ہیں جو اپنے نفس کو زنجیر ڈال کر اللہ کے حکموں کے مطابق زندگی گزار دیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو ایسی زندگی دیتے ہیں کہ ان کے اندر سے دورنگی ختم ہو جاتی ہے۔

ہے تو سچ مگر بات ہے رسوائی کی:

آج کے دور میں ہمارے اندر جو بڑی بڑی کمزوریاں ہیں نہ ان میں سے ایک بڑی کمزوری یہ بھی ہے کہ ہماری زندگی سچ کی زندگی نہیں ہے۔ ایک بات مجھے میں کہہ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا ہوں، بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی۔ کیا؟ پوری دنیا کے چالیس، پچاس ملکوں میں سفر کرنے کے بعد ایک نتیجہ جو اخذ کیا ہے وہ یہ کہ باہر ملکوں میں کفار نے اسلام کی تعلیمات میں سے فائدے دیکھتے ہوئے انہیں Implimen (لاگو) کیا تو وہ چیزیں Implimented (لاگو شدہ) نظر آتی ہیں۔ ہمارے اندر اگرچہ آج علم موجود ہے، تعلیمات Impliment ہوتی نظر نہیں آتیں۔

مثال کے طور پہ، تجربے کے طور پہ۔ دس مسلمان بچوں کو آپ اگر کوئی چیز دیں، شاید ہی کوئی ایک ہوگا جو آپ کا شکریہ ادا ہوگا۔ اور باہر کے ملک میں ذرا سا کسی بچے کو کچھ دیں، فوراً Thank you کہے گا، کیوں؟ گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔

مجھے ایک مرتبہ پیرس سے نیویارک کا سفر کرنا تھا۔ میرے ساتھ والی کرسی پہ ایک امریکن لڑکی آکر بیٹھ گئی، جس کے پاس دو سال کی بیٹی تھی، کھانے کا وقت آیا تو میں نے معذرت کرلی کہ میں نے نہیں کھانا۔ ائیر ہوسٹس نے اس کے سامنے کھانا رکھ دیا، اب میں کتاب پڑھ رہا تھا، مگر بندے کو اتنا اندازہ تو ہوتا ہے کہ سائیڈ پہ کیا ہو رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس بچی نے اپنی بیٹی کے منہ میں تھوڑے سے چاول ڈالے اور کہا Say thank you، اس نے کہا: Mom! Thank you۔ پھر دوسرا لقمہ ڈالا اور کہا Say thank you، اس نے کہا Thank you۔ ہر لقمہ پہ کہلواتے کہلواتے ایک ایسا وقت آیا کہ کچھ چاول اس ماں کے کپڑوں پہ گر گئے۔ تو ماں نے ان چاولوں کو صاف کیا اور اپنی بیٹی کو کہا: Mom! بچی نے کہا: Thank you۔ ماں بیٹی کا شکریہ ادا کر رہی ہے۔ میں نے اندازہ لگایا کہ ایک کھانے کے دوران اس لڑکی نے اپنے بیٹی سے تقریباً چھتیس مرتبہ شکریہ کا لفظ کہلوایا۔

آج کوئی مسلمان ماں ایسی ہے جو کھانے کے بعد ایک دفعہ بھی شکریہ کا لفظ کہنے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی تعلیم دیتی ہو؟ نہیں! ہمارے اندر شکریہ کی تعلیم ہی نہیں ہے۔ بڑا بھائی کتنی ہی قربانیاں کرلے، چھوٹے بھائی کی زبان پر کبھی شکریہ کا لفظ نہیں آیا۔ خاوند بیوی کے لیے جو مرضی خرچ کردے، شکریہ کا لفظ نہیں آیا۔ خدا کے بھی ناشکرے بن گئے، بندوں کے بھی ناشکرے بن گئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

«مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ»

جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

سوچیں کہ ہمیں کتنی شکریہ کہنے کی عادت ہے، ہم کبھی کہتے ہیں کسی کو؟ ہمارے دین میں جَزَاكَ اللّٰهُ کا لفظ ہے تو اس کے کہنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ ہر بات پہ کہنا چاہیے۔ ہم نہیں کہتے، کیوں؟ تربیت نہیں ملی، ماحول نہیں ہے، ہمارا وہ سیٹ اپ نہیں ہے جو ہونا چاہیے۔ تو ہماری نشو ونما میں ہی کچھ بنیادی غلطیاں ہیں، کمزوریاں ہیں، تبھی تو ہم پس رہے ہیں دنیا کے اندر۔

اور ان اچھائیوں کو انہوں نے استعمال کرلیا۔ ان میں سے ایک اچھائی سچ بولنا ہے۔ ہمارے اس ماحول میں معذرت کے ساتھ جس بچے سے بات کرو یقین نہیں ہوتا کہ یہ سچ بول رہا ہے یا آدھا سچ بول رہا ہے اور آدھا جھوٹ ملا رہا ہے، یقین نہیں ہوتا۔ باہر ملکوں میں شرابی، زانی، کبابی، دو نمبر کا سب کچھ ہوگا لیکن جو دل میں ہوگا وہی کہے گا Straight Forward ہوگا۔ ہم نے تو ہزاروں کو آزما کے دیکھا۔ وہاں لڑکے سے پوچھ لیں تو جو کچا چٹھا ہے کھول دیتے ہیں۔ کرتے ہیں تو ٹھیک اور نہیں کرتے تو نہیں۔ کبھی بدل کے بات کرنا، بنا کے بات کرنا، یہ چیز ہے ہی نہیں وہاں۔ اور جن لوگوں کو باہر سفر کرنے کا موقع ملتا ہے وہ بھی اس کی تصدیق کریں گے کہ واقعی ایسا ہے۔ ہم ایک بڑا فرق محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے ماحول کا پلا ہوا لڑکا، نوجوان

www.besturdubooks.wordpress.com

اور وہاں کے ماحول کا پڑھا ہوا نوجوان۔ اس کے اندر بڑی نیکیاں ہوں گی مگر برائیاں بھی ہیں اس کے اندر بڑی خامیاں ہوں گی مگر اچھائیاں بھی ہیں اور ایک اچھائی پتا نہیں کیوں ہم Split Personality (دوہری شخصیت) ہوتے ہیں۔ ایک دماغ میں دو دماغ ہوتے ہیں۔ خاوند کو بیوی پہ یقین نہیں ہوتا، بیوی کو خاوند پہ یقین نہیں ہوتا۔ ہم Honest (امانت دار) نہیں ہوتے۔ اتنی بڑی کمزوری ہے ہماری زندگی میں۔

دو رنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا:

اللہ کے حبیب ﷺ تو سچ کی زندگی دکھانے کے لیے آئے۔ فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ

''میں مکارمِ اخلاق کی تعلیم دینے کے لیے دنیا میں آیا ہوں''

اور مکارمِ اخلاق دس تھے، پہلا تھا سچ بولنا اور دوسرا تھا سچائی کا معاملہ کرنا۔ ان دس میں سے پہلے دو پر ہی ہمارے میں عمل نہیں۔ ہم اپنی زندگیوں کو خود دیکھیں نا، ہم اپنی بیگم کے ساتھ کتنے Honest (وفادار) ہیں۔ ہم بدنظری کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وفادار نہیں ہیں۔ ہم اگر سیل فون کے اوپر غیر محرم سے باتیں کرتے ہیں، میسج کرتے ہیں، تعلق رکھتے ہیں تو ہم وفادار نہیں ہیں۔ مخلوق کو تو آپ مطمئن کر لیں گے، خدا کو کیسے مطمئن کریں گے جو سینوں کے بھید جانتا ہے۔ یہ دو رنگی نہیں چلے گی۔ وہ پروردگار سینوں کے بھید جانتا ہے، جس نے ہم سے حساب لینا ہے۔

اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم دو رنگی چھوڑ کے یک رنگی اختیار کر لیں۔ ؎

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

اور تصوف و سلوک کی بنیادی محنت یہی ہے کہ انسان کے اندر سے جھوٹ نکل

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے اور زندگی میں سچ آ جائے۔ ایسا بندہ ماں باپ کے لیے رحمت، رشتہ داروں کے لیے رحمت، محلے کے لیے رحمت، اللہ کے بندوں کے لیے رحمت ہوتا ہے۔ تو گویا تصوف وسلوک کا مقصد یہ ہوا کہ انسان کو انسان کامل بناتا ہے، بندے کا پتر بنانا ہے، یہ تصوف کا مقصد ہے۔ تو اس کی ضرورت تو ہم میں سے ہر بندے کو ہے کہ ہم انسان کے بچے بن کر زندگی گزاریں۔ یہ جھوٹ کی زندگی، منافقت کی زندگی، دھوکے کی زندگی، یعنی بندہ بات کر رہا ہوتا ہے، پتہ نہیں ہوتا کہ یہ کہاں سے بول رہا ہے، سچ بھی ہے یا نہیں، کدھر کی بات کدھر کر رہا ہوتا ہے۔

سچ کی زندگی گزارنے والے لوگ:

جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے، ہماری زندگی سچ کی زندگی تھی۔ اس وقت کے مسلمانوں کی زندگیوں کو دیکھیں تو بالکل ہر سائیڈ سے اوپن ہوا کرتے تھے۔ لگتا ہے کہ واقعی وہ ہر کام اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کرتے تھے۔

◉..... چنانچہ مدائن فتح ہوا تو امیرِ لشکر نے اعلان کروایا کہ جس کے پاس جو مالِ غنیمت ہے وہ سب کا سب جمع کروا دو۔ بہت مالِ غنیمت جمع کروا دیا گیا۔ امیرِ لشکر بڑے خوش ہیں کہ اللہ رب العزت کی اتنی مدد آئی کہ اب ہم اس کو لوگوں میں تقسیم کریں گے۔ تیسرا دن گزرا تو ایک ایسا بھی بندہ آیا جس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے، اس کا مطلب غریب بندہ تھا، بس Hand to mouth (کسمپرسی) کی زندگی گزار رہا تھا۔ اس کی معاشی حالت اتنی خراب تھی لیکن اس نے کسی کپڑے میں کوئی چیز لپیٹی ہوئی تھی، وہ لایا اور لا کر امیر کے سامنے رکھ دی۔ امیر نے پوچھا یہ کیا؟ اس نے کہا کہ دشمن کے بادشاہ کو میں نے قتل کیا اور یہ اس کا تاج ہے جو میں نے سنبھال لیا تھا اور اب میں یہ آپ کو دینے کے لیے آیا ہوں، جب امیرِ لشکر نے تاج دیکھا، ایسے ڈائمنڈ

www.besturdubooks.wordpress.com

(ہیرے) جڑے ہوئے تھے، قیمتی پتھر لگے ہوئے تھے، سونا لگا ہوا تھا۔ حیرت ہوئی کہ پورے لشکر میں کسی کو پتہ نہیں، اگر یہ نوجوان اس کو اپنے پاس رکھ لیتا اور اس کے ہیرے ایک ایک کر کے بیچتا تو پوری زندگی کھاتا لیکن یہ لایا اور لا کر اس نے واپس کیا۔ امیر لشکر نے حیران ہو کر پوچھا کہ نوجوان! تمہارا کیا نام ہے؟ تو جب اس نے نام پوچھا، اس نوجوان نے ٹرن لیا، دو قدم اٹھائے اور یہ کہا: امیر لشکر جس رب کو راضی کرنے کے لیے میں یہ تاج لایا ہوں وہ میرا نام بھی جانتا ہے اور میرے ماں باپ کا نام بھی جانتا ہے۔ اتنی پکی زندگی تھی۔ اللہ اکبر۔

⊙.....نسبت دل کو کیسے بدلتی ہے؟ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تشریف لے گئے، واپس گھر جانا تھا تو انہوں نے گنے کی گٹھڑی بھی ساتھ دے دی۔ اب ریل چلنے کا وقت تھا اور یہ جو گنوں کی گٹھڑی بنی تھی، کار گو کی ٹکٹ نہیں بنوا سکے، تو حضرت نے اس دینے والے کو کہا کہ نہیں! میں نہیں لے جا سکتا، کیونکہ وقت اب ایک آدھ منٹ رہ گیا ہے گاڑی چل پڑے گی تو میں اس کی ٹکٹ نہیں بنوا سکتا۔ تو ٹکٹ کلکٹر قریب تھا۔ اس نے کہا: کوئی بات نہیں میں ہی ٹکٹ چیک کرنے والا ہوں، آپ اس کو لے جائیں۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اصل میں مجھے آگے جانا ہے۔ اس نے کہا: کوئی بات نہیں، فلاں جگہ تک میری ڈیوٹی ہے تو آپ آگے بھی چلے جائیں تو میں ساتھ ہوں۔ فرمایا کہ نہیں مجھے اور بھی آگے جانا ہے۔ اس نے کہا: آگے میرا ایک دوست ہے جس کی ڈیوٹی ہے میں اس کو کہہ دوں گا اور وہ آپ کو لے جانے دے گا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ نہیں میں نے اس سے آگے جانا ہے۔ اس نے کہا کہ آگے تو ریلوے لائن ہی ختم ہو جاتی ہے تو کہاں جائیں گے؟ حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے جانا ہے کیا وہاں بھی مجھے تم چھڑوا لو گے؟ اللہ اکبر۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙..... جب من صاف ہوتا ہے تو بندوں کی خاطر بندہ کام نہیں کرتا، رب کی خاطر کام کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت نے ایک بندے کو خلافت دی۔ ایک دفعہ وہ ملنے کے لیے آئے اور ان کے ساتھ بچہ تھا جو دیکھنے میں قد کا چھوٹا نظر آتا تھا تو حضرت نے پوچھا، عمر کتنی؟ اس نے کہا کہ جی عمر تو اتنی ہے آٹھ نو سال جو بھی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ بچے کی ٹکٹ بنوائی تھی؟ کیونکہ بچے کی اور ہوتی ہے اور دوسرے کی اور ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت میں نے ٹکٹ نہیں بنوائی، یہ دیکھنے میں بالکل چھوٹا لگتا ہے تو میں نے کہا کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ حضرت نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم ابھی تک مخلوق کی وجہ سے زندگی گزارتے ہو، رب کی وجہ سے زندگی نہیں گزارتے۔ حضرت نے ان سے خلافت بھی واپس لے لی اور ان کو خانقاہ سے بھی باہر بھیج دیا۔ کیا سمجھ رکھا ہے؟ یہ تصوف وسلوک من کو اتنا صاف کر دیتا ہے کہ انسان ہر کام اللہ کے لیے کرنے والا بن جائے۔

⊙..... مفتی عبداللطیف گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچوں اور عورتوں کے ساتھ شادی میں شرکت کے لیے جا رہے تھے۔ اللہ کی شان! وہ گھوڑا گاڑی تھی، ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔ جب ڈاکوؤں نے گھیر لیا تو ان کو سمجھ لگ گئی کہ یہ لوٹنے کے لیے آئے ہیں، تو حضرت نے ان کو کہا کہ بھئی! دیکھو یہ پردہ دار عورتیں ہیں، ان پہ تم ہاتھ مت اٹھاؤ، جو تمہیں چاہیے ہم دے دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو زیور انہوں نے پہنے ہوئے ہیں وہ ہمیں دے دیں۔ حضرت نے عورتوں کو حکم دیا کہ یہ زیور دے دو عزت کی حفاظت اس زیور کی حفاظت سے زیادہ ضروری ہے۔ چنانچہ عورتوں نے خود ہی سارے زیور اتار کے دے دیے، حضرت نے رومال میں ڈالے اور رومال اس کو پکڑا دیا، لو جی یہ لے جاؤ ہاتھ مت لگاؤ۔ وہ ڈاکو بھی بڑے خوش کہ بھئی! خود بخود ہمیں مال مل گیا۔ وہ جانے

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے، حضرت بھی چل پڑے، ابھی چند قدم آگے گئے تھے کہ ایک عورت نے کہا کہ حضرت! یہ جو میری چھوٹی سی دودھ پیتی بچی ہے، اس کی چھوٹی انگلی میں چھوٹا سا رنگ ڈالا ہوا تھا وہ دینے سے رہ گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ تو وعدہ کی خلاف ورزی ہو گئی، تم سواری کو روکو۔ سواری رکوائی، وہ چھوٹی سی بچی کی رنگ اتروائی اور لے کر ان ڈاکوؤں کو دینے کے لیے چلے۔ ڈاکوؤں نے دیکھا، پہلے تو وہ گھبرائے، پھر کہنے لگے ہم زیادہ ہیں، یہ اکیلا ہے کیا کرے گا؟ قریب آئے تو پوچھا کہ کیوں آئے ہیں؟ تو آنکھوں میں آنسو تھے۔ کہنے لگے: میں نے آپ سے یہ کمٹمنٹ کی تھی کہ آپ کو سارا زیور دے دیں گے، لیکن خیال ہی نہیں رہا، چھوٹی بچی کی انگلی میں چھوٹی سی انگوٹھی رہ گئی تھی۔ اب ماں نے دیکھا تو وہ میں آپ لوگوں کو دینے آیا ہوں۔ حضرت کی بات کا ڈاکوؤں کے دل پہ ایسا اثر ہوا سب نے سچی توبہ کر کے ڈاکو ہونے سے توبہ بھی کر لی اور زیور بھی حضرت کو واپس لوٹا دیا۔

دو سوکنوں کے کھرے پن کا واقعہ:

ایک وقت تھا کہ ہم اتنے سچے اور کھرے ہوا کرتے تھے۔ بھئی! یہ نہ سمجھیں کہ دو چار مردوں کے ایسے واقعات ہیں۔ مرد اور عورتیں سارے کے سارے اس وقت ایسے ہوا کرتے تھے۔ جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے دوغلا پن، دورنگی کی زندگی ہمارے اندر نہیں ہوتی تھی جو کرتے تھے اللہ کے لیے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بات بتا کر یہ عاجز اپنے مضمون کو مکمل کرتا ہے امید ہے کہ آپ دل کے کانوں سے سنیں گے۔ عورتوں میں اگر سوکنیں ہوں تو ان سوکنوں کے دل میں جو حسد، بغض اور دشمنی ہوتی ہے وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ایک کے ہاتھ میں اگر گولی ہو تو فورا دوسری کو مارے اور دوسری کے ہاتھ میں ہو تو پہلی کو

www.besturdubooks.wordpress.com

مارے۔ ایسی ان کی ایک دوسرے کے بارے میں کیفیت ہوتی ہے۔ عام طور پہ یہی دیکھنے میں آیا ہے۔ ذرا سی بات ہو ہر برائی دوسری کے اندر، ہر اچھائی اپنے اندر، یہ عادت ہوتی ہے۔ لیکن پہلے زمانے میں جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے اس زمانے کی بات سنیے۔

ایک نوجوان تاجر اجناس کا کام کرتا تھا۔ گندم، کپاس یا چاول اس کی خرید وفروخت، اس قسم کا کام وہ کرتا تھا۔ تو اس کو فصل کے زمانے میں کسی دوسرے شہر جا کر فصل خریدنی پڑتی تھی اور پھر سٹاک کر کے وہ آہستہ آہستہ اس کو بیچا کرتا تھا۔ جب وہ دوسرے شہر میں جاتا چار مہینے کے لیے تو وہاں بیوی کے بغیر رہنا اس کے لیے مشکل ہوتا، بدکار وہ تھا نہیں، اس نے دل میں سوچا کہ بھئی کیوں نہ میں یہاں نکاح کر لوں مگر ساتھ یہ بھی سوچا کہ پہلی بیوی کو بتانے کی کیا ضرورت ہے، اس کا دل ٹوٹے گا۔ چنانچہ دوسرے شہر میں اس نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا اور وہاں رہنے لگ گیا۔ اب جب وہ واپس اپنی پہلی بیوی کے پاس آیا تو عورتیں اس معاملے میں بہت سمجھدار ہوتی ہیں، اس نے ایک منٹ میں اندازہ کر لیا کہ بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں، لیکن تھی نیک عورت، وہ خاموش رہی اور کوئی بات نہیں کی۔ خیر یہ اس کے ساتھ رہا جو چار آٹھ مہینے رہنے تھے پھر اس کے بعد اس کو سیزن میں وہاں جانا تھا تو پھر یہ گیا۔ اس بیوی سے اس نے پہلے بات کر لی تھی بھئی! میں یہاں پر اتنے مہینے آکر رہوں گا، اس سے اوپر آپ اپنا حق معاف کر دو، اس نے معاف کر دیا۔ اس پہلی بیوی کے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں کسی عورت سے ذرا پتہ تو کرواؤں کہ دوسرے شہر میں اس کا وقت گزرتا کیسے ہے؟ اس نے ایک بڑھیا کو بلایا اور کہا کہ بھئی! اتنا میں تجھے انعام دوں گی، ذرا جاؤ فلاں شہر میں، میرا خاوند چار مہینے وہاں رہتا ہے، ذرا دیکھو کہ اس کے دن وہاں کیسے گزرتے ہیں؟ وہ بڑھیا وہاں گئی اور اس نے وہاں ایک دو دن میں

www.besturdubooks.wordpress.com

کھوج نکال لیا کہ جی اس کا وہاں گھر ہے، بیوی ہے۔ واپس آ گئی اب جب اس پہلی بیوی کو بات کی تصدیق ہو گئی کہ اس نے دوسری شادی کر لی تو دل پہ اس کے صدمہ تو ہوا اور وہ چاہتی تھی کہ میں خاوند سے بات کروں مگر اس نے خاموشی اختیار کی کہ جب میرا خاوند مجھے خود نہیں بتا رہا اور اس کے برتاؤ میں کوئی فرق نہیں آ رہا، مجھے سپورٹ کر رہا ہے، مجھے محبت پیار دے رہا ہے، میرے حقوق پورے کر رہا ہے تو مجھے کیا ضرورت ہے اس معاملے کو چھیڑنے کی۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اسی دوران ہارٹ اٹیک یا کسی اور وجہ سے اس نوجوان کی اچانک موت آ گئی۔ جب اچانک موت آ گئی تو اب اس کی میراث کو تقسیم کرنا تھا۔ بوریاں بھر کر درہم و دینار کی اکٹھی کی گئیں۔ اربوں پتی بندہ تھا، پورا صحن بھر گیا بوریوں سے۔ اب علماء نے مال و زر کو تقسیم کیا کہ اولاد کا حصہ یہ اور بیوی کا حصہ یہ۔ اب بیوی کے حصے میں درہم و دینار کی چار بوریاں آئیں، لوگوں نے کہا کہ جی یہ آپ کا حصہ ہے آپ اس کو استعمال کریں۔ اب جب سب لوگ چلے گئے تو اس عورت نے دل میں سوچا کہ بھئی! ان کو تو پتہ بھی نہیں یہ ایک بیوی سمجھ کے تقسیم کرتے رہے، مجھے تو کنفرم ہے نا کہ اس خاوند کی ایک بیوی اور بھی تھی۔ لہٰذا یہ جو چار بوریاں ہیں یہ صرف میری نہیں ہیں، اس میں آدھے کا حق اس دوسری بیوی کا ہے۔ لہٰذا مجھے آدھی بوریاں اس دوسری بیوی کو بھجوانی ہیں۔

چنانچہ اس نے اسی بڑھیا کو بلایا اور کہا کہ بھئی! میں تجھے اتنے پیسے دوں گی یہ دو بوریاں جا کر اس کو دو اور خاوند کے فوت ہونے کی اطلاع بھی پہنچا دو۔ وہ بڑھیا لے کر گئی، اس نے جا کر پہلے بتایا کہ آپ کے خاوند فوت ہو گئے تو وہ بہت روئی کہ اچھا انسان تھا، جدا ہو گیا۔ پھر اس نے دو بوریاں اس کو درہم و دینار کی بھری ہوئی دیں کہ

بھی اس کی پہلی بیوی کے حصے میں چار بوریاں آئی تھیں، اس کو اندازہ تھا کہ اس کی کوئی دوسری بیوی بھی ہے اور اس نے سوچا کہ میں دوسرے کا حق نہیں کھا سکتی لہٰذا اس نے دو بوریاں آپ کو بھجوا دی ہیں، یہ آپ کا حق ہے آپ لے لیں۔ اب یہ بیوی روتی رہی، روتی رہی، جب بڑھیا اٹھنے لگی تو اس نے اس کو کہا کہ اچھا آپ واپس جا رہی ہیں تو یہ دونوں بوریاں جو درہم و دینار کی ہیں لے جائیں اور پہلی کو دے دینا۔ اس نے کہا کیوں؟ یہ تو آپ کا حق ہے۔ اس نے کہا: اس لیے کہ آخری دفعہ جب میرا خاوند یہاں سے جا رہا تھا جانے سے آخری دن کوئی بات ہوئی جس پر اس نے مجھے طلاق دے دی، یہ میں جانتی ہوں یا میرا رب جانتا ہے کہ اب میں اس کی بیوی نہیں۔ یہ دو بوریاں پہلی کو دے دو یہ اسی کا حق ہے۔ جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے تو سوکنوں کے اندر بھی نباہ بندی تھی۔

ذکر و سلوک کا مقصد نفس کو شریعت کے مطابق ڈھالنا ہے:

تو تصوف و سلوک کا بنیادی مقصد انسان اپنے نفس پر محنت کرے، حتیٰ کہ وہ شریعت کے مطابق ڈھل جائے، اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے اور سچ کی زندگی نصیب ہو جائے۔ جو انسان یہ محنت کرتا ہے وہ دنیا میں اللہ کی رحمت بن کر جیتا ہے۔ آج جس نے ذکر و سلوک سے کچھ حصہ نہیں پایا وہ کہیں کاروباری پارٹنر کے ساتھ بددیانتی کر رہا ہوتا ہے، کہیں پڑوسی کے ناک میں دم کیا ہوتا ہے اور کہیں بیوی کا جینا حرام کیا ہوتا ہے۔ اور جو ذکر و سلوک سیکھتے ہیں، ایسی زندگی ہوتی ہے کہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی کے حالات زندگی کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی اہلیہ کہا کرتی تھیں کہ شادی کے بعد پوری زندگی میرے خاوند نے کبھی لہجہ بدل کر مجھ سے گفتگو نہیں کی، غصہ کرنا، ڈانٹ ڈپٹ کرنا تو دور کی بات ہے۔ تو ہم اگر ذکر و سلوک سے اپنے من کو صاف

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں گے تو دنیا کے لیے ایک اچھا انسان بن کر رہیں گے اور اللہ کا ایک اچھا بندہ بن کر رہیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس مجلس کی حاضری کو قبول فرمائے، پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جانے سے پہلے ہمیں زندگی کو بدلنے کی اور ایک اچھا انسان بننے کی نیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾

(المزمل:۸)

راہِ سلوک میں خلوت کی اہمیت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 9 ستمبر 2011ء بروز جمعہ ۱۱ شوال ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

محبت کی یہ ایک صفت ہے کہ وہ بندے کو تنہائی پسند بنا دیتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ بس میں اکیلا رہوں، میں ہوں اور میرے محبوب کی یاد ہو، اسی کے تذکرے ہوں اسی کی باتیں ہوں اور میں اسی میں مگن رہوں.... اگر کوئی بات بھی کرے تو اللہ کی کرے ورنہ پھر ہم سے گفتگو ہی نہ ہو۔ تو محبت انسان کو تنہائی پسند بنا دیتی ہے۔ آپ دنیا کی محبتوں کا اندازہ لگا لیں کہ جن سے نفسانی تعلقات ہوتے ہیں لوگوں سے ہٹ کر ایک طرف گفتگو کرتے ہیں۔ اونچی فون کر رہے ہیں، ایک ایک گھنٹہ باتیں ہو رہی ہیں۔ تو محبت کی یہ صفت کہ وہ چاہتی ہے کہ محب اپنے محبوب کے ساتھ وقت گزارے۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتے ہیں کہ میرے بندے! تم میرے ساتھ وقت گزارو۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

راہِ سلوک میں خلوت کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

قرآن پاک میں یکسوئی اختیار کرنے کا حکم:

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت نے بعض مقامات پر کئی کاموں کا حکم صادر فرمایا ہے۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب قرآن مجید پڑھتے ہوئے تم امر کا صیغہ دیکھو! امر کے صیغہ سے مراد کہ جس میں حکم خدا ہو تو تم ذرا سنبھل کر بیٹھو، اللہ کی عظمت کو اپنے پیش نظر رکھو اور یہ سوچو کہ یہ میرے مولا کا مجھے حکم ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾

"ذکر کر اپنے رب کے نام کا اور سب سے کٹ کر اللہ کی طرف آؤ"

تبتل کہتے ہیں کہ مخلوق سے کٹنا اللہ سے جڑنا، ہوا سے کٹو اللہ سے جڑو، یعنی ذکر کو تم اس نقطے تک پہنچاؤ کہ تمہارا دل ہر ایک سے کٹ جائے اور ایک اللہ کے ساتھ جڑ جائے۔ ذکر کا مقصد فقط گنتی پوری کرنا نہیں، تسبیح پھیرنا نہیں، بلکہ اس ذکر کا مقصد یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے؟ ﴿وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ کہ تمہیں ''تبتل'' نصیب ہو۔ ماسوا سے کٹ جاؤ اللہ سے جڑ جاؤ۔ پھر اللہ کی نسبت سے مخلوق سے تعلق رکھو۔

اللہ کی محبت کے لیے دل کی صفائی ضروری ہے:

تو ذکر کو اس نکتے تک پہنچانا کہ دل ہر طرف سے کٹ جائے اور دل میں فقط اللہ رب العزت کی ذات کی محبت ہو، دل اللہ کی محبت سے لبریز ہو جائے۔ اور یہ دل محبت الٰہی سے اس وقت تک لبریز نہیں ہوتا جب تک نازیبا حرکتوں سے باز نہ آ جائے۔ جب تک قلب نازیبا حرکتوں سے باز نہ آئے، اس میں انوار و تجلیات کو جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ جب تک قلب نفسانی شیطانی شہوانی وساوس میں گھرا ہوا ہے، یہ اللہ سے دور ہے، دل کو سنوارنا پڑے گا۔

آپ کے پاس کوئی آدمی دودھ لینے کے لیے آئے، برتن نجس ہو، گندا ہو تو آپ کبھی دودھ نہیں ڈالیں گے، تو جس دل کے اندر گناہوں کی ظلمت ہو، نجاست ہو، اللہ اس دل میں اپنی پاک تجلیات کو کیسے ڈالیں گے؟ اس لیے فرمایا کہ دل کو صاف کرو! اب صاف کرنے کا طریقہ ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ ذکر کر اپنے رب کے نام کا۔

محبت پہچانی جاتی ہے:

ایک آدمی اگر بیمار ہو تو ایک نظر دیکھنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں آدمی بیمار ہے۔ کیونکہ عام معمول سے اس کی حرکات سکنات ذرا جدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح جس بندے کا دل محبت الٰہی میں رچ بس جائے ایک نظر کے دیکھنے سے پہچانا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ عشق اور مشک یہ چھپے نہیں رہتے، اظہار چاہتے ہیں۔ تو جس بندے کے دل میں محبت الٰہی بھر جائے اس کے ماتھے پہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، ایک نظر سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھا جاتا ہے۔ اسی لیے تو فرمایا کہ اللہ والوں کی پہچان کیا؟ حدیث پاک میں آیا ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ﴾

”تم دیکھو تمہیں دیکھنے سے اللہ یاد آ جائے“

محبت انسان کو تنہائی پسند بنا دیتی ہے:

محبت کی یہ ایک صفت ہے کہ وہ بندے کو تنہائی پسند بنا دیتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ بس میں اکیلا رہوں، میں ہوں اور میرے محبوب کی یاد ہو، اسی کے تذکرے ہوں اسی کی باتیں ہوں اور میں اسی میں مگن رہوں۔ ؏

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص ورنہ پھر ہم سے گفتگو نہ کرے

اگر کوئی بات بھی کرے تو اللہ کی کرے ورنہ پھر ہم سے گفتگو ہی نہ ہو۔ تو محبت انسان کو تنہائی پسند بنا دیتی ہے۔ آپ دنیا کی محبتوں کا اندازہ لگا لیں کہ جن سے نفسانی تعلقات ہوتے ہیں لوگوں سے ہٹ کر ایک طرف گفتگو کرتے ہیں۔ اوجی فون کر رہے ہیں، ایک ایک گھنٹہ باتیں ہو رہی ہیں۔ تو محبت کی یہ صفت کہ وہ چاہتی ہے کہ محب اپنے محبوب کے ساتھ وقت گزارے۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتے ہیں کہ میرے بندے! تم میرے ساتھ وقت گزارو۔ جس طرح اللہ رب العزت عمل مشترک کو پسند نہیں فرماتے اسی طرح اللہ رب العزت قلب مشترک کو بھی پسند نہیں فرماتے۔ جس عمل میں شرک ہو ٹھکرا دیا جاتا ہے، تو جس قلب میں غیر کا کچھ حصہ ہو اس قلب کو بھی ٹھکرا دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندے! تیرا دل میرے لیے ہے، میں دلوں کا بیوپاری ہوں، میں تجھ سے تمہارا دل چاہتا ہوں تمہارا جسم جہاں مرضی رہے مجھے غرض نہیں، دل میرے پاس ہونا چاہیے۔ چونکہ دنیا کی محبتوں کا حال یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ دل تمہارا

www.besturdubooks.wordpress.com

جہاں رہے جسم میرے پاس ہونا چاہیے۔ یہ نفسانی محبتوں کا حال ہے۔ اللہ رب العزت چاہتے ہیں: میرے بندے! تم مسجد میں ہو، بازار میں ہو، گھر میں ہو، کاروبار میں ہو، جہاں بھی ہو، دل میرے پاس ہونا چاہیے۔

محبت کی جزائے معجّل:

تو تنہائی میں محب کو مزہ آتا ہے کیونکہ اس کو محبوب کی یاد میں وقت گزارنا ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ رب العزت کی محبت کی جو جزا ہے، وہ دنیا میں بھی ملتی ہے۔ کیا جزا ملتی ہے؟ مناجات کی لذت نصیب ہو جاتی ہے۔ عمل کرنے والوں کے لیے لذتِ مناجات کے دروازے کھل جاتے، اللہ کی طرف سے جزائے معجّل ہوا کرتی ہے۔ تہجد کو پڑھنے کو دل چاہے گا، لمبی دعا کرنے کو دل چاہے گا، لمبا مراقبہ کرنے کو، تلاوت کرنے کو دل چاہے گا۔ یہ عبادت کی جو لذت ہے یہ بھی اللہ کی طرف سے اس عمل کے اوپر نقد انعام ہے، جو نیک لوگوں کو اللہ اس دنیا میں عطا فرما دیتے ہیں۔ اسی لیے شیخ ابن عطاء اسکندری رحمۃ اللہ علیہ الحکم میں یہ بات لکھتے ہیں:

فَرِّغْ قَلْبَكَ مِنَ الْاَغْيَارِ يَمْلَأْهُ بِالْمَعَارِفِ وَالْاَسْرَارِ

"تم اپنے دل کو اغیار سے خالی کرو اللہ اسے اپنے معارف اور اسرار سے لبریز فرما دے گا"

نماز۔۔۔۔ مومن کے لیے تخلیہ کا مقام:

تو محب کو محبوب کے سوا تو چین ہی نہیں آتا، اس کا دل ان لمحات کو تلاش کرتا ہے کہ جن میں وہ اللہ رب العزت کے ساتھ اپنا وقت گزارے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے تھے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

اَرِحْنِیْ یَا بِلَال ”بلال! میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاؤ!“

اذان دو اور نماز پڑھنے کا وقت ہو تو میری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ اس لیے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے کہ وہ محبوب سے ملاقات کا وقت ہے۔ اللہ رب العزت نے مومن کو اس دنیا میں اپنے دیدار کا تصور باندھنے کا حکم دیا کہ تم اس دنیا میں Visiolise (تصور) کرو کہ میرا محبوب کیسا ہوگا؟

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ))

اور اس طرح عبادت کرو! جیسے تم دیکھتے ہو

آج جہاں محبت کے تعلقات ہوتے ہیں تو ان لمحوں کو بیٹھ کے سوچتے ہیں جو قربت میں گزرے۔ ماں کا بیٹا دور ہو تو ماں اپنے بچے کو تصور میں سامنے لاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومن کو دنیا میں یہ پراجیکٹ دیا، تمہیں میرا جو دیدار نصیب ہوگا، اس کا تصور دل میں باندھو کہ وہ کیسا ہوگا؟ اسی کا نام نماز ہے۔ پوری نماز کے اندر انسان اللہ کا دھیان لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ تو پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ رب العزت اپنی پنڈلی کی تجلی فرمائیں گے۔

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾

وجہ کیا؟ کہ جہاں ادب ہوتا ہے وہاں آنکھیں نہیں اٹھتیں۔ تو قیامت کے دن اگر شروع ہی میں اگر چہرے کا دیدار کرواتے تو ادب والے بندے کے لیے مشکل تھا چہرے کی طرف نگاہیں اٹھانا۔ تو قیامت کے میدان میں چونکہ نظر برقدم ہوتا ہے۔ خوف کی وجہ سے پاؤں پر نظر ہوتی ہے تو پنڈلی قریب ہوتی ہے۔ فرمایا: ہم پنڈلی سے نور دکھائیں گے اور جب انسان اس کو بھی برداشت کر جائے گا پھر فرمایا کہ جب تم جنت میں آؤ گے تو ہم تمہیں اپنے چہرے کا دیدار عطا فرمائیں گے۔ اس کے لیے محنت

www.besturdubooks.wordpress.com

اس دنیا میں کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے فرمایا:

اَلْعَارِفُ لَا یَزُوْلُ اِضْطِرَارُہٗ وَلَا یَکُوْنُ مَعَ غَیْرِ اللّٰہِ قَرَارُہٗ

''مومن کو غیر کے ساتھ قرار نہیں ملتا اور مومن کا اضطرار ختم نہیں ہوتا''

ایک شوق ہوتا ہے، ایک لگن ہوتی ہے، دل میں لگی ہوئی۔ کبھی نماز میں، کبھی تلاوت میں، کبھی رکوع اور سجود میں، اللہ کے ساتھ انسان مشغول ہوتا ہے۔ اپنا وقت گزار رہا ہوتا ہے۔ تو اللہ رب العزت کی محبت پانے کے لیے انسان کو دنیا سے بے نیاز ہونا پڑتا ہے۔ اس سے کیا مراد؟ نوکری چھوڑنی پڑتی ہے؟ نہیں! کاروبار چھوڑنا پڑتا ہے؟ نہیں! جو لذات دنیا اور خواہشات دنیا ہیں ان کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ وہ اچھے کپڑے بھی پہنتا ہے، اچھے کھانے بھی کھاتا ہے، اچھے گھروں میں رہتا ہے مگر دل کٹا ہوا ہوتا ہے۔ وہ ہر چیز کے اندر رہتے ہوئے ایک اجنبی ہوتا ہے۔ تو حب دنیا کا دل سے نکل جانا یہ اللہ رب العزت کی محبت حاصل ہونے کی شرط ہے۔

شاہی میں فقیری:

آپ غور کریں کہ دنیا میں کتنے بادشاہ ایسے گذرے ہیں کہ عین بادشاہی میں انہوں نے فقیری کی۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا سکہ مشرق سے مغرب تک چلتا تھا۔ نام سن کر لوگ کانپتے تھے، ایسا انصاف انہوں قائم کیا تھا۔ کافروں کے دل پر ان کا دبدبہ بیٹھا ہوا تھا، اور ان کی ذاتی زندگی کو دیکھو تو آپ کو فقیری نظر آئے گی۔ سادہ کھانا سادہ لباس اور رات کا سونا تو تھا ہی نہیں۔ ساری رات اللہ کی عبادت میں رہتے تھے، فرماتے تھے کہ میں نے اپنا دن مخلوق کی خدمت کے لیے وقف کر دیا اور رات کو اپنے پروردگار کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ عین بادشاہی میں فقیری کی۔

سلطان التمش کی زندگی کو دیکھیں، اورنگ زیب عالمگیر کی زندگی کو دیکھیں کہ

بادشاہ بھی تھے مگر نجی زندگی کو دیکھیں تو فقیری نظر آئے گی۔ اورنگ زیب سادہ لباس پہنتے، سادہ کھانا کھاتے مگر بادشاہ بھی تھے۔ انصاف ایسا کہ لوگ مانتے تھے کہ انصاف کو قائم کر دیا مگر بادشاہی میں فقیری کی۔ تو اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتے کہ تم دنیا سے چلے جاؤ غار کی طرف۔ نہیں! جہاں ہو وہیں رہو مگر تمہارا دل دنیا سے کٹ جائے، اللہ رب العزت سے جڑ جائے۔

معرفت کا صدقہ:

طلباء کے لیے ایک علمی نکتہ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾

''صدقات فقیروں کا حق ہے''

اور یہ جو اللہ رب العزت بندے کو اپنی معرفت دیتے ہیں، اپنی محبت دیتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہوتا ہے، عطا ہوتی ہے اللہ کی طرف سے۔ تو یہ عطا کس کو ملتی ہے؟ کیا بادشاہوں کو ملتی ہے؟ نہیں! بلکہ فرمایا:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾

فقراء کو ملتی ہے۔ تو اللہ کی تلاش میں بندے کو لگنا ہی پڑتا ہے چاہے جو بھی ہو۔

اس لیے فرمایا:

إِنْ أَرَدْتَ وُرُوْدَ الْمَوَاهِبِ عَلَيْكَ صَحِّحِ الْفَقْرَ وَ الْفَاقَةَ لَدَيْكَ

''اگر تم چاہتے ہو تمہارے اوپر میرے معارف اتریں تو تمہیں چاہیے کہ اللہ کے سامنے اپنے فقر اور فاقہ کو درست کر لو۔''

اس لیے کہ

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ یہ نعمتیں فقرا کو عطا کر دی گئی ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلوت میں وقت گزارنا:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی کو دیکھیے۔ اظہار نبوت سے پہلے آپ ﷺ کو تنہائی پسند تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:

أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ

کہ وحی کے اترنے سے پہلے نبی علیہ السلام کو چھ مہینے سچے خواب آیا کرتے تھے۔

فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْا بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ

پھر نبی علیہ السلام کو تنہائی اچھی لگنے لگی اور نبی علیہ السلام پھر غار حرا جاتے تھے تنہائی کے لیے اور عبادت کیا کرتے تھے۔

وہاں پر جا کر اللہ کی عبادت میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ نماز تو تھی نہیں قرآن تو تھا نہیں تو غار حرا میں کیا کرتے تھے؟ اللہ کی یاد تھی، اللہ کی یاد میں لو لگا کر بیٹھتے تھے، اللہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے تھے۔ تو آج باقی سنتوں پر جو عمل کرتے ہیں تو اس سنت پر عمل نہیں کرتا ہوتا کہ ہماری زندگی میں بھی ایسا وقت ہو کہ ہم ہوں اور ہمارا رب ہو؟ بھلے محل نما گھر کے اندر آپ مصلے پر بیٹھیں اور دل اللہ کی طرف سے جوڑ دیں تو اللہ کو آپ کی وہی تنہائی پسند ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کا دو بندوں پر فخر:

اس لیے تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دو بندوں پر فخر کرتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

فرشتوں کے سامنے خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔ ایک وہ شخص کہ خوبصورت جوان بیوی موجود ہے اور اس کے باوجود وہ آدمی تہجد کے لیے مصلے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ دیکھو! اگر یہ چاہتا تو اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزار سکتا تھا، اس کو میری محبت نے مصلے کے اوپر کھڑے ہونے کے لیے مجبور کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ انسان جب اللہ کی محبت میں کچھ کرتا ہے اللہ اس کو پسند فرماتے ہیں۔

اور دوسرا وہ کہ مسافروں کا قافلہ تھا، ساری رات سفر کرتے رہے اور تھکے ہوئے تھے، اور منزل پر پہنچے تو سب سو گئے۔ ان میں سے ایک نے وضو کیا اور مصلے پر کھڑا ہو گیا۔ اللہ فرشتوں کو دکھاتے ہیں کہ میرے بندے کو دیکھو! اس کو میری محبت نے کھڑا کر دیا۔ تو جب انسان اللہ کی محبت میں کچھ بڑھ کر قدم اٹھاتا ہے، اللہ رب العزت قبولیت فرماتے ہیں۔

اعتکاف...... تخلیہ کی ایک مشق:

تو نبوت سے پہلے نبی علیہ السلام کا یہ وقت تنہائی میں گزرتا تھا۔ پھر نبوت کے بعد کی جو زندگی تھی اس میں بھی اسی طرح۔ رمضان شریف کا اعتکاف فرماتے تھے۔ اعتکاف میں اسی تخلیہ، اسی تنہائی کی مشق کروائی جاتی ہے کہ تم اپنے گھروں سے چلے جاؤ اور رشتہ داروں کو بھی چھوڑ دو اور مسجد میں جا کر رہو۔ اور یہ نہیں کہ تم مسجد میں بیٹھ کر گپیں لگاؤ، نہیں! مسجد میں بھی تنہائی ہو۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے نبی علیہ السلام نے اعتکاف کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا، مسجد میں خیمے لگانے کا کیا مطلب؟ مقصد یہ کہ ظاہر میں بھی لوگ نظر کے سامنے نہ رہیں، علیحدگی ہو، یکسوئی ہو۔ احادیث میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے شب قدر کی تلاش میں دوسرے عشرے میں اعتکاف فرمایا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

اور جب عشرہ ختم ہوا تو نبی علیہ السلام نے خیمے سے اپنا سر مبارک باہر نکال کے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ اب یہ شب قدر تیسرے عشرے میں ہوگی۔ لہٰذا میں نے اپنے اعتکاف کو دس دن کے لیے بڑھا دیا، تم بھی اپنے اعتکاف کو دس دن کے لیے زیادہ کر دو۔ تو مسجد کے اندر خیمے کے اندر رہنے کا کیا مقصد ہے؟ تنہائی اختیار کرنا مقصد ہے۔

خلوت کا محبت سے تعلق:

اس تنہائی کا محبت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اسی لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض اوقات اس قدر اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہوتے تھے کہ ظاہر کی طرف دھیان ہی نہیں ہوتا تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام ہمارے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے، باتیں کر رہے ہوتے تھے، جیسے ہی کان میں اللہ اکبر کی آواز پڑتی تھی، ایسے کھڑے ہو جاتے تھے نماز کے لیے جیسے کسی کو پہچانتے ہی نہیں۔ اور ایک مرتبہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اسی خاص کیفیت میں تھے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ اَنْتِ تم کون ہو؟

یہ بھی نہیں کہا: مَنْ اَنْتِ بلکہ فرمایا: مَنْ اَنْتَ

فرمایا: عَائِشَةُ

فرمایا: مَنْ عَائِشَةُ "عائشہ کون ہے؟"

فرمایا: ابوبکر کی بیٹی

فرمایا: مَنْ اَبُوْ بَكْرٍ ابوبکر کون ہے؟

فرماتی ہیں کہ جب نبی علیہ السلام نے یہ بات کہی کہ ابوبکر کون؟ تو میں پہچان گئی کہ اب اس وقت میں کسی کی طرف دھیان نہ رہا۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ))

”میرا اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے“

اس وقت میں کوئی نبی مرسل اور ملائک بھی اس کے اندر دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ تو ہمارا بھی تو اللہ کے ساتھ کچھ وقت ہونا چاہیے نا! اس لیے تو فرمایا:

﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ﴾

”جب آپ اپنے منصب سے فارغ ہوں تو اللہ کی طرف رغبت اختیار کیجیے“

اللہ کی طرف رجوع کیجیے۔ تو علم پڑھانے والے، دعوت و تبلیغ میں کام کرنے والے، جو دین کے کام میں کسی شعبہ میں لگے ہوئے ہیں، جب اپنے شعبے کے کام سے کچھ فارغ ہوں تو کیا کرنا پڑے گا؟ ﴿وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ﴾ اللہ سے لو لگانی پڑے گی۔ یہ وقت تو گزارنا ہی پڑے گا۔ اس وقت کو گزارے بغیر انسان کے دل میں اللہ کی محبت جڑ نہیں پکڑ سکتی۔

اعتکاف کا بنیادی مقصد:

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام اعتکاف فرماتے تھے تو آپ ﷺ کے لیے مسجد میں چارپائی بچھائی جاتی تھی بلکہ آج بھی اس جگہ پر ایک ستون ہے اور اس کا نام ہے ”استوانہ سریر“ سریر چارپائی کو کہتے ہیں کہ جہاں نبی علیہ السلام کی چارپائی ہوتی تھی، خیمہ لگا ہوتا تھا۔ اس جگہ پر نشان بنا ہوا ہے۔ تو اعتکاف کا بنیادی مقصد اللہ رب العزت کے ساتھ خلوت کی گھڑیاں گزارنا ہے۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا ویسے ہی منع ہے مکروہ ہے۔ اور اعتکاف کی حالت میں اور بھی منع کر دیا۔ بس تم اپنی عبادت میں لگے رہو، ماسوا سے کٹو! اللہ سے جڑو! اس کا عشق حاصل کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اکابر کا خلوت کو اختیار کرنا:

ہمارے اکابر کی زندگیوں کو دیکھیں ان میں خلوت اختیار کرنے کا معمول ضرور نظر آئے گا۔ چنانچہ ان کی جگہوں کا اگر آپ مشاہدہ کریں۔

⊙..... بخارا میں خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخارا کی خانقاہ ہے "قصرِ عارفاں"۔ اس میں چھوٹے چھوٹے کمرے ہوتے تھے مصلے کے برابر، بس ایک مصلے کی جگہ ایک بندے کے لیے ہوتی تھی۔ اسی پر عبادت ہوتی تھی اور اسی کے لیٹ جاتے اور سو جاتے تھے، چھوٹی سی جگہ ہوتی تھی۔

⊙..... اکابر علمائے دیوبند کے معمولات ذرا پڑھ کر دیکھیے۔ چھتہ مسجد چھوٹی سی مسجد ہے، اس کے بھی دائیں اور بائیں دو چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں، ایک حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا، ایک میاں عابد رحمۃ اللہ علیہ کا۔

⊙..... تھانہ بھون میں دیکھیں! حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چھوٹا سا کمرہ ہے۔ کیوں یہ کمرے بنے ہوئے تھے؟ اس لیے کہ خلوت میں اللہ رب العزت کے ساتھ بیٹھ کر وقت گزارا جائے۔ یہ مومن کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت کو پکڑ لیتا ہے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں خاموشی کی تعلیم:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں تو آنے والوں کو تو بالکل انقطاع کروا دیا جاتا تھا۔ بلکہ اس کو کہا جاتا تھا چلۂ خاموشی۔ علما آتے تھے خطبا آتے تھے، حضرت فرماتے تھے کہ بھئی! تم نے چالیس دن کسی سے بات ہی نہیں کرنی، صرف السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام دے سکتے ہو فقط، اس کے سوا کوئی لفظ نہیں بول

www.besturdubooks.wordpress.com

سکے۔

حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ آئے تو وہ تو بڑے شاعر تھے، ان کو بھی فرمایا کہ بھئی! تم اپنا وقت اب ایسے گزارو اب ہر بندہ ان سے بات کرتا کیونکہ وہ تو پبلک فگر تھے، ہر بندہ ان سے پوچھتا۔ تو انہوں نے ایک بڑے گتے کے اوپر لکھ لیا خاموش! اور اپنے گلے میں ڈال لیا۔ جو بات کرنا چاہتا، اس کی طرف اشارہ کر دیتے تھے، سلام کے سوا کسی لفظ کا جواب نہیں دیتے تھے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بڑے عالم آئے اور حضرت سے ملے تو حضرت نے شروع میں ہی کہہ دیا کہ تم نے جتنا وقت خانقاہ میں گزارنا ہے کسی سے بات نہیں کرنی۔ ایک مہینہ تک وہ اشاروں سے جواب دیتے رہے، لوگ انہیں گونگا سمجھتے رہے۔ جب ایک مہینہ کے اندر رنگ چڑھ گیا، اب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا کہ درس قرآن دو تو جس دن درس قرآن دیا تب لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ گونگے نہیں تھے یہ تو فصیح اللسان تھے۔

یہ خاموش رہنے کی دعوت کیوں دی جاتی تھی؟ اس لیے کہ ہماری زندگی ہر وقت غفلت میں ہوتی ہے، الا ماشاء اللہ۔ اب اس غفلت سے نجات پانے کے لیے یہ تخلیہ کی تعلیم دینا ضروری ہے کہ کچھ وقت تخلیہ میں گزارو، کچھ مزہ آئے خلوت کا۔ پھر ایسا لطف آئے گا کہ خلوت در انجمن..... مجلس میں بھی بیٹھ کر بھی تم خلوت کے ہی مزے لو گے۔

حضرۃ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مولانا صاحب کو خلوت کی تعلیم:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید تھے، بڑے عالم تھے، حکیم تھے، مکہ مکرمہ میں رہتے تھے، حدیث پاک پڑھاتے تھے۔ جب حضرۃ حاجی

www.besturdubooks.wordpress.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت فرمائی تو وہ حضرت کی خدمت میں رہتے اور حرم کے اندر وقت گزرتا۔ دو سال انہوں نے شیخ کی خدمت میں حرم میں وقت گزارا۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ بھئی! تمہارے اوپر رنگ نہیں چڑھ رہا۔ دیکھو! حرم کے انوارات، شیخ کی صحبت اور دو سال کا وقت اس کے باوجود حضرت فرماتے ہیں کہ تمہارے اوپر رنگ نہیں چڑھ رہا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت پھر میں کیا کروں؟ فرمانے لگے کہ تم گنگوہ چلے جاؤ۔ اب عام آدمی بات سنے تو حیران ہی ہو جائے کہ حرم میں وقت گزارنے والا بندہ، وہاں پر درس حدیث دینے والا بندہ، اس کو فرماتے ہیں گنگوہ چلے جاؤ۔ لیکن وہ تو ایسے تھے جیسے ''کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدِ الْغَسَّالِ'' وہ تو ایسے جیسے غسل دینے والے کے ہاتھ میں کوئی مردہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کوئی آئیں بائیں شائیں نہیں کی۔ فوراً تیاری کی اور گنگوہ آ گئے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ مجھے حاجی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ تم نے دو سال حرم میں میرے ساتھ گزارے ہیں رنگ نہیں چڑھ رہا، گنگوہ چلے جاؤ۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے سارے حالات معلوم کر کے کہا کہ بس میں آپ کو دو باتیں کہتا ہوں: ایک تو درس حدیث بند کر دو اور دوسرا نسخہ لکھنا بند کر دو۔ اب عام آدمی سنے تو حیران ہی ہو جائے کہ یہ کیسے لگے ہیں کہ درس حدیث بند کرواتے ہیں مگر اس میں بھی حکمت تھی۔ چنانچہ انہوں نے درس حدیث بھی بند کر دیا اور نسخہ لکھنا بھی بند کر دیا۔ ایک مہینہ ہی کٹ کر گزرا اور اس ایک مہینے میں رنگ چڑھ گیا۔ اب حکمت کیا تھی؟ یہ دو باتیں تو حضرت حاجی صاحب ان کو مکہ مکرمہ میں ہی کہہ سکتے تھے مگر

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَةِ

''دانا کا کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا''

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر ان کو حدیث کے درس سے منع کرتے تو ان کے ذہن میں اشکال رہ جاتا: ''خود تو حدیث کا درس دیتے نہیں ہمیں بھی منع کر دیا، قدر جو نہیں ہے۔'' شیطان ان کے ذہن میں یہ خدشہ باقی رکھتا ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کا درس بھی دیتے تھے، نسخے بھی لکھتے تھے۔ تو ان کا ان کو منع کرنے سے ان کو یہ وسوسہ گزرتا۔ اب ان کے ذہن یکسوئی ہو گئی کہ جو خود حدیث کا درس دیتے ہیں، جب وہ مجھے منع کر رہے ہیں تو کوئی وجہ ہوگی۔ اسی لیے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تھانہ بھون بھیجا۔ بس ایک مہینہ انہوں نے ہر طرف سے ہٹ کٹ کر گزارا اور اس کے بعد ان کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا اور وہاں سے وہ مکہ مکرمہ گئے۔ اب شیخ کی چند دن کی صحبت نے ان کے دل کو اللہ کے رنگ میں رنگ دیا۔ تو کچھ نہ کچھ وقت اس طرح گزارنا پڑتا ہے کہ انسان اپنے اللہ رب العزت کے ساتھ تنہائی میں رہے۔

شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مرید کو یکسوئی کی تعلیم:

شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے تو ایک صاحب بیٹھے ذکر کر رہے تھے۔ حضرت کو اللہ نے بڑا کشف دیا تھا، حضرت نے ایک سالک کو بلایا یہ دو روپے لے جاؤ اور اس ذاکر کو دے دو! وہ لے گیا اور اس نے دو روپے ذاکر کو دے دیے۔ وہ بڑا حیران کہ واقعی خرچے کی تنگی تھی اور ذکر کے دوران مجھے یہ خیال ستا رہا تھا کہ تیرے پاس خرچہ نہیں ہے کیا کرے گا؟ کیسے گھر جائے گا؟ بیوی کو کیسے خرچہ دے گا؟ تو ذکر کے دوران یہ خیال میرے ذکر کے اندر رکاوٹ ڈال رہا تھا تو شیخ نے دو روپے دے دیے کہ بھئی! تم یہ لے لو اور تم یکسوئی سے بیٹھ کر ذکر کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی:

آج ہمارے اندر سب سے بڑی کوتاہی یہی ہے کہ ہم ذکر تو کرتے ہیں لیکن کئی مرتبہ دماغ الجھا ہوا ہوتا ہے، کہیں مدرسہ میں، کہیں مسجد میں، کہیں فلاں بندے کی بات، کہیں فلاں شاگرد کی بات۔ جو دماغ پہلے سے آکوپائیڈ (بھرا ہوا) ہو خالی ہی نہ ہو تو اس میں کیسے اللہ کی طرف سے نور آئے گا؟ اس دماغ کو خالی کرنا پڑے گا ہر طرف سے۔

اس لیے حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر کہا تھا، جس پر حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی محتاط شخصیت نے یہ فرمایا کہ اگر میں صاحب استطاعت ہوتا تو میں ایک لاکھ روپیہ انعام دیتا اور وہ شعر تھا: ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

یہ دل میں خلوت پیدا کرنی پڑتی ہے، تب اللہ رب العزت تشریف لاتے ہیں۔ ان کی محبت دل کے اندر پھر آجاتی ہے۔

قلبی خلوت کے لیے ظاہری خلوت کی ضرورت:

اس خلوت کو پیدا کرنے کے لیے ظاہر میں بھی خلوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج اگر آپ زندگیوں کو دیکھیں، پوچھا جائے کہ بھئی! معمولات کرتے ہیں۔ حضرت! وقت نہیں ملتا، جس سالک کو معمولات کرنے کا وقت ہی نہ ملے، وہ اللہ رب العزت کی طرف سے معارف اور اسرار کے ملنے کا کیسے حق دار بن سکتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اعتکاف میں خلوت کی تعلیم:

تو اعتکاف میں مسجد میں رہ کر بہت کٹ کر زندگی گزارنے کی تعلیم دی گئی۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ جمعہ کی مسجد میں اعتکاف میں تھے مگر آپس میں بات چیت بھی چلتی تھی تذکرہ حالات بھی چلتا تھا۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ بہت سارے سانپ اور بچھو ہیں وہ ان جگہوں سے نکل رہے ہیں، جہاں وہ اعتکاف پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے مفتی محمود گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ تو اللہ رب العزت نے ان کو خواب کی تعبیر میں خوب ملکہ دیا تھا ایسے لگتا تھا جیسے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی بیٹے وہی ہوں۔ تو حضرت نے خواب سن کر کہا کہ ہاں یہ خواب تمہارے حالات کے مطابق ہے کہ تم جو دنیا کی باتیں مسجد میں بیٹھ کر کرتے ہو، آپس کے تذکرے کرتے ہو، یہ خواب تمہیں بتا رہا ہے کہ وہ سانپ اور بچھو ہیں جو تمہاری جگہوں سے نکل نکل کر جا رہے ہیں۔ تو وہ معتکفین کوئی دنیا کی باتیں نہیں کرتے تھے، وہ جانتے تھے کہ دنیا کی باتیں مسجد میں کرنی منع ہیں۔ وہ حال احوال ہی کرتے تھے تو مسجد کے تقدس میں حال احوال سے بھی منع ہیں کہ تم ایک مرتبہ کٹو ہر چیز سے۔ ہم یہ کٹنے کی محنت نہیں کرتے تو جڑنے کی محنت کیسے ہوگی؟ جو جس شغل میں لگا ہوا ہے وہ کہتا کہ جی وقت ہی نہیں ہے میرے پاس، جب تک کٹیں گے نہیں تب تک جڑیں گے نہیں۔ اس لیے تبتل کا لفظ فرمایا کہ تم ہر طرف سے کٹو اللہ سے جڑو۔

دیوانوں کا اللہ کی محبت میں حال:

خانقاہ نقشبندیہ مسکین پور شریف میں بسا اوقات دو سو سے تین سو تک لوگ ہوا کرتے تھے، جو اللہ اللہ سیکھنے آتے تھے۔ سب اپنے کام میں لگے ہوئے اور پھر ایسا

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت الٰہی کا جذبہ انہیں ملا تھا کہ مسجد کے برآمدے میں وہ سوئے ہوئے تھے تو ذرا آنکھ لگتی تھی تو ایک سالک کے اوپر جو جذبہ ہوتا تو یہ کہنا شروع کر دیتا: اللہ...... اللہ...... اللہ...... سب کی آنکھ کھل جاتی۔ جب اس کی طبیعت بحال ہوتی، ذرا آرام ہوتا، لوگ پھر سونے لگتے، تو پھر کسی دوسرے پر جذبہ طاری ہو جاتا۔ ساری رات اسی طرح گزر جاتی۔ تو وقت ایسے گزرتا تھا۔

لیکن دل میں اللہ کی محبت بھری تھی۔ حال یہ ہو گیا تھا ان لوگوں کا کہ دو بوڑھے مسجد کے اندر بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ الجھ رہے ہیں، ایک بوڑھا دوسرے کا گریبان پکڑ کے کھینچتا ہے وہ اس کا گریبان پکڑ کے کھینچتا تو دیکھنے والے بڑے حیران کہ یہ لوگ نیک لوگ ہیں متقی پرہیزگار ہیں اور مسجد کے اندر بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے سے الجھ رہے ہیں تو وہ ذرا قریب ہوا کہ مسئلہ کیا ہے؟ تو پتہ چلا کہ ان دونوں میں کوئی بات ہو رہی تھی۔ دراصل ان میں سے کسی ایک نے کہہ دیا تھا کہ ''اللہ میڈا اے'' اللہ میرا ہے، اب دوسرے کے لیے اس بات کو ڈائجسٹ (ہضم) کرنا مشکل ہو گیا۔ وہ اس کا گریبان پکڑ کر کہتا کہ ''نہیں اللہ میڈا اے'' وہ اس کا گریبان پکڑ کے جھنجوڑتا ہے اور کہتا کہ ''اللہ میڈا اے'' کیا محبت ان کے دلوں میں ہوگی! اللہ اکبر۔ زیادہ وقت گزرے تاکہ جس میں انسان کی آرزوئیں ختم ہو جائیں ایک اللہ کی محبت کا حاصل کرنا، اس کی آرزو بن جائے۔

تیری دعا سے تو قضا بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے
تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

آج ہماری آرزوئیں دنیا کی ہیں۔ کاش کہ یہ آرزو ایک ہو کہ مجھے اللہ مل جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطانی حملوں کی ترتیب

چنانچہ انسان جب بھی اس راستے پر چلتا ہے تو شیطان بدبخت اس کو راستے سے ہٹانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ شیطان کے حملوں کی ترتیب ہے کہ یہ پہلے کون سا گر آزماتا ہے؟ پھر کون سا گر آزماتا ہے؟ پھر تیسرا کون سا آزماتا ہے؟ اللہ ہمارے مشائخ کو جزائے خیر دے کہ جنہوں نے پہلے ہی بتا دیا، کھول کر شیطان کے حملوں کے بارے میں۔

شیطان کا پہلا حملہ..... گناہ کروانا:

چنانچہ شیطان سب سے پہلا حملہ کیا کرواتا ہے کہ بندے سے گناہ کرواتا ہے۔
ایک نکتہ یاد رکھیں کہ گناہ کرنے میں:

نفس کا مقصد لذت حاصل کرنا۔

شیطان کا مقصد انسان کو دین سے ہٹا دینا۔

مقاصد مختلف ہیں نفس کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ لذت لینا، اس کو جائز لذتیں ملیں تو بھی وہ خوش ہے ہاں جائز سے زیادہ چاہیے تو ناجائز کی طرف جائے گا، مگر نفس کو لذت سے کام ہے۔ شیطان لذتیں نہیں لیتا وہ لذتیں دلواتا ہے بندے کو دین سے خارج کرنے کے لیے۔

گناہ کروانا اس کو جائز بنا کر:

چنانچہ شیطان گناہ کرواتا ہے اس کو جائز بنا کر، اوجی! بھی کرتے ہیں، اوجی! اس کے بغیر تو گزارا ہی نہیں۔ تو گناہ بھی کیا لیکن اگر جائز بنا کر کیا تو دین سے نکل گیا۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے گناہ کرنے والا گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے۔ اور طلبا کے لیے خاص طور پر یہ بہت بڑا ٹریک ہے کہ شیطان گناہ بھی کروائے گا اور لالچ بھی دلوائے گا کہ یہ جائز ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں طالب علم تھا تو میں میلہ دیکھنے کے لیے گیا۔ واپس آیا تو مجھے ڈر تھا کہ مجھے استاد ڈانٹ پلائیں گے۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں گئے تھے؟ تو میں نے کہا کہ میلہ دیکھنے گیا تھا۔ کیوں گئے تھے؟ اس لیے کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھے گا تو مجھے پتہ ہو کہ میلے میں کیا ہوتا ہے۔ دیکھا! گناہ کروایا جائز بنا کر۔ تو شیطان کا مقصد لذتیں نہیں ہوتیں، وہ لذتوں میں پھنساتا ہے، اس طریقے سے کہ وہ انہیں جائز سمجھے تاکہ بندہ دین سے ہی محروم ہو جائے۔ اس کا مقصد ایک ہی ہے کہ بندے کو بے دین بنانا، اللہ کی بندگی سے نکالنا، ایمان سے محروم کرنا۔

اور آج کل کے دور میں تو شیطان نے گناہوں کو جائز بنانے کے لیے نام ہی بدلوا دیے یہ اچھا طریقہ ہے تاکہ گناہ کی نفرت ہی نہ رہے دل میں۔

☆..... چنانچہ غیبت کے گناہ کو آج کے دور میں بنا دیا گپ شپ۔ جب منع کریں نا بھئی! غیبت نہ کرو۔ وہ جی ہم تو ویسے ہی گپ شپ لگا رہے تھے۔ اس لیے کہ پتہ ہے کہ غیبت کا نام ہوگا تو پھر دل کے اندر گناہ سے کراہت تو ہوگی۔ جب نام ہی گپ شپ لگا دیا تو کراہت بھی ختم۔

☆..... آج کے دور میں شیطان نے جھوٹ کا نام بہانہ رکھ دیا۔

جھوٹ کے نام سے تو نفرت ہوتی تھی بہانے سے وہ نفرت نہیں رہے گی، او جی میں نے بہانہ کر دیا۔ بھئی! بہانے کا مطلب تو جھوٹ ہے۔

☆..... فسق و فجور کا نام آج کے دور میں روشن خیالی۔

بھئی بدحالی کا نام کوئی روشن خیالی رکھ سکتا ہے؟ ایسے ایسے الفاظ دے دیے کہ جھوٹ کی نفرت نکل جائے۔

☆......سود ہے او جی میں نے نفع کا کھاتا کھولا ہوا ہے۔ منافع کا کھاتا تاکہ جھوٹ سے نفرت ہی ختم ہو جائے۔

☆......رسم و رواج، یہ جی ہماری ثقافت ہے۔

یہ جو خوبصورت نام شیطان نے عام کر دیے ان کا مقصد کیا تھا کہ جو اصل گناہ ہے اس کی نفرت دل سے نکل جائے۔

تو سب سے پہلا وار شیطان گناہ کرواتا ہے جائز بنا کر۔

◉ گناہ کروانا اسے ہلکا بنا کر:

شیطان گناہ کرواتا ہے، گناہ کو ہلکا بنا کر کہ یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ او جی سبھی ایسے کرتے ہیں۔ آج کل تو کوئی بچ ہی نہیں سکتا یعنی گناہ تو کیا اور اگر جائز نہیں سمجھا تو اس کو ہلکا کروا دیا کہ چھوٹی سی بات ہے۔

☆ کبھی کہے گا کہ بس ایک دفعہ، یہ گناہ کی بات، مگر کروانے کے لیے ذہن میں کیا بات ڈال رہا ہے؟ بس ایک دفعہ، بس آخری دفعہ۔ تاکہ اب تو تم کرو تا پھر تم ایسے پھنسو گے کہ میں ہر دفعہ آخری دفعہ کرواتا رہوں گا۔

☆ اور کبھی ذہن میں آتا ہے کہ کسی کو تو اللہ نے معاف کرنا ہی ہے نا۔ بھئی! اگر کسی کو اللہ نے معاف کرنا ہے تو کسی کو جہنم میں بھی تو ڈالنا ہے۔ یہ کیوں نہیں سوچتے؟

☆ بعض کہتے ہیں: او جی آدم علیہ السلام سے بھی تو بھول ہو گئی تھی۔ بھئی! آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی تھی، اللہ رب العزت نے قرآن میں گواہی دی:

﴿ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

"ہم نے ان کے اندر نافرمانی کا ارادہ نہیں پایا تھا"

تو معاملہ نافرمانی کے ارادے سے نہیں ہوا تھا، بھول ہوگئی تھی۔ ہم جو گناہ کر رہے ہوتے ہیں ہم تو نافرمانی سمجھنے کے باوجود کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ تو صورت حال ہی مختلف ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جس گناہ کو انسان معمولی سمجھتا ہے، اللہ کی نظر میں وہی بڑا ہوا کرتا ہے۔ اس لیے پھر انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور اسے احساس بھی نہیں ہوتا۔

قلب کی موت کی دو نشانیاں:

یاد رکھیں کہ انسان کے دل کی جب موت ہوتی ہے تو اس کی علامات ہوتی ہیں۔ یہ ڈاکٹر لوگ جو ہیں نا ان کے سامنے کسی بندے کی موت واقع ہو تو ان کو Symptoms (علامات) سے پتہ چل جاتا ہے کہ اب یہ Fatal Symptoms (علاماتِ موت) نظر آ رہی ہیں، بے اب یہ بندہ نہیں بچتا۔ پتہ چل جاتا ہے ان علامات کو دیکھ کر ان کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ بندہ گیا ہاتھوں سے۔ اسی طرح ہمارے اکابر نے قلب کی موت کی بھی نشانیاں بتا دیں۔ قلب کی موت کی دو بڑی نشانیاں ہیں:

(۱) نیکی سے محرومی پر افسوس نہ ہو:

جب انسان کسی نیکی سے محروم ہو اور افسوس نہ ہو۔ تکبیرِ اولیٰ چلی گئی پرواہ نہیں، جماعت کی نماز قضا ہوگئی پرواہ نہیں، صبح کی جماعت چلی گئی، نماز ہی قضا ہوگئی تو پرواہ نہیں، جب انسان نیکی سے محروم ہو اور دل میں افسوس نہ ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◈۲◈ ارتکابِ گناہ پر ندامت نہ ہو:

یا گناہ کا ارتکاب کرے، دل میں ندامت نہ ہو۔ گلہ ہی کوئی نہیں، کوئی بات ہی نہیں ہے، پرواہ ہی نہیں کہ گناہ کر رہے ہیں۔ یہ پکی علامتیں ہیں اس کے دل کی روحانی موت واقع ہو چکی ہے۔ اب ہم سوچیں کہ ہمارے اندر کہیں یہ دونوں نشانیاں نظر تو نہیں آتیں۔

شیطان کا دوسرا حملہ.....نیکی میں سستی کروانا:

شیطان کا پہلا حملہ گناہ کو جائز بنا کر، ہلکا بنا کر انسان سے کروانا اور اگر انسان اس کی بات نہ مانے گناہ نہ کرے، نیکی پر لگا رہے تو دوسرا حملہ یہ کرتا ہے کہ نیکی تو یہ کر رہا ہے نیکی میں سستی کروانا۔ یعنی جو کر رہا ہے اس میں اس کو سستی میں ڈال دینا۔ ابھی تہجد کے لیے اٹھتا ہوں۔ پہلے ایک گھنٹہ پہلے اٹھتا تھا، اب کبھی دس منٹ، کبھی پندرہ منٹ پہلے اٹھتا ہے۔ گروٹیں بدل رہا ہے، ابھی اٹھتا ہوں، پھر آخری منٹوں پڑھ لے گا اور کبھی قضا بھی کروا دے گا۔ تو سستی کروانا شیطان کا دوسرا وار ہے۔

اور یہ بات آج عام ہے۔ کسی سالک سے پوچھو معمولات کرتے ہیں؟ جی وقت ہی نہیں ملتا، وقت نہ ملنے کا کیا مطلب ہے؟ سستی۔ تو اس گناہ کے تو مرتکب ہو ہی رہے ہیں، سستی کا ارتکاب کرواتا ہے۔ بھئی! ایک طالب علم چار سال ایک ہی کلاس پڑھتا رہے اس کو پاس کہیں گے یا فیل کہیں گے۔ ایک سالک کئی سال ایک ہی سبق کے اوپر رہے تو اس کو کیا کہیں گے پاس کہیں گے یا فیل کہیں گے؟ پھر آتے ہیں اور ملا کر کہتے ہیں کہ حضرت جی۔ ہم سے تو کچھ ہوتا نہیں آپ کچھ کر دیجیے، ویسے مجھے جلدی گھر بھی جانا ہے۔ ایسے جیسے رنگ کا مٹکا پڑا ہوا ہے، ڈبکی لگوائیں گے اور چلے جائیں گے۔ ہر کام کے لیے وقت درکار ہوتا ہے تا بس حضرت میں آیا تھا، تعویذ بنا دیجیے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

مجھ سے ذکر اذکار تو ہوتے نہیں، دعا بھی کر دیجیے، یہ آج کل کے سالکین کا یہ رویہ ہوتا ہے۔ اور کئی سالکین تو ماشاء اللہ ایسے بھی تشریف لاتے ہیں کہ بات کرتے کرتے بتاتے ہیں کہ حضرت میں یہ جو بتا رہا ہوں آپ مجھے یہ مشورہ عطا فرما دیجیے۔ خود علاج بتاتے ہیں کہ شیخ کی زبان سے وہ الفاظ سن لیں۔ کیا علاج ہے کہ مریض طبیب کو آ کر کہے کہ جی میں جو کہہ رہا ہوں نا بس آپ مجھے وہ دوائی دیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے اس سلسلہ میں سالک کی سستی کے سوا اور کوئی دوسری چیز رکاوٹ نہیں ہے، جو بندہ سستی کو چھوڑ دے ذکر اذکار معمولات کرتا رہے وہ یقیناً اللہ سے واصل ہوتا ہے۔

شیطان کا تیسرا حملہ..... ریاکاری کروانا:

تیسری چیز کہ اگر وہ نیکی میں سستی بھی نہیں کر رہا ہے اور دوسرا وار بھی کامیاب نہیں ہوا تو تیسرا وار یہ کرتا ہے کہ نیکی کے دوران ریا کرواتا۔ لوگ تعریف کریں، لوگ اچھا سمجھیں۔ اور یہ تو آج کل اتنا زیادہ ہے کہ جو کرتے ہیں وہ بھی دوسروں کو بتاتے ہیں اور جو نہیں کرتے وہ بھی بتاتے ہیں۔ ہمارے اکابر کا یہ حال تھا کہ نیکیاں کرتے تھے چھپاتے تھے، پتہ نہیں چلنے دیتے تھے۔ ہم نیکیوں کا ارادہ کرتے ہیں وہ بھی سنا دیتے ہیں کہ جی! میں نے تہجد کا ارادہ کر لیا، بھئی ابھی پڑھی بھی نہیں اور عبادت بھی نہیں بنی اور ارادہ بتا رہے ہیں۔ میں نے ایک گھنٹہ مراقبہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ خواب دیکھتے ہیں تو پورا خواب نہیں سناتے جتنا حصہ محسوس کرتے ہیں کہ اچھا ہے وہ سنا دیتے ہیں باقی کو گول کر جاتے ہیں۔ ریا ہے نا طبیعت کے اندر۔ اسی کو تو دکھلاوا کہتے ہیں کہ لوگ تعریف کریں، لوگ اچھا سمجھیں۔ اس کیفیت کے ساتھ عبادت کرنا اسی کا نام ریا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ریاکار.....سب سے پہلا جہنمی:

آپ بتائیں قیامت کے دن سب سے پہلے جہنم میں کون جائے گا؟ کیا گناہ گار بندہ جائے گا؟ نہیں! سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا ایک عالم کو۔ مدرسے بنائے ہوں گے، علم پھیلایا ہوگا، ہزاروں شاگرد ہوں گے، کہے گا: یا اللہ! میں نے تو ساری زندگی تعلیم وتعلم میں گزار دی۔ اللہ فرمائیں گے کہ نیت یہ تھی کہ تجھے بڑا عالم کہیں۔ قَدْ قِيْلَ "تجھے کہا جا چکا"۔ اس کو جہنم میں اوندھا پھینک دو۔

پھر سخی کو بلایا جائے گا جس نے اللہ کے راستے میں بہت خرچ کیا ہوگا۔ اسے کہا جائے گا تو خرچ کرتا تھا کہ لوگ واہ واہ کریں قَدْ قِيْلَ ہو گئی واہ واہ۔ لے جاؤ جہنم میں۔

مجاہد کو لایا جائے گا، اس نے جان دی ہوگی۔ کہے گا: اللہ! میں نے تو دین کی سر بلندی کے لیے لڑتے لڑتے جان دے دی۔ کہیں گے ہاں تو چاہتا تھا: لوگ تجھے بڑا بہادر کہیں، قَدْ قِيْلَ سو کہہ دیا گیا۔ لے جاؤ جہنم میں!

وہ لوگ بڑے بڑے اعمال لے کر آئیں گے مگر ریاکاری کی وجہ سے سب سے پہلے وہ جہنم میں جائیں گے۔ یہ کبائر کے مرتکب تو نہیں تھے ناظاہرا تو انہوں نے بڑی عبادت کی تھی لیکن ریا نے کیا نتیجہ دکھایا۔ تو یہ ریا اس قدر بری چیز ہے۔

تھوڑی سی عبادت پر بڑی توقع:

اسی لیے آج اگر ہم کچھ تھوڑی عبادت کر بیٹھتے ہیں تو بڑی توقعات لگا بیٹھتے ہیں۔ کہ اب تو ہمیں یہ چیز مل جانی چاہیے۔ ابن عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَيْفَ تَطْلُبُ الْعِوَضَ عَلٰى عَمَلٍ هُوَ مُتَصَدِّقٌ بِهٖ عَلَيْكَ

"تو اس عمل پر جزا کا حق دار کیسے بن سکتا ہے جو اللہ نے اپنے فضل سے تجھ پر

www.besturdubooks.wordpress.com

صدقہ کیا ہے"

صدقے پر بھی کوئی توقع کرتا ہے کہ مجھے اس پر اجر ملے۔

اَمْ کَیْفَ تَطْلُبُ جَزَاءَ عَلٰی صَدَقَۃٍ ھُوَ مُھْدِیْہِ اِلَیْہِ

تو کیسے اس عمل کا اجر طلب کرتا ہے جو تجھ پر صدقہ اور ہدیہ کیا گیا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ جو عمل کی توفیق دیتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف عطا اور ہدیہ ہوتا ہے اور اس سے ہمیں توفیق ملتی ہے اور اس عمل پر ہم پھر اجر کے مستحق بنتے پھرتے ہیں۔

ریا کی علامت:

ہمارے بزرگوں نے کہا کہ انسان عمل بھی کرے مگر دل میں توقع نہ رکھے، نیکی کر دریا میں ڈال، اور دل میں یہ کیفیت ہو کہ لوگ مجھے اچھا کہیں، نیک سمجھیں، تو یہ ریا ہے، کسی نے کیا عجیب بات کہی ہے:

اِسْتِشْرَافُکَ اَنْ یَّعْلَمَ الْخَلْقُ بِخُصُوْصِیَّتِکَ

استشراف کہتے ہیں کہ دل کے اندر ایک شوق کا ہونا خواہش کا ہونا کہ لوگوں کو مجھے میری نیکوکاری کا پتہ چل جائے تو فرماتے ہیں۔

اِسْتِشْرَافُکَ اَنْ یَّعْلَمَ الْخَلْقُ بِخُصُوْصِیَّتِکَ

دَلِیْلٌ عَلٰی عَدَمِ صِدْقِکَ فِیْ عُبُوْدِیَّتِکَ

"تیرے دل میں اس خواہش کا ہونا کہ لوگ میری نیکی کو معلوم کرلیں، اس بات کی دلیل ہے کہ تو اپنی نیکی کے اندر مخلص نہیں ہے۔"

شیطان کا چوتھا حملہ ..... خود پسندی میں مبتلا کرنا:

اور شیطان کا چوتھا وار کہ اگر ریا بھی نہ ہو تو اس کو خود پسندی میں مبتلا کرتا ہے۔ تو تو بڑا نیک ہے، تیرے جیسا اور کوئی ہو سکتا ہے۔ اب یہ خود پسندی ہلاک ہے، بندے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لیے ہلاک کر دینے والی ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا:

((وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ))

''بندے کا اپنے نفس کے اوپر عجب ہونا یہ مہلکات میں سے ہے''

اپنی ذات کے ساتھ گمان رکھتا کہ میں بڑا نیک ہوں۔ تو شیطان نیکی کے بعد انسان کے دل کے اندر برتری ڈال دیتا ہے۔ تو ٹھیک ہے نا، باقی تو ایسے ہی ہیں، یہی خود پسندی تو تکبر میں مبتلا کرتی ہے۔ آپ بتائیں! شیطان نے جب سجدے سے انکار کیا تو اس نے نشہ تو نہیں پیا ہوا تھا، کیوں اس نے کہا: اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ اس لیے کہ وہ خود پسندی میں مبتلا تھا۔ اس لیے اس نے کہا کہ میں بہتر ہوں۔

ایک عابد کی خود پسندی کا انجام:

اسی لیے کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک نیک عابد جا رہا تھا، ان کے پیچھے ایک گناہگار بندہ بھی چلنے لگ گیا۔ تو اس نیک بندے کو یہ بات بری لگی کہ ہمارے پیچھے پیچھے یہ فاسق اور فاجر آ رہا ہے۔ اس نے دعا کی کہ اللہ! مجھے آخرت میں اس کے ساتھ اکٹھا نہ کرنا۔ نیک بندے نے یہ دعا کی اور ادھر گناہگار بندے نے دعا کی، اللہ! مجھے جنت عطا کر دینا، اللہ رب العزت نے دونوں کی دعاؤں کو قبول کر لیا اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے میرے پیارے عیسیٰ علیہ السلام! میں نے گناہگار کی دعا کو قبول کر کے اس کو جنت عطا فرما دی اور اس نے دعا مانگی تھی کہ اس کو اکٹھا نہ کرنا اس لیے اس کو میں نے جہنم میں بھیج دیا۔ تو عبادت گزار جہنم میں اور گناہگار جنت میں۔ یہ خود پسندی اور عجب اللہ رب العزت کے ہاں اس قدر ناپسندیدہ والی چیز ہے۔

انسان اللہ کے حلم کا محتاج:

چنانچہ ابن عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات کہی ہے، کیا نکتے کی بات کہی ہے۔ سبحان اللہ فرماتے ہیں:

أَنْتَ إِلَى حِلْمِهِ إِذَا أَطَعْتَهُ أَحْوَجُ مِنْكَ إِلَى حِلْمِهِ إِذَا عَصَيْتَهُ

”جب تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے جتنا تو اس وقت حلم کا محتاج ہوتا ہے جب تو نیکی کر رہا ہوتا ہے اس سے زیادہ حلم کا اس وقت تو محتاج ہوتا ہے“

وجہ کیا؟ گناہ کرتے ہوئے ندامت بھی ہوتی ہے کہ میں برا کر رہا ہوں، وہ ندامت تیرے بچاؤ کا ذریعہ بن سکتی ہے اور نیکی کرتے ہوئے ندامت تو نہیں ہوتی۔ اس لیے فرمایا کہ گناہ کرتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ حلم کا جتنا محتاج ہے، نیکی کرتے ہوئے اللہ کے حلم کا اس سے زیادہ محتاج ہے۔ جب ہم نیکی کر کے بھی اللہ تعالیٰ کے حلم کے محتاج ہیں تو ہم اپنی اوقات کو دیکھیں کہ کیا ہے؟ شیطان تو حملے کرے گا کہ انسان دنیا میں ہی پھنسا رہے، دھنسا رہے اور اس کو تنہائی میں بیٹھ کر اپنی آخرت اور عاقبت کے بارے میں سوچنے کا موقع ہی نہ ملے۔ یہ میرا کاروبار، یہ میری دکان، یہ میرا گھر، یہ میرا ہسپتال، یہ میرا فلاں، اسی میں عمر گزر جاتی ہے۔ بھئی! آخرت میں بھی تو کچھ میرا ہو۔ اس کی فرصت نہیں ہوتی۔ چنانچہ آج کی اس مجلس میں ہم اس چیز کو اپنے ذہنوں میں بٹھائیں کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی محبت ملے تو ہمیں ماسوا سے دل کو توڑنا پڑے گا تب دل اللہ سے جڑ سکے گا۔ اس لیے فرمایا:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾

تین انمول باتیں:

چنانچہ بزرگوں نے تین باتیں کہی ہیں کہ جو انسان لالچ چھوڑ دیتا ہے وہ مخلوق

www.besturdubooks.wordpress.com

کے نزدیک محبوب ہو جاتا ہے۔ آپ اس دنیا میں دیکھ سکتے ہیں، جو بے غرض بندہ ہو لالچ نہ ہو، سب محبت کرتے ہیں اس سے۔

جس کا عمل ہو بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے

تو تین باتیں:

جو لالچ کو چھوڑ دیتا ہے وہ مخلوق کا محبوب بن جاتا ہے۔

جو گناہ کو چھوڑ دیتا ہے وہ فرشتوں کا محبوب بن جاتا ہے۔

اور جو لذاتِ دنیا اور ہوسِ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے، وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

اللہ کے ساتھ وقت گزاریں:

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے! دنیا کی ہوس اپنے دل سے نکال کر میری طرف قدم بڑھاؤ تو میں تیرا استقبال کرنے کے لیے کافی ہوں۔ میں تیرا استقبال کرنے کے لیے منتظر ہوں۔ اللہ رب العزت ہمیں یکسوئی کے ساتھ اللہ رب العزت کی محبت کو پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ عمر گزر جاتی ہے کاروبار میں، دکانوں میں۔ شاعر نے کہا: ؎

انہوں نے دین کہاں سیکھا جا جا کے مکتب میں
ملے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

زندگی تو اسی طرح یا کالجوں یونیورسٹیوں میں گزر رہی ہے یا پھر دفتروں میں گزر رہی ہے۔ یہ اللہ کی تلاش کب ہوگی، زندگیوں میں یہ کسی کو نظر ہی نہیں آتا؟ کبھی کسی کی صحبت میں چند لمحے اس لیے بیٹھے کہ مجھے اللہ ملے؟ ہاں دعاؤں کے لیے آجاتے ہیں، پریشانیاں جو ہوتی ہیں، اٹکے ہوئے کام جو ہوتے ہیں۔ اس لیے آنا کہ مجھے اللہ ملے یہ الگ چیز ہے۔ تو ہمیں اللہ تعالیٰ اپنا شوق عطا فرمائے، اپنی محبت، اللہ تعالیٰ ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

دلوں میں عطا فرمائے اور اپنے روزانہ کے معمولات میں کچھ نہ کچھ وقت اللہ کے ساتھ تنہائی میں گزاریئے، تخلیہ اختیار کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

طلبا کو نصیحت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 29 جون 2011ء بروز بدھ ۲۶ رجب ۱۴۳۲ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: اختتام سال پر معہد الفقیر کے طلباء سے الوداعی خطاب

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اب یہاں آپ لوگ اپنے امتحانوں سے فارغ ہوئے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب آپ بالکل فارغ ہوگئے۔ آپ لوگ گھر جائیں گے گھر والے آپ کو اس نظر سے دیکھیں گے کہ یہ وہاں سے کیا سیکھ کر آیا ہے۔ استادوں نے کیا سکھایا اس نے کیا سیکھا۔ پورے سال اس نے اپنے اندر کون سی اچھی عادات پیدا کیں تو سب کی آپ پر نظر ہوگی۔ ماں ہے، باپ ہے، بھائی ہیں، بہنیں ہیں، دوست ہے، پڑوسی ہیں سب دیکھیں گے۔ اگر آپ ان سے اچھے اخلاق سے ملیں گے، خدمت کریں گے، تواضع سے پیش آئیں گے، تو سب کہیں گے کہ واقعی بھئی یہ ایک اچھا انسان بن کر آیا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

طلبا کو نصیحت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دنیا امتحان گاہ ہے:

دنیا کی زندگی انسان کے لئے امتحان کی مانند ہے۔ فرمایا:

اَلدُّنْيَا دَارُ الْمِحَنِ "دنیا امتحان گاہ ہے"

امتحان کے مختلف طریقے

امتحان لینے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں۔

تحریری امتحان:

مثلاً ایک طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کاغذ پر سوال لکھے ہوتے ہیں اور طالب علم اس کا جواب کاغذ پر لکھ کر دے۔ جیسے آپ لوگوں نے وفاق کا امتحان دیا۔ تو یہ بھی امتحان کا ایک طریقہ ہے کہ سوال لکھے ہوئے مل گئے اور اس کا جواب آپ نے لکھ کر دے دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

معروضی امتحان:

اور دوسرا طریقہ یہ ہوتا کہ سوال لکھے ہوتے ہیں اور ان کے آگے کئی جواب لکھے ہوتے ہیں، ان میں صحیح جواب پر نشان لگانے ہوتے ہیں۔ اس طریقہ امتحان کو کہتے ہیں آبجیکٹیو ٹائپ (معروضی امتحان) چنانچہ ڈاکٹروں اور انجینئروں کے جتنے امتحان ہوتے ہیں وہ عام طور پر اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ ان کو کہتے ہیں "Multiple Choice" کہ سوال بھی لکھے ہوتے ہیں اور اس کے آگے ملتے جلتے جواب ہوتے ہیں مگر وہ اتنے ملتے جلتے ہوتے ہیں کہ طالب علم کنفیوز ہو جاتا ہے کہ صحیح جواب کونسا ہے۔

خصوصی امتحان:

ایک امتحان کا طریقہ ہم نے یونیورسٹی میں دیکھا حیران ہو گئے کہ پیپر بنانے والے نے ایسا پیپر بنایا کہ اس نے کہا کہ حل کرنے کے لیے کتابیں ساتھ لے کر آئیں۔ یہ ہمارے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ ایک استاد نے کہا کہ کل تمہارا امتحان ہے اپنی کتابیں لے کر آنا، ہم لوگ اپنی کتابیں لے کر گئے، ایسا پرچہ بنایا تھا کہ حل کرنے کے لیے کتاب ہاتھ میں ہے اور جواب نہیں مل رہا۔ صرف جن بچوں نے پوری کتاب کا مطالعہ اچھی طرح کیا تھا وہ اس کا جواب درست لکھ سکے باقی نہیں۔ تو یہ کتنی عجیب بات ہے کہ کتاب بھی ہاتھ میں ہے اور اسی میں اس کا جواب بھی موجود ہے مگر جواب مل نہیں رہا۔ تو پیپر بنانے والے ایسے ایسے پیپر بناتے ہیں کہ کتاب سامنے بھی ہو تو انسان جواب نہیں لکھ سکتا۔ جب تک انسان نے کتاب پوری طرح سمجھ کر پڑھی نہ ہو جواب نہیں دے سکتا۔

اورل ٹیسٹ:

ایک امتحان کا طریقہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس میں طالب علم کو سامنے بٹھا لیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور انٹرویو کرتے ہیں، اسے "اورل ٹیسٹ" کہتے ہیں۔ اس میں زبانی سوال پوچھتے ہیں زبانی جواب دیتے ہیں۔ مدارس میں بھی اس طریقے سے امتحان لیتے ہیں۔

پریکٹیکل امتحان:

ایک امتحان ہوتا ہے جسے پریکٹیکل کہتے ہیں۔ چنانچہ کالجوں یونیورسٹیوں میں طالب علموں کو ایک کام دیا جاتا ہے جو وہ کر کے دکھاتا ہے اس پر بھی اس کو نمبر ملتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا امتحان:

اور ایک امتحان کا طریقہ اللہ رب العزت نے بنایا ہے جو ہم سب کے سب دے رہے ہیں۔ چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں مرد ہو یا عورت ہو، مشرق کا رہنے والا ہو یا مغرب کا رہنے والا، ہر بندہ اس وقت امتحان کی حالت میں ہے۔ وہ امتحان کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ مختلف حالات بھیجتے ہیں۔ کبھی خوشی کا حال کبھی غم کا حال، کہیں جیت ہوتی ہے کہیں ہار ہوتی ہے، کہیں صحت ہوتی ہے کہیں بیماری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مختلف حالات میں میرا بندہ کیا ردعمل دکھاتا ہے، اگر کسی کے اوپر مشکل آئی اور اس نے صبر کیا تو اس صبر میں وہ بندہ اللہ کے ہاں کامیاب ہو گیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی امتحان میں کامیابی:

جیسے ایوب علیہ السلام کے اوپر بیماری آئی، امتحان آیا، انہوں نے اس پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ (ص:۴۴)

"ہم نے انہیں صبر کرنے والا پایا، وہ کتنے اچھے بندے تھے، رجوع کرنے والے تھے"

www.besturdubooks.wordpress.com

کتنے تعریفی الفاظ کہے، ان الفاظ کو پڑھ کر دل میں ایک حسرت ہوتی ہے۔ کتنی اعلیٰ زندگی تھی کہ جس کو دیکھ رب کریم یہ الفاظ کہے۔ ﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام کی کامیابی:

دوسرا موقع دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تخت و تاج سے بھی نوازا اور نبوت سے بھی سرفراز فرمایا۔ تو دین بھی اور دنیا بھی سب نعمتیں ملیں۔ دنیا کے بادشاہوں کی بادشاہی تو صرف انسانوں پر ہوتی ہے، ان کی بادشاہی انسانوں پر بھی تھی، جنوں پر بھی تھی، جانوروں پر بھی تھی، پرندوں پر بھی تھی، خشکی کی مخلوق پر بھی، تری کی مخلوق پر بھی، سب کے اوپر بادشاہی تھی۔ اور پھر اللہ کے نبی بھی تھے، اتنی نعمتوں پر پھر انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا، تو شکر ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوئے کہ ان کے لیے بھی اللہ رب العزت نے نعم العبد کا لفظ استعمال کیا۔ میرا کتنا اچھا بندہ تھا۔

تو جس پر مصیبت آئی اس نے صبر کیا، وہ بھی نعم العبد اور جس پر نعمت آئی اس نے شکر کیا وہ بھی نعم العبد۔ تو معلوم ہوا کہ ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔

زندگی کا امتحان اور اس کے نگران:

اس زندگی میں انسان پر خوشیاں اور غم آتے رہتے ہیں، دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں کہ جس کو غم نہ ملے۔ ہاں یہ فرق ہوتا ہے کہ دنیا داروں کو دنیا کا غم اور دین والوں کو دین کا غم۔ یہ روتے ہیں دنیا کے پیچھے اور وہ روتے ہیں اللہ کو راضی کرنے کے پیچھے۔ رو سب رہے ہوتے ہیں، امتحان سب کے لیے ہے۔ تو یہ پوری زندگی ایک امتحان کی مانند ہے، اور ہمارا جو عمل ہوتا ہے اس کو لکھنے کے لیے:

﴿إِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

”بے شک تمہارے اوپر نگران مقرر ہیں، باعزت لکھنے والے ہیں اور سب جانتے ہیں جو تم کرتے ہو“

جو ہم کرتے ہیں، کہتے ہیں، وہ رپورٹ لکھ رہے ہوتے ہیں۔ جیسے سی آئی ڈی والے حکومت کو دینے کے لیے رپورٹ لکھ رہے ہوتے ہیں نا، یوں سمجھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سی آئی ڈی کے فرشتے متعین ہیں، بالکل ٹھیک لکھتے ہیں کوئی چیز اس میں کمی نہیں کرتے۔

نتیجہ کا دن:

اور یہی ہمارا نتیجہ قیامت کے دن نکلے گا۔ اس لیے قیامت کے دن کو ”یوم التغابن“ کہا گیا فیصلے کا دن۔

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ﴾ (تغابن:۹)

”جس دن وہ تمہیں جمع کرے گا جمع ہونے کے دن اور وہ فیصلے کا دن ہوگا“

اے انسان! تیرے لیے یا وہ جیت کا دن ہوگا یا تیرے لیے ہار کا دن ہوگا، یا تو زندگی کی بازی جیت جائے گا یا زندگی کی بازی ہار جائے گا۔ چنانچہ روزِ میزان جب نامۂ اعمال کھولیں گے ایک فرشتہ پکارے گا کہ فلاں بندہ فلاں باپ کا بیٹا یہ سعید نکلا، اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔ فلاں باپ کا بیٹا وہ بدبخت شقی نکلا، اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں جب نتیجہ کھولا جاتا ہے تو کتنے بچے خوش ہو رہے ہوتے ہیں، کتنے بچے رو رہے ہوتے ہیں۔ ہو بہو یہی حال قیامت کے دن بھی ہوگا۔

مومن کی زندگی ایک جہدِ مسلسل ہے:

تو مومن کی زندگی ایک جہدِ مسلسل ہے، پوری زندگی جہد ہے۔ مجھے یاد ہے سیف اللہ بیٹا چھوٹا سا تھا تو ایک دفعہ اس نے میرا وہ جو سال کا کیلنڈر بنا ہوتا ہے اٹھا لیا اور بیٹھ کر تھوڑی دیر پڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے وہ کہنے لگا: ابو جی! ہر بندے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ چھٹیاں ہوتی ہیں، کسی کی جمعے کے دن کسی کی اتوار کے دن تو آپ کی چھٹی کس دن کی ہے؟ میں نے کہا: بیٹا! میری چھٹی بند ہے، ایک ہی دن میری چھٹی ہوگی یہاں سے۔ جو دین کا کام کرنے والے ہوتے ہیں ان کے ہاں چھٹی نہیں ہوتی۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک سفر سے بہت تھکے ہوئے آئے، اس عاجز نے کہا: حضرت! آپ بہت تھک گئے ہیں کچھ دیر آرام کرلیں۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”ایہہ تھکیڑے تے مرکے لہسن“ (یہ تھکاوٹ تو مرنے پر ہی اترے گی) یہ تھکاوٹیں اترنے والی نہیں ہیں، مریں گے تو تھکاوٹیں اتریں گی، اس سے پہلے نہیں اترتیں۔ جو دین کا کام کرنے والے ہیں، اللہ کے خوف سے زندگی گزارنے والے لوگ ہیں دنیا میں ان کے لیے کہاں چھٹی ہے؟

اس کی تو مثال ایسے ہے کہ آپ کا آٹھ بجے پرچہ شروع ہوا اور گیارہ بجے تک ہے تو اس دوران آپ کو چھٹی تو نہیں ہوسکتی۔ آٹھ سے لے کر گیارہ بجے تک پورا وقت ہے اور بچے اس میں ایک منٹ بھی ضائع نہیں ہونے دیتے۔ اگر اس دوران آپ کا کوئی ملنے والا آجائے تو کیا آپ اس سے ملیں گے؟ آپ صاف انکار کردیں گے۔ تو جس طرح کی صورتِ حال اس امتحان میں طالب علم کی ہوتی ہے مومن کی صورتِ حال زندگی میں اسی طرح ہوتی ہے۔

دنیا کام کے لیے، قبر آرام کیلیے، جنت عیش کے لیے ہے:

یہ دنیا کی زندگی یہ ضروریات پوری کرنے کے لیے ہے۔ خواہشات پوری کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ وہ جگہ جسے اللہ نے خواہشات پوری کرنے کے لیے بنایا اس کا نام جنت ہے۔ وہاں کوئی غم ہی نہیں ہوگا۔ اس لیے جنتی جب جنت میں جائے گا تو کہے گا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

"سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری تمام فکریں پریشانیاں ختم کر دیں"

اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ

"کچھ راحت نہیں مگر مرنے کے بعد (آخرت میں)"

بھئی! دنیا کی زندگی کام کے لیے، قبر کی زندگی آرام کے لیے، اور جنت کی زندگی عیش کے لیے اللہ نے بنائی۔ جنت میں ایسی عیش ہوگی کہ کبھی ختم ہی نہیں ہوگی۔ یہاں تو انسان دعوت بھی اگر کھاتا ہے تو ڈیڑھ دو روٹیاں کھا کر پیٹ بھر جاتا ہے، وہاں دعوت کھائے گا پیٹ بھرنے والا مسئلہ ہی نہیں۔ کھا کھا کر پیٹ بھرے گا، ڈکار آئے گی پھر اسی طرح خالی ہو جائے گا، پھر کھائے گا۔ کیا وہ عجیب زندگی ہوگی کہ جو انسان کی چاہت ہوگی وہی پوری ہوگی۔ سمجھنے کے لئے یوں سمجھ لیں کہ جنت میں ہر بندے کو ایک چھوٹی سی خدائی مل جائے گی۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ

زندگی کا ایک ایک دن قیمتی ہے:

اور ہمیں اپنی زندگی کا یہ بھروسا نہیں کہ کب ختم ہوگی؟ یہ ضروری نہیں کہ ہر بندے نے سفید بالوں کو پہنچ کر پھر مرنا ہے۔ نوجوانوں کی بھی موت آجاتی ہے، بوڑھوں کو بھی آتی ہے، بچوں کو بھی آتی ہے، اس لیے زندگی کے ہر دن کو قیمتی سمجھیں۔

گھر میں طلبا کی ذمہ داری:

اب یہاں آپ لوگ اپنے امتحانوں سے فارغ ہوئے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اب آپ بالکل فارغ ہو گئے۔ آپ لوگ گھر جائیں گے گھر والے آپ کو اس نظر سے دیکھیں گے کہ یہ وہاں سے کیا سیکھ کر آیا ہے۔ استادوں نے کیا سکھایا اس نے کیا سیکھا۔ پورے سال اس نے اپنے اندر کون سی اچھی عادات پیدا کیں تو سب کی آپ پر نظر ہوگی۔ ماں ہے، باپ ہے، بھائی ہیں، بہنیں ہیں، دوست ہے، پڑوسی ہیں سب دیکھیں گے۔ اگر آپ ان سے اچھے اخلاق سے ملیں گے، خدمت کریں گے، تواضع سے پیش آئیں گے، تو سب کہیں گے کہ واقعی بھئی یہ ایک اچھا انسان بن کر آیا ہے۔ اور اگر وہاں جا کر آپ کی فجر کی نماز ہی قضا ہو جائے تو لوگ کیا سمجھیں گے؟ ان پڑھ ماں کہہ رہی ہے بیٹا نماز پڑھو اور عالم بننے والا بیٹا کہے گا کہ پڑھ لوں گا تو ماں کیا سمجھے گی؟

تو بھئی ہم اپنی طبیعتوں کو بدلیں۔ کئی ہوتے ہیں جن کی طبیعت میں نیکی ہوتی ہے وہ الحمد للہ دوسروں کے نیکی پر آنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور کئی ہوتے ہیں جو دوسروں کے لیے نفرت کا سبب بن جاتے ہیں۔ تو ہم کسی کے لیے نفرت کا سبب نہ بنیں، دین سے دوری کا سبب نہ بنیں، ایسے بھی نوجوان ہیں کہ جو پورے گھر کے ماحول کو بدل دیتے ہیں۔ محبت سے، پیار سے، ماں بھی نمازی، بہن بھی نمازی، والد بھی نمازی، سب نیک بن جاتے ہیں۔ ان کو اچھی اچھی باتیں سنائیں، جو آپ نے یہاں سنیں، کتابوں سے اساتذہ سے سنیں وہ ان کو بتائیں تا کہ وہ بھی نیکی کی طرف آئیں۔ تو ہم نے نیکی پر رہنا ہے اور دوسروں کو نیکی پر لانا ہے۔

مدرسہ کے ماحول اور گھر کے ماحول میں فرق:

گھروں میں جا کر رہیں گے تو آپ کو ایک فرق محسوس ہوگا۔ مسجد کا ماحول اور ہوتا ہے، گھر کا ماحول اور ہوتا ہے۔ مسجد خدا کا گھر ہے، برکتیں، رحمتیں اور نور کا ماحول

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے اور گھروں میں چونکہ نیکی بھی ہے اور گناہ بھی ہیں تو شیطان کی آمد و رفت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ تو اس شیطان کی آمد و رفت سے ذرا بچ کر رہیں! وہ کبھی کزن کی شکل میں آتا ہے، کبھی کسی قریبی رشتہ دار عورت کی شکل میں آ جاتا ہے، کبھی کسی اور لڑکی کی شکل میں آ جاتا ہے، کبھی کسی سکول کالج کے لڑکے کی شکل میں آ جاتا ہے۔ پھر سارے کہتے ہیں تو نے کیا دیکھا ہے آؤ تمہیں دنیا دکھائیں۔ یہ دوستی کے رنگ میں دشمنی کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ تو ہم نے ان کے پیچھے نہیں جانا، ہم نے نیکی پر رہنا ہے۔ دوسروں کو نیکی پر لانا ہے۔

کیچڑ سے ذرا بچ کر......

بس یہ بات اگر آپ نے سمجھ لی تو آپ کا گھر جنت بھی آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب بن جائے گا۔ تو دعا تو یہی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ لیکن جب انسان دیکھتا ہے کہ فلاں جگہ کیچڑ ہے تو ذرا احتیاط سے گزرتا ہے کہ پھسل نہ جائے۔ آپ یوں سمجھیں کہ ابھی تک تو آپ اللہ کے گھر کی زندگی گزار رہے تھے۔ اب آپ کو کیچڑ میں جانا ہے، وہاں ذرا سنبھل کر قدم رکھنا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک بچی نے نصیحت کی جو میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ وہ اس طرح کہ بارش ہوئی تھی اور میں گزر رہا تھا، ایک بچی بھی قریب سے گزر رہی تھی۔ تو میں نے اسے کہا کہ بچی ذرا احتیاط کرنا کہیں پھسل نہ جانا۔ جب میں نے کہا تو اس نے جواب دیا حضرت! اگر میں پھسل گئی تو مجھ اکیلی کو نقصان ہوگا آپ احتیاط کرنا آپ پھسل گئے تو امت کا کیا بنے گا۔ تو بچی! ہم اس بات کو یاد رکھیں اور کوئی پھسلے تو ایک پھسلے گا اور ہم پھسلے تو دین کا کام کرنے والے کا معاملہ ہوگا۔

اس لیے گھروں کی زندگی میں نمازیں پڑھتی ہیں، تہجد پڑھتی ہے، اپنی زندگی کو

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمال سے مزین کرتا ہے۔ ضد، بدزبانی، بات نہ ماننا، کام نہ کرنا، ماں باپ سے غصے ہونا، طالب علم کو زیب نہیں دیتا۔ اگر آپ جائیں تو پتہ چلے کہ یہ کسی انسان کا بچہ آیا ہے۔

نوجوانوں کے سر پر سینگ:

ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ نوجوانوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں لیکن نظر نہیں آتے۔ بکری کی طرح ادھر بیٹھے تو اس کو سینگ مارا، ادھر بیٹھے تو اس کو سینگ مارا۔ سینگ دیکھنے میں تو نظر نہیں آتے، اس لیے کہ پگڑی باندھی ہوتی ہے، ٹوپی پہنی ہوتی ہے مگر سینگ ہوتے ضرور ہیں۔ وہ جہاں جا کر بیٹھتے ہیں اسی سے جھگڑا کر لیتے ہیں۔ ایسے نہیں کرنا، اچھی زندگی گزارنی ہے، اچھی طرح وقت گزارنا ہے اور ماں باپ کی دعائیں لے کر واپس آنا ہے۔ بس آپ یہ نیت کریں کہ آپ لوگ یہاں سے ماں باپ کی دعائیں لینے کے لیے جا رہے ہیں۔ دعائیں لیں گے، پھر واپس آئیں گے۔

دو قسم کے طالب علم

اب دو طرح کے طالب علم ہوتے ہیں۔

① تعلیم مکمل کر کے جانے والے طالب علم:

ایک ہوتے ہیں جنہوں نے اپنی تعلیم مکمل کر لی۔ اب دورۂ حدیث کر لیا، تخصص کر لیا، وہ مدرسے سے فارغ ہو کر جاتے ہیں۔ ان کے لیے زیادہ فکرمند ہونے کی بات ہے کہ اب ہم نے جانا ہے اور عام ماحول معاشرے میں زندگی گزارنی ہے۔ تو ان کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنے کی ضرورت ہے۔

اس زمانے میں دین پہ رہنا مشکل بہت ہے، لیکن اجر بھی بہت زیادہ ہے۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ذہن میں رکھنا کہ مشقت ضرور ہے لیکن اجر بھی بہت زیادہ ہے۔ جو کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی کوشش کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے، اجر بہت زیادہ عطا کریں گے۔ تو تھوڑی محنت سے زیادہ ثواب ملے گا۔ یہ ہماری امت جو ہے سبحان اللہ ایسے ہی ہے جیسے مزدور آٹھ گھنٹے مزدوری کرتا ہے تو اس کو سنگل تنخواہ ملتی ہے، پھر اس کے بعد جب اوور ٹائم کرتا ہے تو ڈبل تنخواہ ملتی ہے۔ ٹائم تو اس نے بعد میں بھی اتنا ہی لگایا مگر تنخواہ ڈبل ملی۔ تو یہ امت دنیا میں ایسے وقت میں آئی ہے کہ اوور ٹائم کی تنخواہ مل رہی ہے ...... وقت تھوڑا، عمل تھوڑے، اجر بہت زیادہ۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

۲ چھٹی پر جانے والے طالب علم:

ایک ہوتے ہیں کہ ذہن کا صرف خروج ہوتا ہے کہ سال پورا ہو گیا، اب چھٹیاں ہیں مدرسہ بند ہو گیا، لہٰذا اب اپنے گھروں کو جائیں گے، چھٹیوں کے بعد پھر آ جائیں گے۔

ہمارے اکابر جب لوٹ کر اپنے گھروں میں جاتے تھے تو ان کی زندگیوں کو دیکھ کر دوجنوں کے حساب سے اور ماں باپ اپنے بچوں کو دین پڑھانے کا ذہن بنا لیتے تھے۔ اچھا جی میں بھی بچے کو عالم بناؤں گا، میں بھی اپنے بچے کو حافظ بناؤں گا، میں بھی بچے کو مدرسے بھیجوں گا...... وہ مدرسے کے ایسے نمائندے بن جاتے تھے۔ تو ہم بھی اپنی طرف سے ایسا ہی بننے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

مسنون دعاؤں کا اہتمام:

چند باتوں کا اور بھی خیال رکھنا ہے۔ ان میں سے ایک ہے مسنون دعاؤں کا اہتمام۔ طلبا مسنون دعائیں یاد تو کر لیتے ہیں، مسنون دعائیں موقع پر پڑھتے نہیں ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ ہم نہیں پڑھتے بلکہ یہ سوچیں کہ ہمیں توفیق نہیں ملتی اور یہ بہت بڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

خطرے کی بات ہے۔ بہت خطرے کی بات ہے کہ انسان کو دعائیں یاد بھی ہوں اور موقع پر پڑھنی یاد نہ آئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے بندے کو توفیق ہی نہیں دی۔ تو اللہ سے توفیق مانگیں اور ان دعاؤں کو آپ پڑھتے رہیں۔

گناہ سے بچنے کا اہتمام:

اور دوسری جس چیز کا بڑا خیال رکھتا ہے وہ یہ کہ آپ کے جسم کے کسی عضو سے گناہ سرزد نہ ہو۔ نہ بدنظری ہو، نہ غیبت ہو، نہ میوزک سنیں نہ ادھر ادھر سکرین پہ تماشے دیکھیں، نہ کوئی اور ایسا کام کریں جو شریعت کے خلاف ہو، ان چیزوں سے بہت محتاط ہو کر زندگی گزاریں۔ یہ تو زندگی کا مجاہدہ ہے۔ لیکن آخرت کے مقابلے میں اگر دیکھیں تو یہ مجاہدہ بہت تھوڑا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہماری سو سال کی زندگی ہے تو آخرت کے ایک دن کے مقابلے میں اڑھائی منٹ کے برابر ہے۔ اور آخرت میں لاکھوں سال، نہیں کروڑوں نہیں، اربوں نہیں کھربوں سال نہیں ہے، غیر محدود وقت ہے۔ تو دنیا کی زندگی تو نظر بھی نہیں آئے گی۔ تو تھوڑی سی محنت پر ہمیشہ رہنے والا انعام ہے تو کتنا سستا سودا ہے؟ تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ کرے

اور یہ جتنی ہماری پریشانیاں، مصیبتیں ہیں یہ اکثر و بیشتر ہمارے گناہوں کے سبب سے آتی ہیں۔ اکثر و بیشتر جو مصیبت بھی پہنچتی ہے انسان کے گناہ کی وجہ سے آتی ہے:

﴿ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ ﴾ (الشوریٰ: ۳۰)

''جو تمہیں مصیبت پہنچی تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے''

ترکِ گناہ سے دعاؤں کی قبولیت:

انسان گناہ کرنا چھوڑ دے دنیا میں جنت کے مزے آنے لگ جائیں گے۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے کہ جو بندہ گناہ چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ اللہ اس کے کام سنوارتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم نے تو یہاں تک دیکھا کہ اللہ والے ایک ایسے مقام پہنچتے ہیں:

لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

"اگر وہ کوئی بات کر دیتے ہیں اللہ ان کی بات کو پورا کر دیتے ہیں"

ایک مستجاب الدعوات شخصیت:

ہم نے اپنی زندگی میں ایک بزرگ تھے، حضرت بابو جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ زندگی کا بہت وقت گزرا۔ وہ جس بندے کے بارے میں دعا کرتے تھے کہ اس کو نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے، تین راتوں کے اندر اس بندے کو نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی تھی۔ یہ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، پچاس دفعہ نہیں، سو دفعہ نہیں۔ پتہ نہیں سینکڑوں دفعہ ہم نے آزمایا۔ ایسے ہاتھ اٹھاتے تھے دعا مانگنے میں آدھا منٹ بھی نہیں لگتا تھا، بس اتنا کہتے تھے اس بچے کو میرے آقا اور سردار کی زیارت نصیب فرما۔ تین دن میں زیارت ہو جاتی تھی۔

مجھے یاد ہے ہمارے یہاں شہر میں تبلیغی جماعت کے ایک امیر تھے، امیر دین صاحب۔ ایک دن فجر کی نماز کے وقت وہ میرے گھر دروازے پر...... میں باہر نکلا...... پوچھا کہ امیر صاحب! خیریت ہے، کہنے لگے کہ مجھے زندگی گزر گئی ہے تبلیغ میں وقت لگاتے ہوئے، بڑا جی چاہتا ہے کہ نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہو مگر ابھی تک ہوئی نہیں ہے۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ کوئی وظیفہ ہو تو مجھے بتائیں میں کرنے کو تیار ہوں۔ میں نے کہا کہ امیر صاحب! میں نے کل جانا ہے ایک جگہ وہاں ایک اللہ والے ہوں گے تو آپ میرے ساتھ چلیں، دعا کروالیں، زیارت ہو جائے گی۔ اگلے دن وہ ساتھ چلے گئے، وہاں جا کے بابو جی کو ملے۔ میں نے انہیں عرض کیا

کہ یہ ہمارے شہر کی تبلیغی جماعت کے ذمہ دار ہیں، چاہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو۔ انہوں نے ایسے ہاتھ اٹھائے، پانچ سیکنڈ لگے ہوں گے، فرمایا: ”اللہ ان کو میرے آقا اور سردار کی زیارت نصیب فرما“ بس واپس آگئے۔ ابھی دو دن گزرے تھے کہ صبح فجر کے وقت دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں باہر نکلا تو امیر صاحب کھڑے ہیں مگر ہاتھ میں ایک خط پکڑا ہوا ہے، میں نے پوچھا کہ یہ خط کیسا؟ کہنے لگے کہ الحمد للہ آج رات خواب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوا۔ میں شکریہ کا خط لکھ کر لایا ہوں مجھے ان کا پتہ دیں، ہم ان کو پوسٹ کر دیتے ہیں۔

دو چار نہیں، سینکڑوں دفعہ ان کو آزمایا، ایسا اللہ نے مقام دیا تھا۔ ایک دفعہ رمضان المبارک میں ان کے ساتھ تھے تو انہوں نے بلا کر بتایا کہ آج شب قدر ہے، اللہ سے جو مانگتے ہو مانگو۔ ایسی اللہ نے کشفی نظر دی تھی تو جو اللہ کا بنتا ہے اللہ ان کے بن جاتے ہیں۔

اللہ کی شان ان کے والد صاحب جو تھے، وہ ان سے ناراض ہی رہتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سٹیشن ماسٹر تھے اور رشوت بھی نہیں لیتے تھے، صرف تنخواہ کے اوپر گزارا تھا۔ والد ان کو کہتے کہ اسٹیشن ماسٹر تو بڑے محلات بنا کر رہتے ہیں، گاڑیاں ہوتی ہیں، اور کیا کچھ ہوتا ہے اور تیرے گھر کھانے کی بھی تنگی ہے...... وہ ساری زندگی والد کی ڈانٹ بھی کھاتے رہے، گالیاں بھی سنتے رہے، والد انہیں لوگوں کے سامنے بے عزت کرتے تھے۔ سب کچھ سہتے رہے، مگر رشوت نہیں لیتے تھے، رزق حلال کا اتنا خیال کیا۔ پھر ایسا وقت آیا کہ ان کے والد صاحب کی وفات ہوئی، تو وفات کے دو دن بعد ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ہمیں بتایا کہ رات میں نے والد صاحب کو جنت میں دیکھا، والد صاحب میری طرف آرہے تھے اور میں خواب میں ڈر رہا تھا کہ یہ میرے پاس آئیں گے تو یہ پھر مجھے ڈانٹ ڈپٹ کریں گے، جلی کٹی سنائیں گے،

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا میں گھبرا رہا تھا۔ لیکن جب والد صاحب آئے تو آ کر انہوں نے خلافِ معمول مجھے سینے سے لگایا، میرے ماتھے پہ بوسہ دیا اور مجھے کہا: عبداللہ! تو نے میرے بیٹے ہونے کا حق ادا کر دیا۔ میرے گناہ تو بڑے زیادہ تھے مگر تیرے سبب اللہ نے مجھے بھی جنت عطا فرما دی۔ ایسے بھی اللہ کے بندے ہوتے ہیں۔ تو انسان جب نیکی کرتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ ہوتا ہے۔

ایک اللہ والے کا عجیب طریقہ:

ہمارے حضرت! ایک عجیب بات فرماتے تھے۔ ایک بزرگ تھے ان کا یہ طریقہ تھا کہ کوئی ان کی بے عزتی کرتا یا کوئی بات کرتا تو وہ تھپڑ لگا دیتے تھے۔ تو عام لوگ یہ بات سمجھ نہیں پاتے تھے کہ جی! اللہ والوں کے اخلاق تو بہت بڑے ہوتے ہیں وہ تو ایسا نہیں کرتے، یہ عجیب ترتیب ہے ان کی! ہیں بھی بڑے اللہ والے اور ذرا سی کوئی بات ہوتی ہے تو تھپڑ بھی لگا دیتے ہیں۔ تو کسی نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اب مجھے اللہ رب العزت کے قرب کا ایسا مقام مل گیا ہے کہ اگر کوئی بندہ مجھے ذرا بھی ایذا پہنچائے گا، اگر میں بدلہ نہیں لوں گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا۔ تو میں ہی ایک تھپڑ لگا دیتا ہوں کہ وہ کم از کم اللہ کی پکڑ سے بچ جائے۔ اللہ اکبر، بندے کا ایک ایسا مقام اللہ کے ہاں ہو جاتا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

''میرے ولی کو تم دکھ دو گے تو میرا تمہارے ساتھ اعلانِ جنگ ہے''

اللہ والوں کے ساتھ اللہ کی مدد:

تو بھئی ہم اللہ کے ولی بنیں، دعائیں قبول ہوں گی، اللہ کی مدد ساتھ ہوگی، اللہ ایسی طرف سے رزق دیں گے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوگا۔ سبحان اللہ! تو بجائے

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کے پیچھے بھاگنے کے اور دنیا کا کتا بننے کے (وَ طَالِبُوْھَا کِلَابٌ) ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے راستے پہ چلیں۔ حتی کہ اللہ کے ہاں مقبول ہو جائیں۔ پھر دیکھنا اللہ اس دنیا کی زندگی کو کیسے جنت کا نمونہ بنا دیتے ہیں۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس کو اللہ نے جنت دینی ہوتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ ایسا سکون دیتے ہیں کہ جنت کا نمونہ اسی دنیا میں ان کو نظر آتا ہے۔ اور جس کو اللہ نے جہنم میں بھیجنا ہوتا ہے دنیا میں اتنا پریشان کرتے ہیں کہ وہ اپنی منہ سے کہتا ہے یار کیا مصیبت میں پڑ گیا۔ تو نیکی کے راستے پر اللہ کی مدد ہے اسی راستے پہ کامیابی ہے۔

دعائے رخصت:

آپ خوش نصیب بچے ہیں کہ آپ نیکی کے راستے پہ چلنے والے بچے ہیں۔ ہم آپ کو دعاؤں کے ساتھ یہاں سے رخصت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت اپنے گھروں میں لے جائے۔ وہاں رہ کر آپ لوگوں نے ان کے اندر دین کا جذبہ پیدا کرنا ہے، دین کی محبت پیدا کرنی ہے، حتیٰ کہ اور نوجوانوں کو آپ نے پڑھنے کے لیے اور دیندار بننے کے لیے تیار کرنا ہے اور جب چھٹیاں ختم ہوں تو آپ لوگوں نے اپنے پڑھنے والی جگہ پہ آنا ہے۔ اسلیے کہ مدرسہ سے ایک محبت ہوتی ہے۔ مدرسہ کو کہتے ہیں مادر علمی یعنی وہ جگہ جہاں سے انسان علم حاصل کرتا ہے۔ مدرسہ کو ماں کہا گیا تو ماں سے ہر بچے کو محبت ہوتی ہے۔ ایسے ہی ہر طالب علم کو مدرسے سے محبت ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی اس پورے سال کی محنت کو قبول فرمائے۔ آپ حضرات جائیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو خیر، کامیابی، خوشیوں کے ساتھ واپس لوٹائے۔ اللہ ایمان کی بھی حفاظت فرمائے اور اللہ گناہوں سے بھی حفاظت فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد سینتیس

- تعمیر انسانیت (سیرت مبارکہ کی روشنی میں)
- اخلاص کی حقیقت
- ریاء کی حقیقت
- تصوف وسلوک کا مقصد
- فراست مومنانہ
- جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں
- نعمتوں کا شکر ادا کریں

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

پیر طریقت، رہبر شریعت، مفکر اسلام
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مکتبۃ الفقیر

خطباتِ فقیر
37
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
شرک اور بدعت	73
اخلاص کیا ہے؟	73
اخلاص ضائع ہونے کی وجوہات	74
(۱) جلب منفعت	74
(۲) تعریف چاہنا	74
(۳) برتری کا لوہا منوانا	74
اخلاص کی علامات	75
(۱) عمل پر استقامت	75
(۲) عمل کو چھپانے کا استحضار	76
(۳) مخلوق کے سامنے شکووں سے پرہیز	76
شکوہ فقط اللہ کے سامنے	77
(۴) ثواب کی امید فقط اللہ سے	78
(۵) اخلاص پر فقط اللہ گواہ	78
اخلاص کے درجات	79
اخلاص کے ثمرات	79
(۱) حلِ مشکلات	79
(۲) رفع درجات	80
(۳) فتنوں سے نجات	80
(۴) گناہ معاف	81
(۵) اعمال پر اجر زیادہ	81

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
82	❁ ...... (۶) عطائے حکمت
82	❁ ...... (۷) نفقۂ تعریفیں
84	❁ ...... (۸) الٹی بھی سیدھی
84	❁ ...... (۹) اخلاص سے برکت زیادہ
85	❁ ...... اخلاص کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال
86	❁ ...... اخلاص کی اہمیت
86	❁ ...... نجات کا مدار علم پر
86	❁ ...... علم کا مدار عمل پر
87	❁ ...... عمل کا مدار اخلاص پر
89	❁ ...... اخلاص والے بھی خطرے میں
90	❁ ...... بھروسہ اللہ کے فضل پر ہو عمل پر نہیں
91	❁ ...... اخلاص کی برکت سے مصیبت سے نجات
93	❁ ...... منجیات اور مہلکات
93	❁ ...... اخلاص کیسے حاصل ہو
93	❁ ...... (۱) تصحیح نیت
94	❁ ...... (۲) اہل اللہ کی صحبت
95	❁ ...... (۳) اللہ سے دعا مانگنا
96	❁ ...... اکابر کے اخلاص کے چند واقعات
96	❁ ...... دو علما کا اخلاص پر مبنی اختلاف
97	❁ ...... دو مشائخ کا اخلاص پر مبنی اختلاف

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر

❁ ...... حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص	99
❁ ...... اہل اخلاص کی ملاقات کا منظر	100
❁ ...... ایک اداکار کی مخلصانہ توبہ	103
❁ ...... ایک مجاہد ختم نبوت کا جذبہ	104
❁ ...... شیخ شہاب الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب دعا	106
③ ریا کی حقیقت	107
❁ ...... ریا کا مطلب	109
❁ ...... ریا "شرکِ خفی" ہے	110
❁ ...... ریا کے حرام ہونے کی دو وجوہات	111
❁ ...... پہلی وجہ	111
❁ ...... دوسری وجہ	111
❁ ...... عیادتِ مریض کی تین صورتیں	111
❁ ...... (۱) اللہ کی رضا کے لیے	111
❁ ...... (۲) مریض کا دل خوش کرنے کے لیے	112
❁ ...... (۳) دنیاداری کے لیے	112
❁ ...... لباس کی تین صورتیں	113
❁ ...... زیبائش کا لباس	113
❁ ...... آسائش کا لباس	114
❁ ...... نمائش کا لباس	114

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
115	دکھاوے کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا
115	اعمال کو ظاہر کرنے کی تین صورتیں
115	پہلی صورت
116	دوسری صورت
116	تیسری صورت
117	شریعت مقصد کو دیکھتی ہے
118	عمل کا بلا ارادہ ظاہر ہونا مضر نہیں
118	مخلص بندے کی تعریف نقد بشارت ہے
119	ریا کا وسوسہ مضر نہیں
120	ریا کی علامات
120	پہلی علامت
120	دوسری علامت
121	ریا کی مختلف صورتیں
122	ایک ریاکار عابد کی حکایت
123	چالیس سال کا مجاہدہ تعریف کی نذر
123	ریا کا بری نظر لگنا
126	ریاکاری کی سزا
126	ریا کا علاج
126	(۱) ریا کے نقصانات پر غور
128	(۲) ریاکاروں کی صحبت سے پرہیز

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... (۳) محاسبۂ نفس	127
❁ ...... (۴) اللہ سے مدد چاہنا	128
❁ ...... (۵) سوچنا کہ قضا وقدر اللہ کے ہاتھ میں ہے	129
❁ ...... ریا کی حقیقی وجہ	129
❁ ...... اکابرینِ امت کا اپنے اعمال کو چھپانا	130
❁ ...... عمل میں ریا ہو تو کیا عمل چھوڑ دے؟	134
❁ ...... عمل کے رد ہونے سے ہونا بہتر ہے	134
❁ ...... "لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ" کا مطلب؟	135
❁ ...... شیخ کو اپنے اعمال بتانا ریا نہیں	136
❁ ...... گناہ کو چھپانا لازم ہے	137
❁ ...... شیخ کو اپنے عیوب بتانے کا مقصد	138
❁ ...... کوئی ریاکار کہے تو برا نہ منائیں	138
❁ ...... ریاکار کے لیے چار عذاب	139
❁ ...... (۱) اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جانا	139
❁ ...... (۲) بارگاہِ خداوندی میں سجدے سے محرومی	140
❁ ...... (۳) ریزہ ریزہ ہونے کے گروپ میں داخلہ	140
❁ ...... (۴) ...... بدترین رسوائی	141
(۳) تصوف و سلوک کا مقصد	143
❁ ...... خواجہ صاحب کی شیخ کے ہاں قدر	145
❁ ...... تصوف و سلوک کا بنیادی مقصد	146

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... نیت کی درستگی، احتساب کے ساتھ	146
❁ ...... دل عبادت کا طلب گار بن جائے	147
❁ ...... اصلیت پیدا ہو جائے	148
❁ ...... یقین پکا ہو جائے	150
❁ ...... تصوف...... حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں	151
❁ ...... تصوف کی محنت ہر ایک کے لیے ضروری ہے	152
❁ ...... کیا تصوف قرآن سے ثابت ہے؟	152
❁ ...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	154
❁ ...... شریعت اور طریقت	155
❁ ...... تصوف...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں	158
❁ ...... دو بڑی نعمتیں...... اخلاق اور اخلاص	158
❁ ...... شریعت و طریقت...... فقیر کی نظر میں	159
❁ ...... حصول نسبت میں معاون چار چیزیں	159
❁ ...... (۱) گناہوں سے بچنا اور آرزوؤں کو کم کرنا	159
❁ ...... (۲) اتباع سنت	160
❁ ...... مسنون دعاؤں کی اہمیت	160
❁ ...... (۳) صحبت شیخ	162
❁ ...... (۴) کثرت ذکر اور تقلیل طعام	163
❁ ...... حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط	163
❁ ...... نفس کی تخریب میں باطن کی تعمیر	165

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
165	...... سالک کی تربیت کے دو انداز
166	...... عبداللطیف یا عبدالملطف
166	...... ایک اور شیطانی وار
167	...... "قبض" میں سالک کی ترقی زیادہ ہے
167	...... اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں
169	...... حصولِ نسبت میں بڑی رکاوٹ.....گناہ
169	...... گناہ کی دو قسمیں
170	...... اجتماع میں آنے کا مقصد
171	...... جماعت اور بھیڑ میں فرق
171	...... اجتماع میں رہیں آداب کے ساتھ
174	...... اللہ کسی کے عملوں کو ضائع نہیں کرتے
174	...... اللہ کتنے کریم ہیں!
175	...... اللہ کتنے حلیم ہیں!
176	...... ہماری ناقدری، اللہ کی قدردانی
178	...... ایک ہی در سے مانگیں
179	⑧ فراستِ مومنانہ
181	...... انسانی زندگی کے دو پہلو
182	...... بصیرت اور بصارت
183	...... بصیرت اور بصارت میں فرق
188	...... علم توسم کیا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
191	حضرت مرشد عالم ؒ کا بندے کو پہچاننا ......
192	ظن اور علم توسم میں فرق ......
192	صاحب نظر لوگوں کی کیفیت ......
194	فراست اکابر کی نظر میں ......
195	حصول فراست کے لیے پانچ شرائط ......
196	حصول فراست کی پہچان ......
197	چار صاحب فراست لوگ ......
199	اکابر کی فراست کے واقعات ......
199	سیدنا صدیق اکبر ؓ کی فراست ......
200	سیدنا عمر ؓ کی فراست ......
205	سیدنا عثمان ؓ کی فراست ......
206	سیدنا علی ؓ کی فراست ......
206	مزنی ؒ کی فراست ......
207	جنید بغدادی ؒ کی فراست ......
208	امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی فراست ......
205	سید احمد بدوی ؒ کی فراست ......
209	ابراہیم دسوقی ؒ کی فراست ......
209	مرزا مظہر جان جاناں ؒ کی فراست ......
213	حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ کی فراست ......
210	حضرت عبدالملک صدیقی ؒ کی فراست ......

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
...... حضرت بابوجی عبداللہ رحمہ اللہ کی فراست	212
...... نورِ باطن کو حاصل کرنے کی ضرورت	214
(۶) جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں	217
...... دنیا فانی ہے	219
...... دنیا ایک دن کی ہے	220
...... دنیا مومن کے لیے قید خانہ	220
...... انسان، دنیا کے دھوکے میں گرفتار	221
...... موت کے لیے کون تیار؟	222
...... نماز کی پابندی کی برکت	223
...... موت اٹل ہے	225
...... دنیا ایک لمحے کی ہے	226
...... ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کی حکیمانہ نصیحت	226
...... مقصدِ زندگی اللہ کی بندگی	229
...... نعمتوں کے چھن جانے کا نام موت ہے	229
...... نعمتوں کے غلط استعمال کی سزا...... جہنم	231
...... نعمت کے صحیح استعمال کا انعام...... جنت	233
...... آج وقت ہے	235
...... نعمتوں کا صحیح استعمال نعمتوں کے اضافے کا ذریعہ ہے	236
...... دل آنسوؤں سے دھلتا ہے	237
...... عیب گوئی اور طعنہ زنی کا انجام	238

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
240	❁ ...... مال کی محبت کا انجام
241	❁ ...... مال کی زکوٰۃ ادا کریں
242	❁ ...... سانپ اور بچھوؤں کی غاریں
244	❁ ...... دلوں کو جلانے والی آگ
244	❁ ...... عبرت حاصل کرو
245	❁ ...... آج توبہ کرلیں
247	⑤ نعمتوں کا شکر ادا کریں
249	❁ ...... انسان اللہ کی تخلیق کا شاہکار
249	❁ ...... آنکھ، کان کی تفصیلات
250	❁ ...... دل کی تفصیلات
250	❁ ...... دماغ کی تفصیلات
251	❁ ...... انسان کے اندر اللہ کی نشانیاں
252	❁ ...... تخلیق کائنات میں غور وفکر
253	❁ ...... وائرس انسان کے لیے ذریعہ عبرت
253	❁ ...... تخلیق انسانی کا مقصد
254	❁ ...... انسان کا لقمہ بننے میں مراحل
256	❁ ...... انسان کی ناشکری
257	❁ ...... کتے کی شکر گزاری
259	❁ ...... گھوڑے کی اپنے مالک سے وفاداری
261	❁ ...... ہماری بے وفائی

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(سورۃ الاحزاب: ۲۱)

تعمیر انسانیت

(سیرت مبارکہ کی روشنی میں)

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 5 فروری 2012ء بروز اتوار ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

موضوع: بیان بعد نماز مغرب، بیان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مقام: جامع مسجد اللہ اکبر، ڈیفنس سوسائٹی، لاہور

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

نبی ﷺ نے اس روحانی اور اخلاقی تبدیلی کے لیے تشدد کا راستہ نہیں اپنایا۔ محبت و الفت کا راستہ اپنایا۔۔ نبی ﷺ نے ان کے دلوں میں اللہ کی محبت بھی پیدا کی اور اللہ کے بندوں کی محبت بھی پیدا کی۔ یہ محبت ہی تھی جس نے ان کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا اور ان کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیا۔ عقل حیران ہے کہ ۲۳ سال کے قلیل عرصے میں ان کو ایسا شیر و شکر بنا دیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ رب کریم نے جو دلوں کے بھید جاننے والے ہیں ان کے بارے میں قرآن میں گواہی دی کہ

{رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ}

''وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بہت رحیم و کریم تھے۔''

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تعمیر انسانیت (سیرت مبارکہ کی روشنی میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ} (الاحزاب)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

((بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ)) (المستدرک علی الصحیحین، رقم: 4221)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

((اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا)) (سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۲۹)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دنیا کا ناپائیدار نظام حکومت:

تاریخ انسانیت پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے حکمران فاتح اور بادشاہ آئے جو قوموں کے جان و مال پر قابض ہوئے۔

... ایک نے سب کو اجاڑا، دوسرے نے بسایا۔

... ایک کو گھٹایا، دوسرے کو بڑھایا۔

... ایک سے چھینا دوسرے کو دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کی تلواروں نے بڑے بڑے مجرموں کو روپوش ہونے پر مجبور تو کر دیا مگر وہ تہ خانوں کے روپوش مجرموں کو جرائم سے نہ روک سکے۔ انہوں نے گلی کوچوں میں تو امن قائم کر کے دکھا دیا مگر من کی دنیا میں امن قائم نہ کر سکے۔ بلکہ ہر قسم کی روحانی بربادی انہیں کے درباروں سے پھیلی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے وضع کردہ قوانین کی عمر لمبی نہ رہی۔ بلکہ ان کے اپنے شاگردوں اور پیروکاروں نے ان کے قوانین کو بدل ڈالا۔

انبیائے کرام علیہم السلام...... انسانیت کے نجات دہندہ:

اگر دنیا میں خیر اور بھلائی پھیلی تو صرف ان ہستیوں سے پھیلی جن کو انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کہا جاتا ہے۔ یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ قومیں جب بھی مشکلات میں پھنسیں تو انبیائے کرام علیہم السلام نے ہی آ کر انہیں نکالا۔ اس سلسلے میں دو مثالیں سامنے رکھیے۔

① بنی اسرائیل کی مثال:

بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلائی۔ حتیٰ کہ ان کو حکومت بھی مل گئی۔ لیکن بنی اسرائیل نے اللہ کے حکموں کی ناقدری کی اور بدعملی کی زندگی اختیار کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بخت نصر نے ان کے ملک پر حملہ کیا اور ان کو پھر ذلیل و خوار کر کے نکال دیا۔ اب حضرت دانیال علیہ السلام ان کے نجات دہندہ بن کر تشریف لائے اور انہوں نے پھر ان کو اس کے ظلم و ستم سے نجات عطا فرمائی۔

② اہل عرب کی مثال:

دوسری مثال اہل عرب کی ہے۔ نبی علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے مکہ مکرمہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے مشرکین جہالت کی زندگی گزار رہے تھے۔ قتل وغارت، ظلم وستم، جنگ وجدال اور لوٹ مار ان کا شیوہ تھا۔ بے حسی کی انتہا دیکھیے کہ دوستوں کی محفل میں گوشت کھلانے کے لیے زندہ جانور سے گوشت کاٹ کر پکا لیا کرتے تھے۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ زندہ جانور کے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔ معمولی بات پر جو لڑائی شروع ہوتی تھی تو وہ سینکڑوں انسانوں کے مرنے کا سبب بن جاتی تھی۔ ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' والا قانون تھا۔ قیصر وکسریٰ ان پر حکومت کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ باپ کے مرنے کے بعد ماں کو بھی میراث کے مال کی طرح تقسیم کر دینا ان کی عادت تھی۔ بیوی کو ذلت ورسوائی کا طوق ڈالنا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا یہ ان کے لیے عام سی بات تھی۔ چنانچہ مشہور مؤرخ گبن لکھتا ہے:

At that time, Arabia was the most degraded nation of the world.

''اس وقت عرب لوگ دنیا کی پسماندہ ترین قوم تھے۔''

یہ وہ ان پڑھ قسم کے لوگ تھے، Wild Life (جنگلی زندگی) گزارنے والے لوگ تھے جن میں اللہ کے حبیب ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان کو دین سکھایا اور ان جانور نما انسانوں کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیا۔

ایک حیرت انگیز انقلاب:

ایک نکتہ دلچسپ اور قابل توجہ ہے کہ یہ لوگ اتنے جاہل تھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی میں ان میں سے کوئی آدمی بیرون ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے نہیں گیا۔ سب کے سب صحابہ پوری زندگی نبی ﷺ کے سامنے بیٹھے رہے ہیں۔ آج تو

www.besturdubooks.wordpress.com

باہر لیاقت ڈی کرنے کے لیے لوگ چلے جاتے ہیں، لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی علم حاصل کرنے کے لیے باہر نہیں گیا۔ صرف ایک مثال ملتی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب خطوط لکھنے تھے تو وہ عبرانی اور سریانی زبان میں لکھے جاتے تھے۔ تو اس وقت یہود سے Help (مدد) لی جاتی تھی۔ لیکن خدشہ یہ تھا کہ معلوم نہیں وہ آگے کیا لکھ دیں۔ چنانچہ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ میں زبان سیکھ کر آتا ہوں۔ وہ ایک مہینے کے لیے گئے اور زبان سیکھ کر آگئے۔ اس کے علاوہ کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی صحابی نے کہیں باہر سے جا کر تعلیم حاصل کی ہو۔

ان لوگوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم کے ہیرے اور موتی عطا کیے، وحی کی بارش ہوئی، اور پھر ایسی بہار کا موسم کھلا کہ پوری دنیا نے اس کو دیکھا۔ آپ ﷺ کی تعلیم پا کر صحابہ رضی اللہ عنہم اخلاق کی اعلیٰ قدروں تک پہنچ گئے۔

.....جو جاہل تھے وہ عالم بنے۔

.....جو ظالم تھے وہ عادل بنے۔

.....جو غاصب تھے وہ امین بنے۔

.....جو عزتوں کے لٹیرے تھے وہ عزتوں کے محافظ بنے۔

.....جو ننگ انسانیت تھے وہ فخر انسانیت بن گئے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ایسے مکارم اخلاق کی تعلیم دی کہ وہ پورا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن گیا۔ ان کے اندر اللہ رب العزت نے اخوت، الفت، ہمدردی، ایثار، تواضع، سینہ بے کینہ اور پر سوز دل جیسی نعمتیں عطا فرما دیں۔ چنانچہ ان میں سے ہر ہر بندہ "خلیفۃ اللہ فی الارض" بننے کی اہلیت پا گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی ﷺ کی انقلابی پالیسی ..... محبت اور نرمی:

نبی ﷺ نے اس روحانی اور اخلاقی تبدیلی کے لیے سختی کا راستہ نہیں اپنایا۔ محبت و الفت کا راستہ اپنایا۔ چنانچہ ایک حدیث مبارکہ ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نرمی پر وہ رحمتیں نازل فرماتا ہے جو سختی کے اوپر نازل نہیں فرماتا۔ (مسند احمد، رقم: ۱۶۸۰۲) محبت کا راستہ سب سے زیادہ قوت والا راستہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں:

Love is the greatest power in the world.

”دنیا کی سب سے بڑی طاقت محبت ہے“

نبی ﷺ نے ان کے دلوں میں اللہ کی محبت بھی پیدا کی اور اللہ کے بندوں کی محبت بھی پیدا کی۔ یہ محبت ہی تھی جس نے ان کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا اور ان کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیا۔ عقل حیران ہے کہ ۲۳ سال کے قلیل عرصے میں ان کو ایسا شیر و شکر بنا دیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ رب کریم نے جو دلوں کے بھید جاننے والے ہیں ان کے بارے میں قرآن میں گواہی دی کہ

﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح: ۲۹)

”وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بہت رحیم و کریم تھے۔“

اصحابِ رسول ﷺ کی صفاتِ حمیدہ کا ایک جائزہ:

آیئے! ان صفاتِ حمیدہ کا جائزہ لیں کہ جن کی وجہ سے وہ ان اخلاقی بلندیوں تک پہنچے۔ ان میں سے کچھ صفات انفرادی تھیں اور کچھ اجتماعی۔ اب ہم ذرا ان کی ان Qualities (خوبیوں) کی Scaning (مشاہدہ) کریں گے۔

انفرادی صفات

① طلب علم:

سب سے پہلے طلب علم کی صفت ہے۔ نبی علیہ السلام نے ہر ہر بندے کو علم کا طالب بنا دیا تھا۔ فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ)) (سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۲۰)

''علم کا طلب کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر لازم ہے''

((اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ)) (تفسیر روح البیان، سورۃ الکہف)

''تم پنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک علم کو حاصل کرو''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، فرمایا:

((اَلْعِلْمُ نُوْرٌ)) (الموطا، رقم: ۲۳) ''علم روشنی ہے''

علم روشنی ہے اور جہالت اندھیرا ہے۔

آج آپ جانتے ہیں کہ جو قوم علم میں آگے بڑھ جاتی ہے وہ پوری دنیا میں غالب آ جاتی ہے۔

② بامقصد زندگی:

نبی علیہ السلام نے ان کو بامقصد زندگی گزارنے کی تعلیم دی۔ اس کو کہتے ہیں Goal Oriented Life (بامقصد زندگی) یعنی زندگی کا ایک مقصد ہو جسے انسان حاصل کرے۔ فرمایا:

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا﴾ (المؤمنون: ۱۱۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

''کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا''

③ صدق وصفا:

نبی علیہ السلام نے ان کے اندر صداقت کے بیج بوئے۔ ان کو فرمایا کہ اللہ سے ڈرو۔

((خَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ)) (کنز العمال، رقم: ۴۳۴۲۷)

خلوتوں میں بھی اور جلوتوں میں بھی اللہ کے ڈر کی وجہ سے گناہوں کو چھوڑ دو۔

④ نیکوکاری:

پھر نبی علیہ السلام نے ان کو نیکوکاری سکھائی اور بتلا دیا:

﴿وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ (البقرۃ: ۱۹۵)

''نیکی کرو، اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں''

⑤ تواضع:

نبی علیہ السلام نے ان کے اندر سے غرور اور تکبر کو ختم کیا اور ان کے اندر تواضع پیدا کی۔ بتلایا:

((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ)) (کنز العمال، رقم: ۸۵۰۸)

''جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے، اسے اللہ بلندیاں عطا فرماتا ہے''

⑥ تحمل مزاجی:

پھر نبی علیہ السلام نے ان کے اندر تحمل مزاجی (Fore bearance) پیدا کی۔ گویا یہ سمجھا دیا کہ انسان معمولی باتوں پر Instantanious react نہ کرے، بھڑک نہ اٹھے بلکہ بات بے ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچے۔ اور پھر مناسب قدم

www.besturdubooks.wordpress.com

اٹھائے۔

یہ تحمل مزاجی بہت بڑی نعمت ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں دس سال رہے اور خدمت کرتے رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دس سال میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی مجھے مارا، نہ کبھی ڈانٹا اور نہ کبھی نبی علیہ السلام نے بولنا چھوڑا۔ حیرت کی بات ہے کہ ایک بچے کی تربیت ہوئی اور زندگی میں کبھی مار کا موقع ہی نہیں آیا۔ آج ہمیں دیواروں پر لکھ کر لگانا پڑتا ہے'' مار نہیں پیار''۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے Practically (عملاً) کر کے دکھا دیا کہ بچوں کی تربیت ایسے بھی ہوتی ہے۔ پیار کے ذریعے، محبت کی وجہ سے تم جو چاہو گے تمہارے بچے ویسے ہی بنتے چلے جائیں گے۔

⑥ مٹھاس:

پھر نبی علیہ السلام نے ان کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار رکھنے کی عادت ڈالی۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا: میں تمہارے اندر ایمان تو دیکھتا ہوں، مگر ایمان کی حلاوت نہیں دیکھتا۔ اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایمان کی حلاوت کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: ایک دوسرے کے ساتھ الفت، محبت اور پیار کے ساتھ پیش آنا۔ گویا نبی علیہ السلام نے بتلا دیا کہ مومن رف اور رٹف نہیں ہوتا بلکہ

((اَلْمُؤْمِنُ حَلُوٌّ)) (کنز العمال، رقم:۶۹۱)

''مومن کے اندر مٹھاس ہوتی ہے۔''

وہ بات کرتا ہے تو بات کے اندر شیرینی ہوتی ہے۔ وہ کوئی کام کرتا ہے تو وہ دوسروں کے لیے سکونِ قلب کا سبب بنتا ہے۔ تو مومن ایک Sophisticated طبیعت رکھنے والا انسان ہوتا ہے۔ جو اللہ کے بندوں کے لیے باعثِ رحمت بن جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ فرمایا:

((ارْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ))

(سنن الترمذی، رقم: ۱۸۴۷)

''کہ تم زمین والوں پر رحم کرو گے تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا''

(۸) اخلاص:

پھر اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں اخلاص کی تعلیم دی کہ ہم دنیا میں جو بھی کوئی کام کریں کسی دنیاوی منفعت یا ذاتی غرض کی وجہ سے نہیں بلکہ خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے کریں۔ یہ اسلام کی ایک ایسی بنیادی تعلیم ہے جس نے ایک مومن کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ کی اسی تعلیم کی برکت سے صحابہ ؓ اخلاص کے ایسے پیکر بنے کہ ان کی زندگیاں آنے والی انسانیت کے لیے روشن نمونہ بن گئیں۔

اجتماعی صفات

نبی ﷺ نے ان کے اندر ایسی اجتماعی صفات بھی پیدا کیں، جن سے ان کا معاشرہ ایک پرسکون اور مثالی معاشرہ بن گیا۔

(1) مساوات:

مثال کے طور پر: صحابہ کرام کو سمجھایا:

''نہ گورے کو کالے پر فضیلت ہے، نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے''

(مسند احمد، رقم: ۲۳۴۸۹)

آج اس Scientific Word (سائنسی دنیا) میں، دنیا مساوات کی اس تعلیم

www.besturdubooks.wordpress.com

کو بڑا عظیم اصول سمجھتی ہے۔ جبکہ نبی علیہ السلام چودہ سو سال پہلے اس اصول کو بتا دیا تھا۔

(2) انصاف:

پھر نبی علیہ السلام نے معاشرے کی بنیاد انصاف پر رکھی۔ بتا دیا:

﴿وَ اَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ﴾ (الحجرات:۹)

"انصاف کرو اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں"

بتایا کہ

"کفر سے حکومت چل سکتی ہے مگر ظلم سے حکومت کبھی نہیں چل سکتی"

اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں پرسکون زندگی گزارو تو انصاف کرنا پڑے گا۔ انصاف ایسا کہ جو نظر بھی آئے کہ انصاف ہو رہا ہے۔

(3) عفو و درگزر:

نبی علیہ السلام نے عفو و درگزر کی تعلیم دی۔ ایک خوبصورت بات کہی، فرمایا:

((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَ اعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ))

(شعب الایمان، رقم:۷۵۸۵)

"جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑ۔ جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے"

اور فرمایا:

((وَ اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْكَ)) (کنز العمال، رقم:۸۵۰۸)

"اور جو تجھ سے برا کرے تو اس سے اچھا سلوک کرلے۔"

یہ نبی علیہ السلام کا حکم ہے۔ امر کے صیغے ہیں۔ گویا مومن کی تعریف بیان کی کہ وہ کیسے ہوا کرتا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

(4) ایثار:

نبی ﷺ نے ان کو ایثار کی تعلیم دی کہ دوسروں کو اپنے پر فوقیت دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ دوسرے بھائی کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے تھے۔ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ جنگِ یرموک میں ایک سپاہی بڑا زخمی ہو چکا تھا۔ ڈی ہائیڈریشن ہو چکی۔ بلیڈنگ کی وجہ سے کمزوری ہو چکی۔ اور سخت گرمی کا موسم ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے: اَلْعَطَشْ ''پیاس''۔ ان کے چچا زاد بھائی ان کو پانی پلانے کے لیے مشک لے کر آئے۔ مگر جب پانی پلانے لگے تو کسی اور زخمی نے یہی بات کی اَلْعَطَشْ۔ تو انہوں نے منہ کو بند کر لیا اور اشارہ کیا کہ دوسرے کو پہلے پانی پلاؤ۔ وہ پانی لے کر دوسرے کی طرف گئے۔ اس وقت تیسرے کی طرف سے آواز آئی اَلْعَطَشْ۔ دوسرے نے بھی منہ بند کر لیا اور کہا کہ اُدھر جاؤ۔ جب یہ تیسرے کے پاس پہنچے تو وہ شہید ہو چکے تھے۔ یہ لوٹ کر دوسرے کی طرف آئے تو وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے اور جب پہلے کی طرف آئے تو وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ آخری لمحے میں بھی وہ اپنے بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دینے والے بن گئے تھے۔

(5) اخوت:

پھر نبی علیہ السلام نے ان کے اندر اخوت کو پیدا کیا۔ فرمایا: تم تجسس نہ کرو۔ کسی کے عیبوں کو ڈھونڈنے میں نہ لگو۔

((وَلَا تَحَسَّسُوْا وَ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا))

''ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہو، ایک دوسرے کی جاسوسی مت کرو، آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ ہی آپس میں اختلاف رکھو''

www.besturdubooks.wordpress.com

اور آخر میں فرمایا:

((وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا)) (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۰۶۴)

"اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو۔"

جب مہاجرین مدینہ تشریف لائے تو نبی علیہ السلام نے ان کی مواخات کروائی۔ تاریخ انسانیت میں انسانی بھائی چارے کی ایسی مثال اور کوئی پیش نہیں کر سکتے کہ کس طرح انہوں نے بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزاری۔

(6) ستر پوشی:

نبی علیہ السلام نے ان کو ستر پوشی کی تعلیم دی کہ تم اگر اپنے کسی بھائی کا عیب دیکھو تو اس کی ستر پوشی کرو اور اصلاح کی کوشش بھی کرتے رہو۔ فرمایا:

((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (صحیح البخاری، رقم: ۲۴۴۲)

"جو اپنے مومن بھائی کے (عیبوں) کی ستر پوشی کرے گا اللہ قیامت کے دن اس (کے عیبوں) کی ستر پوشی کرے گا۔"

(7) برائی کا خاتمہ:

نبی علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ دیکھو، برائی ناپسندیدہ چیز ہوتی ہے، اس کو ابتدا سے ختم کریں۔ اس کو کہتے ہیں:

Nip the evil in the bud. "برائی کو ابتدا سے ختم کرو۔"

یہ بھی فرمایا کہ اگر تم برائی کو دیکھو تو اگر ممکن ہو تو ہاتھ سے اسے روکو اگر ممکن نہ ہو تو زبان سے اظہار خیال کر دو، اور اگر یہ بھی ممکن نہیں تو کم از کم دل میں ہی اسے برا سمجھو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(8) ازدواجی زندگی:

پھر ازدواجی زندگی بہت محبت و پیار سے گزارنے کی تعلیم دی۔ کیونکہ ایک فیملی یونٹ چھوٹی معاشرتی اکائی ہوتا ہے۔ لہٰذا خوشگوار ازدواجی زندگی خوشگوار معاشرے کی بنیاد بنتی ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے اچھی ازدواجی زندگی گزارنے کی تعلیم دی۔ فرمایا:

((خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَهْلِهٖ)) (سنن الترمذی، رقم: ۳۸۹۵)

"تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے سب سے بہتر ہے"

(9) نفع رسانی:

پھر نبی علیہ السلام نے ایک بات فرمائی:

((خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ)) (کنز العمال، رقم: ۴۴۱۵۴)

"انسانوں میں سے سب سے زیادہ بہتر انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں کے لیے فائدہ پہنچانے کا سبب ہو"

ذرا غور کیجیے! آج اس کسوٹی پر ہم اپنے آپ کو تولیں تو ہم کہاں جاتے ہیں؟

(10) خدمت خلق:

پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((وَ اللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ أَخِیْهِ))

(شعب الایمان للبیہقی، رقم: ۱۱۹۹۵)

"اللہ بندے کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کے کاموں میں اس کی مدد کر رہا ہوتا ہے۔"

کیا خوبصورت Concept (تصور) دیا ہے کہ اگر ہم اپنے بھائی کے کام

www.besturdubooks.wordpress.com

آئیں گے، اس کی تکلیف کے دور کرنے میں، اس کی مصیبت کے دور کرنے میں، اس کی پریشانی بانٹنے میں لگیں گے تو اتنی دیر اللہ ہماری مدد کرے گا۔

(11) محاسبہ:

نبی علیہ السلام نے تعلیم دی کہ:

((کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ)) (الادب المفرد:۸۳)

"تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا"

لہٰذا انسان اپنا محاسبہ کرتا رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا:

حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا (کنز العمال:۴۴۲۰۳)

"اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے"

لہٰذا انسان اگر اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہے کہ مجھ سے حقوق کی ادائیگی میں کہاں کہاں کوتاہیاں ہو رہی ہیں تو وہ بہت سی خرابیوں سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ اور اللہ اور مخلوق کی نظروں میں مقبول بن جاتا ہے۔

(12) اخلاقِ حمیدہ:

نبی علیہ السلام نے ان کو اخلاقِ حمیدہ کی تعلیم دی۔ فرمایا:

((تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ))

(ارشاد الساری، فی باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔ احیاء علوم الدین:ج۴/۳۰۶)

انسانیت کی عظمت یہ ہے کہ وہ اپنے اندر اللہ رب العزت کے اخلاق پیدا کرے۔ اور واقعی! نبی علیہ السلام نے ایسی محنت فرمائی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر یہ ساری صفات پیدا ہوئی تھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تعمیر انسانیت.....فکری تبدیلی کا ایک واقعہ:

نبی علیہ السلام نے لوگوں کی اخلاقی قدروں میں کس طرح تبدیلی پیدا فرمائی اس کا اندازہ لگانے کے لیے ایک واقعہ سن لیجیے:

نبی علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ ایک صحابی ایک چھوٹی سی معصوم بچی کو اٹھائے ہوئے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، زاروقطار رو رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب! مجھے اپنا ماضی یاد آ رہا ہے۔ پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگے:

میں اسلام لانے سے پہلے اتنا سنگدل انسان تھا کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں سفر پر تھا میرے ہاں بیٹی ہوئی، میری بیوی نے اس بچی کو اپنی بہن کے گھر بھجوا دیا۔ میں سفر سے لوٹا اور میں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ کہنے لگی: بیٹی ہوئی تھی دفن کر دی۔ میں نے کہا: قصہ ختم ہوا۔

وہ بچی میری سالی کے ہاں پلتی رہی۔ حتی کہ لڑکپن کی عمر کو پہنچ گئی۔ میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگ گئی۔ وہ کبھی کبھی اس کے ساتھ میرے گھر بھی آتی رہی، میں اسے اپنی سالی کی بیٹی سمجھتا، میں بھی اس کی باتیں سنتا، مجھے اچھی لگتیں۔ وہ بچی کبھی میری گود میں آ جاتی میں اظہار محبت بھی کر دیتا۔ حتی کہ اس بچی سے میں محبت کرنے لگ گیا۔ جب میری بیوی نے دیکھا کہ اب میں اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہوں اور اسے بہت محبت دے رہا ہوں۔ تب اس نے یہ راز کھولا کہ یہ تو ہماری بیٹی ہے۔ کہتے ہیں: میں نے یہ سنا تو میرے دل کی کیفیت بدل گئی لیکن میں نے بیوی کو اظہار نہیں کیا۔

دو چار دن گزرے۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو کہا: کتنا اچھا ہو اگر میں اس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے ساتھ بازار لے جاؤں۔ اس نے کہا: لے جائیں۔ میں نے اس چھوٹی سی پھول جیسی بچی کو اٹھایا اور میرے اندر کا حیوان اس وقت پوری طرح تیار تھا کہ میں اس بچی کو زندہ دفن کر دوں۔ میں ویرانے میں گیا اور میں نے گڑھا کھودنا شروع کر دیا۔ جب میں گڑھا کھود رہا تھا تو مٹی میرے کپڑوں پر پڑ رہی تھی اور وہ چھوٹی بچی میرے کپڑوں کو جھاڑ رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ابو! آپ کے کپڑے میلے ہو رہے ہیں۔ آپ کے کپڑوں پر مٹی پڑ رہی ہے۔ میرے دل میں اس کا احساس نہیں تھا۔ جب میں نے گڑھا کھود لیا تو میں نے اس بچی کو پکڑ کر گڑھے میں پھینکا اور اس پر مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ معصوم بچی رونے لگ گئی۔ کہنے لگی: میرے سر پر مٹی پڑ رہی ہے، میری آنکھوں میں مٹی پڑ رہی ہے، ایسا نہ کریں مجھے کیوں مٹی میں ڈال رہے ہیں؟ میں نے اس کی کوئی بات نہیں سنی۔ اے اللہ کے حبیب! میں مٹی ڈالتا رہا، ڈالتا رہا، حتیٰ کہ اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔ میں نے اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے زندہ دفن کیا۔ میں ایسا انسان تھا، آپ تشریف لائے، آپ کی وجہ سے ہم نے کلمہ پڑھا، آپ نے ہمیں اخلاقِ عظیمہ سکھائے اور ایسی محبتیں سکھائیں۔ اے اللہ کے حبیب! یہ میرے بھائی کی بچی ہے، یہ مجھے اتنی پیاری لگتی ہے کہ میں اسے سینے سے لگا رہا ہوں۔

یہ تعمیر انسانیت ہے کہ وہ لوگ جو اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اب ان کو دوسرے کے بچے کے ساتھ بھی ایسی محبت اور ایسی الفت ہو گئی۔

سرزمینِ عرب...... ہیروز کی نرسری:

جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کی عظمت آپ کے شاگردوں سے پہچانی جاتی ہے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسی پاکیزہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اور مقدس جماعت چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھی۔ غیروں کو بھی یہ حقیقت تسلیم کیے بغیر چارہ نہ رہا۔ چنانچہ ایک مغربی مؤرخ لکھتا ہے:

After the the death of MUHAMMAD ﷺ Arabia became the nursery of heroes.

”نبی ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد عرب کی زمین ہیروز کی نرسری بن گئی“

جیسے پھولوں کی نرسری ہوتی ہے، اس میں لاکھوں پھول ہوتے ہیں۔ ایسے ہی عرب کی زمین ہیروز کی نرسری بن گئی۔ کہ جو شخصیت اٹھی وہ وقت کی ایک قائد شخصیت بن گئی۔ اب اگر غیر بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں تو واقعی! یہ بات کتنی عظیم ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کو ایسی قائدانہ صلاحیتیں عطا فرمادیں۔

اسلامی لیڈرشپ کی کیس سٹڈی:

ہم لوگ آج کی Most modern World (جدید دنیا) میں زندگی گزار رہے ہیں۔ آج یونیورسٹیوں کے اندر Management (نظم و نسق) کا مضمون پڑھایا جاتا ہے جس میں لیڈرشپ کے بارے میں تفاصیل پڑھائی جاتی ہیں۔ ذرا دیکھیے کہ چودہ سو سال پہلے محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے صحابہ کے اندر کیسی قائدانہ صلاحیتوں کو پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ ایک Case Study ہے۔ جیسے یونیورسٹیوں میں کچھ سمجھانے کے لیے اس کی عملی مثالیں دکھاتے ہیں جسے Case Study کہتے ہیں کہ ذرا ان مثالوں کو دیکھو۔ بھئی! اللہ نے جو ٹریلین آف برین سیلز دیے ہیں ان کو استعمال کرکے ذرا خود دیکھو کہ تعلیمات نبوی سے اصحاب رسول ﷺ کی زندگی میں کیسا انقلاب آ گیا تھا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی

نبی علیہ السلام کے ایک ساتھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آیئے! آج کی لیڈرشپ کی Qualities (خوبیوں) کو سامنے رکھتے ہوئے غور کرتے ہیں کہ ان کی زندگی اس معیار پر کس قدر پوری اترتی ہے۔

دو پیغمبروں کی دو دعائیں:

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ قرآن مجید میں دو پیغمبروں کا تذکرہ ہے، جنہوں نے دو دعائیں مانگیں۔

......ایک موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ انہوں نے ہارون علیہ السلام کے لیے دعا مانگی:

﴿وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ﴾ (طٰہٰ:۲۹)

تو اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو نبی بنا دیا۔

......اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

((اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)) (سنن ابن ماجہ، رقم:۱۰۲)

''اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو سربلندی عطا فرما، عزت عطا فرما۔''

اللہ نے یہ دعا قبول فرمالی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے خلیفۂ راشد بنے۔ نبی اس لیے نہ بنے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا:

((لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) (سنن الترمذی، رقم:۱۹۳۶)

اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو عمر (کو اللہ نے وہ اہلیت دی تھی کہ یہ) نبی ہوتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قبل از اسلام طبیعت کی سخت گیری:

اسلام لانے سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کی اپنی Personality (شخصیت) ایسی تھی کہ بہت سخت گیر طبیعت تھی۔ اس کو کہتے ہیں Personality Trait (شخصی صفت)۔ جابر قسم کی شخصیت تھی۔ اس لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

أَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ (جامع الاصول فی احادیث الرسول: ۸/۲۰۵)

"تم تو جاہلیت میں اتنے سخت تھے۔"

ان کی طبیعت میں سختی اور جسم میں قوت بہت تھی۔ چنانچہ اگر ان کے قبیلے کا کوئی بندہ مسلمان ہوتا تھا تو یہ اس کو بہت زیادہ سزا دیتے تھے۔ لوگ ان سے ڈرا کرتے تھے۔

قبول اسلام:

سیرت کی کتب میں لکھا ہے کہ قریش مکہ نے آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا کہ ہم میں سے کوئی ایسا ہو جو مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام کا قصہ ہی سمیٹ دے۔ کسی کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: ہاں! یہ Assignment (کام) میں پوری کر دیتا ہوں۔ لوگوں کو یقین تھا کہ یہ اتنا بہادر لیڈر اور بے باک انسان ہے کہ یہ ایسا کر گزرے گا۔

چنانچہ گرمی کا دن ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں تلوار پکڑی اور لے کر چل پڑے۔ ان کا ارادہ یہ تھا کہ نبی علیہ السلام کو جہاں پائیں گے وہیں شہید کر دیں گے۔ راستے میں ایک صحابی نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پوچھا: عمر! کہاں جا رہے ہو؟ کہا: مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام کا قصہ سمیٹنے کے لیے۔ انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہا: پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو! آپ کے بہنوئی سعید رضی اللہ عنہ تو مسلمان ہو گئے۔ بس یہ سننے کی دیر تھی کہ وہیں سے رخ بدلا اور بہن کے گھر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز سنی جیسے گھر میں میاں بیوی کچھ نہ کچھ پڑھ رہے تھے۔ دروازہ کھولا گیا۔ پوچھا: کیا پڑھ رہے تھے؟ پتا تو چل گیا کہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ کہنے لگے: کیا تم لوگ مسلمان ہو گئے ہو؟ تو بہنوئی نے کہہ دیا: اگر اسلام حق ہے تو حق کو قبول کرنے میں کیا حرج ہے؟ بس یہ سنا تو وہیں بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ نیچے گرا دیا اور ان کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ بہن چھڑوانے کے لیے آئیں تو بہن کو بھی تھپڑ لگا دیا۔ حتیٰ کہ اس کے منہ سے خون آ گیا۔ بہن نے ان کا راستہ روکا۔ انہوں نے کہا: ہٹ جاؤ، میں تمہیں مار دوں گا۔ تو بہن نے جواب دیا: ''عمر! جس ماں کا دودھ تو نے پیا ہے، اسی ماں کا دودھ میں نے بھی پیا ہے۔ تم ہمارے جسموں سے جان تو نکال سکتے ہو مگر ہمارے دلوں سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔'' بہن کے تڑپا دینے والے الفاظ عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر بجلی بن کر گرتے ہیں۔ کہتے ہیں: اچھا! بتاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا: تم ناپاک ہو۔ پہلے تمہیں غسل یا وضو کر کے پاک ہونا پڑے گا۔ چنانچہ وہ پاک ہو گئے اور قرآن سنا۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ دارِ ارقم میں آ کر کلمہ پڑھا اور نبی ﷺ کے غلاموں میں شامل ہو گئے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق: ۱/۶۳)

تعلیماتِ نبوی کا اثر:

یہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی طبیعت اتنی سخت گیر تھی، جب نبی ﷺ مبارک ہاتھوں میں پہنچے تو اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو نئے سانچے میں ڈھال دیا۔ آپ معمارِ انسانیت تھے۔ آپ نے ان کی شخصیت کو اس طرح بنایا کہ آج دنیا عمر رضی اللہ عنہ کی بلندیوں کو دیکھ کر حیران ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لیڈر شپ کے گیارہ اصول

1983ء میں لیڈر شپ کوالٹی کے بارے میں کچھ Rules (اصول) لکھے گئے جو Management (نظم و نسق) کی کتابوں میں آج ملتے ہیں۔ یہ باقاعدہ ایک Document (دستاویز) ہے۔ یو ایس آرمی US. Army نے اسے Compile (مرتب) کیا اور اسے کہتے ہیں:

"Eleven Rules of Leadership" (قیادت کے گیارہ اصول)

ہم ان کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کیسی تھی؟ نبی علیہ السلام نے ان کو کیسے صحیح انسان بنایا؟

پہلا اصول:

ان میں سے پہلا پوائنٹ ہے:

(1) Know yourself and seek self-improvement

"اپنی اہلیت کو سمجھیں اور اس میں بہتری لانے کی کوشش کرتے رہیں"

یعنی اپنے آپ کو سمجھو اور اپنے اندر اچھائی پیدا کرنے اور بڑھانے کی کوشش میں لگے رہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مبارک شخصیت ایسی تھی کہ وہ اپنا محاسبہ کرتے رہتے تھے۔ اپنی Weakness (کمزوری) کو بھی جانتے تھے اور اپنی Strength (طاقت) کو بھی جانتے تھے۔ ان کو پتہ تھا کہ مجھے اپنے آپ کو کیسے آگے بڑھانا ہے؟ اس لیے ہر نیک کام میں وہ سب سے آگے نظر آیا کرتے تھے۔ اور نیکی کرنے میں دوسروں کے لیے ایک مثال بن جایا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرا اصول:

(2) Make sound and timely decision

"بر موقع فیصلہ کریں"

لیڈر شپ Qualities (خوبیوں) میں یہ دوسری کوالٹی ہے کہ انسان بر موقع، بر محل اور بروقت فیصلہ (Decision) کرے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی فہم و فراست عطا فرمائی تھی کہ بہت مناسب وقت پر Decision لیتے تھے۔ ان کی رائے وحی اور اللہ کی کتاب کے بالکل موافق ہوا کرتی تھی۔ اسی لیے ان کے بارے میں کہا گیا:

((كَانَ رَأْيُهُ مُوَافِقَةً لِلْوَحْيِ وَ الْكِتَابِ))

انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کو مشورہ دیا کہ اس وقت قرآن مجید جن پارچات پر لکھا ہوا ہے وہ مختلف لوگوں کے پاس موجود ہیں، آپ ان کو ایک جگہ اکٹھا کر لیجیے! چنانچہ انہوں نے (Timely) بروقت مشورہ دیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سب پارچات کو اکٹھا کیا اور قرآن مجید ایک جگہ جمع ہو گیا۔ یہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی۔

پھر نبی علیہ السلام کے اس صحابی نے کتنے ایسے Decision (فیصلے) کروائے جو بر موقع تھے۔ Initiatives (بنیادی اقدام) لیے۔ مثلاً: پہلے آپ مجاہدین کو بھیجا کرتے تھے اور ان کے واپس آنے کا کوئی اصول طے نہیں تھا۔ ایک رات گشت کرتے ہوئے آپ نے دیکھا کہ ایک خاتون اپنے خاوند کی یاد میں کچھ اشعار پڑھ رہی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ عورت اپنے خاوند کے بغیر کتنا عرصہ رہ سکتی ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ چار مہینے۔ چنانچہ انہوں نے اصول بنا دیا کہ ہر مجاہد

www.besturdubooks.wordpress.com

کو چار مہینے کے بعد واپس آ کر اپنے گھر میں رہنا لازمی ہوگا۔ تو وقت پر فیصلہ کرنا، Decision لینا، Initiatives کا لے لینا، یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی میں ایک خاص بات نظر آتی ہے۔

تیسرا اصول:

(3) Set the Examples

"مثال قائم کریں"

یعنی جو لیڈر رہا ہے اس کو اپنے آپ کو ایک مثال بنا کر پیش کرنا چاہیے۔ چنانچہ گاندھی کا قول ہے:

We must become the change we want to see

"ہم جو تبدیلی چاہتے ہیں اسے (عملاً) دیکھنا بھی چاہتے ہیں"

لوگ ناقد کو پسند نہیں کرتے، نمونے کو پسند کرتے ہیں جو دوسروں کے لیے رول ماڈل بن جائے۔ چنانچہ لیڈر شپ کوالٹی میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دوسروں کے لیے رول ماڈل بن کر رہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی دوسروں کے لیے ایک رول ماڈل بن کر زندگی گزارتے تھے۔ مثالیں دیکھیے:

⊙..... آپ کے زمانہ خلافت کی بات ہے۔ ایک طرف سے خوشبو آئی جو لوگوں میں تقسیم کرنی تھی۔ بیوی نے پوچھا: یہ خوشبو میں تقسیم کر دوں؟ فرمایا: نہیں۔ بیوی نے پوچھا کہ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں کہ میں اس کو ٹھیک ٹھیک تقسیم کر دوں گی؟ فرمایا: نہیں، مجھے یہ تو پکا اعتماد ہے کہ آپ اسے ٹھیک تقسیم کریں گی، مگر میرے دل میں یہ بات ہے کہ جب آپ خوشبو کو تقسیم کر رہی ہوں گی تو تقسیم کرنے کے دوران کچھ خوشبو تو آپ کے ہاتھوں کو بھی لگے گی، یہ جو تھوڑی سی خوشبو کا استعمال ہوگا میں اپنے گھر والوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے اس کو بھی جائز نہیں سمجھتا۔(الزھد لاحمد بن حنبل: ۱/۱۱۹)

......سیدنا عمرؓ رات کو بیٹھے کچھ امورِ خلافت کا کام کر رہے تھے۔ دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ عمرؓ نے پوچھا: کون؟ جواب آیا: آپ کا بھائی علی المرتضیٰ آیا ہوں۔ فرمایا: تشریف لائیے! چنانچہ سیدنا عمرؓ کھڑے ہوئے، استقبال کیا، بٹھایا اور بٹھا کر ایک سوال پوچھا: بھائی علی! کوئی ذاتی بات کرنی ہے یا انتظامی امور کے متعلقہ بات کرنی ہے۔ فرمایا: نہیں، میں تو ایک ذاتی بات کرنے کے لیے آیا ہوں۔ عمرؓ نے اپنی چیزوں کو سمیٹا اور پھونک مار کر چراغ کو بجھا دیا اور کہا کہ اچھا اب ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ سیدنا علیؓ حیران ہوئے۔ فرمایا: عمر! مہمان کے آنے پر چراغ کو جلایا کرتے ہیں، بجھایا تو نہیں کرتے؟ تو عمرؓ نے جواب دیا: علی! آپ نے ٹھیک کہا، لیکن بات یہ ہے کہ مجھے اور آپ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم ذاتی گفتگو کرتے رہیں اور بیت المال کے پیسے کا تیل جلتا رہے۔ تو ایک مثال قائم کر کے دکھا دی کہ لیڈر شپ کی صفات کیسی ہوتی ہیں۔ (حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات، ص:۱۰۴)

......صحابہ ؓ کی مجلس ہے، جس میں حضرت علیؓ بھی موجود ہیں۔ سب نے مل کر مشورہ کیا کہ حضرت عمرؓ اس وقت کے امیر المؤمنین ہیں مگر ان کی اکنامک کنڈیشن بہت کمزور ہے۔ لباس بھی پورا صحیح نہیں ہوتا، کھانے پینے میں بھی وسعت نہیں، تو ان کا جو مشاہرہ ہے اس میں اضافہ کرنا چاہیے...... آج ہماری تو یہ حالت ہے کہ ہم انکریمنٹ کے آنے کے وقت اللہ سے دو رکعت نفل پڑھ کر دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں کہ ڈبل ٹرپل انکریمنٹ آ جائے...... ذرا ان کا حال دیکھیے کہ سیدنا عمرؓ کے لیے صحابہ مشورہ کر رہے ہیں، سب کا متفقہ خیال ہے کہ تنخواہ میں اضافہ ہونا چاہیے، لیکن عمرؓ کو کون کہے؟ کہنے لگے کہ یہ تو Difficult Task (مشکل کام) ہے۔ کیوں نہ ہم ایسا کریں کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ حفصہ ؓ جو عمرؓ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

صاحبزادی بھی ہیں، ان کو واسطہ بناتے ہیں۔ چونکہ ام المومنین بھی ہیں اور بیٹی بھی ہیں، اس لیے ان کی بات سنی جائے گی۔

چنانچہ انہوں نے ایک دو بندے بھیجے اور سیدہ حفصہ ؓ سے کہا کہ آپ عمر ؓ کو سفارش کر دیں کہ ہم سب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اپنی تنخواہ جو وہ بیت المال سے لیتے ہیں اس میں تھوڑا سا اضافہ کر دیں، تا کہ ان کو آسانی ہو جائے۔ سیدہ حفصہ ؓ نے جب یہ بات حضرت عمر ؓ سے کی تو عمر ؓ نے پہلا سوال یہ پوچھا کہ یہ بات کس نے کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نام نہیں بتاؤں گی۔ فرمایا: حفصہ! اگر تو مجھے بتا دیتی تو میں ان لوگوں کو سیدھا کر دیتا۔ وہ مجھے مشورے دیتے ہیں کہ تم تنخواہ بڑھا لو، لیکن تم بتاؤ کہ تمہارے گھر میں نبی علیہ السلام کا لباس کیسا تھا؟ انہوں نے کہا کہ گیرو رنگ کے کپڑے تھے، وفد آتے تھے تو اس دن پہن لیا کرتے تھے، باقی نارمل ہی لباس ہوتا تھا۔ کھانے میں بس خشک روٹی ہوتی تھی، میں اس کو بھی گھی سے چپڑ دیا کرتی تھی، نبی علیہ السلام خود بھی خوش ہو کر کھاتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے، سادہ سی زندگی تھی۔ فرمایا: حفصہ! اللہ کے نبی ﷺ نے ایک روشن مثال قائم کر دی، عمر اس راستے پر چلے گا تو اسی منزل پہ پہنچے گا، راستہ بدل جائے گا تو منزل بھی بدل جائے گی۔ پھر فرمایا: حفصہ! میں کیسے تنخواہ زیادہ لے لوں، کیا معاشرے کا ہر بندہ اتنا کچھ کھا لیتا ہے جو میں کھا لیتا ہوں؟ جب تک ہر بندے کی انکم اتنی نہیں بن جاتی، عمر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بیت المال سے اپنی تنخواہ کو زیادہ کرے۔ (تاریخ المدینہ المنورۃ)

چوتھا اصول:

(4) Know your people and look out for their well being

"اپنے بندوں کی ضروریات کو جانو اوران کی بہتری کے لیے کوشش کرتے رہو"

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عوام کے حالات کو معلوم کرنے کے لیے راتوں کو جاگا کرتے تھے۔ کیا عجیب وقت تھا کہ عوام الناس میٹھی نیند سوتے تھے اور جو ان کے نگران و نگہبان تھے وہ راتوں کو اٹھ کر گلیوں میں سے گزر کر اپنے عوام کے حالات معلوم کیا کرتے تھے کہ کون کس حال میں ہے؟ اور اگر کسی کو ضرورت مند پاتے تھے تو اس کی ضرورت کو پورا کر دیا کرتے تھے، حتی کہ بیت المال سے روزینہ متعین کیا جاتا تھا۔

پانچواں اصول:

(5) Keep your workers informed.

"ماتحتوں کو اپنی پالیسی سے باخبر رکھنا"

جو آپ کے ماتحت ہیں، جو آپ کے کارکن ہیں، ان کو آپ اپنی پالیسی سے باخبر رکھیں۔ کئی دفعہ لوگ دوسروں کو انفارمیشن فراہم ہی نہیں کرتے۔ یہ کوئی اچھی لیڈرشپ نہیں ہوتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ جن لوگوں کو گورنر بنایا کرتے تھے، ان کو خطوط لکھا کرتے تھے اور خطوط کے ذریعے، ان کو کیا کرنا چاہیے کیا نہیں کرنا چاہیے، بتاتے رہتے تھے۔ اس کو کہتے ہیں: **What to do, what not to do.**

یہ دونوں باتیں بتانی ضروری ہوتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو تفصیلاً بتاتے تھے کہ انہوں نے اپنے چارٹر آف ڈیوٹی کو کیسے پورا کرنا ہے؟ اس لیے کہتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

Power and authority are for helping others grow.

چنانچہ معاشرے کے ہر ہر فرد کو پتہ تھا کہ اس نے کیسے زندگی گزارنی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات کو مدینہ طیبہ کی گلیوں سے گزر کر جا رہے تھے کہ صبح کا وقت ہو گیا۔ ایک گھر کے پاس سے گزرے تو اندر سے آواز آ رہی تھی۔ ایک بڑی عمر کی عورت کہہ رہی تھی: بیٹی! کیا بھینس نے دودھ دے دیا؟ اس نے کہا: جی دے دیا۔ پوچھا: کتنا دیا؟ اس نے کہا: تھوڑا دیا۔ کہنے لگی: چلو پھر کچھ پانی ملا کر مقدار پوری کر دو۔ بیٹی نے کہا: میں تو نہیں ملاؤں گی۔ وہ کہنے لگی: کیوں؟ اس نے جواب دیا: اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا ہے کہ کوئی دودھ میں پانی مت ملائے۔ اس نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کونسا دیکھ رہے ہیں؟ تو وہ بچی جواب دیتی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نہیں دیکھ رہے تو عمر کے خدا تو دیکھ رہے ہیں (کنز العمال، رقم: ۳۷۸۴۵)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے کے ایک کامن پرسن (عام آدمی) کو بھی پتہ تھا کہ میرے کیا فرائض (Duties) ہیں اور مجھے کس طرح زندگی گزارنے کا حکم دیا گیا ہے۔

چھٹا اصول:

(6) Develop sense of responsibility in workers

"کارکنوں میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنا"

جو کام کرنے والے لوگ ہیں ان میں ایک احساسِ ذمہ داری ہو۔ آج احساسِ ذمہ داری نہ ہونے کی وجہ سے ہم تنزلی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہم میں سے بہت کم لوگوں کو ہوگا۔ بہت ہی بے حس ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہی چیز قوموں کے زوال کا سبب بنتی ہے۔ آج آپ کسی نوجوان سے پوچھیں: کیسی نوکری ملی؟ کہے گا: بڑی اچھی نوکری ملی ہوئی ہے۔ وہ کیسے؟ جی اتنی Basic

www.besturdubooks.wordpress.com

Pay (بنیادی تنخواہ) ہے، اتنا ہاؤس رینٹ ہے، اتنا میڈیکل الاؤنس ہے، اتنا کنوینس الاؤنس ہے، اتنے بونس ہیں، اتنی گریجوایٹی ہے، اور اتنی میڈیکل لیو ہیں اور کام کوئی نہیں...... یعنی ہمارے نزدیک آج ایک اچھی جاب کی علامت یہ بن گئی کہ کام کوئی نہیں۔ اتنی حیرت ہوتی ہے وہ قوم کیسے سنورے گی کہ جس کے نوجوان اس نوکری کو اچھا سمجھیں جہاں کام ہی کوئی نہ ہو؟ یہ تو افسوس کی بات ہے۔

مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معاملہ کچھ اور تھا۔ وہ اپنے ماتحتوں کو کام دیا کرتے تھے اور ان کا احساس بھی کیا کرتے تھا، احساسِ ذمہ داری تھا۔ ان کے اپنے احساسِ ذمہ داری کا ایک واقعہ سن لیجیے!

ایک دفعہ رات کا وقت ہے، اپنے غلام اسلم رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: اسلم! ہم نے اس شہر میں تو متعدد بار گشت کیا، آج ذرا صحرا میں جا کر دیکھتے ہیں کہ وہاں کے لوگ کس حال میں ہیں؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ ان کو لے کر چل پڑتے ہیں۔ مدینے طیبہ کے صحرا میں ایک قافلہ اترا تھا اور وہاں قیام پذیر تھا۔ وہاں گئے۔ دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے خیموں میں آرام کر رہے تھے۔ ایک خیمے کے آگے ایک عورت اپنے دو بچوں کے ساتھ ہے اور آگ جل رہی ہے۔ سلام کیا، پوچھا: آپ کس حال میں ہیں؟ اس نے کہا: ایک بیوہ عورت ہوں، میرے دو بچے ہیں اور ان کو کھانے پینے کو کچھ نصیب نہیں ہے، میں نے آگ جلائی ہے اور دیگچی رکھ دی ہے، اس میں صرف پانی ڈال دیا ہے، یہ میرے بچے انتظار کر رہے ہیں کہ کچھ پکے گا اور ہم کھائیں گے، اور یہ رو رہے ہیں اور بالآخر روتے دھوتے یہ سو جائیں گے اور مجھ بیوہ کی رات گزر جائے گی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو انہوں نے اسلم رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا، بیت المال آئے، اس کا دروازہ کھلوایا۔ وہاں سے آٹے کی بوری لی اور کچھ شہد لیا اور گھی کا ڈبہ لیا اور یہ لے کر چل پڑے اور جو آٹے کی بوری تھی وہ وزنی تھی۔ اسلم رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اس کو میری پیٹھ پر

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھو۔ حالانکہ غلام ساتھ ہے، اگر آپ چاہتے تو اس کو کہتے کہ بھئی! اس کو لے کر میرے ساتھ چلو۔ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین! مجھے موقع دیجیے! میں اٹھا کر لے جاتا ہوں، فرمانے لگے: اسلم! کیا قیامت کے دن بھی تم عمر کا بوجھ اٹھاؤ گے یا عمر کو خود اٹھانا پڑے گا؟ وہ چپ ہو گئے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یہ میری ڈیوٹی تھی کہ ان کو کھانا ملتا، نہیں ملا تو اب اس کا بوجھ مجھے اٹھانا ہے۔ انہوں نے خود آٹے کی بوری اٹھا کر پورا شہر کراس کیا، وہاں پہنچے اور اس عورت کو آٹا، گھی اور شہد دیا اور کہا کہ ان بچوں کے لیے کچھ بنائے۔ اس نے کہا کہ اچھا میں برتن دھوتی ہوں، کچھ بناتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا تمہاری آگ میں جلاتا ہوں۔ چنانچہ آگ جلانے کے لیے لکڑیوں کو پھونک مارنے لگے۔ اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ لکڑیاں گیلی تھیں تو بڑی پھونکیں مارنی پڑیں، لیکن آپ آگ جلانے کے لیے لگے ہوئے تھے۔ بالآخر آگ جل گئی۔ اتنے میں اس عورت نے برتن دھو لیے۔ پھر اس عورت نے برتن میں گھی ڈالا، آٹا ڈالا، شہد ڈالا، تاکہ کچھ حلوہ نما چیز بن جائے۔ بچے کچھ مہک سونگھ کر خوش ہو گئے۔ میں نے کہا کہ حضرت! اب یہ کھانا بنا لے گی، وقت کافی ہو چکا ہے چلتے ہیں۔ فرمایا: نہیں، ابھی بیٹھیں۔ بیٹھے رہے، حتیٰ کہ حلوہ بن گیا اور اس نے بچوں کو کھلایا، بچے کھانے لگے۔ بچوں کا پیٹ بھر گیا تو وہ بچے خوشی سے کھیلنے لگے۔ عمر رضی اللہ عنہ ان کو کھیلتا دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں، اور جب دیکھا کہ یہ خوب خوش ہیں تو پھر اٹھ کر چلے آئے۔ میں نے پوچھا: امیر المومنین! آپ نے اتنی دیر بیٹھ کر انتظار کیوں کیا؟ عمر رضی اللہ عنہ کا جواب سنیے! فرمایا: ”اسلم! میں نے ان آنکھوں سے ان بچوں کو روتے ہوئے دیکھا تھا، میرا جی چاہا کہ ان آنکھوں سے ان کو ہنستے ہوئے بھی دیکھتا جاؤں“ سبحان اللہ! یہ ہوتی ہیں لیڈرشپ کی صفات، یہ ہوتے ہیں قوم کے ذمہ دار اللہ اکبر! (حیاۃ الصحابہ لکاندھلوی)

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتواں اصول:

(7) Ensure tasks are understood and done.

"جائزہ لیتے رہنا کہ امور کی کما حقہٗ بجا آوری ہورہی ہے"

یہ لیڈرشپ کی ساتویں خوبی ہے۔ ان لیڈرشپ کے اصولوں کو طے کرنے کے لیے لاکھوں ماہرین نفسیات بیٹھے ہوں گے اور ان کی سٹڈیز کو سامنے رکھا گیا ہوگا۔ اور اتنی سٹڈی اور محنت کے بعد پھر ان کو فائنل کیا گیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جس بندے کے ذمے کام لگاتے تھے اس کا پتہ بھی کرتے تھے کہ وہ اپنا کام کر بھی رہا ہے یا نہیں کر رہا۔ چنانچہ ایک چھوٹا سا واقعہ سن لیجیے! کہ کام ذمے لگانے والے کیسے تھے؟ اور جن کے ذمے کام لگایا جاتا تھا وہ کیسے تھے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حمص پہنچے۔ یہ Syria (شام) کا ایک شہر ہے۔ وہاں کے گورنر سے ملاقات ہوئی، پھر لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہیں اپنے گورنر کے بارے میں کوئی شکایت تو نہیں۔ انہوں نے کہا: جناب! ہمیں اپنے گورنر سے چار شکایات ہیں۔ فرمایا: بتاؤ کونسی؟

کہنے لگے: پہلی بات تو یہ کہ یہ ڈیوٹی پر صبح جلدی نہیں آتے، جب سورج خوب اوپر آ جاتا ہے تب یہ ڈیوٹی پر آتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری شکایت بجا۔ دوسری شکایت کونسی ہے؟ انہوں نے کہا: دوسری شکایت یہ ہے کہ یہ دن میں تو ہم سب کے کام کرتے ہیں، بات سنتے ہیں، رات کو یہ کسی سے نہیں ملتے۔ دروازہ بند رہتا ہے۔ کہا: یہ بھی تمہاری شکایت بجا ہے۔ تیسری شکایت کیا؟ کہا کہ مہینے میں ایک دن ایسا آتا ہے کہ پورا دن یہ چھٹی کرتے ہیں، گھر سے نہیں نکلتے۔ فرمایا: یہ بھی تمہاری شکایت بجا۔ چوتھی شکایت بتاؤ! انہوں نے کہا: کبھی کبھی ان پر ایسا دورہ پڑتا ہے کہ جیسے موت

www.besturdubooks.wordpress.com

آ جائے اتنا یہ روتے ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ بھی تمہاری شکایت بجا۔

چنانچہ انہوں سعید بن عامر رضی اللہ عنہ جو گورنر تھے ان کو بلا لیا اور کہا کہ یہ لوگ کچھ آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں، ذرا ان کو جواب دے دیجیے! اب یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی کھلی کچہری ہے۔ ذرا اس کا بھی حال سن لیجیے!

لوگوں نے کہا کہ جناب! آپ دن چڑھے گھر سے نکلتے ہیں، جلدی کیوں نہیں آتے؟ تو گورنر نے جواب دیا: جناب! میرے گھر میں کوئی خادم ہے نہ خادمہ۔ فقط میری بیوی ہے اور میں ہوں۔ مجھے اپنے گھر کے کاموں میں اپنی بیوی کی مدد کرنی پڑتی ہے، صبح کے وقت میں آٹا گوندھتا ہوں، پھر تھوڑی دیر انتظار کرتا ہوں کہ روٹی اچھی بن جائے۔ پھر میری بیوی روٹی بنا دیتی ہے، میں گھر کے دوسرے کام سمیٹ دیتا ہوں اور پھر میں کھانا کھا کر گھر سے نکلتا ہوں تو اس طرح مجھے آنے میں کچھ دیر ہو جاتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ بڑے خوش ہوئے کہ اتنے بڑے عہدے پر ہوتے ہوئے بھی اتنی تواضع کہ گھر میں اپنی بیوی کے کاموں میں خود مدد کرتے ہیں اور اپنے لیے کوئی خادم اور خادمہ نہیں۔

فرمایا: اچھا! دوسری بات پوچھو! لوگوں نے کہا: جی! رات کو کسی کی بات نہیں سنتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا جواب دیں۔ انہوں نے کہا: جی! میں نے اپنی زندگی کے اوقات کو تقسیم کر لیا ہے۔ میں نے دن اللہ کے بندوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیا اور رات کا وقت اللہ کی عبادت کے لیے وقف کر دیا۔ میں دن میں لوگوں کے پاس ہوتا ہوں اور رات میں مصلے پر اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ سن کر خوش ہوئے۔

پھر پوچھا کہ تیسری بات کیا ہے؟ لوگوں نے تیسرا اعتراض کیا کہ جی! مہینے میں ایک دن یہ گھر سے نہیں نکلتے۔ پوچھا: کیوں؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ میرے پاس

ایک سے زیادہ جوڑے نہیں ہیں۔ یہ جو آپ جوڑا پہنا دیکھ رہے ہیں بس میرے پاس یہی ہے۔ اس لیے ایک دن ایسا آتا ہے کہ میں گھر میں لنگوٹ باندھ لیتا ہوں اور اس جوڑے کو خود دھوتا ہوں۔ پھر مجھے اس کے خشک ہونے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اب چونکہ مجھے کپڑے بھی دھونے ہوتے ہیں اور ان کے خشک ہونے کا انتظار بھی کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے مجھے مہینے میں ایک دن اپنی اس ضرورت کے لیے فارغ کرنا پڑتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ سن کر بہت حیران ہوئے۔ لوگوں نے بھی کہا: ہاں واقعی یہ ایک جائز ضرورت ہے۔

پوچھا: چوتھا اعتراض کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ کبھی کبھی ان پر موت کی سی غشی کے دورے پڑتے ہیں۔ پوچھا: وہ کیوں؟ کہنے لگے: اہلِ مکہ نے جب خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، پھانسی پر لٹکایا تھا، میں اس وقت مشرک تھا، اسلام قبول نہیں کیا تھا، مشرکین کے ساتھ تھا۔ میں نے وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

خبیب رضی اللہ عنہ جس طرح پھانسی کے پھندے تک چل کر گئے تھے، پھر جس طرح مشرکین نے ان کے اعضا کو پہلے کاٹا، تکلیف دی، پھر ان سے پوچھا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہیں آزاد کر دیا جائے، اور تمہارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جگہ ہوتے۔ یہ سن کر خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا تھا: میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ مجھے چھوڑ دیا جائے اور اس کے بدلے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کوئی کانٹا چبھ جائے۔ انہوں نے کہا: پھر ہم تمہیں پھانسی چڑھا دیں گے، فرمایا: چڑھا دو۔ چنانچہ انہیں پھانسی چڑھا دیا گیا۔ تختہ دار پر انہوں نے یہ دعا کی تھی: اللہ! میں جس حال میں ہوں میرے محبوب کو یہ دکھا دینا۔ کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ درمیان میں جتنے پردے تھے اللہ رب العزت نے ہٹا دیے، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آنکھوں سے دیکھا کہ دینِ اسلام

کی خاطر کس طرح جان دے رہے تھے۔ فرمانے لگے: جب وہ منظر میرے سامنے آتا ہے تو مجھے پشیمانی کا احساس ہوتا ہے کہ کاش! میں نے اس وقت اسلام قبول کیا ہوتا اور میں نے خبیب رضی اللہ عنہ کی اس وقت مدد کی ہوتی، میں کیوں مشرکین کے ساتھ تھا؟ میں خبیب کا ساتھی کیوں نہیں تھا؟ جب یہ بات یاد آتی ہے تو مجھے لگتا ہے کہ شاید میرا گناہ قیامت کے دن معاف نہیں ہوگا، پھر میرے اوپر غم طاری ہوتا ہے اور موت کی سی غشی طاری ہو جاتی ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ جس کو میں نے لوگوں کے امور کا نگران بنایا ہے، اللہ کا کتنا خوف اس کے دل میں موجود ہے۔ (حیاۃ الصحابہ للکاندھلوی رحمہ اللہ)

آٹھواں اصول:

(8) Train as a team

''کام کرنے والی ٹیم پیدا کرنی چاہیے''

جو اچھے لیڈر ہوتے ہیں وہ اپنی عوام کو ایسی ٹیم پیش کیا کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسے تربیت کیا کرتے تھے اور انہیں کاموں پر بھیجا کرتے تھے۔

مشہور واقعہ ہے کہ ایک گھر میں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب اپنی اپنی تمنائیں بیان کرو۔ کسی نے کہا: میرا دل چاہتا ہے یہ پورا مکان مال سے بھرا ہوتا اور میں اس مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتا۔ دوسرے نے کہا: میرا دل چاہتا ہے، جیسے یہ اتنا اعلیٰ مکان ہے، ایسے ہی اللہ مجھے جنت میں بھی اعلیٰ مکان عطا فرمائے۔ تو ہر ایک نے اپنی اپنی تمنا بیان کی۔ صحابہ نے پوچھا: امیر المؤمنین! آپ کی تمنا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میری تمنا یہ ہے کہ یہ مکان حذیفہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کے ساتھ بھرا ہوتا اور میں ان لوگوں کو پوری دنیا میں دین کی خدمت کے لیے نمائندہ بنا کر بھیج دیتا۔ (حیاۃ الصحابہ للکاندھلوی رحمہ اللہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

نواں اصول:

(9) Use fall capability of organization

"قوانین کا نفاذ ہونا چاہیے"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے واقعی قوانین بنائے اور ان کو لاگو کر کے دکھا دیا اور اس معاملے میں وہ کسی سے نرمی نہیں کیا کرتے تھے۔ بہت زیادہ ڈسپلن تھا۔

دسواں اصول:

(10)Be Technically proficient.

"بندے میں اس عہدے کی تکنیکی اہلیت بھی ہونی چاہیے"

عمر رضی اللہ عنہ نے ڈیم بنوائے، پولیس کا محکمہ بنوایا، کوفہ کو مسلمانوں کی چھاؤنی بنوایا اور انصاف کی فضا قائم کر کے دکھا دی کہ واقعی! اللہ کے بندے، ایک ایسے انصاف کے ماحول میں بھائی بھائی بن کر زندگی گزارتے ہیں۔ چنانچہ یمن سے ایک عورت چلتی ہے اور مدینہ پہنچتی ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تو نے اکیلے سفر کیوں کیا؟ اس نے اپنی مجبوری بیان کی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بتاؤ تم نے راستے میں لوگوں کو کیسا پایا؟ تو وہ جوان العمر عورت کہتی ہے: میں ایک عورت ہوں، میرے پاس زیور بھی تھا، میری جان کا بھی مسئلہ، آبرو کا بھی مسئلہ، میں نے یمن سے مدینہ کا سفر کیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ وہاں سے لے کر یہاں تک ایک ماں کی اولاد رہتی ہے۔

گیارہواں اصول:

(11)Seak responsibility and take responsibility of

www.besturdubooks.wordpress.com

your action.

”اپنی (ذمہ داری) کو سمجھے اور اپنے امور کی ذمہ داری اپنے سر پر لے، لوگوں پر نہ ڈالے۔“

چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر دریائے دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی پیاسا مر جائے گا تو قیامت کے دن عمر کو اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا پیاسا مرا تو وہ پیاسا کیوں مرا؟ اس کا جواب بھی عمر کو دینا پڑے گا۔ احساس ذمہ داری اتنا تھا کہ ان کو ہر وقت فکر رہتی تھی۔

ایک مرتبہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ملے اور کہا: حذیفہ! مجھے پتہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو منافقین کے نام بتا دیے اور یہ بھی پتہ ہے کہ آگے بتانے سے منع کر دیا تھا، چنانچہ میں آپ سے ان کے نام تو نہیں پوچھتا، بس اتنا پوچھتا ہوں کہ بتاؤ کہ کہیں عمر کا نام تو ان میں شامل نہیں۔ (مکاشفۃ القلوب للغزالی رحمہ اللہ)

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں کہا: بیٹے! جب میری وفات ہو جائے تو مجھے جلدی نہلا دینا، کفنا دینا، مجھے جلدی دفنا دینا۔ دو تین مرتبہ یہ دہرایا تو بیٹے نے کہا: ابا جان! ہم جلدی تو کریں گے مگر اتنا آپ ستریس (زور) کیوں کر رہے ہیں؟ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں: بیٹے میں زور اس لیے دے رہا ہوں، کہ اگر اللہ مجھ سے راضی ہیں تو تم جلدی مجھے اللہ سے ملا دینا اور اگر اللہ مجھ سے خفا ہیں تو میرا بوجھ جلدی اپنے کندھوں سے اتار دینا۔ (تاریخ ابن عساکر: ۴۴/۳۳۵)

یہ لیڈر شپ کی Qualities (خوبیاں) تھیں جن کی وجہ سے آج دنیا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کو یاد کرتی ہے۔ The Hundard (دی ہنڈرڈ) ایک کتاب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔اس میں مائیکل ہارٹ نے عمر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا کہ واقعی! انہوں نے دنیا کے اندر لیڈرشپ کی ایک اعلیٰ مثال قائم کردی تھی۔

تعلیماتِ نبوی ﷺ نے امیر المومنین بنادیا:

اب ان کا ایک واقعہ سن لیجیے! تا کہ ہم اپنی بات کو مکمل کریں۔ مکہ مکرمہ جارہے ہیں۔ پیچھے بہت سے لوگ ہیں، ایک جگہ رک کر کھڑے ہو گئے۔ وادی میں دیکھ رہے ہیں۔ دھوپ کافی ہے۔ کسی نے کہا: حضرت! آپ کھڑے کیوں ہو گئے؟ فرمانے لگے: میں اس وادی کو دیکھ رہا ہوں، اسلام لانے سے پہلے میں یہاں اونٹ چرانے آتا تھا، مجھے اونٹ چرانے کا سلیقہ بھی نہیں آتا تھا، میرے اونٹ خالی پیٹ جاتے تھے تو میرا والد مجھے کوستا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ تو کیسے زندگی گزارے گا، تجھے تو اونٹ چرانے نہیں آتے۔ میں اپنے اس وقت کو یاد کرتا ہوں جب مجھے اونٹ بھی چرانے نہیں آتے تھے اور آج اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب میرے آقا ﷺ کی تعلیمات نے عمر کی زندگی ایسی بدل دی کہ عمر کو امیر المومنین بنا کر رکھ دیا۔ یہ نبی ﷺ کی تعمیر انسانیت کی کتنی انوکھی مثال ہے کہ جس کو اونٹ چرانے نہیں آتے تھے وہ اللہ کے حبیب ﷺ کی تعلیمات سے وقت کے امیر المومنین بن گئے۔

صفہ...... تعلیماتِ نبوی ﷺ کا مرکز:

آج کی یونیورسٹیز اور کالجز کو ہم دیکھیں تو عام طور پر یہ آنے والے طلبا کو کسی ایک شعبہ یا فن کی تعلیم دیتے ہیں۔ مثلاً:

......کامرس کالجز سے بزنس ایڈمنسٹریشن، اکاؤنٹنسی اور اکنامیکل افیئرز کی تعلیم ملتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......اگر کسی نے ڈاکٹر بننا ہو تو وہ میڈیکل کالج میں جاتا ہے۔

......انجینئر بننے کے لیے انجینئرنگ یونیورسٹیاں ہیں۔

......فضائی انجینئرنگ سیکھنے کے لیے ایروناٹیکل انجینئرنگ کے ادارے ہیں۔

......آرمی مکینیکل انجینئرنگ کے الگ ادارے ہیں۔

الغرض کہ آج کے تعلیمی ادارے کسی ایک شعبے میں ہی بندے کو ایکسپرٹ بناتے ہیں۔ لیکن قربان جائیں نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات پر کہ آپ ﷺ نے بھی مسجد نبوی میں صفہ کو تعلیمی مرکز بنایا اور وہاں سے تعلیمی و تربیتی معارف کے ایسے جواہر تقسیم کیے کہ جو شاگرد آیا وہ انسانِ کامل بن کر نکلا۔ رب کائنات کی منشا دیکھیے!

فرشتوں کو دکھانا تھا، بشر ایسے بھی ہوتے ہیں

گلشنِ نبوت ﷺ کے پھولوں کا تعارف:

پھر آپ ﷺ کا فیضان معاشرے کے کسی ایک طبقے کو نہیں، بلکہ ہر بنی نوع انسان کو ملا۔ آیئے! اس گلشن کے پھولوں کا تعارف کیجیے!

⊙......دیگر مذاہب کے کبار علماء جیسے:

......یہود کے بڑے عالم عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

......عیسائیوں کے پیشوا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ

......قبیلہ طے کے پادری تمیم داری رضی اللہ عنہ

......اور مجوسیوں میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جیسے جدی پشتی آتش کدہ جلانے والے۔

فیضانِ نبی ﷺ سے فیضیاب ہو کر دنیا کو فیضیاب کرتے ہیں۔

⊙......کئی صحابہ دور دراز کے علاقوں سے آتے ہیں۔ جیسے:

www.besturdubooks.wordpress.com

......حبشہ سے بلال رضی اللہ عنہ آئے

......روم سے صہیب رضی اللہ عنہ آئے

......ایشیائے کوچک سے عداس رضی اللہ عنہ آئے۔

اور آ کر نبی علیہ السلام کے خدام میں شامل ہو جاتے ہیں۔

......بادشاہوں کا نظارہ دیکھیے:

......شاہِ دومۃ الجندل، اکیدر رضی اللہ عنہ

......شاہِ بحرین، جعفر رضی اللہ عنہ

......شاہِ ابلِ سینا، تمیم رضی اللہ عنہ

......شاہِ حمیر، ذوالکلاع رضی اللہ عنہ

......ملک یمن کے وائسرائے، باذان رضی اللہ عنہ، اور

......ملکِ شام کے وائسرائے، فروہ خزاعی رضی اللہ عنہ

آتے ہیں اور نبی علیہ السلام کے غلاموں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

......شعر و ادب کی دنیا کے ماہرین پر نظر دوڑائیے:

......ابن زہیر جیسے سخن گستر

......نابغہ جیسے زبان آور

......کعب جیسے زمزمہ سنج اور

......حسان جیسے حقیقت پسند

نبی علیہ السلام کے خوشہ چیں نظر آتے ہیں۔

......شجاعت و بہادری کے پیکر

......فاتح عراق، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

......فاتح شام، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

......فاتحِ ایران، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور

......فاتحِ مصر، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

دربِ نبوت سے ہی ذوقِ خدائی لے کر نکلتے ہیں۔

⊙......جرأت و بے باکی میں:

......ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ

......شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ

......عکرمہ کرز بن جابر الفہری رضی اللہ عنہ

......سہیل بن عمرو قرشی رضی اللہ عنہ

......ثمامہ بن اثال نجدی رضی اللہ عنہ

......اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ

جیسے امیر جیش نظر آئیں گے۔

⊙......فقرا اور غربا کے طبقے کو دیکھیے:

حضرت سالم رضی اللہ عنہ......ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، مگر راہِ ہجرت میں مہاجرین کے امام ہیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ......غلام ہیں، مگر سریہ موتہ میں جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے اوپر تھے۔

صہیب رومی رضی اللہ عنہ......غلام ہیں، مگر عہدِ فاروقی کے آخری دور میں مسجدِ نبوی کے امام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کام لیا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت ایک مقدس جماعت بن کر گزری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے ان کو انسان بنا کر رکھ دیا۔ یہ نبی علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کا کیا روشن باب ہے!

www.besturdubooks.wordpress.com

آیئے! تبدیلی کا عہد کریں:

آج کی اس مجلس میں ہم بھی یہ عہد اور ارادہ کریں کہ ہم سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں گے اور ان کی تعلیمات کے مطابق زندگی کو بدلیں گے اور ایک اچھا انسان بن کر رہنے کی آئندہ کوشش کریں گے۔ یہی نبی علیہ السلام کی ولادت کے دن کا پیغام ہے۔ اسے ہم ایک Lesson (سبق) سمجھ کر اس کو قبول کریں اور کمٹمنٹ کریں کہ آج کے دن ہماری زندگیوں میں ایک تبدیلی آئے گی۔ ہم ایک معاشرے کا بہتر انسان اور گھر کا بہتر فرد بن کر زندگی گزاریں گے اور نبی علیہ السلام کی تعلیمات کو پوری دنیا کے اندر پھیلائیں گے۔

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے
وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیغام آئے
پر پرواز بخشے اس نے ایسے آدمیت کو
ملائک رہ گئے پیچھے کچھ ایسے بھی مقام آئے
وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انساں کی
وہ آئے جب تو انساں کو فرشتوں کے سلام آئے
خدا شاہد ہے یہ ان کے فیض صحبت کا نتیجہ تھا
شہنشاہ گر پڑے قدموں میں جب ان کے غلام آئے

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی علیہ السلام کا غلام بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔
(آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾

(البینۃ:۵)

اخلاص کی حقیقت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 27 جنوری 2012ء بروز جمعہ، ۳ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

حدیث مبارکہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص ایسے پتھر کے اندر بیٹھ کر عمل کرے جس میں کوئی دروازہ ہو نہ کوئی روشن دان ہو، تو بھی اللہ تعالیٰ اس بندے کے عمل کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا، چاہے عمل جیسا بھی ہو۔ تو ہمارا کام ہے چھپ کر عمل کرنا۔ اللہ تعالیٰ اس چھپے عمل کے نور کو چہرے پہ سجا دیتے ہیں۔ لوگ چہرے کو دیکھتے ہیں تو اللہ ان کے دلوں میں محبتیں ڈال دیتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ ریاکار بندے کی تعریف کوئی نہیں کرتا۔ جو جتنا چھپاتا ہے، مخلص ہوتا ہے، اللہ اس کی تعریفیں اور زیادہ کرواتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاص کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (البینۃ: ۵)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ

﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾ (الزمر: ۳)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

کلمہ طیبہ کے دو اجزاء...... اخلاص اور صدق:

دین اسلام کا پہلا کلمہ، کلمہ طیبہ کہلاتا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس کے دو حصے بنتے ہیں۔

پہلا جزو:

پہلا حصہ ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے" یعنی یہ ہیں کہ تمام محبتوں کی انتہا فقط اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے، نہ کوئی محبوب اس کے علاوہ ہے، نہ مقصود اس کے علاوہ ہے، نہ معبود اس کے علاوہ ہے۔ انسان کے دل میں جو

www.besturdubooks.wordpress.com

محبتوں کی انتہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے۔ قرآن مجید نے یوں کہا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ: ۱۶۵)

''ایمان والوں کو اللہ رب العزت سے شدید محبت ہوتی ہے''

تو شدید محبت عبادت کہلاتی ہے کہ انسان بے اختیار اپنے محبوب کے قدموں پہ اپنا سر رکھ دے۔ محبوب کو اپنا معبود بنا لے۔ تو ہم نے جو کلمہ پڑھا اس میں اللہ رب العزت سے یہ عہد کیا کہ اے اللہ! ہمارے دلوں میں جو محبتوں کی انتہا ہے وہ فقط تیری ذات کے لیے ہے۔ ؎

تیرے سوا محبوبِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مشہودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا محبوبِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا معبودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی ہے کہ ہماری تمام محبتیں اور چاہتیں فقط اللہ رب العزت کی ذات کے لیے ہیں۔ اس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اگر کسی اور سے محبت ہے تو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے۔ اس کو کہتے ہیں اخلاص۔ اخلاص کا معنی ہے: خالص اللہ کے لیے۔ جو محبت ہو، وہ اللہ کی وجہ سے ہو۔

دوسرا جزو

پھر آگے ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی ﷺ جو پیغام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے، جو شریعت لے کر آئے، ہم اس کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہیں اور اس کے اوپر سو فیصد عمل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس کو تصدیق کہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گویا کلمہ کا پہلا حصہ اخلاص اور دوسرا حصہ تصدیق۔ اس کلمہ طیبہ میں صدق اور اخلاص...... دو چیزیں ملی ہوئی ہیں۔

شرک اور بدعت:

اگر اخلاص کے خلاف کوئی چیز ہوگی تو وہ شرکِ خفی کہلائے گی۔ مثلاً: ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے مگر چاہتا ہے کہ لوگ دیکھیں کہ میں کیسی عمدہ نماز پڑھ رہا ہوں۔ اب یہ اللہ کے لیے نہیں پڑھ رہا، دکھانے کے لیے پڑھ رہا ہے۔ اس نے اللہ کی محبت میں مخلوق کو شریک کر لیا۔ تو اخلاص کے بالمقابل کیا چیز بنے گی؟ شرکِ خفی بنے گا۔

نبی علیہ السلام کا عمل سنت کہلاتا ہے اور سنت کے بالمقابل جو چیز ہوتی ہے وہ بدعت کہلاتی ہے۔ ان دونوں چیزوں سے ہمیں بچنا ضروری ہے۔ شرکِ خفی سے بھی بچنا ہے اور بدعتِ ضلالہ سے بھی بچنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بندہ بدعت پر بڑے اخلاص کے ساتھ عمل کر رہا ہو مگر یہ اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا، چونکہ سنت کے خلاف ہے۔

تو ہر عمل کے اندر دو چیزیں دیکھی جائیں گی: اخلاص بھی دیکھا جائے گا اور یہ بھی دیکھیں گے کہ وہ سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔

اخلاص کیا ہے؟

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کی تعریف یوں کی ہے:

هُوَ اِفْرَادُ الْحَقِّ بِالْقَصْدِ فِي الطَّاعَةِ (مدارج السالکین: ۲/۹۱)

اللہ تعالیٰ کی اطاعت جو انسان کرتا ہے اس میں صرف اللہ کو راضی کرنے کی نیت ہو، کسی اور کی طرف دھیان نہ ہو، کسی کا شائبہ بھی نہ ہو، اس کو اخلاص کہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاص ضائع ہونے کی وجوہات

اور تین وجوہات سے اخلاص ضائع ہوتا ہے۔

① جلبِ منفعت:

ایک تو یہ کہ انسان کو کبھی دنیا کا نفع چاہیے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ دکھاوا کرتا ہے۔ مثلاً: لوگ مجھے بزرگ سمجھیں، مجھے ہدیے دیں، تحفے دیں، میرے عقیدت مند بنیں، اس کو کہتے ہیں "جلبِ منفعت" یعنی انسان نفع لینے کی خاطر لوگوں کو دکھاوا کرے۔

② تعریف چاہنا:

دوسری چیز ہے کہ انسان کا نفس انانیت سے بھرا ہوا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ بس میری تعریفیں ہوں۔ مثلاً: بڑی بنا سنوار کر نماز پڑھ رہا ہے لیکن دل میں یہ بات ہو کہ لوگ کہیں گے کہ کتنی عمدہ نماز پڑھتا ہے۔ یعنی اگر لوگوں کی تعریف کی نیت دل میں ہو یہ بھی شرکِ خفی ہوا کرتا ہے۔

③ برتری کا لوہا منوانا:

تیسری چیز کہ لوگوں پر برتری کا اظہار کرنا۔ مثلاً: جیسی نماز میں پڑھتا ہوں، آج کے وقت میں کوئی دوسرا ایسا پڑھنے والا نہیں رہا۔

تو عام طور پر یہ تین وجوہات ہوتی ہیں، جن کی وجہ سے انسان عبادت کے اندر دکھاوا کرتا ہے اور اخلاص کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاص کی علامات

لیکن جو مخلص انسان ہو اس کے عمل سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مخلص ہے۔ ہمارے مشائخ نے اخلاص کی علامات بتائی ہیں۔

①......عمل پر استقامت:

پہلی علامت یہ کہ جو بندہ مخلص ہوتا ہے وہ مداومت اور استقامت کے ساتھ اپنا عمل کرتا رہتا ہے۔ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے، قریب ہو یا نہ ہو، وہ اپنے کام میں لگا رہتا ہے۔ اس لیے کہ وہ بندوں کی وجہ سے نہیں کر رہا ہوتا، بلکہ وہ اللہ کے لیے کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ کہیں بیان فرمایا۔ جب بیان ختم ہوا تو مجمع چلا گیا۔ ایک بندہ سفر میں ذرا لیٹ ہو گیا تھا، دیر سے پہنچا۔ کہنے لگا: حضرت! مجھے راستے میں رکاوٹ پیش آ گئی، میں آپ کے بیان سے محروم رہ گیا۔ فرمانے لگے: کوئی بات نہیں، میں تجھے پھر سنا دیتا ہوں۔ چنانچہ پورا بیان من وعن جیسے پہلے مجمع کے سامنے کیا تھا، اس ایک بندے کو بھی اسی طرح سنا دیا۔ کسی نے کہا: جی وہ تو مجمع تھا، یہ اکیلا تھا، آپ نے اکیلے بندے کی خاطر بھی بیان کر دیا؟ فرمایا: میں اس وقت بھی خدا کو سنا رہا تھا اور اس وقت بھی خدا کو سنایا ہے۔

اخلاص کی علامت یہ ہے کہ ایسا بندہ مداومت اور استقامت کے ساتھ عمل کرتا ہے، یہ نہیں کہ کوئی قریب ہے تو تہجد بھی اٹھ کے پڑھ رہا ہے اور اگر کوئی نہیں تو پھر فجر میں بھی اٹھنا مشکل ہو رہا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۲...... عمل کو چھپانے کا استحضار:

دوسری علامت یہ کہ دل میں اس بات کا استحضار رہے کہ پوشیدہ عمل کا اجر اعلانیہ عمل کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ عام حالات میں بندے کے اعمال نامے کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ وہ جس کو لوگ جانتے ہیں اور ایک وہ ہوتا ہے جو بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان ہوتا ہے۔ کوئی اور نہیں جانتا۔ گویا خفیہ حصے کا اجر زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت اعلانیہ کے۔

جس بندے کو ہر وقت یہ خیال رہے گا وہ اپنے عمل کو چھپائے گا اور ظاہر نہیں ہونے دے گا کہ ایسا نہ ہو کہ اجر کم ہو جائے یا اجر ضائع ہو جائے۔ اور اگر احساس ہی نہیں تو پھر بات کرتے ہوئے بھی اپنے عمل کا اظہار کر دے گا۔ مثلاً کہے گا: میں جب چوتھی دفعہ حج پر گیا تو پھر یہ پیش آیا۔ بھئی! آپ نے کہنا ہی تھا کہ حج پہ گیا تو یہ "چوتھی دفعہ" کا لفظ کیوں لگایا؟ یہ ریاکاری ہوتی ہے۔

۳...... مخلوق کے سامنے شکووں سے پرہیز:

اخلاص کی تیسری علامت یہ کہ جو اہلِ اخلاص ہوتے ہیں وہ حالات کے تحت ہونے پر لوگوں کے سامنے شکایتیں نہیں کرتے۔ ایسا نہ ہو کبھی اس کو بتائیں کہ میرا بیٹا بیمار ہے، کبھی اس کو کہیں کہ جی بچے کو نوکری نہیں مل رہی۔ بھئی! حالات اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں، ہر انسان کے ساتھ خوشی غمی لگی ہوئی ہے۔ جب اچھے حالات تھے تو اللہ کی تعریفیں کرنے کا موقع نہ ملا، اب اگر کوئی تنگی آ گئی تو ہر ایک کے سامنے حالات کا رونا کیوں؟ اور جو استقامت والے ہوتے ہیں، اخلاص والے ہوتے ہیں وہ اللہ کی شکایت مخلوق کے سامنے نہیں کرتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کی نیک بندی تھیں۔ انہوں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ سر پہ پٹی باندھی ہوئی تھی۔ پوچھا: بیٹے! کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا جی! سر درد ہو رہا ہے۔ پوچھا: پہلے بھی ہوا؟ اس نے کہا: کبھی بھی نہیں ہوا۔ کہا: تیری عمر کتنی ہے؟ نوجوان جواب دیتا ہے: ستائیس سال۔ انہوں نے کہا: ستائیس سال تجھے سر درد نہیں ہوا تو تو نے شکر کی پٹی تو کبھی نہ باندھی، آج پہلی مرتبہ درد ہوا تو شکوے کی پٹی تو نے فوراً باندھ لی۔ اللہ اکبر کبیرا!

شکوہ فقط اللہ کے سامنے:

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ رب العزت کی طرف سے یہ بات الہام ہوئی:

''عطا! میرے بندوں سے کہہ دو کہ تمہیں اپنے رزق میں ذرا سی کوئی کمی ہوتی ہے تو لوگوں کی مجلس میں بیٹھ کر تم میرے شکوے شروع کر دیتے ہو، جبکہ تمہارا نامۂ اعمال میرے پاس گناہوں سے بھرا ہوا آتا ہے، میں فرشتوں کی مجلس میں کبھی تمہارے شکوے نہیں کیا کرتا۔''

بھئی! انسان نے اگر شکوے کرنے ہی ہیں تو اللہ کے سامنے کرے۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ﴾ (یوسف:۸۶)

''میں اپنی پریشانی اور غم کی شکایت فقط اللہ کے سامنے کرتا ہوں''

مخلوق کے سامنے شکوے کرنے کا کیا فائدہ؟

www.besturdubooks.wordpress.com

(۴)......ثواب کی امید فقط اللہ سے:

پھر ایک علامت یہ بھی ہے کہ جو مخلص آدمی ہوتا ہے اس کو ثواب کی امید اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے۔ وہ مخلوق سے تعریف نہیں چاہتا کہ لوگ میری تعریفیں کریں گے، لوگوں میں میری وقعت بنے گی، لوگوں سے مجھے نفع یا عہدہ ملے گا۔ نہیں، وہ فقط اللہ سے ہی اجر کی امید رکھتا ہے۔

(۵)......اخلاص پر فقط اللہ گواہ:

اخلاص ایسا عمل ہے کہ اس پر صرف اللہ تعالیٰ گواہ ہوں گے۔ اس پر فرشتے بھی گواہ نہیں بن سکتے، کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ عمل کرتا ہے تو فرشتے اسے لے کر آسمان پہ جاتے ہیں۔ پہلے آسمان کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ اس کا فرشتہ پوچھتا ہے: کیا لے کر جا رہے ہو؟ وہ کہتا ہے: میں عمل لے کر جا رہا ہوں۔ وہ کہتا ہے: مجھے چیک کرواؤ۔ وہ اس میں سے دیکھتا ہے اس میں اخلاص ہے یا نہیں۔ اگر اخلاص ہوتا ہے تو اس کو کھول دیتا ہے، نہیں تو نہیں کھولتا۔ پھر دوسرے آسمان پہ...... پھر تیسرے پہ...... ہر ہر آسمان پہ چیکنگ ہوتی ہے۔ جب آخری آسمان سے اللہ کے حضور پیش ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود اس عمل کو دیکھتے ہیں۔ اگر سو فیصد اخلاص ہوتا ہے تو اس کو قبول کر لیتے ہیں اور اگر کسی معاملے میں ذرا سا بھی دکھاوا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو کرنے والے کے منہ پر واپس مار دیتے ہیں کہ تو نے میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیوں کیا؟ لے جا اسی سے اجر پا جس کے لیے کیا تھا۔ میرے پاس تیرا کوئی اجر نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاص کے درجات

اخلاص کے مختلف درجات ہیں۔

ادنیٰ درجہ:

ایک ادنیٰ درجہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان خالی الذہن ہو کر عمل کرے۔ نہ مخلوق کا خیال ہو، نہ کسی اور کا خیال، بس خالی ذہن ہو کر عبادت کرے۔ یہ بھی اخلاص کی علامت ہے۔

اعلیٰ درجہ:

اخلاص کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی سوچ کے ساتھ عبادت کرے۔

اخلاص کے ثمرات

اخلاص کے بڑے ثمرات ہیں۔

① حلِ مشکلات:

جو انسان مخلص ہوتا ہے اللہ اس کا مددگار ہوتا ہے۔ اس کی تمام مشکلات کو اللہ تعالیٰ خود حل فرماتے ہیں۔ اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ دفاع فرماتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (الحج: ۳۸)

''ایمان والوں کی طرف سے اللہ مدافعت کرتا ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

اب بتائیں کہ جس کا دفاع اللہ تعالیٰ خود فرمائیں، کوئی اس کو گزند پہنچا سکتا ہے؟

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

امرا سمجھتے ہیں کہ ہم مال پیسے کے ذریعے سب مشکلات کو حل کر لیں گے۔ تو امرا کی مشکلات فلوس کے ذریعے حل ہوتی ہیں اور فقرا کی مشکلات خلوص کے ذریعے حل ہوتی ہیں۔

(۲) رفعِ درجات:

پھر اخلاص کی وجہ سے بندے کے درجات بڑھتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے: اگر کسی بندے کے دل میں شہادت کی تمنا ہے اور وہ اپنے بستر کے اوپر مرے گا تو اس اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے شہدا کی قطار میں شامل فرمائیں گے۔ (کنز العمال، رقم: ۱۱۲۱۱-۱۱۲۱۲)

(۳) فتن سے نجات:

جو بندہ مخلص ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فتنوں سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کو گناہ کی طرف بلایا گیا:

﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ﴾ (یوسف: ۲۴)

"درحقیق اس نے ان کا ارادہ کیا تھا اور یوسف علیہ السلام نے بھی ارادہ کر لیا ہوتا اگر وہ اپنے رب کی نشانی کو نہ دیکھ لیتے اسی طرح ہم نے ان سے برائی اور بے حیائی کو دور کر لیا اور وہ تو ہمارے خالص بندوں میں سے تھے"

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ برہان دکھا دیتے ہیں، بچا لیتے ہیں اپنے بندوں کو۔ کیوں بچایا اپنے بندے کو؟ فرمایا:

﴿إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ﴾ (یوسف:۲۴)

''وہ میرے مخلص بندوں میں سے تھا''

تو یہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ مخلص بندے پہ کوئی ایسا فتنہ اور آزمائش آنے بھی لگے تو اللہ اس کی حفاظت فرما دیتے ہیں۔

④ گناہ معاف:

مخلص بندے کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بندہ تھا اس نے سو انسانوں کو قتل کیا تھا۔ پھر اسے ندامت ہوئی تو وہ سچی توبہ کی نیت سے گھر سے چل پڑا۔ راستے میں اس کو موت آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے گناہوں کی بخشش فرما دی۔ (بخاری، رقم: ۳۴۷۰)

ایک شخص نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔ (بخاری، رقم: ۶۰۰۹)

تو مخلص بندے کے قتل جیسے بڑے جرائم بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔

⑤ اعمال پر اجر زیادہ:

مخلص بندے کو اجر دوسروں کی نسبت زیادہ دیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میرے صحابہ میں سے اگر کوئی ایک مد خرچ کر دے تو بعد میں آنے والا کوئی احد پہاڑ کے برابر سونے کو بھی خرچ کر دے تو ان کے برابر اجر نہیں پا

سکتا‘‘ (بخاری، رقم: ۳۶۷۳)

کیونکہ بعد میں اخلاص کا وہ معیار ہو ہی نہیں سکتا۔

آپ نے دنیا میں دیکھا ہوگا، آم کی ایک گٹھلی ہوتی ہے، اس کو زمین میں دفن کیا جاتا ہے تو ایک درخت نکلتا ہے اور اس درخت پر ہزاروں آم لگتے ہیں اور ہر آم میں گٹھلی ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ایک گٹھلی سے ہزاروں گٹھلیاں بنا دیتے ہیں اسی طرح مخلص بندے کی ایک نیکی سے اللہ تعالیٰ نیکیوں کو پال لیا کرتے ہیں۔ فرمایا: ان کی نیکیوں کو اس طرح پالا جاتا ہے جیسے لوگ اپنے جانوروں کو پالا کرتے ہیں۔ تو قیامت کے دن مخلص بندے کو اس کے اعمال پر بہت زیادہ اجر عطا کیا جائے گا۔

⑥ عطائے حکمت:

مخلص بندے کو اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرماتے ہیں۔ لہٰذا فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (البقرۃ: ۲۶۹)

’’جس کو حکمت عطا ہوا اس کو خیر کثیر عطا ہوتی ہے‘‘

ایک حدیث مبارکہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

’’جو شخص اخلاص کے ساتھ چالیس دن عبادت کرتا ہے اس کے قلب سے زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔‘‘ (کنز العمال، رقم: ۵۲۷۱)

تو اس بندے کو جو اخلاص کے ساتھ عمل کر رہا ہوتا ہے، حکمت نصیب ہو جاتی ہے۔

⑦ نقد تعریفیں:

مخلص بندہ جو اپنے اعمال مخلوق سے چھپاتا ہے، یہ نہیں کہ اس کی تعریف کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کرتا۔ نہیں! اللہ مخلوق کی زبانوں پہ اس کی تعریفیں بھی جاری فرما دیتے ہیں۔ اسی لیے اپنی خواہش کے بغیر اگر کوئی تعریف کرے تو اس کو اللہ کی نعمت سمجھیں۔ اس کو ''عاجلہ'' کہا گیا۔ عاجلہ کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں جس عمل کا اجر ملنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نمونے کے طور پر تھوڑا سا اجر دنیا میں ہی دے دیتے ہیں۔ لوگوں کے دل میں محبت ڈال دی، عقیدت ڈال دی، لوگوں کے دل میں تعریف کا جذبہ ڈال دیا، لوگ قربان ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ چیز ''عاجلہ'' کہلاتی ہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص ایسے پتھر کے اندر بیٹھ کر عمل کرے جس میں کوئی دروازہ ہو، نہ کوئی روشن دان ہو، تو بھی اللہ تعالیٰ اس بندے کے عمل کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا چاہے عمل جیسا بھی ہو (کنز العمال: ۵۲۷۰)۔

تو ہمارا کام ہے چھپ کر عمل کرنا۔ اللہ تعالیٰ اس چھپے عمل کے نور کو چہرے پہ سجا دیتے ہیں۔ لوگ چہرے کو دیکھتے ہیں تو اللہ ان کے دلوں میں محبتیں ڈال دیتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ ریاکار بندے کی تعریف کوئی نہیں کرتا۔ جو جتنا چھپاتا ہے، مخلص ہوتا ہے، اللہ اس کی تعریفیں اور زیادہ کرواتا ہے۔ تو تعریفیں کروانے کے لیے دکھانے کی ضرورت نہیں ہے، چھپانے کی ضرورت ہے۔

یہاں پر ایک مسئلہ اور بھی ہے کہ حدیث مبارکہ میں ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''جو بندہ تمہارے منہ پر تعریف کرے تم اس کے منہ میں مٹی ڈالو''

(کنز العمال، رقم: ۷۹۶۱)

اب بعض نوجوان اس کا بہت ہی غلط سا مفہوم سمجھ لیتے ہیں۔ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر کسی نے تعریف شروع کی تو بس مٹی اٹھاؤ اور اس کے منہ میں ٹھونس دو۔ اس کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی بندہ تعریف کرے تو تم تھوڑی سی مٹی اٹھا کر زمین پر نرمی سے پھینک دو اور ان کو کہو کہ جس طرح اس مٹی کی کوئی حقیقت نہیں اسی طرح میں بھی مٹی سے بنا ہوں، میں بھی تعریف کے قابل نہیں، تعریف کے قابل فقط اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ یوں کرنا چاہیے۔

⑧ الٹی بھی سیدھی:

جو مخلص انسان ہوتا ہے اس کی الٹی بھی سیدھی ہو جاتی ہے۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمہ اللہ آخری عمر میں یہی فرماتے تھے:

"ہن تے میری پٹھیاں وی سدھیاں تھی ویندیاں ہن"

"اب تو میری الٹی بھی سیدھی ہو جاتی ہے"

یعنی اگر وہ عام معمولاتِ زندگی میں کوئی قدم اٹھا لیتا ہے تو جیسا بھی ہوتا ہے اللہ اس کو کامیاب فرما دیتے ہیں۔ یہی بات یہی ہے کہ جس کی دوستی اور محبت میں خلوص پایا جائے اس کے سب ناز نخرے برداشت کر لیے جاتے ہیں۔

⑨ اخلاص سے برکت زیادہ:

جس عمل میں خلوص ہو اس عمل میں برکت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے "موطا" کتاب لکھی۔ اسی وقت ایک اور عالم تھے انہوں نے بھی موطا کے نام سے کتاب لکھی۔ ان کی کتاب سے بھی زیادہ بڑی اور موٹی لکھی۔ تو کسی نے آ کر امام مالک سے کہا کہ جی انہوں نے موطا لکھی ہے اور بڑی کتاب ہے تو اس موطا کی کیا ضرورت تھی؟ تو انہوں نے آگے سے جواب دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

مَا كَانَ لِلّٰهِ يَبْقٰى

"جو اللہ کے لیے ہے وہ باقی رہے گی"

جو عمل اللہ کی رضا کے لیے ہوگا، اللہ تعالیٰ اس عمل کو ہمیشہ کے لیے دوام عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ دوسری کتاب کا آج پتہ ہی نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کی جو موطا امام مالک ہے، اس کو آج ہر طالب علم دورۂ حدیث میں پڑھا کرتا ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((أَخْلِصْ دِيْنَكَ يَكْفِكَ الْعَمَلُ الْقَلِيْلُ)) (مستدرک للحاکم، رقم: ۷۸۴۴)

"اپنے دین میں اخلاص پیدا کرو تھوڑا عمل بھی تمہارے لیے کافی ہو جائے گا"

اخلاص سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

علم کی آفت عمل کو ترک کرنے میں ہے اور عمل کی آفت اخلاص کو ترک کرنے میں ہے۔

یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

دلوں کی زینت اخلاص سے ہے اور ایمان کی زینت احسان سے ہے۔

یوں تو مسلمان سب ایمان والے کہلاتے ہیں، لیکن جس کو احسانی کیفیت حاصل ہو یہ ایمان کی زینت ہوا کرتی ہے۔

فرمایا کرتے تھے:

جو انسان آخرت کا طلب گار رہتا ہے اس میں اخلاص خود بخود آ جایا کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اخلاص کی اہمیت

احادیث سے اخلاص کی بہت اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

نجات کا مدار علم پر:

مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْخَلْقُ کُلُّھُمْ ھَالِکُوْنَ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ))

"انسان سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو عالم ہیں۔"

اس لیے کہ جہالت بربادی کا ذریعہ ہے، جہالت اندھیرا ہے اور علم روشنی ہے، علم کی روشنی ہوگی تو انسان دین میں بھی کامیاب اور دنیا میں بھی کامیاب ہوگا۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ جہالت کی وجہ سے مغلوبیت ہوتی ہے۔ آج ہم جانوروں پر کیوں غالب ہیں؟ اس لیے کہ ان کے پاس علم نہیں ہے، ہمیں اللہ نے علم دیا ہے۔ انسان ہاتھی پہ سوار، گھوڑے پہ سوار، گدھے پہ سوار ہوتا ہے، حتیٰ کہ شیروں کو بھی اپنے قابو میں کر لیتا ہے۔ اور انسانوں میں دیکھیں کہ جس کے پاس نسبتاً زیادہ علم ہے وہ دوسروں کے اوپر غالب ہے۔ تو انسانوں میں بھی جاہل مغلوب ہیں اور علم والا غالب ہے، دین کا معاملہ ہو یا دنیا کا معاملہ۔ اسی لیے تو کہتے ہیں:

"علم ایک طاقت کا نام ہے" Knowledge is a power

اس طاقت کے ذریعے انسان دوسروں پہ غالب آتا ہے۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تمام انسان ہلاک ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو عالم ہیں۔

علم کا مدار عمل پر:

پھر فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَلْعَالِمُوْنَ كُلُّهُمْ هَالِكُوْنَ اِلَّا الْعَامِلُوْنَ))

"سب علم والے ہلاک ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو عمل کرنے والے ہوں گے"

واقعی! انسان اگر عمل نہ کرے تو علم بھی ساتھ نہیں دیتا۔ ہمیں ایک ڈاکٹر صاحب ملے جو ڈاکٹر بن رہے تھے۔ بننے کے متصل اور ہی کاروبار میں پڑ گئے اور پریکٹس نہ کی۔ وہ بیچارے بھی عوام الناس کی طرح بیماری کے بارے میں دوسرے ڈاکٹروں سے بیٹھے پوچھ رہے ہوتے تھے۔ ہم نے کہا: جی! آپ بھی تو ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے پریکٹس نہیں کی اسی لیے میں سب بھول گیا ہوں۔ جب عمل نہیں تو ڈاکٹر کا اپنا علم اس سے فارغ ہو جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ "علم، عمل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، اگر کھل جائے تو باقی رہتا ہے ورنہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتا ہے"۔ تو جو انسان علم پہ عمل نہ کرے وہ اپنے علم سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کتنے لوگوں کو دیکھا، انجینئرنگ لائن کا علم حاصل کیا، کاروبار میں پڑ گئے، انجینئرنگ کا علم ہی ذہن سے نکل گیا۔ تو علم والے بھی ہلاکت میں پڑنے والے ہیں، سوائے ان کے جو عمل کرنے والے ہوں گے۔

عمل کا مدار اخلاص پر:

پھر فرمایا:

((اَلْعَامِلُوْنَ كُلُّهُمْ هَالِكُوْنَ اِلَّا الْمُخْلِصُوْنَ))

"عمل کرنے والے بھی ہلاکت میں پڑنے والے ہیں سوائے ان کے جو مخلص ہوں"

عمل بھی تب قبول ہوگا جب اس میں اخلاص ہوگا۔ بغیر اخلاص کے جتنا بڑا عمل

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی ہو بے کار ہے۔ تو کیا فائدہ ایسے کام کا کہ ایک بندہ کسی کام پر جان لگائے، مال لگائے، وقت لگائے، لیکن ساری کوشش کا آخرت میں کچھ ثمرہ نہ ملے، بلکہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ہلاکت کا باعث بنے۔

ایک حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں اور وہ اس حدیث مبارکہ کو جب نقل کرنے لگتے تھے تو کئی مرتبہ بے ہوش ہو جاتے تھے، اتنا خوف طاری ہوتا تھا۔ اس حدیث مبارکہ کو نقل کرتے ہوئے روتے تھے۔

اس میں تین آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے حساب کے لیے ایک عالم کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تو علم کی بہت خدمت کی۔ اللہ فرمائیں گے: تو نے اس نیت سے کی تھی کہ تجھے بڑا عالم کہا جائے، وہ تجھے کہہ دیا گیا تھا، اب ہمارے پاس کچھ نہیں۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس عالم کو اوندھے منہ جہنم کے اندر ڈال دیا جائے۔

پھر اس کے بعد ایک شہید کو پیش کیا جائے گا۔ ظاہر میں دیکھو کتنا بڑا مرتبہ ہے، لیکن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تو نے دنیا میں کیا کیا؟ وہ کہے گا: اللہ! آپ کے نام پر جان قربان کر دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: نہیں! تو نے تو اس لیے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے، بس! تجھے بہادر کہہ دیا تھا لوگوں نے، ہمارے پاس اب کچھ نہیں۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اوندھے منہ اس کو جہنم کے اندر داخل کر دیا جائے۔

تیسرا ایک سخی پیش ہوگا۔ بڑی مسجدیں اور مدرسے بنوائے ہوں گے، اور خیر کے کام کیے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا: یا اللہ! میں نے تو پورا مال آپ کے راستے میں لٹا دیا تھا۔ فرمایا: اس لیے کہ لوگ تجھے سخی کہیں، لوگوں نے سخی کہہ دیا۔ اس کو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم، رقم: ۵۰۳۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

عالم، شہید اور سخی، تینوں بندوں کو قیامت کے دن جہنم کے اندر ڈالا جائے گا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نہ زنا کار پیش ہوگا، نہ قاتل پیش ہوگا نہ کسی اور گناہ والا پیش ہوگا۔ یہ نیکی والے لوگ ہیں جو اس حال میں پیش ہوں گے، اس پہ ذرا غور کرنا چاہیے۔ عالم، سخی اور شہید، ان کا حساب پہلے ہوگا۔ تو سوچیے! آج جو ہم اپنے عملوں پہ فریفتہ ہوا پھرتے ہیں اور ذہن میں لیے پھرتے ہیں کہ بس ہم نے تو جنت ہی جانا ہے، یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ قیامت کے دن کون سرخرو ہوتا ہے؟

اخلاص والے بھی خطرے میں:

پھر فرمایا:

((اَلْمُخْلِصُوْنَ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ)) (مرقاۃ المفاتیح:۱/۲۱۴)

''اور مخلص لوگ بھی بڑے خطرے میں ہیں''

یعنی مخلص تو ہیں، شیطان عجب اور تکبر کا اظہار کروا دے تو سارے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ غرور سے اخلاص ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی بندہ اپنے عملوں پہ بھروسہ نہیں کر سکتا۔

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن سب اللہ کے فضل سے جنت میں جائیں گے۔''

صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے حبیب! آپ بھی؟

فرمایا: ہاں! میں بھی۔

((اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ)) (صحیح البخاری، رقم:۵۹۸۲)

''البتہ اللہ مجھے اپنی رحمت کے سائے میں ہی رکھیں گے''

جس پر اللہ کی رحمت ہو جائے گی بس وہ جنت میں چلا جائے گا۔ ورنہ بندہ اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکتا۔ اب اگر کوئی کہے جی کہ عمل کی وجہ سے کیوں نہیں جا سکتا؟ تو یاد رکھیں کہ جب اللہ کے حبیب ﷺ نے فرما دیا:

((مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ))

”(اے اللہ!) ہم نے آپ کی عبادت نہیں کی جیسے عبادت کرنے کا حق تھا“

اللہ کے حبیب ﷺ جب یہ اقرار فرماتے ہیں تو ہماری باتیں کس کام کی؟ ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں؟

بھروسہ اللہ کے فضل پر ہو، عمل پر نہیں:

اس لیے عمل کریں، مگر اللہ کے فضل پر نظر رکھیں، عمل پہ نظر نہ رکھیں۔ ہم ناپ تول کے قابل نہیں ہیں۔ کون ہے جو اپنے آپ کو اللہ کے سامنے ناپ تول کے لیے پیش کرے؟

جب ہم بہت چھوٹے تھے تو اپنے والدین سے ایک حکایت سنا کرتے تھے۔ ایک آدمی بڑا انصاف پسند اور بڑا امین تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ گھوڑے پہ جا رہا تھا اور ایک گندم کے کھیت کے پاس سے گزرا تو اس کے گھوڑے کی زین کے ساتھ گندم کا ایک سٹہ پھنس گیا۔ جب وہ گھر پہنچا تو اس نے کہا کہ مجھے تو پتہ نہیں کہ کس کے کھیت سے یہ سٹہ ٹوٹا اور گھوڑے کی زین میں پھنسا۔ اس نے بیوی سے کہا کہ تم ایسا کرو کہ اس کی گندم کو سنبھال کر رکھ لو، جب میں فوت ہوں گا تو میرے کفن کے ساتھ یہ بھی رکھ دینا تاکہ قیامت کے دن اگر کوئی بندہ مطالبہ کرے گا تو میں گندم کے دانے واپس کر دوں گا۔ وہ فوت ہوا تو اللہ کے حضور پیشی ہوئی، پوچھا: تم نے تو فلاں کا سٹہ بغیر اجازت کے لیا تھا۔ اس نے کہا: اللہ! میں یہ گندم ساتھ لے کے آیا ہوں۔ فرمایا: گندم تو لائے ہو، بھوسہ کدھر ہے؟..... تو کوئی بندہ ہے جو اپنے آپ کو پیش کر سکے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک آدمی قتل کے جرم میں پکڑا گیا۔ اس نے قتل کیا نہیں تھا۔ ہمیشہ دعا مانگتا تھا، اللہ انصاف کردے۔ لوگ سمجھاتے: بھئی! اللہ سے تم فضل مانگو۔ کہتا تھا: میں نے قتل نہیں کیا، میں اللہ سے انصاف مانگتا ہوں۔ وہ پھانسی چڑھ گیا۔ خواب میں کسی کو نظر آیا۔ اس نے کہا: تم تو کہتے تھے کہ انصاف مانگتا ہوں، پھر کیوں پھانسی چڑھ گئے؟ کہنے لگا: ہاں! اللہ کے حضور پیشی ہوئی تو عرض کیا: یا اللہ! میں نے قتل تو نہیں کیا تھا۔ فرمایا کہ ہاں! تو نے اس بندے کو تو قتل نہیں کیا تھا، مگر ایک مرتبہ تیرے پاؤں کے نیچے آکر ایک چیونٹی مرگئی تھی، وہ بھی تو ایک جان تھی، ہم نے اس چیونٹی کے بدلے تجھے پھانسی چڑھا دیا۔

تو کون ہے جو اپنے آپ کو پیش کرے کہ اے اللہ! میں حساب دینے کے قابل ہوں۔ عمل کریں اس لیے کہ عمل کرنے والے لوگوں کو جنت میں بھیجا جائے گا، مگر نظر کس پر رکھیں؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اور اللہ کے فضل پر نظر رکھیں۔

اخلاص کی برکت سے مصیبت سے نجات:

جو مخلص بندہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مصیبتوں سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی سفر پر جا رہے تھے۔ بارش آئی تو وہ ایک غار میں چلے گئے۔ ایک بڑی چٹان لڑھکتی ہوئی آئی اور وہ غار کے دروازے پر آکر ٹک گئی۔ اب یہ نکل نہیں سکتے تھے۔ بڑا زور لگا لیا، حتیٰ کہ ان کو یقین ہوگیا کہ اب ہمیں موت سے کوئی نہیں روک سکتا۔ دل میں خیال آیا کہ اللہ سے دعا مانگو۔ انہوں نے کہا کہ چلو، اپنا کوئی عمل اللہ کے حضور پیش کرتے ہیں، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کو عمل پسند آجائے اور اللہ اپنے فضل سے اس چٹان کو نیچے کردے۔

ان میں سے ایک نے اپنا عمل پیش کیا کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے والدین کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دودھ پیش کرتا تھا اور وہ سو گئے تھے تو میں کھڑا رہا، کھڑے کھڑے صبح ہو گئی، میرے والدین کی آنکھ کھلی اور انہوں نے مجھ سے دودھ مانگا تو میں نے پیش کیا۔ اللہ! والدین کی خدمت میں جو ساری رات کھڑا رہا، اگر یہ عمل قبول ہے تو اس کو ہٹا دیجیے۔ تیسرا حصہ چٹان کا پیچھے سرک گیا۔

پھر دوسرے کی باری آئی۔ اس نے کہا: یا اللہ! ایک مزدور نے مزدوری کی تھی اور بغیر مزدوری لیے چلا گیا تھا۔ میں نے اس کی مزدوری سے ایک بکری خرید لی۔ وہ بڑھتی رہی بڑھتی رہی حتیٰ کہ ریوڑ بن گیا۔ بہت عرصے کے بعد وہ لینے آیا۔ اللہ! میں نے سارا ریوڑ تیری رضا کے لیے اس کے حوالے کر دیا تھا۔ اگر یہ عمل قبول ہے تو اللہ! اس مصیبت سے نجات عطا فرمایئے۔ چٹان اور پیچھے آ گئی۔

تیسرے نے کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میری ایک چچا زاد بہن تھی اور میری طبیعت اس کے عشق میں بہت زیادہ مبتلا تھی۔ میں نے اس سے گناہ کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے اتنے پیسے دو گے تو پھر میں تمہاری بات مانوں گی۔ اپنی طرف سے اس نے جان چھڑوانے کے لیے اتنی رقم بتا دی تھی جو میرے پاس ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ میں نے اس بات کو دل میں رکھ لیا اور میں نے محنت کرنی شروع کر دی۔ کافی عرصے کے بعد میں نے اتنی رقم جمع کر لی جو اس نے کہی تھی۔ اب میں نے اسے کہا کہ تم نے مجھ سے جو بات کی تھی وہ میں نے پوری کر دی ہے، لہٰذا اب اپنا وعدہ پورا کرو۔ جب میں گناہ کے لیے بالکل تیار ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے جسم پر خوف کی وجہ سے کپکپی طاری تھی۔ میں نے پوچھا کہ تم کیوں اتنی خوف زدہ ہو رہی ہو؟ اس نے کہا: میں نے زندگی میں کبھی یہ عمل نہیں کیا، تم اللہ کی مہر کو کیوں توڑتے ہو؟ اس کے ان الفاظ نے میرے دل پہ ایسا اثر کیا کہ میں نے اسے پیسے بھی دے دیے اور گناہ کا

www.besturdubooks.wordpress.com

ارادہ بھی ترک کردیا۔ اللہ! یہ عمل اگر قبول ہے تو چٹان ہٹا دیجیے۔ چٹان پوری ہٹ گئی اور اللہ نے ان تینوں کو نجات عطا فرمادی۔ (بخاری، رقم ۲۲۱۵)

منجیات اور مہلکات:

اب ذرا غور کیجیے کہ ایک حدیث میں تین بندوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے ریاکاری کی اور بڑے بڑے عمل لے کر آئے، مسجدیں بنوائیں، علم پھیلایا، اللہ کے راستے میں جہاد کیا، مگر ریاکاری کی وجہ سے ان تینوں کو جہنم میں ڈالا گیا۔ اور دوسری حدیث میں ان تین بندوں کا تذکرہ کہ جنہوں نے انفرادی عمل پیش کیے جو اللہ کی رضا کے لیے کیے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کے عملوں کو قبول کر کے نجات عطا فرمادی۔ تو جو عمل اللہ کے لیے ہوتے ہیں وہ منجیات میں سے ہوتے ہیں اور جو عمل دکھاوے کے لیے ہوتے ہیں وہ مہلکات میں سے ہوتے ہیں۔

اخلاص کیسے حاصل ہو؟

اب اخلاص حاصل کیسے کریں؟ یہ ایک سوال ذہن میں آتا ہے۔ اخلاص حاصل کرنے کے لیے چند امور کا خیال رکھیں۔

① تصحیح نیت:

ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ جب بھی کوئی کام کرتا ہو تو بندہ کام کی ابتدا میں اپنی نیت کو دیکھے۔ میں اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہوں یا مخلوق کو دکھانا چاہتا ہوں اور اس کی تعریفیں چاہتا ہوں۔ اگر کوئی نیت کا فساد نظر آئے تو اس کو ختم کر لے اور اپنی نیت کو خالص اللہ کے لیے کر لے۔ اس طرح اس کو اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق نصیب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جائے گی۔

بعض بزرگ فرماتے تھے کہ ہم نے اپنے شیخ کی خدمت میں آٹھ سال رہ کر نیت کو ٹھیک کرنا سیکھا۔ ہر کام میں نیت کو کیسے ٹھیک کرتے ہیں؟ یہ نیت عجیب چیز ہے۔ نیت کے بدلنے سے عمل کا انداز بدل جاتا ہے۔ مسئلے کی بات سن لیجیے!

علما نے لکھا ہے کہ

اسی طرح ایک بندے نے کسی سے قرض لیا اور نیت یہ تھی کہ میں قرض واپس نہیں دوں گا تو یہ قرض نہ ہوگا بلکہ یہ سرقہ ہوگا۔ یہ اس کی چوری ہوگی۔

اگر کوئی بندہ اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارتا ہے اور ذہن میں تصور کسی غیر محرم کا کر لیتا ہے تو اس کو بھی ثواب کے بجائے الٹا گناہ ملے گا۔

اس نیت کی طاقت ذرا دیکھیے کہ کہیں ایک مسجد بنی ہوئی تھی اور مسجد کے بالکل قریب کسی نے گندگی کا ڈھیر لگایا ہوا تھا جہاں نجاست پڑی رہتی تھی۔ مسجد والوں نے سوچا کہ مسجد چھوٹی ہے اس کو ہم Extend (بڑا) کرتے ہیں۔ اب گندگی کے ڈھیر کو ہٹا کر مسجد کو بڑھا دیا۔ وہ جگہ جہاں پہلے گندگی پڑی تھی اب وہ اللہ کا گھر بن گئی۔ یہ نیت کیا عجیب چیز ہے کہ گندگی کے ڈھیر کی جگہ کو یہ مسجد کے حکم میں شامل فرما دیتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نیت کے اندر طاقت ہے۔ اس لیے عمل کرنے سے پہلے اس کی نیت کو دیکھیں۔ اور درمیان میں بھی نیت پر نظر رکھیں کہ کہیں بدل تو نہیں رہی۔ اس سے پھر انسان اخلاص کے ساتھ عمل کر لیتا ہے۔

(۲) اہل اللہ کی صحبت:

دوسری بات یہ ہے کہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرے۔ اس سے اخلاص ملتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرماتے

جیسا:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح:۲۹)

”اللہ کے نبی (ﷺ) اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر تو سخت ہیں اور آپس میں بہت نرم خو“

پھر اللہ ان کی آگے تعریف فرماتے ہیں:

﴿سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ﴾ (الفتح:۲۹)

تو ان صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا﴾ (الفتح:۲۹)

”یہ اپنی عبادت سے اللہ کا فضل اور اللہ کی رضا مانگتے ہیں۔“

تو صحابہ کو رضائے الٰہی اور اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کا سرٹیفکیٹ اللہ تعالیٰ قرآن میں خود عطا فرما رہے ہیں۔ یہ سرٹیفکیٹ کیوں ملا؟ صحبت کی وجہ سے ملا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ مخلص بننا چاہتا ہے تو جو اہلِ اخلاص ہوں ان کی صحبت میں رہے۔ جب رنگ چڑھے گا تو اس کو بھی اخلاص کے ساتھ عبادت کی توفیق مل جائے گی۔

③ اللہ سے دعا مانگنا:

تیسری بات یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔ جب اللہ تعالیٰ سے مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرما دیں گے۔ احادیث میں دعائیں بھی منقول ہیں۔ ایک دعا ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ (الجامع الکبیر للسیوطی، رقم: ۱۹۸)

ایک دعا ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ مَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ

(مسند ابی یعلی، رقم: ۴۳۷۳)

ان دعاؤں کو بھی یاد کریں اور اللہ سے مانگیں کہ اللہ! مجھے اخلاص کے ساتھ اعمال کرنے کی توفیق عطا فرما دیجیے۔ اس طرح سے انسان کو اخلاص نصیب ہو جاتا ہے۔

اکابر کے اخلاص کے چند واقعات

ہمارے مشائخ میں بہت اخلاص والے حضرات گزرے ہیں۔ ذرا چند ایک واقعات سناتا ہوں، تاکہ نمونہ کے طور پر یہ دکھا دیا جائے کہ مخلص لوگ کیسے ہوا کرتے ہیں؟

دو علما کا اخلاص پر مبنی اختلاف:

دو علما تھے، ایک تھے مولوی تراب علی رحمہ اللہ جو مولود متعارفہ کے حامی تھے۔ اور ایک مفتی سعد الدین رحمہ اللہ رام پوری تھے، وہ اس کو منع کرتے تھے۔ اُن کی نظر میں یہ عمل ٹھیک تھا، وہ کرتے تھے اور ان کی نظر میں ٹھیک نہیں تھا، وہ منع کرتے تھے، مگر تھے دونوں مخلص۔ اللہ کی شان! ایک مرتبہ دونوں کی ملاقات ہوئی تو ملاقات میں مولوی تراب علی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مفتی صاحب! آپ کا مولود سے انکار ابھی بھی چلا آ رہا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا: جی! آپ کا اصرار ابھی بھی چلا آ رہا ہے؟ تو مولوی صاحب نے کہا: اللہ جانتا ہے کہ ہم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے یہ عمل

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں۔ تو مفتی صاحب نے جواب دیا کہ ہم بھی متابعت رسول ﷺ کی وجہ سے اس کو بدعت کہتے ہیں۔ یہ سن کر مولوی صاحب مسکرا پڑے اور کہنے لگے: پھر تو آپ بھی نجات پا جائیں گے، ہم بھی نجات پا جائیں گے۔ اس لیے کہ چونکہ دونوں مخلص تھے۔

دو مشائخ کا اخلاص پر مبنی اختلاف:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مشائخ میں سے گزرے ہیں۔ دہلی میں نظام الدین میں آج بھی آرام فرما رہے ہیں۔ وہ اپنے وقت میں سماع کرواتے تھے۔ سماع کا مطلب یہ کہ جیسے آج کل نعت پڑھتے ہیں، اس کو "سماع" کہتے تھے...... موسیقی کے ساتھ یہ جو مروجہ قوالی ہے، یہ سماع نہیں کہلاتا۔ قوالی تو الگ چیز ہے۔ یہ تو بعد کے دور کے لوگوں کی ایجاد ہے۔ پہلے مشائخ کے حالاتِ زندگی میں اس کی کہیں دلیل نہیں ملتی۔ موسیقی حرام ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے آلاتِ موسیقی کو توڑنے کے لیے دنیا میں بھیجا ہے۔ اور مزامیر شیطان کی طرف سے ہے۔ تو موسیقی تو جائز نہیں ہے۔ اب اس کے ساتھ مل کر کوئی ایسے الفاظ کہنا شروع کر دے تو وہ چیز جائز تو نہیں ہو جاتی ...... سماع جس کو بزرگوں نے کہا، یہ ایسے تھا جیسے آج کل اشعار کی محفل ہوتی ہے، جس میں اللہ کی حمد بیان ہوتی ہے، نعت پڑھی جاتی ہے۔ اہل بیت و صحابہ کی منقبت پڑھی جاتی ہے تو اس کو "سماع" کہا جاتا تھا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں نعت پڑھواتے تھے اور لوگوں پہ جذب طاری ہو جاتا تھا۔ وہ اچھلتے تھے اور اللہ اللہ کرتے تھے۔ اس وقت قاضی ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ حکومت کی طرف سے محتسب اعلیٰ متعین تھے۔ محاسب تھے۔ ان کی ڈیوٹی یہ تھی کہ اگر تم کوئی چیز بھی دیکھو شریعت کے خلاف دیکھو تو اس کو بند کر دو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اب چونکہ ان کا ڈیپارٹمنٹ تھا، یہ ہمیشہ آتے تھے اور ایسی مجلس کو دیکھتے تھے تو بس مجلس کو برخواست کروا دیتے تھے۔ جب مجلس برخواست ہو جاتی تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے جو معتقدین تھے، وہ بڑا غصہ کرتے۔ یہ مفتی صاحب آ جاتے ہیں اور اتنی اچھی محفل جس میں ذوق ہوتا ہے، کیفیت ہوتی ہے، اس کو یہ ختم کروا دیتے ہیں۔ مگر خواجہ نظام الدین اولیا خاموش رہتے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ اخلاص والے ہیں اور اپنی طرف سے وہ شریعت کو لاگو کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ زندگی بھر چلتا رہا۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ قاضی ضیاء الدین سنامیؒ بیمار ہو گئے اور یہ ان کا مرض الوفات تھا۔ بہت زیادہ طبیعت خراب ہو گئی..... آج کل کے کوئی پیر صاحب ہوتے تو ان کے مریدین کہتے کہ دیکھا! ہمارے حضرت صاحب کا مخالف تھا، اللہ نے کیسا پکڑا؟ کیسے بیمار پڑا ہے؟ اب پتا ہے کہ نہیں بچتا، کوئی بددعا لگ گئی ہے ہمارے حضرت کی..... مگر وہ آج کل کے پیر نہیں تھے، وہ اخلاص والے تھے۔ جب پتہ چلا کہ قاضی صاحب بیمار ہیں تو خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے سوچا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک "مریض کی عیادت کرنا ہے"۔ تو خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے فرمایا کہ میں ان کی عیادت کے لیے جاؤں گا۔

اب مریدین کے لیے یہ انوکھی بات تھی کہ وہ تو مخالف ہیں اور ہماری مجالس کو بند کرواتے ہیں اور ہمارے حضرت ان کی عیادت کے لیے جا رہے ہیں...... بڑوں کے عمل چھوٹوں کے لیے ہمیشہ نمونہ ہوا کرتے ہیں..... حضرت خواجہ صاحب تشریف لے گئے، دروازے پہ پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے خادم نکلا۔ پوچھا: کون؟ جواب ملا: جی! خواجہ نظام الدین اولیا طبع پرسی کرنے کے لیے آئے ہیں۔ اس

نے جا کر قاضی صاحب کو بتایا۔ انہوں نے کہا: بھئی! بات یہ ہے کہ میرے آخری لمحات ہیں اور میرا ان سے علمی اختلاف ہے کہ وہ ایک عمل کو کرتے ہیں جسے میں بدعت سمجھتا ہوں اور وہ جائز سمجھتے ہیں۔ اس وقت وہ میرے پاس آئیں گے تو میری طبیعت میں تکدر آئے گا، اس لیے میں نہیں چاہتا کہ آخری وقت میں میری طبیعت میں تکدر آئے، میں اللہ کی یاد میں مشغول دنیا سے جانا چاہتا ہوں تم جا کر معذرت کر لو۔ وہ خادم آیا اس نے کہا: جی! وہ فرمارہے ہیں کہ میں اس وقت نہیں چاہتا کہ آپ آئیں اور فلاں عمل کی وجہ سے میری طبیعت میں تکدر آئے، میں حضوری کے ساتھ اللہ کے سامنے پیش ہونا چاہتا ہوں۔ جب انہوں نے یہ کہا تو خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بھئی! جا کر بتاؤ، میں بدعت سے توبہ کی نیت سے آیا ہوں۔ جب خادم نے جا کر یہ بات کہی تو اس وقت قاضی ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے، فوراً اپنی پگڑی اتاری اور شاگردوں سے کہا کہ میری چارپائی سے لے کے دروازے تک میری پگڑی کو بچھا دو اور خواجہ صاحب سے کہو کہ اس کے اوپر جوتوں سے چلتے ہوئے میرے پاس آئیں..... جو اخلاص والے لوگ ہوتے ہیں ان کا ہر کام اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ (یادگار واقعات: ص ۱۸۸)

حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت جلالی تھی۔ چنانچہ تربیت کے لیے جو مریدین آتے تھے تو حضرت ان کے اوپر خوب سختی فرماتے تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بہت رحم والی تھی۔ جو لوگ تربیت کے لیے آتے تھے تو حضرت ان کے ساتھ بہت زیادہ محبت کا اظہار فرماتے تھے، مہمان نوازی بھی کرتے حتیٰ کہ رات کو مہمان سو جاتا تو کئی مرتبہ اس کے پاؤں بھی دبایا کرتے تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال اور

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تو ماشاء اللہ ایک نظم تھا، ایک ضبط تھا، ذرا اس سے کوئی آگے پیچھے ہوتا تھا تو بستر سر پہ رکھ کر خانقاہ سے نکال دیا جاتا تھا۔ اب لوگ باتیں بھی کرتے تھے۔ کئی لوگ کہتے تھے کہ جی بڑی سختی کرتے ہیں۔ کسی نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت! بہت مشہور ہو گیا ہے کہ آپ بڑی سختی کرتے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا: بھئی! لوگ جانور بن کر میرے پاس آتے ہیں، اب مجھے ان پہ چھری بھی تو چلانی پڑتی ہے کہ انسان بنیں۔ کسی نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ حضرت! آپ بڑے اچھے ہیں، آپ کی طبیعت میں کتنی نرمی ہے، پیار ہے، محبت ہے، مہمان نوازی بھی کرتے ہیں، پھر مہمانوں کے پاؤں بھی دباتے ہیں۔ وہاں تو بڑی سختی ہے۔ اب یہ ایک ایسا موقع تھا کہ کوئی عام بندہ ہوتا تو وہ کہتا کہ ہاں..... ہمارا یہ عمل اور ان کا یہ عمل..... مگر چونکہ اخلاص تھا اس لیے اس کہنے والے کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بلایا اور فرمایا: دیکھو! ایک ہوتے ہیں ڈاکٹر جو سرجن ہوتے ہیں، ان کے پاس جب کوئی پھوڑے والا بندہ آتا ہے تو وہ اس کے اوپر چھری پھیرتے ہیں، نشتر لگاتے ہیں اور ان کا گند نکالتے ہیں، مگر وہ بڑے سرجن کہلاتے ہیں۔ اور ایک ہوتے ہیں کمپوڈر۔ کمپوڈر کا کام ہوتا ہے کہ بس زخم کے اوپر مرہم لگا لو۔ مریض کو ظاہر میں کمپوڈر اچھا لگتا ہے کہ ہمیشہ مرہم لگا دیتا ہے اور سرجن اچھا نہیں لگتا لیکن جب شفا پالیتا ہے تو پھر سرجن کا احسان مانا کرتا ہے۔ فرمانے لگے: میری حیثیت تو کمپوڈر کی سی ہے اور ان بزرگوں کی حیثیت سرجن ڈاکٹر کے مانند ہے..... تو یہ اخلاص والے لوگ ہوتے تھے۔

اہلِ اخلاص کی ملاقات کا منظر:

ایک مرتبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت

کے لیے جانے لگے۔ سوچا کہ ہدیہ کے لیے میں کچھ مٹھائی لے جاتا ہوں۔ چنانچہ دس کلو مٹھائی منگوالی۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر پہلی مرتبہ کوئی بندہ آئے تو اس سے ہدیہ نہیں لیتے، یہ ضابطہ بنایا ہوا ہے، اس لیے حضرت تو نہیں لیں گے۔ وہ بھی پھر بخاری تھے۔ انہوں نے فرمایا: اچھا میں قبول کروالوں گا۔

چنانچہ اگلے دن شاہ جی سہارنپور سے تھانہ بھون کی طرف چلے۔ اللہ کی شان کہ ایک قلی کو سامان کے لیے ساتھ لیا۔ قلی کو اس وقت دو آنے دیے جاتے تھے، شاہ جی نے چونی دی مگر وہ بھی عجیب قلی تھا، کہنے لگا: میرا اصول ہے کہ میں دو آنے ہی لیتا ہوں، میں چونی نہیں لیتا۔ شاہ صاحب کہتے رہے کہ لے لو، وہ گیا اور چونی کو کھلوا کے دو آنے شاہ صاحب کو واپس کیے اور فقط دو آنے ہی لیے۔ شاہ صاحب بڑے حیران ہوئے کہ مزدور آدمی ہے، مگر دیکھو اس کا بھی اپنا ایک اصول ہے۔ خیر! جب تھانہ بھون پہنچے تو رات کا وقت تھا، حوض کے قریب جا کر شاہ جی لیٹ گئے۔ دن کا وقت ہوا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: جی! آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا: جی! عطاء اللہ۔ حضرت تھانوی پہچان تو گئے چہرے مہرے سے اور شخصیت سے کہ ؂

مردِ حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور

فرمایا: سید عطاء اللہ شاہ بخاری؟ شاہ جی نے کہا: جی! حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اپنی زبان سے کہیں کہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہوں۔ کہا: حضرت! میں کیسے کہہ سکتا ہوں؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تعریفاً نہ کہو، تعارفاً کہہ دو۔ تو انہوں نے کہہ دیا: سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ پھر حضرت نے بٹھایا، بڑی محبت کا اظہار فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر انہوں نے پیش کش کی کہ حضرت! میں آپ کے لیے کچھ ہدیہ لایا ہوں۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بھئی! میرے ہاں تو ایک ضابطہ ہے کہ ہم پہلی ملاقات میں ہدیہ نہیں لیتے۔ تو شاہ جی نے فرمایا: حضرت! مجھے میرے والد صاحب نے نصیحت کی تھی کہ جب بھی کسی اللہ والے کے پاس جانا، ہمیشہ ہدیہ لے کر جانا، تو میں اپنے والد صاحب کی نصیحت کی وجہ سے ہدیہ لایا ہوں، قبول کر لیں۔ حضرت نے فرمایا: اچھا! پھر مجھے بھی میرے والد صاحب نے نصیحت کی تھی کہ پہلی ملاقات میں ہدیہ قبول نہ کرنا۔ اب لاجواب ہو گئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے گھر جانا تھا مسکرائے اور فرمایا: شاہ جی! اس کا جواب ڈھونڈ کر رکھنا۔ میں گھر جاتا ہوں، کھانا بھجواؤں گا آپ کھا لینا، دوپہر کے وقت قیلولہ کر لینا، ظہر کے بعد ملاقات ہوگی۔

چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ظہر کے وقت تشریف لائے پھر محفل لگی۔ اس محفل میں حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب باتیں سنائیں اور محفل کو کشتِ زعفران بنا دیا۔ اس محفل سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت محظوظ ہوئے۔ محفل کے اختتام پر شاہ جی نے پھر کہا: حضرت! ہدیہ لایا ہوں، قبول فرمالیجیے۔ پوچھا: جواب سوچ رکھا ہے؟ کہنے لگے: جواب تو میں نے نہیں سوچا، آپ مجھے جواب سکھا دیجیے۔ جب کہا کہ آپ مجھے جواب سکھا دیجیے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ یوں کہیں کہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری آپ کو حکم کرتا ہوں کہ ہدیہ قبول فرمالیں۔ تو چونکہ آپ سید ہیں اس لیے میں آپ کی بات کو نہیں موڑوں گا۔ اللہ اکبر! بس یہ بات کہی تھی شاہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو برسنے لگے، حضرت! کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں سید ہوں، یہ بہت بڑی بات ہے، میں یہ الفاظ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ میں سید ہوں، آپ میری بات مانیں۔ چنانچہ ان کے آنسوؤں کو دیکھ کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا خود دل بھر آیا۔ تو پھر حضرت شاہ صاحب نے

www.besturdubooks.wordpress.com

روتے ہوئے کہا: حضرت! جب چلے جا ہی رہے ہیں تو ان کے ہی قبول فرما لیجیے۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ہدیہ قبول فرمالیا۔

ایک اہلکار کی مخلصانہ توبہ:

جب اخلاص ہوتا ہے تو پھر اس طرح انسان کے اعمال ہوا کرتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا جو علاقہ کا ذمہ دار تھا، مگر بہت بدکاری کی زندگی گزار چکا تھا۔ بیعت ہوا تو حضرت نے فرمایا: بھئی آؤ! مگر پہلی بات یہ کہ گناہوں سے توبہ کرلو۔ اس نے کہا: میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ فرمایا: کیا مطلب؟ کہتا ہے: نہ بھی قتل کیا، نہ کبھی زنا کیا، پوری زندگی یہ عمل نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا: اور کیا کیا؟ کہنے لگا: ہاں دیہاتی علاقہ تھا اور ہم چوری کو تو چوری ہی نہیں سمجھتے تھے۔ فرمایا: اچھا پھر لسٹ بناؤ اور جتنے بندوں کی چوری کی ان سے معافی مانگ کر آؤ..... ہمارے پہلے بزرگ مریدوں کی کیسی دھلائی کرتے تھے کہ جاؤ! سب سے سائن کرا کے آؤ..... اب وہ کئی سو بندے بن گئے، کسی کے گنے توڑے، کسی کا مال کھایا، کسی کے پیسے چرائے۔ الغرض سب کے پاس گئے اور سب سے معافی مانگ کے سائن کرا کے آئے۔ اللہ کی شان ایک ہندو تھا۔ اس کے پانچ سو روپے چرائے تھے۔ اس سے بھی معافی مانگی اور یہ ان کا اخلاص تھا کہ ہندو نے بھی لکھ کر دے دیا کہ میں نے ان کو معاف کر دیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو دکھایا کہ حضرت! میں نے سب سے معافی مانگ لی۔ انہوں نے فرمایا: بھئی! اس کی تصدیق کون کرے گا کہ سب نے معاف کر دیا؟ کسی اور کے سائن بھی تو ہو سکتے ہیں۔ اب اس کا حل یہ ہے کہ تم سب بندوں کے لیے کاغذ اور لفافے لاؤ، میں ان سب کو خود خط لکھتا ہوں، تا کہ ڈائریکٹ تصدیق ہو سکے کہ انہوں نے معاف کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ گیا اور جا کر جتنے بندے تھے اتنے لفافے لے کے آئے۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

جب لفافے لے کے آئے کہ حضرت! آپ خط لکھ کر تصدیق فرمائیں تو پھر حضرت نے فرمایا کہ تمہارا لفافے لینے کے لیے چلا جانا ہی اس بات کا ثبوت تھا کہ تم مخلص ہو اور انہوں نے تمہیں معاف کر دیا۔ مجھے لفافوں کی ضرورت ہے، میں آپ سے یہ سب لفافے خرید لیتا ہوں اور آپ کی اس بات کو میں قبول کر لیتا ہوں۔ چنانچہ پیسے دیے اور اس سے لفافے خرید لیے۔ اللہ اکبر۔

ایک مجاہدِ ختمِ نبوت کا جذبہ:

جہاں اخلاص ہو وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوتی ہیں...... ایک آخری واقعہ سن لیجیے...... ایک عالم تھے، ان کا جوان العمر بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس کو لے کر ہسپتال میں گئے۔ ڈاکٹروں نے بیٹے کو چیک کیا۔ بیماری اتنی بڑھ چکی تھی کہ انہوں نے رپورٹ دی کہ مولانا! آپ کا بیٹا آج رات کا مہمان ہے۔ پوچھا: میں کسی بڑے ہسپتال میں لے کر جاؤں؟ انہوں نے کہا: کوئی فائدہ نہیں، آج رات کا مہمان ہے۔ اب جس بندے کو جوان العمر بیٹے کے بارے میں بتایا جائے کہ آج رات کا مہمان ہے تو اس کے دل پر کیا گزرے گی؟ تو وہ بڑے آزردہ اور بڑے غمگین دل کے ساتھ بیٹے کو لے کر گھر آئے۔ چارپائی پر لٹایا، بیوی کو بتا دیا۔

ابھی اسی حال میں تھے کہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ باہر نکلے۔ پوچھا کون؟ ایک بڑے میاں کھڑے تھے، کہنے لگے: میں فلاں گاؤں سے آیا ہوں...... ذرا دور کا نام لیا...... وہاں پر ایک قادیانی مبلغ آیا ہوا ہے اور لوگوں کے ایمان خراب کر رہا ہے، ختم نبوت کے خلاف کام کر رہا ہے۔ تو میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور وہاں جا کر ختمِ نبوت پر تقریر کریں اور نبی ﷺ کی ختمِ نبوت کو لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ اب ان عالم نے جب یہ سنا تو وہ واپس آئے اور بیوی کو کہا کہ تم

www.besturdubooks.wordpress.com

دھیان رکھنا، جو قضا ہے وہ تو پوری ہو کر رہے گی۔ مجھے جب اطلاع مل گئی کہ کوئی نبی علیہ السلام کی ختم نبوت پہ ڈاکہ ڈال رہا ہے تو میں اب رک نہیں سکتا۔ بیوی کی آنکھوں میں آنسو تھے، بیٹا مہمان ہے، ڈاکٹر کہتے ہیں رات نہیں گزرے گی، آپ جانا چاہ رہے ہیں۔ مگر انہوں نے تسلی دی کہ ہاں، میں جانا چاہ رہا ہوں، مجھے چونکہ بوڑھے نے دعوت دے دی ہے اس لیے اب میں رک نہیں سکتا۔ اتنے میں بیٹے نے بھی بات سن لی تو بیٹے کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ وہ کہنے لگا: ابا جی! آپ مجھے چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ تو بیٹے کو تسلی دی: بیٹا جا رہا ہوں، زندگی ہوئی تو واپسی پہ ملاقات ہو جائے گی، اگر اللہ نے بلا لیا تو قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے حوض کوثر پہ ملاقات ہوگی۔ یہ دین کا کام کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔

چنانچہ تانگے پہ بیٹھے اور چل پڑے۔ ابھی شہر سے نکلے نہیں تھے کہ بیٹے کی وفات ہوگئی۔ گھر والوں نے بندے کو بھگایا۔ اس نے جا کر بتایا اور کہا کہ آپ واپس آ جائیں۔ تو فرمانے لگے: نہیں! اس لیے کہ جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے اور نبی علیہ السلام کی ختم نبوت کا دفاع کرنا، یہ فرض عین ہے، بڑھتے قدم واپس نہیں آ سکتے۔ چنانچہ وہاں گئے، وہاں جا کر بیان کیا جو لوگ دین سے ہٹے تھے وہ لوگ واپس دین میں آ گئے، پھر گھر واپس آئے۔

اگلے دن خواب میں بیٹے کی زیارت ہوئی۔ اپنے بیٹے سے پوچھا: بیٹے! آگے کیا ہوا؟ بیٹے نے کہا: گناہ میرے بہت زیادہ تھے، مگر جب اللہ کے حضور پیش کیا گیا تو فرمایا کہ تیرے باپ نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی دی، ہم نے تیرے سب گناہ معاف فرما دیے۔ جو اخلاص کے ساتھ دین پر عمل کرتے ہیں پھر اللہ ان پر یوں مہربانیاں فرمایا کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیخ شہاب الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب دعا:

شیخ شہاب الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ اللہ سے دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ساری زندگی فقط تجھ سے محبت کی، اللہ! میری ایک تمنا کو پورا کر دیجیے کہ مرتے وقت میرے پاس نہ کوئی اپنا ہو نہ پرایا ہو، نہ ہی میرے پاس مرتے وقت ملک الموت ہو۔ اللہ! میں ہوں اور تو ہو۔

نہ یہ چاہتا ہوں نہ وہ چاہتا ہوں
خدا کے لیے میں خدا چاہتا ہوں
نہ دولت، نہ عزت، نہ جاہ چاہتا ہوں
فقط ایک تیری رضا چاہتا ہوں

اللہ رب العزت ہمیں اپنی رضا نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝﴾ (ماعون)

ریا کی حقیقت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 10 فروری 2012ء بروز جمعہ ۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ہم نے دنیا میں دیکھا ہے کہ اگر کوئی دکھاوے والا کام کرے تو عام لوگ بھی پسند نہیں کرتے۔ مثلاً: ایک آدمی شادی میں دولہا کے لیے تحفہ لاتا ہے اور سب باراتیوں کو دکھا رہا ہے کہ دیکھو جی! میں دولہے کو یہ دے رہا ہوں۔ تو کیا دولہا یہ پسند کرے گا؟ نہیں پسند کرے گا۔ معلوم یہ ہوا کہ عام دستور بھی یہی ہے کہ لوگ دکھاوے کو پسند نہیں کرتے۔ تو جب دنیا والے دکھاوے کو پسند نہیں کرتے تو رب کریم تو پروردگارِ عالم ہیں وہ کیسے پسند کریں گے؟

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ریا کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآؤُوْنَ ○ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○﴾ (ماعون)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ

﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَۃِ نَزِدْ لَہٗ فِیْ حَرْثِہٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَمَالَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ﴾ (الشوریٰ: ۲۰)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ریا کا مطلب:

جو آیات مبارکہ پڑھی گئیں ان کا تعلق دکھاوے اور ریا سے ہے۔ بعض لوگ نیک کام کرتے ہیں، تاکہ لوگ ان کی تعریف کریں اور انہیں اچھا سمجھیں۔ ان کا مقصد صرف اللہ کی رضا نہیں ہوتا۔ اسی لیے یہ ریا کا لفظ رُؤْیَا سے بنا ہے۔

لِاَنَّ الْمُرَائِیْ یُرِی النَّاسَ عَمَلَہٗ لِلْخَیْرِ لِیُثْنُوْا عَلَیْہِ وَیَحْمَدُوْنَہٗ

''اس لیے کہ ریا کار آدمی نیک عمل اس لیے کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اور اسے اچھا سمجھیں''

ریا مشتق ہے رؤیت سے، جس کا مطلب ہوتا ہے دکھائی دینا، تو ریا کا مطلب یہ کہ لوگ مجھے اچھا دیکھیں یا اچھا سمجھیں۔

ریا کی تعریف یہ ہے:

"اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں یہ نیت کرنا کہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں"

ریا "شرکِ خفی" ہے:

ہونا تو یہ چاہیے کہ جب عمل اللہ کے لیے ہے تو مقصود بھی اللہ کی رضا ہو۔ اس میں اگر مخلوق کی طرف تھوڑا سا بھی دھیان چلا گیا تو اس کو "شرکِ خفی" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند کرتے ہیں اور ایسے عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پہ مار دیتے ہیں۔

ہم اس کو اپنے گھروں میں کئی مرتبہ خود بھی دیکھتے ہیں کہ میاں بیوی کا تعلق پیار محبت کا تعلق ہوتا ہے، بیوی یہ پسند کرتی ہے کہ خاوند کوئی کام میرے لیے بھی کرے۔ اگر جنرل (عمومی) کام ہو تو وہ اسے اپنے لیے نہیں سمجھتی۔ مثلاً کہیں: میں نے تمہیں اچھا مکان بنا کر دیا، کہے گی: یہ تو بچوں کے لیے کیا۔ کہیں: میں نے تمہیں گاڑی خرید کر دی، وہ کہے گی: بچوں کے لیے خریدی۔ کہیں کہ میں تمہیں سیر کے لیے مری لے کر گیا، کہے گی بچوں کے لیے گئے۔ وہ کہتی ہے: میرے لیے کیا کیا؟ اپنے لیے وہ اس چیز کو سمجھتی ہے جو فقط اس کی ذات سے وابستہ ہو۔ مثلاً: اسے کپڑا خرید کر دیں یا جیولری خرید کر دیں۔ تو جہاں دنیا کی فانی محبتیں ہیں تو وہاں بھی محبوب یہ چاہتا ہے کہ اگر کوئی کام ہو تو وہ صرف اس کے لیے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو پھر محبوبِ حقیقی ہیں، وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ میرے بندے! اگر تم کوئی کام کرو تو نیت صرف میری رضا کی ہو۔ اس میں کسی اور کا شبہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ریا کے حرام ہونے کی دو وجوہات

ریا دو وجوہات سے حرام کیا گیا:

پہلی وجہ:

ایک تو یہ کہ بندے نے مخلوق کی رضا کو اللہ کی رضا پر مقدم کیا۔ مخلوق کی کیا حیثیت ہے؟ یہ تو اللہ کے سامنے گستاخی ہے، ایک بندہ عمل کرے بادشاہ کے لیے اور دکھائے کسی بھنگی کو تو بادشاہ کیا کہے گا؟ یہی کہ دفعہ ہو، تیرا عمل بھی ختم اور تو بھی جا۔ کام میرے لیے کیا تھا اور دکھاتا بھنگی کو ہے! ہمارا حال بھی یہی ہے کہ عمل ہم اللہ کے لیے کرتے ہیں اور دکھاتے مخلوق کو ہیں۔

دوسری وجہ:

اور دوسری وجہ یہ کہ بندوں کو اپنے حق کے اندر نفع اور نقصان کا مالک سمجھا کہ مخلوق خوش ہوگی تو مجھے فائدہ ہوگا اور مخلوق ناراض ہوگی تو مجھے نقصان ہوگا۔ چونکہ نفع اور نقصان میں مخلوق کو شریک سمجھا اس لیے ریا کو اللہ نے حرام قرار دیا۔ یہ بات بہت اہم ہے، ذہن میں اس کا مفہوم واضح (Concept Clear) ہونا چاہیے۔

عیادتِ مریض کی تین صورتیں

ایک مثال سے سمجھیں! آپ جب کسی مریض کی عیادت کرنے کے لیے جاتے ہیں تو اس میں تین صورتیں ممکن ہیں:

(۱) اللہ کی رضا کے لیے:

پہلی صورت تو یہ کہ آپ دل میں یہ نیت کریں کہ میں مریض کی عیادت کروں گا

www.besturdubooks.wordpress.com

تو میرا اللہ مجھ سے راضی ہوگا، کیونکہ حدیث پاک میں فرمایا گیا:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ (صحیح البخاری، رقم:۱۱۶۴)

''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں''

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کی جائے۔ تو اگر دل میں یہ نیت ہے کہ میں مریض کی عیادت اس لیے کر رہا ہوں کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے تو یہ سو فیصد جائز ہے۔

(۲) مریض کا دل خوش کرنے کے لیے:

دوسری صورت یہ ہے کہ دل میں یہ نیت ہو کہ میں مریض کی عیادت کروں گا تو مریض کا دل خوش ہو جائے گا۔ یہ بھی جائز ہے۔ اس لیے کہ مومن کا دل خوش کرنے کو اللہ نے عبادت قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان بھائی دائرہ شریعت کے اندر رہتے ہوئے دوسرے مسلمان کا دل خوش کرتا ہے تو یہ نیکی ہے، حتیٰ کہ اگر کھلے چہرے کے ساتھ مسکرا کر مصافحہ کرتا ہے تو اس پر بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ نیت ہوئی کہ مریض خوش ہو جائے گا تو یہ بھی نیکی ہوگی، کیونکہ یہ حکم شریعت کے عین مطابق ہے۔

(۳) دنیاداری کے لیے:

تیسری صورت یہ ہے کہ بندہ اس خیال کے تحت جائے کہ وہ بیمار ہے۔ اگر میں عیادت نہیں کروں گا تو کل وہ بھی میری عیادت نہیں کرے گا۔ یہ دنیاداری ہے۔ آپ خود غور کیجیے کہ صورتحال خود بتا رہی ہے کہ مقصد آخرت نہیں ہے، مقصد دنیا ہے۔ جی! میں ان کی عیادت نہیں کروں گا تو کل یہ بھی میری عیادت نہیں کریں گے، یہ تو کاروبار ہوا کوئی نیک عمل تو نہ ہوا۔ اس لیے شریعت نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لباس کی تین صورتیں

ایک اور مثال دیکھیں: انسان لباس بناتا ہے، اس لباس میں تین صورتیں ہیں:

زیبائش کا لباس:

ایک صورت یہ ہے کہ وہ لباس خوبصورت ہو، زیبائش کا لباس ہو۔ شریعت نے اس کو جائز قرار دیا۔ خود شریعت نے کہا:

﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف: ۳۱)

"تم مسجد میں آتے ہوئے زینت کو اختیار کرو"

چنانچہ جمعہ کے دن، عید کے موقع پر جو بھی اچھے، نئے کپڑے موجود ہوں وہ پہن کر آنا، اس پر بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ اسلام کی خوبصورتی اور شریعت کا حسن ہے کہ اس نے امیر کا بھی خیال رکھا اور غریب کا بھی خیال رکھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے پیوند لگے کپڑے بھی پہنے تو یہ بھی سنت ہیں اور بہت ہی قیمتی یمنی چادر بھی اوڑھی اور تھوڑی دیر میں اس کو صدقہ کر دیا تو یہ بھی سنت ہے۔ مقصد یہ تھا کہ آنے والے وقت میں اگر صرف یمنی چادر اوڑھنی سنت ہوتی تو غریب محروم ہو جاتا اور اگر صرف جوڑ لگا کر کپڑے پہننا ہی سنت ہوتا تو امیر محروم ہو جاتا۔ تو شریعت نے دونوں کا خیال رکھا۔ کہ ہر بندہ اپنی حیثیت کے مطابق عمل کرے۔

تو لباس میں اگر زیبائش کا لباس ہے کہ خوبصورت ہے، خاوند بناتا ہے کہ میری بیوی کا دل خوش ہوگا، بیوی بناتی ہے کہ میرے خاوند کا دل خوش ہوگا، یہ سو فیصد جائز ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آسائش کا لباس:

دوسری صورت یہ ہے کہ آسائش کا لباس ہو۔ آسائش کہتے ہیں سہولت کو۔ جیسے ہمارا لباس ہے۔ ماشاء اللہ...... یہ آسائش کا لباس ہے۔ ستر بھی چھپاتا ہے اور ہر قسم کی موومنٹ میں بھی آسانی رہتی ہے۔ کچھ لوگوں کو دیکھا کہ تنگ قسم کی پینٹ پہنی ہوتی ہے، بیٹھنے سے بھی بیچارے تنگ ہوتے ہیں۔ جتنا اچھا ستر ہمارے اس لباس میں چھپتا ہے اُس میں تو نہیں چھپتا۔ اُس میں تو جسم کے اعضا بہت واضح ہوتے ہیں۔ جب نئی نئی پینٹ نکلی تھی تو لوگ حیران ہوتے تھے کہ یہ کیسا لباس ہے؟ تو کسی نے حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت! پینٹ پہننے سے نماز ہو جاتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ پہننے والی کی تو ہو جاتی ہے لیکن جو پیچھے نماز پڑھتا ہے اس کی نہیں ہوتی۔ تو آسائش کا لباس ہو تو شریعت نے اس کو جائز قرار دیا۔

نمائش کا لباس:

ایک تیسرا لباس ہے نمائش کا لباس، دکھاوے کا لباس۔ شریعت نے اس کو حرام قرار دے دیا۔ چنانچہ کتنی عورتیں ہیں وہ صرف اس لیے کپڑے بنواتی ہیں کہ بس عورتیں دیکھیں تو حیران ہی رہ جائیں، یہ نیت حرام قرار دے دی گئی۔ اور بعض دفعہ تو عورتیں کپڑے بنواتی ہیں تو دھو کر سامنے بھی نہیں لٹکاتیں کہ کپڑا پہننے سے پہلے بھی کوئی نہ دیکھے۔ ان اللہ کی بندیوں میں یہ خاص ٹیکنالوجی ہے کہ ایسا لباس پہنو کہ ایسا کوئی اور نہ پہنے۔ اس کو نمائش کا لباس کہا گیا۔ شریعت نے اس کو حرام قرار دیا۔ تم لوگوں کو کیوں دکھاتے ہو؟ تم اللہ کی رضا کے لیے پہنو۔ تو اعمال وہی جائز ہیں جن میں اللہ کی رضا مقصود ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دکھاوے کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا:

ہم نے دنیا میں دیکھا ہے کہ اگر کوئی دکھاوے والا کام کرے تو عام لوگ بھی پسند نہیں کرتے۔ مثلاً: ایک آدمی شادی میں دولہا کے لیے تحفہ لاتا ہے اور سب باراتیوں کو دکھا رہا ہے کہ دیکھو جی! میں دُلہے کو یہ دے رہا ہوں۔ تو کیا دولہا یہ پسند کرے گا؟ نہیں پسند کرے گا۔ معلوم یہ ہوا کہ عام دستور بھی یہی ہے کہ لوگ دکھاوے کو پسند نہیں کرتے۔ تو جب دنیا والے دکھاوے کو پسند نہیں کرتے تو رب کریم تو پروردگارِ عالم ہیں وہ کیسے پسند کریں گے؟

اعمال کو ظاہر کرنے کی تین صورتیں

اعمال کو ظاہر کرنے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

پہلی صورت:

کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو انسان خفیہ کر سکتا ہے۔ مثلاً: تہجد کی نماز پڑھنا، صدقہ دینا، شریعت نے اس بات کو پسند کیا کہ ایسے عمل جو خفیہ ہو سکتے ہیں ان کو چھپا کر کرو تا کہ کوئی دیکھے ہی نہ۔ فرمایا: تم دائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ کرو کہ بائیں ہاتھ کو پتہ ہی نہ چلے۔ بالکل اسی طرح جیسے ہم ایک ہاتھ سے گناہ اس طرح کرتے ہیں کہ دوسرے ہاتھ کو پتہ بھی نہیں چلنے دیتے۔ شریعت نے کہا کہ تم نیکی اس طرح کرو، تہجد اس طرح پڑھو، نفل اس طرح پڑھو، تو ایسی صورت میں ان اعمال کا خفیہ کرنا افضل ہے۔ چنانچہ حکمِ خداوندی ہے:

﴿وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ﴾ (البقرۃ:۲۷۱)

”اگر تم چھپاؤ گے صدقے کو اور فقیروں کو دو گے تو تمہارے لیے یہ زیادہ بہتر

ہے۔“

دوسری صورت:

دوسری صورت یہ ہے کہ جو اعمال ہیں ہی اعلانیہ طور پر کرنے والے، انہیں اعلانیہ کریں۔

مَا شُرِعَ عَمَلُهٗ عَلَانِيَةً

مثال کے طور پر اذان دینا..... چھپ کر تو نہیں دے سکتا۔ باجماعت نماز پڑھنا ..... چھپ کر تو نہیں پڑھے گا۔ تو ایسے اعمال جن کو شریعت نے حکم دیا کہ اعلانیہ طور پر کرو اس کو انسان اعلانیہ کرے، مگر دل میں مخلوق کا خیال مت آنے دے کہ لوگ مجھے اچھا کہیں گے۔ اگر مخلوق کے خیال سے اپنے آپ کو بچاتا ہے تو فرمایا:

لَهٗ أَجْرَانِ أَجْرُ الْفِعْلِ وَ أَجْرُ الْمُجَاهَدَةِ

”اس بندے کو دو اجر ملیں گے، عمل کا اجر اور مجاہدہ کا اجر“

عمل کا بھی ثواب ملے گا اور مخلوق سے توجہ ہٹانے کا جو مجاہدہ کیا، اس کا بھی ثواب ملے گا۔

تیسری صورت:

ایک تیسری صورت ہے:

بَعْضُ الْأَحْيَانِ يُسْتَحَبُّ إِظْهَارُ الْعَمَلِ لِلْمَصْلَحَةِ

”بعض دفعہ کسی مصلحت کی وجہ سے عمل کو دوسروں کے سامنے ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ دوسروں کو ترغیب ہو۔“

جیسے حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ (صحیح ابن حبان، رقم: ۱۶۳۱)

''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو''

اس بات سے ان کو تعلیم دینا مقصود تھا۔ معلوم ہوا کہ ایسا عمل جو مصلحت کی وجہ سے ظاہر کیا جائے وہ بھی شریعت نے جائز قرار دیا ہے۔

شریعت مقصد کو دیکھتی ہے:

شریعت دیکھتی ہے کہ اصل مقصد کیا ہے؟

چنانچہ ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے پوچھا:

إِنَّ بَنِيْ سَلَمَةَ كُلُّهُمْ يُقَاتِلُ فَمِنْهُمْ مَنْ يُقَاتِلُ لِلدُّنْيَا وَمِنْهُمْ مَنْ يُقَاتِلُ نَجْدَةً وَمِنْهُمْ مَنْ يُقَاتِلُ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ فَأَيُّهُمُ الشَّهِيْدُ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ، إِذَا كَانَ أَصْلُ أَمْرِهِ أَنْ تَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا

(جامع العلوم والحکم: ۱/۱۷)

اے اللہ کے حبیب ﷺ! بنی سلمہ کے لوگ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں لیکن ان میں سے کچھ کی نیت یہ ہوتی ہے کہ ہمیں مال غنیمت ملے گا۔ اگرچہ یہ بات ذہن میں ہوتی ہے، لیکن بڑی دلیری اور جوش سے لڑتے ہیں۔ جبکہ کئی ایسے ہوتے ہیں جو فقط اللہ ہی کی رضا کے لیے لڑتے ہیں۔ تو اب آپ بتائیں! ان میں سے شہید کون سے ہیں؟ فرمایا کہ سب شہید ہیں۔ جب تک ان کی نیت یہی ہے کہ اللہ کا نام اور اللہ کا دین بلند ہو۔ تو جہاد کرنے میں اگر مال غنیمت کا خیال آ بھی گیا تو یہ نقصان دہ نہیں کیونکہ مقصد اللہ کا دین ہے۔

تو شریعت ایسی نہیں ہے کہ وہ انسان کے اعمال کو خواہ مخواہ ضائع کر دے۔ اس کے پیچھے کوئی Reason (وجہ) ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عمل کا بلا ارادہ ظاہر ہونا مضر نہیں:

کئی مرتبہ انسان اللہ کے لیے عمل کرتا ہے اور لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے۔ شریعت نے کہا: اس میں تمہارے لیے کوئی نقصان نہیں ہے، کیوں کہ تم نے عمل تو اللہ کے لیے کیا، اب اگر کسی کو پتہ چل گیا تو تمہارا کیا قصور؟

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے دریافت کیا:

اَلرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ فَيُسِرُّهُ فَإِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ أَعْجَبَهُ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُ أَجْرَانِ: أَجْرُ السِّرِّ وَ أَجْرُ الْعَلَانِيَةِ

(الترمذی، رقم: ۲۳۸۴)

ایک آدمی عمل کرتا ہے اور اسے چھپاتا ہے، جب لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے تو اسے اس پر عجب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اس کو دو اجر ملیں گے، چھپانے کا بھی ثواب ملے گا اور جب ظاہر ہو گیا تو اعلانیہ کا بھی ثواب ملے گا۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان عمل تو کرتا ہے اللہ کے لیے چھپ چھپ کر لیکن مخلوق اس کی تعریف کرتی ہے، تو اس میں گھبرانے کی بات نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اپنے دل کی چاہت تو نہیں تھی۔ اب اگر اللہ نے ان کے دل میں محبت ڈال دی تو یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

مخلص بندے کی تعریف، نقد بشارت ہے:

حدیث مبارکہ ہے:

قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَ يَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی ﷺ سے ایسے بندے کے بارے میں پوچھا گیا جو اللہ کے لیے نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں۔

قَالَ: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ (المسلم، رقم: ۲۶۴۲)

"فرمایا: ہاں! یہ مومن کے لیے نقد بشارت ہوتی ہے"

اللہ تعالیٰ نیک بندے کی تعریف دوسرے کی زبان سے خود کروا دیتا ہے، محروم نہیں رہنے دیتا۔ تو یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک انعام ہوتا ہے۔ انسان جتنا بھی چھپ چھپ کر اعمال کرے اتنا ہی اللہ تعالیٰ خود بھی اس سے محبت کرے گا اور لوگوں سے بھی تعریفیں کروائے گا۔ دکھاوے سے بندے کی اتنی تعریفیں نہیں ہوتیں جتنی تعریفیں اخلاص سے ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ محروم نہیں رہنے دیتے، مگر چاہتے یہی ہیں کہ تم عمل فقط میرے لیے کرو۔ مخلوق سے تعریف کروانا یہ میرا کام ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ ہمیں عمل کرنے کے لیے اپنی نیت کو تولنے کی ضرورت ہے، ہمارے دل میں اگر یہ نیت نہیں کہ کوئی ہمیں دیکھے تو ہمارا عمل ٹھیک ہے۔

ریا کا وسوسہ مضر نہیں:

اب یہاں پر شیطان ایک مکر کرتا ہے کہ جب ہم اعمال کرتے ہیں تو وہ ذہن میں وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ لوگوں کو پتہ چل گیا ہے، لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ اس وسوسے سے بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ ریا کا تعلق ارادے اور قصد کے ساتھ ہے۔ یہ نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جب ارادہ اور قصد نہیں اور خود بخود عمل کے بعد یہ خیال آ گیا تو یہ ریا نہیں، یہ وسوسہ ہے، جو مضر نہیں ہوتا۔ تو ریا چپتی نہیں پھرتی کہ میں تو نیک کر رہا ہوں، ریا آ کر لپٹ جائے گی۔ نہیں! ریا اپنے ارادے سے ریا بنتی ہے، فقط خیال کے آ جانے سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَرْكُ الْعَمَلِ لِأَجْلِ النَّاسِ رِيَاءٌ وَّالْعَمَلُ لِأَجْلِ النَّاسِ شِرْكٌ

(بستان العارفین: ۱/۷)

''لوگوں کے دکھاوے کے لیے عمل چھوڑ دینا یہ ریا ہے اور لوگوں کے دکھاوے کے لیے عمل کرنا یہ شرک (خفی) ہے۔''

تو شرک اور ریا کو انہوں نے ذرا کھول کر بتا دیا۔

ریا کی علامات

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تین علامات بتائی ہیں۔ ان علامات پر غور کرنے سے انسان اپنے آپ کو پہچان سکتا ہے کہ میں ریا کار ہوں یا نہیں۔ فرماتے ہیں:

لِلْمُرَائِي ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ

ریا کار کی تین علامات ہیں

يَكْسَلُ إِذَا كَانَ وَحْدَهُ وَيَنْشَطُ إِذَا كَانَ فِي النَّاسِ

''جب اکیلا ہو تو عمل میں سستی کرے اور جب لوگوں کے درمیان ہو تو نشاط سے عمل کرے۔''

وَيَزِيدُ فِي الْعَمَلِ إِذَا أُثْنِيَ عَلَيْهِ

جب اس کی تعریف کی جائے تو عمل میں زیادتی کر دے۔

وَيَنْقُصُ إِذَا ذُمَّ (احیاء علوم الدین: ۳۲/۵)

اور جب کوئی مذمت کرے تو عمل میں کمی کر دے۔

جو بندہ اللہ کے لیے عمل کر رہا وہ تو لوگوں کی تعریف پر عمل کو زیادہ کرے گا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ ان کی مذمت پر عمل کم کرے گا۔ وہ تو کرتا رہے گا۔ مثلاً: لوگوں کے درمیان ہو تو خوب بنا سنوار کے نماز پڑھے اور اکیلے میں ہو تو جھٹ پٹ میں فارغ۔ تو فرمایا کہ یہ ریا کار انسان کی علامت ہے۔

ریا کی مختلف صورتیں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اور زیادہ واضح (Explain) کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ انسان کے عمل بتا دیتے ہیں کہ میں ریا کار ہوں۔ مثال کے طور پر:

⊙...... تہجد پڑھی اور صبح کے وقت لوگوں کے سامنے آنکھیں ایسے کھولنا جیسے تھکی ہوئی آنکھیں ہوتی ہیں۔

⊙...... روزہ رکھا اور دوسروں کے سامنے ایسے ظاہر کرنا جیسے میں بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ یہ ذہد کا دکھانا، یہ تھکاوٹ کا لوگوں پر ظاہر کرنا ریا کاری ہوتی ہے۔

⊙...... پراگندہ حال رہنا، بال بکھرے ہیں، جی! بس فرصت ہی نہیں ملتی۔ یہ دکھاوا ہے کہ ایسے ظاہر کرنا میں اتنا عبادت گزار ہوں کہ میرے پاس ٹائم ہی فارغ نہیں ہے۔

⊙...... آواز پست کرنا۔ یعنی اتنا خوف خدا ہے میرے اندر، آہستہ بولنا اتنا آہستہ بولنا کہ اگلے کے لیے سننا بھی مشکل ہو جائے، یہ بھی نفس کا دھوکہ ہے۔

⊙...... ریا کی عملی صورت کرنا کہ زبان سے دوسروں کو بتاہی دینا کہ میں تو ایسے ایسے عمل کرتا ہوں۔

⊙...... مشائخ کبار سے ملاقات سے دعوے کرنا۔ ذرا پاس بیٹھیں تو بتائیں گے کہ میں تو فلاں بزرگ سے ملا۔ انہوں نے یہ کہا۔ اور مجھے فلاں بزرگ سے، فلاں عالم

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بھی ملنے کا موقع ملا، مقصد کیا ہوتا ہے؟ مجھے پہچانو۔

⊙ ..... اگر معصیت کا تذکرہ ہو تو ہائے افسوس کرتا۔ کہیں گے: ''او جی! لوگ تو بہت گناہوں میں پڑ گئے ہیں'' لوگوں کے گناہوں پر مجلس کے اندر بہت جزع اور فزع کرنا بھی ریاکاری ہے۔

⊙ ..... دیکھنے والے ہوں تو عبادت لمبی کرتا۔

⊙ ..... محفل میں اپنے آپ کی بہت ملامت کرتا۔ میں تو جی! بہت گناہ گار ہوں، بڑا خطا کار ہوں۔ اور جب کوئی دوسرا بندہ کہے کہ خطا کار! کیا حال ہے؟ تو بڑا غصہ آتا ہے۔ کہتا ہے: میں نے تو اپنے آپ کو کہا تھا، اس نے مجھے ایسے کیوں کہا؟ یہی تو ریاکاری ہے۔ اگر حقیقت ہوتی تو تجھے غصہ نہ آتا۔ تو ریاکار آدمی اپنی عاجزی ظاہر کرنے کا لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتا ہے۔

ایک ریاکار عابد کی حکایت:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکایت لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک ریاکار عابد تھا۔ ایک دفعہ اس کو بادشاہ نے بلایا تو وہ بڑا جبہ پہن کر اور عمامہ باندھ کر گیا۔ بادشاہ نے اس کا بڑا اکرام کیا، کیونکہ وہ تو سمجھتا تھا کہ یہ تو بڑا عبادت گزار ہے۔ جب کھانے کا وقت آیا تو سب لوگ کھانا کھا رہے ہیں اور اس نے چند لقمے کھا کر ہاتھ ہٹا لیا۔ بادشاہ نے کہا: جی کھائیے! کہا: جی! بس میں اتنا ہی کھاتا ہوں۔ خیر سب لوگوں نے کھانا کھا لیا، جب نماز کا وقت آیا تو سب نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ سب لوگوں نے نماز پڑھ لی اور ان کی نماز ختم ہی نہیں ہو رہی۔ بڑی کیفیت بنی ہوئی ہے، لمبے لمبے سجدے ہو رہے ہیں۔ او جی! میں نماز اسی طرح پڑھتا ہوں۔ خیر گھر آ گئے۔ گھر آتے ہی اس شخص نے بیوی سے کہا: مجھے بھوک بہت لگی ہے، کھانا دے دو! بیوی

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا: کھانا تو آپ وہاں سے کھا کر نہیں آئے؟ کہنے لگا: نہیں نہیں! وہاں تو میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا تھا۔ اس کا بیٹا جو اس کے ساتھ گیا تھا وہ سن رہا تھا۔ وہ کہنے لگا: ابا جان! آپ کھانا دوبارہ کھا رہے ہیں تو آپ کو نماز بھی دوبارہ پڑھ لینی چاہیے، کیونکہ وہ نماز تو آپ نے مخلوق کے لیے پڑھی تھی۔ چھوٹا بچہ پہچان گیا کہ اگر کھانے میں دکھاوا تھا تو نماز میں بھی دکھاوا تھا۔

چالیس سال کا مجاہدہ تعریف کی نظر:

اگر اپنے آپ پر محنت نہ کریں تو یہ دکھاوا زندگی بھر چلتا ہے۔ شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ مسجد میں گئے تو ایک بندہ وہاں چالیس سال سے معتکف تھا۔ بس قضائے حاجت کے لیے نکلتا تھا۔ سب لوگ اس کی بڑی تعریفیں کرتے تھے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ بھئی! تم چالیس سال سے تعریفیں سننے کے لیے مسجد میں ہی رہ رہے ہو؟ اس نے میری بات کو سمجھا، کہنے لگا: ہاں! واقعی! ایسا ہے کہ میں چالیس سال سے ایسا مجاہدہ کر رہا ہوں جس کا حاصل کچھ بھی نہیں۔ اس نے چالیس سال کے بعد ریاکاری سے توبہ کی۔

ریا اکابر کی نظر میں

☆...... حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

بَشِّرْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِالسَّنَاءِ وَ الرِّفْعَةِ وَالدِّيْنِ وَالنَّصْرِ وَ التَّمْكِيْنِ فِي الْاَرْضِ

''اس امت کو بشارت دے دیجیے! بلندی کی، رفعت کی اور دین کی اور مدد کی اور زمین پر تمکین کی۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ ان کو دنیا میں عزتیں دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو دنیا کے اندر جمائیں گے۔

البتہ

فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيبٌ (مسند احمد بن حنبل، رقم:۲۱۲۲۲)

''جو آخرت کے عمل کو دنیا کے لیے کرے گا اس کو آخرت میں پھر کوئی اجر نہیں ملے گا''

تو ہم دنیا کے دکھاوے کے لیے عمل نہ کریں، اللہ کی رضا کے لیے عمل کریں۔

☆......مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ریاکار بندے کو جا کر کہو کہ وہ اپنے آپ کو خواہ مخواہ نہ تھکائے، کیونکہ اس کو اجر تو قیامت کے دن کچھ ملے گا نہیں۔ اس لیے جو ریا والا عمل لے کر آئے گا فرمایا:

﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا﴾ (الفرقان:۲۳)

''ہم ان کے عملوں کی طرف متوجہ ہوں گے تو کیے ہوئے عملوں کو ہم اڑتی خاک بنا دیں گے۔''

اڑتی ہوئی دھول جیسے ہوتی ہے اس کے عملوں کو ہم ایسے بنا دیں گے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اعمال اخلاص کے ساتھ کریں۔

☆......حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لَا يَجْتَمِعُ الْإِخْلَاصُ فِي الْقَلْبِ وَ مَحَبَّةُ الْمَدْحِ

''دل کے اندر اخلاص اور لوگوں کی تعریف کی چاہت، کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے'' (الفوائد لابن القیم:۱/۱۴۹)

جس طرح آگ اور پانی اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح یہ جذبہ کہ لوگ مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت کریں اور میری تعریف کریں، اور اخلاص ایک دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

☆...... چنانچہ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خَيْرُ الْعَمَلِ أَخْفَاهُ ـ أَمْنَعُهُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَ أَبْعَدُهُ مِنَ الرِّيَاءِ

(الاخلاص والنیۃ ابن ابی الدنیا، رقم: ۲۷)

''بہترین عمل وہ جو خفیہ کیا جائے۔ یہ شیطان کو روکتا ہے اور ریا سے دور کرتا ہے۔''

☆...... فضیل بن عیاض رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے تھے:

مَنِ اسْتَوْحَشَ مِنَ الْوَحْدَةِ وَ اسْتَأْنَسَ بِالنَّاسِ لَمْ يَسْلَمْ مِنَ الرِّيَاءِ

(العزلۃ والانفراد ابن ابی الدنیا، رقم: ۲۹)

''جس بندے کو تنہائی میں وحشت ہوتی ہو (دل گھبراتا ہو) اور لوگوں میں بڑا دل خوش رہتا ہو ایسا بندہ ریا سے نہیں بچ سکتا''

ایسا بندہ ریا کا مرتکب ہو ہی جائے گا۔ تو انسان کو خلوت سے بھی محبت ہونی چاہیے۔ زندگی کا کچھ حصہ ایسا ہونا چاہیے کہ انسان تنہائی اختیار کرے، تہجد پڑھے، اپنے معمولات اس طرح سے کرے کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے۔

☆...... قتادہ رحمہ اللہ فرماتے تھے:

كُلُّ بِنَاءٍ رِيَاءً فَهُوَ عَلَى صَاحِبِهِ لَا لَهُ إِلَّا مَنْ بَنَى الْمَسَاجِدَ رِيَاءً فَهُوَ لَا لَهُ وَلَا عَلَيْهِ (قصر الامل ابن ابی الدنیا، رقم: ۲۲۸)

''ہر عمارت جو ریا کی وجہ سے بنائی جاتی ہے وہ اس کے لیے اجر کا باعث نہیں ہوتی (عذاب کا باعث ہوتی ہے)۔ ہاں! کوئی ریا کاری کی وجہ سے مسجد بنا لے تو اجر ملے گا نہ عذاب ملے گا''

www.besturdubooks.wordpress.com

ریاکاری کی سزا:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ

”ریا کار قاری قیامت کے دن ”جب الحزن“ میں ڈالے جائیں گے“

(ابن ماجہ، رقم:۲۵۶)

یہ جہنم میں ایک ایسا گڑھا ہے کہ جس میں اتنی سخت سزا ہے اور آگ اتنی گرم ہے کہ جہنم کا جو باقی حصہ ہے وہ بھی اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے۔

ریا کا علاج

ریا کی تو سمجھ آگئی کہ یہ کیا ہوتا ہے؟ اس کا علاج کیا ہے؟ اس کے لیے مشائخ نے کچھ باتیں بتائی ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔

①...... ریا کے نقصانات پر غور:

تَذَكُّرُ عَوَاقِبِ الرِّيَاءِ

”ریاکاری کے نقصانات پر غور کرے“

غور کریں کہ کچھ عمل گناہ ہوتے ہیں، مگر وہ نیکیوں کو ضائع نہیں کرتے۔ کسی نے جھوٹ بولا...... گناہ لکھا گیا، نیکیاں ضائع نہیں ہوئیں۔ کسی بندے نے چوری کی...... گناہ لکھا گیا، نیکیاں ضائع نہیں ہوئیں۔ کسی بندے نے رشوت لی...... گناہ لکھا گیا، نیکیاں ضائع نہیں ہوئیں۔ تو کچھ اعمال حرام ہیں، گناہ ہیں مگر ان کا مرتکب ہونے سے کی ہوئی نیکیاں ضائع نہیں ہوتیں۔ لیکن کچھ ایسے گناہ ہیں کہ جن سے کی ہوئی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ کہ ان سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

☆...... مثال کے طور پر شرک۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (الزمر:٦٥)

(اے میرے پیارے حبیب!) اگر آپ بھی شرک کریں گے تو کیے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیا جائے گا۔

☆......اسی طرح نبی ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی کا ہونا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (الحجرات:٢)

"تمہارے اعمال ضائع کر دیے جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔"

☆......دل میں حسد کے آجانے سے بھی انسان کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں، حدیث شریف میں آیا:

((فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ))

(شعب الایمان للبیہقی، رقم:٦١٨٣٤)

"حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے"

تو یہ اعمال جو گناہ بھی ہوتے ہیں اور نیکیوں کے ضائع ہونے کا بھی سبب بنتے ہیں یہ بہت نقصان دہ ہوتے ہیں۔

ریا بھی ان ہی اعمال میں سے ہے۔ یہ صرف گناہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ کی ہوئی نیکیوں کے بھی ضائع ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس پر اگر غور کریں گے تو دل کہے گا کہ بھئی! عمل کریں تو اللہ کی رضا کے لیے کریں، دکھاوے کے لیے کیوں عمل کریں؟ ہمارے تو کیے ہوئے عمل ہی ضائع ہو جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

②..... ریاکاروں کی صحبت سے پرہیز:

اَلْاِنْسِلَاخُ مِنْ صُحْبَةِ الْمَعْرُوْفِيْنَ بِالرِّيَاءِ

ایک علاج یہ بھی ہے کہ جو دکھاوا کرنے والے لوگ ہوں، ان کی صحبت سے بچ کر رہیں، کیونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ جب ایسے لوگوں میں رہیں گے جو دنیا کی محبت اور دکھاوے میں مبتلا ہیں تو ہمارے اوپر بھی اسی کیفیت کا اثر ہو جائے گا۔ لہٰذا ایسے لوگوں سے بچ کر رہنے کی کوشش کریں۔

③..... محاسبۂ نفس:

انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔ کیونکہ جب نفس کی اصلاح نہیں ہوتی تو عام طور پر یہ جاہ پسند واقع ہوتا ہے اور اپنی تعریف چاہتا ہے۔ لہٰذا اس پر نظر رکھنے اور اسے قابو میں رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس لیے ہر آن اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں کہ اعمال کے کرنے میں کہیں دکھاوے کی نیت نہ آ جائے۔

④..... اللہ سے مدد چاہنا:

اَلْاِسْتِعَانَةُ بِاللّٰهِ

اللہ سے مدد مانگیں۔

اس کے لیے نبی ﷺ نے ہمیں بہت سی خوبصورت دعائیں بتائی ہیں۔ مثلاً ایک دعا ہے:

((اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَ عَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَ عَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ)) (کنز العمال، رقم: ۳۶۷۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے اللہ! پاک کر دے میرے دل کو نفاق سے اور عمل کو ریا سے اور زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے بے شک تو آنکھ کی خیانت کو اور جو کچھ دل میں چھپا ہے اس کو بخوبی جانتا ہے''

کتنی خوبصورت دعا ہے ہم اس کو یاد کریں اور اللہ سے مانگا کریں۔

ایک اور دعا ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَ اَنَا اَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ)) (کنزالعمال، رقم: ۷۵۲۲)

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس شرک سے جسے میں جانتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اس سے جو میرے علم میں نہیں''

یہ دعا بھی ریا سے بچنے کے لیے ہے۔ تو ان دعاؤں کو یاد کر کے اللہ سے مانگنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو ریا کاری سے بچا لیتے ہیں۔

⑤ ......سوچنا کہ قضا و قدر اللہ کے ہاتھ میں ہے:

اَلتَّذَکُّرُ بِاَنَّ کُلَّ شَیْءٍ بِقَضَاءِ اللّٰہِ وَ قَدَرِہٖ وَ اَنَّ الْخَلْقَ عَاجِزُوْنَ

''بندہ یہ سوچے کہ جو معاملہ ہے وہ اللہ کے قضا اور قدر سے ہے اور مخلوق تو عاجز ہے۔'' (آفات علی الطریق: ۲/۱۴)

مخلوق نہ نفع دے سکتی ہے نہ نقصان دے سکتی ہے، جو ہوتا ہے وہ تو اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ لہٰذا مخلوق کو دکھاوے سے انسان کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟

اِنَّھُمْ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْکَ شَیْئًا

ریا کی حقیقی وجہ:

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دل اللہ تعالیٰ کی معرفت سے خالی ہو جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے تو پھر مخلوق کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ جب روشنی ختم ہو جاتی ہے تو اندھیرا خود بخود آ جاتا ہے، لانا نہیں پڑتا۔ اسی طرح جب دل سے اللہ رب العزت کی معرفت کی روشنی ختم ہو جاتی ہے تو مخلوق سے محبت کا اندھیرا خود بخود آ جاتا ہے۔ پھر انسان مکروفن میں لومڑی کی طرح عیار بن جاتا ہے اور وہ دنیا کے مقاصد کی طرف اس تیز رفتاری سے بھاگتا ہے جس طرح تیز رفتاری سے شکاری کتا اپنے شکار کی طرف بھاگا کرتا ہے۔ بس ہر وقت اس کے دل میں دنیا...... دنیا...... دنیا بسی رہتی ہے۔ کس لیے؟ اس لیے کہ یہ دل اللہ کی معرفت سے خالی ہو گئے۔ ایک عربی شاعر نے عجیب اشعار کہے جس کا ترجمہ (مفہوم) اردو میں یہ ہے کہ

"میں جنگل کے ہرنوں پر قربان جاؤں جو چبا چبا کر بات نہیں کرتے اور ابروؤں کے رنگنے کے فن سے واقف نہیں ہوتے"

یعنی جو دنیا کے حسین ہوتے ہیں وہ تو کیا لیپ چڑھا لیتے ہیں۔ دیکھو تو شکل حور جیسی اور اگر منہ دھو لیں تو چھوہارے جیسی۔ جبکہ ان کا حسن نیچرل حسن ہے۔

اکابرینِ امت کا اپنے اعمال کو چھپانا

ہمارے اکابر اپنے اعمال کو کتنا چھپاتے تھے ذرا اس کی مثالیں سن لیجیے:

⊙...... محمد بن اسلم رحمہ اللہ ایک بزرگ گزرے ہیں، فرمایا کرتے تھے:

لَوْ اَنْ قَدَرْتُ اَنْ اَتَطَوَّعَ حَيْثُ لَا يَرَانِيْ مَلَكَايَ لَفَعَلْتُ وَلٰكِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ (مفتاح الافکار: ۳/۲۹۹)

"اگر یہ ممکن ہوتا کہ میں اپنے نیک اعمال اپنے فرشتوں سے بھی چھپا سکتا تو میں چھپا لیتا، لیکن یہ کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔"

سبحان اللہ کیا عجیب لوگ تھے!

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے، ان کی عادت تھی کہ وہ ساری رات عبادت کرتے تھے، لیکن جب فجر کا وقت قریب آجاتا تو ذرا کھنکارا کرتے جیسے کوئی بندہ وضو کرتا ہے۔ وہ آواز اس لیے کرتے تھے کہ دوسرے لوگ یہ سمجھیں کہ ابھی اس کی آنکھ کھلی ہے۔ ان کو یہ نہ پتہ چلے کہ یہ پوری رات جاگے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء: ۸/۳)

⊙......صحابہ کرام کے بارے میں بھی آتا ہے کہ روزے رکھتے تھے اور روزے رکھنے کی وجہ سے چہرے Dehydrated (مرجھائے ہوئے) ہو جاتے ہیں، تو چہرے ایسے ہوتے تھے۔ وہ جب باہر نکلنے لگتے تھے تو چہرے پہ تیل وغیرہ لگا لیتے تھے کہ چہرے پر تازگی آجائے اور کسی بندے کو پتہ ہی نہ چلے کہ یہ اس وقت بھوک اور پیاس کا مجاہدہ کر رہا ہے۔ مخلوق سے چھپاتے تھے کہ ہم کس حال میں ہیں؟

⊙......داؤد بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے چالیس سال مسلسل روزے رکھے۔ اور یہی بات صاحب ہدایہ کے بارے میں بھی کتابوں میں لکھی ہے۔ ممکن ہے صاحب ہدایہ نے تیس سال رکھے ہوں، یا تیرہ سال رکھے ہوں، جتنے عرصے میں انہوں نے ہدایہ لکھی ان کے بارے میں یہ لکھا گیا کہ اس دوران وہ مستقل نفلی روزے رکھتے تھے، لیکن نہ گھر والوں کو پتہ چلا نہ کام والوں کو پتہ چلا کہ یہ روزے رکھتے ہیں۔ گھر سے کھانا لے لیتے تھے کہ کھا لیں گے، گھر والے سمجھتے کہ کام پر جا کر کھائیں گے اور وہ راستے میں صدقہ کر دیتے۔ کام والے سمجھتے تھے کہ گھر سے کھا کر آتے ہیں، اس لیے نہیں کھا رہے۔ تیس سال یا چالیس سال یوں زندگی گزارنا کوئی آسان کام تو نہیں ہے۔

⊙......امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی جب وفات ہوئی تو ان کو غسل دینے والے نے دیکھا کہ ان کے کندھے پر ایک کالے رنگ کا نشان ہے۔ اس نے گھر والوں سے

پوچھا کہ جی یہ کالا نشان کیوں ہے؟ انہوں نے کہا: ہمیں تو نہیں پتہ چلا کہ ان کے کندھے پر یہ نشان ہے۔ سب کے لیے بڑی حیرت کی بات تھی کہ یہ کالا نشان بھی ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں۔ ایک ہفتے کے بعد جو قریب کی بیوائیں تھیں، نادار، معذور اور غریب لوگ تھے ان کے گھروں سے آواز آئی کہ وہ کہاں گیا جو رات کے اندھیروں میں ہمارے گھر پانی پہنچایا کرتا تھا، تب پتہ چلا کہ وہ رات کے اندھیرے میں لوگوں کے گھروں میں اتنا پانی ڈال آتے تھے اور کسی کو خبر ہی نہیں ہوتی تھی۔ ہمارے اکابر اپنے عمل کو اس طرح چھپاتے تھے۔

☺ ...... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ملنے کے لیے تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگوں کے نام لکھے ہوئے ہیں کہ ان کی خدمت کی ضرورت ہے۔ آج تو بیٹا باپ کی خدمت مشکل سے کر پاتا ہے یا کرتا ہی نہیں، بوجھ ہوتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ ہمارے اسلاف اس کو بدن کی زکوٰۃ سمجھتے تھے۔ یعنی جیسے روپے پیسے کی زکوٰۃ نکالتے ہیں اسی طرح وہ اس کو بدن کی زکوٰۃ سمجھتے تھے کہ میں کسی کی خدمت بدن سے کروں۔ اس لیے اپنوں کی بھی کرتے تھے، دوسروں کی بھی کرتے تھے۔ کوئی بوڑھا مل جاتا، کوئی نادار مل جاتا، کوئی ضرورت مند مل جاتا، کوئی مریض مل جاتا، اس کی خدمت اللہ کی رضا کے لیے کرتے تھے۔ اس میں اپنا بدن تھکاتے تھے، اپنے اوپر اس کو ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ کچھ بوڑھے لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے کہ ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے اور ان کو خدمت کی ضرورت ہے۔ خدمت کیا ہوتی تھی کہ گھر میں باہر سے پانی لا کر ڈال دینا، چشمے یا کنویں سے پانی بھر کر گھر پہنچا دینا۔ ان کے برتن دھو دینا، گھر میں جھاڑو دے دینا، بس یہ دو تین کام خدمت کہلاتے تھے۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ہر بندے کے نام کے سامنے جس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اس کی خدمت اپنے ذمے لی اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ ایک بوڑھی عورت کا نام لکھا تھا، لیکن آگے جگہ خالی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ایڈریس نوٹ کر لیا کہ اچھا اس کی خدمت میں کروں گا۔

اب اگلے دن فجر کی نماز پڑھ کر گئے، دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: اماں! میں خدمت کے لیے آیا ہوں۔ جواب ملا کہ بیٹے! کوئی خدمت کرنے والا رات کو آتا ہے اور یہ سارے کام کر کے چلا جاتا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ اچھا! آئندہ میں تہجد کے وقت آؤں گا۔ اگلے دن جب تہجد کے وقت گئے، دروازہ کھٹکھٹایا، پتہ چلا کہ خدمت کرنے والا آیا اور خدمت کر کے چلا گیا۔ اماں! وہ کون ہے؟ کہنے لگی: مجھے نام کا تو نہیں پتہ، نہ میں نے کبھی پوچھا۔ قد کاٹھ کیسا ہے؟ بیٹا وہ آتا ہے تو کہتا ہے: اماں پردہ کر لو! میں کمرے میں چلی جاتی ہوں۔ سارے کام کرنے کے بعد آواز دے دیتا ہے کہ میں جا رہا ہوں تو میں باہر آ جاتی ہوں۔ آج تک میں نے اس کی شکل ہی نہیں دیکھی۔ وہ بھی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، کہنے لگے: اچھا میں دیکھتا ہوں کون ہے؟ اگلی رات انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی اور اس بڑھیا کے دروازے کے قریب آ کے چھپ کر بیٹھ گئے، جاگ کر رات گزاری۔ جب خوب اندھیرا ہو گیا، خاموشی چھا گئی، لوگ گہری نیند میں چلے گئے، اس وقت انہوں نے دیکھا کہ ایک طرف سے کوئی بندہ بہت آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس بڑھیا کے دروازے کے قریب آ رہا ہے۔ جب بہت قریب آ گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تو کون ہے؟ جواب میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز آئی کہ میں ابوبکر ہوں۔ حیرانی کی بات یہ کہ انہوں نے جوتا بھی نہیں پہنا ہوا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ امیر المومنین! آپ کے پاس جوتا تھا نہیں یا آپ جوتا اتار کر یہاں آ رہے ہیں؟ جواب دیا کہ میں نے ارادتاً جوتا گھر میں اتار دیا کیونکہ یہ لوگوں کے سونے کا وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میرے جوتوں کی آواز سے کسی کی نیند میں خلل آئے۔ سبحان اللہ! خدمت بھی خود کر رہے ہیں اور لسٹ میں اپنا نام بھی نہ لکھا کہ کسی کو پتہ ہی نہ چلے کہ اس بڑھیا کی خدمت وقت کا امیر المؤمنین کر رہا ہے۔ یہ اخلاص ہوتا ہے۔

(الکامل فی التاریخ: ۳/۲۷۰)

عمل میں ریا ہو تو کیا عمل چھوڑ دے؟

اب یہاں ایک سوال ہے کہ انسان اگر یہ محسوس کرے کہ میں ریا کا عمل کر رہا ہوں تو کیا عمل چھوڑ دے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ عمل چھوڑے نہیں کرتا رہے، مگر نیت کو ٹھیک کرنے کی بھی کوشش شروع کر دے اور اللہ سے دعا بھی مانگے۔ اس لیے کہ عمل پہلے عادت بنتا ہے پھر عبادت بنا کرتا ہے۔ تو اگر عمل ہو رہا ہے تو عمل کو نہ چھوڑے پھر تو سرے سے ہی محرومی ہو جائے گی۔ اس عمل میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

عمل کے نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے:

چنانچہ ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ حضرت! آپ کا مرید تو ریائی ذکر کرتا ہے، دکھاوے کا ذکر کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بھئی! اس کے پاس تو ٹمٹماتا چراغ ہے، تمہارے پاس تو ٹمٹماتا چراغ بھی نہیں ہے۔ تو نہ ہونے سے تو ہونا بہتر ہے۔ اس لیے اگر کوئی عمل ریا کی وجہ سے کرتے ہیں تو عمل نہیں چھوڑنا چاہیے۔ شیطان تو یہی سکھائے گا کہ چھوڑو عمل کو۔ لیکن عمل نہیں چھوڑنا، بلکہ عمل میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ؎

وہ ریا جس سے عابد تھے طعنہ زن
پہلے عادت پھر عبادت ہو گئی

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے والے کچھ تو کر رہے ہیں ہم تو وہ بھی نہیں کر پا رہے۔

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

بھئی! اگر لوگ ریا والے عمل کرتے ہیں تو ہم تو وہ بھی نہیں کر پاتے۔ ہم تو ان سے بھی گئے گزرے لوگ ہوئے۔ ہاں یہ ذہن میں رکھیں جس کو اللہ تعالیٰ عمل کی پابندی عطا فرما دیتے ہیں تو پھر رقتِ قلب اس کی لونڈی ہوتی ہے اور اخلاص اس کا ثمرہ ہوا کرتا ہے۔ عمل پر دوام مل جانا، استقامت مل جانا، مداومت مل جانا، یہ خیر کی دلیل ہوتی ہے۔

”لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ“ کا مطلب؟

یہاں پر ایک اور بھی سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ قرآن مجید کی آیت ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾

”تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس کو کرتے نہیں؟“

اس کو سن کر لوگ تو خیر کی بات بھی کسی کے سامنے نہیں کرتے کہ جی ہم تو بڑے گناہگار ہیں ہم کسی کو کیا کہیں؟ یہ سمجھنا درست نہیں۔ مفسرین نے یہ لکھا کہ اس آیت کا تعلق دعوٰی سے ہے، دعوت سے نہیں ہے۔ دعوٰی سے مراد دعوے کرنا۔ جیسے میں تو جی تہجد پڑھتا ہوں، حالانکہ پڑھتے نہیں۔ میں تو جی فلاں کام کرتا ہوں، کرتے نہیں۔ تو دعوٰی سے اس کا تعلق ہے دعوت سے تعلق نہیں ہے۔ دعوت کا حکم یہ ہے تم جیسے بھی ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

دین کی دعوت دو، خیر کی بات کرو۔ ہاں! اس کی برکت سے اللہ تمہیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمادیں گے۔

شیخ کو اپنے اعمال بتانا ریا نہیں:

حدیث پاک میں ہے: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہت اچھی قاری تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کوئل جیسی آواز عطا کی تھی۔ بہت پیاری تلاوت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ اس دوران نبی علیہ السلام تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سنا۔ جب انہوں نے قرآن مکمل کیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا قرآن پڑھا۔ تو انہوں نے آگے سے کہا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے پتا ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو میں اور زیادہ اچھا پڑھتا۔ (المستدرک للحاکم، رقم: ۵۹۶۶)

اب ذہن میں اشکال وارد ہوتا ہے کہ ریا مخلوق کے دکھاوے کو کہتے ہیں جب کہ یہاں تو صحابی کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پتہ ہوتا تو میں اور اچھا قرآن پڑھتا۔

تو محدثین نے اس کا جواب دیا کہ نبی علیہ السلام کی رضا درحقیقت اللہ رب العزت کی رضا ہے۔ تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو خوش کرنا درحقیقت اللہ کو خوش کرنا ہے۔ اس لیے یہ چیز اس مخلوق والے زمرے میں نہیں آتی۔ اور ہمارے مشائخ نے یہاں لکھا کہ شیخ کے ساتھ تعلق، دین کا تعلق ہوتا ہے۔ اور کئی مرتبہ مرید کے عمل سے شیخ خوش ہوتے ہیں تو ذہن میں یہ نہ رکھیں کہ مخلوق خوش ہو رہی ہے۔ نہیں، دین کی نسبت کی وجہ سے ان کا دل بھی اگر خوش ہو! تو یوں سمجھیں کہ ان کی خوشی میں اللہ کی رضا موجود ہے۔ جیسے ماں باپ کے دل کو خوش کرنا۔ شریعت نے کہا: جو ماں باپ کا دل خوش کرے گا اللہ کو خوش کرے گا۔ تو یہ تعلق چونکہ اللہ کی نسبت سے ہے۔ اس لیے یہ نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سوچیں: ”میں نفل پڑھتا ہوں تو شیخ کو کیسے بتاؤں؟ یہ تو مخلوق کو بتانے والی بات ہے“ نہیں، شیخ سے تعلق ہی اور طرح کا ہے، ان کو پتہ بھی چل گیا تو وہ خوش بھی ہو گئے تو یہ چیز ریا نہیں کہلائے گی، بلکہ ان کی خوشی اللہ کی رضا کہلائے گی۔

اس لیے علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں تفصیل لکھتے ہیں کہ شیخ کامل کے دل کو خوش کرنا اللہ کے ہاں دعائے مستجاب کا درجہ رکھتا ہے کہ جس کے کسی عمل کی وجہ سے اس کے شیخ کا دل خوش ہوا، ایسا ہی ہے اس کو ایک مقبول دعا نصیب ہوگئی۔ تو یہ اشکال ختم ہو گیا کہ مخلوق میں جن سے دین کا تعلق ہے وہ اس سے الگ ہیں۔ ریا کا معاملہ دنیاوی تعلقات کے ساتھ ہے۔

گناہ کو چھپانا لازم ہے:

یہاں طالب علم کے ذہن میں ایک اور اشکال وارد ہوتا ہے کہ نیک اعمال کو ظاہر کرنا تو ریاکاری ہے اس لیے انہیں چھپانا چاہیے، اپنے گناہوں کو چھپانا چاہیے یا ظاہر کر دینا چاہیے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ

اِخْفَائُهَا لَيْسَ مِنَ الرِّيَاءِ بَلْ هُوَ وَاجِبٌ شَرْعِيٌّ

”گناہوں کو چھپانا یہ ریا نہیں، بلکہ وہ شرعاً بندے پر واجب ہوتا ہے“

اس لیے گناہوں کو چھپانا ریا نہیں کہلائے گا۔ جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے تو اسے گناہ کا عذاب الگ ہوگا اور اظہار کا عذاب الگ ہوگا۔

فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ)) (صحیح البخاری، رقم: ٥٠٦٩)

سب کی معافی ہو جائے گی سوائے اس بندے کے جو اپنے گناہوں کو لوگوں کے سامنے بتاتا پھرتا ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیخ کو اپنے عیوب بتانے کا مقصد:

اب یہاں ایک اور بات ذہن میں آتی ہے کہ اگر کسی کے سامنے بھی گناہ تذکرہ منع ہے تو پھر شیخ کے سامنے کیوں کریں؟ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے آپ کی ران کے اوپر ایک پھوڑا نکل آیا، اب حکم تو یہی ہے کہ آپ کی ران ستر عورت میں داخل ہے اسے چھپانا چاہیے۔ لیکن جب بیمار ہو گئے تو اب مجبوری ہے طبیب کو دکھانا پڑے گا۔ کیونکہ اس کے بغیر علاج ہی نہیں ہوگا۔ تو شیخ کے سامنے اپنی کسی بری عادت یا گناہ کا تذکرہ کرنا علاج کی نیت سے ہوتا ہے، وہ جائز ہو جاتا ہے۔ اب اگر وہ کہے کہ جی میں تو یہ پھوڑا نہیں دکھا سکتا تو پھر علاج تو نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح روحانی مریض کو بھی شیخ کو بتانا پڑے گا کہ حضرت! میں نگاہوں پر کنٹرول نہیں کر پاتا، مجھے طریقہ بھی بتائیں اور دعا بھی کریں۔ اس لیے یہ بات سمجھ لیں کہ سب لوگوں سے گناہوں کو چھپانا واجب ہے، البتہ شیخ کو اگر کسی وقت انسان بتا دیتا ہے تو وہ اصلاح کی نیت سے علاج معالجے کی نیت سے بتاتا ہے۔

کوئی ریاکار کہے تو برا نہ منائیں:

ایک نکتہ: اگر کوئی ہمیں کہے ریاکار تو اس کا برا نہیں منانا چاہیے۔ کیونکہ ہمارے عمل ایسے ہیں تو کسی نہ کسی جگہ ان میں ریا ہوتی ہے۔

کسی بندے نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

يَا مُرَائِيْ اے ریاکار!

انہوں نے جواب دیا:

مَتٰى عَرَفْتَ اِسْمِيْ؟ مَا عَرَفَ اِسْمِيْ غَيْرُكَ (الزھد والرقائق: ۱/۹۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

تجھے میرے نام کا کیسے پتہ چلا؟ تیرے سوا کسی کو میرے نام کا پتہ نہ چل سکا۔
تجھے میرے نام کا صحیح پتہ چل گیا۔

ریاکار کے لیے چار عذاب

اب ایک آخری بات جو آج کے بیان کے متعلق ہے اور یہ لب لباب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ دستور ہے کہ جیسا گناہ ہوتا ہے ویسی سزا ہوتی ہے، جیسی نیکی ہوتی ہے ویسی جزا ہوتی ہے۔ اس اصول کا نام ہے: اَلْجَزَآءُ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ ''جیسا عمل ویسا اس کا بدلہ'' اب ریاکار کیونکہ دکھاوا کرتا ہے تو ریاکار کو جو عذاب ہوگا وہ بھی چار طرح کا ہوگا۔

① اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جانا:

جس کی نظر خالق پر ہو وہ مخلوق کو بھول جاتا ہے اور جو لوگوں میں اپنی ایسی صفات ظاہر کرے جو اس میں نہ ہوں وہ اللہ کی نظر گر جاتا ہے۔ چونکہ یہ مخلوق کے سامنے ایسے عمل ظاہر کر رہا ہے جو عمل اس کے ہیں نہیں تا کہ مخلوق اسے اچھا سمجھے۔ تو چونکہ مخلوق کے اچھا سمجھنے کے لیے ظاہر کر رہا ہے، وہ تو اچھا کیا سمجھے گی البتہ یہ اللہ کی نظر سے گر جائیں گے۔ ریاکاری کی کتنی بڑی سزا ہے کہ مخلوق کی نظر میں اچھا بنتے بنتے انسان اللہ کی نظر میں گر جاتا ہے۔

﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ﴾

''جسے اللہ ذلیل کرنے پر آ جاتا ہے پھر اسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہوتا''

تو سوچیے کہ ریاکاری کی یہ سزا کتنی سخت ہے کہ ریاکار انسان کیونکہ مخلوق کی نظر میں اچھا بننا چاہتا ہے، اب اسے سزا یہ ملے گی کہ اللہ رب العزت کی نظر سے گر جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔

(۲)......بارگاہِ خداوندی میں سجدے سے محرومی:

دوسری بات قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب ''ساق'' کی تجلی فرمائیں گے تو سب مخلوق سجدے میں چلی جائے گی، ایمان والے سجدے میں چلے جائیں گے البتہ کفار بھی سجدہ نہیں کرسکیں گے، مشرک منافقین بھی سجدہ نہیں کرسکیں گے اور ریاکار بھی سجدہ نہیں کرسکے گا۔

وَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَّاحِدَةً (المسلم، رقم:۲۶۹)

جو ریاکاری کے سجدے دنیا میں کیا کرتا تھا اس کی کمر سیدھی اکڑ جائے گی اور سجدہ کرنے پر قادر نہیں ہوگی۔ اللہ اس کو سجدے کی توفیق ہی نہیں دیں گے۔ تو سجدے کرتا تھا لوگوں کو دکھانے کے لیے آج میرے سجدہ کرنے والوں میں تو شامل نہیں ہوگا۔

(۳)......ریاکاروں کے گروپ میں داخلہ:

حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَامَ يَخْطُبُ لَا يَلْتَمِسُ بِهَا إِلَّا رِيَاءً وَسُمْعَةً))

جو بندہ تقریر کرے خطبہ دے اور مقصد ہو لوگوں کو متاثر کرنا اور لوگوں کی نظر میں بڑا خطیب بننا اور واہ واہ اور نعرے لگوانا۔

فرمایا:

((أَوْقَفَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَوْقِفَ رِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ))

www.besturdubooks.wordpress.com

(مسند احمد، رقم: ۱۵۴۹۳)

''اللہ قیامت کے دن اس کو ریا کاروں کی جگہ پر کھڑا فرمائیں گے''

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ریاکاروں کو الگ گروپ بنا کر اس میں کھڑا کریں گے، یہ سب ریاکار لوگ ہیں۔ تو تیسری سزا قیامت کے دن ریاکاروں کے گروہ میں شامل کر لیا جائے گا۔

۴......روزِ محشر کی رسوائی:

چوتھی سزا سب سے زیادہ دردناک سزا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو انسان اچھا بننے کے لیے دنیا میں لوگوں کو اپنی نیکیاں دکھا رہا ہے، اللہ اس کو یہ سزا دیں گے کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کے عیبوں کو کھول دیں گے۔ اس سے بڑی سزا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے کو یہ چوائس دے دیں کہ

باپ! ہم تیرے کرتوت تیری اولاد کے سامنے کھولتے ہیں۔

بیوی! ہم تیرے کرتوت تیرے خاوند کے سامنے،

خاوند! ہم تیرے کرتوت تیری بیوی کے سامنے کھولتے ہیں۔

صوفی صاحب! ہم تیرے عیب تیرے پیر کے سامنے

اور پیر! تیرے عیب تیرے مرید کے سامنے کھولتے ہیں۔

اگر اللہ چوائس دے دیں کہ ہم تیرے یہ عیب کھول دیتے ہیں یا تم خود ہی جہنم میں چلے جاؤ۔ ہم یہی کہیں گے کہ اللہ! ہمارے عیب اللہ کے حبیب ﷺ کے سامنے اور مخلوق کے سامنے نہ کھولنا ہم خود ہی جہنم میں چلے جاتے ہیں۔ یہ کوئی چھوٹی سزا نہیں ہے، یہ بہت بڑی سزا ہے کہ اللہ تعالیٰ ریاکار بندے کے عیبوں کو قیامت کے دن خود

www.besturdubooks.wordpress.com

کھولیں گے تو ہم دعائیں کریں تمنائیں کریں کہ قیامت کے دن اللہ بھی ہمارے عیبوں کو چھپائے رکھے اور اللہ کے حبیب ﷺ بھی اپنی شفاعت کی چادر عطا فرما دیں۔ تو ہم دعا مانگتے ہیں: ؎

اپنے دامانِ شفاعت میں چھپائے رکھنا
میرے سرکار میری بات بنائے رکھنا

اے اللہ! آپ نے دنیا میں ہمارے عیبوں کے اوپر پردے ڈال دیے، اے اللہ کے حبیب ﷺ! قیامت کے دن اپنی شفاعت عطا فرما دینا۔ ہماری بگڑی بات بنائے رکھنا۔ ہم تو دعائیں مانگتے ہیں: اللہ ہمیں اس دن کی رسوائی سے بچائے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دعا مانگ رہے تھے: اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما دیجیے! معاف کر دیجیے اور پھر کہا: یا اللہ! اگر آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مجھے معاف نہیں کرنا تو پھر قیامت کے دن مجھے اندھا کھڑا کر دینا تاکہ مجھے نبی علیہ السلام کے سامنے رسوائی نہ اٹھانی پڑے۔

تو ریاکار انسان دنیا میں لوگوں کے سامنے اچھا بننے کے لیے عمل کرتا ہے، اس کی سزا قیامت کے دن یہ ملے گی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیبوں کو لوگوں کے سامنے کھولیں گے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ریاکاری سے محفوظ فرمائے، ہمارے عیبوں کو دنیا میں بھی چھپا لے اور قیامت کے دن بھی ہم پر اپنی رحمت کی چادر ڈال دے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دو بڑی نعمتیں ہیں: ایک اخلاق اور دوسری: اخلاص۔ اخلاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ نصیب ہو جائے اور اخلاق اس کی مخلوق کے ساتھ نصیب ہو جائے۔ اچھے اخلاق اور اخلاص یہ دونوں ذکر و سلوک کی وجہ سے بندے کو نصیب ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے انسان جب اس راستے پر چلتا ہے تو پہلے ذکر کی عادت ڈالتا ہے، پھر کچھ عرصے کے بعد وہ عبادت بنتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ وہ انسان کے لیے لذت بن جاتی ہے۔ تو عادت، عبادت اور لذت، یہ تین سیڑھیاں چڑھ کر انسان ایسی زندگی گزارتا ہے کہ اس کا جسم بھی عبادت کا حصہ گار ہو جاتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ﴾ (الانبیاء: ۹۴)

تصوف وسلوک کا مقصد

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 14 اکتوبر 2004ء بروز سوموار ۱۹ شعبان ۱۴۲۵ھ

موقع: دسواں سالانہ نقشبندی اجتماع (بعد نماز مغرب)

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

تصوف وسلوک کا مقصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
﴿وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ وَاِنَّا لَهٗ کٰتِبُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۹۴)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

طالب صادق کی اللہ کے ہاں قدر:

﴿وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ﴾ "جو بھی نیک اعمال کرتا ہے" ﴿وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ "اور وہ مومن ہو" ﴿فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ﴾ "تو ہم اس کی کوشش کی ناقدری نہیں کرتے" ﴿وَاِنَّا لَهٗ کٰتِبُوْنَ﴾ "اور ہم اسے لکھ لیتے ہیں"۔ انسان جو بھی اعمال کرتا ہے ان سب کا منشا اور مقصد اللہ رب العزت کی رضا ہوتی ہے۔ ان اعمال کا مطمح نظر یہی ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہو جائیں، اسی لیے اپنے اعمال کو بہتر سے بہترین بنانے کے لیے مومن فکر مند رہتا ہے۔ جس طرح آج کل کا کارخانہ دار اپنی چیز کو بہتر سے بہترین بنانے کے لیے سوچتا ہے، سرمایہ استعمال کرتا ہے، محنت کرتا ہے، اور اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ میری چیز جب گاہک کے ہاتھوں میں جائے تو اسے ہاتھوں ہاتھ لے لیا جائے۔ اسی طرح مومن بھی اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ کیسے میرے اعمال ایسے بن جائیں کہ میرے مالک کو پسند آ جائیں۔ دعائیں مانگ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ میں آپ کو پسند آ جاؤں۔ یہی مقصدِ زندگی ہے اور اسی کی خاطر آج ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔

تصوف وسلوک کا بنیادی مقصد

تصوف وسلوک کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان اپنے ظاہر و باطن کی تعمیر کرے، ظاہر و باطن کی اصلاح کرے، اس کے لیے فکر مند ہو۔ چنانچہ جو انسان اپنے باطن کو منور کرنے کے لیے فکر مند ہو، اسے ''صوفی'' کہتے ہیں۔ جو انسان اللہ کی تلاش میں نکلے اور اس کی رضا جوئی کے راستے پر چل رہا ہو، اسے ''سالک'' کہتے ہیں۔ ہمارے مشائخ نے تصوف وسلوک کی محنت کی اہمیت کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے:

⊙ نیت کی درستگی، احتساب کے ساتھ:

ایک بزرگ سے پوچھا گیا: حضرت! تصوف کا کیا مقصد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ صبح سے شام تک ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اس کو نیت اور احتساب کے ساتھ کرنے لگ جائیں، یہی تصوف ہے۔ صبح سے شام تک جو اعمال بھی ہم کریں، ان کو تصحیحِ نیت کے ساتھ اور احتساب کے ساتھ کرنے لگ جائیں۔ یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت ہو اور عمل کرنے کے بعد فراغت نہیں، بلکہ اپنا محاسبہ ہو۔

یہ احتساب بہت ضروری ہے۔ آج کل دفاتر میں جب سالانہ آڈٹ ہوتا ہے، اس ٹیم کے آنے سے پہلے جو انٹرنل آڈٹ کیا جاتا ہے۔ اس وقت آپ اکاؤنٹ برانچ کے لوگوں کو دیکھیں گے، بھاگے پھر رہے ہوں گے۔ یہ سٹیٹ منٹ اس سے نہیں مل رہی، اس کا مل نہیں مل رہا۔ اگر کوئی ان سے پوچھے کہ جی آپ کیوں پریشان ہیں؟ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

گےکہ جی آڈٹ ٹیم نے آنا ہے، اور ہماری کوئی بھی کمی کوتاہی ہوگی تو وہ ہمارا مؤاخذہ کریں گے۔ ہمیں ان سے پہلے پہلے اپنے اکاؤنٹ کو درست کرنا ہے۔ ہو بہو مومن کی یہی حالت ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے میرے نامۂ اعمال نے پیش ہونا ہے۔ اس سے پہلے پہلے میں انٹرنل آڈٹ کے ذریعے اپنے اعمال کو ٹھیک کرلوں۔

تو ہمارا ابھی آج وقت ہے مثبت منفی کو ملانے کا، فگر (Figure) کو صحیح کرنے کا، اپنی کمی کوتاہی کو پورا کرنے کا۔ کیسی ہی کمی کوتاہی کیوں نہ ہو، جب تک زندگی ہے انسان اس کمی کو پورا کرسکتا ہے، موت کے وقت یہ نعمت چھین جائے گی۔ تو یہ محاسبہ انٹرنل آڈٹ ہے ہر بندے کا۔ اس لیے فرمایا

((حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا)) (کنز العمال: ۴۲۲۰۳)

''تم اپنا محاسبہ کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔''

تصوف وسلوک کو کتنے پیارے انداز سے سمجھایا کہ ہم جو کچھ دن بھر عمل کرتے ہیں اس کو صحیح نیت اور احتساب کے ساتھ کرنے لگ جائیں یہ تصوف ہے۔

⊙ دل عبادت کا طلب گار بن جائے:

ایک دوسرے بزرگ تھے، ان سے پوچھا گیا: حضرت! تصوف وسلوک کیا ہوتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جس طرح انسان کا جسم کھانے اور پینے کا طلب گار ہوتا ہے، انسان کا دل عبادت کا ایسا ہی طلب گار بن جائے، اس کو تصوف کہتے ہیں۔

آپ اگر کچھ دیر کھائیں نہ پئیں تو بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ انسان بھوک پیاس سے لاچار ہو جاتا ہے۔ پانی نہ پیے تو پیاس کی شدت سے انسان کا وقت گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو یہ کھانا اور پینا انسان کے بدن کی ضروریات ہیں۔ اس لیے کسی نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں پیٹ سے زیادہ صحیح الارم بجانے والی گھڑی اور کوئی نہیں۔ سوئے ہوئے بندے کو بھی بھوک کی وجہ سے جاگ آ جاتی ہے۔ تو جس طرح جسم کھانے اور پینے کا طلب گار ہے اسی طرح ہمارا دل عبادت کا طلب گار بن جائے۔ ہم نماز نہ پڑھیں تو چین نہ آئے، ذکر نہ کریں تو چین نہ آئے۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بغیر ہمیں دن اچھا نہ لگے۔ اسی لیے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ۔''

یہ تصوف ہے۔

⊙ اصلیت پیدا ہو جائے:

ایک اور بزرگ سے پوچھا گیا: حضرت! تصوف و سلوک کسے کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ''ہمارے اندر اصلیت پیدا ہو جائے، اسے تصوف کہتے ہیں''۔ پوچھنے والے نے کہا: حضرت! ذرا وضاحت فرمائیں۔ انہوں نے کہا: دیکھو بھئی! آج ہمارے اندر ظاہر ہے، باطن نہیں ہے، صورت ہے، حقیقت نہیں۔ یوں سمجھیں کہ

......نمک ہے، نمکینی نہیں۔

......شکر ہے، مگر شیرینی نہیں۔

......دل ہے، اللہ کا ذکر نہیں۔

......زبان ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر نہیں۔

چنانچہ ہمارے اندر اصلیت پیدا ہو جائے۔ وہ محبت الٰہی جس کے لیے اللہ رب العزت نے انسان کو بنایا وہ دل کے اندر بھر جائے، دل کا برتن اس نعمت سے لبریز ہو جائے۔ آج اس محبت الٰہی کی کمی ہے۔ اسی لیے تو عبادات میں سستی ہوتی ہے۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے تو شاعر نے کہا: ؎

کس قدر تجھ پر گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے، ہاں نیند تجھیں پیاری ہے

اگر اللہ تعالیٰ کی محبت سے دل لبریز ہو تو رات کے آخری پہر خود بخود بندے کی آنکھ کھلتی ہے۔ ؎

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی
لبھاتا ہے دل کو بیان خطیب
مگر لذت شوق سے بے نصیب
وہ صوفی کہ تھا خدمت حق میں مرد
محبت میں یکتا امانت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا
وہ سالک مقامات میں کھو گیا
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

ایک وقت تھا کہ جب مومن کا سینہ اللہ رب العزت کی محبت کی حرارت سے بھرا ہوتا تھا، آج وہ محبت کے انگارے نظر نہیں آتے۔ آج راکھ کا ڈھیر بن گیا، وہ عشق کی آتش ٹھنڈی ہو چکی۔ نفسانیت کی ٹھنڈی ہواؤں نے اس عشق کی آتش کو بجھا کر رکھ دیا۔

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ بندگی خدائی یہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ
تعمیر آشیاں سے میں نے یہ راز پایا
اہلِ جنوں کے حق میں بجلی ہے آشیانہ

یقین پکا ہو جائے:

ایک اور بزرگ سے پوچھا گیا: حضرت! تصوف و سلوک کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ "تحقیقِ خیال" یعنی یقین پکا ہو جائے۔ آج آخرت کے بارے میں عقیدہ تو ہم رکھتے ہیں، مگر ہمارا یقین ایسا پختہ نہیں، جیسا ہونا چاہیے۔ اگر گناہوں پر قیامت کے دن ذلت و رسوائی کا پختہ یقین ہو تو انسان کبھی قدم نہ اٹھائے۔ اس یقین میں کمزوری ہوتی ہے، اس لیے گناہ کا صدور ہوتا ہے۔ تو "تحقیقِ خیال" کا مطلب یہ کہ وہ یقین سے اضبط ہو جائے۔

یہ نعمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل تھی، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ محراب میں کھڑے ہو کر دنیا کو مخاطب کر کے فرماتے تھے:

يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ غُرِّي غَيْرِي (مصنف ابن شیبہ، رقم: ۳۳۵۷۱)

"اے سونا! اے چاندی! کسی اور کو دھوکا دے!"

یعنی میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں۔

اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جنت اور جہنم کے ہونے پر اتنا یقین ہے کہ اگر جنت اور جہنم میری آنکھوں کے سامنے بھی آجائیں تو میرے اندر یقین میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہ ہو۔

ایمان بالغیب اتنا پختہ ہو کہ جیسے انسان کو حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان ذکر و سلوک میں قدم بڑھاتا ہے تو اسے پھر یہ نعمت نصیب ہو جاتی ہے۔ دل کا یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ حلال اور حرام کے درمیان تمیز نصیب ہو جاتی ہے۔

آج جس آدمی کو یقین ہو کہ مجھے دیکھا جا رہا ہے تو وہ کوئی الٹی سیدھی حرکت نہیں کرتا۔ بڑے بڑے سٹورز پر ویڈیو کیمرے لگے ہوتے ہیں، ہر چیز کھلی پڑی ہوتی ہے کوئی نہیں اٹھاتا۔ کیونکہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ اگر میں نے چوری کی تو دروازے تک پہنچنے سے پہلے مجھے پکڑ لیا جائے گا۔ جس طرح اس خریدار کو یہ یقین حاصل ہے اسی طرح مومن کو یہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں میرا پروردگار مجھے دیکھ رہا ہے۔ اگر میں نے حکم کی خلاف ورزی کی تو قیامت کے دن مجھے پروردگار کی عدالت میں کھڑا کر دیا جائے گا۔

ایک نوجوان نے کسی غیر محرم سے تذکرہ کیا کہ مجھے تم سے محبت ہے اور میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ جتنی تمہیں مجھ سے محبت ہے میرے دل میں کشش اس سے بھی زیادہ ہے، مگر میں قیامت کے دن کی رسوائی سے ڈرتی ہوں۔ اس ایک فقرے نے اس بدکار نوجوان کی زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔ اس نے توبہ کی اور بعد میں وہ بڑے اولیاء اللہ میں شامل ہو گیا۔

تصوف...... حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: تصوف و سلوک کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''شریعت میں جو کچھ اجمالی ہے وہ تفصیلی ہو جائے، جو استدلالی ہے وہ کشفی ہو جائے۔''

بہت ہی کامل جواب دیا کہ شریعت میں جن چیزوں پر ہم اجمالی طور پر یقین

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی تفصیل نصیب فرما دے اور جن کو ہم فقط دلائل کے طور پر مانتے ہیں، ہم ذوق اور وجدان کے طور پر انہیں ماننے لگ جائیں۔

تصوف کی محنت ہر ایک کے لیے ضروری ہے:

اسی لیے تصوف و سلوک وہ محنت ہے جو ہر بندے کے لیے کرنی ضروری ہے۔ اگر دنیا میں جسم کی بیماریاں ہیں تو جسمانی طبیب ہوتے ہیں تو اگر روحانی بیماریاں ہیں تو کیا روحانی طبیب نہیں ہوں گے؟ جسمانی بیماریوں کے ہسپتال تو ہر شہر کے گلی کوچوں میں ہوتے ہیں۔ تو کیا روحانی بیماریوں کے لیے خانقاہیں نہیں ہوں گی۔ غور کیجیے! کوئی حسد میں مبتلا، کوئی تکبر میں مبتلا، کوئی بدنظری کا مریض، کوئی عشق مجازی میں گرفتار، کوئی خود پسندی کا شکار، کوئی اپنے غصے کی وجہ سے پریشان، ان لوگوں کی مصیبتوں اور پریشانیوں کا کچھ تو مداوا ہونا چاہیے۔ وہ کہاں ہوتا ہے؟ جن جگہوں پر یہ ہوتا ہے ان جگہوں کو "خانقاہ" کہتے ہیں۔ اور جس محنت سے ان کا علاج ہوتا ہے اس محنت کو "تصوف و سلوک" کہتے ہیں۔

کیا تصوف قرآن سے ثابت ہے؟

ایک صاحب پوچھنے لگے: جی! تصوف کا لفظ کہیں قرآن پاک میں استعمال نہیں ہوا۔ کیا عجیب بات فرمائی!...... اب ایک ہوتا ہے تحقیقی جواب، ایک ہوتا ہے الزامی جواب...... وہ ذرا آزاد منش تھے، کہتے تھے: ہم کسی کے پیچھے نہیں چلتے تقلید کو نہیں مانتے۔ تو میں نے کہا: آپ بتائیں کہ بخاری شریف کا لفظ کہیں قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ ہر بات میں ان کی عادت تھی کہ بخاری شریف کی حدیث لاؤ۔ تو یہ بات سن کر وہ ذرا سنبھل گیا۔ پھر اسے بات سمجھائی، اسے کہا: دیکھو! یہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

اصطلاحات ہیں، یہ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ اس کی حقیقت کو دیکھنا چاہیے، وہ موجود ہے یا نہیں؟ قرآن مجید میں محسنین کا تذکرہ موجود ہے۔ تو یہ احسان کی کیفیت آخر کیا چیز ہے؟ تو ہم اسے ہی تصوف کہتے ہیں۔ آپ اسے احسان کہنا شروع کر دیں۔ سلوک کا لفظ بھی قرآنی لفظ ہے، راستے کو کہتے ہیں۔ تو آپ اسے یہ کہنا شروع کر دیں۔

دیکھیں بھئی! درسِ نظامی کا لفظ قرآن و حدیث میں کہیں مل سکتا ہے؟ کوئی بیوقوف ہی ہوگا جو یہ کہے گا کہ یہ لفظ چونکہ قرآن مجید میں کہیں نہیں ملتا، لہٰذا میں اس سے بیزار ہوں، میں اسے پڑھنا پسند نہیں کرتا۔ تو ایسے بندے کو سمجھائیں گے کہ بھئی! علمائے امت نے اس نصاب میں ایسی برکت پائی کہ اس کو پڑھ کر لاکھوں انسانوں کے سینے علم کے نور سے منور ہوئے، اب علما متفق ہو گئے کہ یہ کتب کا ایک ایسا نصاب ہے کہ جس کو پڑھ کر ایک جاہل بندہ بھی عالم بن جاتا ہے۔ تو درسِ نظامی کا لفظ تو نہیں ملے گا مگر علم کی فضیلت تو مل جائے گی۔ احادیث میں کتنے ہی عنوان اور باب ہیں علم کی فضیلت کے اندر، سینکڑوں حدیثیں ملیں گی۔ مستقل کتابیں لکھی گئیں علم اور علما کے فضائل پر، تو اصطلاحات پر جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ نزاعِ لفظی ہے۔

یہ ایسا ہی ہوا کہ ایک شخص نے کہا کہ بلی میرے سر سے اونچی ہے تو دوسرے نے کہا کہ جھوٹ بول رہے ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بلی تمہارے سر سے اونچی ہو۔ تو دوسرے نے اسے کہا کہ بیوقوف تم نے میری بات نہیں سمجھی، وہ دیوار پر بیٹھی ہے، اس لیے میں نے کہا کہ میرے سر سے اونچی ہے۔ تو حقیقت کو سمجھنے کے بجائے الفاظ پر جھگڑا کر دینا، یہ کوئی اچھی بات نہیں ہوتی۔

ویسے یہ بات بھی دیکھی بعض لوگوں کو اچھا سے کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ مجموعہ سے انکار کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر: ایک صاحب تھے، ان کا نام تھا جلال خان۔

انہیں چینی بہت اچھی لگتی تھی، گھی کے پراٹھے کھاتے تھے، میدہ بہت اچھا لگتا تھا۔ دودھ کا پنیر بھی اچھا لگتا تھی لیکن ان تمام چیزوں کو ملا کر جب مٹھائی بنائی جاتی تھی گلاب جامن بنائے جاتے تو اس کے نام سے چڑھ جاتے تھے۔ تو ان کو اگر کوئی کہہ دیتا کہ گلاب جامن کھالیں تو پتہ نہیں کیا ہوتا کہ وہ مرنے مارنے پر تل جاتے تھے۔ اب ان کو گلاب جامن سے اختلاف سہی لیکن اجزا سے کوئی اختلاف نہیں۔

اسی طرح لوگوں کو تصوف کے لفظ سے تو اختلاف ممکن ہے، لیکن اس کی جو حقیقت ہے اس سے کوئی اختلاف نہیں کر سکتا۔ تزکیہ نفس حاصل کرنے کو ہر بندہ ضروری سمجھے گا، تصفیہ قلب حاصل کرنے کو ہر انسان مانے گا۔ باطن کی بیماریوں کا علاج کروانا ہر شخص ضروری سمجھے گا اور یہی مقصود ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے مومنین کی صفات گنوائیں اور اس کے لیے کچھ الفاظ استعمال کیے۔ کوئی تو جائے کہ ذاکرین، صادقین، قانتین، خاشعین، موقنین، مخلصین، محبین، متوکلین، محسنین، خائفین، متقین، عابدین، راغبین، توابین، متطہرین، یہ تمام صفات اگر کسی بندے کے اندر موجود ہوں تو اس بندے کو کیا کہنا چاہیے؟ یہ کہ وہ بندہ کامل ہے اور اسی بندے کے لیے صوفی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے باطن کو صاف کر کے یہ تمام صفاتِ مومنانہ اپنے اندر پیدا کر لی ہیں۔ ہمارے نزدیک ان تمام صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی محنت کو تصوف کہتے ہیں اور ان کے طلب گار اور طالب مولیٰ کو "صوفی" کہتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پاک و ہند کے بڑے محدث گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اعمال و اخلاق، احوال و مقامات، اور ذوق و وجدان میں جو کچھ اہلِ

www.besturdubooks.wordpress.com

طریقت کو میسر ہوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا۔ تو اتنے بڑے محدث نے اہلسنت کی کہ مشائخ صوفیا کی جماعت کو ان صفات میں سے جو حصہ ملا یہ صفات ان کے علاوہ اور کسی کو نہیں ملیں۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی ﷫ لکھتے ہیں:

وَ نَعْتَقِدُ اَنَّ طَرِیْقَ اَبِی الْقَاسِمِ الْجُنَیْدِ سَیِّدِ الصُّوْفِیَّةِ عِلْمًا وَّ عَمَلًا وَّ صُحْبَةً طَرِیْقٌ مُقَوَّمٌ

''ہمارا اعتقاد ہے کہ جنید کا راستہ، اور ان کی صحبت، ان کی مجلس بھی سیدھا راستہ ہے۔'' (اتمام الدرایہ لقراء النقایہ للسیوطی ﷫: ۱/۲۰)

تو مشائخ نے بڑے اچھے انداز میں ان باتوں کو سمجھایا ہے۔

شریعت اور طریقت:

شیخ شمس الدین یحییٰ منیری ﷫ کی کتاب ''مکتوباتِ صدی'' بڑی معروف ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''ظاہری احکام پر عمل کرنے کا نام شریعت ہے اور ان احکام کی حقیقت کو پالینا، ان کی تہہ تک پہنچنا، اس کا نام طریقت ہے۔''

چنانچہ جس بات کا ظاہری تعمیر کے ساتھ تعلق ہے وہ شریعت کہلائے گی اور جس کا باطنی تعمیر کے ساتھ تعلق ہے وہ طریقت کہلائے گی۔

مثال کے طور پر نماز کے لیے اپنے کپڑوں کو اور جسم کو پاک کرنا، یہ شریعت کہلائے گی اور نماز کے لیے اپنے دل کو غیر سے پاک کر لینا یہ طریقت کہلائے گی۔ یعنی انسان ایسی نماز پڑھے کہ اس کے دل میں اللہ کے ماسوا کا کوئی خیال نہ ہو۔ یہ شرک بھی تو نجاست ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بارے میں فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ (التوبہ: ۲۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اس شرک کی باطنی نجاست سے اپنے دل کو پاک کر لینا، اس کا نام طریقت ہے۔ ایک آدمی جنبی ہے، نماز پڑھنے کے قابل نہیں۔ ایک آدمی بے وضو ہے، نماز پڑھنے کے قابل نہیں۔ تو جیسے یہ طہارت ظاہری کا حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح صحیح نماز پڑھنے کے لیے، باطن کی طہارت کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ آج کیوں ہمیں وساوس کے بغیر نماز نصیب نہیں ہوتی؟ محنت نہیں کی ہوتی، دل کو غیر سے خالی نہیں کیا ہوتا، اس لیے کھڑے نماز میں ہوتے ہیں اور کوچۂ یار کی سیر کر رہے ہوتے ہیں۔ تو نماز میں ظاہر میں وضو کرنا، یہ شریعت ہے اور باطن میں تو گناہوں سے سچی توبہ کر کے باطن کا وضو کر لینا، اس کا نام طریقت ہے۔ اس لیے ہمارے مشائخ جب وضو کرتے ہیں تو فقط ظاہر کا وضو نہیں کرتے، بلکہ اس کے ساتھ توبہ کر کے باطن کا بھی وضو کرتے ہیں۔

ہم نے مشائخ کو دیکھا اپنے گھر سے وضو کر کے چلتے اور راستے میں کہیں بازار گلی کوچے سے گزرنے کی وجہ سے، ادھر ادھر نظر اٹھ جاتی، تو دوبارہ وضو کرتے کہ اب میں اپنے مالک کے سامنے کیسے کھڑا ہوں گا۔ تو ظاہر کا بھی وضو کرتے اور پاکیزگی اختیار کرتے اور سچی توبہ کے ذریعے باطن کا بھی وضو کر کے اپنے باطن کو پاک کر کے اپنے مالک کے حضور کھڑے ہوتے تھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرۃ:۲۲۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔"

نماز میں باوضو ہونا، یہ شریعت ہے اور ہر طرف سے توجہ کو ہٹا کر اللہ رب العزت کی طرف توجہ کو لگا لینا، یہ طریقت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ (الانعام:۷۹)

تمام نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتوں کو توڑ دینا، چھوڑ دینا اور اپنے من کو ایک اللہ رب العزت کی طرف متوجہ کر لینا یہ طریقت ہے، یہ دل کا قبلہ ہے۔ جیسے کعبہ ہمارے ظاہر کا قبلہ ہے اسی طرح وہ ذات جس کا وہ گھر ہے، وہ ذات ہمارے باطن کا قبلہ ہے۔ ہماری دل کی توجہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہونی چاہیے۔

کسی شاعر نے اس کو بہت اچھے الفاظ میں سمجھایا۔ فرماتے ہیں:

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے طریقت نماز
عبادت کی عزت شریعت میں ہے
محبت کی لذت طریقت میں ہے
شریعت ہے تکلیف مصطفیٰ
طریقت عروج دل مصطفیٰ
شریعت میں ہے فعل و قول حبیب
طریقت میں حسن و جمال حبیب
نبوت میں ہوتے ہیں دونوں ہی رنگ
عبث ہے یہ صوفی و ملا کی جنگ

یہ دونوں نبوی رنگ ہیں۔ وہ ظاہر کا بھی وضو فرماتے تھے اور باطن کا بھی وضو فرماتے تھے۔ اس لیے اس نزاع لفظی میں پڑنے کے بجائے اس کی حقیقت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تصوف.....حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی نظر میں:

حضرت اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: حضرت! یہ تصوف کیا ہے؟ تو حضرت نے ایک عجیب جواب دیا۔ فرمایا:

”تصوف کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے“

یہی تصوف ہے۔

دو بڑی نعمتیں.....اخلاق اور اخلاص:

دو بڑی نعمتیں ہیں: ایک اخلاق اور دوسری اخلاص۔ اخلاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ نصیب ہو جائے اور اخلاق اس کی مخلوق کے ساتھ نصیب ہو جائے۔ اچھے اخلاق اور اخلاص یہ دونوں ذکر و سلوک کی وجہ سے بندے کو نصیب ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے انسان جب اس راستے پر چلتا ہے تو پہلے ذکر کی عادت ڈالتا ہے، پھر کچھ عرصے کے بعد وہ عبادت بنتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ وہ انسان کے لیے لذت بن جاتی ہے۔ تو عادت، عبادت اور لذت، یہ تین سیڑھیاں چڑھ کر انسان ایسی زندگی گزارتا ہے کہ اس کا جسم بھی عبادت کا طلب گار ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ شیخ عبدالواحد رحمہ اللہ کے سامنے کسی نے کہہ دیا کہ جنت میں نماز نہیں ہوگی تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ کہنے لگے کہ اگر جنت میں نماز نہیں ہوگی تو پھر ہمیں جنت میں مزہ ہی کیا آئے گا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے سامنے کسی نے جنت کا تذکرہ شروع کر دیا، حور و قصور کی باتیں شروع کر دیں، تو سنتے رہے اور آخر پر فرمانے لگے: اگر اللہ رب العزت نے ہم پر قیامت کے دن نظر عنایت فرمائی تو میں تو کہوں گا: اللہ! مجھے اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

عرش کے نیچے مصلے کی ذرا جگہ دے دیجیے۔

شریعت وطریقت..... فقیر کی نظر میں:

اس عاجز نے شریعت وطریقت کو جو سمجھا ہے وہ یہ کہ شریعت میں اعضا وجوارح کو عبادت پر آمادہ کرنا پڑتا ہے اور طریقت میں لگنے کے بعد اعضاء وجوارح انسان کو عبادت کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ کھانا کھائے بغیر انسان کا وقت گزر جاتا ہے، مگر ذکر ومراقبہ کے بغیر، درود شریف کے بغیر اور تہجد کے بغیر پھر انسان کا وقت نہیں گزرتا۔

حصولِ نسبت میں معاون چار چیزیں

چار چیزیں حصولِ نسبت میں بہت کام آتی ہیں To cut the story Short اپنی بات کا لب لباب عرض کروں تو وہ یہ کہ چار چیزیں نورِ نسبت کے حصول میں انسان کو بہت فائدہ دیتی ہیں۔

(1) گناہوں سے بچنا اور آرزوؤں کو کم کرنا:

سب سے پہلی بات کہ پچھلے گناہوں پر ندامت ہو اور آئندہ گناہوں سے انسان بچے۔ اور اپنی آرزوؤں کو انسان کم کرے، دنیا کی لمبی امیدیں اور لمبی آرزوئیں، یہ اہل دل لوگوں کا حال نہیں ہوتا۔ اپنی آرزوؤں کو بدلیں۔ ؎

تیری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے
تیری دعا ہے کہ ہو آرزو تیری پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اللہ تعالیٰ ہماری آرزو بن جائے، اللہ تعالیٰ ہماری منشا بن جائے۔ تو پچھلے گناہوں پر ندامت، آئندہ گناہوں سے بچنا اور اپنی آرزوؤں کو کم کرنا۔

⑦ اتباعِ سنت:

دوسری چیز ہے اتباعِ سنت۔ ہر کام میں نبی علیہ السلام کی سنت سے اپنے آپ کو مزین کرنا۔ جیسے عورتیں زیورات پہنتی ہیں اور وہ سمجھتی ہیں کہ ہمارے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا اسی طرح مومن جب اپنے ہر عضو کو سنت سے مزین کر لیتا ہے تو وہ اللہ رب العزت کی نظر میں حسن و جمال والا بن جاتا ہے۔ چنانچہ ہر کام میں سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ اتباعِ سنت ہمارے اس سلسلہ عالیہ کی شرائط میں سے ہے۔ اس کے بغیر کوئی بھی بندہ نورِ نسبت حاصل نہیں کر سکتا۔ یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر دیے گئے سوائے اس راستے کے جس پر چل کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تک پہنچے۔ ان کی اتباع کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا کا ملنا ناممکن ہے۔ تو اس راستے میں ہر چھوٹے بڑے عمل میں، ہر کام میں، سنت کی اتباع لازم ہے۔

مسنون دعاؤں کی اہمیت:

مسنون دعائیں جو احادیث میں منقول ہیں، ان کو اپنے اپنے مواقع پر پڑھنا اتنا بابرکت عمل ہے کہ وقوفِ قلبی رکھنے کے لیے اپنی زندگی میں اس سے بہتر عمل میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ جو احباب کہتے ہیں نا کہ وقوفِ قلبی نہیں رہتا، وہ گویا کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم مسنون دعائیں اپنے موقع پر پڑھنے سے محروم ہیں، اسی لیے تو وقوفِ قلبی نہیں رہتا، اسی لیے تو غفلت ہوتی ہے۔ اور یہ دعائیں ماشاء اللہ ہر موقع کی...... کھانے شروع کرنے کی دعا، آخر میں پڑھنے کی دعا، گھر میں داخل ہونے کی دعا، گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

سے نکلنے کی دعا..... ہر ہر کام پہ پڑھنے کی دعائیں احادیث میں منقول ہیں۔ تو سالک کا پہلا کام یہ ہے کہ ان تمام مسنون دعاؤں کو یاد کرے اور اپنے اپنے وقت پر پڑھنے کا اہتمام کرے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ برموقع برمحل اگر کوئی بات کی جائے تو ہر بندے کو اچھی لگتی ہے۔ یہ ایسی برموقع دعائیں ہیں جو نبی علیہ السلام نے مانگیں۔ اس لیے جو بندہ یہ دعائیں مانگے گا، یہ دعائیں جلدی قبول ہو جائیں گی۔ بلکہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:

﴿أُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (غافر:۶۰)

''تم دعا کرو میں دعاؤں کو قبول کروں گا''

اس لیے اللہ تعالیٰ دعا قبول کرنے کا ارادہ پہلے فرماتے ہیں، دعا کی توفیق بعد میں دیتے ہیں۔ جس کو دعا کی توفیق مل گئی، یہ نشانی ہے کہ اللہ قبولیت کا ارادہ فرما چکے ہیں۔ تو جو ہماری ذاتی اور انفرادی دعائیں ہیں، ان کی وہ برکات نہیں ہوتیں۔ ذاتی دعاؤں کی مثال پرندے کی سی ہے جو خود اکیلا اڑتا ہے بے چارہ، جب کہ جہاز خود بھی اڑتا ہے اور سینکڑوں کے حساب سے سواریوں کو بھی لے کر اڑتا ہے۔ اسی لیے مسنون دعاؤں میں آپ کو عام طور پر جمع کا صیغہ ملے گا۔ قرآن مجید میں بھی ایسے ہی ہے۔ جیسے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحة:۵)

نماز اکیلا پڑھ رہا تھا، مگر جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ تو مسنون دعاؤں کا اہتمام اس راستے کے طالب کے لیے بہت فائدے مند ہوتا ہے۔ بلکہ بعض مشائخ نے لکھا کہ کچھ ایسے حضرات تھے جنہوں نے فقط مسنون دعاؤں کے اہتمام سے نسبت کا نور

www.besturdubooks.wordpress.com

حاصل کرلیا۔

③ صحبتِ شیخ:

تیسری چیز صحبتِ شیخ ہے۔ جب انسان اس راستے پر چلنے کا ارادہ کرلے تو اس راستے کے راہی سے جو اس راستے سے واقف ہو، اس کی مجلس میں بیٹھنا اٹھنا، رابطہ رکھنا یہ ضروری ہوتا ہے۔ اتنا فرق ہے کہ ایک آدمی آپ کو گھر کا ایڈریس سمجھا دے کہ جی آجانا۔ اور دوسرا آدمی ہاتھ سے پکڑ کر گھر لے جائے، دونوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ تو جس بندے نے یہ راستہ دیکھا ہوا اس بندے کے ساتھ رابطہ رکھنا، محبت رکھنا، دلی تعلق رکھنا، اس سے یہ نسبت جلدی نصیب ہو جاتی ہے۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں جو بیعت تو ہو جاتے ہیں، مگر رابطہ نہیں رکھتے۔ وہ فائدہ نہیں پاتے، رکے رہتے ہیں۔ دیکھیں بھئی! اگر بارود ہو اور اس کے اندر دیا سلائی رکھ دیں تو اس طرح اسے آگ نہیں لگ سکتی، حالانکہ وہ بارود ہے اور یہ دیا سلائی ہے، دیا سلائی کو رگڑنا ضروری ہے، تاکہ اس کی آگ اس بارود کو پہنچے اور پھر وہ جلے۔ یہ جو رابطہ شیخ ہے، یہ دیا سلائی رگڑنے والی بات ہے۔ ؎

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
کہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر

اس لیے یہ نعمت انسان کو بہت فائدہ دیتی ہے۔

ویسے ایک عام سی مثال ہے کہ اگر کسی بندے کی گاڑی کا انجن نہ چلتا ہو کہ جی بیٹری ڈاؤن ہوگئی، تو لوگ کیا کرتے ہیں؟ ایک دوسری بیٹری سے جمپر لگا دیتے ہیں۔ اس سے پھر یہ انجن اسٹارٹ ہو جاتا ہے۔ یہی چیز صحبتِ شیخ ہے کہ اس کے دل کی بیٹری ڈسچارج ہو چکی، اب شیخ کے دل کی بیٹری کے ساتھ جمپر لگا لو اللہ اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

انجن کو بھی اسٹارٹ کر دیں گے۔

④ کثرتِ ذکر اور قلتِ طعام:

اور چوتھی چیز ذکر کی کثرت کرنا، خالی پیٹ ہونے کی کیفیت میں۔ یہ جو خالی پیٹ رہنا ہوتا ہے اس میں بہت ہی بڑا نکتہ ہے۔ اکثر و بیشتر غفلت کا سبب وہ انسان کا پیٹ بھرنا ہے۔ بس پیٹ بھرنے کی عادت ہے، اس میں کئی دفعہ تو حرام حلال کی بھی پروا نہیں ہوتی۔ بس بازار سے ملنے والی ہر چیز کھا لی، یہ نہ دیکھا کہ اس میں کسی چیز کی ملاوٹ تو نہیں کی گئی۔ خاص طور پر جو کافروں کے ملکوں سے کھانے پینے کی چیزیں بن کر آتی ہیں اللہ جانے ان میں کیا ہوتا ہے۔ مومن کو تو محتاط ہونا چاہیے، اور کئی مرتبہ بنانے والا تو ٹھیک ہوتا ہے مگر بے نمازی، بے عمل ہوتا ہے، پتہ نہیں اس نے طہارت بھی کی ہوتی ہے یا نہیں۔ تو کھانے پینے میں انسان کو بہت محتاط رہنا چاہیے۔ ہمارے مشائخ تو بے نمازی بندے کے ہاتھ کا پکا بھی نہیں کھایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

> ”تم میرے سامنے نمازی بندے کا پکا ہوا اور بے نمازی بندے کا پکا ہوا کھانا لا کر رکھ دو، میں تمہیں بتا دوں گا کہ اس میں بے نمازی کے ہاتھ کا پکا ہوا کونسا ہے اور نمازی بندے کا کھانا کونسا ہے۔“

حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط:

ہمارے حضرت امام العلماء والصلحاء خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی زیادہ تقویٰ و پرہیزگاری کی زندگی گزارتے تھے۔ وہ بھی مشتبہ کھانے کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند، ان کے جانشین اول حضرت مولانا عبدالرحمن قاسمی رحمہ اللہ نے یہ بات خود اس عاجز کو بتائی۔ فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ اباجی رحمہ اللہ کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے، تبلیغی سفر تھا۔ اس دوران میں حضرت عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ چکوال سے گزرتے ہوئے ہمارے گھر تشریف لے آئے۔ کہنے لگے کہ اب میں گھر کا بڑا بچہ تھا، حضرت کو بٹھایا اور حضرت کی سب خدمت اپنے ذمہ لی۔ جب کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا تو کھانا بڑا مزے دار اور قسم قسم کا تھا۔ جب میں نے سارا کھانا لگوا دیا تو حضرت نے ایک نظر میرے اوپر ڈالی اور کہنے لگے کہ یہ سؤر تمہارے گھر کیسے داخل ہوا؟ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے تو پسینہ آ گیا۔ حضرت نے کھانے سے انکار کر دیا۔ کہنے لگے: میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ کہنے لگے: مجھے اور تو کچھ نہ سوجھا میں اندر گھر آیا اور میں نے آکر امی جی سے پوچھا: امی جی! حضرت تو کھانا نہیں کھا رہے، وہ فرماتے ہیں کہ تمہارے گھر میں یہ سؤر کہاں سے داخل ہوا؟ تو امی جی نے اسی وقت سر پکڑ لیا۔ کہنے لگیں: اوہو! غلطی مجھ سے ہوئی۔ یہ میرے ہمسائے کی عورت بڑے عرصے سے میرے پیچھے لگی ہوئی تھی کہ جب بھی تمہارے شیخ آئیں تو میں ایک وقت کا کھانا پکا کر بھیجوں گی، مروت میں اور پڑوس کی وجہ سے میں نے اجازت دے دی کہ اچھا اس مرتبہ کھانا آپ پکا دینا۔ یہ ہمارے گھر کا کھانا نہیں، ہمسائے کے گھر کا کھانا تھا۔ اماں جی نے پھر اپنے گھر کا کھانا بنایا، جب میں وہ لے کر گیا پھر حضرت رحمہ اللہ نے وہ کھانا بغیر کچھ کہے کھا لیا۔ یوں ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ والوں کو اللہ نے کیا باطنی بصیرت عطا کی ہوتی ہے۔ تو یہ فراست مومنانہ ہوتی ہے یہ کوئی غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ) (سنن الترمذی، رقم: ۳۰۵۲)

''مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ فراست مومنانہ عطا فرما دیتے ہیں۔

نفس کی تخریب میں باطن کی تعمیر:

ایک اصول یاد رکھ لیجیے کہ نفس کی تخریب میں شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔ ہم جتنا نفس کو توڑیں گے اتنا شخصیت کی تعمیر زیادہ ہوگی اور اگر نفس کو پالنا شروع کر دیں گے تو شریعت کی تخریب ہوتی چلی جائے گی۔ یہ پکی اور ٹھوس بات ہے۔ اس لیے نفس کی خواہشات کو جتنا توڑتے چلے جائیں گے، آپ باطن کی تعمیر میں اینٹیں رکھتے چلے جائیں گے۔ نفس کی ہر بری خواہش کو توڑنا باطن کی عمارت کو تعمیر کرنے کے مترادف ہے۔

سالک کی تربیت کے دو انداز:

اس راستے پر چلتے ہوئے سالک کو کبھی کبھی بسط کی کیفیت سے گزرنا پڑتا ہے اور کبھی اس کو قبض کی کیفیت سے گزرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دو نام ہیں، قابض اور باسط۔

﴿وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (غافر:۲۴۵)

اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کسی بندے کے دل پر کیفیات کو کھول دیتا ہے۔ اسے بڑی لذت ملتی ہے، عبادت میں بڑا مزہ آتا ہے۔ اس کیفیت کو "بسط" کی کیفیت کہتے ہیں۔ اور کبھی کبھی بالکل ہر چیز بند نظر آتی ہے، نہ عبادت میں دل لگتا ہے، نہ تلاوت میں دل لگتا ہے، اپنے آپ کو مجبور کر کے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اس کو "قبض" کی کیفیت کہتے ہیں۔

تو سالک کی تربیت کبھی قبض کی کیفیت سے ہوتی ہے اور کبھی بسط کی کیفیت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے۔ اس میں پھر سالک پریشان ہوتا ہے، وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ میرے اوپر قدرت کی طرف سے ایک امتحان ہے، یہ میرے صبر کو آزمایا جا رہا ہے اور میں نے اس قبض کی کیفیت میں بھی اپنے رب کی عبادت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ طالب مولا ہے یا طالب لذات ہے۔

عبداللطیف یا عبداللطف:

بندے کو عبداللطیف بننا چاہیے عبداللطف نہیں بننا چاہیے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب کیفیت مل رہی ہے تو وہ اعمال کر رہے ہوتے ہیں اور ذرا کیفیت کم ہوئی تو سمجھتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ او جی! میں تیرہ سال سے لگا ہوا ہوں اور میں نے تیرہ سال میں کیا پایا؟ بھئی! یہ احساس جو ہے کہ مجھے کچھ نہیں ملا، کیا یہ نعمت نہیں ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے در سے دھتکارا ہوتا تو آپ کو یہ جذبات نہ دیتے، احساس ہی نہ ہوتا۔ یہ فکر جو آپ کو لگی ہوئی ہے کہ میں نہ بن سکا جو بننا چاہیے تھا، یہ ایک نعمت ہے۔ ساری زندگی میں ایسا تو کوئی وقت نہیں آئے گا کہ بندہ کہہ دے کہ میں بن چکا ہوں۔ جس نے کہا کہ میں بن چکا ہوں اس نے اپنے نامکمل ہونے کا اعلان کر دیا۔ تو ساری زندگی یہی سمجھنا ہے کہ مجھے کچھ نہیں ملا، کچھ نہیں ملا۔

ایک اور شیطانی وار:

قبض کی حالت میں شیطان بندے کو مایوس کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کے دل میں ڈالتا ہے کہ شیخ کی تمہارے اوپر توجہات نہیں ہیں۔ جن لوگوں کے لیے ہزاروں مرتبہ دعائیں مانگی ہوں، درجنوں مرتبہ غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعائیں مانگی ہوں وہ کہتے ہیں کہ شیخ کی توجہ نہیں۔ ع

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

شناخت ہی ختم ہوگئی۔ شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اسے شیخ سے توڑا جائے اور اپنے جال میں پھنسایا جائے۔ جب شیخ سے رابطہ کٹ جائے گا تو یہ موم کی ناک بن جائے گا جدھر مرضی مروڑ دو۔

''قبض'' میں سالک کی ترقی زیادہ ہے:

امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سالک کی قبض کی حالت میں روحانی ترقی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ بسط کی حالت میں وہ ترقی کبھی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ خوشی کی حالت میں انسان اللہ کے اتنا قریب نہیں ہوتا جتنا کہ دکھ کی حالت میں اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ کسی عارف نے کہا:

سکھ دکھاں تے دیواں وار
دکھاں آن ملایم یار

میں سکھوں کو دکھوں پر قربان کر دوں کہ دکھوں نے میرے یار کو مجھ سے ملا دیا۔ یہ کیفیت نہ مانگیں کیونکہ ہم کمزور ہیں، ہم اس قابل نہیں ہیں۔ لیکن اگر کبھی آ جائے تو صبر سے کام لیں۔

اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں:

دراصل اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں۔ دیکھیں! پانی نکلنے کا ایک معیار ہوتا ہے۔ اگر سو فٹ پر پانی نکلتا ہے تو آپ پچاس فٹ، ساٹھ فٹ، ستر فٹ تک جتنا مرضی بور کر لیں، سینکڑوں کی تعداد میں بور کر لیں کسی سے پانی نہیں نکلے گا۔ ایک بور سو فٹ کا کریں گے تو وہیں سے پانی نکل آئے گا۔ اسی طرح اللہ کی رحمتوں کے اترنے کا ایک معیار ہے اور اس معیار تک پہنچنا ذرا مشکل ہے۔ سنیے قرآن عظیم الشان!

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کچھ ایسے لوگ تھے:

﴿مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ: ۲۱۴)

''تنگدستی اور بدحالی نے انہیں پریشان کر دیا اور وہ اتنا جھنجھوڑے گئے حتی کہ رسول اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے سب پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟''

فرمایا:

﴿أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ﴾ (البقرۃ: ۲۱۴)

''جان لو کہ اللہ کی مدد قریب ہے''

اللہ تعالیٰ بعض اوقات بندے کو آزماتے ہیں اور اس کی ثابت قدمی پر پھر اللہ کی مدد آتی ہے۔ جیسے قرآن فرمایا:

﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا﴾ (یوسف: ۱۱۰)

پتہ چلتا ہے کہ انسان کو ان آزمائشوں سے گزرنا پڑ جاتا ہے۔ یہی تو مجاہدہ ہے۔ شریعت کوئی الٹا لٹکنے کا حکم تھوڑا دیتی ہے، ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر عبادت کرنے کا حکم تھوڑا دیتی ہے۔ ہاں! یہ کہتی ہے کہ خوشی اور غم میں تم اپنے مالک کے حکم کے مطابق زندگی گزارو۔ اگر تمہیں اللہ نے کچھ نعمتیں دیں تو شکر ادا کرو اور اللہ کے قریب ہو جاؤ اور اگر کچھ آزمائشیں آگئیں تو صبر کرو اور اپنے اللہ کے قریب ہو جاؤ۔ شاکر بھی اللہ کے قریب ہو جاتا ہے، صابر بھی اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اسی لیے ہمارے مشائخ نے یہ کہا کہ اگر انسان مستقل مزاجی سے لگا رہے تو پھر اس کو جلدی منزل نصیب ہو جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حصولِ نسبت میں بڑی رکاوٹ......گناہ:

حصولِ نسبت میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ گناہ کا کرنا ہے۔ چنانچہ اس راستے میں سالک ذکر کرتا ہے، تلاوت کرتا ہے، عبادت کرتا ہے، اپنے دل کو منور کرتا ہے، لیکن بدنظری کا گناہ کر کے، غیبت کا گناہ کر کے، جھوٹ بولنے کا گناہ کر کے اپنے آپ کو اس نور سے محروم کر لیتا ہے۔ تو گناہوں سے بچنے کا اہتمام پوری طرح سے ہونا چاہیے۔

گناہ کی دو قسمیں:

گناہوں میں بھی دو طرح کے گناہ ہوتے ہیں: ایک نفسانی اور ایک شیطانی۔ دونوں برے ہیں، دونوں نقصان دہ ہیں، مگر آپس میں دیکھا جائے تو ایک کی نسبت دوسرے کا ضرر بہت زیادہ ہے۔ نفسانی گناہ کا ضرر ہوتا ہے مگر نسبتاً کم، مگر شیطانی گناہ کا ضرر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اب یہ فرق کیسے ہوا؟ اس کو یوں سمجھیں کہ کچھ ایسے گناہ تو ہوتے ہیں جن کو انسان اپنے نفس کی خواہش کی وجہ سے کر جاتا ہے۔ اس کا بھی گناہ ہوتا ہے، مگر اس کا نقصان نسبتاً کم ہوتا ہے۔ لیکن ایک گناہ ہوتا ہے جسے انسان ارادتاً کرتا ہے اور وہ سرکشی کی لائن سے گناہ ہوتے ہیں۔ ان کو شیطانی گناہ کہتے ہیں۔

مثال کے طور پر تکبر، عجب، یہ شیطانی گناہ ہیں۔ شیطان اسی تکبر کی وجہ سے مردود ہوا۔ یہ اسی لائن کے گناہ ہیں۔ جس گناہ میں سرکشی اور طغیانی کی کیفیت ہو وہ بہت زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے، اس کا نقصان دوگنا ہوا کرتا ہے۔ اور جس گناہ کو بندہ کر تو لے، مگر دل میں احساسِ ندامت بھی ساتھ ہو۔ میں نے بدنظری کیوں کی؟ اوہو! میں نے جھوٹ کیوں بولا؟ میں نے اس کا دل دکھایا میں نے برا کیا۔ یہ نفسانی گناہ ہیں۔ یہ بھی نقصان دہ ہوتے ہیں مگر جلدی معاف ہو جاتے ہیں۔ جب کہ جو سرکشی

www.besturdubooks.wordpress.com

والے گناہ ہوتے ہیں، وہ خطرناک ہوتے ہیں، اس لیے مہلکات میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ))

”تین چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں۔“

اور ان میں سے ایک ہے

وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ

”بندے کا اپنے اوپر عجب اختیار کر لینا۔“

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ (الاحزاب: ۵)

”جو بات تم سے غلطی سے ہوگئی اس پر تم سے کوئی گناہ نہیں، لیکن وہ جو تم قصدِ دل کے ساتھ کرو۔“

تو ﴿فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ﴾ یہ وہ نفسانی گناہ ہیں جو اچانک انسان کی نفسانی خواہشات کے غلبے کی وجہ سے ہو جاتے ہیں۔ ﴿وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ یہ وہ طغیانی، شیطانی گناہ ہیں جن پر انسان کی پکڑ آ جاتی ہے۔ تو ان دونوں قسموں کے گناہوں سے بچنے سے اللہ تعالیٰ انسان کو نورِ نسبت عطا فرما دیتے ہیں۔

اجتماع میں آنے کا مقصد:

آپ جو یہاں پر تشریف لائے تو اس کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ ہم کس طرح نورِ نسبت حاصل کر سکتے ہیں اور جو چیزیں اس نور کے راستے میں رکاوٹ ہیں، ان سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟ اس لیے اس عاجز نے اس پہلی محفل میں ذرا اس بات کو

www.besturdubooks.wordpress.com

کھولنے کی کوشش کی کہ یہ نعمت ضروری کتنی ہے اور اسے حاصل کیسے کر سکتے ہیں اور اس کے راستے میں رکاوٹیں کیا ہیں؟

یہ اصلاحی تعلق اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قدر و قیمت رکھتا ہے، آپ یہاں پر جو چند دن گزاریں گے اس میں اپنا وقت غفلت کے ساتھ بالکل نہ گزاریں۔ جیسے معتکف اپنا ہر لمحہ عبادت میں گزارتا ہے، آپ بھی یوں سمجھیے کہ ہم نے بھی اپنا یہ وقت اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے، عبادت کے لیے فارغ کر لیا، اب ہم اس میں کوئی بھی غفلت کی بات یا غفلت کا کام نہیں کریں گے۔

جماعت اور بھیڑ میں فرق:

ایک ہوتی ہے جماعت اور ایک ہوتی ہے بھیڑ۔ جماعت وہ ہوتی ہے کہ چند لوگ جو کچھ اصول و ضوابط کے تحت ایک جگہ پر اکٹھے ہوں، اور بھیڑ اسے کہتے ہیں کہ چند لوگ اکٹھے تو ہوں مگر ہر ایک کا مقصد اور منشا جدا ہو۔ یا پھر بازاروں میں بھیڑ ہوتی ہے، سینکڑوں لوگ ہوتے ہیں جو جا رہے ہوتے۔ ہر ایک کا مقصد جدا ہوتا ہے، ہر ایک کی سوچ جدا ہوتی ہے۔ مسجد میں اب آپ آ کر بیٹھے ہیں، اب آپ بھیڑ نہیں ہیں، اب آپ جماعت ہیں، سب کا مقصد ایک ہے کہ میری اصلاح کیسے ہو؟ میں اپنے اللہ کو راضی کیسے کر لوں؟ اس لیے یہ ایک جماعت ہے۔

اجتماع میں رہیں آداب کے ساتھ

یہاں آپ جماعت کی وجہ سے ذرا اجتماعی نظم و نسق کا بھی خیال رکھیں۔

کھانے کے آداب:

کھانے کے لیے بلایا جائے تو وہاں آپ بڑے آرام کے ساتھ اطمینان کے

ساتھ بیٹھیں بلکہ اپنے دوسرے بھائی کو کھانے کے لیے پہلے جگہ دیں۔ کھاتے وقت اچھا نہیں ہے کہ اچھا اچھا خود کھانا شروع کر دیا اور دوسرے بھائی کو فقط شوربے پر گزارا کرنے پر مجبور کر دیں۔ یہ چیزیں سالکین کے طریقے کے خلاف ہوتی ہیں۔ ہمارے اکابرین یہ باتیں سکھایا کرتے تھے۔

بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کے دسترخوان پر بہت سارے مہمان آ گئے۔ انہوں نے اپنے خادم سے کہا کہ دسترخوان پر کھانا رکھ کر لائٹ کو ٹھیک کرنے کے بہانے بجھا دینا تا کہ کوئی کم کھائے کوئی زیادہ اس کا پتہ نہ چلے اور سب لوگ کھا لیں۔ خادم نے ایسے ہی کیا۔ سب لوگ دسترخوان پر بیٹھ گئے، اب کوئی ہاتھ آگے بڑھا رہا ہے، کوئی لے رہا ہے، کوئی کچھ کھا رہا ہے، کوئی پانی پی رہا ہے۔ جب دوبارہ لائٹ جلائی گئی تو پتہ چلا کہ پانی تو سب نے پیا تھا مگر روٹی کسی نے بھی نہیں کھائی تھی۔ پوچھا کہ بھئی! ایسا کیوں کیا؟ تو ہر ایک نے کہا کہ میں نے سوچا کہ میرا بھائی کھا لے میں پانی پی کر گزارا کر لیتا ہوں۔ تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک خلق تھا جو اللہ رب العزت نے ہمارے بزرگوں کو عطا کر دیا۔ وہ حضرات تو اتنا ایثار کرتے تھے، ہم اتنا ایثار نہیں کر سکتے کہ بوڑھے کو پہلے کھانے دیں اور ہم بعد میں کھا لیں، عالم کو پہلے کھانے دیں اور ہم طالب علم ہیں، ہم بعد میں کھا لیں۔ تو یہ چیزیں سیکھنے والی ہوتی ہیں۔ اس لیے ان آداب کا دسترخوان پر بہت ہی خیال رکھیں۔

طہارت کے آداب:

اسی طرح طہارت اور وضو کا معاملہ ہے۔ الحمد للہ اتنے طہارت خانے بنا دیے ہیں کہ مجمع کے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ تاہم اس میں ایک تو صفائی کا خیال رکھیں اور مٹی کے ڈھیلے اندر ڈالنے سے پرہیز کریں۔ کچھ لوگ ڈھیلے استعمال کرتے ہیں۔ اگر مٹی

کے ڈھیلے اندر ڈالیں گے تو سیوریج بلاک ہو جائے گا اور کچھ دیر بعد پانی باہر پھر رہا ہوگا۔ علما نے لکھا ہے کہ اس کی جگہ آج کل ٹائلٹ پیپر ملتے ہیں اور وہ پانی میں حل ہو جاتے ہیں اور پانی بلاک نہیں ہوتا، وہ استعمال کرلیا جائے تو سنت کا ثواب مل جاتا ہے۔ ہاں باہر کھلی جگہ پر کوئی جائے تو ڈھیلوں کو ضرور استعمال کرے کہ یہی سنت ہے۔ وضو کرتے ہوئے پانی کے استعمال کا بھی خیال رکھیں۔ بعض احباب کو ٹونٹی کھولنی تو یاد ہوتی ہے، بند کرنی یاد نہیں ہوتی، اس سے پانی کا اسراف ہوتا ہے، اور یہ اسراف بہت بڑا گناہ ہے۔ اس لیے ٹونٹی کو کھولیں تو ضرورت کے مطابق کھولیں! چاہے وضو کرتا ہو، چاہے نہاتا ہو۔ ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری ہے۔

مسجد میں اعتکاف کی نیت سے رہیں:

اسی طرح زیادہ وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد کے اندر گزارنے کی کوشش کریں۔ ذکر میں، عبادت میں، تلاوت میں، گزارنے کی کوشش کریں۔ مسجد سے باہر کسی ضرورت کی وجہ سے نکلیں، بغیر ضرورت مسجد سے باہر نہ نکلیں۔ اور جب باہر نکلیں تو معتکف کی طرح، بس اپنی ضرورت پوری کی اور پھر مسجد میں آ گئے۔ ان آداب کا خیال رکھیں گے تو ان شاء اللہ فائدہ زیادہ ہوگا۔

دل آزاری سے بچیں:

کسی کی دل آزاری سے بچیں! عمل سے ہو یا قول سے۔ بعض حضرات قول سے تو بچتے ہیں، لیکن عمل سے دوسرے کی دل آزاری کرتے ہیں۔ وضو کر رہے ہیں تو ایسے چھینٹیں اڑا رہے ہیں کہ ارد گرد کے لوگوں پر پانی پڑ رہا ہے۔ اور اس کو وہ دل آزاری سمجھتے ہی نہیں۔ اسی طرح بغیر اجازت کے دوسرے کا جوتا لے کر بیت الخلا میں چلے

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے اور اس کو دل آزاری سمجھتے ہی نہیں۔ بغیر اجازت کسی دوسرے کی چیز استعمال نہیں کرنی۔

اللہ کسی کے عملوں کو ضائع نہیں کرتے:

ان تمام آداب کا اگر آپ خیال رکھیں گے اور اس کے ساتھ وقت گزاریں گے تو ان شاء اللہ اس کا فائدہ بہت زیادہ ہوگا۔ ہمارا پروردگار اتنا مہربان ہے کہ وہ بندے کے کیے ہوئے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ اس نے وعدہ فرمالیا کہ

﴿إِنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ﴾ (آل عمران:۱۹۵)

”مرد ہو یا عورت، میں تم میں سے کسی کے کیے ہوئے عمل کو ضائع نہیں کرتا“

آپ اللہ کی رضا کے لیے چھوٹا سا بھی عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو ضائع نہیں کریں گے۔ وہ بڑا کریم مہربان ہے، وہ بڑا کریم آقا ہے۔

اللہ کتنے کریم ہیں!

ایک بزرگ نے کسی نوجوان کو دیکھا جو بڑا اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا۔ انداز فاخرانہ کے ساتھ چل رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ بھئی! کیا بات ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں فلاں نواب کا، فلاں حاکم کا غلام ہوں۔ چونکہ وہ کسی بڑے رئیس کا غلام تھا اس لیے اس کو ناز تھا، نخرہ تھا۔ اور وہ اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے بلایا کہ تمہارا تمہارے آقا کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔ تم اس کے ساتھ جو وقت گزارتے ہو ذرا اس کی تفصیل سناؤ۔

اس نے کہا: میں سارا دن اپنے مالک کی خدمت میں مشغول رہتا ہوں اور رات کو جب سو جاتا ہوں تو بھی اسے جب کوئی کام پڑتا ہے تو وہ مجھے جگا دیتا ہے۔ اور جب کبھی میں اس سے چھٹی لے کر اپنے بیوی بچوں کے پاس جاتا ہوں تو وہ چھٹی

www.besturdubooks.wordpress.com

والے دنوں کی تنخواہ کاٹ لیتا ہے۔ اگر میں کبھی بیمار ہوتا ہوں تو بیماری والے دنوں کی تنخواہ میں میری تنخواہ گھٹا دی جاتی ہے۔ جب میرا مالک سو جاتا ہے میں اپنے مالک کا پہرہ دیتا ہوں، اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ انہوں نے یہ باتیں سن کر اسے کہا کہ تمہارے مالک کا یہ معاملہ کہ تم سارا دن اس کی خدمت میں رہتے ہو، اس کو چیزیں پہنچا رہے ہو، کبھی کھانا، کبھی پانی، اور پھر تمہارا مالک ایسا کہ پھر تمہیں ہی اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے، آؤ! ذرا میرے مالک کی بھی بات سن لو۔

میرا مالک وہ پروردگار ہے جو سارا دن مجھے نعمتیں پہنچا رہا ہوتا ہے، یہ کھانے کی نعمت پہنچ رہی ہے، یہ پینے کی نعمت پہنچ رہی ہے۔ اور جب یہ سب کچھ کھا کر میں سو جاتا ہوں تو میرا مالک جاگ کر میری حفاظت کر رہا ہوتا ہے۔ تم بیمار ہوتے ہو تو تمہارا مالک اجرت کم کر دیتا ہے، میرا مالک وہ ہے کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ میری نیکی کے اجر کو بڑھا دیتا ہے..... بیماری کروٹوں پر بھی اللہ تعالیٰ اسے سبحان اللہ کہنے کا اجر دے دیتے ہیں۔ بیمار کے کراہنے پر اللہ فرشتوں کو کہتے ہیں کہ اسے سبحان اللہ، الحمد للہ کہنے کا اجر لکھ دو..... کہنے لگے: جب تم بیوی بچوں کے پاس جاتے ہو تمہارا مالک تمہاری تنخواہ کم کر دیتا ہے۔ جب کہ میرا مالک بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھنے پر بھی اجر و ثواب عطا کر دیتا ہے۔ تو جب ہمارا مالک اتنا کریم ہے تو ہم کیوں نہ اپنے مالک سے ہی مانگیں اور اسی طرف متوجہ رہیں۔

اللہ کتنے حلیم ہیں!

ہمارے آقا اتنے حلیم ہیں کہ باوجود اس کے کہ ہم نافرمانیاں کرتے ہیں، گناہ کرتے ہیں، رزق کے دروازے بند نہیں کرتے۔ وہ گناہوں کے اوپر پردے ڈال دیتے ہیں۔ وہ بندے کی ستاری فرماتے ہیں۔ وہ اتنا کریم پروردگار ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے اگر قیامت کے دن کسی بندے کو کہہ دیا جائے کہ تمہیں دو آپشن دیتے ہیں۔ یا تو تمہاری زندگی کی فلم تمہاری بہن، ماں، بیوی، اور اقارب کے سامنے چلا دیتے ہیں یا تمہیں جہنم میں بھیج دیتے ہیں۔ تو میرے دوستو! ہم میں سے کتنے ایسے ہوں گے کہ جو کہیں گے میرے اللہ! یہ فلم ان کے سامنے نہ چلانا، ہمیں جہنم میں جانا زیادہ آسان لگتا ہے۔ ایسے گناہوں پر اللہ نے پردہ ڈالا ہوتا ہے۔

ہماری ناقدری، اللہ کی قدردانی:

آج وقت ہے، اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کا اور اپنے مالک کو منانے کا۔ اس پروردگار نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ﴾ "جو بھی نیک اعمال کرے گا" ﴿وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ "وہ ایمان والا ہو" ہم سے محبت کرنے والا، ہمارا چاہنے والا۔ یہ شرط ہے کہ وہ ہمارا ہو ﴿فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ﴾ (الانبیاء:۹۴) "ہم اس کے اعمال کی ناقدری نہیں کریں گے۔" او میرے بندو! ہم ناقدرے نہیں ہیں، تم نے اپنے پروردگار کی قدر نہیں کی۔ اس لیے پروردگار کو کہنا پڑا:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ (الانعام:۹۱)

"انہوں نے قدر نہیں کی اپنے رب کی جیسی کرنی چاہیے تھی۔"

مگر ہمارا مالک تو قدردان ہے۔ وہ فرماتا ہے ﴿فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ﴾ "ہم اس بندے کے عملوں کی ناقدری نہیں کریں گے"، چھوٹا عمل کرے گا تو بھی اجر دیں گے اور بڑا عمل کرے گا تو بھی اجر دیں گے۔

پروردگار اپنے بندے سے کہتے ہیں کہ او میرے بندے! تو ہی اپنے مالک سے توجہ ہٹاتا ہے، میں تو نہیں ہٹاتا، میں تو پھر بھی تیری طرف متوجہ رہتا ہوں۔ جب وہ اتنا کریم پروردگار ہے جو اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے تو پھر ہم کیوں نہ اس کو منائیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اس مالک سے اپنی نعمتیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس لیے کہ رب کریم تو دے کر خوش ہوتے ہیں۔

لطف اور مزے کی بات دیکھیے کہ جو عام بزنس مین ہوتے ہیں ان کے ہاں بھی منشی رکھے ہوتے ہیں۔ جو بھی لین دین کا سلسلہ ہوتا ہے وہ منشی لکھتے ہیں، اکاؤنٹ والے لکھتے ہیں۔ مالک اپنے ہاتھوں سے نہیں لکھتا۔ اللہ کی قدر دانی دیکھیے! مفسرین نے لکھا کہ یہاں یہ نہیں کہا کہ تم نیک عمل کرو، ہمارے فرشتے تمہارا نامۂ اعمال لکھ رہے ہیں اور پھر ہم تمہیں اجر دیں گے۔ فرمایا نہیں!

﴿وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ﴾ (الانبیاء:۹۴)

''ہم لکھتے ہیں تمہارے اعمال کو۔''

میرے مالک! آپ تو اتنے اچھے ہیں کہ ساری دنیا کے لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے بن جائیں اور پوری زمین بیت اللہ کی طرح بن جائے، اللہ! آپ کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ ساری دنیا کے انسان فرعون بن جائیں اور ساری زمین بت خانہ بن جائے، اللہ! تیری شان میں کوئی کمی نہیں آ سکتی۔ میرے اللہ! آپ تو اتنے عظیم ہیں کہ ہم جتنی بھی عبادت کر لیں، ہماری عبادت آپ کی شان عظمت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ مگر آپ اتنے قدر دان ہیں کہ ہماری ان ٹوٹی پھوٹی نمازوں کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ﴾

او میرے بندو! آپ ہماری رضا کی خاطر جو اعمال کرتے ہیں ہم ان کو لکھتے ہیں، ہم ان کا حساب کتاب لکھواتے ہیں۔ ہم پورا پورا ادا کرنے والے ہیں ہم کسی بندے کے عمل میں کوتاہی نہیں ہونے دیں گے۔ حساب کتاب ہمارے ذمے ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم پورا پورا ادا کریں گے۔ تو پھر میرے دوستو! کیوں نہ ہم اعمال کے ذریعے اس مالک کو راضی کرنے کی کوشش کریں، وہ کریم آقا ہے۔

ایک ہی در سے مانگیں:

ایک بزرگ تھے، ان کو کسی مرید نے کہا: حضرت! مجھے فلاں فلاں چیز کی ضرورت ہے، لہٰذا آپ فلاں بندے سے میرے لیے یہ چیز مانگ کر دے دیجیے۔ تو انہوں نے اسے بلا کر سمجھایا کہ دیکھو! تم کہتے ہو کہ فلاں سے مانگ لو اور وہ دروازہ تو بند ہے، ایک دروازہ ایسا ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا۔ تو میں کھلے دروازے سے کیوں نہ مانگوں؟ مجھے بند دروازے پر دستک دیتے شرم آتی ہے۔ اللہ! آپ کا تو دروازہ کبھی بند ہی نہیں ہوتا، ہم کیوں نہ آپ کے دروازے سے مانگیں، جو ہمیشہ دے کر خوش ہوتا ہے اور لینے والے بندوں سے راضی ہوتا ہے۔

آپ کا یہ قیام فقط اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ آپ اس وقت کو پورے آداب کے ساتھ گزاریے اور ذکر اذکار کے ساتھ گزاریے، مسجد کے اندر رہنے کی کوشش کیجیے، ضرورت کے وقت باہر جانا ہو تو ضرورت پوری کر کے فوراً مسجد کے اندر آ جائیے۔ آپ باتوں میں وقت نہ گزاریے ورنہ شیطان آپ کو باتوں میں الجھانے کی کوشش کرے گا۔ آپ اعمال کے ذریعے سے اپنے پچھلے گناہوں سے اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حاضری کو قبول فرمالے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

﴿أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا﴾

(الانعام:۱۲۲)

فراستِ مومنانہ

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 17 فروری 2012ء بروز جمعہ ۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر کم بصیرت والا انسان جنت میں پہنچ بھی گیا تو وہاں اس کو اللہ رب العزت کا جو دیدار نصیب ہوگا وہ اس سے بھی صحیح معنوں میں لطف اندوز نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت کا تعلق بصیرت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے باطن کی نظر سکس بائی سکس ہوگی تو پھر اس کو لذت دیدار صحیح معنوں میں حاصل ہوگی۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ انسان کو اپنی بصیرت کے حاصل کرنے کے لیے کتنا فکر مند ہونا چاہیے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

:

www.besturdubooks.wordpress.com

فراستِ مومنانہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْھَا﴾ (الانعام:۱۲۲)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

انسانی زندگی کے دو پہلو:

انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں۔

(۱) جسمانی زندگی

(۲) روحانی زندگی

جسمانی زندگی کی ابتدا ماں کے پیٹ سے شروع ہو جاتی ہے۔ جب بچہ چار مہینے کا ہوتا ہے تو اس میں روح ڈال دی جاتی ہے...... یہ جسمانی زندگی کی ابتدا ہو گئی۔ تاہم ولادت کے بعد اس کی دنیا کی جسمانی زندگی شروع ہوتی ہے۔

اور ایک ہے انسان کی روحانی زندگی، وہ اس زمین اور آسمان کے پیٹ یعنی دنیا میں آ کر شروع ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (الانعام:۲۰۸)

''پورے کے پورے سلامتی (اسلام) میں داخل ہو جاؤ''

کا مصداق بن جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایک روح عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ اس کی روحانی زندگی کہلاتی ہے۔

جسمانی زندگی بھی روح سے بنتی ہے۔ اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے، فرمایا:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ﴾ (الاسراء:۸۵)

''اے میرے حبیب! یہ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ یہ میرے رب کا معاملہ ہے''

اسی طرح روحانی زندگی بھی روح سے شروع ہوتی ہے، مگر اس روح کا نام قرآن عظیم الشان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ (الشوریٰ:۵۲)

''اس طرح ہم نے تمہارے پاس اپنے حکم سے ایک روح بطور وحی نازل کی ہے''

یہ قرآن بھی ایک عالم امر سے آئی ہوئی چیز ہے۔ قرآن کو سمجھنا اور اور زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنا انسان کی روحانی حیات کا سبب بنتا ہے۔

بصیرت اور بصارت:

جسمانی زندگی گزارنے کے لیے اللہ نے انسان کو جسمانی آنکھیں عطا کیں، ان کی روشنی کو بصارت کہتے ہیں۔ جس انسان کو اللہ نے آنکھوں کی نعمت عطا کی وہ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اپنی زندگی آسانی کے ساتھ گزارتا ہے۔

اسی طرح روحانی زندگی گزارنے کے لیے اللہ رب العزت نے انسان کو باطن کی آنکھ عطا کی۔ اس کو بصیرت کہتے ہیں۔

خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَ لَهٗ اَرْبَعَةُ اَعْيُنٍ

''کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جس کو چار آنکھیں نہ ملیں''

عَيْنَانِ فِيْ رَأْسِهٖ يُبْصِرُ بِهِمَا اَمْرَ دُنْيَاهُ وَ عَيْنَانِ فِيْ قَلْبِهٖ يُبْصِرُ بِهِمَا اَمْرَ دِيْنِهٖ (مصنف ابن شیبہ، رقم: ۳۴۵۷۱)

دو آنکھیں تو چہرے پر ہوتی ہیں جن سے وہ دنیا کے کاموں کو دیکھتا ہے اور دو آنکھیں اس کے دل میں ہوتی ہیں جن سے وہ آخرت کے امور کو دیکھتا ہے۔

دل کی آنکھوں کو بصیرت کہتے ہیں اور آنکھ کی روشنی کو بصارت کہتے ہیں۔

بصیرت اور بصارت میں فرق:

فرق دونوں میں یہ ہے:

◎...... بصارت کے ذریعے انسان کو مادی چیزیں نظر آتی ہیں اور بصیرت کے ذریعے انسان کو مادے سے پار نظر آتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَلْفِرَاسَةُ هِيَ الْمَهَارَةُ فِيْ تَعَرُّفِ بَوَاطِنِ الْاُمُوْرِ مِنْ ظَوَاهِرِهَا

''فراست (بندے کی) ایک صلاحیت ہے کہ جس سے امور کے ظاہر کو دیکھ کر وہ ان کی بواطن کو سمجھ لیتا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙...... بصارت کے ذریعے انسان کو فرشی چیزیں نظر آتی ہیں اور بصیرت کے ذریعے انسان کو عرشی چیزیں نظر آتی ہیں۔

⊙...... بصارت کے ذریعے انسان کو دوسروں کی شکل نظر آتی ہے اور بصیرت کے ذریعے انسان کو دوسروں کی شخصیت نظر آتی ہے۔

⊙...... جب ظاہر میں اجالا ہو تو پھر بصارت فائدہ دیتی ہے، اسی طرح جب دل میں اجالا ہو تو بصیرت فائدہ دیتی ہے۔

⊙...... بصارت کے ذریعے انسان کو ظاہر کا راستہ نظر آتا ہے اور بصیرت کے ذریعے انسان کو باطن کا راستہ نظر آتا ہے۔

⊙...... بصارت سے انسان کو مادی چیزوں کا نفع نقصان نظر آتا ہے کہ یہ چیز نفع دیتی ہے اور یہ چیز نقصان دیتی ہے۔

بصیرت کے ذریعے انسان کو اعمال کا نفع نقصان نظر آتا ہے۔ اس کو پتہ چلتا ہے کہ میں نیکی کروں گا تو مجھے فائدہ ہوگا اور گناہ کروں گا تو دنیا میں بھی نقصان اور آخرت میں بھی نقصان ہوگا۔ اس بات کا اس کے دل میں ایک یقین آجاتا ہے۔ اس لیے گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ جس طرح سانپ بچھو سے نقصان پہنچنے کا یقین ہوتا ہے لہٰذا کوئی سانپ کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ اسی طرح جب دل میں یقین ہو کہ گناہوں کے صادر ہونے سے نقصان ہوگا تو انسان گناہ کے قریب بھی نہیں جاتا۔

⊙...... بصارت کے ٹھیک ہونے سے، دوست اور دشمن میں فرق کا پتہ چل جاتا ہے اور بصیرت کے ٹھیک ہونے سے نیکی اور بدی میں فرق کا پتہ چل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا ﴾ (الانفال:۲۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

”اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فرقان عطا کرے گا۔“

فرقان سے مراد ہے قوتِ فارقہ، جو حق اور باطل کے درمیان فرق کر لیتی ہے، اللہ وہ نعمت عطا فرما دیتے ہیں۔

◉ ...جسم کی آنکھوں کا ایک فتنہ ہے جسے غیر محرم کہتے ہیں۔ اس فتنے سے بچنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ چھوڑ کر نہیں جا رہا۔“

تو مرد کے لیے عورت بہت بڑا فتنہ ہے۔ مرد بہت جلد اس میں پھنس جاتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

((اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ)) (مصنف ابن شیبہ، رقم: ۳۵۲۹۳)

”عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔“

ان کے ذریعے شیطان بندے کو شکار کرتا ہے۔ لہٰذا آنکھ کو غیر محرم سے ہٹانے کا حکم دیا، ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ (النور: ۳۰)

”ایمان والوں سے کہہ دیں! اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔“

نگاہوں کا پرہیز ابتدا ہے اور پاک دامنی کی زندگی گزارنا یہ بندے کی انتہا ہے۔ اسی طرح دل کی آنکھوں کا بھی ایک فتنہ ہے اور اس فتنے کا نام ہے دنیا کی محبت۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا: اے میرے حبیب!

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ﴾ (طٰہٰ:۱۳۱)

"اور آپ اپنی نظر ان دنیاوی چیزوں کی طرف نہ دوڑائیں جو ہم نے مختلف لوگوں کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سامان کے طور پر دے رکھی ہیں تاکہ ہم انہیں آزمائیں"

معلوم ہوا کہ یہ دنیا فتنہ ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ہم نے ان کو آزمائش کے طور پر دی ہے۔ تو ظاہر کی آنکھوں کو غیر محرم سے بچانے کا حکم ہے اور دل کی آنکھوں کو حب دنیا سے بچانے کا حکم ہے۔ کیونکہ ظاہر کی آنکھ حب النساء سے ناپاک ہو جاتی ہے اور دل حب دنیا سے ناپاک ہو جاتا ہے۔

⊙..... اگر انسان کی آنکھ کی بصارت کمزور ہو جائے تو اس کی کو دور کرنے کے لیے عینک استعمال کرتے ہیں جس سے نظر کی کمزوری دور ہو جاتی ہے اور انسان کی نظر سکس بائی سکس دیکھنا شروع کر دیتی ہے۔

جس کی باطن کی آنکھ کمزور ہو تو اس کو حکم دیا گیا کہ تم اپنے بڑوں کی اتباع کرو۔ ان کے نقشِ قدم پر چلتے رہو، ان کی تقلید کرتے رہو گے تو تمہاری بصیرت کی کمی تمہیں نقصان نہیں دے گی۔ اسی لیے اگر دنیا کی منزل پر پہنچنا ہو تو رہبرِ راہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر روحانی دنیا کی منزل پر پہنچنا ہو تو متبعِ سنت شیخ کی ضرورت ہوتی ہے۔

آج کی دنیا میں اگر انسان کی بصارت کمزور ہو جائے تو اسے بڑی فکر لگی ہوتی ہے۔ آنکھ کے علاج کے لیے ڈاکٹروں کے پاس جانے کے لیے دوسرے شہروں کا سفر کرتا ہے۔ جبکہ انسان کی بصیرت کمزور ہوتی ہے، مگر وہ اس کے علاج سے بے پرواہ ہوتا ہے اور اسی طرح بے بصیرت زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ .....انسان کی بصارت کمزور ہو تو دنیا کے حسن کا ادراک حاصل نہیں کر پاتا۔ مثال کے طور پر ایک بندے کی نظر بہت کمزور ہے۔ اس کی عینک گم ہو گئی تو اس کو چہرے صاف نظر نہیں آتے۔ اس کے سامنے ایک بہت خوبصورت بچے کو لائیں تو اس کو اتنا ہی اندازہ ہو گا کہ میرے سامنے ایک بچہ ہے، لیکن بچے کے چہرے پر کتنی معصومیت ہے، کتنی خوبصورتی ہے، اس کا اسے اندازہ نہیں ہو سکے گا۔ یا ایک پھول اس کے سامنے لایا جائے تو اس کو پھول کا تو پتہ چلے گا کہ شکل پھول جیسی ہے، لیکن پھول کی رعنائی کیسی ہے؟ بناوٹ کیسی ہے؟ نزاکت کیسی ہے؟ اس کا پتہ نہیں چلے گا، کیونکہ اس کے لیے بالکل صحیح بینائی چاہیے۔

بالکل اسی طرح بصیرت کا معاملہ ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر کم بصیرت والا انسان جنت میں پہنچ بھی گیا تو وہاں اس کو اللہ رب العزت کا جو دیدار نصیب ہو گا، اس سے یہ صحیح معنوں میں لطف اندوز نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت کا تعلق بصیرت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے باطن کی نظر سکس بائی سکس ہو گی تو پھر اس کو لذتِ دیدار صحیح معنوں میں حاصل ہو گی۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ انسان کو اپنی بصیرت کے حاصل کرنے کے لیے کتنا فکرمند ہونا چاہیے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ مِنْ وَّرَاءِ سِتْرٍ رَقِيْقٍ وَ اللّٰهِ اِنَّهُ لَلْحَقُّ يَقْذِفُهُ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَ يُجْرِيْهِ عَلٰى اَلْسِنَتِهِمْ (احیاء علوم الدین: ۲۲/۳)

”مومن اللہ تعالیٰ کے نور کے رقیق پردے سے دیکھتا ہے، اللہ کی قسم یہ حق ہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی زبان پر جاری کر دیتے ہیں“

www.besturdubooks.wordpress.com

علمِ توسّم کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو ایسی فراست عطا کر دیتے ہیں جس سے ان کو دوسروں کی حقیقت کو سمجھنے کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسے نورِ فراست یا علمِ توسّم کہتے ہیں۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں:

إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يَعْرِفُوْنَ النَّاسَ بِالتَّوَسُّمِ (کنز العمال، رقم: ۳۰۷۳۲)

’’اللہ کے کچھ بندے ہوتے ہیں جو نشانیوں سے انسان کو پہچان لیتے ہیں۔‘‘

سیما کہتے ہیں نشانیوں کو۔ قرآن مجید میں یہ لفظ متعدد جگہ استعمال ہوا ہے۔

◉ ...... جیسے فرمایا:

﴿إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ (الحجر: ۷۵)

’’بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لیے جو نشانیوں کو پہچان لیتے ہیں‘‘

◉ ...... ایک جگہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا:

﴿سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (الفتح: ۲۹)

’’ان کے چہروں پر کثرتِ سجود کی وجہ سے نشان ہیں‘‘

◉ ...... ایک جگہ فرمایا:

﴿وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ﴾ (محمد: ۳۰)

’’اور اگر آپ چاہتے تو ہم آپ کو وہ لوگ دکھا دیتے، پس آپ اچھی طرح سے انہیں ان کی نشانیوں سے پہچان لیتے‘‘

◉ ...... ایک جگہ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ﴾ (الاعراف:۴۶)

''اور اعراف کے اوپر ایسے مرد ہوں گے کہ ہر ایک کو ان کی نشانی کی وجہ سے پہچان لیں گے''

۞..... فرمایا:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ﴾

(البقرة:۲۷۳)

''خیرات ان حاجت مندوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں، ملک میں چل پھر نہیں سکتے، ناواقف ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے انہیں مالدار سمجھتا ہے، تو ان کی نشانیوں سے ان کو پہچان سکتا ہے''

نشانیاں ہیں مگر دیکھنے والی آنکھ ہو تو پھر یہ نظر آتی ہیں۔ اگر آنکھ ہی دیکھنے والی نہ ہو تو پھر ان نشانیوں کا پتہ نہیں چلتا۔ آپ کی جیب میں سیل فون ہوتا ہے۔ اس میں میسج آجاتے ہیں۔ آپ کو میسج دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے کہ امی بیمار ہے، ان کو شفا ہوگئی..... امی آج خوش ہے اور آج بہت افسردہ ہے۔ آپ کو یہ میسج کیسے ملتا ہے؟ ایک مادی چیز تھی، اس کے اوپر کچھ ایسی علامات آئیں جن کو دیکھ کر آپ نے اندازہ لگا لیا کہ یہ معاملہ ہے۔ جیسے ایک مادی چیز کو دیکھ کر آپ کو دور بیٹھے بات کا پتہ چل جاتا ہے ایسے ہی اللہ والوں کا بھی معاملہ ہے، ان کو بھی دنیا کی یہ ساری چیزیں میسج بھیج دیتی ہیں۔ قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾

(الاسراء:۴۴)

’’جو کوئی بھی چیز ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے‘‘

تو معلوم ہوا کہ ہر چیز تسبیح بیان کر رہی ہے، مگر ہماری وہ آنکھیں نہیں جو اس کو دیکھ سکیں اور وہ کان نہیں جو اس کو سن سکیں۔ ہاں! اگر دل کی آنکھیں ہوں، باطن کی نظر ہو تو انسان اس کو سمجھ سکتا ہے۔

اسی لیے نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْاَشْيَاءَ كَمَا هِيَ)) (تفسیر الفخر الرازی: سورہ الانعام)

’’اے اللہ! چیزوں کی حقیقت جیسے ہے ہمیں وہ دکھا دیجیے‘‘

ہمیں کیا پتہ چیزوں کی حقیقت کیا ہے؟ ہم تو باطن کی اندھے لوگ ہیں، پتا ہی نہیں چلتا کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا؟

رب کریم فرماتے ہیں:

﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

(الانعام: ۷۵)

’’اور ہم نے اس طرح ابراہیم کو زمین و آسمان کے عجائبات دکھائے‘‘

تو جو کچھ دکھایا اس میں کچھ تو ہوگا؟ تو اس کا مطلب یہ کہ ابھی بہت کچھ ایسا ہے کہ جو ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ یہ دل کی آنکھوں سے دیکھنا یہ ایک علم ہے جسے ’’عِلْمُ التَّوَسُّم‘‘ کہا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو یہ علم عطا کر دیتے ہیں اس کو پھر بندے کی پہچان ہو جاتی ہے۔ ایک نظر دیکھنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ یہ آنے والا بندہ کیسا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا بندے کو پہچاننا:

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں تھے۔ تو ایک آدمی حضرت کے پاس آیا، وہ سلوک سے ہٹ کر کچھ اپنی بات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کچھ میرے سامنے بات کر دی تو مجھے اندازہ ہو گیا۔ میں نے حضرت سے کہا: حضرت! وہ فلاں صاحب تشریف لائے ہیں اور وہ آپ سے ذرا اس طرح کی بات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت نے اس عاجز کی طرف دیکھا اور فرمانے لگے: ''میں اس پیر پر لعنت بھیجتا ہوں جس کو کوئی بندہ ملنے کے لیے آئے اور اس کو یہ پتہ نہ چلے کہ کس مقصد کے لیے آیا ہے''۔ یہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ تھے۔

ایک مرتبہ ہمارے علاقے کے ایک عالم دین تھے۔ وہ اس عاجز کے ساتھ چکوال حاضرِ خدمت ہوئے۔ ان کا پہلے اتنا تعارف نہیں تھا، بیعت ہونے کے لیے گئے تھے۔ تو جیسے ہی حضرت سے ملاقات ہوئی تو میں نے دو لفظوں میں عرض کر دیا کہ حضرت! یہ ہمارے علاقے کے بڑے عالم ہیں۔ حضرت نے دیکھا، فرمانے لگے: ہاں! میں نے پڑھ لیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ والوں کو ایک علم مل جاتا ہے، استعداد مل جاتی ہے، ایک قوت مل جاتی ہے، جو ان کو حقیقت سمجھنے کی یہ نعمت عطا کر دیتی ہے۔

ظن اور علمِ توسّم میں فرق:

یہاں ایک بات اور بھی ذہن میں رکھیں کہ ایک ہے انسان کا ظن اور ایک ہے علمِ توسّم۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ظن میں غلطی کا امکان زیادہ رہتا ہے۔ خطا اور صواب دونوں ہو سکتے ہیں۔ ظن ٹھیک بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے انسان اس پر بھروسا نہیں کر سکتا۔ لیکن علمِ توسّم جب حاصل ہوتا ہے تو پھر خطا کا امکان

www.besturdubooks.wordpress.com

تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔ صواب غالب ہو جاتا ہے۔

صاحب نظر لوگوں کی کیفیت:

اب جن لوگوں کو یہ نظر حاصل ہوتی ہے ان کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ اس بارے میں حدیث مبارکہ سن لیجیے! انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں، کہتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَاسْتَقْبَلَهُ شَابٌّ مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: حَارِثَةُ

''نبی علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں انصار کے نوجوان حارثہ نبی علیہ السلام کو ملے''

فَقَالَ لَهُ كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ

نبی علیہ السلام نے پوچھا: اے حارثہ! تم نے صبح کیسے کی؟

قَالَ: اَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا

انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں نے پکے ایمان کے ساتھ صبح کی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَاِنَّ لِكُلِّ حَقٍّ حَقِيْقَةً فَمَا حَقِيْقَةُ اِيْمَانِكَ؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا: حارثہ! ہر چیز کی کوئی حقیقت ہوتی ہے، کوئی پہچان ہوتی ہے، آپ نے جو کہا: میں نے پکے ایمان کے ساتھ صبح کی تو تیرے ایمان کی علامت کیا ہے؟ ثبوت کیا ہے تیرے پاس؟

فَقَالَ عَرَفْتُ نَفْسِيْ عَنِ الدُّنْيَا فَاَسْهَرْتُ لَيْلِيْ وَ اَظْمَاْتُ نَهَارِيْ

''صحابی رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں: میں نے اپنے نفس کو دنیا سے بے رغبت بنا لیا اور میں نے راتوں کو عبادت میں گزار دیا اور دن کو روزوں میں گزار دیا۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

تین باتیں فرمائیں، ان تین باتوں سے اللہ نے میری کیفیت یہ بنا دی ہے۔

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي بَارِزًا

جیسے میں آنکھوں سے اللہ کے عرش کو دیکھ رہا ہوں۔

وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا

اور میں جیسے اہل جنت کو آنکھوں سے دیکھتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملاقاتیں کر رہے ہیں۔

وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَعَادُوْنَ فِيْهَا

اور جہنم کے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ کتوں کی طرح بھونک رہے ہیں۔

((فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَبْصَرْتَ فَالْزَمْ))

اس پر نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تو نے معرفت کو پا لیا اب اس کے اوپر جمے رہنا۔

جب ایمان دل کے اندر سما جاتا ہے تو پھر بندے کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔

بلکہ پھر نبی علیہ السلام نے ایک اور عجیب بات ارشاد فرمائی:

((عَبْدٌ نَوَّرَ اللّٰهُ الْإِيْمَانَ فِي قَلْبِهِ)) (شعب الایمان للبیہقی، رقم: ۸۳۵۰)

"یہ ایسا بندہ ہے کہ اللہ نے اس کے دل کو ایمان سے منور کر دیا ہے"

اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کے نور ایمان کی تصدیق فرما دی اس سے بڑی اور کیا بات ہو سکتی ہے؟

چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی کیفیت تھی۔

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

إِنَّهُ لَيَنْظُرُ إِلَى الْغَيْبِ مِنْ سِتْرٍ رَقِيْقٍ (کنز العمال، رقم: ۳۷۱۹۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

"وہ غیب کی باتوں کو باریک پردے سے دیکھتے تھے"

فراست اکابر کی نظر میں

◎......نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ)) (کنز العمال، رقم: ۳۰۷۴۳)

"مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے نور سے دیکھتا ہے"

◎......حکیم ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّفَرُّسُ اَنْ يَّرْكُضَ قَلْبُهٗ فَارِسًا بِنُوْرِ اللّٰهِ اِلٰى اَمْرٍ لَمْ يَكُنْ بَعْدُ فَيُدْرِكُهٗ (نوادر الاصول فی احادیث الرسول: ۳/۸۸)

یہ فراست انسان کے دل کا نور سے بھر جانا ہے۔ لہٰذا اس کو بہت سارے ہونے والے کاموں کا ادراک ہو جاتا ہے۔

◎......ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ يَعْرِفُ الْحَقَّ قَبْلَ اَنْ يَّتَبَيَّنَ لَهٗ لِمُوَافَقَتِهٖ اِيَّاهُ

"مومن کا دل حقیقت کو معلوم کر لیتا ہے اس سے پہلے کہ وہ حقیقت کھلے، اس موافقت کی وجہ سے جو اسے اللہ کے ساتھ ہوتی ہے" (تفسیر البغوی: ۳/۳۱۸)

کیونکہ دل شریعت کے ساتھ موافقت کرتا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ہونے والی باتوں کو اس کے سامنے کھول دیتے ہیں۔

◎......ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِذَا جَالَسْتُمْ اَهْلَ الصِّدْقِ فَجَالِسُوْهُمْ بِالصِّدْقِ...... اِنَّ الصِّدِّيْقَ

www.besturdubooks.wordpress.com

لَا تُخْطِئُ فِرَاسَتُهٗ (مدارج السالکین:۲/۴۸۵)

"جب تم سچوں کے پاس بیٹھو تو نیت کی سچائی کے ساتھ ان کے پاس بیٹھو، اس لیے کہ جو سچا ہوتا ہے اس کی فراست کبھی خطا نہیں کیا کرتی"

اس کو پتہ چل جاتا ہے۔

◉......اور احمد بن عاصم الانطاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

إِذَا جَالَسْتُمْ أَهْلَ الصِّدْقِ فَجَالِسُوْهُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْبِ يَدْخُلُوْنَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَيَخْرُجُوْنَ مِنْ حَيْثُ لَا تُحِسُّوْنَ

(الرسالۃ القشیریہ:۱۰۶)

"جب تم سچوں کے ساتھ بیٹھو تو سچی نیت کے ساتھ بیٹھو۔ اس لیے کہ وہ دلوں کی جاسوس ہوتے ہیں، تمہارے دل میں داخل ہوتے ہیں اور دل سے نکلتے ہیں، اس طرح کہ تمہیں اس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔"

اللہ والے دلوں میں جھانک لیا کرتے ہیں، اس لیے ان کے پاس بیٹھو تو دل کو سنبھال کر رکھو۔ اس کو شاعر نے کہا: ؎

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

آنکھ کا نور اور چیز ہے اور دل کا نور اور چیز ہے۔ جس طرح ظاہر کی آنکھوں کی بینائی اللہ نے عطا کی ہے اسی طرح ہم باطن کی آنکھوں کی بینائی بھی اللہ سے مانگیں۔

حصولِ فراست کے لیے پانچ شرائط:

یہ باطن کی بینائی کیسے مل سکتی ہے؟ شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزوں سے یہ بینائی بندے کو حاصل ہوجاتی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

① مَنْ غَضَّ بَصَرَهٗ عَنِ الْمَحَارِمِ

جس بندے نے حرام چیزوں سے آنکھوں کو بند کرلیا۔

یعنی آنکھوں کا پرہیز کرے۔

② وَ اَمْسَكَ نَفْسَهٗ عَنِ الشَّهَوَاتِ

اور اس نے اپنے نفس کو شہوات سے روک لیا۔

③ وَ عَمَّرَ بَاطِنَهٗ بِدَوَامِ الْمُرَاقَبَةِ

اور اس نے اپنے باطن کو مراقبے کے اوپر مداومت دے دی۔

اس کو وقوف قلبی بھی کہتے ہیں، چنانچہ وقوف قلبی کا ہر وقت خیال رکھے۔

④ وَ ظَاهِرَهٗ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ

اور ظاہر پر جس نے سنت کی اتباع کی۔

⑤ وَ تَعَوَّدَ اَكْلَ الْحَلَالِ

اور حلال کھانے کی عادت بنالی۔

یہ پانچ شرطیں بتائیں کہ جس بندے نے یہ پانچ کام کر لیے،

لَمْ تُخْطِئْ فِرَاسَتُهٗ (الرسالۃ القشیریۃ:۲۰۱)

''اس کی فراست کبھی خطا نہیں کرتی''

لہٰذا یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کو ہم کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ نورِ فراست عطا فرمائیں گے جو کبھی خطا نہیں کرتا۔

حصولِ فراست کی پہچان:

جس بندہ کو یہ نعمت مل گئی ہو، نبی علیہ السلام نے اس کی پہچان بتائی ہے۔ ایک حدیث

مبارکہ میں ہے:

((اِذَا دَخَلَ النُّوْرُ الْقَلْبَ انْفَسَحَ وَ انْشَرَحَ))

''جب یہ نور دل میں داخل ہوتا ہے اس کو شرح صدر حاصل ہو جاتا ہے''

تو صحابی نے پوچھا:

قَالُوْا فَهَلْ لِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ يُعْرَفُ بِهٖ ؟

کہنے لگے کہ اے اللہ کے حبیب! اس کی علامت کیا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ بندے کو شرح صدر نصیب ہو گیا؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

① اَلْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ

پھر اس کو آخرت کی طرف انابت حاصل ہو جاتی ہے۔

② وَ التَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ

دھوکہ والے گھر سے اس کا دل کٹ جاتا ہے۔

③ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَوْتِ (سنن سعید بن منصور: ۸۸:۵)

موت کے آنے سے پہلے وہ موت کی تیاری میں لگ جاتا ہے۔

یہ تین باتیں ارشاد فرمائیں کہ جس کے اندر یہ تین علامات دیکھو تو سمجھ لو کہ اللہ نے اس کا دل نور سے بھر دیا ہے۔

چار صاحبِ فراست لوگ:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

أَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ

تین بندے انسانوں میں سب سے زیادہ صاحبِ فراست گزرے ہیں۔

① اَلْعَزِيْزُ فِيْ يُوْسُفَ حَيْثُ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ اَكْرِمِيْ مَثْوَاهُ ......

پہلے عزیزِ مصر تھے۔ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو اس وقت پہچان لیا تھا جب وہ ابھی بچے تھے۔ لہٰذا اپنی گھر والی کو کہا کہ اس کا خیال رکھنا۔

② وَابْنَةُ شُعَيْبٍ فِيْ مُوْسٰى حِيْنَ قَالَتْ لِاَبِيْهَا اسْتَاْجِرْهُ ......

اور دوسرا شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھیں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہچان لیا تھا اور اپنے باپ سے کہا تھا کہ ان کو آپ اجرت پر اپنے پاس رکھ لیجیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نگاہِ بصیرت دی تھی۔

③ وَاَبُوْبَكْرٍ فِيْ عُمَرَ حَيْثُ اسْتَخْلَفَهٗ بَعْدَهٗ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۳۸۲۱۳)

اور تیسرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ نے بڑی فراست دی تھی جنہوں نے اپنے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ سبحان اللہ!

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ میرے بعد آپ خلیفہ ہوں گے تو پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معذرت کی کہ یہ بوجھ زیادہ ہے، میں نہیں اٹھا سکتا۔ جب انہوں نے یہ کہا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ”لاؤ میرے پاس ذرا تلوار، میں اس شخص کی گردن کیوں نہ اڑا دوں جو امیر المومنین کی بات نہیں مانتا۔“ جب انہوں نے یہ بات کہی تو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا، چنانچہ فرمانے لگے کہ اچھا میں حاضر ہوں۔ (الکامل فی التاریخ: ۲/۲۷۱)

تو یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فراست تھی، ورنہ ظاہراً اصحاب کو یہ نظر آ رہا تھا کہ یہ تو بڑی سخت طبیعت کے بندے ہیں، امت کا کیا بنے گا؟ مگر جب عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ نے

خلافت عطا فرمائی تو ان کے زمانے میں اسلام کو جو عزت ملی وہ نبی کی دعاؤں کی تائید بن کر آئی۔

(۴) وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى اِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ حِيْنَ قَالَتْ قُرَّةُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ (تفسیر القیم لابن القیم، رقم: ۲/۱۰)

اور ایک روایت میں ہے فرعون کی بیوی بھی بڑی فراست والی تھی کہ اس نے جب موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جب کہ وہ ابھی بچے تھے، تو دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ تم نے اس کو قتل نہیں کرنا۔

اب فرعون کو دیکھو! ہزاروں بچوں کو قتل کروا چکا تھا اور یہاں Home Department (اہلِ خانہ) نے کہہ دیا کہ اس کو قتل نہیں کرنا تو فرعون صاحب مان گئے۔ پتا نہیں عورتیں کیوں شکوے کرتی ہیں کہ خاوند بات نہیں مانتے؟ یہاں تو بڑے بڑے فرعون باتیں مانتے رہے۔

اکابر کی فراست کے واقعات

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فراست:

اس امت کے اندر اللہ رب العزت نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بہت فراست عطا فرمائی تھی۔ ان کے فراست کا ایک واقعہ سنیے:

جب آخری وقت آیا تو انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اپنے ترکہ کے بارے میں ان کو وصیت فرمائی۔ یہ ایسے تقسیم کر دینا، یہ ایسے کر دینا، وہ ایسے کر دینا اور اپنی دونوں بہنوں کا خیال رکھنا۔ جب یہ کہا کہ اپنی دونوں

www.besturdubooks.wordpress.com

بہنوں کا خیال رکھنا۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ فَمَنِ الْأُخْرَى

میری بہن تو صرف اسماء ہیں، یہ دوسری بہن کون سی ہے؟

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

ذُو بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ أُرَاهَا جَارِيَةً (سنن البیہقی الکبری، رقم: ۱۱۷۴۸)

تمہاری والدہ (بنت خارجہ) امید سے ہیں۔ میری نگاہیں دیکھتی ہیں کہ اللہ اس سے مجھے بیٹی عطا فرمائے گا۔

چنانچہ آپ کی وفات کے بعد اللہ نے آپ کو بیٹی عطا کی، یہ فراست ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں الٹراساؤنڈ نہیں ہوتے تھے۔ اگر ایک مشین کی شعاعیں جاتی ہیں اور عورت کے پیٹ میں بیٹے یا بیٹی کو دیکھ لیتی ہیں تو اسی طرح اللہ والوں کی نگاہیں بھی شعاعیں بن جاتی ہیں اور انہیں اس کا ادراک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ نعمت عطا فرماتے ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فراست:

پھر اس امت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ نے بہت فراست عطا فرمائی تھی۔ وہ اس امت کے اندر افرس الناس تھے۔ ایسی فراست تھی کہ ان کی زبان پر وہ الفاظ نکل آتے تھے جو ہو بہو وحی کے مطابق ہوا کرتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ (بخاری، رقم: ۳۸۶۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

جب عمر رضی اللہ عنہ بات کرتے تھے تو میں سوچتا تھا کہ یہ کیسے ہوگی؟ مگر وقت آتا تھا تو بات وہی پوری ہوا کرتی تھی۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((قَدْ كَانَ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ))

تم سے پہلے والی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جو سچی باتیں کہا کرتے تھے۔

محدثون کا مطلب ہوتا ہے ملھمون جن کو اللہ تعالیٰ الہام فرماتے ہیں۔

فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي فَعُمَرُ

"اگر میری امت میں سے کوئی ہو تو وہ عمر ہوں گے"

تو عمر رضی اللہ عنہ کو گویا الہام ہو جاتا ہے، ان کے دل میں القا ہو جاتا تھا اور وہ بات سو فیصد قرآن مجید کی تعلیمات کے عین مطابق ہوتی تھی۔

صحابی نے پوچھا:

كَيْفَ يُحَدَّثُ

عمر رضی اللہ عنہ زبان پر کیسے حق بولتا ہے؟

نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

تَتَكَلَّمُ الْمَلٰئِكَةُ عَلٰى لِسَانِهٖ (صحیح البخاری، رقم: ۲۰۷۷)

کہ ان کی زبان پر تو ملائکہ بولتے ہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت کے امام الملہمین تھے۔

ان کے دو واقعات سنیے:

⊙ ......ایک دفعہ خلافت فاروقی کے دور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا۔ خواب میں نبی علیہ السلام کا دیدار ہوا، نبی علیہ السلام نے فجر کی نماز کی امامت فرمائی اور علی رضی اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ اب ان کو پورا خواب یاد تھا کہ خواب میں پہلی رکعت میں کونسی سورت پڑھی دوسری رکعت میں کونسی سورت پڑھی، پھر سلام پھیرا اور پھر اللہ کے نبی مقتدیوں کی طرف چہرۂ انور کر کے بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک عورت آئی اس کے پاس کھجوروں کی ایک پلیٹ تھی۔ اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں وہ کھجوریں پیش کیں۔ ان میں سے دو کھجوریں نبی ﷺ نے حضرت علی ؓ کو کھانے کے لیے دیں۔ علی ؓ نے وہ کھجوریں کھائیں وہ اتنی لذیذ تھیں کہ ان کو کھا کر بہت مزا آیا۔ اور اسی دوران ان کی آنکھ کھل گئی۔ اتنا اچھا خواب دیکھ کر حضرت علی ؓ بہت خوش ہوئے۔ وہ فجر کی نماز کے لیے حسب معمول مسجد میں تشریف لائے۔ عمر ؓ مسجد میں تشریف لائے اور انہوں نے نماز کی امامت کروائی۔ اور امامت میں انہوں نے وہی سورتیں پڑھیں جو انہوں نے خواب میں دیکھی تھیں۔ پہلی رکعت میں بھی وہی سورت اور دوسری رکعت میں بھی وہی سورت پڑھی۔ علی ؓ بڑے حیران ہوئے۔ پھر وہ اسی طرح مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئے۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ ایک عورت آئی اور اس نے امیر المومنین کی خدمت میں کھجوروں کا ہدیہ تحفہ پیش کیا۔ عمر ؓ نے وہ کھجوریں لیں اور ان میں سے دو کھجوریں اٹھائیں اور حضرت علی ؓ کو دے دیں۔ آپ کھائیے! علی ؓ نے جب کھائیں تو وہ بہت ہی مزیدار تھیں، بہت دل خوش ہوا۔ انہوں نے عمر ؓ کو کہا کہ امیر المومنین! مجھے اور دے دیجیے۔ عمر ؓ مسکرائے اور فرمایا کہ اگر خواب میں آپ کو نبی ﷺ نے زیادہ دی ہوتیں تو میں بھی زیادہ دے دیتا۔

اس کو بصارت کہتے ہیں۔ یہ دل کی آنکھ ہوتی ہے جو ایسی باتوں کو دیکھ لیتی ہے۔ اور ایسی باتوں کو پہچان لیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ ...... عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک دن جب صبح ہوئی تو ایک نوجوان جو سترہ اٹھارہ سال کی عمر کا تھا وہ گلی کے اندر مرا ہوا پڑا ملا۔ کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ اسے کس نے مارا۔ بہت حیرانی ہوئی۔ بڑی کوششیں کیں کہ کچھ پتہ چلے مگر معلوم نہ ہو سکا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس بات کو سنا اور آپ بھی فکر مند ہوئے، مگر پتہ ہی نہ چلا کہ یہ کون ہے؟ کچھ مہینوں کے بعد عین اسی جگہ کے اوپر ایک نومولود بچہ پڑا ہوا ملا، وہ رو رہا تھا۔ کسی نے اٹھایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں بات لائی گئی کہ ایک بچہ ملا ہے جو نومولود ہے، کسی نے اس کو وہاں رکھ دیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اتنی سی بات سے بات کی حقیقت کو پہچان لیا۔

انہوں نے اس نومولود بچے کو کسی عورت کے حوالے کیا اور اسے کہا کہ تو اس کو دودھ پلا، اس کو پال اور ذرا یہ نظر رکھ کہ مدینے کی کون عورت آتی ہے اور اس کو زیادہ پیار کرتی ہے؟ بس مجھے اتنا بتا دینا۔ کچھ دن گزرے تو ایک عورت ایسی بھی تھی جو کبھی آتی تھی بچے کو دیکھتی تھی اور بہت پیار کرتی تھی۔ تو اس نے عمر رضی اللہ عنہ بتا دیا کہ فلاں عورت ہے اور وہ بچے کو بہت پیار کرتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار لی اور لے کر اس عورت کے گھر چلے گئے۔ دیکھا کہ اس کے والد دروازے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے والد سے پوچھا کہ سناؤ! تمہاری بیٹی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ وہ بہت پاکدامنی کی زندگی گزارنے والی، تہجد پڑھنے والی اور نماز کا اہتمام کرنے والی عبادت گزار بیٹی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تیرے ساتھ تیرے گھر میں داخل ہو جاؤں؟ اس نے کہا: جی اجازت ہے۔ گھر کی عورتیں پردے میں ہو گئیں اور وہ اندر داخل ہو گئے۔ اندر جا کر امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے والد سے کہا کہ بھئی! اگر مجھے اجازت

دو تو میں تیری بیٹی سے ایک بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ اس نے کہا: جی بات کر لیں۔ تو والد تھوڑا فاصلے پر چلے گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا کہ مجھے ٹھیک بتاؤ تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟ پہلے تو وہ حیران ہوگئی کہ امیر المومنین کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ سچ بولو گی تو زندہ رہنے دوں گا۔ ورنہ یہ دیکھو میں تلوار لے کر آیا ہوں، تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ جب یہ کہا تو اس وقت اس عورت نے کہا:

میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ کچھ عرصہ پہلے ایک بوڑھی عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری ایک بیٹی ہے جو جوان العمر ہے۔ میں سفر پر جا رہی ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ پیچھے میری بیٹی اکیلی ہوگی تو اس کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ تو میری بیٹی کو کچھ عرصہ اپنے پاس رکھ لو۔ میں نے اس بوڑھی عورت کی بات پر اعتماد کر لیا اور اس کی بیٹی میرے گھر میں آ گئی۔ اب جب اس کی بیٹی میرے پاس رہنے لگ گئی تو میں اس کے ساتھ بہت بے تکلف ہوگئی۔ حقیقت میں وہ لڑکی نہیں تھی لڑکا تھا۔ مگر اس کی ابھی داڑھی نہیں آئی تھی۔ ایک رات ایسے ہوا کہ گرمی زیادہ تھی اور میرے جسم پر بہت زیادہ کپڑے نہیں تھے اور میں سوئی ہوئی تھی۔ تو اس نوجوان کے اوپر شہوت غالب ہوئی اور اس نے اس وقت میرے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کیا، مجھے ہوش آیا تو میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے، میں تو بالکل اس سے مامون ہو کر سوئی تھی، توقع بھی نہیں کر پائی تھی۔ جب اس نے یہ معاملہ کر لیا تو پھر مجھے پتہ چلا۔ میں نے خنجر اٹھایا اور میں نے غصے میں وہ خنجر اس کے پیٹ میں مارا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ پھر میں نے رات کے اندھیرے میں اس کو فلاں جگہ کے اوپر ڈال دیا۔ یہ وہ نوجوان تھا جو آپ کو مرا ہوا ملا، مگر کسی کو پتہ نہ چلا کہ اس کو کس نے مارا؟ اب اس نے جو میرے

ساتھ بدکاری کی تو میں حاملہ ہوگئی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد مجھ سے بیٹے کی ولادت ہوئی تو میں نے کہا کہ جہاں اس کے باپ کو ڈالا تھا اس کو بھی وہیں چھوڑ آتی ہوں۔ تو میں نے اس بچے کو وہیں جا کر ڈال دیا اور اس بچے کو آپ نے لیا اور آج آپ نے آ کر معاملے کو پہچان لیا اور میں نے آپ کو حقیقت بیان کر دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بہت دعائیں دیں اللہ تجھے اسی طرح پاکدامنی کی زندگی عطا کرے اور آ کر بتا دیا کہ اللہ نے معاملے کو حل کر دیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فراست:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ نے عجیب فراست عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے:

وَحُكِيَ عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ دَخَلَ عَلَيْهِ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ يَدْخُلُ اَحَدُكُمْ بِعَيْنٍ زَانِيَةٍ

ایک شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی میرے پاس آتا ہے اور اس کی آنکھوں میں سے زنا ٹپکتا ہے۔

فَقَالَ اَوَحْيٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟

وہ گھبرا گیا اور کہنے لگا: کیا نبی علیہ السلام کے بعد بھی وحی نازل ہوتی ہے؟

فَقَالَ: لَا وَلٰكِنْ فِرَاسَةٌ صَادِقَةٌ (شرح مسند ابی حنیفہ، ص:۶۹۲)

کہا نہیں، یہ فراستِ صادقہ ہے۔

کہ مجھے تمہاری نگاہوں سے پتہ چل گیا کہ تم نے راستے میں آتے ہوئے بدنگاہی کی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فراست:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ رب العزت نے عجیب فراست عطا فرمائی تھی۔ ایک عورت تھی کسی نوجوان کے ساتھ بدنیت ہو گئی۔ اس نے اس نوجوان کو بہت بہلایا پھسلایا، مگر وہ نوجوان برائی پر آمادہ نہ ہوا، خیر کا زمانہ تھا۔ عورت جب مکر پر آ جائے تو ہر ایک کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔ اس عورت نے کیا مکاری کی کہ اچانک شور مچا دیا کہ اس نوجوان نے میرے ساتھ بدکاری کی ہے۔ اور اس کے کپڑے کے اوپر پانی کے آثار بھی نظر آ رہے تھے۔ امیرالمومنین کے پاس مقدمہ آ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ جی آپ فیصلہ کریں۔ اب عورت شور مچا رہی ہے کہ اس نے میرے ساتھ زبردستی یہ کام کیا ہے، اور دیکھو! میرے کپڑوں پر اس کا پانی بھی لگا ہے۔ اس لڑکے کو بلا کر پوچھا گیا تو اس نے کہا: بات یہ ہے کہ اس نے مجھے گناہ کی دعوت دی اور اللہ نے میری حفاظت فرمائی میں نے اسے کہا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ (کہا: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) حضرت علی رضی اللہ عنہ معاملے کو پہچان گئے۔ آپ نے خوب گرم پانی منگوایا۔ اور جب اس عورت کے کپڑے کا وہ حصہ اس گرم پانی کے اندر ڈالا تو وہ فوراً جم کر سفید ہو گیا۔ جب اس کو الگ کیا، اس کی مہک دیکھی اور اس کا ذائقہ کسی کو چکھوایا تو وہ انڈے کا تھا۔ تو اس عورت نے مکر یہ کیا تھا کہ انڈے کی زردی الگ کر کے اس کی جو سفیدی تھی وہ کپڑوں پر ڈال دی اور کہہ دیا کہ اس نے بدکاری کی ہے اور یہ اس کا پانی ہے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ۔ وقت کے شیخ تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کا ایک عجیب واقعہ سنیے! ایک دفعہ انہوں نے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ آپ مسجد میں درس قرآن دینا شروع کر دیں۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں سوچا کہ میں تو اس قابل نہیں، لہٰذا میں درس نہیں دوں گا۔ انکار کر دیا۔ جب انکار کر دیا تو رات کو خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا: جنید! تم درس قرآن کیوں نہیں دیتے؟ جب نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم درس قرآن کیوں نہیں دیتے؟ تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں صبح درس قرآن دوں گا۔ اب صبح اٹھے تو اپنے ماموں کے پاس گئے کہ میں ماموں کو بتاؤں کہ مجھے یہ خواب آیا ہے۔ جب وہ گئے تو سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی پوچھا کہ جنید! جب تمہیں نبی علیہ السلام سے حکم ہو ہی گیا ہے تو میرے پاس کیا لینے آئے ہو؟ یہ تو یہ فراست ہوتا ہے۔ (روض الریاحین)

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

یہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں درس دینے کے لیے گئے۔ اتنے میں ایک نوجوان آیا جو بہت خوبصورت تھا، عمامہ باندھا ہوا تھا۔ اور کپڑے پہنے ہوئے تھے، اس نے آ کر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ جی میں ایک حدیث مبارکہ کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں۔ یہ جو حدیث ہے

((اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ)) (سنن الترمذی، رقم: ۳۰۵۲)

اس کا کیا معنی ہے؟ جب اس نے یہ پوچھا تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف دیکھا اور دیکھ کر فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ او نصرانی کے بیٹے! اب تو اسلام قبول کر لے۔ تو اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ کہنے لگا: واقعی مجھے عیسائیوں نے تیار کر کے بھیجا تھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تو مسلمانوں کی شکل بنا کر اور کپڑے پہن کر جا اور یہ بات پوچھنا اور جب وہ تجھے اس کا معنی بتائیں تو کہنا کہ آپ بھی ولی کہلاتے ہیں اور آپ تو مجھے نہ پہچان سکے کہ میں مسلمان ہوں یا عیسائی، لیکن میرے آنے پر آپ نے مجھے پہلے ہی پہچان لیا۔ اب کلمہ پڑھا کر مجھے مسلمان کر لیجیے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فراست عطا فرمائی تھی۔ ان کے بے شمار عجیب وغریب واقعات ہیں۔ ان کی فراست میں ایک یہ بات تھی کہ جو بندہ وضو کرتا تھا تو جو پانی اعضا کو لگ کر نیچے گرتا تھا اس بہتے پانی کو دیکھ کر بتا دیتے تھے کہ اس کے کونسے گناہ اس وضو کے پانی میں دھل رہے ہیں۔

ایک بندے کو فرمایا کہ تم اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کیا کرو۔ اور اس نوجوان نے مانا کہ میں اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرتا ہوں۔

ایک نوجوان کا غسل کا پانی دیکھا تو اس کو بلا کر سمجھایا کہ زنا بہت برا گناہ ہے۔ اس نے تسلیم کیا کہ اس سے یہ گناہ ہوا ہے چنانچہ اس نے توبہ کی۔ اس کے بعد آپ نے فتویٰ دیا کہ مستعمل پانی کو وضو میں استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ اللہ نے ان کو بہت نور فراست عطا کیا تھا۔ چنانچہ حکومت نے علما کو کہا کہ ذرا ان کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ ان کا عقیدہ کیا ہے؟ ان سے جو کرامات ظاہر ہوتی ہیں کہیں یہ خوارق عادات تو نہیں۔ تو یہ ابن دقیق العید کے ذمے لگا کہ آپ پتا کریں۔ انہوں نے عبدالعزیز

ویرجی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ آپ ان کے پاس جائیں اور یہ یہ سوالات پوچھیں۔ جب وہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ اچھا! آپ مجھ سے سوالات پوچھنے آئے ہیں۔ آپ یہ سوال پوچھنا چاہتے ہیں اور یہ اس کا جواب ہے۔ سوال بھی بتا دیا اور اس کا جواب بھی بتا دیا۔

ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علما نے دس بندوں کو بھیجا، ہر ایک کو ایک ایک سوال بتایا کہ تم نے یہ سوال پوچھنا ہے۔ جب سب اس کے پاس گئے تو وہ مسکرائے اور کہنے لگے: آؤ بیٹھو! ہر بندے کو کہا: تو یہ سوال پوچھنا چاہتا ہے اس کا یہ جواب ہے۔ تم یہ پوچھنا چاہتے ہو، اس کا یہ جواب ہے۔ دس بندوں کو دس سوال بھی بتا دیے اور ان کے جواب بھی عطا کر دیے۔

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سلسلہ عالیہ کے ایک بزرگ ہیں۔ اللہ نے ان کو بھی بہت نورِ فراست عطا کیا تھا۔ ایک دفعہ ایک صاحب ان کے پاس آئے اور انگور پیش کیے کہ حضرت! یہ کھا لیجیے۔ حضرت جب منہ کے قریب لے کر گئے تو واپس رکھ دیے کہ بھئی! مجھے اس میں سے مردوں کی بو آ رہی ہے۔ میں نہیں کھا سکتا۔ وہ صاحب بڑے حیران ہوئے، وہ سیدھا پھل والے کی دکان پہ گئے اور اس سے کہا کہ میں نے تم سے یہ پھل خریدا تھا یہ تم نے کہاں سے لیا تھا؟ اس نے کہا کہ فلاں شخص آتا ہے اور مجھے بیچ کر جاتا ہے میں نے اس سے لیا۔ یہ اس بندے کے پاس گئے، جا کر دیکھا تو اس بندے نے قبرستان کے اندر انگوروں کی بیلیں لگائی ہوئی تھیں۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

قبرستان کے اندر جو انگوروں کی بیلیں لگیں ان پر جو انگور لگے وہ ان کے ہاتھ آئے تو ان کو منہ کے قریب لے جانے سے ان کو معلوم ہوا کہ مردوں کی بو آرہی ہے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

قریب کے زمانے میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کو بھی اللہ نے یہ نور باطن عطا کیا تھا۔ چنانچہ پھلوں کو دیکھ کر پہچان لیتے تھے کہ اس پھل کی بیع صحیح ہوئی ہے اور یہ پھل بیع باطل کا پھل ہے۔ پھل کو دیکھ اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس کی بیع ٹھیک تھی یا نہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بازار میں جا رہا تھا مجھے ایک مجذوب ملا۔ میں نے سلام کیا، انہوں نے مجھے پہچانا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگے: احمد علی! انسان کہاں بستے ہیں؟ بازار لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے کہا: حضرت! یہ سب انسان ہی تو ہیں۔ جب میں نے یہ کہا تو انہوں نے ایک عجیب اچٹتی ہوئی نظر لوگوں پر ڈالی اور فرمایا: یہ سب انسان ہیں؟ جب انہوں نے یہ کہا تو میری کیفیت ایسی ہوئی کہ مجھے پورا بازار کتے بلے اور خنزیروں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ کوئی کوئی انسان تھا ورنہ سب جانور تھے۔ جب میری یہ کیفیت ختم ہوئی تو مجذوب صاحب تو جا چکے تھے۔ لیکن اس کے بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے درس قرآن میں یہ واقعہ سناتے تھے اور سنا کر فرماتے تھے کہ ۔

مالک تو سب کا ایک ، مالک کا کوئی ایک
لاکھوں میں نہ ملے گا کروڑوں میں دیکھ

حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

ہمارے حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ رب العزت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب نورِ باطن عطا فرمایا تھا۔

⊙.....کوئی کھانا جو مشتبہ ہوتا، حرام مال سے بنایا ہوتا، ان کو اندازہ ہو جاتا تھا۔ بعض دفعہ لوگوں نے ان کے سامنے بھنے ہوئے مرغے اور گوشت رکھے اور دال بالکل حلال پیسے کی بنا کر رکھی۔ حضرت نے پورے دستر خوان سے صرف دال کو کھایا اور کسی چیز کو ہاتھ ہی نہیں لگایا۔

⊙.....ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ بہت عجیب نوجوان تھے، اللہ نے بڑی صفات سے نوازا تھا۔ انہوں نے خود اپنا واقعہ سنایا۔ فرماتے ہیں: ایک دفعہ ابا جی حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ بیرونِ ملک گئے ہوئے تھے۔ اور حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد سے واپس خانیوال جا رہے تھے۔ واپسی پر وہ چکوال تشریف لائے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ مجھے حضرت کی خدمت کا موقع مل جائے گا۔

میں نے حضرت کو بٹھایا پانی پلایا اور جب کھانے کا وقت ہوا تو کھانا لا کر رکھا اور عرض کیا کہ حضرت! کھانا کھا لیجیے۔ حضرت نے کھانے کی طرف دیکھا اور دیکھ کر پھر میرا چہرہ دیکھا۔ میں نے کہا: حضرت! کھانا کھا لیجیے۔ پھر حضرت نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ قاسمی! تمہارے گھر یہ سؤر کیسے داخل ہوا؟ کہنے لگے: میں گھبرا گیا میں نے والدہ صاحبہ سے کہا کہ حضرت تو کھانا نہیں کھا رہے۔ وہ تو فرما رہے ہیں کہ تمہارے گھر یہ سؤر کیسے داخل ہوا؟ کہنے لگے: والدہ صاحبہ نے اسی وقت سر پکڑ لیا اور کہنے لگیں: اوفوہ! مجھ سے بڑی غلطی ہوئی، یہ جو میری ہمسائی ہے، یہ بڑے عرصے سے میرے پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ اس دفعہ تمہارے پیر صاحب آئیں گے تو ان کا کھانا میں بناؤں گی۔ اور پڑوس کے حق کی وجہ سے میں نے کہہ دیا کہ اچھا تم بنا لینا یہ کھانا

ہمارے گھر کا نہیں یہاں ان کے گھر سے بن کر آیا ہے۔ اس کے بعد والدہ صاحبہ نے خود کھانا بنایا اور حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کھانا کھایا۔

⊙...... حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ نماز کی امامت خود فرماتے تھے۔ چنانچہ جب مکبر پیچھے اقامت کہہ لیتا تو تھوڑے وقفے کے بعد یعنی پندرہ بیس سیکنڈ، آدھا منٹ کے بعد حضرت نیت باندھتے تھے۔ عام عادت تو یہی ہے کہ جیسے ہی قامت کہی جائے، جب قد قامت الصلوۃ کہہ دیا تو اس سے متصل تم نیت کرلو۔ مگر تھوڑا سا توقف ہوتا۔ حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت میں تو علما بہت ہوتے تھے اور علما کی تو ایک ایک چیز پر نظر ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک عالم نے پوچھ ہی لیا: حضرت! آپ جو اقامت کے بعد تھوڑی دیر کے لیے توقف فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ سن کر حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مولوی صاحب! آپ تو علم والے لوگ ہیں، آپ کی کیفیت تو ہر وقت بنی رہتی ہے اور میں تو فقیر سا آدمی ہوں، میں تو مصلے پر جب کھڑا ہوتا ہوں جب تک مجھے بیت اللہ سامنے نظر نہیں آتا میں تکبیر نہیں کہتا۔

یہ باطن کی نظر ہوتی ہے جو اللہ رب العزت نے عطا کی ہوتی ہے۔

حضرت بابوجی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

اس عاجز کو اپنی زندگی میں ایک بزرگ کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا، جن کا نام تھا حضرت بابوجی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ جو دعا کیا کرتے تھے ہم اپنی آنکھوں سے اس دعا کی قبولیت کو دیکھا کرتے تھے۔

⊙...... ان کی ایک خاص بات تھی یہ کہ جس شخص کے بارے میں وہ دعا کر دیتے کہ اسے نبی علیہ السلام کی زیارت ہو، اسے تین دنوں کے اندر اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

www.besturdubooks.wordpress.com

نصیب ہو جاتی تھی۔ چنانچہ مجھے آج بھی یاد ہے کہ ہمارے شہر کے تبلیغی جماعت کے ایک امیر تھے، امیر دین ان کا نام تھا۔ اس عاجز سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ایک دن فجر کے وقت ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمانے لگے: میں کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں اور دل میں بڑی چاہت ہے کہ نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہو جائے، مگر مجھے کبھی ایسے واضح زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ تو میں آج آپ کے پاس آیا ہوں کہ شاید آپ کوئی ایسا عمل جانتے ہوں جس سے مجھے یہ سعادت نصیب ہو جائے۔ میں نے کہا: امیر صاحب! مجھے عمل کا تو پتہ نہیں، البتہ میں نے کل فلاں جگہ جانا ہے، وہاں ایک اللہ والے بزرگ رہتے ہیں، آپ اگر ساتھ چلیں تو میں آپ کو ملا دوں گا اور ان سے دعا کرا دوں گا۔ اگلے دن وہ اس عاجز کے ساتھ لاہور چل پڑے۔ وہاں پہنچ کر ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! ہمارے شہر کے امیر ہیں اور بہت چاہتے ہیں کہ ان کو زیارت نصیب ہو تو دعا فرما دیجیے۔ بابا جی رحمہ اللہ کی عادت تھی کہ یوں ہاتھ اٹھا کر بس ایک فقرہ بولتے تھے۔ اس وقت بھی انہوں نے ہاتھ اٹھا کر بس یہ کہا: اللہ! اس شخص کو اپنے محبوب کا دیدار عطا فرما، واپس آ گئے۔

واپس آنے کے بعد ابھی دو دن نہیں گزرے تھے کہ فجر کے بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ امیر صاحب کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا: امیر صاحب! کیسے تشریف لانا ہوا؟ کہنے لگے کہ میں یہ ایک لفافہ لے کر آیا ہوں، یہ شکریہ کا خط ہے، مجھے ان کا پتہ بتا دیں تاکہ اس عظیم سعادت پر ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ جو محنت کرتے ہیں پھر اللہ رب العزت ان کو ایسی نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔

⊙ ......ایک مرتبہ یونیورسٹی کے کوئی بیس تیس لڑکے تھے وہ اس عاجز کے ساتھ ان کو ملنے کے لیے گئے۔ وہ دن شاید زندگی کا مشکل ترین دن تھا۔ ہم جب ان سے ملے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ میرے یونیورسٹی کے ساتھی ہیں اور سب طالب علم ہیں اور ملنے کے لیے آئے ہیں۔ فرمایا: انہیں لے آؤ۔ اب ان میں سے ایک آیا، جیسے ہی اس کو دیکھا، کہا: جھوٹ مت بولا کرو۔ اس کو تو پسینے آ گئے...... دوسرا آیا، اسے فرمایا: تم بدکاری کے مرتکب ہوتے ہو...... پھر تیسرا آیا...... پھر چوتھا آیا...... تیس کے تیس طلبا آئے اور جیسے کوئی سکیننگ مشین ہوتی ہے۔ ہر ایک کو انہوں نے اس کے گناہ کے بارے میں بتایا اور ہر بچے نے اس کی تصدیق کی کہ انہوں نے بالکل ٹھیک بات کہی۔ ایسا نورِ باطن اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا۔

نورِ باطن کو حاصل کرنے کی ضرورت:

اب اس نورِ باطن کی ضرورت اس لیے ہے کہ آج اگر دنیا میں ہم نے اس نور کو حاصل نہ کیا تو قیامت کے دن بھی ہمیں بینائی نہیں ملے گی۔ روزِ قیامت انسان کو جو بینائی ملے گی اس نورِ باطن کی وجہ سے ملے گی۔ قرآن مجید کی آیت سن لیجیے:

﴿وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا﴾

(بنی اسرائیل:۷۲)

”جو دنیا میں اندھا بن کر زندگی گزارتا رہا قیامت کے دن بھی اندھا ہوگا“

اور وہ پوچھے گا:

﴿رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا﴾ (طٰہٰ:۱۲۵)

”اللہ! مجھے کیوں اندھا کھڑا کیا گیا میں دنیا میں تو آنکھوں والا تھا۔“

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

﴿قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى﴾

(طٰہٰ:۱۲۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

"تمہارے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تم نے ان کو بھلا دیا تھا آج ہم نے تمہیں بھلا دیا۔"

آج اگر باطن کی آنکھیں کھلی ہوں گی تو کل قیامت کے دن کھلی آنکھوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور آج اگر من کی آنکھیں بند رہیں تو کل قیامت کے دن بند آنکھوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ پھر سوچیے کہ کتنا بڑا نقصان ہوگا!! اگر قیامت کے دن بھی اندھے کھڑے کیے گئے تو کیا نبی ﷺ کی وہاں بھی زیارت نہ کرسکیں گے؟ دنیا میں ہم تو ایسے وقت میں پیدا ہوئے ہیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ کا دیدار کرنے سے محروم ہیں، ہمارے پاس تو ایک ہی آپشن ہے کہ دنیا میں ہم اللہ سے یہ نورِ باطن مانگیں تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمیں اندھا کھڑا نہ کرے۔

بڑا دل چاہتا ہے کہ ہم

......اس چہرے کو دیکھیں جسے آپ نے والضحیٰ کہا۔

......ان زلفوں کو دیکھیں جنہیں آپ نے واللیل فرمایا۔

اللہ! وہ اوپر آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور آپ فرماتے تھے:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ (البقرۃ:۱۴۴)

اے میرے محبوب! آپ آسمان کی طرف دیکھتے تھے ہم آپ کے چہرے کو محبت کے ساتھ دیکھتے تھے۔

دل بہت چاہتا ہے کہ قیامت کے دن ان کا دیدار کریں، لیکن دیدار تو تب کریں جب قیامت کے دن دل کی آنکھیں ملیں۔ اور وہ آنکھیں دنیا کے نورِ باطن پر ملیں گی۔ یہ نور تب ملے گا اگر ہم اسی دنیا میں محنت کریں گے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس کی سمجھ عطا فرمائے تاکہ ہم گناہوں بھری زندگی سے توبہ کرکے نیکوکاری والی زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

اختیار کریں اور اپنے من کو اس نور سے بھر لیں۔ جو قیامت کے دن نبی علیہ السلام کا بھی دیدار کرے اور اگر جنت میں جانا نصیب ہو تو پھر اللہ رب العزت کا بھی دیدار ہو جائے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
تاریخ: 28 مارچ 1993ء بروز اتوار، شوال ۱۴۱۳ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اس دنیا نے ہزاروں کو موٹا کیا اور نگل لیا۔ کتنے لوگ ہیں فقط اس لیے پل رہے ہوتے ہیں، کہ کیڑوں کی غذا بنا ہوتا ہے اور وہ اس چیز کو نہیں جانتے کہ ہم جو اپنے جسم پہ گوشت چڑھا رہے ہیں، ہمارا یاد الٰہی سے دور ہو کر جو وقت گزر رہا ہے یہ گویا ہم اپنے آپ کو کیڑوں کی غذا کے لیے تیار کر رہے ہیں۔ تو اس دنیا نے ہزاروں کو موٹا کیا اور نگل لیا اور کیڑوں نے ان جسموں کو کھا لیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کی بندگی کرتے ہوئے اپنی زندگی گزاریں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْكَافِرِ)) (اسلم، رقم:۵۲۵۲)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دنیا فانی ہے:

انسان کی زندگی ٹمٹماتے چراغ کے مانند ہے، بوڑھا آدمی اگر چراغ سحر ہے تو جوان آدمی چراغ شام ہے۔ جس طرح چراغ ہوا کے ایک جھونکے سے بجھ جایا کرتا ہے اسی طرح انسان کی زندگی ختم ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ دنیا فانی ہے، یہاں کی ہر چیز عارضی ہے، یہاں کے غم بھی عارضی، یہاں کی خوشیاں بھی عارضی۔ حالات اُلٹتے بدلتے ہیں، جس گھر میں آج خوشیاں منائی جارہی ہیں کل اسی گھر میں غم منایا جارہا ہوتا ہے۔ کہیں آج خزاں ہے، کہیں آج بہار ہے۔ کہیں سردی ہے تو کہیں گرمی ہے۔ کوئی ہنس رہا ہے تو کوئی رو رہا ہے۔ کوئی دے رہا ہے تو کوئی لے رہا ہے۔ کوئی صحت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

حالت میں ہے تو کوئی بیماری کی حالت میں ہے۔ دنیا کے انسان مختلف حالات میں ہیں، تاہم کوئی بھی حالت ہمیشہ نہیں رہتی، بالآخر ختم ہو جائے گی۔

دنیا ایک دن کی ہے:

حضرت ابوالفضل محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

﴿اَلدُّنْيَا يَوْمٌ وَّلَنَا فِيْهَا صَوْمٌ﴾ (کشف المحجوب)

''دنیا تو ایک دن کی ہے اور ہم نے تو اس ایک دن کا روزہ رکھا ہوا ہے''

تو مومن اس دنیا کے اندر من مانیاں نہیں کرتا، عیش و آرام کے پیچھے نہیں لگتا بلکہ اللہ رب العزت کا فرمانبردار بندہ بن کر زندگی گزارتا ہے۔ فرمایا گیا:

((فَاِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ وَ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ))

(شعب الایمان للبیہقی، رقم: ۱۰۵۸۱)

''بے شک تمہیں آخرت کے لیے پیدا کیا گیا اور یہ دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی۔''

دنیا، مومن کے لیے قید خانہ:

حدیث پاک میں ہے:

((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْكَافِرِ))

''دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے''

تو مومن کو یہاں شریعت و سنت کی پابندی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے۔ جو جس قدر اس کی اتباع کرے گا، اتنا ہی کامیاب ہوگا۔ اللہ رب العزت کی یہ رحمتیں ہیں کہ انسان نیکی کرتا ہے تو اس کے خلوص کے بقدر اللہ تعالیٰ نیکی کا اجر کئی گنا زیادہ دے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے، بعض لوگوں کو ستر گنا ملتا ہے، بعض لوگوں کو سات سو گنا ملتا ہے اور بعض لوگوں کو

﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (البقرۃ:۲۶۱)

''اللہ تعالیٰ بڑھا دیتے ہیں (نیکیاں) جس کے لیے چاہتے ہیں''

تو اخلاص کے ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت کرنا، بندگی کرنا، نیکی کرنا، یہ اللہ رب العزت کو پسندیدہ ہے۔ اگر دکھلاوا آ گیا تو پھر عمل ضائع کر دیا جاتا ہے۔ حتی کہ پھٹے ہوئے کپڑے کی طرح اس عمل کو اللہ تعالیٰ اس بندے کے منہ پر مار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جن کو دکھانے کے لیے تو نے یہ عمل کیا انہی کو جا کر دکھا، میرے پاس اس کے لیے کوئی اجر و ثواب نہیں۔ تو ہم اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کریں۔

انسان..... دنیا کے دھوکے میں گرفتار:

دنیا ایسی ہے کہ ہر بندے کا دل اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اچھے اچھے لکھے پڑھے دانا بینا لوگوں کو دھوکا لگ جاتا ہے، نمازوں پہ نمازیں قضا ہو رہی ہوتی ہیں، پروا نہیں ہوتی۔ کتنے کو عورت ایم اے کی تعلیم یافتہ ہوگی، کتنے کو کالج میں پڑھاتی بھی ہوگی، کتنے کو وہ بڑی امیر کبیر عورت ہوگی، سمجھدار ہوگی، بڑے بڑے معاملات کو سلجھا لیتی ہوگی، مگر نماز میں سستی کرتی ہوگی۔ کیوں؟ آخرت کا یقین دل میں نہیں بیٹھا، اگر یقین بیٹھ جاتا تو ایک وقت کی نماز بھی قضا نہ ہوتی۔ کسی عارف نے کیا اچھی بات کی! شیطان نے انسان کو ایک سجدہ کرنے سے انکار کیا اسے دربار سے دھتکار دیا گیا، بے نماز آدمی تو ایک دن میں ستر سجدوں کا انکار کرتا ہے۔ اس لیے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہیے۔ اور ایک جگہ لکھتے ہیں: ایک بے نمازی کی نحوست ستر (۷۰) گھروں تک جاتی ہے۔ اب جس گھر میں سب کے سب بے نمازی ہوں وہاں نحوست کا کیا عالم ہوگا؟

مال پیسہ سمیٹنے سے انسان کا دل نہیں بھرتا۔ دنیا کے طالب کی مثال سمندر کا پانی پینے والے کے مانند ہے۔ سمندر کا پانی جتنا پیا جائے، پیاس اور بڑھتی ہے، انسان دنیا کو جتنا بھی جمع کر لے اس کی حرص اور بڑھتی ہے۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا جِيفَةٌ فَمَنْ اَرَادَهَا فَلْيَصْبِرْ الْكِلَابِ)) (کشف الخفاء: ۱/۴۰۹)

''دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے کے مانند ہیں''

جیسے مردار کو کتے کھا جاتے ہیں، دنیا دار آدمی بس مال سمیٹنے کے پیچھے پڑا ہوتا ہے، نماز روزہ سے اس کو کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

بلکہ بعض بزرگوں نے کہا کہ دنیا کمانے والا دنیا کا طالب جو اللہ کی یاد سے غافل ہو کر، نماز روزہ سے غافل ہو کر زندگی گزار رہا ہو، اس کی مثال گدھے سے بھی گئی گزری ہے۔ اس لیے کہ گدھا اگر مردار کھاتا ہے تو اس کا پیٹ بھر جاتا ہے، دنیا دار آدمی دنیا جتنی بھی کمائے اس کا دنیا سے پیٹ نہیں بھرتا۔ دنیا دار آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی بھرا کرتی ہے، حالانکہ مال پیسہ سب کا سب اس نے یہیں چھوڑ جانا ہے۔ مگر ہم مال سے دل لگاتے ہیں، نمائش آرائش سے دل لگاتے ہیں، فانی چیزوں سے دل لگاتے ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والے اعمال کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔

موت کے لیے کون تیار؟

ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کے واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ کہتے ہیں کہ جو شخص دوسروں کے واقعات سے نصیحت حاصل نہیں کرتا پھر دوسرے اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

واقعات سے نصیحت حاصل کیا کرتے ہیں۔ آج اگر میں پوچھوں کہ جس کو شام تک زندہ رہنے کا یقین ہے وہ کھڑا ہو جائے تو مجھے امید ہے کہ کوئی بھی عورت کھڑی نہیں ہو گی۔ اور اگر پوچھیں کہ کس نے موت کی تیاری کر لی وہ کھڑا ہو جائے تو پھر بھی کوئی کھڑی نہیں ہو گی۔ تو کتنی عجیب بات ہے کہ ہمیں موت کا پتہ بھی نہیں کہ کب آ جائے گی پھر بھی ہم اس کے لیے تیاری نہیں کرتے۔ جس گھر میں آرائش نہ ہو وہ گھر بگڑ جاتا ہے، جس دل میں یادِ الٰہی نہ ہو وہ دل بھی بگڑ جایا کرتا ہے۔ اے انسان! تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مشغول ہے اور نفس تجھے ہلاک کر دینے میں مشغول ہے۔ توبہ کرنا آسان مگر گناہ چھوڑنا بڑا مشکل کام ہے۔

اس دنیا نے ہزاروں کو موٹا کیا اور نگل لیا۔ کتنے لوگ ہیں فقط اس لیے پل رہے ہوتے ہیں کہ کیڑوں کی غذا بننا ہوتا ہے اور وہ اس چیز کو نہیں جانتے کہ ہم جو اپنے جسم پہ گوشت چڑھا رہے ہیں، ہمارا یادِ الٰہی سے دور ہو کر جو وقت گزر رہا ہے یہ گویا ہم اپنے آپ کو کیڑوں کی غذا کے لیے تیار کر رہے ہیں۔ تو اس دنیا نے ہزاروں کو موٹا کیا اور نگل لیا اور کیڑوں نے ان جسموں کو کھا لیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کی بندگی کرتے ہوئے اپنی زندگی گزاریں۔

نماز کی پابندی کی برکت:

پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ پڑھنے سے انسان کے دل کو سکون ملتا ہے، انسان کی پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ جو نماز کے فائدے ہیں ان میں سے ایک یہ کہ جو پابندی کے ساتھ نماز پڑھے جب اس آدمی کی موت کا وقت آتا ہے تو ملک الموت یعنی عزرائیل شیطان کو مار کر دور بھگا دیتے ہیں اور اس بندے کو بتا دیتے ہیں کہ موت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت قریب ہے، تو کلمہ پڑھ لے!! اب جب فرشتہ اس کو بتا رہا ہے کہ میاں تیری روح قبض ہونے والی ہے تو کلمہ پڑھ لے تو وہ انسان کلمہ پڑھ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو کلمہ پڑھنے کے بعد دنیا سے اٹھا لیتے ہیں۔ نماز کا یہ کتنا بڑا فائدہ ہوا! میرا خیال ہے کہ یہ اگر پوچھا جائے کہ وہ عورتیں نام لکھوا دیں جو چاہتی ہیں کہ موت سے پہلے ملک الموت ہمیں بتا دے کہ تمہارا وقت آ گیا ہے، اب تم کلمہ پڑھ لو تو جتنی بھی عورتیں بیٹھی ہیں، ساری کی ساری اپنے نام لکھوا دیں گی اور کہیں گی کہ جی ہم چاہتی ہیں کہ موت سے ہمیں بتا دیا جائے کہ وقت آ گیا ہے کلمہ پڑھ لو، ہم کلمہ پڑھ کے دنیا سے رخصت ہوں۔ تو اگر چاہتی ہیں کہ موت سے پہلے بتا دیا جائے تو اس کا طریقہ بتایا گیا کہ پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں۔ جو مرد یا عورت نماز کے پابند ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فرشتے موت سے پہلے ان کو بتا دیتے ہیں، شیطان کو مار کر دور بھگا دیتے ہیں۔ دو کام کرتے ہیں، ایک تو شیطان کو مار کر دور بھگا دیتے ہیں کہ یہ ذلیل اس وقت وسوسہ دل میں نہ ڈالے، یہ ذلیل اس وقت کہیں انسان کے ایمان پہ ڈاکہ نہ ڈالے، اور دوسرا اس بندے کو بتا دیا کہ تیرا وقت قریب آ گیا، میں تیری روح نکالنے کے لیے آ پہنچا ہوں۔ اب تو جلدی جلدی کلمہ پڑھ لے، چنانچہ وہ آدمی کلمہ پڑھ لیتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

(شعب الایمان للبیہقی، رقم: ۸۸۰۰)

''جس کا آخری کلام ''لا الہ الا اللہ'' ہو وہ جنت میں داخل کیا جائے گا''

جس کی زندگی کی آخری بات ''لا الہ الا اللہ'' ہوئی وہ آدمی سیدھا جنت میں داخل

www.besturdubooks.wordpress.com

کر دیا جائے گا۔ تو ہمیں پانچ وقت کی نماز پابندی سے پڑھنی چاہیے تا کہ اس کے صدقے اللہ تعالیٰ موت کے وقت ہمیں کلمہ نصیب فرما دے۔

موت اٹل ہے:

یہ دنیا کی زندگی گزر جائے گی۔ اگر امیر آدمی اچھا کھا کر وقت گزار لیتا ہے تو غریب آدمی خشک روٹی کھا کر وقت گزار لیتا ہے۔ زندگی گزر جاتی ہے، وقت انتظار نہیں کرتا۔ اگر موت کو ٹالا جا سکتا تو دنیا کے امیر آدمی کبھی بھی مرنا پسند نہ کرتے، دنیا کے حکمران کبھی بھی مرنا پسند نہ کرتے۔ اگر موت کو

......حکومت کے ذریعے ٹالا جا سکتا تو فرعون کو کبھی موت نہ آتی، شداد اور نمرود کو کبھی موت نہ آتی۔

......اگر موت کو مال کے ذریعے ٹالا جا سکتا تو قارون کو کبھی موت نہ آتی۔

......اگر موت کو حکمت اور دانائی کے ذریعے ٹالا جا سکتا تو حضرت لقمان علیہ السلام کو کبھی موت نہ آتی۔

......اگر موت کو دواؤں کے ذریعے ٹالا جا سکتا تو افلاطون اور جالینوس کو موت نہ آتی۔

......اگر موت کو قوت بازو سے ٹالا جا سکتا تو سکندر کو موت نہ آتی۔

......اور موت کو اگر حسن کے ذریعے ٹالا جا سکتا تو دنیا کے حسینوں کو موت نہ آتی۔

مگر موت ایسی حقیقت ہے جو آ کر رہتی ہے۔ امیر بھی دنیا سے چلا جاتا ہے، غریب بھی چلا جاتا ہے، نیکوکار کو بھی جانا ہے، گنہگار کو بھی جانا ہے۔ تو اگر دنیا سے جانا ہی ہے تو عقلمندی کا تقاضا ہے کہ ہم مرنے کی تیاری کر لیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا ایک لمحے کی ہے:

اس لیے فرمایا گیا:

((اَلدُّنْيَا سَاعَةٌ فَاجْعَلْهَا طَاعَةً)) (بریقہ محمودیہ، رقم: ۲۸۳/۴)

"دنیا ایک لمحے کی ہے تم اس ایک لمحے کو نیکی میں گزار لو"

تو یہی چاہیے کہ یہ ایک لمحہ نیکی میں گزر جائے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ انسان آخرت سے غافل ہو جاتا ہے، گناہوں بھری زندگی میں لگ جاتا ہے۔ بلکہ ایک بزرگ نے کتنی عجیب بات کہی، فرمایا کہ جو بندہ اپنے دروازے بند کر کے گناہوں میں مشغول ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

"اے بندے جتنے دنیا والے تیری طرف دیکھتے تھے، ان سے چھپنے کے لیے تو نے دروازے بند کر لیے اور مجھ سے دروازہ بند نہ کیا، کیا تو دنیا والوں سے مجھے کم درجے کا سمجھتا ہے؟"

تو انسان کو چاہیے کہ دنیا میں اللہ رب العزت کی نافرمانی نہ کرے، بلکہ اس کے حکموں کے مطابق زندگی گزارے۔

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی حکیمانہ نصیحت:

ایک شخص ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا، کہنے لگا کہ حضرت! کوئی ایسا طریقہ بتا دیں کہ میں گناہ بھی کرتا رہوں مگر آخرت میں بچ بھی جاؤں۔ وہ وقت تو تابعین کا تھا، لگتا ہے کوئی ہمارے جیسی روح اس وقت پیدا ہو گئی تھی۔ تو وہ جا کر پوچھنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ میں گناہ بھی کرتا رہوں اور بچ بھی جاؤں۔ حضرت نے اس کو ڈانٹنے کے بجائے پیار سے سمجھایا۔ فرمایا کہ ہاں! میں تجھے اس کا طریقہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بتاتا ہوں۔ وہ بڑا خوش ہوا، کہنے لگا: ٹھیک ہے، مجھے طریقہ بتایئے کہ میں گناہ بھی کرتا رہوں اور بچ بھی جاؤں۔

حضرت نے فرمایا کہ اس کا بڑا اچھا طریقہ تو یہ ہے کہ تو گناہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے چھپ کر گناہ کیا کر، جب اللہ تعالیٰ تجھے دیکھیں گے ہی نہیں تو پھر تجھ سے پوچھیں گے بھی نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ حضرت! میں اللہ تعالیٰ سے چھپ کیسے سکتا ہوں؟ جہاں کہیں جاؤں گا وہ تو دیکھ رہا ہے، میں اس سے چھپ نہیں سکتا۔

فرمایا کہ اچھا یہ کام نہیں کر سکتے تو پھر دوسرا طریقہ بتاتا ہوں، وہ یہ کہ یہ رزق جو تم کھاتے ہو یہ سب کا سب اللہ کا دیا ہوا ہے، تم یہ رزق کھانا چھوڑ دو۔ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: میرے بندے تو نے گناہ کیوں کیے؟ تو کہہ دینا کہ اے اللہ! نہ میں تیرا رزق کھاتا تھا نہ میں تیری بات مانتا تھا۔ تو اس نے کہا کہ حضرت! یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ میں رزق کے بغیر زندہ رہ جاؤں۔

فرمایا: اچھا تیسری بات بتاتا ہوں، وہ یہ کہ جب مرنے کا وقت آئے اور تمہارے پاس ملک الموت آئے تو تم ملک الموت سے کہنا: میاں! تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ، میں ذرا توبہ کر لوں، میں توبہ کر کے مروں گا۔ تو اس نے کہا کہ حضرت! جب ملک الموت آتا ہے تو وہ تو مہلت نہیں دیتا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَّلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ﴾ (یٰس: ۵۰)

"پس نہ وہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکیں گے"

نہ اس وقت ان کو وصیت کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور نہ ان کو گھر والوں میں واپس جا کر کوئی بات کہنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ جو موت آگئی تو پھر آگئی۔ چنانچہ اس نے کہا کہ یہ تو میں نہیں کر سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے فرمایا: اچھا پھر ایک طریقہ اور بتاتا ہوں، وہ یہ کہ یہ زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے تمہارا جب گناہ کرنے کو دل کرے اس وقت اس سے باہر نکل جایا کرو اور وہاں جا کر گناہ کر لیا کرو۔ وہ کہنے لگا: جی! میں زمین و آسمان سے باہر کیسے نکل سکتا ہوں؟ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ بلکہ سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ (رحمٰن: ۳۳)

''اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! اگر تمہارے اندر طاقت ہے کہ تم آسمان اور زمین کے کروں سے باہر نکل سکو، تم نکل کر دکھاؤ، نکلو گے تو کسی دلیل سے نکلو گے۔''

کہ ہم تو کنویں کی مچھلی کے مانند ہیں بھلا زمین اور آسمان کے درمیان سے نکل ہی کیسے سکتے ہیں؟ تو وہ کہنے لگا کہ حضرت! یہ کام تو میں نہیں کر سکتا۔

فرمایا: اچھا پھر میں تمہیں ایک طریقہ اور بتاتا ہوں۔ اس نے کہا: وہ کیا؟ کہنے لگے کہ جب قبر میں تمہارے پاس منکر نکیر آئیں تو ان کو کہنا کہ میری قبر سے باہر نکل جاؤ! ان کو سوال کا جواب دینے کے بجائے قبر سے نکال دینا، پیچھے دھکیل دینا۔ اس نے کہا: حضرت! میرے کہنے پر تو وہ قبر سے نہیں نکلیں گے۔

فرمایا: اچھا پھر تمہیں ایک طریقہ اور بتا دیتا ہوں۔ اس نے کہا: حضرت! وہ کیا؟ فرمایا کہ جب قیامت کے دن تیرا نامۂ اعمال پیش کیا جائے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائیں گے: اس بندے کو پکڑ لو اور جہنم میں پھینک دو تو تم ضد کر کے کھڑے ہو جانا۔ کہہ دینا کہ میں جہنم میں نہیں جاتا۔ اس نے کہا: حضرت! میں تو یہ نہیں کر سکتا۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ جب تو ان سات کاموں میں سے ایک کام بھی نہیں کر

سکتا تو پھر کیوں اللہ کی نافرمانی کرتا ہے؟ بہتر ہے تو فرمانبرداری کر لے اور اللہ کے دوستوں میں شامل ہو جا۔ دیکھیے! کتنے پیارے طریقے سے اس کو بات سمجھائی کہ جب کچھ بھی تمہارے اختیار میں نہیں ہے تو تم اللہ تعالیٰ کو ناراض کیوں کرتے ہو؟ پھر بہتر ہے تم اس کی بندگی کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے دوستوں میں شامل فرما لے۔

مقصدِ زندگی اللہ کی بندگی:

تو انسان دنیا میں اللہ رب العزت کی عبادت کے لیے بھیجا گیا فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات:۵۶)

''میں نے انسانوں اور جنوں کو اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں''

تو انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے مقصدِ زندگی کو پہچانے اور جس مقصد کے لیے زندگی ملی ہے اسے اسی مقصد میں گزارے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾

(المؤمنون:۱۱۵)

''کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟''

انسان یہ سوچے کہ اس نے ہمیشہ یہاں نہیں رہنا۔

نعمتوں کے چھن جانے کا نام موت ہے:

اور پھر اللہ تعالیٰ نے جو یہ نعمتیں دی ہیں، یہ سب عارضی نعمتیں ہیں۔ یہ جوانی عارضی، یہ مال عارضی، یہ حسن اور خوبصورتی عارضی، یہ تمام کی تمام چیزیں عارضی ہیں، بالآخر واپس لے لی جائیں گی۔ دیکھیے! موت کس چیز کا نام ہے؟ یہ بات ذرا سمجھنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ موت نام ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے چھن جانے کا۔ موت کے وقت انسان سے نعمتیں چھین لی جائیں گی۔ اب اس کو یہ نعمتیں دوبارہ تب عطا کی جائیں گی جب ثابت کر دے گا کہ میں نے ان کو بالکل ٹھیک استعمال کیا تھا۔ مثال کے طور پر اگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بینائی عطا کی، یہ اس لیے عطا کی کہ میرے بندے! اس بینائی کو، اپنی نظروں کو میرے حکموں کے مطابق استعمال کرو۔ اب اگر یہ انسان بینائی کو اللہ کے حکموں کے مطابق استعمال نہیں کرتا۔ موت کے وقت اس کی نگاہیں ختم کر دی جائیں گی، آنکھیں بند ہو جائیں گی اور اس کی بینائی کو چھین لیا جائے گا۔ اب اس کی بینائی اسے قبر میں لوٹائی جائے گی، نہ آخرت میں لوٹائی جائے گی۔ اس کی قبر میں بھی اندھیرا ہوگا، وہ کچھ نہیں دیکھ سکے گا۔ قیامت کے دن کھڑا ہوگا تو بھی اس کے گرد اندھیرا ہوگا اور اس کو اندھا کھڑا کیا جائے گا۔ قرآن پاک میں ہے کہ وہ کہے گا:

﴿قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا﴾ (طٰہٰ:۱۲۵)

''کہے گا: مجھے کیوں اندھا کھڑا کیا؟ دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا''

کہا جائے گا:

﴿قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ﴾ (طٰہٰ:۱۲۶)

''ایسے ہی ہے، ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں، تو نے ان کو بھلا دیا، آج تجھے بھی بھلا دیا جائے گا''

چنانچہ قیامت کے دن اس کی بینائی نہیں ہوگی، اس کے پاس روشنی نہیں ہوگی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب ایمان والے اٹھیں گے تو جن اعضاء سے وضو کرتے تھے وہ اعضا نورانی ہوں گے (صحیح مسلم)۔ چہرہ پرنور ہوگا، ہاتھ کہنیوں تک نور والے ہوں گے، پاؤں نور والے ہوں گے، ان کے سروں کے اوپر

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی روشنی ہوگی۔ چنانچہ جب وہ پل صراط سے گزرنے کے لیے اور جنت کی طرف جانے کے لیے چلیں گے تو روشنی ان کے سروں پہ ہوگی جس میں ان کو راستہ نظر آتا جائے گا، اور وہ راستہ دیکھ کر چلتے چلے جائیں گے۔ مگر کفار اور منافقین ایسے ہوں گے کہ ان کے سروں پر روشنی نہیں ہوگی، ان کی بینائی چھن چکی ہوگی۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ﴾ (الحدید:۱۲)

''تو اس دن دیکھے گا کہ مومن مرد اور عورتوں کو کہ ان کا نور ان کے آگے اور داہنی جانب دوڑتا ہوگا''

اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے یہ کہیں گے:

﴿انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ﴾ (الحدید:۱۳)

''ذرا ہماری طرف بھی توجہ کیجیے تاکہ ہم بھی آپ کے نور سے فائدہ اٹھالیں''

﴿قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا﴾

''کہا جائے گا واپس دنیا میں لوٹ جاؤ اور نور کو تلاش کرو''

انہیں کہا جائے گا، دنیا میں جاؤ، یہ روشنی تو دنیا سے ملی تھی۔ یہ تو ایمان کی روشنی ہے جو ایمان والوں کے سر پہ ہے۔ تم نے دنیا میں رہتے ہوئے ایمان کو قبول نہ کیا تمہارے لیے یہ روشنی نہیں ہوگی۔ چنانچہ یہ آدمی قیامت کے دن بھی اندھیرے میں ہوگا، پھر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

نعمتوں کے غلط استعمال کی سزا......جہنم:

جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے مختلف ہے۔ دنیا کی آگ تو جہاں بڑھتی جائے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہاں روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے، مگر جہنم کی آگ اس سے مختلف ہے۔ جہنم کی آگ جہاں جتنی زیادہ ہوگی اتنا وہاں اندھیرا زیادہ ہوگا۔ چنانچہ جب اس آدمی کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو جہنم میں بھی یہ کچھ نہیں دیکھ سکے گا۔ کیوں؟ موت سے پہلے اس نے اپنی نگاہوں کو غلط استعمال کیا تھا، اللہ رب العزت نے اس نعمت کو چھین لیا۔ نہ قبر میں ملی، نہ حشر میں ملی۔ اسے یہ بینائی تب عطا کی جائے گی جب ثابت کرے گا کہ میں نے اس بینائی کو صحیح استعمال کیا تھا۔ اگر بینائی کو غلط استعمال کر کے چلے گئے، تو یہ نہ قبر میں ہوگی، نہ آخرت میں ہوگی، نہ جہنم میں۔

یہی حال دوسری نعمتوں کا بھی ہوگا۔ آج سوچیے تو سہی! دنیا میں کتنے ناز و نعمت کے اندر پل کر زندگی گزارتے ہیں، عورتیں ذرا سی گرمی ہو تو خوشبوئیں لگاتی ہیں کہ جی پسینے کی بو نہ آئے۔ خوشبوئیں اس لیے استعمال کرتی ہیں کہ مہک کسی کو بری محسوس نہ ہو۔ ذرا کسی جگہ سے بدبو آرہی ہو وہاں جانا گوارا نہیں کرتیں۔ اپنے گھروں میں خوشبوئیں چھڑکتی ہیں، اپنے کپڑوں میں خوشبوئیں لگاتی ہیں، اس لیے کہ بدبو برداشت نہیں ہوتی۔ مگر اے اللہ کی بندی! اگر تو نے دنیا میں نیکی نہ کی تو خوشبوئیں لگا کر یہاں تو زندگی گزار لے گی، جب تو آخرت میں جائے گی تو تجھے جہنمیوں والا کپڑا پہنایا جائے گا۔ فقہا نے لکھا کہ اگر دنیا کے سارے جانور، چرند پرند، ہاتھی، گھوڑے، بیل، مچھلیاں، حتیٰ کہ سارے کے سارے جانداروں کو جس میں انسان بھی شامل ہیں ایک میدان میں جمع کر دیا جائے اور ان کو موت دے دی جائے اور ان کی لاشیں وہیں پڑی سڑ جائیں، جتنی بدبو اس میدان میں ہوگی جہنمی کے کپڑوں میں بدبو اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ اب سوچیں! اگر ایک کتا مر جائے تو کتنی بدبو ہوتی ہے! گلی میں سے گزرا نہیں جاتا۔ اگر گدھا مرا پڑا ہو، کتنی بدبو ہوتی ہے؟ کئی کئی گز دور تک کھڑا

نکلیں ہوا جاتا، اتنا تعفن ہوتا ہے، آدمی اگر قریب سے گزر جائے، کتنے گھنٹے بیزاری رہتی ہے۔ اب سوچئے تو سہی! اگر ساری دنیا کے گدھے کسی جگہ مرے پڑے ہوں تو وہاں کتنا تعفن ہوگا!

اب سوچئے! کہ دنیا کے اندر خوشبوئیں لگا کر وقت گزار لیا، مگر آخرت میں جا کر اگر جہنمیوں والے کپڑے پہنا دیے گئے تو پھر کیا حشر ہوگا؟

نعمت کے صحیح استعمال کا انعام..... جنت:

وہاں اگر یہ انسان ثابت کر دے گا، اے اللہ! میں نے دنیا میں یہ اچھے کپڑے پہنے، میں نے نمازیں پڑھیں، میں نے تلاوت کی، میں نے نیکی کی، میں پردے میں رہی، اگر اس نے ثابت کر دیا کہ اس نے ان کپڑوں کو پہننے کا حق ادا کیا، تب اللہ رب العزت اس کو آخرت میں دنیا سے بھی بہتر کپڑے عطا فرمائیں گے۔ اتنے اچھے کپڑے ہوں گے کہ قرآن پاک میں آتا ہے:

﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ﴾ (الحج: ۲۳)

''اور ان کا لباس ریشم کا ہوگا''

جنتیوں کو ریشمی لباس پہنائے جائیں گے۔ دنیا میں تو کوئی دو رنگ کا لباس پہنتا ہے، کوئی چار رنگ کا۔ زیادہ سے زیادہ کوئی دس پندرہ رنگ کا لباس پہن لے گی، بڑی سے بڑی کوئی شوقین ہو تو وہ بیس رنگوں کا کپڑا پہن لے گی، مگر آخرت کے لباس عجیب ہیں۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ایک جنتی عورت جو کپڑا پہنے گی تو اس کے کپڑوں میں سے ستر ہزار رنگ جھلکتے ہوں گے۔

اب سوچئے تو سہی! کہ اگر بینائی کو صحیح استعمال نہ کیا تو جہنم میں بھی جائے گی،

www.besturdubooks.wordpress.com

چٹائی بھی نہیں ملے گی اور بدبودار کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اور اگر نیکی پر زندگی گزاری تو جنتیوں کا لباس پہنایا جائے گا۔ دنیا میں تو عام سے کپڑے پہنے، دنیا میں تو پانچ دس رنگوں والے کپڑے پہنے مگر آخرت میں ایسی پوشاک اللہ پہنائیں گے کہ جس کی وجہ سے جنتی عورت کے کپڑوں میں سے ستر ہزار رنگوں کی جھلک آئے گی۔ اور جنتی عورت کو اللہ رب العزت اتنی خوبصورتی عطا فرمائیں گے کہ روایات میں آتا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی انگلی آسمانِ دنیا سے نیچے کر دے تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے، اگر وہ کھارے پانی میں تھوک ڈال دے تو کھارا پانی میٹھا ہو جائے، اگر اپنے پلو کو وہ زمین پر لٹکا دے تو مردے زندہ ہو جائیں۔ اتنی اللہ تعالیٰ نے اس کو حسن و خوبی عطا کی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایمان والی عورت جو جنت میں پہنچے گی اسے اللہ اتنی خوبصورتی عطا کریں گے کہ جنت کی حوریں ستر سال تک اس عورت کے چہرے کو دیکھتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس کو اتنی خوبصورتی عطا فرمائیں گے کہ جنت کی حوریں ستر ستر سال تک ان کے چہروں کو دیکھتی رہیں گی۔ اور جنتی عورتیں ایسی ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ ستر ستر ہزار حوریں اس کو نوکرانیوں کے طور پہ عطا فرمائیں گے۔ اب دیکھیے کہ ایک عورت کو یہ کیسی شاہی عطا کی جائے گی۔ اب دنیا کی شاہی اچھی ہے یا آخرت کی بادشاہی اچھی ہے؟

آخرت میں محلات ہوں گے، دنیا میں کوئی انسان گھر بنا بھی لے زیادہ سے زیادہ کیا کرے گا؟ چپس کا بنوا لے گا یا سنگ مرمر لگوا لے گا اور کسی نے بڑی چھلانگ لگائی تو چلو شیشے کا گھر بنوا لے گا، موتی کی طرح چمکتا گھر بنوا لے گا، مگر پھر بھی یہ مکان دنیا کا ہے، فانی ہے۔ آخرت کا مکان ایسا ہے بعض خوش نصیب عورتیں ایسی ہوں گی جن کے بارے میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب ان کے نامۂ اعمال کو

دیکھیں گے، ان کی نیکیوں سے، ان کی پاکدامنی سے اتنے خوش ہوں گے کہ جنت میں اس کو ایک ہیرے سے بنا ہوا بے جوڑ مکان دیا جائے گا جو پوری دنیا سے بھی دس گنا زیادہ بڑا ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنی عزت کی حفاظت کرنے والی تھیں، وہ غیرت سے زندگی گزارنے والی تھیں۔ آپ بتائیے کہ ہیرے کا بنا ہوا مکان جس کے اندر جوڑ بھی نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ اس ایمان والی اور پاکدامن عورت کو جنت میں عطا فرمائیں گے۔ تو آج دنیا کی نعمتیں عارضی ہیں، بالآخر چھین لی جائیں گی، انسان آخرت کی اہمیت کو سامنے رکھے، وہاں جب ہم پہنچیں گے تو جو نعمتیں دی جائیں گی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عطا کی جائیں گی۔

آج وقت ہے:

آج ہم آخرت کی تیاری کو ٹالتے رہتے ہیں، آج کرلیں گے، کل کرلیں گے، آج اور کل کرتے کرتے ہماری زندگی کا وقت گزرتا چلا جاتا ہے اور اسی طرح انسان کی موت کا وقت آجاتا ہے۔ جب موت کا وقت آجائے پھر تو اس وقت انسان کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ اس کی مثال تو ایسے ہوئی کہ بارات تو گھر پہنچ گئی اور لڑکی والے تو لڑکی کے کان سلوانے گئے ہوئے تھے۔ اس کو کون عقل مند کہے گا، اسی طرح ملک الموت تو آیا بیٹھا ہوتا ہے اور بندے نے ابھی تیاری کرنی ہوتی ہے، اپنے کاموں کو سمیٹنا ہوتا ہے۔ اس کو کون عقلمند کہے؟ اسی لیے فرمایا گیا کہ تم دنیا میں ہر وقت موت کے لیے تیار رہو، معلوم نہیں کس وقت موت آجائے۔

جو انسان نمازیں پڑھے گا، نیکی کرے گا، سچ بولے گا، غیبت سے بچے گا، دوسروں پر بہتان نہیں لگائے گا، عیب گوئی سے اور عیب جوئی سے بچے گا، اللہ رب

www.besturdubooks.wordpress.com

العزت اس کو اچھی موت عطا فرمائیں گے۔ اچھی موت آتے ہی اس کو شادی نصیب ہو جائے گی، اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جائے گا۔ بلکہ جب یہ اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔ جب جنت میں جائیں گے۔

﴿وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ﴾ (الرعد:۲۳)

ہر دروازے سے فرشتے داخل ہوں گے۔

سلوٹ مار یں گے کہیں گے:

﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ﴾ (الرعد:۲۴)

تم پر سلامتی ہو، تمہیں شاباش ہو، کیسی جیند سے رہو، تم یں چنگی زندگی گزار کے آئے۔ گویا فرشتے ان کو مبارکیں دیں گے اور ان کو سلام کریں گے۔

نعمتوں کا صحیح استعمال، نعمتوں کے اضافے کا ذریعہ ہے:

پھر یہ لوگ جنت میں جائیں گے، اللہ رب العزت فرمادیں گے: اے میرے بندو! میں نے اب تک تمہیں جتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں، یہ ہمیشہ ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گی اور اس کے بعد تم سے ہم ان نعمتوں کو کبھی واپس نہیں لیں گے۔ تو موت کی انسان تیاری کر لے، تاکہ اللہ رب العزت کے ہاں کامیابی ہو جائے۔ زندگی بہر حال گزر جاتی ہے، انسان اگر غفلت میں بھی دن گزار لے گا تو بھلا کتنے دن غافل رہے گا، بالآخر انسان نے دنیا میں بوڑھا ہونا ہے، بالآخر مال اپنا نہیں رہتا، طاقت اپنی نہیں رہتی، انسان آج جوان ہے کل بیماریوں کا مجموعہ ہے۔

اے جوان لڑکی! ذرا بوڑھی عورت کو غور سے دیکھنا، جس کے چہرے پہ جھریاں پڑ جاتی ہیں، یہ تمہارے لیے عبرت ہے، تمہاری جوانی ہمیشہ ساتھ نہیں رہے گی۔ اگر تم

www.besturdubooks.wordpress.com

زندہ رہی، ایک وقت آئیگا، اسی طرح تمہاری بھی کمر جھک جائے گی۔ تم بھی ہڈیوں کا ڈھانچا ہوگی، تمہارے چہرے پہ بھی جھریاں ہوں گی، سارے بال سفید ہوں گے، بینائی ختم ہو جائے گی، نظر آنا بند ہو جائے گا۔ پھر کھاؤ گی تو ہضم نہیں ہوگا، اٹھو گی تو چلنے پھرنے کی طاقت نہیں ہوگی، ڈھانچہ بن کر بستر پہ پڑی ہوگی۔ جب انسان کا اخیر ایسا ہے تو کیوں نہ پھر وہ اپنی جوانی کے اندر نیکی کر لے، بھاگ بھاگ کے نیکی کرے۔

آج میری بہن تیرا وقت ہے، اللہ نے تجھے طاقت دی، قوت دی، تو نمازیں پڑھ لے، تہجد پڑھ لے، بھاگ بھاگ کر نیکی کر لے۔ آج تیری بینائی سلامت ہے، ایک پارہ پڑھ لے، سات پارے پڑھ لے، تیرے اختیار میں ہے۔ کل جب تیری بینائی چھین لی گئی، کبھی ایک آنکھ پر سفید موتیا کبھی دوسری آنکھ پہ کالا موتیا۔ پھر تو قرآن پڑھنا بھی چاہے گی قرآن پڑھ نہیں سکے گی۔ پھر ایک وقت آئے گا، تو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائے گی، کھڑے ہو کے نماز پڑھنا چاہے گی پڑھ نہیں سکے گی، کتنی نیکیوں سے محروم ہو جائے گی۔ بجائے اس کے کہ تو ایسے وقت کو پہنچے، آج اللہ نے تجھے نعمت دی جوانی والی، صحت والی، اس وقت سے فائدے اٹھاتے ہوئے، اپنے آپ کو اللہ کی عبادت میں لگا دے۔ نبی ﷺ پر درود شریف پڑھا کر، تاکہ قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب ہو۔ استغفار کی تسبیح کیا کر! تاکہ گناہوں کی میل دل سے اتر تی چلی جائے اور دل دھلتے چلے جائیں۔

دل آنسوؤں سے دھلتا ہے:

کتنی عجیب بات ہے، اے میری بہن! اپنے گھر کو روزانہ صاف کرتی ہے، تاکہ اچھا نظر آئے، تیرا دل بھی تو اللہ کا گھر ہے، کبھی تو اس میں بھی جھاڑو لگا دیا کر، کبھی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اسکی بھی صفائی کر دیا کر۔ یاد رکھ لے! تیرا دنیا کا گھر پانی سے دھلتا ہے، مگر اللہ کا گھر (دل) تیرے آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں سے دھلتا ہے۔ جب تو گناہوں کو یاد کر کے اللہ کے سامنے توبہ کرے گی، تنہائی میں بیٹھ کر روئے گی، تیرا دل دھلتا چلا جائے گا۔ یہ تیری آنکھ سے ندامت کے آنسو نکل کر تیرے دل کو دھو رہے ہیں۔ تو اپنا گھر دھو کر خوش ہوتی ہے، آج تو اپنی آنکھوں سے آنسو بہا، اپنے گناہوں پہ نادم ہو، اپنے دل کو دھو لے، تاکہ اللہ کے گھر کو بھی تو صاف کرلے اور اسے اللہ کے حضور پیش کر سکے۔ اللہ کی نظر تو اپنے گھر پہ رہتی ہے۔ اللہ تیرے دنیا کے گھر کو نہیں دیکھتے، تو کچے مکان میں رہے، یا سنگ مرمر کے مکان میں رہے، اللہ کے لیے برابر ہے، اللہ تیرے دل کو دیکھتے ہیں۔ تو نے یک معمولی کپڑے میں وقت گزار لیا یا تو نے بڑے ریشمی کپڑوں میں وقت گزار لیا، اللہ رب العزت تو تیرے دل کو دیکھیں گے، اگر تیرا دل صاف ہے تو اللہ کے ہاں بڑی عزت والی، اللہ کے ہاں بڑی قدر والی، اللہ کے ہاں بڑے مرتبے والی ہے، بلکہ عورتیں اگر نیکی کرتی کرتی آگے بڑھ جاتی ہیں تو ایسا بھی وقت آتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے اولیا میں شامل فرما لیتے ہیں۔ تو آج وقت ہے ہم نیکی کر کے اللہ رب العزت کو منا لیں اور اللہ رب العزت کی رضا کو حاصل کر لیں، ورنہ یہ وقت بھی ہمارے ہاتھوں سے چلا جائے گا۔

عیب گوئی اور طعنہ زنی کا انجام:

آج اکثر دیکھا گیا عورتوں کا زیادہ تر وقت باتوں میں گزرتا ہے۔ کسی کا گلہ کر لیا، کسی کا شکوہ کر لیا، کسی پر بہتان لگا دیا، کسی کا عیب بیان کر دیا۔ قرآن پاک کی ایک چھوٹی سی سورت ہے، میں آج اس سورت کا ترجمہ اور تھوڑی سی تفصیل آپ کو سنا دیتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں تا کہ آپ کو احساس رہے کہ یہ جو ہم گلے کرتے ہیں، غیبتیں کرتے ہیں، چغل خوریاں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو یہ کتنی ناپسندیدہ ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾

''خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے، ہر عیب چننے والے کے لیے''

اس میں دو بندوں کی بات کی گئی۔ ایک عیب چننے والا، اور دوسرا طعنہ دینے والا۔ یہ ایک بیماری نہیں، یہ دو بیماریاں ہیں۔ عیب چننا ایک بیماری ہے، لوگوں کو طعنے مارنا یہ دوسری بیماری ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں دو لفظ استعمال فرمائے ﴿هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ عیب چننے والا اور طعنہ دینے والا ان کے لیے بربادی ہے۔ ایک عیب جو ہوا کرتا ہے، ایک عیب گو ہوا کرتا ہے۔ دونوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ خرابی ہے، بربادی ہے۔ ویل کا مطلب بربادی ہوتا ہے۔

عورتوں کو اکثر دیکھا گیا کہ ان کے سامنے کسی کا تذکرہ ہو، فلاں عورت کتنی اچھی ہے، کہیں گی: ہاں! مگر اس کو تو کپڑے پہننے کا سلیقہ نہیں۔ کبھی کہیں گی: مگر اس کو تو کھانا پکانے کا سلیقہ نہیں۔ کبھی کہیں گی: گھر تو اس نے عجیب سا بنا رکھا ہوتا ہے۔ کبھی کوئی بات کر ماریں گی، کبھی کوئی بات کر ماریں گی۔ آزما کر دیکھ لیں! یہ اپنے سامنے چاہے عورتوں ہی میں کیوں نہ بیٹھی ہوں کسی کی تعریف برداشت نہیں کر سکتیں۔ معلوم نہیں یہ کیوں ہضم نہیں ہوتی، ضرور کوئی نہ کوئی الٹی سیدھی بات کر ماریں گی۔ یہ عیب چننا ہوا اور اگر کسی کے خلاف کوئی بات زبان سے کر بھی دی تو یہ طعنہ دینا ہوا۔ جو بھی عورت طعنہ دے گی، بولی مارے گی، جیسے آپس میں بیٹھ کر کہتی ہیں: ''میں نے بھی اسے کھری کھری سنا دی'' یہ ساری کی ساری طعنہ دینے والی باتیں ہوتی ہیں۔ یا کہا: ''میں نے پھر اس کو جتلا دیا کہ میں یہ بھی جانتی ہوں'' یہ عیب چننے والی باتیں ہیں، دونوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ویل ہے، بربادی ہے ان کے لیے۔

مال کی محبت کا انجام:

پھر فرمایا: جو بندہ ایسا ہو اس کو مال سے محبت ہوتی ہے۔

﴿الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ﴾

''جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا''

اب آج کے دور میں ہم اگر مال اور پیسے کو اتنا سمیٹ کر نہیں رکھ سکتے کہ ہوتا نہیں۔ لیکن ذرا زیور کا اندازہ لگا لیجیے! کون سی عورت ہوگی جو سنبھال کر نہیں رکھتی۔ سینوں سے لگا کے رکھتی ہیں، چھپا چھپا کے رکھتی ہیں، پہننے کا موقع بھلے سال میں ایک مرتبہ آئے مگر رکھتی ضرور ہیں۔ زیور تو رکھ لیے مگر زکوۃ ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، اگر زکوۃ ادا کر لی ہیں تو یہ مال پاک ہو گیا۔ اس کا بوجھ کوئی نہیں اور اگر زیور کی زکوۃ نہ دی پھر یہ مال وبال ہے۔ یہ مال قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرما دیں گے وہ اس سونے کو سلاخیں بنا دیں گے ان سلاخوں کو جہنم کی آگ میں تپائیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ﴾ (توبہ: ۳۵)

''اس کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر ان کے ماتھوں کو داغا جائے گا، پھر ان کے پہلوؤں کو داغا جائے گا، پھر ان کی پیٹھوں کو داغا جائے گا۔''

اور کہا جائے گا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾

”یہ ہے وہ مال جسے تم اپنے لیے جمع کر کے رکھتی تھی، اب چکھو مزا تم جسے دنیا میں جمع کر کے رکھتے تھے“

آج تمنائیں ہوتی ہیں، ایک انگوٹھی اور بنا لیں، ایک لاکٹ اور بنا لیں، فلاں چیز اور بنا لیں۔ ٹھیک ہے اگر اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو بناؤ، مگر اس کی زکوۃ بھی ادا کرو! یہ کیا ہوا کہ مال بنانے میں، سونا بنانے میں تو آدمی بڑھ چڑھ کے قدم آگے رکھے، زکوۃ دینے کا وقت آئے تو یاد بھی نہ ہو کہ زکوۃ کب دی تھی۔ پھر ایسی صورت میں یہ انگوٹھی تیرے لیے بچھو بنا دی جائے گی، یہ تیرے گلے کا ہار، تیرے گلے کا سانپ بنا دیا جائے گا، یہ تیرے ماتھے پہ ٹکہ تیرے لیے اژدھا بنا دیا جائے گا۔ پھر سوچ! جہنم میں تیرا کیا معاملہ ہو گا؟ آج تو کہتی ہے کہ زیور زیادہ ہو، کل یہ جب بچھو، سانپ بن جائیں گے، تیرے لیے جان کا وبال بن جائیں گے، پھر وہاں تیرا کیا معاملہ ہو گا؟

مال کی زکوۃ ادا کریں:

تو اگر اللہ تعالیٰ مال عطا کریں، یہ اللہ کی نعمت ہے، چاہیے کہ اس کی زکوۃ ادا کی جائے۔ کچھ عورتوں کو دیکھا، ان کو غلط فہمی ہوتی ہے، کہتی ہیں کہ مال ہے تو سہی مگر خاوند اس کی زکوۃ دیتا ہی نہیں۔ سبحان اللہ! جب زیور کا معاملہ آیا تو مالک تو بن کر بیٹھ گئی اور جب زکوۃ دینے کا وقت آیا تو پھر خاوند کا نام لیتی ہے۔ ہاں! خاوند اگر دے دے، یہ اس کا تیرے اوپر مہربانی ہے ورنہ جس کی ملکیت ہو اسی کو زکوۃ دینی لازمی ہے۔ اگر خاوند کی ملکیت ہے تو خاوند کو زکوۃ دینی پڑے گی۔ اگر اس نے بیوی کو دے دیا تو اب

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی کی ملکیت ہے۔ شریعت کہتی ہے کہ بیوی کو اس کی زکوۃ دینی چاہیے۔ اگر جیب خرچ لیتی ہے اور پیسے بچا بچا کے اپنی ضرورت کی باقی چیزیں خرید سکتی ہے تو اس کو چاہیے کہ یہ اسی طرح پیسے بچائے اور اپنی زکوۃ کے پیسے اکٹھے کر کے زکوۃ ادا کرے، تا کہ اس کا مال پاک ہو جائے اور کل قیامت کے دن یہ مال اس کے لیے سانپ بچھو نہ بن جائے۔ تو اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ جس طرح انسان پر نماز فرض ہے، اسی طرح بندے کے پاس مال ہو، سونا ہو اور اتنی مقدار ہو جو شریعت نے متعین کر دی تو پھر اس کی زکوۃ بھی انسان کے اوپر فرض ہوتی ہے، اس کا دینا بھی ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان باتوں کا خیال کر لیں اور زکوۃ کے مسائل علما سے پوچھیں۔ آج دنیا کی باتیں ہم پوچھنے کے لیے، کھوج کرید کرنے کے لیے کیا کچھ کرتے ہیں، اسی طرح ہمیں چاہیے کہ ہم ان مسائل کو سیکھیں۔ ہر عورت کو چاہیے کہ وہ زکوۃ کے مسائل کو سیکھے، وہ سجدہ سہو کے، نماز کے مسائل کو سیکھے۔ کتنی عورتیں ہیں، سجدہ سہو کا پتا نہیں کیسے کرنا ہے، نمازیں نہیں پڑھتیں، پرواہ نہیں ہوتی، زکوۃ نہیں دیتیں پرواہ نہیں ہوتی، تو میری بہن یہ وقت ہمیشہ نہیں رہے گا۔ آج تو اپنی مرضی کر رہی ہے، کل جب اللہ کے حضور پہنچے گی تو پھر تیرے ساتھ وہ معاملہ ہوگا جو اللہ کی مرضی ہوگی۔

سانپ اور بچھوؤں کی غاریں:

بلکہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ بعض ایسے لوگ ہوں گے دنیا میں من مانی کرنے والے، مال کو جمع کر کر کے رکھنے والے کہ ان کو قیامت کے دن جہنم کے ایسے حصے میں ڈالا جائے گا جس میں کچھ غاریں بنائی ہوئی ہیں۔ ایک غار ایسی ہے جس میں سانپ ہی سانپ ہوں گے۔ جیسے سویاں رکھ دی

www.besturdubooks.wordpress.com

جائیں اور وہ ایک دوسرے کے اوپر پڑی ہوئی ہوتی ہیں، اسی طرح سانپ ایک دوسرے کے اوپر پڑے ہوئے ہوں گے۔ کچھ غاریں ایسی ہوں گی جن میں بچھو رکھے ہوئے ہوں گے، بڑے بڑے بچھو ہوں گے۔ وہ کتاب میں لکھتے ہیں: بعض بے نمازی گناہگار قسم کے لوگ ایسے ہوں گے اللہ تعالیٰ بچھوؤں کی غاریں اس کو دھکا دلوا دیں گے اور اس کے دروازے کو بند کر دیں گے۔ بچھو اس کے جسم پر چڑھ دوڑیں گے اس طرح اس کے جسم پر بیٹھیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں چھتے پر بیٹھ جاتی ہیں، اتنے بچھو ایک وقت میں کاٹیں گے۔ وہ روئے گا، چلائے گا، اسے تکلیف ہوگی کوئی مدد کو نہیں آئے گا۔ غار کا دروازہ بند کر دیا گیا ہوگا۔ ایک بچھو نہیں کتنے ہی بچھو چڑھے ہوئے ہیں اور شہد کے چھتے پر جیسے مکھیاں بیٹھی ہوئی ہوتی ہیں، اس طرح بچھو جسم پر چڑھ جائیں گے اور اسے کاٹیں گے۔ پھر یہ روئے گا، اتنا روئے گا کہ بعض روایات میں آتا ہے رو رو کر یہ حال ہوگا کہ اس کی آواز یوں نکلے گی جیسے دور سے کتوں کے بھونکنے کی آواز ہوتی ہے۔ اب سوچیے! آج اگر نمازیں نہ پڑھیں، نیکی نہ کی اور جہنم کے اس غار میں ڈال دیا گیا تو پھر وہاں کیا معاملہ ہوگا؟ آج کسی لڑکی سے پوچھیے! آپ کو کوئی بھڑ کاٹ لے تو کیا حال ہوتا ہے؟ بیچاری معلوم نہیں کتنے گھنٹے تک تڑپتی رہے گی کہ بھڑ نے کاٹ لیا اور اگر بچھو کاٹ لے کتنے گھنٹے روتی رہے گی کہ بچھو نے کاٹ لیا۔ تو قیامت کے دن جہنم کے بچھو کاٹیں گے اور کاٹیں گے بھی اس طرح کہ جسم کا کوئی ایک انچ بھی نہیں بچے گا۔ جہاں ڈنک نہ لگ رہا ہو، سوچیے! پھر کتنی تکلیف ہوگی۔ ہمیں چاہیے کہ آج اس کا خیال کر لیں، نیکی اور نمازوں پر اپنا وقت گزار لیں، تاکہ اللہ رب العزت آخرت میں ہمیں سرخرو فرما دیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دلوں کو جلانے والی آگ:

پھر فرمایا:

﴿یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ﴾

''تو خیال کرتا ہے کہ اس کا مال صدا اس کے ساتھ رہے گا''

یہی بڑا دھوکا ہوتا ہے۔ فرمایا:

﴿كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ﴾

''ہرگز نہیں وہ پھینکا جائے گا اس حطمہ میں۔''

﴿وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ٥ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ﴾ (همزة)

''تو کیا سمجھتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ وہ روندنے والی ہے جو جھانک لیتی ہے دل کو''

چنانچہ فرمایا گیا: جو عورت یا مرد دوسروں کی غیبت کریں گے، یا دوسرے پر طعن کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں ڈالیں گے۔ صرف یہی نہیں کہ جہنم میں ڈالیں گے، بلکہ جہنم میں آگ کے بنے ہوئے ستون ہوں گے، ان ستونوں سے باندھ دیا جائے گا اور پھر ایک آگ ان کی طرف ڈالی جائے گی، وہ آگ ایسی ہوگی جو انسان کے دل کو جلائے گی۔ عجیب بات ہے یہ دوسروں کے دل دنیا میں جلاتا تھا، اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کے دل کو جلائیں گے۔ تو آج غیبت کرنا، عیب چننا آسان ہے، کل قیامت کے دن عذاب سہنا یہ بڑا مشکل کام ہے۔

عبرت حاصل کرو:

ہمیں چاہیے کہ ہم آج موت کی تیاری کرلیں، ایسا نہ ہو کہ قبر میں بے یارو

www.besturdubooks.wordpress.com

مددگار پڑے ہوئے ہوں۔ کوئی مدد کے لیے آنے والا نہ ہو۔ قبر کو عبرت کی نگاہ سے دیکھیں! ذرا غور تو کرو! کتنے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے، بلکہ انسان اپنے عزیز و اقارب کے بارے میں سوچے کہ کس طرح چارپائی پر لے جا کر ان کو مٹی میں دبا دیا۔ کتنے اعلیٰ منصوبوں اور شکلوں کے باوجود مٹی نے ان کی شکلوں کو پلٹ دیا۔ کس طرح بیوی کو بیوہ، بچوں کو یتیم اور عزیز و اقارب کو سوگوار چھوڑ کر چل دیے۔ ان کے سامان، ان کے کپڑے، ان کے مال پڑے رہ گئے۔ کس طرح محفلوں میں وہ قہقہے لگاتے تھے، آج خاموش پڑے ہیں۔ کس طرح لذتوں میں مشغول تھے، آج کیڑوں کی غذا بن گئے، کس طرح نرم بستروں پر سوتے تھے، آج مٹی میں دبے پڑے ہیں۔ کس طرح موت کو بھلا رکھا تھا، آج موت کا لقمہ بن گئے۔ کیسے دنیا کے دھندے میں مشغول تھے، آج ہاتھ الگ پڑے ہیں، پاؤں الگ پڑے ہیں، بدن میں بدبو پڑ گئی، زبان کو کیڑے چمٹ رہے ہیں، آنکھیں رخساروں پر ڈھلک گئیں۔ کیسے کھلکھلا کر ہنستے تھے، آج دانت گرے پڑے ہیں۔ کیسی تدبیریں باندھتے تھے، موت سر پر کھڑی تھی، مرنے کے دن قریب تھے، مگر وہ موت کو بھول چکے تھے۔ جب ہمیں دنیا سے جانا ہی ہے ہمیں چاہیے کہ ہم موت کی تیاری کر لیں۔ یہ نہ ہو کہ یہ وقت ہاتھ سے نکل جائے۔ اگر یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا تو بہت بڑا نقصان ہوگا۔

آج توبہ کر لیں:

ہمیں چاہیے کہ ہم پچھلے گناہوں سے معافی مانگیں، اور اللہ رب العزت کے سامنے توبہ تائب ہوتے ہوئے آئندہ زندگی نیکوکاری پر گزارنے کا ارادہ کر لیں۔ اللہ رب العزت بڑے کریم ہیں، بندہ جب سچی توبہ کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کو معاف فرما دیتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں اس کے گناہوں کو اس کی نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں آخرت کی تیاری کی توفیق نصیب فرما دے اور اللہ رب العزت دنیا میں بھی سرخروئی عطا فرما دے، آخرت کی بھی سرخروئی عطا فرما دے اور آج تک جو گناہ ہوئے ان کو معاف فرما دے۔ یہ پہاڑوں کے برابر بڑے بڑے بوجھ جو ہم نے سر پہ اٹھا لیے، اللہ رب العزت ہماری توبہ کو قبول کر کے ان بوجھوں سے نجات دلا دے۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنی رضا نصیب فرما دے اور اپنے چاہنے والوں میں شمار فرما دے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم: ۷)

نعمتوں کا شکر ادا کیجیے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 23 دسمبر 1996ء بروز پیر شعبان ۱۴۱۷ھ

مقام: جامع مسجد تقویٰ جھنگ شہر

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

میرے دوستو! ہم اللہ رب العزت کے شکر گزار بندے بن کر زندگی گزاریں۔ ہم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو دیکھیں! اس نے ہمیں کیسی کیسی نعمتیں عطا کیں اور مزے کی بات یہ کہ اس نے یہ تمام نعمتیں بن مانگے عطا کیں۔ اگر وہ مالک ہمیں آنکھیں نہ دیتا تو کیا ہم آنکھوں کا مطالبہ کر سکتے تھے؟ ہمیں وہ زبان نہ دیتے ہم زبان کا مطالبہ کر سکتے تھے؟ اگر وہ سماعت چھین لیتے ہم کوئی مطالبہ کر سکتے تھے؟ اگر وہ پاؤں میں کوئی نقص پیدا کر دیتا ہم کوئی مطالبہ کر سکتے تھے؟ اس مالک نے ہمیں بن مانگے اپنی رحمت سے یہ نعمتیں عطا کر دیں، ہم کاش ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے۔!

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

نعمتوں کا شکر ادا کریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ○ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ○ (الکہف)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان اللہ کی تخلیق کا شاہکار:

انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا کرشمہ ہے۔ یہ چھوٹا سا انسان اپنے اندر ایک دنیا سموئے ہوئے ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے روزانہ لاکھوں ڈاکٹر، سائنسدان، اپنی لیبارٹری میں اپنے کمپیوٹروں کے ذریعے، اپنے تعلیمی اداروں میں، اس کی تفصیلات کو سمجھنے کے لیے دن رات ایک کر رہے ہیں۔ ابھی تک اس کی پوری تفصیلات کو نہیں سمجھ سکے۔

آنکھ، کان کی تفصیلات:

یہ آنکھ اتنی چھوٹی سی ہے، اس کی تفصیلات کو سمجھتے سمجھتے ڈاکٹروں کی زندگیاں گزر جاتی ہیں، لیکن اس کی تفصیلات مکمل نہیں ہوتی۔ یہ دانت اتنا چھوٹا سا ہے، لیکن ڈاکٹروں کی پوری زندگی اس دانت کی سائنس کو سمجھنے میں گزر جاتی ہے اور پھر بھی ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کو پوری سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ کان کتنا چھوٹا سا ہے، وہ ساری زندگی اس پر غور کرتا رہتا ہے، پھر بھی کہتا ہے کہ اس کی تفصیلات کو پوری طرح سمجھ نہیں سکا۔

دل کی تفصیلات:

دل انسان کے جسم کا ایک چھوٹا سا عضو ہے، مگر اس کی تفصیلات کو سمجھنے کے لیے انسان کو پوری زندگی لگانی پڑتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ ہارٹ اٹیک کو ڈاکٹر ایک بیماری سمجھتے تھے، اب جتنی تفصیلات سامنے آتی گئیں، اس کی اسپیشلائزیشن مختلف ہوتی گئی۔ اس وقت دل کے امراض کی چھ مختلف برانچیں بن چکی ہیں۔ آپ ایک دل کے ڈاکٹر کے پاس جائیں گے تو وہ کہے گا: میں ہارٹ اسپیشلسٹ تو ہوں، مگر تمہاری یہ بیماری دوسری برانچ سے تعلق رکھتی ہے، اس لیے فلاں جگہ چلے جاؤ۔

دماغ کی تفصیلات:

دماغ کتنا چھوٹا سا ہے اور اس دماغ کی تفصیلات کو سمجھنے کے لیے لاکھوں نہیں کروڑوں انسان کوشش کر رہے ہیں، مگر اس کی تفصیلات کو وہ نہیں سمجھ سکے۔ انسان کے دماغ سے اس کے جسم کے تمام اعضا میں سگنل جاتے ہیں۔ یہ بجلی کے کمزور سگنل ہوتے ہیں، یہ دماغ سے نکلتے ہیں اور جسم کے دیگر اعضا تک جاتے ہیں اور جسم کے ان اعضا کو یہ کنٹرول کرتے ہیں۔ یہ اصل میں ہمارے جسم میں وائرنگ ہوئی ہے۔ جیسے گھر کے اندر بجلی کی وائرنگ کرواتے ہیں، انسان کے جسم کے اندر اللہ رب العزت نے Nerves (رگوں) کی وائرنگ کر دی۔ یہ ایک سسٹم ہے جو کام کر رہا ہے۔ اور یہ تاریں کتنی استعمال ہوئی ہیں اور کتنی باریک استعمال ہوئی ہیں!...... اتنی باریک کہ انہیں ہم خالی آنکھ سے دیکھ نہیں سکتے۔ وہ اتنی لمبی تاریں ہیں کہ سائنس دانوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ بات لکھی کہ ان نروز کی تاروں کو اگر نکالا جائے اور جدا کیا جائے اور ایک کے ساتھ دوسری کی گرہ باندھی جائے تو اتنی لمبی ہوں گی کہ وہ پوری دنیا کا تین مرتبہ چکر لگا سکیں گی۔ اتنی تار انسان کی وائرنگ میں اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائی۔ اور اس وائرنگ سے کتنے سگنل مل رہے ہیں؟ ہمارے دماغ کو پورے جسم سے پیغام ملتے ہیں۔ پورے جسم میں اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے آلے لگا دیے جنہیں انگلش میں ''ٹرانسپونسر'' کہتے ہیں۔ کوئی ٹمپریچر محسوس کرنے کا آلہ، کوئی ذائقہ محسوس کرنے کا آلہ، کوئی اور مختلف چیزوں کو معلوم کرنے کے آلات۔ یہ آلات دماغ کو جسم کی مختلف خبریں دے رہے ہیں۔ انسان کے دماغ کو اپنے جسم سے ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ سگنل محسوس ہوتے ہیں۔ ایک سیکنڈ کتنا چھوٹا ہوتا ہے، اس ایک سیکنڈ میں پورے جسم سے ایک لاکھ پیغامات مل رہے ہوتے ہیں۔ اور انسان کا دماغ ان کو لے کر پورے جسم کو پیغامات کا جواب دے رہا ہوتا ہے۔ یہ ایک اتنا بڑا نظام ہے جو اللہ نے بنا دیا کہ اس کی بناوٹ کو سمجھنے کے لیے لوگوں نے اپنی زندگیاں صرف کر دیں، ابھی بھی وہ اس کی بناوٹ کو سمجھ نہیں سکے۔

انسان کے اندر اللہ کی نشانیاں:

یہ انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ فرمایا:

﴿وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾ (الذاریات:۲۱)

تم اپنے اندر جھانک کر کیوں نہیں دیکھتے؟

تمہیں اپنے اندر بھی میری نشانیاں دکھائی دیں گی۔ مٹی سے بنا یہ انسان جس کی ابتدا پانی کا ایک قطرہ، اور اس سے دیکھو اللہ رب العزت نے کتنا خوبصورت انسان بنا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تخلیقِ کائنات میں غور وفکر:

اگر ایک انسان کے اندر اللہ رب العزت کی اتنی حکمتیں ہیں، تخلیق کے اتنے عجیب وغریب کرشمے ہیں تو میرے دوستو! پوری کائنات میں اللہ رب العزت نے اپنی تخلیق کا کیا شاہکار پیدا کیا ہوگا! یہ آسمان جو بغیر کسی ستون کے کھڑا ہے:

﴿بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ (الرعد:۲)

''تم دیکھتے ہو اسے بغیر ستون کے کھڑا ہے''

﴿أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ﴾

''کیا یہ اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھتے؟''

﴿كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ﴾

''ہم نے اسے کیسے بنایا اور کیسے اسے (ستاروں سے) مزین کیا؟ نہیں ہے اس میں سے تمہارے نکلنے کا کوئی راستہ''

﴿وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا﴾

''زمین کو دیکھو ہم نے اسے کیسے پھیلایا؟''

﴿وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ﴾

''اور اس میں ہم نے پہاڑوں کی میخیں گاڑیں۔''

﴿وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ﴾

''اور پھر اس میں ہر قسم کی اچھی اچھی چیزیں اگا دیں''

﴿تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ﴾ (ق:۶،۷،۸)

''اس میں ہر رجوع کرنے والے کے لیے بصیرت اور نصیحت ہے''

اس میں عبرت کی باتیں اور حکمت کی باتیں ہیں، ان لوگوں کے لیے جو عبرت

www.besturdubooks.wordpress.com

حاصل کرنے والے ہیں، جو رجوع کرنے والے ہیں۔

انسان اگر ان سب چیزوں پر غور کی نظر ڈالے تو وہ حیران ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت کی قدرت کو دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اللہ تیری قدرت بھی کتنی بڑی ہے!

وائرس انسان کے لیے ذریعۂ عبرت:

اور دیکھیے! یہ کتنا بڑا نظام ہے مگر ایک چھوٹا سا جراثیم جو آنکھ کے دیکھنے سے نظر بھی نہیں آتا، وہ اگر اس جسم کے اندر گھس جاتا ہے اور اس جسم پر اٹیک کرتا ہے تو اس چھوٹے سے جراثیم کی وجہ سے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ جی وائرس آگیا ہے۔ بھئی! وائرس کیا ہوتا ہے؟ او جی! ایک جراثیم ہوتا ہے جو آنکھ سے نظر بھی نہیں آتا۔ آپ بتائیے! اتنا چھوٹا سا جراثیم جسے "وائرس" کہتے ہیں، جب اس کو اللہ کا حکم ہوتا ہے وہ وائرس انسان کی بیماری کا سبب بن جاتا ہے۔ تو اللہ رب العزت نے انسان کو اس کی اوقات بھی دکھا دی کہ دیکھو تمہیں بنایا تو ہم نے ہے، ویسے تمہارا نظام اتنا اعلیٰ لیکن ہمارے حکم میں بڑی طاقت ہے۔ جب ہمارا حکم اتنے چھوٹے سے جراثیم کو ہوتا ہے وہ تمہارے جسم کے اندر جا کر اتنے بڑے نظام کو خراب کر کے رکھ دیتا ہے۔ انسان بیمار پڑا ہوتا ہے، جی! وائرس کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ یہ اللہ رب العزت کی قدرت کے کرشمے نہیں ہیں؟ یہ چیزیں ہمیں بتاتی نہیں ہیں کہ ہم اللہ رب العزت کی طرف متوجہ رہیں؟

تخلیقِ انسانی کا مقصد:

دیکھیں! اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے، اس کے لیے تمام

www.besturdubooks.wordpress.com

سہولیات کا بندوبست فرما دیا۔ سورج کو بنایا روشنی دینے کے لیے، چاند کو بنایا، ستاروں کو بنایا، زمین کو بنایا، درختوں کو بنایا، پانی کا نظام بنایا۔ اللہ رب العزت نے پوری کائنات کو سجایا، اس انسان کے لیے۔ اور انسان کو کیوں بنایا؟ اپنے لیے بنایا۔

کسی شاعر نے کہا:

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیا کے واسطے
بحر و بر شمس و قمر ما و شما کے واسطے
یہ جہاں تیرے لیے ہے تو خدا کے واسطے

یہ سارا جہاں اللہ رب العزت نے انسان کے لیے بنایا اور انسان کو اللہ رب العزت نے اپنی عبادت کے لیے بنایا کہ یہ دنیا میں میرے حکموں کی فرمانبرداری کرے۔ میرے دوستو! ہم اس کا دیا ہوا کھاتے ہیں۔

انسان کا لقمہ بننے میں مراحل:

کبھی روٹی کے لقمے پر غور کر لیا کریں کہ یہ لقمہ جو اب ہمارے منہ میں جا رہا ہے، اس لقمے کے تیار کرنے میں کہاں کہاں کیا کیا عمل ہوتا رہا ہے۔ یہ گندم کا بیج تھا، کسی انسان نے زمین میں ہل چلایا ہوگا، یہ گندم کا بیج زمین میں ڈالا ہوگا۔ پھر اس نے اس میں پانی بھی دیا ہوگا، پھر اس نے پرندوں سے اس کی حفاظت بھی کی ہوگی، پھر زمین نے اس پر عمل کیا کہ اس کی کونپل کو باہر نکالا۔ یہ بھی اللہ کا ایک خاص قانون ہے، ورنہ منوں مٹی کے نیچے دبا ہوا یہ ایک چھوٹا سا بیج ختم ہی ہو جاتا مگر نہیں! اللہ رب العزت کی قدرت تھی، یہ چھوٹا سا بیج جس پر کئی کلو مٹی آ گئی، جو بوجھ کے اندر دبا ہوا، اس کے اندر سے کونپل نکلی، اتنی نرم کونپل کہ ایک چڑیا اسے چک لیتی ہے مگر اللہ رب العزت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس میں ایسی طاقت بنا دی، قانون ایسا بنا دیا کہ وہ نرم سی کونپل اوپر کی سخت کالی مٹی کو پھاڑتی ہوئی بالآخر زمین میں سے باہر نکلتی ہے۔ اے انسان! تیرے لیے اللہ نے کیسے کیسے کارنامے دکھائے! وہ کتنی نازک سی کونپل ہے اس کو بچہ اگر چاہے تو توڑ لے چبا اگر چاہے تو اچک لے، مگر وہ معمولی سی نرم سی کونپل اللہ کے حکم سے اوپر کو بڑھ رہی ہے، مٹی کے نیچے دبی ہوئی اس کے اوپر تہہ جمی ہوئی ہے، مگر وہ اس کو پھاڑتی ہوئی بالآخر باہر آتی ہے تو اللہ رب العزت کی طرف سے سورج کو حکم ہوتا ہے، وہ اسے دھوپ کی گرمی پہنچا رہا ہے، پھر چاند کو حکم ہوتا ہے، وہ اسے اپنی روشنی اور چاندنی پہنچا رہا ہے۔ پھر ہوا کو حکم ہوتا ہے وہ اسے اپنی خوراک پہنچا رہی ہوتی ہے، کہیں بادل پانی پہنچا رہے ہیں۔ اس کونپل پر پھر پھول لگتے ہیں پھر اس پر پھل لگتے ہیں۔ کبھی سورج آیا، اس کی گرمی نے اس کے جمال کو بڑھایا، کبھی اس کے ذائقے کو بہتر کر دیا، کبھی اس کی جسامت کو بڑا کر دیا، تو یہ پھل لگا، یہ سبزی لگی۔ دیکھنے میں کتنی خوبصورت، اس میں رنگ اچھے، اس میں ذائقہ اچھا، انسان کے لیے ان کو تیار کر دیا۔ یہ پھل تیار ہو رہے ہیں۔ پہلے یہ ایک دانہ تھا جب اوپر بڑھا، اب اس میں اتنی چیزیں استعمال ہوئیں حتی کہ اس کونپل میں سے پھر کئی کونپلیں پھوٹتی ہیں۔

﴿كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ﴾ (البقرۃ:۲۶۱)

دانا تو ایک ڈالا تھا، اس میں سے سات شاخیں پھوٹیں اور اس پر سات بٹے لگے اور ہر ایک میں سو سو دانے بنے۔ میرے بندے! جب تو نے ایک دانہ اللہ کے توکل پر زمین میں ڈالا، میں نے اس کے سات سو دانے بنا کر تیرے پاس واپس لوٹا دیئے۔ میرے بندے! تو مجھ پر یقین رکھتا ہے، میرے رزاق ہونے پر اعتماد کرتا ہے، دیکھا! میں ایک دانے کو سات سو دانے بنا کر واپس دے دیتا ہوں۔ اللہ اکبر!

www.besturdubooks.wordpress.com

اب دیکھیے! جب سات سو دانے ملے تو یہ دانے تو سیدھے منہ میں نہیں پہنچے۔ پہلے ان کو صاف کیا گیا، پھر پیسا گیا، پھر گوندھا گیا، پھر ان کی روٹی بنائی گئی جو یہ انسان کھاتا ہے۔

انسان کی ناشکری:

یہ روٹی اتنے مراحل میں سے گزر کر انسان کے ہاتھ میں آتی ہے، اور انسان اس روٹی کو کھا کر اپنے پروردگار کو یاد بھی نہیں کرتا، بلکہ جب روٹی کھا کر اپنے پیٹ کو بھر لیتا ہے تو کہتا ہے: ٹھیک تھا مگر نمک تھوڑا سا کم تھا۔ ہماری نظر اللہ کی ان نعمتوں تک نہ پہنچی کہ یہ کتنے مراحل سے گزر کر آ رہا ہے، ہاں! اس کے پکانے میں نمک کچھ کم رہ گیا، فوراً کہتے ہیں کہ روٹی تو ٹھیک تھی، مگر نمک ٹھیک نہیں تھا۔ بلکہ کبھی نمک بھی ٹھیک ہوتا ہے بیوی کو کہتے ہیں کہ کھانا تو ٹھیک تھا، مگر مجھے ٹھنڈا ملا ہے، روٹی ٹھنڈی تھی۔ میرے دوستو! انسان اپنے مالک کی ایسے ناقدری کرتا ہے۔ ہمیں چاہیے تھا ہم اس کا دیا ہوا کھاتے ہیں، تو ہم اس کے گیت گاتے کہ اے اللہ! تیرا کتنا کرم! تو نے میرے کھانے کے لیے غذا بنائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ﴾ (عبس: ۱۷)

"مارا جائے انسان تو میرا کفر کرتا ہے، ناشکری کرتا ہے۔"

﴿مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ﴾ (عبس: ۱۸)

"سوچ! کس چیز سے تجھے پیدا کیا؟"

﴿مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ﴾ (عبس: ۱۹)

"ایک نطفے سے پیدا کیا پھر ایک اندازہ مقرر کیا"

﴿ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ۝ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۝ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنشَرَهُ ۝ كَلَّا

www.besturdubooks.wordpress.com

لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴾ (عبس: ۲۰-۲۱)

پھر اس کے لیے راستہ آسان کر دیا، پھر اس کو مردہ کیا اور دفن کیا۔ پھر جب چاہے گا اسے اٹھا کر کھڑا کرے گا، لیکن کچھ شک نہیں کہ اس نے حکم پر عمل نہیں کیا۔

﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ ﴾ (عبس: ۲۴)

''پس چاہیے کہ انسان اپنے کھانے کو دیکھے''

اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی قدرت کے کرشمے دکھا دیے، اس انسان کے لیے، اس کی غذا کا بندوبست فرما دیا۔ اور پھر دیکھیے! یہ انسان اپنے پروردگار کی کتنی نعمتیں کھا رہا ہے، مگر یہ اپنے پروردگار کا اتنا فرمانبردار بندہ نہیں بن رہا، جتنا اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔

کتے کی شکر گزاری:

اس کے مقابلے میں آپ ایک کتے کو دیکھیے! ایک کتا اپنے مالک سے کیا لیتا ہے؟ کبھی مالک نے کھانا کھایا تو ہڈی پھینک دی، کبھی خشک روٹی کا ٹکڑا ڈال دیا۔ نہ اس کو مرغن غذا ملتی ہے، نہ اس کو پھل ملتے ہیں، نہ اس کو میوے ملتے ہیں، نہ اس کو سونے کے لیے لحاف اور کمبل ملتے ہیں، نہ اسے فوم کے گدے ملتے ہیں۔ اسے انسان مالک ہونے کے ناطے کیا دیتا ہے؟ بچی ہوئی روٹی کا ٹکڑا ڈال دیا یا اسے گوشت کی ہڈی پھینک دی۔ اب جو ہڈی ڈال دی، جو روٹی کا ٹکڑا ڈال دیا، وہ بے زبان جانور ہے، مگر پھر بھی اپنے مالک کا اتنا وفادار ہے کہ وہ اس ہڈی اور روٹی کے ٹکڑے کی بھی لاج رکھ لیتا ہے اور وفا کر کے دکھا دیتا ہے۔ ایک کتا اپنے مالک کا کتنا وفادار ہوتا ہے، یہ مالک رات کو آرام سے اپنے گھر سو جاتا ہے مگر اس کا کتا نہیں سوتا۔ وہ اپنے مالک

www.besturdubooks.wordpress.com

کے گھر کا طواف کر رہا ہوتا ہے، اس کے گرد چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ اور مالک کے گھر کے پھیرے دے رہا ہوتا ہے۔ اور پھر دیکھیے! مالک اگر کبھی رات کو جاگے تو دن میں گھر میں کرفیو لگا یا ہوتا ہے۔ بیوی کو کہتا ہے: خبردار! جو بچوں کو اونچا بولنے دیا اور خبردار! جو ادھر کوئی شور ہوا، میں رات کی ڈیوٹی کر کے آیا ہوں اور اب مجھے سونا ہے، مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے کرفیو لگا ہوا ہے، مگر کتا جو ساری رات جاگتا رہا وہ صبح جا کر کسی کو یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں رات کی شفٹ بھگتا کر آیا ہوں۔ اب میرے سونے کا بندوبست کر دو، اس کے لیے کوئی بستر نہیں ہے۔ اس کے لیے کوئی قوم کا گدا نہیں ہاں! کسی درخت کے تنے کے پیچھے درخت کے سائے میں وہ پڑ کر سو جائے گا۔ اللہ کی زمین اس کا بستر بن جاتی ہے۔ سردی میں اس کے لحاف کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ گرمی ہو تو پنکھے کا کوئی بندوبست نہیں، وہ اسی طرح جا کر کسی نہ کسی درخت کے پیچھے سو جاتا ہے۔

ہم کھانا کھائیں تو کتنی کتنی نعمتیں دستر خوان پر موجود ہوتی ہیں۔ یہ روسٹ بنا ہے یہ بروسٹ بنا ہے، یہ مچھلی کے کباب بنے ہیں، یہ فلاں چیز کا جوس ہے، یہ ہم نے آپ کے لیے فلاں چیز کا سوپ بنایا ہے اور یہ فلاں فلاں آئس کریم لا کر رکھ دی ہے۔ انسان کے لیے کتنی نعمتیں، مگر اس جانور کے لیے کوئی چیز نہیں، وہ ایک روٹی کا ٹکڑا اور ہڈی بچی ہوئی۔ اس پر وہ اپنے مالک کا اتنا وفادار ہوتا ہے کہ ساری ساری رات جاگ کر اس کے گھر کا پہرہ دیتا ہے۔ ہمیں کوئی جھڑک دے تو ہم اس کا برا مان کر کیسے منہ بنا لیتے ہیں، اس سے بولنا چھوڑ دیتے ہیں۔ بیٹا اپنے باپ سے یوں نفرت کرنے لگ جاتا ہے، جیسے کوئی باپ سے نفرت کرتا ہے۔ تو بیٹے کو باپ کا تربیت کرنا یہ بھی پسند نہیں ہے، کہتا ہے: مجھے روکا کیوں گیا؟ مجھے ٹوکا کیوں گیا؟ بولنا چھوڑ دیتا ہے، سامنے آنا چھوڑ دیتا ہے۔ اور کتے کو دیکھو! مالک نے اسے جوتا مارا، ڈنڈے مارے، ایک دو

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں، پانچ دس نہیں، پتہ نہیں کتنے مارے، بیچارہ چلا جاتا ہے اور پھر کوئی اسے منانے جاتا ہے۔ نہیں! تھوڑی دیر کے بعد بےچارہ اسی طرح اپنے مالک کے پاس واپس آجاتا ہے۔ اللہ نے اس میں وفا رکھی ہے، کسی عارف نے کہا:

راتیں جاگیں تے شیخ سداویں راتیں جاگن کتے تیتھوں اتے
رکھا سکھا ٹکڑا کھا کے وٹیں جا رکھاں وچ ستے تیں تیتھوں اتے
توں ناشکرا اتے پلنگاں تے اوہ شاکر روڑیاں اتے تیتھوں اتے
در مالک دا مول نہ چھوڑن بھاویں مارے سو سو جتے تیتھوں اتے
اٹھ بلھیا توں یار منالے نہیں تے بازی لے گئے کتے تیتھوں اتے

گھوڑے کی اپنے مالک سے وفاداری:

میرے دوستو! کتے کو چھوڑیے! ایک گھوڑے کی مثال لے لیجیے! گھوڑا اپنے مالک کا کتنا وفادار ہوتا ہے! اس کا مالک اسے پالتا ہے کہ میں نے اس سے کام لینا ہے، تانگے میں جوتتا ہے۔ اب یہ گھوڑا اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے۔ گرمی کا موسم، سارا دن وہ محنت کرتا ہے، حتی کہ اس کی زین کا جو پٹہ ہے وہ کمر پر لگنے سے اس جگہ پر زخم ہو جائے تو وہ رات کو اپنے مالک سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جناب اس پر مرہم لگا دیجیے! مجھے اس میں درد ہو رہی ہے۔ نہیں! مالک نے دیکھ لیا تو ٹھیک، نہیں دیکھا تو آرام سے سو جائے گا اور اگلے دن پھر اس پر زین رکھ دے گا۔ اب پرانا زخم پھر تازہ ہو رہا ہے اور وہ بےزبان جاندار اپنے مالک کو درخواست بھی نہیں دے سکتا۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میرے مالک! میرے پرانے زخم کو تازہ تو نہ کریں! مالک اسے ہنٹر لگا رہا ہے، چابک لگا رہا ہے کہ جلدی اسٹیشن پر سواریوں کو پہنچاؤ! اور یہ بےزبان اپنے مالک سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جناب! میں اپنے زخم کا کیا کروں؟ یہ تمہارے چمڑے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

جو پٹہ ہے، یہ بار بار میرے زخم کو تازہ کر رہا ہے۔ اس پر مکھیاں بیٹھ رہی ہیں، وہ اوپر پٹی نہیں کر سکتا، اسی طرح بھاگ رہا ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس کے پاؤں میں کسی وجہ سے تکلیف ہے تو وہ اپنے مالک کو بتا نہیں سکتا کہ جناب! آپ تو چابک مارتے چلے جا رہے ہیں، مجھ سے پوچھا کہ میرے پاؤں میں فلاں وجہ سے تکلیف ہے؟ وہ اپنے مالک کو یہ بھی نہیں بتا سکتا۔

حتیٰ کہ جب رات کو گھر آیا تو اس کے مالک نے گھر والوں سے پوچھا کہ گھاس موجود ہے؟ تو بیوی نے کہا کہ گھاس والے نے کہا تھا کہ آج کسی وجہ سے گھاس پورا نہیں مل سکا، تو مالک نے کہا کہ چلو جتنا موجود ہے اتنا ہی آگے ڈال دو! خود تو مالک نے جا کر تسلی سے روٹی کھائی اور گھوڑے کو جتنا گھاس موجود تھا وہی ڈال دیا، چنانچہ گھوڑا وہی بچا کھچا کھا کر لیٹ گیا۔

اپنے مالک کی نعمتوں کو تو دیکھو کہ اس نے کتنی ہمارے اوپر مہربانیاں کیں! حتیٰ کہ وہی گھوڑا کہیں جا کر کھڑا ہو جاتا ہے، اسے پیاس لگی ہوئی ہے، اور مالک اسے پانی پلانا بھول گیا، تو اب وہ مالک دیکھتا ہے کہ گھوڑے نے قریب جو گندی نالی تھی اس میں منہ ڈال کر پانی پینا شروع کر دیا، پیاسا جو تھا۔ اب مالک کو خیال آتا ہے کہ اوہو! میں اسے پانی پلانا تو بھول ہی گیا، پھر وہ کسی سے بالٹی مانگ کر اس میں پانی بھر کر اس کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ وہ بے چارہ بھوکا، پیاسا، اپنے مالک سے پینے کا پانی بھی نہیں مانگ سکتا۔ اب سوچیے! یہ مالک اپنے گھوڑے کے ساتھ رعایت نہیں کرتا اور گھوڑا اپنے مالک کے ساتھ کیا کیا وفاداریاں کرتا ہے۔ ہم بیمار ہوں تو ہم دفتر فون کر دیتے ہیں، دفتر پیغام بھیج دیتے ہیں کہ جناب! طبیعت ناساز ہے، ہم دفتر نہیں آ سکتے۔ یہ گھوڑا اگر کسی دن بیمار ہو تو اپنے مالک سے بیماری کی چھٹی نہیں لے سکتا، اس کو ہر صورت اپنے مالک کی تابعداری کرنی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حتیٰ کہ ایک گھوڑے کو اس کے مالک نے پالا کہ میں اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر دشمن کے ساتھ جہاد کروں گا، تو وہ گھوڑا اپنے مالک کی کیسی وفاداری کرتا ہے! جب مالک نے اسے جہاد کے لیے نکالا، اس پر سوار ہوا اور تلوار لی، نیزہ لیا اور کمان لی۔ گھوڑا پہچانتا ہے کہ اب میرا مالک میری پیٹھ پر سوار ہو کر دشمن سے لڑنے کے لیے جا رہا ہے، گھوڑا بھاگ رہا ہوتا ہے۔ وہ اب تک جو کھاتا رہا جو پیتا رہا آج اس کا حساب چکانے کا وقت آ گیا۔ چنانچہ اپنے مجاہد کو لے کر جب وہ دشمن کی فوج کے سامنے کھڑا ہوتا ہے گھوڑے کو دشمن فوج نظر آ رہی ہوتی ہے۔ دشمن کے گھوڑے بھی نظر آ رہے ہوتے ہیں، اسے پتہ ہے کہ آج میری جان کو بھی خطرہ ہے، لیکن وہ وفادار جانور ہے، اس نے وفا کرنی ہے، آج اسے اپنی جان کی پرواہ نہیں۔ اس کو تو اپنے مالک کی رضا مطلوب ہے، اس نے تو اپنے مالک کو خوش کر کے دکھانا ہے۔

چنانچہ جب مالک اسے اپنے پیروں کی ایڑی سے اشارہ کرتا ہے کہ بھاگو اور دشمن پر حملہ کرو! تو وہ بھاگتا ہے، سامنے سے دشمن تیروں کی بارش برسا رہا ہے، گھوڑے کے جسم پر کوئی دائیں طرف تیر چبھتا ہے کوئی بائیں طرف تیر چبھتا ہے، اس کے جسم سے خون کے قطرے گر رہے ہیں، لیکن وہ اپنے جسم کی پروا نہیں کرتا، اسے پروا نہیں ہوتی کہ دور سے پھینکا گیا نیزہ اس کے جسم سے پار ہو جائے گا، اسے تلواروں کی پروا نہیں ہوتی، توپ ہو، تفنگ ہو اس کے جسم کے ٹکڑے کر دو، پھر بھی گھوڑا بھاگتا چلا جائے گا۔ وہ دشمن کی صفوں کو چیر کر رکھ دے گا۔ کس لیے کہ اس کے مالک نے اسے کھلایا ہی اسی لیے تھا۔

ہماری بے وفائی:

اگر ایک جانور اپنے مالک کا اتنا وفادار ہے تو میرے دوستو! ہمیں اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار سے کتنی وفا کرنے کی ضرورت ہے؟ ہم تو اتنی نعمتیں کھا کر بھی اپنے رب کے سامنے دو سجدے کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ مسجد سے آواز آ رہی ہوتی ہے، ہمارے اندر اتنی بھی وفا نہیں ہوتی کہ ہم اپنے گھر سے چل کر مسجد میں جائیں اور پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لیں۔ سوچنے کی ضرورت ہے۔ یاد رکھیے! شیطان ایک سجدہ نہ کرنے پر مردود بنا دیا گیا تھا اور بے نمازی تو دن کے کتنے سجدوں کا انکار کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کرنا چاہیے۔ اور آج سالوں سے نمازیں قضا ہو رہی ہوتی ہیں اور ہمیں پرواہ نہیں ہوتی۔ بیٹھ کر محفل میں کہتے ہیں کہ جی! میں جمعہ تو پڑھ لیتا ہوں اور روٹی تو میں روزانہ کھاتا ہوں۔ اور روٹی میں اگر نمک کم ہو یا روٹی گرم نہ ہو تو اس کا بھی نقص نکالتے ہیں۔ اور نماز پڑھنے کے لیے فرصت نہیں!!

نعمتوں کا شکر ادا کریں:

میرے دوستو! ہم اللہ رب العزت کے شکر گزار بندے بن کر زندگی گزاریں۔ ہم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو دیکھیں! اس نے ہمیں کیسی کیسی نعمتیں عطا کیں اور مزے کی بات یہ کہ اس نے یہ تمام نعمتیں بن مانگے عطا کیں۔ اگر وہ مالک ہمیں آنکھیں نہ دیتا تو کیا ہم آنکھوں کا مطالبہ کر سکتے تھے؟ ہمیں وہ زبان نہ دیتا ہم زبان کا مطالبہ کر سکتے تھے؟ اگر وہ سماعت چھین لیتا ہم کوئی مطالبہ کر سکتے تھے؟ اگر وہ پاؤں میں کوئی نقص پیدا کر دیتا ہم کوئی مطالبہ کر سکتے تھے؟ اس مالک نے ہمیں بن مانگے اپنی رحمت سے یہ نعمتیں عطا کر دیں، ہم کاش! ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شکر کیسے ادا ہو؟

اور اب ان نعمتوں کا شکر کیا ہے؟ جس مالک نے یہ نعمتیں ہمیں دیں ہم اس کا شکر ادا کریں، جس کا کھائیے اس کے گیت گائیے، جس مالک کا دیا کھاتے ہیں جس کی نعمتوں کو استعمال کرتے ہیں، میرے دوستو! ہم اس کے شکر گزار بنیں۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہم لاہور میں جمعہ پڑھا کر واپس آ رہے تھے۔ صبح صبح کا وقت تھا، ہم راستے میں ایک جگہ رکے، پٹرول بھروانا تھا یا کوئی اور بات تھی۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں جو اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک بچی سخت سردی میں پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے، اپنا کاسہ آگے کر رہی ہے کہ خدا کے واسطے مجھے کچھ دے دو۔ یقین کیجیے! اس وقت میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ آخر یہ بھی تو کسی باپ کی بیٹی ہوگی، یہ کسی بھائی کی تو بہن ہوگی، یہ کسی کی تو ناموس ہے، یہ کسی کی تو عزت ہے، جو دربدر کی ٹھوکریں کھاتی پھر رہی ہے، جو غیروں کے سامنے اپنا دامن پھیلاتی ہے اور ان سے بھیک مانگتی ہے۔ اللہ! تیرا کتنا کرم کہ تو نے ہمارے گھر کی عورتوں کو، ہماری ناموس کو، ہماری عزتوں کو، اپنے گھر میں بیٹھ کر عزت سے کھانا کھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ اللہ کا کتنا بڑا کرم ہوتا ہے! ہم ان نعمتوں کا کیسے شکر ادا کریں؟ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پروردگار کی ان نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم: ۷)

اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے میں اپنی نعمتیں اور زیادہ تمہیں عطا کروں گا۔

ناشکری کا عبرتناک انجام:

اور اگر انسان ناشکری کرتا ہے تو پھر اللہ رب العزت کو جلال آیا کرتا ہے۔

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ ایک آدمی تھا اور اس کی بڑی تجارت تھی۔ اپنے رہنے کے لیے اس نے بڑا محل بنایا اور بڑی خوبصورت لڑکی سے اس نے شادی کی۔ ایک دن بیٹھا اپنی بیوی کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ لڑکی کی عادت تھی کہ وہ کسی سائل کو خالی نہیں بھیجتی تھی۔ چنانچہ جب دستک ہوئی تو وہ لڑکی اٹھی اور روٹی لی کہ میں اس فقیر کو دے کر آتی ہوں، وہ روٹی دینے گئی، لیکن اس کو اس کا چند منٹ کا یہ اٹھنا بھی ناگوار گزرا۔ چنانچہ کہنے لگا: ایسے ہی یہ مانگنے آ جاتے ہیں، یہ فلاں ہوتے ہیں اور فلاں ہوتے ہیں۔ انہوں نے تو کاروبار بنایا ہوا ہے، تم نے میرا کھانا خراب کر دیا، ایسی ہی دو چار سنا دیں۔ بیچاری نے خاموشی سے بات سن لی۔

کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی پکڑ آئی، کیونکہ اس نے تکبر کے بول بولے تھے۔ پکڑ کیسے آئی؟ اب اس کو کاروبار میں نقصان ہونے لگ گیا۔ آہستہ آہستہ جو کمایا ہوا پیسہ تھا وہ جانے لگ گیا۔ حتیٰ کہ اس کا کاروبار اتنے نقصان میں چلا گیا کہ اس کو اپنا گھر بھی بیچنا پڑ گیا۔ حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد اس کی یہ حالت ہو گئی کہ اس کے پاس اتنا بھی کچھ نہ بچتا کہ وہ بیوی کو کچھ لا کر کھلاتا۔ چنانچہ اس نے بیوی کو کہہ دیا کہ تو میری طرف سے آزاد ہے، تجھے میری طرف سے طلاق ہے۔ بیوی کو بھی فارغ کر دیا۔

اب بیوی نیک تھی، خوبصورت تھی، خوش اخلاق تھی، اب وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی۔ کچھ عرصہ وہاں گزرا ہوگا کہ اس کے لیے ایک اور تاجر کے نکاح کا پیغام آیا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ ماں باپ نے دیکھا کہ اچھا رشتہ ہے، انہوں نے اس لڑکی کا رشتہ اس تاجر کے ساتھ کر دیا۔ اس کے گھر چلی گئی، اس کا گھر بھی بہت بڑا تھا، بہت اچھا تھا، اسی طرح تھا جس طرح پہلے گھر میں رہتی تھی۔ اللہ نے اچھے گھر میں پھر اسے پہنچا دیا، یہ اپنے خاوند کے ساتھ پھر اچھی زندگی گزارنے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگ گئی۔ ہنسی خوشی کی زندگی دونوں کی گزر رہی تھی۔ قدرت کا معاملہ دیکھیے! ایک دن یہ اپنے خاوند کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ اس کی چونکہ عادت تھی کہ یہ سائل کو خالی ہاتھ نہیں بھیجتی تھی چنانچہ اس نے روٹی اٹھائی اور سائل کی طرف لے کر چلی۔ اس خاوند کی طرف سے اجازت تھی کہ جب کوئی سائل مانگے جتنا تو چاہے تجھے دینے کی اجازت ہے۔ چنانچہ یہ دروازے پر گئی، جب یہ سائل کو روٹی دینے لگی تو اس نے چیخ ماری، پیچھے گری اور رونے لگی۔ خاوند بھاگا ہوا وہاں آیا دیکھا کہ بیوی نیچے بیٹھی زار و قطار رو رہی ہے۔ پوچھا کیا بنا؟ کہنے لگی: میں جب اس سائل کو روٹی دینے لگی اور چہرے پر نظر پڑی تو میں نے دیکھا کہ یہ تو وہی مرد ہے جو پہلے میرا خاوند تھا۔ اللہ نے اس کو اتنا دیا تھا، اس کا گھر تھا، کاروبار تھا، مکان تھا میں اس کی بیوی تھی، آج یہ میرے مکان پر سائل بن کر آیا۔ اس کے خاوند نے کہا کہ یاد کرو! جب اس نے کسی سائل کو جھڑکا تھا، تمہارے دروازے پر کون آیا تھا؟ کہنے لگا: میں ہی وہ سائل تھا، آج اللہ نے مجھے تجارت عطا کر دی، اور تجھے میری بیوی بنا دیا۔ اس سے مکان چھین لیا۔

انسان جب تکبر کرتا ہے اور اللہ رب العزت کو بھول جاتا ہے تو اللہ رب العزت اپنی نعمتوں کو واپس لے لیا کرتے ہیں۔ تو ہم اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کریں کہ اس نے ہم پر کتنا کرم کیا! اس لیے تو اللہ والے کہتے ہیں کہ گھر میں عورت جب سالن بنانے لگے تو ایک دو گھونٹ پانی زیادہ ڈال دے، اس نیت سے کہ اگر کوئی سائل آیا تو اسے کھانا دے دوں گی، اگر پڑوسی بھوکا ہوا اسے بھجوا دوں گی، کوئی مہمان آیا اس کے لیے یہ کھانا کام آئے گا۔ کوئی آئے یا نہ آئے وہ دو تین گھونٹ جو اس نے زیادہ ڈال دیے اللہ اس پر اس کے مہمان کو کھانا کھلانے کا اجر عطا فرما دیں گے۔ وہ

مالک اتنا کریم ہے، وہ اتنی نعمتیں عطا فرماتے ہیں!!

سوچ کا مثبت انداز:

تو میرے دوستو! ہم اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ جتنا کچھ اس نے دیا ہم تو اس کے مستحق نہیں تھے، ہم تو ان کے حق دار نہیں تھے۔ یہ سوچنے کا انداز ہوتا ہے۔

دیکھیے! حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ تشریف لے جا رہے تھے، نہائے کپڑے پہنے، ایک گھر کے نیچے سے جو گزرنے لگے تو ایک عورت نے راکھ نیچے پھینکی تو وہ ان کے سر پر اور کپڑوں پر آ کر گری۔ ایک آدمی نے دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ یہ تو بڑے غصے ہوں گے۔ یہ نہا دھو کر، نئے کپڑے پہن کر جمعے کی نماز کے لیے آئے تھے مگر راستے میں یہ معاملہ ہو گیا، لیکن حضرت ایک طرف ہٹ کر اللہ کا شکر ادا کرنے لگ گئے۔ اللہ! تیرا شکر...... اللہ! تیرا کرم ہے...... اللہ! تیری رحمت ہے...... اللہ! تیری مہربانی ہے...... اور شکر کے آنسوؤں سے رونے لگ گئے۔ اس نے کہا: حضرت! یہ کیا ہوا؟ آپ کے سر پر راکھ پڑی اور آپ الٹا اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں؟ ہاں بھئی! میں اپنے عملوں کو دیکھتا ہوں تو میں اس قابل تھا کہ اللہ میرے اوپر آگ کے انگارے برسا دیتے، مگر اس نے میرے سر پر راکھ ڈالی، میں یہ بھی اللہ کا احسان سمجھتا ہوں کہ اس نے میرے اوپر اب بھی کرم کر دیا ورنہ میں اس قابل تھا کہ میرے سر پر آگ کے انگارے برسائے جاتے۔ میں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

تو میرے دوستو! ہم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو دیکھا کریں اور ان کا شکر ادا کیا کریں۔ پھر دیکھیے! اللہ رب العزت کی کتنی رحمت آتی ہے اور ہر چیز کو مثبت انداز سے سوچا کریں۔ منفی انداز سے نہیں مثبت انداز سے سوچا کریں۔ اللہ رب العزت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اتنا کچھ دیا ہوتا ہے، مگر ہم کسی اور کو دیکھ کر کہتے ہیں: جی! گزارا ہی ہے۔ نہیں! مثبت انداز میں سوچیں! کتنے لوگ ایسے ہیں جن کے بچے گھروں میں بھوکے سو رہے ہوتے ہیں، جن کے بچوں کے مہینوں کے مہینے گزر رہے ہوتے ہیں اور ان کا ایک ہی لباس ہوتا ہے۔ اور وہ روز اسی کو دھو کر پہن رہے ہوتے ہیں، میلا ہو جاتا ہے تو بھی وہی لباس، دھو کر پہنتے ہیں تو بھی وہی لباس، ان کے بھی تو بچے ہوتے ہیں جو پل رہے ہوتے ہیں۔ اور اگر ہمارے بچوں نے اگر تین وقت کا کھانا کھایا تو ہم اللہ رب العزت کی نعمتوں کا کتنا شکر ادا کریں۔

مثبت سوچ کی برکت:

سوچ کی بات ہوتی ہے، اچھے انداز میں سوچیں مثبت انداز میں سوچیں پھر ہماری زندگی اچھی گزرے گی۔ بلکہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ جمعے سے پہلے انہوں نے اپنے سر کے بال مونڈوائے تھے، حلق کروایا تھا۔ نماز کے لیے وہ آ رہے تھے، اتنے میں چند نوجوانوں کی جماعت وہاں سے گزری۔ وہ جماعت پروگرام بنا کر آئی تھی کہ ہم ایک بڑی کشتی کرائے پر لیں گے اور وہاں بیٹھ کر ہم کھانا کھائیں گے، خوش گپیاں لگائیں گے اور تھوڑی دیر انجوائے کریں گے۔ اب جو انہوں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی ہے اور سر بالکل صاف ہے تو ان کو شرارت سوجھی۔ کہنے لگے کہ اس کو ساتھ لے جاتے ہیں، وہاں ذرا مذاق رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے ہاتھ پکڑا اور حضرت کو ساتھ گھسیٹ لیا۔ اب حضرت بھی ساتھ ساتھ چلے گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے کشتی میں ایک طرف بٹھا دیا اور آپس میں خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔ ان میں سے ایک نوجوان کو کوئی شرارت سوجھی، اس نے کوئی بات کی اور آ کر حضرت کے سر پہ ایک دھپ لگا دی، ایک دھول لگا دی اور باقی سارے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہنسنے لگ گئے۔ اب کوئی اور بات کرتا تو دوسرا جا کر تھپڑ لگا دیتا اور باقی ہنسنے لگ جاتے۔ اب وہ سب باری باری آ کر تھپڑ لگاتے اور باقی سارے ہنستے اور قہقہے لگاتے۔ اللہ کے یہ ولی خاموشی سے بیٹھے ہیں اور تھپڑ کھا رہے ہیں۔ وہ ذلیل کر رہے ہیں اور آپ عاجز بن کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ اللہ! تو جس حال میں رکھے میں تجھ سے راضی ہوں۔ اللہ رب العزت کو اپنے بندے کا صبر پسند آ گیا، اوپر سے الہام ہوا، اے میرے پیارے! انہوں نے تیرے ساتھ اتنی بدتمیزی کی، اور تیرا اتنا صبر ہے، اتنا حوصلہ ہے کہ تو پھر بھی صبر سے بیٹھا ہے؟ مجھے تیرا صبر پسند آیا، اب تو اگر دعا کرے گا تو میں ان کشتی والوں کو الٹ دوں گا، تاکہ انہیں غرق کر دیا جائے۔ جیسے ہی یہ الہام ہوا تو ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے اور دعا مانگنے لگے: اے اللہ! اگر تو الٹنا ہی چاہتا ہے تو میں یہ دعا کرتا ہوں کہ ان سب لوگوں کے دلوں کو الٹ دے، تاکہ تیرے یہ نیک بندے بن جائیں۔ اے اللہ! اگر تو کشتی کو الٹ سکتا ہے تو تو دلوں کے الٹنے پر بھی قادر ہے، تاکہ تیرے یہ نیک بندے بن جائیں۔ ایک نیک ولی کی مانگی ہوئی دعا، ایسی قبول ہوئی کہ اللہ رب العزت نے سب کو توبہ کی توفیق دی اور جتنے لوگ تھے یہ سارے کے سارے بڑے ہو کر اولیا میں شامل ہوئے۔

تو ہم اچھے انداز سے سوچا کریں، اللہ رب العزت کی نعمتوں کو دیکھا کریں۔ اللہ رب العزت ہمیں نیک اعمال کی توفیق نصیب فرما دے، اور ایک فرمانبردار اور نیک بندہ بن کر زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی منفرد انداز میں چھپی ہوئی ایک اور نئی کتاب

مدارج السلوک

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہم

جیسے علوم ظاہری کے حصول کے لیے اللہ رب العزت نے علمائے امت پر اس ترتیب کو کھولا جس کے ذریعے سے ان علوم کو حاصل کیا جا سکتا ہے، اسی طرح باطن کی محمود کیفیات حاصل کرنے کے لیے بھی جو اقدام اٹھانا ضروری ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مشائخ کرام پر کھولا کہ کیسے:

☜ ...... ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت نکل جائے اور اللہ تعالیٰ کی شدید محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔

☜ ...... کیسے گناہوں سے ہماری جان چھوٹے اور تقویٰ طہارت کی زندگی ہمیں نصیب ہو۔

☜ ...... کیسے ہمارے دل ریا و نفاق سے پاک ہو کر اخلاص سے بھر جائیں۔

☜ ...... کیسے حرص، حسد، کینہ، بخل، بدگمانی، تکبر، عجب اور غصے جیسی مہلک بیماریوں سے ہمارے دل شفایاب ہوں اور سخاوت، ایثار، خیر خواہی، عاجزی، تحمل مزاجی، عفو و درگزر کی صفات ہم میں پیدا ہوں۔

☜ ...... کیسے ہمارے اندر سنتوں کا شوق پیدا ہو، عبادات کی لذت نصیب ہو، اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔

یہ سب نعمتیں حاصل ہوں گی تو انسان جنت میں جائے گا، ورنہ تو دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا تو جنت سے محرومی کا باعث بن جائے گا۔ ان تمام مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مشائخ کرام نے ذکر و فکر کے اسباق کو ترتیب وار مرتب کیا۔

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 0315-2402102

مکتبۃ الفقیر بالمقابل رحمٰن ہال بہادر آباد کراچی 0345-2331357 (اعجاز)

دارالمطالعہ نزد بڑی ٹینکی، حاصل پور 0300-7852059

مکتبہ سید احمد شہید لاہور اردو بازار 042-37228272

ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 042-37353255

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 042-37224228

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965

مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539

دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768

علمی کتاب گھر اردو روڈ، اردو بازار کراچی 021-32634097

حضرت مولانا گل رئیس صاحب، حضرت قاری سلیمان صاحب (مدظلہم) دارالہدیٰ چوکی

حضرت مولانا قاسم منصور صاحب (نجف ہوٹل) کیپ مسجد اسلام آباد 0332-5426392

جامعۃ الصالحات، عقب ... مستقیم ... راولپنڈی 051-5162347

ادارہ تالیفات اشرفیہ فوارہ چوک ملتان 061-4540513 0722-6180738

مکتبہ سید احمد شہید جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک 0923-630564

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003، 0300-9657792

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت کے طلبگاروں کے لیے انمول تحفہ

سستی جنت

از افادات حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

جنت

- بہت سستی ملتی ______
- بڑی آسانی سے ملتی ہے
- بغیر مشقت کے ملتی ہے ______
- بغیر حساب ملتی ہے
- نبی ﷺ کی ضمانت پر ملتی ہے

مگر کیسے......؟؟؟

کتاب خریدیں اور جنت میں جانے کے نسخے ملاحظہ فرمائیں

خلوص عمل شرط ہے

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003,041-2649680
0300-9652292,0322-8660680

E-Mail : Alfaqeerfsd@yahoo.com

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

اللہ جل جلالہ

جلد اڑتیس

- مشائخ سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف
- مراقبہ کی اہمیت
- ذکر قلبی کے تین بڑے فوائد
- باطنی بیماریاں اور ان کی اصلاح
- اسلامی طرزِ زندگی
- شہادت سیدنا حسینؓ حقائق کی روشنی میں
- رحمت الٰہی سے فائدہ اٹھائیے
- خواتین اسلام کا علمی ذوق
- استقامت پر اللہ کا انعام

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

پیر طریقت و رہبر شریعت مفکر اسلام
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مکتبۃ الفقیر

خطبات فقیر
38
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب
خطبات فقیر 33

از افادات
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

مرتب
مولانا محمد حنیف نقشبندی

پروف ریڈنگ و تخریج
دار التصنیف معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

اشاعت اول
اگست 2012ء

اشاعت چہارم
اگست 2015ء

تعداد
1100

مکتبۃ الفقیر

041-2618003,041-2649680
0300-9652292,0322-8669680
E-Mail : Alfaqeerfsd@yahoo.com

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلیے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

○ حضرت کے بچپن کی برکت — 35
○ (۷) حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ — 37
○ (۸) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ — 38
○ (۹) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ — 39
○ (۱۰) حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ — 39
○ (۱۱) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ — 40
○ (۱۲) حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ — 40
○ (۱۳) حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ — 41
○ (۱۴) حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ — 42
○ (۱۵) حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ — 42
○ آپ کا کلام — 43
○ (۱۶) حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ — 43
○ (۱۷) حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ — 44
○ (۱۸) حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ — 45
○ ایک عجیب واقعہ — 45
○ (۱۹) حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ — 47
○ (۲۰) حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ — 47
○ (۲۱) حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ — 48
○ (۲۲) حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ — 48
○ حضرت کی تواضع — 49
○ مخلوق خدا پر رحم و کرم — 49

www.besturdubooks.wordpress.com

○ خاموش طبعی	50
○ (۲۳) حضرت خواجہ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	50
○ دینِ اکبری اور اس کی سرکوبی	50
○ (۲۴) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	54
○ بارہ سوالوں کے جواب	55
○ بادشاہ کی عقیدت مندی	55
○ (۲۵) حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ	56
○ (۲۶) حضرت خواجہ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ	56
○ (۲۷) حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	57
○ (۲۸) حضرت خواجہ مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ	57
○ جمالِ پسندی کا قصہ	58
○ کشوف و کرامات	58
○ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی گواہی	60
○ ہمت کا عالم	60
○ (۲۹) حضرت خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	61
○ عاجزی و انکساری	61
○ ایک عجیب بات	61
○ (۳۰) حضرت خواجہ شاہ ابوسعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	62
○ (۳۱) حضرت خواجہ شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	62
○ (۳۲) حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ	63
○ (۳۳) حضرت خواجہ عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ	63

www.besturdubooks.wordpress.com

○ (۳۴) حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ	64
○ (۳۵) حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ	65
○ شیخ کے جانوروں کی خدمت	65
○ شیخ کی خانقاہ میں شب و روز	66
○ اجازت و خلافت	66
○ (۳۶) خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	66
○ دارالعلوم دیوبند آنے کی دعوت	67
○ طلباء کی درخواست	67
○ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مشورہ	68
○ خلفاء کی تعداد	68
○ (۳۷) حضرت خواجہ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ	68
○ مرکز توحید سے فیض کا آنا	69
○ دستی کام	70

مراقبہ کی اہمیت

○ لطیفہ قلب پر ذکر کرنے کا طریقہ	74
○ مرید بدل سکتا ہے	75
○ آواز کی فریکونسی	76
○ جانوروں کی قوت سماعت	77
○ جس کا دل جاری ہوتا ہے وہ سن سکتا ہے	81
○ ذکر خفی کی فضیلت	81

www.besturdubooks.wordpress.com

○ قلب جاری ہونے کی علامت	82
○ قبر کی تنگی کا علاج	83
○ تصور جاناں میں بیٹھنے کا مزہ	84
○ نبی رحمت ﷺ کی محفل سکوت کا منظر	84
○ فقہاء میں خاموش رہنے کی عادت	85
○ چپ رہنے کا مزہ	88
○ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خاموشی	88
○ مراقبہ کا شرعی ثبوت	88
○ "وقوف قلبی" کسے کہتے ہیں؟	89
○ مراقبہ میں وساوس کا آنا	90
○ اگر مراقبہ میں نیند آئے تو...	91
○ ذکر سے سکون ملنے کا عقلی ثبوت	93
○ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی نیند کی کیفیت	94
○ سو کر مراقبہ کرنا	94
○ ساری رات مراقبہ کرنے والے بزرگ	94
○ جب ذکر میں لذت ملے تو...	95
○ گھنٹوں کے حساب سے مراقبہ کرنا چاہیے	96
○ کیا مدارس کے طلبا کے لیے بیعت ہونا ضروری ہے؟	96
○ دینی مدارس کے طلبا کتنا مراقبہ کریں؟	99
○ کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کتنا مراقبہ کریں؟	102
○ دل کی بیٹری چارج کرتے رہیں	102

www.besturdubooks.wordpress.com

○ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اپنی قلبی کیفیات پر نظر 103

ذکرِ قلبی کے تین بڑے فائدے

○ ذکر کثیر کا حکم 106
○ ذکر قلبی کے فوائد 108
○ (۱) قوتِ ارادی میں اضافہ 108
○ اپنے آپ کو مصروف رکھیے! 109
○ مشاہدہ عالم اور قوتِ ارادی 110
○ کمزور بندے کو غصہ بہت آتا ہے 111
○ معمولی سی بات پہ جھگڑا 111
○ اب انہیں کون مارا کرے 112
○ آدمی ہاتھ کب اٹھاتا ہے؟ 113
○ نبی علیہ السلام کا انداز تربیت 113
○ ہر صحابی کو لگتا میں ہی چہیتا 116
○ (۲) اپنی توجہ کو مرکوز کرنا 118
○ نماز میں یکسوئی نہ ہونے کی وجہ 119
○ چاروں قل کا نصاب 119
○ حفظ قرآن میں زیادہ عرصہ کیوں لگتا ہے؟ 120
○ (۳) صبر اور حلم 121
○ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حلم و بردباری 121
○ صبر کا درجہ 122

www.besturdubooks.wordpress.com

- حضرت تھانوی کی تحریری مجلس میں طلبہ و مریدین کی — 123
- نماز کے باہر نماز کی تیاری — [illegible]
- اللہ کی یاد کو وقتاً فوقتاً دہراتے رہیے! — 127

باطنی بیماریاں اور ان کی اصلاح

- عام رواج اور علم اخلاق میں ہماری حالت — 130
- نصیحت آموز کام کی باتیں — 131
- اللہ سے منہ موڑنے والوں کی شکلیں — 131
- اللہ سے دل لگا لیجیے! — 133
- مغفرت کی جلدی پائی ہے — 133
- جسمانی اور روحانی بیماریاں — 134
- باطنی مرض کی دوائیں — 135
- اگر دل بگڑ چکا ہو تو..... — 135
- حیا ہو تو ایسی — 136
- گناہوں کے جذبات پہ کنٹرول ہو تو...!!! — 136
- مزہ تو ایک ہی ملتا ہے — 137
- ایمان کی حلاوت پانے کا طریقہ — 137
- عبادات کا مزہ — 137
- تکبر سے دوری کا نسخہ — 138
- تکبر کی مذمت — 138
- تکبر اور ماں باپ کی نافرمانی کی سزا — 138

www.besturdubooks.wordpress.com

○ بڑے بول بولنے سے پہلے ذرا سوچئیں!	139
○ کینہ سے بچئے!	139
○ جنت کی بشارت	140
○ جیہ پہ روزی کشادہ کیسے ہوتی	140
○ ایک سچی آموز حکایت	141
○ فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لیے	141
○ غصہ کو کنٹرول کیجئے!	142
○ دنیا اور آخرت میں بھلائی کی ضرورت	142
○ غصے کے گھونٹ پینے پر انعام	144
○ نصیحت کرنا فرض ہے	144
○ دنیا کا دستور	144
○ اللہ کا قانون	145
○ جنت میں جانے کا ایک طریقہ	145
○ باطنی بیماریوں کے علاج کے ہسپتال میں داخلہ	146
○ ایمرجنسی وارڈ	146
○ [illegible]	146
○ عرش کے سائے سے محرومی	146
○ جہنمیوں والا بدبودار لباس	147
○ جہنم کا کھانا	148
○ جہنم کا مشروب	148
○ [illegible]	149

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

- جنتیوں کی حور — 149
- دل پر آگ کی قاشیں — 149
- آج ہی سچی توبہ کر لیں! — 150
- توبہ کریں کیسے؟ — 152
- سچی توبہ کا واقعہ — 152

اسلامی طرزِ زندگی

- حضرت الیاس ادریس کا سوال — 158
- خوشی حد تک ہی محمود — 159
- مسلمان کسے کہتے ہیں؟ — 160
- جسم انسانی میں روح کی اہمیت — 161
- گھریلو زندگی میں دین کی اہمیت — 161
- دلوں کو ملانے والا مرکب — 163
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایثار کی ایک روشن مثال — 164
- ابوالحسنؒ کا آپ سے شفقت بھرا پیار — 165
- ایک ماں کی اولاد — 166
- دنیا کا ایک انوکھا مقدمہ — 166
- مغربی اور مشرقی معاشرے میں بچی کا مقام — 168
- توقف بخیر ہو گیا — 168
- مومن سب کا خیر خواہ ہوتا ہے — 170
- نبی رحمت ﷺ اور خیر خواہی — 170

www.besturdubooks.wordpress.com

○	ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور خیر خواہی	171
○	حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور خیر خواہی	171
○	ماں نے بچے کا مقام کو پہچانے	172
○	اللہ تعالیٰ کے نزدیک خیر خواہی کا مقام	173
○	ایک سبق آموز حکایت	173
○	اپنی کمی اور اس کے فائدے	174
○	دورِ حاضر میں مسلمان کی حیثیت	175
○	ماضی میں مسلمان کی حیثیت	175
○	لمحہ فکریہ	176
○	سن ہجری کی ابتدا	176
○	ہجری اسلوب زندگی	178

شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حقائق کی روشنی میں

○	حیات جاوداں	180
○	حقیقی مؤمن کون ہے؟!	181
○	تمنائے شہادت	182
○	دو ننھے مجاہدوں کا جذبۂ جہاد	183
○	معذور صحابی رضی اللہ عنہ کا جذبۂ شہادت	184
○	جذبۂ جہاد کی درخشندہ مثال	185
○	شاباش اے جذبۂ ایمانی!	186
○	ایک نادر پیغام شوق	186

www.besturdubooks.wordpress.com

○ تاریخ اسلام کی ایک روشن حقیقت — 187
○ سانحہ کربلا... دو نکتہ ہائے نظر — 187
○ (۱) کافری انداز — 187
○ (۲) حقانی انداز — 188
○ کوفی... لا یوفی — 188
○ کربلا کا صحیح حال — 189
○ چل دیے سوئے مقتل — 189
○ تدبیر اور تقدیر روبرو — 189
○ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے تین نکات — 190
○ جبل استقامت — 190
○ مناقب حسین رضی اللہ عنہ — 191
○ تشنہ لب... بر لب فرات — 192
○ جوان رعنا کی شہادت — 192
○ شہیدوں کا سردار — 193
○ شہادت کی روئیداد — 194
○ شہیدوں کی لاشوں کی تقسیم — 194
○ کیا حسین لڑائی میں جب واقعہ قرہ — 195
○ قاتل پر رشک سجدہ — 195
○ قربانیوں کا درس — 196
○ پیاس کا عالم — 197
○ شمر شقی پر ایک عظیم گواہ — 197

www.besturdubooks.wordpress.com

◎ دین کا [illegible] کے باکمال شاگرد — 197

◎ اللہ والوں کا شعار — 198

◎ عظمت و استقامت کی درخشندہ روایت — 198

◎ خانوادۂ نبوت ﷺ کی پاکیزہ مستورات — 199

◎ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے — 200

◎ عظیم ہستیوں پر تہمت — 201

◎ اسلام ... جری و باہمت لوگوں کا مذہب — 202

◎ فضیلتِ شہادت — 203

◎ شہادت کی تمنا — 203

◎ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آخری تمنا — 205

◎ خون سے نہانے والے — 206

◎ نبی پاک کی محبت ہمارے ایمان کا جزو ہے — 206

◎ شہید کا سب سے بڑا اعزاز — 207

◎ درسِ حسین رضی اللہ عنہ — 208

◎ دوا کم کھائیے — 208

رحمتِ الٰہی سے فائدہ اٹھائیے

◎ دعاؤں میں رحمت کی طرف اشارہ — 213

◎ عمومی رحمت کا اعلان — 213

◎ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کا سہارا — 214

◎ [illegible] رحمتیں — 215

www.besturdubooks.wordpress.com

- امت کی بڑی فکر!!! — 215
- اللہ کی صفتِ رحمت کبھی جدا نہیں ہوتی — 216
- ذکر الٰہی رحمتِ الٰہی کا سبب ہے — 217
- اللہ کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے — 218
- آؤ میرے بندو! آؤ! — 219
- شیطان کی خوش فہمی — 219
- علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب — 220
- موقع سے فائدہ اٹھا لیں! — 221
- اللہ بھی بندے کو یاد کرتا ہے — 221
- اگر بندہ اللہ کو یاد کرے تو — 223
- شفاعت کی اجازت بھی رحمتِ الٰہی کا مظہر ہے — 224
- دو گنہگاروں کی بخشش — 225

خواتینِ اسلام کا علمی ذوق

- آئینۂ زندگی — 229
- عورتیں بھی علم حاصل کریں — 229
- صحابیات میں دینی جذبہ — 231
- تعمیرِ شخصیت میں عورت کا کردار — 232
- سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کردار — 233
- سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بحیثیت طالبہ کا کردار — 234
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی کا کردار — 235

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدہ اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا کا کردار	236
عورتوں کی تربیتی مجالس کا ثبوت	237
صحابیات کے علمی ذوق کی ایک جھلک	238
صحابیات کی علمیت کا ایک اور واقعہ	239
حجاج بن یوسف کے دور کا واقعہ	240
امام مالک کی بیٹی کا علمی ذوق	241
تلاوتِ قرآن کا ذوق	241
عورتوں سے اکتسابِ علم	242
والدہ بھی جہنم میں جانے کا سبب بن سکتی ہے	242
جہاد بالمال کا انوکھا واقعہ	244
گھر میں مشکوٰۃ شریف کی تعلیم	246
گھروں کا ماحول عورتیں بناتی ہیں	247
آخرت کی رسوائی سے بچنے کا ایک طریقہ	248
امام محمد رحمہ اللہ کی عزت افزائی	249

استقامت پر اللہ کا انعام

آخرت کی نجات کا دارومدار	252
شریعت کی پابندی ہر حال میں ضروری ہے	253
کوئی عضو بھی گناہ نہ کرے	254
سب سے زیادہ عبادت گزار شخص	254
عبادت کرنے کے ساتھ گناہوں سے بھی بچیں!	255

www.besturdubooks.wordpress.com

※ خوشی اور آزمائش میں اللہ کی محبت	256
※ پروردگار سے محبت کی باتیں	257
※ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدردانی	258
※ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قدردانی	258
※ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی قدردانی	260
※ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی قدردانی	263
※ اللہ تعالیٰ کا عجیب دستور	264
※ عورتوں کے بے جا بہانے	264
※ ایک سبق آموز واقعہ	266
※ عجوزہ کی استقامت	268
※ بے پردہ عورتوں کا انجام	269
※ استقامت کے انمول واقعات	270
※ ماشطہ کی استقامت	270
※ فرعون کی بیوی کی استقامت	273
※ بی بی آسیہ کی قدردانی	275
※ ماشطہ کی قدردانی	276
※ حالات کا رخ صحیح سمجھیں!	277

www.besturdubooks.wordpress.com

مشائخ سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف

www.besturdubooks.wordpress.com

مشائخ سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۰ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ (توبہ:۱۱۹)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۰ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۰

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سلسلہ نقشبندیہ کا امتیاز:

سلسلہ نقشبندیہ اتباع سنت کی وجہ سے دوسرے تمام سلاسل سے ممتاز ہے۔ سب سلاسل حق ہیں، تاہم جیسے ہر پھول کا رنگ اور خوشبو جدا ہوتی ہے، اسی طرح اللہ نے اس سلسلے کو بھی کچھ خاص کمالات سے نوازا ہے۔ دوسرے سلاسل میں لسانی ذکر کیا جاتا ہے، جبکہ ہمارے سلسلہ میں ذکر قلبی پر زور دیا جاتا ہے۔

دوسرے سلاسل کے حضرات فرماتے ہیں کہ ہم ریاضت اور مجاہدے کے ذریعے

www.besturdubooks.wordpress.com

سلوک طے کرواتے ہیں، جبکہ ہمارے حضرات فرماتے ہیں، کہ ہم اتباعِ سنت کے ذریعے سلوک طے کرواتے ہیں، اتباعِ سنت ہمارے اس سلسلے کا ایک امتیازی وصف ہے۔

ہم ٹپکے کے آم کی طرح نہیں:

دیکھیں! جب آموں کا موسم آتا ہے تو یہ آم اپنی نسل کے نام سے بکتے ہیں، اگر نام کے ساتھ آم بکیں تو ان کے دام زیادہ ملتے ہیں۔ بسا اوقات پرندے باغ میں آکر آم توڑ دیتے ہیں، اس طرح جو ٹپکے گر جاتے ہیں ان کو باغ کا مالی اکٹھا کر کے اپنی ہٹی پہ لاتا ہے اور پھر بازار میں لاکر فروخت کرتا ہے۔ چونکہ اس کی نسل کا پتہ نہیں ہوتا، اس کے شجرے کا پتہ نہیں ہوتا، اس لیے اس کے دام تھوڑے ملتے ہیں۔ بازار میں اسے ''ٹپکے کا آم'' کہتے ہیں۔

دوستو! ہم ٹپکے کے آم کی مانند نہیں، کہ ہمیں اپنے شجرۂ نسب کا پتہ ہی نہ ہو، ہمیں اپنے اکابرین کا پتہ ہے، ایک ایک ہستی کے بارے میں پتہ ہے، کہ ہمارا نسبی تعلق کن حضرات کے ساتھ ہے؟ اور ہمیں اپنے مشائخ کا بھی پتہ ہے کہ ہمارا روحانی تعلق کن حضرات کے ساتھ ہے؟ ہم کوئی ٹپکے کے آم نہیں ہیں کہ پتہ ہی نہ ہو کہ ہم کیا ہیں، اور کیا نہیں ہیں۔

عاجز اس محفل میں اپنے بزرگوں کا مختصر سا تعارف پیش کرے گا، تاکہ سالکینِ طریقت کو پتہ ہو کہ ہمارے وہ آباؤ اجداد جن سے ہمارا روحانی تعلق ہے، وہ کیسی عظیم ہستیاں گزری ہیں!

سلسلہ نقشبندیہ میں دو صحابہ رضی اللہ عنہم کا فیض:

دوسرے سلاسل میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ واسطہ بنتے ہیں اور ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں دو صحابہ رضی اللہ عنہم واسطہ بنتے ہیں۔ دوسرے سلاسل میں نبی علیہ السلام سے یہ نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہوئی اور ان سے آگے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فوراً بعد تابعین کا نمبر آ گیا لیکن ہمارا سلسلہ وہ سلسلہ ہے جس میں دو صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام آتے ہیں۔ پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نبی علیہ السلام سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دو طرح کے کمالات حاصل کیے، ایک کو کمالات نبوت کہتے ہیں اور دوسرے کو کمالات ولایت کہتے ہیں۔ کمالات نبوت سب سے زیادہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیکھے اور کمالات ولایت سب سے زیادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اخذ کیے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں جو کچھ ڈالا ہے، میں نے اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا۔'' (مکتوبات معصومیہ، روح البیان)

گویا اللہ کے حبیب علیہ السلام سے یہ نسبت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوئی۔

یہ سِلْسِلَۃُ الذَّھَب سونے کی کڑیوں کا بنا ہوا سلسلہ ہے۔ ''سلسلہ'' کا مطلب ہے ''زنجیر''۔ چونکہ مشائخ کے دل روحانی طور پر ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں، اس لیے اس کو ''سلسلہ'' کہتے ہیں۔ جیسے کوئی آدمی بیعت ہو تو اس کا دل روحانی طور پر اپنے شیخ کے دل کے ساتھ متصل ہو جاتا ہے۔ پھر اس شیخ کا دل اپنے شیخ سے، پھر ان کا دل اپنے شیخ سے متصل ہوتا ہے۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتے چلتے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہے۔ یہ بھی اس سلسلے کو اعزاز ہے کہ انبیاء کے بعد پوری کائنات انسانیت میں جو سب سے کامل ترین ہستی تھیں، وہ اس سلسلہ کے سرخیل امام ہیں۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر فوقیت:

دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں چار آسمانی کتابیں نازل فرمائیں اور خلافت راشدہ بھی چار حضرات کو ملی۔ پھر دیکھیے! بدر کے دن تین سو تیرہ بدری صحابہ تھے اور انبیاء میں سے جو اولوالعزم انبیاء گزرے ہیں ان کی تعداد بھی تین سو تیرہ کے برابر تھی۔ پھر جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی علیہ السلام کی زیارت کرنے کا شرف حاصل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی اور انبیاء کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ گویا نبی علیہ السلام نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے کمالات ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے حوالے فرما دیے۔ چنانچہ ہر صحابی کسی نہ کسی نبی کے کمالات کا حامل بنا۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ» (کشف الخفاء: ۱/ ۱۳۲)

"میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس جماعت میں سے بھی سب سے زیادہ کامل تھے، ان کی ایسی زندگی تھی کہ انسان سوچ کر حیران ہوتا ہے۔

عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہستی:

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تھی کہ جب ہجرت کا حکم ہوا تو نبی علیہ السلام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کے گھر تشریف لائے۔ ابھی دستک دی ہی تھی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوراً باہر آ گئے،

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے جیسے پہلے سے ہی جاگ رہے ہوں۔ پوچھا: ''ابوبکر! آپ جاگ رہے تھے؟'' عرض کی: ''جی اللہ کے نبی ﷺ! میں جاگ رہا تھا۔'' کیوں؟ عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے کچھ عرصے سے یوں محسوس ہو رہا تھا، کہ آپ کو ہجرت کا حکم ہوگا اور دل میں یہ خیال تھا، کہ آپ ہجرت کرتے ہوئے اس عاجز کو اپنے خادم کے طور پر قبول فرمائیں گے۔ جس دن سے یہ خیال آیا، ابوبکر نے رات کو سونا چھوڑ دیا، کہ کہیں اللہ کے محبوب ﷺ کو ابوبکر کے دروازے پر انتظار نہ کرنا پڑ جائے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے تھے۔ پوچھا گیا: ''کیوں رو رہے ہیں؟'' فرمایا: ''اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے پاس کچھ مال ہے؛ جو میں نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، اگر میں دوں گا تو دینے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور لینے والا ہاتھ نیچے ہوتا ہے۔ میں اپنے محبوب ﷺ کی اتنی بے ادبی بھی پسند نہیں کرتا۔ اے اللہ! تو میرے محبوب ﷺ کے دل میں یہ بات پیدا کر دے، کہ وہ ابوبکر کے مال کو اپنا مال سمجھ کر خرچ کیا کریں۔'' (عشقِ نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات، ص ۳۴)

یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، جنہوں نے نبی ﷺ سے ایسے کمالاتِ نبوت حاصل کیے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی ایک اور دلیل:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے، کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ﴾ (مسند البزار، رقم: ۸۹۴۹)

''مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

ان مکارمِ اخلاق میں سے احسان کا بدلہ دینا، ایک بہت ہی اچھا خلق ہے۔ جب نبی ﷺ مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے ہی مبعوث ہوئے ہیں تو اس احسان کا بدلہ دینے والی بات پر بھی آپ ﷺ کا عمل ضرور ہوگا، بلکہ کائنات میں اس پر سب سے کامل عمل نبی ﷺ کا ہی ہوگا، کیونکہ آپ ﷺ سے بہتر احسان کا بدلہ دینے والا دنیا میں کوئی اور گزرا ہی نہیں ہوگا، مگر عجیب بات ہے کہ احسان کرنے والوں میں سے ایک ایسے بھی احسان کرنے والے تھے، کہ نبی ﷺ نے ان کے احسانات کو دیکھ کر اپنی مبارک زبان سے فرمایا: ''میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا، مگر ابوبکر کے احسان کا بدلہ اللہ دے گا۔'' (ترمذی، رقم: ۳۶۶۱)

واہ ابوبکر! تیری عظمتوں کو سلام! تو نے بھی نبوت پر کتنی قربانیاں دیں، کہ زبانِ نبوت جو احسان کا بدلہ دینے میں کمال رکھتی تھی، اس کو کہنا پڑا کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا ہے، مگر ابوبکر کے احسان کا بدلہ اللہ دے گا۔ اللہ اکبر!!

؎ خدا ہی وفاؤں کے بدلے میں اس کی
کرے گا قیامت کے دن حق ادائی

(۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

پھر ان سے یہ نسبت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہوئی۔ یہ اصحابِ صفہ کے سرداروں میں سے تھے، وہ جو فقراء کی جماعت تھی، نبی ﷺ کا پہلا مدرسہ تھا، یہ اس جماعت کے ممبر تھے۔ اللہ کے محبوب ﷺ کو ان کی قربانیاں دیکھ کر ان پر اتنا پیار آتا تھا،

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلمان تو ہمارے لیے اہل بیت میں سے ہے۔'' (المستدرک، رقم:۶۵۳۹) نبی ﷺ نے ان کی استقامت کے بارے میں فرمایا: ''اگر ایمان ثریا پر بھی ہوتا تو بھی ان کی قوم میں سے کچھ لوگ وہاں تک پہنچ جاتے۔'' (صحیح مسلم: ۴۶۶۱)

یہ نسبت نبی ﷺ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اور ان سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوئی۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کو نسبت نہیں تھی۔ سب صحابہ صاحب نسبت تھے، مگر ہم بات کر رہے ہیں اپنے سلسلے کی جس لڑی میں ہم پروئے ہوئے ہیں، وہ تو ہار ہے۔ اس میں کئی مالا کیں اکٹھی پروئی ہوئی ہیں۔ جو شاخ ہمیں اپنے درخت کے تنے سے مل رہی ہے، ہم اس کی بات کر رہے ہیں۔ کہیں آپ کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام نہیں آیا۔ وہ بھی صاحب نسبت تھے، مگر ان کی نسبت کسی اور طریقے سے منتقل ہوئی۔

(۳) حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوئی۔ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ فقہائے سبعہ (مدینہ کے سات فقہا) میں سے ایک تھے۔ ان کے کمالات کا یہ عالم تھا کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: ''اگر قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے دور میں ہوتے تو میں اپنے سر سے خلافت کا تاج اتار کر ان کے سر پر رکھ دیتا۔'' کیا تقویٰ تھا! اور کیا علم تھا ان کا! سبحان اللہ!

www.besturdubooks.wordpress.com

(۴) حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ جن کو امام جعفر صادق کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑے کامل بزرگ ہستی تھے۔ یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاد تھے، بلکہ ان کے پیر و مرشد تھے۔ امام اعظم ان کی خدمت میں آتے جاتے رہے اور دو سال کے بعد کہا:

"لولا السنتان لهلك النعمان" (سوانح بے بہائے امام اعظم)

"اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو ابو حنیفہ تو ہلاک ہی ہو جاتا۔"

حنفی فقہ میں بھی ان کے فیوضات چل رہے ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اسے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ فقہ شافعی میں کمالات ولایت جاری ہیں اور فقہ حنفی میں کمالات نبوت جاری ہیں۔ انہوں نے اس کی بڑی تفصیل لکھی ہے۔

یہ پانچ حضرات مدینہ میں گزرے۔ نبی علیہ السلام، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پانچویں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

اس کے بعد یہ نسبت وسط ایشیا میں منتقل ہوئی اور جس ہستی کو ملی ان کا نام تھا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے تھے:

"هذا الرجل الخراسانی یعنی ابی یزید بیننا کجبریل بین الملائکۃ"

(تذکرۃ الاولیاء ۱۸۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

”بایزید بندوں کے درمیان وہ مقام رکھتے ہیں جو فرشتوں میں جبرئیل کا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا مقام عطا فرمایا تھا۔ ”بسطام“ ایک جگہ ہے جو بخارا سے تقریباً ۸۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس عاجز کو وہاں حاضری کی توفیق نصیب ہو چکی ہے۔

(۲) حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی۔ خرقان بسطام سے تقریباً ۲۵ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ ہے۔ اس کے چاروں طرف پہاڑیاں ہیں۔ ان کی وادی میں یہ بستی آباد ہے۔ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر تھے۔ ان کے بڑے واقعات ہیں۔ دو چار واقعات آپ حضرات کی دلچسپی کے لیے عرض کر دیتا ہوں۔

خانقاہ میں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد:

یہ درویش منش تھے۔ فقیرانہ رنگ تھا۔ اپنے رنگ میں ”اللہ ھو“ میں لگے رہتے تھے۔ ان کے پاس سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ آیا کہ چلو میں بھی اللہ والے کی زیارت کرتا ہوں۔ وہ اپنے ساتھ دیناروں کی تھیلی بھر کر لایا۔ جب ملنے کے لیے آیا تو حضرت بیٹھے رہے۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ وقت کا بادشاہ ملنے کے لیے آیا اور آپ نے ذرا ان کا اکرام نہیں کیا، اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ اس نے آ کر حضرت سے گفتگو کی اور جاتے ہوئے وہ تھیلی ہدیہ دے کر جانے لگا۔ حضرت نے فرمایا: ”مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔“ اس نے کہا: ”نہیں، حضرت! قبول فرما لیجیے!“ آپ نے فرمایا: ”نہیں، میں یہ ہدیہ قبول

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کرتا۔" عذر پیش کیا۔ اس نے پھر اصرار کیا کہ حضرت! قبول کر لیجیے! حضرت نے اس کے جواب میں ایک خشک روٹی پڑی تھی، وہ کھانے کے لیے پیش کی۔ جب اس نے لقمہ کھایا تو وہ حلق میں اٹک گیا۔ اب وہ نہ اندر جاتا ہے، نہ باہر آتا ہے۔ حضرت نے حالت دیکھی تو پوچھا: "کیا ہوا؟" کہنے لگا: "حضرت! یہ لقمہ حلق میں اٹک گیا ہے، اندر نہیں جا رہا۔" فرمایا: "جس طرح تمہارے حلق میں یہ روٹی کا ٹکڑا اٹک گیا ہے، اسی طرح تمہاری یہ تھیلی بھی میرے حلق میں اٹکی ہوئی ہے۔" آپ کا خیال تھا کہ وہ سمجھ جائے گا، مگر وہ تو بادشاہ تھا۔ لوگوں کے درمیان سرخرو ہونا چاہتا تھا۔ اس نے پھر اصرار کیا کہ حضرت! رکھ لیجیے! حضرت کو جلال آیا۔ آپ نے اس تھیلی کو اپنے ہاتھ میں لیا اور زور سے نچوڑا تو اس کے اندر سے خون کے قطرے گرنے لگے۔ فرمایا: "کیا تو غریبوں، یتیموں اور لوگوں کا نچوڑا ہوا مال ہمیں ہدیے کے طور پر پیش کرنے کے لیے آیا ہے؟" جب حضرت نے یہ بات کہی تو وہ ڈر گیا، اب اس کا انداز بدل گیا۔ اسے پتہ چل گیا کہ یہاں تو معاملہ کوئی اور ہے۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے حضرت سے بیعت کا تعلق اختیار کیا۔ جب وہ جانے لگا تو حضرت اس کو چھوڑنے کے لیے خانقاہ کے باہر کی حد تک تشریف لے گئے۔ لوگوں نے پوچھا: "حضرت! جب وہ آیا تھا، تب آپ مصلے پر بیٹھے رہے اور جب وہ جانے لگے تو خانقاہ کے باہر تک چھوڑنے آئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟" فرمایا: "جب وہ آیا تو دل میں "انا" لے کر آیا تھا۔ میں نے اس کی "انا" کو توڑا۔ جب وہ یہاں بیٹھا تو دل میں فقراء کی محبت پیدا ہوگئی۔ اس محبت کے اکرام میں، میں اس کو باہر خانقاہ کی حد تک چھوڑنے آیا۔" سبحان اللہ! کیسی نسبت تھی!

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت کا استغناء

ایک مرتبہ حضرت نے چلہ کاٹا۔ ذکر و اذکار میں چالیس دن گزارے۔ وہ ایسا دور تھا جس میں بجلی نہیں ہوتی تھیں تو لوگ بھی اس دور میں بغیر پنکھوں کے بیٹھے ہوتے تھے، بجلی کے پنکھے تو تھے نہیں۔ چنانچہ حضرت بیٹھے ہوئے ہیں، پسینہ آیا ہوا ہے، عجیب حالت بنی ہوئی ہے۔ جب سارے لوگ فارغ ہوئے تو حضرت نے فرمایا: ''کل جمعہ ہے، تیاری کرو، کل ہم جمعہ کی نماز ادا کریں گے۔'' فقراء نے تیاری شروع کر دی۔ کوئی جھاڑو دے رہا ہے، کوئی کپڑے دھو رہا ہے، اور حضرت ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کو سر میں کافی خارش سی محسوس ہو رہی تھی۔ جب حضرت کو خارش محسوس ہوئی تو حضرت نے ایک شاگرد کو بلایا اور کہا: ''ذرا میرے سر میں جوئیں تو دیکھو، یہ خارش ہے یا جوئیں ہیں؟'' گرمیوں میں عام طور پر خشکی کی وجہ سے بھی خارش ہوتی ہے، یا جوؤں کی وجہ سے خارش ہو جاتی ہے۔ اگر صابن استعمال نہ کیا جائے اور پسینہ آتا رہے تو سر میں جوؤں کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی..... آج کا کوئی مرید ہوتا تو بھاگ جاتا کہ یہ کیسا پیر ہے، جس کے سر میں جوئیں پڑ گئی ہوں؟ لیکن وہ پکے سچے مرید تھے، وہ سمجھتے تھے کہ انسانی تقاضے ہر ایک کے ساتھ لگے ہوئے ہیں..... شاگرد آیا اور اس نے آ کر آپ کے بالوں میں دیکھنا شروع کر دیا۔

حضرت ابھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی وہاں جا پہنچا۔ جب باہر کے فقراء نے دیکھا کہ سلطان محمود غزنوی آیا ہے اور ابھی کپڑے جھاڑنے کی وجہ سے گرد اڑ رہی ہے، تو وہ بڑے پریشان ہوئے کہ بادشاہ سلامت آرہے ہیں اور یہاں ہر طرف مٹی ہی مٹی ہے، وہ تو ناراض ہوں گے۔ ان میں سے ایک بھاگا کہ میں حضرت کو جا کر بتا

www.besturdubooks.wordpress.com

آدمی۔ چنانچہ جب بھاگ کر آیا تو اس نے اندر آ کر دیکھا کہ حضرت تو آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک طالب علم ان کے سر کے بال ٹٹول رہا ہے، کہ کہیں ان میں جوئیں تو نہیں۔ چنانچہ اس نے اشارے سے بتایا کہ بادشاہ سلامت آرہے ہیں تو جو شاگرد بال ٹٹول رہا تھا، اس نے کہا: ''حضرت! حضرت!'' جب اس نے بلایا تو حضرت نے اس کی طرف توجہ فرمائی، جلدی سے کہنے لگا: ''حضرت! بادشاہ سلامت آرہے ہیں!'' حضرت نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''اوہو! میں سمجھا کوئی بڑی سی جوں تیرے ہاتھ آگئی ہے۔'' ان کو یوں استغناء حاصل تھا۔

خانقاہ کا ادب اور اس کا ثمرہ:

ادھر سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب وہ آیا تو آگے مٹی اڑ رہی تھی۔ اس نے اس مٹی کو اپنے ہاتھوں پہ لیا اور اپنے چہرے پہ ملا، کہنے لگا: ''یہ اللہ والوں کے پاس سے نکلی مٹی ہے، میں اس سے برکت حاصل کرتا ہوں۔'' کسی نے وفات کے بعد سلطان محمود غزنوی کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ تیرا آگے کیا بنا؟ کہنے لگا: ''میرے اور تو کوئی عمل قبول نہ ہوئے، بس ایک عمل اللہ کو پسند آیا۔'' پوچھا: ''وہ کون سا؟'' کہنے لگا: ''شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پہ حاضر ہوا، فقراء کے پیروں کی مٹی اڑ رہی تھی۔ میں نے ادب اور عقیدت کی وجہ سے اس مٹی کو چہرے پہ مل لیا۔ پروردگار نے فرمایا: ''محمود غزنوی! میں تیرے چہرے کو جہنم کی آگ میں کیسے جلاؤں؟'' اس ادب پہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی۔''

حضرت کے جبہ کی برکت:

سلطان محمود غزنوی سومنات پر بار بار حملہ کرتے مگر کامیابی نہیں ہوتی۔ بالآخر حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: ''حضرت! دعا فرمائیے!'' حضرت نے فرمایا: ''بہت اچھا!'' اور ان کو اپنا ایک کرتہ دے دیا۔ کہنے لگے کہ یہ کرتہ لے جاؤ، جب بھی تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو تو دو رکعت نفل پڑھنا اور پروردگار سے دعا مانگنا ''رب کریم! اگر اس جبے والے کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے، تیرے ہاں کوئی قبولیت ہے، تو اس کی برکت سے تو مشکل کو آسان فرمائے''۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے بھی اپنا جبہ بھیجا تھا، فرمایا تھا:

﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ﴾ (یوسف: ۹۳)

اپنی قمیص بھیجی تھی۔ وہیں بیٹھ کر دعا کر سکتے تھے...... تو انہوں نے اپنا جبہ دے دیا۔ سلطان محمود نے اسے اپنے پاس رکھ لیا۔

چنانچہ جب سومنات پر حملہ کیا تو سب نے تمام ہندوؤں اور کفار نے اکٹھا کر لیا۔ بڑے زور کی جنگ ہوئی، حتیٰ کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے۔ سلطان محمود بڑا پریشان ہوا۔ وضو اس کا تھا، خیمے میں گیا اور پیچھے ہٹ کر اس نے دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھی، اور جبہ اپنے سامنے رکھ کر دعا مانگی، اے اللہ! اگر اس جبے والے بندے کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے تو اس کی برکت سے مجھے سومنات کا فاتح بنا دے۔ اللہ رب العزت نے جنگ کا ایسا پانسہ پلٹا کہ وہ سومنات کا فاتح بن گیا۔

کچھ وقت گزرا، حالات ٹھیک ہو گئے تو وہ آیا کہ میں حضرت کی خدمت میں جا کر مبارکباد عرض کروں، چنانچہ وہ حضرت کے پاس آیا اور حالات بتانے لگا۔ حضرت نے پوچھا: ''سلطان محمود! کیا دعا مانگی تھی؟'' عرض کرنے لگا: ''حضرت! دعا مانگی تھی: ''رب کریم! سومنات کا فاتح بنا دے۔'' حضرت نے فرمایا: ''سلطان محمود تو نے تھوڑی سی قیمت لگائی، اگر تو دعا کرتا کہ اے اللہ! مجھے دنیا کا فاتح بنا دے تو اللہ رب العزت تجھے پوری

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کا فاتح بنا دے۔"

(۷) حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی..... خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مربی اور پیر و مرشد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حالات پر ایک چھوٹا سا کتابچہ (رسالہ) لکھا۔ اس میں انہوں نے اپنے قلم سے لکھا کہ میں نے علوم ظاہری اور علوم باطنی خواجہ بوعلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ میں نے طریقہ نقشبندیہ کے مطابق کمالات حاصل کیے۔

اس دور میں اس کو "سلسلہ صدیقیہ" کہا جاتا تھا۔ تو انہوں نے سلسلہ صدیقیہ کا نام لکھا کہ میں نے سلسلہ صدیقیہ کے مطابق حاصل کیے۔ اس وقت یہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور تھا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو اور ان سے یہ نسبت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ درمیان میں ایک شیخ آتے ہیں، حضرت قاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ۔ انہوں نے ان سے تربیت تو پائی، مگر نسبت دوسری طرف سے منتقل ہوئی۔ اس لیے جب ان کے اساتذہ کا نام آتا ہے، تو اس میں حضرت خواجہ قاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے، لیکن جہاں نسبت منتقل ہوئی ہے وہاں ڈائریکٹ خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے۔

اس کی مثال ایسے سمجھیے! کہ اس عاجز کی بیعت حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی۔ گیارہ سال ان سے بیعت کا تعلق رہا۔ اسباق تو انہوں نے جہاں تک نصیب میں تھے، طے کروائے مگر اس کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔ ان کے بعد پھر ان میں بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تو خواجہ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی نسبت ہوئی۔ فقط دو سال کے اندر انہوں نے اجازت و خلافت دے دی۔ اب جہاں خلافت کا نام آئے گا وہاں خواجہ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا نام آئے گا اور جہاں اساتذہ کا نام آئے گا وہاں سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام آئے گا۔

یہ ہمارے آباؤ اجداد ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ہستی کا نام ذہن کی سکرین پہ نقش ہے۔

(۸) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت آگے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ "ہمدان" ترکمانستان میں ایک علاقہ ہے، وہیں کے ایک بزرگ تھے جو کشمیر آئے اور انہوں نے آکر کشمیریوں کو مسلمان کیا۔ اور آج کشمیری ہر سال "شاہ ہمدان" کے نام سے ایک دن منایا کرتے ہیں۔ یہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ ایک خاص بزرگ ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے علم ظاہری اور علم باطنی دونوں عطا کیے تھے۔ علم تفسیر میں بڑی مہارت رکھتے تھے اور ان کو حضرت خواجہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات کے استاد ہونے کا شرف نصیب ہے۔ یہ بات سننے کے قابل ہے۔

یہ وہ بزرگ ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی چھ مہینے ان کی صحبت میں جا کر فیض حاصل کرتے رہے اور خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ چار مہینے ان کی صحبت میں جا کر فیض

www.besturdubooks.wordpress.com

حاصل کرتے رہے۔ ان دونوں حضرات کے پیر تعلیم ہونے کا ان کو شرف نصیب ہے۔

(۹) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت آگے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ ''غجدوان'' بخارا سے تقریباً بخارہ میل کے فاصلے پر ایک شہر ہے۔ آج بھی اس شہر کا نام غجدوان ہے۔ یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اور ان کو خضر علیہ السلام نے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کا ذکر کرنا سکھایا۔ جس کو ''حبس دم'' کا ذکر کہا جاتا ہے۔ ہمارے مشائخ اس کو سلسلہ نقشبندیہ کے سلوک کا ''مغز'' کہتے ہیں۔ اس دور میں ان کے اتنے مریدین تھے کہ ان کا لقب ''خواجۂ جہاں'' پڑ گیا۔ جب پہلی دفعہ یہ عاجز غجدوان گیا تو میں لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ حضرت عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا: ''کون عبدالخالق؟'' تھوڑی دیر بعد میری زبان سے نکلا کہ ''خواجۂ جہاں'' تو وہ کہنے لگے کہ آپ شروع سے ہی یہ بات کہتے تو ہمیں پتہ چل جاتا۔ معلوم ہوا کہ مقامی لوگ عبدالخالق کے نام سے ان کو اتنا نہیں پہچانتے جتنا ''خواجۂ جہاں'' کے نام سے پہچانتے ہیں۔ خواجہ جہاں کا مطلب ہے ''سارے جہان کا پیر'' سبحان اللہ!

(۱۰) حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ''ریوگر'' تاجکستان میں ایک قصبہ ہے۔ وہاں پر حضرت کی پیدائش

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئی اور وہیں پر وفات ہوئی۔ اس عاجز کو وہاں حاضری کی توفیق نصیب ہوئی۔ وہاں پہ ایک عجیب بات دیکھی کہ ان کی خانقاہ کی دیوار بنی ہوئی ہے۔ اس کو دیکھ کر حیران ہوئے کہ مستری نے دیوار بناتے ہوئے اینٹوں کو ایسے جوڑا کہ ہر چند اینٹوں کو ملائیں تو ''اللہ'' کا نام بنتا ہے۔ انہوں نے سالکین کے دلوں میں اللہ کی محبت اتنی بھر دی تھی کہ دیواریں چنا کرتے تھے اور ان کے ہاتھوں سے اینٹوں میں ''اللہ'' کا نام لکھا جاتا تھا۔ دنیا میں اور کہیں ایسی جگہ نہیں دیکھی کہ اینٹیں بھی جوڑتے گئے اور اللہ کا نام بھی لکھتے چلے گئے۔

(۱۱) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ ''فغنہ'' بخارا سے تقریبا ۳۵ میل کے فاصلے پر ایک علاقہ ہے۔ اس کی انجیریں بڑی پسندیدہ تھیں، ذائقہ بڑا اچھا ہے۔ چونکہ یہ اس علاقے کے بزرگ تھے، اس لیے لوگوں نے ان کو محبت میں ''انجیر فغنہ'' کہنا شروع کر دیا اور اس طرح ان کا یہ نام مشہور ہو گیا۔

(۱۲) حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت آگے خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ ''فغنہ'' شہر سے کچھ فاصلے پر ''رامیتن'' ایک قصبہ ہے جس میں وہ رہتے تھے۔ علی نام تھا اور عزیزان تخلص تھا۔ فارسی میں اشعار کہتے اور عزیزان کا تخلص استعمال کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج کل بھی ان کے علاقے کا نام ''رامیتن'' ہے۔ یہ نام کیسے پڑا؟ ان کے وقت میں بادشاہ کی بیٹی بیمار ہوگئی۔ جسم پر پھوڑے نکل آئے۔ حکیموں سے بڑا علاج کروایا، مگر شفا نہیں ہوتی تھی۔ کسی نے کہا: ''آپ اللہ والوں سے دعا لیں۔'' چنانچہ وہ بیٹی کو لے کر ان کے پاس آیا۔ حضرت نے پانی دم کر کے دے دیا اور فرمایا کہ بچی سے کہو کہ وہ اس سے غسل کرے۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیں گے۔ جب اس بچی نے غسل کیا تو شفا یاب ہوگئی۔ سارے علاقے میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ فلاں جگہ سے بادشاہ کی بیٹی کو شفا ہوئی ہے، اس لیے اس جگہ کا نام ''آرام تن'' پڑ گیا۔ تن کا مطلب جسم، یعنی جسم کو آرام ملا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ ''رامیتن'' مشہور ہوگیا۔ آج بھی اس علاقے کو ''رامیتن'' کہتے ہیں۔ ان کے فارسی کے اشعار بڑے عجیب تھے۔

(۱۳) حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت منتقل ہوئی حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ''رامیتن'' سے تھوڑے فاصلے پر حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ ہے۔ یہ ہر وقت ''اللہ اللہ'' کرتے رہتے تھے۔ ان پر ہر وقت ''اللہ اللہ'' کی خاص کیفیت رہتی تھی۔ ایک مرتبہ یہ بخارا آ رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ اکھاڑا تھا، جس میں کچھ پہلوان کشتی کر رہے تھے۔ ایک آدمی جو اس وقت بخارا کا سب سے بڑا رستم سمجھا جاتا تھا، وہ اس میں ایک ہی وقت میں پانچ چھ پہلوانوں سے اکیلا کشتی کرتا تھا۔ بڑا اچھا اس کا جسم تھا اور پانچ چھ پہلوانوں سے وہ ایک وقت میں کشتی کر رہا تھا۔ حضرت نے دیکھا تو کھڑے ہوگئے۔ کسی نے کہا کہ آپ یہاں کھڑے کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: ''میں کسی مرد کو دیکھ رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں۔" کچھ دیر کے بعد جب وہ باہر نکلے تو وہ چور رستم تھے، اس پر حضرت کی نظر پڑی اور وہ حضرت کے عقیدت مند ہو گئے۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔

(۱۴) حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

بعد ازاں یہی پہلوان (سید امیر کلال) آپ کے خلیفہ بنے اور مشائخ نقشبندیہ کے بھی رستم بن گئے۔ پہلوان تو تھے ہی، اللہ نے روحانی پہلوان بھی بنا دیا۔ روحانی پہلوان کیوں کہا؟ اس لیے کہ واقعی اس نے ایک ایسے شاگرد کو تیار کیا جو دنیا میں ایک انقلاب برپا کرنے والا تھا اور ان کا نام تھا حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری۔ یہ رستم ان کے پیر ہے۔

(۱۵) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کتابوں میں لکھا ہے کہ بخارا کے قریب کوئی تیرہ چودہ میل کے فاصلے پر ایک علاقہ ہے، جس کا نام ہے "قصر عارفاں"۔ بڑا عجیب علاقہ ہے۔ پہلے کسی وقت میں وہ "قصر ہندواں" مشہور تھا۔ وہاں خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد رہتے تھے۔ یہ ابھی چھوٹے تھے کہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ ان کے گھر تشریف لائے۔ امیر کلال جو پہلوان تھے وہ بھی ساتھ تشریف لائے۔ حضرت سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے جب بچے (بہاؤ الدین) کو دیکھا تو فرمایا: "امیر کلال! مجھے اس بچے میں خیر نظر آتی ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو اس بچے کی تربیت میں کروں گا اور اگر میری موت پہلے آ گئی تو اس کی تربیت آپ کرنا۔ مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

امید ہے کہ یہ مجھ اس کی وجہ سے "قصر عارفان" کہلایا کرے گی۔ عجیب بات ہے کہ آج کے دور میں بھی اس پورے شہر اور بستی کا نام "قصر عارفان" ہے۔

توجہ کا کمال:

ان کی توجہ اتنی تھی کہ جو آدمی ان کی صحبت میں تھوڑی دیر بیٹھتا تھا اس کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اس کے سینے پر کسی نے "اللہ" کا نام نقش کر دیا ہو۔ وہ کرتے کیا تھے؟ وہ ہاتھ کی انگلیوں میں لفظِ "اللہ" کی شکل بناتے اور سالک کے دل پر انگلی رکھتے۔

"کَانَ یَنْقُشُ اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی قُلُوْبِ السَّالِکِیْنَ"

اللہ نے ان کو جو روحانی قوت دی تھی تصرف دیا تھا، اس روحانی قوت کو استعمال کر کے "اللہ" کہتے اور اللہ کا نام لوگوں کے دلوں پر نقش کر دیا کرتے تھے۔ اسی لیے ان کا نام "نقشبند" پڑ گیا کہ وہ اللہ کا نام دل میں بند کر دیتے تھے۔ ان سے پہلے یہ سلسلہ "صدیقیہ" کے نام سے مشہور تھا۔ آپ اگر تصوف کی پرانی کتابیں پڑھیں تو ان میں صدیقیہ سلسلہ ملا ہوا ہے۔ مگر ان کے دور میں اتنے لوگ اس سلسلے میں داخل ہوئے کہ ان کے نام کی وجہ سے یہ "سلسلہ نقشبندیہ" زیادہ مشہور ہو گیا۔

(۱۲) حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور داماد حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ بڑے کامل بزرگ تھے۔ ایک دفعہ ان کی جگہ پر حاضری ہوئی۔ اس علاقے کو "حصار" کہتے ہیں۔ وہ تاجکستان اور ازبکستان کے بالکل بارڈر کے پاس ہے۔ جب یہ عاجز وہاں گیا تو وہاں ایک عجیب پتھر دیکھا۔ ان کی خانقاہ کے آدمی نے کہا: "حضرت اس پر

www.besturdubooks.wordpress.com

نمازیں پڑھا کرتے تھے۔" میں نے ان سے پوچھا کہ یہ پتھر چلین (ہموار) کیوں نہیں؟ جہاں ہاتھ رکھتے ہیں، گھٹنے رکھتے ہیں، پیشانی رکھتے ہیں وہاں باقاعدہ نشان بنے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ کثرت سجود میں مشہور تھے۔ اتنی نمازیں پڑھتے تھے کہ نماز پڑھتے پڑھتے ان کی پیشانی کے، گھٹنوں کے پتھر پر نشان رہ گئے۔

ایک ہم لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں اور سجدوں کے نشان ہماری پیشانیوں پر نہیں بنتے اور انہوں نے بھی سجدے کیے اور ان کی پیشانیوں کے نشان پتھروں کے اوپر رہ گئے۔ تو

؎ کوئی ایسا سجدہ کر زمیں پہ نشاں رہے

وہ ایسے سجدے کر گئے کہ آج بھی پتھر ان کے سجدوں کی گواہیاں دیتے ہیں۔ یہ علامہ محمد شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد تھے۔ علماء جانتے ہیں، علماء میں ان کا نام بہت مشہور ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں،

"وَاللّٰہِ مَا عَرَفْتُ الْحَقَّ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی مَا لَمْ اَصِلْ فِیْ خِدْمَۃِ الْعَطَّارِ"

(نفحات الانس)

"اللہ کی قسم! میں نے حق سبحانہ و تعالیٰ کی معرفت کو نہیں پایا جب تک کہ میں عطار کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔"

ایسے بڑے بڑے حضرات بھی اپنے پیر و مرشد کی گواہیاں دیتے ہیں کہ جب تک میں ان کی خدمت میں نہیں پہنچا، اس وقت تک میں نے حق کو نہیں پہچانا۔

(۱۷) حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ یہ افغانستان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگوں کے پیر کہے جاتے ہیں۔ افغانستان کے لوگ ان سے بہت بیعت ہیں، حتیٰ کہ اس وقت بھی ان کی مسجد اور مدرسے کا نظام افغانستان کے لوگوں نے سنبھالا ہوا ہے۔ وہ ملک تو ازبکستان ہے، لیکن مسجد اور خانقاہ کے متولی افغانستان کے لوگ ہیں۔ انہوں نے ایک تفسیر لکھی جو مکمل تو نہ ہو سکی، لیکن مسائلِ سلوک میں وہ تفسیر بڑی انمول ہے۔

(۱۸) حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک شاگرد دیا، جس کا نام تھا ''حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ''۔ یہ اپنے وقت کے بادشاہوں کے پیر تھے۔ ان کی جگہ سمرقند تھی۔ سمرقند میں ان کی اتنی بڑی مسجد اور مدرسہ ہے کہ انسان دیکھے تو حیران ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کا مال بھی بہت زیادہ دیا تھا اور علمی کمالات بھی بہت دیے تھے۔ فرمایا کرتے تھے: ''اگر میں پیری مریدی کرتا تو دنیا میں کسی پیر کو مرید نہ ملتا، مگر مجھے تو کسی اور مقصد کے لیے پیدا کیا گیا۔'' کسی نے پوچھا: ''وہ مقصد کیا ہے؟'' فرمایا: ''مجھے تو اپنے محبوب ﷺ کی سنت کو زندہ کرنے کے لیے پیدا کیا گیا۔''

ایک عجیب واقعہ:

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر تھے۔ کتابوں میں عجیب واقعہ لکھا ہے کہ مولانا جامی ان کی خانقاہ پر گئے کہ میں دیکھوں تو سہی کہ حالات کیسے ہیں اور حضرت سے بیعت کروں۔ جب وہاں گئے تو کیا دیکھا؟ ان کے اونٹ اور گھوڑے سونے چاندی کی کیلوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ قالین بچھے ہوئے ہیں اور محفل لگی ہوئی ہے۔ مولانا جامی اندر گئے، جھانک کر دیکھا کہ یہاں تو بڑی زیب و زینت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے دل میں کہا:

شیخ نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

''وہ مرد نہیں ہوتا جو دنیا کو دوست بنائے ہوئے ہو۔''

اور وہیں سے واپس آ گئے، کہ میں بیعت نہیں کرتا۔ جب واپس آنے لگے تو راستے میں ایک جگہ نماز پڑھی اور قیلولہ کرنے کے لیے لیٹ گئے۔

جب لیٹے تو نیند آ گئی اور خواب دیکھا، کہ قیامت کا دن ہے اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں۔ حق لینے والے بہت ہیں اور حق لینے والے اتنے ہیں کہ یہ اپنی ساری نیکیاں بھی دے دیں تو ان کا حق پورا نہیں ہوتا۔ پریشان ہیں کہ کیا کروں؟ اتنے میں دیکھا کہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کی جماعت کے ساتھ قریب سے گزر رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر رک گئے اور پوچھا: ''مولانا! کیا بات ہے؟'' یہ عرض کرنے لگے: ''حضرت! اتنے لوگ حق مانگنے والے ہیں، میرے پاس اتنی نیکیاں نہیں ہیں کہ میں ان کو دے سکوں۔'' فرمانے لگے: ''اچھا! میں آپ کی طرف سے ان کو اپنی نیکیوں میں سے کچھ دے دیتا ہوں۔ ان کی نیکیاں دے کر جب جان چھوٹی تو مولانا کی آنکھ کھل گئی۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواب کی تعبیر یہ لی کہ مجھے حضرت سے نسبت ملنی ہے۔ جب واپس آئے تو اندر گئے اور حضرت سے ملے۔ حضرت اتنے صاحب کشف تھے کہ جب حضرت سے ملے تو انہوں نے فرمایا: ''مولانا! ذرا وہی بات کہیں جو آپ نے پہلی مرتبہ کہی تھی۔'' وہ کہنے لگے: ''نہیں حضرت! نہیں حضرت!'' فرمایا: ''کہو تو سہی کیا کہا تھا؟'' عرض کیا: ''حضرت! میں نے یہ کہا تھا:

شیخ نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت نے شعر نقل کیا فرمایا:

شعر: "آنکہ دارد برائے دوست دارد"

"اگر یہ مال پیسہ ہو تو پھر اللہ کے لیے ہو۔" پھر فرمایا: "یہ سونے، چاندی کی کیلیں زمین میں گاڑنے کے لیے ہوتی ہیں، دلوں میں گاڑنے کے لیے نہیں ہوا کرتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے کمالات عطا فرمائے تھے۔

(۱۹) حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ یہ اس علاقے کے بزرگ تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی قبولیت عطا فرمائی تھی۔ یہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے تھے۔ جب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بیعت کیا تو اسی مجلس میں اپنی توجہات سے کمال تک پہنچا دیا اور خلافت عطا فرما دی۔ اس پر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے خدام کہنے لگے: "حضرت! ان کو تو آپ نے آتے ہی خلافت دے دی اور ہم جو برسوں سے یہاں پڑے ہیں، ہمارے حال پر تو کچھ خیال نہیں فرماتے!" یہ سن کر حضرت نے فرمایا: "محمد زاہد چراغ، تیل اور بتی درست کر کے لائے تھے اور میں نے اس کو صرف روشن کر دیا ہے۔" اللہ اکبر!!

(۲۰) حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ سمرقند میں ایک پہاڑ ہے، جس کی دوسری طرف ایک شہر ہے اور اس شہر کا نام "شہر سبز" ہے۔ اس علاقے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں سبزہ اتنا ہے، پھول بوٹے اتنے ہیں کہ اس پورے علاقے کا نام "شہر سبز" پڑ گیا۔ آپ حیران ہوں گے کہ وہ کیسا خوبصورت شہر ہوگا جس شہر کو شہر سبز کہتے ہیں! واقعی اس عاجز نے جتنا سبزہ اس علاقے میں دیکھا کہیں اتنا سبزہ نہیں دیکھا۔ جو بجلی روڈ پر ہوتی تھی اس پر بھی کہیں کہیں بیلیں لگی ہوئی تھیں اور ان پر بھی پھول لگے ہوئے تھے۔ معلوم نہیں اللہ نے اس جگہ میں کیا زرخیزی رکھ دی! یہ پہلے کسی وقت میں عرصے کا دارالخلافہ بھی رہا۔ حکومت نے پہلے اس کو دارالخلافہ بنایا، بعد میں دوسری سہولیات کی وجہ سے انہوں نے سمرقند کو دارالخلافہ بنا لیا۔ حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ اس علاقے کے رہنے والے تھے۔

(۲۱) حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت حضرت خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ "امکنہ" ایک گاؤں کا نام تھا۔ یہ وہاں کے رہنے والے تھے اور خواجہ محمد امکنگی مشہور ہوئے۔ یہ پاکستان اور ہندوستان کے محسن ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنے ایک خلیفہ کو تیار کیا، نسبت عطا کی اور اس کو خلافت دے کر دہلی کی طرف بھیجا۔ فرمایا: "جاؤ! اس نسبت کو وہاں پہنچاؤ۔" اس کا نام تھا "خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ"۔ ان کی وجہ سے یہ نسبت وسط ایشیا سے ہندوستان (دہلی) میں پہنچی۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے یہ نسبت مدینہ طیبہ میں تھی، عرب میں تھی، حجاز میں تھی، وہاں سے یہ نسبت وسط ایشیا میں آئی اور پھر باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے یہ نسبت برصغیر پاک و ہند کے اندر آئی۔

(۲۲) حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ سمرقند کے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہنے والے تھے۔ دہلی میں آکر انہوں نے ڈیرا لگایا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ فرماتے تھے: ”مجھے جو مقام ملا ہے، وہ میری والدہ ماجدہ کی پرخلوص دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ وہ اس طرح کہ جب میری والدہ ماجدہ تلاشِ حق میں میری جستجو، بے قراری، شب بیداریوں کی کثرت اور روز بروز کمزوری کو دیکھتی تھیں تو دل ہی دل میں بہت پریشان ہوتی تھیں اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں نہایت آہ و زاری اور عاجزی کے ساتھ یہ دعا کرتی تھیں ”خداوندا! میرے اس فرزند کی مراد کو پورا کر دے، جس نے تیری طلب میں سب سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے۔ ورنہ مجھے زندہ نہ رکھ، کیونکہ میں اس کی ناکامی اور بے آرامی کو دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتی۔“ حضرت فرماتے ہیں: ”میری والدہ ماجدہ اکثر تہجد کے وقت اللہ رب العزت سے ایسی دعا کیا مانگتی تھیں۔ پس والدہ محترمہ کی ان دعاؤں کی برکت سے مجھے یہ مراتب نصیب ہوئے ہیں۔“

حضرت کی تواضع:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی بندہ آپ کی خانقاہ میں بیعت ہونے کے ارادے سے آتا تو اس کو عذر پیش کرتے ہوئے فرماتے: ”میں کس لائق ہوں؟ تم نے میرے بارے میں جو گمان کیا ہے، وہ میری حیثیت سے بہت بلند ہے، لہٰذا تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ، اگر کوئی رہبر مل جائے تو مجھے بھی بتا دینا تاکہ ہم بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کریں۔“ لیکن سچی طلب والے آپ کی خانقاہ میں ہی قیام پذیر رہتے اور اپنا گوہرِ مقصود پاتے تھے۔

مخلوقِ خدا پر رحم و کرم:

حضرت مخلوقِ خدا پر بہت رحم فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے بستر سے اٹھے اور تہجد پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں ایک بلی سردی سے کانپتی ہوئی آپ کے بستر میں سو گئی۔ جب آپ واپس سونے کے لیے بستر کے پاس آئے اور دیکھا کہ ایک بلی آپ کے بستر میں دبک کر لیٹی ہوئی ہے تو آپ نے خود تو سردی کے اندر ٹھٹھرتے ہوئے رات گزار لی مگر اس بلی کو بستر سے اٹھانا گوارا نہ کیا۔

خاموش طبعی:

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت خاموش طبع انسان تھے۔ ایک مرتبہ ایک آدمی کہنے لگا: ”حضرت! آپ کوئی نصیحت فرمائیں۔“ حضرت نے جواب دیا: ”جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا۔“

(۴۳) حضرت خواجہ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شاگرد عطا کیا۔ شاگرد بھی وہ جو کروڑوں پر بھاری تھا۔ ان کا نام ”احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ“ تھا۔ جو دوسرے ہزار سال کے مجدد بنے۔

دین اکبری اور اس کی سرکوبی:

احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک بادشاہ ہندوؤں کے زیر اثر آ گیا تھا۔ اس نے ہندوؤں کی کئی باتیں جاری کر دی تھیں اور اسلام کی کئی باتوں کو اس نے ختم کر کے رکھ دیا تھا۔ اس نے ایک نیا دین بنایا تھا جس کا نام اس نے ”دین الٰہی“ رکھا ہوا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوالفضل اور فیضی جیسے درباری ملا اس کے ساتھ تھے۔ عالم تو تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ دونوں بھائیوں نے مل کر ایک بے نقطہ تفسیر لکھی۔ اس عاجز کو وہ تفسیر دیکھنے کا موقع نصیب ہوا۔ اس کا نام ہے ''سواطع الالہام'' یعنی اس کے نام میں بھی نقطہ نہیں ہے۔

دونوں بھائی اتنے ذہین تھے کہ چھوٹا فیضی ایک مرتبہ کوئی شعر یا نظم سنتا تو اسے وہ اسی وقت یاد ہو جاتی اور بڑا دو مرتبہ سنتا تو اسے بھی یاد ہو جاتی۔ یہ دونوں اکبر کے بڑے مصاحب بنے ہوئے تھے اور لوگوں کی ناک میں دم کیا ہوا تھا۔ اگر کوئی شاعر قصیدہ پیش کرتا تو فیضی کھڑا ہو جاتا، کہتا: ''بادشاہ سلامت! یہ تو میرا قصیدہ ہے۔ میں ابھی سنا دیتا ہوں۔'' ...... چونکہ ایک دفعہ سن چکا ہوتا تھا...... بادشاہ کہتا: ''اگر تمہارا ہے تو تم پڑھ کر سناؤ! یہ کھڑا ہو جاتا اور پورا قصیدہ پڑھ دیتا۔ اب چونکہ دو مرتبہ پڑھا جا چکا ہوتا، ایک مرتبہ شاعر نے کہا اور دوسری مرتبہ بھائی نے پڑھا تو دو دفعہ سن کر بڑے بھائی کو بھی یاد ہو جاتا۔ تو وہ بھی کھڑا ہو جاتا اور کہتا: ''بادشاہ سلامت! میں تائید کرتا ہوں کہ یہ میرے بھائی کا کلام ہے۔ میں بھی سنا سکتا ہوں۔ اس طرح انہوں نے لوگوں کو پریشان کیا ہوا تھا۔

تاہم کتابوں میں لکھا ہے کہ تفسیر میں یہ کئی مقامات پر اٹک گئے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے پھر ان کو بتایا کہ یہاں قرآن پاک کی تفسیر کا حل کیسے کرنا ہے؟ علمی طور پر حضرت سے یہ بڑے متاثر تھے۔ جانتے تھے، پہچانتے تھے کہ ہاں! یہ تو ایک کھری بات ہے۔

انہوں نے بادشاہ کی خدمت میں کہا: ''جناب! آپ اتنے بڑے بادشاہ ہیں۔ اکبر آپ کا نام ہے۔ آپ کو تو تعظیمی سجدہ ہونا چاہیے۔ اپنے طور پر لیکن بھی دیں مگر جب تک چند بڑے بڑے علماء آپ کی تائید نہیں کریں گے عوام الناس بات نہیں مانیں گے۔'' اس نے کہا: ''اچھا! جاؤ اور ان سے فتویٰ لکھوا کر دو۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ جب یہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس سلسلے میں آئے تو آپ نے صاف فرما دیا کہ یہ ممکن ہی نہیں، میں تعظیمی سجدہ حرام سمجھتا ہوں۔ انہیں بادشاہ کو بھڑکانے کا موقع مل گیا۔ کہنے لگے: ''دیکھیں! یہ آپ کے خلاف مریدین کی فوج تیار کر رہا ہے۔ کسی نہ کسی طرح اس کو تعظیمی سجدہ پر قائل کریں۔'' اب انہوں نے ایک تجویز سوچی، کہنے لگے: ''بادشاہ سلامت! ہم ایک دیوار بناتے ہیں، جس میں دروازہ ذرا نیچے لگائیں گے اور آپ اس کے دوسری طرف دربار لگا کر بیٹھیں۔ جب سپاہی ان کو گرفتار کر کے لائیں گے اور وہ دروازے میں سے داخل ہوں گے تو وہ ذرا جھک کر داخل ہوں گے، آگے آپ بیٹھے ہوں گے۔ ہم کہیں گے کہ یہی تو تعظیمی سجدہ ہے! کوئی زمین پر پیشانی لگانی ضروری نہیں ہے۔ بس ذرا سا جھکنا ہی تعظیمی سجدہ ہے۔ ہم اس کو سند بنا لیں گے۔'' چنانچہ سپاہیوں کو بھیج کر گرفتار کروا لیا۔ حضرت کو کیا معلوم کہ کہاں جا رہے ہیں! جب قریب پہنچے تو آپ نے دروازہ دیکھا جو اپنے عام سائز سے چھوٹا تھا۔ پہلے سپاہی داخل ہو گئے۔ انہوں نے حضرت سے کہا: ''آپ بھی اندر آئیے!'' حضرت کو اللہ نے باطنی فراست دی تھی۔ حضرت نے بجائے اس کے کہ سر پہلے داخل کرتے اور پاؤں بعد میں، اور جھک کر اندر جاتے۔ دروازے میں پہلے اپنا پاؤں رکھا، پھر دوسرا پاؤں رکھا اور سیدھے ہو کر اندر داخل ہو گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ تدبیر بھی کامیاب نہیں ہوئی تو انہوں نے کہا: ''بادشاہ سلامت! یہ بندہ تو بس آپ کی بغاوت کر دے گا۔'' بادشاہ نے گرفتار کر کے گوالیار کے قلعے میں بند کروا دیا۔ دو سال تک آپ وہاں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

اب قضاء و قدر کے فیصلے دیکھیے! اللہ تعالیٰ اب تبدیلی لانا چاہتے تھے۔ بادشاہ اکبر کو کہیں لشکر کشی کرنی پڑی۔ چنانچہ اس نے فوج کو تیار کیا اور لے کر چلنے لگا۔ کسی نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

’’یہ جو حضرت پیچھے قلعے میں بند ہیں ان کے مرید ہیں تو ان کو قلعے سے نکال لیں گے اور لاکر تخت پر بٹھا دیں گے۔ پھر کیا بنے گا؟‘‘ کہنے لگا: ’’اچھا! ان کو بھی اپنے ساتھ رکھو۔‘‘ چنانچہ انہوں نے گرفتار حالت میں حضرت کو اپنے لشکر کے ساتھ رکھا۔ اب جب ساتھ سفر کر رہے تھے تو حضرت نمازیں پڑھتے اور جو حضرت کے قریب پہنچ لوگ آ کر بیٹھتے؛ محفل لگتی، جو فوج کے بڑے بڑے جرنیل تھے، جب وہ بادشاہ سے ملتے اور ان سے مختلف باتیں ڈسکس (مذاکرہ) کرتے تو واپس جاتے ہوئے کہتے، کہ ذرا احمد سرہندی کے پاس بھی جا کر بیٹھتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ وہ حضرت کی صحبت میں آنے لگے، رنگ چڑھنے لگا، دل کی دنیا بدلنے لگی۔ انہوں نے دیکھا یہ تو متقی پرہیزگار اور واصل باللہ بندے ہیں۔ معلوم نہیں بادشاہ کو ان سے کیوں عداوت ہے؟ یہ تو ایسے بندے ہیں جو باخدا ہیں۔ لہٰذا وہ حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے لگے۔

یہ وہ سفر ہے جس کو بابر نے بھی اپنی کتاب ’’تزک بابری‘‘ میں لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لشکر کے ساتھ تھے اور وہاں سے جاتے ہوئے مختلف علاقوں میں گئے۔ اس میں لاہور کا بھی نام آیا اور جھنگ میں چنیوٹ کا بھی نام آیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اکبر کے لشکر کے ساتھ آئے اور چنیوٹ میں انہیں تین دن پڑاؤ ڈالنے کا موقع ملا۔ چنیوٹ کی سرزمین کو حضرت کے قدموں کے ساتھ لگنے کی سعادت نصیب ہے۔

جب یہ حضرات واپس گئے تو واپس جا کر فوج کے بڑے بڑے جرنیلوں نے بادشاہ سے کہا: ’’بادشاہ سلامت! ہم نے پورے سفر میں ان کو دیکھا یہ تو بڑے نیک بزرگ ہیں اور جو بات کرتے ہیں کھری کرتے ہیں۔ اگر تو آپ کو بادشاہی کی ضرورت ہے تو آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کی شاندار نوکری تو کی ہے، آپ بادشاہی کرتے رہیں۔ ان کے خلاف کیا آپ نے محاذ کھولا ہوا ہے؟ اگر آپ کو بادشاہی نہیں چاہیے تو پھر ہم ان کو بتا دیتے ہیں۔ فوج تو وہی ہے جو ہم جرنیلوں کے ہاتھ میں ہے۔

اکبر بڑا سمجھدار تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ میرے سارے جرنیل مجھے کہہ رہے ہیں کہ جناب! یہ معاملہ نہیں چلے گا تو وہ کہنے لگا: ''انہیں رہا کر دو! جو وہ کہیں گے میں کرتا چلوں گا۔'' حضرت کی جو توجہات تھیں، انہوں نے جرنیلوں کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ اب وہ جرنیل فوج کے جرنیل ہی نہ تھے، دین کے بھی جرنیل بن چکے تھے۔ چنانچہ حضرت کو جیل سے آزاد کیا گیا اور کہا گیا کہ جو آپ کہیں گے ہم اسی طرح ملک کے اندر تبدیلی لاتے جائیں گے۔ یوں اللہ نے ان سے دین کا کام لیا۔ اس لیے انہیں ''مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' کہتے ہیں۔

(۲۳) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

ان کے ایک بیٹے تھے، جن کا نام خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ان کی ولادت سے پہلے حضرت کو الہام ہوا، کہ ہم آپ کو ایک ایسا بیٹا دیں گے جو پیدائشی ولی ہوگا۔ وہ اپنی زندگی میں کبیرہ گناہ کبھی نہیں کرے گا۔ حضرت نے اس نسبت سے ان کا نام ''محمد معصوم'' رکھا۔ یہ محمد معصوم ایسے تھے جو رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ اسی سال رمضان المبارک کے بعد عید کا چاند دیکھنے میں فرق لگا۔ لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا: ''حضرت! ہم نے عید تو پڑھ لی۔ معلوم نہیں ٹھیک بھی پڑھی ہے یا نہیں؟'' حضرت نے ایک بچے سے کہا: ''جاؤ، پوچھ کے آؤ! آج محمد معصوم

www.besturdubooks.wordpress.com

نے دودھ پیا ہے یا نہیں؟'' والدہ نے کہلا بھیجا کہ ہاں! بچے نے دودھ پی لیا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ''الحمدللہ! ہم نے صحیح وقت نماز عید ادا کی ہے۔

بادشاہوں کے پیر:

اللہ نے ان سے دین کا کام بہت لیا۔ بڑے بڑے بادشاہ ان سے بیعت ہوئے۔ افغانستان کا بادشاہ ان سے بیعت ہوا، حتی کہ اورنگ زیب عالمگیر جیسے بادشاہ ان کے خلیفہ بنے۔ ان کے تین ہزار خلفاء تھے۔

بادشاہ کی عقیدت مندی:

اس عاجز کو سرہند حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ جب خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک قبر کی طرف جاتا ہوا تاکہ ایصال ثواب کریں تو دیکھا کہ ایک راستہ ہے جو سیدھا جا رہا ہے۔ بہت چوڑی سڑک ہے، مگر راستے میں ایک اور قبر بنی ہوئی ہے۔ وہاں جا کر راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ وہاں کے سجادہ نشین بھی تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اتنا صاف سیدھا راستہ ہے، کیا ہوا کہ درمیان میں ایک قبر بن گئی؟ پہلے یہ قبر تھی اور بعد میں راستہ بنایا پہلے راستہ تھا بعد میں قبر بنائی گئی؟ کہنے لگا: ''راستہ تو پہلے تھا، قبر بعد میں بنائی گئی۔'' میں نے کہا: ''ایسے کیوں کیا؟ اس طرح تو لوگوں کے لیے مشکل ہوتی ہے، جب اجتماع ہوتا ہوگا اور زیادہ لوگ آتے ہوں گے تو ان کو تنگی ہوتی ہوگی؟'' کہنے لگے: ''جی ہاں! یہ افغانستان کے فلاں بادشاہ تھے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے افغانستان میں دفن کرنے کے بجائے اپنے پیرو مرشد کے قدموں میں دفن کرنا۔ ایسے مشائخ تھے کہ بادشاہ بھی ان کے قدموں میں دفن ہونے کی تمنائیں کیا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲۵) حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ یہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں فرزند تھے۔ آپ کے والد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ سال کی عمر میں ہی فنائے قلب کی بشارت عطا فرمادی تھی۔ آپ کی استعداد دیکھ کر ان کو ہر وقت آپ کی ترقی کا خیال رہتا تھا۔ وہ آپ کے طرف کو نہایت عمیق خیال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ عین ایام شباب میں ولایت کا مقام پایا۔

مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ ایک نیک دل انسان تھے۔ وہ بھی آپ سے توجہات لیا کرتا تھا۔ ان توجہات کی برکت سے بادشاہ کی روحانی زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا۔ چنانچہ ہندوستان کی تاریخ میں "فتاویٰ ہندیہ" کی تدوین اس کا مشہور دینی کارنامہ ہے۔

آپ کی خانقاہ میں چار سو آدمی جمع رہتے تھے اور جو شخص جو فرمائش کرتا تھا، اس کے لیے وہی کھانا تیار ہوتا تھا۔ اس قدر ناز و نعمت کے ماحول میں بھی سالکین روحانی طور پر بلند مقام پایا کرتے تھے۔

(۲۶) حضرت خواجہ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سیف الدین سے یہ نسبت حضرت خواجہ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ سلوک کے بلند مقامات پر فائز تھے۔ آپ زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے اندر عاجزی و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ مرجع خلائق اور صاحب کمالات عالیہ تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲۷) حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت آگے سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ جہاں حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ اس کے قریب ایک باغ ہے۔ جس میں یہ آرام فرما ہیں۔ وہاں کا ماحول اتنا پر سکون ہے کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''یادایام'' میں لکھتے ہیں کہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ پر ایک وقت ایسا آیا جب اللہ نے ان پر دعوت کا کام کھولا تو حضرت اس وقت نظام الدین کے مدرسے میں رہنے کے بجائے سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر بیٹھتے اور صبح سے شام تک مراقبہ کرتے رہتے۔ لکھتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آتا تو پانچ چھ طلبا لوٹے میں پانی بھر کر وہاں لے جاتے۔ حضرت ایک لوٹے سے طہارت کر لیتے اور دوسرے لوٹے سے وضو بنا لیتے۔ وہیں پہ آپ امامت کرواتے۔ طلبا پیچھے ہوتے تا کہ آپ کو جماعت کی سعادت نصیب ہو جائے۔ طلبا نماز کے بعد واپس آ جاتے۔ آپ اسی طرح پھر مراقبے میں بیٹھ جاتے۔ اس طرح ہر نماز جماعت کے ساتھ بھی ادا کر لیتے اور پھر اس نماز سے اگلی نماز تک مراقبہ بھی کرتے۔ فرمایا: ''کتنے مہینوں تک آپ کی یہی کیفیت رہی۔ یہ وہ ایام تھے جب اللہ نے ان پر دعوت و تبلیغ کے کام کو کھولا تھا۔'' یہ ہمارے مشائخ کی جگہیں ہیں۔ ان جگہوں پہ اللہ کے نیک بندوں کے قدم لگے ہوئے تھے۔

(۲۸) حضرت خواجہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ

سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جمال پسندی کا غلبہ:

مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ عجیب بزرگ گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حسن و جمال بھی بڑا دیا تھا اور ان پر تجلیات کا ظہور بھی بہت تھا۔ ان کو لطیفہ جمال پسند تھا۔ آپ دیکھتے ہوں گے کہ بعض طبیعتیں صاف ستھری اور اچھی چیزوں کو پسند کرتی ہیں اور کئی گندے مندے بنے رہتے ہیں۔ ان پر اللہ رب العزت کی صفت جمال کا غلبہ رہتا تھا۔ اس لیے ان کو ہر چیز حسن و جمال کے ساتھ ہی اچھی لگتی تھی۔

کشف و کرامات:

اتنے صاحب کشف تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے آپ کی خدمت میں انگور پیش کیے اور کہا: ''حضرت! میں آپ کے لیے انگور تحفہ میں لایا ہوں۔'' حضرت نے انگور لے کر کھانا چاہے، منہ کے قریب لے گئے اور واپس کر دیے۔ اس نے کہا: ''حضرت! کھا لیجیے! حضرت نے فرمایا: ''مجھے ان میں سے مردوں کی بو آ رہی ہے۔'' وہ حیران ہوا کہ حضرت! میں تو بازار سے خرید کر لایا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: ''جا کر پتہ کرو۔'' جب پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ جو بندہ بیچنے آیا تھا، اس نے بیلیں قبرستان میں لگائی ہوئی تھیں۔ قبرستان میں بیل اگی اور اس کا انگور جب آپ کے ہاتھ میں آیا تو کھاتے ہوئے اللہ نے باطنی فراست کے ذریعے بتلا دیا کہ اس میں سے مردوں کی بو آ رہی ہے۔ اتنے صاحب کشف تھے!

طبیعت میں بڑا جمال تھا حتیٰ کہ ابھی چھوٹے بچے تھے، چلنا بھی نہیں سیکھا تھا، اس وقت اگر کوئی ان کو بدصورت مرد یا عورت اٹھانا چاہتی تو اس کے پاس نہیں جاتے تھے، روتے تھے، اللہ تعالیٰ کی صفت جمال کا اثر ان کے اوپر ایسا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک مرتبہ حضرت بیٹھے تھے۔ ان کے پاس وقت کا نواب آیا۔ وہ آکر حضرت کی خدمت میں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر میں اسے پیاس لگی اور کہنے لگا: ''حضرت! اگر اجازت ہو تو میں آپ کے اس مٹکے سے پانی پی لوں؟'' حضرت نے فرمایا: ''پی لو۔'' اس نے جا کر پانی پی لیا اور پیالہ واپس رکھتے ہوئے ذرا ٹیڑھا رکھ دیا۔ جب حضرت کی نظر پڑی تو ان کو ناگوار گزرا۔ وہ آکر بیٹھا رہا اور بات چیت کرتا رہا۔ جاتے ہوئے کہنے لگا: ''حضرت! اگر اجازت ہو تو میں کوئی خادم بھیج دوں؟ آپ کے پاس خادم کوئی نہیں، وہ آپ کی خدمت کر دیا کرے گا۔'' حضرت نے فرمایا: ''تیرا اپنا تو یہ حال ہے کہ پانی پینے کے بعد پیالہ ٹیڑھا رکھ دیا، میرے سر میں اس کے بعد ابھی تک درد ہو رہا ہے۔ تیرا خادم آیا تو پتہ نہیں میری کیا گت بنا جائے گا۔''

ان کے پاس ایک مرتبہ ایک ہندو آیا اور کہنے لگا: ''مجھے کشف القلوب حاصل ہے۔''..... یہ کشف کوئی شرعی چیز نہیں ہے۔ محنت اور ریاضت سے کافروں کو بھی مل جاتا ہے۔ دین کی کوئی چیز ہو تو وہ مسلمان ہی کو ملے گی۔ البتہ جس چیز کا تعلق فقط کیفیت سے ہو تو وہ ہندوؤں کو بھی مل سکتی ہے..... چنانچہ وہ کہتا تھا کہ مجھے کشف القلوب حاصل ہے۔ حضرت نے فرمایا: ''اچھا! مجھے میرا دل دیکھ کے بتاؤ کیسا ہے؟'' اس نے دیکھا تو کہنے لگا: ''مجھے تو آپ کا دل بالکل سیاہ نظر آتا ہے۔'' فرمایا: ''اچھا بتاؤ! کہ تمہیں یہ کشف کیسے حاصل ہوا؟'' کہنے لگا: ''میں نے ہر کام اپنے جی کے خلاف کیا تو مجھے یہ نصیب ہو گیا۔ فرمایا کہ پھر تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا؟ اور ساتھ توجہ بھی دی۔ وہ کہنے لگا: ''میرا جی نہیں کرتا۔'' حضرت نے فرمایا: ''جب باقی کام جی کے خلاف کیے تو یہ کام بھی جی کے خلاف کر لو۔'' وہ توجہ اتنی تھی کہ اثر کر گئی۔ کہنے لگا: ''اچھا میں یہ کام بھی جی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

خلاف کرتا ہوں۔" چنانچہ اس نے وہیں کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ پھر حضرت نے فرمایا: "ذرا اب میرے دل کو دیکھو۔" اس نے دیکھا تو کہنے لگا: "حضرت! اب تو مجھے اس میں نور ہی نور نظر آتا ہے۔" حضرت نے فرمایا: "دیکھو! میرا دل آئینے کے مانند ہے۔ جب پہلے تم نے دیکھا تو تمہیں کالا نظر آیا، وہ تمہارا اپنا دل تھا جو میرے دل میں منعکس ہو رہا تھا۔ اب تم نے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اس لیے میرا دل نورانی نظر آیا ہے، کیونکہ کلمے نے تمہارے کالے دل کو منور کر دیا ہے۔"

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی گواہی:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ان کے پاس تھے۔ وہ ان کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں ولی اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس وقت دنیا میں مظہر جان جاناں جیسا تزکیہ اور تصفیہ والا آدمی کوئی نہیں ہے۔

استغنا کا عالم:

ان کے استغنا کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ وقت نے پیغام بھیجا کہ حضرت! میں آپ کو کچھ زمین دینا چاہتا ہوں، آپ تشریف لے آئیں! حضرت نے پیغام بھیجا کہ جناب! اللہ تعالیٰ نے اس پوری دنیا کو قرآن مجید میں قلیل کہا:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ﴾ (النساء: ۷۷)

فرمایا: "جس پوری دنیا کو اللہ نے قلیل کہا، اس قلیل میں سے تھوڑا سا حصہ آپ کو ملا ہے۔ اس تھوڑے سے حصے سے تھوڑا سا آپ مجھے دینا چاہتے ہیں۔ اتنا تھوڑا لیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔" یوں انکار فرمادیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲۹) حضرت خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ تو تیرہویں صدی کے ''مجدد'' کہے جاتے ہیں۔ آپ کا نسب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ آپ کی مبارک زندگی میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کا اتنا زیادہ کام ہوا کہ شاید ہی کسی شیخ کی زندگی میں جاری ہوا ہو۔ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ عرب، بغداد، روم، کابل، بخارا اور بلخ میں بھی آپ کے خلفاء اس سلسلہ کی اشاعت کے لیے پہنچے۔

عاجزی و انکساری:

آپ کے اندر عاجزی و انکساری بہت تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: ''جو کتا میرے گھر میں آتا ہے میں اس کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہوں، الٰہی! میں کون ہوں جو تیرے دوستوں کو وسیلہ بناؤں؟ اس مخلوق کے واسطے تو مجھ پر رحم فرما۔

ایک عجیب بات:

اللہ والوں کے اخلاق میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ وہ کسی بندے سے الجھنا پسند نہیں کرتے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ایک عجیب بات تھی۔ لوگ آپ کی کتابیں لے جاتے اور پھر وہی کتابیں بیچنے کے لیے آپ کے پاس لاتے اور آپ قیمت دے کر وہ کتابیں خرید لیتے۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت! یہ تو آپ کے کتب خانے کی کتابیں ہیں اور ان پر یہ نشانی بھی موجود ہے تو آپ سختی سے منع کرتے اور فرماتے: ''کیا ایک کاتب چند نسخے نہیں لکھ سکتا؟''

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳۰) حضرت خواجہ شاہ ابوسعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت حضرت خواجہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ نے ایک مرتبہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا کہ مجھے کس شیخ سے بیعت ہونا چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا:

''اس وقت شاہ غلام علی سے بہتر کوئی نہیں ہے۔''

چنانچہ آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی۔ اس کے بعد پورا سلوک تفصیل سے سیکھا۔ آپ پندرہ سال تک حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں رہے۔ حضرت شاہ صاحب کے انتقال کے بعد آپ تقریباً نو سال تک مسند آرائے ارشاد رہے اور سالکین طریقت نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کے مزاج میں اس قدر نرمی تھی کہ جو لوگ شاہ صاحب کے منکر تھے وہ بھی آپ کے معتقد ہو گئے۔ آپ نے سلوک مجددیہ میں ایک رسالہ بھی لکھا جس کا نام ''ہدایۃ الطالبین'' ہے، جو فارسی زبان میں ہے۔

(۳۱) حضرت خواجہ شاہ احمد سعید مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ احمد سعید مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ نے مولوی فضل امام اور مولوی رشید الدین خان کے علاوہ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی علم حاصل کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''مجھے حدیث کی سند حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔'' آپ فرمایا کرتے تھے: ''ابتدائی مرید چھوٹے بچے کی طرح ہوتا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ اپنے نفع و نقصان سے واقف نہیں ہوتا۔ اگر بچہ مدتِ رضاعت سے پہلے ہی دودھ پلائی سے علیحدہ ہوتا ہے تو اس کی نشوونما میں نقصان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مرید بھی روحانی استعداد پیدا ہونے سے قبل جدا ہو جائے تو وہ بھی ناقص اور ابتر ہو جاتا ہے۔“

آپ نہایت ہی کریم النفس، رقیق القلب، دائم الذکر اور عظیم الفتح انسان تھے۔ اگر آپ کے مریدوں میں سے کسی سے کوئی غرش سرزد ہو جاتی تو اس کو اپنی طرف منسوب کرتے اور فرماتے: ”دراصل قصور میرا ہے۔ اگر مجھ میں کمال ہوتا تو تم سے یہ بات واقع نہ ہوتی۔“

آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

(۳۲) حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ یہ وہ شخصیت ہیں جو افغانستان کے رہنے والے تھے۔ دہلی گئے، بیعت ہوئے اور وہاں سے ان کو پاکستان بھیجا گیا۔ افغانستان کے راستے ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب موسیٰ زئی ایک جگہ ہے، جسے ”موسیٰ زئی شریف“ کہتے ہیں، وہاں تشریف لائے اور وہاں انہوں نے دین کا کام کیا۔ اس وجہ سے یہ سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت ہندوستان منتقل ہوئی۔

(۳۳) حضرت خواجہ عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید و خلیفہ تھے، جن کا نام خواجہ عثمان

www.besturdubooks.wordpress.com

دامانی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد ماجد بڑے عابد، زاہد اور جلیل القدر فقیہ تھے۔ آپ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے اجل خلیفہ تھے اور کمال و تکمیل کے منصب پر فائز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ کو جانشین نامزد فرما دیا۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ نے مستقل طور پر خانقاہی نظام کو بلند ہمتی کے ساتھ چلایا اور تقریباً تیس سال تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت و ترویج میں مشغول رہے۔ آپ کا انتقال ستر سال کی عمر میں ہوا اور موسیٰ زئی شریف میں اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن ہوئے۔

(۳۴) حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

آگے ان کے ایک خلیفہ تھے، حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ نوجوان تھے، عالم تھے۔ ۳۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مگر اللہ نے ان کو عجیب قبولیت دی تھی کہ ان سے علماء، خلفاء، صلحاء کی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی، جنہوں نے پورے ملک میں اور بیرون ملک کے اندر اس فیضان کو پھیلا دیا۔ چنانچہ "خانقاہ سراجیہ" کندیاں شریف کا فیضان بھی وہیں سے ہے۔ "خانقاہ فضلیہ" مسکین پور شریف کا فیضان بھی وہیں سے ہے۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی کے خلیفہ تھے۔

خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں سے تھے۔ ان کا مشہور واقعہ ہے کہ ہندوؤں کو توجہ دیتے تو وہ کلمہ پڑھ لیتے تھے۔ ہندوؤں نے ان پر مقدمہ کر دیا کہ یہ ہمارے لوگوں کو زبردستی مسلمان کر دیتے ہیں۔ ایک ہندو جج تھا، اس نے آپ کو بلا لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ وہاں گئے اور کہا کہ میرا جرم کیا ہے؟ وہ کہنے لگے: ''آپ کا جرم یہ ہے کہ آپ لوگوں کو زبردستی مسلمان بناتے ہیں۔'' سامنے ہندو کھڑے تھے۔ آپ نے ایک کی طرف اشارہ کیا، فرمایا: ''اسے میں نے مسلمان بنایا ہے؟'' اس نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ دوسرے کی طرف اشارہ کیا تو اس نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ جب دو تین کی طرف اشارہ کیا تو ہندو جج ڈر گیا کہ کہیں میری طرف اشارہ نہ کر دیں۔ کہنے لگا: ''اچھا! اچھا! میں مقدمے کا فیصلہ کر دیتا ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا تصرف عطا کیا تھا!!

(۳۵) حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ آپ مسکین پور شریف (مظفر گڑھ) سے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ واقع موسیٰ زئی شریف میں پیدل جایا کرتے تھے۔ انتہائی مختصر زادِ راہ کے ساتھ تقریباً اڑھائی سو میل کا یہ سفر اکیلے طے کرتے تھے۔ دورانِ سفر جب بھوک ستاتی تو کبھی چنے چبا لیتے اور کبھی گاجریں وغیرہ کھا لیتے۔

شیخ کے جانوروں کی خدمت:

شیخ کی خانقاہ میں باقی سالکین علوم و معارف سیکھتے مگر حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ سارا دن اپنے شیخ کے جانور چراتے۔ جانور خود بھی چراتے اور حضرت گھاس کاٹ کاٹ کر ان کے منہ میں ڈالتے حتیٰ کہ خوب سیر ہو جاتے۔ شام واپس آتے ہوئے چارے کی ایک گٹھڑی بھی سر پر اٹھا کر لاتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیخ کی خانقاہ میں شب و روز:

پیرومرشد کی خانقاہ میں رات کو سوتے وقت حضرت اپنے پیر بھائیوں کے درمیان لیٹ تو جاتے مگر جب دیکھتے کہ سب سو گئے ہیں تو اٹھ کر باہر چلے جاتے اور پوری رات ''اللہ اللہ اللہ'' کرنے میں گزار دیتے۔ جب کبھی پیرومرشد کی مجلس میں حضرت کو بیٹھنے کا موقع ملتا تو آپ یہ سوچتے ہوئے پیچھے ہٹ کر بیٹھتے کہ میں تو اس در کا کتا ہوں اور مجھے جوتوں کے قریب بیٹھنا چاہیے۔

اجازت وخلافت:

حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کے سفر میں آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ پھر آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ذریعے رشد و ہدایت اور اصلاح و تبلیغ کی جو شمع روشن کی، اس کی روشنی دور دور تک پھیل گئی اور ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا سبب بنے۔ آپ کی ساری عمر اصلاح نفوس، احیائے سنت اور ترویج و اشاعت اسلام میں بسر ہوئی۔

(۳۶) خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

ان سے یہ نسبت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی، جو ''امام الحلماء والصلحاء'' کہلاتے ہیں۔ ان کو ''پاک و ہند کا جنید'' کہا جاتا ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دیکھا تو ان سے دعاؤں کے لیے کہا۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے تشریف لے گئے۔ جو مریض آ جاتا انہوں نے جو بھی معمولات تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں کہے تھے لیکن جب حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو پوچھا: ''تعارف کیا ہے؟'' آپ نے کہا کہ میں ایک درویش نقشبندی ہوں۔ آپ کی زیارت کے لیے آیا ہوں۔ حضرت نے اپنے معمول کو چھوڑ دیا اور سارا دن حضرت کے ساتھ بیٹھ کر ذکر و سلوک کی گفتگو میں گزارا۔ جب حضرت کو رخصت کرنے لگے تو اس وقت ان کے آخری الفاظ یہ تھے: ''عبدالمالک! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا اور قیامت کے دن ہمیں بھول نہ جانا۔'' یہ اتنے محتاط بزرگ کے الفاظ تھے۔

دارالعلوم دیوبند آنے کی دعوت:

مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دیتے تھے اور دارالعلوم دیوبند میں ان کا چند دن قیام کرواتے تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت شیخ الحدیث تھے۔

ایک مرتبہ مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ درس دے رہے تھے۔ جب ''قلب'' کا لفظ آیا تو حضرت اپنے شاگردوں سے فرمانے لگے: ''اگر اس کا لفظی مطلب سمجھنا ہے تو وہ میں سمجھا سکتا ہوں۔ حقیقت پوچھنی ہے تو وہ عبدالمالک صدیقی سے جا کر پوچھیے۔''

طلبا کی درخواست:

حضرت نے پروگرام بنا لیا کہ اس دفعہ میرے پاس وقت کم ہے، اس لیے میں ایک ہفتے بعد واپس چلا جاؤں گا۔ حضرت نے تیاری کر لی۔ جب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا کہ خواجہ عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ تو واپس جا رہے ہیں تو آپ نے درس حدیث موقوف کیا اور شاگردوں کو لے کر آ گئے۔ شاگرد کمرے کے دروازے پہ بیٹھ گئے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اندر تشریف لے گئے۔ سلام کیا اور عرض کرنے لگے: ''حضرت! آپ ہر

www.besturdubooks.wordpress.com

سال پندرہ دن دارالعلوم میں رہا کرتے ہیں۔ اس دفعہ یہ ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے کہ آپ ایک ہفتے کے بعد واپس جارہے ہیں؟ یہ طلبا آپ سے معافی مانگنے آئے ہیں۔ جب تک آپ پورے پندرہ دن گزارنے کا ارادہ نہیں فرمائیں گے، یہ طلبا دارالعلوم میں جا کر حدیث نہیں پڑھیں گے۔" چنانچہ اس وقت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہفتہ اور رہنے کا ارادہ فرمالیا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مشورہ:

جب پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم کا وقت آیا تو کسی نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا، اس نے کہا: "حضرت! پہلے تو ہمیں اکابرین کے پاس پہنچنے کی سعادت نصیب ہوتی تھی۔ اب پاکستان بن گیا ہے، یہاں ہم کس سے باطنی تعلق رکھیں؟" حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جن دو حضرات کا نام لکھا۔ ان میں حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا نام تھا کہ پاکستان کے علما کو چاہیے کہ وہ ان کے ساتھ رابطہ رکھیں۔

خلفا کی تعداد:

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی حضرت مولانا عبدالحق تھے اور حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے۔ تقریباً پونے تین سو کے قریب ان کے خلفاء تھے۔ ان کی فہرست پڑھیں تو ہر ایک کوئی مہتمم، کوئی شیخ الحدیث، کوئی ناظم، کوئی کچھ اور، کوئی کچھ ہے۔

(۳۷) حضرت خواجہ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت ہمارے پیر و مرشد خواجہ غلام

www.besturdubooks.wordpress.com

حبیب ؒ کو منتقل ہوئی۔ وہ چکوال کے رہنے والے تھے، علوی النسب تھے اور علوی النسبت رکھنے والے تھے۔ اگر تفصیل پڑھنی ہو تو وہ اس عاجز نے "حیاتِ حبیب" کے اندر لکھ دی ہے۔

مرکزِ توحید سے فیض کا آنا:

ان کو مرکزِ توحید سے فیض آتا تھا۔ "مرکزِ توحید" کسے کہتے ہیں؟ بیت اللہ شریف کو۔ واقعہ کیسے ہوا؟ ایک مرتبہ خواجہ غلام حبیب ؒ اپنے پیر و مرشد خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ کے ساتھ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں طواف کے دوران بیت اللہ شریف کا دروازہ کھلا۔ خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ کے دل میں خیال آیا کہ اے اللہ! تو مہربانی فرما اور بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونے کی سعادت نصیب فرما۔ جب آپ اگلے چکر میں واپس آئے تو دربان نے اشارہ کیا کہ آپ اندر تشریف لے جائیں۔ خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ اندر تشریف لے گئے۔ ایک آدمی جسے آپ نہیں پہچانتے تھے وہ بھی ساتھ حاضر ہوا۔ جب اندر گئے تو ان حضرات نے مسنون طریقے پر نوافل ادا کیے۔ حضرت غلام حبیب ؒ کے دل میں خیال آیا کیوں نہ میں اپنے پیر و مرشد سے اس جگہ بیعت کی تجدید کروں۔ چنانچہ آپ نے حضرت صدیقی ؒ کی خدمت میں عرض کیا: "حضرت! آپ مجھے اس جگہ دوبارہ بیعت فرما لیجیے، مجھے تجدید بیعت کی سعادت نصیب ہو جائے۔" حضرت نے قبول فرما لیا۔ جب بیعت ہونے لگے تو جو آدمی ساتھ بیٹھا تھا اس نے کہا کہ مجھے بھی بیعت کر لیجیے۔ حضرت صدیقی ؒ نے پوچھا: "کہاں کے رہنے والے ہو؟" اس نے کہا: "میں عرب کا رہنے والا ہوں۔" حضرت نے فرمایا: "آپ عرب کے رہنے والے ہیں اور میں پاکستان کا رہنے والا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں، آپ کا مجھ سے رابطہ مشکل ہے۔ اگر آپ کسی دوسرے مقامی شیخ سے بیعت ہو جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔" تو وہ صاحب خاموش ہو گئے۔ حضرت فرماتے ہیں: "جب میں نے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ وہی بندہ جس کو بیعت نہیں کیا تھا وہ کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں مٹی ہے۔ اس نے وہ مٹی پھینکی اور وہ مٹی پہاڑوں کے اوپر سے، دریاؤں کے اوپر سے، درختوں کے اوپر سے اڑتی اڑتی دور کسی علاقے میں جا گری جو بڑا سرسبز تھا۔ وہ مجھے کہتا ہے: "دیکھ رہے ہو؟" میں نے کہا: "ہاں! دیکھ رہا ہوں۔" حضرت فرماتے ہیں: "میں سمجھا شاید مجھے مراقبے میں نیند آ گئی ہوگی، جب مراقبہ ختم ہوا اور ہم نیچے اترنے لگے تو اتنی ہمارے بیٹے شیخ تھے کہ حضرت کھڑے ہو گئے اور پوچھتے تھے کہ ابدال نے آپ سے کیا باتیں کیں؟ فرماتے ہیں: "تب مجھے احساس ہوا کہ وہ بندہ ابدال تھا۔" میں نے کہا: "حضرت! میں سمجھا کوئی خواب ہے۔" حضرت نے فرمایا: "نہیں! وہ بندہ ابدال تھا۔ تم نے اس کو بیعت نہ کر کے اپنے فیض کو محدود کیا۔ اب میرا فیض تمہارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں پھیلا دیں گے۔"

حضرت فرماتے ہیں کہ اس بات کو بیس تیس سال گزر گئے۔ اس کے بعد اللہ رب العزت نے افریقہ کے ایک ملک "ری یونین" میں جانے کی توفیق دی، وہاں میں نے بالکل وہی نقشہ دیکھا جو بیس تیس سال پہلے بیت اللہ کے اندر بیٹھ کر دیکھا تھا۔ اس لیے حضرت فرماتے تھے کہ مجھے مرتوحید سے فیض ملا ہے۔

میرے دوستو! ہم کاملین کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں، جس کا ایک مختصر سا خاکہ اس عاجز نے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حاصل کلام:

اب ایک آیت سن لیجیے! قرآن مجید کی یہ آیت بڑی عجیب ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ (الطور:۲۱)

''ایمان والوں کی اولاد جوان کے ساتھ ایمان کی اتباع کرتی ہے، ہم قیامت کے دن ان کی چھوٹی موٹی غلطیوں کو معاف کر دیں گے اور ان اولادوں کا ان کے ماں باپ کے ساتھ اکٹھا حشر فرما دیں گے۔

جہاں یہ آیت نسبی تعلق رکھنے والوں کے لیے ہے، وہاں اس سے بڑھ کر یہ آیت روحانی تعلق رکھنے والوں کے لیے ہے۔ اگر ہم ان اکابرین کے نقشِ قدم پر چلیں گے، اپنے سینے کو صاف کرنے کے لیے سچی اور پکی زندگی گزارنے کے لیے، اپنے دلوں میں یادِ الٰہی پیدا کرنے کے لیے، تقویٰ وطہارت کی زندگی گزارنے کے لیے اگر ہم کوشش کریں گے، اسی راستے پہ چلیں گے جس پر ہمارے اکابرین چلے تو یاد رکھیے! یہ اللہ کے قرآن کا فیصلہ ہے۔ جو ایمان والے اس دنیا سے چلے گئے اگر ان کی جسمانی یا روحانی اولادیں ہیں جیسے کہ ہم روحانی اولاد ہیں، اگر ان کے نقشِ قدم پر چلتے رہے، جو کچھ کوتاہی ہوگی، امید ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں گے اور ہمیں ہمارے اکابرین کے قدموں میں بیٹھنا نصیب فرما دیں گے۔ آپ کو جو کچھ طریقۂ نقشبندیہ کے بارے میں بتایا گیا، اس کو پلے باندھ لیجیے اور زندگی اس کے مطابق گزارنے کی کوشش کیجیے۔

وہ کیسا عجیب وقت ہوگا! جب نبی علیہ السلام موجود ہوں گے۔

ان کے قدموں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود ہوں گے۔

ان کے قدموں میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ موجود ہوں گے۔

ان کے قدموں میں مشائخ بیٹھے ہوں گے۔

پھر ہمیں ان کے قدموں میں بیٹھنا نصیب ہوگا،

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر ہم اس راستے پر چلتے رہے تو

﴿وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ﴾ (لقمان: ۱۵)

"تم میرے ان بندوں کے راستے پر چلو، جنہوں نے میری طرف رجوع کیا۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ان نیک بندوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

مراقبہ کی اہمیت

www.besturdubooks.wordpress.com

مراقبہ کی اہمیت

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

﴿واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا﴾ (المزمل:۸)

سبحن ربک رب العزۃ عما یصفون ۰ وسلام علی المرسلین ۰

والحمد للہ رب العلمین ۰

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم

لطیفہ قلب پر ذکر کرنے کا طریقہ:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اسباق میں سے پہلا سبق ''لطیفہ قلب'' ہے۔ لطیفہ قلب انسان کے سینے میں بائیں طرف کے پستان سے دو انگلی نیچے مائل بہ پہلو ہے۔ یعنی بائیں طرف پستان سے دو انگل نیچے جو پسلی ہے اس جگہ لطیفہ قلب کی نشاندہی کی جاتی ہے اور انسان لطیفہ قلب پر ذکر کرنے کے لیے بائیں طرف ہی توجہ کر کے بیٹھتا ہے۔ یہ دھیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آ رہی ہے۔ میرے دل میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

رہی ہے۔ میرے دل کی ظلمت اور سیاہی دور ہو رہی ہے اور میرا دل کہہ رہا ہے "اللہ اللہ" اس دوران زبان تالو سے لگی ہوئی ہو، زبان سے کچھ نہیں پڑھنا، بلکہ یہ سوچنا ہے کہ دل "اللہ اللہ" بول رہا ہے۔

ہر چیز بول سکتی ہے!

بھئی! ہر چیز بول سکتی ہے۔ جیسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اعضا کو بلوائیں گے، اور انسان اپنے جسم کے اعضا سے خفا ہو گا اور کہے گا:

﴿لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا﴾

"تم نے میرے خلاف گواہی کیوں دی؟"

اعضا کہیں گے: "جناب!

﴿اَنْطَقَنَا اللّٰهُ﴾

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے بولنے کی طاقت دی ہے۔"

﴿الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾

"جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی۔" (فصلت: ۲۱)

یہاں سے معلوم ہوا کہ جو پروردگار زبان کو گویائی دینے پر قادر ہے وہ جسم کے ہر عضو کو گویائی دینے پر قادر ہے۔ وہ جس عضو کو چاہے نطق کی صفت عطا فرما دے۔

موجودہ دور نے اس بات کو سمجھنا نسبتاً آسان بنا دیا ہے۔ مثال کے طور پر یہ جو باہر اسپیکر ہے جس سے آپ کو آواز آ رہی ہے۔ اس میں کوئی زندہ چیز تو چھپی ہوئی نہیں ہے تو پھر آواز کیسے آتی ہے؟ دراصل اس میں ایک پردہ ہے جس پر مقناطیسی لہریں پڑتی تھیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اور وہ جیتا ہے، پھڑ پھڑاتا ہے، اس کے اندر تھرتھراہٹ اور ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ اس ارتعاش کی وجہ سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر بے جان پردہ پھڑ پھڑاتا ہے اور اس کی وجہ سے آواز پیدا ہوتی ہے تو اگر جاندار دل پھڑ پھڑائے گا تو کیا اس کے اندر آواز پیدا نہیں ہو سکتی؟ جی ہاں! ہو سکتا ہے۔ اس سے بھی آواز پیدا ہوتی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پردہ راز میں رکھ دیا ہے۔ اس کو صرف وہ بندہ سن سکتا ہے جس کا دل آواز نکال رہا ہوتا ہے، دوسرے بندے نہیں سن سکتے۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

"عاشق اور معشوق کے درمیان یہ ایک ایسا راز ہے جس کا کراماً کاتبین کو بھی پتا نہیں چلتا۔"

آواز کی فریکونسی:

مزے کی بات یہ ہے کہ اس چیز کو بھی سائنس نے سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ سائنس کہتی ہے کہ جو آواز ہم سنتے ہیں، اس کی ایک فریکونسی یعنی تعدد ہوتا ہے۔ اس تعدد کی آواز ہم سنتے ہیں۔ چنانچہ کانوں کو جو آواز سنوائی جاتی ہے وہ فرض کریں کہ اتنے سو سے لے کر اتنے سو Hertz کی آواز سنتا ہے۔ یا یوں سمجھیے! کہ ایک رینج اور حد ہے کہ اس کے درمیان کی آواز ہمارے کان سنتے ہیں۔ جن لوگوں کے کانوں میں کوئی مسئلہ ہوتا ہے جب وہ ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہیں تو ڈاکٹر ان کے قریب آواز پیدا کر کے معلوم کرتے ہیں کہ یہ اس رینج سے اس رینج تک سنتا ہے۔ اس سے اوپر کی آواز بھی نہیں سنتا اور اس سے نیچے کی آواز بھی نہیں سنتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جانوروں کی قوتِ سماعت:

جانوروں کے سننے کی رینج انسانوں کے سننے کی رینج سے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ بہت باریک آواز بھی سن لیتے ہیں جسے بندہ سن ہی نہیں سکتا۔ مثال کے طور پر سانپ کے سننے کی رینج بہت بڑی ہے۔ وہ ہلکی سی آہٹ جو بندہ محسوس بھی نہیں کرتا، سانپ اس کو بہت دور سے محسوس کر لیتا ہے۔ آدمی اگر سانپ سے دو فٹ کے فاصلے پر بھی کھڑا ہو تو اس سانپ کو بندے کے کھڑے ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ سانپ بندے کو ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں یہ کہانیاں پرانی ہوتی ہیں کہ سانپ بندے کی تصویر اپنے ذہن میں نقش کر لیتا ہے، پھر اگلے سال اس کو ڈھونڈ کر سانپ اس کو کاٹتا ہے۔ یہ سب فضول افسانے ہیں۔ چیزوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ سائنس نے ان سب کو رد کر دیا ہے۔ چیزوں کو جتنا کلیئر انسان کی آنکھ دیکھتی ہے، سانپ اتنا کلیئر نہیں دیکھ سکتا۔

سانپ کیسے دیکھتا ہے؟ وہ انسانوں کو ایک ہیولا سا محسوس کرتا ہے۔ اس کو انسانی جسم سے پھر بچھڑ سے نکلنے والی حرارت کی لہریں محسوس ہوتی ہیں۔ ان کو "انفرا ریڈ ریز" کہتے ہیں۔ اس کو بندے کی ایسے ہی شکل سی نظر آئے گی اور جہاں جہاں خون کی شریانیں ہیں، وہ جگہ اس کو زیادہ سرخ نظر آئے گی اور باقی جسم ذرا کم نظر آئے گا۔ اس سے اس کو پتہ چل جائے گا کہ یہ انسان ہے یا کون ہے؟ یعنی اس کو صرف ایک شکل سی محسوس ہوتی اور جہاں گرم گرم خون چل رہا ہوتا ہے، وہاں اس کو رنگ ذرا گہرا نظر آئے گا۔ وہ گہرا رنگ دیکھ کر سانپ اس جگہ ڈنک لگاتا ہے۔ وہ چونکہ خون کی شریان ہوتی ہے اس لیے زہر کا اثر سیدھا خون کے اندر چلا جاتا ہے۔

سانپ کو پتہ نہیں چلتا کہ اس کے سامنے کیا ہے۔ اس کے پاس ایک بکری گزرے گی

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اس کو بکری کی شکل کا ایک ہیولا نظر آئے گا۔ جیسے اس کو بکری کا پتہ نہیں ہوتا، ایسے ہی اسے ہرن کے بچے کا بھی پتہ نہیں ہوتا۔ وہ شکل سے کسی کو نہیں پہچانتا۔ اسے کتے اور بلی کا بھی پتہ نہیں۔ وہ ان کے جسم سے حرارت کی لہروں سے اندازہ لگاتا ہے کہ کوئی چیز سامنے ہے۔ وہ اس سے بچنے کے لیے اسے ڈستا ہے۔

سانپ کتنے فاصلے سے دیکھتا ہے؟ وہ ایک میٹر قریب سے دیکھتا ہے۔ اگر ایک میٹر سے زیادہ فاصلے پر بندہ کھڑا ہو تو سانپ کو کوئی پتہ نہیں چلتا کہ یہاں کوئی ہے بھی یا نہیں؟ اس لیے سانپ سے ڈرنے کی ضرورت ہرگز نہیں ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ سانپ پیچھے بھاگتا ہے۔ وہ دراصل آواز کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہے۔ بندہ آگے بھاگتا ہے، اس کو قدموں کی آوازیں آتی ہیں اور وہ آواز کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہے۔ اس کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ آگے کون ہے؟ گھوڑا بھاگ رہا ہے؟ گدھا بھاگ رہا ہے؟ یا بندہ بھاگ رہا ہے؟ اس کو کیا پتہ؟ وہ تو آواز کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر ایک انسان کہیں خاموش کھڑا ہو اور سانپ اس سے دو فٹ کے فاصلے پر گزر جائے تو سانپ کو کوئی پتہ نہیں چلتا کہ یہاں کوئی ہے یا نہیں؟ لیکن ہمیں چونکہ اس بات کا پتہ نہیں ہوتا اس لیے اگر اس طرح ہم خود سانپ کو دیکھ لیں تو شور مچا دیتے ہیں تا کہ اس کو جلدی پتہ چلے۔ کیونکہ آواز کو تو وہ جلدی محسوس کر لیتا ہے۔

بہر حال سانپ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ فرض کریں کہ اگر کسی کے پاس لاٹھی ہے تو ماشاء اللہ سانپ کا علاج موجود ہے۔ اگر بندہ ایک میٹر دور کھڑا ہو کر سانپ کے اوپر لاٹھی دبا دے تو سانپ کو کوئی پتہ نہیں چلے گا۔ جب آپ سانپ دیکھیں اور لاٹھی آپ کے پاس ہو تو اس کو خاموشی سے اس کے اوپر دبا دیں، جب درمیان میں دبا دیا

www.besturdubooks.wordpress.com

سکے تو پھر وہ بل نہیں سکے گا۔ جب وہ بل نہیں سکے گا تو پھر دوسرے ہاتھ سے اس کے سر پر کوئی چیز مار کر اسے مار دیا جائے۔ سانپ کو مارنا تو بڑا آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بہادری پسند ہے، اگرچہ سانپ اور بچھو کا زہر ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے بہادر بنیں!

بسا! سانپ کو دیکھ کر بعض اوقات بندے کے اندر خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اس خوف کی وجہ سے انسان کے اندر سے ایک کیمیکل نکلتا ہے۔ سانپ اس کیمیکل کو سونگھ لیتا ہے۔ جب وہ سونگھ لیتا ہے تو وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ کوئی حملہ آور میرے اوپر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے دفاع میں اس پر حملہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا جو بندہ نہ گھبرائے وہ اگر سانپ سے دو فٹ کے فاصلے پر بھی کھڑا رہے تو سانپ کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ کوئی قریب ہے بھی یا نہیں؟ البتہ جب وہ گھبرائے گا تو پسینے کی طرح جسم سے ایک کیمیکل نکلے گا جس کو ہم محسوس ہی نہیں کر سکتے، سانپ محسوس کر لیتا ہے۔ اسے وہ محسوس کر کے بندے پر حملہ کرتا ہے اور اسے ڈس لیتا ہے۔

جب زلزلہ آتا ہے تو زمین میں سے کچھ آوازیں نکلتی ہیں، لیکن ان آوازوں کی فریکوئنسی یعنی تعدد ایسا ہوتا ہے جس کو انسان نہیں سن سکتے، البتہ حیوان سن لیتے ہیں۔ اس لیے امریکہ، افریقہ اور یورپ کی ریسرچ لیبارٹریز میں اتنی ترقی کے باوجود اس وقت بھی کتے بے پالے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب زلزلہ آنا ہوتا ہے تو وہ مختلف حرکتیں کرنا شروع کرتے ہیں۔ ان کی حرکتوں سے ان کو پتہ چل جاتا ہے کہ زلزلہ آ رہا ہے۔ آلات نہیں بتاتے، جانور بتا دیتے ہیں۔ زلزلے سے ایک دو دن پہلے ہی ان کو زمین کے اندر کی تبدیلی محسوس ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے ان کی حرکات زلزلے کی پیشگی اطلاع دے دیتی ہیں۔ اس لیے وہ لوگ زلزلے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہاں سے بھی پتہ چلا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ انسان کی بہ نسبت حیوانوں کے سننے کی رینج زیادہ ہوتی ہے۔

ممکن ہے کہ ایک آواز ایسی ہو جس کو جانور تو سن رہے ہوں مگر انسان نہ سن رہا ہو۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جیسے یہاں پر وہ برقی لہریں موجود ہیں، جو مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر ہو رہی ہیں، لیکن ہم ان کو نہ محسوس کر سکتے ہیں اور نہ ہی سن سکتے ہیں۔ اگر ہم ریڈیو چلا دیں تو وہ ہمیں سنا دے گا۔ حالانکہ لہریں تو اب بھی موجود ہیں مگر ہم اس کے بغیر نہیں سن سکتے۔ اسی طرح آواز کی لہریں موجود ہوتی ہیں مگر رینج زیادہ ہونے کی وجہ سے ہمارے کان نہیں سن پاتے۔

چوہے بھگانے کے لیے ایک چھوٹا سا آلہ بنا ہوا ہے ۔۔ بڑے بڑے گوداموں میں چوہے آ جاتے ہیں، وہ گندم بھی کھا جاتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ نقصان کر جاتے ہیں..... لوگوں نے اس نقصان سے بچنے کے لیے الیکٹرونکس کا ایک چھوٹا سا آلہ بنایا ہوا ہے۔ انہوں نے اس کا نام "بائی بائی ریٹ" رکھا ہوا ہے۔ یعنی "چوہے! خدا حافظ"۔ جب اس آلے کو زمین پر چلاتے ہیں تو اس میں سے ایک آواز نکلتی ہے، جو انسان محسوس ہی نہیں کر سکتے، لیکن چوہے کے کانوں میں وہ آواز ایسے پڑتی ہے جیسے کانوں میں کوئی ڈھول بجا رہا ہو۔ اس سے اس کے کانوں کے پردے پھٹنے لگتے ہیں اور وہ بے چارہ وہاں سے بھاگ پڑتا ہے۔ اس طرح وہ اس جگہ کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

ہم نے خود ایک جگہ یہ آلہ دیکھا۔ ہم نے کہا: "سبحان اللہ! آج ذکرِ قلبی کی حقیقت سمجھ میں آ گئی ..... آواز نکل رہی ہے۔ چوہا سن رہا ہے، لیکن ہم نہیں سن رہے۔ اسی طرح دل سے "اللہ اللہ" کی آواز نکل رہی ہوتی ہے، بندہ خود تو سن رہا ہوتا ہے، لیکن دوسرے نہیں سن رہے ہوتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جس کا دل جاری ہوتا ہے وہی سنتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فریکوئنسی علیحدہ بنا دی ہے۔ چنانچہ جب میرا دل جاری ہوگا تو میرے کان سنیں گے، اور جب کسی دوسرے کا دل جاری ہوگا تو اس کے کان سنیں گے، کوئی دوسرا بندہ سن ہی نہیں سکتا۔ جیسے لاک ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ہر ایک کو لاک کر دیا ہے۔ ہر ایک کی فریکوئنسی علیحدہ علیحدہ ہے۔ اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ جس بندے کا دل جاری ہوتا ہے وہ سنتا ہے، دوسرے نہیں سنتے تو اس سے تعجب میں آنے کی کیا ضرورت ہے؟! آج سائنس نے بات سمجھا دی ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ اگر دوسرے بھی سن رہے ہوتے تو پھر راز کیسے رہتا؟ پھر ذکر خفی نہ رہتا، ذکر جلی ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ خفی رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ جیسے محب اور محبوب کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ

ع آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے
تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے

ایسے ہی بندے اور اللہ کے درمیان یہ بھی ایک اشارہ ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مست بیٹھا ہوتا ہے اور کسی کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔

ذکر خفی کی فضیلت:

ذکر قلبی وہ نعمت ہے جس کو "ذکر خفی" کہا گیا۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا:

﴿خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ﴾ (صحیح ابن حبان، رقم: ۸۰۹، شعب الایمان، رقم: ۵۵۱)

"بہتر ذکر خفی ہوتا ہے"

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی ''ذکرِ خفی'' کا لفظ حدیث پاک میں آیا ہے۔ حدیث پاک میں یہ بھی آیا ہے کہ جس ذکر کو فرشتے سنتے ہیں اس سے وہ ذکر جس کو وہ نہیں سنتے، ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (کنز العمال، رقم: ۱۹۲۵، شعب الایمان، رقم: ۵۵۶)

گویا ذکرِ لسانی کی نسبت ذکرِ خفی ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

قلب جاری ہونے کی علامت:

قلب جاری ہوتا ہے اور انسان ذکر سنتا ہے۔ قلب جاری ہونے کا کیا مطلب؟ بزرگوں نے اس کے کئی مفہوم لکھے ہیں۔ فرماتے ہیں:

.....قلب جاری ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ انسان کو اپنے قلب سے ''اللہ اللہ'' کی آواز کا باقاعدہ ادراک شروع ہو جاتا ہے۔

.....قلب کا جاری ہونا یہ بھی ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اتنی محبت آ جاتی ہے، کہ اس دل کا حکم انسان کے اعضا پر جاری ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کی پوری زندگی شریعت کے مطابق بن جاتی ہے۔ اس کے اعضا شریعت کے مطابق کام کرتے ہیں۔ گویا اس کے قلب کو باقی اعضا پر مکمل کنٹرول حاصل ہو جاتا ہے۔ قلب کا کنٹرول اعضا پر اور اللہ تعالیٰ کا کنٹرول اس کے قلب پر۔

واقعی! علامات یہی ہیں۔ جس بندے کو شریعت کے مطابق زندگی نصیب ہوگی، قلب بھی اس کا جاری ہوگا۔ اور اگر شریعت پر عمل نہ ہو تو پھر یہ نعمت بھی نہیں ملے گی۔ جیسے کسی نے کہا تھا:

''ذِكْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ وَذِكْرُ اللِّسَانِ لَقْلَقَةٌ''

بات تو ایسے ہی ہے۔ مگر شریعت کی پابندی نہیں تو زبانی ذکر لقلقہ کے مانند ہے اور قلبی

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر وسوسے کے مانند ہے۔ بھئی! آخر میں نتیجہ تو اس وقت اچھا نکلے گا جب انسان شریعت کے مطابق زندگی گزارنے والا بن جائے گا۔

شیخ ابو سعید عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''کوئی نقشبندی ہے، کوئی چشتی ہے، کوئی قادری ہے، کوئی سہروردی ہے، اگر دل میں ایک خدا کی یاد ہے تو تم سب کچھ ہو، ورنہ کچھ بھی نہیں ہو۔''

اصل چیز تو یہ ہے کہ دل میں ایک خدا کی یاد ہو۔ یہی اصل مقصود ہے۔

فکر کی گندگی کا علاج:

مراقبہ ایک عجیب مشق ہے۔ کچھ عرصہ تک مراقبہ کرنے کے بعد واقعی انسان کو قلب کی طرف دھیان نصیب ہو جاتا ہے۔ اِدھر اُدھر کے فاسد خیالات کو ہمارے مشائخ ''فکر کی گندگی'' کہتے ہیں۔ شیطانی، شہوانی اور نفسانی وساوس کا دل میں آنا ''فکر کی گندگی'' کہلاتا ہے اور ہمارے مشائخ نے یہ بھی فرمایا کہ ''فکر کی گندگی ذکر سے دور ہوتی ہے۔''

جو بندہ یہ کہے کہ مجھے شیطانی خیالات بہت آتے ہیں، نفسانی، شہوانی خیالات بہت آتے ہیں، وہ ذکر کی کثرت کرے۔ ذکر کی کثرت ان تمام فاسد خیالات سے نجات دلا دیتی ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم ذکر کرتے ہی تھوڑا ہیں۔ ایک مثال سے بات سمجھیے! ایک ڈاکٹر آپ کو کہتا ہے کہ آپ نے صبح، دوپہر، شام اچھی یہ کیپسول دوائی کھانی ہے۔ تین دن میں تین مرتبہ اور ہم تیسرے دن ایک گولی کھا رہے ہوں، تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ دوائی بھی بالکل ٹھیک ہے، استعمال بھی ہم کر رہے ہیں، لیکن یہ دوائی بھی نہیں چھوڑ رہی۔ اگر ہم کہیں کہ جی ڈاکٹر صاحب! یہ دوائی تو ہماری جان ہی نہیں چھوڑ رہی تو وہ کہے گا: ''آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

دوائی تو ٹھیک کھا رہے ہیں، لیکن آپ اس کی مقدار ٹھیک استعمال نہیں کر رہے۔"

اسی طرح ہم ذکر تو کرتے ہیں مگر پانچ منٹ۔ پوری دوائی سے پورا فائدہ اور آدھی دوائی سے آدھا فائدہ۔ دراصل ہم اپنی روحانی بیماریوں کے علاج کے لیے دوائی کی مقدار پوری استعمال نہیں کر رہے ہوتے، جس کی وجہ سے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ بھئی! سالوں میں بگڑنے والا بندہ منٹوں میں کیسے سنور سکتا ہے؟! اس لیے آپ مراقبے میں بیٹھنے کی عادت ڈالیں۔

تصورِ جاناں میں بیٹھنے کا مزہ:

جب قلب کے اندر کچھ کیفیت آتی ہے تو پھر گھنٹوں کے حساب سے بیٹھنے میں مزہ آتا ہے۔ پھر تو انسان مراقبے میں بیٹھنے کے لیے وقت تلاش کرتا ہے۔

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے

ایسے بھی سالک تھے کہ جب وہ مراقبہ کرنے کے لیے بیٹھا کرتے تھے تو وہ اس سے پہلے دو نفل پڑھ کر یہ دعا مانگا کرتے تھے "اے اللہ! کسی ڈسٹرب کرنے والے کو نہ بھیج دینا۔"

نبی رحمت ﷺ کی محفل میں سکوت کا منظر:

نبی ﷺ کی محفل میں جو لب سکوت ہوتا تھا، کیا وہ معاذ اللہ بے مقصد ہوتا تھا؟! اچھا! یہ بتائیں کہ کتابوں میں جو یہ لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کی محفل میں صحابہ کرامؓ اتنی خاموشی اور اتنے ادب کے ساتھ بیٹھتے تھے، کہ جیسے پرندے سروں پر آ کر بیٹھ جائیں تو بھی ان کو کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

خبر نہ ہو۔ تو یہ اتنی بڑی خاموشی کیسے ہوتی تھی؟ کیا بولنے سے ہوتی تھی؟ کیا حرکتیں کرنے سے ہوتی تھی؟! اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا باادب اور خاموش بیٹھتے تھے کہ لگتا تھا کہ کوئی لکڑی ہے اور اس پر پرندہ آ کر بیٹھ گیا ہے۔ نبی ﷺ کی محفل میں جو یہ خاموشی ہوتی تھی اسی کا نام ''محفل سکوت'' ہے۔ بعد میں اسی محفل سکوت کو ہی مراقبہ کہا جانے لگا۔ بس! خاموش بیٹھو اور دل میں اللہ کو یاد کرو۔

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

فقہاء میں خاموش رہنے کی عادت:

آپ دیکھیں گے کہ اکثر فقہاء خاموش رہنے کے عادی ہوں گے..... فقاہت چیز ہی ایسی ہے... فقاہت اور تصوف کا آپس میں بڑا جوڑ ہے۔ اس لیے آپ جتنے بھی فقہاء کو دیکھیں، وہ سب صوفی تھے، سب صاحب نسبت تھے۔ مثال کے طور پر:

۞..... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں جاتے تھے۔ کسی نے کہا: ''حضرت! آپ اتنے درجے والے ہیں کہ آپ مجتہد کے مقام پر فائز ہیں، مجتہد فی الشرع ہیں، اتنے بڑے عالم ہیں اور ایک ایسے بندے کے پاس جاتے ہیں جو پڑھا ہوا بھی نہیں۔'' اس کے جواب میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں عالم بکتاب اللہ ہوں۔ بشر حافی عالم باللہ ہے! اور عالم باللہ کو عالم بکتاب اللہ پر فضیلت حاصل ہے۔''

۞..... امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پڑھ کر دیکھیں! وہ خاموش طبع تھے..... علم کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد خاموشی کا مزہ آتا ہے۔ اکثر ضد وہی کرتا ہے جس کے پاس علم تھوڑا ہوتا ہے۔ جس کے علم میں گہرائی نہیں ہوتی وہی زیادہ بولتا ہے اور جس کے علم میں گہرائی ہوتی ہے وہ کلام کرنے سے پہلے سوچتا ہے۔ اسی لیے ہمارے بڑوں نے کہا: ''پہلے تولو پھر بولو۔'' آج تو تولنے کی عادت ہی نہیں۔ شاید بول کے تولتے ہوں گے۔ نیا دور جو آ گیا!....

- ... قریب کے زمانے میں ابن عابدین علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیں۔ وہ علامہ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور علامہ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور حضرت خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ آج جہاں مفتی ہوں گے وہاں ''فتاوی شامی'' ضرور ہوگا۔

ہمارے اکابرین علمائے دیوبند میں جتنے مفتی حضرات گزرے ہیں وہ آپ کو سب کے سب صاحب نسبت نظر آئیں گے۔

- ..... مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان تھے۔ وہ بھی صاحب نسبت تھے۔
- ... جامعہ اشرفیہ کے بانی مبانی مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھیے وہ بھی صاحب نسبت تھے۔

بہر حال خاموش رہنا فضیلت کی بات ہے۔ زیادہ بولنا اچھی صفت نہیں ہے۔ آدمی کلام کرے تو بامقصد کلام کرے۔ ہم نے اپنے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، اگر کوئی ان کی محفل میں آ کر بیٹھتا اور آدھا گھنٹہ خاموش رہتا تو وہ بھی آدھا گھنٹہ خاموش رہتے تھے ... اتنا علم اور اتنی خاموشی! ... لیکن جب کوئی کسی قسم کا سوال پوچھتا تو اس کے جواب میں گھنٹے گزر جاتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک دفعہ ہم نے محفل میں بیٹھے ہوئے "آدابِ حقوق" کے بارے میں سوال پوچھ لیا ...... اب اس کا جواب میرے خیال میں کوئی دو منٹ کی بات ہوگی...... لیکن ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے آدابِ حقوق کے مسائل سمجھانے میں ڈیڑھ گھنٹہ لگا دیا۔ ہم سن سن کر حیران ہوتے رہے کہ اس کی اتنی تفصیل اور اتنی جزئیات تھیں! اللہ اکبر!

وہ مسکین پور شریف کے اجتماع میں تشریف لاتے تھے۔ ادھر سے یونیورسٹی کے طلبہ کی جماعت جاتی تھی اور حضرت ہمیں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ دیا کرتے تھے۔ اس سارے وقت میں صرف ایک سوال پوچھ سکتے تھے۔ جو سوال پوچھ لیتے تھے اسی پر وہ ڈیڑھ گھنٹہ مکمل ہو جاتا تھا۔ جو سوال مرضی پوچھو۔ مثلاً کسی نے ایک مرتبہ لباس کے بارے میں پوچھ لیا کہ جی! اس کے بارے میں سنت کیا ہے؟ اب ڈیڑھ گھنٹہ لباس کے موضوع پر ہی بات ہوتی رہی۔ اللہ اکبر! وہ بات کو ایسے کھولتے تھے کہ ہم حیران ہو کر سوچتے تھے کہ یہ ساری باتیں اسی دماغ میں موجود تھیں؟ اگر کوئی ذکرِ قلبی کے بارے میں پوچھتا تو ڈیڑھ گھنٹہ اسی پر بات ہوتی رہتی تھی۔

حضرت رحمہ اللہ کی ایک خاص خوبی یہ تھی کہ ان کی گفتگو ہمیشہ جواب ہوتی تھی۔ اس بات کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے۔ اگر آپ ایک گھنٹہ خاموش بیٹھے ہیں تو وہ بھی ایک گھنٹہ خاموش بیٹھیں گے، خود نہیں بولیں گے۔ ہاں! جب کسی نے کوئی سوال پوچھا تو پھر ان کی گفتگو جواب میں ہوتی تھی۔ اور جس عالم کی گفتگو جواب ہوگی وہ عالم بخش دیا جائے گا۔ اس لیے کہ اب گفتگو کرنا اس پر فرض ہو جاتا ہے۔ جواب دینا اس پر لازم ہے۔ گویا وہ جب جواب دے گا تو وہ اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہوگا۔ ہاں! اگر وہ اپنی طرف سے بات شروع کرے گا تو ہو سکتا ہے کہ زیادہ مؤاخذہ میں آ جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چپ رہنے کا مزہ:

ذکرِ قلبی کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ پھر انسان زیادہ بولتا نہیں ہے۔ خاموش رہنے کو اس کا دل کرتا ہے۔ جیسے بولنے کا اپنا مزہ ہوتا ہے اسی طرح چپ رہنے کا بھی اپنا مزہ ہے۔ کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں چپ رہنے کا مزہ نصیب کر دے۔ (آمین) ویسے جس بندے کو آپ چپ دیکھیں تو یہ علامت ہوگی کہ وہ غم زدہ ہے۔ جن کو اللہ سے محبت ہوتی ہے وہ بے چارے چپ ہوتے ہیں۔ ان کا دل اس کی محبت میں غم زدہ ہوتا ہے۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خاموش طبعی:

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ خاموش طبع تھے۔ وہ بہت زیادہ خاموش رہتے تھے۔ وہ بہت کم وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کا خادم کہنے لگا: ''حضرت! آپ کچھ وعظ و نصیحت کیا کریں تاکہ لوگوں کو فائدہ ہو۔'' حضرت نے فرمایا: ''جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا، وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا۔''

اس لیے سالک کو چاہیے کہ وہ خاموش رہے۔ جب ہی ذکرِ قلبی ہوگا اور تب ہی وقوفِ قلبی کا خیال رکھ سکے گا۔ یہ ذکر کرنے کی عادت ہوتی ہے کہ اندر غفلت ہے۔ آج تو حالت یہ ہے کہ لوگ دو منٹ خاموش بیٹھ جائیں تو گھبرانے لگتے ہیں۔ کچھ ہونے لگتا ہے ان کو، جیسے ان بے چاروں کی جان ہی نکل رہی ہو۔

مراقبہ کا شرعی ثبوت:

نبی علیہ السلام کی مبارک محفل میں لمبی خاموشی ہوتی تھی۔ اس نکتے کو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''مکتوبات'' میں لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''نبی علیہ السلام کا اتنی لمبی

www.besturdubooks.wordpress.com

دیر خاموش رہنا بے مقصد نہیں تھا۔" دوسری طرف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ."

"رسول اللہ ﷺ ہر لمحے اللہ کا ذکر کرتے تھے۔" (مسند احمد، رقم: ۲۴۳۹۴)

ایک یہ حدیث پاک ہے کہ ہر لمحے ذکر کرتے تھے اور ایک وہ حدیث پاک ہے کہ لمبی دیر خاموش ہوتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ خاموشی ذکر کی خاموشی ہوا کرتی تھی۔ اسی کو ہم "مراقبہ" کہتے ہیں۔ اگر ہم نے اس خاموشی کا نام "مراقبہ" رکھ دیا تو کیا ہو گیا؟ آپ اس کا نام کچھ اور رکھ دیں۔ ہم آپ کو منع تو نہیں کرتے۔ کریں بھی، نام بے شک اور رکھ لیں۔ ٹھیک ہے آپ بے شک یہ کہہ دیں کہ میں "محفلِ سکوت" میں بیٹھا ہوں، مگر بیٹھیں تو سہی۔ بھئی! اصل مقصد کو دیکھا جاتا ہے کہ اس کی اصل بنیاد حق ہے یا نہیں تھی؟ نام میں کیا رکھا ہے؟ یہ تو ذکر کا وہ طریقہ ہے جو نبی علیہ السلام اکثر اختیار فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے اکثر خاموش رہنے کی عادت ڈالیں اور توجہ اللہ کی طرف رکھیں۔

"وقوفِ قلبی" کسے کہتے ہیں؟

خاموشی کی وجہ سے انسان اپنے قلب کی طرف متوجہ رہتا ہے اور انسان ہر وقت خیال کرتا ہے کہ میرا دل "اللہ اللہ" کر رہا ہے۔ وقوفِ قلبی کا آپ کو اتنا مزہ آئے گا کہ آپ کو بولنا بوجھ محسوس ہوگا۔ جب آپ کو بولنا بوجھ محسوس ہوگا تب آپ سمجھنا کہ اب میرا راستہ کھل رہا ہے۔ پھر کسی کے ساتھ بات کرنے کو دل ہی نہیں کرتا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو بندہ پریشان ہوتا ہے اس کا دل کرتا ہے کہ مجھ سے کوئی بات ہی نہ کرے۔ اگر کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

اس سے زیادہ باتیں کرے تو وہ تنگ آ کر کہتا ہے: ”جاؤ! میرا سر نہ کھاؤ۔“

مراقبہ اور وقوف قلبی کثرت سے کریں۔ کام میں مصروف ہوں تو وقوف قلبی اور اگر کام سے فارغ ہوں اور اللہ نے وقت فارغ دیا ہو تو مراقبہ ڈٹ کے کریں۔ گھنٹوں مراقبہ کریں۔ اللہ کی یاد میں بیٹھے ہی رہیں۔

مراقبہ میں وساوس کا آنا:

یہاں پر ایک نکتہ سمجھیں! جو سالک مراقبہ کرنے کی ابتدا کرتا ہے اس کو وساوس بہت آتے ہیں۔ اکثر لوگ اسی وجہ سے مراقبہ کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں: ”جی! آگے پیچھے وساوس نہیں آتے لیکن جب مراقبہ میں بیٹھتے ہیں تو وساوس بہت آتے ہیں۔“ یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ دیکھیں! اگر ایک کمرے کے اندر بلی نے نجاست ڈال دی تو جیسے ہی آپ کمرے کا دروازہ کھولیں گے تو آپ کو اندر سے بدبو آنے لگ گی۔ کیا آپ دروازہ کھول کر فوراً بند کر دیں گے اور کہنا شروع کر دیں گے کہ اندر بدبو ہے، اندر بدبو ہے؟ نہیں! بدبو تو رہے گی۔ اب اس کا حل یہ ہے کہ دروازہ کھولیں۔ اس بدبو کو تھوڑی دیر کے لیے برداشت کریں اور اس کو صاف کر دیں۔ اسی طرح شیطان بلی نے ہمارے دل کے اندر نفسانیت اور شیطانیت کی گندگی اور نجاست ڈالی ہوئی ہے۔ اس لیے جب ہم دل کی کھڑکی کھولتے ہیں اور اس پر اپنی توجہ ڈالتے ہیں تو اندر سے اس بلی کے گند کی بدبو آتی ہے۔

اگر ہم جلدی اٹھ جائیں اور کہیں کہ ہم مراقبہ نہیں کر سکتے تو پھر وہ گند اندر ہی رہے گا۔ اس لیے اس کو برداشت کریں اور مراقبے میں بیٹھے رہیں۔ مگر ہوگا کیا؟ اگر آپ کے پاس سو سیکنڈ ہیں تو ان میں سے سو کے سو سیکنڈ آپ کو برے خیال آئیں گے۔ جب دوسرے دن بیٹھیں گے تو نناوے سیکنڈ برے خیال آئیں گے اور ایک سیکنڈ کے لیے اچھا خیال

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی آنے لگا۔ ایک سیکنڈ کے لیے یکسوئی بھی ملے گی اور اللہ کی طرف دھیان بھی ہوگا۔ پھر جب تیسرے دن بیٹھیں گے تو تین سیکنڈ یکسوئی کے ساتھ ہوں گے اور ستاون سیکنڈ برے خیالات آئیں گے۔ اس طرح برے خیالات کے سیکنڈ گھٹتے جائیں گے اور توجہ الی اللہ کا وقت بڑھتا جائے گا، حتیٰ کہ ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ آپ مراقبے میں بیٹھیں گے تو اللہ کی یاد میں ڈوب جائیں گے۔

جن لوگوں نے بھی ذکر شروع کیا، کوئی بھی تھا، ابتدا سب کی اسی طرح وساوس سے ہوئی ہے۔ یہ نہیں کہ وساوس صرف آپ کو آتے ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء نے بھی جب مراقبہ شروع کیا تو ان کو شروع میں یہی مسئلہ پیش آیا۔ جی ہاں! جب مکان بنتا ہے تو زمین سے ہی کام شروع ہوتا ہے، ہوا سے تو شروع نہیں ہوتا۔ شروع زمین سے ہوتا ہے، لیکن پھر اس پر جتنی مرضی منزلیں بنالو۔ اسی طرح جب بھی آپ مراقبہ کریں گے تو وساوس کی زمین سے ہی عمارت اٹھنا شروع ہوگی۔ لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہم ان وساوس کا مقابلہ کریں اور ان وساوس کے باوجود آپ متوجہ ہو کر بیٹھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمادیں گے اور تھوڑے ہی دنوں میں آپ کو ان شاء اللہ یکسوئی اور جاذبیت محسوس ہونا شروع ہو جائے گی۔

اگر مراقبہ میں نیند آئے تو......

ایک بات اور سمجھ لیجیے! جب لوگ مراقبہ میں بیٹھتے ہیں تو ان کو یہ محسوس ہوتا ہے جیسے نیند آرہی ہے اور ہم سو گئے۔ اس سے وہ پریشان ہو جاتے ہیں کہ جب ہم مراقبے میں سو جاتے ہیں تو پھر مراقبہ میں بیٹھنے کا فائدہ کیا ہے؟ جی نہیں! یہ بھی شیطانی دھوکہ ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ مراقبے کی نیت سے بیٹھ جائیں۔ آگے نیند طاری ہوتی ہے یا کیا ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، اس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ ہمارے اختیار میں تھا مراقبے کی نیت سے بیٹھ جانا۔ اب آگے کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں۔ آپ کو بیٹھنے کا اجر مل جائے گا۔ بس آپ مراقبے میں بیٹھیے!

اب ذرا اس کی حقیقت سمجھ لیجیے! جب بندہ مراقبہ میں بیٹھتا ہے تو اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت، برکت اور سکینہ نازل ہوتی ہے۔ جب انسان کا دل وہ رحمت، برکت اور سکینہ قبول کرتا ہے تو اس کو اونگھ سی محسوس ہوتی ہے، وہ نیند نہیں ہوتی۔ قرآن مجید میں اس کی دلیل موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً﴾ (الانفال:۱۱)

﴿فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الفتح:۲۶)

''اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر اور ایمان والوں پر سکینہ نازل فرمائی۔''

اس سکینہ کا نتیجہ کیا نکلا؟ کہ ان کو اونگھ محسوس ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب ان انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے تو بعض اوقات بندے کو ان برکتوں کی وجہ سے اونگھ سی محسوس ہوتی ہے، وہ نیند نہیں ہوتی۔ دراصل عام بندہ نیند میں اور اونگھ میں فرق نہیں پاتا۔ بہر حال! نیند ہے یا اونگھ ہے، یہ ہمارے بس میں نہیں ہے، ہمارے بس میں تو بیٹھنا ہے۔ بس غلام بیٹھ گیا۔ چونکہ فیض اور نور کے حاصل کرنے کی نیت کر کے بیٹھا تھا، اس لیے ''إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ'' کے تحت اللہ تعالیٰ اس کو اس نیند کی حالت میں بھی رحمت اور برکت عطا فرما دیں گے۔

بھئی! سو جانے سے فیض آنا بند نہیں ہوتا۔ کیا کہیں لکھا ہوا ہے کہ جاگنے سے فیض ملے گا اور سونے سے فیض بند ہو جائے گا؟ ایسا تو کہیں نہیں لکھا ہوا۔ فیض تو سونے کی حالت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں بھی ملتا ہے اور جاگنے کی حالت میں بھی ملتا ہے۔ وہ تو اللہ کی طرف سے رحمت برستی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ ہمیں نیند آتی ہے یا جاگتے ہیں۔ نہیں! ہمارا کام ہے بیٹھنا۔ ہم اپنے آپ کو سمجھائیں کہ میرا کام تو اللہ کی یاد میں بیٹھنا تھا۔ میں دل میں نیک نیت لے کر بیٹھ گیا ہوں۔ اب اگر نیند بھی آتی ہے تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ دعا مانگا کریں "اے اللہ! مجھے حضوری کا مراقبہ عطا فرما دے۔" یہ دعا مانگ کر معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں۔ ان شاء اللہ آپ کے یہ اونگھ والے مراقبے بھی آپ کے دل کو جاری کرنے کے لیے کافی ہو جائیں گے۔ اس نیند کی وجہ سے انسان کی ترقی رکتی نہیں ہے۔

کئی سالک خط لکھتے ہیں اور کہتے ہیں: "حضرت! میں مراقبہ تو کرتا تھا لیکن مراقبہ میں سو جاتا تھا۔ اس لیے مراقبہ کرنا چھوڑ دیا کہ اس سونے کا کیا فائدہ؟" بھئی! اگر مراقبے میں نیند بھی آگئی تو اللہ تعالیٰ مراقبے کا اثر بھی عطا فرما دیں گے اور مراقبے کا اجر بھی عطا فرما دیں گے۔ بس ہمارا کام ہے مراقبے میں بیٹھنا۔ نہ تو ہم نے وساوس کی وجہ سے مراقبہ چھوڑنا ہے اور نہ ہی ہم نے نیند کی وجہ سے مراقبہ چھوڑنا ہے۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ کئی مرتبہ سالک کو نیند آ بھی جاتی ہے۔ دراصل مراقبے میں بیٹھنا، نیند کی بہترین کیفیت ہے۔

ذکر سے سکون ملنے کا سائنسی ثبوت:

میں نے سائنسی ریسرچ پر بنی ایک عجیب چیز پڑھی۔ اس پر لکھا ہوا تھا کہ انسان کو جب نیند آتی ہے تو اس کی دماغی کیفیت اور ذکر کرنے کے وقت کی کیفیت ایک جیسی ہوتی ہے۔ اس پر بھی سائنس کی ریسرچ ہو گئی ہے۔ اس لیے ذاکر کو نیند کا پرابلم نہیں ہوتا۔ جب چاہے نیند کر لے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی نیند کی کیفیت:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی نیند کیسی تھی؟ ایک مرتبہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میری نیند مرغے کی نیند کی طرح ہے۔" اس عاجز نے پوچھا: "حضرت! مرغے کی نیند کا کیا مطلب؟" فرمانے لگے: "مرغا چل رہا ہوتا ہے، وہ ایک پاؤں آگے رکھنے کے لیے اٹھاتا ہے، وہیں تھوڑی دیر کے لیے نیند کا جھٹکا سا محسوس کرتا ہے اور اس سے اس کی نیند پوری ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر چلنا شروع کر دیتا ہے۔"

واقعی! ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر میں انسان کو اللہ تعالیٰ سکون دے دیتے ہیں۔ ایسے اللہ والے تھوڑی دیر کے لیے سوتے ہیں تو ان کی طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ جو پروردگار چھ گھنٹے کی نیند میں سکون عطا فرما سکتے ہیں، وہ چھ منٹ کی نیند میں بھی سکون عطا فرما سکتے ہیں۔

سو کر مراقبہ کرنا:

بعض سالکین پوچھتے ہیں کہ کیا رات کو سوتے وقت مراقبے کی نیت سے سو سکتے ہیں؟ یہ بہت اچھی بات ہے۔ شروع میں ہمارے مشائخ کا دستور ہی یہی تھا کہ وہ عشاء کے بعد مراقبے کی نیت سے بیٹھ جاتے تھے اور اسی میں ان کی نیند پوری ہو جاتی تھی۔ وہ لیٹ کر سوتے ہی نہیں تھے۔ اور بعض حضرات ایسے تھے جو عشاء کے بعد مراقبے میں بیٹھتے تھے اور جب وہ نیند کی وجہ سے گرتے تھے تب سوتے تھے، اس سے پہلے نہیں سوتے تھے۔

ساری رات مراقبہ کرنے والے بزرگ:

قریب کے بزرگوں میں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں والے ایک ایسے

www.besturdubooks.wordpress.com

بزرگ ہیں کہ جن کے ہاں ساری رات مراقبہ ہوتا تھا۔ حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جب ہم ملنے گئے تو فرمانے لگے: "اچھا جب ملنے آئے ہو تو مراقبہ ہی کرتے جاؤ۔ چنانچہ ہم مراقبے میں بیٹھ گئے اور اس مراقبے میں بیٹھے بیٹھے دو گھنٹے گزر گئے۔ اب ہمیں اپنے وقت کا بار بار خیال آرہا ہے کہ پیچھے جانا ہے۔ فلاں کام کرنا تھا اور کام بھی کوئی ضروری تھا۔ ہماری عجیب کیفیت تھی کہ ہم اس حالت میں اٹھ کر جا بھی نہیں سکتے تھے اور حضرت بھی مراقبہ ختم نہیں فرما رہے تھے۔ کافی دیر تک جب ہمیں یہ خیالات آتے رہے تو حضرت پر بھی یہ بات منکشف ہوگئی۔ چنانچہ جب حضرت نے مراقبہ ختم فرمایا تو فرمانے لگے: "بھئی! جب آیا کرو تو پھر مراقبے کا وقت تو لے کر آیا کرو۔"

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں عشاء کے بعد مراقبہ ہوتا تھا اور اس کی اختتامی دعا بھی نہیں ہوتی تھی۔ وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ حضرت عشاء کے بعد مراقبے میں بیٹھ جاتے اور لوگ سامنے مراقبہ کرنے لگ جاتے۔ اب حضرت کی طرف سے اجازت تھی کہ جو تھک جائے وہ چلا جائے۔ ایک جاتا، دوسرا جاتا، پھر تیسرا جاتا۔ لوگ ایک ایک کر کے جاتے رہتے حتیٰ کہ اس طرح سارے اٹھ کر چلے جاتے۔ اس کے بعد جب حضرت سر اٹھاتے تو لوگ جا چکے ہوتے تھے۔ وہ تہجد کا وقت ہوتا تھا اور حضرت تہجد کی نیت باندھ لیتے تھے۔ اس طرح رات گزر جاتی تھی۔

؎ ہمارا کام ہے راتوں کو رونا یادِ دلبر میں
ہماری نیند ہے محوِ خیالِ یار ہو جانا

جب ذکر میں لذت ملے گی تو...!

اصل میں ہمیں ذکر کی لذت کا پتہ ہی نہیں ہے۔ جب یہ لذت ہمیں مل جائے گی تو ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

خود وقت ڈھونڈتے پھریں گے کہ ہمیں وقت مل جائے۔ آج جس کام میں لذت ملتی ہے لوگ اس کام کے لیے مواقع ڈھونڈتے ہیں یا نہیں ڈھونڈتے؟ جب ذکر میں لذت ملے گی تو پھر مواقع ڈھونڈیں گے اور پھر وقت بھی نکل آئے گا۔ وقت کی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ بندے کے پاس وقت بہت ہوتا ہے۔

گھنٹوں کے حساب سے مراقبہ کرنا چاہیے:

ہمیں مراقبہ کثرت سے کرنا چاہیے۔ ہماری مثال اس مریض کی طرح ہے کہ جس کو ڈاکٹر نے کہا کہ دن میں تین دفعہ گولی کھاؤ اور وہ ہر تیسرے دن ایک گولی کھا رہا ہے۔ وہ تو ٹھیک نہیں ہوگا۔ ہم بھی ظاہر میں مراقبہ کرتے ہیں، مگر کتنا؟ دو منٹ اور تین منٹ۔ بھئی! یہ دو تین منٹ سے کچھ نہیں بنتا۔ ہاں! جب مشائخ مراقبہ کرواتے ہیں تو وہ اگر ایک منٹ بھی کروائیں تو وہ اپنی جگہ کافی ہوتا ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے تو جہ دینی ہوتی ہے۔ لیکن سالک جب خود مراقبہ کرے تو وہ لمبا مراقبہ کرے، گھنٹوں کے حساب سے مراقبہ کرے۔

رہوں بیٹھا میں اپنا سر جھکا کر
سرور ایسا عطا کر دل بدل دے

ایسی لذت مل جانے کہ بس سر جھکا ئیں اور اللہ کی یاد میں ڈوب جائیں۔

کیا مدارس کے طلبا کے لیے بیعت ہونا ضروری ہے؟

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ طلبا کو بیعت ہی نہیں کرتے۔ بالکل صحیح بات ہے۔ ہمارے پہلے بزرگ طلبا کو بیعت نہیں کرتے تھے، مگر وہ کون طلبا تھے؟ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسے طلبا ہوتے تھے جو پوری لگن کے ساتھ علم میں مگن ہوا کرتے تھے۔لیکن آج کے طلبا علم میں مگن ہونے کے بجائے گپ اور خیالوں میں کھوئے ہوتے ہیں۔اگر ان کو ذکر کی ڈوز نہیں ملے گی تو ان کو حدیث پاک کی سمجھ بھی نہیں آئے گی۔

بعض طلبا اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''حضرت! استاد حدیث پڑھا رہے تھے اور ہمارے دماغ میں شیطانی خیالات چل رہے تھے۔حضرت! استاد ''جلالین شریف'' کا درس دے رہے تھے اور ہم بیٹھے ہوئے کسی گناہ کو یاد کر کے لذت لے رہے تھے۔حضرت ہم کلاس میں بیٹھے ہوئے گناہ کرنے کی پلاننگ کر رہے تھے۔''
جب طلبا کی یہ باطنی کیفیت بن جائے تو پھر ایسے طلبا کو اس لیے بیعت کرنا چاہیے تاکہ وہ قرآن وحدیث کا علم حاصل کر سکیں۔

یہ چیز ہمیں تجربے سے حاصل ہوئی ہے۔الحمدللہ! مختلف مدارس میں جہاں جہاں ہمارے متعلقین موجود ہیں وہاں کے اساتذہ خود کہتے ہیں کہ یہ طلبا جب سے بیعت ہوئے ہیں اس وقت سے ان کا پڑھائی میں دل زیادہ لگتا ہے اور ان کی تعلیمی حالت پہلے سے بہتر ہوگئی ہے۔اس لیے آج کے زمانے میں بیعت ہونے کے سبب بندے کو یکسوئی ملتی ہے اور جو لوگ بیعت نہیں ہوتے ان کی تو کیفیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ

ع کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

اس لیے اگر بیعت نہیں ہوں گے تو ورق ورق پر ان کو کسی کا چہرہ نظر آئے گا۔یہی

www.besturdubooks.wordpress.com

وجہ یہ ہے کہ آج کے زمانے میں بیعت ضروری ہے۔ آج کل طلبا کے وہ حالات نہیں رہے جو پہلے طلبا کے تھے۔ پہلے طلبا میں تو اولیاء کی صفت نظر آتی تھیں، جبکہ آج تو فرض نماز پڑھنی مشکل ہے۔ طلبا کے گھروں میں ٹی وی کا ماحول ہوتا ہے۔ وہ گھروں میں ٹی وی اور کھیل دیکھتے ہیں۔ وہ والدین کے کہنے پر پڑھنے چلے جاتے ہیں، لیکن ان کے اندر کی کیفیت ویسی ہی ہوتی ہے۔ میرے پاس دورۂ حدیث کا ایک طالب علم آیا۔ اس کے والد بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس کے والد کہنے لگے: ”حضرت! دعا کریں کہ یہ پانچ نمازیں پابندی سے پڑھنے والا بن جائے۔“ اب یہ حالت ہے کہ باپ اپنے اس بیٹے کو لے کر آیا جو دورۂ حدیث کا طالب علم ہے اور اس نے کہا: ”دعا کریں کہ یہ پابندی سے پانچ نمازیں پڑھنے والا بن جائے۔“ تو اب کیسے اعتراض کرتے ہیں کہ طلبا کو بیعت نہیں کرنا چاہیے!

ہاں! اگر ان جیسے طلبا ہوں جیسے ہمارے اکابر تھے تو ان کو یقیناً بیعت نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ وہ اس سے افضل کام میں لگے ہوئے ہیں، لیکن اگر یہ حالت ہو کہ فرض نمازیں بھی نہیں ہو رہیں تو پھر ان کے لیے بیعت لازم ہوتی ہے۔

یاد رکھنا! آج کے زمانے میں بیعت ہونا ”مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا“ کا مصداق ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن پا گیا۔ آج کے دور میں اتنے فتنے ہیں کہ کچھ نہ پوچھیں۔ طلبا پڑھتے تو ان مدارس میں ہیں، لیکن فراغت ہو جانے کے بعد پھر عقیدہ کسی اور کا سنبھالے پھرتے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اکابر کے طریق سے ہٹ جاتے ہیں۔ کوئی منکرینِ حدیث کے پاس پہنچ جاتا ہے، کوئی اہلِ بدعت کے پاس پہنچ جاتا ہے، کوئی کسی

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایسے طلبہ کو ذکر واذکار پر بھی لگا دیا جائے، تاکہ شیطانی وساوس سے ان کی جان چھوٹے اور ان کا دل قرآن وحدیث پڑھنے میں زیادہ لگے۔

دینی مدارس کے طلبا کتنا مراقبہ کریں؟

مدارس کے طلبا اکثر پوچھتے ہیں کہ ہم تعلیمی کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور ہمارے پاس تو فرصت ہی نہیں ہوتی۔ ان کو علیحدہ مراقبے میں بیٹھنے کے لیے وقت نہیں ملتا ہے۔ ہم اتنی بات ضرور کہتے ہیں کہ وہ نماز کے وقت سے پانچ دس منٹ پہلے آنے کی کوشش کریں۔ بھئی! جب اذان ہوتی ہے تو اس وقت نمازی مسجد میں آنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب یہ بندے کی اپنی مرضی ہے کہ وہ باہر کھڑا ہو کر گپیں لگاتا رہے اور اس وقت مسجد میں آئے جب ایک رکعت ہو چکی ہو، یا وہ اذان سنتے ہی مسجد میں آ جائے۔ تو طلبا کو یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کوشش کریں کہ اذان ہوتے ہی وضو کر کے مسجد میں پہنچ جائیں، سنتیں ادا کریں اور سنتیں ادا کرنے کے بعد وہ فرض نماز کے انتظار میں پانچ دس منٹ مراقبہ کر لیں۔ وہی ان کے لیے کافی ہے۔

طلبا کے لیے دو باتیں کہی جاتی تھیں:

ایک تو یہ کہ وہ عادت بنا لیں کہ جب اذان ہو تو فوراً وضو کر کے مسجد میں پہنچیں اور سوچیں کہ اللہ کا منادی بلا رہا ہے۔ اور اگر کبھی اذان با وضو ہو کر مسجد میں سنیں تو یہ نور علی نور ہے۔ بس اتنی عادت بنا لیں۔ اور اتنا وقت تو ہوتا ہی ہے اذان سے نماز تک کا۔ سنتیں بھی ادا کریں اور نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی سنت جو آج ترک ہوتی جا

www.besturdubooks.wordpress.com

رہتی ہے، اس کو بھی زندہ کریں۔ آج تو طلبا مسجد کے باہر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابھی جماعت کھڑی ہونے میں آدھا منٹ باقی ہے۔ حالانکہ وہ کھڑے گپیں لگا رہے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابھی آدھا منٹ باقی ہے۔ بہر حال! اذان کے بعد مسجد میں آ کر سنتیں ادا کریں اور سنتوں اور فرضوں کے درمیان جو انتظارِ نماز کا وقت ہے، جو نمازی کی کیفیت ہے، اس میں بیٹھ کر مراقبہ کر لیں۔ جو طالب علم دن میں پانچ مرتبہ اتنا مراقبہ بھی کرتا رہے گا، یہ عاجز یقین سے کہتا ہے کہ اللہ رب العزت اس کو بھی قلب کے حالات عطا فرما دیں گے۔ ہم نے اس بات کا باقاعدہ تجربہ کیا ہے، ایسے طلبا کو ہم نے خود دیکھا ہے۔

✽ ...دوسرا یہ کام کریں کہ جب پڑھنے بیٹھیں تو پڑھنے سے پہلے تھوڑی دیر کے لیے رجوع الی اللہ کریں۔ کتاب کھولنے سے پہلے یا پیریڈ میں بیٹھنے سے پہلے اللہ کی طرف تھوڑی دیر کے لیے رجوع کر کے کتاب کو پڑھنا شروع کر دیں۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا: ’’چونکہ شروع میں وہ طالب علم توجہ الی اللہ والی کیفیت پیدا کرے گا، اس لیے وہ جتنی دیر بیٹھے گا اسے علم حاصل کرنے کا اجر بھی ملے گا اور اس کو ذکر کا فیض بھی ملتا رہے گا۔‘‘ گویا کتاب کا پڑھنا اس کے لیے باطنی ترقی کا ذریعہ بن جائے گا۔

ہم کب کہتے ہیں کہ آپ علم نہ پڑھیں؟ وہ جاہل ہوتے ہیں جو کہتے ہیں: ’’علموں بس کریں او یار۔‘‘ یہ بات نہیں ہے، بلکہ علم تو انسان کے لیے ذکر کے راستے پر چلنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’میں اور میرا ساتھی ہم دونوں اس راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے ساتھی سے بہت پہلے منزل تک پہنچا دیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم عطا فرما دیا تھا۔‘‘ اس سے پتہ چلا کہ جس کے پاس

www.besturdubooks.wordpress.com

عمر ہو وہ اس راستے پر زیادہ تیزی کے ساتھ چلتا ہے۔

طلباء ان دو باتوں کا خیال رکھیں۔ پھر دیکھیں کہ تہجد میں خودبخود آنکھ کھلتی ہے یا نہیں کھلتی؟! اگر ذکر نہیں ہوگا تو پھر فرض نمازوں کے لیے مہتمم صاحب کو بھی جگانا پڑے گا۔ اس سے بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ ایک مہتمم صاحب کہنے لگے کہ طلباء کو جگا کر ہم خود بھی بے وضو جا کر نماز میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔.... استغفر اللہ!

ایک مولانا صاحب نے کسی کو زبردستی مسجد میں بلا لیا اور کہا کہ چل بھئی! پڑھ نماز۔ اس نے بھی نیت باندھتے ہوئے کہا: ''نیت کرتا ہوں نماز کی۔ واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ بندگی اللہ تعالیٰ کی۔ حکم مولوی صاحب کا''..... اللہ اکبر!

جب زبردستی ہی نماز کے لیے جگانا ہے تو پھر وہ اس کو بوجھ محسوس ہوگا۔ چنانچہ جب ذکر کریں گے تو اس ذکر کی برکت سے خودبخود اللہ تعالیٰ جگائیں گے۔ اس لیے کہ یہ نیند جو ہے یہ غفلت کی ایک کامل قسم ہے۔ جب غفلت کم ہوتی ہے تو پھر سالک کی نیند خودبخود کم ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو بیدار فرما دیتے ہیں۔ پھر اس کے لیے تہجد میں اٹھنا آسان ہو جاتا ہے اور نمازوں میں پہنچنے کو خودبخود دل کرتا ہے۔

ذکر و اذکار علم کے لیے معاون ہیں۔ لہٰذا مدارس والے حضرات کو چاہیے کہ طلباء کو ترغیب دیں کہ کہیں نہ کہیں، جہاں ان کی طبعی مناسبت ہو، اس بزرگ کے ساتھ تعلق کریں۔ جب وہ متعلق ہو جائیں گے تو پھر ان کا ایمان محفوظ ہو جائے گا۔ ورنہ پتہ نہیں کل کو کس کے پیچھے چل پڑیں! طلباء تو طلباء ہوتے ہیں۔ اس لیے جہاں ان کا دل چاہے وہاں ان کو تعلق کروا دیا جائے۔ اس سے ان کو فائدہ ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کتنا مراقبہ کریں؟

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا کہ دینی مدارس کے طلبا کے لیے تو یہ طریقہ ہے۔ کیا کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کے لیے بھی یہی طریقہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کو تو مستقل ذکر میں بٹھانا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ وہ زیادہ خباثت کے ماحول میں رہتے ہیں۔ دینی مدارس کے طلبا تو خوش نصیب ہیں۔ وہ جب بھی کتاب کھولیں گے تو سامنے قرآن ہوگا یا نبی ﷺ کا فرمان ہوگا۔ جتنی دیر بیٹھیں گے انہیں قرآن اور حدیث کا نور ملے گا۔ اس لیے ان کے حالات بہت بہتر ہوتے ہیں۔ لیکن کالج اور یونیورسٹی... توبہ توبہ توبہ... اس علم میں نیا الحاد بھرا ہوتا ہے کہ نہ پوچھیں۔ اس لیے وہ بیچارے تو بڑے قابل رحم ہیں۔ آپ یوں سمجھیں! یہ دینی مدارس والے جنرل وارڈ کے طلبا ہیں اور کالج، یونیورسٹی کے طلبا Lxtensive Care Unit (انتہائی نگہداشت وارڈ) والے طلبا ہیں۔ FCU میں جو حادثے کے مریض ہوتے ہیں ان پر زیادہ توجہ دینی پڑتی ہے۔ ان کے لیے یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے کہ وہ اگر چند منٹ بھی مراقبہ کریں گے تو کافی ہو جائے گا۔ نہیں! بلکہ ان کو مستقل مراقبوں میں بیٹھنا پڑے گا۔ اگر مستقل مراقبوں سے بھی ان کے دل کی ظلمت دور ہو جائے تو اس کو اللہ کی رحمت سمجھیں۔

دل کی بیٹری چارج کرتے رہیں:

یہ ذکر واذکار کرنا اسی طرح ضروری ہے جیسے ہم روزانہ کھانا کھاتے ہیں۔ اگر کھانا نہ کھائیں تو جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر ہم روزانہ ذکر اور مراقبہ نہیں کریں گے تو ہماری روحانیت کمزور ہو جائے گی۔ دیکھیں! سیل فون نے یہ بات کتنی آسان کر دی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ جب لوگ سیل فون سے بات کرتے رہتے ہیں تو اس کی بیٹری ڈاؤن ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اب اسے چارجر سے لگانا پڑتا ہے۔ اگر چارجر سے نہیں لگائیں گے تو بیٹری ڈاؤن ہو جائے گی اور بات کٹ جائے گی۔ اسی طرح ہم جو سارا دن لوگوں سے ملتے ملاتے رہتے ہیں تو یوں سمجھیں کہ اس وقت دل کا سیل فون استعمال ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے کچھ وقت ایسا بھی ہونا چاہیے کہ دل کے سیل فون کو چارجر کے ساتھ لگائیں۔ جی ہاں! مراقبے سے دل کی بیٹری چارج ہو جاتی ہے۔ پھر انسان اچھی کیفیات میں اپنی زندگی گزارنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح صبح و شام کے معمولات کو بھی اپنے اوپر لازم کر لیجیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اپنی قلبی کیفیات پر نظر:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہی بات فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

"لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ"

"جب نبی ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ کی ہر چیز منور ہو گئی۔"

اور آگے فرمایا:

"فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ"

"اور جس دن نبی ﷺ نے پردہ فرمایا تو مدینہ کی ہر چیز تاریک نظر آنے لگی۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو یہاں تک کہتے ہیں: "ہم نے ابھی نبی ﷺ کے دفن کی مٹی سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ ہمیں اپنے دل میں تبدیلی محسوس ہونے لگی۔"

(مسند احمد، رقم: ۱۲۸۴۱، ابن ماجہ، رقم: ۱۶۳۱)

نبی ﷺ کی صحبت میں جو کیفیت تھی وہ تو بعد میں نہیں ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھر جاتے تھے اور اس کیفیت میں فرق محسوس کرتے تھے تو "نافق"

www.besturdubooks.wordpress.com

حَنْظَلَۃُ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ." (ترمذی: ۲۵۱۴) کہتے ہوئے گھروں سے باہر آجاتے تھے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنی قلبی کیفیت پر نظر رکھا کرتے تھے۔ اس لیے ہمیں بھی نظر رکھنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دل کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکرِ قلبی کے تین بڑے فوائد

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکرِ قلبی کے تین بڑے فائدے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا o وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا﴾ (الاحزاب: ۴۱،۴۲)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ذکرِ کثیر کا حکم:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۱)

''اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس آیتِ مبارکہ میں ہمیں یادِ الٰہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ شرط لگائی گئی کہ کثرت کے ساتھ کریں۔

بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کی تاثیر میں مقدار کو دخل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر: جس آدمی کو بخار ہو اس کو ڈاکٹر لوگ بتاتے ہیں کہ صبح، دوپہر، شام ایک ایک گولی کھائیں، بخار اتر جائے گا۔ اب ایک آدمی تیسرے دن بعد گولی کھائے، پھر تیسرے دن بعد ایک گولی کھائے۔ اگرچہ وہ دوائی بھی صحیح استعمال کر رہا ہے، گولی بھی بخار کے دور ہونے والی استعمال کر رہا ہے، لیکن اس کا بخار نہیں اترے گا۔ ڈاکٹر کہے گا: ''آپ نے دوائی تو صحیح استعمال کی۔ مگر آپ کو صبح، دوپہر، شام، ایک دن میں تین گولیاں کھانی تھیں۔ آپ نے تو تین دن بعد ایک گولی کھائی، فائدہ کیسے ہوتا؟ بالکل اسی طرح ذکر کا معاملہ ہے۔ اگر اس ذکر کو انسان کرے اور تھوڑا کرے تو فائدہ نہیں ہوتا۔ ثواب مل جاتا ہے، لیکن جو انسان اپنے باطن کے امراض کو دور کرنے کے لیے ذکر کرتا ہے، اس کے وہ امراض دور نہیں ہوتے۔ امراض کو دور کرنے کے لیے کثرت کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے اور کثرت کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے کہ انسان زیادہ وقت ذکر کرے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (النور: ۳۷)

''میرے وہ بندے جنہیں تجارت اور خرید و فروخت بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔''

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے دنیا کے کام کاج کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں۔ انسان کی زبان بات چیت میں لگی ہو، ہاتھ کام کاج میں لگے ہوں اور انسان کا

www.besturdubooks.wordpress.com

دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگا ہو۔ اسی لیے تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ﴾ (آل عمران: ۱۹)

''(میرے وہ بندے) جو کھڑے، بیٹھے، لیٹے (ہر حال میں) مجھے یاد کرتے ہیں۔''

ذکر قلبی کے فوائد:

ذکر قلبی وہ ذکر ہے جو ہر حال میں انسان کر سکتا ہے۔ کھڑا ہو، بیٹھا ہو، لیٹا ہو، کھا رہا ہو، پی رہا ہو، چل رہا ہو اور جس حال میں بھی ہو، انسان ذکر قلبی کرتا رہتا ہے۔ تو ایسا ذکر جو ہر وقت انسان کرے اس کو ''ذکر کثیر'' کہتے ہیں۔ اور اس کی بہت تاثیر ہے۔ اس کے بہت زیادہ فوائد ہیں۔ ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ ذکر کے فوائد میں سے تین بڑے فوائد ہیں۔

(۱) قوتِ ارادی میں اضافہ

انسان کے اندر قوتِ ارادی بڑھتی ہے۔ یہ ایک طاقت ہے جسے ''قوتِ ارادی'' کہتے ہیں۔ اس قوتِ ارادی کے ذریعے انسان اپنی زندگی کے ہر کام کو کر گزرتا ہے۔ یہ بڑی نعمت ہے۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ گزرے، دین میں گزرے یا دنیا میں گزرے، یہ سب وہی لوگ تھے جن کے اندر قوتِ ارادی بہت زیادہ تھی۔ بس ایک بات کا دل میں ارادہ کر لیا، پھر اس بات کو کر گزرے۔ آج ہمارے نوجوانوں میں قوتِ ارادی کی کمی ہے۔ وہ ڈانواں ڈول بے یقین سے پھرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

؎ ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے، کہیں ویسا نہ ہو جائے

سوچتے ہی وقت گزر جاتا ہے۔ ہمارے بوڑھے بزرگ کہا کرتے تھے: ”سوچتی پیا تے بندہ گیا۔“ تو آج وہی حال ہے کہ نوجوان سوچتے رہتے ہیں کہ میں نے امتحان میں کامیابی حاصل کرنی ہے، میں نے پڑھنا ہے، انہی باتوں میں ان کا سال گزر جاتا ہے۔ جس کام کے لیے ماں باپ نے ان کو فارغ کیا ہوتا ہے، وہ کام درمیان میں ہی رہ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کو ہر کام میں دلچسپی محسوس ہوتی ہے۔

اپنے آپ کو مصروف رکھیے!

اگر طالب علم سے پوچھا جائے کہ کیا حال ہے؟ تو کہتے ہیں: ”جی! پڑھائی میں دل نہیں لگتا۔“ اب بتائیے! جو اس کا اس وقت مقصدِ زندگی بنا ہوا ہے، اس کام میں اس کا دل نہیں لگتا۔ پھر وہ کیسے کام کر سکے گا؟!

جو لوگ نوکری کرنا شروع کرتے ہیں ان کا کام کرنے میں دل نہیں لگتا ہے۔ چنانچہ ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ مجھے بڑی اچھی نوکری مل گئی ہے۔ دوست پوچھتا ہے: ”وہ کیسے؟“ وہ کہتا ہے: ”میری اتنی بیسک پے ہے۔ اتنے الاؤنس ہیں۔ اتنا ہاؤس رینٹ ہے۔ اتنا میڈیکل الاؤنس ہے۔ اتنی گریجویٹی ہے۔ اتنے بونس ہیں۔ اتنی چھٹیاں ہیں اور آخر میں کہتا ہے: ”کوئی کام نہیں ہے۔“ یعنی آج ہماری زندگی میں اچھی جاب وہ ہے کہ جس میں نوجوان کو کوئی کام نہ کرنا پڑے۔ جس قوم کے نوجوانوں کا یہ عالم ہو پھر وہ قوم کیسے آگے بڑھ سکے گی؟ نوجوانوں کو تو یہ چاہیے کہ بدن کو کام کر کے تھکا ئیں۔ اپنی جوانی کو نیک کاموں میں کھپا ئیں۔ تھکنے میں خوش ہوں نہ کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فارغ رہنے میں خوش ہوں۔ فارغ رہنا تو زندگی کو ضائع کرنا ہے۔ جو دنیا میں بھی کچھ کر گزرنے والے لوگ ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو مصروف رکھتے ہیں، کام کرتے رہتے ہیں۔ آپ ان کی زندگیوں کو قریب سے دیکھیں تو ان کی زندگی میں کام، کام، کام اور بس تھوڑا سا آرام ہوتا ہے۔ وہ آرام بھی اس لیے کرتے ہیں کہ تازہ دم ہو کر دوبارہ کام کر سکیں۔ یہ بات یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو کام کے لیے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قبر کو آرام کے لیے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو عیش کے لیے بنایا ہے۔

جو نوجوان چاہتے ہیں کہ میں یہیں عیش کر لوں، وہ اپنے مقصد زندگی کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ تو اپنے اندر قوت ارادی نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے کئی کام ادھورے رہ جاتے ہیں۔ جس کام کو ہاتھ لگا کیا پورا نہیں ہوتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس لیے کہ قوت ارادی کی کمی ہے۔ یہ قوت ارادی انسان کو ذکر کے ذریعے ملتی ہے۔ جس بندے میں یہ قوت ارادی ہوتی، اس بندے نے اپنے مقصد میں کامیابی پائی۔

مشاہیر عالم اور قوت ارادی:

آپ مشاہیر کے حالات زندگی پڑھ لیجیے! آپ کو یہ چیز عام ملے گی۔ دنیا کے میدان میں جو لوگ آگے بڑھتے ہیں، یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جن میں قوت ارادی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ گناہوں سے بچنے کے لیے قوت ارادی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ آج ارادہ کرتے ہیں کہ یہ گناہ نہیں کریں گے۔ ایک دن نہیں گزرتا پھر وہی گناہ کر گزرتے ہیں۔ ذرا سا شیطان نے آکر ذہن میں خیال ڈالا اور ان کی توبہ ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ قوت ارادی کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ حتیٰ کہ کئی مرتبہ جوش وجذبہ میں آکر قسمیں کھانے لگتے ہیں کہ ہم یہ گناہ نہیں کریں گے اور پھر اپنی قسم کو توڑ دیتے ہیں۔ اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

غصے پر کنٹرول نہیں کر پاتے قوتِ ارادی کے کمزور ہونے کی وجہ سے۔ اس لیے کئی نوجوان آ کر کہتے ہیں: ''حضرت! غصہ بہت آتا ہے۔''

کمزور بندے کو غصہ بہت آتا ہے:

ایک اصول یاد رکھیں: غصہ ہمیشہ کمزور بندے کو آتا ہے۔ مثال کے طور پر: جوان کے بجائے بوڑھے کو زیادہ غصہ آتا ہے۔ صحت مند کے بجائے بیمار کو غصہ زیادہ آتا ہے۔ مرد کے بجائے عورت کو غصہ زیادہ آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ غصہ کمزور ہونے کی علامت ہے۔ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور غصے میں آ کر رشتے ناطے توڑ دیتے ہیں۔ تیس تیس سال گزر جاتے ہیں اور معمولی سی بات پر آ کر ایک دوسرے سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ اب بتائیں! بیوی کو خاوند مل جائے گا اور خاوند کو بیوی مل جائے گی۔ مگر بچوں کو ماں باپ کہاں سے ملیں گے؟ عقل استعمال نہیں کرتے۔ ان بچوں کا کیا قصور ہے جو ابھی معصوم ہیں، چھوٹے ہیں، ان کی سرپرستی کون کرے گا؟

معمولی سی بات پر طلاق:

مجھے ایک شہر میں جانے کا موقع ملا۔ وہاں میاں بیوی دونوں پی ایچ ڈی ڈاکٹر تھے۔ دنیا کے اعتبار سے بڑے پڑھے لکھے تھے۔ ان میں چند دن پہلے طلاق ہوئی تھی۔ لوگوں نے عجیب واقعہ سنایا کہ طلاق کیسے ہوئی!

ایک دن میاں صاحب کو صبح اٹھنے میں دیر ہوگئی۔ اس وقت بیت الخلاء میں کوئی موجود تھا اور اس نے کنڈی لگائی ہوئی تھی۔ میاں صاحب کو دفتر سے دیر ہو رہی تھی۔ وہ اٹھے اور کچن میں آگئے۔ کچن میں جو ٹونٹی لگی ہوتی ہے، واش بیسن ہوتا ہے، اس کے اندر انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے ٹوتھ برش کر لیا اور ٹوتھ برش کر کے جلدی سے فارغ ہو کر دفتر چلے گئے۔ بیوی صاحبہ بہت اطمینان سے باہر آئی اور اس نے کچن میں دیکھا تو پتہ چلا کہ کچن کے واش بیسن میں اس کے میاں نے ٹوتھ برش کر لیا ہے۔ بیوی صاحبہ کو بڑا غصہ آیا۔ چنانچہ شام کو جب میاں گھر آئے تو بیوی نے ان سے جھگڑا شروع کر دیا۔ آپ کو اتنی بھی تمیز نہیں ہے، کچن کے سنک میں ہم برتن دھوتے ہیں، وہاں پر آپ نے ٹوتھ برش کیوں کیا؟ اس نے بتایا: ''مجھے جلدی تھی، مجھے دیر ہو رہی تھی، مجبوری تھی اور کوئی طریقہ نہیں تھا۔'' اب یہ بات دونوں میں بڑھتی گئی۔ ادھر بھی وکیل اور ادھر بھی وکیل۔ دونوں پی ایچ ڈی تھے۔ اب آپس میں بات اتنی بڑھی کہ اس بات پر دونوں کے درمیان طلاق ہو گئی۔ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو میں نے کہا: ''واقعی! معلوم ہوتا ہے کہ دونوں پی ایچ ڈی تھے۔'' تو سننے والے وہ دوست بڑے حیران ہوئے، کہنے لگے: ''آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ دونوں پی ایچ ڈی تھے؟'' میں نے کہا: ''پی ایچ ڈی سے مراد ''پھرا ہوا دماغ''۔ دونوں پی ایچ ڈی تھے۔

اب انہیں گولی مارا کریں!

دنیا داروں کی بات نہیں دین داروں میں بھی دیکھ لیں۔ استاد شاگرد کو قرآن مجید پڑھاتا ہے۔ بچے سے غلطی ہو جائے ایسے پٹائی کرتا ہے جیسے قصائی کسی سے بدلہ لے رہا ہو۔ شریعت میں یہ کہاں جائز ہے!

ہم نے ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ ہم اپنے بچوں کو مارنے نہیں دیں گے۔ کئی دن محنت کی۔ پتا چلا کہ ڈنڈے ہوتے ہیں۔ ہم نے ڈنڈے اٹھوا لیے۔ پھر پتا چلا کہ مارنے کے لیے پائپ ہوتا ہے۔ وہ بھی اٹھوا لیا پھر پتا چلا کہ موٹی مسواک ہوتی ہے۔ ہم نے وہ بھی اٹھوا لی۔ ایک دن ہم نے قاری صاحب کو بلایا اور سمجھایا کہ بچوں کو سمجھ کر ساتھ چلایا

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں، ورنہ تو ان کا علاج نہیں ہے۔ وہ آگے سے کہنے لگے: ”جی! کیا کریں؟ پہلے تو ڈنڈے مارنے سے کچھ جاتے تھے۔ اب اتنے ڈھیٹ ہو گئے ہیں کہ پائپ لگانے سے بھی ٹھیک نہیں ہوتے تھے۔ اب کیا کریں؟“ میں نے کہا: ”اب انہیں گولی مارا کریں۔“ اب یہی علاج ہے کہ قرآن مجید میں غلطی آجائے تو اس کو گولی ماردو۔ او اللہ کے بندے! جو استاد وہاں رہا ہوتا ہے، اگر اسی استاد سے کہیں کہ آپ بھی سپارہ سنائیں تو پانچ غلطیاں ضرور نکل آئیں گی۔ غلطی پہ مارنا، یہ کہاں کی بات ہے؟ بدتمیزی پہ مار لیا، یا اس نے کوئی ایسا کام کیا جو دوسروں کے لیے نقصان دہ ہے تو پھر تنبیہ کر لیا۔ فقط بھول جانے کی غلطی پہ مارنا اور اتنا مارنا... یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کئی مرتبہ تو بچے وحشت کی وجہ سے بھول جاتے ہیں۔ قاری بننا جائز ہے اور قہاری بننا جائز نہیں۔

آدمی ہاتھ کب اٹھاتا ہے؟

ایک بات یاد رکھنا! آدمی کب مارتا ہے؟ جب آدمی تسلیم کر لیتا ہے کہ میں اس بچے کو زبان سے سمجھانے سے قاصر ہوں۔ جب وہ اپنی شکست تسلیم کر لیتا ہے کہ میرے اندر صلاحیت نہیں، میرے اندر اتنی خوبی نہیں کہ میں بچے کو زبانی سمجھا سکوں تب وہ ہاتھ اٹھاتا ہے۔ مارنا کوئی اچھائی کی علامت نہیں۔

نبی ﷺ کا انداز تربیت:

نبی ﷺ کی خدمت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال رہے اور دس سالوں میں وہ فرماتے ہیں: ”میرے محبوب نے نہ کبھی ڈانٹا نہ کبھی برا بھلا کہا۔“

(بخاری، رقم: ۶۰۳۸، ترمذی، رقم: ۲۰۱۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ پیار محبت سے لے کر چلنے والی بات ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام کی سیرت کو پڑھیے کہ آپ علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیار کے ساتھ کس طرح متوجہ کیا اور ان کی اصلاح فرمائی؟

ایک دیہاتی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ کلمہ پڑھا اور صحابی بن گئے۔ جب یہ محفل ختم ہوئی تو ان کو قضائے حاجت کی ضرورت تھی۔ مسجد نبوی کی دیوار سے ذرا باہر مسجد نبوی کا ہی علاقہ تھا کچی پلاٹ تھا۔ وہ دیہاتی وہیں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگ گئے۔ جیسے دیہاتی لوگ آتے ہیں تو گلیوں میں پیشاب کرنے لگ جاتے ہیں۔ اب جب لوگوں نے دیکھا تو کسی نے ان کو روکنا چاہا، کسی نے ان کو اٹھانا چاہا۔ جب نبی ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کچھ نہ کہو!'' جب وہ فارغ ہو گئے تو نبی ﷺ نے ان کو پیار سے سمجھایا اور فرمایا: ''دیکھو! مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اللہ رب العزت بڑی عظمت والے ہیں۔ ہمیں بھی ان کے گھر کو پاک رکھنا چاہیے۔'' ایسے پیار سے بات سمجھائی کہ دل میں اتر گئی۔ وہ اندر ہی اندر بڑے شرمندہ ہوئے کہ میں نے کتنی بڑی غلطی کر لی۔ جب نبی ﷺ نے دیکھا کہ اندر اندر بڑے شرمندہ ہیں تو نبی ﷺ نے اس کو جدا کرتے ہوئے اپنے کپڑے مبارک ہدیہ میں پیش فرما دیے۔ نبی ﷺ سے اسے ہدیہ ملا تو وہ بڑا خوش ہوا۔ جب وہ جانے لگے تو نبی ﷺ نے دیکھا کہ ان کے پاس تو سواری نہیں ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان کو اپنی سواری ہدیہ دے دی۔ جب ان کو سواری بھی ہدیہ میں مل گئی تو یہ ان کی توقعات سے بھی بڑھ کر معاملہ تھا۔ وہ بڑے خوش ہوئے، کپڑے پہنے، سواری پر سوار ہوئے اور واپس اپنی بستی میں آ گئے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اس نے بستی کے باہر سے کہنا شروع کر دیا: ''اے میرے چچا! اے میرے ماموں! اے میرے خالو! اے میرے فلاں!'' بستی کے لوگ نکل آئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں نے کہا: ''پہلے تو تم نے کبھی یوں آوازیں نہیں دیں، کیا ہوا؟'' وہ صحابی کہنے لگے: ''میں نے ایک ایسے معلم کو دیکھا ہے جو اتنے پیار سے سمجھاتا ہے کہ ایسا پیار تو کوئی نہیں دیتا اور میں نے کلمہ پڑھ لیا ہے، آپ لوگ بھی ذرا چل کر ملاقات کر کے دیکھیں۔'' ان کی بات سن کر تین سو آدمی مدینہ طیبہ آئے اور نبی علیہ السلام کے ہاتھوں پر مسلمان ہو گئے۔

مدینہ میں ایک نوجوان تھے۔ ان کو جب کوئی کھجور اچھی لگتی یا بھوک لگتی تو وہ کھجور پر چڑھ کر کھجوریں توڑتے، کھا لیتے.... مدینہ طیبہ کے اندر عام دستور یہ تھا کہ جو کھجوریں نیچے گری پڑی ہوں انہیں جو چاہے اٹھا کر کھا لے۔ لیکن اگر کھجور اوپر لگی ہو تو مالک کی اجازت کے بغیر نہیں توڑ سکتے تھے..... یہ نوجوان ایک مرتبہ کھجوریں توڑ رہا تھا۔ مالک نے دیکھ کر اسے پکڑ لیا۔ پکڑ کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ صحابی کہتے ہیں: ''میں اتنا گھبرایا اتنا گھبرایا کہ پتا نہیں میرے ہاتھ کاٹیں گے یا کیا اور کریں گے؟ میں تو چوری کرتا ہوا پکڑا گیا۔'' جب نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی علیہ السلام نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور بلا کر میرے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ مجھے نہ ہی ڈانٹا اور نہ ہی لوگوں کے سامنے رسوا کیا۔ نبی علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: ''تم لوگوں کی کھجوریں توڑ کر کیوں کھاتے ہو؟'' میں نے جواب دیا: ''مجھے بھوک لگی ہوتی ہے۔ جو کھجوریں پسند ہوتی ہیں توڑ کر کھا لیتا ہوں۔'' نبی علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ جو کھجوریں نیچے گری ہوتی ہیں وہ اٹھا کر کھا لیا کرو۔ جو درخت پر ہوتی ہیں وہ مالک کا حق ہوتا ہے، ان کو بغیر اجازت نہیں کھاتا ہوتا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سمجھائی تو میں نے دل میں ارادہ کر لیا، کہ آئندہ بغیر اجازت کسی کی کھجوریں نہیں کھاؤں گا۔''

حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے اس بچے کے لیے دعا کی ''اے اللہ! اس بچے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جھوٹ مت بولا کرے۔" (مسند ابی یعلی، رقم: ۱۴۸۳، ابن ماجہ، رقم: ۲۲۹۹)

وہ نوجوان کہتے ہیں: "محبوب ﷺ کے اس عمل سے میرے دل میں ہمیشہ کے لیے ایک عہد پیدا ہو گیا کہ میں نے کبھی کسی کے مال کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ محبوب ﷺ نے دعا دے کر مجھے فرمایا: "تم جاؤ!" اور اس کے بعد میں نے کسی کے مال کو ہاتھ تک نہ لگایا۔" یہ نبی علیہ السلام کا طریقہ کار تھا۔ ہم ہوتے تو کیا کرتے؟ دور سے ہی اسے گالیاں دینا شروع کر دیتے۔ "ہوئے! تو ایسا تو ایسا۔" نبوی طریقہ کار یہی ہے کہ پیار محبت سے بندے کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ یہی اس کی شان کے لائق ہے۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے:

جب نبی علیہ السلام فتح مکہ کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو وہاں کی عورتوں کو یہ یقین تھا کہ آج کی رات مکہ مکرمہ شہر میں کوئی لڑکی کنواری نہیں بچے گی۔ ہم نے مسلمانوں کو اتنا دکھ دیا، اتنا پریشان کیا، اتنی تکلیفیں دی ہیں۔ آج وہ ہم سے بدلے لیں گے۔ نہ ہمارا مال بچے گا اور نہ ہماری عزت بچے گی۔ لیکن رات گزرنے کے قریب آ گئی اور مکہ کے کسی گھر میں کوئی بندہ داخل ہی نہیں ہوا۔ عورتیں پریشان ہیں۔ انہوں نے اپنے مردوں سے کہا: "یہ معاملہ کیا ہے؟ جا کر دیکھو! یہ کہاں ہیں؟ کیا کر رہے ہیں؟ کیا ترکیب بنا رہے تھے؟" ان کے مرد باہر نکلے۔ انہوں نے دیکھا کہ پورے شہر میں خاموشی ہے۔ یہ لوگ حیران کہ یہ مسلمان گئے کہاں؟ جب اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ سب کے سب صحابہ نبی علیہ السلام کے ساتھ اللہ کے گھر حرم شریف میں ہیں۔ کوئی عبادت کر رہا ہے۔ کوئی تلاوت کر رہا ہے۔ کوئی طواف کر رہا ہے۔ کوئی ملتزم سے لپٹا ہے۔ کوئی مقام ابراہیم پر سجدہ کر رہا ہے۔ سب کے سب مسلمان اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہیں۔ لوگ بڑے متاثر

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونے۔ جب اگلا دن ہوا تو نبی ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا۔ یہ وہ بندہ تھا جس کے پاس بیت اللہ کی کنجی تھی۔ اس کو بلا کر کہا: ''عثمان! تجھے یاد ہے؟ جب میں ہجرت کے لیے یہاں سے روانہ ہوا تھا تو میرا جی چاہتا تھا کہ میں بیت اللہ شریف کے اندر جاؤں اور اندر جا کر اللہ کی عبادت کروں، پھر ہجرت کروں۔ میں نے تجھ سے کہا تھا: ''تھوڑی دیر کے لیے بیت اللہ کا دروازہ کھول دے۔'' عثمان! تو نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا تھا۔ میں نے تجھے اس وقت یہ کہا تھا: ''ایک وقت ایسا بھی آئے گا جہاں میں کھڑا ہوں وہاں تو کھڑا ہوگا اور جہاں تم کھڑے ہو گے وہاں میں کھڑا ہوں گا۔ میری یہ بات سن کر تم غصے میں آگئے تھے اور آگے سے باتیں کرنا شروع کر دی تھیں اور اس وقت میں خاموش ہو گیا تھا۔'' عثمان! آج دیکھو! چابی تمہارے ہاتھ میں ہے، اسے میرے حوالے کر دو۔ تو عثمان نے چابی مجبوراً نبی ﷺ کے حوالے کر دی۔ نبی ﷺ نے چابی لی۔ بیت اللہ کا دروازہ کھلوایا۔ اندر تشریف لے گئے اور اللہ کی عبادت کی، نماز پڑھی۔

اب اس وقت بڑے بڑے صحابہ موجود تھے، وہ نبی ﷺ کے قریب ہو گئے۔ سب کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جب نبی ﷺ باہر تشریف لائیں گے تو اس کو تالا لگا دیں گے اور چابی اپنوں میں سے کسی کے حوالے کریں گے۔ کافر کے حوالے نہیں کر سکتے..... اور دنیا کا دستور بھی یہی ہے کہ جب کسی کو حکومت ملتی ہے تو سب سے پہلے اپنوں کو نوازتا ہے..... جب نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے تالا لگایا اور پھر عثمان کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا: ''عثمان! اس وقت کو یاد کرو جب میں تمہیں یہ دروازہ کھولنے کو کہہ رہا تھا اور تم نے دروازہ کھولنے اور چابی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ عثمان! آج چابی میرے ہاتھ میں ہے۔ جو میں نے بات کی تھی کہ جہاں تم کھڑے ہو گے وہاں میں کھڑا ہوں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جہاں میں ٹھہرا ہوں وہاں تم ٹھہرے ہوئے ۔ آج اللہ نے اس بات کو سچ ثابت کر دیا۔ لیکن عثمان! میں تمہارے ساتھ وہ حسن سلوک کروں گا جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا۔ تب یہ چابی پھر تمہیں لوٹاتا ہوں ۔ قیامت تک یہ چابی تمہاری نسلوں کے اندر چلتی رہے گی۔'' محبوب کے اس حسن عمل کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے ۔

(انوار المحبوب سورۃ القصص)

جو عدو کو بھی گلے میں اپنی چھپا لے
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ
وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

یہ چیز انسانوں کو قوت ارادی سے حاصل ہوتی ہے۔

(۲) اپنی توجہ کو مرکوز کرنا

ایک اور چیز جو انسان کو ذکر کرنے سے ملتی ہے اور اس کو کہتے ہیں: ''اپنی توجہ کو کسی ایک چیز پر مرکوز کر دینا''

جب انسان ذکر کرتا ہے تو تمام خیالات کو ذہن سے نکال دیتا ہے اور اللہ رب العزت کے ذکر پر اپنے آپ کو مرکوز کر دیتا ہے تو اسے ایک نعمت ملتی ہے جس کو کہتے ہیں ''اپنی توجہ کو ایک جگہ پر مرکوز کرنے کی صلاحیت''۔ یہ بھی انسان کو ذکر کے ذریعے ملتی ہے۔ اور آج اس کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم بہت نقصان پا رہے ہیں۔ ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

نوجوان بچوں میں اپنی توجہ کو مرکوز کرنے کی قوت نہیں ہے۔ اس لیے پڑھائی کرنے بیٹھتے ہیں تو توجہ پڑھائی کی طرف نہیں ہوتی۔

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق ترا چہرہ دکھائی دیتا ہے

یہ بے چارے کتاب کھول کر بیٹھتے ہیں اور ان کو الفاظ کے بجائے کسی کا چہرہ نظر آتا ہے۔ کنسنٹریشن پاور نہیں ہے۔ تو جوانوں کو اپنی تعلیم میں رکاوٹ اسی وجہ سے ہوتی ہے۔

نماز میں یکسوئی نہ ہونے کی وجہ:

اگر ہم اپنی زندگی کا تجزیہ کریں تو نماز میں ہمارے خیالات ادھر ادھر بھٹکتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر کنسنٹریشن پاور نہیں ہے۔ ہم اپنے خیالات کو یکسو نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے خیالات کو ایک جگہ مرکوز نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہماری توجہ نماز کی طرف نہیں ہوتی۔ ساری توجہ دنیا جہان کے کاموں کی طرف ہوتی ہے اور یہ قرب قیامت کی علامت میں سے ہے۔ ایک روایت میں فرمایا گیا: "قیامت کے قریب ایک ایسا وقت آئے گا کہ جب مسجد کو نقش و نگار سے خوبصورت بنایا جائے گا لیکن تم دیکھو گے کہ دل اللہ کی یاد سے غافل ہوں گے۔" (کنز العمال: ۳۸۴۹۵)

چار رکعتوں کا حساب:

ایک امام صاحب کو غلط فہمی ہوئی کہ میں نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا یا چار رکعتوں کے بعد؟ انہوں نے مقتدیوں سے پوچھا: "میں نے کتنی رکعتیں پڑھائی ہیں؟" مقتدیوں میں سے کوئی بندہ بھی ایسا نہیں تھا جو امام صاحب کو یقین سے بتاتا کہ دو

www.besturdubooks.wordpress.com

رکعتیں پڑھی ہیں یا چار؟ سارے کنفیوز (پریشان) ہیں۔ اس حالت میں ایک بوڑھے میاں اٹھے اور انہوں نے کہا: ''مولانا! آپ نے دو رکعتیں پڑھائی ہیں، پکی بات ہے۔'' مولانا صاحب نے دوبارہ وہ پھر چار رکعتیں پڑھائیں۔ بوڑھے کا بعد میں شکریہ ادا کیا کہ آپ کی بڑی مہربانی اور یہ بھی کہا کہ آپ کی توجہ تو بالکل نماز کی طرف رہتی ہے۔ اللہ ہمیں بھی ایسی نمازیں عطا کریں۔ پھر امام صاحب نے پوچھا کہ آپ نے ایسی نماز پڑھی کیسے تھی؟ بڑے میاں نے جواب دیا کہ میرے چار بیٹے ہیں۔ ان کی چار دکانیں ہیں۔ میں ہر ایک رکعت میں ایک دکان کا حساب کرتا ہوں۔ اب دو دکانوں کا حساب آیا اور دو باقی رہ گئیں۔ اس سے مجھے پتا چل گیا کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھائی ہیں اور دو باقی رہ گئی تھیں۔

حفظ قرآن میں زیادہ عرصہ کیوں لگتا ہے؟

بچے اور بچیاں اپنی تعلیم میں وہ عمل نہیں کر پاتے جو ان کے والدین چاہتے ہیں۔ جس بچے کو سال میں قرآن پاک یاد کرنا چاہیے وہ دو سال لگا دیتا ہے اور جس کو دو سال میں یاد کرنا چاہیے وہ چار سال لگا دیتا ہے۔ اب قراء حضرات کو یہاں پریشانی ہوتی ہے، مگر وجہ کیا ہوتی ہے کہ بچے اپنی توجہ کو ایک طرف مرکوز نہیں کر سکتے۔ بچے بیٹھے کلاس میں ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ کھیل رہے ہوتے ہیں۔ قاری صاحب منزل سن رہے ہوتے ہیں اور بچے ایک دوسرے سے اشارے کے ساتھ باتیں بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ منزل سنانے کے دوران لطیفے سنا رہے ہوتے ہیں۔ ایک بچہ منزل سنا رہا ہوتا ہے اور بھول رہا ہوتا ہے اور دوسرا اسے ہنس رہا ہوتا ہے اور بھول بھی رہا ہوتا ہے۔ قاری صاحب سمجھ رہے ہوتے ہیں پارہ پڑھا جا رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے؟ ان بچوں کے اندر کنسنٹریشن پاور پیدا کرنے والی صلاحیت نہیں ہوتی۔ اگر وہ آ جائے تو ان کے لیے اپنی کتابوں کو پڑھنا اور قرآن مجید کو یاد کرنا بہت آسان ہو جائے۔ اگر بڑوں کے اندر یہ چیز پیدا ہو جائے تو ان کی نمازوں کی کیفیت درست ہو جائے گی۔ اس لیے ذکر کو باقاعدہ کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے تاکہ ہمارے اندر اللہ رب العزت توجہ کو مرکوز کرنے والی صلاحیت عطا فرمائے۔

(۳) صبر اور حلم

ایک تیسری چیز ہے جسے کہتے ہیں "صبر"۔ ذکر کرنے سے انسان کے اندر صبر کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ صبر کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتیں ملتی ہیں؟ اس سے انسان کو خاص طور پر ایک نعمت ملتی ہے جس کو "حلم" کہتے ہیں۔ حلم کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی ناگوار چیز پر بھڑک اٹھنے کے بجائے صبر سے کام لے۔ گویا سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا اسے "حلم" کہتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ میں حلم اور بردباری:

اللہ رب العزت سے علم بھی مانگنا چاہیے اور حلم بھی مانگنا چاہیے۔ آج علم تو ہوتا ہے، مگر حلم نہیں ہوتا۔ نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں اللہ تعالیٰ نے علم بھی رکھا تھا اور حلم بھی رکھا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ بدلہ لینے میں جلدی نہیں فرماتے تھے۔ کوئی بھی قدم اٹھانے میں جلدی نہیں کرتے تھے۔ یہ حلم آج گھروں کے اندر بھی نظر نہیں آتا۔ بیوی ذرا سی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات پر غصے میں آ جاتی ہے اور خاوند بھی ذرا سی بات پر غصے میں آ جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حلم کی کمی ہے۔ یہ صفت ذکر کی وجہ سے آتی ہے۔ یہ صبر بڑی نعمت ہے۔ اس کی آپ نے اگر کامل صورت دیکھنی ہے تو نبی پاک ﷺ کی مبارک زندگی کو دیکھ لیں۔ اللہ رب العزت نے انہیں کتنا حلم عطا کیا تھا۔

صبر کا درس:

دیکھیں! ایک درخت ہوتا ہے جو پھلوں سے لدا ہوا ہوتا ہے۔ پتے سبز ہوتے ہیں، پھل ہوتے ہیں، پھول ہوتے ہیں اور یہ بہت خوبصورت نظر آ رہا ہوتا ہے۔ لیکن جب اس پر خزاں کا موسم آتا ہے تو پھل ختم ہو جاتے ہیں، پھول ختم ہو جاتے ہیں، پتے پیلے پڑ جاتے ہیں، خشک ہو کر گر جاتے ہیں اور وہ درخت ٹنڈ منڈ ہو جاتا ہے۔ اب اس پر سردی کا موسم بھی آتا ہے تو سردی کے موسم میں اب اس پر ہوائیں چلتی ہیں، اور ٹہنیوں پر برف بھی ہوتی ہے۔ وہ ٹنڈ منڈ درخت خاموشی کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس درخت کو پتا ہے کہ حالات میرے مخالف ہیں اور مجھے صبر کے ساتھ کام لینا ہے۔ چنانچہ ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے چل رہے ہوں، بارش آ رہی ہو، طوفان آ رہے ہوں، برف باری ہو رہی ہو تو پھر بھی وہ ٹنڈ منڈ درخت لکڑی کی طرح نظر آتا ہے۔ وہ خاموشی کے ساتھ وقت گزار رہا ہوتا ہے۔ لیکن اس درخت کا یہ صبر اللہ تعالیٰ کو اتنا اچھا لگتا ہے کہ تھوڑے عرصے کے بعد سردی کا موسم ختم ہو جاتا ہے اور دوبارہ بہار کا موسم آتا ہے۔ ٹنڈ منڈ درخت میں سے پھر شگوفے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں، کونپلیں نکلتی ہیں، پتے بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے پھول بھی عطا کر دیتا ہے اور اسی درخت کو پھر پھلوں سے بھی لاد دیتا ہے۔

ہر انسان کی زندگی میں کبھی کبھی ایسے حالات ہوتے ہیں جن کو مخالف حالات کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ ہم اس درخت سے ہی سبق لے لیں۔ ہم بھی ذرا خاموشی سے صبر سے اپنا وقت گزارنے کی کوشش کریں۔ اگر آج مخالف حالات ہیں تو ایک وقت آئے گا کہ جب اللہ موافق حالات بھی عطا فرمائیں گے، مگر ہم صبر سے کام نہیں لیتے۔ ذرا سی کوئی بات ہوتی ہے تو فوراً بگاڑ پیدا کر لیتے ہیں۔ گھروں میں طلاقیں کیوں ہوتی ہیں؟ بچی کو اگر ساس کوئی اچھی بات سمجھا بھی دے تو وہ سمجھانے کو بھی برا سمجھتی ہے۔ ایسی بات اگر ہوتے بھی مارے تو صبر کر جائے گی اور اپنی ساس جس کو شریعت نے ماں کا درجہ دیا وہ اگر جائز چیز سمجھا بھی دے کہ بیٹی! آپ نے پکانے میں یہ غلطی کی ہے تو بگڑ جاتی ہے۔ سچی بات بھی اس کو بری لگتی ہے اور وہ اس کو برا مان کر شکایتیں کرنے لگ جاتی ہے۔ اگر یہ بچی صبر کے ساتھ یہاں وقت گزارے تو اللہ رب العزت اس کے صبر کو قبول کر کے گھر کے سارے لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف متوجہ فرما دیں گے۔ اگر اچھے حالات ہمیشہ نہیں رہتے تو برے حالات بھی ہمیشہ نہیں رہتے۔ اس لیے ہمیں صبر کے ساتھ کام لینا چاہیے۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ رب العزت اس صبر کا کتنا بدلہ عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑے کریم ہیں۔ بڑے مہربان ہیں۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ میں حلم اور بردباری:

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کشتی کا سفر کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ انہوں نے حلق کروایا تھا، ٹنڈ کروائی ہوئی تھی، ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ جب کشتی میں سفر کرنے لگے تو ہوا تیز چل رہی تھی...... دریاؤں کے اوپر ہوائیں چلتی ہیں ..... ان کو ڈر ہوا کہ ٹوپی کہیں اڑ کر دریا میں نہ چلی جائے۔ انہوں نے ٹوپی اتاری اور جیب میں ڈال لی۔ دریا عبور کرنے میں ٹائم تو لگتا ہے۔ ایک چھوٹا بچہ ان کے قریب آیا تو اسے ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا بہت اچھی لگی۔ اس نے سر کے اوپر ہاتھ رکھا تو اس کو نرم نرم اور ملائم لگا۔ اس نے جا کر دوسروں کو بتایا۔ دوسرا آیا، اس نے بھی تجربہ کیا۔ پھر تیسرے نے۔ اب بچوں کو تو راستہ مل گیا۔ جبکہ وہ خاموشی سے بیٹھے "اللہ اللہ" کر رہے تھے۔ کچھ بچے شرارتی بھی ہوتے ہیں، کچھ شرارتی روحیں بھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک شرارتی بچہ آیا، اس نے ہاتھ لگانے کے بجائے ہلکا سا تھپڑ لگا دیا۔ اب لوگ ہنسنے لگ گئے، پھر دوسرا آیا، اس نے بھی تھپڑ لگایا۔ تماشا یہ بنا کہ بچے ان کے سر پر تھپڑ لگانے لگے اور مرد اور عورتیں قہقہے لگانے لگے۔ عجیب طوفان بدتمیزی برپا ہوا۔ اللہ کا یہ فقیر بندہ سر جھکائے اللہ کی یاد میں مشغول بیٹھا ہے۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں رہا۔ جب بچوں نے کافی بدتمیزی کی اور بڑوں نے قہقہے لگائے تو اس وقت اللہ رب العزت کو جلال آیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کے دل پر الہام کیا: "اے علی ہجویری! اب لوگوں نے آپ کی کتنی بے عزتی کی، کتنی بدتمیزی کا معاملہ کیا۔ اگر آپ کہیں تو میں اس کشتی کو الٹ دوں؟ جیسے ہی ان کے دل میں الہام ہوا تو حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فوراً اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا مانگی "اے اللہ! اگر آپ کشتیاں الٹنا ہی چاہتے ہیں تو ان سب کے دلوں کی کشتیوں کو الٹ دیجیے۔" دعا قبول ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس کشتی میں جتنے مرد اور عورتیں تھیں ان کو اس وقت تک موت نہ آئی جب تک کہ ان کو ولایت کا نور حاصل نہ ہو گیا۔ ہمارے بڑوں کا یہ حال تھا!! اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (فصلت: ۳۴)

"تم برائی کا دفع ایسے طریقے سے کرتے رہو جو بہترین ہو۔"

لہٰذا وہ برائی کا جواب بھی ہمیشہ اچھائی کے ساتھ دیا کرتے تھے۔ مگر یہ چیز اس وقت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے جس وقت ان کے اندر حلم ہو۔ اگر ان کے اندر حلم ہی نہ ہو..... کرے پہلے اور سوچے بعد میں... تو پھر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟

اس لیے یہ چیز جسے "ذکر الٰہی" کہتے ہیں، ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۱)

"اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔"

جب تک ہم اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ نہیں کریں گے، تب تک ہمارے اندر نہ تو بردباری پیدا ہوگی، نہ کنسنٹریشن پاور پیدا ہوگی اور نہ ہمارے اندر صبر کی کیفیت پیدا ہوگی۔ ہم ذکر کثرت کے ساتھ کریں اور اپنے اندر ان صفات کو پیدا کرنے کی کوشش کریں، تب ہماری نمازیں بنیں گی۔

آج ہم کیا سمجھتے ہیں؟ ہم تو سمجھتے ہیں کہ جب ہم مسجد میں دنیا کے خیالات میں ڈوبے ہوئے آ کر "اللہ اکبر" کہیں گے تو بس ہم نماز کے اندر ڈوب جائیں گے۔ یہ بھلا کیسے ہوسکتا ہے؟!

نماز کے باہر نماز کی تیاری:

نماز کے باہر نماز کی تیاری کرنی پڑتی ہے۔ آپ ذرا غور کریں کہ اگر ایک آدمی چاہے کہ میں باکسنگ کا مقابلہ کروں اور ٹائٹل جیت لوں، تو اس کے لیے اسے تیاری کرنی پڑتی ہے۔ آپ اسے دیکھیں گے کہ کبھی وہ دوڑ رہا ہوگا، کبھی وہ ورزش کر رہا ہوگا، کبھی وہ رسی کی بنی ہوئی چیز کو مکے لگا رہا ہوگا۔ یعنی وہ اپنے جسم کے اندر باکسنگ کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی ایک صلاحیت پیدا کر رہا ہے کہ میرا جسم اس قابل بن جائے اور اتنا سٹرانگ ہو جائے۔ اتنی محنت کر کے وہ اپنے جسم کو تیار کرتا ہے۔ جب وہ بندہ "رنگ" میں قدم رکھتا ہے اور مخالف کے سامنے آتا ہے تو مخالف کو شکست دے کر اپنا ناک آؤٹ جیت کے دکھا دیتا ہے۔ یہ کیا وجہ تھی؟ اس بندے نے رنگ کے باہر اس کی تیاری کی تھی۔ اس طرح اگر ہم چاہتے ہیں کہ نماز کے رنگ کے اندر آ کر یکسوئی کے ساتھ نماز پڑھیں اور شیطان کو شکست دے دیں تو ہمیں نماز کے باہر اس کی تیاری کرنی پڑے گی۔ یہ ذکر کرنا، مراقبہ کرنا، تہجد پڑھنا، اتباع سنت کرنا، سچ بولنا اور رزق حلال کمانا یہ سب ایکسرسائز ہیں۔ جن کے ذریعے انسان کے اندر صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ ہم اپنے اندر ان صلاحیتوں کو پیدا کریں۔ پھر جب "اللہ اکبر" کہہ کر نماز کے رنگ میں داخل ہوں گے تو اتنی یکسوئی کے ساتھ ہم نماز پڑھیں گے کہ شیطان کو شکست ہوگی، اللہ رب العزت کا ہمیں قرب نصیب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کا ٹائٹل جیتنے والے بن جائیں گے۔ اور اگر ہم نے خارج میں محنت نہ کی تو پھر ہم نماز کے اندر بھی یکسوئی حاصل نہیں کر پائیں گے۔ اگر بندہ باہر محنت نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں باکسنگ کا مقابلہ جیتنا چاہتا ہوں۔ رنگ میں داخل ہوگا تو یہ مخالف کا ایک مکا بھی برداشت نہیں کر سکے گا۔ وہی حال آج ہمارا ہے کہ باہر ہم نے محنت نہیں کی ہوتی اور ہم "اللہ اکبر" کہہ دیتے ہیں مگر ہمارے اندر دو منٹ کے لیے بھی یکسوئی نہیں ہوتی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کریں۔ پھر جب ہم نماز کے اندر آئیں گے تو جو یکسوئی کی کیفیت ہم نے پیدا کی ہوگی وہ اچھی نماز پڑھنے میں ہماری معاون ہوگی۔ اللہ رب العزت بھی یہی چاہتے ہیں کہ میرا بندہ اپنی زندگی گزارے اور لیٹے، بیٹھے، چلتے اپنے ہر حال میں مجھے یاد رکھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی یاد کو ونڈوز پروگرام بنا لیجیے!

دیکھیں! آج کمپیوٹر کا زمانہ ہے۔ چھوٹے بچے بھی کمپیوٹر کی باتیں بڑے شوق سے سنتے اور سمجھتے ہیں اور ان کو بھی بات جلدی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ یہ عاجز آپ کو کمپیوٹر کی ایک مثال دے دیتا ہے تاکہ ذرا بات جلدی میں سمجھ آ جائے۔ کمپیوٹر کے اندر ایک پروگرام ہے جسے ''ونڈوز پروگرام'' کہتے ہیں۔ جتنے بھی کمپیوٹر آتے ہیں ان میں یہ ونڈوز کا پروگرام پڑا ہوا ہوتا ہے۔ یہ مین پروگرام ہوتا ہے اور اس کے بعد آدمی چھوٹے چھوٹے دوسرے پروگرام چلا دے تو ونڈوز پروگرام ان سب کو سپورٹ کر رہا ہوتا ہے اور ان کی ہیلپ کر رہا ہوتا ہے۔ آدمی ایک ونڈو کھولے اور کام کر کے بند کر دے، ونڈوز پروگرام اسے سپورٹ کرے گا۔ دوسری ونڈو کھولے گا اور کام کر کے بند کر دے۔ جتنی ونڈوز کھول کر بند کر دے ونڈوز پروگرام اسے سپورٹ کرے گا اور اس کے کام میں اس کا معاون بنے گا۔

بالکل اسی طرح سمجھ لیجیے کہ یادِ الٰہی ہماری زندگی کا ونڈوز پروگرام ہے۔ ہم یادِ الٰہی کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کے لیے اپنے قدم بڑھائیں۔ پھر ہم دسترخوان بچھائیں تو فوڈز کا پروگرام کھولیں مگر یادِ الٰہی کے ساتھ۔ ہم اپنے گھر کے اندر داخل ہوں، فیملی انٹرایکشن کا پروگرام کھولیں مگر اللہ کی یاد کے ساتھ۔ ہم دفتر کے اندر قدم رکھیں، دفتر کا کام کریں مگر اللہ کی یاد کے ساتھ۔ جو کام بھی کریں، مگر پیچھے ہمارے دل کے اندر اللہ کی یاد ہو۔ ہم مختلف پروگرام کھولتے ہیں تو پیچھے ونڈوز چل رہا ہوتا ہے۔ یہ مین پروگرام ہے۔ پیچھے ونڈوز پروگرام چل رہا ہوتا ہے۔ زندگی ایسی ہونی چاہیے کہ ہم جو بھی کام کریں اس کے پیچھے اللہ کی یاد کا ونڈوز پروگرام چل رہا ہو۔ اللہ رب العزت نے قرآن

www.besturdubooks.wordpress.com

مجید میں ان الفاظ میں بتا دیا:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (النور:۳۷)

”میرے وہ بندے جن کو تجارت اور خرید و فروخت بھی میری یاد سے غافل نہیں کرتی۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی یاد والی زندگی عطا فرمائے اور ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

باطنی بیماریاں اور ان کی اصلاح

www.besturdubooks.wordpress.com

باطنی بیماریاں اور ان کی اصلاح

الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۝ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

﴿قد افلح من تزکٰی﴾ (الاعلیٰ: ۱۴)

سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون ۝ وسلٰم علی المرسلین ۝

والحمد للہ رب العٰلمین ۝

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد وبارک وسلم

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد وبارک وسلم

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد وبارک وسلم

عالم ارواح اور عالم خلق میں ہماری حالت:

انسان اس دنیا میں چند روز کا مہمان ہے۔ یہ دنیا آرام گاہ نہیں، سیرگاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، قیام گاہ نہیں، بلکہ امتحان گاہ ہے۔ افسوس کہ ہم نے اسے چراگاہ بنا لیا۔

ایک مدت اور مہلت ہم نے اس دنیا میں گزارنی ہے، پھر اپنی اصل منزل یعنی

www.besturdubooks.wordpress.com

آخرت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ ہم عالم ارواح سے اپنے سفر کا آغاز کر چکے ہیں۔ جب ہم عالم ارواح میں تھے تو ہماری روحیں ہر وقت اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ذکر کرتی تھیں۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح بیان کرتے تھے۔ جب اللہ رب العزت نے ہمیں عالم خلق میں بھیجا تو دنیا کے اندر آ کر ہم دنیا کی رنگینیوں میں الجھ گئے، یہاں کی لذت میں پھنس گئے، ہم یہاں کی الجھنوں کے کیچڑ میں دھنس گئے۔ ایک طرف شیطان نے بہکایا، دوسری طرف نفس نے ورغلایا، جس کی وجہ سے ہمیں گناہ کرنے کی عادت پڑ گئی اور ہم اپنے پروردگار سے غافل ہو گئے۔ کاش! ہمیں اس چیز کا احساس ہو جائے کہ ہم نے زندگی کیسے گزار لی ہے؟

نصیحت آموز کلام کی تاثیر:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الذاریات:۵۵)

''آپ نصیحت کیجیے! نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔''

انسان خواہ کتنی ہی غفلت بھری زندگی گزار رہا ہو، اس کو اللہ کا کلام پڑھ کر سنایا جائے یا نبی اکرم ﷺ کا فرمان سنایا جائے تو کلام دلوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔ اس کلام میں اتنی تاثیر ہے کہ دلوں کو نرم اور موم کر دیتا ہے۔ انسان دنیا کی طرف سے توجہ ہٹا کر آخرت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

اللہ سے منہ موڑنے والوں کی مثالیں:

جس انسان کی تھوڑی سی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہٹ گئی، اس کی مثال ہیجڑے جیسی

www.besturdubooks.wordpress.com

کی طرح ہے اور بھینگا آدمی عیب دار ہوتا ہے۔ یا اس کی مثال کانے انسان کی طرح ہے جسے ایک طرف سے تو نظر آتا ہے دوسری طرف سے نظر نہیں آتا۔ یا اس کی مثال لقوہ کے مریض کے مانند ہے۔ ''لقوہ'' اس مرض کو کہتے ہیں جس میں آدمی کا چہرہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے کی ترتیب بگڑ جاتی ہے۔ اور جس آدمی کا رخ اللہ رب العزت کی ذات کی طرف ہو اس کی مثال اس انسان کی سی ہے، جو صحت مند ہو اور اس کا چہرہ بالکل سیدھا ہو۔

جس انسان نے اللہ رب العزت کو بھلا کر زندگی گزاری اس کافر اور مشرک کی مثال کزاز (Telnus) کے مریض کے مانند ہے۔ یہ ایسی بیماری ہے جس میں انسان کی گردن مڑ جاتی ہے اور پشت کی طرف اس کا چہرہ ہو جاتا ہے۔

اس عاجز کے پاس ایک مریض لایا گیا۔ وہ مریض چل کر آ رہا تھا۔ اس کی پشت میری جانب تھی اور اس کا رخ دوسری جانب تھا۔ اس آدمی کی گردن کو پکڑ کر پوری طرح کھینچا جاتا تو اس کا رخ سیدھا ہوتا۔ اس کو چھوڑتے تو اس کا رخ پیچھے کی طرف چلا جاتا۔ کافر اور مشرک کی مثال کزاز والے مریض کی طرح ہے۔ جس نے اپنا رخ اللہ رب العزت کی طرف سے ہٹا کر دنیا کی طرف کر رکھا ہوتا ہے۔

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کدھر دیکھتے ہو؟ کدھر جا رہے ہو؟

بندہ سفر تو قبر کی طرف کر رہا ہوتا ہے اور نگاہیں دنیا پر جمی ہوتی ہیں۔ رال ٹپک رہی ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ دین کا بھی کر لیتے ہیں وہ بھی کر لیتے ہیں۔ دنیا کا بھی مل جاتا اور دین بھی مل جاتا۔ جو انسان غفلت والی زندگی گزار رہا ہو وہ خسارے میں ہے۔

﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ﴾ (الحج: ۱۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا اور آخرت کا یہ خسارہ بہت ظاہر اور باہر کا خسارہ ہے۔

اللہ سے دل لگائیے!

عقل مند انسان تو وہ ہے جو اپنے اللہ سے دل لگائے۔ آج اللہ رب العزت کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔ ذرا سوچیے! اگر رشتے داروں میں سے کوئی ناراض ہو جائے، تو ہم اس کے گھر جاتے ہوئے جھجکتے ہیں کہ پتہ نہیں ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے؟ ممکن ہے وہ ہمیں بے عزت کر کے نکال دے۔ اگر پروردگار سے تعلق ٹھیک نہ ہوا تو یہ لوگ جب پروردگار کے حضور پیش ہوں گے تو اللہ رب العزت بھی ان کو دھکے دلوائیں گے۔ قرآن پاک اس بات پر گواہی دیتا ہے:

﴿يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا﴾ (الطور: ۱۳)

”جس دن گناہگاروں کو فرشتے دھکے دے دے کر اوندھے منہ گرا دیں گے۔“

اللہ رب العزت کے ہاں ان کی کوئی قدر نہیں ہوگی۔ اس آیت کے صوتی اثرات بھی بتلاتے ہیں کہ جیسے کوئی دھکے دے رہا ہو۔

سنورنے کی جگہ دنیا ہی ہے!

ماں کا پیٹ بچے کی نشو ونما کی جگہ ہے۔ جس بچے کی نشو ونما وہاں کی رہ گئی ولادت کے بعد بچے کی وہ کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ ایک بچہ ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہوا تو ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر اس کی آنکھوں کو ٹھیک نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ نقص وہ ماں کے پیٹ کے اندر سے لے کر آیا۔ ماں کے پیٹ میں جو کمی رہ جاتی ہے وہ دنیا میں آ کر پوری نہیں ہوتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زمین و آسمان کا پیٹ ہمارے دل کی جگہ ہے۔ اگر اس زمین و آسمان کے درمیان ہم اپنے اعمال ٹھیک نہ بنا سکے، ہم اپنے دل پر محنت نہ کر سکے اور دنیا سے کوئی عیب لے کر چلے گئے تو وہاں جا کر یہ چیز پوری نہیں ہو سکے گی۔ منافق ایمان والوں سے کہیں گے:

﴿انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ﴾ (الحدید: ۱۳)

''ذرا ہماری طرف بھی توجہ کرو، ہم بھی تمہاری روشنی سے فائدہ اٹھائیں۔''

ایمان والے کہیں گے: ''جاؤ پیچھے! یہ روشنی تو دنیا سے حاصل کی تھی۔'' (الحدید: ۱۳)

دنیا کی منڈی سے تم نے روشنی والا سامان خرید کر لانا تھا۔ اگر تم یہ روشنی نہیں لائے تو اب یہ یہاں نہیں مل سکتی۔ زمین و آسمان کا پیٹ ہمارے دل کے بننے کی جگہ ہے۔ اعمال کے بننے کی جگہ ہے۔ آج ہم اپنے اوپر محنت کریں۔

جسمانی اور روحانی بیماریاں:

انسان دو چیزوں کا نام ہے۔ ایک کا نام روح اور دوسری کا نام جسم ہے۔ روح کی الگ بیماریاں ہیں اور جسم کی الگ بیماریاں ہیں۔ اگر جسم بیمار ہو تو ہم بھاگے بھاگے ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ ہمیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے سر میں درد ہو اور ہم اس کی دوائی نہیں کھائیں گے تو تکلیف ہوگی۔ بخار ہو اور اگر دوائی نہیں کھائیں گے تو تکلیف ہوگی۔

جس طرح جسم کی بیماریاں ہیں اسی طرح روح کی بھی بیماریاں ہیں۔ اگر روح کی بیماریوں کا ہم نے علاج نہ کروایا تو ہمیں نقصان اٹھانا پڑے گا۔ روح کی بیماریاں یہ ہیں:

...... انسان کے دل میں طمع ہونا۔

.. تکبر ہونا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

...... عجب ہونا۔

...... غصہ ہونا۔

...... شہوت ہونا۔

...... کینہ ہونا۔

ان کو "دل کی خطرناک بیماریاں" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا﴾ (البقرۃ: ۱۰)

"ان (کافروں، منافقوں، مشرکوں) کے دلوں میں مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرض کو اور بڑھاتا ہے۔"

باطنی مرض کی دلیل:

جس آدمی کی نگاہ اپنے قابو میں نہیں ہوتی اور جو غیر عورت کو دیکھ کر دل میں طمع کرنے لگ جاتا ہے، یہ اس کے دل کے مرض کی علامت ہے۔ اور آج حالت ایسی ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں اور مسجد سے باہر نکلے تو بازار میں غیر محرم بچیوں پر نگاہیں پڑ رہی ہوتی ہیں۔ یہ جو شکاری کتے کی طرح ہماری نگاہیں پڑتی ہیں، یہ ہمارے باطن کے مرض کی دلیل ہے۔ ہمارے اندر یہ روگ ہے، اس کا علاج کروائیں، اس سے پہلے کہ ہمیں موت آجائے۔

اگر دل بگڑ چکا ہو تو.....:

بدنظری کا تعلق شادی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس بندے کی شادی ہو چکی ہے وہ بدنظری نہیں کرے گا۔ اب بدنظری کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

دل بگڑا ہوا ہو تو آدمی چار نکاح بھی کر لے تو اس کی نگاہیں پاک نہیں ہوں گی۔ نگاہوں میں میل ہوگی تو جب نگاہ اٹھے گی تو وہ حسرت بھری نگاہ ہوگی للچائی ہوئی نظر ہوگی۔ اس کا تعلق قلب کی گندگی کے ساتھ ہے۔

حیا ہو تو ایسی:

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کنواری عورتوں سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ (بخاری، رقم: ۳۵۶۲، صحیح ابن حبان، رقم: ۶۳۰۷) گویا آنکھوں میں حیا ہونا انسان کے باطن کی صفائی کی علامت ہے۔ جب باطن پاک ہوتا ہے تو پھر نگاہ پاک ہو جاتی ہے اور جب آنکھوں میں میل ہو تو پھر انسان کی نگاہ ہر ایک کے اوپر پڑتی ہے اور دل گناہ کرتا رہتا ہے۔

اگر دل کے جذبات پر پکڑ ہوتی تو......!!!

اگر اللہ رب العزت دل کے جذبات پر گرفت کرتے تو معلوم نہیں کہ ہم نے دل میں کتنی عورتوں کے ساتھ گناہوں کا ارتکاب کیا ہوتا۔ اس لیے اگر کسی مرد نے شہوتی نظر کسی عورت کی طرف اٹھائی تو گویا وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ گناہ کر چکا ہے۔ اگرچہ اس کو گناہ کرنے کا موقع نہیں ملتا لیکن اپنے دل میں تو یہ گناہ کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اللہ کریم دلوں کے جذبات پر پکڑ نہیں فرماتے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ جب تک تم عملاً نہیں کرو گے، میں کریم آقا ہوں، میں دلوں کے جذبات پہ تمہیں نہیں پکڑوں گا۔ اگر دلوں کے جذبات پر پکڑے جاتے تو پتہ نہیں ہمارا کیا حال ہوتا؟ غیر کی طرف آنکھ کا اٹھنا ہمارے لیے باطن کے مرض کی علامت ہے۔ جو آدمی غیر پر بری

www.besturdubooks.wordpress.com

نظر ڈالنا چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عبادات میں لذت عطا فرما دیتے ہیں۔

مزہ تو ایک ہی ملتا ہے!

آج کتنے نمازی ایسے ہیں جن کا نماز کے اندر دل نہیں لگتا، نماز میں مزہ نہیں آتا، تلاوت میں مزہ نہیں آتا، ہم تو غیروں کے مزے لیتے پھرتے ہیں۔ ہمیں عبادت میں کیا مزہ آئے گا؟ مزہ تو ایک ہی ملتا ہے، عبادات کا مزہ یا حرام کا مزہ۔

ایمان کی ٹھنڈک پانے کا طریقہ!

نیکی میں قدم بڑھائیں۔ اس محنت میں لگ جائیں کہ ہم نے بدنظری نہیں کرنی۔ غیر سے آنکھوں کو بچائیں۔ اللہ سے معافی مانگیں اور دعا کریں "اے اللہ! مجھے نفس اور شیطان برائی کی طرف کھینچ رہے ہیں، پروردگار! میں اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے بچا لے۔ اے اللہ! دل کی کنجی تیرے حوالے کرتا ہوں۔" جب ہم اس طرح دعا کیا مانگیں گے تو پھر دیکھیے! اللہ رب العزت کیسے ہمارے دل میں ایمان کی ٹھنڈک عطا فرماتے ہیں۔

عبادات کا مزہ!

یہ اللہ والے جو ساری ساری رات عبادات کرتے ہیں اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے ہیں، ان کو بھی کوئی مزہ آتا ہے جس کی وجہ سے وہ رات ایسے گزار دیتے ہیں۔ ان مزوں سے اللہ والے ہی واقف ہوتے ہیں۔ ہم ابھی تک بالغ طریقت ہی نہیں ہوئے کہ ہمیں ان مزوں کا پتہ ہو۔

......قرآن مجید پڑھنے کا مزہ کچھ اور ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

.....نماز پڑھنے کا مزہ کچھ اور ہے۔

.....اللہ کے راستے میں صدقہ دینے کا مزہ کچھ اور ہے۔

.....رات کے آخری پہر میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونے کا مزہ کچھ اور ہے۔

قبولیت دعا کا لمحہ:

جب آدمی گناہوں سے بچے گا تو اسے اعمال میں لذت محسوس ہوگی۔ اگر کوئی آدمی گناہ کرنے پر قادر ہو اور وہ گناہ نہ کرے، وہ اللہ کے خوف سے ڈر جائے، اس لمحے میں وہ اللہ سے جو بھی دعا مانگے، اللہ اس کی دعا کو قبول فرما لیتے ہیں۔

تکبر کی مذمت:

تکبر اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں وہ شخص داخل ہو ہی نہیں سکتا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔ (ترمذی، رقم:۱۹۹۹)

جب کھانے کو مل جائے اور پیٹ بھر جائے تو پھر بندے کی زبان میں اور آواز میں پیسے کی جھنکار شامل ہو جاتی ہے۔ پھر وہ دوسرے انسانوں کو انسان نہیں سمجھتا۔ وہ آدمی اونچے بول بولتا ہے اور کہتا ہے: ”میں تیرے جیسوں کو خرید کر یوں کر دوں۔“

تکبر اور ماں باپ کی نافرمانی کی سزا:

چند گناہ ایسے ہیں جن کی سزا آخرت میں بھی ملے گی، دنیا میں بھی۔ اللہ تعالیٰ ان گناہوں کی سزا ضرور دیتے ہیں۔ ان گناہوں میں ماں باپ کی نافرمانی وہ گناہ ہے کہ آخرت میں بھی عذاب ہوگا، دنیا میں بھی اس کی سزا ملتی ہے۔ اسی طرح تکبر بھی ان

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں میں سے ہے، جس کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی ملے گی۔

بڑے بول بولنے سے پہلے ذرا سوچیں!

بڑے بڑے بول بولنے والوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل ورسوا کردیتے ہیں۔ تخت پر بیٹھنے والے تختے پر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ﴾ (ابوداؤد، رقم: ۴۰۹۲)

''عظمت اور بڑائی تو میری چادر ہے۔''

جو کوئی چادر چھیننے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو گلی کا ناچ نچائیں گے۔

میرے دوستو! اپنی ''میں'' کو توڑیں۔ اللہ رب العزت کی نعمتوں کی قدردانی کریں۔ نعمتوں کے زائل ہونے کا انتظار نہ کریں۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کریں۔ اللہ سے مانگیں، توبہ واستغفار کریں اور اپنے شیخ سے رشتہ مضبوطی کے ساتھ جوڑیں۔

کینہ سے بچیے!

کسی مومن کے بارے میں دشمنی رکھنے کو ''کینہ'' کہتے ہیں۔ آج قریبی رشتہ داروں میں کینہ ہوتا ہے۔ لڑائیاں، جھگڑے اور غلط فہمیاں ہوتی ہیں۔

......آج بہن کے دل میں بھائی کا کینہ۔

......بھائی کے دل میں بہن کا کینہ۔

......پڑوسی کے دل میں پڑوسی کا کینہ۔

......اسی طرح ایک دوسرے کے بارے میں دلوں میں نفرتیں موجود ہوتی ہیں۔

جس کے بارے میں کینہ ہو اس کو اللہ کے لیے معاف کر دیجیے!

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت کی بشارت:

حضور اکرم ﷺ نے ایک صحابی کے بارے میں فرمایا: ”وہ جنتی آرہا ہے۔“ اب صحابہ رضی اللہ عنہم بڑے حیران ہوئے کہ زبانِ نبوت سے اس کے جنتی ہونے کی بشارت مل گئی۔ ایک صحابی کہنے لگے کہ میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کونسا عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو جنتی کہا گیا ہے؟

چنانچہ وہ صحابی دوسرے صحابی کے پاس گئے اور کہنے لگے: ”اگر آپ اجازت دیں تو میں تین دن تین رات آپ کے ہاں مہمان رہنا چاہتا ہوں۔ ...دل میں نیت یہ تھی کہ میں ان کی عبادت کو دیکھوں گا، میں ان کی تنہائی کی زندگی کو دیکھوں گا کہ یہ کونسا عمل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے؟...... چنانچہ تین دن ان کے ساتھ رہے، مگر ان کے اعمال ایسے ہی تھے جیسے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے۔ کوئی خاص چیز نظر نہ آئی تو تیسرے دن انہوں نے کہا: ”بھائی! میں تو اس وجہ سے مہمان ٹھہرا تھا، لیکن مجھے کوئی خاص چیز نظر نہیں آئی۔ آپ بتا دیجیے کہ آپ کا کونسا عمل ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کو اتنا پسندیدہ ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے جنت کی بشارت دے دی؟“ وہ سوچ کر کہنے لگے کہ کوئی خاص عمل ایسا نہیں، البتہ جب رات کو سونے لگتا ہوں تو اگر میرے دل میں کسی مومن کے بارے میں کوئی غصہ ہوتا ہے یا دل میں کوئی میل ہوتی ہے تو میں سب کو معاف کر کے سوتا ہوں۔ میں سینے کو بے کینہ کر کے سوتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل پسند آ گیا ہو۔ (مسند احمد، رقم: ۱۲۶۹۷، مجمع الزوائد: ۸/۷۸، ۱۵۰)

کینہ پرور کی بخشش نہیں ہوتی:

حدیث پاک میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ بڑے

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑے گناہ گاروں کی بخشش کر دیتے ہیں، مگر چند لوگوں کی بخشش اس رات میں بھی نہیں ہوتی اور ان میں سے ایک وہ بندہ ہے جس کے دل میں کسی کے بارے میں کینہ ہو۔

(شعب الایمان، رقم: ۳۶۹۵)

ایک سبق آموز حکایت:

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک آدمی کی بیوی سے کوئی غلطی ہوئی۔ وہ آدمی اگر چاہتا تو بیوی کو سزا دے سکتا تھا مگر اس نے کہا: ''میری بیوی اللہ کی بندی ہے، اس سے بھول ہوگئی ہوگی۔ اس نے اپنی بیوی کو معاف کر دیا۔'' اس شخص کی وفات ہوگئی۔ کچھ عرصے کے بعد کسی آدمی کو خواب میں ملا۔ اس آدمی نے آپ سے خواب میں پوچھا: ''جناب! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟'' وہ آدمی کہنے لگا: ''باقی عمل تو قبول نہ ہوئے، البتہ ایک عمل تھا جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو گیا۔ یہ وہ عمل تھا کہ میں نے ایک دفعہ کسی غلطی پر اپنی بیوی کو یہ سوچ کر معاف کر دیا تھا کہ اللہ کی بندی ہے اس کو سزا نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا اور فرمایا: ''تم نے اسے میری بندی سمجھ کر معاف کیا تھا۔ جا! میں بھی تمہیں اپنا بندہ سمجھ کر معاف کرتا ہوں۔''

فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لیے:

ایمان والوں کے بارے میں دل میں میل نہ رکھیں۔ اگر کوئی ہم سے زیادتی بھی کر جائے تو اسے اللہ کے لیے معاف کر دیں۔

؎ فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لیے
لاتے ہیں وقت کہاں سے لوگ نفرتوں کے لیے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

معلوم نہیں لوگ نفرتوں کے لیے کہاں سے وقت نکال لیتے ہیں۔ ایمان والوں سے نفرت، رشتہ داروں سے نفرت کرتے ہیں، پھر بھی اپنے آپ کو بڑا دیندار سمجھتے ہیں۔ اپنا دل کشادہ کریں اور دل سے نفرت دور کریں۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔

غصہ کو کنٹرول کیجیے!

پارہ کا بائی ہو جانا "غصہ" کہلاتا ہے۔ معمولی بات پر باپ سے جھگڑ جانا، ماں سے جھگڑ جانا، بھائی سے جھگڑ جانا، بیوی پر غصہ کرنا۔ اس وقت تو بندہ آگ ہی نظر آ رہا ہوتا ہے۔ قریبی رشتہ داریوں کو دو لفظوں کے اندر ختم کر دیتے ہیں۔ ان کو کہتے ہیں: "تمہارے ساتھ بولنا ہی نہیں ہے۔" بھائی، بھائی کے ساتھ یوں بول رہا ہوتا ہے جیسے کوئی مسلمان کافر کے ساتھ لڑ رہا ہوتا ہے۔ یہ ہماری باطنی بیماریوں کی دلیل ہے۔ غصے کی حالت میں چھوٹی سی بات ہوتی ہے، مگر بیوی کو وہ الفاظ کہہ دیتے ہیں جس سے راہیں جدا ہو جاتی ہیں۔ باپ بیٹے کو پتہ نہیں کیا کیا بول دیتا ہے؟ یہ لوگ گھر میں ماں باپ کو گالیاں بکتے ہیں۔ دارالعلوم میں جا کر حدیث پڑھتے ہیں۔ جمعوں میں جا کر نیکیوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اپنے آپ کو دیندار سمجھنے والا بندہ غصے کی حالت میں بیوی سے ناراض ہو تو اس کو گالیاں دیتا ہے اور اپنے والد کے ساتھ غصہ کرتا ہے۔

دنیا اور آخرت میں بھائی کی ضرورت:

قرآن کریم میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی تو ان کو خیال آیا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے:

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے موسیٰ علیہ السلام! آپ فرعون کے پاس جائیں، وہ بڑا طاغی بنا ہوا ہے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال آیا، کوئی میرا دست و بازو بننے والا ہوتا! تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توجہ اپنے بھائی کی طرف گئی اور کہا:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَ يَسِّرْ لِي أَمْرِي وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي﴾ (طٰہٰ: ۲۵، ۳۰)

''اے اللہ! میرا وزیر میرے اہل میں سے بنادے ۔کون؟ ہارون جو میرا بھائی ہے۔''

نبی کی نگاہ پڑی تو اپنے بھائی پر پڑی کہ اسے میرے کام میں شریک کر دیجیے!

آخرت میں ایک مجرم آدمی کھڑا ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''اے بندے! تیرے گناہ زیادہ اور نیکیاں تھوڑی ہیں۔'' وہ بندہ کہے گا: ''اے اللہ! مجھے اجازت دیجیے! میں کسی سے نیکیاں مانگ لوں۔'' ...... اس آدمی کو جہنم میں جاتا نظر آ رہا ہوگا، پریشانی ہوگی۔ اس وقت اس کے دل میں بڑی عجیب کیفیت ہوگی۔ اس آدمی کا خیال اپنے بھائی کی طرف جائے گا۔

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ﴾ (عبس: ۳۴)

''جس دن بھائی اپنے بھائی سے بھاگے گا۔''

یہ آدمی نیکیاں تلاش کرنے والا سب سے پہلے اپنے بھائی کے پاس جائے گا۔ آخرت کی مصیبت میں بھی بھائی یاد آیا اور دنیا کے کاموں میں بھی بھائی یاد آیا۔ ہمیں اپنے بھائی کے رشتے کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ بے قدرے جو بن گئے۔ ان قریبی رشتوں کو دو لفظوں کے اندر ختم کر دیتے ہیں۔ ان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ غصہ میں قابو نہیں رہتا۔ ہمیں اس غصے پر قابو کرنا چاہیے، ورنہ غصہ ہمیں بڑے بڑے مصائب کے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

مبتلا کر دے گا۔

غصے کے گھونٹ پینے پر انعام:

جو بندہ دنیا میں دوسروں کی غلطیوں کو جتنا جلدی معاف کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی غلطیوں کو اتنا جلدی معاف فرما دیں گے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے:

''جو آدمی غصے کا بدلہ لے سکتا ہو، مگر وہ اللہ کے لیے غصے کو پی لے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اختیار دیں گے کہ جس حور سے بھی چاہے شادی کر لے۔

(مسند احمد، رقم: ۱۵۲۳۶)

اس لیے ہم غصے کو قابو کرنا سیکھیں، تاکہ اللہ رب العزت ہمیں قیامت کے دن اپنا دیدار نصیب فرمائیں۔ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آئے تو بیٹھ جائیں، کھڑے ہوں تو چل پڑیں یعنی پوزیشن بدل لیں، تاکہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اگر کسی کو غصہ آ جائے تو اسے چاہیے کہ نبی ﷺ پر درود شریف پڑھ لے۔ درود کی برکت سے اللہ تعالیٰ غصے پر قابو عطا فرمائیں گے۔

غصے سے نجات پانا فرض ہے:

غصہ ایک باطنی بیماری ہے۔ اس سے نجات پانا ہمارے لیے فرض ہے۔ اس کے بغیر ہم جنت میں نہیں جا سکتے۔ جب اس سے نجات پا لیں گے تب ہمیں جنت میں داخلہ ملے گا۔

دنیا کا دستور:

دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی شخص ایک ملک سے دوسرے ملک جانے لگتا ہے، تو دوسرے ملک والے کہتے ہیں: ''اگر تمہیں فلاں فلاں بیماری ہے تو ہمارے ملک میں

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں آسکتے۔ ہمارے ملک میں آنے سے پہلے ان بیماریوں کا علاج کرواؤ" جو آدمی حج پر جانے لگتا ہے، اس کو جانے سے پہلے ٹیکے لگاتے ہیں۔ وہ ٹیکے اس لیے لگائے جاتے ہیں کہ سعودی عرب والے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں فلاں بیماری ہے تو ہمارے ملک میں نہیں آسکتے۔ پہلے ان بیماریوں کا علاج کراؤ تب ہمارے ملک میں آسکتے ہو۔

اللہ کا قانون:

یہ اللہ کا بنایا ہوا قانون ہے کہ اگر تم جنت میں داخل ہونا چاہتے ہو تو باطنی بیماریوں غصہ، تکبر، کینہ اور عجب کا علاج کراؤ، پھر ہماری جنت میں داخل ہونا۔ جنت تو روحانی طور پر صحت مند لوگوں کی جگہ ہے، پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ اگر تم روحانی بیماریوں کے ساتھ جنت میں داخل ہونا چاہو گے تو تمہیں پیچھے ہٹا دیا جائے گا۔

جنت میں جانے کا ایک طریقہ:

جنت میں جانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم دنیا میں رہتے ہوئے اللہ سے جڑ جائیں، ذکر کریں "اللہ اللہ" کریں، دین کی محنت کریں، تاکہ باطنی بیماریاں دور ہو جائیں۔ اگر ہم نے باطنی بیماریوں سے چھٹکارا پا لیا تو مرتے ہی سیدھا جنت میں جائیں گے۔ حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا:

﴿ذِكْرُ اللهِ شِفَاءُ الْقُلُوبِ﴾ (جامع الاحادیث، رقم: ۵۰۸۵)

"اللہ کا ذکر دلوں کے لیے شفا ہے۔"

اگر ہم اللہ کا ذکر کریں گے تو دل کی بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ ادھر آنکھ بند ہوگی اور ادھر جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باطنی بیماریوں کے علاج کے ہسپتال میں داخلہ:

اگر ہم نے دنیا میں غفلت کی زندگی گزاری اور دنیا میں روحانی امراض سے بچنے کی کوشش نہ کی تو اللہ کریم ہمیں موت کے بعد جہنمیوں کے ہسپتال میں داخل کر دیں گے جیسے بیمار آدمی کو ہسپتال میں داخل کرتے ہیں۔

ایمرجنسی وارڈ:

جو لوگ باطنی بیماریوں کو ساتھ لے جائیں گے تو ان کے لیے قبر ایمرجنسی وارڈ بنا دی جائے گی۔ ایمرجنسی وارڈ میں کیا ہوتا ہے؟ ڈاکٹر مریض کو دوا دے رہے ہوتے ہیں، ٹیکے لگا رہے ہوتے ہیں۔ قبر کے اندر اللہ تعالیٰ اس پر اژدھا مسلط کر دیں گے۔ وہ فجر کی نماز قضا کرنے پر ظہر تک اس کو ڈسنے لگے گا۔ یہ اژدھا اس کو انجکشن لگا رہا ہوگا۔ بندے کو یہ انجکشن اس لیے لگ رہے ہوں گے تاکہ اس کی بیماری ٹھیک ہو جائے۔

فزیوتھراپی:

پھر قبر اس کو دبائے گی اور دبوچے گی۔ حدیث پاک میں آتا ہے: "ادھر کی پسلیاں ادھر چلی جائیں گی اور ادھر کی پسلیاں ادھر چلی جائیں گی۔" جب کوئی دنیا میں بیمار ہوتا ہے تو اس کے سر کو دباتے ہیں، اس کو "فزیوتھراپی" کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے "قبر بندے کو اتنا دبائے گی کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔" انسان اس وقت تکلیف سے پریشان ہوگا۔ (کنز العمال، رقم: ۴۲۰۰۹)

عرش کے سائے سے محرومی:

یہ انسان قبر سے نکل کر حشر کے دن اللہ کے حضور پہنچے گا تو وہاں پر اس کی بیماریوں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

مزید علاج ہوگا۔ علاج کیا ہوگا؟ اس کو عرش کا سایہ نہیں دیا جائے گا، دھوپ کے اندر کھڑا کریں گے۔ جیسے کسی بندے کو بڑا نزلہ زکام ہو تو کہتے ہیں: "اس کو سردی سے بچاؤ!" اسی طرح جس بندے کو گناہوں کا بخار ہوگا، زکام ہوگا، اس دن سردی نہیں لگنے دیں گے، بلکہ گرمی پہنچائیں گے۔ پسینہ نکل رہا ہوگا اور یہ انسان پریشان ہوگا۔

جہنمیوں والا بدبودار لباس

جب مریض دنیا کے اندر ہسپتال میں داخل ہوتا ہے، تو اس کے کپڑے بدل کر ہسپتال کے اپنے کپڑے پہنا دیتے ہیں۔ جیسے "ٹی بی" کے مریض کو ہسپتال والے کپڑے بدلوا دیتے ہیں۔ یہ بندہ اپنے ذاتی کپڑے نہیں پہن سکتا۔ اسی طرح یہ آدمی جہنم میں جائے گا تو اس کو جہنمیوں والے کپڑے پہنا دیے جائیں گے۔ اس آدمی کا باقاعدہ حساب کتاب ہوگا۔ موجودہ دور میں اس کی مثال یوں سمجھیے! جیسے بیماری میں خون ٹیسٹ کرتے ہیں کہ فلاں فلاں بیماری ہے، اب اس کو ہسپتال میں داخل کراؤ۔ قیامت کے دن نامۂ اعمال دیکھیں گے کہ فہرست کیا بتاتی ہے؟ یہ آدمی غصہ کرتا تھا، تکبر کرتا تھا، عجب کرتا تھا، نمازوں میں غفلت کرتا تھا، جھوٹ بولتا تھا، اس آدمی کی ساری کی ساری رپورٹ یہ ظاہر کرتی ہے کہ بندہ شدید بیمار ہے۔ اس لیے اس کو جہنم کے ہسپتال میں داخل کر دیا جائے۔

فقہا نے لکھا ہے کہ اگر ساری دنیا کے انسان، حیوان، چرند، پرند سب مر جائیں اور سب کی لاشیں گل سڑ جائیں جتنی بدبو ان میں ہوگی، جہنمیوں کے کپڑوں میں سے اس سے زیادہ بدبو آ رہی ہوگی۔ اس وردی کے پہنا دینے کے بعد اس کو جہنم کے اندر رکھا جائے گا اور آگ کے اندر اس کو مختلف قسم کے عذاب دیے جائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جہنم کا انجیکشن:

روایات میں آتا ہے کہ ایک آدمی ایسا ہوگا جس کو بچھوؤں کی غار میں دھکا دے دیا جائے گا اور دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ وہ بچھو اس کے اوپر اس طرح چڑھ جائیں گے جس طرح شہد کے چھتے پر مکھیاں ہوتی ہیں اور اسے بچھو اسے ایک وقت میں کاٹیں گے اور اس کو بہت زیادہ تکلیف ہوگی۔ آواز آئے گی کہ آج ہم تیرے ایک ایک رگ و ریشے میں ٹیکے لگائیں گے۔ تو اس جسم سے لذتیں لیتا تھا تو تنہائیاں ڈھونڈتا پھرتا تھا تو موقع تلاش کرتا تھا کہ میرے جسم کو لذت ملے۔ بچھوؤں کے ڈنک مارنے کی وجہ سے اسے تکلیف ہو رہی ہوگی مگر کوئی چھڑانے والا نہیں ہوگا۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے؟

جہنم کا مشروب:

دنیا میں کسی آدمی کا خون خراب ہو یا کوئی جگر کا عارضہ ہو تو حکیم حضرات اکثر کڑوا شربت پلاتے ہیں جو خون صاف کر دیتا ہے۔ جہنمی کو اس کی باطنی بیماریاں دور کرنے کے لیے کڑوا شربت پلائیں گے۔ اللہ کے قرآن میں اس کے بارے میں آیا ہے کہ ایک بندے کو پیاس لگے گی۔ وہ فرشتے سے کہے گا: ”پینے کے لیے کچھ دو۔“ فرشتہ پیالہ دے گا۔ اس میں کچھ گرم چیز ہوگی۔ یہ پیئے گا۔ اتنی گرم ہوگی کہ آنتیں کٹ کر پاخانہ کے راستے باہر نکل جائیں گی۔

﴿وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ﴾ (الحاقة: ٣٦-٣٧)

www.besturdubooks.wordpress.com

مفسرین نے لکھا ہے کہ جہنمیوں کے زخموں سے جو خون اور پیپ نکلے گی فرشتے اس کو اکٹھا کریں گے اور پیالوں میں بھر کر گنہگاروں کو پینے کے لیے دیں گے۔

(روح المعانی: سورۃ الحاقہ)

یہ کڑوا شربت پینا پڑے گا۔ او بے قدرے انسان! آج تیری بیماری دور کرنے کے لیے یہ کڑوا شربت پلانا ضروری ہے۔ چنانچہ خون اور پیپ کا پیالہ دیں گے اور انسان پی رہا ہوگا۔

جہنمی کھانا:

جہنمی کو کھانے کے لیے زقوم کا پودا دیں گے۔ زقوم پر کانٹے لگے ہوں گے۔ جب کھانے لگے گا تو نہ اس کو اگل سکے گا اور نہ اس کو نگل سکے گا۔ بہت زیادہ کڑوا ہوگا۔ یہ معدے میں داخل ہوگا تو ایسا لگے گا جیسے پگھلا ہوا تانبا چلا جاتا ہے۔ انسان اس کیفیت سے پریشان ہوگا اور اسے تکلیف ہو رہی ہوگی۔

جہنمیوں کی ٹکور:

جیسے دنیا میں کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو اس کے جسم کے مختلف حصوں کو گرم چیزوں سے ٹکور کرتے ہیں۔ اسی طرح جہنمیوں کی بھی ٹکور ہوگی۔ ان کی ٹکور اس طرح ہوگی کہ مال پیسے کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ اور اس کی لمبی لمبی سلاخیں بنائی جائیں گی ان سلاخوں سے ان کی پیشانیوں کو داغا جائے گا، ان کے جسموں کو جلایا جائے گا تاکہ ان سے مال کی محبت کی بیماری دور ہو۔ یہ لوگ زکوۃ نہیں دیتے تھے۔

دل پر آگ کی فائرنگ:

جیسے دنیا میں ڈاکٹر کسی مریض کے لیے کھانے کی دوائی تجویز نہیں کرتے، بلکہ کہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں: "اس کو چغلخور کہتے ہیں" اسی طرح جو بندہ غیبت کرتا ہوگا، دوسروں کے دل جلاتا ہوگا، ایسے شخص کو فرشتے پکڑ کر آگ کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیں گے۔ وہ ایسی آگ ہوگی جو سیدھا ان کے دل کو جلائے گی۔ یہ آگ تیروں کے مانند ہوگی جو سیدھا اس کے دل پر اثر کرے گی:

﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ﴾ (الھمزۃ: ۶،۷)

یہ لوگ دنیا میں عیب جوئی کرتے تھے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی ان کے دل پہ فائر کریں گے۔ یہ وہ آگ ہوگی جو اس کے دل کو جلائے گی۔ یہ آگ عیب جوئی کرنے والوں کی سزا ہوگی۔ جہنمیوں کو مختلف سزاؤں سے گزارا جائے گا۔ جب وہ پاک ہو گا تو اسے کہا جائے گا کہ اب ہم نے تمہارے لیے جنت کے دروازوں کو کھول دیا ہے۔

آج ہی سچی توبہ کر لیں!

ہمیں جہنم میں سزا نہ ہو، اس کا آسان حل یہ ہے کہ ہم دنیا میں ان بیماریوں کا علاج کروائیں اور اس دنیا سے ہی پاک ہو کر جائیں۔ جو بندہ اس دنیا میں گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا راستہ آسان کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑے کریم ہیں۔ اگر دنیا میں انسان اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے گا تو اللہ رب العزت اسے معاف فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اے اللہ! میں خطاکار ہوں، میں گنہگار ہوں، میں بھٹکا ہوا ہوں، اے اللہ! مجھ پر رحمت فرما دیجیے۔ لہٰذا دنیا میں گناہوں سے توبہ کر لینا اور اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگ لینا بہت ہی اچھا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہوگی تو ایک نظر سے تمام باطنی بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ بندہ جب نیکوکاری کی زندگی گزارنے کا دل میں ارادہ کرتا ہے تو اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ ان خطرناک بیماریوں سے جان چھڑانے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لیے ہم اپنے پروردگار کے حضور سچی توبہ کریں اور گناہوں کی معافی مانگیں۔ جب اللہ سے معافی مانگ رہے ہوں تو دل میں یہ بات ہو کہ اے اللہ! آج کے بعد میں گناہ نہیں کروں گا۔ شیطان وسوسے ڈالتا ہے کہ میاں! تم فلاں گناہ سے بچ نہیں سکتے لہٰذا توبہ والی زندگی کیا بسر کرلی؟ یہ محض شیطان کا دھوکہ ہے۔

ایک آدمی بھوک سے بیٹھا ہو، دوسرا پوچھے: "میاں! روٹی کیوں نہیں کھاتے؟" وہ آدمی یہ کہے کہ میں روٹی اس لیے نہیں کھاتا کہ مجھے پھر بھوک لگے گی۔ دوسرا آدمی کہے گا: "او عقل کے اندھے! پھر بھوک لگے گی تو پھر روٹی کھا لینا۔" اس طریقے پر تو روٹی کھانا کوئی نہیں چھوڑتا کہ مجھے دوبارہ بھوک لگ گئی تو میرا کیا بنے گا؟ بندہ گناہوں سے توبہ کرتا رہے۔ اگر کبھی بھولے سے غلطی ہو جائے تو پھر اللہ سے توبہ کرے۔ آپ گناہوں سے بچنے کا ارادہ کریں۔ آپ کے لیے گناہوں سے بچنا مشکل ہے، لیکن پروردگار کے لیے بچانا آسان ہے۔ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیں۔ اے اللہ! میں اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔

غم حیات کے سائے مچلا نہ کرنا
کسی غریب کو دین کا غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولا
مجھے گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا

جب ہم اللہ سے یوں دعا کریں گے کہ اے اللہ! گناہ کے موقع سے مجھ کو بچا لینا، اے اللہ کریم! میں غافلین کی محفل میں جا رہا ہوں، اے اللہ! مجھے غافلین کی محفل سے واپس کر دے اور مجھے نیکوں کی صحبت عطا فرما دے۔ ایسی دعا ہم اللہ سے کریں۔ پھر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیں! دعاؤں کے اندر کتنی تاثیر ہوتی ہے۔ اگر شیطان پھر گناہ کروا دے تو پھر توبہ کریں۔ شیطان بار بار گناہ کروائے تو بار بار توبہ کریں۔

حضرت مفتی حسن رحمۃ اللہ علیہ جو جامعہ اشرفیہ کے بانی تھے۔ وہ ایک عجیب بات لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک بندے کو کھڑا کریں گے...... اس نے بڑی دفعہ توبہ کی ہوگی اور بڑی دفعہ توڑی ہوگی...... فرشتے کہیں گے: "اے اللہ! یہ بڑا ہی بے وفا انسان تھا۔ یہ بندہ بار بار توبہ توڑتا رہتا تھا، حتیٰ کہ مرتے دم تک توبہ توڑتا رہا۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: "یہ میرا وہ بندہ ہے جس کو شیطان بار بار گراتا رہا اور یہ بار بار اٹھ کر کھڑا ہوتا رہا۔ شیطان اس کو گرانے سے باز نہ آیا اور یہ کھڑا ہونے سے باز نہ آیا۔ یہ میرا بندہ ساری زندگی توبہ کرتا رہا۔ آج میں اس بندے کو استقامت والوں میں شامل فرماؤں گا۔"

توبہ کریں کیسے؟

توبہ اس طرح کرنی ہے "اے اللہ! آج کے بعد میں تیرے حکموں کی نافرمانی نہیں کروں گا۔" اللہ تعالیٰ بہت رحیم ہیں۔ جب بندہ اللہ کے در پر جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو معاف فرما دیتے ہیں۔ کوئی کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو؟ لیکن اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ بالآخر اس بندے کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور اپنی رحمت کا اظہار فرما دیتے ہیں۔

سچی توبہ کا واقعہ:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ ہے۔ ان کے درس میں عورتیں بھی آتی تھیں۔ وہ پردے میں بیٹھ کر درس سنتی تھیں۔ مرد سامنے بیٹھ کر درس سنتے تھے۔ ان عورتوں میں نیک جوان

www.besturdubooks.wordpress.com

بالغر عورت بھی تھی، وہ بیوہ ہو گئی۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ اس بچے کو جب باپ کا سایہ نہ ملا تو بگڑ گیا۔ ماں پیسہ خوب تھا، اس کے چال چلن اچھے نہ تھے۔ برے لڑکوں سے اس کی دوستی تھی۔ جب وہ جوان ہوا تو جلدی بری نیتوں کا عادی ہو گیا، لہٰذا وہ برے کاموں میں لگ گیا۔ جوانی کے کاموں میں دن رات لگا رہتا۔ فرصت نہیں ہوتی تھی۔ کبھی اس کا مہمان، کبھی اس کا مہمان۔ اس کی راتیں گناہ کرتے ہوئے گزرتیں اور اس کے دن غفلت میں گزرتے۔ ماں سمجھاتی، مگر بیٹا ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا۔ وہ کبھی کبھی اس کو اپنے شیخ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آتی اور کہتی: ''حضرت! آپ اس کو سمجھائیں۔'' حضرت سمجھاتے، نصیحت کرتے، قرآن پڑھاتے، حدیث پڑھاتے، مگر بچے پر اثر نہ ہوتا۔ بچہ چکنے گھڑے کے مانند تھا۔ بار بار ماں سمجھاتی اور بار بار حضرت نے سمجھایا۔ سالہا سال گزر گئے، مگر بچے نے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ کبھی جھوٹ بول جاتا، کبھی دھوکہ دے جاتا، کبھی کہتا: ''ٹھیک ہو جاؤں گا۔'' لیکن ٹھیک نہ ہوتا۔ حتیٰ کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ بات آئی کہ شاید یہ شقی اور بدبخت انسان ہے۔ اس پر نہ قرآن کا اثر ہوتا ہے، نہ کسی بات کا اثر ہوتا ہے۔ اس کو سمجھانا تو وقت ضائع کرنا ہے۔ چنانچہ ماں کبھی لے آتی تو حضرت اس کو تھوڑا بہت سمجھا کر فارغ کر دیتے اور کئی مرتبہ کہہ دیتے کہ ماننے والی شکل نہیں ہے، خواہ مخواہ میرا وقت ضائع ہو گا۔ مگر ماں تو ماں ہوتی ہے۔ ماں کی ممتا مجبور کرتی۔ یہ گھر آتا تو ماں پھر سمجھاتی، بیٹا! ٹھیک بن جا، اچھی راہ کو اختیار کر لے۔ مگر بیٹا تو ضد کرتا اور ماں کو غمزدہ چھوڑ جاتا۔ ماں اتنی نیک اور بیٹا اتنا برا۔ اسی طرح وقت گزر رہا تھا۔

اللہ کی شان کہ ایک وقت آیا کہ بچہ بیمار ہو گیا اور بیماری طول پکڑ گئی۔ کمزور ہو گیا،

www.besturdubooks.wordpress.com

نقاہت آ گئی، جسم کے اندر کمزوری آ گئی۔ اب چارپائی کے اوپر لیٹا ہوا ہے۔ اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتا۔ ماں اس کی تیمارداری کر رہی ہے۔

ایک دفعہ ماں بیٹھی ہوئی تھی اور پیار پیار میں نصیحت کر رہی تھی "بیٹا! تو نے جوانی تباہ کر لی، اب زندگی کو تباہ نہ کر، سچی توبہ کر لے۔ اللہ کا بندہ بن جا، اپنی آخرت کو تباہ نہ کر۔ تیری دنیا تباہ ہو گئی۔ بیٹا! میں ماں ہوں، تجھے سمجھا رہی ہوں، تو میری بات کی لاج رکھ لے، میں تیری خیرخواہی کر رہی ہوں۔" جب ماں نے پیار سے سمجھایا تو بچے کے دل پر اثر ہوا اور کہنے لگا کہ امی! میں توبہ کرنا چاہتا ہوں مگر مجھے نہیں پتہ کہ میں کیسے توبہ کروں؟ امی! آپ مجھے حسن بصری کے پاس لے چلیں۔ وہ کہنے لگی: "بیٹا! تو چل کر جا نہیں سکتا، میں عورت ہوں: تجھے اٹھا کر نہیں لے جا سکتی، البتہ میں جاتی ہوں اور کہتی ہوں کہ وہ آ کر تجھے توبہ کروا دیں۔" بیٹے نے کہا: "اچھا! ان کو یہ بھی کہہ دینا کہ مجھے توبہ کروا دیں اور اگر میری موت آ جائے تو میرا جنازہ بھی وہی پڑھا دیں۔" ماں نے کہا: "بہت اچھا۔"

چنانچہ ماں چلی گئی۔ خوشی خوشی جا رہی تھی۔ گو بیٹا بیمار تھا، مگر ماں کے دل میں خوشی تھی کہ چلو "صبح کا بھولا شام کو گھر آیا۔" حضرت کی خدمت میں پہنچی، عرض کیا: "حضرت! میرا بیٹا توبہ کرنے کے لیے تیار ہے، آپ تشریف لائیں، بلکہ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر مجھے موت آ جائے تو آپ میرا جنازہ پڑھائیں۔"

اس وقت حضرت قیلولہ کرنا چاہتے تھے۔ حضرت نے سوچا کہ یہ خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کرے گا، مجھے پھر درس دینا ہے۔ چنانچہ حضرت نے کہا: "میں نہیں آؤں گا۔" وہ کہنے لگی: "حضرت! اس نے کہا ہے کہ میرا جنازہ بھی حسن بصری پڑھائیں۔" حضرت نے فرمایا: "جاؤ! اسے کہہ دو کہ تم نے مجھے اتنا کھو دیا اور میری بات پر توجہ نہیں کی، میں

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارا جنازہ بھی پڑھنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ جا! اپنا کام کر۔ وہ عورت وہاں سے اپنے بیٹے کے پاس واپس آ گئی۔ بیٹا ماں کی راہ دیکھ رہا تھا۔

جب ماں گھر میں داخل ہوئی تو اس نے پوچھا: ”حسن بصری آ گئے؟“ ماں نے کہا: ”بیٹا! تو نے اتنے گناہ کیے، تو نے اتنی نالائقیاں کیں، تو ان کی صحبت میں جاتا تھا، ان کی بات نہیں سنتا تھا۔ وہ بھی تجھ سے خفا ہیں، وہ تیری طرف آنا نہیں چاہتے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس کے لیے اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔“ اس نے کہا: ”امی! میں نے تو کہا تھا کہ میرا جنازہ بھی وہی پڑھائیں۔“ ماں نے کہا: ”بیٹا! وہ تیرا جنازہ پڑھنے کے لیے بھی آمادہ نہیں ہیں۔“

جب اس لڑکے نے سنا کہ وقت کا ولی میرا جنازہ پڑھنے سے انکار کر رہا ہے، تو اب اس کے دل پر چوٹ لگی کہ میں اتنا گنہگار ہوں کہ میرا جنازہ بھی پڑھنے کے لیے نیک بندے تیار نہیں۔ اب اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے رونا شروع کر دیا اور اپنی ماں سے کہنے لگا: ”امی! میرا آخری وقت قریب ہے۔ میں آپ کو وصیت کرتا ہوں، میری وصیت کو پورا کر دینا۔“ ماں نے پوچھا: ”بیٹا! تمہاری کیا وصیت ہے؟“ اس نے کہا: ”امی! اگر میں مر جاؤں تو اپنا دوپٹا اتار کر میرے گلے میں ڈال دینا اور میری لاش کو صحن کے اندر گھسیٹنا، تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ جو ماں باپ کا نافرمان ہوتا ہے، مردار کی طرح اس کی لاش کو زمین پر گھسیٹا جاتا ہے۔“ اسی حالت میں اس کی زندگی کا چراغ بجھ گیا۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ ماں پوچھتی ہے: ”کون ہے؟“ جواب ملتا ہے: ”میں حسن بصری ہوں، میں تمہارے بیٹے کا جنازہ پڑھنے آیا ہوں۔“ ماں کہتی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

’’اس وقت تو آپ نے انکار کر دیا تھا؟‘‘ انہوں نے جواب دیا: ’’میں قیلولے کے لیے لیٹا تو میری آنکھ لگ گئی۔ مجھے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اے حسن بصری! آپ میرے ولی کا جنازہ کیوں نہیں پڑھتے؟‘‘ میں اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے آیا ہوں۔ سچ ہے جو بندہ سچی توبہ کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا ولی بنا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین!)

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلامی طرزِ زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلامی طرز زندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدۃ: ۳)

وقال النبی ﷺ: "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ."

(بخاری رقم: ۹)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

صفاتِ الٰہیہ اور ان کا کمال:

اللہ رب العزت اپنی صفات میں کامل ہیں اور بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے۔ بندے کا دیکھنا اتنا ناقص کہ پیدائیں دیکھے تو اسے پائیں نظر نہیں آتا۔ پیچھے آگے دیکھے تو اسے

www.besturdubooks.wordpress.com

پیچھے نظر نہیں آتا۔ یہ اوپر دیکھے تو اسے پیچھے نظر نہیں آتا۔ یہ اگر دن کی روشنی میں دیکھے تو اسے رات کے اندھیرے میں نظر نہیں آتا۔ جبکہ اللہ رب العزت کا دیکھنا اتنا کامل ہے کہ کالی رات ہو، کالا پتھر ہو اور اس کے اوپر اگر کوئی کالی چیونٹی چل رہی ہو تو اللہ رب العزت اسے بھی چلتا ہوا دیکھتے ہیں۔ بندے کا سننا اتنا ناقص ہے کہ اگر ٹیلی فون پر کسی سے گفتگو کر رہا ہو اور اسی کمرے میں دو آدمی اور بات کر رہے ہوں تو یہ پریشان ہوتا ہے، اسے کہنا پڑتا ہے کہ ذرا آہستہ بولیں! مجھے بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ جبکہ اللہ رب العزت کا سننا اتنا کامل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے آخری انسان، مرد، عورت، بچے اور بوڑھے سب کے سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور ایک وقت میں سب کے سب اللہ رب العزت سے دعا مانگیں تو وہ پروردگار اس پر قادر ہے کہ ان سب کی علیحدہ علیحدہ دعا کو سن لے اور اس کے خزانے اتنے وسیع ہیں کہ اگر ان لوگوں کو ان کی مرضی کے مطابق دعا عطا بھی کر دے، ان کی تمناؤں اور آرزوؤں کے مطابق ان کی جھولیوں کو بھی بھر دے تو اللہ رب العزت کے خزانے میں اتنی بھی کمی نہیں آتی جتنی سوئی سمندر میں ڈبو کر نکالیں تو سمندر کے پانی میں کمی آ جاتی ہے۔

خود ہی حامد خود ہی محمود!

اس پروردگار نے قرآن مجید میں اپنی تعریف خود بیان فرمائی۔ خود ہی حامد اور خود ہی محمود ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ﴾ (لقمان: ۲۷)

”پوری دنیا میں جتنے بھی درخت ہیں، اگر ان سب کی قلمیں بنائی جائیں اور جتنا سمندر

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کے سمندروں کا پانی ہے، ایسے سات سمندر اور بھی ہوتے۔ (اتنی سیاہی اور اتنی قلموں سے) تیرے رب کی تعریفیں لکھنی شروع کی جائیں تو ایک وقت آئے گا کہ یہ قلمیں ٹوٹ جائیں اور یہ سیاہی ختم ہو جائے مگر تیرے رب کی تعریفیں کبھی ختم نہ ہوتیں۔"

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔"

(ترمذی، رقم: ۳۵۱۲)

"اے پروردگار! میں تیری تعریفوں کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ایسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریفیں خود آپ بیان فرمائی ہیں۔"

وہ پروردگار ہماری سوچ سے بلند و بالا ہے اور ہماری عبادتیں اس کی شان کی سطح سے نیچے رہ جاتی ہیں۔

"وَهُوَ فَوْقَ مَا نَقُوْلُ وَتَعَالٰی وَرَاءَ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءَ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءَ الْوَرَاءِ۔"

مسلمان کسے کہتے ہیں؟

اس رب کریم نے اپنے بندوں کے لیے جس طریقۂ زندگی کو پسند کیا اس کا نام "اسلام" رکھا گیا۔ مسلمان اس بندے کو کہتے ہیں جو اپنے رب کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے اور پورے کا پورا اسلام میں داخل ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (البقرۃ: ۲۰۸)

"تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔"

انگلش میں اسے کہتے ہیں "سرنڈر کرنا" یعنی کسی کے سامنے ہتھیار ڈال دینا، جھک جانا۔ مسلمان اس بندے کو کہتے ہیں جو اپنے پروردگار کے سامنے جھک جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جسم انسانی میں روح کی اہمیت:

اللہ رب العزت نے انسان کو مختلف اعضا سے بنایا ہے: آنکھ، زبان، کان، دل دماغ، ہاتھ، پاؤں، یہ سب جسم کے اعضا ہیں۔ اگر ہم ان کو دیکھیں تو یہ اپنی صفات کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مثال کے طور پر آنکھ بینا ہے، لیکن باقی پورا جسم نابینا ہے۔ اسی طرح کان سن سکتے، باقی پورا جسم سننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ہر ہر عضو اپنی صلاحیت و خاصیت کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں، لیکن اللہ رب العزت نے ان متضادین کے مجموعہ میں ایک ایسی چیز کو اتار دیا جو ان سب اعضا کو ایک بنا دیتی ہے اور اس کا نام روح ہے۔ جب تک جسم میں روح موجود ہے، یہ سب اعضا ایک بن کر کام کریں گے۔ انسان کے سر میں درد محسوس ہوگا تو پاؤں کبھی نہیں کہیں گے کہ ہم تو ڈاکٹر کے پاس چل کر نہیں جا سکتا، یہ میرا پرابلم نہیں، یہ تو سر کا پرابلم ہے۔ اگر پاؤں پر زخم ہوا تو آنکھ میں سے آنسو آئے گا، آنکھ کبھی نہیں کہے گی: ''یہ پاؤں کی مشکل تھی۔'' اگر کسی وجہ سے ہاتھ میں زخم ہوا اور درد ہے تو رات کو آنکھ نہیں سوئے گی۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ میرا پرابلم نہیں ہے۔ اس لیے کہ روح کی موجودگی میں پورے جسم کی خوشی بھی ایک ہے اور پورے جسم کا غم بھی ایک ہے۔ یہ سب اعضا ایک جسم کے مانند ہیں، روح نے ان متضادین کے مجموعہ کو ایک بنا دیا اور یہ ایک بن کر کام کرتے رہتے ہیں۔ اگر دشمن کسی کے سر پر وار کرتا ہے گا تو پاؤں بھاگیں گے جان بچانے کے لیے، ہاتھ اٹھیں گے اپنا بچاؤ کرنے کے لیے، اس لیے کہ سب اعضا ایک ہیں۔

گھریلو زندگی میں دین کی اہمیت:

اگر ہم اس مثال کو اچھی طرح ذہن میں رکھیں اور اپنے آپ پر نظر ڈالیں تو ہمیں پتہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چلے گا۔ کہ ہمارا گھر بھی ایسے افراد کا مجموعہ ہے جو اپنی حیثیت کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ باپ کی گھر میں ایک حیثیت ہے، کوئی دوسرا یہ حیثیت نہیں لے سکتا۔ باپ باپ ہے، چچا چچا ہے، بھائی بھائی ہے، بہن بہن ہے اور ماں ماں ہے۔ ہر ہر بندے کی ایک شناخت ہے۔ اس کا اپنا ایک مقام ہے اور ایک کا مقام دوسرا نہیں لے سکتا۔ گویا یہ بھی اپنی اپنی خصوصیت کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ اللہ رب العزت نے ان افراد کے مجموعہ میں بھی ایک نعمت کو اتارا کہ اس نعمت کی موجودگی میں اسی طرح یہ افراد ایک بن کر کام کرتے ہیں۔ جس طرح روح کی موجودگی میں جسم کے اعضا ایک بن کر کام کرتے ہیں اور اس نعمت کا نام ''دین'' ہے۔ جب تک دین گھر میں زندہ رہے گا اس وقت تک تمام افراد کے دل ملے رہیں گے، محبتیں رہیں گی، الفتیں رہیں گی۔ سب لوگوں کا غم بھی ایک ہوگا اور سب کی خوشیاں بھی ایک ہوں گی۔ اگر انسان کے جسم سے روح کو نکال دیا جائے اور پھر اس کی زبان کھینچ کر آپ اس کو قینچی سے کاٹ دیں تو اب اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں آئیں گے۔ اس لیے کہ اب اس کے جسم سے روح نکل گئی۔ اسی طرح اگر کسی گھرانے سے دین کو نکال دیا جائے تو گھر کے سب لوگ ایک دوسرے سے اجنبی بن جائیں گے۔ یہی تو وجہ ہے کہ آج ہر دوسرا شخص رونا روتا ہے کہ جی! بچوں کی ایک دوسرے کے ساتھ بنتی نہیں۔ جی! بچے پڑھے لکھے ہیں، سب کے سب افلاطون بنے ہوئے ہیں۔ بچے ماں باپ سے نالاں ہیں، ماں باپ بچوں کی شکایت کرتے ہیں۔ وہ الفتیں، محبتیں نظر نہیں آتیں۔ ایک گھر میں رہتے ہوئے بیٹا اپنے باپ سے کئی کئی مہینے بات نہیں کرتا، ماں اپنی بیٹی سے بات نہیں کرتی۔ گھر کے افراد جو ایک جسم کے مانند تھے، ان کے جسم اتنے قریب ہوتے ہیں اور دل اتنے دور ہوا کرتے ہیں۔ دنیا جس کو میاں بیوی کہتی ہے، وہ دیکھنے میں ایک دوسرے کے شریک حیات

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں، مگر ان کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو ان دونوں کے دلوں میں بسا اوقات ایک دوسرے کی نفرت بھری ہوتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ زندگیوں سے دین نکل چکا ہوتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں یہ کہتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا﴾

(مریم: ۹۶)

”بے شک جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے، اللہ رب العزت ان کے دلوں کو آپس میں جوڑ دیں گے۔“

یعنی اس میں مودت اور الفت کو پیدا فرما دیں گے۔

اگر ایک آدمی کے جسم سے روح نکال دی جائے، مشک کس کر باندھ دیا جائے اور اس کی ناک کے ذریعے پورے جسم میں ہوا داخل کر دی جائے تو کیا وہ زندہ رہے گا؟ نہیں! اسی طرح اگر کسی کے گھر کے اندر سے دین نکال لیا جائے اور کسی بزم کو داخل کر دیا جائے یا کسی انسان کے بنائے ہوئے طریقۂ زندگی کو شامل کر لیا جائے تو کیا اس گھر میں افراد میں محبتیں پیدا ہو جائیں گی؟ کبھی پیدا نہیں ہو سکتیں۔ یہ دین ہے جو دلوں میں محبتیں پیدا کرتا ہے۔

دو دلوں کو ملانے والا مرکب:

آپ ذرا غور کیجیے کہ اللہ رب العزت نے اس دنیا میں دو چیزوں کو ملانے کے لیے کوئی نہ کوئی چیز بنائی ہے۔ کاغذ کے دو ٹکڑوں کو جوڑنا ہو اور آپ گلو استعمال کریں تو ایک بن جائیں گے، یک جان ہو جائیں گے۔ کپڑے کے دو ٹکڑوں کو ملانا ہو تو وہ گلو کام نہیں آئے گی، آپ سوئی دھاگے سے دو ٹکڑوں کو ایک بنا سکتے ہیں۔ اگر لکڑی کے دو ٹکڑوں کو جوڑنا ہو تو وہاں سوئی دھاگہ بھی کام نہیں آئے گا، آپ اس کے لیے کیل استعمال کریں گے تو یک جان ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائیں گے۔ اگر اینٹ کے دو ٹکڑوں کو ملانا ہو تو وہاں کیل بھی کام نہیں آئے گا، وہاں سیمنٹ اپلائی کریں گے تو وہ ٹکڑے ایک بن جائیں گے۔ اب ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ دو انسانوں کے دلوں کو ملانے والی کیا چیز ہے؟ وہ کون سا Joining Compound (ملانے والا مرکب) ہے، جو دو انسانوں کے دلوں کو ایک بنا دیتا ہے؟ اس کا نام "دین" ہے۔ جب وہ دونوں بندے دین دار، متقی اور پرہیزگار بن جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ایک بنا دیں گے۔ سچے پروردگار نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا﴾

(مریم:۹۶)

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ (الانفال:۶۳)

"اے میرے محبوب! اگر آپ زمین کے سب خزانے خرچ کر دیں تو آپ ان کے دلوں میں محبتیں پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ تو اللہ نے ان کے دلوں میں محبتیں پیدا فرما دی ہیں۔"

ان کو "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" بنا دیا ہے۔ وہ آپس میں رحیم و کریم ہیں، ان کے اندر یہ الفتیں دین کی وجہ سے تھیں۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایثار کی ایک روشن مثال:

آج ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی الفت و محبت کی مثالیں پڑھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔ ایثار کی وہ مثالیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے تاریخ کے اندر رقم کرا دیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانیت اس کے بعد بھی پیش نہیں کر سکتی۔

جنگ یرموک میں ایک فوجی نے کہا: "اَلْعَطَش اَلْعَطَش!" "پیاس پیاس!" دوسرے فوجی پانی لے کر آئے، اتنے میں ایک اور فوجی نے کہا: "اَلْعَطَش" انہوں نے آنکھ سے اشارہ سے اس کی طرف بھیج دیا۔ جب ان کو پلانے گئے تو تیسرے نے کہا: "اَلْعَطَش" انہوں نے آنکھ کے اشارہ سے ادھر بھیج دیا۔ تیسرے کے پاس گئے تو جانے سے پہلے ان کی روح پرواز کر گئی، پھر یہ دوسرے کے پاس گئے، ان کی روح بھی پرواز کر گئی اور جب پہلے کے پاس آئے تو ان کی بھی روح پرواز کر گئی تھی۔ (ابن عساکر، جلد ۷: ۹۹)

آپ اندازہ لگائیے کہ زندگی کے آخری لمحے میں وہ اپنے اوپر بھائی کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ یہ دین اسلام کی برکتیں ہیں۔

ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا قابل رشک ایثار!

ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شیخ طریقت گزرے ہیں۔ ان کے وقت کے بادشاہ نے اپنی مرضی کے مطابق ایک فتویٰ پوچھا، مگر انہوں نے فتویٰ دینے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے ان کے ساتھ تین چار اور ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا اور غصہ میں کہا کہ ان کا سر قلم کر دیا جائے۔ اب ان چاروں کو پکڑ کر پیش کیا گیا۔ جب حاکم وقت نے دیکھا تو اس کو بتی چاہا کہ ابو الحسن نوری کو قتل نہ کیا جائے، مگر ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ جلاد کے بالکل پاس کھڑے تھے۔ اس نے حیلے بہانے سے کہا کہ یہ جگہ مناسب نہیں، ان کو فلاں جگہ پر قتل کرو۔ جب دوسری جگہ دیکھا تو ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ پھر جلاد کے قریب کھڑے ہیں۔ وہ بڑا حیران ہوا، اس نے ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر پوچھا: "بتایئے! پہلے بھی آپ جلاد کے قریب کھڑے تھے اور جب پوزیشن بدل گئی تو پھر بھی آپ جلاد کے قریب

www.besturdubooks.wordpress.com

کھڑے ہوتے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟" تو انہوں نے کہا کہ میں اس لیے جلاد کے قریب کھڑا ہوا کہ جتنی دیر جلاد کو مجھے قتل کرنے میں لگے گی میرے دوسرے بھائیوں کو اتنی دیر اور زندہ رہنے کا موقع مل جائے گا۔ یہ اخلاص ہوتی تھیں، یہ محبتیں ہوتی تھیں، دوسرے کو یوں اپنے اوپر ترجیح دیا کرتے تھے۔

ایک ماں کی اولاد:

اس وقت امن وامان اتنا تھا کہ یمن سے ایک عورت چلتی ہے اور ہزاروں میل کا سفر کر کے مدینہ پہنچتی ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ تو نے سفر کیوں کیا؟ اس نے اپنا عذر بیان کیا۔ پھر آپ نے پوچھا: "بتا! تو نے درمیان میں لوگوں کو کیسے پایا؟ اپنا مشاہدہ مجھے بتا!" عورت کہنے لگی: "مجھے اپنی عزت کا بھی خوف تھا، مجھے اپنے مال کا بھی خوف تھا، مجھے اپنی زندگی کا بھی خوف تھا، لیکن میں نے سفر کیا، کبھی شہروں میں، کبھی ویرانوں میں، کبھی قصبوں، دیہاتوں میں، میں نے یمن سے لے کر مدینہ تک کا سفر کیا اور میں اس نتیجے پر پہنچی کہ اس پورے راستے کے اندر ایک ماں کی اولاد بستی ہے۔" دینِ اسلام نے یوں دلوں کو اکٹھا کر دیا تھا اور محبتیں پیدا کر دی تھیں۔ آج آپ یورپ، امریکہ اور افریقہ کا سفر کر کے دیکھیے! ان کے پاس مادی اعتبار سے زندگی کی ہر سہولت موجود ہے، مگر ان کے دل سکون سے خالی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ دلوں میں محبتیں اور الفتیں نہیں رہیں۔

دنیا کا ایک انوکھا مقدمہ:

"وسکونسن" امریکہ کی ایک ریاست ہے۔ اس ریاست میں ماں نے اپنے جوان العمر بیٹے پر مقدمہ کیا۔ مقدمہ کی تفصیل میڈیا کے اندر شائع ہوتی رہی، ٹی وی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

اخباروں کی زینت بھی بنا۔ مقدمہ کیا تھا؟ ماں نے مقدمہ درج کروایا کہ میرا خاوند فوت ہو چکا ہے، میرا اکلوتا بیٹا ہے، جوان العمر ہے، میں اسی کے ساتھ گھر میں رہتی ہوں۔ اس نے کتا پالا ہوا ہے، یہ روزانہ تین گھنٹے اپنے کتے کے ساتھ گزارتا ہے۔ میں ماں ہوں، میں تڑپتی ہوں، میرا جی چاہتا ہے کہ یہ پانچ منٹ کے لیے میرے کمرے میں بھی آ جائے، لیکن یہ میرے کمرے میں نہیں آتا۔ براہ مہربانی اس کو پانچ منٹ کے لیے میرے پاس بیٹھنے کا حکم دیا جائے۔ ماں وقت کی عدالت سے فریاد کر رہی ہے کہ میرا بیٹا کتے کے ساتھ تین گھنٹے گزارتا ہے اور ماں کے لیے اس کے پاس پانچ منٹ بھی نہیں ہیں۔ بیٹے نے بھی مقدمہ لڑا اور ماں نے بھی مقدمہ لڑا۔ بالآخر نتیجہ کیا نکلا کہ ملکی قوانین کے مطابق جج نے فیصلہ دیا کہ چونکہ کتا بچے نے خود پالا ہے، اس لیے کتا اس کی liablity (ذمہ داری) ہے۔ چنانچہ کتے کی ضروریات کا خیال رکھنا اس کی ذمہ داری ہے، تین گھنٹے لگیں، پانچ گھنٹے لگیں، یا سارا دن لگے۔ لیکن چونکہ بچے کی عمر اٹھارہ سال سے اوپر ہو چکی ہے، اس لیے اب ماں اس کے لیے liablity نہیں ہے۔

اب بتائیے! کیا اس ماں کو کبھی سکون مل سکتا ہے، جس کو کہہ دیا جائے کہ تیرے بیٹے پر اب تیرا حق نہیں ہے؟ جس ماں نے جنم دیا، جس ماں نے پالا، جس ماں نے پستانوں کے ذریعہ خونِ دل سے لے کر بیٹے کو دودھ پلایا، اب اس ماں کا بچے پر کوئی حق تسلیم نہیں کرتے۔ وہ ماں جو پہلے بچے کو پلایا کرتی تھی خود بعد میں پیتی تھی، پہلے بچے کو کھلاتی تھی خود بعد میں کھاتی تھی، پہلے بچے کو سلاتی تھی خود بعد میں سوتی تھی، جس نے اپنی جوانی کو بھلا کر دن رات ایک کر دیے، آج وہ ماں جب بڑھاپے کو پہنچ گئی، جب اس کو بچوں کی ضرورت ہے، جب اس کو خدمت کی ضرورت ہے، جب اس کو اپنے بیٹے کی ضرورت ہے، آج اس ماں کو کہا جاتا ہے کہ تیرا بیٹے پر کوئی حق نہیں ہے تو زندگیوں میں کیسے سکون آئے گا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

مغربی اور مشرقی معاشرے میں بیٹی کا مقام:

بیٹی اپنے باپ کے گھر میں رہتی ہے تو وہاں اس کو رہنے کے لیے گھر کا کرایہ دینا پڑتا ہے۔ اگر ہر مہینے گھر کا کرایہ نہیں دیتی تو باپ اپنی بیٹی کو نکال کر کسی دوسرے کو کرایہ دار رکھ لیتا ہے۔

آئیے! ہمارے اس مشرقی ماحول میں، جہاں ہم اپنے آپ کو بے شک گنہگار مسلمان سمجھتے ہیں، آج بھی دیکھیے! اسلام کی برکتیں ہمیں آنکھوں کے ساتھ نظر آتی ہیں۔ کبھی کسی کے ہاں جب باپ بیٹی کو رخصت کر رہا ہوتا ہے تو ذرا جا کر منظر دیکھا کریں کہ اس وقت باپ کی آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں اور ماں کی آنکھوں میں بھی آنسو ہوتے ہیں۔ باپ ساری زندگی کی کمائی اپنی بیٹی کو جہیز میں دیتا ہے اور پھر بھی سمجھتا ہے کہ اس نے کچھ نہیں دیا۔ بھائی علیحدہ کونے میں کھڑا رو رہا ہوتا ہے، بہن علیحدہ رو رہی ہوتی ہے۔ ماں باپ کی آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات برس رہی ہوتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی کا جگر گوشہ جدا ہو رہا ہوتا ہے۔ اور مزے کی بات یہ کہ ایک جگہ پر رخصتی کے وقت جب دلہن کے ماں باپ رو رہے تھے تو یہ منظر دیکھ کر دلہا میاں کی آنکھوں میں سے بھی آنسو آ گئے۔ یہ چیزیں فقط اسلام کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے والوں میں نظر آتی ہیں۔

خوف خدا ہو تو ایسا:

امریکہ میں ہمارے ایک دوست عالم دین ہیں۔ وہاں پر اجازت ہے کہ کوئی بھی آدمی اتوار کے دن جیل کے اندر جائے اور دین کے بارے میں تبلیغ کرے۔

ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ بتائیے! کبھی کسی قیدی کی زندگی میں کوئی تبدیلی بھی آئی؟ وہ کہنے لگے: ''ایک قیدی آیا، میں نے اس کے سامنے اسلام کی دعوت رکھی۔ اللہ رب العزت نے اسے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادی اور میرا اس کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

دوستانہ ہو گیا۔ چھ مہینے کے اندر میں نے اسے نماز سکھائی، آخرت کے بارے میں بتایا، دین کے بارے میں بتایا، حتیٰ کہ ہماری آپس میں اتنی محبت ہوگئی کہ ہم ذاتی باتیں بھی ایک دوسرے سے شیئر کرنے لگے۔ دل کی باتیں ایک دوسرے کو بتانے لگے۔ دل کی باتیں ایک دوسرے کے سامنے کھولنے لگے۔

ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اس سے سوال پوچھا: "تم اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد اپنی زندگی میں کیا تبدیلی محسوس کرتے ہو؟" میری یہ بات سن کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ میرے قریب ہوگیا اور میرے قریب ہو کر اس نے کہا کہ بات یہ ہے! اسلام لانے سے پہلے میں ایک خونخوار آدمی تھا۔ مجھے لوگوں کو قتل کرنے میں مزہ آتا تھا۔ میں مزا لینے کی خاطر لوگوں کو قتل کرتا تھا، لیکن اب جب میں نے اسلام کو قبول کرلیا اور میرے دل میں قیامت کا تصور بیٹھا، تو اب میرے دل میں خوف خدا کی یہ حالت ہے کہ اس وقت اگر میں کمرے سے باہر نکلتا ہوں تو میں اس بات کا بھی خیال رکھتا ہوں کہ میرے پاؤں کے نیچے کہیں چیونٹی بھی نہ آنے پائے۔ یہ اسلام کی برکات ہیں۔ جب دل میں اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہونے کا یقین ہو تو انسان گناہوں سے بچتا ہے اور اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ پھر ایسے بندے کو جنت کی بشارت بھی سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ (النازعات: ۴۰، ۴۱)

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ (الرحمٰن: ۴۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

مؤمن سب کا خیر خواہ ہوتا ہے:

ایک بات یاد رکھیے! نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ." (مسلم: ۸۲)

"دین سراسر خیر خواہی ہے۔"

مؤمن ہمیشہ خیر خواہ ہوتا ہے۔ اپنی خیر خواہی، گھر والوں کی خیر خواہی، اہل محلہ کی خیر خواہی، وہ سب کا خیر خواہ ہوتا ہے اور جب کوئی مسلمان دوسرے کا بدخواہ بن جاتا ہے تو پھر سمجھیے کہ دینداری کے پرخچے اڑ گئے۔

نبی رحمت ﷺ اور خیر خواہی:

مؤمن خیر خواہ ہوتا ہے اور اس کی سوچ ہر حال میں مثبت ہوتی ہے۔ یہ صفت نبی ﷺ سے آگے چلی۔ وہ اس طرح کہ طائف کے اندر بچوں نے اتنے پتھر مارے کہ نعلین مبارک آپ کے مبارک خون سے تر بتر ہو گئے، تو اس وقت فرشتے آئے کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ اگر اجازت دیں تو ہم پہاڑوں کو ٹکرا کر اس بستی والوں کا نام و نشان ختم کر کے رکھ دیں؟ تو ارشاد فرمایا: "اگر یہ لوگ نہیں پہچان سکے تو ممکن ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی ایسا ہو جو ایمان لانے والا بن جائے۔" (بخاری شریف: ۳۰۵۹)

اس کو کہتے ہیں مثبت سوچ۔ یہ بڑی نعمت ہے۔ جس بندے کو یہ نعمت نصیب ہوگی، اس کی زندگی میں ڈپریشن نہیں ہو سکتا۔ آج لوگ سونے کے لیے کیوں گولیاں کھاتے ہیں؟ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟ اس لیے کہ سکون نہیں، مثبت سوچ نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے ٹینشن ہوتی ہے اور وہ نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور خیر خواہی:

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے نیک بندے تھے۔ وہ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے، دریا کا سفر کرنا پڑا...... دریائے نیل کا پھیلاؤ کافی ہے تو کشتی کو عبور کرنے میں خاصہ وقت لگتا ہے۔ اس عاجز کو بھی یہ دریا دیکھنے کا موقع ملا...... جب وہ دریا کے بالکل درمیان میں تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک اور کشتی پر کچھ نوجوان مرد اور عورتیں سوار ہیں اور وہ کھا پی رہے ہیں، قہقہے لگا رہے ہیں اور کچھ گا بجا رہے ہیں۔ محسوس یہ ہوتا تھا کہ یہ غافل لوگ ہیں اور دریا کے اندر بھی اللہ رب العزت کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ جب کشتی کے سوار لوگوں نے ان کو دیکھا تو انہیں بہت غصہ آیا۔ وہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے: "حضرت! ان کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کشتی کو ہی غرق کر دے، یہ دریا میں آ کر بھی خدا کا خوف نہیں کھاتے۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ جب ان کو زیادہ مجبور کیا گیا تو حضرت نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا مانگی" اے اللہ! جیسے تو نے اپنے ان بندوں کو دنیا کی خوشیاں عطا کی ہیں، ان کو آخرت کی خوشیاں بھی عطا فرما۔"

اب آخرت کی خوشیاں تو تب ملیں گی جب نیک بنیں گے۔ تو دیکھیے! کتنی اچھی دعا دی کہ پروردگار! جیسے دنیا کی خوشیاں عطا کیں ان کو آخرت کی بھی خوشیاں عطا فرما دے۔ یہ ہوتی ہے مثبت سوچ۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور خیر خواہی:

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک مرتبہ دریا کا سفر کر رہے تھے، انہوں نے حلق کروایا ہوا تھا۔ کشتی بان احترام سے صاف کروائے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئے تھے۔ اب ایک بچے نے قریب آ کر جب آپ کے سر پہ ہاتھ لگایا تو اسے وہ نرم نرم لگا۔ اس کے بعد دوسرا بچہ آیا، اس نے بھی سر پہ ہاتھ پھیرا، ان میں سے ایک بڑے بچے نے ٹھونگا بھی لگا دیا۔ بڑے لوگ ہنسنے لگے۔ تھوڑی دیر کے اندر عجیب طوفان بدتمیزی برپا ہوا کہ اب بچے باری باری آ رہے ہیں اور آپ کے سر میں ٹھونگا لگائے جا رہے ہیں، مگر اللہ کے برگزیدہ بندے اپنے اللہ کی یاد میں بیٹھے ہوئے ہیں...... جب کسی اللہ والے کی بے ادبی ہو تو پھر پروردگار کو جلال آتا ہے۔ جب دوست کو تکلیف پہنچے تو پھر دوست کو غصہ آتا ہے...... اللہ رب العزت کو بھی یہ دیکھ کر جلال آیا اور ان کے دل میں یہ بات القا ہوئی ''اے علی ہجویری! اگر تو ہاتھ اٹھائے اور دعا کرے تو ہم اس کشتی کو الٹ دیں اور یہ سارے کے سارے جو اس وقت آپ کو پریشان کرنے میں مشغول ہیں ان کو غرق کر دیں۔'' جب دل کی یہ کیفیت بنی تو علی ہجویری ؒ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی ''اے اللہ! اگر آپ الٹنا ہی چاہتے ہیں تو کشتی میں جتنے بھی لوگ ہیں ان کے دلوں کی کشتی کو الٹ ڈالیے۔'' حضرت کی اس دعا کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس کشتی میں سوار مرد و عورت بچے وہ سب کے سب اس حال میں مرے کہ اللہ نے ان کو ولایت کا مقام عطا فرما دیا تھا۔ یہ ہوتی ہے نسبت سوچ۔

ماں اپنے مقام کو پہچانے:

آج تو ماں اپنے بیٹے کو گالیاں دے رہی ہوتی ہے۔ اس ماں کو پتہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ماں کو وہ مرتبہ دیا کہ جب اس کی زبان سے کوئی الفاظ نکلتے ہیں تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس کی دعا کو اللہ کے حضور پیش کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ دین کی تعلیم نہیں، تربیت نہیں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھ کر انگریزی تہذیب پائی،

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر دین سے نا آشنا رہی، اب یہ بچی ماں تو بن گئی مگر ماں کے رتبے سے ناواقف ہے۔ اپنے بچے کو بددعائیں دینا شروع کر دیتی ہے۔ ہم اپنوں سے جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں، الجھنا شروع کر دیتے ہیں، اس لیے کہ ہمارے اندر دین کی پوری سمجھ نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک خیر خواہی کا مقام:

دیکھیے! النمل چیونٹی کو کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں چیونٹیاں بھی پھر رہی تھیں۔ ایک چیونٹی نے محسوس کر لیا کہ لشکر آ رہا ہے تو اس نے باقی چیونٹیوں کو بتایا کہ تم بلوں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ لشکر والے تمہیں روند کے ہی چلے جائیں۔ تو چیونٹیاں اپنی بلوں میں گھس گئیں۔ اس چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں کی خیر خواہی کی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات اتنی پسند آئی کہ اس واقعہ کا تذکرہ قرآن میں کیا اور قرآن میں ایک سورت کا نام چیونٹی کے نام پر ''النمل'' رکھا گیا۔ اگر ایک چیونٹی دوسری چیونٹیوں کی خیر خواہی کرتی ہے اور پروردگار کو اتنی اچھی لگتی ہے تو جب ایک انسان دوسرے کا خیر خواہ بنے گا تو پروردگار کو وہ کتنا پیارا لگے گا! اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ﴾ (الرعد:۱۷)

''اور جو دوسرے انسانوں کی نفع رسانی کے لیے زندگی گزارتا ہے، اللہ رب العزت اس کے قدموں کو دنیا میں جما دیا کرتے ہیں۔''

ایک سبق آموز حکایت:

اس عاجز کو لڑکپن کے زمانے میں ایک دیہات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک کھیت کے اندر گوبر کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے، چونکہ شہر سے گئے تھے، اس لیے ہمیں

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ عجیب سی بات لگی کہ انہوں نے اس کھیت کے اندر گندگی کے ڈھیر لگائے ہوئے ہیں۔ اگلے دن دیکھا تو ایک کسان اس گندگی کو پورے کھیت میں پھیلا رہا تھا تو اور عجیب بات لگی۔ جب تیسرے دن دیکھا تو وہ اس کے اندر کچھ بیج وغیرہ ڈال کر پانی لگا رہا تھا۔ بالآخر میں رہ نہ سکا اور اس دیہاتی سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟...... اس عاجز کی عمر چھوٹی تھی تو سمجھ بھی چھوٹی تھی، اس لیے پوچھا کرتی! یہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا: ''میں نے یہاں فصل کاشت کرنی ہے، اس لیے میں نے یہاں پر گندگی کو بچھا دیا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''یہ تو نجاست ہے، اسے کیوں پھیلایا ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''اس کے اندر غذائیت ہوتی ہے کہ جب اس کو کسی کھیت میں ڈال دیا جائے تو اس کھیت کی کھیتی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے ہم اس گوبر اور نجاست کو کھیتوں کے اندر ڈالتے ہیں۔

اس وقت یہ بات پوری طرح سمجھ میں تو نہ آئی، لیکن آج جب اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو پھر بات سمجھ میں آتی ہے کہ اے انسان! جب کسی نجاست اور گوبر کو کھیتی میں ڈالا گیا تو اس نے ساتھ والی کھیتی کو بھی فائدہ پہنچا دیا۔ تو انسان ہو کر بھی اپنے پڑوسی اور اپنے ساتھی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ پھر تو تو نجاست اور گوبر سے بھی گیا گزرا بن گیا۔

دین کی سمجھ اور اس کے فوائد:

اللہ رب العزت جب دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں تو پھر انسان کی طبیعت میں حلم آجاتا ہے۔ عفو و درگزر کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے، وہ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ ہم بھائی ہیں، ہم ایک ہیں، ہم نے ایک پروردگار پر ایمان قبول کیا، ہمارے پیغمبر ﷺ ایک ہیں، ہمارا قرآن ایک ہے، کعبہ ایک ہے، تعلیمات ایک ہیں اور ہم سب نے ایک بن کر زندگی گزارنی ہے۔ اس طرح معاشرے کے اندر محبتیں اور الفتیں بڑھتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دورِ حاضر میں مسلمان کی حیثیت :

مجھے ایک مرتبہ ہیمبرگ (جرمنی) جانا ہوا۔ ایک دوست کے ہاں قیام تھا۔ ان کا گھر مسجد سے ایک گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ آبادی بہت خوب صورت تھی۔ میں نے ان سے کہا: ”خدا کے بندے! آپ مسجد کے قریب گھر لے لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا، ایک گھنٹے کی مسافت پر جو گھر لیا تو پانچ نمازوں میں جانا مشکل ہے، دن میں ایک مرتبہ جا سکتے ہیں۔“ وہ کہنے لگا: ”جی! یہاں بڑے اسٹیٹس (مرتبے) والے لوگ رہتے ہیں۔ میں ایک کمپنی کا اسٹیشن منیجر ہوں، میری تنخواہ بہت اچھی ہے۔ میں نے آج سے تیئیس سال پہلے یہاں مکان لے لیا تھا۔ آج اگر کوئی مسلمان مکان لینا چاہے تو یہاں کی آبادی کے جرمن لوگ اس کو مکان دینا بھی پسند نہیں کرتے۔“ میں نے پوچھا: ”اس کی وجہ کیا ہے؟“ کہنے لگا: ”وہ کہتے ہیں کہ ان کو زندگی گزارنے کا طریقہ نہیں آتا۔ پڑوسیوں کے آداب کا خیال نہیں کرتے، یہ دوسروں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے اور جہاں ہوتے ہیں ان کا گھر گندگی کا ڈھیر بنا ہوا ہوتا ہے، اس لیے ان کو اپنی آبادی میں جگہ ہی نہ دو۔

ماضی میں مسلمان کی حیثیت :

میں نے اس پر اس سے کہا: ”میاں! ہماری بے عملی کی وجہ سے آج لوگوں نے ہمارے بارے میں یہ سوچنا شروع کر دیا ہے۔ جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے اس وقت ہمارا مقام کچھ اور تھا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اس یہودی نے اپنا مکان بیچنا چاہا۔ ایک آدمی خریدنے کے لیے آیا اور پوچھا: ”مکان کی قیمت کیا ہے؟“ اس نے کہا: ”دو ہزار دینار ہے۔“ وہ آدمی بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہوا۔ کہنے لگا: ''اس جیسے مکان کی قیمت زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار دینار ہو سکتی ہے۔'' یہودی نے کہا: ''تم نے صحیح کہا، مکان کی قیمت پانچ ہزار دینار ہی ہے اور باقی پانچ ہزار دینار عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس کی قیمت ہے۔''

لمحہ فکریہ:

جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان تھے تو ہمارے ساتھ والے مکان کی قیمتوں میں اضافہ ہو جایا کرتا تھا۔ آج تو سب لوگ گھروں میں ایک دوسرے کے بارے میں (منفی سوچ) Negative thinking رکھتے ہیں۔

......بیوی، میاں کے بارے میں منفی سوچ رکھتی ہے۔

......میاں، بیوی کی خامیاں تلاش کر رہا ہوتا ہے۔

......بہن، بہن کے بارے میں منفی سوچ رکھتی ہے۔

ایسی صورت میں زندگی میں سکون کیسے ہوگا؟ اللہ رب العزت نے ہمیں بالکل محبت اور پیار سے رہنے کا حکم دیا ہے۔ آج سوچیے! ہم اپنی حقیقت سے کتنی دور ہو کر زندگی گزارتے چلے جا رہے ہیں۔ حالانکہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ.'' (بخاری، رقم: ۹)

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے انسان سالم رہیں۔''

ہوس بھری نگاہیں:

آج ہمارے ہاتھوں سے دوسروں کی عزتیں محفوظ نہیں اور ہماری زبانوں پہ دوسروں کی غیبتیں ہوا کرتی ہیں۔ مسلمان معاشرے میں نوجوان اپنے گھر سے نکلتا ہے اور بازار میں چلتے ہوئے راستے میں آنے والی خواتین کے اوپر اس کی نظر اس طرح پڑتی ہے جس طرح کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

شکاری کتے کی نظر پڑ رہی ہوتی ہے۔ جیسے شکاری کتا راستے میں چلتے ہوئے ہر جھاڑی اور ہر درخت کو سونگھتا ہے، ہر جگہ منہ مارتا ہے۔ اسی طرح آج کا نوجوان ہر گزرنے والی خاتون کو سر سے لے کر پاؤں تک ہوس کے ساتھ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اب بتائیے کہ دل کے اندر مسلمانوں کی عزتوں کا کیا معاملہ بنے؟ وہ بھی تو ایک وقت تھا جب ایک مسلمان عورت نے کافروں کے ہاتھوں گرفتار ہوتے وقت کہا تھا کہ ہے کوئی میری عزت کو بچانے والا؟ ہے کوئی مجھے کافروں کے ہاتھ سے چھڑانے والا؟ اور کسی نے یہ الفاظ حجاج بن یوسف کو جا کر بتلائے کہ راجہ داہر کے ڈاکوؤں نے مسلمان قافلے کو لوٹا اور ایک خاتون نے کہا کہ کوئی ہے میری عزت کی حفاظت کرنے والا؟ تو اس نے محمد بن قاسم کو بلایا اور کہا کہ میری فوج اس وقت مختلف محاذوں پر مصروف ہے، میں فوج تمہیں دے سکتا، مگر تم اس کا کوئی حل کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: "میں اس کے لیے حاضر ہوں" لہٰذا اس نے نوجوانوں کو اکٹھا کیا...... یہ کوئی تربیت یافتہ فوجی نہیں تھے مگر ان کے اندر غیرت تھی، شرم تھی، ایمان تھا، عظمت و استقامت تھی...... چنانچہ انہوں نے جب یہ سنا کہ ہماری بہن کفار کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے تو کہنے لگے: "ہم جان دینے کے لیے تیار ہیں۔" چنانچہ سب کے سب چل پڑے۔ انہوں نے راجہ داہر پر حملہ کیا اور بالآخر وہ وقت آیا کہ جب اس نے ان مسلمان خواتین کو رہا کروا لیا۔

(فتوح البلدان، البدایہ والنہایہ)

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسم پر اس بات کا اتنا غم تھا کہ جب سفر کے لیے جا رہا تھا تو وہ بیٹھا بیٹھا چونک اٹھتا اور کہتا: "لَبَّیْکِ یَا اُخْتِیْ!... لَبَّیْکِ یَا اُخْتِیْ!" دوست پوچھتے: "تم کیا کہتے ہو؟" وہ کہتا "میں چشم تصور میں دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ میری بہن مجھے فریاد کر رہی ہے، پکار رہی ہے تو میں کہتا ہوں: "میری بہن! میں حاضر ہوں، میری بہن! حاضر ہوں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک نوجوان اپنی بہن کی عزت و عصمت کی حفاظت کے لیے جان دینے کی خاطر یوں بے قرار ہوتا تھا۔ وہ عزتوں کے محافظ ہوا کرتے تھے، جبکہ آج ہم عزتوں کے لٹیرے بنے پھرتے ہیں۔ وہ اللہ رب العزت کے سامنے گردنیں جھکاتے تھے، جبکہ ہم اپنے نفس کے سامنے جھکتے پھرتے ہیں۔ ہم اللہ کے بندے بننے کے بجائے اپنی خواہشات کے بندے بنے پھرتے ہیں۔

بہترین اصولِ زندگی:

خواجہ نظام الدین اولیاؒ کا ایک قول یاد رکھیے: ایک آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: ''حضرت! ایک آدمی میرا مخالف ہے، وہ ہر وقت میرے خلاف باتیں کرتا رہتا ہے اور میرے راستے میں کانٹے بوتا رہتا ہے۔'' حضرت نے بلا کر قریب کیا اور فرمایا: ''دیکھو! اگر کوئی تیرے رستے میں کانٹے بچھائے تو تو اس کے راستے میں کانٹے نہ بچھانا، ورنہ ساری دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔'' بھئی! اگر کسی کے اندر منفی سوچ ہے بھی تو ہمیں مثبت سوچ رکھنی چاہیے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ﴾ (فصلت: ۳۴)

اللہ رب العزت ہمیں محبتوں بھری زندگی عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

ع فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لیے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کے لیے؟

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

شہادتِ حسین

www.besturdubooks.wordpress.com

شہادتِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حقائق کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾

(فصلت: ۳۰)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

حیاتِ جاوداں:

بے شک جن لوگوں نے کہا: ''ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر جم گئے، ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی حزن ہوگا۔ ان کی طرف فرشتے بھیجے جائیں گے جو ان کو جنتوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بشارتیں دیں گے اور یہ پیغام ربانی سنائیں گے کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (البقرۃ:۱۵۴)

''جو میرے راستے میں قتل کر دیا جائے اسے تم مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہے، لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔''

پھر ارشاد فرمایا: ''جو میرے رستے میں قتل کر دیے جائیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرنا کہ وہ مردہ ہیں۔''

﴿بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (آل عمران:۱۶۹)

''وہ زندہ ہیں اللہ کے پاس ان کو رزق دیا جاتا ہے۔''

حقیقی مومن کون ہے؟

ایک بنیادی بات سمجھنے کی ہے کہ مومن ایک ایسے شخص کو کہتے ہیں جس نے کلمہ پڑھ کر اللہ سے ایک سودا کیا ہوا ہے۔ کیا؟ وہ یہ کہ اے اللہ! میری جان اور میرا مال، یہ سب کچھ میں نے تیرے مشاہدہ کے بدلے میں تیرے ہاتھ پر بیچ دیا۔ اللہ رب العزت بھی تو ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبۃ:۱۱۱)

''اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا۔''

کیا ملے گا؟ جنت ملے گی۔ کیا وہاں صرف باغات اور حور و قصور ہوں گے؟ نہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

بلکہ وہ ایسی جگہ ہوگی جہاں اللہ رب العزت کا مشاہدہ ہوگا۔

مومن وہ بندہ ہوتا ہے جو ہمت کی اتنی اور اللہ کی رضا کے عوض میں اپنی جان اور مال کو اللہ کے ہاں فروخت کر بیٹھتا ہے، اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا۔ جب وقت آتا ہے تو وہ اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور بڑی سے بڑی قربانی دینے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ یہ ایک بنیادی سبق تھا جو اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا کہ تمہارا سب کچھ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے۔ جب کوئی موقع آ جائے تو تم نے قدم آگے بڑھانا ہے اور قربانی دینے سے دریغ نہیں کرنا۔ یہ ایک بنیادی سبق تھا جو بلا تفریق سب کو سکھا دیا گیا۔ بڑا کیا، بوڑھا کیا، جوان کیا؟ صحت مند کیا معذور کیا؟ مرد کیا، عورت کیا؟ ایک ایک مومن کے اندر یہ جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔

تمنائے شہادت:

اگر آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کریں تو واقعات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے راستے میں شہادت کا مرتبہ پانے کے لیے تڑپتے رہتے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حج کے سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے، راستے میں پڑاؤ کیا، چاندنی رات تھی، آپ رضی اللہ عنہ چاند کی طرف دیکھ رہے تھے، کبھی اس کے سامنے بادل آ جاتے اور کبھی بادلوں کے آنچل سے روشن چہرہ نکال کر وہ عالم کو منور کر دیتا تھا۔ وہ اس کے اوپر آنے والے مختلف خوبصورت مناظر کافی دیر تک دیکھتے رہے۔ جب رات کا آخری پہر شروع ہوا تو طبیعت مچل اٹھی اور اللہ کے حضور سر بسجود ہو گئے اور یہ دعا لبوں پر جاری ہو گئی: ''اے اللہ! جیسے یہ چاند مختلف حالتوں سے گزرتا چلا گیا، ایسے ہی میری زندگی میں بھی مختلف حالات آتے جاتے رہے ہیں، اب میں بھی بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اے اللہ!

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک تمنا ہے، آپ اسے پورا فرما دینا "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ۔"

"اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت کی موت نصیب کر دینا۔"

وہ حضرات شہادت کو تمنا بنا کر اللہ سے مانگتے تھے۔ چنانچہ یکم محرم کو فجر کی نماز کے لیے مصلے پر کھڑے ہوئے اور دوران نماز ایک مجوسی غلام "ابولؤلؤ" نے آپ رضی اللہ عنہ پر خنجر کا وار کیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے انہی زخموں کی حالت میں ہی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ (تاریخ اسلام للذہبی، تاریخ الخلفاء للسیوطی)

دو ننھے مجاہدوں کا جذبۂ جہاد

وہ حضرات ان چیزوں کو گراں نہیں سمجھتے تھے، بلکہ وہ ان قربانیوں کو اپنی سعادت سمجھتے تھے کہ اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ اس قربانی کے لیے ہمیں قبول فرما لیا۔ یہی ایک بنیادی بات ہے جو آپ کو سمجھانی ہے۔

بڑوں کی بات تو اور ہے، آیئے! چھوٹوں کی زندگی کو دیکھتے ہیں۔ بدر کا میدان کارزار ہے۔ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفیں درست فرما رہے ہیں، دو چھوٹے بچے ہیں، ایک قد میں ذرا بڑا ہے اور دوسرا چھوٹا ہے۔ دونوں جہاد میں شریک ہونے کے لیے کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے بڑے بچے کو دیکھا تو اسے اجازت مرحمت فرما دی اور دوسرے سے فرمایا کہ تم ابھی چھوٹے ہو، اس لیے جہاد میں نہ جاؤ۔ فرط شوق سے وہ بچہ رونے لگا اور عرض کی: "اے اللہ کے نبی ﷺ! اس بھائی کے ساتھ میری کشتی کروا لیجیے۔ اگر میں اسے پچھاڑ دوں تو آپ مجھے بھی اجازت دے دیجیے گا۔" یہ بات ذہن میں رہے کہ وہ کوئی پکنک منانے نہیں جا رہے تھے، بلکہ دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو کر اپنی جانیں دینے جا رہے تھے۔ جس جماعت کے بچوں کا یہ جذبہ ہو، اس جماعت

کے بڑوں میں کتنا جذبہ بھرا ہوگا؟...... دونوں کی کشتی کرائی گئی۔ چھوٹے نے بڑے کے کان میں کہا: "بھائی! تمہیں تو اجازت مل ہی گئی ہے، اگر آپ جان بوجھ کر گر جائیں گے تو مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہو جائے گی۔" چنانچہ تھوڑی دیر کی زور آزمائی کے بعد بڑا خود گر جاتا ہے اور چھوٹا اس کے سینے پر چڑھ بیٹھتا ہے اور مسکرا کر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھتا ہے اور پکار کر عرض کرتا ہے: "اے اللہ کے نبی ﷺ! اب تو مجھے بھی جہاد میں جانے کی اجازت دے دیجیے۔" جیسے کوئی تڑپ رہا ہوتا ہے، جانے کے لیے دل مچل رہا ہوتا ہے۔ (المغازی للواقدی: ۱/۲۱۶)

معذور صحابی رضی اللہ عنہ کا جذبۂ شہادت:

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں جو کہ پاؤں سے معذور ہیں۔ جب جہاد کے لیے گھر سے جانے لگے تو بیوی نے مذاق میں یوں کہہ دیا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ بھاگ کر واپس آ رہے تھے۔ یہ سن کر دعا مانگی "اے اللہ! اب میری نعش کو بھی گھر واپس نہ لوٹانا۔" جہاد میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کے چار نوجوان بیٹے بھی جہاد میں شریک ہیں۔ آپ جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عمرو بن جموح! تیرے چار بیٹے شریک ہو رہے ہیں، تو معذور ہے، تجھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" عرض کرنے لگے: "اے اللہ کے نبی ﷺ! میں بھی چاہتا ہوں کہ جنت میں جاؤں، اجازت دے دیجیے۔" آپ ﷺ نے اجازت عطا فرما دی۔ لڑائی میں شہید ہو گئے۔ بیوی نعش کو لینے گئی، واپس لانے کے لیے اونٹ کا رخ پھیرتی ہے مگر سواری چلتی ہی نہیں، بڑی کوشش کی مگر بے سود۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صورت حال عرض کی۔ فرمایا: "کیا عمرو بن جموح گھر سے روانہ ہوتے وقت کچھ بات کر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے تھے؟" عرض کی: "جی ہاں! گھر سے جاتے وقت یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ! میری لاش کو بھی واپس گھر نہ لوٹانا۔ فرمایا: "اب عمرو بن جموح کی لاش بھی گھر واپس نہیں جا سکتی۔" وہ جیالے تھے جن کو اللہ کے راستے میں ہی دفن کر دیا گیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: مغازی الواقدی)

جس قوم کے معذوروں کا یہ حال ہو اس قوم کے صحت مندوں کا عالم کیا ہوگا!!

جذبۂ جہاد کی درخشندہ مثال:

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا اپنے چھوٹے سے بچے کو جسے ہاتھوں میں اٹھایا ہوا تھا، لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: "اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ جہاد کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں، گھر میں کوئی مرد نہیں، جسے میں بھیج سکوں، میرے اس چھوٹے سے بچے کو جہاد کے لیے قبول فرما لیجیے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ بچہ کیسے جہاد کرے گا؟...... یہ تو اتنا چھوٹا ہے کہ کھڑا بھی نہیں ہو سکتا، یہ کس کام آئے گا؟...... عرض کرنے لگی: "جی ہاں! یہ واقعی اتنا چھوٹا ہے، مگر آپ اسے قبول کر لیجیے اور اے اللہ کے نبی ﷺ! اس بچے کو کسی ایسے مجاہد کے ہاتھ میں دے دیجیے جس کے پاس ڈھال نہ ہو تاکہ جب دشمن تیروں کی بارش برسائے تو وہ مجاہد ان تیروں سے بچنے کے لیے ڈھال کے طور پر میرے بیٹے کو آگے کر دے، میرا بیٹا دشمن کے تیروں کو روک تو سکتا ہے۔" اللہ اکبر!

جس قوم کی عورتوں میں شہادت اور قربانی کا یہ جذبہ ہو اس قوم کے مردوں کا عالم کیا ہوگا!!؟

ایک بنیادی بات جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن میں ایک Spirit (جذبہ) پھونک دی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی۔ ان کے دلوں میں ایک جذبہ بھرا ہوا تھا۔ اس لیے وہ لوگ اللہ کے راستے میں جان دینے کو جو کہ ہیں بڑا اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے۔

شاباش اے جذبۂ ایمانی!

بدر کا میدان ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے آئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا بیٹا جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا، بعد میں مسلمان ہوا، وہ کفار کی طرف سے آتا ہے۔ جنگ کے کچھ دنوں بعد دونوں باپ اور بیٹا کسی موقع پر اکٹھے بیٹھے تھے۔ بیٹا کہتا ہے: ''ابا جان! بدر کے دن فلاں موقع پر آپ میری تلوار کی زد میں آئے تھے، لیکن میں نے آپ کو اس لیے چھوڑ دیا کہ آپ والد ہیں اور میں نے وار نہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بیٹا! میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر اس دن تو ابوبکر کی تلوار کے نیچے آجاتا تو میری تلوار تیرے جسم کے ٹکڑے کر دیتی۔''

ایک نازیبا غلط فہمی:

محترم سامعین! آپ ذرا اپنے ذہنوں سے سوچیے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں یوں قربانیاں دینے والے ہوں۔ ان ہستیوں کے بارے میں یہ توقع رکھنا کہ ان کے اوپر قربانی کا موقع آیا تو ان کی مستورات نے چادریں اتاردیں، اپنے بال بکھیرے، سروں میں مٹی ڈالی، یہ کتنی بعید از قیاس بات ہے!! ایسی ہرزہ سرائی صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو ان ماحول سے ناواقف ہو، جو اس ماحول کو اور ان عظیم ہستیوں کے ایمانی مقام کو بالکل ہی نہ سمجھے، صرف وہی شخص ایسی بات کر سکتا ہے۔ ورنہ جو ان لوگوں کی قربانیوں سے واقف ہے وہ قطعاً ایسی کوئی بات نہیں کر سکتا۔ وہ جانتا ہے کہ ان میں ایک سے بڑھ کر ایک، دین کے لیے قربانیاں دینے والا تھا۔ ایک ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی قربانیوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھا جائے اور پرکھا جائے تو حقیقتوں کے مینار نظر آتے ہیں۔

تاریخ اسلام کی ایک روشن حقیقت:

اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ بنا دیا تھا، کہ ان کے دلوں میں جہاد کا جذبہ بھر دیا تھا، ان کو شہادت کا رتبہ سمجھا دیا تھا اس لیے ان کے لیے اپنی جان کو اللہ کے نام پر قربان کرنا بالکل آسان تھا۔ لہٰذا جب آپ یہ ماضی ذہن میں رکھ کر سنیں گے، یہ Background (پس منظر) اپنے ذہن میں رکھیں گے تو آپ کو کربلا کا سارا واقعہ بہت آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ مگر یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ یہ وہ حضرات تھے جو اللہ کے راستے میں اپنی جان تک قربان کر دینا اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے۔ روتے نہیں، بلکہ خوش ہو کر قربانیاں دیتے تھے۔ دعائیں مانگ مانگ کر اللہ کے راستوں میں شہید ہونے کی تمنا کرتے تھے۔ شہادت ان کی زندگیوں کا گوہر مقصود ہوا کرتا تھا۔ اس حقیقت کو اگر پیش نظر رکھیں گے تو میری اگلی بات سمجھ میں آجائے گی۔

سانحہ کربلا...... دو نقطہ ہائے نظر:

محرم کے ان دنوں میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی اور ان کے ساتھ کربلا میں جو پیش آیا، اس کو عام طور پر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے، لیکن اس کی تفصیل ہر آدمی کی اپنی سوچ، فکر اور ایمانی جذبے کے مطابق ہوتی ہے۔

(۱) کافری انداز:

جو بزدل آدمی ہوگا وہ اپنے پر قیاس کرے گا کہ اگر میرے گھر کے لوگ اس طرح مر جاتے تو ہم بال نوچتے، مٹی ڈالتے اور واویلا کرتے، کہ ہمارے ساتھ یہ مصیبت پیش

www.besturdubooks.wordpress.com

آئی اللہ! دوان کو اپنے پر قیاس کرتے ہیں۔

(۴) ایمانی انداز:

مگر جو ایمان والے ہیں، جن کے دلوں میں قربانی کا مادہ بھرا ہوا ہے اور جن کے دلوں میں نورِ ایمان چھپا ہوا ہے، وہ اس عظیم واقعہ کو حقائق کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک تاریخِ اسلام کا تسلسل ہے، جس کی بنیاد پیغمبرِ اسلام ﷺ نے رکھی تھی۔ پھر آپ کے عشاق نے اس پر کتنی اینٹیں لگائیں!؟ بنیاد کو مضبوطی سے اوپر اٹھایا اور پھر بعد میں آنے والوں نے اس پر عالیشان عمارتیں کھڑی کیں۔ ان حضرات نے ایسی عظیم قربانیاں دیں اور کارہائے نمایاں انجام دیے کہ انسان ان کو دیکھتا ہے تو ان کی عظمت پر حیران رہ جاتا ہے۔

کوفی...... لا یوفی:

یہ واقعہ میں آج آپ حضرات کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفے سے بھیجے گئے کچھ خطوط ملتے ہیں کہ آپ تشریف لائیے! ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور آپ کی غلامی میں زندگی بسر کریں گے۔ حالات کا جائزہ لینے کے لیے آپ نے اپنے ایک عاشقِ صادق حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا۔ جب وہ کوفہ میں پہنچے تو ان کا شایانِ شان استقبال ہوا، ایسا استقبال جو کہیں اقتدار کو اچھا نہ لگا۔ یزید نے کوفے کے گورنر کو معزول کر کے ابن زیاد کو حاکم بنا کر بھیجا۔ ابن زیاد نے وہاں آ کر ایک تقریر کی اور کوفیوں کو ڈرایا دھمکایا۔ چنانچہ محبت کے کھوکھلے نعرے لگانے والوں نے گیدڑ کا کردار ادا کیا اور بزدل ثابت ہوئے۔ اور پورا شہر جو ایک وقت میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو آنے کی دعوت دے رہا تھا اس نے اس طرح آنکھیں پھیریں کہ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

بھرے شہر میں کوئی اپنا نظر نہ آتا تھا۔

کربلا کا شہیدِ اوّل:

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہانی بن عروہ کے گھر چھپ گئے مگر بالآخر ان کو شہید کر دیا گیا۔ ان کا یہ چھپنا اپنی جان کے خوف سے نہیں تھا، یہ بات ان کی شان کے خلاف تھی۔ بلکہ وہ خفیہ طور پر خط لکھ کر سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حقیقتِ احوال سے آگاہ کرنا چاہتے تھے، جبکہ اس سے پہلے وہ شروع میں کوفیوں کی محبت و عقیدت کو دیکھ کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط بھیج چکے تھے کہ حالات سازگار ہیں، آپ تشریف لے آئیے۔

چل دیے سوئے مقتل:

وہ خط آپ رضی اللہ عنہ کو ملا، اس سے تصدیق ہوئی کہ مجھے جانا چاہیے۔ چنانچہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے قافلے کے ساتھ روانگی کا ارادہ فرما چکے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور کئی دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے منع بھی فرمایا مگر آپ رضی اللہ عنہ کے پیشِ نظر کوفیوں کے بارہ ہزار خطوط تھے۔ پھر مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی اس بات پر مہر تصدیق تھی، اس لیے آپ نے روانگی فرما دی۔

تدبیر اور تقدیر دوبدو:

آپ نے تدبیر کی مگر تقدیر ہنس رہی تھی۔ بندہ سوچتا کچھ اور ہے اور اس کو پیش کچھ اور آیا کرتا ہے۔ یہ اللہ کا دستور ہے، سنت اللہ ہے، کیونکہ اس نے اپنے کلام پاک میں یہ فرما دیا:

﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (یوسف: ۲۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور اللہ اپنی تدبیر میں غالب ہے، اکثر لوگوں کو اس بات کا علم نہیں۔"

...... برادرانِ یوسف علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا کرنا چاہتے تھے؟ مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ پیش وہی آیا جو میرے مالک کی مرضی تھی۔

...... ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کے گلے پہ چھری چلانا چاہتے تھے، لیکن پیش وہ آیا جو میرے اللہ کو منظور تھا۔

...... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کس ارادہ سے قدم اٹھا رہے ہیں، مگر آگے پیش کیا آتا ہے؟ اس کو اللہ ہی جانتا تھا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے تین نکات:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جب کوفہ پہنچے تو ابن زیاد کی فوجوں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب صورت حال کو دیکھا تو آپ نے ان کے سامنے تین مطالبات پیش کیے، تین نکات ان کے سامنے رکھے:

① مجھے یزید سے ڈائرکٹ بات کرنے دی جائے...... یا

② مجھے واپس جانے دیا جائے...... یا

③ مجھے ملک سے باہر سرحد پر جانے کی اجازت دی جائے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تینوں شرائط حقیقت پر مبنی تھیں، لیکن ابن زیاد طاقت کے نشے میں اندھا ہو چکا تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ ابھی میرے سامنے اسی وقت وہ بیعت (خلافت) تسلیم کر لی جائے۔

جبلِ استقامت:

دوسری طرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے، جانتے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ جب میں حق پر ہوں تو اب اگر ساری دنیا بھی مخالف ہو جائے تو مجھے اس بات کی قطعاً پروا نہیں۔ بات سمجھ آئی.....؟

اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ میرے اور میرے قافلے کے ساتھ کیا بیت جائے؟ ان کے سامنے اسلام کی ایک تاریخ تھی۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے بڑے یوں قربانیاں دے کر گئے ہیں۔ اگر مجھے بھی قربانی دینا پڑی تو میں برضا و رغبت اور خوشی کے ساتھ ایسی قربانیاں پیش کروں گا۔ مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب میں سامان بقا میرے لیے ہے
اللہ کے رستے کی جو موت آئے مسیحا!
اکسیر یہی ایک دوا میرے لیے ہے
کیا غم ہے کہ ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

مناقب حسین رضی اللہ عنہ

* .... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بڑی دوعالم ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔
* .....وہ نواسہ رسول ﷺ اور جگر گوشہ بتول رضی اللہ عنہا تھے۔
* .... ان کی رگوں میں نبوی خون دوڑتا تھا۔
* .....وہ جرأت مند اور ارجمند تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

◈ ...... ان کے اندر بہادری کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی۔

◈ ...... وہ شجاعت حیدر رضی اللہ عنہ کے وارث تھے۔

◈ ...... وہ بلند ہمت انسان تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ میں اپنا سب کچھ اللہ کے لیے قربان تو کر سکتا ہوں، مگر یہ گردن کسی بندے کے سامنے جھک نہیں سکتی۔

کٹا کر گردنیں دکھلا گئے ہیں کربلا والے
کسی بندے کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

تشنہ لب ...... بر لب فرات:

جن کو اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے اور جن کی نگاہیں اللہ پر جمی ہوتی ہیں وہ ہر مصیبت کو خوشی سے جھیل جاتے ہیں، وہ اللہ کے نام پر تن من دھن کی بازی لگا دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسا بھی وقت آیا کہ پانی بند کر دیا گیا۔ بڑوں کے لیے تو پانی تھا ہی نہیں، معصوم بچوں کو بھی پینے کے لیے پانی نہ دیا گیا۔ زمین تنگ کر دیا گیا، جو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے وہ ایک ایک کر کے شہید ہونا شروع ہو گئے۔

جوانانِ رعنا کی شہادت:

علی اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے جوان بیٹے آگے بڑھتے ہیں اور عربی میں فرماتے ہیں:

أَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ
نَحْنُ وَ بَيْتِ اللّٰهِ أَوْلَى بِالنَّبِيِّ

”میں علی بن حسین بن علی ہوں اور کعبہ کے رب کی قسم! ہم نبی ﷺ کے زیادہ قریب ہیں۔“ (سیر اعلام النبلاء: ۳/۲۰۳، البدایہ والنہایہ: ۸/۲۰۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں اور اسی کے راستے میں جامِ شہادت نوش فرماتے ہیں۔ جوان بیٹے نے شہادت کا جام نوش کیا، ایسا نہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خوف کھا گئے ہوں۔ ہرگز نہیں، بلکہ ان کے دل کی یہ صدا تھی کہ اے اللہ! یہ باغ تو نے تیرے لیے ہی لگایا تھا۔ تو اس میں سے جو پھول پسند کرے میرے لیے سعادت ہے۔

میری قسمت سے الٰہی! پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

آپ رضی اللہ عنہ کے باقی ساتھی بھی شہادت حاصل کرنے کے لیے باری باری آگے بڑھ رہے ہیں۔ مستورات کو پتہ چلتا ہے کہ علی اکبر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں مگر انہوں نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا، کیونکہ ان کے سامنے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے واقعات تھے...... یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ کون حمزہ؟ جو سید الشہداء تھے۔ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" (جامع الاحادیث للسیوطی، رقم: ۱۳۰۱۸)

"قیامت کے دن اللہ کے نزدیک شہیدوں کے سردار (حمزہ رضی اللہ عنہ) ہوں گے۔"

ان کو بارگاہِ نبوت سے یہ خطاب ملتا ہے۔ ان کی شہادت کی ذرا تفصیل عرض کر دیتا ہوں۔

شہیدوں کا سردار:

احد کا میدان ہے، وحشی نے تیر پھینکا یا نیزہ پھینکا، جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو لگا، جس سے آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو جاتے ہیں۔ ہندہ نے یہ قسم کھا لی تھی کہ میں اپنے والد کا بدلہ لوں گی اور حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبا ڈالوں گی۔ چند بے دردوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی لاش کے اوپر تلواریں چلائیں، آنکھ کے اندر نیزے گاڑ دیے، آپ رضی اللہ عنہ کے کان کاٹ لیے گئے، ناک کاٹ لیا

www.besturdubooks.wordpress.com

گئی، زبان کاٹ دی گئی، سینہ کھول کر اندر سے دل اور جگر کو نکالا گیا۔ ہندہ نے اس دل اور کلیجے کو چبایا اور ان کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ۱/۱۱۰)

ہندہ اپنی عداوت کو پورا کرنا چاہتی تھی، لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سید الشہداء کے اعضا کا بنا ہوا ہار ہے، جس گلے میں پڑے گا، یا تو وہ گردن جھک جائے گی، یا ہمیشہ کے لیے کٹ جائے گی!! چنانچہ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ ہندہ نے گلے میں ہار پہنا اور بے چاری ہار گئی۔۔ بالآخر اس کو ایمان قبول کرنا پڑا۔ نبی علیہ السلام کے قدموں میں آنا پڑا۔

نبوت بھی رو پڑی:

جہاد کے بعد رسول اللہ ﷺ شہدائے اسلام کی لاشوں کو دیکھتے ہیں۔ اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا، مگر دیکھا نہیں جاتا تھا۔ جن آنکھوں میں نیزے گھونپ گئے ہوں، زبان کاٹ دی گئی ہو، ناک اور کان کاٹ دیے گئے ہوں، سینہ کھول کر اندر سے دل اور کلیجہ نکالا گیا ہو، آپ ذرا سوچیں! اس لاش کا کیا عالم ہوگا!؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب یہ حالت دیکھی تو آپ ﷺ رونے لگے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کی مبارک آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگ گئے۔

شہید کی بہن کا صبر عظیم:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بھائی کی شہادت کی خبر ملی تو آپ میدان جنگ کی طرف بھائی کی لاش کی طرف چل دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے منع کرنا چاہا کہ مبادا برداشت نہ کر سکیں۔ صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا کہ میں تو بھائی کو مبارک باد دینے جا رہی ہوں۔ میرے آقا ﷺ نے جانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ میں آئی ہوں اور بھائی کے چہرے کو دیکھتی ہوں، مسکرانے کے انداز میں دو باتیں کہتی ہوں اور ان کو اللہ کے حوالے کر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے واپس تشریف لے جاتی ہیں... (مجالس ابرار، واعظ، ص ۲۴۳)

جب علی اکبر کی شہادت کی خبر پہنچی تو مستورات کے ذہن میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی وہ قربانیاں تھیں، نامکہ بی بی رضی اللہ عنہا کی قربانیاں ان کے ذہن میں تھیں، وہ جانتی تھیں کہ انہیں صبر کرنا ہے۔

آ گیا عین لڑائی میں جب وقت نماز:

بالآخر وہ وقت آیا جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خود آگے بڑھتے ہیں، دشمنوں کے ساتھ تیغ زنی ہوتی ہے، حتیٰ کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ اب ذرا اندازہ کیجیے! دشمن کے گھیرے میں ہیں۔ جان کا معاملہ ہے۔ تیروں کی بارش ہو رہی ہے مگر جب نماز کا وقت آیا تو یہ نہیں فرمایا کہ نماز قضا کر دی جائے..... ہرگز نہیں! کیوں؟ اس لیے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ مجھ سے پہلے میرے چچا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عملی طور پر ایک سبق تعلیم فرما دیا تھا کہ عین مصلے نبوی ﷺ پر نماز کی امامت کی حالت میں جب ان پر خنجر کا وار کیا گیا تھا اور وہ زخموں کی تاب نہ لا کر گر گئے تو گرتے گرتے بھی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نماز کا امام بناتے ہیں اور نماز پوری کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ ان کو پتہ تھا کہ یہی سجدہ ہے جو

..... عمر فاروق رضی اللہ عنہ کر کے دکھا گئے۔

..... عثمان غنی رضی اللہ عنہ کر کے دکھا گئے۔

ان کے سامنے وہ تاریخ تھی۔ وہ اس موقع کے لیے تو بہت پہلے سے تڑپ رہے تھے۔

قابل رشک سجدہ:

اللہ کی قسم! یہ وہ سجدہ ہوتا ہے، جس پر عبادت کو بھی رشک آتا ہے۔ ایسا ایک سجدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کی ساری زندگی کی عبادتوں کا سرتاج بن جاتا ہے۔ اب وہی وقت آ گیا تھا کہ اِدھر سے نماز کا وقت ہے اور اُدھر سے دشمنوں کا گھیرا ہے، مگر آپ رضی اللہ عنہ پھر بھی نماز کے لیے سر کو جھکا دیتے ہیں اور اپنی اس تمنا کو پورا کرتے ہیں "کاش! یہ جبین! یہ وقت سجدہ میں جھک جائے کہ جب اللہ کے راستے میں شہادت کی سعادت نصیب ہو رہی ہو۔"

چنانچہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے وہ سجدہ کیا جو سجدوں کا بھی جھومر بن گیا۔۔۔ ایک وہ سجدہ جس پر لاکھوں سجدے انسان قربان کر دے۔ ایک وہ سجدہ جس کو دیکھ کر ملائکہ بھی انسان کی عظمت کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ وہ سجدہ جس کے اوپر انسانیت کو رشک آتا ہے۔ وہ سجدہ جس کو دیکھ کر انسان کے خلیفۃ اللہ بننے کی بات سمجھ آتی ہے۔۔۔۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے وہ سجدہ کر دیا۔ اپنی جان اللہ کے سپرد کر دی، لیکن اللہ کے فریضے کو ادا کر کے بتا دیا کہ دیکھو! حق والے اپنی جان تو دے سکتے ہیں، مگر اللہ کے حکم کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اللہ اکبر!!!

قربانیوں کا درس:

ان عظیم قربانیوں سے ہمیں کچھ سبق ملتے ہیں۔ ان واقعات سے ہمیں کچھ باتیں سمجھ آتی ہیں:

......ان حضرات کے اندر صبر و استقامت کس طرح کوٹ کوٹ کر بھری گئی تھی!!

......وہ کتنے بلند حوصلے والے لوگ تھے!!

.. ان کے دلوں میں جذبہ کس قدر تھا!!

انہوں نے ہمیں ایک سبق سکھایا جو ہمیں آج سمجھنا ہے۔ سمجھنے کے بعد زندگی میں اس پر عمل کرنا ہے۔ گویا بتا دیا کہ اللہ والے زندگی ایسے گزارا کرتے ہیں، اللہ والے اللہ کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیا کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے ہمیں اسلام کی تاریخ سمجھا دی اور بتلا دیا کہ اگر آئندہ بھی اسلام پر وقت آ جائے تو اس سے کیسے نبرد آزما ہونا ہے۔

پیاس کا چلہ:

اگر اہل بیت اطہار کو تین دنوں کے لیے پیاسا رہنا پڑا تو انہوں نے اس پر صبر کیا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم سے پہلے عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو ذی النورین تھے، وہ چالیس دن محاصرے میں پیاسے رہے۔ جب ان کو شہید کیا گیا تو وہ بھی اللہ کا قرآن پڑھ رہے تھے اور اللہ کا قرآن قیامت کے دن ان کی شہادت پر گواہ بنے گا۔

عظیم شہادتوں پر عظیم گواہ:

میں حیران ہوتا ہوں اس جماعت کی عظمت پر کہ وہ کیسے عظیم لوگ تھے!

..... کسی کی شہادت کی گواہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا محراب دے گا۔

..... کسی کی شہادت کی گواہی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے۔

..... کسی کی شہادت کی گواہی اللہ کا قرآن دے گا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن اپنے چچا (حمزہ رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی گواہی اللہ کے سامنے میں خود دوں گا۔'' (کنز العمال، رقم: ۱۱۷۳۸)

درس گاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باکمال شاگرد:

یہ کیسی جماعت تھی!..... حیران ہوتے ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ تھے۔ واقعی! انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا حق ادا کر دیا..... یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب استاد کامل ہوتا ہے تو پھر شاگرد بھی ایسے کامل بنا کرتے ہیں۔ درخت اپنے پھل

www.besturdubooks.wordpress.com

سے پہچانا جاتا ہے..... رسول اللہ ﷺ کی عظمت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس جماعت کو سامنے رکھ کر سمجھ میں آتی ہے، وہ کیسے کامل استاد تھے جنہوں نے ایسے ایسے شاگرد تیار کر دیے!! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے عظیم کردار سے قربانی کی حقیقت سمجھا دی کہ اے بندے! تیرا سب کچھ اللہ کا ہے۔ یاد رکھنا! جب ایسا وقت آجائے تو اپنا سب کچھ اللہ کے نام پر قربان کر دینا۔ اللہ اکبر!!

یہ وہ لوگ تھے جو زبان حال سے یوں گویا ہوتے ہیں۔۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

اللہ والوں کا شعار:

لہٰذا ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھنی چاہیے کہ جو کچھ ہوا اور جو قربانیاں دی گئیں، وہ خوش ہو کر دی گئیں، برضاء ورغبت دی گئیں۔ ایسا ہرگز نہیں تھا کہ جب قربانی دی جارہی تھی تو دل تنگ تھا یا اندر سے رو رہے تھے، ایسا بالکل نہیں تھا۔ یہ ایک بنیادی بات ہے۔ اگر یہ سمجھ آگئی تو واقعہ کربلا پورا کا پورا آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ انہوں نے خوش ہو کر جرأت کے ساتھ قدم آگے بڑھایا.....

..... اللہ کا نام بلند کرتے ہوئے۔

..... اللہ کے حکموں کو پورا کرتے ہوئے۔

.. اللہ کے راستے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اور یہ اللہ والوں کی شروع سے عادت رہی ہے۔ یہ شروع سے ان کی تاریخ ہے۔

عظمت واستقامت کی درخشندہ روایت:

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک عیسائی بادشاہ نے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو گرفتار کر لیا۔ اس کے عقلمند اور وزیروں نے ان کے چہروں پر دانائی اور دانش مندی کے آثار دیکھے تو انہوں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اگر آپ کسی طرح ان کو اپنے دین پر لے آئیں تو یہ آپ کی فوج کے سپہ سالار بن سکتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے ان کو اپنے دین پر لانے کی ہر ممکن کوشش کی اور بالآخر ان کو جان سے مارنے کی دھمکی دے دی۔ لیکن وہ عظمت کے پہاڑ تھے، انہوں نے بادشاہ سے کہا: ''تو جو کرتا ہے کر لے، ہم یہ بات نہیں مان سکتے۔'' اس نے کہا کہ بہت اچھا! ایک بڑے کڑاھے میں تیل گرم کیا گیا اور ان میں سے ایک کو اس ابلتے تیل میں ڈال دیا گیا، اس لیے کہ شاید دوسرے صحابی ڈر کر بات مان لیں۔ جب دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ بادشاہ نے سمجھا کہ شاید اس کا دل پسیج گیا ہے۔ بادشاہ نے صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تو پہلے بھی کہہ رہا تھا کہ بات مان لو۔ اگر پہلے بھی بات مان لیتے تو میں ان کو بھی تیل میں نہ ڈالتا۔ اس پر انہوں نے بادشاہ کو شیر کی طرح دیکھا اور فرمایا: ''او اللہ کے دشمن! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں اس بات سے ڈر گیا ہوں کہ تو مجھے تیل میں ڈالے گا اور میں جل کر کباب بن جاؤں گا؟ ہرگز نہیں! بلکہ میں تو یہ بات سوچ کر رو پڑا کہ میری ایک جان ہے۔ یہ ایک ہی دفعہ جل کر ختم ہو جائے گی، میرے دل میں تمنا تو یہ ابھر رہی تھی کہ اے کاش!! میرے بدن پر جتنے بال ہیں اتنی جانیں ہوتیں، تو مجھے اتنی مرتبہ تیل کے کڑاھے میں ڈالا جاتا اور میں اتنی جانوں کا نذرانہ اللہ کے حضور پیش کرتا۔ (کنز العمال، رقم: ۳۷۲۸۳)

خانوادۂ نبوت ﷺ کی پاکباز مستورات:

یہ دو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جن کی قربانیاں آج بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ وہ مرد آہن

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ تھے۔ وہ شیر دل لوگ تھے۔ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھوں میں تربیت پا چکے تھے۔

یہ لوگ باحیا اور باخدا مستورات کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں کہ شہدائے کربلا کے غم میں انہوں نے اپنے ہاتھوں سے دوپٹوں کو سر سے اتارا، اپنے بالوں کو بکھیرا اور پھر سروں میں مٹی ڈالی۔ شاید یہ ان کو اپنے آپ پر قیاس کر کے یہ باتیں کرتے ہیں، جبکہ حقیقت ہرگز ایسی نہیں۔ وہ صابرہ شاکرہ عورتیں تھیں۔ وہ اپنی پیشانیوں کو اللہ کے حضور سجدے میں ٹیک کر اپنے مردوں کی کامیابی کے لیے دعائیں کرنے والی عورتیں تھیں۔ ذرا اس ماحول کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ وہ ماحول کیا تھا؟ ان کے دلوں میں شہادت کا جذبہ کیسے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا؟ پھر یہ بات سمجھ آ جائے گی۔

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے:

میں آپ کو ایک اور واقعہ سنا دیتا ہوں، شاید اس سے بات سمجھنی آسان ہو جائے۔ یہ وہ واقعہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش آیا۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ۔ رسول ﷺ مدت کے بعد جہاد سے واپس لوٹتے ہیں۔ شہر میں پیشگی اطلاع پہنچ جاتی ہے کہ فلاں فلاں مجاہد واپس آرہے ہیں۔ جب وہ جہاد کے لیے گھر سے رخصت ہوئے تھے تو اس وقت ان کی بیوی امید سے تھیں۔ اللہ نے ان کو بعد میں بیٹا عطا فرمایا۔ چنانچہ بچہ بڑا ہو گیا تھا۔ اللہ کی شان کہ خاوند کے گھر پہنچنے سے تھوڑی دیر پہلے وہ بچہ اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اب اس صحابیہ نے سوچا کہ میرا خاوند اتنے عرصہ بعد گھر آرہے ہیں، اگر میں ان کو پہنچتے ہی بیٹے کی وفات کی خبر دوں گی تو ہو سکتا ہے کہ ان کا دل بہت زیادہ رنجیدہ اور غمگین ہو۔ مجھے خاوند کا خوشی سے استقبال کرنا چاہیے اور ان کا دل خوش کرنا چاہیے۔ لہٰذا انہوں نے بچے کو غسل اور کفن دے کر ایک چارپائی پر ڈال دیا اور اس کے اوپر ایک چیز ڈال دی۔ خاوند جب گھر آئے تو کچھ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیر بعد انھوں نے پوچھا کہ کیا بنا؟ بیوی نے کہا: "اللہ نے بچا دیا۔" پوچھا: "کہاں ہے؟" بیوی نے جواب دیا کہ وہ اس وقت سکون میں ہے۔ یعنی آرام میں ہے۔ وہ سمجھے کہ شاید سو رہا ہوگا، کیونکہ رات کا وقت قریب تھا۔ خاوند کو رات کو کھانا پیش کیا۔ بعد میں آپس میں باتیں کیں اور اکٹھے لیٹ گئے۔ رات کو خاوند نے ملنے کی خواہش کی تو بیوی نے خود کو پیش کر دیا... آپ اندازہ کیجیے کہ یہ وہ عورت ہے جس کے سامنے بیٹے کی لاش پڑی ہے، مگر خاوند کو راحت کا سامان فراہم کیا......

رات گزر گئی، صبح بیدار ہوئے تو بیوی خاوند سے مخاطب ہوئی اور سوال کیا: "اگر کوئی امانت دے اور پھر واپس مانگے تو کیا اسے لوٹا دینی چاہیے؟" خاوند نے کہا: "ہاں! بخوشی واپس دینی چاہیے۔" فرمانے لگیں: "اچھا! اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو ایک امانت دی تھی، وہ اس نے واپس لے لی ہے۔" جب انہیں علم ہوا کہ میرا بیٹا تو کب کا فوت ہو چکا تھا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں: "اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے اور میری بیوی نے مجھے بتایا نہیں۔" اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے ان کو دعا دی۔ چنانچہ اللہ نے اس رات کی ملاقات سے ان میاں بیوی کو بیٹا دیا جو بڑا ہو کر محدث اور مفسر بنا۔

(بخاری، رقم: ۱۳۰۱، مسند ابی یعلی، رقم: ۳۸۹۲)

عظیم ہستیوں پر تہمت:

جب مریدوں کا یہ حال ہو تو ان کے پیروں کا عالم کیا ہوگا! جب عام صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھروں میں عورتوں کے اندر اس قدر قربانی اور صبر کا مادہ تھا، برداشت کا اتنا مادہ تھا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر اہل بیت کی عورتوں کے اندر کتنا صبر بھرا ہوگا؟ ان کے صبر و استقامت کے کیا کہنے!!
آپ کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانا چاہتا ہوں کہ یوں کہنا کہ

......ان حضرات نے واویلا کیا، یا

......اپنے دل کی خوشی کے ساتھ قربانی نہ دی، یا

......ان کے اوپر یہ مصیبت ڈال دی گئی اور وہ اس مشکل میں پھنس گئے تھے۔

یہ بات ہرگز ٹھیک نہیں، یہ ان عظیم ہستیوں پر ایک تہمت ہے۔ یہ بات بہت اہم ہے اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے!

اسلام...... جری و باہمت لوگوں کا مذہب:

یقین جانیے! اگر ہمیں بھی شہادت کے متعلق وہ احادیث سمجھ آ جائیں جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائیں اور ہمارا ان پر یقین بن جائے تو پھر ہمارے لیے بھی خود کو شہادت کے لیے پیش کرنا کوئی مشکل نہیں ہوگا۔ یہ تعلیمات تھیں جو آپ ﷺ نے اپنی امت کو دیں۔ مومن Dynamic (فعال) آدمی ہوتا ہے۔ برنارڈ شا لکھتا ہے:

Islam is a religion but not for the lazy people.

''اسلام ایک مذہب ہے مگر سست لوگوں کے لیے نہیں۔''

یہ Dynamic لوگوں کے لیے ہے۔ یہ مذہب جری اور بے باک لوگوں کے لیے ہے۔ فعال اور متحرک لوگوں کے لیے ہے۔ وہ ایسی زندگی گزارتے ہیں جو متحرک اور محرک ہوتی ہے۔ ایسی باہمت زندگی گزارتے ہیں جو دوسروں کے لیے روشن مثال بن جایا کرتی ہے۔ چنانچہ سلف صالحین نے اپنی زندگیاں گزار کر ثابت کر دیا کہ مسلمان کی زندگی ایسی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فضائلِ شہادت

سنیے! اور دل کے کانوں سے سنیے! اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ شہید کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ ارشاد فرمایا:

"جب شہید کے جسم سے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسی وقت شہید کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔"

(جامع الاحادیث للسیوطی، رقم: ۳۰۰۲۰، کنز العمال، رقم: ۱۱۷۳۳)

اب جو بندہ شہادت کی یہ مژدہ سن چکا ہو اور اس کو یقین ہو کہ شہادت پر یہ انعام ملتا ہے تو کیا وہ اللہ کے راستے میں شہید ہونے کو بوجھ سمجھے گا؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! یہ بات کس نے ارشاد فرمائی؟ تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا... جن کو دشمن بھی صادق اور امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ جس زبان مبارک سے ہمیشہ سچ ہی نکلتا تھا... اس زبان فیض ترجمان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں: "شہید کے جسم سے جب خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔" (جامع الاحادیث للسیوطی، رقم: ۳۰۰۲۰، کنز العمال، رقم: ۱۱۷۳۳)

شہداء کی تمنا:

میرے پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جنتی اپنی جنتوں میں خوشی خوشی زندگی گزار رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے: "تمہیں کسی اور چیز کی طلب ہے؟" سب جواباً عرض کریں گے: "اے اللہ! ہمیں کسی اور چیز کی طلب نہیں۔" شہید

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کے حضور کہے گا: ''اے اللہ! مجھے ایک چیز کی طلب ہے۔'' اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: ''اے میرے بندے! تجھے کس چیز کی طلب ہے؟'' شہید عرض کرے گا: ''اے اللہ! میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تو مجھے دنیا میں بھیج دے، میں تیرے راستے میں پھر گردن کٹاؤں اور تیرے پاس آؤں اتو پھر بھیج دے، میں پھر گردن کٹاؤں اور پھر تیرے پاس آؤں۔'' (مسلم، رقم: ۱۸۸۷، مسند ابی عوانہ: ۳/۱۷۲)

شہید عرض کرے گا: ''اے اللہ! تیرے راستے میں گردن کٹاتے ہوئے جو لطف اور مزہ مجھے آیا تھا، وہ لطف تیری جنت میں بھی مجھے نہ مل سکا۔'' اللہ اکبر!!

ان احادیث مبارکہ میں شہادت کا مقام سمجھایا گیا کہ جو اپنے پروردگار کے نام پہ جان قربان کرتا ہے، اسے کیا رتبہ ملتا ہے؟ ایک حدیث شریف میں آتا ہے: ''قیامت کا دن ہوگا، اللہ تعالیٰ شہیدوں کو اپنے پاس بلائیں گے کہ جنہوں نے میرے نام پہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا وہ ذرا میرے قریب ہو جائیں۔ یہ مژدہ سن کر شہید جہاں جہاں کھڑے ہوں گے، آگے بڑھیں گے اور اللہ کے قریب پہنچیں گے، حتیٰ کہ اگر کسی شہید کے راستے میں ابراہیم خلیل اللہ بھی کھڑے ہوں گے تو وہ ایک طرف ہٹ جائیں گے اور شہید کو آگے جانے کا راستہ دے دیں گے۔ (کنز العمال، رقم: ۱۱۲۳۴)

شہید کو اللہ نے یہ فضیلت عطا فرمائی۔ شہید کو یہ بزرگی عطا فرما دی۔ شہید کو یہ کرامت عطا فرما دی کہ اللہ کے پیارے خلیل بھی ان کو راستہ دیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی جانوں کو راہ خدا میں قربان کر کے آئے ہوں گے۔ یہ وہ باتیں تھیں جو اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنے جان نثاروں کو سمجھائیں۔ ان فضیلتوں کو حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تڑپا کرتے تھے۔ زندگیوں کے سالہا سال اپنی دعاؤں میں شہادت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

تمنا اللہ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا مانگتے ہیں:

"اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ." (صحیح البخاری، رقم: ۱۸۵۷)

"اے اللہ! اپنے راستے میں مجھے شہادت کی موت عطا فرما۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آخری تمنا:

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بستر پر لیٹے ہوئے ہیں، آخری لمحات ہیں، رونے لگ گئے۔ لوگ دیکھ کر حیران ہوئے۔ کسی نے پوچھا: "خالد! تیرے اوپر بڑے بڑے امتحان آئے، مگر تو نے کبھی حوصلہ نہ ہارا، آج کیا بات ہے کہ ہم تیری آنکھوں میں آنسو دیکھ رہے ہیں؟" وہ جواب میں تڑپ کر کہتے ہیں: "ذرا میرے جسم کو دیکھو، اس پر تلوار کے سینکڑوں نشان ہیں۔" کہنے لگے کہ میرے دل میں ایک تمنا تھی کہ مجھے شہادت نصیب ہوتی۔ میں اس تمنا کو دل میں لے کر دشمن کی صفوں میں گھس جایا کرتا تھا۔ جہاں گھمسان کا رن ہوتا تھا، میں اپنے آپ کو ادھر لے جاتا تھا۔ شاید کہ مجھے شہادت نصیب ہو جائے۔ میرے بدن پر سینکڑوں زخموں کے نشان ہیں، مگر آج مجھے بستر پر موت آ رہی ہے۔ میں اس لیے اللہ کے حضور میں رو رہا ہوں کہ میری آرزو پوری نہ ہو سکی۔"

(اسد الغابۃ: ۱/ ۱۳۰۳، تہذیب التہذیب: ۳/ ۱۰۷)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اپنی تمنا پر حسرت کے اظہار پر کسی سننے والے نے یوں کہا: "خالد رضی اللہ عنہ بات یوں نہیں کہ آپ نے شہادت کی دعائیں کیں اور وہ پوری نہ ہو سکیں، بلکہ بات کچھ اور ہے۔ تجھے اللہ کی طرف سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے "سیف اللہ" کا لقب عنایت فرمایا ہے، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے اللہ کی تلوار کہا ہے۔ اگر تو میدان میں شہید ہوتا تو لوگ کہا کرتے کہ اللہ کی تلوار بھی توڑ دی گئی، لہٰذا میدان جنگ میں تجھے کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ی کا لال، ورنہ نہیں سکتا تھا۔ یہ تیری فضیلت ہے، چونکہ تو اللہ کی تلوار ہے اس لیے دشمنوں کو مولی گاجر کی طرح کترتا رہا اور آج اللہ کی تلوار اللہ کے حضور پیش ہو رہی ہے۔ "اللہ اکبر!" یہ وہ حضرات تھے کہ جن کے دلوں میں شہادت کی تمنا بے چین تھی، جن کے دل تڑپتے اور مچلتے تھے کہ کب ہمارے اوپر تلوار کا وار ہو اور اللہ کے حضور پہنچ جائیں۔

شہادت کی تمنا میں تو گھس جاتا تھا اعداء میں
مجھے اب بھی ترا شوق شہادت یاد آتا ہے

خون سے نہانے والے:

شہید کا مقام کیا ہے؟ سنیے کہ جب عام آدمی فوت ہو، چاہے وہ بڑا ولی ہو، قطب ہو، ابدال ہو یا غوث ہو تو اس کو غسل دو اور وردی پہنا دو۔ یعنی کفن دے دو، لیکن جب شہید کی باری آئی تو اللہ نے ضابطہ ہی بدل دیا۔ حکم فرما دیا کہ اسے پانی سے غسل دینے کی ضرورت نہیں یہ تو خون میں نہا چکا ہے۔ یہ میری محبت میں اپنے خون سے غسل کر چکا ہے، اور ہاں! اسے دوسری وردی بھی پہننے کی ضرورت نہیں، یہ جس حال میں شہید ہوا ہے اسی حال میں میرے حضور پیش ہو۔ جب یہ خون سے رنگین کپڑوں میں میرے سامنے آئے گا تو میں اس کو دیکھ کر مسکراؤں گا، یہ مجھے دیکھ کر مسکرائے گا۔ شہید کے لیے اللہ تعالیٰ شریعت کا ضابطہ بدل دیتے ہیں۔ اپنی جان کو اللہ کے سپرد کر دینا، اپنی جان کا اللہ کے نام پر نذرانہ پیش کر دینا، یہ کوئی معمولی بات نہیں۔

اہل بیت کی محبت، ہمارے ایمان کا جزو ہے:

ارے! جن کو شہادت کی سعادت مل رہی تھی ان سے کوئی پوچھ کر دیکھے کہ وہ کس قدر خوش ہو رہے تھے۔ ان کی تو گویا عید تھی کہ ہم نے اللہ کے نام پر اپنے پھول پیش کیے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اللہ نے وہ سب کے سب قبول فرما لیے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں! انہوں نے بال بکھیرے تھے۔

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا﴾

''بڑی سنگین بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے، جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں، وہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔''

وہ لوگ ہمارے (اہلِ سنت والجماعت کے) بارے میں کہتے ہیں: ''جی! ان کو تو اہلِ بیت سے محبت ہی نہیں'' کیوں ان سے محبت نہیں؟ وہ ہمارے سر کا تاج ہیں، ہمیں ان سے سچی محبت ہے، بلکہ ان کی محبت ہمارے ایمان کا جزو ہے۔

شہید کا سب سے بڑا اعزاز:

سنو! شہید کا رتبہ ذرا او رسن لو! شاید کسی کے دل میں شہادت کا جذبہ بیدار ہو جائے۔ ع

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری بات

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں یہ بات رقم فرمائی ہے کہ جب عام آدمی کی روح قبض کرنی ہو، چاہے وہ کوئی ولی ہو، غوث ہو ابدال ہو۔ تو ملک الموت کو بھیجا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب شہید کی روح قبض کرنے کا موقع آتا ہے تو اللہ رب العزت ملک الموت سے فرماتے ہیں: ''عزرائیل! تو پیچھے ہٹ جا، یہ بندہ میرے نام پہ جان دینا چاہتا ہے۔ اس کی جان کو میں خود اپنے ہاتھوں سے قبض کروں گا، اللہ اکبر!!

جی ہاں! جن کو شہادت کے رتبے کی قدر تھی اور جن کو شہادت کے انوکھے فضائل معلوم تھے، وہ تمنا کر کر شہادت کی دعائیں مانگا کرتے تھے:

''اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ.'' (صحیح البخاری: ۱۸۵۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

درسِ حسین رضی اللہ عنہ:

میرے دوستو! سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے میدان میں ہمیں اس بات کا سبق دے دیا کہ: ''اللہ والے گردنیں تو کٹوا سکتے ہیں، مگر کسی غلط چیز کے سامنے بھی جھک نہیں سکتے۔''

اور اہلِ بیت اطہار کی عظیم مستورات نے بھی کمالِ صبر کرتے ہوئے اس بات کو ثابت کر دیا کہ جو ایمان والی ہوتی ہیں، وہ اتنی بڑی بڑی قربانیوں پر بھی اللہ کے سامنے شکر کے سجدے بجا لایا کرتی ہیں۔ اللہ اکبر!!!

شکستہ دل سے جو آہ نکلے تو فرش کیا عرش کانپ اٹھے گا
درِ قفس جو وا نہ ہوگا تو ایک دن ٹوٹ کر رہے گا
کسی کے روکے سے حق کا پیغام کب رکا ہے جو اب رکے گا
چراغِ ایماں تو آندھیوں میں جلا کیا ہے جلا کرے گا

کیا سمجھتے ہیں؟؟؟ انہوں نے اپنے عمل اور کردار سے یہ سبق دے دیا کہ دیکھو!

...... ایمان والے اسی طرح جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

...... بہادری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

...... اور اسی طرح آگے بڑھ کر قربانیاں پیش کیا کرتے ہیں۔

دو اہم نکتے:

اس ساری تفصیل سے میں آپ کو دو اہم نکتے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ایک نکتہ یہ ہے: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک چیز کو غلط سمجھا تو آپ اپنے موقف پر

www.besturdubooks.wordpress.com

میدانِ کربلا میں ڈٹ گئے کہ میں اس غلط کو صحیح نہیں مان سکتا۔ یہ گردن کٹ تو سکتی ہے، لیکن ظلم کے سامنے جھک نہیں سکتی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی قربانیاں آج تک زندہ ہیں، قیامت تک زندہ رہیں گی اور لوگ ''حسینیت زندہ باد'' کے نعرے لگاتے رہیں گے۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ حسینیت کیا ہے؟ حسینیت یہ ہے کہ انہوں نے ایک چیز کو شریعت اور عزیمت کی رو سے غلط سمجھا، تو پھر وہ کٹ تو گئے، مگر اس کے سامنے جھکے نہیں۔ یعنی حسینیت سے مراد وہ چیز جو ناحق کو تسلیم نہیں کر سکتی اور نہ ہی غلط کے سامنے جھک سکتی ہے۔ اگلی اہم بات سمجھنے کے لیے یہ نکتہ ذہن میں رکھیے گا۔

اگلا اہم نکتہ یہ ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر یکے بعد دیگرے بیعت کی: ان کی خلافت کو دل و جان سے قبول کیا اور ان کی اطاعت اور سرپرستی میں زندگی گزاری۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو چاہتے تھے اور ان کو حق سمجھتے تھے۔ اگر ان کو حق نہ سمجھتے تو کبھی بیعت نہ کرتے۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ ان کے خلاف لڑائی نہیں کی، بلکہ ان کی خلافت کو قبول فرما لیا۔ اگر آپ ان کو حق پر نہ سمجھتے تو دستبردار نہ ہوتے، بلکہ خلافت کے احیا کے لیے جنگ کرتے۔ کیونکہ دینِ اسلام میں خلافت کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عظمتِ شان کے خلاف تھا کہ وہ ایک ایسے خلیفہ کو قبول کر لیتے جو حق پر نہ ہوتا۔

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی اپنے بڑوں کے نقشِ قدم پر چل رہے تھے۔ وہ بھی انہی کے تربیت یافتہ تھے۔ خلافت کے بارے میں ان کا موقف بھی اپنے بڑوں کے عین مطابق تھا، لیکن انہوں نے دیکھا کہ بعد والے اس معیار پر پورے نہیں اتر رہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ نے ان کو حق پر نہیں سمجھا لہذا ان کی بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، بمع ذات گئے اور جانیں قربان کر دیں۔ جبکہ پہلے والوں کو ان حضرات نے حق پر سمجھا تھا، اس لیے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔

چنانچہ میدان کربلا میں خلافت راشدہ ثابت ہو رہی ہے، لہذا قیامت تک جو ''حسینیت زندہ باد'' کا نعرہ لگا رہا ہوگا، وہ در حقیقت ''خلافت راشدہ زندہ باد'' کا نعرہ لگا رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین!)

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمتِ الٰہی سے فائدہ اٹھایئے

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمتِ الٰہی سے فائدہ اٹھایئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (البقرۃ: ۱۴۳)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ:

﴿وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا﴾ (الاحزاب: ۴۳)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ:

﴿نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (حجر: ۴۹)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ:

﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

دو ناموں میں رحمت کی طرف اشارہ:

اللہ رب العزت کے ننانوے صفاتی نام ہم سب کو معلوم ہیں۔ ہم پڑھتے رہتے ہیں۔ ان میں سے دو نام ہیں، رحمان اور رحیم۔ دونوں کا تعلق رحمت کے ساتھ ہے۔ قد بر نظر میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی نام کافی تھا، جو رحمت کی طرف اشارہ کرتا۔ دونوں نام رحمان اور رحیم، رحمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کو ایک مثال سے سمجھیے!

ایک ہوتا ہے آدمی کا مال دار ہوتا اور ایک ہوتا ہے اس کا سخی ہونا۔ یہ دو الگ الگ صفتیں ہیں۔ مال دار ہونا الگ صفت ہے اور سخی ہونا الگ صفت ہے۔ ممکن ہے آدمی مال دار ہو مگر اس کو خرچ کرنے کی عادت نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ سخی تو بڑا ہو مگر ہاتھ میں پیسے نہ ہو۔

وہ بندہ بڑا خوش نصیب ہے جس کے پاس دولت بھی ہو اور اسے مال خرچ کرنے کی عادت بھی ہو۔ اللہ رب العزت نے اپنے لیے جو دو نام بنائے رحمان اور رحیم، ان کا مقصد اس مثال سے آسانی سے سمجھا آ سکتا ہے کہ اللہ رب العزت وہ ذات ہے جس کی رحمت بھی بے انتہا ہے اور اس کی رحمت خرچ بھی بے انتہا و بے حساب ہو رہی ہے۔ اس لیے اللہ رب العزت نے اپنی رحمت کے لیے دو لفظ پسند فرمائے اور ان دونوں کا ذکر ''بسم اللہ'' میں کیا گیا۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

''اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں، جو رحمان اور رحیم ہے۔''

عمومی رحمت کا اعلان:

قرآن پاک کی جو آیت بیان کی گئی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحجر:۴۹)

''میرے محبوب! میرے بندوں کو بتا دو کہ بے شک میں بڑا ہی مغفرت کرنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہوں۔''

یہ بات کب کہی جاتی ہے؟ جب کچھ دینے کا ارادہ ہوتا ہے، کہ میرے بندوں کو بتا دو! میں بڑا ہی مغفرت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہوں۔ دوسری جگہ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (البقرۃ:۱۴۳)

''بے شک اللہ اپنے بندوں کے ساتھ بڑا ہی شفیق اور رحیم ہے۔''

اس کی صفت رحمت بڑی عجیب ہے۔ اس کی رحمتیں ہر وقت ہم پر برس رہی ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کی رحمت ہی تو ہے کہ ہم من مرضی کی زندگی گزارتے پھر رہے ہیں اور پھر اللہ رب العزت ہم سے اپنی نعمتیں واپس بھی نہیں لیتے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت ستاری کا صدقہ:

حضرت آدم علیہ السلام سے ایک بھول ہوئی، اس بھول کی وجہ سے اللہ نے ان کو جو جنت کی پوشاک پہنائی تھی، وہ واپس لے لی اور جنت میں جو مقام دیا تھا، اس کے بجائے دنیا میں بھیج دیا اور اپنی کتاب میں اس کا تذکرہ کر کے ساری مخلوق کو بھی بتا دیا۔ پوشاک لے لی۔ جنت سے دنیا کے اندر بھیج دیا۔ اس کا تذکرہ ساری مخلوق میں کر دیا۔

اب اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے آپ کو دیکھیں کہ ان سے تو بھول ہوئی تھی اور ہم سے گناہ ہوتے ہیں۔ گناہ کہتے ہیں: ''اللہ کے حکموں کی ارادتاً نافرمانی کرنے کو۔'' تو ہم ارادتاً گناہ کرتے ہیں اور بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اللہ رب العزت ہمارے ساتھ رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں! کتنے لوگ ہیں جو کپڑے اتار کر گناہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دوبارہ ان جسموں پر کپڑے واپس لوٹا دیتا ہے۔ اگر وہ کپڑے نہ واپس لوٹاتا، لباس چھین لیتا تو میرے دوستو! آج ہم کتنے لوگ ہوتے جو معاشرے میں بے لباس زندگی گزار رہے ہوتے۔

ہم گھر سے نکل کر گناہ کرتے ہیں اور میرا مولا پھر بھی ہمیں گھر واپس لوٹا دیتا ہے۔ ہم گناہ کرتے ہیں اور میرا پروردگار اس پر ستاری کرتا ہے۔ ان گناہوں کو چھپا دیتا ہے۔ جبکہ آدم علیہ السلام کی بھول کا ساری مخلوق میں تذکرہ کیا۔ اگر وہ ہمارے گناہوں کا بھی ساری مخلوق میں تذکرہ کر دے تو کیا بنے؟! ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔ اس لیے ہمارا اس دنیا میں عزت کی زندگی گزارنا اللہ تعالیٰ کی صفت ستاری کا صدقہ ہے۔

دو طرفہ رحمتیں:

پہلی قومیں جب گناہ کرتی تھیں تو ان پر ایک ایک گناہ کی وجہ سے بڑے بڑے عذاب آ جاتے تھے۔ لیکن آج دیکھیے کہ ہم کتنے بڑے بڑے گناہ کرتے ہیں مگر رحمۃ للعالمین کی دعائیں ہمارے اوپر سے ان عذابوں اور بلاؤں کو ٹالے ہوئے ہیں۔ ہمارے پیغمبر علیہ السلام بھی رحمۃ للعالمین اور ہمارا پروردگار بھی رحمان اور رحیم ہے۔ دونوں طرف رحمتوں کا معاملہ ہے۔

امت کی اتنی فکر!!!

نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ رب العزت نے ہر نبی کو اس دنیا میں ایک ایسی دعا کی اجازت دی کہ جس کو پورا کر دیا جائے گا۔ جس وقت اسی طرح پورا کر دیا جائے گا۔ اختیار دے دیا کہ جو مانگو گے اسی طرح پورا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے بھی دعا

www.besturdubooks.wordpress.com

مانگی، ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی، عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دعا مانگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ”اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کو بھی پھر اختیار دیا گیا؟“ فرمایا: ”ہاں! مجھے بھی دیا گیا۔“ پوچھا: ”اللہ کے نبی ﷺ! آپ نے کیا دعا مانگی؟“ فرمایا: ”میں نے اپنے لیے دنیا میں کوئی دعا نہیں مانگی۔ اس دعا کو میں نے اپنے لیے ذخیرہ بنا دیا ہے۔ جب امت قیامت کے دن حساب دے رہی ہوگی تو میں اس وقت دعا مانگوں گا اور اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا آخری امتی جنت میں داخل نہیں ہو جائے گا۔
سبحان اللہ! (بخاری، رقم: ۶۳۰۵، مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۰۸۶۳)

اللہ کی صفتِ رحمت کبھی جدا نہیں ہوتی:

اللہ تعالیٰ بڑے کریم ہیں۔ اس کی رحمت جلال اور غصے کے وقت بھی ختم نہیں ہوتی۔ مثلاً: باپ کو دیکھیں کہ وہ شفیق ہوتا ہے لیکن جب غصے میں آتا ہے تو شفقت ایک طرف، اب غصے میں ہے۔ بیٹا کوئی بات کرتا ہے تو کہتا ہے: ”خبردار! میرے سامنے مت آؤ۔“ کیوں؟ اس لیے کہ غصے میں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کا معاملہ کچھ اور ہے۔ اس کی صفتِ رحمت اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ اگر وہ کسی سے خوشی کی حالت میں خوش ہے اور وہ رحیم ہے تو عین اس وقت جب وہ کسی پر غصے میں ہے، جلال میں ہے، تب بھی اس کی رحمت کی صفت موجود ہوتی ہے۔ یہ معرفت شیطان کو بھی معلوم تھی۔ جب اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ﴾ (الحجر: ۳۴)

”نکل جا یہاں سے! تو مردود ہے۔“

اس کو پتہ تھا کہ اللہ رب العزت جلال میں ہیں۔ اس سے بڑی نافرمانی اور کیا ہو سکتی تھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مانا؟ اس نے عین جلال کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی:

﴿رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ (حجر: ۳۶)

''اے اللہ! مجھے قیامت تک کے لیے مہلت عطا فرما دے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ﴾ (حجر: ۳۷)

''ہم نے تجھے قیامت تک کے لیے مہلت عطا فرما دی۔''

جو پروردگار اپنے جلال کے عالم میں بھی رحیم ہے، وہ خوشی کے عالم میں کتنا رحیم ہوگا؟؟ ہم اس کے بندے ہیں، اگر ہم اس کی بندگی کریں گے تو اس کی رحمتیں ہمارے اوپر چھم چھم برسیں گی۔ اس رحمت کو کھینچنے والے مقناطیس اعمال ہوتے ہیں۔ جیسے قرآن پاک ہے۔ یہ رحمت کو کھینچنے کا مقناطیس ہے۔ فرمایا:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(اعراف: ۲۰۴)

''اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم اس کو سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

ذکرِ الٰہی رحمتِ الٰہی کا سبب ہے:

کئی اعمال ایسے ہیں جن کو کرنے سے اللہ رب العزت کی رحمت برستی ہے۔ مثلاً: کسی جگہ مختلف قصبوں اور شہروں سے آئے ہوئے بندے اگر اللہ تعالیٰ کی یاد میں بیٹھیں تو اللہ رب العزت کی اس مجمع پر رحمت برستی ہے۔

''إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ'' (صحیح مسلم، رقم: ۴۸۶۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

"کوئی بھی جماعت یا قوم اللہ کے گھر میں اللہ رب العزت کو یاد کرنے کے لیے بیٹھے تو ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔"

یہ اللہ کے محبوب ﷺ فرما رہے تھے۔

آپ یہاں آ کر اکٹھے ہوئے تو کوئی کاروبار تو مقصد نہیں تھا، کوئی دنیا کی چیز کا بھی مقصد نہیں تھا۔ مقصد فقط اللہ رب العزت کی یاد تھی۔ گویا ایسی محفلیں جہاں لوگ اللہ رب العزت کی یاد کے لیے اکٹھے ہوں، ان پر اللہ رب العزت کی رحمت برس رہی ہوتی ہے۔ جب اس طرح بیٹھ کر اس کے بندے اس کو یاد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہوں گے!؟

اللہ کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے:

اللہ رب العزت بڑے رحیم ہیں۔ وہ اتنے رحیم ہیں کہ ان کی رحمت انسان کی مغفرت ڈھونڈتی ہے۔ اس لیے فارسی میں کسی نے کہا:

رحمتِ حق بہا نمی جوید

رحمتِ حق بہانہ می جوید

"بہا" قیمت کو کہتے ہیں۔ جیسے بیش بہا (بیش قیمت) بہا سے بھاؤ کا لفظ نکلا۔

"اللہ کی رحمت قیمت نہیں مانگتی، اللہ کی رحمت تو بہانہ مانگتی ہے۔"

جب اللہ رب العزت کی رحمت مغفرت کے لیے بہانہ ڈھونڈتی ہے تو میرے دوستو! ہم مغفرت کے لیے بہانے بھی نہ پیش کر سکیں، پھر تو ہم بہت ہی گئے گزرے ہوں گے۔ بہانہ کیا؟ ہم اس کی یاد کے لیے آئیں، بیٹھیں تو تائب ہو جائیں۔ یہ مغفرت کا بہانہ بن جائے گا کہ یہ بندہ آیا، محفل میں بیٹھا اور اپنے گناہوں پر نادم اور شرمندہ ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گزر رہا ہوں۔ اس نے آئندہ گناہوں سے توبہ کرنے کا ارادہ کیا۔ توبہ کی کہ آئندہ نیکوکاری کی زندگی گزاروں گا۔ یہ چیز اللہ رب العزت کی رحمت کو جوش دلاتی ہے۔ پھر اس کی رحمت بندوں پر خوب برستی ہے۔

آؤ میرے بندوں! آؤ!

اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ بندوں کو جہنم میں بھیجیں۔ وہ تو بلاتے ہیں:

﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ﴾ (یونس: ۲۵)

''اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف بلا رہا ہے۔''

وہ تو مالک الملک ہیں۔ ان نے بلا لیا۔ آؤ میرے بندوں! آؤ میرے سلامتی والے گھر کی طرف۔ میں نے تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بنا یا ہوا ہے۔ ہاں! بندے خود اس کی طرف متوجہ ہوں تو پھر کیا کریں؟

شیطان کی خوش فہمی:

ایک بزرگ جن کا نام عبداللہ بن حنیفؒ تھا۔ وہ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ان کو کہیں شیطان مل گیا۔ شیطان ان سے کہنے لگا: ''عبداللہ! میری بھی مغفرت ہو جائے گی؟'' انہوں نے کہا کہ تیری مغفرت تو نہیں ہوگی۔ وہ کہنے لگا: نہیں! قرآن مجید میں ہے:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

''بے شک میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔''

میں بھی ایک شے ہوں، اس کی رحمت میرے اوپر بھی ہوگی اور میری بخشش ہو جائے گی۔'' وہ فرمانے لگے: ''نہیں نہیں! یہ تو ایمان والوں کے لیے ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ﴾ (الاعراف:۱۵۶)

شیطان کہنے لگا: ”یہ تو تیری لگائی ہوئی شرط ہے۔ اس نے تو فرما دیا:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الاعراف:۱۵۶)

اب ”کل“ میں سے تو مجھے کیوں نکال رہا ہے؟ یہ تو تو نکال رہا ہے۔ اس نے تو ”کل“ کا لفظ استعمال کر لیا۔“ جب اس نے یہ بات کی تو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے حیران ہوئے اور وہ مذاق اڑاتا ہوا چلا گیا کہ اس سے تو اچھا تھا کہ تو کوئی جواب نہ دیتے۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

یہ واقعہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو بیان کر کے ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ اگر شیطان مردود سے میرا آمنا سامنا ہوتا تو میں اس بات کا جواب دیتا۔ شاگردوں نے پوچھا: ”حضرت! آپ کیا جواب دیتے؟“ فرمایا: ”میں جواب دیتا کہ

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اللہ کی رحمت ہر چیز پر وسیع ہے اور شیطان! تو بھی ایک چیز ہے، مگر جو چیز اس رحمت میں خود نہ آنا چاہے پھر اس کا علاج کون کرے؟ اللہ کی رحمت تو چاہتی ہے کہ ہر چیز میرے اندر آ جائے، لیکن جو خود ہی رحمت کی چادر کے نیچے نہ جانا چاہے تو کیا کیا جا سکتا ہے؟ میں کہتا کہ مردود! تو اگر سجدہ کر لیتا تو رحمت کی چادر میں تجھے بھی جگہ مل جاتی، تو نے تو خود انکار کر دیا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

موقع سے فائدہ اٹھائیں!

میرے دوستو! ہم بھی اسی طرح اپنی غفلت کی وجہ سے کئی مرتبہ اللہ کی رحمت کی چادر کے نیچے جانے سے غفلت برتتے ہیں۔ گناہوں پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ کی رحمت ہمیں ایسے موقعے دیتی ہے، جہاں بیٹھ کر ہم اللہ کے حضور توبہ کر سکتے ہیں، مگر ہم ان موقعوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ہم وہ موقعے گنوا دیتے ہیں اور اللہ کی رحمت سے خود ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ بندے جہنم میں جائیں۔ اس نے فرمایا:

﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ (النحل: ۳۳)

''ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا، بلکہ یہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔''

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے اتمام حجت کی۔

...... پہلے پیغمبر بھیجے۔

...... انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔

...... اپنی کتاب بھیجی۔

...... اپنے محبوب ﷺ کے دندان مبارک تک شہید کروا دیے۔

یہ کس لیے تھا؟ اس لیے تھا کہ میرے بندوں کو پتہ چل جائے کہ میں خود اور میرے محبوب ﷺ کتنا چاہتے ہیں کہ تم میری رحمت میں داخل ہو جاؤ۔ میرے دوستو! ہم خود غافل ہوتے ہیں۔

اللہ بھی بندے کو یاد کرتا ہے!

اس کی رحمت کا معاملہ تو ایسا ہے کہ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

"فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ"

"(اگر میرا کوئی بندہ) مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔"

اب ذرا سوچیں کہ آدمی اپنے محبوب کا تصور کر کے کتنا خوش ہوتا ہے کہ اگر میں اسے یاد کر رہا ہوں تو وہ بھی مجھے یاد کر رہا ہو۔ دنیا میں کسی سے تعلق ہو تو پوچھتے ہیں کہ تمہیں بھی کبھی یاد کیا کہ نہیں؟ ارے! دنیا کے لوگوں کو تو پوچھنا پڑتا ہے کہ انہیں یاد کیا یا نہ کیا؟ میرا مولا اتنا کریم و رحیم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو بتلا دیا کہ اگر تم مجھے اپنے دل میں یاد کرو گے تو بندو! میں بھی تمہیں اپنے دل میں یاد کروں گا۔

"فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ"

اگر وہ محفل میں بیٹھ کے مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی محفل میں یاد کرتا ہوں کہ دیکھو! یہ میرا کیسا بندہ ہے؟ یہ بیٹھا مجھے یاد کر رہا ہے۔ میں فرشتوں میں اس کے تذکرے کرتا ہوں۔

اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت چل کے آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دو بالشت جاتی ہے۔ ایک ہاتھ آتا ہے تو دو ہاتھ جاتی ہے۔

"وَاِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً" (صحیح بخاری، رقم: ۶۸۵۶)

"اور اگر وہ میری طرف چل کے آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر جاتی ہے۔"

کتنی عجیب بات ہے کہ اگر ہم اللہ کی طرف چل کر آئیں گے تو اس کی رحمت ہماری طرف دوڑ کے آئے گی۔ سبحان اللہ!

آپ اس محفل میں اپنے گھروں سے چل کے آئے تو گویا اللہ کی رحمت یہاں تیزی سے نازل ہوگی۔ جیسے کوئی دوڑ کر آتا ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ میں اپنے بندوں کی مغفرت

www.besturdubooks.wordpress.com

کر دوں۔ بندے کو معاف کر کے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں کہ بندے نے مجھ سے معافی مانگی۔ چلو میں بھی اس کی خطائیں معاف کرتا ہوں۔

اگر بندہ گناہ نہ کرے تو......!

اگر بندے گناہ ہی نہ کریں تو اس کی معافی والی صفت کا اظہار کیسے ہو؟ اگر ایک آدمی بڑا سخی ہے مگر اس کے دروازے پہ کوئی مانگنے ہی نہیں جاتا تو اس کی سخاوت کیسے ظاہر ہوگی؟ اس کی سخاوت کے ظہور میں سوال کرنے والے کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت بے انتہا ہے، مگر جب کوئی بندہ اس کے دروازے پہ جاتا ہے تو اس رحمت کو اور موقع مل جاتا ہے۔ اس لیے میرے اللہ اپنی صفت کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے بندوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

میرے دوستو! اگر کوئی آدمی سخی مشہور ہو اور اس کے دروازے پہ کوئی مانگنے کے لیے چلا جائے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ میں سخی مشہور ہوں، میرے دروازے سے یہ خالی نہ جائے۔

ذرا سوچیں! اگر دنیا کا کوئی بندہ اپنے دروازے سے کسی کو خالی بھیجنا اپنا عیب سمجھتا ہے تو کیا کہتے ہیں اس رب الملک کے بارے میں جس کے پاس زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں ہیں، اگر کوئی اس کے دروازے پر آ کر سوال کرے گا تو پروردگار عالم اس کو کیسے خالی واپس لوٹا دیں گے؟ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ خالی لوٹا دے۔ اخلاص کے ساتھ آئیں گے تو جھولیاں بھر کے جائیں گے۔ اگر دل میں کوئی غفلت ہوگی تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ یاد رکھیے! ایسی محفلیں ہمیشہ نہیں مل سکتیں۔ یہ بھی قدرت کی طرف سے انعام ہوتا ہے کہ بندے کو بھی کسی محفل میں بیٹھ کے خیر کی کوئی بات سننے کا موقع ملے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شفاعت کی اجازت بھی رحمتِ الٰہی کا مظہر ہے:

جب جہنمیوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو ان کو ان کے گناہوں کے بقدر سزا ملے گی اور پھر ان میں سے ایمان والوں کو جنت میں بھیجا جائے گا۔ حتیٰ کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ سب ایمان والے جنت میں چلے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائیں گے کہ اگر آپ بھی کسی کی سفارش کرنا چاہتے ہیں تو آپ بھی شفاعت کریں۔ میں اس بندے کو بھی جہنم میں سے نکال لیتا ہوں۔ اب جنتی جہنمیوں کو دیکھیں گے اور شفاعت کریں گے۔ حتیٰ کہ ایک جہنمی ایک جنتی کو دیکھ کر کہے گا: ”آپ وہی ہیں نا، دنیا میں فلاں موقع پر آپ کو پیاس لگی ہوئی تھی، آپ نے پانی مانگا اور میں نے پانی کا پیالہ بھر کے آپ کو دیا تھا؟“ وہ یاد کر کے کہے گا: ”ہاں!“ تو وہ جہنمی کہے گا: ”اس عمل کے بدلے تم میری سفارش کرو۔“ وہ سفارش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک پیالہ پانی کا پلانے کے بدلے جہنم سے بری فرما دیں گے۔ اللہ کے نیک بندوں کو اگر پانی کا پیالہ پلایا ہوگا تو اللہ تعالیٰ جہنم سے نکال کے جنت عطا فرما دیں گے۔ اس کی رحمت کا معاملہ ایسا ہے۔

حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا جب کوئی جنتی ایسا نہیں ہوگا جو کسی کی سفارش کرے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ انبیاء کو حکم فرمائیں گے۔ پھر انبیاء شفاعت فرمائیں گے۔ جب انبیاء بھی شفاعت فرما چکے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ آج جہنم سے ہر اس بندے کو نکال دو جس کی پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی ندامت کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا ہو۔

میرے دوستو! اگر مکھی کے سر کے برابر آنسو بھی جہنم سے بچا سکتا ہے تو آج ہم اگر اپنے گناہوں پہ نادم ہو کر روئیں گے تو اللہ رب العزت ہمیں جہنم سے بچا کر سیدھا

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت عطا فرمائیں گے، بلکہ اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمالیں گے۔

دو گنہگاروں کی بخشش:

قیامت کا دن ہوگا۔ دو بندوں کو اللہ رب العزت اپنی طرف بلائیں گے۔ فرمائیں گے کہ تم نے دنیا میں برے اعمال کیے، غفلت کی زندگی بسر کی، تمہاری نیکیاں کم ہیں، برائیاں زیادہ ہیں۔ لہٰذا تمہیں جہنم بھیجا جائے گا۔ جاؤ! جہنم میں چلے جاؤ۔ جب ان کو حکم ہوگا تو ان میں سے ایک جہنم کی طرف بھاگنے لگے گا۔ دوسرا تھوڑا چلے گا پھر پیچھے مڑ کے دیکھے گا، پھر تھوڑا چلے گا، لیکن مڑ کر دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو واپس بلائیں گے اور پہلے سے پوچھیں گے کہ کیا بات ہے میں نے تجھے جہنم جانے کے لیے کہا تو اسی وقت بھاگ پڑا؟ وہ کہے گا: ''رب کریم! دنیا میں تو تیرے حکموں کی فرمانبرداری نہیں کی تھی، تیری طرف سے یہ آخری حکم ملا تھا، میں نے کہا کہ میں اس حکم کی فرمانبرداری کر لوں۔ میں جہنم کی طرف بھاگ پڑا۔ اور پھر دوسرے کو بلا کے پوچھیں گے کہ تم پیچھے مڑ کے کیوں دیکھ رہے تھے؟ وہ جواب دے گا کہ اے میرے رب! مجھے آپ سے یہ امید تھی کہ آپ مجھے ایک دفعہ جہنم سے نکال کر دوبارہ اس میں نہیں ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوں گے کہ ان دونوں کو جنت عطا فرمادیں گے۔ (التذکرۃ للقرطبی: ۱/ ۳۰۲)

اب سوچئے! جو مالک اتنا رحیم و کریم ہے پھر اس سے گناہوں کو نہ بخشوانا ہماری شقاوتِ قلبی کی علامت ہوگی اللہ کو رو رو کر منائیں۔

اگر ایک ماں اپنے بیٹے سے خفا ہے اور اس کا بیٹا بڑی مدت کے بعد اپنی ماں سے ملنے آتا ہے۔ ماں کہتی ہے: ''میں اس بیٹے کو ملنا ہی نہیں چاہتی'' روٹھی ہوئی ہے۔ اب بیٹا سامنے آتا ہے، منت سماجت کرتا ہے۔ ماں کہتی ہے: ''میں تجھے نہیں ملنا چاہتی، تو

www.besturdubooks.wordpress.com

نے مجھے دکھ دیے، میرے دل کو تکلیف دی۔ میں تجھ سے ناراض ہوں۔

وہ بیٹا منت سماجت کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ آگے بڑھ کر اپنی ماں سے معافی مانگ لیتا ہے۔ پاؤں پکڑ لیتا ہے، ہاتھ جوڑ دیتا ہے، امی مجھے معاف کریں۔ ماں اسی پر خوش ہو جائے گی کہ دیکھو میرے بیٹے نے معافی مانگ لی۔ اگر وہ اس سے بھی زیادہ ناراض تھی تو وہی بیٹا اگر آگے بڑھ کر ماں کے پاؤں پکڑ لیتا ہے اور رو پڑتا ہے۔ ماں کا دل جتنا بھی سخت تھا، بیٹے کے آنسو دیکھ کر اس کا دل پسیج جاتا ہے۔ وہ اپنے دوپٹے سے بیٹے کے آنسو پونچھتی ہے۔ اپنے بیٹے کو روتا نہیں دیکھ سکتی۔ جس ماں میں محبت ہے اس کو اپنے بیٹے کے آنسو دیکھنے گوارا نہیں اور جس پروردگار کو اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت ہے، جب اس کے سامنے اس کے بندے روئیں گے تو وہ ان کو معاف کیوں نہیں فرمائیں گے؟

اس لیے ہم اللہ رب العزت سے معافی مانگیں اس کی رحمت ہوگی اور وہ ہماری بخشش فرما دیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرما لے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

خواتینِ اسلام کا علمی ذوق

www.besturdubooks.wordpress.com

خواتینِ اسلام کا علمی ذوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر:۲۸)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ:

﴿یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾

(المجادلہ:۱۱)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

﴿طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ﴾ (ابن ماجہ، رقم:۲۲۴)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

آئینِ زندگی:

دین اسلام انسانیت کے لیے ایک نعمت ہے۔ یہ آئین زندگی ہے۔ قرآن مجید حقیقتوں کا مجموعہ اور سچائیوں سے بھری ہوئی کتاب ہے۔ یہ خزانہ ہمارے پاس موجود ہے جو علم کا سب سے بڑا بنیادی ذخیرہ ہے۔ یہ علم حاصل کرنا مردوں کے لیے بھی ضروری ہے اور عورتوں کے لیے بھی ضروری ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ" (ابن ماجہ، رقم: ۲۲۴)

"علم کا طلب کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔"

عورتیں بھی علم حاصل کریں:

عام طور پر عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہمارے ذمے صرف گھر کے کام کاج ہیں۔ ہم نے بچوں کی پرورش کرنی ہے۔ کھانے پکانے کا خیال رکھنا ہے۔ گھر کی باقی اندرونی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ یہ ایک پہلو ہے، جو مخلوق سے متعلق ہے۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس عورت نے اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کرنی ہے۔ اس دنیا میں اللہ کی بندی بن کر زندگی گزارنی ہے۔ اپنے خالق و مالک کو راضی کرنا ہے۔

اس کے لیے اسے پہلے قدم پر علم حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جس آدمی کو علم نہ ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے اسے راستے کا پتہ نہ ہو، ناواقف آدمی تو بھٹکتا پھرتا ہے۔ گھر کے قریب بھی ہو تو اسے گھر کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن جس آدمی کو منزل کا پتہ ہو، اس کا گدھا لنگڑا بھی ہو تو وہ اس لنگڑے گدھے کو بھی منزل پہ پہنچا دیتا ہے۔ علم کا حاصل کرنا حقیقت میں زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

کی رہنمائی حاصل کرنا ہے۔ اس لیے یہ جہاں مردوں پر فرض ہے اس طرح عورتوں پر بھی فرض ہے۔

عورتوں کی دینی تعلیم کے لیے جتنی کوششیں ہونی چاہئیں وہ آج پوری نہیں ہو رہیں۔ مردوں کو تو مواقع ملتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ پانچ نمازوں کے لیے اگر مسجد میں گئے تو کبھی درسِ قرآن سن لیا، کبھی درسِ حدیث سن لیا، کبھی باہر سے آئی ہوئی جماعت کا بیان سن لیا، کبھی کوئی شیخ آئے تو ان کا بیان سن لیا، مگر عورتیں بیچاری یا گھروں میں رہتی ہیں، گھر کے کام کاج دیکھتی ہیں۔ ذمہ داریاں پوری کرتی ہیں۔ ان کو ایسی مجالس کا موقع کم ملتا ہے۔

اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں:

ایک تو لوگوں کو ایسے اعتماد والے ادارے نہیں ملتے جہاں وہ اپنی بچیوں کو بھیجیں، اگر ہیں تو کم ہیں۔ جبکہ اسکولوں کو دیکھو تو آپ کو ہر ایک گلی میں اسکول نظر آئے گا اور بچیوں کے دینی مدارس کو دیکھو تو محلے میں ایک بھی نظر نہیں آئے گا۔

اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ماں باپ کے دل میں دین کی تعلیم حاصل کرنے کی جتنی اہمیت ہوتی ہے، عام طور پر بچیوں کو دینی تعلیم دلوانے کی اتنی اہمیت ان کے دل میں نہیں ہوتی۔ ہر گھر میں باپ سوچے گا کہ میری بچی بی اے کرے، ایم اے کرے، لیکن شاید ہی کبھی ان کے دل میں خیال آیا ہو کہ میری بچی بخاری شریف پڑھے یا تفسیر پڑھے۔ اب اس بچی کو اگر دنیوی تعلیم دلوائی ہے تو ضروری ہے کہ اس کو دین کا علم بھی حاصل ہو۔

پہلے زمانے میں علماء حضرات اپنی عورتوں کو اپنے گھروں میں ہی پڑھا لیا کرتے تھے۔ تو ہر ہر گھر ایک مدرسہ بنا ہوا ہوتا تھا، لیکن آج وہ کیفیت نہیں ہے۔ لہٰذا ضروری

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ جہاں بھی بچیوں کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو، لوگ وہاں اپنی بچیوں کو بھیجیں، تاکہ بچیاں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو جائیں اور وہ اپنے پروردگار کو راضی کر سکیں۔

صحابیات میں دینی جذبہ:

عورتوں میں دین کی محنت کرنے کا جذبہ بہت نمایاں نظر آتا ہے: صحابیات کی زندگی پر نظر ڈالیں تو یہ دین کے میدان میں مردوں سے پیچھے نہیں رہیں، بلکہ انہوں نے بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ مثال کے طور پر:

- ..... علماء نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے صاحبِ فتویٰ یعنی جو صحیح عالم سمجھے جاتے تھے اور دوسرے صحابہ ان سے مسائل پوچھ کر ان پر عمل کرتے تھے، ان کی تعداد ایک سو انچاس تھی۔ ان ایک سو انچاس میں سے بھی چودہ ایسے تھے، جو بہت ہی نمایاں تھے کہ یہ ایک سو انچاس بھی ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ان چودہ کو اگر دیکھیں تو ان میں سے ایک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ام المؤمنین نے اتنا علم حاصل کیا کہ وقت کے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان سے پردے میں مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔
- ..... اس امت میں قرآن پاک کی حافظہ بننے کا سب سے پہلے اعزاز بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوا۔
- ..... یہ بھی عجیب بات ہے کہ جب قرآن مجید اترا تو لسانِ نبوت سے (نبی ﷺ کی زبان مبارک سے) سب سے پہلے قرآن مجید سننے کا شرف بھی ایک عورت کو نصیب ہوا، جن کا نام سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ بھی عجیب بات ہے کہ جب اسلام کی ابتداء ہوئی اور نبی ﷺ نے لوگوں کو دین کی دعوت دی تو اسلام میں شہادت کا سب سے پہلا رتبہ بھی ایک عورت نے پایا، جن کا نام سمیہ تھا۔

دیکھیے! اس وقت کی عورتیں کتنے بڑے بڑے اعزاز پا رہی ہیں اور دین کی خاطر کیسی کیسی قربانیاں دے رہی ہیں!!

تعمیر شخصیت میں عورت کا کردار:

اگر آپ غور کریں تو آپ کو ہر بڑی کامیاب شخصیت کے پیچھے کسی نہ کسی عورت کا کردار نظر آئے گا۔ کبھی ماں کی شکل میں، کبھی بیوی کی شکل میں، کبھی بہن کی شکل میں اور کبھی بیٹی کی شکل میں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کردار:

آپ دیکھیے! نبی ﷺ سید الاولین والآخرین ہیں۔ جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو زملونی زملونی فرما رہے تھے۔ اس وقت آپ نے فرمایا:

"لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي"

"مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔"

اس وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں جنہوں نے آپ کو تسلی دی اور کہا: "اے اللہ کے محبوب!" "كَلَّا" "ہرگز نہیں!" "وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ" "آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، مہمان نوازی کرنے والے ہیں، جن کے پاس کچھ نہیں ان کو کما کر دینے والے ہیں اور دین کے کام میں دوسروں کی مدد کرنے والے ہیں۔ ان صفات کی وجہ سے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کریں گے۔" لہذا آپ ﷺ کے دل کو تسلی مل جاتی ہے۔ (بخاری، رقم: ۳)

تو آپ ﷺ کے پیچھے جو تعاون تھا اس میں آپ کو ایک خاتون نظر آئے گی، جو آپ ﷺ کی بیوی کی حیثیت رکھتی تھیں۔

چنانچہ انہوں نے اپنے مال کو بھی پیش کر دیا اور اپنی جان کو بھی پیش کر دیا۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کا اس وقت ساتھ اور سہارا دیا، خدمت کی، جس وقت آپ کو اپنے قریبی رشتہ دار بھی چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس لیے نبی علیہ السلام کی بلند و بالا شخصیت کے پیچھے آپ دیکھیں تو آپ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قربانیاں نظر آئیں گی۔

سیدہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کا کردار

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھیے! گھر سے تلوار لے کے نکلتے ہیں کہ میں مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام کو شہید کر دوں۔ راستے میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا: "کہاں جا رہے ہو؟" انہوں نے بتایا تو ان صحابی نے کہا: "ذرا اپنے گھر کی تو خبر لو، تمہاری بہن اور بہنوئی تو مسلمان ہو چکے ہیں۔" جب انہوں نے یہ سنا تو ان کو بڑا غصہ آیا۔ یہ وہیں سے بہن کے گھر گئے۔ جب یہ دروازے کے پاس آئے تو انہوں نے سنا کہ وہ قرآن مجید کے کچھ الفاظ پڑھ رہے تھے اور ایک صحابی ان کو سکھا رہے تھے۔ دستک دی۔ بہن بہنوئی گھبرا گئے۔ چنانچہ جو صحابی ان کو پڑھا رہے تھے انہوں نے ان کو چھپا دیا۔ بہنوئی بھی چھپ گئے اور بہن نے دروازہ کھولا۔ اندر گئے تو انہوں نے پوچھا کہ بہنوئی کدھر ہے؟ وہ ان سے ملنے کے لئے باہر آ گئے۔ پوچھا کہ میں نے سنا ہے تم مسلمان ہو گئے ہو؟ انہوں نے آگے سے جواب دیا کہ اگر اسلام سچا دین ہو تو پھر بس یہ سننا تھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

غصہ آ گیا اور اپنے بہنوئی کو مارنے کے لیے آگے بڑھے۔ بہن بچانے کے لیے درمیان میں آ گئیں تو ان کے چہرے پر زوردار تھپڑ رسید کیا۔ وہ پیچھے جا گریں اور ان کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ وہ دوبارہ اٹھیں اور بھائی کے سامنے کھڑی ہو کر کہنے لگیں: ''عمر! جس ماں کا دودھ تو نے پیا ہے اسی ماں کا دودھ میں نے بھی پیا ہے۔ تم ہمارے جسموں سے جان تو نکال سکتے ہو، مگر ہمارے جسموں میں سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔''

یہ وہ الفاظ تھے جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دل پر بجلی بن کر گرے۔ انقلاب آ گیا۔ پوچھنے لگے: ''اچھا بتاؤ! تم ابھی کیا پڑھ رہے تھے؟'' بہن کہنے لگیں: ''تم ابھی پاک نہیں، جاؤ غسل کر کے آؤ! پھر تم اس کتاب کو پڑھنے کے قابل ہو گے۔'' چنانچہ وہ غسل کر کے آئے۔ راستے میں وہ صحابی جو اندر چھپے ہوئے تھے وہ بھی باہر آ گئے۔ کہنے لگے: ''عمر! مبارک ہو! نبی علیہ السلام تو دنوں سے دعائیں کر رہے تھے: اے اللہ! عمر بن الخطاب کے ذریعے یا عمرو بن ہشام کے ذریعے اسلام کو تقویت پہنچا۔ مبارک ہو! اللہ نے تمہارے حق میں دعا کو قبول فرما لیا۔''

لہٰذا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لے کر دار ارقم میں پہنچے۔ نبی علیہ السلام کندی لگا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسلام کی تعلیم دے رہے تھے۔ دستک دی۔ ایک صحابی نے سوراخ میں سے دیکھا کہ عمر بھی ہے اور ہاتھ میں تلوار بھی ہے۔ واپس جا کر کہا: ''اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! عمر غصے کی حالت میں تلوار لیے کھڑا ہے۔'' سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہنے لگے: ''عمر کے لیے دروازہ کھول دو۔ اگر اچھی نیت سے آیا ہے تو اس کا آنا مبارک ہو۔ اگر نیت میں کوئی فتور ہو گا تو اسی کی تلوار ہو گی اور حمزہ اسی کی تلوار سے اس کی گردن کو قلم کر کے رکھ دے گا۔'' چنانچہ جب دروازہ کھولا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کے تو تیور ہی بدلے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے تھے۔ اب نیاز مندی تھی اور ناز و انداز چلے گئے تھے۔ نبی ﷺ کے سامنے التحیات کی شکل میں بیٹھ کر عرض کرتے ہیں: "اے محبوب ﷺ! میں آپ کے در پہ گدا گر بن کے آیا ہوں۔ جو نعمت آپ لے کر آئے ہیں میں بھی اس نعمت کو حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں۔" چنانچہ اسلام لانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ سب نے مل کر تکبیر کا نعرہ "اللہ اکبر" بلند کیا اور ان کی آنکھوں سے خوشی کی وجہ سے آنسو نکل آئے۔

تھوڑی دیر کے بعد جب نماز کا وقت ہوا تو صحابہ نے وہیں نماز پڑھنے کی تیاری شروع کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "نہیں! اب تو عمر مسلمان ہو چکا ہے۔ میں چالیسواں مرد ہوں جو مسلمان ہوا ہوں۔ چلیے! اب تو حرم شریف میں جا کر نماز پڑھیں گے۔ چنانچہ وہ ان کو لے کر حرم شریف میں آ گئے اور اعلان کیا کہ عمر بن خطاب کھڑا ہے، مسلمان سب کے سامنے عبادت کریں گے، جو اپنی بیوی کو بیوہ کروانا چاہے، بچوں کو یتیم کروانا چاہے، عمر کے ساتھ مقابلے کے لیے سامنے آئے۔ کفار میں کہاں ہمت تھی؟

سبحان اللہ! (اسد الغابہ ج۳، ۸۱۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کی بنا پر اللہ نے اسلام کو شان و شوکت عطا فرما دی۔ تو یہاں آپ کو ایک کامیاب انسان کے پیچھے ایک عورت کا کردار نظر آئے گا، جو ان کی بہن تھیں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا کردار:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ یہ ابوجہل کے بیٹے تھے اور پہلے کافروں کے جرنیل تھے۔ انہوں نے جنگ بدر میں کفار کی طرف سے شرکت کی۔ یہ نبی ﷺ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بارے میں بہت ناپاک باتیں کیا کرتے تھے۔ جب فتح مکہ کا معاملہ چلا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمادی تو یہ اس خوف سے بھاگ گئے کہ کہیں میرے قتل کا حکم جاری نہ کر دیا جائے۔

یہ ایک کشتی پر سوار ہو کر جا رہے تھے۔ ان کی بیوی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا۔ کہنے لگی: "اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ میرے خاوند کو اپنی پناہ عطا فرمائیے، امن دے دیجیے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے امن دے دیا۔" وہ پیچھے چلی کہ میں اپنے خاوند کا پتہ کروں۔ جب وہاں پہنچیں تو دیکھا کہ وہ ایک کشتی میں بیٹھ کر اپنا سفر شروع کر چکے ہیں۔ انہوں نے دوسری کشتی لی اور تیزی سے سفر کرتی ہوئی ان کے قریب اپنی کشتی لائیں۔ اور ان سے بات کی کہ آپ واپس آ جائیے۔ کہنے لگے: "مجھے قتل کر دیا جائے گا۔" وہ کہنے لگی کہ میں خود مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پیغمبر سے آپ کی پناہ لے چکی ہوں۔ چنانچہ یہ وہاں سے واپس آ گئے، اسلام قبول کیا اور یوں اسلام کے مجاہد بنے۔ اور ہمیں ایک کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت نظر آئی جو ان کی بیوی کی حیثیت رکھتی تھیں۔ (اسد الغابہ: ۱/۸۱۷)

اسی طرح آپ دیکھتے چلے جائیں! آپ کو ایسے ہی ایسے واقعات نظر آئیں گے جو کہیں ماں کی شکل میں ہوں گے، کہیں بیوی کی شکل میں، کہیں بیٹی کی شکل میں اور کہیں بہن کی شکل میں۔ عورتیں بھی دینِ اسلام کی خدمت کے لیے اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ سبحان اللہ!

سیدہ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کا کردار:

حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ مجھے میری ماں نے بچپن ہی سے سمجھایا تھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ سے محبت رکھا کرو اور جا کر ان کی خدمت کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرو۔ نبی ﷺ قیلولہ فرما رہے ہوتے اور آپ ﷺ کے بدن مبارک پر جو پسینے کے قطرے آتے یہ ان کو شیشیوں میں جمع کر لیتیں۔ وہ کہتیں کہ میں ان کو اپنے عطر کے اندر شامل کروں گی تو عطر کی خوشبو میں اضافہ ہو جائے گا۔ چنانچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا پسینے کے قطروں کا ملا ہوا عطر دلہنوں کو لگایا کرتی تھیں اور مدتوں تک ان کے کپڑوں اور جسموں سے خوشبو آیا کرتی تھی۔ سبحان اللہ!

یہ انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے خادم بنے اور نبی ﷺ نے ان کے لیے رزق میں، اولاد میں اور عزت میں برکت کی دعائیں کیں۔ چنانچہ یہاں ایک اور کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا کردار نظر آ رہا ہے، جو ان کی ماں کی حیثیت رکھتی تھیں۔

(اسد الغابہ ۵:۱۹۱، سیر اعلام النبلاء ۲:۳۰۴)

عورتوں کی تربیتی مجالس کا ثبوت:

صحابیات دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں۔ ان کو اس حد تک دین کا شوق ہوتا تھا۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں: ''اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ مرد حضرات تو ہم سے آگے نکل گئے۔'' پوچھا: ''وہ کیسے؟'' عرض کیا: ''وہ آپ کے ساتھ جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔ ہم عورتیں گھروں میں رہتی ہیں، بچوں کی پرورش کرتی ہیں، ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کرتی ہیں اور ہم وہ نیکیاں نہیں کر سکتیں جو وہ کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سوال کرنے والی نے بہت اچھا سوال پوچھا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''جو عورت اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس مرد کے برابر اجر دیتے ہیں جو مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔'' اور یہ بھی فرمایا کہ جو عورت بچے کی وجہ سے رات

www.besturdubooks.wordpress.com

کو جگتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس مجاہد کے برابر اجر عطا فرما دیتے ہیں جو دشمنوں کی سرحد پر راتوں کو جاگ کر پہرہ دیا کرتا ہے۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ نے عورتوں کے لیے بدھ کا دن متعین فرما دیا تھا۔ اس دن صحابیات مسجد نبوی میں حاضر ہوتیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود عورتوں کو درس دیا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، رقم: ۱۰۲)

یہیں سے ثبوت ملا کہ عورتوں کو درس دینے کی محفلیں بھی قائم کی جا سکتی ہیں۔

صحابیات کے علمی ذوق کی ایک جھلک:

اس وقت کی عورتوں کے علمی مقام کا تو یہ عالم ہو گیا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ شادی بیاہ کے موقع پر حق مہر کے باندھنے میں افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں۔ کچھ بہت تھوڑا کر دیتے ہیں اور کچھ بہت زیادہ کر دیتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک درمیانی مقدار متعین کر دی جائے۔ چنانچہ آپ نے ایک درمیانی مقدار کا اعلان کر دیا کہ آئندہ اس کے مطابق حق مہر باندھا جائے گا۔ جب آپ یہ بات کر کے اسٹیج سے نیچے اترے تو ایک عورت آئی جو کہ پردے میں تھی۔ قریب آ کر اس نے کہا: ''امیر المومنین! یہ فیصلہ آپ نے کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر کیا ہے یا انتظامی ضرورت کو سامنے رکھ کر کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''میں نے یہ فیصلہ انتظامی ضرورت کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔'' وہ کہنے لگی: ''جب اللہ کے قرآن میں اس کی وضاحت موجود ہے تو پھر آپ کو قانون بنانے کی کہاں اجازت ہے؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا﴾ (النساء: ۲۰)

''اگر تم میں سے کوئی مہر کے اندر بیوی کو سونے یا چاندی کا ڈھیر عطا کر دے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اللہ نے لفظ ''ذ کثیر'' کا لفظ استعمال کیا تو آپ اس مقدار کو کم کیسے کر سکتے ہیں؟
حضرت عمر رضی اللہ عنہ الٹے قدموں واپس آئے، پھر منبر پہ کھڑے ہوئے اور صحابہ کو پھر بلایا اور کہا کہ ایک بہن نے عمر کو مسئلے کی تحقیق سمجھا دی۔ آپ نے فرمایا: ''چونکہ حکم وضاحت کے ساتھ آچکا ہے: اس لیے اس کی مقدار متعین نہیں کر سکتے۔ یہ خاوند کی اپنی خوشی ہے جتنی مقدار چاہے متعین کردے۔

(جامع الاحادیث للسیوطی رقم: ۳۱۲۲۷، اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ۴/۲۲۴)

دیکھیے! ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کو ایک مسئلے کی وضاحت کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا علمی مقام عطا کیا۔ سبحان اللہ!

صحابیات کی علمیت کا ایک اور واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ ان کی عدالت میں وقت کے قاضی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آتی ہے اور کہتی ہے کہ میں آپ کو یہ بتانے آئی ہوں کہ میرا خاوند ساری رات عبادت کرتا ہے اور سارا دن روزہ رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے۔ فرمانے لگے: ''اے عورت! تو اپنے خاوند کی بڑی تعریف کر رہی ہے؟'' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مسکرائے اور فرمانے لگے: ''اس عورت نے اشارے میں سوال کیا ہے اور فریاد کی ہے، تاکہ امیر المومنین اس کا حق دلائیں۔ امیر المومنین پوچھنے لگے: ''وہ کیسے؟'' انہوں نے کہا: ''عورت یہ کہنا چاہتی ہے کہ جب وہ ساری رات عبادت کرتا ہے اور سارا دن روزہ رکھتا ہے تو پھر بیوی کے حقوق کہاں گئے؟ اس کو اس کے حقوق دیے جائیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عورت کی علمیت کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس نے کتنے پیارے انداز میں

www.besturdubooks.wordpress.com

فریاد پیش کی۔ انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اب آپ اس کا فیصلہ بھی خود کریں۔ پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ خاوند کو اجازت ہے کہ وہ تین دن عبادت اپنی مرضی سے کرسکتا ہے، لیکن چوتھے دن کے لیے بیوی سے اجازت لینا ضروری ہوگی۔ یا پھر اس کو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ وقت گزارنا ضروری ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''آپ نے یہ مقدار کیسے متعین کی؟'' انہوں نے کہا: ''اللہ کا قرآن بتا رہا ہے کہ ایک مرد کو ایک وقت میں چار شادیوں کی اجازت دی گئی ہے۔ تو اگر بالفرض کسی کی چار بیویاں ہوں اور وہ ان میں دن تقسیم کرے تو چوتھا دن ہر بیوی کا بنتا ہے۔ ہر تین دن کے بعد ایک دن عورت کا حق ہے کہ اس کی مرضی کے مطابق وقت گزارا جائے۔ آدمی وقت کو اپنی مرضی سے نہیں گزار سکتا۔

(کنز العمال، رقم: ۴۴۹۴۳)

اس وقت کی عورتیں اتنی علمیت کا مقام رکھتی تھیں کہ ان کی بات چیت کے اندر بھی علمیت ظاہر ہوتی تھی۔

حجاج بن یوسف کے دور کا واقعہ:

حجاج بن یوسف ایک سخت گیر حکمران تھا۔ ایک مرتبہ اس نے کسی نوجوان پر سختی کی تو اس کی بوڑھی ماں آئی اور اس نے حجاج بن یوسف سے کہا: ''اے حجاج! اگر تو ظلم بند نہیں کرے گا تو اللہ تجھے ایسے مٹا دے گا جیسے اس نے پہلے پندرہ پاروں سے لفظ ''کلّا'' مٹا دیا ہے۔'' جب لوگوں کو پتہ چلا کہ پہلے پندرہ پاروں میں کہیں ''کلّا'' کا لفظ استعمال ہی نہیں ہوا۔ سبحان اللہ!

اللہ نے ان کو معرفت دی ہوتی تھی، علمی نکات بیان کرتی تھیں۔ یہی نہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابیات کو یہ مقام حاصل تھا، بلکہ صحابیات کے بعد بھی یہی سلسلہ چلا۔

امام مالک کی بیٹی کا علمی ذوق:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ درس دیا کرتے تھے اور لوگ ان کے سامنے مسجد نبوی میں بیٹھ کر حدیث سنا، پڑھا کرتے تھے۔ وہاں ایک جگہ پردہ لگا ہوا ہوتا تھا اور اس کے پیچھے آپ کی بیٹی بیٹھی ہوتی تھی۔ وہ حدیث کی طالبہ تھی۔ کبھی کبھی کوئی شخص قراءت کرتے ہوئے اگر کہیں غلطی کر جاتا تو ان کی بیٹی پردے کے پیچھے سے لکڑی پر لکڑی مار کر آواز پیدا کرتی۔ جب لکڑی کی آواز آتی تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فوراً سمجھ لیتے کہ پڑھنے والے نے کہیں غلطی کی ہے۔ چنانچہ ان کی بیٹی وقت کے بڑے بڑے علماء کی غلطیوں کو بھی درست کر دیا کرتی تھی۔ اللہ رب العزت نے اس کو اتنا علمی مقام عطا کیا تھا!! اس دور میں عورتوں کو شوق ہوا کرتا تھا۔ وہ قرآن کی بھی عالمہ ہوتیں تھیں اور حدیث کی بھی عالمہ ہوتیں تھیں۔ ان کی زندگی قرآن کی خدمت میں گزرا کرتی تھی۔ ان کی شروع سے اٹھان ہی ایسے بنائی جاتی تھی۔

کتابت قرآن کا ذوق:

کتابوں میں لکھا ہے کہ ابتدا میں جب پرنٹنگ پریس نہیں ہوتے تھے تو ہر آدمی کو اپنا قرآن مجید لکھنا پڑتا یا لکھوانا پڑتا تھا۔ اس وقت تعلیم یہ دی جاتی تھی کہ بچیاں جب تعلیم حاصل کر کے فارغ ہو جائیں تو اس وقت وہ گھروں میں ہوتی تھیں، ان کے لیے رشتوں کی تلاش ہوتی تو اس دوران کسی کو سال کا وقت ملتا، کسی کو دو سال کا وقت ملتا اور کسی کو تین سال کا وقت ملتا۔ چنانچہ بچی اپنے روز کے کام کاج مکمل کر لینے کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید کو اپنے ہاتھوں سے نہایت خوشخطی کے ساتھ لکھنا شروع کر دیتی۔ باوضو اس کا وقت گزرتا تھا۔ جب کبھی اس کا نکاح ہوتا تو اس بچی کو جہیز میں وہی قرآن پاک دیا جاتا تھا اور سسرال والوں کو بتایا جاتا تھا کہ میری بیٹی نے میرے گھر میں رہ کر اللہ کا قرآن لکھا ہے اور اس نے پاکدامنی کی زندگی گزاری ہے۔ یہ اپنے جہیز میں اللہ کے قرآن کو لے کر آرہی ہے۔ سبحان اللہ! اس وقت اتنا علمی ذوق شوق ہوا کرتا تھا!!

عورتوں سے اکتساب علم:

حکیم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے لڑکپن میں سات ایسی عورتوں سے علم حاصل کیا ہے جو اس وقت حدیث کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ آج یہ چیزیں نظر نہیں آتیں کہ عورتیں گھروں میں حدیث کی تعلیم دینے والی ہوں۔ جب بچیاں خود ہی تعلیم نہیں پاتیں تو پھر دوسروں کو کیسے دے سکیں گی؟

اولاد بھی جہنم میں جانے کا سبب بن سکتی ہے:

بچیوں کو بھی اللہ نے سمجھ دی ہے۔ اگر یہ فزکس، کیمسٹری کو سمجھ سکتی ہیں، ڈاکٹر بن سکتی ہیں، انجینئر بن سکتی ہیں اور دنیا کے کاموں میں بڑے بڑے عہدے پا سکتی ہیں تو پھر دین کی تعلیم کیوں نہیں پا سکتیں؟ اصل تو دین ہی کی تعلیم ہے۔

اے بہن! کل اگر بیٹی سے اللہ نے یہ پوچھ لیا کہ تو نے بی اے کر لیا، ایم اے کر لیا، انگلش پڑھ لی، جرمن لینگویج پڑھ لی، بتا! تو نے میرے قرآن کا ترجمہ پڑھا تھا یا نہیں؟ اور اگر بیٹی نے کہہ دیا: ”مجھے تو فرصت نہ ملی یا ماں نے مجھے اس طرف توجہ ہی نہ دلائی تو تیری بیٹی کو بھی پکڑ لیا جائے گا اور اس کے پیچھے تجھے بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن پاک میں صاف فرمادیا گیا ہے کہ قیامت کے دن کچھ نوجوان بچوں کو ان کی بے عملی کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ وہ پروردگار کے دربار میں مقدمہ درج کریں گے اور کہیں گے: ’’اے ہمارے پروردگار!

﴿إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا﴾ (الاحزاب: ٦٧)

’’ہم نے اپنے بڑوں کی اور باپ دادا کی پیروی کی ان کے کہنے پر چلے، انہوں نے ہمیں غلط راستے پر ڈال دیا تھا۔‘‘

میرے ابو! امی کہتی تھیں: ’’تو نے کمپیوٹر سائنٹسٹ بننا ہے۔‘‘ میں نے بن کر دکھا دیا۔‘‘ امی کہتی تھیں: ’’تو نے ماسٹر ڈگری لینی ہے۔‘‘ میں نے لے کر دکھا دی۔ امی کہتی تھیں: ’’تو نے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر بننا ہے۔‘‘ میں نے بن کر دکھا دیا۔ انہوں نے ہی ہمارا رخ انگریزی تعلیم کی طرف موڑ دیا تھا۔ عربی کی طرف تو آنے ہی نہیں دیتے تھے۔ اللہ! اگر وہ ہماری دین کی طرف توجہ دلاتے کہ بیٹا! قرآن پڑھنا بھی ضروری، سمجھنا بھی ضروری، حدیث پڑھنی اور سمجھنی بھی ضروری، دینی زندگی بسر کرنا بھی ضروری ہے، تو اے اللہ! ہم دین دار بن جاتے۔ ہمیں ہمارے بڑوں نے ہی غلط راستہ دکھا دیا تھا۔

﴿رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا﴾

(الاحزاب: ٦٨)

’’اے ہمارے رب! اب آپ ہی ان کو دوگنا عذاب دے دیجئے۔ اللہ! ان پر لعنتوں کی بارش برسا دیجئے۔‘‘

یہ خود بھی دنیا دار تھے، ہمیں بھی دنیا دار بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ’’میں تم سب کو ہی لعنتیں بھیجوں گا اور دوگنا عذاب دوں گا۔ قیامت کے دن اولاد جہنم میں لے

www.besturdubooks.wordpress.com

جانے کا سبب بن جائے گی۔ آج وقت ہے ان کو دین پڑھا لیجیے! ان کو دین کی طرف متوجہ کر لیجیے! یہ بچے پہلے مسلمان بنیں پھر چاہے ڈاکٹر، انجینئر یا جو مرضی بنیں، بنتے رہیں۔ ایمان ہوگا، اسلام ہوگا، تو اللہ کے ہاں سرخرو ہو جائیں گے۔ ہم انگریزی تعلیم سے منع نہیں کرتے، ہاں! اتنا کہتے ہیں کہ دنیاوی تعلیم میں اتنا نہ لگ جائیں کہ آپ دینی تعلیم حاصل بھی نہ کر سکیں۔ یہ زیادتی والی بات ہے۔ اس میں دینی علوم کی ناقدری ہوتی ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو دین کی تعلیم کے لیے وقف کریں۔

ویسے تو ہم زبان سے ''دین اور دنیا ساتھ ساتھ'' کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں، کاش! ہم اپنے بچوں کو دین کے لیے بھی وقف کرتے۔ یہ حسرت بھی دل میں پیدا کریں۔ عورتوں کے دل میں یہ حسرت ہونی چاہیے کہ جیسے گھر میں سے روزانہ چھوٹے بڑے بچے اسکول کی یونیفارم پہن کر جا رہے ہوتے ہیں، اسی طرح کوئی بچہ تو ایسا ہو جو قرآن حفظ کرنے جا رہا ہو۔ کوئی بیٹی تو ایسی ہو جو تفسیر پڑھنے جا رہی ہو، جو حدیث پڑھنے جا رہی ہو۔ اے ماں! تو صبح کتنے بچوں کو ناشتہ بنا کر دیتی ہے۔ کیا سب نے فزکس کیمسٹری پڑھنی ہے؟ کوئی تو تیرے گھر میں سے قرآن و حدیث پڑھنے کے لیے بھی نکلے، جو تیرے لیے آخرت کا ذخیرہ بن جائے۔ اس لیے ماں باپ کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کو دین کی تعلیم کے لیے وقف کریں۔ اگر یہ دین کی تعلیم پائیں گے تو ساری زندگی دین کی برکتیں ان کے شامل حال رہیں گی۔ ان کو پتہ ہوگا کہ ہم نے زندگی کے کس موڑ پر کیا کرنا ہے؟

جہاد بالمال کا انوکھا واقعہ:

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی دادی اماں کا واقعہ سناتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے ہیں: ''میں نے اپنی دادی اماں سے یہ واقعہ خود سنا ہے۔

وہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی تھیں، فرماتی ہیں کہ جب میری شادی ہوئی تو میرے والد صاحب بڑے مشہور نواب تھے اور انہوں نے بڑی چاہت کے ساتھ یہ رشتہ کیا تھا۔ اس دور میں جب استاد کی تنخواہ دو روپیہ اور تین روپیہ ہوتی تھی، انہوں نے مجھے ایک لاکھ روپے کے زیور بنوا کر دیے۔ میں زیورات سے لدی ہوئی اپنے گھر آئی۔ میرے میاں مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جب میرے پاس آئے تو انہوں نے کہا: ''دیکھیے! اللہ نے مجھے اور آپ کو زندگی کا ساتھی بنایا ہے۔ ہم دونوں اس صورت میں خوشی کی زندگی گزار سکتے ہیں جب دونوں کا معیارِ زندگی ایک ہو۔ آپ امیر تھیں اور میں فقیر ہوں۔ میں اگر ساری زندگی محنت بھی کرتا رہوں تب بھی آپ کی طرح نہیں بن سکتا۔ اگر آپ میری طرح بننا چاہیں تو ابھی بن سکتی ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' انہوں نے کہا: ''یہ جو مال زیور ہے، خلافت عثمانیہ کا جہاد جاری ہے، یہ تم اس میں دے دو۔'' فرماتی ہیں: ''میں نے سب کچھ مجاہدین کی طرف بھجوا دیا۔''

اگلے دن میں گھر میں بیٹھی تھی۔ عورتیں مجھے دیکھنے کے لیے آنے لگیں۔ کئی بوڑھی تھیں، کئی جوان تھیں۔ ایک بڑھیا ایسی بھی تھی جو فتنے کی پڑیا تھی۔ اس نے مجھے دیکھ کر جلی کٹی سنانی شروع کر دیں۔ کہنے لگی: ''یہ تو کوئی ننگی سی لڑکی نظر آتی ہے۔ ماں باپ پر بوجھ بنی ہوئی تھی۔ وہ گھر سے دھکے دینے کے لیے تیار تھے۔ انہوں نے بغیر زیور کے اسے گھر سے نکال دیا۔'' فرماتی ہیں: ''جب میں نے ایسی باتیں سنیں تو رونا شروع کر دیا۔'' جب حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو انہوں نے پوچھا: ''کیا بنا؟'' میں نے عرض کیا: ''مجھے تو گھر چھوڑ کر آئی ہیں۔'' وہ گھر پہنچا کر آگئے۔ جب والد نے مجھے دوسرے دن

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے گھر میں دیکھا تو پوچھا: ''بیٹی کیسے آنا ہوا؟'' میں نے انہیں ساری بات بتائی۔ وہ کہنے لگے: ''کوئی بات نہیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ایک لاکھ روپے کے زیورات اور جوڑا کر دے دیے اور پھر مجھے گھر لے کر آ گئے۔

جب اس مرتبہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس آئے تو آ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے: ''اللہ کی بندی! میں نے تجھے مجبور تو نہیں کیا تھا، بلکہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ ہماری زندگی خوشی سے گزرے گی۔ یہ سونا چاندی تو سانپ اور بچھو کے مانند ہیں، تم کیسے انہیں گلے لگائے رکھو گی؟'' فرماتی ہیں: ''انہوں نے بات کی، یہ ان کی توجہ کا میرے اوپر اثر تھا کہ مجھے اپنے گلے کا لاکٹ یوں محسوس ہونے لگ گیا جیسے میرے گلے میں سانپ ہو۔ انگوٹھی مجھے بچھو نظر آنے لگی۔ میں اپنے زیورات کو اپنے جسم سے اتارنے لگ گئی۔'' حضرت فرمانے لگے: ''ہاں! ہاں!'' میں کہتی: ''مجھے اتارنے دیں۔'' فرماتی ہیں: میں نے سارے زیور اتارے اور اگلے دن اپنی خوشی سے مجاہدین کو بھجوا دیے۔ اس کے بعد میں نے فقیرانہ زندگی گزارنا شروع کر دی۔ میں نے حضرت سے دین کی تعلیم پانا شروع کر دی، حتیٰ کہ میں نے حدیث کی تعلیم بھی پائی۔

گھر میں مشکوٰۃ شریف کی تعلیم:

قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس دادی اماں (حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی) سے ''مشکوٰۃ شریف'' کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ اس دور میں عورتیں اپنے گھروں میں بچوں کو ''مشکوٰۃ شریف'' تک کی تعلیم خود دیا کرتی تھیں۔ سبحان اللہ! ایک وقت تھا جب حدیث کی یوں خدمت ہوا کرتی تھی۔ آج بھی اللہ نے ہماری بچیوں کو صفات دی ہیں۔ وہ ذہین ہیں، سمجھدار ہیں، عقلمند ہیں۔ یہ اپنے اسکولوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کے سر میں پوزیشن لیتی رہتی ہیں۔ اگر ان کو دین پڑھنے کا موقع دیا جائے تو یہ نور علی نور بن جائیں گی۔ ان کے سینوں میں علم کا نور ہوگا اور ان کے چہروں پر شرم وحیا ہوگی۔ پھر دیکھیے! اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ان کو کامیابیاں دیں گے اور آخرت میں بھی کامیابیاں دیں گے۔ آج وقت ہے دین کی تعلیم پا کر دینی زندگی اختیار کرنے کا۔

گھروں کا ماحول عورتیں بدلتی ہیں:

یاد رکھیے! مرد جتنا مرضی زور لگالے یہ گھروں کے ماحول کو نہیں بدل سکتے۔ گھروں کے ماحول کو عورتیں بدلا کرتی ہیں۔ جب عورتوں میں دین کا علم ہوگا تو پھر گھروں کے ماحول دین کے مطابق بن جائیں گے۔ اسلیے بچے کی جو زبان ہوتی ہے تو اس کو اس کی مادری زبان کہتے ہیں۔ پدری زبان نہیں کہتے۔ مادری زبان اس لیے کہتے ہیں کہ بچہ ماں سے زیادہ سیکھتا ہے۔ باپ کو تو وقت ہی کم ملتا ہے۔ لہذا اصل تو گھر کا ماحول عورتیں بناتی ہیں۔

جب عورتیں خود نیک ہوں گی تو گھر کے ماحول نیک بنیں گے۔ بچوں کو اپنی گود سے ہی دین سکھانا شروع کر دیں گی۔ اس لیے ان کی تعلیم انتہائی ضروری ہے۔ کہنے والے نے کہا:

”مجھے اچھی مائیں دے دو میں تمہیں اچھی قوم دے دوں گا۔“

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

”مرد پڑھا فرد پڑھا، عورت پڑھی خاندان پڑھا۔“

جب عورت پڑھ لیتی ہے تو آنے والی نسل پڑھا لکھا کرتی ہے۔ لہذا عورتوں کی دینی تعلیم بہت ضروری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آخرت کی رسوائی سے بچنے کا ایک طریقہ:

اگر ایک آدمی پر جب کوئی تنگی کا وقت ہو، مصیبت کا وقت ہو، کوئی پریشانی ہو تو اس وقت میں جو کوئی اس کی مدد کرتا ہے تو اس کا احسان ساری عمر نہیں بھولتا۔ بندہ ساری عمر اس احسان کو یاد رکھتا ہے۔ بلکہ ہم نے دیکھا کہ اگر کسی مصیبت کے وقت میں پریشانی اور تنگ دستی کے وقت میں کوئی میٹھے دو بول بول دے، تسلی کی دو باتیں کر دے تو اس کی تسلی کی کی ہوئی باتیں ساری عمر یاد رہا کرتی ہیں۔ تو اصول یہ نکلا کہ مصیبت و کمزوری کے وقت میں جب کوئی احسان کرتا ہے تو اس کا احسان کبھی نہیں بھولتا۔ اس مثال کو سامنے رکھ کر ذرا سوچئے گا!

آج دینِ اسلام پر ضعف کا وقت ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَءَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا کَمَا بَدَاَ" (صحیح مسلم، رقم: ۲۰۹)

"ابتدائی زمانے میں ایک وقت تھا کہ اسلام اجنبی تھا اور قربِ قیامت میں ایک وقت آئے گا کہ یہ پھر اجنبی ہو جائے گا۔"

چنانچہ آج اسلام پر غربت کا یعنی ضعف کا وقت ہے۔ آج اسلام اپنے مسلمانوں کے دیس میں اجنبی بنا ہوا ہے۔ اسلام کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ملک میں اسلام کے احکام توڑے جاتے ہیں۔ اس ملک میں نبی ﷺ کے کلمہ پڑھنے والے اپنے گھروں میں نبی ﷺ کی سنتوں کو توڑتے ہیں۔ کوئی گھر ایسا نظر نہیں آتا جس میں سنتوں کو چھوڑا نہ جاتا ہو۔ ہمارے گلی، کوچے، بازار سنتوں کی ذبح گاہیں بن چکی ہیں۔ جب ہم اپنے گھروں میں اپنے ہاتھوں سے سنتوں کو توڑتے پھرتے ہیں تو پھر اسلام کی غربت کا کیا کہنا!!

www.besturdubooks.wordpress.com

آج قرآن ایک مظلوم کے مانند گھر میں ہوتا ہے۔ گھر میں کوئی مہمان آجائے تو ہم ضرور اس کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں، حال احوال پوچھتے ہیں۔ یہ اللہ کا قرآن بھی مہمان ہے، لیکن گھر کے طاقچے میں پڑا ہوتا ہے۔ سارا دن گھر میں اخبار پڑھا جاتا ہے، ڈائجسٹ پڑھے جاتے ہیں، گھنٹوں گپیں لگائی جاتی ہیں، لیکن قرآن پڑھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ قرآن پردیسی بنا ہوا ہے، اسلام اجنبی بنا ہوا ہے۔ جب اسلام مسلمانوں کے درمیاں اجنبی بن گیا تو پھر کفر کی سازشوں کا کیا کہنا! تو یہ اسلام پر غربت کا وقت ہے، کمزوری کا وقت ہے۔ اب دین اسلام کی تقویت کے لیے جو لوگ زندگیوں کو وقف کریں گے اور دن رات دین کی تبلیغ کے لیے، اشاعت کے لیے اور درس و تدریس کے لیے محنت کریں گے تو ان کا یہ احسان پروردگار کو کبھی نہیں بھولے گا۔ پروردگار اس کی لاج رکھیں گے اور قیامت کے دن پروردگار اس بندے کو کبھی رسوا نہیں فرمائیں گے۔

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ (التحریم: ۸)

”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو کبھی رسوا نہیں فرمائیں گے۔“

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عزت افزائی:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا علم پایا۔ بڑا مقام پایا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو کسی کو خواب میں نظر آئے۔ اس نے پوچھا: ”حضرت! آگے کیا بنا؟“ فرمایا: ”مجھے اللہ رب العزت نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ میں نے تمہارے سینے کو علم سے اس لیے نہیں بھرا تھا کہ آج تمہیں لوگوں کے سامنے رسوا کردوں۔ جاؤ! میں نے تمہیں بلا حساب کتاب جنت میں داخل کردیا۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اللہ رب العزت قیامت کے دن علما کی عزت افزائی فرمائیں گے تو پھر پتہ چلے گا کہ اللہ رب العزت نے عالم، حافظ کی کیا قدر بنائی تھی؟

اللہ رب العزت ہمیں دین کا علم حاصل کرنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

www.besturdubooks.wordpress.com

استقامت پر اللہ کا انعام

www.besturdubooks.wordpress.com

استقامت پر اللہ کا انعام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾

(فصلت: ۳۰)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

آخرت کی نجات کا دارومدار:

انسان اس دنیا میں چند روز کا مہمان ہے۔ یہ دنیا انسان کے لیے امتحان گاہ ہے۔ ہم یکھ مہلت لے کر اس دنیا میں آئے ہیں اور گزار کے واپس چلے جائیں گے۔ پھر اس

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی پر آخرت کا دار و مدار ہوگا۔ یہ زندگی دیکھنے میں تو مختصر ہے مگر فائدے کے اعتبار سے بڑی اہم ہے۔

شریعت کی پابندی ہر حال میں ضروری ہے:

اللہ والے اسی زندگی میں نیکیاں کما لیتے ہیں اور عام لوگ اسی زندگی میں غفلت و سستی کا شکار ہو کر عمل سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے لیے بھی دن چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے اور عام آدمی کے لیے بھی دن چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ جو نیک بن جاتے، اللہ والا بن جاتے، اس کے لیے دن چھتیس گھنٹے کا ہو جائے گا۔ اللہ والوں کو بھی نیند آتی ہے، ان کی بھی بیوی، بچے، گھر بار، کھانا پینا سب ضروریات ہوتی ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ اللہ والا بننے کے بعد آدمی بیمار نہیں ہوتا یا اس کو کوئی غم پریشانی نہیں آتی۔ جب تک انسان زندہ ہوتا ہے اس وقت تک مصیبتیں اور پریشانیاں اس کے ساتھ لگی ہوتی ہیں۔ کہنے والے نے کہا:

دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

"اس دنیا میں کوئی آدمی بے غم نہیں، اگر کوئی ایسا ہے تو وہ بنی آدم ہی نہیں۔"

اس لیے انہی خوشیوں میں، انہی بیماریوں میں، انہی مصروفیتوں میں ہمیں عبادت کے لیے وقت نکالنا ہے۔ اپنے ہر کام کو سنت کے مطابق کرنا ہے تاکہ ہمیں اس پر عبادت کا درجہ ملے۔ مؤمن نے اگر یہ بات سمجھ لی تو اس کے لیے زندگی گزارنا آسان ہو جائے گا۔ مؤمن کے تو مزے ہیں کہ اگر وہ سنت و شریعت کے مطابق تھوک بھی پھینکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس پر بھی اجر عطا فرماتے ہیں، حتیٰ کہ وہ بیت الخلاء جا کر قضائے حاجت سے فارغ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جاتا ہے تو اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ہمارا وقت بھی عبادت بن جاتا ہے۔ ہم اپنے ہر کام کو نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق کر کے عبادت بنا سکتے ہیں۔ اس لیے سنت کو اپنانا اور ہر کام سنت کے مطابق کرنا چاہیے، حتی کہ انسان کا ہر عمل عبادت بن جائے۔

کوئی عضو بھی گناہ نہ کرے:

ہمارے جسم کا کوئی عضو گناہ نہ کرے۔

......آنکھ غلط نہ دیکھے۔

......کان سے انسان کسی کی غیبت نہ سنے۔

......زبان سے انسان جھوٹ نہ بولے۔

......ہاتھ پاؤں سے کسی کو تکلیف نہ دے۔

......اپنی شرم گاہ اور ناموس کی حفاظت کرے۔

تو گویا اس طرح ہم نے اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ کر لیا۔

سب سے زیادہ عبادت گزار شخص:

نبی علیہ السلام نے ایک صحابی کو سب سے زیادہ عبادت گزار بننے کا طریقہ بتایا۔ فرمایا کہ تم اپنے وجود کے اعضا سے گناہ کرنا چھوڑ دو تو تم سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۴۲۱۷)

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جو انسان اپنے علم اور ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے، اللہ رب العزت اس بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتے ہیں، لہٰذا ہم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کریں اور گناہوں سے ڈریں، گھبرائیں۔ خلاف شرع کوئی کام

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنا ہمارے اوپر بوجھ ہو، طبیعت، شریعت کے مطابق ڈھل جائے۔ ایسا انسان بڑا خوش نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ (فصلت:۳۰)

"بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اس پر ڈٹ گئے۔"

یہ استقامت اللہ رب العزت کو محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہت پسند فرماتے ہیں، چنانچہ اپنے محبوب ﷺ کے بارے میں حکم ہے:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ﴾ (ھود:۱۱۲)

"محبوب! آپ شریعت پر جمے رہیے اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ایمان لائے۔"

ہمیں دین پر استقامت حاصل کرنی ہے۔ شریعت وسنت کے اوپر ہمیں عمل کرنا ہے۔ حالات جیسے بھی ہوں، نفس پیچھے لگا ہوا ہو یا شیطان پیچھے لگا ہو یا کوئی انسان پیچھے لگا ہوا ہو، ہم کسی وجہ سے بھی اپنے پروردگار کی نافرمانی نہ کریں۔ اگر ہمیں یہ بات سمجھ آ گئی تو ہم نے زندگی کی حقیقت کو سمجھ لیا۔

عبادت کرنے کے ساتھ گناہوں سے بھی بچیں!

آج کئی عورتوں کو دیکھا کہ لمبی لمبی نمازیں پڑھتی ہیں، تسبیحات پڑھتی ہیں، مگر

...... زبان سے غیبت نہیں چھوٹتی۔

...... ذرا سی بات پر لوگوں پہ بہتان باندھ دیتی ہیں۔

...... کسی کی بات کا پتہ چلے تو اسے لوگوں میں بیان کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

...... بہت جلدی دوسروں سے بدگمان ہو جاتی ہیں۔

...... اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ایسی بیماریاں ہیں جو عبادت کے ساتھ بھی بندے کے اندر رہتی ہیں۔

ہمیں اصل میں ان برائیوں سے جان چھڑانی ہے۔ ہر کام ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنا ہے۔ اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزاریں گے تو پروردگار ہم سے راضی ہوں گے۔ جو وقت پروردگار نے دیا ہے اس کو غنیمت سمجھیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزارنے کی کوشش کریں۔ پروردگار عالم بڑے قدردان ہیں۔ جب کوئی بندہ اللہ کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی قربانی کے بقدر اجر عطا فرماتے ہیں۔ تھوڑی قربانی ہوگی تو تھوڑا اجر ملے گا اور زیادہ قربانی ہوگی تو زیادہ اجر ملے گا۔ مومن کا تو ہر حال میں فائدہ ہے۔

جب ہم استقامت کے ساتھ دین پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تو ایسے قدردان ہیں کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی بلاؤں کے اوپر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو شکر گزار بندوں میں شامل فرما لیتے ہیں۔

خوشحالی اور آزمائش میں اللہ کی محبت:

ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام تہجد کی نماز میں اللہ کے حضور اللہ کی محبت میں رو رہے تھے۔ فرشتے بھی حیران تھے کہ اللہ کے یہ پیارے پیغمبر علیہ السلام اللہ کی محبت میں ایسے رو رہے ہیں۔ شیطان نے دیکھا تو کہنے لگا: ''اے پروردگار! یہ اس لیے تیری عبادت کرتے ہیں کہ تو نے ان کو گھر بار دیا، بچے دیے، مال دیا، اگر ان کے پاس یہ نعمتیں نہ ہوتیں تو پھر میں دیکھتا کہ یہ کس طرح تیری عبادت کرتے؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اچھا! ہم تھوڑی دیر کے لیے اپنی نعمتیں واپس لے لیتے ہیں۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان کے مکان کی چھت گری اور بیوی بچے نیچے سوئے ہوئے تھے،

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ چھت ان پر آن گری تو وہ سب کے سب شہید ہو گئے۔ پھر مکان میں آگ لگی تو مکان بھی جل گیا۔ اب نہ گھر ہے اور نہ گھر والے ہیں۔ اس کے بعد ان کو جسم پر بھی شدید بیماری لاحق ہو گئی۔ اب ان کے پاس جتنی نعمتیں تھیں سب ختم ہو گئیں مگر اس کے باوجود اس حال میں بھی انہوں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے۔ (الدر المنثور، سورۃ الانبیاء)

پروردگار سے محبت کی باتیں:

حتیٰ کہ جب ان کی صحت ٹھیک ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا: ''اے میرے ایوب! آپ کو بیماری والی زندگی اچھی لگی یا صحت والی زندگی اچھی لگی؟'' انہوں نے عرض کی: ''پروردگار! مجھے بیماری والی زندگی اچھی لگی۔'' پوچھا: ''وہ کیوں؟'' کہنے لگے: ''اس لیے کہ جب صبح ہوتی تھی تو اللہ رب العزت پوچھتے تھے: ''ایوب! تیرا کیا حال ہے؟'' اور اس طرح پرسی کا سارا دن مجھے مزا آتا تھا۔ پھر جب رات آتی تو رات کو بھی میری صبح پرسی فرماتے اور ساری رات مجھے اس طرح پرسی کا نشہ رہتا تھا۔ اب صحت تو مل گئی مگر اللہ رب العزت کی مزاج پرسی کا جو مزا تھا اس کو میری طبیعت ترستی ہے۔''

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت عطا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے جتنی نعمتیں پہلے ان کے پاس تھیں وہ ساری واپس دے دیں۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ﴾ (ص: ۴۳)

''اور ہم نے ان کو ان کے اہل خانہ بھی عطا کر دیے اور ان جیسے اور بھی ان کے ساتھ دے دیے، یہ ہماری طرف سے رحمت تھی، تاکہ بعد میں آنے والے عقل مند لوگ اس بات کو یاد رکھیں کہ ہم کیسے عطا کرنے والے ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیے! تھوڑی دیر کے لیے ان نعمتوں کو چھین لیا گیا، لیکن جب صبر کے ساتھ وقت گزارا تو اللہ نے نہ صرف ان کو وہ نعمتیں واپس لوٹا دیں، بلکہ ان جیسی نعمتیں ان کے بقدر اور بھی عطا کر دیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدردانی:

ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے بیٹا عطا فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیٹا بھی عطا کر دیا اور فرمایا:

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً﴾ (الانبیاء: ۷۲)

''ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب بانعام کے طور پر عطا کر دیے۔''

جیسے دنیا میں کوئی شفیق دکاندار ہو اور اس کے پاس کوئی چھوٹا بچہ اس سے سودا لینے جائے تو وہ اس کو سودا بھی دے دیتا ہے، جتنا اس نے مانگا اور اس کی ہتھیلی پر چھونگا بھی ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح پروردگار عالم کے ہاں یہ دستور ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور شکر گزاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نعمتیں بھی دیتے ہیں اور اس کے اوپر انعام بھی عطا فرماتے ہیں۔ گویا اللہ رب العزت بہت مہربان ہیں، بڑے قدردان ہیں۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قدردانی:

اس قدردانی کی مثال آپ یہاں سے سمجھیے! حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک غلام تھے، جن کو عرب قافلے نے دھوکے سے اپنے ساتھ لیا اور مکہ مکرمہ میں آ کر بیچ دیا۔ یہ چلتے چلتے بالآخر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے والد ان کے لیے بڑے اداس رہتے تھے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ یہ فلاں جگہ ہیں تو ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

والد اور چچا ان کو لینے کے لیے آئے۔ انہوں نے آ کر بتایا کہ ہم تو تمہاری یاد میں بڑے اداس رہتے تھے۔ والد نے کہا: ''میں نے تو تمہاری جدائی میں شعر کہے تھے۔'' اور والد نے وہ سب کچھ پڑھ کے سنا بھی دیا۔ اس کے بعد انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ زید کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ معاملہ زید کے اوپر چھوڑتا ہوں۔ وہ چاہے تو یہاں رہے اور چاہے تو آپ لوگوں کے ساتھ چلا جائے۔ ان کا باپ بڑا خوش ہو گیا کہ آپ ﷺ نے وہ بات کی جو حق اور انصاف پر مبنی تھی۔ اب انہوں نے کہا: ''بیٹا! ہم اداس ہیں، اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں، رشتہ دار منتظر ہیں، چلو اپنے وطن واپس چلتے ہیں۔'' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا اس میں مجھے اختیار ہے کہ میں جہاں چاہوں رہوں؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں!'' تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں کسی قیمت پر نبی ﷺ کی خدمت کو نہیں چھوڑ سکتا۔'' نبی ﷺ نے ان کو گود میں لیا اور فرمایا: ''آج کے بعد یہ میرا منہ بولا بیٹا ہے۔'' (اسد الغابہ: ۱/۳۹۵)

اب سوچیے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اللہ کے محبوب کی محبت میں اپنے والد کو چھوڑا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ ساری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو زید بن محمد ﷺ کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کی قدردانی دیکھیے کہ ایک بچے نے اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کیا۔ وہ کسی اور کا بیٹا ہے، خاندان کوئی اور ہے، اس کا وطن کوئی اور ہے، مگر اللہ! تیری رحمتوں پہ قربان جائیں، تیری نعمتوں پہ قربان جائیں کہ جس بچے نے نبی ﷺ کی خدمت میں رہنے کو ترجیح دی آپ نے پوری زندگی اس کو زید بن محمد ﷺ کے نام سے بلوایا۔ سوچنے کی بات ہے کہ وہ پروردگار کیسی کیسی نعمتیں عطا فرما دیتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ حیران ہوں گے کہ پورے قرآن پاک میں کسی صحابی کا نام نہیں آیا سوائے ایک صحابی کے اور ان کا نام حضرت زید رضی اللہ عنہ تھا۔

دیکھیے! اللہ رب العزت نے صحابہ سے ان کو زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے بھی یاد کروایا اور ساتھ ہی ان کا نام کسی واقعہ کے تحت قرآن میں بھی داخل فرما دیا۔ قیامت تک قرآن پڑھا جائے گا اور ان کا نام اس میں لیا جائے گا۔

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا﴾ (الاحزاب:۳۷)

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی قدردانی:

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ایک جوان العمر صحابی ہیں۔ وہ اپنے دوستوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ آئے اور مدینہ آکر انہوں نے کلمہ پڑھ لیا مگر اپنے ایمان کو والدین سے چھپایا۔ کچھ دن تو انہوں نے اپنے معاملے کو چھپائے رکھا۔ بالآخر ان کے والد کو شک ہو گیا انہوں نے پوچھ لیا۔ جب والد نے پوچھا تو جھوٹ نہیں بولا، سچ بتا دیا۔ والد نے کہا: ''اگر تم اس دین کو قبول کرو گے تو ہم تمہیں اس گھر میں رہنے کی اجازت نہیں دیں گے۔'' عبداللہ کہنے لگے: ''ٹھیک ہے، میں یہاں سے چلا جاتا ہوں۔'' جب وہ وہاں سے جانے لگے تو والد نے ان کو پکڑ لیا اور کہا: ''تمہارے جسم پر جو کپڑے ہیں وہ میں نے خریدے ہیں تم یہ کپڑے اتار دو۔ یہ کپڑے تمہیں پہننے کی اجازت نہیں۔'' چنانچہ والد نے غصے سے اپنے بیٹے کے جسم سے تمام کپڑے اتروا لیے اور ننگے بدن اس کو دھکا دے دیا۔ ان کی والدہ اس پر بڑی دکھی ہوئیں اور کچھ نہ بن سکا تو اس نے اپنا ایک دوپٹہ ان کی طرف پھینک دیا۔ وہ اس کو لے کر چل پڑے۔ راستے میں انہوں نے اس دوپٹے کے دو ٹکڑے بنائے۔ ایک کو تہبند کی طرح باندھ لیا اور دوسرا اپنے اوپر لپیٹ لیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب وہاں سے چلے تو سوچا میں کہاں جاؤں؟ دل نے فیصلہ کیا کہ جن کی خاطر مجھے نکالا گیا ان کے سوا دنیا میں میرا کون ہے؟ میں ان کے پاس چلتا ہوں، باقی زندگی ان کے قدموں میں گزاریں گے۔ عبداللہ! اگر تجھے ان کی خدمت کا موقع مل گیا تو پھر یہ تیری خوش نصیبی ہوگی۔

صبح کے وقت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی علیہ السلام نے دور سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ کی نگاہ نبوت نے پہچان لیا کہ

دونوں جہاں کسی کی محبت میں ہار کے
وہ آرہا ہے کوئی شب غم گزار کے

چنانچہ جب حاضر خدمت ہوئے تو نبی علیہ السلام نے پورا واقعہ سنا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم یہاں اصحاب صفہ میں رہنا شروع کردو۔ انہوں نے رہنا شروع کردیا۔ ان کے دل میں اللہ کی محبت اتنی آئی کہ بسا اوقات یہ اپنے عشق اور محبت میں اونچی آواز سے اللہ... اللہ... اللہ کہنا شروع کردیتے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو انہوں نے منع کیا کہ اونچی مت کہا کرو۔ اپنے دل میں خفی ذکر کیا کرو۔ نبی علیہ السلام کو پتہ چلا تو فرمایا: ''عمر! عبداللہ کو کچھ نہ کہو، یہ جو کچھ کہتا ہے اللہ کی محبت میں کہتا ہے۔'' چنانچہ وہ اپنی زندگی وہاں گزارنے لگ گئے۔

ایک غزوہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں۔ راستے میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ وہاں عبداللہ رضی اللہ عنہ کافی بیمار ہوگئے۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر ان کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ جب نبی علیہ السلام قریب آ بیٹھے تو آپ نے ان کا سر اپنی مبارک گود میں رکھ لیا۔ یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

جن کا سر نبی ﷺ کی مبارک گود میں ہے۔ ان کی نگاہیں نبی ﷺ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور اسی حال میں ان کا آخری وقت آ گیا۔ انہوں نے ایک ہچکی لی اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ دیکھیے تو سہی! جس کو باپ نے گھر سے محروم کر دیا، اللہ تو کتنا قدر دان ہے، تو اس کو محبوب کی گود میں جگہ عطا فرما دیتا ہے۔ اور اس حال میں ان کی دنیا سے موت آتی ہے کہ محبوب ﷺ ان کے چہرے کو دیکھتے ہیں۔ اور وہ محبوب ﷺ کے چہرے کو دیکھتے تھے۔ جب ان کی روح پرواز کر گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان کو نہلا دیا جائے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی چادر عطا فرما دی اور فرمایا: ''اس چادر سے عبداللہ کے لیے کفن بنا دیا جائے۔'' سبحان اللہ!

جس بدن کو اللہ رب العزت کی وجہ سے بے لباس کر دیا گیا، یا اللہ! آپ کتنے قدر دان اور مہربان ہیں کہ آج آپ اس بدن کو اپنے محبوب ﷺ کی چادر سے، کملی سے ڈھانپ رہے ہیں۔ یہ آپ کی کتنی بڑی قدر دانی ہے۔ نبی ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ جب قبر میں دفن کرنے کا وقت آیا تو نبی ﷺ خود نیچے قبر میں تشریف لے گئے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے تھے، آپ ﷺ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''اپنے بھائی کی لاش میرے حوالے کر دو۔''

چنانچہ انہوں نے لاش حوالے کر دی۔ نبی ﷺ نے اس لاش کو اپنے مبارک ہاتھوں میں لے کر زمین کے اوپر لٹا دیا۔ گویا اپنی امانت زمین کے سپرد کر دی اور اس کے بعد نبی ﷺ نے ہاتھ اٹھا کے فرمایا: ''اے اللہ! میں عبداللہ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔''

جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تو فرمانے لگے: ''میرے دل میں یہ بات آئی، کاش! آج یہ جنازہ عبداللہ بن مسعود کا ہوتا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

محبوب ﷺ میرے بارے میں فرماتے: ”اے اللہ! میں عبداللہ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔“ (مجمع الزوائد للہیثمی: ۲/ ۳۲۲، اسد الغابہ: ۱/ ۱۰۳)

تو دیکھیے! اللہ تعالیٰ کتنے قدردان ہیں! جب بندہ دین کی خاطر قربانی دیتا ہے تو اللہ رب العزت اس کو اس کی امیدوں سے بڑھ کر بدلہ اور اجر عطا فرماتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی قدردانی:

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دین کی خاطر اپنے گھر کو چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ انہوں نے اپنے گھر بار کو چھوڑا، خویش قبیلے کو چھوڑا اللہ کی رضا کے لیے، یہاں پردیس کو اپنا یا۔ مگر اللہ بھی قدردان ہیں، وہ یوں کسی کو تنہا نہیں چھوڑتے۔ سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

”سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ“ (المعجم الکبیر، رقم: ۶۰۴۰)

”سلمان تو میرے اہل بیت میں سے ہے۔“

قربان جائیں اس پروردگار پر، وہ کتنا قدردان ہے! جو بندہ اپنے گھر کو چھوڑتا ہے، خویش قبیلے کو چھوڑتا ہے، اس کا نام اہل بیت کے اندر شامل فرما دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بڑے قدردان ہیں، ہم لوگ نا قدرے ہیں۔ ہم نے تو اپنے پروردگار کی قدر نہ کی۔ اس کا دیا کھاتے ہیں، جھوٹے بھی اس کے کرتے ہیں۔ دن رات اس کی نعمتوں کو سمیٹتے پھرتے ہیں اور ان کا شکر ادا کرنے کی ہمیں توفیق نہیں ہوتی۔ اللہ کی تعریف کرتے ہوئے ہمارے منہ ٹیڑھے ہوتے ہیں حتیٰ کہ پروردگار عالم جل شانہ کو صرف مذمت کو فرمانا پڑا:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ (الزمر: ۶۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

''انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جیسی کرنی چاہیے تھی۔''

ہم نے تو نہ اللہ کی قدر کی، نہ انبیاءؑ کی قدر کی۔

اللہ تعالیٰ کا اظہارِ افسوس:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عجیب انداز سے فرمایا:

﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾
(یٰس: ۳۰)

''حسرت ان بندوں پر کوئی اللہ کے رسول دنیا میں ایسے نہیں آئے جن کا انہوں نے مذاق نہ اڑایا ہو۔''

پہلے زمانے میں انبیاء کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور آج کے دور میں انبیاءؑ کی سنتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ آج ہمارے گھروں میں ہمارے مسلمان بچے کسی سنت پر عمل کر لیں تو گھر کے دوسرے لوگ ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں۔ سنت کا مذاق اڑانا حقیقت میں نبی ﷺ کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ کیسے بندے ہیں جنہوں نے میرے انبیا کا مذاق اڑایا؟'' اس لیے ہمیں چاہیے کہ دین کے معاملے میں ہم اپنے اندر استقامت پیدا کریں۔

عورتوں کے بے جا بہانے:

آج اکثر عورتوں کو دیکھا گیا کہ ان کے اندر نہ نماز کی پابندی ہے، نہ تلاوت کی پابندی، نہ ذکر و مراقبے کی پابندی، نہ کسی اور سنت کی پابندی ہے۔ کبھی کچھ دن کرتی ہیں پھر چھوڑ دیتی ہیں، پھر کچھ دن کرتی ہیں پھر چھوڑ دیتی ہیں۔ کبھی نماز وقت پہ پڑھ لی کبھی وقت بے وقت کر کے پڑھ لی۔ استقامت نہ ہونے کی وجہ سے زندگی میں برکت نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

رہتی۔ ہمیں اپنے اندر استقامت پیدا کرنی ہے تا کہ اللہ کے دین کے اوپر مضبوطی سے جم جائیں۔ اس میں رکاوٹیں بھی آتی ہیں۔ کبھی رکاوٹیں اپنے نفس کی طرف سے آتی ہیں۔ ہم نے اس کی مخالفت کو برداشت کر کے پھر شریعت پر عمل کرنا ہے۔ کبھی شیطان کی طرف سے رکاوٹیں آتی ہیں اور کبھی انسانوں کی طرف سے رکاوٹیں آتی ہیں۔ آج کتنی بچیوں کو دیکھا گیا وہ کہتی ہیں کہ گھر میں کام کاج بڑا ہے، ہم تو مصروف ہی رہتی ہیں، اس لیے نماز کی فرصت نہیں ملتی۔ نہیں! ہم نے تو نماز ہر حال میں پڑھنی ہے، اللہ کا حکم پورا کرنا ہے، ساتھ گھر کی ذمہ داریاں بھی پوری کرنی ہیں۔ اس میں اگر محنت کرنی پڑتی ہے تو محنت سے گھبرایا نہ کریں۔ ہم کوشش کریں کہ دین کے اوپر عمل کرنے والے بن جائیں۔ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں میں سب سے پہلے دین کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کئی عورتوں کو دیکھا کہ گھر میں مہمان آگئے تو ان کی نماز چھوٹ گئی۔ او جی! کیا کریں؟ مہمان داری میں ہماری نماز چلی گئی۔ معمولی سی کوئی بات ہے تو زبان سے جھوٹ بول دیتی ہیں۔ اوجی! ذرا میں نے گول مول بات کر دی تھی، بدل کے بات کر دی تھی۔ یہ گول مول بات کرنا، بدل کے بات کرنا، اسی کا نام جھوٹ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی عمر پوچھے تو جھوٹ بول کر عمر کم بتا دیتی ہیں۔ بلکہ ہم نے تو دین کا علم پڑھنے والی بعض بچیوں کو دیکھا کہ وہ بھی غلط بیانی سے کام لے لیتی ہیں۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو دلوں میں ظلمت پیدا کر دیتی ہے۔ اور جھوٹ بولتے بولتے بالآخر وہ وقت آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی فرشتوں کو حکم دے دیتے ہیں کہ جھوٹوں کے دفتر میں اس بندے کا نام لکھ دیا جائے۔ تو ہم جھوٹ سے توبہ کریں۔ سچی اور سچی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ ہماری زندگی سو فیصد شریعت کے مطابق ہو۔ پھر دیکھنا اس کی کتنی برکتیں ہوں گی۔ استقامت کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

شریعت کے اوپر جمے رہنا بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ (فصلت: ۳۰)

"بے شک جن لوگوں نے کہا: "ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس کے اوپر جم گئے، ڈٹ گئے۔"

یہ جم جانا اور ڈٹ جانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ:

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے۔ فرماتے ہیں: "مجھے نیند کی وجہ سے تھکاوٹ محسوس ہوئی۔ دوپہر کا وقت تھا، میں ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ جب میں قیلولہ کر کے اٹھا تو مجھے درخت میں سے آواز آتی محسوس ہوئی۔ جیسے وہ مجھے کہہ رہا ہو:

"یَا سَرِیُّ! کُنْ مِثْلِی"

"اے سری! تو میرے جیسا ہو جا"

فرماتے ہیں: "میں بہت حیران ہوا کہ یہ آواز مجھے کہاں سے آ رہی ہے؟ لیکن جب میں نے غور کیا تو محسوس ہوا کہ درخت کے اندر سے آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں سے کبھی کبھی ایسے خلافِ عادت واقعات رونما کرا دیتے ہیں۔ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں کنکریوں نے کلمہ پڑھ لیا۔ ایک پتھر نبی علیہ السلام کو سلام کیا کرتا تھا۔ اسی طرح ان سے ایک درخت نے گفتگو کی اور کہا: "اے سری! تو میرے جیسا ہو جا۔" فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس کی بات سنی تو پوچھا:

"کَیْفَ اَکُوْنُ مِثْلَکَ؟"

"اے درخت! میں تیرے جیسا کس طرح بن سکتا ہوں؟"

www.besturdubooks.wordpress.com

جب میں نے یہ کہا تو اس نے آگے سے جواب دیا:

”اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَنِیْ بِالْاَحْجَارِ فَاَرْمِیْهِمْ بِالْاَثْمَارِ“

”اے سری! جو لوگ میری طرف پتھر پھینکتے ہیں، میں ان کو پھل واپس لوٹاتا ہوں۔“

لہٰذا تو بھی میرے جیسا ہو جا۔ میں نے کہا: ”واقعی سری! تیرے سے تو درخت بہتر ہے کہ لوگ درخت کو پتھر مارتے ہیں اور وہ ان کو پھل لوٹاتا ہے۔ درخت کتنے اچھے اخلاق والا ہے، کتنا اچھا ہے!!“ فرماتے ہیں: ”اسی دوران میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ درخت اتنا اچھا ہے کہ پتھر مارنے والوں کو پھل لوٹاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم کی غذا کیوں بنا دیا؟“ فرماتے ہیں: ”جب میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تو میں نے اس درخت سے سوال کیا:

”کَیْفَ مَصِیْرُکَ اِلَی النَّارِ؟“

”او درخت! اگر تو اتنا اچھا ہے تو پروردگار نے تجھے آگ کی غذا کیوں بنا دیا؟“

فرماتے ہیں: ”جب میں نے یہ بات پوچھی تو درخت نے ٹھنڈی سانس لی اور کہا: ”سری! میرے اندر خوبی بھی بہت بڑی ہے لیکن میرے اندر خامی بھی بہت بڑی ہے اور وہ خامی اللہ کو اتنی ناپسند ہے کہ اس نے میری تمام خوبیوں پہ پانی پھیر دیا اور وہ خامی یہ ہے:

”اَمِیْلُ بِهَوَاءٍ هٰكَذَا هٰكَذَا“

”اے سری! جدھر ہوا آتی ہے، میں ادھر ہی جاتا ہوں۔“

یعنی میرے اندر استقامت نہیں، استقامت کا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کو اتنا ناپسند ہے کہ میری خوبیوں کے باوجود اللہ نے مجھے آگ کی غذا بنا دیا۔ (ثمرات دل، ص: ۵۲۳، حصہ پنجم)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ استقامت اللہ کو کتنی پسندیدہ ہے اور جو بندہ زندگی میں تولہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اور تھوڑی میں ماشہ ہو کبھی ادھر کبھی اُدھر ہو تو ایسے بندے پر اللہ رب العزت کی رحمت کی نظر نہیں اٹھا کرتی۔ اس لیے ہمیں اپنے اندر استقامت پیدا کرنی چاہیے۔ ہم چٹان کے مانند بن جائیں۔ شریعت پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ مخلوق میں سے کسی کی وجہ سے ہم پیچھے نہ ہٹیں۔ لاکھ طوفان آئیں، لاکھ آندھیاں آئیں، جتنے مرضی حالات مخالف ہوتے چلے جائیں، لیکن ہم نے کام وہ کرنا ہے جس کا حکم ہمیں پروردگار نے دیا ہے۔

گھوڑے کی استقامت:

ایک مجاہد گھوڑے کو اس نیت سے پالتا ہے کہ وہ اس پر بیٹھ کر دشمن سے جہاد کرے گا، چنانچہ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور اس کو میدانِ جنگ میں لے کر آتا ہے۔ اب سامنے دشمن کی صفیں بنی ہوتی ہیں اور ادھر مجاہدین کی صفیں بنی ہوئی ہیں۔ وہ گھوڑے کو ایڑی کا اشارہ کرتا ہے۔ ''اے گھوڑے! تم بھاگو اور دشمن کی صفوں میں گھس جاؤ، تاکہ میں ان کے ساتھ قتال کرسکوں اور میں ان کو گاجر مولی کی طرح کتر دوں۔'' وہ گھوڑا جانتا ہے کہ میرے مالک نے مجھے کھلایا پلایا، اس کا مقصد یہ تھا کہ میں اس کے کام آؤں گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ آج میرے پاس وفا دکھانے کا وقت ہے۔ میرے مالک نے جو مجھے کھلایا پلایا، آج اس کا بدلہ چکانے کا وقت ہے۔ چنانچہ گھوڑا تیزی سے بھاگتا ہے اور دشمن کی صفوں کے قریب آتا ہے۔ سامنے سے کئی مرتبہ نیزہ ولگتا ہے تیر لگتے ہیں، تلوار لگتی ہے مگر گھوڑا اپنے جسم پر ان چیزوں کے لگنے کی پروا نہیں کرتا۔ اگر اس کے جسم سے خون کے فوارے چھوٹ رہے ہوں تو پھر بھی وہ پیچھے نہیں بھاگتا۔ وہ سمجھتا ہے جس لیے مجھے کھلایا پلایا گیا تھا آج اس کی وفا دکھانے کا وقت ہے، لہٰذا میں پیچھے نہیں بھاگوں گا۔ میں اپنی جان پہ کھیل جاؤں گا، مگر اپنے مجاہد کو دشمن کی صفوں میں لے کے جاؤں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بے پردہ عورتوں کا انجام:

آج جو عورتیں اپنے پردے کا خیال نہیں رکھتیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو بے لباس کر کے سارے انسانوں کے سامنے جہنم میں ڈالیں گے۔ اس طرح ان کی بے عزتی کی جائے گی کہ اس نے دنیا میں پردے کا خیال نہ رکھا اور آج اس کو بے پردہ کر دیا جائے گا۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر کسی مرد کو کہا جائے کہ تمہیں چند مردوں کے درمیان ننگا کر دیں گے تو مرد کو شرم آتی ہے، جی چاہتا ہے زمین پھٹ جائے اور میں اندر اتر جاتا۔ عورتوں میں بالا تر حیا ہوتی ہے، شرم زیادہ ہوتی ہے، ان کو اگر یہ کہہ دیا جائے تو ان کی زندگی سے موت بہتر بن جائے۔ وہ تو کہیں گی کہ اس سے مر جانا بہتر ہے۔ سوچئے تو سہی! جب دنیا میں اتنی شرمندگی ہوتی ہے تو جب اللہ تعالیٰ سارے انسانوں کے سامنے بے پردہ کر کے فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس کو اسی حالت میں جہنم میں ڈال دو تو پھر کتنی شرمندگی ہوگی؟! اگر آج اللہ رب العزت کے حکموں کی قدر دانی کریں گے تو کل اللہ رب العزت ہمارے گناہوں کے اوپر رحمت کی چادر ڈالیں گے۔ اور اگر آج ہم حکموں کو توڑیں گے تو کل پروردگار ہمیں رسوا فرمائیں گے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ہر حال میں اللہ رب العزت کے حکموں کی فرمانبرداری کرنے والے بن جائیں۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب کوئی جوان العمر عورت اس لیے اچھی سنورتی ہے، اچھے کپڑے پہنتی ہے، تا کہ غیر محرم اسے دیکھیں۔ یعنی اس کے دل کی چاہت یہ ہو، اس کے دل کی نیت یہ ہو کہ غیر محرم اسے دیکھ سکیں تو اللہ تعالیٰ کی اس پہ ناراضگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”قیامت کے دن میں ایسی عورت کی طرف محبت کی نظر نہیں اٹھاؤں گا۔“ بے پردگی کی کتنی سزا قیامت کے دن ملے گی؟! اگر پروردگار نے یہ فیصلہ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمادیا تو سوچیے! پھر ہمارا کیا انجام ہوگا؟ (شعب الایمان، رقم: ۸۰۳ے)

استقامت کے انمول واقعات

ہماری تاریخ میں کئی ایسی نیک خواتین گزری ہیں جنہوں نے اپنے دین کی حفاظت کی، اپنے ایمان کی حفاظت کی اور انہوں نے اس کے لیے قربانیاں دیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے تذکرے قرآن میں کیے۔

مشاطہ کی استقامت:

فرعون کا محل ہے۔ اس کی ایک بیٹی نہائی اور اس نے اپنے بال بنانے سنوارنے تھے۔ ان کے گھر میں ایک مشاطہ تھی، جو ان کے گھر میں خادمہ کے طور پہ کام کرتی تھی۔ اس مشاطہ کو بلا کر کہا گیا کہ آپ ذرا اس بچی کے بال سنوار دیجیے اور اس کی چوٹی بنا دیجیے! چنانچہ وہ اس کے بال سنوارنے لگی، اسی دوران اس کے ہاتھوں سے کنگھی نیچے گری تو اس نے اٹھاتے ہوئے حضرت موسیٰ کے پروردگار کا نام لے لیا۔ جب اللہ کا نام اس کی زبان سے نکلا تو فرعون کی بیٹی نے اس کی طرف غصے سے دیکھا اور کہا: ''کیا تم نے موسیٰ کے پروردگار کو خدا مان لیا ہے؟'' اب مشاطہ حیران ہوگئی کہ میں کہوں تو کیا کہوں؟ دل نے کہا: ''جب راز کھل ہی گیا ہے تو جھوٹ کیا بولنا؟ سچ سچ بتا دو۔'' ع

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی، جب تیرا کسی نے نام لیا

جب فرعون کی لڑکی نے پوچھا تو کہنے لگی: ''ہاں! میں تو موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لاچکی ہوں۔'' وہ لڑکی اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی اور غصے سے اسے گالیاں بکنے لگی: ''تو

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے باپ کو نہیں مانتی اور ہمارے محل میں رہتی ہے، نمک حرام کہیں کی، ابھی میں تمہاری کھال کھنچواتی ہوں۔" چنانچہ وہ اپنے باپ کے پاس چلی گئی اور کہنے لگی: "دیکھیں! یہ ہمارے محل میں رہنے والی عورت ہے اور یہ موسیٰ کی باتوں پر یقین کرنے والی اور ان کے پروردگار کو ماننے والی ہے۔ آپ یا تو اس کو اتنی سزا دیں کہ یہ دوسروں کے لیے عبرت بن جائے یا پھر اسے واپس اپنے دین پر لے کر آئیں۔" چنانچہ فرعون نے اس کو اپنے دربار میں بلا لیا۔ بھرا دربار ہے، لوگ موجود ہیں، وہ مشاطہ وہاں پہنچ گئی تو اسے کہا گیا کہ تم توبہ کر لو، ہم تمہیں مہلت دیتے ہیں تم ہماری بچیوں کی خادمہ ہو۔ وہ کہنے لگی: "نہیں! میں نے ایمان قبول کر لیا ہے۔

﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ﴾ (طٰہٰ: ۷۲)

"تو کر لے جو کر سکتا ہے۔"

فرعون نے کہا: "میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ لوگ تمہارا واقعہ یاد کر کے عبرت پکڑا کریں گے۔" وہ کہنے لگی: "جو مرضی ہوتا ہے ہو جائے، میں پیچھے نہیں ہٹوں گی۔" فرعون کو پتہ تھا کہ اس کی چھوٹی بچیاں ہیں، ایک شاید دو سال کی تھی اور دوسری اور چھوٹی چند ماہ کی تھی، وہ اس کا دودھ پیا کرتی تھی۔ اس نے کہا: "میں تمہیں سزا دلواتا ہوں۔" سزا اس نے کیا دلوائی؟ اپنے فوجیوں سے کہا: "اس کو چومیخا کر دیا جائے۔ چومیخا کا کیا مطلب؟ یعنی زمین پر لٹا دو، ہاتھوں میں کیل گاڑھ دو۔ دونوں ہاتھ بھی زمین میں گڑھ جائیں اور دونوں پاؤں بھی زمین میں گڑھ جائیں، ہل جل نہ سکے، سارا دربار تماشا دیکھ رہا ہے۔ یہ اللہ کی ایمان والی نیک بندی بھرے دربار میں زمین پر لیٹی ہوئی ہے۔ فرعون کے لوگ آئے۔ انہوں نے آکر کہا کہ فرعون کہہ رہا ہے کہ آپ اس دین کو چھوڑ دیں اور فرعون کو خدا مان لیں۔ اس نے کہا: "میں ہرگز نہیں مانوں گی۔" کہنے لگے:

www.besturdubooks.wordpress.com

''ہم تمہارے جسم سے لباس اتار دیں گے اور سب کے سامنے تمہیں رسوا کریں گے۔'' وہ کہنے لگی: ''جو ہوتا ہے ہوتا رہے، میں اس دین سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔'' چنانچہ اس کے جسم سے لباس ہٹا دیا گیا۔ پھر فرعون نے کہا: ''میں اب بھی مہلت دیتا ہوں۔'' اس نے کہا: ''میں پیچھے نہیں ہٹوں گی۔'' فرعون نے اس کو ایک سزا دی۔ سزا کیا دی؟ اس کی چھوٹی بچی کو بلوایا گیا اور اس معصوم بچی کو اس کے سینے پر لٹا دیا گیا۔ اس وقت اس کو کہا گیا کہ ہم تمہاری بچی کو قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا: ''اب جو ہوتا ہے ہو جائے، میں پیچھے نہیں ہٹوں گی۔''

چنانچہ غصے میں آ کر فرعون کے فوجیوں نے اس معصوم بچی کی گردن کو کاٹ دیا اور اس کا خون ماں کے سینے پر بہنے لگا۔ سوچئے تو سہی! اس ماں پر کیا گزری ہوگی؟ جس کی چھوٹی سی بچی اس کے سینے پر ذبح کی جا رہی ہو۔ بچی کا جسم تڑپ رہا ہے اور ماں کا دل تڑپ رہا ہے، مگر کر کچھ نہیں سکتی۔ جب فرعون نے دیکھا کہ بچی ٹھنڈی ہو چکی ہے تو کہنے لگا: ''اب میں اس سے بھی سخت سزا دلواؤں گا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''وہ کون سی؟'' کہنے لگا: ''میں نے اپنے دشمنوں کو سزا دلوانے کے لیے جو بچھو پالے ہوئے ہیں، ان بچھوؤں کے ڈبے لائے جائیں۔ چنانچہ ان بچھوؤں کے ڈبے اس کے سامنے لائے گئے اور کہا گیا کہ تم اب بھی مان جاؤ۔ وہ کہنے لگی: ''میں نے اللہ کے دین کو قبول کر لیا ہے، میں ہرگز پیچھے نہیں ہٹوں گی۔'' بالآخر اس کے جسم پر وہ بچھو چھوڑے گئے۔ ان بچھوؤں نے اس کو کاٹنا شروع کر دیا، حتیٰ کہ وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگی اور تڑپ تڑپ کر اس نے جان دے دی۔ جب وہ ٹھنڈی ہو گئی تو فرعون سمجھا کہ میں نے اس کو اتنی زبردست سزا دی کہ اب کوئی اس دین کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ غصے میں فرعون اپنے گھر آ گیا کہ میں اپنی بیوی کو جا کر بتاتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فرعون کی بیوی کی استقامت:

جب وہ محل میں داخل ہوا تو اس کی بیوی آسیہ سامنے کھڑی تھی۔ فرعون کہنے لگا: ”دیکھا! میں نے اس عورت کو کیا حشر کیا۔“ آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”فرعون! تو بڑا نامعقول ہے۔ تو نے اس کے ساتھ کتنا بڑا ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔“ وہ کہنے لگا: ”تو اس کی ہمدردی کی باتیں کیوں کرتی ہے؟“ آسیہ نے کہا: ”اس لیے کہ میں بھی اپنے پروردگار پر ایمان لا چکی ہوں۔ میں اس کی طرح ایمان والی مؤمنہ بن چکی ہوں۔“ فرعون نے جب یہ سنا تو کہنے لگا: ”آسیہ! تمہیں پتہ ہے کہ ملک میں لاکھوں عورتیں ہیں، مگر تمہاری خوبصورت شخصیت کی وجہ سے میں نے لاکھوں میں سے تمہیں چنا۔ اس محل میں تم کتنی سجی ہو! ملکہ بن کر رہتی ہو۔ کتنے خادم اور خادمات ہیں جو تمہاری نوکری چاکری کے لیے تمہارے آگے پیچھے پھرتے ہیں! تمہاری آنکھ کا اشارہ ہوتا ہے، ہر نعمت موجود ہوتی ہے، میں تم پر فدا ہوں، میرا تمہارے بغیر وقت ہی نہیں گزرتا۔ اتنی محبت کرنے والا خاوند اور اتنی ناز و نعمت کی چیزیں اور محل نما مکان، یہ سب کچھ تمہارے لیے ہے، تم تو ایسی بات نہ کرو۔“ وہ کہنے لگی: ”مجھے ان چیزوں کی کوئی پروا نہیں، مجھے تو اللہ کے احکام کی پروا ہے۔ میرا تو اللہ پر یقین ہے، ایمان ہے۔ اب میں اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔“ فرعون کو بڑا غصہ آیا۔ وہ کہنے لگا: ”میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کرواؤں گا جو میں نے اس کے ساتھ کیا ہے۔“ وہ کہنے لگی:

﴿فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ﴾ (طٰہٰ: ۷۲)

”تو کر لے جو کر سکتا ہے۔“

چنانچہ اس نے بی بی آسیہ کو کہا کہ میں ابھی تمہیں دربار میں بلواتا ہوں اور دیکھتا ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ تو میری بات کیسے نہیں مانتی؟ لہٰذا وہ دربار میں آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ''دیکھو! جو میری بیوی ہے، وہ میری خدائی کا انکار کرتی ہے۔ آج اسے میں تمہارے سامنے دربار میں بلواتا ہوں اور دیکھنا کہ میں اس کو کیسی سزا دلواتا ہوں۔''

چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اس محل کی ملکہ کو گرفتار کر کے ایک مجرم کے طور پر پیش کیا گیا۔ فرعون نے کہا: ''یہ میری بیوی ہے، میں اس سے محبت کرتا ہوں، میرے دل میں اس کا عشق ہے، میں نے زندگی اس کی محبت میں گزاری ہے۔ اس کو میں ایک موقع دیتا ہوں۔ آسیہ! ذرا اس محل کی طرف دیکھ، آج تو اس محل سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائے گی۔'' آسیہ نے کہا: ''مجھے منظور ہے، مگر میں ایمان کو نہیں بیچ سکتی۔'' فرعون کو غصہ آیا۔ اس نے کہا: ''اس کو بھی چو میخا کر دیا جائے۔'' چنانچہ ان کو لٹا دیا گیا، ہاتھوں میں کیل گاڑھ دیئے گئے۔ دربار کے لوگ حیران تھے کہ وہ عورت جس کے رعب کی وجہ سے لوگ اس کے چہرے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تھے، آج اس کو سرے دربار کے سامنے لٹا دیا گیا۔ جس کے اشارے پر سینکڑوں خادم مرد و عورتیں بھاگتے پھرتے تھے، جس کی ہر چاہت پوری کی جاتی تھی، جس پر بادشاہ قربان ہوتا تھا۔ آج اس نے اس کے بارے میں کیا فیصلہ کیا؟ ساری نعمتوں کو ٹھوکر مار دی۔

چنانچہ جب ان کو لٹا دیا گیا تو فرعون نے کہا: ''آسیہ! تم یاد رکھو کہ آج کے بعد تم اس محل میں نہیں جا سکو گی۔'' آسیہ نے فرمایا: ''کوئی بات نہیں۔'' فرعون نے اپنے فوجیوں سے کہا کہ جب تم اس کو لٹاتا تو اس طرح لٹانا کہ اس کا چہرہ محل کی طرف رہے۔ یہ محل کو دیکھتی رہے تاکہ اس کو احساس ہو کہ میں کون کون سی نعمتوں سے محروم ہو رہی ہوں؟ چنانچہ ان کو اس رخ میں لٹایا گیا کہ ان کا چہرہ محل کی طرف تھا۔ ان کے دونوں ہاتھوں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

پاؤں کو زمین میں گاڑھ دیا گیا۔ فرعون کو غصہ آیا، بالآخر اس نے ان کا لباس اتروا دیا۔ سوچئے! یہ کتنی بڑی سزا تھی؟ بھرے دربار کے سامنے بی بی آسیہ کو بے لباس کر دیا گیا۔ فرعون نے اپنے کچھ لوگ بلوائے اور انہیں کہا کہ تم ان کی زندہ حالت میں کھال اتارنا شروع کر دو۔ انہوں نے کھال اتارنا شروع کر دی۔ سوچئے تو سہی! زندہ حالت میں اگر کسی کے بدن کی کھال اتارنا شروع کر دی جائے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ چنانچہ لوگوں نے کھال اتارنا شروع کر دی۔ جب کھال اتاری تو بی بی آسیہ کی روح ابھی نہیں نکلی تھی مگر پورا جسم زخمی ہو گیا تھا۔ میں نے ایک کتاب میں یہ بات بھی پڑھی کہ جب اس کو غصہ آیا کہ کھال اتر گئی اور ابھی بھی کچھ سانس باقی ہیں۔ تو اس نے کہا: ”مرچیں لاؤ اور اس کے زخم پر مرچیں ڈال دو تاکہ اس کو اور تکلیف ہو۔“ جب مرچیں ڈالی گئیں تو بی بی آسیہ مرغِ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگ گئیں۔ اس وقت ان کی آنکھوں کے سامنے محل تھا۔ انہوں نے اس وقت اپنے رب سے ایک دعا مانگی جس کو قرآن مجید میں نقل کیا گیا۔ انہوں نے یہ دعا مانگی:

﴿رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ﴾ (التحریم: ۱۱)

”اے اللہ! فرعون مجھے اس محل سے دھتکار چکا، نکال چکا، اس کے بدلے تیرے قرب میں تیرے پاس جنت میں ایک گھر مانگتی ہوں۔“

اس کے بعد بی بی آسیہ کی روح پرواز کر گئی۔ (تفسیر ابن کثیر: ۸ / ۱۷۲، ص ۱۵)

بی بی آسیہ کی قدر دانی:

اب اللہ تعالیٰ کی قدر دانی دیکھئے! نبی علیہ السلام ایک مرتبہ گھر تشریف فرما ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے آخری لمحات ہیں۔ نبی علیہ السلام ان سے آخری آخری باتیں فرما رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ اس دوران نبی ﷺ نے فرمایا: "خدیجہ! جب تم جنت میں جاؤ گی تو میری بیویوں کو سلام کہہ دینا۔" بی بی خدیجہ حیران ہیں کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں دنیا میں آپ کی پہلی بیوی ہوں، جنت میں آپ کی بیویاں کہاں سے آگئیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "آسیہ اور مریم دو ایسی خواتین ہیں جن کو اللہ نے جنت میں میری بیویاں بنا دیا۔ لہٰذا جب تم جنت میں جاؤ گی تو میری بیویوں سے میرا سلام کہہ دینا۔

(مختصر تاریخ دمشق: ۵۰۰۸، تفسیر ابن کثیر، سورۃ التحریم)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ بی بی آسیہ کی دعا تو یہ ہے:

﴿رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾ (التحریم: ۱۱)

اللہ! مجھے جنت میں اپنے پاس گھر عطا کر دینا۔ محل سے دھکا را گیا ہے، جنت میں گھر دے دینا۔ بی بی آسیہ! آپ نے تو اللہ سے گھر مانگا تھا، اللہ کی قدردانی دیکھو کہ اللہ نے تجھے کیسا گھر والا عطا کیا، اپنے محبوب ﷺ کے نکاح میں عطا فرما دیا۔ سبحان اللہ! کتنی قسمت والی ہیں بی بی آسیہ، جن کو جنت میں محبوب ﷺ کی زوجہ بننے کا شرف نصیب ہوگا۔ پروردگار! آپ کیسے قدردان ہیں کہ مانگنے والی نے صرف گھر مانگا تھا، آپ نے گھر بھی دیا اور جنت الفردوس میں دیا اور گھر والا بھی دیا۔ گھر والا بھی ایسا جس کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ وہ پروردگار تو اتنا قدردان ہے!!

مشاطہ کی قدردانی:

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ جب نبی علیہ السلام معراج پر جانے لگے تو آپ ﷺ ابھی راستے میں ہی تھے۔ مکہ مکرمہ سے جب آگے جانے لگے تو بلادِ شام میں ایک وادی میں نبی کریم علیہ السلام کو خوشبو محسوس ہوئی۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا: "جبرائیل! مجھے اس جگہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے بہت خوشبو آ رہی ہے۔" عرض کی: "اے اللہ کے نبی ﷺ! فرعون کی بیٹیوں کے بال سنوارنے والی عورت کو یہاں دفن کیا گیا تھا۔ یہ اس کی قبر سے خوشبو نکل رہی ہے، جو آپ کو آج زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔" اللہ! آپ کتنے قدردان ہیں!! جو بندہ آپ کے دین پر عمل کرنے کے لیے استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے آپ اس کی کتنی قدردانی کرتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم دین کا علم حاصل کرنے کے لیے محنت کریں۔ اس پر عمل کرنے کے لیے ڈٹ جائیں۔ حالات جیسے بھی ہوں، حالات کو مت دیکھیے، اپنے اللہ کی رضا کو دیکھیے! حالات کبھی موافق ہوتے ہیں کبھی مخالف ہوتے ہیں مگر دین والے تو عمل کرتے رہتے ہیں۔

حالات کا رخ موڑنا سیکھیں!

یاد رکھنا! پانی میں وہی چیز بہتی ہے جو بے وزن ہوتی ہے۔ کاغذ پانی میں بہہ جاتا ہے، تنکے پانی میں بہہ جاتے ہیں، لکڑی پانی میں بہہ جاتی ہے، لیکن چٹانیں پانی کے ساتھ نہیں بہتیں، وہ تو پانی کا رخ موڑ دیتی ہیں۔ تم بے وزن چیز نہ ہو، بلکہ وزنی چیز بن جاؤ۔ اپنے اندر استقامت پیدا کر لو۔ حالات کے ساتھ چلنے کے بجائے حالات کا رخ موڑنا سیکھو۔ اسی لیے کسی کہنے والے نے کہا:

یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

عزیز طالبات! جنہوں نے سارا سال محنت کی اور ان کی معاملت نے ان پر محنت کی، ان کے لیے وصیت کے رنگ میں نصیحت ہے کہ آپ نے جو دین پڑھا اس پر عمل کر لیجیے۔ جب آپ استقامت کے ساتھ اس پر عمل کریں گی تو اللہ آپ کو دنیا کے اندر بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

عزتوں بھری زندگی دیں گے اور آخرت میں بھی عزتوں سے نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کی محنتوں اور کوششوں کو قبول فرما کر اپنے مقبول بندوں، بندیوں میں شامل فرمالے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

آیئے مطالعہ کریں!

دنیا بھر کی لائبریریوں سے اکابر مشائخ نقشبند کے تمام لکھے گئے تاریخی ارشادات و ملفوظات کا
خزانہ سالکین طریقت کی رہنمائی کے لیے حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ترتیب دے کر بطور خاص شائع کروایا ہے۔
مرشد مشائخ کی تعلیمات و توجہات کی جستجو میں مجموعہ رسائل کے عنوان سے دو جلدوں میں مرتب ہے۔

ان کتب کا مطالعہ آپ کو علوم و معارف کی ایک نئی دنیا سے روشناس کرائے گا۔

مکتبۃ الفقیر
041-2618003, 0311-2045680
0300-9652292, 0322-6669687

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ بائی پاس جھنگ 0512-2402102

مکتبۃ الفقیر بالمقابل رنگون بال بہادر آباد کراچی 0345-2351357 (ایاز)

دار المطالعہ نزد پرانی تحصیل حاصل پور 062-2442024,0300-7853055

مکتبہ سید احمد شہید لاہور اردو بازار 042-37228272

ادارہ اسلامیات 190 انارکلی لاہور 042-37353255

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 042-37224228

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965

مکتبہ دار الاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539

دار الاشاعت اردو بازار کراچی 021-2213768

علمی کتاب گھر اوجا روڈ اردو بازار کراچی 021-32634097

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب، حضرت قاری سلیمان صاحب (مدظلہم) دار الہدیٰ ٹھیڑی

حضرت مولانا قاسم منصور صاحب جی نائن مرکزی مسجد اسامہ بن زید اسلام آباد 0332-5420392

جامعہ اصحاب حجرات محبوب حرمین مسجد محلہ مدنی ٹاؤن راولپنڈی 051-5467347

ادارہ تالیفات اشرفیہ فوارہ چوک ملتان 061-4540513 0322-6180738

مکتبہ سید احمد شہید جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک 0923-630964

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003,0300-9652292
041-2649680,03225669650
AlFaqeerFsd@Yahoo.Com

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد اُنتالیس

- عشق الٰہی کی ایک دوکان
- ذکر کی محنت ضروری ہے
- علم نافع کا حاصل تقویٰ اور توکل
- کیفیات کی حفاظت
- دعاؤں کی قبولیت
- تعمیرِ مسجد کی اہمیت
- پانچ اصول باتیں

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

پیر طریقت، رہبر شریعت مظہر اسلام
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مکتبۃ الفقیر

خطباتِ فقیر 39 پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر (۲۹)

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مجددی مدظلہم

مرتب
ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ———— خطبات فقیر (39)

از افادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مرتب ———— ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

نظر ثانی

پروف ریڈنگ ———— مولانا مفتی [illegible] صاحب
معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

اشاعت اوّل ———— اکتوبر 2012ء

اشاعت دوم ———— مارچ 2013ء

تعداد ———— 1100

ناشر

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
041-2618003,041-2649680
0300-9652292,0322-8559680
E-Mail : Alfaqeerfsd@yahoo.com

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
عرضِ ناشر	20
پیش لفظ	22
عرضِ مرتب	24
① عشقِ الٰہی کی ایک دکان	29
دل کا کام، محبت کرنا	31
محبت کس سے ہو؟	32
دل ایک ہے اور ایک ہی کے لیے ہے	32
دل...... اللہ کا گھر	33
علمی نکتہ...... بیچنے کی بجائے خریدنے کا تذکرہ	34
علمی نکتہ...... دل کیوں نہ خریدا؟	34
اللہ کی محبت اور مخلوق کی محبت کا فرق	35
پہلا فرق...... بے غرض محبت	35
دوسرا فرق...... محبوب خود ملاقات کے لیے بلاتا ہے	36
دیدارِ الٰہی...... مومن کا بنیادی مقصد	37
دیدار کی مشق	38
دیدار کی جھلک	38
تیسرا فرق...... مخلوق سے محبت کا انجام کار جدائی ہے ...	39

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
40	چوتھا فرق ..... محبت کے نشے کا فرق
40	بادشاہانِ وقت ..... عشاق کے خدام
41	پانچواں فرق ..... محبوب حقیقی سے ملاقات میں معذوری نہیں
43	محبت منعم حقیقی کا حق ہے
44	محبت کے درجات
44	(۱) میلان
44	(۲) طلب
44	(۳) محبت
45	محبت کی معراج
46	عشق الٰہی کی دکانیں
47	عشق الٰہی کی ایک دکان ..... خانقاہ عالیہ فضلیہ نقشبندیہ
47	وطن سے ہجرت
47	کشتی کی چوری
48	بستی فقیر گڑھ اور مسکین پور کا قیام
48	کھیتی باڑی کا کام
49	گندم کی پیداوار میں عجیب برکت
50	گندم کی پسائی
50	خانقاہ کا لنگر
51	خانقاہ کی راتیں
51	دو مغلوب الحال بوڑھوں کی مستی
52	اکابرین کی فیض یابی

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
52	❁ ...... ایک عاشق صادق کی حضرت قریشی ؒ سے محبت
55	❁ ...... حضرت فضل علی قریشی ؒ کی طلب صادق
57	❁ ...... حضرت قریشی ؒ کی قبولیت
58	❁ ...... مے عشق پیتے جائیں
58	❁ ...... اللہ کو محبت محب سے بھی بڑھ کر
59	❁ ...... حسن فانی کے پیچھے لگنا زندگی کو ضائع کرنا ہے
60	❁ ...... حسن ظاہری کی قیمت
61	❁ ...... تصوف کا بنیادی مقصد
61	❁ ...... دنیا کے محبوب...... بے وفا محبوب
62	❁ ...... محبوب حقیقی کی وفا
64	❁ ...... عجب چیز ہے لذت آشنائی
65	❁ ...... موت کے بعد عشاق کے انداز
66	❁ ...... دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو
67	❁ ...... عشق کی بازی
68	❁ ...... روز قیامت عشاق کا خصوصی اکرام
70	❁ ...... اللہ! عشق کا ساغر پلا دیجیے!
71	**۲ ذکر کی محنت ضروری ہے**
73	❁ ...... لڑکپن کا ایک مشاہدہ
75	❁ ...... انسان کی اصلاح کی ترتیب

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
75	❁ ...... دل کو صاف رکھنا کس کی ذمہ داری ہے؟
76	❁ ...... وساوس کو کنٹرول کرنے کی ضرورت
76	❁ ...... قرآن کا آخری پیغام
77	❁ ...... وساوس سے پناہ، زندگی کے تین حصوں میں
78	❁ ...... وساوس دل میں آتے ہیں
78	❁ ...... وساوس ختم کرنے کے لیے محنت کی ضرورت ہے
79	❁ ...... پیرانہ سالی میں وساوس کی پریشانی
81	❁ ...... محنت سے وساوس کا خاتمہ
82	❁ ...... شیطان کے عجیب دھوکے
83	❁ ...... نظر کی حفاظت سے ایمان کی حلاوت
83	❁ ...... بدنگاہی کا روڈ بلاک
84	❁ ...... اٹھارہ سالہ نوجوان کا نگاہ پر کنٹرول
85	❁ ...... محنت تو کرنی پڑتی ہے
85	❁ ...... دل کی صفائی اللہ کے نام کے ساتھ ہوتی ہے
86	❁ ...... دائرۂ ایمان میں داخلہ کیسے؟
87	❁ ...... اسم "اللہ" کے معرفہ ہونے میں حکمت
88	❁ ...... اسم ذات کے ذکر سے ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے
89	❁ ...... کلمہ طیبہ کے ذکر کی فضیلت
90	❁ ...... معبودانِ باطلہ
90	❁ ...... (۱) آفاقی معبود

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
...... (۲) نفس معبود	90
...... ایمان کامل کے لیے معبوداتِ باطلہ کی نفی ضروری ہے	91
...... معبوداتِ باطلہ کی نفی کا طریقہ	91
...... نفی کامل کی محنت	92
...... حقیقتِ ابراہیمی اور حقیقتِ محمدی میں فرق	93
...... سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا کمالِ نفی	94
...... حضرت محمد ﷺ کا کمالِ نفی و اثبات	95
...... کلمہ طیبہ کی کثرت سے دل کی صفائی	96
...... زندگی کا رخ بدلنے کی ضرورت	96
...... گناہ کی رسموں سے کامل آزادی	98
...... اللہ کی سرپرستی میں آ جائیے	98
③ علمِ نافع کا حاصل ... تقویٰ اور توکل	101
...... دین اور دنیا کا دوراہا	103
...... اہلِ علم کا راستہ	104
...... علمِ نافع کیا ہے؟	104
...... علمِ نافع اور تقویٰ	105
...... خوف گناہوں کو چھڑوا دیتا ہے	106
...... خوف سے گناہ کیسے چھوٹتے ہیں؟	107
...... خوف کی کمی کا نتیجہ	107

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
108	❁ ...... گناہ جہالت کے ساتھ ہوتا ہے
109	❁ ...... بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی
110	❁ ...... جب علم بڑھتا ہے تو تواضع بڑھتی ہے
110	❁ ...... اکابر کی تواضع
111	❁ ...... ابن جوزی رحمہ اللہ کا فرمان
112	❁ ...... علم نافع کا حصول تقویٰ سے ممکن ہے
112	❁ ...... قرآن میں تقویٰ کی نصیحت
113	❁ ...... تقویٰ کے دو پہلو
114	❁ ...... (۱) اپنی ذات کے معاملے میں تقویٰ
114	❁ ...... مشتبہ لقمے سے پرہیز
114	❁ ...... بازار کے کھانے میں احتیاط
115	❁ ...... پھلوں کی بیع باطل
116	❁ ...... حلال کنو
117	❁ ...... ثمن ہاتھ تک بیچ کا خیال
117	❁ ...... مشتبہات سے پرہیز
117	❁ ...... حضرت عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ کی نظر کی احتیاط
118	❁ ...... حضرت فضل علی قریشی رحمہ اللہ کی بے نمازی کے کھانے سے احتیاط
120	❁ ...... چالیس یوم کی برکت
121	❁ ...... حضرت عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ کی فراست
122	❁ ...... گناہ کے موقع سے بچنا

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
...... (۲) مخلوق کے ساتھ معاملات میں تقویٰ	123
...... امام ابوداؤد ؒ کو چھینک کے جواب کی فکر	123
...... ابوہریرہ ؓ کو دعاؤں کی طلب	123
...... عبداللہ ابن مبارک ؒ کو قلم واپس کرنے کی فکر	124
...... حضرت مرشد عالم ؒ کو اہلیہ کی دل آزاری کا احساس	125
...... خشیت ایک نعمت ہے	126
...... تقویٰ اور صبر سے عزت ملتی ہے	126
...... علم نافع اور توکل	129
...... رابعہ بصریہ ؒ کا مقام توکل	130
...... حضرت اقدس نانوتوی ؒ کا مقام توکل	131
...... حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ کا مقام توکل	131
...... توکل پر رزق ملنے کا عجیب واقعہ	132
...... تقویٰ اور توکل کی کمی	134
...... اخلاق اور اخلاص	135
...... تقویٰ نزول برکات کا ذریعہ	136
...... گناہ بے سکونی کا ذریعہ	136
...... اللہ سے بگاڑنے سے کام بگڑ جاتے ہیں	137
...... آسان طریقہ	138
۳ کیفیات کی حفاظت	139
...... دو طرح کے سفر	141

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... سفر کے لیے رہبر کی ضرورت	142
❁ ...... روحانی سفر کی ابتدا	143
❁ ...... بیعت کی حکمت	143
❁ ...... اذکار واشغال	144
❁ ...... معمولات میں استقامت اللہ کو پسند ہے	144
❁ ...... معمولات میں استقامت کیسے ہو؟	145
❁ ...... علما طلبا کا مغالطہ	146
❁ ...... مدرسین کا نصب العین	147
❁ .... ☆ روزانہ مطالعہ	147
❁ ...... ☆ طلبا کو اپنا محسن سمجھیں	147
❁ ...... ☆ طلبا سے شفقت کریں	148
❁ ...... ☆ طلبا کی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں	148
❁ ...... ☆ اخلاص اور اختصاص کو لازم کریں	149
❁ ...... ☆ خلوت کو لازم سمجھیں	150
❁ ...... طالب علم کے لیے نصب العین	151
❁ ..... نیت درست کرے	151
❁ ...... ○ علم پر عمل کرے	151
❁ .... نورِ نسبت کی پہچان	152
❁ ...... دکھ آنے پر حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی کیفیت	153
❁ ...... کیفیات کا سلب ہونا	154

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... حالت قبض سے نکلنے کے دو راستے	154
❁ ...... (۱) حدیث کثرت استغفار	154
❁ ...... (۲) شیخ سے توجہات لینا	155
❁ ...... کیفیات سلب ہونے کی وجوہات	157
❁ ...... (۱) ناجنس کی صحبت	157
❁ ...... عاملوں کی نحوست	158
❁ ...... پنڈت کو دیکھنے کا وبال	158
❁ ...... ایک عامل کی صحبت کا اثر	159
❁ ...... (۲) مشتبہ غذا	159
❁ ...... حلال مال کی برکت	160
❁ ...... مشتبہ غذا سے بچنے کی عادت	160
❁ ...... (۳) ارتکاب معصیت	161
❁ ...... وساوس معصیت میں داخل نہیں	161
❁ ...... ترک معصیت اور مقام احسان	162
❁ ...... اپنے آپ کو بے قصور نہ سمجھیں	163
❁ ...... گناہ کیسے چھوڑیں؟	163
❁ ...... جھوٹ سے بچنے کا طریقہ	163
❁ ...... غصے سے بچنے کا طریقہ	164
❁ ...... بدگمانی سے بچنے کا طریقہ	164
❁ ...... بدنظری سے بچنے کا طریقہ	165

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر

تکبر سے بچنے کا طریقہ	166
اکثر ہونے والا گناہ..... غیبت	167
بدترین غیبت	167
استغفار بھی لائق استغفار	168
محاسبہ اور مراقبہ	168
طریقۂ کار	169
اللہ کے در کے سوا کوئی در نہیں	171
⑤ دعاؤں کی قبولیت	173
..... پریشانیاں دور کرنے کا مؤثر سبب	175
..... کوئی انسان بے غم نہیں	175
..... قبولیتِ دعا میں یقین شرط ہے	176
..... نسخۂ تسخیر	178
..... قبولیتِ دعا کی تین صورتیں	179
..... قبولیت کی پہلی صورت..... من وعن قبول	179
..... دوسری صورت..... بہترین متبادل عطا	179
..... تیسری صورت..... ذخیرۂ آخرت	180
..... دعا رد ہونے کی صورت	180
..... ''رب'' کے لفظ سے دعا مانگنے میں حکمت	181
..... اللہ کو اپنی ضبط نہ دکھائیں	182
..... مخلوق کی ایذا سے بچنے کے لیے دعا کیسے کریں؟	183

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... اصل رکاوٹ ہمارے گناہ ہیں	183
❁ ...... بددعا سے بچیں	184
❁ ...... بددعا دو انبیاء سے منقول ہے	184
❁ ...... نبی ﷺ ہمیشہ دعا دیتے تھے	185
❁ ...... اللہ سے مانگتے رہیں	185
❁ ...... قبولیت دعا کے چند مواقع	186
❁ ...... ○ قرآن مجید کی مشغولیت	186
❁ ...... ○ اجتماعی دعا	187
❁ ...... ○ دوست کی دعا دوست کے پیچھے	187
❁ ...... ○ ہر چیز اللہ سے مانگیں	188
❁ ...... ○ تہجد کا وقت	188
❁ ...... قبولیت دعا کی شرط..... نیکوکاری اور پرہیزگاری	188
❁ ...... قبولیت دعا کا اکسیر نسخہ	190
❁ ...... مستجاب الدعوات کی تین صفات	191
❁ ...... اللہ والے بن جاؤ	192
❁ ...... دعا قبول نہ ہونے کی وجہ	193
❁ ...... ابتلا میں پڑنے کی ایک قرآنی مثال	194
❁ ...... مصیبت سے نکلنے کی قرآنی مثال	197
❁ ...... پریشانیوں کے پیٹ سے نکلنے کا نسخہ	197
❁ ...... نبی ﷺ کی عاجزانہ دعائیں	199

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
میدانِ بدر کی دعا	199
طائف کے سفر کی دعا	199
ایک اور عجیب دعا	201
(۶) تعمیر مسجد کی اہمیت	203
مسجد کی ابتدا کا وقت...... یادگار وقت	205
آیتِ کریمہ کے تین سبق	206
(۱) کام کی نسبت بڑوں کی طرف ہی کرنی چاہیے	206
(۲) غیر ضروری تفصیلات سے گریز	207
(۳) عمل کا مدار قبولیت پر ہے	207
اہمیت کی حامل دعائیں	208
(۱) دعا میں اپنے آپ کو شامل کرنا	208
(۲) دعا میں اقارب کو شامل کرنا	210
نیک اولاد کا غم ایک فطری غم	210
ماں کا غم	211
باپ کا غم	213
اعمالِ صالحہ کی توفیق کی دعا	215
یادگار وقت میں یادگار دعا	215
ہم بھی دعا کریں	217
مسجد اللہ کا گھر	217
مساجد بیت اللہ کی بیٹیاں ہیں	218

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
مسجد مسلمانوں کا محور و مرکز	219
مدنی زندگی کا آغاز، تعمیر مسجد سے	220
مسجد کے متعلق تین قرآنی حکم	220
مومن کا دل مسجد میں اٹکتا ہے	222
مسجد سے دل لگانے والا عرش کے سائے میں	223
مسجد میں بیٹھنے کی تعلیم	223
مسجد بیزار لوگ	224
کون مسجد میں نہیں آنے دیتا؟	224
نبی ﷺ کی سنت مبارکہ	225
اللہ تعالیٰ کی تین پسندیدہ آوازیں	225
مؤذن کا احسان	225
مؤذن کا انعام	226
عرش پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی چاپ	227
خواتین میں خدمت مسجد کا جذبہ	228
تعمیر مسجد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذوق وشوق	228
وسط ایشیا کے لوگوں کی مسجد سے محبت	229
شہر کا "ڈی سی او" مسجد کا مزدور	230
گھر کا عبادت خانہ	231
گھروں کی بربادی کی وجہ	232
مسجد بنانے پر جنت میں گھر کا وعدہ	233

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... راہِ خدا میں خرچ کرنے کی برکت	233
❁ ...... حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد سے محبت	234
❁ ...... تعمیر مسجد میں غیبی مدد	235
❁ ...... تین کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مدد	236
❁ ...... غیبی نصرت کا عجیب واقعہ	236
❁ ...... اللہ کی کوٹھی	237
۷ پانچ اصولی باتیں	239
❁ ...... دنیا مشقت کی جگہ ہے	241
❁ ...... انسان کا دھوکا	242
❁ ...... انسان کے دو تقاضے	242
❁ ...... شہوات کی دو قسمیں	243
❁ ...... (۱) شہوتِ شکم	243
❁ ...... (۲) شہوتِ فرج	243
❁ ...... غلبہ شہوت کی بنیاد پیٹ بھر کر کھانا ہے	243
❁ ...... انسان کی اصل ضرورت تھوڑی ہے	244
❁ ...... زیادہ کھانے سے ذہنی صلاحیت کم ہوتی ہے	245
❁ ...... زیادہ کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے	245
❁ ...... دل کی نرمی کا ذریعہ...... کم کھانا، حلال کھانا	246
❁ ...... زیادہ کھانے سے مال کی محبت پیدا ہوتی ہے	246
❁ ...... مال کی محبت کا انجام	246

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
247	❁ ...... ایک جاگیردار کا عبرت انگیز واقعہ
248	❁ ...... مال کے مزید نقصانات
248	❁ ... مال کا وبال
249	❁ ... پانچ اصول باتیں
249	❁ ...... (۱) دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تمہیں یہاں رہنا ہے
250	❁ ...... حضرت نوح علیہ السلام کی عمر
250	❁ ...... شاہی محل کے دو عیب
251	❁ ...... شداد کی عبرت انگیز موت
252	❁ ...... اڑھائی منٹ کی زندگی
253	❁ ...... (۲) آخرت کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تم نے وہاں رہنا ہے
253	❁ ...... جنت کے محلات کا خام مال
254	❁ ...... پوری زندگی تباہ
255	❁ ...... آخرت کی تیاری کرنے والے
258	❁ ...... (۳) اللہ کی رضا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تم اللہ کے محتاج ہو
258	❁ ...... دریا میں رہنا اور مگرمچھ سے بیر
259	❁ ...... رضائے الٰہی کی پہچان
259	❁ ...... (۴) صرف اسی سے مانگو جو کسی کا محتاج نہیں
260	❁ ...... (۵) گناہ اتنا کرو جتنا کہ عذاب سہنے کی طاقت ہے
261	❁ ...... سب سے ہلکا عذاب
261	❁ ...... دنیا میں بھی عذاب

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
...... ایک کروڑ پتی صنعتکار کی بے سکونی	262
...... متکبر کا عبرتناک انجام	263
...... حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا فرمان	266
...... آج وقت ہے	266

☆☆☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ ''خطباتِ فقیر'' کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ انتالیسویں (۳۹) جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے، کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں، ایک نئی پرواز فکر کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں، بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے، جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقول شاعر:

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحب دل کی بات ہوتی ہے اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیت عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علما بھی مستفید ہوتے ہیں، عوام بھی مستفید ہوتے ہیں۔ بڑے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چھوٹے بھی سبق حاصل کرتے ہیں۔ مردوں کے دل کی دنیا بھی بدلتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، خواتین کی بھی اصلاح ہوتی ہے۔ غرض کہ ہر طبقہ کے انسان کے لیے یہ خطبات مشعلِ راہ ہیں۔

’’خطباتِ فقیر‘‘ کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کیا کہ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم و حکمت کے جو موتی اکٹھے کر کے ہم تک پہنچائے ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے، جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعۂ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے، کیونکہ یہ بحرِ معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے، جن کی قدر و قیمت اہلِ دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں، بلکہ یہ صاحبِ خطبات کی بے مثال فصاحت و بلاغت، ذہانت و فطانت اور حلاوت و ذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے، جس سے اہلِ ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لیے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تا زیست اپنی رضا کی لیے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ!

فقیر سیف اللہ نقشبندی

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نوراللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی، تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا، لیکن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی! تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا، بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب کبھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ! شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا، کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنا شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رختِ سفر باندھا اور عازمِ سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ملکوں کو محلہ بنا دیا۔ اس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟...... مگر وہ جس سے

چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے ع

"قدم بیا ٹھتے نہیں، اٹھوائے جاتے ہیں"

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے،

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ "مکتبۃ الفقیر" نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں "خطبات فقیر" کے عنوان سے نمبروار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علماء و طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے، بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا، اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

www.besturdubooks.wordpress.com

عرضِ مرتب

یہ خطبات مجموعہ ہے بابِ علیؓ (حضرت مرشدِ عالم ؒ) کے ایک پھول، عشقِ صدیقؓ کو دل میں بسا کر مشربِ نقشبندیہ سے سیراب ہونے والی اور فنا فی الرسول ﷺ کی منزل سے گزر کر فنا فی اللہ کا راز پانے والی ایک ہستی کے بیانات کا۔ جو نسبت کا نور دل میں لیے قریہ بہ قریہ قلوبِ انسانی کو محبت الٰہی سے گرمانے اور انہیں شریعت و سنت کی راہ پر لانے میں اپنے شب و روز ایک کیے ہوئے ہے۔ بلاشبہ پوری دنیا میں لاکھوں لوگ اس چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں اور بعض سرشار ہو رہے ہیں کہ

لطائفِ غمِ جاں سما گئی دل میں
نزاکتِ دلِ عاشق کو پا لیا میں نے

حضرت اقدس محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کے دعوتِ رشد و ہدایت کے سفر کی ابتدا خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ چکوال سے ہوتی ہے، جہاں انہیں مرشدِ عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب ؒ نے اجازت و خلافت کی نعمت سے شرف یاب فرمایا۔ عاجز کو حضرت اقدس مدظلہ سے بیعت ہونے کا شرف اس وقت حاصل ہوا

جب حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ ابھی حیات تھے۔ حضرت کا بیان اس وقت بھی اتنا پرتاثیر ہوتا تھا کہ خانقاہ عالیہ نقشبندیہ چکوال کے سالانہ اجتماع میں مختلف شہروں سے آنے والے احباب کو حضرت کے بیان کا خاص طور پر انتظار رہتا تھا۔ بعد ازاں حضرت دامت برکاتہم نے جھنگ میں دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا جو بہت جلد دوسرے شہروں میں پھیل گیا۔ چنانچہ فیصل آباد، لاہور، کراچی، اسلام آباد، گوجرانوالہ اور بنوں وغیرہ میں مستقل بیانات ہونے لگے اور یہ سلسلہ روز بروز پھیلتا چلا گیا

؎ راستے کھلتے گئے عزمِ سفر کے سامنے
منزلیں ہی منزلیں ہیں اب نظر کے سامنے

بیرون ملک سے دعوتیں ملنا شروع ہوئیں۔ امریکہ کی بہت سی ریاستوں میں مستقل بیانات ہونے لگے۔ پھر روس کی آزاد ریاستوں کے دورے ہوئے۔ متعدد یورپی ممالک میں جانا ہوا، آسٹریلیا اور پھر افریقی ممالک کی باری آئی، جہاں اب بھی رمضان المبارک میں اعتکاف اور تربیتی اجتماعات کا سلسلہ چل رہا ہے۔ برصغیر میں بنگلہ دیش، نیپال اور انڈیا میں جانا ہوا۔ انڈیا کے اسفار میں کثیر تعداد میں لوگ فیض یاب ہوئے، اور علما کی بڑی تعداد نے آپ سے روحانی استفادہ کے لیے رجوع کیا۔ مشرق بعید کے ممالک ملائشیا اور سنگاپور وغیرہ بھی جانا ہوا۔ مشرق وسطیٰ میں عرب امارات، شام، اردن اور مصر جیسے ممالک اور پھر ترکی اور لیبیا میں بھی جانا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ حجاز مقدس کی طرف حج و عمرے کے اسفار تواتر سے ہوتے رہے۔ ارضِ حرمین شریفین جہاں پر پورے عالمِ اسلام سے عشاق کھنچے چلے آتے ہیں، وہاں پر زائرین میں آپ کے بیانات کا ایک مستقل سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یوں اس مرکزِ فیض سے آپ کا فیض اطراف و اکناف میں پھیل رہا ہے۔ سالانہ تربیتی نقشبندی اجتماع

معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں ہوتا ہے۔ جہاں پر اندرون ملک اور بیرون ملک سے حضرت کے متوسلین کی کثیر تعداد جوق در جوق شریک ہوتی ہے۔ اس موقع پر حضرت کے خصوصی تربیتی بیانات ہوتے ہیں۔ جس کے حاضرین پر عجیب اثرات اور قابلِ دید کیفیات ہوتی ہیں۔ بقول شاعر ؎

خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں رازِ حسن و عشق
اہلِ دل ، اہلِ جنوں ، اہلِ نظر کے سامنے

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مدظلہ کو بیان کا ایک عجیب ملکہ عطا فرمایا ہے۔ حکمت کا گویا ایک دریا ہے جو بہہ رہا ہوتا ہے، جس سے ہر شعبہ ہائے زندگی کے لوگ بہرہ مند ہوتے ہیں۔ جہاں بھی جاتے ہیں محبتِ الٰہی ، توبہ ، انابت الی اللہ اور اصلاحی و تربیتی موضوعات پر بات ہوتی ہے۔ بقول

ع جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں

عجیب بات تو یہ ہے کہ ابتدا میں حضرت بیانات کی ریکارڈنگ سے سختی سے منع فرما دیتے تھے کہ تشہیر کو ناپسند فرماتے تھے۔ لیکن کس کس کو کب تک روکتے؟ اہلِ شوق اتنے تھے کہ آخر ریکارڈنگ ہونا شروع ہوگئی اور لاتعداد کیسٹیں بننے لگیں۔ آڈیو سی ڈیز کا دور آیا تو سی ڈیز والیم بھی بننے لگے۔ تاہم جو مقبولیت "خطباتِ فقیر" کو ملی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ عوام الناس سے زیادہ یہ خطبات علمائے کرام میں مقبول ہو رہے ہیں کیونکہ انہیں ان میں سے علم و حکمت پر مبنی پر تاثیر مواد میسر آ جاتا ہے۔ اس طرح وہ بالواسطہ طور پر حضرت کے فیض کو آگے پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جس قدر کام میرے حضرت سے لے رہے ہیں اور جس قدر عوام و خواص کا رجوع ان کی طرف ہو رہا ہے، اس کو دیکھ کر جہاں خوشی ہے وہاں یہ فکر بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

لاحق ہو رہی ہے کہ کہیں "یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا" کا ناقوس تو نہیں بج رہا۔ ہائے افسوس کہ ہم کس قدر وقت ضائع کرنے والے ہیں......!!! اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت کی زندگی میں ان کی قدر کرنے کی اور ان سے خوب استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین ثم آمین

~ مجھے بے فکر کر دے گردشِ ایام سے پہلے
پلا نظروں سے بھی کچھ ، بادۂ گلفام سے پہلے

دعاؤں کا طالب
ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

یکے از خدام
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد
نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

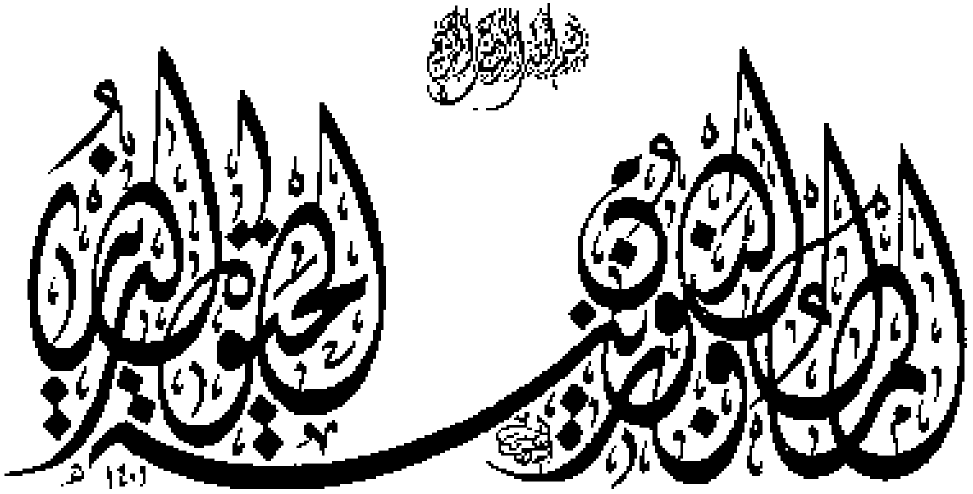

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (القرآن الکریم)

مال اور بیٹے رونق ہیں دُنیا کے جیتے، اور رہنے والی نیکیوں پر بہتر ہے تیرے رب کے ہاں بدلہ، اور بہتر ہے توقع (کہف)

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

عشق الٰہی کی ایک دکان

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 26 مارچ 2012ء، بروز اتوار ۲ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ

موقع: سالانہ اجتماع مسکین پور شریف

مقام: خانقاہ عالیہ نقشبندیہ فضلیہ مسکین پور شریف

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ محبت دل میں کیسے پیدا ہوتی ہے اور کیسے بڑھتی ہے؟ اس کے لیے کچھ جگہیں ہوتی ہیں جن کو خانقاہیں کہا جاتا ہے۔ اللہ والوں کی جو جگہیں ہوتی ہیں، یہ محبت الٰہی کی دکانیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پوچھا: مولانا! تم نے کبھی عشق کی دکان دیکھی ہے؟ مولانا تھوڑی دیر سوچتے رہے، پھر کہنے لگے: حضرت! میں نے عشق کی دو دکانیں دیکھی ہیں۔ پوچھا: کون سی؟ کہنے لگے: ایک شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ اللہ والوں کی جگہیں عشق کی دکانیں ہوتی ہیں۔ یہ سودا دنیا کے بازاروں سے نہیں ملتا، اللہ والوں کے پاس ہوتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق الٰہی کی ایک دکان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دل کا کام محبت کرنا:

انسان مختلف اعضا کا مجموعہ ہے اور ہر عضو کا اپنا کام ہے۔

......آنکھ کا کام دیکھنا

......زبان کا کام بولنا

......کان کا کام سننا

......دماغ کا کام سوچنا

......اور دل کا کام محبت کرنا ہے۔

دل بحر محبت ہے محبت یہ کرے گا
لاکھ اس کو بچا تو یہ کسی پہ تو مرے گا

یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان یہ کہے کہ مجھے کسی سے محبت نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پتھر سے ہو خدا سے ہو یا پھر کسی سے ہو
آتا نہیں ہے چین محبت کیے بغیر

انسان کا دل محبت کیے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔

محبت کس سے ہو؟

محبت میں یا تو صرف اللہ رب العزت کی سچی محبت ہوگی یا پھر ماسوا کی جھوٹی موٹی محبتیں ہوں گی۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے! کہ جیسے ایک کمرے میں یا تو روشنی ہوگی اور اگر روشنی نہ ہوئی تو اندھیرا ضرور ہوگا۔ اسی طرح انسان کے دل میں یا تو اللہ رب العزت کی محبت کی روشنی ہوگی یا نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتوں کا اندھیرا ہوگا۔ محبت کرنا دل کی صفت ہے، اب یہ بندے پر منحصر ہے کہ وہ خالق کو اپنا محبوب بنائے یا مخلوق سے دل لگائے۔ یہ Choice (انتخاب) بندے کا اپنا ہے۔ اور سمجھیں تو یہ سودا بہت آسان ہے، مگر افسوس کہ دنیا کی رنگینیوں میں لگ کر ہم اکثر غلط سودا کر بیٹھتے ہیں۔

دل ایک ہے اور ایک ہی کے لیے ہے:

اللہ نے دل کو بنایا ہی اپنے لیے ہے۔ حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''دل ایک ہے اور ایک ہی کے لیے ہے''۔ اللہ تعالیٰ دل کے بیوپاری ہیں۔ بندے سے دل مانگتے ہیں۔ فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝﴾

(الشعراء: ۸۸، ۸۹)

''قیامت کے دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آئے گی، جو سنورا ہوا دل لایا

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ دل اسے کام آئے گا۔"

اس لیے حدیث شریف میں فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ)) (صحیح مسلم، رقم: ۴۶۵۰)

"اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہاری شکلوں صورتوں کو، نہیں دیکھتے تمہارے مال پیسے کو وہ دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو۔"

دل...... اللہ کا گھر:

تو یہ دل اللہ رب العزت کی تجلی گاہ ہے۔ قلب عبداللہ عرش اللہ ہے۔ ایک حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے، نہ میں زمینوں میں سماتا ہوں، نہ آسمانوں میں سماتا ہوں میں مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔ ؎

ارض و سماں کہاں تیری وسعت کو پا سکے
اک میرا دل ہی ہے کہ جہاں تو سما سکے

مومن بندے کا یہ دل بیت اللہ ہے، اللہ کا گھر ہے۔ قرآن مجید میں رب کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ﴾ (التوبہ:۱۱۱)

"اللہ تعالیٰ نے بندے سے جنت کے بدلے میں اس کے جان اور مال کو خرید لیا ہے۔"

اس آیت کے تحت مفسرین نے عجیب نکتے لکھے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علمی نکتہ..... بیچنے کی بجائے خریدنے کا تذکرہ:

وہ فرماتے ہیں کہ یہ نہیں فرمایا کہ میں نے اس کی جان و مال کے بدلے جنت کو بیچ دیا۔ یہ بھی تو انداز کلام ہو سکتا تھا کہ جان اور مال کے بدلے میں نے جنت کو بیچ دیا۔ یہ اس لیے نہ فرمایا کہ بیچنے والے کے سامنے دو چیزیں ہوتی ہیں یا تو ضرورت کی وجہ سے چیز کو بیچتا ہے یا اسے نفع کی امید ہوتی ہے۔ دس لاکھ کی زمین خریدی تھی آج پچاس لاکھ کی بک رہی ہے چلو بیچ دیتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں اللہ رب العزت کے لیے ممکن نہیں۔ اللہ کے ہاں نہ کوئی ضرورت ہے نہ وہاں کسی نفع کی امید ہے۔ اللہ اس سے بلند اور برتر ذات ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سودا کیوں کیا؟ تو فرمایا کہ انہیں نہ ضرورت تھی نہ اس میں ان کا نفع تھا بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے بندے تیرے فائدے کی خاطر ہم نے تیری جان اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا۔ تو بیچنے کی بجائے خریدنے کا تذکرہ کیا۔

علمی نکتہ..... دل کیوں نہ خریدا؟

اور ایک دوسرا نکتہ یہ کہ انسان کے پاس اگر ایسی قیمتی چیزیں تھیں کہ جنہیں اللہ نے خرید لیا تو انسان کا دل کیوں نہ خریدا!؟ دل تو اللہ کا گھر تھا اور گھر تو پہلے خریدا جاتا ہے۔ آپ غور کریں! بندے کے پاس جب وسائل ہوتے ہیں تو سب سے پہلا کام وہ یہ کرتا ہے کہ اپنے لیے گھر خریدتا ہے۔ مفسرین نے نکتہ لکھا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا دل وقف کی جائیداد ہے، اللہ نے اس کو اپنے لیے وقف کر لیا اور جو وقف کی جائیداد ہوتی ہے اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہوتی۔ فرمایا دل تو پہلے ہی میرا ہے۔ اب تمہارے پاس جان اور مال بچا تھا، وہ بھی ہم نے خرید لیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی محبت اور مخلوق کی محبت کا فرق

اللہ رب العزت کی محبت میں اور مخلوق کی محبت میں چند بنیادی فرق ہیں۔

پہلا فرق......بے غرض محبت:

ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ مخلوق کی محبت کے پیچھے ہمیشہ کوئی مطلب ہوتا ہے۔

مثلاً:

میاں بیوی کی محبت کو دیکھیں تو خاوند کو بیوی کی ضرورت ہے بیوی کو خاوند کی ضرورت ہے۔

- ماں باپ اولاد کی محبت میں بھی غرض شامل ہوتی ہے۔ ماں باپ سمجھتے ہیں کہ اولاد ہمارے بڑھاپے کا سہارا بنے گی اور اولاد سمجھتی ہے کہ ماں باپ ہم پر خرچ کریں گے، ہماری تربیت کریں گے اور ہم پڑھ لکھ کر، تربیت پا کر، جوان ہو جائیں گے کسی قابل بن جائیں گے۔ تو دونوں طرف سے اغراض موجود ہیں۔
- استاد اور شاگرد کی محبت میں بھی غرض ہوتی ہے۔ تعلیمی اداروں میں جو استاد شاگرد پڑھتے پڑھاتے ہیں، شاگرد کا مقصد ہوتا ہے کہ تعلیم ملے گی، استاد کا مطلب ہوتا ہے کہ مجھے اس خدمت پر تنخواہ مل جائے گی۔
- پیر اور مرید کی محبت بھی اصل میں غرض کی محبت ہے۔ کیوں کہ مرید کی غرض ہوتی ہے کہ میں سدھر جاؤں، میں انسان بن جاؤں، میرے اندر انسانیت آ جائے اور شیخ کی غرض یہ کہ اس کے بدلے اللہ مجھ سے راضی ہو جائیں گے۔ یہ بھی تو ایک غرض ہے۔

تو دنیا میں جتنی محبتیں ہیں، ہر محبت کی پیچھے غرض ہوتی ہے۔ دنیا میں اگر غرض نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

تو آخرت میں ضرور ہے۔صرف ایک محبت ایسی ہے جس کے پیچھے کوئی غرض مرض نہیں ہے اور وہ محبت ہے اللہ رب العزت کی محبت جو وہ بندے سے فرماتے ہیں۔ بندہ نیک بن جائے اللہ کی شان میں اضافہ نہیں ہوتا، بدکار بن جائے اس کی شان میں کمی نہیں ہوتی۔وہ بے نیاز ذات ہے، وہ پروردگار محبت کرتا ہے تو بغیر غرض کے محبت کرتا ہے۔اس لیے حدیث قدسی ہے۔

"اے میرے بندے! ہر کوئی تجھ سے اپنے لیے محبت کرتا ہے میں پروردگار تجھ سے تیرے لیے محبت کرتا ہوں۔"

دوسرا فرق..... محبوب خود ملاقات کے لیے بلاتا ہے:

ایک دوسرا فرق یہ ہے کہ دنیا میں ایسے ہوتا ہے کہ محب اپنے محبوب کو دعوت دیتا ہے کہ فلاں جگہ آؤ! ملیں گے، گھر آؤ! ملیں گے، تو محبوب کو ملاقات گاہ کی طرف بلاتے ہیں۔اگر محبوب نہ آئے تو سمجھانے کے لیے کوئی نمائندہ بھیجتا ہے کہ محبوب کو سمجھا بجھا کر میرے پاس آنے کے لیے تیار کردو۔

اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے بالکل برعکس ہے۔اس محبت میں محبوب حقیقی خود اپنے عاشقوں کو ملاقات کے لیے بلا رہے ہیں۔فرمایا:

﴿وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ﴾ (یونس:۲۵)

"اور اللہ بلاتا ہے انہیں سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف"

یہ جنت کیا ہے؟ ملاقات کی جگہ ہے۔اتنا فرق ہے کہ ہم دنیا میں مہمان خانے بناتے ہیں اپنی حیثیت کے مطابق، رب کریم نے مہمان خانہ بنایا اپنی عظمت کے مطابق۔ہم بھی کوشش کرتے ہیں کہ مہمان آئے تو اسے کھانے میں تکلیف نہ ہو، پینے میں تکلیف نہ ہو، رہنے میں تکلیف نہ ہو، مگر ہماری مجبوریاں ہوتی ہیں، وسائل کی کمی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ رب کریم نے فرمایا میرے بندے! میں نے جنت بناوی، اس میں تم نے آ کر رہنا ہے۔

﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ﴾ (فصلت:۳۱)

''جو تمہارے دل میں خواہش پیدا ہوگی وہ تمہیں اس میں ملے گی''

یہ اس پروردگار کی مہمان نوازی ہے۔

کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ مہمان کو تو مہمان خانے میں بلایا جائے لیکن میزبان اس سے ملاقات نہ کرے۔ اس لیے جنت سے اس لیے محبت رکھنا کہ اس میں حوریں ہوں گی، باغ ہوں گے، یہ معمولی درجے کی سوچ ہے۔ مہمان خانے سے محبت کرنا مطلوب نہیں اصل مقصود تو میزبان کی ملاقات ہے۔ اس لیے مومن کا جنت میں جانے کا اصل مقصد اللہ رب العزت کا دیدار ہے، باقی چیزیں تو اس کے لوازمات میں سے ہیں۔

دیدارِ الٰہی...... مومن کا بنیادی مقصد:

پھر حدیث قدسی میں فرمایا کہ میرے بندے! میں نے تمہیں ملاقات گاہ کی طرف بلایا اور تو نے میرے پیغام کو سن کر غفلت کی۔ میں نے اپنے انبیا کو بھیجا کہ تمہیں سمجھا بجھا کر مجھ سے ملاقات کرنے کے لیے تیار کر دیں۔ اللہ نے انبیا کو بھیجا کہ جاؤ، میرے بندوں کو سمجھاؤ! میں ان کو اپنی ملاقات کے لیے بلا رہا ہوں اور یہ دنیا کی رنگینیوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ ان کی سمجھ کام نہیں کرتی، ان کو بتاؤ کہ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ چنانچہ انبیائے کرام نے آ کر بندوں کو سمجھایا کہ اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہونا یہ مومن کی زندگی کا بنیادی مقصد ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دیدار کی مشق:

اسی لیے اس دنیا میں اس دیدار کی مشق کروائی گئی۔ جس کام کی بندہ مشق کرتا ہے وہ کام کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ آپ نے اگر کار کی ڈرائیونگ نہ کی ہو تو پہلے دن سیٹ پر بیٹھیں گے تو آپ کو گاڑی چلانے میں بھی مشکل پیش آئے گی، لیکن پہلے سے پریکٹس ہو تو آرام سے گاڑی کو چلاتے جائیں گے۔ تو رب کریم نے فرمایا کہ تم دنیا میں میرے اس دیدار کا تصور کرو! یا اللہ! کیسے تصور کریں؟ فرمایا: دن میں پانچ مرتبہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا اور پوری نماز کے اندر بس تم میرے دیدار کا تصور کرنا۔ نماز میں اصل میں دیدار کی مشق کروائی جاتی ہے۔

دیدار کی پہل:

اور جب یہ مومن قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر ہوگا تو وہاں دیدار کی پہل کروائی جائے گی۔ کیسے؟ کہ جب محبوب عظمت والا ہو، شوکت والا ہو، تو اس کا ایک رعب اور دبدبہ ہوتا ہے۔ آنکھ اٹھاتے ہوئے انسان گھبراتا ہے، آنکھ نہیں اٹھتی۔ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ نبی علیہ السلام کے چہرۂ انور پر ایسا حسن و جمال ہوتا تھا کہ ہم آنکھ بھر کر نہیں دیکھ پاتے تھے۔ اب مومن جنت میں قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے پیش ہوا تو اس کے اندر اتنی استعداد نہیں تھی کہ شروع سے ہی چہرے کی طرف دیکھے۔ اب محبوب حقیقی کے سامنے ہے، نظریں جھکی ہوئی ہیں، رب کریم نے فرمایا: اچھا نظر بر قدم تو ہے ہی سہی چلو میں تمہیں اپنی پنڈلی کا دیدار کروا دیتا ہوں۔ اب دیکھیے! یہ کتنی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ جب آنکھیں زمین پر ہی گڑی ہوئی ہیں اور محبوب پنڈلی سے اگر پردہ اٹھا دے تو اس کو دیکھنا آسان ہے۔ محبت کو ساق کی تجلی

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اسی لیے قیامت کے دن ساق کی تجلی ہوگی اور جب مومن کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس تجلی کا لطف اور مزا کیا ہے؟ تو پھر فرمایا کہ میرے بندو! آؤ ملاقات گاہ کی طرف وہاں میں تمہیں اپنے چہرے کا دیدار عطا فرماتا ہوں۔

تیسرا فرق...... مخلوق سے محبت کا انجام کار جدائی ہے:

اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور مخلوق کی محبت میں ایک اور بھی فرق ہے کہ جو بندہ مخلوق کی محبت میں گرفتار ہوا ایک نہ ایک دن اسے مخلوق سے جدا ہونا پڑے گا۔

...... میاں بیوی میں محبت ہوتی ہے، موت جدا کر دیتی ہے۔

...... بھائی کو بھائی سے محبت ہوتی ہے، موت جدا کر دیتی ہے۔

...... پیر اور مرید میں محبت ہوتی ہے، موت جدا کر دیتی ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ پیر تھے اور امیر خسرو مرید۔ ان کی محبت ایک مثالی محبت تھی مگر بالآخر جدا ہونا پڑا۔ حضرت نظام الدین اولیا لیٹے ہوئے ہیں، کفن اوپر ڈالا گیا، امیر خسرو نے شعر کہا:

گوری سوئے سیج پر مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو! گھر اپنے سانجھ بھی سب دیس

سانجھ کہتے ہیں اندھیرے کو۔ خسرو! سارے جہاں میں اندھیرا نظر آتا ہے اب تو بھی اپنے گھر چل۔ تو موت جدا کر دیتی ہے۔

سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے، فرمایا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!

عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ

”جتنا چاہیں دنیا میں رہیں، بالآخر آپ کو موت آنی ہے۔“

وَاَحْبِبْ مَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ (المستدرک للحاکم: ۷۹۲۱)

”جس سے چاہیں محبت کریں بالآخر آپ کو جدا ہونا پڑے گا۔“

تو ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ جو مخلوق سے محبت کرے گا، ایک نہ ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جو اللہ سے محبت کرے گا، ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

چوتھا فرق......محبت کے نشے کا فرق:

ایک ہوتا ہے شراب کا نشہ اور ایک ہوتا ہے اللہ کی محبت کا نشہ۔ جو شراب کا نشہ ہوتا ہے وہ ترشی سے اتر جاتا ہے، مگر اللہ کی محبت کا نشہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ یہ کچھ اور ہی چیز ہوتی ہے۔ یہ پوری زندگی کا نشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جن اکابرین نے محبت کے نشے کو حاصل کیا ان کی پوری زندگی اسی محبت کے نشے میں گزر گئی۔

جو شراب کے نشے میں مدہوش ہو کر گھر سے نکلے اس کے سر پر جوتے پڑتے ہیں اور جو اللہ رب العزت کی محبت کے نشے میں مدہوش ہو کر گھر سے نکلے لوگ اس کے جوتوں کو اپنے سروں پر اٹھاتے ہیں۔

بادشاہانِ وقت......عشاق کے خدام:

جو دنیا کی بادشاہ ہوتے ہیں، ان کے خدام عام نوکر چاکر ہوتے ہیں لیکن جو اللہ کی محبت کا مزا پا لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ بادشاہانِ وقت کو ان کے خدام بنا دیتے ہیں۔

۞......سمرقند میں ایک مرتبہ ایک عالم صاحب کہنے لگے چلیں آپ کو امیر تیمور کی قبر دکھائیں۔ ہم نے کہا بہت اچھا۔ وہ ہمیں ایک جگہ لے گئے۔ وہاں ایک مزار تھا۔ ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

قبر اوپر تھی اور نیچے دو تین اور قبریں تھیں۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ بھئی! ان کی ترتیب کیا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ جی یہ جو اوپر قبر ہے یہ امیر تیمور کے شیخ کی ہے۔ امیر تیمور کو انہوں نے دعا دی تھی کہ اللہ تجھے فاتح عالم بنا دے اور وہ بن گیا۔ اس نے وصیت کی تھی کہ جب مجھے دفن کیا جائے تو مجھے اس طرح رکھا جائے کہ میرا سر میرے شیخ کے قدموں کے ساتھ لگ رہا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تو دنیا کے بادشاہ بھی اللہ والوں کے قدموں میں دفن ہونا سعادت سمجھتے ہیں۔

⊙ ......ایک دفعہ سرہند شریف جانے کی توفیق نصیب ہوئی۔ وہاں دیکھا کہ جہاں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اس طرف ایک بڑا کھلا راستہ جا رہا ہے۔ لیکن ایک جگہ اس راستے کے بالکل درمیان میں ایک قبر ہے۔ لہٰذا یا دائیں سے ہو کر گزرنا پڑتا یا بائیں سے گزرنا پڑتا۔ بڑی عجیب سی بات لگی۔ جو وہاں کے سجادہ نشین تھے، ان سے اس عاجز نے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ قبر پہلے بنی ہوئی تھی راستہ بعد میں بنایا گیا یا راستہ پہلے تھا قبر بعد میں بنائی گئی؟ اس نے کہا کہ یہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ افغانستان کے ایک بادشاہ تھے جو حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ جب میری موت آجائے تو مجھے اپنے شیخ کی قبر کی طرف جانے والے راستے کی طرف دفن کیا جائے۔

یہ دنیا کے تخت و تاج کے مالک لوگ ہیں اور اللہ والوں کے قدموں میں دفن ہونا پسند کرتے ہیں۔

پانچواں فرق......محبوبِ حقیقی سے ملاقات میں معذوری نہیں:

دنیا کی محبتوں میں ہم نے یہ دیکھا کہ انسان کو معذوریاں ہوتی ہیں۔ میں ملنے نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آسکا فرصت نہ تھی...... میں ملنے نہ آسکا مجبوری تھی۔ تو محبوب کو ملنے کے لیے آنا پڑتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں محبوب حقیقی کو آنا نہیں پڑتا ہمارے اپنے جسم میں دل ہے جو اس کا گھر ہے۔ فرمایا:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحدید:۴)

''تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔''

پنجابی کے ایک شاعر نے کہا: ؎

کاہنوں پھرنی ایں ڈانواڈول کڑے

کیہنوں لبھنی ایں اپنے کول کڑے

وہ ہمارے پاس ہے، ہمارا دل اس کا گھر ہے۔ نہ دوری کا مسئلہ نہ معذوری کا مسئلہ، جب چاہو ملاقات ممکن ہے۔ اس لیے فرمایا: جو بندہ اللہ کی یاد میں ذکر میں بیٹھتا ہے، وہ گویا اللہ کی معیت میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

أَتُحِبُّ أَنْ أَسْكُنَ مَعَكَ فِيْ بَيْتِكَ يَا مُوْسٰى

اے موسیٰ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ آپ کے گھر میں رہوں؟

موسیٰ علیہ السلام تو عاشق تھے۔

فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا

''سجدے میں جا گرے'' کہنے لگے:

كَيْفَ تَسْكُنُ مَعِيَ فِيْ بَيْتِيْ

''اللہ! آپ میرے ساتھ کیسے میرے گھر میں رہ سکتے ہیں؟''

رب کریم نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

أَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ (کنز العمال:۱۸۲۵)

جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں۔

تو اللہ رب العزت کی محبت کا معاملہ ہی انوکھا ہے۔

محبت منعم حقیقی کا حق ہے:

چنانچہ اللہ رب العزت وہ ذات ہے جس نے ہمیں نعمتوں سے نوازا۔ رزق دیا، صحت دی، ایمان کی دولت عطا کی، ان گنت نعمتوں سے نوازا۔ ہم نے یہ دیکھا کہ جو لوگ چڑیا گھر وغیرہ میں درندے پالتے ہیں، تو پالنے والے اگر درندے کے پاس بھی چلے جائیں تو وہ درندہ ان کو کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ درندے کے منہ میں بھی ہاتھ ڈال دیں تو وہ ان کو کاٹتا نہیں ہے۔ شیر کے منہ میں ہاتھ دے دیں گے حتیٰ کہ شیر کے اوپر سوار ہو کر بیٹھ جائیں گے، شیر ان کو کچھ نہیں کہے گا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ شخص ان کو کھانا دیتا ہے اور کھانا ملنے کی وجہ سے درندے اس کے ممنون ہوتے ہیں، اس کا لحاظ کرتے ہیں، اس سے محبت کرتے ہیں۔ اگر درندے بھی اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو انسان تو پھر انسان ہے، ہم کیوں نہ اپنے پروردگار سے محبت کریں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحِبُّوْا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَ أَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ

(سنن الترمذی:۳۷۸۹)

''اللہ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں تمام نعمتیں عطا کرتا ہے اور مجھ سے محبت کرو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں''

تو محبت حقیقت میں تو اللہ رب العزت کے لیے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت کے درجات

اکابر نے لکھا کہ محبت کے چند درجات ہوتے ہیں۔

(۱) میلان:

پہلا درجہ ہے کہ انسان کا دل کسی طرف مائل ہو۔ جب طبیعت کا میلان کسی طرف ہو، اس کو رغبت کہتے ہیں کہ میرے دل میں فلاں چیز کی رغبت پیدا ہوئی۔

(۲) طلب:

پھر جب اس چیز کو حاصل کرنے کا دل کے اندر داعیہ پیدا ہو جائے، اس کیفیت کو طلب کہتے ہیں۔

(۳) محبت:

اور جب انسان اس کی طلب میں ایسا لگے کہ اس چیز کو حاصل کیے بغیر چین نہ آئے قرار نہ آئے تو اس کیفیت کو محبت کہتے ہیں۔

سب سے پہلے رغبت ہوتی ہے، پھر طلب ہوتی ہے اور پھر محبت ہوتی ہے۔ رب کریم نے تینوں چیزوں کو اپنے لیے پسند فرمایا۔

چنانچہ ایمان والوں نے کیا کہا:

﴿إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ﴾ (التوبہ: ۹)

''ہم اللہ ہی کی طرف رغبت کرتے ہیں''

یعنی رغبت ہو تو اللہ کی ہو ماسوا کی طرف نہ ہو۔

طلب ہو تو اللہ رب العزت کی۔ غیر کی طلب کے بارے میں فرمایا:

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾ (الحج: ۷۳)

''طلب کرنے والا اور جس کو طلب کیا جا رہا ہے، دونوں بودے اور ضعیف

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا''

تو ہمارا مطلوب حقیقی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ہیں۔

اور محبت ہو تو فقط اللہ رب العزت کی اس لیے فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

''ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے''

......رغبت بھی دل میں ہو تو اللہ رب العزت کی۔

......طلب بھی دل میں ہو تو اللہ رب العزت کی۔

......محبت بھی دل میں ہو تو اللہ رب العزت کی۔

محبت کی معراج:

ایک مرتبہ چند نوجوانوں سے اس عاجز نے پوچھا: بھئی! بتاؤ محبت کی معراج کیا ہے؟ کہنے لگے: کیا مطلب؟ میں نے کہا: محب اپنے محبوب کو سب سے قیمتی نذرانہ کیا دے سکتا ہے؟ جواب میں

کسی نے کہا: سارا مال خرچ کر دے۔

کسی نے کہا: اپنی جان لٹا دے۔

سب نے جوانوں والے جواب دیے۔ پھر وہ کہنے لگے: جی آپ بتائیں! میں نے کہا: مشائخ نے لکھا ہے کہ محبت کی معراج یہ ہے کہ محبت اتنی بڑھے، اتنی بڑھے کہ محب بے اختیار ہو کر اپنا سر اپنے محبوب کے قدموں میں رکھ دے۔ وہ اپنے محبوب کو اپنا معبود بنا لے یہ محبت کی معراج ہے۔

اللہ رب العزت ہمارے کیا ہیں؟ معبود ہیں۔ ہم نے کلمہ پڑھتے ہوئے وعدہ کیا ہے؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس میں ہم اللہ سے ایک عہد کر رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں، ایک وعدہ کر رہے ہوتے ہیں، ایک Commitment کر رہے ہوتے ہیں کہ اے اللہ! میرے دل میں محبت کی جو انتہا ہوگی وہ فقط تیری ذات کے لیے ہوگی۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کسی کی شراکت کو پسند نہیں کرتے۔ اس لیے فرمایا:

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ تمہارا معبود اکیلا معبود ہے۔

میرے بندے! میں تیرے ہر گناہ کو معاف کر دوں گا لیکن اگر میری محبت میں تو کسی کو شریک بنائے گا میں یہ معاف نہیں کروں گا۔ میں غیور ہوں۔

اللہ رب العزت ہمارے معبودِ حقیقی ہیں، محبوبِ حقیقی ہیں، مطلوبِ حقیقی ہیں، ہمارا ان کے ساتھ محبت کا تعلق ہے۔

اور یہ زندگی ملی اسی لیے ہے کہ اس زندگی میں ہم اس محبت کو دل میں پیدا کریں اور اس کو بڑھائیں۔

عشقِ الٰہی کی دکانیں:

یہ محبت دل میں کیسے پیدا ہوتی ہے اور کیسے بڑھتی ہے؟ اس کے لیے کچھ جگہیں ہوتی ہیں جن کو خانقاہیں کہا جاتا ہے۔ اللہ والوں کی جو جگہیں ہوتی ہیں، یہ محبتِ الٰہی کی دکانیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پوچھا: مولانا! تم نے کبھی عشق کی دکان دیکھی ہے؟ مولانا تھوڑی دیر سوچتے رہے، پھر کہنے لگے: حضرت! میں نے عشق کی دو دکانیں دیکھی ہیں۔ پوچھا: کون سی؟ کہنے لگے: ایک شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ اللہ والوں کی جگہیں عشق کی دکانیں ہوتی ہیں۔ یہ سودا دنیا کے بازاروں سے نہیں ملتا، اللہ والوں کے پاس ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق الٰہی کی ایک دکان..... خانقاہ عالیہ فضلیہ نقشبندیہ

جس جگہ ہم بیٹھے ہیں، یہ خانقاہ فضلیہ، یہ بھی عشق کی ایک دکان ہے۔ یہ بڑا اسٹور ہے، یہاں سے لاکھوں لوگوں نے فیض پایا۔ یہاں حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کیا۔ پھر اللہ نے وہ رنگ دکھایا کہ ایک دنیا اس خانقاہ سے فیض یاب ہوئی۔ اس قربانی کی بھی عجیب کہانی ہے۔

وطن سے ہجرت:

حضرت کا اصل وطن تو داؤد خیل تھا۔ دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ بیت اللہ شریف حاضری دیں، حج کریں۔ چنانچہ خاندان کے سب لوگ، مرد عورتیں بچے، انہوں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا۔ انہیں پتہ چلا کہ پہلے کراچی جاتے ہیں اور پھر مدینۃ الحجاج کے ذریعے جدہ جاتے ہیں۔ تو دل میں سوچا کہ جہاز والوں کی تو اپنی ترتیب ہوتی ہے تو کیوں نہ ہم اپنی ترتیب بنائیں اور نمازیں بھی پڑھیں اور آرام سکون سے سفر کریں۔ چنانچہ ایک بڑی کشتی بنوائی گئی اور اس کو دریائے سندھ کے اندر ڈالا گیا اور سفر شروع کیا گیا۔ دریائے سندھ چونکہ سمندر پر پہنچتا ہے تو اس کے ذریعے سمندر تک پہنچیں گے اور پھر وہاں سے آگے جائیں گے۔ اب یہ ایک سفر تھا:

﴿اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ﴾ (الحج:۲۶)

''اے اللہ! میں تیری طرف ہجرت کر رہا ہوں''

کشتی کی چوری:

چنانچہ یہاں قریب ایک مقام ہے جتوئی۔ اس کے قریب دریا کے کنارے رات

www.besturdubooks.wordpress.com

کا وقت آ گیا تو کشتی کو باندھ دیا گیا اور سب کنارے سے اوپر آ گئے کہ آرام کریں۔ اللہ رب العزت کی شان تھی کہ رات کو کسی نے کشتی کھول دی۔ جب صبح اٹھے تو کشتی نہیں تھی۔ حیران ہو گئے کہ اب کیا کریں؟ جو ساتھ بھائی تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تو واپس اپنے وطن داؤد خیل جائیں گے۔ حضرت خواجہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو اللہ کے راستے میں نکل پڑا ہوں، اب اگر کشتی چلی گئی ہے تو میں واپس نہیں جاؤں گا، اسی جگہ پڑاؤ کروں گا۔ چنانچہ وہیں دریا کے کنارے آپ نے رہنا شروع کر دیا۔

بستی فقیر گڑھ اور مسکین پور کا قیام:

جو قریب دیہات کے لوگ تھے، وہ اس طرف آتے تو دیکھتے کہ بہت نیک لوگ ہیں، عورتیں پردے والی ہیں، متقی پرہیزگار ہیں، قریشی خاندان ہے اور دریا کے کنارے بے پردہ رہتے ہیں تو انہوں نے کچھ دنوں کے بعد آ کر کہا کہ جی آپ یہاں رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے زمین میں آ کر رہیں۔ چنانچہ حضرت وہاں تشریف لے آئے۔ ان لوگوں نے یہاں اپنے مکان بھی بنا لیے اور اس جگہ کا نام پڑ گیا فقیر گڑھ۔ یہ پہلی بستی تھی جو بنائی۔

پھر اس کے کچھ سال کے بعد یہ جگہ جہاں ہم اس وقت بیٹھے ہیں حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو زراعت کے لیے ملی۔ پھر حضرت نے اس بستی سے یہاں ہجرت فرمائی اور اس کا نام رکھا مسکین پور۔

کھیتی باڑی کا کام:

اس جگہ حضرت کھیتی باڑی کرتے تھے لیکن اللہ کی شان کہ طالبانِ محبت آتے تھے اور عشق کی پڑیا لیا کرتے تھے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ہل چلا دیتے تھے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

زمین کو برابر کرنے کے لیے جو آلہ ہوتا ہے (سہاگہ) وہ نہیں تھا، تو جو لوگ حضرت سے بیعت ہوتے تھے ان پر جذب طاری ہو جاتا تھا، تو زمین پر لیٹتے تھے جس سے زمین برابر ہو جاتی تھی۔ اس زمین سے جو گندم پیدا ہوتی تھی وہی خانقاہ میں سالکین کے لیے پورا سال کام آتی تھی۔

گندم کی پیداوار میں عجیب برکت:

ایک مرتبہ گندم کاٹی گئی اور اس کو لا کر مسجد کے صحن میں ڈال دیا گیا۔ اب صبح مشورے میں طے ہوا کہ اس کو گھر پہنچایا جائے تاکہ وہاں جو گندم رکھنے کی جگہیں بنائی گئی ہیں ان میں ڈالا جائے۔ بہت سارے نوجوان تھے، دیہاتی لوگ تھے، انہوں نے بالٹیاں لیں اور اس کو بھرنا شروع کیا اور سر پہ اٹھا اٹھا کر اندر پہنچاتے رہے۔ ظہر کا وقت ہو گیا، گندم جیسی تھی ویسی کی ویسی ہی رہی۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ حضرت کے خلیفہ تھے، اللہ نے ان کو بہت عقل اور سمجھ عطا فرمائی تھی۔ اس لیے حضرت قریشی ؒ ان کو خلیفہ صاحب فرمایا کرتے باقی سب علما کو نام لے کر پکارتے تھے۔ تو لوگوں نے ان سے کہا کہ جی گندم اٹھا اٹھا کر گردنیں تھک گئی ہیں، گندم ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ تو حضرت صدیقی ؒ حضرت کے پاس آئے اور آ کر کہا کہ حضرت! ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت قریشی ؒ نے فرمایا: بتاؤ! عرض کیا کہ حضرت! گندم میں جو برکت یہاں ظاہر ہو رہی ہے یہ اندر جا کر بھی تو ظاہر ہو سکتی ہے۔ بھئی! کیا مطلب؟ عرض کیا کہ صبح سے لوگ لگے ہوئے ہیں، گندم ویسی کی ویسی پڑی ہے۔ حضرت قریشی ؒ نے فرمایا: چلو میں بھی ساتھ اٹھاتا ہوں۔ جتنے لوگ تھے سب نے گندم اٹھائی اور ایک ہی وقت میں گندم صحن سے اندر پہنچ گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گندم کی پسائی:

اب اس گندم کو پیسنے کا انتظام حضرت نے گھر میں کیا ہوا تھا۔ چکی لگائی ہوئی تھی اور یہاں گندم پیسی جاتی تھی۔ مرد گندم پیستے تھے، خود حضرت رات کے وقت گندم پیستے تھے۔ ایک طرف آپ بیٹھتے تھے ایک طرف اہلیہ صاحبہ (اماں جی) بیٹھتی تھیں، اس کام کو اتنا خفیہ کرتے تھے کہ کسی کو کان و کان خبر نہ ہو۔ ایک مرتبہ جماعت کے کسی بندے نے گندم پیسنے کے بارے میں ہلکا سا اشارہ کر دیا تو حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا گراں گزرا، کئی دن تک تحقیق فرماتے رہے کہ بات نکلی کیسے؟ ایسے چھپا کر خدمت کیا کرتے تھے۔ جب سالکین سو جاتے تھے تو رات کے وقت حضرت خود اور اماں جی چکی چلاتے اور سالکین کے آنے کا انتظام فرماتے۔

خانقاہ کا لنگر:

اس زمانے میں سالکین آتے جاتے رہتے تھے، باقاعدہ مطبخ کا انتظام نہیں تھا۔ ایک بندہ تھا جس کو لانگری کہا جاتا تھا مگر اس کے پاس نہ گھی ہوتا، نہ مرچیں اور مسالے، تو پکانے کی چیزیں ہوتی تھیں۔ روزانہ کا معمول یہ تھا کہ بچھانے کے لیے دسترخوان بھی نہیں ہوتا تھا۔ جب کھانے کا وقت ہوتا تو حضرت تشریف لاتے اور دو قطاروں میں سب سالکین کو بٹھا دیا جاتا تھا، ایک ٹانگ اونچی ہوتی اور ایک ٹانگ نیچی، یعنی بیٹھنے کا جو سنت طریقہ ہے۔ اب جو ٹانگ نیچی ہوتی اس کے اوپر روٹی رکھ دی جاتی اور ہاتھ میں گڑ کی ڈلی دے دی جاتی، اس کے ساتھ روٹی کھائی جاتی۔ اور کبھی وہ گڑ کی ڈلی بھی نہیں ہوتی تھی۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ سالکین جب ویرانے میں قضائے حاجت کے لیے جاتے تو وہاں پر کانٹوں والی ایک جھاڑی ہوتی تھی جس میں

سال کے کچھ خاص حصے میں چھوٹے چھوٹے پھول لگتے تھے۔ سالکین وہ پھول توڑ کر گٹھڑی سی بنا کر لے آتے۔ پکانے والے پانی میں ان پھولوں کو ڈال کر ان کو گلا لیتے تھے، نمک ہوتا تو ڈال دیتے، اسی طرح گھی ہوتا تو ڈال دیتے ورنہ بغیر گھی کے ہی ابلے ہوئے پھولوں کا سالن بنتا جسے بھتہ کہتے تھے۔ مگر جس دن بھتہ بنتا تھا سالکین خوشیاں مناتے تھے اور ایک دوسروں کے کانوں میں بتاتے تھے کہ آج بھتہ پک رہا ہے۔ یہ خوشی ہوا کرتی تھی کہ آج روٹی کے ساتھ بھتہ ملے گا۔ یہ بھی ایک نعمت ہوتی تھی۔

خانقاہ کی راتیں:

اور یہ سالکین ایسے تھے کہ جو مسجد تھی اس کے برامدے میں صحن میں رات کو سو جایا کرتے تھے۔ نہ تکیہ ہوتا تھا، نہ نیچے بچھانے کو کوئی چیز ہوتی تھی، مگر ان کی نیند بھی عجیب ہوتی تھی۔ سارے لوگ سو جاتے تھوڑی دیر گزرتی، ان میں سے کسی ایک کے اوپر جذب طاری ہو جاتا تو وہ اللہ...... اللہ...... اللہ...... یوں کہنا شروع کر دیتا، سب کی آنکھ کھل جاتی۔ پھر کچھ دیر بعد سب کی آنکھ لگتی، پھر کسی اور پہ یہ حال طاری ہو جاتا۔ ساری رات یوں سوتے جاگتے گزر جاتی مگر ان کو اس مجاہدے کے بعد اللہ کی محبت نصیب ہوتی تھی۔

دو مغلوب الحال بوڑھوں کی مستی:

ان کو کیسی محبت ہوتی تھی۔ ایک دفعہ مسجد کے صحن میں دو سفید ریش بزرگ بیٹھے ہیں۔ دونوں بڑے با اخلاق اچھے انسان تھے۔ مگر اچانک ایک دوسرے سے الجھنے لگ گئے۔ ایک دوسرے کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتا پھر دوسرا اس کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتا، اب دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مسجد کے صحن میں ایسا کر رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھنے والے حیران تھے کہ نیک صوفی صافی، اللہ تو بہ کرنے والے بندے ہیں مگر ایک دوسرے سے کیوں الجھ رہے ہیں؟ ایک گریبان سے پکڑ کر دوسرے کو دھپی لگاتا دوسرا اس کو دھپی لگا دیتا۔

جب حقیقتِ حال معلوم ہوئی تو بات بڑی عجیب تھی۔ اصل میں دونوں بیٹھے کوئی بات کر رہے تھے کہ اس بات کے درمیان میں ان میں سے ایک نے کہہ دیا "اللہ میڈا ہے" اب دوسرے سے یہ بات برداشت نہیں ہوئی، اس نے اس کا گریبان پکڑ کر کہا: نہیں! اللہ میڈا ہے۔ پھر اس نے اس کا گریبان پکڑ کر کہا: نہیں! اللہ میڈا ہے۔ دونوں مغلوب الحال تھے۔ اللہ کی محبت کا نشہ ایسا تھا! کہ وہ آپس میں جھگڑ پڑے۔ کیا محبت کے صاغر تقسیم ہوتے ہوں گے۔

توحید کی مے صاغر سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

اکابرین کی فیضیابی:

حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ آنکھوں سے یہ نعمت پلایا کرتے تھے۔ لوگ جام پر جام لنڈھاتے تھے۔ یہی تو وجہ تھی کہ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیتیں بھی اسی خانقاہ کے اندر آ کر کچھ عرصہ قیام پذیر رہیں۔ اللہ کی محبت پانے کے لیے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ اور بڑے بڑے اکابرین آتے رہے۔ وجہ کیا تھی؟ یہی کہ اللہ کی محبت ملا کرتی تھی۔ اور واقعی ہم سب اس کے محتاج ہیں۔

ایک عاشق صادق کی حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت:

ان خدام میں حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عاشق صادق بھی تھا، کچھ بندے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں اللہ ان کو خاص جذب دے دیتے ہیں۔ اس کے کچھ واقعات حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سنائے جواب میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔

⊙ ..... فرمانے لگے: وہ جو عاشق صادق تھا وہ تو حضرت پر بہت قربان ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھے بیٹھے موت کے عنوان پر گفتگو شروع کر دی۔ فقیرو! دنیا فانی ہے..... ہم نے مرنا ہے..... یہاں سے جانا ہے۔ تو جب حضرت نے دو تین دفعہ مرنے مرنے کا نام لیا تو اس عاشق صادق سے برداشت نہ ہوا۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ وہ مجلس میں اٹھ کر آیا اور آ کر حضرت کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا: ''چپ کر چھڈ کی مرن مرن لایا ہویا اے'' (خاموش ہو جائیں کیوں بار بار مرنے کی بات کر رہے ہیں؟) حضرت فرماتے ہیں کہ میں خود وہاں موجود تھا اور یہ بات سنی۔

⊙ ..... ایک دفعہ یہاں مسجد میں یہی مجذوب آدمی حضرت کے پاس آیا، کہنے لگا: حضرت! حضرت! سانپ آ رہا ہے پکڑ کر لے آؤں؟ پورا مجمع حیران ہے، حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں لے آؤ! وہ بھاگ گیا اور جس طرف جوتے پڑے تھے وہاں سے اتنا بڑا دو گز کا سانپ پکڑ کر لے آیا۔ جیسے کوئی رسی اٹھا کر لے آتے ہیں۔ پھر قریب آ کر کہتا ہے: حضرت! اسے مار دوں یا چھوڑ دوں؟ حضرت نے فرمایا: بھئی! دور جا کر چھوڑ دو۔ وہ دور جا کر چھوڑ کر آ گیا۔ اللہ کی محبت میں مست ایسے لوگ ہوتے تھے۔

⊙ ..... ایک مرتبہ اس عاشق صادق نے اپنے گھر میں بیوی کو کہا ہوا تھا کہ گاؤں میں جہاں سے تمہیں خالص چھوٹی مکھی کا شہد ملے وہ خرید لینا، اکٹھا کر لینا، میں نے اپنے حضرت کو تحفہ دینا ہے۔ چنانچہ اس کی بیوی کو جہاں پتہ چلتا کہ فلاں جگہ شہد ہے، وہ خرید لیتی، ایک مٹکے میں وہ شہد بھر گیا۔ وہ اپنے گھر سے لے کر چلا کہ میں اپنے شیخ کی

خدمت میں ہدیہ اور تحفہ دیتا ہوں۔ اللہ کی شان کہ حضرت فضل قریشی رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے کمرے میں تشریف فرما تھے، وہ عاشق صادق آیا اور جیسے ہی برآمدے سے اندر داخل ہوا اور شیخ پر نظر پڑی تو اب اپنے آپ پہ قابو نہ رکھ سکا اور جذب میں آ کر اس کا توازن بگڑ گیا۔ توازن خراب ہونے سے سر پہ رکھا مٹکا سارا نیچے مسجد کے فرش پر آن پڑا اور شہد پھیل گیا۔ اب وہ تو جذب میں اللہ اللہ کر رہا ہے۔ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر فرماتے ہیں: ؎

گھڑے بھرن سہیلیاں رنگ رنگ دے گھڑے

بھریا اوہدا جانڑیے جیہدا توڑ چڑھے

⊙......ایک مرتبہ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کے سفر میں نکلے تو پتہ چلا کہ یہاں سے ایک گاؤں بہت قریب ہے جس کا نام ہے دین پور۔ حضرت خواجہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حیات تھے۔ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس میں کہا کہ میرا دل تو بڑا چاہتا ہے کہ میں حضرت کی زیارت کروں لیکن پیر بن کر جانا مجھے اچھا نہیں لگتا، یہ ادب کے خلاف ہے۔ اس لیے میں نہیں جاتا۔ یہ بات جب حضرت خواجہ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنی تو انہوں نے مشورہ دیا کہ حضرت! ایک مشورہ ہے۔ پوچھا کیا مشورہ ہے؟ عرض کیا آپ اپنا عمامہ ان پٹھان خلفا کو دے دیں، یہ جو گورے چٹے منور چہرے والے ہیں۔ اور واسکٹ کسی اور کو پہنا دیں اور اپنا عصا کسی اور کو دے دیں۔ خود سادہ ٹوپی اور معمولی لباس پہن لیں اور ان پٹھانوں کو آگے کر دیں کہ پیر یہ نظر آئیں۔ پھر مجمعے کے درمیان میں آرام سے چلتے ہوئے جائیں، مصافحہ بھی ہو جائے گا، زیارت بھی ہو جائے گی۔ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مشورہ بہت پسند آیا۔ فرمانے لگے: ٹھیک ہے چلتے ہیں۔ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت نے عمامہ کسی کو دیا، واسکٹ دوسرے کو اور عصا

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرے کو اور ان حضرت کو آگے چلایا اور حضرت درمیان میں چلے، اس طرح چلتے چلتے ہوئے یہ ساری جماعت دین پور پہنچ گئی۔

اللہ کی شان اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو باتیں سمجھا دیا کرتا ہے۔ جب یہ پہنچے تو کیا دیکھا کہ حضرت خواجہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی جماعت کو لے کر بستی کے کنارے پر استقبال کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ کوئی اطلاع نہیں دی گئی لیکن یہ روحانی Messages (پیغامات) ہوتے ہیں جو اللہ دلوں سے دلوں تک پہنچا دیتا ہے۔ اور جب قریب پہنچے تو جو حضرات آگے آگے تھے انہوں نے جا کر مصافحہ کیا۔ جو مصافحہ کرتا تو حضرت خواجہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ مصافحہ فرماتے اور یوں ہاتھ سے ایک طرف فرما دیتے۔ لوگ آتے گئے مصافحہ کر کے ہٹتے گئے، جب حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو خواجہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو گلے سے لگا لیا۔ اب اس عاشق صادق پر حال پڑ گیا۔ زور زور سے اللہ.....اللہ.....اللہ کہنے لگا اور آخر یہ کہتا ہے:

”تو چھپنا ویں چاہویں اوپیر! تو چھپ نہیں سکدا“

پیر صاحب! آپ چھپنا بھی چاہیں تو نہیں چھپ سکتے۔

یہ اللہ کی محبت پانے والی جماعت تھی۔ وہ مجاہدے کرتے تھے، مشقتیں اٹھاتے تھے، مگر اس کے بدلے یہاں سے بڑی دولت لے کر جاتے تھے۔ ان کے دل اللہ کی محبت سے لبریز ہو جاتے تھے۔

حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی طلب صادق:

ہمارا مقصود یہاں آنے کا اللہ کی محبت کو پانا ہے اور اس محبت کو پانے کے لیے اکابر نے بڑے سفر کیے ہیں۔ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس نعمت کو پانے کے لیے تقریباً دو سو یا اس سے بھی زیادہ کلومیٹر کا سفر کیا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں یہاں سے نکلتا تھا تو کوئی رفیق سفر ساتھ نہیں ہوتا تھا، بالکل اکیلا ہوتا تھا اور ایک ڈول میرے پاس ہوتا تھا تاکہ اگر راستے میں کہیں کنواں آجائے تو مجھے برتن کسی سے مانگنا نہ پڑے، کسی سے کہنا نہ پڑے کہ جی پانی چاہیے۔ میں کنویں میں سے پانی ڈول کے ذریعے خود نکالوں، وضو کروں، نماز پڑھوں، پانی پی لوں۔ فرماتے تھے کہ میرے پاس چنے ہوتے تھے، صبح بھوک لگتی تو وہی کھالیتا تھا، شام بھوک لگتی تھی تو وہ کھالیتا تھا۔ کہیں راستے میں کھیت ہوتے جن میں گاجر مولی شلجم اس قسم کی سبزیاں ہوتیں، تو میں کسان سے خرید کر ان کو کھالیا کرتا تھا اور یہ پورا سفر اسی طرح گزرتا تھا۔ اور میں خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا کہ میں اپنے شیخ کی زیارت کے لیے حاضر ہو رہا ہوں۔ بیس دن جانے میں لگا کرتے تھے اور بیس دن آنے میں لگا کرتے تھے، چالیس دن کا تو پیدل سفر تھا اور پھر وہاں بھی کچھ عرصہ قیام فرماتے ہوں گے۔

فرماتے تھے جب میں وہاں جاتا تو میں سوچتا تھا کہ میرے پیر بھائی تو بڑے عظیم لوگ ہیں، علم والے ہیں عمل والے ہیں، یہ حضرت کی مجلس میں بیٹھیں گے تو معارف سیکھیں گے اور میں تو بس خدمت کرنے کے قابل ہی ہوں، میں حضرت کی بکریاں چراتا ہوں۔ تو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جو بکریاں تھیں میں ان کو لے کر بکریاں چرانے چلا جاتا تھا۔ بکریاں خود بھی چرتی تھیں اور میں بھی گھاس توڑ توڑ کر ان کے منہ میں ڈالتا تھا کہ اور کھائیں۔ جب رات ہوتی تو گھاس کی گٹھڑی اپنے سر پہ بھی اٹھا کر لاتا تھا کہ واپس جا کر بھی یہ بکریاں کھائیں گی۔ رات ہوتی تو میرے سارے پیر بھائی چارپائیوں پر سو جایا کرتے تھے اور میں خانقاہ میں بیٹھ کر رات گزار دیا کرتا تھا۔ میں اس لیے نہیں سوتا تھا کہ کہیں نیند میں میرے جسم سے ریح خارج ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

اور میرے بھائیوں کو تکلیف پہنچے۔ اس لیے میں ان کے درمیان نہیں سوتا تھا۔ مسجد میں بیٹھ کر رات گزارتا تھا۔

مگر میرے شیخ بڑے نظر والے تھے، وہ مجلس میں کہتے تھے: فقیرو! میں تم سب کو غافل پاتا ہوں اور اس قریشی بچے کو میں حاضر پاتا ہوں۔ تو ہمارا بھی یہاں آنے کا بنیادی مقصد اللہ رب العزت کی محبت کو حاصل کرنا ہے۔

حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی قبولیت:

حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ گھر تشریف لائے، لوگ آپ کی نصیحت کے منتظر تھے۔ بیٹھ کر گفتگو کا آغاز شروع کیا۔ فرمایا: ''فقیرو!'' بس اتنا کہا پھر چپ ہو گئے۔ اب لوگ حیران تھے کہ حضرت کچھ کہنا چاہتے تھے مگر کہا کچھ نہیں۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر حضرت نے فرمانا شروع کیا، ایک مرتبہ میرے پیٹ میں ہوا بہت جمع ہو گئی اور وہ پیٹ سے خارج ہی نہیں ہوتی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ ہوا خارج ہو جائے لیکن نہیں ہو رہی تھی۔ بسا اوقات ایسی طبیعت ہو جاتی ہے، بیماری ہو جاتی ہے کہ ہوا نکلنے کا راستہ ہی بھول جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اتنی ہوا پیٹ میں بھر گئی کہ درد کی شدت کی وجہ سے میں زمین پر لیٹنے لگ گیا، لوٹ پوٹ ہونے لگا، حتیٰ کہ اتنی تکلیف تھی کہ مجھے دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اس طرح میں لوٹ پوٹ ہو رہا تھا کہ اچانک میرے جسم سے وہ گندی ہوا نکلی اور مجھے سکون ہو گیا۔

اب سننے والے لوگ حیران تھے کہ یہ بھی کوئی بتانے کی بات ہے، یہ بات تو ایسی نہیں جو سنائی جائے۔ حضرت نے تو خوب تفصیل سے سنائی۔ یہ سنانے کے بعد پھر اگلی بات فرمائی کہ فقیرو! جو شخص اپنے پیٹ سے گندی ہوا کے نکلنے کا محتاج ہو وہ کوئی بڑا بول، بول سکتا ہے۔ پہلے اپنے نفس کو اینٹی بائیوٹک (Anti Biotic) دوائی کہ جو

بات اصل میں سنانا چاہتے ہیں کہ جب اسے سناتے ہوئے نفس میں عجب کی کیفیت پیدا نہ ہوا۔ جب یہ پوچھا کہ جو شخص اپنے پیٹ سے گندی ہوا کے نکلنے کا محتاج ہو وہ بھی کوئی بڑا بول بول سکتا ہے؟ تو لوگوں نے کہا: نہیں! وہ بڑا بول نہیں بول سکتا۔ پھر فرمایا: اچھا اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ آج رات مجھے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قریشی! جیسے متبع سنت لوگوں کی جماعت تو نے تیار کی ہے من حیث الجماعت اس وقت دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے۔

مئے عشق پیتے جائیں:

یہ خانقاہِ نقشبندیہ فضلیہ وہی خانقاہ ہے۔ ارادہ تو کچھ اور مضمون کہنے کا تھا لیکن خانقاہ کے ان حالات کا بیان کرنا بھی ضروری تھا کہ ہمیں پتہ چلے کہ یہاں کون سی دولت تقسیم ہوتی رہی اور ہو رہی ہے۔ تاکہ اس کی طرف ہماری توجہ ہو۔

تو یہ عشق کی دکان ہے، یہ محبت کی دکان ہے۔ آنے والے یہاں آتے تھے اور پی کر جاتے تھے اور ان کی چہرے بتاتے تھے کہ یہ پی کر آئے ہیں۔ زندگیاں بدل جاتی تھیں۔ ہم بھی یہی مئے پینے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ ہم بھی عشق کی پڑیا یہاں سے لینے کے لیے آئے ہیں۔ تو مئے عشق یہاں سے پی کر جائیں۔ آج ہم اس بات کو سمجھیں کہ محبت کے قابل فقط اللہ رب العزت کی ذات ہے، یہ بات اسی کو سجتی ہے کہ انسان اس سے محبت کرے۔ تو ہم اپنے دل و نگاہ کو محبوبِ حقیقی پر لگا دیں۔ پھر دیکھیں زندگی کا مزا۔

اللہ کو محبت، محبت سے بھی بڑھ کر:

اللہ رب العزت کی محبت کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ دنیا میں محبت اچھی بھی

جاتی ہے، جب دونوں طرف برابر کی محبت ہو۔ چنانچہ شاعر نے کہا: ؎

الفت میں ہے مزا کہ ہوں وہ بھی بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

تو برابر کی محبت ہو تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ محبت کی معراج ہے۔ مگر اللہ رب العزت کی محبت کا معاملہ کچھ اور ہے بندہ اپنے پروردگار سے جتنی محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے سے اس سے بڑھ کر محبت فرماتے ہیں۔ فرمایا: میرے بندے! تم ایک بالشت میری طرف آؤ گے، میری رحمت تمہاری طرف دو بالشت جائے گی۔

وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً (صحیح بخاری:۶۸۵۶)

"او میرے بندے! تو چل کر میری طرف آئے گا، میری رحمت دوڑ کر تیری طرف جائے گی۔"

اللہ رب العزت کو بندے کی نسبت محبت زیادہ ہے۔ ہم تو اتنی محبت واقعی نہیں کر سکتے۔ یہ تو اس کریم کا کرم ہے، یہ اس مالک کا احسان ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے اپنے بندوں سے محبت ہے۔ لہٰذا اب ہم اپنی توجہ کا قبلہ سیدھا کر لیں۔

حسنِ فانی کے پیچھے لگنا زندگی کو ضائع کرنا ہے:

یہ جو مخلوق کی نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتیں ہیں، یہ زندگی کو ضائع کرتا ہے۔

زیب النساء مخفی نے فارسی میں شعر کہا: ؎

مرغِ دل را گلشنِ بہتر ز کوئے یار نیست
طالبِ دیدار را ذوقِ گل و گلزار نیست

"دل کے مرغ کے لیے یار کی گلی سے بڑا گلشن کوئی نہیں ہوتا۔ جو دیدار کا طالب ہوتا ہے اس کو گل و گلزار کی چاہت نہیں رہتی۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

گفتم از عشقِ بتاں اے دل چہ حاصل کردہ ای

گفت مارا حاصلے جز نالہ ہائے زار نیست

''میں نے کہا: اے دل! تجھے یہ دنیا کے محبوبوں کی محبت سے کیا ملا؟ مخلوق کی محبتوں سے کیا ملا؟ اس نے کہا سوائے حسرت اور رونے دھونے کے علاوہ مجھے کچھ نہیں ملا۔''

پھر آخر پر ایک عجیب شعر کہا: ؎

چند قطرے خونِ دل مخلی برائے مہوشاں

ریختن بر خاک و گل ایں شیوۂ عطار نیست

اے مخلی! یہ چند قطرے تو خونِ دل ہے (یعنی چھوٹا سے تو دل ہے) جو محبوب حقیقی کے لیے عطا ہوا اس کو مٹی کی بنی ہوئی چیزوں پر فدا کر دینا یہ عقلمندوں کا شیوا نہیں ہوا کرتا۔

کتنی عجیب بات ہے کہ پیشاب کے لوٹے کے پیچھے انسان اللہ سے جدا ہو جاتا ہے۔ مخلوق کی محبتوں کا نتیجہ کیا ہے؟ بس یہی وصل اور یہی ملاقات؟ عجیب بات ہے کہ حسن سے محبت کرتے ہیں اور جس پروردگار نے حسن دیا اس کی محبت یاد نہیں رہتی۔ یہ حسنِ ظاہر اللہ کے ہاں کوئی درجہ نہیں رکھتا۔

حسنِ ظاہر کی قیمت:

مفسرین نے ایک نکتہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ سیدنا یوسف علیہ السلام لڑکپن کی عمر میں کنوئیں میں ڈالے گئے۔ اب لڑکپن کی عمر میں اگر کوئی بچہ پہلے سے ہی حسین ہو تو حسن دوبالا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ غنچہ کی مانند ہوتا ہے اور غنچے کی مانند اس کا حسن اور نکھرتا ہوا ہوتا ہے۔ یوسف علیہ السلام کا حسن بھی عجیب تھا اور پھر وہ بھی لڑکپن کی عمر تو حسن کا کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

عالم ہوگا؟ بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا، جب کنویں سے نکالا گیا تو سودا کر دیا گیا۔ سودا کتنے میں ہوا؟ ﴿وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ﴾ ان کو چند کھوٹے سکوں کے بدلے بیچنے والوں نے بیچا، خریدنے والوں نے خریدا۔ تو مفسرین نے یہاں نکتہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو Message (پیغام) دینا چاہتے تھے کہ بندو! تم حسن ظاہر کے پیچھے جو بھاگے پھرتے ہو یہ چند کھوٹے سکوں کی متاع ہے جس کے پیچھے تم زندگی کے سودے کرتے ہو۔

تصوف کا بنیادی مقصد:

محبت کے قابل فقط اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ ہاں مخلوق سے محبت ہو تو اللہ رب العزت کی نسبت سے ہونی چاہیے۔ اسی لیے تصوف کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مخلوق سے کٹو، اللہ سے جڑو، پھر اللہ کی نسبت سے مخلوق کے ساتھ جڑو۔ اگر یہ چیز حاصل ہوگئی تو زندگی کا مقصد حاصل ہوگیا۔

دنیا کے محبوب...... بے وفا محبوب:

اللہ رب العزت محبت نبھانا جانتے ہیں۔ دنیا کے محبوب تو بے وفائی کر جاتے ہیں، وقت آنے پر جھنڈی دکھا دیتے ہیں۔ دنیا کی محبتوں میں بے وفائی کا شکوہ تو سنتے ہی رہتے ہیں۔ محب کہتا ہے، ادھر سے محبت نہ ملی، وہ کہتا ہے ادھر سے محبت نہ ملی۔ کسی نے اشعار لکھے: ؎

کبھی کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا
زمین ملی ہے تو پھر آسماں نہیں ملتا
جسے بھی دیکھیے اپنے آپ میں گم ہے
زباں ملی ہے مگر ہم زباں نہیں ملتا

www.besturdubooks.wordpress.com

بھرے جہاں میں ممکن نہیں پیار نہ ہو
جہاں امید ہو اس کی وہاں نہیں ملتا

امیدیں لگاتے ہیں، محبت نہیں ملتی، جواب نہیں ملتا۔ خاوند کو بیوی سے، بیوی کو خاوند سے وہ جواب نہیں ملتا۔ یہ دنیا کا معاملہ ہے ہی ایسا۔

محبوبِ حقیقی کی وفا:

ایک اللہ رب العزت کی محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت کو نبھاتا جانتے ہیں۔

◉......رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کی نیک بندی تھیں۔ اپنے عبادت خانے کے اندر آرام کر رہی تھیں کہ ایک چور آ نکلا۔ اس نے دیکھا اور تو کوئی چیز ہے نہیں یہ ایک چادر ہے یہی اٹھا کر لے جاتا ہوں۔ اس نے چادر اٹھائی، جب اٹھا کر جانے لگا تو آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا۔ جیسے چکر آ جاتا ہے۔ اب اس کو دروازہ نظر نہ آیا، وہ گھبرا گیا اور گھبرا کر اس نے چادر ہی پھینک دی۔ جب چادر پھینکی تو دروازہ اس کو نظر آنے لگا۔ وہ خوفزدہ ہو کر جب دروازے سے نکلنے لگا تو آواز آئی: ”اگر ایک دوست سویا ہوا ہے تو دوسرا دوست جاگتا ہے“۔ دیکھو! اللہ کیسے محبت نبھاتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص:۱۰۱)

◉......ایک نوجوان ہے، ان کا نام ہے بشر۔ شراب پیتے تھیں اور ایک دفعہ مدہوشی کے عالم میں جا رہے ہیں۔ اچانک نظر پڑی تو زمین کے اوپر ایک کاغذ پڑا تھا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ یہ مالک الملک کا نام ہے اور زمین پر پڑا ہے، بے ادبی ہو رہی ہے۔ انہوں نے اس کو اٹھا لیا، صاف کیا اور سر کے قریب دیوار میں ایک سوراخ تھا، وہاں ڈال دیا۔ اللہ رب العزت نے وقت کے ایک ولی کو الہام فرمایا: جاؤ اور بشر حافی کو میرا یہ پیغام دے دو کہ تم نے

میرے نام کو قدموں سے لے کر سر تک اوپر اٹھایا ہے، میں پروردگار تیرے نام کو فرش سے لے کر عرش تک اوپر اٹھاتا ہوں۔

یہ پیغام ملا تو دل کی کیفیت بدل گئی، دنیا ہی بدل گئی۔ شراب چھوڑ دی نیکی اختیار کر لی اللہ کی محبت کا مزا نصیب ہونے لگ گیا، زندگی بدل گئی۔ اور پھر وقت کے بڑے بزرگوں میں سے ہوئے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے حضرات ان کے قدردان گزرے ہیں۔

یہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ننگے پاؤں چلا کرتے تھے، جوتے نہیں پہنتے تھے۔ اس لیے ان کو حافی کہتے ہیں، یعنی ننگے پاؤں چلنے والا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ جوتے کیوں نہیں پہنتے؟ کہنے لگے: جب میں نے مالک الملک سے صلح کی اس وقت میں نے جوتا نہیں پہنا ہوا تھا۔ پھر بعد میں میں نے قرآن پڑھا تو رب کریم کا فرمان دیکھا: ﴿وَالْأَرْضَ فَرَشْنٰهَا﴾ زمین کو ہم نے فرش بنایا۔ اب اس شہنشاہ کے بنائے ہوئے فرش پر جوتے کے ساتھ چلتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔ یہ میرے مالک کا فرش ہے، اس لیے اس پر ننگے پاؤں چلتا ہوں۔ خیر یہ ان کا ایک انفرادی عمل تھا۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص: ۱۵۲۔۱۵۱، کشف المحجوب)

تذکرۃ الاولیاء میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی تھا جو اس بستی میں رہتا تھا اور گدھے کے اوپر سامان لاتا لے جاتا تھا۔ ایک دن وہ سامان لا رہا تھا کہ اس کے گدھے نے راستے کے درمیان میں لید کر دی۔ وہ گدھے والا رونے لگ گیا۔ لوگوں نے پوچھا: روتے کیوں ہو؟ کہنے لگا کہ مجھے لگتا ہے بشر حافی فوت ہو گئے۔ جب پتہ کیا تو واقعی بشر حافی فوت ہو چکے تھے۔ تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ بھئی! تجھے کیسے اندازہ ہوا؟ وہ کہنے لگا: جب سے اس اللہ کے بندے نے زمین پر ننگے پاؤں چلنا

شروع کیا، میں اپنی گدھا ریڑھی کو چلاتا تھا تو دیکھتا تھا کہ جب گدھے کو پیشاب پاخانے کی ضرورت ہوتی، یہ ہمیشہ سڑک کے کنارے آ جاتا تھا، راستے کا درمیان کا حصہ پاک رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے راستے کو پاک رکھوایا کہ میرا بندہ پیدل چلتا ہے اس کے پاؤں ملوث نہیں ہونے چاہئیں۔ (تذکرۃ الاولیاء ص:۱۵۹)

اللہ آپ قدردان ہیں، آپ کتنے مہربان ہیں! وہ وفا جانتے ہیں اور ہم بے قدرے ہیں۔ اس لیے تو اللہ رب العزت کو فرمانا پڑا:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ (الانعام: ۹۱)

”انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہیے تھی“

مگر اللہ تعالیٰ تو قدردان ہیں، جو محبت کا جذبہ لے کر قدم اٹھاتا ہے اللہ رب العزت اس سے محبت فرماتے ہیں۔ زندگی میں اس کو اس کا اجر آنکھوں سے دکھاتے گیا۔

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی:

یہ محبت کی حلاوت ہی عجیب چیز ہے، یہ نشہ ہی عجیب چیز ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

یہ اللہ رب العزت سے محبت کی آشنائی کی لذت ہی عجیب ہے۔ تو ہم اللہ رب العزت سے محبت کرنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ اب اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ کو ناپسند ہیں ان کو گناہ کہتے ہیں۔ ان گناہوں کو کاش چھوڑنے کی نیت ابھی کریں۔ معصیت سے خالی زندگی گزارنے کا ارادہ کریں۔ نیت ہم کریں توفیق اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

موت کے بعد عشاق کے انداز:

تذکرۃ الاولیاء میں دو تین عجیب واقعات لکھے ہیں، چونکہ عنوان کے مطابق ہیں اس لیے میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

⊙..... حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات کے بعد کسی کو خواب میں نظر آئے۔ اس نے پوچھا کہ حضرت! آگے کیا بنا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس منکر نکیر آئے تھے اور مجھے کہنے لگے: او بڈھے! کیا لایا ہے؟ میں نے ان کو یہ جواب دیا کہ جب کوئی بادشاہ کے دربار پر آتا ہے، دروازے پر آتا ہے تو یہ نہیں پوچھتے کہ کیا لایا ہے؟ ہمیشہ یہ پوچھتے ہیں: کیا لینے کے آیا ہے؟ تو میرے جواب سن کر وہ کہنے لگے: اس کا ایمان پکا ہے اور وہ چلے گئے۔

⊙.....حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کسی کو خواب میں نظر آئے، پوچھا: حضرت! آگے کیا بنا؟ کہا: بھئی! منکر نکیر آئے تھے، کہنے لگے: مَنْ رَّبُّكَ (تیرا رب کون ہے؟) میں نے جواب دیا کہ میرا رب وہی ہے جس نے تمہیں حکم دیا تھا: اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو) وہ آپس میں کہنے لگے اس کو سبق بڑا پکا یاد ہے۔ یہ کہہ کر چلے گئے۔

⊙.....کسی کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات کے بعد خواب میں نظر آئے۔ اس نے پوچھا: حضرت! آگے کیا معاملہ ہوا؟ تو فرمایا: منکر نکیر آئے تھے، کہنے لگے: مَنْ رَّبُّكَ (تیرا رب کون ہے؟) تو میں نے انہیں کہا کہ دیکھو! تم عرش سے لے کر فرش تک عربوں کھربوں میل نیچے اترے، تم اللہ کو نہیں بھولے، میں زمین سے دو گز نیچے آ کر اپنے رب کو بھول جاؤں گا۔

⊙..... اور کسی نے رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کو خواب میں دیکھا، پوچھا: اماں! آگے کیا بنا؟ کہنے لگیں: منکر نکیر آئے تھے اور مجھ سے پوچھنے لگے: مَـــنْ رَّبُّكَ (تیرا رب کون

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے؟) پوچھا کہ پھر آپ نے کیا کہا؟ فرمانے لگیں: میں نے انہیں یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ سے جا کر کہہ دو کہ اللہ! تیری اربوں کھربوں مخلوق ہے اور اس مخلوق میں سے تو مجھ بڑھیا کو نہیں بھولا۔ میرا تو تیرے سوا کوئی ہے ہی نہیں، کیا میں تمہیں بھول جاؤں گی؟ کیا خوبصورت جواب دیا! اللہ تیری اربوں کھربوں مخلوق ہے اور اس مخلوق میں سے تو مجھ بڑھیا کو نہیں بھولا میرا تو تیرے سوا کوئی ہے ہی نہیں۔

دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو:

کاش ہماری بھی زندگی ایسی بن جائے کہ ہمیں اللہ کے سوا کوئی نظر ہی نہ آئے۔ دل کہے کہ

میرا کوئی نہیں اللہ! تیرے سوا

پھر زندگی کا مزا ہے، پھر لطف ہے زندگی کا۔ ہماری امیدوں کی منتہا، آرزوؤں کی منتہا۔ فقط اللہ رب العزت کی ذات ہو جائے۔ اسی کے بارے میں سوچیں، اسی کا ذکر کریں، اسی کا تذکرہ کریں۔ حتیٰ کہ

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

(الانعام:۱۶۲)

''میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے''

ہمارے بزرگوں نے ایسی پاکیزہ زندگیاں گزاری ہیں۔ ہمیں پچھلے دنوں مخطوطات کی ایک نایاب کتاب ملی، جس میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات تھے۔ کسی اور زبان میں تھی اور جہاں سے ملی وہاں سے لینا بھی بہت مشکل

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ بہرحال ہمیں مل گئی۔ ہم نے اس کو ترجمہ کروا کر کچھ پڑھنا شروع کیا مگر حضرت کے ایک ملفوظ نے دل کی حالت بدل کر رکھ دی۔ پورا دن روتے گزر گیا۔ سادہ سی بات تھی مگر بات بڑی عجیب تھی۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ملفوظات میں یہ بات لکھی: اے اللہ! تو جانتا ہے۔ اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ایسے اللہ والوں کی زبان سے بات کا نکل جانا ہی کافی ہوتا ہے کہ سچے لوگوں سے سچی باتیں نکلتی ہیں۔ لیکن ان کا اللہ کو گواہ بنا کر بات کرنا، بندہ کانپ جاتا ہے یہ الفاظ کہتے ہوئے کہ علیم بذات الصدور کو گواہ بنا کر بات کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بات لکھی: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے زندگی کے (۷۳) تہتر سال اس طرح گزارے کہ میرے دل میں تیرے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اللہ اکبر کبیرا۔ اس فقرے کو پڑھ کر دل کی عجیب حالت ہوئی۔ پورا دن یہی کیفیت رہی۔ ایسے پاکیزہ حضرات تھے، ایسی مقبول ہستیاں تھیں۔ کاش کہ اس مجمعے میں ہم اللہ رب العزت سے یہ نعمت مانگیں کہ اللہ ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرما دے۔

عشق کی بازی:

ایک فاسق کا شعر ہے جو اس نے دنیا کے محبوبوں کے لیے کہا مگر سمجھنے کی خاطر سنا رہا ہوں کہ اس کو اپنے محبوب کو پانے کی اتنی چاہت تھی کہ اس نے کہا:

اس شرط پہ کھیلوں گی پیا پیار کی میں بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں گی تو میں تیری

وہ اگر مخلوق کی محبت میں یہ بات کر رہی ہے تو آج ہم بھی اللہ سے ایسا ہی سودا کریں کہ اللہ! ہم بھی اس پیار کی راہ پر قدم اٹھاتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمیں قبول کر

www.besturdubooks.wordpress.com

لینا۔ محنت بھی ہو مگر قبولیت نہ ہو تو پھر کیا بنے گا؟ اس لیے اللہ! ہم قدم اٹھا رہے ہیں مگر اس امید کے ساتھ اٹھاتے ہیں کہ ان اٹھتے قدموں کو واپس نہ پھیرو دیجیے گا۔ ان اٹھے قدموں کو قبول فرما لیجیے گا۔ اور اللہ! قیامت کے دن ہمیں اپنے چاہنے والوں میں شامل کر لیجیے گا۔

روزِ قیامت عشاق کا خصوصی اکرام:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دی جائے گی۔ کچھ لوگوں کے اعمال تو انفرادی ہوں گے

﴿جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ (الانعام:۹۴)

''تم ہمارے پاس اسی طرح تن تنہا آگئے ہو جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا''

وہ فرد فرد آئیں گے اور حساب ہوگا۔ لیکن کچھ لوگ ہوں گے جن کو جماعتی شکل میں لایا جائے گا۔ آواز دی جائے گی۔

اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ

''روزہ رکھنے والے کہاں ہیں؟''

جتنے لوگوں کو نفلی روزے رکھنے کی ایک عادت ہوگی، وہ سب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔

اَيْنَ الزَّاهِدُوْنَ

''زاہدین کہاں ہیں؟''

فلاں کہاں ہیں؟ اور فلاں کہاں ہیں؟

جب آوازیں لگ جائیں گی تو اللہ رب العزت کی طرف سے فرشتہ یہ پیغام

www.besturdubooks.wordpress.com

دے گا مجھ سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ اللہ اکبر کبیرا..... اللہ اکبر کبیرا۔ کیا خوش نصیب لوگ ہوں گے! جو اللہ رب العزت کے چاہنے والوں میں شمار کر لیے جائیں گے عشاق میں شامل کر لیے جائیں گے۔

حضرت مولانا محمد اسلم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جماعت کے بڑے بزرگوں میں سے گزرے ہیں۔ ہمارا زمانہ طالب علمی تھا تو ایک مرتبہ رائیونڈ کے سالانہ جلسے میں جانے کا موقع ملا تو یہ واقعہ وہاں حضرت نے سنایا اور چونکہ عاجز نے براہ راست سنا اس لیے اب اس کو نقل کر رہا ہے۔ بیان کے دوران فرمانے لگے کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ہوں گے جو جنت کے دروازے پر اکٹھے ہو جائیں گے اور جنت کے داروغہ رضوان سے کہیں گے، رضوان! دروازہ کھول ہمیں جنت میں جانے دے۔ رضوان حیران ہوگا، اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا: یا اللہ! ابھی تو ان کا میزان عدل قائم نہیں ہوا، ان کا حساب ہو رہا ہے ان کی باری ہی نہیں آئی اور یہ یہاں پہنچ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ دروازہ کھول ہمیں جانے دے۔ تو جب رضوان اللہ سے یہ کہے گا تو رب کریم اس وقت فرمائیں گے: رضوان! یہ میرے چاہنے والے میرے عشاق کی جماعت ہے۔

..... یہ دنیا میں میری محبت میں راتوں کو جاگا کرتے تھے۔

..... یہ لمبے سجدے کیا کرتے تھے۔

..... یہ بھوک پیاس برداشت کیا کرتے تھے۔

رضوان انہوں نے دنیا کی سب نعمتوں کو اس امید پر لات مار دی تھی کہ ان کو جنت میں میرا دیدار نصیب ہوگا۔ اگر یہ ملاقات گاہ کے دروازے پر پہنچ گئے ہیں اور ملاقات گاہ میں آنا چاہتے ہیں تو اے رضوان! دروازہ کھول دے، بغیر حساب ان کو جنت میں داخل ہونے دے کیونکہ ان کا حساب لیتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔

اللہ! عشق کا ساغر پلا دیجیے!

اے اللہ! آپ ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرما لیجیے! ہمیں بھی اپنی محبت والی نعمت عطا فرما دیجیے۔ اللہ! ہماری محنتیں اس قابل نہیں ہیں، ہماری اندر صلاحیتیں نہیں ہیں، میرے مولا کوئی استعداد نہیں ہے۔ ہاں بس تیرے کرم پر نظر رکھ کر آئے ہیں اور تیرے محبوب بندے کی اس جگہ پر حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ یہاں پہلے بھی ساغر پلائے جاتے تھے۔ اللہ آپ تو وہی ہیں اور ساغر بھی وہی محبت کے چاہتے ہیں۔ اللہ! آج اس مجمعے کو یہ ساغر پلا دیجیے۔

میرے مولا! اس مجمعے میں کتنے نوجوان ہیں، رات کو توبہ کرتے ہیں صبح توڑ بیٹھتے ہیں، صبح توبہ کرتے ہیں رات توڑ بیٹھتے ہیں۔ اللہ یوسف علیہ السلام کے لیے تو ایک زلیخا تھی ان کے پیچھے تو درجنوں زلیخائیں ہوتی ہیں۔ میرے مولا! یہ اس گردے نکل کر تیری تلاش میں یہاں آئے ہیں، مولا! اگر آپ نے خالی لوٹا دیا، یہ جوانیاں ضائع ہو جائیں گی۔ نفس و شیطان بہکا دیں گے۔ اے کریم! ہمارے پاس خالی دامن کے سوا کچھ بھی نہیں، بس دامن پھیلا دیئے ہیں، تیری رحمت پر نظر جما دی ہے، اللہ! کرم کی نظر فرما دیجیے کہ تیری اک نگاہ کی بات ہے میری زندگی کا سوال ہے۔ اللہ ہم نے سنا ہے جو دنیا میں آپ سے محبت کرے گا آپ کی رحمت سے یہ بعید ہے کہ آپ قیامت کے دن اپنے دشمنوں کی قطار میں اسے کھڑا فرما دیں۔ لہٰذا اللہ اپنی رحمت کر دیجیے اور ہمیں اپنی محبت کی نعمت یہاں عطا فرما دیجیے، دلوں کو محبت سے بھر دیجیے۔

﴿وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾

(المزمل: ۸)

ذکر کی محنت ضروری ہے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 28 دسمبر 2011ء بروز بدھ ۳/ صفر ۱۴۳۳ھ

موقع: علما طلبہ سے خطاب

مقام: معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

آپ ذرا غور کریں! ہم جتنے یہاں بیٹھے ہیں۔ چاہے مفتی ہیں، چاہے حدیث پڑھاتے ہیں، چاہے خلیفہ صاحب ہیں، چاہے پیر صاحب ہیں۔ ہم ذرا دل میں یہ غور کریں کہ کیا واقعی ہمیں معبودوں کی نفی کامل حاصل ہے؟ یا ہم کسی نہ کسی کی پرستش میں پھنسے ہوئے ہیں۔ تو دل جواب دے گا کہ ہم سے تو آنکھ قابو ہی نہیں ہوتی۔ تو اللہ کی بجائے نفس کی پوجا زیادہ کی۔ جھوٹ بولا تو نفس کی چاہت پوری کی، خدا کے بجائے۔ اسی طرح اور خلاف شرع کاموں میں بھی..... اس کا مطلب ہے کہ ابھی جان نہیں چھوٹی ہماری۔ تو یہ جان کب چھوٹے گی؟ اس کے لیے محنت کرنی پڑے گی۔ محنت کریں گے تو یہ من ایسا صاف ہو جائے گا کہ اس کے بعد انسان ہر کام اللہ کی رضا کے لیے کرے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر کی محنت ضروری ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ (المزمل: ۸)
وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ
﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ○﴾
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

لڑکپن کا ایک مشاہدہ:

لڑکپن کی بات ہے کہ ہماری گلی میں سے ایک آدمی گزرتا تھا، آواز لگاتا تھا: ”برتن قلعی کرا لو“۔ میری عمر اس وقت تھی کوئی تین چار سال۔ جس وقت بھی اس کی آواز سنتی تھی تو میں بھاگا ہوا امی جی کے پاس جاتا تھا اور انہیں کہتا تھا کہ امی! قلعی کرانے کے لیے برتن دے دو، وہ میری چاہت کو دیکھتے ہوئے نہیں بھی کروانے ہوتے تھے تو بھی برتن دے دیتی تھیں۔ آج کل تو پلاسٹک کے برتن عام ہیں، اس زمانے میں پیتل کے بنے ہوئے برتن ہوتے تھے۔ جب وہ میلے ہو جاتے تھے تو ان پر قلعی کروا لیتے تھے، جس سے وہ چمک جاتے تھے۔ تو ایک دو تین، جو بھی برتن ہوتے تھے میں اس کے پاس لے کر جاتا تھا کہ یہ قلعی کرنے ہیں۔ وہ اپنا سارا سامان سائکل

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اتارتا، ایک انگیٹھی ہوتی تھی، اس میں کوئلے ڈال کر اسے گرم کرتا، پھر اس میں ہوا دینے کے لیے ایک سسٹم بنایا ہوا تھا جس سے آگ تیز ہو جاتی تھی۔ جب وہ کام کرتا تھا تو میں ساتھ بیٹھتا تھا اور دیکھتا تھا کہ یہ کرتا کیا ہے؟ کام وہ عجیب سا تھا جو اس چھوٹی عمر میں بھی میں سمجھتا تھا کہ یہ کیا کر رہا ہے؟

پہلے برتن کو آگ پر خوب اچھی طرح گرم کرتا۔ جتنی دیر وہ اسے گرم کرنے میں لگاتا تھا، مجھے انتظار میں بیٹھنا پڑتا تھا کیونکہ میں اس سے اگلا منظر دیکھنے کا شوقین زیادہ تھا۔ اگلا منظر یہ تھا کہ وہ جب گرم ہو جاتا تو ایک نوشادر قسم کی چیز کا پاؤڈر اس سارے برتن کو لگاتا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ اس نے پاؤڈر تاپ کوئی چیز لگائی ہے اور دھواں سا اٹھا ہے اور ہوا تو کچھ بھی نہیں۔ پھر وہ کاٹن سے لے کر سارے برتن پر خوب اچھی طرح پھیرتا اور پھر گرم کرتا۔ پھر جب خوب اچھی طرح گرم ہو جاتی تو وہ قلعی نکالتا تھا، اس قلعی سے وہ کچھ نشان لگاتا تھا۔ پھر کپاس لے کر جو اسے یوں پھیرتا تھا تو پورے برتن پر قلعی چڑھ جاتی تھی۔ اتنا چمکتا تھا برتن کہ حیران ہوتے تھے کہ یہ وہی برتن تھا جو دیکھنے میں میلا نظر آتا تھا، اب تو یہ چاندی کی طرح چمک گیا ہے۔ تو یہ برتن قلعی کرانا یہ اس زمانے میں ہمارے لیے انٹرسٹ (دلچسپی) کی چیز ہوتی تھی۔

ایک دفعہ میں نے اس سے پوچھ لیا: بھئی! یہ جو قلعی ہے یہ آپ شروع سے ہی کیوں نہیں لگا دیتے؟ یہ پہلے اتنا لمبا سلسلہ کیوں کرنا پڑتا ہے؟ تو اس نے مجھے سمجھایا کہ بچہ تم چھوٹے ہو، نہیں سمجھ سکتے۔ دراصل برتن کے اوپر چکنائی، میل اور پتہ نہیں کیا کیا چیزیں اس کے اوپر لگی ہوتی ہیں؟ تو میل جمی ہونے کی وجہ سے، روغن لگے ہونے کی وجہ سے قلعی نہیں چڑھتی۔ لہٰذا پہلے گرم کرتے ہیں اور نوشادر سے اس کی ساری میل ختم کرتے ہیں، جب میل ختم ہو جاتی ہے، صاف شفاف ہو جاتا ہے تو اب اس کے

اوپر تھوڑی سی بھی قلعی لگا دیتے ہیں تو وہ پورے برتن پر چڑھ جاتی ہے۔ یہ تو بچپن کی بات ہے جو کئی مرتبہ اب بھی یاد آتی ہے۔

انسان کی اصلاح کی ترتیب:

مشائخ نے بھی انسان کی اصلاح کی ترتیب اسی طرح بتائی ہے کہ انسان پہلے دل کو گناہوں سے صاف کرے، گناہوں کے داغ دھوئے، میل کچیل کو دھوئے۔ جب یہ گناہوں کے میل کچیل کو دھولے گا تو اللہ کی رحمت کی نظر پڑے گی اور دل منور ہو جائے گا۔ اب میل کچیل کو دھونا یہ ہمارا فریضہ ہے۔

دل کو صاف رکھنا کس کی ذمہ داری ہے؟

ہمارا دل تو اللہ کا گھر ہے، اسے صاف رکھنے کی تو بہت زیادہ ضرورت ہے۔ یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس کا گھر ہوتا ہے وہ تو خود اپنے گھر کی صفائی کا انتظام کرتا ہے۔ اسی طرح یہ دل اللہ کا گھر ہے تو اس کی صفائی بھی اللہ کی طرف سے ہونی چاہیے؟ جواب یہ ہے کہ دستور ہے کہ کرایہ دار نے اگر کرایہ پہ گھر لیا ہوا ہے تو اس کی صفائی مالک نہیں کرواتا بلکہ کرایہ دار خود صفائی کرواتا ہے۔ وہ پابند ہوتا ہے گھر کو صاف رکھنے کا۔ اور اگر گھر کو صاف نہ رکھے تو مالک نکال دیتا ہے کہ تو اس قابل نہیں ہے کہ یہاں رہے، تو نے تو میرا گھر گندا کر دیا۔ اسی طرح ہمارا حال بھی وہی ہے کہ ہم اس دنیا میں کرایہ دار کی حیثیت سے رہتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمے لگا دیا کہ تم میرا گھر صاف رکھو! اب اگر ہم میلے دل کو اللہ کے سامنے پیش کریں گے تو اللہ رب العزت تو ناراض ہوں گے۔ وہ کہیں گے کہ اپنے گھر میں تو تم روزانہ صفائی کرواتے تھے اور بہت چمکا کر رکھتے تھے اور میرے گھر کا تم نے خیال

www.besturdubooks.wordpress.com

ہی نہیں رکھا۔ بات تو ٹھیک ہے، آپ مسجد کو نہیں دیکھتے؟ کیا کبھی ہم نے مسجد کے اندر پاخانہ یا اور کوئی نجاست برداشت کی ہے؟ یہ چیز ہم کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ مسجد ہو اور اس میں نجاست ہو۔ اسی طرح دل اللہ کا گھر ہے اور اس میں ہم گناہوں کی نجاست پھیلاتے رہتے ہیں اور اس کی ہمیں پرواہی نہیں ہوتی کہ ہم کیوں اللہ کے گھر کو گندا کر رہے ہیں۔ اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"نہ میں زمینوں میں سماتا ہوں، نہ آسمانوں میں سماتا ہوں، میں مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں"

تو یہ قلب جو اللہ کا گھر ہے، اسے بہت صاف رکھنا چاہیے۔

وساوس کو کنٹرول کرنے کی ضرورت:

اللہ کی شان کہ اسی قلب کے اندر وسوسے ہوتے ہیں۔ جتنے نفسانی شیطانی وسوسے ہوتے ہیں، یہ کہاں پہ ہوتے ہیں؟ یہ قلب میں ہوتے ہیں۔ اب ان وسوسوں کو ہمیں کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن کا آخری پیغام:

دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی کتاب لکھتے ہیں تو اس کے آخر پر وہ بات لکھتے ہیں جو پوری کتاب کا لب لباب اور نچوڑ ہوتی ہے۔ تقریر کرتے ہیں تو تقریر کے آخر پر وہ بات کرتے ہیں جو پوری تقریر کا خلاصہ ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی جو اپنی کتاب بھیجی تو اس کتاب کے آخر پر وہ چیز رکھی جو پوری کتاب کا خلاصہ ہے۔ آخری سورت میں کیا ہے؟

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ

www.besturdubooks.wordpress.com

الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۞﴾ (الناس: ۱تا ۴)

تو آخر پر ''خناس'' کے وساوس سے پناہ مانگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خناس کے وساوس سے پناہ مانگنا یہ لب لباب ہے پورے قرآن کا، کہ دل سے یہ شیطان کے وسوسے ختم ہو جائیں اور دل منور ہو جائے۔

وساوس سے پناہ، زندگی کے تین حصوں میں:

اور اس سورت میں بار بار اَلنَّاس کا لفظ استعمال کیا۔ حالانکہ کوئی ضمیر استعمال کر لیتے تو بھی کلام تو ہو سکتا تھا۔ لیکن ضمیر کو استعمال نہیں کیا ناس کا لفظ استعمال کیا۔

اور اس میں مزے کی چیز دیکھیں کہ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ایک دفعہ ''النَّاس'' کا لفظ استعمال ہوا ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ دوسری دفعہ استعمال ہوا ﴿إِلٰهِ النَّاسِ﴾ تیسری دفعہ ''النَّاس'' استعمال ہوا۔ آگے ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ تو تین دفعہ النَّاس کا لفظ آیا۔ تین مرتبہ لفظ آیا اور پھر شیطان سے پناہ مانگی۔ وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ انسان کی زندگی کے تین حصے ہوتے ہیں۔

ایک حصہ ہوتا ہے بچپن کا۔ بچپنا میں بچے کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے، پرورش پا رہا ہوتا ہے تو اس کے ماں باپ بھی اس کے لیے تربیت کا کام کرتے ہیں۔ تربیت کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے رب کا لفظ استعمال کیا ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔

پھر بچہ جوان ہو گیا۔ تو جوانی میں یہ ملکی کاموں میں حصہ لیتا ہے، سیاست میں حصہ لیتا ہے، اب اس کے لیے (مَلِك) کا لفظ زیادہ موزوں ہے، کیونکہ ملکی انتظامات سنبھالتے ہیں۔ یا فیکٹری سنبھال لی، دکان سنبھال لی، بھرپور جوانی ہے، گھر کا کام سنبھال لیا، برادری کا کام سنبھال لیا۔ تو چونکہ اب یہ منتظم کے معاملے میں آ گیا تو اب اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظمت (مَلِك) کے لفظ سے بیان کی گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور زندگی کا تیسرا حصہ بڑھاپے کا ہوتا ہے۔ اور بڑھاپے میں عام طور پر دیکھا ہے کہ ''نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی''۔ بڑھاپے میں اور تو کچھ ہوتا نہیں تو چلو حج ہی کر آئیں تو نیک بھی بن جاتے ہیں۔ شرابی نیک بن گیا، زانی نیک بن گیا، ڈاکو نیک بن گیا، جوانی میں ہر قسم کا الٹا سیدھا کام کرنے والا بڑھاپے میں آ کر نمازی بن جاتا ہے۔ مسجد میں آنے لگ جاتا ہے تو بڑھاپے کے لیے ''عبادت'' کا لفظ استعمال ہوا ﴿اِلٰهِ النَّاسِ﴾

انسان کی زندگی کے تینوں مراحل تینوں کی بات کی۔ پھر آگے فرمایا:

﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ (الناس:۴)

خناس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگی۔

وساوس دل میں آتے ہیں:

کون سے خناس سے پناہ مانگی؟

﴿الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ﴾ (الناس:۵)

''جو انسانوں کے سینے میں وسوسے ڈالتا ہے''

سینے میں تو انسان کا دل ہے تو یہ وسوسے دل میں آتے ہیں۔

وساوس ختم کرنے کے لیے محنت کی ضرورت ہے:

اس لیے ہمیں اس دل سے اپنے وساوس کو ختم کرنے کے لیے محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ وسوسے اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے جب تک محنت نہیں کریں گے۔ جو کہا گیا:

''چہل سال عمر عزیزت گزشت''

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ عمر عزیز کے چالیس سال گزر گئے اور میرا حساب بچوں کی طرح ہی رہا۔
وجہ کیا ہوتی ہے؟ محنت نہیں کی ہوتی۔

پیرانہ سالی میں وساوس کی پریشانی:

ایک علاقے کے حاجی صاحب تھے۔ وہ اپنے علاقے کے نمبردار تھے اور علاقے میں ان کی بہت شہرت تھی۔ وہ بہت دین کا فکر رکھنے والے تھے۔ اپنے علاقے سے جماعتوں کو نکالتے، نیکی کی دعوت دیتے، کسی کو اس علاقے میں خلاف شریعت کام نہ کرنے دیتے، غریبوں پر خرچ بھی کرتے تھے، علاقے میں ہر ضرورت مند کی ضرورت بھی پوری کرتے تھے، مسجد کا خیال رکھتے تھے، اللہ کے راستے میں خرچ کرتے، کیونکہ ذی حیثیت بھی تھے۔ تو لوگ ان کے اخلاق سے بہت متاثر تھے۔ جہاں جھگڑا ہوتا وہ ثالث بن کر جاتے، جہاں کہیں دو فریقین کا مسئلہ ہوتا تو وہی جج بنتے تھے۔ اتنے ہردلعزیز تھے کہ لوگ ان کو امیر المومنین کہتے تھے۔ اور ان کی عمر کوئی اسی سال سے اوپر ہوگئی تھی۔ ان کے داڑھی کے بال بھی سفید تھے اور بھنوؤں کے بال بھی سفید۔

ایک دن اس عاجز کو ملنے کے لیے آئے۔ چونکہ مجھے ان کا تعارف پہلے سے تھا اس لیے میں نے ان کو بٹھایا اور چائے وغیرہ پلائی۔ میں نے پوچھا: جی! آپ کیسے تشریف لائے؟ بس میرا پوچھنا تھا کہ ان کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے، زار و قطار رونے لگ گئے۔ میں نے ان کو تسلی دی، پوچھا کہ مسئلہ کیا ہے؟ کہنے لگے: مسئلہ یہ ہے کہ میں باقاعدگی سے باجماعت نماز پڑھتا ہوں۔ تہجد، اشراق، اوابین بھی پڑھتا ہوں۔ سنتوں کا پابند ہوں، علاقے میں کوئی غیر شرعی کام ہو تو میں مخالفت بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا ہوں۔ میری وجہ سے ہزاروں بندے اللہ کے دین پر آئے ہیں، اور میں سارا کچھ اللہ کے لیے کرتا ہوں۔ لیکن میری حالت یہ ہے کہ عمر اسی سال سے زیادہ ہو گئی، میری نگاہ اب بھی پاک نہیں ہے، یہ کہہ کر پھر رونا شروع کر دیا۔ کہنے لگے: اس وقت میرے اندر عورت کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی طاقت ہی نہیں رہی۔ مردوالی قوت میرے اندر ہے ہی نہیں، بیوی میری گھر میں ہے لیکن میری جو حسرت اور خواہش ہے وہ ایسے ہے جیسے کوئی سولہ سال کا لڑکا ہو۔ ہر لڑکی پر نظر پڑتی ہے، ہر اجنبی عورت پر نظر پڑتی ہے۔ لوگ مجھے پتہ نہیں کیا فرشتہ سمجھ رہے ہوتے ہیں اور میری نظر میں پاکیزگی نہیں ہوتی۔ مجھے بتائیں میں کیا کروں؟ مجھے جہنم کی آگ سامنے نظر آرہی ہے۔ جب انہوں نے یہ بات کی تب مجھے واقعی یہ بات سمجھ آئی کہ ہمارے بزرگوں نے کہا:

چہل سال عمر عزیز ت گزشت

کہ اگر چالیس سال بھی عمر عزیز کے گزر جائیں اور محنت نہ کی ہو تو حال اندر کا بچے ہی کی طرح رہتا ہے۔ جب تک آپ محنت نہیں کریں گے، وساوس سے جان چھڑانے کے لیے، نوے سال کی عمر کے بھی ہو گئے تو وساوس سے جان نہیں چھوٹے گی۔

☆...... دیہات سے ایک بڑے میاں میرے پاس آئے۔ آنکھیں صحیح طرح سے دیکھتی نہیں تھیں، نظر پر موتیا بند آ گیا تھا، لاٹھی پر چلتے ہوئے دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے۔ میں نے ان سے پوچھا: بابا جی! کیسے آئے؟ کہنے لگے کہ دعا کرو میرے دماغ سے شیطانی وسوسے ختم ہو جائیں۔

تو زندگی گزار بیٹھے ہیں، جو مقصد زندگی ہے شیطانی وساوس سے نجات پانا وہ نصیب نہیں ہوتا۔

محنت سے وساوس کا خاتمہ:

اور اگر انسان محنت کرے تو جوانی میں بھی وسوسے ختم ہو جاتے ہیں۔ مثال سنیں۔

ہمارے ایک قریبی تعلق والے ہیں۔ ماشاء اللہ وہ کاروبار کرتے ہیں۔ کہنے لگے کہ میں جاپان گیا۔ کچھ چیزیں خریدنی تھیں، کنٹینرز خریدنا تھا۔ وہاں جب میں ایئر پورٹ پر اترا تو تب مجھے پتہ چلا کہ جس نے لینے کے لیے آنا تھا، جو مالک تھا فیکٹری کا، وہ مرد نہیں وہ عورت تھی۔ اور میں خط و کتابت میں ان کو مسٹر مسٹر لکھتا رہا تھا۔ میں باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ دو جوان لڑکیاں کھڑی ہیں۔ میرے پاس آگئیں، انہوں نے مجھے کارڈ دکھایا جس پر میرا نام لکھا ہوا تھا کہ آپ یہی ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں! مجھ سے کہنے لگی کہ میں فیکٹری کی مالک ہوں اور یہ میری سیکرٹری ہے اور ہم آپ کو لینے کے لیے آئے ہیں۔ اب میں پریشان کہ یا اللہ! اب میں ان کو انکار کر دوں تو جب پیچھے جاؤں گا تو جو بھائی لوگ کاروبار میں شریک ہیں، وہ کہیں گے: تو نے اتنا کرایہ خرچ کیا، ویزہ لیا، اور ایسے ہی واپس آگیا۔ کام بھی کوئی نہ ہوا اور جو پیسہ لگا یا وہ بھی برباد ہوا۔ اب ان کے ساتھ میٹنگ تو کرنی ضروری تھی۔ کہنے لگے: میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ وہ مجھے آفس میں لے گئیں اور ٹیبل پر بیٹھ گئیں، میں ادھر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اب انہوں نے سامان نکالا، لسٹیں نکالیں جو پہلے سے ہماری ڈاک چل رہی تھی۔ کہنے لگے: چار گھنٹے لگے، انہوں نے ایک ایک آئٹم پڑھی، اس کی تفصیلات کو طے کیا۔ کہنے لگے: حضرت! اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں، چار گھنٹے دونوں کے ساتھ میری میٹنگ ہوئی، ان میں سے کسی کے چہرے پر میری نظر نہیں پڑی۔

اندازہ کریں کہ جس بندے کی عمر پینتیس سال ہے، وہ چار گھنٹے دو بے پردہ

www.besturdubooks.wordpress.com

قسم کی لڑکیوں سے بیٹھ کر بات کرتا ہے اور اس کی نظر نہیں اٹھتی۔ اور یہاں اسی سال عمر گزر گئی، اندر قوت بھی نہیں رہی اور سوچ پھر بھی ناپاک ہے۔ کہتے ہیں! ادھر ادھر سے جو کوئی گزر رہی ہوتی ہے ہر ایک پہ میری نظر پڑتی ہے۔ تو اس لیے اس نظر کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

شیطان کے عجیب دھوکے:

شیطان عجیب و غریب دھوکے دیتا ہے۔ کہتے ہیں جی دیکھنے سے کیا ہوتا ہے؟ سوچنے کی بات ہے یہ جو قرآن مجید میں فرمایا: ﴿ فَسْـَٔلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ﴾ (الاحزاب:۵۳) (حجاب کے پیچھے سے مانگو) اس کی کیا ضرورت تھی؟ اور حجاب بتا رہا ہے کہ چہرے کا پردہ ہوتا ہے۔

ایک صاحب مجھے کہنے لگے جی! چہرے کا پردہ تو نہیں ہے۔ میں نے کہا: تم بتاؤ کہ حجاب کی آیتیں نازل ہوئی تھیں یا نہیں؟ کہنے لگا: نازل تو ہوئی تھیں۔ میں نے کہا: یہ بتاؤ کہ کیا حجاب سے پہلے نبی ﷺ کی بیویاں ننگے سر پھرتی تھیں کہ اس کے بعد سر کو ڈھانپنے کا حکم ہوا۔ آخر حجاب کا مطلب کیا تھا؟ حجاب کا مطلب تو یہی ہے کہ چہرے پہلے کھلے ہوتے تھے اب حکم ہوا تو ڈھانپنے لگ گئے۔ اسے حجاب کہتے ہیں۔

کبھی شیطان کوئی اور دھوکا دے دیتا ہے۔ ایک صاحب مجھے ملے جو جامعہ اشرفیہ سے فارغ التحصیل تھے۔ انہوں نے کیا تحقیق کی بات فرمائی؟ کہنے لگے: حضرت! وہ حکم ہے نا کہ رشتہ ڈھونڈتا ہو تو پہلی نظر دیکھی جا سکتی ہے، میں جس کو بھی دیکھتا ہوں اسی نظر سے دیکھتا ہوں۔ میں نے کہا: آپ تو دیکھتے ہیں اس نظر سے کہ میں رشتہ اس کے ساتھ کروں یا نہ کروں اور اگر وہ پہلے ہی کسی کی بیوی ہو تو؟ پھر چپ ہو گئے۔ شیطان نے کیسے کیسے دھوکے دیے ہوئے ہیں؟ اور بے محابہ دیکھ رہے ہوتے

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑتیا۔

نظر کی حفاظت سے ایمان کی حلاوت:

چونکہ نظر کی پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی اس لیے نتیجے میں ایمان کی حلاوت نصیب نہیں ہوتی۔ اب سوچیں کہ وضع قطع بھی دین داروں والی، چوبیس گھنٹے نام بھی دین کا لگا ہوا ہے کہ طالب علم ہیں، پڑھتے ہیں، گھر والوں نے بھی دین کے لیے فارغ کیا ہوا ہے، استاد بھی دین پڑھاتے ہیں، اب ہم اتنا کرکرا کے بھی صرف نظر کی حفاظت کی وجہ سے اس حلاوت سے محروم رہیں تو ہم نے کیا کمایا؟ یہ تو پھر ہم نے نقصان کا سودا کیا۔ تو بچی بات یہ ہے کہ جب اتنی قربانیاں دے چکے تو ایک قدم اور بھی اٹھا لیں، نظر کی بھی حفاظت کرلیں، پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کیا حلاوت عطا فرماتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے: ''جو بندہ غیر محرم سے اپنی نظر کو بچاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عبادت کی لذت عطا فرماتے ہیں'' (المعجم الکبیر ص: ۹۷، رقم ۱۰۳۶۲)۔ یہ عبادت کی لذت تب ملتی ہے جب کوئی بندہ اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس سے بہتر اس کا بدل دیتے ہیں۔ یہ مخلوق تو بدل بھی نہیں دیتی۔ اللہ تعالیٰ بدل ہی نہیں، اس بندے کو نعم البدل بھی عطا فرماتے ہیں۔ اس سے بہتر عطا فرماتے ہیں۔ تو غیر محرم کو دیکھنے کی لذت چھوڑی، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ عبادت کی لذت عطا فرماتے ہیں۔ وہ عارضی چیز تھی یہ دائمی چیز ہے، وہ آنکھ کی لذت تھی یہ دل کی لذت ہے۔

بدنگاہی کا روڈ بلاک:

آج کل اکثر لوگوں کا جو مسئلہ ہے، وہ نظر کا ہے۔ جس نے نظر کی حفاظت کی وہ پھر سلوک میں یوں بھاگتا ہے جیسے موٹر وے ہو۔ یہ نظر کی حفاظت نہ کرنا، یہ انسان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے روڈ بلاک بنا ہوا ہے۔ نظر کی حفاظت کرنا شروع کریں تو انسان کو ایسی حلاوت ملتی ہے پھر انسان کو باقی کام کرنے بھی آسان ہو جاتے ہیں۔

اٹھارہ سالہ نوجوان کا نگاہ پر کنٹرول:

ہمارے ایک قریبی ساتھی تھے۔ وہ حافظ قرآن تھے، ۱۸ سال ان کی عمر تھی اور ان کے والد صاحب تبلیغی جماعت میں بہت وقت لگاتے تھے۔ ان کا کپڑے کا کام تھا۔ انہوں نے میٹرک کے امتحان کے بعد اپنے بیٹے سے کہا کہ اب تو نے میرے ساتھ دکان پر ڈیوٹی دینی ہے۔ ایک دن روتے ہوئے آئے کہ ابو کی کپڑے کی دکان ہے اور اس میں عورتوں کے بھی کپڑے ہوتے ہیں اور مردوں کے بھی ہوتے ہیں۔ مجھے کام کرنے کا حکم ہوا ہے۔ میں اس دکان پر کیسے جاؤں؟ میں نے کہا کہ آپ کے والد صاحب کے کپڑے کی دکان ہے تم ان کی بات مان لو! اللہ خیر فرمائے گا۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ جب تجارت شروع کی تو ایک مہینے کے بعد ابو نے کہا کہ میں تو صرف مردوں کو ڈیل کروں گا اور عورتوں کو کپڑے دکھانا اب تمہارے ذمے ہے۔ اس زمانے میں شٹل کاک برقعے زیادہ ہوتے تھے۔ اس برقعے میں یہ ہوتا تھا کہ پردے میں ہیں تو پردے میں ہیں اور جب چہرہ کھلتا تھا تو پھر نیچے سے سارا ہی کھلتا تھا۔ سب کچھ سامنے آجاتا۔ اب وہ پریشان کہ میں کیا کروں؟ میں نے کہا: بھئی! دیکھیں اب آپ کام کر رہے ہیں تو نگاہ کی حفاظت کریں۔ انہیں جب میں نے بات سمجھائی کہ اللہ کی طرف سے اجر ملے گا تو بات ان کی سمجھ میں آگئی۔ پانچ سال اس بچے نے اپنے والد کے ساتھ کام کیا، محلے کی عورتیں ہمارے گھر میں آکر بتاتی تھیں کہ ہم قسم کھا کر کہہ سکتی ہیں کہ اس نے آج تک ہماری طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ یعنی وہ خود نہیں، عورتیں اس چیز کی قسم کھاتی تھیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محنت تو کرنی پڑتی ہے:

اگر محنت کی ہو تو اٹھارہ سال میں بھی ایسی نظر کی حفاظت، اور پینتیس سال کا بھرپور جوان بھی ایسی نظر کی حفاظت کرتا ہے، اور اگر محنت نہ کی ہو تو اسی سال کے بوڑھے کی نگاہ بھی قابو میں نہیں۔ محنت تو کرنی ہی پڑے گی۔ یہ چیز خود بخود نہیں ملے گی۔ یہ ذہن سے ہی نکال دیں کہ ایک وقت آئے گا کہ سوچ خود بخود پاک ہو جائے گی، نہیں یہ وقت کے ساتھ ساتھ اور میلی ہوتی جائے گی۔ ابھی تو نوجوانوں نے دیکھا کچھ نہیں اور جب وقت کے ساتھ پتہ چلے گا کہ شادی وغیرہ کا کیا معاملہ ہوتا ہے تو پھر وقت کے ساتھ اور سوچیں آئیں گی۔ اس لیے اس کا حل یہی ہے کہ محنت کی جائے، مجاہدہ کیا جائے اور اس گند کو دھویا جائے، صاف کر دیا جائے۔

دل کی صفائی اللہ کے نام کے ساتھ ہوتی ہے:

اور یہ گند دھویا جاتا ہے اللہ کے ذکر کے ساتھ۔ اللہ کا جو لفظ ہے، یہ انسان کو مخلوق سے کاٹتا ہے اور اللہ سے جوڑتا ہے، اس کے اندر یہ خوبی ہے۔ لوگ کہتے ہیں نا کہ مختلف اذکار میں مختلف تاثیر ہوتی ہے۔ تو یہ جو اللہ کا نام ہے، اسم جلالہ ''اللہ'' اس میں یہ خوبی ہے کہ جو بندہ اللہ اللہ کا ذکر اور مراقبہ کرتا ہے تو اس سے خود بخود اللہ کی محبت بڑھتی ہے اور مخلوق کی محبت گھٹتی ہے۔ مخلوق سے کٹتا ہے، اللہ سے جڑتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾

''تو ذکر کر رب کے نام کا''

﴿وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ (المزمل:۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

’’اور رب کی طرف تبتل اختیار کر‘‘

کیوں؟ اس لیے کہ رب ملتا ہی اس نام سے ہے۔ یہ جو مخلوق سے انقطاع ہے یہ ملتا ہی اللہ کے نام کے ذکر سے ہے۔ جتنا کثرت سے ذکر کریں گے مخلوق کی محبت نکلتی جائے گی اور اللہ کی محبت بڑھتی چلی جائے گی۔

اب کوئی کہے کہ آپ کے رب کا کیا نام ہے تو کیا جواب دیں گے؟ اللہ۔ اب یہ جو فرمایا گیا ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ ’’ذکر کر اپنے رب کے نام کا‘‘ ذکر کرو گے تو کیا ملے گا؟ ﴿وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ مخلوق سے کٹو گے اللہ سے جڑو گے۔

اللہ کے ننانوے صفاتی نام ہیں سارے نام تخلق کے لیے ہیں اور یہ اللہ کا ذاتی نام ہے اور یہ نام تعلق کے لیے ہے۔ یہ جو فرمایا گیا کہ

((تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ)) (احیاء علوم الدین:٣/٣٠٦)

’’اپنے آپ کو اللہ کے اخلاق سے مزین کرو‘‘

تو صفاتی نام سب اس کے لیے ہیں۔ اور اللہ کا نام ذاتی نام ہے اور تعلق کے لیے ہے۔ اللہ سے جوڑنے کے لیے ہے۔

دائرۂ ایمان میں داخلہ کیسے؟

اس نام کی خوبی یہ ہے کہ اگر کوئی کافر یہ کلمہ پڑھے ’’لَا إِلٰهَ إِلَّا الرَّحْمٰن‘‘ تو فتویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ کوئی بندہ کلمہ پڑھے ’’لَا إِلٰهَ إِلَّا الرَّحِيْم‘‘ وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ رؤف رحیم، سمیع، بصیر، سب صفاتی نام مخلوق کے ناموں میں استعمال ہو سکتے ہیں۔ اسے مسلمان تب کہیں گے جب وہ کہے گا ’’لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ‘‘۔ جب وہ اللہ کا ذاتی نام لے گا۔ اب چونکہ ذاتی نام اور کسی کا ہو نہیں سکتا، یہ صرف اللہ ہی کی ذات کی طرف اشارہ کرتا ہے اور علم ہے، اس لیے اب یہ کہا جائے

گا کہ یہ ایمان لے آیا ہے۔ تمام غیر معبودوں کی اس نے نفی کر دی ہے، اب یہ مومن ہے۔

اسم ''اللہ'' کے معرفہ نہ ہونے میں حکمت:

اور عجیب بات یہ کہ یہ نام معرفہ بھی نہیں بن سکتا۔ حالانکہ اس میں معرفہ کے تمام حروف ہیں۔ ''ا'' بھی ہے ''ل'' بھی ہے اور آخر پر ضمیر بھی ہے۔ اتنے حروفِ معرفہ ہونے کے باوجود یہ معرفہ نہیں ہے۔ معرفہ ہونے سے کیا مراد؟ کہ ایسا اسم جو اپنے مسمّٰی کی معرفت دے سکے۔ تو معرفت تو یہ نہیں دے سکتا۔ کوئی انسان اپنے اللہ کی ذات وصفات کو جان ہی نہیں سکتا۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوا کہ جب یہ معرفت دے ہی نہیں سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے نام کیوں رکھا؟ ہمارے مشائخ نے یہ فرمایا کہ نام اس لیے رکھا کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے تھے کہ یہ نام اس لیے ہو کہ مجھے ماسویٰ سے جدا سمجھا جائے۔ یہ نہیں ہے کہ اس نام سے اللہ کی کوئی معرفت مل جاتی ہے۔ معرفہ سازوں کی کوئی فیکٹری اللہ تعالیٰ کی ذات کو معرفہ بنا ہی نہیں سکتی۔ یہ جو کثرت سے معرفہ کے حروف لائے ہیں اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ بھئی معرفہ بننا ہوتا تو ایک لفظ کافی تھا۔ اور زیادہ ہوتا تو دو کافی تھے مگر یہ جو ''ہ'' ضمیر ہے یہ بھی معرفہ تھی مگر نہیں معرفہ بنا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم جتنا زور لگا لو تم اس کی شان کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

وَھُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ

ہمارے بزرگوں نے بہت کچھ کہنے کے بعد یہ کہا:

''جو کچھ دیکھا گیا، یا سنا گیا، یا جانا گیا (یعنی جس کو ہم سن سکتے ہیں، دیکھ سکتے یا علماً جان سکتے ہیں) سب اللہ کا غیر ہے، بکلمہ لا کے نیچے لا کر سب کی نفی کرنی

چاہیے، اللہ کی شان بہت بلند ہے"

اللہ کے حبیب ﷺ جنہوں نے معراج کی رات اللہ رب العزت کا دیدار کیا، وہ فرماتے ہیں:

((مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ)) (تفسیر روح المعانی)

''ہم آپ کی معرفت حاصل نہ کر سکے جیسے حق تھا''

پھر ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں۔ یعنی ''اللہ'' کا لفظ ہے جو اللہ کو ماسوا سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اتنا پتہ چل جاتا ہے کہ جس کی بات ہو رہی ہے وہ مخلوق نہیں ہے، وہ خالق ہے۔

اسم ذات کے ذکر سے ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے:

اللہ کی شان دیکھیے اللہ نے اسم ذات کو ایسا بنایا کہ اس نام کا بار بار ذکر کرنے سے اس کی ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر آپ سب بیٹھے ہیں، میں آپ کو کہوں کہ ونیلا فلیور آئس کریم ایسی ہوتی ہے، چاکلیٹ فلیور ایسی ہوتی ہے، سب کے منہ میں پانی آ جائے گا۔ کیوں؟ پہلے تو خیال بھی نہیں تھا، اب پانی کیوں آ رہا ہے؟ اس لیے کہ اس کا ذکر جو ہوا۔ تو ذکر سے ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے، یہ دستور ہے۔ ہم جب کثرت سے اللہ کا ذکر کریں گے تو اللہ کی محبت آئے گی۔ پاک ہے وہ ذات کہ ایک طرف تو فرما دیا:

﴿اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ (الاحزاب: ۴۱)

''اللہ کا ذکر کثرت سے کرو''

اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ ادھر کریں گے ذکر کی کثرت اور ادھر ان کو ملے گی محبت کی شدت۔ اس لیے فرما دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

''جو ایمان والے ہیں وہ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔''

کیا جوڑ بنا دیا کہ تم اس کے ذکر کی کثرت کرلو تمہیں محبت کی شدت مل جائے گی۔

آج کوئی کہے کہ مجھے محبت کی شدت محسوس نہیں ہوتی، اس کا سیدھا سادھا جواب یہ ہے کہ آپ ذکر کی کثرت ہی نہیں کرتے۔ کوئی بندہ تو ایسا دکھائیں کہ اس نے ذکر کی کثرت کی ہو اور اسے محبت کی شدت نہ ملی ہو۔ ایک مثال ایسی نہیں دے سکتے۔ ذکر کی کثرت سے اللہ کی محبت انسان کے دل میں بڑھ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ انسان اللہ کا متوالا، اللہ کا دیوانہ بن جاتا ہے۔

کلمہ طیبہ کے ذکر کی فضیلت:

رب کریم نے دین میں داخل ہونے کے لیے ہمیں کلمہ دیا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا الوہیت کے ساتھ تعلق ہے، اگلے حصے کا رسالت کے ساتھ۔

ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! مجھے وہ چیز پڑھنے کے لیے بتائیے جو سب سے ممتاز ہو۔

فرمایا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا کرو۔

کہا: یہ تو ساری دنیا پڑھتی ہے۔

فرمایا: اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! اگر ساتوں زمینیں ساتوں آسمان ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور دوسرے پلڑے میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پلڑا جھک جائے گا۔ یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کہنا چھوٹی بات نہیں ہے۔

(کنز العمال، رقم:۱۶۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

معبودانِ باطلہ:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے کیا؟ یہ باطل معبودوں کی نفی کا نام ہے۔ باطل معبود دو طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) آفاقی معبود:

ایک ہوتے ہیں آفاقی معبود۔ یعنی انسان کے باہر کے معبود۔ جیسے کوئی بت بنا کر رکھنا اور اس کی پوجا کرنا۔ جیسے لات، منات، عزیٰ، اس طرح کے بت بنا کر رکھنا اور ان کی پوجا کرنا، ہندوؤں کی طرح پیپل کے درخت کی پوجا کرنا، قبروں کو سجدے کرنا۔ یہ سب باطل معبود ہیں۔ تو جتنے انسان کے باہر اصنام ہیں ان سب کو کہتے ہیں: آفاقی معبود۔

(۲) انفسی معبود:

اور کچھ معبود انسان کے اندر ہوتے ہیں، جیسے انسان کا نفس ہے، خواہشات ہیں۔ اس کی مثال قرآن مجید میں ملتی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ﴾ (الجاثیہ: ۲۳)

”کیا دیکھا آپ نے اس کو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا“

یعنی وہ اپنی خواہشات کی پوجا کرتا ہے۔ تو اس کو کہتے ہیں: انفسی معبود۔

چنانچہ کسی کو مال کی محبت ایسی ہے کہ وہ زکوٰۃ ہی نہیں دیتا۔ تو وہ مال کی پوجا کرتا ہے، یہ ہوا زر پرست۔ کسی کو کسی غیر محرم عورت سے ایسی محبت ہے کہ غیر شرعی تعلق قائم کر لیا اور حکمِ خدا کو پس پشت ڈال دیا تو یہ ہوا ”زن پرست“۔ اسی طرح شہوت پرست اور بت پرست۔ خدا پرستی تو کوئی اور چیز ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمانِ کامل کے لیے معبودانِ باطلہ کی نفی ضروری ہے:

اس لیے جب تک انسان آفاقی اور انفسی ہر طرح کے معبودوں کی نفی نہیں کرے گا، ایمانِ کامل والا نہیں بنے گا۔ آفاقی معبودوں کی پوجا کرنے کو "شرکِ جلی" کہتے ہیں اور انفسی معبود کی پوجا کرنے کو "شرکِ خفی" کہتے ہیں۔ وہ بھی مشرک ہے اور یہ بھی مشرک۔ وہ کھلم کھلا مشرک ہے، یہ چھپا ہوا مشرک ہے۔ اس نے بتوں کو شریک بنایا، اس نے نفس کو اللہ کے ساتھ شریک بنا لیا۔ شرک سے نکلے گا تو ایمان کی حدود میں آئے گا۔ اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ایمان کامل ہو جائے، اللہ کے ہاں مقبول ہو جائے تو

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے

سارے بتوں کو توڑنا پڑے گا۔ چاہے وہ پتھر کے ہوں، یا من میں کوئی صورت گھسی بیٹھی ہو، اگر لڑکی کو میسج کرتا ہے، فون کرتا ہے، باتیں کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کو اپنا معبود بنایا ہوا ہے۔

معبودانِ باطلہ کی نفی کا طریقہ:

اب ایسی کیفیت کیسے مل جائے کہ دونوں معبودوں سے انسان کی جان چھوٹ جائے۔ ہمارے مشائخ نے اس کا آسان حل بتایا کہ دیکھو! تم کلمہ پڑھو اور ظاہری معبودوں کی نفی تو فوراً کر دو۔ اب اگلی بات رہ گئی جو باطن کے معبود ہیں، نفس کے معبود ہیں، ان کے لیے تمہیں ذکر کرنا پڑے گا۔ "اللہ اللہ" کا ذکر کرنا پڑے گا، "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا ذکر کرنا پڑے گا۔ "اللہ اللہ" کا لفظ بھی ایسا ہے اور "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا ذکر بھی ایسا ہے کہ جھاڑو پھیرا جاتا ہے۔ جیسے جھاڑو پھیر دیتے ہیں تو جگہ صاف ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتی ہے۔ یہ ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کا ذکر بالکل دل پر جھاڑو پھیر دیتا ہے۔

عشق کی آتش کا جب شعلہ اٹھا
ما سوا معشوق سب کچھ جل گیا
تیغ لا سے قتل غیر حق ہوا
دیکھیے پھر بعد اس کے کیا بچا؟
پھر بچا اللہ باقی سب فنا
مرحبا اے عشق! تجھ کو مرحبا

یہ ”لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰــهُ“ کی تلوار ایسی ہے کہ یہ جب چلتی ہے تو اللہ کے سوا جتنے معبود ہیں، انفسی یا آفاقی، سب کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ اس لیے ہمارے مشائخ کہتے ہیں: کلمہ کا ذکر تین ہزار دفعہ کرو، پانچ ہزار دفعہ کرو، چلتے پھرتے ”لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰــهُ“ پڑھو۔

نفی کامل کی محنت:

اچھا! ہمیں نفی کامل حاصل نہیں ہے۔ آپ ذرا غور کریں! ہم جتنے یہاں بیٹھے ہیں۔ چاہے مفتی ہیں، چاہے حدیث پڑھاتے ہیں، چاہے خلیفہ صاحب ہیں، چاہے پیر صاحب ہیں۔ ہم ذرا دل میں یہ غور کریں کہ کیا واقعی ہمیں معبودوں کی نفی کامل حاصل ہے؟ یا ہم کسی نہ کسی کی پرستش میں پھنسے ہوئے ہیں۔ تو دل جواب دے گا کہ ہم سے تو آنکھ تابع ہی نہیں ہوتی۔ تو اللہ کی بجائے نفس کی پوجا زیادہ کی۔ جھوٹ بولا تو نفس کی چاہت پوری کی، خدا کے بجائے۔ اسی طرح اور خلاف شرع کاموں میں بھی..... اس کا مطلب ہے کہ ابھی جان نہیں چھوٹی ہماری۔ تو یہ جان کب چھوٹے

www.besturdubooks.wordpress.com

گی؟ اس کے لیے محنت کرنی پڑے گی۔ محنت کریں گے تو یہ من ایسا صاف ہو جائے گا کہ اس کے بعد انسان ہر کام اللہ کی رضا کے لیے کرے گا۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے زندگی کے بہتر سال ایسے گزارے ہیں کہ میرے دل میں اللہ کی یاد کے سوا کوئی نہیں تھا۔ ایسی زندگیاں بھی گزار کر گئے ہیں ہمارے بزرگ کہ ہر کام اللہ کے لیے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

(الانعام: ۱۶۲)

"کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا، سب خدائے رب العالمین کے لیے ہے"

ہم تو بہت دور پھر رہے ہیں۔ بھئی! ہمیں تو اپنے من کی صفائی کی بہت ضرورت ہے۔

حقیقتِ ابراہیمی اور حقیقتِ محمدی میں فرق:

اب یہاں پر میں آپ کو ایک علمی نکتہ سنا کر بات کو ختم کرتا ہوں۔ ہمارے سلسلے میں اسباق ہیں..... یہ مراقبہ معیت ہے، یہ ولایت صغریٰ، یہ ولایت کبریٰ، یہ ولایت ملاء اعلیٰ ہے۔ پھر حقائق کے اسباق ہوتے ہیں، تو ان حقیقتوں میں ایک ہے "مراقبہ حقیقتِ ابراہیمی"، اور ایک ہے "مراقبہ حقیقتِ محمدی"۔ ان سے بعض دفعہ سالکین حیران ہوتے ہیں کہ یہ حقیقت سے کیا پتہ چلتا ہے؟ "مراقبہ حقیقتِ ابراہیمی" کیا ہے؟ "مراقبہ حقیقتِ محمدی" کیا ہے؟ تو یہ کیا فرق ہے، یہ بات ذہن میں آتی ہے۔ تو ایک چھوٹا سا فرق عرض کر دوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا کمالِ نفی:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے نفی میں کمال عطا کیا تھا۔ لَا اِلٰـہَ کے اندر کمال عطا کیا تھا، اس کو نفی کہتے ہیں۔ ساری دنیا کے انہوں نے بت توڑ دیے تھے۔

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا﴾ (الانبیاء:۵۸)

گھر کو چھوڑ دیا تھا، قوم کو چھوڑ دیا تھا، کہا تھا کہ میں ان سب سے بری ہوں۔ حتیٰ کہ جب ان کو آگ میں ڈالا گیا، اس وقت جب آگ میں ابھی گرے نہیں تھے، راستے میں تھے، تو اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے تشریف لائے اور آ کر پوچھا:

أَلَكَ حَاجَةٌ؟ ''اے ابراہیم علیہ السلام! کیا آپ کو میری حاجت ہے؟''

تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ بتاؤ:

''کیا اللہ تعالیٰ مجھے اس حال میں دیکھتے ہیں؟''

انہوں نے کہا: ہاں دیکھتے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے:

''حَسْبِيْ مِنْ سُؤَالِيْ عِلْمُهٗ بِحَالِيْ'' (مرقاۃ المفاتیح: ۱۵/ ۱۲۸)

''اس بات نے مجھے تجھ سے سوال کرنے سے روک لیا کہ میرا مولا جانتا ہے کہ میں کس حال میں ہوں؟''

جب اللہ رب العزت مجھے اس حال میں دیکھ رہے ہیں تو اس وجہ سے اب مجھے تم سے سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب اللہ جانتے ہیں کہ میں اس حال میں ہوں تو پھر مجھے کیا ضرورت ہے سوال کرنے کی؟ یعنی عالمِ ناسوت کے اسباب کی بھی نفی کر دی اور عالمِ ملکوت کے اسباب کی بھی نفی کر دی۔ اس کو کہتے ہیں ''نفی کامل''۔ تو نفی کامل جن کو حاصل تھی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ ان کو اللہ نے پھر خلّت کا تاج

www.besturdubooks.wordpress.com

پہنا دیا۔

حضرت محمد ﷺ کا کمالِ نفی و اثبات:

پھر اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کو بھیجا۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو نفی میں بھی کمال حاصل تھا اور اثبات میں بھی کمال ملا۔ اس بات میں اب آپ یہ نہیں کہیں گے کہ ابراہیم علیہ السلام کو نفی میں کمال تھا تو اثبات بھی تو وہ کرتے تھے اِلَّا اللّٰہ بھی کہتے تھے۔ اثبات تو وہ کرتے تھے لیکن اثبات میں جو کمال تھا وہ نہیں تھا۔ کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا جو ایمان تھا وہ غیبی تھا، شہودی نہیں تھا۔ بن دیکھے تھا، دیکھا ہوا نہیں تھا۔ تو دیکھا ہوا اور بن دیکھے برابر تو نہیں ہو سکتا۔

نبی علیہ السلام کو اللہ نے یہ سعادت بخشی کہ آپ اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ نے اس دنیا میں باطل معبودوں کی نفی میں بھی کمال حاصل کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے معراج کے ذریعے اِلَّا اللّٰہُ والا جو اثبات کا مقام تھا، اس میں آپ کو شہودی ایمان عطا فرمایا تھا۔ اب یہ نعمت کسی اور پیغمبر کو نہیں ملی۔ ابراہیم علیہ السلام کو آدھا کمال ملا اور نبی علیہ السلام کو پورا کمال ملا۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے ان کو اپنے حبیب ہونے کا تاج پہنایا کہ یہ میرے محبوب ہیں، ان کو نفی میں بھی کمال حاصل ہے اور اثبات میں بھی کمال حاصل ہے۔ اس کے باوجود نبی علیہ السلام کے دل میں یہ تمنا رہتی تھی کہ یا اللہ! نفی میں جو کمال ابراہیم علیہ السلام کو ملا تھا وہ بھی مجھے ملے۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مجھ پر یہ درود پڑھا کرو:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ)) (صحیح البخاری: ۳۱۱۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

اب سمجھ میں آئی کہ کون سی وہ نعمت تھی جو ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھی اور نبی علیہ السلام اس کی خواہش کیا کرتے تھے اور دعا مانگتے تھے۔

کلمہ طیبہ کی کثرت سے دل کی صفائی:

یہ کلمہ ہے تو چھوٹا سا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مگر اس کی معرفت عجیب ہے۔ اور جو بندہ کثرت کے ساتھ اس کو پڑھتا ہے، اس کے دل کو اللہ تعالیٰ ایسے صاف کر دیتے ہیں جیسے کسی چیز پر جھاڑو پھیر دیا ہو۔ اب آپ سوچیں ہم دن میں کتنا کلمہ پڑھتے ہیں۔ شاید کئی دن ہی گزر گئے ہوں گے کلمے پڑھے ہوئے۔ یا پڑھتے بھی ہوں گے تو دس بیس دفعہ، اس سے زیادہ تو نہیں۔ عام دستور تو یہی ہے۔ تو ہم اپنے دل کی صفائی کے لیے کر بھی تو کچھ نہیں رہے تو پھر اثرات کیسے ہوں؟ ایمان کی حلاوت کیسے ملے؟ لذت کیسے ملے؟ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ اللہ والے ذکر کی بھی کثرت کریں۔ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والا ذکر بھی کثرت کے ساتھ کریں۔ پھر دیکھیں کہ دل میں ایمان کیسے آتا ہے؟ آپ ہی ہوں گے جو گناہوں سے بچنے پر خوش ہو رہے ہوں گے کہ الحمد للہ مجھے اللہ نے اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا کر دی۔ اسے ایمان کی حلاوت کہتے ہیں کہ بندہ گناہوں سے بچتا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

زندگی کا رخ بدلنے کی ضرورت:

عزیز طلبا! آپ حضرات کی زندگی دین کے راستے پر گزر رہی ہے۔ آپ منزل کے بہت قریب ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کے لیے بہت کچھ چھوڑ چکے۔ اس دور میں دینی وضع قطع کو اختیار کر لینا، مسجد میں رہنا، مدرسے میں رہنا، دین کو پڑھنا بڑی قربانیاں چاہتا ہے۔ آپ کی قربانیاں تو بہت ہیں۔ اب تھوڑی سی قربانی اور دینے والی بات

ہے۔ کئی دفعہ چیزیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر رخ موڑنے میں بڑی تاثیر رکھتی ہیں۔

آپ نے ریلوے کا نظام دیکھا ہے؟ اس میں ایک کانٹا ہوتا ہے۔ اتنی بڑی ریل گاڑی آرہی ہے، اگر کانٹا نہیں بدلا تو سیدھی چلی جائے گی اور اگر کانٹا بدل دیا تو دوسرے لائن پر چلی جائے گی۔ اور وزن کے حساب سے دیکھیں تو وہ کانٹا کلو کا بھی نہیں ہوتا اور سینکڑوں ٹن وزنی گاڑی کا رخ پھیر دیتا ہے۔ حال ہمارا یہی ہے کہ ہم نے اتنا کچھ اللہ کے لیے چھوڑا لیکن وہ جو تھوڑا سا مسئلہ رہ گیا ہے۔ بدنظری ہے، شہوانی خیالات ہیں، ان سے بچی توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ہمارا کانٹا نہیں بدلتا۔

تو ہمیں چاہیے کہ ہم ان بقیہ گناہوں سے بھی آج کی رات سچی توبہ کر لیں اور اللہ سے مدد مانگیں۔ اگر شیطان کان میں آکر مشورہ دے کہ تو گناہوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو شیطان کو بتائیں کہ ہم گناہوں کو نہیں چھوڑ سکتے مگر ہمارا رب تو چھڑا سکتا ہے۔ تو اللہ کی مدد پر نظر رکھیں اور اس کے لیے دعا مانگیں۔ گناہوں سے بچنے کے لیے جو اللہ سے مدد مانگتا ہے، اللہ کی مدد اپنے اس بندے پر لازمی آتی ہے۔ روئیں دھوئیں اللہ کے آگے، اللہ کی مدد مانگیں، اللہ تعالیٰ ایمان کی حلاوت عطا فرمائیں گے۔ اگر ایمان کی حلاوت نصیب ہو گئی تو آپ کے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے، کیوں کہ پھر اللہ خزانوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ (الاعراف: ۹۶)

”اگر ان بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔“

ان برکتوں کے دروازوں کو ہم خود کھلنے نہیں دیتے۔ کنڈی لگائے بیٹھے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ کی رسیوں سے کامل آزادی:

اگر ایک جانور ہو، اسے کسی نے دو تین رسیوں سے باندھ دیا ہو اور آپ آ کر ایک رسی کھول دیں تو وہ کھلا تو نہیں کہلائے گا۔ اچھا! کوئی دوسری رسی بھی کھول دے تو بھی وہ کھلا نہیں کہلائے گا۔ وہ تو تب کھلے گا جب تیسری رسی بھی کھول دی جائے۔ اسی طرح گناہ رسیاں ہیں جنہوں نے ہمیں باندھا ہوا ہے۔ اب سو رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں، ایک گناہ چھوڑ دیا، دوسرا چھوڑ دیا، تیسرا، چوتھا...... اب پچانوے بھی چھوڑ دیے تو پانچ گناہوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ ہم تو گرفتاری کہلائیں گے، آزاد تو نہیں کہلائیں گے۔ اس لیے ہر گناہ سے سچی توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔

﴿تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾

اس لیے ایک مشورہ ہے کہ صرف ایک مرتبہ ساری رسیوں کو چھڑوا کر اللہ کے فرمانبردار بندوں میں نام لکھوالیں۔ پکی نیت کے ساتھ سارے گناہوں سے پکی توبہ کرلیں۔ کوئی تو دن ایسا ہو کہ ہم یہ پکی نیت کرلیں کہ اللہ ہم نے آج تیری نافرمانی نہیں کرنی۔ زندگی کے کچھ گھنٹے ایسے گزار لیں، کوئی زندگی کا پہر ایسا گزاریں، کوئی دن، کوئی رات، کوئی ہفتہ، کوئی مہینہ تو ایسا گزرے کہ جس میں انسان کہے کہ اس میں میں نے کوئی گناہ نہیں کرنا۔ ایک دن بھی ایسا گزر جائے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ آنے والے مہینوں اور سالوں کو نیکی میں بدل دیں گے۔ اس لیے یہ کرنے والا کام ہے۔

اللہ کی سرپرستی میں آئیے:

ہمیں چاہیے کہ ہم تمام گناہوں سے سچی پکی توبہ کرلیں اور اللہ کے فرمانبردار

www.besturdubooks.wordpress.com

بندوں میں نام لکھوا لیں۔ ورنہ تو فرمانبرداروں میں نام ہی نہیں لکھا جائے گا۔ ساری زندگی نافرمانوں میں ہی نام رہے گا۔ اتنا ہی فرق ہے کہ دنیا داروں نے سو گناہ کیے اور ہم نے دو گناہ کیے۔ ہیں وہ بھی گناہ گار اور ہیں ہم بھی گناہگار۔ رہے وہ بھی منزل سے دور اور رہے ہم بھی منزل سے دور۔

حسرت ہے اس مسافر مضطر کے حال پر
جو تھک کر رہ گیا ہو منزل کے سامنے

الحمد للہ! ہم جو مدرسوں کی زندگی گزارنے والے ہیں، مساجد کی زندگی گزارنے والے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ہمیں پہلے ہی منزل کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اب آگے زیادہ لمبا چوڑا مسئلہ نہیں ہے۔ چھوٹا سا ہی مسئلہ ہے اور وہ اندر کا روگ ہے۔ اگر ہم دل سے یہ کہہ دیں:

''دلوں میں لگی تیری بن گئی''

''اے اللہ! میں نے یہ دل سے مان لیا کہ میں تیرا بن گیا۔''

پھر دیکھیں اللہ حلاوت بھی دیں گے، اللہ استقامت بھی دیں گے، اللہ عزت بھی دیں گے، اللہ دنیا کے اندر ہماری مدد بھی فرمائیں گے، ہر چیز ہماری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران:۶۹)

''اللہ ایمان والوں کا سرپرست ہے''

آپ بچے ہیں اگر کوئی جھگڑا ہو جائے تو لوگ باپ کے پاس جاتے ہیں یا نہیں؟ کیوں؟ سرپرست جو ہے آپ کا، مدد کو تو پھر وہی آتا ہے۔ مقدمہ ہو جائے تو باپ آتا ہے، کوئی فیس بھرنی ہو تو باپ آتا ہے، کیوں بھاگا پھرتا ہے؟ اس لیے کہ سرپرست جو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اسی طرح انسان جب ایمانِ کامل حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا سرپرست بن جاتا ہے۔ اور جس کا سرپرست اللہ بن جائے تو پھر سبحان اللہ! اللہ رب العزت ہمیں پاکیزہ زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ﴾

(البقرۃ:۲۸۲)

علمِ نافع کا حاصل تقویٰ اور توکل

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 10 فروری 2012ء بروز جمعہ ۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

موضوع: بیان جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علم نافع کیا ہے؟ تو ہمارے بزرگوں نے اس کی تفصیل بتائی ہے، اس کی پہچان بتائی ہے..... علم نافع کی ایک پہچان تو یہ ہے کہ بندے کے اندر خوف (تقوی) بڑھتا ہے۔ فرمایا:

كُلَّمَا ازْدَادَ عِلْمًا، ازْدَادَ خَوْفًا

"جتنا علم بڑھتا جائے اتنا اللہ کا خوف بھی بڑھتا جائے"

خوف خدا پیدا ہونا یہ علم نافع کی پہچان ہے۔ اور اگر علم تو بڑھتا جا رہا ہے، خوف خدا نہیں بڑھ رہا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ علم نافع نہیں ہے۔ جتنا علم بڑھے اتنا اللہ کا خوف بھی بڑھے گا، اور جتنا خوف بڑھے گا اتنا معصیت سے بچے گا۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

علمِ نافع کا حاصل..... تقویٰ اور توکل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا o وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی o اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی o صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی﴾ (الاعلیٰ: ۱۶ تا ۱۹)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دین اور دنیا کا دوراہا:

انسان کو اس دنیا میں کئی ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ جہاں ایک طرف دنیا اسے اپنی طرف بلا رہی ہوتی ہے، دوسری طرف اللہ رب العزت اپنی طرف بلا رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایک دوراہا ہوتا ہے۔ ایک طرف جائے تو اللہ ملتا ہے، دوسری طرف جائے تو دنیا کی لذتیں اور رنگینیاں ملتی ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایسے موقع پر دنیا کی رنگینیوں کو چھوڑ کر اس سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ آج کل طبیعتیں اس قدر لذات کی خوگر ہو چکی ہیں کہ ہر بندہ آسانی اور لذت کے پیچھے بھاگتا ہے۔ ایک عام ابتلا یہ ہے کہ

﴿یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ﴾ (القصص: ۷۹)

اے کاش! ہمارے پاس بھی اتنا مال ہوتا جتنا قارون کے پاس تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اہلِ علم کا راستہ:

اس وقت بھی جو اہلِ علم تھے، انہوں نے کہا:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ﴾ (القصص: ۸۰)

”اہلِ علم نے کہا: تمہاری بربادی ہو“

تمہارا ناس ہو، تمہاری مت ماری گئی تم آخرت کو بھول کر دنیا کی چیز مانگتے ہو۔ آج بھی وہی اصول اپنی جگہ قائم ہے کہ جو صاحبِ علم ہوگا، جس کے سینے میں علم کا نور اتر چکا ہوگا، وہ ہمیشہ دین کو پسند کرے گا، ہمیشہ آخرت کو پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَاo وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰىo﴾

(الاعلیٰ: ۱۶، ۱۷)

”تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت کی زندگی اس سے بہتر اور باقی رہنے والی ہے“

تو یہ ذہن بنالیں جہاں دین اور دنیا آپس میں آمنے سامنے آئیں تو ہم دین کو مقدم کریں۔ جہاں بھی نیکی اور معصیت آپس میں آمنے سامنے آئیں تو آپ نے نیکی کو ترجیح دینی ہے۔ اگر یہ دو چیزیں آپ نے اپنے اندر پیدا کرلیں تو اپنے اللہ کی مدد کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اس لیے فرمایا:

((اِيْثَارُ الدِّيْنِ عَلَى الدُّنْيَا وَاِيْثَارُ الطَّاعَةِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ))

”دین کو دنیا پر ترجیح دے اور اطاعت کو معصیت پر ترجیح دے“

علمِ نافع کیا ہے؟

اور یہ چیز ”علمِ نافع“ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے انسان اللہ تعالیٰ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

علمِ نافع مانگتے۔ علمِ نافع یعنی نفع دینے والا علم، ایسا علم جو سینے میں اتر جاتا ہے تو سینے کو دین کے لیے کھول دیتا ہے۔ پھر انسان کے لیے دین پر چلنا مشکل نہیں ہوتا، دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علمِ نافع کیا ہے؟ تو ہمارے بزرگوں نے اس کی تفصیل بتائی ہے، اس کی پہچان بتائی ہے۔

علمِ نافع اور تقویٰ

علمِ نافع کی ایک پہچان تو یہ ہے کہ بندے کے اندر خوف (تقویٰ) بڑھتا ہے۔ فرمایا:

كُلَّمَا ازْدَادَ عِلْمًا، ازْدَادَ خَوْفًا

''جتنا علم بڑھتا جائے اتنا اللہ کا خوف بھی بڑھتا جائے۔''

خوفِ خدا پیدا ہونا یہ علمِ نافع کی پہچان ہے۔ اور اگر علم تو بڑھتا جا رہا ہے، خوفِ خدا نہیں بڑھ رہا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ علمِ نافع نہیں ہے۔ جتنا علم بڑھے اتنا اللہ کا خوف بھی بڑھے گا، اور جتنا خوف بڑھے گا اتنا معصیت سے بچے گا۔

اس لیے امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بڑا عالم وہ نہیں ہوتا جو باتیں زیادہ کرتا جاتا ہے بلکہ بڑا عالم وہ ہوتا ہے جس پر معصیت کے نقصانات زیادہ کھل چکے ہوں اور وہ معصیت سے بچنے کی کوشش کرتا ہو۔ جتنا معصیت کے نقصانات کھلتے جائیں گے، اتنا انسان معصیت سے پیچھے ہٹتا جائے گا کیونکہ وہ اس کے نقصانات سے واقف ہے۔ وجہ یہی ہے کہ

كُلَّمَا ازْدَادَ عِلْمًا، ازْدَادَ خَوْفًا

''جتنا انسان کا علم بڑھے انسان کا خوف بھی بڑھ جائے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اب ہمیں یہ ایک تھرمامیٹر مل گیا، یہ چیک کرنے کے لیے کہ ہمارا علم، علم نافع ہے یا نہیں؟ ہم اپنی زندگی کو دیکھیں کہ اس میں خوف خدا کتنا ہے؟

خوف گناہوں کو چھڑوا دیتا ہے:

جب انسان کے دل میں خوف ہوتا ہے تو انسان گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس لیے ایک لفظ ہے ''حزن'' وہ اندر کے غم کے لیے استعمال ہوتا ہے، ایک ہے ''خوف'' یہ باہر کے ڈر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جب حزن بڑھتا ہے تو انسان کا کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے، دل ہی نہیں کرتا کھانے پینے کو۔ آپ خود سمجھیں! طالب علم فیل ہو جائے یا جس طالب علم کو توقع ہو کہ میں کلاس میں فرسٹ آؤں گا اور اس کی وہ پوزیشن نہ آئے تو دل بجھ جاتا ہے، طبیعت کچھ کرنے کو نہیں چاہتی۔ جس ماں کا بیٹا فوت ہو جائے، کئی مہینے کھانے کو دل نہیں کرتا۔ جوان عورت کا خاوند فوت ہو جائے، لقمہ نہیں اترتا اس کے حلق سے۔ کہیں بھی کسی کہ بھئی! اتنے دنوں سے آپ کچھ نہیں کھا رہیں، کچھ کھالو۔ کہے گی، میرا دل ہی نہیں چاہتا۔ تو جب حزن بڑھتا ہے کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے۔

جب خوف بڑھتا ہے تو انسان کے گناہ چھوٹ جاتے ہیں۔ ہمارے مشائخ جو گناہ سے بچتے تھے، وہ فرشتے نہیں تھے، وہ انسان تھے مگر انہوں نے اپنے دل میں اللہ کے خوف کو اتنا بڑھا لیا تھا کہ گناہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ ان کو گناہ کے مواقع ملتے تھے، یہ نہیں کہ انہیں موقع ہی نہیں ملتا تھا...... گناہ کی دعوت ملتی تھی مگر وہ فوراً کہتے تھے: مَعَاذَ اللّٰہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ اس لیے کہ دل میں خوف ہوتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خوف سے گناہ کیسے چھوٹتے ہیں؟

نوجوان کہیں گے کہ جی خوف سے گناہ کیسے چھوٹ سکتے ہیں؟ اس کی مثال حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رشوت کے ایک لاکھ روپے لیے، لے کر جا رہا تھا کہ اچانک اسے کسی نے کہا کہ تمہارے پیچھے پولیس لگی ہوئی ہے، اسے پتہ چل گیا ہے کہ تم نے رشوت لی ہے۔ اگر یہ ایک لاکھ روپے تم سے برآمد ہو گئے تو تم نوکری سے بھی جاؤ گے اور جیل میں بھی جاؤ گے۔ اب اس کی کوشش ہو گی کہ یہ لاکھ روپے میں کہیں پھینک دوں۔ اسے چھپانے کی جگہ نہیں ملتی تو ایک گٹر ملتا ہے وہ اسی میں ڈال دیتا ہے۔ اب اس کو پتہ ہے کہ لاکھ روپیہ اس کے اندر ڈال دوں گا تو یہ روپیہ ضائع ہو جائے گا لیکن وہ لاکھ روپیہ گٹر کے اندر ڈال دیتا ہے، اور خوش ہو جاتا ہے۔ آپ بتائیں کہ لاکھ روپیہ ڈال کر وہ غمگین ہوگا یا خوش ہوگا؟ تو جس طرح وہ لاکھ روپیہ چھوڑ دیتا ہے اور چھوڑنے پر خوش ہوتا ہے، اسی طرح مومن کامل بھی گناہوں کو چھوڑتا ہے اور چھوڑنے پر خوش ہوتا ہے، اسے ذہنی سکون ملتا ہے۔

خوف کی کمی کا نتیجہ:

آج خوف خدا کی کمی ہے..... دوڑ دوڑ کر گناہ کرتے ہیں، بھاگ بھاگ کر گناہ کرتے ہیں، سوچ سوچ کر گناہ کرتے ہیں، ترکیبیں بنا بنا کر گناہ کرتے ہیں، تمنائیں ہوتی ہیں کہ ہائے! گناہ کا موقع مل جائے..... کیا وجہ؟ خوف خدا کی کمی۔

جس عورت کو پتہ ہو کہ میرا خاوند مجھے دیکھ رہا ہے، وہ کسی غیر مرد سے بات کرنے کی جرأت بھی نہیں کرے گی کیونکہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ میرا خاوند مجھے طلاق دے دے

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔ اسی طرح جب دل میں یہ ڈر ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں اور میں اگر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوں گا اللہ رب العزت کہیں اپنے کامل بندوں کی فہرست سے نام ہی نکال دیں، اللہ اپنے پسندیدہ بندوں کی فہرست سے نام ہی نہ خارج کر دیں تو پھر بندہ گناہ نہیں کرے گا۔ لیکن اس خوف کی کمی ہوتی ہے۔ کیا ایک گناہ کر کے یا چند منٹ کی شہوت کو پورا کر کے ہم اللہ رب العزت کے پسندیدہ بندوں کی فہرست سے نام خارج کرانا چاہتے ہیں؟..... ہم کتنی بیوقوفی کرتے ہیں؟ ایک چھوٹے بچے کو کہیں کہ بسکٹ کھانے کو لو لیکن اس کے ساتھ ایک تھپڑ منہ پر ماریں گے، تو بچہ سمجھتا ہے کہ بسکٹ کھانے کا لطف تھوڑا ہے، تھپڑ لگنے کی سزا زیادہ ہے۔ تو بچہ بھی ہم سے زیادہ سمجھدار ہے، وہ ایک تھپڑ کے بدلے میں بسکٹ نہیں کھاتا۔ ہمیں پتہ بھی ہوتا ہے کہ اس گناہ کا کتنا بڑا عذاب ہے پھر بھاگ رہے ہوتے ہیں گناہ کی طرف۔ کیوں؟ بے خوفی ہوتی ہے۔

گناہ جہالت کے ساتھ ہوتا ہے:

اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت علم ساتھ نہیں ہوتا، اس وقت ہم جاہل ہوتے ہیں۔

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ﴾ (النساء: ۱۷)

''بے شک جس توبہ کو قبول کرنا اللہ کے ذمہ ہے وہ تو ان لوگوں کی توبہ ہے جو جہالت سے کوئی برا فعل کر گزرتے ہیں''

جہالت کا لفظ بتا رہا ہے کہ جو بندہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے علم کے ساتھ مرتکب نہیں ہوتا۔ کئی گناہ ایسے ہیں کہ جن کو کرتے ہوئے بندے کا ایمان ساتھ نہیں ہوتا۔ جو بندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

زنا کرتا ہے تو جس وقت وہ زنا کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے، ایمان اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ چوری کرنے والا جب چوری کر رہا ہوتا ہے، ایمان نکل کر الگ ہو جاتا ہے۔ شراب پینے والا جب شراب پی رہا ہوتا ہے اس کا ایمان نکل کر الگ ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ جتنے منٹ ہم نے اس گناہ کے کرنے میں گزارے، ہم نے وہ لمحے اپنی زندگی کے کفر کی حالت میں گزارے۔ ایمان اندر نہیں تھا، ایمان تھا مگر جدا ایک طرف ہو گیا تھا۔ گناہوں پر اتنی بڑی سزا! ایک عام آدمی کرے جس کو دین کا پتہ ہی نہیں اس کی تو بات اور ہے اور جس کو پتہ ہو وہ تو پھر گناہ نہیں کرے گا۔ اس لیے علم نافع انسان کے دل میں اللہ کا خوف پیدا کر دیتا ہے۔

بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی:

اردو میں کہتے ہیں کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ بھئی! اس نے آخر ایک دن تو قصائی کے ہاتھ آنا ہی ہے، چھری تو اس کی گردن پر چلنی ہے۔ ایسے ہی ہم کب تک دوڑتے پھریں گے؟ ہم کب تک اپنی خواہشات کو پورا کرتے پھریں گے؟ آخر فرشتوں نے آ پکڑنا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ دنیا کی پولیس ہتھکڑیاں لگا کر مجرم کو پیش کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگ آتے ہیں بندے کو چارپائی پر لٹا کر قبر میں لے جاتے ہیں، اس کو اس طرح سے گرفتار کیا جاتا ہے۔ اور آگے تو پھر زمین بھی کہتی ہے کہ جتنے بندے زمین پر چلتے تھے مجھے سب سے زیادہ نفرت تجھ سے تھی۔ اب تو میرے اندر آیا ہے تو ذرا دیکھنا میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں؟

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

جب عمل بڑھتا ہے تو تواضع بڑھتی ہے:

جب علم بڑھتا ہے تو خوف بڑھتا ہے اور انسان نیک عمل کرتا ہے، پھر اس سے بھی آگے۔

كُلَّمَا ازْدَادَ عَمَلًا، ازْدَادَ تَوَاضُعًا

''جتنا عمل زیادہ ہوتا ہے اتنی تواضع بڑھ جاتی ہے''

جتنا انسان کا عمل بڑھتا جائے، اتنا انسان کی تواضع بڑھتی جائے، اتنا جھکتا جائے۔ یہ نہیں کہ میں تو تہجد کی پابندی کرتا ہوں، تکبیر اولیٰ کی پابندی کرتا ہوں، میں اعلیٰ ہوں اور باقی سارے جو ہیں یہ کم درجے پر ہیں۔ نہیں جتنا عمل زیادہ ہو اتنی تواضع بڑھے۔

اکابر کی تواضع:

ہمارے اکابر جتنا زیادہ عمل کرتے تھے اتنے ہی متواضع ہوا کرتے تھے۔

⊙...... ایک بزرگ تھے، تہجد کے لیے اٹھے تو بیٹا بھی اٹھ گیا۔ جب تہجد پڑھ لی تو بیٹا کہنے لگا: ابو! اور کوئی بھی تہجد کے لیے نہیں اٹھا۔ بزرگ نے فرمایا: بیٹا! تو سویا رہتا تو تیرا سویا رہنا جو بات تو نے کی اس سے بہتر تھا۔ مطلب کہ تو نے عجب کے ساتھ یہ بات کی کہ میں اٹھ گیا اور یہ سوئے رہے، تو اس سے بہتر تھا کہ تو بھی سویا رہتا۔

⊙...... حسن بصری ﷫ کے ایک مرید تھے کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ کشتی میں ایک آدمی تھا جو مچھلیاں پکڑتا تھا، کنارے پر وہ مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ سارے دن میں جو اس نے مچھلیاں پکڑی تھیں وہ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں تھیں۔ انہوں نے جب اس کو دیکھا تو اس کو کہا کہ لاؤ! میں بھی جال پھینکتا ہوں۔ انہوں نے جو جال پھینکا تو اس میں بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑی مچھلی آ گئی، تو یہ بڑے خوش ہوئے۔ یہ بات حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی کہ جو آپ کا فلاں مرید ہے، اس نے جب جال پھینکا تو اتنی بڑی مچھلی پکڑی گئی۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ اس کو بلایا اور کہا کہ کاش! تو جال پھینکتا اور تیرے جال میں کوئی سانپ آتا اور تجھے ڈس لیتا یہ بہتر تھا اس سے کہ بڑی مچھلی پکڑی اور تو نے اپنی فضیلت لوگوں پر ظاہر کر دی۔ کیونکہ اس سے تو اعجب پیدا ہوا، میں پیدا ہوئی جو خطرناک ہے۔

تو ہمارے مشائخ میں جتنا علم بڑھتا تھا اتنا خوف بڑھتا تھا اور جتنا عمل بڑھتا تھا اتنی تواضع بڑھتی تھی، جھکتے چلے جاتے تھے۔ اور دستور بھی ہم نے دیکھا ہے کہ جس شاخ پر جتنا زیادہ پھل لگا ہو وہ شاخ اتنی جھکی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لیے علم نافع کی یہ پہچان کہ

كُلَّمَا ازْدَادَ عِلْمًا، اِزْدَادَ خَوْفًا وَ كُلَّمَا ازْدَادَ عَمَلًا، اِزْدَادَ تَوَاضُعًا

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ علم نافع پر بیان کیا، فرمانے لگے کہ دوستو! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ تم نے جو کچھ سنا اس کی وجہ سے رات بھر نیند نہ آتی۔ تم اللہ کی عظمت کے بارے میں سوچتے اور اپنی نافرمانیوں کے بارے میں سوچتے تو تمہاری نیندیں اڑ جاتیں۔

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدہ:١٦)

”بستر سے پہلو جدا رہتے ہیں، خوفِ خدا کی وجہ سے“

گڑگڑا رہے ہوتے ہیں، رو رہے ہوتے ہیں، آہ و زاری کر رہے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ! خطا ہو گئی، گناہ ہو گئے، اچھوں کی فہرست سے نام نہ نکال دینا، اپنے سے دور نہ کر دینا۔ ع

میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

علمِ نافع کا حصول تقویٰ سے ممکن ہے:

اس لیے یہ جو تقویٰ ہے یہ انسان کے علمِ نافع حاصل کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ﴾ (البقرۃ:۲۸۲)

”اگر تم تقویٰ کو اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں علم عطا کرے گا۔“

یہ علم وہی ہوتا ہے جو سینے کو کھول دیتا ہے، لیکن یہ تب ملتا ہے جب انسان گناہوں سے بچتا ہے۔ بھئی! آپ بتائیں! آپ میں سے کس نے بجلی کی ننگی تار کو ہاتھ لگایا۔ شوق پیدا ہوتا ہے کہ لگاؤں؟ شوق بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ننگی تار سامنے ہوتی ہے ہاتھ نہیں بڑھتا، کیوں؟ پتہ ہے کہ ہاتھ لگ گیا تو جان جائے گی۔ اسی طرح اہل اللہ جب چلتے ہیں تو بے پردہ عورتوں کے چہرے سامنے ہوتے ہیں، مگر آنکھ نہیں اٹھتی۔ وہ جانتے ہیں کہ آنکھ اٹھے گی تو ایمان میں خلل آئے گا۔ وہاں جان کا نقصان، یہاں ایمان کا نقصان۔

قرآن میں تقویٰ کی نصیحت:

قرآن مجید میں تقویٰ کا حکم ہر صفحے پر ہے۔ ہر تیسری چوتھی آیت پر اِتَّقُوا اللّٰهَ...... اِتَّقُوا اللّٰهَ...... اور سب سے زیادہ تقویٰ کا حکم سورۃ النساء میں ہے۔ آپ سورۃ پڑھ کر دیکھیں، ہر دو آیتوں کے بعد...... اِتَّقُوا اللّٰهَ...... آتا ہے۔ سورۂ نساء میں کیوں اس کا

حکم زیادہ ہے؟ اس لیے کہ اللہ رب العزت جانتے تھے کہ میاں بیوی کے معاملات اتنے گہرے ہوتے ہیں کہ وہ لوگوں کو پوری بات بتاتے بھی نہیں۔ اگر وہ ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کریں گے تو فقط اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے کریں گے۔ اور اگر دل میں خوف خدا نہ ہوا تو بس بات کی بات بنالیں گے، دوسرے کا حق پورا نہیں کریں گے۔ اس لیے بار بار فرمایا: اِتَّقُوا اللّٰہَ..... اللہ سے ڈرو۔

فرمایا:

﴿وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ﴾ (النساء: ۱۳۱)

''ہم نے تم سے پہلے والوں کو بھی وصیت کی اور آپ کو بھی کر رہے ہیں کہ اللہ سے ڈرو۔''

وصیت کا کیا مطلب؟ وصیت کے رنگ میں نصیحت کرنا۔ یہاں کیا نصیحت ہے؟..... اِتَّقُوا اللّٰہَ..... یہ وہ نصیحت ہے جو پہلے اہل ایمان کو بھی کی گئی اور اب بھی کی گئی کہ اللہ سے ڈرو!

تقویٰ کے دو پہلو:

اس تقویٰ کے دو پہلو ہیں:

(۱) ایک ہے بندے اور اللہ کے درمیان معاملہ، حرام کھانے اور حرام کام میں احتیاط کرے۔

(۲) اور ایک ہے بندے اور بندے کے درمیان معاملہ۔ اس میں اتنی احتیاط کہ کوئی قیامت کے دن گریبان پکڑنے والا نہ ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کا ایک پہلو

اپنی ذات کے معاملے میں تقویٰ

ایک تو یہ ہے کہ اپنی ذات کے معاملے میں انسان ہر اس عمل سے جو معصیت کا ارتکاب کروائے، بچے اور احتیاط کرے۔

مشتبہ لقمہ سے پرہیز:

مثلاً کھانے پینے میں جس پر شک پڑ جائے اس کو چھوڑ دے۔ جس پر شبہ ہو اس کو بھی چھوڑ دے۔ ہمارے مشائخ کھانے پینے میں بہت احتیاط کرتے تھے، بڑا خیال رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ہمارے بعض مشائخ بلکہ اکثر حضرات عام طور پہ بازار کی بنی ہوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ جب تک تصدیق نہ ہو جاتی کہ بنانے والا نمازی ہے یا طہارت کا خیال رکھنے والا ہے، یا اس کھانے میں جو اشیاء استعمال ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری شرعاً ٹھیک ہیں اس وقت تک نہ کھاتے تھے۔

بازار کے کھانے میں احتیاط:

ایک دفعہ مجھے دارالعلوم حقانیہ جانے کا موقع ملا تو حضرت مولانا عبدالحق ﷫ حیات تھے۔ ان کی خدمت میں حاضری ہوئی، وہ ملے اور بہت شفقت فرمائی۔ فرمانے لگے: میں تجھے چپلی کباب کھلاتا ہوں۔ اس زمانے میں چونکہ ابتدائی تصوف کی زندگی تھی اور ہم بازار کی چیزوں سے بہت احتیاط کرتے تھے۔ تو ہمارے اندر تشویش ہوئی کہ اچھا! چپلی کباب؟ وہ تو بازار میں بنتے ہیں۔ حضرت کو تو اللہ نے بصیرت دی ہوئی تھی، وہ پہچان گئے۔ کہنے لگے: بچے! یہ جو کباب بنانے والا ہے، یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نمازی آدمی ہے اور یہ ٹھیک چیز بناتا ہے، اس لیے ہم اس کے کباب کھا لیتے ہیں۔ ہم نے تو چپلی کباب کبھی اس لیے نہیں کھائے تھے کہ پتہ نہیں کون بنانے والا اور کیسا بنانے والا ہے؟ پھر اس دن انہوں نے کباب بھی ماشاءاللہ آٹھ دس منگا لیے، ہم نے بھی پھر لگا کر کھائے، پچھلے سارے قرضے اتارے۔

تو بتانے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے اکابر اس چیز کا خیال رکھتے تھے کہ اگر بازار سے کوئی چیز آ رہی ہے تو پہلے تصدیق کرواتے تھے کہ وہ کیسی ہے؟ یا حالت سفر میں مجبوری میں کھا لیتے۔ ورنہ عام دستور یہی تھا کہ تحقیق ہوتی تھی۔

پھلوں کی بیع باطل:

حتی کہ بعض بزرگ بازار کے پھل کھانے سے پرہیز کرتے تھے۔ کیونکہ کئی مرتبہ ان کی بیع باطل ہو جاتی ہے۔ فقہ میں ایک بیع فاسد ہوتی ہے اور ایک بیع باطل ہوتی ہے۔ بیع باطل کیا ہے؟ فرض کریں کہ ایک آدمی کا باغ ہے اور اس نے پھل لگنے سے پہلے اس کا سودا کر لیا، شریعت یہ کہتی ہے کہ جب تک تمہارے سامنے سامان موجود نہیں جو تم بیچ رہے ہو، آنکھ سے نہیں دیکھ رہے ہو تو تم سودا نہیں کر سکتے۔ اگر سودا کرو گے یا تو بیچنے والے کا نقصان زیادہ ہوگا کہ پھل بہت زیادہ تھا اور سستا بیچ دیا یا خریدنے والے کا نقصان زیادہ ہوگا کہ پیسے زیادہ بھر بیٹھا اور اس سال پھل لگا ہی نہیں۔ شریعت چونکہ ہمارے لیے ایک نعمت ہے، وہ بیع کرنے والے اور خریدنے والے دونوں کے مفاد کا خیال رکھتی ہے کہ تم کیوں زیادہ نقصان کرتے ہو؟ تم بچو۔ تو کئی علاقوں میں عادت ہوتی ہے کہ وہ پھل آنے سے پہلے باغ کا ٹھیکہ دے دیتے ہیں۔ تو وہ بیع باطل ہوتی ہے، ہمارے مشائخ ایسے باغ کے پھل ہی نہ کھاتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پڑھیں، وہ بازار کا پھل نہیں کھاتے تھے۔ تقویٰ تو یہی ہے کہ نہ کھائیں۔ مگر فتویٰ یہ ہے کہ چونکہ سامنے پڑے ہیں اور نہیں پتہ کہ کہاں سے آیا؟ لہٰذا لے کر کھا سکتے ہیں۔ فتویٰ میں اجازت ہے لیکن اہلِ تقویٰ نہیں کھاتے۔

حلال کنو:

تو ہمیں یاد ہے کہ ہماری زندگی کے بیس سال ایسے تھے کہ ہم بازار سے آم لے کر نہیں کھاتے تھے، آم کی چٹنی بھی نہیں کھاتے تھے، اسی طرح وقت گزرتا تھا۔ نہ صحت پر فرق پڑا، نہ ہمارا کوئی نقصان ہوا بلکہ فائدہ ہی ہوا۔ ہم کنو بھی نہیں کھاتے تھے۔ ہم یونیورسٹی میں پڑھتے تھے تو وہاں مختلف ملکوں سے طلبا آئے ہوئے ہوتے تھے۔ ایک عرب نوجوان تھا، وہ جانتا تھا کہ یہ بازار کے پھل نہیں کھاتا۔ اللہ کی شان کہ وہ ایک دن کسی آدمی کو ملنے گیا تو اس کے گھر میں کنو کا درخت لگا ہوا تھا۔ اس شخص نے درخت سے ایک کنو توڑ کر اسے بھی دے دیا، اس نے وہ کنو رکھ لیا یہ سوچتے ہوئے کہ وہ میرا دوست ہے، وہ بازار کا کنو تو کھاتا نہیں تو میں جا کر اس کو دوں گا۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ وہ میرے دروازے پر آیا تو قدرتاً میں اس وقت نماز کے لیے جا رہا تھا کہ تکبیر اولیٰ نہ نکل جائے۔ اب میں تیزی سے جا رہا ہوں اور وہ پیچھے سے مجھے آوازیں دے رہا ہے، جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں مسجد کے اتنا قریب ہو گیا ہوں کہ تکبیر اولیٰ مس نہیں ہوگی، تو پھر میں نے پیچھے ہٹ کر دیکھا کہ کون ہے؟ وہ آیا اور کہنے لگا:

I brought a Halal Kino for you

میں تمہارے لیے حلال کنو لے کر آیا ہوں۔

تین ہاتھ تک بیج کا خیال:

عجیب بات تو یہ ہے کہ آج کے دور میں تو ہم ایک ہاتھ میں بھی بیج کا خیال نہیں کرتے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ ''احوال الصادقین'' کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں تین ہاتھ تک بیج کی تحقیق کی جاتی تھی کہ جس سے میں خرید رہا ہوں اس نے کہاں سے لیے؟ کیا ٹھیک لیے؟ پھر اس نے کہاں سے لیے؟ تین ہاتھ تک بیج کا خیال رکھا جاتا تھا۔ ہم تو آج ایک ہاتھ تک بھی خیال نہیں رکھتے۔

مشتبہات سے پرہیز:

تو اپنی ذات کی حد تک تقویٰ یہ ہے کہ انسان مشتبہ چیز سے بچے۔

((اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَ الْحَرَامُ بَیِّنٌ وَ بَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ)) (صحیح البخاری: ۵۰)

''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں۔''

تو مشتبہ کو بھی اللہ کے لیے چھوڑ دے اور یہ صرف کھانے پینے میں نہیں بلکہ ہر شعبہ کے معاملے میں احتیاط کرے۔

حضرت عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ کی نظر کی احتیاط:

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ اپنے ایک ہاتھ میں عصا رکھتے تھے اور دوسرے ہاتھ میں چھتری رکھا کرتے تھے۔ سردی میں گرمی میں چھتری ہاتھ میں رہتی تھی۔ اب علما بڑے حیران ہوتے کیونکہ جماعت میں اکثر علما ہوتے تھے، امام العصا و العصائی اسی لیے ان کو کہا گیا۔ تو علما بڑے حیران ہوتے تھے کہ گرمی میں تو چھتری رکھنا سمجھ میں آتا ہے کہ دھوپ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، سردی میں چھتری رکھتے ہیں، اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی کیا وجہ؟ تو ایک صاحب نے ذرا ہمت کر کے پوچھ لیا: حضرت! سردی میں چھتری کیوں رکھتے ہیں؟ پھر حضرت نے بات کھولی۔ فرمانے لگے: آپ چھتری رکھتے ہیں سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے، میری نیت کچھ اور ہوتی تھی۔ آپ کی نیت کیا ہوتی ہے؟ جب میں باہر نکلتا ہوں تو جو باہر غیر محرم عورتیں ہوتی ہیں چھتری کی آڑ سے میں اپنی نظر ان پر پڑنے سے بچاتا ہوں۔ اگر دائیں سے کوئی آ رہی ہوتی ہے تو میں چھتری کو دائیں طرف کر لیتا ہوں اور بائیں طرف سے آ رہی ہوتی ہے تو میں چھتری کو اس طرف کر لیتا ہوں۔ میں ان عورتوں کے کپڑے کا رنگ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ یہ تقویٰ ہے۔ ایک ہوتا ہے چہرہ نہ دیکھنا، لیکن کپڑوں کا رنگ بھی نہ دیکھنا، قد کاٹھ کتنا ہے یہ بھی نہ دیکھنا، یہ تقویٰ ہے۔

حضرت فضل علی قریشی رحمہ اللہ کی بے نمازی کے کھانے سے احتیاط:

تو ہمارے مشائخ ان باتوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمہ اللہ بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ نمازی آدمی کے ہاتھ سے پکے ہوئے کھانے کا نور میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ اور بے نمازی آدمی کے ہاتھ سے پکے ہوئے کھانے کی ظلمت اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ تو میں ظلمت والا کھانا کیوں کھاؤں؟

حضرت کے ایک خلیفہ تھے حضرت عبدالمالک چوک قریشی والے۔ انہوں نے ایک واقعہ سنایا۔ کہنے لگے کہ میں حضرت صاحب کے ساتھ سفر میں تھا۔ اور میرے ذمے حضرت کا کھانا بنانا ہوتا تھا، کیونکہ میزبان کا کھانا حضرت نہیں کھاتے تھے۔ حضرت میزبان سے کہتے تھے میں وقت دوں گا، رہوں گا لیکن کھانا اپنا کھاؤں گا۔ کیونکہ بندہ کس کس کی تحقیق کرے کہ اس میں حرام شامل ہے، رشوت شامل ہے یا

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ اور شامل ہے۔ آج کل تو بہت سارے لوگ نوکریوں کی تنخواہ پوری لیتے ہیں نوکری کو کام پورا نہیں دیتے، تو حلال کدھر سے ملے۔ حلال کمائی کرتے ہیں بینک میں رکھواتے ہیں اور سود کا پیسہ گھر لے آتے ہیں، تو پتہ نہیں کتنے طریقے ہیں حرام کی ملاوٹ کے۔ اس لیے فرماتے تھے کہ بھئی! میں اپنا کھانے کا انتظام خود کروں گا۔

اور اپنا کھانا کیا تھا؟ ان کے لیے گھی، دال اور کچھ چاول ملا کر کھچڑی بنتی تھی۔ تو وہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے لیے کھچڑی بنا لیتا تھا۔ حضرت نے مجھے تاکید کی ہوئی تھی کہ تم نے میرے کھانے کو اس طرح بنانا ہے کہ بے نمازی بندے کا ہاتھ اس کو نہ لگے۔ فرمانے لگے کہ میں نے کھانا بنایا۔ حضرت کے پاس اس وقت ایک مقامی آدمی آ کر بیٹھا کوئی بات کر رہا تھا تو میں کھانا لے کر آ گیا۔ میں نے وہ کھانا جو دیگچی میں تھا، ایک طرف رکھا اور دسترخوان بچھانے لگا۔ دسترخوان جب بچھ گیا تو اب اس پر وہ دیگچی رکھنی تھی۔ وہ آدمی قریب تھا میں نے اسے اشارہ کیا کہ مجھے پکڑا دو تو اس نے دیگچی اٹھا کر مجھے پکڑا دی، میں نے کھانا لگا دیا۔ اب کھانا کھانے لگے تو حضرت نے ہاتھ نہیں بڑھائے، فرمایا: میں نے نہیں کھانا۔ بڑا اصرار کیا، حضرت! آپ نے صبح کا کھایا ہوا ہے، بہت زیادہ وقت ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا: میں نے نہیں کھانا۔ حضرت نے انکار کر دیا۔ میری آنکھوں میں آنسو بھی ہیں اور میں نے دیگچی واپس رکھی اور حضرت لیٹ گئے۔ جب وہ بندہ چلا گیا تو میں نے آ کر معافی مانگی اور پوچھا کہ حضرت! کھانا کیوں نہیں کھایا؟ تو حضرت نے فرمایا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میرے کھانے کو بے نمازی کے ہاتھ نہ لگنے دینا۔ میں نے کہا کہ اسے کسی بے نمازی کا ہاتھ نہیں لگا۔ فرمایا: میرے سامنے تم نے اشارہ کیا تو اس بندے نے اٹھا کر دیگچی پکڑائی تو بے نمازی کا ہاتھ تو لگ گیا۔ اتنی احتیاط کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت بھوکے سو گئے اور آدھی رات کو اچانک اٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے: عبدالمالک!

www.besturdubooks.wordpress.com

عبدالمالک! میں نے کہا: جی حضرت! فرمانے لگے: میں نے خواب میں دیکھا، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ ’’بعض ایسے تقویٰ والے ہوتے ہیں کہ ان کا تقویٰ انبیا کا تقویٰ ہوا کرتا ہے۔‘‘

چالیس یوم کی برکت:

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس دن کوئی میرے پاس آکر رہے اور جو پھل میں بتاؤں وہ کھائے۔ چالیس دن میں اس کے دل سے نور کے چشمے نہ پھوٹیں تو میرا نام بدل دینا۔ چالیس دن اس لیے فرمائے کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

((مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ظَھَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ)) (کنز العمال، رقم: ۵۲۷۱)

’’جو چالیس دن اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے اللہ اس کے دل سے حکمت کے چشمے جاری کر دیتے ہیں۔‘‘

اور بعض نے عجیب استنباط کیا۔ وہ کہتے ہیں جو مرغی آوارہ پھرنے والی اور گندی چیزیں کھانے والی ہوتی ہے، اس کو ذبح کر کے کھانے میں فقہا نے احتیاط لکھی ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ پکڑے اور کچھ دن اپنے پاس رکھے۔ فقہا نے دن متعین کیے ہیں، بکری کو اتنے دن رکھو اور مرغی کو اتنے دن اور فلاں کو اتنے دن۔ ہم نے فقہ کی ایک کتاب پڑھی تھی، اس میں زیادہ سے زیادہ چالیس دن لکھے ہوئے تھے۔ تو فقہا نے لکھا کہ جس طرح گندی چیزیں کھانے والے جانور کے جسم کے اندر نجاست کے جو اثرات ہیں، اس کو چالیس دن رکھیں تو اس کے اندر کی ظلمت زائل ہو جاتی ہے، تو جو چالیس دن گناہوں سے بچ کر نیکی پر زندگی گزارے گا، اس کے من کی ظلمت بھی تو

www.besturdubooks.wordpress.com

نکل سکتی ہے۔ اِدھر اللہ نے اس جانور کا گوشت حلال کر دیا اُدھر اللہ نے اس بندے کے جسم کو جہنم سے آزاد کر دیا۔

تو جتنا تقویٰ زیادہ ہوگا، اتنا علم گہرا ہوگا۔ اللہ کی طرف سے علم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ﴾

تم تقویٰ اختیار کرو گے، تمہیں اللہ علم عطا فرمائے گا۔

حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست:

ہمارے حضرت، حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے لوگوں نے آزمایا۔ مشتبہ پیسے سے مرغن غذائیں، روسٹ بروسٹ، یہ چیزیں بھی لا کر ان کے سامنے رکھ دیں، اور حلال پیسے کی بے نمک قسم کی کھچڑی بھی پکا کر رکھ دی۔ حضرت فقط دال کھا کر وہاں سے اٹھ گئے، اور کسی چیز کو ہاتھ ہی نہیں لگایا۔ یہ ایک فراست ہوتی ہے۔

((اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ)) (الترمذی رقم: ۳۰۵۲)

''مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''

حضرت کا ایک واقعہ حضرت کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھے سنایا۔ فرمانے لگے: ایک دفعہ ابا جی (حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ) سفر پر گئے ہوئے تھے اور اسی دوران حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد سے واپسی پر چکوال تشریف لائے، مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں نے حضرت کو بٹھایا، اماں جی کو بتایا کہ حضرت تشریف لائے ہیں، کھانا وغیرہ بنا دیں۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو میں نے اس وقت حضرت کے سامنے دسترخوان لگایا اور کھانا سامنے رکھا۔ حضرت نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے۔ میں نے کہا: حضرت! کھائیے! جب میں نے ایک دو

دفعہ کہا کہ حضرت کھا لیجئے! تو حضرت نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: قاضی! تمہارے گھر میں سؤر کیسے داخل ہوا؟ کہنے لگے: جب حضرت نے یہ الفاظ کہے تو میں بہت ہی گھبرا گیا، پسینہ چھوٹ گیا۔ تو میں اندر گیا، میں نے کہا: اماں جی! حضرت تو کھانا بھی نہیں کھا رہے، مجھے فرما رہے ہیں کہ تمہارے گھر میں سؤر کیسے داخل ہوا؟ اس وقت اماں جی نے سر پکڑ لیا۔ فرمانے لگیں: اوہو! مجھ سے غلطی ہوئی، یہ جو میری ہمسائی ہے یہ مجھ سے بہت اصرار کیا کرتی تھی کہ جب تمہارے پیر آئیں تو کھانا میں بناؤں گی، تو ہمسائی کا خیال کرتے ہوئے میں نے اس سے ہاں کر دی تھی۔ تو اب جب اسے پتہ چلا کہ پیر صاحب آئے ہوئے ہیں تو اس نے مجھے پیغام دے دیا کہ میں کھانا بنا رہی ہوں بھیج دوں گی۔ تو بچہ یہ ہمارے گھر کا بنا ہوا کھانا نہیں ہمسائے کے گھر کا بنا ہوا کھانا ہے۔ تو اللہ والوں کو اللہ وہ نور دے دیتا ہے کہ وہ دیکھ لیتے ہیں۔

گناہ کے موقع سے بچنا:

کھانا، پینا، اوڑھنا، جو انسان کے ذاتی معاملات ہیں، ان میں احتیاط کرنا کہ کسی گناہ کا ارتکاب نہ ہو۔ یوں سمجھیں کہ گناہ کے موقع سے ہی بچنے کی کوشش کرنا، اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔ جو بندہ گناہ کے موقع سے ہی بچے اس کو متقی کہتے ہیں۔ گناہ کرنا تو دور کی بات اس کے موقع سے ہی بچے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا:

غم حیات کے سائے محیط نہ کرنا
کسی غریب کو دل کا غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولا
مجھے گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا

اللہ! مجھے گناہ کے موقع سے ہی بچا، میں نافرمانی نہیں کرنا چاہتا، میرے اللہ! تو میری مدد فرما۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کا دوسرا پہلو

مخلوق کے ساتھ معاملات میں تقویٰ

تقویٰ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ انسان کے جو معاملات ہیں، ان کو بھی ایسے اچھے طریقے سے کرے کہ کسی کا دل نہ دکھے، یہ بھی تقویٰ ہے۔ آج دونوں چیزوں کی کمی ہے کہ گناہوں کے کرنے سے بھی نہیں بچتے اور دوسروں کا حق پامال کرنے سے بھی نہیں بچتے، اس لیے ظلمت بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمارے اکابر اس چیز کا کتنا خیال کرتے تھے۔ سبحان اللہ! کچھ مثالیں سن لیجیے!

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کو چھینک کے جواب کی فکر:

ایک دفعہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کشتی پر بیٹھے تھے کہ کنارے پر کھڑے ایک شخص کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا۔ ان کو پتہ چلا کہ اس نے الحمد للہ کہا تو یہ اس کے قریب جواب نہ دے سکے، دور ہو گئے۔ سوچتے رہے کہ اگر میں جواب دیتا تو وہ بھی جواب دیتے اور مجھے اس کی دعا ملتی، کیا پتہ کہ وہ مستجاب الدعوات شخص ہو تو میں نے تو اس سے دعا لینے کا ایک موقع ضائع کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے ایک درہم پر ایک اور کشتی کرائے پر لی اور اس کشتی میں جا کر دوبارہ اس کے سامنے جو جواب دیا جاتا ہے وہ دیا اور اس نے جوابی دعا پڑھ دی۔ رات کو سوئے تو خواب میں دیکھا، کہنے والے نے کہا: ابوداؤد نے ایک درہم کے بدلے میں جنت خرید لی۔ کیوں؟ دل میں اللہ کا ڈر خوف تھا، دل میں خوف ہو تو ایسا بندہ پھر نیکی کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعاؤں کی طلب:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چھوٹے بچوں کو کھانے کی چیزیں دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے اور کہہ دیتے تھے کہ تم میرے لیے دعا کرنا۔ لوگ کہتے تھے کہ آپ اتنے بوڑھے ہو چکے۔

وَ اَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

اور آپ رسول ﷺ کے صحابی ہیں۔

فرماتے تھے مجھے اپنے عمل پر اتنا بھروسہ نہیں ہے، ان بچوں کی دعا پر مجھے زیادہ بھروسہ ہے۔ یہ معصوم بچے دعا کریں گے اللہ میرا معاملہ آسان کر دے گا۔ اللہ اکبر کبیرا! اتنی فکر ہوتی تھی۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو قلم واپس کرنے کی فکر:

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مرو سے بلادِ شام گئے۔ کچھ لکھنا تھا، کسی سے قلم مانگا، اس نے دے دیا، اب اسے قلم واپس کرنا تھا، وہ بندہ کہیں ادھر ادھر ہو گیا تو قلم واپس نہیں کر سکے اور بے دھیانی میں یہ بات ذہن سے نکل گئی تو واپس آ گئے۔ جب واپس گھر پہنچے تب پتہ چلا تو سوچنے لگے: اوہو! میں تو قلم واپس کیے بغیر واپس آ گیا۔ اب اس قلم کو واپس کرنے کے لیے انہوں نے اپنے گھر سے ملک شام کا دوبارہ سفر کیا کہ کسی کا حق نہ میرے اوپر رہ جائے، قیامت کے دن کوئی میرا گریبان پکڑنے والا نہ ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۲۲۹)

اب ہم اپنی زندگی میں سوچیں کہ کیا ہماری زندگی ایسی ہے کہ قیامت کے دن کوئی ہمارا گریبان پکڑنے والا نہیں ہوگا۔ پتہ نہیں کتنوں کے دل دکھائے؟ کتنوں کی غیبت کی؟ کتنوں پہ بہتان لگائے؟ کون کون آئے گا گریبان پکڑنے والا؟ اس پہ فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اہلیہ کی دل آزاری کا احساس:

چنانچہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ خود بیان میں سنایا۔ فرمانے لگے کہ میں گھر میں وضو کر رہا تھا اور اہلیہ صاحبہ وضو کروا رہی تھیں (یہ وفات سے چند سال پہلے کا واقعہ ہے) تو وضو کروانے کے دوران کسی عضو پر پانی ڈالنے میں کچھ کمی ہوئی۔ جیسے بازو پہ پانی ڈالتے ہوئے کچھ کوتاہی ہو جاتی ہے، یا پاؤں پر پانی ڈالتے ہوئے انگلیوں کی طرف سے پانی ڈالنے میں کوتاہی ہو سکتی ہے۔ کچھ اس قسم کی بات ہوئی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اسے ذرا غصہ میں کہہ دیا کہ دیکھتی نہیں ہو؟ تو وہ چپ ہو گئیں پانی ڈالتی رہیں۔ جب میں وضو کرنے کے بعد مسجد کی طرف چلا کہ جا کر نماز پڑھاؤں۔ (ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں اپنی مسجد میں امامت خود کرواتے تھے)۔ تو حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد کے دروازے پر پہنچا تو مجھے یہ خیال آیا کہ میں مسجد میں جا کر امامت کرواؤں گا اور گھر میں معمولی سی بات پر میں گھر والی کو ڈانٹ کر آیا ہوں اور اس کا دل دکھایا، میری نماز کہاں قبول ہوگی؟ تو فرماتے ہیں کہ میں نے چھوٹے بچے کو بلایا اور بلا کر کہا کہ نمازیوں کو کہیں کہ میرا انتظار کریں میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں اور خود نماز پڑھاؤں گا۔ اور وہاں سے لوٹ کر میں واپس گھر آیا۔ بیوی حیران ہوئی کہ آپ اتنی جلدی واپس کیسے آ گئے؟ تو میں نے اس سے معافی مانگی کہ میں نے جلد بازی میں آپ کو ڈانٹ دیا، آپ کا دل دکھایا، مہربانی کر کے مجھے معاف کر دو، وہ مسکرا پڑی، کہنے لگی کوئی بات نہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب وہ مسکرائی تو تب مجھے سکون ہوا کہ اس نے مجھے معاف کر دیا، پھر میں آیا اور آ کر امامت کے مصلے پر کھڑا ہوا کہ اب میری نماز کو میرے اللہ ضرور قبول فرمائیں گے۔ دوسرے کے دل کی

www.besturdubooks.wordpress.com

اتنی احتیاط کرتے تھے۔

خشیت ایک نعمت ہے:

تو علم نافع سے انسان کا خوف بڑھتا ہے۔

اس لیے تو ہم دعا مانگتے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُوْلُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَعَاصِيْكَ))

(الترمذی، رقم: ۳۴۲۲)

"اے اللہ! میں آپ سے وہ خشیت چاہتا ہوں جو میرے اور میرے گناہوں کے درمیان میں حائل ہو جائے"

گناہوں سے میری جان چھڑا دے، یہ بھی اللہ کی نعمت ہے، اللہ جس کو عطا فرما دے۔

تقویٰ اور صبر سے عزت ملتی ہے:

تقویٰ اور صبر یہ دو چیزیں انسان کو دنیا وآخرت میں عزتیں دلا دیتی ہیں۔ اس کا ثبوت قرآن پاک سے دیکھیں! حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھیں! عمر چھوٹی ہے، بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا اور جب کنویں سے نکالا گیا تو نکالنے والوں نے جا کر بازار میں بیچ دیا۔ ایک غلام کی حیثیت سے بکے۔ مگر انہوں نے تقویٰ اور صبر، ان دو چیزوں کے ساتھ زندگی گزاری۔ نتیجہ کیا ہوا کہ جس علاقے میں کوئی واقف نہیں تھا، کوئی برادری نہیں تھی، کوئی دوست نہیں تھے، اس علاقے میں اللہ رب العزت نے معاملہ ایسا کیا کہ ان کو تخت کے اوپر بٹھا دیا۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ سب غیر تھے، جہاں کوئی جانتا پہچانتا نہیں تھا، اس علاقے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہ بنا دیا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

خزانے کی کنجیاں اللہ نے ان کے ہاتھوں میں پکڑا دیں۔ اس لیے جب بھائی آئے تو انہوں نے آ کر کہا:

﴿يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ﴾

اے عزیز مصر! ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگ دستی نے بے حال کر دیا۔

﴿وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ﴾

''اور ہم قیمت بھی جو لائے ہیں پوری نہیں ہے، ہمیں غلہ پورا دیجیے''

﴿وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا﴾

''آپ ہمارے اوپر صدقہ خیرات کر دیجیے۔''

﴿إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ﴾

''اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ہے۔''

جب انہوں نے صدقہ مانگا۔ صدقہ کا کیا مطلب ہے؟ اللہ کے نام پر مانگا۔ اللہ کے واسطے، جیسے فقیر مانگتا ہے۔ تو یوسف علیہ السلام نے سوچا: اچھا! ''معاملہ بایں جا رسید'' یہاں تک نوبت پہنچی ہے، تھے تو وہ بھائی بھی نبی زادے، نبی علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ اور بات فقیری تک پہنچی۔ اس وقت انہوں نے بھائیوں سے پوچھا:

﴿مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ﴾

تم نے یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟

ان کی تو آنکھیں ہی کھلی رہ گئیں۔

﴿قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ﴾

کہنے لگے: کیا آپ یوسف ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِیْ﴾

ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔

﴿قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا﴾

تحقیق اللہ نے ہم پر احسان کیا۔

﴿اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَ یَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾

(یوسف:۹۰)

''جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر و ضبط کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ اللہ ایسے نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے''

قیامت تک کے لیے اصول بن گیا کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں جو بھی شخص سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرح گناہ سے بچے گا، تقویٰ اور صبر سے زندگی گزارے گا، اللہ اسے فرش سے اٹھائیں گے عرش کے اوپر بٹھا دیں گے۔ اور جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح گناہ کرے گا اور کہے گا:

﴿وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ﴾ (یوسف:۹)

''بعد میں نیک بن جائیں گے''

آج کل شیطان اسی طرح گناہ کرواتا ہے کہ ہاں اب گناہ کر لو بعد میں توبہ کر لینا۔ یہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا راستہ ہے۔ فرمایا جو اس راستے پر چلے گا اگر چہ وہ نبی علیہ السلام کا ہی بیٹا ہوگا، اللہ اسے بھی فقیر بنا دے گا۔ ہاتھ اٹھائے ہوئے ہوں گے، خدا کے واسطے دے دو۔ جب کہ دوسرا راستہ تقویٰ اور صبر کا راستہ ہے جو اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے گا تو دستور بن گیا کہ تقویٰ اور صبر والوں کو اللہ رب العزت ہمیشہ عزتوں سے نوازتا ہے۔

علم نافع اور توکل

بعض بزرگوں نے علم نافع کی ایک اور بھی پہچان بتائی، وہ فرماتے ہیں کہ

تَقْدِيْمُ الْعِلْمِ عَلٰى حُظُوْظِ النَّفْسِ وَ الْاِسْتِغْنَاءُ بِاللّٰهِ عَنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ

''علم کو لذاتِ نفسانی پر مقدم کرے اور اللہ کے تعلق کے ساتھ ساری مخلوق سے مستغنی ہو جائے''

تو پہلے

تَقْدِيْمُ الْعِلْمِ عَلٰى حُظُوْظِ النَّفْسِ

علم حاصل کرنے کے لیے آئے ہیں تو علم حاصل کرنا مقدم رہے۔ ورنہ تو دوستیوں میں لگ جاتے ہیں۔ کبھی کسی شکل نے دل پر غلبہ کیا کبھی کسی شکل نے دل پہ غلبہ کیا۔ ؎

اس دل کے ٹکڑے ہزار ہوئے
کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا

جدھر نظر پڑتی ہے اسی کا غلبہ دل پر ہو جاتا ہے۔ یہ دل کیا ہوا ٹریش کین بنا لیا...... جو چیز استعمال کی، ٹریش کین میں پھینک دی۔ دل کو بھی ایسا ہی بنا لیا۔ یہ بھی دل میں تو وہ بھی دل میں، جدھر نظر اٹھی وہی دل میں۔ انسان ایسا بھی نہ ہو کہ پیشاب سے ہی پھسلتا پھرے۔ آگے فرمایا:

وَ الْاِسْتِغْنَاءُ بِاللّٰهِ عَنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ

ساری مخلوق سے انسان مستغنی ہو جائے، اور اپنی ساری امیدیں اللہ سے لگا

www.besturdubooks.wordpress.com

لے۔ اس کو کہتے ہیں توکل۔ مخلوق سے نظریں ہٹا لینا اور خالق پہ نظریں جما لینا۔ تو دو بڑے اہم کام ہیں۔ تقویٰ اور توکل۔

رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کا مقامِ توکل:

ہمارے اکابر کی زندگی میں بہت توکل تھا۔ ہر معاملے میں اللہ کی طرف دھیان ہوتا تھا۔ اتنا یقین تھا اللہ کے وعدوں پر کہ ان کے واقعات سن کر حیرت ہوتی ہے۔ رابعہ بصریہ اللہ کی نیک بندی تھیں۔ ایک دفعہ ان کے مہمان آ گئے اور وقت ہو گیا کھانے کا۔ گھر میں جو خادمہ تھی وہ بڑی پریشان تھی کہ پکانے کو کچھ ہے نہیں اور مہمان بیٹھے ہیں، ان کو کیا پیش کریں؟ اتنے میں دروازہ کھٹکا۔ خادمہ گئی اور آ کر بتایا کہ کوئی کھانے کے لیے روٹیاں دے کر گیا ہے۔ رابعہ بصریہ رحمہا اللہ نے پوچھا کہ کتنی روٹیاں ہیں؟ خادمہ نے جواب دیا کہ اٹھارہ ہیں۔ فرمانے لگیں: کھانا واپس کر دو یہ ہمارا کھانا نہیں ہے۔ خادمہ کہنے لگی کہ جی کھانے کا وقت ہو گیا، مہمان بیٹھے ہوئے ہیں، اب یہ کوئی اللہ کا بندہ کھانا لے کر آیا ہے تو قبول کر لیں، کیوں روٹیوں کی تعداد پر اڑ گئی ہیں؟ کہنے لگیں: دیکھو! صبح میرے پاس ایک روٹی تھی، میں بھوکی تھی، سائل آیا، اللہ کے نام پر اس نے مانگا، میں نے وہ روٹی اس کو دے دی، اب مجھے پکا یقین ہے کہ

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰)

اللہ کم از کم ایک کے بدلے دس واپس کرتا ہے تو اٹھارہ روٹیاں میری نہیں ہیں، مجھے بیس روٹیاں چاہئیں۔ خادمہ نے ہاتھ جوڑ دیے، کہنے لگی: دراصل وہ بیس ہی لایا تھا، کیونکہ مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی تو دو روٹیاں میں نے الگ کر لی تھیں۔ اتنا یقین تھا اللہ کے بارے میں! (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۰۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت اقدس نانوتوی رحمہ اللہ کا مقامِ توکل:

حضرت اقدس نانوتوی رحمہ اللہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہی مقامِ توکل عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے جب دارالعلوم دیوبند بنایا تو اس کے قواعد وضوابط میں یہ شرط رکھوائی کہ دارالعلوم کے لیے مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ کتنا فرق ہے ہم میں اور ان میں؟ ہم نفلیں پڑھ کر دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ! کوئی مستقل ذریعہ بنا دے۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ کوئی مستقل سبب قبول ہی نہیں کرنا۔ کسی نے پوچھا: حضرت! کیوں؟ فرمانے لگے: اس لیے کہ پھر اللہ کے بجائے نظر اس سبب کی طرف لگ جائے گی اور اللہ کے دفتر سے میرا نام کاٹ دیا جائے گا۔

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ کا مقامِ توکل:

ہمارے حضرت، حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ کو اللہ نے عجیب مقامِ توکل عطا کیا تھا۔ انہوں نے خانیوال میں ایک مسجد بنوائی جو شہر کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ اب تو اس کو "مینار مسجد" کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا مینار بڑا اتنا بڑا ہے۔ لیکن ابتدا میں اس کا کوئی نام نہیں تھا۔ تو لوگوں نے اس کا نام رکھ دیا تھا: "بے چندہ مسجد"۔ جو باہر سے پوچھنے آتا تھا کہ مجھے خواجہ صاحب کی مسجد میں جانا ہے تو بتاتے والوں نے اس کا نام "بے چندہ مسجد" نام رکھ دیا تھا۔ کیونکہ اس کا کبھی چندہ ہی نہیں کیا گیا تھا۔

ہم نے اپنی والدہ صاحبہ (جو حضرت رحمہ اللہ کی اہلیہ تھیں) سے خود یہ بات سنی، وہ فرماتی تھیں کہ کئی مرتبہ میں دیکھتی تھی کہ حضرت کی جیب میں پیسے کم ہوتے تو وہ جلدی سے ان کو بھی خرچ کر دیتے۔ میں عورت ذات تھی، میں ان سے کہتی کہ آپ تھوڑا احتیاط سے خرچ کیا کریں کہ جیب میں کچھ رہے، کوئی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مسکرا کر فرماتے تھے کہ جیب خالی ہوگی تو اللہ اسے دوبارہ بھریں گے۔ اور واقعی جیب خالی ہوتی تھی، اللہ اسے فوراً بھر دیتے تھے۔ جو اللہ پر توکل کرتے ہیں، اللہ ان کی جیب کو خالی نہیں رہنے دیتے۔ اللہ والوں کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی جیب میں ہوتے ہیں۔

میں بچ پالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں امیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے
کدے وی لوڑ نئیں پیندی مینوں در در تے جاون دی
میں منگتی اللہ سائیں دی میرے پلے بھرے رہندے

جو اللہ پر نظریں لگا دیتا ہے اللہ اس کے پلے بھر دیتا ہے۔ در در کے دھکے کھانے سے بچا لیتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾

''جو اللہ پر توکل کرتا ہے، اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔''

اور ایک جگہ پر فرمایا:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾

''اللہ پر توکل کرو اللہ ہی وکیل کافی ہے''

اللہ کو وکیل بنا لو! کونسا کام پھر اٹک سکتا ہے۔

توکل پر رزق ملنے کا عجیب واقعہ:

ایک دفعہ مسکین پور شریف کی مسجد میں حاضر تھے۔ تو حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ چوک قریشی والے نے نماز پڑھائی۔ نماز کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بعد میں کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ گیا تو مجھے فرمانے لگے کہ میں تمہیں ایک واقعہ مسجد میں باوضو بیٹھ کر سناتا ہوں۔ پھر اپنی خلافت ملنے کا پورا واقعہ سنایا اور کہا کہ پھر حضرت نے تو خلافت دے دی، میں نے دل میں سوچا کہ میرے اندر اتنی اہلیت نہیں، میں اب آٹھ دس سال محنت کروں گا پھر اگر کسی قابل بنا تو لوگوں کو اللہ اللہ سکھاؤں گا۔ میری اندر سے یہ نیت تھی۔ ایک رات حضرت خواجہ صاحب کے ساتھ بیٹھے آگ سینک رہے تھے اور کچھ باتیں کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ صاحب نے مجھے غور سے دیکھا، میں گھبرا گیا۔ پوچھا: جی حضرت! فرمانے لگے: ابھی ابھی مجھے نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی ہے، کشف میں، جاگتے ہوئے نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اور انہوں نے فرمایا ہے کہ عبدالمالک کو کہو کہ اس امانت کو تقسیم کرے ورنہ ہم اس امانت کو واپس لے لیں گے۔ جب یہ کہا تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے یہاں بہت میری خدمت کر لی، بس اب اپنے علاقے میں جاؤ اور لوگوں کو اللہ اللہ سکھاؤ۔ میں کہتا رہا: حضرت! میں اس قابل نہیں، مجھے موقع دیں، فرمایا نہیں۔ حضرت نے اگلے دن میرا سامان بندھوایا اور میرے سر پر رکھا اور میری چھٹی کر دی کہ جاؤ اپنے گھر۔

جب اپنے گھر جانے لگا تو مجھے خیال آیا کہ بھئی میرے گھر میں تو کچھ ہے ہی نہیں۔ نہ میں کام کرنا جانتا ہوں نہ مزدوری کرنا جانتا ہوں تو میں تو وہاں بہت ہی تنگی میں ہوں گا، تو میں نے کہا کہ حضرت! میرے لیے رزق کی دعا کر دیجیے گا۔ حضرت نے ایک ہی بات فرمائی:

﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

میں جب گھر آیا تو گھر والے بڑے خوش ہوئے کہ ہمارا بچہ تو شیخ کی خدمت کی، اجازت و خلافت ملی واپس آ گیا۔ میں سارا دن ذکر ہی کرتا رہتا تھا۔ گھر والوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے شادی بھی کر دی۔ اللہ نے بیوی اتنی صابرہ دی کہ وہ بھوکی رہتی اور مجھے صرف یہی کہتی کہ کہیں سے درخت کے پتے ہی لائیں جو میں بھی کھالوں اور آپ بھی کھالیں۔ میں پتے لاتا اور میاں بیوی دونوں بیٹھ کر درخت کے پتے کھاتے، اس طرح پیٹ کو بھرتے تھے۔ ابتدا میں ہمارا یہ حال تھا۔

پھر آگے لمبا واقعہ سنایا۔ حضرت نے پھر ایک چھوٹی سی بوری گندم کی بھیجی اور ساتھ اپنا رقعہ بھیج دیا اور رقعہ میں لکھا کہ عبدالمالک! اس گندم کو بند جگہ پر ڈال دو اور یہ رقعہ بھی اندر ڈال دو اور اوپر سے اس کا ڈھکنا بند کر کے سوراخ بنالو اور سوراخ سے گندم نکال کر استعمال کرتے رہو۔ فرمانے لگے کہ میں نے اسی طرح کیا، گندم بند جگہ میں رکھ دی، رقعہ بھی ڈال دیا، رقعے میں لکھا ہوا تھا ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ اور میں اس جگہ سے گندم لے کر کھاتا رہا۔ فرمانے لگے کہ میں بافضو مسجد میں بیٹھ کر بتا رہا ہوں کہ میرے ہاں دو سو سے تین سو مہمان روز ہوتے ہیں اور اجتماع پر ہزاروں مہمان ہوتے ہیں، چالیس سال گزر گئے ہیں، میں اس وقت بھی اپنے گھر میں وہی گندم کھا رہا ہوں۔

جو اللہ پر توکل کرتا ہے، اسے ایسے رزق ملتا ہے۔ اگر ایسے گندم ملے تو کون نوکری کرے گا، پھر کیوں بھاگے گا نوکریوں کے پیچھے؟ ایسے ہی ہوتا ہے جو اللہ کے در پر آجاتا ہے پھر اللہ اسے غیر سے مستغنی کر دیتے ہیں۔ جسے کی نوکری کرنے کا ایسا مزا آجاتا ہے کہ پھر اسے دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کو دل ہی نہیں کرتا، تو دو چیزیں تقویٰ اور توکل کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

تقویٰ اور توکل کی کمی:

تو علم نافع کی دو نشانیاں سامنے آئیں کہ جس کو علم نافع نصیب ہوگا، اس کی

www.besturdubooks.wordpress.com

زندگی میں تقویٰ بھی ہوگا اور اس کی زندگی میں توکل بھی ہوگا۔ بہت عجیب بات ہے کہ آج ہمارے مدارس والوں کی زندگی سے تقویٰ نکل گیا اور خانقاہوں کی زندگی سے توکل نکل گیا۔ حالانکہ یہ تقویٰ کے اہل زیادہ تھے، وہ توکل کے اہل زیادہ تھے۔

ہمارے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اتنی مخلوق سے امیدیں لگ گئیں کہ آنے والا مرید اگر سر کھجانے لگے تو پیر صاحب کو توقع ہو جاتی ہے کہ شاید یہ ادھر سے کچھ نکال کر مجھے ہدیہ دے گا۔ تو مدارس والوں کی زندگی سے تقویٰ نکلتا جا رہا ہے اور خانقاہوں کی زندگی سے توکل نکلتا جا رہا ہے۔

اخلاق اور اخلاص:

ایک اور نکتے کی بات: جب انسان کی زندگی میں تقویٰ ہوتا ہے تو اس کی برکت سے بندے کو اخلاص نصیب ہو جاتا ہے۔ چونکہ تقویٰ اور اخلاص یہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں، ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ متقی ہو اور مخلص نہ ہو اور یہ ہو نہیں سکتا کہ مخلص ہو اور متقی نہ ہو۔ یہ دونوں جڑواں چیزیں ہیں۔ تو تقویٰ کے ساتھ انسان کے اخلاق کا تعلق ہے اور توکل کے ساتھ انسان کے اخلاص کا تعلق ہے۔ اب یہ بات ذہن میں رکھیے! کہ اخلاق لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور اخلاص اللہ جل شانہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ کہ جس کو تقویٰ اور توکل نصیب ہو گیا تو اس کا رشتہ اللہ کے ساتھ بھی ٹھیک ہو گیا، اور اس کا تعلق بندوں کے ساتھ بھی ٹھیک ہو گیا۔ یہ مومن کامل ہے جو انسان کو بننا چاہیے اور جسے اللہ تعالیٰ بھی پسند فرماتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاق بھی ہوں اور اخلاص بھی ہو۔ تو اخلاق آئیں گے تقویٰ سے، اخلاص آئے گا توکل سے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ نزولِ برکات کا ذریعہ:

تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتوں کے دروازے کھل جائیں۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ ایمان والو! اگر تم تقویٰ کو اختیار کرو گے۔

﴿لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ﴾ (الاعراف:۹۶)

"ہم آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیں گے"

اللہ نے برکتوں کے دروازوں کو بند کیا ہوا ہے۔ پھر روتے پھرتے ہیں: ہمارے کام اٹک جاتے ہیں، ہماری ڈیل پوری نہیں ہوتی، ہوتے ہوتے سودا رہ جاتا ہے، کاروبار نہیں چلتا، سارا دن دوکان پر بیٹھ کر خالی ہاتھ آ جاتے ہیں، اولاد کے اندر فرمانبرداری نہیں۔ یہ شکوے سارے کیوں ہوتے ہیں؟ اس لیے کہ برکت کے دروازے کو تو ہم نے گناہ کر کے بند کر دیا، اب دروازہ کیسے کھلے؟ ہم نے اپنے ہاتھوں سے برکتوں کے دروازے کو بند کر دیا، فرمایا:

﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران:۱۱۷)

"اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا، بلکہ انہوں نے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا"

ہم اگر چاہتے ہیں کہ ہمیں برکتوں والی زندگی ملے تو ہم اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں۔

گناہ...... بے سکونی کا ذریعہ:

اس لیے حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوبصورت بات کہی کہ اے دوست! تو جتنا چاہے گناہ کر لے اگر اللہ نے تیری اسی زندگی کو جہنم کی طرح نہ بنا دیا تو میرا نام

www.besturdubooks.wordpress.com

بدل دینا۔ تو جو بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے لیے یہی زندگی جہنم بن جاتی ہے۔ اتنی پریشانیاں آتی ہیں کہ دن کو چین نہیں آتا رات کو نیند نہیں آتی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ جو دنیا والے، مال والے، عہدوں والے، امارتوں وزارتوں والے، فیکٹریوں والے، بڑے بڑے کاروباروں والے ہیں، یہ پرسکون زندگی گزارتے پھرتے ہیں۔ اس عاجز کو اللہ نے پچاس سے زیادہ ملکوں میں سفر کی توفیق دی، میں نے آج تک اپنی زندگی میں کسی دنیادار بندے کو پرسکون زندگی گزارتے نہیں دیکھا۔ جہاں پرسکون نظر آیا کوئی نیک بندہ، متقی پرہیزگار بندہ ہی پرسکون نظر آیا۔ عام آدمی تو ایک ہی دفعہ زندگی میں مرتا ہے، یہ بیچارے پتہ نہیں کتنی دفعہ مرتے ہیں، کتنی دفعہ جیتے ہیں؟ اِدھر کا صدمہ اُدھر کا صدمہ، اِدھر کی ٹینشن اُدھر کی ٹینشن۔ ظاہر میں ان کے ہاں ماشاء اللہ بنگلے بھی ہوں گے، کاریں بھی ہوں گی، نوکر خادم بھی ہوں گے مگر اندر کا حال یہ ہوگا کہ نیند ہی غائب ہوگی۔ گولیاں کھا کھا کر تو یہ لوگ سوتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ پہلے تو ایک گولی کھانے سے نیند آجاتی تھی اب دو کھانے سے بھی نیند نہیں آتی۔ ہم کہتے ہیں تین کھاؤ۔ کہتے ہیں کیسے تین کھائیں؟ ہم کہتے ہیں کہ اگر گولیوں سے جان چھڑانی ہے تو اللہ سے صلح کر لو، پھر دیکھو! اللہ کیسے تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کرتے ہیں۔

اللہ سے بگاڑنے سے کام بگڑ جاتے ہیں:

جو اللہ سے بگاڑے گا، اللہ اس کے کاموں کو سنورنے نہیں دے گا، اسکے کام بھی بگڑے رہیں گے۔ بزرگوں نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بندے! ایک تیری چاہت ہے ایک میری چاہت ہے، اگر تو چاہے کہ وہ پورا ہو جو تیری چاہت ہے، تو میں تجھے تھکا بھی دوں گا تیرے کاموں کو بھی پورا نہیں ہونے دونگا۔ آج ہماری زندگیاں بالکل اس کی عملی تصویر بنی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تھکا بھی رہے ہیں اور کام بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

پورے نہیں ہو رہے۔ کوئی فیکٹری میں تھکتا ہے، کوئی کاروبار میں تھکتا ہے، کوئی بازار میں تھکتا ہے، کام پھر سیدھے نہیں ہوتے۔ تو فرمایا: اے میرے بندے! اگر تو چاہے کہ وہ پورا ہو جو تیری مرضی ہے، میں تجھے تھکا بھی دوں گا اور تیرے کاموں کو بھی پورا نہیں ہونے دوں گا۔ اور اگر تو چاہے کہ وہ پورا ہو جو میری مرضی ہے، میرے بندے! میں تیرے کاموں کو بھی سنوار دوں گا اور تیرا مددگار بھی بن جاؤں گا۔

آسان طریقہ:

تو آسان طریقہ تو یہ ہے کہ ہم گناہوں کو چھوڑ دیں اور اللہ کے دروازے پر آ کر پڑ جائیں۔ دعا مانگیں: میرے مولا! ہم جاہل بندے ہیں، ہم غافل بنے رہے، اللہ! ہم نے وہ کام کیے کہ آپ کے عذاب کو ہم نے دعوت دی، یہ تو آپ کا حلم ہے کہ ہم صحیح حال میں موجود ہیں، اب احساس ہوا کہ ہمارے گناہ ہی ہمارے راستے کی رکاوٹ ہیں۔ اے اللہ! ان گناہوں کو چھوڑنے کے لیے آج آپ کے در پر آئے بیٹھے ہیں۔ اے اللہ! وہ نہ کرنا کہ جس کے ہم اہل ہیں، ہم اہل ہیں سزا کے، ہم اہل ہیں عذاب کے، ہم اہل ہیں ذلت و خواری کے۔ اللہ وہ کرنا جس کے آپ اہل ہیں۔ آپ اہل ہیں بخش دینے کے، آپ اہل ہیں رحم فرما دینے کے۔ اللہ وہ نہ کرنا جس کے ہم اہل ہیں، اللہ وہ کرنا جس کے آپ اہل ہیں۔ آپ کو غفاری بجتی ہے، ستاری بجتی ہے، حلم بجتا ہے، اے کریم آقا! ہم پر رحمت فرما دینا، ہمیں گناہوں سے محفوظ فرما دینا۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

(مطففین:۱۴)

کیفیات کی حفاظت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 13 جنوری 2012ء بروز جمعہ ۱۹ صفر ۱۴۳۳ھ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

کبھی کبھی اللہ رب العزت آزمائش اور امتحان کے طور پر بندے سے کیفیات کو سلب کر لیتے ہیں، اسے ''قبض کی کیفیت'' کہا جاتا ہے۔ یہ قبض کی کیفیت عام طور پر یا معصیت کی وجہ سے ہوتی ہے، یا پھر امتحان کی وجہ سے ہوتی ہے۔

﴿وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾

کبھی اللہ تعالیٰ بہت کیفیات دے دیتے ہیں، بندے کو اللہ کی طرف یکسوئی اور جمعیت حاصل ہوتی ہے، اور کبھی اللہ تعالیٰ ایسی کیفیت طاری کر دیتے ہیں کہ بالکل بے حلاوتی ہوتی ہے، کچھ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ گویا قبض اور بسط دونوں حالات میں اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

کیفیات کی حفاظت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

﴿کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ﴾

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دو طرح کے سفر:

مومن کو اپنی زندگی میں دو طرح کے سفر کرنے کا واسطہ پڑتا ہے۔

...... ایک جسمانی سفر

...... دوسرا روحانی سفر

جسمانی سفر یہ ہے کہ ضرورت کی خاطر انسان کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، کسی کام سے ایک شہر سے دوسرے شہر جانا، بزنس کے لیے ایک ملک سے دوسرے ملک جانا۔ یہ مادی سفر ہے اور ضرورت کی بنا پر کیا جاتا ہے۔

دوسرا ہے روحانی سفر...... وصول الی اللہ کا سفر۔

یہ سفر ہے:

...... گناہوں سے نیکی کی طرف

...... غفلت سے حضوری کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

.....دنیا سے آخرت کی طرف

.....اور مخلوق سے خالق کی طرف

یہ سفر کرنا انسان پر فرض ہے۔ مخلوق سے کٹنا، خالق سے جڑنا اس کا ہمیں قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔

سفر کے لیے رہبر کی ضرورت:

ان دونوں سفروں میں ایک بات Common (مشترک) ہے۔ وہ یہ کہ اگر انسان اپنے آپ سفر شروع کرے تو دشواریاں زیادہ ہوتی ہیں۔ راستے کا پتہ نہیں ہوتا۔ کیا مشکلات پیش آئیں گی، اس کا اندازہ نہیں ہوتا۔ تو اگر رہبر کے بغیر ظاہری سفر بھی شروع کرے تو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ باطن کا سفر تو چونکہ اندھا دھند سفر ہے اور اس سفر کے اندر ایک راہزن بھی ہے جو قافلے کو لوٹتا ہے اور اس کا نام شیطان ہے۔ تو اس لیے اس سفر میں احتیاط اور زیادہ ضروری ہے۔

لوگ ظاہری سفر میں بھی رہبر متعین کرتے ہیں۔ جیسے نبی ﷺ جب ہجرت کے لیے تشریف لے گئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو راستہ دکھانے کے لیے متعین کیا۔ ظاہر کا راستہ ہے، مگر سہولت کی خاطر، غلطی کوتاہی سے بچنے کے لیے اس کو متعین کیا کہ ہم آپ کو اتنا معاوضہ دیں گے، آپ ہمیں اس راستے سے فلاں جگہ پہنچا دیں۔ بھئی! اگر ظاہر کے راستے متعین کرنے کے لیے بھی رہبر کا ثبوت حدیث پاک سے ملتا ہے تو باطن کے راستے کے لیے بھی رہبر کی ضرورت پڑتی ہے۔

جب اس سفرِ ہجرت میں ایک شخص نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بتائیے! آپ کے ساتھ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بہت خوبصورت جواب دیا کہ یہ ایک بندہ ہے جو مجھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔ وہ کہنا بھی نہیں چاہتے تھے کہ یہ نبی علیہ السلام ہیں کہ

کہیں بات ہی نہ کھل جائے۔ ایسی بات کی جو سو فیصد ٹھیک تھی کہ یہ وہ ہستی ہیں جو مجھے راستے کی رہنمائی کرتی ہے (دلائل النبوۃ للبیہقی: ۳۹۸/۲)۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ روحانی راستے کے لیے بھی رہبر کا متعین کرنا ضروری ہے۔

روحانی سفر کی ابتدا:

اس روحانی سفر کی ابتداء شیخ کامل سے بیعت ہونے سے شروع ہو جاتی ہے۔
بیعت کہتے ہیں: گناہوں سے سچی توبہ کرنے کو۔ جیسے فرمایا:

﴿فَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي﴾

''میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر رہا ہوں''

اس بیعت کا بنیادی مقصد اللہ کی طرف ہجرت کا سفر شروع کرنا ہے۔

بیعت کی حکمت:

مولوی وکیل اللہ جان نے ایک مرتبہ حضرت سہارن پوری رحمہ اللہ سے پوچھا: حضرت! بیعت کیا چیز ہے؟ تو حضرت نے فرمایا:

''اس میں مرید توبہ کرتا ہے مراد کو گواہ بنا کر''

حضرت نے طالب صادق کو ''مرید'' کہا اور شیخ کامل کو ''مراد'' کہا، کیونکہ جب دل کے اندر محبت ہو اور دل میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ ان کا چہرہ دیکھنے سے مجھے اللہ یاد آتا ہے، ان کی مجلس میں بیٹھنے سے مجھے آخرت کی طرف رجوع ہوتا ہے، ان کے پاکیزہ کلام کو سن کر دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے، انابت الی اللہ، رجوع الی اللہ کی کیفیت بڑھتی ہے، ان کے اعمال کو دیکھ کر سنت کی عملی صورت کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے تو پھر سالک چاہتا ہے کہ میں بھی اپنے شیخ کی طرح متبع سنت بن جاؤں۔ یوں

www.besturdubooks.wordpress.com

اجتماع کے اندر یہ مرید بنا وہ مراد بنا۔

ہمارے گناہوں پر گواہ تو بہت ہیں۔ فرشتے بھی گواہ ہیں، زمین کے ٹکڑے بھی گواہ ہیں، حتیٰ کہ جسم کے اعضا بھی گواہ ہیں۔ تو رب کریم نے اس بات کو پسند کیا کہ اس کی نیکی پر بھی کوئی گواہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس بیعت کو ایک سنت عمل بنا دیا کہ جب بھی کوئی بندہ سچی توبہ کرنا چاہے تو وہ شیخ کے پاس آ کر توبہ کرے۔ توبہ تو وہ گھر کے کونے میں بھی کر سکتا ہے مگر گواہی تو نہیں ہوگی۔ تو اس بیعت کی حکمت یہ ہے کہ رب کریم نے اپنے بندوں کے لیے پسند کیا کہ میرے بندو! تم نے اتنے گناہ کیے جن کے گواہ قیامت کے دن ہوں گے، کوئی تو تمہاری نیکی کی گواہی دینے والا بھی ہو۔ اب آپ سوچیے کہ اللہ کے مقرب بندوں میں سے کوئی بندہ قیامت کے دن ہماری توبہ پر گواہی دے دے تو ہمارا کام کتنا آسان ہو جائے۔

اذکار و اشغال:

جب ایک آدمی توبہ کر لیتا ہے تو پھر شیخ اس کو اعمال بتاتا ہے۔ ان کو کہتے ہیں اذکار اور اشغال۔ اذکار وہ ہوتے ہیں جو زبان سے پڑھے جاتے ہیں، جیسے: قرآن مجید کی تلاوت ہے، درود شریف کا پڑھنا، استغفار کا پڑھنا۔ اور اشغال ان اعمال کو کہتے ہیں جن کا تعلق قلب کے ساتھ ہو، جیسے مراقبہ کرنا، یہ اشغال میں سے ہے۔

معمولات میں استقامت اللہ کو پسند ہے:

اچھا سالک وہی ہوتا ہے جو ان معمولات میں ناغہ نہ ہونے دے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ)) (مسلم، رقم: ۱۳۰۵)

’’اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو مسلسل کیے جائیں اگرچہ وہ تھوڑے ہوں‘‘

لمبے استغفار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سو مرتبہ استغفار، سو مرتبہ درود شریف ہی کافی ہے مگر ناغہ نہ ہو۔ چنانچہ جو صاحبِ استقامت لوگ ہوتے ہیں وہ ناغہ نہیں ہونے دیتے۔

ہمیں ایک مرتبہ ایک عالم ملے جنہوں نے حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔ فرمانے لگے کہ مجھے حضرت سے بیعت کیے اس وقت تینتالیس سال گزر چکے، تینتالیس سالوں میں میرا قرآن مجید کا ایک پارہ بھی قضا نہیں ہوا۔

جو حضرات استقامت کے ساتھ عمل کرتے ہیں پھر ان کے اعمال اللہ کو پسند بھی آجاتے ہیں۔ اور اس پسندیدگی کی کیفیت دیکھیے کہ حدیث پاک میں آتا ہے: جو بندہ صحت کے زمانے میں اعمال باقاعدگی سے کرتا ہے اگر بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ میرے بندے کے ان عملوں کو بھی اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے (البخاری، رقم: ۲۹۹۶)۔ رب کریم ناغہ پسند نہیں فرماتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اتنی چھوٹ دے دی کہ آپ نے صحت کی حالت میں یہ عمل کیے اب آپ بیمار ہیں تو ہم اجر دے دیتے ہیں، اس سے اندازہ لگائیے! اللہ کو استقامت کتنی پسند ہے۔

معمولات میں استقامت کیسے ہو؟

سالک کو چاہیے کہ ایک ڈائری بنائے اور اس میں روزانہ کا معمول لکھے۔ اگر کسی تقاضے کی وجہ سے، یا کسی ضرورت کی وجہ سے کوئی عمل قضا ہو تو اگلے دن پھر اس کو ادا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرے۔ عوام الناس تو فرض نمازوں کی قضا کرتے ہیں، لیکن جو سالکین ہوتے ہیں وہ اوراد و وظائف کی بھی قضا کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں اس کی بھی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ وہ اس کو اپنی طرف سے اللہ رب العزت کے حضور ہدیہ اور تحفہ سمجھ کر بھیجتے ہیں۔ اگر آپ کا بیٹا، بھائی یا کوئی قریبی عزیز پردیس میں ہو اور وہ روزانہ آپ کو خیریت کی اطلاع دے، میسج کرے، تو کسی دن اس کا میسج نہ آئے تو انتظار رہتا ہے تا کہ اللہ خیر کرے معلوم نہیں آج اس نے خیریت کی اطلاع کیوں نہیں دی۔ جس طرح ہمیں انتظار ہوتا ہے اسی طرح پروردگار عالم کو بھی اپنے بندوں کے بھیجے ہوئے ہدیے اور تحفے کا انتظار ہوتا ہے کہ میرے چاہنے والے مجھے تحفہ بھیجیں اور اپنی محبتوں کا اظہار کریں۔ محبت کا اظہار یہی اوراد و وظائف ہیں۔

علما طلبا کا مغالطہ:

اس میں طلبا کو یا علما کو زیادہ مغالطہ پڑتا ہے، کیونکہ عوام الناس کو تو پتہ ہے کہ ہمیں یہ کام کرنا ہے، لیکن جو پہلے سے دین کے کام میں لگے ہوتے ہیں ان کو شیطان مغالطہ ڈالتا ہے کہ جی! آپ تو پہلے ہی دین کا کام کر رہے ہیں۔

......آپ تو مطالعہ بھی کرتے ہیں۔

......آپ تو سبق بھی پڑھاتے ہیں۔

......اور آپ کا وقت تو حدیث پاک کی خدمت میں گزرتا ہے۔

اس طرح ثواب تو مل ہی جاتا ہے۔ واقعی! جو دن میں دین کا کام کرتا ہے، حدیث پاک کے مطابق اس کو تہجد کا بھی ثواب مل جاتا ہے۔ لیکن صحابہ کی حالت دیکھیے! وہ بھی تو سارا دن دین کا کام کرتے تھے لیکن اپنی تہجد کو بھی قضا نہیں ہونے دیتے تھے۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ اس کی اہمیت کو سمجھتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مدرسین کا نصب العین

اگر ایک شخص عالم ہے یا مدرس ہے تو اس کی زندگی کی ترتیب اور ہے، چونکہ مجمع میں علما اور طلبا ہیں اس لیے اس بات کو خصوصی طور پہ بیان کیا جاتا ہے کہ مدرس کا نصب العین کیا ہونا چاہیے؟

☆......روزانہ مطالعہ:

پہلی بات تو یہ کہ وہ کتابوں کا مطالعہ روزانہ کرے۔ اس میں بھی کوتاہی دیکھی جاتی ہے۔ اگر کسی کو پانچ چھ سال پڑھاتے ہوئے گزر گئے تو بعض حضرات فخر محسوس کرتے ہیں کہ میں تو جی بغیر مطالعے کے پڑھا لیتا ہوں۔ بھئی! بغیر مطالعہ کے آپ یقیناً پڑھا سکتے ہیں مگر اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ مطالعہ جب بھی کیا جاتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی معرفت عطا کی جاتی ہے، لہٰذا ہر سبق پڑھانے سے پہلے اہتمام کے ساتھ کتاب کو پڑھنا چاہیے معلوم نہیں کتنے نکتے کھلنے کا سبب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہبی علوم ملنے کا سبب بنے گا۔ صرف کتابی علوم تو نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ بات کو دل پہ کھول دیتے ہیں۔ اس لیے کتاب کا مطالعہ اپنے اوپر لازم سمجھیں، بھلے کتاب زبانی ہی کیوں نہ یاد ہو۔

☆......طلبا کو اپنا محسن سمجھیں:

دوسری بات یہ کہ طلبا کو اپنا محسن سمجھیں کہ ان طلبا نے علم کی تخم ریزی کے لیے اپنے دلوں کی زمین کو پیش کر دیا۔ اگر یہ نہ ہوتے تو انسان کیا درختوں کو پڑھاتا؟ بالآخر طلبا ہی کو پڑھاتا ہے۔ یہ طلبا کا استاد پہ احسان ہے کہ انہوں نے اس کو علم کی

www.besturdubooks.wordpress.com

خدمت کرنے کا موقع دیا، ان کو علم کے بیج اپنے دل کی زمین میں بونے کا موقع دے دیا۔

☆.....طلبا سے شفقت کریں:

تیسری بات یہ کہ طلبا کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں۔ انسان کی اولاد دو طرح کی ہوتی ہے، ایک ”صلبی اولاد“ کہلاتی ہے جو انسان کے نسب کے اعتبار سے اولاد کہلاتی ہے جیسے بیٹے، بیٹیاں۔ اور ایک روحانی اولاد ہوتی ہے جن پر انسان دین کی محنت کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کوئی بات کر رہے تھے، ایک طرف حضرت کے خلیفہ صاحب تھے اور دوسری طرف صاحبزادہ صاحب کوئی اور بات کر رہے تھے۔ حضرت نے اپنے صاحبزادے کو ذرا سختی سے سمجھایا اور فرمایا: دیکھو! یہ میرے بیٹے کی اولاد ہے اور تم میرے پیشاب کی اولاد ہو۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ اہل اللہ کے دل میں جو دین سیکھنے والے شاگرد ہوتے ہیں ان کا کیا مقام ہوتا ہے۔

☆.....طلبا کی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں:

چوتھی بات یہ کہ طلبا کی اصلاح کے لیے کوشش کرتے رہیں: ﴿اِنِّیْ لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ﴾ بن کر۔ یہ انبیا کا کام ہوتا ہے۔ علما چونکہ انبیا کے وارث ہیں لہٰذا علما کو بھی چاہیے کہ وراثت کا حق ادا کریں اور اس کو اپنا فرض منصبی سمجھیں۔ صرف یہی نہیں کہ طالب علم آیا تو ہم نے (ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا فَهُوَ ضَارِبٌ) پڑھا دیا۔ نہیں! اس کی عادات و اخلاق کا خیال رکھنا، اس کو شفقت پیار سے سمجھانا، نیکی کی طرف متوجہ کرنا، یہ استاد کا کام ہوتا ہے۔ اور ہم نے یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے طلبا کے دلوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

استاد کا ایسا احترام ڈالا ہوتا ہے کہ کئی مرتبہ اگر والد وہی بات کہے تو شاید عمل میں کوتاہی ہو جائے مگر، استاد کہہ دے تو شاگرد اس پر عمل کر لیتا ہے۔ اس لیے اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے لوگوں کے دلوں میں دین کی محبت کو پیدا کرے۔ یہ سب سے افضل عمل ہے۔

قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف:۱۰۸)

''کہہ دیجیے: یہ میرا راستہ ہے کہ میں (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلاتا ہوں''

اللہ کی طرف بلانے کا کیا معنی ہے؟ اللہ کی محبت دلوں میں پیدا کرنا۔ محبت پیدا ہو گئی تو اعمال خود بخود آتے جائیں گے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنا زندگی کا بہترین عمل ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نور کے منبروں پر بٹھائیں گے جو مخلوق کو اللہ کا محبوب بنائیں گے اور اللہ کو مخلوق کا محبوب بنائیں گے''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! اللہ کو مخلوق کا محبوب بنائیں گے یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ کی عظمت بیان کریں گے، اللہ کے فضل و کرم کے تذکرے کریں گے، اللہ کی رحمت کے تذکرے کریں گے، کہ مخلوق اللہ سے محبت کرنے لگ جائے، لیکن مخلوق کو اللہ کا محبوب کیسے بنائیں گے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگوں کو نیکی کی تلقین کریں گے، جب وہ نیکی پر آئیں گے اور نیک اعمال کو اپنا لیں گے تو اللہ کے محبوب بن جائیں گے۔ (کنز العمال، رقم:۵۵۱۵)

☆......اخلاص اور اختصاص کو لازم کریں:

اچھا استاد وہ ہوتا ہے جس میں دو خوبیاں ہوں:

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱)..... اخلاص بھی ہو۔

(۲)..... اختصاص بھی ہو۔

اخلاص کا معنی یہ ہے کہ جو علم پڑھائے اللہ کی رضا کے لیے پڑھائے اور اختصاص کا معنی ہے کہ جو وہ پڑھا رہا ہے اس میں اسے تخصص بھی حاصل ہو۔ جو کتاب پڑھا رہا ہو اس کے اندر خوب محنت کرے۔ اگر استاد میں یہ دو نعمتیں اکٹھی ہو جائیں: یعنی اخلاص اور اختصاص تو ایسا استاد اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ اس کے علم کا فیض جاری ہو جاتا ہے۔

☆..... خلوت کو لازم سمجھیں:

مدرسین خلوت کو لازم سمجھیں! اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرماتے ہیں:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ (الم نشرح: ۷)

''جب آپ اپنے منصب سے فارغ ہو جائیں تو آپ اللہ کی طرف رغبت کریں''

طالب علم یا دین کے پڑھانے والے چونکہ نبی ﷺ کے وارث ہیں، اس لیے ان کی بھی یہی ترتیب ہونی چاہیے کہ مطالعہ کریں، مدرسے میں کتابیں پڑھائیں، طلبا پر محنت کریں، لیکن جیسے ہی فارغ ہوں تو ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ پر عمل کرتے ہوئے خلوت میں اللہ کی طرف رجوع کریں۔ ایک استاد اور عالم کے لیے نصب العین یہی ہے کہ وہ علم کو مقدم کرے، مگر اپنے اوراد و وظائف کے لیے خلوت بھی ضرور اختیار کرے۔ چاہے اس کے لیے دن کا وقت ہو یا رات کا لیکن رجوع الی اللہ کا کچھ وقت ہونا ضرور چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

طالب علم کے لیے نصب العین

اسی طرح طالب علم کے لیے بھی نصب العین ہے۔

○ نیت درست کرے:

طالب علم کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ کتابوں کو پڑھ کر یہ معلوم کرے کہ اللہ تعالیٰ کو کون سی باتیں پسند ہیں اور کون سی باتیں ناپسند ہیں۔ ایک موٹی سی بات ذہن میں رکھنے والی ہے کہ کتابوں کو اس نیت سے پڑھیں کہ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کن باتوں سے راضی ہوتے ہیں اور کن باتوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت نیکی سے راضی ہوتے ہیں اور گناہ سے ناراض ہوتے ہیں۔ نیکی کیا ہے اور گناہ کون سے ہیں، اس کو علم کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرے۔

○ علم پر عمل کرے:

جب یہ پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتے ہیں تو جس جس گناہ کا پتہ چلتا جائے اسے چھوڑتا جائے۔ جب پتہ چل گیا کہ نیکی سے اللہ راضی ہوتے ہیں تو جس جس نیکی کے بارے میں پڑھتا جائے اس کو عمل میں لاتا جائے۔ ایسے طالب علم کی زندگی اللہ رب العزت کی رضا والی زندگی بن جاتی ہے۔ اس لیے بزرگوں نے کہا:

"علم، عمل کو تلاش کرتا ہے، مل جائے تو باقی رہتا ہے، ورنہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتا ہے۔"

جو استاد یا طالب علم اس طرح زندگی گزارے گا اس کے سینے میں نسبت کا نور بہت جلدی آئے گا اور اس کے دل کو منور کر دے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نورِ نسبت کی پہچان:

اکثر دوست یہ بھی پوچھتے ہیں: جی! یہ نسبت ہوتی کیا ہے؟ تو اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ

⊙......ایسا نور کہ جب وہ حاصل ہو جاتا ہے تو انسان کو اپنے علم پر عمل کیے بغیر چین نہیں آتا، اس کو "نسبت کا نور" کہتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں اعمالِ صالحہ کی توفیق بڑھ جانا، مثلاً: مسنون دعائیں بھی پڑھنا ...... باوضو بھی رہنا......توجہ الی اللہ بھی رہنا...... گناہوں سے بھی بچنا ......نماز بھی بہتر ہو جانا۔ تو اعمالِ صالحہ کی توفیق بڑھ جانا، یہ بھی نسبت کا نور کہلاتا ہے۔

⊙......گناہ کے مواقع سے بچ جانا، یہ بھی نسبت کے نور کی علامت ہے۔

⊙......ایک علامت یہ ہے کہ انسان کو یہ فکر لگ جائے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ طبیعت پر ایک غم طاری ہو جائے ......ایک ولولہ دل میں سما جائے ......ایک شوق دل میں پیدا ہو جائے ...... ہر وقت دل میں یہ جذبہ ہے کہ میں اللہ کو راضی کر لوں۔ جب قلب کی یہ کیفیت ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ دل میں نسبت کا نور پیوست ہو چکا ہے۔

پھر ایسا بندہ راتوں کو گھوڑے بیچ کے نہیں سو سکتا۔ ؎

ہمارا کام ہے راتوں کو رونا یادِ دلبر میں
ہماری نیند ہے محوِ خیالِ یار ہو جانا

حدیث پاک میں فرمایا گیا:

((وَ الصَّلٰوةُ بِاللَّیْلِ وَ النَّاسُ نِیَامٌ)) (الترمذی، رقم: ۳۱۵۷)

"جب لوگ سوئے پڑے ہوتے ہیں یہ اللہ کا بندہ اٹھ کر اللہ کی یاد میں لگا ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، اللہ سے راز و نیاز میں لگا ہوتا ہے۔“

⊙ ۔۔۔صاحب نسبت بندہ، ایسا بندہ ہوتا ہے جس کا رجوع الی اللہ ایسا ہو کہ اس کو خوشی ملے تو بھی اللہ کی طرف رجوع کرے، غم ملے تو بھی اللہ کی طرف رجوع کرے۔ غم بھی اس کو اللہ کے قریب کرتا ہے اور خوشی بھی اس کو اللہ کے قریب کرتی ہے۔

ہمارے بزرگوں نے تو یہاں تک فرمایا کہ خوشی کے حالات میں انسان کی ترقی اتنی زیادہ نہیں ہوتی جتنی غم اور پریشانی کے اوقات میں انسان کی ترقی ہوتی ہے۔ اس لیے بزرگوں نے کہا: ـــ

سکھ دکھاں توں واریاں وار
دکھاں آن ملایم یار

”میں سکھوں کو دکھوں پر قربان کر دوں، ان دکھوں نے مجھے میرے یار سے ملا دیا۔“

تو ایسا بندہ مصائب کو بھی اللہ کی نعمت سمجھتا ہے۔

دکھ آنے پر حضرت بایزید بسطامی ؒ کی کیفیت:

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی ؒ نے جمعہ کے دن غسل کیا۔ نئے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور مسجد کی طرف چلے۔ اللہ کی شان کہ کسی عورت نے گھر کی چھت کے اوپر جھاڑو دیا تو اس نے بن دیکھے کہ گلی میں کوئی گزر رہا ہے یا نہیں، اوپر سے کوڑا کرکٹ نیچے پھینک دیا۔ وہ سارے کا سارا کوڑا کرکٹ بایزید بسطامی ؒ کے سر کے اوپر آ کر گرا۔۔۔۔۔ اب عام آدمی کوئی ہوتا تو اسے غصہ آتا کہ یہ کس نے بری حرکت کی۔۔۔۔۔ مگر بایزید بسطامی ؒ نے اللہ کا شکر ادا کرنا شروع کر دیا۔ کسی نے پوچھا: حضرت! سر میں مٹی کا پڑ جانا، یہ بھی کوئی شکر کرنے والی بات ہے؟ کہنے لگے:

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاں! میں اس قابل تھا کہ میرے اوپر آگ کے انگارے برسائے جاتے، میں کیوں نہ اللہ کا شکر ادا کروں کہ جس نے فقط سر پر مٹی ڈال کے قصے کو ختم کر دیا۔ اس سے پتہ چلا کہ جب دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو خوشی ہو یا غم ہو، انسان اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

کیفیات کا سلب ہونا

ہاں! کبھی کبھی اللہ رب العزت آزمائش اور امتحان کے طور پر بندے سے کیفیات کو سلب کر لیتے ہیں، اسے ''قبض کی کیفیت'' کہا جاتا ہے۔ یہ قبض کی کیفیت عام طور پر یا معصیت کی وجہ سے ہوتی ہے، یا پھر امتحان کی وجہ سے ہوتی ہے۔

﴿وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۴۵)

کبھی اللہ تعالیٰ بہت کیفیات دے دیتے ہیں، بندے کو اللہ کی طرف یکسوئی اور جمعیت حاصل ہوتی ہے، اور کبھی اللہ تعالیٰ ایسی کیفیت طاری کر دیتے ہیں کہ بالکل بے حلاوتی ہوتی ہے، کچھ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ گویا قبض اور بسط دونوں حالات میں اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں۔

حالت قبض سے نکلنے کے دو راستے

اگر قبض کی کیفیت طاری ہو تو اس سے نجات کے دو راستے ہیں۔

(۱) حدیث کثرتِ استغفار

ایک تو یہ کہ انسان کثرت کے ساتھ استغفار کرے۔ یہ استغفار انسان کے دل پر جو ظلمت کے پہاڑ ہوتے ہیں ان کو بھی ہٹانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا استغفار

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ سے زیادہ کریں۔ پاک میں آتا ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ ایک ہی مجلس میں کم و بیش ستر مرتبہ استغفار فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، رقم: ۶۳۰۷)

(۲) شیخ سے توجہات لینا:

اور دوسری بات یہ کہ اپنے شیخ سے توجہات لے۔ ان کو اطلاع دے تاکہ وہ بھی توجہات دیں۔ ان کی توجہات سے سالک اس کیفیت سے نکل آتا ہے۔

جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ گرفتار ہو گئے اور مالٹا پہنچا دیے گئے تو جو متعلقین تھے، ان کے دلوں کے اوپر عجیب کیفیت تھی۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بہت جوان تھے، مگر دل کی کیفیت ایسی تھی کہ کچھ کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ کبھی دل میں خیال آتا کہ اس جینے سے مرجانا بہتر ہے۔ گویا خودکشی کا دھیان آتا۔ کبھی میں کنویں کے پانی میں پیچھے دیکھتا تو خیال آتا کہ میں اس میں چھلانگ لگا دوں۔ اس طرح کے مجھے خیالات آتے۔

وہ میرٹھ میں تھے، وہاں سے دیوبند آئے اور دیوبند سے پھر وہ سہارنپور آئے جہاں سے ان کو آگے تھانہ بھون جانا تھا۔ اللہ کی شان کہ وہ جو تھانہ بھون جانے والی ٹرین تھی وہ مس ہو گئی۔ انہوں نے سوچا کہ میں آج رات یہیں قیام کر لیتا ہوں۔ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اس وقت سہارنپور میں موجود تھے۔ وہ بڑے بھاری عالم بھی تھے اور ایک بڑے شیخ بھی تھے مگر حضرت مفتی صاحب کے سامنے ان کا علم تو کھلا تھا، ان کا باطنی کمال نہیں کھلا ہوا تھا۔ تو وہ سمجھتے تھے کہ ہاں! بس ایک اچھے عالم ہیں بس۔ لیکن اب وہاں رہے ..... جب انسان کو ضرورت پڑتی ہے تو وہ ہر کسی سے مدد مانگتا ہے۔ (طَالِبُ الْغَرَضِ مَجْنُوْنٌ) ..... چنانچہ انہوں نے

حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت! میرے دل کی یہ حالت ہے کہ کچھ کرنے کو دل نہیں چاہتا، مجھے بتائیں اب میں کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا: آپ یہیں رات قیام کریں اور تہجد کے اوقات میں جہاں میں بیٹھ کر ذکر کروں میرے قریب کہیں بیٹھ کر نفی اثبات کا ذکر کر لینا۔ کہا: بہت اچھا۔

کہتے ہیں کہ جب میں رات کو اٹھا اور نفی اثبات کرنے لگا..... **لا الہ الا اللہ**..... کا ذکر، تو مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی چیز آ رہی ہے اور میرے دل کو نچوڑ رہی ہے اور دل میں سے کوئی کالی کالی چیز نکل رہی ہے۔ یعنی دل کے دھلنے کی کیفیت تھی۔ صبح میں اٹھا تو میری طبیعت میں پہلے کی نسبت کچھ افاقہ تھا۔ اب مجھے تھانہ بھون جانا تھا، میں نے حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ جی! مجھے جانا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ جائیں، واپسی پر ایک دن پھر یہاں کے لیے لے کے آنا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تھانہ بھون گیا، وقت گزارا اور واپسی پر ایک دن کے بجائے دو دن لے کر آ گیا۔ اب جو رات کو میں نے قیام کیا تو حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ میرے قریب بیٹھے۔ وہ بھی نفی اثبات کر رہے تھے، میں نے بھی کرنا شروع کر دیا۔ اب مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی سفید نور قسم کی چیز ہے جو میرے دل میں داخل ہو رہی ہے۔ حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے وہی کیفیتیں واپس لوٹا دیں جو پہلے ہوا کرتی تھیں۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ پہلے سفر میں جب میں آیا تو علمی عقیدت تو تھی لیکن روحانی عقیدت نہ تھی، اس لیے اس وقت پورا کام نہیں ہو سکا تھا آدھا کام ہوا تھا یعنی ظلمت ختم ہو گئی۔ اس ظلمت کے ختم ہونے پر عقیدت بڑھ گئی کہ یہ روحانی طور پر بھی بڑے شیخ ہیں۔ اب اگلی ایک مجلس نے دل کی دنیا کو بدل کے رکھ دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کیفیات سلب ہونے کی وجوہات

آجکل سالکین میں یہ شکوہ عام ہے کہ

......جی! اعمال میں رغبت نہیں رہی

......نماز میں دلچسپی نہیں

......تلاوت کو دل نہیں کرتا

......مراقبہ کو دل نہیں کرتا۔

چونکہ یہ عام شکایت ہے، اس لیے آج کی اس مجلس میں اس بات کو کھول دینا ضروری ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: حضرت! میرے دل میں اعمال کی وہ رغبت نہیں رہی جو پہلے تھی، ایسے لگتا ہے کہ توفیق ہی چھن گئی، میں کیا کروں؟ تو حضرت نے کیفیات کے چھن جانے کی تین وجوہات بیان کیں۔ محترم جماعت! اس بات کو دل کے کانوں سے سنیں اور اس کو اپنے دلوں میں جگہ دیں۔

① ناجنس کی صحبت

ناجنس کی صحبت پہلا سبب ہے کیفیات کے ختم ہو جانے کا۔ ناجنس سے ایسا بندہ مراد ہوتا ہے کہ جس نہج پر آپ زندگی گزار رہے ہیں وہ اس سے ہٹ کر زندگی گزارنے والا ہو۔ مثال کے طور پر ایک آدمی کسی دنیا دار کی مجلس میں بیٹھ گیا تو ہم نے دیکھا کہ اس ایک مجلس میں ہی اس کے دل کی کیفیات چھن جاتی ہیں۔ اس لیے کہ دنیا کی محبت جو اس کے دل میں ہے، وہ اس کے دل پر اثر انداز تو ہوگی۔ تو ناجنس سے مراد یہ نہیں کہ غیر محرم کی صحبت یا بے ریش لڑکوں کی صحبت...... یہ تو ہیں ہی سہی، اس

تا جس میں وہ تمام دوست بھی شامل ہیں جو اس محنت میں نہیں لگے، جس میں آپ لگے ہوئے ہیں، لہٰذا دنیا دار دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر گپ شپ کرنا دل پہ ظلمت آنے کا سبب بن جاتا ہے۔

عاملوں کی نحوست:

کئی لوگوں کو عاملوں کے پاس جانے کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں: جی! پتہ کرواؤ کیا ہوا؟ اور اکثر عامل شریعت کے مطابق اعمال نہیں کرتے۔ آج کے دور میں کئی سفلی علم کرتے ہیں، کئی کالا علم کرتے ہیں، جادو ٹونا وغیرہ تو ایمان کے ہی ضائع ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لیے عاملین کی صحبت کئی مرتبہ قلب کی کیفیات کے سلب ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

پنڈت کو دیکھنے کا وبال:

سہارن پور مدرسہ میں ایک نومسلم طالب علم تھا..... عصر کے بعد طلبا کھیل کود میں مصروف ہوتے ہیں..... یہ بھی ذرا شہر سے باہر نکل کے واک کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہاں سے پنڈت گزر رہے تھے تو یہ شوق سے دیکھنے لگ گیا کہ یہ لوگ کیا ہیں؟ اب ان کے جسم کا زیادہ حصہ ننگا اور تھوڑا حصہ ڈھکا ہوا تھا۔ وہ تو اپنے ہندو مذہب کے مطابق کر رہے تھے اور یہ شوق سے دیکھتا رہا۔ جب وہاں سے اٹھ کر مدرسے واپس آیا تو دل کی جو کیفیت تھی وہ سب کی سب سلب ہو چکی تھی۔ اس نے آ کر حضرت مولانا شیخ الحدیث زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: حضرت! مجھے تو لگتا ہے میں اپنا سب کچھ لٹا بیٹھا ہوں اور اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرمایا: اچھا! ایسے کرو کہ تم رائے پور چلے جاؤ..... اس زمانے میں رائے پور کو ذکر کا مرکز سمجھا جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا، شاہ عبدالقادر رائے پوری ؒ وہاں موجود تھے..... چنانچہ وہ نو مسلم طالب علم وہاں گیا اور حضرت کو جا کر اس نے یہ ساری بات بتائی۔ حضرت ؒ نے اس کو تین دن اپنے پاس رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے تین دنوں میں دل کی ساری ظلمت کو دھو دیا۔

ایک عامل کی صحبت کا اثر:

ایک نوجوان کسی عامل کے پاس چلا گیا۔ وہاں سے اٹھ کر آیا تو اب اس کا نماز کو دل نہیں کرتا تھا، اللہ تعالیٰ کے بارے میں دل میں وسوسے آرہے ہیں، نبی علیہ السلام کی شان کے بارے میں دل میں وسوسے آرہے ہیں۔ چنانچہ وہ بہت پریشان ہوا۔ کسی اللہ والے کی صحبت میں گیا اور عرض کیا: حضرت! میرا تو یہ حال ہو گیا۔ وہ صاحب کشف تھے۔ فرمانے لگے: تم نے کوئی نہ کوئی ایسا عمل کیا ہے کہ میں تمہارے دل کے اوپر کا فر لکھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ پھر اس نے بتایا کہ میں اس طرح عملیات والے کے پاس چلا گیا تھا۔ پھر ان بزرگوں نے اس کے لیے دعا کی اور توجہ دی۔ اللہ رب العزت نے ظلمت والے دل کو پھر سے منور فرما دیا۔

مشتبہ غذا

کیفیات سلب ہونے کی دوسری وجہ مشتبہ غذا ہے۔ ہم جو کھانا کھاتے ہیں اسی سے ہمارا گوشت بنتا ہے اور اس کے اثرات ہمارے دل پر بھی پڑتے ہیں۔ اگر کھانا کسی نمازی نے بنایا ہو، باوضو ہو کے بنایا ہو، قرآن پاک کا ذکر کرتے ہوئے بنایا ہو تو اس کھانے کے اندر نور ہوتا ہے۔ ہمیں اس کا سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ کئی گھروں میں جاتے ہیں تو میزبان بتاتے ہیں کہ حضرت! آپ کا کھانا بناتے ہوئے میری اہلیہ نے گیارہ مرتبہ سورۃ یٰسین شریف پڑھی۔ کئی مستورات درود شریف کی کثرت کرتی ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

استغفار کی کثرت کرتی ہیں۔ یہ صحابیات کا عمل ہے۔ ایک صحابیہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے تنور سے روٹی لگوائی اور جب لے کر گھر جانے لگیں تو فرمانے لگیں: لے بہن میری روٹی بھی پک گئی اور میرے دو پارے قرآن کی تلاوت بھی ہو گئی۔ پتہ چلا کہ یہ عورتیں تنور پہ جتنی دیر بیٹھ کر روٹی کا انتظار کرتی تھیں، زبان سے قرآن پڑھا کرتی تھیں۔ اس سے پھر کھانے کے اندر نور آتا ہے اور اس کھانے سے پھر انسان پر کیفیات آتی ہیں۔

حلال مال کی برکت:

ایک بزرگ تھے۔ وہ ننھے میاں کہلاتے تھے۔ ان کا کام تھا گھاس کاٹنا اور بیچنا۔ معمولی سی آمدنی تھی، مگر وہ اس میں سے روزانہ تھوڑا تھوڑا، ایک ایک پیسہ بچاتے رہتے تھے۔ سال کے بعد ان کے پاس اتنے پیسے ہو جاتے تھے کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ کی دعوت کیا کرتے تھے۔ اساتذہ فرماتے تھے کہ ہمیں ان کی دعوت کا پورا سال انتظار رہتا تھا۔ کیونکہ جب ان کے گھر جا کر ہم کھانا کھاتے تھے تو بعد میں چالیس دن تک ہماری نمازوں کی حضوری میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ یوں حلال، طیب اور پاکیزہ مال دل کو منور کر دیتا ہے اور حرام اور مشتبہ مال دل کی ظلمت کو بڑھا دیتا ہے۔

مشتبہ غذا سے بچنے کی عادت:

ہم اس بارے میں آج اتنے محتاط نہیں ہیں جبکہ ہمارے بزرگ تو اس کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ آج ہمیں بھی مشتبہ غذا سے بچنا چاہیے..... آمدنی بھی ٹھیک ہو..... سود بھی شامل نہ ہو..... رشوت بھی نہ ہو..... غصب کا مال بھی شامل نہ ہو..... بددیانتی کا مال بھی شامل نہ ہو..... ہر چیز سے پاک مال ہو..... پھر اس مال سے جو چیز

www.besturdubooks.wordpress.com

بنے وہ بھی ٹھیک طریقے سے بنائی گئی ہو۔ کھانا کھاتے ہوئے یہ دیکھنا کہ یہ حلال مال سے حاصل ہوا یا حرام سے، یہ سالک پر فرض ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جہاں جا کر بیٹھے، جو چیز سامنے رکھ دی، چلو جی اندر۔ کوئی ٹریٹ مینٹ ہی نہیں..... تھوڑا ہے! جو چیز ہم کھا رہے ہیں ہمارے اوپر اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ آج لوگ حرام کا مال اپنی اولادوں کو کھلاتے ہیں اور پھر ان کے کرتوتوں کا واویلا کرتے پھرتے ہیں۔ بھئی! جب آپ نے حرام کا مال اپنے بیٹے کو کھلایا اور اس سے اس کا گوشت بنا تو یہ گوشت اس وقت تک آرام نہیں پائے گا جب تک گناہوں کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ اس کو گندگی ہوتی رہے گی۔ یہ گندگی گناہ کر کے ہی ختم ہوگی۔ تو قصور اس کا نہیں تھا قصور تو آپ کا تھا جس نے اس کو حرام کھلا دیا۔

اس لیے ہمارے سلف صالحین کی جو عورتیں تھیں گھروں میں وہ اپنے خاوندوں کو کہا کرتی تھیں: ہم آپ سے مال کی زیادتی کا مطالبہ نہیں کرتیں، ہاں! اتنا کہتی ہیں کہ ہمیں ہمیشہ حلال مال لا کر دینا۔

۳ ارتکابِ معصیت

تیسری چیز جس سے کیفیات سلب ہوتی ہیں وہ ہے ارتکابِ معصیت۔ گناہ کا کرنا۔ سالک کو چاہیے کہ وہ گناہ سے بھی بچے۔

وساوس معصیت میں داخل نہیں:

اس سلسلے میں سالک ایک سوال اکثر پوچھتے ہیں: جی! وسوسے بڑے آتے ہیں۔ بھئی! وساوس تو غیر اختیاری چیز ہیں اور غیر اختیاری چیز پر پکڑ ہی نہیں ہوتی۔ اس لیے برے وسوسے کا آ جانا برا نہیں ہے۔ ہاں! برے خیال کو سوچنا، دل میں لانا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور دل میں جمانا برا ہے۔ تکلف کے ساتھ کسی گناہ کے منظر کے بارے میں یا کسی گناہ کے خیال کے بارے میں مت سوچیں۔ از خود اگر کوئی خیال آئے تو اس کو نظر انداز کر دیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ آپ جب بازار میں جاتے ہیں تو کہیں سبزی بیچنے والے کی آواز، پھل بیچنے والے کی آواز، سوہن حلوہ بیچنے والے کی آواز، کپڑا بیچنے والے کی آواز، ریڑھی چلنے کی آواز، کسی کے چلنے کی آواز، کتنی ہی آوازیں آرہی ہوتی ہیں، تو کیا آپ ان آوازوں کو سن کر کھڑے ہو جاتے ہیں؟ نہیں، بلکہ چلتے چلے جاتے ہیں، اس کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے۔ اس لیے کہ ہمیں ان سے کیا واسطہ؟ ہماری منزل تو بازار سے نکل کے اپنی جگہ پر پہنچنا ہے۔ یہ وساوس بھی اسی طرح "بازار کا شور" ہے۔ دھیان ہی نہ دیں، خیال آئے تو جھٹک دیں اور اپنی سوچ کو دوسری طرف لگا دیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وساوس کی وجہ سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! ہمیں بعض اوقات وسوسے آتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا: وسوسے آتے ہیں تو دل خوش ہوتا ہے یا تنگ ہوتا ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے حبیب ﷺ! دل بڑا تنگ ہوتا ہے۔ فرمایا:

((ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ)) (کنز العمال، رقم ۱۲۵۳)

"یہ تو عین ایمان ہے"

معصیت غیر اختیاری چیز کا نام نہیں ہے...... فرق سمجھیں ...... وساوس غیر اختیاری چیز ہیں، اس لیے وہ رکاوٹ نہیں بنتے۔ اور معصیت اختیاری چیز ہے؟ اس لیے وہ انسان کے راستے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

ترکِ معصیت اور مقامِ احسان:

اگر بندہ اللہ کے لیے معصیت کو چھوڑ دے تو یہ احسانی کیفیت حاصل ہونے کی

دلیل ہے۔ گویا کہ اس کو مقامِ احسان حاصل ہو گیا۔

اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ طلبا ہر وقت یہ آیت ذہن میں سوچتے رہیں:

﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ﴾

''کیا نہیں جانتے کہ اللہ دیکھتا ہے''

ہر وقت سوچتے رہیں کہ اللہ دیکھتا ہے...... اللہ دیکھتا ہے...... اللہ دیکھتا ہے۔ شروع میں تو یہ الفاظ ہی ہوں گے، لیکن بعد میں جب گناہ کرنے لگیں گے اور اس وقت بھی یہ الفاظ یاد تو آئیں گے، مگر نفس چونکہ مضبوط ہوگا لہٰذا گناہ پھر بھی ہو جائیں گے، مگر اس کی برکت یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ ساتھ یہ کیفیت ایسا غلبہ پائے گی کہ بالآخر گناہوں سے جان چھوٹ جائے گی۔

اپنے آپ کو بے قصور نہ سمجھیں:

بسا اوقات انسان اپنے آپ کو بے قصور سمجھتا ہے۔ او جی! پتہ نہیں حالات ہی ایسے آ گئے، ویسے میں نے کوئی غلطی تو نہیں کی۔ ناں ناں ناں...... !!! کبھی بھی اپنے آپ کو بے قصور نہ سمجھیں۔ ہمیشہ یہی سمجھیں کہ یقیناً مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے۔

گناہ کیسے چھوڑیں؟

چند گناہ ایسے ہیں جن کو چھوڑنے کے لیے انسان کچھ ترکیب اختیار کر سکتا ہے۔

جھوٹ سے بچنے کا طریقہ:

مثلاً جھوٹ بولنا...... حدیث مبارکہ میں ہے:

''جو شخص جھوٹ بولتا ہے اس کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے اس سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں''۔ (الترمذی، رقم الحدیث: ۱۸۹۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

اب یہ بات حدیث پاک میں آئی ہے۔ اس کے بارے میں سوچیں کہ جب میں جھوٹ بولوں گا تو جیسے انسان کے جسم سے ریح نکلتی ہے تو بدبو ہوتی ہے جس سے عام لوگ بھی پریشان ہوتے ہیں تو جھوٹ بھی اس ریح کی مانند ہے۔ لیکن یہ منہ سے نکلتی ہے اور اس کی بدبو سے فرشتے دور چلے جاتے ہیں۔ جب بندہ جھوٹ بولے تو ہمیشہ سوچے کہ میرے منہ سے اب بدبو نکلی ہوگی اور میری اس بدبو پر فرشتے دور ہو گئے ہوں گے اور وہ میرے خلاف گواہی دیں گے۔ جب بار بار اس چیز کو سوچے گا تو پھر انسان کے لیے جھوٹ سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

غصے سے بچنے کا طریقہ:

اگر ایک آدمی کو غصہ بہت آتا ہے تو وہ یہ سوچے کہ فلاں نے مجھے غصہ تو دلایا لیکن اگر اس غصے کو میں برداشت کرلوں گا تو یہ میرے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ اس کے برداشت کرنے پر معلوم نہیں میرے کون کون سے کبیرہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ اور یہ بندہ تو دھوبی کی مانند ہے، جیسے دھوبی کپڑے کو دھو رہا ہے اسی طرح یہ مجھے دھو رہا ہے۔ تو جو غصہ دلا رہا ہوگا، اس پر بھی پھر غصہ نہیں آئے گا۔ غصہ برداشت کرنا بہت آسان ہے کہ بندہ سوچے کہ یہ دھوبی ہے، اللہ نے اسے میرے دھونے کے لیے دھوبی بنا دیا ہے۔

بدگمانی سے بچنے کا طریقہ:

اگر ایک انسان بدگمانی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ یہ سوچے: میں دوسروں کے متعلق تو میں جلدی رائے بنا لیتا ہوں، ذرا اپنے متعلق بھی تو سوچوں کہ میری اوقات کیا ہے؟ عجیب بات ہے کہ انسان دوسروں پر گناہ کا شک ہونے سے ان سے نفرت شروع کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتا ہے جبکہ اپنے کبائر کا یقین ہوتا ہے پھر بھی اپنے نفس سے محبت کرتا ہے۔ یہ کتنی ناانصافی کی بات ہے؟ ہاتھوں سے گناہ کیا، اپنے آپ کو گناہ کرتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا پھر بھی اپنے سے محبت ہے۔ اور دوسرے کے بارے میں ذرا سا شک بھی طبیعت میں آ گیا تو اسی بنا پر اس سے نفرت کرنی شروع کر دی۔ تو بدگمانی سے بچنے کے لیے ہمیشہ یہ سوچے کہ دوسرے لوگ مجھ سے بہتر ہیں کہ مجھے ان کے گناہوں کا شک ہے اور اپنے گناہوں کا پکا یقین ہے۔ جب یہ سوچ دل میں رکھے گا تو دوسروں کے بارے میں دل سے بدگمانی ختم ہو جائے گی، پھر اسے اپنے ہی گناہ نظر آنے لگ جائیں گے۔ ایک گناہ نظر آتا ہے، پھر دوسرا نظر آتا ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کسی بندے سے راضی ہوتے ہیں تو اس کے عیوب اس کے سامنے کھول دیتے ہیں۔ وہ پھر شہد کا چھتہ نظر آنے لگ جاتا ہے۔ شہد کا چھتہ کبھی دیکھا؟ ذرا اس کو چھیڑو تو سہی! جو مکھیاں ہوتی ہیں، ان کا ایک غول آتا ہے پھر دوسرا آتا ہے، پھر تیسرا آتا ہے۔ چلی آتی ہیں ایک کے بعد دوسری مکھیاں۔ تو جب اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے تو انسان کے گناہ شہد کے چھتے کی طرح کھلتے چلے جاتے ہیں۔

بدنظری سے بچنے کا طریقہ:

اگر ایک آدمی غیر محرم سے نظر کی حفاظت نہیں کر سکتا تو یہ سوچے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا کی ہے یہ اللہ کی دی ہوئی امانت ہے۔ اور حکم خدا ہے کہ

﴿اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا﴾ (النساء: ۵۸)

''امانت کو اس کی صحیح جگہوں پر پہنچاؤ''

اب میں اگر غلط جگہ کو دیکھ رہا ہوں تو میں امانت میں خیانت کا مرتکب ہو رہا

ہوں، لہٰذا مجھے خیانت نہیں کرنی چاہیے، ورنہ مجھے اس بددیانتی کا جواب دینا پڑے گا۔

تکبر سے بچنے کا طریقہ:

عجب اور تکبر، ام الامراض ہیں۔ اکثر جو حسد ہوتا ہے وہ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اکثر جو دل کے اندر کینہ آتا ہے تکبر کی وجہ سے آتا ہے، بدگمانی آتی ہے تکبر کی وجہ سے آتی ہے۔ یہ تکبر اللہ کو اتنا ناپسند ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ حَبَّۃٌ مِّنَ الْکِبْرِ))

(کنز العمال، رقم: ۷۷۷۱)

"جس کے دل میں ذرہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت کے اندر داخل نہیں ہو سکے گا۔"

اگر کوئی بندہ کہے: جی! فلاں غلطی سے توبہ کرلو تو بعض لوگ جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ نہیں میرے اندر تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ اصول یاد رکھیں کہ توبہ سے انکار کرنا ان گناہوں سے بڑا جرم ہوتا ہے۔ ایک تو گناہ کیے اور جب کسی نے ترغیب دی کہ بھئی توبہ کرلو تو توبہ سے انکار کرنا ان کیے ہوئے گناہوں سے بھی بڑا گناہ بن جاتا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ))

((شعب الایمان، رقم ۶۷۲۵))

تو اللہ کے حبیب ﷺ نے جب فرمادیا: (کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ) اب یہ بندہ جو کہتا ہے کہ نہیں جی! میں نے کوئی خطا نہیں کی تو یہ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کی بات کو ٹھکرا رہا ہے۔ اور یہ بہت بڑا گناہ بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اکثر ہونے والا گناہ......غیبت:

اکثر ہم نے دیکھا کہ مجالس

......عورتوں کی ہوں تو بھی غیبت

......عوام الناس کی ہوں تو بھی غیبت

......حتیٰ کہ طلباء، علماء، سالکین کی ہوں تو بھی غیبت

کہیں نہ کہیں غیبت ہوتی ہے اور یہ غیبت کتنا بڑا جرم ہے! فرمایا:

((اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا)) (شعب الایمان للبیہقی، رقم: ۶۷۴۱)

''غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے''

غیبت زنا سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔ کچھ باتوں کو تو ہم غیبت سمجھتے ہیں اور کچھ کو غیبت ہی نہیں سمجھتے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے اس کی بڑی تفصیل لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے کسی کی تعریف کی اور دوسرے نے تعریف سن کر طنزاً کہا: ''ہاں! میں اسے جانتا ہوں'' یہ الفاظ بھی غیبت میں شامل ہیں۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ جس طرح غیبت کا کرنا بڑا گناہ ہے اسی طرح کسی کے بارے میں غلط بات کا لکھنا بھی غیبت میں شامل ہوتا ہے۔

بدترین غیبت:

ایک عجیب بات لکھتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ غیبت سے منع کرے اور یہ آگے سے کہے کہ جی ہم تو سچی بات کر رہے ہیں تو وہ فرماتے ہیں یہ بدترین غیبت ہوتی ہے۔ اکثر اس کا تجربہ ہوا ہوگا۔ محفل میں بات ہوئی۔ آپ کہیں گے: چھوڑو یار! یہ غیبت ہے، وہ آگے سے کہے گا: جی میں تو سچی بات کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں: یہ بدترین غیبت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے کہ یہ حرام کو حلال ثابت کر رہا ہے۔ بھئی! اگر جھوٹ ہوتا تو یہ بہتان ہوتا، غیبت بنی ہی اس لیے کہ وہ سچ بات تھی، مگر شریعت کہتی ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے ایسی سچ بات کرنا کہ جو اس کو بری لگے، کڑوی لگے، یہ غیبت ہے۔ اس کو چھوڑ دو! تو اس لیے اگر کوئی غیبت سے منع کرے تو یہ بھی نہ کہیں کہ جی ہم تو سچی بات کر رہے ہیں۔ یہ حرام کو حلال قرار دینا پہلے سے بھی بڑا گناہ ہوتا ہے۔

استغفار بھی لائقِ استغفار:

ہمارے بزرگ تو اپنے گناہوں پر استغفار کرتے تھے اور اس پر پھر روتے تھے، فرماتے تھے:

((اِسْتِغْفَارُنَا یَحْتَاجُ اِلَی اسْتِغْفَارٍ)) (التذکرۃ للقرطبی: ۱/۵۲)

”ہمیں اپنے استغفار پر استغفار کرنے کی ضرورت ہے“

اس میں نکتہ یہ ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارا استغفار فقط زبانی ہے، دل میں ندامت کی کیفیت تو ہے نہیں، تو یہ تو استہزا ہو گیا۔ بھئی دیکھیں! ایک آدمی کسی کو جوتا مارے اور ساتھ ہی کہہ دے، یار معاف کر دو، تو اس کو معافی نہیں کہا جائے گا اس کو استہزا کہا جائے گا۔ اسی طرح اعضا سے انسان گناہ کرے، زبان سے معافی مانگ رہا ہو اور دل پُر از لطفِ گناہ (گناہوں کے لطف سے بھرا ہوا ہے) دل کی کیفیت اگر یہ ہے تو پھر یہ استغفار تو نہ ہوا یہ تو استہزا کرنا ہو گیا۔ اس لیے استغفار کرتے ہوئے، انسان دل کی ندامت کے ساتھ اللہ سے معافی مانگے۔

محاسبہ اور مراقبہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا ((الترمذی، رقم ۲۳۵۹))

''اپنا حساب کرلو اس سے پہلے کہ آپ کا حساب کیا جائے''

اسے محاسبہ کہتے ہیں۔ اسی طرح فرمایا گیا:

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ((مرقاۃ المفاتیح، رقم: ۱۵/۳۵۹))

''مرنے سے پہلے مرجاؤ''

یہ محاسبہ اور مراقبہ انسان کا اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لیے ایک بہترین عمل ہے۔ جتنا بھی گناہ گار اور خطا کار انسان ہو، اگر اس عمل کو اپنا لے تو آہستہ آہستہ گناہوں سے جان چھوٹ جاتی ہے اور نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

طریقہ کار:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ رات کو سوتے ہوئے کچھ مسنون اعمال ہیں جو سونے سے پہلے کیے جاتے ہیں، ان کو کرنے کی عادت بنائے اور چند لمحے اپنا محاسبہ کرنے کی عادت بنائے۔ پھر انسان تھوڑی دیر کے لیے سوچے کہ..... ایک وقت آئے گا جب میری موت آئے گی..... اور جب موت آئے گی تو یہ گھر بھی چھوٹ جائے گا، بیوی بچے دوست احباب، کاروبار، کاریں بہاریں سب ختم ہو جائیں گی۔ اتنا سوچنے سے بھی اتنا احساس نہیں ہوگا..... پھر اگلی بات سوچے کہ اب جو مجھے نیک عمل کرنے کی توفیق ملی ہوئی ہے، موقع ملا ہوا ہے، یہ موقع مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ پھر میں ایک دفعہ بھی سبحان اللہ نہیں کہہ سکوں گا، ایک دفعہ بھی کلمہ نہیں پڑھ سکوں گا۔ جب اس نظر سے سوچے گا تو پھر دل میں وقت کی قدر و قیمت کا احساس ہوگا..... اور پھر سوچے کہ مجھے موت آگئی، اب رشتہ دار رو رہے ہیں، مجھے نہلایا جا رہا ہے، کفن دیا جا رہا ہے، جنازہ اٹھ کے جا رہا ہے، جنازہ پڑھنے کے بعد مجھے قبر میں اتارا جا رہا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے...... پھر سوچے کہ میں نے قبر کی تیاری تو کی نہیں۔ جب میں قبر میں جاؤں گا تو منکر نکیر میرے ساتھ کیا کریں گے؟ قبر کا عذاب کیسا ہوگا؟ اس کے بارے میں ذرا سوچے...... اور پھر یہ سوچے کہ قیامت کے دن مجھے اللہ رب العزت کے حضور پیش ہونا ہوگا۔ اور وہاں میرا نامۂ اعمال پیش ہوگا۔

﴿لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصٰهَا﴾ (الکہف: ۴۹)

''چھوٹا یا بڑا کوئی عمل ایسا نہیں جو اس میں پیش نہیں کیا جائے گا''

تو سوچیں کہ اس وقت تو میرے سارے کرتوت کھول دیے جائیں گے، پھر میرا کیا بنے گا؟ قیامت کے دن کی سختی، قیامت کے دن کی وحشت کو اپنے ذہن میں لائے اور قیامت کے دن کی ندامت کو اپنے ذہن میں لائے کہ اس وقت میرا نامۂ اعمال میری بیوی بھی دیکھے گی، میرے بچے بھی دیکھیں گے، میرے دوست بھی دیکھیں گے، میرے شاگرد بھی دیکھیں گے، انبیا بھی دیکھیں گے، اولیا بھی دیکھیں گے، پھر کیا ہوگا؟ تو جب یہ سوچے گا تو پھر دل میں ایک احساس پیدا ہوگا کہ مجھے اپنے نامۂ اعمال سے گناہوں کو مٹوانا ہے...... اور پھر سوچے کہ جہنم میں جب ڈالا جائے گا تو جہنمی پکاریں گے:

﴿قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا﴾

(المومنون: ۹۹)

''اللہ واپس لوٹا دیجیے تا کہ میں جو چھوڑ آیا ہوں وہ نیک کام کیا کروں''

تو اللہ تعالیٰ ان کو تو کہیں گے کَلَّا ''ہرگز نہیں''...... یہ سوچے کہ اب میں اس کیفیت میں اب سو رہا ہوں کہ جیسے جہنم میں جانے کی حالت میں ہوں۔ رات کو سو جائے پھر جب صبح آنکھ کھلے تو دعا پڑھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ))

(بخاری، رقم: ۵۸٦)

اور ساتھ یہ سوچے کہ رات میں نے اللہ سے مہلت جو مانگی تھی، مجھے اللہ نے ایک دن کی مہلت اور دے دی۔ لہٰذا آج کے دن مجھے گناہوں سے توبہ کرنی ہے، نیک عمل کرنے ہیں، اللہ کو راضی کر لینا ہے، میرے پاس یہ ایک دن ہے۔ اس کیفیت کے ساتھ وہ دن گزارے، پھر رات آئے گی، پھر مراقبہ کرے، پھر محاسبہ کرے اور پھر اگلے دن کو ایک مہلت کا دن سمجھے۔ جب زندگی کے ہر دن کو مہلت کا دن سمجھ کر گزارے گا تو اللہ تعالیٰ کبائر سے بندے کی حفاظت فرما دیں گے۔

اللہ کے در کے سوا کوئی در نہیں:

یہ اللہ رب العزت کا احسان ہے کہ اس نے نیک اعمال کی توفیق دے دی۔ وصول الی اللہ کے راستے پہ چلنے کی توفیق عطا فرما دی۔ اب ہمارے مسئلوں کا حل گناہوں کو چھوڑنا، اللہ کو راضی کرنا اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ پرائی بکری کو کوئی گھاس نہیں ڈالتا، بلکہ جو پالتو کتا ہوتا ہے پٹا ڈالنے کی وجہ سے اس کے گلے میں کالا سا نشان پڑ جاتا ہے۔ یہ کتا بھی اگر کسی کے دروازے پہ چلا جائے تو اسے کوئی کھانے پینے کو کچھ نہیں دیتا۔ ہر بندہ کہتا ہے: یہ تو پالتو کتا ہے، جائے اپنے مالک کے پاس۔ تو جس طرح پالتو جانور کو لوگ دھتکار دیتے ہیں کہ یہ جائے اپنے مالک کے پاس تو ہم لوگ جنہوں نے یہ وضع قطع اپنا لی ہم بھی اب پالتو بندے بن گئے، ہمارا خدا کے در کے سوا کوئی در نہیں۔ جتنا دنیا کی طرف بھاگیں گے دھتکارے جائیں گے، ہر کوئی کہے گا: جائے اپنے مالک کے در پہ۔ اب ہمارے پاس اللہ کے در کے سوا کوئی آپشن نہیں ہے۔ آج اگر ہمیں عزتیں ملی ہیں تو

اللہ کے نام کی وجہ سے ملی ہیں۔ ہمارے حضرت فرماتے تھے:

وکانی ہاں تیڈے نام تیکھوں بکیں تے کون کیئں توں جاندا ہائی

میڈے گل پٹا تیڈے نام والا تیڈے نام توں جگ سجاندا ہائی

اللہ! آپ کے نام کو دنیا پہچانتی تھی، آپ کے نام کی نسبت سے ہمیں عزتیں ملیں۔

......طالب علم کو عزت ملی اللہ کے نام سے

......استاد کو عزت ملی اللہ کے نام سے

......سالک کو عزت ملی اللہ کے نام سے

......شیخ کو عزت ملی اللہ کے نام سے

تو جب اللہ ہی کے نام پر عزتیں ملی ہیں اور اللہ ہی کا دیا کھا رہے ہیں اور پل رہے ہیں تو اب اسی کے در کے او پر ہمیں آنا ہے اور اپنے یار کو منانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکوکاری کی زندگی نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

(المومن:۶۰)

دعاؤں کی قبولیت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 20 جنوری 2012ء، بروز جمعہ، ۲۶ صفر ۱۴۳۳ھ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

آج دعاؤں کے رد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یا تو رزق ٹھیک نہیں ہوتا یا کوئی نہ کوئی گناہ ہوتا ہے، انسان محفل میں کرے یا تنہائی میں کرے، اس گناہ نے دعا کو باندھا ہوتا ہے۔ پرواز ہی نہیں کرنے دیتا۔ آپ ایک پرندے کو باندھ دیں۔ آپ کے پاس طوطا ہے اس کی ٹانگوں میں آپ ایک رسی باندھ دیں اور پھر کہیں کہ جی اڑتا نہیں، بھئی! اڑے کیسے؟ پاؤں تو بندھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہم دعاؤں کو گناہوں کی رسی سے باندھ دیتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ جی! دعا قبول نہیں ہوتی۔ بھئی! گناہ ظاہر میں ہوں یا چھپے ہوئے ہوں، یہ انسان کی دعاؤں کو قبول ہونے سے روک دیتے ہیں۔ انسان اگر نیکی کرے تو اللہ رب العزت یقیناً اس کی دعاؤں کو قبول فرمالیں گے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

دعاؤں کی قبولیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
((اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ)) (سنن الترمذی رقم: ۳۲۹۳)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

پریشانیاں دور کرنے کا موثر سبب:

انسان کی زندگی میں صحت، بیماری، خوشی، غمی، کامیابی، ناکامی مختلف قسم کے حالات آتے ہیں۔ جتنی پریشانی زیادہ ہوتی ہے، اسے دور کرنے کے لیے انسان اتنے ہی حیلے اختیار کرتا ہے۔ پریشانی کو دور کرنے کے لیے انسان جتنے اسباب اختیار کرسکتا ہے ان میں سب سے بہتر سبب دعا ہے۔ یعنی انسان اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو پروردگار کے ہاتھ میں اس پوری کائنات کا نظام ہے۔

کوئی انسان بے غم نہیں:

بہت سارے لوگ پوچھتے رہتے ہیں کہ جی پریشانیاں ہیں، کیا کریں؟ بیٹے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

طرف سے پریشانی، بیٹی کی طرف سے پریشانی، بیوی کی طرف سے پریشانی، کاروبار کی طرف سے پریشانی، کسی حاسد کی طرف سے پریشانی، تو یہ دنیا پریشانیوں کا گھر ہے۔ ؎

دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد
گر باشد او بنی آدم نہ باشد

"اس دنیا میں کوئی بھی بے غم نہیں، اگر کوئی ہے تو وہ بنی آدم نہیں ہے۔"

جانور بے غم ہو سکتا ہے، جیسے بیل، گائے، بھینس۔ اگر انسان ہے تو اس کو غم ضرور ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگوں کو دنیا کا غم ہوتا ہے، بعض لوگوں کو دین کا غم ہوتا ہے، غم ہر بندے کو ہوتا ہے، اس کے لیے بہترین علاج "دعا" ہے۔ نہ انسان حالات کو پیدا کر سکتا ہے نہ حالات کو دور کر سکتا ہے۔ ان کا آنا بھی اللہ کے اختیار میں ہے ان کا جانا بھی اللہ کے اختیار میں۔ تو دین اسلام نے ایک خوبصورت بات بتائی کہ ایسے معاملے میں تم اللہ کی طرف رجوع کرو۔

قبولیتِ دعا میں یقین شرط ہے:

لیکن دعا قبول ہونے کے لیے یقین شرط ہے کہ انسان دل میں یہ سوچے کہ اللہ کے سوا کوئی میری مراد کو پورا نہیں کر سکتا۔ یہ سو فیصد ٹھوس اور پکی بات ہے کہ جب تک دل میں یہ کیفیت نہیں ہوگی، دعا قبول نہیں ہوگی۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ)) (صحیح البخاری، رقم: ۶۸۵۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

''میں بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں''

گویا اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ اگر پکا یقین ہو کہ اللہ ہی پریشانیوں کو دور کر دے گا تو میں کر دوں گا۔ اور اگر دعا مجھ سے مانگے اور ہاتھ مخلوق کے سامنے پھیلائے تو پھر میں دعاؤں کو قبول نہیں کروں گا۔

ایک بزرگ تھے۔ تہجد کے وقت اٹھے اور انہوں نے رو رو کر اللہ رب العزت سے دعا مانگی۔ ان کا بیٹا بھی تہجد میں اٹھا تھا، ساتھ ہی جاگ رہا تھا۔ جب انہوں نے رو کر دعا مانگی تو ایک آواز آئی: ؎

بریں در دعائے تو مقبول نیست
بخواری برو یا بزاری بایست

''اس در پر تمہاری دعا مقبول نہیں تم ذلت کے ساتھ جاؤ یا روتے ہوئے جاؤ۔''

زاری ہو یا خواری ہو، تم جو مرضی کرو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی۔ تو جب بیٹے نے یہ بات سنی تو اس نے کہا: ابو جان! آپ کو اتنا عرصہ ہوا تہجد میں دعا مانگتے ہوئے، اگر پیغام یہ ملا ہے تو پھر تہجد میں اٹھنے کا کیا فائدہ؟ تو والد نے جواب دیا: میرے بیٹے! مجھے زندگی میں اتنے سال تہجد پڑھتے گزر گئے، میں جب بھی اللہ سے رو رو کے مانگتا ہوں، آگے سے یہی آواز سنائی دیتی ہے مگر میرے بیٹے! یہ تو بتا کہ کوئی دوسرا در ہے کہ اسے چھوڑ کر میں وہاں چلا جاؤں؟ در بھی تو دوسرا کوئی نہیں۔ تو جیسے ہی یہ بات کہی فوراً آواز آئی: ؎

قبول است اگرچہ ہنر نیست
کہ جز ما پناہے دگر نیست

''ہم نے قبول کر لی تمہاری دعا، اگرچہ اس میں خوبی کوئی نہیں کہ میرے سوا اور کوئی پناہ بھی نہیں ہے۔''

ہماری پناہ گاہ تو فقط اللہ ہی کی ذات ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی ، جو اماں ملی تو کہاں ملی

میرے جرم خانہ خراب کو ، ترے عفوِ بندہ نواز میں

ہمارے لیے ایک ہی در ہے کہ ہم اللہ رب العزت کے حضور اپنے آپ کو پوری طرح جھکا دیں۔

نسخۂ تسخیر:

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے اوپر بہت زیادہ قرض ہو گیا تھا۔ ایک محفل میں حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ ، حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ موجود تھے۔ مولانا الیاس رحمہ اللہ نے حضرت مدنی رحمہ اللہ سے فرمایا: میاں! زکریا پر قرض بہت چڑھ گیا ہے، اللہ سے کہو کہ وہ قرض ادا کروا دیں۔ تو حضرت مدنی رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا: اچھا! پھر مجھے کوئی تسخیر کا نسخہ ہی بتا دیں کہ میں جو کہوں اللہ مان لیں۔ تو مولانا الیاس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نسخہ تو اللہ نے قرآن مجید میں بتا دیا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (غافر: ۶۰)

''تم دعا کرو (یقین کے ساتھ) میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا''

اس سے بڑا نسخہ کیا ہو سکتا ہے؟ تو دعا کی قبولیت کے لیے دل کے اندر یہ یقین ہو کہ جو مانگ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قبولیتِ دعا کی تین صورتیں

ہاں! قبولیتِ دعا کی تین صورتیں حدیث پاک میں آئی ہیں۔

قبولیت کی پہلی صورت..... من وعن قبول:

کبھی تو انسان نے جو مانگا اللہ نے ویسے ہی پورا کر دیا، جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ دعا قبول ہوئی ہے۔

دوسری صورت..... بہترین متبادل عطا:

کبھی انسان نے اللہ سے مانگا مگر وہ انسان کے لیے بہتر نہ تھا۔ تو اس کے بدلے اللہ نے کوئی بیماری دور کر دی، مصیبت دور کر دی، ذلت سے بچا لیا۔ یہ بھی قبولیت کی ایک صورت ہے یا یہ کہ اللہ رب العزت انسان کو اس سے بہتر چیز عطا فرما دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ اس کی مصلحت کو نہیں سمجھ رہا ہوتا۔

اس کی مثال ایسے ہے کہ بچے نے آپ سے کہا کہ ابو! مجھے دس روپے دیں میں کوئی کھانے کی چیز خریدتا ہوں۔ آپ سوچتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا الا بلا خریدے گا؟ آپ خود اس کو بازار لے جا کر دس روپے کی چیز خرید کر دے دیتے ہیں کہ بیٹا! اچھی چیز کھاؤ۔

اور کئی مرتبہ انسان جو مانگتا ہے وہ اس کے حق میں اچھا نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر: انسان مال مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ ظرف اتنا چھوٹا ہے کہ اگر تھوڑا سا مال بھی ملا تو یہ تکبر کے بول بولے گا، اس کا ایمان ضائع ہو جائے گا، اس لیے اللہ اس کو نہیں دیتے اور اس کے بدلے کوئی بلا اور مصیبت ٹال دیتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچ گیا، او جی! اللہ نے بچا لیا، جی! پتہ نہیں کس دعا

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بدلے اللہ نے اسے بچایا۔ آپ کا بچہ نیچے گرا، سر پہ چوٹ بھی آئی لیکن بچہ ٹھیک رہا، اللہ نے اس کی جان بچائی تو آخر کسی کی تو دعا تھی جو کام آئی۔

تیسری صورت......ذخیرۂ آخرت:

اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہ ہو تو آخری بات: حدیث پاک میں آتا ہے، ہر دعا کو ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے کو بلائیں گے اور فرمائیں گے: میرے بندے! تو نے مجھ سے دعا مانگی اور میں نے دنیا میں تجھے کچھ نہ دیا کیونکہ وہ تیرے لیے بہتر نہیں تھا۔ میں آج تجھے بدلہ دیتا ہوں، اس بندے کو اللہ پاک اتنا بڑا اجر دیں گے کہ وہ حسرت کرے گا: اللہ! دنیا میں میری کوئی دعا بھی قبول نہ ہوتی، میری ہر دعا کا بدلہ مجھے یہاں دے دیا جاتا۔ (المستدرک للحاکم:۱/۴۹۳)

دعا رد ہونے کی صورت:

ہاں! ایک صورت ہے، جس میں انسان کی دعا رد کر دی جاتی ہے اور اسے کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ یہ کہ جب انسان اپنی زبان سے کہنا شروع کر دیتا ہے کہ اللہ ہماری دعا نہیں سنتا، اللہ ہماری دعا قبول نہیں کرتا۔ تو جب زبان پہ یہ شکوہ آ جاتا ہے تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ پھر اللہ اس کی دعا کو پھٹے کپڑے کی طرح اس کے منہ پہ مار دیتے ہیں۔ اس لیے کبھی بھی یہ نہیں کہنا چاہیے کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جب نبی علیہ السلام نے فرما دیا، سچے پیغمبر نے فرما دیا تو پھر اس میں شک کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے؟

”رب“ کے لفظ سے دعا مانگنے میں حکمت:

آپ قرآن مجید پڑھ کر دیکھیے! اکثر دعائیں ”رَبَّنَا“ یا ”رَبِّی“ کے لفظ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

مانگی گئیں۔

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الاعراف:۲۳)

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان:۷۴)

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (آل عمران:۱۴۷)

رَبَّنَا کے لفظ سے کیوں مانگی گئیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ''رب'' وہ ذات ہے جو ہماری ضرورتوں کو پورا کرتی ہے، ہمیں رزق دیتی ہے اور ہمیں پال پوس کر نقطۂ کمال تک پہنچاتی ہے اور تربیت کرتی ہے۔ اس کو ''رب'' کہتے ہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک بچے کی والدہ کا نام ہے فاطمہ۔ اب اس بچے کو جب کوئی تکلیف ہو تو وہ اپنی امی کو پکارے: فاطمہ! فاطمہ! تو ماں کا دل متوجہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہی بچہ اس تکلیف کے عالم میں کہے: امی! امی! تو امی کا لفظ کہنے سے اس کی ماں کتنا ہی مصروف کیوں نہ ہو، وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے آ جائے گی اور بچے کو آ کر اٹھا لے گی۔ اس لیے کہ امی کا مطلب ہے، وہ عورت جو اس بچے کی پرورش، نشوونما، اس کی ضروریات اور دیکھ بھال کرنے کی پابند ہے۔ تو امی کے لفظ میں عجیب مقناطیسیت ہے۔ اور اگر بچہ فاطمہ! فاطمہ! پکارتا رہے تو ماں کی طبیعت متوجہ ہی نہیں ہوتی۔

رب کریم نے بھی یہی فرمایا کہ میرے بندو! تم مجھ سے مانگنا چاہتے ہو تو پھر رب کے نام سے مانگو جو تمہاری پرورش کرنے والا، ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ جب اس طرح سے دعا مانگو گے تو میں پروردگار تمہاری ضرورتوں کو فوراً پورا کر دوں گا۔ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

سوچیے کہ کتنے خوبصورت لفظ سے ہمیں دعا مانگنا سکھایا گیا۔ تو ہم جب بھی دعا مانگیں رب کے لفظ سے دعا مانگا کریں۔

اللہ کو اپنا ضبط نہ دکھائیں:

کئی لوگوں کو دیکھا کہ وہ دعا مانگتے ہوئے اللہ کو اپنی طاقت دکھاتے ہیں۔ مثلاً: ایک صاحب کہنے لگے: او جی! اللہ نے مجھے اتنا دیا ہوا ہے اور یہ بھی نہ دے تو پروا نہیں۔ اس کی بات سن کے مجھ پہ کپکپی طاری ہوئی، پھر میں نے اس کو کہا کہ حاجی صاحب! مہربانی فرمائیں اللہ کو اپنا ضبط نہ دکھائیں، اللہ کے سامنے طاقت نہ دکھائیں۔ پھر آپ کے ساتھ وہ ہوگا کہ دنیا تماشا دیکھے گی۔ تو یہ کہنا کہ یہ بھی اللہ نہ دیتا تو پروا نہیں تھی...... ناں جی ناں! اپنے آپ کو محتاج سمجھ کے مانگیں، اسی کو بندگی کہتے ہیں۔ انسان اپنے آپ کو اللہ کی ہر نعمت کا محتاج سمجھے، چھوٹی سے چھوٹی نعمت کا محتاج سمجھے۔

کئی نوجوانوں کو دیکھا: چند دفعہ دعا مانگی، قبولیت کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تو اللہ سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ او جی! میں تو دعا ہی نہیں مانگتا۔ چنانچہ ایک خاتون نے ٹیلی فون پہ یہ کہا: جی! میں نے بڑی دعائیں مانگیں اس کام کے لیے، اتنے سال مانگیں لیکن قبول نہیں ہوئیں، میں نے تو اب اللہ سے دعا مانگنی ہی چھوڑ دی ہے۔ میں نے سمجھایا کہ خاوند میں اور خدا میں فرق ہوتا ہے، تم خاوند کے ساتھ تو یہ رویہ کر سکتی ہو ناز نخرے کا، مگر اللہ تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ ہیں، اپنی اوقات کو سمجھو! جب ذرا اس کے کان کھلے تو پھر اس کو احساس ہوا کہ اللہ سے ناراض ہونا، یہ آدابِ بندگی کو نہ سمجھنے کے مانند ہے۔ ہم بندے ہیں، ہمیں بندگی ہی سجتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مخلوق کی ایذا سے بچنے کے لیے دعا کیسے کریں؟

ہاں! کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اپنے بعض رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف سے پریشان ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا کہ اگر مخلوق کی طرف سے پریشان ہوں تو بھی انسان اللہ سے گناہوں کی معافی مانگے۔ یوں دعا مانگے کہ یا اللہ! یہ سب میرے اعمال کا نتیجہ ہے، میں حقیقتاً اس سے بھی زیادہ کا مستحق تھا، لیکن آپ مہربانی فرمائیں مجھے اس ایذا سے نجات عطا فرمائیں، یہ آپ کا مجھ پر احسان ہوگا۔ یوں دعا مانگیں کہ یہ جو ہو رہا ہے یہ میری اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے، حقیقت میں میں اس سے زیادہ کا مستحق تھا بس آپ مجھ پر مہربانی فرما دیں۔

ایک بزرگ کے اشعار ہیں: ؎

زندہ کنی عطائے تو
در بکشی فدائے تو
دل شدہ مبتلائے تو
ہر چہ کنی رضائے تو

"آپ مجھے زندہ کریں یہ آپ کی عطا ہے اور آپ مجھے اگر سولی چڑھا دیں تو میں آپ پہ فدا ہوں، اس لیے کہ میرا دل آپ کی محبت میں مبتلا ہے۔ جو آپ میرے ساتھ کریں گے محبوب میں آپ سے راضی ہوں۔"

یوں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرے۔

اصل رکاوٹ ہمارے گناہ ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قوم نے کہا کہ بارش نہیں ہو رہی، بارش کی دعا کیجیے! تو

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فوراً دعا مانگی۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا !...... رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا !...... رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا !

اے اللہ! مغفرت فرما دیجیے، مغفرت فرما دیجیے، مغفرت فرما دیجیے!

قوم نے کہا: عجیب بات ہے! ہم کہہ رہے ہیں کہ بارش کی دعا کر دیجیے اور آپ فرماتے ہیں: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو! جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے راضی ہوتے ہیں تو گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں اور ہر ضرورت کو پورا فرما دیتے ہیں۔ دراصل رکاوٹیں تو ہمارے گناہ بنے ہوتے ہیں، اس لیے ہمیشہ اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو کر عاجزی کے ساتھ دعا مانگیں۔

بددعا سے بچیں:

کوشش کریں کہ زبان سے بددعا کبھی بھی نہ نکلے۔ بعض لوگوں کو دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ بددعائیں دینے لگ جاتے ہیں۔ مثلاً مائیں اولاد کو بددعا دیتی ہیں، بہنیں بھائیوں کو بددعا دیتی ہیں، دوست دوست کو بددعا دیتا ہے۔ بددعا دینا یہ پسندیدہ چیز نہیں ہے، گو جائز ہے۔ نبی ﷺ ہمیشہ دعا دیتے تھے، اپنے ہوں یا غیر ہوں۔

بددعا دو انبیاء سے منقول ہے:

ہاں! قرآن مجید میں دو ایسے انبیا کا تذکرہ ہے کہ جن سے بددعا منقول ہے۔

(۱)......ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جب قوم کے بچوں کو ذبح کیا گیا اور ان پر ظلم کی انتہا کر دی گئی تو انہوں نے دعا مانگی:

﴿رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰی

www.besturdubooks.wordpress.com

يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ﴾ (یونس:۸۸)

''اے اللہ ان کے مال کو تباہ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے تا کہ ایمان نہ لائیں حتی کہ دردناک عذاب دیکھ لیں''

(۲)......اور ایک حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا کی۔ ایک ہزار سال کے قریب اپنی قوم کو دین کی طرف بلاتے رہے:

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَّنَهَارًا﴾ (نوح:۵)

''فرمایا: اے پروردگار! میں اپنی قوم کو دن اور رات بلاتا رہا''

اور قوم پتھر مارتی رہی، بالآخر انہوں نے بددعا مانگی:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا﴾ (نوح:۲۶)

''اے میرے پروردگار! زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا نہ چھوڑ''

نبی علیہ السلام ہمیشہ دعا دیتے تھے:

اور ہمارے نبی علیہ السلام ہمیشہ دعا دیتے تھے۔ حتی کہ جب طائف کے سفر میں کفار نے اتنی ایذا پہنچائی اور فرشتے پوچھنے کے لیے آئے کہ جی آپ حکم دیں تو ہم دو پہاڑوں کو آپس میں ٹکرا کر بستی کو ہی ختم کر دیں، تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں!

((اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ)) (جمع الجوامع، رقم:۴۲۶۲)

''اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ جانتے نہیں''

اللہ سے مانگتے رہیں:

انسان مانگتا رہے اللہ کے در سے۔ حضرت زکریا علیہ السلام اللہ رب العزت سے اولاد کی دعا مانگتے مانگتے بوڑھے ہو گئے۔ قرآن مجید نے اس پر گواہی دی۔ انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ دعا مانگی:

﴿رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا﴾ (مریم:۴)

''اے پروردگار! میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں، اور سفیدی میرے بالوں میں پھیل گئی''

یعنی مانگتے مانگتے، میں اس عمر کو پہنچ گیا کہ بال سفید ہو گئے، ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں۔

﴿وَ لَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا﴾ (مریم:۴)

''اے اللہ! ابھی بھی میں آپ سے دعا مانگنے میں مایوس نہیں ہوں''

اس بڑھاپے میں بھی میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے اولادِ نرینہ عطا فرمائیں گے، پھر اللہ نے دعا قبول فرمالی۔

قبولیت دعا کے چند مواقع

حدیث مبارکہ میں کچھ اوقات بتائے گئے ہیں جن میں دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں۔

○ قرآن مجید کی مشغولیت:

مثال کے طور پر فرمایا: حدیث قدسی ہے:

((يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ وَ ذِكْرِیْ عَنْ مَسْاَلَتِیْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّآئِلِيْنَ)) (کنز العمال، رقم:۲۳۳۴)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بندہ قرآن مجید کی تلاوت میں اتنا مصروف رہے کہ دعا مانگنے کا وقت ہی نہ ملے یا عبادت اور ذکر میں اتنا مصروف رہے کہ اس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دعا مانگنے کی فرصت نہ ملے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ

میں مانگنے والوں سے زیادہ بہتر اس بندے کو بدلہ اور اجر عطا فرما دیتا ہوں اس لیے کہ میری عبادت کی وجہ سے وہ مجھ سے مانگ نہ سکا، اب میں اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہوں۔

○ اجتماعی دعا:

اکٹھے دعا مانگنا جلدی قبول ہونے کی نشانی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

((لَا يَجْتَمِعُ مَلَأٌ فَيَدْعُوْ بَعْضُهُمْ وَ يُؤَمِّنُ الْبَعْضُ اِلَّا اَجَابَهُمُ اللّٰهُ))

(المستدرک للحاکم، رقم: ۵۴۷۸)

مجمع جب دعا مانگتا ہے تو کچھ لوگ دعا مانگتے ہیں باقی اس پر آمین کہتے ہیں تو اللہ رب العزت اس مجمع کی مانگی ہوئی دعا کو قبول فرما لیتے ہیں۔

حدیث پاک میں فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ اِلَى اللّٰهِ حَاجَةٌ فَلْيَدْعُ بِهَا دُبُرَ صَلَاةٍ مَفْرُوْضَةٍ))

(کنز العمال، رقم: ۳۳۸۹)

”جس بندے کو اللہ سے کوئی حاجت ہو، اس کو چاہیے کہ ہر فرض نماز کے بعد اللہ سے دعا مانگے۔“

اس میں قبولیت کی بشارت دی گئی ہے۔

○ دوست کی دعا دوست کے پیچھے:

پھر دوست کی دعا دوست کی پیٹھ پیچھے بھی جلدی قبول ہوتی ہے۔ حدیث مبارکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آتا ہے:

((دُعَاءُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابٌ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ))

(کنز العمال، رقم: ۳۳۱۰)

''مومن کی دعا مومن دوست کی پیٹھ پیچھے اللہ رب العزت قبول کرتے ہیں''

کیوں کہ وہ پیٹھ پیچھے دعا اخلاص کی وجہ سے کر رہا ہوتا ہے اور اخلاص اللہ کو پسند ہے۔

○ ہر چیز اللہ سے مانگیں:

تو ہم اللہ تعالیٰ سے مانگنا سیکھیں۔

حدیث پاک میں فرمایا:

((سَلُوا اللّٰهَ حَوَائِجَكُمْ حَتَّى الْمِلْحِ)) (کنز العمال، رقم: ۳۱۴۱)

''تم اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرو حتیٰ کہ تم نمک بھی اللہ سے مانگو''

یعنی گھر میں نمک کم ہو گیا تو فرمایا کہ نمک بھی اللہ سے مانگو۔

○ تہجد کا وقت:

رات کو تہجد کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ جب دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ))

''رات کا جب آخری تیسرا حصہ رہ جاتا ہے یعنی دو حصے رات گزر گئی اور تیسرا حصہ باقی رہ گیا، اس وقت آسمانِ دنیا پہ اللہ تبارک وتعالیٰ نزول فرماتے ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

آگے فرمایا:

((فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ)) (صحیح البخاری، رقم: ۱۱۴۵)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہے کوئی دعا کرنے والا! جس کی دعا کو میں قبول کروں۔ ہے کوئی مانگنے والا؟ جس کو عطا کروں۔ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا؟ کہ میں اس کے گناہوں کی مغفرت کروں۔"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت کی مانگی ہوئی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔

قبولیتِ دعا کی شرط..... نیکوکاری اور پرہیزگاری:

مگر ہر بندے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس میں شرائط ہیں۔ مثال کے طور پر: جو نیکوکار ہوگا، پرہیزگار ہوگا، اللہ اس کی دعا کو رد نہیں فرمائیں گے۔ حدیث پاک میں ہے۔

((رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ))

(صحیح مسلم، رقم: ۴۷۵۴)

"کتنے پراگندہ حال، دروازوں پر دھتکارے جانے والے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ قسم کھا کر کوئی بات کردیں تو اللہ اس کی قسم کو ضرور پورا کر کے دکھا دے گا"

مگر یہ وہ بندے ہیں جو نیکی تقویٰ کی زندگی گزارنے والے ہیں۔

اور اگر نیکی تقویٰ نہ ہو اور انسان حرام کاموں میں مبتلا ہو، حرام رزق کھاتا ہو، پھر دعا قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

((ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَيَقُولُ يَارَبِّ! يَارَبِّ! وَ مَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَ مَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَ مَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَ غُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ))

(صحیح مسلم، رقم: ۱۶۸۶)

''نبی علیہ السلام نے ایک بندے کا تذکرہ کیا جو لمبا سفر کر کے آیا۔ پراگندہ حال اور غبار آلود فرمایا کہ وہ ہاتھ پھیلاتا ہے اللہ کے سامنے اور کہتا ہے یارب! یارب! مگر اس کا کھانا حرام کا، اس کا پینا حرام کا، اس کا لباس حرام کا، حرام کی غذا اس کو ملی تو اس کی دعا کو کیسے قبول کیا جائے گا؟''

تو معلوم ہوا کہ دعاؤں کی قبولیت کے لیے رزقِ حلال کا ہونا بنیادی شرط ہے۔ دیکھیں! ایک بندہ پراگندہ حال، غبار آلود چہرے والا، جب ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر یہ قسم اٹھا کے بات کرے تو میں اس کی قسم کو پورا کروں گا۔ جبکہ ادھر ایک مسافر بھی ہے، حالانکہ مسافر کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں چونکہ اس کی غذا حرام، رزق حرام، لہٰذا اس بندے کی دعا کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

قبولیت دعا کا اکسیر نسخہ:

دعا کی قبولیت کا ایک آسان نسخہ..... حدیث مبارکہ ہے:

((مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعًا وَّ عِشْرِيْنَ مَرَّةً))

''جو بندہ ہر دن میں ایمان والے مردوں اور عورتوں کے لیے ستائیس مرتبہ استغفار کرے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

ستائیس مرتبہ یہ پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ))

اس میں ان کے لیے استغفار ہے۔ فرمایا:

كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ وَ يُرْزَقُ بِهِمْ اَهْلُ الْاَرْضِ

''یہ وہ بندہ ہے کہ اس کی دعا کو قبول کر لیا جائے گا اور جس کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جائے گا'' (کنز العمال، رقم: ۲۰۶۸)

اب یہ کتنا آسان نسخہ ہے! ہم اس کو فجر کے بعد بھی پڑھ لیا کریں، مغرب کے بعد بھی پڑھ لیا کریں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ دعائیں بھی قبول ہوں گی اور اس کو تو رزق دیں گے ہی اس کی وجہ سے پھر ہم باقیوں کو بھی رزق عطا فرما دیں گے۔

مستجاب الدعوات کی تین صفات

ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

اَلَا تُحِبُّ اَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَقُوْلُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ

''کیا تم ان بندوں میں سے ہونا چاہتے ہو جو کہتے ہیں: اے رب! اے رب!

قَالَ اللّٰهُ لَبَّيْكَ يَا عَبْدِيْ سَلْ تُعْطَ

''تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: اے میرے بندے! بتا، میں حاضر ہوں، مانگو کہ تمہیں عطا کیا جائے۔''

(۱) فَاَطِبْ مَطْعَمَكَ يُجَبْ دَعْوَتُكَ

www.besturdubooks.wordpress.com

"اگر ایسا بننا چاہتے ہو تو اپنے کھانے کو پاکیزہ کر لو، تمہاری دعا کو قبول کر لیا جائے گا۔"

جو رزق رشوت سے، سود سے، جھوٹ کی کمائی سے، غیر شرعی کام کی کمائی سے پاک ہو اس کو رزق حلال کہتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ تم رزق حلال اختیار کرو۔ یہ دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔

(۲) وَ انْصِفْ لِلنَّاسِ مِنْ نَّفْسِكَ

"اور اپنے معاملات جو بندوں کے ساتھ ہیں ان میں انصاف کا معاملہ کرو۔"

ہم لوگوں سے تو اچھائی چاہتے ہیں مگر خود اچھائی نہیں دیتے۔ یہ تو انصاف کا معاملہ نہیں ہے۔ جو خود لینا چاہتے ہیں، وہ دوسروں کو دیں بھی سہی۔

(۳) وَ خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

محبت کے ساتھ، پیار کے ساتھ، ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ! جب تم اپنے اخلاق کو ایسا کر لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیں گے۔

یہاں قبولیت دعا کے لیے تین چیزیں بتائیں، پہلی بات کہ رزق حلال کا اہتمام کریں، دوسری بات کہ ہم اپنے معاملات کو ٹھیک کریں اور تیسری بات کہ دوسرے سے حسن اخلاق سے پیش آئیں۔

اللہ والے بن جاؤ:

ایک اور جگہ علما نے لکھا ہے:

كُنْ رَبَّانِيًّا فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ: يَا رَبِّ! قَالَ اللّٰهُ: لَبَّيْكَ عَبْدِيْ اِسْأَلْ

www.besturdubooks.wordpress.com

نکتہ

"تم اللہ والے بن جاؤ، اس لیے کہ جب تم کہو گے: یا اللہ! تو اللہ فرمائیں گے: میرے بندے! مانگو جو مانگو گے تمہیں دے دیا جائے گا"

تو وہ فرماتے ہیں اس کے لیے دو شرطیں ہیں:

طَاعَةُ اللّٰهِ فِي الْقَوْلِ وَ الْفِعْلِ

قول میں اور فعل میں اللہ کی اطاعت ہو۔

اور دوسرا

فِيْ السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ

"لوگوں کے سامنے بھی انسان نیکی کرے اور تنہائی میں بھی نیکی کرے۔"

جب یہ دو کام ہو گئے تو اللہ تعالیٰ دعاؤں کو رد نہیں کریں گے۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجہ:

آج دعاؤں کے رد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یا تو رزق ٹھیک نہیں ہوتا یا کوئی نہ کوئی گناہ ہوتا ہے، انسان محفل میں کرے یا تنہائی میں کرے، اس گناہ نے دعا کو باندھا ہوا ہوتا ہے۔ پرواز ہی نہیں کرنے دیتا۔ آپ ایک پرندے کو باندھ دیں۔ آپ کے پاس طوطا ہے اس کی ٹانگوں میں آپ ایک رسی باندھ دیں اور پھر کہیں کہ جی اڑتا نہیں، بھئی! اُڑے کیسے؟ پاؤں تو بندھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہم دعاؤں کو گناہوں کی رسی سے باندھ دیتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ جی! دعا قبول نہیں ہوتی۔ بھئی! گناہ ظاہر میں ہوں یا چھپے ہوئے ہوں، یہ انسان کی دعاؤں کو قبول ہونے سے روک دیتے ہیں۔ انسان اگر نیکی کرے تو اللہ رب العزت یقیناً اس کی دعاؤں کو قبول فرمالیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ﴾ (الفرقان: ۷۷)

''آپ کہہ دیجیے! کہ میرا رب تمہاری ذرا بھی پروا نہ کرے گا، اگر تم عبادت نہ کرو گے۔''

اب ہم کہیں کہ

......جی ہم تو صوفی ہیں، توقع رکھیں کہ دعا قبول ہونی چاہیے، اگرچہ گناہ بھی کریں۔

......ہم تو جی دین کے طالب علم ہیں، گناہ بھی کریں اور توقع رکھیں کہ دعا قبول ہونی چاہیے۔

......ہم حاجی صاحب ہیں، گناہ بھی نہ چھوڑیں اور توقع رکھیں کہ دعا قبول ہوگی۔

فرمایا: دعا قبول نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کا بندوں کے ساتھ جو رشتہ ہے وہ نیکی اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔ جو نیکوکار اور پرہیزگار ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے اور جو گناہوں میں پڑے گا، وہ اللہ سے دور ہوگا۔

چاہے تم بڑے سید خاندان کے فرد ہو، بڑے باپ کے بیٹے ہو، چاہے تمہیں بڑا لقب مل گیا۔ فرمایا: نہیں! اللہ بالکل تمہاری پروا نہیں کرے گا جب تک کہ تم عبادت نہ کرو گے۔ عبادت کرو گے تو اللہ کے ہاں دعائیں قبول ہوں گی۔ دعائیں قبول نہ ہونے کی ایک وجہ ہمارے گناہ ہیں۔ ہم گناہوں کو چھوڑ دیں تو اللہ رب العزت ہماری دعاؤں کو قبول فرمالیں گے۔ یہ جو نعمتوں سے محرومی ہوتی ہے، اس کی بنیادی وجہ کہیں نہ کہیں نعمت کی ناقدری یا گناہوں پہ جرأت ہوا کرتی ہے۔

ابتلا میں پڑنے کی ایک قرآنی مثال:

چنانچہ قرآن مجید نے ایک واقعہ بتایا کہ ایک بہت نیک انسان تھے۔ ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

باغات تھے، جب ان کو باغات کی آمدنی ملتی تھی، وہ مساکین کو بلاتے تھے، یتیموں کو بلاتے تھے اور ان پر بھی خوب خرچ کرتے تھے اور بقیہ اپنے گھر بھی خوب لے کے جاتے تھے۔ اس کے باپ کی وفات ہوگئی۔ بچے غفلت کی زندگی گزارنے والے تھے۔ اب جب فصل پک کر تیار ہوگئی تو بچوں نے آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا کہ ہمارا والد تو بہت سادہ طبیعت کا بندہ تھا، وہ تو ایسے ہی پیسہ دوسروں پہ لٹا دیتا تھا، ہم اس مرتبہ ساری فصل گھر لائیں گے۔ ہم خود کھائیں گے اور اپنے آپ پر لگائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ جس دن ہم نے فصل کاٹنے کے لیے جانا ہے، ہم نے کسی کو خبر ہی نہیں ہونے دینی، کوئی وہاں پہنچے ہی نہیں۔ انہوں نے بات کو چھپایا، وہ سمجھے کہ بس رزق ہے، اٹھا کے لے آنا ہے، مسلہ ہی کوئی نہیں۔ جب دل مال پر جمے ہوئے تھے، طبیعتیں اللہ سے غفلت میں تھیں تو پھر اللہ نے بھی ان پر آزمائش بھیج دی۔

چنانچہ صبح صبح اٹھے اور ایک دوسرے کو کہا کہ جلدی کرو بھئی جلدی کرو! ہم فصل اٹھانے کے لیے پہنچیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنا عذاب اس سے پہلے بھیج دیا۔ کوئی بیماری یا کوئی ایسا معاملہ ہوا کہ ان کی ساری فصل ہی ختم ہوگئی۔ جب یہ وہاں پہنچے تو جگہ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم تو راستہ بھول کر آگئے ہیں، یہ تو ہماری جگہ نہیں ہے۔ پھر جب حالات اور قرائن کو دیکھا تو پتہ چلا کہ جگہ تو ہماری ہی ہے لیکن کوئی ایسا معاملہ پیش آیا کہ فصل ساری ختم ہوگئی۔ اب آپس میں باتیں کرنے لگے:

﴿قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝﴾ (القلم: ۲۸۔۳۱)

جو ان میں درمیانہ بھائی تھا۔ وہ بھی انہی کے ساتھ تھا مگر تھوڑی بہت اس میں

خبر تھی۔ کہنے لگا: میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم اللہ کی پاکی بیان کرو، کبریائی بیان کرو! اللہ تعالیٰ تمہیں رزق دیتا ہے اور تم غافل تھے۔ یہ سن کے ان کو محسوس ہوا کہ واقعی ہم تو بہت غافل ہو گئے۔ کہنے لگے: ہمارا پروردگار پاک ہے ہم ہی ظلم کرنے والے ہیں۔

﴿عَسٰی رَبُّنَآ اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ﴾ (القلم: ۳۲)

''ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں اس سے بہتر عطا کر دے، ہم اپنے اللہ کی طرف رغبت کرتے ہیں، رجوع کر لیتے ہیں''

اللہ فرماتے ہیں:

﴿کَذٰلِکَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾ (القلم: ۳۳)

''ایسے عذاب ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی بڑا ہوتا ہے''

جو گناہوں میں پڑتا ہے، اللہ فرماتے ہیں: پھر ہم اس کا یہ انجام کرتے ہیں۔

اس آیت میں مکہ والوں کو پیغام دیا کہ تم نعمتوں کی جو ناقدری کر رہے ہو اور میرے محبوب ﷺ کی مخالفت پہ ڈٹے ہوئے ہو، ہم نے تم سے پہلے والوں کے ساتھ بھی یہ کیا، تم اگر یوں کرو گے تو تمہیں بھی اپنی پکڑ میں لیں گے۔ دنیا میں بھی تمہیں اسی طرح ذلت ملے گی

﴿وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ﴾

''اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے''

ہم کیوں گناہوں کے پیچھے بھاگتے ہیں؟ ہمیں چاہیے کہ ہم سچی توبہ کریں، گناہ کرنے کے لیے جتنا دوڑیں گے، عذاب اس سے تیز ہو کر ہماری طرف آئے گا اور ہمیں پکڑ لے گا۔ عذاب سے اور پریشانی سے بچ نہیں سکتے۔ اس کا ایک ہی طریقہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ ہم اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اللہ کی حمد وثنا بیان کریں، اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں۔

مصیبت سے نکلنے کی قرآنی مثال:

قرآن مجید میں ایک مثال اور بھی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے ایک پیغمبر تھے۔ ایک امتحان میں پھنس گئے، مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اب ذرا سوچیے کہ پانی کا اندھیرا، پھر مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، گویا اندھیروں پر اندھیرے۔ اس مچھلی کے پیٹ میں انہوں نے اللہ سے دعا مانگی:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ (الانبیاء:۸۷)

''اے اللہ! نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، تو پاک ہے اے اللہ! میں ظلم کرنے والا ہوں''

میں گناہگار ہوں، میں خطاکار ہوں۔ کتنی خوبصورت دعا مانگی کہ پہلے اللہ کے سوا ہر معبود کے ہونے کی نفی کی۔ کہ تو ہی ہے معبود حقیقی اور محبوب حقیقی۔ یہ کلمہ اللہ کی رحمت کو متوجہ کرتا ہے۔ جیسے ہی یہ کہا: ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ﴾ تو ساتھ ہی کہا: اللہ! میرا تو تیرے سوا ہے ہی کوئی نہیں۔ تو رحمت متوجہ ہوگئی اور پھر کہا: ﴿سُبْحَانَكَ﴾ ''اللہ! تو پاک ہے'' تو بہت عظیم ہے۔ اس طرح دینے والے کا دل اور زیادہ متوجہ ہوا۔ اور پھر کیا کہا: ﴿إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ ''میرا ہی تو گناہ ہے اور میری ہی تو خطا ہے''۔ جب غیر کی نفی بھی کر لی، اللہ کی عظمت بھی بیان کر لی اور اپنے گناہوں سے معافی بھی مانگ لی تو اللہ نے پھر مہربانی فرمائی کہ مچھلی کے پیٹ سے انہیں باہر نکال دیا۔ ان کو اللہ نے پھر وہی زندگی عطا فرما دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پریشانیوں کے پیٹ سے نکلنے کا نسخہ:

مفسرین نے لکھا ہے کہ کئی مرتبہ انسان کے حالات اس کے لیے مچھلی کا پیٹ بن جاتے ہیں۔ مثلاً کاروبار ہے، بڑھتا ہی نہیں، نقصان پہ نقصان، نقصان پہ نقصان، مچھلی کا پیٹ بن گیا.... نکل ہی نہیں پا رہے۔ بیٹی کی شادی کی، ایسے لوگوں میں پھنس گئے جو بے قدرے نکلے...... مچھلی کا پیٹ بن گیا.... نکل ہی نہیں سکتے۔ انسان کے اپنے دفتر کے حالات ایسے بن جاتے ہیں، کئی الجھنیں بن جاتی ہیں...... یہ بھی مچھلی کا پیٹ۔ تو فرمایا کہ تم بھی اپنی زندگی میں مچھلی کے پیٹ میں جا سکتے ہو۔ مگر تمہارا بچنے کا پھر ایک ہی راستہ ہے کہ تم اللہ کے سامنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اللہ کی عظمت کو بیان کرو، دل سے کہو:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ (الصافات: ۱۴۳-۱۴۴)

''اگر یونس ہماری تسبیح بیان نہ کرتے تو ہم قیامت تک ان کو مچھلی کے پیٹ کے اندر ہی بند رکھتے''

تو ہم اگر اللہ کی حمد بیان نہیں کریں گے تو موت تک ان مچھلیوں کے پیٹوں میں بند رہیں گے۔ ان مچھلیوں کے پیٹوں سے نکلنے کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ اللہ کی عظمت بیان کریں اور اللہ سے اس یقین سے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! آپ ہی یہ کام پورا فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام کی عاجزانہ دعائیں

میدانِ بدر کی دعا:

نبی علیہ السلام نے بدر کی رات دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ)) (صحیح مسلم: ۳۳۰۹)

''اے اللہ! یہ مٹھی بھر لوگ ہیں جو میرے ساتھ ہیں، اگر یہ ہلاک ہو گئے تو زمین پر (قیامت تک) آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔''

اس پر محدثین نے تفصیل لکھی ہے کہ نبی علیہ السلام نے یہ بات کیسے فرما دی؟ تو انہوں نے فرمایا: اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے آپ کو اس جماعت میں شامل کر کے بات کی۔ یہ تھوڑے سے تو لوگ ہیں، اپنے آپ کو ان میں شامل کیا۔ اگر یہ ختم ہو گئے تو پھر قیامت تک آپ کی کون عبادت کرے گا؟ تو بات تو سچ تھی۔ سبحان اللہ! یہ دعا مانگی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خیمے کے باہر دعا سن رہے تھے۔ جب نبی علیہ السلام نے دعا مانگی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خیمے کے اندر گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! بس کر دیجیے! اب اللہ کی مدد اتر کر رہے گی۔ یہ ہوتی ہے دعا کہ سننے والے کا دل گواہی دے کہ اس دعا کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ انسان دعا مانگے تو ایسے یقین کے ساتھ اور ایسی عاجزی کے ساتھ دعا مانگے۔

طائف کے سفر کی دعا:

نبی علیہ السلام کی دو دعائیں سن لیجیے! آپ کتنی عاجزی سے دعا مانگتے ہیں۔ طائف کے سفر سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ

اے اللہ! میں اپنی قوت کی کمی کا اور حیلے کی قلت کا اور ہلکے پن کی شکایت میں آپ کے سامنے ہی کرتا ہوں۔

اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ، اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! آپ ہی تو ارحم الراحمین ہیں۔ آپ ہی تو کمزوروں کے پروردگار ہیں میرے بھی پروردگار آپ ہیں۔

اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ اِلٰى عَدُوٍّ بَعِيْدٍ يَّتَجَهَّمُنِيْ

''اللہ! آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں؟ ایسے دور رہنے والے دشمن کے حوالے کہ جو میرے اوپر سختی کرتا ہے۔''

اَمْ اِلٰى صَدِيْقٍ قَرِيْبٍ كَلَّفْتَهٗ اَمْرِيْ

''یا آپ نے میرے قریبی دوست کو میرے معاملے کا مالک بنا دیا۔''

اِنْ لَّمْ تَكُنْ غَضْبَانًا عَلَيَّ فَلَا اُبَالِيْ

''اللہ! اگر آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں تو مجھے کوئی پروا نہیں۔''

غَيْرَ اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ لِيْ

''لیکن آپ کی عافیت میرے لیے زیادہ وسعت رکھتی ہے۔''

اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ

''اے اللہ! میں آپ کے چہرے کے اس نور کے طفیل مانگتا ہوں جس سے سب ظلمتیں روشن ہو گئیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

وَصَلُحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام سنور گئے۔

أَنْ يَنْزِلَ بِيْ غَضَبُكَ أَوْ يَحِلَّ بِيْ سَخَطُكَ

''میں پناہ مانگتا ہوں کہ آپ کا غضب مجھ پر ہو، یا آپ کا غصہ میرے اوپر جائز ہو۔''

لَكَ الْعُتْبَى حَتّٰى تَرْضٰى

اے اللہ! آپ کو اس وقت تک منانا ضروری ہے، جب تک کہ آپ راضی نہیں ہو جاتے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ (مرقاۃ:۱۶۰-۱۶۱)

کیا خوبصورت دعا مانگی!

ایک اور عجیب دعا:

نبی علیہ السلام نے ایک اور دعا مانگی، دیکھیے!

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ

''اے اللہ! میں آپ کا بندہ ہوں۔''

وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ

''آپ کے بندے کا بیٹا ہوں اور آپ کی بندی کا بیٹا ہوں۔''

یہ واسطے کیوں دیے جا رہے ہیں؟ بتانا یہ چاہ رہے ہیں کہ اللہ! میرے باپ بھی کلمہ گو تھے اور آپ کے در پہ جھکا کرتے تھے، میری ماں بھی کلمہ گو تھی اور مصلے پہ آپ کے سامنے دامن پھیلاتی تھی۔ اے اللہ! میں آپ کا نسلی غلام ہوں۔ میرے ماں باپ بھی آپ کے در کے سائل تھے، آپ کے در کے منگتے تھے۔ اللہ! میں ان کا بچہ، ان کا

بیٹا ہوں۔ میں بھی ان کی طرح آپ کے در کا منگتا ہوں۔ اور اے اللہ! جو نسلی خادم ہوتے ہیں، ان کا دنیا دار بھی لحاظ کر لیتے ہیں کہ یہ ہمارے نسلی غلام ہیں۔ سبحان اللہ۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے کیا خوبصورت بات کہی! عاجزی کی انتہا دکھا دی۔ آگے فرمایا:

نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ

اللہ! میری پیشانی آپ کے قبضے میں ہے۔ میرے بارے میں تیرا حکم صادر ہو چکا، اتنہ تیری تقدیر کا باب میرے بارے میں جو بھی ہے وہ حق ہے۔

اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ

"اللہ! میں تیرے ہر نام کے صدقے تجھ سے دعا مانگتا ہوں، جس نام کو آپ نے اپنے لیے پسند کیا"

اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ ، اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ

یا مخلوق میں سے کسی ایک کو اپنا نام بتایا۔ یا جس کو اپنے کسی کتاب میں نازل کیا اور آپ نے کسی کو وہ نام نہیں بتایا آپ جانتے ہیں۔

اے اللہ! میں آپ کے اس نام کی برکت سے بھی آپ سے دعا مانگتا ہوں۔

اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَ جَلَاءَ حُزْنِيْ وَ ذَهَابَ هَمِّيْ (مسند احمد، رقم:۳۳۱۸)

اللہ کے حبیب ﷺ نے امت کو کیا خوبصورت دعائیں بتائی ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی مستجاب الدعوات بندوں میں شامل فرمائے، پریشانیوں سے محفوظ فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے جو مانگا ہمیں بھی عطا فرمائے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (البقرة:١٢٢)

تعمیر مسجد کی اہمیت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
تاریخ: 29 مارچ 2012ء بروز جمعرات، ۶ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ
موقع و مقام: افتتاح مرکز سکون نزد موٹر وے ٹول پلازہ راولپنڈی

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

مسجد کی تعمیر عام گھروں کی نسبت بہتر ہونی چاہیے۔ اگر لوگوں کے گھر کچے ہوں تو ہم مسجد پکی اینٹوں کی بنائیں۔ اللہ کا گھر ہے، خوبصورت ہونا چاہیے۔ اگر لوگوں کے گھر پکی اینٹوں کے ہوں تو ہم مسجد کے اندر پلاسٹر لگائیں۔ اور اگر گھر پلاسٹر کے بنے ہیں تو پھر ہم مسجد کے اندر ماربل بھی لگائیں، چپس بھی لگوائیں۔ اور اگر گھر بھی محلات کی طرح بنے ہوئے ہیں۔ تو پھر یہ تو شہنشاہ حقیقی کا گھر ہے اس کو اس سے بھی بہتر اور اونچا بناؤ، قرآن مجید میں اس بات کا حکم ہے:

﴿فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ﴾ (النور:۳۶)

"یہ گھر ہیں جن کو اونچا بنانے کا اللہ نے حکم فرمایا"

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تعمیر مسجد کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
﴿وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ (البقرة:۱۲۷)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مسجد کی ابتدا کا وقت...... یادگار وقت:

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت نے بیت اللہ کی تعمیر کا نقشہ کھینچا ہے۔ جس جگہ ہم آج یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اس جگہ ایک مسجد بنے گی، اسی مناسبت سے عاجز نے یہ آیت تلاوت کی ہے۔ مسجد کی تعمیر کا وقت قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے، یاد رکھنے کا وقت ہوتا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ﴾

''اور یاد کرو اس وقت کو جب ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام میرے گھر کی بنیادوں کو اٹھا رہے تھے''

تو معلوم ہوا جو مسجد بننے کا وقت ہوتا ہے وہ یادگار وقت ہوتا ہے۔ ورنہ تو انداز کلام مختلف بھی ہوسکتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آیتِ کریمہ کے تین سبق

اس آیتِ مبارکہ میں ہمارے لیے بہت سے سبق موجود ہیں۔

(۱) کام کی نسبت بڑوں کی طرف ہی کرنی چاہیے:

پہلا سبق تو یہ کہ کام کرنے والے ابراہیم علیہ السلام تو تھے ہی مگر اسمٰعیل علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ دستور یہ ہے کہ جوان بوڑھوں کی نسبت زیادہ کام کرتے ہیں، چونکہ ان کے جسم میں طاقت ہوتی ہے مگر ربِ کریم نے اس آیت میں ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ پہلے کیا۔ چنانچہ قیامت تک یہ دستور رہے گا کہ کسی بھی جگہ پر کوئی ادارہ یا مسجد بنانے میں کچھ لوگ شامل ہوں، خواہ اس میں بچے شامل ہوں، جوان یا بوڑھے، کریڈٹ ہمیشہ بوڑھوں کو دیا جائے گا۔ اگرچہ کام جوان زیادہ کریں گے، مگر وہ اللہ کی رضا کے لیے کریں گے تو اجر پائیں گے۔ تذکرہ جب بھی ہوگا بڑوں کا ہوگا۔

اسی لیے آپ دیکھیں، جہاں یہ بحث چل پڑے کہ نوجوان کہیں کہ کام ہم زیادہ کرتے ہیں، لہٰذا کمیٹی کا صدر ہم نے بننا ہے تو برکت ہی اٹھ جاتی ہے۔ اس لیے کہ وہ قرآنی ترتیب کے خلاف کر رہے ہوتے ہیں۔ قرآنی ترتیب تو یہ ہے کہ جس جگہ چھوٹے بڑے مل کر حصہ لے رہے ہوں، ہمیشہ فضیلت بڑوں کو دی جائے گی۔ جو کام ان کی دعاؤں سے ہو سکتا ہے وہ نوجوانوں کی محنتوں سے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔ عقل کہتی ہے: رات کو تو کام بند ہوتا ہے، مزدور چھٹی کر جاتے ہیں اور کام بھی کریں تو رات کی شفٹ میں تو کام پورا نہیں ہوتا، دن کی شفٹ میں زیادہ ہوتا ہے، مگر یہاں کہا گیا دن دگنی رات چوگنی...... یہ بات کیوں؟ تو علما نے اس کا جواب دیا کہ چونکہ انسان دن میں محنت کرتا ہے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

محنت کے اوپر اگر دگنی برکت آتی ہے تو رات کو جب اللہ کے سامنے دامن پھیلا کر دعائیں مانگتا ہے تو اللہ کی مدد شامل ہوتی ہے اور ترقی کی رفتار چار گنا ہو جاتی ہے، لہٰذا اگرچہ چھوٹے بڑے مل کر حصہ لیتے ہیں، مگر بڑوں کی دعائیں اللہ کے ہاں بڑی قدر والی ہوتی ہیں۔

(۲) غیر ضروری تفصیلات سے گریز:

اس آیت میں اللہ کا گھر بنانے کا ذکر کیا، لیکن کوئی تفصیل نہیں بتائی کہ میرا گھر بن رہا تھا، کس جگہ پر تھا؟ کتنا سائز تھا؟ غیر ضروری تفصیلات کو چھوڑ دیا، مطلب کی بات کی، کام سے کام رکھا۔ اس میں ہمارے لیے سبق ہے۔ ہم اپنی بات چیت میں کئی دفعہ چھوٹی چیزوں کو بہت بڑا بنا کر پیش کر دیتے ہیں، ایسی تفصیلات میں چلے جاتے ہیں جن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مقاصد اور مطالب کی طرف نظر نہیں ہوتی۔ اس چیز سے احتراز کرنا چاہیے۔

(۳) عمل کا مدار قبولیت پر ہے:

تو اتنی بات کر کے کہ "یاد کرو اس وقت کو جب میرے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام میرے گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے"۔ فرمایا کہ اس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾ اللہ اس کو ہماری طرف سے قبول فرمائیے۔ یہاں ایک نکتہ سمجھا دیا کہ تم کام چھوٹا کرو یا بڑا کرو، معمولی نوعیت کا کرو یا قیمتی نوعیت کا، اگر اللہ نے اس کو قبول نہ کیا تو تمہاری محنتیں کس کام کی۔ اس لیے مسجد بناتے ہوئے غیر ضروری باتوں کی طرف دھیان مت دو۔ اللہ سے قبولیت مانگو: اللہ! اس جگہ سے مقبول بندوں کی جماعت کو کھڑا کر دیجیے۔ اس جگہ سے علم کے نور کو پھیلا دیجیے۔ یہ قبولیت اللہ سے مانگی ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اہمیت کی حامل دعائیں

اب ایک بندہ کام بھی کر رہا ہے۔ اور وہ غم سے بھرا ہوا ہے اور دعائیں کر رہا ہے کہ اللہ! بس قبول کر لے، بس قبول کر لے، تو ایسے بندے کی دعا اللہ کے ہاں قبول ہوتی ہے۔ دنیا کا دستور ہے کہ جب مزدور مزدوری کرتا ہے تو اسے اجرت ملتی ہے۔ اللہ کے ہاں بھی یہی دستور ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام نے بیت اللہ کو بنایا تو رب کریم نے ان کو انعام دیا۔ بیت اللہ کے بنانے پر قبولیت تو وہ پہلے ہی مانگ رہے تھے، چنانچہ اس وقت انہوں نے چند دعائیں مانگیں جو بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

(۱) دعا میں اپنے آپ کو شامل کرنا:

پہلی دعا انہوں نے یہ مانگی:

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ﴾

"اے پروردگار! ہمیں مسلمان بنا"

باپ اور بیٹا یہ دو حضرات بنانے والے تھے، لہٰذا دعا مانگتے ہوئے تثنیہ کا صیغہ استعمال کیا۔ اے اللہ! ہم (دونوں) کو پکا مسلمان بنا دیجیے۔ معلوم ہوا کہ دعا میں اپنے آپ کو پہلے شامل کرنا چاہیے۔ مسجد بنانے والے یہ تو چاہتے ہیں کہ سب آنے والے نیک بنیں، لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ چراغ تلے اندھیرا ہوتا ہے، اپنے آپ کو شامل نہیں کرتے۔ جبکہ سنت نبوی ﷺ یہی ہے کہ ایسے خیر کے کام میں اپنے آپ کو شامل کیا جائے۔ لوگ نیک بنیں تو کیا ہمارے لیے نیک بننا ضروری نہیں ہے؟ مصلح بننا بہت اچھی بات ہے مگر صالح بھی تو بنیں۔ تو بات اپنے سے شروع

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے بدر کے میدان میں، کفار کی جماعت کو دیکھ کر دعا مانگی تھی: اے اللہ!

((اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ)) (صحیح مسلم، رقم: ۳۳۰۹)

''اے اللہ! اگر آج یہ صحابہ کی جماعت ہلاک کر دی گئی تو قیامت تک تیری عبادت نہیں کی جائے گی''

اے اللہ! میں یہ مٹھی بھر لوگوں کی جماعت تیرے راستے میں لے کر نکل آیا ہوں، اگر یہ لوگ آج ہلاک کر دیے گئے تو پھر قیامت تک تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ اس پر علما نے تفصیل لکھی ہے کہ اس کا کیا مطلب کہ اگر ۳۱۳ آدمی شہید ہو جاتے تو پھر قیامت تک اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جب نبی علیہ السلام دعا کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے آپ کو اس جماعت میں شامل کر کے بات کی تھی۔ اور واقعی اگر بشمول نبی ﷺ سب شہید ہو جاتے تو قیامت تک اللہ کا نام لینے والا کوئی دنیا میں نہ ہوتا۔

تو یہاں سے مزاج نبوی کا پتہ چلا کہ خیر کے کاموں میں صرف لوگوں کو نہیں کہنا ہوتا، خود بھی شامل ہونا ہوتا ہے۔ اس لیے ہمارے مشائخ جب مساجد بناتے تھے تو لوگ بھی اس میں حصہ لیتے تھے اور وہ خود اپنا حصہ بھی ڈالتے تھے۔ بعض بزرگوں کی عورتوں نے زیورات بیچے اور بنیاد وہاں سے شروع کی۔

نبی ﷺ نے یہ دعا مانگی تو اس دعا کو اپنی ذات سے شروع کیا کہ اللہ ہم دونوں کو پکا مسلمان بنا دیجیے۔ ہم ذرا غور کریں کہ کیا ہم نے کبھی یہ دعا مانگی۔ ہم تو اگر دعا بھی مانگتے ہیں تو دنیا کی کہ اللہ! بیٹے کو نوکری مل جائے، بیٹی کو اچھا رشتہ مل جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی بچے کے لیے گھر تعمیر ہو جائے، گاڑی مل جائے، نوکری اچھی ہو جائے، دنیا کے کاموں کی دعا مانگتے ہیں۔ اور اگر نیک بننے کی دعا مانگیں تو یہی دعا مانگتی ہے کہ اے اللہ! ہماری اولاد کو نیک بنا دے، جبکہ اپنی نیکی کے لیے اس سے پہلے دعا مانگنے کی ضرورت ہے۔ تو آج ہم اس کو ایک پوائنٹ بنائیں کہ ہم نے جب دعا کرنی ہے تو اپنے آپ سے اس کی ابتدا کرنی ہے کہ ہم نیک بنیں۔

(۲) دعا میں اقارب کو شامل کرنا:

پھر آگے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لیے دعا مانگ کر کام ختم نہیں کیا۔ اپنے عزیز و اقارب کے لیے بھی دعا کی:

﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ﴾

''اے اللہ! اگر آپ (مسلمان جماعت) بنا دیجیے''

تو اپنے لیے بھی دعا مانگی، آنے والی نسلوں کے لیے بھی دعا مانگی۔ یہ بڑوں کی دعائیں ہوتی ہیں جو مسجدوں کے اندر دین کی محنت جاری و ساری ہو جاتی ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ جس بندے کا اخلاص اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ آنے والی چالیس نسلوں تک ایمان کے جاری ہونے کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔ تو دعاؤں میں اولاد کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔

نیک اولاد کا غم ایک فطری غم:

یہ ذہن میں رکھیں کہ اولاد کا نیک ہونا یہ ایک فطری غم ہے، یہ ہر کسی کو ہوتا ہے۔ یہ غم ماں کو بھی ہوتا ہے اور باپ کو بھی ہوتا ہے۔ دونوں فکرمند ہوتے ہیں کہ ہونے والی اولاد نیک بنے۔ نبی علیہ السلام نے امت پر یہ احسان فرمایا اور ان کو یہ نکتہ سمجھایا کہ جب تم

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی بیوی سے ہم بستری کرو تو اس وقت یہ دعا مانگو۔

((اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَ جَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا))

(بخاری شریف: ۳۲۳)

''اے اللہ! ہماری بھی شیطان سے حفاظت فرما اور ہماری ہونے والی اولاد کی بھی شیطان سے حفاظت فرما''

حالانکہ ابھی بنیاد پڑ رہی ہے، ابھی امید لگ رہی ہے اور اسی وقت سے ماں باپ کے دل میں یہ فکر ہے کہ ہونے والی اولاد نیک بن جائے۔ آج کتنے لوگ ہیں جن کو یہ دعا یاد ہے یا وہ پڑھتے ہیں؟ جب بنیاد ہی وہ غلط رکھ لیتے ہیں تو بعد میں اولاد کے نیک نہ بننے کے شکوے کس بات کے؟ تو دیکھیے! ابھی بچہ ماں کے پیٹ میں ہے اور ماں کو فکر ہوتی ہے۔

ماں کا غم:

چنانچہ عمران علیہ السلام کی زوجہ حاملہ ہیں۔ انہیں نہیں پتہ کہ بیٹا ہوگا یا بیٹی ہوگی مگر وہ دعا مانگتی ہیں:

﴿رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ﴾

(آل عمران: ۳۵)

''اے اللہ! جو میرے بطن میں ہے، میں نے اسے آپ کے دین کے لیے وقف کر دیا، اللہ! تو اسے قبول کر لے۔''

اب اس ماں کے عاجزانہ ہاتھ اٹھ رہے ہیں۔ ابھی تو بچہ وجود میں بھی نہیں آیا، دنیا کے اندر نہیں آیا، ماں کے پیٹ میں ہی ابھی بن رہا ہے مگر اس کے لیے دعا مانگ رہی ہیں۔ آج کتنی عورتیں ہیں جو حمل کے دوران یہ دعائیں مانگتی ہیں؟ جب حاملہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر گانے سنے گی، سکرین پر تھرکتے جسموں کو دیکھے گی، تو کیا اس کے پیٹ سے اولیا پیدا ہوں گے؟

شریعت نے کہا کہ اگر عورت حاملہ ہو تو خاوند کو چاہیے کہ وہ اس کو بلا وجہ بغیر کسی ضروری شرعی وجہ کے ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے۔ کیوں؟ عورت غمزدہ ہوگی اور ڈپریشن میں چلی جائے گی تو اس ڈپریشن کا اثر ہونے والے بچے پر پڑے گا۔ حاملہ عورت کا اتنا خیال کرنے کا حکم دیا گیا کہ بچے پر اثر نہ پڑے۔ فقہا نے کہا کہ عورت اگر اچھی سوچیں سوچے تو ہونے والے بچے کی شخصیت اعلیٰ ہوتی ہے۔ اور اگر گناہوں بھری سوچیں رکھے تو ہونے والے بچے پر بھی اس کے اثرات ہوتے ہیں اور وہ بدکار طبیعت کا بچہ ہوتا ہے۔ اس لیے آج دنیا کے ڈاکٹروں نے بھی ان باتوں کی تصدیق کی، چنانچہ حمل کے دوران جو عورت خوب دودھ پیے تو ہونے والا بچہ صحت مند بھی ہوتا ہے اور سفید رنگ کا خوبصورت بھی ہوتا ہے۔ تو حاملہ عورت بھی بچے کے لیے فکرمند ہے۔ جب دوران حمل بچے کے لیے ماں فکرمند ہے تو جس وقت ولادت ہوگئی تو پھر کتنی فکر ہوگی۔ کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ ماں کا دل اولاد کے لیے کتنا تڑپ رہا ہوتا ہے؟

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ اپنے اپنے نصیب ہوتے ہیں، اولاد جب بگڑ جاتی ہے تو ڈانٹ ڈپٹ ماں کی ہو رہی ہوتی ہے۔ اب اس بیچاری نے تو بچے کو نہیں کہا کہ برے بنو۔ وہ تو سمجھاتی رہی، کہتی رہی، مگر ماحول کا اثر ہو گیا یا بچہ ہی ایسا نکلا۔ اب ادھر سے خاوند طعنے دے رہا ہوتا ہے کہ تو نے تربیت صحیح نہیں کی۔ اُدھر سے اولاد کی بدحالی پر دل رو رہا ہوتا ہے۔ تو عورت کو یہ غم کتنا ہوتا ہے، شاید مرد اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ماں کی آنکھ سے نکلے ہوئے غم کے ایک آنسو کا بھی بڑا مقام ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

باپ کا غم:

اب یہ فکر ماں کو بھی ہے اور باپ کو بھی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثال قرآن مجید میں دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بارہ بیٹے عطا کیے تھے، وہ ان کے لیے فکر مند رہتے تھے، ان کو سمجھاتے رہتے تھے، ان کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ اولاد ان کا دل دکھاتی تھی وہ دعائیں کرتے تھے۔

﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ (یوسف:۱۸)

"میں صبر کرتا ہوں اور اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو۔"

بہت غم زدہ ہوتے تھے تو وہ کہتے تھے:

﴿إِنَّمَا أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف:۸۶)

"میں تو اپنی پریشانی اور غم کا اظہار اللہ ہی کے سامنے کرتا ہوں"

حتیٰ کہ اولاد کے کرتوت جب کھلے کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا۔ تو فرمانے لگے:

﴿سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ﴾

"میں تمہارے لیے اللہ سے استغفار کروں گا۔"

تو باپ کا کردار دیکھیے: قرآن کی روشنی میں کہ بچوں کو سمجھا بھی رہا ہوتا ہے، اور ان کے نیک بننے کی اللہ سے دعائیں بھی مانگ رہا ہوتا ہے۔ پھر بچے بدکاریاں کرتے ہیں تو صبر بھی کر رہا ہوتا ہے۔ جبر سے کام نہیں چلتا..... فقط دو جوتے لگا دینے سے کام نہیں چلتا..... مار سے کام نہیں چلتا، پیار سے کام چلتا ہے۔ بچے کو محبت دیجیے، پیار دیجیے۔ اس لیے کہ بچے موم کی طرح ہوتے ہیں۔ جس سانچے میں ان کو ڈال

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا جائے وہ اسی سانچے میں ڈھل جاتے ہیں۔ یہ اولاد کے نیک بننے کا غم باپ کے سر پر پوری زندگی سوار رہتا ہے۔

اب ذرا ایک مثال سن لیجیے! ایک بچہ اپنے باپ کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے جاتا ہے اور عمر ابھی اس کی تین سال ہے۔ تین سال کے بچے نے نماز یاد کر لی، ہم نے تین سال کے بچے کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اب وہ تین سال کا بچہ یا پانچ سال کا بچہ اس معصوم سی عمر میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے، تو اس دعا میں وہ اللہ سے کیا مانگتا ہے۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ﴾ (ابراہیم: ۴۰)

''اللہ! مجھے بھی نماز کا پابند بنا دے اور میری اولاد کو بھی نماز کا پابند بنا دے''

اب اس پانچ سال کے بچے کی اولاد تو نہیں ہے، دور دور تک اس کی اولاد ہونے کا نشان بھی نہیں ہے۔ یہ تو ابھی پھلے پھولے گا جوان ہوگا، پھر شادی ہوگی، پھر اولاد ہوگی مگر یہ پانچ سال کی عمر میں دعا کر رہا ہے۔ کیوں یہ حکم دیا گیا؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں موجود ہے کہ آنے والے وقت میں اس بچے کی اولاد ہوگی، مگر اس ہونے والی اولاد کے لیے اس بچے کی زبان سے دعائیں پانچ سال کی عمر میں منگوانی شروع کر دیں۔ تم معصوم زبان سے ہونے والی اولادوں کے لیے دعائیں مانگو، ہم تمہاری اپنے وقت میں ہونے والی اولاد کو نیک بنا دیں گے۔

باپ کو یہ غم بچپن سے شروع ہوتا ہے اور جب تک جسم میں جان ہوتی ہے، یہ غم موجود رہتا ہے۔ چنانچہ یعقوب علیہ السلام کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ﴾ (البقرۃ: ۱۳۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

”کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب علیہ السلام کو موت آنے لگی، اس وقت انہوں نے کہا: میرے بیٹو! تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟“

اس موت کے وقت بھی وہ اپنے بچوں کو بلاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: میرے بیٹو! تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ تو موت تک اولاد کا غم رہتا ہے۔ اِدھر مر رہے ہیں اور اُدھر اولاد کا غم ہے، اس وقت بھی توحید کی تعلیم دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: آپ کا جو خدا ہے، جو تصور آپ نے دیا ہم اسی کی عبادت کریں گے، ہم شرک سے بچیں گے۔ اب اطمینان ہو گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اولاد کا غم بچپن سے لے کر مرنے تک انسان کے دل میں موجود ہوتا ہے۔

اعمالِ صالحہ کی توفیق کی دعا:

تو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لیے بھی دعا مانگی اور آنے والی اولادوں کے لیے بھی دعا مانگی اور پھر یہ کہا:

﴿وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾

(البقرۃ:۱۲۸)

”ہمیں حج کا طریقہ سکھا دیجیے اور ہماری توبہ کو قبول فرمائیے! بے شک آپ معاف کرنے والے مہربان ہیں۔“

اللہ سے دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس بیت اللہ میں مناسکِ حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

یادگار وقت میں یادگار دعا:

ابراہیم علیہ السلام محرمِ راز تھے وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ مزدور جب

www.besturdubooks.wordpress.com

مزدوری کرتا ہے تو کام مکمل کرنے پر اسے اجرت ملا کرتی ہے۔ اس لیے اس وقت جو میں مانگ رہا ہوں وہ پورا ہوگا۔ واقعی ہم نے گھروں میں دیکھا ہے ہم جیسا کوئی عام آدمی بھی گھر میں کوئی ایئر کنڈیشنر کا کام کرواتا ہے تو پہلے مکینک سے پیسے طے کرتے ہیں کہ کتنے پیسے لو گے؟ وہ جو پیسے بتاتا ہے وہ کچھ مناسب لگتے ہیں تو پھر کام کرواتے ہیں، لیکن جو امیر لوگ ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں الیکٹریشن کو لاؤ کام ٹھیک کرے جو پیسے کہے گا دے دیں گے۔ تو اگر امیر بندے کا رسپانس یہ ہے کہ جو کہے گا دے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو پھر مالک الملک ہیں۔ اگر کسی نے اس احکم الحاکمین کا گھر بنایا تو وہ اس سے مزدوری تھوڑی مقرر کریں گے، وہ کہیں گے مانگ کیا مانگتا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام چونکہ اللہ کے پیغمبر تھے، انہیں پتہ تھا کہ یہ مانگنے کا اور ملنے کا وقت ہے، تو انہوں نے مانگا اور دل کھول کر مانگا کہ اللہ! آپ نے قبولیت کا اظہار فرمادیا میں بھی وہ نعمت مانگوں گا جو تیرے خزانے میں صرف ایک ہے، دوسری ایسی ہے ہی نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں: میرے ابراہیم! میرے خزانوں کا تو کوئی حد و حساب ہی نہیں..... کہتے ہو میرے خزانے میں بھی ایک ہے؟ ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں جی! میں وہ نعمت مانگتا ہوں۔ یہ عام بندے کی دعا نہیں، یہ محرم راز، اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کی دعا ہے جو اس کی عظمت کو جانتا ہے، اس کے خزانوں کو جانتا ہے۔ انہوں نے مانگنے کی بھی انتہا کردی۔ اچھا میرے ابراہیم علیہ السلام! مانگو کیا مانگتے ہو؟ فرماتے ہیں: میں آپ سے دنیا کا مال و منال نہیں مانگتا، میں دنیا کا فضل و کمال نہیں مانگتا، اللہ! میں آپ سے فقط آمنہ کا لال مانگتا ہوں۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ﴾

''اے اللہ! ان میں رسول کو بھیج دیجیے''

www.besturdubooks.wordpress.com

..... اللہ! مسجد میں نے بنادی، عبادت سکھانے والے کو بھیج دیجیے۔

..... مدرسہ میں نے بنادیا، علم سکھانے والے کو بھیج دیجیے۔

..... تیرا گھر میں نے بنادیا اس گھر کو آباد کرنے کے لیے محبوب علیہ السلام کو بھیج دیجیے۔

ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی اور وہ قبول ہوئی۔ چنانچہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت بن کر دنیا میں آیا ہوں"۔

ہم بھی دعا کریں:

ہم بھی اللہ سے دعا مانگیں: اللہ! ہماری اولادوں کو نیک بنادیجیے! جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل میں نبی ﷺ کی بعثت کے لیے دعا مانگی ہم بھی تو دعا مانگ سکتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے صدقے آپ نے نبی ﷺ کو دنیا میں بھیجا، میں عاجز مسکین یہ دعا کرتا ہوں میری آنے والی نسلوں میں:

..... کوئی وقت کا ولی پیدا کردیجیے!

..... کوئی وقت کا مجدد پیدا کردیجیے!

..... کوئی اپنا عاشق پیدا کردیجیے!

یہ مسجد بنانے کا وقت یادگار وقت ہوتا ہے۔ ہم بھی آج ایسی قبولیت دعا کے وقت میں یہاں پر موجود ہیں۔

مسجد اللہ کا گھر

اللہ نے مسجد کو بیت اللہ یعنی اپنا گھر کہا:

﴿وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ﴾

(البقرۃ:۱۲۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

''بیتی'' کا مطلب ہوتا ہے میرا گھر۔ یہ جو میرے کی نسبت تھی، اس نے بیت اللہ کی عظمت کو چار چاند لگا دیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرا گھر۔ جب وہ احکم الحاکمین، وہ پروردگارِ عالم فرمائے کہ یہ میرا گھر ہے تو پھر سوچیے! بات کہاں پہنچتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے بیتی کا لفظ کہہ کر اپنے گھر کو عزت دے دی کہ یہ میرا گھر ہے۔ چنانچہ نسبت سے عزت مل جاتی ہے۔

دو اینٹیں ایک ہی بھٹے میں بنیں، ایک کوالٹی کی ہیں، دونوں کی قیمت بھی ایک جیسی ہے۔ آپ نے خریدا اور ان میں سے ایک کو بیت الخلا میں لگا دیا، دوسری کو مسجد میں لگا دیا، جس کو بیت الخلا میں لگایا اس کے اوپر آپ ننگا پاؤں رکھنا پسند نہیں کرتے اور جس کو آپ نے مسجد میں لگایا اس کے اوپر اپنی پیشانی کو ٹیکتے ہیں۔ نسبت نے عزت بڑھا دی۔ تو ''بیتی'' کے لفظ نے بیت اللہ کو ایک شان عطا کر دی۔

مساجد..... بیت اللہ کی بیٹیاں:

ساری دنیا میں جو مسجدیں ہیں یہ

بیت اللہ کی شاخیں ہیں۔

بیت اللہ کی شعاعیں ہیں۔

بیت اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

جہاں بھی مسجد بن رہی ہے، یہ بیت اللہ کی بیٹی بن رہی ہے، بیت اللہ کی شاخ بن رہی ہے۔ تو مسجد کو پھر ایک عزت مل گئی۔ اسی لیے جب قیامت آئے گی اور بیت اللہ کو بلایا جائے گا تو دنیا میں جتنی بھی مساجد کی زمین ہوگی، ان سب کو بیت اللہ کی زمین کے اندر اکٹھا کر کے اٹھائیں گے اور جنت کا حصہ بنا دیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مسجد مسلمانوں کا محور و مرکز:

اس لیے لوگوں کی زندگیوں میں مسجد کو ایک محور اور مرکز کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ مومن کی زندگی مسجد کے اعمال کے گرد گھوم رہی ہوتی ہے، کافر کی زندگی پیٹ کے گرد گھوم رہی ہوتی ہے۔ کھانے کا چکر...... دنیا میں انجوائے کرنے کا چکر۔ اس لیے ہمارے اسلاف جب کہیں جا کر بسنا چاہتے تھے تو مسجد پہلے بناتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ مجھے ذرا سروے کر کے ایسی جگہ بتائیں جہاں میں مسلمانوں کی طاقت اور حفاظت کے لیے ایک چھاؤنی بنا سکوں مگر شرط یہ ہے کہ اس جگہ اور مدینے کے درمیان کوئی دریا حائل نہیں ہونا چاہیے۔

چنانچہ اس وقت کے جو اہل رائے تھے انہوں نے بتایا کہ جی! کوفہ ایسی جگہ ہے جہاں پر آپ مسلمانوں کی چھاؤنی بنا سکتے ہیں۔ یہاں رہتے ہوئے ہم اسلامی سرحدوں کی حفاظت اچھے طریقے سے کر سکتے ہیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ڈیزائن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ یہ شہر **Plawned** (منصوبہ بندی کے تحت بنایا گیا) شہر تھا جو بنایا گیا۔ شہر کے سنٹر میں مسجد بنائی گئی۔ یہ نیوکلیس ہے مسلمانوں کے لیے، جیسے نیوکلیس کے اندر الیکٹران گھوم رہے ہوتے ہیں، اسی طرح مسجد مسلمانوں کا سنٹر ہے اور مسلمانوں کے اعمال اس کے گرد گھومتے ہیں۔ مسجد بن گئی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ مسجد کے بالکل پڑوس میں جو سادات ہیں، سید گھرانے کے لوگ ہیں، جن کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پکی نسبت ہے، ان کے گھر بنا دیے جائیں۔ چنانچہ سادات کے گھر ان کی شرافت کی بنا پر قریب بنائے گئے۔ جب یہ مکمل ہو گئے تو پھر علما اور فقہا کے گھر بنائے گئے۔ جب وہ مکمل ہو گئے تو اس کے بعد عوام الناس کے گھر بنائے گئے۔ جب وہ مکمل ہو گئے تو اس کے بعد فوجیوں کے گھر بنائے گئے، پھر شہر کے گرد فصیل کر دی

www.besturdubooks.wordpress.com

گئی۔ یوں سمجھیں کہ جیسا فیصل آباد ایک شہر ہے۔ اس کے اندر گھنٹہ گھر ایک جگہ ہے اس کے چاروں طرف بازار بنائے گئے ہیں۔ تو کوفہ میں بھی مسجد کو مرکز بنایا گیا اور اس کے گرد دوسری ساری جگہوں کو بنا کر اس شہر کو آباد کیا گیا۔ بیان کرنے کا مقصد یہ کہ اسلام میں مسجد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

مدنی زندگی کا آغاز، تعمیر مسجد سے:

خود نبی علیہ السلام جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد تعمیر فرمائی۔ اس مسجد کا نام تھا مسجد قبا۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد تھی۔ ایمان والوں کی سرگرمیوں کی ابتدا یہاں سے ہوتی ہے، لہٰذا ہر آبادی میں مسجد کو ضرورت کے حساب سے لازمی ہونا چاہیے۔

مسجد کے متعلق تین قرآنی حکم:

مسجد کی تعمیر عام گھروں کی نسبت بہتر ہونی چاہیے۔ اگر لوگوں کے گھر کچے ہوں تو ہم مسجد پکی اینٹوں کی بنائیں۔ اللہ کا گھر ہے، خوبصورت ہونا چاہیے۔ اگر لوگوں کے گھر پکی اینٹوں کے ہوں تو ہم مسجد کے اندر پلاسٹر لگائیں۔ اور اگر گھر پلاسٹر کے بنے ہیں تو پھر ہم مسجد کے اندر ماربل بھی لگائیں گے، چپس بھی لگوائیں گے۔ اور اگر گھر بھی محلات کی طرح بنے ہوئے ہیں۔ تو پھر یہ تو شہنشاہ حقیقی کا گھر ہے اس کو اس سے بھی بہتر اور اونچا بناؤ، قرآن مجید میں اس بات کا حکم ہے:

○ ﴿فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ﴾ (النور:۳۶)

"یہ گھر ہیں جن کو اونچا بنانے کا اللہ نے حکم فرمایا"

عام گھروں کی نسبت مسجد کو بلندی میں بھی اونچا ہونا چاہیے اور کھلی اور ہوا دار بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونی چاہیے۔ اور مفسرین نے یہ بھی لکھا کہ اس کی اونچائی بھی عام گھروں سے اونچی ہونی چاہیے۔

بعض لوگوں کو دیکھا، کہتے ہیں جی بس مسجد کو بالکل سادہ بناؤ۔ جی بس چونا کروالو باقی خیر ہے۔ جب تمہارا اپنا گھر بن رہا تھا تو اس وقت تمہیں چونا یاد کیوں نہیں تھا؟ اس وقت تو بیوی کو خوش کرنے کے لیے گھر میں ماربل لگوایا۔ اب خدا کا گھر بن رہا ہے تو اب زاہد بن کر آ گیا کہ اب چونا کافی ہے۔ یہ تمہاری عدم توجہی ہے، یہ تمہاری اللہ سے محبت میں کمی کی دلیل ہے۔ محبت ہوتی تو کہتے کہ میں اللہ کا محل بناؤں گا۔

چلیں جی! اب عالیشان مسجد تو بنا دی، اب اگلا کام بھی تو ہے۔ اگلا حکم، فرمایا:

○ ﴿وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ﴾

''اور اس میں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے، صبح و شام اسے اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہوں''

رب کا نام کیا ہے؟ ''اللہ''۔ تو یہ آیت بتا رہی ہے کہ اس میں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے۔ یہاں پر تو ویسے بھی ذکر و مراقبہ کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ مسجد بنے گی تو یہاں ''اللہ اللہ'' ہوگی..... ماشاء اللہ..... بالکل قرآن مجید کی آیت کے مطابق عمل ہوگا۔

آگے فرمایا:

○ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ﴾

''یہاں ایسے لوگ ہوں جن کو خرید و فروخت، اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے وہ یہاں نمازیں قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں''

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ﴾ (النور: ۳۷)

''اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی''

معلوم ہوا کہ یہاں خوفِ خدا رکھنے والوں کی جماعت ہونی چاہیے، لہٰذا مسجد بنانے والوں کو یہ باتیں کان کھول کر سن لینی چاہئیں کہ

(۱)...... مسجد جب بھی بنائیں تو عام گھروں سے بہتر بنائیں۔

(۲)...... پھر اس مسجد کو عبادت سے منور کریں۔

(۳)...... اور پھر اس میں ایسے لوگوں کی جماعت ہو جو اللہ سے ڈرنے والے ہوں، یعنی گناہوں سے بچنے والے ہوں۔

یہ وہ جگہ ہوگی جو اللہ کے ہاں قبول ہوگی۔ تو مقصود یہ ہے کہ یہاں پر اللہ کا خوف دل میں رکھنے والے بندوں کی ایک جماعت ہونی چاہیے۔

مومن کا دل مسجد میں اٹکتا ہے:

اگر کسی سے محبت ہو تو اس کے گھر سے بھی محبت ہوتی ہے، اس کے گلی کوچے سے بھی محبت ہوتی ہے، آدمی محبوب کے پڑوس میں رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ کسی نے مجنوں کو دیکھا کہ کتے کے پاؤں چوم رہا تھا۔ پوچھا کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگا: یہ کتا ابھی لیلیٰ کی گلی سے ہو کر آیا ہے۔ اس کے قدموں کو چوم رہا ہوں کہ یہ لیلیٰ کی گلی میں لگ کر آئے ہیں۔ اگر نفسانی محبوں والے یوں اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں تو جس جگہ اللہ کا گھر ہے تو مومن کو اس جگہ سے محبت کا کتنا اظہار کرنا چاہیے۔ اس لیے فرمایا گیا:

((اَلْمُؤْمِنُ فِي الْمَسْجِدِ كَالسَّمَكِ فِي الْمَاءِ)) (کشف الخفاء، ۲: ۳۸۸)

''مومن مسجد میں اس طرح ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں''

تو مومن کا دل مسجد کے اندر اٹکتا ہے۔ مومن مسجد میں اس طرح پرسکون ہو جاتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، جیسے مچھلی پانی کے اندر آ کر پرسکون ہو جاتی ہے۔

مسجد سے دل لگانے والا عرش کے سائے میں:

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن چند لوگوں کو اللہ تعالیٰ عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ ان میں ایک وہ بندہ بھی ہے جس کا دل مسجد کے اندر اٹکا رہتا ہو (صحیح البخاری، رقم: ۶۲۰)۔ یعنی وہ کام کاج کے لیے گھر آئے، دفتر جائے، یا دنیا کے دوسرے معاملات کرے تو وہ پریشان رہے، اور جیسے ہی فارغ ہو فوراً مسجد پہنچے اور وہاں جا کر اسے سکون آئے۔ ایسے لوگوں کو قیامت کے دن کے سائے کی بشارت ملی ہے۔

مسجد میں بیٹھنے کی تعلیم:

اس لیے نبی ﷺ نے ایسے اعمال سکھائے جن میں اس بات کی تعلیم دی گئی کہ انسان مسجد میں بیٹھنے کا عادی بنے۔ مثلاً فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَ عُمْرَةٍ)) (کنز العمال، رقم: ۲۱۵۰۸)

''جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، سورج طلوع ہونے تک ذکر و عبادت کرتا رہے، اور پھر اگر دو رکعت نفل پڑھ لے تو دو رکعت پڑھنے پر اللہ تعالیٰ ایک حج یا ایک عمرے کا ثواب عطا فرمائیں گے''

یہ فجر سے اشراق تک بیٹھنے کی فضیلت اسی لیے بتائی کہ ایمان والوں کو مسجد میں بیٹھنے کی عادت ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کہ جمعہ کے دن جو شخص لوگوں سے پہلے مسجد میں آجاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ زیادہ انعام دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ پچھلے جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک جتنے گناہ کیے اللہ سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ (صحیح البخاری رقم: ۹۲۰)

پھر فرمایا کہ جمعہ کے دن عصر سے مغرب تک جو اسی (۸۰) مرتبہ درود شریف پڑھے، اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے (القول البدیع:۲۸۳)۔ تو یہ فضائل بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ کی منشا یہ تھی کہ مومن مسجد میں بیٹھنے کی عادت ڈالے۔

مسجد بیزار لوگ:

آج کتنے لوگوں کو مسجد میں بیٹھنے کی عادت ہے۔ ٹی وی کے آگے تو روزانہ چار پانچ گھنٹے بیٹھتے ہیں۔ چلو بیوی کے آگے بیٹھتے تو کچھ فائدہ ہی ہوتا۔ اور اگر کہیں کہ مسجد میں بیٹھ جاؤ تو مسجد میں تو دم گھٹتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ فسق و فجور میں پڑا ہوا بندہ جب مسجد میں چلا جائے تو اس کی طبیعت بیزار ہو جاتی ہے۔ جیسے ہی مسجد سے نکلتا ہے تو وہ اپنا گلا ٹھیک کرتا ہے اور ایسے لگتا ہے کہ پتہ نہیں کس مصیبت میں سے نکل کر آیا ہے۔ تو یہ چیز اللہ تعالیٰ سے وحشت ہونے کی دلیل ہے۔ مسجد سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے اور مسجد سے وحشت اللہ سے وحشت کی دلیل ہے۔

کون مسجد میں نہیں آنے دیتا؟

کتابوں میں ایک مزدور کا واقعہ لکھا ہے۔ کسی نے مزدور کو کہا کہ بھئی! میری گٹھڑی میرے گھر پہنچا آؤ۔ اس نے کہا کہ اس شرط پر پہنچاؤں گا کہ نماز کا وقت ہو گیا تو پہلے نماز پڑھوں گا پھر آگے چلوں گا۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ راستے میں نماز کا وقت ہو گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور وہ مزدور نماز پڑھنے مسجد میں چلا گیا۔ اب یہ صاحب مسجد کے باہر کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ کب وہ نماز پڑھ کر باہر آئیں تو پھر آگے چلیں۔ کچھ دیر گزری تو انہوں نے آواز لگائی کہ بہت دیر ہو گئی ہے تم باہر کیوں نہیں آتے؟ کوئی جواب نہ آیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد چلا کر کہا کہ ارے کون تمہیں باہر نہیں آنے دیتا؟ تو اس نے کہا: جناب! جو آپ کو اندر نہیں آنے دیتا وہ مجھے باہر نہیں آنے دیتا۔ تو یہ بھی اللہ کی توفیق ہوتی ہے جو کسی کو مسجد میں بیٹھنے کی توفیق عطا کر دے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ:

نبی ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو اپنے گھر میں جانے سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے تھے اور دو رکعت نفل ادا فرماتے تھے پھر اس کے بعد گھر میں تشریف لے جاتے تھے۔ (المسلم: ۱/۱۷۶)

اللہ تعالیٰ کی تین پسندیدہ آوازیں:

جس جگہ مسجد بنتی ہے قریب کی آبادی کے لیے باعث رحمت ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے اللہ تعالیٰ تین آوازوں کی وجہ سے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں:

......ایک حاجی جب احرام باندھ کر ''لبیك اللّٰھم لبیك'' پڑھتا ہے۔

......دوسرا مجاہد جو اللہ کے راستے میں ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگاتا ہے۔

......اور تیسرا بستی کی مسجد میں جب مؤذن ''اللہ اکبر'' کی آواز بلند کرتا ہے، اللہ کو بہت پیارا لگ رہا ہوتا ہے۔ (کنز العمال، رقم: ۴۳۲۳۰)

مؤذن کا احسان:

اور اللہ تعالیٰ مؤذن کی آواز کی وجہ سے بستیوں کے لوگوں کے عذاب میں جو ہونا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہے اس کو Delay (مؤخر) فرما دیتے ہیں۔ آج ہماری آبادیوں پر جو ظاہری طور پر عذاب نہیں آ رہا۔ اس میں گھر والوں کا کمال نہیں ہوتا، اس میں مسجد کے مؤذن کا کمال ہوتا ہے۔ جب اذان ہوتی ہے تو جہاں تک آواز جاتی ہے شیطان بھاگتا ہے اور اس کی ریح خارج ہو رہی ہوتی ہے۔ اور اللہ اس پوری آبادی سے عذاب کو ٹال دیتے ہیں۔ ورنہ یہ گھروں میں ڈرامے فلمیں اور ریڈیو کلب کی فلمیں، ننگی فلمیں، ان کو دیکھنے کے بعد عذاب کے آنے میں رکاوٹ کیا رہ جاتی ہے؟ محبوب ﷺ کی دعائیں کام آ گئیں۔ اللہ رب العزت نے ان کی دعاؤں کی لاج رکھ لی اور یہ مساجد کی اذانوں کی لاج ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آبادیوں سے عذاب کو ٹال دیا کرتے ہیں۔ مؤذن کی اگرچہ تنخواہ تھوڑی ہوتی ہے، لیکن اس کا پورے محلے پر احسان ہوتا ہے۔ محلے والوں کو اس بات کی سمجھ نہیں کہ اگر وہ اذان نہ دیتا تو انہیں یہ کھانے کے ترقے نصیب نہ ہوتے۔

مؤذن کا انعام:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مؤذن کو اس حال میں کھڑا کریں گے کہ اس کی گردن دوسروں سے اونچی ہوگی۔ یہ اس کا اعزاز ہوگا کہ اس نے اللہ کے نام کو دنیا میں بلند کیا، اللہ آج اس کے سر کو دوسروں سے اونچا فرما رہے ہیں، کیونکہ اللہ کے ہاں دستور ہے کہ

جَزَآءٌ مِّنْ جِنْسِ الْعَمَلِ (جیسا عمل ویسی جزا)

چنانچہ جو اللہ کا نام بلند کرے، اللہ اس کا نام بلند کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عرش پر سیدنا بلال ﷺ کے قدموں کی چاپ:

ذرا غور کیجیے! کہ بلال رضی اللہ عنہ کی والدہ کا کیا نام ہے؟ آپ ڈھونڈنا چاہیں تو آپ کو کتابوں میں نہیں ملے گا۔ ان کے خاندان کی تفصیل معلوم کرنا چاہیں تو نہیں ملے گی۔ بس ایک معمولی درجہ کے غلام تھے اور زندگی گزار رہے تھے، مگر جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ نبی علیہ السلام کے مؤذن بنے۔ اب اللہ کا نام بلند کرنے پر اللہ نے ان کے نام کو بلند کیا۔ انہوں نے اللہ کا نام بلند کیا، اللہ نے ان کا نام اتنا بلند کیا کہ نبی علیہ السلام جب معراج پر تشریف لے گئے تو جنت کی سیر کرتے ہوئے نبی علیہ السلام نے کسی کے قدموں کے چلنے کی آواز سنی۔ پوچھا: جبرئیل! یہ آواز کیسی ہے؟ اے اللہ کے حبیب (ﷺ)! آپ کا غلام بلال فرش پر چلتا ہے، اس کے قدموں کی آواز عرش تک پہنچائی جاتی ہے۔ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۷۰۸۶)

بلال ﷺ نے دنیا میں اللہ کے نام کو بلند کیا تھا، اللہ نے بلال کے نام کو عرش پر بلند کر دیا۔ اور دنیا میں ایسی عزتیں بخشیں کہ حضرت عمر ﷺ تشریف فرما ہیں اور مدینہ طیبہ کے بڑے بڑے سردار بھی موجود ہیں، امرا بھی موجود ہیں اور اس دوران حضرت بلال ﷺ تشریف لاتے ہیں تو عمر ﷺ فرماتے ہیں: سیدنا بلال تشریف لے آئے۔ اللہ نے ان کا نام بلند کیا۔

فرمایا کہ اگر اذان کی فضیلت کا پتہ چل جائے تو اذان دینے کے لیے یہ لوگ تلواروں سے ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا شروع کر دیں۔ جسے توفیق نصیب ہو جائے وہ خوش نصیب انسان ہے۔ اس لیے مسجد کے ساتھ دل اٹکا رہے، مسجد کے کاموں میں بندہ لگا رہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خواتین میں خدمتِ مسجد کا جذبہ:

پہلے زمانے میں عورتیں رات کے وقت جب مسجد خالی ہو جایا کرتی تھی تو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں۔ اور ہمارے مشائخ کی زندگیوں میں بھی یہ چیز ہے کہ جب مسجد خالی ہو جاتی تھی تو گھر کی عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ جا کر مسجد کی صفائی کیا کرتی تھیں۔ وہ اللہ کے گھر کی صفائی کا کام اپنے ذمے لیتی تھیں۔

چنانچہ ایک صحابیہ تھیں جو مسجد نبوی کی صفائی کیا کرتی تھیں۔ اور نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یہ عورت جب فوت ہو تو بتانا اس کا جنازہ میں نے ادا کرنا ہے۔ آج کونسی عورت ہے جس کے دل میں یہ چاہت ہو کہ اللہ کا گھر بنے گا تو اللہ کے گھر کی مٹی میں صاف کیا کروں گی؟ کتنے نوجوان ہیں جو مسجد کا کوئی کام اپنے ذمے لیں؟ حسرتیں ہی ختم ہو گئیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

تعمیرِ مسجد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذوق و شوق:

جب مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر ہو رہی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے سر پر پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ ایک صحابی دو دو پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ باقی تو ایک ایک لاتے اور یہ صحابی ایک کی جگہ دو دو پتھر لاتے۔ دوستوں نے دیکھا تو وہ ذرا مسکرائے۔ مقصد یہ تھا کہ یہ تو بڑے نمبر بنا رہا ہے۔ جب یہ کہا کہ یہ تو بڑے نمبر بنا رہا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! یہ وقت اللہ تعالیٰ سے محبت کے اظہار کا وقت ہے۔ اگر یہ دو پتھر اٹھا کر لا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے لوگوں کی نسبت زیادہ محبت کا اظہار کرنے والا بن جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے خود بھی پتھر اٹھایا اور اپنے مبارک سر پر رکھا۔ سارے صحابہ دوڑے، اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم غلام کس کام کے لیے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ سے محبت کا اظہار کرتے ہو تو مجھے بھی تو اللہ سے محبت کا اظہار کرنا ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ کے لیے اپنے مبارک سر پر پتھر اٹھائے اور مسجد تک پہنچائے۔

وسط ایشیا کے لوگوں کی مسجد سے محبت:

اس لیے پہلے بزرگوں میں یہ عام بات تھی کہ جہاں مسجد بنتی تھی لوگ اس مسجد کا تعاون اپنا فرض سمجھتے تھے، مگر مالی تعاون کے ساتھ جسمانی تعاون بھی کرتے تھے۔ وہ مسجد کی خدمت میں Physicaly (جسمانی طور پر) حصہ لیتے تھے۔ اس عاجز کو اللہ رب العزت نے وسط ایشیا میں جانے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم نے وہاں پر جو ایمان والوں میں مسجد کی محبت دیکھی وہ حیران کن ہے۔ ہم ایک شہر میں گئے، جمعہ کی نماز ایک بجے ہوتی ہے۔ ہم لوگ سفر سے آئے تھے فجر پڑھ کر پھر سو گئے۔ دس بجے آنکھ کھلی تو ہم نے کہا: چلو اب جمعہ کی تیاری کرتے ہیں، شاور لیتے ہیں۔ میں غسل کے لیے باہر نکلا تو دیکھا کہ مسجد بھری ہوئی تھی، کم از کم چھ سات سو بندے موجود ہوں گے۔ میں سمجھا پتہ نہیں یہ کیوں اکٹھے ہو گئے ہیں، کوئی جنازہ پڑھنا ہے یا کوئی اور وجہ؟ امام صاحب ہمارے ساتھ تھے، میں نے پوچھا کہ یہ مسجد کیوں بھری ہوئی ہے؟ کہنے لگے: جمعے کی نماز ایک بجے ہوتی ہے، ہمارے ہاں یہ دستور ہے کہ جمعہ کے دن عوام الناس دس بجے ہی مسجد میں آجاتے ہیں۔ دس بجے سے لے کر ایک بجے تک تین گھنٹے مسجد کے اندر بیٹھ کر تلاوت کرتے ہیں، ذکر کرتے ہیں، اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

ہمارے ہاں تو گھر بیٹھے ہوئے جائزہ لیتے رہتے ہیں۔ ہاں! اب امام صاحب

www.besturdubooks.wordpress.com

کی تقریر شروع ہوئی ...... اب سنتوں کا وقفہ ہوا ...... اب دوسری اذان ہو گئی ...... اب امام صاحب نے خطبہ پڑھ لیا ...... اور ہم تو ایک منٹ میں پہنچ جاتے ہیں، جب امام اپنے خطبے کو سمیٹنے لگتا ہے اور یہ دیکھتے ہیں کہ اب اس نے کہا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ

اب ان کو خیال آتا ہے کہ ہاں بھئی! اب ٹائم آ گیا ہے پہنچنے کا، اس وقت نکلتے ہیں۔ جب امام تکبیر کہہ رہا ہوتا ہے ''اللہ اکبر'' اس وقت مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد سب سے پہلے مسجد سے نکلنے والے یہ ہوتے ہیں۔ یہ ہماری مسجد سے محبت ہے۔

شہر کا ''ڈی سی او'' مسجد کا مزدور:

وسط ایشیا میں ایک جگہ ایک مسجد بن رہی تھی، تو ہم وہاں نماز پڑھنے کے لیے چلے گئے۔ ایک صاحب کو دیکھا کہ انہوں نے سیمنٹ کی تغاری سر پہ رکھی ہوئی اور آ جا رہے تھے۔ ہم نے آگے کسی شہر میں جانا تھا اور لوگوں سے اس کی ڈائریکشن لینے کی کوشش کر رہے تھے کیونکہ وہاں کے لوگ انگریزی نہیں جانتے تھے۔ رشین لوگ رشین ہی جانتے ہیں، اس کے علاوہ انہیں اور کوئی زبان نہیں آتی۔ ہم تو اشاروں کی زبان میں سمجھتے تھے۔ ایک صاحب سے اشاروں کی زبان میں پوچھ رہے تھے کہ ہم نے فلاں جگہ جانا ہے تو کیسے جائیں؟ تو وہ جو مزدور تغاری سر پر رکھے ہوئے تھا آیا اور وہاں کھڑا ہو گیا، تغاری اس نے نیچے رکھی اور ہم سے انگریزی میں بات شروع کر دی۔ ہم تو بڑے خوش ہوئے کہ چلو کوئی بندہ تو ایسی زبان میں بات کر رہا ہے جو ہم بھی سمجھتے ہیں۔ اس نے ہمیں تفصیل سے سمجھایا کہ آپ نے کہاں اور کیسے جانا ہے؟ ہمیں حیرت ہوئی کہ یہ مزدور سا آدمی انگریزی کیسے فرفر بولتا ہے۔ جب اس سے پوچھا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اس نے کہا کہ میں اس محلے کا باشندہ ہوں، ہمارے یہاں دستور ہے کہ جب یہاں مسجد بنتی ہے تو ہم مالی طور پر بھی اس میں حصہ لینا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور Physicaly بھی اس میں اپنے جسم کو استعمال کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ محبوب حقیقی کا گھر بن رہا ہے۔ کہنے لگا کہ میں پورے ڈسٹرکٹ کا ڈی سی او ہوں اور تین دن اپنے دفتر سے میں نے چھٹی کی ہے اور آ کر مسجد کے انجینئر کو کہہ دیا کہ میں تمہارے حکم کا منتظر ہوں جو کام ذمہ لگا دو۔ اس نے کہا کہ سیمنٹ کی تغاری اس جگہ سے دوسری جگہ لے کر جانی ہے، میں پچھلے دو دن سے سیمنٹ کی تغاریاں یہاں سے وہاں پہنچا رہا ہوں، اللہ کے گھر کی مزدوری کر رہا ہوں۔ تو محبت تو اسی کو کہتے ہیں تا کہ جہاں اللہ کا گھر بنے وہاں مالی حصہ بھی لیا جائے اور جانی حصہ بھی لیا جائے۔

گھر کا عبادت خانہ:

آج کل لوگ گھر بناتے ہیں تو جس سے محبت ہوتی ہے، اسے کہتے ہیں: جی! میں گھر بنا رہا ہوں، اس میں ایک کمرہ آپ کے لیے بھی بنایا ہے۔ مہمان کے لیے کمرہ، رشتہ دار کے لیے کمرہ، کسی خاص بندے کے لیے کمرہ۔ کہتے ہیں: جی آپ میرے گھر آئیں گے تو آپ کو مستقل ایک کمرہ ملے گا۔ تو کبھی سوچا کہ اللہ رب العزت کے لیے بھی ایک کمرہ بننا چاہیے۔ کتنے مسلمان ہیں جو آج کل گھر ڈیزائن کرتے ہوئے ایک کمرے کو اس لیے بنائیں کہ ہم اس میں عبادت کیا کریں گے۔ یہ گھر کی مسجد ہو گی۔ اس پر حکم تو مسجد کا نہیں ہوتا بس عبادت خانہ ہوتا ہے۔ پہلے ہمارے بزرگ جب گھر بناتے تھے تو ایک کمرہ اللہ کی عبادت کے لیے بنایا جاتا تھا۔ آج جب گھر بنواتے ہیں تو کہتے ہیں: یہ بیٹے کا کمرہ ہے...... یہ بیٹی کا...... یہ میاں بیوی کا کمرہ...... یہ گیسٹ روم اور پتہ نہیں کیا کیا...... بھئی! کوئی کمرہ تو عبادت کے لیے بھی ہونا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بعض ملکوں کے مسلمانوں میں یہ خاص بات دیکھی ہے کہ ان کی آبادی میں جو مسلمان بھی اپنا گھر Plan (منصوبہ) کرتا ہے اس میں ایک کمرہ عبادت کے نام پر ضرور رکھتا ہے۔ اس میں قالین بچھا ہوا ہے، جائے نماز بچھی ہوئی ہیں، قرآن پاک موجود ہے، عورتوں کے نقاب رکھے ہوئے ہیں، تسبیح رکھی ہوئی ہے، رحل رکھے ہوئے ہیں۔ گھر کے بچے یا عورت جب کسی نے نماز پڑھنی ہوتی ہے تو وہ اپنے کمرے میں نہیں پڑھتے، اس مخصوص کمرے میں جا کر پڑھتے ہیں اور مسجد کے ماحول میں اس جگہ پڑھ کر واپس آ جاتے ہیں۔ آج ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے گھر میں اللہ کی نسبت سے کسی کمرے کو مختص کر رکھا ہو کہ یہ میرے محبوب کے لیے ہے، میں یہاں اپنے محبوب سے ملاقات کیا کروں گا۔

گھروں کی بربادی کی وجہ:

تو مسجد سے ہمارا تعلق کتنا کمزور ہو گیا۔ اور یاد رکھنا Tit for Tat (ادلے کا بدلہ)۔ ہم اللہ کے گھر کو آباد کریں گے اس کے نتیجے میں اللہ ہمارے گھروں کو آباد کریں گے۔ آج گھر کیوں برباد ہیں؟ کیوں میاں بیوی میں لڑائیاں ہیں؟ کیوں اولاد اور والدین کے درمیان میں Misunderstanding (غلط فہمیاں) ہیں۔ ہوتا گھر ہے، لیکن گھر کا ہر بندہ پریشان ہوتا ہے، دل چاہتا ہے گھر چھوڑ کر چلے جائیں۔ وجہ کیا ہے کہ ہم نے اللہ کے گھر کو آباد نہیں کیا۔ اللہ نے سب کچھ دے کر ہمارے گھر میں دل کا سکون نہیں دیا۔ آپ مسجد جانا شروع کر دیں، مسجد سے محبت کا اظہار کرنا شروع کر دیں، پھر دیکھنا کیسے سکون مل جاتا ہے۔ مسجد سے محبت کا اظہار کرنا یہ ضروری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مسجد بنانے پر جنت میں گھر کا وعدہ:

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے ایک بات بتادی، سادہ سی بات ہے مگر سمجھ میں آجائے تو بڑی بات ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ))

(کنز العمال: ۲۰۷۸۰)

''جو اللہ کے لیے مسجد بنائے گا، اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا''

اب یہ ایک طرح سے Dealing ہے، اللہ اس بندے سے Agreement (وعدہ) فرمارہے ہیں۔ جو دنیا میں میرا گھر بنائے گا میں اس کے لیے جنت میں گھر بناؤں گا۔ علما نے لکھا ہے کہ ہر بندہ تو پورا گھر نہیں بنا سکتا، البتہ جتنی استطاعت ہے اتنا تم مسجد میں لگا دو، تم اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرو گے، اللہ تمہیں اپنی شان کے مطابق اجر دے دیں گے۔ ایک اینٹ بھی لگا دو گے جب تک وہ لگی رہے گی عبادت کا ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں بھی لکھا جائے گا۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے کی برکت:

نبی علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا کہ جو شخص اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی نہیں ہونے دیتے (ترمذی، رقم: ۲۳۲۵)۔ ویسے ہی فرما دیتے تو صادق اور امین کی بات تو سچی ہوتی، لیکن قسم کھا کر فرمایا کہ جو اللہ کے راہ میں مال خرچ کرتا ہے اس کے دھن میں کمی نہیں ہو سکتی۔ اچھا بتائیں آج تک آپ نے کوئی بندہ ایسا دیکھا ہے کہ اس نے مسجدیں بنوائی ہوں اور وہ بینکرپٹ (دیوالیہ) ہو گیا ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سینکڑوں لوگ موجود ہیں کسی نے کوئی ایسا بندہ دیکھا ہو کہ اس نے مسجدیں بنوائیں، مدرسے بنوائے، لوگوں کے لیے رفاہِ عامہ کے کام کیے اور وہ بینکرپٹ ہو گیا۔ کوئی نہیں دیکھا ہوگا۔ سود والوں کو تو بینکرپٹ ہوتے دیکھا ہوگا، کارخانہ داروں کو بینکرپٹ ہوتے دیکھا ہوگا، تاجروں کو دیوالیہ ہوتے دیکھا ہوگا، یہ وہ لوگ تھے جو اپنا گھر تو بناتے تھے، انہیں خدا کا گھر بنانا یاد نہیں تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو اللہ کا گھر بنائے اللہ اس کے گھر کو اجاڑیں۔ جس بندے میں تھوڑی سی بھی شرافتِ نفس ہو وہ ایسے معاملے کو پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ تو احکم الحاکمین ہیں۔ اس لیے جو دنیا میں اللہ کا گھر بنائے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے گھر بنائیں گے۔

حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد سے محبت:

ہمارے دادا پیر حضرت عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے خانیوال میں ایک مسجد بنوائی۔ ماشاء اللہ بہت بڑی مسجد اور اونچا مینار بنوایا۔ جب مسجد بن رہی تھی تو حضرت چندہ نہیں کرتے تھے جو جس کے دل میں آتا وہ خود ہی آکر ڈال دیتا تھا۔ تو لوگوں میں مسجد کا نام ہی "بے چندہ مسجد" مشہور ہو گیا۔ Sixteies (ساٹھ کے عشرے) کی یہ بات ہے۔ اس زمانے میں چپس نئی نئی آئی تھی اور بہت کم گھروں میں استعمال ہوتی تھی۔ اس سے پہلے صرف سیمنٹ کا پلستر ہوتا تھا۔ کسی نے حضرت کو بتایا کہ حضرت! وہ ایک نئی چپس آئی ہے، اور کہیں کہیں بڑے وڈیروں اور امیروں کے گھروں میں اس کے فرش بنتے ہیں، مگر اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی Maintenance (مرمت) نہیں کرنی پڑتی۔ حضرت نے فرمایا کہ بہت اچھا، میں اس مسجد کے فرش پر بھی چپس لگواؤں گا اور دیواروں اور ستونوں پر بھی فرش لگواؤں گا۔ چنانچہ دیواروں پر چھت تک حضرت نے چپس لگوائی۔ فرماتے تھے کہ میں نے ایسی مسجد بنا دی ہے کہ بعد

والوں کو اس کی Maintenance (مرمت) کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اور واقعی آج بھی اس مسجد میں جا کر دیکھو تو چھت تک چپس لگی ہوئی ہے حالانکہ پوری دیوار پہ کون چپس لگاتا ہے؟ زیادہ سے زیادہ بھی کوئی لگائے تو چار فٹ تک لگاتا ہے، لیکن وہاں تو پوری دیوار چپس کی، تو یہ اللہ کی محبت تھی۔

تعمیر مسجد میں غیبی مدد:

حضرت مُحَمَّد نے مزدوروں سے یہ کہا ہوا تھا کہ آپ کام کرتے رہیں، ہمیں اللہ دے گا، ہم آپ کی خدمت کرتے رہیں گے۔ ایک مرتبہ ادائیگی میں کچھ دیر ہوگئی اور عید بالکل قریب تھی۔ حضرت کے دل میں اب یہی فکر کہ عید کے دن قریب ہیں، لوگوں کی ضروریات ہیں، بچوں کی ضرورتیں ہوتی ہیں، تو میں ان کو پیسے دوں۔ فرماتے ہیں کہ میں اللہ سے مانگتا تھا، ایک دن ایک بندہ ملنے کے لیے آیا اور جاتے ہوئے کہنے لگا: حضرت! میں یہ بریف کیس آپ کے لیے ہدیہ لایا ہوں۔ میں نے کہا: ادھر ہی رکھ دیجیے، اس نے رکھ دیا اور چلا گیا۔ ایک بچہ آیا میں نے اسے کہا کہ یہ بریف کیس گھر پہنچا دو، وہ گھر پہنچ گیا۔ جب میں گھر گیا تو گھر والوں نے پوچھا کہ وہ بریف کیس آیا تھا، وہ کہاں رکھنا ہے؟ میں نے کہا: اوپر کہیں رکھ دو، انہوں نے اوپر رکھ دیا۔ ایک دن، دو دن، ہفتہ گزر گیا۔ ایک دن کھانا کھاتے ہوئے بیوی نے کہا: وہ جو آپ نے بریف کیس اوپر رکھوایا تھا وہ لوہے کا بنا ہوا ہے؟ کہا: نہیں۔ کہنے لگی: وہ اتنا بھاری بریف کیس تھا۔ حضرت فرمانے لگے: اچھا اتارو اسے دیکھتے ہیں۔ جب اسے اتار کر کھولا تو ماشاء اللہ اس میں نوٹوں کی گڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اب جب ان کو گنا تو پورے بارہ ہزار نکلے، یہ اتنے ہی پیسے تھے جتنے مستری اور مزدوروں کو دینے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ عید سے پہلے میں نے سب مستری مزدوروں کو رقمیں دے کر

اللہ کا شکر ادا کیا۔ تو اللہ مدد بھی فرماتے ہیں۔

تین کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مدد:

تین کام ایسے ہیں جن میں بندے کے ساتھ اللہ کی مدد لازمی شامل ہوتی ہے۔

ایک وہ آدمی جو گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہے، اے اللہ! مجھے اپنے گناہوں سے بچا لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اب اس بندے کو بچانا میرے اوپر لازم ہو گیا۔

دوسرا وہ شخص جو بچی کے نکاح کی تاریخ رکھ دے۔ ذرا بھی اسباب نہ ہوں، اللہ کو یہ عمل اتنا محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو کبھی رسوا نہیں ہونے دیتے، ہمیشہ بچی اپنے گھر سے عزتوں کے ساتھ رخصت ہوتی ہے۔

اور تیسرا وہ شخص جو مسجد بنانے کی نیت کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے کبھی ناکام نہیں کرتے اور ایسے اسباب بنا دیتے ہیں کہ مسجد بن جاتی ہے۔

غیبی نصرت کا عجیب واقعہ:

چنانچہ ایک مرتبہ جہانیاں شہر میں اس عاجز نے اسی عنوان کے تحت بیان کرتے ہوئے یہ تینوں باتیں بتا دیں اور واپس آ گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد مجھے وہاں کے ایک مقتدی صاحب کا فون آیا، کہنے لگے: حضرت جی! آپ تو بات بتا کر چلے گئے ہمارے لیے مصیبت کھڑی کر دی، میں نے پوچھا کہ اللہ خیر کرے کیا ہوا؟ کہنے لگے: آپ جب مسجد سے نکل کر گئے تو ہمارے جو مولانا صاحب تھے انہوں نے مزدور لگا کر مسجد ہی شہید کروا دی۔ ہم شام کو آئے تو ہم نے پوچھا: مولانا! مسجد گرا دی۔ کہنے لگے: نیت کر لی ہے، بڑی اور نئی بنانی ہے۔ میں نے کہا: آگے سردیاں آ رہی ہیں،

آپ کے پاس کوئی پیسہ، کوئی جمع شدہ رقم ہے؟ کہنے لگے نہیں۔ اب سارے نمازی پریشان۔ جب ان کو بٹھا کر بات کی تو کہنے لگے: پیر صاحب نے تقریر کی تھی، جو مسجد کی نیت کر لیتا ہے اللہ مدد کرتا ہے، لہٰذا میں نے مسجد گرا دی۔ اب محلے والوں نے مجھے فون کیا کہ یہ آپ کیسی بات کر کے چلے گئے؟ میں نے کہا: بات تو جو میں نے کی وہ سچی کی، اب آگے اللہ مدد کریں گے۔

ایک ہفتہ گزرا، دوسرا ہفتہ گزرا، تیسرا گزرا، ایک مہینہ گزر گیا، بنیادیں کھودنے کے پیسے نہیں ہو رہے۔ اب مولانا صاحب پر پریشر بڑھنا شروع ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے دو رکعت پڑھ کر اللہ سے مانگنا شروع کر دیا۔ اللہ! تیرے بندے کی بتائی ہوئی بات ہے اور میں نے یقین کر کے قدم اٹھایا ہے تو لاج رکھ لے۔ کہنے لگے: اگلے دن میرے پاس ایک بندہ آیا، کہنے لگا: مولانا! مسجد بنانی ہے؟ جی ہاں بنانی ہے۔ کتنی بڑی مسجد بنانی ہے؟ جی اتنی بڑی بنانی ہے۔ کہنے لگے: کیا میں اس میں حصہ ڈال سکتا ہوں؟ میں نے کہا: ضرور ڈالیں۔ اس نے کہا: میری ایک شرط ہے۔ وہ یہ کہ ایک تو میرے نام کا کسی کو پتہ نہ چلے، آپ بتائیں گے ہی نہیں کہ کس نے بنوائی ہے اور دوسرا اس میں آپ نے کسی سے پیسے نہیں لینے۔ مولانا صاحب نے کہا: بہت اچھا۔ اللہ کی شان اس بندے نے تین مہینے کے اندر کھلی بڑی فل ماربل کے ساتھ مسجد بنوا دی، اکیلے بندے نے۔ اب جب مسجد بن گئی تو ان مولانا صاحب نے فون کیا، حضرت! آپ نے امتحان میں تو ڈالا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مسجد بنوا دی، اب جمعہ کا افتتاح بھی آپ نے آ کر کرنا ہے۔

اللہ کی کوٹھی:

واقعہ سنانے کا مقصد یہ کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے اس بات کی حقانیت کو دیکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اور اس کو آزمایا ہے۔ انہیں نیت کا پھل ملتا ہے۔ اپنے گھر بنانے کے اللہ تعالیٰ اسباب بھی خود بنا دیتے ہیں۔ ہاں یہ سعادت ہوتی ہے لوگوں کی، جس کو اللہ موقع نصیب فرما دیں۔

ہمارے حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے چکوال میں مسجد بنوائی، اتنی خوبصورت کہ پورے شہر میں کوئی اور بلڈنگ ایسی نہیں تھی۔ جب مسجد بن رہی ہوتی تھی تو حضرت صحن میں چارپائی ڈال کر بیٹھ جاتے تھے، مسجد کو دیکھتے رہتے تھے۔ ایک دن مجھے بلایا اور فرمانے لگے: دیکھو! لوگ اللہ کا گھر بناتے ہیں اور میں نے اللہ کی کوٹھی بنائی ہے۔ اللہ اکبر! اللہ یہاں بھی اپنی کوٹھی بنانا آسان فرما دے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لقد خلقنا الانسان في كبد﴾ (جلد:۴)

پانچ انمول باتیں

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 13 جنوری 2012ء بروز جمعہ ۱۹ صفر ۱۴۳۳ھ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

جس انسان کے دل میں مال کی محبت ہو
یا تو وہ خود شہوات کے ذریعے مال کو برباد کر دیتا ہے۔
ورنہ اولاد ایسی ملتی ہے کہ وہ اس کا مال برباد کر دیتی ہے...... اس کا مال اکثر اینٹ گارے میں ضائع ہو جاتا ہے محلات بنتے ہیں۔ کروڑوں روپیہ اینٹ گارے میں لگ جاتا ہے..... یا پھر اس پر ایسا ظالم حکمران مسلط ہو جاتا ہے جو اس کے مال کو چھین لیتا ہے...... یا پھر اس طرح بیمار ہوتا ہے کہ وہ مال سے لذت نہیں حاصل کر پاتا..... یا پھر اس کا مال ایک جگہ پر لگتا ہے کہ جہاں سے واپسی ممکن ہی نہیں ہوتی۔ کاروبار میں ڈالا، پیسہ ڈوب گیا، کروڑ پتیوں کے کروڑوں ڈوبے ہیں۔ تو مال کی محبت کا انجام بالآخر برا ہی ہوتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

پانچ انمول باتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ﴾ (بلد:۴)
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دنیا مشقت کی جگہ ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ﴾ (بلد:۴)
"تحقیق ہم نے انسان کو مشقت کے لیے پیدا کیا ہے"

انسانی زندگی کا مقصد دنیا میں محنت کرنا، عمل کرنا، اللہ رب العزت کو راضی کرنے کے لیے اپنی ہمت کو صرف کرنا ہے۔ اس لیے مشائخ نے کہا کہ دنیا کام کی جگہ ہے، قبر آرام کی جگہ ہے اور جنت انعام کی جگہ ہے۔ جو دنیا میں کام کرے گا وہ جنت میں انعام پائے گا۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جیسے ایک فوجی، فوج کے اندر جب نوکری کے لیے جاتا ہے تو اس کا مقصد ہی مشقتیں اٹھانا ہوتا ہے، اس کو اپنے جسم کے اوپر مشقتیں اٹھانی

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑتی ہیں، محنت کرنی پڑتی ہے، اکثر معارضے ہوتی ہیں، حتی کہ اپنی جان بھی فدا کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح انسان دنیا میں آیا ہی مشقت اٹھانے کے لیے ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ مشقت آئی تو یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے، حیرانی کی بات یہ ہے کہ مشقت نہ آئے۔

انسان کا دھوکا:

عجیب بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے ہر بندہ اس دنیا میں اپنی جنت سجانے میں لگا ہوا ہے۔ میرا گھر ایسا ہو، بیوی ایسی ہو، گاڑی ایسی ہو، بچے ایسے ہوں، کاروبار ایسا ہو، لمبی سوچیں ہوتی ہیں۔ اور اسے یہ پتہ نہیں ہوتا کہ موت اس کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو بندوں کے لیے جنت آخرت میں بنائی اور ہم اسی دنیا میں جنت چاہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہر چیز اپنی مرضی کی، اپنی دل پسند کی چاہتے ہیں۔ یہی اس دنیا کا دھوکا ہے کہ انسان کو یہ بات یاد نہیں ہوتی کہ موت ایک پل کی مانند ہے جو انسان کو آخرت سے ملاتی ہے۔

انسان کے دو فتنے:

اس دنیا میں دو چیزیں انسان کے لیے فتنہ ہیں۔

(۱) شہوات

(۲) شبہات

شہوات کی وجہ سے بھی انسان اللہ سے غافل ہو جاتا ہے اور شبہات کی وجہ سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شہوات کی دو قسمیں

شہوات دو طرح کی ہیں۔

① شہوتِ شکم:

ایک کو شہوتِ شکم کہتے ہیں یعنی کھانے پینے کی اشتہا۔ چنانچہ انسان کھانے میں حلال و حرام کا خیال ہی نہیں رکھتا۔ بس! اس کو مزیدار چیز کھانی ہے، اس کے اندر Contents (اجزائے ترکیبی) کیا ہیں؟ اس کا پتہ نہیں ہوتا۔ وہ کس پیسے سے خریدی؟ اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کو فقط اپنا پیٹ بھرنے کی فکر ہے۔ اس کو شہوتِ شکم کہتے ہیں۔

② شہوتِ فرج:

اور جب انسان کے اندر کھانے پینے کی یہ شہوت زیادہ ہو تو اس میں شہوتِ فرج بھی زیادہ ہوتی ہے۔ شہوتِ فرج "جنسی خواہش" کو کہتے ہیں۔ روزے رکھنے سے یہ شہوت کم ہوتی ہے اور پیٹ بھر کر کھانے سے یہ شہوت بڑھ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ انسان بڑھاپے کی عمر کو چلا جاتا ہے، اسے آخرت یاد ہی نہیں ہوتی۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ پھر کسی کنواری لڑکی سے میری شادی ہو جائے۔ وہ قبر کو بھول جاتا ہے، وہ اس بات کو بھول جاتا ہے کہ مجھے اللہ کے ہاں پیش ہونا ہے، اسے دنیا کی لذتیں یاد ہوتی ہیں۔ تو شہوتِ شکم کا انجام شہوتِ فرج ہوا کرتی ہے۔

غلبۂ شہوت کی بنیاد پیٹ بھر کر کھانا ہے:

اس لیے جو انسان چاہتے ہیں کہ ہماری نگاہ کنٹرول میں ہو، خیالات پاکیزہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں، تو ان کو چاہیے کہ وہ کم کھائیں۔ شریعت یہ تو نہیں کہتی کہ انسان کھانا پینا ہی چھوڑ دے، مگر یہ ضرور کہتی ہے کہ تم کم کھاؤ، حتی کہ تمہارے اوپر شہوت غلبہ نہ کرے۔ کیونکہ ترتیب یہ ہے کہ جب انسان پیٹ بھر کر کھاتا ہے تو اس پر شہوت غالب آجاتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پیٹ بھر کر کھانے سے نیند آتی ہے۔ یہ غفلت کی ایک قسم ہے اور انسان پیٹ بھر کر کھالیتا ہے تو اسے کوئی اور کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ تو پیٹ بھر کر کھانے سے غفلت زیادہ اور غفلت زیادہ ہونے سے پھر شہوت زیادہ ہوتی ہے۔ جب انسان کے اندر شہوت زیادہ ہوگی تو پھر گناہ بھی زیادہ ہوں گے۔ جب گناہ زیادہ ہوں گے تو دل پر سیاہی بھی زیادہ ہوگی۔ جب دل سیاہ ہو جائے گا تو دل سخت بھی ہو جائے گا۔ اور یہی انسان کی بدبختی کی نشانی ہوتی ہے کہ اس کا دل سخت ہو جائے۔ تو کھانے کا تعلق انسان کے دل کی سختی کے ساتھ ہے۔

انسان کی اصل ضرورت تھوڑی ہے:

اللہ رب العزت نے انسان کے لیے جو ضرورت رکھی وہ بہت تھوڑی ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ اگر کوئی بندہ ایک کھجور کھائے تو تین دن تک اسے بھوک کی وجہ سے موت نہیں آسکتی۔ ایک کھجور کے اندر اتنی نیوٹریشن (غذائیت) ہوتی ہے۔ اس لیے ہمارے بعض بزرگ چند لقمے کھاتے تھے پورے دن کے اندر اور صحت کی زندگی گزارتے تھے۔ ہم لوگ عادتاً زیادہ کھانے کے عادی بن گئے ہیں۔ دو روٹی کھالینا تین روٹی کھالینا یہ ہماری عادت ہے۔ جسم کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم دن میں تین مرتبہ کھاتے ہیں بعض جاندار ایسے بھی ہیں کہ جو روزانہ ایک دفعہ بھی نہیں کھاتے۔ چنانچہ ایک ایسی جگہ ہم گئے جہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ شیروں کو پالتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہفتے میں ایک مرتبہ ہر اتوار کو اس کو گوشت ڈالتے ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ کیا آپ کو گوشت مہنگا پڑتا ہے؟ کہنے لگے نہیں نہیں! اس کے کھانے کی ترتیب ہی یہی ہے کہ ہفتے میں ایک مرتبہ کھاتا ہے۔ تو جانور تو ہفتے میں ایک دفعہ کھائیں اور انسان ایک دن میں تین مرتبہ کھائے۔ اور تین کے علاوہ بھی، چائے کے ساتھ سنیکس ہیں۔ جی! فلاں جگہ گئے تھے تو آئس کریم بھی کھالی، تو ہم بہت زیادہ کھانے کے عادی ہیں۔

زیادہ کھانے سے ذہنی صلاحیت کم ہوتی ہے:

جتنا زیادہ کھائیں گے اتنی ہی ذہنی صلاحیت کم ہوتی جائے گی۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے صرف امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جو موٹے بھی تھے اور عقلمند بھی تھے، ورنہ موٹے بندے کو میں نے عقلمند نہیں دیکھا۔ لگتا ہے جیسے جسم پر چربی چڑھتی ہے دماغ پر بھی چربی چڑھ جاتی ہے۔ تو جتنا انسان کم کھائے اتنا انسان کا دماغ بیدار رہتا ہے، وہ بیدار مغز ہوتا ہے، اس پر غفلت نہیں ہوتی۔

زیادہ کھانے سے دل سخت ہوجاتا ہے:

زیادہ کھانے سے انسان پر شہوت زیادہ ہوتی ہے اور خیالات پاکیزہ نہیں رہتے اور تناسب کے ساتھ کھائے تو انسان کے خیالات پاکیزہ رہتے ہیں۔ خیالات پاکیزہ نہیں رہتے تو دل سخت ہو جاتا ہے۔ جب دل سخت ہوجاتا ہے تو پھر انسان کا نیکی کرنے کو جی ہی نہیں چاہتا۔ نماز پڑھنے کا دل نہیں چاہتا، تلاوت کرنے کا دل نہیں چاہتا، حتی کہ مسجد میں آنے کا دل نہیں چاہتا، نیک محفل میں آنے کو دل نہیں چاہتا۔ دل میں ایک بغض سا ہو جاتا ہے اور یہ بغض یہاں تک جاتا ہے کہ انسان کو دوسرے کی نیکی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اچھی نہیں لگتی۔ کسی نے چہرے پر سنت سجالی، اس کو تکلیف ہوتی ہے، کوئی نماز باقاعدگی سے پڑھتا ہے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ کوئی مدرسے میں داخلہ لے لیتا ہے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ فسق و فجور کی یہاں تک انتہا ہوتی ہے کہ دوسرے کی نیکی بھی بندے کو اچھی نہیں لگ رہی ہوتی ہے۔

دل کی نرمی کا ذریعہ...... کم کھانا، حلال کھانا:

اگر ہم چاہتے ہیں کہ انسان کے دل میں رقت آئے نرمی آئے۔ تو اس کا ایک علاج تو یہ ہے کہ ہم اپنے کھانے پر دھیان دیں۔ ایک تو کم کھائیں اور دوسرا حلال اور پاکیزہ مال استعمال کریں۔ مشتبہ چیزوں کا کھانا انسان کے دل کو غافل بنا دیتا ہے۔

زیادہ کھانے سے مال کی محبت پیدا ہوتی ہے:

اور جب زیادہ کھاتا ہے تو پھر مال کی محبت بھی دل میں زیادہ آتی ہے۔ اس لیے آج کے دور کا بڑا فتنہ یہی ہے کہ ہر بندہ چاہتا ہے کہ میرے پاس ایک خزانہ ہونا چاہیے۔

﴿يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ﴾ (القصص: ۷۹)

''اے کاش! جتنا قارون کے پاس خزانہ تھا وہ میرے پاس بھی ہوتا۔''

مال کی محبت کا انجام:

ہمارے اکابر نے لکھا ہے کہ مال کی محبت کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے۔ کیوں کہ جس انسان کے دل میں مال کی محبت ہو، سب سے پہلی بات کہ اس کے دل میں ایسی

www.besturdubooks.wordpress.com

شہوت پیدا ہوتی ہے کہ وہ مال برباد کر دیتا ہے۔ چنانچہ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ ان کو مال اللہ نے دیا اور ان کو شادیوں سے ہی فرصت نہیں ہوتی۔ اسی میں زندگی برباد ہو جاتی ہے، اسی میں عمر گزر جاتی ہے۔ اور جو شریعت کا خیال کرنے والے نہیں ہوتے، وہ بدکاریوں میں لگ جاتے ہیں اور اس میں مال ضائع کرتے ہیں۔ اور اگر انسان خود اپنا مال ضائع نہ کرے تو اس کا کوئی وارث ایسا بن جاتا ہے جو اس کے مال کو برباد کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایسی مثالیں آنکھوں سے دیکھی گئی ہیں کہ آدمی نے مال جمع کیا اور اس کی اولاد نے مال کو پانی کی طرح بہا دیا۔

ایک جاگیردار کا عبرت انگیز واقعہ:

مشہور واقعہ ہے کہ ایک آدمی کی اتنی زمینیں تھیں کہ اس کی زمینوں میں ریلوے کے کئی اسٹیشن بنے ہوئے تھے۔ اور اس نے ایک دفعہ شہر کے چوک میں کھڑے ہو کر اپنے دوستوں سے کہا: ''تم پریشان رہتے ہو کہ آئے گا کہاں سے اور میں پریشان رہتا ہوں کہ لگاؤں گا کہاں پر''۔ اب اس کے تکبر کا یہ بول اللہ کو ناپسند آیا۔ نتیجہ کیا ہوا کہ بیمار ہوا اور چند دنوں کے بعد دنیا سے چلا گیا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر ۱۸ سال تھی، وہ ساری جائیداد کا مالک بن گیا۔ جوانی کی عمر اور مال کی کثرت پھر برے لوگ اس کے دوست بن گئے۔ انہوں نے اس کو بدکاری کے کام پر لگا دیا۔ جوانی کی عمر تھی اس کو بھی اچھا لگتا...... روز رات کو نئے مہمان...... چنانچہ اس نے اپنا مال لٹانا شروع کر دیا۔ جب دو چار سال اس نے خوب جی بھر کر اپنی جوانی کو برباد کیا تو کسی نے اس کو بیرون ملک کا راستہ دکھا دیا۔ اب وہ باہر ملک جاتا اور کلبوں میں رات گزارتا، اور لاکھوں روپے صرف کرتا۔ ایک وقت آیا کہ بینک میں جتنا پیسہ تھا وہ سارے کا سارا

www.besturdubooks.wordpress.com

لُٹ گیا۔ پھر وہ آ کر زمین کو بیچتا اور باہر کا چکر لگا آتا، پھر زمین بیچتا اور باہر کا چکر لگا آتا۔ حتی کہ چند سال گزرے تو اس نے اپنی ساری زمینیں بیچ دیں۔ وہ وقت بھی آیا کہ جس مکان میں رہتا تھا اس نے وہ مکان بھی بیچ دیا۔ پھر اس پر اس لڑکے پر ایسی حالت بھی آئی کہ جس چوک میں کھڑے ہو کر اس کے باپ نے تکبر کا بول بولا تھا۔ اسی چوک میں اس کا بیٹا کھڑے ہو کر اللہ کے نام کی بھیک مانگا کرتا تھا۔

مال کے مزید نقصانات:

جس انسان کے دل میں مال کی محبت ہو

...... یا تو وہ خود شہوات کے ذریعے مال کو برباد کر دیتا ہے۔

...... ورثہ اولاد ایسی ملتی ہے کہ وہ اس کا مال برباد کر دیتی ہے۔

...... اس کا مال اکثر اینٹ گارے میں ضائع ہو جاتا ہے، محلات بنتے ہیں۔ کروڑوں روپیہ اینٹ گارے میں لگ جاتا ہے۔

...... یا پھر اس پر ایسا ظالم حکمران مسلط ہو جاتا ہے جو اس کے مال کو چھین لیتا ہے۔

...... یا پھر اس طرح بیمار ہوتا ہے کہ وہ مال سے لذت نہیں حاصل کر پاتا۔

...... یا پھر اس کا مال ایسی جگہ پر لگتا ہے کہ جہاں سے واپسی ممکن ہی نہیں ہوتی۔ کاروبار میں ڈالا، پیسہ ڈوب گیا، کروڑ پتیوں کے کروڑوں ڈوبے ہیں۔

تو مال کی محبت کا انجام بالآخر برا ہی ہوتا ہے۔

مال کا وبال:

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ مال اکیلا نہیں آتا جب بھی آتا ہے وبال کو لے کر آتا ہے۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ایسا مال مانگیں جو وبال سے پاک ہو۔ کتنے لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں مال تو ان کو مل جاتا ہے لیکن اولاد نافرمان بن جاتی ہے، بیوی نافرمان بن جاتی ہے۔ گھر کے لوگوں سے بیماری نہیں جاتی۔ ایسے مال کو کیا کرنا ہے؟ مال وہ ہو جو سکون کا ذریعہ اور شریعت پر چلنے میں معاون بنے، ایسا مال اللہ سے مانگنا چاہیے۔

پانچ انمول باتیں

جب ذہن میں یہ ہو کہ یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے تو پھر انسان اپنے مقصد کو نہیں بھولتا۔ چنانچہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں ایک چارٹ لگا ہوا تھا اور اس پر پانچ باتیں لکھی ہوئی تھیں۔

پہلی بات

اِعْمَلْ لِدُنْيَاكَ بِقَدْرِ مَقَامِكَ فِيْهَا

(۱) دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تمہیں یہاں رہنا ہے

پہلی بات یہ لکھی ہوئی تھی:

''دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تمہیں یہاں رہنا ہے''

دنیا کی زندگی کتنی ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کی عمریں ((بَيْنَ سِتِّيْنَ وَ سَبْعِيْنَ)) ساٹھ اور ستر کے درمیان ہوں گی۔ ایسا بھی ہوگا کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مرے گا اور ایسا بھی ہوگا کہ سو سال کا ہو کر مرے گا۔ لیکن اوسط نکالیں گے تو ساٹھ ستر کی Average (اوسط) ہوگی۔ تو ساٹھ ستر کی تو ٹوٹل عمر ہے، اس عمر کے لیے دن رات ہم لگے ہوتے ہیں۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہیں دنیا میں رہنا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر:

سیدنا نوح علیہ السلام کی عمر نو سو پچاس سال تھی۔ جب ان کی وفات ہوئی تو اللہ رب العزت نے پوچھا: اے میرے نبی علیہ السلام! آپ نے دنیا کی زندگی کو کیسا پایا؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ! یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ایک مکان کے دو دروازے ہیں، ایک سے داخل ہوا اور دوسرے سے باہر نکل آیا۔ نو سو پچاس سال کی زندگی کے بارے میں ان کے یہ Coments (الفاظ) ہیں تو ساٹھ ستر سال کی زندگی تو خواب ہی نظر آئے گی۔ اس میں سے بھی ہم میں سے کتنے ہیں جو آدھی سے زیادہ گزار چکے ہیں۔ اب ہم جیسے لوگ جو پچاس پچپن سے اوپر جا چکے، وہ تو اب ظہر عصر کا وقت گزار رہے ہیں اور ظہر عصر کے بعد مغرب ہوتے دیر نہیں لگا کرتی۔ اگر اس عمر میں بھی پہنچ کر انسان کی شہوتیں ختم نہ ہوں تو وہ تو پھر اپنی آخرت کو برباد ہی کر رہا ہے۔ تو فرمایا کہ دنیا کے لیے اتنی کوشش کرو جتنا تمہیں دنیا میں رہنا ہے۔ دنیا میں ہمیشہ تو کوئی نہیں رہے گا۔

شاہی محل کے دو عیب:

ایک بادشاہ نے محل بنوایا اور اعلان کروایا کہ جو اس میں سے عیب نکالے گا اسے انعام دیں گے۔ اتنا اس کو ناز تھا کہ ہم نے اتنا اچھا محل بنوایا۔ لوگ آ کر دیکھتے، ان کو کوئی عیب نظر ہی نہ آتا۔ ایک فقیر ادھر سے گزرا، اس نے کہا کہ مجھے اس میں عیب نظر آتے ہیں۔ لوگ پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے آئے۔ بادشاہ نے پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا: بادشاہ سلامت! اس میں دو عیب ہیں۔ پوچھا: کون کون سے؟ کہنے لگا: ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

عیب تو یہ ہے کہ یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا اور دوسرا عیب یہ کہ تو اس میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ بات تو ٹھیک ہے کوئی ہمیشہ تو اس دنیا میں نہیں رہے گا، آخر اس نے جانا ہے۔

شداد کی عبرت انگیز موت:

نمرود نے اپنی جنت بنائی تو اس نے یہ دعا مانگی کہ اگر موت آئے تو ایسی کہ نہ دن ہو نہ رات ہو، نہ میں اندر ہوں نہ میں باہر ہوں، نہ میں اوپر ہوں نہ میں نیچے ہوں۔ اس کے ذہن میں یہ تھا کہ ایسی صورت تو کبھی ممکن ہی نہیں ہو سکتی، اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ چنانچہ اس نے باغ ارم بنوایا۔ جب بن گیا تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور باغ دیکھنے کے لیے چلا۔ اللہ کی شان کہ جب دروازے پر پہنچا تو پتہ چلا کہ دروازے کی اونچائی کم تھی، اور یہ گھوڑے پر بیٹھا ہوا تھا تو اس کا سر اونچا تھا۔ اب گزرنے کی صورت یہ تھی کہ نیچے اترتا تب اندر جا سکتا تھا۔ تو اس نے سوچا کہ نیچے اترنے کے بجائے میں بس ایک پاؤں گھوڑے سے نیچے کر کے گزر جاتا ہوں۔ چنانچہ گھوڑے کے اوپر بیٹھا ہوا تھا، اس نے ایک پاؤں ہٹایا اور ذرا نیچے ہوا۔ یعنی کیفیت یہ تھی کہ اوپر نہ نیچے اور گھوڑے کے دو پاؤں اندر تھے اور دو باہر (نہ اندر نہ باہر) اور ادھر سورج آدھا غروب اور آدھا طلوع تھا۔ اللہ نے اس وقت میں اس کو موت دے دی۔

موت سے انسان کیسے بچ سکتا ہے؟ دنیا میں لوگوں نے تاج محل بنائے ..... چلے گئے۔ اہرام مصر بنائے، ہزاروں مزدوروں نے کام کیا، دنیا کا عجوبہ کہلاتا ہے، سب چلے گئے۔ کوئی بچا تو نہیں نا آخر، دنیا کی زندگی عارضی ہے بالآخر چلے جانا ہے، ہماری دنیا کی زندگی بالفرض سو سال کی ہو۔ آخرت کا ایک دن دنیا کے ستر ہزار سال کے

www.besturdubooks.wordpress.com

برابر ہے۔ اس ایک دن کے حساب سے اگر اندازہ لگائیں تو دنیا کی زندگی اڑھائی منٹ کی بنتی ہے، تو آخرت کے اعتبار سے ہم اڑھائی منٹ دنیا میں ہیں۔ اب اڑھائی منٹ کے لیے بندہ دنیا میں مستیاں کرے اور آخرت کے عذاب کو اپنے اوپر لے لے تو یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟

اڑھائی منٹ کی زندگی:

پہلے وقتوں میں عمریں زیادہ ہوتی تھیں، جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی تقریباً ایک ہزار سال تھی۔ اس زمانے میں ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ حضرت! میری اولاد زندہ نہیں رہتی، بچپن میں ہی فوت ہو جاتی ہے، آپ دعا فرمائیں ان کی عمریں زیادہ ہو جائیں۔ بھئی! کتنی عمر میں فوت ہوتی ہے؟ حضرت! کوئی بچہ دو سو سال کا ہو کر فوت ہو جاتا ہے، کوئی تین سو سال کا ہو کر فوت ہو جاتا ہے۔ تو میری اولاد بچپن میں ہی فوت ہو جاتی ہے۔ وہ مسکرائے اور فرمانے لگے: اللہ کی بندی! ایک ایسا بھی وقت آئے گا جب انسانوں کی عمریں ہی سو سال سے کم ہوں گی۔ تو وہ حیران ہو کر کہنے لگی: اے اللہ کی نبی! جن لوگوں کی عمریں سو سال سے کم ہوں گی وہ رہنے کے لیے گھر بنائیں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں گھر بنائیں گے، بیاہ شادیاں کریں گے۔ اس نے ٹھنڈی سانس لی۔ پوچھا کہ تو نے ٹھنڈی سانس کیوں لی؟ تو وہ کہنے لگی: میں اگر اس وقت ہوتی جب عمریں ہی سو سال سے کم ہوں گی تو اتنا وقت تو میں ایک سجدے میں ہی گزار دیتی۔

اتنی تھوڑی سی تو زندگی ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے جنازے اٹھتے ہیں، گھر سے جنازے اٹھتے ہیں، ہمسائے سے اٹھتے ہیں، محلے سے اٹھتے ہیں، پھر بھی ہم اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

موت کو بھول جاتے ہیں۔ تو فرمایا کہ ”دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تمھیں دنیا میں رہنا ہے۔“

دوسری بات

وَاعْمَلْ لِآخِرَتِكَ بِقَدْرِ بَقَائِكَ فِيْهَا

آخرت کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تم نے وہاں رہنا ہے

اور دوسری بات فرمائی:

”آخرت کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تم نے وہاں رہنا ہے“

آخرت میں انسان کتنا رہے گا؟ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے ایک اچھے انداز سے یہ بات فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ زمین و آسمان کے درمیان جتنا خلا ہے، رائی کے دانوں سے بھر دیا جائے اور ایک پرندہ ہزار سال کے بعد آئے اور ایک دانہ اٹھائے، پھر ہزار سال کے بعد دوسرا دانہ اٹھائے، پھر ہزار سال کے بعد تیسرا دانہ اٹھائے، ایک وقت آئے گا کہ زمین اور آسمان کے درمیان جتنے دانے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے لیکن آخرت کی زندگی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ تو جب ہم نے اتنا آخرت میں رہنا ہے تو پھر سوچیے کہ آخرت کے لیے انسان کو کتنی تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا: اہلِ جنت کو کسی بات پر حسرت نہیں ہوگی سوائے ان لمحات کے جو دنیا میں انھوں نے غفلت کے اندر گزارے ہوں گے۔

جنت کے محلات کا خام مال:

ایک حدیث پاک میں ہے کہ انسان جب نیک اعمال کرتا ہے تو فرشتے اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے جنت میں محل بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر کام روک دیتے ہیں، دوسرے فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم نے کام کیوں روکا؟ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس Raw Materiel (خام مال) ختم ہو گیا ہے۔ چونکہ یہ بندہ پہلے عبادت کر رہا تھا، محل بن رہا تھا، عبادت ختم کر دی، محل بننا بند ہو گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا میں جو نیک اعمال کرتے ہیں ان کے بدلے میں اللہ آخرت میں ہماری جنت بنا رہے ہوتے ہیں۔ تو انسان کو چاہیے کہ خوب نیکی کرے، بھاگ بھاگ کر نیکی کرے، نیکی کرے اور تھک تھک کر پھر نیکی کرے تاکہ اللہ اس کے لیے آخرت کو اچھا بنا دے۔ جبکہ آج تو اگر کوئی آدمی آخرت کی تیاری میں لگا ہو تو لوگ کہتے ہیں: او جی! اس نے تو اپنی زندگی تباہ کر دی۔ حالانکہ آخرت تو اصل ہے، دنیا کی زندگی تو ڈھلتی چھاؤں ہے بالآخر چلی جائے گی۔

پوری زندگی تباہ:

ہم نے بچپن میں کتابوں میں ایک واقعہ پڑھا تھا۔ ایک ملک تھا جس میں کئی جزیرے تھے۔ ایک جزیرے پر آبادی تھی اور دور ایک اور جزیرہ تھا جہاں بچوں کا سکول تھا۔ بچے یہاں سے کشتی کے ذریعے اپنے سکول جاتے تھے۔ ایک دن بچوں کے دل میں شرارت آئی کہ اس بوڑھے ملاح کے ساتھ مذاق کریں۔ تو ان میں سے ایک نے ملاح سے پوچھا کہ آپ نے "میتھ" پڑھا ہوا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو سب ہنسنے لگ گئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ نے "میتھ" نہیں پڑھا تو آپ نے تو اپنی آدھی زندگی تباہ کر دی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دوسرے کی باری آئی۔ اس نے پوچھا کہ بابا جی! آپ نے فزکس پڑھی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، وہ پھر ہنسنے لگے۔ کہنے

www.besturdubooks.wordpress.com

لگے: اگر آپ نے "فزکس" نہیں پڑھی؟ تو آپ نے تو اپنی آدھی زندگی تباہ کر دی۔ پھر تھوڑی دیر بعد تیسرے کی باری آئی، اس نے کہا: کہ آپ نے کیمسٹری پڑھی ہے؟ ملاح نے کہا کہ نہیں، اس نے کہا: پھر تو آپ نے اپنی آدھی زندگی تباہ کر دی۔ اللہ کی شان، کچھ دیر بعد موسم تبدیل ہو گیا۔ بادل آ گئے ہوا چلنے لگی اور سمندر کے اندر لہریں چلنا شروع ہو گئیں اور کشتی ہچکولے کھانے لگ گئی۔ اب ملاح کی باری تھی۔ اس نے کہا: بچو! تم لوگوں کو تیرنا آتا ہے؟ بچوں نے کہا کہ تیرنا تو نہیں آتا۔ تو ملاح نے کہا: "پھر تو تم نے اپنی ساری زندگی تباہ کر لی۔"

تو یہی حال ہے کہ آج دنیا دار لوگ کہتے ہیں کہ جو دین میں لگا ہوا ہے اس نے اپنی آدھی زندگی تباہ کر لی، لیکن جب ان کی موت کا وقت آئے گا تب حقیقت کھلے گی کہ ہم نے تو اپنی ساری زندگی تباہ کر لی۔

آخرت کی تیاری کرنے والے:

تو کتنی خوبصورت بات کہی کہ "جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنی آخرت کے لیے کوشش کرو۔"

- ..... ہمارے اکابر اتنی عبادت کرتے تھے کہ جب رات سونے کے لیے بستر پر جاتے تو تھکے ہوئے اونٹ کی طرح گھسٹ گھسٹ کر چل رہے ہوتے تھے۔
- ..... ایک بزرگ تھے کرز بن وبرہ۔ ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ستر سال کی عمر میں وہ روزانہ ستر طواف کیا کرتے تھے۔ ستر طواف کا مطلب یہ ہے کہ ایک طواف کے سات چکر ہیں تو کل چار سو نوے چکر۔ یہ تقریباً بارہ تیرہ کلومیٹر کا سفر بنتا ہے۔ اور پھر ہر طواف کے دو نفل بھی۔ ستر ضرب دو ایک سو چالیس رکعت نفل ہو گئے۔ ذرا ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

سو چالیس نفل پڑھ کر دیکھیں کہ حالت کیا ہوتی ہے؟ میں تو اپنے دوستوں کو کہا کرتا ہوں کہ ہم اگر کسی رات دس رکعت نفل پڑھ لیں تو دسویں رکعت میں رکوع سے اٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہ کے بجائے "اوئی اللہ" نکل رہا ہوتا ہے۔ یہ تو ہماری حالت ہے، وہ ایک سو چالیس رکعت نفل پڑھتے تھے، اور یہ ان کا ایک عمل تھا، باقی سارے اعمال اس کے علاوہ تھے۔

⊙...... نبی علیہ السلام رات کو اس قدر لمبا قیام فرماتے تھے کہ حدیث پاک میں آتا ہے:

((حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ)) (صحیح بخاری، رقم: ۴۸۳۶)

"حتیٰ کہ ان کے قدمین مبارک متورم ہو جاتے تھے"۔

⊙...... ہمارے بعض بزرگوں نے تو وقت اس قدر بچایا کہ انسان ان کے حالات سن کر حیران ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ خشک ستو کھا رہے ہیں، میں نے ان سے کہا کہ حضرت! ان میں پانی ملا لیتے، تر کر لیتے، ذرا اچھے لگتے۔ تو فرمانے لگے: میں نے خشک ستو کھانے کا بھی اندازہ لگایا اور تر ستو کھانے کا بھی اندازہ لگایا۔ تر کر کے کھانے میں وقت زیادہ لگتا ہے، لہٰذا میں پچھلے بیس سال سے خشک ستو ہی کھا لیتا ہوں اور اس سے جو وقت بچتا ہے اس میں ستر دفعہ "سبحان اللہ" پڑھ لیتا ہوں۔ کھانے میں بھی اپنا وقت بچاتے تھے۔

⊙......ایک بزرگ تھے، ان کو اگر کوئی کھانے کی دعوت دیتا تو وہ شرط لگاتے تھے کہ مجھے ایک کمرہ دے دینا، میں اس کمرے میں آکر بیٹھ کر پڑھنا شروع کر دوں گا، جب تم دسترخوان پر کھانا لگا دو گے میں اٹھ کر کھانا کھاؤں گا اور واپس آجاؤں گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......کئی ایسے اکابر بھی تھے راستہ چلتے ہوئے بھی کتاب پڑھتے جاتے تھے کہ یہ وقت بھی ہمارا ضائع نہ ہو۔

⊙......ایک بزرگ تھے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں والے۔ آخری عمر میں ان کی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ جو بندہ ان کو ملنے جاتا تھا، حال احوال پوچھنے کے بعد فرماتے تھے: اچھا بھئی! آپ نے بھی آخرت کی تیاری کرنی ہوگی اور مجھے بھی کرنی ہے، اچھا! پھر ملیں گے، السلام علیکم، بس اتنی بات کرتے تھے۔

⊙...... وسطِ ایشیا میں ایک جگہ ہمارا جانا ہوا۔ وہاں ایک بزرگ گزرے ہیں علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ، ان کا مصلیٰ پڑا ہوا تھا۔ عجیب بات یہ کہ وہ اتنی زیادہ نماز پڑھتے تھے اور زیادہ نماز پڑھنے کی وجہ سے گھٹنے پاؤں اور پیشانی کی جگہ پر سجدے کے نشان پڑ گئے تھے۔ اتنی تو نماز پڑھی ہوگی کہ پتھر پر نشان پڑ گئے۔

نشانِ سجود جبین پہ ہوا تو کیا؟
کوئی ایسا سجدہ کر کہ زمیں پہ نشاں رہے

تو جو وہاں کے سجادہ نشین تھے انہوں نے اجازت دی کہ اس پر نماز پڑھ لیجیے تو میں ان کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر جو گہرے ہوگئے تھے، (جیسے مقام ابراہیم پہ پاؤں کے نشانات ہیں) حیران ہو رہا تھا کہ یا اللہ! کتنی نماز پڑھی ہوگی کہ ان کے جسم کے اعضا کے نشان پتھر پہ پڑ گئے!

تو جنہوں نے دنیا کی حقیقت کو پہچانا انہوں نے پھر دنیا میں آخرت کے لیے اس قدر محنت کی۔

تیسری بات

وَاعْمَلْ لِلّٰہِ بِقَدْرِ حَاجَتِكَ اِلَیْهِ

اللہ کی رضا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تم اللہ کے محتاج ہو

تیسری بات یہ کہ اللہ کی رضا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا تم اللہ کے محتاج ہو۔ تو بھئی! ہم تو اللہ کے بہت محتاج ہیں۔ اس لیے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہمیں بہت کوشش کرنی چاہیے۔ کہتے ہیں: ''رب راضی تے سارا جگ راضی'' جس بندے سے اللہ راضی ہو جاتے ہیں سارا جہاں اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جس سے اللہ ناراض ہو جاتے ہیں ساری دنیا اس سے ناراض ہو جاتی ہے۔ ؎

یہ خزاں کی فصل کیا ہے فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کر دیں تو ابھی بہار آئے

جب رحمت کی نظر ہٹ جاتی ہے تو بس انسان کی زندگی میں خزاں آ جاتی ہے۔ جب اللہ کی رحمت کی نظر ہو جاتی ہے تو بہار آ جاتی ہے۔

دریا میں رہنا اور مگرمچھ سے بیر:

دنیا کہتی ہے: ''دریا میں رہنا اور مگرمچھ سے بیر''۔ اس کا کیا مطلب؟ یہ کہ اگر دریا میں رہنا ہو تو مگرمچھ کے ساتھ بیر اچھا نہیں ہوتا۔ تو بھئی! دنیا میں رہنا اور دنیا بنانے والے سے بیر، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو ہمیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اتنی کوشش کرنی چاہیے جتنا ہم اللہ کی رضا کے محتاج ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خفا ہوتے ہیں تو پھر اسے تنگی کا ناچ نچا دیتے ہیں۔ سونے کو بھی ہاتھ لگاتا ہے تو مٹی بن

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا ہے، ذلتیں ملتی ہیں، انسان گھر بیٹھے بٹھائے ذلیل ہو جاتا ہے۔

رضائے الٰہی کی پہچان:

ایک دفعہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے سوال پوچھا:

حضرت! ہمیں کیسے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہیں؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یا اللہ! قوم پوچھ رہی ہے ہمیں کیسے پتہ چلے کہ اللہ ہم سے راضی ہیں؟ تو رب کریم نے جواب میں فرمایا:

میرے پیارے موسیٰ! کام تو آسان ہے، ان لوگوں سے کہہ دیں کہ یہ اپنے دل میں جھانک کر دیکھیں، اگر یہ اپنے دل میں مجھ سے راضی ہیں، میں پروردگار ان سے راضی ہوں اور اگر اپنے دل میں یہ مجھ سے خفا ہیں تو میں ان سے خفا ہوں۔

آج کتنے لوگ ہیں جو اپنے حالات میں اللہ سے راضی نہیں ہوتے! شکوے ہوتے ہیں، ایسا نہ ہوا، یہ نہ ملا، یہ کیوں ہوا؟ اگر ہمارے دل میں شکوے ہیں تو اس کا مطلب کہ اللہ کے ہاں بھی ہمارا وہ مقام نہیں ہو سکتا۔

چوتھی بات

صرف اسی سے مانگو جو کسی کا محتاج نہیں

چوتھی بات لکھی ہوئی تھی: ''صرف اسی سے مانگو جو کسی کا محتاج نہیں'' ۔ تو بھئی! اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو کسی کی محتاج نہیں، باقی تو سب کسی نہ کسی کے محتاج ہیں۔ تو محتاج سے کیا مانگنا؟

کہتے ہیں کہ ایک آدمی تھا، وہ اپنی کسی ضرورت کے لیے کسی بادشاہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

دروازے پر گیا۔ تو وہاں کسی نے کہا کہ ذرا صبر کرو کہ بادشاہ سلامت نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ رک گیا۔ تھوڑی دیر بعد پوچھا کہ بھئی! اب فارغ ہوئے؟ کہنے لگا: نہیں! ابھی وہ دعا مانگ رہے ہیں۔ تو اس نے دل میں سوچا کہ جب بادشاہ بھی اللہ سے مانگ رہا ہے تو میں اس بادشاہ کے دروازے پر مانگنے کیوں آیا؟ مجھے چاہیے کہ میں بھی اللہ سے مانگوں۔ تو وہ واپس لوٹ آیا۔

اکثر دیکھا ہے کہ جو لوگ مخلوق سے امیدیں لگاتے ہیں ان کی امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ برا وقت آنے پر کوئی ساتھ نہیں دیتا۔ الا ماشاء اللہ۔ جب وقت بدلتا ہے تو لوگوں کی نگاہیں بھی بدل جاتی ہیں۔ اس لیے خوشیاں آتی ہیں تو تقسیم کرنے والے کئی ہوتے ہیں اور جب غم آتا ہے تو جھیلنے کے لیے انسان اکیلا ہوتا ہے۔ تو فرمایا کہ صرف اسی سے مانگو جو کسی کا محتاج نہیں۔

پانچویں بات

وَاعْمَلْ لِلنَّارِ بِقَدْرِ صَبْرِكَ عَلَيْهَا

گناہ اتنا کرو جتنا کہ عذاب سہنے کی طاقت ہے

اور آخری بات فرمائی کہ گناہ اتنا کرو جتنا کہ عذاب سہنے کی طاقت ہے۔ ہم میں تو عذاب سہنے کی طاقت بالکل ہی نہیں..... ہم سے تو دھوپ کی گرمی برداشت نہیں ہوتی جہنم کی آگ کہاں برداشت ہوگی؟ دھوپ میں پسینہ بہے تو ہم سائے کی طرف بھاگتے ہیں۔ ذرا موسم گرم ہو، ہم ایئر کنڈیشنڈ جگہ دیکھتے ہیں۔ جو اتنے نازک ہوں تو بھلا جہنم کی گرمی کون برداشت کر سکتا ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے ہلکا عذاب:

قیامت کے دن جس بندے کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ اسے آگ کے بنے ہوئے دو جوتے پہنا دیے جائیں گے اور اس کی اتنی گرمی ہوگی کہ اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہوگا۔ سوچیں! دو جوتے پہنانے کی گرمی اتنی ہوگی اور جس کو جہنم کی آگ میں ہی ڈال دیا جائے گا اس کا کیا حشر ہوگا!

تو فرمایا: اتنا گناہ کرو جتنا تم میں عذاب سہنے کی طاقت ہے۔ ہم سے تو دو بندوں کے سامنے بھی شرمندگی برداشت نہیں ہوتی کہ انہوں نے لوگوں کے سامنے مجھے ذلیل کیا اور قیامت کے دن تو ساری مخلوق ہوگی۔ ان کے سامنے انسان کے پول کھلیں گے، اس دن کی ذلت کون برداشت کر سکے گا۔

دنیا میں بھی عذاب:

اور یہ بھی ذہن میں رکھیں! جو انسان دنیا میں نافرمانی کرتا ہے آخرت میں تو عذاب ہوگا ہی، دنیا میں بھی نقد سزا ملتی ہے۔ نقد سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کو بے سکون کر دیتے ہیں۔ جو بندہ گناہوں بھری زندگی گزارتا ہے اس کا دل بے سکون ہوتا ہے۔ ان امیروں، وزیروں کی زندگیوں کو ذرا قریب سے دیکھو! ایئر کنڈیشنڈ کمرے، لحاف لے کر لیٹے ہوتے ہیں، نیند نہیں آتی، پھر نیند کی گولیاں کھاتے ہیں۔

ہم نے ایک مرتبہ ایک مسجد کا لنٹر ڈالنا تھا، گرمی کا موسم تھا، ظہر کے وقت ہم نے ایک گھنٹہ کے لیے چھٹی دی کہ سب لوگ کھانا کھالیں، نماز پڑھ کر ذرا آرام کر لیں۔ تو جب ہم اوپر سے نیچے اترے تو ہم نے دیکھا کہ کنکریٹ کا ڈھیر ہے اور ایک مزدور

www.besturdubooks.wordpress.com

کنکریٹ کے ڈھیر پر وہیں لیٹا سویا ہوا تھا۔ گرم کنکریٹ ...... جولائی کا مہینہ...... اتنا پسینہ اور کنکریٹ کے اوپر سویا ہوا! ہم اسے دیکھ کر حیران ہوئے۔ سبحان اللہ! ۔

کتنی تسکین وابستہ ہے تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آ جاتی ہے آرام کے ساتھ

تو ایسے بھی لوگ ہیں کہ گرمی کے موسم میں کنکریٹ پر آرام سے سوئے ہوئے ہیں اور ایسے بھی ہیں کہ ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں نیند نہیں آتی۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ ان کے دل بے سکون ہوتے ہیں، دلوں سے سکون نکال لیا جاتا ہے اور ایک خوف دل میں ڈال دیا جاتا ہے۔

ایک کروڑ پتی صنعتکار کی بے سکونی:

چنانچہ ایک صاحب نے ایک دفعہ فون کیا۔ بڑے Industrialist (صنعتکار) تھے۔ رات کے تین بجے ان کا فون آیا۔ میں نے کہا: خیریت تو ہے آپ نے اس وقت فون کر دیا! کہنے لگے کہ میرے پاس اتنا مال پیسہ ہے کہ اگر میں حساب لگانے کا ارادہ کروں تو میرے اکاؤنٹ برانچ والوں کو ایک مہینہ چاہیے۔ جن کمپنیوں میں میرے شیئرز ہیں، میری انوسٹمنٹ ہے، اس کا حساب نکالنے میں ایک مہینہ چاہیے۔ اتنے پیسے ہیں۔ جو چاہتا ہوں کھاتا ہوں، جہاں چاہتا ہوں سوتا ہوں، پھر نہیں کیا بات ہے؟ مجھے رات کو نیند نہیں آتی۔ تو میں نے کہا: جناب! آپ کے پاس مال اس سے دس گنا زیادہ بھی ہو جائے، آپ کو نیند نہیں آئے گی۔ اس لیے کہ جن کاموں سے نیند آتی تھی آپ کی زندگی ان کاموں سے خالی ہے۔ پھر میں نے ترغیب دی کہ آپ نماز پڑھا کریں، تلاوت کریں، نیکی کریں، یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو سکون عطا فرمائے گا۔

تو گناہوں کی ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ اسی دنیا میں انسان کو اس کی سزا مل جاتی ہے۔

تکبر کا عبرتناک انجام:

بات مکمل کرنے سے پہلے ایک فرسٹ کلاس گزیٹڈ آفیسر کا واقعہ سنا دوں۔ ایک صاحب تھے اکیس بائیس گریڈ کے آفیسر تھے، کروڑوں پتی تھے، رشوت کا مال خوب جمع کیا تھا۔ اللہ کی شان! اس نے ایک جگہ پر کوٹھی بنائی اور اتفاق سے کوٹھی مسجد کے بالکل قریب تھی۔ جب وہ وہاں شفٹ ہوئے تو مؤذن نے حسب معمول صبح فجر کی اذان دی۔ جب سپیکر پر اذان ہوئی تو اسے بڑا غصہ آیا کہ مولوی صاحب نے میری نیند خراب کر دی۔ اگلے دن اس نے مؤذن کو بلوایا اور اس کو ڈانٹا کہ میں صبح سو رہا ہوتا ہوں اور تمہاری اذان سے میری نیند خراب ہوتی ہے۔ تم آج کے بعد اسپیکر پر اذان مت دیا کرو اور وہ مؤذن بیچارہ...... اس نے لوگوں کو بتایا کہ میں فجر کی اذان تو اسپیکر پر نہیں دے سکتا، یہ صاحب منع کرتے ہیں۔ محلے کے جو بوڑھے تھے، کہنے لگے: بھئی! مسلمانوں کا ملک ہے، ہم بوڑھے لوگ تو گھڑی سے وقت بھی نہیں دیکھ سکتے، ہم تو اذان کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ اذان کی آواز آئے تو ہم مسجد پہنچیں۔ اگر ان کو اذان بری لگتی ہے تو انہیں کہہ دو کہ یہ گھر کہیں اور بنالیں۔ مسجد کے ساتھ گھر کیوں بنایا؟

اگلے دن مؤذن نے پھر اذان دی، اسے بڑا غصہ آیا۔ اسی وقت اٹھ کر یہ بندہ مسجد میں آیا اور اس نے آ کر مؤذن کو ایک تھپڑ لگایا...... تجھے میں نے کہا تھا کہ تو نے

اذان مجھے سنا دیتی تو نے کیوں اذان دی؟ بس اس کا یہ کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر پکڑ آ گئی۔ کیا ہوا کہ چند دنوں کے بعد اس پر فالج کا اٹیک ہوا اور اس کے دونوں ہاتھ سینے کے ساتھ لگ گئے۔ جب دونوں ہاتھ سینے کے ساتھ لگ گئے، تو دفتر سے چھٹی، نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔ بہت پیسہ خرچ کیا مگر ٹھیک نہ ہوا، گھر آ گیا۔

اب اللہ تعالیٰ کی شان! کہ تھوڑے دنوں کے بعد دوسرا اٹیک ہوا اور اس کی جو نیچے کی ٹانگیں تھیں وہ بھی ساتھ لگ گئیں۔ دونوں ہاتھ دونوں ٹانگوں پر فالج...... یہ گوشت کا لوتھڑا...... زندہ لاش...... بیوی خدمت کرتی، بچے خدمت کرتے، مگر اس کا مزاج تو شاہانہ تھا، افسرانہ مزاج تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر دوسروں کو گالیاں نکالنا اس کا معمول تھا۔ چنانچہ گھر میں بھی یہی سلسلہ...... بیوی سے ذرا سی چیز کے لانے میں دیر ہوئی تو گالیاں نکالنی شروع کر دیں۔ اب بیوی بھی پریشان بچے بھی پریشان۔ بیوی نے ایک دن کہہ بھی دیا کہ دیکھیں! ہم چوبیس گھنٹے آپ کی خدمت میں لگے رہتے ہیں لیکن آپ پھر بھی مجھے بچوں کے سامنے گالیاں نکالتے ہیں، ذلیل کرتے ہیں، آپ ایسا نہ کیا کریں۔ اس نے اور زیادہ گالیاں نکالیں۔ جب گالیاں نکالیں تو بیوی کو غصہ آیا اس نے بچوں کو لیا اور میکے چلی گئی۔ اب اکیلا پڑا ہوا ہے۔

اب اس نے اپنے بھائی کو پیغام بھیجا کہ بھئی! بیوی مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ آپ آئیں اور مجھے اپنے گھر لے جائیں، آپ بھائی ہیں، میری خدمت کریں۔ بھائی آیا اور اس کو گھر لے گیا۔ اب وہاں بھائی اور بھابی نے خدمت شروع کر دی۔ مگر پھر اس کا ان کے ساتھ بھی وہی رویہ۔ ذرا ذرا سی بات پر ڈانٹ ڈپٹ، غصہ...... تو ایک دن بھائی نے سمجھایا کہ بھئی! میری بیوی بچے تیرا اتنا خیال کر رہے ہیں، اتنی خدمت کر رہے ہیں اور تو ان کے ساتھ بجائے اس کے کہ محبت کرے الٹا ان کو ڈانٹے

ڈپٹ کرتا ہے۔ اس نے بھائی کو بھی ڈانٹنا شروع کر دیا۔ تو زن مرید بن گیا...... یہ جو گیا اور وہ ہو گیا۔ جب اس نے بھائی کو ڈانٹا تو اس کے بچوں کو غصہ آیا کہ ہمارے والد صاحب اس کا اتنا خیال کرتے ہیں اور یہ ہمارے والد صاحب کو ہمارے سامنے گالیاں نکالتا ہے۔ انہوں نے چارپائی اٹھائی اور اس بندے کو اٹھا کر دروازے کے باہر سڑک کے کنارے ڈال دیا۔

پوری رات سڑک پر پڑا رہا...... کوئی اپنا نہیں...... گھر بے ندر ہے۔ جب صبح ہوئی، گرمی کا موسم تھا، زمین بھی تپنے لگی اور پسینہ بھی آنے لگا۔ بھوک سخت لگی ہوئی تھی تو اس نے جو لوگ قریب آ جا رہے تھے، گزر رہے تھے، ان سے بھیک مانگنا شروع کر دی۔ اللہ کے نام پر کوئی مجھے کھانا دے دے میں بہت بھوکا ہوں، میں نے کچھ نہیں کھایا۔ ایک نوجوان آیا، اس نے دس روپے دیے۔ اس نے کہا: میں پیسے کو کیا کروں گا؟ آپ کھانا لائیں اور مجھے کھلائیں۔ اس نے کہا: میرے پاس تو وقت نہیں ہے، میں نے ٹائم پر کالج پہنچنا ہے، میں جا رہا ہوں۔ ایک اور آدمی آیا، وہ اس کو پیسے دینے لگا، اس نے کہا: مجھے تو روٹی چاہیے۔ وہ گیا اور قریب ہوٹل سے روٹی لے کر آیا اور اسے کہا یہ کر روٹی لے لو۔ یہ کہنے لگا کہ بھئی! مجھے کھلاؤ! اس نے کہا: میرے پاس فرصت نہیں، میں نے دفتر پہنچنا ہے، یہ روٹی پڑی ہے۔ اس نے کہا: نیچے نہ رکھو! مجھے پکڑا دو۔ اب پکڑے کیسے؟ کیونکہ ہاتھ بھی سینے سے لگے ہوئے تھے اور پاؤں بھی یوں سینے کے قریب آ گئے تھے، تو پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی کے درمیان اس نے روٹی پکڑی اور کتے کی طرح اس روٹی کو توڑ توڑ کر منہ سے کھانے لگا۔

جس کو مال کا اتنا نشہ تھا کہ اذان کے آنے سے اس کی نیند کھل جاتی تھی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

مؤذن کو تھپڑ لگا کر کہتا تھا کہ تم نے اسپیکر پر کیوں اذان دی؟ آج اس کی یہ حالت ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ مفلوج ہو چکے اور وہ اللہ کے نام پر بھیک مانگ کر کھا رہا ہے اور کتے کی طرح پاؤں میں روٹی کو پکڑ کر منہ سے نوچ نوچ کر کھا رہا ہے۔ اللہ اکبر کبیرا!

انسان جب دنیا میں تکبر کرتا ہے تو اس کی سزا دنیا میں مل کر رہتی ہے۔ اس لیے فرمایا کہ گناہ اتنا کرو جتنا تم میں عذاب سہنے کی طاقت ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا فرمان:

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''تم جتنا چاہو گناہ کرو اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری اسی زندگی کو جہنم کا نمونہ نہ بنا دیا تو میرا نام بدل دینا''

اور واقعی ایسا ہوتا ہے کہ جو انسان گناہوں میں لگتا ہے، وہ ایسا ہی کہتا ہے کہ اس جینے سے تو مر جانا اچھا تھا۔ تو یہ پانچ باتیں تھیں جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے کمرے میں انہوں نے لکھ کر لگائی ہوئی تھیں۔

آج وقت ہے:

لہٰذا آج کی اس محفل میں ہم اپنے اللہ رب العزت کے حضور یہ فریاد کرتے ہیں کہ اے کریم آقا! ہم پر نظر رحمت فرما دیجیے! ہمیں گناہوں کی ذلت سے بچا لیجیے! ہم تو دنیا میں دو بندوں کے سامنے ذلت برداشت نہیں کر سکتے، کل قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے ذلت کیسے برداشت کریں گے؟ اسی لیے تو علامہ اقبال نے ایک شعر کہا تھا: ؎

www.besturdubooks.wordpress.com

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

''اللہ! تو دو عالم سے غنی ہے میں فقیر ہوں، اللہ قیامت کے دن میرے عذروں کو قبول کر لیجیے گا۔ اور اگر آپ یہ فیصلہ کر لیں کہ میرا حساب لازماً لینا ہے۔ تو اے اللہ! نگاہِ مصطفیٰ سے پوشیدہ میرا حساب لے لینا۔''

میرے پلندے نبی ﷺ کے سامنے کھلیں گے کتنی شرمندگی ہوگی! آج وقت ہے ہم اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کر لیں، اپنے اللہ سے اپنے گناہوں کو بخشوا لیں۔ پروردگارِ عالم دنیا و آخرت میں ہمیں اپنی حفاظت عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

جنت کے طلبگاروں کے لیے انمول تحفہ

سستی جنت

از افادات حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

جنت

- بہت سستی ملتی ——
- بڑی آسانی سے ملتی ہے
- بغیر مشقت کے ملتی ہے ——
- بغیر حساب ملتی ہے ...
- نبی ﷺ کی ضمانت پہ ملتی ہے ——

مگر کیسے......؟؟؟؟

کتاب خریدیں اور جنت میں جانے کے نسخے ملاحظہ فرمائیں

خلوص عمل شرط ہے

ناشر: مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-41-2618003
+92-300-6652292

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دیگر کتب

خطباتِ فقیر (اکتالیس جلدیں)

مجالسِ فقیر (آٹھ جلدیں)

مکتوباتِ فقیر

تصوف وسلوک

تصوف وسلوک (عربی)

عشقِ الٰہی

عشقِ رسول ﷺ

حیاتِ حبیب

باادب بانصیب

لاہور سے تاخاکِ بخارا وسمرقند (سفرنامہ)

قرآن مجید کے ادبی اسرار ورموز

نماز کے اسرار ورموز

رہے سلامت تمہاری نسبت

حیاء اور پاکدامنی

دوائے دل

تمنائے دل

سکونِ دل

سکونِ خانہ

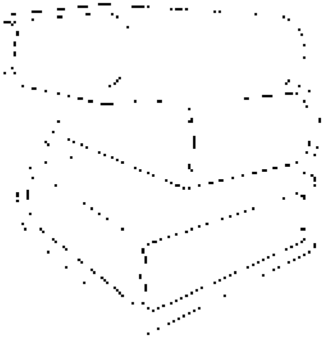

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دیگر کتب

حالات فقیر

سستی جنت

حضرت جی کا انداز تربیت (دو جلدیں)

معارف السلوک

عمل سے زندگی بنتی ہے

اہل دل کے تڑپا دینے والے واقعات (چار جلدیں)

مجالس فقیر (مبوب تین جلدیں)

مہلک روحانی امراض

گھریلو جھگڑوں سے نجات

مثالی ازدواجی زندگی کے رہنما اصول

اولاد کی تربیت کے سنہری اصول (دو جلدیں)

برکات رمضان

سوئے حرم

میں جہاں کہاں رہا تیری دید کی طلب تھی

محسنین اسلام

شرم و حیاء

ایمان کی اہمیت

عم تابع

زبدۃ السلوک

مغفرت کی شرطیں

کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے

پریشانیوں کا حل

دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات

یہ رشتہ ہمیشہ سلامت رہے گا

زلزلہ

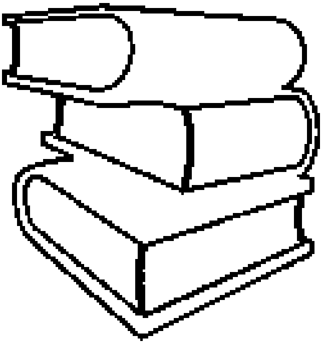

www.besturdubooks.wordpress.com

English Books

- Love for Allah
- Love for Messanger ﷺ
- Be Courteous Be Blessed
- Wisdom For Seeker
- Traveling Across Central Asia
- How Great Is The Magnanimity Of Our Lord
- Ocean Of Wisdom
- Connections of Divinity
- Unblemished Youth
- Potions for the Heart
- Conqurer of the Heart

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 03.5-2402102

مکتبۃ الفقیر بالمقابل رنگون ہال، بہادر آباد کراچی 0345-2331357 (ادبی)

دار الخطابہ مزدور پرانی چنگی، حاصل پور 0300-7853059

مکتبہ سید احمد شہید لاہور اردو بازار 042-37228272

ادارہ اسلامیات 190 انارکلی لاہور 042-37153255

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 042-37224228

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965

مکتبہ دار الاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539

دار الاشاعت اردو بازار کراچی 021-2213768

علمی کتاب گھر اردو بازار روڈ اردو بازار کراچی 021-32634097

حضرت مولانا گل رئیس صاحب، حضرت قاری سلیمان صاحب (مدظلہم) دار الہدیٰ چکوال

حضرت مولانا قاسم منصور صاحب جامع مسجد ... 0332 5436302

جامعہ اصلاحات محبوب سبحانی ... 051-5462347

ادارہ تالیفات اشرفیہ فوارہ چوک ملتان 061-4540513 0722-6180738

مکتبہ سید احمد شہید جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک 0923-630964

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003, 0300-955[illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد چالیس

- اللہ تعالیٰ سے قلبی محبت
- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- توبہ کی ضرورت
- نرمی اختیار کیجیے
- زہد کی حقیقت
- توکل کے درجات

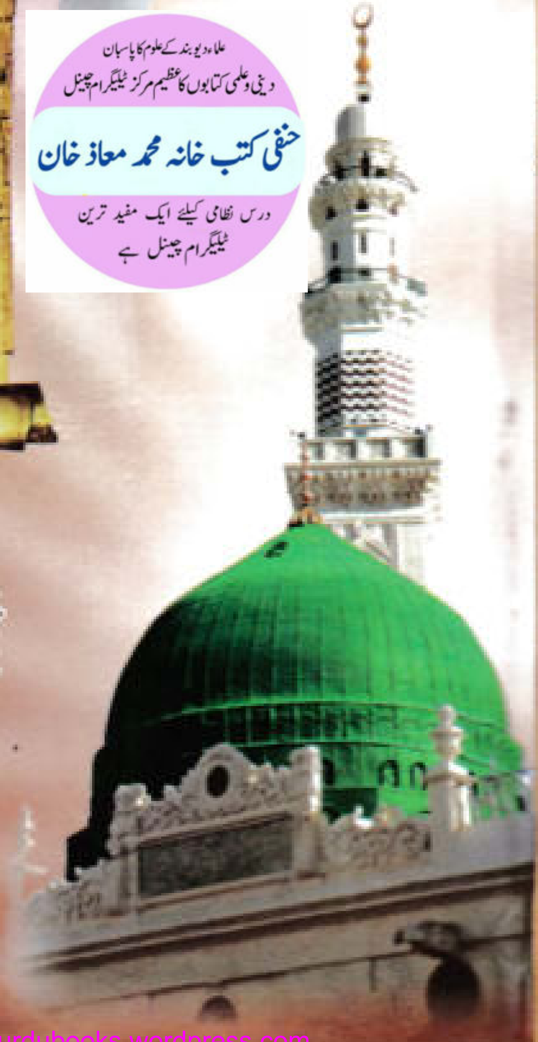

پیر طریقت و رہبر شریعت مفکر اسلام
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

خطباتِ فقیر
40
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد ۴۰

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

مرتب

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

0300-9652292

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
عرض ناشر	19
پیش لفظ	21
عرض مرتب	23
① اللہ تعالیٰ سے قلبی محبت	27
دل محبت کا مقام ہے	29
پہلی امتوں کو محبت کا پیغام	30
نبی ﷺ کا پیغام امت کے نام	30
محبت والوں کا حال	32
صحابہ کی مثال	34
حقیقی محبت والے	35
اللہ کے محب کی صفات	36
محبت ظاہر ہونے کے چار مواقع	37
سوتے وقت	37
آنکھ کھلنے پر	37
نماز شروع کرتے وقت	38
جب کوئی مصیبت آئے	38

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
40	محبت کی ایک علامت
41	محبت والوں کے اوصاف
43	محبت الٰہی میں مقاماتِ خوف
43	خوف الاعراض
43	خوف الحجاب
43	خوف البعد
44	خوف الاستبدال
45	محبت کی تین صورتیں
45	طبعی محبت
45	رحمت وشفقت والی محبت
46	انس والفت والی محبت
46	عقلی محبت
47	محال ہے کہ
48	اللہ کی محبت کا بدلہ
49	رحمت مخلوق کے ساتھ اور محبت اللہ کے ساتھ
50	اللہ کی محبت کا یقین
51	اللہ کی محبت میں مرنے والے کی دیت
51	سرور اور غرور
52	محبت کی سچی علامت
53	علی بن سہل رحمہ اللہ کا فرمان

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
53	❁ ...... سب سے بڑا سرمایہ
54	❁ ...... ایک نکتے کی بات
54	❁ ...... محبین کی دلیل
55	❁ ...... محبت الٰہی میں خلوت کا مزا
56	❁ ...... عاشق صادق کی تمنا
57	❁ ...... تہجد کی پابندی کیسے ہو
58	❁ ...... رات گزارنے میں تین قسم کے لوگ
59	❁ ...... تین دنوں میں چھتیس مرتبہ تہجد
60	❁ ...... تہجد والوں کی فہرست میں نام
60	❁ ...... تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ
61	❁ ...... ولایت، تہجد کے وقت میں ملتی ہے
62	❁ ...... قبولیت کا وقت
63	❁ ...... سالکین کے لیے دس نمازیں
64	❁ ...... محبت الٰہی کے فرض ہونے کی دلیل
65	❁ ...... اللہ کی محبت کا جھونکا
67	❁ ...... شوق کیا چیز ہے
69	❁ ...... اللہ کے چاہنے والے بندوں کا حال
70	❁ ...... تہجد کے تین انعام
71	❁ ...... آخر تہجد کام آئی
72	❁ ...... موت اچھی لگتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
73	❁ ...... دل میں اللہ کی محبت دل کو خالی کرنے سے آتی ہے
74	❁ ...... بارگاہِ الٰہی میں دل کا سجدہ
74	❁ ...... احسان کا بدلہ احسان
75	❁ ...... اللہ کی محبت اللہ کی رحمت سے ملتی ہے
77	❁ ...... تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
81	② سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
83	❁ ...... سیرت النبی ﷺ بیان کرنے کا بنیادی مقصد
84	❁ ...... جزیرہ عرب کی جغرافیائی حیثیت
84	❁ ...... بعثت نبوی ﷺ سے پہلے جزیرہ عرب کی حالت
86	❁ ...... جزیرہ عرب میں بعثت کی حکمتیں
87	❁ ...... کھلی کتاب جیسی زندگی
88	❁ ...... فقط اللہ کا سہارا
89	❁ ...... حیوانی معاشرے میں نبی علیہ السلام کی آمد
90	❁ ...... قلیل مدت میں عظیم انقلاب
90	❁ ...... اعلانِ نبوت سے پہلے معاشرے کی پسندیدہ شخصیت
91	❁ ...... دعوتِ توحید
92	❁ ...... اپنوں میں ہیرو
93	❁ ...... نبوت کی کھلی دلیل
94	❁ ...... کردار...... سب سے بڑا ہتھیار
94	❁ ...... انوکھا فاتح

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر

❁ ..... اخلاقی فتوحات	95
❁ ..... ہندہ سے درگزر	95
❁ ..... عثمان بن طلحہ سے درگزر	96
❁ ..... اسلام تلوار سے نہیں کردار سے پھیلا	97
❁ ..... دلوں کو مسخر کردینے والے اخلاق	98
❁ ..... انقلاب نبوی ﷺ کے عجائب	101
❁ ..... کم وقت میں انقلاب	101
❁ ..... کم وسائل سے انقلاب	101
❁ ..... کم نقصان سے انقلاب	102
❁ ..... کامیاب اور مکمل انقلاب	103
❁ ..... سیرت النبی... انسانیت کے لیے آسمان کے مانند	104
❁ ..... بحیثیت خاوند	104
❁ ..... بحیثیت والد	105
❁ ..... بحیثیت دوست	106
❁ ..... بحیثیت امیر	106
❁ ..... بندگیٔ خدا	106
❁ ..... اعتراف حقیقت	107
③ توبہ کی ضرورت	109
❁ ..... سب مومنوں کو توبہ کرنے کا حکم	111
❁ ..... توبہ کی ضرورت ہر ایک کو	111

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
113	توبہ کی دعوت ہر ایک کو
114	توبہ کے لیے نیت خالص ہو
115	توبہ کے آداب
116	تین چیزیں تین چیزوں میں چھپی ہوئی ہیں
117	توبہ دل کو نرم کرتی ہے
117	توبہ کی شرط
118	گناہ نہ کرنے والا بہتر یا گناہ کر کے توبہ کرنے والا
119	اللہ کی شانِ مغفرت
119	گناہ کی دو قسمیں
120	دل کے گناہ، جوارح کے گناہوں سے زیادہ مضر ہیں
121	تصوف و سلوک کا بنیادی مقصد
122	بدعت ...... سب سے خطرناک گناہ
123	گناہ کی ابتدا چھوٹی، انتہا بڑی
123	گناہ کا کفارہ نیک اعمال اور استغفار ہے
125	گناہ کی قباحت بڑھ جاتی ہے
125	مواقع کے اعتبار سے
126	مکان کے اعتبار سے
126	زمان کے اعتبار سے
126	گناہ بخشوانے والے اعمال
126	توبہ

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
127	❁ ...... استغفار
128	❁ ...... دعا کروانا
128	❁ ...... صحابہ ؓ کا بچوں سے دعا کروانا
129	❁ ...... خواجہ باقی باللہ ؒ کا بچوں سے دعا کروانا
130	❁ ...... ابوبکر الوراق ؒ کا فرمان
130	❁ ...... دو رکعات نفل
130	❁ ...... روزے رکھنا
131	❁ ...... صدقہ
131	❁ ...... ذکر
132	❁ ...... لوگوں کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنا
132	❁ ...... مخلوق پر رحم
132	❁ ...... مصائب و غم
134	❁ ...... توبہ کے فوائد
136	❁ ...... توبہ میں دیر کا وبال
136	❁ ...... طول الامل
136	❁ ...... مایوسی
137	❁ ...... اعتراض
138	❁ ...... توبہ پر برانگیختہ کرنے والے اعمال
138	❁ ...... اللہ کی عظمت کے بارے میں سوچنا
138	❁ ...... آخرت کے بارے میں سوچنا

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... توبۂ نصوح" کیا ہے	139
❁ ...... بندے اور رب کا عجیب معاملہ	140
❁ ...... ہر سرکش کو توبہ کی دعوت	141
❁ ...... ایک اعرابی کی عاجزانہ دعا	142
❁ ...... اللہ تعالیٰ کا وعدۂ مغفرت	144
❁ ...... گنہگار کی پکار پر اللہ کا جواب	145
❁ ...... گناہوں سے توبہ	147
۱۷ نرمی اختیار کیجیے	149
❁ ...... ہمارا دین آسانی والا دین ہے	151
❁ ...... نبی ﷺ ہمیشہ آسانی کو اختیار فرماتے	152
❁ ...... نبی ﷺ کی نرمی کی ایک مثال	152
❁ ...... اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتے ہیں	154
❁ ...... نرمی کسے کہتے ہیں	154
❁ ...... اللہ تعالیٰ خود رفیق (نرمی والے) ہیں	155
❁ ...... سختی شیطانی صفت ہے	155
❁ ...... اللہ تعالیٰ کی نرمی اللہ کی محبت بڑھنے کا محرک ہے	156
❁ ...... ہمارے دین کا مزاج نرمی ہے	156
❁ ...... عبادات دین میں آسانی	157
❁ ...... نماز میں آسانی	157
❁ ...... زکوۃ میں آسانی	158

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
159	روزہ میں آسانی
160	حج میں آسانی
161	دیگر احکاماتِ دین میں آسانی
161	حرمتِ شراب میں تدریج
162	عبادت میں مشقت کی ممانعت
163	تکبیر کی شدت کی ممانعت
163	مستقل روزے رکھنے کی ممانعت
164	سارا مال صدقہ کر دینے کی ممانعت
164	لوگوں کے ساتھ نرمی کی تلقین
167	افرادِ خانہ کے ساتھ نرمی کی تلقین
167	والدین کا معاملہ
169	بیوی کی معاملہ
169	خاوند کی اطاعت کرے
171	عورت خاوند کی منظورِ نظر ہے
172	خاوند کے تقاضے کو پورا کرے
173	ہر وقت نکتہ چینی نہ کرے
174	خاوند کا معاملہ
175	زہر دینے کی کیا ضرورت
177	میاں بیوی کے مسکرانے پر اللہ مسکراتے ہیں
177	گھر کے کام خود کرنا سنت ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
178	...... اہلیہ کی ضرورت کے لیے نکلنے پر انعام
178	.... طلاق میں بھی خیر خواہی
179	..... نبی علیہ السلام ماتحتوں کے وکیل بنیں گے
179	..... اولاد کے ساتھ معاملہ
181	...... قطع رحمی کا وبال
181	...... یتیموں کے ساتھ نرمی
181	...... پڑوسیوں کے ساتھ نرمی
182	.... ساتھیوں کے ساتھ نرمی
182	...... حیوانات کے ساتھ نرمی
183	..... اللہ کی محبت کی نشانی
184	...... اللہ کی ناراضگی کی نشانی
185	...... نرمی کی برکات
186	...... مزاج شریعت کو سمجھیے
187	...... دینداروں کی بڑی کوتاہی
188	.... نرمی سے محروم ...... خیر سے محروم
189	...... نرمی کرنے والا اللہ کی رحمت کے سائے میں
190	...... اپنا محاسبہ کیجیے
190	...... نبی علیہ السلام کا مشفقانہ انداز تربیت
191	...... قہاری یا قہاری
193	...... عذر قبول کرنا چاہیے

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... اکابر کی نرم مزاجی	193
❁ ...... ریشم کی طرح نرم یا انگارے کی طرح گرم	195
❁ ...... اظہار ناپسندیدگی کا طریقہ	196
❁ ...... میرا پیغام ہے محبت، جہاں تک پہنچے	196
⑤ زہد کی حقیقت	199
❁ ...... دنیا کا امتحان	201
❁ ...... زہد کا معنی	202
❁ ...... زہد کی اصطلاحی تعریف	203
❁ ...... زہد قرآن کی روشنی میں	203
❁ ...... زہد اکابرینِ امت کی نظر میں	204
❁ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما	204
❁ ...... وہب المکی رحمہ اللہ	205
❁ ...... حضرت جنید رحمہ اللہ	205
❁ ...... ابوبکر وراق رحمہ اللہ	206
❁ ...... رویم رحمہ اللہ	206
❁ ...... ابن رجب رحمہ اللہ	206
❁ ...... ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ	207
❁ ...... ابن الخفیف رحمہ اللہ	207
❁ ...... فضیل بن عیاض رحمہ اللہ	207
❁ ...... عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ	208

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
208	❁ ...... یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ
209	❁ ...... ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
209	❁ ..... سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
209	❁ ...... ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ
209	❁ ...... ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ
210	❁ ...... بعض دیگر مشائخ کا فرمان
211	❁ ...... زہد کی ابتداء
211	❁ ...... زہد کی انتہا
211	❁ ...... زہد کے تین درجے
212	❁ ..... پہلا درجہ
212	❁ ..... دوسرا درجہ
212	❁ ..... تیسرا درجہ
213	❁ .... زہد کی حقیقت......دل کو دنیا سے فارغ کرنا
214	❁ .... مال و دولت کے باوجود انسان زاہد ہو سکتا ہے
216	❁ ..... بادشاہت میں بھی زہد
216	❁ ...... نعمتوں کی ریل پیل میں بھی بندہ زاہد
217	❁ ...... واقعہ
218	❁ ...... زہد دنیا کو چھوڑنا نہیں، ماسوی اللہ کو چھوڑنا ہے
220	❁ ...... زاہد سب سے بہترین انسان
221	❁ ...... زاہد اور مزہد

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
⊛ .... سال میں 365 لباس	234
⊛ ..... اللہ تعالیٰ زینت کو پسند فرماتے ہیں	235
⊛ ...... اصلی زاہد کون	236
⊛ ..... زاہد اللہ کا محبوب اور مخلوق کا بھی محبوب	237
⊛ ..... امام الزاہدین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	238
⊛ ...... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امت پر احسان	240
⊛ ...... حصولِ زہد کی دعا	241
⑦ توکل کے درجات	243
⊛ ..... مومن کا اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین	245
⊛ ...... توکل کیا ہے؟	246
⊛ ...... توکل نہ ہونے کا نقصان	246
⊛ ...... توکل کا فائدہ	247
⊛ ...... باغبان کی مثال	247
⊛ ...... جو سبب بیماری کا وہی صحت کا	248
⊛ ..... صدقے سے علاج	248
⊛ ..... بڑے سے تعلق کا بڑا فائدہ	249
⊛ ...... جوان العمر لڑکی کا صبر	250
⊛ ...... پرندے کے دلوں کے مانند دل	251
⊛ ..... شیطان کا دھوکہ	251
⊛ ..... بتوں سے مجھ کو امید	252

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
253	...... اللہ کی مدد ساتھ لینے کا آسان طریقہ
254	...... توکل کے تین درجے
254	...... پہلا درجہ...... فرض کے درجے میں اسباب اختیار کرنا
255	...... دوسرا درجہ...... ظنی اسباب کو اختیار کرنا
255	...... تیسرا درجہ...... وہمی اسباب کو اختیار کرنا
257	...... مؤمن کی امتیازی شان
258	...... اسباب پر بھروسہ کرنا توکل نہیں
259	...... امیدوں اور چاہتوں کا محور فقط اللہ کی ذات ہو
260	...... حضرت خواجہ عبدالملک صدیقی ؒ کا توکل
260	...... نبی ﷺ کا اللہ پر توکل
262	...... اللہ کے در سے لو لگالیں

☆☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ: ۱۶۵)

اللہ تعالیٰ سے قلبی محبت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 23 نومبر 2011ء بروز بدھ ۲۵ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ

موقع: سالانہ نقشبندی اجتماع، مجلس بعد از نماز مغرب

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ایک محبت اور ہوتی ہے، وہ قلبی محبت ہوتی ہے؟
لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِلّٰہِ "انسان اپنا پورا دل اس کے حوالے کر دے، دل میں وہ رچ بس جائے۔" تو یہ کیفیت فقط اللہ کے لیے ہونی چاہیے، یہ اللہ کے سوا کسی اور کے لیے جائز ہی نہیں۔ اس لیے رب کریم نے فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

"وہ ان بتوں سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت کی جاتی ہے"

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ سے قلبی محبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:
((اَحِبُّوا اللّٰہَ مِنْ کُلِّ قُلُوْبِکُمْ))
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دل محبت کا مقام ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾

''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔''

انسان کو اللہ رب العزت نے سینے میں گوشت کا ایک لوتھڑا دیا ہے، جسے دل کہتے ہیں۔ یہ دل محبت کا مقام ہے اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ یہ دل میرا گھر ہے، لہٰذا اس میں فقط میری ہی محبت ہو۔ یہ دل ایک ہے اور ایک ہی کے لیے ہو۔ انسان کی زندگی ایسی ہو کہ اللہ رب العزت دل میں آجائے، اللہ رب العزت دل میں سما جائے، بلکہ اللہ رب العزت دل میں چھا جائے۔

پہلی امتوں کو محبت کا پیغام:

یہ وہ پیغام ہے جو پہلی امتوں کو بھی ملا۔ چنانچہ احمد بن ابو الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِرَاهِبٍ فِي صَوْمَعَتِهِ

''میں نے ایک راھب سے اس کے عبادت خانے میں یہ بات پوچھی''

يَا رَاهِبُ! مَا أَقْوَى شَيْءٍ تَجِدُوْنَهُ فِي كُتُبِكُمْ؟

''تمہاری کتابوں میں سب سے زیادہ ٹھوس اور پکی بات کون سی ہے؟''

اس نے جواب دیا:

مَا نَجِدُ شَيْئًا فِي كُتُبِنَا أَقْوَى مِنْ أَنْ تَجْعَلَ مَحَبَّتَكَ وَقُوَّتَكَ كُلَّهَا فِي مَحَبَّةِ الْخَالِقِ (حلیۃ الاولیاء: ۱۰/ ۸، کذا فی القواعد والزھد والرقائق: ۱/ ۳۶)

''ہماری کتابوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور پکی بات یہ ہے کہ تو اپنی طاقت اور قوت کو اللہ کی محبت کے اندر خرچ کر دے۔''

پوری ہمت لگا دے، ایڑی چوٹی کا زور لگا دے کہ تیرے اندر اللہ کی محبت آ جائے۔

نبی ﷺ کا پیغام امت کے نام:

گویا پہلی امتوں کو بھی یہی Message (پیغام) ملا اور نبی ﷺ جب ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے مدینہ والوں کو بھی پہلا Message (پیغام) یہی دیا۔

لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَدِيْنَةِ خَطَبَ وَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

”جب نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں فرمایا:“

إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِي قَلْبِهِ وَ أَدْخَلَهُ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ وَاخْتَارَهُ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنْ أَحَادِيثِ النَّاسِ إِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَ أَبْلَغُهُ

”بے شک بہترین کلام کتاب اللہ ہی ہے اور وہ شخص کامیاب ہو گیا کہ جس کے دل کو اللہ نے اس کے ساتھ مزین کر دیا“

پھر فرمایا:

((أَحِبُّوا مَنْ أَحَبَّ اللّٰهَ وَ أَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوبِكُمْ))

(کنز العمال: ۴۴۱۴۷)

”تم محبت کرو اس سے جو اللہ سے محبت کرتا ہے اور تم اپنے پورے دل کے ساتھ اللہ سے محبت کرو۔“

مقصد یہ تھا کہ تم اپنا دل اللہ کی محبت کے لیے وقف کر دو، تمہارا پورا دل اللہ کے لیے ہو جائے۔ جیسے ہمارے حضرت، حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ دلوں کا بیوپاری ہے۔ بندے سے اس کا دل چاہتا ہے۔

نبی ﷺ نے اس حدیث مبارک میں پہلے قرآن مجید کی بات فرمائی، پھر حدیث مبارکہ کے متعلق اور تیسری بات یہ فرمائی کہ

((أَحِبُّوا مَنْ أَحَبَّ اللّٰهَ وَ أَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوبِكُمْ))

اللہ تعالیٰ سے پورے دل کے ساتھ محبت کرو، یہ نہ ہو کہ تمہارے دل میں جہاں خالق کی محبت ہو وہاں مخلوق کی محبتیں بھی ہوں۔ فرمایا کہ نہیں! پورا دل اللہ کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اور جب انسان پورے دل کے ساتھ، کامل دل کے ساتھ اللہ سے محبت کرتا ہے پھر اس کا بیٹھنا اٹھنا، چلنا پھرنا، اوڑھنا بچھونا، سب کچھ اللہ کے لیے ہو جاتا ہے۔ اس کو ہر طرف بس اللہ ہی کی ذات محسوس ہوتی ہے۔ اس کو اللہ کی معیت کا استحضار نصیب ہو جاتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے ہر وقت میں اللہ رب العزت کے سامنے ہوں۔

محبت والوں کا حال:

ایک بزرگ محبت کے بارے میں عجیب بات فرماتے ہیں کہ جب محبت کامل ہوتی ہے تو محبوب سے تعلق کیسا ہوتا ہے؟ انہوں نے اس تعلق پر اشعار لکھے ہیں۔ یہ اشعار ہیں تو پنجابی کے لیکن اندازہ ہوگا کہ محبوب کی محبت جب دل میں سما جاتی ہے تو دل کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔

میڈا عشق وی توں، میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں، ایمان وی توں
میڈا جسم وی توں میڈا روح وی توں
میڈا قلب وی توں جند جان وی توں
میڈا، قبلہ، کعبہ، مسجد، منبر
مصحف تے قرآن وی توں
میڈے فرض فریضے حج زکوتاں
صوم صلوٰۃ اذان وی توں
میڈا ذکر وی توں، میڈا فکر وی توں
میڈا ذوق وی توں، وجدان وی توں

www.besturdubooks.wordpress.com

میڈا سانول مٹھڑا شام سلونڑاں
من موہن جانان وی توں
میڈی آس امید تے کھٹیا وٹیا
میڈا تکیہ مان تران وی توں
میڈا دھرم وی توں ، میڈا بھرم وی توں
میڈا شرم وی توں ، میڈا شان وی توں
میڈا دکھ سکھ ، رون ، کھلن وی توں
میڈا درد وی توں ، درمان وی توں
میڈا خوشیاں دا اسباب وی توں
میڈے سولاں دا سامان وی توں
میڈا حسن تے بھاگ سہاگ وی توں
میڈا بخت تے نام نشان وی توں
میڈے ٹھڈڑے ساہ تے مونجھ منجاری
انجواں دا طوفان وی توں
میڈی مہندی ، کجل ، مساگ وی توں
میڈی سرخی ، بیڑا ، پان وی توں
جے یار فرید قبول کرے
سرکار وی توں سلطان وی توں

جب دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے تو پھر انسان کی پوری زندگی کے اوپر اللہ کی محبت کا غلبہ اور احاطہ ہو جاتا ہے۔ اس کا سب کچھ اللہ کے لیے ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کا بولنا، اس کا دیکھنا، اس کا کہنا، اس کا چلنا پھرنا سب اللہ کے لیے بن جاتا ہے۔

نبی علیہ السلام نے یہ بات فرمائی کہ تم اپنے پورے دل کے ساتھ اللہ سے محبت کرو۔

صحابہ کی مثال:

اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ایسے ہی تھے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی مثال سن لیجیے:

رُوِیَ اَنَّ اَبَا حُذَیْفَۃَ بْنَ عُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ لَمَّا تَبَنّٰی سَالِمًا مَوْلَاہُ

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، انہوں نے ایک بچہ جس کا نام سالم تھا، اس کو اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالیا۔ پھر انہوں نے اس کی شادی اپنی بہن کے ساتھ کردی۔ وہ غلام تھا، متبنیٰ بنا اور قریش کے ایک بہت ہی معزز گھرانے کی بیٹی سے شادی ہوگئی۔

عَاتَبَتْہُ قُرَیْشٌ فِیْ ذٰلِکَ

قریش نے انہیں اس بارے میں بہت ہی برا بھلا کہا کہ اس نے کتنا برا کیا۔

انہوں نے کہا:

قَالُوْا: اَنْکَحْتَ عَقِیْلَۃً مِّنْ عَقَائِلِ قُرَیْشٍ بِمَوْلًی؟

''کیا تم نے قریش کی اتنی عقلمند شریف زادی کا نکاح ایک غلام کے ساتھ کر دیا؟''

فَقَالَ: وَاللّٰہِ لَقَدْ اَنْکَحْتُہٗ وَاِیَّاھَا وَاِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّہٗ خَیْرٌ مِّنْھَا

''ہاں! میں نے یہ نکاح تو کیا ہے، مگر میں جانتا ہوں کہ وہ غلام اس عورت سے زیادہ بہتر اور افضل ہے۔''

فَکَانَ قَوْلُہٗ اَشَدَّ عَلَیْھِمْ

''ان کی بات قریش کو اور زیادہ چبھی''

کہ ایک تو نکاح کیا اور آگے سے دلیل دیتا ہے کہ وہ زیادہ اچھا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فَقَالُوْا: وَ كَيْفَ؟ وَ هِيَ أُخْتُكَ وَ هُوَ مَوْلَاكَ

''وہ کہنے لگے کہ وہ کیسے اچھا ہے؟ (اس قریشی عورت سے) یہ تمہاری بہن ہے اور وہ تمہارا مولا ہے۔''

انہوں نے جواب دیا:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

''میں نے نبی ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا:''

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ عَلَى بِكُلِّ قَلْبِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى سَالِمٍ

''جو چاہے کہ کسی ایسے بندے کو دیکھے جو اپنے پورے دل کے ساتھ اللہ سے محبت کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ سالم کو دیکھ لے۔''

چونکہ سالم کا دل اللہ کی محبت سے لبریز ہو چکا ہے اور نبی علیہ السلام نے بھی گواہی عطا فرما دی۔ اب میری نظر میں وہ سالم کسی بھی قریشی عورت سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

حقیقی محبّ کون؟

حسن بن شوذب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی راہب نے کہا:

لَا يَكُوْنُ الْمُحِبُّ لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ مُحِبًّا حَتّٰى يُحِبَّهٗ بِكُلِّ الْكُلِّ

''کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کا محب اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ کلی طور پر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا نہ بن جائے۔''

فَصَاحَ الْحَسَنُ بْنُ شَوْذَبٍ (شعب الایمان: ۲/۲۱، رقم: ۱۲۲۳)

''(یہ جملہ سن کر) حسن بن شوذب رحمۃ اللہ علیہ کی چیخ نکل گئی''

www.besturdubooks.wordpress.com

سر سے لے کر پاؤں تک اس کے جسم کے انگ انگ میں، رواں رواں میں جب اللہ رب العزت کی محبت رچ بس جائے، ایسا بندہ اللہ رب العزت کا محب اور عاشق کہلاتا ہے۔ چنانچہ ایسے بندے کی زندگی کا ہر کام اللہ کے لیے ہوتا ہے۔

اللہ کے محب کی صفات:

سُئِلَ الْجُنَیْدُ مَاهِیَ صِفَاتُ مَنْ یُّحِبُّ اللّٰهَ

''جنید بغدادی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے اس کی صفات کیا ہیں؟''

فرمایا:

هُوَ عَبْدٌ زَاهِدٌ عَنْ نَفْسِهٖ مُتَّصِلٌ بِرَبِّهٖ

''یہ وہ بندہ ہے جو اپنے آپ سے الگ ہو جاتا ہے، مگر اللہ سے واصل ہو جاتا ہے''

......اِنْ تَکَلَّمَ فَعَنِ اللّٰهِ

''بولتا ہے تو اللہ کی طرف سے۔''

......اِنْ سَکَتَ فَمَعَ اللّٰهِ

''چپ ہوتا ہے تو اللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔''

......اِنْ تَحَرَّكَ فَبِاَمْرِ اللّٰهِ

''اگر حرکت کرتا ہے تو اللہ کے امر کے ساتھ۔''

......وَاِنْ نَطَقَ فَبِاللّٰهِ

''اور اگر بولتا ہے تو اللہ کے ساتھ''

......وَمَعَ اللّٰهِ (بستان الخطیب: ۱/۲۰۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ایسا بندہ جس کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا سب کچھ اللہ کے لیے ہو جائے، اسے اللہ رب العزت کا عاشق اور اللہ کا دیوانہ کہا جاتا ہے۔

محبت ظاہر ہونے کے چار مواقع

اگر کوئی بندہ یہ اندازہ لگانا چاہے کہ میرے دل میں اللہ رب العزت کی محبت کس قدر ہے؟ کیا میری محبتوں کی معراج اللہ کے لیے ہے؟ میری محبتیں اللہ کے لیے ہیں یا کسی غیر کے لیے ہیں؟ تو ہمارے مشائخ نے اس کی پہچان بتا دی۔ فرماتے ہیں:

تَظْهَرُ حَقِيْقَةُ الْمَحَبَّةِ فِيْ مَوَاطِنَ اَرْبَعَةٍ

"چار مواقع پر محبت کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے"

(۱) سوتے وقت:

عِنْدَ اَخْذِ مَضْجَعِهٖ وَ تَفَرُّغِ حَوَاسِهٖ وَ جَوَارِحِهٖ مِنَ الشَّوَاغِلِ فَاِنَّهٗ لَا يَنَامُ اِلَّا عَلٰى ذِكْرِ مَنْ يُّحِبُّهٗ وَ شُغْلِ قَلْبِهٖ بِهٖ

"جب انسان رات کو سونے لگتا ہے اور اس کے اعضا اور حواس کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تو اس وقت اس کے دل پر اسی کا خیال غالب آتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

(۲) آنکھ کھلنے پر:

عِنْدَ انْتِبَاهِهٖ مِنَ النَّوْمِ فَاَوَّلُ شَيْءٍ يَّسْبِقُ اِلٰى قَلْبِهٖ ذِكْرُ مَحْبُوْبِهِ الَّذِيْ كَانَ قَدْ غَابَ عَنْهُ فِي النَّوْمِ

"جب آنکھ کھلتی ہے تو سب سے پہلا خیال اسی کا آتا ہے جس سے محبت ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ چونکہ نیند کی حالت میں وہ اپنے محبوب سے جدا ہو گیا، اب اس کو آنکھ کھلتے ہی محبوب کا خیال آئے گا۔"

(۳) نماز شروع کرتے وقت:

عِنْدَ دُخُوْلِهٖ فِي الصَّلٰوةِ..... فَاِنَّهَا مِيْزَانُ الْاِيْمَانِ

"جب انسان نماز میں داخل ہوتا ہے، نیت باندھتا ہے۔ یہ ایمان کی کسوٹی ہے۔"

نماز پڑھتے ہوئے انسان دیکھے کہ میرے دل میں کس کا خیال آتا ہے، کس کی محبت ہے؟ جس کی محبت ہوگی اسی کا خیال آئے گا۔

فَاِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ اطْمَاَنَّ بِذِكْرِهٖ وَ قَرَّتْ عَيْنُهٗ بِالْمُثُوْلِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ مُنَاجَاتِهٖ وَ انْفَسَحَ قَلْبُهٗ وَ اسْتَرَاحَ دَلَّ عَلٰى حَقِيْقَةِ الْمَحَبَّةِ

"جب انسان اللہ کے سامنے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہوتا ہے اس کیفیت میں کہ میں اللہ رب العزت کے سامنے ہوں اور اس کا دل کشادہ ہو جاتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل کہ اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے۔"

(۴) جب کوئی مصیبت آئے:

عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَ الْاَهْوَالِ

"انسان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے، مشکل آتی ہے، تو مشکل وقت میں بھی جس سے محبت ہوتی ہے اسی کی طرف توجہ جاتی ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

فَإِنَّ الْقَلْبَ فِي هٰذَا الْمَوْطِنِ لَا يَذْكُرُ إِلَّا أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْهِ

''اس وقت میں بھی دل اسی کو چاہتا ہے، یاد کرتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے''

وَ الْمُحِبُّ يَتَسَلّٰى بِمَحْبُوْبِهٖ عَنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ يُصَابُ بِهَا دُوْنَهٗ

''لہٰذا محب اپنے محبوب کے خیال سے ہر مشکل اور مصیبت کے وقت میں تسلی پاتا ہے۔''

مثال:

اس کی دلیل حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب میدانِ احد کے اندر کافروں اور مسلمانوں کے درمیان آپس میں جہاد کا ایک سلسلہ چل رہا تھا، اس وقت صحابیات کو بھی یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے حبیب ﷺ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ ایک صحابیہ نبی ﷺ کی خبر لینے کے لیے آئیں تو ان کو بتایا گیا کہ آپ کے والد یہاں شہید ہو گئے، تو وہ اس سانحے کی ذرا پرواہ نہیں کرتیں اور آگے بڑھ کر پوچھتی ہیں:

مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟

''محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟''

اسے بتایا گیا کہ تمہارے بھائی تو فلاں جگہ شہید ہوئے پڑے ہیں۔ وہ اس سے بھی کوئی اثر نہیں لیتی اور آگے بڑھتی ہے، پوچھتی ہے:

مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟

''محمد ﷺ کا کیا حال ہے؟''

اب سوچیں کہ جب اس کو پتہ چلا کہ والد بھی شہید ہو گئے، بھائی بھی شہید ہو گئے تو عام حالات میں تو یہ ایسی خبریں ہیں کہ بڑھتے قدم رک جاتے ہیں، آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش برسنے لگ جاتی ہے، لیکن وہ صحابیہ یہ بات سن کر جواب دیتی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

مَا اُبَالِیْ اِذَا سَلِمْتَ هَلَكَ مَنْ هَلَكَ

(موضوعات صاغانی للخطیب وانوعظ ۱/۱۳۱، کذا فی المعجم الاوسط، رقم: ۷۴۹۹)

اگر آپ سلامت ہیں تو مجھے پرواہ نہیں کہ کون ہلاک ہوا؟

روایات میں آیا کہ اس نے نبی علیہ السلام کی چادر کا کونہ پکڑا اور کہا:

كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدُ جَلَلٌ (اَیْ يَسِيْرَةٌ)

''محمد ﷺ (کو دیکھنے) کے بعد میرے لیے تمام مصیبتوں کو برداشت کرنا آسان ہو گیا ہے'' (موسوعۃ المدفاع عن رسول اللہ ﷺ ۴/۱۱۲)

تو اس سے اندازہ لگائیے کہ انسان جب محبت کرتا ہے تو حالات کی تلخی میں بھی پھر اس کی طرف ہی دھیان جاتا ہے۔ اسی کی طرف ہی خیال جاتا ہے۔

محبت کی ایک علامت:

سُئِلَ اَبُوالْحُسَيْنِ بْنُ مَالِكٍ الصُّوْفِيُّ مَا عَلَامَةُ الْمَحَبَّةِ

''حضرت ابوالحسین صوفی سے سوال کیا گیا کہ محبت کی علامت کیا ہے؟''

کہنے لگے:

تَرْكُ مَا تُحِبُّ لِمَنْ تُحِبُّ (شعب الایمان، رقم: ۷۶۴)

''جس سے تم محبت کرتے ہو اس کو تم اس کے لیے چھوڑ دو جس سے تم محبت (حقیقی طور پر) کرتے ہو''

اس کا مطلب یہ کہ اللہ کی محبت کے لیے دنیا کی لذات کو چھوڑ دینا، دنیا کی چمک دمک کو چھوڑ دینا، یہ انسان کے لیے ضروری ہو جاتا ہے۔ اور اگر دنیا کے پیچھے بھاگتا پھرے گا تو اللہ رب العزت کی محبت کی لذت سے محروم رہے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت والوں کے اوصاف

قرآن مجید میں ایک آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے چاہنے والوں کے کچھ اوصاف بتائے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾

''اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر گیا تو پھر اللہ تمہاری جگہ ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ سے محبت کریں گے اور اللہ ان سے محبت کریں گے''

اب یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے چاہنے والے اور اللہ سے محبت کرنے والے ہیں، ان کی نشانیاں قرآن مجید میں بتائی جا رہی ہیں:

○ ﴿أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾

''وہ ایمان والوں کے سامنے پست ہونے والے، جھکنے والے، عاجزی کرنے والے ہوتے ہیں۔''

○ ﴿أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾

''کافروں کے سامنے عزت کے ساتھ رہنے والے۔''

○ ﴿يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾

''اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے۔''

○ ﴿وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾

''اور دین کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والے ہیں۔''

جس میں یہ صفات ہوں گی وہ اللہ رب العزت کے چاہنے والے ہوں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (المائدہ: ۵۴)

"یہ اللہ کا فضل ہے، اللہ جس کو چاہتے ہیں اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔"

○ ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا:

عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ حُبُّ الْقُرْآنِ مَنْ اَحَبَّ مَحْبُوْبًا اَحَبَّ كَلَامَهٗ

"اللہ رب العزت سے محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ انسان کو قرآن مجید کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ جو محبوب سے محبت کرتا ہے اس کے کلام سے بھی محبت کرتا ہے۔"

عَلَامَةُ حُبِّ الرَّسُوْلِ حُبُّ السُّنَّةِ

○ نبی علیہ السلام سے محبت کی علامت سنت کے ساتھ محبت کا ہونا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ سے محبت کی ایک علامت اس کے ذکر سے محبت ہونا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ مَحَبَّةُ ذِكْرِهٖ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى مِنْ عَلَامَةِ مَحَبَّتِهٖ

محبوب کا تذکرہ کرنا، محبوب کے بارے میں بات کرنا، محبوب کو یاد کرنا یہ بھی انسان کو اچھا لگتا ہے۔

"فَاِنَّ الْمُحِبَّ لَا يَشْبَعُ مِنْ ذِكْرِ مَحْبُوْبِهٖ" (روضۃ المحبین: ۱/۲۰۹)

"محب کا دل محبوب کے تذکرے سے بھی بھرتا ہی نہیں"

جس بندے کو اللہ رب العزت سے محبت ہوگی وہ بھی ہر وقت اللہ رب العزت کو یاد کرتا رہے گا۔ پھر اس کی بھی یہی کیفیت ہوگی کہ کہے گا: ؎

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
ورنہ پھر کوئی ہم سے گفتگو نہ کرے

اگر کوئی بولنا چاہتا ہے تو تمہاری بات کرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت الٰہی میں مقاماتِ خوف

وَلِلْمُحِبِّ مَخَاوِفُ

جب کسی کو اللہ رب العزت سے محبت ہوتی ہے تو اس کے دل میں چند خوف بھی ہوتے ہیں۔

⊙ خوف الاعراض:

پہلا ہے: خَوْفُ الْإِعْرَاضِ

ایک خوف تو یہ ہوتا ہے کہ میرا کوئی عمل اللہ کو ناپسند آگیا تو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے مجھ سے اعراض فرمائیں۔ یہ ناراضگی کا سب سے پہلا درجہ ہے کہ بندہ دوسرے کی چیز کو ناپسند کرتا ہے۔

⊙ خوف الحجاب:

دوسرا ہے: خَوْفُ الْحِجَابِ

مطلب یہ کہ بندہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔ پہلے قدم پر بات اچھی نہ لگی اور دوسرے قدم پر اس سے بات کرنا بند کر دی۔ خاموشی اختیار کر لی اس کو ''خوف الحجاب'' کہتے ہیں۔

⊙ خوف البعد:

تیسرا: خَوْفُ الْبُعْدِ

''دوری کا خوف''

جس سے محبت کم ہو جائے یا ختم ہو جائے تو پھر اس سے دور رہنا شروع کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں۔ اسی لیے یہ جو بعد ہے یہ بہت بڑا عذاب ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ)) (سنن الترمذی:۳۲۱۹)

”مجھے سورۃ ھود نے بوڑھا کر دیا“

کبھی غور کیا کہ سورۃ ھود کی وہ کون سی آیت تھیں جن کو پڑھ کر اللہ کے نبی ﷺ پر یہ کیفیت طاری ہوتی تھی؟ یہ وہ آیات تھی جن میں پہلی والی قوموں کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ قومیں اللہ سے دور ہو گئیں۔ اللہ نے ان کو اپنے سے دور کر دیا۔ فرمایا:

﴿أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ﴾ (ھود:۹۵)

یہ جو دوری کا لفظ تھا یہ آقا ﷺ کے دل پر بجلی کی طرح گرتا تھا اور آقا ﷺ پڑھ کر روتے تھے کہ وہ کیسے لوگ تھے جن کو اللہ نے اپنے سے دور فرمانے کا فیصلہ کر لیا۔

◉ خوف الاستبدال:

چوتھا ہے: خَوْفُ الْاِسْتِبْدَالِ

”تبدیلی کا خوف“

مطلب یہ کہ جب ایک بندہ اچھا نہ بنے تو دوری ہوتے ہوتے ایک وقت آتا ہے کہ انسان کسی دوسرے کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ یہی بات اللہ نے قرآن مجید میں فرمائی کہ اے ایمان والو! اگر تم دین کا کام نہیں کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ کسی اور کو کھڑا کر دیں گے۔ فرمایا:

﴿وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم﴾

(محمد:۳۸)

”اگر تم پھر جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئیں گے پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے“

www.besturdubooks.wordpress.com

تو استبدال کا خوف انسان کو کبھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔

محبت کی تین صورتیں

ہمارے مشائخ نے دنیاوی محبتوں کی تین مختلف صورتیں لکھی ہیں:

(۱) طبعی محبت:

مُحَبَّةٌ طَبْعِيَّةٌ

ایک بھوکے بندے کو روٹی کھانا پسند ہوتی ہے، اس کے لیے بھی محبت کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں۔ پیاسے کو پانی پینا اچھا لگتا ہے، اس کے لیے بھی یہ لفظ لگا لیتے ہیں۔ تو یہ ایک طبعی چیز ہے کہ انسان کو اپنی ضرورت کی چیز اچھی لگتی ہے۔ اسی لیے حدیث پاک میں فرمایا گیا:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَ الْعَسَلَ))

(سنن ابی داؤد، رقم: ۳۷۱۷)

''نبی ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو کھانا پسند فرماتے تھے''

تو دیکھیے ''یحب'' کا لفظ استعمال کیا۔ تو یہ طبعی چیز ہے۔

(۲) رحمت و شفقت والی محبت:

مُحَبَّةُ رَحْمَةٍ وَّ شَفْقَةٍ

''وہ محبت جو رحمت اور شفقت کی وجہ سے ہوتی ہے۔''

جیسے ایک باپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ حَسَنَيْنِ كَرِيْمَيْنِ

نبی ﷺ کو حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے محبت تھی۔

وہ محبت رحمت اور شفقت والی محبت تھی۔

(۳) انس و الفت والی محبت:

مَحَبَّةُ اُنْسٍ وَّ اُلْفَةٍ كَمَحَبَّةِ زَوْجَةٍ وَّ اِخْوَةٍ

''وہ محبت جس میں انس اور الفت ہوتی ہے''

جیسے خاوند کو اپنی بیوی سے محبت یا بیوی کو اپنے خاوند سے۔

یہ محبت بھی انسان کی ضرورت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

''نبی ﷺ بیویوں سے محبت فرماتے تھے''

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ

''عائشہ رضی اللہ عنہا ان میں سب سے زیادہ نبی ﷺ کو پیاری تھیں۔''

(مرقاۃ المفاتیح: ۱۲/ ۲۰، باب آیۃ الجہاد۔ والمعجم الکبیر، رقم ۲۹۳، باب ذکر ازواج رسول ﷺ)

اور اسی طرح حدیث پاک میں یہ بھی آیا ہے:

((وَ اَحَبُّهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ)) (کنز العمال، رقم: ۳۳۱۰۲)

''صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔''

تو یہ بھائی سے محبت کا ہونا یا بیوی سے محبت کا ہونا یہ انس اور الفت ہے۔ یہ تین طرح کی محبتیں شریعت میں جائز قرار دی گئیں۔

قلبی محبت:

ایک محبت اور ہوتی ہے، وہ قلبی محبت ہوتی ہے؟

لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِلّٰهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

”انسان اپنا پورا دل اس کے حوالے کردے، دل میں وہ رچ بس جائے۔“

تو یہ کیفیت فقط اللہ کے لیے ہونی چاہیے، یہ اللہ کے سوا کسی اور کے لیے جائز ہی نہیں۔ اس لیے رب کریم نے فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

”وہ ان بتوں سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت کی جاتی ہے“

سچی بات تو یہ ہے کہ جو انسان اللہ رب العزت کی عظمتوں کو پہچان لیتا ہے، وہ اللہ سے محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اس لیے ایک بزرگ فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ اَحَبَّهٗ وَمَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ اَطَاعَهٗ وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ

”جو اللہ کو پہچان لیتا ہے اللہ سے محبت کرتا ہے اور جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں عزتوں کی زندگی عطا فرما دیتے ہیں۔“

محال ہے کہ......

ابراہیم بن علی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

......مِنَ الْمُحَالِ اَنْ تَعْرِفَهٗ ثُمَّ لَا تُحِبَّهٗ

”یہ محال ہے کہ تم اللہ کو پہچانو اور پھر تم اس سے محبت نہ کرو“

یہ Imposible (ناممکن) ہے کہ کوئی بندہ اللہ کی معرفت کو پائے اور پھر اس سے محبت نہ کرے۔

......وَمِنَ الْمُحَالِ اَنْ تُحِبَّهٗ ثُمَّ لَا تَذْكُرَهٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

”اور یہ بھی محال ہے کہ تو کسی سے محبت کرے اور اس کا ذکر نہ کرے۔“

......وَمِنَ الْمُحَالِ اَنْ تَذْكُرَهُ ثُمَّ لَا يُوْجِدُلَكَ طَعْمُ ذِكْرِهِ

”اور یہ بھی ناممکن ہے کہ محبوب کا ذکر کرے اور اس ذکر کی لذت اور حلاوت اس کو محسوس نہ ہو۔“

......مِنَ الْمُحَالِ اَنْ يُوْجَدَ طَعْمُ ذِكْرِهِ ثُمَّ لَا يَشْغُلُكَ بِهِ عَمَّا سِوَاهُ

(شعب الایمان، رقم:۱۰۳۰، ۱/۳۷۰)

”یہ بھی ناممکن ہے کہ کسی کو اللہ کے ذکر کی لذت آ جائے پھر اس کے بعد وہ مخلوق میں سے کسی کے ذکر میں مزا پالے۔“

تو معلوم ہوا کہ جب اللہ رب العزت سے محبت ہو جاتی ہے تو پھر انسان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر اچھا لگتا ہے۔ اسی کی یاد میں، اسی کی سوچوں میں انسان کی پوری زندگی گزر رہی ہے۔

اللہ کی محبت کا بدلہ:

اور یہ بھی ایک اصول ہے کہ

- انسان جس قدر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے، اللہ کی مخلوق اسی قدر اس سے محبت کرتی ہے۔
- انسان جس قدر اللہ رب العزت سے خوف کھاتا ہے، اللہ کی مخلوق اسی قدر اس سے مرعوب ہوتی ہے۔
- اور انسان جس قدر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے، اللہ کی مخلوق اسی قدر اس کی خدمت میں مصروف رہتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا Return (بدلہ) آخرت میں تو ملنا ہی ہے دنیا میں بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ملنا شروع ہو جاتا ہے۔

رحمت مخلوق کے ساتھ اور محبت اللہ کے ساتھ:

چنانچہ ایک ہوتی ہے محبت اور ایک ہوتی ہے شفقت اور رحمت۔ تو محبت فقط اللہ کے ساتھ، شفقت، رحمت اور ہمدردی یہ مخلوق کے ساتھ ہو۔ دونوں میں فرق ہے۔

چنانچہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی ایک چھوٹی بیٹی تھی۔ اس کے ہاتھ میں درد ہو گیا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ بیٹی تیرا کیا حال ہے؟ تیرے ہاتھ کا درد کیسا ہے؟ جن کے دل میں بچپن میں اللہ سے محبت بھری پڑی ہوتی ہے وہ آگے سے کیا جواب دیتی ہے؟ اے ابا جان! اللہ نے میرے لیے ثواب کا دروازہ کھول دیا، میں اس پر اللہ کا شکر کبھی ادا کر ہی نہیں سکتی۔ اب دیکھو کہ بیٹی بیمار ہے، ہاتھ میں درد ہے، لیکن نہ زبان میں شکوہ ہے نہ دل میں شکایت ہے، نہ آہ و زاری ہے، بلکہ محبوب کی طرف سے اگر کوئی بلا اور مصیبت بھی پہنچتی ہے تو وہ بھی اچھی لگتی ہے۔ تو وہ بچی کیا جواب دیتی ہے کہ اے ابا جان! اللہ نے میرے لیے ثواب کا دروازہ کھول دیا میں اس پر اللہ کا شکر ادا کر ہی نہیں سکتی۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے یقین پر بڑا حیران ہوا۔ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس ابھی بیٹھا ہی تھا کہ میرے پاس میرا بیٹا آیا، جس کی عمر تین سال تھی۔ میں نے اس بچے کو بوسہ دیا اور اس بچے کو اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔ وہ بچی مجھ سے پوچھنے لگی: ابا جان! کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں بیٹی! میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ بچی آگے سے جواب دینے لگی:

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ تو بڑی معیوب بات ہے کہ آپ اللہ کے سوا کسی اور سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے کہا: بیٹی! کیا اولاد سے محبت نہیں کرتے؟ وہ بچی آگے سے کہنے لگی:

اَلْمَحَبَّةُ لِلْخَالِقِ وَالرَّحْمَةُ لِلْاَوْلَادِ

''ابا جان! محبت اللہ کے لیے ہوتی ہے، اولاد کے لیے تو رحمت ہوا کرتی ہے۔''

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا ہاتھ سر پہ مارا اور کہا: یہ میری بیٹی ہے، اس نے مجھے بے وقعت کر دیا۔ مجھے تیری عزت کی قسم! جب تک میں قیامت کے دن تجھے مل نہ لوں میں تیرے سوا کسی سے محبت نہیں کروں گا۔

(شعب الایمان: ۱/۳۷۷، رقم: ۳۱۰)

تو پہلے وقتوں کے چھوٹے بچے بھی سمجھتے تھے کہ محبت کے لائق کوئی ذات ہے تو فقط اللہ کی ذات ہے۔

اللہ کی محبت کا یقین:

چنانچہ علی بن موفق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اے اللہ! اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ میں آپ کی عبادت جنت کے شوق اور محبت میں کرتا ہوں تو اللہ! مجھے جنت سے محروم فرما دیجیے۔ اور اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ میں آپ کی عبادت جہنم کی آگ کے خوف سے کرتا ہوں تو مجھے جہنم کا عذاب دے دیجیے گا۔ اور اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ میں آپ کی عبادت آپ کی محبت اور آپ کے چہرے کا دیدار کرنے کے لیے کرتا ہوں تو پھر اللہ! اسے ایک مرتبہ میرے نصیب میں کر دیجیے کہ میں آپ کے چہرے کا دیدار کر لوں۔ کتنے یقین سے وہ بات کرتے تھے کہ ہم جو کرتے ہیں اللہ کی محبت میں اور اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کرنے کی نیت سے کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی محبت میں مرنے والے کی دیت:

چنانچہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَتَلَتْهُ عِبَادَتُهُ فَدِيَتُهُ جَنَّتُهُ

"جس بندے کو اللہ کی عبادت کی وجہ سے موت آئے تو اس کی دیت میں اس کو جنت دی جائے گی۔"

وَ مَنْ قَتَلَهُ حُبُّهُ فَدِيَتُهُ النَّظَرُ اِلَيْهِ (شعب الایمان:۱/۳۷۳، رقم:۳۰۲)

"اور جس بندے کو اللہ کی محبت کی وجہ سے موت آئے تو اب اس کی دیت اللہ کے چہرے کا دیدار ہونا چاہیے۔"

اللہ کی محبت میں مرا ہے...... اس نے اللہ کے نام پر جان دی ہے۔ جس بندے نے اللہ کی محبت میں جان دی ہے تو اب اس کی دیت ہونی چاہیے کہ اس کو اللہ رب العزت کے چہرے کا دیدار نصیب ہو۔

سرور اور غرور:

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلسُّرُوْرُ بِاللّٰهِ هُوَ السُّرُوْرُ

"اللہ کے ساتھ جو اللہ کی یاد کا مزا آتا ہے وہ تو سرور ہے۔"

وَ السُّرُوْرُ بِغَيْرِهٖ هُوَ الْغُرُوْرُ (شعب الایمان:۱/۳۷۵، رقم:۳۰۸)

"اور جو سرور غیر کے ساتھ ہوتا ہے، وہ سرور نہیں وہ غرور (دھوکہ) ہوا کرتا ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

أَنْتَ أُنْسِيْ وَ مُنْيَتِيْ وَ سُرُوْرِيْ
قَدْ أَبَى الْقَلْبُ أَنْ يُّحِبَّ سِوَاكَ
يَا عَزِيْزِيْ وَ مُنْيَتِيْ وَ اشْتِيَاقِيْ
طَالَ شَوْقِيْ مَتٰى يَكُوْنُ لِقَاكَ
لَيْسَ سُؤَالِيْ مِنَ الْجِنَانِ نَعِيْمٌ
غَيْرَ أَنِّيْ أُرِيْدُهَا لِأَرَاكَ

’’اے اللہ! میں اگر جنت بھی مانگتا ہوں تو اس لیے نہیں کہ مجھے جنت کی لذتیں چاہئیں، میں جنت اس لیے مانگتا ہوں کہ مجھے جنت میں تیرا دیدار حاصل ہو جائے۔‘‘

محبت کی سچی علامت:

شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ معرفت حاصل ہونے کی پہچان کیا ہے؟
انہوں نے چند لفظوں میں بات سمیٹ دی۔ کہا:

نِسْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ سِوٰى مَعْرُوْفِهٖ

’’جس ذات کی معرفت مقصود ہے، اس کے سوا سب کو بھول جانا یہ اس کی معرفت حاصل ہونے کی علامت ہے۔‘‘

پوچھا گیا کہ محبت کے سچے ہونے کے دلیل کیا ہے؟ فرمایا:

اَلْعَمٰى عَنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوٰى مَحْبُوْبِهٖ (مختصر تاریخ دمشق: ۳۰۶/۸)

’’محبوب کے سوا ہر کسی سے آنکھ کا بند کر لینا‘‘

یہ محبت کی سچی علامت ہوا کرتی ہے۔

علی بن سہل رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

علی بن سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَلْغَافِلُوْنَ يَعِيْشُوْنَ فِيْ حِلْمِ اللّٰهِ

''جو غافل ہیں وہ اللہ کے حلم میں زندگی گزارتے ہیں۔''

وَ الذّٰاكِرُوْنَ يَعِيْشُوْنَ فِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ

''جو ذکر کرنے والے ہیں وہ اللہ کی رحمت میں زندگی گزارتے ہیں۔''

وَ الْعَارِفُوْنَ يَعِيْشُوْنَ فِيْ لُطْفِ اللّٰهِ

''جو عارفین ہیں وہ اللہ کے لطف میں رہتے ہیں۔''

وَ الصَّادِقُوْنَ يَعِيْشُوْنَ فِيْ قُرْبِ اللّٰهِ

''جو صدیق ہیں وہ اللہ کے قرب میں رہتے ہیں۔''

وَ الْمُحِبُّوْنَ يَعِيْشُوْنَ فِي الْاُنْسِ بِاللّٰهِ وَ الشَّوْقِ اِلَيْهِ

''جو اللہ سے محبت کرنے والے ہیں وہ اللہ کی محبت کے سایہ میں زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔'' (بلوغ الارب بتقریب کتاب الشعب: ۱/۵۹)

سب سے بڑا سرمایہ:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلشَّوْقُ...... اِذَا بَلَغَهَا الْعَبْدُ اِسْتَبْطَأَ الْمَوْتَ شَوْقًا اِلٰى رَبِّهٖ وَ حُبًّا اِلٰى لِقَائِهٖ وَالنَّظْرِ اِلَيْهِ (تفسیر القرطبی: ۱/۹۹، سورۃ البقرۃ)

''اللہ تعالیٰ کی محبت اور شوق جب بہت بڑھ جاتا ہے تو پھر بندے کو موت بے تاب کر دیتی ہے، دل چاہتا ہے کہ موت جلدی آجائے تاکہ مجھے اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ملاقات نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائے۔"

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت کی محبت انسان کے لیے زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔

ایک نکتے کی بات:

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے ایک عجیب نکتے کی بات کھولی، فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی بندہ یہ پوچھے کہ کیا تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو جواب میں چپ رہنا، بات مت کرنا۔ کیونکہ

اِنْ قُلْتَ: لَا ، كَفَرْتَ

"اگر تم نے کہا: "نہیں" تو پھر تم کافر ہو جاؤ گے۔"

اِنْ قُلْتَ: نَعَمْ ، فَلَيْسَ وَصْفُكَ وَصْفَ مَنْ يُّحِبُّ

(قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب: ۱/۳۷۷)

"اور اگر تم نے کہا: "ہاں" تو تمہارے اوصاف محبین والے تو نہیں۔"

لہٰذا جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا۔ اللہ اکبر کبیرا!

تو معلوم ہوا کہ ہم اگر اللہ رب العزت سے محبت کرتے ہیں تو ہمیں محبین کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

محبین کی دلیل:

اور محبین کی یہ دلیل ہوتی ہے کہ

اَنْ يَّكُوْنَ ذِكْرُ اللّٰهِ عِنْدَكَ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ

"اللہ کا ذکر ان کے نزدیک شہد کھانے سے بھی مرغوب ہو جاتا ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

آج اگر سالک سے پوچھیں کہ بھئی! معمولات کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ جی مجھے تو وقت ہی نہیں ملتا، مجھے تو فرصت ہی نہیں ملتی۔ تو یہ محبت کی تو یہ علامت نہ ہوئی نا کہ چوبیس (۲۴) گھنٹے گزر گئے اور مراقبے میں بیٹھنے کی پانچ منٹ بھی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ مہینوں گزر جاتے ہیں، تہجد کی توفیق نہیں ہوتی۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان اللہ سے برائے نام محبت کا اظہار کرتا ہے، اس کے دل میں اللہ کی محبت نے جڑ نہیں پکڑی۔ اگر محبت دل میں جڑ پکڑ جائے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان پورا دن اپنے رب کو یاد نہ کرے؟ لہٰذا اللہ رب العزت سے محبت کرنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم نیک اعمال دوڑ دوڑ کر کریں اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔

ایک حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَ الْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَ الْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَ الْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ)) (کنز العمال، رقم: ۲۴۶۷۰)

''جو ایک دوسرے سے میرے لیے محبت کرتے ہوں، جو میرے لیے مل بیٹھتے ہوں، جو میرے لیے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں، جو میرے لیے ایک دوسرے پر اپنا مال خرچ کرتے ہوں، ان کے لیے میری محبت واجب ہو جاتی ہے۔''

محبتِ الٰہی میں خلوت کا مزا:

چنانچہ مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا تَلَذَّذَ الْمُتَلَذِّذُوْنَ بِمِثْلِ الْخَلْوَةِ بِمُنَاجَاةِ اللّٰهِ

(کتاب الایمان الاوسط لابن تیمیہ: ۱/۶۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

”جن لوگوں کو اللہ کے ساتھ محبت ہوتی ہے ان کو پھر اللہ کے ساتھ خلوت میں کیا مزا ملتا ہے؟ ایسا مزا دنیا میں کسی دوسرے بندے کو نصیب ہو نہیں سکتا۔“

اور واقعی بات صحیح ہے مصلے پر بیٹھنا کوئی آسان کام تھوڑا ہے۔ ایک رات ذرا بیٹھ کر تو دیکھیں بھوک لگ جائے گی۔ چند منٹ کے بعد زمین بندے کو اچھالتی ہے۔ بندہ مصلے سے اٹھتا ہے، بھاگتا ہے۔ یہ مصلے پر بیٹھنا آسان کام نہیں ہے۔ جو لوگ عشا کے وضو سے فجر کی نمازیں پڑھا کرتے تھے یہ وہ لوگ تھے جن کے دل اللہ کی محبت سے لبریز ہوا کرتے تھے۔ وہ مصلے پر آ کر ایسے پرسکون ہوتے تھے، جیسے مچھلی پانی کے اندر جا کر پرسکون ہو جایا کرتی ہے۔ پھر ایسے لوگوں کو تہجد کے وقت میں بستر اچھال دیتا تھا۔ وہ اللہ کے سامنے اٹھ کر کھڑے ہوتے تھے اور اللہ رب العزت سے اپنی محبت کا اظہار کرتے تھے۔

عاشق صادق کی تمنا:

اسی لیے حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

”اے داؤد! جھوٹا ہے وہ شخص جو میری محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات آئے تو سو جائے۔ کیا ہر عاشق اپنے معشوق کے ساتھ تنہائی نہیں چاہتا؟ اگر ان کو مجھ سے محبت تھی تو ان کو چاہیے تھا کہ رات کے آخری پہر اٹھتے اور میرے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرتے۔“

(المدہش لابن الجوزی: ۱/۹۔ کذا فی لطائف المعارف: ۱/۴۳)

تو سالک کے دل میں یہ تمنا ہونی چاہیے کہ کوئی بھی رات تہجد کے بغیر نہ گزرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تہجد کی پابندی کیسے ہو؟

سنت مبارکہ ہے کہ عشا کے بعد انسان جلدی سوئے۔ آج شیطان اس سنت سے ہمیں محروم کرتا ہے، عشا کے بعد جلدی سونے والی سنت سے محروم کرتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَ الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا)) (صحیح البخاری:۵۳۵)

نبی ﷺ عشا سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور عشا کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ لہٰذا ہمیں بھی عشا سے پہلے اپنے معاملات کو جلدی سمیٹ لینا چاہیے۔ ضرورت کی بات ہے تو ضرور کیجیے! واعظ ونصیحت کی مجلس ہے تو ضرور کیجیے! ایک ہوتا ہے گپ شپ لگانا، یہ درست نہیں۔ آج عشا کے بعد لوگ اس طرح فریش ہوتے ہیں جیسے اللہ والے فجر کے بعد پورا دن گزارنے کے لیے فریش ہوا کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا دن ہی عشا کے بعد شروع ہوتا ہے۔

......اس کو فون ہو رہا ہے، اُس کو فون ہو رہا ہے۔

......اس سے باتیں ہو رہی ہیں۔

......آج فلاں کار رز پر ڈرنک لینے چلتے ہیں۔

......آج فلاں بار بی کیو پر کھانے کے لیے چلتے ہیں۔

جب رات کا ابتدائی حصہ اس طرح بسر کر دیا گیا تو پھر ایسے لوگوں کو تہجد کی توفیق نہیں ہوتی۔ وہ رات ایک دو بجے تک تو ان کاموں میں وقت گزارتے ہیں، جب آخری پہر شروع ہوتا ہے، آپ غور کرنا سب کے سب سوئے پڑے ہوتے ہیں۔ شیطان تھپکی دے کر سلا دیتا ہے۔ بس میں نے تم سے وقت ضائع کروانا تھا، تم نے کر

www.besturdubooks.wordpress.com

لیا، لہٰذا اب آرام سے سو جاؤ۔

ہم نے کئی مرتبہ اس کا تجربہ کیا ہے۔ شادی کی رات ہے، عورتیں کہتی ہیں جی! ہم تو آج ساری رات جاگیں گی۔ وہ جاگتی ہیں فضولیات میں...... لہو ولعب میں...... مگر کب تک؟ ایک دو بجے تک۔ ایک دو بجے کے بعد سب سوئی پڑی ہوتی ہیں۔ مطلب یہ کہ جب اللہ سے مانگنے کا وقت شروع ہوتا ہے، قبولیت کا وقت شروع ہوتا ہے، اللہ رب العزت ایسے لوگوں کو فرشتوں کے ذریعے تھپکیاں دے کر سلا دیا کرتے ہیں۔

رات گزارنے میں تین قسم کے لوگ:

حدیث پاک میں ہے: جب رات ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں کی ایک جماعت کو بلاتے ہیں، فرماتے ہیں کہ میرے فرشتو! فلاں فلاں مجھے ناپسند ہیں، جاؤ اور ان کو تھپکی دے کر سلا دو، میں نہیں چاہتا ہے کہ وہ اس وقت میں اٹھیں، میں ان کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا فرشتے انہیں تھپکی دے کر سلا دیتے ہیں۔ ساری رات جاگتے ہیں آخری پہر میں گہری نیند آ جاتی ہے۔

پھر فرشتوں کی دوسری جماعت کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فلاں فلاں میرے محبوب بندے ہیں، جاؤ اور ان کو پر مار کر جگا دو! تاکہ وہ اٹھیں اور مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کریں، وہ مجھ سے مانگیں میں ان کی جھولیوں کو بھر دوں۔ چنانچہ فرشتے آتے ہیں اور بعض لوگوں کو پر مار کر جگا دیتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگوں کو تہجد کے لیے کبھی گھڑی کا الارم نہیں لگانا پڑتا ہے۔ اندر الارم فٹ ہوتا ہے۔ خود بخود آنکھ کھل جاتی ہے۔ فرشتے جگا دیتے ہیں۔

اور فرمایا: فرشتوں کی ایک تیسری جماعت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھو! فلاں فلاں میرے مقربین میں سے ہیں، میں ان سے پیار کرتا ہوں، میں ان سے راضی ہوں، جاؤ اور ان کی کروٹ بدل دو، یہ چاہیں گے تو اٹھ کر عبادت کریں گے اور چاہیں گے تو سو جائیں گے۔ میں ان کے جاگنے پر بھی راضی ہوں، میں ان کے سونے پر بھی راضی ہوں۔

اب ہم سوچیں کہ ہم تینوں میں سے کس Category (قسم) میں داخل ہیں؟ اگر مہینہ گزر گیا اور چند دن بھی تہجد نہ پڑھ سکے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم پہلی قسم کے لوگوں میں شامل ہیں جن کو فرشتے تھپکیاں دے کر سلا دیتے ہیں۔ تو یہ نہ کہا کریں کہ میں تہجد نہیں پڑھتا، بلکہ یوں کہا کریں کہ اللہ اس وقت میرے چہرے کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ شکل دیکھنا ہی پسند نہیں کرتے۔

تیس دنوں میں پینتیس مرتبہ تہجد:

تو سالک کو تو چاہیے کہ ایک مہینے میں اگر تیس دن ہوتے ہیں تو پینتیس مرتبہ تہجد پڑھے۔ اب آپ حیران ہوں گے کہ جی! مہینے میں دن تو تیس ہوتے ہیں اور تہجد پینتیس مرتبہ کیسے؟ جی ہاں! جو تہجد پڑھنے والے ہوتے ہیں، وہ ایک رات میں دو دو دفعہ بھی تہجد پڑھتے ہیں۔ تہجد پڑھ کر سو گئے، پھر اٹھے، ابھی تہجد کا وقت تھا پھر وضو کر کے تہجد پڑھ لی۔ تو مزا تو تب آئے نا کہ دن تیس ہوں اور تہجد بندہ پینتیس مرتبہ پڑھے، چہ جائیکہ ہم روزانہ بھی تہجد نہیں پڑھ پائیں۔ اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ رات کو جلدی سونے کی عادت ڈالیں، اس سنت کو زندہ کریں۔ ہم بہت سارے فضول کاموں میں لگے رہتے ہیں اور دیر سے سوتے ہیں۔ جو کام ضروری نہیں ہوتے ان کاموں کو دن میں سمیٹیں۔ عشا پڑھی اور اس کے بعد جلدی سو گئے۔ جب جلدی سوئیں گے تو صبح آنکھ بھی جلدی کھلے گی، لہٰذا تہجد میں اٹھنا آسان ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تہجد والوں کی فہرست میں نام:

آج کے دور میں ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تم ساری رات ہی جاگتے رہو۔ اللہ رب العزت نے ہمارے لیے آسانی کو پسند فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ (صحیح البخاری:۳۸)

’’دین میں آسانیاں ہیں۔‘‘

تو کیا کرنا چاہیے کہ فجر میں تو اٹھنا ہی ہوتا ہے، تو اذان سے آدھا گھنٹہ پہلے اٹھنے کی عادت ڈال لیں۔ جب آدھا گھنٹہ پہلے اٹھ گئے، تو پھر آپ دس منٹ میں وضو کر لیں اور بقیہ بیس منٹ میں آپ چار رکعت نفل پڑھ کر آخری پانچ منٹ میں اللہ سے دعائیں مانگ لیں، اتنی ہی تہجد آج کے دور میں انسان کو ولی بنانے کے لیے کافی ہے۔

اگر کسی بندے نے ایک بینک کے اندر اپنا اکاؤنٹ کھولا اور اس میں صرف ایک ہزار روپیہ جمع کروایا، تو اکاؤنٹ ہولڈرز کی جب فہرست بنے گی تو فہرست میں جہاں بلین روپوں والوں کے نام آئیں گے، ہزار روپے جمع کروانے والے کا نام بھی لکھا جائے گا۔ اکاؤنٹ ہولڈر تو ہے...... بس یہی سمجھ لیجیے کہ ہم نے آخری آدھے گھنٹے میں اٹھ کر اگر چار رکعت نفل پڑھ لیے تو قیامت کے دن جہاں عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے والوں کا نام آئے گا، اسی فہرست میں ہم فقیروں کا نام بھی شامل ہوگا۔ بھئی! اکاؤنٹ میں چار رکعتیں تو لکھی ہوئی ہوں گی۔

تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ:

بعض اوقات عورتوں کے لیے اٹھ کر تہجد پڑھنا مشکل ہوتا ہے تو اس کا ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

آسان طریقہ یہ ہے کہ عشا کی نماز کے بعد ہی چار رکعت تہجد کی نیت کر کے پڑھ لیں اور پھر سو جائیں۔ سونے سے پہلے دعا مانگیں: ''اللہ! آخری پہر میں اٹھا دیجیے گا''۔ آنکھ کھل گئی تو اس وقت تہجد پڑھ لیں، نہ کھلی تو وتر کے بعد جو نفل پڑھے، فقہا نے لکھا ہے کہ اللہ اس پر بھی تہجد پڑھنے والوں میں شامل فرما لیتے ہیں۔

تہجد کا دوسرا آسان طریقہ:

بلکہ فقہا نے تو بات اور بھی آسان کر دی۔ فرماتے ہیں: جو باقاعدہ تہجد پڑھنے والا بندہ ہو اگر وہ بندہ کسی وجہ سے رات تہجد قضا کر بیٹھے تو اگر اس نے اس دن اشراق کے نوافل پڑھ لیے تو ان نوافل کے پڑھنے کی وجہ سے اس کا نام اس رات کے تہجد پڑھنے والوں میں شامل کر لیا جائے گا۔

اب تو ہمیں چاہیے کہ زندگی کی کوئی رات تہجد کے بغیر نہ گزرے۔ کوشش تو تینوں پہ کریں۔ اسی لیے فقہا کی ذہانت دیکھیے! فقاہت دیکھیے! کہ انہوں نے وتر سے پہلے بھی دو رکعت نفل رکھے اور وتر کے بعد بھی دو رکعت نفل رکھے۔ اتنا بھی پڑھنے والا عبادت کرنے والوں میں تو شامل ہو جائے گا۔ آج شیطان بدبخت نے عبادت کا ذوق ہی چھین لیا۔ نہ وتر سے پہلے نفل، نہ وتر کے بعد نفل۔ تو عبادت سے ہی محروم کر دیا۔ اس لیے ہر ممکن یہ کوشش ہو کہ تہجد پڑھنے والوں میں ہمارا نام شامل کر لیا جائے۔

ولایت، تہجد کے وقت میں ملتی ہے:

کوئی بھی اللہ کا ولی ایسا نہیں جو تہجد کا عادی نہ ہو، یہ نعمت ملتی ہی تہجد کے وقت میں ہے۔ اس وقت میں اٹھنا انسان کے لیے ضروری ہے۔ جس بندے کو رات بھر ڈیوٹی دینی پڑتی ہے اس کو تین ہزار روپے تنخواہ ملتی ہے۔ تین ہزار کا مطلب ہے ہر رات کا سو روپیہ۔ سو روپے کے پیچھے یہ خدا کا بندہ عشا سے لے کر فجر تک جاگتا ہے۔ اور ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے لیے اگر اذان سے آدھا گھنٹہ بھی پہلے نہیں جاگتے تو ہم نے تو تہجد کی قیمت اللہ کے سامنے چند روپے کے برابر بھی نہ لگائی۔ چند روپے پانے والا تو ساری رات جاگے، ہمارے دل میں تہجد کی اتنی بھی قدر نہ ہوئی۔ اس لیے کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اللہ رب العزت کے سامنے تہجد میں ہم روزانہ کھڑے ہوں اور اللہ کے سامنے دامن پھیلائیں، اللہ سے دعائیں مانگیں۔

قبولیت کا وقت:

کچھ ایسے بھی اوقات ہوتے ہیں جب اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ جب کسی کی کام کرنے کی نیت ہو تو اس میں کام کروانا آسان ہوتا ہے۔ دفتر میں جو کلرک ہوتے ہیں، یہ بادشاہ ہوتے ہیں، بڑے ذہین ہوتے ہیں۔ یہ آتے ہی افسر کا موڈ دیکھ لیتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ آج ذرا اکھڑا اکھڑا ہے، سمجھ جاتے ہیں کہ بیوی سے ان بن ہوئی ہوگی، آج اس نے ہر فائل پر نو (نہیں) ہی لکھنا ہے۔ لہٰذا جو کیس انہوں Approve کروانے ہوتے ہیں وہ پیش ہی نہیں کرتے۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ آج ذرا طبیعت کھلی ہوئی ہے، اچھے موڈ میں ہیں تو جو فائلیں چھپا چھپا کر رکھی ہوتی ہیں۔ ان پر بھی سائن کروا لیتے ہیں، کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ آج اس کا کرنے کا موڈ ہے۔ تو دنیا کا کام کروانے والا بھی یہ دیکھتا ہے کہ آج صاحب کرنے کے موڈ میں ہے تو کروا لو۔ اسی طرح نبی علیہ السلام نے بتلا دیا: میرے امتیو! رات کا آخری پہر ہوتا ہے، اللہ رب العزت ایک فرشتے کو حکم دیتے ہیں: جاؤ اور اعلان کرو!

((هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ))(سنن الدارمی: ۱۴۸۰، مشکوٰۃ المسلم)

ہے کوئی سوال کرنے والا جس کو میں عطا کردوں؟

ہے کوئی مغفرت کا چاہنے والا جس کے میں گناہوں کو معاف کردوں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

جب اللہ رب العزت اعلان کروا رہے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ دینا بھی چاہتے ہیں اور بخشنا بھی چاہتے ہیں تو یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ اگر ہم نے وہ وقت غفلت میں، نیند میں گزار دیا سوچیے کہ ہم نے کتنا بڑا نقصان کر لیا۔ اس لیے رات کے آخری پہر کی چند رکعتوں کو اس طرح اہتمام سے پڑھیں جیسے عام لوگ پانچ نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔

سالکین کے لیے دس نمازیں:

عوام الناس پانچ فرض نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں اور جو سالکین ہوتے ہیں وہ دس نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ وہ کیسے؟ پانچ فرض نمازیں تو ہیں ہی مگر محبت کی وجہ سے

......اشراق کی بھی پابندی

......چاشت کی بھی پابندی

......اوابین کی بھی پابندی

......تہجد کی بھی پابندی

......اور پھر ایک نماز جس کو ''صلاۃ تسبیح'' کہتے ہیں اس کی بھی پابندی۔

نبی ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز سکھائی۔ فرمایا: چچا جان! ہو سکے تو روزانہ پڑھ لیجیے۔ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کے دن...... یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک دفعہ ...... یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک دفعہ......اور آخر پر فرمایا: چچا جان! یہ بھی نہ ہو سکے تو زندگی میں ایک مرتبہ تو یہ نماز پڑھ ہی لیجیے۔ ہمارے بعض ایسے بھی مشائخ گزرے ہیں جن کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ ہر رات میں تہجد کی جگہ میں صلاۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو سالک کو چاہیے کہ وہ محبت کی وجہ سے ان نمازوں کو بھی اپنے اوپر لازم سمجھے۔ یہ فرض نہیں ہیں، لیکن محبت کے میدان میں یہ پڑھنا ضروری ہیں۔

محبتِ الٰہی کے فرض ہونے کی دلیل:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ

اَیْنَ تَعْرِفُ فِیْ نَصِّ الْکِتَابِ اَنَّ مَحَبَّةَ اللّٰهِ فَرْضٌ؟

"قرآن مجید کی کون سی آیت ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی محبت فرض ہے؟"

یہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کہیں بھی نہیں دیا کہ مجھ سے محبت کرو۔ امر کا صیغہ نہیں فرمایا۔ ہاں! یہ جملہ خبریہ ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

"ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے"

یہ تو خبر دی جا رہی ہے، اطلاع دی جا رہی ہے۔ تو مفسرین نے خوبصورت جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ جو حسین ہوتے ہیں وہ اپنی زبان سے کسی کو نہیں کہتے کہ تم ہم سے پیار کرو، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ جب کسی کو ہمارے حسن کا پتہ چل جائے گا، وہ ہم سے محبت کیے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

ایمان والا ہوگا تو ہم سے محبت کیے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ اس لیے اطلاع دے دی، خبر دے دی۔

چنانچہ سوال پوچھنے والے نے پوچھا کہ قرآن مجید کی کس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی محبت فرض ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا﴾

ان ساری محبتوں کا تذکرہ کر کے اخیر پر کہا:

﴿أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ﴾ (توبہ:۲۴)

''اگر یہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ ہیں تو انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ اپنا امر بھیجے''

انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے بندے کو واجب کو چھوڑنے پر سزا ملتی ہے۔ جب یہاں سزا کا معاملہ بتلا دیا تو معلوم ہوا اللہ کی محبت بھی بندے کے اوپر لازم ہے۔ (بلوغ الارب بتقریب کتاب الشعب:۱/۵۳)

تو یہ ہم میں سے ہر ایک پر فرض ہے کہ اللہ رب العزت کے ساتھ محبت کریں۔

اللہ کی محبت کا جھونکا:

اور یاد رکھنا کہ جس کو اللہ کی محبت مل گئی اس کو دنیا کی تمام نعمتیں مل گئیں۔ ؎

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

جس نے اللہ سے اللہ کو مانگ لیا اب اس کو مزید اور کیا چاہیے؟ ہر چیز اس کو مل جاتی ہے۔ ذرا غور کیجیے گا! جب داؤد علیہ السلام کی وفات ہوئی، اللہ رب العزت نے سلیمان علیہ السلام کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ کیا آپ کو کوئی ضرورت، کوئی حاجت ہے؟ کوئی ہے تو مجھ سے مانگیں۔ سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

أَسْئَلُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ قَلْبِي يُحِبُّهُ كَمَا كَانَ قَلْبُ أَبِي دَاوُدَ يُحِبُّهُ وَ
أَنْ يَجْعَلَ قَلْبِي يَخْشَاهُ كَمَا كَانَ قَلْبُ دَاوُدَ يَخْشَاهُ

(شرح حدیث اختصام الملأ الاعلیٰ: ۱/۳۰)

’’میں یہ مانگتا ہوں کہ میرا دل بھی اللہ سے اسی طرح محبت کرے جیسے میرے والد داؤد علیہ السلام کا دل اللہ سے محبت کرتا تھا، اور وہ آپ سے اس طرح ڈرنے والا ہو جیسے داؤد کا دل ڈرنے والا تھا‘‘

اب ذرا سوچیے کہ اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں: مانگو کیا مانگتے ہو؟ وہ دنیا کا بہت کچھ مانگ سکتے تھے، مگر نہیں! انہوں نے ایک ہی چیز مانگی کہ جیسے داؤد علیہ السلام کے دل میں آپ کی محبت تھی، میرے دل میں بھی وہ عطا کر دیجیے!

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو پسند فرما لیا اور ان کو دنیا کی ایسی سلطنت عطا کی کہ اس جیسی سلطنت بعد میں کسی کو نہیں مل سکی۔ تو مانگی تو اللہ کی محبت تھی، لیکن اللہ نے دنیا کی سلطنت جھونگے میں دے دی۔

ہم بچپن میں کوئی چیز خریدنے کے لیے اپنے محلے کے دکان دار کے پاس جاتے تھے تو وہ مطلوبہ چیز ہمیں تول کر دے دیتا تھا پھر کوئی نہ کوئی چیز اٹھا کر اضافی دے دیتا تھا۔ ہم بہت چھوٹے تھے تین سال کی عمر ہوگی تو ہم اس سے پوچھتے تھے یہ کیوں دیتے ہیں؟ تو وہ کہتا تھا کہ یہ جھونگا ہے۔ امی سے آ کر میں نے پوچھا: امی! یہ جھونگا کیا ہوتا ہے؟ امی نے کہا: کیونکہ وہ تمہارے ابو کا دوست ہے تم اس سے کوئی چیز لینے جاتے ہو تو وہ سودا الگ دیتا ہے اور ساتھ یہ دے کر اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ تو بات ہو رہی تھی کہ مانگنے والے نے اللہ سے اللہ کی محبت مانگی، اللہ نے اپنی محبت بھی عطا فرما دی اور دنیا کی سلطنت اللہ نے اپنی محبت کے اظہار پر عطا کر دی۔ یہ تو راستے کی چیز ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے قدموں میں ڈال دیں گے، تاکہ پتہ چل جائے جو میری محبت مانگتا ہے، دنیا اس کے قدموں میں خود ہی آ جایا کرتی ہے۔

شوق کیا چیز ہے؟

ایک بات ذرا دل کے کانوں سے سننے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے میرے داؤد! دعائیں تو آپ مجھ سے بڑی مانگتے ہیں، بہت چیزوں کا سوال کرتے ہیں، کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو اپنا شوق اور محبت بھی دے دوں؟ داؤد علیہ السلام نے پوچھا: اے اللہ! یہ شوق کیا چیز ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنِّیْ خَلَقْتُ قُلُوْبَ الْمُشْتَاقِیْنَ مِنْ رِضْوَانِیْ وَ اَتْمَمْتُهَا بِنُوْرِ وَجْهِیْ فَجَعَلْتُ اَسْرَارَ مَوْضِعَ نَظَرِیْ اِلَی الْاَرْضِ وَ قَطَعْتُ مِنْ قُلُوْبِهِمْ طُرُقًا یَنْظُرُوْنَ بِهٖ اِلٰی عَجَائِبِ قُدْرَتِیْ وَ یَزْدَادُوْنَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ شَوْقًا اِلَیَّ ثُمَّ اَدْعُوْ نُجَبَاءَ مَلَائِکَتِیْ فَاِذَا اَتَوْنِیْ خَرُّوْا لِیْ سُجَّدًا فَاَقُوْلُ: اِنِّیْ لَمْ اَدْعُکُمْ لِعِبَادَتِیْ اِرْفَعُوْا رُؤُوْسَکُمْ اُرِیْکُمْ قُلُوْبَ الْمُشْتَاقِیْنَ اِلٰی بِعِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ اِنَّ سَمٰوٰتِیْ لَتُضِیْءُ مِنْ نُوْرِ قُلُوْبِهِمْ کَمَا تُضِیْءُ الشَّمْسُ لِاَهْلِ الدُّنْیَا (قوت القلوب: ۱۰۲/۲)

''میں نے اپنے بندوں کو پیدا کیا، اپنا شوق ان کے دلوں میں عطا کیا، اور اپنے چہرے کے نور کے ساتھ ان کے دلوں کو منور کیا اور ان کو میں نے زمین میں اپنے دیکھنے کی جگہ بنایا (جیسے ہم آسمان پر ستاروں کو دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ زمین پر اپنے اولیاء اللہ کے دلوں کو دیکھتے ہیں)۔ ان کے دلوں میں میرا شوق ہر دن بڑھتا ہے پھر میں نے اپنے مقرب معزز ملائکہ کو بلایا، جب وہ ملائکہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آئے تو میرے سامنے سجدے میں گر گئے۔ میں کہتا ہوں: میرے فرشتو! میں نے تمہیں عبادت کے لیے نہیں بلایا۔ تم اپنے سر سجدوں سے اٹھالو! میں تمہیں اپنے چاہنے والوں کے دلوں کو دکھانا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! ان اولیاء اللہ کے دلوں میں جو اللہ کی محبت ہوتی ہے، وہ فرشتوں کے سامنے اس طرح منور ہوتے ہیں جس طرح دنیا والوں کے سامنے سورج منور ہوا کرتا ہے۔''

جب فرشتے دیکھتے ہیں تو ان کو اولیاء اللہ کے دل اسی طرح نظر آتے ہیں جس طرح سورج چمک رہا ہوتا ہے۔ وہ ایسے منور ہوتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ بنی اسرائیل کے نوجوانوں کو یہ بات کہہ دیجیے:

لِمَ تَشْغَلُوْنَ نُفُوْسَكُمْ بِغَيْرِيْ وَ اَنَا مُشْتَاقٌ اِلَيْكُمْ مَا هٰذَا الْجَفَاءُ وَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُدْبِرُوْنَ عَنِّيْ كَيْفَ اِنْتِظَارِيْ لَهُمْ وَ رِفْقِيْ بِهِمْ وَ مَحَبَّتِيْ لِتَرْكِ مَعَاصِيْهِمْ لَمَاتُوْا شَوْقًا اِلَيَّ، هٰذِهٖ اِرَادَتِيْ لِلْمُدْبِرِيْنَ عَنِّيْ فَكَيْفَ اِرَادَتِيْ لِلْمُقْبِلِيْنَ عَلَيَّ (روضۃ المحبین: ۱/۳۲۸)

''تم میرے علاوہ غیر (کی محبتوں میں) مشغول ہو اور میں تمہاری طرف مشتاق ہوں۔ یہ کیا بے وفائی ہے؟ اگر وہ لوگ جان لیتے جو میرے در سے پیٹھ پھیر کے جا رہے ہوتے ہیں کہ مجھے ان کے واپس آنے کا کتنا انتظار ہوتا ہے اور مجھے ان کے ساتھ کتنی نرمی اور کتنی محبت ہوتی ہے کہ وہ گناہ چھوڑ دیں تو وہ میرے شوق میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ (اے داؤد!) جو میرے در سے پیٹھ پھیر کر جاتے ہیں اگر مجھے ان کا اتنا انتظار ہوتا ہے تو میرا ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ کیا معاملہ ہوگا جو اپنا چہرہ میری طرف کرکے آ رہے ہوتے ہیں؟“

اللہ اکبر کبیرا! جو گناہوں میں زندگی گزارتا ہے، جو اللہ کے در سے غافل ہو جاتا ہے، جو پیٹھ پھیر بیٹھتا ہے، اللہ اس کا اتنا انتظار فرماتے ہیں تو جو اللہ کے در کی طرف جانے کے لیے قدم اٹھائے گا اور اس تک پہنچنے کے لیے راتوں کو جاگے گا، آنکھیں نیند کو ترس رہی ہوں گی، مصلے پر بیٹھ کر ہاتھ اٹھائے گا۔ اللہ کو اپنے اس بندے پر کتنا پیار آئے گا!

اللہ کے چاہنے والے بندوں کا حال:

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اللہ! جو آپ کے محبت کرنے والے ہیں ان کی علامات کیا ہیں؟

قَالَ يُرَاعُوْنَ الظِّلَالَ بِالنَّهَارِ كَمَا يُرَاعِي الرَّاعِيُ الشَّفِيْقُ غَنَمَهٗ وَ يَحِنُّوْنَ اِلٰي غُرُوْبِ الشَّمْسِ كَمَا تَحِنُّ الطَّيْرُ

”فرمایا: وہ دن کے سایوں کی اس طرح نگرانی کرتے ہیں جس طرح ایک مہربان چرواہا بکریوں کی دیکھ بھال کرتا ہے اور وہ دن کے اختتام کا اس طرح انتظار کرتے ہیں جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں میں پہنچنے کا“

فَاِذَا جَنَّهُمُ اللَّيْلُ وَاخْتَلَطَ الظَّلَامُ وَ فُرِشَتِ الْفُرُشُ وَ نُصِبَتِ الْاَسِرَّةُ

”پھر جب رات آ جاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے اور بستر لگا دیے جاتے ہیں اور چارپائیاں بچھا دی جاتی ہیں“

وَ خَلَا كُلُّ حَبِيْبٍ بِحَبِيْبِهٖ

”اور ہر محب اپنے محبوب کے پاس خلوت میں پہنچ جاتا ہے“

www.besturdubooks.wordpress.com

نَصَبُوْا اِلَیَّ اَقْدَامَھُمْ

''یہ اس وقت میرے لیے قدم اٹھاتے ہیں۔''

وَافْتَرَشُوْا اِلَیَّ وُجُوْھَھُمْ

''میرے لیے اپنے رخساروں کو زمین میں (یعنی سجدے میں) لگا دیتے ہیں۔''

وَنَاجَوْنِیْ بِکَلَامِیْ

''میرے کلام کے ذریعے مجھ سے مناجات کرتے ہیں۔''

وَتَمَلَّقُوْا اِلَیَّ بِاَنْعَامِیْ وَبَیْنَ صَارِخٍ وَّبَاکٍ

کوئی رو رہا ہوتا ہے کوئی چیخ رہا ہوتا ہے۔

وَبَیْنَ مُتَاَوِّہٍ وَّشَاکٍ

''کوئی آہیں بھر رہا ہوتا ہے، کوئی بیٹھے دل کا دکھ بیان کر رہا ہوتا ہے۔''

وَبَیْنَ قَائِمٍ وَّقَاعِدٍ

''کوئی قیام میں کھڑا ہوتا ہے کوئی التحیات میں بیٹھا ہوتا ہے۔''

وَبَیْنَ رَاکِعٍ وَّسَاجِدٍ

''کوئی رکوع میں ہوتا ہے کوئی سجدے میں ہوتا ہے۔''

بِعَیْنِیْ یَتَحَمَّلُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ

''میری آنکھوں کی قسم! وہ میری خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہوتے ہیں۔''

تہجد کے تین انعام:

اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام سے آگے فرماتے ہیں:

فَاَوَّلُ مَا اُعْطِیْھِمْ ثَلٰثَۃٌ

www.besturdubooks.wordpress.com

''میں رات تہجد میں کھڑے ہونے والے ایسے بندوں کو تین انعام دیا کرتا ہوں۔''

پہلا انعام یہ دیتا ہوں:

اَقْذِفُ مِنْ نُوْرِیْ فِیْ قُلُوْبِهِمْ

''جو تہجد کی پابندی کرتے ہیں ان کے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دیتا ہوں۔''

دوسرا: تہجد کے پڑھنے پر اتنا ثواب دیتا ہوں کہ

لَوْ كَانَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ فِیْ مَوَازِیْنِهِمْ لَاسْتَقَلَّتْهَا لَهُمْ

''اگر ایک پلڑے میں زمین آسمان میں جو کچھ ہے وہ ڈال دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں ان کی نیکیاں ڈالی جائیں تو نیکیاں سب سے بھاری ہو جائیں گی۔''

یہ آخری پہر کی چند رکعتیں اللہ کے ہاں میزان میں اتنی بھاری ہوتی ہیں۔

تیسرا انعام یہ دیتا ہوں کہ

اُقْبِلُ بِوَجْهِیْ اِلَیْهِمْ فَتَرٰی مَنْ اَقْبَلْتُ بِوَجْهِیْ اِلَیْهِ لَا یَعْلَمُ اَحَدٌ مَا اُرِیْدُ اَنْ اُعْطِیَهُ (قوت القلوب: ۱/۲۷، احیاء علوم الدین: ۱/۳۸۹)

''میں ان تہجد پڑھنے والوں کی طرف اپنے رخ انور کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں اور کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ جس کی طرف میں متوجہ ہوتا ہوں کیا نعمتیں اس کو عطا کر دیتا ہوں۔''

آخر تہجد کام آئی:

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی، خواب میں کسی کو نظر آئے پوچھا: حضرت! آگے کیا بنا؟ فرمانے لگے: سب کشف و کرامات اڑ گئے، بس رات کے آخری پہر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

چند نفل کام آئے۔ تو یہ جو رات کے آخری پہر کی چند رکعتیں ہیں یہی تو سالک کی زندگی کا سرمایہ ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ سے مانگیں، اللہ ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرما دے۔

ہمیں اپنے دلوں میں یہ نیت کرنی چاہیے کہ ہم فرض نماز کی باقاعدگی تو کریں گے ہی سہی اس کے علاوہ بھی جو چند نفل نمازیں ہیں ان کا بھی اہتمام کریں گے اور بالخصوص تہجد کی جو نماز ہے اسے قضا نہیں ہونے دیں گے۔ ارادہ انسان کرتا ہے، توفیق اللہ تعالیٰ دے دیتے ہیں۔

موت اچھی لگتی ہے:

جب راتوں کا یہ سرمایہ آجاتا ہے تو پھر بندے کا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ سے ملاقات بھی کروں۔ پھر اسے موت اچھی لگتی ہے۔ ایک عورت تھی بڑی عبادت گزار تھی۔ وہ کہا کرتی تھی:

وَاللّٰہِ! لَقَدْ سَئِمْتُ مِنَ الْحَیَاۃِ وَلَوْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ یُبَاعُ لَاشْتَرَیْتُہٗ شَوْقًا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَحُبًّا لِلِقَائِہٖ

''اللہ کی قسم! میرا زندگی سے دل بھر گیا ہے، اگر مجھے موت بکتی ہوئی مل جاتی تو میں اللہ سے ملاقات کے شوق کی وجہ سے موت کو خرید لیتی''

جب انسان نیکی پر قدم اٹھا لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایسی طلب اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ بات سن کر کسی نے کہا:

فَعَلٰی ثِقَۃٍ اَنْتِ مِنْ عَمَلِکِ؟

''اگر تو موت کو اتنا پسند کرتی ہے تو عمل تو نے کتنے تیار کر لیے ہیں؟''

کہنے لگی:

لَا وَلٰکِنْ لِحُبِّیْ اِیَّاہُ وَحُسْنِ ظَنِّیْ بِہٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

”عمل تو اتنے جمع نہیں کیے، ہاں! میرے دل میں اللہ سے محبت ہے، اللہ سے حسن ظن ہے۔“

مجھے تم اس بات کا جواب دو کہ

أَفَتَرَاهُ يُعَذِّبُنِي وَ أَنَا أُحِبُّهُ (احیاء علوم الدین: ۶/۲۰۲)

کیا میں اللہ سے محبت کروں گی تو وہ مجھے اس پر جہنم کا عذاب دے گا؟

واقعی! انسان جب اللہ سے محبت کرتا ہے تو اللہ پھر اسے اپنا دیدار عطا فرماتے ہیں اور اس کو جہنم سے بچا لیتے ہیں۔

دل میں اللہ کی محبت، دل کو خالی کرنے سے آتی ہے:

یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں ملے گی اگر ہم اپنے دل کو اللہ کے لیے فارغ کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی:

فَرِّغْ لِي بَيْتًا أَسْكُنْ فِيهِ

”میرے لیے گھر خالی کردو میں اس میں رہنا چاہتا ہوں۔“

قَالَ: يَا رَبِّ! أَنْتَ مُنَزَّهٌ عَنِ الْبَيْتِ

”کہا: اے اللہ! آپ تو گھر میں رہنے سے منزہ اور مبرہ ہیں۔“

قَالَ: فَرِّغْ لِي قَلْبَكَ (تفسیر نیشاپوری: ۶/۲۱، سورۃ النور)

”اے داؤد! اپنے دل کو خالی کر دے میں تیرے دل میں رہنا چاہتا ہوں۔“

یہ دل اللہ کا گھر ہے۔ جو اپنے دل کو اللہ کے لیے فارغ کرے گا، اللہ اس کے دل میں آ جائیں گے، اللہ اس کے دل میں سما جائیں گے، بلکہ اللہ اس کے دل میں چھا جائیں گے۔ یہ ہے زندگی گزارنے کا مزا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بارگاہِ الٰہی میں دل کا سجدہ:

چنانچہ ایک شیخ تھے، ان کے مریدین نے ان سے پوچھا:

اَیَسْجُدُ الْقَلْبُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ؟

''کیا دل بھی اللہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے؟''

فَقَالَ: نَعَمْ، سَجْدَۃً لَا یَرْفَعُ رَأْسَہٗ مِنْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

(طریق الہجرتین: ۱/۵۵۴۔ مجموع الفتاوی، باب انواع سجود القرآن)

''فرمایا کہ ہاں! دل بھی اللہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے، مگر ایسا سجدہ کرتا ہے کہ جب دل اپنا سر جھکا دیتا ہے تو پھر قیامت تک سجدے سے سر نہیں اٹھایا کرتا۔''

ہم ایسی محنت کریں کہ ہمارے دل اللہ کے سامنے جھک جائیں، دل اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں۔

احسان کا بدلہ احسان:

اور آج اگر ہم اللہ سے یہ محبت کریں گے اور اللہ کے لیے ہم تہجد کی پابندی کریں گے، گناہوں کو چھوڑیں گے، نیکیوں کی کوشش کریں گے تو پھر اس کا بدلہ بھی تو اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔ چونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ (الرحمٰن: ۶۰)

''احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں ہے''

تو جب بندہ کوشش کرتا ہے، مجاہدہ کرتا ہے، بندہ اپنے اوپر مشقت اٹھاتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ بھی تو اس کا بدلہ اس کو عطا فرماتے ہیں۔

ھَلْ جَزَآءُ مَنْ قَطَعَ عَنْ نَفْسِہٖ اِلَّا التَّعَلُّقُ بِرَبِّہٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اسے کیا جزا ملنی چاہیے جو اپنے آپ سے جدا ہو جائے؟ (چونکہ احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے) اللہ اس کے بدلے اس کو اپنا وصل عطا فرماتے ہیں۔''

کیونکہ تم اپنے آپ سے کٹے اب میں تمہیں اپنے ساتھ جوڑتا ہوں۔

هَلْ جَزَاءُ مَنِ انْقَطَعَ اُنْسَ الْمَخْلُوْقِيْنَ اِلَّا الْاُنْسُ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

''اسے کیا جزا ملنی چاہیے جو مخلوق کی محبت سے کٹے؟ اللہ پھر اسے اپنی محبت کا مزا عطا فرماتے ہیں۔''

هَلْ جَزَاءُ مَنْ صَبَرَ عَلَيْنَا اِلَّا الْوُصُوْلُ اِلَيْنَا

''اور اس کو کیا جزا ملنی چاہیے کہ جو ہمارے حاصل کرنے کے لیے صبر کرنے والا ہو؟ اللہ پھر اس بندہ کو اپنا وصل عطا فرماتے ہیں۔''

هَلْ جَزَاءُ مَنْ صَبَرَ عَلَى الْبَلْوٰى اِلَّا التَّقَرُّبُ اِلَى الْمَوْلٰى

''اور اس کو کیا جزا ملنی چاہیے کہ جو تکالیف پر صبر کرتا ہے؟ اس کو مولا کا تقرب ملتا ہے۔''

تو اللہ رب العزت مہربانی فرماتے ہیں، اپنی طرف قدم اٹھانے والے کو اللہ تعالیٰ اپنا قرب عطا فرما دیتے ہیں۔

اللہ کی محبت اللہ کی رحمت سے ملتی ہے:

اللہ تعالیٰ کی یہ محبت اور اللہ تعالیٰ کا یہ دیدار محنتوں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک مثال سمجھ لیجیے! باپ کا کوئی چھوٹا بیٹا ہو جو چلنا سیکھ رہا ہو تو وہ اس کو سامنے کھڑا کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ بیٹا میری طرف آؤ! باپ کو پتہ ہے کہ بیٹا اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکتا، ابھی قدم اٹھانے نہیں سیکھے۔ پھر بھی بلاتا ہے، بیٹا! میری طرف آؤ۔ اب بیٹا قدم اٹھاتا ہے، کبھی دائیں کو کبھی بائیں کو گرنے لگتا ہے۔ ایک آدھ قدم اٹھا لے تو اٹھا

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ورنہ گرنے کو ہوتا ہے، لیکن جہاں گرنے لگتا ہے، گرنے سے پہلے باپ بیٹے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیتا ہے۔

ہو بہو یہی مثال ہے۔ رب کریم نے فرمایا کہ میرے بندو! آؤ میری طرف۔

اب اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ

......ان کے بس میں تو نہیں ہے۔

......یہ اتنی محنت تو نہیں کر سکتے۔

......یہ قیمت نہیں دے سکتے۔

......یہ اس سفر کی مشقت برداشت نہیں کر سکتے۔

مگر اللہ تعالیٰ یہ دیکھتے ہیں:

......میری دعوت پر لبیک کون کہتا ہے؟

......میری دعوت پر قدم کون اٹھاتا ہے؟

......میری دعوت پر نیت کون کرتا ہے؟

......کون ہے مجھے چاہنے والا؟

لہٰذا دل میں یہ ارادہ کریں، اللہ! آپ کا قرب پانے کے لیے میں نے آج ہر کسی کو چھوڑ دیا۔ آپ کی طرف قدم اٹھا لیا۔ اللہ ایسے بندے کو گرنے نہیں دیتے، بلکہ گرنے سے پہلے اس کو اٹھا کر اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ عطا فرما دیتے ہیں۔

ایک محدث گزرے ہیں ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ۔ احمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس گئے تو وہ اپنے مرضِ موت میں تھے۔ اسی مرض میں ان کی وفات ہوگئی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرضِ موت میں یہ بات سنی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْتَاقُ اِلٰی رُؤْیَتِكَ وَاِنْ قَالَ لِیْ: بِاَیِّ عَمَلٍ اِشْتَقْتَ اِلَیَّ

"اے اللہ! میں آپ کے دیدار کا مشتاق ہوں اور اگر اللہ نے یہ پوچھ لیا کہ (میرے بندے! اگر تو میرے دیدار کا مشتاق ہے تو) تیرا کون سا عمل ہے؟ جس پر تو میرے چہرے کے دیدار کا مشتاق ہو رہا ہے۔"

فَقُلْتُ: بِرَحْمَتِكَ يَا رَبِّ! (مقدمۃ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ۱/۳۱۰)

"میں جواب دوں گا: اللہ! میں تیری رحمت کی وجہ سے تیرے چہرے کے دیدار کے لیے مشتاق ہو رہا ہوں"

عمل تو ہمارے پلے نہیں ہیں، ہاں! اللہ کی رحمت کی امید تو ہے۔ ہم اللہ کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے آج اللہ سے اللہ کی محبت مانگیں۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں:

اے کریم آقا! ہمیں اپنی محبت میں معراج عطا فرما دیجیے! محبت میں شدت عطا فرما دیجیے! ؎

عشق تیری انتہا ، عشق میری انتہا
تو بھی ابھی نا تمام ، میں بھی ابھی نا تمام

ہم سب اللہ کے چاہنے والے ہیں اور اس میں کبھی کوئی عروج پر نہیں پہنچ سکتا۔ بندہ ہمیشہ راستے کا راہی ہوتا ہے..... ہم بھی نا تمام، آپ بھی نا تمام..... ہم سب راستے کے راہی ہیں۔ ہاں! ایک جگہ اکٹھے ہو گئے ہیں، اے پروردگار! عمل کا سرمایہ پاس نہیں، تیری رحمت کا سہارا ہے۔ اے کریم! تیری رحمت پر نظر کر کے ہم دامن پھیلا کر بیٹھ گئے ہیں۔ اللہ! فقیر کا دامن خالی ہوتا ہے، سخی کے دروازے کی طرف اپنی نظریں جما دیتا ہے۔ اللہ! آج تیرے گھر میں آ گئے، تیرے دروازے پر نظریں جما دی ہیں، اے کریم! رحمت کے ہاتھ سے جھولیاں بھر دیجیے! ہمیں اپنی محبت عطا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیجیے! اللہ! ہم نے خطاؤں میں بڑی زندگی گزار دی، اے کریم! آج دل میں احساس ہوا کہ آپ کی محبت زندگی کا سرمایہ تھا۔ اے کریم! عمر گزر گئی، اب تھوڑا وقت باقی رہ گیا، آپ کے سامنے دامن پھیلاتے ہیں، اللہ! رحمت کی نظر ڈال دیجیے! ہمارے دامن کو اپنی محبت سے بھر دیجیے۔ اسی لیے کہنے والے نے کہا تھا: ؎

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں، مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں
کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل!
چراغِ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

زندگی کے تھوڑے اوقات باقی رہ گئے۔ معلوم نہیں، پھر یہ محفلیں ہوں گی یا نہیں۔ ان محفلوں کی قدر و قیمت کا اندازہ لگاتے ہوئے، آج ہم اللہ سے اس کی رحمت مانگیں، اس کا کرم مانگیں، اس کی محبت مانگیں۔ وہ کریم اپنے گھر سے کسی بندے کو خالی نہیں جانے دیتا۔ اگر دنیا کے سخی، فقیر کو دروازے سے خالی نہیں جانے دیتے تو وہ تو کریم پروردگار ہے۔ اللہ! آپ کو تو اپنے کرم پر بڑا ناز ہے، آپ نے قرآن مجید میں کئی جگہ اپنی کریمی کا تذکرہ کیا کہ میری شانِ کریمی اتنی زیادہ ہے۔ اے کریم آقا! جب آپ اتنے کریم ہیں، ہم مسکینوں کی جھولیاں بھر دیجیے! اپنی محبت عطا کر دیجیے!...... اللہ! ہمیں اپنا وصل عطا کر دیجیے۔ اے اللہ! ہم آپ کے در سے خالی نہیں جانا چاہتے۔ اے کریم آقا! جو روٹی مانگنے والا سائل ہوتا ہے، ایک در سے اس کو روٹی نہ ملے اس کو فکر نہیں ہوتی، وہ دوسرے پر چلا جاتا ہے، اس سے نہ ملے تیسرے پر

www.besturdubooks.wordpress.com

چلا جاتا ہے۔ اللہ! مسئلہ تو ہمارا ہے، جن کے پاس ایک در کے سوا دوسرا کوئی در نہیں۔ اللہ! ہم آپ کے در سے خالی نہیں جانا چاہتے۔ آج اسی لیے یہاں آکر بیٹھے ہیں، امیدیں لگائی ہیں۔ اس مجمع میں کوئی مرد تو ہوگا جس پر آپ کی محبت کی نظر پڑتی ہوگی، عورتوں میں سے کوئی تو ایسی عورت ہوگی جس کی توجہ آپ کو پسند ہوگی، جس کی محبت آپ کو پسند ہوگی۔ اے اللہ! اپنے ان نیک لوگوں کے صدقے آج ہم پر بھی رحمت کر دیجیے۔ ہمارے دامن بھی بھر دیجیے۔ اے کریم آقا! ہماری جھولیاں اپنی محبت سے بھر دیجیے۔ اور ہمیں بھی اپنے چاہنے والوں میں شامل فرما دیجیے۔ اے کریم! تیرے بنا بھی کیا جینا!؟ آپ کے بغیر زندگی کا کیا مزا؟ دلوں کو اپنی محبت عطا فرما دیجیے اور ہمیں اپنا دیوانہ بنا لیجیے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
ورنہ پھر ہم سے گفتگو نہ کرے

دیکھ لے جلوہ تیرا جو اک بار
غیر کی پھر وہ آرزو نہ کرے

پڑھ کے یہ لفظ پھر مومنا
کیسے جنت کی جستجو نہ کرے

تیری چوکھٹ کا مانگنے والا
شکوے دنیا کے رو برو نہ کرے

عشق نبوی ہو جس کا سرمایہ
اتباع کیوں وہ ہو بہو نہ کرے

رات دن نعمتیں جو پائے فقیر
تذکرہ کیوں وہ چار سو نہ کرے

☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(الاحزاب: ۲۱)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 3 فروری 2012ء بروز جمعہ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

موقع: خطبہ جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

نبی ﷺ کی مبارک سیرت بنی نوع انسان کے لیے آسمان کے مانند ہے۔ آپ دنیا میں جہاں بھی کہیں ہوں، تھوڑا سا سر اٹھا کر اوپر دیکھیں تو آپ کو سر پر نیلا آسمان نظر آئے گا۔ جہاں بھی دنیا میں ہوں، مشرق میں..... مغرب میں..... شمال میں..... جنوب میں..... جہاں کہیں بھی ہوں، آپ کو نیلا آسمان نظر آئے گا۔ بالکل اسی طرح میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انسانیت کے ناطے اپنی زندگی کی رہبری و رہنمائی کے لیے جس طرف نظر اٹھاتا ہوں تو مجھے نبی ﷺ کی مبارک زندگی آسمان انسانیت نظر آتی ہے۔ آپ زندگی کے جس شعبے میں چاہیں آنکھ اٹھا کر دیکھیں، آپ کو نبی ﷺ کی مبارک مثالیں نظر آئیں گی۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾

(آل عمران: ۱۶۴)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے کا بنیادی مقصد:

ربیع الاول کا مہینہ محسنِ انسانیت، سیدالاولین والآخرین، امام الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا مہینہ ہے۔ ربیع کے معنی بہار کے ہوتے ہیں۔ اس لیے روحانی طور پر یہ ایک بہار کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں عموماً ہمارے مشائخ کا یہ دستور رہا کہ وہ سیرت کے عنوان پر گفتگو کرتے تھے تاکہ لوگوں کو نبی علیہ السلام کی سیرت کا پتہ چلے اور وہ اس کی اتباع کر سکیں، اپنی زندگی کو سنت کے مطابق ڈھال سکیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد تھا وہ پورا ہو سکے۔ چنانچہ آج کے اس جمعہ میں نبی علیہ السلام کی سیرت کے بارے میں چند باتیں پیش کرنی ہیں۔

ہم جیسے طالبِ علم کے لیے نبی علیہ السلام کی سیرت کے عنوان پر بولنا بہت بڑی ذمہ داری کی بات ہے۔ مشائخ نے کہا: ۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

"اے اللہ کے حبیب ﷺ! اگر میں ہزار مرتبہ بھی اپنے منہ کو مشک اور گلاب کے ساتھ دھولوں تو پھر بھی آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی کا زبان پر لانا میرے لیے بے ادبی کے مانند ہے۔"

یہ عاجز کوشش کرے گا کہ سیرت سے متعلق چند ایسی باتیں آپ کے ذہن نشین رہیں جن سے آپ خود بھی پختہ ہو جائیں گے اور اگر کبھی کسی دوسرے سے بات کرنی پڑے تو اس کو بھی نبی ﷺ کی سیرت کے بارے میں کوئی ٹھوس بات بتا سکیں گے۔

جزیرۂ عرب کی جغرافیائی حیثیت:

نبی ﷺ جزیرۂ عرب میں تشریف لائے۔ اس کی جغرافیائی حیثیت ایسی ہے کہ تین اطراف سے وہ پانی سے گھرا ہوا ہے اور صرف اوپر ایک طرف سے وہ بقیہ زمین کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ جیسے انسان کے سینے میں دل ہوتا ہے کہ تین طرف سے وہ جسم سے کٹا ہوا ہوتا ہے اور ایک طرف سے وہ جڑا ہوا لٹک رہا ہوتا ہے اور دھڑک رہا ہوتا ہے۔ جب تک دل سلامت ہے انسان کی زندگی قائم ہے۔ اگر آپ دنیا کا جغرافیہ سامنے رکھ کر دیکھیں تو آپ کو جزیرۂ عرب پوری دنیا کا جغرافیائی دل نظر آئے گا۔ جب تک یہ جغرافیائی دل رہے گا یہ دنیا رہے گی اور جب یہ نہیں رہے گا یہ دنیا بھی نیست و نابود ہو جائے گی۔ اس جغرافیائی دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بھیجا۔

بعثت نبوی ﷺ سے پہلے جزیرۂ عرب کی حالت:

نبی ﷺ کی آمد سے پہلے یہ ایک ایسا علاقہ تھا کہ اس وقت دنیا کی جو بڑی بڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

حکومتیں تھیں ان کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس لیے کہ خشک پہاڑ تھے، سبزہ نہیں تھا، پانی موجود نہیں تھا، آسائش کے اسباب تو کجا، ضروریات زندگی ہی نہیں ملتی تھیں۔ اس لیے باہر کے بادشاہوں کو اس علاقے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ انہوں نے ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

چنانچہ مقامی لوگ جہالت کی زندگی گزار رہے تھے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون لاگو تھا، جو زیادہ طاقتور تھا اس کی زیادہ چلتی تھی۔ وہ کسی قانون کی پابند نہیں تھے۔ چند سردار مل کر جو بات طے کر دیتے تھے وہی قانون ہوتا تھا۔ ظلم و ستم، انانیت اور حقوق کی پامالی، وہاں کا عام معمول تھا۔ پڑھائی لکھائی اس علاقے میں بالکل ہی نہیں تھی۔ وہ لوگ لکھنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ ہاں! وہ ہر چیز کو زبانی یاد رکھتے تھے، لکھنے کو وہ عار سمجھتے تھے۔ ہزاروں اشعار ان کو زبانی یاد ہوتے تھے۔ ان کو اپنے خاندانی نسب نامے کی جو Chain (لڑی) اوپر چلتی ہے، وہ بیس بیس واسطوں تک زبانی یاد ہوتی تھی۔ قبیلوں کے شجرے یاد ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ گھوڑوں کے شجرے بھی یاد رکھتے تھے کہ یہ سب سے پہلے کس کے پاس تھا، پھر کس کے پاس بکا، پھر کس کے پاس آیا، تو ان کے شجرے بھی ان کو یاد ہوتے تھے۔ قوتِ حافظہ ان لوگوں میں بہت تھی۔ یہ فطرت ہے انسان کی کہ جس صلاحیت کو زیادہ استعمال کیا جائے، انسان کی وہ صلاحیت اور زیادہ بڑھتی ہے۔ چونکہ وہ لکھتے تو تھے نہیں، ہر چیز کو زبانی یاد رکھتے تھے تو ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ چنانچہ جب میلے لگتے تھے تو وہ اس میں ہزاروں اشعار زبانی سناتے تھے، قصے زبانی سناتے تھے۔ یہ ان کی زندگی تھی۔

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسے ان پڑھ معاشرے میں بھیجا۔ نبی ﷺ نے وہاں صداقت کے بیج بوئے اور وحی کی بارش ہوئی۔ پھر گلشن نے وہ بہار

دیکھی جو دنیا میں کبھی نہیں دیکھی گئی تھی۔

جزیرۂ عرب میں بعثت کی حکمتیں:

نبی علیہ السلام کو عربوں میں کیوں بھیجا گیا؟ اس میں تین حکمتیں ہیں:

(۱)......پہلی بات یہ کہ عربوں کی جو طبیعت تھی وہ جلدی ماننے والی نہیں تھی، اور جب مان لیتے تھے تو پھر اس سے ہٹتے نہیں تھے۔ یوں سمجھ لیجیے کہ وہ ہاں اور ضد کے درمیان کوئی تیسری بات نہیں جانتے تھے۔ کسی بات پہ یا تو ہاں کرتے تھے یا ضد کرتے تھے۔ لہٰذا کئی صحابی جو بعد میں مسلمان ہوئے تو انہوں نے نبی علیہ السلام کو بتایا کہ جب ہم کافر تھے تو سب سے زیادہ نفرت آپ کے خیمے کے ساتھ تھی اور جب کلمہ پڑھ لیا تو ہمیں سب سے زیادہ محبت اس خیمے کے ساتھ ہے۔ تو ان کی طبیعت ہی ایسی تھی، وہ ڈھلمل لوگ نہیں تھے۔ ان کے اندر Determination Power (قوتِ ارادی) بہت تھی۔ چنانچہ ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بھیجا کہ یہ لوگ جو رف اور ٹف لوگ ہیں، یہ اس دعوت کو قبول کر لیں گے تو یہ اس دعوت کو پوری دنیا میں پھیلانے کا سبب بن جائیں گے۔

(۲)......دوسری بات یہ کہ وہاں کے Circumstances (ماحولیاتی عوامل) بہت سخت قسم کے تھے۔ یہاں موسم کی شدت تھی۔ گرمی بہت زیادہ تھی اور پانی تھا نہیں۔ کھانے کو کوئی چیز نہیں ملتی تھی، بھوک پیاس بہت تھی۔ گویا وہاں مجاہدہ بہت تھا۔ ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ جب اتنی مشقت کی زندگی گزارنے والے لوگ اس کام کو قبول کر لیں گے، تو دنیا میں باقی جگہوں پر جہاں آسانیاں ہیں، اس کام کو پہنچانا آسان ہو جائے گا۔

(۳)......تیسری بات یہ کہ وہ فصیح اللسان لوگ تھے۔ وہ اپنے آپ کو عرب کہتے تھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور باہر والوں کو عجم کہتے تھے۔ عجم کا معنی ہے ”گونگا“۔ یعنی ان کو اپنی زبان دانی پہ اتنا ناز تھا کہ یہ اپنے تئیں دوسروں کو گونگا سمجھتے تھے۔ یعنی جو اپنے احساسات کو صحیح طریقے سے بیان بھی نہیں کر سکتے۔ تو وہ کہتے تھے کہ پوری دنیا میں صرف ہم لوگ ہیں جو اپنے مافی الضمیر کو صحیح طور پر بیان کرنا جانتے ہیں۔ اور واقعی عربی زبان ایسی ہی زبان ہے کہ عربی کے ایک ایک لفظ کے لیے دوسری زبان میں تین تین الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ تو وہ جانتے تھے کہ اپنی Feelings (احساسات) کو کیسے Express (بیان) کرنا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو ان میں بھیجا کہ یہ لوگ اگر اسلام کے پیغام کو قبول کر لیں گے تو چونکہ ان کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا فن آتا ہوگا، اس لیے یہ پھر دنیا میں پہنچیں گے تو لوگوں کو اسلام کا پیغام آسانی کے ساتھ پہنچا دیں گے۔

لہٰذا ان تین باتوں کی وجہ سے یہ لوگ دعوت الی اللہ کے لیے موزوں ترین لوگ تھے۔ جو مجاہدہ بھی کر سکتا ہو اور جس کی شخصیت کے اندر کھرا پن بھی ہو اور جس کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنا بھی آتا ہو، ایسا بندہ بہت اچھا داعی بن سکتا ہے۔

کھلی کتاب جیسی زندگی:

نبی ﷺ ایسے دور میں تشریف لائے جب تاریخی اعتبار سے روشنی کا زمانہ تھا۔ اگر پہلے انبیاء ﷺ کی تاریخ ڈھونڈنا چاہیں تو آپ کو حالات نہیں ملیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی ان کی وفات کے سو سال کے بعد کسی نے لکھے اور اس سے پہلے انبیاء ﷺ کے حالات تو موجود ہی نہیں ہیں۔ مگر ہمارے نبی ﷺ ایسی تاریخی روشنی کے زمانے میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے حالاتِ زندگی بچپن سے لے کر آپ ﷺ کے پردہ فرمانے تک پوری طرح محفوظ ہیں۔ اتنے محفوظ حالاتِ زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

شاید کسی کے نہیں ہوں گے۔

عام دستور یہ ہے کہ لوگ اپنی زندگی کے کچھ حصے کو دوسروں کے سامنے لاتے ہیں اور کسی حصے کو دوسروں سے چھپاتے ہیں۔ حتیٰ کہ گھر میں بیوی سے بھی کہتے ہیں: ہم گھر کی باتیں گھر ہی میں رکھیں گے باہر کہیں نہیں بتائیں گے۔ بچوں کو بھی منع کریں گے کہ بیٹا گھر کی بات باہر نہیں بتائی جاتی۔ مگر اللہ کے حبیب ﷺ کی مبارک زندگی اتنی کھلی اور دھلی تھی کہ آپ ﷺ نے دوستوں کو بھی کہا کہ تم جو مجھے کرتا دیکھو یا سنو، اس کو دوسروں تک پہنچا دو، اور گھر میں اپنی بیویوں کو بھی یہی کہا کہ تم مجھے گھر میں جس طرح رہتے دیکھتی ہو، تم میری یہ باتیں دوسری عورتوں تک پہنچانے کی پابند ہو۔

آپ ﷺ کی زندگی کھلی کتاب جیسی زندگی تھی۔ کتنی خوبصورت اور پاکیزہ زندگی ہوگی!! آپ کی زندگی کا ہر پہلو محفوظ ہے۔ مغربی مفکرین نے بھی نبی علیہ السلام کے بارے میں لکھا کہ

He was born in the full light of history

”آپ ﷺ پوری تاریخی روشنی کے زمانے میں تشریف لائے“

فقط اللہ کا سہارا:

سیرت، عادات کو کہتے ہیں اور عادات مصائب و آلام کے بغیر نہیں سنورتیں ...... خوشیاں سلاتی ہیں اور غم جگاتے ہیں ...... اگر نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی کو دیکھیں تو ابتدا سے ہی مصائب و آلام کی زندگی تھی۔ آپ کی ولادت مبارکہ سے پہلے آپ کے والد ماجد دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ پھر ابھی چند سال کے تھے کہ آپ کی والدہ بھی وفات پا گئیں۔ پھر دو سال اور گزرے تو دادا بھی فوت ہو گئے۔ جو سہارے تھے وہ سارے کے سارے ٹوٹتے چلے گئے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لیے کہ اللہ رب العزت یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہتے تھے کہ میرے حبیب ﷺ اپنے دنیا میں آ کر ایک اللہ سے مدد مانگنے کا پیغام دینا ہے، اگر یہ خود سہاروں کے ذریعے سے تربیت پا کر بڑے ہوئے تو دنیا طعنہ دے گی کہ خود سہاروں سے پلنے والے آج کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی سہارا نہیں۔ اللہ رب العزت نے ایسا کیا کہ دیکھو کہ ہم سب سہاروں کو توڑ کے دکھا دیتے ہیں کہ جس کا سہارا اللہ بن جاتا ہے اس کو کسی اور سہارے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

ہم سہاروں سے دور رہتے ہیں
دل بہلتا ہے بے سہاروں سے

حیوانی معاشرے میں نبی علیہ السلام کی آمد:

جب نبی علیہ السلام تشریف لائے تو عربوں کی زندگی اس وقت بالکل جانوروں جیسی تھی۔ ظلم و ستم عام تھا۔ قتل و غارت عام تھی۔ حالت یہ تھی کہ عکاظ کا میلا لگا ہوا تھا، ایک آدمی اپنی ٹانگ پھیلا کر بیٹھ گیا کہ کوئی ہے میری ٹانگ کو پیچھے ہٹانے والا۔ دوسرا آیا اور اس کی ٹانگ کے اوپر تلوار سے وار کیا، اب ان دونوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ یہ دو بندوں کی لڑائی دو قبیلوں کی لڑائی بن گئی۔ اور کئی مرتبہ یہ لڑائیاں پچاس پچاس سال تک چلتی رہتی تھیں۔

وہ انسان نما جانور تھے۔ وہ اتنے بے حس تھے کہ زندہ جانور کا گوشت کاٹ کر اس کو پکاتے تھے، جانور پہ کیا گزر رہی ہے اس سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ باپ فوت ہوتا تھا تو جس طرح اس کا مال بیٹوں میں تقسیم ہوتا تھا اسی طرح ماں بھی بیٹوں میں تقسیم ہوتی تھی اور بیٹا اس کو اپنی بیوی بنا لیتا تھا۔ بیٹی کے نام سے ان کو اتنی نفرت تھی کہ نام تک سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہو جاتی تو وہ اسے زندہ دفن کر دیتے تھے۔ ایسے لوگوں کو انسان کون کہے؟

قلیل مدت میں عظیم انقلاب:

ایسے بگڑے ہوئے لوگوں میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو بھیجا۔ پھر اللہ کے حبیب ﷺ نے ان پر ایسی محنت کی کہ تیئیس سال کے قلیل عرصہ میں ان کی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر کے رکھ دیا۔ جب نبی علیہ السلام نے پردہ فرمایا تو ایک مغربی مؤرخ گبن نے لکھا:

After the death of MUHAMMAD the land of Arabia became the nursary of heroes.

”نبی علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد عرب کی زمین ہیروز کی نرسری بن گئی۔“

جیسے پھولوں کی نرسری ہوتی ہے اور اس میں ہزاروں لاکھوں پھول ہوتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کے بارے میں وہ کہتا ہے کہ یہ ایسے تھے کہ ان میں سے ہر ہر بندہ ہیرو تھا، یعنی وہ قائدانہ صلاحیتوں سے بھرپور تھا۔ اب تیئیس سال کے مختصر عرصے میں ایسی جماعت بنا دینا، یہ ایک بہت عجیب بات ہے۔

اعلانِ نبوت سے پہلے معاشرے کی پسندیدہ شخصیت:

جب نبی علیہ السلام تشریف لائے اور چالیس سال کی عمر میں آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ تو اعلان فرمانے سے پہلے آپ اس پورے علاقے کے بہت ہی زیادہ Faverout (ہر دلعزیز) شخصیت تھے۔ ہر آدمی آپ سے محبت کرتا تھا، ہر آدمی آپ کو پسند کرتا تھا۔ آپ کی ذہانت کو مانتے تھے۔ حتیٰ کہ جب انہوں نے بیت اللہ شریف کو بنانا تھا تو فیصلہ نہیں ہو رہا تھا کہ حجرِ اسود کو کون اپنی جگہ پر نصب کرے۔ ہر قبیلے کے لوگ یہ چاہتے تھے کہ یہ عزت ہمیں ملنی چاہیے۔ بالآخر نبی علیہ السلام کو فیصلہ کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لیے کہا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب نے فیصلہ یہ کیا کہ چادر بچھائی اور تمام قبیلوں کے بڑے سرداروں کو کہا کہ چادر کو پکڑ لیں اور اس کے اندر حجر اسود رکھ کر اسے اٹھا کر سب لے کر چلے۔ جب بالکل قریب آگیا تو آپ نے اٹھا کر اسے نصب فرما دیا۔ اتنے بڑے بڑے مسئلے کو اتنی آسانی کے ساتھ حل کر دیا۔ تو لوگ آپ کی شخصیت اور حکمت و دانائی کے پہلے ہی معترف تھے۔

دعوتِ توحید:

جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ لوگ جو آپ کو اتنا پسند کرتے تھے، وہ آپ کے دشمن ہو گئے۔ قوم کو جمع کرنے کے اور بھی تو طریقے ہو سکتے تھے۔ مثلاً آپ اپنی قوم، قریش مکہ کو کہتے کہ دیکھو! ہم عرب ہیں، ہم سب اکٹھے ہو جائیں اور اپنے علاقے کی ڈویلپمنٹ کریں۔ وہ سب ایک ہو جاتے اور آپ کو اپنا لیڈر بنا لیتے۔

اگر آپ اکنامکس کا نعرہ لگا دیتے کہ لوگو! کھانے کو کچھ نہیں..... پینے کو پانی نہیں، جینے کو پانی نہیں، آؤ! ہم مل کر کوئی لائحہ عمل بناتے ہیں، کوئی تجارت کے اصول وضع کرتے ہیں، تاکہ ہم اپنی حالت کو بہتر بنا سکیں، تو وہ لوگ یقیناً اس آواز پر لبیک کہتے اور آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے۔ مگر نہیں! آپ نے لیڈر بننے کا یہ جو آسان طریقہ تھا، اس کو نہیں اپنایا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ نے جو کچھ کیا، اللہ رب العزت کے حکم کے تحت کیا۔

آپ نے وہ طریقہ اپنایا جو سب سے زیادہ مشکل تھا۔ آپ نے لوگوں کو دعوت دی کہ لوگو! تم جن معبودوں کی پیروی کرتے ہو، یہ سب کے سب تمہارے ہاتھوں کے بنے ہوئے ہیں، عبادت کے لیے فقط اللہ رب العزت کی ذات ہے جو خالق کائنات ہے۔ لوگوں نے تو بیت اللہ شریف میں مٹی کے خدا، لوہے کے خدا، پتھر کے خدا، آٹے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے خدا۔ بڑے خدا، چھوٹے خدا، موٹے خدا، سب چھوٹے خدا..... ۳۶۵ بت جمع کر رکھے تھے۔ نبی علیہ السلام نے آکر ایک ہی بات کی:

قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا

''کہہ دو کہ اللہ ایک ہے تم کامیاب ہو جاؤ گے''

اپنوں میں ہیرو:

اس میں ایک نکتہ اور بھی ہے۔ غیر لوگوں میں بڑا بننا آسان ہوتا ہے۔ اگر انسان کہیں پردیس میں چلا جائے، تو وہاں اچھا خطیب بننا بھی آسان، بڑا پیر بننا بھی آسان، عالم بننا بھی آسان۔ کیوں کہ وہ جانتے نہیں ہیں۔ اصل تو اپنوں میں کچھ بن کے دکھانا ہوتا ہے اور یہ بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ سب جانتے ہیں۔ جبکہ نبی علیہ السلام اپنوں میں بڑے بنے۔ انگلش میں کہتے ہیں:

No man is hero to his valet

''اپنوں میں کوئی ہیرو نہیں ہوتا۔''

دراصل جو قریب کے لوگ ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے؟ مگر نبی ﷺ کی مبارک زندگی کو دیکھیں کہ جو جتنا قریبی تھا وہ اتنا پہلے ایمان لایا۔

انسان کے سب سے قریب کون ہوتا ہے؟ بیوی ہوتی ہے۔ وہ تنہائی کو بھی جانتی ہے اور جلوت کو بھی جانتی ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کس نے کہا؟ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ پھر جو گھر کے بچے ہوتے ہیں وہ ہر چیز کو بہت قریب سے دیکھتے ہیں۔ تو غور کریں کہ نبی علیہ السلام پہ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ یہ گھر کے لوگ تھے۔ پھر جو بہت قریبی دوست ہوتا ہے وہ حقیقت کو جانتا ہوتا ہے۔ وہ راز دان ہوتا ہے، اس کو سب اونچ نیچ

کا پتا ہوتا ہے۔ تو نبی علیہ السلام پر آزاد لوگوں میں سب سے پہلے ایمان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لے آئے جو سب سے قریبی تھے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جو جتنے قریب تھے وہ اتنا پہلے ایمان لے آئے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ زندگی تھی ہی اتنی خوبصورت، اتنی حسین اور پھولوں سے زیادہ نازک۔

نبوت کی کھلی دلیل:

آج اگر کوئی آدمی کسی بات کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کی دلیل کے طور پر بہت ادھر ادھر کی باتیں کرتا ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت مبارکہ کیا عجیب ہے کہ جب آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی نبوت کی دلیل کیا ہے تو اس پر نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ﴾ (یونس:۱۶)

”لوگو! میں نے تمہارے درمیان زندگی گزاری ہے“

میری زندگی اس بات پر گواہ ہے۔ تو دلیل کے طور پر اپنے کردار کو پیش کرنا یہ بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔ دنیا میں کوئی دوسرا بندہ ایسا نظر نہیں آتا کہ جس نے اپنے کردار کو پیش کیا ہو۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: دیکھو! نبوت سے پہلے بھی میں نے تم میں زندگی گزاری ہے۔ اس کا مطلب ہے:

......اتنی پاکیزہ زندگی تھی۔

......اتنی پاکدامنی کی زندگی تھی۔

......اتنی دیانتداری کی زندگی تھی۔

......اتنی امانتداری کی زندگی تھی۔

......اتنی دوسروں کے ساتھ غم خواری کی زندگی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے اپنی مبارک زندگی کو دلیل کے طور پر پیش کیا۔

کردار..... سب سے بڑا ہتھیار:

دنیا تلوار کا مقابلہ تو کر سکتی ہے، کردار کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کردار بہت عظیم ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے کردار کو پیش کیا۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

فُتِحَتِ الْمَدِيْنَةُ بِالْاَخْلَاقِ

''مدینہ اخلاق کے ذریعے سے فتح کیا گیا''

نبی علیہ السلام نے اپنے اخلاق عظیمہ کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں کے دلوں کو فتح فرمالیا تھا۔

انوکھا فاتح:

فتح مکہ کا موقع ہے۔ نبی علیہ السلام سواری پر سوار ہیں۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ عام دستور کیا ہوتا ہے؟ ایسے موقع پر:

......نعرے ہوتے ہیں۔

......دعوے ہوتے ہیں۔

......ڈھول باجا ہوتا ہے۔

......تماشا ہوتا ہے۔

......فتح کا جشن منایا جاتا ہے۔

مگر دنیا نے یہ عجیب فاتح دیکھا، جھکے ہوئے ہیں، سواری کی گردن کے بالوں سے پیشانی لگ رہی ہے اور اس حالت میں فرما رہے ہیں:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ))

www.besturdubooks.wordpress.com

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۴۷۰۵)

"سب تعریفیں اس ایک اللہ کے لیے ہیں۔ اس ایک اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی، اس ایک اللہ نے سب مخالفوں کو شکست عطا فرمادی۔"

خود کریڈٹ نہیں لیا، ساری تعریفیں اللہ کی طرف منسوب کیں۔ کردار سے دکھا دیا۔ اب اس کردار کا مقابلہ کوئی کیا کرے؟

اخلاقی فتوحات:

پھر لوگ جب جیت جاتے ہیں تو دشمنوں کو عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں...... اتنا ظلم کرتے ہیں...... یہ عجیب فاتح ہے کہ اللہ نے جیت بھی عطا فرمادی، فاتح مکہ بھی بنا دیا، مگر اس کے باوجود دشمنوں سے درگزر کیا، معاف کر دیا۔ اور معاف بھی کن کو کیا؟ جنہوں نے آپ ﷺ پر ظلم کے پہاڑ توڑے تھے۔ سبحان اللہ!

ہندہ سے درگزر

ایک خاتون جس کا نام ہندہ تھا، اس نے اپنے ایک غلام کے ذریعے سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو میدان احد میں شہید کروایا، اور جب پتہ چلا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں تو وہ اپنے باپ کا انتقام لینے کی خاطر آئی اور اس نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے سینے مبارک کو کھول اور اندر سے دل نکالا اور دل کو کاٹ کر دانتوں سے چبایا۔ اس کے اندر کتنا انتقام ہو گا...... کتنا غصہ ہو گا...... کتنی نفرت ہو گی...... کتنا کینہ ہو گا، اس کا اندازہ تو لگا سکتے ہیں۔ اور یہی نہیں کہ کلیجہ چبایا بلکہ باقی جو اعضا تھے ان کو نکالا اور ان کو پرو کر اس کا ہار گلے میں ڈالا۔ ہندہ اپنا انتقام لے رہی تھی۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ ایک شہید کے ان اعضا کا جو ہار میں پہن رہی ہوں تو میں اپنی بازی کو ہار رہی ہوں۔ اور ایسے ہی ہوا۔ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

مکہ فتح ہوا تو ہندہ کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ کرے تو کیا کرے؟ اس کو یوں دیوار پہ لکھا نظر آتا تھا کہ آج میرے قتل کا حکم دے دیا جائے گا۔ مگر وہ آتی ہے اور نبی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچتے ہی کلمہ پڑھ لیتی ہے۔

ایسے دشمن کے بارے میں عام طور پر بندے کا کیا رویہ ہوتا ہے؟ کوئی معذرت قبول نہیں کرتا۔ پاؤں پکڑے، منت کرے، سماجت کرے تو وہ سنتا ہی کوئی نہیں، مگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا: ہاں! تم نے اگر میرے پیغام کو تسلیم کر لیا تو میں اپنی ذاتی رنجش کی وجہ سے تجھے کبھی سزا نہیں دوں گا۔ عفو و درگزر آپ کی زیادہ تھی۔

عثمان بن طلحہ سے درگزر:

نبی علیہ السلام جب مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے کنجی بردار عثمان بن طلحہ شیبی کو کہا کہ عثمان! بیت اللہ کا دروازہ کھول دو، میرا بہت دل چاہتا ہے کہ میں اندر داخل ہوں اور اللہ کی عبادت کروں۔ عثمان نے منع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بہت غمزدہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان! ایک وقت آئے گا جس حال میں تم کھڑے ہو اس میں میں ہوں گا، اور جس حال میں میں کھڑا ہوں اس میں تم ہو گے، تو عثمان کو غصہ آیا۔ آپ چلے گئے۔

اب جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بلوایا۔ عثمان چابی لے کر آیا۔ نبی علیہ السلام نے عثمان سے کہا کہ چابی دو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چابی لی، دروازہ کھلوایا، بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر نماز ادا فرمائی، اللہ کی عبادت کی۔ اس موقع پر صحابہ آپ کے ہمراہ ہیں اور سب صحابہ کے دل میں ایک شوق اٹھ رہا ہے، ایک تمنا اٹھ رہی ہے کہ اب اس بندے سے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے چابی تو لے لی، اب اللہ کرے کہ یہ چابی ہمیں عطا کر دی جائے اور بیت اللہ کے دربان

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونے کی سعادت ہمیں نصیب ہو جائے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہیں، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بھی موجود ہیں سب حضرات قریب ہیں اور انتظار میں ہیں کہ دیکھیں! آج یہ کنجی کس کے ہاتھ میں جائے گی۔

عام دستور یہی ہے کہ جب حکومتیں بنتی ہیں، شاہی ملتی ہے تو انہوں کو نوازا جاتا ہے، جو اپنے سپورٹر ہوتے ہیں، جو اپنے قریبی ہوتے ہیں، تعاون کرنے والے ہوتے ہیں ان سب پر مہربانیاں ہوتی ہیں، مگر اللہ کے حبیب ﷺ نے جب دروازہ بند کروایا تو آپ نے عثمان کو بلایا۔ فرمایا: عثمان! اس وقت کو یاد کرو جب کنجی تمہارے ہاتھ میں تھی اور میں خالی ہاتھ تھا اور میں نے تم سے یہ کہا تھا: عثمان! بیت اللہ کا دروازہ کھولو میں اندر جانا چاہتا ہوں مگر تم نے تنگی کی تھی، اور عثمان! میں نے اس وقت تمہیں کہا تھا: ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ جس پوزیشن میں تم کھڑے ہو، میں ہوں گا اور جس پوزیشن پہ میں ہوں، تم ہو گے۔ عثمان! میرے اللہ نے وعدے کو پورا کر دیا، آج کنجی میرے ہاتھ میں ہے، تم خالی ہاتھ ہو مگر عثمان! تم نے جو میرے ساتھ کیا تھا میں تمہارے ساتھ وہ نہیں کروں گا، میں یہ چابی واپس تمہیں دیتا ہوں، یہ قیامت تک تمہاری ہی نسل میں موجود رہے گی۔

یہ کردار کی عظمت ہوتی ہے، یوں اللہ کے حبیب ﷺ نے لوگوں کے دلوں کو فتح فرمایا لیا تھا۔

اسلام تلوار سے نہیں کردار سے پھیلا:

آج دنیا کہتی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ ایسا نہیں ہے۔ اسلام تو کردار کے زور سے پھیلا ہے۔ تلوار خود بخود نہیں چلتی، تلوار کے پیچھے چلانے والے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ ہوتے ہیں۔ وہ جو چلانے والے ہاتھ تھے ان کے دلوں کو کس نے فتح کیا؟

بیرون ملک میں ایک دفعہ ایک صاحب بحث کرنے لگے: کہنے لگے کہ جی! وہ تو چند جنگجو اکٹھے ہو گئے تھے اور انہوں نے تلوار کے زور پر اسلام کو پھیلا دیا تھا۔ تو میں نے اس سے سوال پوچھا کہ چند جنگجو اکٹھے ہو گئے تھے، ان کے دلوں کو کس تلوار نے اکٹھا کیا تھا؟ کہنے لگا: ہاں! وہ تو مسلمانوں کے نبی ﷺ کے اخلاق اور محبت سے اکٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: اصل چیز یہ تھی کہ دین اسلام کردار کے زور سے پھیلا ہے۔

دل کو مسخر کر دینے والے اخلاق:

اس کردار کی عظمت کو دیکھنا ہے تو ذرا دیکھیے! نبی علیہ السلام کی زندگی کو۔ قدم قدم پر آپ ﷺ کے اخلاق کے اعلیٰ نمونے سامنے آئیں گے۔

⊙...... اللہ کے حبیب ﷺ جب بھی بیت اللہ کی طرف جاتے تھے تو راستے میں ایک عورت بہانے سے کوڑا کرکٹ سر پر ڈال دیتی تھی۔ وہ تاک میں رہتی تھی، جب بھی آپ ﷺ گزرتے تو وہ چھت کے اوپر سے کوڑا کرکٹ اس طرح سے ڈالتی کہ مٹی آپ ﷺ کے کپڑوں پر پڑتی۔ ایک دفعہ نہیں...... دو دفعہ نہیں...... درجنوں دفعہ یہ واقعہ پیش آیا۔ ایسی صورت حال میں دل کو کتنی ایذا پہنچتی ہے اور کتنا غصہ آتا ہے، مگر اللہ کے حبیب ﷺ جانتے تھے کہ یہ بیوہ عورت ہے اس لیے آپ خاموشی اختیار فرماتے تھے۔

اب اللہ کی شان دیکھیے! وہ بیوہ عورت بیمار ہو گئی اور کچھ دن اس نے کوڑا کرکٹ نہیں پھینکا۔ اللہ کے حبیب ﷺ کو حیرانی ہوئی کہ یہ عورت کیوں نہیں کوڑا کرکٹ پھینکتی۔ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ اس کے دروازے پر تشریف لے

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے، دروازہ کھٹکھٹایا...... اندر بیوہ عورت ہے اور اس کی ایک جوان العمر بیٹی ہے...... کوئی مرد نہیں جو اس کی صحیح تیمارداری کر سکے۔ جب دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو بیٹی بھاگی ہوئی آئی، اس نے کواڑ سے دیکھا تو نبی علیہ السلام کو کھڑے پایا...... گھبرا گئی...... اس نے کہا: امی! میں میں آپ کو منع کرتی تھی کہ کوڑا کرکٹ نہ ڈالا کریں اور آپ ضد اور غصے میں آ کر یہ کام کرتی تھیں، آج دیکھو وہ بندہ دروازے پہ کھڑا ہے، تم بیمار ہو، میں جوان العمر ہوں، آج ہمارا کیا بنے گا؟ کوئی مرد نہیں جو آج ہمیں اس سے بچائے۔ عورت جب یہ بات سنتی ہے تو تھوڑی دیر سوچتی ہے، پھر کہتی ہے: ہاں! میں نے سنا ہے کہ وہ اچھے اخلاق والے ہیں، تم جاؤ، دروازہ کھولو اور پوچھو! کیا کہنے آئے ہیں؟ اس لڑکی نے دروازہ کھولا، پوچھا: آپ نے دروازہ کیوں کھٹکھٹایا؟ نبی ﷺ فرماتے ہیں: مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہاری والدہ بیمار ہے، گھر میں سودا سلف لانے کے لیے کوئی مرد نہیں، میں اس لیے آیا ہوں کہ اگر کوئی دوا منگوانی ہو تو میں حاضر ہوں۔ وہ عورت جو کوڑا کرکٹ ڈالا کرتی تھی، جب وہ اس بات کو سنتی ہے تو کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جاتی ہے...... کردار کی عظمت عجیب چیز ہے۔

⊙...... نبی ﷺ کے اعلانِ نبوت کے ابتدائی دنوں کی بات ہے۔ ایک بڑھیا اپنا سامان گٹھڑی وغیرہ لے کر کہیں جا رہی تھی۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے اس بڑھیا کو دیکھا تو آپ ﷺ نے کہا: اماں! یہ بوجھ آپ کا میں اٹھا لیتا ہوں اور جہاں لے جانا ہے میں وہاں پہنچا دیتا ہوں۔ وہ بڑھیا بڑی خوش ہوئی اور کہنے لگی: ہاں! اے نوجوان! تم کتنے اچھے ہو! تم مجھے ہیلپ آؤٹ کر دو اور یہ سامان ذرا مکہ مکرمہ سے باہر پہنچا دو۔ جہاں تک وہ گئی، اللہ کے حبیب ﷺ نے اس کا سامان وہاں پہنچا دیا۔ جب سامان پہنچا کر واپس آنے لگے تو وہ بڑھیا کہنے لگی: نوجوان! میں تمہیں نصیحت کرتی ہوں تم اچھے باپ

www.besturdubooks.wordpress.com

دادا کے دین پر جمے رہنا۔ مکہ مکرمہ میں کوئی نیا آدمی آیا ہے جو ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اور ان کی پرستش سے منع کرتا ہے، میں نے اپنی پوری زندگی اپنے بڑوں کے دین پر گزاری ہے، میں نے سنا ہے کہ اس کی باتوں میں بڑا اثر ہے......انہیں سن کر لوگ اپنے دین کو چھوڑ دیتے ہیں...... میں نہیں چھوڑنا چاہتی۔ اس لیے میں شہر چھوڑ کے آگئی ہوں کہ میرے کانوں میں ان کی بات ہی نہ پڑے۔ اور میں تمہیں بھی نصیحت کرتی ہوں کہ تم بھی ذرا اس سے بچ کر رہنا۔ نبی ﷺ یہ سب باتیں خاموشی سے سنتے رہے۔ پھر آپ ﷺ جب وہاں سے چلنے لگے تو اس وقت وہ پوچھتی ہے کہ نوجوان! تمہارا نام کیا ہے؟ تم نے میرے ساتھ اتنا اچھا معاملہ کیا کہ میرا سامان یہاں پہنچا دیا، میں جب بھی مکہ مکرمہ آؤں گی تو تمہیں آکر ملوں گی۔ جب اس نے پوچھا تو اللہ کے حبیب ﷺ نے جواب دیا: اماں! جس کے بارے میں تو اب تک کہہ رہی تھی کہ وہ برا انسان آگیا ہے، میں وہی محمد ﷺ ہوں۔ تو بڑھیا کہتی ہے: اگر تم وہی ہو جس نے آ کر توحید کا دعویٰ کیا ہے تو میں بھی کلمہ پڑھتی ہوں اور مسلمان ہو تی ہوں۔

تو اسلام تلوار کے زور سے نہیں کردار کے زور سے پھیلا ہے۔ بتائیے!

......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کس تلوار نے فتح کیا؟

......حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے بہادر، جنگجو جرنیل کو کس تلوار نے فتح کیا؟

یہ نبی علیہ السلام کے اخلاق تھے جس نے ان کے دلوں کو مسخر کیا۔ پھر ایسی بھی جگہیں ہیں جن میں مسلمانوں کی کوئی فوج نہیں گئی، جیسے حبشہ، بحرین، وغیرہ مسلمانوں کے جانے سے پہلے وہاں اسلام قبول کر لیا گیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں، اخلاق کے زور سے پھیلا ہے۔ کردار دیکھنے میں بڑی بے قیمتی چیز نظر آتی ہے مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ بڑی سے بڑی قیمتی چیزوں کو بھی خرید لیا کرتا ہے۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے اپنے صحابہ کو کردار بنانے کی طرف متوجہ کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اندر وہ اخلاق پیدا کیے، عادات پیدا کیں کہ جن کی وجہ سے وہ ایک عظیم انسان بن کر زندگی گزارنے والے بن گئے۔

انقلابِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عجائب

نبی علیہ السلام نے جو دنیا میں انقلاب پیدا کیا، اس انقلاب کی چند باتیں تو بڑی عجیب ہیں:

(۱)......کم وقت میں انقلاب:

پہلی بات کہ دنیا میں ہر تبدیلی کے آنے میں وقت لگا کرتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے جب نبوت کا دعویٰ فرمایا تو پہلے تیرہ سال تو مکہ مکرمہ میں قریش مکہ کی مشقتیں ہی برداشت کرتے رہے۔ پھر مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو اس کے بعد دس سال تھے۔ دس سال کی مدت، قوموں کی مدت میں بہت تھوڑی مدت ہوا کرتی ہے۔ آج کے حالات کو دیکھیں کہ دس سال گزرتے ہیں تو کیا تبدیلیاں آتی ہیں؟ کچھ بھی نہیں آتیں۔ مگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال کی قلیل مدت میں انسانوں کے دلوں کو اس طرح بدل کے رکھ دیا کہ جزیرۂ عرب کے اندر ایک انقلاب آ گیا۔

(۲)......کم وسائل سے انقلاب:

پھر انقلاب لانے کے لیے وسائل استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ آج کی دنیا میں انقلاب لانے کے لیے ٹریلین آف ڈالرز استعمال ہوتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے جو

www.besturdubooks.wordpress.com

انقلاب برپا کیا تو وسائل کی کتنی کمی تھی، کھانے کی چیز نہیں ہوتی تھی، پہننے کو پورا کپڑا نہیں ہوتا تھا، وسائل تھے ہی نہیں، اتنے کم وسائل میں، اتنے کم وقت میں اور اتنے کم نقصان کے ساتھ یہ انقلاب آ گیا۔

(۳)......کم نقصان سے انقلاب:

کم نقصان سے کیا مراد کہ دنیا میں انقلاب آتے ہیں تو خون بہایا جاتا ہے۔ چنگیز خان کے حالات زندگی پڑھ لیجیے، ہلاکو کے حالات زندگی پڑھ لیجیے۔

......فرانس میں انقلاب آیا تو پچیس لاکھ آدمی مارے گئے۔

......روسی انقلاب میں چالیس لاکھ انسان مارے گئے۔

......ہند کی آزادی میں پانچ لاکھ آدمی کام آئے۔

......اور جب ملک تقسیم ہوا تو ایک کروڑ لوگ مارے گئے۔

کروڑوں انسانوں کی زندگیاں انقلاب لانے میں کام آتی ہیں۔ نبی علیہ السلام کا یہ انقلاب اتنا عجیب تھا کہ آپ کی مبارک زندگی میں مسلمان اور کافر دونوں طرف سے جو لوگ جنگوں میں فوت ہوئے یا مارے گئے ان کی تعداد ایک ہزار تریسٹھ تھی۔ آج تو عام معمول کے ملکوں میں ایک مہینے میں ایک ہزار بندے مار دیے جاتے ہیں۔

اب سمجھنے کی بات یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے جو انقلاب برپا کیا اس کی تین خاص باتیں ہیں۔ اتنے کم وقت میں، اتنے کم وسائل کے ساتھ اور اتنے کم نقصان کے ساتھ اتنا بڑا انقلاب برپا کر دینا، یہ اللہ کے حبیب ﷺ کی شان تھی۔ پوری دنیا کے لیے ایک چیلنج ہے کہ کوئی قدم بڑھائے اور ایسا انقلاب برپا کر کے دکھائے۔ کوئی بھی ایسا عظیم انقلاب برپا نہیں کر سکے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کامیاب اور مکمل انقلاب:

آج دنیا میں لوگ آتے ہیں، کہتے ہیں: جی! ہمارا Tenure (عرصہ) دس سال تھا ہم یہ کام نہ کر سکے اور موقع ملتا تو ہم اور کرتے۔

لوگ فوت ہوتے ہیں تو ان کے بارے میں کہا جاتا ہے:

......جی! اس نے بڑا کام کیا، زندگی نے وفا نہ کی اور موقع ملتا تو یہ بڑے کام کرتا۔

......اس سائنسدان نے بڑی ریسرچ کی، زندگی نے وفا نہ کی اور وہ اپنے کام کو پورا نہ کر سکا۔

......اس ڈاکٹر نے بڑی کتابیں لکھیں اگر زندگی وفا کرتی تو وہ اور کتابیں لکھتا۔

......اس فاتح نے بڑے ملکوں کو فتح کیا اور اگر زندہ رہتا تو اور فتوحات کرتا۔

اکثر یہی کہا گیا کہ یہ اپنے کام کو پورا نہ کر سکا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے جتنے لوگوں کی زندگیاں ہیں سب ادھوری زندگیاں ہیں۔ تاریخ انسانیت میں صرف ایک زندگی ایسی نظر آتی ہے جو کامل، مکمل اور اکمل زندگی ہے۔ وہ کیسے؟ نبی علیہ السلام نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے سامنے کھڑے ہوکر......رات کی تاریکی میں نہیں، دن کی روشنی میں......جنگل کی تنہائی میں نہیں، بھرے مجمع میں کہا: لوگو! میں جس مقصد کے لیے دنیا میں آیا تھا، کیا میں نے اس مقصد کو پورا کر دیا ہے؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ نے گواہی دی: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ نے امانت کو پہنچا دیا، امت کو نصیحت کر دی اور اپنا کام پورا کر دیا۔ نبی علیہ السلام نے انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر کہا:

«اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ» (صحیح البخاری: ۱۶۲۵)

"اللہ اس پر تو گواہ رہنا"

سیرت النبی...... انسانیت کے لیے آسمان کے مانند

چنانچہ میرے دوستو!

...... مذہبی اداروں میں شخصیت پرستی کی بجائے خدا پرستی آپ نے سکھائی۔

......اعتقادات میں توہم پرستی کی بجائے حق پرستی کی بنیاد آپ نے ڈالی۔

......سائنس میں فطرت کو پوجنے کی بجائے اس کو مسخر کرنے کا سبق آپ نے دیا۔

......سیاست میں نسلی بادشاہت کی بجائے عوامی حکومت کا راستہ آپ نے دیا۔

......علم کی دنیا میں خیال آرائی کے بجائے حقیقت نگاری کی طرح آپ نے ڈالی۔

......اور سماجی تنظیم کے لیے ظلم کے بجائے عدل کا باب آپ نے سکھایا۔

تو جس نے انسانیت کو ایسی اعلیٰ تعلیمات دی ہوں میرا دل کہتا ہے کہ میں اپنی زندگی کا رہبر و رہنما اسی شخصیت کو بناؤں۔

نبی ﷺ کی مبارک سیرت بنی نوع انسان کے لیے آسمان کے مانند ہے۔ آپ دنیا میں جہاں بھی کہیں ہوں، تھوڑا سا سر اٹھا کر اوپر دیکھیں تو آپ کو سر پر نیلا آسمان نظر آئے گا۔ جہاں بھی دنیا میں ہوں، مشرق میں...... مغرب میں...... شمال میں...... جنوب میں...... جہاں کہیں بھی ہوں، آپ کو نیلا آسمان نظر آئے گا۔ بالکل اسی طرح میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انسانیت کے ناطے اپنی زندگی کی رہبر و رہنمائی کے لیے کسی کی طرف نظر اٹھاتا ہوں تو مجھے نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی آسمان انسانیت نظر آتی ہے۔ آپ زندگی کے جس شعبے میں چاہیں آنکھ اٹھا کر دیکھیں، آپ کو نبی ﷺ کی مبارک مثالیں نظر آئیں گی۔

بحیثیت خاوند:

ایک خاوند ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں اچھا خاوند کیسے بنوں؟ ذرا آنکھ اٹھا کر

www.besturdubooks.wordpress.com

سیرت کی طرف دیکھیے، اللہ کے حبیب ﷺ ایک کامیاب خاوند کی شکل میں اس کو نظر آئیں گے۔ محبت، پیار کی زندگی..... گھر والوں کے حقوق کو ادا کرنا..... گھر کے کاموں کے اندر دلچسپی لینا..... ان کو دین سکھانا..... ان کو اللہ کے قریب کرنا..... ایک کامیاب شوہر کی جتنی ممکنہ خصوصیات ہیں وہ اللہ کے حبیب ﷺ کے اندر بدرجۂ اتم موجود ہیں۔

بحیثیت والد:

ایک والد کی حیثیت سے دیکھیے! نبی علیہ السلام نے اپنی اولاد کو کیا محبتیں دیں! سبحان اللہ! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں چار روٹیاں بنائیں، ایک روٹی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کھائی، ایک حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے، ایک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اور ایک روٹی اپنے لیے بنائی۔ جب کھانے بیٹھیں اور ایک لقمہ منہ میں ڈالا تو خیال آیا: فاطمہ! تم کھانا کھا رہی ہو، پتہ نہیں تمہارے ابا حضور کو کھانے کو کچھ ملا بھی ہے یا نہیں ملا؟ تو انہوں نے روٹی کو آدھا آدھا کر دیا۔ آدھی روٹی خود کھائی اور آدھی روٹی کو اپنی چادر کے کونے میں باندھا اور نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ محبوب ﷺ نے پوچھا: فاطمہ! کیسے آنا ہوا؟ اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں کھانا کھا رہی تھی، دل میں خیال آیا کہ معلوم نہیں ابا حضور نے کچھ کھایا یا نہیں، چنانچہ آدھا کھانا میں نے خود کھایا اور بقیہ میں آپ کی خدمت میں ہدیے لے کر آئی ہوں۔ سبحان اللہ! اللہ ایسی بیٹی ہر ایک کو عطا فرمائے۔ نبی علیہ السلام نے وہ روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس میں سے ایک لقمہ اپنے منہ میں ڈالا اور فرمایا: فاطمہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، تین دن گزر چکے ہیں تیرے باپ کے منہ میں ایک لقمہ روٹی کا نہیں گیا۔ تو بحیثیت والد ایک مکمل زندگی نظر آتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بحیثیت دوست:

بحیثیت دوست کے دیکھیے! آپ ﷺ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جس طرح نبھایا اور معاملہ کیا، اس میں ایک کامیاب دوست کی شکل نظر آتی ہے۔

بحیثیت امیر:

بحیثیت ایک امیر کے آپ کی مبارک زندگی کو دیکھیے کہ آپ نے اللہ کے قانون کو کیسے سکھایا اور کیسے اس قانون کو لاگو کر کے دکھا دیا۔ ایک قبیلہ کی عورت چوری کرتی ہے تو بہت سفارشیں آتی ہیں، اللہ کے حبیب ﷺ نے خدا کے حکم کو لاگو کرنے میں کسی کی سفارش کو قبول نہ فرمایا۔

بندگی خدا:

اگر ایک بندے کی حیثیت سے زندگی کو دیکھنا چاہیں کہ اللہ کا بندہ بن کر کوئی کیسے رہ سکتا ہے تو میرے آقا ﷺ کی مبارک زندگی کو دیکھ لیجیے سارا دن دین کے کاموں میں مشغول ہیں، جب رات آتی ہے تو مصلے پہ کھڑے ہو کر اتنی عبادت فرماتے ہیں: حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ "قدمین مبارک متورم ہو جاتے ہیں"۔ سجدے میں سر ڈالتے ہیں، اتنا روتے ہیں کہ ریش مبارک تر ہو جاتی ہے، سجدے کی زمین تر ہو جاتی ہے، اللہ کے حبیب ﷺ نے اتنے لمبے سجدے فرمائے کہ ایک مرتبہ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے شک ہونے لگا کہ کہیں روح پرواز تو نہیں کر گئی؟ میں اٹھی اور میں نے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کی انگلی کو تھوڑا سا پکڑا تو حرکت ہوئی، تو مجھے یقین ہو گیا کہ نہیں نہیں، آپ ﷺ ابھی حیات ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا ..... اتنا لمبا سجدہ!..... تو ایک بندے ہونے کی نظر سے دیکھیں تو بھی ایک کامل بندگی کی زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

نظر آتی ہے۔

گویا سیرت طیبہ نیلے آسمان کی طرح ہے۔ جو بندہ زندگی کے جس موڑ پہ ہے ذرا سیرت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے، اللہ کے حبیب کی مبارک سیرت میں اس کو پوری روشنی نظر آئے گی۔

نبی ﷺ نے:

......مذہبی اداروں میں شخصیت پرستی کے بجائے خدا پرستی کی تعلیم دی۔

......اعتقادات کو توہم کے بجائے حق پرستی کی بنیاد فراہم کی۔

......سائنس میں فطرت کی پرستش سکھانے کے بجائے اسے مسخر کرنے کا سبق دیا۔

......سیاسیات میں نسلی بادشاہت کے بجائے عوامی حکومت کا رستہ دکھایا۔

......علم کی دنیا میں خیال آرائی کے بجائے حقیقت نگاری کی بنیاد ڈالی۔

......سماجی زندگی میں ظلم کے بجائے عدل کے اوپر بنیاد رکھی۔

ان تمام تبدیلیوں کا مرکز و محور کون ہے؟...... نبی ﷺ کی مبارک ذات ہے۔

اعتراف حقیقت:

اسی لیے ایک انگریز نے کتاب لکھی "The Hundred" سو لوگ جو دنیا میں بہت کامیاب زندگیاں گزار کر گئے۔ وہ خود عیسائی ہے، لیکن اس نے ان سو میں سب سے پہلے نبی ﷺ کی مبارک زندگی کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے جو محمد ﷺ کو سب سے پہلے لکھا، یہ بہت لوگوں کو حیران کر دے گا، مگر سچی بات یہ ہے کہ

He was the only man in history who was superemely successful on both secular and relegion levels

"جس قدر وہ مذہبی اور سیکولر لیول پر کامیاب زندگی گزار کر گئے ہمیں تاریخ

www.besturdubooks.wordpress.com

انسانیت میں کوئی دوسری شخصیت ایسی نظر نہیں آتی۔"

اللہ اکبر!.....تو دشمنوں کو بھی یہ حقیقت ماننی پڑی ہے۔

یہ اللہ رب العزت کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں نبی علیہ السلام کی امت میں پیدا فرما دیا۔ ہم آپ کی مبارک زندگی کو پڑھیں، آپ کی سنتوں کو سیکھیں اور اس سے اپنے آپ کو مزین کر کے ایک کامیاب زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔

کہنے والے نے نبی ﷺ کی شان میں کیا عجیب بات کہی:

اے رسول امین ، خاتم المرسلین، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے ، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
بزم کونین پہلے سجائی گئی ، پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں سید الآخریں ، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا ، آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم، سب ہیں زیر نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اللہ رب العزت ہمیں اس محبوب کائنات ﷺ کی مبارک زندگی کو اپنانے کی اور ان کے نقش قدم پر پوری زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾

(التحریم:۸)

توبہ کی ضرورت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 22 اکتوبر 2011ء بروز جمعہ ۲۳ ذیقعد ۱۴۳۲ھ

موقع: سالانہ نقشبندی اجتماع مجلس بعد از نماز مغرب

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ہاں! انسان جتنا اللہ رب العزت سے معافی مانگتے ، اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہیں اور اس کے گناہوں کو نیکیوں میں شامل کر لیتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا کہ کئی مرتبہ انسان ایک گناہ کرتا ہے اور وہ اس کے لیے جنت میں جانے کا سبب بن جاتا ہے۔ کیونکہ کیا تو تھا گناہ، مگر اس گناہ سے اس نے سچی توبہ کر لی اور توبہ اللہ کے ہاں ایسی قبول ہوئی کہ اللہ نے اس بندے کے لیے جنت میں جانے کا فیصلہ فرما دیا۔ اسی لیے قیامت کے دن شیطان بعض بندوں پر حسرت کرے گا کہ میں نے ان سے گناہ کروائے ہی کیوں تھے کہ انہوں نے ان سے ایسی توبہ کی کہ اللہ کو پسند آ گئی۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾

(التحریم:۸)

توبہ کی ضرورت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 22 اکتوبر 2011ء بروز جمعہ ۲۳ ذیقعد ۱۴۳۲ھ

موقع: سالانہ نقشبندی اجتماع مجلس بعد از نماز مغرب

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

((كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ))

(کنز العمال، رقم: ۱۰۲۲۰)

''ہر انسان خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔''

اس لیے

فَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ يَتُوبُوا مِنَ الْكَبَائِرِ

''مومنوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو کبیرہ گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔''

وَمِنْهُمْ مَنْ يَتُوبُوا مِنَ الصَّغَائِرِ

''بعض صغیرہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔''

وَمِنْهُمْ مَنْ يَتُوبُوا مِنَ الشُّبُهَاتِ

''بعض شبہات سے توبہ کرتے ہیں۔''

وَمِنْهُمْ مَنْ يَتُوبُوا مِنَ الْمَكْرُوهَاتِ

''بعض ایسے ہوتے ہیں جو مکروہات سے توبہ کرتے ہیں۔''

وَمِنْهُمْ مَنْ يَتُوبُوا مِنَ الْغَفَلَاتِ

''بعض ایسے لوگ ہیں جو اپنے غفلت میں گزرے ہوئے لمحوں سے بھی توبہ کرتے ہیں۔''

وَمِنْهُمْ مَنْ يَتُوبُوا مِنَ الْوُقُوفِ عَلَى الْحَالِ الْأَدْنَى

بعض ایسے بھی ہیں کہ جو اپنے نیچے کے درجہ پر ہونے سے توبہ کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اوپر کا درجہ عطا فرما دے۔

تو معلوم ہوا کہ توبہ تو ہر بندے کو کرنی چاہیے۔ اس لیے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ (تفسیر الخازن:۲/۱۷۱)

"ابرار کی جو نیکیاں ہیں مقربین انہیں اپنے لیے گناہ کے مانند سمجھتے ہیں"

توبہ کی دعوت ہر ایک کو:

رب کریم نے ہر انسان کو توبہ کے لیے دعوت دی ہے۔

مشرکین کو دعوت دی۔ فرمایا:

﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ (توبہ:۱۱)

"اگر یہ مشرک شرک سے توبہ کریں نماز ادا کریں اور زکوۃ دیں تو یہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔"

نصاریٰ کو توبہ کی دعوت دی:

﴿أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (المائدہ:۷۴)

اگر یہ نصاریٰ اپنے تثلیث کے عقیدے سے بھی توبہ کر لیتے تو اللہ ان کی توبہ کو بھی قبول کر لیتا۔

جو مرتد ہو جاتے ہیں، اللہ نے ان کو بھی واپس آنے کی توفیق دی:

﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (آل عمران:۸۹)

"مگر وہ لوگ جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اللہ انہیں بخشنے والا مہربان ہے"

ایک جگہ قرآن مجید میں منافقین کو بھی توبہ کی دعوت دی۔ فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (الفرقان: ۷۰)

تو معلوم ہوا کہ پروردگار عالم نے کسی بندے کے لیے توبہ کے دروازے کو بند نہیں کیا۔ جو بھی ہے، جس حال میں بھی ہے، وہ توبہ کر سکتا ہے۔ لہٰذا توبہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ یہ نہیں کہ انسان سوچتا ہی رہ جائے۔

توبہ کے لیے نیت خالص ہو:

''توبہ نصوح'' کے بارے میں فرمایا:

تَخْلِيصُهَا مِنْ كُلِّ نَقْصٍ وَفَسَادٍ

''ایسی توبہ جو ہر نقص سے اور ملاوٹ سے پاک ہو''

یعنی انسان کا دل اس کی زبان کا ساتھ دے رہا ہو۔ دل میں یہ بات ہو کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔ بعض دفعہ الفاظ تو نکلتے ہیں، لیکن دل ساتھ نہیں دیتا۔ اس لیے اگر کسی نے فقط زبان سے یہ لفظ کہے:

تُبْتُ إِلَى اللّٰهِ وَرَجَعْتُ إِلَى اللّٰهِ وَنَدِمْتُ عَلٰى مَا فَعَلْتُ وَعَزَمْتُ عَلٰى أَنْ لَا أَعُوْدَ بِالْمَعَاصِيْ أَبَدًا

''میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں، میں اللہ کی طرف لوٹتا ہوں، میں نے جو کیا اس پر نادم ہوں اور اب گناہ کے نہ کرنے کا پکا ارادہ کرتا ہوں''

مگر اس کے دل میں توبہ کی نیت نہیں تو ان کلمات کے کہنے کے باوجود اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ توبہ کہتے ہیں کہ انسان زبان سے کلمات کہے اور دل اس کی تصدیق کر رہا ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ کے آداب

شریعت نے توبہ کے کچھ آداب بتائے ہیں۔

(۱)...... صِحَّةُ النِّيَّةِ

نیت ٹھیک ہونی چاہیے۔

(۲)...... اَنْ يُطَاوِعَ الْقَلْبُ بِاللِّسَانِ عَلَى الْاِسْتِغْفَارِ

''استغفار کرنے میں زبان کا ساتھ اس کا دل بھی دے رہا ہو۔''

اور اگر زبان پر الفاظ تو ہوں اور دل ساتھ نہ دے تو مشائخ نے فرمایا:

اِسْتِغْفَارُنَا يَحْتَاجُ اِلَى اسْتِغْفَارٍ (الذکر بالفرعی: ۱/۵۲)

''ہمارے استغفار پر ہمیں استغفار کرنے کی ضرورت ہے''

(۳)......اَنْ يَّكُوْنَ عَلَى الطَّهَارَةِ

پھر انسان وضو کرے۔

(۴)......اور دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ رب العزت سے دعا مانگے۔ اور دعا بھی قبولیت کے اوقات میں مانگے۔

ہمارے اکابر سحری کے وقت استغفار کرتے تھے، اس لیے یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا:

﴿سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ﴾ (یوسف: ۹۸)

''میں جلد ہی تمہارے لیے استغفار کروں گا''

مقصد یہ کہ تہجد کے وقت استغفار کروں گا۔

(۵)...... پھر انسان اپنے لیے بھی دعا مانگے اور سب ایمان والوں کے لیے بھی دعا

www.besturdubooks.wordpress.com

مانگے۔ یہ دعا سکھائی گئی:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾

(۵)...... جس بندے نے گناہ کیا، وہ کہے:

...... یَا رَبِّ! اُسْتُرْ عَلَیَّ

''اے اللہ! میرا پردہ رکھ لیجیے!''

...... اِذَا فَرَغَ مِنَ الْمَعْصِیَةِ قَالَ: یَا رَبِّ اتُبْ عَلَیَّ

اگر کوئی معصیت سے فارغ ہوا، کہے: اے اللہ! میری توبہ کو قبول کر لیجیے۔

...... وَ اِذَا تَابَ قَالَ یَا رَبِّ ارْزُقْنِیَ الْعِصْمَةَ

اگر اس نے توبہ کر لی، اے اللہ! مجھے عصمت عطا کر دیجیے۔

...... وَ اِذَا عَمِلَ قَالَ: یَا رَبِّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ (احیاء علوم الدین: ۴/۴۸)

اگر اس نے نیکی کا کام کیا، کہے: اے اللہ! اس کو میری طرف سے قبول کر لیجیے۔

تین چیزیں تین چیزوں میں چھپی ہوئی ہیں:

چنانچہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ ہمارے اس سلسلے کے بہت بڑے بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں چھپا دیا ہے:

خَبَّاَ رِضَاهُ فِیْ طَاعَتِهٖ، فَلَا تَحْتَقِرُوْا مِنْهَا شَیْئًا لَعَلَّ رِضَاهُ فِیْهِ

''اللہ نے اپنی رضا کو نیکیوں میں چھپا دیا، تم ان میں سے کسی کو بھی ہلکا نہ جانو، کیا پتا اسی نیکی سے، اللہ نے تم سے راضی ہونا ہو۔''

اور فرمایا:

وَ خَبَّاَ غَضَبَهٗ فِیْ مَعَاصِیْهِ، فَلَا تَحْتَقِرُوْا مِنْهَا شَیْئًا لَعَلَّ غَضَبَهٗ فِیْهِ

''اللہ نے اپنے غصے کو گناہوں میں چھپا دیا، کوئی چھوٹا گناہ بھی مت کرو، ممکن

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے اسی میں اللہ کی ناراضگی ہو۔"

وَخَبَّأَ وِلَايَتَهُ فِي عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَا تَحْتَقِرُوْا مِنْهُمْ اَحَدًا لَعَلَّهُ وَلِيُّ اللّٰهِ تَعَالٰى (قوت القلوب: ۳۴۷/۱)

"اللہ نے اپنے اولیا کو اپنے بندوں میں چھپا دیا، تم کسی بندے کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو، ممکن ہے کہ وہ اللہ کا ولی ہو۔"

توبہ دل کو نرم کرتی ہے:

چنانچہ انسان جب توبہ کرتا ہے تو اس کے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا:

جَالِسُوا التَّوَّابِيْنَ فَإِنَّهُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً (احیاء علوم الدین: ۴/۳۴)

"توبہ کرنے والوں کی صحبت اختیار کرو، ان کے دل نرم ہوا کرتے ہیں"

توبہ کی شرط:

انسان جب توبہ کرے تو یہ ضروری ہے کہ اس نے جس کسی کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے ان کو ادا کرے۔ خواہ ان حقوق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو، خواہ مخلوق کے ساتھ ہو۔

تو سب سے پہلے انسان اللہ کے حقوق ادا کرے۔ جو نمازیں قضا کر دی تھیں، زکوۃ نہیں دی تھی، روزے چھوڑ دیے تھے، حج نہیں کیا۔ تو ان اعمال کا حساب لگا کر جو کچھ اس کے ذمے بنتا ہے اس کو ادا کرے۔

اور پھر مخلوق میں سے جس کسی کے ساتھ جو زیادتی کی...... کسی کا حق مارا، غیبت کی، دل دکھایا، تو ان سے بھی معافی مانگے۔ اس لیے کہ ہر گناہ سے توبہ کرنا ضروری

ہے۔

چنانچہ ابو طالب مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَنْ تَابَ مِنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ ذَنْبًا وَّلَمْ يَتُبْ مِنْ ذَنْبٍ وَّاحِدٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَنَا مِنَ التَّائِبِيْنَ (قوت القلوب: ۱/۳۲۱)

''جس بندے نے ننانوے گناہوں سے توبہ کر لی، ایک گناہ سے توبہ نہ کی، وہ ہماری کتابوں میں تائبین میں شمار نہیں کیا جائے گا''

گناہ نہ کرنے والا بہتر یا گناہ کر کے توبہ کرنے والا؟

ایک سوال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ ایک بندہ، جس نے گناہ کیا ہی نہیں اور ایک جو گناہ کر بیٹھا پھر توبہ کی، تو دونوں میں سے بہتر کون ہے؟

تو بعض علما نے تو کہا کہ جس طرح کپڑا شروع میں بنے تو بے جوڑ ہونے کی وجہ سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کو کاٹ کر جوڑ لگا دو تو وہ بدنما ہو جاتا ہے پہلے جیسا تو نہیں بن جاتا۔ اس طرح جو گناہ کرے ہی نہ، وہ سب سے بہتر ہے۔

اور بعض علما نے کہا کہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں عاجزی و انکساری کا مرتبہ زیادہ ہے۔ جب کوئی بندہ نیکی ہی کرتا رہتا ہے تو اس کے دل میں خود پسندی ہوتی ہے اور اگر کوئی بندہ گناہ کرے اور اس گناہ سے وہ توبہ کرے تو اس کے دل میں گناہ کے کرنے کی ندامت ہوتی ہے، اس لیے یہ بندہ اب اللہ کو زیادہ پسندیدہ ہے۔

اور دلیل انہوں نے دی کہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:

يَا رَبِّ! اَيْنَ اَجِدُكَ؟

اللہ! میں آپ کو کہاں پا سکتا ہوں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

رب کریم نے فرمایا:

عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ (قوت القلوب: ۱/۲۲۸)

جن کے دل ٹوٹے ہوتے ہیں ان کے دل میں تلاش کرو تم مجھے وہیں پاؤ گے۔

اللہ کی شانِ مغفرت:

بخاری شریف کی روایت ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ، ثُمَّ تَابَ، تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ))

(بخاری، رقم: ۴۲۴۸)

''بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر لیتا ہے اور توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتے ہیں۔''

اور حدیث پاک میں یہاں تک فرمایا:

((لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتَّى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ، لَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ)) (کنز العمال، رقم الحدیث: ۱۰۲۲۲)

''اگرچہ تم اتنے گناہ کرو کہ تمہارے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں، پھر بھی اگر تم توبہ کرو گے، اللہ پھر بھی تمہاری توبہ کو قبول فرمالیں گے۔''

گناہ کی دو قسمیں

گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) تَرْكُ مَأْمُورٍ

اللہ نے جو حکم دیا کہ تم یہ کرو! اس کو اگر کوئی نہ کرے تو اس کو کہیں گے ترک مامور۔ یعنی امر تھا اس کو کرنا چاہیے تھا مگر اس نے نہ کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) فِعلِ مَحذُور

یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز سے منع کرے کہ مت کرو اور وہ کر بیٹھے تو اس کو کہیں گے فعلِ محذور۔

سب سے پہلا گناہ جو ہوا، وہ ترکِ مامور تھا۔

رب کریم نے جب حکم دیا: ﴿اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾ ”آدم کو سجدہ کرو“

تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ﴿اِلَّا اِبْلِیْسَ﴾ ”سوائے ابلیس کے“۔

﴿اَبٰی وَ اسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ﴾

”اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور نافرمانوں میں سے ہو گیا“

تو سب سے پہلا گناہ جو ہوا وہ ترکِ مامور کا ہوا۔

اور پھر جو دوسری خطا ہوئی وہ آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ وہ کیا ہوئی؟ وہ یہ کہ رب کریم نے منع کیا تھا کہ تم نے اس درخت کے پھل کو نہیں کھانا اور انہوں نے بھول کر اس کو کھا لیا۔ جس چیز سے منع کیا تھا وہ کر بیٹھے۔ تو یہ فعلِ محذور تھا۔

دل کے گناہ، جوارح کے گناہوں سے زیادہ مضر ہیں:

انسان کے گناہوں کا تعلق بعض اوقات جوارح کے ساتھ ہوتا ہے اور بعض اوقات دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ جوارح سے مراد آنکھیں، زبان، کان، ہاتھ پاؤں، یہ انسان کے جوارح یا اعضا ہیں۔ اور انسان کے دل کے ساتھ جن گناہوں کا تعلق ہے، وہ ہے: کبر، عجب، ریا، شح، حب مال، حسد، بغض اور غضب۔ ان تمام گناہوں کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے۔

اب سمجھنے والی بات یہ ہے کہ دل کا گناہ زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے بہ نسبت اعضا کے گناہوں کے۔ وہ کیسے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

مَعْصِيَةُ آدَمَ كَانَتْ مَعْصِيَةَ جَارِحَةٍ

''آدم علیہ السلام سے جو غلطی ہوئی وہ ان کے اعضا اور جوارح کی کوتاہی تھی''

نتیجہ کیا ہوا کہ نسیان ہو گیا، بھول ہو گئی۔ تو یہ جوارح کا معاملہ ہے کہ (ضعف الارادہ) ارادے میں کوتاہی کی وجہ سے بھول ہو گئی۔ جب اعضا کی وجہ سے گناہ ہوا تو فوراً توبہ کی اور اللہ نے ان کی توبہ کو قبول کر لیا۔ لیکن جو ابلیس کی معصیت تھی۔

كَانَتْ مَعْصِيَةَ قَلْبٍ

''وہ دل کی معصیت تھی''

کیوں؟ اس نے تکبر کیا تھا اور کہا تھا: ''اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ'' (میں زیادہ بہتر ہوں) اور یہ جو دل کی کوتاہی ہوتی ہے۔

فَكَانَتْ ظَاهِرَةً مُتَمَكِّنَةً سَاكِنَةً فِي اَعْمَاقِهٖ

(موسوعة فقه الابتلاء: ۲۶۳/۴)

''زیادہ کھلی، پکی اور دل کی گہرائیوں میں ہوتی ہے''

لہٰذا اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ رب کریم نے فرما دیا:

﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ﴾

تصوف وسلوک کا بنیادی مقصد:

اور ذکر وسلوک کا بنیادی مقصد جوارح کے گناہوں سے بھی بچنا ہے، مگر اس سے بھی زیادہ دل کے گناہوں سے بچنا ہے۔ چونکہ جن گناہوں کا تعلق دل سے ہے وہ مہلکات ہیں۔ اسی لیے حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ تصوف کا مقصود کیا ہے؟ فرمایا: '' تصوف کا مقصود یہ ہے کہ انسان کے رگ رگ اور ریشے ریشے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔"

بدعت..... سب سے خطرناک گناہ:

اب اس میں کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جو جاری ہو جاتے ہیں، رواج پا جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کا گناہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بدعت پر عمل کرنا۔ نفس تو گناہ کرواتا ہے لذت کی خاطر مگر شیطان ایسے گناہ کو پسند کرتا ہے کہ انسان گناہ کرے اور اسے توبہ کی توفیق بھی نہ ہو۔ اب جو آدمی کسی بدعت پر عمل کر رہا ہے تو وہ اس کو نیکی سمجھ رہا ہے، توبہ کیسے کرے گا؟ اسی لیے مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ایک حدیث مبارکہ لکھی ہے:

"جس قوم میں کوئی بدعت آجاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے میں ایک سنت کو اٹھا لیتے ہیں، پھر اس قوم کے اندر قیامت تک وہ سنت نہیں لوٹائی جاتی۔"

اسی لیے جو سالک آگے بڑھنا چاہے وہ تمام بدعات سے اپنے آپ کو بچائے۔ ایسے گناہ جو انسان کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں، وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ کیونکہ وہ جب تک ہوتے رہتے ہیں اسے شروع کرنے والے کو ان کا گناہ برابر پہنچتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر: آدم کے ایک بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا، تو قتل کرنے کا ایک عمل انسانوں میں شروع ہوا، قیامت تک جو قتل کرے گا قاتل کو تو گناہ ہوگا ہی لیکن اس ابتدا کرنے والے کو بھی اس کا گناہ ہوگا۔ چونکہ اس نے ایک عمل کو جاری کر دیا۔ اسی لیے ایسا عمل کرنا کہ جس کا فساد مرنے کے بعد بھی چلتا رہے، یہ انسان کے لیے اور بھی زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ کی ابتدا چھوٹی، انتہا بڑی:

کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ گناہ کی ابتدا چھوٹی ہوتی ہے، انتہا بڑی ہوتی ہے۔ جیسے:

اَوَّلُ ذَنْبِ اِبْلِيْسَ مَعْصِيَةٌ وَ اٰخِرُهٗ كُفْرٌ

"ابلیس کے گناہ کی ابتدا معصیت تھی اور اس کی انتہا کفر تھی۔"

اَوَّلُ ذَنْبِ قَابِيْلَ شَهْوَةٌ وَ اٰخِرُهٗ شَقْوَةٌ

قابیل کے گناہ کی ابتدا شہوت تھی اور انتہا شقاوت تھی۔

گناہ کا کفارہ نیک اعمال اور استغفار ہے:

انسان کو چاہیے کہ وہ گناہوں سے بچے اور جتنے نیک اعمال کر سکتا ہے کرے۔

اَلْاَعْمَالُ تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ تَذَكَّرُ بِهٖ اِذَا وَقَعَ فِي الشَّدَائِدِ

"اعمال بندے کے لیے اللہ کے ہاں سفارش کرتے ہیں اور جب وہ مشکل میں پڑتا ہے تو اسے نصیحت کرتے ہیں"

﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (ھود: ۱۱۴)

"بندے کی نیکیاں اس کے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔"

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾ (صفت: ۱۴۳۔۱۴۴)

"اگر یونس میری پاکیزہ شان بیان کرنے والے نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے"

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ان کا تسبیح پڑھنا مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کا سبب بن گیا کہ انہوں نے کہا تھا:

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

تو معلوم ہوا اگر انسان سے گناہ ہو جائے تو استغفار بھی کرے اور نیک اعمال بھی کرے۔ نیک اعمال اس کے لیے بخشش کا سبب بن جاتے ہیں۔ عربی کا ایک مشہور شعر ہے: ؎

وَاِذَا الْحَبِيْبُ اَتٰى بِذَنْبٍ وَّاحِدٍ
جَاءَتْ مَحَاسِنُهٗ بِاَلْفِ شَفِيْعٍ

(دیوان ابن نباتہ المصری: ۱/۱۳۲۶)

''اور جب محبوب کسی ایک غلطی کا ارتکاب کر لیتا ہے تو اس کی خوبیاں ہزار شفاعت کرنے والے کو لے کر سامنے آجاتی ہیں۔''

اس کی مثال یہ کہ ماں کو بیٹے سے پیار ہوتا ہے، بیٹا غلطی بھی کر دے تو وہ ماننے سے انکار کرتی ہے۔ کوئی نہ کوئی تاویل کر دیتی ہے۔ اس لیے کہ غلطی ایک ہوتی ہے اور بچے کی اچھائیاں بہت سی اس کے سامنے ہوتی ہیں، لہٰذا اس کی برائی بھی برائی نظر نہیں آتی۔ تو انسان اگر نیکی کرتا ہو تو پروردگارِ عالم کی نظر میں اس کی خطا خطا نہیں رہتی۔

ہاں! انسان جتنا اللہ رب العزت سے معافی مانگے، اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہیں اور اس کے گناہوں کو نیکیوں میں شامل کر لیتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا کہ کئی مرتبہ انسان ایک گناہ کرتا ہے اور وہ اس کے لیے جنت میں جانے کا سبب بن جاتا ہے۔ کیونکہ؟ کہ کیا تو تھا گناہ، مگر اس گناہ سے اس نے سچی توبہ کر لی اور توبہ اللہ کے ہاں ایسی قبول ہوئی کہ اللہ نے اس بندے کے لیے جنت میں جانے کا فیصلہ فرما دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی لیے قیامت کے دن شیطان بعض بندوں پر حسرت کرے گا کہ میں نے ان سے گناہ کروائے ہی کیوں تھے کہ انہوں نے ان سے ایسی توبہ کی کہ اللہ کو پسند آ گئی۔

گناہ کی قباحت بڑھ جاتی ہے......

گناہ کے حالات ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ چھوٹا گناہ، بڑا بنتا چلا جاتا ہے۔

مواقع کے اعتبار سے:

مثال کے طور پر ایک آدمی اگر کنوارہ ہو اور زنا کا ارتکاب کرے، تو یہ کم درجے کا گناہ ہوگا، شادی شدہ ہو اور پھر ارتکاب کرے، تو زیادہ سخت گناہ۔ پھر اگر کنواری عورت سے گناہ کیا تو یہ نسبتاً چھوٹا گناہ، شادی شدہ سے کیا تو متزوجہ ہونے کی وجہ سے بڑا گناہ۔ اور اگر پڑوسی کی بیوی سے زنا کیا، تو اور بھی زیادہ بڑا گناہ۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنے سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ پڑوسی رشتہ دار ہے تو اس میں چونکہ آپس میں صلہ رحمی بھی ہے تو قرابت داری کی وجہ سے اور بھی زیادہ قبیح ہو گیا۔ اور اگر کوئی ایسی عورت ہے کہ جس کا خاوند نیکی کے کام کرنے کے لیے اللہ کے راستے میں نکلا۔

اَلْمَرْءَةُ الْمُغِيبَةُ الَّتِيْ غَابَهَا زَوْجُهَا فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ

اس سے گناہ کرنا اور بھی زیادہ برا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی اتنا شقی القلب ہے کہ وہ محرم عورت سے زنا کرتا ہے تو اور بھی زیادہ قبیح گناہ ہو گیا۔ اور اس میں بھی اگر حرمت مصاہرت آ گئی۔ حرمت مصاہرت کا مطلب کہ رشتے داریاں جیسے سسر اور بہو کا رشتہ، داماد اور ساس کا رشتہ۔ اگر اس میں گناہ ہو تو اور بھی زیادہ قباحت آ جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ گناہ تو ایک تھا، لیکن حالات کے ساتھ ساتھ اس کی شدت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے۔

مکان کے اعتبار سے:

اور مکان کے ساتھ بھی اس میں زیادتی ہوتی ہے۔ ایک آدمی ایک گناہ باہر کرے تو کم برا، مسجد میں کرے تو اور بھی زیادہ برا، حدودِ حرم میں کرے تو اور بھی زیادہ برا، اور بیت اللہ میں کرے اور بھی زیادہ برا۔

زمان کے اعتبار سے:

اسی طرح حرمتِ زمان ہے۔ عام دنوں میں گناہ کرے تو کم برا، رمضان المبارک میں کرے اور بھی زیادہ برا، ذی الحجہ میں کرے تو اور بھی برا اور اگر میدانِ عرفات میں کرے تو اس سے بھی زیادہ برا ہے۔

گناہ بخشوانے والے اعمال

کچھ اعمال ہیں جو گناہوں کو بخشوا دیتے ہیں۔

(۱) توبہ:

حدیث شریف میں آیا:

((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ))(کنز العمال، رقم: ۱۰۱۷۴)

''گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہوتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔''

لہٰذا جیسے ہی کوئی گناہ سرزد ہو فوراً توبہ کریں۔ اللہ سے رو رو کر اپنی ندامت

www.besturdubooks.wordpress.com

کا اظہار کریں اور معافی چاہیں۔

(۲) استغفار:

استغفار کی کثرت کرنا بھی گناہوں کی بخشش کا ایک ذریعہ ہے۔ انسان اپنی زبان پر استغفار زیادہ سے زیادہ رکھے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

''اس شخص کو مبارک ہو جس کے نامہ اعمال میں قیامت کے دن استغفار زیادہ پایا جائے گا۔'' (کنز العمال، رقم: ۲۰۸۸)

اللہ رب العزت اس بندے کی کوتاہیوں کو معاف فرما دیں گے جو زیادہ استغفار کرنے والا ہوگا۔ لہٰذا ''استغفر اللہ'' اس کو باقاعدگی کے ساتھ پڑھنا، اللہ والوں کے اوراد و وظائف میں سے ہے۔

لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹے!

يَا بُنَيَّ! عَوِّدْ لِسَانَكَ " اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ "

اے میرے بیٹے! عادت بناؤ یہ کلمہ کہنے کی کہ ''اللہ مجھے معاف کر دے''

وجہ کیا ہے؟

فَإِنَّ لِلّٰهِ سَاعَاتٍ لَا يَرُدُّ فِيْهَا سَائِلًا (جامع العلوم والحکم: ۱/۳۹۳)

''اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ قبولیت کے لمحات ہوتے ہیں، اس میں مانگنے والے کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرمایا کرتے۔''

لہٰذا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ

یہ کہنا بخشش کا سبب بن جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) دعا کروانا:

اور دوسروں سے دعا بھی کروانا، انسان کی بخشش کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ جو کہتے ہیں:

......امی! دعا کریں

......ابو! دعا کریں

......مولانا صاحب! ہمارے لیے دعا کریں

......حضرت صاحب! دعا کریں

یہ انسان کے لیے بخشش کا ذریعہ بنتی ہے۔ حتیٰ کہ نبی علیہ السلام نے عمر رضی اللہ عنہ کو جب وہ عمرے کے لیے جا رہے تھے، فرمایا:

اے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا (ترمذی، رقم: ۳۵۶۲)۔

تو امت کو تعلیم دی کہ تم دوسروں کو بھی دعاؤں کے لیے کہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا بچوں سے دعا کروانا:

اب غور کیجیے! بات بڑی عجیب ہے کہ

كَانَ عُمَرُ يَطْلُبُ مِنَ الصِّبْيَانِ الْإِسْتِغْفَارَ وَ يَقُوْلُ: إِنَّكُمْ لَمْ تُذْنِبُوْا

''عمر بن خطاب چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے لیے استغفار کے لیے کہا کرتے تھے اور کہتے تھے: تم گناہ نہیں کرتے''

ان سے یہ کہتے تھے کہ تم چھوٹے ہو، معصوم ہو، تمہاری دعا کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرمائیں گے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حال دیکھیے! پڑھنے والے بچے آتے تھے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کرتے تھے:

قُولُوْا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ

"بچو! دعا کیا کرو کہ اللہ ابو ہریرہ کی مغفرت فرما دے۔"

جب وہ بچے دعا مانگتے تھے:

فَیُؤَمِّنُ عَلٰی دُعَائِهِمْ (جامع العلوم والحکم: ۱/۲۹۷)

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کی دعا پہ آمین کہا کرتے تھے۔"

اب ذرا غور کیجیے! صحابیِ رسول ہیں، اللہ نے اتنی شان دی ہے، مگر دعا بچوں سے کروا رہے ہیں، کیونکہ جس کو اللہ سے مغفرت کی فکر لگی ہو وہ تو سہارے ڈھونڈتا ہے۔ چھوٹے بچوں سے بھی دعا کرواتا ہے۔ ہمارے اکابر کے اندر بھی یہ ایک عمل نظر آتا ہے۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بچوں سے دعا کروانا:

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرے اوپر قبض کی کیفیت طاری ہو گئی۔ میں نے بہت کوشش کی کہ قبض کی یہ کیفیت بسط کی کیفیت میں بدل جائے۔ استغفار بھی کیا، اللہ سے معافیاں بھی مانگیں، مگر قبض کی کیفیت ختم نہ ہوئی۔ تو قریب میں ایک مدرسہ تھا، جس میں چھوٹے بچے قرآن مجید پڑھا کرتے تھے، میں ان کے پاس گیا۔ بچے مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے: ایک بزرگ آئے ہیں، اللہ کے ولی آئے ہیں۔ جب انہوں یہ الفاظ کہے تو میں نے کہا کہ یہ تمہارا میرے ساتھ حسنِ ظن ہے، سچی بات تو یہ ہے کہ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تم استغفار کرو کہ اللہ میری چھنی ہوئی کیفیات کو واپس عطا فرما دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوبکر المزنی رحمہ اللہ کا فرمان:

اور ابوبکر المزنی رحمہ اللہ عجیب بات کرتے تھے، فرماتے تھے:

لَوْ كَانَ رَجُلٌ يَطُوْفُ عَلَى الْأَبْوَابِ كَمَا يَطُوْفُ الْمِسْكِيْنُ

''اگر (گنہگار) بندہ لوگوں کے دروازے پر اس طرح طواف کرتا، جس طرح کہ مسکین روٹی مانگنے کے لیے ہر دروازے کا طواف کرتا ہے''

اور ہر دروازے پر کہتا:

اِسْتَغْفِرُوْا لِيْ ''میرے لیے استغفار کرو!''

لَكَانَ قَمِيْنًا أَنْ يَّفْعَلَ (اسباب مغفرت: ۱/۵)

''چاہیے تو یہ کہ وہ ایسا کر گزرتا۔''

جب اپنے گناہوں کی بخشش کروانی ہو تو اس کے لیے کوئی بھی حیلہ اختیار کرنا پڑے، وہ ضرور کرنا چاہیے۔ تو سوچیے! ابوبکر فرماتے ہیں۔ اگر فقیر کی طرح ایک ایک دروازے پر جا کر ان سے درخواست کرنی پڑے کہ جی میرے لیے مغفرت کے لیے دعا کرو تو بھی یہ نفع کا سودا ہے، ایسا کر گزرنا چاہیے۔

(۴) دو رکعات نفل:

جب انسان سے گناہ ہو جائے تو چاہیے کہ وہ دو رکعت نفل پڑھے اور اللہ سے دعا مانگے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ سے دعا مانگے گا، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

(۵) روزے رکھنا:

اور بعض بزرگوں نے لکھا کہ روزہ بھی گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔ انسان نفلی

www.besturdubooks.wordpress.com

روزے رکھے اور افطاری کے وقت مغفرت کی دعا مانگے۔ روزہ دار کی دعا اللہ تعالی افطاری کے وقت قبول فرماتے ہیں۔

(۶) صدقہ:

علماء نے لکھا کہ جس سے گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اللہ کے راستے میں صدقہ کرے، کیونکہ حدیث پاک میں آیا:

((اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ))

(الترمذی، رقم الحدیث: ۲۵۴۱)

”جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے صدقہ انسان کی خطاؤں کو اسی طرح مٹا دیا کرتا ہے۔“

(۷) ذکر:

”اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنا۔“ اگر گناہ سرزد ہو گیا تو تسبیحات بھی پڑھے اور لمبا مراقبہ بھی کرے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

(بخاری، رقم الحدیث: ۵۹۲۶)

”جو بندہ دن میں سو مرتبہ ”سُبْحَانَ اللّٰہِ“ کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

(۸) لوگوں کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنا:

اَلْبِرُّ وَالصِّلَةُ

دوسروں کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنا بھی گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔

حدیث مبارک میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!

اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا

مجھ سے ایک گناہ ہو گیا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟

اس نے کہا: نہیں فوت ہو گئی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری خالہ زندہ ہیں؟

وہ کہنے لگے: جی! وہ زندہ ہیں۔

فرمایا: فَبِرَّهَا۔ جاؤ خالہ کے ساتھ نیکی کا معاملہ رکھو! اللہ اس پر تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ (الترمذی، رقم الحدیث: ۲۰۲۷)

(۹) مخلوق پر رحم:

اَلْاِحْسَانُ عَلَى الْخَلْقِ

”اگر گناہ سرزد ہو جائے تو انسان مخلوق پر رحم کرے، ترس کھائے۔“

ہم بندوں کے ساتھ ترس کھائیں گے اللہ تعالیٰ ہم پر ترس کھائیں گے۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت تھی۔ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پانی پلانے پر اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

سب گناہوں کو معاف کر دیا۔ (بخاری، رقم الحدیث: ۳۳۲۱)

(۱۰) مصائب وغم:

اَلْمَصَائِبُ وَ الْهُمُوْمُ

اور کبھی کبھی گناہوں کی بخشش کا سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بیماری بھیج دیتے ہیں، کوئی غم بھیج دیتے ہیں، کوئی پریشانی بھیج دیتے ہیں۔ اس سے بھی بندے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ایک حدیث سنیے:

"مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّ لَا وَصَبٍ وَّ لَا هَمٍّ وَّ لَا حُزْنٍ وَّ لَا أَذًى وَّ لَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ" (بخاری، رقم الحدیث: ۵۲۱۰)

"مومن کو جو بھی درد، تکلیف، بیماری پہنچتی ہے حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھتا ہے اللہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔"

اور آج کل کیا حال ہے، ذرا سی تکلیف پہنچی اور شکوے شروع۔ انسان بے صبرا بن جاتا ہے، ذرا ذرا سی بات پر شکوے کرنے لگ جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اس بے صبری کی وجہ سے ہم گناہوں کے مٹنے والے اجر کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اگر صبر کر لیتے تو پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کون کون سے گناہوں کو مٹا دیتے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ماں کو اپنے بیٹے سے محبت ہوتی ہے، وہ بچے کو گندہ نہیں دیکھ سکتی۔ ماں اگر دیکھتی ہے کہ اس نے اپنے جسم پر نجاست لگائی ہے، کپڑے گندے کر لیے ہیں۔ وہ اسے نہلانے کے لیے لے جاتی ہے۔ اب بچہ رو رہا ہوتا ہے۔ باپ

www.besturdubooks.wordpress.com

پوچھے کہ میرا بیٹا کیوں رو رہا ہے؟ ماں کہاں گئی ہے؟ تو دوسرا بندہ جواب دے گا کہ جی ماں ہی تو رلا رہی ہے۔ وہ حیران ہوگا کہ ماں بیٹے کو کیوں رلا رہی ہے؟ لیکن جب بتایا جائے گا کہ بچے پر نجاست لگ گئی تھی، ماں اس کو دھو رہی ہے اور دھونے کی وجہ سے بچہ رو رہا ہے تو اس کا جو غصہ تھا وہ خوشی میں تبدیل ہو جائے گا۔

بالکل اسی طرح ہم گناہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی پریشانی، مصیبت یا بلا بھیج دیتے ہیں اور وہ حقیقت میں گناہوں کو دھونے کے لیے ہوتی ہے۔

چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

((لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَفِيْ وَلَدِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَةٍ))

(السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم الحدیث ۶۵۴۳)

''بندے کو جب کوئی بھی مصیبت، پریشانی پہنچتی ہے (اور وہ صبر کر لیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ اس کے سب گناہ معاف کر دیے گئے ہوں گے''

توبہ کے فوائد

جو انسان توبہ کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو انعام ملتا ہے۔

- پہلی بات: گناہ معاف ہوتے ہیں۔
- دوسری بات: کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔
- تیسرا: اللہ تعالیٰ دشمنوں کے معاملے میں اپنے بندے کی مدد فرماتے ہیں۔
- اور اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل میں عاجزی اور انکساری پیدا کر دیتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔

⑤ اور سب سے بڑا فائدہ کہ توبہ اللہ سے وصل کا ذریعہ بنتی ہے۔

ابن عطاء اللہ اسکندری لکھتے ہیں:

رُبَّمَا فَتَحَ لَكَ بَابَ الطَّاعَةِ وَ مَا فَتَحَ لَكَ بَابَ الْقَبُوْلِ

''ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تمہارے لیے نیکی کا دروازہ کھول دے، قبولیت کا دروازہ نہ کھولے۔''

لہٰذا نیکی کرنا الگ بات ہے، اللہ کے ہاں اس کا قبول ہوجانا، یہ الگ بات ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

رُبَّمَا قَضٰى عَلَيْكَ بِالذَّنْبِ فَكَانَ سَبَبًا فِي الْوُصُوْلِ

''ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں ایک گناہ لکھ دیا ہو اور اس گناہ نے تمہارے لیے اللہ سے واصل ہونے کا ذریعہ بنتا ہو''

مطلب یہ کہ انسان گناہ کرتا ہے، پھر جب توبہ کرلیتا ہے تو گویا وہ گناہ اس کے لیے اللہ کے قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ:

مَعْصِيَةٌ اَوْرَثَتْ ذُلًّا وَّافْتِقَارًا خَيْرٌ مِّنْ طَاعَةٍ اَوْرَثَتْ عِزًّا وَّ اسْتِكْبَارًا (شرح الحکم العطائیۃ: ۸۲/۱)

''ایسا گناہ کہ جس کے بدلے میں انسان کو اپنا آپ اللہ کے سامنے ذلیل لگے، شرمندگی والا لگے اور اس کے اندر انکساری پیدا ہو، وہ اس نیکی سے بہتر ہے جو انسان کے اندر عجب اور استکبار کو پیدا کردے''

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ میں رکاوٹیں

جو بندہ توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پھر اس بندے سے خوش ہو جاتے ہیں۔ مگر اس توبہ میں کئی چیزیں رکاوٹ ہوتی ہیں۔ جو انسان کو توبہ کرنے نہیں دیتیں۔

(۱) طول الامل:

”لمبی امیدیں باندھ لینا۔“

وہ سوچتا ہی رہتا ہے کہ ہاں میں توبہ کرلوں گا۔ اسی میں ہی انسان زندگی کا وقت گزارتا چلا جاتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ
وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

”ہر بندہ صبح کرتا ہے اپنے گھر والوں کے ساتھ اور اس کی موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے۔“

تو کیا پتہ کہ انسان کو کب موت آجائے؟

(۲) مایوسی:

اور کئی مرتبہ انسان کو اللہ کی جناب میں مایوسی ہوتی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اتنے گناہ کیے ہیں اب توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اب جس لائن پر چل رہے ہو بس یونہی چلتے رہو۔ یہ مایوسی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) اعتراض:

اور کئی مرتبہ انسان قضا وقدر پر اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ اللہ نے چونکہ لکھا تھا اس لیے ہونا ہی تھا۔ ایسی بات نہیں۔ رب کریم نے اختیار بندے کو دیا ہے کرے یا نہ کرے۔ ایک آدمی نے ایک گناہ کیا اور گناہ کر کے وہ اپنے اللہ کے سامنے یہ کہنے لگا:

اِلٰهِي اَنْتَ قَضَيْتَ، اَنْتَ قَدَّرْتَ، اَنْتَ حَكَمْتَ

”اللہ! تو نے یہ گناہ مقدر میں لکھا تھا، تو نے تقدیر بنائی تھی، تو نے ہی اس کا فیصلہ کیا تھا۔“

فَسَمِعَ صَوْتًا يَقُوْلُ لَهٗ

آواز آئی کہنے والے نے کہا:

هٰذَا حَقُّ الرُّبُوْبِيَّةِ فَاَيْنَ اَدَبُ الْعُبُوْدِيَّةِ

”میں نے تیری تقدیر بنا کر ربوبیت کا حق ادا کیا، لیکن عبودیت کا ادب کہاں ہے؟“

اس کو بات سمجھ آگئی، کہنے لگا:

اِلٰهِي اَنَا عَصَيْتُ، وَ اَنَا اَسْرَفْتُ، وَ اَنَا ظَلَمْتُ

”اللہ! میں نے گناہ کیا، میں نے اسراف کیا، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔“

فَسَمِعَ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَهٗ: اَنَا غَفَرْتُ، وَ اَنَا عَفَوْتُ، وَ اَنَا رَحِمْتُ

”تو اللہ کی طرف سے آواز آئی: (اگر تو نے تسلیم کر لیا کہ تجھ سے خطا ہوئی، میرے بندے!) میں نے تجھے معاف کر دیا، میں نے تیری خطاؤں سے درگزر فرما دیا۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

توبہ پر برانگیختہ کرنے والے اعمال

اَلْبَوَاعِثُ عَلَى التَّوْبَةِ

توبہ پر کچھ اعمال برانگیختہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً:

(۱) اللہ کی عظمت کے بارے میں سوچنا:

انسان اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بارے میں سوچے تو اسے توبہ کی توفیق مل جاتی ہے۔

چنانچہ عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

......اِذَا اَرَدْتَ اَنْ يُّفْتَحَ لَكَ بَابُ الرَّجَاءِ فَاشْهَدْ مَا مِنْهُ

اگر تو اپنے اوپر امید کا دروازہ کھولنا چاہے تو اس بات پر غور کر کہ اللہ کی تیرے اوپر نعمتیں کتنی ہیں؟

جتنا سوچے گا اتنی امید اور بڑھے گی۔ اللہ کی اتنی رحمتیں! اتنی نعمتیں! لہٰذا دل میں اللہ سے امید بڑھ جائے گی۔

......وَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ يُّفْتَحَ لَكَ بَابُ الْخَوْفِ فَاشْهَدْ مَا مِنْكَ اِلَيْهِ

''اور اگر تو چاہے تیرے اوپر خوف کا دروازہ کھلے۔ اس بات پر غور کر کہ تو اللہ کے پاس کیا پہنچا رہا ہے؟'' (شرح الحکم العطائیہ: ۱/۱۱۱)

اللہ تعالیٰ تیری طرف نعمتیں بھیج رہے ہیں اور تو اللہ کے پاس معصیت بھیج رہا ہے۔ تو اس چیز کو سوچے گا تو تیرے اوپر خوف کا دروازہ کھل جائے گا۔

(۲) آخرت کے بارے میں سوچنا:

آخرت کے بارے میں انسان سوچے تو توبہ کی توفیق جلدی نصیب ہو جاتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔امام ابوبکر بن فورک کے بارے میں آتا ہے ایک بندہ ان کے پاس آیا۔

فَلَمَّا رَآنِي دَمَعَتْ عَيْنَاهُ

''جب اس نے مجھے دیکھا تو آنسوؤں سے رو پڑا۔''

فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُعَافِيكَ وَ يَشْفِيكَ

''میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف بھی فرما دیں گے، شفا بھی دے دیں گے۔''

فَقَالَ لِي: تَرَانِي أَخَافُ مِنَ الْمَوْتِ، إِنَّمَا أَخَافُ مِمَّا وَرَاءَ الْمَوْتِ

(الاستعداد للموت: ۱/۹)

''انہوں نے جواب دیا: تو یہ محسوس کر رہا ہے میں موت سے ڈر رہا ہوں۔ نہیں! مجھے تو اس بات سے ڈر لگ رہا ہے کہ موت کے بعد کیا ہوگا؟''

تو آخرت کے بارے میں سوچے تو بھی توبہ کی توفیق مل جائے گی۔ چنانچہ انسان جس قدر اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے، پروردگار عالم اس کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں۔

''توبۃ نصوح'' کیا ہے؟

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوْبَةُ النَّصُوحُ أَنْ تُبْغِضَ ذَنْبَكَ كَمَا كُنْتَ تُحِبُّهُ

''توبۃ نصوح یہ ہے کہ تجھے گناہ کرنے سے ایسی نفرت ہو جائے جیسے تو گناہ کرنا پسند کرتا تھا اور جب تجھے گناہ یاد آئے تو تو اس وقت استغفار کرے۔''

علماء کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہماری آسانی کے لیے انہوں نے توبہ کو

www.besturdubooks.wordpress.com

چند لفظوں کے اندر سمیٹ دیا ہے کہ توبہ کیا ہوتی ہے؟ بہت عجیب الفاظ ہیں، فرماتے ہیں:

تَرْكُ ذَنْبٍ عِلْمًا بِقُبْحِهٖ، وَ نَدَمًا عَلٰى فِعْلِهٖ، وَ عَزْمًا عَلٰى اَنْ لَّا يَعُوْدَ اِلَيْهِ اِذَا قَدَرَ، وَ تَدَارُكًا لِمَا يُمْكِنُ تَدَارُكُهٗ مِنَ الْاَعْمَالِ وَ اَدَاءً لِمَا قُضِيَ مِنَ الْفَرَائِضِ، اِخْلَاصًا لِلّٰهِ، وَ رَجَاءً لِثَوَابِهٖ وَ خَوْفًا مِنْ عِقَابِهٖ وَ اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ قَبْلَ الْغَرْغَرَةِ وَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ

''گناہ کی قباحت جانتے ہوئے اس کو چھوڑ دینا اور اس گناہ پر نادم ہونا اور اس بات پر عزم کرنا کہ گناہ پر قدرت ہوئی بھی تو گناہ نہیں کروں گا اور جن اعمال کا تدارک ممکن ہو ان کا تدارک کرنا اور قضا شدہ فرائض کو اللہ کی رضا کے لیے ادا کرنا، ثواب کی امید پر اور اللہ کے عتاب سے ڈرتے ہوئے۔ اور یہ توبہ غرغرۂ موت اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے ہو۔''

اگر یہ تمام شرائط پوری جائیں گی تو جو توبہ کی جائے گی۔ وہ توبۃ نصوح بن جائے گی۔

بندے اور رب کا عجیب معاملہ:

چنانچہ ایک حدیث پاک میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں:

وَيْحًا لِابْنِ اٰدَمَ لَا يُرِيْدُ تَرْكَ عَمَلٍ بِالْخَطِيْئَةِ وَلَا يَيْئَسُ بِالرَّحْمَةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَهٗ فَقَدْ غَفَرْتُ لَهٗ فَقَدْ غَفَرْتُ لَهٗ (کتاب التوبۃ: ۱/۲۲۹)

''بنی آدم کو دیکھو! نہ تو گناہ کرنا چھوڑتا ہے، نہ ہی میری رحمت سے ناامید ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ لہٰذا میں نے اس کی توبہ کو قبول کر لیا، قبول کر لیا، قبول کر لیا۔"

میرے بندے کا حال دیکھو! یہ گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔ نہ تو گناہ کرنا چھوڑتا ہے، نہ ہی میری رحمت سے ناامید ہوتا ہے۔ چونکہ میری رحمت سے ناامید نہیں ہو رہا، لہٰذا میں بھی اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہوں۔

ہر سرکش کو توبہ کی دعوت:

اللہ رب العزت کی رحمت کا معاملہ دیکھیے! کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کو بھی توبہ کی طرف بلایا جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتے تھے۔ حالانکہ یہ کتنا بڑا جرم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

قَدْ دَعَا اللّٰهُ اِلٰى مَغْفِرَتِهٖ

مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْمَسِيْحَ هُوَ اللّٰهُ

اللہ نے ان کو بھی توبہ کی دعوت دی جنہوں نے کہا کہ مسیح اللہ تعالیٰ ہیں۔

...... وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ الْمَسِيْحَ ابْنُ اللّٰهِ

اللہ نے ان کو بھی توبہ کی دعوت دی جنہوں نے کہا کہ مسیح اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

...... وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ عُزَيْرًا ابْنُ اللّٰهِ

اللہ نے ان کو بھی توبہ کی طرف بلایا جو یہ کہتے تھے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔

...... وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ

اور اللہ نے ان کو بھی توبہ کی دعوت دی جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہیں۔

...... وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ يَدَ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ

اور اللہ نے ان کو بھی توبہ کی دعوت دی جنہوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بند ہیں۔

...... وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اللہ نے ان کو بھی توبہ کی دعوت دی جنہوں نے کہا اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِهٰٓؤُلَآءِ: اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ

ان سب کو اللہ فرماتے ہیں: اگر یہ سارے لوگ بھی استغفار کرتے، توبہ کر لیتے میں ان کی توبہ کو بھی قبول کر لیتا۔ (الدر المنثور: ۸/۳۶۲)

پھر اس سے بھی اگلی بات، قرآن مجید کی ایک سورت میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایمان والوں کا تذکرہ کیا اور یہ بھی کہا کہ ان ایمان والوں کو دشمنوں نے قتل کر دیا۔ اب جنہوں نے قتل کیا وہ کتنے بڑے مجرم ہیں۔ قاتل اور وہ بھی ایمان والوں کے! لیکن اللہ تعالیٰ ان قاتلین کو بھی فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا﴾

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الْكَرَمِ وَ الْجُوْدِ قَتَلُوْا اَوْلِيَآئَهٗ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ اِلَى التَّوْبَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ (تفسیر ابن کثیر: ۸/۳۷۱)

"اللہ کے کرم اور اللہ کے جود و سخا کا اندازہ لگائیے کہ انہوں نے تو اللہ کے اولیاء کو قتل کیا اور اللہ ان بندوں کو بھی توبہ اور مغفرت کی طرف بلا رہے ہیں۔"

ایک اعرابی کی عاجزانہ دعا:

چنانچہ ایک مرتبہ ایک اعرابی نے توبہ کی، مگر بڑے پیارے الفاظ کے ساتھ۔ امید ہے کہ آپ دل کے کانوں سے اس کو سنیں گے، چونکہ اپنی بات کو میں بھی مکمل کرنا چاہ رہا ہوں۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ بیت اللہ کے سامنے بیٹھا دعا کر رہا تھا۔ سبحان اللہ! دعا کا اصل مقصد ہوتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے سامنے تذلل ظاہر کرنا، اپنی محتاجی، اپنے چھوٹے پن اور اپنی کوتاہی کا اظہار کرنا۔ چنانچہ جو بندہ جتنا اپنی محتاجی کا اظہار کرے گا، اتنی توبہ جلدی قبول ہو جائے گی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اعرابی کو دعا مانگتے دیکھا اس نے عجیب دعا مانگی۔ کہتا ہے:

اِلٰهِیْ مَنْ اَوْلٰی بِالزَّلَلِ وَ التَّقْصِیْرِ مِنِّیْ وَ قَدْ خَلَقْتَنِیْ ضَعِیْفًا

''اللہ! آپ نے مجھے ضعیف پیدا کیا تو مجھ سے زیادہ تقصیر کا اور گناہ کا حق دار کون ہو سکتا ہے؟''

آپ نے ہی تو مجھے ضعیف پیدا کیا، کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا﴾ (النساء: ۲۸)

''انسان کو کمزور پیدا کیا گیا''

تو جب اللہ! آپ نے ڈیزائین ہی ایسا بنایا کہ مشین کمزور ہے، تو گڑبڑ تو ہو گی ہی سہی۔ ذرا اس اعرابی کی عقلمندی دیکھیے! اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے بات کتنے اچھے انداز میں کی۔ اللہ! آپ نے مجھے ضعیف پیدا کیا تو مجھ سے زیادہ گناہ کرنے کا پھر حق دار کون ہو سکتا ہے؟

وَ مَنْ اَوْلٰی بِالْعَفْوِ عَنِّیْ مِنْكَ وَ عِلْمُكَ فِیْ سَابِقٍ وَ قَضَائُكَ بِیْ مُحِیْطٌ

''اور اللہ! آپ سے زیادہ مجھے بخش دینے کا اہل کون ہو سکتا ہے کہ آپ نے میری تقدیر لکھی اور آپ کا علم بھی محیط ہے۔''

اور آپ کو میرے پیدا کرنے سے پہلے پتہ تھا کہ میں نے کرنا کیا ہے؟ اے اللہ! جب آپ کو پہلے سے پتہ تھا، لہٰذا اب آپ ہی زیادہ حق دار ہیں کہ مجھے معاف فرما

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا۔

اَطَعْتُكَ بِاِذْنِكَ وَالْمِنَّةُ لَكَ

”اللہ! میں نے تیرے احسان کی وجہ سے تیری فرمانبرداری کی۔“

وَ عَصَيْتُكَ بِعِلْمِكَ، وَ الْحُجَّةُ لَكَ

”اور اللہ! میں نے گناہ کیا تو تیرے پاس مجھے سزا دینے کی حجت مکمل ہو گئی۔“

فَاَسْئَلُكَ بِوُجُوْبِ حُجَّتِكَ عَلَيَّ

”اللہ! وہ جو تیرے پاس حجت ہے مجھے سزا دینے کی میں اس کی وجہ سے دعا مانگتا ہوں۔“

وَ انْقِطَاعِ حُجَّتِيْ، وَ فَقْرِيْ اِلَيْكَ، وَ غِنَاكَ عَنِّيْ

”اور میرے پاس کوئی بہانہ نہیں کہ میں نے گناہ کیوں کیا؟ اور اللہ میں تیرا محتاج ہوں، تو مجھ سے مستغنی ہے۔“

اِلَّا مَا غَفَرْتَ لِيْ (کتاب التوبہ: ۱/۱۶۲)

”اے اللہ! تو میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔“

اللہ رب العزت کا کرم ہوتا ہے اس بندے پر جو بہت عاجزی کے ساتھ اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدۂ مغفرت:

اور اللہ تعالیٰ تو چاہتے ہیں کہ بندے کے گناہوں کو معاف فرمائیں۔ چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ ﷺ

”اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی طرف وحی نازل فرمائی۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

أَتُحِبُّ أَنْ أَجْعَلَ أَمْرَ أُمَّتِكَ إِلَيْكَ؟

”کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی امت کا معاملہ آپ کے ہاتھوں میں دے دیں؟“

اے میرے پیارے حبیب ﷺ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی امت کے آخرت کے حساب کتاب کا معاملہ آپ کے ہاتھوں میں ہو، آپ ہی ان کا میزان کروائیں اور آپ ہی اس کا فیصلہ کریں کہ اس کی بخشش ہو اور اس کی بخشش نہ ہو۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ پوچھا تو نبی علیہ السلام نے جواب دیا:

لَا يَا رَبِّ! أَنْتَ خَيْرٌ لَهُمْ

”نہیں! اللہ! آپ میری امت کے لیے مجھ سے بھی زیادہ بہتر ہیں۔“

فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَنْ لَا أُخْزِيكَ فِيهِمْ

(احیاء علوم الدین: ۴/۱۴۹)

اللہ نے وحی نازل فرمائی: میرے حبیب! معاملہ آپ نے چونکہ میرے ہاتھ میں چھوڑ دیا تو میں امت کے بارے میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ میں امت کے بارے میں آپ کو رسوا نہیں ہونے دوں گا۔

اب دیکھیے! اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں اور نبی علیہ السلام نے معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے کی بجائے اللہ کے ہاتھ میں دیا۔ کیوں؟ وہ جانتے تھے کہ اللہ کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں ہے مخلوق جتنا بھی رحیم و کریم بن جائے اس کی رحمت کی کوئی حد ہوگی پروردگار عالم وہ ذات ہے جس کی رحمت کی کوئی حد نہیں۔

گنہگار کی پکار پر اللہ کا جواب:

عجیب بات ہے ذرا توجہ سے سنیے!

www.besturdubooks.wordpress.com

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک سوال پوچھا:

یَا رَبِّ   اے پروردگار!

اِذَا سَئَلَکَ سَائِلٌ مَاذَا تَقُوْلُ لَهٗ ؟

جب نیک بندہ آپ کو پکارتا ہے تو آپ اس کو کیا جواب دیتے ہیں؟

قَالَ اَقُوْلُ لَبَّیْکَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اس کے جواب میں اس کو لبیک کہتا ہوں۔

فَقَالَ: فَالزَّاهِدُ؟   پوچھا: اے اللہ کوئی زاہد پکارے تو؟

قَالَ: اَقُوْلُ لَبَّیْکَ   فرمایا: میں اس کو جواب میں لبیک کہتا ہوں۔

قَالَ: فَالصَّائِمُ؟   پوچھا: کوئی روزہ دار پکارے؟

قَالَ: اَقُوْلُ لَبَّیْکَ   فرمایا: میں اس کو بھی لبیک کہتا ہوں۔

قَالَ: فَالْخَاطِیُٔ ؟   پوچھا: جب کوئی گناہ گار پوچھے؟

قَالَ اَقُوْلُ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ

اللہ فرماتے ہیں گناہ گار بندہ جب مجھے پکارتا ہے تو میں تین مرتبہ لبیک لبیک لبیک کہتا ہوں۔

اس کی وجہ یہ ہے۔

کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَآءِ يَتَّكِلُ عَلٰى عَمَلِهٖ وَالْعَاصِيْ بِمَکِّلُ عَلٰى رَحْمَتِيْ

وہ جو پہلے لوگ تھے، نیک تھے، زاہد تھے، روزہ دار تھے، ان میں سے ہر ایک کو اپنی نیکیوں پر خوش گمانی تھی کہ ان کی نیکیاں کام آجائیں گی۔ لہٰذا ان کو اپنے عملوں پر بھروسا تھا۔ جو گناہ گار ہوتا ہے وہ میری رحمت پر اعتماد کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاَنَا لَا اُخَیِّبُ عَبْدًا اِتَّکَلَ عَلَیَّ

''اور میں اس بندے کو کبھی رسوا نہیں کرتا جو مجھ پر توکل کرتا ہے۔''

لِاَنِّیْ قُلْتُ اس لیے میں نے فرما دیا:

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسْبُہٗ (زہرۃ المجالس ومنتخب النفائس:۱/۲۳۷)

''جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے''

اللہ اکبر کبیرا۔ وہ پروردگار کتنا کریم ہے جو ہمارے گناہوں کو بخش کر خوش ہوتا ہے اور بخشنے کے لیے اس نے دروازے کھولے ہوئے ہیں۔

گناہوں سے توبہ:

آج کی اس مجلس میں ہم اپنے گناہوں سے پکی سچی توبہ کر لیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں: الٰہی! زندگی گزرتی جا رہی ہے آپ ہم پر رحمت کی نظر فرما دیجیے! گناہوں سے سچی توبہ عطا فرما دیجیے! کہنے والے نے کہا:

اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا شَابَتْ عَبِیْدُھُمْ
فِیْ رِقِّھِمْ اَعْتَقُوْھُمْ عِتْقَ اَحْرَارِیْ
وَاَنْتَ یَا سَیِّدِیْ اَوْلٰی بِذَا کَرَمًا
قَدْ شِبْتُ فِیْ رِقِّیْ فَاَعْتِقْنِیْ مِنَ النَّارِ

''اے اللہ! جب کسی بادشاہ کے غلام خدمت کرتے کرتے بوڑھے ہو جاتے ہیں، تو وہ بڑھاپے میں وہ ان کو غلام نہیں رہنے دیتے، وہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کو آزاد کر دیا کرتے ہیں اور اے میرے سردار! تو اس بات کا زیادہ مستحق ہے، میں تو غلامی کرتے کرتے بوڑھا ہو گیا ہوں آپ مجھے آگ سے آزاد کر دیجیے''

www.besturdubooks.wordpress.com

الٰہی! آپ کا نام لیتے، خدمت کرتے، کلمہ پڑھتے، بوڑھے تو ہم بھی ہو گئے ہیں، بال سفید ہو گئے ہیں، لہٰذا آپ بھی ہمیں گناہوں کی معافی عطا کر دیجیے! اور جہنم کی آگ سے بچا لیجیے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں گے پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائیں گے۔ پروردگارِ عالم آج کی اس مجلس میں ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے۔

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

(البقرۃ:۱۸۵)

نرمی اختیار کیجیے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 22 اکتوبر 2011ء بروز جمعہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ

موقع: سالانہ نقشبندی اجتماع ، بیان جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

گفتگو میں، معاملات میں، ایک دوسرے کے ساتھ کرنے لین دینا میں، شریعت کا مزاج سمجھیے۔ کئی دفعہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ذکر کے اثرات کی وجہ سے طبیعت میں سختی آ گئی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوتا، یہ فقط شیطان کا دھوکا ہے۔ جو سیکھ کے ذکر کرتے ہیں ان کی طبیعت میں سختی نہیں بلکہ ان کی طبیعت کے اندر نرمی آتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ کو یہی سکھایا اور ان کی شان قرآن میں بیان فرمائی کہ وہ آپس کے اندر رحیم و کریم تھے۔ اگر ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں تو ہمیں بھی آپس میں ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ کا نمونہ بننا چاہیے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

نرمی اختیار کیجیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة:۱۸۵)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا﴾ (النساء:۲۸)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ہمارا دین آسانی والا دین ہے:

دینِ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمارے لیے ایسا دین پسند فرمایا جس پر عمل کرنا آسان ہے۔ جو انسان دین پر عمل کرنا چاہے اور فطرت سلیم رکھتا ہو تو اس کے لیے شریعت کے اوپر چلنا بہت آسان ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرۃ:۱۸۵)

”اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے تمہارے ساتھ آسانی کا اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا“

اللہ تعالیٰ بھی بندے کے ساتھ آسانی کا معاملہ فرماتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے بھی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ آسانی کا معاملہ کریں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ آسانی کو اختیار فرماتے:

چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ

(بخاری، رقم: ۶۲۸۸)

''جب نبی ﷺ کو دو کاموں میں سے ایک کا چوائس کرنے کا موقع ہوتا تو نبی علیہ السلام ان دونوں میں سے جو آسان ہوتا اس کام کو اختیار فرمایا کرتے تھے''

ان احادیث اور آیات سے ہمیں مزاجِ شریعت کو سمجھنا چاہیے۔ ہمیں منشائے خداوندی کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ رب العزت کیا چاہتے ہیں کہ میرے ایمان والے بندے کس طبیعت کے ہونے چاہئیں؟

چنانچہ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا))

(بخاری، رقم: ۶۷)

''آسانیاں کرو، تنگی نہ کرو اور لوگوں کو بشارتیں دو، نفرتیں پیدا نہ کرو''

اب نبی علیہ السلام کی یہ جو بات ہے یہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ بندے کا مزاج ہونا کیسے چاہیے۔

نبی علیہ السلام کی نرمی کی ایک مثال:

ایک بہترین مثال: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

اِسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

''یہود کے کچھ علما نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے نبی علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اجازت مانگی۔

فَقَالُوْا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ

وہ آئے اور ''انہوں نے کہا کہ تم پر موت ہو''

یہود کی ہمیشہ یہ فطرت رہی ہے کہ وہ الفاظ کو اس طرح تبدیل کر کے کہتے تھے کہ معانی بدل جائیں اور اندر اندر ہنستے تھے کہ ہم دوسروں کو بیوقوف بناتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی اس کی مثال موجود ہے۔ تو انہوں نے السلام علیکم کہنے کے بجائے السام علیکم کہہ دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی وہ تو تڑپ گئیں۔ محبت کا تقاضہ بھی یہی تھا کہ انسان اس کا جواب دیتا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا:

فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَ اللَّعْنَةُ

''میں نے یہ کہا کہ تم پر موت ہو اور تم پر لعنت ہو''

ایک عمل ہوا، کہنے والوں نے کچھ کہا، جواب دینے والوں نے جواب دیا۔ اب محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اصلاح فرماتے ہیں۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهٖ))

''اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نرم ہیں ہر کام میں نرمی کو پسند کرتے ہیں''

قُلْتُ: أَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟!

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے سنا نہیں؟ (کہ انہوں نے کیا کہا)

تو نبی علیہ السلام نے آگے اپنا عمل بتایا:

((قَالَ: قُلْتُ: وَ عَلَيْكُمْ)) (عمدۃ القاری: ۳۴/۳۴۲)

''فرمایا: ہاں! میں نے بھی ان کو جواب دیا کہ تم پر بھی۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اب دیکھیے کہ انہوں نے ایک لفظ بولا تھا جو بددعا تھی، تو نبی علیہ السلام نے لعنت کا جواب پتھر سے دینے کے بجائے فقط اتنا کہہ دیا کہ تم پر بھی۔ تو جواب تو مل گیا۔ تو مزاج شریعت سمجھا دیا گیا کہ ہم نے اپنے معاملات میں، عبادات میں، اخلاق میں نرمی کو اپنانا ہے۔ اور اگر ایسی بھی Situation (صورت حال) ہو جائے تو ہم نے ایسی بات کرنی ہے جو کم سے کم درجے میں اس کا جواب بن جاتی ہو۔

اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتے ہیں:

مسلم شریف کی روایت ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَ يُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَ مَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ)) (مسلم، باب فضل الرفق: ۴۶۹۷)

”اللہ تعالیٰ نرم ہیں، نرمی کو پسند کرتے ہیں اور نرمی پر وہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں جو سختی پر نازل نہیں فرماتے۔“

نرمی کسے کہتے ہیں؟

اب رفق کسے کہتے ہیں؟ چنانچہ لیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِيْنُ الْجَانِبِ وَ لَطَافَةُ الْفِعْلِ وَ الْاَخْذُ بِالْاَسْهَلِ

”انسان اپنا کندھا جھکا لے، کام کرے تو اس میں لطافت ہو اور اگر کچھ معاملات ہوں تو ان میں سے جو آسان ہے اس کو پسند کرے۔“

اس کو رفق کہتے ہیں۔

اسی لیے رب کریم نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ: ۲۸۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

”اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی استعداد سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔“

ایک جگہ فرمایا:

﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ﴾ (مائدہ:۶)

”اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر حرج نہیں کرنا چاہتے۔“

اللہ تعالیٰ تمہارا کوئی نقصان نہیں کرنا چاہتے کہ تمہیں کوئی ایسا حکم کریں یا کسی ایسے کام پر لگائیں جو تمہارے لیے ٹھیک نہ ہو، نقصان دہ ہو۔

اللہ تعالیٰ خود رفیق (نرمی والے) ہیں:

تو قرآن مجید کی یہ آیات بتاتی ہیں کہ رب کریم خود بھی رفیق ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک نام ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾

اور حدیث پاک میں نبی ﷺ نے اللہ کے ناموں سے دعا مانگی:

((اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ)) (فتح الباری:۱۱/۲۲۰)

تو اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے رفیق۔ اس کا معنی ہوتا ہے نرم۔

سختی شیطانی صفت ہے:

بعض طبیعتیں سخت ہوتی ہیں۔ ذرا سی بات پہ الجھ پڑنا، سختی سے جواب دینا یا اینٹ کا جواب پتھر سے دینا۔ آج کل تو اکثر نوجوان خود آ کر کہتے ہیں: ”حضرت جی! دوستوں میں بڑے خوش ہوتے ہیں، پھر جیسے ہی گھر آتے ہیں تو پارہ چڑھ جاتا ہے“ یہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

گرمی چڑھ جاتی ہے، یہ شیطانیت ہے۔ شیطان آگ سے بنا اور وہ حرارت انسان کے اندر آ کر چڑھ جاتی ہے۔ جہاں رب کریم نے محبت اور نرمی کا حکم دیا وہاں طبیعت سختی چاہتی ہے۔ اصل میں اس کے پیچھے شیطان ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نرمی اللہ کی محبت بڑھانے کا محرک ہے:

مزاج سمجھ میں آ جائے تو انسان کے لیے زندگی گزارنا آسان ہوتا ہے۔ اب جس بندے کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ رفق والے ہیں، نرمی والے ہیں، تو اس کے دل میں اللہ کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کتنے مہربان ہیں! کتنے کریم ہیں! تو اس صفت کے جان لینے سے بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ پھر حدیث پاک میں فرمایا:

((تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰی))(ارشاد الساری: ج۱/ص۳۳۱)

’’تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزین کرو‘‘

تو ہر بندہ پھر یہ بھی سوچے گا کہ مجھے بھی اپنے اندر نرمی پیدا کرنی ہے۔ پھر اگر کوئی خطا کار اور گنہگار ہے تو اس کے اندر سے مایوسی ختم ہو جائے گی۔

اگر یہ تصور دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑے سخت گیر ہیں تو وہ بندہ تو خطا کر کے مایوس ہو جائے گا۔ مگر یہ جو تصور ہے کہ اللہ رب العزت نرم ہیں، رفیق ہیں، رفق والے ہیں تو اس سے انسان مایوسی سے بچ جاتا ہے۔

ہمارے دین کا مزاج نرمی ہے:

پھر یہ بھی فرمایا کہ جو بندہ دوسروں کے لیے نرمی کا معاملہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرماتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا:

((وَ مِنْ اُمُوْرِ مَعَالِمِ هٰذَا الدِّيْنِ الْحَنِيْفِ هُوَ الرِّفْقُ وَ الْيُسْرُ وَ اللِّيْنُ))

''اس دینِ حنیف کی بڑی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس میں نرمی ہے اور آسانی ہے اور لین ہے۔''

لین نرمی کو کہتے ہیں۔ یعنی نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ دینِ اسلام کی جو بڑی بڑی نشانیاں ہیں ان میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ دین میں نرمی ہے اور آسانی ہے۔

ایک حدیث میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ فِيْ دِيْنِنَا فُسْحَةً اِنِّيْ اُرْسِلْتُ بِحَنِيْفِيَّةٍ سَمْحَةٍ))

(مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۳۷۷۱)

''ہمارے اس دین کے اندر وسعت ہے، مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا دین دے کر بھیجا کہ جو بالکل سیدھا ہے اور اس میں وسعت ہے۔''

عبادات دین میں آسانی

چنانچہ احکامِ شریعت کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت نے بندوں کے لیے کتنی آسانیاں کی ہیں۔

نماز میں آسانی:

مثلاً: نماز کو لے لیجیے! جب نبی علیہ السلام معراج پر تشریف لے گئے تو ابتدا میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بتانے پر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

نے عرض کیا تو پروردگار عالم نے پانچ کم کردیں، پھر پانچ کم کردیں، بالآخر پانچ رہ گئیں۔ فرمایا: میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ کی امت پانچ نمازیں پڑھے گی تو میں ان کو پچاس نمازوں کا ثواب عطا کروں گا۔ (بخاری:۱/۱۵)

پھر نماز کے ادا کرنے میں دیکھو کتنی آسانی ہے۔ پہلی امتیں خاص جگہوں پہ جاتی تھیں، تب عبادت کر سکتی تھیں۔ اپنے صومعے میں خاص جگہوں پہ۔ اس امت کے لیے اللہ نے پوری زمین کو مصلی بنا دیا۔

پھر پہلی امتوں میں اگر ناپاکی کسی جگہ لگ جاتی تھی تو کپڑا ہی کاٹنا پڑتا تھا، اس امت کے لیے پانی کو طَهُوْرٌ (پاک کرنے والا) بنا دیا۔ دھو لیں تو وہ پاک صاف ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ پانی ہے تو وضو کرلو اگر پانی موجود نہیں تو تیمم کرلو۔

پھر اور آسانی دیکھیے کہ گھر پہ رہتے ہوئے اتنی رکعتیں ہیں، اگر سفر میں جانا پڑ جائے تو پھر تمہیں نماز میں ہم نے آسانی کر دی۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مسافر کے لیے جماعت معاف اور نماز ہاف (Half) ہوتی ہے۔ تو شریعت نے انسان کی تنگی کا لحاظ کیا۔ اور پھر یہ بھی کہا کہ دیکھو! تم نماز کھڑے ہو کر پڑھو، کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھو، بیٹھ کے بھی نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر ہی پڑھ لو۔

تو معلوم ہوا کہ شریعت نے بہت آسانی فرما دی۔

زکوۃ میں آسانی:

زکوۃ کا معاملہ دیکھیے! ہر مالدار پہ زکوۃ فرض نہیں۔ صرف اس پر فرض ہے جس کے پاس نصاب کے بقدر مال ہو اور اس پہ بھی سال گزر جائے۔ اب ذرا غور کریں کہ نصاب ایک خاص مقدار ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اتنا ضرورت سے زائد مال

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ اور یہ بھی نہیں کہ یہ ایک مہینہ بندے کے پاس رہا، بلکہ شریعت کہتی ہے کہ جس نصاب پر ایک سال گزر جائے اس کے اوپر تم زکوٰۃ ادا کرو۔

اور پھر بھی یہ نہیں کہ زکوٰۃ کوئی پچیس فیصد یا پچاس فیصد دینی ہے بلکہ صرف اڑھائی فیصد ادا کرنے کا حکم ہے۔ کیا مطلب؟ کہ میرے بندو! میں نے تمہیں یہ مال حقداروں تک پہنچانے کے لیے دیا ہے۔ تم اڑھائی فیصد ان حقداروں میں تقسیم کرو گے تو اس کے بدلے میں ساڑھے ستانوے فیصد تمہیں تنخواہ عطا کروں گا۔ سبحان اللہ! اللہ کی شان دیکھیے کہ اڑھائی فیصد تقسیم کرنے کے بدلے ساڑھے ستانوے فیصد خود بندے کو مل رہے ہیں۔ اور پھر فرما رہے ہیں کہ ہم تمہارے اس بقیہ مال میں برکت بھی دے دیں گے، تمہارے اس مال کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہوں گے، سبحان اللہ! کتنی آسانیاں ہوگئیں۔

اور پھر اس میں جو روزمرہ استعمال کی چیزیں تھیں، ان کو مستثنیٰ کر دیا۔ وہ گھر جس میں آپ رہتے ہیں، اگرچہ کروڑوں کا بنا ہوا ہے اس پہ زکوٰۃ نہیں۔ اچھا! یہ گاڑی کروڑوں میں خریدی، لیکن تم نے سواری کے لیے رکھی ہوئی ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں۔ ذرا غور تو کیجیے! اللہ رب العزت نے ہمارے لیے اس زکوٰۃ کے معاملے میں کتنی آسانیاں کر دیں۔

روزہ میں آسانی:

پھر اس کے بعد روزے کو دیکھیے! رب کریم نے سال میں ایک مہینہ روزہ کے لیے رکھا۔ اور وہ بھی فقط دن کے وقت، کہ دن میں تم نے یہ چند کام نہیں کرنے۔ یہ کھانا پینا اور میاں بیوی کا معاملہ اس کو منع فرما دیا۔ تو ہمارے لیے کتنی آسانی ہوگئی، ورنہ روزے اس سے زیادہ بھی ہو سکتے تھے۔ مگر اللہ رب العزت نے بندے کے لیے

آسانیاں فرمادیں۔

اور پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ تیس دن کے تو یہ روزے ہیں، اگر تم شوال کے بھی چھ روزے رکھو گے جو سنت ہیں، تو یہ چھتیس بن گئے اور

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الانعام:۱۶۰)

''جو ایک نیکی لائے دس گنا ثواب دیتے ہیں''

تو فرمایا تم چھتیس دن روزے رکھو گے اللہ تعالیٰ تمہیں پورا سال روزہ رکھنے کا ثواب عطا فرمادے گا۔

اور پھر اس میں بھی:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرۃ:۱۸۴)

اگر کوئی مریض ہے یا مسافر ہے تو شریعت نے اس کے لیے آسانیاں کردیں کہ تم ابھی نہ رکھو، تم بعد میں رکھ لینا۔

حج میں آسانی:

حج کے اندر دیکھو! اللہ تعالیٰ نے کتنی آسانیاں فرمائیں۔ انسان پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہے اور وہ بھی اگر اس کے پاس سفر کا مال موجود ہو، ہر بندے پہ فرض نہیں ہے اور عورت پر تب فرض ہے جب اس کے پاس محرم کو لے جانے کا بھی خرچہ موجود ہو۔

اور پھر حج کیا ہے کہ صرف ایک دن ظہر سے لے کے مغرب تک کے درمیان احرام باندھ کر سب کا اکٹھا ہو جانا۔ یہ رکنِ اعظم ہے، اس کو وقوف عرفہ کہتے ہیں۔ اب اگر آپ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ وہاں دو رکعت نماز پڑھنے کا نام حج فرمادیتے تو ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

جیسے کئی بوڑھے تو وضو ہی کرتے رہ جاتے۔ کتنی عورتیں ہوتیں جو خرچہ کر کے جاتیں اور نماز پڑھنے کی حالت میں ہی نہ ہوتیں۔ فرمایا: حج اس کا نام ہے کہ بس احرام باندھو اور تم اس میدان کے اندر پہنچ جاؤ۔ حتیٰ کہ اگر کوئی بیمار پہنچے گا، بے ہوش پہنچے گا تو ہم اس کے بھی حج کو قبول فرمالیں گے۔ اللہ اکبر کبیرا!

تو غور کیجیے کہ اللہ رب العزت نے حج کے معاملے میں کتنی آسانیاں فرمائیں!

دیگر احکاماتِ دین میں آسانی

اسی طرح جو دوسرے احکام نازل کیے، ان میں بھی آسانیاں کی گئیں۔

حرمتِ شراب میں تدریج:

جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا وہ یکبارگی نہیں اتارا گیا۔ سب سے پہلے فرمایا گیا:

﴿قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ (البقرة:۲۱۹)

پھر کچھ عرصے کے بعد آیت اتری:

﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكٰرٰى﴾ (النساء:۴۳)

﴿نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے کی حالت میں ہو﴾

تو بہت سارے صحابہ رضی اللہ عنہم تو سمجھ ہی گئے کہ یہ ناپسندیدہ چیز ہے، چنانچہ وہ بچ گئے اور آخر پر پھر کچھ عرصے بعد فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوهُ﴾ (المائدة:۹۰)

اب یہ آیت شروع میں بھی تو نازل ہو سکتی تھی مگر طبیعتیں بنی ہوئی تھیں، ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

عادت تھی، یک دم اس کو چھوڑنے میں انسان کے لیے مشقت ہوتی، اس لیے تدریج کے ساتھ منع فرمایا۔ تو جس پروردگارِ عالم نے بندوں کی مشقتوں کا اتنا لحاظ فرمایا تو اسی سے اندازہ کیجیے کہ شریعت کا مزاج کیا ہے؟

عبادت میں مشقت کی ممانعت:

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم عبادت کے اندر مشقت نہ اٹھاؤ۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کی زوجہ تھیں وہ رات کو عبادت کرتی تھیں۔ جب تھک جاتی تھیں تو انہوں نے دو ستونوں کے درمیان رسی باندھی ہوئی تھی اور وہ اس رسی کے ساتھ تھوڑی دیر سہارا لے لیتی تھیں۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ

''نبی علیہ السلام ایک مرتبہ ان کے کمرے میں داخل ہوئے۔''

فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ

''نبی علیہ السلام نے ایک رسی پائی جو دو ستونوں کے درمیان باندھی گئی تھی۔''

((فَقَالَ: مَا هَذَا الْحَبْلُ))

''نبی علیہ السلام نے پوچھا: یہ رسی کیسی؟''

فَقَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ

''بتایا گیا کہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ باندھی ہے، جب وہ قیام میں تھک جاتی ہیں تو اس کے ساتھ تھوڑی دیر کے لیے ٹیک لگا لیتی ہیں۔''

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَا! حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ)) (بخاری: ۱۰۸۲)

''اس کو کھول دو! تم میں سے کوئی بندہ نماز تب پڑھے جب طبیعت کے اندر

نشاط ہو اور جب وہ تھک جائے تو اس کو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔"

تو نبی ﷺ نے آسانی فرمادی۔

تکبیر کی شدت کی ممانعت:

صحابہ ؓ نے احرام باندھا۔ فرماتے ہیں کہ

اَشْرَفَ النَّاسُ عَلٰی وَادٍ

"صحابہ کرام ؓ (خیبر کے سفر میں) کسی وادی میں اترے"

فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَھُمْ بِالتَّکْبِیْرِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

"تو صحابہ کرام بلند آواز سے تکبیر وتہلیل کہنے لگے"

((فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَ لَا غَائِبًا))

"نبی علیہ السلام نے فرمایا: اپنے اوپر نرمی کرو! تم ایسی ذات کو نہیں پکار رہے جو بہری اور غائب ہو۔"

((اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَ ھُوَ مَعَکُمْ)) (بخاری، رقم: ۳۸۸۳)

"بے شک تم سننے والی اور قریب ذات کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے"

مستقل روزے رکھنے کی ممانعت:

بعض صحابہ ؓ نے ایک مرتبہ نیت کر لی کہ ہم مستقل روزے رکھا کریں گے اور ساری ساری رات عبادت کریں گے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَ اَتْقَاکُمْ لَہٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اُفْطِرُ» (بخاری، رقم:۳۶۷۵)

”میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں۔ لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔“

نبی ﷺ نے ان کو شدت اختیار کرنے سے منع فرمادیا کہ تم ایسا عمل اپناؤ جس کو پوری زندگی نبھا سکو۔

سارا مال صدقہ کردینے کی ممانعت:

بعض صحابہ نے بعض مواقع پر نیت کی کہ ہم اپنے پورے مال کو صدقہ کردیں گے لیکن:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُ بِاَصْحَابِه اَنْ لَّا يَتَصَدَّقُوْا بِجَمِيْعِ اَمْوَالِهِمْ

”نبی ﷺ صحابہ کرام ؓ کو سارا مال صدقہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔“

بَلْ يَتْرُكُوْا لِاَنْفُسِهِمْ وَ اَهْلِيْهِمْ مَا يُغْنِيْهِمْ عَنِ السُّؤَالِ

”بلکہ فرماتے تھے کہ کچھ اپنے لیے بچالو تاکہ تمہیں اور تمہارے اہل خانہ کو کسی سے مانگنا نہ پڑ جائے۔“

لوگوں کے ساتھ نرمی کی تلقین

اس سے معلوم ہوا کہ یہ چیز شریعت نے سکھائی کہ ہم اپنی گفتگو میں، معاملات میں، عادات میں نرمی پیدا کریں۔ اس لیے کہ نرم مزاج بندہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم نرمی اختیار کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙……فرمایا:

﴿قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (البقرة: ۸۳)

”تم انسانوں کے ساتھ اچھے انداز سے گفتگو کرو۔“

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا﴾ (الاسراء: ۲۸)

”پس ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو“

⊙……حدیث پاک میں ہے:

((اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ))

(الترمذی، رقم: ۱۸۴۷)

”تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔“

⊙……فرمایا کہ

”جب دو مسلمان ملیں تو مسکراتے چہرے سے ملیں“

⊙…… فرمایا:

”جب دو مسلمان ملتے ہیں اور آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو زیادہ ثواب اس کو ملتا ہے جو سلام میں ابتدا کرتا ہے۔“ (شعب الایمان، رقم: ۸۰۵۴)

کیا مطلب؟ کہ مومن بھائی سے محبت کا اظہار کریں، گرمجوشی کا اظہار کریں، اچھے انداز سے بات کریں، چہرے کے اوپر اس وقت طمانیت ہونی چاہیے۔

اسی لیے نبی علیہ السلام کو جب کوئی پکارتا تھا تو نبی ﷺ جواب میں لبیک فرمایا کرتے تھے۔ ذرا اندازہ لگائیے! کہ آپ ﷺ ان کے استاد ہیں، مرشد ہیں، نبی علیہ السلام ہیں مگر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جب کوئی پکارتا تو نبی ﷺ جواب میں لبیک فرمایا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے تھے۔ ایک مرتبہ زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

((اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا)) (بخاری، رقم: ۲۸۸۳)

''آپ ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہیں۔''

تو ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام دوسرے بندے کو کتنی Respect (عزت) دیا کرتے تھے۔

⊙ ......حدیث پاک میں فرمایا:

((تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ))

''جب تم مسکرا کر اپنے بھائی سے ملتے ہو تو تمہیں صدقہ کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔''

⊙ ...... فرمایا:

((وَ اَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ))

''تیرا خیر کی بات کہنا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے۔''

⊙ ...... فرمایا:

((وَ اِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ اَرْضِ الضَّلَالِ صَدَقَةٌ))

''کوئی آدمی رستہ بھول گیا تم اسے راستہ بتا دیتے ہو تو صدقے کا ثواب ملتا ہے۔''

⊙ ...... فرمایا:

((وَ بَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيْءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ))

''جس بندے کی بینائی ٹھیک نہیں، اگر تم اس کو ہاتھ پکڑ کے راستہ پار کروا دیتے ہو تو تمہیں صدقے کا ثواب ملے گا۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙..... فرمایا:

((وَ اِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَ الشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ))

''اور راستے میں کانٹے پڑے ہیں، ہڈی پڑی ہے، کوئی روڑا پڑا ہے اگر تم اس کو ہٹا دو گے تو بھی تمہیں صدقے کا ثواب ملے گا۔''

⊙..... فرمایا:

((وَ اِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ))

(الترمذی، رقم:۱۸۷۹)

''اور تمہارا اپنے ڈول میں سے پانی اپنے بھائی کے ڈول میں ڈال دینا اس پر بھی صدقے کا ثواب ملے گا۔''

اب ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر سوچیے! کہ نبی ﷺ چاہتے کیا ہیں؟ یہی کہ ایک آدمی دوسرے کے ساتھ محبت سے، پیار سے، نرمی کا معاملہ کرے، انس و محبت کا اظہار کرے، اسی کا نام انسانیت ہے۔ اگر یہ چیز نہیں تو انسان گویا انسانیت سے ہی محروم ہے۔

افرادِ خانہ کے ساتھ نرمی کی تلقین

شریعت چاہتی ہے کہ ہم ہر معاملے میں نرمی کو پسند کریں۔ چنانچہ گھر کے جتنے افراد ہیں، آپس میں ان کو محبت اور نرمی کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا۔

والدین کا معاملہ

والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

☆......رب کریم نے فرمایا:

﴿وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (البقرۃ:۸۳)

''اپنے والدین کے ساتھ تم نیکی کا معاملہ کرو۔''

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا﴾ (الاسراء:۲۳)

''ان کے سامنے اف بھی نہ کرو اور ان کو کسی چیز سے منع بھی نہ کرو۔''

☆......حدیث پاک میں فرمایا گیا:

((رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَ سَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ)) (ترمذی:۱۸۲۱)

''اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔''

☆......پھر حدیث پاک میں فرمایا:

((بِرُّوْا آبَائَكُمْ تَبَرُّكُمْ أَبْنَائُكُمْ)) (کنز العمال، رقم:۴۵۴۱۲)

''تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا معاملہ کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کا معاملہ کرے گی۔''

تم ماں باپ کے ساتھ نرمی کرو گے تو، اولاد تمہارے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے گی۔ چنانچہ والدین کا قرضہ ہو تو انسان اتارے، اگر وہ قسم کھالیں تو اس کو پوری کرے، ان کی طرف سے صدقہ دے، ان کی طرف سے حج کرے۔

☆......حتی کہ ماں باپ کافر بھی ہوں تو نرمی کا حکم ہے:

اَلرِّفْقُ بِالْوَالِدَيْنِ لَوْ كَانَا كَافِرَيْنِ وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا

''اگر ماں باپ کافر بھی ہوں تو شریعت کہتی ہے کہ تم دنیا میں ان کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

اچھے طریقے سے زندگی گزارو۔"

کافر ماں باپ کے ساتھ بھی اگر نرمی کا حکم ہے، تو جو مسلمان ہوں۔ پھر ان کے ساتھ انسان کو کتنی نرمی کرنی چاہیے؟

بیوی کا معاملہ

میاں بیوی کو بھی باہم حسنِ سلوک اور پیار محبت سے رہنے کا حکم دیا۔ گھر میں بیوی کو چاہیے کہ شوہر کے دل کو خوش کرنے کی کوشش کرے۔ چند باتوں کی شریعت نے بیوی کو ترغیب دی۔

○ خاوند کی اطاعت کرے:

بیوی کو حکم دیا کہ تم اپنے خاوند کے ساتھ اطاعت کا معاملہ کرو۔

☆......فرمایا:

فَمِنَ الرِّفْقِ بِالزَّوْجِ اَنْ تُطِيْعَهُ الزَّوْجَةُ فِيْ غَيْرِ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَلَا تَطَرَّفُ عَلَيْهِ

"اگر اللہ کی نافرمانی نہیں تو بیوی کو چاہیے کہ خاوند کی بات کو مانے اور خاوند کے اوپر برتری نہ جتلائے۔"

تو شریعت نے درجہ بندی کر دی۔ ہم نے دیکھا کہ بہت سارے لوگوں میں زندگی اسی میں گزر جاتی ہے۔ خاوند کہتا ہے: بات میری چلے گی اور بیوی کہتی ہے: بات میری چلے گی۔ شریعت نے کیا کہا؟ ((فَلَا تَطَرَّفُ عَلَيْهِ)) "بیوی کو چاہیے کہ خاوند کے اوپر برتری نہ جتلائے"۔ میں عالمہ ہوں، عقلمند ہوں، میرے اندر زیادہ ویژن ہے، مجھے زیادہ سمجھ ہے۔ فرمایا کہ تمہیں اس کو جتلانے کی ضرورت نہیں۔ ہاں

www.besturdubooks.wordpress.com

لیا کرو تمہارے مشورے میں عقل کا معاملہ زیادہ ہے۔ لیکن برکت خاوند ہی کی بات میں ہے، دنیا کے معاملات میں جو بات خاوند نے کہہ دی، اگر بیوی اس کو قبول کرے گی اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرما دیں گے۔

☆......اور فرمایا:

فَقَدْ حَثَّ النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ عَلٰى طَاعَةِ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِأَنَّ ذٰلِكَ سَبَبُ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّجَاةِ عَنِ النَّارِ

''نبی علیہ السلام نے عورتوں کو ترغیب دی کہ وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں کہ اس لیے بیویاں، خاوندوں کی جب فرمانبرداری کرتی ہیں تو ان کو اللہ جنت عطا کر دیتے ہیں، جہنم سے بچا لیتے ہیں۔''

☆......نبی علیہ السلام کے پاس کسی کام کے سلسلے میں ایک خاتون آئی۔

فَلَمَّا فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا

''جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوگئی۔''

قَالَ لَهَا: أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کیا خاوند والی ہے؟

قَالَتْ: نَعَمْ!

''انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!''

فَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ لَهُ؟

''پوچھا: تمہارا اس کے ساتھ کیسا معاملہ ہے؟''

قَالَتْ: مَا آلُوْهُ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ

''کہنے لگی: میں اس کی اطاعت میں کوتاہی تو نہیں کرتی، ہاں! جہاں میں عاجز

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جاؤں۔“

((قَالَ: اُنْظُرِیْ اَیْنَ اَنْتِ مِنْهُ فَاِنَّهٗ جَنَّتُكِ وَ نَارُكِ))

”فرمایا: ذرا غور کر! تو اس کے ساتھ کیسی ہے؟ اس لیے کہ تمہارا خاوند تمہارے لیے جنت ہے یا تمہارے لیے دوزخ ہے۔“

(شعب الایمان للبیہقی، رقم: ۸۷۳۰)

اس لیے حدیث پاک میں ہے کہ جو عورت فرائض پر عمل کرتی ہو اور اس حال میں مرے کہ خاوند اس سے راضی ہو، اللہ تعالیٰ جنت کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔

مرد کا سلوک طے ہوتا ہے عبادت کے ذریعے سے اور عورت کا سلوک طے ہوتا ہے خدمت کے ذریعے سے۔ جو اپنے گھر میں خدمت کرے گی اللہ تعالیٰ اس کو روحانیت کی بلندیاں عطا فرما دیں گے۔ اس لیے عورت کا جنت میں جانا بہت آسان ہے۔ خاوند کو راضی کرنا تو شاید دنیا کا سب سے آسان کام ہے۔ بس اسے راضی کرلے اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے کھول دیں گے۔

○ عورت خاوند کی منظورِ نظر بنے:

فرمایا کہ عورت ایسے بن کر رہے کہ۔

((اَنْ تَسُرَّهٗ اِذَا رَاٰهَا))

”خاوند جب دیکھے تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں (اس کا دل خوش ہو جائے)“

اس کا مطلب یہ کہ صاف ستھری بھی رہے اور فرمانبرداری کی صفت بھی ہو۔ اس لیے کہ جب نافرمانی ہو تو چاہے کتنا مرضی کوئی خوبصورت بن کے آئے، طبیعت وحشت کھاتی ہے۔ تو فرمایا کہ تم ایسی بن کر رہو کہ تمہیں دیکھ کے خاوند کا دل خوش ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے۔

((وَ مِنْهُ اَنْ تُطِيْعَهٗ اِذَا اَمَرَهَا وَ تَتَلَطَّفُ لَهٗ قَوْلًا وَ عَمَلًا))

اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے اور قول اور فعل میں اس کے ساتھ تلطف اور نرمی کا معاملہ کرے۔

نرمی شریعت کو کتنی پسند ہے، ذرا غور تو کیجیے! کہ قرآن مجید کا جو Central Word (درمیانی لفظ) ہے، وہ ہے ﴿وَلْيَتَلَطَّفْ﴾ اور اس کا مادہ لطف ہے یعنی نرمی۔ جس شریعت نے مرکزی نکتہ بتایا کہ تم نرمی کا معاملہ کرو تو اب وہاں انسان اگر نرمی سے محروم ہو تو وہ کتنا بڑا محروم کہلائے گا؟

((وَ مِنْهُ اَنْ تُرَبِّيَ اَوْلَادَهٗ اَحْسَنَ تَرْبِيَةٍ))

اور ایک یہ بھی ہے کہ اولاد کی اچھی تربیت کرے، اور اس کے مال کی حفاظت کرے، اور اس کے سامنے آواز بلند نہ کرے۔ تو عورت کو چاہیے کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اس کے خاوند کا دل دکھے۔

○ خاوند کے تقاضے کو پورا کرے:

☆.....اور خاوند کے تقاضے کے معاملے میں اس کی فرمانبرداری کرے کہ جب خاوند کو ضرورت محسوس ہو تو اس کے ساتھ کوآپریٹ کرے۔ حدیث پاک میں ہے:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَلَمْ تَاْتِهٖ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ)) (ابوداود، رقم:۱۸۲۹)

جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لیے بلاتا اور وہ انکار کر دیتی ہے۔ (یعنی بہانہ بنا لیتی ہے، تھکی ہوئی ہوں، نیند آ رہی ہے، یہ مسئلہ، وہ مسئلہ) اسی طرح اس خاوند نے رات گزاری کہ اس کے دل میں غصہ تھا،

www.besturdubooks.wordpress.com

تو فرشتے اس عورت پر صبح تک لعنت برساتے رہتے ہیں۔"

اس سے اندازہ لگائیے! کہ شریعت نے بیوی کو کتنی تعلیم دی کہ تم خاوند کے ساتھ محبت کا معاملہ رکھو۔

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا:

((اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ))

(الترمذی، رقم: ۱۰۸۰)

"جب کوئی خاوند نے اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لیے بلایا اگر وہ تنور پر روٹیاں بھی لگا رہی ہے تب بھی اس کو چاہیے کہ وہیں کام چھوڑ کر آ جائے اور اپنے خاوند کی ضرورت کو پورا کرے۔"

اس لیے شریعت نے حکم دیا کہ

((لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ))

(صحیح ابن حبان، رقم: ۴۱۷۰)

"عورت نفلی روزہ نہیں رکھ سکتی جب تک کہ خاوند اس کو اجازت نہ دے۔"

ہر وقت نکتہ چینی نہ کرے:

☆......اور ایک بات یہ بھی فرمائی کہ ہر وقت نکتہ چینیاں ہی نہ کرتی رہے۔ چونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے عورتوں کو کثرت کے ساتھ جہنم میں دیکھا تو صحابیات نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! کس وجہ سے؟ تو فرمایا:

((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ)) (بخاری، رقم: ۳۰۴)

ایک تو یہ عیب زیادہ نکالتی ہیں لعنت زیادہ کرتی ہیں، اس میں تو یہ چیز ٹھیک نہیں، یہ ٹھیک نہیں اور دوسرا یہ کہ وہ دوسرے کے احسانات کو سرے سے ہی ماننے سے انکار کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر: اگر خاوند ساری عمر اچھا رکھے اور کسی موقع پر کسی وجہ سے کوتاہی ہو جائے تو کہے گی کہ میں نے تو تیرے گھر میں آ کے اچھا دیکھا ہی نہیں۔ ہاں! تم اچھا کرتے ہو تو بچوں کے لیے کرتے ہو، میرے لیے کیا کرتے ہو؟ یہ جو احسان فراموش بنتی ہیں، اور عیب نکالتی ہیں، نکتہ چینی کرتی ہیں، شریعت نے کہا کہ ان گناہوں کی وجہ سے جہنم کے اندر یہ زیادہ جائیں گی۔

خاوند کا معاملہ

اسی طرح شریعت نے یہ حکم دیا کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ محبت اور نرمی کا معاملہ کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا (المسلم، رقم الحدیث: ۲۶۷۱)

عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ تم میری اس وصیت کو تسلیم کرلو۔

شریعت نے کہا:

کُلُّ مَا یَلْھُوْ بِهِ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ اِلَّا رَمْیَهُ بِقَوْسِهٖ وَ تَادِیْبَهُ فَرَسَهُ وَ مُلَاعَبَتَهُ اَھْلَهُ فَاِنَّھُنَّ مِنَ الْحَقِّ (الترمذی، رقم: ۱۵۶۰)

”ہر وہ کام جو لہو و لعب ہے، منع ہے، سوائے تین کاموں کے: کمان کے ذریعے تیر کو نشانے پر لگانا، سواری کے گھوڑے کو تربیت دینا اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ محبت، نرمی اور پیار کا معاملہ کرنا یہ جائز ہیں کہ یہ سب کے سب ٹھیک کام ہیں۔“

بعض صوفی حضرات اپنے آپ کو دنیا سے اتنا الگ تھلگ کر لیتے ہیں کہ بیویوں سے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتے۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ کو جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا، انہی گلی کوچوں اور بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں میں محبت پیار کے ساتھ زندگی گزاریں اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونا آسان ہو جائے گا۔

حدیث پاک میں بیوی کے ساتھ نرمی کی مثال یہ ہے کہ

«اَنْ يُّطْعِمَهَا مِمَّا يَطْعَمُ وَ يُلْبِسَهَا مِمَّا يَلْبَسُ»

جو خود کھائے اس کو کھلائے، جیسا خود پہنے اس کو پہنائے اور اس کے اوپر اپنے مال کو خرچ کرے اور اس کے منہ میں لقمہ ڈالے۔ اب بتائیں کہ اگر لقمہ کھلانے سے دلوں میں محبت ہو تو یہ کتنا آسان کام ہے۔

زہر دینے کی کیا ضرورت؟

ایک مرتبہ ایک نوجوان میرے پاس آئے، وہ تازہ تازہ نیکی کے راستے پہ آئے تھے۔ پہلے عام سی زندگی تھی اور آ کر کہنے لگے کہ یہ جو میری بیوی ہے، اس نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ پوچھا: خیر تو ہے؟ کہنے لگا: نہ نماز پڑھتی ہے، نہ پردہ کرتی ہے، نہ دین کی بات سنتی ہے اور میں جب سے دین کی لائن پر آیا ہوں یہ میرے ساتھ بالکل کوآپریٹ نہیں کرتی۔ اصل میں وہ مجھ سے کہلوانا چاہتا تھا کہ تم اس کے ساتھ ذرا سختی کرو، کس کے رکھو۔ وہ یہ نیت دل میں لے کے آیا تھا کہ جب حضرت صاحب سے اجازت مل جائے گی تو بس پھر میں نمٹ لوں گا۔ پھر کہنے لگا: حضرت! وہ بالکل سنت کا خیال نہیں کرتی۔ جب اس نے یہ کہا تو میں نے کہا کہ بھئی! آپ تو ماشاء اللہ بات سمجھ گئے، سنت کو اپنا لیا۔ کہنے لگے: جی! میں نے کہا: ایک سنت ہے، آپ اس پر عمل کر کے دکھائیں۔ جی حضرت! کونسی؟ میں نے کہا کہ بیوی کے لیے مٹھائی لے کر جاؤ اور جب دسترخوان پہ کھانے بیٹھو، تو اس میں سے ایک مٹھائی کا ٹکڑا اٹھا کر اس کے منہ میں ڈال

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتا، اب وہ میرا منہ دیکھ رہا ہے۔ جی حضرت! میں نے کہا کہ میں فارسی تو نہیں بول رہا کہ آپ کی سمجھ میں نہیں آ رہی، بات تو سیدھی سیدھی ہے، مٹھائی لے کے جاؤ اور اس میں سے کچھ اپنی بیوی کے منہ میں ڈال دینا۔ یہ سن کر وہ چپ ہو گیا، لیکن لگتا تھا کہ دل آمادہ نہیں ہو رہا تھا کیوں کہ اس کے دل میں تو غصہ تھا۔ وہ تو جوتے مارنے کے چکر میں تھا اور ہم نے اس کو مٹھائی کھلانے کا سبق دے دیا۔

خیر! وہ چلا گیا۔ لیکن اگلے دن جب وہ آیا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ حضرت! غلطی میری ہی تھی۔ کیسے؟ حضرت میں مٹھائی کا ڈبہ لے کر گیا، کہا: میں یہ آپ کے لیے لایا ہوں، اس کے چہرے پر کچھ مسکراہٹ آ گئی۔ جب ہم بیٹھ گئے اور وہ کھانے لگی تو حضرت! میں نے اس میں سے ایک مٹھائی اٹھائی اور اس کے منہ میں ڈالی تو وہ مجھے دیکھنے لگی، کہنے لگی: کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا کہ مجھے حضرت صاحب نے بتایا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ کہنے لگی: سنت ہے؟ میں نے کہا: ہاں! کہنے لگے: وہ لقمہ کھانے کے بعد کافی دیر سوچتی رہی اور پوچھنے لگی کہ کیا میں بھی سنتوں پر عمل کر سکتی ہوں؟ میں نے کہا: ہاں آپ بھی عمل کریں۔ اس ایک سنت عمل پر اللہ نے اس بے پردہ عورت کو توبہ کر کے باپردہ عورت، اور نیک بننے کی توفیق عطا فرما دی۔

میٹھا کھلانے سے اگر کوئی مرتا ہو تو اس کو زہر کھلانے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر شیطان ہمارا دشمن ہے، وہ ہمیں ہر چیز کا حل یہ بتاتا ہے کہ سختی کرو۔ بولو بھی سختی سے، بات بھی کرو سختی سے، معاملہ بھی سختی کے ساتھ کرو۔ جبکہ شریعت کہتی ہے کہ سختی معاملے کا حل نہیں ہے۔ جو رحمتیں اللہ رب العزت نرمی پر نازل فرماتے ہیں وہ سختی پر نازل نہیں فرماتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میاں بیوی کے مسکرانے پر اللہ مسکراتے ہیں:

شریعت کہتی ہے کہ جو خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے، اللہ رب العزت ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا خوبصورتی ہے اس دین کی، کتنا پیارا یہ دین ہے کہ میاں بیوی محبت بھی کریں اور اللہ کا قرب بھی پائیں۔ مگر اس میں کوتاہی ہوتی ہے۔ باہر دوستوں میں بیٹھے ہوں گے تو بس بہت محبت، پیار اور نرمی ہوگی اور جب گھر آئے تو بس سیریس ہو جائیں گے۔ سنجیدگی چہرے کے اوپر، مسکراہٹ نام کی چیز ہی نہیں ہوتی۔ بیوی پریشان ہوتی ہے مجھ سے کیا قصور ہو گیا کہ شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

گھر کے کام خود کرنا سنت ہے:

اور کئی لوگوں کو تو دیر تک باہر رہنے کی عادت ہوتی ہے۔ ایک صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے بچے ہیں؟ کہنے لگا: جی ہیں۔ کتنی عمر کے ہیں؟ کہنے لگا: ایک اتنا ...... دوسرا اتنا...... تیسرا اتنا۔ اس نے کہا: یہ کیا بتا رہے ہو؟ کہتا ہے کہ صبح سوئے ہوتے ہیں تو میں نکل آتا ہوں اور رات جاتا ہوں تو پھر سوئے ہوئے ہوتے ہیں تو چونکہ میں نے بچوں کو لیٹے ہوئے ہی دیکھا ہے تو اس لیے پتہ ہے کہ ایک اتنا ہے، ایک اتنا، ایک اتنا۔ تو بھئی! جب گھر والوں کو وقت ہی نہیں دینا اور ان کے کاموں میں کوئی انٹرسٹ ہی نہیں لینا تو یہی صورتحال ہوتی ہے۔ کتنے ایسے لوگ ہیں جو نیک بھی ہیں، تکبیر اولیٰ کا خیال، تہجد کا خیال، نظر کا اہتمام، سب کچھ ان میں ہوتا ہے لیکن ان کے اندر گھر کے کاموں میں دلچسپی ہوتی ہی نہیں۔ گھر کے کام کو سمجھتے ہیں کہ شاید یہ فضولیات میں سے ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سنیے! اللہ کے حبیب ﷺ کے بارے میں:

......اپنے گھر والوں کے ساتھ محبت اور پیار سے رہتے تھے۔

......گھر کے کاموں میں خود حصہ لیا کرتے تھے۔

......اپنی بکری کا دودھ نکالا کرتے تھے۔

......آٹا گوندھا کرتے تھے۔

......اور اپنے جوتے کو خود ٹانکے لگا لیا کرتے تھے۔

اب بتائیں کہ یہ کام نبی علیہ السلام نے جو کیے تو مقصد کیا تھا؟ یہ پیغام دینا تھا کہ یہ بات اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے کہ تم گھر کے کاموں میں بیوی کے ساتھ شامل رہو۔ فقط مصلے پر بیٹھ کر انسان کو قرب نہیں مل سکتا، جب تک کہ حقوق العباد کی رعایت نہیں کرے گا۔

اہلیہ کی ضرورت کے لیے نکلنے پر انعام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کے ساتھ ہیں، سخت سردی ہے اور اس سردی میں بیوی حاملہ بھی تھی اور ان کو گرمی کی ضرورت تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ تم بیٹھو، میں تمہارے لیے آگ ڈھونڈنے جاتا ہوں۔ چنانچہ آگ ڈھونڈنے کے لیے گئے اور آگے سے پیغمبری مل گئی۔ تو معلوم ہوا کہ اہلِ خانہ کی تکلیف کو تکلیف سمجھا اور اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے گئے تو اللہ نے سب سے بلند نعمت عطا فرما دی۔

طلاق میں بھی خیر خواہی:

بیوی سے کہا کہ خاوند سے محبت کا سلوک رکھو اور خاوند سے کہا کہ تم بیوی کے ساتھ محبت کا سلوک رکھو، تاکہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار کی زندگی گزاریں۔ حتیٰ کہ یہاں تک فرمایا کہ اگر تم نے طلاق بھی دینی ہے تو (ذرا

www.besturdubooks.wordpress.com

تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ)) طلاق دیتے ہوئے بھی تم آپس میں خیر خواہی کو مت بھول جانا۔ تو جب جدا ہوتے ہوئے بھی اچھے سلوک کا حکم دیا تو ملاپ میں شریعت کتنے حسن و سلوک کا تقاضا کرتی ہوگی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ماتحتوں کے وکیل بنیں گے:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ اپنے ماتحتوں کے حقوق ادا نہیں کرے گا، ذمیوں کا، بیوی کا، تو قیامت کا دن ہوگا اور وہ ماتحت اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔ فرمایا گیا:

((اَنَا حَجِیْجُ الَّذِیْ فَکَیْفَ الْمُؤْمِنُ))

”(قیامت کے دن) نبی علیہ السلام ذمی کے وکیل بنیں گے تو مومن کی کیا شان ہوگی۔“

اب ذرا سوچنے کی بات ہے کہ قیامت کے دن اگر بیوی نے گریبان پکڑ لیا کہ یہ مجھے ستاتا تھا، خاوند میرا تھا اور یہ بھاگتا تھا اوروں کے پیچھے۔ میں کام کہتی تھی، اسے یاد ہی نہیں رہتا تھا، میں گھر میں پریشان رہتی تھی۔ اب اس کا جواب ہم قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے سامنے کیا دے سکیں گے؟ ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔

اولاد کے ساتھ معاملہ

شریعت نے کہا کہ جس طرح اولاد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے اسی طرح ماں باپ بھی اولاد کا خیال رکھیں۔ شریعت نے اتنا خیال رکھا کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نماز ادا فرما رہے تھے تو آپ نے مختصر نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا اور

فرمایا:

إِنِّيْ لَأَقُوْمُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَ أَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيْهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ صَبِيٍّ فَأَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمِّهٖ

''میں نماز پڑھ رہا تھا اور میرا دل چاہتا تھا کہ میں ذرا لمبی نماز پڑھوں لیکن جب میں نے ایک چھوٹے بچے کے رونے کی آواز سنی تو چاہنے کے باوجود میں نے اپنی نماز کو مختصر کر دیا کہ بچے کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کو تکلیف نہ پہنچ رہی ہو۔'' (بخاری، رقم:۶۶۶)

اب بتائیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ حالت نماز میں ہیں، اگر اس وقت بھی وہ ایک ماں کی تکلیف کا خیال فرماتے ہیں تو کیا ہم اپنے گھر میں، اپنی بیویوں اور بیٹیوں کی تکلیف کا خیال نہیں کر سکتے؟

نبی علیہ السلام عمومی طور پر عورتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرماتے تھے۔ ازواج مطہرات ایک مرتبہ اونٹوں پر سوار تھیں اور جا رہی تھیں اور انجشہ نامی ایک صحابی تھے جو اونٹوں کو بھگا رہے تھے۔ اونٹوں کو بھگائیں تو سوار کو ذرا مشقت ہوتی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَرْفِقْ يَا أَنْجَشَةُ! وَيْحَكَ بِالْقَوَارِيْرِ)) (بخاری، رقم:۵۷۷۴)

انجشہ! نرمی کرو اس لیے کہ سواریاں شیشے کی بنی ہوئی ہیں۔

شیشے کا لفظ ادا کر کے نبی علیہ السلام نے بات کرنے کا حق ادا کر دیا۔ بھئی! خواتین کا مزاج نرم ہوتا ہے، جسم نرم ہوتا ہے، وہ مشقت نہیں اٹھا سکتیں، تم ذرا ان کا خیال رکھو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قطع رحمی کا وبال:

اسی طرح شریعت نے کہا کہ آپ کی آپس میں رشتہ داریاں ہوں تو ان میں بھی نرمی کا معاملہ کرو۔ اس لیے صلہ رحمی کا بہت حکم دیا۔ جو انسان قطع رحمی کرتا ہے، رشتے ناطوں کو توڑتا ہے، اس کے بارے میں بڑی وعید آئی ہے۔ فرمایا کہ شب قدر میں اللہ تعالیٰ سب گناہگاروں کی بخشش کر دیتے ہیں، سوائے چند لوگوں کے۔ ان میں سے ایک وہ ہوتا ہے جو رشتے ناطوں کو توڑ دیا کرتا ہے۔

○ یتیموں کے ساتھ نرمی:

یتیموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم اور ترغیب دی گئی۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ رَجُلًا شَكٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ

"ایک صاحب نے نبی ﷺ کے سامنے اپنے دل کی سختی کا تذکرہ کیا۔"

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اِنْ اَرَدْتَ تَلْيِيْنَ قَلْبِكَ فَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ وَامْسَحْ رَاْسَ الْيَتِيْمِ)) (مسند احمد، رقم الحدیث: ۷۲۶۰)

"اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے تو تجھ کو چاہیے کہ یتیم کو کھانا کھلاؤ اور اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرو۔"

○ پڑوسیوں کے ساتھ نرمی:

شریعت نے کہا کہ تم اپنے پڑوسی کے ساتھ بھی نرمی کا معاملہ کرو۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ﴾ (المسلم رقم الحدیث:۶۲)

”وہ شخص جنت میں نہیں جا سکے گا جس کی ایذا سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو“

○ ساتھیوں کے ساتھ نرمی:

شریعت نے کہا کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھی نرمی کا معاملہ کرو، فرمایا:

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ (آل عمران:۱۵۹)

تو جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھی نرمی، ہمسایوں سے بھی نرمی، رشتہ داروں سے بھی نرمی، ماں باپ سے، اولاد سے، بیوی سے، تو معلوم ہوا کہ شریعت کی منشا یہ ہے کہ تم نرم ہی بن کر زندگی گزارو۔

○ حیوانات کے ساتھ نرمی:

حتیٰ کہ شریعت نے کہا کہ تم حیوانات کے ساتھ بھی نرمی کرو۔ ایک صحابی ﷛ اپنے اونٹ پر سوار تھے اور ایک جگہ کھڑے تھے اور کسی سے گفتگو کر رہے تھے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا تَتَّخِذُوا الدَّوَابَّ كَرَاسِيَّ﴾

”اپنے جانوروں کو کرسی نہ بناؤ“

﴿فَرُبَّ مَرْكُوبَةٍ عَلَيْهَا هِيَ أَكْثَرُ ذِكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ رَاكِبِهَا﴾

(مسند احمد رقم الحدیث:۱۵۰۹۲)

”ہو سکتا ہے کہ جس سواری پر تم سوار ہو کر بیٹھے ہو وہ سواری تم سے زیادہ اللہ کا ذکر کر رہی ہو“

www.besturdubooks.wordpress.com

تو جس شریعت نے جانوروں کے ساتھ بھی نرمی کا حکم دیا وہ کتنی خوبصورت شریعت ہوگی!

اللہ کی محبت کی نشانی:

حدیث پاک میں ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ أَهْلَ بَيْتٍ أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ))

(کنز العمال، رقم الحدیث: ۵۳۴۹)

"اللہ تعالیٰ جب کسی گھر والوں سے محبت کرتے ہیں تو ان کے اندر نرمی کو داخل فرما دیتے ہیں۔"

گھر کے اندر نرمی آ جاتی ہے۔ بیوی خاوند کے ساتھ نرمی کرتی ہے، خاوند بیوی کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہے، سب لوگ بہن بھائی ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتے ہیں۔ تو الفاظ پر غور کریں کہ جب اللہ محبت کرتے ہیں تو ان میں نرمی کو نازل فرما دیتے ہیں۔ اور اگر ہمارے گھروں میں بہن بھائیوں کی آپس میں نہیں بنتی، میاں بیوی کی آپس میں نہیں بنتی تو اس کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی نظر سے گویا محرومی ہو چکی ہے۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ رِفْقَهٗ فِيْ دُخُوْلِهٖ وَ خُرُوْجِهٖ وَ ارْتِدَاءِ ثَوْبِهٖ وَ خَلْعِ نَعْلِهٖ وَ رُكُوْبِ دَآبَّتِهٖ

"بندے کی نرم مزاجی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ بندہ کس طرح گھر میں داخل ہوتا ہے اور کس طرح گھر سے باہر نکلتا ہے، کیسے کپڑوں کو بدلتا ہے، کیسے اپنے جوتوں کو بدلتا ہے اور کیسے اپنی سواری پر سوار ہوتا ہے؟"

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر کام میں اس کی نرم مزاجی کا پتہ چلتا ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ جو نرم مزاج ہوگا جب وہ گھر میں داخل ہوگا تو مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوگا، الوداع ہوگا تو مسکراتے چہرے سے الوداع ہوگا۔ اگر کوئی چیز لینی دینی ہوگی تو نرمی کا معاملہ کرے گا۔

اللہ کی ناراضگی کی نشانی:

ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمایا:

((اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِاَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا اَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ وَ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِاَهْلِ بَيْتٍ شَرًّا حَرَمَ الرِّفْقَ))

"جب اللہ کسی گھر والوں کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان میں نرمی کو داخل فرما دیتے ہیں اور جب اللہ اگر کسی گھر والوں کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اللہ ان کو نرمی سے محروم کر دیتے ہیں۔"

حدیث مبارکہ میں ہے:

((مَا كَانَ الرِّفْقُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا نَفَعَهُمْ وَ لَا الْخُرْقُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا ضَرَّهُمْ)) (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ:۳/۸۲)

"جس قوم کے اندر نرمی ہے تو نرمی ان کو نفع پہنچاتی ہے اور اگر کسی قوم کے اندر سختی ہے تو وہ ان کو نقصان پہنچاتی ہے"

تو نرم مزاجی سے نفع اور سخت مزاجی سے نقصان پہنچتا ہے۔

بلکہ نبی ﷺ نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! اگر میری امت کا حاکم کوئی ایسا بنے کہ جو ان کے ساتھ نرمی کرے تو تو اس کے ساتھ نرمی فرما اور جو ان کے ساتھ سختی کرے تو اس کے ساتھ سختی

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا"

اگر حاکم وقت کے بارے میں نبی علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تو خاوند بھی تو گھر کا حاکم ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو گھر میں نرمی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ نرمی کریں گے، اور جو سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی سختی کا معاملہ فرمائیں گے۔

نرمی کی برکات:

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَلرِّفْقُ يُمْنٌ)) (شعب الایمان، رقم الحدیث: ۷۷۲۲)

"نرمی کے اندر برکت ہے"

مشائخ نے فرمایا:

مَنْ لَانَتْ كَلِمَتُهُ وَجَبَتْ مَحَبَّتُهُ

"جس کی گفتگو میں نرمی ہوتی ہے اس کی محبت واجب ہو جاتی ہے۔"

لوگ اس سے محبت کرتے ہیں، اگر نرمی کی وجہ سے پرائے بھی اپنے بن جاتے ہیں تو جو اپنے ہوں ان کے دلوں میں کتنی محبت آئے گی۔

فرمایا:

((اَلرِّفْقُ رَأْسُ الْحِكْمَةِ)) (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۲۵۸۱۷)

"نرمی حکمت کی بنیاد ہے"

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ! عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ)) (کنز العمال، رقم الحدیث: ۵۳۶۵)

"عائشہ تمہیں نرمی اختیار کرنی چاہیے"

چنانچہ ایک خبر میں یہ بات آئی:

www.besturdubooks.wordpress.com

فَإِنَّ الْعِلْمَ خَلِيلُ الْمُؤْمِنِ وَ الْحِلْمُ وَزِيرُهُ وَ الْعَقْلُ دَلِيلُهُ وَ الْعَمَلُ قَيِّمُهُ وَ الرِّفْقُ وَالِدُهُ وَاللِّينُ أَخُوهُ وَ الصَّبْرُ أَمِيرُ جُنُودِهِ

(کنز العمال، رقم الحدیث: ۲۹۷۳۲)

علم مومن کا خلیل، علم کا اس کا وزیر، عقل اس کی دلیل اور نرمی اس کا باپ ہے اور نرمی اس کا بھائی اور صبر اس کا لشکر ہے۔

ایک حدیث پاک میں فرمایا:

((لَمْ يَدْخُلِ الرِّفْقُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَ لَمْ يُنْزَعْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ)) (مسند احمد، رقم: ۱۳۵۳۱)

"جس کام میں نرمی ہوتی ہے وہ نرمی اس کام کو مزین کر دیتی ہے اور جس کام میں سے نرمی نکل جاتی ہے، اس کام کو عیب دار بنا دیتی ہے۔"

مزاجِ شریعت کو سمجھیے:

ایک حدیث پاک میں فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) (بخاری، رقم الحدیث: ۵۵۶۵)

"اللہ تعالیٰ ہر چیز میں نرمی کو پسند کرتے ہیں"

گفتگو میں، معاملات میں، ایک دوسرے کے ساتھ کرتے لین دین میں...... شریعت کا مزاج سمجھیے۔ کئی دفعہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ذکر کے اثرات کی وجہ سے طبیعت میں سختی آ گئی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوتا، یہ فقط شیطان کا دھوکا ہے۔ جو لوگ ذکر کرتے ہیں ان کی طبیعت میں سختی نہیں بلکہ ان کی طبیعت کے اندر نرمی آتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ کو بھی سکھایا اور ان کی شان قرآن میں بیان فرمائی کہ وہ آپس کے اندر رحیم و کریم

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔ اگر ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں تو ہمیں بھی آپس میں ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ کا نمونہ بننا چاہیے۔

دینداروں کی بڑی کوتاہی:

ان لوگوں کی بات تو کیا کرنی جو دین سے دور ہیں، جو دین پہ عمل کرنے والے ہیں ان کے جھگڑے ختم نہیں ہوتے۔ حیرت کی بات ہے کہ سارے گھر والے نمازی، دین پر چلنے والے، آپس میں ٹینشن ہوتی ہے، خاوند بیوی کو پریشان کرتا ہے، بیوی خاوند کو پریشان کرتی ہے۔ چنانچہ کئی مرتبہ عورتیں اپنے حالات سناتی ہیں، اتنا خاوندوں سے پریشان ہوتی ہیں کہ لگتا ہے ان کا نام ہے Misstention.com (مس ٹینشن ڈاٹ کام)۔ شروع سے آخر تک یہی باتیں۔ اس کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ ایسے بھی نہیں ہونا چاہیے۔ تو گویا گھر کے اندر بھی آپس میں نہیں بنتی۔

ذرا اور دیکھیے! مسجدوں میں آپ دیکھیں گے، ادھر بھی ٹوپی اُدھر بھی ٹوپی، ادھر بھی داڑھی اُدھر بھی داڑھی، ایک عقیدہ، ایک خدا، ایک رسول، آپس میں طبیعتیں ایک دوسرے سے نہیں ملتیں۔ لہٰذا ایک دوسرے سے جنگ چل رہی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ ہم نے دین کو سمجھا ہی نہیں ہوتا۔ دین کی بنیاد کو ہی نہیں سمجھا ہوتا کہ دین چاہتا کیا ہے؟ اسی لیے ہمارے بزرگوں نے فرمایا:

ملائے خشک و ناہموار نہ باشد

''تم ملائے خشک اور ناہموار مت بنو''

تمہیں دوسروں کے لیے Rough and Tough (کھردرا) بننا نہیں چاہیے۔ طبیعت کے اندر نرم مزاجی، طبیعت کے اندر خوبی ہونی چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نرمی سے محروم......خیر سے محروم:

حدیث پاک سنیے، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَنْ اُعْطِیَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ اُعْطِیَ حَظَّهٗ مِنَ الْخَیْرِ))

''جس کو اللہ تعالیٰ نے نرمی میں سے کچھ حصہ عطا کیا، اس کو خیر میں سے حصہ عطا کیا''

((مَنْ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهٗ مِنَ الْخَیْرِ))

''اور جس کو نرمی میں سے کچھ حصہ سے محروم کر دیا گیا تو خیر کے حصے سے وہ محروم ہو گیا۔''

ذرا اگلی بات دل کے کانوں سے سنیے! نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

((اَثْقَلُ شَیْءٍ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ))

(شعب الایمان، رقم:۸۰۰۲)

''قیامت کے دن مومن کے میزان میں جو سب سے بھاری چیز ہوگی، وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے۔''

یعنی قیامت کے دن اچھے اخلاق سے بھاری چیز اس کے نامۂ اعمال میں کوئی نہیں ہوگی۔ تہجد بھی پیچھے رہ گئی، نفل بھی پیچھے رہ گئے، صدقہ بھی پیچھے رہ گیا، سارے نفلی کام پیچھے رہ گئے۔ فرمایا: سب سے زیادہ بھاری عمل اگر قیامت کے دن ہوگا تو حسنِ خلق ہوگا۔ ایک حدیث پاک میں فرمایا:

((مَنْ یُّحْرَمُ الرِّفْقَ یُحْرَمُ الْخَیْرَ کُلَّهٗ)) (کنز العمال، رقم الحدیث:۳)

''جو نرمی سے محروم کر دیا گیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے گویا خیر سے ہی محروم کر دیا۔''

قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

مَنْ یُؤْتَی الرِّفْقَ فِی الدُّنْیَا یَنْفَعُهٗ فِی الْاٰخِرَةِ

(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۲۵۸۱۸)

''جس کو اللہ دنیا میں نرمی عطا فرماتے ہیں اس کا نفع وہ آخرت میں پالیا کرتا ہے۔''

نرمی کرنے والا اللہ کی رحمت کے سائے میں:

ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا:

((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُظِلَّهُ اللّٰهُ مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَیَجْعَلَهٗ فِیْ ظِلِّهٖ فَلَا یَكُوْنَنَّ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ غَلِیْظًا وَلْیَكُنْ بِهِمْ رَحِیْمًا))

(شعب الایمان للبیہقی، رقم: ۱۱۲۶۰)

''جو یہ چاہے کہ اللہ اس کو جہنم کی آگ سے قیامت کے دن اپنے سائے میں رکھے اس کو چاہیے کہ ایمان والوں کے ساتھ سختی کا معاملہ نہ کرے بلکہ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے۔''

تو جو اپنے بھائیوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے گا قیامت کے دن اس کو عرش کا سایہ نصیب کر دیا جائے گا۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَیْهِ النَّارُ))

''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کس بندے پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا جاتا ہے؟''

قَالُوْا: بَلٰی! یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ارشاد فرمایئے۔''

((قَالَ: عَلٰی كُلِّ هَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیْبٍ سَهْلٍ)) (صحیح ابن حبان، رقم: ۴۷۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

’’فرمایا: ہر اس بندے پر جو نرمی کرنے والا ہو، قریب کرنے والا ہو، آسانی کرنے والا ہو۔‘‘

جو آسانی کرنے والا ہو، محبت سے قریب کرنے والا ہو، نرمی کرنے والا ہو، اللہ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں: اس بندے پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا جاتا ہے۔

اپنا محاسبہ کیجیے:

اب اس آئینے میں اپنی شخصیت کو دیکھیں! ذرا سی کسی کی بات پہ غصے میں آجاتا ہے تو بے سینگ جانور بن جاتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں: تو مجھے جانتا نہیں، میں کون ہوں؟ یعنی نیک شریف لوگ، غصے میں ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ دوسرا بندہ حیران رہ جاتا ہے۔

رمضان المبارک کی بات ہے کہ ایک خاتون کہنے لگی: میرے خاوند کی تہجد سال میں کبھی قضا نہیں ہوتی لیکن طبیعت ایسی ہے کہ ذرا سی بات پہ غصہ آجاتا ہے تو مجھے ماں بہن کی ننگی گالیاں دیتا ہے۔ اس کی تہجد کا اللہ کے ہاں کیا مرتبہ ہوگا جو ماں بہن کی ننگی فحش گالیاں دیتا ہے؟ تو ہم مزاجِ شریعت کو سمجھیں، منشائے خداوندی کو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؟ اللہ کے حبیب کیا چاہتے ہیں؟

نبی علیہ السلام کا مشفقانہ اندازِ تربیت:

اب ذرا غور کیجیے! نبی علیہ السلام کی سنتوں پر عمل کرنے کا شوق ہوتا ہی ہے راہِ سلوک کے سالکین میں ...... نبی علیہ السلام کی شخصیت مبارکہ کیسی تھی؟ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں لڑکا تھا، نبی علیہ السلام کی خدمت میں دس سال رہا۔ دس سال میں مجھے نبی علیہ السلام نے نہ کبھی ڈانٹا، نہ کبھی مارا، نہ کبھی مجھ سے بات کرنا چھوڑی، کبھی بھی دس سال میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ایسا نہیں ہوا۔ اور فرماتے ہیں کہ میں غلطیاں بھی کرتا تھا، نبی ﷺ اصلاح بھی فرماتے تھے۔ غلطیاں کیسی تھیں؟ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھے انگور کا گچھا دیا کہ جاؤ! نبی ﷺ کو دے کر آؤ۔ تو میں لے کر چلا، راستے میں خیال آیا کہ انگور کھٹے ہیں یا میٹھے؟ تو میں نے ایک انگور کھایا تو وہ مزے کا لگا، پھر میں نے دوسرا کھا لیا۔ اب میں چلتا بھی جا رہا ہوں اور ایک ایک کر کے انگور بھی کھاتا جا رہا ہوں۔ نبی علیہ السلام کے گھر پہنچنے سے پہلے سارے انگور ختم ہو گئے۔ میں وہاں چپ ہو گیا، کسی کو کچھ نہیں بتایا۔

کچھ دن گزرے، میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ بات چیت کے دوران انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ میں نے انگوروں کا جو گچھا بھیجا تھا وہ انگور کیسے تھے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: مجھے تو نہیں ملے۔ آپ سمجھ گئے کہ معاملہ درمیان میں کیا ہوا؟ فرمایا کہ جب میں سامنے آیا تو نبی علیہ السلام نے میرا کان پکڑا اور یوں کر کے کہا: انس! میرے انگور کا گچھا نکالو اور مسکرائے بھی۔ تو اصلاح بھی فرما دی مگر اتنی محبت سے کہ بچے کو ڈر نہیں لگا، وحشت نہیں ہوئی، خوف نہیں آیا کہ میرے ساتھ کیا بنے گا؟ بچہ جو تھا۔ تو فرمایا کہ میرا کان پکڑتے اور کئی مرتبہ ایسا ہوا جب میں پاس جاتا تو میرا کان پکڑ کر کہتے: میرے انگور کا گچھا کہاں ہے؟ اور مسکراتے بھی تھے۔ اور نبی علیہ السلام کی مسکراہٹ میرے دل کو خوش کر دیا کرتی تھی...... یہ بھی دوسرے کی اصلاح کا ایک طریقہ ہے کہ دس سال تک مارنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔

قاری یا قہاری:

اور آج کل تو توبہ، دین پڑھانے والے، قرآن پاک پڑھا رہے ہیں اور طبیعتوں کے اندر اتنی سختی کہ قاری صاحب قہاری صاحب بنے ہوتے ہیں۔ ہم نے ایک مرتبہ

اپنے مدرسے میں کہا: بھئی! طلباء کو مارنا نہیں، بس سمجھاؤ۔ تو میں نے اساتذہ کو بھی سمجھایا کہ دیکھو! ہاتھ انسان تب اٹھاتا ہے جب شکست مان لیتا ہے کہ میں زبانی سمجھانے میں ناکام ہو گیا ہوں۔ جب استاد اپنی شکست تسلیم کر لیتا ہے کہ میں اس کو زبانی سمجھانے سے فیل ہو گیا ہوں، پھر ہاتھ اٹھاتا ہے۔ لہٰذا ماریں نہیں۔ تو ہم نے دیکھا کہ ڈنڈا تو بند ہو گیا لیکن اس کے ساتھ مکے مارنا، کان کھینچنا اور مختلف طریقوں سے بچوں کو غلطیوں پر سزا دینا پھر بھی رہا۔ ہم نے اور سختی کی کہ جی نہیں، بالکل ایسا نہیں کرنا۔ پھر ہمیں پتہ چلا کہ جی انہوں نے ڈنڈا تو چھوڑ دیا، ایک چھوٹا سا پائپ ساتھ رکھ لیا ہے تاکہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے کہ یہ کس کام آتا ہے۔ اور بچے کی جب غلطی نکلتی تو بچے کو پائپ سے مارتے ہیں۔

پھر ایک دن میں حاضر ہوا، میں نے قاری صاحب سے عرض کیا کہ براہ مہربانی آپ یہ بھی نہ کریں۔ کہنے لگے: جی کیا کریں؟ پہلے غلطیاں کرتے تھے، ایک تھپڑ لگا دیتے تھے سیدھے ہو جاتے تھے۔ پھر ایسا وقت آیا کہ مکا لگانے سے بھی ٹھیک نہیں ہوتے تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ ڈنڈے سے مارتے تھے، پھر بھی ٹھیک نہیں ہوتے تھے۔ میں نے کہا: قاری صاحب! اب اگر ان کی غلطی نکلے تو ان کو گولی مارا کریں۔ او خدا کے بندے! کچھ تو عقل کرو! بچہ ہے سختی کا معاملہ کریں گے تو بچے کو کچھ یاد بھی ہوگا تو بھول جائے گا۔ یہ کیا طریقہ ہوا کہ ہر بات پہ تھپڑ، ہر بات پہ ڈنڈا۔ مزاج شریعت کا تو پتہ ہی نہیں ہے۔ ایسے بھی تو ملک ہیں جہاں مارنا قانوناً منع ہے۔ ہم نے دیکھا کہ وہاں بھی بچوں کی اچھی تربیت ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں طبیعت کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

یہاں شیطان ایک دھوکا دیتا ہے، کہتے ہیں کہ ’’جی بس طبیعت میں جلال بہت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے‘‘۔ یہ شیطان کا پکا دھوکا ہے۔ ذرا سوچ لیں، ہماری طبیعت میں جلال ہے، اگر اللہ نے بھی ہمارے ساتھ قیامت والے دن جلال والا معاملہ کر دیا تو پھر کیا ہوگا؟

عذر قبول کرنا چاہیے:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص دنیا میں دوسروں کے ساتھ نرمی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ساتھ نرمی کرے گا۔ جو دوسروں کے عذر کو جلدی مان لے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عذر کو جلدی قبول فرمائیں گے۔ سبحان اللہ!

اگر کسی آدمی سے کوئی غلطی ہو جائے اور احساس ہونے پر اب وہ دوسرے سے معافی مانگے تو شریعت کہتی ہے کہ اس بندے کو چاہیے کہ اسے معاف کر دے۔ حدیث مبارکہ سنیے! نبی علیہ السلام نے فرمایا:

’’اگر کوئی بندہ غلطی کر لے اور دوسرے سے معافی مانگے اور جس سے معافی مانگی وہ کہے کہ جی! میں تجھے معاف نہیں کرتا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ معاف نہ کرنے والا شخص، قیامت کے دن حوض کوثر پر میرے سامنے مت آئے۔‘‘

نبی علیہ السلام اس کی شکل دیکھنا پسند نہیں فرماتے کہ یہ میرے امتی کو معاف نہیں کرتا اور قیامت کے دن میری شفاعت کی تمنا رکھتا ہے۔

اکابر کی نرم مزاجی:

سوچیے! کہ شریعت کیا چاہتی ہے؟ شریعت معافی کو پسند کرتی ہے، نرمی کو پسند کرتی ہے، محبت کو پسند کرتی ہے۔ چنانچہ ہمارے بزرگوں کی زندگی ہمارے لیے مشعل

www.besturdubooks.wordpress.com

راہ ہے۔

⊙ ..... ایک بزرگ تھے۔ وہ اپنی بد خلق بیوی کو طلاق نہیں دیتے تھے۔ حالانکہ بیوی بد زبان بھی تھی اور بہت زیادہ تنگ بھی کرتی تھی۔ تو کسی نے پوچھا کہ حضرت! اس مصیبت سے جان ہی چھڑالیں۔ فرمانے لگے: میں اس لیے طلاق نہیں دیتا کہ تنگ کرتی ہے تو میں تو اس کی تلخی ترشی کو برداشت کر لیتا ہوں، طلاق دے دوں گا تو کسی اور سے نکاح ہوگا پھر اس کو تنگ کرے گی۔ چنانچہ میں اس تلخی کو برداشت کر کے اپنے کسی مسلمان بھائی کو اس کی تلخی سے بچا لیتا ہوں۔ کیا خوبصورت سوچ ہے۔ سبحان اللہ!

⊙ ..... ایک بزرگ تھے۔ بیوی سے بہت تنگ تھے، مگر شکایت نہیں کرتے تھے۔ ایک موقع ایسا آگیا کہ بیوی نے خود ہی طلاق مانگ لی تو انہوں نے طلاق دے دی۔ کسی نے کہا: جی! وہ بہت بری تھی، اچھا ہی ہوا طلاق لے کر چلی گئی۔ فرمانے لگے: جب بیوی تھی تو میں نے اس وقت زبان سے اس کی برائی نہ کی، اب تو وہ الگ ہوگئی اب میں اس کی برائی کیسے کر سکتا ہوں؟

⊙ ..... نبی ﷺ کی شخصیت مبارکہ میں ایسی مقناطیسیت تھی کہ صحابہ ؓ میں سے ہر بندہ سمجھتا تھا شاید نبی ﷺ مجھ سے سب سے زیادہ محبت فرماتے ہیں۔ ایسی طبیعت تھی اور جو متبع سنت بننے کی تمنا رکھتا ہے اس کو ایسے ہی بننا پڑے گا۔ ایسے محبتیں تقسیم کرے کہ ہر بندہ سمجھے کہ سب سے زیادہ محبت تو مجھ سے ہی ہے۔

⊙ ..... ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی وفات ہوگئی تو ان کی بیوی نے یہ بات کہی..... ذرا غور سے سنیے!..... فرماتی ہیں کہ میرے میاں تو اتنے نرم مزاج تھے کہ زمین پر بھی اتنی نرمی سے پاؤں رکھتے تھے کہ زمین کو بھی تکلیف نہ پہنچے۔ اور اگلی

www.besturdubooks.wordpress.com

بات عجیب کہی کہ میرے خاوند نے ساری زندگی مجھ سے کبھی لہجہ بدل کر بات نہیں کی۔ ورنہ ہوتا تو یہ ہے کہ عام حالات میں تو محبت کے لہجے میں بات کرتے ہیں اور ذرا طبیعت کے اندر غصہ ہوا تو لہجہ بدل جاتا ہے، آواز بدل جاتی ہے۔ تم یہ ہوا ور تم وہ ہو۔ تو فرمانے لگیں کہ میرے خاوند نے ساری زندگی مجھ سے کبھی لہجہ بدل کر بات نہیں کی۔ یہ لوگ ہیں جنہوں نے سلوک کو سیکھا ہوتا ہے۔

ریشم کی طرح نرم یا انگارے کی طرح گرم:

نبی ﷺ رحمۃ للعالمین تھے۔ جو اُن کی اتباع کرتا ہے اس کو ان کی رحمت میں سے حصہ مل جاتا ہے۔ پھر وہ رحیم و کریم بن کر محبتیں تقسیم کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم بھی آپس میں محبت اور پیار کی زندگی گزاریں۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

گھر میں ہو، دوستوں میں ہو، آپس میں ہو، مسلمان بھائیوں میں ہو تو انسان کو کیسا ہونا چاہیے؟ ریشم کی طرح نرم ہونا چاہیے۔ جیسے ریشم نرم ہوتا ہے۔ بندے کی طبیعت میں بھی ایسی نرمی ہونی چاہیے۔ اور آج تو ریشم کی طرح نرم ہونے کے بجائے یہ کیفیت ہے کہ

ہو حلقۂ یاراں تو انگارے کی طرح گرم

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ شریعت تو ہمیں ایسا بننے کے لیے نہیں کہتی بلکہ، شریعت کہتی ہے محبت و پیار کی زندگی گزارو۔ ؎

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

یہ خدا کا کنبہ ہے۔ اگر کوئی کسی کے کنبے کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے تو وہ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کا مضمون ہوتا ہے۔ جو اللہ کے بندوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرمائیں گے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اپنی طبیعتوں کے اندر نرمی پیدا کریں۔ اس کو سیکھیں، سختی کو چھوڑیں۔ اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نرمی پر وہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں جو رحمتیں وہ سختی پر نازل نہیں فرماتے۔

اظہارِ ناپسندیدگی کا طریقہ:

ہاں! شریعت کے معاملات میں کہیں کہیں انسان کو سختی بھی کرنی پڑتی ہے مگر وہ سختی بھی طریقے کی ہو۔ نبی ﷺ اگر کسی چیز کو ناپسند فرماتے تھے تو زبان سے کچھ نہیں فرماتے تھے۔ حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام خاموش ہو جاتے تھے، چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ اس طرح چہرے سے اندازہ ہو جاتا تھا کہ آپ کو یہ چیز ناپسند ہے (بخاری، رقم: ۵۷۳۲)۔ یہ بھی ایک طریقہ ہے۔ ہم بھی اسی طریقے کو اپنائیں اور اللہ سے دعا مانگیں کہ اللہ! نبی ﷺ کی طبیعت کے اندر جو رحمت تھی، اس میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی نصیب فرما دے، ہمیں اس رحمت سے محروم نہ فرمائے۔

میرا پیغام ہے محبت، جہاں تک پہنچے:

غور کرنے کی بات ہے کہ اگر بنی اسرائیل کی بدکار عورت ایک کتے کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتی ہے اور اس پیاسے کتے کو پانی پلا دیتی ہے تو اللہ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ ہم اگر گھر کے بھوکے یا پیاسوں کا خیال رکھیں گے یا ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کتنا خیر کا معاملہ فرمائیں گے۔

فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لیے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ زندگی تو اتنی چھوٹی ہے اگر محبتوں میں گزار دیں تو بھی تھوڑا وقت ہے۔ پتا نہیں نفرتوں کے لیے ٹائم کہاں سے نکل آتا ہے؟ اس لیے آج کی اس محفل میں: ع

میرا پیغام ہے محبت ، جہاں تک پہنچے

اپنی زندگیوں میں الفت و محبت کو پیدا کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی ﷺ کی طرح رحمت بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور زحمت بننے سے محفوظ فرمائے۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن معافی عطا فرمائے تو ہم بھی اللہ کے بندوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کریں تاکہ قیامت کے دن اللہ رب العزت ہمارے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رفیق ہیں، رفق کو پسند کرتے ہیں۔ یہی ساری بات کا لب لباب ہے، اس کو یاد کر لیجیے، گھر والوں کو بھی بتائیے! اس کے تذکرے بھی کیجیے اور اللہ سے یہ نرمی طبیعتوں میں پیدا ہونے کی دعائیں بھی کیجیے۔ اللہ ہم پر احسان فرمائے اور ہمیں یہ نعمت عطا فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ۝﴾

(الاعلیٰ:۱۶،۱۷)

زہد کی حقیقت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 24 فروری 2012ء بروز جمعہ، 1 ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

موقع: بیان جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ایک حدیث مبارکہ ہے جو آج کے اس پورے عنوان کا سبب بنی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ))

"تو زہد اختیار کر اللہ تم سے محبت فرمائیں گے"

سوچیے تو سہی کہ کیا زندگی کا حسن ہے کہ انسان ایسا بنے کہ اللہ اس سے محبت فرمائیں۔ آگے فرمایا:

((وَ ازْهَدْ فِيمَا اَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ))

"اور جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے ان سے تم زہد اختیار کرو لوگ تم سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔"

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

زہد کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ﴾ (الشوریٰ:۲۰)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى﴾ (النساء:۷۷)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ

﴿وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ﴾ (یوسف:۲۰)

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝﴾ (الاعلیٰ:۱۶،۱۷)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دنیا کا امتحان:

مرغابی ایک پرندہ ہے جو پانی پر بیٹھتا ہے، لیکن جب اڑنے کا وقت آتا ہے تو اس کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی کیونکہ اس کے پر اتنے چکنے ہوتے ہیں کہ پانی میں گیلے ہی نہیں ہوتے۔ وہ بیٹھتا پانی کے اوپر ہے لیکن جیسے ہی کوئی خطرہ ہوتا ہے تو وہاں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اڑنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر اس کے پر گیلے ہو جاتے تو وہ کبھی بھی اڑ نہ سکتا۔ اللہ رب العزت نے مومن کو بھی اسی طرح دنیا میں بھیجا کہ میرے بندے! دنیا میں جاؤ مگر اپنے پروں کو دنیا کے پانی سے تر نہ ہونے دینا۔ دنیا کی محبت تمہارے دل میں نہ آنے پائے، دنیا کی چمک دمک تمہارا دل نہ لبھائے۔ اسی کو شاعر نے کہا: ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز می گوئی کہ دامن تر نہ کن ہوشیار باش

"آپ نے مجھے لکڑی کے تختے سے باندھ کر ایک دریا کے درمیان میں تو ڈال دیا، ساتھ حکم بھی دے دیا کہ ذرا ہوشیار رہنا، تمہارا دامن پانی سے تر نہ ہو جائے۔"

اسی کا نام امتحان ہے کہ انسان دنیا میں رہے مگر دنیا میں اس کا دل نہ لگے، دل آخرت کے ساتھ جڑا رہے۔

زہد کا معنی:

اس کیفیت اور صفت کے لیے ایک لفظ استعمال ہوتا ہے "زہد"۔ عربی زبان میں "زہد" کا معنی یہ ہوتا ہے "کسی چیز سے کنارہ کشی کرنا"، "اعراض کرنا"۔ عَدَمُ الْمَیْلِ ..... توجہ نہ دینا۔ تو زہد کا لفظی معنی یہ ہوتا ہے کہ انسان دنیا کی چکا چوند کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اس کو کہا گیا:

زُهْدٌ عَنِ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتِهَا وَ زُخْرُفِهَا وَ بَهْجَتِهَا

"دنیا کی جھوٹی چمک سے، حسن اور خوشنمائی سے انسان کا دل متاثر نہ ہو"

www.besturdubooks.wordpress.com

زہد کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاحاً فرمایا گیا:

اَلزُّهْدُ هُوَ عَدَمُ تَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِالدُّنْيَا وَ شَهْوَاتِهَا وَ حُظُوْظِهَا وَ زِيْنَتِهَا وَ زُخْرُفِهَا

”زہد یہ ہے کہ دنیا کی زیب وزینت اور دنیا کی شہوات ولذات سے انسان کے دل کا تعلق نہ ہو۔“

زہد قرآن کی روشنی میں:

قرآن مجید کی ایک آیت ہے:

﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ﴾ (الحدید:۲۳)

”تاکہ جو تم سے فوت ہو گیا اس پر تم غم نہ کھایا کرو اور جو تمہیں دیا اس پر اترایا نہ کرو۔“

یہ آیت پوری کی پوری زہد کے صحیح معنی کو بیان کرتی ہے۔ اگر کوئی چیز ہاتھ سے جاتی رہے تو اس پر زیادہ افسوس نہ ہو اور ڈپریشن کا شکار نہ ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا کر دیں، کچھ خوشیاں دے دیں تو بندہ ان پر اترائے نہیں، آپے سے باہر نہ ہو۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تجارتی جہاز چلا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اطلاع ملی: حضرت! وہ جو فلاں تجارتی جہاز تھا وہ تو سمندر میں ڈوب گیا۔ حضرت خاموش رہے۔ سر جھکا لیا...... فرمایا: الحمدللہ! کچھ دیر بعد اطلاع آئی کہ وہ جہاز ڈوبتے ڈوبتے بچ گیا اور کنارے لگ گیا۔ جب یہ اطلاع ملی تو آپ نے پھر خاموشی اختیار فرمائی اور فرمایا: الحمدللہ! تو بتانے والے نے پوچھا: حضرت! نقصان کی خبر پر بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

الحمد للہ کہا اور کنارے تک پہنچنے کی خبر پر بھی الحمد للہ کہا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جب مجھے ڈوبنے کی خبر ملی تو میں نے دل میں جھانک کر دیکھا تو میرے دل میں اس بات پر کوئی افسوس نہیں تھا۔ اللہ دے تو ہم راضی ہیں، نہ دے تو ہم پھر بھی راضی ہیں۔ اور جب بچنے کی اطلاع ملی تو پھر اپنے دل میں جھانک کر دیکھا تو اپنے دل میں بہت خوشی محسوس نہیں کی، چنانچہ پھر میں نے کہا: الحمد للہ کہ میں اللہ کی عطا پر راضی ہوں۔ تھوڑا ملے..... نہ ملے..... یا زیادہ ملے ..... ہر حال میں اللہ پر راضی ہوں۔ زہد دل کی اسی کیفیت کو کہتے ہیں۔

زہد اکابرینِ امت کی نظر میں

زہد پر اکابرینِ امت اور مشائخ نے مختلف انداز سے کلام کیا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ زہد کسے کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

اَلزُّهْدُ اَنْ لَا يَسْكُنَ قَلْبُكَ اِلٰى مَوْجُوْدٍ فِي الدُّنْيَا وَ لَا يَرْغَبُ فِي مَفْقُوْدٍ مِنْهَا

''زہد یہ ہے کہ تمہارا دل ایسا ہو کہ جو تمہارے پاس ہے اس پر زیادہ خوش نہ ہو اور جو نہیں اس پر زیادہ رنجیدہ نہ ہو۔''

یعنی اللہ کے دیے ہوئے رزق پر راضی ہو اور دل میں ہوس نہ ہو۔ کیونکہ انسان کے دل میں ہوس ہوتی ہے جبکہ شریعت چاہتی ہے کہ ہوس ختم ہو جائے۔ اگر دل سے ہوس نکل جائے تو کوئی انسان مال کمانے کے لیے جھوٹ نہیں بولے گا، دھوکہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دے گا، چوری ڈاکہ نہیں کرے گا۔ یہ ہوس ہی ہے جو انسان کے دل کو گناہوں پر مجبور کر دیتی ہے۔ شریعت یہ چاہتی ہے کہ یہ مال کی ہوس ختم ہو جائے۔

وہیب المکی عِشیّہ:

وہیب المکی عِشیّہ سے پوچھا گیا کہ زہد کیا ہے؟

اَلزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَا تَاْسٰي عَلٰي مَا فَاتَكَ مِنْهَا وَ لَا تَفْرَحَ بِمَا اٰتَاكَ مِنْهَا

''زہد یہ ہے کہ دنیا میں جو نہ ملے اس پر افسوس نہ ہو اور جو اس میں سے مل جائے اس پر زیادہ خوش نہ ہو۔''

یعنی جو اللہ نے تم کو دیا اس پر بہت زیادہ خوش نہ ہو کر آپے سے باہر ہو جاؤ، تکبر کے بول بولنے لگ جاؤ، عُجب میں پڑ جاؤ۔ اور جتنا نہیں ملا تم اس کے پیچھے ڈپریشن میں نہ چلے جاؤ، اگر یہ کیفیت ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تمہارے دل کے اندر زہد موجود ہے۔

حضرت جنید عِشیّہ:

حضرت جنید عِشیّہ سے زہد کے بارے میں پوچھا گیا:

انہوں نے جواب دیا:

خُلُوُّ الْاَيْدِيْ مِنَ الْاَمْوَالِ وَ الْقَلْبِ مِنَ التَّتَبُّعِ

''ہاتھ کو مال سے اور دل کو ہوس سے خالی کر دینا''

ہاتھ میں جو ہو وہ اللہ کے راستے میں خرچ کر کے ہاتھ کو خالی کر دینا اور دل میں مال کی ہوس نہ رکھنا کہ انسان اس کے پیچھے لگ جائے۔ کئی ہوتے ہیں جو ننانوے کے چکر میں..... کھڑے سوچتے رہتے ہیں..... سونے لگتے ہیں تو آخری خیال مال کا، سو

www.besturdubooks.wordpress.com

کر اٹھتے ہیں تو پہلا خیال مال کا ، دل ایسا نہ ہو۔

ابوبکر رزاق رحمۃ اللہ علیہ:

ابوبکر رزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ زہد کے کیا معنی ہیں؟ تو فرمانے لگے کہ زہد کے تین حرف ہیں ”ز“ ، ”ہ“ اور ”د“

ز سے مراد۔ تَرْكُ الزِّيْنَةِ...... زینت کو ترک کر دینا۔

یہ جو نمائش اور دکھاوے کی خاطر انسان بنتا سنورتا ہے، اس کو چھوڑ دینا۔

ہ سے مراد...... تَرْكُ الْهَوٰی...... ہوا (خواہشات) کو چھوڑ دینا۔

د سے مراد...... تَرْكُ الدُّنْيَا...... دنیا کو چھوڑ دینا۔

رویم رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: زہد کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا:

اِسْتِصْغَارُ الدُّنْيَا وَ مَحْوُ آثَارِهَا مِنَ الْقَلْبِ

”دل میں دنیا کا چھوٹا پن ہو اور دل اس کے اثرات سے خالی ہو“

واقعی! آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کیا حیثیت ہے؟ جب دل میں دنیا بھری ہوتی ہے تو پھر انسان مسجد کے دروازے کے ساتھ دکان چلا رہا ہوتا ہے، لیکن نماز کے لیے مسجد میں نہیں آتا۔ پھر نمازیں قضا ہوتی ہیں۔ پھر اس کے لیے زکوٰۃ کا دینا بوجھ ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ دل میں دنیا کا چھوٹا پن ہو اور دل اس دنیا کے اثرات سے خالی ہو۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رجب سے زہد کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

قِلَّةُ شَانِ الدُّنْيَا وَ الْاِعْرَاضُ عَنْهُ لِاحْتِقَارِهَا

''دل میں دنیا کی شان کم ہونا اور اس کی حقارت کی وجہ سے بندے کا اس سے کنارہ کر لینا، یہ زہد ہے۔''

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

اَلزُّهْدُ هِيَ تَرْكُ مَا يَشْغَلُكَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ

''جو چیز بھی تمہیں اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے تو اس کا ترک کرنا زہد ہے''

یعنی جو چیزیں تمہیں اللہ سے غافل کر دیتی ہیں اور دنیا میں مشغول کر دیتی ہیں اور جن کی وجہ سے تمہیں اللہ بھول جاتا ہے، ان چیزوں کو چھوڑ دینا۔

ابن الخفیف رحمہ اللہ:

ابن الخفیف رحمہ اللہ فرماتے تھے:

اَلزُّهْدُ وُجُوْدُ الرَّاحَةِ فِي الْخُرُوْجِ مِنَ الْمِلْكِ

''ملکیت میں سے کوئی چیز نکلتے ہوئے راحت ہونے کا نام زہد ہے''

بندے کی ملک میں جو چیز ہے اس کو خرچ کرنے سے اگر دل میں خوشی ہوتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ دل کے اندر زہد موجود ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ:

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَصْلُ الزُّهْدِ الرِّضَاءُ عَنِ اللّٰهِ

''زہد کی اصل یہ ہے کہ انسان (ہر کام میں) اللہ ہی کی رضا چاہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلزُّهْدُ الثِّقَةُ بِاللّٰهِ مَعَ حُبِّ الْفَقْرِ

''اللہ پر اعتماد ہو اور دل کے اندر فقر کی محبت ہو''

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ:

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلزَّاهِدُ حَقًّا مَنْ يُّخْلُوْا قَلْبُهٗ عَنِ الْمُرَادَاتِ كَمَا تَخْلُوْ يَدُهٗ مِنَ الْاَسْبَابِ

''زاہد وہ ہوتا ہے کہ جس طرح اس نے اپنے ہاتھ کو اسباب سے خالی کر لیا، اسی طرح اپنے دل کو بھی ہوس اور تمناؤں سے خالی کر لے۔

ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں:

اَلزُّهْدُ يُوْرِثُ السَّخَا بِالْمِلْكِ

''زہد مال کے معاملے میں انسان کے اندر سخاوت پیدا کر دیتا ہے۔''

چنانچہ جس کے اندر سخاوت نفس ہو وہ زاہد ہوتا ہے۔

حتیٰ کہ فرماتے ہیں:

لَوْ قَطَعَ اللّٰهُ الرِّزْقَ عَنْكَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَمْ تَضْعُفْ نَفْسُكَ

''اگر تین دن بھی تمہیں کھانے کو کچھ نہ ملے پھر بھی اللہ کے بارے میں تمہارے دل میں کوئی کمزور خیال نہ آئے۔''

ہم تو کھاتے بھی ہیں پھر بھی شکایتیں کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اگر تین دن تک کچھ بھی نہ ملے تو پھر بھی کوئی حرف شکایت زبان پر نہ آئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلزُّهْدُ تَرْكُ مَا لَا يَنْفَعُ فِي الْآخِرَةِ

”زہد یہ ہے کہ جس چیز کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں اس چیز کو چھوڑ دینا۔“

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا قِصَرُ الْأَمَلِ لَيْسَ بِأَكْلِ الْغَلِيظِ وَ لَا يَلْبَسُ الْعَبَاءَ

”امیدوں کو کم کر دینا ہے، روکھا کھانا اور عبا پہننے کو زہد نہیں کہتے“

یعنی زہد تمناؤں کو کم کر دینے کا نام ہے۔ یہ جو پلاننگ ہوتی ہے کہ ایک دکان ہے تو دوسری کیسی بنے گی اور تیسری کیسے بنے گی؟ ایک فیکٹری ہے تو دوسری کیسے لگے گی؟ ایکسٹینشن کیسے ہوگی؟ اور کاروبار کیسے بڑھے گا؟ ان امیدوں کو کم کر دینا، اس کا نام زہد ہے۔ روکھا کھانے سے اور ہلکا لباس پہن لینے سے کوئی انسان زاہد نہیں بنا کرتا۔

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ:

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلزَّاهِدُ مَنْ لَمْ يَطْلُبِ الْمَفْقُوْدَ حَتّٰى يَفْقِدَ الْمَوْجُوْدَ

”زاہد وہ ہوتا ہے کہ جب موجود ختم نہ ہو جائے مفقود (غیر موجود) کی تمنا اور حرص نہ ہو۔“

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلزَّاهِدُ حَقًّا لَا يَذُمُّ الدُّنْيَا وَ لَا يَمْدَحُهَا وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَ لَا يَفْرَحُ بِهَا اِذَا اَقْبَلَتْ وَ لَا يَحْزَنُ عَلَيْهَا اِذَا اَدْبَرَتْ

''زاہد وہ ہے کہ دنیا جب اس کی طرف متوجہ ہو (خوب مال ملے) تو وہ بندہ نہ دنیا کی مدح کرتا ہے، نہ اس کی مذمت کرتا ہے، نہ اس کی طرف دیکھتا ہے۔ اور جب دنیا پیٹھ پھیر کر چلی جائے تو اس پر غمگین نہیں ہوتا۔''

بعض دیگر مشائخ کا فرمان:

بعض نے کہا:

اَلزُّهْدُ تَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْ مِنَ الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا وَ اسْتِعْمَالُ مَا يَعْنِيْ

''لایعنی چیزوں کے استعمال سے پرہیز اور بقدر ضرورت چیز کا استعمال کرنا، یہ زہد ہے۔''

بعض نے کہا:

لَيْسَ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَ لَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَ لٰكِنْ اَنْ تَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدِ اللّٰهِ اَوْثَقَ مِنْكَ مِمَّا فِيْ يَدِكَ

''حلال کو حرام کر دینا یا مال کو ضائع کر دینے کا نام زہد نہیں ہے۔ زہد اسے کہتے ہیں کہ جو تمہارے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ تمہیں اس پر یقین ہو جو اللہ کے خزانے میں ہے۔''

بھئی! جب آٹا ختم ہو جائے پھر تو سب مانگتے ہیں۔ مزہ تو تب ہے کہ گھر میں آٹا بھی موجود ہو پھر بھی سجدے میں اللہ کے سامنے عاجزی کر رہا ہو کہ اللہ! میں آپ ہی سے مدد کا طلب گار ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

زہد کی ابتدا:

ابو صفوان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ زہد کی ابتدا کیسے ہوتی ہے؟

انہوں نے کہا:

اِسْتِصْغَارُ الدُّنْيَا

''دل میں دنیا کا چھوٹا ہو جانا''

یہ زہد کی ابتدا ہے۔ جب دل میں دنیا کی کوئی حقیقت ہو ہی نہ تو پھر وہ اس کی خاطر اعمال کو کیوں قربان کرے گا؟ پھر یہ دین سے کیوں پیچھے ہٹے گا؟

زہد کی انتہا:

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ زہد کی انتہا کیا ہے؟...... کیا عجیب بات ہے کہ ایک سے ابتدا پوچھی گئی، دوسرے سے انتہا پوچھی گئی...... انہوں نے جواب دیا:

اَنْ يَّكُوْنَ شَاكِرًا فِي الرَّخَاءِ وَ صَابِرًا فِي الْبَلَاءِ

''جب بندے کو نعمتیں ملیں تو شکر ادا کرے اور جب کوئی مصیبت آئے تو صبر کرے۔''

یہ زہد کی انتہا ہوا کرتی ہے۔

زہد کے تین درجے

ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلزُّهْدُ ثَلَاثَةُ اَصْنَافٍ

''زہد کی تین قسمیں ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلا درجہ:

اَلزُّهْدُ الْفَرْضُ

زہد جو فرض ہے، لازم ہے۔

زہد فرض یہ ہے کہ جو حرام کام ہیں ان کو چھوڑ دینا۔ یہ ہر ایک کے لیے فرض ہے۔

دوسرا درجہ:

اَلزُّهْدُ السَّلَامَةُ

زہد سلامہ۔

زہد سلامہ یہ کہ جو شبہات ہیں ان کو چھوڑ دینا۔ ایسی چیزیں جن کو چھوڑنے میں ہمارے لیے سلامتی ہے اور ہماری گناہ میں پڑنے سے حفاظت ہے۔

تیسرا درجہ:

اَلزُّهْدُ الْاَفْضَلُ (اعلیٰ درجے کا زہد)

حلال چیزوں میں بھی اگر انسان قناعت کر کے تھوڑے پر راضی ہو جائے تو یہ افضل ہے۔

فرماتے ہیں کہ پہلا درجہ عوام کے زہد کا ہے۔ دوسرا درجہ خواص کے زہد کا ہے اور تیسرا درجہ ہے عارفین کے زہد کا ہے۔

شریعت کے تین دائرے ہیں۔

...... ایک ہیں طیبات۔ شریعت نے ان کو حلال قرار دیا، بلکہ ان کا کرنا عبادت ہے۔

...... دوسری ہیں مباحات۔ شریعت نے ان کا اختیار دے دیا کہ ٹھیک ہے کر سکتے ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہاری مرضی ہے۔

......اور تیسری ہیں شہوات۔ شریعت نے شہوات کو حرام قرار دیا کہ ان کو چھوڑ دو۔

تو فرمایا کہ زہد یہ ہے کہ انسان شہوات کو بھی چھوڑ دے، مباحات سے بھی آنکھ بند کرلے اور طیبات میں بھی جو نصیب میں ہے اسی پر راضی ہو جائے۔

زہد کی حقیقت......دل کو دنیا سے فارغ کرنا:

زہد یہ نہیں کہ تم کام ہی کرنا چھوڑ دو، بندہ کہے کہ میں بڑا زاہد ہوں۔ بس آج کے بعد کام ختم۔ نہیں ہاتھ کام میں لگے رہیں لیکن دل کی جو اس کے ساتھ Attachment (تعلق) ہے وہ ختم ہو جائے۔

......ابن قیم رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ زہد کیا ہے؟ فرمایا:

اَلزُّهْدُ فَرَاغُ الْقَلْبِ مِنَ الدُّنْيَا لَا فَرَاغُ الْيَدَيْنِ مِنْهَا

{عدة الصابرين:۲۳۶}

''زہد دل کا دنیا سے فارغ ہو جانا ہے، ہاتھ کا دنیا سے فارغ ہو جانا نہیں ہے''

......احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اِنَّمَا الزُّهْدُ اَنْ تُفَرِّغَ قَلْبَكَ لِلْآخِرَةِ

''زہد یہ ہے کہ تو اپنے دل کو آخرت کے لیے فارغ کر دے''

بندہ دنیا کے کاموں میں لگا ہو مگر اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ ہمارے مشائخ جو وقوف قلبی کا خیال کرنے کے لیے کہتے ہیں، یہی تو ہے کہ دست بکار دل بیار، ہاتھ کام کاج میں مشغول اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو، عین دنیا کے کاموں میں لگے ہوئے بھی انسان اللہ سے غافل نہ ہو۔ اسی کا نام زہد ہے۔

......بعض نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلزُّھْدُ تَفْرِیْغُ الْقَلْبِ مِنْ شَوَاغِلِ الدُّنْیَا کَیْ تَصِلَ اِلٰی مَرْضَاۃِ رَبِّہٖ جَلَّ وَ عَلَا

''انسان کا دل دنیا کے مشاغل سے فارغ ہو تا کہ وہ اللہ کی رضا کو پا سکے''

⊙......شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: حضرت! زہد کیا ہے؟ انہوں نے بڑے پیارے الفاظ میں زہد کی تشریح کی۔ فرمانے لگے:

تَحْوِیْلُ الْقَلْبِ مِنَ الْاَشْیَاءِ اِلٰی رَبِّ الْاَشْیَاءِ

''دل کا اشیا کی جانب سے اشیا کے رب کی طرف متوجہ ہو جانا اس کا نام زہد ہے۔''

بعض نے کہا:

اِنَّ الزُّھْدَ سَفَرُ الْقَلْبِ مِنْ وَطَنِ الدُّنْیَا اِلٰی مَنَازِلِ الْاٰخِرَۃِ

''زہد یہ ہے کہ انسان کا دل دنیا کے وطن سے آخرت کے وطن کی طرف متوجہ ہو جائے۔''

اب ہمارے مشائخ جو ذکر سکھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تم ذکر کرو گے تو تمہیں رجوع الی اللہ ملے گا...... سیر الی اللہ...... سیر فی اللہ...... فنا فی اللہ...... وہ یہی تو ہے کہ انسان کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

مال و دولت کے باوجود انسان زاہد ہو سکتا ہے:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا:

اَیَکُوْنُ الْاِنْسَانُ ذَا مَالٍ وَّ ھُوَ زَاھِدٌ؟

''کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ انسان کے پاس مال پیسہ بھی ہو اور وہ زاہد بھی ہو؟''

پوچھنے والے نے بہت خوبصورت سوال پوچھا:

www.besturdubooks.wordpress.com

قَالَ نَعَمْ اِنْ كَانَ لَا يَفْرَحُ بِزِيَادَتِهٖ وَلَا يَحْزَنُ بِنُقْصَانِهٖ

”فرمایا: ہاں اگر وہ زیادتی پر خوش نہ ہو اور کمی پر غمگین نہ ہو“

مال میں اگر اللہ تعالیٰ زیادتی کر دیتے ہیں تو وہ خلاف شرع اس پر تعجب نہیں کرتا، بڑے بول نہیں بولتا اور اگر کمی ہوتی ہے تو وہ ڈپریشن کی وجہ سے نمازوں کو نہیں چھوڑتا۔ تو اس کا مطلب ہے کہ مال کے باوجود اللہ نے اس کو زہد عطا کیا ہے۔ اگرچہ Multimeliener (کروڑپتی) بھی ہو مگر زاہد بھی ہوگا۔ اس لیے کہ مال اس کی جیب میں ہے اس کے دل میں نہیں ہے۔ جب مال دل میں آجاتا ہے تب نقصان دیتا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ کشتی تیرنے کے لیے پانی ضروری ہے۔ پانی نہ ہوگا تو کشتی ریت پر تو نہیں تیر سکتی۔ تو کشتی کے لیے پانی ضروری ہے۔ مگر پانی تب فائدہ دیتا ہے جب پانی کشتی سے نیچے ہو کہ کشتی اس میں تیرتی رہے اور اگر وہ پانی کشتی کے اندر بھر جائے تو کشتی کے ڈوبنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی طرح مال انسان کے ایمان کے لیے اس دنیا میں ڈھال ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا)) (شعب الایمان، البیہقی: ۶۶۱۲)

”قریب ہے کہ تنگدستی تجھے کفر تک پہنچا دے“

جب پیسے کی ضرورت ہوتی ہے قرضے چڑھ جاتے ہیں تو پھر انسان ناامیدی کی باتیں کرنے لگتا ہے۔ پھر انسان کفریہ باتیں زبان سے نکالتا ہے۔ اس لیے مال آج کے دور میں انسان کے لیے ڈھال ہے۔ لیکن یہ جیب میں ہونا چاہیے دل میں نہیں ہونا چاہیے۔ اگر دل میں آجائے تو انسان مال کی پوجا کرنے لگتا ہے اور اللہ رب العزت کی عبادت کرنے کے بجائے مال کمانے میں دن رات لگا رہتا ہے۔ شریعت

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اس چیز کو نا پسند کیا۔

بادشاہت میں بھی زہد:

پھر وہ فرماتے ہیں کہ

هٰذَا دَاوٗدُ وَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَدْ مَلَكَا الدُّنْيَا وَ كَانَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ

"سیدنا داؤد علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام دنیا کے بادشاہ تھے حکمران کا نام اللہ کے ہاں زاہدین میں شامل تھا۔"

تو کیسی بات ہے کہ دنیا کے بادشاہ بھی ہیں اور زاہدین میں بھی نام شامل ہے۔

نعمتوں کی ریل پیل میں بھی بندہ زاہد:

اس لیے امام ابوالعزائم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَزَوَّجْ اَجْمَلَ النِّسَاءِ وَ افْرِشْ اَفْخَرَ الْفِرَاشِ وَ كُلْ اَشْهَى الطَّعَامِ وَ اشْرَبْ اَشْهَى الشَّرَابِ هٰذَا لَا يُؤَثِّرُ فِیْ زُهْدِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ

"تم سب سے زیادہ خوبصورت عورتوں سے نکاح کرو، تم نرم ترین بستروں پہ رات کو سوؤ، لذیذ کھانے کھاؤ اور بہت ہی ذائقے دار مشروب پیو، اللہ کے ہاں یہ تمہارے زہد میں کمی کا باعث نہیں ہوتا۔"

کیونکہ ان چیزوں سے زہد وابستہ نہیں ہے، زہد اس سے وابستہ ہے کہ دل ان چیزوں میں کتنا لگا ہوا ہے۔ اگر دل اللہ کی طرف متوجہ ہے اور دل ہر کام شریعت کے مطابق کرنے کے لیے تیار ہے تو پھر مال کا ہونا ایسا ہی ہے جیسے انسان کے پاس مال

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے ہی نہیں۔

واقعہ:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ ایک آدمی کو دریا کے دوسرے کنارے کسی مقدمے کے لیے جانا تھا مگر اس کے پاس وقت کم تھا۔ جب دریا کے کنارے پہنچا، جس کو پار کر کے جاتا تھا، تو وہاں ذرا پانی زیادہ تھا اور کشتی بھی دستیاب نہیں تھی۔ اس نے دیکھا کہ کنارے پر ایک بزرگ بیوی بچوں کے ساتھ رہتے ہیں اور ذکر و عبادت میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا: جی! آپ دعا کر دیجیے کہ پانی مجھے راستہ دے دے، میں چلا جاؤں اور اپنا کام سمیٹ لوں۔ انہوں نے کہا کہ میرا ایک کام کر دینا اور میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں۔ پوچھا: جی! کیا کام؟ فرمایا: بھئی! یہ روٹی لیتے جاؤ اور دوسرے کنارے پر ایک اور بزرگ رہتے ہیں، ان کو دے دینا، اور واپسی پر پھر ان سے بھی دعا کروا لینا۔ اس نے کہا: جی! بہت اچھا۔ پوچھا: حضرت! دریا کیسے پار کروں؟ انہوں نے فرمایا: جب دریا کے کنارے پہنچو تو دریا کو کہنا کہ مجھے اس شخص نے بھیجا ہے جس نے کبھی اپنی بیوی سے ہمبستری ہی نہیں کی۔ بچے تو ان کے ماشاء اللہ کئی تھے، چھوٹے سے لے کر بڑے تک۔ وہ حیران تو ہوا لیکن چلا گیا۔ جا کر اس نے دریا کو کہا تو دریا نے راستہ دے دیا۔ دوسرے کنارے پر گیا، اپنا کام سمیٹا اور پھر ان بزرگوں کو وہ روٹی ہدیہ میں پیش کی۔ ان بزرگوں نے اس روٹی کو سیر ہو کر کھایا۔ پھر اس نے ان سے پریشانی کا اظہار کیا کہ حضرت! آتے ہوئے تو ان بزرگوں کی دعا اور برکت سے دریا نے راستہ دے دیا تھا اب واپس جانا ہے، اب میں کیا کروں؟ انہوں نے اسے کہا کہ جاتے ہوئے دریا کو کہنا: مجھے ان بزرگوں نے بھیجا ہے جس نے کبھی روٹی ہی نہیں کھائی۔ یہ بڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ لیکن جب اس نے یہی کہا تو دریا نے راستہ دے دیا۔

اب اس کا کام تو ہو گیا۔ مگر اس کے دماغ میں یہ معاملہ اٹک گیا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ مجھے ذرا اس کو جاننا چاہیے۔ اب پہلے والوں بزرگوں کے پاس آیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے کبھی بیوی سے ہمبستری ہی نہیں کی۔ تو بیوی کہیں پاس ہی تھی اس نے بھی سن لیا۔ تو وہ اونچی آواز سے کہنے لگی کہ کیا میرے اوپر الزام لگاتے ہیں؟ اگر اولاد آپ کی نہیں تو پھر کس کی ہے؟ تو تب انہوں نے وضاحت کی کہ اس بات کا معنی یہ ہے کہ میں نے جب بھی تمہارے ساتھ قربت اختیار کی، خواہش نفس کی وجہ سے نہیں کی بلکہ اس نیت کے ساتھ کی کہ تیرا حق ہے شریعت نے مجھے اس کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور جس بزرگ نے کھانا کھایا اگرچہ انہوں نے خوب کھایا مگر اس نیت سے کھایا کہ نبی ﷺ کا حکم ہے کہ ((وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ)) تمہاری جان کا تمہارے اوپر حق ہے۔ چنانچہ انہوں نے نفس کا حق سمجھ کر کھانا کھایا یہ ایسا ہی ہے جیسے انہوں نے کھانا کھایا ہی نہیں۔ کیونکہ

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) (صحیح البخاری:۱)

اس لیے قیامت کے دن کتنے امیر لوگ ہوں گے، فقرا کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور کتنے فقیر لوگ ہوں گے جو قیامت کے دن دنیا دار بلکہ دنیا کی پرستش کرنے والے لوگوں کے زمرے میں کھڑے ہوں گے۔ اس لیے کہ دل دنیا میں اٹکا ہوا تھا۔

زہد دنیا کو چھوڑنا نہیں، ماسوی اللہ کو چھوڑنا ہے:

بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الزُّهْدُ تَرْكَ الدُّنْيَا إِنَّمَا الزُّهْدُ أَنْ يَزْهَدَ فِيْ كُلِّ مَا سِوَى اللّٰهِ

”زہد دنیا کو چھوڑنا نہیں بلکہ اللہ کا جو ماسوی ہے اس کو چھوڑنا ہے۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

جو چیز بھی بندے کو اللہ رب العزت سے دور کر دیتی ہے اس کو چھوڑ دے، چاہے وہ مال ہے، چاہے وہ زراعت ہے، کاروبار ہے، بیوی ہے، یا کوئی اور چیز ہے۔ جو چیز بھی اللہ سے غافل کرتی ہے اس کو چھوڑنا اور اللہ سے واصل ہونا، یہ انسان کے لیے ضروری ہے۔

چنانچہ ذرا غور کیجیے!

⊙..... حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں فقیر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پوری زندگی زکوۃ ہی فرض نہیں ہوئی۔ مال جمع ہی نہیں کیا۔ آیا اور خرچ کر دیا..... آیا اور خرچ کر دیا۔ زکوۃ تو تب فرض ہو، جب نصاب کے برابر مال پورا سال رہے۔ تو رکھا ہی کچھ نہیں آپ نے۔ زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنے فقیر تھے مگر ان کا نام زاہدین میں شامل۔

اور دوسری طرف عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھیں اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دیکھیں، امیر لوگ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تو تجارتی مال کے سینکڑوں اونٹوں کے قافلے چلا کرتے تھے۔ مگر اتنے مال کے باوجود ان کا نام زاہدین میں شامل ہے۔

⊙..... سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی مثال دیکھیے: وہ نکاح کرتے تھے پھر طلاق دے دیتے تھے، پھر اور نکاح کرتے تھے پھر طلاق دے دیتے تھے، پھر نکاح کرتے تھے۔ تو عورتوں سے نکاح کرنے میں وہ اپنی مثال آپ ہیں، کسی دوسرے کی مثال ایسی نہیں۔ اتنا عورتوں سے نکاح کیا مگر ایک وقت میں چار یا اس سے کم بیویاں ہوتی تھیں۔ لیکن ان کا نام زاہدین میں شامل۔

اور دوسری طرف عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھیے۔ جب ان کو خلافت ملی تو انہوں نے اپنی بیوی سے اجازت لے لی کہ اب میں اللہ رب العزت کی مخلوق کے

www.besturdubooks.wordpress.com

کاموں میں مصروف ہو گیا ہوں تو میں تیرا حق ادا نہیں کر سکوں گا، تو مجھے حق معاف کر دے! تو ایک بیوی سے بھی حق معاف کروا لیا۔ یہ بھی زاہدین میں شامل، وہ بھی زاہدین میں شامل۔

⊙......سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے تو بعض اوقات اتنے مصروف ہوتے تھے کہ فرماتے تھے کہ میں نماز کی حالت میں فوجیوں کی صفوں کو درست کیا کرتا تھا۔ مصروفیت اتنی تھی حکمران کا نام زاہدین میں شامل۔

تو معلوم ہوا کہ مال کم ہونا یا مال زیادہ ہونا، عورت سے نکاح کرنا یا ترک کرنا، ان چیزوں کا نام زہد نہیں ہے۔ زہد یہ ہے کہ انسان جس حال میں بھی ہو اس کا دل دنیا سے کٹا ہوا اور اپنے اللہ سے جڑا ہو۔ اسی لیے فرمایا:

اَلزَّاهِدُ الَّذِیْ رَفَضَ الدُّنْیَا لِحُبِّ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ

''زاہد وہ ہے جو اللہ کی خاطر دنیا سے الگ ہو جائے''

زاہد سب سے بہترین انسان:

زاہد اللہ کے ہاں کتنا پسندیدہ ہے! ذرا سنیے! ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

لَئِنْ حَلَفْتُمْ لِیْ عَلٰی رَجُلٍ اَنَّهٗ اَزْهَدُكُمْ لَاَحْلِفَنَّ لَكُمْ اَنَّهٗ خَیْرُكُمْ

''اگر تم قسم کھا کر مجھے بتاؤ کہ فلاں بندہ سب سے زیادہ زاہد ہے تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ تم میں سے سب سے زیادہ بہتر ہے''

زہد اللہ رب العزت کو اتنا زیادہ پسند ہے۔

زہد کے فضائل میں ایک حدیث پاک سن لیجیے!

اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ اُوْتِیَ زُهْدًا فِی الدُّنْیَا وَ مَنْطِقًا فَاقْتَرِبُوْا مِنْهُ فَاِنَّهٗ یُلَقَّی الْحِكْمَةَ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اگر تم کسی بندے کو دیکھو کہ اس کو اللہ نے زہد عطا کر دیا اور گفتگو کا ملکہ عطا کر دیا، تو تم اس کے قریب ہو جاؤ اس لیے کہ اس کے اوپر حکمت کی باتیں القا ہوتی ہیں۔''

جس بندے کا دل مخلوق سے کٹا ہو، اللہ سے جڑا ہو۔ ایسے زاہد کے پاس جب تم جاؤ گے اور اس کی بات سنو گے تو اس کی زبان سے حکمت کے چشمے پھوٹیں گے۔

زاہد اور مزہد:

اچھا! دو لفظ ہیں۔ ایک ہے زاہد اور ایک ہے مزہد۔ مزہد اسے کہتے ہیں کہ جس کے پاس مال کم ہو۔ جیسے غریب آدمی جس کے پاس مال پیسا کم ہو، اللہ کو وہ بھی پسند ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُزْهِدٌ))

''انسانوں میں سب سے زیادہ افضل وہ مومن ہے جو غریب ہے''

یعنی وہ بندہ جس کا رزق دنیا میں اللہ نے کم رکھا ہو اور وہ اس کے اوپر راضی ہو جائے۔ وہ غریب انسان جس کو اللہ نے غربت میں رکھا اور وہ اس پر اللہ سے راضی ہے، فرمایا یہ انسانوں میں سب سے زیادہ افضل ہے۔

علما نے کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص اس دنیا میں اللہ رب العزت سے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے تھوڑے عملوں پر راضی ہو جائیں گے۔

اور بعض نے کہا کہ جب کوئی غریب یا فقیر آدمی جنت میں جائے گا تو اللہ تعالیٰ امیروں کی نسبت اسے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

اور علما نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ انسان کہ جو غریب بھی ہو اور نیک بھی ہو ایسا

انسان جب اللہ تعالیٰ کے پاس جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو رزق کے کم ملنے پر اس طرح معذرت کریں گے جس طرح کوئی دوست اپنے دوست کو کوئی چیز نہ دینے پر معذرت کر لیا کرتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلزَّاهِدُ قَلِيْلُ الرَّغْبَةِ فِي الدُّنْيَا وَ الْمُزْهِدُ قَلِيْلُ الْمَالِ

"زاہد وہ ہے کہ جس کی دنیا میں رغبت تھوڑی ہو اور مزہد وہ ہے جس کے پاس مال ہی تھوڑا ہو"

زہد علما کی شان ہے:

ایک اعرابی نے بصرہ کے لوگوں سے سوال پوچھا:

مَنْ سَيِّدُكُمْ

"تمہارا سردار تمہارا بڑا عالم کون ہے؟"

تو انہوں نے کہا: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔

وہ تابعین میں سے تھے اور بڑی شان تھی۔ بخاری شریف کے رواۃ میں ان کا نام بھی شامل ہے اور سہروردیہ، چشتیہ اور قادریہ تینوں سلسلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے آگے چلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد میں بیٹھ کر درس دیتے ہیں۔ انہوں نے سب کے درس بند کروا دیے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ حسن! تم درس دیا کرو۔ اتنے جلیل القدر صحابی نے جس کو درس دینے پر تعینات کیا، یہ وہ تابعی ہیں۔ ان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ بصرہ کے سردار ہیں۔ اعرابی نے پوچھا:

بِمَ سَادَكُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

''وہ تمہارے سردار کس طرح بنے؟''

لوگوں نے کہا:

اِحْتَاجَ النَّاسُ اِلٰی عِلْمِهٖ وَ اسْتَغْنٰی هُوَ عَنْ دُنْيَاهُمْ

''لوگ ان کے علم کے محتاج تھے اور انہوں نے لوگوں کی دنیا سے استغنا کیا''

اس لیے وہ سب کے سردار بن گئے۔ تو علما کو چاہیے کہ ان کی یہی شان ہو کہ لوگ تو ان کے علم کے محتاج ہوں اور ان کی نظر لوگوں کے مال پر نہ ہو، ان کی نظر اللہ کے فضل پر ہو، وہ جو کریں اللہ کی رضا کے لیے کریں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَدْرَكْتُ اَقْوَامًا لَا يَفْرَحُوْنَ بِشَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا اُوْتُوْهُ وَ لَا يَاْسَفُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِنْهَا فَاتَهُمْ وَ لَقَدْ كَانَتِ الدُّنْيَا اَهْوَنَ عَلَيْهِمْ مِنَ التُّرَابِ الَّذِيْ يَمْشُوْنَ عَلَيْهِ

''میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا (صحابہ کی جماعت کو) کہ جب ان کو دنیا ملتی تھی تو وہ اس کے اوپر خوشیاں نہیں مناتے تھے (جو خلاف شرع ہوں) اور اگر ان سے دنیا چلی جاتی تھی تو اس کے اوپر افسوس نہیں کرتے (و پریشان نہیں ہو جاتے) تھے۔ دنیا کی حقیقت ان کے نزدیک مٹی کی مانند تھی جس کے اوپر انسان چل رہا ہوتا ہے۔''

زاہدین اور عارفین:

حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ زہد کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَرْكُ الدُّنْيَا مَعَ ذِكْرِهَا صِفَةُ الزَّاهِدِيْنَ

''جو بندہ دنیا کے تذکرے تو کرے مگر دل میں دنیا سے محبت نہ ہو یہ بندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

زاہدین میں شامل ہے۔“

وَ تَرْکُهَا مَعَ نِسْيَانِهَا صِفَةُ الْعَارِفِيْنَ

”اور جس کا دل بھی کٹا ہوا اور زبان پر تذکرہ ہی نہ ہو یہ عارفین کی شان ہوتی ہے۔“

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا خطاب:

سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ جب مصر تشریف لے گئے تو انہوں نے وہاں جمعہ کا خطبہ دیا اور خطبے میں انہوں نے فرمایا:

مَا اَبْعَدَ هَدْيُكُمْ مِنْ هَدْيِ نَبِيِّكُمْ اَمَّا هُوَ فَكَانَ اَزْهَدَ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَ اَنْتُمْ فَاَرْغَبُ النَّاسِ فِيهَا

”لوگو! آج تمہاری سیرت، نبی علیہ السلام کی سیرت سے کتنی بعید ہوگئی کہ نبی علیہ السلام تو دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ زاہد تھے، اور تم دنیا میں سب سے زیادہ رغبت کرنے والے لوگ ہو۔“

تو دنیا سے رغبت رکھنے والا اللہ سے دور ہے اور دنیا سے کٹ کر اللہ کی طرف دل کو متوجہ رکھنے والا انسان اللہ کے قریب ہے۔

زاہدین کی پانچ علامات

حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خَمْسٌ مِنْ اَخْلَاقِ الزُّهَادِ

جو زاہدین ہوتے ہیں ان کے پانچ اخلاق ہوتے ہیں۔ پانچ طور طریقے یا

www.besturdubooks.wordpress.com

علامات ہوتی ہیں۔

(1) اَلشُّكْرُ عَلَى الْحَلَالِ

''حلال ملتا ہے تو شکر ادا کرتے ہیں۔''

(2) وَالصَّبْرُ عَنِ الْحَرَامِ

''اور حرام ملتا ہے تو صبر کرتے ہیں۔''

(3) وَ لَا يُبَالِي مَتٰى مَاتَ

''اور ان کو پروا نہیں ہوتی کہ کس جگہ پر موت آئے۔''

(4) وَ لَا يُبَالِيْ مَنْ اَكَلَ الدُّنْيَا

''اور ان کو یہ بھی پروا نہیں ہوتی کیا کھانے کو مل گیا۔''

مرغن غذا مل جائے تب بھی اللہ کا شکر، خشک روٹی مل جائے تب بھی اللہ کا شکر۔

(5) وَ يَكُوْنُ الْفَقْرُ وَ الْغِنٰى عِنْدَهٗ سَوَاءٌ

''مال ہونا یا نہ ہونا ان کے نزدیک برابر ہوتا ہے۔''

ان کے معمولات متاثر نہیں ہوتے۔ تہجد اور باقی عبادات اسی طرح رہتی ہے۔

اگر یہ علامات ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ یہ انسان صحیح معنوں میں زاہد ہے۔

سب سے عقلمند انسان کون ہے؟

جو انسان زاہد ہوتا ہے صحیح معنوں میں وہی عقلمند ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک بندے نے وصیت کی کہ جی میرا مال جو سب سے زیادہ توکل کرنے والے متوکلین ہیں ان میں تقسیم کیا جائے۔ اب فقہا سے پوچھا گیا: جی! سب سے زیادہ متوکل کون ہیں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

لوگ حیران تھے کہ یہ کیا جواب دیتے ہیں۔ فقہا نے کہا کہ جس مال کی وصیت کی گئی ہے وہ کسانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ پوچھا گیا: وہ کیوں؟ کہنے لگے کہ کسان سب سے زیادہ توکل کرنے والے ہوتے ہیں کہ وہ بیج ڈال دیتے ہیں، پانی دے دیتے ہیں اور اس کے بعد ان کی نظریں اللہ پر ہوتی ہیں:

مالی دا کم پانی دینا تے بھر بھر مشکاں پاوے
تے مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

کسان کی زندگی عجیب ہوتی ہے کہ زمین میں بیج تو ڈال دیتا ہے، پانی تو دے دیتا ہے لیکن پھل کے معاملے میں اب اللہ پر نظریں ہوتی ہیں۔ سو قسم کی بیماریاں آ سکتی ہیں، سو کی خرابیاں آ سکتی ہیں، پھل اچھا بھی ہو سکتا ہے اور پھل ختم بھی ہو سکتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ کسان زیادہ توکل کرنے والے ہوتے ہیں، ان میں مال تقسیم کرنا چاہیے۔

پھر دوسرا سوال آیا کہ اگر کوئی بندہ یہ وصیت کر کے مرے کہ میرا مال سب سے زیادہ عقل مند لوگوں میں تقسیم کیا جائے، عقلا میں تقسیم کیا جائے۔ تو فقہا نے جواب دیا کہ اگر اس نے یہ وصیت کی تو اس کا مال زاہدین میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس لیے کہ ان سے بڑا عقلمند کوئی نہیں جو بڑی نعمت (آخرت کی) خاطر دنیا کی چھوٹی چیز کو چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

طُوْبٰی لِلزَّاهِدِيْنَ فِي الدُّنْيَا وَ الرَّاغِبِيْنَ فِي الْآخِرَةِ

''مبارک ہو جو دنیا کے زاہد ہیں اور آخرت کی طرف راغب ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

أُولَئِكَ قَوْمٌ اتَّخَذُوا الْأَرْضَ بِسَاطًا وَ تُرَابَهَا فِرَاشًا وَ مَاءَهَا طِيبًا وَ الْكِتَابَ شِعَارًا وَالدُّعَاءَ دِثَارًا وَ رَفَضُوا الدُّنْيَا رَفْضًا

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ نے زمین کو بچھونا بنادیا اور اس کی مٹی کو بستر بنادیا اور کتاب ان کا شعار بن گئی، دعا ان کا اوڑھنے والا کپڑا بن گئی اور انہوں نے اللہ کی خاطر دنیا سے منہ موڑ لیا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زیادہ اجر پانے کی وجہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو!

أَنْتُمْ أَطْوَلُ صَلَاةً وَ أَكْثَرُ جِهَادًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ هُمْ كَانُوا أَعْظَمَ أَجْرًا مِنْكُمْ

"میں دیکھتا ہوں کہ تم صحابہ کرام سے زیادہ لمبی نمازیں پڑھنے والے اور زیادہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہو، لیکن وہ تم سے زیادہ اجر پانے والے تھے۔"

قَالُوا لِمَ "کہا: اس کی وجہ کیا ہے؟"

قَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا وَ أَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ

"کہا: صحابہ وہ لوگ تھے کہ دنیا سے انہوں نے دل کو کاٹ لیا تھا اور آخرت کے ساتھ جوڑ لیا تھا۔"

مفضل بن یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بحرین میں قریش کی ایک عورت تھی، وہ یہ کہا کرتی تھی:

لَوْ رَأَتْ أَعْيُنُ الزَّاهِدِينَ ثَوَابَ مَا أَعَدَّ اللَّهُ لِأَهْلِ الْإِعْرَاضِ عَنِ الدُّنْيَا لَذَابَتْ أَنْفُسُهُمْ شَوْقًا وَ اشْتِيَاقًا إِلَى الْمَوْتِ لِيَنَالُوا

www.besturdubooks.wordpress.com

''اگر زاہدین کو پتہ چل جائے کہ ان کی خاطر اللہ تعالیٰ نے آخرت میں کیا نعمتیں تیار کر دی ہیں تو یہ شوق میں آ کر موت کی تمنا میں تڑپنے لگیں۔''

زہد پیدا کرنے والے اسباب

چند اسباب ہیں جن سے انسان کے دل میں زہد پیدا ہوتا ہے۔

(۱) دنیا کی بے ثباتی پر غور کرنا:

اَلنَّظْرُ فِي الدُّنْيَا وَ سُرْعَةُ زَوَالِهَا وَفَنَاءِهَا

''دنیا کے زوال اور اس کے فانی ہونے کو پیشِ نظر رکھنا''

انسان سوچے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اور یہ کتنا جلدی انسان سے ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ڈھلتی چھاؤں ہے۔ اس کا کیا بھروسہ۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دنیا میں دیکھا۔ رات کو امیر ہیں صبح کو فقیر ہیں، رات کو وزیر ہیں صبح کو اسیر ہیں۔

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

دنیا کے مال پر انسان کیا بھروسہ کرے۔ جو نعمتیں بھی ہمارے پاس ہیں یہ ہمیشہ کے لیے نہیں ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ لے لی جائیں گی۔ یہ کارخانے، یہ زراعتیں، یہ دکانیں، یہ تمام چیزیں جن میں آج ہم زندگی گزارتے پھر رہے ہیں، یہ تمام چیزیں چھوڑ کر بالآخر ہر کسی کو جانا پڑتا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ آئے اور انہوں نے اپنی جنتیں سجائیں۔ نمرود نے جنت سجائی اور آخر چھوڑ کر چلا گیا۔ مصر کے بادشاہوں نے اہرامِ مصر بنوائے چھوڑ کر چلے گئے۔ تو دنیا کے زوال پر نظر کرے کہ اس ڈھلتی چھاؤں کی خاطر میں اپنے اللہ کو کیوں ناراض کروں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) آخرت کی نعمتوں کو سوچنا:

اَلنَّظْرُ فِي الْاٰخِرَةِ وَدَوَامِهَا وَبَقَائِهَا

''آخرت کی جو نعمتیں ہیں ان کے دوام اور بقا کو سوچے''

سوچے کہ آخرت کی نعمتیں کتنی بڑی ہیں کہ اگر زمین و آسمان کے درمیانی حصے کو رائی کے دانوں سے بھر دیا جائے، ایک پرندہ ہزار سال کے بعد آئے اور ایک دانہ کھائے، پھر ہزار سال کے بعد آئے اور دوسرا دانہ کھائے، ایک وقت آئے گا کہ بھی نہ بھی زمین و آسمان کے درمیان دانے ختم ہو جائیں گے، آخرت کی زندگی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ تو جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہاں اپنا ٹھکانہ بنانے کی فکر کرے گا۔

(۳) موت کو اکثر یاد کرنا:

اَلْاِكْثَارُ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ

''موت کو کثرت سے یاد کرنا''

موت کو کثرت سے یاد کریں تو اس سے بھی انسان کے اندر زہد آتا ہے۔ کیوں کہ جب پتہ ہے کہ ہم نے دنیا کو بالآخر چھوڑ ہی دینا ہے تو جو کچھ انسان کے پاس موجود ہے اسی پر قناعت کرے گا اور دنیا کی لذات وخواہشات میں نہیں پڑے گا۔

(۴) جنازوں میں شرکت کرنا:

تَشْيِيعُ الْجَنَائِزِ

''جنازوں کے پیچھے چلنا''

مرنے والوں کے جنازوں میں شرکت کرنا باعث اجر وثواب تو ہے ہی لیکن اس سے بندے پر ایک ایسی کیفیت آتی ہے کہ بندے کو اپنی عاقبت کی فکر لاحق ہو جاتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ جس طرح ہمارا یہ بھائی سب کچھ چھوڑ چھاڑ اپنی اصل منزل پر چلا گیا ہمیں بھی سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے چلے جانا ہے۔ تو ہم کیوں دنیا میں اپنا دل لگائیں؟

(۵) کثرت سے ذکر کرنا:

اِعْمَارُ الْاَوْقَاتِ بِالذِّکْرِ

''ہر وقت ذکر کے ساتھ وقت گزارنا''

کثرتِ ذکر سے بھی زہد آتا ہے۔ کیونکہ ذکر کی کثرت کرنے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے، شہوات میں اعتدال آتا ہے اور حرص اور ہوائے نفس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بندے کا دل دنیا سے بے طمع ہونے لگتا ہے۔

(۶) دین کو دنیا پر ترجیح دینا:

اِیْثَارُ الْمَصَالِحِ الدِّیْنِیَّۃِ عَلَی الْمَصَالِحِ الدُّنْیَوِیَّۃِ

''دنیا کے فائدوں پر دینی فائدوں کو ترجیح دینا''

جب انسان یہ ارادہ کر لیتا ہے کہ ہم نے ہر حال میں دین کو دنیا پر ترجیح دینی ہے تو اس سے بھی بندے کے اندر زہد پیدا ہوتا ہے۔

(۷) اللہ کے راستے میں خرچ کرنا:

اَلْاِنْفَاقُ وَکَثْرَۃُ الصَّدَقَاتِ

''اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور صدقات کی کثرت کرنا''

اللہ کے راستے میں کثرت سے مال خرچ کرتے رہنے سے بھی دل میں زہد پیدا ہوتا ہے۔

ایک نوجوان کسی بزرگ کے پاس آیا اور کہنے لگا: حضرت! مرنے سے بڑا ڈر

www.besturdubooks.wordpress.com

لگتا ہے۔ فرمایا: تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ کہنے لگا: جی حضرت!۔ فرمایا: بھئی اتم اللہ کی راہ مال خرچ کیا کرو اور اللہ سے دعا مانگا کرو۔ وہ چلا گیا اور اللہ کے راستے میں خرچ کرتا رہا۔ کچھ عرصے کے بعد پھر ملا۔ حضرت نے پوچھا: ہاں بھئی! سناؤ کیا حال ہے؟ کہنے لگا: حضرت! عجیب بات ہے، اب تو مرنے کو جی کرتا ہے۔ ایسے کیوں ہوا؟ انہوں نے فرمایا: بات یہ ہے کہ جہاں انسان کا سرمایہ ہوتا ہے، انسان کا دل وہیں لگتا ہے۔ پہلے تم نے آخرت کی تیاری نہیں کی تھی، آخرت میں کچھ بھیجا نہیں تھا تو آگے جانے سے ڈر لگتا تھا۔ جب تم نے مال خرچ کیا اور آگے جانے کا سرمایہ بن گیا تو اب تمہارا بھی وہیں جانے کو دل کرتا ہے۔

تو یہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا زہد پیدا کرنے کے لیے ایک کارگر نسخہ ہے۔

(۸) دنیا کی مجلسوں کو چھوڑ کر وعظ و نصیحت کی محفلوں کو اختیار کرنا:

تَرْكُ مَجَالِسِ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاِشْتِغَالُ بِمَجَالِسِ الْاٰخِرَةِ

”دنیا کی مجالس کو چھوڑنا اور آخرت کی مجالس کو اختیار کرنا“

دنیا کی جو زیب و زینت والی مجالس ہیں ان کو چھوڑے اور آخرت والی جو وعظ و نصیحت والی محفلیں ہیں ان کو اختیار کرے۔ کیونکہ قدرتی طور پر انسان کا دل ایسا ہوتا ہے کہ جس ماحول میں اور جس قسم کے لوگوں میں رہتا ہے ان کے اثرات ضرور قبول کرتا ہے۔ چنانچہ دل سے دنیا کی محبت اور ہوس کو نکالنے کے لیے دنیا داروں کی مجلس سے دوری اختیار کرنا اور نیک لوگوں کی مجلس میں آنا ضروری ہے۔

(۹) قلتِ طعام اور نوم کو اختیار کرنا اور ہنسی مزاح سے بچنا:

فرمایا:

اَلْاِقْلَالُ مِنَ الطَّعَامِ وَالنَّوْمِ وَالضِّحْكِ وَالْمِزَاحِ

www.besturdubooks.wordpress.com

’’ہنسی مذاق اور دنیا میں زیادہ کھانے اور سونے سے انسان اپنے آپ کو بچائے۔‘‘

زیادہ ہنسی مزاح سے اور کھانے پینے سے دل میں ایک طرح کی غفلت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ انسان دنیا کی لذات کا خوگر ہو کر اپنی عاقبت کو بھول جاتا ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ زیادہ ہنسی مذاق، ڈٹ کر کھانے اور خوب سونے کی عادات کو ترک کیا جائے۔

(۱۰) نبی علیہ السلام اور اکابر کی سیرت کا مطالعہ کرنا:

مُطَالَعَةُ سِيْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَخْبَارِ الزَّاهِدِيْنَ

’’نبی علیہ السلام اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور زاہدین کی سیرت کا مطالعہ کرنا‘‘

اکابر کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ بھی انسان کے اندر زہد پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کی ذاتِ گرامی اور تمام صحابہ اور مشائخ کی زندگیاں زہد فی الدنیا سے بھری ہوئی تھیں۔ لہٰذا ان کی زندگیوں کا مطالعہ ہمارے دل میں وہی شوق اور ذوق پیدا کر دے گا۔

زاہدین کی صفات:

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے زاہدین کی صفات کے بارے میں پوچھا۔ تو فرمایا:

قُوْتُهٗ مَا وَجَدَ ’’اس کی غذا وہی جو مل جائے۔‘‘

وَمَسْكَنُهٗ حَيْثُ اَدْرَكَ ’’جو جگہ مل جائے وہاں سو جائے۔‘‘

وَلِبَاسُهٗ مَاسَتَرَ عَوْرَتَهٗ ’’لباس اتنا کہ اس کا ستر چھپ جائے۔‘‘

www.besturdubooks.wordpress.com

وَالدُّنْیَا سِجْنُهٗ "دنیا ایسے شخص کو قید خانہ نظر آتی ہے۔"

وَ الْفَقْرُ ضَجِیْعُهٗ "اور فقر اس کے ساتھ لیٹنے والا ہوتا ہے۔"

وَالْخَلْوَةُ مَجْلِسُهٗ "تنہائی اس کی مجلس ہوتی ہے۔"

اَلشَّیْطَانُ عَدُوُّهٗ "شیطان کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔"

وَالْقُرْآنُ اُنْسُهٗ "قرآن سے اس کو محبت ہوتی ہے۔"

وَ اللّٰهُ هَمُّهٗ "اور اس کا غم ہوتا ہے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔"

وَ الذِّكْرُ رَفِيْقُهٗ ، "اور ذکر اس کا رفیق ہوتا ہے۔"

وَ الْحِكْمَةُ سِلَاحُهٗ "اور حکمت اس کا اسلحہ ہوتا ہے۔"

وَ الصَّمْتُ كَلَامُهٗ "اور خاموشی اس کا کلام ہوتی ہے۔"

وَ الْعِلْمُ قَائِدُهٗ "اور علم اس کا قائد ہوتا ہے۔"

وَ الصَّبْرُ وِسَادَتُهٗ "صبر اس کا تکیہ ہوتا ہے۔"

وَ التَّوْبَةُ فِرَاشُهٗ "توبہ اس کا بستر ہوتی ہے۔"

وَ الْيَقِيْنُ صَاحِبُهٗ "یقین اس کا ساتھی ہوتا ہے۔"

وَ الصِّدِّيْقُوْنَ اِخْوَانُهٗ "سچے لوگ اس کے بھائی ہوتے ہیں۔"

وَالْعَقْلُ دَلِيْلُهٗ "عقل اس کی دلیل ہوتی ہے۔"

وَالتَّوَكُّلُ كَسْبُهٗ "توکل اس کی کمائی ہوتی ہے۔"

وَالْعَمَلُ شُغْلُهٗ "عمل کرتے رہنا اس کا شغل ہے۔"

وَالْعِبَادَةُ حِرْفَتُهٗ "عبادت اس کی معروفیت ہوتی ہے۔"

وَالتَّقْوٰى زَادُهٗ "تقویٰ اس کا توشہ ہوتا ہے۔"

وَالْبِرُّ عَطِيَّتُهٗ "نیکی اس کا انعام ہوتی ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

وَالْمَعْرِفَةُ وَزِيْرُهٗ "معرفت اس کی وزیر ہوتی ہے۔"

وَالْجَنَّةُ مَنْزِلُهٗ "جنت اس کی منزل ہوتی ہے۔"

وَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُعْتَمَدُهٗ "اور اللہ جل شانہ پر اس کا اعتماد ہوتا ہے۔"

جس کے دل کی یہ کیفیت ہو ایسا بندہ زاہد ہوا کرتا ہے۔

اچھا لباس زہد میں رکاوٹ نہیں:

کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ ایک بندے کو اللہ نے مال بھی دیا ہوتا ہے مگر وہ پھر بھی یہ چاہتا ہے کہ میں تو پیوند لگا کر کپڑے پہنوں...... یہ مسئلہ بھی واضح ہو جائے...... نبی ﷺ کی دو سنتیں ہیں۔ آپ ﷺ نے پیوند لگا کپڑا پہنا، اس لیے یہ بھی سنت ہے۔ اور آپ ﷺ نے قیمتی یمنی چادر بھی پہنی اور پھر اتار کر اللہ کے راستے میں صدقہ کر دی تو قیمتی لباس پہننا بھی سنت ہے۔ شریعت کا حسن یہ ہے کہ اللہ نے امیر اور غریب دونوں کے لیے شریعت پر چلنا آسان کر دیا ہے۔ جو غریب ہے وہ پیوند لگا کپڑا پہن کر سنت کا ثواب پائے اور جس کو اللہ نے امارت دی وہ اچھے کپڑے پہن کر سنت کا ثواب پائے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو امیر کہتا کہ یہ کیسا دین ہے کہ میرے پاس مال ہے لیکن مجھے کہتے ہیں کہ پیوند لگے کپڑے پہنو۔ اسی طرح غریب کہتا کہ کیسا دین ہے کہ میں روٹی نہیں کھا سکتا اور مجھے کہتے ہیں کہ قیمتی لباس پہنو، میں کیسے پہنوں؟ تو یہ شریعت کا حسن ہے۔ جو جس حال میں ہو وہ اسی سنت کا لحاظ کرے۔

سال میں 365 لباس:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ ان کو ایک شخص نے کہا: حضرت! مہربانی فرمائیں، آپ میرا ہدیہ کبھی نہ رد کیں۔ حضرت نے وعدہ کر لیا۔ اب وہ ہر دن

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کو نیا لباس بنوا کر دیتا تھا۔ آپ پرانا لباس صدقہ کر دیتے تھے، اور نیا لباس پہن لیتے تھے۔ سال کے ۳۶۵ لباس ان کو ملا کرتے تھے اور آپ ۳۶۵ لباس بدلا کرتے تھے۔ پھر بھی زاہد تھے۔

حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری بیوی نے ایک بہت عقل کی بات سمجھائی۔ میں پیوند لگا کر کپڑے پہنتا تھا۔ ایک دفعہ میری بیوی کہنے لگی کہ یہ تو آپ اپنے مریدوں سے خاموش سوال کرتے ہیں۔ میں نے کہا: وہ کیسے؟ کہنے لگی: آپ کے پیوند لگے کپڑوں کو دیکھ کر وہ کہتے ہوں گے، پیر کے پاس کچھ ہے نہیں تو چلو کچھ ہدیہ دینا چاہیے۔ تو اس کے بعد میں نے ہمیشہ اچھے کپڑے پہننے شروع کر دیے۔

اللہ تعالیٰ زینت کو پسند فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ﴾ (سنن الترمذی: ۲۷۴۴)

''اللہ تعالیٰ بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھنا پسند کرتے ہیں''

اگر اللہ نے نعمتیں دی ہیں تو انسان شکر ادا کرے اور ان نعمتوں کو استعمال کر کے خوشی کا اظہار کرے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ الْعَبْدَ أَنْ يَتَزَيَّنَ لِإِخْوَانِهِ إِذَا خَرَجَ إِلَيْهِمْ

''اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جب وہ اپنے بھائی کے پاس آئے تو متزین ہو کر آئے''

یہ کہاں لکھا ہے کہ تم نہ اپنا چہرہ دھوؤ، نہ بال ٹھیک کرو، نہ کپڑے مناسب ہوں، پسینے کی بو آ رہی ہو اور مہمانوں کو ملنے کے لیے آ جاؤ۔ نہیں! یہ زہد نہیں ہے۔ یہ تو بیوقوفی ہے۔ زہد یہ ہے کہ دل میں دنیا سے تعلق نہ ہو۔ مجلس میں اگر بیٹھنا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ

پسند کرتے ہیں کہ مجلس میں تم صاف ستھرے مزین ہو کر آؤ۔ اسی لیے تو فرمایا:

﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف: ۳۱)

''مسجد میں زیب و زینت اختیار کر کے آؤ''

اس کا مطلب یہ تھوڑا ہے کہ دکھاوا کر کے آؤ، جو موجود ہے، صاف ستھرے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر آؤ۔ تاکہ تم مجلس کی رونق بن سکو۔

اصلی زاہد کون؟

ایک نوجوان کسی اللہ والے سے بیعت ہونے کے لیے نکلا۔ اسے ایک عابد ملے جو دریا کے کنارے رہتے تھے۔ وہ سارا دن روزہ رکھتے، ساری رات عبادت کرتے تھے اور ایک مچھلی دریا سے پکڑتے اور اسی کو بھون کر کھا لیا کرتے تھے۔ اتنا تھوڑا کھانا اور اتنی زیادہ عبادت کرتے تھے۔ نوجوان کا دل بڑا خوش ہوا۔ اس نے ان سے کہا کہ میں نے آپ سے بیعت ہونا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بھئی! آپ مجھ سے بیعت نہ ہوں، آپ جائیں اور میرے شیخ سے جا کر بیعت ہو جائیں۔ اس نے سوچا: اچھا! اگر ان کے بھی کوئی شیخ ہیں تو وہ ان سے بھی زیادہ عبادت گزار ہوں گے۔ جب وہ ان کے شیخ کے پاس گئے تو دیکھا کہ ان کے پاس اتنا مال و دولت تھا کہ ان کے پاس سونے چاندی کے ڈھیر تھے۔ بڑا حیران کہ مجھے تو انہوں نے بھیجا تھا کہ میرے پیر صاحب کے پاس جاؤ اور پیر صاحب کے پاس تو دنیا کی ریل پیل ہے اور ان کی عبادت اتنی بھی زیادہ نہیں جتنی ان کی ہے۔ یہ تو سارا دن کھاتے پیتے ہیں اور رات کو آخری وقت میں تہجد پڑھتے ہیں۔

اب پیر صاحب ایسے ہیں اور بھیجنے والے مرید صاحب ایسے۔ تو وہ بڑا حیران ہوا۔ مگر چونکہ بھیجنے والے نے کہا تھا کہ وہاں جانا تو حضرت سے بیعت بھی ہو جانا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے لیے دعا بھی کروائی، اس لیے وہ بیعت ہو گیا۔ اور ہدایت کے مطابق ان سے مرید صاحب کے لیے دعا کرنے کا کہا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اس بندے کے لیے دعا کی جو دریا کے کنارے رہتا تھا، ایک مچھلی دن رات میں کھاتا تھا، سارا دن روزے اور ساری رات تہجد میں گزارتا۔ دعا کیا کی؟

اَللّٰهُمَّ انْزِعْ حُبَّ الدُّنْيَا مِنْ قَلْبِهٖ

"اللہ اس بندے کے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دے"

وہ بڑا حیران ہوا کہ سونا چاندی اِدھر ہے اور دعائیں اس کے لیے کر رہے ہیں کہ اللہ اس کے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دے..... بڑا Confuse (پریشان) ہوا۔ جب وہ واپس آیا تو انہوں نے کہا: سناؤ بھئی! کیا بنا؟ اس نے کارگزاری تو سنائی لیکن کہنے لگا: میں بڑا پریشان ہوں کہ اصل میں آپ تو عابد اور زاہد اور دنیا کو چھوڑنے والے ہیں۔ ان کے پاس تو دنیا کی ریل پیل ہے۔ میں نے تو وہاں سونا، چاندی، قالین اور کیا کیا نعمتیں دیکھی ہیں اور مجھے حیرت اس بات پر ہوئی کہ انہوں نے دعا دی کہ اللہ تمہارے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دے۔ تو جب مرید نے سنا تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے اور کہنے لگے کہ میرے شیخ نے مجھے کتنی اچھی دعا دی۔ نوجوان نے کہا: وہ کیسے؟ کہنے لگے: اس لیے کہ میں روز جب مچھلی پکڑنے جاتا تھا تو میرے دل میں تمنا ہوتی تھی کہ آج مجھے بڑی مچھلی مل جائے۔ وہ جو بڑی کی دل میں چاہت تھی اس نے مجھے زاہدین میں شامل ہونے سے روکا ہوا تھا۔

رَحِمَ اللّٰهُ شَيْخِيْ انْزَعَ اللّٰهُ الدُّنْيَا مِنْ قَلْبِهٖ

زاہد اللہ کا محبوب اور مخلوق کا بھی محبوب:

ایک حدیث مبارکہ ہے جو آج کے اس پورے عنوان کا سبب بنی ہے۔ نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ))

''تو زہد اختیار کر اللہ تم سے محبت فرمائیں گے''

سوچیے تو سہی کہ کیا زندگی کا حسن ہے کہ انسان ایسا بنے کہ اللہ اس سے محبت فرمائیں۔ آگے فرمایا:

((وَ ازْهَدْ فِيمَا اَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ)) (سنن ابن ماجہ:۴۰۹۲)

''اور جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے ان سے تم زہد اختیار کرو لوگ تم سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔''

امام الزاہدین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

اس دنیا میں امام الزاہدین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی علیہ السلام نے جب حکم دیا تو پورا مال ہی خرچ کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے وہ صحابی ہیں کہ جن کی فنائیت کے اوپر اور جن کے نور نسبت کی تکمیل کے اوپر نبی علیہ السلام کی گواہی موجود ہے۔ ذرا بات کو سمجھیے گا! چونکہ وہ ہمارے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں، اس لیے یہ عاجز بات کرنے کی ہمت کر رہا ہے کہ ان کی فنائیت اور ان کے نور نسبت کے اوپر نبی علیہ السلام نے گواہی دی ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَا صَبَّ اللّٰهُ فِي صَدْرِيْ اِلَّا وَ قَدْ صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ اَبِي بَكْرٍ))

''اللہ نے جو کچھ میرے سینے کے اندر ڈالا میں نے اس کو ابو بکر کے سینے کے اندر ڈال دیا''

نبی علیہ السلام کا یہ فرمان آپ رضی اللہ عنہ کے اندر نسبت کے منتقل ہونے کی پکی دلیل ہے۔

اور دوسری حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ مَیِّتًا یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ))

”جو شخص چاہے کہ زمین پر چلتی ہوئی کسی لاش کو دیکھے اسے چاہیے کہ وہ ابو بکر قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کو دیکھ لے۔“

مطلب یہ کہ دنیا میں چل رہے ہیں مگر دنیا سے دل کٹا ہوا ہے، آخرت سے دل لگا ہوا ہے۔ یہ ان کی کمال فنائیت کی دلیل ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایسے صحابی ہیں جنہوں نے نبی علیہ السلام پر اتنا خرچ کیا۔ ایک دفعہ بیٹھے دعا مانگ رہے ہیں: اللہ! میرے پاس کچھ مال ہے، میں وہ نبی علیہ السلام کو دینا چاہتا ہوں مگر چونکہ دینے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے، لینے والا ہاتھ نیچے ہوتا ہے، اس لیے میں بے ادبی کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا، میرے آقا کے دل میں ڈال دیجیے! کہ وہ ابو بکر کے مال کو اپنے مال کی طرح خود خرچ کرنا شروع کر دیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے مال کو اپنے مال کی طرح خرچ کیا کرتے تھے۔ ان کا اپنا حال دیکھیے کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اِغْسِلُوْا ھٰذَا وَ زِیْدُوْا عَلَیْہِ ثَوْبَیْنِ فَکَفِّنُوْنِیْ فِیْھَا

”میرے کپڑے دھو دو اور مجھے (انہیں استعمال شدہ) کپڑوں میں کفن دے دینا“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نئے کپڑے موجود ہیں۔

آپ نے فرمایا:

قَالَ: اِنَّ الْحَیَّ اَحَقُّ بِالْجَدِیْدِ مِنَ الْمَیِّتِ (صحیح البخاری:۱۲۹۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

اور نئے کپڑے کسی زندہ انسان کو دے دیا کرزندہ مرنے والے کی نسبت کپڑوں کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔"

لہٰذا انہیں پرانے کپڑے میں دفن کیا گیا، کفن کے لیے بھی نئے کپڑے کو پسند نہیں کیا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امت پر احسان:

علما نے لکھا ہے کہ قیامت کا دن ہوگا، اللہ تعالیٰ جلال میں ہوں گے، انبیا بھی گھبراتے ہوں گے۔ سب انبیا نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کریں گے کہ آپ اللہ سے سفارش کیجیے کہ حساب شروع فرمائیں۔ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے مقامِ محمود عطا کیا جائے گا۔ میں وہاں جا کر سجدہ کروں گا اور سجدے میں رونا شروع کر دوں گا۔ اور جب میں سجدے میں آہ وزاری کروں گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے میرے حبیب!

«ارْفَعْ رَاْسَكَ وَ سَلْ تُعْطَ» (صحیح البخاری:۳۴۱۶)

"سر اٹھایئے اللہ سے جو مانگیں گے عطا کیا جائے گا"

میں کہوں گا: اللہ! اپنی مخلوق کا حساب شروع کیجیے۔ اللہ فرمائیں گے: پیش کیجیے! تو نبی علیہ السلام فرمائیں گے: اے ابوبکر! اپنی زندگی کا حساب دیجیے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمائیں گے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کسی اور کو حکم فرما دیجیے۔ نبی علیہ السلام اصرار فرمائیں گے، حتی کہ نبی علیہ السلام ان کا ہاتھ پکڑیں گے اور پکڑ کر فرمائیں گے: ابوبکر! حساب دو۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھیں گے اور آگے بڑھ کر وہ بھی وہی کریں گے جو نبی علیہ السلام نے کیا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں چلے جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اٹھو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار! میرے محبوب پر تم نے اتنے احسانات کیے کہ نبی علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

نے فرمایا:

مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَأْنَاهُ مَا خَلَا اَبُوْبَكْرٍ فَاِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا، ابوبکر کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ دے گا۔''

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تیرے بارے میں تو میرا حبیب یہ فرماتا تھا، ابوبکر! تو سر اٹھا تجھے میں راضی کر دوں گا۔ ﴿وَلَسَوْفَ يَرْضٰى﴾ ''اللہ ان کو راضی کر دے گا۔''

وَمَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ (سنن الترمذی:۳۵۹۳)

''مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا، اگر میں دنیا میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا مگر دوست تو میرا اللہ ہے۔''

حصولِ زہد کی دعا:

ایک دعا ہے۔ یاد کر کے اس کو مانگیں گے تو ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ زہد عطا فرمائے گا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِي الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ۔ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ (صحیح مسلم:۷۰۷۸)

اللہ رب العزت ہمیں بھی ایسا دل عطا کر دے جو دنیا کی رونقوں کے پیچھے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھاگنے کی بجائے اللہ رب العزت کی محبت کے لیے فکرمند ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے ان چاہنے والوں میں شامل فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾

(الاحزاب:۳)

توکل کے درجات

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 8 جنوری 2012ء بروز اتوار، ۱۳ صفر ۱۴۳۳ھ

موقع: طلبا اور سالکین سے خطاب وقت: رات 10 بجے

مقام: ڈیرہ معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

آج اس چیز کی اتنی کمی ہے کہ ہم ہر بات میں مخلوق کی طرف رجوع کرتے ہیں، دوڑتے بھی ہیں تو مخلوق کی طرف امیدیں بھی لگاتے ہیں تو مخلوق کی طرف، آپس میں جب ایک دوسرے کے کام کاج کرنے کا وقت آتا ہے تو مخلوق سے امیدیں۔ بھئی! انسان کے اندر یہی تو نقص ہے۔ ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

بھئی! یہ تو دین اسلام کی تعلیمات کا انکار ہی ہو گیا اگر کوئی بندہ فقط اسباب کے اوپر نظر رکھے۔ نہیں! نظر مسبب الاسباب پہ رکھنی چاہیے، البتہ اپنی طرف سے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

توکل کے درجات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا﴾ (الاحزاب:۳)

وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ

﴿وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ﴾ (الطلاق:۳)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مومن کا اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین:

مومن کی زندگی کا ایک خاص امتیاز یہ ہے کہ وہ اللہ رب العزت کو فاعلِ حقیقی سمجھتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ کی مرضی سے ہو رہا ہے، لہٰذا ہر معاملے میں اس کی توجہ اللہ رب العزت کی ذات کی طرف رہتی ہے۔ مومن کو اللہ کے وعدوں پہ بھروسہ ہوتا ہے، یقین ہوتا ہے، اعتماد ہوتا ہے، اس کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ اگر میں اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق میں زندگی گزاروں گا تو اللہ میری مدد فرمائیں گے اور وہ مجھے کامیاب زندگی عطا کریں گے۔

چونکہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً

www.besturdubooks.wordpress.com

طَيِّبَةً﴾ (النحل: ۹۷)

''جس نے بھی نیک اعمال کیے اور وہ ایمان والا ہوا تو ہم ضرور بالضرور اس کو نیک، پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔''

توکل کیا ہے؟

جب اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ زندگی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا تو مومن کو اس کے اوپر سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت مدد فرمائیں گے اور میری زندگی ایک کامیاب زندگی ہوگی۔ اس لیے کہ وہ اسباب میں قدم تو بڑھاتا ہے، اسباب اختیار کرتا ہے، اپنی طرف سے محنت تو کرتا ہے، لیکن وہ نتائج اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ یہ جو ایک خاص نکتہ ہے کہ محنت تو کرنا، مگر نتیجہ اللہ کے حوالے کر دینا، جو بھی ہو اس کے اوپر راضی رہنا، اس کو ''توکل'' کہتے ہیں۔

توکل نہ ہونے کا نقصان:

ہم نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں کی زندگیوں میں توکل نہیں ہوتا وہ بہت پریشانیوں کا وقت گزارتے ہیں۔ چنانچہ کتنے لوگ ہیں جو کاروباری ہوتے ہیں مگر ان کے دماغ پہ اثر ہو جاتا ہے، دماغی مریض بن جاتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ کیا ہوتی ہے؟ جب ان کے کاروبار کا نقصان ہوتا ہے، ان کا پلانٹ بند ہوتا ہے اور وہ سوچتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ تو وہ نتیجہ یہ نکالتے ہیں:

......اوہو! میں نے اپنی ایڈورٹائزمنٹ ٹھیک نہ کی۔

......اوہو! میں نے پلاننگ ٹھیک نہ کی۔

......اوہو! میں نے اپنے گول صحیح سیٹ نہ کیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

......اوہو! میں نے فلاں چیز پہ فالو اپ ٹھیک نہ کیا۔

اس لیے یہ ہو گیا۔ اب چونکہ وہ ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہیں کہ میں نے یہ نہ کیا، وہ نہ کیا اور اس وجہ سے میں نقصان اٹھا بیٹھا، لہٰذا ان کے دماغ پہ اثر ہو جاتا ہے اور دماغی مریض بن جاتے ہیں۔

توکل کا فائدہ:

مومن کی زندگی کی شان دیکھیے کہ اگر وہ کوئی بھی دنیا کا کام کرتا ہے، محنت کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ نتیجہ تو اللہ کے اختیار میں ہے، لہٰذا اگر اللہ چاہیں گے تو اس میں سے میرے لیے اچھا نتیجہ نکال دیں گے، نہیں چاہیں گے تو نہیں نکلے گا۔ تو وہ پھر اس کے اوپر مطمئن ہو جاتا ہے، خوش ہو جاتا ہے۔

باغبان کی مثال:

ایک باغ میں باغبان کا اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ اسے پانی دینا ہوتا ہے اور درختوں کو اپنے وقت پر فرٹیلائزر دینا ہوتا ہے۔ یہ کام تو وہ کر دیتا ہے۔ اب موسم کے مطابق پھل کا لگ جانا، پک جانا، اتر جانا، یہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ پھل لگنے کا موسم آیا اور آندھی آ گئی اور آندھی نے جتنا اس کے اوپر پھل لگنا تھا اس کو گرا ہی دیا۔ اس کے اوپر پھل بچا ہی نہیں۔ تو اس میں سے اس کو کوئی رزق ہی نہ ملا۔

مالی دا کم پانڑیں دینا تے بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لانڑاں اوہ لاوے یا نہ لاوے

اسی طرح کئی مرتبہ بیماریاں آ جاتی ہیں۔ اور کئی مرتبہ انسان سمجھتا ہے کہ مجھے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ کی طرف سے یہ مہربانی ہوئی، یہ رزق ملا اور یہ ملا۔

اس بات کو ذہن میں رکھیے کہ مومن کو اللہ کی بات پر اعتماد ہوتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرما دیتے ہیں۔ جس طرح باغبان پانی دینے کے بعد اللہ پہ نظر رکھتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ باغ میں سے رزق دیں گے، اسی طرح مومن بھی عمل کرنے کے بعد اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے: اللہ! میرے اس عمل کے اندر برکت ڈال دیجیے گا اور اس کو قبول کر لیجیے گا۔

جو سبب بیماری کا، وہی صحت کا:

ہم نے دیکھا ہے کہ وہی سبب انسان کی بیماری میں شفا کا ہوتا ہے، وہی سبب انسان کی بیماری کا بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر: بچہ کئی مرتبہ دودھ پیتا ہے تو صحت مند ہوتا ہے اور کئی مرتبہ دودھ پیتا ہے تو وہ فوڈ پوائزننگ کی وجہ سے پیٹ خراب ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ تو اثرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں، من جانب اللہ ہوتے ہیں کہ کس چیز میں کیا اثر ڈالنا ہے؟ تو جو اللہ کی طرف متوجہ رہے گا وہ تو سمجھے گا کہ اللہ ہی نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے۔

صدقے سے علاج:

ہمارے ایک بہت قریبی تعلق والے تھے۔ ان کی عجیب عادت دیکھی۔ جب وہ بیمار ہو جاتے تھے تو محلے کے ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس جاتے تھے اور ان کو جا کر دوائی کے پیسے بیس، تیس روپے دے دیتے تھے، تو ڈاکٹر صاحب پوچھتے تھے کہ بھئی! کیوں دے کر جا رہے ہیں؟ تو وہ کہتے تھے: یہ میں اس لیے دے کے جا رہا ہوں کہ اگر آپ کے پاس کوئی ایسا غریب آئے جو دوائی کے پیسے نہ دے سکتا ہو تو آپ ان

www.besturdubooks.wordpress.com

پیسوں سے اس کو مفت دوائی دے دیں تاکہ اس کا علاج ہو جائے۔ حکیم صاحب کہتے ہیں کہ میں سمجھا شاید امیر آدمی ہے اس لیے یہ لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ تو ایک دن میں نے پوچھ لیا تو پتہ چلا کہ نہیں بھئی! ان کے تو اپنے بھی معاملات بہت نا گفتہ ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ مجھے تو بہت پیسے دیتے ہیں کہ میں غریبوں کا علاج کروں۔ تو اس پر پتہ چلا کہ وہ صاحب ایسے تھے کہ جب وہ بیمار ہوتے تھے تو وہ اپنے پیسے ڈاکٹر کو دے دیتے تھے: ڈاکٹر صاحب! جو مستحق ہو اس کا علاج ان پیسوں سے کرنا اور کہتے تھے: میرا اللہ مجھے براہِ راست خود شفا عطا فرمائے گا۔ اور واقعی ایسا ہوتا تھا کہ وہ کسی مریض کو مفت دوائی پہنچاتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے بدلے شفا عطا فرما دیتے تھے۔

اس کو کہتے ہیں توکل کا ہونا، اللہ کے وعدوں پہ بھروسہ ہوتا کہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے، اگر میں اس اللہ کو راضی کروں گا تو وہ میرے کاموں کو سنوار دے گا۔ اس لیے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق:۳)

''جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے''

بڑے سے تعلق کا بڑا فائدہ:

سبحان اللہ! ہم نے دیکھا ہے کہ اگر کسی ملک کا کوئی بڑا ہو جیسے صدر، وزیر وغیرہ تو جو اس کے قریبی ہوتے ہیں، وہ بڑے خوش ہوتے ہیں۔ چونکہ ہم بڑے کے بچے ہیں، عزیز ہیں، لہٰذا اس ملک میں ہمارے لیے کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ اس کائنات کو جو پیدا کرنے والے ہیں وہ پروردگارِ عالم اللہ تعالیٰ ہیں۔ جس بندے کا اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق ہو جائے، سوچیں! اس کی زندگی کتنی پرسکون گزرے گی وہ کہے گا کہ بھئی! اللہ تعالیٰ سے میرا تعلق ہے، اللہ میرے ساتھ ہیں، اللہ میری مدد کریں گے، اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ میرے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائیں گے۔ تو بندے کی نظر پھر اللہ تعالیٰ کی ذات پہ رہتی ہے۔

اس توکل کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ پھر انسان نہ حرام کماتا ہے، نہ رشوت لیتا ہے، نہ مال کے اندر ملاوٹ کرتا ہے، نہ جھوٹ بول کر اپنا سامان بیچتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ جب وہ سمجھتا ہے کہ رزق مجھے اللہ نے دینا ہے تو وہ اپنی طرف سے جو محنت کر سکتا ہے وہ کرتا ہے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ تو یہ اللہ پہ توکل کرنا بندے کے غموں کو ختم کر دیتا ہے۔

جوان العمر لڑکی کا صبر:

ایک جوان العمر لڑکی تھی۔ اس کی عمر چوبیس سال تھی۔ اس کی شادی کو ابھی ایک سال ہوا تھا کہ اس کا خاوند ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گیا۔ اب دیکھیں! چوبیس سال کی عمر میں جس عورت کا خاوند ہی اس سے بچھڑ جائے، اس کی زندگی میں تو تاریکی آجاتی ہے۔ تو وہ لڑکی تین چار دن اسی طرح روتی رہی اور بالآخر جب کسی نے اس سے جا کر بات کی کہ تمہارا خاوند فوت ہو گیا تو اس نے آگے سے جواب دیا کہ اللہ کا امر، حکم اللہ کا۔ اب سوچیں کہ جن کی اللہ پر نظر ہے، توکل ہے، اس کے لیے اس غم کو برداشت کرنا کتنا آسان ہوتا ہے۔ ورنہ اتنا بڑا سانحہ، اس لڑکی کو تو سائیکی کیس (ذہنی مریضہ) بنانے کے لیے کافی تھا۔ ہو سکتا تھا کہ اس کا دماغی توازن ختم ہی ہو جاتا، مگر نہیں! ایمان اتنی عجیب نعمت ہے کہ اس بچی کا اگرچہ خاوند فوت ہو گیا پھر بھی یہ بچی کہتی ہے: اللہ کا امر..... میں اللہ کے حکم پہ راضی ہوں۔ اس کے سر کے اوپر سے غم کا بوجھ ہی ختم ہو گیا۔ سبحان اللہ! تو مسلمان گھرانوں میں اس کی برکتیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پرندے کے دلوں کے مانند دل:

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے میری ہی ذات پہ نظر رکھیں اور مجھے ہی مانیں۔ چنانچہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جنت میں وہ لوگ جائیں گے کہ جن کے دل پرندوں کے دلوں کے مانند ہوں گے۔ شارحین حدیث نے اس کا یوں ترجمہ کیا کہ جیسے پرندوں کے دلوں میں اللہ کی ذات پہ توکل کامل ہوتا ہے۔ وہ گھر سے خالی پیٹ نکلتے ہیں کہ اللہ انہیں رزق دے گا اور اللہ انہیں کھلا کے ہی واپس بھیجتا ہے۔ اسی طرح ان کے دل کی بھی کیفیت ہوگی۔ ؎

پلے رزق نہ بندھے پنچھی تے درویش
جنہاں تکیہ رب دا انہاں رزق ہمیش

”پرندے اور درویش اپنا رزق اپنے ساتھ نہیں لیے پھرتے ہیں بلکہ جو اللہ پہ توکل کرتے ہیں انہیں ہمیشہ رزق ملتا ہے۔“

جب اللہ کی رحمت اترتی ہے تو اور بندے کے تمام کاموں کو سنوار دیتی ہے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر خوب بھروسہ اور توکل کریں۔

شیطان کا دھوکہ:

یہاں پر شیطان بھی انسان کو دھوکا دیتا ہے۔

پہلا دھوکہ تو یہ کہ وہ یہ بات دل میں ڈالتا ہے کہ کام کوئی نہ کرو، بس یہی سوچو کہ جو اللہ چاہے گا وہ ہو جائے گا۔ نہیں! چونکہ عمل کرنا سنت ہے، رزق حلال کے لیے قدم اٹھانا فرض ہے تو ہم جو بھی کام ہو اس کو بھرپور ہمت کے ساتھ کریں، پھر اس کے نتائج کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اونٹ کو اللہ کے توکل پر اسی طرح چھوڑ دوں یا پہلے گھٹنا باندھوں پھر اللہ پہ بھروسہ کروں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم پہلے اونٹ کے گھٹنے باندھو اور اس کے بعد توکل کرو! تو ہمیں اسباب بھی اختیار کرنے ہیں مگر اسباب کو اختیار کر کے اسباب پہ نظر نہیں رکھنی، نظر مسبب الاسباب پر رکھنی ہے۔ دوائی تو تم بیوسنت سمجھ کے مگر توجہ رکھو کہ جب اللہ چاہیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ اس بیماری سے شفا عطا فرمادیں گے۔ تو یہ توکل کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق:۳)

''جو اللہ پہ توکل کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے''

جب اللہ خود فرماتے ہیں کہ میں کافی ہو جاتا ہوں تو پھر کسی بات کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

بتوں سے تجھ کو امید:

آج اس چیز کی اتنی کمی ہے کہ ہم ہر بات میں مخلوق کی طرف رجوع کرتے ہیں، دوڑتے بھی ہیں تو مخلوق کی طرف، امیدیں بھی لگاتے ہیں تو مخلوق کی طرف، آپس میں جب ایک دوسرے کے کام کاج کرنے کا وقت آتا ہے تو مخلوق سے امیدیں۔ بھئی! انسان کے اندر یہی تو نقص ہے۔ ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

بھئی! یہ تو دین اسلام کی تعلیمات کا انکار ہی ہو گیا اگر کوئی بندہ فقط اسباب کے اوپر نظر رکھے۔ نہیں! نظر مسبب الاسباب پہ رکھنی چاہیے، البتہ اپنی طرف سے بھرپور

www.besturdubooks.wordpress.com

کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ کی مدد ساتھ لینے کا آسان طریقہ:

جو اپنی طرف سے کوشش کرے گا اور نتائج کا معاملہ اللہ کی ذات پہ چھوڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں اس کے معاون بن جائیں گے۔ اتنا آسان طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کو لینے کا کہ جو بندہ نیکی کرتا ہے اللہ کی مدد اس کے شامل حال ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ پھر اس کے لیے کافی ہو جاتے ہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ گھوڑے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تانگے میں استعمال کیے جانے والے گھوڑے ہوتے ہیں اور ایک وہ جو Race (دوڑ کے مقابلہ) میں حصہ لیتے ہیں۔ وہ ہائی سپیڈ دوڑتے ہیں اور بڑے بڑے مقابلے جیتتے ہیں۔ ان کی قیمت پھر کروڑوں روپے لگتی ہے اور ان کی خدمت کے لیے آدمی ہوتے ہیں اور ان کو اعلیٰ غذا دی جاتی ہے۔ اب سوچیں کہ جو گھڑ دوڑ والا گھوڑا ہوگا، جیتنے والا گھوڑا ہوگا، اس کا مالک اس کو کبھی تانگے میں جوڑے گا؟ نہیں جوڑے گا۔ مالک کہے گا کہ یہ تو میرا اتنا قیمتی گھوڑا ہے، میں کیوں اسے تانگے کے اندر استعمال کروں؟ بالکل اسی طرح جو دین کا کام کرنے والے لوگ ہوتے ہیں، وہ اللہ کے دوڑتے ہوئے گھوڑے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دنیا کی گدھا گاڑی کے اندر نہیں استعمال فرمایا کرتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو دین پڑھیں گے اور دین کا کام کریں گے اور اللہ کو راضی کریں گے تو اللہ رب العزت کی مدد ان کے ساتھ ہوگی اور اللہ ان کے کاموں کو سنوار دیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل رکھیں اور اپنے کاموں کو جتنا کر سکتے ہیں محنت کے ساتھ کریں اور نتائج اللہ پر چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے، جتنا چاہیں گے، اتنا ہم سے کام لے لیں گے۔

توکل کے تین درجے

علما نے لکھا ہے کہ توکل کے تین درجے ہیں۔

پہلا درجہ..... فرض کے درجے میں اسباب اختیار کرنا:

ایک درجہ یہ ہے کہ انسان اسباب کو اختیار کرے۔ اسباب کو اختیار کرنے پر یقینی نتیجہ ملے گا۔ مثال کے طور پر بھوک لگی ہے تو مجھے پتہ ہے کہ میں روٹی کھاؤں گا تو میری بھوک یقیناً اتر جائے گی۔ پیاس لگی ہے، میں پانی پیوں گا تو یقیناً پیاس بجھ جائے گی۔ مجھے نیند آرہی ہے، پتہ ہے کہ اگر میں پانچ چھ گھنٹے سو جاؤں گا تو طبیعت فریش ہو جائے گی۔ تو یہ یقینی نتائج دینے والے اسباب کہلاتے ہیں، ان اسباب کو اختیار کرنا بندے کے اوپر فرض ہوتا ہے۔ چنانچہ جب بھوک لگے تو کھانا کھائے، جب اس کو پیاس لگے تو پانی پیے، یہ نہیں کہ سست ہو کر بیٹھا رہے اور کہے جی! خود بخود میری پیاس ختم ہو جائے گی، ایسا نہیں ہے، وہ اسباب اختیار کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ پیاس اتاریں گے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سبب اختیار کرنے کے باوجود بھی پیاس نہیں اترتی۔ ایک بیماری ہے، جس کو کہتے ہیں استسقا کی بیماری۔ اس بیماری میں انسان اتنا پانی پیتا ہے، اتنا پانی پیتا ہے کہ پانی پی پی کر پیٹ پھٹنے کو آتا ہے لیکن پیاس ختم نہیں ہوتی۔ یا اللہ! اتنی پیاس! اتنی پیاس کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ تو معلوم ہوا کہ ہم اگر ایک گلاس پانی پیتے ہیں تو وہ ایک گلاس پانی پیاس کو نہیں بجھاتا۔ پیاس کو کون بجھاتا ہے؟ اللہ رب العزت بجھاتے ہیں۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق: ۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

جو اللہ پہ توکل کرتا ہے، اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ (الاحزاب:۳)

''اللہ پہ توکل کرو اور اللہ رب العزت ہی بہترین وکیل (کارساز) ہیں''

تو جو انسان اللہ پہ توکل کرتا ہے تو اس کے وکیل اللہ بن جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ جب وکیل بنیں گے تو ہر بندے کے رزق میں، عزت میں، کاموں میں، ہر چیز میں خیر ہوگی۔

تو پہلا درجہ یہ ہے کہ وہ اسباب اختیار کرنا جو یقینی طور پر انسان کو فائدہ دیتے ہیں، ان کو اختیار کرنا فرض ہوتا ہے۔ یعنی پیاس لگی ہے تو بدن کو پانی دو، بھوک لگی ہے تو کھانا دو اور نیند آئی ہے تو نیند دو۔ اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا:

((لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ)) (مسند احمد بن حنبل:۶۸۶۷)

''تمہارے نفس کا بھی تمہارے اوپر حق ہے''

جو اس کی ضروریات ہیں تم وہ ضروریات اس کو Provide (فراہم) کرو۔ تو یہ پہلا درجہ ہے جو فرض ہے۔

دوسرا درجہ...... ظنی اسباب کو اختیار کرنا:

ایک دوسرا درجہ یہ ہے کہ جس میں نتیجہ ظن کے درجے میں ہوتا ہے۔ ظن کہتے ہیں گمان کو۔ انسان کو گمان ہوتا ہے کہ ہاں! یہ سبب فائدہ دے گا۔ مثال کے طور پر سر میں درد ہے تو پیناڈال کی گولی کھا لو۔ یہ ایک ظن ہے۔ ظن کا کیا معنی کہ گولی کھانے سے وہ درد ختم ہو جائے گا۔ بخار ہے تو اینٹی بائیوٹک شروع کر دیں تو بخار ختم ہو جائے گا۔ بیمار بندے کے لیے علاج کروانا ایک سنت عمل ہے۔ تو توکل کا یہ درجہ جو ہے اس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

سنت کہتے ہیں۔ اس کو اختیار کرنا چاہیے اور اس کے مطابق زندگی گزارنا چاہیے۔

تیسرا درجہ..... وہمی اسباب کو اختیار کرنا:

ایک تیسرا درجہ ہے جس کو وہمی درجہ کہتے ہیں۔ وہ کیا ہے کہ انسان کے دل میں ایک وہم آ جاتا ہے کہ فلاں مسئلہ ہو گیا ہے اور اس کا علاج فلاں عامل سے ہو گا۔ تو وہمی چیزوں کو اختیار کرنا درست نہیں۔ اس کی مثال سن لیجیے!

ایک آدمی کا روبار نہیں چلتا، اب جب کاروبار نہیں چلتا تو وہ پہنچ جاتا ہے کسی عملیات والے کے پاس۔ تو عملیات والا بندہ اس کو بتاتا ہے کہ تمہارے کاروبار کو کسی نے باندھ دیا ہے۔ اب اگر یہ بندہ اس کو مان لیتا ہے تو اس کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ کاروبار کو کوئی بندہ نہیں باندھتا، کاروبار کو اللہ تعالیٰ باندھتے ہیں، جب چاہتے ہیں۔ ان عملیات والوں کی طرف نظر نہ ہو۔ اس لیے کہ عملیات کی لائن کے جتنے لوگ ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں نفرت ڈال دیتے ہیں۔ بندے کو کوئی پریشانی ہے تو کہتے ہیں: لگتا ہے کہ جی کسی نے پڑھ کے پلا دیا ہے۔ کس نے پڑھا؟ او جی! میری پھوپھی بڑی نمازی ہے، لہٰذا اسی نے پڑھ کے کچھ پلایا ہے۔ میں اب پھوپھی کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاؤں گا، میں اس سے بولوں گا بھی نہیں۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے دلوں کو آپس میں متنفر کر دیا۔ تو بندہ اس وہم میں نہ پڑے۔ انسان عملیات پر غور نہ کرے، بلکہ اللہ کی ذات پر توکل کرے کہ جب اللہ چاہیں گے تو میرا یہ کام ٹھیک ہو جائے گا۔

بعض عورتوں کو دیکھا جن کی شادی وقت پہ نہیں ہوتی، وہ کہتی ہیں: جی! کیا کریں، رشتہ دیکھنے لوگ آتے ہیں، خوشی کا بھی اظہار کرتے ہیں، پسند کا بھی اظہار کرتے ہیں، مگر دوبارہ نہیں آتے۔ اب اس بچی کو کوئی عملیات والے کے پاس بھیج دیتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ یہ عام طور پر جو پروفیشنل قسم کے عملیات والے ہوتے ہیں، یہ اپنا عمل کر کے کہیں گے کہ کسی نے تمہارا رشتہ باندھ دیا ہے۔ اب بچی کا تو ایمان خراب ہوگا، ہر وقت یہی سوچے گی کہ کون ہے؟ جس نے میرا رشتہ باندھا ہے تو ایسے معاملات میں انسان اللہ پر توکل کرے۔ یہ انسان کے لیے لازمی درجہ ہے۔ چنانچہ مومن جب بیمار ہوتا ہے تو وہ دوائی تو کرتا ہے مگر عملیات والے کے پیچھے نہیں بھاگتا۔ بچی کے رشتے میں رکاوٹ تو ہوتی ہے، اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے وہ اسباب بھی اختیار کرتا ہے، مشورے بھی کرتا ہے مگر اس کی خاطر وہ کسی رشتہ دار سے بولنا نہیں چھوڑتا کہ اس نے میری بچی کا رشتہ باندھا ہوا ہے۔ کون رشتہ باندھ سکتا ہے، کون روک سکتا ہے؟ یہ شان تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس لیے انسان کو ان معاملات میں بہت پختہ رہنا چاہیے اور جیسے بھی حالات ہوں کبھی بھی کوئی واہی چیز ذہن میں نہیں رکھنی چاہیے...... اصل میں رشتہ تو لڑکی کا بندھا تھا فلاں نے، ہوا دھر گیا لگتا ہے وہ کوئی عمل کر رہے ہیں...... ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں، بلکہ معاملات کو اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں گے وہی ہوگا۔

مومن کی امتیازی شان:

اللہ کے وعدوں پر بھروسہ، یہ مومن کی امتیازی شان ہوتی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ پرندے اپنا رزق جمع کر کے نہیں رکھتے اور روزانہ اپنے گھروں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں، اللہ تعالیٰ شام کو ان کو پیٹ بھر کے واپس لوٹا دیتے ہیں۔ یعنی پرندے خالی پیٹ گھروں سے روز نکلتے ہیں، اللہ ان کو پیٹ بھر کے واپس پہنچا دیتے ہیں اور انسان کا حال دیکھیے کہ وہ گھر سے پیٹ بھر کر نکلتا ہے اور شام کو خالی پیٹ اپنے گھر واپس آتا ہے تو وہائی مچائی ہوتی ہے کہ میں اب واپس آیا ہوں، سالن گرم کرو، روٹی گرم کر

دو اور یہ چیز بھی بنا لو۔ بس میں پہنچ گیا ہوں۔ جو پروردگار پرندوں کو رزق دے سکتا ہے، وہ بندوں کو بھی تو رزق دے سکتا ہے۔ اس لیے اللہ کی ذات پہ بھروسہ کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو سنوار دیں۔

اسباب پہ بھروسہ کرنا توکل نہیں:

یہاں پہ ایک نکتہ اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ انسان کئی مرتبہ اسباب کو اختیار کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ دنیا دار الاسباب ہے لہٰذا ہم اسباب کو اختیار کر رہے ہیں۔ کوئی بات نہیں، اسباب کو اختیار کرنا تو ضروری ہے، مگر وہ اسباب کب تک ہیں، کب تک نہیں ہیں انسان کچھ کہہ تو نہیں سکتا، کیونکہ مسبب الاسباب تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر انسان اللہ رب العزت پر نظر دوڑائے اور اس کی چاہت پہ نظر رکھے تو اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾ (الاحزاب: ۳)

''اور اللہ پہ توکل کر، اللہ تیرے لیے وکیل کافی ہو جائیں گے''

جب اللہ ہی کسی بندے کا وکیل بن جائے تو پھر اس بندے کی سرخروئی میں تو کوئی شک نہیں ہو سکتا، اس لیے ہمیں ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اللہ کی طرف دھیان کرنا چاہیے۔ اور جتنا اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ سکتے ہیں، اتنا ہمیں دعائیں مانگنی چاہئیں۔

آپ دیکھیں کہ اگر کوئی بندہ کسی کام کا سبب بنتا ہے تو آپ کو پتہ ہے کہ یہ اسباب تو ختم ہوتے رہتے ہیں۔ ایک بندہ وزیر تھا کام کروا دیتا تھا، اب وہ ریٹائرڈ ہو گیا..... اب جی وہ جو کام کروانے والا بندہ تھا، وہ بیمار ہو گیا...... اب جی وہ کام کروانے والا بندہ فوت ہو گیا..... اس کا مطلب ہے کہ وہ کام کروانے کے جو اسباب

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے وہ ختم ہو گئے ہیں۔ اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ﴾

''اور تم توکل کرو اس زندہ پروردگار پر جس کو کبھی موت نہیں آسکتی''

امیدوں اور چاہتوں کا محور فقط اللہ کی ذات ہو:

کتنی اعلیٰ بات ہے کہ انسان بندوں پر بھروسہ کرنے کے بجائے بندوں سے امیدیں لگانے کے بجائے، اپنے پروردگار سے امیدیں لگائے۔ وہ پروردگار جس کو کبھی موت نہیں آسکتی، وہ پروردگار جو زمین اور آسمان کے خزانوں کا مالک ہے، وہ پروردگار جو اپنی مخلوق کا اکیلا خالق ہے، وہ پروردگار جو اپنی مخلوق کا خود رب ہے، وہ پروردگار جو اپنی مخلوق کی خود تربیت فرماتا ہے اور ان کا رازق ہے، ان کو رزق پہنچا دیتا ہے۔ ایسا پروردگار اگر ہمارا وکیل بن جائے اور ہم اللہ کی ذات پہ نظر رکھیں تو پھر دیکھیں کہ ہمارے کام کیسے سنورتے ہیں۔ ہم نیکی کی طرف تو آتے نہیں اور چاہتے ہیں کہ کام ہمارے ہو جائیں۔

ایک حدیث قدسی ہے۔

''اے میرے بندے! ایک تیری مرضی ہے ایک میری مرضی ہے، اے بندے اگر تو چاہے کہ وہ پورا ہو جو تیری مرضی ہے تو میرے بندے! میں تمہیں تھکا بھی دوں گا اور تیرے کاموں کو بھی سنورنے نہیں دوں گا۔ اگر تو چاہے کہ وہ پورا ہو جو میری مرضی ہے تو میں تیرے کاموں کو بھی سنوار دوں گا اور سارا دن تیری زندگی میں برکتیں بھی عطا فرما دوں گا۔''

تو ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پہ نظر رکھیں، اسی کی طرف دھیان رکھیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

دعائیں بھی اسی سے مانگیں۔ نمازیں پڑھیں تو حضوری والی نمازیں پڑھیں، ذکر میں بیٹھیں تو اللہ کے سامنے ہوں۔ جب یہ ایسا درجہ حاصل ہو جائے گا تو انسان پھر توکل والوں میں شامل ہو جائے گا۔

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا توکل:

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے خانیوال میں ایک مسجد بنائی جو پورے شہر کی سب سے بڑی مسجد تھی۔ رکشہ ڈرائیوروں نے اس کا نام بے چندہ مسجد رکھا ہوا تھا۔ بے چندہ مسجد کا مطلب یہ ہے کہ وہ چندہ اکٹھا کرتے ہی نہیں تھے۔ نہ جمعہ میں نہ جمعہ کے علاوہ۔ تو پھر لوگوں نے اس کا نام "بے چندہ مسجد" رکھ دیا تھا۔ وہ بعد میں ایک مینار مسجد مشہور ہو گئی۔ تو سبحان اللہ! اللہ کی ذات پر کتنا توکل تھا کہ اللہ ہی سے مانگا۔ تو جو توکل کی زندگی گزارنے والے لوگ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا معین ہوتا ہے، اللہ ان کا وکیل ہوتا ہے، اللہ ان کا حامی و ناصر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کا حفاظت کرنے والا اور اللہ رب العزت ان کو دنیا میں برکتوں کی زندگی عطا کرنے والا ہوتا ہے۔

نبی ﷺ کا اللہ پر توکل:

آج کے اس درس میں ہم نے ایک نئے لفظ کو سیکھا، جس کو توکل کہتے ہیں۔ یہ نبی ﷺ کی مبارک زندگی میں بہت زیادہ تھا۔ اس لیے جب طائف کے لوگوں نے نبی ﷺ کو شہر سے نکالا اور پتھر مروائے، تو آقا ﷺ کے جو پاؤں مبارک تھے وہ تھک چکے تھے، بلکہ بعض جگہوں سے پتھر لگنے کی وجہ سے خون بھی بہہ رہا تھا۔ تو آپ طائف شہر سے نکل کر باہر ایک جگہ پر تشریف لائے۔ تھکے ہوئے تھے اور اللہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

حبیب ﷺ کو بڑا صدمہ تھا، کیونکہ دل میں امید لے کر آئے تھے کہ طائف والے میرے ماموں لگتے ہیں، چونکہ ماں کے گھرانے کے ننھیال کے لوگ ہیں، اس لیے یہ میری بات مان لیں گے، لیکن انہوں نے بھی بات ماننے سے انکار کر دیا تو اللہ کے حبیب ﷺ بہت غمزدہ حالت میں جا کر بیٹھے اور وہاں جا کر دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِلَیْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَهَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَكِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَهَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّكْتَهٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَكُنْ بِكَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰكِنْ عَافِیَتُكَ هِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِیْ غَضَبَكَ اَوْ یَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔ (مرقاۃ)

"اے اللہ! میں اپنی کمزوری کی، اور اسباب کی کمی کی شکایت آپ ہی کے سامنے کرتا ہوں اور لوگوں میں ذلت اور رسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین! تو ہی ضعفا کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے؟ کسی اجنبی بیگانے کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور منہ چڑاتا ہے، یا کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا؟ اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کسی کی بھی پروا نہیں ہے، تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو۔ تیری ناراضگی کو اس

www.besturdubooks.wordpress.com

بوقت تنگ دور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو۔ نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت“

یہ توکل ہوتا ہے کہ انسان اپنے ہر معاملے میں اللہ کی طرف رجوع کرے اور اللہ سے مانگے۔

اللہ کے در سے لو لگالیں:

اللہ رب العزت ہمیں بھی اپنی ذات کے ساتھ ایسا توکل، ایسا یقین اور ایسا اعتماد عطا فرمادے کہ ہم ہر وقت اسباب کے پیچھے بھاگنے کے بجائے، اسباب اختیار تو کریں مگر نتائج اللہ کی ذات پر چھوڑ دیں، اور اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ! اس میں ہمارے لیے خیر رکھ دیجیے، ہمارے لیے بہتری رکھ دیجیے، اے اللہ تعالیٰ! ہمارے لیے خیر کا معاملہ فرما دیجیے۔

ہمارے بزرگوں کی زندگیوں کو دیکھیں تو ہمیں ان میں توکل بہت کامل نظر آتا ہے۔ اللہ اکبر!۔ بعض کے واقعات تو اتنے زیادہ اعلیٰ ہوتے ہیں کہ انسان حیران ہی ہو جاتا ہے کہ اللہ کی ذات پہ ان کا کیسا توکل تھا؟ اور پھر دیکھو اللہ نے کیسے ان کو عزتوں سے نوازا اور ان کو غلبہ عطا فرمایا۔

آج کے ہمارے گھروں کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اسباب کے اوپر ہر وقت نظر رکھنے کے بجائے ہم مسبب الاسباب کی طرف نظر بڑھائیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگیں کہ اے اللہ! ؎

تم ہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے
تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

ہم اللہ کے در سے لو لگالیں، اللہ ہمارے وکیل بن جائیں، اللہ ہمارے کارساز

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ ہماری دنیا اور آخرت کی پریشانیاں ہم سے دور فرما دیں اور ہمیں اپنے دین کی خدمت کرنے والے بندوں میں شامل فرما دیں۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

الله جل جلاله

خطباتِ فقیر

جلد اکتالیس

- رحمٰن کے دو محبوب کلمے
- دنیا کی حقیقت
- محاسبۂ نفس
- سالک کا طرز زندگی
- ولایت کے درجات
- تین محبوب چیزیں

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر

خطباتِ فقیر 41
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوانات
17	عرض ناشر
19	پیش لفظ
21	عرض مرتب
25	① رحمٰن کے دو محبوب کلمے
27	حدیث تسبیح کا بیان
29	میزان کی بحث کیوں لائی گئی؟
30	میزان عدل قائم کرنے میں حکمت
31	دو قسم کے لوگوں کا حساب نہیں ہوگا
33	روز قیامت میزان قائم ہونا یقینی ہے
33	معتزلہ کا انکار
34	مختلف اقسام کے میزان
35	وزن کس کا ہوگا؟
36	صاحب میزان کون؟
39	رواۃ الحدیث
39	احمد بن اشکاب رحمۃ اللہ علیہ
39	محمد ابن فضیل رحمۃ اللہ علیہ
40	عمارہ بن قعقاع رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
41	محدث ابوزرعہ رحمہ اللہ
43	بسمی مسلسلاً بالکوفیین
43	سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
46	متن الحدیث
47	اللہ کی بندے سے محبت کی دلیل
48	رحمٰن کون ہے؟
50	زبان پر ہلکے کلمات
52	میزان میں بھاری کلمات
53	کلام کا اعجاز
55	سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کی عادت ہونی چاہیے
56	اسم تنزیہ
57	اسم جلالہ "اللہ"
57	بے نقطہ نام
58	اسم اعظم کونسا ہے؟
59	نام کا اثر شخصیت پر
60	"اللہ" کے اسم اعظم ہونے کی دلیل
62	اللہ کا نام "التعلق" کے لیے ہے
64	اللہ اپنی تعریف آپ بیان کرتے ہیں
65	حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا اللہ کی حمد بیان کرنا
67	عظمت شان کے متعلق قرآنی آیات
67	کلمات کو پڑھنے کا ثواب

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
68	"سبحان اللہ" پڑھنے سے عذاب میں تخفیف
69	جوامع الکلم
69	صفات کلام علمِ بلاغت کی روشنی میں
79	حدیث تسبیح کو آخر پر لانے کی وجوہات
83	② دنیا کی حقیقت
85	دنیا کی زندگی ایک خواب کی مانند
86	سمندر اور قطرے کی مثال
86	دنیا ایک مسافر خانہ
87	دنیا..... حقیر ترین چیز
88	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان
88	دنیا ہلاک کر دینے والی ہے
89	دنیا کے بیٹے نہ بنو
89	میٹھی اور سرسبز دنیا
90	ہلاکت میں ڈالنے والا مال
91	دنیا کے عقلمندوں کی بربادی
91	حقیقی عقلمند کون
92	مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب دعا
93	دنیا اللہ سے غافل ہونے کا نام ہے
93	ابراہیم بن سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی قناعت
94	درہم کے تمری کی بیچ ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
"دنیا" اور "مال" کی وجہ تسمیہ	94
دل اور دنیا کی حیثیت	95
دنیا کی صفت	95
انسان کے لیے کتنی دنیا کافی ہے	96
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا گزران زندگی	98
دنیا سائے کی مانند ہے	99
دنیا کا ذکر ہی نہ کرو	99
دنیا کی محبت سے توبہ کی ضرورت	100
طالب دنیا معرفت الٰہی سے محروم ہوتا ہے	101
حب دنیا کی وجہ سے نصیحت بے اثر	102
دنیا دار بندہ گناہ سے بچ نہیں سکتا	103
دنیا کی محبت سے دل پر پردہ	103
دنیا کی تعمیر میں آخرت کی بربادی	103
بادشاہ اور فقیر کا انجام کار ایک ہے	104
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت	105
طالب دنیا اپنی عبادات کے باوجود جہنم میں	106
دنیا اور اس کے پیچھے لگنے والوں کا انجام	107
اللہ تعالیٰ کا دنیا کو پیغام	109
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا جوابی پیغام	109
نبی علیہ السلام نے اپنے لیے فقر کو پسند کیا	110
دنیا کی لذت آخرت کی کڑواہٹ	111

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
...... دنیا چھوٹ ہی جاتی ہے	112
...... ناآسودہ تمناؤں پہ اجر	113
...... دنیا ایک نعمت بھی ہے	114
...... دنیادار کون ہے؟	115
...... مال اللہ کے لیے ہو تو یہ دنیا نہیں	116
...... پرہیزگار بادشاہ	118
...... دنیا حصولِ آخرت کا ذریعہ ہے	119
...... مال کماؤ اپنا دین بچانے کے لیے	120
...... مال ایمان کے لیے ڈھال	120
...... گناہ سے خالی دن ...... عید کا دن	121
...... کافر کے مزے دنیا میں، مومن کے آخرت میں	122
...... دل ہلانے والی بات	123
محاسبۂ نفس	125
...... قرآن مجید میں محاسبۂ نفس کا حکم	127
...... اہلِ آخرت کی مثال	128
...... محاسبہ کا مطلب	129
...... محاسبۂ نفس کی اہمیت	130
...... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	131
...... حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	133
...... محاسبہ کی کیا کیفیت ہو	133

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
135	محاسبہ کی اقسام ......
135	عمل سے پہلے محاسبہ ......
136	عمل کے بعد محاسبہ ......
137	فرائض میں محاسبہ ......
137	گناہوں کا محاسبہ ......
138	مباحات میں محاسبہ ......
138	لایعنی کاموں کا محاسبہ ......
139	مخصوص وقت میں محاسبہ ......
141	فضیلت کے اوقات میں محاسبہ ......
141	فضیلت کی جگہوں پر محاسبہ ......
141	محاسبہ کون کرے ......
143	محاسبہ کہاں سے شروع کریں؟ ......
145	نفس کو سزا دینا ......
145	اکابرین امت کی مثالیں ......
150	سلف صالحین کا دستور ......
151	محاسبہ نفس سے روکنے والے عوامل ......
153	محاسبہ کرنے والے کی علامات ......
154	محاسبہ نفس کو آسان بنانے والے عوامل ......
155	خود احتسابی ......
155	بزرگوں کے واقعات کا مطالعہ ......
155	نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا ......

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... اپنے نفس سے سوء ظنی رکھنا	155
❁ ...... اللہ کے حضور پیشی کا خوف ہونا	156
❁ ...... علم اور وعظ کی مجالس میں شریک ہونا	156
❁ ...... غفلت کے مقامات سے دور رہنا	156
❁ ...... زیارت قبور کرنا	157
❁ ...... اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھنا	157
❁ ...... تہجد کی پابندی کرنا	157
❁ ...... محاسبہ نفس کے فوائد	157
❁ ...... لقائے الٰہی کی تیاری	158
❁ ...... روزِ محشر حساب آسان	158
❁ ...... توبہ کی توفیق ملتی ہے	159
❁ ...... گناہوں سے دوری	161
❁ ...... زہد نصیب ہوتا ہے	161
❁ ...... معرفتِ حق پیدا ہوتی ہے	161
❁ ...... ادائیگی حقوق کا احساس	161
❁ ...... محاسبہ نفس میں اکابر کا معمول	162
❁ ...... حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ	162
❁ ...... ربیع رحمۃ اللہ علیہ	163
❁ ...... عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	163
❁ ...... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	164
❁ ...... حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ	164

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
164	❁ ...... ابن دقیق العید رحمہ اللہ
165	❁ ...... سید احمد رفاعی رحمہ اللہ
167	❁ ...... محاسبِ نفس کا روزِ محشر حساب آسان
168	❁ ...... محاسبہ پر فکر مند کرنے والی چند آیات
170	❁ ...... روزِ قیامت پوچھا جائے گا......
173	⑦ سالک کا طرزِ زندگی
175	❁ ...... راہِ سلوک میں اہم اور مفید باتیں
175	❁ ...... (۱) باوضو زندگی گزارنا
176	❁ ...... باوضو رہنے کے تین فائدے
176	❁ ...... پہلا فائدہ...... شیطان سے حفاظت
177	❁ ...... دوسرا فائدہ...... نماز اور عبادات آسان
177	❁ ...... تیسرا فائدہ...... باوضو موت
177	❁ ...... وضو کیسے قائم رہے؟
178	❁ ...... دائم الوضو فیملی
179	❁ ...... وضو پر اللہ کی مدد
179	❁ ...... مشائخ کی وضو پر مداومت
180	❁ ...... عشاء کے وضو سے فجر کی نماز
181	❁ ...... حضرت مرشدِ عالم رحمہ اللہ کا دوامِ وضو
184	❁ ...... توفیق اللہ کی طرف سے ہے
185	❁ ...... (۲) مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا
185	❁ ...... مسنون دعاؤں کے الفاظ پر عقلِ انسانی کی رسائی ناممکن

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
مسنون دعاؤں سے نورِ نسبت کا حصول	187
موقع پر دعا کا یاد آنا ایک نعمت ہے	187
مسنون دعاؤں کی برکت سے شیطان سے حفاظت	188
باخدا بننے کے لیے مسنون دعاؤں کا اہتمام ضروری ہے	190
(۳) گفتگو میں تسبیح وتحمید کے کلمات کو استعمال کرنا	191
چھوٹے بچوں کو بھی کلمات کی عادت ڈالیں	192
جزاک اللہ کی عادت	193
زیور میں گھنٹے	193
(۴) قرآن پاک کا کچھ حصہ یاد کرنا اور تلاوت کرنا	194
فضیلت والی سورتوں کو یاد کرنا	194
آخری تین پاروں کو یاد کرنا	196
مکمل قرآن پاک کو یاد کرنا	196
(۵) خاموش رہنے کی عادت اختیار کرنا	197
کم بولنے کا طریقہ	197
اہلِ تقویٰ علماء کم بولتے ہیں	198
حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاموشی	198
کہے ایک جب سن لے انسان دو	199
بحث مباحثے سے بچیں	200
(۶) محاسبہ نفس کرنا	200
توبہ کا ورد مقرر کریں	201
(۷) دین و دنیا میں ہمیشہ دین کو مقدم کرنا	202

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
آخری نماز سے محرومی	202
دین کو فوقیت دیجیے سب کام آسان	203
مسئلے کی بات	204
(۸) دوسروں کی دل آزاری سے بچنا	205
دل آزاری کے معاملے میں اکابر کی احتیاط	206
دو طرح کے کام	208
(۹) اللہ سے دوستی لگانا	208
اللہ سے ہم کلامی	209
اللہ سے تعلق میں گرمجوشی کی ضرورت	209
یہ بازی عشق کی بازی ہے	210
اللہ تعالیٰ کی ہمنشینی	210
اللہ سے دوستی لگانے والے	212
۵ ولایت کے درجات	215
ایک فطری خواہش	217
ہر انسان میں ولی بننے کی صلاحیت	217
ولایت کیسی چیز ہے	218
ولایت کی دو قسمیں	219
(۱) ولایت عامہ	219
دو قسم کے لوگ	219
ہر کلمہ گو سے محبت ہونی چاہیے	220
ایمان والوں سے اللہ کی محبت کی دلیل	220

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات

صفحہ نمبر	عنوانات
221	ایمان کی قدر ہونی چاہیے ......
222	ایمان والوں سے اللہ کی دوستی ......
223	(۲) ولایت خاصہ ....
224	تقویٰ والے اللہ کے ولی ......
225	ہر قسم کا بندہ ولایت حاصل کر سکتا ہے ......
225	لمحوں میں ولایت ملتی ہے ......
226	شریعت کے راکھوین لیلے ......
226	گناہوں کو چھوڑنے والا مستجاب الدعوات ......
227	عبادت کرنے کی نسبت گناہوں کو ترک کرنا ضروری ہے ......
228	ولایت خاصہ کے درجات ......
228	(۱) ولایت صغریٰ ......
228	(۲) ولایت کبریٰ ......
229	ولایت سے پہلے اور بعد کا فرق .....
230	طبعی کراہت کی ایک اور مثال .....
232	اللہ کے ولی، اللہ کی حفاظت میں ....
232	نبوت اور ولایت میں فرق ......
233	اللہ سے دوستی لگانے کا آج وقت ہے ......
235	**(۶) تین محبوب چیزیں**
237	نبی علیہ السلام کی مجالس، مثالی مجالس ......
238	ایک یادگار مجلس کا تذکرہ ......

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین محبوب چیزیں	239
❁ ...... ظاہر اور باطن کی پاکیزگی مقصود ہے	239
❁ ...... نماز اللہ کے خزانوں کی چابی	241
❁ ...... نماز محبوب کا تحفہ	243
❁ ...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں	244
❁ ...... (۱) ...... نبی علیہ السلام کے چہرۂ انور کو دیکھنا	244
❁ ...... ایک صحابی کا شوقِ زیارت	245
❁ ...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے مثال سعادت	246
❁ ...... قاری اور قرآن	248
❁ ...... عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رشک	248
❁ ...... (۲) ...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنا مال خرچ کرنا	248
❁ ...... صدیق رضی اللہ عنہ کو خدا کا رسول بس	249
❁ ...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت کا سلام	250
❁ ...... (۳) بیٹی کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح میں ہونا	250
❁ ...... توجہات کا مرکز نبی علیہ السلام کی ذات	251
❁ ...... عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں	251
❁ ...... (۱) امر بالمعروف کرنا	251
❁ ...... (۲) نہی عن المنکر کرنا	252
❁ ...... (۳) سادہ لباس پہننا	253
❁ ...... عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں	255
❁ ...... (۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا	256

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
257	❁ ...... (۲) ننگوں کو کپڑا پہنانا
258	❁ ...... (۳) قرآن مجید کی تلاوت کرنا
259	❁ ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں
259	❁ ...... (۱) مہمان نوازی کرنا
260	❁ ...... (۲) گرمی کے روزے رکھنا
262	❁ ...... (۳) اللہ کے راستے میں جہاد کرنا
262	❁ ...... جبرئیل علیہ السلام کی تین محبوب چیزیں
263	❁ ...... (۱) عبادت گزاروں اور غریبوں سے محبت کرنا
263	❁ ...... (۲) کثیر العیال تنگدستوں سے محبت کرنا
264	❁ ...... (۳) گمراہ کو راستہ دکھانا
264	❁ ...... اللہ تعالیٰ کی تین پسندیدہ چیزیں
265	❁ ...... (۱) فاقے پر صبر کرنے والا
266	❁ ...... (۲) تنگی میں سخاوت کرنے والا
266	❁ ...... اللہ کے تین پسندیدہ بندے
268	❁ ...... (۳) گناہوں پر نادم ہونے والا بندہ
268	❁ ...... ندامت کے آنسو میزان عمل میں نہیں تل سکتے
269	❁ ...... ندامت کے آنسو آگ بجھا ڈالتے ہیں
270	❁ ...... پلکوں کے بال کی شفاعت
271	❁ ...... عجیب تحفہ

☆☆☆☆

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ (الاسراء: ۴۴)

رحمٰن کے دو محبوب کلمے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدة السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: یکم رجب ۱۴۳۲ھ بروز جمعہ مطابق 3 جون 2011ء

موقع: تقریب ختم بخاری شریف بعد از نماز جمعہ

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

نبی علیہ السلام نے سننے والے کا شوق بڑھانے کے لیے پہلے بتا دیا کہ دو کلمے ہیں پھر فرمایا: حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ "اللہ کو بڑے پیارے ہیں"۔ تو حسن کلام دیکھیے کہ سننے والے کی طلب کو بڑھا دیا، آگے فرمایا: ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ "وہ میزان کے اندر بڑے بھاری ہیں، ان کا اجر بہت زیادہ ہے"۔ اتنا زیادہ کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "سبحان اللہ" پڑھنے سے آدھا میزان بھر جاتا ہے اور "الحمد للہ" پڑھنے سے بقیہ آدھا بھی بھر جاتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمٰن کے دو محبوب کلمے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾

بَابُ: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْقِسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ وَيُقَالُ: اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اِشْكَابَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

حدیث تسبیح کا بیان:

[illegible] حدیث مبارک [illegible]

ہیں۔ اس لیے کہ اس میں ''سبحان اللہ'' پڑھنے کے فضائل بتائے گئے، یہ ''حدیث تسبیح'' اختتام بخاری شریف کے موقع پر خوب پڑھی جاتی ہے۔ یہ عاجز بھی ایک طالب ہونے کے ناطے اسی حدیث مبارکہ پر گفتگو کرے گا۔ اللہ رب العزت اپنی مدد عطا فرمائے اور صحیح بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے!

اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک آیت مبارکہ لائے ہیں

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾

''نَضَعُ'' کہتے ہیں نُحْضِرُ کو یعنی ہم پیش کریں گے۔

''مَوَازِيْن'' یہ میزان کی جمع ہے۔

''قِسْط'' عدل کو کہتے ہیں۔

''لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ'' قیامت کے دن۔

یعنی ہم قیامت کے دن میزانِ عدل کو قائم کریں گے۔

اب ان کے الفاظ کی اور تفصیل بھی سن لیجیے:

مَوَازِيْن

موازین جمع ہے میزان کی، اس کی اصل تھی مِوْزَانٌ، لیکن

فَقُلِبَتِ الْوَاوُ يَاءً لِكَسْرَةِ مَا قَبْلَهَا

واؤ کو یا کے ساتھ بدل دیا کہ اس سے پہلے کسرہ تھا، تو یہ میزان بن گیا۔

''میزان'' کا لفظی مطلب ہوتا ہے تولنے والی چیز۔ ہم اپنی زبان میں اس کو ''ترازو'' بھی کہتے ہیں۔ عربی میں اس کو ''میزان'' کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس میزان کو قیامت کے دن قائم فرمائیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میزان کی جمع کیوں لائی گئی؟

اس میزان کو جمع کے صیغے کے ساتھ کیوں لایا گیا؟ کیا ایک میزان ہوگا یا کئی میزان ہوں گے؟ تو جمہور علما نے کہا کہ ہوگا تو ایک میزان، لیکن جمع کا صیغہ لانے میں کئی معارف ہیں:

(۱) پہلی بات تو یہ کہ اس کے مختلف اجزا ہوں گے۔ ایک پلڑا نیکیوں والا ہوگا اور ایک پلڑا برائیوں والا۔ پھر ایک اس میں لسان ہوگی، جس سے پتہ چلے گا کہ بھاری سائیڈ کونسی ہے۔ تو میزان کے اجزا کی وجہ سے جمع کا صیغہ لایا گیا۔

(۲) بعض محدثین نے فرمایا کہ چونکہ مختلف اشخاص ہوں گے اور اتنے اشخاص کے نامۂ اعمال تلیں گے تو نامۂ اعمال کی کثرت کی وجہ سے جمع کا صیغہ لایا گیا۔

(۳) اور بعض محدثین نے فرمایا کہ چونکہ ایک بندے کے اعمال مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا اعمال بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ جیسے فرمایا گیا:

﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ﴾ (الاعراف:۹)

تو قرآن مجید میں بھی جمع کا صیغہ ہے۔

(۴) اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ

اَنْ يَّكُوْنَ الْجَمْعُ لِلتَّفْخِيْمِ

"یہ جمع تفخیم کے لیے ہے"

"تفخیم" تعظیم کو کہتے ہیں کہ کوئی چیز بڑی ہو تو اس کی عظمت کی وجہ سے جمع کا صیغہ لایا جاتا ہے۔ اور اس کی دلیل قرآن مجید کی آیت ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ (الشعراء:۱۰۵)

اب نوح علیہ السلام تو اپنی قوم کی طرف اکیلے بھیجے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مرسلین کا لفظ استعمال کیا، جو جمع کا صیغہ ہے۔ تو اس سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ ''میزان'' کی جمع عظمت کی وجہ سے اور اہمیت کی خاطر یہاں لائی گئی۔

اَلْقِسْطُ

اب آگے لفظ ہے ''اَلْقِسْطُ'' قسط کہتے ہیں عدل کو۔ یعنی میزان عدل قائم کرنا۔

میزانِ عدل قائم کرنے میں حکمت:

میزانِ عدل کیوں قائم کریں گے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً: ایک تو یہ کہ ایک انسان ساری زندگی نیکی کرتا ہے اور دوسرا انسان بدی کرتا ہے۔ تو عدل یہی ہے کہ نیکی والے کو اس کا اجر ملے اور برائی والے کو اس کی سزا ملے۔ اگر قیامت کے دن کوئی محاسبہ ہی نہ ہو تو پھر نیک اور برے تو سب برابر ہو گئے۔

پھر اللہ رب العزت کی ایک صفت ہے کہ آپ کا نام ''اَلْمُقْسِطُ'' ہے یعنی عدل والا۔ تو اپنی صفت کے ظہور کی خاطر کہ میں مقسط ہوں اللہ رب العزت قیامت کے دن میزانِ عدل کو قائم فرمائیں گے۔

لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ

بخاری شریف کے بہت سارے ایسے نسخے بھی ہیں جن میں یہ دو الفاظ روایت نہیں کیے گئے مگر ہمارے پاس جو نسخہ ہے اس میں لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ کے الفاظ بھی یہاں پر موجود ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ وَ قَوْلَهُمْ یُوْزَنُ

پھر آگے فرمایا:

وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ وَ قَوْلَهُمْ یُوْزَنُ

''اور بنی آدم کے اعمال اور ان کے اقوال کا وزن کیا جائے گا''

دو طرح کے ہی معاملے ہوتے ہیں: ایک قول اور ایک فعل۔ فعل کو ''عمل'' کہتے ہیں اور قول انسان کی بات ہوتی ہے۔ دونوں کو تولا جائے گا۔ باتوں کو بھی اور Practical عملوں کو بھی تولا جائے گا۔ سب کے اعمال کو تولا جائے گا۔

دو قسم کے لوگوں کا حساب نہیں ہوگا:

ظَاهِرُهُ الْعُمُوْمُ اگرچہ ایک عمومی بات یہی ہے کہ سب کے اعمال کو تولا جائے گا مگر (خُصَّ مِنْهُ طَائِفَتَانِ) دو گروہ ایسے ہوں گے کہ جن کا حساب کتاب نہیں ہوگا۔

پہلی قسم:

(اَلْاَوَّلُ) مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ کَمَا فِیْ قِصَّةِ السَّبْعِیْنَ اَلْفًا

''ایک تو وہ ہوں گے جو جنت میں بغیر حساب کے جائیں گے جیسا کہ ستر ہزار والی حدیث میں آیا ہے۔''

ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ قیامت کے دن بعض ایسے لوگ ہوں گے کہ جن کا حساب کتاب نہیں ہوگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اُعْطِیْتُ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنْ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اللہ رب العزت نے مجھے یہ فضیلت بخشی کہ میری امت کے ستر ہزار بندے بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔''

اب جب یہ پڑھتے ہیں کہ ستر ہزار بندے بغیر حساب کے داخل ہوں گے تو خوشی بھی ہوتی ہے اور دل بھی گھبراتا ہے۔ اس لیے کہ امت کے تو اربوں کھربوں انسان ہوں گے ان میں سے صرف ستر ہزار بغیر حساب کے جائیں گے تو ہم کہاں کھڑے ہوں گے؟ تو ڈر بھی لگتا ہے، مگر حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے آگے ایک اور بات ارشاد فرمائی۔ فرماتے ہیں:

((فَزَادَنِیْ مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِیْنَ اَلْفًا)) (کنز العمال، رقم:۳۴۰۳۰، ۱۲/۴۱۲)

''پھر ایسے ہوں گے کہ ان میں سے ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ہزار اور بندوں کو جنت میں لے کر جائے گا۔''

ایک تو حدیث پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ہوں گے جن کا حساب کتاب نہیں ہوگا۔

دوسری قسم:

(وَ الثَّانِیْ) مِنَ الْکُفَّارِ مَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ اِلَّا الْکُفْرَ وَ لَمْ یَعْمَلْ حَسَنَةً فَاِنَّهٗ یَقَعُ فِی النَّارِ مِنْ غَیْرِ حِسَابٍ

(فتح الباری لابن حجر ، ۱۳/۵۳۸، باب قول اللہ تعالیٰ: ونضع الموازین القسط)

''(اور دوسرا) وہ کفار کہ جن پر کفر کا گناہ تو ہوگا مگر انہوں نے انسانوں کے حقوق نہیں دبائے ہوں گے۔ وہ اپنے کفر کی وجہ سے بغیر حساب کتاب کے جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کے علاوہ وہ ایمان والے جنہوں نے نیکی بھی کی ہوگی، گناہ بھی کیے ہوں گے، ان سب کا قیامت کے دن حساب ہوگا۔

روزِ قیامت، میزان قائم ہونا یقینی ہے:

قیامت کے دن کے حساب کے بارے میں قرآن کریم کی آیت ہے کہ

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ﴾

''قیامت کے دن حساب لازمی ہوگا''

اور فرمایا:

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الاعراف:۸)

''جن کا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ فلاح پائیں گے''

﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا أَنْفُسَهُمْ﴾

''اور جن کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ اپنی جانوں پہ ظلم کرنے والے ہوں گے''

معتزلہ کا انکار:

اس امت میں ایک طبقہ گزرا ہے جو عقل پرست تھا، اس کو ''معتزلہ'' کہتے تھے۔ معتزلہ اعتزال سے ہے یعنی مسلمانوں کی جماعت سے وہ الگ ہو گئے۔ Main stream (سیدھی راہ) سے ایک طرف ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ جی یہ تو بات سمجھ میں ہی نہیں آتی کہ عمل کیسے تولے جائیں گے؟ ان میں یہ بات تھی کہ وہ ہر چیز کو عقل کے پیمانے پہ پرکھا کرتے تھے اور یہی ان کی گمراہی کی دلیل تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا رد کیا کہ وزن ہوگا۔ اب انہوں نے جو رد کیا تو انہوں نے نبی علیہ السلام کی حدیث کا رد نہیں کیا۔ بلکہ خود اللہ رب العزت کے حکم کا رد کیا۔

﴿فَمَنْ رَدَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ رَدَّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ﴾

"جس نے نبی ﷺ کا رد کیا اس نے اللہ رب العزت کا رد کیا"

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن وزن کا ہونا حق بات ہے۔

مختلف اقسام کے میزان:

آج کے زمانے میں اس بات کو سمجھنا آسان ہے کہ ضروری تو نہیں ہوتا کہ ہر چیز کو ترازو پہ تولا جائے۔ آجکل تو کئی طرح کے میزان ہیں۔ اب سوچیے کہ گندم اور جو کے لیے جو ترازو ہوتا ہے، سونے اور چاندی کے لیے وہ تو نہیں ہوتا۔ اور جو اہلِ صرف اور نحو ہیں ان کے میزان الگ ہوتے ہیں۔ اب ایک صرفی صاحب بیٹھے ہوئے یہ دیکھ رہے ہیں کہ اب یہ لفظ کس میزان پہ پورا اترتا ہے تو اس کا میزان کوئی ترازو تو نہیں ہے؟ اس کا میزان الگ ہے، لیکن نام میزان ہے۔ آج کے دور میں تو

......بلڈ پریشر کو تولا جاتا ہے

......ٹمپریچر کو تولا جاتا ہے

......ہیومیڈیٹی کو تولا جاتا ہے

......شوگر کو تولا جاتا ہے

ہر چیز کا میزان ہے۔ جو پروردگار آج ان چیزوں کے میزان بنوا سکتے ہیں وہ قیامت کے دن اپنی قدرت سے وہ میزان بنائیں گے جس سے انسانوں کے اعمال کو بھی تولا جائے گا۔ اہلِ سنت کے نزدیک نیک اعمال کو اچھی صورت میں اور نورانی شکل میں پیش کیا جائے گا، اور برے اعمال کو ظلمت والی شکل میں پیش کیا جائے گا اور اس طرح اس کا میزان ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وزن کس کا ہوگا؟

یہاں پر محدثین کے نزدیک ایک اور مسئلہ چلا کہ وزن کس چیز کا کیا جائے گا؟

⊙ ......ایک بات تو یہ ہے کہ اعمال کو بھی تولا جائے گا۔ حدیث پاک سے اس کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو درداءؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَا يُوضَعُ فِي الْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَيْئًا أَثْقَلُ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ

(مسند البزار: ۲۰/۳/۱۱۱)

''قیامت کے دن میزان کے اندر اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری اور کوئی عمل نہیں ہوگا''

تو اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ اعمال کو تولیں گے۔

⊙ ......بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نامۂ اعمال کو تولا جائے گا۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مبارکہ نقل کی ہے کہ ایک بندے کے ننانوے دفتر گناہ کے ہوں گے اور ان کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں بطاقہ (ایک چھوٹی سی کاغذ کی پرچی) اس پر رکھا جائے گا اور اس پر کلمہ لکھا ہوگا۔ اس بندے کے اخلاص کی وجہ سے وہ چھوٹا سا ٹکڑا اتنا بھاری ہوگا کہ نیکی کا پلڑا جھک جائے گا۔

(ترمذی، رقم: ۲۶۳۹، باب فیمن یموت و ھو یشھد......)

⊙ ......بعض احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انسانوں کو تولا جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ ابن مسعودؓ کی پنڈلیاں بہت پتلی تھیں اور ساتھی ان کو دیکھتے تھے تو ہنستے تھے۔ تو نبی علیہ السلام نے ابن مسعودؓ کے بارے میں فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَرِجْلُ عَبْدِاللّٰهِ فِي الْمِيْزَانِ أَثْقَلُ مِنْ أُحُدٍ﴾

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ۴/۱۲۶۹، اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ۷/۸۸۰۰)

’’ان کی پنڈلیاں قیامت کے دن میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی۔‘‘

تو تینوں طرح کی احادیث ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ یہ اللہ کا اختیار ہے، چاہیں گے تو اعمال تول لیں گے، چاہیں گے تو نامۂ اعمال تول لیں گے اور چاہیں گے تو بندے کو تول لیں گے۔ یہ مالک کی مرضی ہے جس کے بارے میں چاہیں گے جو فیصلہ فرمادیں گے۔ یہ بات ذہن میں رکھیے گا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا منصف بھی ہے، مگر قیامت کے دن کا مالک بھی ہے۔ چونکہ جو جج ہوتا ہے وہ تو قانون کا پابند ہوتا ہے، اس کے اپنے ہاتھ بھی بندھے ہوتے ہیں، اس نے قانون کے مطابق ہی عمل کرنا ہوتا ہے، قانون سے ادھر ادھر نہیں ہوسکتا، لیکن مالک کی شان اور ہوتی ہے اس کا اپنا اختیار ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن کا مالک ہوں عدل تو قائم کروں گا، لیکن اگر میری منشا ہوگی تو کسی پر میں رحمت بھی فرمادوں تو میرا اختیار ہے، میں رحمت فرمادوں گا۔

صاحب میزان کون؟

قیامت کے دن صاحب میزان کون ہوگا؟ یعنی انسانوں کے نامۂ اعمال کو کون تولے گا؟ محدثین نے لکھا:

صَاحِبُ الْمِيْزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

’’جبرائیل علیہ السلام قیامت کے دن صاحب میزان ہوں گے۔‘‘

آگے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْقِسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مفسر گزرے ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگرد تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''قسطاس'' کا معنی ہوتا ہے عدل اور یہ لفظ بنیادی طور پہ رومی زبان کا تھا، مگر اس کو عربوں نے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ ایسے بہت سارے الفاظ ہیں جو ابتدائی طور پہ مختلف زبانوں کے تھے، لیکن وہ عربوں کے ہاں میزان پر پورے اترتے تھے اور ان کا جب استعمال شروع ہو گیا تو وہ عربی زبان کے الفاظ ہی کہلائے، کیونکہ میزان پہ پورے اترتے تھے اور ان کے استعمال میں آ چکے تھے۔ تو آج ان کو قرآن کا لفظ کہا جائے گا اور عربی کا لفظ کہا جائے گا۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ کہتے ہیں کہ

''ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد''

''نمک کی کان میں جو چیز چلی جاتی ہے وہ بھی نمک بن جاتی ہے۔''

تو جب عربوں نے استعمال شروع کر دیا اور اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں نازل فرما دیا تو اب اگرچہ پہلے وہ لفظ کسی اور زبان کا تھا، لیکن اب وہ عربی کا لفظ کہلائے گا۔ ابتدا میں یہ لفظ تھا ''قسطار'' ''را'' کو سین سے بدل دیا تو ''قسطاس'' بن گیا۔ اور چونکہ اللہ رب العزت نے فرمایا: ''قُرْآنًا عَرَبِيًّا'' قرآن کو عربی زبان میں اتارا۔ اس لیے اب اس لفظ کا قرآن مجید میں ہونا کوئی عربی زبان کے خلاف بات نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاتقان'' میں تقریباً ایک سو الفاظ ایسے گنوائے ہیں کہ وہ مختلف زبانوں کے تھے، مگر عربوں نے اس کا استعمال شروع کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَيُقَالُ: اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ

عربی زبان کی یہ خوبی ہے کہ ایک ہی لفظ کے حروف کے اوپر جو اعراب ہیں اگر وہ بدل جائیں تو معنی بدل جاتے ہیں۔

اَلْقَسْطُ: ایک لفظ ہے "ق" پر فتح کے ساتھ، اس کا معنی ہے ناانصافی۔ اس قَسْط سے بنا قاسط یعنی ظالم انسان۔ تو اس کے بارے میں فرمایا: فَهُوَ الْجَائِرُ۔

اَلْقِسْطُ: بھی ایک لفظ ہے اس کا معنی ہے انصاف، اور قِسْط سے مُقْسِطْ بنا یعنی انصاف کرنے والا۔ چنانچہ فرمایا گیا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾

"اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں"

ایک حدیث شریف میں نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿اَلْمُقْسِطُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ﴾

(کنز العمال: ۶/ ۱۱، رقم: ۱۴۶۱۵)

"قیامت کے دن انصاف والا بندہ نور کے منبر کے اوپر بٹھایا جائے گا"

آگے حدیث مبارکہ شروع ہوتی ہے۔ متن سے پہلے ہم اس حدیث مبارکہ کے راویوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رواۃ الحدیث

احمد بن اشکاب رحمۃ اللہ علیہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنے ایک استاذ سے نقل کرتے ہیں، جن کا نام "احمد ابن اشکاب" تھا۔ یہ "اشکاب" کے لفظ کو مصری لوگ "شکیب" کہتے تھے۔ شکیب کہیں یا اشکاب کہیں، بہرحال یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے استاذ ہیں کہ جو بڑے ثقات میں سے تھے۔

ابن حبان نے ان کو ثقات میں لکھا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں فرمایا: ثِقَةٌ مَأْمُوْنٌ صَدُوْقٌ

اچھے اعلیٰ الفاظ ان کے لیے استعمال کیے۔

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں فرمایا: كَانَ صَاحِبَ حَدِيْثٍ

اور عباس بن محمد الدوری رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

كَتَبَ عَنْهُ يَحْيَى ابْنُ مَعِيْنٍ كَثِيْرًا

"ان سے یحییٰ بن معین نے کثیر حدیثیں روایت کی ہیں"

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ تو جرح اور تعدیل کے بڑے امام تھے اور راویوں کو پرکھنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ تو ان جیسے بزرگ نے اگر ان سے حدیثیں نقل کی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بڑے ثقہ بزرگوں میں سے تھے۔

محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ:

احمد بن اشکاب نے اس حدیث پاک کو محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا۔ یہ بڑے محدثین میں سے تھے، لیکن ایک بات عجیب ہے کہ اس حدیث مبارکہ کو جتنے محدثین

www.besturdubooks.wordpress.com

نے نقل کیا انہی سے نقل کیا۔ یہاں پر آ کر صرف یہ اکیلے راوی ہیں۔ تو جس محدث نے بھی نقل کیا اس نے محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا۔ چنانچہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ إِلَّا مِنْ طَرِيْقِهٖ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

''اس سند سے ہم نے اس طریقے کے سوا اس حدیث کو اور کہیں نہیں دیکھا''

اس لیے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پہ حکم لگایا:

حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

تو غرابت جو آگئی وہ اسی لیے کہ راوی ہی ایک ہے، اگرچہ ثقہ راوی ہے۔

ابتدا بھی غریب انتہا بھی غریب:

تو اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلی حدیث جو نقل کی اس میں عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ عجیب بات ہے کہ جتنے صحابہ نے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ سے کی۔ تو وہاں بھی ایک راوی اور یہاں بھی ایک راوی، وہ بھی غریب یہ بھی غریب۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمانا چاہتے تھے کہ دیکھو! جو غریب بن کر رہے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس بندے کی قدر فرمائیں گے۔

عمارہ بن قعقاع رحمۃ اللہ علیہ:

یہ عمارہ بڑے ثقات بزرگوں میں سے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے استاد حضرت شیخ حارث عکلی رحمۃ اللہ علیہ ان سے حدیث نقل فرماتے تھے، کتنی عجیب بات ہے کہ استاد اپنے شاگرد سے حدیث نقل فرماتے تھے، اللہ نے ان کو یہ علمی شان عطا فرمائی تھی۔

اور اس وقت کے دو بڑے بزرگ تھے۔ ایک حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تھے جو فقیہ بھی تھے اور محدث بھی تھے۔ اور ایک حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ بڑے

www.besturdubooks.wordpress.com

محدث تھے۔ ان کو کہتے ہیں: سفیانین۔ ان دونوں نے بھی عمارہ سے احادیث کو نقل کیا۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ان کو ثقہ لکھتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک استاد علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جن کے بارے میں مشہور ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل ہو اور میں وہاں ہوں اور مجھے وقت گزرنے کا پتہ نہ چلے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی صحبت میں ایسا مزا اور لطف آتا تھا۔ یہ علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے تیس احادیث آگے روایت کی گئی ہیں۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں فرمایا: ثقہ ہیں۔ ان کی توثیق کی مگر یہ بھی فرمایا کہ بعض احادیث ایسی ہیں

اَرْسَلَ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ

جو انہوں نے ڈائریکٹ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہیں۔

درمیان میں ایک راوی حذف ہو گیا اس لیے وہ مرسل کہلائے۔

محدث ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو حفاظ الحدیث تھے، علم میں ان کا بڑا مقام تھا۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے بارے میں قصہ مشہور ہے کہ ان کا ایک شاگرد محفل سے ذرا دیر سے گھر گیا، نئی نئی شادی ہوئی تھی تو بیوی نے کہا کہ کیوں مجھے اتنا انتظار کروایا؟ اس نے کہا: بھئی! میں اپنے استاد کی مجلس میں تھا۔ اس نے کہا: تیرے استاد کو کچھ نہیں آتا، تجھے کیا آئے گا؟ اب وہ بھی نوجوان تھا، استاد کے بارے میں کڑوی بات برداشت نہ کر سکا تو اس نے آگے سے کہہ دیا کہ اگر میرے استاد کو

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں تو تجھے تین طلاق۔ نوجوان تھے، غصے میں طلاق کی باتیں کر بیٹھے، رات گزر گئی، صبح عقل ہوش ٹھکانے آئی تو بیوی کو بھی احساس ہوا کہ میں نے غلطی کی، مجھے استاد کے بارے میں تو کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا۔ لڑکے نے بھی سوچا کہ میں نے غلطی کی، اس نے بیوقوفانہ بات کی تو میں نے کیوں بیوقوفی کی؟ دونوں چاہتے تھے کہ طلاق نہ ہو لیکن فیصلہ کون کرے؟ بیوی نے پوچھا: اب کیا ہوگا؟ اس نے کہا کہ میں استاد سے پوچھوں گا، تصدیق کروں گا کہ ایک لاکھ حدیثیں یاد ہیں کہ نہیں؟ چنانچہ وہ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور انہوں نے آکر واقعہ سنایا اور کہا کہ بتائیں! میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟ تو ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا کہ جاؤ! میاں بیوی کی طرح رہو، ایک لاکھ حدیثیں مجھے اس طرح یاد ہیں جس طرح عام لوگوں کو سورۂ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔

ابوزرعہ وہ بزرگ ہیں جن کی وفات کا وقت قریب آیا تو شاگرد سوچنے لگے کہ ہم حضرت کو کلمہ کیسے یاد دلائیں؟ تو انہوں نے سوچا کہ جس حدیث پاک میں کلمے کا تذکرہ ہے ہم وہ سناتے ہیں تو مضمون واضح ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے حدیث پڑھنی شروع کر دی۔ جیسے ہی انہوں نے دو تین سندیں پڑھیں تو ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ کون سی حدیث پڑھنا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے خود تلاوت شروع کر دی اور تلاوت کی کہ

مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اتنا کہا اور فوت ہو گئے اس سے آگے دَخَلَ الْجَنَّةَ کے الفاظ کو Practicaly (عملاً) بتا دیا کہ جنت کے اندر داخل ہو گئے۔ حدیث مبارک کی روایت کرتے ہوئے موت آگئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یسمی مسلسلاً بالکوفیین:

یہ جو چار بزرگ ہیں (۱) احمد ابن اشکاب رحمۃ اللہ علیہ (۲) محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ (۳) عمارہ بن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ اور (۴) ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ یہ چاروں کوفہ کے رہنے والے تھے۔ کوفیین میں سے ہیں۔ اللہ رب العزت نے مدینہ کو مہبط وحی بنایا اور کوفہ کو اللہ رب العزت نے علم کا مسکن بنایا۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو آباد کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو انہوں نے بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو جا کر علم کی تلقین کریں۔ تو انہوں نے اتنا علم سکھایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو کہنے لگے کہ اللہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے، اس نے اس شہر کو علم سے بھر دیا ہے۔

مصر ایک ملک تھا، اس کے اندر تین سو صحابہ گئے، کوفہ ایک شہر ہے، اس کے اندر پندرہ سو صحابہ تھے۔ اور اس شہر کے اندر چار ہزار محدثین اور بڑے فقہا پیدا ہوئے۔ چار ہزار محدثین اور فقہا جس شہر کے اندر ہوں اس شہر کی علمی شان کتنی ہوگی!!۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حدیث حاصل کرنے کے لیے بخارا سے کتنی دفعہ کوفہ گیا، مجھے تعداد یاد نہیں ہے۔ اتنی کثرت سے وہ علم حاصل کرنے کے لیے کوفہ جاتے تھے۔

چونکہ یہ چار راوی کوفہ کے ہیں تو اس حدیث کو کہتے ہیں:

مُسَلْسَلًا بِالْکُوفِیِّیْنَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

جس صحابی سے یہ حدیث روایت ہوئی ہے ان کا نام ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ یہ ان کی کنیت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام مجھے "ابا ھر" فرماتے تھے اور لوگوں نے مجھے "ابا ھریرۃ" کہنا شروع کر دیا۔ یہ "اسم تصغیر" کہلاتا ہے۔ ان کا اصل نام کیا تھا؟ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

بارے میں کئی روایتیں ہیں، مگر زیادہ راجح قول یہ ہے کہ کفر میں شرک کی حالت میں ان کا نام عبدالشمس تھا۔ جب اسلام قبول کرلیا تو ان کا نام رکھا گیا: عبدالرحمٰن۔ ان سے ہزاروں احادیث مروی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نبی علیہ السلام کی شان میں کبھی کبھی کوئی عجیب لفظ کہہ دیتی تھیں جو مجھے ناگوار گزرتا تھا۔ تو میں ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! میری ماں ایسے ایسے الفاظ کہہ دیتی ہے، آپ مجھے اجازت دیں میں اپنی اس ماں کو قتل ہی کردوں۔ کہتے ہیں: نبی علیہ السلام میری طرف دیکھ کر مسکرائے، فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو، یہ کہتے ہو کہ میں دعا کروں اللہ اس کو ہدایت عطا فرما دے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! دعا فرما دیجیے! نبی علیہ السلام نے دعا کردی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اٹھ کر وہاں سے گھر کی طرف بھاگا۔ ذہن میں یہ تھا کہ دیکھتے ہیں: میں گھر پہلے پہنچتا ہوں یا میرے آقا ﷺ کی دعا پہلے پہنچتی ہے۔ کہتے ہیں: میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو کھلنے میں دیر لگی۔ جب والدہ نے دروازہ کھولا تو مجھے بتایا کہ میں غسل کر رہی تھی، تاکہ کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جاؤں۔ میں شہادت دیتی ہوں کہ نبی ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو ہر وقت نبی علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میرے مہاجر بھائی تجارت میں لگے ہوتے تھے اور انصار بھائی اپنے باغوں کی نگرانی میں لگے ہوتے تھے اور ایک ابوہریرہ ہی تو تھا جو نبی علیہ السلام کے ساتھ ساتھ چپکا ہوا ہوتا تھا۔ ہر وقت، ہر مجلس میں نبی علیہ السلام کے ساتھ۔ فرماتے ہیں کہ مجھے اتنا فاقہ اٹھانا پڑتا تھا کہ بھوک کی وجہ سے میں مسجد نبوی علیہ السلام کے دروازے پہ گر پڑتا تھا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ شاید مرگی کا دورہ پڑ گیا ہے، حالانکہ وہ مرگی کا دورہ نہیں تھا، وہ بھوک کی وجہ سے

ہوتا تھا۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ بھوک برداشت کرنے والا صحابی سب سے بڑا محدث بنا۔ (معرفة الصحابه لابی نعیم) آج تو طلبہ سمجھتے ہیں نا کہ روغن بادام سر میں لگاؤ تو قوت حافظہ بڑھے گی۔ ان کو تو کئی کئی دن کھانے کو نہیں ملتا تھا، مگر تقویٰ تھا۔

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ﴾

اس تقویٰ کی وجہ سے اللہ نے ان کو علم میں ایسا مقام عطا کیا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں بھول جاتا ہوں، فرمایا کہ چادر بچھاؤ، انہوں نے بچھائی تو نبی علیہ السلام نے چلو بھر کر چادر میں ڈالا اور فرمایا کہ سینے سے لگا لو۔ انہوں نے لگا لیا پھر فرمایا کہ اس کے بعد مجھے کوئی چیز نہ بھولتی تھی۔ (بخاری، رقم: ۱۱۹)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت روایات بیان کرتے تھے۔ ان سے چار ہزار کے قریب روایات کی گئی ہیں۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے سوچا کہ اتنی زیادہ روایتیں کرتے ہیں، میں چیک تو کروں کہ یہ روایت فی المعنی تو نہیں کرتے۔ یعنی بات تو صحیح ہو، لیکن الفاظ اپنے ہوں۔ چنانچہ اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں دعوت دی، بٹھایا اور پردے کے پیچھے اس نے دو لکھنے والوں کو بٹھا دیا کہ جو احادیث سنائیں تم ان کو لکھو۔ ساری احادیث لکھ لی گئیں۔ پھر ایک سال گزر گیا، ایک سال کے بعد اس نے پھر اسی طرح دعوت دی، جب کھانا کھا چکے تو اس نے ان دونوں بندوں کو پردے کے پیچھے بٹھایا ہوا تھا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ حضرت! پچھلے سال جو حدیثیں سنائی تھیں، بڑا مزہ آیا تھا، بس وہی حدیثیں سنا دیں۔ وہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ کتنی یادداشت ہے؟ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے کہنے پر پچھلے سال والی احادیث سنائیں۔ پردے کے پیچھے بیٹھے دونوں بندوں نے تصدیق کی کہ کہیں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

متن الحدیث

تو یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں جو نبی علیہ السلام سے اس حدیث مبارک کو نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

کَلِمَتَانِ

نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''دو کلمے ایسے ہیں'' ۔ ''کلمہ'' اگرچہ ایک لفظ کو کہتے ہیں، لیکن کبھی مجازاً پورے کلام کے لیے بھی بول دیا جاتا ہے، اس کو کہتے ہیں:

اِطْلَاقُ کَلِمَۃٍ عَلَی الْکَلَامِ

''کلمہ کا لفظ کلام پر بول دینا۔''

جیسے ہم کہہ دیتے ہیں کلمۂ اخلاص، کلمۂ شہادت ۔ وہ ایک لفظ تو نہیں ہوتا، وہ تو پورا فقرہ ہوتا ہے، لیکن کلام کے اوپر کلمے کے لفظ کا اطلاق ہوجاتا ہے، لہٰذا یہاں کَلِمَتَانِ کا معنی بنے گا کہ کلام ہیں کہ دو کلمے ایسے ہیں۔

حَبِیْبَتَانِ

آگے فرمایا:

حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ

''رحمان کو بڑے پسند ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اب عجیب بات کہ ”حَبِیْبَتَانِ“ کا معنی ہے

اَیْ: مَحْبُوْبَتَانِ لِلّٰہِ تَعَالٰی

”اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہیں۔“

اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اَیْ: مَحْبُوْبٌ قَائِلُهُمَا

”ان کا جو پڑھنے والا ہے وہ اللہ کو بڑا پیارا ہے۔“

اللہ کی بندے سے محبت کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے محبت ہے۔ اس کی دلیل:

قَبُوْلُ دُعَائِهٖ وَ تَقْصِیْرُ سَیِّئَاتِهٖ وَ هِدَایَتُهٗ اِلٰی مَا یُقَرِّبُ اِلَیْهِ وَ حِمَایَتُهٗ مِنَ الْمَعَاصِیْ لِاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی یَغَارُ عَلَیْهِ

”اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کو قبول کرتے ہیں، گناہوں کو معاف کرتے ہیں، جو خود کو اللہ کے قریب کرے ان کی رہنمائی فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ گناہوں سے اس کو بچاتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ غیرت کھاتے ہیں کہ میرا بندہ نافرمانی کرے۔“

اسی لیے بندے کی صفات سے اللہ کو محبت ہے۔ فرمایا:

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُؤْمِنِیْنَ

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کے بارے میں فرمایا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، اَلْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ﴾

(مسلم: ۱/ ۳۶)

''تمہارے اندر دو خوبیاں ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں:

(تمہارے اندر) تحمل مزاجی ہے اور صبر ہے۔''

ان دونوں صفتوں کو اللہ بہت پسند فرماتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ انسان اپنے عمل، اپنے کلام کی وجہ سے اللہ کو پیارا لگتا ہے۔ تو یہ دو کلمے ایسے ہیں کہ حَبِيْبَتَانِ جو ان کا کہنے والا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا پیارا ہوگا۔

اِلَی الرَّحْمٰنِ

یہ رحمٰن اللہ رب العزت کا ایک اسم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سارے اسمائے حسنیٰ میں سے اس اسم کو پسند فرمایا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ''رحمٰن'' کا لفظ استعمال کیا۔

رحمٰن کون ہے؟

اس کی وجہ کیا ہے؟

......رحمٰن اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے اور پرائے سب پر مہربان ہو

......رحمٰن اس کو کہتے ہیں کہ جو تھوڑے عمل پر زیادہ اجر دینے والا ہو۔

چونکہ یہ فقرے تو چھوٹے سے تھے اور عمل کا اجر بہت زیادہ تھا، اس لیے رحمٰن کا لفظ یہاں زیادہ موزوں تھا۔ فرمایا:

خُصَّ هٰذَا الْاِسْمُ بِالذِّكْرِ دُوْنَ سَائِرِ الْأَسْمَاءِ لِأَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنَ الْحَدِيْثِ بَيَانُ سِعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى عِبَادِهٖ

''اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے رحمٰن کو خاص کیا گیا اس لیے کہ حدیث میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت کی وسعت کو بیان کرنا مقصود تھا۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

بتانا مقصود تھا کہ اللہ کی رحمت اپنے بندوں پر کتنی وسیع ہے؟

تو رحمٰن وہ ذات ہے جو تھوڑے عمل پر زیادہ اجر دینے والی ہو۔ اس کی ایک دو مثالیں سن لیجیے۔

⊙..... ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ: "جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ" اَتْعَبَ سَبْعِيْنَ مَلَكًا اَلْفَ صَبَاحٍ (مسند الشامیین: ۳/۱۹۷)

"اللہ محمد ﷺ کو وہ جزا دے جس کے وہ اہل ہیں" (یہ درود شریف پڑھنا) ستر ہزار فرشتوں کو ایک ہزار دن تک تھکا دیتا ہے"

یہ درود شریف جو بندہ پڑھے، ستر ہزار فرشتے اس کا ثواب ایک ہزار دن تک لکھتے رہتے ہیں۔

اللہ اکبر کبیرا! چھوٹا سا فقرہ ہے اور اس کا ثواب فرشتے ایک ہزار دن تک لکھتے رہتے ہیں۔

⊙..... چنانچہ ایک اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے، اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لے:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا﴾ (القول البدیع)

اللہ رب العزت اس بندے کے اسی سال کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

اب آج تو بندے کی زندگی ہی اسی سال مشکل سے ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ایک دن اگر یہ عمل کریں گے تو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ہماری پوری زندگی کے گناہوں کو معاف فرما دے۔ تو چونکہ تھوڑے عمل پر اتنا اجر دیتے ہیں اس لیے رحمٰن کا لفظ یہاں زیادہ سجتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ

زبان پر ہلکے کلمات:

خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ

''وہ زبان پر بڑے ہلکے ہیں، ان کا پڑھنا بہت آسان ہے۔''

اَیْ سَهْلَتَانِ عَلَیْهِ لِلِیْنِ حُرُوْفِهِمَا وَ سُهُوْلَةِ مَخَارِجِهِمَا

''ان کے حروف آسان ہیں، اس لیے یہ دو فقرے پڑھنے زبان پر بہت سہل ہیں۔ ان کے مخارج ایسے ہیں کہ ان الفاظ کو ادا کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔''

وہ کون سے فقرے ہیں؟

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ

اب ذرا اس پر غور کر لیجیے کہ یہ دونوں فقرے زبان پر کتنے آسان ہیں؟ جو تجوید کا علم جانتے ہیں، بالخصوص طلباء، وہ سمجھتے ہیں کہ حروف کے مخارج ہوتے ہیں۔ ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنا ہوتا ہے اور ہر حرف کی کچھ صفات ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض ''صفاتِ لازمہ'' ہوتی ہیں۔ ''صفاتِ لازمہ'' ختم ہو جائیں تو حرف ہی بدل جاتا ہے۔ تو صحیح یہ ہے کہ ہر حرف اپنے مخرج سے اُن صفات کے ساتھ ادا کیا جائے، اس کو تجوید کہتے ہیں۔ یہ جتنے حروف ہیں جو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ میں ادا کیے گئے یہ سب کے سب حروف ادا کرنے بھی آسان ہیں اور صفات کے ساتھ پڑھنے بھی آسان ہیں۔

مثال کے طور پر چند مثالیں طلبا ذرا توجہ سے سن لیں:

﴿۱﴾..... بعض حروف، حروفِ شدیدہ کہلاتے ہیں۔ یہ وہ حروف ہیں کہ جن کو ادا کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت آواز بند ہو جاتی ہے اور اس میں ایک قسم کی سختی ہوتی ہے۔ ان کا جو مجموعہ ہے وہ ہے: أَجِدُكَ قَطَبْتَ۔ حروف شدیدہ میں سے "ب" اور "د" یہ دو حروف ایسے ہیں جو ان کلمات میں استعمال ہوئے، باقی کوئی حرف استعمال ہی نہیں ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کلمے میں بہت تھوڑے حروف شدیدہ ہیں۔ اتنے فقرے میں صرف دو حروف شدیدہ آئے ہیں۔

②...... پھر "حروفِ قلقلہ" ہوتے ہیں۔ یہ وہ حروف ہیں کہ جن کو ادا کرتے وقت مخرج سے آواز تھوڑی سی ہل جاتی ہے۔ تو ان کلمات میں "ب" اور "د" کے سوا کوئی اور "حروفِ قلقلہ" میں سے نہیں ہے۔

③...... کچھ ہوتے ہیں "حروفِ مستعلیہ" یہ موٹے ادا کیے جاتے ہیں۔ ان کے مجموعے کو کہتے ہیں خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ۔ یہ موٹے ادا ہوتے ہیں اور ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو سے لگ جاتی ہے اس لیے یہ ادا کرنے ذرا مشکل ہوتے ہیں۔ ان میں صرف ظا کا لفظ عظیم میں استعمال ہوا، باقی کوئی حرف، حروفِ استعلاء میں سے نہیں ہے۔

④...... پھر بعض حروف، "حروفِ مستثقلہ" کہلاتے ہیں۔ یعنی ثقیل حروف۔ جیسے "ث" اور "ش" تو یہ حروف بھی نہیں ہیں۔

⑤...... کچھ الفاظ، الفاظِ مستثقلہ کہلاتے ہیں جیسے ثقیل یا (وَ الْإِسْمُ الَّذِي لَا يَنْصَرِفُ) وہ اسم جو غیر منصرف ہو، وہ بھی ثقیل ہوتا ہے۔ تو ان میں سے بھی کوئی نہیں ہے۔

تو معلوم ہوا کہ یہ واقعی ایسا کلام ہے جس کلمے کے اندر ثقل بہت کم ہے۔ زیادہ حروف آسانی سے ادا ہوتے ہیں۔ "لِلْكُفْرِ حُكْمُ الثِّقَلِ" "کفر کے لیے ثقل کا حکم لگا دیتے ہیں۔" تو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ

''زبان سے ان کا ادا کرنا بھی آسان ہے۔''

محشی میشنیہ فرماتے ہیں:

اَلْخِفَّةُ مُسْتَعَارَةٌ لِلسُّهُوْلَةِ

''خفت، سہولت کے لیے ہوتی ہے۔''

ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ

میزان میں بھاری کلمات:

پہلے دو باتیں ہو گئیں کہ یہ دو کلمے ایسے ہیں کہ ''رحمٰن کو بڑے پیارے'' ایک بات اور دوسری بات کہ ''زبان پہ بہت ہلکے'' اور آگے تیسری بات فرمائی:

ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ

''میزان کے اندر بڑے بھاری ہیں۔''

کہنے میں آسان مگر اجر بڑا عظیم الشان۔

ثقیلتان کیوں کہا؟

أَيْ: بِالْحَسَنَاتِ الْمُضَاعَفَةِ لِقَائِلِهِمَا وَ الْأُجُوْرِ الْمُدَّخَرَةِ لِلذَّاكِرِ بِهِمَا

چونکہ اجر بہت زیادہ ملتا ہے اس وجہ سے ان کو کہا کہ یہ ''ثَقِيْلَتَانِ'' ہیں۔

حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں:

﴿اَلتَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَؤُهُ﴾

(کنز العمال: ۱/۴۶۳، رقم: ۲۰۰۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

’’سبحان اللہ‘‘ پڑھنے سے آدھا میزان بھر جاتا ہے اور ’’الحمد للہ‘‘ پڑھنے سے سارا میزان نیکیوں سے بھر جاتا ہے‘‘

اور ایک حدیث پاک میں ہے:

تَسْبِيْحَةٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ فِيْ صَحِيْفَةِ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَسِيْرَ مَعَهُ جِبَالُ الدُّنْيَا ذَهَبًا (مصنف ابن ابی شیبہ:۱۳/۲۵۰)

’’مومن کے نامۂ اعمال میں ’’الحمد للہ‘‘ کی تسبیح موجود ہو یہ بہتر ہے اس سے کہ دنیا کے پہاڑ سونا بن کر اس کے ساتھ چلنے لگ جائیں‘‘

تو چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو رحمٰن کو بڑے پیارے، زبان سے ادا کرنے بڑے آسان، میزان کے اندر بڑے بھاری ہیں۔

کلام کا اعجاز:

آگے کلمات ارشاد فرمائے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

یہاں پر ایک نکتہ دیکھیں! اس کو کلام کا اعجاز کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے شروع سے نہیں بتا دیا کہ بھئی! تم سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھو، تمہیں یہ ثواب ملے گا۔ نہیں! پہلے فرمایا: كَلِمَتَانِ ’’دو کلمے ایسے ہیں‘‘ پھر فرمایا: حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ اللہ کو بڑے پیارے ہیں۔ اب یہ جو کلمات بیان کرنے سے پہلے فرمایا کہ اللہ کو بڑے پیارے ہیں، اس میں حسن کلام ہے۔ کیوں کہ اس سے سامع کے اندر طلب پیدا ہو جاتی ہے کہ بھئی! جب معلوم ہوا کہ اللہ کو بڑے پیارے ہیں تو وہ توجہ سے سنتا ہے کہ کون سے کلمے ہیں؟ جو اللہ کو اتنے پیارے ہیں۔ چنانچہ اس کے بارے علما نے لکھا کہ

اَلنُّكْتَةُ فِیْ تَقْدِیْمِ الْخَبَرِ تَشْوِیْقُ السَّامِعِ اِلَی الْمُبْتَدَاءِ

چنانچہ فرمایا کہ جب بات کرنے والا اس طرح سے بات کرے کہ خبر پہلے دے دے، اصل بات نہ بتائے تو سامع کے دل کے اندر ایک تجسس، ایک طلب آجاتی ہے، کہ آگے کیا ہے؟ اب اس کلمے کے اندر "کَلِمَتَانِ" خبر ہے اور "حَبِیْبَتَانِ" یہ صفت ہے اور "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" یہ آگے جا کر مبتدا بنتا ہے۔ چنانچہ یہ "جملہ اسمیہ خبریہ" بنتا ہے، مگر اس میں پہلے نہیں بتایا گیا کہ کیا ہے؟

وَکُلَّمَا طَالَ الْکَلَامُ فِیْ وَسْطِ الْخَبَرِ حَسُنَ تَقْدِیْمُہٗ لِاَنَّ کَثْرَۃَ الْاَوْصَافِ الْجَمِیْلَۃِ تَزِیْدُ السَّامِعَ شَوْقًا

سننے والے کا شوق اور بڑھ جاتا ہے کہ مجھے بتایا جائے کہ یہ کون سے کلمے ہیں جو اللہ کو اتنے پیارے ہیں۔

مثال:

اس کی ایک مثال دی ہے۔ کہتا ہے کہ کسی خاتون کو اپنے خاوند سے بہت زیادہ پیار تھا تو اس نے اس کے بارے میں شعر بنایا:

ثَلَاثَۃٌ تُشْرِقُ الدُّنْیَا بِبَہْجَتِہَا
شَمْسُ الضُّحٰی اَبُوْ اِسْحٰقَ وَالْقَمَرُ

"تین ہیں جنہوں نے اپنی خوبصورتی سے دنیا کو منور کر دیا، چمکتا سورج، ابو اسحٰق اور چاند"

ذرا توجہ کیجیے گا! پہلے مصرعے میں بتایا کہ تین ہیں جنہوں نے اپنی خوبصورتی سے، اپنے نور سے دنیا کو منور کر دیا۔ اب اس فقرے کو سن کر ایک شوق پیدا ہوتا ہے کہ پھر تو کہو کہ کون ہیں؟ پہلے فقرے میں صرف یہ خبر دی کہ تین ایسے ہیں کہ ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

جمال نے دنیا کو منور کر دیا۔ پھر اگلے فقرے میں بتایا کہ ایک سورج اور ایک ابواسحاق اور ایک چاند، تین چیزوں نے دنیا کو منور کیا ہوا ہے۔ تو یہ بات کرنے کا ایک انداز ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سننے والے کا شوق بڑھانے کے لیے پہلے بتا دیا کہ دو کلمے ہیں پھر فرمایا: حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ "اللہ کو بڑے پیارے ہیں"۔ تو حسن کلام دیکھیے کہ سننے والے کی طلب کو بڑھا دیا، آگے فرمایا: ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ "وہ میزان کے اندر بڑے بھاری ہیں، ان کا اجر بہت زیادہ ہے"۔ اتنا زیادہ کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "سبحان اللہ" پڑھنے سے آدھا میزان بھر جاتا ہے اور "الحمد للہ" پڑھنے سے باقی آدھا بھی بھر جاتا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کی عادت ہونی چاہیے:

اب طلبا ذرا غور فرمائیں کہ آج کل ہماری گفتگو میں "سبحان اللہ"، "الحمد للہ" کے الفاظ بہت کم استعمال ہوتے ہیں۔ آپ ذرا غور کریں کہ آپ دن میں گفتگو میں کتنی بار "سبحان اللہ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں؟ عادت ہی نہیں ہے، الا ماشاء اللہ۔ یہ عادت ہونی چاہیے۔

سبحان اللہ! میرے بچے نے اتنے اچھے نمبر لیے۔

سبحان اللہ! میں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی۔

سبحان اللہ! آج بڑا اچھا کھانا بنا ہے۔

بھئی! گھر کے اندر جب نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہیں تو "سبحان اللہ" کا لفظ کہنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

اسی طرح "الحمد للہ" کا لفظ بھی کثرت سے کہیں۔

الحمدللہ! میں اپنے وقت پر اٹھ گیا

الحمدللہ! میں اپنے وقت پر دفتر پہنچ گیا۔

الحمدللہ! میرے بچے وقت پہ سکول چلے گئے۔

بھئی! اگر نہ پہنچتے تو پریشانی ہوتی۔ اگر وقت پہ چلے گئے تو اللہ کا شکر بھی تو ادا کرنا چاہیے۔ تو علما یہ بات پلے باندھ لیں کہ ہمیں اپنی روزانہ کی گفتگو میں "سبحان اللہ" "الحمدللہ" کے الفاظ کثرت سے استعمال کرنے چاہئیں۔ سوچیے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کا اجر آدھے پلڑے کو بھر دے گا اور الحمدللہ کہنے کا اجر بقیہ پلڑے کو بھر دے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

آگے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اب ذرا ان الفاظ کا ترجمہ اور ان کی تشریح بھی سن لیجیے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ

اسم تنزیہ:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ" کا لفظی ترجمہ ہے ہر قسم کے نقص سے، عیب سے، کمی سے، اللہ رب العزت پاک ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

سَئَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ تَفْسِيْرِ "سُبْحَانَ اللّٰهِ"

"میں نے نبی ﷺ سے "سبحان اللہ" کا ترجمہ، تفسیر پوچھی"

فَقَالَ: تَنْزِيْهُ اللّٰهِ مِنَ السُّوْءِ (مستدرک ا:۱/۳/۱۷۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

"نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ (اس کا معنی یہ ہے کہ) اللہ ہر برائی سے پاک ہے۔ کوئی کوتاہی، کوئی کجی، کوئی کسی قسم کی کمزوری اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی، اس کی شان ان تمام چیزوں سے بلند ہے۔

ابن جنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "سبحان" اسم علم ہے۔ بِمَنْزِلَةِ عُثْمَانَ وَ حُمْرَانَ اور اس کا معنی ہے:

اَلْبَرَاءَةُ وَ التَّنْزِيْهُ

"تم رب العزت پاک ہیں ان تمام نقائص سے"

اسم جلالہ "اللہ":

"سُبْحَانَ" کے ساتھ آگے "اَللّٰہ" کا لفظ استعمال ہوا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ ا

اب ذرا غور کیجیے گا! "اَللّٰہ" کے لفظ کو کہتے ہیں "اسم جلالہ"۔ یہ اللہ کا اسم ذات ہے۔ کائنات میں کبھی یہ نام کسی مخلوق کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا

"تم نے کبھی ایسا نام سنا ہے جو نام اللہ نے اپنے لیے پسند کیا؟"

اللہ کے نام میں کیا برکتیں ہیں! ذرا توجہ کیجیے گا۔

بے نقطہ نام:

ایک تو اس میں نقطہ کوئی نہیں۔ نقطہ کیوں نہیں لگایا؟ اس لیے کہ اگر نام کے اندر نقطہ ہوتا تو لوگ صفات میں بھی شرک کر لیتے، کسی کو ساتھ شریک کر دیتے۔ اللہ نے کہا میں ہر نقطے سے پاک ہوں یعنی شرک سے ہر طرح سے پاک ہوں۔ نہ میرے نام میں کسی ایسے دخل کی گنجائش، نہ میری ذات و صفات کے ساتھ کسی کی شرکت کی گنجائش

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

پھر ہمارے نام ہوتے ہیں کہ ہمارے نام میں سے اگر کوئی ایک حرف نکال دیں تو بے معنی ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا نام دیکھو! اللہ کے نام کے حرف ہٹاتے جاؤ تو جو باقی بچتا جائے گا وہ بھی اللہ ہی کی طرف اشارہ کرے گا۔ مثلاً لفظ ہے "اَللّٰہ" الف ہٹا دو باقی کیا بچا؟ لِلّٰہ تو لِلّٰہ کا مطلب ہے "اللہ کے لیے"

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾

"اللہ کے لیے ہے جو کچھ زمین و آسمانوں میں ہے۔"

ایک لام اور ہٹا دیں تو باقی کیا بچا؟ لَهٗ تو لَهٗ میں بھی اللہ کی طرف اشارہ۔

﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾

دوسرا لام بھی ہٹا دیں تو باقی کیا بچا؟ ھُوْ تو ھُوْ میں بھی اشارہ اللہ کی طرف

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾

وہ کتنا شان والا پروردگار ہے کہ جس نے اپنا نام بھی وہ چنا کہ اس میں سے حرف نکالتے جاؤ تو جو باقی بچے گا وہ بھی اللہ ہی کے نام کی طرف اشارہ کرے گا۔!!

سب ناموں کی اضافت تو لفظ "اللہ" کی طرف ہو سکتی ہے، لیکن اس کی اضافت کسی طرف نہیں ہو سکتی۔ علما جانتے ہیں کہ اضافت نقص کی دلیل ہوتی ہے، لہٰذا یہ تو کہہ سکتے ہیں کتاب اللہ، رسول اللہ، بیت اللہ۔ مختلف چیزوں کی اضافت لفظ "اللہ" کی طرف لیکن لفظ اللہ کی اضافت کہیں نہیں کی جا سکتی۔

اسم اعظم کونسا ہے؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾

علما کے اندر یہ بات چلی کہ ان میں سے ایک نام ہے جس کو ''اسم اعظم'' کہتے ہیں۔ ''اسم اعظم'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس نام سے دعا کی جائے تو وہ دعا قبول ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو ''اسم اعظم'' سے دعا مانگے قبول ہوگی۔ تو اس پر علما نے بہت تفصیل لکھی۔

کسی نے کہا: ''یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ '' اسم اعظم ہے۔

کسی نے کہا کہ فلاں ''اسم اعظم'' ہے۔

لیکن امام ابوحنیفہ، عبداللہ بن مبارک، پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ ان تمام حضرات نے کہا کہ اسم اعظم ''اَللّٰہ'' ہے۔ اَللّٰہ کا جو لفظ ہے وہ اسم اعظم ہے۔ تو اس نام سے جو دعا مانگی جائے وہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔

﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ﴾

''برکت والا نام ہے تیرے رب کا''

اب کوئی پوچھے کہ تمہارے رب کا کیا نام ہے؟ تو ہم جواب دیں گے ''اَللّٰہ'' تو معلوم ہوا کہ اللہ کے لفظ میں برکت ہے۔ سبحان اللہ!

نام کا اثر شخصیت پر:

یہاں ایک نکتہ اور سنیے! طلبا کے لیے علمی نکتہ ہے۔ عام طور پر نام کا اثر شخصیت میں آتا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک صاحب آئے اور ان کا نام تھا ''حَزْن''۔ نبی علیہ السلام نے جب سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ''سہل'' رکھ دیا۔ فرمایا کہ اس نام کی وجہ سے تم غمزدہ ہی رہو گے، لہٰذا تم اپنا نام ''سہل'' رکھ لو، تمہارے لیے اللہ سہولت فرما دیں گے۔ تو نبی علیہ السلام نے نام بدل دیا اور اچھا نام رکھا۔ تو معلوم ہوا کہ بے معنی نام بھی نہیں رکھنا چاہیے اور برے معنی والا نام بھی نہیں رکھنا چاہیے۔ اسی لیے نبی علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

نے نام بدل دیا، کیونکہ نام کا اثر انسان کی شخصیت میں ہوتا ہے مگر یہاں معاملہ اور ہے۔ یہاں معاملہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات الٰہی بابرکت ذات ہے کہ اس کی ذات کی برکت کی وجہ سے وہ برکت اس کے نام میں بھی آ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات بھی برکت والی

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾

"برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے ملک"

تو ذات بھی برکت والی اور نام بھی برکت والا ہے، لہٰذا اس نام سے ہمیں دعا مانگنی چاہیے۔

"اللہ" کے اسم اعظم ہونے کی دلیل:

اب یہ "اسم اعظم" کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہ کہ

- اللہ تعالیٰ نے تسمیہ میں اسی نام کو استعمال کیا۔ تسمیہ کہتے ہیں "بسم اللہ" کو۔ تو بسم اللہ میں کون سا نام استعمال ہوا ہے؟ "اللہ" کا

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

سب سے پہلے اللہ کا نام استعمال ہوا۔

- پھر اور دیکھیے کہ تعوذ میں بھی یہی نام

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾

- اور دلیل سنیے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اور اس درخت کو دیکھا جس میں سے آگ نکل رہی تھی تو اس میں سے کیا آواز آئی تھی؟

﴿اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ﴾

اَنَا الرَّحْمٰنُ، اَنَا الرَّحِيْمُ نہیں کہا، کیا فرمایا؟ ﴿اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ﴾۔ تو معلوم

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا ”اللہ“ ہی کا لفظ ہے جو اسم اعظم ہے۔

⊙ شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا نَفَخَ فِي آدَمَ رُوْحًا قَالَ أَوَّلًا: ”اَللّٰه“

”جب اللہ تعالیٰ نے آدم کے جسم کے اندر پہلی مرتبہ روح ڈالی (آدم علیہ السلام روح ڈالنے کے بعد زندہ ہوئے) تو انہوں نے سب سے پہلے ”اللہ“ کا لفظ کہا۔“

تو کائنات میں سب سے پہلے مخلوق نے ”اللہ“ کا لفظ بولا۔ اسی لیے ماں باپ کو بچے کو یہ لفظ سکھانا چاہیے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو بچہ بولنے لگے اور ”اللہ“ کا لفظ سب سے پہلے کہے، اس عمل پر اللہ اس کے ماں اور باپ کے پچھلے سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اب یہ کتنا اعلیٰ عمل ہے! تو کیا ضرورت ہے ممی ڈیڈی شروع میں سکھانے کی؟ ساری عمر پڑی ہے یہ سکھانے کی:

Twinkle twinkle little star,

How I wonder what you are.

تو بھائی شروع میں تو اللہ کا نام اس کی زبان پہ لائے۔

⊙ ایک بات اور دیکھیں! بچہ جب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کے کان میں ”اللہ اکبر“ کہا جاتا ہے۔ جب بچے کے کان میں اذان کہتے ہیں تو کون سا لفظ سب سے پہلے کہا؟ ”اَللّٰه“۔

پھر جب بندہ دنیا سے جانے لگتا ہے تو اس کو کلمہ یاد دلاتے ہیں، تو آخری لفظ اس کے کان میں کون سا جاتا ہے؟ اَللّٰه۔ تو جب زندگی کا پہلا نام بھی ”اَللّٰه“ کا کان میں پڑ رہا ہے اور آخری لفظ بھی ”اَللّٰه“ کان میں پڑ رہا ہے تو باقی پوری زندگی بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ''اللہ اللہ'' بولنی چاہیے۔

⊙ اس نام کی ذرا برکت دیکھیے! حدیث مبارکہ سنیے:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُوْلُ لِإِسْرَافِيْلَ: إِذَا سَمِعْتَ قَائِلًا يَقُوْلُ: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ''، فَأَخِّرِ النَّفْخَةَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً إِكْرَامًا لِقَائِلِهَا

(التذکرۃ للقرطبی: ۱/۷۹۷)

کیا خوبصورت بات ہے! اللہ تعالیٰ نے اسرافیلؑ کو حکم دیا ہے کہ میرے فرشتے! جب تو کسی بندے کی زبان سے ''اللّٰہ'' کا لفظ سنے تو قیامت قائم کرنے کے لیے جو تو نے صور پھونکنا ہے اس صور کو چالیس سال مؤخر کر دینا۔ ایک دفعہ ''اَللّٰــــہ'' کہنے پر قیامت کو چالیس سال کے لیے Delay (ملتوی) کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کے نام میں کتنی برکت ہے! یہاں علما نے نکتہ لکھا کہ اگر ''اللہ'' کا لفظ قیامت کی مصیبت کو چالیس سال ہٹا سکتا ہے تو دنیا کی مصیبتوں کو نہیں ہٹا سکتا؟ مگر ہم تو اللہ کا نام محبت سے لیتے نہیں غفلت سے لیتے ہیں۔ اس لیے فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَالَ فِي الْأَرْضِ: ''اَللّٰهُ اَللّٰهُ''

(مسند احمد: ۳/۲۴۷)

''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک زمین پر ''اللہ اللہ'' کہا جاتا رہے گا۔''

اللہ کا نام ''تعلق'' کے لیے ہے:

اللہ رب العزت کے جتنے نام ہیں وہ سب نام خاص صفات پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے:

...... ''رحمٰن'' رحمت کی صفت

www.besturdubooks.wordpress.com

...... "رحیم" رحمت کی صفت

...... "قادر" قدرت کی صفت

...... "ستار" ستاری کی صفت

تو ہر نام ایک ایک صفت پر دلالت کرتا ہے، جبکہ "اللہ" کا لفظ تمام صفات پر دلالت کرتا ہے۔ "اللّٰــــہ" کا لفظ سب صفات کو شامل ہے، اس لیے یہ "اسمِ اعظم" کہلاتا ہے۔

اور طلباء کے لیے ایک نکتہ کہ اللہ کے باقی جتنے اسماء ہیں وہ سب تخلق کے لیے ہیں کہ تم بھی اپنا خلق ویسا بناؤ۔

مثلاً اللہ "ستار" ہے تم اپنے اندر ستاری پیدا کرو۔

اللہ "العفو" ہے تم اپنے اندر معاف کرنے کی صفت پیدا کرو

اللہ "حلیم" ہے تم بھی اپنے اندر حلم پیدا کرو۔

تو اللہ کے تمام اسماء انسان کے تخلق کے لیے ہیں۔ جبکہ اسمِ ذات "اللہ" انسان کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کے لیے ہے کہ تم میرا نام "اللہ اللہ" لو گے تو تمہیں مجھ سے محبت ہوگی۔ تو اس لیے ہم اپنی زندگی میں دل ہی دل میں ہر وقت اللہ...... اللہ...... اللہ، اسی کا تکرار کرتے رہیں۔

ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے: پیر صاحب! آپ کو "اللہ اللہ" کرنے کے سوا کوئی کام نہیں؟ میں نے کہا: قیامت کے دن یہی گواہی دے دینا، یہی کہہ دینا کہ اس کو "اللہ اللہ" کرنے کے سوا کوئی کام نہیں تھا۔ لوگ اس کو چھوٹا کام سمجھتے ہیں، اس کی برکتوں کو نہیں جانتے۔ ہمارے اکابر اس "اللہ اللہ" کے نام کا کثرت سے ذکر کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کے دلوں کو اللہ رب العزت کے ساتھ ایک خاص تعلق تفویض ہو جاتا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَ بِحَمْدِہٖ

تو فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ "پاک ہے اللہ" وَ بِحَمْدِہٖ "اور سب تعریفیں بھی اللہ ہی کے لیے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ کو بھی تعریف بہت پسند ہے۔ عظمت والی ذات ہے نا، اس کو تعریفیں سجتی ہیں، یہ شان اسی کو سجتی ہے۔ اور بندوں کو بھی تعریفیں بڑی اچھی لگتی ہیں۔ جس کو دیکھو تعریف کرو پھولے گا، کپڑے پھٹنے لگا۔

بلکہ انگریزی کی کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہوئی تھی۔ انگریزوں کا ایک بڑا جرنیل گزرا ہے اس کو "جولیس" کہتے تھے۔ وہ بالکل کسی کو تعریف نہیں کرنے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے تعریف پسند نہیں ہے۔ تو ایک دن اس کے پاس ایک بندہ گیا، کہنے لگا: جی! آپ کو تو تعریف بالکل پسند نہیں ہے، تو وہ مسکرا پڑا۔ اس کا مطلب ہے تعریف اس کو بھی پسند تھی۔ تو تعریف تو انسان کی فطرت ہے۔ اور اللہ کو تو اور زیادہ پسند ہے۔

اللہ اپنی تعریف آپ بیان کرتے ہیں:

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے:

﴿مَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰہِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ﴾ (مصنف عبدالرزاق: ۱۰/۳۰۰، رقم: ۱۹۵۲۵)

"اللہ کو اپنی تعریفیں سب سے زیادہ پسند ہیں، اسی لیے اللہ نے اپنی تعریفیں آپ بیان کی ہیں"

مخلوق، اللہ کی ایسی تعریف نہیں کر سکتی جیسے کرنی چاہیے۔ اللہ کو حمد پسند ہے اس لیے

.....سورۂ فاتحہ کی ابتدا "اَلْحَمْدُ" سے ہوئی۔

......قرآن کی ابتدا ''الحمد'' سے۔

......پھر جو ہم خطبہ دیتے ہیں خطبہ کی ابتدا '' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ '' سے۔

......قیامت کے دن اس امت کا نام ''حمادون'' ہوگا، یعنی اللہ کی حمد کرنے والی۔

......اور نبی علیہ السلام کا نام آخرت میں ''احمد'' ہوگا، یعنی وہ ذات جس نے اللہ کی اتنی حمد بیان کی کہ کائنات میں کسی اور نے اللہ کی اتنی حمد بیان نہیں کی۔

......اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس قیامت کے دن جھنڈا ہوگا اس کا نام ہوگا ''لِوَاءُ الْحَمْد''

......اور نبی علیہ السلام کا جنت میں جو گھر ہوگا اس کا نام ہوگا ''بَیْتُ الْحَمْد''۔ جیسے بلڈنگ کا نام ہوتا ہے۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ جنت میں محل دیں گے، اس محل کا نام ''بَیْتُ الْحَمْد'' ہوگا۔

......اور جنتی بھی جنت میں کیا کریں گے؟ اللہ کی حمد بیان کریں گے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (یونس:۱۰)

جس کا کھائیے اس کے گیت گائیے، جنت میں اللہ کی نعمتیں کھائیں گے، اللہ کے گیت گائیں گے۔

......اب ذرا سوچیے کہ ملائکہ کی تسبیح کیا ہے؟ وہ بھی اللہ کی حمد ہے۔ فرمایا:

﴿وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (زمر:۷۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ کی حمد بیان کرنا:

ہمارے بزرگوں نے اللہ کی حمد کیسے بیان کی؟ امید ہے مدارس کے طلبا اس کو سمجھیں گے، اگر عام دوست نہ سمجھ سکیں تو کوئی بات نہیں، کسی سے بعد میں معلوم کر

www.besturdubooks.wordpress.com

پس۔ امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ اپنے ”مکتوبات“ میں ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں، توجہ کے ساتھ ذرا عبارت سنیے گا، فرماتے ہیں:

”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے امکان کو وجوب کا آئینہ، عدم کو وجود کا مظہر بنایا، وجوب اور وجود اگرچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی صفات میں سے ہیں، لیکن حق سبحانہ وتعالیٰ ان سے بلند ہے، بلکہ وہ اسماء وصفات سے، شیون و اعتبارات سے، ظہور اور بطون سے، بروز اور مقون سے، تجلیات و ظہورات سے، موصول اور مقصول سے، مشاہدات اور مکاشفات سے، محسوسات اور معقولات سے، موہومات اور متخیلات سے بھی بلند ہے وَهُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ کسی حمد بیان کرنے والے کی حمد اس کی ذات کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتی، بلکہ تمام تعریفوں کی انتہا اس کی عظمت کے پردوں سے پیچھے رہ جاتی ہے۔ اس ذات پاک نے اپنی تعریف آپ کی ہے اور اپنی حمد کو آپ ہی بیان کیا ہے۔ بس وہ اللہ تعالیٰ آپ ہی حامد ہے اور آپ ہی محمود ہے۔“ اللہ اکبر کبیرا!

واقعی! بندے کو چاہیے کہ اپنے رب کی ایسی ہی دل کھول کر تعریف کرے۔ وہ ایسی شان والا پروردگار ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

”اللہ پاک ہے اور بڑی عظمت والا ہے۔“

اب یہاں پر ایک نیا لفظ آگیا، ”الْعَظِيْمِ“ اس کا معنی ہے: ”عظمت والا“ تو واقعی! اللہ رب العزت عظمت اور شان والے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عظمتِ شان کے متعلق قرآنی آیات:

اللہ رب العزت کی عظمت کے بارے میں چند آیات صرف سن لیجیے! طلبا چونکہ معنی کو سمجھتے ہیں۔ یہ آیات اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرتی ہیں۔ فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ (فاطر:)

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

(الجاثیہ:۳۷)

ایک جگہ فرمایا:

﴿تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا﴾

(مریم:۹۰)

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

(زمر:۶۷)

اللہ اکبر کبیرا!! ان الفاظ کو پڑھتے ہیں تو عظمتِ شان کی وجہ سے انسان کا دل کانپتا ہے۔ وہ کتنی عظمتوں والا پروردگار ہے!

کلمات کو پڑھنے کا ثواب:

اب ذرا ان کلمات کا ثواب بھی سن لیجیے! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی بندہ رات تہجد میں نہ گزار سکے اور اللہ کے راستے میں خرچ بھی نہ کر سکے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہ کر سکے پھر اس کو چاہیے کہ

فَاَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" فَاِنَّهُنَّ خَيْرٌ مِّنْ جَبَلِ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ اَنْ تُنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الفوائد تمام الرازی: ۱/۳۶)

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم زیادہ کہے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم سونے اور چاندی کا پہاڑ اللہ کے راستے میں خرچ کرو"

"سبحان اللہ" پڑھنے سے عذاب میں تخفیف:

اس "سبحان اللہ" کے پڑھنے میں انسان کے اوپر تکالیف ختم ہو جاتی ہیں، پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجرم آیا۔ کعب رضی اللہ عنہ بھی عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کوڑے لگوائے، کیونکہ اس نے کوئی جرم کیا تھا۔

وَقَالَ الرَّجُلُ حِيْنَ وَقَعَ عَلَيْهِ السَّوْطُ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ"

"جب اس کو پہلا کوڑا لگا تو اس بندے نے کہا: "سبحان اللہ""

عمر رضی اللہ عنہ نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو چھوڑ دو۔ کعب رضی اللہ عنہ ہنسنے لگ گئے۔ پوچھا: حضرت! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا:

وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ "اِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ" خَفَّفَ مِنَ الْعَذَابِ

(نقل فی کنز العمال: ۲/۲۵۳، رقم: ۳۹۵۱ بالفاظ اخری)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، "سبحان اللہ" نے اس کے عذاب کو ہلکا کر دیا"

www.besturdubooks.wordpress.com

"سبحان اللہ" کے کہنے سے دنیا کے عذاب اگر کم ہو جاتے ہیں تو آخرت کا عذاب تو بالکل ہی معاف ہو جائے گا۔ سبحان اللہ!

جوامع الکلم:

اس حدیث مبارکہ کو محدثین نے "جوامع الکلم" میں شامل فرمایا ہے۔ "جوامع الکلم" اس عبارت کو کہتے ہیں کہ جو تھوڑی ہو مگر معانی بہت زیادہ ہوں۔ جس کو کہتے ہیں "دریا میں کوزے کو بند کر دیا"۔ آپ یوں سمجھیں کہ نبی علیہ السلام نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا۔ انہوں نے "جوامع الکلم" میں اس حدیث مبارکہ کو بھی شامل کیا۔ یہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کو شان دی کہ ایسا کلام ان سے صادر ہوا جو "جوامع الکلم" میں سے ہے۔

توفیقِ بیان از رب رحمان:

یہ بیان کرنے کی توفیق کون عطا کرتا ہے؟ الرحمٰن۔ اب یہ بھی مناسبت دیکھ لیجیے کہ اگر یہ کلمے ﴿حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ﴾ ہیں تو یہ بیان کرنے کی توفیق کس نے دی؟

﴿اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ﴾

"یہ کلمات رحمٰن کو پسند ہیں اور رحمٰن ہی ان کی توفیق بھی دینے والا ہے۔"

صفاتِ کلام علمِ بلاغت کی روشنی میں

اس حدیث میں کئی اور بھی اسرار و رموز ہیں۔ اب تھوڑی دیر ذرا طلباء کے لیے علمی بات ہوگی، تاکہ یہ اس حدیث پاک کے اوپر اور زیادہ معارف حاصل کر لیں۔ علم بیان، علم معانی، علم بلاغت، اگر ان تمام کے اعتبار سے اس حدیث پاک کو دیکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے تو عجیب معانی اس میں سے کھلتے ہیں۔ علما نے ان کلمات میں عجیب وغریب صفات کو بیان کیا ہے۔

⊙ صفتِ مطابقہ

وَمِنْهُ الْمُطَابَقَةُ

چنانچہ اس میں ایک صفت ہے جسے "مطابقہ" کہتے ہیں۔

وَهِيَ مُطَابَقَةُ الشَّيْءِ لِضِدِّهِ عَلَى الْقَوْلِ الْمُخْتَارِ

اولاً موافق معنوں کو لاتے ہیں جیسے:

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا

تو موافق اور مخالف دونوں قسم کا بیان اس طرح کرتے ہیں۔ اور نبی ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں پہلے فرمایا خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ پھر فرمایا ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ یہاں خَفِيْف اور ثَقِيْل ایک دوسرے کے مخالف ہوئے، لہٰذا اس میں مطابقہ کی صفت آ گئی۔

⊙ صفتِ مناسبہ

وَمِنْهُ الْمُنَاسَبَةُ

"اس میں مناسبت کی صفت بھی ہے۔"

لِاَنَّ بَيْنَ الْمِيْزَانِ وَ اللِّسَانِ مُنَاسَبَةٌ

قیامت کے دن میزان ہوگی تو میزان کی لسان بھی ہوگی، اور یہ جو فقرہ پڑھا جاتا ہے خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ تو لسان یہاں بھی اور لسان میزان میں بھی، لہٰذا اس میں مناسبت بھی آ گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⦿ صفتِ تشابہ الاطراف:

وَمِنْهُ تَشَابُهُ الْأَطْرَافِ

اور اس میں "تشابہ الاطراف" کی صفت بھی ہے۔ وہ یہ کہ

وَهُوَ أَنْ يُخْتَمَ الْكَلَامُ بِمَا يُنَاسِبُ إِبْتِدَائَهُ

"جیسے کلام کے معنی ہوں، اس کا اختتام بھی اتنے ہی زوردار لفظ کے اوپر ہونا چاہیے۔" چنانچہ اس حدیث مبارکہ کو "سبحان" سے شروع کیا گیا، اور ختم کیا گیا "عظمتِ الٰہی" پر، واقعی! جو پاک ہوتا ہے عظمت بھی اسی کو سجا کرتی ہے۔ تو اس میں تشابہ الاطراف کی صفت بھی آگئی۔

⦿ صفتِ تکرار:

وَمِنْهُ التَّكْرَارُ

اور اس میں تکرار بھی ہے۔ اس لیے کہ کئی مرتبہ تکرار سے بھی انسان کو مزا آتا ہے۔ اس لیے کلام میں وہ کسی لفظ کو بار بار لاتا ہے۔ جیسے سورۂ الرحمٰن کو پڑھیں تو اس میں ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ بار بار پڑھنے سے کیسا مزا آتا ہے! کیسا لطف آتا ہے! تو تکرار بھی ایک صفت ہے۔ کئی مرتبہ نبی علیہ السلام نے بھی کلام میں تکرار فرمایا۔ ان کلمات میں بھی تکرار ہے، فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

"بِحَمْدِهٖ" کے ساتھ "عظیم" کا لفظ وہیں نہیں ملا دیا۔ دوبارہ پھر فرمایا "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" اس لیے کہ

التَّكْرَارُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ لِاسْتِلْذَاذِ النَّاطِقِ

"اس حدیث میں (سبحان اللہ کے) تکرار سے پڑھنے والے کو مزا آتا ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی مثال ایسے ہے جیسے شاعر نے شعر کہا:

أَلَا حَبَّذَا هِنْدٌ وَ أَرْضٌ بِهَا هِنْدٌ

اس کی محبوبہ کا نام "ہند" تھا تو اس نے ایک شعر میں تین دفعہ اس کا نام لیا۔ تو بار بار نام لینے سے بھی مزا آتا ہے۔

ہم دیکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

تو بھی! نام لینے کا بھی مزا آتا ہے۔ اسی طرح نبی علیہ السلام نے "سبحان اللہ" کا لفظ دو مرتبہ Repeat کیا (دہرایا) تا کہ پڑھنے والے کو دو مرتبہ سے لذت ذکر کا مزا آئے۔

⊙ صفت انسجام:

وَ مِنْهُ الْإِنْسِجَامُ

اس میں "انسجام" کی صفت بھی ہے۔

انسجام کہتے ہیں ہم آہنگی اور یکسانیت کو۔ اگر نبی علیہ السلام فرما دیتے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ

تو مطلب تو پھر بھی ادا ہو جاتا کہ اللہ کی پاکی بھی بیان ہو جاتی، حمد بھی ہو جاتی، عظمت بھی ہو جاتی، مگر یوں نہیں کہا، بلکہ ان کو الگ الگ کر کے کہا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اب ان میں تناسب پایا جاتا ہے۔ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ" میں تین لفظ اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" میں بھی تین لفظ تو کلام کے اندر مناسبت و ہم آہنگی بھی آ گئی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ صفتِ ایجاز:

وَمِنْهُ الْاِیْجَازُ

اور اس میں ایجاز کی صفت بھی ہے۔

ایجاز کہتے ہیں کہ مقصود کو اس طرح ادا کرنا کہ عبارت کم ہو، مگر غرض پوری ہو جائی ہو۔ اسے سمجھنا آسان، یاد کرنا آسان، خود بخود وہ عبارت ذہن میں بیٹھ جائے۔ اب دیکھیں! کسی جاہل بندے کے سامنے بھی ایک دفعہ پڑھیں، اسے زبانی یاد ہو جائے گی تو اس کے اندر ایجاز بھی ہے۔

صفتِ اطناب:

وَمِنْهُ الْاِطْنَابُ

اور اس کلام میں اطناب کی صفت بھی ہے۔ اطناب کہتے ہیں کہ مراد کو خوب واضح کرنا۔ حکم کو مؤکد کرنا، کہ شک ختم ہو جائے تو دیکھو یہ کلام کیسا ہے کہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ) اس کو اتنا وضاحت کے ساتھ کہا کہ اب اس کا مطلب سننے والے کے اوپر بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

⊙ صفتِ حذف:

وَمِنْهُ الْحَذْفُ

اور اس میں حذف کی صفت بھی ہے وہ کیسے کہ اگر پڑھیں کَلِمَتَانِ دو کلمے ہیں تو لگتا ہے کہ کچھ پہلے کہنا چاہیے تھا۔ کیا کہنا چاہیے تھا؟

اِسْمَعُوْا اَيُّهَا النَّاسُ! (اے لوگو سنو!)

مگر نبی علیہ السلام نے اس کو حذف فرما دیا۔ تو اس میں حذف کی صفت بھی موجود ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حسن الاخذ:

وَ مِنْهُ حُسْنُ الْاَخْذِ وَ يُسَمّٰى الْاِتِّبَاعُ

اس میں حسن الاخذ بھی ہے۔ چنانچہ اس کی اتباع بھی ہوئی کہ نبی علیہ السلام نے یہ جو فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' یہ اللہ کا بھی حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ یہی الفاظ تو خود اللہ تعالیٰ نے فرمائے اور یہی الفاظ نبی علیہ السلام فرمارہے ہیں تو اس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مالک الملک کی اتباع بھی کی۔

◉ التزام:

وَ مِنْهُ اِلْتِزَامُ مَا لَا يَلْزَمُ

''اور اس میں التزام بھی ہے''

کیسے؟

وَ بِهٰذَا يَصِيْرُ لِلْقَوَافِيْ طَلَاوَةٌ وَ لِلْاَسْجَاعِ حَلَاوَةٌ

اس میں حسن بھی ہے اور اس میں سجع بندی بھی بڑھ جاتی ہے۔

◉ توزیع:

وَ مِنْهُ التَّوْزِيْعُ

''اور اس میں توزیع بھی ہے۔''

توزیع کہتے ہیں تقسیم کو کہ کوئی چیز تقسیم ہوجاتی ہے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام عجیب ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ اس کے جتنے بھی راوی ہیں ان تمام کے نام میں میم کا حرف مشترک ہے۔ احمد بن اشکاب، محمد بن فضیل، عمارہ بن قعقاع، ہر ایک نام میں میم آتی ہے۔ ابوزرعہ کا اصل نام عبدالرحمن تھا، اس میں بھی میم آگئی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام تھا عبدالرحمن، اس میں بھی میم آگئی۔ تو تمام راویوں کے نام میں یہ مشترک ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور دوسری بات کہ اگر آپ کلام کو دیکھیں تو اس کے تمام الفاظ میں ''الف'' کا حرفِ مشترک ہے۔

كَلِمَتَانِ..... خَفِيْفَتَانِ..... إِلَى الرَّحْمٰنِ..... خَفِيْفَتَانِ..... عَلَى اللِّسَانِ..... ثَقِيْلَتَانِ..... فِي الْمِيْزَانِ

ان سب میں ''الف'' کا لفظ مشترک ہے۔

⊙ جَوْدَةُ التَّعْبِيْرِ:

وَمِنْهُ جَوْدَةُ التَّعْبِيْرِ

''اور اس میں جودتِ تعبیر بھی ہے۔''

چنانچہ یہ دو کلمے ہیں، مگر انہوں نے پورے کے پورے مضمون کو اچھی طرح اپنے اندر سمو لیا ہے۔

⊙ صفتِ تتمیم:

وَمِنْهُ التَّتْمِيْمُ:

''اور اس میں تتمیم بھی ہے۔''

تتمیم کہتے ہیں:

وَهُوَ أَنْ لَا يَتْرُكَ الْمُتَكَلِّمُ شَيْئًا يَتِمُّ الْإِحْسَانُ مَعَهُ فِي كَلَامِهِ إِلَّا أَتَى بِهِ

''کہ جس چیز سے کلام میں حسن پیدا ہوتا ہے، متکلم اس کو اپنے کلام میں بیان کرے۔''

تو نبی علیہ السلام نے اس میں اتمام فرما دیا کہ ایک میں فرمایا: ''سبحان اللہ'' مگر صرف اتنا ہی نہیں فرمایا۔ ''سبحان اللہ'' کہنے سے اللہ کی پاکی تو بیان ہوتی، حمد نہیں ہوتی، تو

آگے کیا فرمایا؟ "سبحان اللہ" یعنی یہ بتیں کہ وہ تمام برائیوں سے پاک ہے یہیں! پاک بھی ہے اور اس سے بڑھ کر وہ صفات والا بھی ہے۔ تمام تعریفیں بھی اسی کو حق ہیں۔

◉ صفتِ مبالغہ:

وَ مِنْهُ الْمُبَالَغَةُ

اور اس میں مبالغہ کی صفت بھی ہے۔ مبالغہ کہتے ہیں کسی چیز کو اہتمام کے ساتھ بیان کرنا۔ تو عظیم کا جو لفظ ہے وہ اللہ پاک کی عظمت کو اچھی طرح بیان کر دیتا ہے۔

◉ جمع المؤتلف والمختلف:

وَ مِنْهُ جَمْعُ الْمُؤْتَلِفِ وَ الْمُخْتَلِفِ

"اس میں مختلف اشیاء کو اکٹھا بھی کر دیا۔"

كَلِمَتَانِ...... حَبِيْبَتَانِ...... اِلَى الرَّحْمٰنِ...... خَفِيْفَتَانِ .... عَلَى اللِّسَانِ...... ثَقِيْلَتَانِ...... فِي الْمِيْزَانِ یہ مختلف الفاظ ہیں، لیکن آخر پر کیا فرمایا؟

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کر کے ان تمام اوصاف کو یکجا اکٹھا فرما دیا۔

◉ صفتِ ایغال:

وَ مِنْهُ الْإِيْغَالُ

ایغال کہتے ہیں کہ کلام کو ایسے لفظ پر ختم کرنا جو نکتے کا فائدہ دیتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے کلام کو "العظیم" پر ختم کیا تو یہ نکتے کا فائدہ دیتا ہے۔ کہ واقعی جو کچھ بیان کیا گیا وہ سب اللہ تعالیٰ کی عظمت کو بیان کرنے کے لیے فرمایا۔ تو مقصود اس کلام سے کیا ہوا؟ عظمتِ خداوندی۔

⊙ وحی اور اشارہ:

وَمِنْهُ الْوَحْيُ وَالْإِشَارَةُ

وحی اور اشارہ کہتے ہیں کہ زیادہ تفصیل والی چیز کو اشارے کے ساتھ بیان کر دینا۔

هِيَ اشْتِمَالُ اللَّفْظِ الْقَلِيْلِ عَلَى الْمَعَانِي الْكَثِيْرَةِ

واقعی! نبی علیہ السلام نے تھوڑے سے الفاظ کہے، لیکن ان الفاظ کے معانی دیکھو اپنے اندر کتنی وسعت رکھتے ہیں۔

⊙ صفتِ مماثلت:

وَمِنْهُ الْمُمَاثَلَةُ

اور اس میں مماثلت کی صفت بھی ہے۔ مماثلت کہتے ہیں کہ ایک جنس کا ہونا۔ تو دیکھو! كَلِمَتَانِ..... حَبِيْبَتَانِ..... خَفِيْفَتَانِ..... ثَقِيْلَتَانِ سب کے سب ایک جیسے الفاظ ہیں۔

⊙ صفتِ تطریز:

وَمِنْهُ التَّطْرِيْزُ

تطریز کہتے ہیں: جیسے کپڑے کے اوپر مختلف نقش ونگار کے ڈیزائن بنے ہوتے ہیں، پھول چھاپے بنے ہوتے ہیں، لوگوں نے کڑھائی کروائی ہوئی ہوتی ہے۔ اس سے قمیص کو ایک خوبصورتی مل جاتی ہے۔ اس کو عربی میں "طرز" کہتے ہیں۔ اسی سے تطریز کا لفظ نکلا ہے کہ فلاں طرز کی چیز ہے۔ حَبِيْبَتَانِ..... خَفِيْفَتَانِ..... ثَقِيْلَتَانِ یہ الفاظ ایسے لگتے ہیں جیسے نبی علیہ السلام نے کلام کے اندر پھولوں کو جڑ دیا ہو۔

⊙ صفتِ سجع:

وَمِنْهُ السَّجْعُ

"اور اس میں سجع بھی ہے"

یعنی ہم وزن الفاظ بھی ہیں، جس سے کلام میں خوبصورتی آ گئی ہے۔

⊙ صفتِ ترتیب:

وَمِنْهُ التَّرْتِيْبُ

اور اس میں ترتیب کی صفت بھی ہے۔ ترتیب کی صفت کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ بات ایسے کی جائے کہ بات ختم ہونے تک سامع اس بات پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ تو واقعی! نبی علیہ السلام نے اس ترتیب سے بات کی کہ کَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ (دو کلمے اللہ کو بڑے پسند) تو ایسی ترغیب دلائی کہ جب آپ ﷺ نے فرمایا: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ)) تو اب سننے والے کا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اس کو پڑھ لوں۔

⊙ صفتِ حسنِ اختتام:

وَمِنْهُ حُسْنُ الْاِخْتِتَامِ

یہ بھی ایک صفت ہوتی ہے کہ کلام ایسا ہو کہ اس کا اختتام بہت اعلیٰ ہو۔ نبی علیہ السلام کی یہ حدیث مبارکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سب سے آخر پر لاتے ہیں۔ اب علمائے کرام میں اس پر مستقل گفتگو ہوتی ہے کہ (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ شروع میں کیوں لائے؟ اور یہ "حدیث تسبیح" آخر میں کیوں لائے؟۔ پچھلے سال کا درس اسی عنوان پہ تھا اور اسی پہ پوری تفصیل دی تھی، تو امید ہے کہ طلبا اس کی طرف رجوع

www.besturdubooks.wordpress.com

کریں گے اور اس تحفے کو سمجھیں گے۔

حدیثِ تسبیح کو آخر پر لانے کی وجوہات

تاہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو جو آخر پر لائے ہیں تو اس کی کوئی چھ سات وجوہات بتائی جاتی ہیں۔ مراد تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ اصل ان کی نیت کیا تھی؟ مگر کچھ احتمال ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو آخر پر کیوں لائے؟ سن لیجیے پھر بات مکمل ہو جاتی ہے۔

پہلا احتمال:

"یُحْتَمَلُ اَنْ یَّکُوْنَ اِمْتِثَالاً لِّقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ: "وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ""

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب ﷺ! جب آپ کھڑے ہوں تو اللہ کی تسبیح بیان کریں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جب آخری حدیث لکھنی تھی تو کام تو مکمل ہو چکا تھا۔ تو وہ سمجھتے تھے کہ اب تو میں کام ختم کر کے کھڑا ہونے والا ہوں، انہوں نے اس آیت کے اوپر عمل کی نیت سے آخر میں حدیث تسبیح بیان کی اور اپنے کام کو کر کے کھڑے ہو گئے۔

دوسرا احتمال:

دوسرا احتمال یہ ہے کہ

اَنَّهٗ یَقْتَدِیْ بِالنَّبِیِّ ﷺ فِیْمَا فَعَلَهٗ فِیْ آخِرِ عُمُرِهٖ مِنَ التَّسْبِیْحِ

نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عمر کے آخری حصے میں تسبیح کا حکم فرمایا تھا: فرمایا:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ (النصر:۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

چونکہ نبی علیہ السلام کو حکم ملا کہ اپنی نبوت کے کام کی جو تکمیل کا وقت ہے اس پر اللہ کی خوب تسبیح بیان کیجیے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث مبارکہ کے کام کی تکمیل کے وقت پر وہی تسبیح بیان فرمادی۔

تیسرا احتمال:

أَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمَّا جَمَعَ الْأَدِلَّةَ الشَّرْعِيَّةَ وَ تَمَّ لَهُ النَّصْرُ عَلَى أَهْلِ الْبِدَعِ وَ الضَّلَالِ فَسَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّهِ كَمَا سَبَّحَ النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا جَاءَهُ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ

جب نبی علیہ السلام پر اللہ کی مدد آگئی اور فتح نصیب ہوگئی تو آپ ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی تھی، اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر جب اللہ کی مدد آگئی تو انہوں نے بخاری شریف لکھ کر سب اہل بدعات اور معتزلہ اور ان گمراہ فرقوں کا رد کر دیا، اس پر انہوں نے آخر میں نبی علیہ السلام کی اتباع میں اللہ کی حمد بیان کی۔

چوتھا احتمال:

"أَوْ أَنَّهُ لَمَّا جَمَعَ تَرَاجِمَ كِتَابِهِ بَيْنَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَ كَانَ يُصَلِّي لِكُلِّ تَرْجَمَةٍ رَكْعَتَيْنِ خَوْفًا مِنَ الزَّلَلِ وَ لَيْسَ هُوَ مَعْصُومٌ فَلَمَّا فَرَغَ سَبَّحَ لِلّٰهِ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: وَ أَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا"

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی گناہ ہو جائے تو اگر تم نیکی کر دو گے تو وہ گناہ دھل جائے گا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لکھی اور فرمایا کہ میں انسان ہوں، انسانی بشریت کے اعتبار سے اس میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہوگی، اگر مجھ سے کوئی کوتاہی ہوگئی تو میں آخر میں اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہوں، تاکہ اللہ میری کوتاہیوں کو معاف فرمادے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پانچواں احتمال:

اَوْ اَنَّ کِتَابَۃٌ مِنْ اَعْظَمِ الْعِبَادَاتِ وَ التَّسْبِیْحُ یُحْسَنُ عَقَبَ الْعِبَادَاتِ کَمَا یُسْتَحَبُّ بَعْدَ الصَّلَوٰتِ ۔ فَسَبَّحَ عَقَبَ فَرَاغِہٖ مِنَ التَّعْفِیْفِ

یا یہ کہ یہ بخاری شریف جو انہوں نے لکھی یہ عبادتوں میں سے عظیم عبادت تھی۔ نماز کے بعد سنت ہے کہ جب انسان فرض نماز ادا کر لے تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ، چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لے۔ تو تسبیح کا پڑھنا فرض ادا کرنے کے بعد سنت ہے۔ تو علما نے لکھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بخاری شریف کو لکھ کر اور ہر ترجمہ پہ دو رکعت پڑھ کر اس عبادت کو ادا کیا اور آخر پہ انہوں نے تسبیح بیان کر دی، تاکہ ان کو عبادت کے بعد تسبیح بیان کرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

چھٹا احتمال:

اَوْ اَنَّہٗ اَرَادَ بِذٰلِکَ الدُّعَاءَ عِنْدَ فَرَاغِہٖ مِنْ کِتَابِہٖ لِقَوْلِہٖ عَزَّ وَ جَلَّ

یا ان کی مراد یہ تھی کہ کتاب کو ختم کرنے کے بعد وہ دعا کرنا چاہتے تھے جو جنتی آخر میں کریں گے اس لیے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ دَعْوٰھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ وَ اٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ (یونس:۱۰)

تو جنتی بھی آخر میں اللہ کی تسبیح کریں گے اور حمد بیان کریں گے۔

ساتواں احتمال:

اَوْ اَنَّ الْبُخَارِیَّ اقْتَدٰی بِمَا رُوِیَ عَنِ السَّلَفِ

کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسلاف کی پیروی کی۔

چونکہ اسلاف کے بارے میں آتا ہے، عمرو بن دینار رحمہ اللہ عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں:

اَلْاَوَّابُ الْحَفِيْظُ الَّذِيْ لَا يَقُوْمُ مِنْ مَّجْلِسٍ اِلَّا اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا مَا اَصَبْنَا مِنْ مَّجْلِسِنَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ (الجامع لاخلاق الراوی للخطیب البغدادی: ۲/۱۲۱)

اوّاب وہ ہے، حفیظ وہ ہے (عقلمند وہ ہے) جو اپنی مجلس سے کھڑا ہونے سے پہلے استغفار پڑھے اور ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ)) پڑھے“

تو امام بخاری رحمہ اللہ اس کتابت سے جب فارغ ہوئے تو انہوں نے اس جگہ پہ تسبیح کو لا کر اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔ اللہ رب العزت اس مجلس میں ہمارے بیٹھنے کو قبول فرمائے اور ہم بھی بار بار یہ پڑھیں:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِٱللَّهِ ٱلْغَرُورُ﴾ (فاطر:۵)

دنیا کی حقیقت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: ۸ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ بروز جمعہ مطابق 2 مارچ 2012ء

موقع: خطبہ جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دنیا بڑی میٹھی ہے اور بڑی سرسبز ہے۔ سرسبز کا کیا مطلب؟ کہ جو چیز سرسبز ہوتی ہے، وہ دیکھنے میں خوشنما لگتی ہے۔ دنیا ہر دیکھنے والے کو خوشنما لگتی ہے، دل کو کھینچتی ہے۔ اور میٹھی کا کیا مطلب؟ میٹھی چیز کو کھاتے رہنے کا دل کرتا ہے، چھوڑنے کا دل ہی نہیں کرتا۔ پیٹ بھر جاتا ہے آنکھیں نہیں بھرتیں۔ تو فرمایا: یہ دنیا ایسی سرسبز ہے کہ ہر بندہ اس کی طرف کھنچتا ہے اور میٹھی بھی ایسی کہ بندہ کہتا ہے کہ مجھے تو مرنے کی بھی فرصت نہیں۔ یہی دنیا کا دھوکہ ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ انسان دنیا میں رہتے ہوئے اپنی ضروریات کو پورا کرے مگر ہمیشہ اپنے مقصد کو سامنے رکھے۔ مقصد کو بھول جانا اور فقط دنیا کی جنت سجانے میں لگ جانا یہ انسان کی بے وقوفی کی علامت ہوتی ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ (فاطر:۵)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دنیا کی زندگی ایک خواب کی مانند:

دنیا دارالعمل ہے آخرت دارالجزا ہے۔ دنیا دارالفنا ہے آخرت دارالبقا ہے۔ دنیا دارالغرور ہے آخرت دارالسرور ہے۔ دنیا مٹی اور گارے سے بنی اور فنا ہونے والی ہے۔ جنت سونے اور چاندی سے بنی ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ آخرت کے مقابلے میں اس دنیا کا مقام مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں۔ اس لیے جو انسان دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اسے خواب لگتا ہے ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

قرآن مجید میں گواہی موجود ہے کہ جہنمی جہنم میں یہی کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں رہے تھے:

﴿اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا﴾ (النّٰزعٰت:۴۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک شام یا صبح (سے زیادہ نہیں ٹھہرے)

یعنی کہ پوری زندگی انسان کو ایک خواب محسوس ہوگی۔ ؎

وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اب اس تھوڑی سی زندگی کی خاطر انسان اپنی آخرت کو تباہ کر بیٹھے تو اس سے بڑی بے وقوفی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس لیے حقیقتِ دنیا کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔

سمندر اور قطرے کی مثال:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ﴾ (صحیح مسلم، رقم: ۲۸۵۸)

''اللہ کی قسم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی یہی مثال ہے جیسے تم میں سے کوئی بندہ سمندر میں اپنی انگلی ڈالے اور نکال کر دیکھ لے کہ کتنا پانی ساتھ لائی ہے۔''

اس طرح انگلی ڈالنے سے کتنا پانی انگلی کے ساتھ آئے گا؟ ایک قطرہ...... تو جو ایک قطرے کو سمندر کے ساتھ مماثلت ہے دنیا کو آخرت کے ساتھ اتنی بھی مماثلت نہیں۔

دنیا ایک مسافر خانہ:

اس لیے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

﴿مَالِيْ وَمَا لِلدُّنْيَا مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ

www.besturdubooks.wordpress.com

شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا﴾ (سنن الترمذی:۲۳۹۹)

''مجھے اس دنیا سے کیا سروکار ہے؟ میری مثال ایک ایسے مسافر کی سی ہے جو دورانِ سفر کسی درخت کے نیچے تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد بالآخر وہ وہاں سے چلا گیا۔''

اس طرح ہم بھی مسافر ہیں۔ عالم ارواح سے سفر شروع ہوا، کچھ عرصہ ماں کے پیٹ میں رہے، پھر کچھ عرصہ زمین و آسمان کے پیٹ میں رہ رہے ہیں، پھر اس کے بعد زمین کے پیٹ میں چلے جائیں گے۔ ایک وقت آئے گا کہ اپنے رب کے سامنے ہم سب کھڑے ہوں گے، اس وقت فیصلہ ہوگا کہ کون سعید ہے اور کون شقی ہے؟ ہم تو راہ کے راہی ہیں، منزل کو نہ بھولیں۔ جو بندہ دنیا سے دل لگا بیٹھتا ہے، وہ اپنی منزل کو پھر بھول جاتا ہے۔

دنیا..... حقیر ترین چیز:

اس لیے ایک عالم سے کسی نے پوچھا:

اَیُّ خَلْقِ اللّٰهِ اَصْغَرُ

''اللہ کی مخلوق میں سے سب سے چھوٹی چیز کون سی ہے؟''

قَالَ الدُّنْيَا

''کہا: دنیا ہے۔''

لِاَنَّهَا لَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ

''کیونکہ (حدیث پاک کے مطابق) یہ دنیا اللہ کی نظر میں مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں''

مکھی کے پر کی کیا حیثیت ہے؟ پوری دنیا اللہ کی نظر میں اتنی بھی اوقات نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھتی۔

اللہ نے پوری دنیا کو قلیل کہا، فرمایا:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ﴾ (النساء:۷۷)

''کہہ دیجیے کہ یہ دنیا قلیل ہے''

چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

إِنَّ اللهَ جَعَلَ كُلَّهَا قَلِيْلًا وَ مَا بَقِيَ مِنْهَا قَلِيْلٌ مِنْ قَلِيْلٍ

(الزھد لابی داؤد:۱/۱۴۱)

کہ یہ متاع قلیل ہے اور جو اب دنیا باقی بچ گئی وہ قلیل میں سے بھی اقل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان:

اس لیے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا:

لَا يَسْتَطِيْعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبْنِيَ عَلٰى مَوْجِ الْبَحْرِ دَارًا كَذٰلِكُمُ الدُّنْيَا لَا تَتَّخِذُوْهَا قَرَارًا (الزھد لاحمد بن حنبل: ۱/۹۳)

تم میں سے کوئی بندہ بھی پانی کی لہروں کے اوپر گھر نہیں بناتا، پل کے اوپر گھر نہیں بناتا، یہی حال تمہاری دنیا کا ہے کہ تم اسے مسکن نہ سمجھ لینا۔

دنیا ہلاک کر دینے والی ہے:

عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:

فَغَمِّضْ عَنِ الدُّنْيَا عَيْنَكَ وَوَلِّ عَنْهَا قَلْبَكَ وَإِيَّاكَ أَنْ تُهْلِكَكَ كَمَا أَهْلَكَتْ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ (الزھد لابی داؤد:۱/۹۹)

''تو دنیا سے اپنی آنکھوں کو بند کر لے اور دل کو اس دنیا سے پھیر لے یہ نہ ہو کہ

دنیا تجھے ایسے ہلاک کر دے جس طرح کہ اس نے اپنے پہلے والوں کو ہلاک کر دیا۔"

کیسے ہلاک کیا؟ کہ لمبی امیدیں باندھ کر زندگی گزارتے رہے اور پھر تیاری نہ کر سکے، دنیا کے جھمیلوں میں پھنسے رہے، بالآخر موت آگئی۔

دنیا کے بیٹے نہ بنو:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلَ (شعب الایمان۔ البیہقی: ۳۶۹/۷)

"تم دنیا کے بیٹے نہ بنو۔ اس دنیا میں عمل ہے حساب نہیں ہے اور کل قیامت کے دن حساب ہوگا اور انسان عمل نہیں کر سکے گا۔"

میٹھی اور سرسبز دنیا:

نبی علیہ السلام نے دنیا کی حقیقت کو دو لفظوں میں سمجھا دیا۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ دو لفظوں میں بات ہی سمیٹ دی۔ تو واقعی اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لفظوں میں بات سمیٹ دی فرمایا:

﴿إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ﴾ (صحیح مسلم: ۲۸۶/۳)

دنیا بڑی میٹھی ہے اور بڑی سرسبز ہے۔ سرسبز کا کیا مطلب؟ کہ جو چیز سرسبز ہوتی ہے، وہ دیکھنے میں خوشنما لگتی ہے۔ دنیا ہر دیکھنے والے کو خوشنما لگتی ہے، دل کو کھینچتی ہے۔ اور میٹھی کا کیا مطلب؟ میٹھی چیز کو کھاتے رہنے کا دل کرتا ہے، چھوڑنے کا دل ہی نہیں کرتا۔ پیٹ بھر جاتا ہے آنکھیں نہیں بھرتیں۔ تو فرمایا: یہ دنیا ایسی سرسبز ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر بندہ اس کی طرف کھنچتا ہے اور مٹی بھی ایسی کہ بندہ کہتا ہے کہ مجھے تو مرنے کی بھی فرصت نہیں۔ یہی دنیا کا دھوکہ ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ انسان دنیا میں رہتے ہوئے اپنی ضروریات کو پورا کرے مگر ہمیشہ اپنے مقصد کو سامنے رکھے۔ مقصد کو بھول جانا اور فقط دنیا کی جنت سجانے میں لگ جانا یہ انسان کی بے وقوفی کی علامت ہوتی ہے۔

ہلاکت میں ڈالنے والا مال:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب نبی علیہ السلام معراج پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے جنت کو دیکھا۔ چنانچہ بعد میں آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا:

﴿لَا اَرٰی فِیْهَا اَحَدًا اَقَلَّ مِنَ الْاَغْنِیَاءِ وَالنِّسَاءِ﴾

کہ میں نے جنت کے اندر امیروں کو اور عورتوں کو بہت کم دیکھا

اور مجھے کہا گیا:

﴿فَقَالَ لِیْ اَمَّا الْاَغْنِیَاءُ فَاِنَّهُمْ عَلَی الْبَابِ یُحَاسَبُوْنَ وَیُمَحَّصُوْنَ﴾

جو امیر لوگ ہیں وہ تو ابھی دروازے پر ہیں، ان کا ابھی حساب اور تفتیش ہو رہی ہے۔

وہ تو ابھی اپنا حساب دینے میں الجھے ہوئے ہیں۔

﴿وَاَمَّا النِّسَاءُ فَاَلْهَاهُمَا الْاَحْمَرَانِ الذَّهَبُ وَالْحَرِیْرُ﴾

(جامع الاحادیث: ۳۴۱۲)

’’اور رہ گئی بات عورتوں کی تو ان کو دو سرخ چیزوں نے ہلاکت میں ڈال دیا سونے نے اور ریشم نے۔‘‘

ان زیورات اور کپڑے پہننے کی تمناؤں نے ان کو دھوکہ میں ڈال دیا۔ اچھے

www.besturdubooks.wordpress.com

کپڑے پہن لیتی ہیں تو پھر پردہ کرکے جانا ان کو مشکل ہوتا ہے۔ بے پردگی کا اظہار کرتی ہیں تو دوسروں کے لیے فتنے کا سبب بنتی ہیں۔ تو سونے اور ریشم نے عورتوں کو ہلاکت میں ڈال دیا۔

دنیا کے عقلمندوں کی بربادی:

وہیب بن الورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

وَيْلٌ لِمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا اَمَلَهُ وَ الْخَطَايَا عَمَلَهُ، عَظِيْمٌ بِطْنَتُهُ قَلِيْلٌ فِطْنَتُهُ عَالِمٌ بِاَمْرِ دُنْيَاهُ (العاقبة فی ذکر الموت: ۱/۹۰)

''بربادی ہے اس کے لیے جس کی کل امیدوں کی منتہا صرف دنیا ہو اور گناہ اس کا کام ہو۔ اس کی پکڑ سخت ہو، عقل اس کی تھوڑی ہو، دنیا کے کاموں میں بڑا ماہر، آخرت کے کاموں میں بڑا جاہل۔''

واقعی! یہ بات صحیح ہے کہ جو بندہ دنیا کے کاموں میں بہت تیز ہوتا ہے تو وہ آخرت کے معاملے میں کہتا ہے: جی مجھے سمجھ ہی نہیں آتی۔

حقیقی عقلمند کون؟

فقہا کے پاس ایک مسئلہ آیا کہ کوئی شخص اپنی وراثت تقسیم کرنے کے لیے یہ وصیت کرے کہ اس کو متوکلین میں تقسیم کیا جائے تو فقہا نے کہا کہ اسے کاشت کاروں میں تقسیم کرو۔ دوسرا سوال آیا کہ اگر وہ یہ کہے کہ اس کو عقلمندوں میں تقسیم کرو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اسے زاہدین میں تقسیم کیا جائے۔ زاہدین کون ہوتے ہیں؟ جو دنیا سے رخ پھیر کر آخرت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں وہ زاہد ہیں۔

تیسرا سوال فقیر کے ذہن میں آتا ہے کہ اگر کوئی یہ وصیت کر کے مرے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کا مال بے عقلوں اور بے کسوں میں تقسیم کرو تو کس میں تقسیم کریں گے؟ تو سمجھ میں یہ بات آتی ہے مالداروں میں تقسیم کریں گے۔ اس لیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهٗ وَ مَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهٗ وَ لَهَا یَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ﴾ (مسند احمد: ۲۴۴۱۹)

''دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں، اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور اس کے پیچھے وہی پڑتا ہے جس میں کوئی عقل نہیں''

اس کو جمع وہ کرتا ہے جس میں عقل کی رتی نہیں ہوتی۔ تو مالدار بندے کی بے عقلی کے اوپر حدیث پاک کی مہر ثبت ہوئی ہے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب دعا:

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اُدْعُوْا وَ اٰمِنُوْا عَلٰی دُعَائِیْ

''تم بھی دعا کرو اور میری دعا پر آمین بھی کہو۔''

کون سی دعا؟

اَللّٰهُمَّ لَا تُدْخِلْ بَیْتَ مَالِكٍ مِنَ الدُّنْیَا قَلِیْلًا وَ لَا کَثِیْرًا

''اے اللہ! مالک کے گھر میں دنیا کو نہ تھوڑا داخل ہونے دینا نہ زیادہ داخل ہونے دینا۔''

اور فرماتے تھے:

قُوْلُوْا اٰمِیْن ''سب اس پر آمین کہو''

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا، اللہ سے غافل ہونے کا نام ہے:

یہاں دنیا سے کیا مراد ہے؟ دنیا سے مراد غفلت ہے۔ دنیا کیا ہے؟

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

"اللہ سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے۔ کاروبار کرنا، بیوی بچوں کا ہونا، اس کا نام دنیا نہیں ہے"

دنیا غفلت کا دوسرا نام ہے۔ تو بھئی! اگر غفلت کا نام دنیا ہے تو اللہ اس کو زیادہ یا تھوڑا ہمارے گھر میں داخل ہونے سے بچا لے۔ اس پہ آمین کہنا چاہیے۔

ابراہیم بن سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی قناعت:

ابراہیم بن سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: (سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے)

كَيْفَ كَانَ يَأْكُلُ أَبُوْكُمْ مِنْ مَالِكُمْ

تمہارے والد تمہارے مال میں سے کتنا کھایا کرتے تھے؟

انہوں نے یہ کہا کہ ابو مجھے یہ کہا کرتے تھے:

اٰكُلُ مِنْ مَالِكُمْ بِقَدْرِ مَا يَحِلُّ لِيْ مِنَ الْمَيْتَةِ

"میں تمہارے مال میں سے اتنا کھاتا ہوں جتنا کہ مردار بندے کے لیے جائز ہو جاتا ہے۔"

اگر کوئی بھوک کی وجہ سے قریب المرگ ہو تو اس کے لیے اتنا مردار کھانا جائز ہو جاتا ہے کہ جس سے اس کی جان بچ جائے۔ تو فرمایا جتنا مردار کھانا جائز ہے، میں

www.besturdubooks.wordpress.com

حلال کو بھی تمہارے مال میں سے اتنا ہی کھاتا ہوں۔

درہم کے نام کی وجہ تسمیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ درہم کو درہم کیوں کہتے ہیں؟ جیسے ہم لوگ اپنی زبان میں روپیہ کہتے ہیں تو عربوں میں درہم ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ درہم کیوں کہا جاتا ہے؟

انہوں نے کہا کہ اصل لفظ تھا دَارُ هَمّ (غم کا گھر) اور وقت کے ساتھ ساتھ وہ درہم بن گیا، جس کو مل گیا اس کو غم کا گھر مل گیا۔

"دنیا" اور "مال" کی وجہ تسمیہ:

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ دنیا کو دنیا کیوں کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا:

إِنَّمَا سُمِّيَتِ الدُّنْيَا لِأَنَّهَا دَنِيَّةٌ

"اسے دنیا اس لیے کہتے ہیں کہ یہ گھٹیا ہے"

"دنیۃ" کہتے ہیں گھٹیا چیز کو بے قیمت چیز کو تو دنیا کا نام ہی اس لیے رکھا گیا کہ یہ آخرت کے مقابلے میں ردی چیز ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

سُمِّيَ الْمَالُ لِأَنَّهُ يَمِيلُ بِأَهْلِهِ

(حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء: ۱۰/۷)

"مال کا نام مال اس لیے رکھا گیا کہ مال اس کے اہل کی طرف مائل کرتا ہے"

یہ مالداروں کی طرف کھینچ کے لے جاتا ہے۔ اسی لیے مال کا نام مال ہے کہ جس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پاس آئے وہ دین داروں سے کٹے گا مال والوں سے جڑے گا۔

دل اور دنیا کی حیثیت:

بعض علماء نے کہا:

اَلدُّنْيَا دَارُ خَرَابٍ وَ اَخْرَبُ مِنْهَا قَلْبُ مَنْ يَّعْمُرُهَا

"دنیا دار خراب ہے اور اس سے بھی زیادہ خراب وہ دل ہے جو اس دنیا کو آباد کرتا ہے۔"

وَ الْجَنَّةُ دَارُ عِمْرَانٍ اَعْمَرُ مِنْهَا قَلْبُ مَنْ يَّطْلُبُهَا

(احیاء علوم الدین: ۳/۲۱۰)

"اور جنت آبادی کا گھر ہے اور اس سے زیادہ آباد وہ دل ہے جو جنت کو طلب کرتا ہے"

ہمارے اکابر چالیس سال تک کام کاج میں محنت کرتے تھے، اس کے بعد زندگی کا زیادہ حصہ اپنی آخرت سنوارنے میں لگا دیتے تھے۔

دنیا کی صفت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ ہمارے سامنے دنیا کی کچھ تفصیل بیان کیجیے، صفت بیان کیجیے۔ انہوں نے فرمایا: میں کیا اس کی صفت بیان کروں۔ یہ کیا دنیا ہے کہ

حَلَالُهَا حِسَابٌ وَ حَرَامُهَا عَذَابٌ

حلال بھی ہوگی تو حساب ہوگا اور حرام ہوگی تو عذاب ہوگا۔

مَنْ صَحَّ فِيْهَا زَمِنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

جو اس میں ٹھیک رہا وہ شغل ہو گیا۔

وَمَنْ مَرِضَ فِيْهَا نَدِمَ

اور جو اس میں بیمار ہوا، اس کو ندامت ہوئی۔

وَمَنِ اسْتَغْنٰى فِيْهَا فُتِنَ

اور جو اس میں غنی ہوا وہ فتنے (امتحان) میں پڑ گیا۔

وَمَنِ افْتَقَرَ فِيْهَا حَزِنَ (الآداب الشرعیة: ۳/۲۲۰)

جو اس میں فقیر ہوا وہ غمگین ہوا۔

نہ ادھر چھٹیں گے نہ ادھر چھٹیں گے۔

اس لیے شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَلدُّنْيَا خَيَالٌ وَطَلَبُهَا وَبَالٌ وَتَرْكُهَا جَمَالٌ وَالْاِعْرَاضُ عَنْهَا كَمَالٌ

"دنیا ایک خیال ہے، اسے طلب کرنا وبال ہے اسے چھوڑنا خوبی ہے اور اس سے اعراض کرنا کمال ہے"

انسان کے لیے کتنی دنیا کافی ہے:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آدمی کتنی دنیا پر مطمئن ہو جائے؟ کوئی تو ایسی Limit (حد) ہونی چاہیے کہ جس پر بندہ کہے جی بس الحمد للہ! کافی ہے۔

○ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے پوچھا:

مَا يَكْفِيْنِيْ مِنَ الدُّنْيَا؟

دنیا میں سے مجھے کتنی دنیا کفایت کرتی ہے؟ (جو کافی ہو جائے)

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((مَا سَدَّ جُوْعَتَكَ))

اتنی دنیا، اتنا مال کہ جس سے تمہاری بھوک مٹ جائے۔

((وَ وَارٰى عَوْرَتَكَ))

اور تیرا بدن ڈھانپ لیا جائے۔ (ستر چھپ جائے)

((فَإِنْ كَانَ لَكَ بَيْتٌ يُظِلُّكَ))

اور تیرے پاس گھر ہو جو تجھے سایہ فراہم کرے۔

((أَوْ دَابَّةٌ تَرْكَبُهَا))

یا تجھے سواری کا ایک جانور مل جائے۔

((فَبَخٍ بَخٍ)) (اتحاف الخيرة المهرة: ٧٤٢٣)

نبی علیہ السلام نے فرمایا: (یہ مل جائے) پھر تو تیری تو واہ واہ ہے۔

کھانا مل جائے اور لباس مل جائے اور گھر مل جائے اور سواری مل جائے، اگر یہ چیزیں مل گئیں تو پھر زندگی کی واہ واہ ہے۔

○ اسی لیے عبداللہ ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

مَنْ كَانَ لَهٗ بَيْتًا يَاوِيْ إِلَيْهِ

"جس بندے کا گھر ہو جس میں وہ ٹھکانہ پکڑ لے۔"

وَ خَادِمًا يَخْدُمُهٗ

"اس کے پاس نوکر ہو جو اس کی خدمت کرے۔"

وَ زَوْجَةٌ

"اور اس کے پاس بیوی بھی ہو۔"

فَهُوَ مِنَ الْمُلُوْكِ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: جَعَلَكُمْ مُلُوْكًا

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ تو ان بادشاہوں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے بارے میں کہا کہ ہم نے ان کو بادشاہ بنایا۔

یعنی جس کے پاس گھر ہو، بیوی ہو، خادم ہو وہ اپنے آپ کو دنیا میں بادشاہ سمجھے۔

○ اس لیے لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تھا:

یَا بُنَیَّ خُذْ مِنَ الدُّنْیَا بَلَاغًا

میرے بیٹے! دنیا سے اتنا کچھ حاصل کر کے جو تیری ضرورت کو پورا کر دے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا گزرانِ زندگی:

ہمارے اکابر اپنی آخرت کو سامنے رکھتے تھے۔ آخرت کے فائدے کی خاطر دنیا کی مشقت اور تنگی کو برداشت کر لیتے تھے۔ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ وقت کے امیر المومنین تھے، خزانوں کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں تھیں، حکمران کے ذاتی حالات سن لیجیے:

دَخَلَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ عَلٰی فَاطِمَةَ فَقَالَ: یَا فَاطِمَةُ! اِعِنْدَكِ دِرْهَمٌ اَشْتَرِیْ بِهٖ عِنَبًا قَالَتْ: لَا قَالَ فَعِنْدَكِ الْفُلُوْسُ اَشْتَرِیْ بِهٖ عِنَبًا قَالَتْ لَا۔ وَ اَقْبَلَتْ عَلَیْهِ فَقَالَتْ: اَنْتَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَقْدِرُ عَلٰی دِرْهَمٍ تَشْتَرِیْ بِهٖ عِنَبًا وَ لَا عَلٰی فُلُوْسٍ تَشْتَرِیْ بِهٖ عِنَبًا

ایک مرتبہ گھر آئے اور بیوی کو کہا کہ ”فاطمہ! تیرے پاس ایک درہم ہے کہ میں اس سے کچھ انگور خرید لوں؟“ اس نے کہا: نہیں ہے۔ ”اچھا کوئی پیسہ ہے کہ اس سے میں انگور خریدوں؟“ اس نے کہا: نہیں، وہ آگے بڑھی اور کہنے لگی: عجیب بات کہ آپ امیر المومنین ہیں اور نہ درہم کے انگور خرید سکتے ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ چیونٹیوں کے کچھ خرید سکتے ہیں؟

فَقَالَ هٰذَا اَهْوَنُ عَلَيَّ مِنْ مُعَالَجَةِ الْاَغْلَالِ غَدًا فِيْ جَهَنَّمَ

انہوں نے جواب دیا کہ یہ میرے لیے آسان ہے بنسبت جہنم کے اندر بیڑیوں کے ساتھ گھسیٹا جانے کے۔

دنیا سائے کی مانند ہے:

عام طور پر دیکھا گیا کہ دنیا ایک سائے کی مانند ہوتی ہے۔ جو اس کے پیچھے بھاگتا ہے یہ آگے بھاگتی ہے۔ اور جو سائے سے ہٹ کر سیدھی منزل کی طرف جاتا ہے تو یہ سایہ کی طرح اس کے پیچھے پیچھے آتی ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَلدُّنْيَا تَطْلُبُ الْهَارِبَ مِنْهَا وَ تَهْرُبُ مِنَ الطَّالِبِ لَهَا فَاِنْ اَدْرَكَتِ الْهَارِبَ مِنْهَا جَرَحَتْهُ وَاِنْ اَدْرَكَتِ الطَّالِبَ لَهَا قَتَلَتْهُ

”دنیا اسے طلب کرتی ہے جو دنیا سے دور بھاگتا ہے، اور جو اس کا طلب گار ہوتا ہے اس سے یہ دنیا دور بھاگتی ہے۔ اگر یہ خود سے بھاگنے والے کو پا لے تو اسے زخمی کر دیتی ہے اور اگر یہ اپنے طلب گار کو پا لیتی ہے تو یہ اسے قتل کر دیتی ہے“

اور واقعی دنیا اسے مار کے چھوڑتی ہے۔

دنیا کا ذکر ہی نہ کرو:

ابو عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس کچھ لوگ تھے اور دنیا کی بڑی مذمت کر رہے تھے کہ یہ اچھی نہیں ہوتی، یہ بڑی خراب ہے۔ تو جب

www.besturdubooks.wordpress.com

خوب اس کا تذکرہ کیا تو آپ کہنے لگیں:

أَقِلُّوْا مِنْ ذَمِّ الدُّنْيَا فَإِنَّهُ مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ

''دنیا کی مذمت (میرے سامنے) کم کیا کرو، کیونکہ جو جس سے محبت کرتا ہے اس کا تذکرہ زیادہ کرتا ہے''۔ دل میں محبت ہے تو اتنی دیر سے تم اس کے تذکرے کر رہے ہو۔

دنیا کی محبت سے توبہ کی ضرورت:

حدیث مبارکہ سنیے! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ذَنْبٌ عَظِيْمٌ لَا يَسْأَلُ النَّاسُ اللّٰهَ الْمَغْفِرَةَ مِنْهُ حُبُّ الدُّنْيَا

(کنز العمال: ۶۱۷۱)

ایک بڑا گناہ جس سے لوگ اللہ تعالیٰ سے مغفرت نہیں مانگتے، وہ دنیا کی محبت ہے۔

یہ نشاندہی کون کر رہے ہیں؟ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کر رہے ہیں اور دنیا کی محبت کو ذَنْبٌ عَظِيْمٌ کہا کہ وہ بڑا گناہ جس سے لوگ اللہ سے مغفرت نہیں مانگتے۔ تو دل میں دنیا کی محبت ہونا یہ بذاتِ خود ایک گناہ ہے۔ اور واقعی کبھی آپ نے کسی کو دیکھا کہ کوئی بندہ رو رہا ہو کہ اے اللہ! میں دنیا سے محبت کرتا رہا، میرے اس عظیم جرم کو معاف کر دیجیے۔

چنانچہ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علما کے فضائل گنوائے اور فرمایا:

قُلُوْبُهُمْ مَلْأَى مِنَ الدَّاءِ وَلَا دَاءَ أَشَدُّ مِنْ حُبِّ الدُّنْيَا وَلَا دَوَاءَ أَكْثَرُ مِنْ تَرْكِهَا (کنز العمال: ۸۵۶۹)

کہ ان کے جو دل ہوتے ہیں وہ بیماری سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور بیماری

www.besturdubooks.wordpress.com

حب دنیا کی ہوتی ہے۔ اور اس کی کوئی دوا اس کو چھوڑ دینے سے زیادہ بڑی نہیں ہے۔

یہ جو اہل علم ہیں وہ سمجھتے ہیں۔ اس لیے جب قارون نکلا تھا،

﴿فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ﴾ (القصص:۷۹)

''بڑی زیب و زینت کے ساتھ بن سنور کر نکلا تھا''

اور قوم دیکھتی تھی تو کہتی تھی:

﴿یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ﴾ (القصص:۷۹)

''ہائے ہمارے پاس بھی اتنے ملین ہوتے جیسے یہ قارون کے پاس ہیں۔''

تو جب دنیا قارون جیسا بننے کی تمنائیں کرتی تھی، اس وقت کے بھی جو علما تھے انہوں نے کہا:

﴿وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا﴾ (القصص:۸۰)

تمہارا ناس ہو، یہ دنیا کی حقیقت تمہارے سامنے کیا ہے؟ اصل تو اللہ کے پاس جو خزانے ہیں وہ اس سے زیادہ بہتر ہیں۔

طالب دنیا معرفتِ الٰہی سے محروم ہوتا ہے:

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَا اَحَبَّ الْعَبْدُ الدُّنْیَا فَاٰثَرَهَا

جب کوئی بندہ دنیا سے محبت کرتا ہے۔

دنیا سے مراد دنیا کا مال، دنیا کی چمک دمک، جو غفلت کی باتیں ہوتی ہیں، ان سے وہ مراد ہیں۔

یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَاُنْسِیَنَّهٗ مَعْرِفَتِیْ حَتّٰی یَلْقَانِیْ وَ هُوَ لَا یَعْرِفُنِیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں تجھے اپنی معرفت کا حاصل کرنا بھلا دوں گا، حتیٰ کہ تو اسی حال میں مجھ سے آ کر ملاقات کرے گا کہ میری معرفت تجھے نہیں ہوگی۔

تو معلوم ہوا کہ جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم رہ جاتا ہے۔

حب دنیا کی وجہ سے نصیحت بے اثر:

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

إِنَّ الْبَدَنَ إِذَا سَقِمَ لَمْ يَنْجَعْ فِيْهِ طَعَامٌ وَّ لَا شَرَابٌ وَّ لَا نَوْمٌ وَّ لَا رَاحَةٌ

"جب بدن بیمار ہوتا ہے تو کھانا، پینا، نیند اور آرام اس کو فائدہ نہیں دیتے"

وَ كَذٰلِكَ الْقَلْبُ إِذَا عَلِقَهُ حُبُّ الدُّنْيَا لَمْ تَنْجَعْ فِيْهِ الْمَوْعِظَةُ

(حلیۃ الاولیا و طبقات الاصفیا:۲/۳۶۳)

"اسی طرح کا معاملہ دل کا ہے کہ جب دل میں دنیا کی محبت آ جاتی ہے تو پھر بندے کے اوپر نصیحت اثر نہیں کرتی"

مردِ ناداں پہ کلامِ نرم و نازک بے اثر

جتنی نصیحت کرتے رہو ادھر سے سن کر ادھر سے نکال دیتا ہے۔

چنانچہ یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی:

يَا يُوْنُسُ إِذَا أَحَبَّ الْعَالِمُ الدُّنْيَا نَزَعْتُ حُبَّ مُنَاجَاتِيْ مِنْ قَلْبِهٖ

"اے یونس! جب کوئی عالم دنیا سے محبت کرتا ہے تو پھر میں اپنی مناجات کی لذت سے اس بندے کو محروم کر دیتا ہوں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا دار بندہ گناہ سے بچ نہیں سکتا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هَلْ مِنْ أَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْمَاءِ إِلَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ؟

کوئی تم میں سے ہے جو پانی میں چلے اور اس کے پاؤں گیلے نہ ہوں؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

كَذَلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوبِ (کنز العمال: ۶۱۵۱)

''اسی طرح جو دنیا دار بندہ ہوتا ہے، وہ گناہوں سے بچ نہیں سکتا''

دنیا کی محبت سے دل پر پردہ:

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔

لِمَ حُجِبَتِ الْقُلُوبُ عَنِ اللّٰهِ

دلوں پر پردہ کیوں آجاتا ہے؟

قَالَ لِأَنَّهَا أَحَبَّتْ مَا أَبْغَضَ اللّٰهُ، أَحَبَّتِ الدُّنْيَا وَ مَالَتْ إِلَى دَارِ الْغُرُورِ (حلیۃ الاولیا و طبقات الاصفیا: ۸/۱۳)

اس لیے کہ دل اس چیز سے محبت کرتے ہیں، جسے اللہ نے منع کیا۔

دنیا کی تعمیر میں آخرت کی بربادی:

چنانچہ سلیمان بن عبدالملک نے ایک دفعہ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا:

مَا لَنَا نَكْرَهُ الْآخِرَةَ؟

آخرت سے ہم کراہت کیوں کرتے ہیں؟

انہوں نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

لِأَنَّكُمْ عَمَّرْتُمْ دُنْيَاكُمْ وَ خَرَّبْتُمْ آخِرَتَكُمْ فَأَنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا مِنَ الْعُمْرَانِ اِلَى الْخَرَابِ

(مختصر منہاج القاصدین للمقدسی :۴/۲۷)

تم نے دنیا کو تعمیر کیا آخرت کو خراب کر لیا، لہذا تمہارا جی اب آبادی سے بربادی کی طرف جانے کو دل نہیں کرتا۔

اور یہ دنیا کی آبادی دیکھو اس کی کیا حقیقت ہے کہ جانا تو بالآخر قبر میں ہے۔

بادشاہ اور فقیر کا انجام کار ایک ہے:

چنانچہ کتابوں میں ایک قصہ لکھا ہے۔

اِنَّ مَلِكًا مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ رَكِبَ يَوْمًا فِىْ مَرْكَبٍ لَهُ فَتَشَرَّفَ النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى مَرَّ بِرَجُلٍ يَعْمَلُ شَيْئًا مُكِبًّا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ اِلَيْهِ ـ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: كُلُّ النَّاسِ تَشَرَّفَ عَلَيَّ وَ نَظَرَ اِلَيَّ اِلَّا اَنْتَ! قَالَ الرَّجُلُ اِنِّىْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَبْلَكَ كَانَ عَلٰى هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ـ مَاتَ وَ هُوَ مِسْكِيْنٌ فَدُفِنَ رَجُلٌ اِلٰى جَنْبِهِ فَلَمْ اَزَلْ اَتَعَاهَدُهُمَا كُلَّ يَوْمٍ اَنْظُرُ اِلَيْهِمَا حَتّٰى تَفَرَّقَتْ اَوْ مَالَتْهُمَا وَ كَشَفَتِ الرِّيْحُ عَنْ قُبُوْرِهِمَا ثُمَّ اخْتَلَطَ رَأْسُ هٰذَا وَ رَأْسُ هٰذَا وَ عِظَامُ هٰذَا وَ عِظَامُ هٰذَا، فَلَمْ اَعْرِفْ رَأْسَ الْمَلِكِ مِنْ رَأْسِ النَّاسِ فَلِذٰلِكَ لَمْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ

بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا، ایک دفعہ وہ اپنی سواری پر سوار ہو کر چلا۔ لوگ کھڑے ہو کر اس کو دیکھ رہے تھے کہ بادشاہ سلامت ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ جا رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ بادشاہ سلامت نے ایک بندے کو دیکھا، وہ جھک کر جا رہا تھا اور اس نے بادشاہ سلامت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ بادشاہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے اس کو بلا کر اس سے پوچھا: سب میری طرف دیکھ رہے ہیں تو نے میری طرف نہیں دیکھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس بندے نے جواب دیا: میں نے یہاں آپ سے پہلے بادشاہ کو دیکھا کہ جب وہ فوت ہو گیا تو جہاں اسے دفن کیا گیا اس کے بالکل ساتھ ہی ایک مسکین فقیر بندے کو بھی دفن کیا گیا۔ دونوں کی قبریں بالکل ساتھ ساتھ تھیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں وہاں سے گزرتا تھا، میں ان قبروں کو روز دیکھتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ قبریں بوسیدہ ہو گئیں اور ان کی مٹی آپس میں مل گئی۔ پھر ہوا نے ان کی قبروں کو کھول دیا...... بادشاہ کا سر اور اس فقیر کا سر آپس میں مل گئے۔ اور ان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو کر مٹی بن گئیں اور آپس میں مل گئیں۔ پھر نہ فقیر کے سر کا پتہ چلتا تھا نہ بادشاہ کے سر کا پتہ چلتا تھا۔ اس لیے میں آپ کے سر کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔

تو نے منصب بھی اگر پایا تو کیا
قصر عالیشان بھی بنوایا تو کیا
دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت:

چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا تَتَّخِذُوا الدُّنْيَا رَبًّا فَتَتَّخِذَكُمُ الدُّنْيَا عَبِيْدًا (احیاء علوم الدین: ۳/۲۱۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

''تم دنیا کو اپنا رب نہ بناؤ۔ اگر تم اس کو پوجو گے تو یہ دنیا تمہیں اپنا غلام بندہ بنا لے گی۔''

جیسے انسان رب کو پوجتا ہے، کچھ لوگ دنیا کو ایسے ہی پوجتے ہیں۔ وہ زرپرست بن جاتے ہیں۔ پھر وہ دنیا کے غلام بن جاتے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا کہ تم دنیا کی خاطر اپنی آخرت کو خراب نہ کرو!

عُرَاةٌ جِئْتُمْ وَ عُرَاةٌ تَذْهَبُوْنَ

''ننگے دنیا میں آئے تھے اور ننگے ہی دنیا سے جانا ہے''

حقیقت تو یہی ہے نا کہ آتا ہے تو لباس ساتھ نہیں ہوتا اور جاتا ہے تو جسم تو ننگا ہی ہوتا ہے، بس چادر سے اس کو لپیٹ دیتے ہیں۔

طالب دنیا اپنی عبادات کے باوجود جہنم میں:

ایک بہت ہی سخت بات ہے جو حدیث پاک میں بیان کی گئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَيَجِيئَنَّ أَقْوَامٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ أَعْمَالُهُمْ كَجِبَالِ تِهَامَةَ فَيُؤْمَرُ بِهِمْ النَّارَ

قیامت کے دن کچھ لوگ ہوں گے جو اتنی نیکیاں لے کر آئیں گے کہ تہامہ پہاڑ کے برابر ان کی نیکیاں ہوں گی۔ اور حکم ہوگا ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے۔

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُصَلِّيْنَ؟

اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نمازی ہوں گے؟

قَالَ نَعَمْ! كَانُوْا يُصَلُّوْنَ وَ يَصُوْمُوْنَ وَ يَأْخُذُوْنَ هَنَةً مِنَ اللَّيْلِ

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا: ہاں! نمازیں بھی پڑھتے ہوں گے، روزے بھی رکھیں گے، اور رات کی عبادتیں بھی کریں گے۔

فَإِذَا عُرِضَ لَهُمْ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا وَثَبُوا عَلَيْهِ

(معجم ابن الاعرابی: ۳/۸۹۳)

"لیکن جب ان کی سامنے دنیا پیش ہوگی تو وہ کود کر دنیا کو حاصل کرنے والے ہوں گے"

نمازیں بھی پڑھتے ہیں، تہجد بھی پڑھتے ہیں اور جب دنیا کا وقت آتا ہے تو حلال اور حرام کی تمیز ہی نہیں ہوتی۔ کوئی خیال نہیں ہوتا کہ میں ٹھیک حاصل کر رہا ہوں یا غلط حاصل کر رہا ہوں۔ اس کے پیچھے بھاگ پڑتے ہیں۔ فرمایا: ایسے لوگ اگر پہاڑوں کے برابر بھی نیکیاں لے کر آئیں گے تو ان لوگوں کو دنیا کی محبت کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

دنیا اور اس کے پیچھے لگنے والوں کا انجام:

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يُؤْتَى بِالدُّنْيَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صُورَةِ عَجُوزٍ شَمْطَاءَ زَرْقَاءَ أَنْيَابُهَا بَادِيَةٌ مُشَوَّهَةٌ خَلْقُهَا فَتُشْرِفُ عَلَى الْخَلَائِقِ

قیامت کے دن دنیا کو ایک بڑھیا کی حالت میں پیش کیا جائے گا، جس کے بال بکھرے ہوئے ہوں گے، اس کی آنکھیں نیلی ہوں گی، اس کے اگلے دانت باہر نکلے ہوئے ہوں گے، بدشکل اس کی صورت ہوگی، اور اسے مخلوق کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فَيُقَالُ: أَتَعْرِفُونَ هٰذِهٖ ؟

پوچھا جائے گا: تم پہچانتے ہو اس کو؟

فَيَقُولُونَ: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ مَعْرِفَةِ هٰذِهٖ

''لوگ کہیں گے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ اس کو پہچانیں کہ یہ بدبخت کون ہے!

فَيُقَالُ: هٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي تَشَاجَرْتُمْ عَلَيْهَا، بِهَا قَطَعْتُمُ الْأَرْحَامَ وَ بِهَا تَحَاسَدْتُمْ وَ تَبَاغَضْتُمْ وَاغْتَرَرْتُمْ ثُمَّ تُقْذَفُ فِي جَهَنَّمَ

یہ وہ دنیا ہے جس کی وجہ سے تم آپس میں لڑتے تھے، اسی کی وجہ سے تم رشتہ داریوں کو توڑتے تھے اور تم اسی کی وجہ سے حسد کرتے تھے، ایک دوسرے سے بغض رکھتے تھے اور تم دھوکے کھاتے تھے۔ پھر اس دنیا کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

فَتُنَادِي أَيْ رَبِّ أَيْنَ أَتْبَاعِيْ وَ أَشْيَاعِيْ

(جب دنیا کو جہنم میں پھینکیں گے تو) دنیا پکارے گی، اللہ! مجھ سے محبت کرنے والے، میرے پیچھے چلنے والے میرے پیروکار کہاں ہیں؟

فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَلْحِقُوْا بِهَا أَتْبَاعَهَا وَ أَشْيَاعَهَا

(التذکرۃ للقرطبی: ۱/ ۳۴۸)

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں! اس کے پیچھے چلنے والوں اور اس سے محبت کرنے والوں کو بھی جہنم میں اکٹھا کر دو۔

کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)) (الادب المفرد: ۱۲۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

''بندہ اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی''

اللہ تعالیٰ کا دنیا کو پیغام:

جس کو اللہ اور رسول سے محبت ہوگی وہ جنت میں ہوں گے اور جن کو دنیا سے محبت ہوگی وہ جہنم میں جائیں گے۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف یہ پیغام بھیجا:

مَنْ خَدَمَكِ فَأَتْعِبِيْهِ وَ مَنْ خَدَمَنِيْ فَاخْدِمِيْهِ

''جو تیری خدمت کرے گا میں اسے عذاب دوں گا اور جو میری خدمت کرے گا، میں تجھے اس کا خادم بنا دوں گا۔''

لہٰذا جو اللہ کی خدمت کرے گا دنیا اس کی خادمہ بنے گی اور اگر وہ دنیا کی خدمت کرے گا تو اللہ اسے عذاب دے گا۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا نوجوانوں کو پیغام:

حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ عَلَيْكُمْ بِالْآخِرَةِ فَاطْلُبُوْهَا فَكَثِيْرًا رَأَيْنَا مَنْ طَلَبَ الْآخِرَةَ فَأَدْرَكَهَا مَعَ الدُّنْيَا وَ مَا رَأَيْنَا أَحَدًا طَلَبَ الدُّنْيَا فَأَدْرَكَ الْآخِرَةَ مَعَ الدُّنْيَا

''اے نوجوانو! آخرت کی تیاری لازم کر لو اور اس کو حاصل کرو۔ اس لیے کہ ہم نے دیکھا ہے کہ اتنے لوگ جو آخرت کو طلب کرتے تھے ان کو دنیا ساتھ اللہ نے دے دی۔ ایک بھی بندہ ایسا نہیں دیکھا کہ وہ دنیا کا طلب گار ہو اور اللہ تعالیٰ اسے آخرت مفت میں عطا کر دے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے اپنے لیے فقر کو پسند کیا:

رسول اللہ ﷺ کا معاملہ یہ تھا کہ آپ ﷺ کی زندگی فقر کی حالت میں گزری۔ اور آپ ﷺ کا فقر اختیاری تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ عَرَضَ عَلَیَّ اَنْ یَّجْعَلَ لِیْ بَطْحَاءَ مَکَّۃَ ذَھَبًا فَقُلْتُ لَا یَا رَبِّ وَلٰکِنْ اَجُوْعُ یَوْمًا وَ اَشْبَعُ یَوْمًا فَاَمَّا الْیَوْمُ الَّذِیْ اَجُوْعُ فِیْہِ فَاَتَضَرَّعُ اِلَیْکَ اَدْعُوْکَ وَ اَمَّا الْیَوْمُ الَّذِیْ اَشْبَعُ فِیْہِ فَاَحْمَدُکَ وَ اُثْنِیْ عَلَیْکَ (کنز العمال:۶۱۵۱)

کہ اللہ رب العزت نے مجھ پر یہ بات پیش کی کہ اگر آپ چاہیں تو ہم وادی بطحا کے یہ پہاڑ آپ کے لیے سونے کے بنا دیں۔ میں نے کہا: اے اللہ! نہیں (یہ سونے کا پہاڑ نہیں چاہیے) بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں۔ اے اللہ! جس دن میں بھوکا رہوں اس دن میں آپ کے سامنے گڑگڑا کر دعائیں مانگوں۔ اور جس دن میں پیٹ بھر کر کھاؤں اس دن میں تیرا شکر ادا کروں اور تیری تعریفیں کروں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَقَدْ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَّ زَیْتٍ فِیْ یَوْمٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ (صحیح مسلم:۵۲۸۳)

نبی ﷺ کی وفات ہوگئی مگر آپ نے ایک دن میں روٹی اور زیتون کے ساتھ دو مرتبہ اپنے پیٹ کو کبھی نہیں بھرا تھا۔

ایک دن ملتا تھا تو ایک دن فاقہ اور اگر ملتا تھا تو دن میں ایک ہی مرتبہ ملتا تھا دوسری مرتبہ کھانا نہیں ملتا تھا۔ چوبیس گھنٹے میں ایک دفعہ کھانا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ اکبر کبیرا!۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جَلَسْتُ أَبْكِي عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ إِنْ كُنْتِ تُرِيْدِيْنَ اللُّحُوْقَ بِيْ فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ وَلَا تُخَالِطِيْنَ الْأَغْنِيَاءَ (کنز العمال: ۸۵۹۸)

''میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھی تھی اور میں رو رہی تھی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: عائشہ کیوں رو رہی ہو؟ اگر تو قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ اکٹھا ہونا چاہتی ہے تو پھر دنیا سے اتنا ہی لے جتنا ایک مسافر سوار لیا کرتا ہے۔ اور امیروں کے ساتھ گھول میل پیدا نہ کرنا''

ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نہ کرنا۔ اس لیے کہ اس سے دلوں کے اندر غفلت آ جاتی ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۲۸، ۲۹)

دنیا کی لذت آخرت کی کڑواہٹ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے:

حَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَارَةُ الْاٰخِرَةِ وَمَرَارَةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةُ الْاٰخِرَةِ

''دنیا کی لذتیں آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی کڑواہٹ آخرت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

مٹھاس ہے۔"

یعنی جس میں مشقت آتی ہے، تکلیف آتی ہے، بیماری آتی ہے، غم آتا ہے، یہ دنیا کی کڑواہٹ ہے مگر آخرت کی مٹھاس ہے۔ اور دنیا میں جتنی مٹھاس ہے: کھایا، پیا، مزے کیے، بیوی بچوں کے ساتھ خوب موج میلے میں رہے، جتنی مٹھاس یہاں کی چکھی اتنی کڑواہٹ آخرت کی پانی پڑے گی۔

دنیا چھوٹ ہی جاتی ہے:

یحیٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا عجیب بات کہی! فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَتْرُكِ الدُّنْيَا اخْتِيَارًا تَتْرُكُهُ الدُّنْيَا اِضْطِرَارًا وَمَنْ لَمْ يَزَلْ عَنْهُ نِعْمَتُهُ فِيْ حَيَاتِهٖ زَالَ عَنْهُ نِعْمَتُهُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ

(شعب الایمان، البیہقی: ۱۰۴۹۳)

"جو دنیا کو اپنے اختیار سے نہیں چھوڑتا تو دنیا اس کو اضطرار کی حالت میں چھوڑ دیتی ہے۔"

اور جس سے نعمتیں زندگی میں زائل نہیں ہوتیں موت کے بعد اس سے بھی زائل ہو ہی جاتی ہیں۔

واقعی جو اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرنے والے ہوں آپ دیکھیں کہ ان کا مال کیسے ضائع ہوتا ہے؟ یا تو کاروبار میں ہلاک ہو گیا، یا کہیں کنٹینر پھنس گیا...... مال واپس نہیں ملتا۔ کسی بندے نے ادھار لے لیا...... اب وہ واپس نہیں کرتا۔ یا کوئی وقت کا حاکم تھا...... اس نے اس کے سب مال کو غصب کر لیا۔ تو کوئی نہ کوئی ایسی صورت بنتی ہے کہ مال ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ تو جو اختیار سے دنیا کو دین پر خرچ نہیں کرتا اللہ اضطرار سے دنیا کو چھنا لیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وَمَنْ لَمْ يَزَلْ عَنْهُ نِعْمَتُهُ فِي حَيَاتِهِ زَالَ عَنْهُ نِعْمَتُهُ بَعْدَ وَفَاتِهِ

"اور جس سے دنیا کی زندگی میں نعمت زائل نہ ہو وفات کے بعد پھر اس سے نعمت زائل ہوتی جاتی ہے" (شعب الایمان، البیہقی: ۱۰۴۹۳)

نا آسودہ تمناؤں پر اجر:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال پوچھا گیا:

"اَشْيَاءُ نَشْتَهِيْهَا لَا نَقْدِرُ عَلَيْهَا فَهَلْ لَنَا فِيْهَا اَجْرٌ"

اے اللہ کے نبی ﷺ! چیزیں ہوتی ہیں دل میں بڑی تمنا ہوتی ہے کہ ہمارے پاس ہوتیں۔ ایسا گھر ہوتا، ایسی گاڑی ہوتی، یہ فلاں ہوتا اور یہ کھاتا پیتا ہوتا۔ کیا اس تمنا کے دل میں پیدا ہونے پر بھی ہمیں اجر ملے گا؟

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((قَالَ: فَفِيْمَ تُؤْجَرُوْنَ اِذَا لَمْ تُؤْجَرُوْا عَلٰى ذٰلِكَ))

(کنزالعمال: ۱۶۹۵۶)

"اگر تمہیں اس پہ اجر نہیں ملے تو اجر ملے گا کس بات پہ"

تو بندے کی اگر کوئی تمنا دنیا میں کہیں پوری ہو پاتی تو فرمایا کہ اسے بندے کے لیے لکھ دیا جاتا ہے کہ آخرت میں اسے اس کا اجر دیا جائے گا۔

دنیا کی فکر، فکرِ آخرت کو نکال دیتی ہے:

مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

بِقَدْرِ مَا تَحْزَنُ لِلدُّنْيَا يَخْرُجُ هَمُّ الْاٰخِرَةِ مِنْ قَلْبِكَ

"جتنا تم دنیا کے لیے فکر مند ہوتے ہو اتنا آخرت کی فکر تمہارے دلوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

نکال دی جاتی ہے۔"

وَبِقَدْرِ مَا تَحْزَنُ لِلْآخِرَةِ يَخْرُجُ هَمُّ الدُّنْيَا مِنْ قَلْبِكَ

"اور جتنا تم آخرت کے لیے فکر مند ہوتے ہو اتنا دنیا کے غم اللہ تمہارے دلوں سے نکال دیتا ہے۔" (احیاء علوم الدین:۳/ ۲۰۸)

اس لیے حدیث پاک میں آیا:

((مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ آخِرَتِهِ كَفَاهُ اللّٰهُ دُنْيَاهُ))

"جو اپنے تمام غموں کو ایک غم بنالیتا ہے، آخرت کا غم تو اللہ دنیا کے تمام غموں کے لیے اس کو کافی ہو جاتے ہیں" (سنن ابن ماجہ:۸۵۹۸)

تو ہمیں دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری، آخرت کی فکر کرنی چاہیے اور اس کے لیے محنت کرنی چاہیے۔

دنیا ایک نعمت بھی ہے:

ایک بزرگ فرماتے تھے:

نِعْمَتِ الدَّارُ الدُّنْيَا كَانَتْ لِمُؤْمِنٍ اَنَّهُ عَمِلَ قَلِيْلًا وَّاَخَذَ زَادَهُ مِنْهَا اِلَى الْجَنَّةِ

"دنیا کا گھر مومن کے لیے ایک نعمت ہے کہ اس میں وہ تھوڑا سا عمل کرتا ہے اور اس سے جنت کما کر لے جاتا ہے"

یہ نہیں کہ صرف دنیا کی مذمت ہی کرتے رہو کہ یہ تو بس...... بری ہے...... بری ہے...... بری ہے۔ نہیں، اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ دنیا کا گھر کتنا اعلیٰ ہے کہ جس میں رہتے ہوئے انسان جنت کو کما سکتا ہے۔ یہ بھی تو سوچ کا ایک انداز ہے۔ کہ عمل تو اس نے تھوڑا کیا مگر یہاں سے اس نے سامانِ سفر لیا جس کی وجہ سے اس کو جنت عطا

www.besturdubooks.wordpress.com

کر دی گئی۔ مزید فرمایا:

وَ بِئْسَتِ الدَّارُ كَانَتْ لِلْكَافِرِ اَنْ ضَيَّعَ لَيَالِيَهٗ وَ كَانَ زَادُهٗ مِنْهَا
اِلَى النَّارِ

اور کافر کے لیے یہ دنیا کا گھر کتنا برا ہے کہ اس نے دنیا میں اپنے دن رات کو ضائع کر دیا (عیاشی میں) اور پھر یہاں سے جہنم کما کر آگے چلا گیا۔

تو مومن کے لیے دنیا کا گھر نعمت ہے اور کافر کے لیے یہ دنیا کا گھر عذاب ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَيْفَ لَا اُحِبُّ الدُّنْيَا قُدِّرَ لِيْ مِنْهَا قُوْتٌ اَكْتَسِبُ بِهَا حَيَاةً اُدْرِكُ
طَاعَةً اَنَالُ بِهَا الْاٰخِرَةَ

"میں دنیا کی زندگی سے محبت کیسے نہ کروں کہ میرے لیے اس میں روزی لکھی گئی اس سے مجھے زندگی ملی، پھر میں اس سے نیک اعمال کرتا ہوں تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے آخرت عطا فرما دیتے ہیں"

تو قدر کرنے والا بندہ ہو تو یہ دنیا کی زندگی اس کے لیے بہت قدر کی چیز ہے۔

دنیا دار کون ہے؟

اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

اِنَّ رَجُلًا اَخَذَ جَمِيْعَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَرَادَ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ فَلَيْسَ
بِرَاغِبٍ (میزان العمل:۱/۵۹)

"اگر کسی بندے کے پاس پوری دنیا کا مال اکٹھا ہو جائے اور اس کا مقصد اس مال سے اللہ کی رضا ہو، اس بندے کو دنیا دار نہیں کہیں گے۔"

تو دنیا دار کی (Definition) تعریف سمجھنی چاہیے کہ دنیا دار کا مطلب یہ کہ جو

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں کی چمک دمک کے اندر گم ہو کر اللہ کو بھول جائے، وہ دنیا دار ہے۔ ورنہ تو پوری دنیا کے خزانے اگر کسی کے پاس آ جائیں اور وہ ان کو اللہ کے لیے استعمال کرے، دین کے لیے استعمال کرے، فرمایا کہ فَلَيْسَ بِمُحِبٍّ وہ دنیا سے محبت کرنے والا نہیں کہلاتا، وہ اللہ سے محبت کرنے والا کہلاتا ہے۔

مال اللہ کے لیے ہو تو یہ دنیا نہیں:

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ اللہ رب العزت نے ان کو اتنا مال دیا تھا کہ قالین بچھے ہوتے تھے، حتیٰ کہ ان کے گھوڑے سونے اور چاندی کی میخوں کے ساتھ باندھے جاتے تھے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا کہ وہ بڑے بزرگ ہیں، باخدا ہیں۔ لہٰذا ان کو ملنے کے لیے گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ یہاں تو دنیا کی ریل پیل ہے...... ان کا دل حضرت کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ انہوں نے کہا: ع

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

”وہ مردِ خدا نہیں ہوتا جو دنیا سے محبت کرنے والا ہو۔“

یہ کہتے ہوئے وہیں سے واپس آ گئے۔ راستے میں تھکے ہوئے تھے، ایک جگہ سو گئے۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ قیامت کا دن ہے اور کتنے لوگ ہیں جو حق مانگنے کے لیے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور وہ واسطے دیتے ہیں کہ اگر زندگی کی ساری نیکیاں دے دیتے تو بھی پوری نہ ہوتیں۔ تو ان پر بڑی گھبراہٹ تھی...... وحشت تھی...... پسینہ تھا۔ اتنے میں دیکھتے ہیں کہ خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہیں، ان کے پیچھے لاکھوں لوگ ہیں جو ان کے مرید ہیں اور جا رہے ہیں۔ جب ان کے قریب سے گزرے تو خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے، فرمایا کہ یہ کیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

پریشان ہیں؟ بتایا گیا کہ جی حق والے حق مانگتے ہیں اور ان کے پاس کچھ ہے نہیں۔ فرمانے لگے: بھئی! ہماری نیکیوں میں سے ان کو Pay (ادائیگی) کردو۔ چنانچہ ان کی نیکیوں میں سے دے دیا گیا تو مولانا کی آنکھ کھل گئی۔ مولانا سمجھ گئے کہ نہیں! بات ایسی نہیں جو میں نے سمجھی، مجھے ملنے کے لیے دوبارہ جانا چاہیے۔ جب دوبارہ گئے اور جا کر حضرت سے مصافحہ کیا تو آپ نے ان کو اشعار پہلے جو کہہ کر گئے تھے پڑھ کروا دیا۔ تو خواجہ عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ مولانا! جب پہلی بار آئے تھے تو کیا کہہ کر گئے تھے؟ انہوں نے بتانے میں پس و پیش کیا۔ حضرت نے پھر کہا: بھئی! بتائیں نا کہ آئے تھے تو کیا کہہ کر گئے تھے؟ حضرت! میں کہہ کر گیا تھا:

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

وہ مرد نہیں ہوتا جو دنیا کو دوست بنائے

حضرت نے شعر مکمل کر دیا:

اگر دارد برائے دوست دارد

''اگر دنیا ہو تو دوست (اللہ تعالیٰ) کے لیے ہو''

اگر مال ہو تو اللہ کے لیے ہو دنیا کی چمک دمک کے لیے نہ ہو، یہ تو دنیا داری نہیں ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھیے! اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت مال عطا فرمایا تھا مگر اتنا اللہ کے راستے میں خرچ ہوتا تھا کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے دعائیں نکلتی تھیں۔ چنانچہ ایک دفعہ انہوں نے اتنا مال پیش کیا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا رَحْمٰنُ سَهِّلِ الْحِسَابَ عَلٰى عُثْمَانَ

''اے رحمان! تو قیامت کے دن عثمان رضی اللہ عنہ کے حساب کو آسان فرما دے''

www.besturdubooks.wordpress.com

پرہیزگار بادشاہ:

اس دنیا میں کئی ایسے لوگ گزرے ہیں۔ ایک واقعہ سن لیجیے! قطب الدین بختیار کاکی بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ دہلی میں قطب مینار ان کے نام سے بنا اور اس کے قریب ہی وہ آرام فرما رہے ہیں۔ یہ مغل بادشاہوں کے پیر تھے۔ اب وقت کا بادشاہ بھی اگر مرید ہو تو پھر عوام الناس کا کیا کہنا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کا جنازہ ایک بڑے گراؤنڈ میں رکھا گیا اور جنازے میں شرکت کے لیے لاکھوں لوگ آئے ہوئے تھے۔ جب جنازہ پڑھنے کا وقت آیا تو ایک آدمی آگے بڑھا اور اس نے کہا کہ مجھے حضرت نے یہ وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کے اندر چار خوبیاں ہوں۔

پہلی خوبی کہ جس کی فرض نماز کی تکبیر اولیٰ کبھی بھی قضا نہ ہوئی ہو۔ تکبیر اولیٰ کہتے ہیں: امام شروع میں جب اللہ اکبر تحریمہ کہتا ہے تو وہ اس کے ساتھ تحریمہ کہہ کر نماز میں شامل ہو جائے۔ تو یہ تکبیر اولیٰ کبھی بھی قضا نہ ہوئی ہو۔ اللہ اکبر!

دوسری خوبی کہ جس کی تہجد کی نماز کبھی بھی قضا نہ ہوئی ہو۔

تیسری خوبی کہ اتنا پاکباز ہو کہ اس کی غیر محرم پر کبھی بھی ہوس کی نظر نہ پڑی ہو۔

اور چوتھی خوبی کہ وہ اتنا عبادت گزار ہو کہ اس نے اپنی عمر کی چار سنتیں جو سنت غیر مؤکدہ ہیں وہ بھی کبھی نہ چھوڑی ہوں۔

جب یہ اعلان سن لیا گیا تو مجمع کو سانپ سونگھ گیا۔ (Pin Drop silence) خاموشی چھا گئی۔ کس کی جرأت تھی کہ وہ دم مار سکے کہ میرے اندر یہ چاروں خوبیاں موجود ہیں۔ لوگ حیران تھے، مجمع پریشان تھا کہ کون یہ جنازہ پڑھائے گا؟ کافی دیر خاموشی رہی بالآخر ایک شخص آگے بڑھا اور وہ زاروقطار رو رہا تھا۔ وہ

حضرت کی میت کی پاس آیا اور آ کر اس نے کفن کا کپڑا اتار کر یہ کہا کہ حضرت! آپ تو پردہ فرما گئے لیکن آپ نے مجھے رسوا کر دیا، میرا راز کھول دیا۔ پھر اس کے بعد اس نے پورے مجمع کے سامنے قسم کھا کر کہا کہ میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ یہ چاروں خوبیاں میرے اندر موجود ہیں۔ اور اس نے حضرت کی نماز جنازہ پڑھائی۔ لوگوں نے دیکھا کہ یہ وقت کا بادشاہ التمش تھا۔

وقت کا بادشاہ بھی ہو اور پھر زندگی ایسی ہو کہ تکبیر اولیٰ قضا نہ ہوئی ہو، تہجد قضا نہ ہوئی ہو، غیر محرم پر نظر کبھی نہ پڑی ہو، کیا خوش نصیبی کی بات ہے!! تو فقط مال ہونا اس کو دنیا داری نہیں کہتے، دنیا کی چمک دمک میں اتنا گم ہو جانا کہ انسان اللہ کے احکام کو بھول جائے شریعت کو بھول جائے اس کو دنیا کہتے ہیں۔

دنیا حصولِ آخرت کا ذریعہ ہے:

حدیث مبارکہ میں ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ بِخَيْرِكُمْ مَنْ تَرَكَ الدُّنْيَا لِآخِرَتِهِ وَلَا آخِرَتَهُ لِدُنْيَاهُ حَتّٰى يُصِيْبَ مِنْهُمَا جَمِيْعًا ـ فَإِنَّ الدُّنْيَا بَلَاغٌ الْآخِرَةِ))

(الاتاقة فيما جاء في الصديقة و الضيافة: ۸)

اس میں کوئی خیر نہیں کہ تم میں سے کوئی آخرت کے لیے اپنی دنیا کو ترک کر دے اور جو اپنی آخرت کو دنیا کے لیے ترک کر دے، اس میں بھی کوئی خیر نہیں۔ دنیا تو آخرت کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تم دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کو حاصل کرو۔

آگے فرمایا:

((وَلَا تَكُوْنُوْا كَلًّا عَلَى النَّاسِ))

www.besturdubooks.wordpress.com

"اور لوگوں کے اوپر بوجھ بن کر نہ رہو"

یعنی اللہ کے حبیب ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ اپنے لیے رزق حلال کی کوشش کرو، محنت کرو، لوگوں پر بوجھ بن کر نہ رہو۔ اس لیے رزق حلال انسان کے لیے عبادت ہے۔ اب کوئی بیہودے سی سمجھے تو کمانے کی ضرورت نہیں، بس اللہ مجھے کھلا دے گا تو یہ درست بات نہیں...... لوگوں پر بوجھ بن کر نہ رہو۔

مال کماؤ اپنا دین بچانے کے لیے:

ابوداؤد شریف کی ایک روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّقِيَ دِيْنَهٗ وَ عِرْضَهٗ بِمَالِهٖ فَلْيَفْعَلْ

(المستدرك على الصحيحين للحاكم: ۲۸/۲۳۴۲)

"تم میں سے جو کوئی اپنے دین کو، اپنی عزت کو مال کے ذریعے سے بچانا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ مال کمائے۔"

دین ہمیں عزت کی زندگی گزارنا سکھاتا ہے۔ کیوں دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے؟ کیوں دوسروں کے دروازے پہ چکر لگاتا ہے؟ کیوں دوسروں کے سامنے بھیک مانگتا ہے؟ اس لیے فرمایا کہ تم میں سے جو بندہ مال کے ذریعے اپنے دین کو بچا سکتا ہے اسے چاہیے کہ ایسا کرے کیونکہ اگر کچھ ہاتھ میں نہیں ہوگا تو پھر تو دین کو ایک طرف رکھ کر دنیا داروں کی خوشامدیں کرنی پڑیں گی۔

مال ایمان کے لیے ڈھال:

طبرانی شریف کی روایت سن لیجیے، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا كَانَ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ لَا بُدَّ لِلنَّاسِ فِيْهَا مِنَ الدَّرَاهِمِ وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اَلدَّنَانِيْرُ يُقِيْمُ الرَّجُلُ بِهَا دِيْنَهٗ وَ دُنْيَاهُ (المعجم الکبیر:۲۰/۲۷۹)

''آخری زمانے میں ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ لوگوں کو درہم اور دینار چاہیے ہوں گے، جس سے کہ وہ سیدھا کریں اپنے دین کو اور اپنی دنیا کو۔''

تو آج وہ وقت آ گیا ہے۔ چنانچہ ہمارے مشائخ نے کہا کہ آج کے دور میں مال انسان کے ایمان کے لیے ڈھال ہے۔ مگر یہ مال ایسا نہ ہو جو حرام طریقے سے کمایا گیا ہو۔ جو حلال ذریعے سے کمایا ہو وہ انسان کے ایمان کے ذریعے ڈھال ہے۔ جس بندے کے پاس مال نہیں، اس کے لیے فرمایا:

((كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا))(شعب الایمان۔البیہقی:۵/۲۶۷)

''قریب ہے کہ تنگ دستی تجھے کفر تک پہنچا دے''

ہم نے دیکھا ہے کہ جب کھانے کو کچھ نہیں ہوتا، فاقہ ہوتا ہے، قرضے دینے والے تنگ کرتے ہیں۔ تو پھر انسان اپنی زبان سے کفریہ کلمے بولنے لگتا ہے۔ تو بندے کا دین بھی چلا جاتا ہے۔ یہی بات حدیث مبارکہ میں بتا دی گئی۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان دنیا میں محنت کرے، رزق حلال کمائے، عزت بھی بچائے، دین بھی بچائے اور کسی کے اوپر بوجھ نہ بنے رہے۔ خوش نصیب ہے اس انسان کی کہ جو دنیا میں رہتے ہوئے گناہوں سے بچے۔ اور اپنی آخرت کو سنوارے۔

گناہ سے خالی دن...... عید کا دن:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

اَلْيَوْمُ لَنَا عِيْدٌ، وَ غَدًا لَنَا عِيْدٌ، وَ بَعْدَ غَدٍ لَنَا عِيْدٌ، وَ كُلُّ يَوْمٍ لَا نَعْصِيَ اللّٰهَ فَهُوَ لَنَا عِيْدٌ

آج کا دن ہمارے لیے عید ہے۔

کل کا دن بھی ہمارے لیے عید ہے۔

اور پرسوں بھی ہمارے لیے عید ہے۔

اور ہر وہ دن جس میں ہم اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے وہ دن ہمارے لیے عید کی مانند ہے۔

انسان کی زندگی کا اصل مقصد یہ کہ نافرمانی سے بچے اور فرمانبرداری کی زندگی گزارے۔

کافر کے مزے دنیا میں، مومن کے آخرت میں:

نبی علیہ السلام ایک مرتبہ آرام فرما رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو دیکھا کہ نبی علیہ السلام کے پہلو مبارک کے اوپر چٹائی کے نشان پڑے ہوئے ہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ آئے، کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!

إِنَّ كِسْرٰى وَ قَيْصَرَ وَ هُمَا عَدُوُّ اللّٰهِ يَفْتَرِشَانِ الدِّيْبَاجَ وَ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَ صَفِيُّهُ تَنَامُ حَتّٰى يُؤَثِّرَ فِيْ جَنْبِكَ الْحَصِيْرُ۔

کسریٰ اور قیصر اللہ کے دشمن ہیں، یہ ریشم کے بستروں پر سوتے ہیں آپ اللہ کے نبی ہیں اور اللہ کے پسندیدہ چنے ہوئے ہیں، آپ اس طرح سوتے ہیں کہ آپ کے بدن کے اوپر چٹائی کے نشان ہیں۔

فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبَانَ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ وَ قَالَ

نبی علیہ السلام غصے ہوئے آپ کے چہرۂ انور کے اوپر غصے کے آثار ظاہر ہونے لگے اور فرمایا:

عَجَبًا يَا عُمَرُ۔ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِيْ حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا وَ نَحْنُ قَوْمٌ أُخِّرَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي الْآخِرَةِ (طبرانی)

یہ کفار وہ قوم ہیں کہ اللہ نے ان کو جو کچھ دینا تھا سب کچھ اسی دنیا میں عطا کر دیا۔ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہماری طیبات کو اللہ نے آخرت کے اندر موقوف فرما دیا۔

دل ہلانے والی بات:

مگر اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بات کی وہ بہت زیادہ ڈرانے والی اور دل ہلا دینے والی ہے۔ یعنی اس حدیث مبارکہ کو بندہ پڑھتا ہے تو خوفزدہ ہوتا ہے، اتنی عجیب بات کی اور یہ بات اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی سچی زبان سے نکل رہی ہے۔ جن کی صداقت کی گواہیاں قرآن دے رہا ہے۔ اس ایک بات کی تہ طرآج کا پورا مضمون بنایا گیا۔ وہ بات کیا فرمائی؟ سنیے! نبی علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

وَكَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَحَنَى جَبْهَتَهُ وَأَصْغَى بِسَمْعِهِ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۲/۳۰۲)

مگر! میں دنیا میں مزے کیسے لے سکتا ہوں؟ جب کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ صور بجانے والے فرشتے نے صور کو اپنے منہ سے لگا لیا اور حکم سننے کے لیے اس کے کان متوجہ ہو چکے، ایسی صورت میں میں دنیا میں کیسے مزے لے سکتا ہوں؟

یہ چودہ سو سال پہلے کی بات ہے، جب اللہ کے حبیب ﷺ فرما رہے ہیں کہ قیامت اتنی قریب ہے کہ اسرافیل علیہ السلام نے صور جس کے پھونکنے سے قیامت قائم ہو گی، اسکو منہ سے لگا لیا اور اس کی پیشانی جھک گئی اور کان حکم سننے کے لیے کھڑے ہو گئے کہ کب اللہ کا حکم آتا ہے، صور پھونک دو دنیا کو ختم کر دو! میں جب دیکھ رہا ہوں کہ فرشتے کا یہ حال ہے، میں دنیا کے اندر مزے کیسے لے سکتا ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ رب العزت ہمیں اس زندگی کے مقصد کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔

دفعتاً سر پہ جو آ پہنچے اجل
پھر کہاں تو اور کہاں دارالعمل
ہاتھ سے جائیگا یہ موقع نکل
باز آ ہاں باز آ ، اے بے عمل
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (الحشر:۱۸)

محاسبۂ نفس

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ بروز جمعہ، مطابق 9 مارچ 2012ء

موضوع: خطبہ جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

دو بندے کاروبار میں ایک دوسرے کے پارٹنر ہوں اور ان میں سے ایک بندہ بڑا ہی کنجوس ہو اور ایک ایک پائی کا حساب رکھتا ہو، جیسے وہ اپنے شریک سے ایک ایک پائی کا حساب لیتا ہے، تم اپنے نفس سے ایسے ہی حساب لیا کرو! لہٰذا کہا جا سکتا ہے نفس ایک خیانت کرنے والے شریک کے مانند ہے۔ اگر تم اس پر نظر نہیں رکھو گے تو وہ تمہارا مال لے کر چلا جائے گا۔ انسان اپنے نفس کو پالنے میں مشغول ہوتا ہے اور نفس انسان کو جہنم میں دکھا دینے میں مشغول ہوتا ہے۔ تو یہ ہے ہمارا نفس، مگر دشمن بھی یہ ہمارا ہی ہے، کیونکہ یہ ہمیں گناہ کے اوپر آمادہ کر لیتا ہے، تو جو گناہ پر آمادہ کرے وہ دشمن ہی ہوتا ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

محاسبہ نفس

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾

(الحشر:۱۸)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

﴿اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ﴾

(الترمذی، رقم:۲۳۸۳)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

قرآن مجید میں محاسبہ نفس کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور تم میں سے ہر جی یہ دیکھے کہ وہ اپنے لیے آگے کیا بھیج رہا ہے۔''

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَانْظُرُوْا مَاذَا ادَّخَرْتُمْ

www.besturdubooks.wordpress.com

لِاَنْفُسِكُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ لِيَوْمِ مَعَادِكُمْ وَعَرْضِكُمْ عَلٰى رَبِّكُمْ" (تفسیر ابن کثیر: ۸/۷۷)

"تم اپنا حساب ہونے سے پہلے، خود اپنا محاسبہ کر لو۔ (خود اپنا جائزہ لے لو کہ میں کتنے پانی میں ہوں) اور سوچو کہ تم نے اپنے لیے کیا ذخیرہ کر رکھا ہے اور قیامت کے دن تم اپنے پروردگار کے سامنے کیا پیش کرو گے؟

محاسبہ واجب ہے:

العز بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى وُجُوْبِ مُحَاسَبَةِ النَّفْسِ فِيْمَا سَلَفَ مِنَ الْاَعْمَالِ وَفِيْمَا يُسْتَقْبَلُ مِنْهَا

"اس پر علما کا اجماع ہے کہ انسان جو اعمال کر چکا ہے یا آئندہ کرے گا، ان کے بارے میں اپنا محاسبہ کرنا اس کے اوپر واجب ہوتا ہے۔"

انٹرنل آڈٹ کی مثال:

اس کی مثال یوں سمجھیں: آج کے زمانے میں کوئی بھی کارخانہ ہو، اس میں سال کے بعد ایک آڈٹ ہوتا ہے۔ باہر سے ایک کمپنی آتی ہے اور وہ آ کر ان کے پورے اکاؤنٹ کو چیک کرتی ہے۔ کہاں سے آیا؟ کہاں پہ لگایا؟ یہ سارا کچھ ایک باہر سے آڈٹ ٹیم آ کر چیک کرتی ہے۔ جب آڈٹ کا وقت آتا ہے تو اس سے دو مہینے پہلے ایک انٹرنل آڈٹ ہوتا ہے۔ انٹرنل آڈٹ کا مطلب یہ ہے کہ اکاؤنٹ برانچ کے جو لوگ ہوتے ہیں وہ اپنے حساب کتاب کا جائزہ خود لیتے ہیں۔ تو دیکھا یہ گیا ہے کہ اس وقت وہ بھاگے پھر رہے ہوتے ہیں۔ یہ رسید نہیں، یہ فلاں کا واؤچر غائب ہے، یہ

فلاں کاغذ موجود نہیں، یہ فکر نہیں مل رہی۔ تو اس وقت اپنے حسابات کو جانچنے اور پورا کرنے میں سب بھاگے پھر رہے ہوتے ہیں۔ اس کو وہ کہتے ہیں انٹرنل آڈٹ کہ باہر کے ممتحن کے آنے سے پہلے خود اپنا امتحان لے لینا۔ اور واقعی بات ٹھیک ہے کہ جو انسان چاہے کہ قیامت کے دن کی شرمندگی سے بچ جائے، اس کو چاہیے کہ اپنی زندگی کا حساب خود کرنا شروع کر دے تاکہ قیامت کے دن کی رسوائی سے محفوظ ہو جائے۔

محاسبہ کا مطلب:

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ محاسبہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَنْ يَتَصَفَّحَ الْإِنْسَانُ فِي لَيْلِهِ مَا صَدَرَ مِنْ أَفْعَالِ نَهَارِهِ فَإِنْ كَانَ مَحْمُوْدًا أَمْضَاهُ وَأَتْبَعَهُ بِمَا شَاكَلَهُ وَضَاهَاهُ ـ وَإِنْ كَانَ مَذْمُوْمًا اِسْتَدْرَكَهُ إِنْ أَمْكَنَ وَانْتَهٰى عَنْ مِثْلِهِ فِي الْمُسْتَقْبِلِ أَنَّ الْإِنْسَانَ يَعِيْشُ مَعَ نَفْسِهِ فِي كُلِّ لَحْظَةٍ مِنْ لَحَظَاتِهِ ـ إِنْ خَيْرًا حَمِدَ اللّٰهَ وَاهِبَ الْخَيْرِ وَإِنْ شَرًّا اِسْتَغْفَرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَافِرَ الشَّرِّ

(موسوعۃ خطب المنبر: ۱/۲۰۷)

"دن میں انسان جو کچھ کرتا ہے، رات کو ان کے بارے میں سوچے کہ میں نے کیا کیا؟ اگر اچھے کام کیے تو ان کو جاری رکھے اور اگر برے کام کیے تو ان کا تدارک کرے، ان کو چھوڑ دے اور آئندہ ایسے گناہوں کو نہ کرنے کا عزم کرے۔ ہر انسان اپنے آپ کو اچھی طرح جانتا ہے، اس کے اوپر اس کی اچھائیاں بھی کھلی ہوتی ہیں اور برائیاں بھی کھلی ہوتی ہیں۔ اگر اچھائیاں دیکھے تو اللہ جو نیکی کی توفیق دینے والا ہے، اس کا شکر ادا کرے اور اگر اپنے اندر گناہ دیکھے تو اللہ سے استغفار کرے جو گناہوں کو بخشنے والا ہے۔"

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے محاسبہ کا معنی بیان کیا ہے:

((اَلْمُحَاسَبَةُ اَنْ يُّمَيِّزَ الْعَبْدُ بَيْنَ مَالَهُ وَمَا عَلَيْهِ))

"بندہ فرق کرے کہ میرے کتنے کام اچھے ہیں اور کتنے میرے اوپر بوجھ ہیں۔"

تو شریعت کے احکام کو سامنے رکھ کر اپنی نیکیوں کا اور برائیوں کا موازنہ کرنا اس کو "محاسبہ" کہتے ہیں۔

محاسبہ نفس کی اہمیت:

انسان اگر اپنے نفس کے اوپر نگہداشت رکھے تو پھر وہ گناہوں کو کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے:

اَلنَّفْسُ قَاطِعَةٌ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْوُصُوْلِ اِلَى الرَّبِّ

"نفس انسان کو اللہ تعالیٰ کے وصل سے توڑتا ہے (دور کرتا ہے)۔"

اس لیے اس سے بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ))

(الترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۸۳)

"عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کے اوپر نظر رکھے اور موت کے بعد کے لیے اپنا عمل تیار رکھے۔"

معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

طُوْبٰى لِمَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ قَبْلَ اَنْ يُّحَاسَبَ

"مبارک ہو اس شخص کو جو قیامت سے پہلے اپنا محاسبہ خود کرلے"

www.besturdubooks.wordpress.com

......محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اَلْعَاقِلُ مَنِ اتَّقٰی رَبَّہٗ وَحَاسَبَ نَفْسَہٗ

''عقلمند وہ ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرے''

......بعض بزرگوں نے کہا:

رَحِمَ اللّٰہُ امْرَءً وَزَنَ نَفْسَہٗ اِتَّخَذَ نَفْسَہٗ عَدُوًّا

''اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنے نفس کا وزن کرے اس سے پہلے کہ قیامت کے دن وزن کیا جائے۔''

اِتَّخَذَ نَفْسَہٗ عَدُوًّا

(اللہ اس شخص پر رحم کرے) جو اپنے نفس کو اپنا دشمن سمجھ کر رکھے۔

حَاسَبَ نَفْسَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّصِیْرَ الْحِسَابُ اِلٰی غَیْرِہٖ

(اللہ رحم کرے اس شخص پر) جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اس سے پہلے کہ اس سے حساب لیا جائے۔ (محاسبۃ النفس لابن ابی الدنیا: ۱/۱۶۰)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت:

چنانچہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ مجھے آپ کوئی نصیحت کیجیے۔ انہوں نے نصیحت کی اور واقعی نصیحت کرنے کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا:

فَاِنَّہٗ مَنْ حَاسَبَ نَفْسَہٗ رَبِحَ

''جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے، وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔''

وَمَنْ غَفَلَ عَنْھَا خَسِرَ

''جو اس سے غفلت کرتا ہے، وہ نقصان اٹھاتا ہے۔''

وَمَنْ نَظَرَ فِی الْعَوَاقِبِ نَجَا

www.besturdubooks.wordpress.com

''جو انجام پر نظر رکھے وہ نجات پا جاتا ہے۔''

وَمَنْ اَطَاعَ هَوَاهُ ضَلَّ

''اور جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے وہ بھٹک جاتا ہے۔''

وَمَنْ حَلُمَ غَنِمَ

''اور جس کے اندر بردباری ہو اس کو غنیمت حاصل ہوگی۔''

وَمَنْ خَافَ اَمِنَ

''اور جو ڈر گیا وہ امن پا گیا''

وَمَنْ اَمِنَ اعْتَبَرَ

''اور جو امن پا گیا وہ عبرت پا گیا''

وَمَنِ اعْتَبَرَ اَبْصَرَ

''جس نے عبرت حاصل کی اس کو بصیرت حاصل ہوئی۔''

وَمَنْ اَبْصَرَ فَهِمَ

''اور جس کو بصیرت حاصل ہوئی اس کو سمجھ آ گئی۔''

وَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ

''جس نے فہم حاصل کر لی، اس کو علم حاصل ہو گیا۔''

فَاِذَا زَلَلْتَ فَارْجِعْ

''اور جب تو پھسل جائے تو لوٹ آ''

فَاِذَا نَدِمْتَ فَاقْلَعْ

''اگر کسی کام پر ندامت ہو تو اسے چھوڑ دو''

وَاِذَا جَهِلْتَ فَسْأَلْ

www.besturdubooks.wordpress.com

''اگر کسی بات کا پتہ نہ ہو تو پوچھ لو۔''

وَاِذَا غَضِبْتَ فَاَمْسِكْ

''اور اگر تو غصے میں آ جائے تو اپنے غصے کو روک لو۔''

(احیاء علوم الدین: ۳/۵۲)

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت:

ایک شخص نے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: حضرت! مجھے کوئی نصیحت کر دیجیے! انہوں نے فرمایا:

اُنْظُرْ بِاَيِّ بَدَنٍ تَقِفُ فِي الْقِيَامَةِ وَانْظُرْ مَنْ تَقِفُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ يُحَاسِبُكَ وَاعْلَمْ اَنَّكَ مَسْئُوْلٌ لَا مَحَالَةَ فَحَاسِبْ نَفْسَكَ وَالْزِمْ بَيْتَكَ

''دیکھو کہ قیامت کے دن تم کس بدن کو لے کر اللہ کے سامنے کھڑے ہو گے۔ اس بدن نے اللہ کی نافرمانیاں کی ہوں گی یا نہیں؟ اگر نافرمانیاں کی ہوں گی تو سزا ملے گی، اگر فرمانبرداری کی ہوگی تو اس کو اجر ملے گا۔''

پھر فرمایا:

''وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكُنْ مَعَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ''

''تو اللہ کے نام پر ذکر کرا اور ہر وقت اللہ کے ساتھ رہنا''

کیونکہ جو ذکر کرتا ہے اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

محاسبہ کی کیا کیفیت ہو؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم محاسبہ تو کریں، لیکن کیسے کریں؟ محاسبہ کی کیفیت کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونی چاہیے؟ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ انسان نفس کا محاسبہ ایسے کرے جیسے کسی دشمن کا محاسبہ کرتے ہیں۔ اس لیے فرماتے تھے۔

"إِنَّ الْعَبْدَ لَا يَزَالُ بِخَيْرٍ مَا كَانَ لَهُ وَاعِظٌ مِنْ نَفْسِهِ وَكَانَتِ الْمُحَاسَبَةُ مِنْ هِمَّتِهِ (محاسبۃ النفس: ۱/۷)

"یقیناً آدمی اس وقت تک خیر میں رہتا ہے جب تک وہ اپنے نفس کو نصیحت کرتا رہتا ہے اور محاسبہ عزم کے ساتھ کرتا رہتا ہے"

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

لَا يَكُونُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتَّى يَكُونَ لِنَفْسِهِ أَشَدَّ مُحَاسَبَةً مِنَ الشَّرِيكِ لِشَرِيكِهِ وَقِيلَ۔ اَلنَّفْسُ كَالشَّرِيكِ الْخَوَّانِ إِنْ لَمْ تُحَاسِبْهُ ذَهَبَ بِمَالِكَ

(لوھن القدیر رقم: ۲۷۵۱، کذا فی الزھد لابن السری ۲/۵۰۰)

"وہ آدمی اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اتنی سختی سے اپنا محاسبہ نہ کرے، جیسے ایک شریک دوسرے شریک کا کرتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نفس خیانت کرنے والے شریک کی طرح ہے اگر تو اس کا محاسبہ نہ کرے تو وہ تمہارا مال لے جائے گا"

دو بندے کاروبار میں ایک دوسرے کے پارٹنر ہوں اور ان میں سے ایک بندہ بڑا ہی کنجوس ہو اور ایک ایک پائی کا حساب رکھتا ہو، جیسے وہ اپنے شریک سے ایک ایک پائی کا حساب لیتا ہے تم اپنے نفس سے ایسے ہی حساب لیا کرو! لہٰذا کہا جا سکتا ہے نفس ایک خیانت کرنے والے شریک کے مانند ہے۔ اگر تم اس پر نظر نہیں رکھو گے تو وہ تمہارا مال لے کر چلا جائے گا۔ انسان اپنے نفس کو پالنے میں مشغول ہوتا ہے اور نفس

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کو جہنم میں دکھا دینے میں مشغول ہوتا ہے۔ تو یہ ہمارا نفس، گھر کا دشمن بھی یہ ہمارا ہی ہے، کیونکہ یہ ہمیں گناہ کے اوپر آمادہ کر دیتا ہے، تو جو گناہ پر آمادہ کرے وہ دشمن ہی ہوتا ہے۔ جو اللہ سے دور کرے وہ ہمارا دشمن ہے۔

چنانچہ بعض بزرگوں نے کہا:

إِنَّ التَّقِيَّ اَشَدُّ مُحَاسَبَةً لِنَفْسِهٖ مِنْ سُلْطَانٍ غَاشِمٍ وَمِنْ شَرِيْكٍ شَحِيْحٍ (احیاء علوم الدین: ۴/۴۰۵)

"جو متقی انسان ہے، وہ اپنے نفس پر محاسبہ کے لیے اتنا زیادہ سخت گیر ہوتا ہے جتنا کہ ایک قاضی سخت ہوتا ہے، یا کوئی کنجوس قسم کا آدمی جو کسی کے (کاروبار میں) شریک ہوتا ہے۔"

محاسبہ کی اقسام

محاسبہ کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ جیسے:

○ عمل سے پہلے محاسبہ:

ایک محاسبہ یہ ہوتا ہے کہ عمل سے پہلے اس کا جائزہ لے لینا کہ میں کیا کرنے جا رہا ہوں؟ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا وَقَفَ عِنْدَ هَمِّهٖ فَاِنْ كَانَ لِلّٰهِ مَضٰى وَاِنْ كَانَ لِغَيْرِهٖ تَاَخَّرَ (احیاء علوم الدین: ۴/۴۰۰)

"اللہ رحم کرے اس شخص پر جو عمل کرنے سے پہلے تھوڑی دیر توقف کرے اور سوچے کہ اگر اللہ کے لیے کر رہا ہے تو عمل کو جاری رکھے اور اگر غیر کے لیے کر رہا ہے تو مؤخر کر دے"

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کہ کام کی نیت کو دیکھے، اگر یہ دکھاوے اور دنیا کی واہ واہ اور تعریف کے لیے ہے تو اسے نہ کرے۔ محاسبہ یہی ہے کہ کام سے پہلے دیکھے کہ نیت کیا ہے؟ دین کی نیت ہے یا دنیا کی؟ اور یہ بھی دیکھے کہ اس عمل کو میرے لیے کرنا بہتر ہے یا نہ کرنا بہتر ہے۔ تو یہ چیزیں کام سے پہلے سوچنے کی ہوتی ہیں۔

○ عمل کے بعد محاسبہ:

ایک محاسبہ عمل کر لینے کے بعد ہوتا ہے کہ عمل کر لینا اور اس کے بعد سوچنا کہ میں نے یہ کیسا عمل کیا ہے؟ چنانچہ بزرگوں نے لکھا:

اِنَّ الْمُحَاسَبَةَ فِی النِّهَايَةِ اَوْلٰى مِنَ الْمُحَاسَبَةِ فِی الْبِدَايَةِ

''شروع میں محاسبہ کرنے سے پہلے عمل کرنے کے بعد محاسبہ کرنا زیادہ بہتر ہوتا ہے''

کیونکہ عمل کر چکا ہوتا ہے، اب صحیح پتہ ہوتا ہے کہ میں نے کیسا عمل کیا اور کیوں کیا؟

حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مَا دَخَلْتُ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْعَمَلِ الْاَكْبَرِ فَخَرَجْتُ مِنْهُ فَحَاسَبْتُ نَفْسِیْ اِلَّا وَجَدْتُ نَصِيْبَ الشَّيْطَانِ فِيْهِ اَوْفَرَ مِنْ نَّصِيْبِ اللّٰهِ

''جب بھی میں نے کوئی بڑا عمل کیا اور عمل کرنے کے بعد میں نے اپنا محاسبہ کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اللہ کے لیے وہ عمل تھوڑا تھا اور شیطان کے لیے زیادہ تھا۔''

اب بتائیے! جب اتنے بڑے بڑے بزرگ اپنے عملوں کا یوں جائزہ لیتے تھے تو کیا ہمیں اپنے عملوں کا جائزہ لینے کی ضرورت نہیں ہے؟ ہم بھی اپنے عملوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بارے میں سوچا کریں کہ ہم نے کیوں یہ عمل کیا؟

○ فرائض میں محاسبہ:

ایک محاسبہ فرض ہوتا ہے۔

مُحَاسَبَةٌ عَلَى التَّقْصِيْرِ فِي الطَّاعَاتِ

"طاعات جو اللہ کی مقرر کردہ ہیں ان میں کی کوتاہی کا محاسبہ کرنا"

یعنی اپنے فرائض کا محاسبہ کرے کہ کیا:

......میری نمازیں پوری ہیں۔

......روزے پورے ہیں۔

......زکوٰۃ پوری ہے۔

......حج پورا ہے۔

اگر ان میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کوتاہی کو پورا کرے۔ مثلاً نمازیں قضا کر دیں تو اب ان کو ادا کرے۔ یا اگر پہلے نمازیں توجہ کے ساتھ نہیں ہوتی تھیں، غفلت کی نمازیں تھیں تو ان کی تلافی کی کوشش کرے۔ ہمارے بزرگوں نے کئی کئی سال کی نمازوں کے نفل ادا کیے ہیں تاکہ اللہ قیامت کے دن فرضوں کی جگہ ان کو قبول کر لے۔ تو اپنے فرائض کا خیال پہلے رکھے۔

○ گناہوں کا محاسبہ:

محاسبے کی ایک قسم اپنے گناہوں کا محاسبہ کرنا ہے۔

مُحَاسَبَةٌ عَلَى مَعْصِيَةٍ ارْتَكَبَهَا

"گناہ کا جو ارتکاب کیا اس کے اوپر اپنا محاسبہ کرے"

لہٰذا معاصی کا محاسبہ کرتے ہوئے پھر نیکیاں زیادہ کرے۔ کیونکہ فرمایا گیا:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾

’’نیکیاں گناہوں کو دھو دیتی ہیں‘‘

گناہ میل ہوتے ہیں اور نیکیوں کی مثال صابن کی سی ہوتی ہے۔ جیسے کپڑا میلا ہو جائے تو انسان اس پر صابن لگاتا ہے جس سے وہ میل دور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر انسان دل کو اپنے گناہوں کے ذریعے سے میلا کر بیٹھے تو اب نیکی اور عبادت کا صابن استعمال کرے..... اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نورانی بنا دیں گے۔

○ مباحات میں محاسبہ:

ایک ہوتا ہے کہ مباحات کے بارے میں اپنا محاسبہ کرنا۔

مُحَاسَبَةٌ عَلٰى اَمْرٍ مُبَاحٍ

’’مباح امور کا محاسبہ‘‘

اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر انسان نے کوئی مباح عمل کیا تو یہ دیکھے کہ اس کا اثر کیا پڑتا ہے؟ اگر اس کی وجہ سے غفلت بڑھی تو اس عمل کو چھوڑ دے، اور اگر اس کی وجہ سے حضوری بڑھی تو اس عمل کو کرنا جائز ہے۔

○ لایعنی کاموں کا محاسبہ:

مُحَاسَبَةٌ عَلٰى اَمْرٍ كَانَ تَرْكُهُ خَيْرًا مِنْ فِعْلِهٖ

’’ایسے امور کا محاسبہ جن کو چھوڑ دینا کرنے سے زیادہ بہتر ہے‘‘

یہ جو لایعنی کام کرتے ہیں، فضول مشاغل، جن کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہوتی ان کا محاسبہ کرنا۔ دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانا، دوسروں کی باتوں کی خیر خبر

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھنا، یا مختلف معاملات میں فضول وقت ضائع کرنا۔ تو فرمایا کہ ایسے کاموں میں اپنا محاسبہ کرے۔

○ مخصوص وقت میں محاسبہ:

مُحَاسَبَةُ النَّفْسِ عِنْدَ نِهَايَةِ الْأُسْبُوْعِ أَوِ الشَّهْرِ أَوِ السَّنَةِ

''ہفتے مہینے یا سال کے آخر پر نفس کا محاسبہ کرنا''

فرماتے ہیں کہ پھر انسان اپنی اس طرح کی ترتیب بنائے کہ ہفتے کے بعد اپنا محاسبہ کرے کہ میں نے پچھلا ہفتہ مدرسے میں کیسا گزارا؟ جیسے جمعہ کے دن کو محاسبہ کیا کرے کہ کیا میں نے:

......سبق یاد کیا؟

......تکبیر اولیٰ کا خیال رکھا؟

......تہجد پڑھی؟

......میں نے کوئی گناہ کا کام تو نہیں کیا؟

......میں نے کسی استاد کی بات کی، نافرمانی تو نہیں کی؟

اپنا محاسبہ کرے، جائزہ لے، اگر کچھ غلط باتیں ہیں تو ان کی اصلاح کرے، اور پھر ارادہ کرے کہ میں آئندہ ہفتہ اس سے بہتر گزارنے کی کوشش کروں گا۔

پھر جب مہینہ پورا ہو جائے تو مہینے کے بعد پھر محاسبہ کرے کہ میں نے پورا مہینہ کیسے گزارا؟ اگر اس میں کوتاہیاں ہوئیں تو اگلا مہینہ اچھا گزارنے کی کوشش کرے۔

اسی طرح جب سال ختم ہو جائے تو سال کے بعد پھر محاسبہ کرے کہ میں نے یہ سال کیسا گزارا؟ آج تو دنیا نئے سال کے اوپر رنگ رلیاں مناتی ہے اور خوش ہوتی

ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ نئے سال کے اوپر اپنا محاسبہ کرے کہ بھئی! نیا سال شروع ہونے والا ہے...... میں نے پچھلا سال کیسا گزارا؟ اور آئندہ کیسے گزارنا ہے؟

مطلب یہ کہ زندگی کے مختلف اوقات میں اپنے ماضی کی جانچ پڑتال کرتا رہے کہ میرا وقت کیسا گزرا۔

○ فضیلت کے اوقات میں محاسبہ:

مُحَاسَبَةُ النَّفْسِ عِنْدَ الْاَوْقَاتِ الْفَاضِلَةِ

''جو فضیلت کے اوقات ہوتے ہیں ان میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے''

جیسے رمضان شریف کا مبارک مہینہ ہے۔ ویسے تو ہم جیسوں کا سارا سال غفلت میں گزرتا ہے لیکن رمضان شریف میں آکر پھر آنکھیں کھلتی ہیں کہ بھئی! فضیلت والا مہینہ آگیا، اس کی تو بڑی برکتیں ہیں، اب کچھ اس سے فائدہ اٹھالیں۔ تو رمضان سے پہلے اپنا محاسبہ کرے کہ پچھلے رمضان سے اس رمضان تک میں نے اپنا سال کیسے گزارا؟ اور یہ رمضان میں نے کیسے گزارنا ہے؟

اسی طرح ذی الحجہ کا عشرہ ہے، اس کے اندر اپنا محاسبہ کرے کہ وہ افضل ترین ایام ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ سب سے افضل دن ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان دس راتوں کی قسم کھائی ہے، فرمایا: ﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾

تو جن دنوں کی راتوں کی اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھائیں، اتنی فضیلت بتائی گئی تو پھر ان دنوں میں اپنا محاسبہ کرے۔ یا پھر جمعرات کو محاسبہ کرے کہ شب جمعہ فضیلت کی رات ہوتی ہے۔ تو مختلف اوقات میں اپنا جائزہ لینے کی عادت ڈالے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

○ فضیلت کی جگہوں پر محاسبہ:

مُحَاسَبَةُ النَّفْسِ عِنْدَ الْاَمَاكِنِ الْفَاضِلَةِ

"اور جو فضیلت کی جگہیں ہیں ان میں اپنا محاسبہ کرے"

......جیسے اللہ تعالیٰ نے کسی کو عمرے پر جانے کی توفیق دے دی تو حرم میں جا کر سوچے کہ اب تک کی زندگی میں نے کیسے گزاری؟ اور میں اللہ کے گھر کیا لے کر جا رہا ہوں؟ اور میں وہاں سے واپس لوٹ کر جاؤں گا تو بدل کر جاؤں گا یا جیسا جانور بن کر آیا تھا ایسا ہی واپس جاؤں گا۔

......اسی طرح اگر مسجد میں آئے تو وہاں بھی اپنا محاسبہ کرے۔

......مدرسے میں ہو تو وہاں محاسبہ کرے۔

......اور اگر شیخ کی جگہ پر یعنی خانقاہ میں ہو تو وہاں بھی محاسبہ کرے کہ بھئی! گھر پہ میری زندگی کیسے گزر رہی ہے اور مجھے کیسے گزارنی چاہیے؟

ان جگہوں پر اگر محاسبہ کی عادت ڈالے گا تو پھر اس سے اپنی اصلاح کی توفیق نصیب ہوتی رہے گی۔

محاسبہ کون کرے؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ

فَمَنْ يُحَاسِبُ محاسبہ کون کرے؟

جب بھی محاسبے کی بات ہوتی ہے تو ذہن میں یہی آتا ہے کہ دوسرے سارے محاسبہ اپنا کریں، اپنی طرف خیال نہیں جاتا کہ مجھے بھی ضرورت ہے۔ چنانچہ جب بھی قیامت کے دن کے بارے میں سوچیں تو عام طور پر تصور یہ ہوتا ہے کہ ہاں! قیامت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

دن ہوگا، ایک ترازو ہوگا، جس کے ایک طرف نیکیاں اور ایک طرف برائیاں تل رہی ہوں گی اور کچھ فرشتے ہوں گے جو نیکیوں کو اور برائیوں کو تول رہے ہوں گے، اور لوگ ہوں گے وہ آ کر اپنا حساب کتاب کروا رہے ہوں گے، اور میں..... میں دیوار پہ بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہوں گا۔ بندے کی اپنی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اس بات کو نہیں سوچتا کہ پتہ نہیں اس دن میرا نیکیوں کا پلڑا جھکے گا یا گناہوں کا جھکے گا، یہ نہیں سوچتا کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں گا۔ نہیں نہیں!! بندہ سمجھتا ہے کہ بس میں ایک طرف بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہوں گا۔

بھئی! قیامت کے دن ایسا نہیں ہوگا۔ قیامت کے دن حال کچھ ایسا ہوگا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں ہوگا کہ جس کا بدن کانپ نہیں رہا ہوگا اور وہ خوفزدہ نہیں ہوگا کہ پتہ نہیں آج میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ تو جب انبیاء تھرا رہے ہوں گے تو اس دن کے بارے میں ہماری سوچ اتنی بے فکری والی سوچ ہوتی ہے۔ تو محاسبہ کس کو کرنا چاہیے؟

عَامَّةٌ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ كَبِيرِهِمْ وَصَغِيرِهِمْ ذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ صَالِحِهِمْ وَطَالِحِهِمْ وَعَالِمِهِمْ وَجَاهِلِهِمْ

سب مومنین کو محاسبہ کرنا چاہیے۔

......بڑا ہو یا چھوٹا ہو

......مرد ہو یا عورت ہو

......نیک ہو یا بد ہو

......عالم ہو یا جاہل ہو

تو کوئی بھی ہو، ہر بندے کو اپنا جائزہ لینا چاہیے اور محاسبہ کرنا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محاسبہ کہاں سے شروع کریں؟

اگلا سوال پیدا ہوتا ہے:

مِنْ اَیْنَ نَبْدَأُ مُحَاسَبَةَ النَّفْسِ ؟

محاسبہ کی ابتدا کہاں سے کریں؟

ہم اپنا محاسبہ کرنا تو چاہتے ہیں لیکن کہاں سے شروع کریں؟ اللہ جزائے خیر دے علمائے کرام کو کہ انہوں نے ایک ایک چیز کو کھول کھول کر بتا دیا ہے۔

فرائض کا محاسبہ

يُحَاسِبُ نَفْسَهٗ اَوَّلًا عَلَى الْفَرَائِضِ فَاِنْ تَذَكَّرَ فِيْهَا نَقْصًا تَدَارَكَهٗ اِمَّا بِقَضَاءٍ اَوْ اِصْلَاحٍ (اغاثة اللهفان: ۱/۸۳)

”سب سے پہلے فرائض کا محاسبہ کرے، اگر اس میں کوتاہی ہو تو قضا سے یا اصلاح سے اس کا ازالہ کرے“

..... جب سے نماز فرض ہوئی اگر پڑھ رہا ہے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر قضا ہوئی ہیں تو ان کی قضا ادا کرے۔ ہم نے بعض ایسے لوگوں کو دیکھا کہ جن کی پانچ پانچ سال کی نمازیں قضا تھیں یا دس دس، پندرہ پندرہ سال کی نمازیں قضا تھیں، انہوں نے ان کو قضا کرنا شروع کیا حتیٰ کہ پندرہ سال میں روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھ کر انہوں نے پندرہ سال کی قضا نمازوں کو پورا کر لیا۔ بھئی! جب قرضہ دینا ہو تو انسان تھوڑا تھوڑا دینے کی روزانہ ابتدا کر دے تو قرضہ دینے والا بھی مطمئن ہو جاتا ہے کہ ہاں اس نے دینا شروع کر دیا ہے۔ اور لینے والا بھی مطمئن ہو جاتا ہے۔ تو یوں سمجھیں جس کے ذمے پرانی نمازیں ہیں وہ روزانہ گزشتہ سالوں کی پانچ نمازوں کے فرائض

www.besturdubooks.wordpress.com

کو ادا کرنا شروع کر دے۔ بلکہ نفلیں بھی نہ پڑھے، نفلوں کی جگہ بھی قضا فرض ادا کرے، نفلوں کی ادائیگی بھی ہو جائے گی فرائض کی ادائیگی بھی ہو جائے گی۔

......اگر ماضی میں کچھ روزے نہیں رکھے تو روزے بھی قضا کرے۔

......اسی طرح اگر زکوٰۃ نہیں دی تو حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کرے۔

تو سب سے پہلے فرائض سے کی گئی کوتاہیوں کا محاسبہ کرے۔

گناہوں کا محاسبہ

ثُمَّ يُحَاسِبُهَا عَلَى الْمَنَاهِي تَدَارُكُهُ بِالتَّوْبَةِ

''پھر منکرات کا محاسبہ کرے اور توبہ سے ازالہ کرے''

اپنے گناہوں کو سوچے کہ میں نے کون کون سے گناہ کیے؟ اور پھر ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اور گڑگڑا کر توبہ کرے۔

غفلت میں گزرے وقت کا محاسبہ

ثُمَّ يُحَاسِبُ نَفْسَهُ عَلَى الْغَفْلَةِ

''پھر اپنے نفس کا غفلت پر محاسبہ کرے''

کہ غفلت میں جو وقت گزرا تو میں نے زندگی کا کتنا وقت ضائع کیا؟ اور اب اپنے آپ کو ذکر و عبادت میں لگا کر رکھے۔

اخلاص میں کمی کا محاسبہ

ثُمَّ يُحَاسِبُ عَنِ الْإِخْلَاصِ وَالْمُتَابَعَةِ

''پھر اخلاص اور اتباع کا محاسبہ کرے''

دیکھے کہ میں نے جو عمل کیے، ان میں اخلاص میں کتنی کمی تھی۔ اور یہ محاسبہ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑوں کا ہوتا ہے۔

تو محاسبہ فرائض سے شروع ہو کر اخلاص تک پہنچتا ہے۔ ہم تو ان لوگوں میں سے ہیں جو فرائض اور واجبات کو پورا کر لیں تو یہ بھی بڑی بات ہے۔ اس لیے فرائض سے ہمیں محاسبہ شروع کرنا چاہیے۔ آج وقت ہے ہم اس کمی کو پورا کر سکتے ہیں۔

نفس کو سزا دینا

اور اگر بالفرض ہم اس نتیجہ پر پہنچیں کہ جی! ہمارا نفس ہم سے بار بار گناہ کرواتا ہے، ہم چھوڑتے ہیں پھر گناہ کرواتا ہے، پھر چھوڑتے ہیں پھر گناہ کرواتا ہے تو اس کا حل کیا ہے؟ اس کا حل ہے: مُعَاقَبَةُ النَّفْسِ (اپنے نفس کو سزا دینا)۔ جب نفس کی مخالفت ہوگی تو طاعت پر آمادہ ہو جائے گا۔ ہمارے اکابر تو اپنے نفس کو ایسا سیدھا کر کے رکھتے تھے کہ حیرانی ہوتی ہے۔ کچھ مثالیں سن لیجیے۔

اکابرینِ امت کی مثالیں:

⊙......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا (احیاء علوم الدین: ۴/۱۴۱)

''تم اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک مرتبہ عصر کی جماعت چلی گئی۔ وضو کرتے ہوئے انسان سے کبھی دیر ہو جاتی ہے، صحت بیماری بھی زندگی کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے، تو ان سے بھی کچھ دیر ہو گئی۔

عَاقَبَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ نَفْسَهٗ حِيْنَ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فِيْ جَمَاعَةٍ بِاَنْ تَصَدَّقَ بِاَرْضٍ كَانَتْ لَهٗ قِيْمَتُهَا مِائَتَا اَلْفِ دِرْهَمٍ

www.besturdubooks.wordpress.com

(احیاء علوم الدین: ۴/۳۰۹)

نفس کی سزا کے طور پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک زمین اللہ کے راستے میں صدقہ کی جس کی قیمت دو ہزار درہم تھی۔ صرف اس وجہ سے کہ مجھ سے جماعت کیسے فوت ہو گئی؟! اپنے نفس کو یہ سزا دی۔

⊙ ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مرتبہ باغ میں گیا۔

يَقُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ جِدَارٌ وَهُوَ فِي جَوْفِ الْحَائِطِ

"کہتے ہیں: باغ میں ایک دیوار تھی، عمر دیوار کے ایک طرف تھے میں دوسری طرف تھا"

تو میں نے سنا وہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے: لوگ تو تجھے کہتے ہیں:

عُمَرُ ابْنِ الْخَطَّابِ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بَخٍ بَخٍ

عمر ابن خطاب امیر المومنین! شاباش شاباش

وَ اللّٰهِ لَتَتَّقِيَنَّ اللّٰهَ اَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ (احیاء علوم الدین: ۴/۴۰۵)

"اللہ کی قسم! اللہ سے ڈر (نیکی کر) ورنہ اللہ (قیامت کے دن) تجھے عذاب دے گا"

اپنے آپ کو سنا رہے تھے کہ لوگ تو تجھے امیر المومنین کہتے ہیں۔ ذرا سنبھل کر زندگی گزارو! نیک کام کرو! ورنہ قیامت کے دن اللہ کی طرف سے تجھے سزا دی جائے گی۔

⊙ ...... ایک مرتبہ بہت سارا غنیمت کا مال آیا، عمر رضی اللہ عنہ نے تقسیم کیا۔ تقسیم ہونے کے بعد لوگ جانے لگے تو فرمایا: لوگو! ذرا بات سنو! تو لوگ اکٹھے ہو گئے۔ جب وہ منبر کے قریب آ کر بیٹھ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: عمر! تو

www.besturdubooks.wordpress.com

وہی تو ہے جس کی ماں خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ عربوں میں خشک گوشت کو کھانا ایک طعنہ اور عیب سمجھا جاتا تھا کہ جس کے پاس کوئی مال پیسہ نہیں ہوتا تھا جب اسے گوشت مل جاتا تو وہ اسے دھوپ میں خشک کر کے رکھ لیتا اور جب کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو خشک گوشت ہی کھا لیا کرتا تھا۔ یہ ایک گھٹیا درجے کی بات سمجھی جاتی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پہ چڑھ کر اپنی یہ بات خود سنائی اور نیچے اتر آئے۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ انہوں نے خود ہی بلایا اور پھر بات کہہ کر نیچے اتر آئے۔ چنانچہ کسی نے کہا: امیرالمومنین! آپ نے یہ کیا کیا؟ فرمایا: بات دراصل یہ ہے کہ جب میں نے بہت ساری فتوحات کا مال دیکھا، غنیمت کا مال دیکھا، تو میرے نفس کے اندر ایک عجب کی کیفیت پیدا ہوئی کہ میرے زمانے میں کتنی فتوحات ہو رہی ہیں! تو میں نے اس وقت اپنے نفس کا علاج کرنا ضروری سمجھا، لہٰذا میں نے سب کے سامنے کھڑے ہو کر ایک ایسی بات کی جس سے مجھے لوگوں کے سامنے شرمندگی ہوتا کہ نفس کے اندر جو عجب کی کیفیت ہے وہ ختم ہو جائے۔ اللہ اکبر کبیرا!! کیسی عظیم ہستیاں تھیں! کتنی پاکیزہ زندگیاں تھیں! ذرا ان اندر کوئی ایسی کیفیت معلوم ہوتی تھی تو فوراً اس کا علاج کر دیا کرتے تھے۔

⊙ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ

إِذَا فَاتَتْهُ صَلَاةٌ فِي جَمَاعَةٍ أَحْيَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ

”اگر کبھی ان سے جماعت فوت ہوتی تھی تو وہ پوری رات اللہ کی عبادت میں گزارا کرتے تھے۔“ (احیاء علوم الدین: ۲۰۸/۳)

وہ جماعت فوت ہونے پہ اپنے نفس کو سزا دیتے تھے۔ اور یہاں تو عجیب بات ہے کہ نمازیں ہی قضا ہو جاتی ہیں اور احساس بھی نہیں ہوتا کہ میں نے کچھ کوتاہی کی

ہے۔ وجہ کیا ہے کہ ہم اپنے نفس پر نظر نہیں رکھتے۔ اپنی غلطیوں کی طرف نظر نہیں ہوتی۔

⊙...... طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز کے دوران ہی ایک پرندہ آ گیا، وہ باغ میں سے نکلنا چاہ رہا تھا، درخت قریب قریب تھے اور اسے راستہ نہیں مل رہا تھا، چنانچہ وہ پھڑ پھڑا رہا تھا۔ آپ کا دھیان نماز سے اس پرندے کی طرف چلا گیا۔ جب ادھر دھیان گیا تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرنے کے بعد پورا باغ اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا کہ اس باغ کی وجہ سے میرا دھیان نماز سے ہٹ کر کہیں اور چلا گیا، لہٰذا میں ایسا باغ ہی اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتا۔

⊙...... ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بہت تھکے ہوئے تھے، آنکھ لگ گئی۔ مغرب کی نماز پڑھنی تھی، لیکن مغرب کی نماز میں وقت کچھ زیادہ ہو گیا۔ مغرب کی نماز کا وقت تو شروع ہوتا ہے جب سورج غروب ہو جائے۔ پھر شفق ہو جاتا ہے، وہ بھی ختم ہو جائے اور ستارے خوب چمکنے لگ جائیں تب عشا کا وقت ہو جاتا ہے۔ اب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب اٹھے تو دیکھا کہ دو ستارے نظر آنے لگ گئے تھے، اس وقت ابھی مغرب کا وقت تو ختم نہیں ہوا تھا۔ بہرحال انہوں نے اٹھ کر مغرب کی نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد فَأَعْتَقَ رَقَبَتَيْنِ دو غلاموں کو اللہ کے راستے میں آزاد کر دیا۔ اگرچہ نماز کا وقت قضا نہیں ہوا تھا۔

⊙...... ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ابھی فجر کی سنتیں پڑھنی تھیں لیکن ایسے وقت میں نماز میں پہنچے کہ سنتوں کے بجائے فرضوں میں شامل ہونا پڑا۔ تو فجر کی سنتیں اپنے وقت میں نہ پڑھ سکے۔ اس بات پر انہوں نے (فَأَعْتَقَ رَقَبَةً) ایک غلام کو آزاد کر دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......ابن عوران رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ والدہ نے آواز دے کر پکارا۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں آتا ہوں، لیکن انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی آواز نیچی تھی اور میری آواز ان سے اونچی تھی

فَعَلَا صَوْتُهُ صَوْتَهَا فَاَعْتَقَ رَقَبَتَیْنِ

دو غلاموں کو آزاد کر دیا کہ میری آواز میری والدہ سے اونچی کیوں ہوئی؟

آج کل کے بچے تو سنتے ہی نہیں کہ ماں کیا کہہ رہی ہے؟ اس کی آواز سے اونچی آواز تو بڑی دور کی بات ہے وہ تو ستاتے ہیں۔ اور بیٹیاں ماؤں کے ساتھ جھگڑے کرتی ہیں، بیٹا باپ کے ساتھ جھگڑا کرتا ہے، ایسے لگتا ہے جیسے آج کل کی اولاد کا کوئی باوا آدم ہی نرالا ہو گیا ہے۔ یہ کس لیے ہوا؟ اس لیے کہ ہمیں اپنے نفس کی دیکھ بھال کی عادت ہی نہیں رہی، بس جو ہو رہا ہے سو ہو رہا ہے۔ سوچیے کہ ایسی صورت میں اگر ہم اللہ کے حضور پہنچ گئے تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟

⊙......چنانچہ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نَذَرْتُ اَنِّیْ كُلَّمَا اغْتَبْتُ اِنْسَانًا اَنْ اَصُوْمَ يَوْمًا فَكُنْتُ اَغْتَابُ وَاَصُوْمُ فَنَوَيْتُ اَنِّیْ كُلَّمَا اغْتَبْتُ اِنْسَانًا اَنْ اَتَصَدَّقَ بِدِرْهَمٍ فَمِنْ حُبِّ الدَّرَاهِمِ تَرَكْتُ الْغِيْبَةَ

میں نے ایک مرتبہ نذر مان لی کہ میں نے اگر کسی کی غیبت کی تو میں ایک دن کا روزہ رکھا کروں گا۔ کہنے لگے کہ میں غیبت بھی کرتا تھا اور روزے بھی رکھتا تھا۔ یوں میری غیبت کی عادت چھوٹ ہی نہیں رہی تھی۔ پھر میں نے نیت کر لی کہ اچھا! اب اگر میں غیبت کروں گا تو میں کچھ درہم اللہ کے راستے میں صدقہ کروں گا۔ جب پیسے دینے پڑے تو نفس پر مشقت ہوئی حتیٰ کہ میں نے غیبت کو چھوڑ دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قَالَ الذَّھَبِیُّ ھٰذَا ھُوَ ثَمَرَۃُ الْعِلْمِ النَّافِعِ

''ذہبی ؒ فرماتے ہیں یہ علم نافع کا ثمرہ ہوتا ہے''

انہوں نے پہچان لیا کہ یہ عمل کرنا تو میرے لیے آسان ہے چونکہ روزے رکھنے کی عادت بنی ہوئی ہے، لہٰذا میں کوئی ایسی مشقت نفس پر ڈالوں جو اس کو سوچنے پر مجبور کر دے کہ مجھے اس گناہ کو چھوڑنا ہے۔

سلف صالحین کا دستور:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیا کریں غلطی بار بار ہو جاتی ہے۔ توبہ کرتے ہیں، غلطی پھر ہو جاتی ہے۔ تو بس ٹھیک ہے، آپ کسی جگہ یہ لکھ لیا کریں کہ آج میں نے یہ گناہ کیا ہے لہٰذا اب میں صبح اور شام کا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ جب ایک دن کھانا نہ کھایا، دوسرے دن پھر غلطی ہوئی پھر نہ کھایا، تیسرے دن جب چکر آئیں گے تو دماغ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ کہے گا: ہاں بھئی! میں نے اب گناہ نہیں کرنا۔ تو اپنے نفس کو سزا دینا یہ سلف صالحین کا دستور رہا ہے۔ وہ کوئی غلطی ہوئی تھی تو اتنی لمبی عبادتیں کرتے تھے کہ دوسروں کو ترس آنے لگ جاتا تھا۔

⊙...... چنانچہ مسروق ؒ کی بیوی کہتی ہیں کہ میرے خاوند رات کو اتنی لمبی عبادتیں کرتے تھے:

وَاللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ لَاَجْلِسُ خَلْفَہٗ فَاَبْکِیْ رَحْمَۃً لَّہٗ

میں پیچھے بیٹھی تھی اور ان کو لمبا قیام کرتے ہوئے دیکھتی رہتی تھی اور ان کی مشقت کے اوپر میری آنکھوں سے آنسو آجاتے تھے۔

⊙...... ام ربیع ؒ کہتی ہیں کہ میرا بیٹا رات کو بہت لمبی نفلیں پڑھا کرتا تھا۔ تو ایک مرتبہ میں نے اسے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

يَا بُنَيَّ! لَعَلَّكَ قَتَلْتَ قَتِيْلًا؟

کیا تو نے کسی کو قتل کر دیا؟

قَالَ نَعَمْ! يَا أُمَّاهُ!

وہ کہنے لگے: ہاں! ہاں قتل کر دیا۔

قَالَتْ مَنْ هٰذَا الْقَتِيْلُ

انھوں نے پوچھا: کس کو قتل کیا؟

قَالَ هِيَ نَفْسِيْ (احیاء علوم الدین: ۴/۳۱۰)

کہنے لگے: اپنے نفس کو قتل کر دیا۔

تو واقعی یہ لوگ اپنے نفس سے اس طرح معاملہ کرتے تھے کہ جیسے بندہ اپنے نفس کو قتل ہی کر دیتا ہے۔

محاسبۂ نفس سے روکنے والے عوامل

کچھ ایسے کام ہوتے ہیں کہ جو محاسبۂ نفس سے بندے کو روکتے ہیں، مثلاً:

(۱) گناہوں کی کثرت:

اَلْمَعَاصِيْ (گناہ)

انسان جتنے گناہ زیادہ کرے گا اتنا اسے محاسبہ کا خیال ہی نہیں آئے گا۔ اس طرف دھیان ہی نہیں جائے گا بلکہ موت کا نام سننا اچھا نہیں لگے گا۔ آج آپ گھروں کی حالت دیکھ لیں کسی گھر میں آپ عورتوں کے سامنے موت کا نام لیں تو وہ کہیں گی آپ کو اور بات کوئی نہیں آتی موت کا تذکرہ ہی اچھا نہیں لگتا۔ محاسبہ تو دور کی بات ہے، سوچنا پسند نہیں کرتے!

www.besturdubooks.wordpress.com

(۲) مباحات میں وسعت:

اَلتَّوَسُّعُ فِی الْمُبَاحَاتِ

جو انسان مباحات کو اختیار کرنے کے لیے توسع اختیار کرتا ہے، اس کے لیے بھی محاسبہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ بھلا جو بندہ ہر وقت نفس کی خواہشات کو پورا کرنے اور دنیا کی آسائشات کو حاصل کرنے میں گزارے گا، اس کا محاسبہ نفس کی طرف دھیان کیسے جائے گا؟

(۳) عظمتِ الٰہی کا استحضار نہ ہونا:

عَدَمُ اسْتِشْعَارِ عَظَمَةِ اللّٰهِ

جب اللہ کی عظمت اور کبریائی کھلی ہوئی نہیں ہوتی تو انسان گناہ کرتا ہے۔ اس کو خیال ہی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے حساب لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو پھر بندے کو باندھیں گے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ﴾ (الفجر: ۲۶)

''ایسا باندھوں گا کہ ایسا کوئی باندھ نہیں سکتا''

﴿فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ﴾ (المائدۃ: ۱۱۵)

''ایسا عذاب دوں گا کہ جہانوں میں ایسا عذاب کسی کو نہیں دوں گا''

(۴) تزکیہ نفس کی کمی:

عَدَمُ تَزْكِيَةِ النَّفْسِ

نفس کا تزکیہ نہیں ہوتا۔ انسان گناہوں میں پڑا ہوتا ہے اور اسے احساس ہی نہیں ہوتا کہ مجھے اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۵) فکرِ آخرت کی کمی:

عَدَمُ تَذَكُّرِ الْآخِرَةِ

دنیا میں اتنا منہمک ہوتا ہے کہ آخرت کی طرف دھیان ہی نہیں ہوتا۔ محاسبہ تو وہ کرتا ہے جسے اپنی عاقبت یاد ہو۔

(۶) لہو ولعب میں مشغولی:

اَلْاِنْشِغَالُ بِالْمَلَاهِيْ وَ اللَّعِبِ فَاِنَّ بِهَا تَقْسُوْ الْقَلْبُ

لہو ولعب کے اندر زیادہ مشغولیت سے بھی انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ پھر ایسا بندہ محاسبہ نفس کی طرف نہیں آتا۔

(۷) دنیا کی محبت:

حُبُّ الدُّنْيَا

دنیا کی محبت دل کے اندر اتنی گھر کر جاتی ہے کہ انسان کو آخرت کے تذکرے ہی اچھے نہیں لگتے۔ ایسی صورت میں انسان اپنا محاسبہ ہی نہیں کرتا۔

محاسبہ نہ کرنے والے کی علامات

جو انسان محاسبہ نہ کرتا ہو اس کی علامات سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ محاسبہ نہیں کرتا۔ اس کی نشانیاں ہیں:

(۱)...... **كَثْرَةُ الْمَعَاصِيْ**

گناہ زیادہ سرزد ہوتے ہیں

(۲)...... **يَعْسِرُ عَلَيْهِ تَرْكُ الْمَعَاصِيْ**

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔

(۳)..... اِسْتِثْقَالُ الطَّاعَةِ

نیکی کرنی اس کو مشکل محسوس ہوتی ہے۔

(۴)..... ھِلَاکُ الْقَلْبِ

اس کا دل مر جاتا ہے۔

جو انسان اپنا محاسبہ کرنا چھوڑ دیتا ہے اس کا دل روحانی طور پر مردہ ہو جاتا ہے۔

ایک شخص حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، کہنے لگا: حضرت! لگتا ہے ہمارے دل سو گئے۔ حضرت نے پوچھا: کیوں کیا ہوا؟

حضرت! آپ درس قرآن دیتے ہیں ہم پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔

حضرت فرمانے لگے: بھئی! اگر درس قرآن کا دل پر اثر نہیں ہوتا تو یہ نہ کہو کہ دل سو گئے بلکہ یہ کہو دل مر گئے ..... مر گئے۔

اس نے کہا: جی مر کیسے گئے؟

فرمایا: جو سویا ہوتا ہے اس کو جھنجوڑا جائے تو وہ جاگ جاتا ہے، جس کو جھنجوڑیں اور وہ نہ جاگے تو وہ سویا ہوا نہیں وہ تو مویا ہوا (مرا ہوا) ہوتا ہے۔ درس قرآن دیا جائے، اللہ کی عظمت بیان کی جائے اور پھر بندے کا دل اس کی طرف متوجہ نہ ہو تو یہ پھر دل کی موت کی علامت ہوا کرتی ہے۔

محاسبۂ نفس کو آسان بنانے والے عوامل

اب ایسے اسباب بیان کرتے ہیں جو محاسبۂ نفس کو آسان بنا دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

① خود احتسابی:

ان میں سے پہلی چیز ہے کہ انسان یہ سوچے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حساب لیں گے، اس سے بہتر ہے کہ آج میں اپنا حساب خود کرلوں اور اپنی کوتاہیوں پر استغفار کر کے اللہ سے معافی مانگ لوں۔ آج تو گناہ معاف ہو سکتے ہیں چاہے جتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں...... زندگی میں تو کفر اور شرک کی بھی توبہ ہے۔ جب کفر اور شرک کی بھی اللہ نے توبہ رکھی ہے تو باقی گناہ تو اس سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ تو انسان اپنی زندگی میں ہی توبہ کر کے اپنے گناہوں کو اللہ سے بخشوا لے۔

② بزرگوں کے واقعات کا مطالعہ:

اَلْاِطِّلَاعُ عَلٰی اَخْبَارِ السَّلَفِ فِیْ مُحَاسَبَتِہِمْ لِاَنْفُسِہِمْ

بزرگوں کے واقعات پڑھے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کیسے کرتے تھے؟ اس سے پھر محاسبہ کرنے کی عادت پیدا ہوگی۔

③ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا:

صُحْبَةُ الْاَخْیَارِ

نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا۔

کیونکہ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنے سے انسان کو اپنے نفس کو دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے۔

④ اپنے نفس سے سوءِ ظنی رکھنا:

سُوْءُ الظَّنِّ بِالنَّفْسِ

یعنی اپنے نفس کے ساتھ سوءِ ظن رکھنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کچھ لوگ تو نفس کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ جو جی میں آیا میں وہ کروں گا۔ بھی اگر نا تو وہ بے جو رب ہے نفس کے کہنے پر چلنا انسان کو مشکل میں ڈالتا ہے۔

۵ اللہ کے حضور پیشی کا خوف ہونا:

ذِكْرُ الْحِسَابِ الْأَكْبَرِ وَالسُّؤَالُ بَيْنَ يَدَيِ الْجَبَّارِ

اللہ کے سامنے قیامت کے دن پیشی اور اس کے سامنے سوال و جواب کو یاد کرنا۔

اس کو یاد رکھنے سے بھی محاسبہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ آج تو گناہ کرنا آسان ہے کل قیامت کے دن اس کا جواب دینا مشکل کام ہے۔ سوچیے! کہ آج کسی بندے کو کمینہ کہنا، ذلیل کہنا، بے ایمان کہہ دینا، یہ بہت آسان ہے اور کل قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ بتا تو نے اسے کمینہ کیوں کہا تھا؟ ذلیل کیوں کہا تھا؟ بے ایمان کیوں کہا تھا؟ اس وقت جواب دینا مشکل کام ہوگا، کیونکہ وہ ایسا دن ہوگا کہ انبیا بھی تھرتھراتے ہوں گے۔

۶ علم اور وعظ کی مجالس میں شریک ہونا:

حُضُوْرُ مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَالْوَعْظِ

وعظ و نصیحت کی مجلس میں آنا، اس سے بھی انسان کو محاسبہ کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

۷ غفلت کے مقامات سے دور رہنا:

اَلْبُعْدُ عَنْ اَمَاكِنِ اللَّهْوِ وَالْغَفْلَةِ

”غفلت کے مقام سے دور رہنا“

www.besturdubooks.wordpress.com

⑧ زیارتِ قبور کرنا:

زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ

’’قبرستان کو دیکھنا اور اپنی قبر کو یاد کرنا‘‘

⑨ اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھنا:

أَنْ تُقَارِنَ بَيْنَ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ بَيْنَ أَفْعَالِكَ

اپنے عملوں کو بھی دیکھے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بھی دیکھے اور پھر ان کا تقابل کرے کہ نعمتیں کتنی ہیں اور میں نیکیاں کتنی کرتا ہوں؟ اس سے انسان کا دل شرمندہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو بے انتہا ہیں اور ان کی نسبت میرے اعمال تو بہت تھوڑے ہیں، نہ ہونے کے برابر ہیں۔

⑩ تہجد کی پابندی کرنا:

قِيَامُ اللَّيْلِ وَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَحُضُوْرُ الْقَلْبِ

تہجد پڑھنا قرآن کی تلاوت کرنا اور خلوت کے اندر بیٹھ کر اپنی زندگی پر نظر دوڑانا، یہ چیز انسان کے لیے آخرت کے حساب کو آسان کرنے کا سبب بن جاتی ہیں۔

محاسبۂ نفس کے فوائد

ہمارے بزرگوں نے محاسبۂ نفس کے فوائد بیان کیے ہیں۔ چونکہ فوائد کو سمجھنے سے انسان کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے، اس لیے ان فوائد کو ذرا سامنے رکھیں جو ہمیں محاسبۂ نفس کے کرنے پر ملیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

○ لقائے الٰہی کی تیاری:

پہلی بات

اَلْاِسْتِعْدَادُ لِلِقَاءِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اَلَّذِیْ سَوْفَ یَکُوْنُ بَیْنَ یَدَیْہِ الْحِسَابُ

''اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری کرنا کہ جس کے سامنے حساب کتاب ہوگا''

کیونکہ محاسبہ کرنے والا اس بات کو سمجھتا ہے کہ میں نے عنقریب حساب کتاب کے لیے اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اگر میں کوئی غلطی کروں گا تو وہاں شرمندگی ہوگی۔

احمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ ان کی ایک عجیب عادت تھی۔ اگر کبھی دن میں گناہ کی خواہش پیدا ہوتی تھی تو جو ''دیا'' جل رہا ہوتا اس کے شعلے میں اپنی انگلی ڈال دیتے۔ جب انگلی جلنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی تو پھر وہ اپنے آپ کو سمجھاتے کہ یہ آگ جہنم کی آگ سے ستر گنا کم ہے۔ تم سے یہ برداشت نہیں ہوتی تم گناہ کر کے جہنم کی آگ کو کیسے برداشت کر سکتے ہو؟

اور واقعی اگر کبھی بندے کا کوئی گناہ کرنے کا دل چاہ رہا ہو تو وہ آگ کے قریب بیٹھ کر سوچے کہ اس آگ کے قریب بیٹھنے سے میرا یہ حال ہو رہا ہے۔ اگر آگ کے اندر ہاتھ ڈال دوں تو پھر میرا حال کیا ہوگا؟ اور یہ آگ تو جہنم کی آگ سے ستر گنا کم ہے تو پھر جہنم میں ہمارا کیا حال ہوگا؟

○ روزِ محشر حساب آسان:

یُخَفِّفُ عَنَّا حِسَابُ الْاٰخِرَۃِ

''آخرت میں حساب کتاب میں آسانی کر دی جاتی ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا

’’جو شخص دنیا میں اپنا محاسبہ خود کرے گا، اللہ قیامت کے دن اس کے حساب کو آسان فرما دیں گے۔‘‘ (الترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۸۳)

کتنا اچھا مضمون اس میں بیان فرمایا گیا ہے! کیا یہ آسان نہیں ہے کہ اگر گناہ کریں تو اپنے نفس کو خود سزا دے دیں؟ جب خود سزا دے دیں گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حساب کو آسان فرما دیں گے۔

چنانچہ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا:

وَيْلٌ لِمَلِكِ الْأَرْضِ مِنْ مَلِكِ السَّمَاءِ

’’دنیا کے بادشاہ کے لیے آسمان کے بادشاہ کی طرف سے ویل (جہنم) ہے‘‘

تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

إِلَّا مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ

بربادی تو تب ہوگی جب وہ اپنا محاسبہ نہ کرے۔

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! إِنَّهَا فِي التَّوْرَاةِ لَتَابِعُهَا (تورات میں ایسے ہی لکھا ہوا تھا) کہ بربادی ہے اس بادشاہ کے لیے جو اللہ کے سامنے پیش ہوا اور اپنا محاسبہ نہ کیا ہو۔

فَخَرَّ سَاجِدًا (کنز العمال، رقم ۳۵۷۹۷)

’’(عمر رضی اللہ عنہ) سجدے میں گر گئے‘‘

شکر کا سجدہ ادا کیا کہ اللہ! میری زبان سے وہ لفظ نکلے جو پہلے تیری کتاب میں نازل ہو چکے تھے۔ تو اپنا محاسبہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو ایک پسندیدہ عمل ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

○ توبہ کی توفیق ملتی ہے:

طَرِيْقٌ لِاسْتِقَامَةِ الْقُلُوْبِ وَتَزْكِيَةِ النُّفُوْسِ

پھر اپنا محاسبہ کرنے سے انسان کو توبہ کی بھی توفیق مل جاتی ہے۔ پھر انسان کو اپنے عیوب کا پتہ بھی چلتا رہتا ہے۔ آج تو زبان سے انسان جھوٹ بولتا ہے، اپنے کان نہیں سنتے۔ اپنے ہاتھوں سے ایک عمل کرتا ہے اپنی آنکھیں نہیں دیکھتیں۔ انسان کتنا اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔

ایک صاحب انجینئر تھے، ہمیں ان کی زندگی کا پتہ تھا کہ فسق و فجور والی زندگی ہے۔ فلمیں بھی دیکھتے، ڈرامے بھی دیکھتے، حلال حرام کا بھی پتہ نہیں، غیر محرم کو بھی دیکھتے، گانے بھی سنتے اور فرض نمازیں بھی نہیں پڑھتے تھے۔ عجیب غفلت کی زندگی تھی۔ ایک مرتبہ کہیں اکٹھا بیٹھنے کا موقع مل گیا تو اس عاجز نے ان کے سامنے توبہ کا موضوع چھیڑ دیا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی کوتاہیوں سے اللہ کے سامنے توبہ کر لیں، اللہ سے معافی مانگ لیں۔ کوئی آدھا گھنٹہ میں نے اس کے سامنے توبہ کی بات کی۔ میری بات سننے کے بعد اس نے نتیجہ کیا نکالا؟ کہنے لگا: آپ نے بہت اچھی باتیں بتائیں، دل بہت متاثر ہوا۔ پھر کہتا ہے: جی! اپنے ارادے سے تو کبھی گناہ کیا نہیں، ہاں! بغیر ارادے کے ہو گیا ہو تو اللہ معاف کر دے۔ اتنی حیرت ہوئی اس کی بات سن کر کہ یا اللہ! انسان اتنا بھی اندھا ہو جاتا ہے کہ ایسی اس کی زندگی ہے، زبان سے فحش گالیاں یہ نکالتا ہے..... غیبت یہ کرتا ہے..... آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا..... نمازوں کی حفاظت نہیں کرتا اور پھر توبہ کی بات سن کر کہتا ہے: جی! اردا سے تو کبھی گناہ کیا نہیں بغیر ارادے کے ہو گیا ہو تو اللہ معاف کر دے۔ توبہ کی، وہ بھی ادھوری۔ کبھی کبھی انسان اتنا غفلت میں پڑ جاتا ہے!

www.besturdubooks.wordpress.com

○ گناہوں سے دوری:

اَلْبُعْدُ عَنِ الْمَعَاصِیْ

انسان جب اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے تو پھر وہ گناہوں کے مواقع سے ہوشیار رہتا ہے، چنانچہ پھر گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

○ زہد نصیب ہوتا ہے:

اَلزُّھْدُ فِی الدُّنْیَا

دنیا میں اس کو زہد نصیب ہو جاتا ہے۔

محاسبہ نفس کرتے رہنے سے پھر دل میں دنیا کی محبت گھر نہیں کرتی، بندہ سمجھتا ہے کہ دنیا میں دل کو لگانا فضول ہے۔

○ معرفتِ حق پیدا ہوتی ہے:

مَعْرِفَةُ حَقِّ اللّٰهِ وَ کَرَمِهٖ وَ عَفْوِهٖ

اللہ تعالیٰ کے حقوق کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ اس کے کرم اور عفو و درگزر کا دل میں احساس پیدا ہوتا ہے۔

○ ادائیگیِ حقوق کا احساس:

رَدُّ الْحُقُوْقِ اِلٰی اَھْلِھَا

جن کے حقوق دینے ہوتے ہیں انسان پھر ان کے حقوق ادا کرتا ہے۔

حقوق کی ادائیگی میں وہ ذرا سی بھی کوتاہی نہیں کرتا۔ کیونکہ محاسبہ کی عادت کی وجہ سے حقوق میں کسی قسم کی کمی بیشی سے اس کا ضمیر فوراً اس کو آگاہ کرتا ہے اور ملامت کرتا ہے کہ یہاں یہ کمی رہ گئی ہے اسے پورا کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

محاسبۂ نفس میں اکابر کا معمول

اب محاسبۂ نفس کے بارے میں ہمارے بزرگوں کا معمول کیا تھا؟ وہ اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگتے تھے۔ خود نبی ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے:

وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

''اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کے شر سے اور اپنے برے اعمال سے'' (ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۸۸۲)

تو نفس کے شرور سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا سبق نبی علیہ السلام نے سکھایا کہ تم اللہ سے پناہ مانگو۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ:

صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے کسی عمل میں ذرا فرق دیکھتے تو فوراً ان کو شک ہو جاتا تھا۔ مشہور واقعہ ہے کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ گھر میں ہیں اور دیکھا کہ جو کیفیت نبی علیہ السلام کی صحبت میں ہوتی ہے، گھر میں آ کر وہ کیفیت نہیں رہتی۔ چنانچہ بیوی بچوں میں آ کر کہنے لگے: حنظلہ منافق ہو گیا...... حنظلہ منافق ہو گیا...... اتنی سی بات پر انہوں نے اپنے آپ کو منافق کہنا شروع کر دیا۔ پھر نبی علیہ السلام کی خدمت میں پوچھنے کے لیے چلے تو راستے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مل گئے۔ پوچھا: حنظلہ! کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگے: میری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں کیفیت اور ہوتی ہے، گھر میں کیفیت اور ہوتی ہے، یہ تو منافقت ہو گئی۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: بھئی! معاملہ تو ہمارا بھی اسی طرح کا ہے چلو ہم بھی پوچھتے ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے جا کر پوچھا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ حنظلہ! یہ کیفیت بندے کی ہر وقت نہیں ہوتی۔ سَاعَۃٌ وَّ سَاعَۃٌ کبھی کبھی بندے کی ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اگر ہر وقت تمہاری وہ کیفیت رہتی جو میری صحبت میں رہتی ہے تو راستہ چلتے ہوئے فرشتے تم سے مصافحہ کرنے کے لیے آتے۔ (مسلم، رقم الحدیث: ۲۷۵۰)

اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے نفس کا کس طرح محاسبہ کرنے والے تھے۔

ربیع عشیلیہ:

ربیع عشیلیہ ایک بزرگ تھے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی چارپائی کے نیچے ایک قبر کھودی ہوئی تھی۔ جب بھی وہ چارپائی پر لیٹتے تو اگر کوئی گناہ کا خیال آتا یا ذہن میں غفلت آتی تو وہ چارپائی کو لپیٹ دیتے اور قبر کے اندر سو جاتے اور قبر کے اندر سو کر وہ تصور کرتے کہ میں اس وقت مر گیا...... مجھے میرے لوگوں نے قبر میں اتار دیا...... اب وہ قبر کو بند کرنے والے ہیں...... منکر نکیر آنے والے ہیں، اب بتا تو کیا جواب دے گا؟ پھر تھوڑی دیر بعد نکلتے تھے اور ان کے نفس کی وہ غفلت کی کیفیت ختم ہو جاتی تھی۔ اس طرح ہمارے بزرگ اپنے آپ کو یاد دہانی کروایا کرتے تھے۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ وفات کے وقت کے قریب بیٹے کو بلایا اور بہت رو رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا آپ تو صحابی ہیں، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے: اچھا ذرا مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ انہوں نے اٹھا کر بٹھا دیا۔ جب بیٹھ گئے تو فرمایا کہ دیکھو بھئی! میری زندگی کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ کفر پر ہے، یہ وہ زمانہ تھا جب مجھے نبی علیہ السلام سے سب سے زیادہ دشمنی تھی اور میرا دل چاہتا تھا کہ میرا بس چلے تو میں ان کو

www.besturdubooks.wordpress.com

جان سے ہی ختم کردوں۔ میں اس وقت کفر کے اوپر تھا، اگر میں اس زمانے میں مر جاتا تو سیدھا جہنم میں چلا جاتا مگر اللہ نے مجھ پر رحمت کی کہ اللہ نے اسلام کی توفیق عطا فرما دی۔ پھر مجھے نبی علیہ السلام سے اتنی محبت ہوگئی کہ میں نبی علیہ السلام کے چہرۂ انور کو دیکھتا رہتا تھا، آپ کے حسن کا اتنا زیادہ میرے اوپر اثر تھا۔ میرا یہ وہ وقت تھا کہ اگر اس وقت مجھے موت آجاتی تو میں سیدھا جنت میں چلا جاتا۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے، یہ میری زندگی کا تیسرا دور ہے، میں اپنی زندگی کے اس دور سے ڈر رہا ہوں کہ اس میں جو میں نے عمل کیے ان کا جواب میں اپنے اللہ کے سامنے کیسے دے سکوں گا؟

یہ صحابی رسول ﷺ ہیں اور نبی علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد جو دنیا میں وقت گزرا اس کے اوپر افسوس کر رہے ہیں۔ ہمارا کیا حال ہوگا؟ ہم اپنی زندگی کے بارے میں کتنا سوچتے ہیں؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنا محاسبہ کرتے تھے اور رات کو اتنا روتے تھے کہ بسا اوقات ان کو روتا دیکھ کر ان کے پڑوسی بھی رونے لگ جاتے تھے۔

حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ:

ایک بزرگ گزرے ہیں حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کا نام محاسبی اس لیے پڑ گیا کیونکہ وہ اپنا محاسبہ بہت زیادہ کرتے تھے۔

ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ چیف جسٹس تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے کسی مقدمے کا فیصلہ کیا تو ایک فریق نے کہا کہ جج صاحب آپ نے فیصلہ ٹھیک نہیں کیا، آپ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کا جائزہ لیا ہے۔ جب اس نے یہ کہا تو انہوں نے کہا:

"وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا تَكَلَّمْتُ بِكَلِمَةٍ مُنْذُ أَرْبَعِينَ عَامًا إِلَّا وَ أَعْدَدْتُ لَهَا جَوَابًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ"

"اللہ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں! چالیس سال گزر گئے میری زبان سے کوئی لفظ ایسا نہیں نکلا جس کو میں نے اللہ کے سامنے پیش نہ کیا ہو (کہ میں نے یہ فیصلہ ٹھیک دیا یا نہیں)۔"

اب بتائیں کہ چالیس سال سے منہ سے نکلنے والی ہر بات کا وہ جائزہ لیا کرتے تھے کہ میرا کوئی لفظ حقیقت کے خلاف تو نہیں نکلا۔

بعض حضرات ایسے بھی تھے کہ جو بات دن میں کیا کرتے تھے اس کو کاغذ پر لکھ لیا کرتے تھے اور رات سونے سے پہلے اس کاغذ کو پڑھ کر دیکھتے تھے کہ کون سی بات میں نے فالتو کہی، یا گناہ کی بات کہی۔ پھر اس بات پر اللہ کے سامنے استغفار کیا کرتے تھے۔

سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ:

چنانچہ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يُحَاسِبْ نَفْسَهُ عَلَى الْخَطَرَاتِ وَ اللَّحَظَاتِ فِي كُلِّ نَفَسٍ لَمْ يُكْتَبْ عِنْدَنَا فِي دِيْوَانِ الرِّجَالِ (العقود المحمدیہ: ۱/۲۳۱)

"جو بندہ ہر وقت اپنے نفس کے اوپر نظر نہیں رکھتا، ہمارے ہاں مردوں کی فہرست میں اس کا نام نہیں لکھا جاتا۔"

مردوں کی فہرست سے مراد اولیاء اللہ کی فہرست ہے۔

اور سید احمد کبیر رفاعی کا تو واقعہ بڑا عجیب ہے۔ اللہ اکبر! انسان پڑھتا ہے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

حیران ہوتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مُشاشی نے فضائل درود شریف میں واقعہ لکھا ہے کہ ان کے دل میں نبی علیہ السلام کی بہت محبت تھی۔ اور ان میں اتباع سنت بھی بہت زیادہ تھی۔ اللہ نے ان کو مدینہ طیبہ حاضری کا موقع دیا۔ یہ مواجہ شریف پر حاضر ہوئے اور وہاں پر جا کر انہوں نے ایک شعر پڑھا۔ یہ محبت کی باتیں بھی بڑی عجیب ہوتی ہیں۔ نبی علیہ السلام کے ساتھ قلبی تعلق تو تھا ہی یہی شعر کیا پڑھا:

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِي كُنْتُ اُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّيْ وَ هِيَ نَائِبَتِيْ

"(اے اللہ کے حبیب ﷺ!) دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو آپ کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا کہ وہ میری نائب بن کر آئے اور اس زمین کے بوسے لے کر جائے۔"

یعنی جب میں اس حجرے سے دور تھا تو اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا۔ یعنی بیٹھ کر یاد کرتے ہوں گے تو ایسے جیسے دور سے بیٹھ کر انسان اس زمین کے بوسے لیتا ہے۔

وَ هٰذِهٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَيْ تَحْظٰى بِهَا شَفَتِيْ

"اب جب کہ میں خود حاضر ہو گیا ہوں تو اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں اپنے ہونٹوں سے اس کا بوسہ لے سکوں" (دیوان عبدالغنی نابلسی: ۱/۳۰۶)

اے اللہ کے حبیب ﷺ! اللہ نے مجھے آپ کے سامنے حاضری کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اب اپنا دایاں ہاتھ بڑھا دیجیے۔ تاکہ میرے ہونٹوں کو بوسہ لینے کی لذت نصیب ہو جائے۔

جب انہوں نے یہ الفاظ کہے تو مواجہ شریف سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بوسہ دیا اور اس کو سینکڑوں لوگوں نے دیکھا۔ کوئی تنہائی کا وقت نہیں تھا، سینکڑوں لوگ موجود تھے جنہوں نے دیکھا۔ جب سینکڑوں لوگوں نے دیکھا تو مسجد نبوی کے اندر بات پھیل گئی کہ ایک بندے کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ جب نماز ختم ہوئی تو لوگ آگے بڑھے کہ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کریں تو دیکھا کہ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی کے دروازے پر جا کر زمین پر لیٹ گئے اور کہنے لگے کہ جو شخص بھی مسجد میں ہے وہ میرے اوپر سے گزر کر جائے۔ کیوں؟ ایسا نہ ہو کہ میرے نفس کے اندر عجب پیدا ہو جائے۔ کیا سعادت، اللہ نے بخشی اور انہوں نے بھی اپنے نفس کو دیکھو کیسے پامال کیا؟

محاسبہ نفس کا روزِ محشر حساب آسان:

شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ اِسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْ حِسَابِهٖ (احیاء علوم الدین: ۱/۱۴۷)

''جو دنیا کے اندر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حساب لینے سے شرم فرمائیں گے۔''

اللہ کو حیا آئے گی کہ میں اس بندے کا حساب کیا لوں یہ تو دنیا میں خود اپنے نفس کو سزائیں دیتا تھا۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اَيْسَرُ النَّاسِ حِسَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُحَاسِبُوْنَ اَنْفُسَهُمْ فِي الدُّنْيَا (محاسبۃ النفس لابن ابی الدنیا: ۱/۱۳۲)

''جو لوگ دنیا میں اللہ کے لیے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت کے دن ان کا بہت آسان محاسبہ فرمائیں گے"

ہمارے کرنے کا کام:

اب آخری بات کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ تو حدیث مبارک سنیے:

حَقِيْقٌ بِالْمَرْءِ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مَجَالِسُ يَخْلُوْ فِيْهَا وَيَذْكُرُ ذُنُوْبَهٗ فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْهَا (فیض القدیر، رقم: ۳۷۵۱)

بندے کو چاہیے کہ ایسی مجالس میں بیٹھے جہاں اللہ کے ساتھ تنہائی اختیار کرے اور سوچے کہ میں نے کون کون سے گناہ کیے، پھر اللہ کے سامنے استغفار کرے۔

تو ہمیں چاہیے کہ ایسی مجالس میں شریک ہونے کو اپنے اوپر لازم کرلیں۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تُحْسِنُ فِيْمَا بَقِيَ يُغْفَرُ لَكَ مَا مَضٰى فَاِنَّكَ اِنْ اَسَأْتَ فِيْمَا بَقِيَ اُخِذْتَ بِمَا مَضٰى وَمَا بَقِيَ (لطائف المعارف، رقم: ۱/۱۰۸)

جو تیری زندگی کا وقت باقی ہے، اس کو تو اپنے لیے اچھا بنا لے۔ اللہ تیرے گزرے ہوئے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ اس لیے کہ اگر تو آنے والے وقت میں گناہ کرے گا تو اللہ اس آنے والے وقت کی بھی سزا دیں گے اور گزرے ہوئے گناہوں کی بھی سزا دیں گے۔

ہمارے پاس اب ایک ہی راستہ ہے کہ جو گناہ ہم کر چکے ہیں ان کو چھوڑ کر آنے والے وقت میں اللہ کی فرمانبرداری والی زندگی گزارنے کا ارادہ کریں، تاکہ پچھلے بھی گناہ معاف ہوں اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہو جائیں۔

محاسبہ پر فکرمند کرنے والی چند آیات:

قرآن مجید کی کچھ ایسی آیات ہیں جو انسان کو بہت زیادہ خوف زدہ کر دیتی

ہیں۔ ان معانی پر بھی ذرا غور کر لیا جائے تو انسان کا دل کانپتا ہے کہ قیامت کے دن میرا کیا بنے گا، ذرا چند آیات کا ترجمہ سن لیجیے:

⊙ ...... اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ﴾ (ق:۱۶)

''تحقیق ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں کہ اس کے نفس کے اندر کیا وسوسے پیدا ہو رہے ہیں''

یعنی جو گناہ کا خیال دل میں چل رہا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس گناہ کے خیال کو بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا۔

⊙ ...... ایک جگہ فرمایا:

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ﴾

(البقرۃ:۲۳۵)

''جان لو اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے، پس تم اللہ سے ڈرو''

⊙ ...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

(بنی اسرائیل:۳۶)

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سماعت بصارت اور دل ان تمام چیزوں کے بارے میں بندے سے سوال کرے گا''

آنکھوں کو کیسے استعمال کیا؟ اور کانوں کو کیسے استعمال کیا؟ دل کو کیسے استعمال کیا؟

⊙ ...... اسی طرح اور دوسری نعمتوں کا حساب بھی لیں گے، فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ (التکاثر:۸)

⊙ ......ایک آیت ایسی ہے جو پڑھتے ہوئے بندے پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ﴾ (الاحزاب:۸)

"(اللہ تعالیٰ قیامت کے دن) سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں پوچھیں گے"

ایک بزرگ اس آیت کو پڑھ کے روتے تھے اور کہتے تھے، اللہ جن کو آپ سچا بھی کہہ رہے ہیں پھر ان سے پوچھیں گے (یہ تو نہیں کہا کہ جھوٹوں کی سچائی کے بارے میں پوچھوں گا)۔ اے اللہ! قیامت کے دن آپ سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں پوچھیں گے تو پھر ہم جیسے جھوٹوں کا کیا حال ہوگا؟

اس لیے ایک بزرگ تھے، انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ تم دکان شروع کرو پیسے میں دے دیتا ہوں مگر حساب مجھے روز دینا۔ اب جو وہ روز حساب لیتے تو حساب کتاب میں سختی کرتے، ایک ایک پیسے کا حساب لیتے۔ بچہ تو تنگ آ گیا۔ بیٹے بعد کہنے لگا: ابو! مجھ سے تو یہ دکان داری نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا: بیٹے! میں نے تجھ سے یہ دکان داری نہیں کروانی تھی، میں نے تجھے صرف سبق دینا تھا کہ دیکھو! میں صرف دکان کا ایک ایک دن کا حساب لیتا ہوں اور وہ حساب دینا تیرے لیے اتنا مشکل ہے، سوچو! پھر قیامت کے دن پوری زندگی کا حساب اللہ کو دینا کتنا مشکل ہوگا؟

روزِ قیامت پوچھا جائے گا......

اور قرآن مجید کی تو ایک آیت ایسی ہے جس پر ہم سب کو خصوصی طور پر غور کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ﴾ (الاعراف:۶)

''ہم ضرور پوچھیں گے ان سے جن کی طرف رسول بھیجے گئے اور ہم ضرور پوچھیں گے رسولوں سے''

اس آیت کو ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا تھا تو نبی علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو آگئے تھے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید قیامت کے دن صرف رسولوں سے پوچھا جائے گا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ نہیں، اس میں ہر وہ بندہ شامل ہے جو کسی کو دین کی طرف بلاتا ہے اور جو دین کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اللہ قیامت کے دن رسولوں سے پوچھیں گے: کیا آپ نے پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا؟ پھر قوم سے پوچھیں گے کیا تم نے بات سننے کا حق ادا کر دیا۔

اور اس سے اگلی بات: مفسرین نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ استاد اور شاگرد سے بھی پوچھیں گے۔ استاد سے پوچھیں گے: تم نے سمجھانے کا حق ادا کر دیا؟ شاگرد سے پوچھیں گے: تم نے سمجھنے کا حق ادا کر دیا؟

اور تیسری بات: اللہ تعالیٰ پیر اور مرید، دونوں سے پوچھیں گے۔ پیر سے پوچھیں گے: کیا تم نے ان کی اصلاح کے لیے کوشش کرنے کا حق ادا کر دیا؟ اور مرید سے پوچھیں گے کہ اگر انہوں نے تمہیں بار بار کوئی بات سمجھائی تھی تو تم نے ان کی بات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے کیوں نکال دی؟ کیا تم نے اس پر عمل کیا تھا؟ اب اگر سوچیں کہ قیامت کے دن ہم سے اگر یہ حساب کتاب ہوگا، کس ماں نے بیٹا جنا ہے جو اللہ کے سامنے ان باتوں کا جواب دے سکے؟ قیامت کے دن بربادی کے سوا ہمارا اور کیا ہوگا؟ ہمارے پاس ایک ہی آپشن ہے کہ جو زندگی گزر رہی ہے بس،

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم اللہ کے سامنے بیٹھ کر یہی کہیں کہ یا اللہ! خطاکار ہیں، گناہگار ہیں، بہت کوتاہیاں ہوچکی ہیں۔ تو ہم پر مہربانی فرما۔ یا اللہ پچھلے گناہوں کو معاف کر دیجیے اور آئندہ ہمیں نیکوکاری کی توفیق دے دیجیے..... شریعت پر استقامت عطا فرما دیجیے۔ ... اللہ تعالیٰ ہمیں روزانہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (عنکبوت:۶۹)

سالک کا طرزِ زندگی

بیان: محبوب العلماء والصلحاء زبدۃ السالکین سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: ۲ رجب ۱۴۳۲ھ بروز جمعہ مطابق 4 جون 2011ء

موقع: مجلس ذکر میں سالکین سے خطاب

مقام: 22K ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

ہمارے علما نے لکھا ہے کہ جو بندہ اس دنیا میں اللہ سے دوستی لگانے کی کوششوں میں لگا ہوگا، اللہ کی رحمت سے یہ بعید ہے قیامت کے دن اس کو دشمنوں کی قطار میں کھڑا فرمادیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ وہ اتنی رحیم ذات..... اتنی کریم ذات.... اور پھر جو بندہ اللہ سے دوستی لگانے کے لیے کوششیں کر رہا ہو..... اللہ کہیں کہ اس کو میرے دشمنوں کی قطار میں کھڑا کردو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو بس یہی دل میں سوچیں کہ ہم تو اللہ کے لیے زندہ ہیں۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

سالک کا طرزِ زندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (عنکبوت:۶۹)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

راہِ سلوک میں اہم اور مفید باتیں:

اس وقت کوئی مستقل بیان کرنا مقصود نہیں بس مجلس میں چند باتیں آپ کے ساتھ شیئر کرنی ہیں۔ انسان جس راستے پر چلتا ہے اس کے ذرے بھی نظر آتے ہیں جس راستے پر نہ چل رہا ہو، اس کے پہاڑ بھی نظر نہیں آتے۔ تو راہِ سلوک پر چلتے ہوئے کچھ ایسی باتیں ہیں جو انسان کو فائدہ دیتی ہیں۔ وہ سب کے لیے ہیں۔ ہر خاص و عام، مرد و عورت، جو بھی ہو وہ سب کے لیے برابر ہیں کیونکہ ان کا فائدہ عمومی ہے۔ اس لیے وہ چند باتیں بہت سادہ انداز سے آپ کی خدمت میں پیش کرنی ہیں۔

(۱) باوضو زندگی گزارنا

سب سے پہلی بات کہ سالک کو چاہیے کہ باوضو زندگی گزارنے کی نیت کرے۔ کئی مرتبہ ہم وضو کے ساتھ ہوتے ہیں، کئی دفعہ بغیر وضو کے بھی ہوتے ہیں، اہتمام

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہوتا۔ یہ اہتمام کریں کہ میں نے آج کے بعد ہر وقت باوضو رہنا ہے۔ شروع میں یہ چیز آپ کو پہاڑ نظر آئے گی، اس لیے کہ عادت جو نہیں۔ مگر کوشش یہ کریں کہ جیسے ہی وضو ٹوٹا، پھر وضو کر لیں..... پھر وضو ٹوٹا، پھر وضو کر لیں..... ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کریں۔ عورتیں کو اپنے خاص ایام میں جب انہوں نے نماز نہیں پڑھنی ہوتی، اس میں گنجائش ہے۔ تاہم مرد لوگ ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کریں۔

باوضو رہنے کے تین بڑے فائدے:

اس کے تین فائدے ہیں۔

پہلا فائدہ..... شیطان سے حفاظت:

ایک تو یہ کہ جو شخص باوضو ہوتا ہے اس پر شیطان کا حملہ کم ہوتا ہے۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ اگر آپ کسی وقت وساوس محسوس کر رہے ہوں طبیعت کے اندر گناہ کی رغبت محسوس کر رہے ہوں، آپ اٹھ کر وضو کر لیں آپ کے باطن کی جمعیت پہلے کی نسبت بہتر ہو جائے گی۔ جس طرح غصہ میں آیا ہوا انسان اٹھ کر کھڑا ہو جائے تو غصہ ختم ہو جاتا ہے، کھڑا ہوا چل پڑے تو غصہ ختم ہو جاتا ہے، جگہ بدل دیں تو غصہ ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح وضو کے کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص رحمت ہے کہ انسان کے اوپر گناہ کا جو غلبہ ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا:

﴿اَلْوُضُوْءُ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ﴾ (دروس الشیخ عائض القرنی)

''وضو مومن کا اسلحہ ہے''

اب یہ اسلحہ کس کام آتا ہے؟ بھئی! صاف ظاہر ہے، یہ کوئی لوہے کا ہتھیار تو نہیں ہے، یہ تو باطن کا معاملہ ہے۔ یہ اسلحہ ہے شیطان دشمن کے مقابلے میں۔ اس لیے با

www.besturdubooks.wordpress.com

وضو بندہ شیطان کے خیالات اور وساوس سے بہت محفوظ رہتا ہے۔

دوسرا فائدہ..... نماز اور عبادات آسان:

نماز پڑھنی آسان ہوتی ہے۔ کتنے لوگ ہوتے ہیں جو اس لیے نماز قضا کر بیٹھتے ہیں کہ اچھا جی وضو کرتا ہوں..... او جی کیا کریں بس میٹنگ میں تھے میٹنگ سے اٹھ کر جانا وضو کرنا مشکل تھا..... ہم نے دیکھا: ایک صاحب کمپنی کے چیئرمین تھے اور انہوں نے باوضو رہنے کی عادت بنائی ہوئی تھی۔ عین ڈائریکٹرز کی میٹنگ میں جب فل ڈسکشن چل رہی ہوتی تھی، وہ اپنی میٹنگ کو دو منٹ کے لیے روکتے، وہیں پر کھڑے کھڑے دو رکعت فرض پڑھ لیتے تھے، اس لیے کہ وضو جو ہوتا تھا۔ تو وضو ہونے کی وجہ سے نماز پڑھنی بھی آسان ہو جاتی ہے۔ نوافل آسان..... مسنون نمازیں آسان..... فرض نمازیں آسان..... سب چیزیں آسان..... چونکہ باوضو ہوتے ہیں۔

تیسرا فائدہ..... باوضو موت:

پھر اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((كَمَا تَعِيْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ))

”تم جس حال میں زندگی گزارو گے اسی حال میں موت آئے گی“

تو جس بندے نے زندگی باوضو گزاری ہوگی تو توقع رکھتے ہیں کہ اس کو موت بھی باوضو آئے گی۔

وضو کیسے قائم رہے؟

شروع میں آپ دیکھیں گے کہ آدھا گھنٹہ بھی وضو رکھنا مشکل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے دعا مانگیں، کوشش کریں۔ اگر کھانے پینے کی ایسی چیزیں استعمال کرتے ہیں جو آپ کے پیٹ میں ہوا پیدا کرتی ہیں تو ان سے گریز کریں۔ ہر مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ تو قربانی دینی پڑتی ہے۔ کچھ لینے کے لیے کچھ دینا پڑتا ہے۔ تو آپ چند دنوں میں اس چیز کو سمجھ لیں گے کہ کیسا کھانا کھاؤں کہ میرا وضو زیادہ دیر تک قائم رہ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک گھنٹہ، دو گھنٹے، تین گھنٹے وضو سے رہنا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوگا۔ آپ کی عادت ثانیہ بن جائے گی۔

دائم الوضو فیملی:

ہمیں ایک مرتبہ ایک بزرگ تھے، ان کے ہاں جانے کا موقع ملا۔ وہ تھے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے۔ ان کا گھر شہر سے ذرا باہر تھا، وہاں نئی نئی کالونی بن رہی تھی اور مسجد نہیں بنی ہوئی تھی۔ جب مغرب کا وقت ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہم یہیں پہ جماعت کروالیں گے۔ جب جماعت کروانے کے لیے کھڑے ہوئے تو ان کے خاندان کے چھوٹی عمر کے کوئی پندرہ بیس بچے گراؤنڈ کے اندر فٹ بال کھیل رہے تھے۔ انہوں نے باہر نکل کر آواز لگائی بچو! نماز کے لیے آجاؤ۔ وہ سارے بچے بھاگتے ہوئے آگئے۔ پسینہ بھی آیا ہوا تھا، سانس چڑھا ہوا تھا اور آکر نماز میں کھڑے ہوگئے۔ خوشی ہوئی کہ بچے اذان پر بلانے پر فوراً آگئے لیکن حیرت بھی ہوئی کہ کیا سارے بچے باوضو تھے؟ صاحب خانہ نے حیرت کو بھانپ لیا۔ جب نماز پڑھ لی تو وہ کہنے لگے: حضرت! ہمارے بزرگوں میں ایک عادت چلی آرہی ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے اور تھوڑا سمجھدار ہوجاتا ہے تو اس کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ تم نے پوری زندگی باوضو گزارنی ہے۔ اس وجہ سے ہمارے گھر کا کوئی بچہ جو آپ کو پانچ سال سے اوپر کی عمر میں ملے گا ہر وقت آپ کو باوضو نظر آئے گا۔ سوچیں کہ اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

خاندانوں کے خاندان باوضو زندگی گزار سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں گزار سکتے؟

وضو پر اللہ کی مدد:

یہ وضو انسان کو ہر دشمن سے بچاتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سفر پہ جا رہا تھا، راستہ بھول گیا۔ جنگل میں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کہاں جاؤں؟ تو مجھے ایک پادری کا گھر نظر آیا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، کافی دیر کھٹکھٹاتا رہا لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ میں سمجھ گیا کہ یا اندر کوئی ہے نہیں یا کھولنا نہیں چاہتا۔ حتیٰ کہ میں تھک کر بیٹھ ہی گیا۔ جب بالکل توقع ہی نہیں رہی، اس وقت ایک شخص نے اچانک دروازہ کھولا۔ وہ پوچھنے لگا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے بتایا کہ بھئی! میں مسافر ہوں اور راستہ بھول گیا ہوں، آپ سے راستہ پوچھنے کے لیے اس رات کے وقت میں آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے، آپ کو پریشان کیا۔ تو وہ مطمئن ہو گیا اور کہنے لگا: اصل میں وجہ یہ ہے کہ میں جنگل میں ہوں اور رات کے وقت اگر میرا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو مجھے نہیں پتہ ہوتا کہ میں باہر نکلوں گا تو دوست سامنے ہوگا یا دشمن، جب آپ نے بار بار دروازہ کھٹکھٹایا تو مجھے محسوس تو ہوا کہ مجھے دروازہ کھولنا چاہیے، کوئی غرض مند انسان ہے۔ لیکن میں نے پہلے وضو کیا۔ چونکہ ہمارے کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی چلی آ رہی ہے کہ جب انسان وضو کر لیتا ہے اللہ اس کے دشمن کے مقابلے میں مددگار بن جاتا ہے۔ وضو کرنے کے بعد پھر میں نے دروازہ کھولا۔

مشائخ کی وضو پر مداومت:

ہمارے بزرگوں کو تو عادت ہی ہر وقت باوضو رہنے کی تھی۔ بلکہ بعض ایسے ہیں کہ اتنا وہ باوضو رہتے تھے کہ ان کو بے وضو دیکھنا مشکل ہوتا تھا۔ ہمارے حضرت مرشد

www.besturdubooks.wordpress.com

عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں بیت اللہ کو کبھی بے وضو نہیں دیکھا۔ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ ہمارے سلسلے میں ایسے بھی بزرگ گزرے ہیں کہ جنہوں نے اپنے شیخ کے چہرے کو کبھی بلا وضو نہیں دیکھا۔ چونکہ عادت ہی باوضو رہنے کی تھی۔

عشاء کے وضو سے فجر کی نماز:

آج اگر کسی کو ہم کہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور چالیس سال یہ معمول رہا تو کئی لوگ تو حیرت سے اچھل ہی پڑتے ہیں۔ کہتے ہیں جی! چالیس سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ایک دفعہ ایک صاحب آگئے، کہنے لگے کہ جی آپ ایسی گھڑی ہوئی بات کیوں کرتے ہیں؟ میں نے پوچھا یہ بات کیوں گھڑی ہوئی ہے؟ کہنے لگا: جی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چالیس سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہو؟ کیا وہ شادی شدہ نہیں تھے؟ میں نے کہا: کیا شادی شدہ ہونے کے لیے عشا سے فجر کا وقت ضروری ہے؟ پھر یہ بتاؤ! کہ بعض دفعہ بات عرف میں کر دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک بزرگ تھے، وہ عالم بنے اور مدرسے میں پڑھانا شروع کر دیا، پینتیس سال پڑھانے کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔ تو لوگ بات کرتے ہیں کہ ساری عمر پڑھنے پڑھانے میں گزار دی۔ تو یہ عرفاً کہا جاتا ہے، اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ جمعہ کی چھٹی بھی نہیں کرتے تھے...... کبھی بیمار بھی تو ہوتے تھے...... بھائی الفاظ کو کیوں پکڑتے ہیں؟ مفہوم سمجھنے کی کوشش کریں۔

شریعت بھی عرف کو مانتی ہے۔ قرآن مجید کی ایک آیت ہے: ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: ۸۹) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے اندر ہر چیز کی رہنمائی ہے۔ اب میں کُلِّ کے لفظ کو پکڑ کر بیٹھ جاؤں کہ جی قرآن مجید کے اندر انجینئرنگ بھی ہے، ڈاکٹری بھی ہے، ہومیو پیتھک بھی ہے۔ کیونکہ ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ کا لفظ

www.besturdubooks.wordpress.com

آ گیا ہے۔ تو کہیں گے: بیوقوف انسان! ہدایت کے لیے جن اصولوں کی ضرورت ہے وہ کل رہنمائی اس کے اندر موجود ہے۔ کل کے لفظ کو مت پکڑو عرف کو سمجھو۔

ملکۂ بلقیس ایک ملکہ تھی۔ قرآن مجید نے کہا:

﴿وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (النمل: ۲۳)

''ہر چیز اس کے پاس تھی''

اب کوئی پوچھے کہ کیا ریفریجریٹر تھا...... ائر کنڈیشنر تھا...... لینڈ کروزر گاڑی تھی...... ہوائی جہاز تھا؟؟ او جی! قرآن جو کہہ رہا ہے ﴿كُلِّ شَيْءٍ﴾ ہر چیز اس کے پاس تھی۔ تو اسے کہیں گے: بے وقوف انسان! اس کا یہ معنی ہے کہ اس زمانے میں جو کچھ بادشاہوں کے پاس ہوا کرتا تھا، وہ سب کچھ اس کے پاس موجود تھا۔ لیکن لفظ کُل کا لگا دیا۔ اصول بھی ہے کہ لِلْأَكْثَرِ حُكْمُ الْكُلِّ اکثر کے لیے کُل کا حکم لگا دیتے ہیں۔

اسی طرح اگر یہ کہہ دیا جائے کہ چالیس سال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول رہا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ درمیان میں کبھی وضو ٹوٹا نہیں ہوگا، یا ضرورت نہیں پڑی ہو گی یا بیمار نہیں ہوئے ہوں گے۔ یہ تو زندگی کا ایک معمول بتایا جاتا ہے۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا دوامِ وضو:

جو لوگ اللہ والوں کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں ان کو اس کا تجربہ بھی ہو جاتا ہے۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تقریباً نوے سال تھی۔ ایک مرتبہ اس عاجز کو رمضان کے مہینے میں ان کی خدمت کا موقع ملا۔ مری میں ایک مسجد ہے، جہاں پر رمضان شریف کے آخری عشرے میں قرأت کانفرنس کروائی جاتی ہے۔ پورے ملک سے قراء کو بلایا جاتا ہے۔ ہمارے حضرت تو پھر قرآن کے عاشق تھے، ہماری خوش نصیبی کہ ہم حضرت کی خدمت میں وہاں موجود تھے۔

حضرت نے مغرب کی نماز کے بعد کھانا کھایا، پھر وضو فرمایا اور وضو فرمانے کے بعد کہنے لگے کہ بھئی! جلدی مسجد چلو! مجھے آگے جگہ لینی ہے۔ ابھی آدھا پونا گھنٹہ عشاء میں باقی تھا۔ وہ ہماری طرح نہیں تھے کہ منٹوں کو بیٹھے دیکھ رہے ہوتے کہ ابھی تین منٹ باقی ہیں...... دو منٹ باقی ہیں...... پونا گھنٹہ پہلے چلے گئے۔ پہلے انتظار میں بیٹھے رہے۔

آج کل نماز کے انتظار میں بیٹھنے والی سنت کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کل یہ ختم ہوتی جارہی ہے۔ نوجوانوں کو دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ابھی تو جماعت میں پانچ منٹ ہیں۔ پانچ منٹ ہیں تو اندر جا کر بیٹھو! ذکر کرو! تلاوت کرو! مگر شیطان ایسا بہکا دیتا ہے کہ بیٹھے ہیں مسجد کے دروازے پر کبھی سیاست کی باتیں...... کبھی غیبت کی باتیں...... اندر نہیں جاتے۔

تو حضرت وہاں آدھا گھنٹہ پہلے تشریف لے گئے! اور جا کر حضرت نے عشا کی نماز ادا کی۔ پھر تراویح میں قرآن سنا۔ پھر قرآن کا نفرنس شروع ہوئی۔ تو مختلف قرا نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ حضرت تو ایسے خوش تھے جیسے بچے عید کے دن خوش ہوتے ہیں۔ اتنی لمبی محفل چلی کہ سحری کا وقت ختم ہونے میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا۔ تو مسجد کمیٹی نے اعلان کروایا کہ بھئی! اب مجلس ختم ہوتی ہے، سب کے کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے، صحن میں دسترخوان بچھا دیا گیا ہے، ایک گھنٹہ باقی ہے، سب اٹھیں اور سحری کر لیں۔ تو یہ عاجز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کہ شاید حضرت کمرے میں جائیں گے، وضو تازہ کریں گے کیونکہ ساری رات ہی گزر گئی۔ حضرت کے قریب جا کر پوچھا: حضرت! آپ کمرے میں وضو تازہ کرنے جائیں گے؟ حضرت نے فرمایا: نہیں۔ عاجز پیچھے ہٹ گیا۔ حضرت نے وہیں عوام الناس کے ساتھ

دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اب دیکھیں کہ شوگر کا مریض..... نوے سال کی عمر.... مغرب کا وضو..... اور سحری مسجد میں ہو رہی ہے۔ جب سحری کر لی تو کھانے کے بعد تو نوجوانوں کو بھی ضرورت پڑتی ہے وضو کرنے کی۔ چنانچہ میں پھر قریب گیا، حضرت! اب تو آپ نے کھانا کھایا، وضو کے لیے تشریف لے جائیں گے؟ حضرت نے میری طرف دیکھا اور پھر فرمایا: ”میرا وضو کوئی کچا دھاگا ہے؟“ عاجز خاموش ہو گیا۔

اب اس کے بعد فجر کا وقت ہو گیا۔ رمضان المبارک میں عام طور پر فجر کی نماز اول وقت میں پڑھی جاتی ہے، چونکہ لوگ جاگ رہے ہوتے ہیں، اگر اسفار کا انتظار کریں تو شیطان لوگوں کے فرض ہی قضا کروا دے گا۔ میٹھی نیند سلا دے گا۔ پیٹ جب بھرا ہوتا ہے تو نیند بھی خوب آتی ہے۔ لہٰذا اول وقت میں نماز ادا کر لیتے ہیں، یوں اس سنت پر بھی عمل نصیب ہو جاتا ہے۔ تو اول وقت میں نماز ہوئی۔ اس عاجز کا خیال تھا کہ حضرت بس سلام پھیرتے ہی کہیں گے کہ چلو گھر چلیں۔ حضرت نے سلام پھیرا اور اٹھ کر منبر کے اوپر بیٹھ گئے اور قرا حضرات کو فرمانے لگے: ”ساری رات تم نے قرآن پڑھا، اب میں تمہیں قرآن سناؤں گا“ اللہ اکبر! اور ہمارے حضرت کا صبح کا درسِ قرآن تو معروف تھا۔ درس قضا نہیں ہونے دیتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ مجھے اسی پر تو روزینہ ملتا ہے۔ جہاں ہوتے تھے درسِ قرآن پکا ہوتا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ جیسے رمضان المبارک میں جماعت کے لوگ کتاب کی تعلیم کرواتے ہیں اسی طرح دو چار منٹ کی کچھ بات کر دیں گے۔ لیکن نہیں! حضرت نے تو بھرپور درسِ قرآن دیا۔ کہا کہ دیکھو! تم سب قرا ہو، عالم ہو، مجھے کسی آیت کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں فقط آیتیں پڑھوں گا۔ اب حضرت ایک آیت پڑھ دیتے..... پھر دوسری آیت اس کے مؤید کے لیے..... پھر تیسری آیت..... پھر چوتھی آیت.....

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر اس کا مضمون ملا رہے ہیں، یا اللہ! عجیب قرآن مجید کے اندر ڈوبے ہوئے بیان کر رہے تھے! اتنا لمبا بیان کیا کہ اشراق کا وقت ہو گیا۔ اور مجال ہے کہ مجمع میں سے کوئی اٹھ کر گیا ہو۔ آج ہمارے تو درس قرآن ہوتے ہیں کہ آدھے لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں یا اونگھ رہے ہوتے ہیں اور حضرت کے درس قرآن میں تو چڑیا کو پر مارنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ بالکل کسی کو آنکھ بند نہیں کرنے دیتے تھے۔ اب جب اشراق کا وقت ہوا تو حضرت نے درس ختم کیا اور اشراق کے نوافل پڑھے اور پھر اس عاجز کے ساتھ کمرے میں آئے اور آ کر وضو کی دوبارہ تجدید کی۔ لوگ عشا کے وضو سے فجر کی نماز کی باتیں کرتے پھرتے ہیں، ہم نے اپنی زندگی میں اپنے بزرگوں کو نوے سال کی عمر میں... شوگر کی بیماری کے ساتھ.... مغرب کے بعد کے وضو سے اشراق کی نماز خود پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ کیا چیز ہے؟ یہ اصل میں تو اللہ کی طرف سے توفیق ملتی ہے، اللہ تعالیٰ توفیق دے دیتے ہیں۔ جب انسان عادت بنا لیتا ہے دو گھنٹے، چھ گھنٹے، آٹھ گھنٹے دس گھنٹے باوضو رہنا کوئی مشکل نظر نہیں آتا۔

توفیق اللہ کی طرف سے ہے:

ہم کتنے نوجوانوں کو جانتے ہیں کہ جو صبح دفتر جاتے ہوئے وضو کر کے اشراق کی نماز پڑھ کر جاتے ہیں اور اسی وضو سے عشا کی نماز ادا کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! انسان جس میدان میں قدم رکھتا ہے پھر اس کی حقیقتیں کھلتی ہیں۔ اس کا تعلق اصل میں توفیق کے ساتھ ہے۔ جب آپ نیت کریں گے، کوشش شروع کریں گے، دعائیں مانگیں گے پھر اللہ تعالیٰ آسان کر دیں گے۔ اور باوضو رہنے کی برکتیں آپ پائیں گے۔ ایک نور دل میں محسوس ہوگا، انابت الی اللہ، رجوع الی اللہ کی کیفیت دل میں محسوس ہوگی۔ چونکہ آپ باوضو ہوں گے۔

(۲) مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا

دوسری بات یہ ہے کہ اپنی زندگی میں مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں۔ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ مختلف چیزوں سے نفع اٹھانے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ آگ سے نفع لینے کے طریقے اور ہیں، ہوا سے نفع لینے کے طریقے اور ہیں، پانی سے نفع لینے کے طریقے اور ہیں۔ ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ذات جو زمین و آسمان کے خزانوں کی مالک ہے، اس اللہ کی ذات سے نفع لینے کے طریقے کیا ہیں؟ اس بات کو سمجھانے کے لیے انبیائے کرام دنیا میں تشریف لائے۔ نبی علیہ السلام یہ بات سمجھانے کے لیے تشریف لائے کہ لوگو! اگر تم میرے طریقے پر چلو گے تو اللہ کے خزانوں سے سب سے زیادہ نفع اٹھانے والے تم بن جاؤ گے۔ چنانچہ اللہ کے حبیب ﷺ نے اعمال سکھائے۔ ایسی دعائیں سکھائیں کہ جن کو انسان مانگے تو اللہ کے خزانوں سے بے حساب ملتا ہے، امیدوں سے بڑھ کر ملتا ہے۔

مسنون دعاؤں کے الفاظ پر عقلِ انسانی کی رسائی ناممکن:

یہ یاد رکھیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے ایسی ایسی دعائیں مانگی ہیں کہ قسم اٹھا کر کہا جا سکتا ہے کہ اگر نبی علیہ السلام نے وہ دعائیں نہ سکھائی ہوتیں تو انسانی عقل کی اتنی پرواز ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ وہ ایسا مضمون سوچ سکتی۔ انسان اپنی عقل سے وہ مضمون سوچ ہی نہیں سکتا تھا، ایسی ایسی دعائیں اللہ کے حبیب ﷺ نے مانگیں۔ جیسے

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ﴾ (مسند احمد: ۱۷۵۹)

کیسی عجیب دعا ہے! سبحان اللہ!

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طائف سے جب واپس تشریف لائے اور اس وقت ان کو جو رنج اور تکلیف اٹھانی پڑی تو آپ کے پیش نظر انہوں نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی عَدُوٍّ یَتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی قَرِیْبٍ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ تَکُنْ سَاخِطًا عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَضَاءَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ وَاَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ عَلَیَّ سَخَطَکَ اَوْ تُحِلَّ عَلَیَّ غَضَبَکَ وَلَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ (کنز العمال ۳۶۱۳)

سبحان اللہ! ایسی دعا ہے کہ انسان کی عقل گھٹنے ٹیک دیتی ہے۔

یہ دعائیں احادیث کے اندر موجود ہیں، کتابوں کے اندر موجود ہیں۔ چھوٹی چھوٹی کتابیں آتی ہیں۔ ان کو کہتے ہیں: پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں۔ تو کوئی ایسی کتاب لے لیں، بلکہ ایک کی بجائے کئی کتابیں لے لیں۔ جہاں کوئی مسنون دعا ملے اس کو یاد کر لیں اور اس مسنون دعا کو پھر اپنے وقت پر پڑھنے کی کوشش کریں۔ مثلاً سونے سے پہلے کی دعا...... جاگنے کے بعد کی دعا...... بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے کی دعا...... باہر نکلنے کی دعا...... وضو کی دعائیں...... کپڑے بدلنے کی دعائیں...... آئینے میں چہرہ دیکھنے کی دعا...... کسی بیمار کو دیکھنے کی دعا...... آذان سن کر پڑھنے کی دعا...... آذان کے بعد کی دعا...... بادل گرجے تو اس کی دعا...... چاند پر نظر پڑے تو اس کی دعا...... بہت ساری دعائیں ہیں۔ ان تمام دعاؤں کو یاد کر لیں۔ عورتوں کو بھی یاد کروائیں، بچوں کو بھی یاد کروائیں۔ جو بچے پانچ سال یا

www.besturdubooks.wordpress.com

اس سے اوپر کی عمر کے ہو جائیں سب کو دعائیں یاد کروائیں۔ انعام متعین کریں کہ بھئی ایک دعا پر آپ کو اتنا انعام دیں گے۔ یہ تو مختصری دعائیں ہیں بچے بھی یاد کر لیتے ہیں۔ پھر ان کو پڑھنے کی عادت ڈال دیں۔ ان دعاؤں میں ایسی ایسی برکتیں ہیں کہ انسان ان کے علاوہ ویسی دعائیں مانگ ہی نہیں سکتا۔ تو کتنا مزا ہے کہ ان دعاؤں کو مانگیں گے تو خود بخود وہ نعمتیں بھی مل جائیں گی۔

مسنون دعاؤں سے نورِ نسبت کا حصول:

پھر ایک اور بات یہ کہ انسان چاہتا ہے کہ سارا دن میری توجہ اللہ کی طرف رہے۔ اس کو کہتے ہیں: انابت الی اللہ..... رجوع الی اللہ..... ذکر اللہ..... اس کے لیے سب سے زیادہ بہترین عمل دعاؤں کو باقاعدگی سے پڑھنا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے مسنون دعاؤں کی پابندی سے نسبت کے نور کو حاصل کیا ہے، یہ دعائیں اس قدر فائدہ مند ہیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں:

"واہ پیا جانے یا راہ پیا جانے"

(واسطہ پڑنے سے پتہ چلتا یا راستے پر چلنے سے پتہ چلتا ہے)

انسان اس راستے پر چلتا ہے تو تب سمجھ لگتی ہے کہ یہ دعائیں باطنی طور پر کس قدر انسان کو فائدہ دیتی ہیں۔

موقع پر دعا کا یاد نہ آنا ایک مصیبت ہے:

بہت سارے لوگوں کو دیکھا کہ ان کو دعائیں یاد نہیں ہوتیں۔ جن کو یاد نہیں وہ یاد کرنے کی نیت کر لیں۔ اور بہت سارے سالکین ایسے بھی ہوتے ہیں کہ دعائیں تو یاد ہوتی ہیں پڑھنا یاد نہیں رہتیں۔ اگر کسی بندے کو دعائیں یاد ہیں اور موقع پر پڑھنی یاد

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں آئیں تو

فَإِنَّهَا مِنْ أَعْظَمِ الْمَصَائِبِ

''یہ بہت بڑی مصیبت ہے''

یہ علامت ہے اس بات کی کہ اس بندے کی توفیق اللہ کی طرف سے سلب ہو چکی ہے۔ اب اس کے لیے اللہ سے توفیق مانگیں! تہجد میں مانگیں ..... نفلوں میں مانگیں..... روئیں گڑگڑائیں..... اللہ کو منائیں ..... میرے مولا مجھے دعائیں یاد ہیں، موقع پر یاد نہیں آتیں، اب موقع پر مجھے آپ یاد دلا دیں۔ میرا دل ایسا بنا دیں کہ دل مجھے الارم دے دے۔ مجھے ایسی فطرت دے دیجیے کہ آنکھ کھلے تو دعا پڑھوں...... اٹھوں تو دعا پڑھوں..... جوتا پہنوں تو دعا پڑھوں..... کوئی کام کروں تو دعا پڑھوں ......بس دعا ہر وقت میری زبان پر ہو۔ اس کا تعلق یقظہ کے ساتھ ہے، غفلت کے ساتھ نہیں ہے۔ ہماری زندگی چونکہ گناہوں کی وجہ سے غفلت میں ہے اس لیے ہمیں یاد ہی نہیں آتیں۔ جب غفلت کے بادل چھٹیں گے اور یقظہ کی کیفیت میں انسان آئے گا پھر اس کو خود بخود، دل کے اندر الارم فٹ ہوتا ہے، وہ بتا دیتا ہے کہ اب یہ دعا پڑھنی ہے، اب یہ پڑھنی ہے..... سارا دن دعائیں پڑھتے گزر جاتا ہے۔

مسنون دعاؤں کی برکت سے شیطان سے حفاظت:

آپ دیکھیں گے کہ ان دعاؤں کی پابندی سے پہلے اور بعد کی زندگی میں آپ کو واضح فرق نظر آئے گا۔ کتنی ایسی مصیبتیں ہیں کہ ان دعاؤں کی وجہ سے انسان بچ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر: حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک بندہ جو گھر میں داخل ہونے لگتا ہے تو شیطان بھی اس کے ساتھ اندر داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ شیطان انسان کے ساتھ متعین ہوتا ہے، جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو رہا ہوتا ہے تو وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بدبخت بھی داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ مسنون دعا پڑھ کر گھر میں داخل ہو اور اہل خانہ کو دیکھ کر مسکرائے اور سلام کہے تو شیطان کہتا ہے: میرے لیے اس گھر میں نہ داخلہ ہے، نہ میرے لیے رزق ہے۔ وہیں سے واپس چلا جاتا ہے۔ اب مسنون دعا نہ پڑھنے کی وجہ سے شیطان کو تو ہم خود گھر لے کر آتے ہیں۔ پھر وہ آ کر بیٹے کو بہکائے کہ سوئے ہوئے ہو، سوئے رہو! نیند سے اٹھنا مشکل ہو جائے تو پھر لڑتے کیوں ہیں کہ فجر کی نماز نہیں پڑھتا؟ اگر وہ بیٹی کو ورغلائے اور کہے کہ اطرنیٹ پر بیٹھو تو بیٹی سے کیا گلا؟ اگر وہ بیوی کو ورغلائے کہ خاوند سے جھگڑا کرو تو بھئی! اس بدبخت کو لے کر تو ہم خود آئے، کیوں اسے گھر میں داخل ہونے دیا؟ آپ بتائیں کہ آپ گھر میں داخل ہونے لگیں اور کوئی اجنبی بندہ کھڑا ہو وہ آپ کے ساتھ اندر داخل ہونے لگے تو کیا آپ خاموشی سے لے آئیں گے؟ آپ اسے اندر تو نہیں لائیں گے! آپ اس سے بولیں گے کہ تو ہے کون میرے گھر میں داخل ہونے والا؟ اور ہم شیطان کو روزانہ اندر لے آتے ہیں۔ اس لیے کہ یقین نہیں بنا ہوا۔ اگر ہمارا یقین بنا ہوتا تو گھر میں قدم رکھنے سے پہلے دعا ہم لازماً پڑھتے کہ یہ بدبخت باہر رہے۔ یہ نامحرم، یہ مجرم باہر ہی رہے گھر میں داخل ہی نہ ہو کہ گھر کے لوگوں کے اندر انتشار نہ پھیلا سکے۔ آج جس گھر میں دیکھو بچوں میں لڑائیاں ہیں۔ بھائی بھائی کی نہیں بنتی..... بھائی بہن کی نہیں بنتی..... بیٹی ماں کی نہیں بنتی..... خاوند بیوی کی نہیں بنتی..... کیوں یہ لڑائیاں ہیں؟ اس لیے کہ لڑائی کرنے والے کو لے کر آتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے: ایک صحابی کھانا کھا رہے تھے، ان کو شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گئی۔ بعد میں یاد آیا تو کھانے کے درمیان میں پڑھنے والی دعا انہوں نے پڑھ لی۔ اس پر نبی ﷺ مسکرائے۔ آپ کے دندان نظر آئے تو صحابہ نے پوچھا: اے

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے نبی ﷺ! آپ کیوں مسکرائے؟ فرمایا کہ اس نے دعا پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیا تھا اور اس کے ساتھ شیطان شامل ہو گیا تھا۔ اب اس نے دعا پڑھی تو شیطان نے جو کھایا تھا وہ اگل دیا۔

حدیث کے اس مضمون کا کیا مطلب ہے؟ یہ نہیں کہ کھانا شیطان نے کھا لیا اور آپ کی روٹی کم ہو گئی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جو کھانا بغیر دعا کے کھایا اس کھانے میں شیطانی تاثیر آپ کے اندر داخل ہو گئی۔ اب جب ہم دعا کے بغیر کھانا کھائیں گے تو وہ کھانا جا کر جسم کے اندر شہوت بیدار کرے گا، اس شہوت کو اس وقت تک کچھ نہ کچھ ہوتا رہے گا جب تک کہ شہوت کو انسان پورا نہیں کر لیتا۔ پھر کہتے ہیں جی نظر کنٹرول میں نہیں رہتی۔ بھئی کیسے نظر کنٹرول میں رہے، کھایا جو وہ کہ اس سے شیطانی تاثیر اندر گئی۔ بھئی اگر کھانے میں فیٹ شامل ہو وہ جا کر دل کی شریانوں کو بلاک کر سکتی ہے تو جس کھانے کے ساتھ ظلمت جا رہی ہے کیا انسان کے دل کو وہ ظلمت والا نہیں بنا سکتی۔ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو باقاعدہ ہمیشہ دسترخوان پر کھانے سے پہلے دعا کرتے ہیں الا ماشاء اللہ۔

باخدا بننے کے لیے مسنون دعاؤں کا اہتمام ضروری ہے:

عوام الناس کی تو بات کیا کرنا، بعض دینی وضع قطع رکھنے والے صوفی صافی لوگوں کو بھی دعائیں نہیں یاد ہوتیں۔ اگر باخدا بن کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو دعاؤں کو اہتمام کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ ہر وقت کی دعا ہے، سونے جاگنے کی دعا..... کھانے پینے کی دعا..... گھر آنے جانے کی دعا۔ فلاں دعا۔ ہر ہر موقع کی دعا انسان باقاعدہ پڑھنے والا بنے۔ حتیٰ کہ یہ زندگی کا حصہ بن جائے۔ دعاؤں کی پابندی کے بعد آپ کو یہ شکوہ نہیں رہے گا کہ وقوف قلبی نہیں رہتا۔ وقوف قلبی آٹو میٹک ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے گا۔ ہمارے بزرگوں نے جو کہا کہ وقوفِ قلبی کا خیال رکھو تو اصل میں مسنون دعاؤں کے لیے ہی تو کہا کہ تمہیں یاد رہیں اور پڑھتے رہو۔

(۳) گفتگو میں تسبیح و تحمید کے کلمات کو استعمال کرنا

پھر کچھ ایسے کلمات ہیں جن کے احادیث میں بہت فضائل ہیں۔ وہ ہمیں اپنی گفتگو میں استعمال کرنے چاہئیں اور ہم نہیں کرتے۔ عادت بنانی چاہیے اور وہ نہیں بنی۔ نہ ہمیں ماں نے بتایا ہے، نہ باپ نے بتایا، نہ کسی بڑے نے، تو ہماری زبان پر گفتگو میں وہ الفاظ ہیں ہی نہیں۔ آپ بتائیں کہ کتنے لوگ ہیں جو "الحمدللہ"، "سبحان اللہ" کا لفظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں؟

...... الحمدللہ! میں تکبیرِ اولیٰ میں پہنچ گیا۔

...... الحمدللہ! میں وقت پر دفتر پہنچ گیا۔

...... الحمدللہ! آج وقت پر ناشتہ لگ گیا۔

ہر کام اگر وقت پر ہو جاتا ہے تو کسی کی عنایت شاملِ حال ہوتی ہے تو ہوتا ہے! تو ہم کیوں الحمدللہ نہیں کہتے؟ اس لیے کہ یاد نہیں ہوتا۔ اگر یہ اپنے وقت پر نہ ہوتا ہمارے لیے مصیبت بنتا۔ اب اگر مصیبت نہیں بنا تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اسی طرح "سبحان اللہ" کا لفظ نہیں کہتے۔

...... سبحان اللہ! آج تو گھر میں کھانا بہت ہی اچھا بنا ہوا تھا۔

...... سبحان اللہ! آج تو بچے نے کلاس کے اندر بڑے اچھے نمبر لیے۔

سبحان اللہ کے لفظ کو کثرت سے بولیں۔

اسی طرح ایک کلمہ ہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ جب ذہن میں کوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطانی خیال آئے، شہوانی خیال آئے، تو اس مصیبت سے بچنے کے لیے یہ پڑھے اور پھر شیطان کو وہاں سے بھاگتا دیکھیں۔

بعض بزرگ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا کرتے تھے۔ وہ بھی انسان کو شیطان سے بچانے کے لیے تیر بہدف ہے۔

بسم اللہ کا لفظ ہماری زندگی میں بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ حالانکہ

......دروازہ کھولیں تو بسم اللہ۔

......کھانا کھانے لگیں تو بسم اللہ۔

......ہاتھ دھوئیں تو بسم اللہ۔

کوئی اچھا کام جو ہم کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ سے اس کی ابتدا کریں۔

بسم اللہ کا معنی ہے اللہ کے نام کے ساتھ اور مفسرین نے لکھا کہ عربی کے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہوتے ہیں۔ بعض علما نے فرمایا کہ بسم اللہ میں "با" تبرک کے لیے ہے۔ تو ترجمہ بنے گا: "اللہ کے نام کی برکت کے ساتھ"۔ اور حدیث پاک ہے کہ جو بندہ کسی اچھے کام کو میرے نام کے ساتھ شروع کرے گا، میں اس کام میں برکتیں عطا کر دوں گا۔ ہم جو کہتے ہیں کہ ہمارے کاموں میں برکت نہیں، یہ اس لیے کہتے ہیں کہ ہم بسم اللہ نہیں پڑھتے۔

چھوٹے بچوں کو بھی کلمات کی عادت ڈالیں:

بسم اللہ...... الحمد للہ...... سبحان اللہ...... اللہ اکبر...... لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ان کو ہمیں اپنی گفتگو میں استعمال کی عادت ڈالیں اور چھوٹے بچوں کو بھی سکھائیں۔ اگر بچہ کسی وقت ماں باپ کی بات نہ مانے، غصے میں آ جائے شور مچانا شروع کر دے تو کہیں کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ لو! وہ پوچھے گا: کیوں؟ آپ کہیں: شیطان

www.besturdubooks.wordpress.com

آ گیا ہے۔

ہم نے ایک چھوٹی بچی کو یہی بات سکھائی۔ کبھی ضد کرنے لگتی، رونے لگتی یا پریشان کرتی تو ماں باپ کو پتہ تو چل جاتا ہے، ہم کہتے: پڑھو! پڑھو! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھو! ۔ وہ پوچھتی: دادا ابو! شیطان آ گیا ہے؟۔ کہتے: ہاں شیطان آ گیا ہے۔ وہ بالکل نارمل ہو جاتی۔ اور ایک دفعہ سفر میں تھی اور اندازہ ہوا کہ اب اس کا تنگ کرنے کا موڈ ہے، تو جونہی رونے لگی۔ میں نے کہا: اعوذ باللہ پڑھو! ..... اعوذ باللہ پڑھو! کہنے لگی: دادا ابو! کالا شیطان آ گیا تھا؟ اب چھوٹی سی بچی بھی فرق محسوس کر رہی ہے کہ آج مجھے غصہ زیادہ تھا۔ تو بچوں کو بچپن سے سکھائیں تاکہ ان کو کہنے کی عادت پڑے۔

جَزَاکَ اللّٰہُ کی عادت

اسی طرح کسی سے کچھ فائدہ یا راحت پہنچے تو اردو میں ''شکریہ'' کا لفظ ہے، عربی میں جَزَاکَ اللّٰہُ کہتے ہیں، عورت ہو تو جَزَاکِ اللّٰہُ کہے۔ کسی سے تھوڑا سا بھی فائدہ پہنچے تو جَزَاکَ اللّٰہُ کہیں۔ یہ الفاظ ہماری زبانوں پر بہت کم آتے ہیں۔

زیور میں نگینے:

ہمیں اپنی گفتگو کے اندر ان الفاظ کو کثرت سے استعمال کرنا چاہیے۔ یہ الفاظ استعمال کریں گے آپ کی گفتگو ایسی ہوگی جیسے کوئی سونے کا زیور ہوتا ہے اور اس میں نگینے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ ''سبحان اللہ'' ''الحمد للہ'' کے الفاظ آپ کی گفتگو کے زیور میں جڑے ہوں گے۔ نامۂ اعمال قیامت کے دن بھاری ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے:

﴿اَلتَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَانِ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَؤُہٗ﴾

(کنز العمال: ۱/۴۴۲، رقم: ۲۰۰۱)

"سبحان اللہ" نصف میزان کو بھر دیتا ہے اور "الحمد للہ" پورے کے پورے میزان کو بھر دیتا ہے۔

بھئی ہم نے تو دنیا کے امتحانوں میں دیکھا کہ

......ایک نمبر پر فرسٹ ڈویژن مل گئی۔

......ایک نمبر سے فرسٹ ڈویژن سے رہ گئے۔

......ایک نمبر سے ممتاز آنے سے رہ گئے۔

......ایک نمبر سے فیل ہو گئے۔

......ایک ووٹ سے کامیاب ہو گئے۔

اگر ایک نمبر اور ایک ووٹ زیادہ ہونے کی اتنی اہمیت ہے تو قیامت کے دن کتنے لوگ ہوں گے جو ایک نیکی زیادہ ہونے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ اور ہم گفتگو کے ذریعے سے روزانہ لاکھوں نیکیاں کما سکتے ہیں۔ عادت ہونی چاہیے۔ صوفی کا مطلب یہ تو نہیں کہ بس ہر وقت فقط تسبیح پکڑ کر بیٹھا رہے کہ بس منکے پڑھتا۔ صوفی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی زندگی سنت کے مطابق ہو جائے، اس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا ہر چیز نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق ہو جائے۔

(۴) قرآن پاک کا کچھ حصہ یاد کرنا اور تلاوت کرنا

قرآن پاک محبوب کا کلام ہے اپنے بندے کے نام ہے، اس کی تلاوت سے کچھ شغف ہونا چاہیے اور اس کا کچھ حصہ ایک سالک کو زبانی یاد ہونا چاہیے۔

فضیلت والی سورتوں کو یاد کرنا:

قرآن پاک میں کچھ فضائل والی سورتیں ہیں، جن کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تذکرہ

فرمایا۔

جیسے سورۂ یٰس ہے...... جس کو قرآن پاک کا دل کہا گیا۔

سورہ ملک ہے...... نبی علیہ السلام نے فرمایا:

قرآن مجید میں ایک سورۃ ہے جو تیس آیات کی ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ یہ میرے ہر امتی کے دل میں ہو۔

اب نبی علیہ السلام کا یہ Wish (تمنا) کرنا تو ہمارے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہونا چاہیے۔ کیا ہم اتنے گئے گزرے امتی ہیں کہ ہم نبی علیہ السلام کی اس تمنا کو پورا ہی نہیں کر سکتے۔ تیس آیتیں یاد کرنا کون سا مشکل کام ہے؟ ان پڑھ بندہ بھی شروع کر دے، ایک آیت روز یاد کرے تو ایک مہینے میں پوری سورت مکمل یاد کر لے گا۔ لیکن یہ ایم ایس سی لوگوں کو بھی یاد نہیں...... ڈاکٹروں اور انجینئروں کو بھی یاد نہیں...... اس لیے کہ توجہ جو نہیں ہوئی اس طرف، واسطہ جو نہیں پڑا اس سے۔ تو ایک ایک آیت یاد کرتے کرتے آپ ایک مہینے میں سورۂ ملک یاد کر لیں گے۔ ہمارے اکابر رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے، جب تک سورۂ ملک کو نہیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

......اسی طرح سورہ نبا کی فضیلت آئی ہے۔

......سورہ واقعہ کی فضیلت آئی ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی بیٹیوں کو سورۂ واقعہ یاد کروا دی ہے، وہ روزانہ پڑھتی ہیں، مجھے ان کے رزق کی کوئی پریشانی نہیں۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ روزانہ سورۂ واقعہ پڑھ لیتا ہے، اللہ اس کو رزق کی تنگی سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔ اب آج کتنے بندے ہیں جو رزق سے تنگ ہیں مگر سورۂ واقعہ باقاعدگی سے پڑھنے کی عادت نہیں ہے۔ تو مختلف اوقات میں مختلف سورتوں کی فضائل مختلف ہیں کہ

عصر کے بعد کیا پڑھنا ہے؟

صبح میں کیا پڑھنا ہے؟

شام میں کیا پڑھنا ہے؟

مغرب عشاء کے درمیان کیا پڑھنا ہے؟

سورۂ الم سجدہ...... سورۂ دخان...... اور فلاں، فلاں ..... مختلف سورتیں ہیں جن کو ہمیں یاد کرنا اور پڑھنا چاہیے۔

آخری تین پاروں کو یاد کرنا:

اگر کسی کا ذہن قرآن مجید یاد کرنے میں اچھا چلتا ہو تو پھر مشورہ یہ ہے کہ اس کو آخری تین پارے یاد کر لینے چاہئیں۔ کئی لوگ ذہین ہوتے ہیں..... دفتروں میں کام کرتے ہیں، فیکٹریاں چلاتے ہیں، بزنس چلاتے ہیں۔ اگر اللہ نے آپ کو اتنا ذہن دیا ہے تو اس ذہن سے فائدہ اٹھائیں اور آخری تین پارے یاد کر لیں۔ اس لیے کہ آخری تین پاروں کی سورتیں چھوٹی چھوٹی ہیں، لہٰذا یاد کرنا آسان ہوتا ہے۔ اور اگر پھر اگر رات کو انسان کو جاگنے کی توفیق ملے تو تہجد میں پڑھنا بھی آسان۔ آپ کسی ایسی جگہ پر ہیں کہ قرآن پاک بھی پاس نہیں اور تلاوت کرنا چاہتے ہیں تو یہ تین پارے پڑھ سکتے ہیں۔ تو آخری تین پارے تو ہر بندہ یاد کرنے کی کوشش کرے، مرد ہو یا عورت ہو۔

مکمل قرآن پاک کو یاد کرنا:

اگر آپ نے تین پارے بھی یاد کر لیے تو اب آپ مشورہ کر لیں، اپنے استاد سے شیخ سے کہ جی میں نے آسانی سے یاد کر لیے ہیں۔ تو اگر Attitude (میلان) بھی ہے اور Memory (یادداشت) بھی اچھی ہے، ذوق و شوق بھی ہے تو اب پورا

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن پاک حفظ کرنے کی بھی نیت کر سکتے ہیں۔ ہم نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے کہ چالیس سال میں حافظ..... پچاس سال میں حافظ..... ساٹھ سال میں حافظ بنے۔ بلکہ ایک دفعہ ایک صاحب نے ہمیں دستار بندی کے لیے بلایا کہ آپ نے میری دستار بندی کروانی ہے۔ جب یہ عاجز ان کے حفظ مکمل کرنے پر دستار بندی کے لیے گیا تو مجھے ان کے پورے جسم کے اوپر کوئی کالا بال نظر نہیں آتا تھا۔ اس عمر میں انہوں نے قرآن پاک حفظ کر لیا۔

(۵) خاموش رہنے کی عادت اختیار کرنا

سالک میں ایک بات یہ ہونی چاہیے کہ اپنی زندگی میں خاموش رہنے کی عادت ڈالے۔ آج کے دور میں یہ عادت بہت کم ہے۔ جس کو دیکھو ہر وقت ٹرٹر کی عادت میں مبتلا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ صحابہ کو خطبہ جہاد دیا۔ میں نے اس کے الفاظ گنے تو وہ کوئی ڈیڑھ سو کے قریب الفاظ تھے۔ ڈیڑھ سو الفاظ سے تو ہمارے بیان کی ابتداہی شروع نہیں ہوتی، مضمون پہ ہی نہیں آتے۔

ہمارے اکابر روزانہ جو بولتے تھے اس کو لکھ لیتے تھے۔ ہم اپنا بولا لکھنے بیٹھیں تو رجسٹر پورے کا پورا روز ہی بھر جائے، اتنا بولتے ہیں۔ ؎

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

جو اہل ظرف ہوتے ہیں وہ خاموش ہوتے ہیں۔

کم بولنے کا طریقہ:

کم گوئی کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خود سے مت بولیں۔ ایک ہوتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ضروریات کی چیزوں کے لیے بولنا، وہ تو بولنا ہی ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے ویسے ہی گفتگو کرنا۔ تو گفتگو آپ خود سے نہ کریں، آپ کی گفتگو ہمیشہ دوسرے کا جواب ہو۔ جب آپ جواب میں بولیں گے تو پھر آپ کی گفتگو بھی عبادت بن جائے گی، چونکہ آپ نے مومن کی بات کا جواب دیا۔ از خود نہ گفتگو کریں۔

اہلِ تقویٰ علما کم گو ہوتے ہیں:

آپ دیکھیں گے کہ جتنے بڑے بڑے متقی حضرات ہوتے ہیں، تقویٰ والے ہوتے ہیں، آپ ان کی صحبت میں بیٹھیں، وہ بہت کم گفتگو کریں گے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اتنا علم تھا لیکن ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ لیکن اگر کوئی ان سے دین کا مسئلہ پوچھ لیتا تو بس ذرا چھیڑ دے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے!! ایسی شرح و بسط سے گفتگو فرماتے تھے کہ انسان حیران ہوتا تھا۔

حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاموشی:

ہم نے اس کا زندہ نمونہ اپنے ایک شیخ کو دیکھا۔ میرے شیخ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ تھے۔ انہوں نے عمدۃ الفقہ کتاب بھی لکھی ہے۔ پہلی مرتبہ جب ہم بیعت ہونے کے لیے گئے تو یونیورسٹی کے کوئی پچیس تیس نوجوان ساتھ تھے۔ ان سے وہاں جا کر ملے، حضرت نے سب کو بٹھایا، شربت پلایا، پھر خاموش...... اب ہم تو ادب کی وجہ سے خاموش تھے، توقع یہ تھی کہ ہم بیٹھیں گے اور حضرت بولنا شروع کر دیں گے اور ہم وعظ و نصیحت سنیں گے، لیکن حضرت بالکل خاموش تھے۔ اتنا پتہ چلتا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت یوں سر اٹھاتے اور دائیں

سے باتیں سب کے چہرے دیکھتے اور پھر سر جھکا لیتے۔ اسی طرح بیٹھے بیٹھے خاموشی میں کوئی بیس منٹ گزر گئے تو حضرت سمجھ گئے کہ یہ ''پہلوٹی'' لوگ ہیں۔ ان کو سمجھ ہی نہیں ہے، نئے ہیں...... ناتجربہ کار ہیں...... واقف نہیں ہیں۔ اس وقت حضرت نے ایک عجیب بات کہی۔ سب کو دیکھا اور مسکرائے اور یہ الفاظ کہے: بھئی! مجھے تو اتنا بولنے کی عادت نہیں، اگر آپ لوگ آپس میں گفتگو کر لیں تو میں بھی سن لوں گا۔ یہ الفاظ کہے۔ اس پر ہمارے ایک ساتھی نے ان سے لطیفۂ قلب کے بارے میں پوچھا۔ اس کے بعد جو حضرت نے بات شروع کی تو پورے دو گھنٹے لطیفۂ قلب پہ گفتگو فرمائی۔ یہ علم اور پھر یہ خاموشی...... سبحان اللہ!۔

واقعی صحیح بات ہے، جس کا جتنا ظرف بڑا اتنا ہی وہ خاموش ہوتا ہے۔ آجکل تو ادھر ... ایک بھی بول رہا ہوتا ہے، ادھر سے دوسرا بھی بول رہا ہوتا ہے...... عادت جو ہے بولنے کی۔ لطیفہ بنا ہوا ہے کہ جب شادی ہوئی تو میں بولتا تھا بیوی سنتی تھی۔ جب اولاد ہوگئی پھر بیوی بولتی تھی میں سنتا تھا۔ جب ہم دونوں بوڑھے ہوگئے تو پھر دونوں بولتے تھے محلے والے سنتے تھے۔ تو آجکل سب ہی بول رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے خاموش رہنے کی عادت ڈالیں۔

کہے ایک جب سن لے انسان دو:

اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تو ویسے بھی خاموشی کی عادت اپنائی ہوتی ہے۔

کہے ایک جب سن لے انسان دو
خدا نے زبان ایک دی اور کان دو

اللہ نے زبان ایک دی ہے اور کان دو، اس لیے جب تم دو سنو تو پھر ایک بولو۔ کم بولنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ غیبت سے بچ جائیں گے۔ جو لوگ زیادہ بولنے کی

عادت والے ہیں، میں لکھ کر دینے کو تیار ہوں کہ ان کے لیے غیبت سے بچنا ناممکن نہیں تو مشکل بہت زیادہ ہے۔ وہ غیبت کریں گے یا غیبت سنیں گے۔ اس کبیرہ گناہ سے بچنے کا طریقہ خاموشی ہے۔ ایک چپ تے سو سکھ...... خاموش رہیں! بولیں ہی نہیں۔

بحث مباحثہ سے بچیں:

اور بحث مباحثہ سے بھی بچیں۔ جب دیکھیں کہ میری بات کو مخاطب Pick (اخذ) نہیں کر رہا۔ دلیلوں پہ آ گیا ہے...... بحث کے موڈ میں آ گیا ہے...... تو چپ کر جائیں۔ کیا ضرورت ہے بحث و مباحثہ کرنے کی؟ حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

> ”میں اس شخص کو جنت کے وسط میں گھر دلانے کی ضمانت دیتا ہوں جو بحث مباحثہ نہ کرے اگرچہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو“

اگر بندہ ابھی نہیں سمجھ رہا تو کچھ دیر کے بعد خود سمجھ جائے گا، احساس ہو جائے گا۔ تو چپ رہنے کی عادت ڈالیں اور اس خاموشی میں اپنے اللہ کو یاد کریں۔ جب دل میں اللہ کی یاد ہو تو پھر طبیعت ہی ایسی بن جاتی ہے کہ انسان کا کسی سے بات کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

(۲) محاسبۂ نفس کرنا

اپنا محاسبہ کیا کریں۔ روزانہ شام کے وقت اپنا اکاؤنٹ ضرور چیک کریں۔ جیسے دوکاندار حضرات نے حساب کے گوشوارے بنائے ہوتے ہیں تو روزانہ شام کو بیٹھ کر گوشوارے میں دیکھتے ہیں کہ نفع کتنا ہوا نقصان کتنا ہوا۔ تو ہم بھی روز کا گوشوارہ

www.besturdubooks.wordpress.com

روزانہ دیکھیں۔ اس کو فرمایا:

﴿حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا﴾ (سنن الترمذی: ۲۳۸۳)

''تم اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے''

ہم نے ایک مرتبہ دفتر کی زندگی میں دیکھا کہ اکاؤنٹ والے بھاگے پھر رہے ہیں۔ جی! فلاں رسید نہیں ہے..... فلاں واؤچر غائب ہے..... فلاں بل نہیں مل رہا۔ میں نے چیف اکاؤنٹنٹ سے پوچھا کہ مسئلہ کیا ہے؟ اس نے کہا: جی **Audit** (محاسب) والوں نے آنا ہے تو اس سے پہلے ہم انٹرنل آڈٹ کر رہے ہیں۔ اس محاسبہ کا دوسرا نام انٹرنل آڈٹ ہے کہ قیامت کے دن کے آڈٹ سے پہلے پہلے انسان اپنا آڈٹ خود ہی کر لے۔ اپنا محاسبہ کر لے۔ اس میں ایک منٹ بھی نہیں لگتا۔ بیٹھ کر اپنے اعمال کو سوچیں، اگر گناہ ہوا تو اسی وقت توبہ کریں! توبہ میں دیر نہ لگائیں۔

توبہ کا کوٹہ مقرر نہیں:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے اور ستر مرتبہ توبہ کرے تو بھی ہر مرتبہ اس کی توبہ کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ اللہ کے ہاں توبہ کے اوپر کسی تعداد کی قید نہیں ہے کہ تم زندگی میں سو دفعہ توبہ کر سکتے ہو اس کے بعد نہیں۔ تم پندرہ سو دفعہ..... تم دو ہزار دفعہ کر سکتے ہو اور پھر کوٹہ ختم۔ کروڑوں دفعہ توبہ کرو۔ کر سکتے ہو۔ کیا آپ کے سیل فون میں کوئی تعداد ہوتی ہے کہ آپ اتنے میسج ڈیلیٹ (ختم) کر سکتے ہیں؟ دن میں پانچ ڈیلیٹ کر سکتے ہیں..... دس کر سکتے ہیں..... کوئی حد نہیں ہوتی۔ جب چاہیں ڈیلیٹ کریں۔ بالکل توبہ کا یہی معاملہ کہ یہ ڈیلیٹ بٹن ہے، جب گناہ ہوا توبہ کے ذریعے ڈیلیٹ۔ نامۂ اعمال میں اس گناہ کو رہنے ہی نہ دیں۔ یہ فضائے خداوندی ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ لکھنے والے فرشتے

www.besturdubooks.wordpress.com

کو اس لیے تو دو پہر تک منع کر دیا کہ تم لکھو نہیں۔ شمالی دفتر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہو سکتا ہے یہ توبہ کر لے۔ جب پروردگار عالم فرشتے کو دو پہر تک انتظار کرواتے ہیں تو مطلب تو یہی ہوا کہ اس انٹری ہونے سے پہلے پہلے وہ توبہ کی مہلت دیتے ہیں۔ تو بندہ فوراً توبہ کرے کہ یا اللہ! میں شرمندہ ہوں، مجھے معاف کر دے، آئندہ گناہ سے بچنے کی توفیق دے دے۔ اللہ سے مانگیں۔ تو یہ محاسبہ بھی ضروری ہے۔

(۷) دین و دنیا میں ہمیشہ دین کو مقدم کرنا

زندگی میں ایسے کئی مواقع آ جاتے ہیں، ایسے اوقات آ جاتے ہیں جہاں دین اور دنیا آمنے سامنے آ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر پہلے کام کر لوں یا نماز پڑھ لوں؟ اب عورت سوچتی ہے کہ میں پہلے کام سمیٹ لوں پھر پڑھ لوں گی اور کام سمیٹتے سمیٹتے نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اصول یاد رکھیں جب کبھی ایسا وقت آئے کہ جس میں دین اور دنیا ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں Choice (اختیار) ایک کو کرنا ہو تو دین کو مقدم رکھیں۔ اس چیز کی عادت بنا لیں۔

آخری نماز سے محرومی:

ایک دفعہ ہم لوگ پشاور سے آ رہے تھے۔ ایک جگہ پر نماز کے لیے رکے تو پیچھے سے ایک گاڑی میں اور بھی لوگ آ گئے۔ چار پانچ نوجوان تھے، انہوں نے بھی بریک لگائی کہ نماز پڑھتے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا یار! ابھی بڑا وقت پڑا ہے آگے جا کر پڑھ لیں گے۔ لگی ہوئی بریک پر انہوں نے گاڑی چلائی اور چل پڑے۔ ہم نے وہاں نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر جب ہم نے دوبارہ سفر کرنا شروع کیا تو کوئی پانچ کلو میٹر پر ہم نے دیکھا کہ ان کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ پتہ نہیں کتنوں کی وفات ہو گئی؟ تو آخری

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت کی نماز نہ پڑھ سکے۔ بہر حال تو لگائی تھی، نماز پڑھ لیتے، دین کو مقدم کرتے، یہ جو شیطان اس وقت ذہن میں شطوگڑا چھوڑ دیتا ہے کہ پھر کر لیں گے، آگے کا کیا پتہ کیا پیش آ جائے؟ دین و دنیا جہاں آمنے سامنے آ جائیں تو دین کو مقدم رکھیں! ہماری دنیا کا اللہ حافظ ہوگا۔

دین کو فوقیت دینے سے سب کام آسان:

ایک عرب کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے کھیت کو پانی دینے کی باری تھی اور جمعہ کا وقت بھی تھا۔ عین جمعہ کے وقت پانی دینے کی باری تھی۔ اب اختیار تھا کہ جمعہ پڑھے تو پانی جاتا ہے اور پانی لگائے تو جمعہ جاتا ہے۔ اس نے نیت کر لی کہ میں نے جمعہ نہیں چھوڑنا۔ جب نکلنے لگا تو بیوی نے کہا کہ ہمارا اونٹ کھل گیا ہے اور کہیں بھاگ گیا ہے تو اونٹ کو پکڑ لاؤ۔ اس لیے کہ دیہاتوں میں جو جانور کھل جاتے ہیں، ان کا اصول یہ ہے کہ جتنا جلدی ان کو پکڑ لیں تو وہ قریب مل جاتے ہیں، ورنہ جتنا دیر کریں گے وہ دور نکلتے چلے جائیں گے۔ کئی کئی کلومیٹر دور چلے جاتے ہیں۔ بیوی نے کہا کہ اونٹ سے ہماری کتنی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں تو آپ جائیں اور فوراً اونٹ کو ڈھونڈیں۔ اس نے کہا: اچھا خطبے کا وقت ہو گیا، میں تو ابھی جاؤں گا اور جمعہ پڑھوں گا اور واپس پہ آ کر میں اونٹ ڈھونڈ دوں گا۔ وہ گیا، اور تسلی کے ساتھ جمعہ پڑھا۔ جب جمعہ پڑھ کر واپس آیا اور گھر کے قریب پہنچا تو کیا دیکھا کہ بیوی اونٹ کو باندھ رہی ہے۔ اس نے پوچھا: یہ اونٹ کہاں سے مل گیا؟ کہنے لگی: میں تو گھر بیٹھی آٹا گوندھ رہی تھی، اچانک گلی میں کتے بھونکنے کی آواز آئی تو میں باہر نکلی، دیکھا تو کتے اونٹ کے پیچھے لگے ہوئے اسے بھگا رہے تھے اور یہ بھاگتا ہوا گھر آ رہا تھا۔ جب دروازے پہ پہنچا تو میں نے اس کو پکڑ کر باندھ دیا۔ اللہ نے اونٹ پہنچا دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس نے کہا: ایک کام تو اللہ نے کر دیا، اب میں جاتا ہوں کھیتی کو پانی دینے۔ جب زمین پر گیا تو دیکھا کہ کھیتی کو پانی لگا ہوا ہے۔ اب وہ بڑا ہوا حیران ہوا۔ اتنے میں ہمسایہ اس کے پاس آ گیا۔ پوچھا کہ بھائی! یہ میری کھیتی کو پانی کیسے لگ گیا؟ ہمسایے نے کہا کہ دراصل تم سے پہلے میری باری تھی۔ میں اپنی زمین کو پانی لگا رہا تھا اور عجیب بات ہے کہ پانی پورا ہی نہیں ہو رہا تھا۔ بڑی دیر بعد بڑی مشکل سے پانی پورا ہوا۔ جب مکمل ہوا تو تب میں نے دیکھا کہ میرے اور تمہارے کھیت کے درمیان کی باؤنڈری ایک جگہ سے ٹوٹ گئی تھی جہاں سے پانی تمہارے کھیت کو بھی جا رہا تھا تو یوں میری زمین کو بھی پانی لگ گیا تمہاری زمین کو بھی لگ گیا۔

مقصد یہ ہے کہ جب بندہ دین کے کام کو دنیا پر فوقیت دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی دستگیری فرماتے ہیں، اور اس کے دنیا کے کاموں کو سنوار دیتے ہیں۔ تو جہاں کوئی ایسا معاملہ آئے کہ آپ کہیں کہ جی میں پہلے چائے بنا لیتی ہوں نماز بعد میں پڑھ لوں گی، تو یہ ٹھیک نہیں، نماز پہلے پڑھیں بعد میں چائے بنا لیں۔

مسئلے کی بات:

تاہم مسئلے کی بات ہے کہ شریعت یہ کہتی ہے کہ بھوک لگی ہوئی ہو اور نماز بھی پڑھنی ہو تو پہلے کھانا کھا لو پھر نماز پڑھو۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ فقہا کے ساتھ تھے تو فیصلہ ہونا تھا کہ پہلے نماز پڑھیں یا کھانا کھائیں؟ تو کچھ حضرات نے تو یہ کہا کہ پہلے جلدی سے نماز پڑھ لی اور پھر اطمینان سے کھانا کھایا۔ آپ نے کیا کیا کہ پہلے کھانا کھایا اور بعد میں نماز کی تیاری کی اور سکون سے نماز پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے ایسے کیوں کیا؟ نماز کو مقدم کیوں نہیں کیا؟ فرمایا: اس لیے کہ تم نے اپنی نماز کو کھانا بنا لیا اور میں نے اپنے کھانے کو نماز بنا لیا۔ یعنی میں کھانا کھا رہا تھا تو میری توجہ تھی کہ

کھانا جلدی ختم کر کے نماز پڑھوں، تو میرا پورا کھانا نماز کا انتظار تھا۔ تم لوگوں نے کھانا نہ کھایا کہ بعد میں کھائیں گے اور نماز شروع کر دی تو پوری نماز میں کھانے کا خیال رکھا کہ کب نماز پوری ہوگی اور کھانا کھائیں گے۔ تم نے نماز کو کھانا بنا لیا۔

تو جب بھی نماز پڑھیں تو تسلی کی دو رکعت پڑھیں۔ یہ جو چھوٹے موٹے گھر کے معاملات، دفتر کے معاملات ہوتے ہیں یہ تو چلتے رہتے ہیں، یہ تو زندگی کا حصہ ہیں۔ اب ان کی وجہ سے کوئی بھاگی دوڑی کی نمازیں تھوڑا پڑھنی ہیں۔ نماز تسلی کی پڑھنی چاہیے۔ تسلی کا یہ بھی مطلب نہیں کہ گھنٹہ نماز پڑھنے میں لگا دینا ہے۔ آپ بے شک جلدی پڑھیں مگر جب تکبیر تحریمہ باندھ لیں تو آپ کا دماغ دنیا سے کٹ جائے، اللہ کے ساتھ جڑ جائے۔ بھلے آپ ایک منٹ میں دو رکعت پڑھ لیں، اس سے فرق نہیں پڑتا، البتہ توجہ مقصود ہے۔

(۸) دوسروں کی دل آزاری سے بچنا

آٹھویں چیز ہے دوسروں کی دل آزاری سے بچیں۔ کوشش کریں کہ کسی کا دل نہ دکھے۔ کوئی بھی ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، مرد ہو یا عورت ہو، گھر کا ہو یا باہر کا ہو، کسی کا دل نہ دکھے۔ اس لیے کہ دل آزاری اتنا بڑا گناہ ہے کہ انسان کی سالوں کی عبادت بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کسی کا دل دکھانا، اللہ اکبر...... اللہ کے غضب کو جوش میں لانے والی بات ہے۔ ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس چیز کا بڑا خیال رکھتے ہیں کہ کوئی بددعا نہ دے دے۔ تو جیسے بددعا سے ڈرتے ہیں ایسے ہی دل آزاری سے بھی ڈریں کہ میری وجہ سے کسی کا دل نہ دکھے۔ چاہے قریبی ہو چاہے دور کا ہو، مجھے کسی کا دل نہیں دکھانا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مسجد ڈھا دے، مندر ڈھا دے، ڈھا دے جو کچھ ڈھیندا ای
پر کسے دا دل نہ ڈھاویں، رب دلاں وچ رہندا اے

"تم بھلے مسجد گرا دو یا مندر گرا دو سب کچھ گرا دو لیکن کسی کا دل نہ گرانا کہ دل میں اللہ تعالیٰ رہتے ہیں"

اور آج سب سے آسان کام دوسرے کی دل آزاری ہے۔ ایسا لفظ کہہ کر دیا کہ ماں بیٹھی رو رہی ہے۔ اس بچے کو کیا پتہ کہ یہ میری ماں کا ایک ایک آنسو قیامت کے دن کیا طوفان لائے گا؟

......کوئی ماں کا دل دکھاتا ہے۔

......کوئی باپ کا دل دکھاتا ہے۔

......کوئی خاوند کا دل دکھاتی ہے۔

......کوئی بیوی کا دل دکھاتا ہے۔

......کوئی ساتھی کا دل دکھاتا ہے۔

......کوئی پڑوسی کا دل دکھاتا ہے۔

یہ دل دکھانا ہم نے ایک عام سی بات سمجھی ہوتی ہے۔

ہمارے بزرگ اس میں بہت احتیاط فرماتے تھے۔ تو کوئی بھی ایسا عمل نہ کریں جس سے کسی کا دل دکھے۔

دل آزاری کے معاملے میں اکابر کی احتیاط:

ہمارے اکابر، ہمارے مشائخ دوسروں کی دل آزاری کے معاملے میں اتنی احتیاط کرتے تھے کہ حیرانی ہوتی ہے۔

⊙ ......صحابہ کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک محسوس ہوا کہ کسی کا وضو

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹوٹا ہے، بدبو محسوس ہوئی۔ تو صاف ظاہر ہے کسی کا وضو ٹوٹا ہوگا۔ اب وہ اٹھے گا جائے گا تو اسے شرمندگی ہوگی۔ تو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، یہ نوجوان لڑکے تھے، جیسے ہی انہوں نے بدبو محسوس کی تو فوراً پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا اجازت ہے کہ ہم سب جائیں اور دوبارہ وضو کر کے آئیں؟ فرمایا: بہت اچھا۔ جو دو چار بندے بیٹھے تھے، سب گئے اور وضو کر کے آئے کہ ایک بندے کو کہیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑ جائے۔ اتنا وہ اس کا خیال رکھتے تھے۔ اور آج تو شاید ہم ثواب کی نیت کر کے دوسروں کو رلاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں ثواب ملے گا۔

⊙...... نبی علیہ السلام کی خدمت میں انس رضی اللہ عنہ دس سال رہے۔ دس سال کے بچے تھے، کام کے نقصان بھی کرتے تھے، گڑبڑیں بھی کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ دس سال میں نبی علیہ السلام نے نہ کبھی مجھے مارا نہ پیٹا، نہ گالی دی نہ مجھے کوئی سخت لفظ کہا۔ مجھے دس سال میں ہمیشہ اللہ کے حبیب ﷺ نے پیار دیا۔ اور فرماتے ہیں کہ جب میں کوئی گڑبڑ کر لیتا تھا...... کوئی کام الٹا کر لیتا تھا...... تو فرماتے تھے: انس مقدر میں یوں ہی لکھا ہوا تھا۔ سبحان اللہ!

⊙...... ایک بزرگ کپڑا لے کر گھر آئے، بیوی کو کپڑا بہت پسند آیا۔ لیکن وہ کپڑوں کو لے کر پھر چلے گئے۔ پھر کچھ دیر کے بعد آئے۔ اس نے کہا: کپڑے کو لے کر کہاں گئے تھے۔ کہنے لگے: اصل میں وہ کپڑے پر میں نے کہیں چیونٹی چلتی دیکھی تھی اور اس جیسی چیونٹیاں اس دکان میں چل رہی تھیں، جس دکان سے میں نے کپڑا خریدا تھا۔ تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ وہاں کی چیونٹی ہے جو تھان کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی، جب میں یہ اٹھا کر گھر لایا تو میری وجہ سے یہ خاندان والوں سے کٹ گئی، اس لیے میں اسے چھوڑنے وہیں دکان پر گیا تھا۔ میں تھان لے کر گیا اور چیونٹی کو وہیں چھوڑ کے آیا۔ چیونٹی کا تو

خیال کیا کرتا، ہم انسانوں کا بھی خیال نہیں کرتے۔

تو مخلوق خدا کی دل آزاری سے بچیں۔ جو انسان اللہ کے بندوں پہ ترس کھائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کے اوپر ترس کھائیں گے۔

((اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ))

اس کا کیا معنی ہے تم اللہ کے بندوں پر ترس کھاؤ، اللہ کے بندے تمہارے اوپر ترس کھائیں گے۔ کیا ہمیں دوسروں پر ترس آتا ہے۔

دو طرح کے کام:

زندگی میں کام دو طرح کے ہوتے ہیں: کچھ منشا کے مطابق، کچھ منشا کے خلاف ہوتے ہیں۔ ہر بندے کے ساتھ یہ معاملہ ہے۔ جو کام منشا کے خلاف ہے اس پہ صبر کر لیں اور جو منشا کے مطابق کام ہو جائے اس پر اللہ کا شکر ادا کر لیں۔ شکر ادا کرنے والا بھی جنتی، صبر کرنے والا بھی جنتی۔ اس کو عادت ہی بنالیں۔

(۹) اللہ سے دوستی لگانا

اور آخری بات کہ اگر اس راستے کے ہم سالک ہیں تو ہمیں اللہ سے دوستی لگانی چاہیے۔ نظر بھی تو آنا چاہیے کہ یہ اللہ سے دوستی کر رہا ہے۔ جو دنیا میں کہیں کسی سے Envolve (منسلک) ہوتا ہے تو فوراً پتہ چل جاتا ہے۔ کیوں پتہ چلتا ہے؟ اس لیے کہ ٹیلی فون پہ باتیں کر رہا ہوتا ہے...... میسج کر رہا ہوتا ہے...... ہر وقت اسی کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوتا ہے...... اسی کے تذکرے کر رہا ہوتا ہے...... راتوں کو نیند نہیں آتی ...... کوئی چیز اچھی نہیں لگتی...... تو یہ چیزیں بتا دیتی ہیں کہ یہ لڑکا یا لڑکی کہیں نہ کہیں کسی تعلق میں گرفتار ہے۔ تو ہمیں بھی تو دیکھ کر کوئی اندازہ لگائے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

Involve (متعلق) ہو چکا ہے۔ کیسے پتہ چلے گا؟

.....مراقبہ ہم نہیں کرتے

.....تسبیحات ہم نہیں کرتے

.....تلاوت منزلوں نہیں کرتے

بس ایک وضع قطع بنالی ہے ہم نے صوفیوں والی۔ تو فقط اس سے تو نہیں سمجھا جائے گا کہ یہ بھی کوئی اللہ کا چاہنے والا ہے۔

اللہ سے ہم کلامی:

تمہارا دل کیوں نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو منتیں کرنے کو؟.....اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کو؟ یہ جو نماز کا پڑھنا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرنا ہے۔ انسان

الحمد لله کہتا ہے، اللہ جواب دیتے ہیں۔

الرحمن الرحیم کہتا ہے، اللہ جواب دیتے ہیں۔

مالك یوم الدین کہتا ہے، اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں۔

یہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔ تو اللہ کے ساتھ ہم کلامی ہو رہی ہوتی ہے۔ کیا ہمیں شوق ہے اس کا؟ ہم تو نماز بھی پڑھتے ہیں تو بس بھگتانے والی بات ہوتی ہے۔

اللہ سے تعلق میں گرمجوشی کی ضرورت:

اس کا مطلب یہ کہ آج کے بعد ہمیں اپنے اللہ سے ایک ایسا تعلق جوڑنا ہے جس کے اندر Warmness (گرمجوشی) ہو۔ ایسا تعلق ہو کہ بس اللہ کا نام کوئی لے تو ہم تڑپ جائیں۔

﴿الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ﴾ (الانفال:۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

”وہ لوگ جو اللہ کا نام سنتے ہیں ان کے دل تڑپ جاتے ہیں“

ہمارا دل کہے کہ اللہ!

Oh! My dearest darling beloved ALLAH

اللہ سے ایسی محبت ہو۔ ہمارے اعمال، ہمارے شب و روز، اٹھنا بیٹھنا ہر چیز سے ظاہر ہو کہ یہ واقعی اللہ کے تعلق میں پھنس گئے ہیں...... یہ دل کا سودا کر چکے ہیں۔

یہ بازی عشق کی بازی ہے:

یہ اللہ کا راستہ ایسا راستہ ہے کہ اس میں انسان کو کبھی نقصان نہیں ہوتا۔

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنے، گر ہار گئے تو مات نہیں

منزل پہ زندگی میں پہنچ گئے تو کیا کہنے، اگر رستے میں موت آ گئی تو پھر بھی نقصان نہیں، چونکہ اللہ کے راستے پہ تو چل رہے ہوں گے۔

ہمارے علما نے لکھا ہے کہ جو بندہ اس دنیا میں اللہ سے دو لو لگانے کی کوششوں میں لگا ہوگا، اللہ کی رحمت سے یہ بعید ہے قیامت کے دن اس کو دشمنوں کی قطار میں کھڑا فرما دیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ وہ اتنی رحیم ذات...... اتنی کریم ذات...... اور پھر جو بندہ اللہ سے دو لو لگانے کے لیے کوششیں کر رہا ہو...... اللہ کہیں کہ اس کو میرے دشمنوں کی قطار میں کھڑا کرو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

تو بس یہی دل میں سوچیں کہ ہم تو اللہ کے لیے زندہ ہیں۔ اللہ کے تذکرے کریں۔ جہاں بیٹھیں اللہ کی بات چھیڑیں۔ کوئی شکوہ کرنا ہو تو اللہ سے کریں۔ مخلوق سے کیا کہنا وہ تو خود محتاج ہے۔ جیسے یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ﴾ (یوسف:۸۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

بس یہ عادت بنالیں! کسی کا شکوہ کرنا ہے..... بس دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں، اپنے اللہ سے شکوے کریں۔ مانگنا ہے..... مخلوق سے مانگنے کے بجائے اللہ سے مانگیں۔ انسان پہ جب کچھ گزرتا ہے تو وہ راز کی بات قریبی کو بتاتا ہے۔ تو اللہ کو بتائیں۔ ایک تعلق جوڑیں اللہ کے ساتھ جس میں Warmness (گرمجوشی) ہو۔ اس تعلق میں ہمیشہ بندے کا فائدہ ہے، ہمیشہ کامیابی ملتی ہے۔ ایک فاسق کا شعر ہے:

اس شرط پہ کھیلوں گی پیا پیار کی میں بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ، ہاروں گی تو میں تیری

تو اگر دنیا دار لوگ یہ کہتے ہیں کہ جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں گی تو میں تیری، تو اللہ سے بھی ایسا سودا کریں۔ یا اللہ! بس میں تیرا۔

''دلوں من لئی تیری بن گئی''

میں نے دل سے یہ عہد کرلیا کہ آج میں تیرا بن گیا۔ ؎

ہم تو کہتے ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے

؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں

بیوی خاوند کی تعریفیں کرتی نہیں تھکتی..... ماں بیٹے کی تعریفیں کرتی نہیں تھکتی..... تو بھئی! انسان اللہ کی تعریفیں کرتے کیوں تھکے؟ خوب تعریفیں کریں اللہ کی۔ تو اللہ سے محبت کا رشتہ جوڑنے کی کوشش کریں! دل اللہ کے لیے اداس ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی:

جو انسان ذکر کرتا ہے وہ اللہ کا ہم نشین ہوتا ہے۔ تو کیا ہمارا دل چاہتا ہے اللہ کے ساتھ بیٹھنے کو؟ مصلے پہ تو پانچ منٹ نہیں ٹکتے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

أَتُحِبُّ أَنْ أَسْكُنَ مَعَكَ فِيْ بَيْتِكَ يَا مُوْسٰى

اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ تیرے گھر میں رہوں؟

فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا

موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر گئے۔

كَيْفَ تَسْكُنُ مَعِيَ فِيْ بَيْتِيْ

اللہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں کیسے رہ سکتا ہے؟

فرمایا:

أَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ

فرمایا: جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم جلیس ہوتا ہوں۔

میں اس کے ساتھ ہی تو ہوتا ہوں۔ ہم آج کے بعد اللہ رب العزت سے محبت کا تعلق جوڑنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ نیت کر لیں کہ ہم نے اللہ سے یہ محبت کا تعلق جوڑنا ہے۔ نامۂ اعمال میں اللہ سے راز کی باتیں لکھوانی ہیں۔ وہ باتیں کہ مجھے پتہ ہو یا میرے رب کو پتہ ہو۔

اللہ سے دوستی لگانے والے:

اللہ سے محبت کرنے والے لوگ عجیب ہوتے ہیں، سبحان اللہ!

⊙......رابعہ بصریہ رحمہا اللہ اللہ کی نیک بندی تھیں۔ ایک دفعہ کمرے میں سوئی ہوئی تھیں۔ چور آ گیا اور اس نے آ کر اِدھر اُدھر جھانکا تو ایک چادر پڑی تھی اور تو کچھ تھا نہیں، اس نے وہی چادر اٹھائی۔ جب واپسی کا دروازہ دیکھنے لگا تو سر چکرا یا اور اس کو کچھ نظر نہ آیا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا تو فوراً ہو گیا اور اس نے چادر کو وہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

پھینک دیا۔ جب چادر ہاتھ سے گری تو اس کو دروازہ نظر آیا اور وہ نکلنے لگا۔ تو آواز آئی: اگر ایک دوست سویا ہوا ہے تو دوسرا دوست جاگتا ہے۔ تو اللہ سے ایسا تعلق ہو کہ اللہ فرمائیں کہ ایک دوست سویا ہوا ہے تو دوسرا دوست جاگتا ہے۔

⊙ ..... ایک بڑھیا کا گھر بادشاہ کے محل کے قریب تھا، وہ رشتہ داروں کے ہاں کسی تقریب میں چلی گئی۔ پیچھے محل کی توسیع ہونی تھی تو پولیس والوں نے اس کی کٹیا گرا دی اور محل کو بڑا کر دیا۔ کئی مہینے بعد بڑھیا آئی تو اس کو کٹیا ہی نہ ملی۔ اس نے پولیس والے سے پوچھا: بھئی! یہاں میرا گھر تھا وہ کہاں گیا؟ اس نے کہا: بادشاہ کا محل بڑھانا تھا تو تو یہاں تھی نہیں، لوگوں نے اس کو گرا کر بڑھا دیا۔ جب یہ پتہ چلا تو اس بڑھیا نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ الفاظ کہے کہ ''اے اللہ! میں اگر یہاں نہیں تھی تو تو یہیں تھا۔'' بس اتنا کہنا تھا کہ محل کی چھت زمین کے اوپر آ گئی۔ اللہ سے دوستی لگا کے تو دیکھیں۔ پھر وہ کیسے انسان کے ساتھ وفا فرماتے ہیں۔

⊙ ..... سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ ہے۔ یہ حاکم وقت کی پروا نہیں کرتے تھے، کھری باتیں کر دیتے تھے، ڈانٹ ڈپٹ کر دیتے تھے۔ تو ابو جعفر منصور جو بادشاہِ وقت تھا، اس کو ان پر بہت غصہ تھا۔ آپ ایک دفعہ حرم مکہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ محدث آئے اور انہوں نے کہا کہ سفیان ثوری! ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ابو جعفر منصور نے یہ کہا ہے کہ میں مکہ کے سفر پر روانہ ہو چکا ہوں، میں مکہ میں داخل ہوں گا اور میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے قتل کروا دوں گا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پوچھا کہ کیا یہ بات پکی ہے؟ انہوں نے کہا: جی بالکل! مجھے ابھی کسی پکے بندے نے بتایا ہے کہ ابو جعفر منصور نے یہ کہا ہے۔ جب تصدیق ہو گئی تو اللہ سے محبت کرنے والوں کا بھی تو اپنا ایک رنگ ہوتا ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اٹھے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور سیدھا ملتزم کے اوپر پہنچے۔ ملتزم سے لپٹ کر دعا کی: اے اللہ! اگر منصور آج مکہ میں داخل ہو گیا تو تیری میری دوستی کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ ابو جعفر منصور طائف میں تھا کہ وہیں اس کو موت آ گئی اور وہ مکہ میں داخل ہی نہیں ہو سکا۔ جن کی دوستی ہوتی ہے تو پھر وہ ایسی بات بھی کر پاتے ہیں۔ ہم بھی اپنے اللہ سے دوستی لگائیں! اللہ رب العزت ہمیں اپنے چاہنے والوں میں شامل فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (البقرة:۲۵۷)

ولایت کے درجات

بیان

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک آدمی یہ نیت کرلے کہ مجھے پہلوان بننا ہے پھر اس کے بعد وہ اکھاڑے میں جانا شروع کردے، اچھی غذا کھانا شروع کردے، ورزش کرے تو واقعی دو چار سال کے بعد وہ پہلوان بن جائے گا۔ اس کے پٹھے مضبوط بنے ہوئے ہوں گے، اس کو دوسرے کو پچھاڑنے کے داؤ پیچ آتے ہوں گے، وہ پہلے جیسا آدمی نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے محنت کی ہے۔ تو جس طرح پہلوان بننا یہ کسبی چیز ہے۔ اسی طرح ولایت کو حاصل کرنا بھی کسبی چیز ہے۔ جو انسان ولی بننا چاہے وہ بھی تقویٰ کی زندگی اختیار کرے ولی بن سکتا ہے، یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

ولایت کے درجات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (البقرۃ: ۲۵۷)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ایک فطری خواہش:

جس شخص نے بھی کلمہ پڑھا اس کے دل میں ایک فطری خواہش ہوتی ہے کہ میں اللہ کا ولی بن جاؤں۔ بظاہر اعمال اچھے نہ ہوں، غفلت کی زندگی ہو، تمنا ضرور ہوتی ہے۔ آج کی اس مجلس میں اسی نقطہ کے بارے میں چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرنا ہیں۔

ہر انسان میں ولی بننے کی صلاحیت:

پہلی بات تو یہ کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہر انسان ولی بالقوۃ ہے۔ اور ولی بالفعل بننے کے لیے عمل کی ضرورت ہے۔ ولی بالقوۃ کا مطلب یہ کہ اس میں ولی بننے کی صلاحیت ہے۔ عمل کی ضرورت ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ ہر بیج کے اندر درخت بننے کی صلاحیت موجود ہے۔ لیکن ہر بیج درخت تو نہیں بنتا۔ درخت بننے کے لیے زرخیز زمین کا مل جانا، کوئی خیر خبر

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھنے والا مالی مل جاتا، پانی کا مل جانا، اچھے موسم کا مل جانا، جب یہ سب چیزیں اکٹھی ہوتی ہیں تو بیج اگتا ہے، پودا بنتا ہے اور بالآخر وہ درخت بن جاتا ہے۔ تو بیج میں درخت بننے کی صلاحیت تو موجود ہے مگر اس کے لیے چند چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر انسان میں ولی بننے کی صلاحیت تو موجود ہے مگر اس کو اچھے ماحول کی اور کسی اللہ والے کی ضرورت ہوتی ہے، تب ولی بنتا ہے۔ ورنہ تو جس طرح بیج زمین میں آکر مر جاتا ہے انسان بھی برے ماحول میں آکر اس کی جتنی بھی استعداد ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔

ولایت کسبی چیز ہے:

ولایت کسبی چیز ہے، نبوت وہبی چیز ہے۔ وہبی کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی عطا کردہ۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت اپنے فضل اور کرم سے جن کو عطا کی ان کو ملی اور اس کا سلسلہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ پر آکر ختم ہو گیا لیکن ولایت کسبی چیز ہے۔ کسبی کا معنی ہے کہ محنت کر کے اس کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ ایک آدمی یہ نیت کر لے کہ مجھے پہلوان بننا ہے پھر اس کے بعد وہ اکھاڑے میں جانا شروع کر دے، اچھی غذا کھانا شروع کر دے، ورزش کرے تو واقعی دو چار سال کے بعد وہ پہلوان بن جائے گا۔ اس کے Muscels (پٹھے) مضبوط بنے ہوئے ہوں گے، اس کو دوسرے کو پچھاڑنے کے داؤ پیچ آتے ہوں گے، وہ پہلے جیسا آدمی نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے محنت کی ہے۔ تو جس طرح پہلوان بننا یہ کسبی چیز ہے۔ اسی طرح ولایت کو حاصل کرنا بھی کسبی چیز ہے۔ جو انسان ولی بننا چاہے وہ نیکی تقویٰ کی زندگی اختیار کرے وہ ولی بن سکتا ہے، یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ولایت کی دو قسمیں

ولایت دو طرح کی ہے

☆ ایک کو کہتے ہیں ولایت عامہ

☆ اور دوسری کو کہتے ہیں ولایت خاصہ

(۱) ولایت عامہ:

جس بندے نے بھی کلمہ پڑھا اس کو عمومی ولایت حاصل ہوگئی۔ کیوں کہ اللہ رب العزت نے خود فرما دیا:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (البقرۃ:۲۵۷)

''اللہ دوست ہے ایمان والوں کا''

یہ عمومی ولایت تو ہر کلمہ گو کو حاصل ہے۔ فاسق ہے یا عامل ہے جیسی بھی زندگی گزار رہا ہے لیکن کلمہ پڑھتا ہے، یہ کلمہ کا پڑھ لینا اتنا بڑا عمل ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

دو قسم کے لوگ:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں کی تقسیم بہت کھلی ڈھلی ہے۔ اور وہ دو طرح کی ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ (التغابن:۲)

''وہ ذات جس نے تمہیں پیدا کیا تم میں سے کچھ کافر ہیں اور کچھ مومن''

مطلب یہ کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

...... کچھ ماننے والے ہیں کچھ نہ ماننے والے ہیں۔

...... کچھ تم میں سے یار ہیں اور کچھ تم میں سے غدار ہیں۔

یہ سیدھی سیدھی تقسیم ہے، درمیان میں کچھ نہیں ہے۔ جس نے کلمہ پڑھ لیا، وہ ماننے والا یار بن گیا، یاروں میں شامل ہو گیا اور جس نے انکار کیا وہ غدار ہے، غیر ہے، وہ اللہ کی نعمتیں کھاتا ہے اور اسی کی نافرمانیاں کرتا ہے۔

ہر کلمہ گو سے محبت ہونی چاہیے:

تو جس نے بھی کلمہ پڑھا اس کو عمومی ولایت کا یہ رتبہ حاصل ہو گیا۔ اسی لیے ہر کلمہ گو بندے سے محبت رکھنی چاہیے۔ اس کے ظاہری غفلت والے کاموں کو نہ دیکھا کریں کسی وقت بھی وہ توبہ کر لے تو ہم سے اچھا، ہم سے بہتر ہے۔ اسی لیے کہ کلمہ پڑھنے والا اب اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شامل ہو گیا ہے۔ یہ عمومی ولایت کا رتبہ ہر ایک کو حاصل ہے۔

ایمان والوں سے اللہ کی محبت کی دلیل:

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اپنی مجالس میں اکثر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت محبت فرماتا ہے، اس کی دلیل کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ بھئی! جہاں محبت کا تعلق ہوتا ہے وہاں محب اپنے محبوب کو جتنا مرضی دے دے لیکن سمجھتا ہے میں نے بہت تھوڑا دیا ہے۔ اور اگر اس کے بدلے میں محبوب تھوڑا سا بھی کچھ دے دے سمجھتا ہے کہ مجھے بہت مل گیا۔ یہ محبت کی پہچان ہے۔ اس نے کہا: ہاں بات تو ایسے ہی ہے۔ آپ پھر فرمانے لگے: قرآن مجید پر نظر دوڑاؤ کہ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو کتنی نعمتیں دی ہیں؟ فرمایا:

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾ (النحل:۱۸)

تم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو گننا چاہو تم گن بھی نہیں سکتے۔

ان گنت نعمتیں دینے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ﴾ (النساء:۷۷)

''کہہ دو کہ دنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے''

تو ان گنت نعمتیں دے دیں لیکن ان کے لیے لفظ قلیل کا لفظ استعمال کیا اور اس کے جواب میں بندے نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا، اللہ کو یاد کیا۔ زندگی کا وقت محدود اور عمل بھی محدود ہے۔ تو یہ عمل تو تھوڑا ہی تھا لیکن اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ﴾ (الاحزاب:۳۵)

تو جو محدود عمل تھا اس پر کثیر کا لفظ استعمال فرمایا اور ان گنت نعمتیں دے کر قلیل کا لفظ استعمال فرمایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتے ہیں۔

ایمان کی قدر ہونی چاہیے:

اللہ تعالیٰ کو ایمان والوں سے محبت ہے تو ہمیں اپنے اس ایمان کی Value (قدر) کا اندازہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اندازہ نہ ہو تو بندہ ایمان ضائع کر بیٹھتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بچہ تھا، ماں نے سونے کی انگوٹھی پہنا دی۔ باہر نکلا تو ایک ٹھگ مل گیا۔ اس ٹھگ نے مجھے کہا کہ ادھر آؤ یہ ذرا اپنی انگوٹھی کو چکھو کیسا ذائقہ ہے؟ میں نے چکھا تو بے ذائقہ تھی۔ اس کے پاس گڑ کی ایک ڈلی تھی

اس نے کہا کہ اسے چکھو! میں نے چکھا تو بڑا میٹھا ذائقہ۔ کہتا ہے: میٹھی چیز لے لو اور پھیکی چیز دے دو۔ میں نے سودا کر لیا اور گڑ کی ڈلی لے لی آ کر ماں کو دکھایا کہ امی میں انگوٹھی کے بدلے یہ لے کے آیا ہوں۔ کیوں؟ اس لیے کہ بچے تھے قیمت کا اندازہ نہیں تھا۔ بالکل اسی طرح چونکہ ہمارے دل میں ایمان کی اہمیت نہیں ہوتی تو شیطان جو ٹھگ ہے وہ پھر ہمیں ٹھگ لیتا ہے، ایسی باتیں کہلوا دیتا ہے جو کلماتِ کفر ہوتی ہیں۔

ایمان والوں سے اللہ کی دوستی:

تو جس نے بھی کلمہ پڑھا وہ اللہ رب العزت کے دوستوں میں شامل ہے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ محبت نسبت بھی اپنی طرف چاہتی ہے۔ اللہ رب العزت نے نسبت بھی اپنی طرف فرمائی۔ فرمایا

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (البقرۃ:۲۵۷)

''اللہ دوست ہے ایمان والوں کا''

اب اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ اگر کوئی بادشاہ ہو اور اپنے نوکر کو کہے کہ آج کے بعد تم میرے دوست ہو، تو نوکر کے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے۔ بادشاہ کا بڑا اکرام ہوا اس پر کہ بادشاہ نے اسے اپنے دوستوں میں شامل کر لیا۔ لیکن اگر بادشاہ یہ الفاظ کہہ دے کہ میں تمہارے دوستوں میں شامل ہوں تو یہ تو اور بڑی بات ہوگی۔ اللہ اکبر! جو نسبت بادشاہ کی نوکر کے ساتھ ہوتی ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں ہے۔ ہم تو بندے ہیں، ہماری کیا اوقات ہے ان کے سامنے؟ لیکن پروردگارِ عالم کی رحمت دیکھیے کہ اللہ رب العزت نے اپنی طرف نسبت فرمائی کہ ''اللہ

دوست ہے ایمان والوں کا'' بھئی! اگر یوں بھی فرمادیتے کہ ایمان والے اللہ کے دوست ہیں تو بات تو پھر بھی ٹھیک ہوتی مگر محبت کا تقاضا ہوتا ہے کہ نسبت اپنی طرف کی جائے، اس لیے فرمایا:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (البقرۃ:۲۵۷)

''اللہ دوست ہے ایمان والوں کا''

(۲) ولایت خاصہ:

دوسرا ہے ولایت خاصہ۔ جس کو ہم حقیقتاً ولایت سمجھتے ہیں اور جس کی تمنا ہم دل میں رکھتے ہیں۔ عام طور پر ولی کا لفظ اسی ولایت پر بولا جاتا ہے کہ فلاں بندہ ولی ہے، فلاں بڑے ولی گزرے ہیں۔ اس سے مراد یہی ولایت ہوتی ہے۔ یہ بھی کسبی چیز ہے، حاصل کی جاسکتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ولایت کیسے حاصل کی جائے؟ اس کا مفہوم ذہنوں اچھی طرح واضح ہونا چاہیے کہ ولایت ہوتی کیا ہے؟ دیکھیں!

......ولایت رنگوں کو دیکھنے کا نام نہیں ہے۔

......اچھے خواب دیکھنے کا نام نہیں ہے۔

......پانی پہ چلنے کا نام نہیں ہے۔

......ہوا میں اڑنے کا نام نہیں ہے۔

......مقدمات فتح ہوجانے کا نام نہیں ہے۔

......دعائیں قبول ہوجانے کا نام ولایت نہیں ہے۔

......دشمن پہ غالب آجانے کا نام نہیں ہے۔

......دنیا میں شہرت ہوجانا اس کا نام ولایت نہیں ہے۔

......انسان زیادہ باتیں کرنے والا بن جائے اس کا نام ولایت نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ولایت اس چیز سے کچھ بھی نہیں ہے۔ ولایت کہتے ہیں کہ انسان اللہ رب العزت کی نافرمانی کو ترک کر دے، اس کی زندگی سے گناہ نکل جائیں، اس کو مقامِ تسلیم نصیب ہو جائے۔ جیسے فرمایا: ابراہیم کے بارے میں

﴿اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (البقرۃ:۱۳۱)

''جب ان کے پروردگار نے کہا کہ سر تسلیم خم کرو! تو وہ (فوراً) بول اٹھے میں نے رب العالمین کے سامنے سر جھکا دیا''

جو اللہ کے سامنے جھک جائے اور تہیہ کر لے کہ میں نے آج کے بعد علم اور ارادے سے گناہ نہیں کرنا۔ وہ اللہ کا ولی ہے۔

تقویٰ والے اللہ کے ولی:

جو بندہ بھی ارادہ کر لے کہ میں نے آج کے بعد علم اور ارادے سے گناہ نہیں کرنا اور پھر خلافِ شریعت کاموں سے بچے، یہ شخص اللہ کا ولی ہے۔ یہ متقی شخص ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (الانفال:۳۴)

''جو متقی ہوتے ہیں وہی اللہ کے ولی ہوتے ہیں''

تو یہ سادہ سی بات ہے۔ یہ نہیں کہ جی ولی بننے کے لیے پتہ نہیں سالوں بھوکا رہنا پڑے گا...... گھر کو چھوڑ کر جانا پڑے گا...... بیوی سے دور ہونا پڑے گا...... صاف ستھرا لباس پہننا چھوڑنا پڑے گا۔ یہ سب غلط تصورات ہیں۔ شریعت کے دائرے میں جو چیز جائز ہے آپ اس کو کیجیے، لیکن دائرہ شریعت کے اندر رہیے۔ جو شخص اپنے آپ پہ اتنا قابو پا لے کہ کوئی کام شریعت کے خلاف نہ کرے یہ شخص اللہ تعالیٰ کے خصوصی اولیا میں شامل ہے۔ اب اس نے ارادۃً گناہ چھوڑ دیا، یہ اللہ کا ولی بن گیا ہے۔ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کی زندگی دائرہ شریعت کے اندر گزر رہی ہے، یہ گناہوں کو کرنے کے حیلے بہانے نہیں ڈھونڈتا، اب اس کی فطرت ایسی اچھی ہوگئی کہ بس جو حکم شریعت ہے اس پہ سر جھکا دیتا ہے، ہر کام سنت کے مطابق کرتا ہے، اللہ کو راضی کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، دن رات اسی محنت میں، اسی کام میں لگا ہوا ہے، یہ اللہ کا ولی ہے۔

ہر قسم کا بندہ ولایت حاصل کر سکتا ہے:

جو بندہ شریعت کے آگے سر تسلیم خم کر چکا، اب یہ چاہے دفتر بھی جائے، کھیتی باڑی بھی کرے، بزنس بھی کرے، ہر کام کرے مگر یہ اللہ کا ولی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ کہ سکولوں میں، کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، دفتروں میں زندگی گزارنے والے بھی ولی بن سکتے ہیں۔ یہ جو تصور دل میں آجاتا ہے کہ ولی بننے کے لیے تو شاید سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مصلے سے چپکنا پڑے گا۔ نہیں! ایسی بات نہیں۔ جو عبادت مصلے پہ ہوتی ہے، وہ تو کرنی ہی ہے، اس کے علاوہ بھی باقی ہر کام شریعت کے مطابق کرنا، اس کا نام ولایت ہے۔ اتنی سادہ سی بات ہے۔ بس ایک Cometment (عہد) چاہیے کہ آج کے بعد میں نے گناہ نہیں کرنا۔ کسی فاسق کا شعر ہے:

دلوں من لئی تیری بن گئی

جس آدمی نے اللہ کے سامنے یہ کہہ دیا کہ اللہ! آج سے میں نے دل سے مان لیا کہ میں تیرا بن گیا، اسے ولایت مل گئی۔

لمحوں میں ولایت ملتی ہے:

کوئی سالوں کی ضرورت نہیں، کوئی مہینوں کی ضرورت نہیں، لمحوں میں ولایت ملتی ہے۔ ایک عہد کرنا ہے..... ایک کمٹمنٹ کرنی ہے کہ میں نے آج کے بعد گناہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنا۔ اور پھر شریعت کے مطابق چلے۔ جیسے سدھایا ہوا جانور اپنے مالک کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔

شریعت کے راکھویں لیلے:

بعض دفعہ قربانی کے موقع پر لوگ مینڈھے بکرے پالتے ہیں تو ان کو رسی نہیں ڈالتے۔ نہلا دھلا کے شام کو لوگ نکلتے ہیں تو جانوران کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ مالک بات کرنے کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ بھی کھڑا ہو جاتا ہے، مالک چل پڑتا ہے تو وہ بھی چل پڑتا ہے۔ مالک دائیں مڑا تو یہ بھی دائیں مڑ جاتا ہے۔ اس کو ہم کہتے ہیں راکھواں لیلا۔ جو ولی ہوتا ہے وہ شریعت کا راکھواں لیلا ہوتا ہے۔ جو شریعت نے کہا یہ پیچھے پیچھے چل رہے ہیں، یہ اللہ کا ولی ہے۔ گورا ہے کالا ہے...... عربی ہے عجمی ہے...... امیر ہے یا غریب ہے...... یہ محل و قالینوں پر زندگی گزارتا ہے یا جھونپڑی میں رہتا ہے...... جو بھی ہے اس سے فرق نہیں پڑتا، بس دیکھنا یہ ہے کہ ہر کام شریعت کے مطابق کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے گھوڑے چاندی کی میخوں سے باندھے جاتے تھے۔ اللہ نے ان کو اتنا مال پیسہ دیا تھا لیکن وہ کبار اولیاء میں سے تھے۔

گناہوں کو چھوڑنے والا مستجاب الدعوات:

تو ولایت کا حاصل کرنا بہت آسان کہ انسان عہد کر لے کہ آج کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرنی۔ چنانچہ ہمارے بزرگوں نے ایک عجیب بات فرمائی ہے، فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

"جو شخص علم اور ارادہ سے گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے کہ میرا بندہ میرے ہر حکم پر سر جھکا دیتا ہے، میں اس کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو کیسے واپس لوٹا سکتا ہوں؟ چنانچہ گناہوں کو ترک کرنے سے بندے کو اللہ کا ایسا قرب ملتا ہے کہ وہ بندہ مستجاب الدعوات بن جاتا ہے۔ یہی ولایت خاصہ ہے۔

تو جس کو خصوصی ولایت کہتے ہیں اس کو حاصل کرنے کے لیے اللہ سے ایک عہد کرنا پڑتا ہے۔ جیسے جن لوگوں کے نفسانی شیطانی تعلقات ہوتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ وعدے وعید کرتے ہیں، یہ بھی اسی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر ایک وعدہ کرنا ہوتا ہے کہ اے اللہ! بس آج کے بعد آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرنی اور پھر اس پر انسان محنت کرے کہ گناہ صادر نہ ہو۔

عبادت کرنے کی نسبت گناہوں کو ترک کرنا ضروری ہے:

یہ بات پھر ذہن میں رکھیں کہ بندہ اگر ایک چھٹانک محنت نیک اعمال کرنے پر کرے تو ایک من محنت گناہوں سے بچنے کے لیے کرے۔ جس نے گناہوں کو اپنی زندگی سے نکال دیا، ختم کر دیا، وہ اللہ کا ولی بن گیا۔ لمبی چوڑی تسبیحات نہیں پڑھتا، عبادتیں نہیں کرتا، کوئی بات نہیں وہ اس کے اپنے معمولات ہیں، تقاضے ہیں۔ یہ عبادت کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ یہ دیکھتے ہیں کہ گناہ تو نہیں کرتا۔ اس لیے گناہوں سے دور رہیں، اسی کو تقویٰ کہتے ہیں اور اسی پر ولایت ملتی ہے۔ ولایت کا پہلا درجہ حاصل کرنا بہت آسان ہے، اس کو کہتے ہیں ولایت صغریٰ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ولایتِ خاصہ کے درجات

اس ولایت کے آگے پھر دو حصے ہیں۔ ایک کو کہتے ہیں: ولایتِ صغریٰ اور دوسری کو کہتے ہیں ولایتِ کبریٰ۔ اس کا فرق ذرا سمجھ لیجیے۔

(۱) ولایتِ صغریٰ:

ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں کہ انسان عہد کرے کہ میں نے اللہ کی نافرمانی نہیں کرنی اور اس کے اوپر استقامت کے ساتھ جم جائے۔ اگرچہ دل گناہ کی طرف مائل ہو رہا ہو مگر پھر بھی شریعت پر لگا رہے تو اس کو کہیں گے ولایتِ صغریٰ۔ طلب تو ہوتی ہے لذات کی، دل تو چاہتا ہے کہ میں راستہ چلتے ہوئے دیکھوں دائیں بائیں کون ہے؟ مگر یہ آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے، نظر کو بچاتا ہے۔ زکوٰۃ دیتے ہوئے طبیعت مغموم سی ہوتی ہے، مگر زکوٰۃ دیتا ہے۔ صبح اٹھتے ہوئے سستی محسوس ہوتی ہے مگر تہجد پڑھتا ہے، تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نمازیں پڑھتا ہے۔ تو جس بندے کو میلان تو محسوس ہوتا ہو مگر وہ اپنے آپ کو قابو کر کے شریعت کے اوپر ہمیشہ چلاتا رہے، اس کو ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں۔ یہ ولی ہے اور اس کو ولایتِ صغریٰ حاصل ہے۔

(۲) ولایتِ کبریٰ:

اور ایک ہے ولایتِ کبریٰ۔ ولایتِ کبریٰ کے حامل وہ لوگ ہوتے ہیں جو اتنا ذکر کرتے ہیں، اتنا اللہ والوں کی صحبت میں رہتے ہیں اور ان کے دل اتنے منور ہو جاتے ہیں کہ ان کی طبیعتیں شریعت کے مطابق ڈھل جاتی ہیں۔ مکروہاتِ شرعیہ ان کے لیے مکروہاتِ طبعیہ بن جاتے ہیں۔ جن چیزوں سے شریعت نے کراہت کا حکم

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا، طبیعت بھی کراہت کرنے لگ جاتی ہے۔

مثال کے طور پر: کتنے لوگ ہیں کہ سگریٹ کا دھواں ہی ان کو برا لگتا ہے اور وہ بھی ہیں جو پیے بغیر رہ نہیں سکتے۔ تو اصل تو یہ ہے کہ ایسی طبیعت ہو کہ پینا تو درکنار دھواں بھی اچھا نہ لگے، طبیعت مائل ہی نہ ہو۔

بعض جاہل لوگ موسیقی کو روح کی غذا کہتے پھرتے ہیں، جب کہ بعض لوگوں کو موسیقی سے کراہت ہوتی ہے۔ آپ نے خود بھی تجربہ کیا ہوگا کہ نماز کی جماعت ہو رہی ہو اور اس دوران اگر کسی کے فون کی موسیقی والی گھنٹی بجے تو بتائیں طبیعت میں کتنی کراہت ہوتی ہے۔ تو جو ہماری کیفیت اس وقت ہوتی ہے کہ طبیعت کراہت کر رہی ہوتی ہے کہ کیوں بج رہا ہے؟ جس کو ولایت کبریٰ کا ولی کہتے ہیں اس کی ہر گناہ کے بارے میں یہی طبیعت ہو جاتی ہے۔ وہ ہر گناہ کے بارے میں کراہت کرتا ہے، گناہ سے اسے اتنا بعد ہو جاتا ہے۔

ولایت سے پہلے اور بعد کا فرق:

جیسے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: بیعت ہونے سے پہلے اور بعد میں تمہیں اپنے اندر کیا فرق نظر آیا؟ تو انہوں نے تین باتیں بتائی تھیں:

ایک فرمایا کہ حضرت بیعت ہونے سے پہلے جب میں مطالعہ کرتا تھا تو بہت اشکالات پیش آتے تھے اور بہت جگہ پہ مجھے تعارض نظر آتا تھا اور اس کو رفع کرنے کے لیے مجھے کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا، علما اساتذہ کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا، پھر جا کے وہ رفع ہوتا تھا۔ جب سے بیعت ہوا ہوں مجھے نصوص شرعیہ میں کہیں تعارض نظر نہیں آتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت نے پوچھا: دوسری تبدیلی کونسی؟ کہنے لگے: دوسری تبدیلی مجھے اپنے اندر یہ محسوس ہوئی ہے کہ جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا طبیعت بھی کراہت کرتی ہے۔ دل ہی نہیں چاہتا اس کام کے کرنے کو۔

حضرت نے فرمایا: تیسری تبدیلی کیا ہوئی؟ فرمانے لگے تیسری چیز یہ کہ اب دین کے معاملے میں لوگوں کی تعریف یا بد تعریفی میرے لیے برابر ہے، جو حق بات ہوتی ہے میں وہ کہہ دیتا ہوں۔

تو حضرت نے فرمایا: میاں رشید احمد! الحمد للہ دین کے تین درجے ہیں۔

ایک ہے علم...... دوسرا ہے عمل...... تیسرا ہے اخلاص۔

......علم کا کمال یہ ہے کہ نصوص شرعیہ میں کہیں تعارض نظر نہ آئے۔

......عمل کا کمال یہ ہے کہ مکروہات شرعیہ مکروہات طبعیہ بن جائیں۔

......اور اخلاص کا کمال یہ ہے کہ لوگوں کی مدح اور ذم انسان کی نظر میں برابر ہو جائے۔

مبارک ہو! تمہیں بیعت کی برکت سے اللہ نے علم میں بھی کمال عطا کر دیا، عمل میں بھی کمال عطا کر دیا اور اخلاص میں بھی کمال عطا کر دیا۔ تو جن کو ہم ولایت کبریٰ کے اولیا کہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جن کے مزاج اتنے سلیم الفطرت بن جاتے ہیں، شریعت کے ایسے مطابق ڈھل جاتے ہیں کہ بس جو حکم خداوندی ان کی اپنی بھی طبیعت کا چوائس ہو جاتا ہے۔

طبعی کراہت کی ایک اور مثال:

اب اس میں ایک مثال اور ذرا سن لیجیے۔ ہم لوگ جو مسلمان گھروں میں پیدا ہوئے تو ماں باپ نے کچھ چیزیں شروع سے ذہن میں ڈالیں۔ ہم لوگوں کو سور کے

www.besturdubooks.wordpress.com

نام سے بھی بہت نفرت ہوتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ جو لوگ باہر چلے جاتے ہیں، وہ اور گناہوں میں ملوث ہو جائیں گے لیکن اگر مسلمان ہیں تو وہ سور سے بچتے ہیں، احتیاط کرتے ہیں۔

چنانچہ باہر ملک میں ایک جگہ پر ہمیں تجربہ ہوا۔ ایک مسلمان تھا، اس نے ہوٹل بنایا، وہ فور سٹار ہوٹل بڑا عالیشان تھا۔ جب بن رہا تھا تو ہم نے اسے مشورہ دیا بھئی! یہاں پر مسلمانوں کے کئی سو گھر ہیں اور وہ تقریباً سارے کے سارے ڈاکٹر ہیں اور بیویاں بھی ڈاکٹرنیاں ہیں۔ تو ان کے گھروں میں کھانا پکانے والا کوئی نہیں تو اگر آپ یہاں پر اچھا پاکیزہ کھانا تیار کریں گے تو سینکڑوں گھروں میں آپ کا کھانا روز بھی جائے گا اور ان کی ہر دعوت میں آپ ہی کی طرف سے کھانا جائے گا، بڑا اچھا چلے گا۔ اس نے یہ نیت کر لی مگر انسان کوتاہیاں، غلطیاں کر جاتا ہے۔ جب وہ بن کر تیار ہوا تو کسی نے ذہن میں ڈال دیا، یار یہاں تو بڑے گورے اور گوریاں رہتی ہیں۔ تعداد تو ان کی زیادہ ہے، وہ اگر تمہارے پاس آئیں گے تو بکری زیادہ ہوگی۔ اس کی کمبختی کہ اس نے ابتدائی دنوں میں ایک گورے کی دعوت کے لیے سور کا گوشت پکا دیا۔ اب جو یہ خبر اڑی اور نکلی تو اس جگہ کے مسلمانوں نے اس کی دکان پہ جانا ہی چھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ اس کو اپنا ریسٹورنٹ بیچ کر خسارے پہ وہاں سے جانا پڑ گیا۔ پھر ہمیں احساس ہوا کہ یہ جتنے ڈاکٹر حضرات تھے وہ سارے جدت زدہ لوگ تھے لیکن سور کے بارے میں ان کے دلوں میں بھی کتنی کراہت تھی کہ صرف اتنا پتہ چلنے پر کہ اس جگہ پہ سور کا گوشت پکایا گیا ہے، انہوں نے اس ریسٹورنٹ کی طرف جانا ہی چھوڑ دیا۔ تو جس طرح ان لوگوں کے دل میں سور کے بارے میں کراہت تھی، ولایت کبریٰ کے مقام کے لوگ ہر گناہ سے ایسی ہی کراہت محسوس کرتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے ولی، اللہ کی حفاظت میں:

جس کو ہم ولایت کبریٰ کا انسان کہتے ہیں، یہ وہ ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت ہی گناہ کی طرف مائل نہیں ہوتی۔ میلان ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فرشتہ بن جاتا ہے، نہیں فرشتہ نہیں ہوتا مگر اس پر اللہ کی اتنی رحمت ہو جاتی ہے اور اس نے اتنا ذکر کیا ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت شریعت کے مطابق ڈھل جاتی ہے۔ بس پھر شریعت پر چلنا اور گناہ سے بچنا اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ اس کو ولایت کبریٰ کے مقام کے اولیا کہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کی حفاظت میں آجاتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ﴾ (الحجر:۴۲)

”جو میرے بندے ہیں (بدبخت شیطان!) تیرا ان پر داؤ نہیں چل سکتا“

وہ محفوظ ہو جاتے ہیں، وہ اللہ کی حفاظت میں آ جاتے ہیں۔ پھر اللہ ان کی شیطان سے حفاظت فرماتے ہیں۔ ان پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا۔

نبوت اور ولایت میں فرق:

اب یہاں پر آخری بات جس پر میں اپنی بات کو مکمل کروں گا۔ ایک ہوتی ہے ولایت اور ایک ہوتی ہے نبوت۔ ان میں کیا فرق ہے؟

ایک فرق تو پہلے بتا دیا کہ ولایت کسبی چیز ہے اور نبوت وہبی چیز ہے۔ اور ایک دوسرا فرق سمجھ لیں کہ اولیا محفوظ ہوتے ہیں، انبیا معصوم ہوتے ہیں۔ اولیا محفوظ ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اولیا کو گناہوں کے قریب جانے سے روکتے ہیں۔ جیسے بچہ آگ کی طرف جا رہا ہو تو ماں پکڑ لیتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ڈسٹ کا دروازہ کھلا ہے، چھوٹا بچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر کھینچتا ہے، ماں واپس پکڑ لیتی ہے، جانے نہیں دیتی۔ اسی طرح اگر بالفرض اس ولایت کے مقام کا بندہ اگر کسی وقت گناہ کی طرف قدم بھی اٹھانا بھی چاہے، اللہ بڑھتے قدموں کو روک لیتے ہیں، محفوظ فرما لیتے ہیں۔ تو اولیا محفوظ ہوتے ہیں اور انبیا معصوم ہوتے ہیں۔ معصوم کا کیا مطلب؟ وہاں معصیت کا تصور ہی نہیں ہوتا، خیال ہی نہیں آتا۔ تو موٹی بات کہ اولیا کو اللہ گناہوں کے قریب جانے سے روکتے ہیں اور انبیا کی یہ شان ہوتی ہے کہ اللہ گناہوں کو ان کے قریب جانے سے روک دیتے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ﴾ (یوسف: ۲۴)

"اس طرح ہم نے برائی اور بے حیائی کو ہٹا دیا ان سے"

انبیا کے قریب ہی نہیں جانے دیا، وہ اتنی عظیم ہستیاں ہوتی ہیں۔

اللہ سے دوستی لگانے کا آج وقت ہے:

آج موقع ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ نعمت مانگیں کہ رب کریم ہمیں اپنے قرب کا وہ درجہ عطا کر دیجیے جس کو آپ اپنا دوست کہتے ہیں۔ جو شخص دنیا میں اللہ سے دوستی لگانے کی کوشش کرے گا، اللہ کی رحمت سے یہ بعید ہے کہ قیامت کے دن اس کو دشمنوں کی قطار میں کھڑا فرما دیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ دوستی لگانے کی کوشش میں لگا رہے، کوشش کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ اسے دشمنوں کی قطار میں کھڑا کر دیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس امت میں ایسے ایسے لوگ ہیں کہ بیس بیس سال تک گناہ لکھنے والے فرشتے کو گناہ لکھنے کا موقع نہیں ملا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے کہا کہ

اَلْمَرْءَۃُ مُتَکَلِّمَۃٌ بِالْقُرْآنِ

''وہ عورت جو قرآن پاک کے الفاظ سے گفتگو کرتی تھی۔''

اس کے بیٹے نے کہا کہ میری والدہ کے منہ سے بیس سال میں قرآن مجید کے سوا کوئی دوسرا لفظ نہیں نکلا۔ تو جب قیامت کے دن ایسی ایسی زندگی گزارنے والے اس امت کے حضرات جائیں گے تو ہم ذرا اپنے من میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم اپنے گناہوں کے انبار کو سر پہ اٹھا کے کتنی شرمندگی کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ آج وقت ہے کہ ان سے توبہ کر لیں اور اللہ کے دوستوں میں شامل ہونے کے لیے اپنی ہمتیں لگا لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دائرہ شریعت کے اندر پوری زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

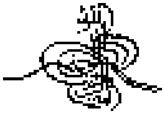

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (الکہف:۲۸)

تین محبوب چیزیں

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 28 ستمبر 2011ء بروز بدھ، ۲۹ شوال ۱۴۳۲ھ

موقع: خواتین سے خطاب

مقام: (Huddersfield) ہڈرزفیلڈ برطانیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتباس

یہ ایک عجیب محفل تھی اس دنیا میں۔ محبوب ﷺ نے تین محبوب چیزیں بتائیں..... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں..... عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں.... عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں .... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں..... پھر جبرائیل علیہ السلام نے بھی بتائیں اور آخر پر اللہ رب العزت نے بھی بتائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام پسندیدہ چیزوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

تین محبوب چیزیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ﴾ (الکہف:۲۸)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

نبی علیہ السلام کی مجالس، مثالی مجالس:

قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیت مبارکہ تلاوت کی گئی۔ رب کریم ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ ﴾ اے میرے حبیب! آپ اپنے آپ کو بٹھائیے، روکیے، اپنے آپ کو صبر دیجیے ﴿ مَعَ الَّذِيْنَ ﴾ ان لوگوں کے ساتھ ﴿ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ﴾ جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ رب العزت کی رضا چاہتے ہیں۔ صحابہ کے دل میں دین سیکھنے کا اتنا شوق تھا، علم حاصل کرنے کی اتنی طلب تھی کہ ان کی طلب اللہ رب العزت کو پسند آگئی۔ چنانچہ پروردگار عالم نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم فرمایا: آپ ان کے درمیان بیٹھا کیجیے، ان کو اپنے ملفوظات، اپنی گفتگو، اپنے اقوال سنایا کیجیے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں بھی آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لائے تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ رب العزت کا ذکر کر رہے تھے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ لوگ کیا کر رہے تھے؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کو یاد کر رہے تھے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آ کر تمہارے درمیان بیٹھوں۔

(سنن ابی داؤد، رقم: ۳۶۶۸، باب فی القصص)

اب ذرا غور کیجیے کہ یہ صحابہ کی کتنی خوش نصیبی تھی کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان رونق افروز ہوتے تھے۔ ؏

جیسے چاند سجا ہے تاروں سے یوں بزم تھی تیرے یاروں سے

تو نبی علیہ السلام کی مثال چودھویں کے چاند کی سی تھی اور صحابہ کی مثال ستاروں کی سی تھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ﴾ (جامع الاصول فی احادیث الرسول، رقم: ۶۳۶۹، ۸/۵۵۶)

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں''

تو معلوم ہوا یہ ایسی مجالس تھیں جو اپنی مثال آپ تھیں۔ نہ زمین نے کبھی ایسی مجالس دیکھیں، نہ آسمان نے کبھی ایسی مجالس دیکھیں۔ اللہ رب العزت کو یہ مجالس بہت پسند تھیں۔

ایک یادگار مجلس کا تذکرہ:

آج کی اس مجلس میں ہم ایک ایسی ہی یادگار مجلس کا تذکرہ کریں گے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ صحابہ کے درمیان بیٹھے تھے، اور اس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کے چاروں یار بھی موجود تھے۔ باتوں باتوں میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تین پسندیدہ چیزوں کا ذکر چھیڑا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین محبوب چیزیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ﴾ (کشف الخفاء ۱/۳۳۰)

''تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں اچھی لگتی ہیں''

ذرا غور کیجیے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے اس دنیا سے بلکہ فرمایا: مِنْ دُنْيَاكُمْ تمہاری دنیا سے۔ جیسے اپنا تو کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا، واسطہ ہی نہیں ہوتا۔ اس سے اندازہ لگانا چاہیے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس دنیا سے کتنا کٹا ہوا تھا۔ تو فرمایا کہ مجھے تمہاری اس دنیا سے تین چیزیں اچھی لگتی ہیں۔

پہلی چیز...... خوشبو اچھی لگتی ہے

دوسری چیز...... نیک بیوی اچھی لگتی ہے

اور تیسری چیز فرمائی...... میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

ظاہر اور باطن کی پاکیزگی مقصود ہے:

اب ذرا اس پر غور کیجیے کہ انسان جب اپنے بدن کو صاف کر کے خوشبو لگاتا ہے تو پورا بدن معطر ہو جاتا ہے، صاف ستھرا ہو جاتا ہے تو خوشبو ظاہر بدن کو پسندیدہ بنا دیتی ہے۔

دوسری بات ہے میاں بیوی کی۔ تو جو خاوند اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھتا، اٹھتا ہو اس کے ذہنی خیالات پاک ہو جاتے ہیں۔ اس کے ذہن میں یہ نفسانی، شیطانی، شہوانی خیالات نہیں رہتے، کیونکہ جب اس کی ضرورت ہو اس کے ساتھ اس کی بیوی موجود رہتی ہے۔ گویا بیوی کی وجہ سے انسان کی سوچ بھی پاک ہو جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور تیسری چیز فرمائی: نماز۔ نماز سے انسان کا دل پاک ہو جاتا ہے، انسان کے دل کی ظلمت ختم ہو جاتی ہے، دل منور ہو جاتا ہے، دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت:۴۵)

''نماز برائی اور فحش کاموں سے روک دیتی ہے''

تو غور کیجیے کہ یہ تین چیزیں اتنی اہم ہیں کہ یہ انسان کے ظاہر و باطن کو پاک صاف کر دیتی ہیں۔

......خوشبو سے انسان کا جسم پاک صاف

......بیوی کی وجہ سے انسان کی سوچیں پاک

......اور نماز کی وجہ سے انسان کے معاملات بھی ٹھیک اور دل بھی پاک۔

اس کو کہتے ہیں من بھی پاک ہو گیا، تن بھی پاک ہو گیا اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں سے یہ ہے کہ فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ (البقرۃ:۲۲۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے اور پاک لوگوں سے بھی محبت کرتا ہے۔''

اب طہارت کا تعلق ظاہری جسم سے ہے اور توبہ کا تعلق انسان کے من کی پاکیزگی سے ہے۔ تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ جو انسان ظاہر میں بھی پاکیزہ ہو جائے اور اس کا من بھی پاکیزہ ہو جائے تو وہ اللہ رب العزت کا پسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

احکامِ شریعت انسان کے ظاہر و باطن کو پاک کرنے کے لیے ہیں:

دینِ اسلام کا مقصد بھی یہی اور شریعت کا مطمحِ نظر بھی یہی ہے۔ اس لیے اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ﴾ (المآئدۃ:۶)

”اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر کوئی بوجھ نہیں رکھنا چاہتے، بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں پاک کریں اور اپنی نعمتیں تمہارے اوپر کامل کر دیں۔“

تو جو شخص ظاہر و باطن میں پاک ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس پر بارش کی طرح برستی ہیں۔ آپ کے پاس کوئی بندہ ایک پیالہ لائے جو میلا ہو اور گندہ ہو اور کہے جی کہ اس میں تھوڑا سا دودھ ڈال دیں تو آپ کہیں گے کہ بھئی! پہلے اس کو پاک صاف کر کے تو لاؤ میں گندے پیالے میں دودھ کیسے ڈالوں؟! اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی گندے دلوں میں اپنی رحمتیں اور برکتیں نہیں ڈالتے، اپنی معرفت کو نہیں ڈالتے، ان کا بھی مطالبہ ہے کہ میرے بندو! تم اپنے دل کے برتن کو صاف کرو۔ اس لیے شریعت کے جتنے احکام ہیں وہ انسان کو ظاہر و باطن میں پاک کر دیتے ہیں۔ تو شریعت کے اوپر عمل کرنے والا انسان ظاہر میں بھی پاک، باطن میں بھی پاک اور ایسے بندے سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں۔ تو اللہ کے حبیب ﷺ نے ان تین باتوں میں پورے دین کو سمیٹ کے رکھ دیا۔

نماز اللہ کے خزانوں کی چابی:

جب اللہ کے حبیب نے یہ بات فرمائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ وہ یہ بات سن کر تڑپ گئے۔ اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ نماز اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے، نماز مومن کی معراج ہے، بلکہ یوں سمجھیے جیسے مختلف تالوں کو کھولنے کے لیے چابی ہوتی ہے تو نماز اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے دروازے کھولنے کی چابی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آجکل ہم نے دیکھا کہ لوگوں نے Debit card (ڈیبٹ کارڈ) بنوائے ہوتے ہیں۔ ان کے اکاؤنٹ میں پیسے ہوتے ہیں، جہاں کہیں شاپنگ کرتے ہیں تو کارڈ دے دیتے ہیں اور سائن کر دیتے ہیں اور اس کارڈ سے ان کو وہ پیسے آجاتے ہیں۔ تو یوں سمجھیے کہ نماز اللہ رب العزت کے خزانے سے پیسے نکلوانے کے لیے ایک کارڈ کے مانند ہے۔ جس بندے کو نماز پڑھنی آگئی، وہ جب چاہے دو رکعت نفل پڑھے، اللہ سے مانگے۔ صحابہ ﷺ کی زندگیوں کو دیکھو! بارش نہیں ہوتی تھی، دو رکعت نفل پڑھتے، اللہ بارش برسا دیتے تھے۔ اور کوئی ضرورت پیش آتی تھی، دو رکعت پڑھتے، اللہ تعالیٰ ضرورت پوری کر دیتے تھے۔

اللہ کے حبیب ﷺ اس دنیا سے جانے سے پہلے اپنی امت کو یہ نعمت دے گئے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ آپ نے اگر حج پہ جانا ہو تو آپ سارے کمرے بند کر کے ان کی چابیاں ساتھ لے کر نہیں جاتیں، بلکہ جو لوگ پیچھے رہ رہے ہوتے ہیں، سارے چھوٹے، بڑے، والدین، یا پیچھے جو گھر کا ذمہ دار ہو، اس کو سمجھاتی ہیں کہ دیکھو! یہ ہو تو یہ کر لینا، یہ ہو تو یہ کر لینا، میں ایک مہینے کے لیے جا رہی ہوں اور یہ کنجیاں اپنے پاس رکھ لو، جب تمہیں ضرورت ہو تو اس الماری سے پیسے نکال لینا۔ جب آپ کو تسلی ہو جاتی ہے کہ پیچھے ان کی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی تو پھر آپ گھر سے باہر قدم رکھتی ہیں۔

اللہ کے حبیب ﷺ نے بھی جب دنیا سے تشریف لے جانا تھا تو آپ امت کو بے سہارا چھوڑ کے نہیں گئے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ملک الموت آئے۔ عرض کیا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو یاد فرمایا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: کہ ملک الموت! مجھے یہ پہلے پوچھ کے بتا کہ میرے بعد میری امت کا کیا بنے گا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

رب کریم نے فرمایا: اے میرے حبیب! ہم آپ کے بعد آپ کی امت کو تنہا نہیں چھوڑیں گے، جب نبی علیہ السلام کو تسلی ہوگئی تو پھر آپ نے لبیک کہہ کر اللہ کے پاس جانے کے لیے تیاری فرمائی۔ (احیاء علوم الدین: ۹/۲۸۶، المعجم الکبیر للطبرانی: ۳/۵۸، رقم ۲۶۷۶)

تو نبی علیہ السلام نے تسلی کی کہ اگر میرے بعد میری امت کو کوئی بھی ضرورت پیش آئے تو انہیں اللہ سے لینے کا طریقہ آتا ہو۔ اللہ سے لینے کے طریقے کا نام نماز ہے۔ اس لیے جو انسان اپنی نماز کو ذرا بنائے اور یقین کے ساتھ پڑھنا سیکھے، وہ دامن اٹھائے گا اللہ رب العزت اس کو بھر دیں گے، وہ جو چاہے مانگے اللہ عطا فرما دیں گے۔ اس لیے یہ نماز ''اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجی'' کہلاتی ہے۔ بھئی! خوش نصیب ہے وہ مرد یا عورت جس کو نماز پڑھنے کا سلیقہ آ جائے، جس کی نماز اللہ کے ہاں قبول ہو جائے وہ تو دنیا اور آخرت کے سب خزانوں کے دروازے کھلنے کی اہلیت پا گیا۔

نمازِ محبوب کا تحفہ:

اسی لیے یہ نماز اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو آسمانوں پہ بلا کر تحفے کے طور پر عطا فرمائی۔ اب دیکھیں کہ گفٹ تو وہ چیز کی جاتی ہے جو بہت قیمتی ہو۔ تو یوں سمجھیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پہ بلایا اور پھر زمین و آسمانوں کی کنجی نماز کو گفٹ کیا۔ اے میرے حبیب! اس نماز کو پڑھیے! امت کو سکھائیے! جب ضرورت ہو اس کنجی کو استعمال کر کے میرے خزانوں سے فائدے اٹھائیے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ والوں کے ہاتھ اللہ کی جیب میں ہوتے ہیں کہ جب ان کو ضرورت ہوتی ہے وہ دو رکعت نفل پڑھتے ہیں، اللہ سے مانگتے ہیں، اللہ ان کی دعاؤں کو پورا فرما دیتے ہیں۔ تو یہ نماز ایک عجیب نعمت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے تین باتوں میں پوری داستان کو سمیٹ کے رکھ دیا کہ مجھے خوشبو پسند ہے، بیوی پسند ہے اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں

جب نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، وہ تڑپ گئے اور کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھی تین چیزیں بہت پسند ہیں۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی علیہ السلام کی بات پر کتنی جلدی Respond (توجہ) کرتے تھے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھی اس دنیا میں تین چیزیں بہت اچھی لگتی ہیں۔

پہلی چیز...... نبی علیہ السلام کے چہرۂ انور کو دیکھنا

دوسری چیز...... نبی علیہ السلام پر اپنا مال خرچ کرنا

اور تیسری چیز...... کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے

(۱)...... نبی علیہ السلام کے چہرۂ انور کو دیکھنا:

ان میں سے ایک آپ کے چہرۂ انور کو دیکھنا۔ سبحان اللہ! ایک عاشق صادق کی یہی پہچان اور شان ہوتی ہے کہ وہ محبوب کے چہرے کو تکتا ہی رہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم تو نبی علیہ السلام کے عشاق تھے، کائنات میں عشاق کی ایسی جماعت کبھی پیدا ہوئی، نہ پیدا ہو گی۔ کہنے والے نے کہا: ؎

دیکھیا جے یوسف نوں انگلیاں کٹیاں
آقا دے دیوانیاں نے جاناں وار سٹیاں

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق دی اخیر ویکھی اوہدے عاشقین دی
جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

نبی کے حسن و جمال پہ ایسے عاشق تھے کہ بس ان کی زندگی کا سب سے بڑا کام محبوب کے چہرۂ انور کا دیدار کرنا تھا۔

وہ چہرۂ انور جس کو اللہ رب العزت نے قرآن میں والضحیٰ فرمایا۔

وہ زلف جنہیں اللہ رب العزت نے واللیل فرمایا۔

جس چہرۂ انور کو خود اللہ رب العزت بڑی محبت کے ساتھ دیکھا کرتے تھے۔

اس چہرۂ انور کو دیکھنا صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے سب سے بڑی نعمت ہوا کرتی تھی۔

ایک صحابی کا شوقِ زیارت:

نبی ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی آتے تھے، ذرا بوڑھے سے تھے، خاموش بیٹھے رہتے تھے اور اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ بہت مرتبہ جب ایسے ہوا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ آتے بھی ہو، خاموشی سے بیٹھتے ہو، پھر چلے بھی جاتے ہو۔ عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں گھر پہ ہوتا ہوں تو آپ کی محبت جوش مارتی ہے، آپ کو دیکھے بغیر مجھے چین نہیں آتا۔ میں اپنے گھر سے چل کر یہاں آجاتا ہوں اور صرف آپ کے چہرۂ انور کا دیدار کرتا رہتا ہوں، پھر اس کے بعد گھر چلا جاتا ہوں۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ: ۲/۲۰)

نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس نے ایک مرتبہ محبت کی نظر سے میرے چہرے کو دیکھا، اللہ رب العزت اس کے اوپر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتے ہیں۔'' (کنز العمال: ۱۱/۵۲۱)

وہ چہرۂ انور جس کو صحابہ محبت سے دیکھتے تھے، شاعر نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری
ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں بالا تری
آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری

''اے اتنے خوبصورت چہرے والے کہ جس پر بتانِ آزری بھی رشک کھاتے ہوں، میں نے جتنی تحقیق کی آپ کا حسن سب سے بڑھ کر پایا۔ میں کئی جہانوں میں پھرا اور کتنے ہی حسینوں کو دیکھا، سب ایک سے بڑھ کر ایک تھے لیکن تیرا حسن کچھ اور ہی چیز ہے''

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے مثال سعادت:

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو عاشق صادق تھے۔ عشق کے میدان میں وہ سب صحابہ سے بازی لے گئے تھے۔ اس لیے ان کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کے سفر کے لیے گئے تو غارِ ثور میں پہنچ کر انہوں نے کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ تھوڑی دیر باہر انتظار کر لیجیے! میں پہلے غار میں جاتا ہوں، صفائی کر لیتا ہوں، ممکن ہے کوئی جاندار، کوئی کیڑا مکوڑا ہو جو آپ کو تکلیف پہنچائے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے، اندر انہوں نے موٹی موٹی صفائی کر دی۔ کچھ سوراخ تھے، ان سوراخوں کو بند کر دیا۔ ایک بچ گیا تھا، انہوں نے سوچا کہ اس کو تو میں اپنے پاؤں سے بھی بند کر لوں گا۔ پھر عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ اندر تشریف لائیے۔ نبی علیہ السلام چونکہ ساری رات جاگتے رہے تھے، تھکاوٹ تھی، آپ آرام فرمانا چاہتے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی گود پیش کی کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! تکیے کے طور پہ یہ قبول فرمائیے! محبوبِ کائنات نے اپنا سر مبارک ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

گود میں رکھا اور لیٹ گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب ہیں کہ غار کی تنہائی ہے اور اپنے محبوب ﷺ کے دیدار میں لگے ہوئے ہیں۔ آج دنیا چاہتی ہے کہ ہمیں اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی کا وقت ملے، ہم ہی ہم ہوں، تیری محفل میں کوئی اور نہ ہو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسمت دیکھیے کہ اللہ رب العزت نے ان کو یہ موقع عطا کیا کہ غار کی تنہائی ہے اور اس میں محبوب کا چہرۂ انور سامنے ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔

اسی دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو کسی سانپ نے ڈسا اور اس کی وجہ سے تکلیف ہوئی، اس تکلیف کی وجہ سے طبعاً آنکھوں سے آنسو ٹپکے، ایک آنسو نبی علیہ السلام کے چہرۂ انور پر بھی آ گرا۔ نبی علیہ السلام بیدار ہوئے، فرمایا: ابوبکر! کیوں روتے ہو؟ تمہاری گود میں میرا سر ہے۔ کائنات کے سردار کا سر مبارک ہے، اتنی بڑی نعمت تمہیں ملی ہے، تم کیوں روتے ہو؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے اس طرح تکلیف ہوئی اور آنسو نکل آیا (کتاب الرقۃ، ابن قدامہ المقدسی)

اس آنسو کے نکلنے پر شاعر نے عجیب بات کہی، کہتے ہیں: ؎

آنسو گرا ہے روئے رسالت ماب پر
قربان ہونے آئی ہے شبنم گلاب پر

کہ جس طرح گلاب کے پھول پر صبح کے وقت شبنم کا قطرہ ہوتا ہے، اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ کا چہرہ گلاب کے مانند تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آنسو شبنم بن کر گرا۔ سبحان اللہ!

آج تو جو عشاق ہوتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم بیٹھ کر اپنے محبوب کا چہرہ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھتے رہیں۔ یہ لوگ کتاب بھی اگر کھول کر بیٹھتے ہیں تو انہیں محبوب کا چہرہ نظر آتا ہے۔ شاعر نے کہا: ؎

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسمت کو دیکھیے! ان کے سامنے کتاب نہیں، ان کے سامنے تو محبوب کا حقیقی چہرہ موجود تھا اور وہ بیٹھے اس کو دیکھ رہے تھے۔

قاری اور قرآن:

حضرت امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات کہی، فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب کا چہرۂ انور تو قرآن کے مانند تھا اور اے ابوبکر! تو مجھے ایک قاری نظر آتا ہے اور تیری گود مجھے اس رحل کے مانند نظر آتی ہے جس میں قرآن رکھا ہے۔ ابوبکر تو ایک قاری ہے جو بیٹھا اس قرآن کی تلاوت کر رہا ہے۔ سبحان اللہ!

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رشک:

یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے وہ لمحات تھے کہ جن کے بارے میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی رشک کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے: ابوبکر! عمر کی ساری زندگی کی نیکیوں کو لے لو غار ثور کی تین راتوں کی نیکیاں مجھے دے دو۔ مگر اللہ رب العزت نے یہ سعادت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسمت میں لکھی تھی۔ آقا کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سب سے پسندیدہ کام تھا۔ سبحان اللہ!

(۲)...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنا مال خرچ کرنا:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دوسری بات ارشاد فرمائی: آپ پر اپنے مال کو خرچ کرنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے حکم پر کتنا مال خرچ کر دیتے تھے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے ہیں۔ پوچھنے والے نے پوچھا: ابوبکر! کیوں روتے ہو؟ کہنے لگے: اس لیے کہ میرے پاس کچھ مال ہے، میں وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، مگر دینے والا ہاتھ اوپر کہا جاتا ہے، لینے والا ہاتھ نیچے سمجھا جاتا ہے۔ تو میں مال دے کر نبی علیہ السلام کی بے ادبی نہیں کرنا چاہتا، میں اللہ سے دعائیں مانگ رہا ہوں، اے اللہ! میرے آقا کے دل میں ڈال دیجیے! وہ ابوبکر کے مال کو اپنا مال سمجھ کے خود ہی خرچ فرما لیں۔ نہ انہیں لینا پڑے، نہ مجھے دینا پڑے۔ دعا قبول ہو گئی (عشقِ نبوی کے ایمان افروز واقعات، ص ۴۹)۔ چنانچہ نبی علیہ السلام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال کو اس طرح خرچ فرماتے تھے، جیسے ذاتی مال کو کوئی خرچ کرتا ہے۔ اس لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب موقع ملتا تھا، اپنا مال اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیتے تھے۔

صدیق رضی اللہ عنہ کو خدا کا رسول بس:

ایک دفعہ نبی علیہ السلام نے خود فرمایا کہ تم اللہ کے راستے میں مال جمع کرو۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آدھا مال لے کر آئے، آدھا گھر والوں کے لیے چھوڑ آئے۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا: ابوبکر! کیا لائے؟ اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! جو کچھ گھر میں تھا سب لا کر آپ کے قدموں میں ڈال دیا۔ ابوبکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا: اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! ان کے لیے اللہ اور ان کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ سبحان اللہ۔

پروانے کو شمع اور بلبل کو پھول بس
صدیق کو خدا کا رسول بس

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت کا سلام:

یہ وہ وقت تھا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا لباس بھی اس مال میں شامل کر دیا تھا اور خود ایک ٹاٹ کا بنا ہوا لباس پہن لیا۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ مال اللہ کے حبیب ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، سلام کیا، دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام نے بھی اسی طرح ٹاٹ کا لباس پہنا ہے جس طرح کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہنا ہوا ہے۔ پوچھا: جبرائیل! یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آج ابوبکر کا یہ عمل اللہ کو اتنا پسند آیا کہ آسمان کے فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ تم بھی وہی لباس پہنو جو ابوبکر نے پہنا ہوا ہے۔ سبحان اللہ!

(تاریخ الخلفاء للسیوطی رحمہ اللہ)

وہ عمل کرتے تھے، عرش والے پروردگار کو اتنا پسند آتے تھے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! اللہ رب العزت نے ابوبکر کی طرف سلام بھیجے ہیں۔ کیا مبارک قسمت ہے ان ہستیوں کی کہ دنیا میں جن کو رب کی طرف سے سلام آیا کرتے تھے! وہ اتنا مال اللہ کے حبیب ﷺ کے قدموں میں لا کر نچھاور کر دیتے تھے۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دنیا میں سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا، ابوبکر! تیرے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ دے گا۔ سبحان اللہ!

(۳) بیٹی کا نبی علیہ السلام سے نکاح میں ہونا:

اور تیسرا فرمایا کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے۔ یہ چیز بھی مجھے بہت پسند ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نوعمری ہی میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ہو گیا تھا۔ گویا ان کی ساری زندگی نبی علیہ السلام کی خدمت میں گزری، ان کی تعلیم و تربیت خانۂ نبوت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس بات کو اپنی بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے۔

توجہات کا مرکز نبی علیہ السلام کی ذات:

اب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبوب چیزوں کو دیکھیں کہ

مال پیش کر دینا۔

اولاد کو بھی پیش کر دینا۔

اور اپنا پورا وقت محبوب ﷺ کے چہرے کے دیدار میں لگا دینا۔

یوں لگتا ہے کہ نبی ﷺ کی ذات بابرکات ان کی توجہات کا مرکز و محور تھی، سبحان اللہ! یہی عاشق صادق کی پہچان ہوا کرتی ہے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس میں سب سے آگے نکل گئے سب سے بازی لے گئے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں

اب جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی یہ تین محبوب چیزیں بتا دیں تو یہ سننے کی دیر تھی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا۔ وہ بھی کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے بھی اس دنیا میں تین چیزیں بہت محبوب ہیں۔ پوچھا: کون کون سی؟ فرمایا:

پہلی چیز...... امر بالمعروف کرنا

دوسری چیز...... نہی عن المنکر کرنا

تیسری چیز...... سادہ لباس پہننا

(۱) امر بالمعروف کرنا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی پہلی محبوب چیز فرمائی: امر بالمعروف کرنا یعنی

www.besturdubooks.wordpress.com

نیکی کا حکم کرنا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خاص عادت تھی وہ ہر کسی کو نیکی پر کھڑا کر دیتے تھے، Push up کرتے (ابھارتے) رہتے تھے۔ سستی نہیں آنے دیتے تھے، دین میں کسی کو پیچھے ہٹنے نہیں دیتے تھے۔ ان کا درہ مشہور ہے کہ خود بھی اللہ کے دین پر جمے رہتے تھے اور دوسروں کو بھی جمنے کی تلقین کرتے تھے۔

ان کے ایک ایک حکم پر کیسے عمل ہوتا تھا اس کی مثال سن لیجیے! جب مسلمانوں کی فتوحات خوب بڑھ گئیں تو کچھ دیر ایسی بھی گزرتی تھی کہ جب مجاہدین کو کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر کے نام ایک خط لکھا اور کہا: قرآن مجید کے بہت سارے حفاظ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ اب حفاظ کم نظر آتے ہیں، لہٰذا اگر کوئی ایسا وقت ہو کہ یہ فوجی لوگ اپنی چھاؤنیوں میں ٹھہرے ہوئے ہوں اور کوئی ایسا خاص کام بھی نہ ہو تو ان کو کہو کہ یہ قرآن مجید کو یاد کیا کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ کے ایک فرمان پر ہزاروں صحابہ نے قرآن مجید کو یاد کر لیا۔ ان کی ایک بات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو اس طرح متوجہ کر رکھا تھا کہ وہ قرآن مجید کے حافظ بن جاتے تھے۔

(۲) نہی عن المنکر کرنا:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوسری بات فرمائی: نہی عن المنکر کرنا، برائی سے روکنا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود بھی رکتے تھے دوسروں کو بھی روکا کرتے تھے۔

ان کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ان کے بیت المال میں خوشبو آئی جو لوگوں میں تقسیم کرنی تھی۔ ان کی بیوی صاحبہ نے کہا کہ میں اس خوشبو کو تقسیم کر دیتی ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں کوئی اور تقسیم کرے۔ بیوی نے کہا کہ کیا مجھ پر اعتماد نہیں کہ میں ٹھیک تقسیم کروں گی؟ فرمایا نہیں: ایسی بات نہیں، البتہ یہ ہے کہ جب تم تقسیم کر رہی ہو گی تو اس وقت تمہارے ہاتھوں پر جو خوشبو لگے گی تو وہ حصہ تو تمہارے پاس

www.besturdubooks.wordpress.com

آ جائے گا، میں بیت المال سے اتنا بھی فائدہ نہیں لینا چاہتا۔ سبحان اللہ۔ یہ ان کا تقویٰ تھا، خدا خوفی تھی۔ (الزھد لاحمد بن حنبل رحمہ اللہ: ص ۴۹)

ایک دفعہ علی رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کے لیے آئے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے امور خلافت کا کام کر رہے تھے۔ دروازہ کھٹکھٹایا گیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا، وہ آئے اور بیٹھ گئے۔ پوچھا: بھائی علی! کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا: میں آپ سے کوئی ذاتی مشورہ کرنے آیا ہوں۔ دوبارہ پوچھا: امور خلافت کا کام ہے یا ذاتی بات ہے؟ انہوں نے کہا: ذاتی (پرسنل) بات ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھونک مار کر چراغ بجھا دیا، اندھیرا ہو گیا۔ علی رضی اللہ عنہ حیران ہوئے کہ اے عمر! مہمان کے آنے پر چراغ جلایا کرتے ہیں، چراغ بجھایا تو نہیں کرتے۔ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا: بھائی علی! آپ نے بالکل سچ کہا، لیکن مجھے اور آپ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم ذاتی باتیں کریں اور بیت المال کے پیسے کا تیل جلتا رہے۔ سبحان اللہ! جو اتنے امین تھے، بیت المال کے ایک ایک پیسے کا اتنا خیال کیا کرتے تھے تو وہ اپنے آپ کو بھی گناہوں سے روکتے تھے، دوسروں کو بھی گناہوں سے روکتے تھے۔

(حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۰۴)

(۳) سادہ لباس پہننا:

اور تیسری بات انہوں نے فرمائی: سادے کپڑے پہننا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ نے اتنی فتوحات دی تھیں کہ اگر وہ چاہتے تو بیت المال سے اپنا بہت سارا روزینہ متعین کر سکتے تھے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، معمولی رقم لیتے تھے جس میں مشکل سے گزارا ہوتا تھا، حتیٰ کہ وہ لباس پہنتے تھے تو بہت سادہ لباس ہوتا تھا۔

ان کے لباس کی حالت سن لیجیے کہ جب مسلمانوں نے بیت المقدس کو فتح

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے کا ارادہ کیا، تو محاصرہ کر لیا۔ جو یہودی اس وقت وہاں تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے علما تمہارے سپہ سالار سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ سپہ سالار نے پوچھا: کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ دیکھو! ہم اہلِ کتاب ہیں، ہماری کتابوں میں اس پیغمبر آخر الزماں کا پورا حلیہ مبارک موجود ہے اور ان کے صحابہ کی بھی نشانیاں موجود ہیں اور یہ بھی بتایا گیا کہ بیت المقدس کون فتح کرے گا؟ تم اپنے امیر المومنین کو بلاؤ! ہم اگر ان کے اندر یہ نشانیاں پائیں گے تو ہم بغیر لڑے چابیاں ان کے حوالے کر دیں گے۔ اور اگر نہیں پائیں گے تو تم ایڑی چوٹی کا زور لگا لینا، بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکو گے۔ امیر لشکر نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیے۔

عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس کے لیے روانہ ہوئے۔ جب چلے تو سادہ کپڑے تھے، چمڑے کا پیوند بھی لگا ہوا تھا۔ سبحان اللہ! اپنے غلام کو ساتھ لیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے کہا کہ آپ اسلام کے نمائندہ بن کر جا رہے ہیں اور آگے کفار کے بڑے بڑے لوگ ہوں گے۔ تو بہتر ہے آپ اچھا لباس پہن لیں اور اونٹ کے بجائے گھوڑے کی سواری کر لیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے کہنے پر ایسا کر تو لیا، لیکن جب چند قدم اٹھائے تو رک گئے۔ فرمانے لگے: میں اپنے دل کی کیفیت میں تغیر محسوس کر رہا ہوں۔ وہی کپڑے بدل کر پرانا لباس پہن لیا اور اونٹ کے اوپر سواری کر لی، غلام کو ساتھ لے لیا۔ راستے میں غلام کے ساتھ یہ طے پایا کہ ایک منزل میں سواری کروں گا، تم پیدل چلنا، اگلی منزل میں پیدل چلوں گا تم سواری کر لینا۔ سبحان اللہ! یہ اس زمانے کے مالک اور غلام کا تعلق ہوتا تھا۔ ان کے دلوں میں انسانوں کی اتنی ہمدردی ہوا کرتی تھی کہ ہر چیز کو شیئر کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ!

وہ باری باری سواری پر بیٹھتے رہے۔ اللہ کی شان جب آخری منزل آئی تو غلام

www.besturdubooks.wordpress.com

کے سوار ہونے کا وقت تھا، عمر کے پیدل چلنے کا وقت تھا۔ غلام نے عرض کیا: میں اپنی باری آپ کو دیتا ہوں، آپ سواری پر بیٹھ جائیے، چونکہ سامنے لوگ موجود ہوں گے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ چنانچہ اسی حال میں وہاں پہنچے کہ امیر المومنین تو نکیل پکڑے چل رہے ہیں اور ان کا غلام اونٹ کے اوپر سوار ہے اور امیر المومنین کے جسم پر جو کپڑے ہیں ان میں کئی پیوند ہیں جن میں ایک پیوند چمڑے کا بھی لگا ہوا ہے۔ جب انہوں نے اپنی کتابیں نکال کر دیکھیں تو تورات اور انجیل کے اندر بھی نشانیاں تھیں کہ نبی علیہ السلام کے جو خلیفہ بنیں گے وہ جب بیت المقدس کو فتح کریں گے تو وہ اس حلیے میں آئیں گے۔ ان کو دیکھ کر یہودی علما نے کنجیاں خود بخود ان کے حوالے کر دیں اور بیت المقدس فتح کرنے کی سعادت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آ گئی۔ (فتوح الشام)

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تین محبوب چیزیں بیان فرمائیں تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی تڑپ گئے۔ کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھی تین چیزیں بہت پسند ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون سی چیزیں؟ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!

پہلی چیز...... بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

دوسری چیز...... ننگوں کو کپڑا پہنانا۔

اور تیسری چیز فرمائی...... قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا:

انسان کو اگر اللہ تعالیٰ مال عطا کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ غریبوں میں بھی تقسیم کرے اور محتاجوں کو بھی دے، ضرورت مندوں کی بھی مدد کرے۔ چنانچہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محبوب مشغلہ یہ تھا کہ وہ بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

مشہور حدیث مبارکہ ہے کہ عید کا دن تھا، اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے تیار ہو کر عید کی نماز پڑھنے کے لیے جانے لگے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آج عید کا دن ہے ہمیں کچھ پیسے دے دیجیے، ہم چیزیں منگائیں اور کچھ کھانا پکائیں۔ آج مکہ کی بیوائیں اور یتیم آئیں گے، ہم خود بھی کھائیں گے، ان کو بھی کھلائیں گے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: عائشہ! اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں جو میں تمہیں دے سکوں۔ وہ خاموش ہو گئیں۔ نبی علیہ السلام عید کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے، جب عید کی نماز پڑھ کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ گھر کے اندر کھانا بھی پکا ہوا ہے اور مدینہ کے یتیم اور بیوائیں بھی آ کر کھا رہی ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے حیران ہو کر پوچھا: عائشہ! یہ کھانا کیسے بنایا؟ عرض کیا: اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے تو تھوڑی دیر کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ کی ہر زوجہ کے حصے میں ایک اونٹ سامان سے لدا ہوا بھیجا۔ یہ بیٹے کی طرف سے اپنی ماؤں کو ہدیہ تھا۔ ہم نے اس اونٹ کے سامان میں سے چیزیں لیں، خود بھی کھا رہے ہیں، ان یتیموں بیواؤں کو بھی کھلا رہے ہیں۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام کا دل بہت خوش ہوا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی:

يَا رَحْمٰنُ! سَهِّلِ الْحِسَابَ عَلٰى عُثْمَانَ

''اے رحمٰن! قیامت کے دن عثمان کے اوپر حساب کو آسان کر دینا''

www.besturdubooks.wordpress.com

سبحان اللہ! یہ وہ حضرات تھے جن کو محبوب کی دعائیں ملتی تھیں۔

تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ایک خاص پسندیدہ بات یہ تھی کہ آپ بھوکوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

(۲) ننگوں کو کپڑا پہنانا:

دوسری بات فرمائی: ننگوں کو کپڑے پہنانا۔ یعنی اگر کسی کے کپڑے پھٹے ہوں تو اس کو کپڑا ہدیہ کر دینا۔ یا کسی کے پاس کپڑے بنوانے کی استطاعت نہ ہو، اس کو کپڑے منگا کر دینا۔ آج کی مسلمان عورتیں اپنے کپڑوں کو اللہ کے راستے میں غریبوں کو صدقہ ہی نہیں کرتیں۔ اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں کہ کسی مسلمان کے جسم کی ستر پوشی کریں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہماری ستر پوشی کریں گے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک جنگ میں فتح حاصل ہونے کے بعد بہت سے کفار کو گرفتار کیا گیا پھر ان کو نبی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایک عورت ایسی تھی کہ اس کا بیٹا گم ہو گیا تھا، وہ تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ چنانچہ بچے کے پیچھے اتنی وہ دیوانی بن گئی تھی کہ ننگے سر آ جا رہی تھی تب نبی علیہ السلام کے سامنے آ گئی۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھا، اپنے صحابی کو بلایا اور فرمایا: یہ میری چادر لے کر جاؤ اور اس لڑکی کا سر ڈھانپ دو۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو کافر لڑکی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اگرچہ کافرہ ہے مگر کسی کی تو بیٹی ہے۔ تو اس کا سر چھپاؤ گے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کے دن تمہارے گناہوں پر رحمت کی چادر ڈال دیں گے۔ تو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کے جسم کی ستر پوشی فرماتے تھے۔ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہ بات بہت پسند تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۳) قرآن مجید کی تلاوت کرنا:

اور تیسری بات فرمائی کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ سبحان اللہ! عثمان غنی رضی اللہ عنہ جامع القرآن تھے اور ناشر القرآن تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کو پوری دنیا کے اندر بھجوا کر تقسیم کر دیا۔ اللہ رب العزت نے ان سے کام لیا۔ چنانچہ وہ قرآن مجید کی بہت تلاوت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ عین شہادت کے وقت بھی وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، بلکہ ان کے خون کا چھینٹا قرآن مجید کے اوپر آ کر گرا۔ اور جس لفظ پر گرا وہ لفظ تھا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ کہ ان کے لیے اللہ کافی ہے۔ سبحان اللہ!

ہر انسان جو دنیا میں شہید ہوتا ہے کسی کی گواہی پتھر دے گا، کسی کی گواہی مٹی دے گی، کسی کی گواہی کوئی اور چیز دے گی، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سعادت دیکھیے، قیامت کے دن اللہ کا قرآن ان کی شہادت کی گواہی دے گا۔ یہ درجہ تھا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قول مشہور ہے، فرماتے تھے کہ اگر دلوں کے اوپر ظلمت نہ ہوتی تو قرآن مجید پڑھنے سے انسان کا دل کبھی بھر ہی نہیں سکتا تھا۔ واقعی! بات ٹھیک ہے۔ آج ہمارے دلوں میں ظلمت ہوتی ہے، قرآن پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔ پڑھنے لگتے ہیں، ایک صفحہ پڑھ کر تھک جاتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو روزانہ ایک پارہ پڑھتے ہوں؟ بہت کم ہوں گے۔ تین تین گھنٹے بیٹھ کر موویز فلم دیکھنا لوگوں کے لیے آسان ہوتا ہے، قرآن مجید کو پندرہ منٹ بھی پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ دلوں کے اندر ظلمت ہے۔ اگر یہ دل دھل جائے تو قرآن مجید کے پڑھنے سے دل کبھی نہ بھرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں

جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو علی رضی اللہ عنہ کہاں پیچھے رہنے والے تھے۔ انہوں نے بھی کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھی تین چیزیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ پوچھا: آپ کو کونسی تین چیزیں اچھی لگتی ہیں؟ فرمایا:

پہلی چیز...... مہمان نوازی کرنا۔

دوسری چیز...... گرمی کے روزے رکھنا۔

اور تیسری چیز...... اللہ کے راستے میں جہاد کرنا

(۱) مہمان نوازی کرنا:

ان میں سے پہلی بات مہمان نوازی کرنا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کتنے مہمان نواز تھے حیرانی ہوتی ہے۔ سائل کو منع نہیں کرتے تھے، مہمان کا اکرام کیا کرتے تھے، حدیث پاک میں آتا ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ﴾

(بخاری، رقم: ۶۱۳۵)

"جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور قیامت کے دن کے آنے پر یقین رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ مہمان کی مہمان نوازی کرے۔"

اللہ رب العزت نے اس میں بڑی برکت عطا کی ہے، لہٰذا مہمان نوازی کرنا علی رضی اللہ عنہ کا محبوب کام تھا۔

اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ سیرت کی کتب میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے ہاں مہمان آیا جو یہودی تھا۔ آپ نے اسے ٹھہرا لیا، رات کو

www.besturdubooks.wordpress.com

جب کھانے کا وقت آیا تو آپ نے اس کے سامنے بہت سارا کھانا لا کر رکھا کہ جتنی بھوک ہوگی یہ کھا لے گا۔ اس اللہ کے بندے نے اتنا کھایا، اتنا کھایا کہ خوب (Over Eating) کر بیٹھا حتیٰ کہ جب رات ہوئی تو وہ سویا پیٹ خراب ہو گیا۔ اور صبح فجر کے وقت اس کے جسم سے نجاست خارج ہوئی، یوں سمجھیے کہ اس نے پاخانہ کر دیا۔ کپڑے بھی خراب ہو گئے اور بستر بھی خراب ہو گیا تو وہ چپکے سے اٹھ کر بھاگ گیا کہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ باہر جا کر جہاں پانی تھا وہاں اس نے کپڑے دھوئے، بدن دھویا، صاف ستھرا ہوا۔ پھر اپنے گھر آنے لگا تو اس کو پتہ چلا کہ او ہو! میں تو فلاں چیز وہیں بستر پر بھول آیا ہوں۔ تو وہ واپس لینے کے لیے آیا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اللہ کے حبیب ﷺ خود اپنے مبارک ہاتھوں سے وہ جو نجس بستر تھا اس کو دھو رہے تھے۔ وہ حیران رہ گیا کہ ان کے دل میں مہمان نوازی کی کیا قدر ہے!! تو اس عمل کو دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہو جاتا ہے۔ تو اللہ کے حبیب ﷺ جو کونین کے والی تھے، وہ اگر ایک مہمان کا پاخانہ بھی نکل جاتا ہے اور بستر آلودہ ہو جاتا ہے، ناپاک ہو جاتا ہے تو اپنی بیوی کو نہیں کہتے کہ اس کو دھو دو، بلکہ مہمان کی نجاست کو مبارک ہاتھوں سے خود دھوتے ہیں۔ محبوب ﷺ نے مثال قائم کر دی کہ لوگو! مہمان کا اتنا حق ہوا کرتا ہے۔

(۲) گرمی کے روزے رکھنا:

اور دوسری بات فرمائی کہ گرمی کے روزے رکھنا، یہ علی رضی اللہ عنہ کا ایک محبوب عمل تھا۔ گرمی کے موسم میں پیاس بھی زیادہ ہوتی ہے، بھوک بھی ہوتی ہے، اس لیے کہ دن لمبے ہوتے ہیں، مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان گرمی کے دنوں میں روزے رکھنے کا مزا آتا تھا۔ سبحان اللہ!

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ان کے روزوں کا تذکرہ تو قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ آپ نے قرآن مجید میں پڑھا ہوگا جس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک مرتبہ حسنین کریمین سیدنا حسین اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما دونوں بیمار ہو گئے۔ شہزادوں کو بخار آ گیا، اتر تا نہیں تھا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منت مانگ لی کہ اگر ان بچوں کا بخار ٹھیک ہو جائے گا تو ہم تین دن روزے رکھیں گے۔ اللہ نے بچوں کو شفا عطا فرما دی۔ علی رضی اللہ عنہ نے اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے روزے رکھے۔ جب پہلا روزہ رکھا افطاری کے وقت کچھ تھوڑا سا سامان تھا جس سے افطاری کا ارادہ تھا تو انھوں نے دیکھا کہ اس وقت ایک دروازہ کھٹکھٹانے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا کون ہے؟ کہنے لگا: میں مسکین مدینہ ہوں، بھوکا ہوں، اس دروازے پہ آیا ہوں کہ مجھے ضرور کچھ نہ کچھ مل جائے گا۔ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں، ہم پانی سے روزہ افطار کر لیں گے، کھانا اس کو دے دیتے ہیں۔ چنانچہ کھانا اس کو دے دیا گیا۔ سحری بھی پانی کے ساتھ کر لی گئی۔ اب اگلے دن علی رضی اللہ عنہ نے کچھ محنت مزدوری کی تو افطاری کے لیے کچھ پیسے مل گئے۔ جب کھانا تیار کیا، عین افطاری کے وقت سے تھوڑا پہلے، ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا: کون ہو؟ کہنے لگا: میں یتیم مدینہ ہوں، بھوکا ہوں، آیا ہوں کہ کچھ کھانے کو مل جائے۔ میاں بیوی دونوں نے اپنا کھانا اس یتیم کو دے دیا۔ دوسرے دن بھی پانی سے افطار کر لیا۔ پھر اگلی سحری بھی پانی سے کی۔ جب تیسرا دن ہو گیا تو بھوک کی انتہا تھی کہ کچھ کھائے پیے بغیر تین دن گزر گئے تھے۔ جب افطاری کے وقت کچھ تھوڑا بہت انتظام ہوا، پھر ایک آدمی آیا، دروازہ کھٹکھٹا کر کہنے لگا: میں ایک قیدی ہوں، کھانے کے لیے آیا ہوں۔ انھوں نے پھر اپنا کھانا ان کو دے دیا۔ قرآن مجید نے ان کے اس واقعے کو قرآن کا حصہ بنا دیا: (التفسیر المظہری: ۳۰۹/۷)

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

ذرا غور کیجیے کہ علی رضی اللہ عنہ کی بھوک تو مٹ ہی گئی، لیکن ان کے واقعے کا تذکرہ آج بھی ہماری زبانوں پر ہے اور اللہ کے قرآن کا حصہ بھی بن گیا۔ کل جنت میں قرآن کی تلاوت ہوگی تو اس وقت بھی اس کو پڑھا جائے گا۔ کیسی عظیم ہستیاں تھیں!

(۳) اللہ کے راستے میں جہاد کرنا:

تیسری بات فرمائی کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا مجھے بہت محبوب ہے۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے ان کو اسد اللہ کا لقب دیا۔ اللہ کے شیر تھے اور واقعی! اللہ نے ان کو بہت طاقت، قوت اور جرأت عطا کی تھی۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ کو بھی تین چیزیں پسند تھیں جن کا انہوں نے اظہار فرما دیا۔

جبرئیل علیہ السلام کی تین محبوب چیزیں

اب ذرا سوچیے! محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات فرمائی اور آپ کے جواب میں چاروں یاروں نے بھی یہ بات فرمائی۔ تو باتیں تو فرش پہ ہو رہی تھیں مگر یہ باتیں عرش پہ بھی سنی جا رہی تھیں۔

ابھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے۔ کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں انسان ہوتا تو مجھے بھی تین چیزیں بہت پسند ہوتیں۔ میں بھی اپنی تین چیزیں بتانے کے لیے آیا ہوں۔ پوچھا: کون سی تین چیزیں ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!

پہلی چیز...... عبادت گزار غریبوں سے محبت کرنا۔

دوسری چیز...... کثیر العیال تنگدستوں سے محبت کرنا۔

اور تیسری چیز...... گمراہ کو راستہ دکھانا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱) عبادت گزار غریبوں سے محبت کرنا:

پہلی چیز فرمائی: عبادت گزار غریبوں سے محبت کرنا۔ امیروں سے محبت تو ہر کوئی کرتا ہے، غریبوں کی طرف التفات نہیں ہوتا، حالانکہ اللہ کی خاص نظر ان پر ہوتی ہے جو غریب ہوتے ہیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''قیامت کے دن میری امت کے غربا میری امت کے امیر لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔''

چنانچہ جو غریب آدمی کے ساتھ محبت کرے تو یہ گویا ملائکہ کی صفت ہے۔

(۲) کثیر العیال تنگدستوں سے محبت کرنا:

پھر دوسری چیز فرمائی کہ کثیر العیال تنگدستوں سے محبت کرنا۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ اولاد زیادہ ہوتی ہے، وسائل نہیں ہوتے، تنگی میں زندگی گزارتے ہیں، اللہ کو وہ بھی بڑے پیارے ہوتے ہیں۔ تو جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے محبت کرنا یہ مجھے بہت پسند ہے۔

اور ایسے لوگوں سے اللہ کو بھی محبت ہوتی ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پڑوسی تھا، جو لوہار تھا، حداد تھا۔ وہ سارا دن آگ کی بھٹی میں لوہے کو گرم کرتا اور ہتھوڑے سے کوٹتا تھا۔ چنانچہ رات کو وہ سونے لگتا تو وہ تھکا ہوا ہوتا تھا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا کہ وہ اس قدر رات کو عبادت کرتے ہیں تو کہا کرتا تھا: اگر میرے اتنے بچے نہ ہوتے، میری پیٹھ پہ اتنا بوجھ نہ ہوتا تو میں بھی امام احمد کی طرح رات کو عبادت کیا کرتا۔ وہ بیچارہ فرض نمازیں پڑھتا تھا، نفل نمازیں نہیں پڑھتا تھا۔ کہتے ہیں جب فوت ہوا کسی کو خواب میں نظر آیا۔ پوچھا کہ تمہارا کیا بنا؟ کہنے لگا کہ اس حسرت کی وجہ سے جو میرے دل میں تھی، اللہ نے مجھے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

رتبے میں اکٹھا کر دیا۔ سبحان اللہ! انسان اپنی اولاد کے لیے جو پسینہ بہاتا ہے، اللہ رب العزت کو وہ بہت پسندیدہ ہوتا ہے۔

(۳) گمراہ کو راستہ دکھانا:

جبرائیل علیہ السلام نے تیسری بات ارشاد فرمائی: ''گمراہ کو راستہ دکھانا''۔ گمراہ کو راستہ دکھانے کے دو معنی ہیں: ایک تو یہ ہے کہ عام مسافر جو راستہ بھول جائے اور اس کو Directions (رہنمائی) کی ضرورت ہو تو اس کو اچھے انداز سے Direction دینی چاہیے تا کہ وہ اِدھر اُدھر بھٹکتا نہ پھرے، ٹھوکریں نہ کھاتا پھرے، وقت نہ ضائع کرتا پھرے، بلکہ سیدھا آرام کے ساتھ وہ منزل پہ پہنچ جائے۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کا راستہ بھول جاتے ہیں اور فسق و فجور میں پڑ جاتے ہیں، گناہوں کی زندگی میں پڑ جاتے ہیں، ان کو سمجھانا بجھانا اور اللہ کے راستے کی طرف متوجہ کرنا اور سیدھے راستے پہ ڈال دینا، یہ اللہ کو بہت محبوب ہے۔

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے بھی تین کام بتائے کہ اگر میں انسانوں میں ہوتا تو مجھے یہ تین چیزیں بہت پسند ہوتیں۔

اللہ تعالیٰ کی تین پسندیدہ چیزیں

اب ذرا غور کیجیے کہ بات تو ہوئی تھی نبی علیہ السلام کے درمیان اور آپ کے چند دل صحابہ کے درمیان، لیکن اس بات کو سن کر جبرائیل علیہ السلام نیچے اتر آتے ہیں اور وہ بھی اپنی پسندیدہ چیزیں بتاتے ہیں۔ جب جبرائیل علیہ السلام نے اپنی چیزیں بتا دیں تو اس کے بعد کہا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ رب العزت نے مجھے پیغام دے کر بھیجا ہے جاؤ میرے محبوب کی مجلس سے، انہوں نے بھی اپنی پسندیدہ چیزیں بتائیں، ان کے یاروں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے بھی پسندیدہ چیزیں بتائیں ہیں، جبرائیل تم بھی اپنی پسندیدہ چیزیں بتاتا اور پھر میری بھی تین پسندیدہ چیزیں بتانا۔ سبحان اللہ! یہ کیا مقبول مجلسیں تھیں! اللہ رب العزت خود پیغام بھیج رہے ہیں کہ مجھے بھی تین چیزیں بہت پسند ہیں۔ باری تعالیٰ نے فرمایا:

پہلی چیز...... فاقے پر صبر کرنے والا بندہ

دوسری چیز...... نیکی میں سبقت کرنے والا بندہ۔

اور تیسری چیز...... گناہوں پر نادم ہونے والا بندہ۔

(۱) فاقے پر صبر کرنے والا:

اللہ رب العزت نے پہلی چیز یہ فرمائی کہ جو بندہ فاقے پر صبر کرتا ہے، یہ بندہ مجھے بہت پسند ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کے رزق کو کم لکھ دے اور وہ بندہ صبر کے ساتھ وقت گزارے، شکوے نہ کرے، شکایتیں نہ کرے، اللہ اس بندے سے بہت راضی ہوتے ہیں۔

اس لیے روایت میں آتا ہے کہ قیامت کا دن ہوگا، ایک غریب آدمی اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا، نیک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اس سے معذرت کریں گے کہ دنیا میں تمہیں تھوڑا رزق دیا، جیسے ایک دوست اپنے دوسرے دوست سے کسی بات پہ معذرت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ گویا اس طرح اس غریب بندے سے جو صبر کرنے والا ہوگا قیامت کے دن معذرت فرمائیں گے۔

(المغنی عن حمل الاسفار: ۲/۱۰۸۷، احیاء علوم الدین: ۵/۱۴۴)

تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ انسان کو اگر فاقہ آجائے یا انسان کو تنگی آجائے تو وہ صبر کرے۔ اپنی طرف سے محنت اور کوشش کرے، محفلوں میں بیٹھ کر اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

سے شکوہ نہ کرے کہ ہمارے تو مقدر میں لکھا ہی کچھ نہیں، ہمیں تو دنیا ہی کچھ نہیں ملا۔ جو اللہ کی تقسیم پہ راضی رہے تو بہت خوش نصیب انسان ہے۔

اس لیے کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

”اے داؤد علیہ السلام اگر آپ کو کھانے میں سوکھی روٹی سبزی مل جائے تو سبزی کو نہ دیکھنا، بلکہ اس بات پہ غور کرنا کہ جب میں نے رزق کو تقسیم کیا تھا تو تو مجھے یاد تھا۔“

تو مومن کے لیے تو یہی بات بہت کافی ہے کہ اللہ! آپ نے زیادہ دیا یا تھوڑا دیا، یہ کتنی خوش نصیبی ہے کہ آپ نے ہم مسکینوں کو یاد تو رکھا، چھوٹا یا بڑا جو ہمیں مل گیا، محبوب کی طرف سے تھوڑی سی بھی چیز مل جائے تھوڑی نہیں ہوا کرتی۔

It is not the thing which count it is thought

یہ تو وہ چیز ہے کہ رب کریم نے ہمیں یاد تو فرمایا۔ ہمارے لیے تو یہی بہت کافی ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہیے کہ اپنے فاقہ کے اوپر صبر کر کے اللہ رب العزت کا قرب پائے بجائے اس کے کہ اپنے ثواب کو گنوا لے۔

(۲) نیکی میں سبقت کرنے والا

اللہ رب العزت کو جو تین چیزیں پسند ہیں ان میں سے دوسری چیز ہے: ”نیکی کرنے میں سبقت کرنا“۔ نیکی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنا، اللہ سے محبت کا اظہار کرنا، دوڑ دوڑ کے نیکی کرنا، بھاگ بھاگ کر نیکی کرنا۔ تھک تھک کے نیکی کرنا اور نیکی کر کر کے تھک جانا، یہ اللہ کو بہت پسند ہے۔

اللہ کے تین پسندیدہ بندے:

چنانچہ حدیث پاک میں ہے: اللہ رب العزت کو تین بندے بہت پسند ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ان تین بندوں کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے دکھاتے ہیں، فخر فرماتے ہیں کہ دیکھو! میرے اس بندے کو کہ یہ اس حال میں بھی میری عبادت کر رہا ہے۔

پہلا بندہ کہ کچھ لوگ تھے سفر میں جا رہے تھے، بہت بڑا قافلہ تھا، سب کے سب تھک گئے تھے، رات کافی گزر چکی تھی، نیند کا بھی غلبہ تھا، تھکاوٹ کا بھی غلبہ تھا۔ اپنی منزل پہ پہنچے تو لوگ اتنے تھکے ٹوٹے ہوئے تھے کہ لوگ سامان رکھتے ہی لیٹ کر سو گئے۔ ان میں سے ایک ایسا آدمی تھا، وہ اس وقت نہیں سویا، اس نے وضو کر لیا، مصلے کے اوپر آ گیا اور تہجد پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا۔ فرمایا: اللہ کو یہ بندہ اتنا پسند ہوتا ہے کہ اللہ فرشتوں پہ فخر فرماتے ہیں کہ دیکھو! یہ بھی تو میرا بندہ ہے، اس پر بھی تھکاوٹ تھی، اس پر بھی نیند غالب تھی، مگر اس نے نیند کو غالب نہیں ہونے دیا، میری محبت اس پر غالب آ گئی اور یہ اس وقت بھی کھڑا تہجد پڑھ رہا ہے۔

دوسرا وہ بندہ کہ جوان العمر ہے اور دل میں گھر کرنے والی خوبصورت بیوی بھی پاس موجود ہے، لیکن اس نے اپنا معمول ایسا بنایا ہوا ہے کہ بیوی کو وقت آگے پیچھے دے لیتا ہے، تہجد کا وقت فارغ رکھتا ہے، تہجد کے وقت مصلے پہ اللہ کی عبادت کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو دیکھ کے خوش ہوتے ہیں اور فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ دیکھو! اگر یہ چاہتا تو اپنی بیوی کے ساتھ مشغول ہو سکتا تھا، لیکن میری محبت اس پر غالب آئی، یہ مصلے کے اوپر تہجد کی نماز پڑھ رہا ہے۔ اس لیے نوجوان مرد یا عورت کا تہجد پڑھنا اللہ کو بہت پسندیدہ ہے۔

تیسرا وہ آدمی کہ جب دشمن سامنے آ جائے تو وہ اللہ کی رضا کے لیے اکیلا لڑتا ہے حالانکہ اس کو موت سامنے نظر آ رہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر فرماتے ہیں کہ دیکھو: میرے بندے نے میرے لیے کیسے صبر کیا!

(الدر المنثور: ۲/ ۴۰۶، سورۃ آل عمران - جامع الاحادیث للسیوطی: ۲۰/ ۷، رقم: ۱۱۳۰۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

بلکہ ایک حدیث پاک میں فرمایا:

''جو خاوند تہجد کے وقت اپنی بیوی کو جگائے یا جو بیوی تہجد کے وقت اپنے خاوند کو جگائے اللہ ان دونوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔''

(المعجم الکبیر: ۳/۲۹۵، رقم: ۳۳۲۸)

(۳) گناہوں پر نادم ہونے والا بندہ:

اور تیسری چیز بتائی کہ جو بندہ گناہوں پر نادم ہوتا ہے، اللہ کو وہ بندہ بہت پسند ہے۔ اتنے انسان ہیں، بندے ہیں، بشر ہیں، ہم Intentionaly (دانستہ) بھی غلطیاں کر لیتے ہیں اور Unintentionaly (نادانستہ) بھی ہو جاتی ہیں۔ غلبۂ جذبات میں غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ہاں! اگر غلطی ہو جائے تو انسان غلطی کر کے پڑا نہ رہے، غلطی پہ جما نہ رہے، بلکہ غلطی کو تسلیم کر کے اللہ سے معافی مانگ لے۔ جو بندہ معافی مانگ لیتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو آجاتے ہیں اللہ کو وہ بہت پسند ہے۔

ندامت کے آنسو میزانِ عمل میں نہیں تل سکتے:

جبرائیل علیہ السلام ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! انسان جو بھی اعمال کرتے ہیں، ہم ان تمام اعمال کو تولتے ہیں، اتنا بڑا میزان ہے کہ ساری کی ساری نیکیاں اس کے اندر رکھ دی جاتی ہیں، ان کو تولا جاتا ہے، سوائے گنہگار کے ندامت والے آنسوؤں کے۔ محبوب ﷺ نے پوچھا کہ آنسوؤں کو کیوں نہیں تولا جاتا؟ فرمایا: ایک ایک آنسو آگ کے سمندروں کو بجھانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ہم میزان میں ان آنسوؤں کو تول بھی نہیں سکتے۔ ایک ایک آنسو اللہ کے ہاں کتنا قیمتی ہے!! (الزھد لاحمد بن حنبل: ۱/۲۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

ندامت کے آنسو تو موتیوں کی طرح اللہ کے ہاں قبول ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک قیراط کا ڈائمنڈ ہو تو کتنی قیمت ہوتی ہے؟ دو قیراط کا ہو تو قیمت آسمان پہ چڑھ جاتی ہے، تین قیراط تو انسان خریدنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ جب ایک ایک قیراط بڑھنے سے اتنی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ لگتا ہے کہ گنہگار کے آنسو بھی اللہ کے ہاں اسی طرح قیراط والے خالص ڈائمنڈ کے مانند ہوتے ہیں۔ اللہ ان کو قبول کر لیتے ہیں۔

ندامت کے آنسو امپورٹڈ مال ہے:

آپ نے خود بھی زندگی میں تجربہ کیا ہوگا کہ اگر آپ کو کوئی امپورٹڈ چیز بازار میں ملے جو ہر وقت نہ ملتی ہو تو آپ اس کو مہنگی پرائس پر بھی خرید لیتے ہیں۔ ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ دوگنی پرائس پر چیز خرید کر لے آتے ہیں، بھئی! تم نے اتنا پیسہ کیوں لگا دیا؟ یہ آدھی پرائس پہ بھی مل جاتی تھی۔ وہ کہتے ہیں۔ جی نہیں! یہ امپورٹڈ چیز ہے اور یہ کبھی کبھی ملتی ہے، اس لیے میں نے اس کو زیادہ پیسے دے کے خرید لیا۔ تو جب دنیا کا دستور ہے کہ امپورٹڈ چیز کو زیادہ پیسے دے کر خرید لیتے ہیں تو یہ بات ذہن میں رکھیے کہ عرش کے اوپر آسمانوں کی جو دنیا ہے اس میں ندامت کے آنسو نہیں ہوتے۔ فرشتے رونا نہیں جانتے، ان کے اندر احساسِ ندامت نہیں ہوتا کیوں کہ وہ تو اللہ کی نافرمانی ہی نہیں کرتے۔

﴿لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحریم: ٦)

وہ تو بالکل روبوٹ کی طرح وہی کرتے رہتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ تو ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پاس نافرمانی یا ندامت کے آنسو ہرگز نہیں ہیں، لہٰذا آسمان سے اوپر کی دنیا پہ یہ چیز نہیں ہے اور جب فرشتے دنیا میں کسی کو دیکھتے ہیں کہ اس نے گناہ کر لیا، پھر نادم ہوا، شرمندہ ہوا، اب بیٹھا رو رہا ہے تو اس کی آنکھوں کے یہ آنسو موتیوں کی طرح فرشتے چن لیتے ہیں، اللہ کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔ یہ وہ قیمتی متاع ہے جو اوپر کی دنیا میں نہیں ہوتی، زمین سے ہی ملا کرتی ہے، ہم یہ لے کر آئے ہیں۔ اللہ اس کے اوپر ڈائمنڈ کا ریٹ لگا دیتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ عورتیں اور وہ مرد جو اپنی زندگی کے گناہوں پہ اللہ کے سامنے نادم ہوں، شرمندہ ہوں اور اپنے اللہ کو منانے کے لیے آنکھوں سے آنسو بہائیں۔

پلکوں کے بال کی شفاعت:

حدیث پاک سن لیجیے! ایک حدیث پاک میں آیا ہے قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ حساب کتاب لیں گے تو کچھ لوگ جنت میں چلے جائیں گے اور کچھ جہنم میں چلے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انبیا کو شفاعت کی اجازت فرمائیں گے۔ تو ان کی شفاعت والوں کو بھی جنت دے دی جائے گی۔ پھر علما شفاعت کریں گے، حفاظ کریں گے، حتیٰ کہ شہدا بھی شفاعت کریں گے اور عام جنتی بھی شفاعت کریں گے اور سب کی شفاعت پہ اللہ جس جس کو چاہیں گے اس کو جہنم سے نکال کے جنت عطا فرما دیں گے۔ پھر کوئی ایسا بندہ نہیں ہوگا جس کی شفاعت کرنے والا کوئی ہو۔ اس وقت ایک بندہ ایسا بھی ہوگا کہ اس کی پلکوں کا ایک بال اللہ کے سامنے یہ فریاد کرے گا: اے اللہ! میں اس بندے کی پلکوں کا ایک بال ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک مرتبہ ندامت کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے اتنا چھوٹا سا آنسو نکلا تھا کہ میں تر ہو گیا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ ندامت کے ساتھ رونے والا بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل کو

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں گے: جبرائیل! اعلان کر دو کہ لوگو! یہ وہ شخص ہے جس کی پلکوں کے ایک بال نے گواہی دی کہ یہ ندامت کی وجہ سے اللہ کے سامنے رویا تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم سے نکال کر جنت عطا کر دی ہے۔ (البحر المدید: ۴/۲۳۱، سورۃ یٰس)

مکھی کے سر کے برابر بھی آنسو آنکھ سے نکل آئے وہ بھی بندے کو جہنم سے نکال دیتا ہے، خوش نصیب ہیں وہ آنکھیں جو ندامت کی وجہ سے تنہائی میں شرمندہ ہو کر اپنے گناہوں پر آنسو بہاتی ہیں اور اپنے رب کو منانے کی کوشش کرتی ہیں۔

عجیب محفل:

تو یہ ایک عجیب محفل تھی اس دنیا میں۔ محبوب ﷺ نے تین محبوب چیزیں بتائیں..... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں..... عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں..... عثمان غنی نے بھی بتائیں رضی اللہ عنہ ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں..... پھر جبرائیل علیہ السلام نے بھی بتائیں اور آخر پر اللہ رب العزت نے بھی بتائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام پسندیدہ چیزوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور آج کی اس مجلس کے صدقے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 0315-2702102

مکتبہ الفقیر بالمقابل رنگون بال، بہادر آباد کراچی 0345-2331257 (اقبال)

دارالمطالعہ نزد پرانی سبزی منڈی، حاصل پور 0300 7553059

مکتبہ سید احمد شہید الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37228272

ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 042-37353255

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 042-37224228

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965

مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539

دارالاشاعت اردو بازار کراچی 021-2213768

علمی کتاب گھر ایوب روڈ اردو بازار کراچی 021-32634097

حضرت مولانا ذکی ریس صاحب، حضرت قاری سلیمان صاحب (مدظلہم) دارالہدیٰ چکوال

حضرت مولانا قاسم منصور صاحب، نیو مارکیٹ مسجد اسامہ بن زید اسلام آباد 0332-5426392

جامعۃ الصالحات نجیب مری روڈ حضرت مستقیم بیت الرحمن روڈ راولپنڈی 051 5462247

ادارہ تالیفات اشرفیہ فوارہ چوک ملتان 061-4540513 0322 6180738

مکتبہ سید احمد شہید جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک 0923 630964

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003, 0300-9652292

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

اللہ جل جلالہ

جلد بیالیس

- کلمہ طیبہ کے معارف
- میرے بندے تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے
- بندۂ مومن کریمین کے مابین
- خواتین میں توبہ کی ایک بات
- تین منزلیں تین رکاوٹیں
- مومن کے چھ غم
- تربیت خداوندی
- اللہ کے ہر کام میں بہتری ہے
- مخلوق کی فطری رہنمائی
- علم نافع حاصل نہ ہونے کی وجوہات

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

پیر طریقت، رہبر شریعت، مفکر اسلام
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مکتبۃ الفقیر

خطباتِ فقیر
42
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد ۴۲

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہم

مرتب

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— خطبات فقیر (جلد ۲)

از افادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

مرتب ——— ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ——— مئی 2013ء

(زیر سرپرستی)
پروف ریڈنگ ——— مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب
معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

تعداد ——— 1100

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل ہے

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
19	۞......عرض ناشر
21	۞......پیش لفظ
23	۞......عرض مرتب
27	① کلمہ طیبہ کے معارف
28	۞......دل کی تین کیفیتیں
28	۞...... ① رغبت
28	۞...... ② طلب
29	۞...... ③ محبت
29	۞......محبت کی معراج
30	۞......رغبت، طلب، محبت اور عبادت کس کے لیے؟
31	۞......قرآنی تعلیمات کا نچوڑ
32	۞......اخلاص بنیادی شرط ہے
34	۞......کلمہ طیبہ پڑھنے میں شرائط
34	۞...... ① علم
35	۞...... ② یقین
35	۞...... ③ انقیاد
35	۞...... ④ صدق

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
......⑤ اخلاص	35
......⑥ محبت	36
......کلمہ طیبہ کے فضائل قرآن میں	37
......کلمہ طیبہ کے فضائل احادیث میں	40
......بہترین ذکر	40
......انبیاء کی سب سے بہترین بات	41
......سب سے بہترین نیکی	41
......ایمان کا بہترین شعبہ	42
......مُردوں کو عذاب سے چھڑوانے والا کلمہ	42
......ایمان کو تازہ کرنے والا کلمہ	42
......بندے اور اللہ کے درمیان پردے ہٹانے والا کلمہ	43
......اللہ کی طرف سے جواب	43
......اللہ تعالیٰ کی محبت کی نظر	44
......گناہوں کی مغفرت کرانے والا کلمہ	44
......قبر کی وحشت سے نجات دلانے والا کلمہ	45
......کلمہ اہلِ ایمان کا شعار	45
......سب سے زیادہ وزنی کلمہ	46
......جنت میں پہنچانے والا کلمہ	46
......کلمہ کی برکت سے عذابِ جہنم سے چھٹکارا	47
......کلمہ طیبہ کے فضائل مشائخ عظام کی نظر میں	48

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ..... شرک کی دو قسمیں	48
❁ ..... سچا موحد بنانے کی محنت	49
❁ ..... کلمہ طیبہ کے خصوصی معارف	50
❁ ..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نفی میں کمال حاصل ہوا	50
❁ ..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام خلت	51
❁ ..... خلیل کی آزمائش	52
❁ ..... نبی علیہ السلام کا مقام محبوبیت	56
❁ ..... نبی علیہ السلام کو نفی و اثبات دونوں میں کمال حاصل ہوا	58
❁ ..... علمی نکتہ	60
❁ ..... محبیت اور محبوبیت	60
❁ ..... محبوبیت ذاتی اور محبوبیت صفاتی	61
❁ ..... دائرہ اور مرکز کی مثال	62
❁ ..... علمی نکتہ	62
❁ ..... مقام احمدیت	63
❁ ..... طریقت، حقیقت اور شریعت	64
(۲) میرے بندے تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے	67
❁ ..... مخلوق کی محبت ..... اللہ کی رحمت کا سوواں حصہ	68
❁ ..... سوویں حصہ کا ایک ذرہ ..... ماں کی محبت	68
❁ ..... اللہ نے ہمیں انسان بنایا	71
❁ ..... اللہ نے ہمیں مسلمان بنایا	71

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
اللہ نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا	71
اللہ کی طرف سے انسان کا اکرام	73
احترام انسانیت کی تعلیم	74
دنیا کی محبتیں، سب غرض کی محبتیں	75
اللہ تعالیٰ کی محبت...... بے غرض محبت	76
بخشش کے بہانے	77
گناہ لکھنے میں انتظار	77
مخلوق کا استغفار	78
سفر میں قبولیت دعا	79
والدین کی دعاؤں کی قبولیت	80
دوست کی دعا دوست کے حق میں	80
وضو اور نماز سے گناہوں کی بخشش	81
جمعہ، عیدین کی نماز سے گناہ معاف	81
بخشش اتنی آسان	82
خوش خلقی سے گناہ معاف	82
بیماری سے گناہ معاف	83
رمضان اور حج سے گناہ معاف	83
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ستر پوشی	84
ایک شرابی پر اللہ کی رحمت کا عجیب معاملہ	85
شرمندگی سے حفاظت	87

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁......بندے کی شفاعت کا انتظام	89
❁......نبی ﷺ کی امت سے محبت	90
❁......رحمت کی تین قسمیں	92
③ بندۂ مومن کریمین کے مابین	95
❁...... ہر انسان میں خیر اور شر کا مادہ رکھا ہے	96
❁......انسان کے دو دشمن	97
❁......گناہ ہو جائے تو توبہ کر لیں	97
❁......توبہ پر اللہ تعالیٰ کی خوشی	97
❁...... اللہ تعالیٰ کو بندے سے محبت ماں سے بھی زیادہ	99
❁......خالص توبہ سے گناہ نیکیوں میں تبدیل	100
❁......اللہ کی صفت غفاریت کا ظہور	100
❁......گنہگاروں کے لیے امید کی کرن	102
❁......عادی گناہگار بھی مایوس نہ ہو	102
❁......رحمت کا لا متناہی سمندر	103
❁......امید افزا قرآنی آیت	106
❁......روز قیامت اللہ تعالیٰ کی شان مغفرت	108
❁......رحمت کی تین قسمیں	109
❁......نبی ﷺ کی رحمت للعالمینی	110
❁......امت کی مغفرت کے لیے نبی ﷺ کی دعائیں	110
❁......دو کریموں کے درمیان معاملہ	111

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
113	...... نبی ﷺ کی پیاری دعا
113	...... چیخ اٹھا ہر بے گناہ، میں بھی گناہگاروں میں ہوں
115	**خواتین میں توبہ کی ایک بات**
116	...... گناہ کے اثرات
116	...... طاعت سے محرومی
116	...... دل کی بے چینی
117	...... دعائیں قبول نہیں ہوتیں
117	...... زوال نعمت
118	...... گناہوں کے اثرات سے بچنے کا طریقہ
118	...... توبہ کی شرائط
119	...... توبہ کے بعد کرنے کے کام
119	...... پہلا کام: برے دوستوں سے علیحدگی اختیار کرے
120	...... دوسرا کام: توبہ میں تاخیر پر توبہ کرے
121	...... تیسرا کام: نفس پر اعتماد نہ کرے
121	...... چوتھا کام: طاعت کو اختیار کرے
122	...... پانچواں کام: تائبین کے واقعات کا مطالعہ کرے
122	...... ایک صحابیہ کی سچی توبہ کا واقعہ
123	...... زنا کی سزا
126	...... توبہ کے متعلق بعض اشکالات
126	...... (۱) کبیرہ گناہ بہت سے کثرت سے ہوئے، کیسے معاف ہوں گے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
......سو بندوں کے قاتل کی توبہ	127
......(۲) گناہوں کے ماحول میں بندہ پھنسا ہوا ہو تو توبہ کیسے کرے؟	128
......حضرت مرثد رضی اللہ عنہ کا واقعہ	128
......حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ	129
......(۳) توبہ تو کر لی لیکن گناہوں کی یادیں جان نہیں چھوڑتیں	131
......(۴) کیا اعتراف گناہ ضروری ہے؟	131
......(۵) گناہوں سے بچ ہی نہیں پاتے تو توبہ کیسے کریں؟	132
......بیعت کی برکت سے دہریے کی توبہ	133
......(۶) اللہ بخشنے والا ہے تو توبہ کی کیا ضرورت؟	135
......توبہ کے متعلق چند سوالات	136
......سوال ۱: کیا گناہ سرزد ہونے سے پہلی توبہ ٹوٹ جاتی ہے؟	136
......(۲) کیا ایک گناہ کے ہوتے ہوئے دوسرے گناہ سے توبہ کی جا سکتی ہے؟	137
......(۳) بہت ساری نمازیں اور روزے قضا ہو چکے تو توبہ کیسے کریں؟	137
......(۴) دوسروں کی غیبتیں بہت کیں، توبہ کیسے کریں؟	138
......(۵) اگر قتل ہو گیا ہو تو کیا اس کی بھی توبہ ہو سکتی ہے؟	139
......کسی کا مال چرایا ہو تو اس کی توبہ کیسے؟	139
......توبہ کا طریقہ	140
......اللہ کا در کبھی نہ چھوڑیں	140
......ایک نوجوان کی توبہ	143
......ہم توبہ کرتے ہیں	147

www.besturdubooks.wordpress.com

مضامین | صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر
⑤ تین منزلیں تین رکاوٹیں	149
……آل اولاد راستے کی رکاوٹ ہیں	150
……آج کا عنوان	151
……پہلی بات: قبر ہماری منزل اور غفلت اس کی رکاوٹ ہے	152
……غفلت دوری کا سبب بنتی ہے	152
……حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موت کو یاد کرنا	153
……صحابہ رضی اللہ عنہم موت کو یاد کرتے تھے	154
……نبی علیہ السلام کی نصیحت	154
……مرتے مرتے بچنا اور بچتے بچتے مرنا	155
……غفلت کی چند صورتیں	155
……دوسری بات: آخرت ہماری منزل ہے دنیا اس کی رکاوٹ ہے	157
……عقل مند کون؟	157
……غافل انسان کے شب و روز	158
……دنیا ہی کو جنت بنانے میں مصروف	160
……آخرت کی تیاری کی ضرورت	160
……دنیا کو بھی دین بنالیں	161
……"سبحان اللہ" کہنے پر جنت کا وسیع پلاٹ	162
……جنت کے محل کی کوالٹی، دنیا کے اعمال کے بقدر	163
……سب سے چھوٹی جنت کی وسعت	164
……اکابر کا فرمان	164

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ ..... دنیا اپنے چاہنے والوں کے ساتھ جہنم میں	165
❁ ..... تیسری بات: تعلق باللہ ضروری منزل، نفس اس کی رکاوٹ ہے	166
❁ ..... نفس پرستی، خدا پرستی نہیں	165
❁ ..... اللہ تک پہنچنے کے لیے نفس پر قدم رکھنا پڑتا ہے	166
❁ ..... مرد و عورت کا نفسانی تعلق	167
❁ ..... نفسانی تعلق کی ابتدا	168
❁ ..... بیویوں سے زنا	163
❁ ..... خلوت کے گناہ سب نفسانی گناہ ہیں	168
❁ ..... زانی ..... دل کا کالا	169
❁ ..... نفس کو مارنے کے لیے رہبر کی ضرورت	170
❁ ..... پیر طریقت، گاڑی کے جی پی ایس سسٹم کی طرح ہے	172
❁ ..... بغیر پیر کے نفس ذبح نہیں ہوتا	173
❁ ..... جو کہ بنادو وہ جھڈ سے منہ پاد	174
⑥ مومن کے چھ غم	177
❁ ..... دنیا ایک سراب ہے	178
❁ ..... دنیا دھوکے کا گھر ہے	179
❁ ..... نبی ﷺ اور صحابہ ؓ کو آخرت کا غم	180
❁ ..... کامیاب زندگی کے لیے غم ضروری ہے	181
❁ ..... مومن کے چھ غم	182
❁ ..... پہلا غم: اہل و عیال ذکر الٰہی سے غافل نہ کریں	182

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
182	غفلت کیوں آتی ہے؟
183	اکابر اہل خانہ کو شریعت پر چلاتے تھے
183	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی احتیاط
184	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط
184	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احتیاط
185	اہل وعیال تمہارے دشمن
186	بیوی کا پہلا مطالبہ
186	دوسرا زخم: دنیا آخرت سے غافل نہ کردے
187	دنیا جادوگرنی ہے
188	دنیا بڑی میٹھی ہے
189	پچاسی سال بوڑھے کی لمبی امیدیں
189	پوتے کی امامت میں نماز شروع کرنے کا عہد
190	چہرے کی سنت حج پر موقوف
190	مسکین بندہ
191	تیسرا زخم: شیطان اعمال کو باطل نہ کردے
192	شیطان کے تین حربے
192	پہلا حربہ: عمل کو موخر کروانا
193	دوسرا حربہ: عمل میں وسوسے ڈالنا
194	تیسرا حربہ: عمل کو ضائع کروانا
195	چوتھا زخم: کراماً کاتبین نافرمانی نہ لکھ لیں

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
196	❁......خوش نصیب لوگ
196	❁......گناہوں سے پاک نامۂ اعمال کے لیے دو صفات
197	❁......آیات قرآنی سے کلام
197	❁......ہماری کوتاہی
198	❁......پانچواں خسم: موت غفلت میں نہ آ جائے
199	❁......موت کا وقت متعین ہے
200	❁......جان کیسے نکلے گی؟
200	❁......موت کے لمحات دیا والی کے ساتھ
201	❁......خاتمہ بالایمان کے لیے دو عمل
201	❁......(۱) مسواک کی پابندی
202	❁......(۲) اللہ والوں کی صحبت
202	❁......چھٹا خسم: اللہ کی خفیہ تدبیر کا ڈر
203	❁......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ڈر
203	❁......ایمان کی فکر کرنے کی ضرورت
205	⑦ ترتیب خداوندی
206	❁......کامیاب زندگی کا قرآنی اصول
207	❁......زندگی میں پریشانی کیوں؟
207	❁......ہر چیز کی ترتیب مقرر ہے
208	❁......خوشگوار زندگی کی ترتیب خداوندی
209	❁......پہلی بات: اعمال سنوارنے سے حالات سنور جاتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
212	❁......ترتیب الٹ گئی ہے
212	❁......دوسری بات: آخرت کو سنوارنے سے دنیا سنور جاتی ہے
213	❁......اکابر کی مثالیں
213	❁......سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ۳۶۵ لباس
213	❁......حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہ وقت پر اثر
213	❁......قبر میں لیٹے شخص کی حکومت
214	❁......حقیقی بادشاہ کون؟
215	❁......تیسری بات: اللہ سے تعلق سنوار لینے سے مخلوق سے تعلق سنور جاتا ہے
217	❁......ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نصیحت
217	❁......نافرمانی کا اثر
218	❁......چوتھی بات: دن کے اعمال سنوارنے سے رات کے اعمال سنور جاتے ہیں
219	**⑧ اللہ کے ہر کام میں بہتری ہے**
220	❁......بندگی کیا ہے؟
221	❁......ہماری کوتاہی
221	❁......سوچ کا انداز بدلنے کی ضرورت
222	❁......اللہ بندے کی بہتری چاہتے ہیں
223	❁......ایک کمپنی ڈائریکٹر کا واقعہ
224	❁......نعمتوں کے باوجود شکوے
225	❁......ایک سبق آموز واقعہ
227	❁......اللہ کے ہر کام میں خیر ہوتی ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁......اس میں بھی کوئی خیر ہے	228
❁......تقدیر الٰہی پر راضی رہیں	231
❁......رضائے الٰہی کی نشانی	232
(۹) مخلوق کی فطری رہنمائی	233
❁......اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو ایک فطری رہنمائی عطا کی	234
❁......نومولود کی جبلت	235
❁......شیروں کے ضابطے	236
❁......بادشاہ سلامت کا ڈسپلن	238
❁......بابون کا ڈاکہ	239
❁......بندر کی چالاکی	240
❁......بندر اور کتے کی دلچسپ لڑائی	241
❁......جان کی دفاع کا فطری علم	244
❁......نور عقل کی نعمت	245
❁......دماغ کی ساخت	246
❁......اعضائے جسمانی کا دماغی کنٹرول پینل	246
❁......برے خیالات کا مرکز سائنس کی روشنی میں	248
❁......نفس کی حقیقت	249
❁......زندگی کا اصل مقصد	250
(۱۰) علم نافع حاصل نہ ہونے کی وجوہات	251
❁......علم کی فضیلت	252

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
253	ہمارے اکابر علم نافع کے عامل تھے
255	علم نافع حاصل نہ ہونے کی وجوہات
255	پہلی وجہ......علم سیکھتے ہیں عمل نہیں کرتے
256	دوسری وجہ......اہل اللہ کی نصیحت سنتے ہیں پیروی نہیں کرتے
257	"کتب بینی" اور "قطب بینی"
258	صحبت کے باوجود فیض سے محروم
259	تیسری وجہ......گناہ کرتے ہیں استغفار نہیں کرتے
260	کھلے در کو چھوڑ کر بند دروازے پر کیوں جائیں؟
261	اللہ تعالیٰ کا بے انتہا علم
262	چوتھی وجہ: نعمتیں مانگتے ہیں شکر ادا نہیں کرتے
262	بھلائی کی چار چیزیں
263	نعمتوں سے محروم کوئی نہیں
265	نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا طریقہ
266	تمام انبیاء شکر ادا کرنے والے تھے
267	اہل جنت کا شکر
269	پانچویں وجہ: میت کو دفن کرتے ہیں عبرت نہیں پکڑتے

www.besturdubooks.wordpress.com

الله جل

www.besturdubooks.wordpress.com

عرضِ ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ ''خطباتِ فقیر'' کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ بیالیسویں (۴۲) جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے بالکل یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پروازِ فکر کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقولِ شاعر ؎

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحبِ دل کی بات ہوتی ہے اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیتِ عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علما بھی مستفید ہوتے ہیں عوام بھی مستفید ہوتے ہیں۔ بڑے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چھوٹے بھی سبق حاصل کرتے ہیں۔ مردوں کے دل کی دنیا بھی بدلتی ہے، خواتین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اصلاح ہوتی ہے۔ غرض کہ ہر طبقہ کے انسان کے لیے یہ خطبات مشعل راہ تھا۔

"خطبات فقیر" کی اشاعت کا یہ کام ہم نے اسی نیت سے شروع کیا کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی فکر سے سب کو فکرمند کیا جائے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے علم وحکمت کے جو موتی اکٹھے کرکے ہم تک پہنچائے ہیں، انہیں موتیوں کی مالا بنا کر عوام تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ادارے کا ایک مشن ہے جو ان شاء اللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔ قارئین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اس مجموعۂ خطبات کو ایک عام کتاب سمجھ کر نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ بحر معرفت کے ایسے موتیوں کی مالا ہے جن کی قدر وقیمت اہل دل ہی جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ صاحب خطبات کی بے مثل فصاحت وبلاغت، ذہانت وفطانت اور حلاوت وذکاوت کا فقید المثال اظہار ہے جس سے اہل ذوق حضرات کو محظوظ ہونے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لیے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تازیست اپنی رضا کے لیے یہ خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے آخرت کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

فقیر سیف اللہ نقشبندی

مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فقیر کو جب عاجز کے شیخ مرشد عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے اشاعت سلسلہ کے کام کی ذمہ داری سونپی تو ابتدا میں چند دن اپنی بے بضاعتی کے احساس کے تحت اس کام کے کرنے میں متذبذب رہا۔ لیکن حضرت مرشد عالم ﷫ نے بھانپ لیا، چنانچہ فرمایا کہ بھئی! تم نے اپنی طرف سے اس کام کو نہیں کرنا، بلکہ اپنے بڑوں کا حکم پورا کرنا ہے، کیوں نہیں کرتے؟ مزید فرمایا کہ جب بھی مجلس میں بیان کے لیے بیٹھو تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو، بڑوں کی نسبت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ چنانچہ حضرت کے حکم اور نصیحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندہ نے وعظ و نصیحت اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی، حلقہ بڑھتا رہا اور الحمد للہ! شرکاء کو کافی فائدہ بھی ہوتا، کیونکہ ان کی زندگیوں میں تبدیلی عاجز خود بھی دیکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد چہار اطراف سے بیانات کے لیے دعوتیں آنا شروع ہو گئیں۔ شیخ کا حکم تھا، سرتابی کی مجال کہاں؟ جب بھی دعوت ملی رخت سفر باندھا اور عازم سفر ہوئے۔ اس کثرت سے اسفار ہوئے کہ بعض اوقات صبح ایک ملک، دوپہر دوسرے ملک اور رات تیسرے ملک میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مشکلوں کو سہل بنا دیا۔ اس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟..... مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔ بقول شخصے ؏

”قدم یہ اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں“

www.besturdubooks.wordpress.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اور اکابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے،
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں ''خطبات فقیر'' کے عنوان سے نمبر وار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما و طلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے، بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ﴾ (محمد:۱۹)

کلمہ طیبہ کے معارف

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 8 مارچ 2013ء بروز جمعہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

کلمہ طیبہ کے معارف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ﴾ (محمد:۱۹)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

(ترمذی، حدیث: ۳۳۸۳)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دل کی تین کیفیتیں:

دل کے کسی چیز کے ساتھ لگاؤ کی درجہ وار تین کیفیتیں ہوتی ہیں۔

① رغبت:

انسان کے دل کو جب کوئی چیز اچھی لگتی ہے، اس سے ایک تعلق اور میلان ہوتا ہے، اس کیفیت کا نام ''رغبت'' ہے، کہ میرے دل میں فلاں چیز کی رغبت پیدا ہوئی۔

② طلب:

جب یہ رغبت اور مضبوط ہوتی ہے تو پھر اس کیفیت کو ''طلب'' کہتے ہیں، کہ میرے دل میں فلاں چیز کی طلب پیدا ہوگئی۔ رغبت کا تعلق صرف اچھا لگنے سے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا، طلب کا تعلق اس کو پا لینے کے داعیہ کے ساتھ ہے، تو یہ اس سے اوپر کی کیفیت ہے۔

③ محبت:

اور طلب اگر بڑھ جائے تو پھر ایک اور کیفیت بنتی ہے جس کو ”محبت“ کہتے ہیں۔ طلب میں پانے کو دل چاہتا ہے، لیکن محبت میں تو اس کے بغیر گزارا نہیں ہوتا، پھر چین نہیں آتا۔ اس کیفیت کو محبت کہتے ہیں۔

تو یہ تین کیفیتیں ہیں: رغبت، طلب اور محبت۔

محبت کی معراج:

تو ایک کیفیت محبت سے بھی اوپر کی ہے جس کو محبت کی معراج کہتے ہیں۔ ایک دفعہ اس عاجز نے نوجوانوں سے پوچھا: بتاؤ! محبت کی معراج کیا ہے؟ کسی نے کہا: محبوب کی خاطر جان لٹا دینا...... مال لٹا دینا ...... پہاڑ سے چھلانگ لگا دینا...... سب نے نوجوانوں والی باتیں کیں۔ جب سب نے اپنی اپنی باتیں کر لیں تو پھر وہ کہنے لگے: اچھا جی! آپ بتا دیں محبت کی معراج کیا ہے؟ تو اس عاجز نے ان کو کہا: دیکھو!

> محبت کی معراج یہ ہے کہ محبت دل میں اتنی بڑھے، اتنی بڑھے کہ محب مجبور ہو کر اپنا سر اپنے محبوب کے قدموں پر رکھ دے۔ یعنی اپنے محبوب کو اپنا معبود بنا لے، یہ محبت کی معراج ہے۔

اب ذرا غور کیجیے کہ ہم جب پڑھتے ہیں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو ہم اللہ تعالیٰ سے عہد کر رہے ہوتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارے دل میں جو محبتوں کی اعلیٰ ترین کیفیت ہے، وہ فقط آپ کی ذات کے لیے ہے۔ تو یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ اس کی اہمیت دیکھیے! ہم بہت بڑا عہد کر رہے ہوتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے ایک وعدہ کر رہے ہوتے ہیں کہ اے اللہ! میری محبتوں کی جو انتہا ہوگی وہ فقط آپ کے لیے ہوگی۔

رغبت، طلب، محبت اور عبادت کس کے لیے؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو بہت پسند کیا کہ تمہارے دل میں

......رغبت ہو تو بھی اللہ کی

......طلب ہو تو بھی اللہ کی

...... محبت ہو تو بھی اللہ کی

......اور عبادت ہو تو بھی اللہ کی۔

- چنانچہ ایمان والوں کا تذکرہ کیا کہ وہ کہتے ہیں:

﴿إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ﴾ (التوبہ: ۵۹)

تو معلوم ہوا کہ رغبت ہو تو کس کی ہو؟ اللہ کی ہو۔

- پھر طلب کی بات آئی۔ قرآن مجید میں جو اللہ کے سوا کسی اور کو مطلوب بناتے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾ (الحج: ۷۳)

''یہ طلب کرنے والا اور جس کو طلب کیا جا رہا ہے دونوں ضعیف ہیں''

اس کا مطلب ہے طلب ہو تو کس کی ہو؟ فقط اللہ کی ہو۔

- پھر محبت کی بات آئی تو فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (البقرہ: ۱۶۵)

ایمان والوں کی پہچان یہ ہے کہ ان کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے۔ یعنی

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت ہو تو کس کی ہو؟ فقط اللہ کی۔

○ اور جب عبادت کی بات آئی تو فرمایا:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

''اے محبوب! جان لیجیے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

سوچنے کی بات ہے کہ جو پروردگار تعلق کی ابتدائی کیفیت رغبت کو بھی غیر کے لیے پسند نہیں کرتا، وہ اس کی انتہا عبادت کو غیر کے لیے کیسے پسند کر سکتا ہے؟ اس لیے فرمایا کہ جان لو کہ عبادت فقط اللہ رب العزت ہی کا حق ہے۔

قرآنی تعلیمات کا نچوڑ:

اور پورے قرآن مجید کی تعلیمات کا یہی نچوڑ ہے۔ دیکھیں! جو لوگ تفسیر کے ساتھ ذوق رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ابتدائی پارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کی طرف راغب کیا:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ﴾ (البقرۃ: ۲۱)

''اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی''

تو یہاں متوجہ کر دیا کہ سب کو چھوڑو، سب کی نفی کرو، رب کی عبادت کرو۔ جب تھوڑا آگے بات بڑھی تو پھر مدعا بیان کر دیا، فرمایا:

﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (البقرۃ: ۱۶۳)

''اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے''

یہ ایک مقصد بیان کر دیا۔ جیسے کوئی بیان کرتا ہے تو وہ تمہید کے بعد اصل مقصد بتا دیتا ہے، تو قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے مقصد بتا دیا کہ اس قرآن کا، اس دین کا، اس شریعت کا مقصد کیا ہے؟ ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ پھر آگے

www.besturdubooks.wordpress.com

تفصیل بتاتے ہیں کہ جن قوموں نے مانا، ان کو یہ انعام ملا اور جن قوموں نے نہیں مانا، ان کے ساتھ یہ ہوا۔ تذکرے کرتے کرتے پھر درمیان میں سبق یاد کروایا:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾

پھر آگے تذکرے ہوتے رہے، آخر پر جب بات ختم ہونے کا وقت آیا تو اللہ رب العزت نے ایک مستقل سورت، سورت اخلاص نازل فرمائی، جس کو ہم ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کہتے ہیں۔ یہ پورے قرآن مجید کی تعلیمات کی سمری (خلاصہ) ہے۔ جیسے بیان ختم کرنے سے پہلے مقرر اپنی پوری بات کا لب لباب بیان کرتا ہے، ایسے ہی یہ پوری قرآنی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ کیا ہے؟

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ○﴾

یہ پوری قرآن مجید کی تعلیمات کا نچوڑ ہے، جو شریعت نے بتا دیا۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید انسان کو توحید کا سبق دینے کے لیے آیا ہے۔

یہ سورۃ اللہ تعالیٰ کو اتنی اچھی لگتی ہے کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

«مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ»

(کنز العمال: حدیث: ۲۷۳۱)

"جو شخص دس مرتبہ یہ سورت پڑھے گا، اللہ اس کے بدلے جنت میں گھر عطا فرما دیں گے۔"

اخلاص بنیادی شرط ہے:

اس کلمہ کی فضیلت اور برکت کو پانے کے لیے ضروری ہے کہ اسے اخلاص

www.besturdubooks.wordpress.com

کے ساتھ پڑھا جائے۔

○ نبی علیہ السلام نے فرمایا، معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

«مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ» (صحیح مسلم: ۱/۶۱)

"جو بندہ بھی اخلاص کے ساتھ یہ کلمہ پڑھتا ہے، اللہ جہنم کی آگ اس پر حرام فرما دیتے ہیں۔"

○ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

«إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ»

(جامع العلوم والحکم: ۱/۲۰۹)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اس بندے پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے جو اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے"

اب ان احادیث میں کلمہ پڑھنے کا تذکرہ تو ہے مگر ساتھ ایک شرط بھی ہے کہ مقصود اللہ کی رضا ہو۔

○ ایک حدیث میں فرمایا:

«مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

"جس بندے نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا"

ایک صحابی نے پوچھا:

وَمَا إِخْلَاصُهَا؟

"اے اللہ کے حبیب! اخلاص کیا ہے؟"

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا کہ یہ کلمہ تجھے گناہوں سے روک دے، یہ کلمہ کا اخلاص ہے۔

(مجمع الزوائد: ۱/۲۲)

○ ایک حدیث پاک میں آیا: مُسْتَيْقِنًا الْيَقِين کے ساتھ کلمہ پڑھے۔

(کنز العمال، حدیث: ۱۱۴)

○ ایک حدیث مبارک میں يُصَدِّقُ لِسَانَهُ کا لفظ ہے۔

○ ایک حدیث پاک میں ہے کہ يَقُولُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ دل کی سچائی کے ساتھ پڑھے۔ (اتحاف الخیرة المہرة بلبوصیری: ۶/۲۴۳)

○ ایک حدیث پاک میں فرمایا:

فَقَالَ بِهَا لِسَانُهُ وَاطْمَأَنَّ بِهَا قَلْبُهُ (کنز العمال، حدیث: ۱۸۴) تو کلمے کی قبولیت کے لیے اخلاص ضروری ہے۔

کلمہ طیبہ پڑھنے میں شرائط:

علما نے لکھا ہے کہ کلمہ پڑھنے کی چند شرائط ہیں، جن سے اس کی قبولیت ہوتی ہے۔

① علم:

پہلی شرط علم ہے۔ یہ علم ہو کہ میں پڑھ کیا رہا ہوں؟ یہ نہیں کہ پتہ ہی نہیں کہ میں عبارت کیا پڑھ رہا ہوں اور لغت غریب سمجھ کر عبارت کو پڑھ لے۔ ایسے پڑھا ہوا کلمہ قبول نہیں ہوتا۔ اس کو پتہ ہونا چاہیے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ اس لیے فرمایا:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

علم کا ہونا ضروری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

② یقین:

پھر یقین کے ساتھ پڑھے۔ فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا﴾

(الحجرات: ۱۵)

''ایمان لانے والے تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو دل سے مانا ہے، پھر کسی شک میں نہیں پڑے''

شک نہ ہو یقین کے ساتھ پڑھے، پھر قبول ہوگا۔

﴿أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ (ص: ۵)

''کیا اس نے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود میں تبدیل کر دیا ہے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے''

③ انقیاد:

پھر انقیاد واستسلام ضروری ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ﴾ (الزمر: ۵۴)

''اور تم اپنے پروردگار سے لو لگاؤ اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ''

④ صدق:

پھر صدق یعنی دل کی سچائی بھی ضروری ہے۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ﴾ (الزمر: ۳۳)

''اور جو لوگ سچی بات لے کر آئیں اور اور خود بھی اسے سچ مانیں وہ ہیں جو متقی ہیں''

www.besturdubooks.wordpress.com

⑤ اخلاص:

کلمہ پڑھنے میں اخلاص بھی بہت ضروری ہے۔

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (البینۃ:۵)

”اور انہیں اس کے سوا کوئی اور حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ بندگی کو بالکل یکسو ہو کر صرف اسی کے لیے خالص رکھیں“

⑥ محبت:

اور پھر یہ کہ محبت ضروری، کہ ایسا کلمہ پڑھے کہ اللہ سے محبت سب محبتوں پر غالب آجائے۔ فرمایا:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا

”(اے پیغمبر! مسلمانوں سے) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے، اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہے“

سبحان اللہ! ساری چیزوں کا نام لے کر کہا کہ اگر ان ساری چیزوں کی محبت:

﴿أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ﴾ (التوبۃ:۲۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

”تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں، تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے۔“

تو لب لباب بتادیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری محبت تمام محبتوں پر غالب ہو۔

تو عرب ہے یا عجم ہے تیرا لا الہ الا
لغت غریب جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

جب تک دل گواہی نہ دے یہ لا الہ الا کے الفاظ لغت غریب کے مانند ہیں۔ تو دل تصدیق کرے کہ میں اپنے اللہ کو اپنا محبوب حقیقی بنارہا ہوں، معبودِ حقیقی بنا رہا ہوں، میں اللہ کی محبت میں کسی غیر کو شریک نہیں کروں گا۔

کلمہ طیبہ کے فضائل قرآن میں

قرآن مجید میں اس کلمے کے بہت فضائل آئے ہیں۔

❁ قرآن میں اس کو کلمہ طیبہ کہا:

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ﴾ (ابرہیم:۲۴)

”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی کیسی مثال بیان کی ہے؟ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے، جس کی جڑ (زمین میں) مضبوطی سے جمی ہوئی ہے، اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔“

❁ اس کو کلمہ تقویٰ کہا فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا﴾ (الفتح:۲۶)

''اور ان کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا، اور وہ اسی کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے''

✪ اس کو کلمہ حق بھی کہا گیا فرمایا:

﴿اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزخرف:۸۶)

''ہاں البتہ جن لوگوں نے حق کی گواہی دی ہو، اور انہیں اس کا علم بھی ہو''

✪ اس کو کلمہ باقیہ کہا فرمایا:

﴿وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الزخرف:۲۸)

''اور ابراہیم نے اس (عقیدے) کو ایسی بات بنا دیا جو ان کی اولاد میں باقی رہی، تاکہ لوگ (شرک) سے باز آئیں''

✪ اس کو عہد کہا گیا فرمایا:

﴿لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ (مریم:۸۷)

''لوگوں کو کسی کی سفارش کرنے کا اختیار بھی نہیں ہوگا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے خدائے رحمان کی اجازت حاصل کر لی ہو''

جو یہ کلمہ پڑھتا ہے اس کا اللہ سے عہد ہو جاتا ہے، اللہ کے ساتھ ایک اگریمنٹ ہو جاتا ہے۔

✪ اس کو حسنیٰ کہا:

﴿وَ اَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

لِلْيُسْرٰى﴾ (الليل:۵،۶،۷)

''اب جس کسی نے (اللہ کے راستے میں مال) دیا، اور تقوی اختیار کیا اور سب سے اچھی بات کو دل سے مانا تو ہم اس کو آرام کی منزل تک پہنچنے کی تیاری کرا دیں گے''

✪ اس کو حسنہ بھی کہا۔ فرمایا:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا﴾ (القصص:۸۴)

''جو شخص کوئی نیکی لے کر آئے گا تو اس کو اس سے بہتر چیز ملے گی''

✪ اور اس کو عروۃ الوثقی کہا:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾ (البقرۃ:۲۵۶)

''اس کے بعد جو شخص طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے گا، اس نے ایک مضبوط کنڈا تھام لیا۔''

✪ اس کو قول ثابت کہا، فرمایا:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (ابراہیم:۲۷)

''جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا میں بھی جماؤ عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی''

✪ اور ایک اس کی فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی کی وجہ سے اپنا دیدار کروائے گا۔ فرمایا:

﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس:۲۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

”جن لوگوں نے بہتر کام کیے ہیں، بہترین حالت انہی کے لیے ہے، اور ان سے بڑھ کر کچھ اور بھی“

✪ اور اسی کے لیے اللہ نے اپنے رسولوں کو بھیجا۔ انہیں صرف اس کلمہ کو دینے کے لیے مبعوث فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ (الانبیاء: ۲۵)

کیا بات ہے! ماشاء اللہ! اے محبوب! آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء آئے سب کا ایک ہی مقصد تھا، کیا؟

﴿أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾

کلمہ طیبہ کے فضائل احادیث میں

احادیث مبارکہ میں بھی اس کلمہ طیبہ کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ انسان اس دنیا میں جب آتا ہے تو کلمہ سے اس کا استقبال کیا جاتا ہے۔ کیسے؟ کہ بچے کے ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہی جاتی ہے۔ اور اذان دیتے ہوئے ہم کلمہ طیبہ ہی تو کہہ رہے ہوتے ہیں۔ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ. اقامت کہتے ہوئے بھی یہی کہتے ہیں۔ تو بچے کا استقبال ہی اس کلمے کے ساتھ ہوتا ہے۔

بہترین ذکر:

اور یہ افضل الذکر ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

((أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ)) (ترمذی، حدیث: ۳۳۸۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیاء کی سب سے بہترین بات:

ایک حدیث پاک میں آتا ہے:

«اَفْضَلُ مَا قُلْتُهُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ»

(المنتقی شرح الموطا: ۱/۳۷۶)

انبیاء نے جو کہا، اس میں سے سب سے افضل جو بات انہوں نے کہی تھی وہ یہی تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

چنانچہ ایک اور حدیث پاک ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ

”بہترین دعا یوم عرفہ کی دعا ہے۔“

وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ

اور سب سے بہترین بات جو میں نے کہی اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہی وہ یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (الترمذی، حدیث: ۳۵۸۵)

سب سے بہترین نیکی:

پھر یہ احسن الحسنات ہے۔ ایک صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنا نیکیوں میں سے ہے؟ فرمایا:

«هِيَ أَحْسَنُ الْحَسَنَاتِ»

”کہ یہ نیکیوں میں سے بہترین نیکی ہے۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ۹/۶۰۳، جامع العلوم والحکم: ۱/۱۵۸)

ایمان کا بہترین شعبہ:

اور شعب الایمان میں سے سب سے اعلیٰ نمبر اس کا ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

«اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً اَعْلَاهَا شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ» (صحیح ابن حبان، حدیث: ۱۹۱)

”ایمان کے ستر سے زیادہ شعبے ہیں، ان میں سے سب سے اعلیٰ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینا اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے“

گردنوں کو عذاب سے چھڑوانے والا کلمہ:

یہ وہ کلمہ ہے کہ جس سے گردنیں عذاب سے نجات پا جاتی ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بھی صبح کے وقت یہ کلمہ دس مرتبہ پڑھا:

«كُتِبَ لَهٗ عِتْقُ عَشْرِ رِقَابٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ»

”اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب اس کو عطا کیا جائے گا“ (کنز العمال، حدیث: ۳۵۲۵)

ایمان کو تازہ کرنے والا کلمہ:

اور اس کے پڑھنے سے ایمان ریفریش ہو جاتا ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

جَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ

”ایمان کی تجدید کر لیا کرو“

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ ؓ نے پوچھا:

كَيْفَ نُجَدِّدُ اِيْمَانَنَا

''ہم ایمان کی تجدید کیسے کریں؟''

فرمایا: اَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

'' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی کثرت کیا کرو، اس سے ایمان کی تجدید ہو جاتی ہے۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث: ۱۱۳۹۷)

بندے اور اللہ کے درمیان پردے ہٹانے والا کلمہ:

یہ وہ کلمہ ہے جو بندے اور اللہ کے درمیان جتنے حجاب ہیں سب کو ہٹا دیتا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا دُوْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ حَتّٰى تَخْلُصَ اِلَيْهِ

جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا ہے سب حجاب ہٹ جاتے ہیں، یہ کلمہ اللہ رب العزت تک پہنچ جاتا ہے۔ [ترمذی، حدیث: ۳۵۱۸]

اللہ کی طرف سے جواب:

جب انسان اس کلمے کو پڑھتا ہے تو اللہ اس پڑھنے والے کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ عجیب چیز ہے کہ ہم کوئی کلام اپنی زبان سے نکالیں اور اللہ کی طرف سے اس کا جواب آئے۔ ذرا سوچیں! اگر کسی بات پر محبوب کی طرف سے پیغام آجائے تو محب کے لیے کیا مزہ ہے!

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ صَدَّقَهٗ رَبُّهٗ، قَالَ: صَدَقَ عَبْدِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ)) (مسند ابی یعلی، حدیث: ۱۲۵۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

"جب کوئی بندہ کلمہ پڑھتا ہے، اللہ جواب میں یہ الفاظ کہتے ہیں: ہاں! میں ہی ہوں جو عبادت کے لائق ہوں اور مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی محبت کی نظر:

جو بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے، اللہ رب العزت اس کو پیار سے دیکھتے ہیں، محبت سے دیکھتے ہیں۔ ذرا سوچیے تو سہی! بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو وہ کئی دفعہ کوئی بات کر دیتا ہے، تو ماں باپ اسے بڑی محبت سے دیکھتے ہیں۔ یہ کلمہ ایسی عبادت ہے کہ جو بندہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ جس بندے نے یہ کلمہ اخلاص کے ساتھ پڑھا

((إِلَّا فَتَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ السَّمَاءَ فَتْقًا حَتّٰى يَنْظُرَ إِلٰى قَائِلِهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ))

"جو زمین میں پڑھنے والا ہوتا ہے، اللہ رب العزت اس کی طرف (محبت کی نظر) دیکھتے ہیں"

اور پھر اگلی بات فرمائی

((وَحُقَّ لِعَبْدٍ نَظَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ يُعْطِيَهُ سُؤْلَهُ))

"ہر وہ بندہ جس کو اللہ محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کا حق ہوتا ہے کہ وہ اللہ سے جو مانگے اللہ عطا فرمادے۔" (الترغیب والترہیب: ۲/۲۷۰)

گناہوں کی مغفرت کرانے والا کلمہ:

چنانچہ اس کلمے کو پڑھنے سے سارے کے سارے گناہ دھل جاتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا تَتْرُكُ ذَنْبًا وَلَا يَسْبِقُهَا عَمَلٌ))

www.besturdubooks.wordpress.com

(جامع العلوم والحکم: ۱/۱۴۸)

''کوئی گناہ بچتا نہیں اور کوئی عمل اس سے بڑھتا نہیں ہے''

یعنی اللہ تعالیٰ بندے کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

ایک دفعہ نبی علیہ السلام نے صحابہ کو فرمایا: ہاتھ اٹھاؤ اور کلمہ پڑھو، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہاتھ اٹھائے اور نبی علیہ السلام نے بھی ہاتھ اٹھائے اور پھر فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ بَعَثْتَنِیْ بِھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ وَ اَمَرْتَنِیْ بِھَا وَ وَعَدْتَّنِیْ الْجَنَّۃَ عَلَیْھَا وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ))

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے اللہ! آپ نے مجھے اس کلمے کے ساتھ مبعوث فرمایا اور مجھے اس کا حکم فرمایا اور اس پر جنت کا وعدہ کیا، بے شک آپ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔''

((ثُمَّ قَالَ: اَبْشِرُوْا! فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَکُمْ)) (جامع العلوم والحکم: ۱/۳۹۸)

''پھر فرمایا: خوش ہو جاؤ! اللہ نے تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیا۔''

قبر کی وحشت سے نجات دلانے والا کلمہ:

اور یہ کلمہ قبر کی وحشت سے انسان کو بچاتا ہے۔ بیہقی شریف کی روایت ہے:

((لَیْسَ عَلٰی اَھْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْشَۃٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ وَلَا فِیْ نُشُوْرِھِمْ))

(شعب الایمان، حدیث: ۹۹)

''جو کلمہ پڑھنے والے لوگ ہوں گے، ان کے لیے قبر و حشر میں کوئی وحشت نہیں ہوگی۔''

کلمہ، اہلِ ایمان کا شعار:

اور یہ ایمان والوں کا شعار ہوگا، جب وہ قیامت والے دن قبر سے اٹھیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے۔فرمایا:

«شِعَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظُلَمِ الْقِيَامَةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ»

(کنزالعمال، حدیث: ۳۹۰۳۳)

''قیامت کے دن اس امت کا شعار لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ہوگا''

سب سے زیادہ وزنی کلمہ:

اور اس کے ساتھ کوئی چیز وزن میں مقابلہ نہیں کرسکتی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا: اللہ! مجھے وہ چیز دیں جو پڑھتے میں خاص ہو۔فرمایا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھو۔آپ نے فرمایا: اللہ! یہ تو سب پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے پیارے موسیٰ!

لَوْ أَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَ عَامِرَهُنَّ غَيْرِيْ وَ الْأَرَضِيْنَ السَّبْعَ فِيْ كَفَّةٍ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِيْ كَفَّةٍ مَالَتْ بِهِمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (کنزالعمال: ۱۷۰۷)

''ایک پلڑے میں زمین وآسمان سارے کے سارے رکھ دیے جائیں، دوسرے میں کلمہ رکھ دیا جائے تو کلمے والا پلڑا جھک جائے گا۔''

جنت میں پہنچانے والا کلمہ:

اور یہ جنت کی قیمت ہے۔حدیث پاک میں آیا:

«مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ» (ابوداود، رقم: ۳۱۱۸)

''جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا''

حدیث پاک میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ أَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَ ابْنُ أَمَتِهِ وَ كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى

www.besturdubooks.wordpress.com

مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ) أَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ» (صحیح مسلم: ۱/۵۷)

جو بندہ یہ کلمات کہے گا اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے چلا جائے۔ سبحان اللہ!

کلمہ کی برکت سے عذاب جہنم سے چھٹکارا:

اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ کچھ لوگ ہوں گے، جو صرف کلمہ پڑھ لیں گے، عمل اتنے اچھے نہیں ہوں گے، غفلت کی زندگی گزاریں گے۔ ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ جہنم میں ہزاروں سال جییں گے، حتیٰ کہ جل جل کر کالے ہو جائیں گے اور پھر جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے، اللہ تعالیٰ ان کلمہ پڑھنے والوں کو اور جو مشرکین ہوں گے ان کے درمیان کی آگ کو اس وقت اپنی قدرت سے ٹرانسپیرنٹ (شفاف) کر دیں گے۔ مشرکین ان کو دیکھیں گے تو کہیں گے:

«وَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى: مَا أَغْنٰى عَنْكُمْ قَوْلُكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ»

"لات وعزیٰ والے ان کو کہیں گے کہ تمہیں لا الہ الا اللہ نے کیا فائدہ دیا؟"

ہم تو لات وعزیٰ کی عبادت کرتے تھے، ہم تو جل رہے ہیں، تمہیں تمہارے کلمے نے کوئی فائدہ نہ دیا کہ تم بھی جل رہے ہو۔

«فَيَغْضَبُ اللّٰهُ لَهُمْ فَيُخْرِجُهُمْ»

(جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث: ۷۵۸۴)

"اللہ رب العزت کو جلال آئے گا، اللہ تعالیٰ ان کو جہنم سے نکال کر جنت

www.besturdubooks.wordpress.com

میں داخل کر دیں گے۔"

اللہ اکبر کبیرا!

کلمہ طیبہ کے فضائل، مشائخ عظام کی نظر میں:

یہ فضائل آپ نے وہ سنے جو علما کی کتابوں میں لکھے ہیں، اب ذرا وہ فضائل بھی سن لیجیے جو ہمارے مشائخ کی کتابوں میں درج ہیں۔ شاید وہ آپ کے لیے کچھ نئی بات ہو گی۔

شرک کی دو قسمیں:

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ شرک دو طرح کا ہوتا ہے۔

ایک ہوتا ہے شرک جلی۔

اور دوسرا ہوتا ہے شرک خفی۔

شرک جلی تو یہ ہے کہ بت کی پوجا کرنا، قبر کو سجدے کرنا، درخت کو سجدے کرنا، جیسے ہندو اور غیر لوگ کرتے ہیں، اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہیں، یہ بھی حرام ہے۔ ایک شرک خفی ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کے حکم کو چھوڑ کر نفس کی چاہت پر چلنا، یہ نفس کی پوجا ہے، یہ اللہ کی پوجا نہیں ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ﴾ (الفرقان: ۴۳)

"کیا دیکھا آپ نے اس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا؟"

تو یہ شرک خفی ہے اور اس سے بھی بچنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا شرک جلی سے بچنا ضروری ہے۔ نفس پرستی، زن پرستی، زر پرستی، سب کی سب بت پرستی کی

www.besturdubooks.wordpress.com

اقسام ہیں، خدا پرستی کوئی اور چیز ہے۔ تو اب ہمیں اپنی کیفیت پر غور کرنا ہے کہ ہم موحد ہیں یا ابھی بھی مشرک ہی ہیں۔ ظاہر میں تو ہم نے کلمہ پڑھ لیا، ہم اپنے آپ کو موحد سمجھتے ہیں، لیکن

رب نے کہا: آنکھ جھکاؤ، جب کہ ہم غیر محرم کو دیکھتے ہیں۔

رب نے کہا: جھوٹ مت بولو، ہم جھوٹ بولتے ہیں۔

اگر ہم خلاف شریعت کام کر کے اپنے نفس کی خواہش کو پورا کر رہے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری توحید ادھوری ہے، پوری توحید نہیں ہے۔ توحید کامل تب ہوگی جب شرک جلی سے بھی بچیں گے، شرک خفی سے بھی بچیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس طرح اندھیرے میں چیونٹی چلتی ہے اور ڈھونڈنا مشکل ہوتا ہے، شرک اسی طرح دلوں کے اندر ہوتا ہے، ڈھونڈنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

سچا موحد بنانے کی محنت:

ہمیں اب اس پر محنت کرنی ہے کہ ہمارے دلوں میں ایمان اتنا مضبوط ہو جائے، مضبوط سے اضبط ہو جائے کہ ہم نفس کی پوجا نہ کریں، بلکہ ہر حال میں اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کرنے والے بن جائیں۔ ہمارے مشائخ اس پر محنت کرواتے ہیں...... نفس کا مجاہدہ کرواتے ہیں...... ذکر کرواتے ہیں...... لا الٰہ الا اللہ پڑھنا سکھاتے ہیں۔ یہ کرو، وہ کرو۔ سارا مقصود کیا ہوتا ہے؟ کہ نفس کا زور ٹوٹے اور انسان نفس کی پوجا کے بجائے اللہ کا پجاری بن جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے مشائخ کی کل محنت انسان کو سچا موحد بنانے کی محنت ہے، اس کے اندر اخلاص پیدا کرنے کی محنت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کلمہ طیبہ کے خصوصی معارف

اب کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کچھ معارف سن لیجیے!

یہ کہنا تو آسان ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ”نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے“ مگر اس کی حقیقت کو سمجھنا اور اسے پانا بہت مشکل کام ہے۔

لَآ اِلٰهَ کو مقام نفی کہتے ہیں کہ ہر غیر کی نفی کر دینا۔ لَآ اِلٰهَ ”نہیں کوئی معبود“۔ اِلَّا اللّٰهُ یہ اثبات ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نفی میں کمال حاصل ہوا:

تو یہ کل چار الفاظ ہیں مگر ان میں پہلے دو الفاظ کہ کسی کو معبود نہ ماننا، یہ بہت ہی مشکل کام ہے۔ ہر چیز کی نفی کر دینا اور اس میں اپنا نفس بھی شامل ہے، اس کی بھی نفی کریں۔ اس میں اگر کمال حاصل ہوا تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حاصل ہوا۔ اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (النحل: ۱۲۰)

”بے شک ابراہیم ایسے پیشوا تھے جنہوں نے ہر طرف سے یکسو ہو کر اللہ کی فرمانبرداری اختیار کر لی تھی اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (النحل: ۱۲۳)

”اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے“

www.besturdubooks.wordpress.com

دلوں کے بھید جاننے والے پروردگار جس کے بارے میں یہ خود فرما دیں

﴿وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ اس سے بڑی سند کون سی ہو سکتی ہے؟ یہ مہر ہے ابراہیم علیہ السلام کے اس ایمان پر کہ واقعی ان کو توحید میں کمال حاصل تھا، انہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقامِ خلت:

اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو اپنا خلیل بنایا۔ خلیل کہتے ہیں دوست کو۔ قرآن مجید میں اور احادیث میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ جو لوگ دنیا میں برے دوست بنا لیتے ہیں، قیامت کے دن پچھتائیں گے۔ فرمایا:

﴿يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۞ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا﴾ (الفرقان: ۲۷، ۲۸)

"کاش میں نے پیغمبر کی ہمراہی اختیار کر لی ہوتی! ہائے میری بربادی! کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا!"

حدیث پاک میں بھی ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں نے دنیا میں کسی کو دوست بنانا ہوتا تو

((لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ)) (بخاری، حدیث: ۳۶۵۶)

"میں ابوبکر کو اپنا دوست بناتا"

یعنی میرا دوست فقط اللہ ہے۔

اور ایک حدیث پاک میں فرمایا:

((اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ))

"انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس دیکھو کس کو دوست بنا

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے ہو؟'' (مسند احمد، حدیث: ۸۳۱۷)

تو خلیل سے مراد دوست ہوتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا۔

خلیل کی آزمائش:

اب یہ دو تعلق ہیں:

ایک ہے دوستی کا تعلق ہوتا ہے، اس کا انداز اور ہوتا ہے۔

ایک ہے محبت کا تعلق ہوتا ہے، اس کا انداز جدا ہوتا ہے۔

جو دوست ہوتا ہے اس کو انسان آزماتا ہے، یہ دوستی میں سچا ہے یا نہیں؟ دیکھتا ہے، ٹیسٹ کرتا ہے کہ یہ دوستی میں پکا ہے یا کچا؟ تو ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو! اللہ تعالیٰ نے کیسے آزمایا؟ عجیب! سبحان اللہ!

﴿وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ﴾

''ابراہیم کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا''

﴿فَاَتَمَّهُنَّ﴾ (البقرۃ: ۱۲۴)

''وہ ٹیسٹ پر ٹیسٹ کامیاب ہو گئے۔''

تو آزمائش تو آئی، کیا آزمائش آئی؟ تمہارے گھر والے مشرک ہیں، بت فروش ہیں، گھر کو چھوڑ دو! چنانچہ چھوڑ دیا، کہہ دیا: ابو جان! میں گھر سے جا رہا ہوں۔ گھر چھوڑنا کوئی آسان ہوتا ہے؟

پھر آگے آئیے! قوم ساری کی ساری مشرک ہے۔ قوم کو بھی بتانا تھا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں۔ قوم نے کہا: آؤ چلتے ہیں، ایک فنکشن ہے۔ فرمایا: ﴿اِنِّىْ سَقِيْمٌ﴾ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ تمہاری شرک والی باتیں

میرے دل کو بہت پریشان کرتی ہیں، میں نہیں جاؤں گا۔ سب چلے گئے، پیچھے ان کے بت تھے۔

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ﴾

''ایک بڑے کے بجائے سب کی ٹکڑے کر دیے۔''

بڑے کے کندھے پر کلہاڑا ڈال دیا۔ قوم آ گئی، انہوں نے جب بتوں کا یہ حال دیکھا تو کہنے لگے:

﴿فَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ﴾

''اپنے معبودوں کی مدد کرو۔''

کیا عقل پہ پٹی چڑھ جاتی ہے! کہ خود کہتے ہیں کہ اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ یہ تمہارے معبود کیسے ہوئے؟ کس کام کے معبود ہیں!

تو کہنے لگے: یہ کس نے کیا ہوگا؟

﴿سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ﴾

ایک نوجوان ابراہیم نام کا ہے، اس کے تذکرے سنے ہیں کہ ان کی مخالفت کرتا ہے۔ (اس کو پکڑو)

ابراہیم علیہ السلام کو پکڑ لیا گیا۔ پوری قوم نے کہا:

﴿حَرِّقُوْهُ﴾

''اس کو آگ میں جلا دو۔''

جب انسان لاجواب ہو جاتا ہے تو پھر زبان سے کچھ کہہ تو سکتا نہیں، پھر ہاتھاپائی اور دھونس دھمکی سے کام لیتا ہے۔ تو قوم نے کہا: جی! آگ میں جلاؤ اور جی! ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کی تیاری شروع ہوئی، ایک ذیعت شخص

www.besturdubooks.wordpress.com

(تاریخ مقرر) ہوگئی۔ اس زمانے کی عورتیں اپنی مرادیں بتوں سے مانگتی تھیں تو کہتی تھیں کہ میرا بیٹا ہوگا تو میں ابراہیم کی آگ میں اتنے من لکڑی ڈال کر آؤں گی، ایک لکڑیوں کا پہاڑ بن گیا۔

مقررہ دن آگ لگائی گئی، اتنی آگ تھی کہ کوئی قریب نہیں جا سکتا تھا۔ تو کہا گیا کہ جھولا بناتے ہیں، اور ابراہیم علیہ السلام کو جھولے میں بٹھا کر دور سے آگ میں پھینک دیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام آگ کو آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ جھولے میں بٹھا دیا گیا۔ دیکھو! دوست کی خاطر قربانی بھی تو دینی پڑتی ہے۔ پہلے بھی تو قربانی دے کر آئے تھے۔

......گھر چھوڑا تھا۔

......پھر بیوی کو ایک جگہ چھوڑا۔

......پھر بیوی اور بچے کو حرم شریف میں آ کر اکیلا چھوڑا۔

......پھر بچے کی قربانی مانگی، اس کو قربان کرو۔

کتنی قربانیاں مانگیں!؟ اور ایک وقت آیا کہ فرمایا: اچھا! اپنے آپ کو بھی میرے نام پر قربان کرو۔ اس کے لیے بھی تیار ہو گئے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام جھولے سے پھینکے گئے، اور آگ کی طرف جب جا رہے تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے پوچھا: اے اللہ! آپ نے میری ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کہ میں آپ کے انبیاء کی مدد کروں تو اگر اجازت ہو تو میں ابراہیم کی مدد کروں؟ فرمایا: جاؤ! دیکھو کیا کہتے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام آئے، ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا:

أَلَكَ حَاجَةٌ

What can I do for you.

www.besturdubooks.wordpress.com

میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟

تو اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے مقامِ نفی میں کمال کا ثبوت پیش کر دیا۔ کہ عالمِ ناسوت کے سب اسباب کو تو منع کر ہی چکے تھے، اب عالمِ ملکوت کا سبب سامنے تھا۔ مقرب فرشتہ آیا کہ میں مدد کر سکتا ہوں؟ فرمایا کہ کیا اللہ جانتے ہیں کہ میں اس حال میں ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! اللہ جانتے ہیں۔

فرمایا:

حَسْبِیْ مِنْ سُؤَالِیْ عِلْمُهٗ بِحَالِیْ (البحر المدید: ۴/۵۳۲ سورۃ الانبیاء)

"کہ یہ جو اللہ کو میرے حال کا پتا ہے کہ میں آگ میں گر رہا ہوں، اس علم نے مجھے تجھ سے سوال کرنے سے منع کر دیا ہے۔"

جب محبوب جانتا ہے کہ میں اس حال میں ہوں تو میں تم سے کیا مدد مانگوں؟

جے سوہنا میرے دکھ وچ راضی
تے میں سکھ نوں چُلھے ڈاہواں

"اگر میرا محبوب! میرے دکھ پر راضی ہے تو میں سارے سکھوں کو آگ میں ڈال دوں۔"

سبحان اللہ!

ابراہیم علیہ السلام نے سوال کرنا منع فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی پیار سے فرمایا:

﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى﴾ (النجم: ۳۷)

"میرا ابراہیم بڑا وفادار نکلا۔"

سبحان اللہ! کیا عظمت ہے! کیا ایمان ہے! کہ مالک الملک کہے: ﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى﴾ تو یہ ہے خلیل کا معاملہ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام کا مقامِ محبوبیت:

اور نبی علیہ السلام کا معاملہ حبیب کا معاملہ ہے۔ دوست میں اور محبوب میں فرق ہوتا ہے۔ دوست سے لینے کی انتہا کر دی جاتی ہے، آزمائش کی انتہا کر دی جاتی ہے اور محبوب کو دینے کی انتہا کر دی جاتی ہے۔ تو دیکھیے! اللہ تعالیٰ نے محبوب کو کیا دیا؟ فرمایا:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾

"اے محبوب! تجھے اتنا دوں گا تو بس بس کرے گا۔"

فَتَرْضٰى کا مفہوم ہے کہ تو بس بس کرے گا، اتنا دوں گا۔

ادھر دینے کی انتہا اور ادھر لینے کی انتہا۔ چنانچہ خلیل اور حبیب، ان کے درمیان ذرا حساب دیکھیے کہ اللہ رب العزت نے خلیل کو انسانوں کا امام بنایا، فرمایا:

﴿إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ (البقرۃ: ۱۲۴)

خلیل انسانوں کے امام بنے۔

اور جو حبیب تھے ان کو انبیاء کا امام بنایا۔ وہ چونکہ محبوب تھے، ادھر معاملہ ہی کچھ اور تھا۔ اللہ اکبر کبیرا! اپنے خلیل کے لیے فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾

(الانعام: ۷۵)

"اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا نظارہ کراتے تھے"

تو ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی آیات دکھائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور جب اپنے حبیب کا نام آیا تو فرمایا:

﴿لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی﴾ (النجم:۱۸)

''سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا''

کہاں زمین و آسمان کی نشانیاں دکھائیں اور کہاں رب اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ سبحان اللہ! اللہ! تیری شان بڑی ہے۔

پھر دیکھیے! ابراہیم علیہ السلام کو دعا کرنی پڑی:

﴿وَلَا تُخْزِنِیْ﴾ (الشعراء:۸۷)

''اے اللہ! مجھے آپ رسوا نہ فرمانا''

اور جب محبوب کا تعلق آیا تو اللہ فرماتے ہیں:

﴿یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾

(التحریم:۸)

''اس دن جب اللہ نبی کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کو رسوا نہیں کرے گا''

خود بتادیا کہ محبوب! آپ ہم کو رسوا نہیں کریں گے۔

تو خلیل اور محبوب کے درمیان یہ عجیب تعلق ہے۔ اس لیے نبی علیہ السلام جب معراج پر تشریف لے گئے حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے فرمایا:

سَلْ

''اے محبوب! آپ مانگیے''

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے جواب دیا:

﴿اِنَّكَ اتَّخَذْتَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾

"اے اللہ! آپ نے تو ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنالیا۔"

فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ:

"انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"

﴿وَاِنِّيْ اتَّخَذْتُكَ حَبِيْبًا﴾

"اے محبوب! میں نے آپ کو اپنا حبیب بنالیا۔"

(سبل الہدیٰ والرشاد: ۹۱/۳، الاسراء والمعراج للسیوطی: ص ۲۷)

اس لیے حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ)) (ترمذی، حدیث: ۳۶۱۶)

"میں اللہ کا حبیب ہوں اور مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں ہے۔"

تو نبی ﷺ اللہ کے حبیب اور ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں۔

نبی علیہ السلام کو نفی و اثبات دونوں میں کمال حاصل ہوا:

اب ذرا نکتہ سمجھیے! کہ ابراہیم خلیل اللہ کو مقامِ نفی میں کمال حاصل ہوا، لَآ اِلٰهَ میں کمال حاصل ہوا۔ انہوں نے کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ اللہ نے فرمادیا: وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ تو مقامِ نفی میں اس دنیا میں اگر کسی کو کمال حاصل ہوا تو ابراہیم علیہ السلام کو ہوا۔ باقی سب کا ایمان مضبوط ہوگا مگر جس کی تصدیق رب کر دے کہ یہ مشرک نہیں تو درجہ تو اس کا بڑھ گیا۔ تو یہ خلیل کا رتبہ تھا۔

اب ذرا حبیب کا رتبہ دیکھیے! کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو مقامِ نفی میں بھی کمال عطا فرمایا اور مقامِ اثبات میں بھی کمال عطا فرمایا۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب نکتہ ہے۔ اس لیے کہ پہلے انبیاء کا جتنا بھی ایمان تھا وہ سب غائب کا ایمان تھا۔ غائب کا ایمان جتنا بھی ہو جائے، وہ مشاہدے کے برابر تو نہیں ہو سکتا۔ خود نبی علیہ السلام نے ایک حدیث پاک میں فرمایا:

((اَلشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ)) {جامع الاحادیث للسیوطی: ۱۳۳۹۰}

''غائب وہ نہیں دیکھ سکتا جو حاضر دیکھ سکتا ہے''

نبی علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ)) {مسند البزار، حدیث: ۵۰۶۲}

''دیکھنا اور چیز ہوتی ہے، سننا اور چیز ہوتی ہے۔''

تو باقی سارے انبیاء کا ایمان سن کر ایمان تھا کہ اللہ نے فرمایا ہے، اس لیے ہم تصدیق کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ سارے انبیاء میں ایک نبی کو اللہ نے یہ درجہ دیا کہ اس کی زندگی میں معراج پر بلا کر اپنا دیدار کروایا۔ اب یہ دیدار کا جو کمال ہے، یہ اثبات کا کمال ہے۔ اس میں اللہ کے حبیب ﷺ کا امتیاز ہے، اس میں کوئی اور نبی شریک نہیں ہے۔ یہ مقام اثبات مومن کو جنت میں حاصل ہوگا۔ جب ایمان والے جنت میں جائیں گے اور اللہ کا دیدار کریں گے، مومن کو یہ مقامِ اثبات وہاں نصیب ہوگا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو وہ نعمت جو مومنوں یا دوسرے انبیاء کو جنت میں ملنی تھی اسی دنیا میں عطا فرما دی۔ تو گویا نبی علیہ السلام کو اللہ نے مقامِ نفی میں دنیا میں بھی کمال عطا فرمایا اور مقامِ اثبات میں معراج کے ذریعے ایسا کمال عطا فرمایا جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا۔ تو اب ذرا فرق دیکھیے کہ خلیل علیہ السلام کو کمال حاصل ہوا مقامِ نفی میں اور حبیب ﷺ کو مقام حاصل ہوا مقامِ نفی میں بھی اور مقامِ اثبات میں

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی ۔ تو درجہ اوپر چلا گیا۔

علمی نکتہ:

اب ایک اور علمی نکتہ سنیے! کہ اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کو حکم فرمایا:

﴿أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ (النحل: ۱۲۳)

"آپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کیجیے۔"

ایک جگہ پر اللہ رب العزت نے یہ بھی فرمایا کہ ابراہیم کی پیروی کیجیے۔ اور نبی علیہ السلام نے نماز میں جو درود شریف سکھایا اس درود شریف میں کس پیغمبر علیہ السلام کا تذکرہ ہے؟

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی چیز ایسی تھی جو ابراہیم علیہ السلام کی تھی، جس کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی چاہتے تھے۔ وہ کیا چیز ہے؟ اس میں ایک علمی نکتہ ہے جو آج آپ کو بتاتے ہیں۔ ساری عمر تو ہم نماز میں یہ پڑھتے رہے مگر آج سمجھ میں آئے گا۔

محبیت اور محبوبیت:

اس کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں کھولا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دیکھو! ایک ہوتی ہے "محبیت" محب ہونا، کسی کا عاشق ہونا۔ اس عشق میں کمال تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا۔ انبیاء میں سے ان کو یہ اعزاز ملا محبت میں وہ آگے نکل گئے۔ محب ہی ہے نا جو کہہ دیتا ہے:

﴿رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ﴾ (الاعراف: ۱۴۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

مجھ سے رہا نہیں جا رہا۔ یہ کوئی چھوٹا سا کلام تو نہیں ہے۔ اور یہ ایک نبی علیہ السلام کی زبان سے نکل رہا ہے، ایسی بزرگ شخصیت کی زبان سے۔ اس کا مطلب ہے کہ محبت کا جوش اپنا تھا۔ تو محبیت میں کمال کس کو حاصل ہوا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔

اور ایک ہے محبوبیت۔ کسی کا محبوب ہونا تو اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی علیہ السلام کا نام آتا ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کو خاص محبت تھی۔

محبوبیت ذاتی اور محبوبیت صفاتی:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوبیت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک محبوبیت ذاتی ہوتی ہے، کسی سے ذاتی محبت ہونا۔ اس کی جھلک ماں کی محبت میں ملتی ہے۔ ماں کو بیٹے سے ذاتی محبت ہوتی ہے، بیٹا کالا ہو، بیٹا کمزور ہو، بیٹا جیسا بھی ہو، ماں کو محبت ہوتی ہے۔ دنیا کا حسین ترین بچہ سامنے کر دو، ماں آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گی، فقط اپنے بیٹے کو دیکھے گی۔ یہ محبت ذاتیہ ہے۔ ایک ہوتی ہے ذاتی محبت اور ایک ہوتی ہے صفاتی محبت۔ صفاتی محبت کسے کہتے ہیں؟ صفاتی محبت کہتے ہیں کہ کسی کی عادتوں کی وجہ سے اس کو پسند کرے۔ ایک بچہ ہے، خوب صورت بھی ہے، وہ بڑی پیاری باتیں بھی کرتا ہے، اب اس میں محبوبیت صفاتی آگئی۔ ویسے تو تعلق نہیں تھا، مگر اس کی باتوں نے اس کو محبوب بنا دیا۔ تو محبوبیت کے دو پہلو ہیں:

ایک ہوتی ہے محبوبیت ذاتی

اور ایک ہوتی ہے محبوبیت صفاتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

نبی علیہ السلام کو اللہ نے محبوبیت ذاتی کا درجہ عطا فرمایا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام کو محبوبیت صفاتی کا درجہ عطا فرمایا تھا۔

یہ صفات کی وجہ سے محبوب تھے، وہ ذات کی وجہ سے محبوب تھے۔ اب صفات والے محبوب کو پھر صفات تو پیش کرنی پڑتی ہیں، اسی لیے ان سے امتحان لیے گئے۔

دائرہ اور مرکز کی مثال:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بات اور فرماتے ہیں کہ اس کی اگر مثال سمجھنی ہو تو ایک دائرے اور مرکز کی مثال سمجھیں۔ ایک مرکز ہوتا ہے اور مرکز کی وجہ سے دائرہ ہوتا ہے، مگر مرکز اور دائرہ دونوں ایک چیز ہوتے ہیں۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جو دائرہ ہے اس کا نام خلت ہے، جو مرکز ہے اس کا نام محبوبیت ہے۔ اور اللہ رب العزت نے کائنات کو کس لیے پیدا فرمایا؟ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا۔ فرمایا: اے محبوب! آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اس کا مطلب ہے ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تو ایک محیط کے مانند ہیں، مگر مرکز کی وجہ سے ہی محیط ہوتا ہے۔

علمی نکتہ:

اب اس میں ایک اور نکتہ ہے کہ جو محبوب ذاتی ہوتا ہے، اس کو ایک درجہ تو حاصل ہے کہ ذات کی وجہ سے محبت ہے، مگر اس کے دل کے اندر طمع تو ہوتی ہے کہ میرے دل میں صفات بھی وہ آجائیں کہ جس سے میرے اندر اور کمال آ

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتے۔ اس محبوبیت ذاتی کی وجہ سے نبی علیہ السلام نے دعا منگوائی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

اللہ! ان سے جو محبوبیت تھی صفات کی وجہ سے، آپ ذات کی وجہ سے تو محبت کرتے ہیں، مجھے وہ صفات بھی عطا فرما۔

مقامِ احمدیت:

نبی علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کے دو پہلو ہیں۔ یہ بھی ایک نکتے کی بات ہے۔ نبی علیہ السلام کے دو نام ہیں: آپ کا ایک نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ احمد کا جو نام ہے، وہ آسمانوں میں ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے جو آپ کا نام تھا وہ احمد تھا۔ اسی لیے آدم علیہ السلام نے بھی اللہ رب العزت سے جو دعا مانگی تھی تو احمد کا نام استعمال کیا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کی تشریف آوری کی خوشخبری دی تھی تو فرمایا تھا:

﴿يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (الصف:۶)

تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے احمد کے نام سے پکارے گئے۔ احمد کے اندر خالصتاً محبوبیت ہے۔ اسے محبوبیت صرف کہتے ہیں۔ اس میں سو فیصد محبوبیت ہی ہے اور کسی چیز کا اس میں عنصر نہیں ہے۔ تو یہ نام احمد تھا، لیکن پھر کیا ہوا کہ حضور نبی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ اب دنیا میں محبوبیت تو تھی ہی، مگر انہوں نے اللہ کا دین پہنچایا، اللہ کی عبادت کی، تو محبوب کو بھی تو پھر محبت ہو جاتی ہے، چنانچہ ان میں محبیت کی بھی ایک جھلک آ گئی۔ اللہ کے بندے بھی تو تھے۔ تو احمد میں صرف محبوبیت تھی، جب اس دنیا میں آئے تو اس محبوبیت میں محبیت کی بھی تھوڑی سی جھلک آ گئی، اس لیے اللہ نے ان کا نام محمد

www.besturdubooks.wordpress.com

فرما دیا۔ اے میرے محبوب! آپ کا نام محمد ہے۔ اور پھر اس دنیا سے وفات پائی تو وہ جو محبوبیت والی چیز تھی، وہ تو دنیا تک رہ گئی کہ عبادت ختم ہو گئی، اب قیامت کے دن پھر ان کو محبوبیت کے نام سے پکارا جائے گا۔ اس لیے ان کو مقامِ محمود عطا ہو گا۔

حدیث پاک میں ہے اس امت کے ایک بندے کو فرشتے جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے، تو وہ نبی ﷺ کو پکارے گا: یا احمد! یا احمد! (روح المعانی: ۸/ ۸۳) تو قیامت کے میدان اس نام سے پکارا جائے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ محبوبیت ذاتی کا مقام ہو گا۔ وہ مقام بلند ہے اس سے۔

تو یوں سمجھیے کہ ایک خلت کا مقام ہے۔

اس کے اوپر محمدیت والا مقام ہے۔

اس سے اوپر احمدیت والا مقام ہے۔

اور اللہ نے آپ ﷺ کو یہ دونوں مقام عطا فرمائے۔ اس وجہ سے اللہ کے حبیب ﷺ محبوبیت ذاتی کے حامل ہیں۔ محبوب ہیں اللہ رب العزت کے۔

طریقت، حقیقت اور شریعت:

اب ذرا غور کریں! پھر واپس آتے ہیں کلمہ طیبہ پہ:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

تو لَآ اِلٰهَ میں کمال ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہوا، یہ مقام نفی کا کمال ہے۔

لَآ اِلٰهَ اور اِلَّا اللّٰهُ دونوں میں نبی ﷺ کو کمال حاصل ہوا۔

اب اگلی بات سنیے! کہ یہ جو کلمہ ہے نا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اس میں ساری معرفتیں موجود ہیں۔ وہ کیسے؟ کہ

لَآ اِلٰهَ یہ طریقت ہے۔

یعنی شرک سے بچنا...... اپنے نفس کو توڑنا...... اس کو نفس مطمئنہ بنانا......

اللہ کے سامنے جھکانا...... یہ طریقت ہے۔

اِلَّا اللّٰهُ یہ حقیقت ہے۔

اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ شریعت ہے۔

ایک کلمے کے اندر تینوں معرفتیں اللہ نے عطا فرمائیں۔ آپ سوچیے کہ یہ کیا کلمہ ہے کہ جس کو اللہ نے ہمیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی! اللہ اکبر کبیرا!

اسی لیے کہنے والے نے عجیب بات کہی:

خودی کا سرِ نہاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
خودی ہے تیغ فساں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

تیغ کہتے ہیں تلوار کو اور فساں کہتے ہیں اس گرائنڈر (تیز کرنے والی وٹی) کو جس سے تلوار کو تیز کرتے ہیں۔

خودی کا سرِ نہاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
خودی ہے تیغ فساں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یہ قوم اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ اکبر! کیا کلمہ ہے! کیا اس کی برکتیں ہیں! دعا مانگتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہمیں اس کلمے کی حقیقت عطا فرما دے، تاکہ ہمارا مطلوب حقیقی، محبوب حقیقی، معبود حقیقی صرف اللہ رب العزت کی ذات ہو جائے۔ اسی لیے تو حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

تیرے سوا معبود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مقصود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا موجود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مشہود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زبان اے میرے اللہ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہا
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دلشاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے

اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زبان اے میرے اللہ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (البقرة:١٤٣)

میرے بندے!
تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: یکم ستمبر 2012ء بروز ہفتہ ۱۳ شوال ۱۴۳۳ھ

بمقام: جدہ (سعودی عرب) موقع: آن لائن بیان

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (البقرۃ:۱۴۳)
﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (الاحزاب:۴۳)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مخلوق کی محبت...... اللہ کی رحمت کا سوواں حصہ:

ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنی رحمت کے سو حصے فرمائے، ان میں سے ایک حصہ مخلوق میں تقسیم کیا۔ چنانچہ مخلوق میں جتنی محبتیں نظر آتی ہیں: والدین اور اولاد کی محبت...... میاں بیوی کی محبت...... بہن بھائی کی محبت...... بھائی بھائی کی محبت...... دو دوستوں کی محبت۔ یہ تمام محبتیں اس سوویں حصے کا آگے چھوٹا چھوٹا حصہ ہیں۔

سوویں حصہ کا ایک ذرہ...... ماں کی محبت:

اب آپ غور کیجیے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک اربوں کھربوں

www.besturdubooks.wordpress.com

مائیں آگئیں اور ہر ماں کو وہ چھوٹا سا حصہ ملا ہوتا ہے۔ پھر انسانوں میں بھی ماں ہے تو حیوانوں میں بھی ہے، درندوں میں بھی اور چرندوں میں بھی۔ ماں کی محبت تو سب میں ہوتی ہے۔ اگر آپ نے کبھی جنگل کی سیر کی ہو تو آپ دیکھیں کہ جس ہتھنی کے ساتھ اس کا بے بی ہو تو ماں اس کے بارے میں کتنی Protective ہوتی ہے۔ تو سوچیے کہ اس ایک رحمت کے آگے کتنے چھوٹے چھوٹے ذرے ہوئے ہوں گے اور ان میں سے ایک ذرہ ایک ماں کو ملا۔

ماں کو اولاد سے کتنی محبت ہوتی ہے، اس کی مثالیں آپ نے سنی ہوں گی کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کی زندگی بدل جاتی ہے۔ پہلے خاوند کے ساتھ جاتی تھی، اپنی چیزیں خریدتی تھی، اب خاوند کے ساتھ جاتی ہے تو بچے کی چھوٹی چھوٹی چیزیں دیکھتی پھر رہی ہوتی ہے۔ میرے بچے کا فیڈر ایسا ہو، جوتے ایسے ہوں، کپڑے ایسے ہوں، اپنا آپ تو بھول ہی جاتی ہے، اپنی کوئی چیز خریدنی یاد ہی نہیں رہتی۔ بچے کی پیدائش کے بعد اب زندگی کا یہ حال کہ

پہلے بچے کو کھلاتی ہے، بعد میں خود کھاتی ہے۔

پہلے بچے کو پلاتی ہے، بعد میں خود پیتی ہے۔

پہلے بچے کو سلاتی ہے، بعد میں خود سوتی ہے۔

اپنا دھیان ہی نہیں ہوتا، اپنا کھانا یاد ہی نہیں ہوتا، اور بچے کی چوبیس گھنٹے کی ملازمہ ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ آٹھ گھنٹے کے بعد ڈیوٹی ختم۔ جتنی بھی ہو، بیمار ہو، ذرا بچے کی آواز سنے گی، فوراً بچے کو Attend (توجہ) کرے گی۔ بچے کی تکلیف ماں کو گوارا نہیں ہوتی۔ بچے کی اس محبت کی وجہ سے جو اللہ نے ماں کے دل میں ڈال دی ہے، تڑپتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ اگر کوئی بچہ بگڑ جائے تو بعض دفعہ باپ اس سے ناراضگی کا اظہار کر دیتا ہے، ماں پھر بھی اس سے پیار کرتی ہے۔ کہتی ہے: نصیب اس کے یہ ٹھیک نہ بن سکا، میں تو ماں ہوں میرا تو دل تڑپتا ہے۔ اور وہ بچہ اگر کسی وقت گھر چھوڑ کر چلا جائے تو روتی ہے، اس کا چین سکون لٹ جاتا ہے۔ نہ کھاتی ہے، نہ پیتی ہے، نہ سوتی ہے۔ باقی گھر والے کھا پی رہے ہوتے ہیں، سو بھی رہے ہوتے ہیں۔ یہ اس لیے نہیں کھاتی کہ پتہ نہیں میرے بچے کو کھانا ملا یا نہیں ملا۔ یہ اس لیے نہیں سوتی کہ ہو سکتا ہے میرا بچہ دروازے پر رات کو آئے اور دروازہ کھٹکھٹائے تو دروازہ کھولنے میں دیر نہ لگے۔ کتنا انتظار ہوتا ہے کہ اگر ہوا سے بھی دروازہ بجنے کی آواز آئے تو یہ اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے کہ شاید میرا بیٹا آ گیا ہو۔ یہ ماں کی محبت بھی عجیب چیز ہے! اب سوچیے کہ جب ایک ماں کی محبت اتنی ہے تو دنیا کے سارے انسانوں کی ماؤں کی محبت کو جمع کریں، پھر آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے انسانوں کی ماؤں کی محبت کو جمع کریں۔ پھر میاں بیوی کی محبت ایک الگ چیز ہے۔ سبحان اللہ! لگتا ہے کہ اس رحمت کے ایک حصے کے آگے عرب ہا کھرب حصے ہوئے اور چھوٹا سا حصہ ماں کو ملا اور وہ محبت بھی ماں کو تڑپا دیتی ہے۔

بیٹے کے معاملے میں ماں بہت حساس ہوتی ہے۔ کوئی دوسرا ڈانٹے تو اسے برداشت نہیں ہوتا، حتیٰ کہ اس کی محبت کے پیمانے بدل جاتے ہیں۔ جو اس کے بچے کو پیار کرے وہ اس کو اپنا سمجھتی ہے۔ سگی بہن بھی اس کے بچے کو پیار نہ کرے تو اس کو غیر سمجھتی ہے کہ وہ تو میرے بچے کو پیار ہی نہیں کرتی۔ محبتوں کے پیمانے بدل گئے۔ تو یہ مخلوق کی محبت ہے جو اللہ کی محبت کا ایک چھوٹا سا ذرہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ نے ہمیں انسان بنایا:

اللہ رب العزت کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہوتی ہے، اس کا اندازہ لگانا چاہیے۔ چنانچہ پروردگار عالم نے ہمیں انسان بنایا، یہ اس کا ہم پر بہت فضل و کرم ہے۔ آپ اس بات پر غور کریں کہ جس وقت ہم دنیا میں پیدا ہوئے، عین اسی لمحے اسی منٹ اور سیکنڈ میں جانوروں کے ہاں بھی بچے پیدا ہوئے ہوں گے۔ کہیں گدھی کے ہاں بچہ پیدا ہوا، کہیں سور کے ہاں بچہ پیدا ہوا، کہیں کتے کے ہاں ہوا تو وہ بھی تو بچے ہی تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ہمیں بھی جانور کا بچہ بنا دیتے مگر اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے بن مانگے ہمیں انسان بنا دیا۔

اللہ نے ہمیں مسلمان بنایا:

پھر دوسرے نکتے پر غور کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان بنایا تو ایک لمحے میں پوری دنیا میں کتنے بچے پیدا ہوئے ہوں گے؟ کتنے بچے کافرہ ماں کی گود میں پیدا ہوتے ہیں؟ ہمیں اللہ نے کلمہ پڑھنے والی ماں کی گود میں پیدا فرمایا، یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا کرم ہے! اور یہ وہ نعمت ہے جس کا ہم نے سوال بھی نہیں کیا تھا، بن مانگے مل گئی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے۔

اللہ نے ہمیں بہترین صورت پر پیدا کیا:

اللہ رب العزت نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ انسان خود بخود پیدا ہوا ہے، بھئی! خود بخود کا تو قانون ایک ہی ہوتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ سارے جسم میں بال ایک ہی جیسے بڑھنے چاہئیں تھے۔ خود بخود جو پیدا ہو رہے ہیں تو جس طرح سر کے بال بڑے ہوتے ہیں، اسی رفتار سے پلکیں بڑھتیں، اس رفتار سے بھنویں بڑھتیں، اسی رفتار سے بازو کے بال بڑھتے تو کیا ہوتا؟ انسان تو پھر انسان نہیں، بھوت نظر آتا۔ انسان کی ہڈی جس اعتبار سے ناخنوں میں بڑھتی ہے، اگر اسی طرح ناک کی بھی بڑھتی تو کیا شکل ہوتی؟ اسی حساب سے کان بھی بڑھتے تو ہاتھی کے کان نظر آ رہے ہوتے۔ اسی حساب سے پھر دانت بھی بڑھتے، پھر کیا ہوتا؟ جس انداز سے انسان کا قد بڑھتا ہے کہ شروع میں ایک فٹ ہوتا ہے اور بعد میں پھر چھ فٹ بن جاتا ہے، اسی طرح اگر اس کی آنکھ بھی چھ گنا ہو جاتی تو ماشاء اللہ بھینس کی آنکھ بنی ہوتی۔ اب اللہ رب العزت نے انسان کے ہر ہر عضو کا ایک تناسب پیدا کیا تو معلوم ہوا۔ اس کا کوئی بنانے والا، کوئی پیدا کرنے والا پروردگار ہے۔ اور اس نے بہترین صورت میں پیدا کیا۔

﴿فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ﴾ (المومنون: ۱۴)

"برکت والا ہے وہ اللہ جس نے انسان کو بہترین صورت بنایا"

سبحان اللہ! ایک بادشاہ وقت اپنی بیوی کے ساتھ ذرا اچھے موڈ میں تھا، تعریف کر رہا تھا۔ تعریف کرتے کرتے اس نے قسم اٹھا کر کہہ دیا کہ تو چاند سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اس زمانے میں علم کی قدردانی تھی، بیوی نے کہا کہ جی! آپ نے تو قسم ٹھیک نہیں اٹھائی، کیوں ایسی قسم اٹھائی؟ اس کو بھی پھر احساس ہوا کہ یہ تو غلطی ہو گئی، قسم اٹھا کر تو یوں نہیں کہنا چاہیے تھا کہ تو چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ چلو جی اب فیصلہ کراؤ! علماء سے رجوع کیا۔ علماء نے کہا۔ جی

www.besturdubooks.wordpress.com

! ہم تو فیصلہ نہیں کر سکتے کہ انسان زیادہ خوبصورت ہے یا چاند زیادہ خوبصورت ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ میں بتا سکتا ہوں کہ کون زیادہ خوبصورت ہے؟ پوچھا گیا کہ جی بتائیں۔ انہوں نے کہا: اس شخص نے صحیح بات کہی کہ انسان چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ پوچھا گیا کہ آپ یہ کیسے فتویٰ دے رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں فتویٰ نہیں دے رہا، یہ فتویٰ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود دیا ہے۔ پوچھا کہ دلیل کیا ہے؟ تو فرمایا کہ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ (التین: ۴)

''یقیناً ہم نے تمہیں بہترین صورت میں پیدا کیا''

تو انسان کی جو ہیئت (ہیئت) ہے وہ کائنات میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ انسان چاند سے زیادہ خوب صورت ہے۔ ویسے بھی کسی نے نبی علیہ السلام کے بارے میں ایک شعر کہا: ؎

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
اس کے منہ پہ چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

تو انسان کو اللہ رب العزت نے چاند سے زیادہ خوبصورت بنایا۔

اللہ کی طرف سے انسان کا اکرام:

اور پھر فرمایا:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ﴾ (الاسراء: ۷۰)

''اے بنی آدم! ہم نے تمہیں بہت احترام بخشا''

www.besturdubooks.wordpress.com

احترام بخشا کا کیا مطلب؟ آپ غور کریں کہ جتنے جانور اور پرندے ہیں، سب کھانے کے لیے سر جھکاتے ہیں۔ گائے، بھینس، گدھا، شیر، چیتا، سب کھانے کے لیے سر جھکاتے ہیں۔ ایک انسان ہی تو ہے کہ اسے اپنا سر کھانے کے پاس لے جانے کی ضرورت نہیں، کھانا اس کے منہ کے پاس آتا ہے۔ اللہ نے اس کو ہاتھ دیے ہیں، یہ نعمت باقیوں کے پاس نہیں ہے۔ سبحان اللہ! اللہ نے انسان کو یہ عزت دی ہے۔ میرے بندے! تو نے میرے در پر جھکنا ہے نا! میں تجھے روٹی کی خاطر کسی کے در پر جھکنے نہیں دوں گا، تیرے سر کو میں نے اپنے لیے ہی خاص کر لیا۔ اللہ نے یہ اس کا اکرام فرمایا، کیونکہ اللہ نے اسے دنیا میں اپنا نائب اور اپنا خلیفہ بنایا۔

احترامِ انسانیت کی تعلیم:

اللہ تعالیٰ نے بندے کو احترامِ انسانیت کی تعلیم دی۔

حدیث پاک میں ہے:

«اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللّٰهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلٰى عِيَالِهٖ»

(شعب الایمان: ۲/۴۳)

”ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کو وہ بندہ بڑا اچھا لگتا ہے جو اللہ کی مخلوق سے محبت کرے۔“

یعنی انسان سے محبت کرے انسان ہونے کے ناطے۔ باقی محبتیں تو ہوتی ہیں، جیسے رشتہ داری کی محبتیں، دین کی وجہ سے آپس میں محبتیں، لیکن ان کے علاوہ بھی محبت ہے جس کو کہتے ہیں ”احترامِ انسانیت“ (Respect of

(humanity)۔ دین نے وہ محبتیں بھی سکھائیں کہ آخر کوئی کافر ہی سہی لیکن انسان تو ہے۔ انسان ہونے کے ناطے تو تم ایک دوسرے کا خیال کرو۔ تو فرمایا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، یہ بہت بڑی بات کردی گئی، اتنا خوبصورت (Concept) کسی نے نہیں دیا۔ اللہ نے یہ خوبصورتی دینِ اسلام ہی کو عطا فرمائی۔ فرمایا کہ تم میں سے اللہ کو سب زیادہ پیارا وہ ہے جو اللہ کے کنبے سے محبت کرتا ہے، اللہ کے بندوں سے جس کو پیار ہوتا ہے۔

دنیا کی محبتیں، سب غرض کی محبتیں:

مگر ایک بات غور طلب ہے کہ دنیا میں جتنی محبتیں ہیں، وہ سب غرض کی محبتیں ہوتی ہیں۔ ان کے پیچھے کوئی نہ کوئی غرض اور مقصد ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر:

اولاد اور ماں باپ کے درمیان محبت ہوتی ہے۔ ماں باپ کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ بچے سنور جائیں گے، ان کا کیریئر اچھا بن جائے گا تو یہ ہمارے بڑھاپے کا سہارا بنیں گے اور عزتوں کا سبب بنیں گے۔ اور بچوں کے دل میں ہوتا ہے کہ ماں باپ کی کفالت سے ہم اچھی تعلیم پا جائیں گے، تو دونوں طرف غرض موجود ہے۔

میاں بیوی سے تعلق میں بھی غرض ہوتی ہے۔ میاں کو بیوی کی ضرورت ہوتی ہے، بیوی کو خاوند کی ضرورت ہوتی ہے۔

استاد اور شاگرد کے تعلق میں بھی غرض ہے۔ استاد پڑھاتا ہے کہ مجھے سیلری ملے گی اور شاگرد اس لیے پڑھتا ہے کہ مجھے استاد سے علم ملے گا۔ تو غرض دونوں طرف ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حتیٰ کہ پیر اور مرید کی محبت میں بھی غرض ہے۔ مرید کے دل میں ہوتا ہے کہ مجھے تربیت ملے گی، مجھے باطنی بیماریوں کی اصلاح کے لیے رہبری ملے گی تو میں اچھا انسان بن جاؤں گا۔ اور پیر کے دل میں غرض ہوتی ہے کہ یہ اچھا انسان بنے گا تو اس کے بدلے اللہ مجھ سے راضی ہو جائیں گے۔ تو غرض چاہے دنیا والی ہو چاہے آخرت والی ہو، غرض تو ہے۔

پتہ یہ چلا کہ دنیا کی ہر محبت کے پیچھے غرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت...... بے غرض محبت:

ایک محبت ایسی ہے جو بلا غرض ہے، وہ ہے اللہ رب العزت کی محبت۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی محبت۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں سے کیا غرض ہے؟ ساری دنیا فرعون کی طرح پتھر دل بن جائے، اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی۔ ساری دنیا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح تقویٰ والی بن جائے، اللہ کی شان میں اضافہ نہیں ہوتا۔ تو جب مخلوق کی عبادت سے اللہ کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، نافرمانی سے کمی نہیں ہوتی تو پھر اللہ کو ہماری کیا پروا ہے؟ اس کے باوجود اگر اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بے غرض محبت ہے۔ اس لیے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندے!

((کُلٌّ یُرِیْدُکَ لِنَفْسِهٖ وَاَنَا اُرِیْدُکَ لَکَ)) [الجواب الکافی: ص ۱۶۵]

”تجھ سے ہر کوئی اپنی غرض کے لیے محبت رکھتا ہے، اے میرے بندے! میں تجھ سے تیرے لیے محبت کرتا ہوں۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ اکبر کبیرا! یہ اللہ رب العزت کی محبت کیسی عجیب محبت ہے!

بخشش کے بہانے:

چنانچہ اللہ رب العزت نہیں چاہتے کہ میرے بندے عذاب کے اہل ہوں، میرے بندے جہنم میں جائیں، اللہ تعالیٰ ہرگز اس بات کو پسند نہیں فرماتے۔ اس لیے بندہ دوڑ دوڑ کر اور بھاگ بھاگ کر گناہ کرتا ہے اور اللہ رب العزت اس کے گناہوں کے بخشنے کے حیلے بنا دیتے ہیں، بہانے بنا دیتے ہیں۔ جیسے ماں اپنے بچے کو نجاست میں لتھڑا ہوا نہیں دیکھ سکتی، اگر وہ نجاست میں لتھڑتا ہے تو ماں فوراً اس کو دھو دیتی ہے۔ اچھے کپڑے پہنا کر خوشبو لگاتی ہے، سب لوگ اس بچے کو چومتے ہیں، سینے سے لگاتے ہیں۔ اسی طرح جب بندہ اپنے دل کو گناہ کی نجاست سے گندہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اچھا نہیں لگتا، اللہ تعالیٰ بھی بہانے بناتے ہیں کہ بندہ کوئی کام ایسا کرے جس سے گناہ معاف ہو جائیں۔ اب دیکھیے! یہ بہانے کیسے کیسے ہیں؟ آج ہم اس بات کو Analyze (غور) کریں کہ اللہ رب العزت نے بندے کے گناہ معاف کرنے کے کیا کیا بہانے بنائے ہیں۔

گناہ لکھنے میں انتظار:

ان میں سے پہلی بات کہ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اول تو آدھے سے زیادہ دن تو اس بندے کا گناہ نامۂ اعمال میں لکھا ہی نہیں جاتا۔ گناہ والا فرشتہ انتظار کرتا ہے کہ ہو سکتا ہے یہ شرمندہ ہو جائے، اس کو ندامت ہو۔ اگر تو اس کو ندامت ہوئی تو پھر گناہ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی۔ اب دیکھیے! یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بہانہ ہی ہے نا کہ نیکی کرے تو فوراً لکھے، گناہ کرے تو کچھ انتظار کرے۔ کیوں؟ حکمت یہ تھی کہ ہو سکتا ہے کہ شہوت میں یا غصے میں اس نے یہ گناہ کر لیا، لیکن جب شہوت اور غصے کا اثر ختم ہوگا ٹھنڈے دل سے سوچے گا کہ او ہو! میں نے تو غلط کیا، مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا، میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ تو فرمایا کہ اگر صرف دل میں بھی ندامت ہو جائے گی، زبان سے بھی کچھ نہ بولے تو اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ ہم اس پر بھی اس کے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ اللہ اکبر کبیرا!

مخلوق کا استغفار:

اور آگے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بندہ گناہ کرے اور اتنا مصروف ہو کہ اس کو توبہ کی طرف دھیان ہی نہ ہو، مگر میں تو چاہتا ہوں کہ اس کے دل کی ظلمت دور ہو، تو اللہ رب العزت نے مخلوق کے ذمے لگا دیا کہ تم انسانوں کے لیے استغفار کرو! حدیث پاک میں ہے: ہوا میں پرندے، بلوں میں چیونٹیاں، پانی کے اندر مچھلیاں، یہ انسانوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور پھر اس سے بڑھ کر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ (الشوریٰ:۵)

"جو انسان زمین میں ہیں، فرشتے ان کی طرف سے استغفار کرتے ہیں۔"

معصوم فرشتوں کے ذمے لگا دیا کہ تم استغفار کرو۔ ان کو پتہ بھی نہیں چلے گا میں تمہارے استغفار کو بہانہ بنا کر بندے کے گناہوں کو دھو دوں گا۔ کیوں؟ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے کہ

بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

میں تجھے کتنا ہوں میں تقرب او جتنا نہیں پسند کرتا، تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے، میں نے فرشتوں کو بھی تمہارے لیے استغفار پر لگا دیا۔ معصوم فرشتے استغفار کر رہے ہیں۔ اب بتائیے کہ ایک ولی کی دعائیں کیسے قبول ہوتی ہیں! اور فرشتے تو معصوم ہیں، گناہ کا تصور بھی نہیں تو ان کی دعائیں کتنی قبول ہوتیں ہوں گی؟ اس لیے

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا ہے۔

سفر میں قبولیت دعا:

پھر اللہ رب العزت نے بندے کے لیے اور آسانیاں فرمائیں۔ فرمایا کہ اے میرے بندے! تم سفر میں نکلو گے، سفر کی حالت میں جو دعا مانگو گے وہ دعا قبول ہوگی۔ اب اس حدیث مبارکہ میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ نیک مسافر کی دعا قبول ہوگی اور جو گناہگار ہوگا اس کی قبول نہیں ہوگی۔ نہیں! صرف مسافر کی دعا کا ذکر ہے۔ اب سفر پر تو نکلتے ہی ہیں، نیک ہوں یا بد ہوں، حالت سفر میں اگر ہم گناہ سے توبہ کریں، معافی مانگیں تو گناہ جلدی معاف ہو جائے گا۔ اللہ کہتے ہیں: میرے بندے! تو مسافر ہے نا! تجھے Inconvenience (بے آرامی) ہے۔ تمہاری اس بے آرامی کا لحاظ کرتے ہوئے ہم تجھے موقع دیتے ہیں، جو مانگو گے ہم تمہیں دیں گے۔ کیونکہ

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

والدین کی دعاؤں کی قبولیت:

پھر دیکھیے! اللہ رب العزت نے ماں باپ کی دعائیں اولاد کے حق میں قبول کرنے کی بشارت دے دی۔ چنانچہ ماں باپ کی دعائیں اولاد کے حق میں اس طرح قبول ہوتی ہیں جیسے ولایت کبریٰ کے مقام کے اولیاء کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

دوست کی دعا دوست کے حق میں:

ایک جگہ حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ جب کوئی دوست، دوست کی پیٹھ پیچھے دعا مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ضرور قبول فرماتے ہیں۔ (مسند احمد، حدیث: ۲۷۵۵۸) کیوں؟ دوست سامنے تو نہیں ہے، اگر پیٹھ پیچھے یہ دعا مانگ رہا ہے تو دل میں تعلق ہے تو مانگ رہا ہے۔ ہم دل کی اس محبت کو قبول کر کے دوست کے حق میں اس دوست کی دعا کو قبول کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں دعا بھی سکھائی گئی:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (الحشر: ۱۰)

''اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کی طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پاتے، اے ہمارے رب! بیشک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

جو پہلے ایمان والے گزر چکے، ہم ان کے لیے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں، کس لیے؟ کہ

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

وضو اور نماز سے گناہوں کی بخشش:

اللہ رب العزت نے ایک اور سبب بنا دیا، بندہ وضو کرتا ہے تو ہر قطرے کے ساتھ بندے کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ نماز پڑھتا ہے تو نماز کے ساتھ گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی بندے کے دروازے پہ ایک نہر ہو اور وہ پانچ مرتبہ روزانہ اس کے اندر غسل کرے تو بتاؤ اس کے جسم پہ میل رہے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! میل کا تو نام ونشان ہی نہیں رہے گا۔ فرمایا: جس طرح پانچ مرتبہ نہانے سے جسم پہ میل نہیں رہتی، پانچ مرتبہ نماز پڑھنے سے انسان کے دل پہ بھی میل نہیں رہتی۔ (مسند احمد، حدیث: ۲۱۵۵۲) تو نماز سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں، وضو سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اللہ کے راستے میں سجدہ کیا، اس سے بھی گناہ معاف، زکوٰۃ ادا کی اس سے بھی گناہ معاف۔

جمعہ وعیدین کی نماز سے گناہ معاف:

فرمایا کہ اگر تم نے جمعہ کی نماز آ کر پڑھ لی تو پچھلے جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک جتنے گناہ ہوں گے، سب معاف ہو جائیں گے۔ اور پھر عیدین کی نماز سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ بندہ عید کی نماز پڑھتا ہے تو فرمایا: میرے بندے! کھڑے ہو جاؤ! ہم نے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ کیوں؟

اس لیے کہ میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

بخشش اتنی آسان:

تو یہ جیسے بہانے ہیں جو اللہ رب العزت نے بندے کی بخشش کے لیے بنائے ہیں۔ اللہ چاہتے تو ہمارا حق تو نہیں تھا، اگر شرط لگا دیتے کہ نہیں! تمہیں توبہ ہی کرنی پڑے گی، بس یہی طریقہ ہے۔ اگر کہہ دیتے: تمہیں گناہ بخشوانے کے لیے آگ میں سے گزر کر آنا پڑے گا تو آگ میں سے گزرنا پڑتا۔ اگر کہہ دیتے کہ تمہیں اتنے سال راتوں کو جاگنا پڑے گا، تمہیں اتنے سال کے روزے رکھنے پڑیں گے تو وہ سب کام ہمیں کرنے پڑتے، لیکن اب ہمیں تو کچھ بھی نہیں کرنا پڑ رہا، روٹین کے اعمال ہیں اور اس پر بھی گناہ معاف۔ کیوں؟

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

خوش خلقی سے گناہ معاف:

پھر دیکھیے! خوش خلقی سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ دو مسلمان بھائی آپس میں ملتے ہیں یا دو مسلمان عورتیں آپس میں ملتی ہیں تو ان کے ہاتھ جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث: ۲۱۳۲۷) اللہ اکبر کبیرا!

راستے سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دی، پتھر ہٹا دیا، اس پر بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں، یہ کس لیے؟

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بیماری سے گناہ معاف:

پھر اور دیکھیے! کہ بندے کو اس دنیا میں بیماری آتی ہے، تکلیف آتی ہے، اس پر بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے: کئی مرتبہ بندہ بیمار ہوتا ہے، شفا پاتا ہے، تو اس طرح گناہوں سے پاک ہوتا ہے، جیسے اس دن پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنم دیا۔ جیسے پہلے دن یہ معصوم تھا، ایسے اللہ تعالیٰ سب گناہوں پر قلم پھیر دیتے ہیں۔ (اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری: 2/412)

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

بیماری میں عبادت کا ثواب:

اور پھر دیکھیے! حدیث مبارکہ میں ہے کہ بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں: یہ جو عبادتیں صحت کے زمانے میں کرتا تھا، اب اسے بخار ہے تو یہ نہیں کر سکے گا، مگر تم سب نفلی عبادتوں، تسبیحات اور تہجد کا ثواب، جو صحت کے زمانے میں کرتا تھا اسی طرح لکھتے رہنا۔ اور ہاں یہ جب کروٹ بدلے گا تو ایسے ثواب لکھنا جیسے رکوع اور سجدہ کر رہا ہوتا ہے، اور اس کی زبان سے جو کراہنے کی آواز نکلے گی تو ''سبحان اللہ''، ''الحمد للہ'' کہنے کا اجر لکھنا۔ (بخاری، حدیث: ۲۹۹۶) کس لیے؟

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

رمضان و حج سے گناہ معاف:

پھر رب کریم نے ایک اور بہانہ بنایا کہ رمضان المبارک میں گناہ معاف۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رمضان المبارک میں تو گویا مغفرت کی لوٹ سیل لگی ہوتی ہے۔ ایسے اللہ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے۔ کس لیے؟

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

حج کریں تو اسے گناہ کر فرمایا:

((رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ)) (بخاری، حدیث: ۱۵۲۱)

یہ گناہوں سے اس طرح پاکیزہ ہو کر لوٹتا ہے، جیسے اس دن پاک تھا، جب اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ تو گناہوں سے پاک ہو کر واپس گیا۔ کیوں؟

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ستر پوشی:

پھر اس میں ایک خاص نکتہ دیکھیے! اگر جب آپ سے کوئی محبت کا دعویٰ کرے تو آپ کہتے ہیں کہ ثبوت کیا ہے؟ خاوند بیوی سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو بیوی کہتی ہے: مجھے تو کچھ محسوس نہیں ہوتا، جو کرتے ہیں دوسروں کے لیے کرتے ہیں، میرے لیے کیا کرتے ہیں؟ ہر کوئی ثبوت مانگتا ہے۔ غور کیجیے! اگر اللہ تعالیٰ بھی فرما دیتے کہ تم توبہ کرنا چاہتے ہو تو ثبوت دو کہ تم مخلص ہو، تو پھر ہمارا کیا بنتا؟ اللہ! آپ کتنے مہربان ہیں! کہ آپ نے فقط زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو قبول کر لیا اور گواہ بھی نہیں مانگے۔

اگر کہتے کہ اچھا! تم نے دو فرشتوں کے سامنے گناہ کیے تھے، چلو دو بندوں کے سامنے گناہوں سے توبہ کرو، یوں تو پول ہی کھل جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی گواہ نہیں مانگا کہ کسی کو کانوں کان پتہ بھی نہ چلے کہ اس نے کیا کرتوت کر لیے۔ واہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے مولا! آپ نے کتنی ستر پوشی فرمائی کہ ہم نے لوگوں کے سامنے، فرشتوں کے سامنے گناہ کیے، لیکن توبہ کرتے ہوئے کسی کے سامنے توبہ کی ضرورت نہیں۔ تنہائی میں بیٹھ کر بس اللہ سے توبہ کر لیں گے، معافی مانگ لیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے! تمہاری زبان پر میں اعتبار کرتا ہوں، چلو تمہاری توبہ قبول کر لیتا ہوں، اس لیے کہ

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

پھر ایک اور بات بھی دیکھیے! کہ ہم نے گناہ کیے، حق تو یہ بنتا تھا کہ اللہ تعالیٰ رزق دینا چھوڑ دیتے، گھر سے نکال دیتے۔ جیسا کہ آج کل ہم دیکھتے ہیں، گھر میں کوئی بیٹا نافرمان بن جائے تو باپ بیوی کو کہتا ہے: اس کو سمجھا دو، سیدھا نہ ہوا تو گھر مت آئے۔ تو گھر سے نکال دیتے ہیں، اس کا خرچہ بند کر دیتے ہیں، اس سے اجنبیوں کی طرح بات کرتے ہیں کہ تُو میری بات سمجھتا نہیں ہے۔ بیٹا اگر باپ کی نافرمانی کرے تو باپ کا Attitude (رویہ) دیکھیے۔ اگر ہمارے گناہوں پر اللہ تعالیٰ کوئی ایسا ہی معاملہ کرتے تو ہمارا کیا بنتا؟ فرمایا: میرے بندے! تو نے اتنے گناہ کیے، میں تیرا رزق کم نہیں کروں گا، میں تیری پردہ دری نہیں کروں گا، میں تیری حفاظت کروں گا۔ اللہ اکبر کبیرا!

ایک شرابی پر اللہ کی رحمت کا عجیب معاملہ:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے، نہر کے کنارے چل رہے تھے۔ اچانک انہوں نے ایک بچھو کو دیکھا جو پانی کی طرف دوڑ رہا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ بچھو پانی میں تیرنا نہیں جانتا، ڈوب جاتا ہے۔ جب انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھا کہ یہ پانی کی طرف بھاگ رہا ہے تو اسے غور سے دیکھنے لگے۔ تو پانی کے کنارے سے کے اوپر ایک بچھو اتھا، یہ اس کی پشت پر جا کر بیٹھ گیا اور وہ بچھوا پانی کے اندر تیرنے لگ گیا۔ کہتے ہیں کہ میرے پاس وقت تھا میں نے ایک انوکھی چیز دیکھی تو میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ بچھوا دوسرے کنارے پر آ کر رکا اور وہ بچھو نیچے اترا اور اس نے زمین پر پھر بھاگنا شروع کر دیا۔ میں بھی پیچھے پیچھے رہا۔ میں نے آگے جا کر دیکھا کہ درخت کے نیچے کوئی بندہ لیٹا ہوا نظر آ رہا تھا، یہ بچھو اس کی طرف بھاگ رہا تھا۔ میں نے بھی ایک لاٹھی اٹھالی کہ اگر یہ اس کو ڈسنے جائے گا تو میں اس کو ماروں گا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک کوبرا سانپ آ رہا تھا اور وہ بھی اسی نوجوان کی طرف جا رہا تھا جو درخت کے نیچے سویا ہوا تھا۔ جب وہ سانپ قریب آیا تھا تو یہ بچھو اس کے ساتھ چمٹ گیا اور اس نے اس کو ڈنک لگایا۔ یہ بچھوا تنا زہریلا تھا کہ وہ کوبرا سانپ وہیں لوٹنے لگا اور مر گیا۔ اور یہ بچھو پھر واپس ہوا۔ میں نے دیکھا کہ بچھوا بھی انتظار میں تھا، یہ اس کی پیٹھ پر بیٹھا اور اس نے اس کو پھر پہلے کنارے پر پہنچا دیا۔ میں نے دل میں سوچا درخت کے نیچے سونے والا ضرور کوئی بڑا اللہ کا ولی ہوگا کہ اس کو سانپ سے بچانے کے لیے اللہ نے دوسرے کنارے سے بچھو کو بھیجا اور اس کی سواری کا انتظام کیا۔ تو چلو میں جاتا ہوں، اس سے دعا کرواتا ہوں۔ کہتے ہیں: جب میں نے قریب جا کر دیکھا تو اس نوجوان کے منہ سے شراب کی بدبو آ رہی تھی، وہ شراب کے نشے میں دھت پڑا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے اس کو جگایا، اسے بتایا کہ دیکھو! تو تو کبیرہ گناہ کر کے سویا پڑا ہے اور تیرا رب تیری حفاظت کر رہا ہے۔ کہتے ہیں: جب اس نوجوان نے سانپ کو مرے دیکھا تو آنکھوں میں آنسو

آگئے۔ میں تو نافرمانی کا مرتکب ہو کر سو گیا اور میرا پروردگار جاگ کر میری حفاظت کرتا رہا۔ میں آج کے بعد اس پروردگار کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ (روض الریاحین مترجم: ص ۱۲۱) تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرماتے ہیں۔ کیوں؟

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

شرمندگی سے حفاظت:

پھر دیکھیے کہ ہم تو گناہ کرتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ ہمیں شرمندگی سے بچاتے ہیں۔ ایک مثال پر غور کیجیے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے ایک بھول ہوگئی تھی۔ انہوں نے ارادے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی تھی۔ قرآن مجید کی گواہی ہے، اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا﴾ (طٰہٰ: ۱۱۵)

”ان کے دل میں نافرمانی کا ارادہ نہیں تھا۔“

وہ تو ایک بھول تھی، نسیان تھا کہ بندے کو بعض دفعہ کسی بات کا خیال ہی نہیں رہتا۔ تو اس میں ان سے یہ کام ہوگیا کہ انہوں نے وہ دانہ کھا لیا۔ جب وہ دانہ کھا لیا تو تین کام ہوئے: پہلا کام تو یہ ہوا کہ جنت کا جو لباس پہنا ہوا تھا وہ خود بخود اتر گیا، جسم ننگے ہوگئے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام اور اماں حوا جنت کے درختوں کے پتے توڑ توڑ کر اس سے اپنا ستر ڈھانپ رہے تھے۔ اور دوسرا کام یہ کیا کہ انہیں جنت سے دنیا میں بھیج دیا اور تیسرا کام یہ کیا کہ اس کا تذکرہ قرآن پاک میں کر کے آدم علیہ السلام سے قیامت تک جتنی اولاد آئے گی، اربوں میں ہوگی، کھربوں میں ہوگی، سب کو بتا دیا۔ اب ایک بھول پر یہ تین کام ہوئے۔ سوچیں کہ یہ تینوں کام

ہمارے ساتھ ہوتے تو کیا ہوتا؟! اگر اللہ تعالیٰ قانون بنا دیتے کہ

......تم گھر سے نکل کر زنا کے مرتکب ہوئے، اب لباس جسم پر دوبارہ نہیں آ سکتا، تو پھر کیا ہوتا؟

......تو نے کبیرہ گناہ کیا، اب تو لوٹ کر گھر نہیں جا سکتا، پھر کیا ہوتا؟

......اگر اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ ہمارے گھر والوں پر، دوستوں پر، خاندان والوں پر کھول دیتے تو پھر کیا ہوتا؟

اللہ تعالیٰ بندے کا اتنا پردہ رکھتے ہیں کہ بیوی کے کرتوت ہوتے ہیں، خاوند کی ناک کے نیچے دیا جاتی ہے، خاوند کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔ اسی طرح خاوند کے کرتوت ہوتے ہیں بیوی کو کان و کان خبر نہیں ہوتی۔ ماں باپ کی باتوں کا اولاد کو پتہ نہیں، بھائی کا بھائی کو پتہ نہیں ہوتا، یہ کون حفاظت کرتا ہے؟ پروردگار کرتا ہے، بندے کو شرمندگی سے بچاتے ہیں۔ اگر گناہوں میں بدبو ہوتی تو آج کوئی بندہ ہمارے پاس بیٹھ ہی نہ سکتا کہ اس سے تو بہت بدبو آتی ہے۔ انسان کے جسم سے جو ہوا نکلتی ہے اس میں گندی بدبو ہو تو لوگ کتنی نفرت کرتے ہیں! اگر قانون بن جاتا کہ گناہوں کی وجہ سے پسینہ میں بدبو ہوگی تو ہم سے کتنی بو آ رہی ہوتی۔ اللہ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے بندے کو شرمندگی ہو۔ کیوں؟! اس لیے کہ

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

بندے کی شفاعت کا انتظام:

پھر دیکھیے! اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن بندے کے لیے شفاعت کا انتظام

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا۔ چنانچہ قرآن مجید بھی شفاعت کرے گا، روزہ بھی شفاعت کرے گا۔ فرمایا:

«الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» (مسند احمد: ۶۶۲۶)

جو بندہ قرآن مجید کی روزانہ تلاوت کرتا ہو تو قرآن مجید قیامت کے دن شفاعت کرے گا: اے اللہ! یہ روزانہ مجھے پڑھتا تھا، میں نہیں چاہتا کہ یہ جہنم میں جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو قبول کریں گے۔

چنانچہ حافظِ قرآن دس بندوں کی شفاعت کر سکے گا۔ جو جہنم میں جانے والے تھے یہ انہیں لے کر جنت میں جائے گا۔

اور عالم باعمل چار سو بندوں کی شفاعت کر سکے گا۔

اور نبی علیہ السلام نے فرمایا: میری امت میں ستر ہزار ایسے بندے ہوں گے کہ جن میں سے ہر ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ہزار بندوں کی شفاعت کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے کر جائے گا۔ (جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث: ۲۵۲۸۳) ایسے بھی اولیا اس امت میں ہوں گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب ایمان والے بھی شفاعت کریں گے، انبیاء بھی شفاعت کریں گے تو پھر کوئی شفاعت کرنے والا باقی نہیں بچے گا۔ اس وقت ایک جہنمی ہوگا جس کی آنکھ کا بال اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرے گا: اے اللہ! دنیا میں ایک مرتبہ یہ بندہ آپ کی محبت میں، آپ کے خوف کی وجہ سے اتنا رویا تھا کہ اس کی آنکھوں سے مکھی کے سر کے برابر چھوٹا سا آنسو نکلا تھا اور میں تر ہو گیا تھا۔ وہ آنسو گرا نہیں تھا، وہ آنسو پوری آنکھ میں نہیں پھیلا تھا، اتنا چھوٹا سا آنسو کہ بس میں تر ہوا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے دل میں ذرہ تو تھا محبت تو تھی۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو فرمائیں گے کہ اعلان کر دو کہ اس بال کی گواہی کو

قبول کر کے ہم نے اس کو جنت میں ڈال دیا۔ (البحر المدید: ۲۲۲/۶) یہ کس لیے ہو گا؟

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت سے محبت:

پھر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤوف اور رحیم بنایا کہ وہ بھی اپنے امتیوں پر قربان۔ حالانکہ ان کو تو خوش خبری مل چکی تھی کہ اللہ رب العزت نے ان کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (الفتح: 2)

جن کو خوشخبری مل چکی ہو کہ اللہ کی رضا ہو گی تو ان کو تو کوئی غرض ہی نہیں۔ ایک مرتبہ اس پوائنٹ پر میں نے بہت سوچا کہ واقعی جو کہتے ہیں کہ ”دنیا مطلب دی او یار“ یہ بات بالکل ٹھیک ہے، ہر کسی کا مطلب ہوتا ہے۔ پھر سوچتے سوچتے بالآخر ذہن اس طرف گیا کہ ٹھیک ہے، سب مطلب کے یار ہیں، مگر ایک محبت اس سے بلند بھی ہے۔ دل نے کہا: کون سی؟ تو ذہن نے کہا: اس بات کو سمجھنے کے لیے تمہیں چودہ سو سال پیچھے جانا پڑے گا۔ رات کا اندھیرا ہے، چٹائی ہے، اس پر کوئی ہستی سجدے میں پڑی ہے، کہہ رہی ہے: رب امتی! رب امتی! سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جو گرتے تھے، مجھے ایسے لگتا تھا جیسے بارش کے قطرے زمین پر گر رہے ہوں۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو اس طرح برستے تھے۔ یہ آنسو کیوں گر رہے ہیں؟ اس لیے کہ اللہ نے دل میں امت کی محبت ڈال دی۔ یہ بے غرض محبت ہے۔ یہ یا تو اللہ کو بندوں سے ہے، یا

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے حبیب ﷺ کو اپنے امتیوں سے ہے۔

نبی علیہ السلام کو امتیوں سے اتنی محبت تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک ایسی دعا کرنے کا اختیار دیا کہ جیسی دعا مانگیں گے ویسی ہی قبول ہوگی۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے دعائیں مانگیں۔ اور فرمایا: مجھے بھی اللہ نے اختیار دیا، میں نے اپنی اس دعا کو قیامت کے دن کے لیے مؤخر کر دیا۔ میں اس دن دعا مانگوں گا اور ساری امت کو لے کر جنت میں جاؤں گا۔ (ترمذی، حدیث:۳۶۰۲) یہ اللہ کے حبیب ﷺ کی امت کے اوپر شفقت ہے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ جب نبی علیہ السلام پر آخری وقت بخار آیا تو وہ اتنا زیادہ تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو میں نے اوپر رضائی ڈالی تھی، وہ رضائی اوپر سے ہی گرم ہو گئی تھی، اتنی زیادہ گرمی تھی۔ پیاس بھی محسوس ہو رہی تھی اور آپ ﷺ پانی کے پیالے میں ہاتھ ڈالتے تھے اور چہرۂ انور پر پھیرتے تھے۔ میں نے جب اتنی تکلیف کے عالم میں دیکھا تو پوچھا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں نے ایسا بخار تو کبھی نہیں دیکھا، یہ بخار کیسا ہے؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: عائشہ! مومن کو موت کے وقت جو تکلیف پہنچتی ہے، اس وقت اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ میں نے یہ دعا مانگی تھی: اللہ! جب میرا وقت آئے تو مجھے ساری تکلیف دے دینا اور اس کے بدلے میری امت کے گناہ معاف کر دینا۔ اس لیے مجھے زیادہ تکلیف ہو رہی ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ اس تکلیف کو برداشت فرما رہے ہیں۔ اس حال میں تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ پوچھا کون؟ جواب ملا کہ جبرائیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام آئے ہیں، حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے اجازت عطا فرمائی۔ انہوں نے آکر کہا

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ کے حبیب ﷺ! اللہ نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جبرائیل! پہلے اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر مجھے یہ بتاؤ کہ میرے جانے کے بعد میری امت کا کیا بنے گا؟ جبرائیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے پوچھا تو رب کریم نے فرمایا: جبرائیل! میرے محبوب کو جا کر بتا دو ہم آپ کے بعد آپ کی امت کو لاوارث نہیں چھوڑیں گے۔ جب نبی علیہ السلام کو یہ تصدیق ہو گئی تب نبی علیہ السلام نے ملک الموت کو آنے کی اجازت دی اور نبی علیہ السلام نے اس دنیا سے پردہ فرما لیا۔ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے دل میں ایسی رحمت ڈال دی۔ (احیاء علوم الدین: ۱۷۵/۷، المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۵۸/۳) اس لیے:

اے میرے بندے! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

رحمت کی تین لپیں:

اور پھر آخری بات سن لیجیے! جہنمی جہنم کے اندر جل رہے ہوں گے، ان کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نظر نہیں آئے گا، کوئی ان کی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا، حتیٰ کہ جلتے جلتے ہزاروں سال گزر جائیں گے، وہ کوئلے کی طرح جل کر کالے ہو چکے ہوں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اس وقت جوش میں آئے گی اور اللہ تعالیٰ جہنم سے انسانوں کی لپ بھریں گے۔ لپ کہتے ہیں کہ جیسے گندم پڑی ہو تو انسان دونوں ہاتھوں کو ملا کر اس میں گندم بھر لیتا ہے تو اس میں چند ہزار دانے آ جاتے ہیں۔ تو ہماری لپ تو ہمارے حساب سے ہے، لیکن سوچیے کہ اللہ تعالیٰ جو لپ بھریں گے تو اس میں تو کھربوں انسان ہوں گے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ

ثَلٰثُ حَثَیَاتٍ تین لپیں بھریں گے۔ ایک لپ بھریں گے نکال دیں گے۔۔۔۔۔۔ پھر دوسری بھریں گے۔۔۔ پھر تیسری بھریں گے۔ یہ وہ ہوں گے کہ جن کا جہنم سے نکلنے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ (جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث: ۴۸۳۲)

رَحْمَةُ اللّٰهِ وَمَغْفِرَتُهٗ بِلَا سَبَبٍ مِّنَ الْعِبَادَةِ

ان بندوں کا کوئی سبب نہیں ہوگا۔

اللہ اپنی رحمت سے بلا سبب تین لپیں بھر کر نکالیں گے۔ پھر ایک حوض ہوگا، جس کے اندر "ماء الحیاۃ" ہوگا، ان کو کہا جائے گا: اِغْتَسِلُوْا فِیْ هٰذَا الْغَدِیْرِ اس پانی کے اندر تم نہالو! جب وہ نہالیں گے تو جیسے تازہ پودا اُگ جاتا ہے اس طرح وہ بالکل ٹھیک انسان بن جائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں بھیج دیں گے۔ ہزاروں لاکھوں سال جلنے کے بعد یہ لوگ جنت میں جائیں گے۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مجھے اپنا کوئی عمل ایسا نظر تو نہیں آتا جو بخشش کے قابل ہو، ہاں! میں یہ دعا مانگتا ہوں کہ اے اللہ! آپ قیامت کے دن اپنی رحمت سے جو لپیں بھریں گے، مجھے بھی اس میں شامل کر لینا۔ کوئی عمل تو پاس ایسا نہیں ہے، بس آپ نے تو لپ بھرنی ہے تو مجھے بھی اس میں شامل کر لینا۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

ہم کیا کیا کرتوت کرتے پھرتے ہیں، اللہ! آپ کیسے کیسے بخشش کے بہانے

بناتے ہیں! یہ کس لیے؟ فرمایا:

اے انسان! تو مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور ہم اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کی قدر کرتے ہوئے عہد کریں کہ اللہ! آج کے بعد ہم گناہوں کو چھوڑ دیں گے اور فرمانبرداری کی زندگی گزاریں گے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿نَبِّئْ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحجر: ۴۹)

بندۂ مومن

کریمین کے مابین

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 8 اپریل 2012ء بروز اتوار ۱۵ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

بندۂ مومن، کریمین کے مابین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحجر: ۴۹)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ:

﴿وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ﴾ (البروج: ۱۴)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ہر انسان میں خیر اور شر کا مادہ رکھا ہے:

اللہ رب العزت نے ہر انسان میں خیر بھی رکھی ہے اور شر بھی رکھا ہے۔ جو سراپا خیر وہ فرشتے، جو سراپا شر وہ شیطان اور جو خیر اور شر کا مجموعہ وہ حضرت انسان ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا﴾ (الشمس)

اس آیت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے خیر کا بھی مادہ رکھا ہے اور شر کا بھی مادہ رکھا ہے۔ ہاں! جو اپنے اوپر خیر کو غالب کر لے اس کو اچھا انسان کہتے ہیں، اور جس کے اوپر شر غالب آ جائے اس کو برا انسان کہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کے دو دشمن:

انسان کے دو دشمن ہیں:

○......ایک شیطان ہے، وہ چاہتا ہے کہ انسان بدکاری کا طریقہ اختیار کرے اور اللہ رب العزت کے نافرمانوں میں شامل ہو۔

○......دوسرا دشمن نفس ہے، نفس بھی انسان کو بھڑکاتا ہے اور گناہ کرا دیتا ہے۔

اصول کی بات یہ یاد رکھیں کہ جو بندہ گناہ کر کے خوش ہو تو یہ بدبختی کی علامت ہوتی ہے اور جو گناہ کر کے نادم ہو تو نیک بختی کی علامت ہوتی ہے۔ اچھا انسان وہ جو ہر کام میں اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق قدم رکھے اور اللہ رب العزت کے حکم کی پیروی کرے، نبی علیہ السلام کی مبارک سنت کو اپنائے۔

گناہ ہو جائے تو توبہ کر لیں:

انسان کی زندگی میں مختلف حالات ہوتے ہیں، اگر انسان یہ محسوس کرے کہ مجھ سے اس زندگی میں بہت گناہ سرزد ہوئے تو اس کو چاہیے کہ وہ توبہ کر لے، توبہ انسان کے گناہوں کو دھو دیتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

«اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ» (ابن ماجہ، حدیث: ۴۲۵۰)

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہوتا ہے، جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں''

توبہ پر اللہ تعالیٰ کی خوشی:

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے تفصیل سے ایک بات سمجھائی، فرمایا کہ (اگر) ایک آدمی اونٹنی کے اوپر سامان لے کر جا رہا تھا اور راستے صحرا میں سے گزرنا پڑا۔ صحرا اتنا بڑا تھا کہ اس کو عبور کرنے میں اسے کئی دن لگنے تھے۔ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک جگہ پر آرام کے لیے رکا اور اس کی آنکھ لگ گئی۔ جب جاگا تو اس نے دیکھا کہ اس کی اونٹنی سنسان جنگل میں سامان سمیت کہیں چلی گئی تھی۔ اب تو اس کے پاس اونٹنی تھی کہ وہ سفر کر سکتا، نہ سامان تھا کہ کچھ کھا پی سکتا۔ گرمی تھی، پسینے کی زیادتی تھی، ڈی ہائیڈریشن ہو رہی تھی، حلق خشک ہو رہا تھا، پینے کو پانی نہیں تھا، اس بندے کی حالت اتنی خراب ہوئی کہ اس کو یقین ہو گیا کہ اب مجھے موت سے کوئی نہیں بچا سکتا، میری موت آ کر رہے گی۔ اس ڈپریشن اور غم کی وجہ سے دوبارہ اس کی آنکھ لگ گئی۔ اب جب اس نے آنکھ کھولی تو اس نے دیکھا کہ اس کی اونٹنی لدے ہوئے سامان کے ساتھ قریب ہی کھڑی ہے۔ وہ بندہ اتنا خوش ہوا، اتنا خوش ہوا کہ خوشی کی حالت میں وہ یوں کہہ بیٹھا:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ

''اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب''

کہنا تو یہ تھا کہ اللہ! میں تیرا بندہ تو میرا رب، مگر حدیث پاک میں ہے:

اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ

''خوشی کی شدت کی وجہ سے بھول گیا''

اس کو یہ سمجھ بھی نہ لگی کہ میں بات کیا کر رہا ہوں؟ کہنے لگا: اللہ! تو میرا بندہ میں تیرا رب۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بندے کو اتنی خوشی ملی کہ اس خوشی میں الٹی بات اس کی زبان سے نکل گئی، تو اس کی خوشی کی کیا انتہا ہو گی؟! نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ سچی توبہ کرتا ہے، اللہ رب العزت کو اس کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی خوشی اس آدمی کو گم شدہ اونٹنی کے ملنے پر ہوئی

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی۔ (جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث: ۱۸۷۴۳) اس سے اندازہ لگانا چاہیے کہ اللہ رب العزت کس قدر بندوں سے محبت فرماتے ہیں!

اللہ تعالیٰ کو بندے سے محبت، ماں سے بھی زیادہ:

حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام ایک مرتبہ سفر سے تشریف لا رہے تھے، ایک عورت کو دیکھا کہ وہ روٹیاں پکا رہی ہے، مگر اس کا چھوٹا بچہ ساتھ تھا، وہ اپنے چھوٹے بچے کو آگ کے قریب نہیں آنے دے رہی تھی، اسے دور رکھ رہی تھی کہ آگ کے قریب بھی نہ آئے۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دکھایا کہ دیکھو! یہ ماں اپنے بچے کو آگ کے قریب بھی نہیں جانے دے رہی، اس ماں کو بچے سے کتنی محبت ہے! صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں، یا رسول اللہ! پھر فرمایا کہ کیا یہ ماں اپنے بچے کو اس آگ کے اندر ڈال دے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اپنے بچے کو تو آگ میں کبھی نہیں ڈال سکتی، اس پر نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا)) (کنز العمال، حدیث: ۱۱۶۴۰)

”جتنا اس عورت کو اپنے بچے پر پیار ہے، اللہ رب العزت کو اپنے بندے سے اس سے زیادہ پیار ہوتا ہے۔“

ماں اگر بچے کو آگ میں ڈالنا پسند نہیں کرتی، اللہ رب العزت بھی بندے کو دوزخ میں ڈالنا پسند نہیں فرماتے۔ معلوم ہوا کہ ہم اپنے کرتوتوں کی وجہ سے، اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے، اپنی غفلتوں کی وجہ سے، اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ (النحل: ۳۳)

www.besturdubooks.wordpress.com

"اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا، انہوں نے اپنی جانوں پر خود ظلم کیے تھے"

ہم اپنے پاؤں پر خود کلہاڑیاں مارتے ہیں، گناہ کر کر کے جہنم کے راستے کو ہموار کرتے ہیں، مشقت اٹھا اٹھا کر ہم جہنم کو اپنے لیے جائز بنا دیتے ہیں، یہ سب ہماری اپنی کوتاہی ہے۔

خالص توبہ سے گناہ نیکیوں میں تبدیل:

بہر حال جس بندے نے کلمہ پڑھا وہ اللہ رب العزت کا پیارا بندہ ہوتا ہے۔ زندگی میں جس وقت بھی توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے، توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے، چنانچہ علما نے لکھا ہے کہ جب انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں، بسا اوقات اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اس بندے کے گناہوں کو اس کی نیکیوں میں بدل دیتے ہیں۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾ (الفرقان: ۷۰)

قرآن مجید اس پر گواہی دے رہا ہے کہ بعض بندے ایسی سچی پکی توبہ کرتے ہیں کہ ان کے اخلاص کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ اس گناہ کو معاف ہی نہیں فرماتے، بلکہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ظہور ہوگا اور اللہ تعالیٰ بعض بندوں کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کریں گے تو شیطان پچھتائے گا کہ کاش! میں نے ان سے اتنے گناہ کروائے ہی نہ ہوتے کہ یہ سب گناہ آج نیکیاں بنا دی گئیں۔ سبحان اللہ!

اللہ کی صفت غفاریت کا ظہور:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ارشاد فرمایا:

«وَلَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ يَغْفِرُ لَهُمْ»

(صحیح مسلم، حدیث: ۴۹۳۶)

''اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو پیدا کر دیتے کہ جو گناہ کرتے اور (پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے) اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دیتے۔''

مقصد اس کے بتانے کا یہ ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان کی زندگی سے گناہ سو فیصد ختم ہو جائیں۔ ہم فرشتے تو ہیں نہیں، ہیں تو انسان ہی، غلطی کوتاہی تو ہم سے ہوتی ہی رہتی ہے۔ تو فرمایا کہ اگر تم ایسے بن جاؤ کہ تم کوئی گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر دیں گے اور تمہاری جگہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کر دیں گے جو گناہ کریں گے، پھر معافی مانگیں گے، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کر دیں۔

اس کی ایک وجہ سمجھ لیجیے! اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا کیا تو اس سے اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی صفت کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہیں، وہ مخلوق کو پیدا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ بندوں کو روزی دیتے ہیں، اس روزی دینے سے اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کا پتہ چلتا ہے۔ اس لیے فرمایا:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا﴾ (ھود: ۶)

''زمین پر جو بھی کوئی جاندار ہے اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔''

اس سے اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی، اس سے اللہ تعالیٰ کے ہادی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ غفور بھی ہیں، معاف کر دینے والے بھی ہیں، لہٰذا اگر پوری زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

میں کوئی بھی گناہ کرنے والا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ظہور کیسے ہوگا؟ اس لیے فرمایا کہ اگر تم گناہ کرنا چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ ایسے لوگوں کو پیدا کر دیں گے، جو گناہ کریں گے، اللہ سے معافی مانگیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

گناہگاروں کے لیے امید کی کرن:

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب ہم گناہ کرنا ہی شروع کر دیں، یہ تو پھر انسان کی بے خوفی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوگی۔ ہمیں یوں سوچنا چاہیے کہ ہم سے جو گناہ سرزد ہوئے، اگر ہم توبہ کر لیں تو وہ قابل معافی ہیں۔ بعض اوقات بندے کے دل میں مایوسی آ جاتی ہے، شیطان انسان کا دشمن ہے، وہ انسان کو یہ کہتا ہے کہ تو ساری دنیا سے زیادہ بدکار انسان ہے، تیری مغفرت کیسے ہوگی؟ یہ حدیث مبارکہ ایسے لوگوں کے لیے ہے جو گناہ کر کر کے اپنی زندگی سے مایوس ہو جائیں۔ یہ ان کو بھی امید دلاتی ہے، یہ ان کو بھی امید کی کرن دکھاتی ہے کہ نہیں، اگر تم بھی توبہ کر لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بھی معاف کر دیں گے۔

عادی گناہگار بھی مایوس نہ ہو:

کبھی کبھی انسان بعض گناہوں کا عادی بن چکا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ جی! میں گناہ چھوڑ ہی نہیں سکتا، مثلاً: جھوٹ بولنے کی عادت بن جاتی ہے، غیبت کرنا عادت بن جاتی ہے، بدنگاہی کرنا عادت بن جاتی ہے، شراب پینا عادت بن جاتی ہے، زنا کرنا عادت بن جاتی ہے، انسان سوچتا ہے کہ میں تو یہ گناہ نہیں چھوڑ سکتا۔ تو علماء نے لکھا ہے کہ ایسا بندہ کہ عادی مجرم بن چکا ہو، اس کو بھی چاہیے کہ وہ مایوس

www.besturdubooks.wordpress.com

نہ ہو، بلکہ روزانہ عشاء کے بعد دو رکعت نفل صلاۃ التوبہ کے پڑھے اور پھر نیت کرے کہ اللہ! میرے سب گناہوں کو معاف فرما دے، اور مجھے گناہوں سے بچا لے۔ یہ جو روزانہ کے دو نفل ہوں گے ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس بندے کو توبہ کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

وہ چشم محبت تو جویائے محبت ہے
کرے تو کوئی دیکھے یارانہ ذرا ان سے

اللہ تعالیٰ تو بندے کے انتظار میں ہیں، کوئی اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے تو دیکھے، کوئی قدم بڑھا کر تو دیکھے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے کیسے دوستی فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس بندے کو کیسے قبول کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا کیا کہنا!

رحمت کا لا انتہائی سمندر:

قرآن مجید میں رب کریم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

''اور میری رحمت ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے''

گویا ساری دنیا کے انسانوں کے گناہ اکٹھے کر لیے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سامنے وہ کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے۔

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام سفر میں تشریف فرما تھے۔ ایک جگہ دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور نماز پڑھی، نماز پڑھ کر آپ ﷺ نے امت کی مغفرت کی دعا خوب رو رو کر مانگی۔ اتنے میں نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ چڑیا آئی اور زمین پر بیٹھ کر اس نے ریت کے دو چار دانے اپنے چونچ میں لیے اور دریا کے اوپر اڑ کر چلی گئی، پھر تھوڑی دیر بعد آئی پھر آ کر اس نے ایک دو دانے لیے پھر پانی پہ چلی

گئی، اس طرح دو تین دفعہ یہ معاملہ ہوا تو نبی علیہ السلام سوچنے لگے یہ چڑیا کیا کر رہی ہے؟ اسی لمحے جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: جبرئیل! بتاؤ یہ چڑیا ایسے کیوں کر رہی ہے؟ عرض کیا: اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! آپ نے رو رو کر امت کے گناہوں کی مغفرت کی دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے ایک مثال آپ کی آنکھوں کے سامنے دکھا دی کہ اے میرے حبیب ﷺ! یہ چڑیا اتنی چھوٹی سی ہے اور اس کی چونچ کے اندر دو چار ذرے ہی ریت کے آتے ہیں اور یہ اس ریت کو جا کر دریا کے اوپر پھینک رہی ہے، پانی کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ ریت کے کچھ ذرے اس میں گئے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ دکھا رہے ہیں کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! جس طرح ریت کے دو چار ذرے دریا کے پانی کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے، آپ کی ساری امت کے گناہ ان ریت کے ذرات کے مانند ہیں اور میری رحمت پانی کے اس دریا کے مانند ہے، میں چاہوں گا تو آپ کی امت کے سب گناہوں کو معاف کر دوں گا۔ سبحان اللہ!

اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ (الانعام: ۵۴)

”اللہ نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر دیا“

✿ ایک جگہ فرمایا کہ دیکھو میں ارحم الراحمین ہوں۔

✿ ایک جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (البقرۃ: ۱۴۳)

”بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤف ہیں اور رحیم ہیں“

www.besturdubooks.wordpress.com

❁ اور ایک جگہ فرمایا:

﴿وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ﴾ (الكهف: ۵۸)

''تمہارا رب مغفرت کرنے والا ہے اور بڑی رحمت والا ہے''

جو آیت شروع میں تلاوت کی اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (الحجر: ۴۹)

''میرے بندوں کو بتا دو میں بڑا غفور اور بڑا رحیم ہوں''

اس کا مقصد یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو بخشنا چاہتے ہیں، اپنی رحمت میں سے حصہ دینا چاہتے ہیں۔ تبھی تو یوں انداز کلام فرمایا کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ میرے بندے میری مغفرت اور رحمت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

❁ ایک جگہ فرمایا:

﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ﴾ (البروج: ۱۴)

''اور وہ اللہ تعالیٰ بڑا مغفرت کرنے والا ہے، اور وہ بڑی محبت کرنے والا ہے۔''

سبحان اللہ! ان دو الفاظ کا اکٹھے ایک جگہ آنا، اس میں بڑا راز ہے، بڑی حکمت ہے۔ اس لیے کہ جب محبت ہوتی ہے تو دوسرے کی غلطی کو معاف کر دینا آسان ہوتا ہے۔ آپ سوچیں! ماں اپنے چھوٹے بچے کو اٹھائے ہوئی ہے، وہ بچہ ماں کے بال کھینچ لیتا ہے، ماں معاف کر دیتی ہے، وہ بچہ ماں کے چہرے پر تھپڑ لگا دیتا ہے، ماں محبت کی وجہ سے اس بچے کے ہاتھوں کو چومنے لگ جاتی ہے۔ سبحان اللہ! اتنی اللہ کی رحمت ہے کہ فرمایا: دیکھو! میں بخشنے والا بھی ہوں، محبت کرنے والا بھی ہوں، مجھ سے اگر بخشش مانگو گے تو میں محبت کی وجہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

جلدی معاف کر دوں گا۔ جس طرح ماں اپنے چھوٹے معصوم بچے کی غلطی کو غلطی نہیں سمجھتی، جلدی معاف کر دیتی ہے۔ اسی طرح بندہ اللہ کے سامنے جب توبہ کرتا ہے، اللہ رب العزت بھی اس بندے کی غلطیوں کو جلدی معاف کر دیتے ہیں۔

اس لیے فرمایا کہ میرے بندے! تو نے ایک دفعہ توبہ کی توڑ بیٹھا، پھر توبہ کی، پھر توڑ بیٹھا، پھر توبہ کی پھر توڑ بیٹھا،

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

سو دفعہ توبہ کی اور سو دفعہ توڑ بیٹھا، میری رحمت کا دروازہ اب بھی کھلا ہے، تو آ کر توبہ کرے گا تو میں تیری توبہ کو قبول کر لوں گا۔

امید افزا قرآنی آیت:

قرآن مجید کی ایک آیت ہے جو پڑھ کر بڑا حوصلہ ملتا ہے، بہت تسلی ملتی ہے، یہ قرآن مجید کی سب سے زیادہ امید افزا آیت ہے۔ یعنی جس سے سب سے زیادہ امید لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (الزمر: ۵۳)

اے میرے پیارے حبیب! آپ میرے بندوں کو بتا دیجیے! جنہوں نے اپنی جانوں کے اوپر ظلم کیا:

﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾

"میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔"

اس آیت مبارکہ کا جو انداز ہے، وہ بڑا ہی پیارا ہے۔ دنیا میں ایک مثال

سمجھ لیجیے کہ باپ اگر بیٹے سے کسی وجہ سے ناراض ہو جائے، جب بات کرنی ہو تو وہ پھر بیوی کے ذریعے سے بات کرتا ہے، بیوی کو کہتا ہے: بیٹے کو سمجھا لو کہ ٹھیک ہو جائے، ورنہ میں اسے گھر سے نکال دوں گا۔ یہ میری بات کو مانے۔ گویا باپ جو بات کر رہا ہے، وہ بالکل اجنبی کے لہجے میں بات کر رہا ہے، اس لیے کہ غصے میں ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت ان بندوں کا تذکرہ فرماتے ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ جو گناہ گار ہیں، جو خطا کار ہیں ان کو اللہ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ﴾ کہہ دو اے میرے بندو! (سبحان اللہ!) گویا گناہ کرنے کے باوجود بھی اللہ کے بندوں کی فہرست سے وہ خارج نہیں ہوئے۔ اگر کوئی بچہ غلطی کرے تو والد کہے: اے میرے بیٹے! تو میرا بیٹا کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ باپ معاف کرنا چاہتا ہے۔ اور اگر باپ ناراض ہے تو پھر کہتا ہے: اسے سمجھا دو! یہ کیوں نہیں سیدھا ہوتا؟ یہ کیوں نہیں سنتا؟ اللہ تعالیٰ ایسے تو نہیں کلام فرما رہے، رب کریم نے یہ فرمایا: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ (سبحان اللہ!) چنانچہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کو پڑھ کر سب سے زیادہ امید لگ جاتی ہے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ نہیں! اس سے بھی امید لگتی ہے، مگر اس سے بھی زیادہ امید اس آیت سے لگتی ہے جو قرآن مجید میں ہے:

﴿اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ﴾ (الرعد: ۶)

”بے شک تیرا رب بندوں کی مغفرت کرنے والا ہے، باوجود ان کے گناہوں کے“

فرمایا کرتے تھے کہ عَلٰى ظُلْمِهِمْ اگرچہ وہ گناہ کرنے کی حالت میں ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

اس حال میں بھی ان کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ ابھی گناہ چھوڑے بھی نہیں، مگر پھر بھی اگر اللہ تعالیٰ سے امید رکھے گا اور اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی شانِ مغفرت:

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ظہور قیامت کے دن ہوگا، جب اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی امت کے کروڑوں انسانوں کو بغیر حساب کتاب کے جنت عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ))

"میرے رب نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ جنت میں داخل کریں گے میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کو، نہ ان پر کوئی حساب ہوگا نہ ان کے اوپر کوئی عذاب ہوگا۔"

جب پہلی مرتبہ فقیر نے یہ حدیث پڑھی تو پڑھ کر خوشی بھی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کریں گے اور غم بھی ہوا کہ یا اللہ! نبی ﷺ کی امت کے لوگ تو اربوں کھربوں میں ہوں گے۔ اب ان کھربوں لوگوں میں سے صرف ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے، تو پھر ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں، ہماری کیا اوقات ہے؟ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے۔ مگر اس حدیث میں نبی ﷺ نے آگے فرمایا:

((مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا))

میری امت سے یہ ایسے لوگ ہوں گے کہ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار بندے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور بھی بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ اب جب سنا کہ اتنے لوگ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے تو دل میں بات آئی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم گناہ گار بھی یہ امید کر سکتے ہیں کہ اللہ ہمیں بغیر حساب کتاب کے جنت عطا فرما دیں۔ اگرچہ ہم گناہ گار ہیں، اگرچہ ہم خطا کار ہیں، لیکن ہم گناہ گار بھی یہ دعا مانگ سکتے ہیں کہ اللہ! ہمیں بغیر حساب کتاب کے جنت عطا فرما دے۔

رحمت کی تین لپیں:

اور اسی حدیث پاک میں ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میری امت کے گناہ گار جہنم میں جائیں گے اور نیکوکار جنت میں جائیں گے۔ پھر ان میں سے اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے جہنم میں سے تین لپیں بھر کر میرے امتیوں کو جنت میں پہنچائیں گے۔ لپ کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھ اگر آپ استعمال کریں اور ان کو ملا کر آپ کے سامنے جو آٹا یا کوئی اور چیز ہو، اس میں ڈال کر دونوں ہاتھوں میں وہ بھر لیں، یہ لپ کہلاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین لپیں بھر کر ان کو جنت میں ڈالیں گے۔ حدیث مبارکہ میں فرمایا: ﴿ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ﴾ کہ میں تین لپیں بھروں گا اور جو میرے محبوب ﷺ کے امتی ہوں گے ان کو اپنی رحمت کی وجہ سے جہنم سے نکال کر جنت عطا کر دوں گا۔ (ترمذی، حدیث: ۲۴۳۷) اللہ اکبر کبیرا! یہ اتنی بڑی بات ہے! اس کو پڑھ کر نبی ﷺ کی محبت دل میں بڑھتی ہے، اس کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی غفاریت کا اور زیادہ دل کے اندر یقین پیدا ہوتا ہے کہ وہ پروردگار کس طرح گناہوں کو معاف فرمائیں گے اور کس طرح نبی ﷺ کی امت کے گناہوں کو قیامت کے دن بخشا جائے گا!

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت للعالمینی:

ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ)) (بخاری، حدیث:۹۹)

"قیامت کے دن انسانوں میں سب سے زیادہ سعید وہ شخص ہوگا جسے میری شفاعت ملے گی کہ جو لا الٰہ الا اللہ دل سے مخلص ہو کر Sincere ہو کر کہے گا"

فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن ان کی شفاعت کروں گا جو خلوص دل سے کلمہ پڑھنے والے ہوں گے۔ گویا مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اپنے کرم کا اظہار فرمائیں گے، اور نبی ﷺ بھی اپنی رحمت للعالمینی کا اظہار فرمائیں گے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

امت کی مغفرت کے لیے نبی علیہ السلام کی دعائیں:

یہ بھی مزے کی بات ہے! چنانچہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهَا وَ مَا تَأَخَّرَ مَا أَسَرَّتْ وَ مَا أَعْلَنَتْ))

"اے اللہ! عائشہ کے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کو معاف کر دیجیے اور جو چھپے ہوئے ہیں، یا اعلانیہ ہیں ان سب گناہوں کو معاف کر دیجیے۔"

تو عائشہ رضی اللہ عنہا تو بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ اے اللہ کے پیارے حبیب! آپ نے تو آج مجھے بہت عظیم دعا دے دی۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا: عائشہ! میں ہر نماز کے بعد روزانہ اپنی امت کے ہر شخص کے لیے یہی دعا کرتا ہوں... (صحیح ابن حبان۔ حدیث: ۱۱۱۰۷)

اللہ! تو کتنا کریم ہے! اور تیرے محبوب ﷺ بھی کتنے کریم ہیں! کتنے رحمۃ للعالمین ہیں! کتنے ﴿رؤوف رحیم﴾ ہیں! کہ اپنی امت کے ہر بندے کے لیے یہ دعا مانگتے ہیں۔ اللہ! ان کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کر دینا اور ان کے چھپے اور کھلے سب گناہوں کو معاف کر دینا۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی علیہ السلام نماز کی حالت میں پوری رات یہ آیت پڑھتے رہے:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدۃ:۱۱۸)

"اے اللہ! اگر آپ اپنے بندوں کو عذاب دیں گے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر آپ ان کی مغفرت کریں گے تو آپ عزیز ہیں اور حکیم ہیں۔"

یعنی آپ کو یہ بات حق ہے۔

دو کریموں کے درمیان معاملہ:

قیامت کے دن ہمارا معاملہ ان دو کریموں کے ساتھ ہوگا۔ ایک نبی علیہ السلام ہوں گے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾ (الضحیٰ:۵)

"تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا"

نبی علیہ السلام نے فرمایا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا، جب تک میرا آخری امتی بھی جنت میں نہیں چلا جائے گا۔ سبحان اللہ! یہ اللہ رب العزت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پیارے حبیب ﷺ کا فرمان ہے کہ میں قیامت کے دن اپنی امت کے گنہگاروں کی بخشش کی دعائیں کروں گا۔ اسی لیے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عجب نہیں تیری خاطر سے تیری امت کے
گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار
بکیں گے آپ کی امت کے جرم ایسے گراں
کہ لاکھوں مغفرتیں کم سے کم پہ ہوں گی نثار

"اے اللہ کے حبیب ﷺ! قیامت کے دن آپ کی امت کے گناہگاروں کے گناہ اتنے مہنگے بکیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو مغفرتوں کے ذریعے سے خرید لیں گے۔"

سبحان اللہ! ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نبی علیہ السلام کے امتی ہیں۔

یا رب تو کریم ، یا رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

"اے اللہ! آپ بھی کریم ہیں اور آپ کے پیارے حبیب ﷺ بھی کریم ہیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر کہ میرا معاملہ تو دو کریموں کے درمیان ہے۔"

دو کریموں میں امیدوں کا سہارا مل گیا۔

شد آخر رحمۃ للعالمین
ز محروماں چرا غافل نشینی

اللہ رب العزت رحمت فرمائیں گے اور گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

..... ہمارے پیارے حبیب ﷺ بھی کریم

www.besturdubooks.wordpress.com

.....ہمارا پروردگار بھی کریم۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری دعا:

اس لیے نبی ﷺ نے دعا فرمائی کہ آدمی کے جتنے بھی گناہ ہوں اگر وہ اللہ سے خلوص کے ساتھ توبہ کرے، مغفرت مانگے، اللہ گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ دعا سکھائی:

«اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ»

''اے اللہ! آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے۔''

«وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ» (شعب الایمان، حدیث: ۷۰۴۲)

''اور مجھے اپنے عملوں کے بجائے تیری رحمت سے زیادہ امید ہے۔''

چنانچہ ہمیں اللہ سے یہی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بھی معاف کر دے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں میں بھی شامل فرما دے۔ دو کریموں کے درمیان ہم اپنے گناہوں کی کیوں نہ بخشش پائیں! کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔

چیخ اٹھا ہر بے گناہ، میں بھی گناہگاروں میں ہوں:

ایک شاعر نے کیا خوب صورت بات کہی ہے! فرماتے ہیں:

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِيْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
اِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَالْلَّمَمِ

''اے نفس! تو مایوس نہ ہو اپنے گناہوں کی زیادتی اور بڑے ہونے کی بنا پر، اس لیے کہ جو کبیرہ ہیں، وہ اللہ کی مغفرت کے سامنے کوئی حقیقت

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں رکھتے۔"

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّي حِيْنَ يَقْسِمُهَا
تَأْتِيْ عَلٰى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقِسَمِ

(دیوان البوصیری: ص ۲۵۲)

قیامت کے دن جب اللہ اپنے بندوں پر رحمت فرمائیں، انہوں نے رحمت تو بندوں میں تقسیم کرنی ہی ہوگی، وہ کس قاعدے اور قانون کے تحت کریں گے، ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ قانون بنا دیں کہ جس بندے کے گناہ جتنے زیادہ ہیں اس کو میری رحمت میں سے اتنا حصہ زیادہ دے دیا جائے۔ سبحان اللہ! اگر اللہ کی رحمت قیامت کے دن گناہوں کے بقدر ملے گی تو پھر گناہ تو یقیناً معاف ہو جائیں گے۔ اسی کو کسی کہنے والے نے کہا: ؎

وہ نظارے شانِ رحمت کے دکھانے روزِ حشر
چیخ اٹھے ہر بے گناہ، میں بھی گناہگاروں میں ہوں

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گنہگار بندوں پر اتنی رحمت فرمائیں گے، اتنی رحمت فرمائیں گے، جو بے گناہ ہوں گے وہ بھی قیامت کے دن چیخیں گے اور کہیں گے: اللہ! ہم بھی گنہگار ہیں، ہم پر بھی رحمت فرما دیجیے۔ اللہ کتنا کریم ہے! کتنا مہربان ہے! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی مغفرت سے، اپنی رحمت سے حصہ عطا فرمائے۔ اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے اور ہمیں نیکوکاری اور پرہیزگاری کی زندگی عطا فرمائے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾
(التحریم:۸)

خواتین میں توبہ کی ایک بات

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 22 ستمبر 2012ء بروز ہفتہ ۵ ذی قعد ۱۴۳۳ھ

آن لائن بیان

www.besturdubooks.wordpress.com

خواتین میں توبہ کی ایک بات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (التحريم:٨)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

گناہ کے اثرات:

ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الداء والدواء" میں یہ لکھا ہے کہ انسان جو بھی گناہ کرتا ہے، اس کا وبال آخرت میں تو ہوتا ہی ہے، دنیا میں بھی ہوتا ہے۔

❁ طاعت سے محرومی:

مثال کے طور پر: طاعت سے محرومی۔ گناہوں کی یہ تاثیر ہے کہ بندے کا دل نیکی کرنے کو نہیں چاہتا۔ نماز کو جی نہیں چاہتا، تلاوت کو جی نہیں چاہتا، شریعت پر عمل کرنا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

❁ دل کی بے چینی:

ایک اثر گناہوں کا یہ بھی ہے کہ دل پر بوجھ محسوس ہوتا ہے، دل بے چین

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ روگ پال لیتے ہیں، ان کو دن میں اطمینان ہوتا ہے نہ راتوں میں نیند آتی ہے۔ ہر وقت دل بے چین ہوتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ سکون تو ان سے روٹھ ہی گیا ہے۔

۞ دعائیں قبول نہیں ہوتیں:

گناہوں کا ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ چنانچہ کتنے لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ جو یہ کہتے ہیں کہ ''جی اللہ تو ہماری سنتا ہی نہیں'' حالانکہ

﴿إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾

''میرا پروردگار تو ہر کسی کی دعا کو سنتا ہے''

لیکن ہر بات کو پورا کرنا اور ماننا یہ الگ بات ہے۔ ہم اپنی زندگی میں یہ دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کو ناراض کر لے تو اس کے بعد وہ فرمائشیں بھی کرتا رہے، باپ اس کی بات ان سنی کر دیتا ہے۔ اسی طرح جو بندہ اپنے رب کو ناراض کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو بھی ان سنی کر دیتا ہے۔

۞ زوالِ نعمت:

گناہوں کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ نعمتوں کو زوال آ جاتا ہے۔ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ دیتے ہیں، وہ واپس چلی جاتی ہیں۔ عزت کے بجائے ذلت ہوتی ہے... پریشانیاں ہوتی ہیں... کام ادھورے ہوتے ہیں..... کوئی کام بھی پورا نہیں ہوتا، جس کام میں ہاتھ ڈالو وہ کام ادھورا۔

یہ سب گناہوں کے اثرات ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کے اثرات سے بچنے کا طریقہ:

ان گناہوں کے اثرات سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان اللہ رب العزت کے حضور سچی توبہ کرے۔ ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (التحریم: ۸)

''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرو۔''

توبہ کی شرائط:

توبہ کہتے ہیں:

ایک تو انسان گناہوں کو چھوڑ دے۔

دوسرا: ان گناہوں پر نادم وشرمندہ ہو۔

تیسرا: آئندہ گناہ نہ کرنے کا دل میں عزم ہو۔

اور اگر وہ گناہ حقوق العباد سے متعلق ہے تو ان حقوق کو واپس کرے یا معافی مانگے۔

اگر یہ شرائط پوری ہو جائیں تو انسان کی توبہ اللہ رب العزت کے ہاں پوری ہو جاتی ہے۔

ایک شرط گناہ سے توبہ کی یہ بھی ہے کہ انسان اللہ کے ڈر کی وجہ سے گناہ چھوڑے۔ اگر کسی اور نیت کی وجہ سے گناہ چھوڑا تو وہ توبہ نہیں کہلائے گی۔

مثلاً: اس لیے گناہ چھوڑے کہ بڑی بہت بدنامی ہوئی تو اس کو توبہ نہیں کہیں گے۔ اگر اس لیے گناہ چھوڑا کہ اب گناہ کا موقع ہی نہیں رہا تو اس کو بھی توبہ نہیں کہیں گے۔ اگر اس لیے گناہ چھوڑا کہ جی بیماری لگ سکتی ہے تو بھی توبہ نہیں، اگر

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے گناہ چھوڑا کہ مال بہت خرچ ہوجاتا ہے، تو یہ بھی توبہ نہیں۔ مثلاً: ایک انسان جوا کھیلنے سے توبہ کرتا ہے کہ اس کی بہت (Loss) نقصان ہوتا ہے۔ پھر یہ توبہ نہیں کہلائے گی۔

توبہ کہتے ہیں کہ انسان گناہ کو اللہ رب العزت کے ڈر کی وجہ سے چھوڑے۔

توبہ کے بعد کرنے کے کام

جب بھی کوئی توبہ کرے تو اس کو چند کام کرنے چاہئیں۔

پہلا کام...... برے دوستوں سے علیحدگی اختیار کرے:

برے دوستوں سے الگ ہو جائے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’یار بد مار بد سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔‘‘ یار بد کہتے ہیں: برے دوست کو اور مار بد کہتے ہیں: زہریلے سانپ کو۔ تو برا دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ برا کیا مطلب؟ کہ زہریلا سانپ اگر کاٹ لے تو انسان کی جان کو خطرہ ہوتا اور اگر برا دوست ڈس لے تو انسان کے ایمان کو خطرہ ہوتا ہے۔

ایک دوسری بات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھی ہے کہ ’’یار بد شیطان سے بھی زیادہ برا ہے۔‘‘ جب پہلی بار یہ بات لکھی ہوئی پڑھی تو مجھے بہت ہی زیادہ حیرت ہوئی کہ شیطان تو مردود ہے اور برا دوست جو بھی ہے آخر کلمہ گو مسلمان ہے، شیطان سے بھی برا کیسے ہوگیا؟ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر آگے اس کی تفصیل لکھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ شیطان انسان کو گناہ کی طرف متوجہ کرتا ہے تو ذہن میں گناہ کا خیال ڈالتا ہے، آگے عمل کرنا نہ کرنا بندے کی اپنی مرضی ہوتی ہے لیکن

www.besturdubooks.wordpress.com

برا دوست انسان کے ذہن میں گناہ کا خیال ہی نہیں تھا تب وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے گناہ کروا دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برا دوست شیطان سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔ جب تک انسان برے دوستوں کو نہیں چھوڑے گا اس کی توبہ پکی سچی نہیں ہوگی۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ اگر کوئی موتی گندی نالی کے اندر پڑا ہے، اب اس کو پاک صاف کرنے کے لیے اگر اس کے اوپر پانی ڈالنا شروع کر دیں تو آپ اگر سو لیٹر پانی بھی ڈالیں گے تو وہ پھر بھی گندے کا گندہ رہے گا، اس لیے کہ وہ گندی نالی میں جو پڑا ہوا ہے۔ اور اگر گندی نالی میں سے نکال دیں تو ایک گلاس پانی ڈالنے سے بھی وہ صاف اور پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح برے دوستوں کی محفل میں رہتے ہوئے انسان نیک نہیں بن سکتا، ان کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے روزانہ عہد بھی کرتے ہیں۔ وتر کی نماز میں یہ دعا پڑھتے ہیں:

وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ

"اے اللہ! ہم نے (چھوڑ دیا) قطع تعلق کر لیا ان لوگوں سے جو تیرے نافرمان ہیں۔"

رات کو نماز میں ہم اللہ سے عہد کرتے ہیں اور دن ہوتا ہے تو انہی لوگوں سے ہماری دوستی ہوتی ہے۔ تو توبہ کرنے والا بندہ برے دوستوں کو فوراً چھوڑ دے۔

دوسرا کام..... توبہ میں تاخیر پر توبہ کرے:

اور دوسرا یہ کام کرے کہ توبہ میں تاخیر پر بھی توبہ کرے۔ مثال کے طور پر:

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ کیا تھا جوانی کی عمر میں، اب بڑھاپا آ گیا اور ابھی تک توبہ نہیں کی۔ یہ جو توبہ میں تاخیر ہوئی، یہ بھی مستقل ایک گناہ ہے۔ اب دو گناہ ہو گئے: ایک جو جوانی میں گناہ کیا تھا اور دوسرا جو توبہ کرنے میں دیر کر دی، اس پر بھی انسان اللہ کے حضور توبہ کرے۔

تیسرا کام ..... نفس پر اعتماد نہ کرے:

تیسرا یہ کہ پھر اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے۔ اگر برے دوست تھے، تو سب برے دوستوں کے ٹیلی فون نمبر اور میسجز ڈیلیٹ کر دے۔ یہ نہیں کہ میسج آتے ہیں، میں پڑھ لیتی ہوں مگر میں رسپانس نہیں دیتی۔ آج آپ یہ کہہ رہی ہیں، کل جب شیطان آپ کے ذہن میں شیطانی خیال ڈالے گا تو پھر ان کے جواب بھی جانے شروع ہو جائیں گے۔ تو شریعت نے کہا کہ اپنے نفس پر اعتماد مت کرو۔

اگر حرام چیزیں ہیں تو ان کو ضائع کر دے۔ مثال کے طور پر: ایسے فوٹو البم بنے کہ لباس پورا نہیں یا غیر محرموں کے ساتھ کھینچے گئے، تو ایسی تمام تصویروں کو تلف کر دینا ضروری ہے۔ شریعت نے کہا: اگر کوئی آدمی شراب پیتا تھا اور اس نے شراب سے توبہ کر لی، اب وہ کہتا ہے کہ جی جن گلاسوں میں میں شراب پیتا تھا اب ان میں پانی پی لیا کروں، تو شریعت کہتی ہے کہ ہرگز نہیں! تم ان گلاسوں کو بھی توڑ دو۔ وجہ یہ ہے کہ جب ان گلاسوں میں تم پانی یا کوئی جوس پیو گے تو جوس پیتے ہوئے تمہیں شراب یاد آئے گی۔ تو گناہ کی یاد دلانے والی چیزوں کو بھی ختم کر دو۔

چوتھا کام ..... طاعت کو اختیار کرے:

چوتھا کام یہ کرے کہ اب نیکیاں زیادہ کرے۔ حرام مال سے جو بدن

www.besturdubooks.wordpress.com

پرورش پایا اس کو اللہ کے راستے میں نیکی میں صرف کرے، نیک لوگوں کو دوست بنائے۔ یہ جو نیکیاں ہیں، یہ کیے ہوئے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی، کیونکہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (هود: ۱۱۴)

''بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹانے والی ہیں''

پانچواں کام..... تائبین کے واقعات کا مطالعہ کرے:

جو توبہ کرنے والا بندہ ہو، اس کو چاہیے کہ جن لوگوں نے پہلے توبہ کی اور حدیث پاک میں ان کا تذکرہ ہے یا کتابوں میں ان کے واقعات ہیں، ان کے واقعات کو پڑھے کہ وہ کیسے سچی توبہ کرنے والے لوگ تھے۔

ایک صحابیہ کی سچی توبہ کا واقعہ:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت آئی، اور عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھ سے بڑا گناہ ہو گیا۔ نبی علیہ السلام نے چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ وہ ادھر سے آئی اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھ سے بڑا گناہ ہو گیا، نبی علیہ السلام نے چہرہ تیسری طرف کر لیا۔ اس نے ادھر سے آ کر یہی کہا، نبی علیہ السلام نے چہرہ چوتھی طرف کر لیا۔ اس نے چوتھی مرتبہ پھر یہی کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھ سے زنا سرزد ہو گیا آپ مجھے پاک کر دیجیے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے تجھے وہم ہو گیا ہو۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! وہم کی بات نہیں۔ میں Pragnant (حاملہ) ہوں اور آپ کے پاس آئی ہوں کہ مجھے پاک کر دیجیے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اچھا تم جاؤ اور جب تمہارے ہاں بچے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی ولادت ہو جائے تو پھر تم میرے پاس واپس آنا۔ وہ صحابیہ رضی اللہ عنہا واپس چلی جاتی ہے۔ اسے راتوں کو نیند نہیں آتی، سکون نہیں تھا۔ وہ سوچتی تھی کہ اگر اسی حال میں مرگئی تو میں اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ چنانچہ جب بچے کی ولادت ہوتی ہے تو وہ ایک دن بچے کو لے کر آئی، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! بچے کی ولادت ہو گئی۔ اب آپ مجھے پاک کر دیجیے۔

اب بتائیں کہ نو مہینے کا وقت تھا، اگر وہ چاہتی تو اپنی بات سے پھر بھی سکتی تھی، اگر وہ چاہتی تو کسی دوسرے شہر میں ہجرت کر جاتی، اگر وہ چاہتی تو کوئی اور بہانہ کر لیتی مگر نہیں، اس کے دل میں ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ اس کو یہ احساس ہو گیا تھا کہ جو کام میں نے کیا وہ بہت برا ہے، اور میں اپنے اللہ کے سامنے قیامت کے دن شرمندہ نہیں ہونا چاہتی۔ اس کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ زناکار سے ناراض ہوتے ہیں اور زناکار آدمی جب تک سچی توبہ نہ کرے، وہ پاک نہیں ہوتا۔ وہ ڈرتی تھی کہ ایسا نہ ہو کہ میں قیامت کے دن اپنے اللہ کے سامنے ناپاک حالت میں پیش کی جاؤں۔

زنا کی سزا:

وہ صحابیہ رضی اللہ عنہا جانتی تھی کہ قیامت کے دن جب زناکار عورت اللہ کے سامنے پیش ہوگی تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے چہرۂ انور کو ہٹا لیں گے، اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ تو یہ کتنی بڑی سزا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ عورت کو اس لیے نہ دیکھیں کہ تم تو اپنا چہرہ غیر محرم کو دکھاتی تھی۔

اور یہ بھی ہے کہ زناکار عورت جب اللہ کے سامنے پیش کی جائے گی تو ایک ہوا کا جھونکا آئے گا اور ساری مخلوق کے سامنے اس کے جسم پر جو کپڑے ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

لگے، اتر جائیں گے۔ اتنی ذلت اس لیے ہوگی کہ یہ غیر محرم کے سامنے اپنے کپڑے اتارتی تھی۔

پھر ایک اور بات جو حدیث پاک میں فرمائی گئی کہ اس عورت کو جب جہنم کے اندر پھینکا جائے گا تو جس طرح آپ نے ہوٹلوں کے اندر دیکھا کہ چکن تکہ روسٹ ہو رہے ہوتے ہیں، کسی تار کے اندر پروئے ہوئے لٹکے ہوتے ہیں۔ اسی طرح جہنم کے اندر عورت کو پستانوں کے ذریعے لٹکایا جائے گا۔ یہ جسم کا وہ حصہ ہے کہ اس پر سوئی سے ذرا ہاتھ لگ جائے تو تکلیف ہوتی ہے اور اگر اس کے اندر لوہے کی تار ڈال کر لٹکایا جائے گا تو آپ سوچ سکتی ہیں کہ کتنی تکلیف ہوگی! جس طرح مرغا آگ کے اندر جل رہا ہوتا ہے، یہ عورت جہنم کی آگ کے اندر اس طرح جل رہی ہوگی۔ پھر اس کے منہ میں پیپ آ رہی ہوگی، جو وہ پی رہی ہوگی۔

پھر اس کو ایک اور بھی سزا دی جائے گی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ بچھوؤں کی ایک غار ہوگی، اس عورت کو اس کے اندر دھکا دے کر اس کے منہ پر چٹان رکھ دی جائے گی۔ اس میں لاکھوں بچھو ہوں گے اور وہ لاکھوں بچھو اس کے جسم پر اس طرح چڑھیں گے، جس طرح شہد کے چھتے پر شہد کی مکھیاں ہوتی ہیں۔ اتنے لاکھوں بچھو ایک وقت میں اس کو ڈسیں گے۔ اس کے جسم کے ہر ہر سیل کے اندر زہر جائے گا اور اسے اتنی تکلیف ہوگی کہ ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ سزا کیوں ملے گی؟ اس لیے کہ تو نے ایسا گناہ کیا تھا جس کی وجہ سے تیرے جسم کے انگ انگ نے مزے پائے تھے، اب انگ انگ کے اندر اس زہر کا اثر جائے گا۔ ایک شہد کی مکھی کاٹ لے تو اس کی تکلیف ہم سے برداشت نہیں ہوتی۔ جب یہ بچھو کاٹیں گے اور لاکھوں کی تعداد میں ایک وقت میں کاٹیں گے، پاؤں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

لے کر سر تک ہر جگہ پر ڈنک لگیں گے تو سوچیں! کتنی تکلیف ہوگی؟ ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

تو صحابیہؓ جانتی تھی کہ یہ سب تکلیفیں مجھے جہنم میں دی جائیں گی۔ اس لیے مجھے دنیا میں پاک ہونا ہے۔ اس کو پتہ تھا کہ میں جب گناہ کا اقرار کروں گی تو مجھے رجم کیا جائے گا، مردوں کے مجمع کے اندر مجھے گڑھا کھود کر آدھا زمین کے اندر دفن دیا جائے گا اور اوپر کے آدھے جسم پر مجھے پتھر مارے جائیں گے۔ کوئی پتھر میرے سر پہ لگے گا، کوئی منہ پہ لگے گا، کوئی آنکھ پہ، کوئی کان پہ، جسم سے خون نکلے گا، قبیلے کی ذلت ہوگی، ماں باپ کی ذلت ہوگی اور مجھے اتنی دردناک موت دی جائے گی، مگر وہ جانتی تھی کہ یہ دنیا کی ذلت چھوٹی ہے، یہ دنیا کی تکلیف بھی چھوٹی ہے، قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے بے پردہ ہونا زیادہ برا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ناراض ہو جانا زیادہ بڑی سزا ہے۔ لہٰذا وہ کہنے لگی: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے پاک کر دیجیے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: جاؤ! اس بچے کو دودھ پلا دو۔

سوچیے تو سہی! اتنی مدت میں وہ عورت اپنی بات سے منحرف نہیں ہوئی، اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کو یہ یقین تھا کہ اس گناہ کی وجہ سے آخرت کی ذلت بہت بڑی، دنیا کی ذلت چھوٹی ہے۔ وہ پھر ایک ڈیڑھ سال بچے کو پالتی ہے، پھر بچے کو لے کر آئی اس بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ کہنے لگی: اے اللہ کے حبیب ﷺ! اب بچے نے روٹی کھانا شروع کر دی۔ میں اپنی اس ذمہ داری سے فارغ ہو گئی۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا: اس عورت کو رجم کر دیا جائے۔ چنانچہ لوگ جمع ہو گئے، عورت کو پتھر مارنے لگے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

ایک صحابی نے جب اسے پتھر مارا تو انہوں نے کوئی فقرہ کہہ دیا کہ تو نے کتنا برا کام کیا، کتنی گندی عورت ہے! تو نبی علیہ السلام نے اس صحابی کو منع کر کے یہ کہا:

میرے صحابی اس عورت کو یہ بات مت کرو

لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ

''اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ لوگوں سے ناحق مال غصب کرنے والا کرتا تو اس کی بخشش کر دی جاتی'' (صحیح مسلم : ۳/۱۳۲۳ باب من اعترف علی نفسہ بزنی)

وہ کیسی صحابیہ تھیں کہ توبہ کرنے کا حق ادا کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ ایسے واقعات پڑھنا جس میں توبہ کرنے والوں نے سچی توبہ کی، اس سے انسان کی ہمت بڑھتی ہے۔

توبہ کے متعلق بعض اشکالات

علماء نے لکھا ہے کہ جب آدمی توبہ کرتا ہے تو اس کے ذہن میں شیطان مختلف اشکالات ڈالتا ہے۔

اشکال ①:

کبیرہ گناہ بہت سے کثرت سے ہوئے، کیسے معاف ہوں گے؟

پہلا سوال تو ذہن میں یہی ڈالتا ہے کہ میں نے اتنے بڑے بڑے گناہ کیے، میں نے اتنے زیادہ گناہ کیے، میرے یہ گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ سنیے! اللہ رب العزت کی رحمت بہت بڑی ہے۔ فرمایا: میرے بندے! اگر تیرے

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں، اگر تیرے گناہ ساری دنیا کی ریت کے ذرات کے برابر ہیں، اگر تیرے گناہ ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کے برابر ہیں، اگر تیرے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہیں۔ میرے بندے! تیرے گناہ تھوڑے ہیں، میری رحمت زیادہ ہے۔ تو توبہ کرے گا میں تیری توبہ کو قبول کر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾ (الزمر: ۵۳)

''اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، اللہ سب گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔''

تو رب کریم نے گناہوں کو معاف کرنے کی خوشخبری سنا دی، سبحان اللہ!

سو بندوں کے قاتل کی توبہ:

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک بندے نے سو آدمیوں کو قتل کیا، اس کو ندامت ہوئی، اس نے چاہا کہ میں توبہ کروں، چنانچہ وہ نیکی کی بستی کی طرف چل پڑا، راستے میں اس کو موت آ گئی۔ جہنم کے فرشتے بھی آ گئے اور جنت کے فرشتے بھی آ گئے۔ جہنم کے فرشتے کہنے لگے: یہ سو بندوں کا قاتل ہے، اسے جہنم میں لے کر جانا ہے۔ جنت والے فرشتے کہنے لگے: چونکہ یہ توبہ کی نیت سے چل پڑا تھا، اب اسے جنت میں لے جانا چاہیے۔ حتیٰ کہ دونوں نے اپنا اپنا معاملہ اللہ کے سامنے پیش کیا۔ رب کریم نے فرمایا کہ تم اس کے رستے کی پیمائش کرو، اگر یہ اپنے گھر سے قریب تھا اور اگلی بستی دور تھی تو جہنم میں لے جاؤ۔ اور اگر یہ دوسری بستی کے قریب تھا اور گھر سے دور تھا تو جنت میں لے جاؤ۔ حدیث پاک میں آتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ فرشتوں نے پیمائش کی تو جہاں بالکل راستے کا نصف تھا اس جگہ پر اس بندے کو موت آئی تھی مگر اس کی لاش اگلی بستی کی طرف گری تھی۔ صرف اتنا قریب ہونے پر اللہ نے اس کے سب گناہوں کو معاف کر دیا کہ یہ توبہ کی نیت سے چل پڑا تھا۔

اشکال ②

گناہوں کے ماحول میں بندہ پھنسا ہوا ہو تو توبہ کیسے کرے؟

ایک اور اشکال بندے کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ میں تو توبہ کرنا چاہتی ہوں مگر لوگ مجھے زبردستی گناہ کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں، بدکردار مجھ پر چڑھائی کر لیتے ہیں، میں کمزور ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب انسان گناہ سے بچنا چاہے کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس بارے میں دو واقعات سن لیجیے!

حضرت مرثد رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت مرثد رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے۔ زمانہ جاہلیت میں مکہ کی ایک عورت کے ساتھ ان کے غلط تعلقات تھے۔ وہ عورت کوئی بہت خوبصورت حسینہ تھی۔ جب انہوں نے توبہ کر لی تو مدینہ طیبہ آ گئے۔ مدینہ طیبہ میں آپ نے کلمہ پڑھ لیا اور زندگی گزارنے لگے۔ ایک مرتبہ کاروبار کے لیے ان کو مکہ مکرمہ واپس آنا تھا، مغرب کے بعد کا وقت تھا مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے گلی میں سے گزر رہے تھے کہ اچانک اس عورت پر نظر پڑ گئی۔ اس نے ان کو کہا: کہاں غائب ہو گئے I? miss you. , I love you. جو گانے گاتی تھی، اس نے وہی گانے گانے شروع کر دیے۔ اور کہا کہ اتنا عرصہ ہو گیا ملاقات بھی نہ ہوئی، آج میرا خاوند بھی

گھر پر نہیں، تم کام سمیٹ کر آ جانا، تب تمہارا انتظار کروں گی۔ اس صحابی نے کہا کہ میں نہیں آؤں گا۔ اس نے کہا کہ تم وہی ہو جو مدینہ کی گلیوں میں پھرتے تھے، آنکھوں میں آنسو ہوتے تھے، میری منتیں کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ تمہیں چہرہ دکھا دوں، میں ایک دفعہ تم سے بات کرلوں۔ تم میرے جسم کو ہاتھ لگانے کے لیے ترستے پھرتے تھے۔ آج میں تمہیں کہہ رہی ہوں کہ تم آنا میں گھر میں تمہارا انتظار کروں گی، تم کہتے ہو کہ میں نہیں آؤں گا۔ اس دوران اس عورت نے یہ محسوس کیا کہ وہ صحابی بات کر رہے تھے، مگر آنکھ نہیں اٹھا رہے تھے، آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔ وہ کہنے لگی: تم میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہے؟ انہوں نے کہا: میں تمہاری طرف اب نہیں دیکھ سکتا، میری آنکھوں نے اب ایسی ہستی کو دیکھا ہے جس کے بعد یہ غیر کی شکل کو دیکھنا گوارا نہیں کرتیں۔ پہلے سے چونکہ طبیعت کھلی ہوئی تھی، دونوں آپس میں ملتے رہتے تھے، وہ آگے بڑھی کہ ہاتھ لگائے، وہ کہنے لگے: خبردار! تم نے میرے جسم کو ہاتھ لگایا۔ میں تلوار سے تمہارے سر کو جدا کر دوں گا۔ وہ گھبرا گئی کہ یہ تو اس نے بہت زیادہ سخت بات کر دی، وہ واپس چلی گئی۔ جو گناہوں سے بچنے والے ہوتے ہیں، وہ پھر اتنا اسٹینڈ لے لیتے ہیں کہ دوسرا بندہ پھر ان کو گناہوں کی طرف مجبور نہیں کر سکتا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

ایک اور واقعہ سنیے! ایک صحابی تھے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔ ایک دفعہ ان کو جہاد میں جانے میں دیر ہوگئی۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرما دیا کہ آپ انتظار کریں جب تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کی توبہ قبول نہ کرلیں۔ صحابہ کو بھی منع فرما دیا کہ آپ ان سے گفتگو بند کر دیں، جب تک ان کی توبہ قبول نہیں

ہوتی۔ کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے لیے پوری زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہوگئی۔ اس لیے کہ مجھے ڈر تھا کہ اس دوران اگر مجھے موت آگئی تو میری موت ایمان پر نہیں آئے گی کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہیں۔ اور اس دوران اگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمالیا تو میرا کیا بنے گا؟ مجھے کسی پل چین نہیں تھا، آرام نہیں تھا۔ میرا دن نہیں گزرتا تھا، میری رات نہیں گزرتی تھی۔

کہتے ہیں: اسی حال میں مجھے چالیس دن گزر گئے۔ میں بہت Depressed Condition (بے چینی) میں گزارا کر رہا تھا۔ گھر سے باہر نکلا تو مجھے ایک آدمی ملا، کہنے لگا: غسان کے بادشاہ نے ایک رقعہ بھیجا ہے۔ میں نے رقعہ پڑھا، عیسائی بادشاہ نے لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے صاحب نے آپ سے بول چال بند کر دی، آپ ہمارے پاس آجائیے، ہم آپ کی عزت افزائی کریں گے، ہم آپ کو یہاں بہت سہولت کی زندگی گزارنے کا موقع دیں گے۔ وہ صحابی کہنے لگے: میں نے یہ رقعہ پڑھا میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ میں نے یہ کہا کہ ایک تو میرے اوپر آزمائش آئی ہے اور دوسرا میں اتنا گر گیا ہوں کہ اب کافر لوگ مجھ پر طمع کرنے لگے کہ میں ان کے ساتھ جا کر مل جاؤں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس قاصد کے سامنے اس کاغذ کے کئی پرزے کیے، تنور جل رہا تھا، میں نے آگ کے اندر وہ خط پھینک دیا، اور اسے پیغام پہنچا دیا کہ خبردار! میرے بارے میں یہ مت سوچنا۔ دیکھیں! جو توبہ کرنے والے ہوتے ہیں، وہ پھر ایسا معاملہ کرتے ہیں، پھر اللہ ان کی توبہ کو قبول بھی فرما لیتے ہیں۔ (جامع الاصول: ۲/۱۷۱)

اشکال (۳)

توبہ تو کرلی، لیکن گناہوں کی یادیں جان نہیں چھوڑتیں:

کبھی کبھی دل میں یہ خیال آتا ہے کہ میں توبہ تو کرنا چاہتی ہوں، مگر پرانی یادیں عذاب بن چکی ہیں، ہر وقت ذہن میں پرانے خیالات آتے ہیں۔

ایسا ہوتا تو ہے، مگر اس سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں، اللہ رب العزت اس بات پر قادر ہیں کہ وہ ہماری ان یادوں کو ذہن سے ختم کردیں۔ اور دل کے اندر اللہ کی یاد کو جما دیں۔ اللہ کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں۔ دعائیں کرنی چاہئیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا

ان دعاؤں کے مانگنے سے اللہ تعالیٰ ذہنی یادوں کو ٹھیک کردیتے ہیں۔

اشکال (۴):

کیا اعترافِ گناہ ضروری ہے؟

کبھی کبھی شیطان ذہن میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ کیا گناہوں کا اعتراف کرنا ضروری ہے؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہوں کا اعتراف کرنا ضروری ہے۔ دنیا میں اعتراف کرلیں تو معافی مل جائے گی، ورنہ جہنم میں جاکر تو ہر گناہ گار اعتراف کرے گا۔ قرآن مجید میں سورۂ ملک میں ہے کہ جہنمیوں سے فرشتے پوچھیں گے:

﴿أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ﴾

''کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟''

وہ کہیں گے:

﴿بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ﴾

''ہاں! ہمارے پاس ڈرانے والا تو آیا تھا۔''

﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾

''کاش ہم سنتے یا ہمارے پاس کوئی عقل کی رتی ہوتی تو آج ہم جہنم میں جلنے والوں میں سے نہ ہوتے۔''

﴿فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾

اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔

معلوم ہوا کہ انسان کو گناہوں کا اعتراف تو کرنا ہی پڑے گا۔ دنیا میں کرلے گا تو توبہ کی وجہ سے گناہ دھل جائیں گے، ورنہ جہنم میں جا کر تو ہر بندہ گناہوں کا اعتراف کرے گا ہی سہی۔ اسی لیے حدیث پاک میں دعا سکھائی:

((أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي)) (الجامع الصغیر للسیوطی: ۱/۴۰۰)

''اللہ! میں نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔''

اشکال ⑤

گناہوں سے بچ ہی نہیں پاتے تو توبہ کیسے کریں؟

کبھی شیطان دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ توبہ تو میں کرتی ہوں، مگر میں گناہ

سے بچ نہیں سکتی، میرا نفس بہت خراب ہے، مجھی! میں نہیں بچ سکتی، میرا اللہ تو مجھے بچا سکتا ہے۔ آپ توبہ کرتے ہوئے اللہ کی ذات پر نظر رکھیے۔ اللہ مہربانی فرما کر انسان کے دل میں گناہ کی نفرت ڈال دیتے ہیں، انسان کی طبیعت گناہ سے اچاٹ کر دیتے ہیں، انسان کو گناہوں سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔

اور ایک اس کا بہترین طریقہ کہ آپ اگر کمزور ہیں تو کسی اللہ والے کے ساتھ مل کر آپ گناہوں سے بچی توبہ کے کلمات پڑھ لیں۔ یہ توبہ کے کلمات کسی اللہ والے کے ساتھ مل کر پڑھنے کی ایک برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہیں:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ﴾ (ھود: ۱۱۲)

"اے میرے حبیب ﷺ! آپ بالکل سیدھے رہیے، جیسے آپ کو حکم دیا، اور وہ بھی جو آپ کے ساتھ مل کر تو بہ تائب ہوئے۔"

صحابہ بھی نبی علیہ السلام کے ہاتھ پر توبہ کیا کرتے تھے۔ اس لیے جو بندہ اپنے آپ کو کمزور محسوس کرے، وہ اللہ والوں کے ساتھ توبہ کے کلمات پڑھ لے، اللہ تعالیٰ مہربانی فرما دیتے ہیں۔

بیعت کی برکت سے دہریے کی توبہ

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔ ایک گھر میں گئے، وہ جو سے علما کا گھر تھا۔ وہ عالم خود یہ واقعہ سناتے ہیں، کہتے ہیں کہ میرے آٹھ سے قریب بچے تھے۔ پانچ بیٹے تھے، تین بیٹیاں تھیں۔ سب عالم، حافظ، قاری مفتی تھے، سب نیک تھے۔ "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" گھر کا ہر بندہ ایک روشن ستارے کے مانند تھا۔ مگر کہتے ہیں کہ میرا ایک بیٹا ایسا تھا جو تعلیم حاصل کرنے کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

فرانس چلا گیا تھا۔ وہاں جا کر وہ دہریہ بن گیا، دین کو مانتا تھا، نہ خدا کو مانتا تھا۔ اب ہم میاں بیوی راتوں کو روتے رہتے تھے کہ یہ صرف بے نمازی ہی نہیں، یہ مرے سے کافر ہے، خدا کو بھی نہیں مانتا۔ ایک دن بیوی یہ کہنے لگی: ہم کب تک حضرت سے یہ بات چھپائیں گے۔ دیکھیں! ران کے اوپر بھی اگر پھوڑا بن جائے تو ڈاکٹر کے سامنے پھر ران کو کھولنا پڑتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی ایسی بات ہو جو پوشیدہ ہو تو شیخ کے سامنے اس کو بتانا پڑتا ہے، تاکہ اس کا علاج ہو سکے۔ تو بیوی کے کہنے پر میں نے ایک دن حضرت سے کہا کہ حضرت! آپ ہمارے گھر کے سب لوگوں سے اتنے خوش ہیں، اتنی تعریف کرتے ہیں کہ سب بچے نیک، متقی، پرہیزگار ہیں۔ ایک اور بھی میرا بیٹا ہے، آج تک آپ کے سامنے نہیں آیا، وہ دہریہ ہے، وہ پڑھنے کے لیے فرانس چلا گیا تھا، دہریہ بن کر واپس آیا۔ ہم اپنے دل کا یہ غم کسی کو بتا بھی نہیں سکتے۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا! اپنے اس بچے سے کہو کہ میرے ساتھ مل کر کچھ کلمات پڑھ لے۔ چنانچہ انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے مل کر اس بچے کو سمجھایا کہ بیٹا! حضرت کے ساتھ مل کر کچھ کلمات پڑھ لو۔ بیٹے نے کہا: میں اسلام کو نہیں مانتا، میں خدا کو نہیں مانتا، میں کیا کلمات پڑھ لوں؟ حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا کہ کیا مانو اور کیا نہ مانو؟ میں نے اتنا ہی کہا ہے کہ میرے ساتھ مل کر توبہ کے کلمات پڑھ لو۔ جب ماں باپ نے خوب مجبور کیا تو وہ کہنے لگا: اچھا! میں آپ لوگوں کی خاطر یہ بات کر لیتا ہوں، مگر میں دین کو اور خدا کو نہیں مانتا۔ اتنا کہنے کے باوجود اس نے ہمارے حضرت کے ساتھ مل کر توبہ کے کلمات پڑھ لیے۔

اللہ والوں کے ساتھ مل کر توبہ کے کلمات پڑھنے میں بھی کچھ تاثیر ہوتی ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ نے دین بدلنا شروع کر دیا۔ کرتے کرتے ایک سال کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا، پھر اس کے بعد وہ نیک بنا، علم حاصل کیا۔ اللہ کی شان کہ وہ بیعت ہوا اور پانچ چھ سال کے بعد حضرت نے اس کو خلافت عطا کی۔ الحمد للہ ہزاروں لوگ اس نوجوان کی وجہ سے نیکی کے اوپر آگئے۔ ذرا غور کیجیے کہ کہاں وہ بچہ ایمان سے محروم تھا اور کہاں اللہ والوں کے ساتھ مل کر توبہ کے کلمات پڑھ لیے، اللہ نے اس کو ہادی اور مہدی بنا دیا۔ اس کو دوسروں کو ہدایت دینے والا بنا دیا، یہ اللہ کی رحمت اور مہربانی ہوتی ہے۔

اشکال ①

اللہ بخشنے والا ہے تو توبہ کی کیا ضرورت؟

کبھی کبھی ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ اچھا! اگر میں نے بہت گناہ کیے ہیں، اللہ غفور رحیم ہے، وہ مجھے بخش دے گا۔ بات بالکل ٹھیک ہے، اللہ بخشش دیں گے، لیکن اگر موت کے وقت ہمیں کلمہ پڑھنے کی توفیق ہی نہ ہوئی، پھر کیا بنے گا؟ کیونکہ گناہوں کی ایک بڑی تاثیر یہ بھی ہے کہ موت کے وقت کلمہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔

ہمارے ایک قریبی دوست ڈاکٹر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے زندگی کے چھتیس سال ایمرجنسی وارڈ کے اندر گزارے۔ میری عادت تھی کہ جس بندے کا بھی آخری وقت ہوتا، آخری لمحوں میں اسے کلمہ یاد دلاتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میرا تجربہ یہ ہے کہ سو میں سے پانچ ایسے ہوتے تھے جو اونچی آواز سے کلمہ پڑھتے تھے اور باقی کو کلمہ پڑھنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی تھی۔ علما نے یہ لکھا ہے کہ جو کبیرہ

www.besturdubooks.wordpress.com

گناہ کرنے والے لوگ ہوتے ہیں، اگر زندگی میں توبہ نہ کی تو موت کے قریب زبان پر تالا پڑ جاتا ہے۔ اس وقت کلمہ پڑھنا بھی چاہے، تو زبان حرکت نہیں کرتی۔ اللہ اکبر! اس وقت سے پہلے پہلے ہمیں چاہیے کہ ہم گناہ سے سچی توبہ کرلیں۔

توبہ کے متعلق چند سوالات

جب انسان توبہ کے لیے تیار ہو جائے اس کے ذہن میں کچھ سوال ہوتے ہیں۔ آئیے! ان سوالوں کے جوابات بھی سن لیجیے۔

سوال ①

کیا گناہ سرزد ہونے سے پہلی توبہ ٹوٹ جاتی ہے؟

ایک سوال ذہن میں یہ آتا ہے کہ میں نے توبہ کی پھر اس کے بعد پھر گناہ سرزد ہو گیا تو گناہ کے سرزد ہونے سے پہلی توبہ ٹوٹ گئی؟! اس کا جواب سن لیجیے! گناہ سے توبہ کی، اللہ نے گناہوں کو معاف کر دیا، اب اگر کچھ عرصے کے بعد پھر گناہ ہو گیا، پہلی توبہ ٹوٹی نہیں، بلکہ اب دوبارہ پھر توبہ کرنی ضروری ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے: آپ کے سیل فون میں میسج تھے، آپ نے ان کو ڈیلیٹ کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد نیا میسج آ گیا، نئے میسج کے آنے سے پرانے میسج کہیں واپس تو نہیں آ جاتے، وہ تو ڈیلیٹ ہو چکے۔ اسی طرح توبہ سے پہلے گناہ معاف ہو چکے، اگر دوبارہ گناہ سرزد ہو گیا تو اس گناہ سے نئے سرے سے دوبارہ توبہ کرنی چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سوال ②

کیا ایک گناہ کے ہوتے ہوئے دوسرے گناہ سے توبہ کی جاسکتی ہے؟

ایک بات ذہن میں یہ آتی ہے کہ کیا میں ایک گناہ کو کرتے ہوئے دوسرے گناہ سے توبہ کر سکتی ہوں؟ مثال کے طور پر: میں پردہ بھی نہیں کرتی اور میرا کسی غیر محرم مرد کے ساتھ تعلق بھی تھا، اب میں غیر محرم مرد کے ساتھ تعلق والے گناہ سے توبہ کرنا چاہتی ہوں تو کیا میری وہ توبہ قبول ہو جائے گی؟ ۔ جی ہاں! ایک گناہ کے ہوتے ہوئے دوسرے گناہ سے انسان توبہ کرے تو دوسرے گناہ سے انسان کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ پہلے گناہ سے توبہ کی بھی توفیق عطا فرما دے۔ اسی طرح ایک بے نمازی عورت ہے، وہ پردہ بھی نہیں کرتی۔ وہ کہتی ہے کہ میں پردہ تو ابھی نہیں کر سکتی، لیکن میں نماز پڑھنا شروع کر دیتی ہوں۔ بہت اچھا! آپ نماز شروع کر دیجیے، نماز کی برکت سے اللہ پردے کی بھی توفیق عطا فرما دیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ ایک گناہ کے ہوتے ہوئے انسان اگر دوسرے گناہ سے توبہ کرے تو وہ اللہ کے ہاں قبول ہو جاتی ہے۔ پھر اس کی برکت سے اللہ پہلے گناہ سے توبہ کی بھی توفیق دے دیتے ہیں۔

سوال ③

بہت ساری نمازیں اور روزے قضا ہو چکے، توبہ کیسے کریں؟

ایک سوال ذہن میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے ذمے بہت ساری قضا نمازیں ہیں، قضا روزے ہیں، میں کیا کروں؟ مجھے تو زندگی کے پندرہ سال ہو گئے، میں نے نماز نہیں پڑھی۔ تو بھئی! اگر پچھلی قضا نمازیں باقی ہیں تو روزانہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پانچ نمازیں پڑھنی شروع کر دیجیے۔ ہر دن میں اپنی تو روزانہ کی نمازیں ہیں، وہ بھی پڑھیں اور ایک ایک نماز قضا بھی کریں۔ فجر کے دو فرض، ظہر کے چار فرض، عصر کے چار فرض، مغرب کے تین فرض، عشا کے چار فرض اور تین وتر...... یہ کل سترہ رکعتیں بنتی ہیں۔ آپ چاہیں تو ایک ہی وقت میں یہ سترہ رکعتیں پڑھ لیں اور چاہیں تو ہر نماز کے بعد ان کے فرض جو قضا ہوئے ان کو ادا کریں۔ روزانہ اگر آپ ایک دن کی قضا نماز پڑھتی رہیں تو پندرہ سال میں پندرہ سال کی قضا نماز بھی ادا ہو جائے گی۔

ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ جتنے سال کی قضا نمازیں ادا کیں، کئی کئی سال کے انہوں نے روزے رکھے۔ اسی طرح سردی کے موسم میں روزے رکھنے شروع کر دیں، اللہ تعالیٰ آسانی فرما دیتے ہیں۔ تو قضا نمازیں اور قضا روزے رکھنا شروع کر دیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس قسط پہنچنی شروع ہو جائے۔ اگر اس دوران بھی موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے بندے نے قرضہ تو ادا کرنا شروع کر دیا تھا، چلو بقیہ میں اس کو اپنی رحمت سے معاف کر دیتا ہوں۔

سوال ④

دوسروں کی غیبتیں بہت کیں، توبہ کیسے کریں؟

ایک سوال ذہن میں یہ آتا ہے کہ میں نے تو مختلف عورتوں کی بہت غیبت کی تو اب ان سے توبہ کیسے کروں؟ تو بھئی! یہ غیبت جو ہے یہ حقوق العباد میں سے ہے، بہتر تو یہ ہے کہ جس بندے کی غیبت کی اس بندے سے معافی مانگی جائے۔ اس کو بتایا جائے کہ اگر آپ کے حقوق میں مجھ سے کوئی کمی ہو گئی تو مجھے معاف کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیں۔ یہ مت کہیں کہ میں نے آپ کے بارے میں یہ یہ کہا، ورنہ تو دشمنی ہو جائے گی۔ ایک جنرل بات کر دیں کہ مجھ سے آپ کے بارے میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو معاف کر دیں۔ شریعت کہتی ہے کہ اس نے معاف کر دیا تو بھی معاف.... ہنس کر مسکرا پڑی تو بھی معاف...... خاموشی کر لی تو بھی معاف ہو جائے گی۔ دنیا میں معافی مانگنی بہت آسان ہے۔

سوال ⑤

اگر قتل ہو گیا ہو تو کیا اس کی بھی توبہ ہو سکتی ہے؟

اور اگر کوئی بندہ یہ کہے کہ میں نے تو کسی بندے کو قتل کیا، میں کیسے کروں؟ شریعت نے کہا کہ ایک تو اللہ سے معافی مانگے جس کے حکم کو توڑا گیا، دوسرا جو اس کے وارث ہیں ان کو قصاص ادا کرے، دیت ادا کرے، اور تیسرا جس کو قتل کیا اس بندے کی طرف سے استغفار کرے۔ تین کاموں کے کرنے پہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

سوال ⑥

کسی کا مال چرایا ہو تو اس کی توبہ کیسے؟

اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے تو کسی کا مال چوری کیا تھا، میں توبہ کیسے کروں؟ اس مال کو واپس کرنا ہوگا، اگر وہ بندہ فوت ہو گیا تو اس کے ورثا کو کر دیں۔ اگر یہ پتہ بھی نہیں تو اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیں، نیت کر لیں کہ اس کا جو ثواب قیامت کے دن ملے گا، اس حق والے کو اللہ وہ ثواب عطا فرما دیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہوگی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ مختلف سوالات تھے جو ذہن میں آتے ہیں۔

توبہ کا طریقہ:

اب توبہ کا طریقہ بھی سن لیجیے! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ»

''جو بندہ بھی کوئی گناہ کرتا ہے پھر وہ کھڑا ہوتا ہے اور وضو کرتا ہے اور دو رکعتیں نماز پڑھتا ہے''

«ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِذٰلِكَ الذَّنْبِ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ» (کنز العمال: ۱۰۲۷۸)

''پھر وہ استغفار کرتا ہے، اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں''

تو ہمیں بھی اپنے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کے لیے دو رکعت صلاۃ التوبہ پڑھنی چاہیے۔ عشاء کے بعد بھی پڑھ سکتی ہیں، تہجد کے وقت بھی پڑھ سکتی ہیں، دن کے اوقات میں بھی پڑھ سکتی ہیں۔ جب گناہوں سے توبہ کرنے کی نیت ہو، وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھیں اور اللہ سے دعا مانگیں: ''اللہ! میں گناہگار بندی آج گناہوں کو چھوڑنے کا ارادہ کر رہی ہوں، میرے اوپر مہربانی فرما دیجیے، میری توبہ کو قبول کر لیجیے۔'' جب بندہ اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرما لیتے ہیں۔

اللہ کا در کبھی نہ چھوڑیں:

ابن قیم رحمہ اللہ نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے، امید ہے کہ آپ اس کو دل کے

www.besturdubooks.wordpress.com

کانوں سے سُنی گئی۔

فرماتے ہیں کہ میں ایک گلی میں جارہا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک ماں اپنے آٹھ نو سال کے بچے سے خفا ہو رہی تھی، کہہ رہی تھی: تو ضدی بن گیا ہے، نافرمان بن گیا ہے، تو میری بات نہیں سنتا، میری بات نہیں مانتا، اگر تو نے میری بات نہیں ماننی تو دفعہ ہو جا اس گھر سے۔ ماں نے غصے سے جو اس بچے کو دھکا دیا وہ بچہ گھر سے باہر آ کر گرا۔ ماں نے دروازہ بند کر دیا۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں وہیں کھڑا ہو گیا یہ دیکھنے کے لیے کہ ہوتا کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ وہ بچہ تھوڑی دیر تو روتا رہا، پھر وہ کھڑا ہوا اور ایک طرف اس نے چلنا شروع کر دیا، جب چلتے چلتے گلی کے کونے پر پہنچا تو پھر کھڑا ہو کر کچھ سوچنے لگا: پھر آہستہ قدموں سے واپس آ گیا۔ تھکا ہوا تھا، اس کو مار پڑی تھی، اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھ کر اس کو نیند آ گئی، وہ سو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ماں نے کسی ضرورت کے تحت دروازہ کھولا، دیکھا کہ بچہ دہلیز کے اوپر سویا ہوا ہے۔ ابھی اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا تھا، وہ پھر اسے مارنے لگی، کہنے لگی: تم جاتے کیوں نہیں یہاں سے؟ اگر تم نے میری بات نہیں ماننی تو چلے جاؤ یہاں سے۔ جب ماں نے اس کو دوبارہ ڈانٹ ڈپٹ کی تو وہ دوبارہ اٹھا، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، کہنے لگا: امی! جب آپ نے مجھے گھر سے دھکا دیا تھا، میں نے دل میں سوچا تھا کہ میں چلا جاتا ہوں، میں کسی کا نوکر بن جاؤں گا، میں کسی کے جوتے صاف کر لوں گا، میں کسی کی مزدوری کر لوں گا، مجھے کھانے کو بھی مل جائے گا، رہنے کو بھی جگہ مل جائے گی۔ یہ سوچ کر میں یہاں سے چل پڑا تھا، مگر جب میں گلی کے کونے پر پہنچا تو میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ مجھے کھانا بھی مل جائے گا، مجھے پہننے کو بھی مل جائے گا، رہنے کو بھی مل جائے گا مگر جو

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت امی سے ملتی ہے، وہ محبت مجھے دنیا میں کہیں نہیں ملے گی۔ امی! یہ سوچ کر میں واپس آگیا۔ میں تو اسی دروازے پر بیٹھا ہوں، تو مجھ سے خفا ہو یا ناراض ہو، تو مجھے مارے یا دھکے دے، امی! میں تمہارا بیٹا ہوں، میں تجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاتا۔ جب بچے نے یہ بات کی کہ میں تمہارا بیٹا ہوں، میں کہیں نہیں جاتا تو ماں کی مامتا جوش میں آگئی، اس نے بچے کو اٹھایا، اپنے سینے سے لگا لیا۔ میرے بیٹے! اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ جو محبت میں تمہیں دے سکتی ہوں، دنیا میں کوئی دوسرا نہیں دے سکتا، آؤ! میرے گھر کے دروازے کھلے ہیں، تم میرے گھر میں آ جاؤ۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے یہ واقعہ لکھنے کے بعد کہتے ہیں: جس طرح بچے نے ماں کا دروازہ نہیں چھوڑا، اگر کوئی گناہگار بندہ اللہ کے دروازے پر آ جائے اور یہ کہے:

إِلٰهِي عَبْدُكَ الْعَاصِي أَتَاكَ
مُقِرًّا بِالذُّنُوبِ وَ قَدْ دَعَاكَ
وَ إِنْ تَغْفِرْ فَأَنْتَ لِذَاكَ أَهْلٌ
وَ إِنْ لَا تَغْفِرْ فَمَنْ يَرْحَمْ سِوَاكَ

"تیرا گناہگار بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے، اللہ! اپنے گناہوں کا وہ اقرار کرتا ہے اور آپ کے دربار میں یہ اقرار کرتا ہے، اللہ اگر آپ معاف کر دیں تو آپ کو یہ بات جچتی ہے۔ اے اللہ! اگر آپ دھکا دے دیں تو آپ کے علاوہ کون ہے رحم کرنے والا۔"

انسان جب اس طرح اللہ سے معافی مانگتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں، گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک نوجوان کی توبہ:

چنانچہ کہتا ہوں سے تو بہ کس کیفیت کے ساتھ کرنی چاہیے؟ اس بارے میں ایک واقعہ سن لیجیے تاکہ بات مکمل ہو جائے۔

بنی اسرائیل کے ایک نوجوان کا یہ واقعہ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

كَانَ فِي زَمَنِ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ شَابٌّ مُسْرِفٌ عَلٰى نَفْسِهِ

''موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک نوجوان تھا جو بڑا بدکار تھا، اپنی جان پر بڑا ظلم کرتا تھا۔''

بستی والوں نے اس سے توبہ کروائی اور کہا کہ اب اگر بدکاری کرو گے تو ہم بستی سے نکال دیں گے۔ کچھ عرصہ تو وہ توبہ پر قائم رہا، پھر وہ زنا کا مرتکب ہوا، بستی والوں نے اس کو خوب سزا دی۔ وہ پیٹ کی اور مار نے پیٹنے کے بعد اس کو بستی سے دھکا دیا کہ تم یہاں رہنے کا قابل نہیں، ذلیل کر کے اس بستی سے اس نوجوان کو نکال دیا۔

فَأَخْرَجُوْهُ مِنْ بَيْنِهِمْ لِسُوْءِ فِعْلِهِ

''انہوں اس کو بستی سے اس کے برے کاموں کی وجہ سے نکال دیا۔''

وہ نوجوان آگے شہر کے باہر ایک ویرانہ تھا، وہاں جا کر رہنے لگ گیا۔ سردی کا موسم تھا، اس کے پاس بستر بھی نہیں تھا، پورے کپڑے بھی نہ تھے، اس کو بخار آ گیا۔ دوا بھی پاس نہ تھی، کھانے پینے کو کوئی چیز بھی نہ تھی، چنانچہ اس حال میں اس نوجوان کو اس ویرانے میں موت آنے لگی۔ جب موت آنے لگی تو اس کے ساتھ عجیب معاملہ ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

فَحَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فِيْ خَرِبَةٍ عَلٰى بَابِ الْبَلَدِ

اسے شہر کے دروازے پر موت آ گئی۔

فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مُوْسٰى ﷺ

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی اور پیغمبر علیہ السلام کو یہ فرمایا:

اِنَّ وَلِيًّا مِّنْ اَوْلِيَائِيْ حَضَرَتْهُ الْمَوْتُ

میرے اولیاء میں سے ایک ولی کو موت آ گئی ہے۔

فَاحْضُرْهُ وَغَسِّلْهُ وَصَلِّ عَلَيْهِ

آپ وہاں پر جائیے اور اس کو غسل دیجیے اور اس کی نماز جنازہ پڑھیے۔

وَقُلْ لِمَنْ كَثُرَ عِصْيَانُهُ يَحْضُرْ جَنَازَتَهُ لِاَغْفِرَ لَهُمْ

اور اعلان کر دیجیے! جس بندے کے گناہ بہت زیادہ ہوں وہ آ کر اس کا جنازہ پڑھ لے، میں اس کے گناہوں کو بھی معاف کر دوں گا۔

وَاحْمِلْهُ اِلَيَّ لِاُكْرِمَ مَثْوَاهُ

اسے دفن کر دیجیے، تاکہ میں اپنے ولی کی عزت افزائی کروں۔

فَنَادٰى مُوْسٰى ﷺ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے اندر اعلان کروا دیا:

لوگو! اللہ کے ایک ولی کی وفات ہوئی جو جنازہ پڑھے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فَكَثُرَ النَّاسُ

لوگ بڑی تعداد میں وہاں اکٹھے ہو گئے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فَلَمَّا حَضَرُوْا عَرَفُوْهُ

جب لوگ آ گئے، اس بندے کو پہچان لیا۔

فَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللهِ! هٰذَا هُوَ الْفَاسِقُ الَّذِيْ اَخْرَجْنَاهُ

اے اللہ کے نبی! یہ تو وہ فاسق ہے، جس کو ہم نے باہر نکال دیا تھا۔

فَتَعَجَّبَ مُوْسٰى مِنْ ذٰلِكَ

موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہو گئے۔

فَاَوْحَى اللهُ اِلَيْهِ

اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی

صَدَقُوْا وَهُمْ شُهَدَائِيْ

یہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں: سچی بات کر رہے ہیں۔

اِلَّا اَنَّهٗ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فِيْ هٰذِهِ الْخَرِبَةِ

بات یہ ہے کہ اس نوجوان کو جب اس ویرانے میں موت کا وقت آیا۔

نَظَرَ يَمْنَةً وَّيُسْرَةً فَلَمْ يَرَ حَمِيْمًا وَّلَا قَرِيْبًا

اس نوجوان نے دائیں نظر ڈالی بائیں نظر ڈالی۔ کوئی اس کا دوست بھی پاس نہیں تھا اور کوئی رشتہ دار بھی نہیں تھا۔

اس نے کہا: اللہ! ویرانہ ہے، نہ میری ماں پاس ہے، نہ بیوی پاس ہے، کوئی اپنا نہیں جسے میں اپنا غم سنا سکوں۔ یا اللہ! اکیلا ہوں، تنہا ہوں۔

وَرَاٰى نَفْسَهٗ غَرِيْبَةً وَّحِيْدَةً ذَلِيْلَةً

اس نے اپنے آپ کو اکیلا اور ذلیل پایا۔

فَرَفَعَ بَصَرَهٗ اِلَى

اب میرا یہ حال ہے، اس کسمپرسی کے حال میں اس نوجوان نے آسمان کی

طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور کہا:

اِلٰهِيْ! عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِكَ غَرِيْبٌ فِيْ بِلَادِكَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ عَذَابِيْ يَزِيْدُ فِيْ مُلْكِكَ

یا اللہ! تیرے بندوں میں سے میں بھی ایک بندہ ہوں، مجھے میرے وطن سے دھکے دے کر نکال دیا گیا، اگر مجھے پتہ ہوتا کہ مجھے عذاب دینے سے تیری شان بڑھ جائے گی اور مجھے معاف کر دینے سے یہ گھٹ جائے گی تو میں آپ سے کبھی مغفرت طلب نہ کرتا۔

وَلَيْسَ لِيْ مَلْجَاٌ وَّلَا رَجَاءٌ اِلَّا اَنْتَ

اللہ! تیرے سوا میری کوئی جائے پناہ نہیں اور میری کوئی امیدگاہ نہیں۔

وَقَدْ سَمِعْتُ فِيْمَا اَنْزَلْتَ اَنَّكَ قُلْتَ: (اِنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ) فَلَا تُخَيِّبْ رَجَائِيْ

اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا ہے۔

اللہ! میری امیدوں کو ناکام نہ کرنا۔

يَا مُوْسٰى اَفَكَانَ يَحْسُنُ بِيْ اَنْ اَرُدَّهٗ

اے موسیٰ! کیا یہ اچھا لگتا تھا کہ میں اس نوجوان کی فریاد کو رد کر دیتا۔

وَهُوَ غَرِيْبٌ عَنْ بَلَدِهِ الْجَفْوَةِ فَتَوَسَّلَ اِلَيَّ بِيْ وَتَضَرَّعَ بَيْنَ يَدَيَّ

اور وہ بے وطن تھا، اس نے میری رحمت کے مجھ کو واسطے دیے میرے سامنے گڑگڑایا اور خوب رو یا۔

وَعِزَّتِيْ! سَأَلَنِيْ فِي الْمُذْنِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ جَمِيْعًا لَوَهَبْتُهُمْ لِذُلِّ غُرْبَتِهٖ

اگر وہ ساری دنیا کے گنہگاروں کی بخشش کی مجھ سے سفارش کرتا میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار اس کی اس کسمپرسی کی وجہ سے اور فریاد کی وجہ سے جو اتنی عاجزی سے اس نے کی میں دنیا کے سارے گنہگاروں کی مغفرت کر دیتا۔

اللہ اکبر! اللہ! آپ کتنے کریم ہیں! اتنا بڑا گنہگار جسے لوگ بستی سے نکالتے ہیں، اگر وہ موت سے پہلے آپ کے سامنے فریاد کر لیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: اگر ابھی اس نے فریاد کی ساری دنیا کے گنہگاروں کی بخشش کا سوال کرتا میں ساری دنیا کے گنہگاروں کی بخشش کر دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَامُوسٰى! اَنَا كَهْفُ الْغَرِيْبِ وَحَبِيْبُهٗ وَطَبِيْبُهٗ وَرَاحِمُهٗ

(کتاب التوابین ص ۱۹)

جس کا کوئی نہیں ہوتا اس کا میں پناہ گاہ ہوتا ہوں۔ جس کا دوست کوئی نہیں ہوتا اس کا دوست تو میں ہوتا ہوں۔ اور جس کا طبیب کوئی نہیں ہوتا اس کا طبیب میں ہوتا ہوں۔ اور جس کا رحم کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اس پر رحم میں پروردگار کرتا ہوں۔

ہم توبہ کرتے ہیں:

جب اللہ! آپ اتنے کریم ہیں، اتنے مہربان ہیں کہ ایک گنہگار کو اپنے اولیا کے زمرے میں شامل فرما لیتے ہیں، تو ہمیں چاہیے کہ آج کی اس مجلس میں ہم اپنے اللہ سے سچے طور پر اپنے سارے گناہوں سے معافی مانگیں۔ اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے! قیامت کے دن کی ذلت سے محفوظ فرما دیجیے۔ اللہ! ہم سے تو دو بندوں کے سامنے کی ذلت برداشت نہیں ہوتی، قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے کی ذلت کیسے برداشت ہوگی؟ اللہ! ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

سے تو چند کلو کا وزن نہیں اٹھایا جاتا، قیامت کے دن پہاڑوں کے برابر گناہوں کا وزن ہم کیسے اٹھائیں گے؟ اللہ! ہم سے تو دنیا کی دھوپ کی گرمی برداشت نہیں ہوتی، قیامت کے دن تیری جہنم کی گرمی کہاں برداشت ہوگی؟ اللہ! ہم پہ مہربانی فرمادیجیے۔ ہم انسان ہیں، ہم بھول گئے، خطائیں کر بیٹھے، آج احساس ہوا ہمیں گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے۔ اے اللہ! ہم سچی توبہ کرتے ہیں، ہم آپ سے مانگتے ہیں، اللہ! ہم پر مہربانی فرمادیجیے! اس جگہ سے اٹھنے سے پہلے ہمارے گناہوں کو معاف فرمادیجیے!

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ
عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ﴾ (التغابن: ۱۴)

تین منزلیں
تین رکاوٹیں

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
تاریخ: 10 فروری 2013ء بروز اتوار ۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
آن لائن بیان

www.besturdubooks.wordpress.com

تین منزلیں تین رکاوٹیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ﴾ (التغابن: ۱۴)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

آل اولاد راستے کی رکاوٹ ہیں:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ اے ایمان والو! ﴿اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ﴾ بے شک تمہاری بیویاں اور اولادیں تمہاری دشمن ہیں۔ ﴿فَاحْذَرُوْھُمْ﴾ ان سے بچ کر رہو۔

یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ اولادیں تو ماں باپ کی خیرخواہ ہوتی ہیں اسی طرح بیویاں بھی محبت کرنے والی ہوتی ہیں، تو انہیں یہ کیوں کہا گیا کہ بعض بیویاں یا اولادیں دشمن ہوتی ہیں؟ وجہ یہ ہے کہ جب بھی انسان بیوی کی محبت میں یا اولاد کی محبت میں آ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کو نظرانداز کر دیتا ہے، یا پھر اللہ کے احکام کو توڑ دیتا ہے تو وہ پھر اس کے دوست نہیں ہوتے وہ گویا اس کے دشمن

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف جانے سے روک دے وہ راستے کی رکاوٹ ہے۔

آج کا عنوان:

آج کے دور میں عجیب ترتیب ہے کہ مرد کے پاس مال ہو تو اسے خوش بخت سمجھا جاتا ہے اور عورت کے پاس جمال ہو تو اس کو خوش بخت سمجھتے ہیں۔ مرد کے اخلاق اچھے نہ ہوں، شخصیت اچھی نہ ہو، اس کی زندگی میں جھوٹ سچ کا فرق نہ ہو، کوئی ان باتوں کو نہیں دیکھتا۔ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ملٹی ملینر ہے، یہ لینڈ لارڈ ہے۔ اگر عورت نیک ہے، پردہ دار ہے، خوش اخلاق ہے، سلیقہ شعار ہے ان چیزوں کو بعد میں دیکھتے ہیں، سب سے پہلے اس کی خوبصورتی کو دیکھتے ہیں۔ تو عورت کا حسین ہونا آج کے دور میں بخت بن گیا ہے، حالانکہ نیکوکاری کا ہونا یہ بخت کہلاتا ہے۔

تو ہم اس بات کو سمجھ لیں کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو بظاہر محسوس نہیں ہوتیں، لیکن ہمارے راستے کی رکاوٹ ہوتی ہیں۔ چنانچہ تین منزلوں کی تین رکاوٹیں ہیں۔

① ۔ قبر ہماری منزل اور غفلت اس کی رکاوٹ ہے۔
② ۔ آخرت ہماری منزل اور دنیا اس کی رکاوٹ ہے۔
③ ۔ تعلق باللہ ہماری منزل ہے اور نفس اس کی رکاوٹ ہے۔
ہو سکتا ہے آج کے اس بیان کا عنوان یہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلی بات

قبر ہماری منزل اور غفلت اس کی رکاوٹ ہے

اس حقیقت کو تو ہر شخص جانتا ہے کہ ایک دن اس نے مرنا ہے اور قبر میں جانا ہے۔ کیونکہ

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (العنکبوت: ۵۷)

"ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔"

لیکن عجیب بات ہے کہ ہم اس موت جیسی حقیقت کو بھول جاتے ہیں۔ اور غفلت بھری زندگی گزارتے ہیں۔ یہ غفلت ہماری قبر کی منزل کے لیے ایک رکاوٹ ہے۔

غفلت دوری کا سبب بنتی ہے:

آپ اس بات کا مشاہدہ کر چکے ہوں گے کہ دوست دوست سے ناراض ہوتا ہے کہ تم نے کال کیوں نہیں کی؟ میسج کیوں نہیں کیا؟ کیا مطلب؟ تم نے مجھے یاد کیوں نہیں کیا؟ گویا وہ شکایت کرتا ہے کہ تم نے غفلت کیوں برتی؟

مالک اپنے مزدور سے ناراض ہوتا ہے کہ تم نے فلاں فلاں کام کیوں نہ سمیٹا؟ یعنی غفلت کیوں برتی؟

بیوی اپنے خاوند سے ناراض ہوتی ہے، آپ اتنی دیر سے گھر آتے ہیں، گھر کے کام آپ کو یاد نہیں ہوتے۔ کیا مطلب؟ کہ آپ غفلت برتتے ہیں۔

ماں باپ اولاد سے کہتے ہیں: تمہارے پاس ہمارے پاس بیٹھنے کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت ہی نہیں ہے جتنی قبر سے غافل ہو۔

گویا غفلت ہی ہے جو بنیادی طور پر دوری کا باعث بنتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ﴾ (الاعراف:۲۰۵)

''تم غافلوں میں سے نہ ہو جانا''

اس لیے کہ غافل ہو گے تو مجھ سے دور ہو جاؤ گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موت کو یاد کرنا:

اسی لیے جو شخص اپنی قبر کو یاد رکھتا ہے، وہ دنیا کی مشقتوں میں رہ کر بھی آخرت کی تیاری میں لگا رہتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر انہوں نے یاددہانی کے طور پر لکھوایا ہوا تھا:

﴿كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَا عُمَرُ﴾ (جامع الاحادیث للسیوطی:۲۹۴۲۵)

''اے عمر! بندے کے لیے موت کی نصیحت کافی ہے۔''

انہوں نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ میرے ساتھ ساتھ رہا کریں اور مجھے وقتاً فوقتاً موت کی یاد دلاتے رہا کریں۔ ایک دن آپ نے انہیں فرمایا کہ اب تم کسی اور کام میں لگ جاؤ۔ انہوں نے پوچھا: امیرالمؤمنین! کیا آپ موت کو یاد رکھنے کی ضرورت نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کیا، جس کے چند بال سفید تھے اور فرمایا: یہ سفید بال موت کی یاد دلانے کے لیے اب کافی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ رضی اللہ عنہم موت کو یاد کرتے تھے:

صحابہ رضی اللہ عنہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ وہ حیلے بہانے سے موت کا تذکرہ چھیڑتے رہتے تھے، اور موت کو یاد رکھتے تھے۔

ایک دفعہ ایک جنازہ جا رہا تھا اور لوگ بھی پیچھے چل رہے تھے تو کسی شخص نے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ تمہارا جنازہ ہے۔ تو پوچھنے والا ذرا حیران ہوا۔ صحابی فرمانے لگے: اچھا! اگر آپ ناراض ہوتے ہیں تو یہ میرا جنازہ ہے۔ وہ اور زیادہ حیران ہوا۔ پھر آپ نے اس کو بات سمجھائی کہ اے دوست! جس نے جانا تھا وہ تو دنیا سے چلا گیا، اب یا تمہارا جنازہ اٹھے گا یا میرا جنازہ اٹھے گا۔

تو معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم موت کو بکثرت یاد کرتے تھے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ)) [بخاری، حدیث: ۶۴۱۶]

"تم دنیا میں ایسے زندگی گزارو جیسے کوئی پردیسی ہوتا ہے یا راستے میں چلتا ہوا مسافر ہوتا ہے۔"

ہمارا یہ تجربہ ہے کہ پردیسی کو پردیس میں اپنا وطن یاد آتا ہے۔ راستے میں چلتا ہوا مسافر اپنے بیوی بچوں کو گھر کو یاد کرتا ہے۔ تو نبی علیہ السلام کے فرمانے کا مقصد یہی تھا کہ تم دنیا میں زندگی تو گزارو مگر آخرت والے گھر کو بھولو نہیں۔ تم اس دنیا کے محلات میں زندگی گزارتے ہوئے قبر کی کال کوٹھڑی کو مت بھول جانا۔ ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں جتنے بھی مزے اٹھالیں، ایک دن تو آخر دنیا سے جانا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ

(ابن ماجہ، حدیث: ۴۲۵۸)

''لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو یاد کیا کرو''

مرتے مرتے بچنا اور بچتے بچتے مرنا:

چنانچہ ایک بزرگ تھے۔ ان کے سامنے کسی نے تذکرہ کیا، حضرت! فلاں بندہ تو مرتے مرتے بچا ہے۔ وہ مسکرا کر کہنے لگے: وہ مرتے مرتے کیا بچا ہے وہ بچتے بچتے مرے گا۔ بالآخر تو بندے نے مرنا ہی ہے۔ اب جب غفلت آجاتی ہے تو پھر انسان کو موت بھول جاتی ہے۔

غفلت کی چند صورتیں:

غفلت کی چند صورتیں ہیں۔

❁ ایک صورت یہ ہے کہ موت سے بے پرواہی ہو۔ جیسے آج انسان کی زندگی کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر ظاہری طور پر مال و دولت، کھانا پینا ہے، کاریں ہیں، بہاریں ہیں، رونق بنی ہوئی ہے تو وہ سمجھتا ہے میری زندگی بہت اچھی گزر رہی ہے۔

چنانچہ ایک دفعہ میں نے کسی شخص سے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ تو کہنے لگا: جو گزر جائے واہ واہ ہے۔ حالانکہ اس شخص کی پورے دن میں پانچ نمازیں بھی نہیں ہوتی تھیں، مگر غفلت اتنی تھی کہ کہنے لگا: جو گزر جائے واہ واہ ہے۔ یہ صرف

ان لوگوں کی بات نہیں جو پکے دنیا دار ہیں، دیندار لوگ بھی اس بے پرواہی میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ عرفات کے میدان میں ایک حاجی صاحب تھے، ان سے کسی نے پوچھا: جی! آپ کی عمر کیا ہے؟ ماشاء اللہ! فرمانے لگے: ظاہر میں عمر تو بہتر سال ہے، مگر میرا دل ستائیس سال سے اوپر نہیں گیا۔ اسی کو تو بے پرواہی کہتے ہیں کہ بہتر سال کی عمر میں بھی ایک انسان ستائیس سال کے نوجوان کی خواہشات دل میں پالے۔

✪ غفلت کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ اعمال میں سستی ہوتی ہے۔ مثلاً: فرض نمازیں قضا ہو گئیں، تلاوت میں سستی ہو گئی، معمولات پورے نہ ہوئے، لیکن انسان کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ میری نیند خوب پوری ہو۔ اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ پرسکون نیند ملے اور ڈٹ کر سوئے۔ ؎

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سائے تلے

✪ اور ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ بعض لوگوں کو شام کا کھانا باہر کھانے کی عادت ہوتی ہے۔ چنانچہ گھنٹوں اسی میں گزر جاتے ہیں، آج اس پوائنٹ پر کھانا کھانا ہے، اس پوائنٹ سے یہ چیز کھانی ہے، اسی چکر میں انسان اتنی دیر تک سوتا ہے کہ اپنی فجر کی نماز بھی قضا کر بیٹھتا ہے۔

تو قبر ہماری منزل ہے، غفلت اس کی رکاوٹ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی موت کو یاد کریں، قبر کو یاد کریں اور اپنے اعمال پہ توجہ دیں، تاکہ اپنے مقصد کو نہ بھولیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسری بات

آخرت ہماری منزل ہے، دنیا اس کی رکاوٹ ہے

دوسرا پوائنٹ ہے کہ

آخرت ہماری منزل ہے اور دنیا کی مصروفیات اس کی رکاوٹ ہیں۔

نبی ﷺ نے بتایا:

((اِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ)) (مسند احمد، حدیث: ۲۷۰۵۴)

''دنیا بہت سرسبز اور میٹھی ہے۔''

جیسے میٹھی چیز کھانے سے جی نہیں بھرتا، یا سرسبز منظر دیکھنے سے انسان کا جی نہیں بھرتا، ایسے ہی دنیا سے بھی جی نہیں بھرتا۔

مشائخ نے فرمایا:

اَلدُّنْيَا سِحْرٌ (البحر المدید: ۱/۱۴۰)

''دنیا جادوگرنی ہے۔''

جب اس کا جادو چل جاتا ہے تو انسان کو آخرت کی یاد ہی نہیں رہتی۔

عقل مند کون؟

ایک مرتبہ کچھ نوجوان نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے:

اے اللہ کے نبی!

مَنْ اَكْيَسُ النَّاسِ وَاَحْزَمُ النَّاسِ؟

''انسانوں میں سب سے زیادہ عقلمند اور سمجھدار کون ہے؟''

www.besturdubooks.wordpress.com

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

أَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ

''جو موت کو کثرت سے یاد کرے۔''

وَأَكْثَرُهُمْ اسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ

''اور جو موت کی تیاری میں لگا رہے۔''

أُولَئِكَ الْأَكْيَاسُ (مجمع الزوائد، حدیث: ۸۲۱۴)

''یہ عقلمند ہیں۔''

نبی ﷺ کے نزدیک عقلمند انسان وہ تھا جو موت کو یاد رکھے اور موت کی تیاری میں لگا رہے۔ اور جو دنیا پر ہی ریجھ کر بیٹھ جائے نبی علیہ السلام کے نزدیک وہ بے عقل انسان ہے۔

غافل انسان کے شب و روز:

آج کے انسان نے اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی کو فقط دنیا ہی کے مقاصد میں لگا دیا ہے۔

......اگر کوئی دکان دار ہے تو وہ اپنی صبح اس نیت سے کرتا ہے کہ آج مجھے اتنے لاکھ کی سیل کرنی ہے۔

......اگر کوئی انڈسٹریلسٹ ہے تو وہ اپنی فیکٹری میں اس نیت سے جاتا ہے کہ آج مجھے اتنے ٹن پروڈکشن دینی ہے۔

......اگر کوئی نوکری پیشہ افسر ہے تو وہ اس نیت سے دفتر میں جاتا ہے کہ آج میرے ٹیبل پر جتنی ڈاک پڑی ہوگی وہ سب میں نے خالی کر دینی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت اگر گھر میں ہے تو اس کا روزانہ کا ایک مقصد ہوتا ہے کہ میں نے گھر کو صاف رکھنا ہے، اچھے کھانے بنانے ہیں، بچوں کو وقت پر اسکول بھیجنا ہے، پھر شام کو ان کا ہوم ورک دیکھنا ہے اور اپنے گھر کے سب لوگوں کو راضی رکھنا ہے۔ اگر گھر کے سب لوگ راضی رہیں، خاوند بھی، ساس سسر بھی، تو وہ سمجھتی ہے کہ بس آج مقصد پورا ہو گیا۔ یہ ہمارے دن کا شیڈول ہے۔

اگر شام کو دیکھیں تو جب سب لوگ کام سے واپس لوٹتے ہیں تو جو بڑی عمر کے لوگ ہوتے ہیں وہ خبریں سنتے ہیں، جو نوجوان ہوتے ہیں وہ انٹرنیٹ پر بیٹھ جاتے ہیں، جو عورتیں ہوتی ہیں تو وہ فون پر اپنی سہیلیوں سے بات کرتی ہیں، رشتے داروں سے بات کرتی ہیں، اگر بچوں کو دیکھو تو وہ آئی پیڈ لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔

اگر رات کا شیڈول دیکھیں تو وہ یہ ہوتا ہے کہ آج ہم نے ڈنر فلاں کے ساتھ کرنا ہے، آج والدین ہمارے گھر آئیں گے، میں بھائی کے گھر جاؤں گا، دوست کے ہاں جاؤں گا۔ فلاں ملاقات ہے۔ تو مقصد یہ کہ کھانا اور اس کے بعد سونا۔

اب سارے دن رات کے شیڈول کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو آپ کو اس میں عبادت کہیں نظر ہی نہیں آئے گی۔

کاش کہ ایک شیڈول یہ بھی ہوتا کہ

آج پانچ نمازیں میں نے تکبیر اولیٰ سے پڑھنی ہیں۔

آج میں نے اپنے دن کی ابتدا قرآن مجید کی تلاوت سے کرنی ہے۔

آج کی رات میں نے تہجد کی نماز باقاعدہ پڑھنی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج دن میں، میں نے کسی بیمار کی تیمارداری کرنی ہے۔

آج کے دن میں، میں نے کسی محتاج کے کام آنا ہے۔

آج مجھے کسی کا دکھ بانٹنا ہے۔

لیکن ہمارے زندگی میں تو یہ شیڈول نظر ہی نہیں آتا۔ تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہماری زندگی کا جو انداز ہے وہ صرف اس طرح سے ہے کہ موجودہ زندگی اچھی گزر جائے۔

دنیا ہی کو جنت بنانے میں مصروف:

اس لیے سچ بات تو یہ ہے کہ آج کا ہر انسان اپنی جنت سجانے میں لگا ہوا ہے۔

..... بیوی میری ایسی ہونی چاہیے۔

..... بچے ایسے ہوں

..... مکان میرا ایسا ہو

..... گاڑی میری ایسی ہو

..... کاروبار ایسا ہو

جو اپنی من پسند ہے، اس کے مطابق وہ اپنے خواب پورے کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہر انسان کے لیے جنت آخرت میں بنائی، ہم اپنی جنت اسی دنیا میں بنانے میں مصروف ہوتے ہیں۔

آخرت کی تیاری کی ضرورت:

ہمارے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اے دوست! جتنا تجھے دنیا میں

www.besturdubooks.wordpress.com

رہنا ہے اتنی دنیا کے لیے کوشش کرے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنی آخرت کے لیے کوشش کرے۔ دنیا کی ہماری زندگی سو پچاس سال ہے اور آخرت کی زندگی کروڑوں، اربوں اور کھربوں سال سے بھی زیادہ ہے، ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہنا ہے۔ تو سوچیے کہ ہمیں آخرت کے لیے کتنی تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔

دنیا کو بھی دین بنالیں:

جب یہ احساس پیدا ہو جائے کہ مجھے آخرت کی تیاری کرنی ہے تو انسان اس دنیا کی ذمہ داریوں کو بھی پورا کرتا ہے، مگر آخرت کو بھی بناتا ہے۔ مثال کے طور پر: دین دار انسان اپنی دنیا کو دین بنالیتا ہے۔ وہ اپنی دکان پر بیٹھا ہوا ہے خرید و فروخت کر رہا ہے، مگر دل میں اپنے اللہ کو یاد کر رہا ہے۔ اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (النور: ۳۷)

''میرے وہ پیارے بندے جن کو خرید و فروخت میری یاد سے غافل ہی نہیں کرتی''

یہ وہ عقل مند انسان ہے جس نے دنیا کو بھی دین بنا لیا۔ اور جب انسان آخرت سے غافل ہوتا ہے تو اپنے دین کو بھی دنیا بنا بیٹھتا ہے۔ مثال کے طور پر: نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا اور نماز کے دوران بھی اس کو اپنی دکان کے کاروبار کا خیال رہا تو نماز بھی دنیا بن گئی۔

ہمارے اکابر اپنے وقت کا استعمال اتنے محتاط ہو کر کرتے تھے جس طرح کنجوس انسان اپنے پیسے کو بڑا محتاط استعمال کرتا ہے، مگر زندگی کی ترتیب ایسی ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم پر اس وقت دنیا خوب غالب ہے۔ چنانچہ سارا دن ہم دکان کے اندر ہوتے ہیں اور جب رات آتی ہے تو دکان ہمارے اندر ہوتی ہے۔ یعنی رات کے وقت بھی ہمارے ذہن میں دکان ہی کے خیال ہوتے ہیں۔ انہی خیالوں میں سوتے ہیں، انہی خیالوں میں جاگتے ہیں۔

”سبحان اللہ“ کہنے پر جنت کا وسیع پلاٹ:

اللہ رب العزت نے ہمارے لیے اس وقت جنت کو سیل پر لگایا ہوا ہے۔ وہ بہت Discounted Rate (رعائتی قیمت) پر دستیاب ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ ”سبحان اللہ“ پڑھتا ہے تو عربی نسل کا گھوڑا اگر ستر سال تک دوڑتا رہے تو تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو۔ عربی نسل کا گھوڑا فرض کیجئے کہ پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا ہے، تو ایک دن میں یعنی چوبیس گھنٹے میں اس نے بارہ سو میل کا فاصلہ طے کر لیا۔ اور اگر ہم ایک مہینے میں دیکھیں تو اس نے چھتیس ہزار میل کا فاصلہ طے کر لیا۔ زمین کا Circumference (محیط) چوبیس ہزار میل ہے اور زمین ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے اور چوبیس گھنٹے میں اس کا چکر پورا ہو جاتا ہے۔ تو اگر اس کا محیط چوبیس ہزار میل ہے تو گھوڑے نے ایک مہینے میں چھتیس ہزار میل کا سفر کیا تھا، گویا اس نے ایک مہینے میں ڈیڑھ زمین کے برابر فاصلہ طے کر لیا۔ تو ایک سال کے اندر اس نے اٹھارہ زمینوں کے برابر فاصلہ طے کر لیا اور اگر ستر سال ہوں تو بارہ سو ساٹھ زمینوں کے برابر فاصلہ بنتا ہے۔ گویا ایک مرتبہ ”سبحان اللہ“ کہنے پر جنت میں اتنا بڑا رقبہ ملے گا، جو ہماری زمین جیسی بارہ سو ساٹھ

www.besturdubooks.wordpress.com

زمینوں کے برابر ہوگا۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ انسان حرم شریف کے اندر جو عمل کرتا ہے تو ایک پر ایک لاکھ کا اجر ملتا ہے، تو حرم میں اگر ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہا تو بارہ سو ساٹھ کو ایک لاکھ سے ضرب دے دیں۔ تو پھر ایک سو چھبیس ملین زمینیں بنتی ہیں۔ اب ذرا سوچیے کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے پر اگر ۱۲۶ ملین زمینوں کے برابر جنت میں رقبہ ملتا ہے تو یہ کتنا سستا پلاٹ ہے! دنیا میں تو ساری زندگی محنت کرکے ہم چند مرلے کا رقبہ نہیں خرید سکتے اور ایک مرتبہ سبحان اللہ حرم میں جا کر کہو تو ۱۲۶ زمینوں کے برابر رقبہ ہے۔ واقعی سچ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو آج سیل پر لگایا ہوا ہے۔ ہم نے اسی دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کرنی ہے۔

جنت کے محل کی کوالٹی، دنیا کے اعمال کے بقدر:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ جنت ایک کھلا میدان ہے، (المعجم الکبیر: ۱۰/۱۷۳) ہر انسان جیسے اعمال کرتا ہے، ویسے ہی اس کا گھر بنایا جاتا ہے۔ کم کوالٹی کے اعمال ہوں گے تو وہاں کا گھر بھی کم کوالٹی کا ہوگا، اور اگر اچھے اعمال ہوں گے تو اس سے بہتر کوالٹی کا ہوگا۔ مثلاً:

بعض لوگوں کے گھر سونے چاندی کی اینٹوں سے بنے ہوں گے۔

بعض لوگوں کے گھر سرخ یاقوت سے بنیں گے۔

اور حدیث پاک میں ہے کہ بعض لوگوں کے گھر بے جوڑ موتی کے بنے ہوں گے۔ سبحان اللہ!

حدیث پاک میں ہے کہ ایک بندے کے فرشتے جنت میں گھر بنا رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں، پھر وہ کام کو روک دیتے ہیں، دوسرے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے کام کیوں روکا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پیچھے سے را میٹیریل (اینٹ گارا) ملنا بند ہو گیا۔ گویا ہمارے نیک اعمال را میٹیریل ہیں اور اس سے ہمارے لیے جنت کا محل بنتا ہے۔

تو ہمیں چاہیے کہ ہم ہر لمحے نیکی کرتے رہیں۔ ہمارے مشائخ نے کہا کہ جو ''دم غافل سو دم کافر'' کہ جو سانس غفلت میں گزر گیا گویا کہ وہ سانس کفر کی حالت میں گزر گیا۔ ایک سانس کی دیر بھی تم اللہ سے غافل نہ رہو۔

سب سے چھوٹی جنت کی وسعت:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ زمین وآسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے، اس کو دنیا کہتے ہیں، تو آخری جنتی کو اس دنیا سے دس گنا بڑی جنت ملے گی۔ (صحیح ابن حبان، حدیث: ۷۴۲۹) آپ سوچیے کہ آج جو سائنسدان ستاروں کے بارے میں تحقیقات کر رہے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ کھرب ہا کھرب Stars (ستارے) اور Galaxies (کہکشائیں) ہیں۔ اللہ اکبر! کتنی بڑی کائنات ہے اور اس کائنات سے دس گنا بڑی جنت آخری جنتی کو ملے گی۔ تو سوچنے کی بات ہے کہ پھر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی جنت کا کیا عالم ہو گا!؟ اللہ اکبر کبیرا! یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم واقعی دنیا کی مشغولیتوں میں الجھ کر اپنی آخرت کو برباد کر رہے ہیں۔

اکابر کا فرمان:

ہمارے اکابر نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا کام کی جگہ ہے۔

قبر آرام کی جگہ ہے۔

اور جنت عیش کی جگہ ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا کو بنایا کبھی بھی اس کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ (شعب الایمان، حدیث: ۱۰۰۱۸)

دنیا اپنے چاہنے والوں کے ساتھ جہنم میں:

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دنیا کو بلائیں گے اور وہ ایک بڑھیا کی شکل میں پیش کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس بڑھیا کو کہیں گے کہ تم جاؤ جہنم میں۔ جب بڑھیا کو جہنم میں جانے کا حکم ہوگا تو وہ کہے گی: اے اللہ! آپ کے محبوب ﷺ نے فرمایا تھا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

''انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔''

تو میرے چاہنے والے تو بہت ہیں، ان کو بھی میرے ساتھ بھیجیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جتنے لوگوں کے دل میں دنیا کی محبت تھی، جو دنیا کو پوجتے تھے، دنیا کو چاہتے تھے، دنیا کو مقدم کرتے تھے، دنیا ان کا مقصد زندگی تھی، وہ بھی تمہارے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔ چنانچہ جس کے دل میں دنیا کی ذرا سی بھی محبت ہوگی، اس بندے کو اس دنیا کے ساتھ جہنم کے اندر پھینک دیا جائے گا۔

اب تو گھبرا کر یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسری بات

تعلق باللہ ہماری منزل، نفس اس کی رکاوٹ ہے

اور تیسری یادداشت یہ ہے کہ

اللہ رب العزت سے تعلق جوڑنا، ان کا قرب پانا، ان کو راضی کرنا، یہ ہماری منزل ہے اور نفس اس کی رکاوٹ ہے۔

نفس پرستی، خدا پرستی نہیں:

آپ نے الفاظ سنے ہوں گے، زر پرستی، زن پرستی، خواہش پرستی، یہ سب کی سب بت پرستی کی اقسام ہیں، خدا پرستی کچھ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ﴾ (الفرقان: ۴۳)

”کیا دیکھا آپ نے اس کو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا؟“

یعنی رب معبود نہیں رہا، خواہش معبود بن گئی۔ اور ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ نفس کی پرستش کی گئی ہے۔ کسی بت کو اتنا نہیں پوجا گیا جتنا نفس کو پوجا گیا۔

اللہ تک پہنچنے کے لیے نفس پر قدم رکھنا پڑتا ہے:

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں اللہ رب العزت کا دیدار کیا۔ تو میں نے پوچھا: اے اللہ! میں آپ تک آنا چاہتا ہوں، کیسے آؤں؟

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ (روح البیان: ۱/۱۰۱)

''اپنے نفس کو چھوڑ دے اور میرے تک آجا''

اسی لیے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جنت دو قدم ہے۔

کسی نے پوچھا: حضرت! کیا مطلب کہ جنت دو قدم ہے؟

فرمایا کہ تو پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ دے تیرا دوسرا قدم جنت میں جائے گا۔

مرد و عورت کا نفسانی تعلق:

آج نفس کی پوجا اتنی زیادہ ہے کہ اس وقت غیر محرم کا فتنہ اپنی کلائمکس پر ہے۔ ویسے بھی حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''میں نے اپنے بعد امت کے مردوں کے لیے عورت سے بڑا فتنہ کوئی نہیں چھوڑا۔'' (بخاری، حدیث: ۵۰۹۶)

تو مردوں کے لیے عورت کا فتنہ، عورتوں کے لیے غیر محرم مرد کا فتنہ۔ قرآن مجید کی آیت اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ فرمایا:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾ (آل عمران: ۱۴)

''ہم نے مزین کر دیا انسانوں کے لیے شہوات کی محبت کو جیسے عورتیں۔''

شیطان عورت کے دل میں ڈالتا ہے کہ تم بن سنور کر باہر نکلو اور مردوں کے دل میں ڈالتا ہے کہ ذرا اس حسن کے پیکر کو دیکھو۔ تو یوں ایک نفسانی اور شیطانی تعلق جڑتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نفسانی تعلق کی ابتدا:

اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ ہر نوجوان لڑکے اور لڑکی کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ مجھے شادی کے لیے بہترین ہم سفر ڈھونڈنا ہے۔ اور اس ہم سفر کی تلاش میں وہ غیر محرم سے باتیں کرتا ہے، غیر محرم لڑکیاں لڑکوں سے باتیں کرتی ہیں، کلاس فیلوز سے باتیں کرتی ہیں، کبھی کبھی نیٹ پر آپس میں ایک دوسرے سے رابطہ ہوتے ہے، کبھی فون پر رابطہ ہوتا ہے۔ تو یوں زندگی کی ترتیب ایک دوسری طرف چلی جاتی ہے کہ بس تعلیم پانی ہے..... نوکری کرنی ہے..... بزنس کرنا ہے اور بزنس کے بعد ایک تعلق جوڑنا ہے۔ اس تعلق میں نوجوان اتنا آگے بڑھ جاتے ہیں کہ راتوں کو سونا بھی ان کو یاد نہیں ہوتا۔ ایک دوسرے کے ساتھ سکائپ پر باتیں ہو رہی ہیں، حتیٰ کہ اس کی انتہا یہ کہ لڑکا نفلیں پڑھ رہا ہے کہ لڑکی اس سے بات کرنا شروع کر دے۔ لڑکی تہجد پڑھ رہی ہے کہ لڑکا مجھ سے بات کرنا شروع کر دے، حالانکہ دونوں غیر محرم ہیں۔ اب ذرا غور کیجیے کہ عبادت کر کے گناہ کی دعائیں مانگنا یہ تو انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

بیویوں سے زنا:

اس لیے حدیث مبارکہ میں ہے کہ قرب قیامت میں لوگ اپنی بیویوں سے زنا کریں گے۔ یہ حدیث مبارکہ ہم نے شروع میں پڑھی تو بہت حیرت ہوئی کہ بیوی سے زنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ پھر استاد نے سمجھایا کہ اس طرح ہو گا کہ میاں بیوی کے درمیان تکرار بہت ہو گا، بحث مباحثہ بہت ہوگا، بات بات پر ایک دوسرے کے ساتھ گرما گرمی ہو گی، تو نتیجہ یہ ہو گا کہ کئی مرتبہ مرد کنایہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

طلاق دے گا۔ کنایہ میں طلاق کا مطلب یہ کہ بھئی! ظاہر میں طلاق کا لفظ تو نہیں بولے گا مگر کہے گا: اچھا! اچھا! جا مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ تو اس قسم کی گفتگو کرنا یہ کنایہ میں طلاق کہلاتی ہے۔ اب مردوں کو چاہیے کہ وہ طلاق کے مسائل سیکھیں۔ اگر انہوں نے نکاح کیا ہے تو نکاح کو باقی رکھنے کے طریقے اور مسائل ان کو معلوم ہونے چاہئیں اور ایسا کوئی لفظ نہیں کہنا چاہیے کہ جس سے طلاق کا اشارہ ملتا ہو، مگر مسائل کا پتہ ہوتا نہیں، ایسی باتیں کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے کنائے میں طلاق ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی اکٹھے رہ رہے ہوتے ہیں۔ تو ظاہر میں تو وہ میاں بیوی ہیں، مگر ان کے نامہ اعمال میں زنا کا گناہ لکھا جا رہا ہوتا ہے۔

یا مثال کے طور پر عورت نے کوئی کفریہ کلمہ بولا۔ چنانچہ کلمات کفر بھی ہمیں معلوم ہونے چاہئیں تا کہ پتہ ہو کہ یہ کلمات کبھی زبان سے نہیں نکالنے۔ ''مالا بد منہ'' میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ دو بندے بات کر رہے تھے اور بات کرتے کرتے ایک نے کہا: یار! یہ تو شریعت کا حکم ہے اور دوسرے نے کہہ دیا: ''رکھو پرے شریعت کو'' فَقَدْ كَفَرَ جس نے یہ کہا کہ شریعت کو ایک طرف رکھو، یہ الفاظ کہنے والا بندہ کافر ہو گیا۔ اب اگر یہ کفر کا کلمہ بول دیا تو نکاح تو ٹوٹ گیا۔ ظاہر میں میاں بیوی بن کر رہ رہے ہیں، مگر کفریہ کلمہ بولنے کی وجہ سے ان کے نامہ اعمال میں بیوی سے زنا کا گناہ لکھا جا رہا ہے۔

خلوت کے گناہ، سب نفسانی گناہ ہیں:

آج کل نفس پرستی اتنی بڑھتی جا رہی ہے کہ خلوت کے گناہ بہت زیادہ ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گئے ہیں۔ چنانچہ سیل فون ہے تو سب لوگوں سے ہٹ کر تنہائی میں غیر محرم سے بات کریں گے۔ انٹرنیٹ ہے تو کمرے بند کرکے دوسروں سے ماتھو رابطے کریں گے۔ انٹرنیٹ کے اوپر غلیظ قسم کی صورتیں دیکھیں گے تو جب خلوت کے یہ گناہ زیادہ ہوتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا ڈر دل میں نہیں ہوتا، صرف مخلوق کا ڈر ہوتا ہے۔

زانی.....دل کا کالا:

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھیں گے، ان میں ایک زانی ہوگا اور دوسری بے پردہ عورت ہو گی۔ (کنز العمال، حدیث: ۴۳۸۱۸، ۴۳۸۱۹) وہ عورت جو مردوں کے سامنے آدھا جسم ننگا، آدھا چھپا ہوا، اس حالت میں آتی ہوگی، کبھی سر ننگا، کبھی سینہ ننگا، کبھی بازو ننگے، تو یہ بے پردہ عورت جب قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے چہرے کو ہٹا لیں گے، دیکھنا بھی پسند نہیں فرمائیں گے۔

اور جو بندہ بڑھاپے میں بھی زنا کرتا ہوگا، اس کو بھی دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔ (کنز العمال، حدیث: ۱۳۰۱۸) اب سوچئے کہ یہ ایسا گناہ ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ رب العزت اتنے ناراض ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اللہ اکبر! ؎

دل کالے توں منہ کالا چنگا جے کوئی اس نوں جانے ہو
منہ کالا دل چنگا ہووے تاں دل یار پچھانے ہو

”اس دل کے کالے ہونے سے تو بہتر تھا کہ چہرہ کالا ہو جاتا، منہ کالا ہو، مگر

دل سفید ہو تو یار اس سے محبت کرتا ہے۔‘‘

دیکھو! بلال رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے جاں نثار تھے۔ ظاہری رنگ کیا تھا، مگر اللہ کے ہاں انہوں نے کیا درجہ پایا۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے نفس کی خواہشات کو روکیں اور حکم الٰہی کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔

نفس کو مارنے کے لیے رہبر کی ضرورت:

اس نفس کو قابو کرنے کے لیے کسی رہبر و رہنما کی ضرورت ہوتی ہے، گائیڈ کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج لوگ پوچھتے ہیں کہ جی کسی سے بیعت کا تعلق جوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم تو خود سمجھدار ہیں، ہم اپنی مرضی کی زندگی گزاریں گے۔ بھئی! ایک چھوٹی سی مثال لے لیجیے کہ ہم نے دیکھا کہ جو ورلڈ چیمپئن ٹیم ہوتی ہے، کرکٹ، فٹ بال، ہاکی کی ٹیموں کا ایک کوچ ہوتا ہے۔ اب بتائیں! جو ورلڈ چیمپئن ٹیم ہے، اس کے تو ہر کھلاڑی کو قانون کا پتہ ہے، طریقہ کار کا پتہ ہے، فٹ بال ہی تو کھیلنا ہے، مگر ان کو بھی کوچ کی ضرورت ہے، کیوں؟ اس لیے کہ کوچ ان کو بھی امپروومنٹ بتاتا ہے، سکھاتا ہے، جس سے وہ دوسروں کے مقابلے میں جیت جاتے ہیں۔ اور دوبارہ پھر ورلڈ چیمپئن بن جاتے ہیں۔ تو اگر ماہر قسم کے کھلاڑیوں کو بھی کوچ کی ضرورت ہے تو کیا ایک عام آدمی کو کسی رہبر و رہنما کی ضرورت نہیں، جو ان کو سمجھائے کہ تم اپنے نفس کے مقابلے میں کیسے جیت سکتے ہو؟ ہمارے مشائخ نے فرمایا: ؎

نہنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

مگرمچھ کہتے ہیں Crocodile کو، اژدھا کہتے ہیں Pythen کو اور شیر ز کہتے ہیں Lion کو۔ اگر تم نے ان تینوں کو مار لیا تو تم نے کوئی اتنا بڑا کام نہیں کیا، ہاں! اگر تم نے نفس کو مار دیا تو یہ بڑا کام کیا۔

اور آگے شاعر نے کیا خوبصورت بات کہی ہے! کہتا ہے: ؎

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے
ہزاروں سال سجدے میں جو سر مارا تو کیا مارا

''ایک سجدہ نہ کرنے پر شیطان اللہ کی بارگاہ سے روندا گیا، دھتکار دیا گیا، اب ہزاروں سال جو اس نے سجدے کیے تو کیا فائدہ ہوا؟''

تو معلوم ہوا کہ کوئی رہبر ہو، کوئی رہنما ہو کہ جن کی ہدایات پر انسان زندگی گزارے، اسی کو ''شیخ'' اور اسی کو ''پیر'' کہتے ہیں۔

پیر طریقت، گاڑی کے جی پی ایس سسٹم کی طرح ہے:

آپ آج کل کے دور میں ایک سادہ سی مثال سمجھ لیجیے! جو بھی نئی اچھی گاڑی بن رہی ہے، اس کے اندر ایک جی پی ایس سسٹم ہوتا ہے۔ وہ کیا ہوتا ہے؟ فرض کرو! آپ نے اگر کسی کے گھر جانا ہے، کسی کے دفتر جانا ہے تو اس کا ایڈریس آپ اس کے اندر ڈال دیں تو وہ پھر آپ کو نقشے کے مطابق سڑکوں کے نشانات بتاتا رہے گا، ڈائریکشن دیتا رہے گا اور آپ بالکل آرام سے اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ اس جی پی ایس سسٹم نے گویا آپ کو راستہ دکھایا۔ راستے کو طریقت کہتے ہیں اور دکھانے والے کو پیر کہتے ہیں، گویا آج ہر گاڑی میں پیر طریقت موجود ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تو بھئی! دین کے راستے پر کوئی کہے کہ مجھے پیر طریقت کی ضرورت ہے تو اس میں کون سی انوکھی بات آ گئی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی علیہ السلام نے طریقہ سکھایا، راستہ دکھایا، تابعین کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور تبع تابعین کو تابعین نے اور یہ سلسلہ آج تک چل رہا ہے۔

بغیر پیر کے نفس ذبح نہیں ہوتا:

چنانچہ مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ؎

نفس نتواں کشت الا ظلِ پیر
دامنِ آں نفس کش را سخت گیر

”نفس نہیں کٹتا سوائے پیر کے سائے کے۔ تم اس نفس کے توڑنے والے کے دامن کو سختی سے پکڑ لو۔“

اور مولانا روم رحمہ اللہ نے ایک دوسرا بڑا خوب صورت شعر کہا ہے: ؎

پیر باشد نردبانِ آسمان
تیر پراں از کہ گردد از کماں

”پیر آسمان تک چڑھنے کے لیے یعنی روحانی طور پر بلندی حاصل کرنے کے لیے ایک سیڑھی کے مانند ہوتا ہے۔ جو تیر کسی کمان سے نکلتا ہے وہ ٹھیک نشانے پر لگتا ہے۔“

کمان کے بغیر پھینکا ہوا تیر نشانے پر نہیں لگتا۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی خود چاہے کہ میں اللہ کی رضا کو حاصل کر لوں تو اس کے لیے مشکل ہے۔ ہاں! جو اس راستے پر چلا ہو، جس نے اس راستے کی اونچ نیچ کو دیکھا ہو، کسی اللہ والے سے سیکھا ہو، اگر اس کی ہدایات ساتھ ہوں تو پھر انسان آسانی سے اللہ کو راضی کرنے

والا بن جاتا ہے، ورنہ تو عبادتیں کرنے کے باوجود بھی انسان کا نفس سیدھا نہیں ہوتا۔

جاگ بنا دودھ جمدے نہ باہو:

ہمارے علاقے میں ایک بزرگ گزرے ہیں، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کا عجیب عارفانہ کلام ہے۔ سنیے! فرماتے ہیں: ؎

تسبیح پھری تے دل نہ پھریا
تے کی لینا تسبیح پڑھ کے ہو

"یعنی تسبیح تو تم نے پھیر لی، لیکن تمہارا اگر دل نہیں پھرا تو ایسے تسبیح پھیرنے کا کیا فائدہ؟" ؎

علم نوں پڑھیا تے ادب نہ سکھیا
تے کی لینا علم نوں پڑھ کے ہو

"اور اگر علم ہم نے پڑھ لیا، مگر ہم نے ادب نہیں سیکھا تو پھر علم پڑھنے کا ہمیں کیا فائدہ ملا؟"

چونکہ باادب بانصیب ہوتا ہے، بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں: ؎

چلہ کٹیا تے کجھ نہ کھٹیا
تے کی لینا چلے کر کے ہو

"اگر ہم نے چلہ کاٹا، مگر اس سے ہم نے کچھ حاصل نہ کیا تو چلے میں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہوا؟"

ہمارے اخلاق نہ بدلے، عادات نہ بدلیں، ہمارا غصہ کم نہ ہوا، ہمارے

www.besturdubooks.wordpress.com

اندر تحمل مزاجی نہ آئی تو اپنا چلہ کاٹ کر ہمیں کیا حاصل ہوا؟ ؎

جاگ بنا دودھ جمدے نہ باہو
بھانویں لال ہوون کڑھ کڑھ کے ہو

”بغیر جاگ دودھ نہیں جمتا چاہے اسے ابال ابال کر سرخ کرلیں“

ہمارے بچپن کے زمانے میں دکاندار جو دہی بناتے تھے تو اس کا طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ پہلے وہ دودھ کو خوب اچھی طرح گرم کرتے تھے، اور جب وہ اچھی طرح گرم ہو جاتا، بالائی آ جاتی تو پھر وہ اس کے اندر تھوڑی سی دہی یا لسی ڈالتے تھے، جسے ”جاگ“ کہتے ہیں، پھر رات بھر پڑا رہنے سے وہ دودھ دہی بن جاتا تھا۔ تو وہ فرماتے ہیں جاگ ڈالے بغیر دودھ دہی نہیں بنتا چاہے اس کو گرم کرتے کرتے تم سرخ کر بیٹھو۔ ایک مرتبہ دوبارہ یہ کلام سن لیجیے!

تسبیح پھری تے دل نہ پھریا
تے کی لینا تسبیح پڑھ کے ہو
علم پڑھیا تے ادب نہ سکھیا
تے کی لینا علم نوں پڑھ کے ہو
چلہ کٹیا تے کجھ نہ کھٹیا
تے کی لینا چلے کر کے ہو

ان اشعار کا مقصد یہ ہے کہ انسان اکیلا اپنے طور پر جتنی بھی عبادتیں کرلے نفس کے اندر سے انانیت ختم نہیں ہوتی، خود پسندی ختم نہیں ہوتی، تکبر ختم نہیں ہوتا، اس کی ”میں“ کو مٹانے کے لیے کسی رہبر اور رہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فہم عطا فرمائے کہ ہم ان تینوں منزلوں کو اپنی منزل سمجھ لیں اور اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کی رکاوٹوں کو دور کرلیں، اور ہماری اصل منزل تو اللہ رب العزت کی رضا ہے۔ اللہ رب العزت کے سامنے یہ فریاد ہے کہ اللہ! موت سے پہلے ہم سے راضی ہوجانا اور پھر بیشک ہمیں موت عطا کردینا۔ (آمین)

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

(آل عمران: ۱۸۵)

مومن کے چھ غم

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 13 مئی 2012ء بروز اتوار ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن کے چھ غم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دنیا ایک سراب ہے:

یہ دنیا امتحان گاہ ہے، یہ سیرگاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، آرام گاہ نہیں، یہ امتحان گاہ ہے، افسوس کہ ہم نے اسے چراگاہ بنالیا۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)
''اور دنیا کی زندگی دھوکہ کی متاع ہے۔''

یعنی اس دنیا میں انسان کو دھوکے بہت لگتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ دنیا Full of illusion (سراب پرمبنی) ہے۔ سراب کہتے ہیں کہ جب آدمی گرمی کے موسم میں گاڑی چلا رہا ہو تو اسے دوپہر کے وقت سڑک کے اوپر پانی محسوس ہوتا ہے۔ پانی ہوتا تو نہیں، لیکن محسوس ایسے ہوتا ہے جیسے سڑک کے اوپر

www.besturdubooks.wordpress.com

پانی ہے۔ اس کو "سراب" کہتے ہیں۔

اسی طرح اگر دو ٹرینیں برابر میں کھڑی ہوں اور مسافر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں، تو ایک ٹرین بھی چل پڑے تو دوسری ٹرین جو ابھی کھڑی ہے، اس کے بندے یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ٹرین چل پڑی ہے۔ حالانکہ یہ ٹرین کھڑی ہوتی ہے، دوسری ٹرین چل رہی ہوتی ہے۔ اس کو Illusion (سراب) کہتے ہیں کہ حقیقت کچھ ہو اور بندہ کچھ سمجھے۔

دنیا دھوکے کا گھر ہے:

اسی طرح یہ دنیا کی زندگی دھوکے کا گھر ہے۔ اس میں بہت دھوکے ہیں، اور یہ لکھے پڑھے، سمجھدار اور عقل مند لوگوں کو لگتے ہیں۔ دنیا میں ایک بڑا دھوکہ یہ ہے کہ انسان ایمان سے محروم رہے یا اعمال سے محروم رہے۔ ایسی زندگی گزارے کہ موت کے وقت ایمان سے محروم ہو جائے یا پھر قیامت کے دن کوئی گریبان سے پکڑنے والا کھڑا ہو جائے۔ جو آدمی ایسی زندگی گزار کر جائے کہ اس کو قیامت کے دن شرمندگی ہو، وہ گویا دھوکے میں پڑا ہوا شخص ہے۔ آپ اس شرط پر اپنے آپ کو دیکھیے تو پتہ چلے گا کہ ہم میں سے کتنے پڑھے لکھے لوگ ایسے ہیں، جو آخرت کی صحیح معنوں میں تیاری نہیں کر رہے۔ یہ گویا دھوکے میں پڑے ہوئے لوگ ہیں۔ اس لیے فرمایا:

اِعْلَمُوْا اَنَّ الدُّنْيَا دَارُ الْفَنَاءِ وَالْغُرُوْرِ وَالْاٰخِرَةَ دَارُ الْبَقَاءِ وَالسُّرُوْرِ

"اے مومنو! جان لو کہ دنیا کی زندگی دھوکے کا گھر اور فنا ہونے والی ہے، آخرت باقی رہنے والی اور خوشی کا گھر ہے۔ قیامت کے دن اور پل صراط کے اوپر جب گزرنا ہوگا تو اس دن کی شرمندگی کو یاد رکھو!"

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ عقلمند انسان وہی ہوگا جو اس دنیا میں ایسی زندگی گزارے کہ وہ اپنے رب کے ہر حکم کو پورا کرے، نبی علیہ السلام کی ہر سنت کو پورا کرے، حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر لے۔ تو ہمارا مقصد زندگی اللہ کو راضی کرنا ہے تاکہ قیامت کے دن سرخروئی نصیب ہو۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو آخرت کا غم:

✪ نبی علیہ السلام اس معاملے میں ہمیشہ متفکر رہتے تھے۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام

مُتَوَاصِلُ الْاَحْزَانِ دَائِمُ الْفِكْرِ (شعب الایمان: ۱۵۲/۲)

''مستقل غم زدہ اور فکر مند رہتے تھے۔''

ان کو امت کا غم تھا کہ ان کا آخرت میں کیا بنے گا؟

✪ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو اس امت میں سب سے آگے نکل گئے، ان کے بارے میں حدیث پاک کے الفاظ ہیں:

رَجُلٌ حَزِيْنٌ

''وہ حزن وملال والے انسان تھے۔''

✪ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) (ترمذی، حدیث: ۳۶۸۶)

''میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا''

ان کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے:

كَثِيْرُ الْبُكَاءِ تھے، بہت زیادہ روتے تھے۔

حتیٰ کہ آنسوؤں کے زیادہ بہنے کی وجہ سے ان کے رخساروں پر نشان پڑ

www.besturdubooks.wordpress.com

لگے تھے۔ یہ بات ذرا غور طلب ہے کہ وہ اتنا روئے، اتنا روئے کہ چہرے پر کپیروں کے نشان محسوس ہوتے تھے۔

● حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے تو فرمانے لگے:

يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ! غُرِّيْ غَيْرِيْ [مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۲/۳۱۹]

''اے سونا! اے چاندی! میرے غیر کو دھوکہ دے، میں تیرے دھوکے میں پھنسنے والا نہیں''

کامیاب زندگی کے لیے غم ضروری ہے:

چنانچہ جتنے لوگ اس دنیا میں کامیاب زندگی گزار کر گئے، یہ وہ تھے کہ جو آخرت کے بارے میں فکرمند رہتے تھے اور آخرت کی تیاری میں لگے رہتے تھے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ اگر کسی طالب علم کا امتحان ہو تو آپ دیکھیں گے کہ امتحان سے دو مہینے پہلے مخالف تقاریب میں جانا چھوڑ دے گا، کھیلنا چھوڑ دے گا، ہر وقت پڑھنا اس کا معمول بن جائے گا۔ کم کھانے گا، کم سوئے گا، ملنے کے لیے دوست آئیں گے تو ان کو بھی نا کر دے گا اور ہر وقت کتابوں میں مشغول رہے گا۔ کیوں؟ اس کو پتہ ہے کہ میں نے امتحان میں Appear (شامل) ہونا ہے۔ آج محنت کروں گا تو کل اچھا نتیجہ ملے گا۔ چنانچہ جو اچھی تیاری کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہر مضمون میں A گریڈ لیتے ہیں اور ان کا جی پی اے 9 سے اوپر چلا جاتا ہے۔ آج دنیا میں ہم اگر اسی طرح آخرت کے لیے فکرمند ہوں، اور دن رات کے اوقات کو ضائع کرنے کے بجائے شریعت کے مطابق استعمال کریں تو یقیناً آخرت میں ہماری کامیابی ہوگی۔

مومن کے چھ غم:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مومن کو اس دنیا میں چھ غم ہوتے ہیں۔ چھ غموں کے بغیر کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا، یہ ہر مومن کو ہوں گے۔

پہلا غم

اہل وعیال ذکرِ الٰہی سے غافل نہ کر دیں

سب سے پہلا غم یہ کہ اہل وعیال ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اصل زندگی تو وہی ہے جو اللہ کی یاد میں گزرے ورنہ تو سراسر شرمندگی ہے۔ تو غفلت کا آجانا نیک مومن کے لیے بڑے غم کی بات ہے۔

غفلت کیوں آتی ہے؟

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝﴾ (المنافقون: ۹)

''اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔''

معلوم ہوا کہ اکثر زندگی میں جو غفلت آتی ہے، مال کی وجہ سے آتی ہے یا اولاد کی وجہ سے۔ آپ دیکھیں! کوئی آدمی مال کے لالچ میں حرام کماتا ہے، تاکہ میرا پیسہ زیادہ بڑھ جائے۔ مال کی حرص کی وجہ سے زکوٰۃ نہیں دیتا۔ مال کی حرص کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ بد دیانتی کرتا ہے۔ اور کئی مرتبہ دنیا کے اندر اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

بیوی اور بچوں کے ساتھ عیش کا وقت گزارتا ہے، اور فرائض وواجبات کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ بیوی کو پورا وقت مل جاتا ہے، پانچ وقت کی نمازوں کے لیے فرصت نہیں ہوتی۔ تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہیں کہیں غفلت میں نہ ڈال دیں۔

ذرا اور تفصیل میں اگر جائیں تو آپ دیکھیں کہ شادی بیاہ پر انسان سنتوں کو بھول جاتا ہے، رسم ورواج سے یاد رہ جاتے ہیں۔ وہ انسانوں کو خوش کرتا ہے، پروردگار کو ناخوش کر لیتا ہے۔ وہ دنیا کے سارے طور طریقے اپنا لیتا ہے، نبی ﷺ کی سنت کو بھول جاتا ہے۔ اسی طرح بعض عورتیں ہیں جن کو پردہ کرنا بوجھ نظر آتا ہے اور پھر خاوند بھی ان کو بے پردگی کی زندگی گزارنے کی اجازت دے دیتے ہیں، یہ دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اکابر، اہلِ خانہ کو شریعت پر چلاتے تھے:

ہمارے اکابر اس معاملے میں بہت زیادہ فکرمند رہتے تھے، خود بھی شریعت پر چلتے تھے، اہل خانہ کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی احتیاط:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرماتے تھے کہ میں بیت المال سے اتنے ہی پیسے لوں گا کہ میری بس ضرورت پوری ہو جائے۔ چنانچہ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی بیوی نے ایک مرتبہ کہا کہ بہت عرصہ ہو گیا کچھ میٹھا کھائے ہوئے، کوئی سویٹ ڈش بنانے کو جی چاہتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہر عام آدمی سویٹ ڈش نہیں کھا سکتا۔ میں چونکہ سب کا ذمہ دار ہوں تو میں تو عام آدمی جیسی زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

کروں گی۔ بیوی کئی دن کچھ نہ بولی، پھر بیوی نے سوچا کہ کیوں نہ میں ماہانہ میں سے کچھ پیسے بچا کر اس میں سے کچھ حلوہ بنا لوں۔ پھر ایک دن آپ گھر آئے تو آپ نے دیکھا کہ گھر میں روٹی کے ساتھ حلوہ بھی بنا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اہلیہ سے پوچھا کہ اس کی چیزیں کہاں سے لیں؟ اس نے کہا کہ جی میں اپنے پیسوں میں سے تھوڑی تھوڑی بچت کرتی رہی تھی کہ میں نے سویٹ ڈش کے پیسے بچا لیے اور آج میں نے یہ ڈش پکا لی۔ آپ نے فرمایا کہ اب ثابت ہو گیا کہ میرا بیت المال سے اتنا پیسہ فالتو آتا ہے، لہٰذا آپ نے بیت المال سے آنے والے پیسے کم کر دیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط:

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتوحات کا کچھ مال آیا۔ بوتلوں کے اندر عطر (خوشبو) تھا۔ آپ کی اہلیہ کہنے لگیں کہ حضرت! آپ اجازت دیں تو یہ میں تقسیم کر دیتی ہوں۔ فرمایا: نہیں، آپ نہ کریں کوئی اور تقسیم کرے۔ پوچھا: کیا آپ کو میرے اوپر اعتماد نہیں کہ میں ٹھیک ٹھیک تقسیم کروں گی؟ فرمایا: یہ بیت المال کا مال ہے، جب آپ اس کو تقسیم کرنے کے لیے بیٹھیں گی تو اس وقت آپ کے ہاتھوں پر جو عطر لگے گا، میں نہیں چاہتا کہ اتنا بھی کچھ حصہ میرے اہل خانہ کو بیت المال سے زیادہ مل جائے۔ (الزہد لاحمد بن حنبل: ص ۱۱۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احتیاط:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملنے کے لیے آئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بھائی علی! کیسے آنا ہوا؟ سرکاری کام ہے یا ذاتی مشورہ ہے۔ انہوں نے کہا: بس میں ذاتی مشورے کے لیے آیا ہوں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے پھونک ماری اور چراغ

www.besturdubooks.wordpress.com

بجھا دیا، ہر طرف اندھیرا ہو گیا۔ علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: بھائی عمر! مہمان پر آنے پر روشنی جلایا کرتے ہیں، روشنی بجھایا نہیں کرتے۔ عمر رضی اللہ عنہ مسکرائے اور کہنے لگے: بھائی علی! آپ نے بالکل صحیح کہا، مگر بات یہ ہے کہ مجھے اور آپ کو زیب نہیں دیتا کہ ہم آپس میں ذاتی گفتگو کرتے رہیں اور بیت المال کے پیسے کا تیل جلتا رہے۔ (حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۲۳)

یہ وہ لوگ تھے جو اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے تھے۔ اس لیے کہ انہیں پتہ تھا کہ ہم نے قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر ہو کر جواب دینا ہے۔

اہل و عیال تمہارے دشمن:

انسان یہ سوچے کہ کہیں اہل و عیال کی طرف سے تو غفلت میں نہیں پڑ رہا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ایک جگہ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ (التغابن: ۱۴)

''بے شک تمہارے پاس تمہاری بیویاں اور تمہاری اولادیں دشمن ہیں''

قرآن میں جوان کے لیے دشمن کا لفظ استعمال کیا، کس لیے؟ اس لیے کہ ان کی محبت میں آ کر تم شریعت کے خلاف کام کرتے ہو، چنانچہ وہ تمہارے دوست نہیں، وہ تمہارے لیے دشمن ہیں۔ جن بیوی بچوں کی وجہ سے انسان جھوٹ بولتا ہے، حرام کماتا ہے، شریعت کے خلاف کام کرتا ہے، یہ بیوی بچے دوست نہیں دشمن ہیں۔ یہ دشمن کا لفظ قرآن مجید میں استعمال کیا۔

بیوی کا پہلا مطالبہ:

اس لیے اہل خانہ کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کو کہیں کہ کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کرنا۔ ہمارے اکابر کی زندگیوں میں یہ بات لکھی ہوئی ملتی ہے کہ جب کسی لڑکی کی شادی ہوتی تھی اور وہ خاوند کے پاس جاتی تھی، شروع میں خاوند بات چیت کی ابتدا کرتا تو وہ اس کی بات غور سے سنتی تھی، جب وہ بات کر لیتا تو بیوی کی طرف سے ہمیشہ ایک بات ہوتی تھی: ''میں آپ کے پاس آئی ہوں، اب آپ مجھے حلال کھلایئے گا، میں روکھی سوکھی کھا کر گزارا کر لوں گی، میں جہنم کی آگ میں نہیں جا سکتی۔'' وہ دلہنیں اپنے خاوندوں سے پہلی رات یہ مطالبہ کرتی تھیں کہ خدا کے لیے گھر میں حرام پیسہ نہ لانا۔ نہ میں حرام کھانا چاہتی ہوں، نہ اپنی اولاد کو آئندہ کھلانا چاہتی ہوں۔ تو وہ عورتیں بھی ایسی تھیں۔

چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم اس اینگل پر دیکھیں کہ کہیں ہم اہل خانہ کی وجہ سے، مال کاروبار کی وجہ سے، نوکری کی وجہ سے، اپنے رب کو ناراض تو نہیں کر رہے۔ تو یہ پہلا غم ہے جو مومن کے دل میں ہوتا ہے۔

دوسرا غم

دنیا، آخرت سے غافل نہ کر دے

دوسری بات کہ دنیا، آخرت سے غافل نہ کر دے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

"یہ دنیا کی زندگی دھوکہ کا گھر ہے"

اور واقعی دنیا کی چمک دمک انسان کو اپنے اندر اتنا متوجہ کر لیتی ہے کہ آخرت کی تیاری کے لیے فرصت ہی نہیں ملتی۔ کتنے لوگ ہیں کاروبار میں تو بہت تیز سمجھدار ہوتے ہیں، پانچ وقت کی نماز کی پابندی نہیں ہوتی۔ ان سے اگر پوچھیں: جی آپ مسجد میں کیوں نہیں آتے؟ جواب ملے گا: کیا کریں؟ بس کاروبار میں مصروفیت اتنی ہوتی ہے ٹائم ہی نہیں ملتا۔

دنیا جادوگرنی ہے:

اس لیے حدیث میں فرمایا گیا:

﴿اِحْذَرُوا الدُّنْيَا فَاِنَّهَا اَسْحَرُ مِنْ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ﴾

(احیاء علوم الدین: ۳/۲۲۳)

"دنیا سے بچو، اس لیے کہ یہ ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادوگرنی ہے"

اور مفسرین نے لکھا:

فَالدُّنْيَا سَحَّارَةٌ غَرَّارَةٌ وَلَا شَكَّ اَنَّهَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْاَحْبَابِ وَبَيْنَ الْعَشَائِرِ وَالْاَصْحَابِ (البحر المدید: ۸/۱۴۰)

"دنیا جادوگرنی اور دھوکہ دینے والی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگوں کے درمیان تفرقہ ڈالتی ہے"

چنانچہ ہاروت اور ماروت جو جادو والے تھے، قرآن مجید میں اس کا تذکرہ ہے۔ مفسرین نے لکھا کہ وہ جادو ایسا جادو تھا جو میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا تھا۔ یہ دنیا ان سے بڑی جادوگرنی ہوئی کہ یہ بندے اور رب کے

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار کے درمیان جدائی ڈال دیتی ہے۔ چنانچہ ہر چیز کا نعم البدل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا بدل کوئی نہیں ہو سکتا۔ جو اللہ سے جدا ہو گیا اب اس کے لیے کوئی بدل نہیں۔ یہ دنیا تو ایسی ہے۔

دنیا بڑی میٹھی ہے:

اس لیے حدیث پاک میں فرمایا:

((اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ)) (صحیح ابن حبان، حدیث: ۳۲۵۲)

''یہ دنیا بڑی سرسبز ہے اور بڑی میٹھی ہے۔''

عام طور پر جب انسان اپنی پسند کی چیز کھائے کہ مجھے وہ ملنا چاہیے، اور مجھے فلاں چاہیے۔ تو پھر ایک کپ کھانے پر جی نہیں بھرتا۔ یہ اور بات ہے کہ انسان سوچے بھئی! زیادہ کھاؤں گا تو گلا خراب ہو جائے، موٹا نہ ہو جاؤں، مگر طبیعت نہیں بھرتی، طبیعت چاہتی ہے کہ ابھی اور کھائی جائے۔ تو فرمایا کہ دنیا میٹھی ہے، جتنی ملتی جائے بندے کا دل اور کو کرتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر کسی آدمی کو مال سے بھری دو وادیاں مل جائیں تو وہ پھر بھی تیسری کی تمنا کرے گا، اس لیے انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی بھرتی ہے، دنیا سے کبھی انسان کا پیٹ نہیں بھرتا۔'' (بخاری۔ حدیث: ۶۴۳۶)

آپ غور کریں! ایک بندہ دکان دار ہے، اس کا اپنا کوئی جنرل اسٹور ہے۔ اس سے آپ کہیں کہ بھئی! مسجد میں آیا کریں، قرآن کا درس ہوتا ہے، حدیث کا درس ہوتا ہے، وہ سنا کریں۔ وہ کہے گا: جی میرے پاس فرصت ہی نہیں ہوتی، ٹائم ہی نہیں ملتا۔ اب اگر اسی بندے کو کہا جائے کہ جناب! ہم آپ کو ایک اور اسٹور بنا کر دیتے ہیں، کیا آپ چلا لیں گے؟ کہے گا: جی میں بالکل وقت نکال

www.besturdubooks.wordpress.com

دوں گا۔ بھئی! اگر دوسرا اسٹور چلانے کے لیے یہ وقت نکال سکتا ہے، تو مسجد میں آکر دروس سننے کے لیے یہ وقت کیوں نہیں نکال سکتا؟! اس سے معلوم ہوا کہ ہم واقعی دنیا کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوتے ہیں۔ جب کہ ضروریات سے بہت زیادہ ہمارے پاس ہوتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم شریعت کی پابندی کریں، مگر ہم آخرت کی تیاری کو چھوڑ دیتے ہیں اور دنیا ہی کے اوپر اتنا خوش ہو کر بیٹھتے ہیں کہ جیسے یہ ہمیشہ ہمیں رہے گی۔ قرآن مجید میں اس لیے تو کہا کہ ایسے گھر بناتے ہیں: ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ﴾ کہ جیسے تم نے ہمیشہ ہمیشہ انہی گھروں میں رہنا ہے۔ حالانکہ یہ تو عارضی گھر ہیں، بالآخر دنیا سے انسان چلا جائے گا۔

پچاسی سالہ بوڑھے کی لمبی امیدیں:

ایک دفعہ ہماری ملاقات ایک بوڑھے سے ہوئی، جس کی عمر پچاسی سال تھی۔ تو اس کو اس عاجز نے کہہ دیا کہ جی اب تو آپ فارغ ہیں نماز کی پابندی کیا کریں۔ تو اس نے اپنے گھٹنے پہ ہاتھ رکھا اور کہا کہ پیر صاحب! دعا کریں، یہ گھٹنے کی درد ٹھیک ہو جائے تو میں نماز شروع کر دوں گا۔ کتنی عجیب بات ہے! یعنی پچاسی سال کی عمر میں بھی جو گھٹنے کی درد کے ٹھیک ہونے کے انتظار میں ہے کہ پھر میں نماز پڑھوں گا، اس کو دھوکہ نہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟

پوتے کی امامت میں نماز شروع کرنے کا عہد:

چنانچہ ایک مرتبہ ایک ریٹائرڈ بیوروکریٹ سے ملاقات ہوئی، وہ سیکرٹری لیول کے آدمی تھے۔ اس ملاقات میں اس عاجز نے کہا اب تو آپ کی

ریٹائرمنٹ ہوگئی، تو آپ اب پانچ وقت کی نماز اور تلاوت وغیرہ کی پابندی کیا کریں۔ انہوں نے اپنے پوتے کو اٹھایا ہوا تھا، جو تقریبا ایک سال کا تھا، جواب میں کہنے لگے: چودھری صاحب! میں نے اپنے دل میں ایک ارادہ کرلیا ہے، عہد کرلیا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا عہد کیا ہے؟ کہنے لگے: عہد یہ کیا ہے کہ میں اپنے اس پوتے کو حافظ بناؤں گا، اور جس دن یہ امامت کروائے گا، میں پانچ وقت کی نماز اس دن سے شروع کردوں گا۔ میں اتنا حیران ہوا، اس کا چہرہ دیکھتا رہا کہ دنیا کے معاملے میں یہ سیکرٹری لیول کا آدمی ہے، اور دین کے معاملے میں اس کی ایسی مت ماری گئی! کیا اس کو یقین ہے کہ یہ بچہ جوان ہوگا؟ کیا اس کو یقین ہے کہ یہ بچہ حافظ بنے گا؟ کیا اس کو یہ اطلاع مل گئی کہ جب پہلی مرتبہ یہ قرآن سنانا شروع کرے گا، اس وقت تک خود سیکرٹری صاحب زندہ رہیں گے؟ تو دھوکہ اسی چیز کو تو کہتے ہیں۔

چہرے کی سنت حج پر موقوف:

کتنے دوست ہمیں ایسے بھی ملتے ہیں جو کہتے ہیں: میں نے نیت کرلی ہے، ان شاء اللہ حج پر جاؤں گا تو میں اس وقت سے چہرے پر سنت سجالوں گا۔ بھئی! حج پر جاؤ گے یا نہیں، کون جانتا ہے؟ اگر سنت سجانی ہے تو آج سے سجاؤ، مگر انسان کو یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ آج کے بجائے کل عمل کروں گا۔ تو یہ دنیا انسان کو آخرت سے غافل کردیتی ہے۔

مسکین بندہ:

چنانچہ ایک بزرگ فرماتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

مِسْكِيْنٌ اِبْنُ آدَمَ لِبَاسُهٗ كَفَنٌ مَرْكَبُهٗ جَنَازَةٌ وَلَدُهٗ يَتِيْمٌ مَنْزِلُهٗ قَبْرٌ

فِرَاشُهٗ تُرَابٌ حَلَالُهَا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا عَذَابٌ

''اے ابن آدم! تو کتنا مسکین ہے کہ

جس کا لباس کفن ہے،

جس کی سواری جنازہ ہے،

جس کے بچے یتیم ہونے والے ہیں،

قبر اس کی منزل ہے،

جس کا بستر مٹی کا بنا ہوا ہے،

حلال ہوگا تو اس کا بھی حساب دینا پڑے گا،

حرام ہوگا تو پکا عذاب ہوگا۔'' اللہ اکبر کبیرا!

تیسرا غم

شیطان اعمال کو باطل نہ کردے

فرماتے تھے کہ مومن کو تیسرا غم یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس کے اعمال کو باطل نہ کردے۔ چنانچہ یہ مستقل ایک فکر ہے کہ ہمارا پکا دشمن جس کا نام شیطان ہے، وہ ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں واضح لفظوں میں فرمایا:

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ (فاطر۔۶)

''شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن ہی بنا کر رکھو۔''

چنانچہ یہ شیطان ہمارے پیچھے پڑا رہتا ہے اور ہمیں اعمال سے محروم کرتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اب ذرا غور کریں کہ یہ اعمال سے کیسے محروم کرتا ہے؟

شیطان کے تین حربے:

یہ بات بہت اچھی طرح ذہن میں بٹھا لیں کہ شیطان کے تین حربے ہیں جن سے وہ انسان کو اعمال سے محروم کرتا ہے۔

پہلا حربہ..... عمل کو موخر کروانا:

شیطان کا پہلا حربہ کہ نیکی کا کام فوراً نہیں کرنے دیتا، موخر کرواتا ہے، دیر کرواتا ہے، تاکہ موقع فوت ہو سکے۔ وہ نیک عمل کرنے کے بارے میں ذہن میں ڈالتا ہے کہ اچھا پھر کر لینا۔ یہ نہیں کہ ابھی کرتا ہوں، بلکہ پھر کر لوں گا۔ میں کل سے نمازی بن جاؤں گا۔ بس میں جب نیا سال شروع ہوگا تو یہ کام شروع کر دوں گا۔ جب حج کروں گا تو اس وقت سے میں توبہ کر لوں گا۔ یہ جو ہے سَوْفَ اَفْعَلُ ''میں آئندہ کروں گا'' اس کے بارے میں فرمایا:

هَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ (مرقۃ محمودیہ: ۲/۳۱۰)

''کل کرنے والے ہلاک ہوں گے۔''

کون جانتا ہے کہ زندگی میں کل آئے گی یا نہیں۔ تو سب سے پہلے تو وہ عمل کو موخر کرواتا ہے، اچھا کل سے یہ شروع کریں گے۔ آپ اگر غور کریں تو واقعی انسان ایسے ہی کرتا ہے۔ کوئی بھی نیکی کا کام ہو، سوچتا ہے، اچھا کل سے شروع کریں گے۔ چہرے پر سنت سجانی ہے..... شادی کے بعد داڑھی رکھوں گا۔ اور اگر نوجوان نیک بھی ہو جائے تو ماں باپ کہتے ہیں: اچھا! رکھنی ہے تو شادی کے بعد بیشک رکھ لینا۔ یہ جو آئندہ کی بات آتی ہے، یہ سوفیصد شیطان کا تسلط ہوتا ہے۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے، کہتے ہیں: اچھا! اگلی تاریخ پر ہم ان

شاء اللہ صدقہ دیں گے۔ یہ شیطان کا دھوکا ہوتا ہے۔

ایک بزرگ نہانے کے لیے بیت الخلاء میں گئے تو وہاں سے انہوں نے اپنی بیوی کو آواز دی۔ ابھی انہوں نے جسم سے پورے کپڑے بھی نہیں اتارے ہوں گے۔ بیوی نے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگے: وہ جو میری فلاں قمیص ہے اس کی جیب میں اتنے پیسے ہیں، وہ اللہ کے راستے میں خرچ کر دو۔ میں اسے صدقے کی نیت کر لی۔ بیوی نے صدقہ کر دیا۔ جب یہ نہا دھو کر آئے تو بیوی نے کہا کہ اتنی بھی کیا جلدی تھی کہ آپ نے غسل خانے سے ہی مجھے پکار کر کہا کہ اس کو صدقہ کر دو؟ فرمانے لگے: میرے دل میں نیت تو آ گئی تھی، بس مجھے یہ ڈر ہوا کہ غسل مکمل ہونے تک میری زندگی باقی ہے یا نہیں، میں نے کہا کہ میرے نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہیے، اسی لیے میں نے اپنے پیسے اسی وقت فقیر کے ہاتھ میں پہنچا دیے۔

تو ہمارے اکابر تو اس طرح فوراً نیکی کرتے تھے، لیکن ہم نیکی کے معاملے میں آج کل، آج کل کرتے رہتے ہیں جس وجہ سے کتنی ہی نیکیوں سے ہم محروم رہ جاتے ہیں۔

دوسرا حربہ...... عمل میں وسوسے ڈالنا:

پھر دوسری بات کہ اگر انسان اعمال کرنے لگ جائے تو شیطان اعمال کے دوران وسوسے ڈالتا ہے۔ اور انسان کو Concentration (یکسوئی) سے عمل نہیں کرنے دیتا۔ اس کو پتہ ہے کہ اگر اس نے یکسوئی کے ساتھ نماز پڑھ لی تو اس کو تو بہت زیادہ ثواب ملے گا، اس پر تو سونے کا بھاؤ لگ جائے گا۔ لہٰذا اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے تاکہ اس کی توجہ ہٹے اور اس کی نماز قیمتی بنے، اور اس

کی نماز کے اوپر لوہے کا ہتھوڑا لگے۔ اور کئی مرتبہ تو اتنے شیطانی وسوسے آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مٹی کے بھاؤ بھی نماز قبول نہیں کرتے۔

اسی طرح کئی دفعہ بندہ تلاوت کرنے بیٹھتا ہے تو شیطانی وساوس کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ آگے پیچھے کوئی ایسی مشکل نہیں ہوتی، جب تلاوت کرنے بیٹھو، یہ بچوں کو بھی بہکائے گا، اور اس وقت خاوند کا بھی فون آ جائے گا اور سہیلیوں کے بھی اسی وقت فون آ جائیں گے، دنیا کے سارے کام اسی وقت آ جاتے ہیں۔ یہ کیا ہوتا ہے؟ اصل میں شیطان لوگوں کے ذہنوں میں بات ڈال رہا ہوتا ہے اور اس کی توجہ بٹ رہا ہوتا ہے، تاکہ یہ یکسوئی سے قرآن مجید کی تلاوت نہ کر سکے۔

تیسرا حربہ..... عمل کو ضائع کروانا:

اگر بندہ صحیح عمل کر بھی لے تو شیطان پھر بھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ اب شیطان تیسرا حملہ یہ کرتا ہے کہ کیے ہوئے عمل کو ضائع کرواتا ہے۔ کیے ہوئے عمل کیسے ضائع ہوتے ہیں؟

..... کیے ہوئے عمل حسد کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ))

(مسند ابی یعلیٰ، حدیث: ۳۶۵۶)

''جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے حسد انسان کی نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے''

اب بتائیں کہ حسد دل میں آ گیا تو کی ہوئی نیکیاں ضائع کروا دیں۔

..... یا کوئی شرکیہ عمل یا بات کروا دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَيَحْبَطَنَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

عَمَلُكَ﴾ (الزمر: ۶۵) کوئی بھی شرکیہ کام کرنے سے پچھلے ساری زندگی کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔

......اسی طرح کسی کی غیبت کروادی۔ غیبت کرنے سے اس بندے کے نیک عمل کسی اور کو دے دیے جاتے ہیں، گویا یہ عمل سے محروم ہو گیا۔

اب بتائیں! ہمارے دل میں کتنوں کے بارے میں حسد ہے...... کتنوں کے بارے میں کینہ ہے..... کتنوں کی ہم غیبت کرتے ہیں.... اور کتنی باتیں ایسی کر جاتے ہیں جو شرکیہ ہوتی ہیں، تو عمل کہاں بچے؟ تو مختلف طریقوں سے شیطان انسان کے عملوں کو ضائع کروا دیتا ہے، اور قیامت کے دن انسان اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے پاس ایک نیکی بھی نہیں ہوگی۔

چوتھا غم

کراماً کاتبین نافرمانی نہ لکھ لیں

چوتھا غم یہ ہوتا ہے کہ کہیں کراماً کاتبین نافرمانی نہ لکھ لیں۔ چنانچہ اہل اللہ کے دل میں ہر وقت یہ فکر ہوتی ہے کہ کوئی عمل ہم سے ایسا نہ ہو جائے کہ فرشتے ہمارا گناہ نامۂ اعمال کے اندر لکھ دے۔ فرمایا:

﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝﴾ (سورۃ الانفطار)

"حالانکہ تم پر کچھ نگران فرشتے (مقرر) ہیں۔ وہ معزز لکھنے والے۔ جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

خوش نصیب لوگ:

اللہ والے کراماً کاتبین کو گناہ لکھنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس امت میں کئی ایسے بھی بزرگ گزرے ہیں کہ جنہیں تیس سال تک گناہ لکھنے والے فرشتوں کو ان کے نامہ اعمال میں گناہ لکھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ ایسی پاک صاف زندگی تھی۔ سبحان اللہ! یہ کیسے خوش نصیب لوگ تھے!

گناہوں سے پاک نامہ اعمال کے لیے دو صفات:

اس کا کیا مطلب؟ کیا وہ فرشتے بن گئے تھے کہ گناہ ہوتا ہی نہیں تھا؟ نہیں! وہ انسان ہی تھے، ہاں! ان کے اندر دو صفتیں تھیں۔ پہلی صفت کہ وہ عام طور پر گناہوں سے بچتے تھے۔ اور دوسری صفت کہ اگر بالفرض کوئی گناہ سرزد بھی ہو جاتا تھا تو وہ توبہ میں دیر نہیں کرتے تھے، فوراً توبہ کرتے تھے، حتیٰ کہ گناہ لکھنے والے فرشتے کے لکھنے سے پہلے وہ گناہ معاف ہو جاتے۔

اب ہم کوتاہی یہ کرتے ہیں کہ اول تو گناہ کر لیتے ہیں اور دوسرا توبہ میں دیر کر دیتے ہیں۔ حالانکہ گناہ لکھنے والا فرشتہ دوپہر تک انتظار کرتا ہے۔ یعنی گناہ کرنے کے بعد چھ سے آٹھ گھنٹے تک گناہ نہیں لکھتا۔ اگر اس دوران اس نے توبہ کر لی تو لکھتا ہی نہیں، مگر توبہ نہ کی تو پھر لکھ لیتا ہے۔ اب ہماری غفلت کی انتہا دیکھو کہ ایک تو گناہ کر لیا اور دوسرا فرشتے کو لکھنے کا موقع بھی دے دیا۔ تو ہم نے ایک نہیں دو کوتاہیاں کیں۔

آیاتِ قرآنی سے کلام:

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت کا قصہ بیان فرمایا۔ اَلْمُتَکَلِّمَۃُ بِالْقُرْآنِ کہ ایک عورت جو ہر بات قرآن سے کرتی تھی۔ ایک عورت ان کو ملی جو ہر بات کو جواب قرآن مجید کی آیت سے دیتی تھی۔ جتنی باتیں انہوں نے اس سے کیں، اس نے ہر بات کے جواب میں قرآن کی آیت پڑھی۔ پھر انہوں نے اس کے بیٹے سے پوچھا کہ تمہاری والدہ کا کیا معاملہ ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میری والدہ قرآن کی حافظ ہیں، حدیث کی عالمہ ہیں، ان کے دل میں قیامت کے دن کا اتنا خوف ہے کہ پچھلے بیس سال سے قرآن کے الفاظ کے سوا کوئی لفظ ان کے منہ سے نہیں نکلا کہ کہیں قیامت کے دن مجھے اللہ کے سامنے جواب نہ دینا پڑ جائے۔ (المستطرف فی کل فن مستظرف: ۵۵، بحوالہ گرانقدر عبرت ۳۳۳)

ہماری کوتاہی:

اب سوچیں کہ اگر ایسی عورتیں قیامت کے دن کھڑی ہوں گی کہ جن بیس بیس سال تک قرآن کے سوا کوئی لفظ جن کی زبان سے نہیں نکلا، وہاں ہم بھی کھڑے ہوں گے، ہر وقت ٹر ٹر کرنے والے۔ اس کی بات چلی تو منٹوں گھنٹوں لگا دیئے، اس کی بات ہوئی تو دو باتیں بول دیں، پھر بتائیں! قیامت کے دن ہمارا کیا بنے گا؟ آج تو کسی کو برا کہہ دینا آسان ہے، جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کھڑا کر کے پوچھیں گے: بتاؤ! تم نے فلاں کو ذلیل کیوں کہا تھا؟ بتاؤ! تم نے فلاں کو کمینہ کیوں کہا تھا؟ بتاؤ! تم نے فلاں کو بے ایمان کیوں کہا تھا؟ یہ ثابت کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بتائیں! اس وقت ہمارا کیا حال ہوگا؟ جب کہ اس دن انبیاء بھی گھبرائے ہوں گے۔

تو واقعی ہم اس سلسلے میں بہت کوتاہی کرتے ہیں کہ ہم گناہ بھی کر بیٹھتے ہیں اور کراماً کاتبین کو لکھنے کا موقعہ بھی دے دیتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اوّل اللہ سے حفاظت مانگیں کہ ہم گناہ ہی نہ کریں اور دوسرا اگر گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ﴾ (النساء:۱۷)

جہالت کی وجہ سے وہ ایسا عمل کر تو بیٹھتے ہیں، مگر فوراً توبہ کر کے اپنے اللہ کو منا لیتے ہیں۔

پانچواں غم

موت غفلت میں نہ آجائے

پانچواں غم جو مومن کو اس دنیا میں ہوتا ہے، وہ یہ کہ ملک الموت کہیں غفلت میں نہ پکڑ لے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم غافل ہوں اور اچانک ملک الموت ہماری روح نکالنے کے لیے آجائے۔ چنانچہ ہمارے اکابر ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ فرماتے تھے:

"جو دم غافل سو دم کافر"

جو سانس غفلت میں گزر گیا گویا کہ وہ سانس کفر کی حالت میں گزر گیا۔

تو ایک لمحہ بھی انسان اللہ سے غافل نہ ہو۔ کتنے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کو

www.besturdubooks.wordpress.com

اچانک موت آ جاتی ہے۔ انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا کہ ہمیں اتنی جلدی موت آ جائے گی، لیکن اللہ کی طرف سے لکھا ہوا ہی ایسے ہوتا ہے۔ آج غور کریں! ایکسیڈنٹ میں کتنے لوگ مر جاتے ہیں، کتنے لوگ ہیں کہ ہارٹ اٹیک ہوا اور اسی وقت فوت ہو گئے، برین ہیمبرج ہوا، درد میں تڑپے تو سب کی فرصت ہی نہیں ملی۔ موت کب آنی ہے یہ انسان نہیں جانتا۔

موت کا وقت متعین ہے:

کراچی میں ایک آدمی پانچویں منزل پر بجلی کی تار کا کام کر رہا تھا۔ پاؤں جو پھسلا تو وہ پانچویں منزل سے نیچے زمین پر آ گرا، مگر اللہ کی شان دیکھیں! نہ اس کو زخم آیا، نہ اس کی ہڈی ٹوٹی، نہ کوئی اور ایسا مسئلہ ہوا۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے کسی نے اس کو ہاتھوں پہ لے کر زمین پر لٹا دیا۔ اب وہ بڑا خوش، گھر والے بھی بڑے خوش، لوگ آ کر مبارکباد دینے لگے۔ دو دن گزرے کہ اس کے دو دوست اس سے ملاقات کرنے کے لیے آئے، انہوں نے بھی مبارکباد دی اور کہا کہ یار! تمہیں اللہ نے نئی زندگی دی ہے، چلو مٹھائی تو کھلاؤ۔ وہ کہنے لگا: میرے گھر کے سامنے ایک سویٹس شاپ ہے، میں ابھی آپ کے لیے وہاں سے تازہ مٹھائی لے کر آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے ڈرائنگ روم سے گھر آیا تا کہ پیسے لے اور دکان پر جائے، تو گھر میں فرش تازہ تازہ دھویا ہوا تھا، جونہی اس نے باہر نکل کر پاؤں رکھا، اس کا پاؤں پھسلا، سر کے بل گرا، اور وہیں اس کی موت آ گئی۔ واہ اللہ تیری قدرت! پانچویں منزل سے زمین پر گرتا ہے، چونکہ وقت نہیں آیا، محفوظ رہتا ہے، اور جب وقت آ گیا تو گیلے فرش کے اوپر پاؤں پھسلتا ہے اور موت آ جاتی ہے۔ تو کس کو پتہ کہ موت کا وقت کب ہے؟ اس لیے ہر وقت انسان موت کے لیے تیار

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے۔

جان کیسے نکلے گی؟

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ عطر کا کام کرتے تھے۔ نوجوان تھے اور غفلت کی زندگی تھی، جیسے عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھا آیا اور آکر ان کی عطر کی شیشیوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ انہوں نے اس سے پوچھا: بابا! کیا دیکھتے ہو؟ اس نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری جان اتنی شیشیوں میں اٹکی ہوئی ہے، یہ جان کیسے نکلے گی؟ ان کو غصہ آیا، کہنے لگے: جیسی آپ کی نکلے گی ویسے میری نکلے گی۔ جب یہ کہا تو بوڑھا وہیں زمین پر لیٹ گیا، چادر اس کے پاس تھی، وہ اوڑھ لی اور کہا: میری تو یوں نکلے گی۔ ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ کلمہ پڑھا۔ جب انہوں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ (حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات: ص ۶۳) یہ واقعہ تھا جس پر انہوں نے توبہ کی اور نیک بنے اور پھر انہوں نے ”تذکرۃ الاولیاء“ جیسی مقبول کتاب لکھی۔

موت کے لمحات، یادِ الٰہی کے ساتھ:

چنانچہ ایک بزرگ تھے، ان کی کچھ کیفیت آخری لمحات والی تھی اور وہ چارپائی پر اللہ سے لو لگائے لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی ایک چھوٹی سی بیٹی تھی، کوئی اڑھائی تین سال کی ہوگی۔ وہ اپنے باپ سے بہت محبت کرتی تھی، کمرے میں آئی اور ابو سے کہنے لگی: ابو! آپ آنکھیں کھولیں! آپ جاگیں! آپ میرے ساتھ کھیلیں! مگر وہ تو خاموش اسی طرح لیٹے رہے۔ انہوں نے کوئی

Responce (توجہ) نہ دیا۔ اب اس پر وہ چھوٹی سی بچی روٹھ گئی۔ اچھا! میں آپ سے نہیں بولتی، اور دوسرے کمرے میں جا کر رونا شروع کر دیا۔ ماں نے دیکھا تو پوچھا: بچی کیوں روتی ہو؟ اس نے کہا: ابو مجھ سے نہیں بولتے، میں ابو سے نہیں بولتی، میں نے کٹی کر دی۔ تو ماں اس کو اٹھا کر لے آئی اور اپنے میاں سے کہنے لگی: دیکھیے! یہ حفصہ آپ سے ناراض ہو گئی، آپ کیوں نہیں آنکھیں کھولتے؟ کیوں نہیں اس سے بات کرتے؟ جب بیوی نے یہ کہا تو خاوند نے آنکھ کھولی اور فرمایا: کون سی حفصہ اور کیسی حفصہ؟ ہم نے تو اپنے یار کو منالیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور ان کی وفات ہو گئی۔ جنہوں نے محبتیں کی ہوتی ہیں، موت کے وقت وہ مخلوق کو کیا پہچانیں؟ پھر تو وہ موت کے وقت یہی کہیں گے: کون سی حفصہ اور کیسی حفصہ؟ ہم نے تو اپنے یار کو منالیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ تو انسان ایسی زندگی گزارے کہ موت کے وقت ایمان کے ساتھ جانے کی سعادت نصیب ہو جائے۔

خاتمہ بالایمان کے لیے دو عمل:

① مسواک کی پابندی:

اب اس کا ایک حل سن لیجیے! وضو کرنے سے پہلے مسواک کرنا سنت مبارکہ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ مسواک کی پابندی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ آخری وقت میں اس کو دو انعام دیتے ہیں۔ پہلا انعام: ملک الموت آتے ہیں اور شیطان کو مار کر اس بندے سے دور بھگا دیتے ہیں کہ یہ آخری وقت میں کہیں خلل نہ ڈال دے۔ اور دوسرا: اس بندے کو بتا دیتے ہیں کہ تمہاری روح قبض کرنے کے لیے آیا ہوں، تاکہ وہ کلمہ پڑھ سکے۔ اب بتائیں کہ مسواک کی سنت

www.besturdubooks.wordpress.com

پر پابندی کرنے پر یہ انعام ملا! ایک تو بدبخت شیطان کو بھگا دیا گیا اور دوسرا کلمہ یاد دلا دیا گیا۔ کاش کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کلمے کے ساتھ اس دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

② اللہ والوں کی صحبت:

اور دوسرا عمل: ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو اللہ والوں کی صحبت میں رہتا ہے، ان سے تعلق جوڑتا ہے تو فرمایا:

لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ

ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

اور محدثین نے لکھا کہ بدبخت وہ ہوتا ہے جو آخری وقت میں ایمان سے محروم ہو جائے۔ آگے حضور ﷺ نے مزید فرمایا کہ اللہ والوں کے ساتھ تعلق رکھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ آخری وقت میں کلمے کی توفیق فرما دیتے ہیں۔

چھٹا غم

اللہ کی خفیہ تدبیر کا ڈر

چھٹا غم جو مومن کو اس دنیا میں ہوتا ہے وہ یہ کہ کہیں کسی عمل پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر انسان کو ایمان سے محروم نہ کر دے۔ اللہ اکبر!

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (القلم: ۴۴)

بعض دفعہ لوگ اگرچہ نیکیاں بھی کر رہے ہوتے ہیں، ہم ان کو آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ اس طرح نیچے اتارتے ہیں کہ ان کو پتہ بھی نہیں چلتا اور وہ نیکیوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا غم ہے جو ہر مومن کے دل میں ہوتا ہے۔ اسی لیے آخری لمحے تک بندہ اپنے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ڈر:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت تھا تو آپ فرماتے تھے: لَا... پھر کہا: لَا... پھر کہا: لَا، موجود لوگوں نے پوچھا کہ حضرت! پورا کلمہ کیوں نہیں پڑھ رہے تھے؟ صرف ''لَا... لَا'' پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اس وقت شیطان میرے سامنے آیا اور کہنے لگا: احمد بن حنبل! تو ایمان بچا کر دنیا سے چلا گیا۔ میں اس کو کہہ رہا تھا: لَا... کہ او بدبخت! ابھی نہیں، جب تک میری آخری سانس ختم نہیں ہو جاتی، میں تیرے فتنے سے امن میں نہیں ہوں۔ اتنا ڈرتے تھے کہ کہیں ایمان سے ہم محروم نہ ہو جائیں، آخری وقت میں کہیں ہم سے ایمان چھین نہ لیا جائے۔

ایمان کی فکر کرنے کی ضرورت:

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرب قیامت میں ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی:

((يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا)) (مسند ابی یعلی، حدیث: ۳۲۶۰)

''صبح اٹھے گا ایمان والا ہوگا، رات سونے کے لیے بستر پر جائے گا ایمان سے خالی ہوگا۔''

اللہ اکبر کبیرا! اللہ کے نیک بندے اپنے انوار و برکات کے ساتھ جس تیزی سے اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں، یہ دنیا اپنے انجام کو پہنچنا چاہتی ہے۔ جن کے دلوں میں احد پہاڑ کے برابر ایمان ہے، وہ اتنے متفکر ہیں کہ جیسے ہر لمحے اپنے مرتد ہونے کا خوف ہو۔ ایسے حال میں ہم جیسے لوگ غفلتوں کی زندگی گزار رہے ہیں، دنیا کی عیش و آرام میں پڑے ہوئے ہیں، جیسے ہمیں تو موت آنی ہی نہیں۔ یہ کتنی بڑی غفلت ہے! اللہ تعالیٰ ہمیں اس دنیا کی حقیقت سمجھنے کی توفیق دے، کہیں ہم بھی دھوکہ کھانے والے نہ بن جائیں اور آخرت کی تیاری سے غفلت برتنے والے نہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دنیا کی امتحان گاہ میں تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب فرمائے۔ اس دن اعلان ہو جائے: فلاں بندہ کامیاب ہو گیا۔ آواز دی جائے گی، فرشتے کہیں گے: فلاں کا بیٹا فلاں کامیاب ہو گیا۔ سعید ہوں گے وہ لوگ، جو بخشے جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے اور دنیا اور دنیا کے ہر قسم کے فتنوں سے اللہ ہمیں محفوظ فرمائے۔ (آمین)

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞

(النحل: ۹۷)

ترتیب خداوندی

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 9 دسمبر 2012ء بروز اتوار ۲۵ محرم ۱۴۳۴ھ

آن لائن بیان

www.besturdubooks.wordpress.com

ترتیب خداوندی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○﴾

(النحل: ۹۷)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

کامیاب زندگی کا قرآنی اصول:

قرآن مجید فرقان حمید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ یہ صداقتوں سے بھری ہوئی کتاب، سچائیوں سے بھری ہوئی کتاب، Ultimate Realities of the universe (کائنات کی صداقتوں) کو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں اکٹھا کر دیا۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی﴾

”جو کوئی بھی نیک اعمال کرے اور وہ ایمان والا ہو“

﴿فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً﴾ (النحل: ۹۷)

"ہم اسے ضرور بالضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔"

یہ ایک اللہ کا بنایا ہوا قانون ہے، اگر ہم کامیاب زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو زندگی میں نیک اعمال کرنا ہوگا۔

زندگی میں پریشانی کیوں؟

آج اگر آپ حالات کو دیکھیں تو ہر انسان اسی کوشش میں ہے کہ میری زندگی سنور جائے، اسی لیے وہ بزنس پر توجہ دیتا ہے، انڈسٹری چلاتا ہے، جاب پر محنت کرتا ہے کہ میرے حالات بہتر ہو جائیں، میری زندگی سنور جائے، لیکن اس کو اپنی روزی کے سلسلے میں پریشانی، گھر بار میں بھی پریشانی، اولاد کی طرف سے بھی پریشانی، دوست احباب کی طرف سے بھی پریشانی، ہر طرف سے پریشانی نظر آتی ہے۔ روزانہ وہ اس نیت سے گھر سے چلتا ہے کہ میں اپنے قرضوں کو اتار دوں گا، اور میں اپنے Objective (مقاصد) کو حاصل کرلوں گا مگر اس کے باوجود اس کے مقاصد پورے نہیں ہوتے، تو سوچنے کی بات ہے کہ آخر اس میں رکاوٹ کہاں ہے؟

ہر چیز کی ترتیب مقرر ہے:

ایک اصول کی بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ چیزوں کی ایک ترتیب ہے۔ مثال کے طور پر: ایک بیج جب زمین میں ڈالا جاتا ہے تو وہ پہلے ایک چھوٹا سا پودا ہوتا ہے، جس کو Seedling کہتے ہیں۔ پھر وہ بڑا ہوتا ہے، حتیٰ کہ اس کے اوپر پتے آتے ہیں، پھر اس کے اوپر پھول آتے ہیں اور وہ پھول آخر میں پھل بن جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ بیج ڈالا جائے اور اس کے اوپر

www.besturdubooks.wordpress.com

صرف پھل لگے، پھل کے لیے اس پوری ترتیب میں سے گزرنا پڑے گا۔ پہلے پودا بنے گا، پھر درخت بنے گا، پتے آئیں گے، پھول آئیں گے اور بالآخر وہ پھول پھل بنے گا۔ تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ایک قانون ہے۔

مثال کے طور پر: اگر کوئی شخص چاہے کہ میرے ہاں اولاد ہو، تو اس کے لیے اس کو نکاح کرنا پڑے گا۔ میاں بیوی اکٹھے رہیں گے تو پھر اللہ ان کو اولاد بھی عطا فرما دیں گے۔ ایک آدمی نے بیج زمین میں ڈالا نہیں اور وہ پھل کا منتظر رہے تو اس کو درخت کا پھل کیسے ملے گا؟ ایک آدمی نے نکاح تو کیا نہیں، اولاد کا منتظر ہے تو اولاد کیسے ہوگی؟ اللہ کی بنائی ہوئی ترتیب کو انسان الٹ نہیں سکتا۔

خوشگوار زندگی کی ترتیب خداوندی:

اللہ رب العزت نے قرآن پاک کی اس آیت میں ایک ترتیب بتائی ہے۔ کہ جو آدمی ایمان والا ہو اور وہ نیک اعمال کرے، ہم اس کی زندگی کو پاکیزہ کر دیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خوشگوار زندگی کے لیے اعمال کو سنوارنا پڑے گا۔ تو اللہ رب العزت کے ہاں ترتیب یہ ہے کہ پہلے اعمال سنورتے ہیں، پھر انسان کے حالات سنورتے ہیں، لیکن اگر آپ غور کریں تو اکثر لوگ اس میں غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں، وہ یہ سوچتے ہیں کہ پہلے ہمارے حالات سنور جائیں، پھر ہم اعمال بھی سنوار لیں گے۔ کسی بندے سے پوچھیں کہ آپ مسجد نہیں آتے، جواب ملے گا: بزنس کے کچھ پرابلم ہیں، ذرا ٹھیک ہو گئے تو میں مسجد آؤں گا۔ یعنی ہم پہلے حالات ٹھیک کرنے کی شرط لگاتے ہیں، بعد میں اعمال کو ٹھیک کرتے ہیں۔ اور یہی ہماری کوتاہی ہے کہ ہم ترتیب کو الٹنا چاہتے ہیں، ہمیشہ پہلے اعمال سنوریں گے، پھر حالات سنوریں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک میں آتا ہے کہ انسان جو اعمال کرتا ہے، فرشتے ان اعمال کو لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان اعمال کو دیکھ کر ان کے مطابق بندے پر حالات بھیجتے ہیں۔

جب کہا میں نے یا اللہ! تو میرا حال دیکھ
حکم آیا میرے بندے! نامہ اعمال دیکھ

انسان کے جیسے اعمال ہوں گے، ویسے اس کے حالات ہوں گے۔ اگر نیک اعمال ہیں تو اللہ تعالیٰ زندگی پرسکون کر دیں گے، اور اگر برے اعمال ہیں تو زندگی سکون سے خالی کر دیں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ترتیب کو ہمیشہ فالو کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمارے بزرگوں نے چار باتیں بتائیں جو لوہے کی لکیر ہیں۔ کالنقش فی الحجر پتھر پہ لکیر کے مانند ہیں۔

پہلی بات

اعمال سنوارنے سے حالات سنور جاتے ہیں

ان میں سے پہلی بات یہ ہے:

”جو انسان اپنے اعمال سنوارتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے حالات کو سنوار دیتے ہیں۔“

حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کی مثال:

اب اس کی مثال اگر آپ نے دیکھنی ہو تو قرآن مجید میں سورۂ یوسف کا مطالعہ کیجیے! حضرت یوسف علیہ السلام کی لڑکپن کی عمر ہے اور وہ اپنے گھر سے ہزاروں

www.besturdubooks.wordpress.com

میل سے بھی زیادہ دور کسی شہر میں پہنچے، جہاں انہیں بیچا گیا اور ایک غلام کی حیثیت سے وہ ایک محل میں خادم بنے۔ ایک ہوتا ہے نوکر، اس کی بھی کوئی حیثیت ہوتی ہے، اس لیے کہ وہ اپنے کام کے پیچھے تنخواہ لیتا ہے۔ لیکن غلام تو محنت کرے، خدمت کرے، اجرت کا بھی حق دار نہیں ہوتا۔ تو وہ غلام تھے۔ اب سوچیے کہ نہ کوئی رشتہ دار پاس ہے، نہ ماں ہے، نہ علم ہے، نہ اس وقت بدن میں طاقت پوری ہے، لڑکپن کی عمر ہے، سمجھ اتنی ہے نہیں، اور وہ ایسے حالات میں آگئے کہ جہاں ایک گھر کے اندر ان کو کام کرنے ہیں۔ اب سوچیے کہ وہاں رہتے ہوئے انہوں نے اپنے والد کی دی ہوئی تعلیمات پر عمل کیا اور اسی حال میں ان کو جوانی آئی، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا﴾ (یوسف: ۲۲)

''جب وہ اپنی بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچے تو ہم نے انہیں علم اور حکمت عطا فرمائی''

اب ان کو اللہ نے نور دیا تو انہوں نے اس نور پر عمل کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وقت کے ساتھ ساتھ ان پر ایک امتحان آیا جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ اور کامیاب ہونے کے بعد پھر ان پر مزید امتحان آیا کہ ان کو جیل بھیج دیا گیا۔ وہ نو سال جیل میں رہے، اس دوران وہاں کے بادشاہ نے خواب دیکھا، جس کی تعبیر اس کے مصاحبین میں کسی کے پاس نہیں تھی۔ اس وقت کے جو امراء اور مشیر تھے ان کو وہ خواب سمجھ ہی نہیں آیا تو اس نے پھر اعلان کر دیا کہ بھئی! کوئی بندہ بتاؤ جو اس خواب کی تعبیر بتائے۔ تو اس طرح کسی نے اسے یوسف علیہ السلام کے بارے میں بتایا۔ اس نے آپ کو بلوایا، آپ نے تعبیر دی کہ سات سال کھیتی اچھی ہوگی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر سات سال قحط آئے گا۔ کھیتی کو بچا کر رکھنا کہ قحط کے زمانے میں لوگ بھوکے نہ مریں۔ اب یہ تعبیر اتنی اچھی تھی کہ بادشاہ کو پسند آئی اور پھر بادشاہ کے دل میں یوسف علیہ السلام کی ایک محبت آ گئی۔ وہ پہچان گیا تھا کہ قصور یوسف علیہ السلام کا نہیں تھا قصور میری بیوی کا ہے۔ اس لیے اس نے اپنی بیوی سے کہا:

﴿إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ﴾ (یوسف: ۲۹)

''تجھے کرتوت یہ تیرا ہی نظر آتا ہے''

تو نے ہی اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ تو بادشاہ کے ذہن میں یہ آیا کہ یوسف علیہ السلام اتنے امین ہیں کہ باوجود اس کے کہ میری بیوی نے گناہ کی دعوت دی، اس نے میری عزت میں بددیانتی نہیں کی۔ تو اس کے ذہن میں خیال آیا کہ اب میں ملک کے خزانے بھی اس کے حوالے کر دوں تو یہ میرے خزانے میں بھی بددیانتی نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس نے یوسف علیہ السلام کو جیل سے نکالا اور کہا:

﴿إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ﴾ (یوسف: ۵۴)

''آج سے ہمارے پاس تمہارا بڑا مرتبہ ہوگا اور تم پہ پورا بھروسا کیا جائے گا''

سبحان اللہ! جو کل غلام تھے، مجرم بن کر جیل میں پڑے ہوئے تھے، آج حالات کی تبدیلی دیکھیے کہ ان کو اللہ تعالیٰ خزانوں کا والی بنا دیتے ہیں۔ اور پھر کوئی اپوزیشن بھی نہیں، بادشاہ نے تسلیم کیا اور لوگوں نے بھی مانا کہ ہم تو آپ کو سمجھ ہی نہیں سکے تھے، اب جس نے اس خواب کو سمجھا وہی ہمیں اس آزمائش میں سے نکالے گا۔ مختصر طور پر وہ وقت کے بادشاہ بن گئے۔ سبحان اللہ! نہ برادری

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، نہ درست ہے، نہ ذلیل ہے، نہ کچھ اور ہے، اللہ تعالیٰ بنا اسباب کے اعمال کے سنورنے پر ان کو وقت کا بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ تو دیکھا! جب اعمال سنوریں گے، اللہ تعالیٰ وہاں حالات کو خود سنواریں گے۔ یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے۔

ترتیب الٹ نہیں سکتی:

اور اگر ہم چاہیں کہ اعمال تو ہم سنواریں نہیں، حالات سنور جائیں، ہم ٹکریں مارتے پھریں گے ہمارے حالات نہیں سنوریں گے۔ کوئی بندہ چٹان سے اگر سر ٹکرائے تو چٹان کو کیا ہونا ہے، سر ہی پھوٹنا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ترتیب کو کیسے الٹ سکتے ہیں؟ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لیے اس بات کو دل میں بٹھانا چاہیے کہ ہمیں پہلے اعمال سنوارنے ہیں، پھر ہمارے حالات خود بخود سنوریں گے۔ اللہ تعالیٰ مغیر الاحوال ہیں، وہ بندے کے حالات سنوار دیں گے۔

دوسری بات

آخرت کو سنوارنے سے دنیا سنور جاتی ہے

دوسری بات کہ

”جو انسان اپنی آخرت سنوارتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کو سنوار دیتے ہیں۔“

یہاں بھی ہم غلطی کرتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ پہلے دنیا سنورے پھر ہم آخرت کو سنواریں گے، مگر اللہ نے جو ترتیب بنائی ہے وہ یہ ہے کہ جو بندہ اپنی آخرت کو سنوارتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کو سنوار دیتے ہیں۔ سبحان اللہ!

اکابر کی مثالیں:

اگر اس کی مثالیں دیکھنی ہیں تو ہمارے بزرگوں کی زندگیوں کو دیکھو۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ۳۶۵ لباس:

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک فقیہ گزرے ہیں۔ ایک شخص ان کو ایک سال کے تین سو پینسٹھ جوڑے کپڑے کے بنا کر ہدیہ کرتا تھا۔ وہ روزانہ نیا سوٹ بدلتے تھے اور پرانا صدقہ کر دیتے تھے۔ اللہ نے ایک شخص کے دل میں ان کی ایسی محبت ڈال دی تھی۔ آج ہے کوئی ایسا نواب؟ ایسا امیر کہ جو سال میں تین سو پینسٹھ سوٹ بدلے؟ کوئی عورت ایسی ہے؟ نہیں ہے۔ تو دیکھو! اللہ اپنے راستے پر محنت کرنے والے بندوں کے لیے دنیا اس طرح ان کے قدموں میں ڈال دیتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہِ وقت پر اثر:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صرف اپنی خانقاہ میں رہتے تھے، مگر ان کے اثرات وقت کے بادشاہ پر اتنے پڑے کہ بالآخر اس نے ان کے کہنے کے مطابق شرک کو ختم کیا، بدعات کو ختم کیا اور ہر جگہ دین کے احکام کو لازم کر دیا۔ اب دیکھیے! نہ سیاست ہے، نہ کسی سے ان کی لڑائی ہے، صرف ایک جگہ پر بیٹھ کر انہوں نے اللہ کو یاد کیا، دعائیں کیں، اللہ نے ان کی وجہ سے پورے ماحول کو بدل کر رکھ دیا۔ تبھی تو ان کو ”مجدد الف ثانی“ کہتے ہیں۔

قبر میں لیٹے شخص کی حکومت:

ایک انگریز انڈیا کی سیر کو آیا تو اجمیر بھی گیا۔ وہاں اس نے حضرت خواجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دیکھا۔ جب واپس اپنے ملک میں گیا تو اس کی بیوی نے پوچھا کہ سناؤ! تم نے وہاں کیا کیا دیکھا؟ اس نے باقی چیزیں بھی بتائیں اور ایک یہ بات بھی بتائی کہ میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھا کہ ایک آدمی زمین کے اندر لیٹا ہوا ہے، مگر لوگوں کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے۔ اس لیے کہ اجمیر شریف کے مزار پر مسلمان بھی جاتے ہیں، ہندو اور سکھ بھی جاتے ہیں۔ وہ حیران اس بات پر تھا کہ یہ بندہ تو قبر میں چلا گیا لیکن آج بھی اس کی اتنی محبت لوگوں کے دلوں میں ہے کہ دن میں سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ وہاں آتے ہیں اور اپنے لیے دعائیں مانگتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی آخرت کو سنوارتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کو سنوار دیتے ہیں۔

حقیقی بادشاہ کون؟

ہارون الرشید کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ کھڑکی سے دیکھ رہا تھا اور نیچے مسجد میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ آ رہے تھے تو دو طلبا ان کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے اور دونوں چاہتے تھے کہ ہم حضرت کے جوتے اٹھائیں۔ چنانچہ جب حضرت نے مسجد کے دروازے پر آ کر جوتے اتارے تو ایک طالب علم نے ایک جوتے کو اٹھایا دوسرے نے دوسرے کو اٹھا لیا۔ اب وہ طلبا سمجھدار تھے، چاہتے تھے کہ ہم جوتے اٹھائیں تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک نے رومال بچھا دیا اور ایک نے ایک جوتا ڈالا، دوسرے نے دوسرا جوتا ڈالا، اور یوں ایک نے رومال ایک طرف سے پکڑ لیا، دوسرے نے رومال دوسری طرف سے پکڑ لیا اور یوں دونوں بچے پیچھے جوتوں کو لے کر مسجد کے اندر داخل ہوئے۔ ہارون الرشید نے ٹھنڈی سانس لی، بیوی نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: یوں تو لوگ ہمیں بادشاہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں، لیکن ہمارے جوتے اٹھانے کے لیے بھلا کون ایسے کرتا ہے؟ تو جو اللہ کی رضا والی زندگی اختیار کرتا ہے، اپنی آخرت کو سنوارتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کو بھی سنوار دیتے ہیں۔

تیسری بات

اللہ سے تعلق سنوار لینے سے مخلوق سے تعلق سنور جاتا ہے

تیسری بات یہ کہ

"جو شخص اللہ سے اپنے تعلق کو سنوار لیتا ہے، اللہ تعالیٰ مخلوق سے اس کے تعلق کو سنوار دیتے ہیں۔"

آج ہم اس سے الٹی ترتیب پر عمل کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب ہم سے راضی ہو جائیں اور اچھائیاں کر کر کے بھی کوئی راضی نہیں ہوتا۔ کسی سے ساس ناراض، کسی سے بہو ناراض، کسی سے ماں باپ ناراض، کسی سے بچے ناراض، کسی سے دوست ناراض۔ اور لوگ کہتے بھی ہیں کہ ہم دوسروں کے لیے اتنا کرتے ہیں اور لوگ پھر بھی ہماری بدخواہیاں کرتے ہیں۔ تو اصل راز یہ ہے کہ ہم نے اللہ سے اپنا تعلق نہیں سنوارا ہوتا، لہٰذا اللہ تعالیٰ مخلوق کے دل میں بھی ہماری بدگمانیاں ڈال دیتے ہیں۔ چنانچہ لوگ ہمارے بارے میں الٹی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو جو اللہ سے تعلق سنوارتا ہے، اللہ مخلوق کے تعلق کو خود سنوار دیتے ہیں۔

اس کی اگر مثال دیکھنی ہے تو نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی کو دیکھیں کہ مکہ مکرمہ میں جب آپ تھے تو قریش مکہ جان کے دشمن تھے، لیکن آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور آٹھ سال کے بعد جب آپ مکہ میں فاتح مکہ بن کر داخل ہوئے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

جتنے بڑے بڑے قریش تھے، سب آئے اور سب نے آکر آپ کے ہاتھ پہ بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ))

(مسند احمد، حدیث: ۴۵۸۳)

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے بندے کی مدد کی اور سب دشمنوں کو اس اکیلے اللہ نے شکست دی۔''

ہندہ ایک عورت تھی۔ اس کے والد کو حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں قتل کیا تھا۔ اس کو اس بات کا بے حد دکھ تھا اور وہ غیظ و غضب کے اندر جل بھن رہی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے غلام وحشی کو کہا تھا کہ اگر تم حمزہ کو شہید کر دو تو میں تمہیں آزاد بھی کر دوں گی اور پیسے بھی دوں گی۔ چنانچہ جنگ احد میں وحشی نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ جب اس عورت کو خبر ملی تو وہ اس قدر خوش تھی کہ وہ آئی اور اس نے غصے میں حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ چیرا، کلیجہ نکالا، دل نکالا، پھیپھڑے نکالے اور ان چیزوں کو چبایا۔ اب آپ غور کریں کہ عورت ذات اگر جسم میں سے اگر یہ عضو کاٹ کر دانتوں سے چبا رہی ہے تو اس کے دل میں کتنا غصہ ہوگا؟ پھر اس نے جسم کے اندر کے جو اعضاء تھے ان کو دھاگے میں پرو یا اور گلے میں ہار بنا کر پہنا۔ اس سے اس نے اپنا غصہ ٹھنڈا کیا۔ جس عورت کو اتنا غصہ تھا، آپ سوچیے کہ وہ کتنی بڑی دشمن ہوگی، اللہ اکبر! لیکن جب مکہ فتح ہوا تو وہ عورت جاتی ہے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ یہ الفاظ کہتی ہے: ''اللہ کے حبیب! آج سے پہلے مجھے سب خیموں میں سے سب سے زیادہ نفرت آپ کے خیمے سے تھی، اور آج میں سب کے سامنے کہتی ہوں کہ سب خیموں میں سے سب سے زیادہ محبت آپ کے خیمے سے ہے۔'' اللہ اکبر کبیرا! ایسے دشمنوں کے دل میں بھی اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے محبت ڈال دی۔ سبحان اللہ!

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نصیحت:

چنانچہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا کہ آپ ام المومنین ہیں، آپ مجھے نصیحت فرمائیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے انہیں ایک چھوٹا سا خط لکھا اور واقعی انہوں نے نصیحت کرنے کا حق ادا کر دیا۔ نبی علیہ السلام کی صحبت کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے خط کا جواب یہ دیا:

''اگر آپ مخلوق کو راضی کرنے کے لیے اللہ کو ناراض کریں گے، تو اللہ مخلوق کے دل میں آپ کی نفرت ڈال دیں گے اور وہ آپ سے نفرت کرنے لگے گی۔ اور اگر آپ اللہ کو راضی کرنے کے لیے مخلوق کو ناراض کرنے سے نہیں ڈریں گے تو اللہ مخلوق کے دل میں تمہاری محبت بھر دیں گے، وہ آپ سے محبت کرنے لگ جائے گی۔'' (ترمذی، حدیث: ۲۴۱۴)

نافرمانی کا اثر:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میری بیوی میرے ساتھ Orgument (تکرار) کرتی، تلخ کلامی کرتی تھی تو میں سمجھ جاتا تھا کہ یہ کسی گناہ کا وبال ہے، تو میں استغفار زیادہ کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ میری بیوی میرے ساتھ بہت خوش ہو جاتی تھی۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، میں نے دیکھا کہ اس دن یا تو میری بیوی نے نافرمانی کی، یا اولاد نے نافرمانی کی، یا میرے ماتحتوں نے نافرمانی کی، یا پھر میری سواری کے گھوڑے نے میری نافرمانی کی۔ یعنی جب بھی کوئی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو کہیں نہ کہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کا ردِ عمل بندے کی طرف لوٹتا ہے اور بندے کو وبال دیکھنا پڑتا ہے۔

چنانچہ اللہ سے تعلق کو سنواریں گے تو اللہ تعالیٰ مخلوق سے تعلق کو خود بخود سنوار دیں گے۔

چوتھی بات

دن کے اعمال سنوارنے سے رات کے اعمال سنور جاتے ہیں

چوتھی بات یہ ہے:

”جو شخص دن کے اعمال کو سنوار لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے رات کے اعمال کو سنوار دیتے ہیں۔“

بہت سے لوگ یہ بات پوچھتے ہیں کہ ہماری فجر قضا ہو جاتی ہے، تہجد کی توفیق نہیں ملتی، تو بھئی! بات یہ ہے کہ جو شخص دن کے اعمال کو سنوار لے گا، اللہ تعالیٰ اس کے رات کے اعمال کو بھی سنوار دیں گے۔ ہم دن میں گناہ کرتے ہیں، حلال نہیں کھاتے، جھوٹ بولتے ہیں، غیبت کرتے ہیں، بدنظری کرتے ہیں، دوسروں کے دل دکھاتے ہیں۔ جب اس قسم کے گناہ کرتے ہیں، تو پھر رات کے اعمال کی توفیق کہاں ملے گی؟ لہٰذا جو بندہ چاہے کہ مجھے تہجد کی پابندی نصیب ہو جائے، مجھے فجر کی تکبیر اولیٰ مل جائے، میری کوئی عبادت قضا نہ ہو، اس کو چاہیے کہ وہ دن میں اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کرے، اللہ رات کے اعمال کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

تو یہ چار باتیں اس لیے کہیں کہ ان کی ترتیب کو یاد رکھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو بنالیں، اللہ تعالیٰ اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ﴾ (البقرۃ: ۲۱۶)

اللہ کے ہر کام میں بہتری ہے

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: اکتوبر 2012ء ، ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

مقام: ملائشیا

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے ہر کام میں بہتری ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ۚ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ﴾ (البقرۃ:۲۱۶)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بندگی کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کائنات کے خالق و مالک ہیں اور یہ کائنات اللہ کے حکم سے چل رہی ہے، حتیٰ کہ درخت سے کوئی پتہ اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہل سکتا۔ جو بھی ہو رہا ہے اس میں اللہ کی منشا شامل ہے۔ تو بندگی یہ ہے کہ انسان اپنے اللہ سے ہر حال میں راضی رہے۔ خوشی ہو تو بھی راضی..... غم ہو تو بھی راضی..... صحت میں بھی راضی..... بیماری میں بھی راضی..... ہر حال میں اللہ سے راضی رہنا چاہیے۔ دل میں یہ سوچیں کہ بس میں اپنے اللہ سے ہر حال میں راضی ہوں۔ ہم کئی مرتبہ معاملے کی حقیقت کو نہیں سمجھتے، اس لیے ہمارے دلوں میں اعتراض پیدا ہو جاتے ہیں، شکوے ہوتے ہیں، شکایتیں ہوتی ہیں: یہ نہ ہوا، وہ نہ ہوا، فلاں سے نہ ہوا

www.besturdubooks.wordpress.com

سب فضول باتیں ہیں۔ انسان اپنا ذہن یہ بنائے کہ اللہ کی طرف سے جو ہو رہا ہے، اللہ نے مجھے جس حال میں رکھا ہے، وہی میرے لیے بہتر ہے۔ ہم معاملے کی حقیقت کو نہیں سمجھتے، اس لیے طبیعت میں شکوے ہوتے ہیں، اعتراض ہوتے ہیں، اگر حقیقت کو سمجھ لیتے تو پھر یہ شکوے ختم ہو جاتے۔ تو جو بات یاد رکھنے کے قابل ہے، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ جو کرتے ہیں، اس میں خیر ہوتی ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا سیکھیں کہ اللہ! ہم آپ سے ہر حال میں راضی ہیں۔ یہی بندگی ہے۔

ہماری کوتاہی:

ہماری ایک عام کوتاہی یہ ہے کہ ہم اسی دنیا میں انجوائے کرنا چاہتے ہیں، اسی دنیا میں جنت کے مزے لینا چاہتے ہیں، اس سے بڑی کم عقلی اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس لیے کہ کمرۂ امتحان اور جگہ ہوتی ہے اور رزلٹ نکلنے کے بعد انعام کی اور جگہ ہوتی ہے۔ ہم یہاں پر کمرۂ امتحان میں ہیں، لہٰذا زندگی کے جو لمحات ہیں بس ان کو اللہ کی یاد میں گزارنے کی ضرورت ہے، خوشی ہو تو شکر کی حالت ہو، اور غم ہو تو صبر کی کیفیت ہو۔ شکر کرنے والا بھی جنت میں جائے گا اور صبر کرنے والا بھی جنت میں جائے گا۔

سوچ کا انداز بدلنے کی ضرورت:

آپ ذرا یوں سوچیے کہ ماں اپنے بچے پر کتنی مہربان ہوتی ہے، وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے بچے کو کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتی، لیکن بچے کے کام ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ماں کو کرنے ہی ہوتے ہیں۔ بچہ چاہتا ہے کہ میں آگ سے بھی ہاتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈالوں، مگر ماں نہیں ڈالنے دیتی۔ بچہ روتا بھی ہے، چیختا بھی ہے، چلاتا بھی ہے، ماں اسے رونے دیتی ہے باوجود اپنی شفقتوں اور محبتوں کے، ماں سمجھتی ہے کہ آگ میں ہاتھ ڈال کر میرا یہ بیٹا بہت زیادہ دکھی ہو جائے گا اور بچہ اس چیز کو سمجھ نہیں رہا ہوتا۔ ہماری بھی یہی حالت ہے۔ ہماری خواہشات اس دنیا میں جو بھی ہوں، مگر اللہ سمجھتے ہیں کہ کس خواہش کا پورا ہونا بہتر ہے اور کس کا پورا ہونا بہتر نہیں ہے، لہٰذا ہمیں سوچ کا انداز بدلنے کی ضرورت ہے۔ ذرا ذرا سی بات پہ مایوس ہو کر بیٹھ جانا یا اللہ رب العزت کے انعامات کے ملنے پر غفلت میں چلے جانا، یہ انسان کی کم عقلی ہوتی ہے۔ ہم اپنے مقصد زندگی کو سامنے رکھیں اور کوشش کریں کہ ہم اپنے رب کو جتنا منا سکتے ہیں منا لیں۔

اللہ بندے کی بہتری چاہتے ہیں:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ﴾

”ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ایک چیز کو تم پسند کرو اور اس میں تمہارے لیے شر ہو۔“

﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۱۶)

”اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے“

اب ہمیں کیا پتہ کہ ہم جو کرنا چاہتے تھے اور جس کے لیے ہم نے صبح بھی دعائیں مانگیں، شام بھی دعائیں مانگیں۔ نفل بھی پڑھے، تہجد میں بھی دعا کیں مانگیں، وظیفے بھی کیے، وہ ہمارے لیے بہتر بھی تھا یا نہیں۔ جب وہ دعا پوری نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتی تو کئی دفعہ دیکھا کہ نمازیں ہی چھوڑ دیتے ہیں، دعائیں مانگنی چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری تو سنتا ہی نہیں۔ بھئی! اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کی سنتا ہے، لیکن وہ پابند نہیں کہ ہماری زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو مانے۔ وہ اپنے بندوں کی خیر کو دیکھتا ہے، بہتری کو دیکھتا ہے، اور جس چیز کو چاہتا ہے وہ پورا کر دیتا ہے۔ اور اگر آزمائش میں ڈالنا چاہتا ہے تو پورا نہیں کرتا۔

میں آپ کو ایک دو واقعات سناتا ہوں، تاکہ بات ذرا واضح ہو جائے۔ لمبی بات نہیں کرنی، لیکن ایک بات ذہن میں بٹھانی ہے۔

ایک کمپنی ڈائریکٹر کا واقعہ:

ایک آدمی ایک شہر سے دوسرے شہر اہم میٹنگ کے لیے جانا چاہ رہا تھا۔ اور وہ ایسی میٹنگ تھی کہ جس میں فیکٹری کے مالک نے آرڈر دینا تھا۔ اس نے دو تین کمپنیوں کو بلایا کہ بھئی! آپ لوگ آؤ اور میں آپ سے Negosiate کر کے آرڈر فائنل کرلوں گا۔ آرڈر ملینز میں تھا تو ہر کمپنی والے چاہتے تھے کہ ہمیں آرڈر مل جائے۔ ایک بندہ اپنی کمپنی کا ڈائریکٹر تھا، اور وہ بھی مال سپلائی کرتی تھی۔ اس نے بھی ٹکٹ بنوائی کہ میٹنگ میں پہنچے، لیکن چونکہ ایمرجنسی میں ٹکٹ بنی تھی تو سیٹ نہیں تھی۔ اس نے کہا کہ چلیں کوئی بات نہیں، میں چانس کی ٹکٹ لیتا ہوں، امید ہے کہ میں چلا جاؤں گا۔ وہ ایئرپورٹ پر آگیا تو اس کو پھر کاؤنٹر پر موجود اٹینڈنٹ نے کہا کہ بھائی! آج تو فلائیٹ فل ہے، چانسز کم ہیں۔ اس نے کہا: نہیں! نہیں! مجھے آج ضرور جانا ہے، میری تو بہت اہم میٹنگ ہے۔ اس نے کہا: انتظار کر لیں، کیونکہ آخر میں جا کر وہ چانس والے مسافروں کو لیتے ہیں۔ اللہ کی شان کہ اس سے پہلے بھی ایک دو چانس والے آئے ہوئے تھے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

سیٹ ان کو مل گئی، کیونکہ وہ پہلے رپورٹ کر چکے تھے۔ اب یہ بڑا خفا تھا، منیجر کو کہہ رہا ہے، اسسٹنٹ کو کہہ رہا ہے، میرے ساتھ تو بہت برا ہوا، میرا تو اتنا نقصان ہو گیا، میرے تو پورے سال کی محنت ضائع ہو گئی، میری تو بڑی میٹنگ تھی، مجھے تو لازمی پہنچنا تھا، حتیٰ کہ بات کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے کہ میرا تو اتنا بڑا نقصان ہے۔ انہوں نے کہا: بس اب تو سیٹیں پوری ہو چکیں، اب تو آپ آج نہیں جا سکتے۔ یہ بندہ دل میں یہ سوچتا رہا کہ میرے ساتھ بہت برا ہوا، واپس گھر آ گیا۔ جیسے ہی گھر میں پہنچا تو خبریں آ رہی تھیں کہ وہ فلائٹ جس میں وہ جانا چاہ رہا تھا لینڈ کرنے سے دو تین منٹ پہلے کریش کر گئی۔ جتنی سواریاں تھیں سب مر گئیں۔ جب اس نے وہ خبر سنی تو اب اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ میں نہیں گیا۔

اب ذرا غور کریں! جب معاملے کی حقیقت کا نہیں پتہ تھا رو رہا تھا، جھگڑا کر رہا تھا، اونچا بول رہا تھا، کہہ رہا تھا کہ مجھے لازماً جانا ہے۔ جب نہیں جا سکا تو سمجھتا ہے کہ میں تو تباہ ہو گیا، میرا تو بزنس ختم ہو گیا، لیکن جب اس کو حقیقت کا پتہ چلا کہ حقیقت کیا تھی، کہنے لگا: اللہ! تیرا شکر ہے کہ میں نہیں گیا۔

نعمتوں کے باوجود شکوے:

تو انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جو حالات بھیجتے ہیں، خوشی کے ہوں یا غم کے، صحت کے ہوں یا بیماری کے، ہر حال میں اپنے اللہ سے راضی رہے۔ یہ ماسٹ مائنڈ بنائے، ذہن بنائے۔ چونکہ دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ آج کے دور میں رزق کی جتنی فراخی ہے، پہلے نہیں تھی۔ پچھلے زمانے کے لوگ دستر خوان پر ایک کھانا کھاتے تھے، آج ماشاء اللہ! دستر خوان پر Multiple Choice (کئی قسم کے

کھاتے ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگ موٹا ہونے کے لیے پیسے خرچ کرتے تھے۔ اچھی غذا کھاؤ، دودھ پیو، پیسہ خرچ کرو کہ موٹے ہو جائیں۔ آج لوگ پتلا ہونے کے لیے پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ ڈائٹنگ کے مستقل مشورے بنے ہوئے ہیں۔ پتلا ہونے کے لیے پیسہ خرچ کرتے ہیں تو رزق کی کمی کہاں سے ہے؟ آج کے دور میں بھوکا مرنے والوں کی تعداد آپ دکھا نہیں سکتے اور زیادہ کھا کر مرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ یہ جو خون کی شریانیں بند ہوتی ہیں (High Cholestrole) تو یہ چربی زیادہ کھانے سے ہوتی ہیں۔ بلڈ پریشر زیادہ نمک کھانے سے ہوتا ہے، شوگر زیادہ میٹھا کھانے سے ہوتی ہے۔ تو ہر چیز زیادہ ہی زیادہ ہے، مگر اللہ کی عجیب شان ہے کہ رزق کی بہتات بھی آج سب سے زیادہ ہے اور جتنے اللہ کے شکوے ہیں آج سب سے زیادہ ہیں۔ جتنے شکوے آج ہیں، اس سے پہلے کبھی تھے ہی نہیں۔ تو بھئی! اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا سیکھیں۔

ایک سبق آموز واقعہ:

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ ایک عورت کی شادی ہوئی۔ گاؤں کی رہنے والی تھی اور اس کا خاوند امیر آدمی تھا۔ اس نے گاؤں کے کنارے پر ایک گھر بنایا اور اس میں بیوی کو رکھا۔ یہ دونوں میاں بیوی وہاں رہ رہے تھے، اور کچھ جانور بھی گھر میں رکھے ہوئے تھے۔ دیہاتی علاقوں میں ہر گھر کے اندر کوئی نہ کوئی جانور ہوتا ہے۔ گائے، بھینس، بکری، گدھا، مرغا یا کتا، کچھ نہ کچھ ہوتا ہے، یہ دیہاتی زندگی کا کلچر ہے۔ دلہن جب اپنے گھر رہنے لگی، کچھ دنوں کے بعد مرغا مر گیا، تو وہ بڑی غمے ہوئی اور خاوند کو کہنے لگی: دیکھو! ہمارا مرغا مر گیا۔ خاوند کی عادت تھی کہ وہ ہر کام میں کہتا تھا کہ اس میں بھی کوئی خیر ہوگی۔ اس نے آگے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کہہ دیا کہ اس میں کوئی خیر ہوگی۔ اب بیوی بڑی پریشان کہ ہمارا مرغا مر گیا اور یہ کہتا ہے کہ کوئی خیر ہوگی۔ تھوڑے دنوں کے بعد اللہ کی شان! ان کا جو رکھوالی کرنے والا کتا تھا وہ بھی مر گیا۔ تو پھر بیوی نے کہا کہ دیکھو! ہمارا تو کتا بھی مر گیا۔ اس نے کہا: کوئی خیر ہوگی۔ وہ بڑی حیران کہ بھئی! کتا رات کو پہرہ دیتا تھا، اس کے مرنے میں کیا خیر ہو سکتی ہے؟ اللہ کی شان کہ کچھ عرصے کے بعد گدھا مر گیا۔ اب جب اس نے خاوند کو بتایا تو اس نے کہا: اس میں بھی کوئی خیر ہوگی، تو وہ پھر برس پڑی، کہنے لگی: عجیب بات ہے! مرغا مرا، کوئی خیر ہوگی..... کتا مرا، کوئی خیر ہوگی..... گدھا مرا، کوئی خیر ہوگی..... یہ مرنے میں ہی خیر ہے سب کی؟ اور اب پھر آپ کی باری ہے یا میری باری۔ آپ کو تو پتہ ہی ہے جب عورتیں ماشاء اللہ! بات کرنا شروع کرتی ہیں تو پھر کہاں کہاں کے ردیف قافیے ملا دیتی ہیں۔ وہ بیچارا سن کر چپ کر گیا۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ کچھ عرصے کے بعد ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے اس بستی پر ڈاکا مارنے کا پروگرام بنایا۔ اور انہوں نے یہ پروگرام بنایا کہ بھئی! جہاں سے بھی ہمیں مال سونا چاندی ملے گا، ہم نے سب نکالنا ہے۔ اور پھر بدنیتوں نے عورتوں کی عزت بھی خراب کرنے کا پروگرام بنایا۔ سب گاؤں والے سوئے پڑے تھے کہ اچانک ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔ اب وہ ہر گھر کے لوگوں کو باہر نکال رہے ہیں اور ان کی تلاشی لے رہے ہیں اور ان کا سونا چاندی لے رہے ہیں۔ وہ تعداد میں کافی تھے، پورے گاؤں میں انہوں نے اسی طرح کا معاملہ کیا۔ کئی جگہوں سے مال لوٹا، کئی گھروں میں عزت لوٹی، مگر یہ جو دولہا دلہن تھے، ان کی طرف کوئی بھی نہیں آیا۔ یہ آرام اور مزے سے رات کو سوتے رہے۔ صبح اٹھے تو ان کو گاؤں میں ہونے والی کاروائی کا پتہ چلا۔ سارے گاؤں

www.besturdubooks.wordpress.com

کے لوگ حیران ہوئے کہ پورے گاؤں کے ہر گھر کا مال لوٹا گیا، ادھر کوئی نہیں آیا۔

وقت کے ساتھ ایک ڈاکو پکڑا گیا، اس سے پوچھا گیا: بھئی! تم نے سارے گاؤں کو لوٹا، ایک گھر کو کیوں چھوڑ دیا؟ اس نے کہا: جی اصل مسئلہ یہ تھا کہ ہم نے آپس میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہر گھر کی تلاشی لیں گے، ہم جس گھر کے قریب جاتے تھے، کوئی نہ کوئی جانور بولتا تھا، جس سے ہمیں پتہ چل جاتا تھا کہ یہاں کوئی رہتا ہے، ہم اس میں جا کر مال بھی لوٹتے تھے اور بدکاری بھی کرتے تھے۔ ایک گھر ایسا تھا کہ اس میں کسی جانور کے بولنے کی آواز نہ سنائی دی، ہم نے سوچا کہ یہاں کے لوگ بھاگ گئے ہیں، یا یہاں کوئی رہتا ہی نہیں، چونکہ وقت بھی تھوڑا تھا تو ہم ادھر گئے ہی نہیں۔

اب جا کر عورت سمجھ رہی ہے کہ ان جانوروں کے مرنے سے ہمارا نقصان ہو رہا ہے، اور جب حقیقت اس کے سامنے کھلی تو اب اللہ کا شکر ادا کر رہی ہے کہ اللہ! آپ نے میرا مال بھی بچا لیا، میری عزت اور آبرو بھی آپ نے بچالی۔

اللہ کے ہر کام میں خیر ہوتی ہے:

اب کوئی بندہ کہے کہ میرا بیٹا نہیں ہے، بھئی! اللہ بیٹا دے دیتے اور نافرمان بنا دیتے تو آپ زیادہ عذاب میں ہوتے۔ کوئی کہے: جی میری بیوی اتنی خوبصورت نہیں، بھئی! خوبصورت نہیں تو کیا ہوا، وفادار تو ہے۔ اگر خوبصورت بیوی دے کر بدکردار بنا دیتے تو پھر کیا ہوتا؟ وہ گھر آپ کا بساتی، دل میں کسی اور کو بساتی۔ اللہ تعالیٰ جو بھی کرتے ہیں، اس میں خیر ہوتی ہے۔ فیصلہ کوئی بندہ نہیں کرتا، اللہ کرتے ہیں۔ کسی بندے کے اختیار میں نہیں کہ وہ کاروبار کو بند کر

دے، کاروبار کو روک لے، رشتہ روک لے، کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ جو ہوتا ہے وہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ تو پھر مومن کو کیا پریشانی؟ تو ذہن بنالیں کہ جو بھی ہوتا ہے اس میں خیر ہوتی ہے۔

اس میں بھی کوئی خیر ہے:

اب اپنی بات کو سمیٹنے سے پہلے میں آپ کو ایک آخری واقعہ سناتا ہوں، ایک بادشاہ تھا، اس کو ہرن شکار کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اس کا ایک ہم مسلک دوست بھی تھا۔ اس کو بھی شکار کا بڑا شوق تھا۔ تو وہ بادشاہ کا بہت مقرب ہو گیا۔ بادشاہ نے اس کو اپنا دوست، اپنا مصاحب بنا لیا۔ اب یہ دونوں کبھی کبھی جنگل جاتے اور جا کر شکار کھیلتے تھے۔ یہ جو بادشاہ کا دوست تھا، اس کی بھی یہ عادت تھی کہ ہر بات پہ کہتا: ''اس میں کوئی خیر ہوگی''۔ کوئی بات ہوتی، کہتا: ''اس میں کوئی خیر ہوگی'' اب اللہ کی شان کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے ساتھ یہ شکار کھیلنے گیا اور بادشاہ نے بندوق پکڑی ہوئی تھی۔ تو پکڑتے ہوئے کچھ ایسا ہوا کہ کوئی چیز اور بادشاہ کا انگوٹھا ہی کٹ گیا۔ تو بادشاہ کو تکلیف بھی تھی، غصے میں بھی تھا۔ خیر! اس کے اس دوست نے مرہم پٹی کی اور ساتھ میں کہا: بادشاہ سلامت! اس میں بھی کوئی خیر ہوگی۔ تو بادشاہ کو تو اتنا غصہ آیا کہ میرے پاؤں کا انگوٹھا کٹ گیا، اور یہ کہتا ہے کہ اس میں کوئی خیر ہوگی۔ اس نے کہا: اچھا میں تیرا پتہ کرتا ہوں۔ لوٹ کر واپس آ کر بادشاہ نے اس کو تو جیل بھجوا دیا۔ پولیس کو کہا کہ اس کو روزانہ دس جوتے لگایا کریں۔ کہاں بادشاہ کا مقرب تھا اور کہاں جیل میں روز جوتے کھا رہا ہے۔

ایک سال گزر گیا۔ بادشاہ کا پاؤں ٹھیک ہو گیا تو بادشاہ کے دل میں پھر سے

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہت ہوئی کہ میں شکار پر جاؤں۔ اس نے کہا: میں شکار پر تو جاؤں، لیکن میرا وہ دوست نہیں ہے، مگر اس نے سوچا کہ چلو! چھوڑو اس دفعہ میں اکیلا چلا جاتا ہوں۔ بادشاہ نے اپنے کارندوں کو لیا اور شکار کے لیے چلا گیا۔ اب شکار میں اس نے ایک ہرن کو دیکھا تو اپنا گھوڑا اس کے پیچھے لگا دیا۔ ہرن بھی بھاگتا رہا، گھوڑا بھی بھاگتا رہا، اور بادشاہ سلامت اپنے کارندوں سے بہت آگے نکل گیا۔ بھاگتے بھاگتے جنگل کے بیچ میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک بستی کے کچھ لوگ رہتے تھے، انہوں نے دیکھا کہ ایک اجنبی ہے، اعلیٰ پوشاک پہنی ہوئی اور قیمتی چیزیں اس کے پاس ہیں۔ انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اب اس نے کہا: میں بادشاہ ہوں۔ انہوں نے کہا: تو ہوگا شہروں کا بادشاہ، ادھر تو ہماری ایک بادشاہت ہے، یہ جنگل ہے۔ اب بادشاہ بڑا پریشان کہ میرا کیا بنے گا؟

انہوں نے بستی کے سردار کو بتایا کہ ہم نے اس بندے کو پکڑا ہے، اس کے پاس بڑا قیمتی سامان ہے۔ اس نے کہا: بہت اچھا! ہم ہر سال ایک قربانی دیتے ہیں، کسی بت کے نام کی نیاز دیتے ہیں، پہلے ہم اپنی بستی کا کوئی بندہ ذبح کرتے تھے، اس دفعہ یہ مرغا ہاتھ آ گیا ہے تو اس کو ذبح کرو۔ اب بادشاہ یہ ساری باتیں سن رہا تھا اور بڑا پریشان تھا کہ ان لوگوں نے تو اسے قربانی کا بکرا ہی بنا لیا، یہ تو مجھے مار دیں گے۔ خیر! طے ہو گیا کہ کل ساری قوم کے لوگ آئیں گے اور قوم کا سربراہ بھی آئے گا اور اس کے سامنے ہم سال کا جو نذرانہ دیتے ہیں، وہ دیں گے۔ اللہ کی شان کہ اگلے دن لوگ اکٹھے ہو گئے، بادشاہ کو اب پکا یقین تھا کہ آج میں زندہ نہیں بچوں گا۔ لوگ آئے اور بادشاہ کو پکڑ کر لے گئے، بادشاہ کو کہا کہ بھئی! تجھے تو آج ہم نے ذبح کرنا ہی کرنا ہے۔ بادشاہ سلامت جب سب کے سامنے چلتے ہوئے گئے تو ان کا جو سب سے بڑا سردار تھا اس نے دیکھا کہ یہ بندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چلنے میں تھوڑا سا جھول دے کر چل رہا ہے۔ چونکہ انگوٹھا کٹا ہوا تھا تو بالکل صحت مند بندے کی تو چال نہیں رہتی۔ اس نے جب ذرا غور سے دیکھا تو قریب بلا کر اس سے پوچھا کہ تم ایسے کیوں چل رہے تھے؟ تو پتہ چلا کہ انگوٹھا کٹا ہوا ہے۔ تو بڑے سردار صاحب نے کہا: دیکھو! ہم نے یہ نذر مانی ہوئی تھی کہ ہم اپنی قوم کا ایک ایسا بندہ ہر سال قربان کریں گے جو صحیح سالم ہوگا، یہ تو صحیح سالم نہیں ہے۔ اس کا تو انگوٹھا کٹا ہوا ہے۔ یہ تو عیب والا ہے، لہٰذا اس کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ بادشاہ کی جان میں جان آئی کہ اب یہ مجھے کچھ نہیں کہیں گے۔ اس نے کہا: جب اس کو ذبح نہیں کرنا تو اسے چھوڑ دو، جائے اپنے گھر۔ انہوں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔

اب بادشاہ سوچنے لگا کہ واقعی میرا دوست ٹھیک کہتا تھا کہ اللہ کے ہر کام میں کوئی خیر ہوتی ہے۔ میرا انگوٹھا کٹنے میں بھی خیر تھی کہ میں ذبح ہونے سے بچ گیا۔ اب بادشاہ کے ذہن میں بات آئی کہ میں واپس جا کر اپنے دوست کو جیل سے نکالوں گا اور معافی مانگوں گا کہ میں نے ایک سال آپ کو جوتے لگوائے، آپ ٹھیک کہتے تھے کہ ہر کام میں خیر ہوتی ہے۔ اب بادشاہ سلامت واپس آئے، دوست کو جیل سے نکلوایا، اور کہا کہ آپ درست کہتے تھے کہ ہر کام میں خیر ہوتی ہے۔ میرا انگوٹھا کٹنے میں بھی خیر ہی تھی، اس عیب کی وجہ سے انہوں نے مجھے ذبح نہیں کیا، مجھے چھوڑ دیا۔ اس کے دوست نے جب یہ سنا تو کہا کہ بادشاہ سلامت! اس میں بھی خیر تھی۔ کیا مطلب؟ کہنے لگا: بادشاہ سلامت! آپ نے غصے میں آ کر مجھے ایک سال جیل بھیج دیا اور خود اکیلے چلے گئے، اگر میں آپ کے ساتھ ہوتا تو میں تو صحیح سالم تھا، آپ کو انہوں نے چھوڑ دیا، مجھے نہیں چھوڑنا تھا۔

تو ہم نہیں جانتے کہ جو چیز ہمارے ساتھ پیش آ رہی ہے اس میں حکمت کیا ہے؟ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے ساتھ مستقبل میں کیا ہونا ہے؟ لیکن ہمارا

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار جاتا ہے۔

تقدیر الٰہی پر راضی رہیں:

لہٰذا ایک اصول کی بات یہ ہے کہ تقدیر کے معاملے میں بندے کو ہمیشہ اپنے رب پر راضی ہونا چاہیے۔ جو بندہ تقدیر پر راضی نہ ہو، ذرا ذرا سی بات پہ شکوے کرنے لگ جائے: ہماری دعا قبول نہ ہوئی، ہماری یہ بات پوری نہ ہوئی، ہماری وہ بات پوری نہ ہوئی، تو اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ ناپسند ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ شَيْءٍ كَتَبَهُ اللهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ

''اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں سب سے پہلے لکھا:''

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، مُحَمَّدٌ رَّسُولِي

''نہیں کوئی معبود سوائے میرے، اور محمد میرے رسول ہیں''

پھر آگے لکھا:

فَمَنِ اسْتَسْلَمَ لِقَضَائِي، وَصَبَرَ عَلَى بَلَائِي، وَشَكَرَ نَعْمَائِي، كَتَبْتُهُ صِدِّيقًا وَبَعَثْتُهُ مَعَ الصِّدِّيقِيْنَ

''جو میری قضا کو تسلیم کر لے اور بلاؤں پر صبر کر لے اور میری نعمتوں کا شکر ادا کرے تو میں اس کا شمار صدیقین میں کروں گا اور اس کا حشر بھی انہی کے ساتھ کروں گا''

وَمَنْ لَمْ يَسْتَسْلِمْ لِقَضَائِي وَلَمْ يَصْبِرْ عَلَى بَلَائِي وَلَمْ يَشْكُرْ نَعْمَائِي، فَلْيَتَّخِذْ رَبًّا سِوَائِي

www.besturdubooks.wordpress.com

”جو میری قضا کو تسلیم نہیں کرتا اور میری بھیجی ہوئی بلاؤں پر صبر نہیں کرتا، اور جو میری دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا، اسے چاہیے کہ میرے علاوہ کسی اور کو اپنا رب بنا لے۔“ (البحر المدید: ۳/۹۹، سورۃ ھود)

اب دیکھیں یہ کیسی عجیب بات ہے! رب کریم یہ فرماتے ہیں کہ جو میری تقدیر پر راضی نہیں ہوتا اس کو چاہیے کہ کسی اور کو اپنا رب بنا لے۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے مالک سے ہر حال میں راضی رہیں، خوش رہیں۔

رضائے الٰہی کی نشانی:

بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال پوچھا کہ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ اللہ ہم سے راضی ہے یا ناراض؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میں کوہ طور پر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ سے یہ سوال پوچھوں گا۔ چنانچہ جب گئے اور ہم کلامی ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے یہ پوچھا کہ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ آپ ہم سے راضی ہیں یا ناراض؟ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: بندوں کو کہہ دو کہ یہ بڑا آسان ہے، تم اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھو! اگر تم مجھ سے راضی ہو، میں پروردگار تم سے راضی ہوں۔ اگر تمہارے دلوں میں شکوے شکایتیں ہیں تو میں بھی تم سے ناراض ہوں۔ (قوت القلوب: ۲/۶۷، احیاء علوم الدین: ۴/۳۳۱)

تو ہم اگر اللہ سے راضی ہوں گے تو اس کے جواب میں اللہ ہم سے راضی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

(آل عمران: ۱۸۵)

مخلوق کی فطری رہنمائی

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 18 مارچ 2005ء بروز جمعہ ۸ صفر ۱۴۲۶ھ

بمقام: چپ تہ زمین

www.besturdubooks.wordpress.com

مخلوق کی فطری رہنمائی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى﴾ (طه: ۵۰)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو ایک فطری رہنمائی عطا کی:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ اللہ رب العزت وہ ذات ہے:

﴿الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى﴾ (طه: ۵۰)

''جس نے ہر چیز کو زندگی دی، اور پھر اس کو زندگی گزارنے کی رہنمائی عطا فرمائی''

پہلے پیدا فرمایا، پھر زندگی گزارنے کا فطری طور پر طریقہ اور سلیقہ سکھا دیا۔ مثلاً: دو انڈے ہیں اور دونوں انڈوں میں سے بچے نکلے، ان دونوں بچوں کو پانی میں ڈال دیں، ایک تیرنے لگ جائے گا اور ایک ڈوب جائے گا۔ ایک ہی وقت میں پیدا ہوئے مگر ایک تیرنے لگ گیا اور ایک ڈوب گیا۔ اس کی وجہ کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے؟ جو تیرنے لگ گیا، وہ بطخ کا بچہ تھا، اس کے انڈے میں سے نکلا تھا اور جو ڈوب گیا وہ مرغی کا بچہ تھا، اس کے انڈے میں سے نکلا تھا۔ اب بطخ نے چونکہ پانی میں زندگی گزاری تھی، اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر اس کے بچے کو تیرنا سکھا دیا اور مرغی نے چونکہ زمین پر زندگی گزاری تھی تو اس کو تیرنا بھی نہیں سکھایا۔ یہ فطری رہنمائی اللہ نے ہر مخلوق کو عطا فرمائی۔

…… پرندوں کو کوئی پیدا ہونے کے بعد ہوا میں اڑنا نہیں سکھاتا۔

…… مچھلی کو پانی میں تیرنا کوئی نہیں سکھاتا۔

قدرت کی طرف سے رہنمائی ملتی ہے۔ جانوروں، کو پرندوں کو، ہر ایک کو زندگی گزارنے کی رہنمائی فطری طور پر اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

نومولود کی جبلت:

اب دیکھو! انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا پیدا ہونا بھی مشکل اور اس کا پلنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ نو مہینے عورت مستقل بیماروں والی حالت میں رہتی ہے اور پتہ نہیں کتنی مرتبہ لیڈی ڈاکٹر چیک کرتی ہے، الٹرا ساؤنڈ کرواتے ہیں، فلاں ٹیسٹ کرواتے ہیں اور فلاں کرواتے ہیں اور آخر پہ پھر لیڈی ڈاکٹروں کی ضرورت پڑتی ہے، اور کبھی کبھی تو آپریشن بھی پڑا کرنا پڑتا ہے۔ اگر آپ جانوروں کو دیکھیں تو بکری بھی تو حاملہ ہوتی ہے۔ نہ اس کا الٹرا ساؤنڈ ہوتا ہے، نہ چیک اپ اور جب اس کے بچے کی ولادت ہوتی ہے، اس کے پاس ڈاکٹر بھی کوئی نہیں ہوتا، بغیر ڈاکٹر کے اس کے بچے کی بھی ولادت ہو جاتی ہے۔ اور مزے کی بات کہ اس کے بچے کو اٹھانے والا بھی کوئی نہیں ہوتا، وہ بچہ پیدا ہونے

کے دس منٹ کے اندر اندر اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور چلنا شروع کر دیتا ہے۔ جب کہ انسان کا بچہ چلتے ہوئے پورا ایک سال لے جاتا ہے، ایک سال تک ماں باپ اس کو گود میں اٹھائے پھرتے ہیں۔ کبھی بیٹھنا سیکھتا ہے، کبھی کھڑا ہونا سیکھتا ہے، پھر واکر سے چلنا سیکھتا ہے، پھر کہیں سال کے بعد انگلی پکڑ کر دو قدم اٹھانے کے قابل ہوتا ہے۔

بکری کے بچے کو دیکھو! ایک کی جگہ دو دو بچے ہوتے ہیں، تین تین بچے ہوتے ہیں اور وہ پیدا ہونے کے پانچ دس منٹ بعد ہی اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی ماں کا دودھ پینا شروع کر دیتے ہیں۔ ان چھوٹے بچوں کو کس نے بتا دیا کہ ماں کے تھنوں سے دودھ ملے گا؟ وہ ماں کے منہ کو تو نہیں جا کر چوستے کہ اس کے منہ سے ہمیں کچھ مل جائے۔ یہ اللہ نے فطری رہنمائی عطا کر دی۔ جنگل کے جتنے جانور ہیں ان سب کے بھی بچے ہوتے ہیں، کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں، کوئی Complications (پیچیدگیاں) نہیں ہوتیں، جب کہ انسان کی پیدائش میں اتنے مسائل ہوتے ہیں۔

شیروں کے ضابطے:

اگر جنگل کی زندگی کو دیکھیں تو جانوروں میں ایسے اصول ہیں کہ بندہ حیران ہو جاتا ہے۔ شیر کے جو نوزائیدہ بچے ہوتے ہیں، ان کو Cubs کہتے ہیں۔ اب وہ بچے اگر نر ہیں تو جب وہ ذرا بڑے ہوتے ہیں تو ان کی ماں ان بچوں کے ساتھ کھیلتی ہے۔ کبھی بچے کو نیچے دے گی، کبھی اوپر لٹائے گی، کبھی پنجہ آزمائی کرے گی، کبھی بھاگے گی، کبھی چھلانگ لگائے گی۔ وہ کیوں کھیل رہی ہوتی ہے؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ماں چیک کر رہی ہوتی ہے کہ یہ میرا بچہ Physically فٹ ہے یا نہیں۔ شیر کا جو بچہ کمزور اور ان فٹ ہوتا ہے تو ماں نشاندہی کر دیتی ہے، شیر اپنے بچے کو خود ہی جان سے مار دیتا ہے۔ یہ فطرت ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس نے شیر بن کر رہنا ہے، اگر یہ کمزور ہوا اور بڑا ہو کر یہ شکار کرنے کے قابل ہی نہ ہو تو یہ شیر کی زندگی گزار ہی نہیں سکتا۔ اس کو فطری طور پہ باپ ہی مار دیتا ہے، اور عجیب بات کہ ماں کی نشاندہی پہ مارتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں Mother rejected cub: (ماں کا روشدہ بچہ) ویسے تو ماں کبھی بچے کو رد نہیں کرتی، لیکن یہاں ماں جانتی ہے کہ میرے بیٹے نے جنگل کا شیر بن کر جینا ہے، اس کی ضروریات ہیں، تقاضے ہیں، پورے کر سکتا ہے تو یہ جنگل میں رہے گا، نہیں کر سکتا تو شیر کا نام بدنام ہوگا کہ یہ شیر اور گدھے سے مار کھا رہا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا، اس لیے اس کو مار دیتے ہیں۔

اگر بچے مادہ ہیں، یعنی شیرنیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ ان کی ماں ان کو لے کر پھر دور چلی جاتی ہے۔ اللہ اکبر! ایک ایک سال تک ماں اپنی بیٹیوں کے پاس رہتی ہے، حتیٰ کہ وہ بڑی ہو جاتی ہیں، جوان ہو جاتی ہیں، اور ان کو وہاں چھوڑ کر پھر واپس وہ اپنے شیر کے پاس آتی ہے۔ کیوں لے کر چلی جاتی ہے؟ اس لیے کہ شیر کی زندگی میں باپ اپنی بیٹی کے ساتھ ہمبستری نہیں کر سکتا، اس لیے ماں اپنی بیٹیاں لے کر چلی جاتی ہے۔ یہ نظامِ قدرت ہے، شیر کو اللہ نے شجاعت دی ہے تو ساتھ غیرت بھی دے دی، ورنہ باقی جانوروں میں یہ چیز نہیں ہوتی۔ یہ مرغا، بلی، کتا، فلاں اور فلاں، ان میں اس قسم کا تو کوئی تصور ہی نہیں۔ لیکن شیر، شیر ہے، اس کو اللہ نے شجاعت دی ہے، اس کے سر پہ بادشاہت کا تاج

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھا ہے، اس لیے اس کو غیرت بھی دی ہے، اپنی بچی کے ساتھ جماع نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ بچیاں جب دوسرے شیروں کے ساتھ چلی جاتی ہیں، رخصتی ہو جاتی ہیں تو یہ ماں پھر کچھ عرصے کے بعد اپنے خاوند کے پاس پندرہ پندرہ میل پیچھے ہٹ کر واپس آ جاتی ہیں۔ پھر نیا سائیکل شروع ہو جاتا ہے۔ اس کو یہ طریقہ کس نے سکھایا ہے؟ فطرت نے سکھایا ہے۔

﴿الَّذِيٓ أَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى﴾ (طٰہٰ: ۵۰)

اور یہ سارے جانوروں میں اسی طرح ہے۔ ہر ایک کے اپنے اپنے اصول وضوابط ہیں، ان کے مطابق چلتے ہیں۔

بادشاہ سلامت کا ڈسپلن:

ایک مرتبہ ہم جا رہے تھے، جنگل میں سے گزرنا تھا اور جماعت کے ساتھی بہت سارے تھے، شاید کچھ پچاس کے قریب تھے، ویگنیں تھیں، گاڑیاں تھیں، خاصا لمبا قافلہ بن گیا تھا۔ ایک جگہ شیر نے شکار کیا ہوا تھا، بالکل سڑک سے کوئی بیس پچیس فٹ کے فاصلے پر وہ تھا، تو وہاں بہت ساری گاڑیاں کھڑی تھیں اور لوگ وہاں منظر دیکھ رہے تھے۔ ہم لوگ جب گزرے تو چلانے والے نے کہا: حضرت! ہم بھی رک کر دیکھیں؟ ہم نے کہا: ضرور دیکھو! سائڈ کر دو! اسے۔ اس نے گاڑی روکی تو بالکل سامنے تھوڑے فاصلے پر ایک شیر تھا، جو بھینس یا اس قسم کا کوئی بڑا جانور مار کیا ہوا ہی کھا رہا تھا۔ اس کے ساتھ کوئی چار پانچ شیرنیاں بھی تھیں اور شیرنیوں کے ساتھ بچے بھی تھے، سب پیچھے بیٹھے آرام سے دیکھ رہے، لیکن وہ کھا اکیلا رہا تھا۔ تو ہم نے دو جو گاڑی چلانے والا تھا اسے کہا کہ بھئی

www.besturdubooks.wordpress.com

ا یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا: جی! یہ دستور ہے کہ عام طور پر شیرنیاں شکار کرتی ہیں، لیکن شکار کر کے پیچھے ہٹ جاتی ہیں، پہلے شیر کھاتا ہے۔ کیسے کھاتا ہے؟ پہلے جانور کا پیٹ کھول کر اس کے اندر جو دل، کلیجی اور نرم چیزیں ہیں، وہ پہلے کھاتا ہے، جب کھا کر اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو پھر وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے، تب دوسرے فیملی ممبر کھاتے ہیں۔ یہ ڈسپلن ہے بادشاہ سلامت کا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ شیر کھا کر پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا۔ پھر ایک شیرنی نے کوئی آواز نکالی، مجھے تو ایسے لگا کہ جیسے اجازت لے رہی ہو۔ پھر دوسری شیرنی نے نکالی، پھر تیسری شیرنی نے نکالی۔ جب دو چار شیرنیوں نے آوازیں نکالیں تو جو وہ شیر لیٹا ہوا تھا، اس نے بھی آگے سے کوئی ایسی آواز نکالی۔ ہمیں یوں لگا کہ جیسے اس نے ان کو کوئی NOC دے دیا ہے۔ اور اس کی آواز نکلنے کے فوراً بعد وہ شیرنیاں جو بیٹھیں اور انہوں نے شکار کو کھینچا اور نوچنا شروع کر دیا، اور بچے بھی ساتھ ہو گئے، پورے خاندان نے اس کو کھول کر کھانا شروع کر دیا۔ یعنی شیر نے بتا دیا تھا کہ میں نے جو کھانا تھا کھا لیا، اب آپ لوگ کھائیں۔ یہ دیکھو! ڈسپلن جانوروں کے اندر ہے۔

بابون کا ڈاکہ:

جب ہم وہاں سے آگے چلے تو اللہ تعالیٰ کی شان! ایک جگہ پر سڑک کے بالکل کنارے کے اوپر بابون بیٹھے ہوئے تھے۔ بابون ایک چھوٹے کتے کے سائز کا بندر ہوتا ہے۔ تو بابون کی ایک پوری فیملی وہاں بیٹھی ہوئی تھی، ہو سکتا ہے کوئی پچیس تیس بابون۔ ہمارے ڈرائیور نے گاڑی روک لی۔ اللہ تعالیٰ کی

www.besturdubooks.wordpress.com

شان! ادھر سے انگریزوں کی ایک ویگن آرہی تھی، اور وہ بھی بالکل ہمارے قریب آ کر رک گئی۔ وہ انگریز بابون کو دیکھ رہے تھے اور ہم بھی بابون اور ان کے رشتے داروں کو دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں کیا ہوا کہ ایک بابون نیچے سے چلتا چلتا گاڑی کی دوسری سائیڈ پر آ گیا اور اس کا ایک شیشہ آدھا کھلا ہوا تھا، اس نے جو چھلانگ لگائی تو اس کے اوپر چڑھ گیا اور کسی کو پتہ ہی نہیں کہ یہاں چھ آٹھ انچ کے فاصلے پر بابون بیٹھا ہوا ہے۔ وہ سب دوسری طرف دیکھ کر باتیں کر رہے ہیں۔ بابون جب اوپر چڑھا تو اس کو اندر سے پھلوں کی خوشبو آئی۔ انہوں نے ڈگی میں ایک ٹوکری پھلوں کی رکھی ہوئی تھی۔ یہ آرام سے اندر جاتا ہوا اتنی خاموشی سے پہنچا کہ ان کو پتہ ہی نہ چلا۔ ڈگی میں جا کر اس نے جو ہاتھ مارے تو کھٹکا ہوا۔ کھٹکا ہوا تو وہ متوجہ ہوئے اور جب اسے اندر دیکھا تو پھر تو وہ بھاگے، انہوں نے جلدی سے دروازے کھولے، کوئی ادھر نکلا کوئی اُدھر نکلا۔ ڈرائیور نے نکلتے ہوئے ڈگی کھول دی۔ جیسے ہی اس نے ڈگی کھلی تو ہم نے دیکھا کہ اس بابون نے ان کی وہ ٹوکری ہاتھ میں پکڑی اور بھاگ گیا۔ تو اس دن ہم نے بابون کو ڈاکا مارتے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

بندر کی چالاکی:

تو یہ بندر بڑا چالاک جانور ہوتا ہے، اتنا یہ چالاک جانور ہے، اتنا یہ تیز جانور ہے کہ ہم سمجھ بھی نہیں سکتے۔ آپ دیکھیں کہ اژدھا اور سانپ ہمیشہ بندر سے ڈرے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ یہ سانپ اور اژدھے کو مار دیتا ہے۔ اور مارتا پتہ کیسے ہے؟ مارتا ایسے ہے کہ یہ ایسے بیٹھا ہوگا اور وہ سانپ جب اچانک اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اوپر حملہ کرے گا تو یہ اتنا تیز ہے کہ حملہ کرتے ہی یہ تھوڑا سا پیچھے ہٹ جائے گا، تو اس کا سر زمین پر لگے گا جب اس کا سر زمین پر لگے گا تو اس وقت یہ اوپر سے اس کا سر تھوڑا سا پکڑ کر زمین کے ساتھ رگڑ دے گا اور پھر چھوڑ کر پیچھے ہٹ جائے گا۔ پکڑے اس لیے نہیں رکھے گا کہ کہیں وہ میرے ہاتھ پر کنڈلی کر کے مجھے ڈس نہ لے۔ اب جب سانپ کا منہ زمین کے ساتھ رگڑا جائے گا تو وہ زخمی ہوگا، پھر وہ اور شدت کے ساتھ اس پر حملہ کرتا ہے۔ جب وہ اور حملہ کرتا ہے تو یہ پھر اسی طرح تھوڑا سا پیچھے ہٹتا ہے اور جب سر پیچھے آتا ہے تو اس کو رگڑ دیتا ہے۔ یعنی پانچ سات مرتبہ میں یہ رگڑ رگڑ کر اس کے سر کو برابر کر دیتا ہے۔ یہ اتنا تیز جانور ہے۔

بندر اور کتے کی دلچسپ لڑائی:

ایک مرتبہ ہمارے پاکستان میں ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آیا، مگر بہت بڑا عجیب سا، ایک شو گرل ہے، اس کے سامنے ایک آدمی رہتا تھا، جس نے ریچھ سے لڑانے کے لیے کتے پالے ہوئے تھے۔ ریچھ کے ساتھ لڑنے والے جو کتے ہوتے ہیں، وہ بڑے قد کے اور بڑے لمبے ہوتے ہیں، ان کے منہ چوڑے ہوتے ہیں۔ وہ بڑے Well build (جسیم) ہوتے ہیں، مجھ جیسے بندے کو تو ویسے ہی گھسیٹ کر بھاگ جائیں، وہ اتنے تیز ہوتے ہیں۔ اس بندے نے وہ کتا پالا ہوا تھا۔ وہ قدرتاً اس کو لے کر عصر کے وقت باہر سڑک پر ٹہلنے کے لیے نکلا تو شہر سے ایک مداری والا آ رہا تھا۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا بندر تھا جو رسی کے ساتھ بندھا ہوا اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ جیسے ہی کتے کی نظر بندر پر پڑی تو

وہ اس کے پیچھے بھاگا، بندر خوف کی وجہ سے چھلانگ لگا کر مداری کے کندھے کے اوپر چڑھ گیا۔ اب کتا اپنے مالک کو بندر کی طرف کھینچ رہا ہے، بندر والا اس کو روکتا بھی ہے، کھینچتا بھی ہے، لیکن کتا پھر زور لگا رہا ہے۔ اتنے میں دو چار بندے اور بھی آ گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: یار! آج کتے اور بندر کی لڑائی دیکھیں۔ بندر والے نے کہا: بھائی یہ تو چھوٹا سا بندر ہے اور کتا اتنا بڑا ہے، یہ کوئی جوڑ ہے؟ اس نے کہا: بس تھوڑی دیر کھولو ہم دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں نہیں! یہ تو ویسے ہی بندر کو مار دے گا۔ اس نے کہا: نہیں! اللہ کی شان کہ عین اسی وقت سکول میں چھٹی ہو گئی۔ چھٹی کی، شفٹ ختم ہو گئی تو وہاں تو سات آٹھ سو بندے باہر نکلتے ہیں۔ یکدم وہ سب جب باہر نکلے تو وہ بھی کھڑے ہو گئے۔ آج کل تو پھر ایسی جگہوں پر لوگ جلدی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ تو پھر سو پچاس بندوں کا مجمع ہو گیا۔ اب مجمع کے درمیان وہ بندر والا بھی کھڑا ہے، بندر اس کے یہاں بیٹھا ہے، کتے والا بھی کھڑا ہے، کتے کو ایک دو بندوں نے پکڑا ہوا ہے۔ اب جب اوپر سے تماشبین آ گئے، تو وہ کہیں: ہاں ہاں یار! جلدی ان کی لڑائی کراؤ تماشا دکھاؤ، پھر ہم نے گھر جانا ہے، ان کو جلدی پڑی ہوئی تھی۔ اس نے کہا کہ نہیں جی! میں نہیں لڑاتا۔ دو چار نوجوان ایسے تھے کہ انہوں نے کہا کہ بھئی: اگر تو نہیں لڑائے گا تو ہم تیرے بندر کو چھینیں گے اور کتے سے اس کو لڑا کر دیکھیں گے اور اگر تو خود لڑائے گا تو اگر تیرے بندر کو کچھ ہوا تو اس کی قیمت ہم خود دیں گے۔ اس نے کہا: بھئی! قیمت تو دے دو گے، لیکن میں نے اس کو دو سال لگا کر کچھ سکھایا ہے، تو میرا تو بیوی بچوں کی روزی کا مسئلہ ہے۔ دو نوجوان بچے تھے، انہوں نے کہا کہ بھئی! قیمت چاہیے تو لڑاؤ، ورنہ چھین کر لڑائیں گے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

قیمت بھی نہیں دیں گے، اب وہ بیچارا مجبور ہو گیا۔

بندر والے نے بندر کی طرف دیکھا، اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو بندر سمجھ گیا کہ اب میرا وقت آ گیا ہے۔ خیر! اس نے اپنے بندر کو نیچے بٹھایا، اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتا رہا اور پھر اس کی کنڈی کھول دی۔ اب یہ بندر بس یوں بیٹھا ہوا ہے، اور ایسے سہما ہوا، ڈرا ہوا، سب کو دیکھ رہا ہے، کبھی کتے کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی ہر بندے کو لگ رہا تھا کہ یہ بندر مرے گا۔ اور کتا تو دو ٹانگوں پہ یوں کھڑا ہے، وہ سنبھالا ہی نہیں جا رہا۔ اس کی اگلی دو ٹانگیں یوں اٹھی ہوئی ہیں اور پچھلی ٹانگوں پہ کھڑا ہے، یوں ہے کہ بس مجھے موقع ملے تو میں بس ایک ہی دفعہ میں اس کا کام تمام کر دوں۔ اللہ کی شان کہ ادھر سے انہوں نے جو کتے کو کھولا تو کتے نے اس کے اوپر چھلانگ مارا، یوں تیزی سے آیا۔ تو جیسے ہی کتا آیا تو یہ جو بندر تھا، اس نے چھلانگ لگائی اور اس کی کمر کے اوپر جا کر چمٹ گیا۔ اب جیسے ہی بندر اس کی کمر کے اوپر آیا تو ایک ہاتھ سے اس کا دایاں کان پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے بایاں کان پکڑ لیا۔ اب کتا دائیں طرف گردن گھماتا ہے تو یہ بایاں کان کھینچتا ہے اور بائیں طرف گردن گھماتا ہے تو یہ دایاں کان کھینچتا ہے۔ اب ایسے ہی جیسے ذرا پیچ تک ہو رہی ہے۔ سارا مجمع ایسے کہ ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔ اتنا بڑا کتا اور کر کچھ بھی نہیں سکتا، چھوٹا سا بندر اس کی گردن پر بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ کی شان دیکھو کہ کتے کو اس نے خوب نچایا، حتیٰ کہ پانچ منٹ کے اندر اندر کتے کے پسینے چھوٹ گئے۔ اس کا زور لگ رہا تھا، کبھی وہ یوں ہوتا، کبھی وہ یوں ہوتا۔ جب وہ خود ہی منتشل ہو گیا، سست پڑ گیا تو اب وہ بندر اپنے مالک کی طرف دیکھے اور یوں اشارہ کرے۔ اب کسی اور کو تو کچھ پتہ نہیں، مالک سمجھ رہا ہے۔ اس کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مالک نے کہا: تمہیں پتہ ہے یہ مجھے کیا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: یہ بندر مجھے کہہ رہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کتے کو اندھا کر دوں؟ وہ کیسے؟ کہ یوں پکڑا ہوا ہے تو یکدم ہاتھ کو چھوڑ دوں گا اور سیدھا اپنا ناخن اس کی آنکھ میں مار کر پھر پکڑ لوں گا۔ اور دو دفعہ میں اس کی آنکھ میں ناخن مار مار کر پانی بہا دوں گا اور کتا اندھا ہو جائے گا۔ جب اس کتے والے کو پتہ چلا کہ میرا کتا اندھا ہو جائے گا، تو اب کتے والا رو رہا ہے، معافیاں مانگ رہا ہے کہ میرے کتے کو چھوڑ دو۔ جب اچھی طرح اس نے معافیاں مانگ لیں اور پاؤں بھی پکڑ لیے، تو اس وقت بندر والے نے بندر کو اشارہ کیا کہ بھئی! تم آ جاؤ۔ وہیں اس کی گردن سے اس نے جو چھلانگ لگائی تو اس کے کندھے پر آ کر بیٹھ گیا، پھر کتا جو وہاں سے بھاگا۔

جان کی دفاع کا فطری علم:

یہ ساری بات بتانے کا مطلب کیا ہے؟ یہ کہ اللہ رب العزت نے ہر چیز کو پیدا کیا، اس کو اپنی زندگی گزارنے کا اللہ نے علم دیا۔ اب بندر کو کس نے سکھایا تھا کہ وہ کتے سے مقابلہ کرے؟ مگر جان کا دفاع کرنے کا طریقہ اللہ نے اس کو دے دیا۔ اس کو پتہ ہے کہ میں نے سانپ سے کیسے لڑنا ہے، میں نے شیر سے کیسے بچنا ہے، میں نے دشمن سے کیسے بچنا ہے۔ یہ فطری علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو دے دیا ہے۔

﴿الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى﴾ (طٰہٰ: ۵۰)

حتیٰ کہ ان جانوروں کو درختوں اور جڑی بوٹیوں کے اثرات کا بھی پتہ ہوتا

ہے۔ جیسے انسانوں میں طبیب حضرات کو پتہ ہوتا ہے کہ کونسی جڑی بوٹی کس بیماری کے لیے مفید ہے۔ اسی طرح ان جانوروں کو بھی پتہ ہوتا ہے اور جانور بھی ان جڑی بوٹیوں کے پتے کھاتے ہیں اور اپنی بیماری کا علاج کرتے ہیں۔ اس پروردگار نے جانوروں کو یہ ساری سمجھ دے دی۔

نورِ عقل کی نعمت:

اس پروردگار نے انسان کو بھی سمجھ عطا کی۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت دی ہے جسے عقل کا نور کہتے ہیں۔ اس عقل کے نور کے سبب یہ انسان بہت ہی آرام دہ زندگی گزارتا ہے۔

اب دیکھیے! کچھ جانور سبزہ کھانے والے جانور ہیں۔ جیسے، گائے، بھینس، بکری، سبزہ ہی کھاتے ہیں، ساری زندگی بھی وہ گوشت کھا ہی نہیں سکتے۔ کچھ جانور جیسے شیر، چیتا، یہ سبزی کھا ہی نہیں سکتے، ساری عمر گوشت کھاتے ہیں۔ کچھ جانوروں کو گوشت کھانا نصیب نہیں اور کچھ کو سبزی کھانا نصیب نہیں۔ واہ میرے مولا! انسان پر آپ کا کتنا فضل ہے کہ آپ نے اس کو سبزی کھانے کی بھی توفیق دے دی اور گوشت کھانے کی بھی توفیق دی۔ اور ہمارے دسترخوان کو دیکھیں! شیر اگر گوشت کو کھاتا ہے تو کچا کھاتا ہے، کبھی کسی شیر نے بھون کر گوشت نہیں کھایا، کبھی کسی شیر نے اس کے تکے کباب بنا کر نہیں کھائے، ہمیشہ کچا گوشت کھائے گا۔ اور انسان گوشت کو کھاتا ہے تو طرح طرح کے کھانے۔ یہ چانپیں بنی ہوئی ہیں، یہ اس کی ڈش بنا دی ہے، یہ قیمہ کے ساتھ سبزی ملا دی ہے، یا میرے اللہ! اتنی ڈشز ہیں جو ایک انسان بنا لیتا ہے، اپنی عقل کے زور پر! یہ عقل ایک

بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے۔

دماغ کی ساخت:

میں آپ کو انسان کی عقل کے بارے میں چند باتیں بتاتا ہوں۔ انسان کا جو دماغ ہے، یہ ایسے ہے جیسے آپ ایک انڈے کو ابال لیں تو اس کی ابلنے کے بعد اس کی جو زردی ہوتی ہے، وہ جو سخت سی محسوس ہوتی ہے، جیسے وہ زردی ہے بالکل اسی طرح انسان کا دماغ ہے۔ سو فیصد اسی طرح اس کے سیل (Cell) ہوتے ہیں۔ اس کے گرد اللہ نے ایک جھلی بنائی ہوئی ہے، جس سے اس کو جوڑا ہوا ہے۔ اگر وہ جھلی ہٹا دیں تو اندر سے سب الگ الگ ہو جاتے۔ اور اس کے اندر تہہ در تہہ ایک لمبی سطح ہے۔ اس کے اندر انسان کی اطلاعات جمع ہوتی ہیں۔

اعضائے جسمانی کا دماغی کنٹرول پینل:

اب مزے کی بات یہ کہ انسان کا دماغ جو اعضا کو کنٹرول کرتا ہے، اس میں کچھ حصے متعین ہیں جہاں سے دماغ مخصوص اعضا کو کنٹرول کرتا ہے۔ ہاتھوں کو کنٹرول کرنا، پاؤں کو کنٹرول کرنا، جسم کے دیگر اعضا کو کنٹرول کرنا، ہر حصے کے کنٹرول کی دماغ میں ایک جگہ متعین ہے۔ سادہ لفظوں میں یوں سمجھیں کہ جو انسان کی شکل ہے، ہو بہو اس کی شکل انسان کے اس حصے میں ہے جہاں اس کا کنٹرول موجود ہو۔ آنکھوں کی بھی جگہ ہوگی، اور زبان کی بھی ہوگی، ہاتھ بھی ہوں گے، ٹانگیں بھی ہوں گی، مگر جو جسامت ہاتھ اور پاؤں کی ہے کہ ظاہر میں لمبی ہے دماغ میں بہت چھوٹی ہے۔ زبان ظاہر میں چھوٹی ہے، لیکن دماغ میں بہت بڑی ہے۔ اس پر سائنسدان بڑے حیران ہوئے کہ یوں تو پوری کی پوری تصویر

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں بنی ہوئی ہے۔ ہاتھوں کو کنٹرول کرنے کے لیے ہاتھوں کی شکل کا حصہ کنٹرول کرتا ہے، پاؤں کو پاؤں کی شکل کا حصہ کنٹرول کرتا ہے، لیکن یہ کیا ہوا کہ ظاہر میں اتنے بڑے بڑے ہاتھ اور اتنے بڑے بڑے پاؤں اور اسے تھوڑا سا حصہ کنٹرول کرتا ہے اور زبان چھوٹی سی اور دماغ میں اتنی بڑی اس کی زبان بنی ہوئی ہے۔ ان کو بعد میں پتہ چلا کہ ہم زبان کی حرکت کو چھوٹا سمجھتے ہیں، حقیقت میں سب سے زیادہ انسان کی (Complicated) پیچیدہ موومنٹ زبان کی ہے، کیونکہ ہم تو تیزی میں تقریر کر رہے ہوتے ہیں، ہمارے ہر لفظ کا ہر ہر مخرج الگ ہوتا ہے۔ تو ہمیں نہیں اندازہ کہ زبان اتنی تیزی سے اندر حرکت کر رہی ہوتی ہے، اور بہت ہی تیزی سے، ساتھ اس کا کبھی کوئی مخرج کبھی کوئی مخرج نکل رہا ہوتا ہے۔ آپ سوچیں کہ ہم اتنی تیزی سے لفظ بول رہے ہوتے ہیں، فقرے بول رہے ہوتے ہیں، تو ایک ایک فقرے میں کتنے الفاظ اور ایک لفظ میں کتنے حروف ہوتے ہیں۔ زبان کو ہر ہر لفظ کا مخرج الگ جگہ پر جا کر نکالنا پڑتا ہے۔ تو چونکہ اتنی تیز رفتاری کے ساتھ حرکت ہونی تھی تو اس کو بہت سارے سگنل مسلسل رہے ہوتے ہیں۔ ان سگنل کو چلنے کے لیے اس کو موٹروے چاہیے تھی، چھوٹی سڑک نہیں چاہیے تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے دماغ کا اتنا بڑا حصہ زبان کے لیے مخصوص کر دیا۔ انسان کے دماغ کا یہ جو پچھلا حصہ ہوتا ہے یہاں انسان کی بینائی کا کنٹرول ہوتا ہے۔ اس لیے اگر آدمی کو یہاں پر پیچھے سے مار لگے، یا چوٹ لگے تو پھر اس کی بینائی ضائع ہو جائے گی۔ اسی لیے بعض دفعہ بچے اگر ایسے گریں کہ اس جگہ پر ضرب آ جائے تو ان کی بینائی چلی جاتی ہے۔ تو دماغ کے پچھلے حصے کا تعلق انسان کی بینائی سے ہے۔ اور عجیب بات یہ کہ انسان کے دائیں سائیڈ کی

دائیاں پاؤں اور بازو وغیرہ کا کنٹرول؛ انسان کے بائیں سائیڈ والے دماغ میں ہے۔ یعنی دماغ کی جو لیفٹ سائیڈ ہے وہ رائٹ حصے کو کنٹرول کرتی ہے اور جو رائیٹ سائیڈ ہے وہ لیفٹ حصے کو کنٹرول کرتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اگر کسی کو فالج اگر ایک ہاتھ پاؤں پر ہوتا ہے تو دماغ کی دوسری سائیڈ کو دیکھتے ہیں اور آپریشن کرتے ہیں۔

برے خیالات کا مرکز سائنس کی روشنی میں:

اب آپ کو میں نکتے کی بات بتاؤں۔ کوئی دو مہینے پہلے کی بات ہے، میں امریکہ میں تھا۔ وہاں پر ایک انسٹی ٹیوٹ بنا ہوا ہے جسے کہتے ہیں "برین انسٹی ٹیوٹ آف امریکہ" یہ ایسا ادارہ ہے کہ وہاں پر سینکڑوں ڈاکٹر کام کرتے ہیں اور ان ڈاکٹروں کا فقط ایک ہی کام ہے کہ دماغ کے اوپر ریسرچ کرتے ہیں۔ وہ صبح وشام دوپہر ہر وقت دماغ کے بارے میں بیٹھے ریسرچ کر رہے ہیں۔ اسی برین انسٹی ٹیوٹ نے اپنا ریسرچ پیپر شائع کیا۔ ایک میڈیکل ڈاکٹر ہمارے دوست تھے، انہوں نے فوراً مجھے ای میل کر دیا۔ میں نے وہ پڑھا تو اس کے اندر بہت عجیب بات لکھی ہوئی تھی۔ بات یہ لکھی ہوئی تھی کہ انسان کے دماغ میں وہ حصہ جس میں برے خیالات ہوتے ہیں، عجب کا خیال، تکبر کا خیال، حسد کا خیال، یہ جو اس قسم کے مذموم خیالات ہیں، ان کے جذبات دماغ کے جس حصہ میں پیدا ہوتے ہیں، اس حصہ کو سائنسدانوں نے دریافت کر لیا ہے۔ سائنسدانوں نے پتہ یہ چلایا کہ انسان کے دماغ کا جو آگے کا حصہ ہے، یہ خیالات عین اس جگہ میں ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ناصیہ کی حقیقت:

جب یہ پڑھا تو میں اتنا حیران ہوا کہ اللہ! چودہ سو سال پہلے قرآن اترا، آپ نے جلا دیا:

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

ناصیہ کہتے ہیں یہ جو آگے پیشانی کا حصہ ہوتا ہے، دماغ کا۔ قیامت کے دن فرشتے یہاں سے پکڑ کر لے کر جائیں گے۔ اور یہاں پر ہمارے مشائخ نے کہا کہ یہ نفس ہے اور اسی کو سجدے کے اندر جھکایا گیا۔ "میں" جو تڑوانی تھی تو اس "میں" کو توڑنے کے لیے سجدے میں پیشانی کا لگنا ضروری ہے۔ اگر کسی کی پیشانی نہیں لگے گی تو اس کا سجدہ بھی ادا نہیں ہوگا۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ ماتھے کا درمیان کا حصہ جسے ناصیہ کہتے ہیں، اس کے پیچھے دماغ کے وہ خیالات ہیں جس میں تکبر، عجب، حسد، کینہ، بغض، سارا کچھ یہاں پڑا ہوا۔ اسی طرح بہت دھری جو بندہ کرتا ہے کہ حکم خداوندی پر عمل نہیں کرتا، وہ بھی یہیں پہ ہے۔ اور قیامت کے دن فرشتے اس کو پکڑ کر پیشانی کے بل جہنم میں ڈالیں گے۔ چودہ سو سال پہلے قرآن نے کہہ دیا تھا۔ اگر یہ جگہ پیچھے کی طرف ہوتی تو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس جگہ کا نام لیتے کہ یہاں سے پکڑ کر لے جائیں گے۔ قرآن اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ ان ریسرچ کرنے والوں میں کوئی مسلمان تھا، اس مسلمان ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ دیکھو! ہم نے اب اس کا کھوج نکالا ہے۔ قرآن تو چودہ سو سال پہلے اشارہ کر رہا ہے۔ اس پر وہ سائنسدان بڑے حیران۔ مجھے لکھا ہوا تھا کہ ان میں سے کچھ سائنسدان سوچ رہے ہیں کہ بھئی! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم آج

www.besturdubooks.wordpress.com

جس چیز کو ریسرچ کر رہے ہیں، یہ مسلمانوں کو چودہ سو سال پہلے قرآن میں مل گئی؟

زندگی کا اصل مقصد:

تو اللہ نے جو ہمیں عقل کی نعمت دی ہے تو ہم عقل کے اس نور سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے مقصدِ زندگی کو سمجھیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی پیشانی اپنے رب کے سامنے جھکائیں، اپنے اندر سے تکبر ختم کر کے اپنے رب کے عاجز بندے بنیں، عبادت گزار بندے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ زندگی تو جانور بھی گزار جائیں گے، انسان بھی گزار جائیں گے، فرق یہ ہے کہ جانور کھا پی کر چلے جائیں گے اور انسان کا کھانا پینا ضمنی چیز ہے، حقیقت میں اپنے رب کو راضی کرنا اصل مقصد ہے۔ انسان زندگی ایسے گزارے کہ اپنے مالک کو راضی کرے۔ یہی انسان کی وجہ فضیلت ہے اور اسی کی وجہ سے اس کا درجہ فرشتوں سے بلند ہوتا ہے۔ یہ نعمت ہے جو اللہ نے اس کو عطا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پوری زندگی شریعت و سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

(آل عمران: ۱۸۵)

علم نافع حاصل نہ ہونے کی وجوہات

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 16 اکتوبر 2012ء بروز منگل، ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

علم نافع حاصل نہ ہونے کی وجوہات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (المجادلہ:۱۱)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

علم کی فضیلت:

قرآن مجید کی جو آیت مبارکہ کی تلاوت ہوئی اس میں اللہ رب العزت نے علم کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے کہ یہ علم والے لوگ ہیں جن کے درجات کو اللہ تعالیٰ بلند فرمائے گا۔ تو علم کا حاصل کرنا اللہ رب العزت کا فضل اور احسان ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (فاطر:۳۲)

"پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنا دیا جو ہمارے بندوں میں سے چنے ہوئے بندے تھے"

گویا اللہ رب العزت علم کی نعمت ان کو عطا فرماتے ہیں جن کو وہ چن لیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے اکابر علم نافع کے حامل تھے:

ہم اپنے اکابر کی زندگیوں کو دیکھیں کہ انہوں نے پوری زندگی علم حاصل کرنے میں اور علم کی خدمت کرنے میں گزار دی۔

✪ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اور میرا ایک دوست دونوں اکٹھے راہ سلوک پر چلے، مگر اللہ نے علم کی بنا پر سلوک پر چلنا میرے لیے آسان کر دیا۔ میں بہت جلدی اپنی منزل تک جا پہنچا اور میرا دوست راستے میں رہ گیا۔

✪ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کی زندگی کی حسرت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میری حسرت یہ ہے کہ میں زندگی کے آخری دن میں بھی علم کو حاصل کروں، گویا علم حاصل کرتا کرتا میں اللہ رب العزت کے حضور پہنچ جاؤں۔

✪ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا جب آخری وقت آیا تو علماء موجود تھے، انہوں نے مسئلہ پوچھا کہ یہ بتائیں کہ جب شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں، وہ پیدل چلتے ہوئے مارنا افضل ہیں یا سواری پر سوار ہو کر مارنا افضل ہیں۔ کچھ شاگردوں نے جواب دیا کہ وہ ماشیاً (پیدل چلتے ہوئے) مارنا افضل ہیں اور کچھ نے کہا کہ راکبًا (سواری پہ سوار ہو کر) مارنا افضل ہے۔ تو اس پر حضرت نے فرمایا کہ نہیں، انہوں نے پھر اس کی تفصیل سمجھائی کہ پہلے دو جمروں کو تو پیدل مارنا افضل ہے اور تیسرے کو جس کے بعد دعا نہیں مانگتے سواری پر مارنا افضل ہے۔ اس کے بعد نماز کا وقت ہو گیا تو علماء چلے کہ ہم جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، ابھی وہ دروازے تک نہیں پہنچے تھے کہ امام صاحب کی آواز آئی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب واپس آ کر دیکھا تو امام صاحب اللہ رب العزت کو پیارے ہو

چکے تھے۔ گویا زندگی کے آخری لمحے تک علم کو سیکھا اور سکھایا۔

❁ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث گزرے ہیں، ان کے آخری وقت میں طلبا نے چاہا کہ ہم اپنے استاد کو کلمے کی تلقین کریں۔ لیکن کیسے کریں؟ طلبا نے وہ حدیث مبارکہ پڑھنی شروع کی جس میں کلمے کا ذکر ہے۔ ابھی انہوں نے چند راویوں کے نام لیے تھے کہ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کر لیا کہ یہ فلاں حدیث پڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت نے وہ حدیث ان کے ساتھ ہی پڑھنی شروع کر دی، حدیث کے الفاظ ہیں:

((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

(ابوداود: ۳۱۱۸، باب فی التلقین)

”جس نے آخری الفاظ ”لا الہ الا اللہ“ کہے وہ جنت میں داخل ہو گیا“

چنانچہ حدیث پڑھتے پڑھتے جب انہوں نے یہ الفاظ کہے:

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

تو انہیں الفاظ پر ان کی روح قبض ہو گئی اور وہ Practicaly (عملاً) جنت کے اندر داخل ہو گئے۔ کتنی خوبصورت موت ہے!

❁ دارالعلوم دیوبند کے ایک بڑے محدث اور مفتی گزرے ہیں، ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے سینے کے اوپر ایک کاغذ رکھا تھا جس پر فتویٰ لکھا ہوا تھا، کسی نے مسئلہ پوچھا تھا۔ اس کو پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ ہاتھ سے چھوٹا، سینے پر گرا اور اسی حالت میں ان کی روح قبض کر لی گئی۔

آخر یہ لوگ کون تھے کہ آخری لمحے تک ان کو علم کی خدمت کے لیے اللہ نے قبول فرمایا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو علم نافع نصیب تھا۔ آج چونکہ علم نافع نصیب

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہوتا، اس لیے ہم علم پڑھ تو لیتے ہیں لیکن علم کا رنگ ہمارے اوپر نہیں چڑھتا، علم کے ثمرات ہمیں نصیب نہیں ہوتے، علم کی وجہ سے جو بلندیاں ملنی چاہئیں وہ نہیں ملتیں۔

علم نافع حاصل نہ ہونے کی وجوہات

اب ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ علم نافع حاصل نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟ تو آج کی اس مجلس میں یہ عاجز وہ پانچ وجوہات بتائے گا کہ جس کی وجہ سے انسان کو علم نافع نصیب نہیں ہوتا۔

پہلی وجہ

علم سیکھتے ہیں عمل نہیں کرتے

سب سے پہلی چیز ہے علم پر عمل نہ کرنا۔ یعنی انسان کو پتہ ہو کہ شریعت کے یہ یہ احکام ہیں، پھر اس کے باوجود انسان شریعت کو چھوڑ کر رسومات پر بدعات پر عمل کرے تو اس سے پھر علم کے نور سے محروم ہو جاتا ہے۔ فرمایا:

«اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ كَالشَّجَرِ بِلَا ثَمَرٍ» (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ۳/۲)

"علم بغیر عمل کے ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی درخت بغیر پھل کے ہوتا ہے"

اور جو شخص علم پر عمل کرتا ہے، اس کے بارے میں حدیث پاک میں فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ»

(تفسیر روح المعانی: ۵/۲۰۷)

"جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ اس کو وہ علم بھی عطا فرما دیتے ہیں جو اسکے

www.besturdubooks.wordpress.com

پاس نہیں ہوتا"

جس طرح چراغ جلے بغیر روشنی نہیں دیتا، اسی طرح علم بھی عمل کے بغیر فائدہ نہیں دیتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عالم بے عمل کی مثال اس اندھے کی سی ہے جس نے چراغ اٹھا رکھا ہے، لوگ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں مگر وہ خود اپنی روشنی سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہے۔

قرآن مجید میں ایسے شخص کو جو علم پر عمل نہیں کرتا گدھے کی مثال دی گئی فرمایا:

﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ (الجمعة: ۵)

"ایسے گدھے کی مثال ہے جس نے بوجھ اٹھایا ہوا ہو"

اس لیے ایک بزرگ فرمارہے تھے:

"مجھے دو چیزوں پر بہت تعجب ہوتا ہے، ایک عالم ہو پھر بے عمل ہو اور دوسرا فاسق ہو اور اس کی قبر خوبصورت ہو"

اللہ اکبر! یعنی علم پر عمل نہ کرنا یہ بھی بڑے تعجب کی بات ہے اور بندہ فاسق و فاجر ہو اور اس کی قبر کو پکا اور بہت خوبصورت بنا دیا جائے، یہ بھی بڑی عجیب بات ہے۔

دوسری وجہ

اہل اللہ کی نصیحت سنتے ہیں پیروی نہیں کرتے

دوسری وجہ جس سے کہ انسان کا علم علم نافع نہیں بنتا وہ یہ ہے کہ وہ فقراء کی، اہل اللہ کی نصیحت سنتے ہیں مگر پیروی نہیں کرتے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے کہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

والوں کی بات کو سننا اور اس کو پلے باندھنا، یہ علم نافع کے حصول کا سبب بنتا ہے۔ کئی مرتبہ دیکھا کہ طلبا اور علما اہل اللہ کی مجالس میں تو آتے ہیں اور ان کے کیمیا اثر کلام کو سنتے ہیں مگر اس کی پیروی نہیں کرتے، اس کے مطابق زندگی کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے، بلکہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو ذکر فکر کرنے والے لوگ ہیں، ان کو علم سے کیا واسطہ؟ لہٰذا اس وجہ سے وہ علم کی حقیقت سے خود محروم ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! آپ کو یہ علم کیسے ملا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رازی اور غزالی رحمہما اللہ دیکھے ہیں۔ تو انہوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ تو انہوں نے اپنے اساتذہ کے نام بتائے کہ ان کو میں نے دیکھا ہے، یہ میرے لیے رازی اور غزالی کی مانند تھے۔

”کتب بینی“ اور ”قطب بینی“

حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ حضرت! آپ جو اتنی تصانیف لکھتے ہیں تو لگتا ہے کہ آپ بہت کتب بینی کرتے ہیں یعنی بہت کتابیں پڑھتے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ نہیں! میں ”کتب بینی“ نہیں کرتا میں ”قطب بینی“ کرتا ہوں۔ یہ ”قطب“، اولیاء کا ایک مقام ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا مطلب؟ تو فرمایا کہ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کو دیکھا اور میں نے حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، یہ وہ حضرات تھے جو اپنے وقت کے قطب تھے، میں نے ان کی زندگیوں کو دیکھا تو میں نے تو قطب بینی کی ہے تو اس سے اللہ نے مجھے یہ درجہ عطا کیا ہے۔

صحبت کے باوجود فیض سے محروم:

ہم اپنی زندگی میں کئی مرتبہ اہل اللہ کے قریب وقت گزارتے ہیں، دیکھتے بھی ہیں کہ

...کس طرح وہ غیبت سے بچتے ہیں؟

......کس طرح وہ اللہ کے شکرگزار بندے ہوتے ہیں؟

......کس طرح ان میں صبر ہوتا ہے؟

......کس طرح حلم ہوتا ہے؟

......کس طرح درگزر ہوتی ہے؟

......کس طرح وہ دوسرے کے احسان کا بدلہ چکاتے ہیں؟

......کس طرح ان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں؟

مگر ساری چیزوں کو دیکھنے کے باوجود آنکھوں پر پٹی بندھی رہتی ہے۔ ہم یہی سمجھتے ہیں کہ ہم تین ہیں تو تین کے ساتھ چوتھے یہ بھی ہیں، یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ نے ان کو وہ دل عطا کیا ہے جو سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے اور ان کا دل کبھی بھی اللہ سے غافل نہیں ہوتا۔ اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"اے اللہ! تو جس پر احسان کرتا ہے، اسے اپنے اولیا کی پہچان دے دیتا ہے۔ اور جس سے تو ناراض ہوتا ہے اولیاء کی پہچان اس سے چھین لیتا ہے۔"

چنانچہ ساتھ رہتے ہوئے بھی ان کو عام بندہ سمجھ کر ان کی بات پر عمل نہیں کرتے جس وجہ سے علم کی رنگ سے محروم ہو جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسری وجہ

گناہ کرتے ہیں استغفار نہیں کرتے

علم نافع سے محرومی کا تیسرا سبب ہے کہ گناہوں پر استغفار نہ کرنا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے، ہر مرتبہ استغفار کرے تو اس بندے کو مصر نہیں کہتے۔ یعنی گناہوں پر اصرار کرنے والا نہیں ہوتا، کیوں کہ اس نے توبہ کر لی۔

بعض بزرگوں نے کہا کہ زبان سے استغفار کرنے والا اور گناہوں پہ اصرار کرنے والا اللہ تعالیٰ سے مذاق کرتا ہے۔ پہلا قول بھی ٹھیک دوسرا قول بھی ٹھیک مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول اللہ کی رحمت کے زیادہ قریب ہے۔

إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ

اللہ کی رحمت نیکوکاروں کی رحمت زیادہ قریب ہوتی ہے

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اول گناہوں سے بچیں اور اگر سرزد ہو جائے تو استغفار جلدی کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں فیصلہ فرما دیا:

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (النساء: ۱۱۰)

جب اللہ رب العزت نے کوئی حد مقرر نہیں کی کہ میں اتنے گناہوں کو معاف کروں گا، اس سے زیادہ نہیں۔ اتنی مرتبہ توبہ قبول کروں گا اس سے زیادہ توبہ قبول نہیں کروں گا، جب اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتے نہیں تھکتے ہم توبہ کرتے کیوں تھک جاتے ہیں؟ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں پر استغفار کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کھلے در کو چھوڑ کر بند دروازے پر کیوں جائیں؟

ایک بزرگ اپنی کٹیا میں رہتے تھے، اللہ اللہ کرتے تھے۔ ایک بادشاہ کو ان سے عقیدت ہو گئی۔ وہ بادشاہ چاہتا تھا کہ یہ اس کٹیا سے آ کر میرے محل کے کمرے میں رہ جائیں اور وہاں پر عبادت کیا کریں۔ ایک دفعہ اس نے ان بزرگوں کو بلایا اور انہیں کہا کہ جی! آپ میرے محل میں رہنا شروع کر دیں۔ اب بزرگوں نے ناں تو نہ کی کہ بادشاہ ناراض ہو گا، البتہ حیلہ اختیار کیا۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا: بادشاہ سلامت! میں آپ کے گھر میں رہنا تو چاہتا ہوں، لیکن اگر آپ مجھے کسی دن دیکھیں کہ میں آپ کے حکم کی نافرمانی کر رہا ہوں، آپ کی حکم عدولی کر رہا ہوں، میں آپ کے خلاف کوئی بات کر رہا ہوں تو آپ مجھے اس وقت وہ پیار دیں گے، جو آج دے رہے ہیں؟ تو بادشاہ کو تو بڑا غصہ آیا، اس نے کہا: میں آپ کو اپنے گھر میں رکھوں اور آپ کہتے ہیں کہ نافرمانی کروں تو میں آپ کو پیار دوں گا؟ میں آپ کو گھر سے نکال دوں گا۔ انہوں نے فرمایا: بادشاہ سلامت! آپ کو آپ کا گھر مبارک ہو، ابھی تو میں نے آپ کی کوئی نافرمانی کی ہی نہیں اور ابھی سے آپ کو مجھ پر غصہ آ گیا، میں اس پروردگار کا دروازہ کیوں چھوڑوں؟ جس کے گناہ کا اگر میں مرتکب بھی ہو جاتا ہوں تو وہ پروردگار مجھ پر اپنا دروازہ پھر بھی نہیں بند کرتا۔ لہٰذا میں اپنے رب کا دروازہ چھوڑ کر تمہارے دروازے پر نہیں آ سکتا۔

واقعی! بات ٹھیک ہے، کسی انسان کو احتمال بتا دے کہ اگر ایسا ہو گیا تو کیا ہو گا؟ تو اسے غصہ آ جاتا ہے۔ جب کہ اللہ رب العزت کا معاملہ کتنا کریمانہ ہے کہ بندہ گناہ کر لیتا ہے، اللہ پھر بھی اس کے لیے اپنے دروازے کو بند نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

فرماتے، چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾ (النساء: ۶۴)

وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں کے اوپر ظلم کیا جنہوں نے بدکاری کر لی ان کو چاہیے تھا کہ وہ آپ خدمت میں آتے، اے میرے محبوب! وہ بھی استغفار کرتے، آپ بھی ان کی شفاعت کرتے، اللہ رب العزت ان کو بھی تواب اور رحیم پاتے۔

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا حلم:

ایک ایمان والا گناہ کرے وہ تو ایک اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حلم کا تو اس سے اندازہ لگائیں کہ جن نصاریٰ نے کہا کہ

﴿إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾ (مائدہ: ۷۳)

"اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے"

یعنی جنہوں نے شرک کیا، جنہوں نے اللہ کی شان میں اتنی گستاخی کی۔

اور پھر یہود جنہوں نے کہا کہ

﴿يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ﴾ (مائدہ: ۶۴)

اللہ کے ہاتھ تو بندھے ہوئے ہیں، اللہ کے ہاتھ بند ہیں، وہ نہیں دیتا، وہ سخی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ﴾ (مائدہ: ۷۴)

وہ بھی اگر توبہ کرتے اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے میں ان کی توبہ کو بھی قبول کر لیتا۔ اللہ اکبر! اللہ جب آپ اتنے مہربان ہیں کہ جو کہیں کہ آپ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ بند ہیں، آپ نہیں دیتے، ان کو بھی آپ فرماتے ہیں کہ توبہ کرو میں تمہاری توبہ قبول کراؤں گا۔ جو شریک بناتے ہیں، ان کو بھی آپ فرماتے ہیں کہ توبہ کرو میں قبول کروں گا۔ اللہ پھر ان ایمان والوں کا تو کیا معاملہ، جو آپ کی واحدانیت پر یقین کرتے ہیں، جو قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ ہاں اپنے نفس کی خرابیوں کی وجہ سے وہ غفلت میں پڑ گئے، گناہوں میں پڑ گئے، اگر وہ آپ کے دروازے پر حاضر ہو کر توبہ اور استغفار کریں گے، اللہ آپ ان کی توبہ کو کیوں نہیں قبول فرمائیں گے؟ یہ تو وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں:

﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾ (مائدہ: ۶۴)

ہمارے پروردگار کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں، اللہ اپنے کھلے ہاتھوں سے اپنی رحمت ہم پر برسا دیجیے اور ہمارے دلوں کو نور سے بھر دیجیے۔

چوتھی وجہ

نعمتیں مانگتے ہیں شکر ادا نہیں کرتے

چوتھا سبب ہے نعمت کا شکر ادا نہ کرنا۔ چنانچہ اللہ رب العزت جب کسی بندے کو نعمتیں عطا فرماتے ہیں تو وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ میرے بندے میری نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

بھلائی کی چار چیزیں:

حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ چار چیزیں دنیا اور آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

① ....ذکر کرنے والی زبان

② .... شکر کرنے والا دل

③ مشقت اٹھانے والا بدن

④ .... اور نیک بیوی، بیوی کے لیے نیک خاوند

یہ چار چیزیں وہ ہیں کہ جو انسان کو مل جائیں تو اس کو دنیا آخرت کی ساری بھلائیاں مل جائیں گی۔ اللہ اکبر۔

نعمتوں سے محروم کوئی نہیں:

اب کوئی بندہ یہ سمجھے کہ جی میرے اوپر اللہ کی کیا نعمتیں ہیں؟ میں تو سائیکل چلاتا ہوں، لوگوں کے پاس تو موٹر سائیکل ہیں، گاڑیاں ہیں، کاریں ہیں، بہاریں ہیں۔ تو بھئی! اگرچہ پیدل چل رہے ہوں، پیدل چلنا بھی تو اللہ کی نعمت ہے۔

ایک صاحب کا جوتا گم ہوگیا، مسجد کی طرف جارہے تھے تو پاؤں جل رہے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا، کہنے لگے: اللہ! میں تو تیرے گھر سجدہ ریز ہونے کے لیے جا رہا ہوں، آپ نے تو مجھے جوتی بھی نہ دی۔ ابھی وہ یہ الفاظ کہہ ہی رہے تھے کہ ان کو سامنے ایک آدمی نظر آیا، جو دونوں پاؤں سے معذور تھا اور گھسٹتا ہوا زمین پر چل رہا تھا۔ جب اس پر ان کی نظر پڑی تو دل پر چوٹ لگی، کہنے لگے: اوہو! میں تو جوتے کی خاطر شکوے کر رہا تھا، یہ بندہ تو وہ ہے کہ نماز پڑھنے بھی آرہا ہے مگر اس کو اللہ نے ٹانگوں کی نعمت بھی عطا نہ کی۔ جب احساس ہوا تو پھر انہوں نے اپنے گناہ سے توبہ کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہم سمجھتے ہیں کہ کاریں بہاریں ملنا ہی نعمت ہے، مگر اللہ نے جو صحت کی زندگی عطا فرمائی، اسے ہم نعمت ہی نہیں سمجھتے۔ ہمیں اللہ رب العزت نے جو عزت کی زندگی عطا فرمائی، اس کو قیمتی ہی نہیں سمجھتے۔ ہمیں اللہ رب العزت نے اپنے فضل اور کرم سے پیٹ بھر کر کھانے کی توفیق جو عطا فرمائی، یہ بھوک بھی تو اللہ کی نعمت ہے، یہ ٹھنڈے پانی کا آرام سے پی لینا، یہ بھی تو اللہ کی نعمت ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسے آدمی کو دیکھا جو پانی کا گھونٹ اپنے حلق سے نہیں اتار سکتا تھا۔ مجھے اپنی زندگی میں ایک عورت نے فون پر بتایا کہ سات سال گزر گئے، میں روٹی کا ایک لقمہ بھی اپنے منہ میں نہیں لے جا سکی۔ Liquid (مشروب) کے اوپر زندگی گزار رہی ہوں۔ کتنے لوگ ہیں، رات کو سونا چاہتے ہیں نیند نہیں آتی۔

.....ہم ٹھنڈے پانی کو نعمت نہیں سمجھتے۔

......پیٹ بھر کر کھانے کو نعمت نہیں سمجھتے۔

......نیند کو نعمت نہیں سمجھتے۔

..... ہم اپنے گھر کو نعمت نہیں سمجھتے۔

یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے!

چنانچہ ایک مرتبہ میں گاڑی میں سفر کر رہا تھا، ایک چوک میں گاڑی رکی میں اپنی آنکھیں بند کیے کچھ مصروف تھا، اچانک کسی نے شیشہ کھٹکھٹایا۔ اچانک آنکھیں کھلیں تو میں نے دیکھا کہ ایک جوان لڑکی دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی اور اس نے بھیک مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے، میں نے آنکھیں تو بند کر لیں مگر میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ یا اللہ! یہ بھی تو کسی کی تو بیٹی ہوگی، کسی کی بہن ہو

www.besturdubooks.wordpress.com

گی، کسی کی بیوی ہوگی، کسی کی تو ماں ہوگی۔ اس گرمی کے موسم میں یہ دروازے کھٹکھٹا رہی ہے، محرم غیر محرم سے بھیک مانگ رہی ہے اور پھر جا کر یہ بیچاری شام کو روٹی کھائے گی۔ اللہ! ہمارے گھر کی عورتیں کتنی خوش نصیب ہیں! آپ نے چھت عطا فرمائی، آپ نے نعمتیں دیں، سہولت کے گھر دیے، من پسند کے کھانے بناتی ہیں، دسترخوان بچھا کر آرام سے کھاتی ہیں۔ اللہ! یہ جو چھت آپ نے عطا فرمائی، کتنی بڑی نعمت ہے۔ لوگ خیمے لگا کر اپنی اولادوں کو وہاں پالتے ہیں، ان کی بھی تو زندگیاں گزرتی ہیں، ہم تو ان چیزوں کو نعمت ہی نہیں سمجھتے، حالانکہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کا شکر ادا کریں، اللہ! آپ نے ہم پر اتنا احسان فرمایا اور ہمیں اتنی نعمتوں سے نوازا۔

نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا طریقہ:

ہم نعمتیں تو مانگتے ہیں، نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا طریقہ نہیں آتا۔ ہمیں چاہیے کہ جس پروردگار نے اتنی نعمتوں سے نوازا، ہم اس کی خوب تعریفیں کیا کریں۔ ہم دنیا میں اللہ کا خوب محبت سے تذکرہ کیا کریں۔ ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں

آج بیوی خاوند کی باتیں کرتے نہیں تھکتی، ماں بیٹے کی باتیں کرتے نہیں تھکتی، بندہ اپنے اللہ کی باتیں کرتا کیوں تھک جاتا ہے؟ جس پروردگار نے ہمیں اتنی نعمتوں سے نوازا، اتنے احسانات کیے، سبحان اللہ!! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اللہ کے دین کے لیے زندگی گزار دیں۔ ؎

ہم تو زندہ ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے

اس طرح اللہ رب العزت کے دین کا کام کریں، یہ اللہ رب العزت کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نعمتوں کی شکرگزاری ہوگی۔ عام طور پر دیکھا کہ انسان مسائل میں ایسا الجھا ہوا ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے غافل ہو جاتا ہے۔

تمام انبیاء شکر ادا کرنے والے تھے:

آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات کو دیکھیے، زندگیوں کو دیکھیے، سارے کے سارے انبیاء شکر ادا کرنے والے تھے۔

❁ چنانچہ نوح علیہ السلام کو کتنی تکلیف پہنچی تھی، لوگ پتھروں سے مارتے تھے اور جبرائیل علیہ السلام ان کو کبھی کبھی پتھروں کے نیچے سے نکالتے تھے۔ ایک دو دن کی بات نہیں، نو سو پچاس سال، یعنی تقریباً ایک ہزار سال ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہا۔ قوم ان کے ساتھ اس قدر بدتمیزی سے پیش آتی تھی، چنانچہ اس کے باوجود وہ فرماتے ہیں:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾

(المؤمنون: ۲۸)

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات عطا فرمائی"

وہ پھر اللہ کی تعریف کر رہے ہیں پھر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔

❁ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیے کہ وہ کتنی مشقتوں بھری زندگی گزار کر نمرود کی آگ میں سے نکل کر آئے، پھر فرماتے ہیں:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ﴾

(ابراہیم: ۳۹)

"سب تعریفیں اللہ کے لیے، جس نے مجھے بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحٰق

www.besturdubooks.wordpress.com

(فرزند) عطا کیے"

تو وہ بھی اللہ کی تعریفیں فرما رہے ہیں۔

❁ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر تو واقعی عجیب نعمتیں تھیں۔ فرماتے تھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النمل:۱۵)

"سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں فضیلت و بزرگی بخشی اپنے بہت سے ایمان والوں پر"

تو انبیاء کی زندگیوں کو دیکھیں کس طرح وہ الحمد للہ، الحمد للہ کہہ رہے ہیں۔

اہلِ جنت کا شکر:

اہلِ جنت جب جنت میں جائیں گے تو پانچ ایسے مواقع ہوں گے کہ جس پہ بے اختیار ان کی زبان سے "الحمد للہ" نکلے گا۔ ذرا توجہ کے ساتھ بات سنیے۔

①...... سب سے پہلے قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے سب کھڑے ہوں گے، نیک اور بد اکٹھے ہوں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (یٰسٓ:۵۹)

"مجرمو! آج میرے نیک بندوں سے جدا ہو جاؤ"

پھر وہ اپنے آپ کو دیکھیں گے کہ اللہ نے تو ہمیں نیکوں کے ساتھ ایک طرف کر دیا۔ بے اختیار وہ اس وقت کہیں گے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾

②...... پھر جب وہ پل صراط سے گزریں گے اور دیکھیں گے کہ کتنے لوگ نیچے

www.besturdubooks.wordpress.com

جہنم کے اندر گر گئے اور یہ بچ کر دوسری طرف نکل گئے تو یہ کہیں گے:

﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰىنَا لِهٰذَا ۔ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ أَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾ (الاعراف: ۴۳)

''اور وہ کہیں گے شکر اللہ کا جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا ورنہ ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا''

تو پھر یہاں بھی اللہ کی تعریف کریں گے۔

③...... پھر تیسرا جب جنت میں ان کا داخلہ ہوگا، اس وقت داخل ہوتے ہی کہیں گے

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ﴾

(زمر: ۷۴)

اس وقت بھی اللہ کی تعریفیں کریں گے۔

④...... اور چوتھا جب جنتیوں کو جنتیوں کے مکانوں میں بٹھا دیا جائے گا اور وہ قرار پکڑلیں گے اپنے گھر میں تو کہیں گے:

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيٓ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾

(فاطر: ۳۴)

⑤...... اور پھر پانچواں جب اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو جنت کی نعمتیں ملیں گی اور اللہ کا دیدار نصیب ہوگا تو پھر کہیں گے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

''ہم تعریفیں کرتے ہیں اس رب کی جو جہانوں کا پروردگار ہے''

تو پانچ ایسے مقام آئیں گے، جس پر اہل جنت بے اختیار اللہ کی حمد

www.besturdubooks.wordpress.com

بیان کریں گے ۔ یہی تو اللہ کا شکر ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی حمد بیان کرنے کی ، کثرت کے ساتھ توفیق عطا فرمائے ۔

پانچویں وجہ

میت کو دفن کرتے ہیں عبرت نہیں پکڑتے

اور پانچویں اور آخری بات کہ میت کو دفن تو کرتے ہیں مگر عبرت نہیں پکڑتے ۔ ہم نے اپنی زندگیوں میں کتنے جنازے اپنے کندھوں پر اٹھائے کیا قبرستان سے لوٹتے ہوئے یہ نیت کر کے آئے کہ آج کے بعد ہم گناہوں کو چھوڑ دیں گے ۔ ہمیں بھی ایک دن اسی طرح قبر میں آنا ہے ۔ ہم بھول جاتے ہیں ۔ اللہ اکبر کبیرا!

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو نوجوان اپنے باپ کا جنازہ اپنے کندھے پر اٹھائے ، پھر اپنی زندگی کو نہ بدلے ، وہ سمجھے کہ میرے دل کے اوپر مہر لگ چکی ۔ ہم نے تو اپنے قریبی عزیزوں کو دفنایا ، کسی نے والدہ کو ، کسی نے والد کو ، کسی نے بھائی کو ، کسی نے بہن کو ، کسی نے بیٹے اور بیٹی کو ، کسی نے اپنے استاد کو ، کسی نے کسی Loved One کو (پیارے) کو اپنے ہاتھوں قبرستان دفن کر بیٹھے تو ہماری اپنی زندگی کب بدلے گی ۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم عبرت پکڑیں اور یہ سوچیں کہ ایک دن آنے والا ہے ، ہم نے بھی بالآخر قبر میں جانا ہے ، اس دنیا میں کوئی ہمیشہ نہیں رہا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ﴾ (انبیاء : ۳۴)

" اے میرے محبوب ! آپ سے پہلے بھی ہم نے کسی کے لئے ہمیشہ رہنا

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں لکھا''

جب اللہ کے محبوب بھی اس دنیا سے پردہ کر کے تشریف لے گئے تو ہمیں بھی تو بالآخر ایک دن جانا ہے۔ کیوں نہ ہم اس کی تیاری کر لیں؟ کیوں نہ اس کے لیے آج اپنے آپ کو سنوار لیں؟! اپنے وقت کو قیمتی بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہمارا علم صحیح معنوں میں علم نافع بن جائے۔ اور اللہ تعالیٰ زندگی کے آخری سمے تک ہمیں اپنے عبادت گزار، شکر گزار، دین کا کام کرنے والے بندوں میں شامل فرمائے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ
اللہ کے لیے یہ کام کوئی مشکل نہیں

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دیگر کتب

- خطبات فقیر (۳۲ جلدیں)
- مجالس فقیر (۷ جلدیں)
- حالات فقیر
- قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز
- نماز کے اسرار و رموز
- رہے سلامت تمہاری نسبت
- حیاء اور پاکدامنی
- تصوف و سلوک
- معارف السلوک
- بستی جنت
- اولاد کی تربیت کے سنہری اصول
- سوئے حرم
- میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں
- شرم و حیا
- ایمان کی اہمیت
- علم نافع
- زبدۃ السلوک
- کمالات امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ بائی پاس جھنگ 0477-625454
- مکتبۃ الفقیر بالمقابل رنگون ہال، بہادر آباد کراچی 0345-2331357
- دارالمطالعہ ہزاروی پرانی چونگی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 041-7224228
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- علمی کتاب گھر اردو روڈ اردو بازار کراچی 021-32634097
- حضرت مولانا گل رئیس صاحب، حضرت قاری سلیمان صاحب (مدظلہم) دارالہدیٰ چوکی
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب نمبوبارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات محبوب شریعت، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

0300-834893 , 051-5462347

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

جلد تینتالیس

- علاماتِ محبت اور داستانِ محبت
- ذکرِ کثیر کی تاثیر
- ناقص اور کامل انسان
- عورت کی اللہ سے دوستی
- مومنِ کامل کا مقام

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

besturdubooks.wordpress.com

مکتبۃ الفقیر

خطبات فقیر 43

www.besturdubooks.wordpress.com

خطباتِ فقیر

43

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا
پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مرتب

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

[illegible]

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

مرتب

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

کمپیوٹر کمپوزنگ

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

پروف ریڈنگ و تخریج

دار التصنیف معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

اشاعت اول

[illegible] 2014ء

تعداد

2200

مکتبۃ الفقیر

041-2618003,041-2649680
0300-9652292,0322-8669680
E-Mail : Alfaqeerfsd@yahoo.com

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
❖ عرض ناشر	22
❖ پیش لفظ	25
❖ عرض مرتب	27
① علاماتِ محبت اور داستانِ محبت	28
❖ محبت تمام عالم کی حرکات کا موجب ہے	28
❖ محبت ..... انسانی معاشرت کا نگینہ	29
❖ محبت کا اصل اصول	29
❖ اللہ تعالیٰ سے پورے دل سے محبت کرو	30
❖ لفظ "اللہ" محبت کی دعوت دیتا ہے	31
❖ عشق کی جڑ یا نقطہ انسان کا قلب ہے	33
❖ عشاق کی دو قسمیں	32
❖ ① عاشق ذاتی	33
❖ ② عاشق احسانی	33
❖ عاشق بننے کے لیے لٹنا پڑتا ہے	34
❖ اللہ کی محبت اور ماسویٰ کی محبت ایک دوسرے کی ضد ہیں	35
❖ محبتِ الٰہی سے اعراض پر عذاب	36

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
سب سے زیادہ شریف نفس کو بنایا گیا	36
دیکھنے والوں سے محبت پیدا نہیں ہوتی	37
جلوت کے لیے خلوت ضروری ہے	37
بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامات	39
پہلی علامت: اللہ کی طلب میں بے قرار ہونا	39
دوسری علامت: نماز کا ذوق وشوق ہونا	40
نماز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا بہانہ	40
تیسری علامت: رات کو اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی تمنا کرنا	42
نبی ﷺ کو تہجد کی محبت	42
امام اعظم ابوحنیفہؒ کا معمول	43
حضرت مولانا شیخؒ کا تہجد	43
ایک اللہ والے کی عبادت	43
ایک عاشق خدا باندی کی عبادت گزاری	44
مجھے یہ وقت گزارنا آسان نہیں	44
رات اچھی نہیں مگر راز و نیاز کے ساتھ	45
چوتھی علامت: تلاوت قرآن میں مزہ آنا	46
پانچویں علامت: اطاعت میں مزہ آنا	47
چھٹی علامت: چھپ کر عبادت کرنا	48
ساتویں علامت: ذکر اللہ میں حریص ہونا	49
آٹھویں علامت: غیر اللہ کے ذکر سے بیزار ہونا	51

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
51	❁ نویں علامت: اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا ....
54	❁ دسویں علامت: ذکر اللہ میں فنا ہونا ....
56	❁ گیارہویں علامت: اللہ تعالیٰ کا رفیق اعلیٰ بن جانا ....
56	❁ مجنوں کی محبت میں سبق ....
57	❁ واقعہ ....
58	❁ اللہ تعالیٰ کی بندے سے محبت کی نشانیاں ....
58	❁ ① اللہ بندے کے کفیل بن جاتے ہیں ....
59	❁ ② بندے کو تدبیر سکھا دیتے ہیں ....
59	❁ ③ اعمال صالحہ میں مشغول کر دیتے ہیں ....
59	❁ ④ لذت مناجات عطا کر دیتے ہیں ....
59	❁ ⑤ منصب کے ذریعے معائب کا ازالہ فرما دیتے ہیں ....
60	❁ ⑥ خوف سے امن عطا فرما دیتے ہیں ....
61	❁ ایک معرفت بھری حدیث ....
62	❁ حدیث پاک کے چند معارف ....
62	❁ نکتہ نمبر ۱: کان آنکھ اور ہاتھ پاؤں کا تذکرہ کیوں کیا؟ ....
64	❁ نکتہ ۲: زبان کا تذکرہ کیوں نہ کیا؟ ....
64	❁ علمی نکتہ ۳: مستجاب الدعوات بننے کی طرف اشارہ: ....
66	❁ دستور خداوندی جب جھولی لیتے ہیں تو دعا کر دیتے ہیں: ....
67	❁ اللہ تعالیٰ کی محبت بندے پر فرض اور قرض ہے: ....
68	❁ ازل سے اللہ والے ....

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ نیک عمل میں محبت کے لیے تین خوشیاں	68
❁ قرآن مجید... اللہ تعالیٰ کی داستان محبت	70
❁ قرآن پاک کی دو ترتیبیں	70
❁ ترتیب توقیفی داستان محبت ہے	71
❁ داستان محبت کی تفصیل	71
❁ ابتدائے قرآن میں محبت کا اشارہ	71
❁ قرآن پاک میں محبتوں کا اظہار	75
❁ محبت کی دعوت	75
❁ محبت کرنے والوں کے تذکرے	76
❁ ملاقات گاہوں کے تذکرے	79
❁ داستان محبت کا خلاصہ	80
❁ چند اشعار محبت	80
❁ جہاں تیرے دیوانوں کا	82
❁ اللہ کے محبین سے متعلق لوگوں کو آگ نہیں جلاتی	83
❁ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے عجیب اشعار	86
❁ مجنوں سے متعلق سبق آموز اشعار	87
❁ پنجرے میں پنچھی پھڑا کے جا	88
③ ذکر کثیر کی تاثیر	91
❁ مومنین کو کثرت ذکر کا حکم	90
❁ ذکر کثیر کی تفسیر	93

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
ذکر کی تاثیر کے لیے ذکر کثیر ضروری ہے	93
مثال نمبر ۱	94
مثال نمبر ۲	94
دل کو پاک کرنے کے دو طریقے	94
سالکین کی کوتاہی	96
ذکر کثیر اولیاء کی پہچان ہے	97
سالکین کی روحانی ترقی میں بنیادی رکاوٹ	98
کثرت ذکر سے ذات حق کی محبت آتی ہے	99
ایک عجیب تمثیل	100
دنیا کی ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے	101
دل کے ذاکر کا سائنسی مشاہدہ	102
ذکر میں روحانی زندگی ہے	104
کائنات کا وجود ذکر الٰہی سے وابستہ ہے	106
ذکر میں اطمینان قلب ہے	107
ذکر اللہ تمام اعمال کا روح رواں	107
نماز میں ذکر	107
نماز جمعہ میں ذکر	108
حج میں اللہ کا ذکر	108
وقوف عرفات کے بعد ذکر	111
مناسک حج کے بعد ذکر	111

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
قربانی کے وقت ذکر	112
روزے میں اللہ کا ذکر	113
دعوت کے کام میں ذکر	113
دعوت کی ابتدا میں ذکر	114
دعوت کی انتہا میں ذکر	115
اللہ کی یاد کے بغیر سکون نہیں	115
ذکر اللہ کے فضائل	116
تمام اعمال سے افضل عمل	116
عذاب سے بچانے والا بہترین عمل	119
ذاکرین، بلند مرتبہ لوگ	119
ذکر میں مہلک روحانی بیماریوں کا علاج ہے	120
ذکر اور علم میں مناسبت	121
علم و ذکر میراث نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں	121
علم و ذکر کی وجہ سے شقاوت سے حفاظت	122
علم و ذکر اندھیرے سے روشنی کی طرف لانے والے ہیں	123
علم و ذکر کے ذریعے لعنت سے حفاظت	124
علم و ذکر سے غافل لوگوں سے اعراض کا حکم	125
علم و ذکر کی مجالس جنت کے باغات ہیں	126
علم و ذکر کی مجالس پر فرشتے اور اللہ کی رحمت اترتی ہے	126
علم و ذکر لازم و ملزوم ہیں	127

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
اہمیتِ ذکر کی سات وجوہات	128
(۱) اللہ تعالیٰ نے ذکر کا حکم فرمایا	128
(۲) اللہ تعالیٰ نے غفلت سے منع فرمایا	129
(۳) کثرتِ ذکر کے ساتھ فلاح وابستہ ہے	129
(۴) بہترین اجر	130
(۵) ذکر سے غفلت باعثِ خسارہ ہے	131
(۶) ذکر سب سے بڑا عمل ہے	131
(۷) اعمالِ صالحہ کا اختتام ذکر پر ہوتا ہے	132
سلوکِ نقشبندیہ میں تین طریقہ کا ذکر	133
پہلا طریقہ: اسمِ ذات کا ذکر	133
"اللہ" کے ذکر سے دل کو سکون ملتا ہے	133
"اللہ اللہ" کے ذکر سے دل پر رنگ چڑھتا ہے	134
دوسرا طریقہ: تہلیل کا ذکر	134
ذکرِ تہلیل دل کی صفائی کا اہم ذریعہ ہے	135
ذکرِ تہلیل کے فضائل	136
خودی کا سرِ نہاں	142
تیسرا طریقہ: فکر	143
لفظ "اللہ" کے چند معارف	144
لفظ "اللہ" کے ساتھ حرفِ ندا "یا" کی مناسبت	145
لفظ "اللہ" کے تمام حروف ذاتِ الٰہی کی طرف دلالت کرتے ہیں	146

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ اسم "اللہ" تمام صفات کو شامل ہے	147
❁ لفظ "اللہ" میں تفخیم کی نصیحت	147
❁ ابتدائی الفاظ "اللہ" سے، ابتدائی حفاظ "اسم" سے	147
❁ اسم "اللہ" مضاف نہیں ہوتا	148
❁ اللہ کا نام عزتوں کا سبب	148
❁ کثرتِ ذکر کی برکت	149
❁ ذکر سے قلب کی عجیب کیفیت	150
❁ ذکر، شیطان کے خلاف موثر ہتھیار	152
❁ رات بھر کا مراقبہ	152
❁ چالیس دن کا مراقبہ	153
❁ دل سنوارنے کے لیے وقت نکالنا پڑے گا	153
④ ناقص اور کامل انسان	155
❁ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں کی دو قسمیں	156
❁ چار طرح کے انسان	156
❁ قالب کی زندگی	157
❁ کافر کی زندگی کے دو کام	157
❁ قالب کی زندگی حیوانی زندگی ہے	158
❁ قلب کی زندگی	159
❁ اسلامی زندگی	159

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ دور کے مسلمان	160
❁ مقصد زندگی میں مال کمانا	162
❁ کفار کے مقاصد زندگی	162
❁ تعصب اور انا کے مارے لوگ	163
❁ بے عملی کی بنیادی وجہ	164
❁ (۳) ایمانی زندگی	166
❁ دورنگی زندگی	166
❁ دورنگی زندگی کا وبال، اعمال ضائع	167
❁ اعمال ضائع ہونے کی وجہ نفس پرستی	169
❁ خانقاہ میں آنے کا مقصد اصلاح نفس	170
❁ بڑے خطرے کی بات	170
❁ کاتے دھاگے کو توڑنے والی بڑھیا کی مثال	171
❁ (۴) احسانی زندگی	172
❁ احسانی کیفیت کے واقعات	173
❁ اجتماع کا مقصد کیفیت احسان کا حصول	175
❁ ایک قاضی اور چار گواہ موجود	175
❁ احسانی کیفیت کے درجات	176
❁ اصل ذاکر کون ہوتا ہے؟	177
❁ مقام تحیر کے حامل	178
❁ دنیا کے بے دل بادل انسان	180

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❖ مومن کامل بننے کی ضرورت	181
❖ موحد بنتا ہے یا مشرک؟	182
❖ اپنے آپ کو اللہ کے حضور پیش کریں!	182
④ عورت کی اللہ سے دوستی	185
❖ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں	186
❖ بینائی کی نعمت	186
❖ سماعت کی نعمت	187
❖ ناک سے خوشبو کی لذت	187
❖ زبان کی نعمت	188
❖ ہونٹوں کی نعمت	188
❖ ہاضمے کی نعمت	188
❖ ہاتھوں کی طاقت	189
❖ پاؤں کی نعمت	189
❖ نعمتوں کا شکر کیسے ادا ہو؟	190
❖ عورت کی شکر گزاری	190
❖ عقل سے شہوت کو کنٹرول	190
❖ اللہ تعالیٰ نے ہر عورت کو عقل کا حفاظتی ہتھیار دیا ہے	191
❖ ناموس کی حفاظت کے لیے عقل کا استعمال	193
❖ آج کل کی لڑکیوں کی بے عقلی	194
❖ عورت اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کیسے کرے؟	194

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
❁ حفاظت ناموس کے لیے اللہ سے دعا	195
❁ اسم رحمت سے توبہ کی توفیق	195
❁ اجتماع میں آنے کا مقصد	197
❁ محبت کسے کہتے ہیں؟	197
❁ اللہ بندے کا رزق بڑھاتے چلے جاتے ہیں	198
❁ ماں باپ کی محبت نوجوانوں کو جتانی اللہ سے روکتی ہے	198
❁ تائب گنہگار کے ساتھ رب کریم کا معاملہ	200
❁ عذاب بندے کی مرضی پر ہوتا ہے	200
❁ ایک شخص پر رحمت	201
❁ اللہ ایمان والوں کے دوست ہیں	203
❁ دوست اپنے دوست کا خیال رکھتا ہے	203
❁ اللہ تعالیٰ کو دوست بنائیے!	204
❁ پائیدار کا عشق ہی پائیدار ہے	204
❁ چالیس سالہ گناہ گار کی اللہ سے دوستی	205
❁ بندے اور رب میں فرق	206
❁ علم اور عمل میں فرق	209
❁ دلوں کی تسلی تیری بندگی	210
❁ آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا کی فریاد	211
❁ حضرت یونس علیہ السلام کا مشکل میں اللہ کو پکارنا	211
❁ فقط اللہ ہی کو پکارنا ہے	213

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات
215	**⑤ مؤمن کامل کا مقام**

216	❖ اللہ کے خزانوں سے نفع لینے کا طریقہ ....
217	❖ کامیابی کا تعلق اعمال کے ساتھ ....
217	❖ دین کے لیے طلب ضروری ....
218	❖ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اظہار طلب ....
219	❖ علم آجر اور علم آتجر ....
220	❖ علم باعمل کا ثمرہ علم آجر ....
221	❖ قرآن مجید سے مثالیں ....
222	❖ مومن کی سربلندی ....
223	❖ دنیا مومن کی قدموں میں ....
223	❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مال ....
224	❖ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دسترخوان ....
224	❖ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی میراث ....
224	❖ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہدایا ....
225	❖ ایک بدو کا دسترخوان ....
225	❖ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی دولت ....
225	❖ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صدقات و خیرات میں وسعت ....
226	❖ مومن مخلوق سے نہیں اللہ سے لیتا ہے ....
227	❖ مومن کی شان ....
228	❖ دلوں کو جوڑنے والا دین ....

www.besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوانات

229	نیک اعمال سے کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں
229	کلمہ اخوت سکھاتا ہے
230	نماز مساوات سکھاتی ہے
230	روزہ ہمدردی سکھاتا ہے
232	زکوٰۃ غریب پروری سکھاتی ہے
234	حج اجتماعیت سکھاتی ہے
236	دین اسلام کی خوبصورتی
237	اسلام ہمیں تسلیم سکھاتا ہے
238	مؤمن کامل کے چھ انعامات
238	پہلا انعام: اللہ کی نصرت شامل حال ہوتی ہے
240	صحابہؓ کے ساتھ اللہ کی مدد
241	اللہ کی مدد کیسے آئی
242	جنگ احزاب میں اللہ کی مدد
243	یہود کے خلاف اللہ کی مدد
244	اللہ کی مدد والا پلڑا پوری کائنات پر بھاری
245	دوسرا انعام: عزت ملتی ہے
247	تیسرا انعام: اللہ تعالیٰ امن عطا فرماتے ہیں
249	چوتھا انعام: مقام تقویٰ نصیب ہوتا ہے
249	زمین کی فرمانبرداری
249	ہوا کی فرمانبرداری

www.besturdubooks.wordpress.com

عنوانات	صفحہ نمبر
آگ کی فرمانبرداری	250
دریا کی فرمانبرداری	250
زہر بے اثر	251
درندوں کی فرمانبرداری	251
سمندروں پر حکومت	253
خلافت ارضی مردِ مومن کی میراث ہے	254
پکا متقی مرد انسان مستجاب الدعوات بنتا ہے	256
قیصر کی فتح پر ابو درداء کا رونا	257
مومن کی شکست میں عبرت	258
بھوک و تنگی کی اصل وجہ	258
حجاج بن یوسف کی نصیحت	260
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان	260
مردِ مومن علامہ اقبال کے اشعار میں	261

www.besturdubooks.wordpress.com

الله جل

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ﴾

(المائدہ: ۵۴)

علاماتِ محبت
اور
داستانِ محبت

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 22 مارچ 2014ء، بروز ہفتہ، ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

موقع: اٹھارہواں سالانہ نقشبندی اجتماع، نشست بعد از مغرب

بمقام: جامع مسجد زینب، معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

علاماتِ محبت اور داستانِ محبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
﴿فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ (المائدہ: ۵۴)
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
((اَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوْبِكُمْ)) (جامع العلوم والحکم ص ۳۴۶)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

محبت تمام عالم کی حرکات کا موجب ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی بعض چیزوں کو قدرتی طور پر بعض چیزوں کی طرف میلان عطا کر دیا ہے۔ یہ میلان اگر بے جان چیزوں میں ہو تو اسے "کشش" کہتے ہیں۔ چنانچہ زمین ہر شے کو اپنی طرف کھینچتی ہے اسے "کشش ثقل" کہتے ہیں۔ چونکہ یہ بھی اپنی طرف کھینچتا ہے، دوسرے سیارے بھی کھینچتے ہیں، تو یہ ایک کشش (Gravitational Force) کشش ثقل کہلاتی ہے۔ اور اگر یہی کشش دو زندہ لوگوں میں ہو جائے تو اسے "محبت" کہتے ہیں۔

اگر آپ غور کریں تو عالم علوی اور عالم سفلی کی جتنی بھی حرکات ہیں ان کا موجب یہ محبت ہے، کشش ہے۔ عالم علوی میں آسمان میں، ستاروں کی جتنی بھی حرکت ہو رہی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں وہ اسی کشش کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ اور اس کائنات میں انسانوں کے درمیان بھی جو زندگی گزر رہی ہے، اس کا سبب محبت ہی ہوتی ہے۔ چاہے وہ شرعی محبت ہو یا غیر شرعی محبت ہو، مگر ہر کام کے پیچھے آپ کو محبت ہی نظر آئے گی۔ اس کے بغیر نہ ستارے حرکت کر سکتے ہیں، نہ ہوائیں چل سکتی ہیں اور نہ بیج زمین سے باہر نکل سکتا ہے۔ ہر چیز کا اصل موجب محبت ہی ہے۔

محبت...... انسانی معاشرت کا نیوکلیس:

انسانی معاشرے کو دیکھیں تو معاشرے کا مرکز اور محور محبت ہی ہے۔ گھر میں دیکھیں تو

.... ماں باپ کی اولاد کے ساتھ محبت

.... میاں بیوی کی آپس میں محبت

......بہن بھائی کی محبت

...... بھائی بہن کی محبت

.....رشتہ داروں کی محبت

......دو مسلمان بھائیوں کے درمیان محبت

ان سب محبتوں سے معاشرہ تشکیل پاتی ہے۔ تو یہ محبت اصل میں تمام معاشرے کا نیوکلیس ہے، تمام معاشرے کا مرکز ہے۔ اسی کی وجہ سے انسان آپس میں مل جل کر رہتے ہیں۔

محبت کا اصل اصول:

لیکن اصل اصول یہ ہے کہ اللہ رب العزت سے بندے کی جو محبت ہے وہ ان تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیے۔ اگر کوئی بندہ کسی سے ایسی محبت کرے کہ یہ محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کی محبت سے بڑھ جائے تو پھر یہ چیز گناہ بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ (التوبہ: ۲۴)

”اے پیغمبر! (مسلمانوں سے) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے، اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں، تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے۔“

معلوم ہوا کہ یہ محبتیں جائز ہیں، مگر اللہ کی محبت سے نیچے ہونی چاہئیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اے میرے بندے! تمہارے راستے میں یہ محبتیں آئیں گی، مگر تمہارا کام یہ ہے کہ اگر یہ محبتیں رکاوٹ بننے لگیں تو تم ان محبتوں پر پاؤں رکھ کر آگے گزر جاؤ، تمہاری اصل منزل کوئی اور ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے دلوں میں غالب ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سے پورے دل سے محبت کرو:

نبی علیہ السلام جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو پہلے خطبے میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

((اَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوْبِكُمْ)) (جامع الصغیر، ص ۱۱)

"(اے ایمان والو!) تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ پورے دل کے ساتھ محبت کرو۔"

بسا اوقات انسان تھوڑے دل سے محبت کرتا ہے یعنی دل میں کئی محبتیں ہوتی ہیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے جب محبت کرو تو پورے دل سے محبت کرو، اپنے دل اللہ کے حوالے کر دو، اس دل کو اللہ کی محبت سے بھر لو، اللہ کی محبت سے بھرپور کر لو، یہ دل اللہ کے لیے وقف کر دو جس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی آ جائے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ)) (ترمذی، حدیث: ۳۷۸۹)

"اللہ تعالیٰ سے محبت کرو، اس لیے کہ اس نے تمہیں کھانے کے لیے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے چونکہ ہمیں نعمتوں سے بھی نوازا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے محسنِ حقیقی اللہ رب العزت سے ٹوٹ کر پیار کریں۔ دیکھا جائے تو جانوروں کو بھی اپنے محسن سے محبت ہوتی ہے، ہم تو پھر انسان ہیں۔

لفظ "اللہ" محبت کی دعوت دیتا ہے:

یہ جو "اللہ" کا لفظ ہے یہ محبت کی دعوت دیتا ہے۔ یہ ولاہٌ سے بنا، اور عربی زبان میں ولاہٌ اور ولیہٌ کا معنی محبت ہوتا ہے۔ اردو زبان میں بھی "والا" کا مطلب ہوتا ہے "شیدا" یعنی محبت کرنے والا۔ چنانچہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمہ اللہ نے اللہ کے نام کا جو ترجمہ کیا ہے وہ "من موہن" کیا ہے، یعنی دل کو پسند آنے والا۔ تو جب ہم اللہ "اللہ" کے نام سے پکارتے ہیں تو ہم دوسرے لفظوں میں کہہ رہے ہوتے ہیں: "اے ہمارے دلوں کے محبوب!" تو اللہ تعالیٰ کا نام ہی ایسا ہے کہ جس کا

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت والوں کا محبوب بنتا ہے۔

عشق کی چڑیا فقط انسان کو ملی ہے:

اور یہ محبت کرنا دل کا کام ہے۔ جو خواہشِ نفس کی جو لذتیں ہیں، ان میں تو جانور بھی انسان کے ساتھ شریک ہیں۔ انہیں بھی خواہشِ نفس کی لذتیں ملتی ہیں اور حیوانوں کو بھی ملتی ہیں، لیکن دل کی محبت کا مزہ صرف انسان کا خاصہ ہے، اس میں جانور شریک نہیں ہیں، یہ چیز انسان کو جانوروں سے ممتاز کر دیتی ہے۔

"اللہ" کا لفظ قرآن مجید میں 2698 مرتبہ استعمال ہوا۔ یعنی اللہ رب العزت نے اپنے نام کو کثرت سے استعمال کیا کہ میرے بندے میرے ساتھ محبت کا تعلق رکھیں گے، ہر تھوڑی تھوڑی دیر بعد میرا نام پڑھیں گے تو ان کے دلوں میں میری محبت بھرے گی اور ان کو میرا کلام پڑھنے کا مزہ آئے گا۔ یہ عشق کی چڑیا اللہ رب العزت نے فقط انسان کو عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ کہنے والے نے کہا: ؎

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را
اوست سید جملہ موجودات را

"ہر وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کا عاشق ہو جاتا ہے، وہ باقی تمام مخلوق کا سردار بن جاتا ہے۔"

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات

اگر دین میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو الگ کر دیا جائے تو باقی چند تصورات کے سوا اور کوئی چیز نہیں بچتی۔ اس لیے دین کی بنیاد اصل میں اللہ رب العزت کے ساتھ محبت ہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عشاق کی دو قسمیں

عاشق کی دو قسمیں ہوتی تھیں:

① عاشق ذاتی:

ایک ہوتا ہے عاشق ذاتی، جیسے ماں کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے، بیٹا خوبصورت ہو تو بھی محبت ہوتی ہے اور خوبصورت نہ ہو تو بھی محبت ہوتی ہے، اس لیے کہ وہ ماں ہے۔ یہ ذاتی محبت کہلاتی ہے۔ کچھ بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، مگر اس کے بدلے وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز طلب نہیں کرتے، بلکہ اللہ کی رضا ہی کے طلب گار ہوتے ہیں۔

مشہور واقعہ ہے کہ رابعہ بصریہ رحمہا پر ایک دفعہ عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ اس کیفیت میں انہوں نے ایک ہاتھ میں پانی کا لوٹا لیا اور دوسرے ہاتھ میں تھوڑی سی آگ لی اور چل پڑیں۔ کسی نے پوچھا کہ کہاں جا رہی ہیں؟ کہنے لگیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ جنت کی طلب میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور بعض لوگ جہنم کے خوف سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں، اگر ہو سکے تو میں جنت میں آگ لگا دوں اور جہنم کی آگ کو بجھا دوں، تاکہ اللہ کے بندے فقط اللہ کی رضا کے لیے اس کی عبادت کر سکیں۔ یہ ان کی ایک کیفیت تھی کہ ہم اللہ سے اعمال کا کچھ بدلہ نہ چاہیں، فقط اللہ کو راضی کریں، اللہ کی رضا حاصل ہو جائے، اس سے بڑھ کر اور کیا اجر ہو سکتی ہے! تو یہ حضرات عاشق ذاتی کہلاتے ہیں۔

② عاشق احسانی:

کچھ ہمارے جیسے عاشق ہوتے ہیں، وہ عاشق احسانی کہلاتے ہیں۔ یعنی جب

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ نعمتیں دیتے جاتے ہیں تو منعمِ حقیقی سے محبت ہو جاتی ہے۔ ہم نے جانوروں کو بھی دیکھا کہ اگر لوگ جانوروں کو کچھ غذا دینا شروع کر دیں تو جانور ان سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ سرکس میں آپ نے شیر کو دیکھا ہو گا کہ جو اسے فوراً کھانے والا درندہ ہوتا ہے، وہ اس کے منہ میں بھی ہاتھ ڈال دے تو شیر اس کو کچھ نہیں کہتا۔ اگر درندے بھی اپنے پالنے والے اور اپنے احسان کرنے والے کے ساتھ اتنی محبت کا اظہار کرتے ہیں تو انسان تو بالآخر انسان ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں دین دیا، عزت کی سواری دی، جو بھی دیں، معلوم نہیں کتنی کتنی نعمتیں دیں، جو ہم گن بھی نہیں سکتے۔ تو محسنِ حقیقی سے محبت کرنا انسان کی فطرت ہے۔ "اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ" (انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے۔) لہٰذا ہمیں بھی اپنے منعمِ حقیقی اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔

ہماری یہ محبت، محبتِ احسانی ہے۔ اسی لیے جب ذرا سے حالات بدلتے ہیں تو ہماری تمام محبتیں ختم ہو جاتی ہیں، اور انسان غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔ کچھ پوچھیں: بھئی! آپ مسجد کیوں نہیں آتے؟ کہتے ہیں: جی کاروبار میں کچھ اونچ نیچ ہے، ٹھیک ہو جائے گی تو آ جاؤں گا۔ یعنی ہم مسجد بھی تب آتے ہیں جب کاروبار وغیرہ ٹھیک ہوتا ہے، اگر کچھ خراب ہو جائے تو پھر مسجد آنا بھی یاد نہیں ہوتا۔ ان کو کہتے ہیں: عاشقِ احسانی، یعنی یہ احسان کی وجہ سے عاشق ہوتے ہیں۔

عاشق بننے کے لیے کٹنا پڑتا ہے:

عاشق بننے کے لیے باقی تمام چیزوں سے قلبی طور پہ کٹنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ملنے کی شرط یہ ہے کہ بندے کے دل میں کسی اور چیز کی محبت نہ ہو۔ مراد یہ ہے کہ فقط شرعی محبتیں دل میں ہوں، نفسانی، شہوانی، شیطانی محبتوں سے دل پاک ہو۔ اسی لیے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ (المزمل: ۸)

"اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور سب سے الگ ہو کر پورے کے پورے اسی کے ہو رہو۔"

تبتل کے معنی مفسرین نے لکھے ہیں: اخلاص اختیار کر اور ہر چیز پر اللہ کو ترجیح دے۔ اور بعض مفسرین نے لکھا کہ تبتل سے مراد یہ ہے کہ جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے سے روکے تو پھر قدم رکھ کر اس کو کاٹ دے اور قدم رکھ کر آگے چلا جاتا کہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکے۔ جب تک انسان قلبی طور پر مخلوق سے نہیں کٹے گا اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے نہیں جڑ سکے گا۔ مخلوق سے کٹنا ضروری ہے، کہ دل میں محبت ہو تو فقط اللہ کے لیے ہو اور کسی کی محبت دل میں غالب نہ ہو۔ دل کو ماسویٰ سے خالی کرنا لازم ہے۔

اللہ کی محبت اور ماسویٰ کی محبت ایک دوسرے کی ضد ہیں:

یہ چیز ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور ماسویٰ کی محبت یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ قلب میں ایک ہی چیز آسکتی ہے۔ اگر ماسویٰ کی محبت ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنی محبت دل میں نہیں ڈالیں گے اور اگر دل ماسویٰ کی محبت سے خالی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنی محبت دل میں عطا فرما دیں گے۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میں بندے کے دل کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہوں، جب دیکھتا ہوں کہ وہ میرے غیر سے خالی ہے تو ایسے دل کو میں اپنی محبت سے بھر دیا کرتا ہوں۔"

ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کے لیے اپنے دل کو ماسویٰ سے خالی کرنا پڑے گا۔ ان دونوں محبتوں میں سے جو قوی ہوتی ہے وہ دوسری محبت کو دل سے نکال دیتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ چنانچہ اگر نفسانی محبت قوی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی لذت اس ان محسوس نہیں کر سکے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوگی تو یہ بندہ نفسانی محبتوں سے بچا رہے گا۔

محبت الٰہی سے اعراض پر عذاب:

اور یہ چیز ذہن میں رکھیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت سے اعراض کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کو غیروں کی محبت میں گرفتار کر دیتے ہیں۔ یہ محبت غیر بھی ایک عذاب ہے۔ جیسے ہم دوسری چیزوں کو عذاب سمجھتے ہیں اسی طرح مخلوق کی نفسانی اور شیطانی محبتیں بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہیں۔ اور یہ عذاب اس لیے ہیں کہ وہ بندہ اللہ کی محبت سے اعراض کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے آپ دیکھیں گے کہ ایسے بندے جنوں سے محبت کرتے ہیں، عورتوں سے محبت کرتے ہیں، امرد (بچوں) سے محبت کرتے ہیں، کاروبار سے محبت کرتے ہیں، جاہ سے محبت کرتے ہیں، اللہ سے محبت کی لذت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان کو اس عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ تم میری محبت کے لیے پریشان نہیں ہوتے، اس کے لیے کوشش نہیں کرتے۔ میں بھی تمہیں غیر کے حوالے کر دیتا ہوں لہٰذا وہ بندہ غیر کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ شریک نفس کو بنایا گیا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ﴾ (الجاثیہ: ۲۳)

”پھر کیا تم نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنا لیا ہے۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

تو جیسے اللہ کی عبادت ہوتی ہے، ایسے ہی نفس کی بھی عبادت ہوتی ہے۔ اور یہ چیز ذہن میں رکھیں کہ پوری کی پوری کائنات میں کسی بت کی اتنی عبادت نہیں ہوئی جتنی عبادت انسان نے اپنے نفس کی کی ہے۔ اس کائنات میں سب سے زیادہ اللہ کی عبادت ہوئی ہے، یا پھر اللہ کے بعد انسان نے اپنے نفس کی پوجا کی ہے۔ یہ سب سے بڑا معبود ہے، جو اللہ کے ساتھ شریک بنتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کو یہ نفسانی محبتیں بالکل ناپسند ہیں۔

ڈھلنے والوں سے محبت پائیدار نہیں ہوتی:

انسان اگر اللہ تعالیٰ کا عاشق بننا چاہے تو اس کو ہر غیر سے، ہر سوئی سے کٹنا پڑے گا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مثال دیکھیے کہ انہوں نے ستارے کو دیکھا تو فرمایا:

﴿قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ﴾ (الانعام: ۷۶)

''میں ڈھلنے والوں سے محبت نہیں کرتا''

تو انسان مرنے والوں سے اور ڈھلنے والوں سے محبتیں چھوڑ دے اور اس ذات سے محبت کرے جو حی و قیوم ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ؎

عشق با مردہ نہ باشد پائیدار
عشق را با حی و با قیوم دار

''مرنے والوں سے اور ڈھلنے والوں سے محبت پائیدار نہیں ہوتی۔ محبت کرنی ہے تو اس ذات سے کرو جو ہمیشہ زندہ رہنے والی اور قیوم ذات ہے۔''

جلوت کے لیے خلوت ضروری ہے:

محبت کے قابل تو فقط اللہ کی ذات ہے، محبت تو فقط اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ انسان ٹوٹ کر اپنے اللہ سے پیار کرے۔ اس لیے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيٓ إِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِينَ﴾ (شعراء:۷۷)

''بے شک وہ میرے دشمن ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا باقی ہر چیز انسان کو اپنی دشمن محسوس ہونے لگ جائے۔ انسان کا ہر چیز سے قطع تعلق ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اپنی محبت ڈال دیتے ہیں۔ اسی کو حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آ جا اب تو خلوت ہو گئی

جب تک انسان دل میں خلوت نہیں پیدا کرے گا، اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنی تجلی گاہ نہیں بنائے گا، اللہ کی جلوت نصیب نہیں ہوگی۔

ایک تم سے کیا محبت ہو گئی
ساری دنیا ہی سے وحشت ہو گئی

جب محبت ہو جائے تو پھر اگر محبوب کسی بات پر ناراضگی کا اظہار کرے تو انسان کو اس کی ناراضگی بری نہیں لگتی۔ فرمایا:

لاکھ جھڑکو اب کہاں پھرتا ہے دل
ہو گئی اب تو محبت ہو گئی

یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب نعمت ہے۔ اور آگے عجیب بات فرماتے ہیں:

پڑ گئی تھی ان پہ بھولے سے نظر
بات اتنی تھی قیامت ہو گئی

واقعی اللہ تعالیٰ کی محبت کا رشتہ جب دل میں جڑ جاتا ہے تو انسان کی زندگی میں پھر انقلاب آ جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامات

ہمیں کیسے پتہ چلے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت ہے یا نہیں؟ ہمارے اکابر نے اس کی علامات بیان کی ہیں، ہم ان علامات کے ذریعے اپنے دل کی کیفیت کو جانچ سکتے ہیں، اس کی پڑتال کر سکتے ہیں۔

پہلی علامت

اللہ کی طلب میں بے قرار ہونا

پہلی علامت یہ ہے کہ اگر انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کی طلب میں اس کو بے قراری محسوس ہوتی ہے۔ نفسانی محبتوں میں بھی لوگ ایک دوسرے کو Miss کرتے ہیں، آپ آج کل یہ فقرہ عام سنیں گے:

I love you, I Miss you.

لیکن یہ Miss you کی کیفیت اللہ کے بارے میں ہو کہ انسان اللہ کے لیے اداس ہو اور اللہ تعالیٰ کو Miss کرے اور پھر اس کا دل چاہے کہ میں اللہ سے ملاقات کروں۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات انسان ویسے تو نہیں کر سکتا، نہ ہم کلامی کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے نماز کو بہانہ بناتا ہے۔ اسی لیے ہمارے اکابر بار بار نماز پڑھتے تھے، لمبی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے، ساری ساری رات عبادت کرتے تھے۔ اصل میں ان کی نماز محبوب سے ملاقات کا ذریعہ ہوتی تھی، وہ کوئی حاکم کی بیگار نہیں ہوتی تھی، بلکہ لقائے یار کا سبب بنا کرتی تھی۔ اس لیے وہ پوری پوری رات نماز میں گزار دیا کرتے تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے لیے بے قراری ہو تو اس کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کے اندر سے سستی ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے بندے کی طبیعت میں سستی ہرگز نہیں ہوتی۔ جو لوگ کہتے ہیں: او جی! کیا کریں ہم تو سستی کی وجہ سے تہجد نہیں پڑھ سکتے، تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ بھئی! سستی کا علاج تو محبت ہوتی ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ محبت میں ہمت سے قدم آگے بڑھائیں تاکہ ہم اعمال کو پابندی کے ساتھ کر سکیں۔

دوسری علامت

نماز کا ذوق و شوق ہونا

اللہ تعالیٰ سے محبت کی دوسری علامت یہ ہے کہ وہ کثرت سے نماز پڑھتا ہے۔ اکثر و بیشتر نماز اور نوافل کے اندر مشغول رہتا ہے۔ جیسے دنیا میں کسی سے محبت ہو تو انسان بار بار اس سے ملنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے کہ ملاقات ہو جائے، چہرے پر نظر پڑ جائے۔ مومن اس دنیا میں اللہ تعالیٰ سے محبت کیسے کر سکتا ہے؟ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے نماز کو بہانہ بنا دیا۔ اے میرے بندے! جب تیرا مجھ سے ملنے کا دل کرے تو آ کر مصلے پہ کھڑا ہو جا اور دو رکعت کی نیت باندھ لے۔ ایسے عبادت کر جیسے تو اپنے محبوب حقیقی کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو کم از کم یہ تصور باندھ لینا کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے، تیرے دل کو تسلی ہو جائے گی۔ رب کریم نے ہم پر کتنی مہربانی فرمائی کہ جنت میں دیدار ہوگا مگر فرمایا کہ دنیا میں اس دیدار کا تم تصور کر سکتے ہو۔۔۔!

نماز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا بہانہ:

اس لیے ہم نے دیکھا ہے کہ جس بندے کی شادی ہوئی ہو وہ اپنے گھر میں کئی

www.besturdubooks.wordpress.com

وقت دولہا بنتا ہے..... بارات کے دن میں یہ پہنوں گا..... ولیمہ کے دن اس طرح کے کپڑے پہنوں گا..... وہ اپنے تصور میں سوچ رہا ہوتا ہے کہ ملاقات کے دن میں اپنی بیوی سے کس طرح ملوں گا؟ یہ نماز بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات سے پہلے کا تخیل ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا کہ میرے بندے! ملاقات کا وعدہ تو ہے جنت میں، لیکن محبت بے قرار کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ ابھی سے، اس کی تسلی یہ ہے کہ جب تمہارا دنیا میں ملنے کو دل چاہے تو تم دو رکعت پڑھنے کے لیے مصلے پر آ جانا، تمہیں گویا مجھ سے ملاقات کا موقع نصیب ہو جائے گا۔ گویا یہ نماز اللہ سے ملاقات کا ایک بہانہ ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے: بندہ جب نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور کہتا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں:

((حَمِدَنِي عَبْدِي)) (ابوداؤد، حدیث:۸۲۱)

”میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔“

پھر اگلی آیت پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا جواب دے دیتے ہیں۔ تو یہ گویا ہم کلامی ہے۔ انسان نماز میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہو رہی ہوتی ہے۔ اسی لیے ہم جیسے عام لوگ تو عبادت کے اجر کی وجہ سے نفلیں پڑھ رہے ہوتے ہیں کہ دو رکعت پڑھیں گے تو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ جو اللہ کے عاشق ہوتے ہیں وہ ان اجروں اور ثوابوں کو نہیں دیکھتے، وہ تو اللہ کی محبت میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اسی لیے کسی نے کیا عجیب بات کہی!

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے، ہم ثواب و عذاب کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے، عشق والے حساب کیا جانیں

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق والوں کو حساب و کتاب سے کیا واسطہ؟ وہ تو اللہ کی محبت میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

تیسری علامت

رات کو اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی باتیں کرنا

تہجد کی نماز میں رات کو کھڑا ہونا اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی باتیں کرنا، یہ بھی محبت کی علامت ہوتی ہے۔

مجھ کو اپنی ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں
تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

تو محبت انسان کو راتوں کو جگاتی ہے۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ جن کے آپس میں کوئی تعلقات بن جاتے ہیں تو رات کو دو بجے ٹیلیفون ہو رہا ہے، تین بجے ٹیلیفون ہو رہا ہے، رات کو میسج ہو رہے ہیں۔ ساری ساری رات جاگتے ہیں، محبت ان کو سونے نہیں دیتی، سوتے وہی ہیں جو غفلت میں گرفتار ہوتے ہیں۔

نبی علیہ السلام کا تہجد محبت:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے محبوب ﷺ رات کو عبادت کرتے تھے، ایک دفعہ اتنا لمبا سجدہ فرمایا کہ مجھے ڈر لگنے لگا کہ کہیں نبی علیہ السلام کی وفات تو نہیں ہوگئی، میں نے نبی علیہ السلام کے پاؤں کے انگوٹھے کو پکڑ کر ہلایا، یہ دیکھنے کے لیے کہ آیا زندگی ہے یا نہیں۔ (الترغیب والترہیب: ۳/ ۲۴۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

اتنا لمبا سجدہ کیا کہ دیکھنے والے کو یہ ڈر لگنے لگا کہ کہیں روح تو نہیں پرواز کر گئی... کتنا لمبا سجدہ کیا ہوگا! گھنٹوں کا سجدہ ہوگا۔ اللہ کے حبیب ﷺ اللہ کی بارگاہ میں ایسا سجدہ کیا کرتے تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال ایسے گزارے کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ ان کا معمول تھا۔

حضرت مولانا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کا سجدہ:

کہتے ہیں کہ مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت لمبا سجدہ کیا کرتے تھے۔ کسی نے کہا کہ حضرت! اتنا لمبا سجدہ کیوں کرتے ہیں؟ فرمانے لگے: جب میں سجدہ کرتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کے قدموں پر سر رکھ دیا ہے، اب میرا سر اٹھانے کو دل ہی نہیں کرتا۔ یہ ان کی محبت کی کیفیت ہوتی تھی... اللہ کے حبیب ﷺ کو بھی ایسی ہی لذت ملتی تھی کہ سجدے میں سر ڈالتے تھے، پھر سر اٹھانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔

ایک اللہ والے کی عبادت:

ایک اللہ والے تھے۔ ساری ساری رات اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ایک دن اشراق کے بعد تھوڑی دیر کے لیے بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی، جب آنکھ کھلی تو کہنے لگے:

«أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَيْنٍ لَا تَشْبَعُ مِنَ النَّوْمِ»

(المدخل لابن الحاج: ۱/۲۹۵)

"میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے سیر نہیں ہوتی۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

حالانکہ ساری رات جاگتے رہتے تھے مگر اس کے بعد بھی تھوڑی دیر کا سونا ان کو پسند نہیں تھا۔ تو جن کو محبت ہوتی ہے ان کی راتیں اسی طرح جاگتے گزرتی ہیں۔

ایک عاشقِ خدا باندی کی عبادتِ شبانہ:

ایک شخص کہتے تھے کہ میں ایک باندی کو گھر کے کام کاج کرنے کے لیے لایا۔ وہ کمزور سی تھی اور کھاتی پیتی بھی نہیں تھی، مگر گھر کے کام کاج وہ بہت تسلی سے کرتی تھی۔ جب رات کا وقت آتا تو وہ پوچھتی کہ آپ کو میری ضرورت ہے؟ میں کہتا نہیں، تو وہ مصلے پر کھڑی ہو جاتی اور ساری رات عبادت میں گزار دیتی۔ ایک دن میری آنکھ کھلی تو وہ تہجد میں ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگ رہی تھی: "اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم۔" جب اس نے یہ بات کی تو میں نے اس کو آواز دی: اے لڑکی! یہ کیا بات کر رہی ہو کہ اللہ! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم؟ یوں کہو کہ اللہ! مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم۔ اگر واسطہ ہی دینا ہے تو اپنی محبت کا دو۔ کہنے لگا: جب میں نے یہ کہا تو وہ ناراض ہو گئی اور کہنے لگی: نہیں میں تو یہی کہوں گی کہ اللہ! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم۔ اور پھر کہنے لگی کہ اگر اللہ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ مجھے ساری رات نہ جگاتا اور مجھے ساری رات کھڑا نہ رکھتا۔ مجھے جو مصلے پر کھڑا کیا ہوا ہے تو محبت سے تو کھڑا کیا ہوا ہے۔

مصلے پر وقت گزارنا آسان نہیں:

تو یہ حضرات ساری ساری رات اللہ کی محبت میں جاگتے تھے اور اللہ کی عبادت میں گزارتے تھے۔ مصلے پر پوری رات گزارنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا، کوئی دو گھنٹے گزار کر دکھائے، پندرہ منٹ بعد جسم میں تکلیف شروع ہو جاتی ہے، کبھی ٹانگوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

تکلیف، کبھی ٹخنوں میں تکلیف، کبھی پاؤں میں تکلیف، مصلّٰی بندے کو اچھال کر پھینک دیتا ہے۔ مصلے پر وہی بیٹھ سکتا ہے جس کے دل میں اللہ کی محبت بھی ہوتی ہے۔ ہمارے اکابر اللہ کی محبت میں ساری ساری رات مراقبے میں گزار دیتے تھے۔ وہ مصلے پر آتے تھے: اس طرح پرسکون ہو جاتے تھے جیسے بچہ ماں کی گود میں آ کر پرسکون ہو جاتا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے۔

رات اچھی نہیں، مگر راز و نیاز کے ساتھ:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا، مگر تیری یاد کے ساتھ اور رات اچھی نہیں لگتی، مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ۔''

آج نوجوانوں کے دل میں راز و نیاز کرنے کی تڑپ نہیں ہے۔ علامہ اقبال نے سچ کہا:

کس قدر تجھ پر گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے، ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

آج تو نیند پیاری ہے کہ انسان ساری رات سوتا ہے۔ ڈٹ کر کھاتے ہیں اور جم کر سوتے ہیں، یہ بیٹوں والی نشانی ہماری زندگی میں نظر آتی ہے۔ ہم اللہ کی عبادت کے لیے رات کو جاگنے کے لیے تڑپ رہے ہوں، ترس رہے ہوں، یہ نشانی نظر نہیں آتی۔

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہمارے اکابر رات کے اندھیرے کا اس طرح انتظار کیا کرتے تھے جیسے دولہا اپنی دلہن سے ملاقات کے لیے رات کا منتظر ہوا کرتا ہے۔ وہ رات کو اپنے رب سے مناجات میں

www.besturdubooks.wordpress.com

مشغول ہوتے تھے، اس لیے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (الذاریات: ۱۷-۱۸)

''وہ رات کے وقت کم سوتے تھے، اور سحری کے اوقات میں وہ استغفار کرتے تھے۔''

﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ (السجدہ: ۱۶)

''ان کے پہلو (رات کے وقت) اپنے بستروں سے جدا ہوتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید (کے ملے جذبات) کے ساتھ پکار رہے ہوتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے، وہ اس میں سے (نیکی کے کاموں) میں خرچ کرتے ہیں۔''

چوتھی علامت

تلاوت قرآن میں مزہ آنا

اور ایک نشانی یہ ہے کہ انسان کو تلاوت قرآن پاک میں مزہ آتا ہے۔ چونکہ جب محبوب سے محبت ہوتی ہے تو اس کے کلام سے بھی محبت ہوتی ہے۔ اس کا خط ملے تو وہ بار بار پڑھتے ہیں، اس کے Messages (پیغام) بار بار پڑھتے ہیں۔ ایک دوسرے کو بتاتے ہیں کہ میں نے تمہارا میسج دس دفعہ پڑھا، میں نے تمہارا میسج پانچ دفعہ پڑھا۔ ایسے ہی جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے، پھر اس کو قرآن پاک کی تلاوت کا مزہ آتا ہے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

www.besturdubooks.wordpress.com

"لَوْ طَهُرَتْ قُلُوْبُكُمْ مَا شَبِعْتُمْ مِنْ كَلَامِ اللّٰهِ"

"اگر تمہارے دل پاک صاف ہوتے (ان پر گناہوں کے اثرات نہ ہوتے) تو کلام اللہ کی تلاوت سے کبھی تمہارا دل نہ بھرتا۔"

[جامع الاحادیث سیوطی: ۹/۳۰۹، ۲۳۱]

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں (61) مرتبہ قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ ایک قرآن پاک دن میں، ایک قرآن پاک رات میں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ گیا تو مجھے راستے میں 16 دن لگے اور میں نے سولہ دنوں میں سولہ قرآن پاک مکمل کیے۔

ان اکابر کے دلوں میں اللہ کی محبت ایسی تھی قرآن پاک پڑھنے سے ان کو عشق تھا۔ جب دیکھو قرآن پاک پڑھ رہے ہوتے تھے۔ یہ شوق ایسے تھا جیسے آج کل نوجوان بچے اور بچیاں ڈائجسٹ پڑھتے ہیں، ان میں عورتیں عشق مجازی سے متعلقہ کہانیاں پڑھتی ہیں۔ کیونکہ دل نفسانی محبتوں میں اٹکا ہوا ہوتا ہے، اس لیے انکی کہانیاں اچھی لگتی ہیں۔ جن کو اللہ سے محبت ہوتی ہے، وہ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ سے محبت کی داستان سمجھ کر پڑھ رہے ہوتے ہیں اور ان کا دل پھر اس قرآن پاک کی تلاوت سے بھرتا ہی نہیں۔

پانچویں علامت

اطاعت میں مزہ آنا

ایک علامت یہ ہے کہ جن کو اللہ سے محبت ہوتی ہے ان کو نبی ﷺ کی اطاعت میں مزہ آتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

تَعْصِي الْإِلٰهَ وَ أَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ
هٰذَا لَعَمْرِيْ فِي الْفِعَالِ بَدِيْعُ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعُ

(دیوان عبداللہ بن مبارک ص ۱۵۱)

چھٹی علامت

انتھک عبادت کرنا

ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے اس کو پھر عبادت سے تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ ہم نے اپنے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا دیکھا، لمبا سفر کر کے گھر آتے تھے اور یہ لگتا تھا کہ اب تو اتنی تھکن ہے کہ حضرت بس جاتے ہی لیٹ جائیں گے، لیکن حضرت جا کر بیٹھتے تھے، پھر مجلس میں کسی کو کہتے تھے: قرآن پڑھو۔ وہ قرآن پڑھتا تھا، حضرت کی طبیعت سے تھکاوٹ ہی ختم ہو جاتی تھی۔ ہم کئی دفعہ پوچھتے بھی تھے کہ حضرت! آپ نے تو سفر میں فرمایا تھا کہ بہت تھکن ہے، لیکن اب تو آپ بالکل Fresh (تروتازہ) بیٹھے ہیں۔ حضرت فرماتے تھے کہ قرآن مجید جب پڑھا جاتا ہے تو میری تھکن بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک ماں سارا دن کام کر کر کے تھکی ہوئی ہو اور وہ اپنی بیٹی سے کہے کہ بیٹی! آج میں بہت تھک گئی ہوں، میں عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاؤں گی، مجھے آج کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔ اور اللہ کی شان! اس ماں کا بیٹا جو بیرون ملک گیا ہوا تھا، وہ مغرب کے بعد اچانک گھر آ جائے، سرپرائز دے، ماں اس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھتے ہی خوش ہو جاتی ہے، اس کو سینے سے لگاتی ہے، بیٹی کو کہتی ہے: بھائی کو کھانا دو۔ اس کے پاس بیٹھتی ہے، اس کو کھانا کھلاتی ہے اور اس سے باتیں کرتی ہے۔ اب گھنٹہ دو گھنٹے اس سے باتیں کر رہی ہے، بہت فریش ہے۔ بیٹی کہتی ہے: امی! آپ تو کہہ رہی تھیں کہ میں تھکی ہوئی ہوں، مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے، ابھی تو آپ بالکل فریش بیٹھی ہیں۔ ماں جواب دے گی کہ بیٹی! میں تھکی ہوئی تو تھی لیکن تمہارے بھائی کا چہرہ دیکھتے ہی میری سب تھکاوٹ ختم ہو گئی۔ ابھی میں اور بھی کئی گھنٹے اس کے ساتھ بات چیت کر سکتی ہوں۔ جیسے ماں محبت کی وجہ سے بیٹے سے بات کرتے ہوئے نہیں تھکتی، اسی طرح جن کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ستر سال کی عمر میں ستر طواف روزانہ کیا کرتے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ 140 نوافل روزانہ پڑھتے تھے، جو کہ طواف کی وجہ سے واجب ہوتے ہیں۔ اب ایک سو چالیس نوافل پڑھنا کوئی آسان کام ہے؟ کسی وقت ہم ہمت کرنا بھی چاہیں تو دس بیس رکعت سے زیادہ نہیں پڑھ سکتے۔ ہم نے کئی مرتبہ آزمایا کہ دس بیس رکعت پڑھتے ہیں تو ایسی تھکن ہو جاتی ہے کہ اس کے بعد نماز میں "سمع اللہ" کے بجائے "اوئی اللہ" نکل رہا ہوتا ہے۔ اور وہ ستر سال کی عمر میں ستر طواف روزانہ کرتے تھے۔

ساتویں علامت

ذکر اللہ میں حریص ہونا

ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حریص ہوتا ہے۔ اس کا دل یہ تمنا کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی یاد میں بیٹھنے کا اور موقع مل جائے۔ چنانچہ وہ ذکر کا

www.besturdubooks.wordpress.com

خرچ کیں ہوتا ہے۔ جس وقت سے اس وقت کو وہ اللہ کے ذکر میں گزار دیتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا نام لینے میں مزہ آتا ہے۔ ؎

ہم رہیں گے اگرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

اسی لیے نبی علیہ السلام نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے۔ (ترمذی، حدیث: ۳۳۷۵)

ایسا بندہ جہاں بیٹھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی بات کرتا ہے۔ ع

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں

جو بندہ کثرت سے ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت فرماتے ہیں۔ اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اللہ رب العزت کے محبوب بن جائیں تو ہمیں ذکر کی کثرت کرنی پڑے گی۔ پندرہ منٹ کے مراقبے سے انسان کے دل میں اللہ کی محبت نہیں آئے گی۔ آپ خود غور کریں کہ نرسری کلاس کا طالب علم روزانہ پندرہ منٹ پڑھتا ہے تو سال کے بعد وہ نرسری کا امتحان پاس نہیں کرسکتا۔ کہیں گے: جی پندرہ منٹ سے کیا بنتا ہے؟ دو چار گھنٹے تو پڑھنا ہی پڑے گا۔ اگر پندرہ منٹ کی تعلیم سے وہ نرسری کلاس میں پاس نہیں ہو سکتا تو یہ بندہ پندرہ منٹ کے مراقبے سے اللہ کی محبت کے امتحان میں کیسے پاس ہوگا؟ اس کے لیے تو گھنٹوں اللہ کا ذکر کرنا ہوگا، مراقبہ کرنا ہوگا۔ جب محبت آتی ہے تو پھر گھنٹوں کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ یہ یاد رکھنا کہ شروع میں انسان اپنے آپ کو زبردستی مراقبے میں بٹھاتا ہے، پھر جب محبت کا رشتہ جڑ جاتا ہے تو پھر مراقبہ انسان کو پکڑ کر بٹھا دیا کرتا ہے۔ پھر اٹھنے کو دل نہیں چاہتا۔ انسان کو کوئی اٹھائے تو انسان کی طبیعت میں ناگواری ہوتی ہے کہ اس نے کیوں مجھے ڈسٹرب کیا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

انسان کو پھر بڑا مزہ آتا ہے۔

آٹھویں علامت

غیر اللہ کے ذکر سے بیزاری ہونا

اللہ تعالیٰ کی محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ غیر اللہ کے ذکر سے بیزاری ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ مشائخ کی صحبت میں بیٹھ کر اگر آپ دنیا کے تذکرے کریں گے تو ان کی طبیعت اس سے بیزار ہو جاتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس ایک نوجوان آیا اور اس نے آکر ان کے پاس دنیا کی مذمت بیان کرنی شروع کر دی۔ جب اس نے کچھ دیر دنیا کی مذمت بیان کی تو رابعہ رحمۃ اللہ علیہا فرمانے لگیں کہ میرے پاس سے اٹھ کر چلا جا، مجھے لگتا ہے کہ تجھے دنیا سے بہت محبت ہے۔ تو میرے سامنے دنیا کا تذکرہ کیوں کر رہا ہے؟ تو ان کو دنیا کا تذکرہ بھی اچھا نہیں لگتا۔ دنیا کی مرغوب چیزوں سے وہ لاتعلق ہو جاتے ہیں۔ ان کو پیسہ پانے کی فکر نہیں ہوتی۔ نہ ان کو ان چیزوں سے لطف آتا ہے۔ ان کو تو اللہ کی یاد میں لطف آتا ہے۔ زیب النساء مخفی کے اشعار ہیں: ؎

مرغِ دل را گلشن بجز کوئے یار نیست

طالبِ دیدار را ذوقِ گل و گلزار نیست

''دل کے مرغ کے لیے یار کی گلی سے بہتر گلشن کوئی نہیں، اور جو طالبِ دیدار ہوتا ہے اسے گل و گلزار کے دیدار کا شوق نہیں ہوتا، اسے تو محبوب کے دیدار کا شوق ہوتا ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

نویں علامت

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا

ایک علامت یہ بھی ہے کہ ایسا بندہ اللہ کے راستے میں مال کو محبت سے خرچ کرتا ہے، دل کھول کر خرچ کرتا ہے، انفاق فی سبیل اللہ اس کو سکون نصیب ہوتا ہے۔

⊙ ..... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک دفعہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم بھیجے۔ یہ کافی بڑی رقم تھی، انہوں نے اپنی باندی سے کہا کہ مدینہ طیبہ کی بیواؤں کو بلاؤ تاکہ میں یتیموں اور بیواؤں میں اس مال کو تقسیم کر دوں۔ عورتیں آ گئیں، بچے آ گئے، وہ تقسیم کرنے لگیں، سارے کے سارے پیسے تقسیم کر دیے، باندی نے کہا کہ جی آج آپ کا روزہ ہے اور افطاری کے لیے گھر میں کوئی چیز بھی نہیں ہے، کچھ پیسے مجھے بھی دے دیتیں تاکہ میں افطاری کے لیے کچھ بنا لیتی۔ فرمانے لگیں: مجھے پہلے بتایا ہوتا، میرا تو اس طرف خیال بھی نہیں گیا۔ اس طرح اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ان کو مزہ آتا ہے۔

⊙ ..... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ اللہ کے راستے میں نکلنا ہے، اس کی تیاری کے لیے سب لوگ اپنا مال لے کر آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے خوش ہوئے، اس لیے کہ ان کے پاس ان دنوں کافی اچھا مال تھا۔ وہ کہنے لگے کہ ہر مرتبہ ابوبکر مجھ سے آگے نکل جاتے ہیں، آج میں ان سے آگے نکل کر دکھاؤں گا۔ وہ گھر چلے گئے اور اپنے گھر کا آدھا مال لے کر آئے اور نبی علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیا، لیکن جب صدیق

اور عمر رضی اللہ عنہ آئے تو وہاں تو معاملہ ہی الگ تھا۔ اس کو علامہ اقبال نے بڑے پیارے انداز میں لکھا ہے:

ایک دن رسول پاک نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرط طرب سے عمر اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیق سے ضرور
بڑھ کر رہے گا آج قدم میرا راہوار
لائے تھے مال رسول امیں کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضور سرور عالم نے اے عمر!
اے وہ کہ جوش حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملت بیضا پہ ہے نثار

یہ عمر رضی اللہ عنہ کی بات تھی کہ آدھا مال گھر والوں کے لیے چھوڑا اور آدھا ملت بیضا پہ نثار کر دیا۔ آگے فرماتے ہیں:

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

www.besturdubooks.wordpress.com

لے آئے اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار
بولے حضور چاہیے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے دل خوش ہونا، یہ بھی محبت الٰہی کی ایک نشانی ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی اپنی ایسی محبت عطا فرمادے۔

دسویں علامت

ذکر اللہ میں فنا ہونا

ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ایسا بندہ سلطانِ محبت کے سامنے سرنگوں ہوتا ہے، وہ اپنے محبوب کو بھلانے کی کوشش بھی کرے تو بھلا نہیں پاتا۔ محبت دل میں ایسی رچ بس جاتی ہے کہ بھلانا بھی چاہو بھلا نہ سکو گے۔ اس لیے کسی شاعر نے عجیب بات کہی: ؎

روز کہتا ہوں بھول جاؤں انہیں
روز یہ بات بھول جاتا ہوں

ایسی محبت دل میں آجاتی ہے کہ محبوب سے غفلت ممکن ہی نہیں رہتی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوبات میں یہ بات لکھی ہے کہ جس بندے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

تو ہے تبھی نصیب ہو جاتی ہے، اس کو اگر ایک ہزار سال کی عمر دی جائے اور کہا جائے کہ ایک ہزار سال میں اللہ سے غافل ہو کر دکھاؤ تو وہ اللہ سے غافل نہیں ہو سکتا، ایسی اس کی کیفیت بن جاتی ہے۔

پھر اس کے بعد انہوں نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ پر فنائیت کا زمانہ لمبا ہو گیا۔ جب انسان فنا ہوتا ہے تو روح کے تو مزے ہوتے ہیں، مگر جسم پر تھکاوٹ ہوتی ہے۔ جسم مادی چیز ہے، اسے مادی چیزیں چاہئیں۔ کھانے پینے اور راحت آرام سے اس کی تسلی ہوتی ہے۔ تو ان کے جسم پہ تعب تھا، تھکاوٹ تھی۔ جب کئی مہینے ان کے ایسے گزرے تو وہ بھی چاہتے تھے کہ مجھے ذرا راحت مل جائے۔ اس زمانے میں نیند کی گولیاں تو تھیں نہیں کہ رات کو نیند کی گولی کھاؤ اور پھر دس گھنٹے مردے کی طرح پڑے رہو۔ ان کو تو نیند نہیں آتی تھی۔ وہ بہت دعا میں مانگتے تھے کہ اے اللہ! مجھے نیند عطا کر دیجیے لیکن نیند نہیں آتی تھی۔ ایک دن انہوں نے یہ نیت کی کہ آج میں کچھ لوگوں کے ساتھ شکار کرنے کے لیے چلا جاؤں گا، شکار میں مصروف ہو جاؤں گا تو تھوڑی دیر کے لیے میری طبیعت ذکر سے ہٹ جائے گی اور میرے بدن کو راحت مل جائے گی۔ چنانچہ سارا دن وہ شکاری لوگوں کے ساتھ مل کر شکار کرتے رہے، مگر پھر بھی طبیعت میں ذکر کا غلبہ اسی طرح رہا۔ جب واپس آئے تو بدن پھر تھکا ہوا تھا، اب انہوں نے اللہ سے دعا مانگی۔ ایک دیوانے کی دعا سنیے:

"اللہ! اس شخص کے سب گناہوں کو معاف کر دیجیے جو مجھے ایک لمحے کے لیے تجھ سے غافل کر دے۔"

اب محبت اس معیار تک آگئی تھی کہ بھلانا بھی چاہو بھلا نہیں سکو گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

گیارہویں علامت

اللہ تعالیٰ کا رفیقِ اعلیٰ بن جانا

ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ پھر جس کو اللہ سے محبت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہی اس کا رفیقِ اعلیٰ بن جاتا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے اپنے پردہ فرمانے سے تھوڑی دیر پہلے یہی فرمایا تھا: ''اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی'' (صحیح بخاری، حدیث: ۴۴۶۳)

مجنوں کی محبت میں سبق:

مجنوں کو لیلیٰ سے محبت تھی۔ وہ محبت میں اتنا پاگل تھا کہ اس کو محبت میں اور کوئی چیز بھائی ہی نہیں دیتی تھی۔ ایک دفعہ مجنوں کے باپ نے کہا کہ تمہاری وجہ سے میری بڑی بدنامی ہوتی ہے تو بیت اللہ میں چلو اور اس نفسانی محبت سے توبہ کرو۔ اپنے باپ کے کہنے پر وہ چلا تو گیا اور وہاں جا کر بیت اللہ کا غلاف بھی پکڑ لیا اور غلاف پکڑ کر اس نے یہ دعا کی:

إِلٰهِیْ تُبْتُ مِنْ كُلِّ الْمَعَاصِیْ
وَ لٰكِنْ مِنْ حُبِّ لَیْلٰی لَا أَتُوْبُ

''اے اللہ! میں ہر گناہ سے توبہ کرتا ہوں لیکن لیلیٰ کی محبت سے توبہ نہیں کرتا۔''

جب باپ نے یہ سنا تو مجنوں کی طرف غصے سے دیکھا۔ پھر مجنوں نے دوسرا شعر پڑھا:

إِلٰهِیْ لَا تَسْلُبَنِّیْ حُبَّهَا أَبَدًا
وَ یَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ آمِیْنًا

''اے اللہ! لیلیٰ کی محبت کو میرے دل سے کبھی نہ نکالنا اور جو میری اس دعا پر

www.besturdubooks.wordpress.com

آئیں تجھے اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا۔"

تو یہ محبت دل میں اس طرح رچ بس جاتی ہے کہ دل سے نکلتی ہی نہیں ہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ کسی نے مجنوں کو اس کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ مجنوں! تمہارے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ تو مجنوں نے کہا کہ اگرچہ میرے گناہ بہت تھے، لیکن اللہ کو میری محبت پسند آگئی اور اللہ نے میرے گناہوں کو معاف کر دیا اور فرمایا کہ میں اپنے محبین کے لیے تجھے ایک معیار کے طور پر پیش کروں گا کہ دنیا میں اگر کوئی ایک عورت سے اتنی محبت کر سکتا ہے تو اسے میرے چاہنے والو! تم نے مجھ سے کیوں اتنی محبت نہ کی؟ اب ذرا غور کیجیے! یہ ضرب کے لیے عقل کھلتی ہے:

انسان کو انسان کی محبت کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، مگر اس کے باوجود انسان سے محبت کرتے ہوئے وہ کئی مرتبہ بے بس بن جاتا ہے، اور سوچتا ہے کہ میں اب کیا کروں؟ میں تو بے بس ہو گیا ہوں، کوئی بس نہیں چلتا۔ تو جس محبت کے لیے ہم پیدا نہیں کیے گئے وہ محبت انسان کو بے بس کر سکتی ہے، تو جس محبت کے لیے اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ محبت انسان کو کتنا بے بس کرتی ہوگی...!! اس کی کیا کیفیت دل میں ہوتی ہوگی...!؟ کاش کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محبت کی لذت عطا فرما دے، پھر ہمیں پتہ چل جائے کہ اللہ والوں کی زندگی کیوں اللہ کی محبت میں تڑپتے ہوئے گزر رہی ہوتی ہے...!

واقعہ:

ایک مرتبہ ایک آدمی حرم شریف میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک عورت اس کے آگے سے گزری، جب اس کے آگے سے گزری تو اس نماز پڑھنے والے کو بڑا غصہ آیا۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے سلام پھیرا اور اس عورت سے ناراضگی کا اظہار کرنے لگا کہ تم کیوں میرے آگے سے گزری؟ اس عورت نے کہا کہ دیکھو! میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی، اور میں اس طلاق کی وجہ سے اتنی پریشان ہوں کہ میں تمہارے آگے سے گزری تو مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے یا نہیں۔ میرا تو خاوند کی محبت میں یہ حال ہے، تم بتاؤ! تمہارے دل میں اللہ کی محبت کیسی ہے کہ تم نماز میں کھڑے ہو اور مجھے آگے سے گزرتے ہوئے دیکھ رہے ہو... تو تمہارے دل میں اللہ کی محبت کی وہ شدت نہیں جو ہونی چاہیے تھی۔

یہ وہ علامات ہیں جو بندے میں اللہ سے محبت ہونے کے بعد نظر آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بندے سے محبت کی نشانیاں

کچھ علامات ایسی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتے ہیں تو نظر آتی ہیں۔

① اللہ بندے کے کفیل بن جاتے ہیں:

پہلی علامت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت کرتے ہیں اس کے کفیل بن جاتے ہیں۔ اس کی ساری ضروریات کو وہ خود پورا کرنے والے بن جاتے ہیں، اس کے کاموں کو سنوار دیتے ہیں۔ جیسے ماں ہوتی ہے تو بچے کو اپنی کوئی فکر نہیں کرنی پڑتی۔ ماں اس کے لیے کھانے کا انتظام، کپڑوں کا انتظام، پڑھنے کے لیے چیزوں کا انتظام، سارے انتظامات کر دیتی ہے، اس لیے کہ وہ کفیل ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جب بندے سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں کو خود پورا کروا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں اور اس کا انتظام کردیتے ہیں۔

② بندے کو تدبیر سکھا دیتے ہیں:

دوسری علامت: اللہ تعالیٰ بندے کو تدبیر سکھاتے ہیں، مشورے دیتے ہیں، حق اس کے دل میں موقع کے مناسب بات القا فرمادیتے ہیں۔ یہ بھی اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتے ہیں۔

③ اعمالِ صالحہ میں مشغول کردیتے ہیں:

اور تیسری علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل میں دنیا کو بے وقعت بنادیتے ہیں، ایسے بندے کے دل میں دنیا کی رتی بھی باقی نہیں رہنے دیتے، اس بندے کے اعضاء کو نیک کاموں میں مشغول کردیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتا ہے کہ اس کو نیک کاموں میں مشغول کردیتے ہیں، وہ دین کے کام میں، پڑھنے پڑھانے میں لگا ہوا ہے، ذکر کرنے میں لگا ہوا ہے، کہیں اللہ کے دین کی دعوت میں لگا ہوا ہے، اس کے اعضاء ہر دم دین کے کاموں میں مصروف نظر آئیں گے۔

④ لذتِ مناجات عطا کردیتے ہیں:

پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو خلوت میں مناجات کی لذت عطا فرمادیتے ہیں۔ لہٰذا وہ بندہ جب تہجد میں اٹھتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی لذت نصیب ہوتی ہے۔

⑤ مصائب کے ذریعے معائب کا ازالہ فرمادیتے ہیں:

پھر اللہ تعالیٰ مصائب کے ذریعے اس کے معائب (عیوب) کو معاف فرمادیتے ہیں۔ ذرا غور کیجیے کہ اگر ماں نے بچے کو دیکھا کہ اس نے پاخانہ کردیا ہے، ماں اس

www.besturdubooks.wordpress.com

بچے کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتی، وہ اسے پانی کے ساتھ نہلا دیتی ہے، صاف ستھرا کر دیتی ہے، پھر اچھے کپڑے پہنا کر خوشبو لگا دیتی ہے اور اس کے بعد اسے بیٹھ سے لگا کر پیار کرتی ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت کرتے ہیں، وہ بندہ گناہ کا مرتکب ہو بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کو اچھا نہیں لگتا، پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو پاک کرتے ہیں لیکن وہ بندہ پانی سے پاک نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ دنیا میں اس بندے پر مصیبتیں بھیجتے ہیں، پریشانیاں بھیجتے ہیں۔ یہ مصیبتیں اس بندے کو معائب (عیوب) سے پاک کرتے ہیں۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس بندے کے سارے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اسی لیے حدیث پاک میں فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا ابْتَلَاهُ لِيَسْمَعَ صَوْتَهُ»

(شعب الایمان، حدیث: ۹۳۳۱)

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اسے امتحان میں ڈال دیتے ہیں تاکہ اس کی آواز (آہ و زاری) کو سنیں۔''

یہ امتحان ان کے لیے بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنتا ہے۔ ہماری زبان میں کسی نے کہا: ؎

دکھ سکھاں تو دیاں وار
دکھاں آن ملایا یار

''میں دکھوں کو سکھوں پر قربان کر دوں، ان دکھوں نے مجھے میرے یار سے ملا دیا۔''

⑨ خوف سے امن عطا فرما دیتے ہیں:

پھر اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے دل سے دنیا کا خوف نکال دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا﴾ (النور: ۵۵)

اللہ تعالیٰ اس کے خوف کو امن میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ دنیا کے حالات جیسے بھی ہوں، ایسے بندے کا دل ہمیشہ پُرسکون ہوتا ہے، مطمئن ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ مخلوق کا خوف اس کے دل سے نکال دیا کرتے ہیں۔

ایک معرفت بھری حدیث:

بخاری شریف کی ایک روایت ہے، سالکین بھی دل کی توجہ سے اس کو سنیں! یہ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ. فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ. وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ. وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا))

''میرا بندہ نفلی عبادت کے ذریعے میرا قرب پاتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس بندے کے کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔''

((وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ))

(صحیح بخاری، حدیث: ۶۵۰۲، باب التواضع)

''اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے پناہ عطا کر دیتا ہوں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیث پاک کے چند معارف

نکتہ نمبر ۱: کان آنکھ اور ہاتھ پاؤں کا تذکرہ کیوں کیا؟

ذرا اس حدیث مبارکہ کے معارف پر غور کیجیے! پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تذکرہ کیا ہے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں کا۔ کہ میں کان بن جاتا ہوں، میں ہاتھ بن جاتا ہوں، پاؤں بن جاتا ہوں۔ اب ان چار چیزوں کا تذکرہ کیوں کیا؟

اس میں نکتہ یہ ہے کہ آنکھ اور کان انسان کے دل میں محبت ڈالتے ہیں اور ہاتھ اور پاؤں اس محبت پہ عمل کیا کرتے ہیں۔ اس لیے جو محبت پیدا ہوتی ہے وہ کان اور آنکھوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب بندہ کسی کو دیکھتا ہے یا کسی کے حسن و جمال کے تذکرے سنتا ہے تو اس سے اس کے دل میں محبت آتی ہے۔ چنانچہ آنکھ اور کان کے ذریعے سے محبت آتی ہے۔ شریعت کی خوبصورتی دیکھیے! شریعت نے یہ دونوں دروازے بند کر دیے۔ فرمایا:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ (الاحزاب: ۳۲)

"اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ لہٰذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کہیں کوئی ایسا شخص بے جا لالچ کرنے لگ جائے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، اور بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو۔"

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی کی بیویو! اگر غیر مرد سے بات کرنے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نوبت آجائے تو ایک تو پردے کے پیچھے سے گفتگو کرنا اور دوسرا یہ کہ تم اپنی آواز میں نرمی نہ آنے دینا (موچ پیدا نہ ہونے دینا) ایسا نہ ہو کہ دوسرا بندہ طمع کرے جس کے دل میں مرض ہو۔ شریعت نے کہا کہ جب عورت بات کرے تو صاف سیدھے لفظوں میں بات کرے تاکہ بات کرنے والا دو بولوں کے بجائے ایک ہی بات پہ گفتگو ختم کر دے۔ اس لیے کہ اگر نرم لہجے میں بات کریں گے تو بات سے بات بڑھتی ہے۔ شریعت نے اس راستے کو بند کر دیا کہ غیر محرم سے بات ہی نہ کرو۔ اور آج تو ٹیلیفونوں پہ باتیں ہوتی ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ صرف فون تک دوستی ہوتی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ صرف فون تک، پھر تک ہوتی ہے۔ بھئی! جب یہ باتیں ہوں گی تو معاملہ فون تک نہیں رہے گا، بلکہ معاملہ آگے بڑھ جائے گا۔

ایک تو بات سے بات بڑھتی ہے اور دوسرا انسان جب کسی کو دیکھتا ہے تو اس سے بات بڑھتی ہے۔ اور یہ تعلق کی بات ذہن میں رکھنا کہ معاملہ بات کرنے سے شروع ہوتا ہے، پھر دیکھنے کو جی کرتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن پاک سے ملتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام دنیا میں آئے، ان میں سے کسی نے اللہ سے یہ عرض نہیں کی کہ اے اللہ! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں، صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات عرض کی۔ انہوں نے کہا:

﴿رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ﴾ (الاعراف: ۱۴۳)

"میرے پروردگار! مجھے دیدار کروا دیجیے کہ میں آپ کو دیکھ لوں۔"

کیوں کہا؟ اس لیے کہ

﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾ (النساء: ۱۶۴)

"اور موسیٰ سے تو براہ راست اللہ ہم کلام ہوا۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

جب گفتگو ہوتی ہے تو پھر بات سے بات بڑھتی ہے اور دیکھنے کو دل کرتا ہے۔ اس لیے نوجوان بچے اور نوجوان بچیاں اس پوائنٹ کو نوٹ کریں کہ غیر محرم سے بات کی نوبت نہ آنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ اور اگر آ جائے تو ایک دو فقروں میں بات کو سمیٹنا چاہیے، لمبی بات کا کسی کو موقع دینا ہی نہیں چاہیے۔ آج بات ہوئی کل پھر ملاقات ہوئی۔ اللہ نے آنکھ اور کان کا تذکرہ پہلے کیا اور ان کے بعد ہاتھ اور پاؤں کا تذکرہ کیا، کیوں کہ جب محبت دل میں آ جاتی ہے تو ہاتھ اور پاؤں اس پر عمل کیا کرتے ہیں۔

نکتہ ۲: زبان کا تذکرہ کیوں نہ کیا؟

پھر یہاں ایک دوسرا نکتہ ہے: اللہ تعالیٰ نے زبان کا تذکرہ نہیں کیا کہ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ کان کا تذکرہ کیا، آنکھ کا تذکرہ کیا، ہاتھ کا تذکرہ کیا اور پاؤں کا تذکرہ کیا، اس لیے کہ انسان زبان سے ایسی بھی بات کر لیتا ہے جو دل میں نہیں ہوتی۔ تو اللہ نے فرمایا کہ میں زبانی دعووں پر یقین نہیں کرتا، مجھے تو حقیقت دیکھنی ہے، ہاتھ اور پاؤں جب میری محبت پر چلیں گے جب دل میں محبت آئے گی۔ اس لیے زبان کا تذکرہ نہیں کیا۔ اللہ کی بارگاہ میں زبانی دعوے نہیں چلتے کہ ہم کریں تو کچھ نہیں اور اپنی زبان سے اللہ کے بڑے عاشق بنتے پھریں۔ نماز میں سستی... تکبیر اولیٰ میں سستی.... تہجد کی توفیق نہیں...... اور دعوے کریں کہ ہم تو جی اللہ کے بڑے عاشق ہیں، ہم تو بڑا ذکر کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ میں تمہارے زبانی دعووں سے مطمئن نہیں ہوں گا، اس لیے یہاں زبان کا تذکرہ ہی نہیں فرمایا۔

علمی نکتہ ۳: مستجاب الدعوات بننے کی طرف اشارہ:

پھر ایک علمی نکتہ اس میں یہ ہے کہ جو بندہ ایسا بن جاتا ہے وہ مستجاب الدعوات

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ﴾

”اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے میں اس کو عطا کرتا ہوں۔“

وہ ہاتھ اٹھاتا ہے، میں اس کے اٹھے ہاتھوں کو قبول کر لیتا ہوں۔ وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے، میں اسے پناہ عطا فرما دیتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو اگر مصائب و آلام عطا بھی کرتے ہیں تو وہ اس کے درجات کو بڑھانے کے لیے کرتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں: جی ہم دین پر زیادہ آگے نہیں بڑھنا چاہتے، اس لیے کہ جو زیادہ آگے بڑھتے ہیں ان پر آزمائشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ تو انتہائی بیوقوفی کی بات ہے۔ اس لیے کہ اگر چھوٹی موٹی آزمائش سے اجر بہت زیادہ بڑھے تو اس آزمائش کے لیے تو خوشی سے تیار ہونا چاہیے۔ جن کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے ہوئے غم و آلام سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اس لیے کسی نے کہا:

تیرے عشق نے مجھے غم دیا ، میرے غم کی عمر دراز ہو
وہ مقام آنے خدا کرے ، میرے عشق پہ تجھے ناز ہو

بندہ جب اللہ سے محبت کرتا ہے تو عشق میں ایسا مقام آتا ہے کہ اس کی محبت پہ اللہ رب العزت کو ناز ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تذکرہ فرماتے ہیں کہ دیکھو! میرا یہ بندہ نوجوان ایسا ہے کہ دل میں گھر کرنے والی خوبصورت بیوی پاس تھی، مگر میری محبت نے اس کو جگا دیا، یہ مصلے پر کھڑا تہجد پڑھ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی محبت کا فرشتوں میں تذکرہ کرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دستورِ خداوندی..... جب کچھ لیتے ہیں تو بڑھا کر دیتے ہیں:

ایک نکتے کی بات اور بھی سمجھ لیجیے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی چیز لیتے ہیں تو دستور یہ ہے کہ پھر اس کو ہمیشہ بہتر کر کے بڑھا کر اس بندے کو واپس فرماتے ہیں۔ دنیا داری کا مسئلہ نہیں ہے کہ جو چیز لی تو اتنی بھی نہیں دیتے جتنی لی تھی، بلکہ اس سے بھی کم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر بندے کو آزماتے ہیں اور اس سے کچھ لیتے ہیں تو جب واپس کرتے ہیں تو پہلے سے بڑھا کر واپس کرتے ہیں۔ اس کے دلائل قرآن پاک سے ملتے ہیں۔

⊙..... ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آزمایا، ان کو بیمار کیا، ان کے بیوی بچے بھی فوت ہو گئے، مال و دولت بھی چلا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے آزمائش ختم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (ص:۴۳)

''اور (اس طرح) ہم نے انہیں ان کے گھر والے بھی عطا کر دیے، اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی، تاکہ ان پر ہماری رحمت ہو، اور عقل والوں کے لیے ایک یادگار نصیحت۔''

ہم جب لیتے ہیں تو تھوڑا لیتے ہیں، لوٹاتے ہیں تو بڑھا کر دیتے ہیں۔

⊙..... اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے بیٹے کی قربانی مانگی۔ جب اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دی تو اسماعیل علیہ السلام قربان نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مینڈھے کو قربان کروا کر اسماعیل علیہ السلام کو بچا دیا، مگر پھر اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہم نے اسماعیل کی قربانی کے بدلے کہا تھا:

﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴾

(الانبیاء: ۷۲)

"اور ہم نے ان کو انعام کے طور پر اسحاق اور یعقوب عطا کیے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے نیک بنایا۔"

اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کی قربانی مانگی تھی اور دیکھو! اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ان کو اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام عطا فرما دیے۔ تو یہ دستور یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ جب لیتے ہیں تو پھر واپس کرتے ہیں۔

⊙..... اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکالا تھا، اس وقت ان کی ساری اولاد ان کے صلب میں موجود تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو واپس جنت میں بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ اور جب جنت میں واپس پہنچائیں گے تو ان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ دنیا میں نکال کر پہنچائیں گے، سب صالحین عطا فرمائیں گے۔ اور جب غلطی کی تو معافی بھی دیں گے تو اب اس کامل حالت میں ان کو واپس جنت عطا فرمائیں گے۔ نکالا تھا تو اس وقت عزرا کی کیفیت تھی، جب واپس جنت عطا کی تو فرمایا کہ ہم تمہیں کامل کیفیت کے ساتھ جنت عطا فرمائیں گے۔ تو یہ دستور یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے پیاروں کو آزماتے ہیں تو تھوڑی سی مشکل میں ڈالتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو آسانیاں عطا کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت بندے پر فرض اور قرض ہے:

ایک بات یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ کی محبت بندے کے اوپر فرض ہے اور اللہ کی محبت

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کے اوپر قرض ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتے ہیں تو بندے کو بھی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ» (صحیح بخاری، حدیث:۱۵)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اپنے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

تو معلوم ہوا کہ ہم ایمان والے بن ہی نہیں سکتے جب تک اللہ تعالیٰ ہمیں ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔ تو یہ محبت ہمارے اوپر فرض ہے۔ اور قرض اس لیے کہ جب اللہ محبت فرماتے ہیں تو اب ہمیں اسے لوٹانا ہے۔

ازل سے اللہ والے:

ہمارے سلسلہ عالیہ کے ایک بزرگ تھے خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کی ایک بات کتاب میں پڑھ کر مزہ آ گیا۔ کہتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا تو میں نے کہا کہ اے اللہ! میں نے زندگی کے ساٹھ سال آپ کی محبت میں گزار دیے۔ جب انہوں نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: بندے! تو مجھے اپنے ساٹھ سال گن رہا ہے اور میں نے تجھے ازل سے اپنا بنا رکھا ہے۔ اللہ اکبر...!

ایک عمل میں محب کے لیے تین خوشیاں:

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی محبت بندے کے ساتھ زیادہ ہوتی ہے۔ ایک عمل میں اللہ تعالیٰ کی تین محبتیں اکٹھی ہوتی ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلی: اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل میں اس عمل کا ارادہ پیدا فرما دیتے ہیں۔

دوسری: جب انسان عمل کرنے لگتا ہے تو عمل کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

اور تیسری: جب بندہ عمل کر لیتا ہے تو اس عمل کو قبول فرما لیتے ہیں۔

مومن کی ایک عید نہیں ہوتی، بلکہ تین عیدیں ہوتی ہیں۔ ایک عمل کے بدلے مومن کو تین خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔

محبت کی مستحق فقط اللہ رب العزت کی ذات ہے، اس لیے اللہ رب العزت کی محبت میں شدت ہونی چاہیے۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ﴾ (البقرۃ: ۱۶۵)

''اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔''

جو ایمان والے ہوتے ہیں ان کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے۔ ایسی محبت جو بندے کو دنیا سے بیگانہ کر دے۔

خَيَالُكَ فِيْ عَيْنِيْ وَ ذِكْرُكَ فِيْ فَمِيْ
وَ مَثْوَاكَ فِيْ قَلْبِيْ فَأَيْنَ تَغِيْبُ

''اے محبوب! تیری تصویر میری آنکھوں میں ہے اور تیرا تذکرہ میری زبان پر ہے۔ اور تیری محبت میرے دل میں ہے، اب بھلا تو میری آنکھوں سے کیسے چھپ سکتا ہے؟''

تو جب دل و دماغ میں اللہ رب العزت کی محبت چھا جاتی ہے تو پھر انسان اللہ سے غافل نہیں ہو سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن مجید..... اللہ تعالیٰ کی داستان محبت

یہاں پر سمجھانے کے لیے ایک علمی نکتے کی بات ہے کہ قرآن مجید سارے کا سارا داستان محبت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض طلبہ حیران ہوں گے کہ یہ کیسی بات کرتے ہیں؟ لیکن قرآن مجید کو ذرا اس اینگل سے، اس نظر سے بھی دیکھیں! ایک عاشق کی نظر سے بھی دیکھیں! آپ جب قرآن پاک پڑھیں گے تو آپ کو یہ ایک افسانہ محبت نظر آئے گا۔

قرآن پاک کی دو ترتیبیں:

اب ذرا اس کو سمجھیے! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو نازل فرمایا، جیسے جیسے اس کی ضرورت تھی، جیسے جیسے حالات پیش آتے تھے، اللہ تعالیٰ آیتیں اتار دیتے تھے۔ کہیں تیمم کی آیتیں، کہیں نماز فرض ہونے کی آیتیں، کہیں زکوۃ کی آیتیں، کہیں ہجرت کی آیتیں۔ قرآن کی اس ترتیب کو ''ترتیب نزولی'' کہتے ہیں۔

آج ہم جو قرآن پاک پڑھتے ہیں اس کی ترتیب کو ''ترتیب توقیفی'' کہتے ہیں۔ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو بتا دیتے تھے کہ اس آیت کو فلاں جگہ پر رکھیں، فلاں جگہ پر رکھیں، تو نبی ﷺ اس آیت کو اس جگہ پر رکھتے تھے۔ آج ہم جو قرآن پاک پڑھتے ہیں تو یہ اس دوسری ترتیب پر ہے، نزولی ترتیب پر نہیں ہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ نازل تو ہوا مختلف واقعات اور حالات کے ساتھ، لیکن جب اس کو ایک نئی ترتیب کے ساتھ رکھا تو اب قرآن پاک کی ایک اپنی ترتیب بن گئی۔ آپ قرآن پاک کو الحمد سے پڑھنا شروع کریں آپ کو پورے قرآن پاک میں ایک ترتیب نظر آئے گی۔ بعض مفسرین نے تو آیتوں کی بھی آپس میں ایک ترتیب

www.besturdubooks.wordpress.com

بیان کی ہے۔ اس آیت کی ترتیب کیسے ہو اور اس کی ترتیب کیسے؟ اور سورتوں کی بھی آپس میں ایک ترتیب لگائی ہے۔

تو آیتیں نازل تو ہوئیں فرداً فرداً مختلف جگہوں پر لیکن جب ترتیب کے ساتھ رکھا تو ایک نئی صورت بن گئی۔ یہی ترتیب ہے جو آج ہم پڑھتے ہیں اور اس ترتیب کا مزہ اٹھاتے ہیں۔

ترتیب وقوفی داستان محبت ہے:

یہ ترتیب وقوفی داستان محبت ہے۔ کہتے ہیں کہ مجنوں ایک دفعہ بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا تو کسی شاعر نے اس پر شعر کہا: ؎

میں نے تو یونہی خاک میں پھیری تھیں انگلیاں
دیکھا جو غور سے تو تیری تصویر بن گئی

یہ محبت ہوتی ہے کہ بندہ انگلی پھیرتا ہے تصویر بن جاتی ہے۔ یہ اللہ کی محبت ہے کہ آیتیں مختلف مقامات میں نازل ہوئیں، لیکن جب ان کو ترتیب سے رکھوایا گیا تو وہ ایک داستان محبت بن گئی۔

داستان محبت کی تفصیل

اب ذرا غور کیجیے کہ داستان محبت کیسی ہے؟

ابتدائے قرآن میں محبت کا اشارہ:

ہم قرآن پاک کا پہلا لفظ پڑھتے ہیں، وہ ہے الٓمٓ (الف لام میم)۔ اس کا ترجمہ اکثر طالب علم یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حروف مقطعات ہیں اور ان کا علم نہیں دیا گیا۔ بعض مفسرین نے اس کا ترجمہ لکھا بھی ہے تو انہوں نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

’’الف‘‘ سے مراد اللہ

’’لام‘‘ سے مراد جبرئیل علیہ السلام، جو واسطہ ہیں اللہ کا پیغام نبی علیہ السلام تک لانے میں۔

’’میم‘‘ سے مراد محمد ﷺ ہیں۔

انہوں نے اس کے تحت اتنے ہی معارف لکھے ہیں، لیکن ہمارے مشائخ میں سے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے حروف مقطعات کے علم کو کھولا۔ انہوں نے اسے کسی اور نظر سے دیکھا۔ انہوں نے اسے محبت کی نظر سے دیکھا تو بتایا کہ یہ حروف مقطعات اصل میں ایک محبت کا اشارہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے کیا۔ محبت جہاں ہوتی ہے وہاں آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو جاتے ہیں، مختصر لفظوں میں اشارے ہو جاتے ہیں، پیغام پہنچ جاتا ہے۔ ؎

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے
تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے

تو محبت میں اشارے چلتے ہیں۔ یہ حروف مقطعات اشارے ہیں۔ کیسا اشارہ؟ فرمایا:

جو ’’الف‘‘ ہے یہ حقیقت احمدی ہے، اس میں نبی ﷺ کی طرف اشارہ ہے کہ نبی علیہ السلام اللہ کے محبوب تھے۔ انسانوں میں جو اللہ تعالیٰ سے محبت میں نمایاں مقام رکھنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے پہلے حرف میں ان کی طرف اشارہ کر دیا۔ یہ تھا مجھ سے محبت کرنے والے، میرے محب بھی تھا، میرے محبوب بھی ہیں۔

’’لام‘‘ سے مراد خلت ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے، جو اللہ کے خلیل تھے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

”م“ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، جو اللہ کے محب تھے۔

غور کریں کہ تینوں میں محبت کی نسبت موجود ہے۔

چنانچہ نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کو محبت تھی، مگر یہ محبت ذاتی تھی۔ محبت کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں، ایک محبت ذاتی اور دوسری محبت صفاتی۔ اب کسی کو ذاتی طور پر محبت ہوتی ہے، جیسے ماں کو ہر بیٹے سے ذاتی محبت ہوتی ہے، اور اگر کسی بچے میں حسن ہو، نعم ہو، باتیں اچھی ہوں تو وہ بچہ ماں کو پیارا لگتا ہے، اس کو محبت صفاتی کہتے ہیں۔ تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی اللہ کے محبوب تھے، مگر ان میں محبت صفاتی تھی، اور نبی علیہ السلام سے محبت ذاتی تھی۔ اسی لیے نبی علیہ السلام کو اللہ نے محبوبیت کا مقام عطا فرمایا اور ابراہیم علیہ السلام کو خلت کا مقام عطا فرمایا۔

ایک نکتہ اور بھی یہاں یاد رکھیے کہ اگرچہ ماں کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے، بچے کو پتہ ہوتا ہے کہ امی مجھ سے محبت کرتی ہے، مگر اس کی طلب یہ ہوتی ہے کہ اب میرے اندر محبت صفاتی بھی آجائے، تاکہ میں کامل محبوب بن جاؤں۔ یہی نبی علیہ السلام کی بھی کیفیت تھی۔ محبت ذاتی حاصل تھی، لیکن نبی علیہ السلام چاہتے تھے کہ مجھے محبت صفاتی بھی مل جائے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے نماز میں جو درود شریف رکھا، وہ درود ابراہیمی رکھا۔

اس درود شریف کا مطلب یہ تھا کہ اے اللہ! تو نے مجھے محبت ذاتی تو عطا فرما دی، اب محبت صفاتی میں بھی کمال عطا فرما دیں۔ تو نبی علیہ السلام کو یہ دونوں مقام ملے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ)) (ترمذی، حدیث: ۳۶۱۶)

”میں اللہ کا حبیب ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔“

اور دوسری جگہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

«وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللهِ» (مسند احمد، حدیث:۳۵۸۰)

"اور اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل بناتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا، اور تمہارا ساتھی تو اللہ کا خلیل ہے۔"

تو نبی علیہ السلام اللہ کے خلیل بھی تھے اور اللہ کے حبیب بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دونوں طرح کے کمال عطا فرمائے تھے۔ کمالِ ذاتی بھی عطا فرمایا تھا اور کمالِ صفاتی بھی عطا فرمایا تھا۔

پہلا حرف حقیقتِ احمدی کی طرف اشارہ ہے، جو محبتِ ذاتی کی طرف اشارہ ہے۔ اور جو "لام" ہے وہ محبتِ خلت یعنی محبتِ صفاتی کی طرف اشارہ ہے، اور "میم" عاشقی کی طرف اشارہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے محب تھے، عاشق تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تین حرفوں میں بات سمیٹ دی کہ اے انسانو! تم میری کتاب پڑھ رہے ہو، تم نے اس کتاب سے میرا محب بننا ہے، میں تین حرفوں میں بات سمیٹتا ہوں، میری محبت میں جو اعلیٰ مقام پانے والے تھے، وہ میرے اولوالعزم انبیاء میں سے بھی تین ہستیاں تھیں، جو نمایاں مقام لے گئیں:

ایک میرے محبوب، جو احمد تھے۔

ایک میرے خلیل، جو خلت کا مقام پا گئے۔

اور تیسرے موسیٰ علیہ السلام جن کو میرے ساتھ اتنی محبت تھی کہ مجھے دیکھنے کی آرزو کیا کرتے تھے۔

اللہ رب العزت نے پہلے ہی لفظ میں ان تین ہستیوں کے نام لا کر بتا دیا کہ دیکھو! تمہارا ٹارگٹ یہ ہے، تمہارے سامنے مثال یہ ہے، تمہارے لیے زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

Objective (منزل) یہ ہے۔

قرآن پاک میں محبتوں کا اظہار:

ان تین حروف میں اصل بات رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آگے قرآن پاک میں تفصیلی بات کی۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مقرر جب بیان کرتا ہے تو شروع کی آیتوں میں اجمالی طور پر بات بیان کر دیتا ہے، پھر تقریر کرتا ہے اور آخر میں آ کر پھر نتیجہ نکالتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک کے پہلے حرف سے محبتوں کا اشارہ فرما دیا اور اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں محبتوں کا اظہار فرمایا۔

محبت کی دعوت:

محبت کا جو اعلیٰ ترین مقام ہوتا ہے اس کو ''عبادت'' کہتے ہیں۔ محب کے دل میں معبود کی اتنی محبت ہو، اتنی محبت ہو کہ محب محبت میں بے اختیار ہو کر محبوب کے قدموں میں سر رکھ دے، اس کو عبادت کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جگہ جگہ اپنے الٰہ ہونے کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمْ﴾ (البقرۃ:۲۱)

''اے انسانو! اپنے رب کی عبادت کرو۔''

عبادت سے مراد یہ ہے کہ اپنے رب کی محبت کا وہ مقام پاؤ کہ محبت سے مغلوب ہو کر اپنے رب کے قدموں میں سر رکھنے والے بن جاؤ۔ تو جگہ جگہ اسی محبت کے تذکرے فرمائے۔ اور فرمایا:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد:۱۹)

''پس (اے پیغمبر!) جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

کہیں پہ فرمایا:

﴿وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (البقرہ:۱۶۳)

"تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔"

یہ محبت کے تذکرے اللہ رب العزت کرتے رہے۔

محبت کرنے والوں کے تذکرے:

اور اسی طرح جو اللہ سے محبت کرنے والے تھے ان کے بھی تذکرے اللہ رب العزت فرماتے رہے۔

⊙ کہیں موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا کہ وہ مدین جا رہے ہیں، مدین سے آ رہے ہیں۔ یہ اپنے محب کے تذکرے تھے۔ بتادیا:

﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا﴾ (الاعراف:۱۴۳)

"اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر پہنچے۔"

یہ محبت کے تذکرے ہیں جو اللہ نے قرآن پاک میں بڑی تفصیل سے بیان فرمائے۔

⊙ کہیں ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے کیے کہ کس طرح میرے ابراہیم نے چاند کی بھی نفی کی، سورج کی بھی نفی کی۔ اور پھر فرمایا:

﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى﴾ (النجم:۳۷)

"اور ابراہیم کے صحیفوں میں بھی، جو کہ بڑا وفادار ہے۔"

اس نے تو محبت میں انتہا کر دی۔

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (النحل:۱۲۰)

"بے شک ابراہیم ایسے پیشوا تھے جنہوں نے ہر طرف سے یکسو ہو کر اللہ کی فرمانبرداری اختیار کر لی تھی، اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔"

یعنی وہ میری محبت میں کسی کو شریک نہیں کرتا تھا۔

﴿شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾

(النحل: ۱۲۱)

"وہ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اس نے انہیں چن لیا تھا، اور ان کو سیدھے راستے تک پہنچا دیا تھا۔"

﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (النحل: ۱۲۳)

"پھر (اے پیغمبر!) ہم نے تم پر بھی وحی کے ذریعے یہ حکم نازل کیا ہے کہ تم ابراہیم کے دین کی پیروی کرو جس نے اپنا رخ اللہ ہی کی طرف کیا ہوا تھا، اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔"

فرماتے ہیں کہ میرے محبوب! پھر ہم نے آپ کو وحی کی کہ یہ محبت کی بات مجھے بڑی اچھی لگتی ہے۔ جیسے ان کی ملت محبت والی تھی، جان بھی قربان کی، مال بھی قربان کیا، بیوی بچوں کو بھی چھوڑ دیا، اللہ کے نام پر بیٹا بھی قربان کر دیا، میں چاہتا ہوں کہ جو آپ کی پیروی کرنے والے ہیں، وہ بھی اسی ملت کی پیروی کریں، اسی طرح مجھ سے محبت کرنے والے بنیں، اسی لیے میں نے حج کو فرض کر دیا کہ اے امت محمدیہ! ہم چاہتے ہیں کہ تمہیں محبت ابراہیمیہ کے مزاج کا تعارف کروائیں، تم مکہ مکرمہ آؤ گے تو تمہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

...... منیٰ میں ابراہیم کی قربانی کی باتیں یاد کرو گے۔

...... جمرات کو کنکریاں مارو گے اور میرے ابراہیم کی محبت کو یاد کرو گے۔

...... بیت اللہ کو دیکھو گے اور ابراہیم کو یاد کرو گے کہ انہوں نے بیت اللہ کو بنایا تھا۔

...... کہیں صفا مروہ کی سعی کرو گے، مجھ سے محبت کرنے والی ایک بندی کو یاد کرو گے۔

اس سے تمہیں ملت ابراہیمی کے مزاج کا تعارف ہو جائے گا کہ تمہیں کیسے محبت کرنی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان انبیاء کے مختلف جگہوں پر تذکرے فرمائے۔

⊙ کہیں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ (مریم:۴۱)

''اور اس کتاب میں ابراہیم کا بھی تذکرہ کرو۔ بے شک وہ سچائی کے خوگر نبی تھے۔''

⊙ کہیں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ۬ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾ (مریم:۵۱)

''اور اس کتاب میں موسیٰ کا بھی تذکرہ کرو۔ بے شک وہ اللہ کے چنے ہوئے بندے تھے، اور رسول اور نبی تھے۔''

⊙ کہیں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ

www.besturdubooks.wordpress.com

رَسُوْلًا نَّبِیًّا﴾ (مریم: ۵۴)

''اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی تذکرہ کرو۔ بے شک وہ وعدہ کے سچے تھے اور رسول اور نبی تھے۔''

اللہ رب العزت اپنے چاہنے والوں کے تذکرے کتنی محبت سے کر رہے ہیں۔۔۔! اور پھر کہیں پر ابراہیم علیہ السلام کے نام سے سورۃ اتار دی اور کہیں پر نبی علیہ السلام کے نام پر سورۃ محمد اتار دی۔ یہ محبت کے تذکرے تھے اور محبت کی باتیں تھیں، جو چل رہی تھیں۔

ملاقات گاہوں کے تذکرے:

پھر اللہ تعالیٰ نے آخر میں آ کر ان محبوبوں کی جو ملاقات گاہ تھی اس کے بھی تذکرے کر دیے اور صرف تذکرہ نہیں کیا، محبت سے قسم کھا کر فرمایا:

﴿وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ﴾

''قسم ہے انجیر اور زیتون کی، اور صحرائے سینا کے پہاڑ طور کی، اور اس امن والے شہر کی۔''

دیکھیں! محب اور محبوب کی جہاں ملاقات ہوتی ہے وہ جگہ ہمیشہ یادرہتی ہے۔ اللہ نے بھی قسم کھا کر ان جگہوں کے تذکرے کر دیے۔

..... یہ طور کا پہاڑ! میرے موسیٰ میری محبت میں ڈوب کر وہاں پہنچے تھے۔

..... یہ انجیر اور زیتون کی جگہ میرے ابراہیم کی تھی۔

..... اور یہ امن والا شہر تو میرے محبوب کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ اس شہر کی قسم کھاتے تھے جس میں نبی علیہ السلام رہتے تھے۔ فرمایا:

﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ (البلد: ۲۔۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

''میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی، جبکہ (اے پیغمبر!) تم اس شہر میں مقیم ہو۔''

اے محبوب! آپ اس شہر میں رہتے ہیں، میں اس شہر کی قسم کھا رہا ہوں۔

...کہیں نبی علیہ السلام کی عمر کی قسم کھاتے ہیں:

﴿لَعَمْرُكَ﴾ (الحجر: ۷۲)

''(اے پیغمبر!) تمہاری زندگی کی قسم!''

داستانِ محبت کا خلاصہ:

اللہ اکبر! یہ محبت کی داستانیں ذرا پڑھیے! پورا قرآن پاک یوں لگتا ہے جیسے بندے اور پروردگار کی محبت بھری داستان ہے۔ تو پہلے عرضِ محبت کی داستان شروع کی، اور اس کے بعد پورے قرآن پاک میں اس کا تذکرہ کیا، آخر میں آ کر قسمیں کھا کر ملاقات گاہوں کا تذکرہ کیا۔ تو قرآن کو جو عشق پڑھتا ہے، اس کو یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے محبت چاہتے ہیں کہ اے میرے بندے! تو میرا چاہنے والا بن جا، میرا ایسا عبادت گزار بن جا کہ تیرے دل میں کسی اور کے لیے کوئی جگہ نہ رہے۔ اسی لیے فرمایا کہ بندے! میں تمہارے ہر گناہ کو معاف کر دوں گا، لیکن اگر میری محبت میں کسی کو شریک کرو گے تو میں تمہارے اس گناہ کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ معلوم ہوا کہ مقصود قرآن محبت الٰہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر پیار کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت عطا فرما دے۔

چند اشعارِ محبت:

کسی عارف نے فارسی زبان میں کچھ اشعار کہے ہیں، ذرا محبت والوں کی باتیں سن لیجیے کہ کیسی ہوتی ہیں؟ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

جانِ تن بُردی و در جانی ہنوز
درد ہا دادی و درمانی ہنوز

''اے محبوب! آپ نے میرے تن سے جان تو نکال دی اور خود جان بن کر میرے اندر آ گئے۔ آپ نے مجھے درد بھی عطا کیا اور میرے اس درد کی دوا بھی آپ خود بن گئے۔''

ایک تو درد محبت بھی عطا کر دیا اور اس درد کا علاج بھی آپ ہی بن گئے ہیں۔

عاشقاں را سینہ از ہم شقاق
ہم چناں در سینہ پنہانی ہنوز

''اے محبوب! آپ نے اپنی محبت سے میرے سینے کو چاک کر کے کھول کر رکھ دیا۔ اور پھر اس کھلے سینے میں آپ ہی چھپ کر بیٹھ گئے۔ میرے کھلے سینے میں چھپے ہوئے تو آپ ہی ہیں۔''

ملکِ دل کردی خراب از تیغ ناز
و اندریں ویرانہ سلطانی ہنوز

''آپ نے ناز کی تلوار سے میرے دل کو ختم کر کے رکھ دیا (کاٹ کر رکھ دیا، میرے دل سے غیر کو نکال کر رکھ دیا)۔ اور اس ویرانہ میں اب بھی سلطانی آپ ہی کی ہے۔''

آگے ایک ایسا شعر کہتے ہیں جس کی قیمت ادا نہیں کی جا سکتی:

قیمت خود ہر دو عالم گفتہ ای
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

''آپ نے اپنی قیمت دو عالم لگائی ہے، قیمت بڑھا دیجیے کہ یہ تو سستا

www.besturdubooks.wordpress.com

سودا ہے۔"

اے میرے محبوب اللہ! آپ نے اپنے وصل کی قیمت دو عالم بتائی ہے کہ دنیا اور آخرت کی تمام تمنائیں دل سے نکال دو۔ اللہ! قیمت بڑھا دیجیے کہ یہ سودا تو بڑا سستا کر رہے ہیں کہ آپ کا وصال حاصل کرنے کے لیے دنیا و آخرت کی تمنائیں دل سے نکال دیں۔ تو ہم ہر تمنا دل سے نکال دیں، تا کہ اس کے بدلے ہمیں اللہ کا وصل حاصل ہو جائے۔

اسی کو حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

یہ خلوت تو پیدا کرنی پڑے گی، تا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی جلوت نصیب ہو جائے۔ ان کا وصل ہمیں نصیب ہو جائے۔

حال تیرے دیوانوں کا:

اس لیے جو اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے ہوتے ہیں اور اس کے لیے مجاہدے کرتے ہیں، اللہ ان کے دلوں کو اپنی محبت سے لبریز فرما دیتے ہیں۔

○ ...صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی تھے سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ ان کو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آزاد کر دیا تھا اور ان کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا۔ اس پر قریش کے کچھ لوگوں نے احتجاج کیا کہ آپ نے عرب کی ایک آزاد با عزت عورت کا نکاح ایک آزاد کردہ غلام کے ساتھ کر دیا۔ اس پر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک ایسے بندے سے کیا ہے جو تم سے زیادہ بہتر ہے۔ عربوں کو اور زیادہ غصہ آیا کہ آزاد کردہ بندے کو تم کہتے ہو کہ یہ آزاد عرب عورت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ دیکھ رہے ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے یہ سنا تھا کہ جو بندہ کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو کامل دل کے ساتھ اللہ سے محبت کرتا ہے، وہ سالم کو دیکھ لے، سالم کا پورا دل اللہ کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔

تو صحابہ رضی اللہ عنہم پورے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے تھے، اس دل میں کسی غیر کے لیے جگہ نہیں تھی۔ ہم بھی اپنے اللہ کے ساتھ پورے دل سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ ہمارے اکابر بھی اپنے اللہ کے ساتھ ایسی ہی محبت کرتے تھے۔

○ ... حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ایک عجیب بات لکھی ہے، انہوں نے ایک بات کی اور وہ بات قسم اٹھا کر کہی۔ کسی بزرگ کا کوئی بات کہہ دینا ہی کافی ہوتا ہے، لیکن قسم اٹھا کر کہنا، اس سے بات اور زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ مضبوط سے مضبوط بن جاتی ہے۔ تو حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اٹھا کر کہا:

''اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے زندگی کے تہتر سال اس طرح گزارے کہ میرے دل میں تیرے سوا کوئی اور نہیں تھا۔''

اللہ کو گواہ بنا کر بات کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ہمارے اکابر کتنے پاکیزہ لوگ تھے... اور کس قدر اللہ کی محبت میں ڈوب کر زندگی گزارنے والے تھے کہ اللہ کو گواہ بنا کر بات کرتے تھے... اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زندگی کے کچھ ایام ایسے ہی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اللہ کے محبین سے منسلک لوگوں کو آگ نہیں جلاتی:

ایک مرتبہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ چونکہ اس علاقے میں سردی بہت تھی، اس لیے رات کو آگ جل رہی تھی، اور امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ گرمائش کے حصول کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لیے آگ کے قریب بیٹھے ہوتے تھے۔ خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ نوجوان تھے، آگ جلانے کے لیے وہاں گئے تو انہوں نے ایک صدری (جیسے چمڑے کی بنی ہوئی جیکٹ ہوتی ہے) پہنی ہوئی تھی۔ یہ گئے تو شیخ نے فرمایا: بہاؤالدین! تم اس آگ کو بجھنے نہ دینا، اس میں لکڑی ڈالتے رہنا۔ یہ لکڑی ڈالتے رہے، ڈالتے رہے۔ جب بندہ سردی کے موسم میں بھی آگ کے قریب رہے تو گرمی لگنے سے پسینہ تو آتا ہی ہے۔ جب ان کو پسینہ آیا تو انہوں نے اپنی جیکٹ اتاری، وہ اتارتے ہوئے ہاتھ سے پھسلی اور آگ کے اندر گر گئی۔ اب یہ حیران کھڑے ہیں کہ میری جیکٹ آگ کے اندر گر گئی۔ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہاؤالدین! جاؤ اور اپنی جیکٹ کو آگ میں سے نکال کر لاؤ۔ انہوں نے کہا کہ حضرت! اگر وہ لوہے کی بھی بنی ہوئی تھی تو اب تک وہ جل چکی ہوگی، اتنی زیادہ آگ ہے۔ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں تم جاؤ اور نکال کر لاؤ۔

جب شیخ کا حکم ہوا تو خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آگ کے اندر قدم رکھا اور اندر گئے اور اپنی جیکٹ صحیح سلامت نکال کر لے آئے، اور خود بڑے حیران تھے کہ یہ ہوا کہ میری جیکٹ کو آگ نے نہیں جلایا۔ شیخ کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہاؤالدین! اس بات کو یاد رکھنا کہ جن لوگوں کے دل اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں ان کے جسم پر جو کپڑے ہوتے ہیں، دنیا کی آگ ان کپڑوں کو نہیں جلاتی۔ تو جو لوگ اللہ والوں کے دلوں میں بستے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو جہنم کی آگ سے بری فرما دیں تو کیا بعید ہے...؟

اس لیے جن کے دل اللہ کی محبت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں، ان کے دل میں جگہ پالینا یہ بڑی نعمت ہوتی ہے۔ ہم اپنے اکابر کے دلوں میں جگہ پائیں، ان کے منظورِ نظر بن جائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے دلوں میں جگہ عطا فرما دیں۔ حضرت

www.besturdubooks.wordpress.com

خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ پڑھا اور ان کا ملفوظ پڑھ کر پورا دن تو یہ عاجز روتا رہا کہ ان بزرگوں کے دل کتنے بڑے ہیں...! اور یہ اپنی محبتوں میں کتنے مخلص ہیں...! وہ ملفوظات بھی سن لیجیے! حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"اگر کوئی مکھی ہم سے یا ہمارے احباب میں سے کسی کے جسم سے اڑ کر گئی اور کسی دوسرے بندے کے جسم پر بیٹھی تو جب تک اللہ تعالیٰ اس بندے کو جہنم سے بری نہیں فرمادیں گے ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔"

یہاں احباب سے مراد خلفائے سلسلہ ہیں، جو بھی قیامت تک آنے والے ہیں۔ اگر اتنے کمزور تعلق کا وہ اتنا لحاظ کر رہے ہیں تو جو بندہ سلسلہ میں بیعت ہوگا، مراقبے کرے گا اور مجاہدے کرے گا، اللہ کی محبت پانے کے لیے زندگی لگائے گا، پھر اس کی محنتوں کا کتنا لحاظ کریں گے... یہ سچے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سچوں کے ساتھ محبت میں سچی فرمادے، اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی سچی محبت نصیب فرمادے۔

حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار بڑے عجیب ہیں:

کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

کس کام کا وہ گل ہے کہ جس گل میں بو نہ ہو

خلوت میں رکھ بیٹھیے خلوت مگر کہاں

جب تک کہ جان و دل میں بس تو ہی تو نہ ہو

انسان اگر خلوت میں بیٹھا ہو تو دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد بسی ہوئی ہو، تو خلوت کے مزے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے عجیب اشعار:

فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اشعار بہت عجیب ہیں فرماتے ہیں:

صنما رہ قلندر سزد ار بمن نمائی
کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

"اے میرے رہبر! اے میرے آقا! اے میرے شیخ! میرے لیے تقویٰ اور پارسائی کے راستے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچنا بہت مشکل کام نظر آتا ہے۔ لہٰذا کوئی ایسا قریب کا راستہ بتا دے کہ جس سے میں اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاؤں۔"

یعنی توجہات کے ذریعے مجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیجیے، جذب کے راستے سے مجھے اللہ سے ملا دیجیے، سلوک کے راستے سے ملنا تو بڑا لمبا راستہ ہے۔

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
کہ بروں در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

"میں جب طواف کعبہ کے لیے گیا تو مجھے انہوں نے حرم میں داخل نہ ہونے دیا کہ اے بندے! تو گھر سے باہر کیا کرتا رہا؟"

اب تو میرے گھر میں آ گیا ہے، باہر تو کیا کرتوت کرتا پھرا ہے؟ باہر تو نے کیسی حرکتیں کی ہیں کہ اب تو میرے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

بزمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

"جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی: او دکھلاوے کا سجدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے والے! تونے مجھے بھی خراب کر ڈالا۔"

تو اگر ہم زبان سے اللہ کی محبت کے نعرے لگائیں اور ہمارے عمل ان کے خلاف ہوں تو پھر اللہ کی محبت میں ہم جھوٹے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت میں سچا فرمادے اور ہمیں اپنا وصل عطا فرمادے۔

مجنوں سے متعلق سبق آموز اشعار:

چنانچہ مولانا رومؒ نے مجنوں کے بارے میں کچھ اشعار لکھے ہیں، وہ بڑے عجیب ہیں، ذرا توجہ سے سنیے گا! فرماتے ہیں:

دید مجنوں را یکے صحرا نورد
در بیابانِ غمش بنشستہ فرد

"مجنوں کو کسی نے صحرا کے اندر دیکھا کہ وہ بیابان غم کے اندر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔"

ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم
می نمودے بہر کس نامہ رقم

"ریت کو اس نے اپنے لیے کاغذ بنالیا تھا اور اپنی انگلی کو اس نے قلم بنایا تھا۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے کسی کو وہ خط لکھ رہا ہے۔"

گفت اے مجنونِ شیدا چیست ایں
می نویسی نامہ بہر کیست ایں

"میں نے پوچھا: اے عاشق مجنوں! یہ کیا ہے؟ تو کسے بیٹھا ہوا یہ خط لکھ رہا ہے؟"

گفت مشقِ نامِ لیلیٰ می کنم
خاطرِ خود را تسلی می دہم

www.besturdubooks.wordpress.com

''مجنوں نے جواب دیا کہ میں تو لیلیٰ کا نام لکھنے کی مشق کر رہا ہوں۔ میں لیلیٰ کا نام لکھ لکھ کر اپنے دل کو تسلی دے رہا ہوں۔''

میرے پاس کہاں فرصت ہے کہ میں کسی کو خط لکھوں؟ بس لیلیٰ کا نام لکھ رہا ہوں، نام لکھنے سے میرے دل کو تسلی ہو رہی ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ؎

عشق لیلیٰ عشق مولیٰ کے کمہ لیلیٰ بود
گوی گشتن بہر او اولیٰ بود

اے اللہ کے چاہنے والے! کیا اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے بھی گیا گزرا ہے؟ کہ مجنوں تو اپنے قلم سے لیلیٰ کا نام لکھ کر اپنے دل کو تسلی دیتا ہے اور تو مراقبے میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کر کے اپنے دل کو تسلی نہیں دیتا۔ کاش! ہمارے دل میں بھی محبت آ جاتی اور ہمیں بھی مراقبے میں بیٹھنے سے دل کو تسلی مل جاتی، دل کو سکون مل جاتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے معمولات میں لگے رہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ ہمارا دل پورا کا پورا اللہ کی محبت سے بھر جائے۔

پنجرے میں پھڑ پھڑائے جا:

حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا عجیب بات کہی ہے:

تو ہو کسی بھی حال میں مولا سے دل لگائے جا
قدرت ذوالجلال میں کیا نہیں گڑ گڑائے جا
بیٹھا رہے گا یوں اگر، کام کے کیا رہیں گے پر
تو نہ نکل سکے اگر، پنجرے میں پھڑ پھڑائے جا

اگر تیرے لیے نکلنے کا راستہ نہیں ہے، اے پرندے! پنجرے کے اندر رہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

تو نے پھڑ پھڑاتا جا، تیرے مالک کو پتہ چل جائے گا کہ تو آزادی چاہتا ہے۔ اگر تو مخلوق کی محبت میں گرفتار ہے، نہیں نکل سکتا تو پھڑ پھڑاتا جا، تو رات کو اٹھ کر اللہ کے سامنے رو، اللہ کی عبادت کر، اللہ سے التجا کر، اللہ کے سامنے آنسو بہا، پھڑ پھڑاتا جا اور کہتا جا: اللہ! میں بھی گرفتار ہوں، مجھے نجات دے دیجیے، آزاد فرما دیجیے۔

فرماتے ہیں:

کھولیں وہ یا نہ کھولیں در، اس پہ ہو کیوں تیری نظر؟
تو تو بس اپنا کام کر، اپنی صدا لگائے جا

تو اپنا کام کر، اللہ کو یاد کیے جا، اللہ کے نام کو رٹے جا، اللہ کو ترس آ جائے گا اور اللہ تعالیٰ تجھے بھی اغیار کی گرفتاری سے نجات عطا فرمائیں گے اور اپنا وصل عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی سچی محبت میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

[illegible]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

[illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئے پھڑپھڑاتا ہے، تیرے مالک کو پتہ چل جائے گا کہ تو آزادی چاہتا ہے۔ اگر تو مخلوق کی محبت میں گرفتار ہے، نہیں نکل سکتا تو پھڑپھڑاتا جا، تو رات کو اٹھ کر اللہ کے سامنے رو، اللہ کی عبادت کر، اللہ سے التجا کر، اللہ کے سامنے آنسو بہا، پھڑپھڑاتا جا اور کہتا جا: اللہ! میں بھی گرفتار ہوں، مجھے نجات دے دیجیے، آزاد فرما دیجیے۔

فرماتے ہیں:

کھولیں وہ یا نہ کھولیں در، اس پہ ہو کیوں تیری نظر؟

تو تو بس اپنا کام کر، یعنی صدا لگائے جا

تو اپنا کام کر، اللہ کو یاد کیے جا، اللہ کے نام کو رٹے جا، اللہ کو ترس آجائے گا اور اللہ تعالیٰ تجھے بھی اغیار کی گرفتاری سے نجات عطا فرمادیں گے اور اپنا وصل عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی سچی محبت میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾

(الاحزاب: ۴۱)

ذکرِ کثیر کی تاثیر

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 21 مارچ 2014ء بروز جمعہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

موقع: اکیسواں سالانہ نقشبندی اجتماع

بمقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکرِ کثیر کی تاثیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾ (الاحزاب: ۴۲)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۳۵)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مومنین کو کثرتِ ذکر کا حکم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾

''اے ایمان والو!''

اے وہ لوگو! جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب ہونے کا اقرار کر چکے ہو، ان کے محبوب ہونے کا وعدہ کر چکے ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾

"اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔"

اس آیت مبارکہ میں رب کریم اس بات کا حکم فرما رہے ہیں کہ سارے ایمان والے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کریں۔

ذکر کثیر کی تفسیر:

اب کثرت کے ساتھ ذکر کرنے سے کیا مراد ہے؟ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ذکر کثیر... اس کی ہے یہ تفسیر... کہ

﴿اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾

(آل عمران: ۱۹۱)

"جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حال) میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔"

ذکر کی تاثیر کے لیے ذکر کثیر ضروری ہے:

آج ہماری کوتاہی یہ ہے کہ ہم ذکر تو کرتے ہیں مگر قلیل کرتے ہیں، کثیر نہیں کرتے۔ چند بار تسبیح پڑھ کر ہم تھک جاتے ہیں اور مراقبہ کرتے ہیں تو پانچ منٹ..... سات منٹ..... دس منٹ..... منٹوں کا مراقبہ بھئی! اگر کوئی پہلی جماعت کا طالب علم ہو اور وہ دس منٹ روزانہ پڑھے تو وہ پہلی جماعت میں پاس نہیں ہوتا تو ہم چند منٹ مراقبہ کر کے سالوں کے بعد اس ذکر کے امتحان میں کیسے پاس ہو سکتے ہیں؟ جن بزرگوں نے ذکر کے اثرات کو اپنے اوپر پایا، انہوں نے ذکر میں خوب وقت لگایا، ٹکا کر ذکر کیا، ڈٹ کر ذکر کیا۔ لہٰذا ہم بھی اللہ تعالیٰ کی یاد کثرت کے ساتھ کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مثال ۱:

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک آدمی کو بخار تھا، ڈاکٹر نے کہا کہ جی! آپ نے اینٹی بائیوٹک دوائی کی دس گولیاں لینی ہیں اور تم نے پانچ دن صبح و شام کھانی ہیں۔ وہ گھر گیا، اس نے سوچا کہ صبح و شام کھانے کا کیا فائدہ، میں روزانہ ایک گولی کھا لیتا ہوں۔ وہ ایک گولی روزانہ کھاتا رہا، دس دن گزر گئے، بخار نہیں اترا۔ پھر ڈاکٹر کے پاس آیا، ڈاکٹر صاحب! بخار نہیں اترا۔ حالانکہ اس بندے نے بالکل صحیح دوائی استعمال کی تھی، لیکن اس نے مقدار میں کمی کی تھی۔ صبح و شام کھانی تھی، اس نے دن میں صرف ایک دفعہ گولی کھائی۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ مقدار پوری نہ ہونے کی وجہ سے اس کے وہ اثرات نہیں ہوئے جو ہونے چاہیے تھے۔

مثال ۲:

اسی طرح جو ٹی بی کے مریض ہوتے ہیں، ڈاکٹر ان کو کہتے ہیں کہ آپ نے چھ مہینے دوا لینی ہے اور درمیان میں کسی دن ناغہ نہیں کرنا۔ عجیب بات ہے کہ ایک دن ناغہ ہو جائے تو پھر وہ نئے سرے سے شروع کر دیتے ہیں۔ اگر جسمانی علاج میں ایک دن ناغہ ہو جائے تو پہلے کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں تو روحانی مریض کے لیے بھی معمولات کی پابندی ضروری ہوتی ہے اور اس کی بھی مقدار کثرت کے ساتھ ہوگی تو فائدہ ہوگا۔

دل کو پاک کرنے کے دو طریقے:

اس کی مثال یہ سمجھ لیں کہ جیسے جسم کے اوپر مٹی لگی ہوئی ہے، اب اس کا علاج تو یہ ہے کہ پانی خوب بہایا جائے، تاکہ جسم پاک صاف ہو جائے۔ ایک آدمی پانی میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاتھ گیلا کر لیتا ہے اور اپنے سارے جسم پر وہ مسح کر لیتا ہے تو کیا اس سے وہ مٹی اتر جائے گی اور اس کے اوپر سے بدبو ختم ہو جائے گی؟ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ اگرچہ وہ پانی استعمال کر رہا ہے مگر پانی کم استعمال کر رہا ہے۔ پانی بہانے کی ضرورت ہے تب یہ مٹی دور ہوگی۔ اسی طرح اگر ہم چاہیں کہ دل کی میل دور ہو تو اتنا ذکر کرنا ہوگا، اتنا ذکر کرنا ہوگا کہ وہ ذکر کی شکل آنے والی رحمت سے بہہ جائے، ختم ہو جائے۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب کوئی زمین ناپاک ہو جائے، اس کے پاک ہونے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہوتا ہے کہ بارش اتنی برسے، اتنی برسے کہ اس گندگی کو بہا کر لے جائے اور گندگی کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ جب زمین خشک ہوگی تو پاک ہونے کا فتویٰ دیں گے کہ اب زمین پاک ہے، اگرچہ اس کے اوپر گندگی پڑی تھی لیکن اب اس کو پاک کہہ دیا جائے گا۔

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سورج اتنا چمکے، اتنا چمکے کہ وہ جو نجاست ہے اس کو بالکل جلا کر رکھ دے اور اس کا نام و نشان ختم ہو جائے۔ اگر خشک زمین ہو اور اس کے اوپر کوئی بو نہ ہو اور کوئی رنگ نظر نہ آئے تو فقہاء کہتے ہیں کہ اس کے اوپر آدمی نماز پڑھ سکتا ہے، زمین پاک ہوتی ہے۔

تو جس طرح زمین کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں، اس دل کی زمین کو پاک کرنے کے بھی دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ انسان اللہ کا ذکر اتنی کثرت کے ساتھ کرے کہ نور کی رحمت جو برسے تو وہ دل کی ظلمت کو بہا کر لے جائے، پھر یہ دل پاک ہو جائے گا۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں انسان رہے۔ اللہ والوں کا دل اس سورج کی طرح ہوتا ہے جو شعاعیں پھینک رہا ہوتا ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کی شعاعوں سے انسان کے دل کی گندگی ختم ہو جاتی ہے۔

آج دنیا جانتی ہے کہ اگر کسی بندے کو کینسر ہو تو شعاعوں کے ذریعے علاج کرتے ہیں، اگر جسمانی بیماریوں کا علاج شعاعوں کے ذریعے ممکن ہے تو روحانی بیماریوں کا علاج اس سے کیوں ممکن نہیں ہے؟ اللہ والوں کی صحبت و خدمت کی بھی ہوا اس کی اپنی برکات ہوتی ہیں۔ ان دو طریقوں سے انسان کے دل کی نجاست صاف ہوتی ہے اور اس کا دل صاف شفاف ہو جاتا ہے، دل منور ہو جاتا ہے۔

سالکین کی کوتاہی:

اکثر سالکین کو دیکھا کہ وہ ذکر کرتے تو ہیں، مگر کم کرتے ہیں، زیادہ ذکر نہیں کرتے اور اس کوتاہی کی وجہ سے کئی کئی سال لگے رہتے ہیں مگر مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ مقصود تو تب حاصل ہوگا کہ جب مقدار پوری ہوگی۔ اب پوچھیں منٹ کا مراقبہ بھی کیا، کبھی نہ کیا، پھر کہتے ہیں: جی حضرت! تسبیحات تو ہو جاتی ہیں، لیکن مراقبہ نہیں ہوتا۔ بھئی! تسبیحات تو وٹامن کے مانند تھیں۔

جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر اس کو دو طرح کی دوائی دیتا ہے، ایک تو اینٹی بائیوٹک دیتا ہے کہ جس سے اس کا بخار اترے اور دوسرا وٹامن وغیرہ دیتا ہے، تاکہ اس بندے کی کمزوری ختم ہو جائے، یا درد کی دوائی دیتا ہے کہ درد محسوس نہ ہو۔ اب ایک بندہ درد کی دوائی بھی کھائے، وٹامن بھی کھائے اور اینٹی بائیوٹک نہ کھائے تو اس کا تو بخار کبھی نہیں اتر سکتا۔ اسی طرح ہم اگر تسبیحات کر لیں گے، درود شریف کی ہو یا استغفار کی اور مراقبہ نہیں کریں گے تو دل کی کیفیت نہیں سنورے گی۔ ان تسبیحات سے یقیناً ثواب ملتا ہے، درود شریف پڑھنا یا استغفار پڑھنا بڑے عظیم اعمال ہیں، لیکن دل کی صفائی کا تعلق ذکر کے ساتھ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکرِ کثیر دلوں کی پالش ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃً وَاِنَّ صِقَالَۃَ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ))

"ہر چیز کے لیے ایک پالش ہوتی ہے اور دلوں کی پالش اللہ کی یاد ہے۔" (شعب الایمان، حدیث: ۵۱۹)

تو جب انسان اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرے گا تب اس کا دل منور ہوگا، دل صاف ہوگا۔ اس کے لیے ہمیں ذکر کثیر کرنے کی ضرورت ہے، تب جا کر دل کی ظلمت دور ہوتی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اگر کسی لوہے کے ٹکڑے پر زنگ زیادہ لگا ہو تو پھر اس کے اوپر ریگ مار بھی خوب لگانا پڑتا ہے، ایک آدھ دفعہ ریگ مار لگانے سے وہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کا دل بھی گناہوں کی وجہ سے میلا ہو جاتا ہے، زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (المطففین: ۱۴)

"ہرگز نہیں، بلکہ جو عمل یہ کرتے رہے ہیں، اس نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔"

تو گناہوں کی وجہ سے دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے اور یہ زنگ اگر زیادہ ہو جائے تو اس کے لیے پھر محنت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے، ریگ مار بھی خوب لگانا پڑتا ہے۔ عورتیں اچھی طرح جانتی ہیں، جو برتن زیادہ میلا ہو وہ ایک دفعہ پانی میں دھونے سے صاف نہیں ہوتا، اس کو دو دو تین تین دفعہ دھونا پڑتا ہے، بلکہ اچھی طرح مانجنا پڑتا ہے تب جا کر برتن صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح دل کے برتن کو بھی اگر ہم صاف کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں محنت کرنی پڑے گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دل ہمہ داغ داغ شد

پنبہ کجا کجا نہم

”یہ دل تو سارا داغ ہی داغ بن گیا ہے، اس پر مرہم کہاں کہاں رکھیں؟“

ویسے انسان سوچتا ہے کہ جی میرا دل تو بالکل ٹھیک ہے، لیکن جب اس کو صاف کرنے لگتا ہے، پھر پتہ چلتا ہے کہ یہ کتنا مشکل کام ہے۔ ؎

مصحفی ہم تو سمجھے تھے کہ ہو گا کوئی زخم

تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

یہ تو جب صفائی کریں گے تو پھر پتہ چلے گا کہ دل میں کتنے داغ لگے ہیں، دو کتنی جگہوں پر زخم لگے ہیں۔ اب ان کو صاف کرنے کی ضرورت ہے۔

سالکین کی روحانی ترقی میں بنیادی رکاوٹ:

ذکر کی کثرت نہ ہونا ہماری روحانی ترقی میں بنیادی رکاوٹ ہوتی ہے۔ یعنی اکثر سالکین میں جو کمی نظر آتی ہے کہ تعلق بھی رکھتے ہیں، عقائد بھی ٹھیک ہوتے ہیں، آتے جاتے بھی ہیں، مگر معمولات کی پابندی نہیں کرتے۔ اگر ذکر کرتے ہیں تو تھوڑا کرتے ہیں اور اس کوتاہی کی وجہ سے پھر دل صاف نہیں ہوتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کی شمع دل میں جلنی ہوتی ہے، وہ نہیں جل پاتی۔ پھر کہتے ہیں کہ جی اتنے سال گزر گئے کچھ فائدہ نہ ہوا، اور بعض احباب تو عجیب ہوتے ہیں، کہتے ہیں:

..... حضرت! اس میں آیا ہوں، فلاں کئی مشائخ کے پاس گیا، لیکن پھر میں نے کہا کہ نہیں! میں آپ سے بیعت ہوتا ہوں (یعنی احسان بھی چڑھاتے ہیں کہ میں نے اوروں سے بیعت ہونے کے بجائے آپ سے بیعت کی)۔

..... پھر کہتے ہیں: حضرت! اس میں آپ کے پاس آیا ہوں، آپ کا دامن پکڑا ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

بس ہم سے تو کچھ ہوتا نہیں، آپ ہی نے کچھ کرنا ہے۔

......اور کئی دفعہ آئیں گے اور کہیں گے: حضرت! بس میں کیا کروں؟ میں تو کمزور ہوں، مجھ سے تو کچھ نہیں ہوتا اور معمولات بھی نہیں ہوتے، بس آپ کوئی دعا کر دیجیے، کوئی توجہ کر دیجیے، تاکہ میرا کام بن جائے (یعنی شروع سے ہی نیت لے کر آتے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کرنا، جو کرنا ہے آپ نے ہی کرنا ہے)۔

......اور بعض افراد آکر کہتے ہیں: حضرت! بیوی بھی نافرمان ہے، اس کے لیے کوئی تعویذ دے دیں، تاکہ وہ فرمانبردار ہو جائے اور ذکر اذکار کے لیے فرصت نہیں ملتی، بس آپ ہی نے کچھ کرنا ہے، حضرت! کچھ توجہ کر دیجیے (یعنی شیخ کے ذمے کام لگاتے ہیں کہ آپ ہی کریں جو کرنا ہے)۔

......اور بعض افراد تو آتے ہیں، ملتے ہیں اور پہلے ہی کہہ دیتے ہیں کہ حضرت! ویسے مجھے جلدی واپس بھی جانا ہے، لیکن میں نے کہا کہ نہیں، میں مل کر آتا ہوں تو اس لیے ٹائم میرے پاس تھوڑا ہے، بس آپ ہی کچھ کر دیں اور مجھے جلدی واپس جانا ہے۔

اب اگر محنت کرنے والوں کا یہ حال ہو کہ جلدی واپس جانا ہے تو پتہ نہیں پھر دل کی صفائی کیسے ہوگی؟ اصل وجہ یہ ہے کہ ہم ان کی بیماریوں کو صحیح بیماری ہی نہیں سمجھتے۔ اس کے گھمبیرپن کا بھی ہمیں اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ کتنی بڑی اور مہلک بیماری ہے اور ہمیں اس سے نجات پا کر رہنا ہے۔ تو ذکر کی کثرت کریں گے تو دل منور ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے نرم کر دیں گے۔

کثرتِ ذکر سے ذاتِ حق کی محبت آتی ہے:

ذکر کے اندر یہ خوبی ہے کہ یہ انسان کے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دیتا ہے۔ جتنا ذکر زیادہ کریں گے، اتنا ذات کی محبت زیادہ آئے گی۔ یہ اصول یاد رکھیں کہ ذکر

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کسی چیز کا زیادہ ذکر شروع کر دیں، آپ کے دل میں اس کی محبت آنا شروع ہو جائے گی۔ ابھی آپ بیٹھے ہیں آپ کے سامنے جنگل کا تذکرہ شروع کر دیں، وہاں فلاں ہوا ایسی ہوتی ہے، سبزہ ایسا ہوتا ہے، فلاں ایسی ہوتی ہے، تو تھوڑی دیر کے بعد بہت سارے نوجوانوں کا دل چاہے گا کہ ہم اس فلاں کی آئس کریم کھا ہی لیتے۔ تو تذکرے سے محبت آتی ہے۔ اسی لیے شریعت نے کہا کہ کوئی عورت اپنے میاں کے سامنے کسی غیر عورت کا تذکرہ مت کرے، کیونکہ تذکرہ کرنے سے دل کے اندر تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

اس لیے ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت آئے گی اور ہمارا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جائے گا۔

ایک عجیب تمثیل:

چنانچہ حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب تمثیل لکھی ہے۔ ملکہ بلقیس کے بارے میں قرآن پاک میں آیت ہے کہ اس نے اپنے امراء سے جب مشورہ کیا کہ مجھے سلیمان علیہ السلام کا خط آیا ہے تو اب میں اس کے جواب میں کیا کہوں؟ تو سب نے کہا کہ آپ جو قدم اٹھائیں گی ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ وہ سمجھدار تھی، اس نے کہا:

﴿قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ﴾ (النمل: ۳۴)

”ملکہ بولی: حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب کر ڈالتے ہیں، اور اس کے باعزت باشندوں کو ذلیل کر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوڑتے ہیں، اور یہی کچھ یہ لوگ بھی کریں گے۔"

یہ تو اس آیت کے ظاہری معنی ہیں، لیکن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک عجیب تمثیل ہے۔ اگر ہم بستی سے مراد دل کی بستی لے لیں اور ملوک سے مراد ملک الملک کا نام لے لیں تو ترجمہ کچھ یوں بنے گا:

﴿إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً﴾

"جب اللہ تعالیٰ کا نام انسان کی بستی میں داخل ہوتا ہے۔"

﴿أَفْسَدُوهَا﴾

"وہ انقلاب برپا کر دیتا ہے۔"

﴿وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً﴾

"اور دنیا جو دل میں معزز ہوتی ہے، اس کو ذلیل کر کے دل سے نکال دیا کرتا ہے۔"

دنیا کی ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے:

اللہ تعالیٰ کا نام انسان کے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے دل کو بھر دیتا ہے اور اگر آپ غور کریں تو ہماری زندگی کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ اللہ نے ہمیں عبادت کے لیے پیدا کیا تو عبادت کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

اسی ذکر سے یہ دنیا قائم ہے، اور دنیا کی ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے، جو بھی زندہ چیز ہے وہ ذکر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ (بنی اسرائیل: ۴۴)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔''

ہم نہیں سمجھ سکتے، لیکن ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہوتی ہے۔

دل کے ذکر کا سائنسی مشاہدہ:

ہمیں ایک مرتبہ اس کا تجربہ بھی ہوا۔ امریکہ میں ایک ایسی ریاست میں جانے کا موقع ملا، جہاں کوئی پندرہ ڈاکٹر ایک ہی جگہ رہتے تھے۔ ان کے ہاں ایک ہفتہ قیام تھا۔ ان میں سے ایک شخص دل کے سپیشلسٹ تھے، قدرتاً انہی کے ہاں قیام تھا۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ حضرت! آپ نے ہماری روحانی بیماریوں کا علاج تو ہمیں بتا دیا، اب میں آپ کو ہسپتال لے جاؤں گا اور آپ کے دل کو چیک کروں گا۔ ہم نے کہا: جی ٹھیک ہے۔ ہمارے پاس وقت تھا، ہم ان کے ساتھ ہسپتال چلے گئے۔ انہوں نے ہمیں وہاں ایک کمرے میں، جو کارڈیوگرام مشین کے آگے لٹا دیا اور دل کو چیک کرنا شروع کیا۔ اس میں دل کی تصویر آ جاتی ہے، اور دل کی رگوں میں کیسے خون جا رہا ہے اور آ رہا ہے؟ اس کی پوری تفصیل اس کے اندر ہوتی ہے۔ جب انہوں نے سکرین پر دکھایا تو مجھے کہنے لگے: دیکھیں! یہاں سے خون جا رہا ہے، یہاں سے خون آ رہا ہے اور اتنی مقدار سے آ رہا ہے اور اس وقت آپ کی شریانیں درست حالت میں ہیں اور اتنی فیصد کام کر رہی ہیں۔ اس عمر میں اتنی فیصد بہت اچھا رزلٹ تھا۔ کہنے لگے: آپ کے دل کی کیفیت سے میں بہت مطمئن ہوں۔

پھر اس کے بعد کہنے لگے: حضرت! اب آپ کو آپ کے دل کی آواز سناؤں؟ میں نے کہا: سنائیں۔ انہوں نے ایک بٹن دبا دیا، جیسے ہی بٹن آن ہوا تو آواز آنے لگ گئی، جیسے دل خون کو پمپ کر رہا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ہماری میڈیکل کی کتابوں میں لکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ دل جب خون کو پمپ کرتا ہے تو ”ب ڈب“ کی آواز آتی ہے لب ڈب .. لب ڈب..... اس کو ہم نے بھی سنا، لیکن قدرتاً میرا ذہن دوسری طرف گیا، میں نے کہا: ڈاکٹر صاحب! اصل وجہ یہ تھی کہ یہ کافر لوگ ہیں، یہ دل کی آواز کو سنتے ہیں تو ان کو لب ڈب..... لب ڈب..... نظر آتا ہے، آپ ذرا غور کریں! مجھے تو یہ کچھ اور آواز نظر آتی ہے۔ وہ غور سے مجھے دیکھنے لگے اور کہا: حضرت! کون سی آواز؟ میں نے کہا: یہ دل ”لب ڈب“ تو نہیں کر رہا ہوتا ”رب رب“ کر رہا ہے۔ تو وہ کہنے لگا: اچھا اس کو دیکھتے ہیں: پھر انہوں نے غور سے اس کو دیکھا اور کہنے لگے: حضرت! ”رب رب“ کی آواز واقعی اس کے زیادہ قریب ہے۔ انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ واقعی انسان کا دل جب خون کو پمپ کر رہا ہوتا ہے، وہ آواز ”رب رب“ کی پیدا ہو رہی ہوتی ہے۔ میں نے کہا: آج مسئلہ سمجھ میں آ گیا، اگر ہر ذی روح کا دل جو خون پمپ کرتا ہے، اس کی آواز ”رب رب“ پکار رہی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے ذی روح دنیا کے اندر ہیں، سب کے جسم اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ (بنی اسرائیل: ۴۴)

”اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔“

واقعی! بات ایسی ہی ہے کہ ہمارا جسم تو اللہ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ باقی ہم خود بھی اللہ کا ذکر کریں تو پھر مکمل جسم اللہ کا ذکر کرے گا، ورنہ آدھا تو کر ہی رہا ہوتا ہے اور باقی آدھا غافل ہوتا ہے۔ تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے، تاکہ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے اثرات ہمارے دلوں پر مرتب ہوں۔

ذکر میں روحانی زندگی ہے:

یہ جو ذکر ہے یہ انسان کے لیے روحانی جون کے مانند ہے۔

○.. حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَ الَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَ الْمَيِّتِ)) (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۴۰۷، باب فضل ذکر اللہ)

"مثال اس شخص کی جو ذکر کرتا ہے اور اس کی جو ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے۔"

یعنی ذکر کرنے والا انسان زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا شخص مردہ کے مانند ہے۔ یہ روحانی زندہ اور روحانی مردہ ہے۔ دیکھیے! اللہ کے حبیب ﷺ نے چودہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ ذکر کرنے والا انسان زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

○..... پھر نبی علیہ السلام نے ایک اور بہت پیاری مثال سے بات سمجھائی کہ جس طرح خزاں کے موسم میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور خشک ہو جاتے ہیں، اگر اس وقت درمیان میں ایک بالکل سرسبز درخت ہو تو وہ کتنا اچھا لگتا ہے... ایک حدیث میں ہے:

((ذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِينَ مِثْلُ الَّذِي يُقَاتِلُ عَنِ الْفَارِّينَ وَذَاكِرُ اللهِ فِي الْغَافِلِينَ مِثْلُ الشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِي وَسْطِ الشَّجَرِ الَّذِي قَدْ تَحَاتَّ وَرَقُهُ يَعْنِي مِنَ الضَّرِيبِ))

"غافلین میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے والا ایسے ہے جیسے فرار ہونے والوں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جانب سے دشمن کے ساتھ لڑنے والا شخص ہوتا ہے۔ اور جیسے خزاں کے موسم میں سب برگ و بار درختوں کے درمیان سرسبز درخت ہوتا ہے، اسی طرح غافل لوگوں کے درمیان بیٹھ کر ذکر کرنے والا انسان، اللہ کی نظر میں حسین اور اچھا معلوم ہوتا ہے۔" (شعب الایمان، حدیث: ۵۶۱)

○... ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَا صِيدَ صَيْدٌ، وَلَا عُضِدَتْ عِضَاهٌ، وَلَا قُطِعَتْ وَشِيجَةٌ إِلَّا بِقِلَّةِ التَّسْبِيحِ» (المطالب العالیۃ لابن حجر، حدیث: ۳۴۰۵)

"کوئی شکار (پرندہ) شکار نہیں ہوتا اور کوئی ٹہنی نہیں ٹوٹتی، مگر یہ کہ تسبیح کی قلت کی وجہ سے۔"

یعنی جب وہ تسبیح کم کرتے ہیں تو پھر شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ پرندے جب تک اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں، اس وقت تک کوئی ان کو شکار نہیں کر سکتا۔ جب ذکر میں کوتاہی ہوتی ہے، کمی ہوتی ہے تو اس وقت ان کو یہ موت دے دی جاتی ہے۔

○... حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

«مَا أُخِذَ طَائِرٌ، وَلَا حُوتٌ إِلَّا بِتَضْيِيعِ التَّسْبِيحِ»

"کوئی پرندہ نہیں پکڑا جاتا اور نہ کوئی مچھلی پکڑی جاتی ہے، مگر جب وہ تسبیح کو ضائع کرتے ہیں۔" (درمنثور ۵: ۳۵۷)

○...... ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«لَا يُصَادُ شَيْءٌ مِنَ الطَّيْرِ وَالْحِيتَانِ إِلَّا بِمَا يُضَيِّعُ مِنْ تَسْبِيحِ اللَّهِ»

"پرندے اور مچھلیاں اس وقت شکار کیے جاتے ہیں جب وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کو

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر کرتے ہیں۔" (دستور: ص ۷۵)

کائنات کا وجود ذکرِ الٰہی سے وابستہ ہے:

اسی لیے اس پوری کائنات میں جب تک اللہ رب العزت کا نام رہے گا، یہ کائنات اس وقت تک سلامت رہے گی اور جب یہ اللہ کے نام سے محروم ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ اس کائنات کو ختم کر دیں گے۔

چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ: اَللّٰهُ اَللّٰهُ»

(صحیح مسلم، حدیث: ۳۸، باب ذہاب الایمان آخر الزمان)

"اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو سکتی، جب تک زمین میں کوئی ایک بندہ بھی "اللہ اللہ" کہنے والا ہوگا۔"

یہاں ایک نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے، کہ قیامت سے بڑی مصیبت اور کوئی نہیں، اتنی بڑی مصیبت اس وقت تک نہیں آ سکتی، جب تک کہ ایک بندہ بھی "اللہ اللہ" کہنے والا ہے۔

اور ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا ہوا ہے کہ اگر تم دنیا میں کسی بندے کو سنو کہ وہ میرا نام لے رہا ہے، تو سننے کے بعد صور کو پھونکنے میں چالیس سال کی تاخیر کر دینا۔ (التذکرۃ للقرطبی ۱: ۴۹۷)

ایک دفعہ اللہ کا نام لینا قیامت جیسی مصیبت کو چالیس سال کے لیے ٹال دیتا ہے، تو جو بندہ ہر وقت اللہ کا نام لے گا، اللہ اس سے دنیا کی مصیبتوں کو کیوں نہیں ٹالیں گے...؟

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر میں اطمینانِ قلب ہے:

آج ہم تعویذوں کے پیچھے بھاگتے ہیں اور عاملوں کے پیچھے بھاگتے ہیں، ہمیں اصل میں بھی تھوڑی آتی ہے، ہمیں کرنے کی ضرورت ہے، ہم اپنی زندگی شریعت کے مطابق بنائیں، اور ذکر اذکار کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں پریشانیوں سے بچا لیں گے۔ مقلب الاحوال اللہ رب العزت ہیں، وہ پھر حالات کو ٹھیک کر دیتے ہیں۔ جو شخص کثرت سے ذکر کرتا ہے، اللہ رب العزت دنیا کی پریشانیوں سے بھی اس کو محفوظ فرما لیتے ہیں اور اس کو دل کا سکون بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لیے فرمایا:

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد:۲۸)

"یاد رکھو کہ اللہ کا ذکر ہی ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

ذکر اللہ..... تمام اعمال کا روحِ رواں

اور یہ بات بھی ذہن میں رکھیے کہ شریعت کے جتنے اعمال ہیں، ان تمام اعمال کی روحِ رواں اللہ کی یاد ہے، اللہ کا ذکر ہے۔

نماز میں اللہ کا ذکر

اب دیکھیے کہ اعمال میں سب سے افضل عمل نماز ہے، شریعت نے نماز کے اندر نماز سے پہلے اور نماز کے بعد ذکر کا حکم فرمایا۔

○ ذِكْرٌ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

"نماز سے قبل اللہ کے ذکر کا حکم ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾ (الاعلیٰ: ۱۵)

''اور اپنے پروردگار کا نام لیا اور نماز پڑھی۔''

اس آیت سے پتہ چلا کہ نماز سے پہلے بھی اللہ کو ذکر کرنا ہے۔

○ الذِّكْرُ فِي الصَّلٰوةِ

''نماز کے دوران بھی اللہ کے ذکر کا حکم ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي﴾ (طٰہٰ: ۱۴)

''اور مجھے یاد رکھنے کے لیے نماز قائم کرو۔''

تو نماز میں بھی اللہ کا ذکر ہے۔

○ الذِّكْرُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

''اور نماز پڑھنے کے بعد بھی ذکر کا حکم ہے۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ﴾

''پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کو (ہر حالت) میں یاد کرتے رہو، کھڑے بھی، بیٹھے بھی اور لیٹے بھی۔''

تو نماز سے پہلے بھی اللہ کا ذکر، نماز کے اندر بھی اللہ کا ذکر اور نماز کے بعد بھی اللہ کا ذکر ہے۔

○ ...... نماز جمعہ میں ذکر:

نماز جمعہ کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ سے پہلے بھی ذکر کا

www.besturdubooks.wordpress.com

حکم فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد بھی۔ پہلے فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوۡمِ ٱلۡجُمُعَةِ فَٱسۡعَوۡاْ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلۡبَيۡعَۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ﴾ (الجمعہ:۹)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔"

پھر جب نماز جمعہ ادا کرلی جائے تو اس کے حوالے سے فرمایا:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَٱبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَثِيرٗا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ﴾ (الجمعہ:۱۰)

"پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔"

یعنی جمعہ سے پہلے بھی ذکر کا حکم اور جمعہ کے بعد بھی ذکر کا حکم دیا گیا۔

حج میں اللہ کا ذکر

الذکر فی الحج

نماز کے بعد حج کے عمل کے بارے میں غور کیجیے! اب حج کا عمل کتنا عظیم الشان عمل ہے کہ جو بندہ حج مبرور کر کے آتا ہے، وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی والدہ نے اس کو جنم دیا تھا۔ تو اتنے بڑے عمل میں بھی ذکر کی تلقین کی گئی ہے۔ ذرا غور کیجیے!

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ (البقرۃ:۲۰۳)

''اور اللہ کو گنتی کے (ان چند) دنوں میں (جب تم منیٰ میں مقیم ہو) یاد کرتے رہو۔''

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ○لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ (الحج:۲۷-۲۸)

''اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی ان اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں جو (لمبے سفر سے) دبلی ہوگئی ہوں، تاکہ وہ ان فوائد کو آنکھوں سے دیکھیں جو ان کے لیے رکھے گئے ہیں، اور متعین دنوں میں ان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا کیے ہیں۔''

اور ایک حدیث پاک میں بھی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشْرُ دَرَجَاتٍ))

(سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۹۵۷، باب فضل الطواف)

''جو بندہ اس طرح طواف کرے کہ سات چکر لگائے اور اس میں وہ سبحان

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر'' پڑھتا رہے، اس کے سوا کوئی کام نہ کرے، اللہ تعالیٰ دس گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، دس نیکیاں عطا فرما دیتے ہیں اور دس درجے بلند فرما دیتے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دوران بھی اللہ کا ذکر مقصود ہے۔

وقوفِ عرفات کے بعد ذکر:

پھر جب انسان حج کر لے تو اس کے بعد بھی اللہ کا ذکر کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ﴾

(البقرۃ:۱۹۸)

''تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم (حج کے دوران تجارت یا مزدوری کے ذریعے) اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو، پھر جب تم عرفات سے روانہ ہو تو مشعر حرام کے پاس (جو مزدلفہ میں واقع ہے) اللہ کا ذکر کرو، اور اس کا ذکر اسی طرح کرو جس طرح اس نے تمہیں ہدایت کی ہے، جب کہ اس سے پہلے تم بالکل ناواقف تھے۔''

تو دیکھیں کہ وقوف عرفات کے بعد بھی ذکر کا حکم ہے۔

مناسک حج کے بعد ذکر:

جو مناسک حج ہیں ان کو ادا کرنے کے بعد بھی ذکر کا حکم ہے۔ فرمایا:

﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

ذِكْرًا ؕ﴾ (البقرۃ:۲۰۰)

"پھر جب تم حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا اس طرح ذکر کرو جیسے تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکر کرو۔"

تو مناسک حج ادا کرنے کے بعد بھی ذکر ہے۔

قربانی کے وقت ذکر:

پھر جب حج کے دوران قربانی کرنی ہوتی ہے، اس وقت بھی ذکر کا حکم دیا۔ فرمایا:

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾ (الحج:۳۷)

"اللہ کو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اس نے یہ جانور اسی طرح تمہارے تابع بنا دیے ہیں تا کہ تم اس بات پر اللہ کی تکبیر کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی۔ جو لوگ خوش اسلوبی سے نیک عمل کرتے ہیں، انہیں خوشخبری سنا دو۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے پہلے بھی...... نماز کے درمیان بھی...... نماز کے بعد بھی...... جمعہ سے پہلے بھی...... جمعہ کے بعد بھی...... حج سے پہلے بھی...... حج کے دوران بھی...... اور حج کے مناسک کے بعد بھی اللہ کا ذکر ہے۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جتنے اعمال ہیں، اصل میں ان کی روح رواں اللہ تعالیٰ کی یاد ہی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

روزے میں اللہ کا ذکر

مثال: آپ غور کیجیے! ہم روزہ رکھتے ہیں۔ روزے میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد کا حکم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (البقرة: ۱۸۵)

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت، اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی اور حق و باطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کر دیتی ہیں، لہذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے وہ اس میں ضرور روزہ رکھے۔ اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور تمہارے لیے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا، تاکہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کرلو، اور اللہ نے جو تمہیں راہ دکھائی اس پر اللہ کی تکبیر کہو، اور تاکہ تم شکرگزار بنو۔"

دعوت کے کام میں ذکر

اب روزے کے بعد انسان دین کی دعوت کا کام کرتا ہے، اس میں بھی ابتدا سے لے کر انتہا تک ذکر اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دعوت کی ابتداء میں ذکر:

چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی تو انہوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی کہ یا اللہ! میرے بھائی کو بھی میرا معاون بنا دیجیے۔ اس وقت انہوں نے کہا:

﴿وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ○ هٰرُوْنَ اَخِي ○ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ○
وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ○ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ○ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ○

(طٰہٰ: ۲۹-۳۴)

''اور میرے لیے میرے خاندان ہی کے ایک فرد کو مددگار مقرر کر دیجیے، یعنی ہارون کو جو میرے بھائی ہیں۔ ان کے ذریعے میری طاقت مضبوط کر دیجیے اور ان کو میرا شریکِ کار بنا دیجیے، تاکہ ہم کثرت سے آپ کی تسبیح کریں اور کثرت سے آپ کا ذکر کریں۔''

معلوم ہوا کہ انہوں نے جب نبوت کے لیے فریاد کی تو اس وقت انہوں نے یہی بات کی کہ اے اللہ! میرے بھائی ہارون کو میرے ساتھ کر دیجیے، تاکہ ہم آپ کا ذکر کثرت کے ساتھ کر سکیں۔

اب جب اللہ رب العزت نے ان کو نبوت سے سرفراز فرما دیا اور دونوں کو فرعون کے پاس بھیجنا تھا، اس وقت رب کریم نے دونوں کو ہدایت دی کہ اب سب ہدایات دینے والے رب کریم ہیں اور جن کو ہدایت دی جا رہی ہیں وہ انبیاء ہیں، تو ہدایات کتنی اہم ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اس وقت فرماتے ہیں:

﴿اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ﴾ (طٰہٰ: ۴۲)

''تم اور تمہارا بھائی دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میرے ذکر کرنے میں

www.besturdubooks.wordpress.com

سستی نہ کرنا۔“

یعنی یہ اللہ کی یاد اتنی اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء سے فرماتے ہیں کہ آپ نے دعوت کے کام میں میری یاد سے غافل نہیں ہونا۔

دعوت کی انتہا میں ذکر:

یہ تو ابتداء تھی کہ دعوت دینے جا رہے ہیں۔ دعوت کے کام کی ایک انتہاء ہوتی ہے، وہ یہ کہ جب مخاطب، بات سننے پر آمادہ نہ ہو تو پھر اختتام یہ ہوتا ہے کہ ٹھیک ہے بھئی! پھر تلوار ہی ہمارا فیصلہ کرے گی۔ اگر ایسی صورتحال بن جائے تو اس وقت بھی ذکر کا حکم دیا۔ فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (انفال: ۴۵)

”اے ایمان والو! جب تمہارا کسی گروہ سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو، تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔“

اب اگر یہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا کے الفاظ نکال دیئے جاتے تو بھی فقرہ ٹھیک بن جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ یہ سب اعمال میری یاد کے ساتھ ہونے چاہئیں۔

اللہ کی یاد کے بغیر عمل قبول نہیں:

تو معلوم ہوا کہ ہر عمل اللہ کی یاد کے ساتھ کرنے کا حکم ہے، اور اللہ کی یاد کے بغیر عمل قبول بھی نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ نماز کے بارے میں فرمایا کہ ”جس نماز میں اللہ کی یاد نہیں وہ نماز پھٹے پرانے کپڑے کی طرح نماز پڑھنے والے کے منہ پر واپس مار دی جاتی ہے کہ اس میں انسان غافل ہوتا ہے۔“ معلوم ہوا کہ شریعت کے جتنے اعمال ہیں، ان اعمال کا مرکز اور محور اللہ کی یاد ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر اللہ کے فضائل

اسی لیے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔

تمام اعمال سے افضل عمل:

◉ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اے اللہ کے حبیب! کون سا بندہ سب سے بہتر ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«طُوبٰى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ»

"مبارک ہے وہ بندہ جس کی عمر طویل اور اس کے عمل اچھے ہوں۔"

یعنی اچھے عمل کے ساتھ طویل عمر پائے تو یہ خوش نصیب انسان ہے کہ جس کو لمبی عمر بھی ملی اور اس کے اعمال بھی اچھے تھے۔ پھر اس اعرابی نے ایک دوسرا سوال پوچھا:

«أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟»

"کون سا عمل افضل ہے؟"

فرمایا:

«أَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ»

(مسند احمد، حدیث: ۳۴۴۳۱)

"تو دنیا سے اس حال میں جدا ہو کہ تیری زبان اللہ کی یاد سے تر ہو۔"

یعنی یہ عمل سب سے افضل عمل ہے کہ اس حال میں انسان کو موت آئے کہ اس کی زبان اللہ کے ذکر میں لگی ہوئی ہو۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر کرنا تمام اعمال میں افضل

www.besturdubooks.wordpress.com

عمل ہے۔

... ایک اور حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«لَوْ أَنَّ رَجُلًا فِي حِجْرِهِ دَرَاهِمُ يَقْسِمُهَا وَآخَرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ»

''ایک بندہ ہے جس کی جھولی کے اندر بہت سارے درہم ہیں اور وہ ان درہموں کو (اللہ کے راستے میں) خرچ کر رہا ہے اور دوسرا بندہ (جس کے پاس مال پیسہ نہیں) اور وہ بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کر رہا ہے۔''

«كَانَ الذَّاكِرُ أَفْضَلَ» ([illegible])

''جو اللہ کا ذکر کر رہا ہے وہ اس صدقہ کرنے والے شخص سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔''

اب بتائیے کہ ایک طرف مال اللہ کے راستے میں جا رہا ہے مگر پھر بھی ذکر کرنے والے شخص کو فرمایا کہ وہ زیادہ افضل ہے۔

... ام انس رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام سے عرض کرتی ہیں:

«يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي»

''اے اللہ کے حبیب! مجھے کچھ وصیت فرما دیجیے۔''

«قَالَ: اهْجُرِي الْمَعَاصِيَ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْهِجْرَةِ»

''فرمایا: تو گناہوں کو چھوڑ دے یہ سب سے افضل ہجرت ہے۔''

«وَحَافِظِي عَلَى الْفَرَائِضِ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْجِهَادِ»

''اور فرضوں کے اوپر محافظت کر (فرض نمازوں کو ادا کر) یہ افضل جہاد ہے۔''

«وَأَكْثِرِي مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّكِ لَا تَأْتِي اللّٰهَ بِشَيْءٍ تُحِبُّهُ إِلَيْهِ مِنْ كَثْرَةِ

www.besturdubooks.wordpress.com

ذِکْرِہٖ» (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث:۳۱۳)

’’اور اللہ کے ذکر کی کثرت کر، تو کوئی چیز اللہ کے پاس ایسی لے کر نہیں جا سکتی جو اللہ کو بہت محبوب ہو، سوائے اس کے کہ تو نے اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا ہو۔‘‘

تو انسان کا یہ عمل ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے، اللہ تعالیٰ اس بات کو بہت پسند فرماتے ہیں کہ میرا بندہ مجھے کثرت کے ساتھ یاد کرے۔

⊙ .....سیدہ ام انس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«وَاذْکُرِی اللّٰہَ کَثِیْرًا، فَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَی اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی أَنْ تَلْقَیْہِ بِہٖ» (المطالب العالیۃ لابن حجر، حدیث:۳۳۲۳)

’’اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو، اس لیے کہ یہ (ذکر اللہ) سب سے پسندیدہ عمل ہے جس کے ساتھ تو اللہ سے ملاقات کرے۔‘‘

⊙ .....حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا:

«أَیُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ»

’’قیامت کے دن کس بندے کا درجہ اللہ کے ہاں بہت بلند ہوگا؟‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتنے خوبصورت سوال پوچھا کرتے تھے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَالذَّاکِرَاتُ» (ترمذی، حدیث:۳۳۷۶)

’’وہ مرد اور عورتیں جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے۔‘‘

اس سے اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت کے ہاں کثرتِ ذکر کی کتنی اہمیت ہے.....!

عذاب سے بچانے والا بہترین عمل:

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ عَمَلًا أَنْجٰی لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ))

"آدمی کا کوئی عمل اس کو اللہ کے عذاب سے نجات دینے کے لیے ذکر سے بہتر نہیں ہے۔"

یعنی عذاب سے نجات دینے کے لیے ذکر سب سے بہتر ہے، بنسبت باقی اعمال کے۔

((قَالُوْا: وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟))

"صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال پوچھا: کیا اللہ کے راستے میں جہاد بھی عذاب سے اتنا نہیں بچاتا؟"

((قَالَ: وَلَا! إِلَّا أَنْ تَضْرِبَ بِسَيْفِكَ حَتّٰى يَنْقَطِعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ))

"نبی علیہ السلام نے فرمایا: اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی اتنا عذاب سے نہیں بچاتا جتنا کہ اگر تم تلوار سے دوسرے بندے کی گردن بھی کاٹ دو تو بھی وہ عمل اتنا عذاب سے نجات دینے والا نہیں، جتنا اللہ کا ذکر عذاب سے نجات دینے والا ہے (یہ جملہ تین دفعہ فرمایا)۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: ۳۵۲)

ذاکرین...... بلند مرتبہ لوگ:

⊙...... نبی علیہ السلام ایک دفعہ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، تو ایک جگہ ایک پہاڑ تھا جس کا نام "جمدان" تھا، نبی علیہ السلام نے وہاں سے گزرتے ہوئے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

«سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ»

''مفرد لوگ آگے بڑھ گئے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فوراً پوچھا:

«وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟»

''اے اللہ کے رسول! یہ آگے بڑھنے والے کون ہیں؟''

«قَالَ: الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتُ»

''فرمایا: جو مرد اور عورتیں اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے والے ہیں یہ آگے بڑھنے والے ہیں۔'' (صحیح مسلم، حدیث: ۴۸۳۴، باب الحث علی ذکر اللہ)

⊙..... ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

«أَعْظَمُ النَّاسِ دَرَجَۃً الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی»

''اللہ کے ہاں سب سے بلند مرتبہ پانے والے لوگ وہ ہوں گے، جو اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے والے ہوں گے۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث: ۴۹۸۷)

غور کیجیے! ان احادیث میں اس بات کی تفصیل بتائی گئی کہ جو لوگ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں، یہ عذاب سے بچنے والے بھی ہوں گے، قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اونچا درجہ پانے والے بھی ہوں گے اور دوسروں سے آگے بڑھنے والے بھی ہوں گے۔

ذکر میں مہلک روحانی بیماریوں کا علاج ہے:

آج ہم اس ذکر کو صرف ایک نفلی کام سمجھتے ہیں، ایسی بات نہیں ہے، یہ ذکر انسان کو مہلک بیماریوں سے بچاتا ہے۔ وہ بیماریاں کہ جو انسان کو جہنم میں لے کر

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہئیں گی۔ ان مہلکات سے بچنا ہے۔ ارشاد فرمایا:

«لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ»

''جس بندے کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔'' (ترمذی، حدیث:۱۹۹۹)

غور کیجیے! اگر کسی بندے کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا، وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا تو اس بیماری کا علاج کرنا کتنا ضروری اور اہم ہے۔۔۔! اور اس کا علاج پھر ذکر سے ہی ہو سکتا ہے کہ انسان ذکر کی کثرت کرے تاکہ اس کے اندر سے عجب اور تکبر ختم ہو جائے اور غضب، غصہ اور بخل، یہ چیزیں ختم ہو جائیں۔ تو ذکر کے ذریعے انسان کے اندر سے مہلک بیماریاں ختم ہوتی ہیں۔

ذکر اور علم میں مناسبت

پھر عجیب بات ہے کہ ذکر میں اور علم میں اللہ رب العزت نے ایک مناسبت رکھی ہے۔ شاید اسی لیے حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے جو چھ نمبر بنائے ان میں علم اور ذکر کو ایک ہی نمبر کے تحت رکھا۔ وجہ یہی تھی کہ ذکر اور علم میں بہت مناسبت ہے۔

علم و ذکر میراث نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ بازار آئے اور لوگوں سے کہنے لگے: لوگو! مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں بیٹھے ہو؟! لوگوں نے دکانیں بند کیں اور مسجد میں آئے۔ دیکھا تو وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کر رہے تھے اور قرآن پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: ابو ہریرہ! آپ نے تو کہا تھا کہ میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا! وہاں کیا ہو رہا تھا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

((قَالُوْا: بَلٰى رَأَيْنَا قَوْمًا يُصَلُّوْنَ، وَقَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، وَقَوْمًا يَتَذَاكَرُوْنَ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ))

"کہنے لگے: ہاں! ہم نے کچھ لوگوں کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے تھے، اور کچھ لوگوں کو تلاوت قرآن میں مشغول پایا۔ اور کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ حلال اور حرام کا مذاکرہ کر رہے تھے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((فَذَاكَ مِيْرَاثُ مُحَمَّدٍ ﷺ)) (مجمع الزوائد: ۱/۱۲۳)

"یہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔"

یعنی نماز پڑھنا، تلاوت کرنا وغیرہ جو کہ ذکر میں شمار ہوتے ہیں، ان کو بھی نبی علیہ السلام کی میراث کہا گیا، اور علم تو نبی علیہ السلام کی میراث ہے ہی۔ اسی لیے علماء کو "ورثۃ الانبیاء" کہتے تھے۔

دیکھیں! مناسبت موجود ہے۔ ذکر کو بھی میراث کہا گیا اور علم کو بھی میراث کہا گیا۔

علم و ذکر کی وجہ سے شقاوت سے حفاظت:

پھر حدیث پاک میں ہے کہ جو لوگ اللہ کے ذکر کی خاطر اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کے اوپر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں، فرشتے اترتے ہیں اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ! فلاں بندہ تو ذکر کے لیے نہیں آیا تھا، وہ تو کسی اور کام کے لیے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ)) (صحیح بخاری، حدیث: ۶۴۰۸)

"یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بندہ بھی بدبخت نہیں ہو سکتا۔"

اللہ اس کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ تو جیسے یہ وعدہ ہے کہ ذکر کی مجلس میں لوگ بیٹھے ہوں تو ان کے پاس کوئی آئے گا تو وہ محروم نہیں رہے گا۔ ہو بہو حدیث پاک میں یہی بات علم کے بارے میں بھی ہے کہ اگر علم کی کوئی مجلس ہوگی اور کوئی بندہ آکر ان کے ساتھ بیٹھ جائے تو اللہ تعالیٰ جب سب کی مغفرت کا اعلان فرماتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں۔ یا اللہ! وہ بندہ تو اپنے کام سے جارہا تھا، وہ علم سیکھنے والا نہیں تھا، اس نے تو لوگوں کو کچھ سیکھتے سکھاتے دیکھا تو وہ ویسے ہی کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان علم پڑھنے والوں کے بارے میں بھی فرماتے ہیں کہ یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہو سکتا۔ تو جو خوشخبری ذکر کی مجلس کے لیے ہے، وہی خوشخبری علم کی مجلس کے لیے بھی ہے۔ تو اس سے بھی علم میں اور ذکر میں ایک مناسبت سامنے آتی ہے۔

ایک دفعہ نبی علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے تو اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو جماعتیں تھیں، ایک ذکر کر رہی تھی اور ایک سیکھنے سکھانے میں مشغول تھی۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ذکر کی مجلس بھی اچھے اعمال والی مجلس ہے، اور علم کی مجلس بھی اچھے اعمال والی مجلس ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم بنا کر مبعوث فرمایا ہے، لہٰذا میں علم والی مجلس کے اندر بیٹھوں گا۔ (ابن ماجہ، حدیث: ۲۲۹)

تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مجالس کی فضیلت کی تصدیق فرمائی۔

علم و ذکر اندھیرے سے روشنی کی طرف لانے والے ہیں:

پھر دیکھیے! علم انسان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور اسی طرح اللہ کا ذکر بھی انسان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝﴾

(الاحزاب: ۴۱۔ ۴۳)

’’اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو، اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو، وہی ہے جو خود بھی تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی، تا کہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے، اور وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔‘‘

غور کریں! ذکر بھی روشنی سے نکال کر اندھیرے کی طرف لا رہا ہے اور علم بھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ﴾ (ابراہیم: ۱)

’’(اے پیغمبر!) یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے تا کہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آؤ۔‘‘

تو علم بھی روشنی کی طرف لاتا ہے اور ذکر بھی روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم اور ذکر میں اللہ تعالیٰ نے بہت مناسبت رکھی ہے۔

علم وذکر کے ذریعے لعنت سے حفاظت:

پھر جو اللہ کا ذکر کرنے والا ہے وہ لعنت سے بچ جاتا ہے۔ اسی طرح علم والے بھی لعنت سے بچ جاتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا، اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَمَا وَالَاہُ، وَعَالِمٌ، وَمُتَعَلِّمٌ)) (اخرجہ الترمذی، ابواب الزھد، حدیث: ۲۳۲۲)

''دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر، اور وہ چیز (نیک اعمال) جو اللہ کو دنیا اور آخرت میں پسند ہے، اور عالم، اور طالب علم۔''

تو دیکھیے! اس حدیث میں معلم، متعلم اور ذکر کرنے والے لعنت سے بچ گئے اور باقی دنیا کی ہر چیز پر اللہ کی لعنت ہے۔ اس سے بھی یہ مناسبت زیادہ ہوگئی۔

علم وذکر سے غافل لوگوں سے اعراض کا حکم:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ (الکہف: ۲۸)

''اور کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے، اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہوا ہے، اور جس کا معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝﴾ (النجم: ۲۹-۳۰)

''لہٰذا (اے پیغمبر!) تم ایسے آدمی کی فکر نہ کرو جس نے (ہدایت سے) منہ موڑا ہے، اور دنیوی زندگی کے سوا وہ کچھ اور چاہتا ہی نہیں۔ ایسے لوگوں کے علم کی پہنچ بس یہیں تک ہے۔ تمہارا پروردگار ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے راستے سے بھٹک چکا ہے، اور وہی خوب جانتا ہے کہ کون راہ پا گیا ہے۔"

علم و ذکر کی مجالس جنت کے باغات ہیں:

ایک اور مناسبت ہے۔

مَجَالِسُ الْعِلْمِ رِيَاضُ الْجَنَّةِ وَكَذَالِكَ مَجَالِسُ الذِّكْرِ

"علم کی مجلس کو جنت کے باغات کہا گیا اور یہی بات مجالس ذکر کے بارے میں بھی فرمائی گئی۔"

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ذکر کے حلقوں کے بارے میں فرمایا:

((إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا))

"جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو چرنا کرو۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ جنت کے باغ کون سے ہیں؟

فرمایا:

((حِلَقُ الذِّكْرِ)) "ذکر کے حلقے۔" (ترمذی، حدیث: ۳۵۱۰)

تو اس حدیث پاک میں ذکر کے حلقوں کو جنت کے باغ کہا گیا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں مجالس علم کو بھی جنت کا باغ کہا گیا۔ (معجم کبیر للطبرانی، حدیث: ۱۱۱۵۸)

تو اس سے بھی علم و ذکر میں مناسبت سامنے آتی ہے۔

علم و ذکر کی مجالس پر فرشتے اور اللہ کی رحمت اترتی ہے:

حدیث پاک میں ہے:

((لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ))

www.besturdubooks.wordpress.com

"ذکر کرنے کے لیے لوگ جب بیٹھ جاتے ہیں تو ان کو اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کی مجلس میں ان لوگوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔" (مسند ابی یعلی، حدیث: ۱۲۵۲)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جو لوگ علم پڑھنے پڑھانے کے لیے بیٹھتے ہیں، یا تکرار کے لیے بیٹھتے ہیں تو اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث: ۵۸۷۰)

تو دونوں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔

علم و ذکر لازم وملزوم ہیں:

اللہ کے نام کا ذکر اور قراءت، یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔

دیکھیے! قرآن مجید کی جو سب سے پہلی وحی اتری تو کون سی تھی؟

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾

"پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔"

ایک نکتہ اور سن لیجیے! ایک بندہ تو عالم ہے، لیکن ذاکر نہیں، تو اس سے سوال پوچھنے کا حکم نہیں ہے، بلکہ اگر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ذاکر بھی ہے تو پھر اس سے سوال پوچھنے کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا۔ فرمایا:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۷)

"اگر تمہیں خود علم نہیں ہے تو نصیحت کا علم رکھنے والوں سے پوچھ لو۔"

حقیقی عالم تو وہی انسان ہے جو ذاکر بھی ہو۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

عَجِبْتُ بِطَالِبِ عِلْمٍ لَا وِرْدَ لَهُ فِي اللَّيَالِي

"مجھے ایسے طالب علم پر تعجب ہوتا ہے جو رات کو ورد نہیں کرتا۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

یعنی جو رات کو اٹھ کر اوراد و وظائف نہ کرتا ہو مجھے اس طالب علم پر حیرت ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام نے علم اور ذکر کے درمیان بہت زیادہ مناسبت رکھی ہے۔ اس لیے ہر ذاکر کو چاہیے کہ اگر زندگی کا وقت فارغ کر سکے تو علم حاصل کرے اور ہر عالم کو چاہیے کہ اگر وہ زندگی کے وقت میں کچھ وقت نکال سکے تو ذکر ضرور سیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ (الانشراح:۷۔۸)

''لہٰذا جب تم فارغ ہو جاؤ تو (عبادت میں) اپنے آپ کو تھکاؤ، اور اپنے پروردگار ہی سے دل لگاؤ۔''

تو طلبہ کو بھی چاہیے کہ جب پڑھنے پڑھانے سے ان کو نائم ملے تو وہ ضرور اللہ کی یاد میں بیٹھا کریں اور اللہ کا ذکر کیا کریں۔

ذکر کی اہمیت سات وجہ سے

جَاءَ الذِّكْرُ فِي الْقُرْآنِ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَوْجُهٍ

''قرآن میں ذکر کی اہمیت کی سات وجوہات بیان کی گئی ہیں۔''

(1)... اللہ تعالیٰ نے ذکر کا حکم فرمایا:

اَلْأَمْرُ بِهِ مُطْلَقًا وَمُقَيَّدًا

''اللہ تعالیٰ نے ذکر کا حکم فرمایا مطلق بھی اور مقید بھی۔''

فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾ (الاحزاب: ۴۲)

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

''ذکر کرو اپنے رب کا اپنے نفس میں۔''

مفسرین نے فرمایا کہ نفس میں ذکر کرنے سے مراد ہے کہ اپنے دل میں اللہ کو یاد کرو۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا حکم ہے۔

②... اللہ تعالیٰ نے غفلت سے منع فرمایا:

پھر دوسری وجہ:

اَلنَّهْيُ عَنْ ضِدِّهٖ مِنَ الْغَفْلَةِ وَالنِّسْيَانِ

''ذکر کی ضد یعنی غفلت اور نسیان سے منع فرمایا گیا۔''

فرمایا:

﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾

''اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔''

تو ایک طرف تو ذکر کی اہمیت بیان فرمائی اور دوسری طرف غافل ہونے سے منع فرمادیا۔

③... کثرت ذکر کے ساتھ فلاح وابستہ ہے:

پھر تیسری وجہ:

"تَعْلِيْقُ الْفَوْزِ بِاسْتِدَامَتِهٖ وَكَثْرَتِهٖ"

www.besturdubooks.wordpress.com

"پابندی سے اور کثرت سے ذکر کرنے کے ساتھ فلاح وابستہ ہے۔"

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الجمعۃ:۱۰)

"اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔"

تو فلاح کا تعلق اللہ کے ذکر کی کثرت کے ساتھ ہے۔ جتنا زیادہ ذکر کریں گے اتنا زیادہ اللہ ہمیں فلاح عطا فرمائیں گے۔

⊙... بہترین اجر:

اور جو لوگ اللہ کا ذکر کثرت سے کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں بہترین اجر اور بدلہ عطا فرمائیں گے۔ فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:۳۵)

"بے شک فرماں بردار مرد ہوں یا فرماں بردار عورتیں، مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں، عبادت گزار مرد ہوں یا عبادت گزار عورتیں، سچے مرد ہوں یا سچی عورتیں، صابر مرد ہوں یا صابر عورتیں، دل سے جھکنے والے مرد ہوں یا دل سے جھکنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد ہوں یا صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد ہوں یا روزہ دار عورتیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا کثرت سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ذکر کرنے والے مرد ہوں یا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔"

یہ ذی عظمت والے بندے ایسے ہیں کہ اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔ ان میں ذاکرین بھی شامل ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اجر بھی بہت عطا فرماتے ہیں۔

⑤... ذکر سے غفلت باعث خسارہ ہے:

اور جو انسان ذکر سے غافل ہو اس کے لیے خسارہ ہی خسارہ ہے۔ چنانچہ رب کریم فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾

(المنافقون: ۹)

"اے ایمان والو! تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔ اور جو لوگ ایسا کریں گے وہ بڑے گھاٹے کا سودا کرنے والے ہوں گے۔"

تو معلوم ہوا کہ جو انسان اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے، وہ خسارے میں پڑنے والا ہوتا ہے۔

⑥... ذکر سب سے بڑا عمل ہے:

اور اللہ کا ذکر بہت بڑا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ (العنکبوت: ۴۵)

"اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں:

ذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ اَفْضَلُ. (تفسیر مظہری: ۲۰۸/۲)

''اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور سب سے افضل (طاعت) ہے۔''

(۹)... اعمال صالحہ کا اختتام ذکر پر ہوتا ہے:

جیسے نیک اعمال کی ابتدا ذکر سے ہوتی ہے اسی طرح ان کا اختتام بھی ذکر پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حج کا اختتام ذکر پر کیا گیا ہے:

﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا﴾ (البقرۃ: ۲۰۰)

''پھر جب تم اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر اس طرح کرو جیسے تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکر کرو۔''

تو ان سات وجوہات کی وجہ سے ذکر کی اہمیت سامنے آتی ہے۔

سلوک نقشبندیہ میں تین طریقہ کا ذکر

ہمارے سلسلے میں تین طرح کا ذکر ہوتا ہے:

پہلا طریقہ: اسم ذات کا ذکر

ایک ہوتا ہے ''اللہ اللہ'' کا ذکر کرنا، یعنی اللہ کے نام کا ذکر کرنا۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى﴾ (الاعلیٰ: ۱۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

”اور اپنے پروردگار کا نام لیا اور نماز پڑھی۔“

اور اگر کوئی پوچھے کہ رب کے نام کا ذکر کیا ہے؟ تو ہم کیا جواب دیں گے……؟

”اللہ“۔ تو معلوم ہوا کہ ”اللہ“ کا ذکر کرنا ہے۔

”اللہ“ کے ذکر سے دل کو سکون ملتا ہے:

اللہ کے نام کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔ یہ بھی محبت کا باب ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے، اس کا نام لینے میں مزہ آتا ہے، اس کا نام لینے سے دل کو سکون ملتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں: او جی! صرف ”اللہ اللہ“ کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ بھئی! اللہ ”اللہ“ کہنے سے ہی تو دل کو سکون ملتا ہے، دل کو تسلی ملتی ہے۔

مجھے ایک ملک میں ایک صاحب ملے اور کہنے لگے: آپ ”اللہ اللہ“ کرتے رہتے ہیں، آپ کو اور کوئی کام نہیں؟ مجلس میں لوگ سن رہے تھے، میں نے کہا: خدا کے بندے! قیامت کے دن اللہ کے سامنے یہی گواہی دے دینا کہ یہ شخص ”اللہ اللہ“ ہی کرتا رہتا تھا، دنیا میں اس کو کوئی دوسرا کام ہی نہیں تھا۔ عجیب بات ہے کہ اس کو معمولی سمجھتے ہیں! ہر وقت ”اللہ اللہ“ کرنا کوئی معمولی بات ہے؟ ذرا کر کے دکھائیں! پتہ چلے…! یہ تو جس کے دل میں محبت ہوگی، وہ ہر وقت اللہ کا نام یاد کرے گا۔ اللہ کا نام رٹنے سے کیا ہو جاتا ہے؟ بھئی!

ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

اللہ کے نام کا جو عاشق ہوتا ہے، اسے تو اللہ کا نام لینے میں مزہ آتا ہے۔ ماں کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے، وہ بیٹے کا نام کتنے پیار سے لیتی ہے اور بار بار لیتی ہے۔ تو جو اللہ سے محبت ہو تو اللہ کا نام لینے سے انسان کے دل کو سکون نہیں ملتا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

''اللہ اللہ'' کے ذکر سے دل پر رنگ چڑھتا ہے:

دیکھیں! پانی کا ایک قطرہ ٹونٹی سے گرتا ہے اور نیچے چپس کا فرش ہوتا ہے، پتھر کی طرح ہوتا ہے، لیکن کچھ عرصہ کے بعد اگر آپ دیکھیں تو اس میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے۔ جس طرح پانی کا قطرہ تواتر سے گرتا رہتا ہے تو وہ پتھر میں راستہ بنا لیتا ہے، بالکل اسی طرح اگر اللہ کے نام کی ضربیں تواتر کے ساتھ دل پر لگائی جائیں تو یہ دل میں بھی اپنا راستہ بنایا کرتا ہے۔ انسان کے دل میں راستہ بن جاتا ہے اور اللہ کا نام دل میں بس جایا کرتا ہے۔ اس لیے اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے تاکہ دل پر اس کا رنگ چڑھ جائے، اس کا اثر آ جائے۔

ہمارے سلوک کی ابتدا میں ''اللہ اللہ'' کا ذکر کرواتے ہیں۔ پہلے سات اسباق اسم ذات کے ہیں، اس میں مختلف لطائف پہ ''اللہ اللہ'' کا ذکر کیا جاتا ہے، پھر اس کے بعد تہلیل کے اسباق ہیں۔

دوسرا طریقہ: تہلیل کا ذکر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر تہلیل کہلاتا ہے، اور یہ افضل الذکر ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

((اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ)) (ترمذی، حدیث:۳۳۸۳)

اسے نفی و اثبات کا ذکر بھی کہتے ہیں۔ یہ نفی و اثبات کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔ ہمارے مشائخ کہتے ہیں کہ تین ہزار دفعہ، یا پانچ ہزار دفعہ، یا سات ہزار دفعہ انسان روزانہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لگائے۔ اور اس سے کم کی حد تو ہے، اوپر کی حد کوئی نہیں ہے، جتنا مرضی لگائے۔ الحمدللہ! اس وقت بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے معمولات بتاتے ہیں کہ ہم چالیس ہزار مرتبہ روزانہ تہلیل کا سبق کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہم میں سے ہیں، اسی ماحول میں ہیں، ان کے لیے بھی یہی مصروفیات ہیں، ان کے بھی یہی تقاضے ہیں، مگر ان کے دل میں اللہ کی محبت ہے، جس کی وجہ سے وہ اللہ کی یاد کے لیے وقت نکال لیتے ہیں اور ہم محبت کی وہ حرارت محسوس نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں جی ہمارے پاس فرصت ہی نہیں ہے۔ ہمارے لیے تین ہزار دفعہ تہلیل کرنا مشکل ہوتا ہے۔

ذکر تہلیل دل کی صفائی کا اہم ذریعہ ہے:

یہ تہلیل کا ذکر ایسا ہے جیسے ایک آدمی کی فرش کے اوپر جھاڑو دے دے تو گرد وغیرہ ساری صاف ہو جاتی ہے۔ یہ تہلیل کا ذکر بھی اسی طرح انسان کے دل سے ما سوا کے جتنے اثرات ہوتے ہیں، سب کو مٹا دیتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اس کی تفصیل لکھی ہے، اور اس کے بعد شعر لکھا ہے:

عشق کی آتش کا جب شعلہ اٹھا
ماسوی معشوق سب کچھ جل گیا ہے

جب انسان کے دل میں عشق کی آگ کا شعلہ اٹھتا ہے تو معشوق کے سوا سب کچھ جل جاتا ہے۔ یعنی "لا" کی تلوار سے جو غیر حق تھا، اللہ کے سوا جو کچھ تھا، سب ختم ہو گیا۔

تیغ "لا" سے قتل غیر حق ہوا
دیکھیے پھر بعد اس کے کیا رہا
پھر رہا اللہ باقی سب فنا
مرحبا اے عشق! تجھ کو مرحبا

www.besturdubooks.wordpress.com

دل میں جب لا الٰہ الا اللہ کی ضرب لگائی جاتی ہے تو دل صاف ہوتا ہے اور ماسوی کی محبتیں دل سے نکل جاتی ہیں، ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لیے پہلے اسم ذات کا ذکر کروایا جاتا ہے۔ اس کے بعد تہلیل کے اسباق آتے ہیں، تاکہ انسان کو ماسوی کی مکمل نفی نصیب ہو جائے۔

ذکرِ تہلیل کے فضائل:

احادیث مبارکہ میں لا الٰہ الا اللہ کے ذکر کے بہت زیادہ فضائل آئے ہیں۔

⊙ ...... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

«الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً: فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ. وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ» (صحیح مسلم، حدیث: ۵۸)

”ایمان کے (ستر یا ساٹھ) سے زیادہ شعبے ہیں۔ ان میں سے افضل ”لا الٰہ الا اللہ“ کا کہنا ہے، اور ادنیٰ درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے، اور حیا ایمان کا حصہ ہے۔“

⊙ ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«أَفْضَلُ الدُّعَاءِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» (شعب الایمان، حدیث: ۴۰۰)

”سب سے افضل دعا ”لا الٰہ الا اللہ“ کہنا ہے۔“

⊙ ...... قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوٓا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ (الفتح: ۲۶)

”اور اللہ نے ان کو تقویٰ کے کلمے کے اوپر پکا رکھا اور وہ اسی بات کے حق دار تھے اور اہل تھے۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

مفسرین اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کَلِمَةَ التَّقْوٰی سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

حضرت علی ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ اور مکہ کے درمیان جا رہا تھا کہ لوگوں نے یہ پڑھنا شروع کر دیا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ

جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا:

«هِيَ هِيَ» ”یہی ہے، یہی ہے۔“

«فَقُلْتُ: مَا هِيَ هِيَ؟»

”میں نے پوچھا: اس سے کیا مراد ہے؟“

«قَالَ: ﴿وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾» (الفتح: ۲۶)

”فرمایا: اس سے مراد کَلِمَةَ التَّقْوٰی یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔“

⊙ ..... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

«يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِيْ»

”اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجیے۔“

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

«اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاَتْبِعْهَا حَسَنَةً تَمْحُهَا»

”جب تم کوئی برائی کر بیٹھو اس کے بعد پھر نیکی کرو، تاکہ نیکی اس برائی کو دھو دے۔“

«قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمِنَ الْحَسَنَاتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟»

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھی نیکیوں میں سے ہے؟“

«قَالَ: هِيَ اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ» (مسند احمد، حدیث: ۲۱۴۸۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

"فرمایا: یہ تو سب سے بہترین نیکی ہے۔"

⊙ ...قرآن مجید میں ہے:

﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ﴾ (الرعد: ۱۴)

"اسی سے جس سے دعا کرنا برحق ہے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

(تفسیر بغوی: ۱/۳۰۵)

⊙ ...حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾

(الاحزاب: ۷۰)

میں "قول سدید" سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد ہے۔ (تفسیر بغوی: ۱/۳۰۹)

⊙ ...اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (الاعلیٰ: ۱۴)

اس میں مَنْ تَزَكّٰى سے مراد ہے مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (ایضاً: ۱/۳۰۹)

⊙ ...قرآن مجید کی ایک اور آیت ہے:

﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ (حم السجدہ: ۷)

"اور بڑی تباہی ہے ان مشرکوں کے لیے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور ان کا حال یہ ہے کہ آخرت کے وہ بالکل ہی منکر ہیں۔"

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں "لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ" سے مراد ہے:

اَلَّذِيْنَ لَا يَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (تفسیر طبری: ۲۱/۴۴۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

◉ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون سے کہا تھا:

﴿هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى﴾ (النازعات:۱۸)

ان کی مراد اس سے یہ تھی: هَلْ لَّكَ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یعنی کیا تو "لا الٰہ الا اللہ" کی گواہی دیتا ہے؟ (تفسیر قرطبی:۱۹/۲۰۱)

◉......اور قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ (حم السجدہ:۳۰)

"جن لوگوں نے کہا ہے کہ ہمارا رب اللہ ہے، اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے۔"

مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے: عَلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یعنی جو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت پر پکے ہو گئے۔ (تفسیر ابن کثیر:۷/۱۷۹)

◉......ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ (النبا:۳۸)

یہاں "صَوَابًا" سے مراد ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (تفسیر بغوی:۸/۳۱۸)

◉......چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا:

﴿اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ﴾ (ھود:۷۸)

"کیا تم میں کوئی ایک بھی بھلا آدمی نہیں ہے؟"

اس کا مطلب ہے:

"اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ يَّقُوْلُ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟"

"کیا تم میں سے لا الٰہ الا اللہ کہنے والا نہیں ہے؟" (تفسیر بغوی:۴/۱۹۲)

◉......قرآن مجید میں ہے کہ جہنمی جہنم میں کہیں گے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (المومنون: ۱۰۰)

"تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں وہاں میں جا کر نیک عمل کروں۔ ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہی بات ہے جو وہ زبان سے کہہ رہا ہے، اور ان (مرنے والوں) کے سامنے عالم برزخ کی آڑ ہے جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک ان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔"

یہاں اَعْمَلُ صَالِحًا سے مراد ہے:

"اَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"

"تاکہ میں لا الٰہ الا اللہ کہہ سکوں۔" (تفسیر بغوی: ۳۲۸)

⊙..... ایک اور جگہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس: ۲۶)

"جن لوگوں نے بہتر کام کیے ہیں، بہترین حالت انہی کے لیے ہے، اور اس سے بڑھ کر کچھ اور بھی۔"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے فرمایا: لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا سے مراد ہے "لا الٰہ الا اللہ" کی گواہی دینا، اور الْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔

اور "زِيَادَةٌ" سے مراد ہے:

اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ (تفسیر در منثور: ۱۵۳)

"اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا۔"

⊙..... ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً﴾ (لقمان: ۲۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری پوری نچھاور کی ہیں۔''

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے: '' لا الٰہ الا اللہ''

(شعب الایمان: ۲۸۲/۹)

⊙.....ایک بندے نے وھب بن منبہ رحمہ اللہ سے کہا:

''اَلَیْسَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ؟

''کیا ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' جنت کی کنجی نہیں ہے؟''

انہوں نے فرمایا: بلیٰ.... ''کیوں نہیں؟ (ویسا ہی ہے)''

''وَلٰکِنْ لَیْسَ مِنْ مِفْتَاحٍ اِلَّا وَلَہٗ اَسْنَانٌ فَمَنْ اَتَی الْبَابَ بِاَسْنَانِہٖ فُتِحَ لَہٗ وَمَنْ لَمْ یَاْتِ الْبَابَ بِاَسْنَانِہٖ لَمْ یُفْتَحْ لَہٗ.

(المطالب العالیۃ لابن حجر: ۳۳۳۲/۲، صفۃ الجنۃ لابی نعیم: ۲۲۸/۱)

''لیکن بغیر دندانوں کے چابی نہیں ہوتی، اور جو صحیح دندانے کی چابی لگاتا ہے وہ کھول لیتا ہے، ورنہ نہیں۔''

یعنی جیسے چابی کے دندانے ہوتے ہیں، اسی طرح نیک اعمال دندانے کے مانند ہیں۔ جس نے کلمہ پڑھ دیا اسے چابی تو مل گئی، لیکن اگر وہ اعمال بھی ٹھیک کرے گا تو دندانے بھی ٹھیک ہو جائیں گے اور جنت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور اگر اس نے اعمال ٹھیک نہ کیے تو اس کے ہاتھ میں کنجی تو ہوگی مگر وہ جنت کا دروازہ کھول نہیں سکے گا اور ایسا ہوتا ہے، مثلاً: ایک آدمی کی اگر دو گاڑیاں ہیں تو ایک کی چابی دوسرے کو لگاؤ تو دروازہ نہیں کھلتا، حالانکہ وہ چابی اندر بھی چلی جاتی ہے، کیونکہ دندانے ٹھیک نہیں ہوتے۔

⊙.....حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((مَنْ قَالَ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ طُلِسَتْ مَا فِیْ صَحِیْفَتِہٖ مِنَ السَّیِّئَاتِ حَتّٰی
یَعُوْدَ اِلٰی مِثْلِہَا)) (تفسیر در منثور: ۱۳/ ۳۲۹)

"جس بندے نے " لا الٰہ الا اللہ " پڑھا اس کے نامۂ اعمال میں جتنے گناہ ہوتے ہیں، اللہ سب گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ دوبارہ اتنے گناہ کر لے۔"

خودی کا سرِ نہاں:

علامہ اقبال نے کیا اچھے اشعار کہے:

خودی کا سرِ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ، فساں لا الٰہ الا اللہ

"خودی" سے مراد ہے: انسان ایک اللہ کے سامنے جھکے، جگہ جگہ سر نہ جھکاتا پھرے۔ اس کو وہ "خودی" کہتے ہیں کہ مومن کو غیور ہونا چاہیے، ایک در پہ جھکنے والا ہونا چاہیے، جگہ جگہ سر جھکانے والا نہ ہو۔

"فساں" کہتے ہیں اس کو جو کسی چیز کو تیز کرنے والا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ "خودی" ایک تلوار ہے اور اس تلوار کو تیز کرنے والی چیز لا الٰہ الا اللہ ہے۔ جتنا "لا الٰہ الا اللہ" پڑھو گے تمہاری یہ خودی مزید تیز ہو جائے گی۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں لا الٰہ الا اللہ
یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند

www.besturdubooks.wordpress.com

جہان وہم و گمان ، لا الٰہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زمان و مکاں ، لا الٰہ الا اللہ
یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں ، لا الٰہ الا اللہ

یہ بہت ہی خوبصورت شعر کہا ہے۔ یعنی یہ جو "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" والا نغمہ ہے، اس کو بہار کی ضرورت نہیں ہے کہ بہار میں پڑھیں گے اور خزاں میں نہیں پڑھیں گے۔ بہار ہو یا خزاں، ہمیں تو ہر حال میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنا ہے۔

اور آخر میں کہتے ہیں:

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں ، لا الٰہ الا اللہ

ہم اگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں گے تو اس سے ہمارے دل منور ہوں گے، ہمارے دلوں میں اللہ کی محبت آئے گی۔

تیسرا طریقہ: فکر

پھر تہلیل کے ذکر کے بعد ایک تیسرا طریقہ ذکر ہے: اس کو فکر کہتے ہیں۔

اردو زبان میں فکر سوچ کو کہتے ہیں۔ ذکر الگ چیز ہے، فکر الگ چیز ہے، دونوں ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ فکر کے مراقبے میں انسان نے ذکر نہیں کرنا ہوتا، صرف ایک سوچ دل میں رکھ کر بیٹھنا ہوتا ہے۔ یہ سوچ انسان کے جسم پر اثر انداز ہوتی ہے۔ سوچ کا جسم پر کیا اثر ہوتا ہے؟ یہ اس مثال سے سمجھیں کہ آپ کھانے کی حالت میں دونوں پاؤں پہ اکڑوں بیٹھیں تو آدھا گھنٹہ بھی بیٹھے رہیں تو کچھ نہیں ہوگا لیکن اگر

آپ بیت الخلاء میں اگر دو منٹ بیٹھیں تو اسی وقت جسم سے پیشاب پاخانہ کا اخراج ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں فرق کیا تھا؟ فکر کا فرق تھا، سوچ کا فرق تھا۔ کمرے میں چونکہ سوچ نہیں تھی تو جسم پہ اثرات مرتب نہیں ہوئے۔ بیت الخلاء میں قضائے حاجت کی سوچ تھی، جسم پہ اثرات مرتب ہوئے۔ تو ثابت ہوا کہ سوچ سے جسم کے اوپر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح کوئی سالک دل میں فیض آنے کی نیت لے کے بیٹھ جائے، تو اس نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ معاملہ ہوگا۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

((اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ)) (ابن ماجہ: ۳۸۲۲)

''میں بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں''

اب جب ایک بندہ اچھے دل میں گمان لے کے بیٹھ کر تصور کر رہا ہے، میرے دل میں نور آ رہا ہے، میرے دل کی ظلمت دھل رہی ہے، اور میرا دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ تو حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرمائیں گے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تہلیل کے ذکر کے بعد یہ فکر کے اسباق کروائے جاتے ہیں یہ مراقبہ احدیت اور اس سے آگے کے اسباق ہیں، چنانچہ سالک ان اسباق کو کر کے ان کی کیفیات و کمالات کو حاصل کرتا ہے۔

لفظ ''اللہ'' کے چند معارف

اللہ رب العزت کا جو نام ہے، یہ نام بھی کتنا پیارا ہے... کسی کہنے والے نے کہا:

اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

یعنی ''اللہ... اللہ'' یہ کتنا میٹھا لفظ ہے کہ جب میں ''اللہ'' کا نام لیتا ہوں تو میرا

www.besturdubooks.wordpress.com

پورا جملہ ایسے میٹھا ہو جاتا ہے جیسے کسی چیز کے اندر چینی کو ملا کر اسے میٹھا کر دیا گیا ہو۔ اللہ کے نام میں واقعی ایسی مٹھاس ہے۔ اللہ کے نام میں کتنی عجیب صفات اور معارف ہیں، اس پر محدثین نے کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ چند ایک آپ بھی سن لیجیے!

لفظ ''اللہ'' کے ساتھ حرف ندا ''یا'' کی مناسبت:

ایک تو یہ کہ ندا کے تمام حروف میں سے صرف ''یا'' کا حرف لفظ ''اللہ'' پر داخل ہو سکتا ہے، باقی حروف کے ساتھ لفظ ''اللہ'' کو منادیٰ بنانا جائز نہیں۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں، مثلاً:

① ''یا'' ایسا حرف ہے جو قریب کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور دور کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ایسی ہے کہ وہ انسان کے قریب بھی ہے اور اپنی عظمت و جلال کی وجہ سے بندے سے دور بھی ہے۔ تو اس میں قرب بھی ہے اور بعد بھی ہے۔ اور چونکہ اس حرف ندا کے اندر بھی قرب اور بعد تھا تو ان صفات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ''یا'' ہی لگایا جاتا ہے۔

② دوسری وجہ یہ ہے کہ آج تک علم نحو کے ماہرین اس بات پر حیران ہیں کہ اللہ رب العزت کا یہ جو نام ہے، یہ عربی ہے یا عجمی، سریانی ہے یا عبرانی، علم ہے یا غیر علم، مشتق ہے یا غیر مشتق، اسی طرح ''یا'' کی حقیقت بھی لوگوں کی نگاہ سے مستور (چھپی ہوئی) ہے۔ تو چونکہ نام بھی مستور تھا اور یہ حرف ندا بھی مستور ہے تو مستور کو مستور کے ساتھ مناسبت ہے، اس لیے لفظ ''اللہ'' کے ساتھ صرف ''یا'' کا لفظ آ سکتا ہے۔

③ پھر قرآن پاک میں جتنے بھی منادیٰ آئے ہیں سب ''یا'' کے ساتھ آئے ہیں، گویا ''یا'' تمام حروف ندا میں افضل ہے اور لفظ ''اللہ'' اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں میں سے افضل ہے تو افضل کو افضل کے ساتھ جوڑ دیا گیا۔ اَلْاَفْضَلُ لِلْاَفْضَلِ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

④ پھر ''یا'' ایسا حرفِ ندا ہے کہ جس میں تخفیف ہے، آسانی سے کہا جا سکتا ہے۔ اور اس کے آخر میں الف ہے، جو مد کے لیے ہے اور منادیٰ کے لیے مناسب ہے۔ چونکہ لفظ ''اللہ'' کے ساتھ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا ہے اور کثرتِ استعمال تخفیف کا تقاضا کرتی ہے تو اس لیے ''اللہ'' کے ساتھ ''یا'' کو خاص کر دیا گیا۔

⑤ تمام حروفِ ندا میں ''یا'' ایسا حرفِ ندا ہے جس کا حذف کرنا جائز ہے۔ محذوف ہونے کی صورت میں ظاہراً یہ حرف مستور ہوتا ہے اور معنی کے اعتبار سے ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ظاہر بھی ہے اور مستور بھی ہے، گویا اس حرف کا ظاہر بھی ہے، باطن بھی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا بھی ظاہر بھی ہے، باطن بھی ہے، وہ ذات الظاہر بھی ہے اور الباطن بھی ہے، اس مناسبت کے ساتھ بھی اللہ کے نام کے ساتھ اس لفظ کا آنا زیادہ بہتر نظر آتا ہے۔

لفظ ''اللہ'' کے تمام حروف ذاتِ الٰہی کی طرف دلالت کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے نام کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس نام کے جتنے ٹکڑے کرتے جائیں، جو ٹکڑا باقی بچتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی طرف انسان کو دعوت دیتا ہے۔ مثلاً: اللہ کا نام لکھا ہوا ہے، اب اس کو پڑھیں تو کون یاد آتا ہے...؟ اللہ یاد آتا ہے۔ اب اگر کوئی اس لفظ کا پہلا الف ہٹا دے تو باقی کیا بچتا ہے...؟ ''لِلّٰہ'' بچتا ہے، تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے۔ اب ایک اور لام ہٹا دیں تو پیچھے باقی کیا رہ گیا...؟ ''لَہٗ'' رہ گیا، تو یہ بھی اللہ کی طرف اشارہ ہے، لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ... پھر دوسرا لام بھی ہٹا دیا جائے تو باقی کیا بچ جاتا ہے...؟ (ہو) بچ جاتا ہے... لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ... یہ بھی انسان کو اللہ ہی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ کتنا خوبصورت نام ہے... لوگوں کے نام تو ایسے ہوتے ہیں کہ ایک حرف نکال دو تو باقی

www.besturdubooks.wordpress.com

نام کا کوئی مطلب ہی نہیں بنتا ہے معنی سا نام ہوجاتا ہے۔ اللہ! آپ کتنے عظیم ہیں! آپ نے اپنے لیے کتنے خوبصورت نام کو پسند کیا! کوئی بندہ اگر الف بھی کرتا جائے تو جو بچے گا وہ بھی اللہ ہی کی طرف انسان کو متوجہ کرے گا۔

اسم "اللہ" تمام صفات کو شامل ہے:

پھر اللہ تعالیٰ کے جتنے نام ہیں، وہ سارے کے سارے ایک صفت پر دلالت کرتے ہیں، مثلاً:

الکریم... کرم کی صفت پر۔

الجواد... جود کی صفت پر۔

تو ہر اسم ایک ایک صفت پر دلالت کرتا ہے۔

لیکن اسم "اللہ" ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ ایسا اکمل نام ہے۔

لفظ "اللہ" میں تفخیم کی خصوصیت:

پھر یہ بھی سن لیجیے کہ لفظ "اللہ" سے پہلے اگر کوئی لفظ مفتوح ہے یا مضموم ہے تو اسے لام کو پُر کر کے پڑھتے ہیں، اس کو علمِ قراءت کی زبان میں "تفخیم" کہتے ہیں۔ یہ تفخیم لفظ "اللہ" کی خصوصیت ہے۔ کسی اور نام میں یہ تفخیم نہیں ہوسکتی، صرف لفظ "اللہ" کے لام کو پُر پڑھا جائے گا۔

ابتدا بھی لفظ "اللہ" سے، انتہاء بھی لفظ "اللہ" سے:

یہ عجیب بات ہے کہ اذان کے شروع میں لفظ "اللہ" اور اذان کے آخر میں بھی لفظ "اللہ"۔ ہم اذان دیتے ہیں تو کہاں سے شروع کرتے ہیں؟ "اللہ اکبر"

www.besturdubooks.wordpress.com

سے..... تو پہلا لفظ ''اللہ'' بنتا ہے۔ اور جب اذان ختم کرتے ہیں تو لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں تو کہاں پہ ختم ہو...؟ ''اللہ'' پہ۔ اچھا! نماز شروع کرتے ہیں تو کیا پڑھتے تھے...؟ ''اللہ اکبر'' (تکبیر تحریمہ)۔ تو اللہ کے نام سے نماز کی ابتدا۔ اور جب سلام پھیرتے ہیں تو پڑھتے ہیں: السلام علیکم ورحمۃ اللہ... اللہ کے نام سے نماز کی انتہا ہوئی۔ اذان کی ابتدا اور انتہا، اللہ کے نام سے، اور نماز کی ابتدا اور انتہا بھی اللہ کے نام سے۔

یہ کیسا پیارا نام ہے! اگر یہ کسی بندے کے دل میں بس جائے تو سوچیے کہ اس بندے کو اللہ کی طرف سے کتنی بڑی نعمت نصیب ہوگی..... اسی لیے بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو سب سے پہلے اس کے کان میں اللہ کا نام پہنچایا جاتا ہے۔ جب بچے کے کان میں اذان دیتے ہیں تو ''اللہ اکبر'' سے شروع کرتے ہیں۔ تو سب سے پہلا نام بچے کے کان میں کون سا پہنچایا گیا؟ اللہ کا نام۔

اسم ''اللہ'' مضاف نہیں ہوتا:

ایک اور نکتہ ہے کہ اسم ''اللہ'' کی دوسرے اسم کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا، جب کہ دوسرے اسماء اسی اسم ''اللہ'' کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ جیسے عبد اللہ، کتاب اللہ۔ اس کی طرف باقی اسماء تو مضاف ہو رہے ہیں، لیکن اس کی اضافت کسی دوسرے کی طرف نہیں کر سکتے۔ اضافت نقص کی دلیل ہوتی ہے، اس لیے اس نام کی اضافت نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہیں، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا نام بھی احتیاج سے پاک ہے۔

اللہ کا نام عزتوں کا سبب:

طلباء کے لیے ایک اور نکتہ ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب حروف ابجد لکھتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں تو "ا" کھڑا کر کے لکھتے ہیں اور "ب" لیٹی ہوئی لکھتے ہیں۔ تو "ب" فطرتاً اور اصلاً لیٹی ہوئی ہوتی ہے۔ "ا" کھڑا ہوا ہوتا ہے اور "ب" لیٹی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن یہ "ب" جب اللہ کے نام کے ساتھ مل جاتی ہے تو اسے کھڑا کر کے لکھتے ہیں۔ جیسے "بسم اللہ" تو اس میں جو شروع میں "با" لکھتے ہیں، اس کو بھی کھڑا کر کے لکھتے ہیں۔ کیوں ایسا کرتے ہیں؟ اللہ کے نام کی عظمت کی وجہ سے۔ ہمارے لیے سوچنے کی بات ہے کہ اگر "ب" لیٹی ہوئی تھی، جب اللہ کے نام کے ساتھ جڑی تو اللہ کے نام نے اس "ب" کو کھڑا کر دیا۔ اے انسان! تو بھی دنیا میں پریشانیوں سے لیٹا ہوا ہے، جب اللہ کے نام کے ساتھ تیرا تعلق ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ تجھے بھی کھڑا فرما دیں گے۔ تجھے بھی عزتیں عطا فرما دیں گے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے کاتب کو کہا کرتے تھے کہ جب "بسم اللہ" لکھتے ہو تو "ب" کو ذرا اونچا کر کے لکھا کرو، جتنا اونچا لکھو گے اتنا "بسم اللہ" میں حسن زیادہ ہو گا۔

کثرت ذکر کی برکت:

اب اس نام کا ذکر ہم نے کثرت کے ساتھ کرنا ہے۔ ہمارے ایک بزرگ فرماتے ہیں:

موسنا ذکر خدا بسیار گو
تا بیابی در دو عالم آب رو
ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکی دل ز ذکر رحمن است

جتنا رحمن کا ذکر کریں گے، اتنی ہی دل کی پاکی زیادہ بڑھے گی، دل منور ہو گا۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

آج کی مجلس میں ہم اپنے دل میں یہ ارادہ کریں کہ ہم نے اس ذکر کی کثرت کرنی ہے۔ بیٹھے بیٹھے، چلتے پھرتے اپنے اللہ کو یاد کرنا ہے اور اپنے دل کو اس نام سے منور کرنا ہے۔

یہ نام اتنی برکتوں والا ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر کوئی بندہ اپنی زندگی میں ایک مرتبہ اللہ کا نام محبت سے لے گا، اس ایک عمل کی وجہ سے کبھی نہ کبھی اس کو جہنم سے ضرور نکال لیا جائے گا۔ تو جس نام میں اتنی برکت ہو کہ اس کو ایک دفعہ محبت سے کہنا جنت میں جانے کا سبب بنے گا، اگر بار بار اس نام کو کہیں گے تو کتنا اچھا ہوگا۔۔۔!؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا ذکر کثرت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے اکابر بہت زیادہ ذکر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ بعض حضرات خشک ستو پیا کرتے تھے۔ ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ پانی ملا کر کیوں نہیں کھاتے؟ کہنے لگے کہ خشک کھائیں تو وقت کم لگتا ہے اور پانی ملا کر کھائیں تو وقت زیادہ لگتا ہے، پانی ملانے میں اتنا وقت زیادہ لگتا ہے کہ جس میں ستر مرتبہ "سبحان اللہ" پڑھ سکتا ہوں۔ الحمد للہ! پچھلے تیس سال سے میں خشک ستو کھا کر گزارہ کر رہا ہوں۔ اس سے جو وقت بچتا ہے اس میں بھی میں اللہ کا ذکر کر لیتا ہوں۔

فنائے قلب کی عجیب کیفیت:

اور ہمارے اکابر تو فرماتے ہیں کہ ہر سانس کے آنے اور جانے پر بندہ اللہ کا نام لے، ایک سانس بھی اللہ کے نام سے غافل نہ گزرے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اس کو "وقوف قلبی" کہتے ہیں۔ وقوف قلبی کا مطلب ہے کہ دل ہر وقت اللہ کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ جڑا رہے۔ لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، ہر وقت دل اللہ کی یاد میں مصروف رہے۔ اور واقعی! انسان اس نام کو اتنا کثرت سے لیتا ہے، یہ نام انسان کے دل کے اندر اس طرح بس جاتا ہے کہ پھر انسان بھول ہی نہیں سکتا۔

بھولنا بھی چاہو تو بھلا نہ سکو گے

بھولنے کی انسان کوشش بھی کرے تو بھول نہیں سکتا، یہ یادوں میں بس جاتا ہے۔

روز کہتا ہوں بھول جاؤں انہیں

روز یہ بات بھول جاتا ہوں

یہ نام دل میں اس طرح بس جاتا ہے کہ بندہ بھولنے کی نیت کرے تو بھول بھی نہیں سکتا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس بندے کو ذکر قلب کی کیفیت حاصل ہو گئی ہو، اس بندے کو ایک ہزار سال کی عمر بھی دی جائے اور اسے کہا جائے کہ اس ایک ہزار سال میں تم اللہ کے نام کو بھلا کر دکھاؤ تو ایک ہزار سال کوشش کرنے کے باوجود وہ اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہو سکے گا۔

اس لیے مشائخ نے فرمایا:

"اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ" ([illegible]: ۱۲۲)

"(ذکر میں) فنا حاصل کرنے والا واپس (غفلت کی طرف) نہیں لوٹتا۔"

تو جب بندے کو ذکر میں فنا حاصل ہو جاتی ہے، پھر غفلت کا وہاں نام و نشان نہیں رہتا۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ کیا پکنے کے بعد دوبارہ کچا ہو سکتا ہے؟ کوئی بچہ بالغ ہو جائے تو بعد میں دوبارہ نابالغ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب ذکر میں فنا کا مقام مل جاتا ہے تو پھر بندہ دوبارہ غفلت کی طرف نہیں لوٹ سکتا۔ تو ہم ذکر کرتے رہیں کہ اللہ ہمیں اس مقام تک پہنچا دیں، فنائے قلبی کا مقام حاصل ہو جائے، اور ہمیں اللہ تعالیٰ شیطان کے فریب

www.besturdubooks.wordpress.com

سے محفوظ فرمالے۔

ذکر، شیطان کے خلاف مؤثر ہتھیار:

یہ ذکر انسان کے پاس اسلحہ ہے، ایک ہتھیار ہے، اور آپ نے دیکھا ہوگا جب کوئی فوجی کسی دشمن پر قابو پا لیتا ہے تو سب سے پہلا کام وہ یہ کرتا ہے کہ اس سے اسلحہ چھینتا ہے۔ جب بھی فوجی کسی دشمن کو پکڑتا ہے سب سے پہلے کہتا ہے: ہینڈز اپ! (ہاتھ کھڑے کرو۔) اس لیے کہ ہاتھ میں اگر کوئی چیز ہوئی تو پیچھے رکھے گا، یا اوپر ظاہر ہو جائے گی۔ اسی طرح شیطان بھی جب انسان پر حملہ آور ہوتا ہے تو اس کو ذکر سے غافل کرتا ہے، وہ اس سے اس کا اسلحہ چھینتا ہے۔ تو ہم اپنے رب سے غافل نہ ہوں، یہ ذہن میں رکھ لیں کہ ہر وقت دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہو۔

رات بھر کا مراقبہ:

ہمارے مشائخ اتنا اللہ کو یاد کرتے تھے کہ وہ گھنٹوں مراقبے میں بیٹھے رہتے تھے۔ مفسر قرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی تفسیر ایک نقشبندی بزرگ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھی، ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہی سے تفسیر پڑھی تھی۔ ان بزرگوں کو اللہ رب العزت نے بہت زیادہ ذکر کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ عشاء کی نماز کے بعد مراقبہ کرواتے تھے، جس کی اختتامی دعا نصیب ہوتی تھی۔ ہم بڑے حیران ہوئے کہ عشاء کی نماز کے بعد مراقبہ کرواتے تھے اور اس کی اختتامی دعا تہجد میں ہوتی تھی... تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں! حضرت نے سب مریدین میں اعلان کیا ہوا تھا کہ بھئی! میں مراقبہ شروع کروں گا تو آپ مراقبے میں شریک ہو جایا کریں، پھر جو تھک جائے وہ اٹھ کر چلا جائے۔ ایک جاتا تھا، دوسرا جاتا تھا، پھر تیسرا جاتا تھا، لوگ

www.besturdubooks.wordpress.com

اٹھ کر جاتے رہتے، تہجد کا وقت ہو جاتا، حضرت جب سر اٹھاتے تو سب اٹھ کر جا چکے ہوتے، پھر حضرت تہجد کی نیت باندھ لیتے تھے۔ ان کے مراقبے میں؛ تنہائی دعا ہی نہیں ہوا کرتی تھی۔ اتنا لمبا مراقبہ کرتے تھے...! انھوں اللہ رب العزت کی یاد میں بیٹھا کرتے تھے...!

چالیس دن کا مراقبہ:

حضرت سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ چالیس چالیس دن مراقبے میں بیٹھے رہتے تھے، فقط نماز کے وقت اٹھتے تھے اور نماز پڑھ کر پھر مراقبے میں بیٹھ جاتے تھے۔ ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ کثرت ذکر کی وجہ سے ان کے چہرے پر اتنا نور تھا کہ لوگ ان کے چہرے کا نور برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اپنے چہرے کو لپیٹا کرتے تھے۔ عام آدمی ان کے چہرے کو دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتا تھا، بے ہوش ہو جاتا تھا۔ ایسا نور اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے پر عطا فرمایا تھا...!

دل سنوارنے کے لیے وقت لگانا پڑے گا:

ہمارے بزرگوں نے تو چالیس چالیس دن کے مراقبے کیے اور ہم چالیس منٹ کا مراقبہ بھی نہیں کر پاتے۔ دو منٹ، چار منٹ کے مراقبے سے انسان کا دل نہیں سنورتا، جس دل کو بگاڑنے میں بیسیوں سال لگے، اب اس کو سنوارنے میں بیسیوں منٹ تو ضرور لگیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم دو منٹ کا مراقبہ کریں اور دل سنور جائے؟ اس کے لیے وقت لگانا پڑے گا، ہم اس کو اپنی ضرورت سمجھیں۔ دولت سے پیسے پیسے یہ نعمت ہمارے پاس ہے۔ ہم اپنے دل کو سنواریں تو یہ قلب، قلب سلیم بن جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ (الشعراء: ۸۸-۸۹)

"جس دن نہ کوئی مال کام آئے گا نہ اولاد، ہاں! جو شخص اس کے پاس سلامتی والا دل لے کر آئے گا (اس کو نجات ملے گی)۔"

اللہ تعالیٰ دلوں کے بیوپاری ہیں۔ بندے سے دل مانگتے ہیں کہ اے بندے! مجھے اپنا دل دے دے۔ ہم اللہ کو اپنے دل میں بسا لیں۔

..... اتنا ذکر کریں کہ اللہ دل میں آ جائے۔

..... اتنا ذکر کریں کہ اللہ دل میں سما جائے۔

..... بلکہ اتنا ذکر کریں کہ اللہ دل میں چھا جائے۔

حضرت خواجہ مجذوبؒ نے کیا خوب کہا:

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تا دمِ آخر وردِ زباں اے میرے اللہ
لا الٰہ الا اللہ، لا الٰہ الا اللہ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

(الاحزاب: ۴۱)

ناقص اور کامل انسان

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 21 مارچ 2014ء بروز جمعہ، ۱۹ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ

موقع: اکیسواں سالانہ نقشبندی اجتماع، ہشت ادنی

مقام: جامع مسجد زینب، معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

ناقص اور کامل انسان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً﴾ (النحل: ۹۷)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں کی دو قسمیں:

اللہ رب العزت کی نظر میں بندوں کی تقسیم دو طرح کی ہے:

﴿ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ (التغابن: ۲)

”وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن۔“

.....کچھ ماننے والے ہیں اور کچھ نہ ماننے والے ہیں۔

.....کچھ دوست ہیں اور کچھ دشمن ہیں۔

اللہ کی نظر میں یہ دو طرح کی تقسیم ہے، جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کے دوست ہیں، اور جو کافر ہیں وہ شیطان کے دوست ہیں۔

چار طرح کے انسان:

اس دنیا میں انسانوں کی زندگی پر غور کیا جائے تو چار طرح کی زندگی ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

① قالب کی زندگی

پہلی زندگی قالب کی زندگی ہے، جسم کی زندگی ہے۔ کافر کی زندگی قالب کے مزوں کی زندگی ہے۔ ان کی زندگی کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ جسم کو لذت ملے، جسم کو سہولت ملے، جسم کو آرام ملے۔ چنانچہ وہ کماتے ہیں تو اسی لیے کماتے ہیں، جسمانی تعلقات رکھتے ہیں تو اسی لیے، جو بھی کام کرتے ہیں، اس سے ان کا مقصود جسم کو لذت پہنچانا ہوتا ہے، آرام پہنچانا ہوتا ہے۔

کافر کی زندگی کے دو کام:

کھانا پینا اور جماع، یہ کافر کی زندگی کا مقصد بنا ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کو اچھی طرح کرتا ہے، کفار کی دنیا میں وہ بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا ہے۔ آپ غور کریں! ان کی تمام محنتوں کا نچوڑ آپ کو یہی دو چیزیں نظر آئیں گی۔

اتنی محنت کھانے پینے پر ہو رہی ہے کہ آج سبزی اور گوشت کی سینکڑوں ڈشز بن چکی ہیں۔ فاسٹ فوڈز کے نام سے روز نئے سے نئے کھانے سامنے آرہے ہیں۔ آئس کریم کے پچاس سے اوپر Flavours (ذائقے) بن چکے ہیں۔ یہ ونیلا فلیور ہے، یہ بنانا فلیور ہے، یہ فلاں فلیور ہے۔ عقل حیران ہوتی ہے کہ کھانے پینے پر اتنی محنت اور اس کی اتنی اہمیت! ایسے کہ جیسے انسان زندہ ہی کھانے کے لیے ہے۔

﴿يَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ﴾ (محمد: ۱۲)

''اور اس طرح کھا رہے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں۔''

جانور کی زندگی میں دو ہی کام ہیں، یا وہ کھاتا پیتا ہے، یا وہ جماع کرتا ہے۔ اور کافر کی زندگی میں بھی دو ہی کام ہیں، کھانا پینا اور اپنی شہوات کو پورا کرنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چونکہ شہوت کو پورا کرنا مقصد بن گیا ہے، اس لیے اس کو بھی پورا کرنے کے نئے سے نئے طریقے روز ڈھونڈے جا رہے ہیں۔ عورت کے بیوٹی سیلون تو ہر جگہ کھل گئے ہیں۔ اگر آپ کسی دوکان میں جا کر شیمپو پر ہی نظر ڈالیں تو درجنوں اقسام کے شیمپو پڑے ہوں گے، نام ہی پوائنٹس ہوتے۔

..... اس سے بال لمبے ہوتے ہیں

..... اس سے بال گھنے ہوتے ہیں

..... اس سے بال سیاہ ہوتے ہیں

..... اس سے بال نرم ہوتے ہیں

صرف بالوں کے اوپر اتنی محنت!!! اس کی وجہ یہ ہے کہ مقصدِ زندگی ہی یہ بن گیا ہے۔ چنانچہ عورت اپنے بیوٹی سیلون پر آج لاکھوں روپیہ ضائع کر دیتی ہے۔

اور اگر کوئی رشتہ ڈھونڈتا ہو تو لڑکوں کی طرف سے صرف حسن کو دیکھا جاتا ہے کہ لڑکی خوبصورت ہونی چاہیے۔ اس میں دینداری ہو یا نہ ہو، اس کو نہیں دیکھا جاتا۔ الا ماشاء اللہ۔ اگر خوبصورت ہے تو سب کچھ ہے۔ اور لڑکی والے لڑکے میں مال دیکھتے ہیں۔ اگر امیر ہے، کاروبار اچھا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بس سب کچھ ہے۔ تو ایک طرف سے مال دیکھا جاتا ہے اور دوسری طرف سے جمال کو دیکھا جاتا ہے۔

قالب کی زندگی حیوانی زندگی ہے:

یہ زندگی حیوانی زندگی ہے، انسانی زندگی نہیں کہلاتی۔

چنانچہ قرآن مجید میں رب کریم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ﴾

(الاعراف: ۱۷۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

"وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔
یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔"

تو کفری زندگی بہائم (چوپاؤں) کی زندگی ہے۔ ہاں! ان کے ماحول میں رہنے کی وجہ سے، ان کی تعلیمات سے متاثر ہو کر، پھر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو انہی کا رنگ اختیار کر جاتے ہیں، ان کی پسند ناپسند بھی وہی بن جاتی ہے۔ وہ بھی کفر کے پرستار بن جاتے ہیں اور شریعت سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ یہ سارے لوگ قالب کی زندگی گزارنے والے ہیں۔ ان کی تمام مشغولیت کا مرکز اور محور ان کا جسم ہے۔

② قلب کی زندگی

ایک دوسری زندگی ہے، اس کو کہتے ہیں: قلب کی زندگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کلمہ پڑھا، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا، نبی ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا، یہ دینِ اسلام قبول کرنے والے اور مسلمان کہلانے والے لوگ ہیں۔ ان کی آگے پھر تین قسمیں ہیں۔

① اسلامی زندگی

یہ قلب کی زندگی گزارنے والے ان مسلمانوں کی زندگی ہے، جو شریعت کے بڑے بڑے احکام (نماز، روزہ، حج، زکوۃ) ان کو پورا کرتے ہیں، مگر سمجھتے ہیں کہ شاید دین صرف یہیں تک ہے۔ اس کے علاوہ ان کی بقیہ زندگی من مرضی کی زندگی ہوتی ہے۔ یہ بھی نفس امارہ کی زندگی گزارنے والے لوگ ہیں کہ چند احکام کے علاوہ ان کی اپنی زندگی من مرضی کے مطابق ہوتی ہے، ان کو شیطان ذرا سی پھونک مارتا ہے تو یہ اس کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نام کے مسلمان:

یہ نام کے مسلمان ہیں کہ نام تو مسلمانوں والا ہے، لیکن اگر کام دیکھیں تو کام سے مسلمان نظر نہیں آتے۔ چنانچہ علامہ اقبال نے ''نامۂ ابلیس'' کے نام سے فارسی میں عجیب اشعار لکھے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اے خداوند صواب و ناصواب
من شدم از صحبت آدم خراب

''اے نیکی اور بدی کے پیدا کرنے والے پروردگار! میں آدم کی صحبت سے بہت خراب ہو گیا ہوں۔''

یہ اتنا بدکار بن گیا کہ اس نے مجھے بھی خراب کر دیا۔

صید خود صیاد را گوید بگیر
الاماں از بندۂ فرماں پذیر

''شکار خود شکاری کو کہتا ہے کہ بھئی! مجھے پکڑ لو، ایسے فرمانبردار بندوں سے اللہ کی پناہ۔''

یہ ایسے لوگ ہیں کہ جو خود مجھے کہتے ہیں کہ تو ہم سے جو چاہے گناہ کروا لے۔

فطرت او خام و عزم او ضعیف
تاب یک ضربم نیارد ایں حریف

''اس کی فطرت خام ہے اور اس کا عزم ضعیف ہے، یہ حریف تو میری ایک ضرب کی بھی تاب نہیں لا سکتا۔''

میں ایک ضرب لگاتا ہوں اور یہ چت ہو جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ابن آدم چیست یک مشت خس است

مشت خس را یک شرار از من بس است

''ابن آدم کیا ہے؟ ایک مٹھی تنکوں کے مانند ہے، اور اس ایک مٹھی تنکوں کے لیے میری طرف سے ایک شرر (شعلہ) ہی کافی ہے۔''

اندریں عالم اگر جز خس نہ بود

ایں قدر آتش مرا دادن کہ سوخت

''(اے اللہ!) اگر اس جہاں میں ان تنکوں کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے تو آپ نے مجھے اتنی آگ کیوں عطا کی ہے؟''

اے خدا! یک زندہ مرد حق پرست

لذت شاید کہ یابم در شکست

''اے اللہ! ایک کوئی زندہ مرد حق مجھے ایسا دکھا دے کہ جس کی وجہ سے مجھے شکست حاصل ہونے کی لذت نصیب ہو جائے۔''

کہتا ہے کہ کوئی تو ایسا مومن ہو جو مجھے بھی ہرا دے۔

تو انسان نفس امارہ کی وجہ سے ایسی زندگی گزارتا ہے کہ من مرضی کی زندگی ہوتی ہے۔ یہ اگرچہ کلمہ پڑھا ہوا بندہ ہے، لیکن اس کی زندگی اسلام والی زندگی نہیں ہوتی، من مرضی کی زندگی ہوتی ہے۔

﴿يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ﴾ (الروم:۷)

''وہ دنیوی زندگی کے صرف ظاہری رخ کو جانتے ہیں، اور آخرت کے بارے میں ان کا حال یہ ہے کہ وہ اس سے بالکل غافل ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

مقصدِ زندگی بس مال کمانا:

ایسے لوگوں کا مقصود صرف مال کمانا اور دنیا کی اچھی زندگی گزارنا ہوتا ہے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد میرے بچوں کا کیا بنے گا؟ کبھی یہ بھی سوچا کہ بچوں کے مرنے کے بعد بچوں کا کیا بنے گا؟ یہ سوچ نہیں آتی کہ بچوں کے مرنے کے بعد ان بچوں کا کیا بنے گا......؟ نہیں! میرے مرنے کے بعد بچوں کا کیا بنے گا؟ بھئی! جو تمہارا پروردگار ہے وہ تمہارے بچوں کا بھی پروردگار ہے۔ اللہ ان کو بھی رزق دے گا مگر ان کی زندگی صرف مال کمانے تک محدود ہوتی ہے۔ اس لیے آج کے دور کا ایک بڑا فتنہ یہ ہے:

﴿يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾

(القصص: ۷۹)

"اے کاش ہمارے پاس بھی وہ چیزیں ہوتیں جو قارون کو عطا کی گئیں۔ یقیناً وہ بڑے نصیبوں والا ہے۔"

کفار کے مشابہ زندگی:

تو کافر تو اب کی زندگی گزارنے والے لوگ ہیں اور جو کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہیں وہ اسلام کی زندگی گزارتے ہیں مگر ان میں جو اپنے آپ پر محنت نہیں کرتے وہ غفلت میں بہت ہی زیادہ حیوانی زندگی گزارتے ہیں۔ جب مال پیسہ ان کے پاس ہو تو وہ اپنی عیاشیوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ ان کو سکرین کے تماشے دیکھنے کا شوق رہتا ہے اور اپنی خواہشات کو پورا کرنا ان کا بھی مقصد بن جاتا ہے۔ ان کے بارے میں علامہ اقبال کہتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

کہ نام کے مسلمان ہوتے ہیں مگر ان کی باتیں، ان کا لباس، ان کا اٹھنا بیٹھنا، وہ سارے کا سارا کفر کے مانند ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) (ابوداؤد، حدیث: ۴۰۳۳)

''جس نے جس قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے شمار کیا جائے گا۔''

نفس امارہ کے مارے لوگ:

یہ نفس امارہ والے لوگ ہیں، جنہوں نے اپنے نفس پر محنت جس کی ہوتی ہے وہ اپنے نفس کی چاہتوں کو پورا کرنے کے لیے صبح وشام لگے ہوئے ہوتے ہیں۔

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ مسلمان بھی ہو
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

کہنے کو مسلمان ہوتے ہیں، لیکن آپس میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ مسجد میں آنے والے، نماز پڑھنے والے، ادھر بھی داڑھی، ادھر بھی داڑھی، ادھر بھی ٹوپی، ادھر بھی ٹوپی، اور مقدمہ چل رہا ہوتا ہے مسجد کے بارے میں۔ نفس اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ وہ اپنی خواہش کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ آج جو یہ عدالتیں مقدموں سے بھری پڑی ہیں، یہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ دل عداوتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ جب دل عداوتوں سے بھرتے ہیں تب عدالتیں مقدموں سے بھرتی ہیں۔ بھائی بھائی پر مقدمہ، پڑوسی پڑوسی پر مقدمہ اور کہنے کو ہم مسلمان بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

تب ......!

بے عملی کی بنیادی وجہ:

اس کی بنیادی وجہ کیا ہوتی ہے؟ کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی چنگاری روشن نہیں ہوتی۔ شاعر نے کہا:

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی
لبھاتا ہے دل کو بیانِ خطیب
مگر لذتِ شوق سے بے نصیب
وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد
امانت میں یکتا دیانت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا
وہ سالک مقامات میں کھو گیا
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

تو آج کا یہ مسلمان راکھ کا ڈھیر ہے، اس کے اندر اللہ کی محبت کی چنگاری نہیں ہے۔ نتیجہ کیا نکلا؟ کہ بس اپنی خواہشات کو پورا کرنا ہی مقصدِ زندگی بن گیا ہے۔ دنیا میں ہم اس طرح جیتے ہیں کہ شاید ہم نے کبھی مرنا ہی نہیں۔ ایک اور جگہ علامہ اقبال نے فارسی میں بڑے عجیب اشعار کہے ہیں، فرماتے ہیں:

عقل تو زنجیر است افکارِ غیر
در گلوئے تو نفس از تارِ غیر

www.besturdubooks.wordpress.com

''اے نام کے مسلمان! تیری عقل غیر کے خیالات کی بنی ہوئی زنجیر ہے۔ اور تیرے گلے میں جو سانس چلتا ہے وہ بھی غیر کے تار کا۔''

بر زبانت گفتگو ہا مستعار
در دلِ تو آرزو ہا مستعار

''تیری زبان پر جو گفتگو ہے، وہ بھی کسی سے مانگی ہوئی ہے، اور تیرے دل میں جو آرزوئیں ہیں وہ بھی کسی سے ادھار لی گئی ہیں۔''

قمریانت را نوا ہا خواستہ
سروہانیت را قبا ہا خواستہ

''تیری قمریاں جو نغمے گا رہی ہیں وہ بھی کسی غیر کے ہیں۔ اور تیرے سراپا جو کپڑے سے پہنے ہوئے ہیں، یہ بھی کسی کے پہنے ہوئے ہیں۔''

آں نگاہش سرِّ ما زاغ البصر
سوئے قوم خویش باز آید اگر

''وہ ہستی کہ جن کی نگاہ مازاغ البصر تھی کہ جو کسی کی طرف نہیں جاتی تھی، اگر وہ اللہ کے محبوب ﷺ دوبارہ اپنی امت کی طرف آجائیں۔''

لست منی گویدت مولائے ما
وائے ما! اے وائے ما! اے وائے ما!

''تو میرے آقا یہ فرمائیں گے کہ تم میری امت میں سے ہی نہیں ہو۔ ہائے افسوس! ہائے افسوس! ہائے افسوس!''

تو حالت ایسی ہی ہے کہ نام کے مسلمان ہیں، لیکن کام دیکھو تو وہ مسلمانوں والے نظر نہیں آتے بلکہ وہ حیوانوں والے ہی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

② ایمانی زندگی

ایک ایمانی زندگی ہوتی ہے۔ اس میں انسان نیک اعمال کرتا ہے، دین کے کام کرتا ہے، علم پڑھتا ہے، ذکر اذکار بھی کرتا ہے، مگر اس کا تزکیہ نہیں ہوتا، نفس کا تزکیہ نہیں ہوتا، قلب کا تصفیہ نہیں ہوتا۔ پھر نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ کہ وہ ظاہری گناہوں سے تو بچتا ہے، لیکن چھپے گناہوں سے نہیں بچتا۔ وہ ان گناہوں سے اس لیے بچتا ہے کہ کہیں لوگ ملامت نہ کریں، کہیں بدنامی نہ ہو جائے۔ اللہ رب العزت کے ڈر سے گناہوں کو چھوڑنا، یہ چیز اس کے اندر نہیں ہوتی۔ چنانچہ جلوت متقیوں والی ہوتی ہے اور خلوت فاسقوں اور فاجروں والی ہوتی ہے۔ یہ آدمی موقع پر گناہ تو کر بیٹھتا ہے، چونکہ نفس بے قابو ہوتا ہے، مگر پچھتاتا بھی ہے، اللہ کے سامنے روتا بھی ہے، معافیاں بھی مانگتا ہے، مگر نفس کو لگام نہیں ڈال پاتا۔ ایسا آدمی دین کے کام میں بھی لگا ہوا ہوتا ہے، خوب وقت لگاتا ہے، تسبیحات بھی خوب پڑھتا ہے، اجتماعات میں بھی آتا جاتا ہے، دین کی بات بھی کرتا ہے، دین پر لوگوں کو ترغیب بھی دیتا ہے، مگر اپنا حال یہی ہوتا ہے کہ ذرا گناہ کا موقع آیا اور اس کا وضو ٹوٹا، یہ پیشاب سے پھسلنے والا بندہ ہوتا ہے۔

دورنگی زندگی:

یہ دورنگی کی زندگی ہوتی ہے۔ اس لیے ہمارے اکابر نے فرمایا: ؎

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

یہ منافقت کی زندگی ہوتی ہے۔ اوپر سے میاں جی اور اندر سے میاں کسی۔ فرض کرو! اگر شریعت میں سو گناہ ہیں تو یہ نوے گناہوں کو چھوڑ دے گا، لیکن دس گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر بھی رہتی ہے..... یہ چھوٹے کو چھوڑ دے گا اور پانچ گناہ رہیں گے۔ اسی نوے گناہوں کو چھوڑ دے گا، دو گناہ رہیں گے۔ ایک دو گناہ ایسے ہوتے ہیں جو ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں۔ زبان پہ ہی ریت کی باتیں اور اٹھنا بیٹھنا بھی دین داروں کے ساتھ مگر سو فیصد گناہوں سے جان نہیں چھوٹتی۔ شریعت نے جس کو کہا:

﴿ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ (البقرۃ: ۲۰۸)

''اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔''

یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ ہماری علاقائی زبان میں کہتے ہیں: ''کنڈا او سے رہیا'' تو وہ کانٹا اٹکا ہی رہتا ہے، گناہ سے جان نہیں چھوٹتی۔ نتیجے میں مہلک بیماریاں ہوتی ہیں۔ تکبر، عجب، کینہ، حسد، بخل: ان تمام بیماریوں کے ساتھ یہ دین کی زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔

دورنگی زندگی کا وبال...... اعمال ضائع:

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک حدیث مبارکہ دلوں کے کانوں سے سننے والی ہے۔ ذرا توجہ کیجئے گا۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُؤْتَى بِأَقْوَامٍ مِنْ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَهُمْ حَسَنَاتٌ كَأَنَّهَا مِثْلُ جِبَالِ تِهَامَةَ))

''اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ پیش کیے جائیں گے جن کی نیکیاں تہامہ کے پہاڑوں کے برابر ہوں گی۔''

اس کا مطلب ہے کہ وہ نیکی کا کام دوڑ دوڑ کر کرتے ہوں گے، بھاگ بھاگ کر کرتے ہوں گے۔

((حَتّٰى إِذَا دَنَوْا بِعَيْنِي وَأَشْرَفُوْا عَلَى الْجَنَّةِ نُوْدِيَ فِيْهِمْ: لَا نَصِيْبَ

www.besturdubooks.wordpress.com

لَکُمْ فِیْهَا»

''جب جنت کے قریب آئیں گے تو ان کو کہہ دیا جائے گا کہ ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔''

«قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمَ لَنَا، حَتّٰی نَعْرِفَهُمْ. فَوَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ اَكُوْنَ مِنْهُمْ»

''(صحابی ﷛ کہتے ہیں:) میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ ذرا اس قوم کا حلیہ بیان کر دیجیے تاکہ ہم ان کو پہچان لیں۔ اس ذات کی قسم کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں بھی ان میں سے نہ ہو جاؤں۔''

«فَقَالَ: اَمَا اِنَّهُمْ كَانُوْا یَصُوْمُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ وَیَقُوْمُوْنَ لَیْلَهُمْ»

''(نبی ﷺ نے) ارشاد فرمایا: خبردار! یہ وہ لوگ ہوں گے جو روزے رکھتے ہوں گے، نمازیں پڑھتے ہوں گے اور راتوں کو تہجد بھی پڑھتے ہوں گے۔''

«وَلٰكِنَّهُمْ اِذَا سَنَحَ لَهُمْ شَیْءٌ مِّنَ الْحَرَامِ وَثَبُوْا عَلَیْهِ»

''لیکن جب ان کو کوئی گناہ کرنے کا موقع ملتا ہو گا تو وہ گناہ کر لیتے ہوں گے۔''

«فَاَحْبَطَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَعْمَالَهُمْ»

(مجمع الزوائد: ص ۲۴۷، زمان الی بحرات: ۲۰۸۱۴)

''پس اللہ تعالیٰ ان کے کیے ہوئے عملوں کو ضائع فرما دیں گے۔''

اب یہاں چند باتیں غور طلب ہیں کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو دین سے بیزار ہوتے ہیں، بلکہ ان کے اعمال تو ایسے ہوں گے کہ تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں گی۔ اور یہ صرف فرض نمازیں ہی نہیں پڑھتے ہوں گے، بلکہ یہ تہجد گزار لوگ ہوں گے، دین دار لوگ ہوں گے، اور عمل تو زیادہ ہی ہوگا مگر مسئلہ یہ ہوگا کہ جب گناہ کا موقع ملتا ہوگا تو گناہ سے رکتے نہیں ہوں گے۔ نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ان کے کیے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیں گے۔ اب ایک طرف تو پہاڑوں برابر نیکیاں تھیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کو قیامت کے دن ضائع فرما دیں گے۔

اعمال ضائع ہونے کی وجہ...... نفس پرستی:

ایسا کیوں ہوگا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ رب العزت کی پوجا کرنے کے بجائے اپنے نفس کی پوجا کرتے ہوں گے، اور یہ اللہ کے ساتھ شرک ہوگا۔ دیکھیں! زن پرستی...... زر پرستی...... شہوت پرستی...... نفس پرستی، یہ سب کی سب بت پرستی ہی کی اقسام ہیں۔ خدا پرستی کوئی اور چیز ہے۔ تو یہ اتنی نیکیاں کرنے کے باوجود بھی گویا خود پرستی کرنے والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ﴾ (الجاثیہ: ۲۳)

''پھر کیا تم نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنا لیا ہے؟''

یہ اللہ کو بھی معبود بنا رہے ہیں، مگر نفس کو بھی معبود بنایا ہوا ہے۔ اس کی بھی عبادت کرتے ہیں، اس کے سامنے بھی جھک جاتے ہیں۔ نتیجہ کیا نکلا؟ کہ اس شرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کیے ہوئے عملوں کو ضائع فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیارے حبیب ﷺ سے فرمایا:

﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (الزمر: ۶۵)

''اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

ذرا غور کیجیے کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ کی ہوئی نیکیاں برباد ہو جائیں گی اور انسان قیامت والے دن خالی ہاتھ کھڑا ہوگا۔ لہٰذا یہ بہت ہی توجہ طلب بات ہے کہ ہم شریعت کی چند باتوں پر عمل کر کے خوش نہ ہو جائیں کہ ہم تو بڑے نیک بن گئے۔ دیکھنا یہ ہے کہ پوری شریعت پر عمل کرتے ہیں یا نہیں کرتے؟ اللہ کے سامنے پوری طرح اپنا سر جھکاتے ہیں یا نہیں جھکاتے؟ اور اگر من مانی کر لیتے ہیں، خفیہ گناہ کر بیٹھتے ہیں، خلوت میں گناہ کر لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تو اپنے نفس کی پوجا کر رہے ہیں جس کی وجہ سے قیامت کے دن پہاڑوں برابر نیکیوں کے باوجود جنت میں نہیں جا سکیں گے، جہنم میں جانا پڑے گا۔

خانقاہ میں آنے کا مقصد..... اصلاحِ نفس:

ہمارا یہاں اکٹھے ہونے کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ ہم اپنے نفس پر اتنی محنت کریں کہ نفس کو شریعت کی لگام پہنا دیں۔ ہمیں سو فیصد شریعت پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہو جائے۔ ہم اس نیکی کے راستے پر چلے تو سہی لیکن پورا قدم نہیں اٹھایا۔ فرض کریں! سو قدم تھے تو کسی نے اسی اٹھا لیے، کسی نے نوے اٹھا لیے، سو نہیں اٹھا سکے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ لوگ بھی ہمیں دیندار سمجھتے ہیں اور ہمارا اٹھنا بیٹھنا بھی دینداروں والا ہے، لیکن سو فیصد گناہ نہ چھوڑنے کی وجہ سے اللہ رب العزت کے دفتروں میں ہم نیک نہیں کہلاتے، وہاں ہم دو رنگی والے منافق کہلاتے ہیں۔ اس لیے یہ بہت اہم نکتہ ہے کہ ہم پورے گناہوں کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے سر کو جھکا دیں، ہر کام شریعت کے مطابق کریں۔

بڑے خطرے کی بات:

آج کل نوجوان اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہاں! اتنا ضرور دیکھتے ہیں کہ کسی کو پتا نہ چلے۔ خاوند یہ خیال کرتا ہے کہ بیوی کو پتہ نہ چلے۔ اسی طرح بیوی بھی یہ سوچتی ہے کہ خاوند کو پتا نہ چلے۔ تو گویا ہم اگر گناہ سے بچ رہے ہیں تو کسی اور کی وجہ سے بچ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی وجہ سے نہیں بچ رہے۔ اسی لیے میں اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ جب مسیج میں کسی کو لکھیں کہ I love you تو آپ کو مجھے پوچھنا چاہیے۔ زبان سے کسی کو کہیں کہ I love you تو زبان کاٹ دینی چاہیے۔ کیوں؟ یہ اتنا Strong statement (زبردست جملہ) ہے کہ اگر آپ نے یہ خلافِ شریعت الفاظ کسی غیر محرم کو کہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا معاملہ ہوتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ آپ یہ الفاظ لکھ کر کسی کو بھیج رہے ہوں اور اللہ تعالیٰ کو غیرت آئے اور وہ فرما دیں کہ اچھا! میرے چاہنے والوں میں سے اس کا نام خارج کر دو۔ تو یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے، بہت سوچ سمجھ کر یہ بات کرنی چاہیے اور آج تو لوگوں نے ایسا ماحول بنا دیا ہے کہ کسی کا فون آئے تو آخر پر لازماً یہ الفاظ کہتے ہیں اور وہ اس بات پر ہوتا ہے کہ توقع کرتے ہیں کہ آگے بھی یہی لفظ کہے گا۔۔۔!

انٹرنیٹ اور موبائل فون نے گناہوں کے راستوں کو کھول دیا ہے۔ اسی لیے یہ انٹرنیٹ حقیقت میں Enter in to the net (جال کے اندر داخل ہو جاؤ) ہے۔ جس کو یہ عادت پڑ گئی وہ جال میں پھنس گیا۔ تو ایسی زندگی کہ جس میں انسان لوگوں کے سامنے ہو تو مومن ہو اور تنہائی میں ہو تو فاسق و فاجر ہو، یہ دورنگی کی زندگی بھی اللہ رب العزت کو پسند نہیں ہے۔

کاتے دھاگے توڑنے والی بڑھیا کی مثال:

نفسانی محبتیں انسان کو اللہ تعالیٰ کی نظر سے گرا دیتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت چاہنے والے لوگ ہیں ان کو اس بات پر بہت زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ورنہ تو قیامت کے دن وہی معاملہ ہوگا کہ قرآن مجید میں ایک بڑھیا کے بارے میں فرمایا:

﴿كَالَّتِىْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ (النحل: ۹۲)

''جس عورت نے اپنے سوت کو مضبوطی سے کاتنے کے بعد اسے ادھیڑ کر تار تار کر دیا تھا۔''

کہ وہ دھاگہ تو کاتتی تھی اور جب پورا کام ہو جاتا تھا اپنے ہاتھوں سے وہ اس کو توڑ دیتی تھی۔ اس لیے جو آدمی نیکی بھی کرے، تہجد بھی پڑھے، اذکار بھی کرے، مجالس میں بھی آئے مگر چھپے ہوئے چند گناہ بھی کرتا رہے، اس کی مثال اسی بوڑھی عورت کے مانند ہے، جس نے بھی دھاگہ تو کاتا لیکن کاتنے کے بعد اس دھاگے کو توڑ دیتی تھی۔

③ احسانی زندگی

ایک چوتھی زندگی گزارنے والے لوگ ہوتے ہیں، وہ احسان والی زندگی گزارتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نفس مطمئنہ عطا کر دیتے ہیں اور ان کا نفس شریعت کا تابعدار بن جاتا ہے۔ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی سعادت ان کو نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے نفس پر محنت کرتے ہیں، حتیٰ کہ ان کی زندگی کا مقصد محبت الٰہی بن جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی احسان والی زندگی تھی، وہ اس طرح زندگی گزارتے تھے جیسے ہر وقت اللہ رب العزت کے سامنے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو دیکھتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

احسانی کیفیت کے واقعات

واقعہ ①

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک چرواہے سے بات کر رہے تھے کہ تم بکری ہمیں بیچ دو۔ اس نے کہا: میں مالک کو کیا کہوں گا؟ تو آپ نے کہا کہ کوئی بہانہ کر دینا کہ بکری کو بھیڑیا کھا گیا۔ تو وہ چرواہا سن کر کہتا ہے: فَأَيْنَ اللّٰه "اللہ کہاں ہے؟" مقصد یہ تھا کہ اگر میں یوں کہوں گا تو اللہ بھی تو دیکھ رہا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی:۱۲/ ۲۶۳)

مطلب یہ ہے کہ ان کا ایمان اتنا قوی تھا کہ سمجھتے تھے کہ ہم جو کر رہے ہیں پروردگار دیکھ رہا ہے۔

واقعہ ②

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گلی میں سے گزر رہے تھے، رات کا وقت تھا، ایک بوڑھی عورت ایک جوان لڑکی سے بات کر رہی تھی: کیا بکریوں نے دودھ دے دیا؟ اس نے کہا: دے دیا۔ کتنا دیا؟ اس نے کہا: آج کم دیا ہے۔ وہ کہتی ہے: اچھا کچھ پانی ملا دو، کیونکہ لینے والا آئے گا تو وہ تو پورا دودھ مانگے گا۔ اس نے کہا: آپ کو پتا نہیں عمر (رضی اللہ عنہ) نے منع کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی کوئی نہ ملائے۔ تو بوڑھی عورت آگے سے کہتی ہے: عمر کون سا دیکھ رہے ہیں؟ تو وہ جوان لڑکی جواب دیتی ہے: اگر عمر نہیں دیکھ رہے تو عمر کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ جواب سن کر اتنے خوش ہوئے کہ واپس گھر آ گئے، دن ہوا تو پھر اس بچی کے لیے رشتے کا پیغام بھیجا اور اپنے ایک بیٹے کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ (کنز العمال)

تو ایسا ایمان ہو کہ انسان گناہ کے وقت بھی یہ سوچے کہ میں نے اپنے رب کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نافرمانی نہیں کرنی۔

واقعہ ③

چنانچہ ایک عورت کہیں ویرانے میں تھی۔ ایک مرد نے اس کو دیکھ کر کہا کہ بس یہاں تو تنہائی ہے، میں ہوں اور آپ ہیں یا ستارے ہیں۔ اس نے آگے سے جواب دیا: "ستاروں کا پیدا کرنے والا کہاں ہے؟"

ان کا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

واقعہ ④

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک جگہ اندھیرا تھا۔ اس جگہ پر ایک مرد نے کسی عورت کے جسم پر ہاتھ رکھ دیا تو جیسے ہی ہاتھ رکھا، اس عورت نے فوراً کہا: ذرا اس پروردگار سے جو اندھیرے میں اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح کہ وہ اجالے میں دیکھتا ہے۔

چونکہ ایمان بنا ہوا تھا، اس لیے یہ سوچ نہیں ہوتی تھی کہ مخلوق میں سے کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں، بلکہ یہ سوچ ہوتی تھی کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اس لیے گناہوں سے بچتے تھے۔

واقعہ ⑤

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک قصاب کا اپنے ہمسائے کی باندی سے عشق ہو گیا، اور یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح میں اس کے سامنے اپنے مدعا کا اظہار کروں۔ تو ایک دن اس کو موقع مل گیا۔ اس نے اس لڑکی کو کہا کہ مجھے تم سے اتنا تعلق ہے کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا، میں تم سے

www.besturdubooks.wordpress.com

ملنا چاہتی ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ جتنا تم مجھ سے پیار کرتے ہو، اس سے زیادہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں، مگر میں اللہ سے ڈرتی ہوں، اس لیے میں گناہ نہیں کر سکتی۔

اجتماع کا مقصد، کیفیت احسان کا حصول ہے:

مطلب یہ ہے کہ انہیں ہر حال میں یہ استحضار رہتا تھا کہ اللہ رب العزت ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ ہم جو کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔ یہ استحضار ہمارا بھی بنا ہوا اگر نہ ہوتا تو ہم کتنے گناہوں سے محفوظ ہو جاتے۔ اسی کیفیت کو بنانے کے لیے ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہی مقصود ہے کہ ہم ایسا ذکر کریں، اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی سچی توبہ کریں کہ گناہ کا نام زندگی سے نکل جائے۔ یہ نہیں ہوگا کہ ہم فرشتے بن جائیں گے مگر اتنا ضرور ہوگا کہ نفس کے اوپر ہمیں اتنا قابو مل جائے کہ گناہ کے موقع پر ہم گناہ کی طرف قدم بڑھانے کے بجائے اپنے رب کے حکم کی طرف قدم بڑھائیں گے۔

جو لوگ یہ چیز حاصل کر لیتے ہیں وہ مومن کامل کہلاتے ہیں۔ ع

ہم تو زندہ ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے

ان کی زندگی کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کا پیغام دنیا کے اندر پھیلا دیا جائے۔

ایک قاضی اور چار گواہ موجود:

ایک خاتون نے کسی بزرگ سے اظہار مدعا کیا کہ میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ کیسے ہم کوئی عمل کر سکتے ہیں جب کہ ایک قاضی اور چار گواہ ہمیں دیکھ رہے ہیں؟ تو عورت حیران ہوئی، کہنے لگی: ایک قاضی اور چار گواہ ہمیں دیکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

رہے ہیں؟ تو کہنے لگے: ہاں! قاضی اللہ رب العزت کی ذات ہے اور دو فرشتے میرے اور دو فرشتے تمہارے، چار گواہ بھی ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ جب قاضی بھی دیکھ رہا ہو، چار گواہ بھی دیکھ رہے ہوں تو پھر فرد جرم عائد ہونا آسان ہوتا ہے۔ ان کی بات ایسی تھی کہ اس بات کی وجہ سے اس عورت کو اللہ نے توبہ کی توفیق عطا فرما دی۔ آج تو گناہ اس لیے نہیں کیا جاتا کہ گناہ کا موقع نہیں ملتا، ورنہ موقع مل جائے تو قسمت والے ہوتے ہیں جو گناہ سے بچ جاتے ہیں۔

احسانی کیفیت کے دو درجات:

یہاں پر ایک اور بھی بات سمجھنے والی ہے کہ حدیث جبرئیل میں احسان کے بارے میں فرمایا گیا:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ. فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ))

''تم اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسے اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم ایسے نہیں کر سکتے تو یہ تصور کرو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: ۵۰)

یہ جو پہلا مرتبہ ہے: یہ تو نبوت کا اور صدیقیت کا منصب ہے۔ ہر بندہ ایسے نہیں کر سکتا۔ نبی علیہ السلام تو معراج پر اللہ تعالیٰ کا دیدار کر کے آئے تھے تو ان کی عبادت ایسی تھی کہ جیسے اللہ کو دیکھ رہے ہوں۔ یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، جنہوں نے نبی علیہ السلام سے محبت کاملہ کی ایسی نسبت جوڑی تھی کہ ان کو اللہ نے وہ کیفیات دے دی تھیں۔

تو یہ کیفیت تو ہے اس مقام کی؛ اور باقی ہم اور آپ جو ہیں، ہمارے لیے تو یہی کیفیت ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ﴾

''اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھتا ہے۔''

ہم یہ مشق کریں کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اسی لیے اکثر خانقاہوں میں آپ جائیں گے تو تعلیم دی جاتی ہے کہ یہ مشق کریں: یہ خیال کرو کہ اللہ مجھے دیکھتا ہے۔ اسباق بھی کروائے جاتے ہیں:

اَللّٰهُ حَاضِرِي... اَللّٰهُ نَاظِرِي... اَللّٰهُ مَعِي...

''اللہ میرے سامنے ہے.... مجھے دیکھتا ہے .... اللہ میرے ساتھ ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے، یہ کامل یقین دلوں میں بیٹھ جائے۔ ذکر کا بھی بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ ایسا یقین بیٹھ جائے، پھر ہم گناہ نہ کریں۔

جس بندے کو عبادت کی یہ کیفیت نصیب ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر گناہوں کو چھوڑ دے، ایسا بندہ سچی توبہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اور یہ اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۲۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔''

جو بندہ سب گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور یہی اصل ذکر ہوتا ہے۔

اصلی ذاکر کون ہوتا ہے؟

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ذاکر کون ہوتا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو بندہ گناہ کے موقع پر اللہ کو یاد رکھے اور گناہ سے بچ جائے، اصلی ذاکر وہ ہوتا ہے۔ ذاکر وہ نہیں ہوتا کہ ویسے تو تسبیح پھیرتا رہے اور موقع پر جھوٹ بھی بول دے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

موقع پر نیت بھی کر لے، موقع پہ آنکھ سے بھی غلط دیکھ لے، یہ کہاں سے ذاکر آ گیا؟ یہ تو غافل آدمی ہے۔ ذاکر وہ ہے جس کو احکام خدا یاد رہیں، کہ میں نے کوئی کام اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرنا۔ اب اس بندے کی زندگی تو دیکھنے میں ویسی ہی ہوتی ہے اور دوسرے جو دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، زندگی ان کی بھی دیکھنے میں ایک جیسی ہوتی ہے، مگر اندر سے فرق ہوتا ہے۔ ایک چھپے گناہوں سے بچتا ہے، دوسرا گناہوں سے نہیں بچتا، اس لیے بہت فرق ہو جاتا ہے۔

مقام تحیر کے حامل:

اس کو علامہ اقبال نے فرمایا:

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

تو وہ لوگ جو چھپے گناہ کرتے ہیں وہ کرگس کی پرواز کرنے والے اور جو سو فیصد گناہوں سے بچ جاتے ہیں وہ شاہین کی پرواز کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سے سچی محبت ہوتی ہے۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
اوست سید جملہ موجودات را

"ہر وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کا عاشق بن جاتا ہے، وہ پوری تمام موجودات کا سردار بن جاتا ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھنے میں یہ عام سا بندہ ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کو مقام تسخیر عطا فرما دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم اس بندے کے جسم پر چلتا ہے اور پھر اس بندے کا حکم آگے مخلوق پر چلتا ہے۔

واقعہ ۱:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کو دیکھ لیں! ان کا حکم زمین، آگ، ہوا اور پانی، ہر چیز پر چلتا تھا۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ زلزلہ آیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے زمین پر پاؤں مارا اور پاؤں مار کر کہا: "اے زمین! تو کیوں ہلتی ہے؟ کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟" یہ کہنے پر زمین کا زلزلہ ختم ہو گیا۔ تو زمین بھی ان کا حکم مانتی تھی۔ ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: "یا ساریۃ الجبل" اور ان کا یہ پیغام ہوا نے سینکڑوں میل دور تک پہنچا دیا۔ تو ہوا بھی ان کا حکم مانتی تھی۔

(البدایہ والنہایہ)

واقعہ ۲:

ایک دفعہ مدینہ منورہ کے باہر سے آگ نکلی اور مدینہ طیبہ کی طرف بڑھنے لگی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جائیں اور آگ کو واپس لوٹا دیں۔ انہوں نے اپنی چادر لے کر ایسے پکڑی جیسے کوڑا ہوتا ہے اور آگ کو مارتے تھے۔ آگ جہاں سے نکلی تھی وہیں واپس چلی گئی۔ (البدایہ والنہایہ)

واقعہ ۳:

آگ نے بھی ان کا حکم مانا اور پانی نے بھی ان کا حکم مانا۔ مصر فتح ہو چکا تو امیر لشکر نے امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط بھیجا کہ مصر ہم نے فتح کر لیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے لیکن دریائے نیل کا پانی خشک ہے اور جب تک کسی جوان لڑکی کو اس میں پھینکا نہ جائے وہ نہیں چلتا، ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر خط لکھ کر بھیجا جس میں یہ لکھا ''اے دریائے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو نہ چل اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتا ہے تو امیر المومنین اللہ سے ہی التجا کرتا ہے کہ تجھے چلا دے۔'' وہ رقعہ دریا میں ڈالا گیا، آج تک دریائے نیل چلتا رہا ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کے پھریرے لہرا رہا ہے۔ (البدایہ والنہایہ)

دنیا کے لیے رول ماڈل انسان:

تو جو مومن کامل بن جاتا ہے اس کا حکم مخلوق پر چلتا ہے، اللہ ان کو مقام تسخیر عطا فرما دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو نمونے کے طور پر پوری دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو اس لیے دنیا میں پھراتا ہے کہ لوگ دیکھ سکیں کہ بھئی! اصل کیسے بنتا ہے؟ جیسے کوئی بندہ کوئی ماڈل بناتا ہے تو وہ سب کو دکھاتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی بندے کو دکھاتے ہیں کہ تم دیکھو! میں ایسے بناتا ہے۔ ع

فرشتوں کو دکھانا تھا بشر ایسے بھی ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ ان بندوں کو مقام تسخیر عطا فرماتا ہے۔ ان کی نمازیں بھی اللہ کی حضوری والی اور مقام احسان والی نمازیں ہوتی ہیں۔

کبھی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذان میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ سیماب
وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن کامل بننے کی ضرورت:

آج اسی چیز کی کمی ہے کہ ہم سو فیصد گناہوں سے نہیں بچ پا رہے۔ ہم بہت سارے گناہوں سے بچے ہیں مگر سب گناہوں سے نہیں بچے۔ یہاں آنے کا مقصد یہ ہے کہ سب گناہوں سے بچنے کی نیت کریں اور آئندہ زندگی گناہوں سے پاک گزارنے کی کوشش کریں۔ جب ایسی زندگی گزاریں گے تو رب کریم کی ہم پر رحمت ہوگی۔

تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے!
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے؟

اگر انسان مومن کامل بن جائے اور اسے مقام تحیر حاصل ہو جائے تو جو اس کی زبان سے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس بات کو پورا فرما دیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے کتنے اچھے اشعار لکھے، فرمایا:

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تیری

سپر کہتے ہیں ڈھال کو، اور انسان کو اللہ نے عقل اس لیے دی کہ گناہوں سے بچ سکے، عقل ڈھال بن جاتی ہے، بندے کو گناہوں سے بچاتی ہے۔

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تیری
میرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تیری
ماسوی اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تیری
تو مسلماں ہے تو تقدیر ہے تدبیر تیری

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن بندہ جو تدبیر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی کو تقدیر بنا دیتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تو ہم انسان کامل بننے کے لیے محنت کریں۔ سو فیصد سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک تمام گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

موحد بنتا ہے یا مشرک؟

ایک گناہ کر لیتا یا چند گناہ کر لیتا، یہ نفس کی پوجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت ناپسند ہے۔ آج کے بعد جب نفس گناہ پر ابھارے تو اس وقت فوراً سوچیے کہ میں نے نفس کی پوجا کر کے مشرک بننا ہے یا میں نے نفس کی مخالفت کر کے موحد بننا ہے اور اللہ کی بات ماننی ہے؟ جب یہ سوچیں گے تو پھر آپ کے لیے گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غفلت سے محفوظ فرمائے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کامل ایمان والی، شریعت و سنت والی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اپنے آپ کو اللہ کے حضور پیش کریں!

کامل مومن بننا ہمارے لیے اگر مشکل ہے، ہم اگر یہ محنت نہیں کر پاتے تو اللہ تعالیٰ کے لیے تو یہ آسان ہے۔ تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کریں کہ اے کریم آقا! ہم آپ کے عاجز و مسکین بندے ہیں، بہت کوششیں کرتے ہیں، ہر دفعہ توبہ کرتے ہیں، پھر توڑ بیٹھتے ہیں، پھر توبہ کرتے ہیں، پھر توڑ بیٹھتے ہیں، مگر میرے اللہ! ہم آپ کے یہاں اس گھر میں حاضر اس لیے ہوئے ہیں کہ ہم سو فیصد آپ کے فرمانبردار بن کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہم پر رحمت کی نظر فرما

www.besturdubooks.wordpress.com

دیجیے اور ہمارے من کو صاف کر دیجیے۔ ہمارے لیے اپنے آپ کو دھونا مشکل ہے، آپ کے لیے آسان ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک چھوٹا بچہ جو ہوتا ہے، وہ بیچارہ اپنے آپ کو گندا کر بیٹھتا ہے، لیکن وہ اپنے آپ کو دھونے کے قابل نہیں ہوتا تو پھر وہ رونا شروع کر دیتا ہے: ماما، ماما! شور مچانا شروع کر دیتا ہے، اور ماں جب اس کو دیکھتی ہے تو ماں نفرت نہیں کرتی، وہ سمجھتی ہے کہ بچہ ہے، نادان ہے، اس نے کپڑوں میں ہی گندگی کر دی تو وہ اس کو لے جاتی ہے اور جو گند لگی ہے، خوشبو لگا لیتی ہے، پھر اس بچے کو سینے سے بھی لگا لیتی ہے۔ اسی طرح ہم بھی گناہ کر بیٹھتے ہیں تو ہم کم از کم اللہ! اللہ! پکاریں تو سہی، کبھی تہجد پڑھ کر، کبھی نماز پڑھ کر، کبھی تلاوت کر کے کہ اے کریم آقا! ہم پر رحمت کی نظر فرما دیجیے! ہمارے لیے ستھرا ہونا مشکل ہے، آپ کے لیے تو ستھرا کرنا آسان ہے، آپ کی ایک رحمت کی نظر ہوگی اور بیڑا پار ہو جائے گا۔ اور ویسے بھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (النور: ۲۱)

”اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک صاف نہ ہوتا، لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔“

تو جب اللہ ہی نے ستھرا کرنا ہے تو مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ کا دروازہ کھٹکھٹائیں، اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کریں، روئیں دھوئیں، معافی مانگیں کہ اے اللہ! ہم نے زندگی گناہوں میں گزار دی، اب تو بال بھی سفید ہو گئے، اے کریم آقا! اب تو اس نفس کی زندگی سے جان چھڑا دیجیے، اب تو ہمیں اپنا بندہ بنا لیجیے۔ ان شاء اللہ! جب ہم

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ دعائیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہوگی اور اللہ تعالیٰ ہمارے لیے شریعت کے مطابق پوری زندگی گزارنا آسان فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مقامِ احسان والی زندگی نصیب فرمائے۔ اسی کا نام تصوف ہے اور یہی انسان بننے کی محنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا بننے کی توفیق عطا فرمادے۔ (آمین)

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾

(المائدہ: ۵۴)

عورت کی اللہ سے دوستی

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 22 مارچ 2014ء بروز ہفتہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

موقع: اٹھارواں سالانہ نقشبندی اجتماع خصوصی نشست برائے خواتین

مقام: جامع مسجد زینب، معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

عورت کی اللہ سے دوستی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى أَمَّا بَعْدُ!
فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞
﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران:۶۸)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۞
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں:

اللہ رب العزت کے ہم پر ان گنت احسانات ہیں۔ ان میں سے ایک احسان تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں انسان بنایا اور پھر ایمان عطا فرمایا۔ ایمان کا نصیب ہونا اللہ رب العزت کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ پھر رب کریم نے ہمیں نبی ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔ یہ وہ سعادت ہے جسے حاصل کرنے کے لیے پچھلی امتوں کے انبیاء دعائیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بن مانگے یہ نعمت عطا فرمائی۔ ہم جس قدر اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں، وہ کم ہے۔

بینائی کی نعمت:

پھر اللہ رب العزت نے ہمیں صحت و سلامتی والا جسم عطا کیا۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو ماں کے بطن سے جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کی بینائی نہیں ہوتی۔ تو بینائی والی نعمت کتنی قیمتی ہے، جو اللہ رب العزت نے ہمیں عطا فرمائی...!

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے جامعہ کے ایک طالب علم نے حفظ مکمل کیا تو وہ ملنے کے لیے آئے۔ آ کر کہنے لگے: حضرت! آج میں آپ سے ایک دعا کروانے کے لیے آیا ہوں۔ میں نے مسکرا کر کہا: حافظ صاحب! آپ جوان العمر ہیں، اب حفظ مکمل ہو گیا تو آپ چاہتے ہوں گے کہ میری شادی کی دعا کر دیں۔ جب میں نے یہ کہا تو حافظ صاحب کی آنکھوں سے آنسو آ گئے، میں بھی بہت حیران ہوا۔ میں نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگے: حضرت! جس ہستی کو میں اپنی ماں کہتا ہوں آج تک اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ آپ میرے لیے یہ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک مرتبہ بینائی دے دیں، میں ماں کا چہرہ تو دیکھ سکوں۔ اس وقت احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں بینائی والی نعمت عطا فرمائی ہے، یہ کتنی قیمتی ہے! اور ہم اس نعمت کو Missuse (غلط استعمال) کرتے ہیں اور غیر محرم کو دیکھتے ہیں۔

سماعت کی نعمت:

کتنے لوگ ہیں جو ماں کے پیٹ سے بہرے پیدا ہوتے ہیں، وہ سن نہیں سکتے، اشاروں میں باتیں کرتے ہیں۔ اور عام طور پر جو بچپن سے بہرہ ہو وہ گونگا بھی ہوتا ہے۔ چونکہ وہ سن نہیں سکتا تو اس کی Vocabulary (ذخیرہ الفاظ) نہیں ہوتی، لہٰذا وہ بول بھی نہیں سکتا۔ اللہ رب العزت نے ہمیں قوت سماعت عطا فرمائی ہے، لہٰذا ہم بات سنتے بھی ہیں اور بات کرتے بھی ہیں۔

ناک کے عضو کی نعمت:

پھر دیکھیں! انسان کے چہرے پر ناک ایک چھوٹا سا عضو ہے، لیکن اس ناک کے اندر اتنی خوبصورتی ہے کہ اس کے خوبصورت ہونے سے چہرہ خوبصورت ہوتا ہے، اور اس کے بدصورت ہونے سے چہرہ بدصورت بن جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ نعمت بھی ہمیں اچھی عطا فرمائی۔

زبان کی نعمت:

پھر زبان کو دیکھیے! اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کلام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم اپنے احساسات و الفاظ کا جامہ پہنا سکتے ہیں، دوسرے سے بات کر سکتے ہیں۔ مجھے ایک مرتبہ ایک ایسے گھر میں جانے کا موقع ملا جہاں خاوند گونگا تھا، بول نہیں سکتا تھا، اس کے چار بچے تھے۔ میں ان کے قریب کر بیٹھی سوچتا رہا کہ یہ چار بچوں کا باپ ہے، اپنی بیوی سے اظہارِ محبت کرنا اس کو کتنا مشکل محسوس ہوتا ہوگا... ہم دوسرے کا دل خوش کرنے کے لیے الفاظ کو کس طرح بنا سنوار کر کہہ لیتے ہیں، اور وہ اپنی بیوی سے صرف اشاروں سے باتیں کرتا تھا۔ اب دیکھیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، جو اللہ نے عطا فرمائی ہے کہ اس زبان کے ذریعے سے ہم قرآن پڑھیں، اور اس زبان کے ذریعے سے ہم دین کی باتیں کریں۔

ہونٹوں کی نعمت:

پھر اللہ رب العزت نے ہمیں ہونٹ عطا فرمائے۔ یہ ہونٹ دیکھنے میں چھوٹے سے ہوتے ہیں مگر ان کے اوپر انسان کی خوبصورتی کا انحصار ہوتا ہے۔ اگر ہونٹ بے ڈھنگے ہوں تو باوجود گورے رنگ کے اور باوجود اچھی خوبصورت شکل کے انسان خوبصورت نظر نہیں آتا۔ اگر انسان کے ہونٹ نہ ہوتے تو انسان یوں نظر آتا جیسے مردہ بکری کے دانت نظر آتے ہیں، پھر انسان کی ساری خوبصورتی ختم ہو جاتی۔ چیز چھوٹی سی ہے مگر اہمیت دیکھیے کتنی ہے۔

باچھے کی نعمت:

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں باچھے کی نعمت عطا فرمائی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ایک بڑی نعمت ہے۔ ایک آدمی کے پاس سو بھینسیں تھیں لیکن وہ خود بھینس کا دودھ نہیں پی سکتا تھا، اس لیے کہ دودھ کو پینے سے اس کو ایک بیماری لگ جاتی تھی۔ کتنے لوگ ہیں جو Liquid Diet (سیال غذا) پر بیٹھے ہیں اور سالڈ چیز کھا ہی نہیں سکتے۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے فون کیا کہ حضرت! میرے لیے دعا کریں، مسئلہ یہ ہے کہ معدے میں السر ہے، میں سارے مہمانوں کے لیے اچھے اچھے کھانے بناتی ہوں مگر پچھلے سات سال سے میں فقط لیکوئیڈ پر گزارا کر رہی ہوں، ایک لقمہ بھی میرے منہ میں نہیں گیا۔ جنہیں اللہ رب العزت نے صحیح ہاضمے کی نعمت عطا فرمائی، ہم اپنی خواہش کے مطابق کھاتے پیتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم اس پر بھی اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں۔

ہاتھوں کی نعمت:

پھر اللہ تعالیٰ نے ہاتھوں کی نعمت عطا فرمائی۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ جس سے ہم دنیا کے سارے کام کرتے ہیں۔۔۔ ایک مرتبہ میں نے حرم شریف میں ایک بندے کو دیکھا کہ اس کے دونوں بازو کندھوں سے کٹے ہوئے تھے۔ وہ نماز پڑھنے کے لیے آ کے صف میں بیٹھا ہوا تھا، میں یہی سوچتا رہا کہ یا اللہ! اس کے دونوں بازو ہی نہیں ہیں، یہ اپنے کپڑے کیسے پہنتا ہوگا؟ یہ واش روم جاتا ہوگا تو اپنی طہارت کیسے کرتا ہوگا؟ یہ جب سوتا ہوگا تو اپنی رضائی کمبل کو کیسے سیدھا کرتا ہوگا؟ اس کے دونوں ہاتھ ہی نہیں تھے۔ اس دن اتنی عجیب کیفیت ہوئی کہ میں بہت دیر اس بات پر روتا رہا کہ اے اللہ! آپ نے ہمیں یہ نعمتیں دیں، کاش کہ ہم ان نعمتوں کو آپ کے احکامات کی تعمیل میں استعمال کرتے۔۔۔!

پاؤں کی نعمت:

پھر پاؤں کا ہونا کتنی بڑی نعمت ہے! ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے پاؤں

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں ہوتے۔ ایک صاحب کے پاس جوتے نہیں تھے، وہ ظہر کی نماز کے بعد جب مسجد سے نکلے تو ان کو ننگے پاؤں دھوپ میں گرم فرش پر چلنا پڑا، پاؤں جل رہے تھے اور وہ اپنے دل میں یہ شکوہ کر رہے تھے کہ یا اللہ! میں تو تیری نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آیا اور آپ نے مجھے جوتے بھی نہ دیے؟! ابھی ان کے دل میں یہ شکوے کی کیفیت تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان آ رہا ہے اور اس کے پاؤں ہی نہیں ہیں اور وہ بیساکھیوں کے بل چل کر آ رہا ہے۔ ان کے دل پر چوٹ پڑی اور انہوں نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! میں تو جوتے کی وجہ سے رو رہا تھا اور یہ شخص تو اپنے پاؤں سے ہی محروم ہے، آپ کا کتنا احسان ہے کہ کم از کم آپ نے مجھے ٹانگیں تو دی ہیں۔ تو ہم اس چیز کا احساس نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنی نعمتوں سے نوازا ہے۔

نعمتوں کا شکر کیسے ادا ہو؟

ایک انسان کو چاہیے کہ اللہ رب العزت کی ان تمام نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ شکر ادا کرنے کا اصل طریقہ یہ ہے کہ ان اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں استعمال کریں اور شریعت کے مطابق اپنی زندگی بنائیں۔

عورت کی شکر گزاری:

اللہ تعالیٰ عورت سے چاہتے ہیں کہ یہ اپنے فرائض ادا کرے، اپنے خاوند کو خوش رکھے، اپنے بچوں کی تربیت کرے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندی بنے، اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

عقل سے شہوت کا کنٹرول:

رب کریم نے فرشتوں کو پیدا کیا، ان کو عقل تو دی مگر شہوت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے جانوروں کو پیدا کیا، ان کو شہوت دی، مگر عقل نہیں دی۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اس کو شہوت بھی دی اور عقل بھی دی، مگر کام یہ دیا کہ تم اپنی عقل کی وجہ سے اپنی شہوت کو کنٹرول میں رکھو۔

اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو کوئی نہ کوئی حفاظتی ہتھیار دیا ہے:

ہر انسان کو اور ہر جاندار کو اللہ تعالیٰ نے حفاظت کے لیے کچھ نہ کچھ عطا کیا ہے۔ ایک تو اللہ نے انسان کی حفاظت کے لیے فرشتوں کو متعین کیا۔ اگر فرشتے انسان کی حفاظت نہ کرتے تو جنات انسان کو دنیا میں زندہ ہی نہ رہنے دیتے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ فرشتے انسان کی حفاظت کرتے ہیں اور اسے جنات سے بچاتے ہیں۔ پھر اللہ رب العزت نے اپنی حفاظت کے لیے ہر چیز کو کچھ نہ کچھ عطا کیا، مثلاً:

○ ..... شہد کی مکھی کو ڈنک دیا، جو آدمی بھی شہد کے چھتے میں سے شہد نکالنا چاہے تو مکھی اس پر حملہ کرتی ہے۔

○ ..... بچھو کو بھی ڈنک عطا کیا۔

○ ..... اللہ تعالیٰ نے سانپ کو اپنے بچاؤ کے لیے زہر دیا۔

○ ..... اللہ تعالیٰ نے شیر کو دانت عطا کیے، اسی طرح بلی کو بھی اللہ تعالیٰ نے دانت عطا فرمائے۔

○ ..... بکرے کو اللہ تعالیٰ نے سینگ عطا فرمائے، کوئی بکرے کے قریب جائے تو وہ سینگ سے اس کا مقابلہ کرتا ہے۔

○ ..... بعض جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے دُم عطا کی۔

○ ..... ہاتھی کو اللہ تعالیٰ نے سونڈ عطا کی۔

○ ..... اونٹ کو اللہ تعالیٰ نے پاؤں کی مضبوطی عطا کی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

○ ..... ہم نے ایک ڈاکومنٹری میں دیکھا کہ ایک زرافہ تھا، اس کے اوپر شیر حملہ کرنے کے لیے بھاگا تو اس زرافے نے اپنی پچھلی دو ٹانگوں سے اس زور سے اس پر حملہ کیا کہ شیر کی کھوپڑی ٹوٹ گئی۔

○ .....اسی طرح گدھے کے قریب جائیں تو وہ بھی اپنی حفاظت کی خاطر لات مارتا ہے۔

○ ... کئی جانداروں کو اللہ تعالیٰ نے کانٹے عطا کیے۔ چنانچہ ایک جانور ہے جس کے جسم پر لمبے لمبے کانٹے ہوتے ہیں، اس کو کوئی بھی نقصان پہنچانے والا آئے تو وہ کانٹوں کو اس طرح پھیلا لیتا ہے کہ کوئی اس کو نقصان پہنچا ہی نہیں سکتا۔

○ ... کچھوے کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہڈی کا خول عطا کیا، جو اس کے پورے جسم کے اوپر ہوتا ہے، جب وہ خطرہ محسوس کرتا ہے تو اس خول کے نیچے چھپ جاتا ہے۔

○ ..... اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو پھسلاہٹ عطا فرمائی۔ چنانچہ مجھے آج بھی یاد ہے کہ میں پانچویں کلاس کا طالب علم تھا کہ میرے بھائی مجھے دریا پر لے گئے۔ وہاں لوگ مچھلی پکڑ رہے تھے۔ میرا بھی جی چاہا کہ میں مچھلی پکڑوں۔ چنانچہ ایک صاحب نے مچھلی پکڑی، کافی بڑی مچھلی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اچھا تم اس کو پکڑ لو۔ جب میں نے اسے ہاتھ میں پکڑا تو مچھلی نے حرکت کی اور پانی میں چلی گئی، مجھے پتہ بھی نہیں چلا۔ وہ اتنی (چکنی) Slipry تھی کہ اس کو پکڑنے کے لیے طریقہ چاہیے تھا، مجھے چونکہ پتہ نہیں تھا تو میں نے اسے نرمی سے پکڑا اور وہ ہاتھ سے نکل گئی۔ ”مچھلی کی طرح ہاتھ سے نکل جانا“ یہ ایک ضرب المثل بن گئی ہے۔

○ ... اسی طرح ایک مچھلی ایسی بھی ہے کہ جو اپنی حفاظت کے لیے بجلی کا جھٹکا مارتی ہے۔ ہم نے امریکہ میں ایک Aquarium (مچھلی گھر) میں دیکھا کہ ایک ایسی مچھلی تھی کہ جب وہ ہلتی تھی تو ۴۰۰ وولٹ کا کرنٹ پیدا ہوتا تھا۔ انہوں نے ایک بلب لگایا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوا تھا، اس کے کرنٹ سے وہ بلب جلتا تھا اور پتہ چلتا تھا کہ اس مچھلی کے ملنے سے برقی رو پیدا ہو رہی ہے۔

○..... ایک مچھلی کو اللہ تعالیٰ نے ڈنک والی دم عطا فرمائی۔ جو اس کے قریب آتا ہے وہ اس کو ڈنک لگا لیتی ہے اور بندہ مر جاتا ہے۔

○..... اللہ تعالیٰ نے چوہے کو دن میں اور رات میں دیکھنے کے لیے نظر عطا فرمائی، تاکہ یہ بلی سے ہر وقت بچ سکے۔

○..... چھچھوندر کو اللہ تعالیٰ نے بچنے کے لیے بدبو عطا فرمائی۔ چنانچہ اس کے اندر بدبو اتنی ہوتی ہے کہ کوئی بھی اس کے قریب جانا پسند نہیں کرتا۔

○..... ایک بچے نے مینڈک کو پکڑا اور پھر ایک دم چھوڑ دیا، کہنے لگا کہ جی اس کی وجہ سے میرے ہاتھ گیلے ہو گئے۔ تو پتہ چلا کہ مینڈک کا یہ Trick (چال) ہے کہ جو کوئی اس کو پکڑتا ہے اس کے ہاتھ پر وہ پیشاب کر دیتا ہے، اور بندہ اس کو پھر کنفیوز ہو کر چھوڑ دیتا ہے۔ تو ہر کسی کو اللہ نے اپنی حفاظت کے لیے کچھ نہ کچھ عطا کیا ہے۔

ناموس کی حفاظت کے لیے عقل کا استعمال:

عورت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت کے لیے عقل عطا کی ہے۔ چنانچہ عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی عقل کی وجہ سے سوچے اور اپنی جان اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ یہ عقل ایک ڈھال ہے، جو انسان کی عزت و آبرو کو بچا سکتی ہے۔ جو لڑکیاں عقل استعمال نہیں کرتیں، وہ بڑی جلدی غیر محرم بندوں کا شکار بن جاتی ہیں۔

اللہ رب العزت نے عورت کو بہت بڑی خوبی دی ہے۔ کوئی مرد اس سے بات کرے تو اس کو بڑی جلدی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کس نیت سے بول رہا ہے؟ یا کس نیت سے بات کر رہا ہے؟ یہ سمجھ اور فہم عطا کرنے کا مقصد یہی تھا کہ چونکہ اس نے اپنی

www.besturdubooks.wordpress.com

عزت وناموس کی حفاظت کرنی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت زیادہ فہیم بنایا۔ اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ غیر مرد مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ تمہیں غیر مرد سے بات کرنے کا موقع پیش بھی آ جائے تو تم ذرا روکھے انداز میں بات کرو، آواز میں لوچ پیدا نہ کرو، ذرا میٹھی سریلی آواز بنا کر بات نہ کرو۔

﴿فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ (الاحزاب: ۳۲)

''کہ کوئی ایسا شخص بے جا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے۔''

آج کل کی لڑکیوں کی بے عقلی:

آج کل بچیاں یونیورسٹی میں جاتی ہیں، مردوں پر دوپٹے بھی نہیں ہوتے، خوشبو میں لگائی ہوتی ہیں اور کپڑے بھی نائیٹ پہنے ہوتے ہیں، اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ اس طرح ہم دوسروں کو بہت خوبصورت نظر آتی ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتی ہیں کہ اس طرح جو غیر محرم مرد ہیں، وہ ہمارے بارے میں کتنی بری سوچ دل میں رکھتے ہیں اور حیلے بہانے بنا بنا کر وہ عورتوں کو اپنے دام میں گرفتار کرتے ہیں۔

عورت اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کیسے کرے؟

اس لیے انسان عقل استعمال کرے تو اس کے ذریعے سے وہ اپنی شہوت کو کنٹرول کر سکتا ہے۔ رب کریم نے انسان کو یہ نعمت عطا فرمائی تا کہ اس کی وجہ سے اس کی عزت وآبرو کی حفاظت رہے۔ لہٰذا جب کوئی مرد گفٹ دے کر، دعوت کسی بھی طرح سے دے، مسکرا مسکرا کر دے، یا میسج لکھ کر دے یا باتیں کرے، ایسی کسی چیز کی طرف التفات ہی نہیں کرنا چاہیے۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

حفاظتِ ناموس کے لیے اللہ سے دعا:

دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جان، عزت، آبرو کی حفاظت کرنے میں مدد فرمائے۔

ایک بات ذہن میں رکھ لیجیے کہ نفسانی خواہشات کو انسان جتنا پورا کرے، یہ اتنا اور زیادہ بڑھتی ہیں۔ ان کو ختم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کو نظر انداز کریں اور ان کے ختم ہونے کی اللہ سے دعا مانگیں۔ جب اللہ سے دعا مانگیں گی تو اللہ تعالیٰ بچا لیں گے۔ انسان اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ عورت کو چاہیے کہ عشاء کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر روزانہ اللہ سے دعا مانگے: اے اللہ! میری عزت، ناموس کی حفاظت رکھنا، مجھے کسی ایسی مشکل میں گرفتار نہ کرنا کہ جہاں میری عزت کو خطرہ ہو۔ جب اللہ سے توفیق مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

اللہ کی رحمت سے توبہ کی توفیق:

انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے چار چیزوں کے سمجھنے میں غلطی تھی، مگر میں نے قرآن پاک پڑھا تو مجھے پتہ چلا کہ میری غلطی کہاں کہاں پر ہے، مثلاً:

① میں یہ سمجھتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں جس کی وجہ سے اللہ مجھ سے محبت کرتے ہیں، لیکن میں نے قرآن پاک میں پڑھا:

﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ (المائدة: ٥٤)

"اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔"

تب مجھے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے پہلے محبت فرماتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں بندے کے دل میں اللہ سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

② دوسری غلطی یہ تھی کہ میں یہ سوچتا تھا کہ انسان اپنے رب سے پہلے راضی ہوگا تو اس کے بدلے میں اللہ اس سے راضی ہو جائے گا۔ قرآن پاک پڑھا تو میری یہ غلطی بھی دور ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ (البینۃ: ۸)

''اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔''

تو پہلے اللہ راضی ہوتا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بندہ بھی پھر اپنے رب سے راضی ہو جاتا ہے۔

③ پھر وہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا تھا کہ میں اللہ کو پہلے یاد کرتا ہوں، پھر اللہ مجھے یاد کرتے ہیں، لیکن قرآن پاک پڑھا تو پتہ چلا کہ

﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ (العنکبوت: ۴۵)

''اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔''

ہم جو اللہ کو یاد کرتے ہیں تو پہلے اللہ یاد کرتا ہے، تب ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اس لیے انسان کو اللہ تعالیٰ دن میں جو نعمتیں عطا فرماتے ہیں، ان میں سب سے بہتر نعمت یہ ہوتی ہے کہ انسان کو اللہ اپنی یاد کی توفیق عطا فرما دیں۔

④ پھر فرمایا: میری غلط فہمی تھی کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ میں پہلے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ میرے اوپر رحم فرماتے ہیں۔ جب قرآن پاک پڑھا تو اس میں بتایا گیا:

﴿ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا﴾ (التوبہ: ۱۱۸)

''تو پھر اللہ نے ان پر رحم فرمایا تاکہ وہ اللہ ہی سے رجوع کر لیں۔''

اس سے پتہ چلا کہ اللہ کی رحمت پہلے متوجہ ہوتی ہے، پھر انسان کو توبہ کی توفیق ملتی؛

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۸/ ۱۸۸)

تو یہ بات ذہن میں رکھیے کہ اللہ کی رحمت کی نظر پہلے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا نیت سے پہلے دیکھتے ہیں، پھر انسان کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔

اجتماع میں آنے کا مقصد:

اس اجتماع میں آنے کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ ہم زندگی کے پچھلے گناہوں سے سچی پکی توبہ کرلیں اور آئندہ اللہ کی بارگاہ میں فرمانبردار بن کر زندگی گزارنے کا ارادہ کرلیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی نظر ہوگی، ہماری طرف سے نیک بننے کا ارادہ ہوگا تو یہ محبت کا تعلق جڑ جائے گا۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
تم ہمارے ہم تمہارے ہو چکے

محبت کسے کہتے ہیں؟

محبت کہتے ہیں دل کا کسی کے ساتھ اتنا مشغول ہو جانا کہ دوسروں کی طرف انسان کا دھیان ہی نہ رہے۔ اس کیفیت کو محبت کہتے ہیں۔ کوئی دل میں اتنا سما جاتا ہے کہ اس دل میں کسی دوسرے کے لیے جگہ ہی نہیں رہتی۔ اور اس کی علامات یہ ہیں کہ انسان محبوب کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اس کی بات ماننے میں انسان کو مزہ آتا ہے۔

"إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ"

"محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع ہوتا ہے۔"

اور پھر اس کی عظمت کو پاکر خوش ہوتا ہے۔ بندے کو چاہیے اپنے اللہ سے محبت کرے اور اپنے اندر اللہ کی عظمت کو پیدا کرے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ)) (الفقیر الکبیر للرجلی: ۱۰۹۶۰)

''تم اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ۔''

.....اللہ تعالیٰ پردہ ڈالنے والے ہیں، تم بھی بندوں کے لیے پردہ ڈالنے والے بن کر رہو۔

.....اللہ تعالیٰ خطیوں کو جلد معاف فرما دیتے ہیں، تم بھی دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کرو۔

.....اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہیں، تم بھی رحیم و کریم بن کر رہو، دوسروں کے لیے عفو و درگزر کا معاملہ کرو۔

.....اللہ تعالیٰ حلیم ہیں، تم بھی اپنے اندر حلم پیدا کرو۔

اور یہ سوچیے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت بعد میں کرتے ہیں، پہلے اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے:

''یَا ابْنَ آدَمَ، اِنِّیْ لَکَ مُحِبٌّ''

''اے آدم کے بیٹے! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ بندے سے محبت پہلے کرتے ہیں، اس کے بعد بندے کو اللہ سے محبت کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

اللہ بندے کا رزق بڑھاتے چلے جاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ بندے کے اوپر اتنے احسانات کرتے ہیں کہ ہمیں تو ان کا پتہ بھی نہیں چلتا کہ کیسے کیسے احسانات ہیں؟ مثال کے طور پر: اللہ تعالیٰ بندے کے رازق ہیں تو وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ بندے کے رزق کے دروازے بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ یہ ایک علمی نکتہ ہے، بچیاں اس پوائنٹ کو نوٹ کریں۔ دیکھیں! جب بچہ ابھی

www.besturdubooks.wordpress.com

ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو یہاں اس کے رزق کا ایک دروازہ ہوتا ہے، وہ تعلق جو ماں کے جسم کے ساتھ بچے کے جسم کا ہوتا ہے، وہ ایک آنت کے ذریعے ہوتا ہے جس کے ذریعے سے خون اس بچے کو مل رہا ہوتا ہے، غذا مل رہی ہوتی ہے اور بچہ اسی کے ذریعے سے ماں کے پیٹ میں پل رہا ہوتا ہے۔ تو گویا ماں کے پیٹ میں انسان کے رزق کا ایک دروازہ تھا۔

پھر جب وہ بچہ اس دنیا میں پیدا ہو گیا تو اب اللہ تعالیٰ نے وہ دروازہ بند کر دیے، ماں کے سینے میں دو پستان بنا دیے۔ پہلے ایک جگہ سے رزق ملتا تھا لیکن اس دنیا میں آنے کے بعد اب دو جگہ سے رزق ملنا شروع ہو گیا۔

پھر بچہ جو دودھ پیتا تھا اب بچہ بڑا ہو گیا تو ماں کے دودھ کے علاوہ باقی چیزیں بھی کھانے لگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے رزق کے چار دروازے کھول دیے۔

...... ایک دروازہ لحمیات کا، یعنی گوشت کا۔

..... ایک اجناس کا، یعنی گندم روٹی چاول وغیرہ۔

..... اور ایک مشروبات کا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے وہ بھی بنائے ہیں۔

..... اور ایک ثمرات کا، یعنی پھلوں کا۔

تو یہ چار طرح کا رزق انسان کو جوانی میں ملتا ہے۔

اور اس کے بعد اگر یہ نیکی کی زندگی گزار کر اس دنیا سے جائے گا تو جنت کے آٹھوں دروازے کھلیں گے۔ یعنی رزق کے آٹھ راستے جنت میں اس کو نصیب ہوں گے۔ تو دیکھیں! وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کس قدر اپنی نعمتیں اس بندے پر بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔

بندے کو چاہیے کہ اپنے اللہ کا فرمانبردار بن کر زندگی گزارے۔ اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہیں، وہ بندے کو اپنی نعمتوں میں خوش دیکھنا چاہتے ہیں، اپنی نعمتوں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

محروم دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

تائب گناہگار کے ساتھ رب کریم کا معاملہ:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی زمین چیختی ہے اور پکارتی ہے کہ اے اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بندے کو نگل جاؤں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر تم نے میرے بندے کو پیدا کیا ہے تو تم اس کو پکڑ لو اور اگر میں نے پیدا کیا ہے تو میرے اور اس بندے کے درمیان دخل مت دو۔

"إِنْ أَتَانِي نَهَارًا قَبِلْتُهُ"

"اگر یہ بندہ دن میں میرے پاس توبہ کے لیے آئے گا میں اس کو قبول کر لوں گا۔"

إِنْ أَتَانِي لَيْلًا قَبِلْتُهُ

"اور اگر یہ میرے پاس رات میں بھی توبہ کرنے آئے گا تب بھی میں قبول کر لوں گا۔"

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

"یہ اپنے رب کو معاف کرنے والا اور رحیم پائے گا۔"

عذاب، بندے کی سرکشی پر ملتا ہے:

تو اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب دینا پسند نہیں فرماتے، صرف اس وقت عذاب دیتے ہیں جب بندہ سرکشی کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّأَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۸۱)

"(آگ انہیں) کیوں نہیں (چھوئے گی)! جو لوگ بھی بدی کماتے تھے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کی بدی انہیں گھیر لیتی ہے تو ایسے لوگ ہی دوزخ کے باسی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹی موٹی غلطی پر اللہ تعالیٰ بندے کو رسوا نہیں کرتے، جب بندہ غلطیوں میں گھر جاتا ہے اور جو نہیں کٹتے وہ غلطیاں ہی کرتا رہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ (ایسے لوگ ہی دوزخ کے باسی ہیں)۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم دنیا میں اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں۔

ایک نیکی پر جنت:

قیامت کا دن ایسا دن ہوگا جب ماں بھی کوئی ایک نیکی نہیں دے گی۔ ایک حدیث پاک ذرا توجہ کے ساتھ سنیے! قیامت کے دن ایک بندہ ہوگا جسے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس کے تمام اعمال میں نیکیاں بھی ہوں گی اور گناہ بھی ہوں گے مگر اس کی ایک نیکی کم ہوگی، یعنی ایک گناہ زیادہ ہوگا۔ رب کریم فرمائیں گے: اے میرے بندے! اگر تیرے پاس ایک نیکی اور ہوتی تو تیری نیکیاں اور گناہ برابر ہو جاتے، پھر میں اپنی رحمت سے تجھے جنت میں بھیج دیتا۔ اب چونکہ تمہاری ایک نیکی کم ہے، اس لیے تم ایک نیکی کہیں سے لے کر آؤ۔ وہ نوجوان بڑی خوشی خوشی اپنے ماں باپ کی طرف جائے گا۔ اپنی ماں سے نیکی مانگے گا، لیکن ماں کہے گی کہ میں تمہیں ایک نیکی بھی نہیں دے سکتی۔ وہ بچہ کہے گا کہ میں جہنم میں چلا جاؤں گا، میرے اوپر رحم کھائیں اور آپ کے پاس تو نیکیاں زیادہ ہیں۔ ماں کہے گی: اگرچہ نیکیاں زیادہ ہیں مگر میں تمہیں اس وقت ایک نیکی بھی نہیں دے سکتی۔ پھر وہ بندہ اپنی بیوی سے نیکی مانگے گا، بیوی بھی انکار کر دے گی۔ پھر اپنے بھائی سے مانگے گا، وہ بھی انکار

www.besturdubooks.wordpress.com

کردے گی، اور بیٹا بھی انکار کردے گا۔ فرمایا:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ﴾ (عبس: ۳۴۔۳۵۔۳۶)

"یہ اس دن ہوگا جب انسان اپنے بھائی سے بھی بھاگے گا، اور اپنے ماں باپ سے بھی، اور اپنے بیوی بچوں سے بھی۔"

جب سب لوگ انکار کردیں گے تو وہ بڑا مایوس ہوگا کہ اتنے میرے Loved One (محبت والے) تھے اور آج ان کے پاس نیکیاں زیادہ بھی ہیں، یہ مجھے ایک نیکی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اتنے میں اسے ایک بندہ ملے گا، وہ پوچھے گا: تم کیوں رو رہے ہو؟ یہ کہے گا: ایک نیکی کم ہے، اس وجہ سے میں رو رہا ہوں اور مجھے کوئی نہیں دے رہا۔ وہ کہے گا: اچھا! مجھ سے ایک نیکی لے لو۔ جب وہ نیکی دینے کے لیے تیار ہو جائے گا تو قیامت میں اعلان کیا جائے گا کہ ایک بندے نے اس کو ایک نیکی دے دی، جس کی وجہ سے اس کی نیکی اور گناہ برابر ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے جنت کا فیصلہ کر دیا۔

جب یہ اعلان ہوگا تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: اے جبرئیل! یہ کیسا معاملہ ہے؟ کیسا اعلان ہے؟ جبرئیل علیہ السلام کہیں گے: اللہ! آپ کے ایک بندے نے اپنی ایک نیکی دوسرے کو دے دی۔ اللہ تعالیٰ اس نیکی دینے والے کو بلائیں گے اور فرمائیں گے کہ تو کیسا سخی ہے کہ آج کے دن تو نیکی دوسرے کو دے رہا ہے؟ وہ کہے گا: یا اللہ! میرے نامۂ اعمال میں ایک ہی نیکی تھی اور گناہ ہی گناہ تھے۔ اور میں نے تو جہنم جانا ہی تھا، میں نے سوچا کہ میں تو جا ہی رہا ہوں، چلو میرے نیکی دینے سے یہ بچ جاتا ہے تو میں اس کو بچا لوں۔ اللہ فرمائیں گے: اچھا! اگر تو نے اپنی سخاوت دکھائی تو میں اس بات کا زیادہ مستحق ہوں کہ میں اپنی سخاوت دکھاؤں، مجھ جیسا سخی کوئی نہیں، جس کو

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے تمہیں بھی جنت عطا فرما دی اور اس بندے کو بھی جنت عطا فرما دی۔

(تذکرۃ احوال اموات بحوالہ جنت کے حسین مناظر: ص ۱۵۴)

رب کریم تو ایسے مہربان ہیں کہ بندے کے لیے بخشش کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

اللہ ایمان والوں کے دوست ہیں:

چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنائیں۔ جو قرآن مجید کی آیت پڑھی گئی:

﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران:۶۸)

''اللہ ایمان والوں کے دوست ہیں۔''

مفسرین نے ''ولی'' کے کچھ معانی لکھے ہیں:

ولی کا ایک معنی ہوتا ہے ''دوست''۔

ایک ہوتا ہے ''نگران''۔

ایک ہوتا ہے ''کارساز''۔

اور ایک ہوتا ہے ''مددگار''۔

ایک ہوتا ہے ''ساتھی''۔

اور ایک ہوتا ہے ''وارث''۔

''ولی'' کے اتنے معانی ہیں۔ گویا جو اللہ کو اپنا ولی بنائے گا تو وہ دوست بھی اللہ کو بنائے گا..... مددگار بھی ... ساتھی بھی...... وارث بھی۔ ہم اگر اللہ کو اپنا ولی بنالیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری مشکلات کو آسان بھی فرما دیں گے۔

دوست اپنے دوست کا خیال رکھتا ہے:

دوست اپنے دوست کی مشکلات کا خیال رکھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک ہاتھی تھا

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا اور اس نے کسی غریب کے ساتھ دوستی کرلی۔ تو غریب نے کہا کہ نہیں، میں آپ سے دوستی نہیں کرسکتا۔ ہاتھی نشین نے پوچھا: کیوں نہیں کرسکتا؟ اس نے کہا: اس لیے کہ میرا گھر چھوٹا سا ہے، تو ہاتھی پہ چڑھ کر آئے گا، میرے گھر میں تو داخل بھی نہیں ہو سکتا۔ تو ہاتھی نشین نے مسکرا کر کہا: سنو! میں جس کو اپنا دوست بناتا ہوں، پھر اس کا مکان اونچا بھی ہوا کرتا ہوں، تا کہ میرا ہاتھی وہاں جا سکے۔ تو جب بندہ اللہ تعالیٰ کو دوست بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے دنیا و آخرت کے کاموں کو سنوار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کا مستحق ہے کہ ہم اس کو اپنا دوست بنائیں۔

اللہ تعالیٰ کو دوست بنایئے!

تو جوان بچیاں یہ بات ذہن میں بٹھالیں! ان کے ذہنوں میں یہ ہوتا ہے کہ میرا کوئی دوست نہیں...... میں اکیلی ہوں...... میں تنہا ہوں...... میں بہت محسوس کرتی ہوں۔ بچی! اللہ کو دوست بنا لیجیے، جب اللہ کو دوست بنا لیں گی تو کسی کو مس کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ وہ پروردگار تمہارے ساتھ ہوگا تم جہاں کہیں بھی ہوگے۔ اور جتنا اللہ تعالیٰ وفا کرتے ہیں، اتنا کوئی دوسرا وفا نہیں کر سکتا۔ اس لیے مخلوق کو دوست بنائیں گی تو مخلوق سے بے وفائی دیکھیں گی۔ مخلوق مطلب کی ہوتی ہے، مطلب نکلا تو پھر تو کون اور میں کون؟ ناواقف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو دوست بنایئے، جس نے اللہ کو دوست بنا لیا، اللہ تعالیٰ اس بندے کی دنیا و آخرت کے کاموں کو سنوار دیتے ہیں۔

پائیدار کا عشق ہی پائیدار ہے:

تو آج کی اس مجلس میں یہ بات اپنے ذہنوں میں بٹھا لیجیے کہ محبت کے قابل فقط اللہ کی ذات ہے۔ مرنے والوں سے اور چھٹنے والوں سے محبت کیا کرنی؟

www.besturdubooks.wordpress.com

عشق با مردہ نہ باشد پائیدار
عشق را با حی و با قیوم دار

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرنے والوں سے اور مٹنے والوں سے کیا محبت کرتی ہو؟ اگر کرنی ہی ہے تو محبت اس سے کرو جو حی و قیوم ہے، جو ہمیشہ زندہ رہنے والا اور باقی رہنے والا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے ساتھ نبھا کر دکھاتے ہیں۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنائیں۔

چالیس سالہ گناہ گار کی اللہ سے دوستی:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بنی اسرائیل کے لوگ آئے، کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! بڑا عرصہ ہوا ہے بارش نہیں ہوئی، پانی کی قلت ہے اور جانور بھی پریشان ہیں، انسان بھی پریشان ہیں، آپ دعا کیجیے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا ساری قوم کے لوگ باہر کھلی جگہ میں آئیں اور میں دعا کرواؤں گا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ستر ہزار لوگ اکٹھے ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خوب دعا مانگی، اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر فریاد کی، مگر بارش کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ جب کافی دیر دعا کرنے کے بعد بھی بارش نہ ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے اللہ! آپ کا ایک نبی آپ سے اپنی امت کے ساتھ مل کر دعا مانگ رہا ہے اور آپ کی طرف سے قبولیت کے آثار ظاہر نہیں ہو رہے۔ رب کریم نے فرمایا کہ اس قوم کے اندر ایک بندہ ایسا ہے جو چالیس سال سے میرے ساتھ گناہوں کے ذریعے سے لڑائی کر رہا ہے، یعنی وہ گناہ کر کے میرے ساتھ گویا لڑائی میں لگا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے میں بارش نہیں برسانا چاہتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا، انہوں نے اعلان کیا: اے لوگو! تمہارے اندر ایک ایسا بندہ ہے کہ جو چالیس سال سے ایک گناہ میں مبتلا ہے اور اللہ تعالیٰ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

سے ناراض ہیں، اللہ اس کی موجودگی میں بارش نہیں برسانا چاہتے۔ لیکن اس بندے سے کہتا ہوں کہ وہ یہاں سے نکل جائے اور اس کی وجہ سے دوسروں پر جو مصیبت آئی ہوئی ہے، وہ ٹل جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جیسے ہی یہ اعلان کیا تو تھوڑی دیر کے بعد بارش ہونے لگ گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے کہ کوئی بندہ باہر نکلا بھی نہیں اور بارش بھی شروع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس مجمع میں ایک بندہ ایسا ہے جو سر سے پاؤں تک گناہ کے ذریعے جنگ میں لگا ہوا ہے۔ تو رب کریم سے پوچھا: یا اللہ! یہ بارش کیسے ہوئی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس بندے کی وجہ سے بارش روکی گئی تھی، اسی بندے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔ اللہ! اس کی وجہ سے بارش کیسے ہوئی؟ فرمایا کہ جب آپ نے اعلان کیا، اس بندے نے اپنے دل میں سوچا کہ اے اللہ! اگر میں اس وقت لوگوں کے درمیان سے باہر نکل کر جاؤں گا تو میری رسوائی ہوگی، میں کسی کو چہرہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔ اے کریم! تو جانتا ہے کہ میں نے چالیس سال آپ کی نافرمانی کی، آپ نے مجھے ڈھیل دے دی۔ اور اب میں آپ کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، آپ قبول فرما لیجیے۔ جب اس نے اس طرح عاجزی کا اظہار کیا تو مجھے اس پر رحم آ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! اس مقبول بندے کی مجھے زیارت تو کروا دیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب وہ میری نافرمانی کرتا تھا تو اس وقت میں نے اس کا راز فاش نہ کیا۔ اب تو وہ گناہوں سے توبہ کر کے نیک بن چکا ہے تو میں کیسے اس کا راز آپ کے سامنے کھول دوں......!! (کتاب التوابین لابن قدامہ، ص ۸۱)

بندے اور رب میں فرق:

قارون، بنی اسرائیل کا ایک بڑا امیر کبیر آدمی تھا۔ اس کے پاس اتنا مال و دولت

www.besturdubooks.wordpress.com

اور خزانے اتنے تھے کہ ان خزانوں کی چابیاں چالیس اونٹوں پر لاد کر لے جائی جاتی تھیں۔ جب بنی اسرائیل کے اوپر زکوۃ کا حکم آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ زکوۃ ادا کی جائے۔ قارون کو کہا گیا کہ وہ بھی زکوۃ دے۔ قارون اس بات پر بہت زیادہ غصے میں آگیا کہ مال میرا ہے اور میں موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر لوگوں میں یوں لٹا دوں!؟ اب غصے کی وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ میں کوئی ایسا کام کروں کہ مجھے زکوۃ نہ دینی پڑے۔ اپنے دوستوں میں بیٹھ کر اس نے مشورہ کیا۔ دوستوں نے اس کو مشورہ دیا کہ تم کوئی ایسا کام کرو کہ جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کی عزت خراب ہو جائے اور وہ لوگوں کی نظر سے گر جائے، پھر آپ کہنا کہ میں ان کی بات نہیں مانتا۔

چنانچہ اس نے ایک عورت کے ساتھ رابطہ کیا اور اس کو کہا کہ میں تمہیں اتنے اتنے پیسے دوں گا تم مجمع میں کھڑے ہو کر یہ کہہ دینا کہ موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ حرام کاری کی ہے۔ چنانچہ عورت اگرچہ سمجھدار ہوتی ہے مگر جذباتی بھی ہوتی ہے، بہت جلدی پھسل جاتی ہے۔ وہ عورت مال کے چند ٹکوں کی خاطر پھسل گئی اور کہنے لگی: بہت اچھا۔ چنانچہ ایک مجلس لگی، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور بنی اسرائیل کے لوگ بھی تھے۔ قارون اور اس کے ساتھیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کس چیز کا حکم دے کر بھیجا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور صلہ رحمی کرو، اور اسی طرح زانی کی سزا کے بارے میں بتایا کہ اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے۔ انہوں نے پوچھا کہ اگر یہ کام آپ کریں تو پھر کیا سزا ہوگی؟ فرمایا: میری بھی یہی سزا ہوگی۔ لوگوں نے فوراً کہا کہ آپ نے تو زنا کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حیرانگی سے پوچھا: میں نے۔۔؟! انہوں نے اس عورت کو بلایا اور اسے کہا کہ ساری بات

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ اب وہ یہی بات کہنا چاہتی تھی، مگر اللہ تعالیٰ مددگار رہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رعب ایسا تھا کہ وہ کوئی بات نہ کر سکی۔ پھر اسے دل میں شرمندگی ہوئی اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے سارا کچھ کھول دیا۔ کہنے لگی کہ جی! مجھے تو قارون نے پیسے دینے کا وعدہ کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ تم موسیٰ پر بہتان لگا دو۔ موسیٰ نے تو میرے ساتھ کوئی ایسا کام نہیں کیا، وہ تو بالکل پاک صاف ہیں۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنی تو فوراً سجدے میں گر گئے اور رونے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: موسیٰ! کیوں روتے ہو؟ اے میرے پیارے موسیٰ! میں نے تھوڑی دیر کے لیے زمین کو تمہارے ماتحت کر دیا، جو حکم آپ زمین کو دیں گے وہ حکم زمین مانے گی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا: اے زمین! ان کو نگل جا۔ قارون اور اس کے ساتھی ایڑھیوں تک زمین کے اندر دھنس گئے۔ پھر وہ پکارنے لگے اور موسیٰ علیہ السلام سے معافیاں مانگنے لگے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ زمین کو کہا کہ تو ان کو پکڑ لے۔ وہ گردن تک زمین کے اندر دھنس گئے۔ وہ پھر معافیاں مانگنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو جلال میں تھے کہ تیسری مرتبہ حکم دیا: اے زمین! انہیں نگل جا۔ چنانچہ قارون اور اس کے ساتھیوں کو زمین نگل گئی اور وہ زمین میں دھنستے چلے گئے۔

جب قارون اور اس کے ساتھی زمین میں دھنس گئے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے میرے موسیٰ! جب آپ نے زمین کو حکم دیا کہ ان کو نگل جا، زمین نگل رہی تھی، اس وقت وہ آہ و فریاد کر رہے تھے، معافیاں مانگ رہے تھے، مگر آپ نے ان کی ایک نہ سنی اور ان کو آپ نے پورا کا پورا زمین کے اندر دھنسا دیا۔ اے میرے پیارے موسیٰ! اگر وہ اس وقت مجھ سے فریاد کرتے تو میں پروردگار اس وقت بھی ان کی فریاد کو قبول کر لیتا اور انہیں معاف کر دیتا۔ (درمنثور: ۱۱/۲۰۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

صنم اور صمد میں فرق:

رب کریم تو اتنے مہربان ہیں کہ ان کی مہربانی کے بارے میں کوئی بندہ سوچ ہی نہیں سکتا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بندہ بت پرست تھا، ایک دفعہ اس کو کوئی مسئلہ درپیش تھا تو اس نے کہا کہ میں آج رات بت کی عبادت کروں گا اور دعا مانگوں گا۔ چنانچہ وہ ساری رات "یا صنم!... یا صنم!" کہہ کر پکارتا رہا اور دعا مانگتا رہا۔ اس کے اوپر نیند کا غلبہ ہو گیا، اب جب نیند کا غلبہ ہوا تو نیند کے غلبے میں اس کے منہ سے "یا صنم!... یا صنم!" نکلنے کے بجائے "یا صمد!... یا صمد!" نکل گیا، "صمد" اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ جیسے ہی اللہ تعالیٰ کا نام اس کے منہ سے نکلا اللہ تعالیٰ نے فوراً فرمایا:

لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ! اُطْلُبْ مَا تُرِیْدُ!

"اے میرے بندے! میں حاضر ہوں۔ مانگ جو چاہتا ہے؟"

فرشتے حیران ہو کر پوچھتے ہیں: اے اللہ! یہ بت پرست ہے، یہ صنم کو پوجنے والا ہے، یہ ساری رات صنم کو پکارتا رہا، نیند کے غلبے کی وجہ سے آپ کا نام اس کی زبان سے نکل آیا اور آپ فوراً متوجہ ہوئے اور جواب دیا:

لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ! اُطْلُبْ مَا تُرِیْدُ!

"اے میرے بندے! میں حاضر ہوں۔ مانگ جو چاہتا ہے؟"

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ فرشتو! اس بندے نے بت کی پرستش کی، ساری رات بت کو پکارتا رہا اور بت نے کوئی جواب نہ دیا، اگرچہ میرا نام غفلت کی حالت میں اس کے منہ سے نکلا، لیکن اگر میں بھی جواب نہ دیتا، پھر مجھ میں اور بت میں کیا فرق رہتا؟ (زاد الجالس، ص ۱۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

تو رب کریم اگرا سے محروم نہیں کرتا ایک بت پرست غفلت کی حالت میں ''یا صمد!'' کہہ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی بھی پکار کا جواب دیتے ہیں تو اگر وہ عورت جو اللہ سے محبت کرتی ہے، اللہ کی وجہ سے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہے، اللہ کے محبوب ﷺ کی ایک ایک سنت پر محبت سے عمل کرتی ہے، ایسی نیک اور پاک صاف لڑکی اگر تہجد کے وقت میں اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھائے گی اور دعائیں مانگے گی، اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو کیوں نہیں قبول فرمائیں گے!! اگر فرق ہے تو ہماری طرف سے ہے۔ عورت کو چاہیے کہ وہ اللہ کو اپنا وکیل بنائے...... اللہ کو اپنا نصیر بنائے...... اللہ کو اپنا ولی بنائے۔

دلوں من لئی تیری بن گئی:

ایک تجربے کی بات ہے کہ عام لڑکیاں اپنے خاوند کو خوش کرنے کے لیے جتنے جتن کرتی ہیں، ہمارا یہ تجربہ ہے کہ اگر وہ اللہ کو منانے کے لیے اس سے آدھی بھی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنا ولی بنا لے۔ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی مقبول بندیوں میں شامل فرما لے۔ چنانچہ کہتے ہیں: ''یلے پھر گمام تھیں'' آپ کو پکڑ لو اور مضبوطی سے پکڑ لو! آج عورتیں دل میں یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے آج سے اپنے اللہ کے در کو پکڑ لیا۔ اب ہم نیک بن کر رہیں گی، اللہ کو راضی کریں گی۔

دلوں من لئی تیری بن گئی

''اے اللہ! میں نے دل سے یہ مان لیا کہ میں تیری بن گئی۔''

چونکہ میں نے دنیا کی بے وفائیوں کو دیکھ لیا، دنیا والوں کی بے وفائیوں کو دیکھ لیا، اب میں صرف آپ ہی کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ میرے آقا آپ ہی ہیں...... میرے مالک، میرے خالق، میرے رازق آپ ہی ہیں۔ میں آپ ہی سے

www.besturdubooks.wordpress.com

محبت کرتی ہوں، اور اپنی ہر مصیبت میں آپ ہی کو مدد کے لیے پکارتی ہوں۔ جب آپ اللہ سے تعلق جوڑ لیں گی، پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کیسے اپنے بندوں سے نبھاتے ہیں اور ان کے لیے معاملات کو سیدھا کر دیتے ہیں۔

آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا کی فریاد:

آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی تھی۔ ایک مرتبہ فرعون کو پتہ چلا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی ہے تو وہ بہت خفا ہوا اور اپنی بیوی کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ اب بیوی کو اپنے گھر سے نکال دینا کوئی چھوٹی سزا نہیں ہوتی، اس عورت کی تو ایک دفعہ زندگی ہی تاریک ہو جاتی ہے۔ جب وہ اس کو ذلیل و رسوا کر کے گھر سے نکال رہا تھا تو اس وقت بی بی آسیہ نے اللہ سے یہ دعا کی:

﴿رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾ (سورۃ تحریم)

اے اللہ! یہ فرعون تو مجھے اپنے گھر سے دھکے دے رہا ہے اور مجھے نکال رہا ہے اور میں بے گھر ہو رہی ہوں۔ اے اللہ! اب اس کے بدلے تو مجھے جنت میں گھر عطا فرما دیجئے۔ جب اس نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے دعا کو بھی قبول کر لیا اور اس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی کر دیا۔ آج بھی عورتیں یہ آیات پڑھتی ہیں تو ان کو پتہ چلتا ہے کہ قرآن پاک میں تذکرہ ہے کہ ایک بندی نے دعا مانگی تھی، اللہ نے اس کو جنت میں گھر کا وعدہ دیا تھا۔ تو دیکھیں! اللہ تعالیٰ اپنی بندیوں کی فریادوں کو کیسے سنتے ہیں اور ان کو کیسے پورا کرتے ہیں...!

خولہ رضی اللہ عنہا کا مشکل میں اللہ کو پکارنا:

ایک اور خاتون کا قرآن مجید میں تذکرہ ہے، جو نبی ﷺ کی صحابیہ تھیں، ان کا

www.besturdubooks.wordpress.com

نام تھا خولہ بنت ثعلبہ۔ یہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گئی تھیں۔ بڑھاپے کی عمر میں مرد غصے میں جلدی آ جاتا ہے اور بات بات پر غصہ کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ہوا کو بھی گالیاں نکالتا ہے۔ چنانچہ کوئی بات ہوئی تو خاوند نے غصے میں اس کو کہہ دیا کہ تم میرے لیے اس طرح ہو جیسے میری ماں ہوتی ہے۔ اب اس زمانے میں جب کسی کو یہ الفاظ کہہ دیے جاتے تھے تو وہ عورت ان الفاظ کے کہنے سے اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب اس نے یہ الفاظ کہہ دیے تو خولہؓ بڑی پریشان ہو گئیں کہ میرے خاوند نے تو مجھے طلاق دے دی۔ اس نے سوچا کہ چلو میں جاتی ہوں اور جا کر بات کو رفع دفع کرتی ہوں۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے حبیب! میں اپنے خاوند سے محبت کرتی ہوں اور میرا خاوند مجھ سے محبت کرتا ہے۔ پتہ نہیں اس کو کیا ہوا کہ غصہ میں آ کر اس نے مجھے یہ کہہ دیا ہے کہ تو میرے لیے میری ماں کے مانند ہے؟ تو آپ بتائیں کہ میں اس کے لیے حرام ہو چکی ہوں یا نہیں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! تورات کے احکام جو چلے آ رہے ہیں ان کے حساب سے تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ وہ چاہتی تھی کہ نبی علیہ السلام اس حکم کو ختم فرما دیں اور بتا دیں کہ نہیں! تم حرام نہیں ہوئی۔ اس نے دوبارہ کہا کہ اے اللہ کے حبیب! اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں، اگر وہ مجھے طلاق دے گا تو کوئی مجھ سے شادی کرنا بھی پسند نہیں کرے گا، اور پھر میرے بچے بھی ہیں، میں ان بچوں کو کہاں لے کر جاؤں گی؟! اگر خاوند کے پاس چھوڑوں گی تو بچے بگڑ جائیں گے، اپنے پاس رکھوں گی تو میں بچوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اے اللہ کے حبیب! میرا کیا بنے گا؟ میں کیسے زندگی گزاروں گی؟! اس نے جب دو تین دفعہ اصرار کیا تو اللہ کے حبیب ﷺ نے اسے صاف کہہ دیا کہ اب تم اپنے خاوند کے لیے حرام ہو چکی ہو، اس لیے اب تم اس کے ساتھ دوبارہ نہیں رہ سکتی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جب نبی علیہ السلام نے یہی جواب دے دیا، اس وقت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا نے دل میں سوچا کہ بائن عورت کا فیصلہ بھی میرے خلاف آ گیا ہے، اب مجھے پھر یہ عورت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ لہٰذا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ مسجد کے صحن میں کھڑے کھڑے انہوں نے اللہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ اے پروردگار! میں بوڑھی ہو گئی ہوں، نہ میرے پاس جوانی رہی، اگر اس نے مجھے طلاق دے دی تو کوئی مجھ سے شادی کرنے والا نہ ہوگا، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اے اللہ! ان بچوں کو کون پرورش کرے گا؟ اور اگر میں یہ بچے اس کو دے دوں تو بچے بگڑ جائیں گے، ان کو ماں کی محبت نہیں ملے گی۔ اے اللہ! میں اپنا غم کس کے سامنے بیان کروں؟ تو میری مدد فرما۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ ابھی اپنے رب سے مناجات کر ہی رہی تھیں کہ نبی علیہ السلام کے اوپر وحی کے آثار شروع ہو گئے۔ میں نے اس بوڑھی عورت کو چپ کروا دیا۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے قرآن اتار دیا۔ فرمایا:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (المجادلہ: ۱)

"(اے پیغمبر!) اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو تم سے اپنے شوہر کے بارے میں بحث کر رہی ہے، اور اللہ سے فریاد کرتی جاتی ہے۔"

فقط اللہ ہی کو پکارنا ہے:

سوچنے کی بات ہے کہ ایک عورت نے اللہ سے اپنا تعلق مضبوط کیا اور اپنے مشکل وقت میں اللہ کو پکارا، اللہ اتنے کریم ہیں کہ اس کی پکار کو بھی سنا اور اس پکار کو قرآن پاک کا حصہ بھی بنا دیا۔ تو عورتوں کو یہ بات اچھی طرح دل میں بٹھا لینی چاہیے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہماری محبت فقط اللہ کے لیے مخصوص ہے اور ہمارا کارساز فقط اللہ ہے۔ ہم دنیا میں کسی کی مدد نہیں چاہتے، ہم دنیا میں کسی غیر کی طرف قدم نہیں بڑھانا چاہتے، ہم اللہ ہی سے مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائیں گے، دنیا میں بھی قدم قدم پہ بندے کی حفاظت فرمائیں گے اور آخرت کی نعمتیں بھی بندے کو عطا فرمائیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ﴾

(القصص: ۵)

مومنِ کامل کا مقام

بیان: محبوب العلماء والصلحاء، زبدۃ السالکین، سراج العارفین

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

تاریخ: 6 جون 2014ء، شعبان ۱۴۳۵ھ

موضوع: خطبہ جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد زینب معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

www.besturdubooks.wordpress.com

مومنِ کامل کا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ﴾ (القصص: ۵)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ کے خزانوں سے نفع لینے کا طریقہ:

دنیا کی مختلف چیزوں سے نفع اٹھانے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ پانی سے نفع لینے کے طریقے اور ہیں، آگ سے نفع لینے کے طریقے اور ہیں... مٹی سے نفع لینے کے طریقے اور ہیں، ہوا سے نفع لینے کے طریقے اور ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے نفع لینے کے طریقے کیا ہیں؟ اس بات کو سمجھانے کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے آ کر یہ بات سمجھائی کہ لوگو! اگر تم میری بتائی ہوئی تعلیمات کو اپناؤ گے تو تم اللہ تعالیٰ کے لامحدود خزانوں سے سب سے زیادہ نفع اٹھانے والے بن جاؤ گے۔ اس لیے جو شخص کلمہ پڑھ لیتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ کی غیبی قوتیں اس مومن کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کامیابی کا تعلق اعمال کے ساتھ:

کامیابی کا تعلق ملک و مال سے نہیں ہے، کامیابی کا تعلق نیک اعمال کے ساتھ ہے۔ اذان میں لوگوں کو بتایا جاتا ہے:

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

''آئیے نماز کی طرف اور آئیے فلاح کی طرف۔''

مقصد یہ ہوتا ہے کہ نماز پڑھو گے، اعمال کرو گے تو تمہیں فلاح والی زندگی نصیب ہو جائے گی، تم فلاح پانے والے بن جاؤ گے۔ فلاح کہتے ہیں کہ ایسی عزت جس کے بعد ذلت نہ ہو، ایسا قرب جس کے بعد دوری نہ ہو اور ایسی کامیابی جس کے بعد ناکامی نہ ہو۔ یہ فلاح نیک اعمال کے ذریعے سے ملتی ہے۔

دین کے لیے طلب ضروری:

دنیا تو اللہ تعالیٰ بندے کو بن مانگے بھی دے دیتے ہیں، لیکن دین کے لیے طلب ضروری ہے، طلب نہ ہوگی تو دین نہیں ملے گا، یہ بے قدروں کو نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ﴾ (هود: ٢٨)

''تو کیا ہم اس کو تم پر زبردستی مسلط کر دیں جبکہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو؟''

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ہدایت کو تمہارے ساتھ چپکا دیں اور تم اس سے کراہت کرتے پھرو؟ تو اللہ کے ہاں دنیا کی کوئی وقعت نہیں، یہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ ہر ایک کو دے دیتے ہیں اور بن مانگے دے دیتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سلطنت مانگی، اللہ رب العزت نے انہیں انسانوں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

جنوں کی بادشاہی عطا فرمادی اور اس کے لیے قرآن پاک میں ''وَ سَخَّرْنَا'' کا لفظ کہہ دیا کہ ہم نے آپ کے لیے اسے مسخر کر دیا۔ آپ کو یہ بادشاہی دے دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اظہارِ طلب:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میرے بھائی ہارون کو نبوت سے سرفراز کیجیے، تاکہ وہ میرے کام میں شریک ہو جائیں۔ مانگنے والے بھی جانتے تھے کہ یہ عجیب بات ہے تو انہوں نے بھی ڈائریکٹ یہ بات نہیں کی، بلکہ انہوں نے پہلے تمہید باندھی کہ اے اللہ! مجھے شرح صدر عطا فرما دیجیے۔

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝﴾ (طٰہٰ: ۲۵-۲۸)

''موسیٰ نے کہا: پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے، اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے، اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے، تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔''

اب یہ بات کہنے کے بعد پھر کہا:

﴿وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝﴾ (طٰہٰ: ۲۹)

''اور میرے لیے میرے خاندان ہی کے ایک فرد کو مددگار مقرر کر دیجیے۔''

تو تمہید باندھ کر تفصیل کے ساتھ پھر نعمت مانگی کہ اے اللہ!

﴿هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝﴾ (طٰہٰ: ۳۰-۳۱)

''یعنی ہارون کو، جو میرے بھائی ہیں، ان کے ذریعے میری طاقت مضبوط کر دیجیے۔''

اللہ رب العزت نے جب ان کو نبوت عطا فرمائی تو احسان جتلایا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ﴾ (طٰہٰ: ۳۷)

''اور ہم نے تم پر ایک اور مرتبہ بھی احسان کیا تھا۔''

معلوم ہوا کہ یہ دین اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے وہ نعمت ہے کہ جس کا شکر ادا کرنا ہمارے اوپر ضروری ہے، یہ بن مانگے عطا نہیں ہوتی۔ چنانچہ رب کریم نے ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت عطا فرمائی۔

اب یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مل گئی تھی تو بھائی کے لیے دعا مانگنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس ان کو اپنا معاون بنا لیتے اور ان کی بھی تشکیل کر دیتے۔ بات یہ ہے کہ ایسا ہو تو سکتا تھا مگر پھر ایسی صورت میں اللہ کی مدد صرف ایک آدمی کے ساتھ ہوتی، یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ اب چونکہ ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت مل گئی تو اللہ کی مدد ان کے ساتھ بھی ہوتی۔ تو اب اللہ کی مدد دو کے ساتھ ہوگئی، دعا مانگنے کا یہ فائدہ ہوا۔

عالم اکبر اور عالم اصغر:

اگر ہم غور کریں تو یہ جہان جو ہمارے ارد گرد پھیلا ہوا ہے اس کو عالم اکبر کہتے ہیں یعنی بڑا جہان۔ اور اگر ہم انسان پر غور کریں تو انسان عالم اصغر ہے۔ جو کچھ باہر ہے، اس کا چھوٹا چھوٹا نمونہ ہمارے اندر بھی ہے۔ مثال کے طور پر:

- باہر چار سمتیں ہوتی ہیں: مشرق، مغرب، شمال، جنوب۔ انسان کی بھی چار سمتیں ہیں: دائیں، بائیں، آگے، پیچھے۔
- باہر زمین کے اوپر درخت ہوتے ہیں، گھنے جنگل ہوتے ہیں، بعض جگہوں پہ تھوڑے درخت ہوتے ہیں، یا چھوٹی فصل ہوتی ہے۔ انسان کے جسم پہ بال اس کے مصداق ہیں۔ کئی جگہوں پہ بہت گھنے بال ہوتے ہیں اور کئی جگہوں پہ بہت چھوٹے

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوٹے نالے ہوتے ہیں۔

⊙ پھر باہر کی دنیا میں پہاڑ پائے جاتے ہیں۔ انسان کے جسم میں ہڈی کی بھی مثال ہے۔ جیسے کندھے کی ہڈی یا سر کی ہڈی ہے۔ تو یہ گوشت میں سخت ابھار ہوتے ہیں جو پہاڑ کی مثل ہے۔

⊙ باہر میں انسان دیکھتا ہے کہ نہریں بہہ رہی ہیں، دریا بہہ رہے ہیں۔ انسان کے جسم میں خون شریانوں کے اندر اسی طرح بہہ رہا ہے۔

⊙ انسان دیکھتا ہے کہ باہر میں کچھ نرم زمین ہوتی ہے، انسان کے جسم میں بھی کتنی کتنی نرم گوشت ہوتا ہے۔

⊙ باہر میں بارش برستی ہے، اور انسان کی بھی کبھی آنکھیں برستی ہیں۔

⊙ باہر میں پتھریلی زمین ہوتی ہے، چٹانیں ہوتی ہیں، انسان کے جسم میں ناخن اور دانت اس کی مثالیں ہیں۔ یہ دانت بھی ایسے ہیں جیسے پتھر سخت ہوتے ہیں۔

⊙ باہر میں آپ دیکھتے ہیں کہ شیشہ ہے۔ انسان کے جسم میں آپ غور کریں تو دیکھیں کہ آنکھیں بالکل شیشے کی بنی ہوئی نظر آتی ہیں، حالانکہ یہ گوشت کی بنی ہوئی ہیں لیکن ظاہری طور پر دیکھنے میں محسوس ہوتا ہے کہ شیشے کی بنی ہوئی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ باہر میں عالم اکبر ہے اور انسان کے اندر میں عالم اصغر ہے۔

عالم اصغر کا حکم عالم اکبر پر:

اب دستور یہ ہے کہ جو آدمی اس عالم اصغر کے اوپر اللہ کے حکموں کو پورا کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے حکم کو عالم اکبر پر لاگو فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ جس بندے کے چھ فٹ کے جسم پر اللہ کا حکم لاگو ہو گیا، سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک ـــــــ وہ پورے کا پورا مطیع اور فرمانبردار بن گیا تو ایسے بندے کے لیے اللہ تعالیٰ عالم اکبر کی

www.besturdubooks.wordpress.com

چیزوں کو مطیع اور فرمانبردار بنادیتے ہیں۔ ؎

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را

اوست سید جمع موجودات را

''ہر وہ بندہ کہ جو اللہ تعالیٰ کے جمال کا عاشق بن جاتا ہے، وہ تمام مخلوقات کے لیے سردار بن جاتا ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ نے مومن کو بڑا اعلیٰ مقام عطا کیا ہے، کہ یہ اللہ کے سامنے تو جھکے پھر یہ ساری چیزیں اس کے سامنے جھکیں گی۔

قرآن مجید سے مثالیں:

اب اس کی مثال قرآن مجید سے بھی ملتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کم عمر ہیں، پردیس ہے، رشتہ دار بھی نہیں، دوست احباب بھی نہیں، غلامی کی زندگی ہے، مگر انہوں نے اپنے جسم پہ اللہ کے حکموں کو نافذ کیا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ بڑے خاندان کے اللہ نے انہیں عزتیں عطا فرمائیں۔ بالآخر اللہ نے انہیں وقت کی شاہی عطا فرمائی۔ وہ جو غلام تھے، اللہ نے انہیں تخت و تاج عطا فرما دیا۔ تو جو بندہ اپنے جسم پہ اللہ کے حکم کو نافذ کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے کے حکم کو زمین پر نافذ فرما دیتے ہیں۔

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک ان کو من و سلویٰ کھلایا، انہیں کھانے کے لیے کچھ نہیں کرنا پڑتا تھا۔ کیا اللہ کی شان ہے کہ بندوں کو ایک جگہ بٹھا کر کچھ کیے بغیر آسمان سے ان کا رزق اتار دیا کرتے تھے! تو معلوم ہوا کہ انسان جب انبیاء علیہم السلام کے راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو دنیا کی گدھا گاڑی میں استعمال نہیں فرماتے کہ مصیبتوں میں پڑے پھریں،

www.besturdubooks.wordpress.com

بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے غیب سے انتظام فرمادیتے تھا۔

نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تعاون کیا۔ اس کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کے ساتھ ایسا خیر کا معاملہ فرمایا کہ ان کے لیے آسمان سے کھانے کی نعمت اتاری، جس کو قرآن میں ''مائدۃ'' کہا گیا۔

تو جو پروردگار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بٹھا کر کھلا سکتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو آسمان سے رزق عطا فرما سکتے ہیں، وہ اپنے محبوب ﷺ کی امت کو کیوں رزق عطا نہیں فرما سکتے؟ مگر فرق یہ ہے کہ ہم امتی بن کر تو دکھائیں۔ ہم زبان سے توکل پڑھتے پھریں، مگر جسم کے اعضا سے اللہ کے حکموں کی خلاف ورزی ہوتی پھرے تو یہ بات تو پکی نہ ہوئی۔ ہم اپنی بات میں سچے تو نہ ہوئے۔ ہم تو اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ ہم نافرمان ہیں۔ ایسی دوغلی زندگی اور منافقت کی زندگی پہ اللہ کی مدد نہیں اترتی۔

مومن کی سربلندی:

تو ہمیں چاہیے کہ ہم ایمان کے تقاضوں کو پورا کر کے مومن کامل بنیں۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

مومن جب مقام مومن حاصل کر لیتا ہے، پھر عالم اس کے اندر گویا گم ہو جاتا ہے۔

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن
جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و اسرافیل کا صیاد ہے مومن

www.besturdubooks.wordpress.com

کبوتر اور اس قسم کے جو پرندے ہیں، ان کا شکار کرنا مومن کو نہیں جچتا۔ مومن تو جبرئیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کا شکار کرتا ہے، پھر وہ بھی اس کی مدد کو زمین پر اتر آتے ہیں۔ مومن کا مقام اللہ تعالیٰ نے بہت بلند کر دیا، اس لیے شاعر نے کہا:

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے
یہ عقل و دل ہیں شرر شعلہ محبت کے
وہ خار و خس کے لیے ہے یہ نیستاں کے لیے
رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک
ترا سفینہ کہ ہے بحرِ بے کراں کے لیے

تو ہم نیل و فرات کے لیے پیدا نہیں ہوئے، یہ تو بہت چھوٹی بات ہے۔ ہمارا سفینہ تو بحرِ بیکراں کے لیے ہے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے لیے، اپنی عبادت کے لیے اور اپنی معرفت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

دنیا مومن کے قدموں میں:

جب انسان کے دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھر جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ یہ دنیا ان کے قدموں میں لا کر ڈال دیتے ہیں، اس سے سمیٹی نہیں جاتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مال:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب مالِ غنیمت تقسیم ہوتا تھا تو مجھے کئی دفعہ اتنا ملتا تھا کہ میں سونے کی اینٹوں کو لکڑی کاٹنے والے کلہاڑے سے توڑا کرتا تھا۔ اب

www.besturdubooks.wordpress.com

غور کریں کہ لکڑی کاٹنے والے کلہاڑے سے کوئی گرام اور تولہ سونا تو نہیں توڑتے، وہ تو کلو گراموں میں سونا ہوگا جو موجود ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ مالِ غنیمت آتا تھا تو اتنا انبار لگا ہوتا تھا کہ اس کے پیچھے کھڑا ہوا آدمی نظر ہی نہیں آتا تھا۔ سونے چاندی کے اتنے ڈھیر لگ جاتے تھے۔ مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اس کی محبت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ عطا کرتے تھے اور وہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دسترخوان:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دسترخوان پر ایک وقت میں ساٹھ ہزار آدمی کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ بتایئے! آج کوئی امیر وزیر ایسا ہے جس کے دسترخوان پر چھ سو بندے کھانا کھاتے ہوں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دسترخوان پر ساٹھ ہزار آدمی ایک وقت میں کھانا کھایا کرتے تھے۔ کتنے اونٹ قربان ہوتے ہوں گے اور ان کے لیے سامان بنتا ہوگا.....!

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی میراث:

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کی میراث تقسیم کی گئی، وہ چھ کروڑ درہم تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کو غریبوں میں تقسیم فرما دیے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہدایا:

حسن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا۔ انہوں نے اس آدمی کو ایک لاکھ روپے ہدیہ عطا فرما دیا۔ اتنی بڑی رقم تھی لیکن چونکہ ان کے دل میں اس کی کوئی وقعت نہیں تھی اس لیے ایک لاکھ درہم اس کو ہدیہ میں پیش کر دیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک بدو کا دستر خوان:

ایک بدو تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق میں وسعت دی تھی، وہ اپنے مہمانوں کو کھانا کھلاتا تھا کہ اس کے چار اونٹ روزانہ ذبح ہوا کرتے تھے۔ سوچیں کہ جب چار اونٹ روزانہ ذبح ہوتے تھے تو کتنے بندے کھانا کھاتے ہوں گے ....؟ یہ ایک عام مسلمان کا دستر خوان تھا۔ اللہ نے اس کو دل بھی بڑا دیا تھا اور اس کو رزق بھی خوب عطا فرمایا تھا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک دن میں چالیس ہزار اشرفیاں اللہ کی راہ میں خرچ فرمائیں۔ اشرفیاں سونے کی بنی ہوتی تھیں، لہٰذا اس کی قیمت درہم سے بہت زیادہ ہوتی تھی، تو چالیس ہزار اشرفیوں کا ایک دن میں صدقہ کر دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک شوق دیا تھا کہ وہ غلاموں کو آزاد کرواتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں تیس ہزار گھرانوں کو آزاد کروایا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی صدقات و خیرات میں وسعت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ تیس ہزار اشرفیاں ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجیں۔ جیسے ہی ان کے پاس آئیں، انہوں نے غریبوں کو بلایا اور ساری اشرفیاں صدقہ کر دیں۔ پھر انہوں نے تیس ہزار اشرفیاں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھیجیں۔ انہوں نے بھی غریبوں کو بلایا اور پوری کی پوری صدقہ کر دیں۔ اس بات کا عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو بہت خوش ہوئے کہ واقعی ان کے دل میں ایمان کی لذت اتنی ہے کہ اب دنیا کی ان کے دل میں کوئی وقعت باقی نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ دس ہزار درہم ملے، انہوں نے بیٹھوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کو بلوایا اور دس ہزار درہم صدقہ کر دیے۔ پھر اپنے لیے ضرورت پڑی تو کسی سے قرض لے کر ضرورت پوری کرنی پڑی۔ یعنی اپنی ضرورت کے لیے بھی باقی نہ رکھے، قرض لے کر اپنی ضرورت پوری کی اور دس ہزار درہم غریبوں پر صدقہ کر دیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک دفعہ ایک لاکھ درہم ہدیہ ملے۔ انہوں نے مدینے کی بیواؤں اور یتیموں کو بلا لیا اور پورا کا پورا مال ان میں صدقہ کر دیا۔ جب وہ تقسیم کر رہی تھیں تو ان کی باندی حاضر ہوئی اور عرض کیا: ام المؤمنین! آج آپ روزے سے ہیں اور افطاری کے لیے گھر میں کچھ بھی نہیں تو کچھ پیسے مجھے بھی دے دیں تاکہ میں افطاری کا بندوبست کر لوں۔ فرمانے لگیں: خدا کی بندی! تو مجھے پہلے بتاتی۔ میں نے تو وہ سارے پیسے تقسیم کر دیے۔ ایک لاکھ درہم اللہ کے راستے میں خرچ کر دیے اور اپنی افطاری کے لیے کوئی چیز ہے یا نہیں، یہ خیال بھی نہیں تھا۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو بارہ ہزار درہم بھیجے۔ انہوں نے اسی طرح یتیموں اور بیواؤں کو بلوایا اور سارا کا سارا مال صدقہ کر دیا اور صدقہ کرنے کے بعد انہوں نے دعا مانگی: یا اللہ! امیر المؤمنین عمر بن خطاب کو توفیق نہ دے کہ وہ آئندہ مجھے مال بھیجیں۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے وہ مال کو سانپ بچھو سمجھتی تھیں اور اس سے اپنی جان چھڑانے کی کوشش کرتی تھیں۔

مومن مخلوق سے نہیں، اللہ سے لیتا ہے:

مومن کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ سے لیتا ہے اور مخلوق کو دیتا ہے۔ آج ہمیں اللہ سے لینے کا طریقہ آتا نہیں، اسی لیے ہم بس مخلوق سے لینے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ اس سے میں نے اتنا لینا ہے...... وہ میرا حق نہیں دیتا...... وہ میری وراثت نہیں دیتا...... وہ فلاں نہیں دیتا...... آج ہمیں بس لینے ہی کی فکر ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مومن کی شان:

علامہ اقبال نے مومن کی شان بیان کی:

ہر کی امیدیں قلیل ہر کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب اس کی نگہ دل نواز
نرم دم گفتگو گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز

یہ مومن کی شان ہوتی ہے کہ گفتگو کرتے ہوئے بڑا نرم ہوتا ہے، رزم ہو یا بزم ہو وہ پاک دل بھی ہوتا ہے اور پاک باز بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایسی زندگی عطا فرما دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی چاشنی ہی ایسی ہے کہ بندے کا دل دنیا سے ہی ہٹ جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوبصورت بات کہی:

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اللہ تعالیٰ سے آشنائی کی جب لذت نصیب ہو جاتی ہے تو دنیا سے دل بیگانہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے انسان کو اپنے اندر ایمان کامل پیدا کرنا چاہیے۔ اسی کو علامہ اقبال نے ''خودی'' سے تعبیر کیا ہے کہ انسان ایک اللہ کے سامنے جھکے اور مخلوق کے سامنے مت جھکے۔ وہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

تو جو انسان خدا کا بن جایا کرتا ہے تو ساری مخلوق اس کی بن جایا کرتی ہے۔

دلوں کو جوڑنے والا دین:

اللہ رب العزت نے ہمارے دین کے اندر یہ خوبی رکھی ہے کہ یہ دلوں کو جوڑتا ہے۔ جیسے کاغذ کو گلو کے ذریعے جوڑتے ہیں...... لکڑی کو کیل کے ذریعے جوڑتے ہیں...... کپڑے کو سوئی دھاگے کے ذریعے جوڑتے ہیں...... سوال پیدا ہوتا ہے کہ دلوں کو کیسے جوڑ سکتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دین کے ذریعے دلوں کو جوڑا جا سکتا ہے۔ چنانچہ جن دو بندوں میں دین ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیدا فرما دیں گے۔ ان کے دلوں میں دین کی وجہ سے محبت پیدا ہو جائے گی۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائیں گے، نیک اعمال کریں گے......

﴿سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ (مریم: ۹۶)

''خدائے رحمان ان کے لیے دلوں میں محبت پیدا فرما دے گا۔''

تو جہاں آپ دیکھیں کہ محبتوں کی جگہ نفرتیں ہیں، عداوتیں ہیں، تو سمجھیں کہ ایمان کمزور ہے، اگر ایمان قوی ہوتا تو آپس میں محبتیں ہوتیں۔

اصول کی بات سمجھیں کہ مخلوق لینے پر آ جائے تو نفرتیں بڑھتی ہیں اور مخلوق دینے پر آ جائے تو محبتیں بڑھتی ہیں۔ آج ہمارا لینے کا مزاج بن چکا ہے، اس لیے نفرتیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ اگر ہمارا دینے کا مزاج بنا ہوا ہوتا تو ہمارے دلوں میں محبتیں ہوتیں۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپس میں کیسی محبتیں عطا فرما دی تھیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب!

﴿لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ (الانفال: ٦٣)

"اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کر لیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا۔"

نیک اعمال سے محبتیں پیدا ہوتی ہیں:

تو مال و دولت سے محبتیں پیدا نہیں ہوتیں، بلکہ اعمال سے محبتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہم اگر نیک اعمال کرنے والے بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں محبتیں پیدا کر دیں گے۔ چنانچہ دین اسلام محبتیں پھیلانے والا دین ہے۔ چنانچہ اگر ہم اعمال پہ غور کریں تو جتنے فرض اعمال ہیں سب میں محبتیں جھلکتی ہیں۔ مثال کے طور پہ:

کلمہ اخوت سکھاتا ہے:

یہ کلمہ ہمیں اخوت سکھاتا ہے۔ کلمہ گو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا))

"اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔"

(صحیح بخاری، حدیث: ٦٠٦٤ باب ما ینہی عن التحاسد والتدابر)

نبی علیہ السلام کو اللہ نے بتا دیا:

((إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ)) (الحجرات: ١٠)

www.besturdubooks.wordpress.com

"حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔"

تو معلوم ہوا کہ کلمہ آپس میں اخوت بڑھاتا ہے۔

نماز مساوات سکھاتی ہے:

پھر اس کے بعد نماز ہے، نماز انسان کو مساوات سکھاتی ہے۔ آپ دیکھیں! امیر بھی اسی صف میں، غریب بھی اسی صف میں..... افسر بھی اسی صف میں، ماتحت بھی اسی صف میں..... گورا بھی اسی صف میں، کالا بھی اسی صف میں ، تو یہ اللہ رب العزت کی رحمت ہے کہ جب وقت اذان ہوتا ہے تو

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

سب اللہ کے سامنے صف میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں، امیر غریب کا فرق مٹ جاتا ہے۔ تو نماز ہمیں مساوات سکھاتی ہے۔

روزہ ہمدردی سکھاتا ہے:

روزہ ہمیں ہمدردی سکھاتا ہے کہ جب ہم بھوکے پیاسے رہیں گے تو ہمیں پتہ چلے گا کہ جس کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں ہوتا اس پر کیا گزرتی ہے اور اس کے بچوں پر کیا گزرتی ہے؟ تو ہمیں ان کے ساتھ ہمدردی ہو گی۔ ہمیں احساس ہو گا اور ہم انہیں کھلائیں پلائیں گے، ہم ان پر خرچ کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرے۔

ہمدردی اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت تھی، جس نے زنا

www.besturdubooks.wordpress.com

کا ارتکاب کیا تھا۔ اس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا اور اسے پانی پلا دیا۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سب گناہوں کو معاف فرما دیا۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۳۳۲۱) ایک جانور کے ساتھ ہمدردی کرنے پر اگر اتنے بڑے کبیرہ گناہ کو معاف کیا جا سکتا ہے تو ہم اگر کسی انسان کے ساتھ ہمدردی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے کتنے گناہوں کو معاف فرمائیں گے......!

اور اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ہے۔ بنی اسرائیل کی ایک بڑی عابدہ تھی۔ اس کی تہجد قضا نہیں ہوتی تھی، نمازیں پڑھتی تھی اور بڑی نیک تھی۔ ایک مرتبہ اس کا دودھ بلی آ کر پی گئی، اس کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ یہ میرا دودھ پی گئی ہے۔ اس نے ایک دن بلی کو پکڑا اور بلی کو کمرے میں بند کر دیا، اس کو کھانا پینا نہیں دیتی تھی، کہتی تھی کہ تو نے میرا دودھ پیا، اب میں تجھے پیاسا ماروں گی۔ چنانچہ وہ بلی مرگئی، اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے لیے جہنم کا فیصلہ فرما دیا۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۳۲۹۵) بتائیں! اس کی تہجد کہاں گئی؟ اس کی عبادتیں کہاں گئیں؟ اس کی تسبیحات کہاں گئیں؟ تو ایک جانور کے ساتھ اگر زیادتی کریں گے تو اللہ تعالیٰ سب عبادتوں کو ھَبَآءً مَّنثُورًا بنا دیں گے، خاک بنا کر اڑا دیں گے۔ اور اگر ایک جانور کے ساتھ ہمدردی کریں گے تو اللہ تعالیٰ زنا جیسے گناہ کو بھی معاف فرما دیں گے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی نظر میں ہمدردی بہت اہم ہے اور آج ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی نہیں ہوتی۔ کسی پر برا وقت آ جائے تو لوگ ہمدردی نہیں کرتے، بلکہ تنقیدیں کرتے ہیں۔ لوگ تبصرے کرتے ہیں، لوگ الٹا اس کی عزت پر باتیں کرتے ہیں، لوگوں کو صرف زبان چلانی آتی ہے۔ ان کی محبت میں ہمدردی میں شریک ہونا نہیں آتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ ہمدردی اللہ کو اتنی پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے کو کھڑا کریں گے اور فرمائیں گے: اے میرے بندے! میں بیمار تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ وہ بندہ کہے گا: یا اللہ! آپ تو بیماری سے بلند و بالا ہیں، آپ پروردگارِ عالم ہیں، آپ کیسے بیمار ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا فلاں موقع پہ تیرا پڑوسی بیمار تھا، اگر تو اس کی عیادت کرتا، ویسا ہی ہوتا جیسے تو نے میری عیادت کی۔ پھر اللہ فرمائیں گے: میں بھوکا تھا، تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہ کہے گا: یا اللہ! آپ تو کھانے سے بلند و بالا ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: فلاں موقع پہ تیرا پڑوسی بھوکا تھا، اگر تو اس کو کھلاتا تو ایسا ہی ہوتا جیسے تو نے مجھے کھلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے میرے بندے! میں پیاسا تھا، تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ کہے گا: اے اللہ! آپ تو پینے سے پاک ہیں، رب العالمین ہیں، میں کیسے آپ کو پانی پلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا فلاں بندے نے تجھ سے پانی نہیں طلب کیا تھا؟ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو ایسا ہی تھا جیسے مجھے پانی پلایا۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۶۹، باب فضل عیادۃ المریض)

اس سے بڑا تصور ہمدردی کے بارے میں اور کوئی نہیں پیش کیا جا سکتا۔ پروردگارِ عالم قیامت کے دن یہ فرمائیں کہ پڑوسی کو کھانا پلانا، قیامت کے دن اللہ کو کھلانے پلانے کے برابر ہے۔ یا پڑوسی کی مہمان نوازی کرنا یا اس کی تیمارداری کرنا اللہ تعالیٰ کی تیمارداری کے برابر ہے۔ ہم اس سے اندازہ لگائیں کہ دینِ اسلام ہمیں سکھانا کیا چاہتا ہے.....!

زکوٰۃ غریب پروری سکھاتی ہے:

زکوٰۃ ہمیں غریب پروری سکھاتی ہے۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو محنت بھی کرتے ہیں مگر زیادہ کما نہیں سکتے۔ ان کی ضروریات بھی پوری نہیں ہوتیں۔ تو شریعت نے کہا

کہ بھئی! تمہیں جو اللہ نے رزق دیا ہے، اس میں غریبوں کا بھی حق ہے۔ لہٰذا سال کے بعد تم اپنے بچے ہوئے مال میں سے اڑھائی فیصد یعنی سو میں سے اڑھائی روپے غریبوں پر خرچ کرو، چونکہ جو مال ہمیں اللہ نے دیا، اس میں ہمارا بھی حق ہے، ہمارے رشتہ داروں کا بھی حق ہے۔ اور اس میں غریب مسلمانوں کا بھی حق ہے۔ ان پر بھی ہمیں خرچ کرنا چاہیے۔ انسان ان پر بھی خرچ کرے۔ تو زکوٰۃ کا مقصد غریب پروری ہے، کہ غریب کے ساتھ ہمدردی کی جائے اور ان کی مدد کی جائے۔ آج ہم اس کو بوجھ سمجھتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو کروڑوں پتی ہیں، لیکن جب زکوٰۃ دینے کا وقت آتا ہے تو وہ اپنے مال کو ایک سے دوسرے نام پر ٹرانسفر کر دیتے ہیں، تاکہ ان کی ملکیت میں مال پر سال نہ گزرے اور زکوٰۃ نہ دینی پڑے۔ اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ یہ اللہ نے دیا تھا۔

ایک مرتبہ ایک صاحب سے میری بات ہوئی، وہ کہنے لگے کہ جناب! فیکٹری میں ہم اتنی محنت کرتے ہیں، پسینہ بہاتے ہیں، پھر اگر ہمیں مال ملتا ہے تو ہم اس مال کو غریبوں میں کیوں خرچ کریں؟ میں نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ آپ کو یہ مال کیسے ملا؟ کہنے لگا کہ یہ مال میں نے اپنی محنت سے کمایا۔ محنت سے کیسے؟ کہنے لگا: میں نے اچھی تعلیم حاصل کی، وقت پر ٹھیک Descion (فیصلے) کیے، میرا کام اچھا چلا، پھر مجھے پیسہ ملا۔ میں نے کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں عقل کس نے دی جس کی وجہ سے تم نے پڑھا اور فیصلے کیے؟ کہنے لگا: عقل تو اللہ نے دی۔ میں نے کہا: جس پروردگار نے تمہیں عقل دی اسی پروردگار نے یہ حکم بھی دیا کہ تمہارے اس کمائے ہوئے مال میں سے غریب کا بھی حق ہے، لہٰذا وہ دو۔ اگر اللہ عقل نہ دیتے یا عقل میں خلل ڈال دیتے تو تمہارا کاروبار چل پاتا؟ کہنے لگا: نہیں۔ کہنے لگا: اچھا میں آئندہ زکوٰۃ دیا کروں

www.besturdubooks.wordpress.com

گا۔

سچی بات تو یہ ہے کہ انسان کے دل میں دوستوں کا ہی حق نہیں ہوتا، دشمنوں کا بھی حق ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ بعض عارفین نے فرمایا:

﴿تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ﴾ (تفسیر شعراوی، سورۃ الحدید)

"تم اپنے آپ کو اللہ کے اخلاق سے مزین کرو۔"

یعنی ہم اپنے اندر اللہ کا خلق پیدا کریں۔ اب اللہ کے اخلاق کیا ہیں؟ وہ اچھوں کو بھی دیتا ہے اور برائیوں کو بھی دیتا ہے..... وہ وفاداروں کو بھی دیتا ہے، وہ غداروں کو بھی دیتا ہے..... وہ ایمان والوں کو بھی دیتا ہے، وہ کافروں کو بھی دیتا ہے۔ حالانکہ کافر اللہ کے دشمن ہیں۔ تو جس پروردگار کے خزانوں میں سے اپنوں کا بھی حصہ ہے، غیروں کا بھی حصہ ہے تو مومن بھی یہی سمجھے کہ میرے رزق میں میرا بھی حصہ ہے اور غیروں کا بھی حصہ ہے۔ دل بڑا کرو گے پھر اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں کے دروازے کھول دیں گے اور خوب عطا فرمائیں گے۔ اس لیے دل چھوٹا نہ کریں، زکوٰۃ کو خوب شوق سے ادا کرنا چاہیے کہ میں اپنے اللہ کے لیے اپنے اس مال کو خرچ کر رہا ہوں۔ اور شریعت کا احسان ماننا چاہیے کہ اللہ نے ہمیں حکم دیا اور ہمیں اس حکم پر عمل کی توفیق نصیب ہوئی۔

حج اجتماعیت سکھاتا ہے:

حج ہمیں اجتماعیت سکھاتا ہے۔ ہمیں فرمایا گیا کہ تم روزانہ کی نماز یں گھر میں پڑھنے کے بجائے مسجد میں آکر پڑھو۔ وجہ کیا ہے؟ کہ محلے کے لوگ بھی آتے ہیں تو تمہارا ان کے ساتھ Interaction (تعامل) ہو گا اور تمہیں ان کے حال احوال کا پتہ چلے گا اور اس سے اجتماعیت پیدا ہو گی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

پھر کہا کہ ہفتے میں ایک دن تم محلے کی چھوٹی مسجد میں نماز پڑھنے کے بجائے جامع مسجد میں نماز پڑھو۔ چنانچہ جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہے، وہاں جایا کرو اور کہا کہ سب کے جامع مسجد میں آکر تم جمعہ ادا کرو۔ آج تو شہر بڑے ہو گئے اور ہر جگہ مسجد بن گئیں، پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا۔ پہلے تو کچھ مسجدوں میں صرف روزانہ کی پانچ نمازیں ہوتی تھیں اور کچھ مسجدوں میں جمعہ کی نماز بھی ہوتی تھی۔ اور جمعہ کا جو خطبہ ہے، اس کا جو وعظ و نصیحت ہے، یہ اللہ کو بہت پسند ہے کہ میرے بندے سنیں اور وعظ و نصیحت سنیں۔ جو بندہ جلدی آجاتا ہے اس کو اللہ کی راہ میں اونٹ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، جو ذرا لیٹ آتا ہے اجر کم ہو جاتا ہے اور جو خطبہ کے اخیر پر آتا ہے اس کو گویا اللہ کے راستے میں ایک انڈہ صدقہ کرنے کے برابر اجر ملتا ہے۔ پھر کیوں کہا کہ جلدی آؤ اور بات کو سنو؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے نصیحت کی بات سنیں اور ان کے اندر سے بغاوت ختم ہو اور یہ اطاعت اور فرمانبرداری کی طرف آجائیں۔ اب دیکھیے کہ ظہر کی نماز چار رکعت فرض پڑھی جاتی ہے، لیکن جب اللہ نے جمعہ کے خطبے کے لیے بلایا تو فرمایا کہ تم بیان کو توجہ سے بیٹھ کر سنو، میں پروردگار اپنے فرض میں کمی کر دیتا ہوں، ڈسکاؤنٹ دے دیتا ہوں، لہٰذا آج تم چار فرض کے بجائے دو رکعت فرض پڑھو۔ تو جس پروردگار نے اپنے فرض میں تخفیف فرما دی کہ میرے بندے آکر میری بات کو سنیں تو اس بات کی کتنی اہمیت ہوگی...... اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے اجتماعیت پیدا کریں۔

پھر فرمایا کہ اچھا اب جمعہ کی مسجد کی حد تک تو تم اکٹھے ہو گئے۔ اب تمہیں شہری سطح پر بھی اکٹھا ہونا چاہیے، چنانچہ سال میں دو دن [عید الفطر اور عید الاضحیٰ] ایسے آتے ہیں کہ جن کے بارے میں فرمایا کہ اس دن تم عیدگاہ میں جا کر نماز پڑھو۔ آج تو شہر

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑے ہیں، محلوں میں ہی عید کی نماز پڑھ لی جاتی ہے۔ پہلے وقتوں میں بستیاں ہوتی تھیں، تو بستیوں سے باہر ایک مرکزی جگہ پر عید پڑھا کرتے تھے، اس کو عید گاہ کہتے تھے۔ چنانچہ عید گاہ میں سارے شہر کے لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ تو شریعت نے شہر کے لوگوں کو سال میں دو مرتبہ اکٹھا کیا۔

پھر فرمایا کہ فقط شہر کے لوگوں ہی نے تو اکٹھا نہیں ہونا، پوری دنیا کے جو مسلمان ہیں، یہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں، تم سب سال میں ایک مرتبہ اکٹھے ہوا کرو۔ اللہ! کہاں اکٹھے ہوں؟ فرمایا: حج کے موقع پہ میرے گھر میں اکٹھے ہوا کریں۔ اس کو حج کہہ دیا گیا اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو وہاں پر اکٹھا کر دیا گیا۔

معلوم ہوا کہ دین ہمیں اجتماعیت سکھاتا ہے۔

دین اسلام کی خوبصورتی:

قربان جائیں کہ اس دین میں کتنی خوبصورتی ہے!! اگر ہم اس پہ عمل کر لیں تو آپس میں محبت و پیار سے زندگی گزارنے والے بن جائیں۔ علامہ اقبال نے کیسی خوبصورت بات ارشاد فرمائی:

جہاں میں ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمال صدق و مروت ہے زندگی ان کی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں

جو آپس میں محبت و پیار سے رہتے ہیں، اگر ان سے کوئی غلطی کوتاہی ہو بھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دیتے ہیں کہ یہ آپس میں محبت و پیار سے رہنے والے لوگ ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام ہمیں تسلیم سکھاتا ہے:

اسلام ہمیں تسلیم سکھاتا ہے۔ تسلیم کا معنی ہوتا ہے کہ اپنی دوسرے کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر دینا کہ میں آپ کی کسی بات کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس لیے فرمایا گیا اے ایمان والو!

اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً (البقرۃ: ۲۰۸)

''تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔''

تو مسلمان اسے نہیں کہتے جو کلمہ تو پڑھ لے اور پھر اس کے بعد نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے، زکوۃ نہ دے، بیگناہوں کے اوپر ڈٹا رہے۔ حقیقی معنوں میں مسلمان وہ ہوتا ہے جو اللہ رب العزت کے سامنے سر جھکا دے۔ بقول: آپ کا حکم اور ہم اس پر تماشہ۔ ع

سر تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک غلام لایا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ بھئی! تمہارا کیا نام ہے؟ کہنے لگا: جی! جو آپ پکاریں گے وہی میرا نام ہوگا۔ میں نے پوچھا: تمہارا کیا کام ہے؟ کہنے لگا: جو آپ حکم فرمائیں گے وہی میرا کام ہوگا۔ بھئی! کیا کھاؤ گے؟ جو آپ کھلاؤ گے، وہی میرا کھانا ہوگا۔ بھئی! کیا پہنو گے؟ جو آپ پہنائیں گے، وہی میرے کپڑے ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میری آنکھوں سے آنسو آگئے کہ یہ ایک بندے کا غلام ہے اور یہ اپنے آپ کو اس طرح پیش کر رہا ہے کہ جو آپ پکاریں گے وہ میرا نام، جو آپ کھلائیں گے وہ میرا کھانا اور جو آپ پہنائیں گے وہ میرا لباس۔ اس سے پتہ چلا کہ ہمیں اپنے رب کے سامنے کس طرح اپنے آپ کو جھکا دینا چاہیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مومنِ کامل کے چھ انعامات

چنانچہ جو بندہ سو فیصد اپنے جسم پر اسلام کو لاگو کر لیتا ہے، اپنی زندگی شریعت و سنت کے مطابق بنا لیتا ہے، اللہ تعالیٰ چھ طریقوں سے اس بندے کی مدد فرماتے ہیں۔ اس بندے کو چھ انعامات عطا فرماتے ہیں۔ یہ غور سے سننے والی بات ہے۔

پہلا انعام

اللہ کی نصرت شاملِ حال ہوتی ہے

پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد و نصرت فرماتے ہیں۔

◉ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُونَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ﴾

''اور وہ وقت یاد کرو جب تم تعداد میں تھوڑے تھے، تمہیں لوگوں نے (تمہاری) سرزمین میں دبا کر رکھا ہوا تھا، تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اُچک کر لے جائیں گے۔''

﴿فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (الانفال:۲۶)

''پھر اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا، اور اپنی مدد سے تمہیں مضبوط بنا دیا اور تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق عطا کیا، تاکہ تم شکر کرو۔''

تو اللہ کی ماننے والے بندے پر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت آتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد: 7)

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔"

قدموں کو جما دینے کا کیا معنی؟ کہ اللہ تعالیٰ دنیا بھی قدموں میں ڈال دیں گے، دنیا کی نعمتیں بھی عطا فرما دیں گے۔ تمہیں دنیا میں عزتوں بھری زندگی دیں گے، تمہاری ہیبت ہوگی...... تمہارا وقار ہوگا...... تمہارا دوسروں کے اوپر ایک رعب ہوگا...... تمہارے قدم زمین میں جمے ہوئے ہوں گے۔

⊙ ایک جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ﴾

(الصافات: 171-172)

"اور ہم پہلے ہی اپنے پیغمبر بندوں کے بارے میں یہ بات طے کر چکے ہیں کہ یقینی طور پر ان کی مدد کی جائے گی۔"

قرآن میں مومن کے ساتھ غلبے کا وعدہ ہے۔ اگر تو مومن ہے اور غالب نہیں تو تیرے ایمان میں نقص ہے۔ یہ ہمارے ایمان کی کمی ہے کہ آج ہم دنیا میں ذلت کی زندگی گزارتے پھر رہے ہیں۔

⊙ دنیا میں انسان پر مشکلات آتی ہیں۔ بعض قوموں پر مشکلات آئیں، حتیٰ کہ انہوں نے انبیاء ﷺ سے پوچھا:

﴿مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ﴾ "اللہ کی مدد کب آئے گی؟"

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا:

﴿اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ﴾ (البقرة: ٢١٤)

"جان لو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرما دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اللہ کی مدد:

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (آل عمران: ١٢٣)

"اللہ نے تو (جنگ) بدر کے موقع پر ایسی حالت میں تمہاری مدد کی تھی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔"

ایک طرف ایک ہزار بچے ہوئے اور لوہے میں ڈوبے ہوئے لوگ تھے۔ بدر کے پاس تلواریں تھیں، تیر تھے اور نیزے تھے۔ تم نہتے ان کے سامنے کھڑے تھے اور تعداد 313 تھی۔ تم تو کمزور تھے، لیکن اللہ نے تمہیں فتح عطا فرمائی، اللہ نے تمہیں غالب کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ﴾

(التوبة: ٢٥)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کی ہے اور (خاص طور پر) حنین کے دن۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تو اللہ نے اتنی مدد کی کہ اپنے پیارے حبیب کو اللہ تعالیٰ نے بتا

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا:

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝﴾ (الفتح: ۱،۲)

”جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے اور تم لوگوں کو دیکھو کہ فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔“

یہ اللہ کی مدد و نصرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کے پیغام کو دلوں تک پہنچا دیتا ہے۔

اللہ کی مدد کیسے اترتی؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ مومن کی مدد فرماتے ہیں اور مومن کا دفاع بھی کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت پر توجہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی کیسے مدد فرمائی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! تم اپنے دشمنوں کو نہیں جانتے، بلکہ.....

﴿وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ﴾ (النساء: ۴۵)

”اور اللہ جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو۔“

تمہیں کیا پتہ کہ تمہارے ساتھ وہ کھا رہا ہے، پی رہا ہے اور اندر سے وہ یہود کا ہمدرد بندہ ہے۔ تمہیں کیا پتہ کہ وہ دوستی کی شکل میں تمہارے پاس موجود ہے..... تو جب اللہ جانتا ہے تو پھر اللہ ہی حفاظت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾

(النساء: ۱۴۱)

”ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں تک پہنچنے کا راستہ نہیں دے گا۔“

جیسے بلی مرغی کے بچے کو کھانا چاہتی ہے تو مرغی جانتی ہے کہ میں کمزور ہوں، بچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی پر چھپا کر کھڑی ہو جاتی ہے کہ پہلے مجھ سے نمٹو پھر بچوں کو ہاتھ لگانا۔ اسی طرح ماں اپنے بچوں کی حفاظت کرتی ہے۔ کہتی ہے کہ تم آپ میرے بچے تک میری لاش سے گزر کر جا سکو گے۔ اللہ تعالیٰ بھی بندے کو یہی کہتے ہیں کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کافروں کو تم تک پہنچنے کا موقع ہی نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوگی، اللہ ان سے نمٹے گا، وہ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ تو دیکھو! اللہ تعالیٰ اپنی مدد کے لیے کیسے کیسے یقین دہانیاں کروا رہے ہیں۔۔۔۔!

جنگِ احزاب میں اللہ کی مدد:

چنانچہ ایک موقع ایسا تھا کہ کفار مکہ کے لوگ چلے تھے اور ان کا خیال یہ تھا کہ بس ایک ہی دفعہ میں سارے عرب کے قبیلوں کو اکٹھا کر دو اور مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دو۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی۔ اور مسلمان محصور ہو گئے تھے، یعنی اندر بیٹھ گئے تھے۔ وہ اتنے تھوڑے تھے کہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ اتنے کمزور تھے کہ چاروں طرف سے کفار نے گھیرا ڈالا ہوا تھا اور یہ محاصرہ ایک مہینے سے کچھ زیادہ عرصہ رہا۔ ایسے وقت میں کتنا خوف دل میں ہوتا ہے کہ اگر ان کا کوئی بندہ خندق پھلانگ کر اندر آ جائے تو وہ تو مولی گاجر کی طرح کاٹ دیں گے، مگر اللہ نے ایمان والوں کی مدد فرمائی اور بالآخر وہ وقت آیا کہ جب کافر خود ہی واپس چلے گئے، ان کو آپس میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیا خوبصورت انداز میں فرماتے ہیں!

﴿وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا﴾ (الاحزاب: ۲۵)

"اور اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ کے ساتھ واپس لوٹا دیا۔ ان کے پلے کچھ بھی نہیں آیا۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ اللہ نے ان کو غیظ و غضب کے ساتھ واپس لوٹا دیا۔

﴿لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا﴾

"ان کے پلے کچھ بھی نہیں آیا۔"

کیا ملا ان کو؟ جس مقصد کے لیے آئے تھے، وہ پورا تو نہ ہو سکا۔

ہم نے قریب کے زمانے میں بھی ایک مثال دیکھی کہ کفار ساری دنیا کو لے کر آگئے تھے اور اللہ نے بالآخر ان کو واپس لوٹنے پہ مجبور کر دیا۔ ان کے ہاتھ کیا آیا؟ یہ اللہ کی مدد ہوتی ہے ایمان والوں کے ساتھ۔

یہود مدینہ کے خلاف اللہ کی مدد:

پھر ایک موقع ایسا تھا کہ جس میں مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ یہ قلعے فتح کرنے تو ہمارے لیے بڑے مشکل ہیں، یہودیوں نے بڑے بڑے قلعے بنائے ہوئے تھے۔ ہمیں وہ عمارت دیکھنے کا موقع ملا، اس کی دیوار ایک میٹر سے زیادہ چوڑی تھی، پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔ اب ایسی پتھر دیوار کو توپ کے گولے بھی نہیں توڑ پاتے۔ اب وہ اپنے ان قلعوں میں بند تھے اور سمجھتے تھے کہ ہمارا کوئی کچھ بگاڑ ہی نہیں سکتا۔ اور مسلمانوں کا بھی یہ خیال تھا کہ ہم ان کو نہیں ہرا سکتے، لیکن اللہ کی مدد آگئی۔ اللہ رب العزت نے ایمان والوں کی اس طرح مدد فرمائی کہ کافر سمجھتے تھے کہ ہمارے قلعے مسلمانوں کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے اور ایمان والے بھی سمجھتے تھے کہ ہاں! ان کے قلعے ہمارے لیے رکاوٹ بن چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا﴾

"پھر اللہ ان کے پاس ایسی جگہ سے آیا جہاں ان کا گمان بھی نہیں تھا۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ﴾

''اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔''

اب وہ آپس میں مشورہ کرنے بیٹھے اور کہنے لگے: یار! یہ مسلمان جہاں جاتے ہیں کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔ اگر یہ ہماری طرف آگئے تو ہمیں بھی نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ اپنا مال اور اپنی عورتیں اور بچے پیچھے ہی یہاں سے نکال لو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیا اور اپنی عورتوں کو کسی اور جگہ منتقل کرنا شروع کر دیا۔ جب ایمان والوں کو پتہ چلا تو ایمان والے بھی وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے بھی ان کے بھاگنے میں ان کی مدد کی۔ فرمایا:

﴿يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ﴾

''وہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اجاڑ رہے تھے۔''

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ (الحشر: ۲)

''پس اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرلو۔''

جن چیزوں کو تم ناقابلِ تسخیر سمجھتے ہو جب میری مدد آجاتی ہے تو میں ایسے قلعوں پر بھی تسخیر عطا فرما دیتا ہوں۔

اللہ کی مدد والا پلڑا پوری کائنات پر بھاری:

اللہ کی مدد جس پلڑے میں ہو تو وہ پلڑا پوری کائنات پہ بھاری ہو جاتا ہے۔ ہمیں اصل میں ایسی زندگی گزارنی چاہیے کہ اللہ کا غیبی نظام ہماری مدد کے لیے آجائے۔ جب غیبی نظام مدد کے لیے آجاتا ہے تو بندے کی کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اچھا عمل کیا تھا کہ انہوں نے اس طرح سے زندگی گزاری کہ اللہ کا یقینی نظام ان کی مدد و نصرت کے لیے آ گیا تھا۔ جہاں جاتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو عزتیں عطا فرماتے تھے اور کامیابیاں عطا فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾

''کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں۔''

کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ اللہ نے چڑیوں سے شکرے مروا دیے۔

﴿وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۴۹)

''اور اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو ایمان والے ہیں۔''

جب اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ چڑیوں سے باز مروا دیتے ہیں۔ اور آپ نے اپنی آنکھوں سے اپنی زندگی میں دیکھا بھی ہے کہ ایک طرف نہتے لوگ ہیں اور ایک طرف پوری دنیا کا ساز و سامان لے کر آنے والے لوگ ہیں۔ اور اللہ نے ان کو پھر اسی طرح واپس اپنے گھروں میں موڑ دیا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کی جب مدد آتی ہے تو اللہ رب العزت پھر بندے کو کامیابی عطا فرما دیتے ہیں۔

دوسرا انعام

عزت ملتی ہے

پھر دوسری چیز جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں کہ ایمان والے کو عزتیں عطا فرماتے تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (المنافقون: ۸)

"حالانکہ عزت تو اللہ ہی کو حاصل ہے اور اس کے رسول کو اور مومنین کو۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"إِنَّا قَوْمٌ أَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ، فَلَنْ نَلْتَمِسَ الْعِزَّةَ بِغَيْرِهٖ." (انساب الاشراف للبلاذری: ۱/۴۷۳)

"ہم ایسی قوم ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس (دین) اسلام کی وجہ سے عزت دی ہے، پس ہم ہرگز اس (اسلام) کے غیر میں عزت تلاش نہیں کریں گے۔"

ذرا غور کیجیے کہ بیت المقدس کو ایمان والے شاید لڑائی جھگڑے سے فتح کر سکتے، اس وقت کافروں نے مسلمانوں کو یہ کہا تھا کہ ہمیں ضرورت نہیں تم اپنے امیر المومنین کو بھیجو، ان کی نشانیاں ہماری کتابوں میں موجود ہیں، اگر وہ نشانیوں پر پورا اتریں گے تو ہم بیت المقدس کی چابیاں بغیر لڑے خود حوالے کر دیں گے اور اگر وہ نشانیاں پوری نہ ہوئیں تو تم ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی ہمیں شکست نہیں دے سکتے۔ امیر لشکر نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام دیا تو عمر رضی اللہ عنہ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ جب چلے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ مشورہ دیا کہ آپ مسلمانوں کے نمائندہ بن کر جا رہے ہیں اور آپ کا لباس پرانا ہے، اس میں تو چمڑے کے پیوند بھی لگے ہوئے ہیں، بہتر ہے کہ آپ ذرا اچھا لباس پہن لیں۔ انہوں نے اچھا لباس پہنا دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے لباس پہن تو لیا، مگر تھوڑی دیر کے بعد اس کو بدل کر پرانا لباس پہن لیا۔ پوچھا گیا: حضرت! آپ نے یہ کیا کیا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ مجھے پرانے کپڑوں میں جو نورانیت محسوس ہو رہی تھی، ان نئے کپڑوں میں وہ نورانیت محسوس نہیں ہو رہی۔ چنانچہ وہی لباس پہن کر آپ چل پڑے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ کے ساتھ ایک غلام تھا، آپ نے غلام کے ساتھ باری متعین کی کہ میں ایک میل پیدل چلوں گا، اس دوران تم اونٹ پر بیٹھنا ہے۔ پھر تم پیدل چلنا اور میں اونٹ پر بیٹھ جاؤں گا۔ چنانچہ اسی طرح پورا سفر کیا۔ نتیجہ کیا ہوا کہ جب آخری باری تھی اس میں غلام نے اونٹ پر بیٹھنا تھا اور امیر المؤمنین نے اس کی مہار کو پکڑ کر چلنا تھا۔ اب غلام نے کہا کہ میں اپنا حق آپ کو دیتا ہوں، آپ اوپر بیٹھ جائیں۔ فرمانے لگے نہیں، میں تو دنیا میں انصاف کے لیے موجود ہوں اور انصاف ہی قائم کروں گا، لہٰذا آپ ہی اوپر بیٹھیں۔ اب غلام اونٹ پر بیٹھا ہے اور امیر المؤمنین اس کی مہار پکڑ کر چل رہے ہیں۔ جب لوگوں نے دیکھا تو کہا کہ تورات میں بیت المقدس کو فتح کرنے والے کی یہی نشانیاں تھیں کہ وہ آئیں گے، چہرہ منور ہوگا، کپڑوں پر پیوند لگے ہوں گے، خدام سواری پر بیٹھا ہوگا اور انہوں نے اونٹ کی مہار پکڑی ہوگی۔ کفار نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے بغیر لڑے چابیاں عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں۔ یوں عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ نے فاتح بیت المقدس بنا دیا۔

اللہ رب العزت ایمان والوں کو عزتوں سے نوازتے ہیں، جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پورا کر لیتے ہیں۔

تیسرا انعام

اللہ تعالیٰ امن عطا فرماتے ہیں

پھر اللہ تعالیٰ ان کے ماحول اور معاشرے میں امن عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ تیسرا انعام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا﴾ (النور: ۵۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے ان کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔''

قریش مکہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ﴾ (القریش: ۴)

''جس نے بھوک کی حالت میں انہیں کھانے کو دیا اور بدامنی سے انہیں محفوظ رکھا۔''

عمر ﷜ کے زمانے میں اتنا امن تھا کہ یمن سے ایک عورت مدینہ آئی، اکیلی تھی، اس کی عزت و آبرو کا مسئلہ بھی تھا، جان کا بھی مسئلہ تھا اور مال و دولت کا بھی۔ اس نے سینکڑوں میل کا سفر اکیلے طے کیا۔ عمر ﷜ نے اکیلے سفر کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے اپنا عذر بتا دیا۔ عمر ﷜ نے کہا: بتاؤ! اتنا لمبا سفر تم نے اکیلے کیا تو درمیان کے لوگوں کو تم نے کیسا پایا؟ اس نے کہا: امیر المومنین! مجھے یوں محسوس ہوا کہ یمن سے لے کر مدینہ تک ایک ماں باپ کی اولاد بستی ہے۔ ہر مرد مجھے ایسا لگا جیسے سگا بھائی ہوتا ہے اور ہر عورت ایسے لگی جیسے سگی بہن ہوتی ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ امن عطا فرما دیتے ہیں۔ عزتیں محفوظ ہوتی ہیں، مال محفوظ ہوتا ہے، جان محفوظ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الانعام: ۸۲)

''(حقیقت تو یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی ظلم کا شائبہ بھی آنے نہیں دیا، امن اور چین تو بس انہی کا حق ہے اور وہی ہیں جو صحیح راستے پر پہنچ چکے ہیں۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

چوتھا انعام

مقام تسخیر نصیب ہوتا ہے

پھر چوتھا انعام اللہ تعالیٰ یہ عطا فرماتے ہیں کہ جس بندے پر سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اللہ کا حکم لاگو ہو جاتا ہے اللہ اس کے حکم کو مخلوق پر لاگو فرما دیتے ہیں۔ اس کی زبان سے بات نکلتی ہے مخلوق اس کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾

(لقمان:۲۰)

''کیا تم لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔''

زمین کی فرمانبرداری:

چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مثال دیکھیے! مدینہ میں زلزلہ آتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے زمین پر پاؤں مارا اور کہا کہ زمین! کیوں ہلتی ہے؟ کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ اور زمین کو زلزلہ ختم ہو جاتا ہے۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ: ۲/ ۳۲۴)

ہوا کی فرمانبرداری:

ایک مرتبہ اسلامی لشکر سینکڑوں میل دور تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ ان کو پیغام دینا چاہتے تھے۔ تو انہوں نے ان کو جمعہ کے خطبے کے دوران کہا: یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ... تو ہوا نے ان کا پیغام سینکڑوں ہزاروں میل تک پہنچا دیا۔ (اسد الغابہ: ۲/ ۱۰۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

آگ کی فرمانبرداری:

ایک مرتبہ ایک آگ نکلی جو مدینہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اس آگ کو واپس کرو۔ انہوں نے اپنی چادر کو کوڑا بنایا اور جیسے جانوروں کو کوڑا مارتے ہیں اور وہ فوراً اپنی جگہ پہ جاتے ہیں، انہوں نے آگ کو کوڑا مارا اور آگ سمٹتے سمٹتے اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ مقام تسخیر تھا کہ آگ، پانی، ہوا اور مٹی، سب نے عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو مانا۔ (البدایہ والنہایہ: ۷/ ۱۵۳)

دریا کی فرمانبرداری:

دریائے نیل کو عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا: اے نیل! تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو مت چل اور اگر اللہ کی مرضی سے چلتا ہے تو امیر المومنین اللہ سے درخواست کرتا ہے کہ تجھے چلا دے۔ رقعہ ڈالا گیا، دریا چلنا شروع ہو گیا اور آج تک وہ دریا کبھی بند نہیں ہوا۔ دریا چل رہا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی عزتوں کے پھریرے لہرا رہے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ: ۷/ ۱۱۵)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب ایران کے دریا میں گھوڑے ڈالے تو گھوڑے پانی کو اس طرح عبور کر گئے کہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ گھوڑے کے سم بھی گیلے نہیں ہوئے تھے۔ جب دریا عبور کر گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کسی کی کوئی چیز دریا میں رہ تو نہیں گئی؟ ایک نے کہا کہ جی میرا پانی کا پیالہ گر گیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے دریا کو حکم دیا کہ پانی کا پیالہ واپس کرو۔ ایک لہر آئی اور اس نے وہ پیالہ کنارے کے اوپر ڈال دیا گیا۔ اللہ نے ان کے لشکر کو پانی کے اوپر جاری فرما دیا۔ (البدایہ والنہایہ: ۷/ ۶۵)

ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ ایک مرتبہ سوئی دھاگے سے اپنی کتاب سی رہے

www.besturdubooks.wordpress.com

تھے۔ اللہ کی شان کہ وہ سوئی دریا میں گر گئی۔ اب وہ بڑے پریشان ہوئے کہ سوئی دریا میں گر گئی، کام پورا نہیں ہوا۔ تو انہوں نے دریا کو حکم دیا کہ بھئی! میری سوئی واپس کرو۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد ان کو سوئی پانی کی سطح پر تیرتی نظر آئی۔ سوئی تیرتی نہیں، لیکن جب اللہ کا حکم ہو جاتا ہے تو اللہ بس کو نیچے سے اوپر لے آتے ہیں۔ انہوں نے سطح پر سوئی کو دیکھا تو سوئی واپس اٹھالی۔

زہر بے اثر:

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کافروں نے ایک شیشی دکھائی جس میں زہر تھا۔ کہنے لگے کہ ہم نے اپنی تلواروں کو یہ زہر لگایا ہے۔ اب اگر کسی بندے کو تلوار کا ذرا سا بھی زخم لگ گیا تو وہ بندہ نہیں بچے گا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے پڑھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اور زہر کی پوری شیشی پی لی۔ زہر کی پوری شیشی پینے کے بعد بھی ان کو کچھ نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ جو میرا بندہ مومن ہوتا ہے مخلوق اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی، اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے۔

درندوں کی فرمانبرداری:

عقبہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ان کو امیر المومنین نے بھیجا تھا کہ افریقہ میں جا کر اسلام کو پھیلائیں۔ وہ ایک وادی میں آئے، جو کہ بہت اچھی جگہ تھی۔ درخت تھے اور پانی بھی تھا۔ عام طور پر جہاں درخت ہوں، پانی ہو، تو وہاں درندے اور باقی سارے جانور بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں، کیونکہ پانی جاندار کی ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

اہم ضرورت ہے۔ وہ چوں کہ میلوں دور سے پانی ڈھونڈ کر وہاں آتے تھے۔ امیر لشکر نے کہا کہ اس جگہ ہم شہر بسائیں گے۔ مقامی لوگوں نے کہا کہ جناب! یہاں شیر، چیتے بھی ہیں، یہ درندے نہیں رہنے دیں گے تو رات کو آپ کو چیر پھاڑ کر ختم کر دیں گے۔ امیر لشکر نے جب یہ سنا تو عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَمَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ حَيٍّ فَلْيَرْتَحِلْ فَإِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَجَدْنَاهُ قَتَلْنَاهُ.

"جو جاندار بھی یہاں موجود ہے اسے چاہیے کہ وہ یہاں سے چلا جائے، اب ہم یہاں قیام کرنا چاہتے ہیں، ہم (اس کے بعد) اگر کسی کو دیکھیں گے تو اسے قتل کر دیں گے۔" (مختصر تاریخ دمشق: ۵/ ۳۰۸)

یہ الفاظ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ وہ ان سے درخواست نہیں کر رہے تھے کہ Please (مہربانی) آپ جگہ چھوڑ کر چلے جائیں، بلکہ حکم دے رہے تھے، اور حکم دینے کے لیے انہوں نے بات کو بڑا واضح کر دیا۔

چنانچہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

فَلَمْ يَبْقَ فِيْهَا شَيْءٌ مِمَّا كَانَ فِيْهَا مِنَ السِّبَاعِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ إِلَّا خَرَجَ مِنْهَا هَارِبًا بِإِذْنِ اللّٰهِ حَتّٰى إِنَّ السِّبَاعَ وَغَيْرَهَا تَحْمِلُ أَوْلَادَهَا.

(مختصر تاریخ دمشق: ۵/ ۳۰۸)

"کوئی درندہ وغیرہ وہاں نہ بچا، سب جانور خوفزدہ ہو کر اللہ کے حکم سے وہاں سے نکل پڑے، حتی کہ درندے اپنے بچوں کو اپنے منہ میں اٹھا کر لے جا رہے تھے۔"

شیرنی جب اپنے بچوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی ہے تو منہ میں اٹھاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے دیکھا کہ درندے اپنے بچوں کو منہ میں اٹھا کر اس جگہ کو چھوڑ کر جا رہے تھے۔ یوں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حکم کو مخلوق کے اوپر لاگو کر

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں۔

سمندروں پر حکومت:

چنانچہ عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اسلام کو پھیلاتے گئے تو آگے Atlantic Ocean (بحر اوقیانوس) آ گیا۔ انہیں یہ پتہ تھا کہ آگے آبادی ختم ہو رہی ہے تو انہوں نے گھوڑے کے پاؤں پانی میں ڈال کر یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ لَمْ أَخْرُجْ بَطَرًا وَلَا أَشَرًا، وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ أَنَّمَا نَطْلُبُ السَّبَبَ الَّذِيْ طَلَبَهُ عَبْدُكَ ذُو الْقَرْنَيْنِ.

”اے اللہ! میں نافرمان ہو کر اور شر کو لے کر باہر نہیں نکلا۔ اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم اسی سبب کو تلاش کرنے کے لیے نکلے ہیں جس کو تلاش کرنے کے لیے سکندر ذوالقرنین نکلے تھے۔“

وَهُوَ أَنْ تُعْبَدَ وَلَا يُشْرَكَ بِكَ شَيْءٌ.

”اور وہ یہ ہے کہ فقط تیری عبادت ہو اور تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔“

اَللّٰهُمَّ إِنَّا مُعَانِدُوْنَ لِدِيْنِ الْكُفْرِ وَمُدَافِعُوْنَ عَنْ دِيْنِ الْإِسْلَامِ، فَكُنْ لَنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. ثُمَّ انْصَرَفَ رَاجِعًا.

(الکامل فی التاریخ: ۴۹۰/۲، عمر بن عبدالعزیز۔ مؤلف: علی الصلابی: ۴۲/۲)

”اے اللہ! ہم دین کفر سے عناد رکھنے والے ہیں اور دین اسلام کا دفاع کرنے والے ہیں۔ اے عظمت والی اور کرم والی ذات! ہمارا معاون بن جا اور ہمارے مخالف کا معاون نہ بن۔ اس کے بعد وہ واپس ہو گئے۔“

www.besturdubooks.wordpress.com

خلافتِ ارضی مردِ مومن کی میراث ہے:

اللہ رب العزت نے ان کو ایسی عزتوں سے نوازا تھا۔ چنانچہ جس کو اللہ تعالیٰ مقامِ تسخیر عطا فرماتا ہے، ان کو اللہ تعالیٰ بعض وقت خلافتِ ارضی بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ وہ ایسی زمین کا ٹکڑا دے دیتا ہے جہاں وہ اللہ کے بندوں پر اللہ کا حکم لاگو کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ﴾ (النور: ۵۵)

”تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا، جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔“

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۵)

”اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔“

حضرت یوسف علیہ السلام نے نیکی کی اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین کا وارث بنا دیا۔

علامہ اقبال نے اپنی ایک نظم میں کیا اچھے اشعار کے ذریعے اظہار کیا ہے:

مسلمانوں کے ایک جرنیل تھے۔ ایک مرتبہ اپنے سفر پر روانہ ہوئے تو راستے میں ایک دریا آیا۔ کشتیوں سے دریا عبور کیا اور دوسرے کنارے پر جہاں دشمن سے لڑنا تھا، وہاں پہنچ کر انہوں نے حکم دیا کہ سب کشتیوں کو جلا دیا جائے۔ اب یہ عجیب سا حکم تھا، لوگ حیران تھے کہ ہم اگر پیچھے ہٹے تو ہمارا تو واپس جانے کا راستہ ہی بند ہو گیا۔ فارسی زبان میں علامہ اقبال ان کو بڑے پیارے انداز میں فرماتے ہیں:

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کار تو بنگاہ خرد خطاست

"جب اندلس کے کنارے پر طارق نے اپنی کشتیوں کو جلانے کا حکم دے دیا تھا تو ان کو یہ کہا گیا کہ جناب! عقل کی نظر میں تو آپ کا یہ کام بڑی غلطی ہے۔"

دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم
ترک سبب ز روئے شریعت کجا روا است

"ہم اپنے وطن سے اتنا دور ہیں، ہم وطن واپس لوٹ کر کیسے جائیں گے؟ شریعت کے رو سے بھی سبب کو ترک کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔"

خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

"تو طارق بن زیاد نے ہنس کر اپنے ہاتھ کو تلوار کی دھار پر رکھا، اور یہ کہا کہ ہر ملک جو میرے خدا کا ملک ہے، وہ میرا ملک ہے۔"

ساری خدائی اللہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کو بھی سارے جہان کے اندر یوں عزتیں عطا فرما دیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوبصورت بات کی ہے:

جہاں تمام ہے میراث مرد مومن کی

www.besturdubooks.wordpress.com

میرے کام پہ حجت ہے کتاب لولاک

ایک جگہ فرماتے ہیں:

علم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب ادراک نہیں ہے

ایک جگہ مومن کا مقام واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز

"وہ دیکھنے میں بندۂ مومن کا ہاتھ ہوتا ہے، حقیقت میں وہ اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔"

چھٹا انعام

انسان مستجاب الدعوات بنتا ہے

پھر چھٹا انعام اللہ یہ عطا فرماتے ہیں کہ مومن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اور ان کی زمین پہ بارش ہوگئی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی زمین سے باہر آیا تو باہر ایک قطرہ بھی پانی نہیں گرا تھا۔ صرف ان کی زمین پر اللہ نے بارش برسادی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک مخالف ان کے پاس آیا اور اس نے آ کر بڑی بڑی باتیں کیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہت جلال آیا اور آپ نے اس کے بارے میں چند الفاظ کہہ دیے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ چند الفاظ کہنے پر اس بندے کی بینائی اللہ نے فوراً زائل کر دی۔ اس کو اللہ نے نابینا کر دیا۔ مومن کے منہ سے الفاظ نکلتے ہیں اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

پورے کرکے دکھا دیتے ہیں۔

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اس امت کے بڑے اولیاء میں سے گزرے ہیں۔ ان کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وہ ایک بڑی کشتی میں سوار سفر کر رہے تھے۔ پانی میں طوفان آیا، ہوا چل رہی تھی، طوفان اتنا زیادہ آیا کہ کشتی ہچکولے کھانے لگ گئی۔ ہر بندہ خوفزدہ تھا اور ڈر رہا تھا کہ کشتی ہچکولے کھا رہی ہے الٹ جائے گی اور سب بندے ڈوب کر مر جائیں گے۔ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بڑے پرسکون ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی نے آ کر کہا کہ جی آپ بڑے پرسکون بیٹھے ہیں، سب لوگ اتنے خوفزدہ ہیں، جان کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیا کروں؟ کہنے لگے کہ جی ان کے لیے دعا کر دیں۔ تو ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ! آپ نے اپنی قدرت تو دکھا دی، اب رحمت بھی دکھا دیجیے۔ اتنا کہنا تھا کہ طوفان ختم ہو گیا اور اللہ نے کشتی کو کنارے لگا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ یوں مومن کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔

قبرص کی فتح پر ابو درداء رضی اللہ عنہ کا رونا:

چنانچہ جن قوموں نے اللہ کے حکموں کو توڑا اللہ نے ان کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ جب قبرص فتح ہوا تو اس وقت حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے تھے۔ ایک صاحب نے انہیں دیکھا تو کہا:

"فَمَا يُبْكِيكَ فِي يَوْمٍ أَعَزَّ اللهُ فِيهِ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ وَأَذَلَّ فِيهِ الْكُفْرَ وَأَهْلَهُ."

"آپ کیوں رو رہے ہیں ایک ایسے دن میں جس دن اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ عطا فرما دیا ہے اور کفر اور اہل کفر کو ذلیل کر کے دکھا دیا ہے۔"

آج تو خوشی کا دن ہے اور آپ بیٹھے رو رہے ہیں.....!!

www.besturdubooks.wordpress.com

جب یہ پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

''اس سے پہلے یہ قوم تھی جو طاقتور اور غالب تھی! ان کے پاس اتنا بڑا ملک تھا، انہوں نے اللہ کے حکم کو چھوڑ دیا جس کی وجہ سے اللہ نے آج ان کو یوں ذلت سے دوچار کر دیا۔''

(تاریخ طبری: ۱۰۲/۲، الکامل فی التاریخ: ۴۸۹/۳)

تو جو بندہ اللہ کے حکموں کو چھوڑتا ہے اللہ اسے یوں ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔

سپین کی شکست میں عبرت:

مسلمانوں کو اللہ رب العزت نے سپین میں بہت حکومت دی تھی مگر وہ آپس کی لڑائیوں میں مشغول رہے اور دین کی حفاظت نہ کر سکے۔ چنانچہ فرنگی نے ان کو وہاں سے نکال دیا۔ لکھا ہے کہ ''الحمراء'' کے نام سے بہت خوبصورت عمارت بنائی گئی، آج بھی لوگ اس کو دیکھنے کے لیے یورپ کا سفر کر کے جاتے ہیں۔ جب مسلمان بادشاہ اپنی والدہ اور گھر والوں کو لے کر وہاں سے نکلا تو باہر نکل کر اس نے ''الحمراء'' کی عمارت کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کی ماں کہنے لگی کہ بیٹا! جس چیز کی حفاظت تم مرد بن کر نہ کر سکے، اب عورت بن کر اس پر آنسو بہانے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ نے عورتوں کو یہ جذبہ دیا تھا۔

بھوک و ننگ کی اصل وجہ:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک بستی کی مثال دیتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری کھانے پینے کی نعمتیں بھی دی تھیں اور امن بھی عطا کیا تھا، مگر انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی، اللہ کے حکموں کو توڑا، اللہ نے ان کو بھوک پیاس اور خوف کا لباس پہنا دیا۔ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً﴾

''اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے جو بڑی پرامن اور مطمئن تھی۔''

یعنی باہر کے دشمن کا خوف بھی نہیں تھا (امن تھا) اور اندرونی دشمن کا خوف بھی نہیں تھا (اطمینان تھا)۔

﴿يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ﴾

''اس کا رزق اس کو ہر جگہ سے بڑی فراوانی سے پہنچ رہا تھا۔''

﴿فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ﴾

''پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کر دی۔''

﴿فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾

(النحل: ۱۱۲)

''تو اللہ نے ان کے کرتوت کی وجہ سے ان کو یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف ان کا پہننا اوڑھنا بن گیا۔''

محترم جماعت! یاد رکھیے! اگر ہم اللہ کے حکم کو توڑیں گے اور نبی علیہ السلام کی سنتوں کو چھوڑیں گے تو اللہ ہمیں خوف اور بھوک و ننگ کا لباس پہنا دیں گے۔ آج ذرا غور کریں! کیا ہر بندے کے دل میں خوف ہے یا نہیں؟ ہر بندہ فقر و فاقہ کی شکایت کرتا ہے یا نہیں؟ اگر ہم فقر و فاقہ کی شکایت کرتے ہیں اور ہمارے اوپر خوف کا اس وقت غلبہ ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ کے حکموں کو توڑتے پھر رہے ہیں، اللہ نے اس لیے ہمیں زمین میں بے وقعت بنا دیا ہے۔ ہمارا کام اس مصیبت اور پریشانی کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں بتا دینا ہے۔ ہم نے حل بتا دیا۔ جو فرد اس پر عمل کرے گا اللہ فرد کو عزتوں سے نوازیں گے۔ اگر اجتماعی طور پر ہم نیک بن جائیں گے، اللہ اجتماعی طور پر ہمیں عزتوں سے نوازیں گے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حجاج بن یوسف کی نصیحت:

حجاج بن یوسف کو مسلمانوں میں ایک ظالم بادشاہ کہا جاتا ہے۔ اس نے محمد بن قاسم کو ایک خط لکھا تھا، جس کو حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے۔ اس نے محمد بن قاسم کو نصیحت کی تھی:

"جنگ کے وقت نماز میں سستی نہ کرنا، تکبیر و قرأت، قیام و قعود، رکوع و سجود میں اللہ رب العزت کے روبرو تضرع اور زاری کیا کرنا، زبان پر ہر وقت ذکر الٰہی جاری رکھنا۔ (یعنی اس وقت کا جو ظالم تھا یہ اس کی نصیحتیں ہیں، ایسے لگتا ہے جیسے کوئی شیخ طریقت نصیحت کر رہا ہے۔) اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کسی بندے کو قوت و قوۃ نصیب نہیں ہو سکتی (ان کا بھی کتنا پکا یقین تھا کہ اللہ کی مدد کے بغیر کسی بندے کو شان و شوکت نصیب نہیں ہو سکتی)۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرو گے تو یقیناً مظفر و منصور ہو گے، یعنی تمہیں کامیابی مل جائے گی اور اللہ کی مدد بھی تمہارے ساتھ ہو گی۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّ بِلَا عَشِيْرَةٍ"

"جو شخص چاہے کہ اسے بغیر رشتہ داروں کے عزت ملے۔"

وَالنَّسْلَ بِلَا ثَمَرَةٍ

"اور بغیر کثرت کے نسل ملے۔"

وَالْغِنٰى بِلَا مَالٍ

"اور بغیر مال کے ثروت ملے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ ذُلِّ الْمَعْصِيَةِ إِلَى عِزِّ الطَّاعَةِ

''اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی معصیت کی ذلت سے اللہ کی طاعت کی عزت کی طرف نکل جائے۔''

(اعمدۃ الحبیبلی: ۲/۲۰۲، علی بن ابی طالب، مؤلف: محمد حصانی، ۱۹۹۰ء)

مردِ مومن علامہ اقبال کے اشعار میں:

ذلت اللہ کی معصیت سے ملتی ہے اور عزت اطاعت سے ملتی ہے۔ اسی کو علامہ اقبال نے کہا:

اعجاز ہے کسی کا یا گردش زمانہ
ٹوٹا ہے ایشیا میں سحر فرنگیانہ
اے لا الہ کے وارث! باقی نہیں ہے تجھ میں
کردار قاہرانہ گفتار دلبرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ
تعمیر آشیاں سے میں نے یہ راز پایا
اہل جنوں کے حق میں بجلی ہے آشیانہ

پھر آگے کہتے ہیں:

یہ بندگی خدائی وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ

یعنی اللہ کے سامنے جھکنا یہ خدائی ہے اور مخلوق اور نفس کے سامنے جھکنا یہ گدائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بندۂ خدا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

اگر انسان اپنے مالک کو نہ پہچانے گا تو یہ بادشاہوں کا محتاج ہوگا، ان کا غلام ہوگا اور اگر اپنے مالک کو پہچانے گا تو وقت کے بادشاہ بھی تیرے گداگر بن جائیں گے۔ فرماتے ہیں:

یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی
تیری زندگی اسی سے، تیری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو رو سیاہی

اگر ہم ایک اللہ کے در پر جھکتے رہے تو یہ تو شاہی ہے اور اگر کسی اور کے سامنے جھکے تو یہ روسیاہی ہے۔ آج ہم کس کس کے سامنے جھکتے پھرتے ہیں اور روسیاہی کی زندگی گزارتے پھر رہے ہیں۔ ہمارے شکوے ہی ختم نہیں ہوتے، شکایتیں ہی ختم نہیں ہوتیں۔ اسی لیے فرماتے ہیں:

تو عرب ہے یا عجم ہے تیرا لا الٰہ الا
لغتِ غریب جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

کاش! ہم اپنے دل پر محنت کریں اور اپنے دلوں کو ایمان کی دولت سے بھر لیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری دنیا کو بھی ہمارے لیے جنت کا نمونہ بنا دے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

مجموعہ رسائل

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سند میں ایک عظیم شخصیت قدوۃ السالکین حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، جو اخلاص، للّٰہیت، عبادت و ریاضت، تقویٰ و پرہیزگاری کے مجسمہ تھے۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و تعلیمات سے متعلق ایسے نایاب مخطوطات جن کو مغربی ممالک کی لائبریریوں سے بڑی تگ و دو کے بعد حاصل کیا گیا ہے، کو پہلی بار اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۱) رسالہ صاحبیہ (حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق، عبادات، علوم طریقت اور اقوال پر مشتمل مشہور رسالہ ہے، جو کہ حضرت ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے)

(۲) رسالہ رتبۃ الحیات (انسانی زندگی اور اس کے مختلف درجات پر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع تحریر)

(۳) رسالہ آداب طریقت (رسالے میں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے آداب طریقت کو چار بنیادی ارکان پر قائم کر کے ایک منفرد بیان فرمایا ہے)

(۴) رسالہ انسان و کائنات (حقیقت انسان و کائنات کے بارے میں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر و جامع تحریر)

(۵) رسالہ در بیان توحید (حقیقت توحید کے بارے میں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت عارفانہ کلام)

www.besturdubooks.wordpress.com

[illegible]

مسجد الفقیر [illegible] پاس جھنگ 0315-2462[illegible]

مکتبۃ الفقیر بمقابل [illegible] آباد کراچی 0345-[illegible] (تاجر)

دار المطالعہ [illegible] حاصل پور 062-2441202, 0300-[illegible]

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور 042-37228272

ادارہ اسلامیات 190 انارکلی لاہور 042-3735[illegible]

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 042-37224228

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965

مکتبہ [illegible] قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539

دار الاشاعت اردو بازار کراچی 021-[illegible]

علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی 021-[illegible]

حضرت مولانا [illegible] صاحب: حضرت قاری [illegible] صاحب (مدظلہم) [illegible]

حضرت مولانا [illegible] 0312-5420392

جامعہ [illegible] 051-[illegible]

ادارہ [illegible] اشرفیہ [illegible] چوک ملتان 061-[illegible] 0322-[illegible]

مکتبہ سید احمد شہید [illegible] روڈ اکوڑہ خٹک 0922-630[illegible]

مکتبۃ الفقیر

223 [illegible]

041-[illegible]

[illegible]

[illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد چوالیس

- محبت والوں کا مانگنا
- اختتامِ بخاری شریف
- ذکر کے اثرات
- سلوک کو طے کرنا
- کامیابی کا راستہ
- باکمال زندگی
- دین کی محنت کا جذبہ
- ایمان کی چار جہات

پیر طریقت، رہبر شریعت، مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر

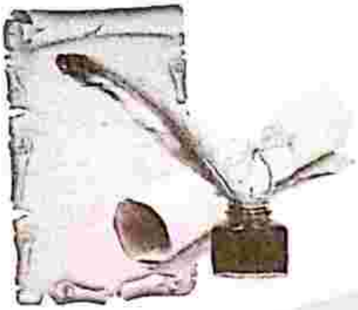

خطباتِ فقیر

44

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ، فیصل آباد

☎ +92-41-2649680

0300-9652292,03228669680

0335-7873390,03101702690

E-Mail : Alfaqeerfsd@yahoo.com

Maktaba-tul-faqeer

فہرست مضامین

عرض ناشر	17
پیش لفظ	19
عرض مرتب	21
محبت والوں کا مانگنا	**25**
انسان کا فطری جذبہ	25
فطری جذبہ خدا طلبی کا جذبہ ہے	27
اللہ کی محبت ہر مومن میں موجود ہے	27
سب سے زیادہ چاہی جانے والی ذات	28
مخلوق کی محبت اور اللہ کی محبت کے تین فرق	30
اللہ کی یاد لازم ہے	32
مُحِبّ بنیں گے تو جنت ملے گی	32

دین کی بنیاد اللہ کی محبت ہے	33
حج، دنیا میں جذبۂ محبت کی تکمیل کا ایک ذریعہ ہے	34
عشق کی بازی جیتنے کے لیے سب کچھ ہارنا پڑتا ہے	35
عشق کے لیے ہجرت کرنا پڑتی ہے	36
ذکر سے تبتل کی کیفیت ملتی ہے	38
اللہ کی محبت ازل سے انسان کی فطرت میں موجود ہے	38
شیطانی محبت کا نزلہ، محبت الٰہی کی خوشبو سے محروم کر دیتا ہے	40
اللہ بندے کی نیک تمناؤں کو پورا کر کے خوش ہوتے ہیں	40
مخلوق کی محبت کے دعویٰ داروں سے ڈرنا چاہیے	41
اللہ کے محب کو مقصود ضرور ملے گا	42
عاشق کے نور سے جہنم کی آگ ڈرتی ہے	42
انسان دردِ محبت کی وجہ سے ممتاز ہے	43
اللہ کی ایک عاشقہ کا حال	43
پتھر دل اور صاحبِ دل کا فرق	46
فرعون اور منصور کی "انا" کا فرق	46
اللہ تعالیٰ کی نرمی کا معاملہ	47
محبت اور غم انسان کو مانگنا سکھا دیتے ہیں	48
ایک بڑے میاں کی پُرخلوص دعا	48
ایک اُداس بوڑھے کی دعا	49

ایک تائب کی عجیب دعا	49
ایک غمزدہ لڑکی کی دعا	50
اللہ سے اللہ کی محبت میں ڈوب کر مانگیں	52
اختتامِ بخاری شریف	**53**
قیامت کیسے آئے گی؟	55
پہلا امکان	55
دوسرا امکان	56
تیسرا امکان	56
چوتھا امکان	57
کائنات کا انجام	58
روزِ قیامت اعمال کو تولا جائے گا	59
معتزلہ کے اعتراض کا رد	60
میزان کیسا ہوگا؟	60
علم کو نہیں عمل کو تولا جائے گا	61
اعمال کا وزن انسان کے اخلاص کے بقدر ہوگا	61
کافر کو اعمال کا اجر کیوں نہیں ملتا؟	61
عقلی دلیل	62
سائنسی دلیل	63

موازین میں جمع کا صیغہ کیوں لایا گیا؟	64
وزنِ اعمال سے استثنیٰ کن لوگوں کو؟	65
میزان پر کیا تولیں گے؟	66
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا منصف بھی اور مالک بھی	68
علماء سے خصوصی معاملہ	69
قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ	69
رُواۃ الحدیث	71
احمد بن اشکاب رحمۃ اللہ علیہ	71
ابتدا بھی غریب، انتہا بھی غریب	72
عمارہ بن قعقاع رحمۃ اللہ علیہ	72
ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ	73
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	74
حدیثِ مسلسل بالکوفیین	75
تشریحاتِ متن	76
لفظ ''رحمٰن'' استعمال کرنے کی وجہ	76
زبان پر آسان کلمات	78
میزان پر بھاری کلمات	79
تنزیہہ	80
تعریف کے لائق فقط اللہ کی ذات	81

عظمتِ خداوندی 83

حدیث کو آخر پر لانے کی وجہ؟ 84

میزانِ عدل پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت 88

ذکر کے اثرات 95

یاد کے دو طریقے 95

محبت ذکر پر مجبور کرتی ہے 96

ذکر کا مقصود 96

افضل ذکر کیا ہے؟ 97

ذکر کے اثرات اعضائے جسمانی پر 97

زبان پر اللہ کی ثناء ہونا 98

آنکھوں میں حیا ہونا 99

غیر محسوس لباس 100

ہاتھوں میں عطا ہونا 101

معمولی صدقہ سے گناہوں کا کفارہ 103

اللہ کو قرض دیں 104

قلب میں خوف و رجا ہونا 104

نفس کی مثال گدھے کے مانند 105

خوف اور امید کے مواقع 105

دماغ میں تسلیم ورضا ہونا	106
مچھر کی شکایت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں	107
اللہ کے ہر کام میں حکمت ہے	108
ہر حال میں اللہ سے راضی	109
کیسے پتا چلے کہ اللہ ہم سے راضی ہے؟	109
دکھ میں انسان اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے	110
مصیبت گناہ کی نجاست کی وجہ سے آتی ہے	111
جنت میں بلا حساب جانے والے	114
سلوک کو طے کرنا	**117**
انسان پر اللہ کی تین نعمتیں	117
اصلاح کے دو طریقے	118
پہلا طریقہ	120
اصلاحِ نفس سے اللہ کا قرب پانا	120
مجاہدۂ نفس تاریخِ انسانیت میں موجود ہے	121
مجاہدۂ نفس میں تجاوز	122
نبی علیہ السلام کی تعلیم	122
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجاہدۂ نفس	124
اکابر کا خواہشاتِ نفس کو توڑنا	125

مجاہدات سے تزکیہ......اکابر کا طریقہ	126
دوسرا طریقہ	128
اصلاحِ قلب سے اللہ کا قرب پانا	128
متاخرین کا سلوک	128
سلوکِ نقشبندیہ کے دو پَر	130
سنت کی پابندی سب سے بڑا مجاہدہ ہے	130
کثرتِ ذکر سے مجاہدہ آسان	131
ہماری بنیادی کمزوری	131
قلتِ ذکر کا نتیجہ	133
سلوک کی شاہراہ	133
مصروف لوگ بھی کثرتِ ذکر کر سکتے ہیں	134
یادِ خدا اپنا پتا دیتی ہے	135
نظام الاوقات سے سلوک میں آسانی	135
سلوک چلنے سے ہی طے ہوتا ہے	136
سلوک میں رکاوٹ اپنی سستی ہے	137
دل کو ماسوا میں اُلجھنے سے بچائیں	138
سلوکِ نقشبند......اصلاح کا مجرب نسخہ	139
لطائف کے اسباق کا ثمر......فتویٰ کی زندگی	139
تہلیل کے اسباق کا ثمر......تقویٰ کی زندگی	140

مراقبۂ احدیت کا ثمر......مقامِ فنائیت	143
کیسے پتا چلے کہ سبق طے ہوا یا نہیں؟	145
مشاربات کے اسباق کا ثمر......توکل اور یقینِ کامل	146
معیت کے اسباق کا ثمر......احسانی زندگی	147
احسان والی نماز	148
سلوک کے طے ہونے میں اصل رکاوٹ	150
نسبت حاصل کرنے والے ہر زمانہ میں رہیں گے	151
کامیابی کا راستہ	**153**
مال کا دھوکا	153
مال کا وبال	154
سکون اللہ کی یاد میں ہے	155
اللہ کے خزانے سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ	155
کامیابی کا راستہ	156
رحمت الٰہی کا آف بٹن	157
بڑے کاروباریوں کی بڑی پریشانیاں	158
عزت وسکون نیکی میں ہے	158
مصلّے کی بادشاہی	159
دنیا سے رخ موڑلیں تو دنیا پیچھے آتی ہے	160

خواہشاتِ نفس کے توڑنے سے خواہشات کا پورا ہونا	161
عالمِ اصغر اور عالمِ اکبر میں مطابقت	163
عالمِ اصغر کا حکم عالمِ اکبر پر	164
مستجاب الدعوات بننے کا نسخہ	165
اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام	165
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے	166
بہترین عمل کیا ہے؟	167
شیر کی فرمانبرداری	168
زرِ تعاون لینے سے انکار	169
دنیا ہی میں جنت	169
تو مسلماں ہے تو تدبیر ہے تقدیر تیری	171
باکمال زندگی	**173**
انسان کی فطرت	173
Excellence (کمال) عادت سے حاصل ہوتا ہے	174
کمال حاصل کرنے کی دو شرائط	174
عالمی چمپئن بننے کے لیے ہزاروں گھنٹے کی محنت	175
نوبل پرائز ونر کی محنت	176
خلاباز کا حیرت انگیز کارنامہ	177

آج کے نوجوان کی بدمحنتی	180
کوبرا سانپ کے حملے کی سرعت	180
باکسنگ کے عالمی چمپئن کی محنت	181
نیوٹن کی انتھک محنت	182
بغیر محنت کسی میدان میں کمال نہیں ملتا	183
مشائخ کا عبادت میں Excellence (کمال)	184
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا علمِ حدیث میں Excellence (کمال)	184
امام بخاری m کا Excellence (کمال)	186
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ میں Excellence (کمال)	190
امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا طلبِ علم میں Excellence (کمال)	191
سب سے Excellent (کامل) زندگی	193
باکمال بننے کے لیے نبی علیہ السلام کو اپنا قائد بنائیں	195

دین کی محنت کا جذبہ 197

Relative Marking (تقابلی نمبرنگ) کا تصور	197
قیامت کے دن Relative Marking (تقابلی نمبرنگ)	202
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا واقعہ	203
بادشاہِ وقت کی تقویٰ بھری زندگی	205
ایک قابل ترین ڈاکٹر کا دین میں آگے بڑھنا	207

- مزدور کا جنت میں داخلہ آسان 211
- ڈگریوں والے مشکل میں 211
- وقت کو منظم کرنے سے آسانی 212
- ایک ممتاز سرجن کی نماز کی پابندی 213
- دین و دنیا میں توازن 214
- سبحان اللہ کے ثواب کا حساب 215
- وسیع و عریض جنت کس قیمت پر؟ 217
- ایک نوجوان کا قابلِ رشک دینی جذبہ 218
- سفید ریش بزرگ کی عمامہ پوشی 219

ایمان کی چار جہات 221

- ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم 221
- ایمان کسے کہتے ہیں؟ 222
- ایمان کی چار جہات 223
- ایمان ملتا ہے طلب سے 223
- ابوجہل اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی مثال 223
- فرعون اور اس کے جادوگروں کی مثال 224
- بے طلبی پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا ایمان سے محروم 226
- بے طلبی پر نوح علیہ السلام کا بیٹا محروم 227

بے طلبی پر نوح علیہ السلام کی بیوی محروم	228
دل میں تڑپ ہو تو ایمان کی نعمت ملتی ہے	228
ایمان چمکتا ہے مجاہدے سے	229
ایمان کا گھٹنا اور بڑھنا	229
اعمالِ صالحہ سے ایمان کی پاور بڑھتی ہے	230
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایمان کی خاطر قربانیاں	231
حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی	231
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رومی بادشاہ کو جواب	232
ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی ایمان پر ثابت قدمی	232
ایمان پھیلتا ہے ہجرت سے	234
کفر مردہ اور اسلام ایک زندہ مذہب ہے	234
دینِ اسلام ہمارا محتاج نہیں، ہم اس کے محتاج ہیں	235
ایمان محفوظ رہتا ہے حقوق العباد کی ادائیگی سے	235
ملاوٹ کرنے والے کا ایمان خطرے میں	236
اللہ کا مقرب بننے کے لیے حقوق العباد کا اہتمام ضروری ہے	237
دورِ حاضر میں جذبۂ خدمت کی کمی	238
پڑوسی کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے	238
بوڑھے کا اکرام...... اللہ کا اکرام	239
سو میں سے دس مرنے والوں کو کلمہ نصیب ہوا!!!	240

دل میں ٹیس ٹیس ہو تو زباں پر بھی ٹیس ٹیس ہو گا	241
روزِ قیامت اللہ کی رحمت کا معاملہ	242
روزِ قیامت دو بندوں پر اللہ کی رحمت	243
باپ بیٹا جنت میں	244
ایک نیکی پر جنت	245
ایمان کے لیے متفکر رہنے کی ضرورت	246
ایمان اللہ کی حفاظت میں دے دیجیے	247
ایمان والے کی اللہ کے ہاں اہمیت	247

عرضِ ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ "خطباتِ فقیر" کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ چوالیسویں (۴۴) جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے، کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پروازِ فکر کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقولِ شاعر:

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحبِ دل کی بات ہوتی ہے، اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیتِ عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علماء بھی

محلہ بنا دیا۔ اِس ناتواں میں یہ ہمت کہاں؟......مگر وہ جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں۔بقول شخصے ع

''قدم یہ اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں''

حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے شیخ کی دعا ہے اورا کابر کا فیض ہے جو کام کر رہا ہے،

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

بیانات کی افادیت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصے بعد جماعت کے کچھ دوستوں نے ان کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مکتبۃ الفقیر نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی، یوں ''خطبات فقیر'' کے عنوان سے نمبروار یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ عاجز کئی ایسی جگہوں پر بھی گیا جہاں یہ خطبات پہلے پہنچے ہوئے تھے اور وہاں علما وطلبا نے کافی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

ان خطبات کے مطالعے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے، بلکہ بیانات کا مجموعہ ہے، ان میں علمی غلطی یا بھول کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اس لیے معزز علمائے کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ جو حضرات بھی ان بیانات کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور انہیں اپنی رضا اپنی لقا اور اپنا مشاہدہ نصیب فرمائیں اور عاجز کو بھی مرتے دم تک اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔آمین ثم آمین۔

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

عرضِ مرتب

یہ خطبات مجموعہ ہے باغِ علی رضی اللہ عنہ (حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک پھول، عشقِ صدیق رضی اللہ عنہ کو دل میں بسا کر مشربِ نقشبندیہ سے سیراب ہونے والی اور فنافی الرسول کی منزل سے گزر کر فنافی اللہ کا راز پانے والی ایک ہستی کے بیانات کا، جو نسبت کا نور دل میں لیے قریہ بہ قریہ قلوبِ انسانی کو محبت الٰہی سے گرمانے اور انہیں شریعت و سنت کی راہ پر لانے میں اپنے شب و روز ایک کیے ہوئے ہے۔ بلاشبہ پوری دنیا میں لاکھوں لوگ اس چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں اور کئی سرشار ہو رہے ہیں کہ

؎ لطافتِ غمِ جاں سما گئی دل میں
نزاکتِ دلِ عاشق کو پالیا میں نے

حضرت اقدس محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کے دعوتِ رشد و ہدایت کے سفر کی ابتدا خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ چکوال سے ہوتی ہے، جہاں انہیں مرشدِ عالم حضرت مولانا پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت کی نعمت سے شرف یاب فرمایا۔ عاجز کو حضرت اقدس مدظلہ سے بیعت ہونے کا شرف اس وقت حاصل ہوا جب حضرت مرشد

عالم رحمۃ اللہ علیہ ابھی حیات تھے۔ حضرت کا بیان اس وقت بھی اتنا پرتاثیر ہوتا تھا کہ خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ چکوال کے سالانہ اجتماع میں مختلف شہروں سے آنے والے احباب کو حضرت کے بیان کا خاص طور پر انتظار رہتا تھا۔ بعدازاں حضرت دامت برکاتہم نے جھنگ میں دعوت وارشاد کا سلسلہ شروع کیا جو بہت جلد دوسرے شہروں میں پھیل گیا۔ چنانچہ فیصل آباد، لاہور، کراچی اسلام آباد گوجرانوالہ، بنوں وغیرہ میں مستقل بیانات ہونے لگے اور یہ سلسلہ روز بروز پھیلتا چلا گیا۔ ؎

راستے کھلتے گئے عزمِ سفر کے سامنے
منزلیں ہی منزلیں ہیں اب نظر کے سامنے

بیرون ملک سے دعوتیں ملنا شروع ہوئیں۔ امریکہ کی بہت سی ریاستوں میں مستقل بیانات ہونے لگے۔ پھر روس کی آزاد ریاستوں کے دورے ہوئے۔ متعدد یورپی ممالک میں جانا ہوا، آسٹریلیا اور پھر افریقی ممالک کی باری آئی، جہاں اب بھی رمضان المبارک میں اعتکاف اور تربیتی اجتماعات کا سلسلہ چل رہا ہے۔ برصغیر میں بنگلہ دیش، نیپال اور انڈیا میں جانا ہوا۔ انڈیا کے اسفار میں کثیر تعداد میں لوگ فیض یاب ہوئے، اور علما کی بڑی تعداد نے آپ سے روحانی استفادہ کے لیے رجوع کیا۔ مشرق بعید کے ممالک ملائشیا اور سنگاپور وغیرہ بھی جانا ہوا۔ مشرق وسطی میں عرب امارات، شام، اردن اور مصر جیسے ممالک اور پھر ترکی اور لیبیا میں بھی جانا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ حجازِ مقدس کی طرف حج وعمرے کے اسفار تواتر سے ہوتے رہے۔ ارضِ حرمین شریفین جہاں پر پورے عالمِ اسلام سے عشاق کھنچے چلے آتے ہیں، وہاں پر زائرین میں آپ کے بیانات کا ایک مستقل سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یوں اس مرکزِ فیض سے آپ کا فیض اطراف واکناف میں پھیل رہا ہے۔ سالانہ تربیتی نقشبندی اجتماع معہد

الفقیر الاسلامی جھنگ میں ہوتا ہے۔ جہاں پر اندرون ملک اور بیرون ملک سے حضرت کے متوسلین کی کثیر تعداد جوق در جوق شریک ہوتی ہے۔ اس موقع پر حضرت کے خصوصی تربیتی بیانات ہوتے ہیں۔ جس کے حاضرین پر عجیب اثرات اور قابلِ دید کیفیات ہوتی ہیں۔ بقولِ شاعر

خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں رازِ حسن و عشق
اہلِ دل ، اہلِ جنوں ، اہلِ نظر کے سامنے

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اقدس مدظلہ کو بیان کا ایک عجیب ملکہ عطا فرمایا ہے۔ حکمت کا گویا ایک دریا ہے جو بہہ رہا ہوتا ہے، جس سے ہر شعبہ ہائے زندگی کے لوگ بہرہ مند ہوتے ہیں۔ جہاں بھی جاتے ہیں محبتِ الٰہی ،توبہ، انابت الی اللہ اور اصلاحی و تربیتی موضوعات پر بات ہوتی ہے۔ بقول

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں

عجیب بات تو یہ کہ ابتدا میں حضرت بیانات کی ریکارڈنگ سے سختی سے منع فرما دیتے تھے کہ تشہیر کو ناپسند فرماتے تھے۔ لیکن کس کس کو کب تک روکتے اہلِ شوق اتنے تھے کہ آخر ریکارڈنگ ہونا شروع ہوگئی اور لاتعداد کیسٹیں بننے لگیں۔ آڈیو سی ڈیز کا دور آیا تو سی ڈیز والیم بھی بننے لگے۔ تاہم جو مقبولیت ''خطباتِ فقیر'' کی کتاب کو ملی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ عوام الناس سے زیادہ یہ خطبات علمائے کرام میں مقبول ہو رہے ہیں کیونکہ انہیں ان میں سے علم و حکمت پر مبنی پر تاثیر مواد میسر آ جاتا ہے۔ اس طرح وہ بالواسطہ طور پر حضرت کے فیض کو آگے پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جس قدر کام میرے حضرت سے لے رہے ہیں اور جس قدر عوام و خواص کا رجوع ان کی طرف ہو رہا ہے، اس کو دیکھ کر جہاں خوشی ہے وہاں یہ فکر بھی لاحق

ہو رہی ہے کہ کہیں یَدْ خُلُوْنَ فِی دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا ناقوس تو نہیں بج رہا۔ ہائے افسوس کہ ہم کس قدر وقت ضائع کرنے والے ہیں......!!! اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت کی زندگی کی قدر کرنے کی اور ان سے خوب خوب استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین ثم آمین

مجھے بے فکر کر دے گردشِ ایام سے پہلے
پلا نظروں سے بھی کچھ بادۂ گلفام سے پہلے

دعاؤں کا طالب

خاکپائے اولیاء

فقیر شاہد محمود نقشبندی

محبت والوں کا مانگنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرة:١٦٥)

وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهٗ وَ مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهٗ)) [جامع ترمذی، حدیث:١٠٦٧]

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان کا فطری جذبہ:

ہر انسان کے اندر فطری طور پر آئیڈیل کی تلاش رکھ دی گئی ہے۔ چنانچہ بچہ پیدا

ہوتا ہے، پھر جب بڑا ہوتا ہے تو اس کے دل میں ایک چاہت ہوتی ہے کہ میں کچھ بنوں، میں کچھ حاصل کروں۔ یہ ایک فطری پیاس ہے، ایک فطری بھوک ہے جو اللہ نے ہر انسان کے اندر رکھ دی ہے۔ چنانچہ اس کا جی چاہتا ہے کہ میں کچھ بنوں۔ یہ جذبہ ہر انسان کے اندر کیوں ہے؟ اس کے بارے میں دنیا کے مفکرین نے مختلف آراء قائم کیں۔

ایڈلر کا نظریہ:

ایڈلر نے کہا: حصولِ طاقت کی خواہش انسان کے اندر ہوتی ہے، لہٰذا وہ چاہتا ہے: میں پڑھوں، میں مال دار بنوں اور اصل انجام وہ کیا چاہتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں پاور ہو۔ یہ فطری طور پر انسان کے اندر ایک چیز رکھ دی گئی ہے۔

فرائیڈ کا نظریہ:

ایک اور مغربی مفکر فرائیڈ تھا۔ اس نے کہا: انسان کے کچھ بننے کا جو جذبہ ہے، اس کے اندر اصلاً جنسی خواہش ہے۔ فطری طور پر وہ مال، عہدہ، سب کچھ اس لیے حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اپنی مَن پسند کی عورت حاصل کر سکے، اس کے ساتھ اپنی مَن پسند کا وقت گزار سکے، اپنی جنسی خواہش کو اپنی مرضی کے مطابق پورا کر سکے۔

مارکس کا نظریہ:

ایک اور مفکر تھا، اس کا نام تھا مارکس۔ اس نے کہا: نہیں بھئی! کچھ بننے کی خواہش اصل میں ایک معاشی خواہش ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ میں مَن پسند کا کھاؤں۔ ہماری زبان میں کہتے ہیں: ''پیٹ نہ پیّاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں'' کہ جب پیٹ میں روٹیاں نہیں پڑتیں تو سب باتیں کھوٹی ہوتی ہیں۔ کسی نے بھوکے سے پوچھا تھا: دو اور دو کتنے ہوئے؟ اس نے کہا: چار روٹیاں، بھوک جو لگی ہوئی تھی۔

لیکن یہ جتنی باتیں مغربی مفکرین نے کہیں یہ سب باتیں غلط ہیں۔ کیونکہ جن کو طاقت نصیب ہوتی ہے، وہ بھی بے چین...... جو اپنی جنسی خواہش مَن مرضی سے پوری کر لیتے ہیں، وہ بھی بے چین......جن کے پیٹ ہر وقت بھرے رہتے ہیں، وہ بھی بے چین......اس کا مطلب ہے کہ اصل چیز ان کے علاوہ کوئی اور ہے۔

فطری جذبہ خدا طلبی کا جذبہ ہے:

دینِ اسلام نے اس کی نشاندہی کی اور کہا کہ ہر انسان کے اندر خدا طلبی کا جذبہ فطری طور پر موجود ہے۔ وہ اپنے پروردگار کو، کائنات کے پیدا کرنے والے کو، جس نے اسے نعمتوں سے نوازا اس کو پانا چاہتا ہے۔ یہ ایک فطری خواہش ہر انسان کے اندر موجود ہے۔ چنانچہ ''خدا طلبی'' یہ ایک ایسا جذبہ ہے جو ہر انسان کے اندر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہدایت مل گئی تو وہ ایک خدا پر ایمان لے آیا، ہدایت نہ ملی تو اس نے ہندوؤں کی طرح ہر چیز کو خدا بنالیا۔ سانپ کو خدا بنالیا، آگ کو خدا بنالیا، نہ جانے کس کس چیز کو خدا بنالیا؟ لیکن خدا کو پانے کا جذبہ ہر انسان کے اندر فطری طور پر موجود ہے۔

اللہ کی محبت ہر مومن میں موجود ہے:

بالخصوص جن لوگوں نے کلمہ پڑھا، وہ تو سارے کے سارے اللہ کے چاہنے والے ہیں۔کلمہ پڑھ لینا اس بات کی دلیل ہے کہ اب اس بندے کے اندر اللہ کی محبت موجود ہے۔

ہاں! محبت کا ایک معیار ہوتا ہے۔ جیسے گرم پانی کا ایک معیار ہوتا ہے۔ اگر کسی کو گرمی میں عام نل کا پانی پینے کو دیں تو وہ اس پانی کو بھی کہے گا کہ یہ کیا گرم پانی لائے ہو، فرج کا پانی لاتے۔ وضو کے لیے جب پانی آتا ہے تو اس کو بھی گرم پانی کہتے ہیں۔ نہانے کا جو پانی آتا ہے، اس کو بھی گرم پانی کہتے ہیں۔ اور چائے کے کھولتے پانی کو بھی

گرم کہتے ہیں۔ ہیں سب گرم پانی، مگر کسی کا ٹمپریچر کم ہے اور کسی کا ٹمپریچر زیادہ۔ بالکل اسی طرح محبت ہر مومن میں ہے، کسی میں محبت کا یہ درجہ حرارت کم ہے اور کسی میں زیادہ۔ اولیاء اللہ کے اندر یہ درجہ حرارت ابلتے پانی کی طرح ہوتا ہے۔ ابلتے پانی کی طرح والے درجے کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں یوں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵)

''اور جو ایمان والے ہیں وہ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔''

یعنی ایمان والے اللہ سے ٹوٹ کے پیار کرتے ہیں۔ ان کی محبتوں کی انتہا اللہ کی ذات ہوتی ہے۔ اسی لیے جتنے بھی کلمہ گو ہوں، ان کو محبت کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔ اگرچہ نماز میں سستی کر رہا ہے، غفلت کر رہا ہے، لیکن وہ بھی قابلِ قدر ہے۔ اس نے اللہ کو مانا تو ہے، اس کے اندر استعداد تو ہے، اس کو ماحول مل گیا تو وہ اچھا بن جائے گا۔ ؎

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلف کے سب اسیر ہوئے

سب اللہ کے چاہنے والے ہیں۔ ؎

نہ دانماں گلِ خنداں چہ رنگ و بو دارد
کہ مرغِ ہر چمنِ گفتگوئے او دارد

''میں نہیں جانتا کہ وہ ہنستے پھول ہی کا رنگ اور اس کی خوشبو کیا ہے؟ باغ کا ہر پرندہ اسی کا تذکرہ، اسی کی گفتگو کرتا ہے۔''

سب سے زیادہ چاہی جانے والی ذات:

واقعی! اس کائنات میں جتنا اللہ رب العزت کو چاہا گیا، جتنا اللہ سے ٹوٹ کر پیار کیا گیا، جتنا اللہ کے نام پر اپنی جانوں کو فدا کیا گیا، جتنا تنہائیوں میں اللہ رب العزت کو یاد کیا

گیا، جتنا تنہائیوں میں اللہ کے سامنے آنسو بہائے گئے، کائنات میں اللہ کے سوا کوئی دوسری ایسی ہستی نہیں۔ یہ شان صرف اللہ رب العزت کی ہے کہ اس سے اس طرح ٹوٹ کر پیار کیا گیا۔ شیخ حسن واعظ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے چند عجیب اشعار ہیں، فرماتے ہیں: ؎

افسانہ خویش مختصر کن
بنشیں در درونِ خود سفر کن

''دوست کا افسانہ مختصر ہے کہ بیٹھ جا اور اپنے اندر سفر کر ادھر ادھر باہر بھاگنے دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، اپنے اندر سفر کریں۔''

ہر وہم و خیال و فہم و ادراک
در دل کہ جز اوست آں بدر کن

''ہر وہم، خیال، فہم اور احساس، دل میں اللہ کے سوا جو بھی ہے بس اس کو دل سے نکال دیں۔''

مطلوب بس است در دو عالم
از دل تو گزر آں حضر کن

''اس دو جہاں میں بس یہی مطلوب ہے کہ تیرے دل میں اللہ کا ڈیرہ ہو۔''

ایں است وصال جانِ جاناں
ذی راہ بہر کسے خبر کن

''ہر کسی کو یہ راز کی بات بتا دے کہ اصل میں یہی محبوب کا وصال ہے۔''

چنانچہ کہنے والے ایک کامل نے کہا: ؎

از نعمتِ ایں جہاں ثنائے تو بس است
از نعمتِ آں جہاں لقائے تو بس است

''اے اللہ! اس جہاں کی سب سے بڑی نعمت تیری تعریف، تیری یاد ہے اور اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت تیری ملاقات ہے۔''

اللہ اکبر کبیرا! انسان کی جب دل کی آنکھ کھلتی ہے، تب اس کو یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں
نگاہِ شوق ہو اگر شریکِ بینائی
نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو
تیرا وجود ہے قلب و نظر کی رُسوائی

نگاہِ شوق یعنی محبت کی نظر ہونی چاہیے، جو اپنے محبوب کو تلاش کرے، جو محبوب کے لیے بے قرار ہو۔

مخلوق کی محبت اور اللہ کی محبت کے تین فرق

مخلوق کی محبت میں...... مخلوق سے مراد یہاں ماسویٰ کی نفسانی اور شہوانی محبتیں ہیں۔ اس کو ہمارے مشائخ کی اصطلاح میں ''مخلوق کی محبت'' کہہ دیا جاتا ہے۔ باقی جو دین کی نسبت سے محبتیں ہیں وہ تو اللہ کی محبت میں شامل کر دی جاتی ہیں...... اور اللہ رب العزت کی محبت میں تین عجیب فرق ہیں:

پہلا فرق:

پہلا فرق یہ ہے کہ جو انسان مخلوق سے ڈرے، وہ مخلوق سے دور بھاگے۔ ہم سانپ سے ڈرتے ہیں تو اس سے دور بھاگتے ہیں، کسی بندے کا خوف دل میں ہو تو اس سے دور بھاگتے ہیں۔ یعنی مخلوق کا معاملہ یہ ہے کہ جتنا کوئی شخص مخلوق سے ڈرے اتنا وہ

اس سے دور بھاگے۔لیکن اللہ کا معاملہ دیکھو کہ جتنا کوئی شخص اللہ سے ڈرے، اتنا اللہ کے قریب ہو جائے۔اللہ اکبر کبیرا!

دوسرا فرق:

اب دوسرا فرق سمجھیے۔مخلوق کی محبت میں محب یہ چاہتا ہے کہ محبوب کا جسم ہمارے پاس ہو، اس کا دل چاہے جہاں مرضی ہو۔اس کو محبوب کے دل سے غرض نہیں ہوتی، جسم پر نظر ہوتی ہے، جسم مطلوب ہوتا ہے۔مخلوق کی محبت میں طمع ہوتی ہے کہ جسم ہمارے پاس ہو اور دل اس کا چاہے جہاں کہیں بھی ہو۔مگر اللہ رب العزت کی محبت کا معاملہ عجیب ہے! اللہ رب العزت چاہتے ہیں: میرے بندے! تیرا دل میرے پاس ہونا چاہیے، جسم تیرا جہاں مرضی ہو۔تو مسجد میں ہو، تب بھی میں تجھ سے راضی، تو بازار میں ہو، تب بھی میں تجھ سے راضی، بس تیرا دل میرے پاس ہو۔

تیسرا فرق:

پھر مخلوق اور خالق کی محبت میں ایک بڑا فرق یہ بھی ہے کہ جس نے مخلوق سے محبت کی ایک نہ ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جو شخص اللہ سے محبت کرے گا، ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔اس لیے اللہ رب العزت کی محبت ہی ہمیں اپنے دل میں پیدا کرنی چاہیے، اسی کو اپنا محبوبِ حقیقی بنانا چاہیے۔مرنے والوں سے اور ڈھلنے والوں سے کیا محبت کرنا؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ؎

عشق با مردہ نہ باشد پائیدار
عشق را باحی و باقیوم دار

"مرنے والوں سے عشق پائیدار نہیں ہوتا، عشق کرنا ہے تو حَیٌّ قَیُّوْم سے کرنا

چاہیے۔"

اللہ کی یاد لازم ہے:

اس لیے اللہ رب العزت نے اپنی یاد کو بندے پر لازم فرما دیا۔ قرآنِ مجید میں فرمایا:

﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝﴾ [الاعراف:۲۰۵]

"اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔"

کیا مطلب؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ فرماتے ہیں: ہر وقت مجھے یاد کرو۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کی اس محبت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

مُخبِت بنیں گے تو جنت ملے گی:

قرآنِ مجید میں ایک آیت مبارکہ ہے، توجہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾ (هود:۲۳)

"جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کیے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کے آگے جھک کر مطمئن ہو گئے ہیں تو وہ جنت کے بسنے والے ہیں، وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔"

اب یہاں پر تین باتوں کا تذکرہ ہے۔ ایمان لانے والے، نیک اعمال کرنے والے اور عاجزی کرنے والے۔ بس یہیں کام ہو جاتا کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ پر جنت ملے گی، مگر اللہ تعالیٰ نے درمیان میں ایک چیز اور بھی رکھ دی۔ کیا فرمایا؟ ﴿وَ

﴿ اَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ﴾ یہ ''اخبات'' کیا ہے؟ عاجزی اختیار کرنا، فروتنی اختیار کرنا، اپنی مَیں کو مٹانا، اللہ کے سامنے عبدِ کامل بن جانا۔ اس کو اخبات کہتے ہیں۔ یہ باب افعال میں سے ہے۔ اَخْبَتَ یُخْبِتُ اِخْبَاتًا فَهُوَ مُخْبِتٌ تو ہم اعمال کے ساتھ ساتھ مُخْبِتْ بھی بنیں گے تب جنت میں جائیں گے۔ اب آپ کے یہاں آنے کا بنیادی مقصد کیا ہے؟ اس اِخْبَات کو حاصل کرنا ہے۔ دل کی وہ کیفیت بن جائے کہ دل اللہ کے ساتھ جڑ جائے، نتھی ہو جائے۔

دین کی بنیاد اللہ کی محبت ہے:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحُبُّ اَسَاسِیْ)) ''محبت میری بنیاد ہے۔''

[الشفا بتعریف حقوق المصطفی: ۱/ ۱۴۶، احیاء علوم الدین لمحمد الغزالی: ۴/ ۳۶۱]

پورے دین کی بنیاد اللہ کی محبت ہے، اور جس کو یہ نعمت نصیب ہو گئی، اس کے لیے دین پر عمل کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ جب کسی سے محبت ہو اور وہ کوئی کام ذمے لگا دے تو بندہ اسے کرنے کے لیے دوڑتا پھرتا ہے، اسے تھکاوٹ محسوس ہی نہیں ہوتی۔ اسی طرح جس بندے کو اللہ رب العزت سے محبت ہوتی ہے، وہ دوڑتا پھرتا ہے، وہ دین کا کام کرنے کے لیے بھاگتا پھرتا ہے۔ ایسا بندہ پھر نماز کو حاکمِ وقت کی بیگار سمجھ کر نہیں پڑھتا، بلکہ وسیلۂ لقائے یار سمجھ کر پڑھتا ہے۔ آج ہم نماز تو پڑھتے ہیں لیکن حالت یہی ہوتی ہے جیسے مجبور ہیں، کیا کریں۔

کسی دیہاتی کو مولانا صاحب نے زبردستی کہا کہ پڑھو نماز! اس نے نیت باندھی: نیت نماز کی، بندگی اللہ تعالیٰ کی، درود نبی علیہ السلام کا، ظلم مولوی صاحب کا، اللہ اکبر۔ آج

ہماری نمازوں کا بھی یہی حال ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مجبوری میں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ نہیں بھئی! جب دل میں محبت ہوتی ہے تو مجبوری کی بات نہیں ہوتی۔ پھر تو انسان انتظار کر رہا ہوتا ہے، فجر پڑھتا ہے تو ظہر کا انتظار...... ظہر پڑھی تو عصر کا انتظار...... نماز اس کو Refresh (تروتازہ) کر دیتی ہے۔ اسی لیے تو نبی علیہ السلام فرماتے تھے:

((یَا بِلَالُ أَقِمِ الصَّلَاۃَ أَرِحْنَا بِهَا)) [سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۹۸۷]

''اے بلال! نماز قائم کر کے اس سے ہمیں راحت دو۔''

بلال اذان دیتے تھے، نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی آنکھوں میں ٹھنڈک آتی تھی، نماز ایسی چیز ہے۔

حج، دنیا میں جذبۂ محبت کی تکمیل کا ایک ذریعہ ہے:

اللہ رب العزت نے محبت کے اس جذبے کو پورا کرنے کے لیے دنیا میں اپنا گھر بنا دیا اور فرمایا: میرے بندو! تم اگر محبت کا یہ جذبہ پورا کرنا چاہتے ہو تو پھر رمضان گزارو اور رمضان گزارنے کے بعد تم میری ملاقات کے لیے میرے گھر کو آؤ۔ اسی لیے جیسے ہی رمضان ختم ہوا، شوال سے احرام باندھنے کا وقت شروع ہو گیا۔ تو رمضان اصل میں ایسا ہی ہے جیسے بچے کو کسی کے سامنے پیش کرنا ہو تو ماں اس کو نہلاتی دھلاتی ہے، اس کی میل دور کر کے اچھے کپڑے پہنا کر تیار کر دیتی ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو اپنے پاس ملنے کے لیے بلانا تھا تو رمضان کا مہینہ عطا کر دیا کہ میرے بندو! باطنی طور پر غسل کر لو۔

......اپنے گناہوں کو معاف کروا لو

......اپنے دلوں کو دھلوا لو

......اپنے دلوں کی سختی کو دور کروا لو

......میری محبت کی پوشاک پہن لو

اور پھر اس پوشاک کو پہن کر جیسے ہی رمضان ختم ہوگا، تم میرے گھر کی طرف چل پڑو۔ اب یہ بھی ہوسکتا تھا کہ ادھر رمضان ختم ہوتا اور اگلے دن حج ہوتا۔ مگر یوں ساری دنیا کے لوگوں کے لیے تو پہنچنا مشکل تھا، وہ پہنچ ہی نہیں سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے درمیان کے جو ایک دو مہینے ہیں، وہ سفر کے لیے دے دیے کہ جب میرے پاس آئیں گے تو کوئی اونٹنیوں پر چڑھ کر آئے گا، کوئی جہازوں اور کشتیوں کے ذریعے آئے گا۔

فرمایا: میرے ابراہیم!

﴿وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ﴾ (الحج:۲۷)

''اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں، اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی ان اونٹنیوں پر سوار ہوکر آئیں جو (لمبے سفر سے) دبلی ہوگئی ہوں۔''

تو یہ حج کے موقع پر عشاق کا مجمع ہوتا ہے، اللہ اکبر کبیرا۔ بہرحال اس کی تفصیل اس موقع پر تو نہیں بیان ہوسکتی۔ مگر ہمارے بزرگوں نے کہا: رمضان کام کا مہینہ ہے، ذوالحجہ انعام کا مہینہ ہے۔ جو رمضان المبارک میں خوب عبادت کرے گا، جب ذوالحجہ میں اللہ کے دَر پر جائے گا تو انعام ملے گا۔ تو حج بھی محبت کا جذبہ پورا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

عشق کی بازی جیتنے کے لیے سب کچھ ہارنا پڑتا ہے:

جو لوگ حج کرکے آتے ہیں، ان کا شوق پہلے کی نسبت اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ ایک بار دیکھا ہے، بار بار دیکھنے کی طلب ہے۔ کسی نے کیا اچھی بات کہی!

دل وجان کی وہ دولت جو پیاری رہی اب تک
ترے کوچے میں پھر پھر کر وہیں پہ اس کو وار آئے
وہ عالم کیف و مستی کا، وہ طوفاں اشک باراں کا
الٰہی زندگی میں پھر وہ آئے، بار بار آئے
مطاعِ عقل و دانش جمع کی تھی عمر بھر میں جو
وہ میقاتِ حرم پر عشق کی بازی میں ہار آئے

عشق کی بازی جیتنی ہو تو سب کچھ ہارنا پڑتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ یہاں جیت اس کی ہوتی ہے جو سب کچھ ہار دیتا ہے۔ واہ میرے مولا! تیری محبت کا بھی معاملہ عجیب!!!

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنے گر ہار گئے تو مات نہیں

یہ بھی اللہ رب العزت کی محبت کی بازی ہے۔

گر جیتنا ہو عشق میں لازم یہ شرط ہے
کھیلو اگر یہ بازی تو سب کچھ ہی ہار دو

اللہ اکبر کبیرا!

عشق کے لیے ہجرت کرنا پڑتی ہے:

انسان اللہ رب العزت کا وصل حاصل کرنے کے لیے پوری ہمت صرف کرے۔ اللہ رب العزت قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں:

﴿فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ (الذاریات:۵۰)

''لہٰذا دوڑو اللہ کی طرف۔''

جیسے جانور بندھا ہوا ہو، اس کو چھوڑیں تو وہ بھاگتا ہے، بالکل یہی بات ہے۔ تم مخلوق کے تعلقات میں جکڑے ہوئے ہو، تم نفس کی زنجیروں میں پکڑے گئے ہو، اپنے آپ کو چھڑا کر اللہ کی طرف بھاگو، اللہ کی طرف دوڑو، تیزی کے ساتھ سفر کرو، اللہ سے وصل کے لیے۔ عشق کے لیے ہر انسان کو ہجرت کرنی پڑتی ہے۔ ہجرت کا کیا مطلب؟ ہجرت کا مطلب نبی علیہ السلام نے سمجھایا۔ فرمایا:

((اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَایَا وَ الذُّنُوْبَ)) [صحیح ابن حبان، حدیث:۴۸۶۲]

''اصل مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو ترک کر دے۔''

جو ہجرت کر جاتا ہے، وہ مہاجر ہے۔ ہمیں بھی اللہ کے راستے میں مہاجر بننا پڑے گا۔

﴿اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ﴾ (العنکبوت:۲۶)

دیکھا! قرآن نے بھی یہ لفظ استعمال کیا ہے کہ میں اپنے رب کی طرف مہاجر ہوں، جا رہا ہوں، سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے راستے میں۔ چنانچہ ہر انسان کو ہجرت کرنی ضروری ہے۔

......جہالت سے ہجرت، علم کی طرف

......غفلت سے ہجرت، ذکر کی طرف

......معصیت سے ہجرت، طاعت کی طرف، اور

......مخلوق سے ہجرت، خالق کی طرف

ہر بندے کو کہیں نہ کہیں یہ ہجرت کا معاملہ پیش آئے گا، تب وہ آگے بڑھے گا۔

ذکر سے تبتّل کی کیفیت ملتی ہے:

اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں کھول کر یہ بات کردی۔فرمایا:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۞﴾ (المزمل:۸)

''اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو، اور سب سے الگ ہوکر پورے کے پورے اسی کے ہو رہو۔''

تبتل کہتے ہیں: ''انقطاع عن المخلوق'' کو۔کیا مطلب؟ کیا مخلوق سے واسطہ نہ رکھے؟ نہیں نہیں! اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق سے توڑو! اللہ سے جوڑو! پھر اللہ کی نسبت سے مخلوق سے جوڑو۔اپنا تعلق رکھنا چاہتے ہوتو اللہ کی نسبت سے رکھو، نفس کی خواہشات کے پیچھے نہ رکھو، اس کو تبتل کہتے ہیں۔ہم نے اللہ کے ذکر کو اس نکتے پہنچانا ہے کہ ہمیں تبتل کی وہ کیفیت نصیب ہوجائے۔

اللہ کی محبت ازل سے انسان کی فطرت میں موجود ہے:

جب انسان اللہ کے ذکر کی کثرت کرتا ہے تو پھر اللہ رب العزت کی محبت اس کے دل میں ٹھاٹھیں مارتی ہے، کیونکہ ذکر سے انسان کو ذات سے محبت نصیب ہوتی ہے۔ کسی نے کیا اچھی بات کہی!

ے ساقی وہ کون سا تھا جس نے یہ مے پلا دی
صبحِ ازل کو پی تھی اب تک سرور کیوں ہے؟

یہ محبت کی شراب ہم نے کب پی تھی؟ یومِ الست کو پی تھی۔حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے سب انسانوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ

اور كَلَّمَهُمْ قِبَلًا ان سے کلام بھی فرمایا اور ان پر تجلی بھی فرمائی۔ اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرما کر اپنی مخلوق کو کیفِ علم عطا کر دیا اور اپنی تجلی دِکھا کر مخلوق کو سوزِ عشق عطا فرما دیا۔ یہ نعمتیں اس وقت سے دے دیں۔ اس لیے روحیں شروع سے اللہ کو تلاش کرتی ہیں۔ فطری طور پر انسان اللہ کا متلاشی ہے، کیونکہ وعدہ کر کے آیا ہوا ہے۔

تو اس کے بارے میں کسی نے کہا:

ساقی وہ کون سا تھا جس نے یہ مے پلا دی
صبح ازل کو پی تھی اب تک سرور کیوں ہے؟
حبلُ الورید سے بھی نزدیک تر، پھر ترسنا
اے پاس رہنے والے! آنکھوں سے دور کیوں ہے؟

اللہ تعالیٰ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، تو اس کا تذکرہ کیا کہ جب اتنے پاس رہنے والے ہیں کہ رگِ جاں سے زیادہ قریب ہیں تو دل تو پھر چاہتا ہے کہ دیکھیں۔ اسی لیے تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی کہہ دیا تھا:

﴿رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ﴾ [الاعراف:۱۴۳]

''میرے پروردگار! مجھے دیدار کرا دیجیے کہ میں آپ کو دیکھ لوں۔''

چنانچہ مومن کا جی چاہتا ہے کہ اللہ رب العزت کا دیدار کرے۔ اب اس دنیا کے اندر اتنی Capacity (استعداد) نہیں، اتنی Capability (صلاحیت) نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ان تجلیات کو سنبھال سکے۔ اس لیے اس ملاقات گاہ کا نام اللہ تعالیٰ نے جنت رکھا۔ وہاں مومن جائے گا اور اپنے رب کی دید کے مزے پائے گا۔ اس کا نام جنت ہے۔ وعدہ فرما دیا کہ جب تم آؤ گے تو وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ ہم تمہیں اپنا دیدار بھی کروائیں گے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

شیطانی محبت کا نزلہ، محبت الٰہی کی خوشبو سے محروم کر دیتا ہے:

اس دنیا میں انسان اپنا دل اگر مخلوق میں سے کسی کے ساتھ لگا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک آدمی کو نزلے زکام کی بیماری ہو جائے تو اس کو خوشبو کا پتا نہیں چلتا۔ اس کو کہیں کہ جی! یہ عنبر خوشبو ہے، یہ مشک ہے، اسے پتا ہی نہیں چلتا۔ وجہ کیا؟ نزلہ زکام سے ناک ہی بند ہے بیچارے کی۔ بالکل اسی طرح جس بندے کو مخلوق کی نفسانی، شیطانی، حیوانی محبتوں کا نزلہ ہو جاتا ہے، اللہ رب العزت کی محبت کی خوشبو کا اسے پتا ہی نہیں چلتا۔ اس لیے لازم ہے کہ پہلے دل سے ان محبتوں کو ختم کیا جائے، تب دل اللہ رب العزت کی محبت کے مزے کو پہچانتا ہے۔ ایک روایت میں ہے:

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’كُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنِ اللهِ مِنْ أَهْلٍ وَّمَالٍ وَوَلَدٍ فَهُوَ عَلَيْكَ مَشْئُوْمٌ‘‘
[احیاء علوم الدین: ۳/۱۰۱]

’’جو چیز بھی تجھے اللہ سے باز رکھے خواہ وہ مال ہو، بیوی ہو یا اولاد ہو، منحوس ہے۔‘‘

وہی تمہارا صنم ہے۔

اللہ بندے کی نیک تمناؤں کو پورا کر کے خوش ہوتے ہیں:

انسان اس دنیا میں اگر دل کے اندر نیک تمنائیں رکھے اور اس کے لیے پھر کوششیں بھی کرے تو اللہ رب العزت بندے کی تمناؤں کو پورا کر کے خوش ہوتے ہیں۔ آپ نے ماں باپ کو دیکھا ہے کہ اولاد کی محبت ان کے دل میں ہوتی ہے، لہٰذا وہ

بچے کی چھوٹی چھوٹی تمناؤں کو پورا کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مالدار باپ ہو، اور اس کے دل کے اندر اللہ نے رحم بھرا ہوا ہو تو وہ چھوٹے بچوں کی چھوٹی چھوٹی خواہشات کو پورا کر کے خوش ہوتا ہے۔ اگر باپ کے اندر یہ جو شفقت رکھی گئی ہے، اس کا تقاضا یہ کہ خواہشات کو پورا کر کے خوش ہوتا ہے تو اللہ رب العزت تو اللہ رب العزت ہیں، وہ بھی اپنے بندوں کی تمناؤں کو پورا کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اللہ اکبر! چاہے کیسی ہی تمنا کیوں نہ ہو۔

ایک صحابی تھے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کے کنارے پر سجدہ کر رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک روح، روح سے مل جاتی ہے، نبی علیہ السلام نے اپنا سر جھکایا اور انہوں نے پیچھے سے آپ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

[مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث: ۳۱۱۵۵]

وہ مالک کتنا کریم ہے! کتنا مہربان ہے!

؎ راہ برسوں کی طے ہوئی پَل میں
عشق کا ہے بہت بڑا احسان

یہ عشق ومحبت سے برسوں کی راہ پَل کے اندر طے ہو جاتی ہے۔

مخلوق کی محبت کے دعویٰ داروں سے ڈرنا چاہیے:

محبت صرف اللہ کی ہونی چاہیے۔ مخلوق کی محبت انسان کے لیے بہت بڑا فتنہ ہوتی ہے۔ اسی لیے مخلوق کی محبت کا کوئی دعویٰ دار ہو تو ڈرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر: عورت محبت کے دعویٰ داروں سے اس طرح ڈرے جیسے کوئی ہرن شیر سے ڈرتا ہے۔ اس لیے کہ محبت کے دعوے ہوئے اور فتنہ شروع ہوا۔ آپ ذرا غور کیجیے! حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ فرمایا تو یوسف علیہ السلام کنویں میں پہنچ گئے۔ زلیخا نے محبت کی، حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ اور اس لیے اس سے ڈرنا چاہیے اور اس سے بچنا چاہیے کہ یہ مجھے کنویں میں پہنچائے گا یا جیل میں پہنچائے گا۔ ایک اللہ رب العزت کی محبت ایسی ہے کہ سبحان اللہ! انسان ٹوٹ کر اللہ رب العزت سے پیار کرے۔ اگر انسان یہ محبت کرے تو اللہ رب العزت اسے ضرور منزل پر پہنچا دیتے ہیں۔

اللہ کے محب کو مقصود ضرور ملے گا:

ہمارے مشائخ نے کہا: جو شخص اللہ رب العزت سے محبت کرے گا، اوّل تو اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کو وہ نعمت عطا فرمادیں گے اور اگر اس کی موت بھی آگئی تو اس کی روحانی ترقی اس کی قبر میں جاری رہے گی، اللہ قیامت کے دن منزل پر پہنچنے والوں کے ساتھ حشر فرمادیں گے۔ ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) نیت میں سچا تھا۔ جیسے روایات میں آتا ہے کہ کوئی بندہ حفظ کرنے کی نیت کر لے، اگر اس کو موت بھی آجائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حفاظ کے ساتھ کھڑا کریں گے۔ تو محبت کی نیت کر لیجیے اور کہیے: اے اللہ! بس آپ کی محبت چاہتے ہیں، آپ کی محبت والی زندگی گزارنا چاہتے ہیں، پھر دیکھیے! اللہ رب العزت کی رحمت کیسے برستی ہے!

عاشق کے نور سے جہنم کی آگ ڈرتی ہے:

یہ محبت الٰہی عجیب چیز ہے۔ عام بندہ موت سے ڈرتا ہے، اور محبت الٰہی سے موت ڈرتی ہے۔ حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عام بندے کو آگ جلاتی ہے، جہنم کی آگ عام بندے کو جلائے گی، لیکن جب اللہ کے عاشق پل صراط سے گزرنے لگیں

گے تو جہنم کہے گی:

"جُزْ یَا مؤمِنُ" "اے مومن! (پل صراط) سے گزر"

"فَقَدْ أَطْفَأَ نُورُكَ لَهَبِي" [الجامع الصغیر، حدیث: ۳۳۵۴]

"کیونکہ تیرے نور (ایمان) نے میری بھڑک کو بجھا دیا ہے۔"

مومن کے دل کا نور ایسا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر۔

انسان درِدِ محبت کی وجہ سے ممتاز ہے:

اسی لیے انسان کو اللہ رب العزت نے تمام موجودات کے مقابلے میں جو بزرگی عطا فرمائی، جو اشرف المخلوقات فرمایا، وہ اسی دردِ محبت کی وجہ سے فرمایا، باقی مخلوقات یہ دردِ محبت نہیں رکھتیں۔ یہ درد اللہ نے فقط انسان کو عطا فرمایا۔ اس لیے یہ دردِ محبت دل میں جتنا زیادہ ہوگا، اتنا اللہ رب العزت کے ہاں قرب زیادہ ہوگا۔ اب یہ ذہن میں رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ نہ دینا چاہتے تو طلب کا مادہ ہی نہ دیتے۔ جب طلب کا مادہ دے دیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دینا چاہتے ہیں۔ اب لینا ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم طلب ظاہر کریں۔ کوئی بچہ جب تک روئے نہ، ماں بھی دودھ نہیں پلاتی۔ اگر ہم بھی اللہ کے سامنے کچھ روئیں دھوئیں گے، مانگیں گے، کچھ سجدے کریں گے، تنہائیوں میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کو منائیں گے تو اللہ رب العزت بھی یہ نعمت عطا فرمائیں گے۔ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا ہمیں۔

اللہ کی ایک عاشقہ کا حال:

ہمارے اکابر بھی اللہ کی محبت میں زندگی کے دن اور راتیں گزارتے تھے، سبحان

اللہ! حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک باندی لے کر آیا جو بہت سستی بک رہی تھی اور بڑی کمزور اور پیلی سی تھی۔ وہ گھر میں آئی تو سارا دن میری خدمت کرتی، جب رات کا وقت آتا تو مجھ سے پوچھتی: جی! آپ کو کوئی کام، کوئی میری ضرورت؟ میں کہتا: نہیں۔ وہ وضو کر کے مصلّے پر کھڑی ہو جاتی، ساری رات مصلّے پر گزارتی۔ میں کچھ دن اس کا طریقہ کار دیکھتا رہا، ایک دن میں نے اس کو کہا: میرا بستر بچھا دو۔ جب میں نے کہا: میرا بستر بچھا دو، تو وہ پوچھنے لگی: آپ کا بھی کوئی مولا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! میرا بھی مولا ہے۔ اس نے کہا: کیا وہ مولا سوتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا کہ بڑی حیرت کی بات ہے: تمہارا مولا جاگتا رہے اور تم پاؤں پھیلا کر سوتے رہو۔ کہنے لگے: اس نے عجیب بات کی، میرے دل کو چوٹ لگائی، اب مجھے سمجھ میں آئی کہ یہ سارا دن میری خدمت کرتی ہے اور ساری رات اپنے رب کی عبادت کرتی ہے۔ کہنے لگے: وہ پھر مصلّے پر چلی گئی اور رات کو عبادت کرتی رہی، لیکن میرے دل میں بھی ایک تڑپ آ گئی، لہٰذا مجھے اس رات پوری طرح نیند نہیں آئی۔ میں نے جب آنکھ کھولی، ذرا توجہ کی، دیکھا کہ وہ دعا مانگ رہی تھی: اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم! جب اس نے یہ بات کی تو میں نے اونچی آواز سے کہا: اے لڑکی! کیا دعا مانگ رہی ہے ہو؟ یوں کہو: اللہ! مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم، یوں کیوں کہہ رہی ہو کہ آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم؟ کہنے لگے: جب میں نے یہ بات کی تو وہ غصے میں آ گئی، کہنے لگی: اگر اللہ رب العزت کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے ساری رات مصلّے پر نہ جگاتا۔ مجھ سے محبت ہے تو مصلّے پر جگایا ہے نا مجھے۔ پھر اس کے بعد اس نے شعر پڑھے:

اَلْکَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَ الْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ
وَ الصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ وَ الدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ

''بے چینی جمع ہو رہی ہے اور دل جل رہا ہے۔ اور صبر جدا ہو گیا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں۔''

یہ اللہ کی محبت ایسی ہے کہ بندے کو بے قرار کر دیتی ہے۔ اللہ اکبر!

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں ایک عجیب بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: عاشق صادق کی زندگی ایسے گزرتی ہے، جیسے اللہ نے قرآنِ مجید میں فرمایا:

﴿حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ﴾

''یہاں تک کہ جب ان پر یہ زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود تنگ ہو گئی، ان کی زندگیاں ان پر دوبھر ہو گئیں۔''

اور ایک ایسی کیفیت آئی کہ

﴿وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ﴾ (التوبۃ:۱۱۸)

''اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ (کی پکڑ) سے خود اسی کی پناہ میں آئے بغیر کہیں اور پناہ نہیں مل سکتی۔''

سالک کا یہی حال ہوتا ہے کہ اس کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا میرا اور کوئی ملجا اور ماویٰ نہیں۔ یہی کیفیت اس نوجوان لڑکی کی تھی۔ کہتی ہے:

كَيْفَ الْقَرَارُ عَلٰى مَنْ لَا قَرَارَ لَهٗ
مِمَّا جَنَاهُ الْهَوٰى وَ الشَّوْقُ وَ الْقَلَقُ
يَا رَبِّ اِنْ كَانَ شَيْئٌ فِيْهِ لِيْ فَرَجٌ
فَامْنُنْ عَلَيَّ بِهٖ مَا دَامَ بِيْ رَمَقُ

"اس کو کس طرح قرار آ سکتا ہے جس کو عشق و شوق اور بے چینی کے حملوں کی وجہ سے ذرا بھی سکون نہیں۔ اے اللہ! اگر کوئی چیز ایسی ہو سکتی ہے جس میں غم سے نجات ہو تو زندگی میں اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔"

یہ اشعار پڑھنے کے بعد اس نے کہا: اے اللہ! میری اور آپ کی محبت کا معاملہ اب تک چھپا ہوا تھا، اب لوگوں کو پتا چل گیا، مولا! اب مجھے اپنے پاس بلا لے۔ بس اتنی بات کہی، کلمہ پڑھا اور اپنی جان اپنے جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ اللہ اکبر کبیرا! جب دل زندہ ہوتا ہے تو پھر انسان کو اللہ رب العزت کی محبت کی لذت محسوس ہوتی ہے۔

پتھر دل اور صاحبِ دل کا فرق:

دیکھیں! آپ پتھر پر پانی ڈالیں تو پتھر بھیگ تو جائے گا لیکن پتھر کو اس کے ذائقے کا پتا نہیں چلے گا کہ یہ پانی تھا یا شربت؟ اور زبان پر آپ ایک قطرہ ڈالیں، زبان بھیگے گی بھی، مگر ساتھ مزا بھی پائے گی۔ فرق کیا تھا؟ یہ زندہ ہے اور وہ مردہ ہے۔ یہی دل کا حال ہے کہ پتھر دل انسان عبادت کرتا ہے، اس پر بھی وہی تجلیات اور وہی انوارات پڑتے ہیں، مگر اس کو ذائقے کا پتا نہیں چلتا اور جو صاحبِ دل ہوتا ہے اس کو پتا چل رہا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کی محبت کی نظر اب میرے اوپر کیسی ہے؟ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت کی محبت اللہ سے مانگیں اور اس محبت کے ساتھ اعمال کریں تو اللہ کے ہاں بہت جلدی قبول ہو جائیں گے۔ اللہ رب العزت بڑے کریم ہیں، بڑے ہی مہربان ہیں۔

فرعون اور منصور کی "انا" کا فرق:

ایک بزرگ سے کسی نے سوال کیا: جی! فرعون نے کہا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى، انا کا

نعرہ لگایا اور اس کو دریا میں ڈبو دیا گیا، انجام بُرا ہوا۔ اور منصور حلاج نے بھی کہا: اَنَا الْحَقُّ، انا کا نعرہ لگایا، مگر منصور کو عزتیں ملیں۔ اُدھر ذلت ملی، اِدھر عزت ملی، فرق کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ فرق یہ ہے کہ فرعون نے اللہ کو پیچھے کیا، اپنے آپ کو آگے کر کے کہا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور منصور نے اپنے آپ کو مٹایا اور اللہ کی محبت میں ڈوب کر ''انا'' کہا کہ میں بھی نہیں ہوں، جو ہے میرا رب ہے۔ اس لیے اللہ نے ان کو عزتیں عطا فرما دیں، محبت عجیب چیز ہے! اللہ اکبر کبیرا

اللہ تعالیٰ کی نرمی کا معاملہ:

اب ذرا اللہ تعالیٰ کے کرم کا معاملہ دیکھیں: قرآنِ مجید میں ایک جگہ فرعون کا تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو اللہ نے فرعون کی طرف بھیجا اور ان دونوں پیغمبروں کو فرمایا کہ جاؤ فرعون کے سامنے دعوت پیش کرو۔ مگر ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا﴾ ''اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا۔'' لین کہتے ہیں نرمی کو، نرمی کا معاملہ کرنا۔ اب ذرا سوچیے کہ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کہنے والا جو بندہ ہے، پروردگار اس کی طرف انبیاء کو بھیج رہے ہیں اور ان کو بھی نصیحت اور ہدایت فرماتے ہیں کہ نرمی کا معاملہ کرنا۔ اب وہ بندہ جو اللہ کی توحید کا قائل ہو اور پھر سجدے میں سر ڈال کر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے، اب یہ بندہ اگر اللہ سے مانگے گا تو اللہ اس کے ساتھ کتنی نرمی والا معاملہ فرمائیں گے۔ وہ بڑے کریم ہیں، وہ بڑے مہربان ہیں، بس مانگنے کی بات ہے، اللہ کرے کہ ہمیں مانگنا آجائے۔

ہے کشش پر مدار ہستی کا
عشق جانِ جہاں ہے گویا
جب سے دل میں ہوا گزر تیرا

یہ مکاں لا مکاں ہے گویا
عشق کی راہ و رسم الٹی ہے
یہاں خاموشی زبان ہے گویا

محبت اور غم انسان کو مانگنا سکھا دیتے ہیں:

محبت ہو یا غم ہو، یہ بندے کو گفتگو کا طریقہ سکھا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر: بیٹا بیمار ہے تو ماں کو دعا مانگنے کا سلیقہ خود بخود آ جائے گا کہ کیسے تڑپ کر مانگنا ہے، اس کو سکھانے کی ضرورت نہیں۔ اس کا بچہ بیمار ہے تو بچے کی محبت ماں کو سکھا دے گی کہ مانگنا کیسے ہے؟ آنسو گر رہے ہوں گے، ایسے ایسے الفاظ ماں استعمال کرے گی کہ سن کر حیران ہوں گے کہ ماں کو یہ مانگنا کس نے سکھایا؟ محبت نے سکھایا۔ تو محبت اور غم انسان کو مانگنا سکھا دیتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا! پھر بندہ مانگتا ہے۔

ایک بڑے میاں کی پُرخلوص دعا:

ایک دفعہ ایک بڑے میاں کی دعا ہم نے سنی، اللہ اکبر! رمضان کی ایک مبارک رات تھی، ایک محلے کی مسجد میں لوگ جمع تھے، لائٹیں بند تھیں اور ہم بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ بھئی! سارے محلے والے جاگ رہے ہیں تو ہم کیوں سوئیں؟ میرے ساتھ ایک بڑے میاں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دعا مانگ رہے ہیں، پنجابی زبان میں دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں: ''اللہ میاں! ہِک واری جنت وچ وڑن دیویں، اگاں آپے لگا وتساں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ایک مرتبہ جنت میں داخل ہونے دینا، آگے میں خود ہی پھرتا رہوں گا۔'' اللہ اکبر کبیرا

بڑا مزا آیا اس دعا کو سن کر، اس میں خلوص تھا، اتنی بے ساختگی میں اس نے بات

کی تھی، اللہ میاں! ایک مرتبہ جنت میں داخل ہونے دینا آگے پھرتا رہوں گا۔ تو بات ایسی ہی ہے کہ واقعی مانگنا آجاتا ہے، محبت میں یا غم میں بوڑھوں کی باتیں بڑی مزے کی ہوتی ہیں۔

ایک اُداس بوڑھے کی دعا:

ایک اور بات سنا دیتا ہوں، ایک بوڑھا تھا۔ اس بیچارے کی بیوی فوت ہوگئی۔ اب اسے اکیلا پن محسوس ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ کر دعا مانگنے لگا:

''اللہ! کلاّ تاں توں ہی چنگا لگنا ایں''

''اے میرے اللہ! اکیلا تو تو ہی اچھا لگتا ہے۔'' اللہ اکبر!

تو محبت اور غم بندے کو مانگنا سکھا دیتے ہیں۔ جب ہمارے دل میں محبت ہوگی تو ہمیں مانگنا آجائے گا۔ اللہ اکبر!

ایک تائب کی عجیب دعا:

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی جس نے سچی توبہ کی، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگا، دعا بھی اس نے کیا غضب کی مانگی! توجہ فرمایئے! دعا مانگتے ہوئے کہنے لگا:

'' یَا رَبِّ اَنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَاِنْ لَمْ اَکُنْ صَالِحًا ''

''اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں نیکوں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ میں خود نیک نہیں بن سکا۔''

''وَیَا رَبِّ اَنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ اَکْرَہُ الْفَاسِقِیْنَ وَاِنْ کُنْتُ فَاسِقًا''

''اور اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں فاسقوں کو پسند نہیں کرتا، اگرچہ (اپنے نفس

کی وجہ سے) میں خود فاسق بن چکا ہوں۔"

"یَا رَبِّ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ دخُوْلَ الْجَنَّةِ یَزِیْدُ فِیْ مُلْكِكَ شَیْئًا مَا سَئَلْتُكَ الْجَنَّةَ"

"یا رب! اگر میں جانتا کہ میرا جنت میں جانا تیرے ملک میں کوئی زیادتی کردے گا تو میں جنت میں جانے کی دعا کبھی نہ مانگتا۔"

"وَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ نِجَاةً مِنَ النَّارِ تَنْقُصُ مِنْ مُلْكِكَ شَیْئًا مَا سَئَلْتُكَ النِّجَاةَ"

"اور اگر میں جانتا کہ جہنم سے نجات پانے میں تیرے ملک میں کوئی کمی ہو جاتی تو میں تجھ سے جہنم کی نجات نہ مانگتا۔"

مجھے پتا ہے کہ تیرے ملک میں کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی ہو سکتی ہے۔ ہاں! مجھے بخش دے گا تو میرا بھلا ہو جائے گا۔

"یَا رَبِّ اِنْ لَمْ تَرْحَمْنِیْ اَنْتَ فَمَنْ یَرْحَمْنِیْ؟"

"اے اللہ! اگر تو مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو پھر کون ہے جو مجھ پر رحم کرے؟"

اللہ اکبر! کیسی دعا مانگی! دل سے جب بندہ دعا مانگتا ہے تو پھر اللہ کی رحمت متوجہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ پھر خیر کا معاملہ فرماتے ہیں۔

ایک غمزدہ لڑکی کی دعا:

اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ قبرستان کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکی اپنے ماں باپ کی قبر کے قریب کھڑی دعا مانگ رہی ہے، مگر اس کی دعا بڑی عجیب تھی۔ یعنی دعا کے جو الفاظ اس نے استعمال کیے، وہ بڑے عجیب

تھے۔ کہتی ہے:

''اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ كَائِنٌ قَبْلَ كُلِّ شَیْئٍ''

''اے اللہ! ہر چیز سے پہلے آپ موجود تھے۔''

''وَاِنَّكَ كَائِنٌ بَعْدَ كُلِّ شَیْئٍ''

''اور ہر چیز کے بعد بھی آپ ہی موجود ہوں گے۔''

''وَاِنَّكَ خَالِقُ كُلِّ شَیْئٍ''

''اور ہر چیز کے خالق بھی آپ ہیں۔''

''وَ اِنَّكَ یَا رَبِّ قَدْ خَلَقْتَنِیْ اَبَوَیَّ مِنْ قَبْلُ ثُمَّ خَلَقْتَنِیْ بَعْدَهُمَا مِنْهُمَا''

''آپ نے مجھ سے پہلے میرے ماں باپ کو پیدا کیا، پھر ان ماں باپ سے آپ نے مجھے پیدا کیا۔''

''وَاِنَّكَ اٰنَسْتَنِیْ بِهِمَا مَا شِئْتَ''

''اور پھر آپ نے مجھے ماں باپ کی محبت عطا فرما دی۔''

(پھر والدین کی وفات ہوگئی ہے۔)

''ثُمَّ اَوْحَشْتَنِیْ مِنْهُمَا اِذَا شِئْتَ''

''اب آپ ہی چاہیں تو میرے دل سے میری وہ محبت ختم کر سکتے ہیں۔''

''اَللّٰھُمَّ فَكُنْ لَهُمَا رَاحِمًا وَ كُنْ لِیْ بَعْدَهُمَا حَافِظًا''

''اے اللہ! ان دونوں پر آپ رحمت فرما دیجیے اور ان دونوں کے بعد میری حفاظت فرما دیجیے۔''

اللہ اکبر!! یہ محبت عجیب چیز ہے، بندے کو مانگنا سکھا دیتی ہے۔

اللہ سے اللہ کی محبت میں ڈوب کر مانگیں:

اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتے ہیں کہ میرے بندے میری محبت میں ڈوب کر مجھ سے مانگیں، جو مانگیں گے میں پروردگار ان کو عطا کردوں گا۔ لہٰذا ہم اس رمضان المبارک کی راتوں میں چند ہی تو رہ گئی ہیں، اللہ رب العزت سے دعائیں مانگیں۔ اپنے لیے آخرت مانگیں، اُمت کے لیے دعائیں مانگیں، اللہ رب العزت ہمارے او پر رحمت کی نظر فرمائے اور ہماری تمام پریشانیوں کو اللہ دور فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اختتامِ بخاری شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

وَ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ مِنِّیْ اِلَی الْاِمَامِ الْھُمَّامِ یَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ ذُوْالْفِقَار اَحْمَدْ حَدَّثَنِیْ حَضْرَۃُ الْاُ سْتَاذُ حَافِظُ الْقُرْآنِ وَ الْحَدِیْثِ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدْ اَمِیْر قَالَ حَدَّثَنِیْ حَضْرَۃُ الْاُسْتَاذُ مَوْلَانَا شَیْخُ مُحَمَّدْ مَالِکْ کَانْدھلَوِیْ نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدْ اِدْرِیْس قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدْ اِسْمٰعِیْل قَالَ حَدَّثَنِیْ عَلِیٌّ بْنُ الظَّاھِرِ الْوَتْرِیْ الْمَدَنِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدْ عَابِدْ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَالِحُ الْعُمْرِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَنَۃَ الْعُمْرِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ الْعَجَلِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ قُطُبُ الدِّیْنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ الْمُعَمَّرُ الشَّیْخُ یُوْسُفُ ھَرَوِیْ اَلْمَشْھُوْرُ بِسِہٖ صَدْ سَالَہ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ شَاذْ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ الْفِرَبْرِیْ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً وَّ اسِعَۃً قَالَ حَدَّثَنِیْ الشَّیْخُ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّۃُ اَمِیْرُ

الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ الْحَدِیْثِ وَ سَیِّدُ الْمُحَدِّثِیْنَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ الْجُعْفِیِّ الْبُخَارِیُ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً.

بَابُ: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی: {و نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ} وَ اَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ وَ قَوْلَهُمْ یُوْزَنُ وَ قَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَ هُوَ الْقِسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِیَّةِ وَ یُقَالُ: الْعَادِلُ وَ اَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ. حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اِشْکَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَّارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیه وسَلَّم:

((کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ))

بخاری شریف کی آخری حدیث مبارکہ کی تلاوت کی گئی۔ اس حدیث مبارکہ میں قیامت کے دن انسان کے اعمال کو تولنے کا تذکرہ ہے۔ طلبہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ قیامت کا تصور تمام اُمتوں میں رہا ہے، مگر اجمالی طور پر تھا۔ قیامت کے دن کا تفصیلی علم اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمایا ہے۔ قیامت آنے سے پہلے کی چھوٹی اور بڑی علامات کیا ہوں گی؟ نبی علیہ السلام نے وہ ساری کی ساری تفصیل کے ساتھ بتائی ہیں۔ پھر قیامت کے دن کیا ہوگا؟ اس کی بھی تفصیلات بتائی ہیں۔ جتنی قیامت کی تفصیل اس امت کو بتائی گئی، اس سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئی۔

قیامت کیسے آئے گی؟

یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کیسے آئے گی؟ تو مومن کے ذہن میں تو اس کا آسان سا جواب ہے کہ اللہ کے حکم سے آئے گی۔ ایک فرشتہ اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے صور پھونکے گا اور اس صور کی آواز اتنی تیز ہو جائے گی کہ جس کی وجہ سے کائنات کا نظام ہی تہہ و بالا ہو جائے گا۔ چاند، ستارے، سورج سب ٹوٹ جائیں گے...... پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑنا شروع کر دیں گے...... زمین بالکل چپٹی ہو جائے گی...... اس طرح قیامت قائم ہو جائے گی۔ لیکن جو لوگ مادہ پرست ہیں اور سائنس کی نظر رکھنے والے ہیں، ان کے اپنے الگ نظریات ہوتے ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ وہ دہریے ہوں تو بھی مانتے ہیں کہ قیامت آئے گی، اس بات پر سب متفق ہیں۔ مومن تو مانتے ہی ہیں، کافر بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ قیامت آئے گی، لیکن کیسے آئے گی؟ اس میں اختلاف ہے۔ چونکہ ان لوگوں کی سوچ مادی ہوتی ہے، وہ مادے کے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔

چنانچہ سائنسدانوں نے لکھا ہے کہ قیامت آنے کے چار امکانات ہیں:

پہلا امکان:

ایک امکان تو یہ ہے کہ سورج اپنی مدتِ حیات کو مکمل کر لے گا۔ سورج کی عمر پانچ بلین سال ہے۔ سورج کے اندر ہائیڈروجن گیس ہے اور وہ ہیلیم گیس میں بدل رہی ہے۔ جب ہائیڈروجن گیس ہیلیم گیس میں بدلتی ہے تو ہم اس کو اٹامک بم کہتے ہیں۔ تو جیسے بم پھٹتا ہے تو بہت آگ نکلتی ہے، سورج میں اسی طرح ہائیڈروجن، ہیلیم میں تبدیل ہو رہی ہے اور بہت زیادہ آگ نکل رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ سورج کا

ٹمپریچر 20 ملین سینٹی گریڈ ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ بڑھتا جائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ یہ ٹمپریچر 100 ملین سینٹی گریڈ تک پہنچ جائے گا۔ اس وقت سورج بالکل سرخ دیو نظر آئے گا اور سورج کی اس گرمی کی وجہ سے ساری زمین کا نظام تباہ ہو جائے گا۔

دوسرا امکان:

دوسرا امکان یہ ہے کہ کوئی چیز زمین کے ساتھ ٹکرا جائے گی، مثال کے طور پر: شہابِ ثاقب۔ شہابِ ثاقب کیا ہیں؟ اگر آپ نے رات کے وقت آسمان کی طرف دیکھا ہو تو کچھ ستارے ٹوٹتے نظر آتے ہیں، وہ ستارے نہیں ہوتے، بلکہ وہ Metroits (شہابِ ثاقب) ہوتے ہیں۔ یہ کچھ ذرّات ہوتے ہیں جو زمین کی طرف آتے ہیں، لیکن جب وہ ہوا میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی سپیڈ اتنی ہوتی ہے کہ ان کو آگ لگ جاتی ہے اور وہ ہمیں ستارے کی طرح نظر آتے ہیں۔ یہ شہابِ ثاقب روزانہ زمین پر گر رہے ہیں۔ سائنسدانوں کے اعتبار سے ہر روز ایک ہزار ٹن شہاب ثاقب زمین پر برستے ہیں۔

1918ء میں ایک مرتبہ سائبیریا میں ایک مقام تنکستہ میں ایک شہابِ ثاقب گرا، اس کی پاور ایٹم بم سے دس ہزار گنا بڑی تھی، لیکن چونکہ وہاں ساری برف ہی برف ہے، اس لیے آگ کا اتنا زیادہ نقصان سامنے نہ آسکا۔ تو سائنسدان کہتے ہیں کہ یہ بھی امکان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ایک شہابِ ثاقب زمین پر گرے گا اور زمین کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا۔

تیسرا امکان:

ایک اور امکان یہ ہے کہ کوئی ستارہ زمین کے قریب سے گزرے گا۔ کچھ ستارے ایسے ہیں جو زمین کے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ 1993ء میں ایک دُم

دار ستارہ جس کا نام ''ہیلے کومٹ'' تھا، وہ زمین کے بہت قریب سے گزرا۔ سائنسدان یہ کہتے ہیں کہ اب 21 اگست 2126ء میں وہ چالیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین کے ساتھ آ کر ٹکرائے گا۔ آپ بتائیں کہ کوئی سیارہ یا ستارہ چالیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آ کر اگر زمین سے ٹکرائے تو کیا نتیجہ نکلے گا؟ یہ ستارہ ہر سیکنڈ میں دس میل زمین کے قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔

سائنسدانوں نے ایک ٹیلی اسکوپ (دوربین) خلا میں بھیجی ہوئی ہے، اس کا نام ہے ''ہبل''۔ اس نے 63 ملین نوری سال پہلے کی کہکشاؤں کے تصادم کی تصاویر بھیجی ہیں۔ اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ کہکشائیں آپس میں ٹکرا بھی سکتی ہیں۔

چوتھا امکان:

اور ایک امکان یہ بھی ہے کہ کوئی Black Whole (بلیک ہول) ہمارے اس نظام کو اپنے اندر ہضم کر لے گا۔ اس کا بھی حدیثِ پاک سے ثبوت ملتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں: اگر سورج، چاند اور ستارے اللہ کا حکم ماننا چھوڑ دیں تو کیا ہوگا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے جانوروں میں سے کوئی جانور ان پر مسلط کر دیں گے، جو اُن کو ایک لقمہ بنا لے گا۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر پوچھا: وہ جانور کہاں پائے جاتے ہیں؟ فرمایا: وہ اللہ کی چراگاہوں میں چرتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ان کو ان کی ذہنی صلاحیت کے مطابق جواب دے دیا، لیکن اب سائنسدان کہتے ہیں کہ ان جانوروں سے مراد بلیک ہول ہیں اور یہ اتنے بڑے ہیں کہ اگر زمین ان کے اندر چلی جائے تو پتا بھی نہ چلے کہ وہ کہاں گئی؟

چنانچہ دو بلیک ہول زمین کے قریب ہیں۔

ایک کا نام ہے: Old a star black whole

اور دوسرے کا نام ہے: Old facufull black whole

کائنات کا انجام:

ہم لوگ ایک مرتبہ امریکہ میں ایک سائنس میوزیم دیکھ رہے تھے۔ وہاں ایک سوال لکھا ہوا تھا:

What is the fate of universe?

''کائنات کا انجام کیا ہے؟''

یہ سوال پڑھ کر مجھے ذرا حیرت ہوئی کہ دیکھنا چاہیے کہ یہ لوگ اس کا جواب کیا دیتے ہیں۔ تو وہاں کے سائنسدانوں نے یہ کہا کہ اصل میں جب کائنات بنی تو ایک دھماکا ہوا۔ اس دھماکے کو سائنسدان Big Bang (بِگ بینگ) کہتے ہیں اور اس تھیوری کا نام ہے: بِگ بینگ تھیوری۔ اور ہم کہتے ہیں کہ یہ کائنات اللہ کے حکم سے قائم ہوئی۔ فرمایا:

﴿إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾﴾ [یٰس:۸۲]

''اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے کہ ہوجا، بس وہ ہوجاتی ہے۔''

وہ لوگ چونکہ دہریے ہوتے ہیں، اس لیے ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تو وہ کہتے ہیں کہ دھماکا ہوا اور اس کی وجہ سے یہ کائنات وجود میں آگئی۔ بہرحال! یہاں تک تو بات ٹھیک ہے کہ دھماکے کے ساتھ کائنات وجود میں آئی اور پھر اس نے پھیلنا شروع کردیا۔ کائنات کے پھیلنے کا تصور قرآنِ پاک سے بھی ثابت ہے۔ فرمایا:

﴿وَٱلسَّمَآءَ بَنَيْنَٰهَا بِأَيْي۟دٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾﴾ [الذاریات:۴۷]

''اور آسمان کو ہم نے قوت سے بنایا ہے، اور ہم یقیناً وسعت پیدا کرنے والے ہیں۔''

سائنسدان یہ مانتے ہیں کہ کائنات وسیع ہوتی چلی جا رہی ہے، مگر وہ کہتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ یہ ایک دوسرے سے دور جانے والی چیزیں، کہیں جا کر بیلنس ہوگا تو رکیں گی اور رکنے کے بعد یہ مرکز کی طرف واپس کھنچیں گی۔ جیسے کوئی ربڑ ہوتا ہے، اس کو کھینچا جائے تو چھوڑنے پر وہ واپس اپنے مرکز کی طرف لوٹتا ہے۔ اسی طرح جو چیزیں پھیل رہی ہیں، ایک وقت آئے گا کہ یہ کھنچیں گی اور واپس مرکز کی طرف آئیں گی، اور جب مرکز کی طرف آئیں گی تو یہ آپس میں ٹکرائیں گی اور ایک نیا دھماکا ہوگا۔ اس کو An other big bang کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

An other big bang is the fate of universe?

''ایک اور بڑا دھماکہ ہوگا جس کے بعد کائنات کا انجام ہو جائے گا۔''

تو جو شریعت نے کہا گویا سائنسدان اسی کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک دھماکہ ہوگا اور اس کے بعد یہ کائنات برباد ہو جائے گی۔ چنانچہ قیامت کی تفصیلات اللہ نے اس اُمت کو بہت تفصیل کے ساتھ عطا فرمائیں۔

روزِ قیامت اعمال کو تولا جائے گا:

نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب قیامت قائم ہوگی تو اس دن انسانوں کے اعمال کو تولا جائے گا۔ اب یہ عجیب سی بات ہے کہ انسانوں کے اعمال کو تولا جائے گا، مگر عقلِ سلیم اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔

آپ غور کریں کہ اگر کوئی بندہ اس دنیا میں بدکاری کی زندگی گزارتا ہے اور اس میں کوئی لحاظ نہیں کرتا تو ایک وقت آنا چاہیے کہ جس میں اس کو اس کی بدکاری کی سزا ملے۔ اور ایک بندہ اگر نیکوکاری کی زندگی گزارتا ہے، اپنے نفس پر جبر کرتا ہے، مجاہدہ کرتا ہے،

کسی کو تکلیف نہیں پہنچا تا تو اس بات کا وہ حق دار ہے کہ کوئی ایسا دن ہو جس میں اس کو اس کا اجر دیا جائے۔ تو جزا اور سزا کا ملنا، اس کو عقلِ سلیم بھی تسلیم کرتی ہے۔ چنانچہ قیامت کا دن جزا اور سزا کا دن ہو گا، اس دن اللہ تعالیٰ نیکوں کو ان کی جزا دیں گے اور بُروں کو اللہ تعالیٰ ان کی بداعمالیوں کی سزا دیں گے۔

معتزلہ کے اعتراض کا رد:

اب یہ جزا اور سزا کا معاملہ ہو گا کیسے؟ اس دن اللہ تعالیٰ میزان پر بندے کے اعمال کو تولیں گے۔ اس اُمت کے شروع زمانے میں ایک ایسا گروہ بھی گزرا ہے جس کو معتزلہ کہا جاتا ہے۔ معتزلہ اعتزال سے ہے۔ یعنی یہ وہ گروپ تھا جو عقل پرست تھا اور کہتا تھا کہ جو بات عقل میں آئے، اس کو قبول کرو اور جو عقل میں نہ آئے، اس کو قبول نہ کرو۔ وہ کہتے تھے کہ اعمال کوئی مجسم چیز تو ہیں نہیں، ان کو کیسے تولا جا سکتا ہے؟ مگر یہ ان کی بے وقوفی تھی، وقت کے ساتھ ساتھ سائنس نے ثابت کر دیا کہ کئی ایسی چیزوں کو تول لیا جاتا ہے جن کو پہلے زمانے میں نہیں تولا جا سکتا تھا۔ آپ دیکھیں! آج کے دور میں ہم انسان کے بلڈ پریشر کو تول لیتے ہیں کہ کتنا ہے، کسی بندے کے اندر شوگر لیول کو تول لیتے ہیں، کسی چیز کا درجہ حرارت معلوم کر لیتے ہیں۔ پہلے ایک زمانہ تھا کہ یہ چیزیں نہیں معلوم کی جا سکتی تھیں، لیکن اب اس کے لیے سائنس نے طریقے نکال لیے، مشینیں ایجاد کیں، جن سے ان کی پیمائش ہو جاتی ہے۔

میزان کیسا ہو گا؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ میزان کیسا ہو گا؟ تو میزان مختلف ہوتے ہیں، گندم اور چاول تولنے کے لیے جو میزان (ترازو) ہوتا ہے، وہ مختلف ہوتا ہے اور جو سونے اور چاندی کو تولتا ہے وہ میزان مختلف ہوتا ہے۔ جو لوگ زبان دان ہیں اور زبان پڑھتے ہیں، وہ

سمجھتے ہیں کہ صرف ونحو کے میزان مختلف ہوتے ہیں۔تو میزان کی حقیقت مختلف ہوسکتی ہے۔لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میزانِ عدل قائم فرمائیں گے اور اس پر انسانوں کے اعمال کو تولیں گے۔

علم کو نہیں عمل کو تولا جائے گا:

یہاں طلبہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ((اَعۡمَالُ بَنِیۡ آدَمَ یُوۡزَنُ)) فرمایا گیا کہ ان کے اعمال کو تولا جائے گا، یعنی صرف علم کو نہیں تولا جائے گا۔طلبہ اس بات پر خوش نہ ہوں کہ ہم نے علم پڑھ لیا، یہ یاد رکھیں کہ اب اس علم کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا پڑے گا، پھر یہ میزان پر ہمیں فائدہ دے گا۔

اعمال کا وزن انسان کے اخلاص کے بقدر ہوگا:

اور یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ میزان کے اندر جو چیز آئے گی وہ بھاری بھی ہوسکتی ہے اور ہلکی بھی ہوسکتی ہے۔ بھاری ہوگی اگر انسان کے اندر اخلاص ہوگا، ہلکی ہوگی اگر اس کے اندر اخلاص نہیں ہوگا۔ جتنا اخلاص زیادہ اتنا وزن زیادہ، جتنا اخلاص کم اتنا وزن کم ہوگا۔ اور چونکہ کافر لوگوں کے دلوں میں اخلاص ہی نہیں ہوتا اور ایمان ہی نہیں ہوتا تو قیامت کے دن ان کے اعمال بے وزن ہوجائیں گے۔اللہ نے فرمایا:

﴿فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَزۡنًا﴾ [الکہف:۱۰۵]

''چنانچہ قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن شمار نہیں کریں گے۔''

کافر کو اعمال کا اجر کیوں نہیں ملتا؟

اب یہاں بعض لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ مسلمان اگر نیکی کرے تو اس کو اس پر اجر

ملتا ہے اور اگر کافر وہی نیکی کرے تو اس کو اجر کیوں نہیں ملتا؟ ہم نے کہا: اس لیے کہ اس کے پاس ایمان ہی نہیں ہوتا، مگر دہریہ قسم کے لوگوں کے ذہن میں یہ بات نہیں آتی۔

عقلی دلیل:

ایک مرتبہ یونیورسٹی میں ایک دہریہ میرے پاس آیا۔ کہنے لگا: اسلام میں انصاف نہیں ہے۔ میں نے کہا: تمہاری رائے ہوگی۔ کہنے لگا: ہاں! میری رائے تو یہی ہے۔ میں نے کہا: کیسے؟ کہنے لگا: ایک نیکی کا کام آپ کرتے ہیں، مثلاً: کسی کی پریشانی کو دور کرتے ہیں، آپ مسلمان ہیں اس لیے آپ کو اجر ملے گا اور وہی کام ایک کافر کرتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ اس کو اجر نہیں ملے گا۔ میں نے کہا: ہاں! بالکل ٹھیک کہا۔ کہنے لگا: یہی تو ناانصافی ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کو اجر دیتے ہیں اور کافر کو نہیں دیتے۔ میں نے کہا: اچھا! آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہنے لگا: مجھے قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں چاہیے، بلکہ مجھے عقل سے دلیل دیں کہ ان کو کیوں اجر نہیں ملے گا؟ میں نے کہا: اچھا بتائیں کہ آپ کے پاس پین اور کاغذ ہے؟ کہنے لگا: ہاں۔ میں نے کہا: لکھنا شروع کرو اور ایک لکھ کر اس کے آگے ۲۰ دفعہ زیرو لگا دو۔ اس نے لکھ دیا۔ میں نے کہا: اس کی ویلیو کیا ہے؟ کہنے لگا: اس کی ویلیو تو بہت زیادہ ہوگئی۔ میں نے کہا: اب ۲۰ دفعہ صرف زیرو لکھو۔ اس نے لکھ دیے۔ میں نے کہا: اس کی ویلیو کیا ہے؟ کہنے لگا: زیرو۔ میں نے کہا: یہ کیا بات ہوئی کہ جتنے عدد پہلے لکھے تھے اتنے اب بھی لکھے، جتنا پین پہلے چلا تھا اتنا اب بھی چلا، پہلے کی ویلیو اربوں کھربوں میں پہنچ گئی اور اس کی ویلیو زیرو کی زیرو رہی؟ کہنے لگا: اصل میں آپ نے اس کے شروع میں ایک نہیں لکھوایا، اس لیے اس کی ویلیو زیرو ہی رہی۔ میں نے کہا: یہی فرق ہے کہ مومن جب اللہ پر ایمان لے آتا ہے تو گویا شروع میں وہ ایک لکھ لیتا ہے، اللہ کی توحید کا اقرار کر لیتا ہے، اس کے بعد جتنے

اعمال کرتا ہے، ان اعمال کی ویلیو بڑھتی رہتی ہے اور قیامت کے دن اس کو بہت بڑا اجر نصیب ہوگا اور کافر چونکہ ایمان لاتا ہی نہیں، اس لیے اس کے سارے اعمال زیرو زیرو ہی ہیں، لہٰذا ان کا وزن زیرو ہی ہوگا۔

سائنسی دلیل:

مگر آج کے دور میں اس بات کو اور زیادہ آسانی کے ساتھ سمجھا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر: اگر ایک بندے کا وزن زمین کے اوپر ایک سو کلوگرام ہے، یہی بندہ اگر چاند پر چلا جائے تو اس کا وزن وہاں چالیس کلوگرام رہ جائے گا۔ بندہ وہی ہے، مگر وزن چالیس کلوگرام ہو جائے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ وزن کا فارمولا ہے:

$$W = mg$$

انسان کی کمیت کو Gravitational Force (کشش ثقل) کے ساتھ ضرب دیتے ہیں۔ اب یہاں زمین کی کششِ ثقل زیادہ ہے تو بندے کا وزن سو کلو، چاند پر جائے تو چالیس کلو اور وہی بندہ مریخ پر چلا جائے تو اس کا وزن چار سو کلو ہو جائے گا، حالانکہ بندہ وہی ہے۔ اور اگر وہی بندہ خلاء میں چلا جائے تو اس کا وزن زیرو کلو ہوگا۔ وزن ہی ختم ہو جائے گا۔ خلاء کے اندر بندے کا وزن نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خلاء کے اندر کوئی کشش ثقل نہیں ہوتی۔ اب بتائیں کہ جہاں کشش ثقل نہیں تھی، اچھا بھلا بندہ ہے، لیکن اس کا وزن زیرو ہو گیا۔ بالکل اسی طرح چونکہ کافر کے دل میں اللہ تعالیٰ کے ایمان کی کشش نہیں ہوتی، لہٰذا ان کے جتنے بھی اعمال ہوں گے، ان کا وزن قیامت کے دن زیرو ہوگا اور مومن کے دل میں چونکہ اللہ کی محبت ہوتی ہے، لہٰذا قیامت کے دن اس کے اعمال کا وزن بہت بھاری ہوگا۔

تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسان کے اعمال کو تولیں گے، کچھ اعمال زیادہ وزنی

ہوں گے اور کچھ کم وزن کے ہوں گے اور اس دن انسان کے انجام کا فیصلہ ہوگا۔

موازین میں جمع کا صیغہ کیوں لایا گیا؟

آگے فرمایا:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ [الانبیاء:۴۷]

"اور ہم قیامت کے دن ایسی ترازو لا رکھیں گے جو سراپا انصاف ہوں گی۔"

یہ مَوَازِيْن، مِيْزَان کی جمع ہے، یعنی بہت سارے ترازو۔ اب بھائی! میزان تو ایک ہو گا۔ حدیث پاک میں ہے:

"قیامت کے دن ترازو کو رکھا جائے گا، اگر اس میں آسمانوں و زمین کا وزن بھی کیا جائے تو سما جائیں۔" [المستدرك على الصحيحين، حدیث:۸۷۳۹]

پھر یہاں جمع کا صیغہ کیوں لایا گیا ہے؟ محدثین نے جواب دیا کہ چونکہ انسان بہت زیادہ ہوں گے، اس لیے جمع کا صیغہ لایا گیا ہے۔ بعض محدثین نے کہا کہ چونکہ انسانوں کے اعمال مختلف قسم کے ہوں گے اور بہت زیادہ ہوں گے، اس لیے جمع کا صیغہ لایا گیا ہے۔ اور بعض محدثین نے کہا کہ نہیں، یہ تفخیم (عزت و احترام) کے لیے جمع کا صیغہ لایا گیا ہے۔ اور انہوں نے اس کی قرآنِ پاک میں سے مثال دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ [الشعراء:۱۰۵]

"نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔"

اب نوح علیہ السلام تو ایک پیغمبر تھے، لیکن اکرام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے لیے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا، اسی طرح اکرام کے طور پر اللہ نے میزان کے لیے موازین کا صیغہ

استعمال فرمایا۔ ہم بھی ایک دوسرے کے ساتھ مخاطب ہوتے ہوئے اکرام کے لیے ''آپ''، یعنی جمع کا صیغہ استعمال کر لیتے ہیں۔

مِیْزَان اصل میں مِوْزَان تھا۔ یہاں قانون لگا، واؤ سے پہلے چونکہ کسرہ تھا، اس لیے اس کو ''ی'' کے ساتھ بدل دیا گیا تو یہ مِیْزَان بن گیا اور مِیْزَان سے مَوَازِیْن بن گیا۔

وزنِ اعمال سے استثنیٰ کن لوگوں کو؟

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال کو تولیں گے۔ ظاہر میں یہاں تعمیم نظر آتی ہے کہ سارے انسانوں کے اعمال کو تولا جائے گا، لیکن حدیث پاک سے ثابت ہے کہ کچھ بندوں کے اعمال کو نہیں تولا جائے گا۔ وہ مسلمان جو اللہ کے نیک بندے ہوں گے، اللہ تعالیٰ بلا حساب ان کو جنت عطا فرمائیں گے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے رب کو سخی اور کریم پایا کہ ستر ہزار افراد کو جنت میں داخل فرمائیں گے، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار عطا فرمائے۔ میں نے عرض کیا: میری امت اس تعداد کو نہیں پہنچے گی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعراب یعنی دیہات کے رہنے والوں سے اس تعداد کو پورا کروں گا۔''

[مجمع الزوائد، حدیث:۱۸۷۱۱]

تو اس حدیث سے پتا چلا کہ کچھ ایمان والے ایسے ہوں گے جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے، یہ بات محبت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے محبت کرتے ہیں قیامت کے دن ان کا حساب ہی نہیں لیں گے، اللہ تعالیٰ کو حساب لیتے ہوئے حیا آئے گی۔

ہماری علاقائی زبان میں ایک بزرگ نے شعر کہا:

سارے پھل گلاب نہ ہوندے
تے کورے کاغذ کتاب نہ ہوندے
تے جے کر یاری لائیے بلھیا
تے یاراں نال حساب نہ ہوندے

انسان اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو محبت کی وجہ سے اس سے حساب لیتے ہوئے شرماتا ہے تو جو لوگ اس دنیا میں اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کا حساب نہیں لیں گے، ان کو بلا حساب جنت عطا فرما دیں گے۔

ایک گروپ کافروں کا ہوگا جن کے ذمہ حقوق العباد نہیں ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کو بلا حساب جہنم میں بھیج دیں گے۔ ان کا حساب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ حقوق العباد تو ہیں نہیں۔ انہوں نے تو اللہ کو نہیں مانا، لہٰذا اب بلا حساب جہنم میں جائیں گے۔ باقی جتنے ہوں گے، ان کا حساب ہوگا اور ان کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا، یا جنت میں جائیں گے یا جہنم میں جائیں گے۔

میزان پر کیا تولیں گے؟

یہاں پر ایک نکتہ اور سمجھنے کی ضرورت ہے کہ محدثین میں اس بات پر اختلاف ہے کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال کو تولا جائے گا یا نامۂ اعمال کو تولا جائے گا یا خود بندے کو تولا جائے گا۔ یہ تین امکانات ہیں۔ حدیث پاک سے تینوں کا ثبوت ملتا ہے۔

❁......ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمال تولے جائیں گے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز مومن کے میزان میں حسنِ اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔ [سنن الترمذی، حدیث: ۲۰۰۲]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمال کو تولا جائے گا۔

۞......اور ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نامۂ اعمال کو تولا جائے گا۔ چنانچہ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک شخص کو میری اُمت سے جدا کرے گا اور اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر کھولے جائیں گے۔ ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک انسان کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے اس میں سے کسی کا انکار ہے؟ کیا میرے لکھنے والے محافظ فرشتوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں اے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پھر کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میزان کے پاس حاضر ہوجا۔ وہ کہے گا: یا اللہ! ان دفتروں کے سامنے اس چھوٹے سے کاغذ کا کیا وزن ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج تم پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر ایک پلڑے میں وہ ننانوے دفتر رکھ دیئے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں کاغذ کا وہ پرزہ رکھا جائے گا۔ دفتروں کا پلڑا ہلکا ہوجائے گا جبکہ کاغذ (کا پلڑا) بھاری ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور اللہ کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔'' [جامع ترمذی، حدیث: ۲۶۳۹]

تو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نامۂ اعمال کو بھی تولا جائے گا۔

۞......اور ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خود بندے کو تولا جائے گا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک بڑے عالم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کو امام الفقہاء کہا جاتا ہے۔ بہت بڑے فقیہ تھے، لیکن اللہ کی شان کہ بڑے دبلے پتلے تھے۔ ان کی پنڈلیاں اور بھی پتلی تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر کئی مرتبہ ہنستے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو وہ درخت پر

چڑھ گئے، نبی ﷺ نے انہیں کچھ لانے کا حکم دیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو درخت پر چڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کی پنڈلی پر بھی نظر پڑی، وہ ان کی پتلی پتلی پنڈلیاں دیکھ کر ہنس پڑے، نبی ﷺ نے فرمایا: کیوں ہنس رہے ہو؟ یقیناً عبداللہ کا ایک پاؤں قیامت کے دن میزانِ عمل میں اُحد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوگا۔ [مسند احمد بن حنبل، حدیث: ۹۲۰]

تو اس سے پتا چلتا ہے کہ بندے کو بھی تولا جائے گا۔ اب محدثین نے کہا کہ امکانات تینوں ہیں۔ کس کے ساتھ کیا ہوگا؟ یہ اللہ جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا منصف بھی اور مالک بھی:

اب اس بات کو بھی ذرا سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے منصف بھی ہیں اور قیامت کے دن کے مالک بھی ہیں...... جو جج ہوتا ہے اس کا اپنا اختیار نہیں ہوتا، بلکہ وہ قانون کا پابند ہوتا ہے۔ وہ کسی کی فیور کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، چونکہ قانون آڑے آتا ہے...... اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے منصف بھی ہیں، مگر قیامت کے دن کے مالک بھی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جس کے ساتھ چاہیں گے، نرمی کا معاملہ فرمائیں گے۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ امکانات تینوں ہیں، اللہ تعالیٰ بندے کو دیکھیں گے، اگر اعمال تولنے سے وہ پاس ہوسکتا ہے تو اعمال کو اس کا ذریعہ بنادیں گے۔ اگر اس کے دفتر تولنے سے وہ کامیاب ہوسکتا ہے تو کہا جائے گا کہ اس کے نامۂ اعمال کو تولو اور اگر اس بندے کو تولنے سے مغفرت ہوسکتی ہے تو کہیں گے کہ بندے کو تولو۔ مقصد یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کے اُمتی کو کسی نہ کسی صورت جنت میں بھیج دیں گے اور اس کو میزان سے نجات عطا فرمادیں گے۔

علماء سے خصوصی معاملہ:

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ بھی خیر کا معاملہ فرمائے اور ہمیں قیامت کے دن ان میں شامل فرمائے جو بلاحساب جنت میں جائیں گے۔ اس لیے کہ میرے دوستو! ہم تو میزان پر پورے نہیں اُتر سکتے، ہم حساب اور ناپ تول کے قابل نہیں ہیں، بس ہم اللہ سے یہی دعا مانگتے ہیں: اللہ! ہمارے ساتھ خیر کا معاملہ فرمادے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب اپنے بندوں کا فیصلہ کرنے کے لیے اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے تو علماء سے فرمائیں گے:

((إِنِّي لَمْ أَجْعَلْ عِلْمِي وَحِلْمِي فِيكُمْ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَغْفِرَ لَكُمْ عَلَى مَا كَانَ فِيكُمْ وَلَا أُبَالِي)) [المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث:۱۳۸۱]

”میں نے تمہارے دلوں میں اپنا علم اور حلم اس لیے ودیعت کیا ہے، تاکہ تمہاری مغفرت کروں اور مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔“

میں نے تمہارے سینوں میں علم کو اس لیے نہیں اُتارا تھا کہ آج میں تمہیں لوگوں کے سامنے رُسوا کروں، آؤ! میں نے تمہیں بلاحساب جنت عطا فرمادی۔ اللہ کرے ہم بھی طالب علم بن کر پیش ہوں اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ بلاحساب جنت عطا فرمادے۔

قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ:

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْقُسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”قُسْطَاس“ رومی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنیٰ عدل ہے۔ اصل میں یہ لفظ تھا ”قُسْطَار“ وقت کے ساتھ ساتھ ”قُسْطَاس“ بن گیا اور عربوں نے اس کو استعمال کرنا شروع کردیا۔ یہ لفظ قرآنِ مجید میں بھی استعمال ہوا ہے۔

طالب علم کے ذہن میں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو قرآنِ پاک کے بارے میں فرماتے ہیں: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ○﴾ ''ایسی عربی زبان میں اُترا ہے جو پیغام کو واضح کر دینے والی ہے۔'' اس کتاب میں یہ رومی زبان کا لفظ کہاں سے آ گیا؟ چنانچہ بعض مفسرین نے سو سے زیادہ الفاظ کی نشان دہی کی ہے جو قرآنِ مجید میں استعمال ہوئے ہیں، مگر دوسری زبانوں کے الفاظ تھے۔ انہوں نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ جب کوئی لفظ عربوں کی زبان کی میزان پر پورا اُتر گیا اور انہوں نے اس کا استعمال شروع کر دیا تو اب وہ غیر عربی لفظ نہیں کہلائے گا، بلکہ میزان پر پورا اُترنے کی وجہ سے اس کو عربی لفظ ہی کہیں گے۔

جن لوگوں نے کھیوڑہ میں نمک کی کان دیکھی ہے، وہ جانتے ہیں کہ نمک کی کان کے اندر اگر کوئی درخت بھی ہو تو وہ بھی نمک کا بن جاتا ہے۔ ''ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد'' نمک کی کان میں جو چیز بھی جاتی ہے وہ نمک بن جاتی ہے۔ عربی زبان بھی ایسی زبان ہے کہ جو لفظ ان کے اصول پر پورا اُتر آیا اور استعمال ہونا شروع ہو گیا، اب ہم اس کو عربی لفظ ہی کہیں گے۔

یہ دو الفاظ ہیں: ایک ہے اَلْقِسْط، اس کا معنی ہوتا ہے عدل۔ اور ایک ہے اَلْقَسْط، اس کا معنی ہے ناانصافی۔ طلبہ غور کریں کہ لفظ ایک ہی ہے، لیکن صرف اعراب کی تبدیلی کی وجہ سے معنی میں کتنا فرق پڑ گیا۔ قِسْط سے مُقْسِط بنتا ہے، جس کا مطلب ہے عادل۔ چنانچہ اَلْمُقْسِطُ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اللہ تعالیٰ عادل ہیں اور عدل کی صفت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾﴾ [المائدۃ:۴۲]

''یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اور قَسْط کا معنی ناانصافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ [الجن:۱۵]

''اور رہے وہ لوگ جو ظالم ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ اَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ

رُواتُ الحدیث

پھر اس کے بعد حدیث مبارکہ ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ طلبہ ذرا توجہ فرمائیں۔ پہلے ہم حدیث کے راویوں کے بارے میں کچھ بات کر لیتے ہیں۔

احمد بن اشکاب رحمۃ اللہ علیہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں احمد بن اشکاب رحمۃ اللہ علیہ۔ مصریوں نے اشکاب کو شکیب بھی پڑھا ہے۔ ان کے بارے میں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقات میں سے ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

ثِقَةٌ مَأْمُوْنٌ صَدُوْقٌ ''یہ پکے بندے تھے، مامون تھے اور سچے تھے۔'' یعنی بڑے مضبوط راوی تھے۔

ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کہا:

''كَانَ صَائِبُ الْحَدِيْثِ''

انہوں نے اس حدیث کو لیا محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''لَمْ اَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ طَرِيْقَةٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ''

"میں نے اس حدیث کو جہاں بھی دیکھا، یہ اسی (محمد بن فضیل کے) واسطے سے ہی روایت ہوئی ہے۔"

ابتدا بھی غریب، انتہا بھی غریب:

اللہ کی عجیب شان ہے کہ بعض احادیث اگرچہ بہت سارے صحابہ کو یاد تھیں، لیکن ان کو روایت ایک ہی نے کیا۔ جیسے بخاری شریف کی پہلی حدیث:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ))

وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے، کسی اور صحابی نے روایت نہیں کی۔ اور حدیث کا اصول ہے کہ جب کسی طبقہ میں ایک ہی راوی ہو تو وہ حدیث سند کے اعتبار سے غریب کہلاتی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف کی پہلی حدیث بھی سند کے اعتبار سے غریب کہلاتی ہے اور یہ جو آخری حدیث ہے یہ بھی غریب کہلاتی ہے، کیونکہ اس میں ایک ہی راوی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

"حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ"

"یہ حدیث حسن ہے، صحیح ہے، مگر غریب ہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شروع اور آخر میں یہ غریب سند والی احادیث کیوں پیش کیں؟ شاید امام بخاری طلبہ کو یہ میسج دینا چاہتے تھے کہ

((بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَّ سَیَعُوْدُ غَرِیْبًا فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ))

عمارہ بن قعقاع رحمۃ اللہ علیہ:

پھر انہوں نے آگے یہ حدیث حاصل کی عمارہ بن قعقاع رحمۃ اللہ علیہ سے...... عمارہ بن

قعقاع رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے بڑے محدثین نے روایت لی ہے...... چنانچہ شیخ حارث عکلی اور سفیانین نے بھی ان سے روایت کی ہے، ابوحاتم نے کہا کہ وہ صالح الحدیث تھے، یحییٰ بن معین جو جرح اور تعدیل کے امام کہے جاتے ہیں، انہوں نے بھی ان کو ثقہ فرمایا ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اتنی محبت تھی کہ فرماتے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ایک جگہ تخلیہ ہو، تنہائی ہو، بس میں ہوں اور میرے استاد ہوں، وہ حدیث سنا رہے ہوں اور میں حدیث سن رہا ہوں، انہوں نے ان سے 30 احادیث روایت کی ہیں۔

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ:

عمارہ ابن قعقاع رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے...... یہ تابعین میں سے تھے، کوفہ کے رہنے والے تھے۔ ان کا اپنا نام تھا، عبدالرحمٰن، لیکن ابوزرعہ کے نام سے مشہور ہوگئے۔ یہ ایسے خوش نصیب محدث ہیں جو فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ حدیثیں اس طرح یاد ہیں جس طرح عام لوگوں کو سورۂ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔ اور دیکھیے کہ اللہ نے ان کو موت بھی ایسی شاندار عطا فرمائی کہ انسان دل میں حسرت ہی کرسکتا ہے۔ جب وہ آخری لمحات میں تھے تو جو طلبہ پاس تھے، انہوں نے سوچا کہ ہم اپنے استاد کو کلمے کی تلقین کریں۔ پھر ان کو محسوس ہوا کہ ہم شاگرد ہیں اور یہ استاد ہیں، اب ان کو کیسے کلمہ پڑھنا یاد دلائیں؟ پھر اللہ نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جس حدیث پاک میں کلمے کا تذکرہ ہے، ہم کیوں نہ اس حدیث پاک کی تلاوت کریں؟ جب ہم اس حدیث کی تلاوت کریں گے تو استاد کو خود بخود یاد آجائے گا۔ چنانچہ انہوں نے حدیث کی تلاوت کرنی شروع کردی، جب انہوں نے دو چار راویوں کا نام لیا تو استاد کو

راویوں کے نام سے پتا چل گیا کہ یہ کون سی حدیث پڑھنا چاہتے ہیں؟ چنانچہ استاد نے وہ حدیث خود پڑھنی شروع کردی......اور وہ حدیث یہ تھی:

((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

[سنن ابی داؤد، حدیث:۳۱۱۸]

''جس بندے کا آخری کلام (دنیا میں) لا الہ الا اللہ ہوگا، وہ سیدھا جنت میں چلا جائے گا۔''

اللہ کی شان دیکھیں کہ انہوں نے جب حدیث کی تلاوت کی تو انہوں نے پڑھا:

''مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...''

یہاں پہنچ کر ان کی روح نکل گئی اور یہ پریکٹیکلی جنت میں داخل ہو گئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

انہوں نے یہ حدیث مبارکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساٹھ (۶۰) سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے اور اس کے بعد انہوں نے نبی علیہ السلام سے علم سیکھا تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر انسان ساٹھ سال کی عمر میں بھی ہو تو بھی وہ علم حاصل کر سکتا ہے، پریشانی والی بات کوئی نہیں، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والے صحابی بن گئے...... ہاں! انہوں نے نبی علیہ السلام سے دعا بھی کروائی تھی، آپ بھی دعا کروائیں اور عمر کے جس حصے میں بھی ہیں، اپنے آپ کو طالب علم سمجھتے ہوئے اپنے اساتذہ سے علم حاصل کریں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی اصل نام ''عبدالرحمٰن'' تھا، جب یہ کافر تھے تو ان کا نام عبد شمس تھا، حاکم نے اپنی مستدرک میں لکھا ہے:

''كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَبْدُ شَمْسٍ'' [مستدرک الحاکم، حدیث:۶۱۴۱]

''جاہلیت کے زمانے میں میرا نام عبدشمس تھا۔''

یہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہوئے، آج آپ عبدالرحمٰن کا نام لیں تو کوئی نہیں سمجھے گا کہ یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کر رہا ہے۔ ان کی کنیت کیسے مشہور ہوئی؟ اس کے بارے میں یہ فرماتے ہیں:

''كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنِيْ اَبَا هِرٍّ''

''هِر'' عربی میں کہتے ہیں بلے کو اور اس کی تانیث ''هِرَّةٌ'' ہے اور اگر اس کی تصغیر کریں تو وہ هِرَّةٌ کے بجائے ''هُرَيْرَة'' بن جائے گی، وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام مجھے اَبُوْ هِر کہتے تھے۔

''وَيَدْعُوْنِيَ النَّاسُ اَبَا هُرَيْرَةَ'' [مستدرک الحاکم، حدیث:۶۱۴۲]

''اور لوگوں نے مجھے ابوہریرہ کہنا شروع کر دیا۔''

اس طرح ان کا یہ نام مشہور ہو گیا۔

حدیثِ مسلسل بالکوفیین:

طلبہ یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جو استاد تھے، احمد بن اشکاب، وہ بھی کوفی تھے، پھر جو اُن کے استاد تھے، محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ، وہ بھی کوفی تھے، پھر جو اُن کے استاد تھے، عمارہ ابن قعقاع رحمۃ اللہ علیہ، وہ بھی کوفی تھے، پھر ان کے جو استاد تھے، ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ، وہ بھی کوفی تھے، لہٰذا اس حدیث کو سند کے اعتبار سے مُسَلْسَلًا بِالْكُوْفِيِّيْن کہتے ہیں۔ اسی لیے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے اتنی مرتبہ کوفہ گیا کہ مجھے وہ تعداد ہی یاد نہیں کہ کتنی دفعہ کوفہ کے چکر لگائے۔

تشریحاتِ متن

اب حدیث مبارکہ کی طرف توجہ فرمائیں...... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ

"دو کلمے ایسے ہیں۔"

صرف ونحو میں ایک لفظ کوکلمہ کہتے ہیں، لیکن یہاں پر پورے فقرے کوکلمہ کہہ دیا، چنانچہ کہتے ہیں: کلمۂ شہادت، کلمۂ اخلاص۔ وہ پورا فقرہ ہوتا ہے، لیکن اس کے لیے کلمے کا لفظ استعمال ہوتا ہے، اصل میں اس کا معنی ہے:

"كَلَامَانِ" "دو کلام ایسے ہیں۔"

اس کے لیے لفظ استعمال کرلیا: كَلِمَتَانِ

حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ

"رحمٰن کو بڑے پیارے ہیں"

لفظ "رحمٰن" استعمال کرنے کی وجہ:

یہاں پر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے لفظ رحمٰن کو استعمال کیا گیا ہے، اس کی دو وجوہات ہیں:

ایک وجہ تو یہ کہ رحمٰن اس کو کہتے ہیں جو اپنوں کو بھی دے اور پرایوں کو بھی دے، جو مومن کو بھی دے کافر کو بھی دے، جو وفادار کو بھی دے اور غدار کو بھی دے۔ وہ رحمٰن جس کی رحمت اتنی وسیع ہوتی ہے کہ اپنے پرائے سب کو دیتا ہے۔ چنانچہ آج کافروں کو اولاد کون دیتا ہے؟ اللہ دیتا ہے۔ کافروں کو رزق کون دیتا ہے؟ اللہ دیتا ہے۔ تو اللہ مومنوں کو بھی دیتے ہیں کافروں کو بھی دیتے ہیں، ان کی صفت رحمٰن ہے: اپنوں کو بھی دینا،

پرایوں کو بھی دینا۔

اور دوسرا ''رحمٰن'' اس کو کہتے ہیں جو تھوڑے عمل پہ زیادہ بدلہ دینے والا ہو۔یعنی کام تو چھوٹا ہو، لیکن مزدوری بہت زیادہ دینے والا ہو۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ گھر میں بجلی کا کام کرنے والا آیا اور اس نے ایک بلب کو ٹھیک کر دیا، لیکن مالک نے اس کو بیس، تیس ریال دینے کے بجائے پانچ سو ریال کا نوٹ پکڑا دیا۔ اب جس نے پانچ سو ریال کا نوٹ دے دیا، اس کے اندر رحمانیت کی صفت تھی کہ اس نے تھوڑی محنت پر اجر بہت زیادہ دے دیا۔

اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح تھوڑے عمل پہ زیادہ اجر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث مبارکہ ہے، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے:

''جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ''

یہ درود شریف اتنا چھوٹا سا ہے کہ یہ آدھے منٹ میں پڑھا جاسکتا ہے، اس کے پڑھنے پر پورا منٹ بھی نہیں لگتا، شاید پندرہ سیکنڈ میں ہی پڑھا جائے۔

فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص یہ درود شریف پڑھتا ہے۔

((اَتْعَبَ سَبْعِيْنَ كَاتِبًا اَلْفَ صَبَاحٍ)) [الترغیب والترہیب، حدیث:۲۵۸۵]

''ستر فرشتے ایک ہزار دن تک اس کا اجر لکھتے رہتے ہیں۔''

اب بتائیں کہ دس پندرہ سیکنڈ کا فقرہ ہے اور اس کا اجر ایک ہزار دن تک لکھا جا رہا ہے اور ایک فرشتہ نہیں، بلکہ ستر فرشتے لکھ رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کتنا زیادہ اجر دینے والے ہیں۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''القول البدیع'' میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ جو بندہ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے اَسی (۸۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا))
اللہ تعالیٰ اس کے اَسی (۸۰) سال کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((عُمُرُ أُمَّتِي مِنْ سِتِّينَ سَنَةً إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً)) [جامع ترمذی، حدیث:۲۳۳۱]

''میری اُمت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہوں گی۔''

یعنی ایسے بھی ہوگا کہ بچہ پیدا ہوگا اور پیدا ہوتے ہی مر جائے گا اور ایسا بھی ہوگا کہ سو سال کا ہو کر مرے گا، لیکن جب اوسط نکالیں گے تو اس امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان بنیں گی۔ اب جس کی عمر اَسی سال ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی پوری زندگی کی بات ہو رہی ہے۔تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو اَسی مرتبہ پڑھے، اس کے اَسی سال کے گناہ معاف......یعنی اَسی مرتبہ کے پڑھنے پر اللہ پوری زندگی کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

زبان پر آسان کلمات:

آگے فرمایا:

خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ

'زبان کے اوپر بڑے آسان ہیں۔''

یعنی ان کو ادا کرنا آسان ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کلمات میں جو حروف استعمال ہوئے ہیں، وہ حروفِ لین کہلاتے ہیں۔زیادہ حروف وہ ہیں کہ آسانی سے ادا ہو جاتے ہیں۔بعض حروف کا ادا کرنا آسان ہوتا ہے اور بعض کا ادا کرنا ثقیل ہوتا ہے، مشکل ہوتا ہے۔اللہ کا لفظ بولنا بہت آسان ہے۔

طلبہ یاد رکھیں کہ حرکتیں تین ہوتی ہیں: فتحہ، کسرہ، ضمہ۔ زبر، زیر اور پیش۔ اب ان میں جو زیر اور پیش ہیں ان کا ادا کرنا مشکل ہوتا ہے، لیکن جو زبر (فتحہ) ہے اس کا لفظ ادا کرنا آسان ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ حیران ہوں گے کہ بچہ جب بولنا سیکھتا ہے تو سب سے پہلے وہ ایسا لفظ بولتا ہے جو زبر سے شروع ہوتا ہے: اماں......ابا......اللہ۔ اس لیے کہ یہ اَخَفُّ الْحَرَكَاتُ ہے، سب سے زیادہ آسان حرکت ہے۔ تو بھئی! جب اسے ادا کرنا سب سے آسان ہے تو اماں، ابا کے بجائے بچے کو اللہ کا لفظ سکھانا چاہیے، تاکہ بچہ پہلی مرتبہ اللہ کا نام بولے اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ کے پچھلے سب گناہوں کو معاف فرما دے۔

میزان پر بھاری کلمات:

تو یہ کلمات زبان سے ادا کرنے تو آسان ہیں، مگر......

ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ

"میزان کے اندر بڑے بھاری ہیں۔"

یعنی قیامت کے دن میزان کے اندر وہ بڑے وزنی ہوں گے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَلتَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ يَمْلَأُهُ)) [جامع ترمذی، حدیث: ۳۵۱۸]

"جو بندہ سبحان اللہ پڑھتا ہے تو اس کا آدھا میزان نیکیوں سے بھر جاتا ہے اور وہ اگر الحمدللہ بھی کہہ دے تو پورا میزان نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔"

پھر آگے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ

تنزیہہ:

سبحان اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ ہر نقص سے، ہر بُرائی سے، ہر کجی سے، ہر کوتاہی سے پاک ہے۔ دیکھیں! کسی کی تعریف کرنے کے دو انداز ہوتے ہیں: ایک ہوتا ہے اس میں صفات کو ثابت کرنا۔ مثلاً کسی عورت کی تعریف کرنی ہے تو کہا جائے: بڑی تعلیم یافتہ ہے، بڑی خوبصورت ہے، خوش اخلاق ہے، اچھے خاندان کی ہے۔ یہ بھی اس کی تعریف کا ایک انداز ہے۔

اور تعریف کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ کہا جائے: غصے والی بھی نہیں ہے اور بدتمیز بھی نہیں ہے اور دل میں کدورت رکھنے والی بھی نہیں ہے۔ تو ان الفاظ سے بھی اس کی تعریف ہو رہی ہے کہ جاہل بھی نہیں، بدتمیز بھی نہیں، غصے والی بھی نہیں اور کام چور بھی نہیں، یہ بھی اس کی تعریف ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بھی دو انداز ہیں: ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کریم ہیں، رحیم ہیں، رحمان ہیں، حنّان ہیں، منّان ہیں، یہ بھی اللہ کی تعریف ہے اور اللہ کو پسند ہے۔

اور ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کے بارے میں کہا جائے: ہمارا اللہ ہر عیب سے، ہر کوتاہی سے پاک ہے، بلند ہے، مبرّ ہ اور منزّ ہ ہے، اللہ کو یہ بات بھی بڑی پسند آتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اپنی تعریف خود کی ہے۔ اللہ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں:

﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ﴾

''پس اللہ پاک ہے، ہر کوتاہی سے، ہر عیب سے۔''

تعریف کے لائق فقط اللہ کی ذات:

وَ بِحَمْدِهٖ

"اللہ تعالیٰ ہی کی سب تعریفیں ہیں۔"

اور سچی بات یہ ہے کہ تعریفیں سجتی فقط اللہ ہی کو ہیں، تعریف کے لائق فقط اللہ ہی کی ذات ہے۔ ہم جتنی تعریفیں کریں، جتنی تعریفیں کریں، ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کا حق ادا کر ہی نہیں سکتے۔ ہم کیا حق ادا کریں گے، اللہ کے پیارے حبیب ﷺ جو احمد ہیں، جن کا نام قیامت کے دن احمد ہوگا، احمد کا کیا معنی؟ کہ انہوں نے اللہ کی اتنی حمد بیان کی کہ مخلوق میں سے کسی نے اللہ کی اتنی حمد بیان نہیں کی۔ تو

......جن کا نام احمد ہوگا

......جن کے ہاتھ میں قیامت کے دن لِوَاءُ الْحَمْد (حمد کا جھنڈا) ہوگا

......جن کو مقامِ محمود عطا ہوگا

......جن کا جنت میں گھر ہوگا، اس کا نام "بیت الحمد" ہوگا

......اور ان کی امت کا نام قیامت کے دن "حمادون" ہوگا

......انہوں نے اللہ کی اتنی تعریفیں کیں کہ اور کوئی اتنی تعریفیں کر ہی نہیں سکتا

لیکن انہوں نے بھی ایک موقع پر کہہ دیا:

((لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ))

[سنن ابی داؤد، حدیث:۸۷۹]

"(اے اللہ!) میں آپ کی تعریفوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (اے اللہ!) آپ ایسے ہیں جیسے آپ نے اپنی تعریفیں خود فرمائی ہیں۔"

اگر نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تعریف کا حق ادا نہ کر سکے تو ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں کہ

ہم اللہ کی تعریفوں کا احاطہ کر لیں؟ ہم اللہ کی تعریف کا حق ہی ادا نہیں کر سکتے۔ وہ بہت بلند ہے، جتنا ہم تعریفیں کریں، اس سے بھی بلند...... اس سے بھی بلند...... اس سے بھی زیادہ بلند ہے۔

ہمارے مشائخ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ کی حمد عجیب الفاظ میں بیان کی ہے، فرماتے ہیں:

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے امکان کو وجوب کا آئینہ اور عدم کو وجود کا مظہر بنایا۔ وجوب اور وجود اگرچہ حق سبحانہٗ کی صفات میں سے ہیں، لیکن حق سبحانہ وتعالیٰ ان سے بلند ہے، بلکہ وہ اسماء وصفات سے، شیون واعتبارات سے، ظہور اور بطون سے، بُروز اور مکُون سے، تجلیات وظہورات سے، موصول اور مفصول سے، مشاہدات اور مکاشفات سے، محسوسات اور ماکولات سے، موہومات اور متخیلات سے بھی بلند ہے۔

وَهُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ

کسی حمد کرنے والے کی حمد اس کی ذات تک نہیں پہنچ سکتی، بلکہ تمام تعریفوں کی نہایت اس کی عزت کے پردوں سے نیچے رہ جاتی ہے، اس ذات پاک نے اپنی تعریف آپ ہی کی ہے اور اپنی حمد کو آپ ہی بیان کیا ہے، پس وہ ذاتِ تعالیٰ آپ ہی حامد ہے اور آپ ہی محمود ہے۔''

اللہ تعالیٰ خود ہی حامد ہے اور خود ہی محمود ہے، کوئی اور اس کی تعریف کر ہی نہیں سکتا، وہ پروردگار اتنا بلند و بالا ہے۔

چنانچہ آپ غور کریں! ہم نماز کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہی تو کرتے ہیں:

''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا

اِلٰهَ غَيْرُكَ''

اللہ کی حمد کتنے اچھے الفاظ سے بیان کی گئی ہے۔

عظمتِ خداوندی:

آگے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ''اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور عظیم ہیں۔''

واقعی! عظمت اللہ ہی کو سجتی ہے، اللہ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۱﴾ [فاطر:۴۱]

ایک جگہ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ڰ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۶۷﴾

[الزمر:٦٧]

تو یہ دو کلمات اللہ کو بہت پسند ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اس حدیث مبارکہ میں ان دو کلمات کی فضیلت بیان کی گئی ہے، آپ حضرات مرد ہیں یا دور بیٹھی خواتین ہیں، آپ بھی ان دونوں کلمات کو چند مرتبہ پڑھ لیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

حدیث کو آخر پر لانے کی وجہ؟

اب ایک آخری سوال طالب علم کے ذہن میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کو آخری حدیث کے طور پر کیوں چنا؟ کوئی اور حدیث پاک بھی آخری حدیث کے طور پر بیان کر سکتے تھے، آخر اسی حدیث پاک کو کیوں چنا؟

محدثین نے اس کے مختلف جواب دیے ہیں:

۞......فرماتے ہیں: قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرماتے ہیں:

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝۴۸﴾ [الطور:۴۸]

''اور جب تم اُٹھتے ہو اس وقت اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کرو۔''

تو نبی علیہ السلام کو چونکہ حکم تھا اور نبی علیہ السلام ایسا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر سنت کی اتباع کا غلبہ تھا، لہٰذا جب کتاب لکھ کر فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا: میں اس آیت پر بھی عمل کر لوں، اُٹھنے سے پہلے میں اللہ کی تسبیح بیان کر لوں، اس لیے انہوں نے حدیثِ تسبیح کو لکھا اور پھر اپنے کام کو مکمل کیا۔

۞......بعض محدثین نے کہا: جب اللہ رب العزت کی مدد و نصرت آئی تو اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ [النصر:۳]

''تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، اور اس سے مغفرت مانگو۔''

چونکہ نبی علیہ السلام کو تسبیح کا حکم ہوا، اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب کو جب مکمل کیا تو وہ سمجھتے تھے کہ یہ کتاب مَیں اللہ کی مدد و نصرت کے بغیر مکمل نہیں کر سکتا تھا، چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا تھا کہ جب مدد و نصرت آئے تو تسبیح بیان

کریں، لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری حدیث کے طور پر حدیثِ تسبیح کو پسند کیا، تا کہ اللہ کی تسبیح بیان ہوجائے اور اللہ کی حمد بیان ہوجائے۔

۞......ایک بات اور بھی ہے کہ یہ جو "سبحان اللہ" پڑھنا ہے، یہ انسان سے پریشانیوں اور مصیبتوں کو ٹال دیتا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ سمجھتے تھے کہ جب طلبہ حدیث پڑھ کر اب اپنے گھروں کو واپس جائیں گے...... کوئی وہاں پر تدریس کرے گا، کوئی خطابت کرے گا، کوئی امامت کرے گا، کوئی اپنا کام کاروبار کرے گا تو مختلف کاموں میں یہ مشغول ہوجائیں گے، پھر ان کو عوام کے ساتھ واسطہ پڑے گا۔ اور جب عوام کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے تو انسان کے اوپر مصیبتیں اور مشکلات آتی ہیں، زندگی میں پریشانیاں آتی ہیں تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ اگر کسی طالب علم کو کوئی پریشانی آئے تو وہ پھر عاملوں کے پاس نہ بھاگتا چلا جائے کہ جی! مجھے کیا کرنا ہے؟ بلکہ میں خود ان کو ایسا عمل بتا دیتا ہوں کہ اگر یہ عمل کرتے رہیں گے تو اللہ ان کو مصیبتوں کے منہ سے نکال لیں گے اور ان کو اللہ تعالیٰ مصیبتوں سے محفوظ فرمالیں گے۔

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے، مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے، وہاں انہوں نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور پڑھا:

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٨٧﴾ [الانبیاء:۸۷]

تو اللہ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں۔ توجہ فرمائیں:

﴿فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝١٤٣ لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝١٤٤﴾ [الصافات:۱۴۳، ۱۴۴]

"چنانچہ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو وہ اس دن تک اسی مچھلی

کے پیٹ میں رہتے جس دن مردوں کو زندہ کیا جائے گا۔''

یعنی مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کا کوئی اور طریقہ تھا ہی نہیں، ایک ہی طریقہ تھا کہ اللہ کی حمد بیان کرتے اور اللہ ان کو مچھلی کے پیٹ سے نکال دیتے۔

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جانتے تھے کہ بعض اوقات یہ طلبہ حالات کی مچھلی کے پیٹ میں پھنس جائیں گے، قرضوں میں جکڑے جائیں گے اور ان کو نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی، یہ چاروں طرف بند محسوس کریں گے اور پھر یہ سوچیں گے کہ اب اس مچھلی کے پیٹ سے ہم کیسے باہر نکلیں؟ اگر یہ اللہ کی حمد اور تسبیح کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے حالات کی مچھلی کے پیٹ سے، قرضے کی مچھلی کے پیٹ سے نکال دیں گے، اس تسبیح کی برکت کی وجہ سے۔ چنانچہ سبحان اللہ کے پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشیں گھٹا دی جاتی ہیں۔

سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی:

''إِنَّ عُمَرَ جَلَدَ رَجُلًا يَوْمًا''

''عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن ایک بندے کو سزا میں دُرّے لگوائے۔''

جیسے پولیس مجرم کو جوتے مارتی ہے نا!...... تو اسی طرح کسی نے کوئی جرم کیا ہوگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلاد کو کہا کہ اس کو ذرا دُرّے لگاؤ۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے، وہ وہاں تشریف فرما تھے۔

''فَقَالَ الرَّجُلُ حِيْنَ وَقَعَ عَلَيْهِ السَّوْطُ''

''جب وہ دُرّہ اس کی کمر پر پڑا تو اس نے کہا: سبحان اللہ......''

یعنی اس زمانے کے مجرم بھی ایسے تھے کہ وہ ایسی حالت میں بھی اللہ کو یاد کرتے تھے، اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ کیسا خیر کا زمانہ تھا! جب اس بندے کو دُرّہ لگا تو اس نے

اُوئی نہیں کہا، بلکہ اس نے کہا: سبحان اللہ! جب اس نے کہا: سبحان اللہ!

''فَقَالَ عُمَرُ لِلْجَلَّادِ: دَعْهُ'' ''عمر رضی اللہ عنہ نے جلاد کو کہا: اس کو چھوڑ دے۔''

''فَضَحِكَ كَعْبٌ''

''تو کعب رضی اللہ عنہ ہنسنے لگ گئے، مسکرانے لگ گئے۔''

''فَقَالَ لَهُ: وَمَا يُضْحِكُكَ؟''

''ان سے پوچھا گیا: حضرت! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ کیا مسئلہ ہوا؟''

''قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ اِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَخَفَّفَ مِنْهُ الْعَذَابَ''

''انہوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ سبحان اللہ نے اس بندے کے عذاب کو کم کر دیا۔''

تو سبحان اللہ پڑھنے سے بندے کے اوپر جو آزمائشیں آتی ہیں، وہ ختم ہو جاتی ہیں، عذاب ٹل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مہربانی فرما دیتے ہیں۔

طلبہ کو اہم نصیحت:

لہٰذا جو طلبہ آج آخری حدیث کا سبق پڑھ رہے ہیں، یہ اب اپنے گھروں کو جائیں گے، یہ اس علم کی امانت کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے، ان کی خدمت میں ایک گزارش ہے کہ یہ جہاں بھی جائیں یہ علم کا رشتہ تازہ رکھیں، بحال رکھیں، اس سے کٹنے نہ پائیں۔ آج کے دور میں مصیبت یہ ہے کہ بعض طلبہ جاتے ہیں تو کوئی کاروبار میں لگ جاتا ہے، کوئی سکول کے اندر پڑھانے میں لگ جاتا ہے اور ان سے علم پڑھنے، پڑھانے کا سلسلہ چھوٹ جاتا ہے، یہ اس امانت کے ساتھ بہت زیادتی ہوگی یا دوسرے لفظوں میں

بددیانتی ہوگی کہ انسان اتنے سال اپنے اساتذہ سے علم حاصل کرے اور پھر بالکل اس سے اپنا پتہ ہی کاٹ لے۔

؎ یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

آپ اپنا کام کریں لیکن شام کے اوقات میں اپنے محلے کے بچوں کو پڑھائیں، خاندان کے بچوں کو پڑھائیں، نوجوانوں کو پڑھائیں، اپنے گھر کی عورتوں کو پڑھائیں، کوئی نہ کوئی پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ لازماً جاری رہنا چاہیے، تاکہ علم کا رشتہ بحال رہے۔ جس کے علم کا رشتہ بحال رہے گا اس کو قیامت کے دن نبی علیہ السلام کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔

عمل کی اپنے اساس کیا ہے
بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت
مرا تو بس آسرا یہی ہے

عزیز طلبہ! ہمارے پاس تو اس نسبت کے سوا اور کچھ ہے ہی نہیں۔ اور جو بندہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان احادیث کو پڑھے گا، پڑھائے گا پھر اس کو نبی علیہ السلام کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔

میزانِ عدل پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت:

ایک حدیثِ مبارکہ سن لیجیے، اس کو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِنَّ لِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَوْقِفًا فِي فَسَحٍ مِنَ الْعَرْشِ))

قیامت کے دن جب ساری مخلوق موجود ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس وقت آدم علیہ السلام کو بڑا لمبا قد عطا فرمائیں گے۔ وجہ کیا؟ کہ اولادِ آدم کے نامۂ اعمال کو تولا جائے گا...... اب مجمع زیادہ ہوتو درمیان میں کیا ہورہا ہے؟ کچھ پتا نہیں چلتا۔ لوگ دیکھنے کے لیے پھر کوٹھوں کے اوپر، گھروں کی چھتوں پہ چڑھ جاتے ہیں کہ ہم اوپر سے دیکھیں، ہو کیا رہا ہے؟ ......تو اللہ تعالیٰ بھی آدم علیہ السلام کو قیامت کے دن اونچا قد عطا فرمائیں گے، جیسے کوئی کھجور کا درخت ہوتا ہے اور وہ دور کھڑے اپنی جگہ سے ہر بندے کو دیکھیں گے کہ یہ بندہ جنت جارہا ہے اور یہ بندہ جہنم جارہا ہے۔

((عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ))

''انہوں نے دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔''

جیسے ایک بندہ احرام کی دو چادروں میں لپٹ جاتا ہے تو آدم علیہ السلام بھی دو سبز کپڑوں میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔''

((كَأَنَّهُ نَخْلَةٌ سَحُوقٌ))

''ایسے جیسے کوئی کھجور کا اونچا درخت ہوتا ہے۔''

آدم علیہ السلام یوں محسوس ہوں گے جیسے وہ کھجور کا درخت ہیں۔

((يَنْظُرُ إِلَى مَنْ يَنْطَلِقُ بِهِ مِنْ وَّلَدِهِ إِلَى الْجَنَّةِ وَ مَنْ يَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى النَّارِ))

''وہ دیکھ رہے ہوں گے کہ ان کی اولاد میں سے کس کو جنت لے جایا جارہا ہے اور کس کو جہنم لے جایا جارہا ہے۔''

«فَبَيْنَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَىٰ ذَالِكَ»

"فرمایا: آدم علیہ السلام اس حال میں ہوں گے۔"

«إِذْ يَنْظُرُ إِلَىٰ رَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى النَّارِ»

"جب وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ایک بندے کو دیکھیں گے کہ اس کو آگ کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا۔"

«فَيُنَادِيْ آدَمُ: يَا أَحْمَدُ! يَا أَحْمَدُ!»

"آدم علیہ السلام آواز لگائیں گے: اے احمد! اے احمد!"

نبی علیہ السلام کا نامِ نامی اسم گرامی آخرت میں احمد ہوگا، دنیا میں محمد تھا......تو احمد کے نام سے پکاریں گے۔ چنانچہ جب وہ احمد! احمد! کا نام پکاریں گے۔

«فَيَقُوْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: لَبَّيْكَ يَا أَبَا الْبَشَرِ!»

"نبی علیہ السلام فرمائیں گے: اے بشر کے والد! میں حاضر ہوں۔"

«فَيَقُوْلُ: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِكَ يَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى النَّارِ»

"آدم علیہ السلام کہیں گے: یہ آپ کی امت کا ایک بندہ ہے، اس کو آگ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔"

جب نبی علیہ السلام یہ سنیں گے کہ میرے ایک امتی کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ فرماتے ہیں:

«فَأَشُدُّ الْمِئْزَرَ»

"میں اپنی چادر کو کس کے باندھ لوں گا۔"

عربوں میں اور ہماری زبان میں بھی کوئی بندہ کسی کام کے لیے ہمت کا قدم اُٹھائے تو کہتے ہیں کہ اپنی چادر کو باندھ لو، کمر کس لو۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی وہی لفظ استعمال کیا کہ میں بھی اپنی چادر کو کس کر باندھ لوں گا۔

«وَ اَسْرَعُ فِي اَثَرِ الْمَلٰئِكَةِ فَاَقُوْلُ: يَا رُسُلَ رَبِّي! قِفُوْا»

''اور جو ملائکہ میرے اُمتی کو لے کر جا رہے ہوں گے، میں ان کے پیچھے تیزی کے ساتھ چلوں گا اور کہوں گا: اے میرے رب کے نمائندو! رک جاؤ۔''

«فَيَقُوْلُوْنَ: نَحْنُ الْغِلَاظُ الشِّدَادُ»

''(وہ رکیں گے نہیں) بلکہ جواب میں کہیں گے: ہم تو بڑے سخت گیر ہیں۔''

«اَلَّذِيْنَ لَا نَعْصِي اللّٰهَ تَعَالٰى مَا اَمَرَنَا وَ نَفْعَلُ مَا نُؤْمَرُ»

''ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم دیا جاتا ہے۔''

تو فرشتے نبی علیہ السلام کے کہنے پر رکیں گے نہیں، بلکہ بندے کو لے کر جہنم کی طرف چلتے رہیں گے۔ جب وہ نہیں رکیں گے تو نبی علیہ السلام کے دل کو دکھ ہوگا کہ میں نے ان کو رکنے کے لیے کہا اور یہ میری بات ہی نہیں سن رہے۔

«فَاِذَا اَيِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

''جب نبی علیہ السلام ان سے مایوس ہو جائیں گے۔''

«قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى وَاسْتَقْبَلَ الْعَرْشَ بِوَجْهِهٖ»

''تو نبی علیہ السلام اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی ریش مبارک کو پکڑیں گے اور عرش کی طرف رحم کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔''

اے اللہ! میرے اوپر رحم فرما دیجیے...... عربوں میں دستور تھا کہ جب کسی بندے

سے معافی مانگنی ہوتی تھی تو آدمی ان کے سامنے جا کے اپنی داڑھی کو بائیں ہاتھ سے پکڑتا تھا اور بڑی رحم کی نگاہوں سے اس کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا کہ آپ پلیز مجھے معاف کر دیں، میرے اوپر رحم فرمالیں۔ چنانچہ نبی علیہ السلام قیامت کے دن ایسا ہی کریں گے۔ جب وہ بندہ جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہوگا اور فرشتے رکیں گے بھی نہیں تو نبی علیہ السلام اپنی ریش مبارک کو بائیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور عرش کی طرف دیکھیں گے اور کہیں گے:

((یَا رَبِّ قَدْ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِیَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ))

''اے میرے پروردگار! آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے میری امت کے بارے میں رُسوا نہیں فرمائیں گے''

((فَیَأْتِیْ النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ الْعَرْشِ))

''تو عرش کے اوپر سے ندا آئے گی۔''

((اَطِیْعُوْا مُحَمَّدًا وَ رُدُّوْا هٰذَا الْعَبْدَ اِلَی الْمَقَامِ))

''اے فرشتو! میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کی بات کو مانو اور اس بندے کو واپس میزان کے پاس دوبارہ چھوڑ کے آؤ۔''

چنانچہ جب اللہ کی طرف سے حکم ہوگا تو فرشتے اس بندے کو میزانِ عدل کے پاس واپس لے کے آجائیں گے۔

((فَیُخْرِجُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ بِطَاقَةً بَیْضَاءَ کَالْاَنْمُلَةِ))

''پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاغذ کا ایک چھوٹا سا پرزا نکالیں گے جو انگلی کے پورے کے برابر ہوگا۔''

((فَیُلْقِیْهَا فِیْ کَفَّةِ الْمِیْزَانِ الْیُمْنٰی))

''اوراس کونیکیوں کے پلڑے کے اندرڈال دیں گے۔''

((وَهُوَ يَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ))

''اور ڈالتے ہوئے نبی علیہ السلام کہیں گے کہ اللہ کے نام سے میں یہ ڈال رہا ہوں۔''

((فَتَرْجَحُ الْحَسَنَاتُ عَلَى السَّيِّئَاتِ))

''تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوجائے گا اور گناہوں کا پلڑا کم ہوجائے گا۔''

((فَيُنَادِي الْمُنَادِيْ سَعِدَ وَ سَعِدَ جَدُّهٗ وَ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ))

''یہ بندہ سعید ہوگیا کہ اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگیا۔''

((اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ))

''فرشتو! اب اس بندے کو جنت کی طرف لے کے جاؤ۔''

جب وہ فرشتے اس بندے کو جنت کی طرف لے کر جانے لگیں گے۔

((فَيَقُوْلُ يَا رُسُلَ رَبِّيْ! قِفُوْا حَتّٰى اَسْأَلَ هٰذَا الْعَبْدَ الْكَرِيْمَ عَلٰى رَبِّهٖ))

''وہ بندہ کہے گا: اے میرے رب کے نمائندو! ذرا رک جاؤ کہ میں اس کریم بندے سے پوچھوں۔''

((فَيَقُوْلُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ!))

''پھر وہ بندہ کہے گا: آپ پر میرے ماں باپ قربان!''

((مَا اَحْسَنَ وَجْهَكَ وَ اَحْسَنَ خُلُقَكَ))

''آپ کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے! اور آپ کے اخلاق کتنے اچھے ہیں!''

((مَنْ اَنْتَ؟)) ''آپ ہیں کون؟''

«فَقَدْ اَقَلْتَنِیْ عَثْرَتِیْ وَ رَحِمْتَ عَبْرَتِیْ»

''آپ نے میرے بوجھ کو کم کر دیا اور آپ نے میرے اوپر سے عذاب کو ٹال دیا۔''

«فَیَقُوْلُ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَنَا نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ»

''نبی علیہ السلام فرمائیں گے: میں آپ کا نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔''

اللہ کرے کہ وہ بندے قیامت کے دن ہم ہی ہوں اور اللہ کے حبیب ہماری شفاعت فرمادیں اور ان کی شفاعت کے صدقے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی جنت عطا فرمادے۔(آمین)

«وَهٰذِهٖ صَلَاتُكَ الَّتِیْ كُنْتَ تُصَلِّیْ عَلَیَّ» [تفسیر روح المعانی:۸/ ۸۳]

''اور یہ تیرا درود شریف ہے، جو تو میرے اوپر پڑھا کرتا تھا۔''

یہ میں نے آپ کے نامۂ اعمال میں ڈالا اور اس کی وجہ سے اللہ نے آپ کی بخشش فرمادی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ساری زندگی اس علم کا خادم بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان طلبہ کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے اور ان کے والدین کو اللہ تعالیٰ خوشیاں عطا فرمائے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

ذکر کے اثرات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾ (الاحزاب:۴۱،۴۲)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

یاد کے دو طریقے:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:
﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ (الاحزاب:۴۱)
’’اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔‘‘
یاد کرنے کے دو طریقے ہیں:
......ایک ہوتا ہے زبان سے یاد کرنا، کسی کے تذکرے کرنا۔
......اور ایک ہوتا ہے کسی کو دل میں یاد کرنا۔

دل میں یاد کرنا زبان سے یاد کرنے سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زبان سے بھی یاد کریں، دل سے بھی یاد کریں اور ہر وقت یاد کریں۔

محبت ذکر پر مجبور کرتی ہے:

یہ نکتہ ذہن میں رکھیں کہ محبت انسان کو ذکر پر مجبور کر دیتی ہے۔ آپ غور کریں! ماں اپنے بیٹے کا تذکرہ ایک ایک گھنٹہ کرتی رہتی ہے۔ میرا بیٹا دودھ کو ددھو کہتا ہے...... ایسے کھیلتا ہے...... ایسے جاتا ہے...... ایسے آتا ہے۔ جو بیوی اپنے خاوند سے خوش ہوتی ہے، وہ بھی ایک ایک گھنٹہ اس کی تعریفیں کرتی رہتی ہے۔ تو جہاں محبت ہو وہاں انسان کا دل مجبور کرتا ہے، تذکرہ کرنے کو۔ اسی طرح جب مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے تو وہ بے اختیار اپنے رب کے تذکرے کرتا ہے، اس کو یاد کرتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو جتنا یاد کریں، اتنا کم ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں کثرتِ ذکر کا حکم دیا کہ اے ایمان والو! اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو۔

ذکر کا مقصود:

اب یہاں پر ایک نکتہ سمجھنے والا ہے کہ ذکر کا مقصود کیا ہے؟ ذکر کا مقصود کوئی عدد پورا کرنا نہیں ہے کہ ہم سو دفعہ یہ پڑھ لیں...... پانچ سو دفعہ یہ پڑھ لیں...... ہزار دفعہ یہ پڑھ لیں۔ ذکر کا مقصود یہ ہے کہ اللہ کا اتنا تذکرہ کریں کہ اس ذکر کا اثر ہمارے جسم کے اعضا میں ظاہر ہو جائے۔ صاف ظاہر ہے کہ جو انسان جتنا کسی کو یاد کرے گا، اس کے اتنے اثرات اس کے دل دماغ میں ہوں گے، اس کے جسم کے اعضا میں ہوں گے۔ انسان جب اپنے رب کی فرمانبرداری کر رہا ہوتا ہے تو اس وقت وہ حالتِ ذکر میں ہوتا ہے، اگرچہ اپنی زبان سے وہ کچھ بھی نہ پڑھ رہا ہو۔ ایک تفسیر میں لکھا ہے:

((لَیْسَ فَضْلُ الذِّکْرِ مُنْحَصِرًا فِیْ التَّھْلِیْلِ وَالتَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالدُّعَاءِ بَلْ کُلُّ مُطِیْعٍ لِلّٰہِ فِیْ عَمَلٍ فَھُوَ ذَاکِرٌ)) [تفسیر حقی: ۴/۳۶۶]

''ذکر کی فضیلت صرف کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) تسبیح (سبحان اللہ) تکبیر (اللہ اکبر) اور دعا میں منحصر نہیں ہے، بلکہ ہر وہ شخص جو کسی بھی کام میں اللہ کی اطاعت کر رہا ہوتا ہے، اس حال میں وہ ذاکر شمار ہوتا ہے۔''

یعنی اگر ہم گناہ نہ کر رہے ہوں، نیکی کر رہے ہوں تو نیکی کرنے کے دوران ہم ذاکر ہی کہے جائیں گے، گو کہ ہماری زبان سے کوئی لفظ نہ نکل رہا ہو۔

افضل ذکر کیا ہے؟

اب افضل ذکر کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اَفْضَلُ الذِّکْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ اِنَّمَا حَرَّمَ اللّٰہِ''

افضل ذکر یہ ہے کہ جب تمہارے سامنے گناہ کا موقع آئے تو تمہیں اس وقت خدا یاد آجائے اور تم گناہ سے رک جاؤ، یہ سب سے بہتر ذکر ہے۔ اب ایک بندہ کہے کہ میں بڑا ذاکر ہوں، بڑا اللہ کو یاد کرتا ہوں، لیکن جب گناہ کا موقع آئے تو اسے اللہ یاد ہی نہ ہو اور وہ گناہ کا آرام سے ارتکاب کر لے تو اسے کون ذاکر کہے گا؟ تو ذاکر وہ ہوتا ہے جس کے سامنے گناہ کا موقع پیش آئے اور اس وقت اس کو اپنا رب یاد آجائے اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے وہ گناہ سے بچ جائے۔

ذکر کے اثرات اعضائے جسمانی پر:

ہمارے مشائخ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے کھول کھول کر

ایک ایک چیز کو بیان کر دیا ہے۔ جو بندہ صحیح معنوں میں ذاکر ہوتا ہے، اس کے اعضا میں اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ آج کی مجلس میں انہی اثرات کے بارے میں بات کرنی ہے کہ جو بندہ ذاکر ہوتا ہے، اس کے جسم میں کس عضو میں کون سا اثر ہوتا ہے؟

زبان پر اللہ کی ثناء ہونا

پہلی بات یہ ہے کہ جو ذاکر انسان ہوتا ہے اس کی زبان پر ہر وقت اللہ کی حمد و ثنا رہتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں ہی کرتا رہتا ہے، اس کا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے رب کی اتنی تعریف کروں، اتنی تعریف کروں کہ کر کر کے تھک جاؤں۔ شاعر نے کہا:

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
ورنہ کوئی ہم سے گفتگو نہ کرے

اب بندے کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں۔ انسان جہاں جاتا ہے، اپنے رب کے تذکرے چھیڑ دیتا ہے، اپنے رب کی باتیں چھیڑ دیتا ہے، اس کی زندگی کا مقصد یہی بن جاتا ہے۔

ہم تو زندہ ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے

تو زبان پر اللہ تعالیٰ کے تذکرے ہوں، انسان اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کر کر کے تھکے نہیں۔ حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں اے خدا دم بھروں گا تیرا بدن میں جب تک کہ جاں رہے گی
پڑھوں گا ہر وقت کلمہ تیرا، دہن میں جب تک زباں رہے گی
کوئی رہے گا نہ ذکر لب پر، فقط تری داستاں رہے گی
نہ شکوۂ دوستاں رہے گا، نہ غیبتِ دشمناں رہے گی

توانسان کی زبان اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں ہر وقت مصروف رہے۔ حدیث مبارکہ میں بھی ہے:

((أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ)) [صحیح ابن حبان، حدیث:۱۰۰]

''سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ موت کے وقت تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔''

آنکھوں میں حیا ہونا

دوسری نشانی یہ ہوتی ہے کہ جس بندے کے اندر ذکر اثر کر جاتا ہے، اس کی آنکھوں میں حیا ہوتی ہے۔ حیا ایک نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو عطا فرما دیتے ہیں، وہ بندہ نیکی، تقویٰ اور پاک دامنی کی زندگی گزارتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ)) [صحیح بخاری، حدیث:۹]

''حیا ایمان کا شعبہ ہے۔''

اور حیا میں خیر ہی خیر ہوتی ہے۔ ایک جگہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ)) [صحیح بخاری، حدیث:۳۴۸۳]

''(اگلی) نبوت کے کلمات میں سے جو لوگوں نے پایا ہے یہ جملہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کر ڈال۔''

بے حیا بندے کو کیا، وہ جو مرضی کرے۔ تو حیا اللہ کی بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حیا والی نعمت عطا فرمائے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرم گین تھے۔ [صحیح بخاری، حدیث:۳۵۶۲]

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ایسی باحیا آنکھیں تھیں۔

یہ حیا کی صفت اللہ کو بہت پسند ہے۔قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکی کا تذکرہ کیا ہے جو شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ان کو بلانے کے لیے آئی تھی، مگر جب وہ آئی تو اتنی حیا سے چلتی ہوئی آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اپنے کلام کا حصہ بنالیا۔فرمایا:

﴿تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَاءٍ﴾ [القصص:۲۵]

''ان کے پاس شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔''

وہ کیسی خوش نصیب بچی ہوگی کہ جس کے حیا کو رب نے پسند کیا اور اس کو اپنے کلام کا ہمیشہ کے لیے حصہ بنالیا۔اللہ اکبر کبیرا......سبحان اللہ!!!

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بہت باحیا تھیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت کی تمام عورتوں کی سردار بنایا ہے۔تو اللہ تعالیٰ سے یہ حیا والی نعمت مانگنی چاہیے۔

غیر محسوس لباس:

آپ یہ ذہن میں رکھیں کہ حیا ایک نہ دکھائی دینے والا لباس ہوتا ہے۔جیسے انسان نے کوئی ایسی چیز پہنی ہوتی ہے جو نظر نہیں آتی۔

ہمیں اس کا تجربہ اس طرح ہوا کہ ایک مرتبہ ہم نے عمرہ کیا اور جلدی سے ہوٹل میں آئے کہ غسل کریں، کپڑے بدلیں، فجر میں وقت تھوڑا رہ گیا تھا۔ جب میں غسل خانے میں نہانے کے لیے گیا تو وہاں صابن پڑا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے پانی کھولا، جسم گیلا ہو گیا تو میں نے صابن اپنے جسم پہ لگانا چاہا، مگر وہ جھاگ ہی نہیں بن رہی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ کوئی پتھر ہے جو میں اپنے جسم کے اوپر مل رہا ہوں۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ اتنا

معیاری ہوٹل ہے اور اس میں انہوں نے اس قسم کا گھٹیا کوالٹی کا صابن رکھا ہوا ہے تو میں نے اپنی آنکھوں کو پھر ذرا پانی سے صاف کیا۔ اور جب غور سے دیکھا تو پتا چلا کہ اس صابن کی ٹکیہ کے اوپر انہوں نے ایک ٹرانسپیرنٹ پلاسٹک چڑھائی ہوئی تھی، جو دیکھنے میں نظر نہیں آتی تھی، لیکن چڑھی ہوئی تھی۔ اب میں نے بڑی احتیاط کے ساتھ اس پلاسٹک کو پھاڑا، جب صابن نکلا تو اس کو استعمال کرنا آسان ہو گیا۔

اس دن مجھے بات سمجھ میں آئی کہ جس طرح ٹرانسپیرنٹ پلاسٹک اس کو کور کر لیتی ہے کہ بندہ اس صابن کو استعمال ہی نہیں کر سکتا، بالکل اسی طرح حیا بھی ایک نعمت ہے، جس عورت کو حیا کا یہ لباس مل جائے، غیر محرم مرد اس عورت تک Approach (پہنچ) پا ہی نہیں سکتا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جو کسی بچی کو حیا نصیب ہو جائے۔

ہاتھوں میں عطا ہونا

ایسے بندے کے جو ہاتھ ہیں وہ عطا کی صفت رکھتے ہیں۔ یعنی زبان سے ثنا ہو...... آنکھوں میں حیا ہو اور ہاتھوں میں عطا ہو۔ عطا سے کیا مراد؟ کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی عادت ہو۔ بعض لوگ مالدار ہوتے ہیں اور بعض لوگ مال کے چوکیدار ہوتے ہیں، وہ بے چارے گن گن کر رکھتے ہیں کہ ہمارے اکاؤنٹ میں اتنا اتنا پیسہ ہے، اب میرے بٹوے میں اتنا ہے، مگر ان کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ بندے کو ایسا دل عطا فرمائے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والا ہو۔ قبیلہ طے کا ایک سخی بندہ گزرا ہے، اس کا نام تھا حاتم طائی۔ بڑا سخی انسان تھا۔ اس کا تذکرہ نبی علیہ السلام کے سامنے ہوا تو آپ نے اس کو پسند کیا۔ سخاوت کی صفت نبی علیہ السلام کو پسند تھی۔

حاتم طائی کا قصہ مشہور ہے۔ ایک فقیر نے اس سے پانچ دینار مانگے، اس نے اپنے نوکر کو کہا کہ اس کو پانچ سو دینار دے دو۔ نوکر بڑا حیران ہوا کہ مانگنے والا پانچ دینار مانگ رہا ہے اور اس نے کہا کہ پانچ سو دینار دے دو۔ اس نے حاتم طائی سے پوچھا: کیا آپ کے پاس مال فالتو ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، فالتو تو نہیں ہے۔ اس نے کہا: پھر پانچ مانگنے والے کو آپ نے پانچ سو کیوں دیے؟ تو حاتم طائی نے جواب دیا: مانگنے والے نے اپنی اوقات کے مطابق مانگا تھا، دینے والے نے اپنے مرتبے کے مطابق عطا کیا۔ تو یہ سخاوت ہوتی ہے کہ انسان دل کھول کر اللہ کے دین کے لیے خرچ کرتا ہے۔

یہ صفت تمام صحابیات رضی اللہ عنہن کے اندر اور اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے اندر بہت زیادہ تھی۔ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک لاکھ درہم ملے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھیجے تھے۔ انہوں نے اسی وقت مدینہ کی بیواؤں اور یتیم بچوں کو بلایا اور سارے کے سارے درہم ان بیواؤں اور بچوں میں تقسیم کر دیے۔ پھر ایک باندی آ کر کہنے لگی: جی! آپ کا روزہ ہے اور افطاری کے لیے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے، مجھے پیسے دے دیں، میں افطاری کا انتظام کر لوں۔ فرمایا: میں نے تو سب کچھ تقسیم کر دیا، اب تو میرے پاس کچھ بھی نہیں بچا۔ سبحان اللہ! کیسی عجیب بات ہے کہ آدمی روزے کے ساتھ ہو اور وہ ایک لاکھ درہم خرچ کر دے اور اس کو یہ بھی یاد نہ آئے کہ میری افطاری کے لیے کچھ بچا ہے یا نہیں۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین حضرت سودا رضی اللہ عنہا کی طرف تیس یا پچاس ہزار درہم بھیجے۔ جیسے ہی ان کو ملے، انہوں نے اسی وقت اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیے اور صدقہ کرنے کے بعد اب دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگی: اے اللہ! امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو توفیق ہی نہ دے کہ وہ مجھے پیسے بھیجا کریں۔ اللہ اکبر کبیرا! یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کی حقیقت کو سمجھا تھا۔ اپنا سارا کچھ اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتے تھے۔

معمولی صدقہ سے گناہوں کا کفارہ:

یہ جو انسان اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے، دین کے لیے، مدارس کے لیے، مسجد کے لیے یا غریبوں کے لیے، اللہ کے ہاں اس کا بڑا رتبہ ہوتا ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کا ایک واقعہ توجہ کے ساتھ سنیے۔

ایک عبادت گزار تھا۔ اس نے ساٹھ سال تک اپنے کمرے میں اللہ کی عبادت کی۔ اللہ اکبر کبیرا!......ساٹھ سال عبادت میں گزار دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے...... ساٹھ سال کے بعد ایک دن ایسا آیا کہ باہر خوب بارش ہوئی اور ٹھنڈی ہوا چلی تو اس عبادت گزار بندے کا دل چاہا کہ باہر پانی کے چشمے ہیں اور بارش ہوئی ہے اور موسم بہت اچھا ہے تو میں ذرا باہر نکل کر دیکھوں تو سہی قدرتی مناظر کو۔ وہ باہر نکلا۔ اللہ کی شان کہ شیطان اس کی تاک میں تھا۔ ایک بکریاں چرانے والی عورت کہیں سے آ گئی اور اس عورت نے آ کر اس عبادت گزار سے ایسی چکنی چپڑی باتیں کیں کہ اس نے اس کو اپنے شیشے میں اتار لیا۔ حتیٰ کہ وہ مرد اس عورت کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہو گیا۔ اب جب وہ بدکاری کا مرتکب ہوا تو اس نے سوچا کہ میں جلدی سے غسل کروں اور اللہ سے نفل پڑھ کر معافی مانگوں۔ وہ غسل کرنے کے لیے چشمے پر چلا گیا، جب اس نے کپڑے اتارے اور چشمے کے پانی کے اندر اُتر گیا، اتنے میں ایک سائل آیا اور اس نے اس کو کہا کہ بھئی! مجھے کچھ اللہ کے نام پر دے دو، میں بھوکا ہوں۔ اس عابد نے کہا کہ میرے جبے کی جیب میں تھوڑی سی رقم ہے یا کچھ کھانے کی چیز ہے وہ لے لو، اس بندے نے وہ چیز لی اور چلا گیا۔ اب یہ بندہ جب غسل کر رہا تھا تو اس غسل کے دوران ہی اس کی وفات ہو گئی۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کہا کہ اس کی نیکیوں اور بُرائیوں

کو تولو۔ چنانچہ فرشتوں نے جب اس کی نیکی اور بُرائی کو تولا تو اس کی ساٹھ سال کی عبادت ہلکی نکلی، ایک مرتبہ کا زنا بھاری نکلا۔ یعنی ایک مرتبہ کا زنا اتنا بڑا گناہ تھا کہ ساٹھ سال کی عبادت اس کے مقابل میں نہ رہی۔ فرشتوں نے کہا: جی! اس کے تو گناہ زیادہ ہیں، نیکیاں تھوڑی ہیں۔ پھر ایک فرشتے نے کہا: اس نے مرتے مرتے کچھ صدقہ کیا تھا، اس کو بھی تولو۔ چنانچہ وہ جو صدقہ کیا تھا، اس کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں ڈالا تو وہ اتنا بھاری تھا کہ نیکیوں کا پلڑا جھک گیا اور اس بندے کو اللہ نے جنت عطا فرما دی۔

[صحیح ابن حبان، حدیث: ۳۷۸]

اللہ کو قرض دیں:

تو دیکھیں یہ ہوتا ہے کسی غریب پر، فقیر پر، ضرورت مند پر خرچ کرنے کا فائدہ۔ یہ مدارس میں جو قرآن پڑھنے والے طلبہ اور طالبات ہیں ان پر خرچ کرنا، مساجد پر خرچ کرنا، دین کے لیے خرچ کرنا، اللہ کو بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ [البقرۃ:۲۴۵]

"کون ہے جو اللہ کو اچھے طریقے پر قرض دے؟"

واہ میرے مولا! آپ کی شان بھی کتنی بڑی ہے! بندے کو دیتے بھی آپ خود ہیں، ہمیں اور تو کہیں سے رزق نہیں ملتا، دیتے بھی آپ خود ہیں اور جب رزق دے دیتے ہیں تو پھر فرماتے ہیں کہ اگر تم میرے راستہ میں خرچ کرو گے تو یہ میرے اوپر قرض حسنہ ہو گا۔ اللہ اکبر کبیرا۔ اللہ تعالیٰ کتنے قدر دان ہیں! کتنے مہربان ہیں!

قلب میں خوف و رجا ہونا

اس کے قلب میں خوف اور رجا ہوتی ہے۔ خوف کا مطلب ہے: اللہ کا ڈر۔ رجا کا

مطلب ہے: اللہ سے رحمت کی امید۔قلب کے اندر یہ دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔جب وہ اللہ کی رحمت پہ نظر دوڑاتا ہے تو اس کے دل میں اُمید لگ جاتی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے اور جب وہ اپنی حالت کو دیکھتا ہے تو اسے ڈر لگ جاتا ہے کہ اوہ! میرے اتنے گناہ ہیں! میں کیسے نجات پاؤں گا۔تو خوف اور رجا دونوں کا ہونا یہ مومن کے لیے ضروری ہے۔انسان پھر نیکی کے اوپر چلتا رہتا ہے، دوڑ دوڑ کر نیکیاں کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے۔

نفس کی مثال گدھے کے مانند:

اس کی مثال ایسے سمجھیں کہ جیسے ایک گدھا ہے، اس نے اس پر بوجھ لادا ہوا ہے، اب بوجھ کی وجہ سے چلتا نہیں تو گدھے کا مالک اسے آگے سے چارا دکھاتا ہے تا کہ اس کو طمع ہو کہ آگے بڑھوں اور چارا کھاؤں۔اور پیچھے سے اس کو ڈنڈا بھی لگاتا ہے کہ یہ ڈنڈے کے خوف سے آگے چلے۔تو جس طرح گدھے کو آگے سے چارا دکھاتے ہیں کہ اس کی طمع میں یہ آگے بڑھے اور پیچھے سے ڈنڈا لگاتے ہیں کہ اس کے خوف سے یہ آگے بڑھے، اسی طرح انسان کے نفس کی مثال بھی گدھے کے مانند ہے۔اس کو امید دکھانی چاہیے تا کہ یہ آگے بڑھے اور پیچھے سے اللہ کے خوف سے ڈنڈا لگانا چاہیے، تا کہ یہ گناہوں سے بچے۔

خوف اور امید کے مواقع:

مومن کے دل میں خوف بھی ہو اور امید بھی ہو۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بڑی تفصیل لکھی ہے کہ کب خوف ہونا چاہیے؟ کب اُمید ہونی چاہیے؟ وہ فرماتے ہیں کہ جوانی میں اللہ کا خوف غالب ہونا چاہیے اور بڑھاپے میں انسان کو اللہ سے اُمید غالب

ہونی چاہے۔ صحت کی حالت میں بندے پر اللہ کا خوف غالب ہونا چاہیے اور بیماری کی حالت میں اللہ کی اُمید غالب ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خوف اور رجا یہ دونوں نعمتیں عطا فرمادے۔

دماغ میں تسلیم ورضا ہونا

انسان کا جو دماغ ہے وہ تسلیم اور رضا سے بھرا ہونا چاہیے۔ تسلیم و رضا کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کے ہر کام سے بندہ خوش ہو، ہمیں اس کی حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے اس میں بہتری ہی ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ انسان کی سوچ چھوٹی ہوتی ہے، عقل چھوٹی ہوتی ہے تو انسان اس کی حکمت کو نہیں سمجھ سکتا اور اعتراض کرنا شروع کر دیتا ہے۔

مثال کے طور پر: ہم نے یہ اجتماع کرنا تھا تو ہم نے ایک دن پہلے ٹینٹ لگوا لیے۔ اب جس دن مہمانوں نے آنا تھا، آندھی بھی آ گئی، بارش بھی ہوگئی، تو مہمان بڑے Upset (آزردہ) ہوئے، ہم نے مہمانوں کے بھی Comments (تبصرے) سنے۔ کسی نے کہا: انتظام ٹھیک نہیں ہوا، بیٹھنے کی جگہ نہ رہی، لیٹنے کی جگہ نہ رہی، عبادت کا پروگرام بنایا تھا وہ ٹھیک نہ رہا۔ جو خدمت والی خواتین تھیں وہ بھی پریشان کہ ہم نے اپنی طرف سے تو اتنے انتظام کی کوشش کی تھی، عین موقع پر اللہ تعالیٰ نے سارے انتظام کو آگے پیچھے کر دیا۔ میں ان سب کی باتیں فون پر سنتا رہا اور دل میں مسکراتا رہا کہ واہ میرے مولا! آپ کتنے بڑے ہیں! حقیقت یہ تھی کہ ایک دن پہلے گھر کی عورتیں مجھے کہہ رہی تھیں کہ عورتیں تو بہت زیادہ آئیں گی لیکن گرمی بھی بہت ہے اور یہاں پر مچھر بھی بہت ہیں۔ کیونکہ بند جگہ ہے اور واقعی یہاں پر مچھروں کے لشکر تھے، پانچ دس ہزار مچھروں کا ایک جھنڈ آتا تھا اور جاتا تھا تو پھر دوسرا جھنڈ آجاتا تھا۔ اب ہمیں ڈر یہ تھا کہ

عورتوں کے ساتھ تو بچے بھی ہوں گے تو مچھروں نے اگر بچوں کو کاٹنا شروع کر دیا تو کیا ہوگا؟ اللہ نے مہربانی کی کہ اس نے ہوا چلا دی اور ہوا نے مچھروں کے لشکروں کو یہاں سے بھگا دیا۔ اور اللہ نے پھر بارش کر کے جو موسم کی گرمی تھی اس کو بھی کم کر دیا۔ چنانچہ پہلے دنوں میں گرمی بہت زیادہ تھی آج اس کی نسبت گرمی کم تھی۔ تو دیکھیں! اس میں اللہ کی حکمت تھی اور ہمارے لیے بہتری تھی۔ ہم تو سپرے کروا کروا کر تھک گئے تھے کہ مچھر چلے جائیں اور مچھر جانے کا نام نہیں لیتے تھے۔

مچھر کی شکایت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں:

ایک مرتبہ ایک مچھر نے سلیمان علیہ السلام کے دربار میں شکایت کی۔ کہنے لگا: جی! میری شکایت یہ ہے کہ میں بڑی مشکل سے کسی بندے کو ڈھونڈتا ہوں کہ میں اس کے جسم پر بیٹھ کر اس کا خون چوسوں، لیکن یہ جو ہوا ہے، یہ آتی ہے اور مجھے بھگا کر لے جاتی ہے اور یہ میرا کام خراب کر دیتی ہے۔ میں آپ کے دربار میں ہوا کے خلاف مقدمہ دائر کرتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اچھا! میں ہوا کو بلاتا ہوں۔ اب جب انہوں نے ہوا کو بلایا تو مچھر وہاں سے بھاگ گیا کیونکہ وہ تو ہوا میں رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر جب ہوا چلی گئی تو مچھر پھر آ گیا، او جی! میں ہوا کی شکایت لگانے آیا ہوں۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو! جب تک آپ اور جس پر آپ الزام لگا رہے ہیں دونوں موجود نہیں ہوں گے، میں فیصلہ نہیں کر سکتا۔ مچھر کہنے لگا: ہوا کی موجودگی میں تو پھر میں آپ کے سامنے نہیں آ سکتا، انہوں نے کہا: جاؤ! تمہارا مقدمہ خارج کیا جاتا ہے۔ تو اللہ نے ہوا کو ایسا بنایا کہ وہ ہزاروں لاکھوں مچھروں کو بھگا دیتی ہے، ایک جھونکا آتا ہے اور مچھر چلے جاتے ہیں۔

اللہ کے ہر کام میں حکمت ہے:

دیکھو! اللہ کے کام میں حکمت تھی، ہمیں نہیں پتا تو نہ سہی۔ مگر انسان کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ مالک کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔

''فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ''

''جو دانا کا کام ہوتا ہے وہ دانائی سے خالی نہیں ہوتا۔''

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے ہر کام میں راضی رہنا سیکھیں۔ ہر چیز میں جو بھی ہو رہا ہے، ہمیں سمجھ آئے یا نہ آئے، اس میں حکمت ہے، اس میں بہتری ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اے اللہ! میرے لیے یہی عزت کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے، اور میرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔''

ہماری اس سے بڑی عزت کیا ہو سکتی ہے کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور ہم اس کے بندے ہیں۔ سبحان اللہ!

راضی برضا بزرگ:

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ تھے۔ ان کے بیٹے کی شادی تھی۔ باہر بارات جانے کے لیے تیار تھی اور وہ اپنے گھر میں کوئی چیز تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ بیوی نے دیکھا کہ بچے کی شادی ہے، بارات رخصت ہو رہی ہے اور باپ گھر میں ہے۔ اس نے آکر پوچھا: آپ کیا تلاش کرتے پھر رہے ہیں؟ مجھے بتائیں میں آپ کی مدد کر دیتی ہوں۔ وہ کہنے لگے: میں کفن تلاش کر رہا ہوں۔ بیوی بڑی حیران ہوئی کہ بیٹے کی بارات جا رہی ہے اور آپ کفن ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے: ہاں! مجھے الہام ہوا ہے کہ

میرے جس بیٹے کی بارات ہے اس کی ابھی موت آجانی ہے، تو میں نے کہا کہ میں اس کے لیے کفن ہی نکال کر رکھ لوں۔ میاں بیوی ابھی یہ بات کر رہے تھے کہ ایک بچہ باہر سے دوڑتا ہوا آیا کہ جب نوجوان گھوڑے کے اوپر سوار ہونے لگا تو اس کا پاؤں پھسلا اور وہ سر کے بل نیچے گرا اور اس کی وفات ہوگئی۔ اب ایسے بھی اللہ کے بندے ہوتے ہیں کہ اپنے بیٹے کی وفات کی خبر الہام کے ذریعے ملی اور وہ کفن ڈھونڈ رہے ہیں کہ اچھا میرے مالک کو ایسے ہی منظور ہے تو میں اس کا کفن تلاش کر لیتا ہوں۔

ہر حال میں اللہ سے راضی:

ہم اپنے رب سے ہر حال میں راضی رہنا سیکھیں۔ ہم غور کریں تو ہماری زندگی میں غم تھوڑے ہیں، خوشیاں زیادہ ہیں...... بیماری تھوڑی ہے، صحت زیادہ ہے...... نقصان تھوڑا ہے، نفع زیادہ ہے...... شاعر نے کہا:

ے لطفِ سجن دم بدم قہرِ سجن گاہ گاہ
ایں بھی سجن واہ واہ ، اوں بھی سجن واہ واہ

''میرے محبوب کا لطف و کرم تو ہر وقت ہے اور اس کی ناراضگی کبھی کبھی، اے میرے سجن! میں ایسے بھی آپ سے راضی ہوں، میں ویسے بھی آپ سے راضی ہوں۔''

آپ مجھے جس حال میں رکھیں میں ہر حال میں راضی ہوں۔ تو انسان کے دماغ کے اندر تسلیم اور رضا والی صفت ہونی چاہیے۔

کیسے پتا چلے کہ اللہ ہم سے راضی ہے؟

ایک مرتبہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا: ہمیں کیسے پتا چلے کہ اللہ

تعالیٰ ہم سے راضی ہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں کوہِ طور پر جاؤں گا اور یہ بات اللہ سے پوچھوں گا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: لوگ یہ پوچھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے پیارے موسیٰ! اس بات کا پتا کرنا تو بہت آسان ہے کہ میں راضی ہوں یا ناراض ہوں۔ پوچھا: اے اللہ! کیسے؟ فرمایا: ان بندوں سے کہو کہ یہ اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیں، اگر یہ مجھ سے راضی ہیں تو میں ان سے راضی ہوں، اگر یہ مجھ سے خفا ہیں تو میں ان سے خفا ہوں۔ جو بندہ خفا ہوتا ہے نا! تو وہ شکوے ہی کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا جس بندے کی زبان پر آپ شکوے دیکھیں، آپ سمجھ لیں کہ یہ اللہ سے راضی نہیں ہے اور یہ اللہ سے راضی نہیں ہے تو اللہ بھی اس سے راضی نہیں ہے۔ [احیاء علوم الدین: ۴/۳۴۵]

دکھ میں انسان اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے:

بلکہ ہمارے بزرگوں نے تو اس سے بھی بڑھ کر بات کی، وہ فرماتے ہیں:

؎ سکھ دکھاں تے دیواں وار
دکھاں آن ملایم یار

''میں سکھوں کو دکھوں پر قربان کر دوں کہ دکھوں نے مجھے میرے یار سے ملا دیا۔''

جب انسان دکھی ہوتا ہے، غم زدہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بہت قریب ہوتے ہیں۔

تو بچا بچا کر نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

اللہ کو بندہ بڑا پیارا لگتا ہے، جب اس کا دل ٹوٹتا ہے۔ اگرچہ مشکل ہوتی ہے، تکلیف ہوتی ہے، آنکھوں سے آنسو آرہے ہوتے ہیں، مگر اللہ کو پیار آرہا ہوتا ہے۔ آپ

خود غور کریں! چھوٹے بچے کو چوٹ لگ جائے تو وہ رو رہا ہوتا ہے اور ماں کے دل میں اس کا پیار آ رہا ہوتا ہے، ماں اس کو چوم رہی ہوتی ہے۔ کہتی ہے: بیٹا! نہ رو، بیٹا! چپ کر جاؤ۔ تو جس طرح بچہ روتا ہے، ماں کو پیارا لگتا ہے، اسی طرح بندہ کئی مرتبہ تکلیف میں ہوتا ہے تو اللہ کو پیارا لگتا ہے۔ ہمارے مشائخ نے کہا: اللہ! ہم سکھوں کو دکھوں پر قربان کر دیں کہ دکھوں نے ہمیں ہمارے یار سے ملا دیا۔ کسی شاعر نے کہا:

؎ تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

کسی نے تو یوں کہا:

؎ تیرے عشق نے مجھے غم دیا تیرے غم کی عمر دراز ہو
وہ مقام آئے میرے خدا میرے عشق پہ تجھے ناز ہو

بندے پر ایک ایسا بھی مقام آتا ہے کہ بندے کے عشق پر اللہ کو ناز ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں اس بندے کے تذکرے کرتے ہیں کہ دیکھو! یہ میرا بندہ تہجد کے وقت مصلّے کے اوپر کھڑا ہے، اس کو میری محبت نے مصلّے کے اوپر کھڑا کر دیا ہے۔ اللہ کرے ہم بھی ان بندوں میں شامل ہو جائیں جن کے تذکرے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں فرماتے ہیں۔ ہم گناہ گار ہیں، خطا کار ہیں، اس قابل تو نہیں، لیکن اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ چاہے تو ہمیں بھی ایسا بنا دے کہ ہم اللہ کو پسند آ جائیں۔

مصیبت گناہ کی نجاست کی وجہ سے آتی ہے:

لیکن یہ جو پریشانیاں اور مصیبتیں ہیں، یہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔

آپ غور کریں کہ اگر چھوٹا بچہ اپنے کپڑوں کے اندر نجاست کر لے تو پھر وہ ماں کے پاس آتا ہے کہ امی! مجھے دھو دیں۔ اب ماں اس کو جھڑکتی ہے کہ تو نے کپڑے خراب کر دیے، پہلے کیوں نہیں بتایا۔ بچہ کہتا ہے: امی! میں آپ کو بتانے ہی کے لیے تو آیا تھا، مگر مجھے ضرورت اتنی تیز ہوئی کہ میرے کنٹرول میں نہ رہی اور میرے کپڑے خراب ہو گئے۔ تو ماں تھوڑی دیر تو ڈانٹ ڈپٹ کرتی ہے، پھر اسی بچے کو اٹھاتی ہے، پھر اس کے کپڑے اتار کر اسے نہلاتی ہے اور صاف کر کے اسے صاف ستھرے کپڑے دوبارہ پہناتی ہے اور خوشبو لگاتی ہے، پھر خوشبو لگا کر اس کو اپنے سینے سے لگا لیتی ہے۔ بالکل اسی طرح ہم جب گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو اپنے آپ کو نجس بنا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نجس بندے کو پسند نہیں فرماتے، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ گناہوں کی نجاست سے پاک ہو جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کوئی مصیبت بھیج دیتے ہیں، کوئی پریشانی بھیج دیتے ہیں، کبھی عورت کو خاوند کی طرف سے پریشانی ملتی ہے، کبھی بیٹے کی طرف سے، کبھی کام کاروبار کی طرف سے، کبھی دوسری عورتوں کی طرف سے، کبھی ساس صاحبہ کی طرف سے۔ یہ جو پریشانیاں ہیں، یہ اللہ بھیجتے ہیں اور اس کا مقصد بندے کو دھو دینا ہوتا ہے کہ بندہ دھل جائے۔ چنانچہ جب پریشانی ملتی ہے اور بندے کے آنسو بہتے ہیں تو وہ آنسو ہمارے دل کی میل کو دھو دیتے ہیں۔

دیکھیں! جب بچے کو نہلایا جاتا ہے تو بچہ روتا ہے، لیکن وہ ماں بچے کی دشمن نہیں کہ اس کو رُلا رہی ہے، ماں تو خیر خواہ ہے، وہ اس کو پاک کرنا چاہتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی بندے کے خیر خواہ ہیں، وہ بندے کو پریشان نہیں کرنا چاہتے، وہ تو بندے کو پاک صاف کرنا چاہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بندے کو پریشانیاں اور مصیبتیں بھیج کر گناہوں سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے لیے خاص کر لیتے ہیں۔

سبق کا اعادہ:

تو پھر سن لیجیے کہ ذکر کے اثرات جو بدن پر ہوتے ہیں، وہ یہ ہیں کہ

- ......انسان کی زبان پر حمد وثنا ہوتی ہے۔
- ......انسان کی آنکھوں میں حیا ہوتی ہے۔
- ......انسان کے ہاتھوں میں عطا ہوتی ہے۔
- ......انسان کے قلب میں خوف اور رجا ہوتا ہے۔اور
- ......انسان کے دماغ میں تسلیم اور رضا ہوتی ہے۔

یعنی ایسا بندہ اللہ سے ہر حال میں راضی ہوتا ہے۔آج کی اس محفل میں ہم اسی بات کو اپنے دل میں اُتاریں کہ ہم نے ہر حال میں اپنے رب سے راضی رہنا سیکھنا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم پر مہربانی فرمائے اور ہمیں پریشانیوں اور مصیبتوں سے محفوظ فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تسلیم اور رضا والی صفت عطا فرمائے، تاکہ ہماری آنے والی پوری زندگی اس حال میں گزرے کہ ہم اپنے رب سے راضی ہوں۔ ہر حال میں راضی ہوں......صحت میں بھی راضی، بیماری میں بھی راضی......خوشی میں بھی راضی، غم میں بھی راضی...... جب بھی کوئی پوچھے، فوراً کہا کریں: میں اپنے اللہ سے بہت راضی ہوں، بہت خوش ہوں۔ ہم اللہ سے خوش ہوں، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ہم سے خوش ہوں گے۔چنانچہ نبی علیہ السلام نے دعا سکھائی کہ بندے کو صبح وشام پڑھنا چاہیے:

((رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا)) ''میں اللہ سے راضی ہوں کہ وہ میرا رب ہے۔''

((وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا)) ''اور میں اسلام سے راضی ہوں کہ وہ میرا دین ہے۔''

((وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا)) [جامع ترمذی، حدیث:۳۳۸۹]

''اور میں نبی علیہ السلام سے راضی ہوں کہ وہ میرے نبی ہیں۔''

خوش نصیب لوگ:

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ الحمد للہ جن بچیوں نے محنت کی اور دین کو پڑھا، آج ان بچیوں کو سندیں جاری کی گئیں، ان کو انعام دیے گئے۔ وہ پرنسپل خواتین جو مختلف ادارے چلا رہی ہیں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اپنے آپ کو بھلا دیتی ہیں، دن رات محنت کرتی ہیں، وہ بھی مبارک باد کے لائق ہیں کہ اللہ نے ان کو اس نیکی کے کام پر لگا رکھا ہے۔ سچ پوچھیے تو کتنے لوگ ہم سے شکل میں اچھے، عقل میں اچھے، نسب میں اچھے، مگر اللہ نے ان کو دین کی محنت کی توفیق نہیں دی، وہ دنیا کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں اور ہمیں اللہ نے دین کی توفیق عطا فرمادی۔ مدارس بنانے کی اور مدارس چلانے کی نعمت عطا فرمادی۔

یہ مدارس دین کے قلعے ہیں اور یہ اللہ کے حبیب ﷺ کی پسندیدہ جگہیں ہیں۔ یاد رکھنا! مسجد جنت کے باغ ہیں اور مدارس محمدی باغ ہوتے ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے:

''وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے، اہل آسمان کے لیے ایسے چمکتا ہے جیسے اہل ارض کے لیے ستارے۔'' [شعب الایمان، حدیث: ۱۹۸۲]

تو ہمارے مدارس زمین کے ستارے ہیں، یہ چمکتے ہیں اور اللہ ان کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ جو بچیاں عالمہ بن گئیں اور انہوں نے محنت کی، وہ بھی مبارک باد کے لائق ہیں، ان کے والدین بھی مبارک باد کے لائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن اپنی مقبول بندوں میں شامل فرمائے اور ان کو اللہ تعالیٰ بلا حساب کتاب جنت عطا فرمائے۔

جنت میں بلا حساب جانے والے:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے رب کو سخی اور کریم پایا کہ ستر ہزار افراد کو جنت میں داخل فرمائیں گے، ان میں سے ہر ایک کے

ساتھ ستر ہزار عطا فرمائے۔ میں نے عرض کیا: میری امت اس تعداد کو نہیں پہنچے گی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعراب یعنی دیہات کے رہنے والوں سے اس تعداد کو پورا کروں گا۔"

[مجمع الزوائد، حدیث:۱۸۷۱۱]

سبحان اللہ! یہ کون خوش نصیب ہوں گے جو بلا حساب جنت میں جائیں گے؟ مشائخ نے لکھا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ دستور بھی یہی ہے کہ جب کسی سے محبت ہو تو انسان کو حساب لیتے ہوئے بھی حیا آتی ہے۔ بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے:

سارے پھل گلاب نہ ہوندے
تے کورے کاغذ کتاب نہ ہوندے

یعنی خالی صفحوں کو جوڑ کر جلد باندھ دیں تو اس کو کتاب تو نہیں کہتے۔

تے جے کر یاری لائیے بلھیا
تے یاراں نال حساب نہ ہوندے

انسان اگر کسی سے محبت کرے تو جس سے محبت ہوتی ہے، اس سے انسان حساب نہیں کرتا۔ قیامت کے دن ایسا ہی ہوگا کہ جو لوگ دنیا میں اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے حساب لیتے ہوئے شرمائیں گے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث پاک سنایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب اپنے بندوں کا فیصلہ کرنے کے لیے اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے تو علماء سے فرمائیں گے:

«إِنِّي لَمْ أَجْعَلْ عِلْمِي وَحِلْمِي فِيكُمْ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَغْفِرَ لَكُمْ عَلَى مَا كَانَ فِيكُمْ وَلَا أُبَالِي» [المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث:۱۳۸۱]

''میں نے تمہارے دلوں میں اپنا علم اور حلم اس لیے ودیعت کیا ہے، تاکہ تمہاری مغفرت کروں اور مجھے اس کی کوئی پروانہیں۔''

اے علماء کی جماعت! میں نے تمہارے سینوں کو علم کے لیے جو چنا تھا، مخصوص کرلیا تھا تو وہ اس لیے نہیں کیا تھا کہ آج میں سارے بندوں کے سامنے تمہیں رُسوا کروں، جاؤ! تم بلا حساب جنت میں چلے جاؤ۔ اس دن پتا چلے گا کہ اللہ کے ہاں علم کا کتنا مقام ہے اور اللہ نے علماء کی کتنی قدر دانی کی۔

ہم بھی ان تمام عالمہ بچیوں کو مبارکبادد یتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ کا ان پر کرم ہوا اور اللہ نے ان کو اپنے دین کے لیے چن لیا۔ چنانچہ جو پڑھ رہی ہیں وہ بھی مبارک باد کے لائق ہیں، جو پڑھ چکی ہیں وہ بھی مبارک باد کے لائق ہیں۔ جو پڑھا رہی ہیں اور ادارے چلا رہی ہیں، وہ بھی مبارک باد کے لائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں بھی اکٹھا فرمائے اور اللہ ہم سے راضی ہوجائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

سلوک کو طے کرنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
﴿وَالَّذِيْنَ جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (العنکبوت:۶۹)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان پر اللہ کی تین نعمتیں:

اللہ رب العزت نے ہر انسان کو تین نعمتوں سے نوازا ہے۔ ایک انسان کا قلب، دوسرا انسان کا نفس اور تیسرا انسان کی عقل۔ یہ تین الگ الگ چیزیں ہیں، قرآنِ مجید میں اور احادیث مبارکہ میں تینوں کا الگ الگ تذکرہ ہے۔

① قلب:

قلب جذبات کا مقام ہے۔ جذبات خوشی کے ہوں یا غم کے ہوں، محبت کے ہوں یا نفرت کے ہوں، سخاوت کے ہوں یا بخل کے ہوں، ان سب جذبات کا تعلق قلب

کے ساتھ ہے۔

2 نفس:

انسان کا نفس خواہشات کا مقام ہے۔ خواہشات جتنی بھی ہیں ان کا تعلق نفس کے ساتھ ہے، وہ اچھی ہوں یا بُری ہوں۔ اچھی خواہش کہ میں اللہ کا دوست بن جاؤں، تہجد گزار بن جاؤں، متقی بن جاؤں، مجھے جنت مل جائے، اللہ مجھ سے راضی ہو جائے، سب خواہشات ہیں، مگر اچھی اور مستحسن ہیں۔ اور بُری خواہشات کہ لوگ مجھے پہچانیں، ہر کام میں میری مرضی چلے۔ تو خواہشات اچھی بھی ہوتی ہیں، بُری بھی ہوتی ہیں۔ جذبات اچھے بھی ہوتے ہیں، بُرے بھی ہوتے ہیں۔

3 عقل:

اور تیسری چیز ہے انسان کی عقل۔ عقل میتھ کو پروسیسر کی طرح ایک ایسا عضو ہے کہ اس کو جو جذبہ دے دو، یا خیال دے دو، وہ اس کو پراسیس کر دیتا ہے۔ وہ دوسروں کا پروسیسر ہے، اپنا کچھ نہیں ہے۔ جیسی خواہش ہوگی، ویسے خیالات پروسیس کرے گا۔ دل میں جیسا جذبہ ہوگا ویسی ہی سوچ سوچے گا۔ تو وہ ان دونوں سے سگنل لے کر پروسیس کرتا رہتا ہے۔ ذہن میں نیکی ہوگی تو نیکی کے خیالات آتے رہیں گے، بُرائی ہوگی تو بُرے خیالات آتے رہیں گے۔ گویا جو اصل نعمتیں ہیں وہ دو ہی ہیں، قلب اور نفس۔

اصلاح کے دو طریقے:

اور انسان کی اصلاح کے دو ہی طریقے ہیں:

1. اس کا نفس سنور جائے۔
2. اس کا قلب سنور جائے۔

اور دونوں کی دلیل قرآن پاک سے ہے۔اسی لیے تزکیۂ نفس کا تذکرہ فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ [الاعلیٰ:١۴]

''فلاح اس نے پائی ہے جس نے پاکیزگی اختیار کی۔''

یہ نفس کا تذکرہ ہے۔

﴿وَنَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ○﴾ [الشمس:۷ تا ۹]

''اور انسانی جان کی، اور اس کی جس نے اسے سنوارا۔ پھر اس کے دل میں وہ بات بھی ڈال دی جو اس کے لیے بدکاری کی ہے، اور وہ بھی جو اس کے لیے پرہیزگاری کی ہے۔ فلاح اسے ملے گی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے۔''

تو گویا نفس کا تزکیہ ہونے سے بھی بندہ سنور جاتا ہے۔

﴿وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ﴾ [فاطر:١٨]

''اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے پاک ہوتا ہے۔''

تو تزکیہ نفس بھی ضروری ہے۔

اور دوسرا ہے قلب کا سنورنا، منور ہونا، ٹھیک ہونا، یہ بھی ضروری ہے۔ قرآنِ مجید میں بھی بہت ساری جگہوں پر قلب کے بارے میں فرمایا:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴿٢٤﴾﴾ (محمد:٢٤)

''بھلا کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے، یا دلوں پر وہ تالے پڑے ہوئے ہیں جو دلوں پر پڑا کرتے ہیں؟''

تو دلوں کا تذکرہ بار بار آیا۔ حدیثِ پاک میں بہت وضاحت سے بتایا:

((أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ

الجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ القَلْبُ)) [صحیح بخاری، حدیث:۵۲]

''بے شک بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب یہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور اور یہ سنور جاتا ہے تو سارا جسم سنور جاتا ہے، جان لو کہ یہ قلب ہے۔''

تو قلب کے سنورنے سے انسان کا سنورنا بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور نفس کے سنورنے سے انسان کا سنورنا بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اصلاح کے یہ دو ہی طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ

اصلاحِ نفس سے اللہ کا قرب پانا

اللہ رب العزت کی مشیت نے پسند کیا کہ انسان نفس کا تزکیہ کرے اور اللہ کا قرب پائے۔ چنانچہ تاریخِ انسانی کو شروع سے پڑھ کر دیکھ لیں، نفس کے مجاہدے کیے جاتے تھے۔ اس لیے کہ یہ نفس اللہ کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ کائنات میں کسی بت کی اتنی پرستش نہیں کی گئی جتنی پرستش نفس کے بت کی کی گئی ہے۔ اس کی پرستش صرف کافر اور مشرک ہی نہیں کرتے، کلمہ پڑھنے والے بھی کرتے ہیں۔ اس کی پرستش سے چھٹکارا قسمت والے ہی پاتے ہیں، اس لیے یہ سب سے بڑا دشمن ہے، شیطان سے بھی بڑا دشمن۔ وہ کیسے؟ کہ عزازیل بڑا عبادت گزار تھا، احادیث سے ثابت ہے کہ اس نے ہزاروں سال عبادت کی، چپے چپے پر سجدے کیے، تبھی تو اونچا مقام ملا تھا۔ لیکن وہ ملعون کیوں ہوا؟ یہ ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت تو کوئی شیطان نہیں تھا جس نے اس کو بہکایا ہو، تو وہ کیوں ملعون بنا؟ اس کو اس کے نفس نے ملعون بنایا۔ یہ

نفس ایسا بد بخت ہے کہ یہ عزازیل جیسے عبادت گزار کو بھی شیطان بنا دیتا ہے، تو یہ شیطان کا بھی گرو گھنٹال ہے۔ شیطان ہمارا دشمن اور نفس اس سے بڑھ کر ہمارا دشمن ہے۔ اسی لیے ہمارے مشائخ فرماتے ہیں: اے دوست! تو نفس کو پالنے میں لگا ہوا ہے اور نفس تجھے جہنم میں دھکا دینے میں لگا ہوا ہے۔

مجاہدۂ نفس تاریخِ انسانیت میں موجود ہے:

نفس کی اصلاح شروع سے تاریخِ انسانیت میں موجود ہے۔ چنانچہ اس کے لیے بڑے مجاہدے کیے جاتے تھے، اللہ کو راضی کرنے کے لیے اس کو مشقت میں ڈالا جاتا تھا۔ آپ بنی اسرائیل کی تاریخ پڑھ کر دیکھ لیں، ان کے ہاں راہب ہوتے تھے۔ یہ کون لوگ ہوتے تھے؟ اچھے لوگ تھے، اپنے وقت کے عبادت گزار تھے، نیکوکار تھے۔ ستر ستر سال عبادت میں گزارنا، چار سو سال عبادت میں گزارنا، کوئی آسان کام ہے۔ اللہ خود فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّيۡسِيۡنَ وَرُهۡبَانًا﴾ (المائدہ:۸۲)

''اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست عالم اور بہت سے تارک الدنیا درویش ہیں۔''

دیکھا! اچھے لوگ تھے تو وہ اللہ سے محبت کرنے والے تھے۔ ان کی فکر یہ تھی کہ نفس کو پامال کرو۔ چنانچہ وہ کم کھاتے تھے، کم پیتے تھے، کم سوتے تھے۔ عبادت کا ایک کمرہ بنا کر اُس کو صومعہ کہا کرتے تھے اور بس اس کے اندر رہتے تھے۔ ان کو مخلوق سے کوئی واسطہ نہیں تھا، شادی بھی نہیں کرتے تھے کہ یہ بھی رکاوٹ نہ بنے۔ یوں دنیا سے منہ موڑ کر اللہ کو چاہنا کوئی آسان کام ہے؟ کر کے دیکھیں ذرا، ہم تو ایک ہفتہ نہیں گزار

پائیں گے۔ ہمارا تو ایک دن فون واپس لے لیا جائے تو شاید زندگی مشکل ہو جائے۔وہ تو تنہائی اور خلوت میں اللہ کی یاد میں بیٹھتے تھے، سجدوں میں رہتے تھے۔

چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ ایک عابد نے کئی سو سال عبادت کی اور اس نے دعا مانگی: اللہ! جب میری موت آئے تو سجدے میں آئے۔ اس کو سجدے میں ہی موت آئی، ایک پہاڑ کی چوٹی پر اس کی قبر ہے۔[مستدرک الحاکم، حدیث: ۷۶۳۷]

مطلب یہ کہ یہ وہ لوگ تھے، جو واقعی اللہ کے عاشق تھے، اللہ کو ٹوٹ کر چاہتے تھے، سب خواہشات چھوڑ دی تھیں۔

مجاہدۂ نفس میں تجاوز:

مگر وہ ایک قدم اور آگے بڑھ گئے۔ یہ تو کہیں نہیں کہا گیا تھا کہ تم شادی نہ کرو، اپنوں سے رابطہ نہ رکھو، اس طرح تم اللہ کا قریب نہیں پا سکو گے۔ یہ بات انہوں نے خود گھڑ لی تھی۔ یعنی نفس کا مجاہدہ تو شروع سے کہا گیا تھا، مگر اس مجاہدے میں اتنا آگے بڑھ جانا کہ بالکل ہی بے تعلق ہو جانا، یہ درست نہیں تھا۔

﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ِ ابْتَدَعُوْهَا﴾

''اور جہاں تک رہبانیت کا تعلق ہے وہ انہوں نے خود ایجاد کر لی تھی۔''

مگر یہ انہوں نے محبت میں کیا تھا، حکم نہیں تھا کہ تم ایسے رہو۔ چونکہ جب علم نہ ہو تو عشق بدعات سکھاتا ہے اور عشق نہ ہو تو علم عجب اور تکبر میں ڈال دیتا ہے، یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم اور ملزوم ہیں۔

نبی علیہ السلام کی تعلیم:

نبی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم دی۔ مدینہ طیبہ

میں جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو پہلا خطبہ جو دیا، اس میں فرمایا:

((أَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوبِكُمْ)) [جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث:۴۳۹۱۵]

''تم اللہ سے پورے دل سے محبت کرو۔''

یہ مدینہ کا پہلا خطبہ ہے جو نبی علیہ السلام نے دیا۔ نبی علیہ السلام نے میسج دیا کہ دیکھو! دل ایک ہے اور ایک ہی کے لیے ہے۔

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾ [الاحزاب:۴]

''اللہ نے کسی بھی شخص کے سینے میں دو دل پیدا نہیں کیے۔''

کہ ایک دل رحمٰن کو دے دے اور ایک نفس و شیطان کو دے دے۔ تو دل ایک ہے اور ایک ہی کے لیے ہے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا پورا دل اللہ کے لیے تھا۔ یہیں پر فرق ہے۔ ہم نے کلمہ بھی پڑھا، ہم مسلمان بھی کہلائے، ہم نمازیں بھی پڑھتے ہیں، لیکن پورا دل اللہ کو ابھی نہیں دیا۔ دل کا کچھ حصہ ہے جس میں بت ہیں، کسی میں عورت ہے، کسی میں مال ہے، کسی میں جاہ ہے۔ ع

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں یا پتھر کے

ان بتوں کو توڑنا پڑے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو نبی علیہ السلام کے ہاتھوں بتوں سے پاک کروایا تھا، لات و منات تڑوا دیے تھے، ہمیں بھی لات و منات توڑنے کا حکم ہے کہ ایک ایسا وقت زندگی میں آئے کہ ہم بھی کہیں: اللہ! تَرَكْتُ اللَّاتَ وَ الْعُزّٰى جَمِيْعًا میں نے سب لات و منات کو چھوڑ دیا، بس سارا دل آپ کے لیے۔ اور تصوف کی پوری محنت کا مقصد یہی ہے کہ پورا دل ہم اللہ کو دے دیں، اس میں ماسوٰی کی محبت نہ رہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجاہدۂ نفس:

صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ رب العزت سے بہت محبت کرتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ہمیں اللہ کے قرب کا اعلیٰ ترین مقام مل جائے۔ چنانچہ وہ اپنے نفس کے خوب خلاف کرتے تھے۔ چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں تین آدمی آپ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے، جب ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کو بہت کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برابری کس طرح کر سکتے ہیں؟ آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے ہیں۔ ایک نے کہا: میں رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا: میں نکاح نہیں کروں گا اور عورت سے ہمیشہ الگ رہوں گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے یوں یوں کہا ہے؟ اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بہ نسبت بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہوں، پھر روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور ساتھ ساتھ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ [صحیح بخاری، حدیث: ۵۰۶۳]

اس کا مطلب یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی جذبہ تھا کہ نفس کو پامال کرنے کے لیے جو کر سکتے ہو کر لو۔ تو نبی علیہ السلام نے ان کو ذرا Balance (متوازن) کیا کہ دیکھو! رہبانیت کی لائن پر مت جاؤ، تم شریعت کے دائرے میں زندگی گزارو۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر اس کے بعد ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرنا شروع کر دیا۔

بعض صحابہ ایسے بھی تھے کہ ان کی بیویاں نبی علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں۔ کہنے لگیں: اے اللہ کے حبیب! ان کو تو ہم سے کوئی غرض ہی نہیں ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے پھر

ان کو سمجھایا کہ دیکھو بھئی! بیویوں کے بھی ہمارے اوپر حقوق ہیں۔حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خاتون آئی کہ میرا خاوند ساری رات عبادت کرتا ہے، سارا دن روزہ رکھتا ہے۔عمر رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں: کیا مطلب؟ کہتی ہے: ساری رات عبادت کرتا ہے، سارا دن روزہ رکھتا ہے۔تو کعب رضی اللہ عنہ قریب بیٹھے ہوئے تھے، وہ کہنے لگے: اس نے بڑے اچھے انداز سے خاوند کی شکایت لگائی ہے۔تو وہ کہنے لگے: یہ تو تعریف کر رہی ہے، کہنے لگے: تعریف تو کر رہی ہے، لیکن جو ساری رات عبادت کرے گا، سارا دن روزہ رکھے گا، بیوی کے لیے وقت کہاں سے بچے گا؟ [تفسیر القرطبی: ۵/۱۹]

تو اس کا مطلب یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہ اتنی زیادہ عبادت کیا کرتے تھے۔

اکابر کا خواہشاتِ نفس کو توڑنا:

ایک چیز آپ کو ان کی زندگی میں عام ملے گی کہ نفس کی خواہش کو توڑنا ان کے اوپر ختم تھا۔ ذرا سی بات میں نفس کی خواہش شامل ہوتی تھی تو فوراً محاسبہ کرتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم جب دیکھتے تھے کہ ایک چیز نفس کے اندر آئی ہے تو فوراً اس کے خلاف کرتے تھے۔تو یہ نفس کے خلاف کرنا، خواہشات کو توڑنا، یہ تزکیہ حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے جو سلف صالحین سے چلا آ رہا ہے۔اور صحابہ کے ابتدائی دور میں یہی طریقہ چلا۔ چنانچہ تابعین کی زندگی کو دیکھ لیں، تبع تابعین کی زندگی کو دیکھ لیں، وہ اپنے اوپر اس قسم کی پابندیاں لگاتے تھے۔

۞......عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیمار ہیں، آخری وقت ہے، دل میں چاہت ہوئی کہ میں مچھلی کھاؤں۔ گھر والوں کو بتا دیا کہ مچھلی منگواؤ۔ انہوں نے مچھلی منگوائی، پکائی اور عین آخری وقت میں جب کھانے کا وقت آیا تو سائل آ گیا، وہ مچھلی اُٹھا کر اس کو دے دی۔

۞ ...... عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنے تو انہوں نے نیت کر لی کہ آج کے بعد بس میں غسلِ جنابت نہیں کروں گا۔ اب بتائیں یہ کوئی فرض تو نہیں ہے، یا شرط تو نہیں ہے خلیفہ بننے کی، مگر بس ایک احساسِ ذمہ داری تھا کہ اب میری مسئولیت بڑھ گئی ہے، لہٰذا اب میں اپنا پورا وقت اللہ کے لیے فارغ کروں گا، یہ حال تھا۔

مجاہدات سے تزکیہ...... اکابر کا طریقہ:

صحابہ اور تابعینؒ کے بعد یہ سلسلہ پوری اُمت میں چلا کہ اللہ کو پانے کے لیے نفس کا تزکیہ ضروری اور نفس کے تزکیہ کے لیے مجاہدہ ضروری۔ سلف صالحین واقعی بہت مجاہدے کرتے تھے۔ وہ راتوں کو عبادت کرتے تھے، عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پڑھتے تھے، تلاوتِ قرآن میں لگے رہتے تھے۔ ان کے لیے رات کو جاگنا ایک عام چیز تھی۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں اگر کوئی جاتا تو وہاں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح قرآنِ مجید پڑھنے کی آواز آتی تھی، اس لیے کہ وہ ایک زندہ شہر تھا، زندہ لوگ تھے، عبادتیں کرتے تھے۔ تو مجاہدۂ نفس کر کے اپنے آپ کو شریعت کی لگام دینا اور اپنے آپ کو نیکی کے اوپر لگانا ہمارے اکابر کا طریقہ رہا ہے، انہوں نے خوب مجاہدے کیے۔

۞ ...... معمولی کھانا کھاتے تھے، ایک یا دو لقمے، ایک گھونٹ پانی پیتے تھے۔ آپ حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''احوال الصالحین'' پڑھ کر دیکھ لیں، آپ حیران ہو جائیں گے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اتنا کم کھانا کھاتے تھے کہ ہمیں ہفتے کے بعد جا کر اجابت (بیت الخلاء) کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ اور کم کھانے کی وجہ سے جس طرح بکریاں مینگنیاں کرتیں ہیں اس طرح اجابت ہوتی تھی۔ اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ

میں چونکہ کھاتا تھا تو مجھے روزانہ ایک مرتبہ بیت الخلاء جانے کی ضرورت پیش آئی تو میری والدہ نے مجھے کہا کہ حکیم کے پاس جاؤ، تمہارا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔ چوبیس گھنٹے میں ایک مرتبہ بیت الخلاء جاتے تھے تو ماں کہتی ہے کہ حکیم کے پاس جاؤ تمہارا پیٹ خراب ہو گیا ہے، اور ہم ماشاء اللہ! جتنی نمازیں ہیں اس سے بھی زیادہ مرتبہ جاتے ہیں۔ بیت اللہ پانچ مرتبہ جاتے ہیں اور بیت الخلاء سات مرتبہ جاتے ہیں۔

۞...... ہمارے بعض اکابر تو روزے رکھتے تھے۔ پانی سے روزہ، پانی سے افطار...... پانی سے روزہ، پانی سے افطار۔ قرآنِ پاک میں اس کا تذکرہ ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ نے تین روزوں کی منت مان لی...... شہزادے بیمار ہو گئے تھے تو نیت یہ کی کہ یہ شفا یاب ہو گئے تو ہم تین روزے رکھیں گے...... پہلا روزہ رکھا اور افطاری کا وقت آیا تو مانگنے والے آ گئے تو کھانا ان کو دے دیا، پھر اگلے دن افطاری کے وقت کچھ پکایا تو کوئی اور آ گیا اس کو دے دیا، پھر تیسرا دن ہوا تو تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا، لہٰذا اپنا کھانا ان کو دے دیا۔

۞...... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ مال آیا، شاید پچاس ہزار درہم یا دینار تھے۔ خادمہ کو کہا کہ مدینہ کی بیواؤں کو بلاؤ! وہ ان دیناروں کو تقسیم کرتی رہیں، کرتی رہیں، آخر پر خادمہ آئی کہ تھوڑے سے پیسے دے دیں کہ افطاری کا سامان لے آؤں۔ فرمانے لگیں: مجھے پہلے بتاتیں اب تو میں نے سب تقسیم کر دیا۔ یعنی خود روزے سے ہیں، اتنا مال آنے کے باوجود اپنی افطاری کے لیے کچھ نہیں بچا۔ تو یہ چیز بتاتی ہے کہ ہمارے اسلاف بہت ہی مجاہدہ کرتے تھے۔

۞...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی زندگی میں تین مسلسل دن ایسے نہیں آئے کہ آپ نے تینوں دن پیٹ بھر کر کھایا ہو۔ ایک دن کھایا تو دوسرے دن فاقہ، دو دن کھایا تو

تیسرے دن فاقہ، تین دن متواتر نہیں گزر سکے۔ ایک روایت میں ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ دن میں دوسری مرتبہ کھانا کھا رہی تھیں تو نبی علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا: عائشہ! کھانے کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے تبدیلی جو میں نے اُمت میں دیکھی، وہ دو وقت کھانا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اکابر نفس کے مجاہدات کے ذریعے عبادت کرتے تھے اور اپنے رب کو راضی کر کے قرب کا مقام حاصل کرتے تھے۔

دوسرا طریقہ

اصلاحِ قلب سے اللہ کا قرب پانا

وقت کے ساتھ ساتھ ہمتیں کمزور ہوتی گئیں، قویٰ کمزور ہو گئے تو مشائخ امت نے محسوس کیا کہ اب لوگوں میں وہ ہمتیں نہیں رہیں۔ اب جب مشائخ امت نے دیکھا کہ وہ مجاہدے کرنے تو بہت مشکل ہو گئے ہیں تو انہوں نے اللہ سے دعا مانگی: اللہ! ہم کمزور ہیں، تو ہم پر رحمت فرما دے اور آسانی کا کوئی معاملہ فرما دے۔ چنانچہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوئی اور رب کریم نے ان کو ایک ایسا طریقہ واضح فرمایا کہ جس میں نفس کے بہت مجاہدے نہیں ہیں، آسان طریقہ ہے، کمزوروں کا طریقہ ہے۔ وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ قلب پر محنت کرنا اور کثرتِ ذکر اور اتباعِ سنت کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب پانا۔

متاخرین کا سلوک:

ہمارے مشائخِ نقشبند نے لکھا ہے کہ پہلے سلوک متقدمین کے سلوک ہیں۔ چشتیہ،

قادریہ اور سہروردیہ سلسلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چلے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے آگے بڑھے۔ امت کے پہلے حصے میں اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خوب اعلیٰ درجات سے نوازا۔ یہ جو نقشبندیہ سلوک ہے، یہ متاخرین کا سلوک کہلاتا ہے۔ امت کے آخری حصے میں کمزوروں کا سلوک ہے۔ تو اللہ رب العزت نے مشائخِ نقشبند پر واضح فرمایا کہ بھئی! نفس کے مجاہدے کرنے کے بجائے اصلاح کا ایک طریقہ اور بھی ہے، جس کو کہتے ہیں ''تصفیۂ قلب''۔ اب تک امت نفس کے مجاہدوں سے تزکیہ پاتی تھی، تم قلب کے تصفیہ کے ذریعے سے بھی اپنے نفس کو تزکیہ میں لا سکتے ہو۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب دل سنورتا ہے تو پورا جسم سنور جاتا ہے، لہٰذا قلب کے سنورنے سے نفس کی اصلاح خود بخود اس کے ضمن میں ہو جاتی ہے۔ دل میں جذبہ ہو تو انسان نفس کو بھی پامال کرتا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارے ہاں جو لوگ الیکشن میں سیٹ حاصل کرنے کے لیے حصہ لیتے ہیں تو ان کو ووٹ چاہیے ہوتا ہے۔ اب دل میں ایک شوق ہے کہ مجھے یہ سیٹ حاصل کرنی ہے۔ سیٹ حاصل کرنے کے لیے وہ غریب کے پاس بھی جائیں گے، ان کے پاس بیٹھیں گے، باتیں کریں گے، کھانا کھائیں گے، تو دیکھو! اپنے نفس کو پامال کر رہے ہیں نا...... دل میں جذبہ پیدا ہوا تو نفس کو پامال کرنا آسان ہو گیا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ واقعی جب ووٹنگ کے دن ہوتے ہیں تو ان کی اولیاء جیسی زندگی ہوتی ہے۔ کھانا یاد نہیں ہوتا، پینا یاد نہیں ہوتا، راتوں کو سونا یاد نہیں ہوتا، چوبیس گھنٹے لگے ہوتے ہیں بیچارے۔ تو دیکھو! قلب کے اندر ایک جذبہ ہے جس کی وجہ سے نفس پر ساری پابندیاں آ گئیں۔

تو یہ جو متاخرین کا سلوک ہے، اس سلوک میں قلب پر محنت کی جاتی ہے اور نفس اس کے ضمن میں خود بخود پامال ہو جاتا ہے۔ محبت چیز ہی ایسی ہے کہ محبوب کی خاطر سب

کچھ قربان کر دینا آسان ہو جاتا ہے۔

سلوکِ نقشبندیہ کے دو پَر:

دوسرے مشائخ نے فرمایا: ہم مجاہدۂ نفس کے ذریعے سے سلوک طے کرواتے ہیں، ہمارے مشائخ نقشبند نے کہا: ہم اتباعِ سنت کے ذریعے سے سلوک طے کرواتے ہیں۔تو کثرتِ ذکراور اتباعِ سنت، یہ اس سلسلہ میں دو بنیادی چیزیں ہیں۔ یوں سمجھ لیں کہ یہ دو پَر ہیں جن سے بندہ اُڑتا ہے۔ ہمارے مشائخ کی کتابوں میں یہ بات آپ کو بہت کثرت سے ملے گی کہ ہمارے سلوک کی بنیاد تین چیزوں پر ہے: کثرتِ ذکر، اتباعِ سنت اور صحبتِ شیخ۔صحبتِ شیخ تو یوں سمجھ لیں کہ اسٹیرنگ پر بیٹھا کوئی شخص سمت ٹھیک کر رہا ہوتا ہے، اصل پَر دو ہی ہیں، کثرتِ ذکر اور اتباعِ سنت۔

اب کثرتِ ذکر اور اتباعِ سنت میں وہ کھانے پینے کا مجاہدہ نہیں ہے جو پہلے تھا۔ حضرت نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: حضرت! میں کتنا کھاؤں؟ فرمایا: ''تو اچھا کھا اور کام اچھا کر۔'' اگر تم عبادت کرتے ہو تو پھر جتنی ضرورت ہے اس کے تحت تم کھاؤ بھی، اس میں کیا حرج ہے؟ جو جانور کام اچھا کرے تو مالک اس کو چارا ڈالتے ہوئے پریشان تو نہیں ہوتا۔

سنت کی پابندی سب سے بڑا مجاہدہ ہے:

ہمارے ہاں اصل مجاہدہ یہ ہے کہ ہر کام کو سنت کے مطابق کیا جائے۔ اگر غور کریں تو یہ سب سے بڑا مجاہدہ ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے بیس سال مجاہدہ کیا لیکن ہر کام سنت کے مطابق کرنے سے بڑا مجاہدہ میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ ایک شخص جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں دس سال رہا، پھر ایک دن کہنے لگا:

حضرت! میں جاتا ہوں کسی اور کے پاس، مجھے اجازت دیں۔ پوچھا: کیوں؟ کہنے لگا: میں تو آیا تھا کرامت دیکھنے کے لیے، لیکن میں نے دس سال میں کوئی کرامت ہی نہیں دیکھی۔ فرمانے لگے: اچھا! یہ بتاؤ کہ ان دس سالوں میں کوئی عمل سنت کے خلاف دیکھا؟ کہا: نہیں، فرمایا: اس سے بڑی کرامت اور کیا ہوسکتی ہے کہ دس سال میں کوئی کام سنت کے خلاف ہی نہ ہو۔ تو سب مجاہدوں سے بڑا مجاہدہ اتباعِ سنت ہے۔

کثرتِ ذکر سے مجاہدہ آسان:

جب انسان کثرت سے ذکر کرتا ہے تو یہ مجاہدہ کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اس لیے قرآنِ مجید میں کثرتِ ذکر کا حکم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝۴۱﴾ [الاحزاب:۴۱]

''اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔''

﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ﴾ [الاحزاب:۳۵]

''اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد ہوں یا ذکر کرنے والی عورتیں۔''

ہماری بنیادی کمزوری:

ہماری جو بنیاد کمزور ہے وہ یہ کہ ہم کثرتِ ذکر کرتے ہی نہیں۔ یہ پانچ منٹ کا مراقبہ، دس منٹ کا مراقبہ، یہ کیا بات ہوئی؟ بھئی! اگر دوسری کلاس کا طالب علم دس منٹ روزانہ کتاب کھول کر پڑھے تو کیا سال کے آخر پر پاس ہوجائے گا؟ جو دس منٹ روزانہ پڑھے وہ دوسری کلاس میں پاس نہیں ہوسکتا، تو ولایت کے امتحان میں کیسے پاس ہوگا؟ دوسری کلاس کے لیے تو اس کو چار گھنٹے اور چھ گھنٹے سکول میں لگانے پڑتے

ہیں، حق تو یہ بنتا تھا کہ ہم بھی چار چار گھنٹے مراقبہ کرتے۔ اب کوئی پوچھے کہ کتنا وقت نکالیں؟ بھئی! انٹرنیٹ پر ٹائم لگتا ہے نا؟ گھنٹوں لگتے ہیں، منٹوں کی بات تو کوئی کرے ہی نہ، جو منٹوں کی بات کرے گا وہ جھوٹ بولے گا، الا ماشاء اللہ۔ اس مصیبت کو ایک دفعہ جس نے کھول لیا اس کا گھنٹہ گیا، پتا ہی نہیں چلتا گھنٹہ لگنے کا۔ تو اگر سکرین کے سامنے گھنٹہ بیٹھ سکتے ہیں تو پھر مراقبے میں کیوں نہیں بیٹھ سکتے؟ حق تو یہ تھا کہ ہم گھنٹوں مراقبہ کرتے، لیکن ہم نہیں کرتے۔ شوق میں آکر بیعت ہو جاتے ہیں، کہتے ہیں: حضرت! بس تلاوت بھی کر لیتا ہوں، درود شریف اور استغفار بھی کر لیتا ہوں، لیکن مراقبہ نہیں ہوتا۔ بھئی! جو اصل دوا تھی، اینٹی بایوٹک تھی، وہ تو لی ہی نہیں، فائدہ کیسے ہو؟

ہماری مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک Dehydrated plant (مرجھایا ہوا پودا) ہوتا ہے، جس کے پتے مرجھائے ہوئے ہوتے ہیں، پھل بھی کمزور ہوتے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ اس کو پانی تھوڑا ملتا ہے۔ ایسے ہی ہم Dehydrated قسم کے صوفی ہیں۔ ذکر کی کثرت نہیں کرتے اور پھر ہماری نظر بھی خطا کرتی ہے، زبان بھی جھوٹ بول دیتی ہے، فلاں بھی ہو جاتا ہے اور فلاں بھی ہو جاتا ہے۔ یہ سارے Symptoms (علامات) ہمارے اندر ہوتے ہیں۔ تو قلتِ ذکر ہماری بنیادی بیماری ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کا تعلق ملے تو ہمیں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا پڑے گا۔ چلتے پھرتے، لیٹے بیٹھے، اللہ کو یاد کریں۔ ایسی کیفیت ہو جائے کہ بس انسان کا دل کہے کہ اللہ! ع

تیری یادوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

جیسے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''اے اللہ! دن اچھا نہیں لگتا، مگر تیری یاد کے ساتھ، رات اچھی نہیں لگتی، مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ''۔

قلتِ ذکر کا نتیجہ:

اور جو ذکر کم کریں وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ان کی علامت بتا دی:

﴿مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ﴾

(النساء:۱۴۳)

اور ہم بھی آج متذبذب ہی ہیں، پورے دنیا دار ہیں نہ پورے دین دار ہیں۔ دنیا داروں کے مجمع میں جا کر بیٹھیں تو وہ کہتے ہیں: یہ مولوی کہاں سے آ گیا؟ جاؤ، وہ بھی ہمیں بھگا دیتے ہیں اور دین داروں کے مجمعے میں آ کر بیٹھو تو اپنے گناہوں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ہم دین داروں میں بھی نہیں۔ واقعی صحیح بات ہے کہ ہمارے نفس کی حالت وہی ہے کہ دھوبی کا کتا، نہ گھر کا نہ گھاٹ کا، نہ اِدھر ہیں نہ اُدھر ہیں۔

؎ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

سلوک کی شاہراہ:

ہم اگر چاہتے ہیں کہ ہم بدلیں تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ کثرتِ ذکر اور اتباعِ سنت کا اہتمام کریں۔ اتباعِ سنت سے مراد یہ کہ ہر کام کو سنت کے مطابق کریں۔ کھانا، پینا، لباس، معاملات، معاشرت ہر کام بس سنت کے مطابق کرتے جائیں، یہ آسان طریقہ ہے اپنے آپ کو سنوارنے کا۔ تو کثرتِ ذکر اور اتباعِ سنت سے یہ سلوک آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ یہ شاہراہ ہے، بندہ اس پر بھاگتا چلا جاتا ہے۔

آپ یوں سمجھ لیں کہ ایک بندے کو کہہ دیا جائے کہ جی آپ یہاں سے بغیر سواری کے حج پر جائیں تو وہ مشکل میں پڑ جائے گا۔ چلے گا...... راستے میں کھانا نہیں...... پینا

نہیں ...... کہاں ٹھہرے گا؟ ...... کیسے سمندر عبور کرے گا؟ ...... ریگستان آئیں گے ...... پہاڑ آئیں گے ...... کھڈے ہوں گے، اس کے لیے پہنچنا تو واقعی بڑا مشکل کام ہے۔ اور ایک طریقہ یہ ہے کہ یہاں سے بندے کو ہوائی جہاز پر بٹھا دو، چلو بھئی! سعودی عرب پہنچ جاؤ۔ یہ ہمارا سلوک تو اسی طرح By Air (بذریعہ جہاز) پہنچانے والا سلوک ہے، اسی لیے اسے متاخرین کا سلوک کہا جاتا ہے۔ یہ آسان ہے، بہت آسان ہے۔ بس دو چیزوں کی پابندی ضروری ہے: ہر کام میں سنت کی اتباع اور ذکر کی کثرت۔

مصروف لوگ بھی کثرتِ ذکر کر سکتے ہیں:

ذکر کی کثرت تو ایسے ہو کہ بندہ جو وقت ملے، دس منٹ ملیں، پندرہ منٹ ملیں، گھنٹہ ملے، دو ملیں، فوراً اللہ کی یاد میں لگ جائے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں: جی! ہم تو دفتر یا بزنس کی وجہ سے مصروف رہتے ہیں، تو شریعت کہتی ہے کہ تم دفتر نہ چھوڑو، بزنس نہ چھوڑو، کرتے رہو، مگر دل اللہ کی طرف رکھو۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ دل میں کسی اور کا خیال رہے، نہیں! دل میں اللہ کو یاد کرو۔

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (النور:۳۷)

”وہ لوگ کہ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔“

تجارت اور خرید فروخت میں بھی انسان اللہ کو یاد کرے۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ [جامع ترمذی، حدیث:۱۲۰۹]

مقصود یہ ہے کہ دل میں ہر وقت اللہ کی یاد رہے۔

یادِ خدا اپنا پتا دیتی ہے:

ہم نے تو دیکھا ہے کہ جب دل کہیں اٹک جاتا ہے تو چوبیس گھنٹے اسی کی یاد رہتی ہے۔ یہ نوجوان ساتھی ہیں، آپ ذرا غور کرنا، جہاں ٹھہریں گے بھاگیں گے باہر، آج ہم باہر سے آئے تو کوئی اِدھر فون پر باتیں کر رہا ہے، کوئی اُدھر فون پر باتیں کر رہا ہے، پوری گلی میں ہم نے جگہ جگہ دیکھا تو دل اٹکا ہوا ہے نا کہیں نہ کہیں۔ اور بعد میں تو پھر مجلس میں رِنگ بند کی ہوتی ہے، لیکن دل دھڑک رہا ہوتا ہے، جب وائبریشن ہوتی ہے تو اس کو ہاتھ میں لے کر بھاگتے ہیں...... آ گیا میسج، آ گیا فون۔ تو جب دل اٹکا ہوا ہوتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ دل کہیں اٹکا ہوا ہے۔ جن کا اللہ کے ساتھ دل اٹکا ہوا ہوتا ہے، ان کے اُٹھنے بیٹھنے سے بھی پتا چلتا ہے کہ یہ اپنا دل دے چکے ہیں، یہ کسی کے بن گئے ہیں۔

ع دلوں مَن لئی تیری بن گئی

اپنے دل میں عہد کر لیا کہ اللہ! میں نے اپنا دل آپ کو دے دیا۔ پھر ان کو مصلیٰ پر دیکھیں گے، ان کو تلاوت کرتے دیکھیں گے، ان کو تہجد پڑھتا دیکھیں گے، سبحان اللہ!

﴿سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (الفتح:۲۹)

جو ذکر کر رہے ہوتے ہیں، ان کے چہروں سے پتا چل جاتا ہے۔ تو دو چیزیں ہیں: کثرتِ ذکر اور اتباعِ سنت، ان دو چیزوں سے یہ سلوک طے ہو جاتا ہے۔

نظام الاوقات سے سلوک میں آسانی:

سلوک بہت آسان ہو گیا۔ آپ ضرورت کے مطابق نیند پوری کریں، سات گھنٹے اچھی نیند ہے، اگر کوئی بہت تھکا ہوا ہو تو بے شک آٹھ گھنٹے سوئے۔ سات آٹھ گھنٹے سونا تصوف میں منع نہیں ہے، نیند پوری کریں، اور آٹھ گھنٹے جو دفتر کے ہیں وہ دفتر کو دیں،

ہم اس سے بھی منع نہیں کرتے۔ لیکن وہ جو باقی آٹھ گھنٹے بچتے ہیں، اب ان میں بیوی بچوں کے ساتھ آپ دو گھنٹے گزار لیں، کوئی ضروری خرید وفروخت کرنی ہے تو ایک گھنٹہ اور لگا لیں، لیکن وہ جو تین چار گھنٹے گزرتے ہیں کہ خبریں پڑھ رہا ہوں جی! اور خبروں کے نام پر سکرینیں کھل رہی ہوتی ہیں۔ شیطان بٹھاتا ہے کہ ذرا فلاں کی تقریر سنتا ہوں، وہ تقریر سننے بیٹھتے ہیں، تصویر دیکھ کر ختم کرتے ہیں۔ تقریر سے تصویر پر چلے جاتے ہیں، تصویریں دیکھ رہے ہوتے ہیں بیٹھے۔ تو یہ جو تین چار گھنٹے ہر بندے کی زندگی میں Optional (اختیاری) ہوتے ہیں، وہ فون پر گزرتے ہیں، اِدھر اُدھر کسی اور کام میں گزرتے ہیں، ان کو Manage (منظم) کریں، اگر ان کو اچھی طرح استعمال کرلیں تو آپ کا سلوک طے ہو سکتا ہے، کسی کے لیے رکاوٹ نہیں ہے۔ اس بات کو اس لیے تفصیل سے بتایا کہ پتا رہے کہ ہمیں کرنا کیا ہے؟ تو کثرتِ ذکر اور اتباعِ سنت یہ ہماری بیماری کا حتمی علاج ہے۔

سلوک چلنے سے ہی طے ہوتا ہے:

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ جو سلوک ہے یہ کوئی علم نہیں ہے کہ پڑھا دو تو سب کو پتا لگ جائے گا۔ یہ کیفیات کا نام ہے اور کیفیات کرنے سے ملتی ہیں، سننے سے نہیں مل جاتیں۔ اس لیے کہ سلوک کا مطلب ہے راستہ، اور راستہ طے کرنا پڑتا ہے۔ آپ یہاں سے بیٹھ کر مکہ مکرمہ کا تصور کرلیں تو مکہ مکرمہ تک پہنچ تو نہیں نہ جاتے، راستہ طے کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اگر دل میں چاہت ہو کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاؤں تو پہنچ تو نہیں جائیں گے، اس کے لیے راستہ طے کرنا پڑے گا۔

اب اس کے لیے ہمارے مشائخ نے یہ بتلایا کہ دیکھو! چھت پر اگر بندہ چڑھنا

چاہے تو سیڑھیاں ہوتی ہیں، سیڑھیوں پر چڑھتا جائے، چھت پر چلا جائے گا۔ جو ماسٹر کی ڈگری لینا چاہے تو سولہ سال کا ایک سلیبس ہوتا ہے، اسے پڑھ کر ماسٹرز کر لیتا ہے۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہے تو پینتیس اسباق کا یہ سلیبس ہے، اگر وہ کر لے گا تو اللہ رب العزت کی معرفت نصیب ہو جائے گی۔ انہوں نے ہم پر یہ احسان کیا کہ اس کو کھول کھول کر بتا دیا کہ پہلے سبق پر تم یہ کرنا، یہ کیفیت ملے گی...... پھر یہ کرنا، یہ کیفیت ملے گی...... یہ کرنا تو یہ کیفیت ملے گی...... اب بتائیں کتنا آسان کر دیا انہوں نے اس راستے کو!! اب ایک بندہ دو سیڑھیاں چڑھ کر کھڑا ہی ہو جائے تو قصور تو کسی کا نہیں، اپنا ہی قصور ہے۔ آج یہی ہوتا ہے کہ ایک سبق کیا، دو سبق کیے اور دو سبق کے بعد بس کھڑے ہو گئے۔ اسی پر سال گزر گیا، دو سال گزر گئے۔ یہ بتائیں اگر کوئی طالب علم تیسری کلاس میں تین سال لگا دے، اسے پاس کہیں گے یا فیل کہیں گے؟ اسے فیل ہی کہیں گے۔ تو ہمیں آگے بڑھنا چاہیے، کوشش کرنی چاہیے۔

سلوک میں رکاوٹ اپنی سستی ہے:

اس میں رکاوٹ ہماری اپنی سستی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

در طریقِ ما محرومی نیست

''ہمارے اس طریقے میں محرومی نہیں ہے۔''

وہ فرماتے ہیں کہ ''منزل تک پہنچنے میں سالک کی اپنی سستی کے سوا اور کوئی رکاوٹ نہیں ہے''۔ خود ہی سست ہیں۔

ہمیں یاد آتا ہے کہ امریکہ میں بہت بڑے بڑے ہائی وے ہیں۔ وہاں پر بعض

ہائی وے ایسے ہیں کہ اس کوٹرن پائپ کہتے ہیں، یعنی آپ ہائی وے پر ایک دفعہ چڑھ گئے تو اس کا Exit (خروج) کہیں نہیں ہوتا، ایک منزل ہوتی ہے وہاں جا کر ایگزٹ آتا ہے، درمیان میں کہیں نہیں آتا۔ اس کوٹرن پائپ کہتے ہیں۔ ہمارا یہ سلوک بھی ٹرن پائپ کی طرح ہے۔ جو چڑھ گیا، اِدھر اُدھر کہیں نہیں جا سکتا۔ ہاں! یہی ہے کہ منزل پر اگر نہیں پہنچا تو اس کا مطلب ہے کہ درمیان میں کہیں کھڑا ہو گیا ہے۔ ورنہ آہستہ آہستہ بھی چلتا رہے، چلتا رہے تو پہنچ ہی جائے گا۔ ہمارے اس طریق میں منزل تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، سوائے اپنی سستی کے۔

دل کو ما سوا میں اُلجھنے سے بچائیں:

بھئی! ہم سستی سے توبہ کریں اور جن اعمال نے ہمیں سست بنایا ہوا ہے، ان اعمال کو چھوڑیں اور کہیں دل کو اُلجھایا ہوا ہے تو اس کو نکالیں۔

؎ اس دل کے ٹکڑے ہزار ہوئے
کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا

آج کل تو ٹکڑے بھی بہت ہوتے ہیں، اس پر نظر پڑی تو ایک ٹکڑا اس کو دے دیا، اس پر نظر پڑی تو ایک ٹکڑا اس کو دے دیا۔ تو ہم اپنے آپ کو ما سوا میں اُلجھنے سے بچائیں۔

یہ جو Enter into the net (انٹرنیٹ) ہے، اس مصیبت سے بچیں۔ یہ بھی بڑی مصیبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو زندگی پُرسکون گزارنے کے لیے وائف بنائی تھی، شیطان نے جہنم میں لے جانے کے لیے وائی فائی بنا دیا۔ اس بیچاری وائف کا وقت بھی وائی فائی کو چلا جاتا ہے۔ اس مصیبت سے بچیں، پھر دیکھیں! کیفیات کیسے ملتی ہیں؟

سلوکِ نقشبند......اصلاح کا مجرب نسخہ:

مشائخِ نقشبند کا یہ سلوک کوئی نیا تجربہ نہیں ہے کہ آج کے دور میں ایک نیا تجربہ کر رہے ہیں۔ یہ کام اللہ تعالیٰ نے ہمارے مشائخ پر کھولا، کروڑوں لوگوں کو انہوں نے اس راستے پر چلایا۔ خود بھی انہوں نے اللہ کی محبت پائی، کروڑوں بندوں کو بھی اللہ کی محبت نصیب ہوئی، ان کی پاکیزہ زندگی اس پر دلیل ہے۔ تو یہ Patent (مجرب) نسخہ ہے۔ سلوک کے بارے میں بار بار، بار بار اس لیے بتایا جا رہا ہے کہ کم از کم ہمیں پتا تو ہو کہ ہم نے کرنا کیا ہے؟

لطائف کے اسباق کا ثمر......فتویٰ کی زندگی:

ہمارے سلوک کے جو پہلے سات سبق ہیں وہ لطائف کے اسباق کہلاتے ہیں۔ پانچ لطائف عالمِ امر کے اور دو عالمِ خلق کے۔ سارے لطائف کے ذکر کا ایک ہی جیسا اثر ہے۔ جیسے کسی عمارت کے Piller (ستون) ہوتے ہیں، اس پر عمارت بنتی ہے، یہ جو ہمارے سات لطائف آئے، یہ سات Pillers (ستون) ہیں جن پر ہماری روحانیت کی عمارت بنتی ہے۔ پلر مضبوط ہوں تو عمارت بلند بنتی ہے۔ جتنا ہم ان پر زیادہ محنت کریں گے لطائف اتنا زیادہ روشن ہوں گے، اتنا پھر آگے معرفت کی سیڑھیاں چڑھنا ہمارے لیے آسان ہو جائے گا۔ تو ان سات لطائف پر محنت کرنے سے انسان کو شریعت پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ جب سالک بیعت ہوتا ہے تو شروع میں فسق و فجور کی زندگی ہوتی ہے۔ پہلے سات اسباق اس کی زندگی کو فتویٰ میں لے کر آ جاتے ہیں۔ اب وہ کم از کم حرام کے دائرے سے بچ کر حلال کے دائرے میں آ جاتا ہے۔

تہلیل کے اسباق کا ثمر......تقویٰ کی زندگی:

پھر سات اسباق کے بعد تہلیل کے اسباق ہیں، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ورد کرنا۔ چاہے سانس روک کر کریں (تہلیلِ خفی)، چاہے زبان سے کریں (تہلیلِ لسانی)۔ ان کی یہ برکت ہے کہ دل پر جھاڑو پھر جاتا ہے۔ اِنْقِطَاع عَنِ الْمَخْلُوْق حاصل ہو جاتا ہے، دل میں کسی کا تعلق رہتا ہی نہیں ہے۔ ہر ایک سے دل کٹ جاتا ہے اور اللہ کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔ تو یہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے، یوں سمجھیں کہ انسان کے دل کو پالش کر دیتا ہے۔ جب کسی چیز کو پالش کرنا ہو تو پہلے اسے صاف کرتے ہیں پھر پالش کرتے ہیں۔ تو کثرتِ ذکر نے دل کو صاف کر دیا اور تہلیل نے اسے پالش کر دیا، چمکا دیا۔ اب اس میں کسی میل کا نام و نشان ہی نہیں۔ یہی کیفیت انسان کے اس سبق کی ہے۔

قرآنِ مجید کی آیت ہے:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾

''اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو۔''

اب کوئی ہم سے پوچھے کہ تمہارے رب کا کیا نام ہے؟ تو ہم کیا بتائیں گے؟ ''اللہ'' اللہ کے سوا باقی نام تو صفاتی نام ہیں، ذاتی نام تو ''اللہ'' ہے۔ تو ذکر کر اللہ کے نام کا۔ نتیجہ کیا نکلے گا؟

﴿وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝﴾ [المزمل:۸]

''اور سب سے الگ ہو کر پورے کے پورے اسی کے ہو رہو۔''

یعنی مخلوق سے کٹو، اللہ سے جڑو۔ تو ذکر کو اس درجے تک ہم نے پہنچانا ہے کہ مخلوق سے دل کٹ جائے اور اللہ سے دل جڑ جائے۔

جب تک دل ماسوا میں پھنسا ہوا ہے، اللہ کی معرفت اس پر حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک پسند نہیں فرماتے۔ تھوڑا سا بھی دل میں کسی غیر کو جگہ دی ہوگی تو اللہ غنی ہیں، کہتے ہیں: جاؤ! جس کی محبت تم نے دل میں رکھی ہے، جاؤ اسی کو معبود بناؤ۔ اسی لیے جب کسی کو میسج لکھنے لگیں: I Love you تو یہ تین لفظ ہیں، ان کو لکھتے ہوئے تین دفعہ سوچا کریں۔ اگر تو دائرۂ شریعت کے اندر ہیں، پھر تو جائز ہے، بیوی کو لکھا، ماں کو لکھا، باپ کو لکھا، شیخ کو لکھا۔ اور اگر نفسانی، شیطانی اور شہوانی خواہشات کی وجہ سے لکھ رہے ہیں تو یہ تین لفظ لکھتے ہوئے ڈریں اور سوچیں کہ ایسا نہ ہو کہ میں کہہ رہا ہوں I Love you اور اللہ کہیں محبت تو تُو اس سے کرتا ہے، جاؤ میں نے تمہیں اسی کے حوالے کر دیا، اپنے چاہنے والوں کی فہرست سے میں نے تمہیں کاٹ دیا۔ اس لیے یہ تین لفظ لکھنا بندے پر پہاڑ کی طرح بھاری ہونے چاہییں۔ سوچ کر لکھے کہ کیوں لکھ رہا ہوں؟ اگر نفس کی خاطر لکھا تو اللہ کے چاہنے والوں میں سے نام کٹ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بڑے غیور ہیں، ایک غیر چہرے پر محبت کی نظر سے بیس سال کے بعد قرآنِ پاک سینے سے نکال دیا گیا۔ یہ اللہ کی غیرت کا معاملہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي))

[صحیح بخاری، حدیث:٦٨٤٦]

”تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو؟ بخدا! میں ان سب سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیور ہے۔“

یہ جو دل کا کہیں پھنس جانا ہے، وہ ایسے ہی ہے کہ رسی سے آپ نے کسی جانور کو باندھ دیا تو وہ تو ہل ہی نہیں سکتا۔ آپ اگر کسی پرندے کو بیس فٹ دھاگے سے باندھ

دیں تو وہ بیچارا پرواز تو کرے گا لیکن بیس فٹ سے اوپر جا ہی نہیں سکتا۔ یہی ہمارا حال ہوتا ہے۔ ہم نے دل اِدھر اُدھر اَٹکایا ہوا ہوتا ہے، بس وہ ایک تھوڑی سی ظاہرداری کی پرواز ہوتی ہے جو ہم کرتے ہیں، اس سے اوپر جا ہی نہیں سکتے۔ گرفتاری سے کھلیں گے تو آزادی سے سفر طے کریں گے۔ اس لیے اس پر محنت کرنے کی ضرورت ہے کہ دل کہیں نہ اٹکا ہوا ہو، کامل اللہ کو دینا ہے، پورا دل اللہ کو دینا ہے۔

......محبوبِ حقیقی اللہ ہے۔

......مشہودِ حقیقی اللہ ہے۔

......مطلوبِ حقیقی اللہ ہے۔

''خداوندا! مقصودِ مَن توئی و رضائے تو''

دل سے یہ آواز آنی چاہیے۔ اس کو کہتے ہیں ''بازگشت''۔ دل سے بندہ جو آواز سنتا ہے، اس کو بازگشت کہتے ہیں۔ تو ہمارے سلسلے میں بازگشت ہے:

''خداوندا! مقصودِ مَن توئی و رضائے تو، مرا محبت و معرفت، ذوق و شوق خود بدہ''

''اے اللہ! میرا مقصود آپ اور آپ کی رضا ہے، مجھے اپنی محبت و معرفت خود ہی عطا فرما دیجیے۔''

تو دل سے یہ آواز آئے۔

تیرے سوا محبوبِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مقصودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

دل کی ایسی کیفیت ہو!

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے

؎ سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے

ایسی کیفیت ہو جائے!

تو لطائف کے اسباق کرنے سے انسان کبائر کو چھوڑ کر فتویٰ کی حدود میں آجاتا ہے اور تہلیل کا ذکر کرنے سے تقویٰ کی حدود میں آجاتا ہے۔ پھر انسان گناہ کے مواقع سے بھی بچتا ہے۔ دل کی کیفیت پھر ایسی ہو جاتی ہے کہ تقویٰ پر زندگی آجاتی ہے۔

مراقبۂ احدیت کا ثمر......مقامِ فنائیت:

اب جب ماسوا سے بھی ہٹ کٹ گئے تو پھر کیا ہوتا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں انسان کو ایک جذب کا مقام ملتا ہے۔ چنانچہ ہمارے سلسلے کا جو دسواں سبق ہے ''مراقبۂ احدیت'' وہ فنائیت کا سبق ہے کہ انسان اللہ کی محبت میں گم ہوتا ہے، اس کی ایسی کیفیت ہوتی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔ ہر وقت اللہ کی طرف دھیان...... اللہ کی طرف یاد...... یہ فنا کی کیفیت عجیب ہے! حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

پنشن ہوگئی ہے کیا بات ہے اپنی
اب دن بھی ہے اپنا اور رات بھی اپنی
اب اور ہی کچھ ہے مرے دن رات کا عالم
ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم

یہ جو فنائیت کی کیفیت ہے، اس میں پھر ''ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم۔'' زندگی کے وہ لمحے کتنے اچھے ہوں گے کہ جس میں انسان کا دل ایک اللہ کی محبت سے بھرا ہو۔ تو ابھی تک ہمیں اللہ کی محبت کا وہ مزا نہیں آیا جو بندے کو بیگانہ کر دیتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

ابھی وہ آشنائی کی لذت ہمیں نہیں ملی، تبھی تو دنیا سے ابھی ہم بیگانہ نہیں ہوئے۔ تو پہلے دس اسباق تک پہنچتے پہنچتے سالک کو اللہ کی محبت میں مستی کا مقام مل جاتا ہے، جذب کا مقام مل جاتا ہے اور اس میں استغراق کی کیفیت ہوتی ہے۔ بس دل چاہتا ہے کہ مجھے کوئی نہ چھیڑے، میں اللہ کی یاد میں بیٹھا رہوں۔ راتوں میں اللہ کی یاد...... دن میں اللہ کی یاد۔

ایک نوجوان ہوسٹل میں رہتا تھا تو وہ روزانہ تین گھنٹے مراقبہ کرتا تھا اور مراقبے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتا تھا اور دعا مانگتا تھا کہ یا اللہ! کوئی آ کر دروازہ نہ کھٹکھٹائے، کوئی مجھے ڈسٹرب نہ کرے۔ اللہ اکبر کبیرا!!! یوں اللہ کی محبت میں وقت کا پتا بھی نہیں چلتا، ایسا لطف ملتا ہے۔

رہوں بیٹھا میں اپنا سر جھکا کر
سرور ایسا عطا کر دل بدل دے

اس یاد میں ایسا سرور ہوتا ہے۔

جایئے کس واسطے اے درد مے خانہ کے بیچ
کچھ عجب مستی ہے اپنے پیمانہ کے بیچ

ایک لطف اور مزا ہوتا ہے، جو اللہ والوں کو اللہ کی یاد سے ملتا ہے۔

تو یہ پہلے دس اسباق بندے کو ماسوا سے کاٹتے ہیں اور اللہ کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور انسان اللہ کی محبت میں ڈوب جاتا ہے۔ اگر یہ کیفیت نہیں تو پھر اسباق کو نئے سرے سے کرنا چاہیے۔

کیسے پتا چلے کہ سبق طے ہوا یا نہیں؟

بعض اوقات مجازین یہ پوچھتے ہیں کہ ہمیں کیسے پتا چلے کہ اس کا یہ سبق طے ہوا یا نہیں؟ بھئی! آسان طریقہ ہے، اگر بیعت ہونے کے بعد اس کے اندر شہوات میں کمی آئی ہے، آنکھ کا پرہیز آ گیا ہے، غیر محرم سے تعلق چھوٹ گیا ہے، شریعت کے اوپر آ گیا ہے، ظاہر شریعت کے مطابق بن گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب اس کے اندر لطیفۂ قلب کا اثر ہو رہا ہے، شہوت ختم ہو رہی ہے۔ اسی طرح

......غصہ کم ہو گیا تو لطیفۂ روح مکمل ہو گیا۔

......بخل ختم ہو گیا تو لطیفۂ سر طے ہو گیا۔

......حرص اور حسد نکل گیا تو لطیفۂ خفی طے ہو گیا۔

......اور خود نمائی، خود پسندی، عجب و تکبر نکل گیا تو لطیفہ اخفیٰ طے ہو گیا۔

تو ان بیماریوں سے بھی اندازہ لگ سکتا ہے کہ شفا ہو رہی ہے یا نہیں۔ اور اصل یہ دیکھیں کہ اب مخلوق سے کٹا اور اللہ سے جڑا ہے یا نہیں؟ اگر اسی طرح انٹرنیٹ پر بیٹھنا، میسج کرنا، فون کرنا اور انہی کاموں میں لگے رہنا، اس کے اندر ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ابھی قلب نازیبا حرکتوں سے باز نہیں آیا، ابھی اس کو اللہ کی محبت کا مزا نہیں آیا۔ جب تک قلب نازیبا حرکتوں سے باز نہ آئے، اللہ کی محبت کا مزا اس پر حرام ہوتا ہے۔ تو دل کو غیر سے کاٹیے اور دل اللہ کا ہے، اللہ کو دیجیے۔

تہلیل اور مراقبۂ احدیت کا سبق کرنے سے زندگی میں تقویٰ اور ماسوا سے انقطاع آجاتا ہے اور انسان کو اللہ کی محبت میں ایک استغراق کی کیفیت نصیب ہوتی ہے۔ کسی نے کسی اللہ والے سے پوچھا: حضرت! آپ کو نماز میں دنیا کا خیال آتا ہے؟

فرمایا: نہ نماز میں آتا ہے، نہ نماز کے علاوہ آتا ہے۔ ایسی کیفیت ہوجاتی ہے کہ بندے کا دل ہی دنیا سے اچاٹ ہوجاتا ہے۔ یہ نہیں کہ بندہ اس سبق پر پہنچ کر دنیا کا کام کرنا چھوڑ دیتا ہے، جاب چھوڑ دیتا ہے، بزنس چھوڑ دیتا ہے، ناں...... ناں...... ناں، وہ کچھ نہیں چھوڑتا، بس دل ٹھنڈا ہوجاتا ہے، دل کٹ جاتا ہے۔ اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ یہ کیفیت حاصل ہوجاتی ہے، وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف انابت ہوجاتی ہے۔ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ اور موت کی تیاری میں لگا رہتا ہے۔

مشاربات کے اسباق کا ثمر......توکل اور یقینِ کامل:

اب جب یہ کیفیت حاصل ہوگئی تو اس کے بعد پھر اگلے اسباق ہیں جن کو مشاربات کے اسباق کہتے ہیں۔ ان کو کرنے سے انسان کو اللہ پر توکل اور یقینِ کامل مل جاتا ہے...... یہ لب لباب بتا رہا ہوں۔ ویسے تو ہر سبق کی اپنی اپنی تفصیل ہے، لیکن پورے اسباق کا ایک لب لباب یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کامل یقین مل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہیں۔ کائنات کا پورا نظام اللہ کے حکم سے چلتا ہے، بندے کو یہ یقین ہوجاتا ہے...... اس لیے ہر معاملے میں نظر اللہ پر ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں تو عزت کے نقشوں میں سے ذلت نکال دیتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں تو ذلت کے نقشوں میں سے عزت نکال دیتے ہیں۔ جب اللہ پر یقین ہوجاتا ہے تو پھر مخلوق سے شکوے ختم ہوجاتے ہیں کہ فلاں نے میرے بارے میں ایسے الفاظ کیوں کہے؟...... اگر کہے تو اللہ نے کہلوائے۔ فلاں جی میری ٹانگیں کھینچ رہا ہے...... وہ نہیں کھینچ رہا، اللہ کھنچوار ہے ہیں۔ اللہ پر نظر...... اللہ پر نظر...... تو کسی سے شکوہ ہی نہیں رہتا۔ پھر بندے کی ایسی کیفیت ہوجاتی ہے:

﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ﴾

[الحدید:۲۳]

بندے کی کیفیت ''راضی برضا'' ہوجاتی ہے۔وہ اپنے امور کو اللہ کے سپرد کردیتا ہے، ہر معاملے میں اللہ پر توکل۔پھر مخلوق کی مدح اور ذم برابر ہوجاتی ہے۔کوئی دین کے معاملے میں ملامت کرے تو اس سے خفا نہیں ہوتا، سمجھتا ہے کہ اللہ اس سے کہلوا رہے ہیں۔کوئی بہت تعریفیں کرے تو انسان ہوا میں نہیں اُڑتا، سمجھتا ہے کہ اللہ اس سے کہلوا رہے ہیں۔تو یہ یقین یہ ان اسباق میں آ کر ملتا ہے۔

اور یہ ذہن میں رکھنا کہ جن کا یہ یقین جتنا پکا ہوگا، اتنا نسبت کا کام ان سے زیادہ بہتر لیا جائے گا، کیونکہ یہ عقل کے ذریعے چلنے والی چیز نہیں ہے۔آپ عقل سے ایک کام کو پھیلا سکتے ہیں، دیکھو! دنیا میں کتنے کام ہیں جو پھیلے ہوئے ہیں، کتنی تحریکیں ہیں جو پھیلی ہوئی ہیں، مگر قبولیت تو نہیں ہے۔عقل سے پھیلاؤ تو آ سکتا ہے، گہراؤ نہیں آ سکتا۔ گہراؤ آئے گا جب اندر قبولیت ہوگی، اور قبولیت ہوگی یقین کے اوپر۔تو ان اسباق سے پھر سالک کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایک یقین کامل ہوجاتا ہے۔ہر معاملے میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، ہر معاملے میں اللہ کی طرف خیال جاتا ہے۔

معیت کے اسباق کا ثمر......احسانی زندگی:

پھر اس کے بعد چند اسباق ہیں جن کو معیت اور اقربیت کے اسباق کہا جاتا ہے۔ ان اسباق میں جا کر پھر سالک کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقامِ احسان والی کیفیت مل جاتی ہے، معیت کی کیفیت مل جاتی ہے۔تو بس سلوک کا خلاصہ یاد رکھیں کہ

......لطائف کے اسباق سے زندگی فتویٰ میں آجاتی ہے۔

......تہلیل کے اسباق سے زندگی تقویٰ میں آجاتی ہے۔

......مشاربات کے اسباق میں انسان میں توکل آجاتا ہے۔
......معیت کے اسباق میں انسان کو مقامِ احسان کی کیفیت مل جاتی ہے۔
اللہ کی معیت کا ہر وقت استحضار رہتا ہے، ((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ)) یہ کیفیت ہوجاتی ہے۔

ہمارے مشائخ نے کہا کہ ولایت کا سلوک یہاں تک طے ہوجاتا ہے۔ سلوک اس سے آگے بھی ہے۔ یہ تو سولہ سبق ہوئے، پینتیس اسباق تک سلوک ہے۔ مگر وہ کمالات کا سلوک ہے: کمالاتِ نبوت...... کمالاتِ رسالت...... کمالاتِ اولوالعزم۔ مراقباتِ حقائق ہیں: مراقبہ حقیقتِ قرآن...... مراقبہ حقیقتِ صلوٰۃ...... مراقبہ حقیقتِ کعبہ، یہ سب اونچے اسباق ہیں۔ لیکن وہ تو بعد کی بات ہے، کم از کم ہر بندے کو یہ جو پہلے پندرہ سولہ سبق ہیں یہاں تک تو پہنچنا چاہیے، تاکہ مقامِ احسان والی نمازیں پڑھنی نصیب ہوجائیں۔ کب تک ہم بے دھیانی کی نمازیں پڑھتے رہیں گے، بے ذوق اور بے سرور سجدے کرتے رہیں گے۔

احسان والی نماز:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں عجیب بات لکھی ہے، فرماتے ہیں: ہر مومن کو جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا، رؤیتِ باری تعالیٰ نصیب ہوگی۔ مگر جنت میں رؤیت کی جو کیفیت ہوگی وہ دنیا میں نماز کی کیفیت کے مطابق ہوگی۔ پھر وہ اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ جن لوگوں کو دنیا میں ماسوا کے خیال کے بغیر نماز پڑھنی نصیب ہوگی، یکسوئی کے ساتھ نماز پڑھتے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو بغیر کسی حائل اور پردے کے اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اور دنیا میں نماز پڑھتے ہوئے جتنے وساوس آئیں گے، اتنے ہی دیدار میں پردے آتے جائیں گے۔ ایک

ہوتا ہے پردے میں سے دلہن کو دیکھنا اور ایک ہے پردے کے بغیر دیکھنا، اب سوچیے کہ اگر ہم نے اپنی نمازوں کو وساوس کے بغیر نہ بنایا تو کتنی بڑی نعمت سے محروم ہو جائیں گے۔ اس لیے اس پر محنت کرنی بہت ضروری ہے، تا کہ ہمیں بھی احسان والی نماز نصیب ہو جائے، ((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ)) والی کیفیت نصیب ہو جائے۔ اللہ اکبر۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: اگر نماز نہ ہوتی تو اس دنیا میں ہمیں محبوب کا وصل کیسے ملتا؟ نماز ہی تو ہے جس سے دنیا میں محبوب کے وصل کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ سامنے ہی تو کھڑے ہیں۔ تو سلوک کا اصل مقصد یہ ہے کہ مقامِ احسان والی نماز کی کیفیت نصیب ہو جائے۔

......کوئی کرامات صادر ہونا مقصد نہیں ہے۔

......کوئی رنگ دیکھنا مقصد نہیں ہے۔

......دعائیں قبول ہونا مقصد نہیں ہے۔

......عزتیں ملنا مقصد نہیں ہے۔

......مقدمے فتح ہونا مقصد نہیں ہے۔

......فتوحات کے دروازے کھلنا مقصد نہیں ہے۔

کوئی مقصد نہیں ہے، ایک مقصد ہے کہ قلب کی ایسی کیفیت ہو جائے کہ ((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ)) جب تک یہ کیفیت نہ ملی، ہمیں پورے دین کی نعمت نہیں ملی۔ چونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ)) [صحیح مسلم، حدیث:۱۰۶]

''یہ جبرئیل علیہ السلام تھے، لوگوں کو ان کا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔''

تو ''احسان'' دین کا حصہ ہے، اگر یہ حاصل نہیں ہوا تو دین کا ایک حصہ حاصل نہیں

ہوا۔ اگر کامل دین مل جائے، ہمیں احسان کی کیفیت مل جائے اور اس کیفیت کے ساتھ چند سجدے بھی ہم کر گئے تو ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہو گی۔

سلوک کے طے ہونے میں اصل رکاوٹ:

اب اس سلوک کے طے ہونے میں کوئی دوسری رکاوٹ نہیں ہے، ہمارا اپنا نفس رکاوٹ ہے۔ ہماری اپنی خواہشات ہیں اور ہمارے اپنے جذبات رکاوٹ ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے تو اللہ سے ایسا طریقہ مانگا جو بہت آسان ہے، اب اس پر چلنا ہمارا کام ہے۔ تو بھئی! اپنے معمولات کی پابندی کیجیے۔ ہمارے مشائخ نے لکھا ہے:

"مَنْ لَا وِرْدَ لَهٗ لَا وَارِدَ لَهٗ"

''جو ورد نہیں کرے گا، اس پر کوئی کیفیات نہیں آئیں گی۔''

حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ فرمانے لگے: ہمیں پتا چل جاتا ہے کہ کون بندہ ذکر کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ ہم ذہن میں سوچنے لگے کہ کشف ہوتا ہو گا۔ مگر وہ بڑے صاحبِ کشف تھے، فوراً کہنے لگے: یہ کشف نہیں ہوتا۔ دیکھو! جو ذکر کرے گا، یقیناً اس پر کیفیات ہوں گی اور جس پر کیفیات ہوں گی وہ لازماً شیخ سے رابطہ کرے گا۔ وہ ڈھونڈے گا...... چاہے دنیا کے دوسرے کونے پر بھی شیخ ہوں...... اس نے تو پوچھنا ہے۔ اور جس کا چھ چھ مہینے رابطہ ہی نہیں ہوتا، اس کا مطلب ہے کہ وہ کرتا ہی کچھ نہیں ہے۔ اور واقعی ہم نے دیکھا کہ جو مراقبہ کرتے ہیں، ان کی کیفیات ہوتی ہیں، اور وہ ڈھونڈتے ہیں۔ وہ تو جہاں بھی شیخ ہوں گے ڈھونڈ کر کہتے ہیں کہ حضرت! مجھے اب کیا کرنا ہے؟ جب کیفیات ہوں گی تو بندہ ڈھونڈے گا۔

لطیفہ ہے کہ بہو کو اُمید تھی اور ولادت کے دن قریب تھے تو وہ ساس کو کہنے لگی:

اچھا! اب میں سو رہی ہوں، اگر ولادت کا معاملہ قریب آئے تو مجھے جگا دینا۔ اس نے جواب میں کہا: میں تجھے نہیں جگاؤں گی، تُو سارے محلے کو جگائے گی۔ تو جس کی ولادت ہونی ہوتی ہے، اس کو کوئی نہیں جگاتا، وہ سب کو جگاتی ہے۔ اسی طرح جب بندے پر کیفیات آتی ہیں تو وہ تو شیخ کو بتائے بغیر رہ ہی نہیں سکتا، چاہے میسج کرے، چاہے خط لکھے، چاہے کسی طرح پہنچے، وہ پہنچ کر ہی رہے گا۔ اور جس کا رابطہ ہی نہیں ہوتا، چار مہینے، چھ مہینے، ایک سال، اس کا مطلب ہے کہ ورد وظیفہ کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے ہمارے اس کام میں رکاوٹ ہماری اپنی سستی ہے۔ اب یہ ذہن میں بٹھا لیجیے کہ ہم نے ذکر کی کثرت کرنی ہے اور سنت کی اتباع کرنی ہے اور جو کیفیات ہوں ان کو شیخ سے پوچھنا ہے۔ راستہ بڑا سیدھا سیدھا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت عطا فرمائے۔

نسبت حاصل کرنے والے ہر زمانہ میں رہیں گے:

یہ نسبت قیامت تک چلتی رہے گی، ہر دور اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ اس نسبت کو پھیلانے کا بھی کام لیں گے اور نسبت کے طلب گار بھی ہر دور اور ہر زمانے میں رہیں گے۔ دنیا میں آج بھی لوگ ہیں جو یکسوئی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے تعلق والے بعض لوگ جب اپنے حال احوال سناتے ہیں تو دل کو خوشی ہوتی ہے۔

۞ اب یہی رمضان گزرا تو کسی نے مشکل سے ایک قرآن ختم کیا ہوگا، کسی نے دو ختم کیے ہوں گے، ایک نوجوان نے خط لکھا کہ حضرت! الحمدللہ اس رمضان میں تیس مرتبہ قرآن پاک پڑھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ روز ایک ختم، سبحان اللہ!!

۞ ہم سمجھتے ہیں کہ آدھا گھنٹہ مراقبہ بڑی چیز ہوتی ہے، الحمدللہ کسی نے مجھے میسج میں بتایا کہ آج کل چار گھنٹے روزانہ مراقبہ کرنے کا معمول ہے۔

۞ اسی طرح کسی کا دس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا ذکر روزانہ کرنے کا معمول ہے، کسی کا بیس ہزار کرنے کا معمول ہے، کسی کا تیس ہزار مرتبہ معمول ہے، بلکہ ایک خاتون ہیں، اللہ کی بندی، روزانہ گھر میں چالیس ہزار مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا ذکر کرتی ہیں۔ روزانہ اتنی مرتبہ جو ذکر کرنے والے ہیں، وہ ہیں جو اپنے اوقات کو دین میں لگاتے ہیں۔

۞ ایک عالمہ نے مجھے میسج کیا: حضرت! آج چھٹی کا دن تھا، الحمد للہ! میں فجر کے بعد مراقبے میں بیٹھی، ظہر کی نماز کے وقت اُٹھی۔

تو فجر سے ظہر تک مراقبہ کرنے والے بھی لوگ موجود ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ جی ہم اگر نہیں کرتے تو سارے ہی نہیں کرتے، کرنے والے اللہ کے عاشق ہر دور اور ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ تو بھئی! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم آگے بڑھیں، اعمال کریں اور اللہ سے اللہ کو مانگیں، اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نعمت عطا فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

کامیابی کا راستہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ○﴾
(الملک:۲)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مال کا دھوکا:

ہر انسان کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ اس کی آرزوئیں اور تمنائیں پوری ہو جائیں۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ جس بندے کے پاس مال زیادہ ہے وہ اپنی مرضی کے ہر کام کو کر لیتا ہے، تو پھر وہ مال کمانے کے پیچھے پاگلوں کی طرح لگ جاتا ہے۔ خود بھی کمانے میں لگا رہتا ہے اور اپنی اولاد کو بھی اسی راستے پر لگا دیتا ہے۔ بزنس مین ہے تو اولاد کو بھی

بزنس کے ساتھ لگالیتا ہے۔ فیکٹری کا مالک ہے تو اپنی اولاد کو بھی فیکٹری چلانے میں لگا لیتا ہے۔ چھوٹے بچوں کی تعلیم میں ان کو وہ مضامین پڑھاتا ہے جن سے بعد میں وہ اچھی جاب کرسکیں اور مال کما سکیں۔ حتیٰ کہ گھر کی عورتوں کو بھی ایسی تعلیم دی جاتی ہے کہ ضرورت پڑنے پر وہ جاب کرسکیں اور پیسہ کما سکیں۔ الغرض کہ گھر کے ہر فرد کو مال کمانے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ تو وقت کے ساتھ ساتھ پیسہ کمانا گویا کہ بندے کا مقصد بن جاتا ہے، لیکن یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ مال زیادہ ہونے سے انسان کی آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں۔ کیونکہ

......مال سے انسان کتاب تو خرید سکتا ہے، علم تو نہیں خرید سکتا۔

......مال سے انسان دوائیں تو خرید سکتا ہے، صحت تو نہیں خرید سکتا۔

......مال سے انسان اچھے کپڑے تو خرید سکتا ہے، خوبصورتی تو نہیں خرید سکتا۔

......مال سے انسان دوسرے کی خوشامد تو خرید سکتا ہے، کسی کے دل کی محبت تو نہیں خرید سکتا۔

تو پیسے سے ہر چیز تو نہیں خریدی جاسکتی۔ اس لیے جن کے پاس پیسہ جتنا زیادہ ہوتا ہے، آپ دیکھیں گے کہ وہ اتنا زیادہ پریشان ہوتے ہیں۔

مال کا وبال:

مال آتا ہے تو اپنے ساتھ وبال بھی لے کر آتا ہے۔ کبھی اولاد نافرمان، کبھی بیوی نافرمان، کبھی صحت کی مشکلات، کبھی اور اسی قسم کے مسائل اور پھر دل بے چین رہتا ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں ہمارے ایک ساتھی نے مجھے ایک Document (دستاویز) پرنٹ کرکے دی کہ دنیا کے بائیس تیئیس وہ بندے جو سب سے زیادہ امیر سمجھے جاتے

تھے، جو Millioner (کروڑ پتی) اور Billioner (ارب پتی) تھے، ان کا انجام کیسا ہوا؟ میں پڑھ کر حیران ہوا کہ ان بائیس تیئیس میں سے اٹھارہ نے تو خودکشی کی، سارے کے سارے ڈیپریشن کے مریض بنے، ان کو ہاسپٹل داخل کروایا گیا، ان کے ساتھ پاگلوں والا معاملہ کیا گیا۔ میں حیران تھا کہ ان لوگوں کے پاس مال و دولت کے اتنے خزانے ہیں، پھر کیوں پریشان ہیں؟ تو لکھا ہوا تھا کہ ان کے دل میں سکون نہیں تھا، پریشانی تھی۔ جو دنیا کے سب سے امیر لوگ ہوں ان کے دلوں میں ایسی پریشانی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سکون مال و دولت سے خریدنے والی چیز نہیں ہے۔

سکون اللہ کی یاد میں ہے:

یہ عجیب بات ہے کہ ہم لوگ سکون حاصل کرنے کے لیے ہر وہ کام کرتے پھرتے ہیں جو انسان کو بے سکون بناتا ہے، یہ ہماری غلط فہمی ہے۔ سکون ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نیکی کی زندگی گزارنے سے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝﴾ [الرعد:۲۸]

''یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

اللہ کے خزانے سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ:

آپ اگر غور کریں تو دنیا میں مختلف چیزوں سے نفع اٹھانے کے طریقے مختلف ہیں۔ پانی سے نفع اٹھانے کے طریقے اور ہیں، آگ سے نفع اٹھانے کے طریقے اور ہیں، ہوا سے نفع لینے کے طریقے اور ہیں، مٹی سے نفع لینے کے طریقے اور ہیں۔ جدا جدا طریقے ہیں۔ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا طریقہ ہے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی ذات سے فائدہ اٹھانے والے بن جائیں؟ اللہ کے خزانوں سے فائدہ

اٹھانے والے بن جائیں۔ اس کو سمجھانے کے لیے ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ دنیا میں تشریف لائے۔ انہوں نے آ کر یہ بات سمجھائی کہ لوگو! اگر تم میرے نقشِ قدم پر چلو گے تو اللہ کے خزانوں سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے بن جاؤ گے اور اگر اس کی خلاف ورزی کرو گے تو نقصان پانے والے بن جاؤ گے۔ فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْعِزَّ وَ الْوَقَارَ لِمَنْ تَابَعَ اَمْرِیْ))

''جس بندے نے میرے حکم کی فرمانبرداری کی، اللہ نے اس کے لیے عزت و وقار کو لکھ دیا۔''

((وَ جَعَلَ الذِّلَّةَ وَ الصَّغَارَ عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ))

''اور جس نے میرے حکم کی مخالفت کی، اللہ نے اس کے لیے ذلت اور صغار (چھوٹا پن) کو لکھ دیا ہے۔''

کامیابی کا راستہ:

تو دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ جس راستے پر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ چلے اور انہوں نے ہمیں اس راستے پر چلنے کا حکم عطا فرمایا ہے، اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ کامیابی کا راستہ نہیں ہے۔ آج دنیا ٹھوکریں کھا رہی ہے، کوششوں میں لگی ہوئی ہے، لیکن مال و دولت سمیٹنے کے باوجود پریشان ہے۔ آپ جس بندے سے بات کر کے دیکھ لیں، آپ کو وہی بندہ پریشان نظر آئے گا۔ پریشانیاں بتانی شروع کرتے ہیں تو اللہ کی شان کہ پریشانیاں ختم ہی نہیں ہوتیں۔ سنتے چلے جائیں ...... سنتے چلے جائیں...... اتنی لمبی حکایتیں ہوتی ہیں کہ بندہ سن کر تنگ آ جاتا ہے۔

ایسا طریقہ کہ جس سے ہماری دعائیں قبول ہوں، ہماری نیک مرادیں پوری ہوں، ہمیں دنیا میں عزت ملے اور لوگوں سے محبت ملے، وہ طریقہ نبی علیہ السلام کا بتایا ہوا راستہ ہے۔ وہ طریقہ نیکوکاری کی زندگی اختیار کرنے کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ [الاعراف:۹۶]

''اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین دونوں طرف سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔''

برکتوں کے دروازے کھل سکتے ہیں، مگر ان کو ہمارے گناہوں نے روکا ہوا ہے۔

رحمت الٰہی کا آف بٹن:

ہم لوگ ایک مرتبہ ایک کمرے میں تھے، گرمی بہت تھی، ایک بچہ بار بار پنکھے کا بٹن بند کر دیتا تھا جس کی وجہ سے گرمی اور زیادہ ہو جاتی تھی۔ ہم حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اس دن مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمارے لیے عزت اور رزق کے دروازوں کو بنایا ہے، ہم گناہوں کے ذریعے سے اس کے آف بٹن کو دبا دیتے ہیں اور وہ دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر بجائے رزق میں انسان کو سکون ملنے کے اُلٹا پریشانی ملتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ [طٰہٰ:۱۲۴]

''اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی۔''

زندگی کو تنگ کرنے کا کیا مطلب؟...... اس کا مطلب یہ ہے کہ پریشان ہی

رہے گا روزی کی طرف سے۔

بڑے کاروباریوں کی بڑی پریشانیاں:

آپ دیکھیں کہ یہ بڑے بڑے جو کاروباری لوگ ہوتے ہیں، یہ زیادہ پریشان ہوتے ہیں۔ کیسے......؟ کہتے ہیں: جی! دو کنٹینرز وہاں بھیجنے تھے، وہ رک گئے...... ایک کنٹینر یہاں بھیجنا تھا، وہ رک گیا...... فلاں کام ایسے نہیں ہوا...... فلاں کام ویسے نہیں ہوا...... ان کے پیسے پھنسے ہی رہتے ہیں۔ فلاں نے اتنے پیسے دینے تھے، وہ دے نہیں رہا۔ تو پیسے کے پیچھے پریشان ہی ہوتے ہیں۔

اور کئی مرتبہ شیطان Expansion (توسیع) کے چکر میں ڈال دیتا ہے۔ اچھی بھلی زندگی تھی، چل رہے تھے، مزے کی زندگی گزار رہے تھے۔ ذہن میں خیال آیا کہ ہم فیکٹری کی Capacity کو بڑھالیں۔ اب Capacity بڑھانے کے لیے کبھی تو بینک سے Loan (قرض) لیا، کبھی لوگوں سے قرض لیے۔ اب یہ قرض ایسے چڑھ گئے کہ ان کو واپس نہیں کر سکتے، تو پریشانی ہی پریشانی۔ پیسہ تو ہے لیکن ساتھ پریشانی بھی ہے۔ پھر آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کہ ہمارے پاس لیکویڈٹی نہیں ہے، اس لیے پریشانی زیادہ ہوگئی ہے۔ پیسہ ہوتا ہے بینکوں میں ہوتا ہے، پیسہ ہوتا ہے کاغذوں میں ہوتا ہے، ان کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ اللہ ان کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں، لہٰذا ہر وقت پریشان ہوتے ہیں۔

عزت وسکون نیکی میں ہے:

وہ طریقہ جس سے کہ انسان کو دنیا میں عزت ملے، چین ملے، سکون ملے، وہ نیکی کا راستہ ہے۔ جن لوگوں نے نیکی کے راستے کو اپنایا، اللہ رب العزت نے دنیا کو ان کے

قدموں میں لا کر ڈال دیا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بندے نے کہا ہوا تھا: حضرت! میں آپ کو روزانہ ایک سوٹ سلوا کر دوں گا، آپ وہ پہن کر درس دیا کرنا۔ تو حضرت روزانہ نیا سوٹ پہن کر درس دیتے تھے۔ پرانے سوٹ کو اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیتے تھے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ ہے کوئی دنیا میں ایسا بزنس مین، کوئی امیر آدمی، جو یہ بتائے کہ میں سال میں ۳۶۵ سوٹ نئے بدلتا ہوں۔ بڑے سے بڑا امیر آدمی بھی ایک درجن دو درجن کپڑے بدل لے گا۔ وہی دھو دھو کر پہنتے رہتے ہیں، حالانکہ وہ امیر کہلاتے ہیں، وزیر کہلاتے ہیں۔ اور جن کو ہم فقیر کہتے ہیں، اللہ ان کو سال میں ۳۶۵ سوٹ نئے بدلواتا ہے۔

مصلّے کی بادشاہی:

یہ جو مصلّے کی بادشاہی ہے، یہ عجیب نعمت ہے! انسان دیکھنے میں فقیر ہوتا ہے لیکن حقیقت میں امیر وہی ہوتا ہے، وہ دلوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ دنیا کے بادشاہ تو جسموں کے بادشاہ ہوتے ہیں اور یہ اللہ والے دلوں کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ اصل حکومت تو ان کی ہوتی ہے اور وہ ان کو نیکی کی وجہ سے ملتی ہے۔ ہم اپنے گھروں میں دیکھتے ہیں کہ جو بچہ ماں باپ کی بات مانتا ہو، پڑھائی شوق سے کرتا ہو، ماں باپ کی عزتوں کا سبب بنتا ہو تو ماں باپ اسے پیار کرتے ہیں۔ وہ بچہ کوئی فرمائش کرے کہ مجھے فلاں چیز چاہیے تو ماں باپ آدھی بات سنتے ہی اس کی بات کو پورا کر دیتے ہیں۔ اور جو بچہ ضدی ہو، بہانے باز ہو، کام چور ہو، ماں باپ کا دل دکھائے، وہ اگر کہے بھی کہ مجھے فلاں چیز چاہیے تو ماں باپ سنی اَن سنی کر دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جو بندہ اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کرتا ہے، وہ دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اللہ اس کی مراد پوری فرما دیتے

ہیں۔ اور جو انسان گناہوں بھری زندگی گزارتا ہے، وہ ہاتھ اُٹھا کر پھر جتنی مرضی دعائیں مانگتا رہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سُنا اَن سُنا کر دیتے ہیں۔

گویا جس نے نیکی کی اور نیکی کی زندگی کو اختیار کیا، اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں کے دروازے اس کے لیے کھول دیتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ والوں کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی جیب میں ہوتے ہیں۔ اللہ اپنے خزانوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیتا ہے۔

دنیا سے رخ موڑ لیں تو دنیا پیچھے آتی ہے:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک بندہ آیا اور اس نے کچھ ہدیہ پیش کیا۔ حضرت کی عادت تھی کہ اگر کوئی بندہ سنت کی نیت سے ہدیہ پیش کرتا تھا تو قبول کر لیتے تھے اور اگر کوئی غریب سمجھ کر ہدیہ دیتا تھا تو پھر نہیں لیتے تھے۔ ان کی طبیعت کے اندر استغنا تھا۔ اس نے کوئی بات ایسی کر دی کہ جس سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ بڑے محتاج اور فقیر ہیں، ضرورت مند ہیں، لہٰذا میں ان کو دے رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: میں آپ کا ہدیہ نہیں لوں گا۔ وہ بڑی منت کرتا رہا، لیکن حضرت نے نہ کر دی۔ واپس گھر جانے لگا تو اس کے دل میں خیال آیا: میں تو حضرت کے لیے ہدیہ لے کر آیا ہوں، حضرت نے قبول نہیں کیا تو کیا کروں؟ اللہ کی شان کہ جب وہ دروازے کے قریب جوتوں والی جگہ پر پہنچا تو اس نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے جوتے پڑے ہوئے دیکھے، اس نے وہ چاندی کے سکے حضرت کے جوتوں کے اندر ڈال دیے۔ حضرت تھوڑی دیر بعد جب گھر تشریف لے جانے کے لیے اپنے جوتے پہننے لگے تو پتا چلا کہ جوتے کے اندر پیسے پڑے ہوئے ہیں۔ نکالے تو پتا چلا کہ یہ وہی

پیسے تھے جو بندہ ہدیہ دینا چاہتا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: دیکھو! جو دنیا کو ٹھوکر لگاتا ہے، اللہ تعالیٰ دنیا اس کے قدموں میں یوں لا کر ڈال دیتے ہیں۔

اگر ہم دنیا کے پیچھے بھاگیں گے تو دنیا کبھی ہمارے ہاتھ نہیں آئے گی۔ لیکن اگر ہم دنیا سے رخ پھیر کر اللہ کو اپنا مقصود بنائیں گے تو یہ دنیا خود بخود ہمارے پیچھے آتی جائے گی۔ اس لیے زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انسان نیکی کو اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کے کاموں کو سنوارتے ہیں، اس کے کاموں میں اس کی مدد فرماتے ہیں۔ لوگوں کے دل میں اس بندے کی محبت، قدر اور عزت ڈال دیتے ہیں۔ یہی زندگی کو گزارنے کا بہترین طریقہ ہے۔

خواہشاتِ نفس کے توڑنے سے خواہشات کا پورا ہونا:

کتنی عجیب بات ہے کہ خواہشاتِ نفسانی کو توڑنے میں خواہشات پوری ہوتی ہیں۔ ظاہر میں تو انسان سمجھتا ہے کہ مجھے خواہشات کے خلاف کرنا پڑے گا۔ ہاں! ہمیں اپنی خواہشات کے خلاف کرنا پڑے گا، لیکن اللہ ہماری خواہشات کو پورا کر دیں گے۔ ہمارے مشائخ نے اس کو کہا ہے ''مقامِ تسخیر''۔ جب کسی بندے کو یہ مقام نصیب ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے عزتوں اور رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔

۞...... شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ دیکھنے میں ایک درویش آدمی تھے، مگر ان کو اتنے ہدیے ملتے تھے کہ ان کے دستر خوان پر کئی کئی ہزار آدمی ایک وقت میں کھانا کھایا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ جب نبی علیہ السلام کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوتے تھے تو دو ہزار، پانچ ہزار، دس ہزار ریال پہلے صدقہ کرتے تھے، پھر سلام کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ اور جب کبھی بیرون ملک سے چکر لگا کر واپس سلام کے لیے جاتے تھے

تو سلام سے پہلے پچاس ہزار ریال صدقہ کرتے تھے، پھر سلام کے لیے جاتے تھے۔ آج بتائیں کہ کون اتنا امیر آدمی ہے کہ وہ پہلے پچاس ہزار ریال صدقہ کرے اور پھر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو۔ اللہ تعالیٰ یوں راستے کھول دیتے ہیں۔

۞...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مال کے دروازے اتنے کھول دیے تھے کہ جب مالِ غنیمت آتا تھا تو سونے چاندی کا ڈھیر لگتا تھا۔ اس ڈھیر کے پیچھے لوگ کھڑے ہوئے نظر نہیں آتے تھے، چھپ جایا کرتے تھے۔ اب بتائیں کہ وہ کتنا بڑا ڈھیر ہوگا کہ جس کے پیچھے کھڑا ہوا بندہ چھپ جاتا تھا۔

۞...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دستر خوان پر ایک وقت میں ساٹھ ہزار لوگ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اب بتائیں! یہاں کے تو امیر لوگوں کی شادیوں پر ساٹھ ہزار لوگ کھانا نہیں کھاتے، حالانکہ زندگی میں ایک آدھ مرتبہ بچوں کی شادی کا معاملہ پیش آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دستر خوان پر ایک وقت میں ساٹھ ہزار بندے کھانا کھاتے تھے۔ یہ دولت اللہ نے کہاں سے دی تھی؟ اللہ نے رزق کی برکت دی تھی۔

۞...... ایک بدو تھا۔ اس کے دستر خوان پر ہر روز چار اونٹ ذبح ہوتے تھے۔ آپ بتائیں! کوئی ایسا بندہ ہے کہ جس کے گھر میں روزانہ چار بکرے ذبح ہوتے ہیں۔ کروڑ پتی لوگوں کے گھر میں بھی یہ کیفیت نہیں ہے کہ اتنے مہمان ہوں کہ چار بکرے ذبح ہوتے ہوں اور وہ ایک بدو تھا جس کے گھر میں اتنے لوگ اس کے دستر خوان پر کھانا کھاتے تھے کہ چار اونٹ روزانہ ذبح ہوتے تھے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دنیا سے منہ موڑا اور اپنے رب کو منایا، اللہ نے دنیا کو ان کے قدموں میں لا کر ڈال دیا۔

۞...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو دو لاکھ درہم ہدیہ میں بھیجے۔ انہوں ایک رات میں سارے کے سارے اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیے۔ سیدہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پچاس ہزار درہم بھیجے۔انہوں نے اسی وقت مدینہ کی بیواؤں کو بلوا لیا اور سب پیسے صدقہ کر دیے۔ باندی آئی کہ جی! آپ روزے سے ہیں اور افطاری کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔فرمانے لگیں: تو مجھے پہلے بتا دیتی، میں نے تو اب سب صدقہ کر دیا ہے، میرے پاس اب کچھ بھی نہیں بچا۔

❁...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو پچاس ہزار درہم بھیجے۔جیسے ہی پیسے ان کے پاس آئے، انہوں نے اسی وقت سارے کے سارے اللہ کے راستے میں تقسیم کر دیے۔ جب پورا مال تقسیم ہو گیا تو انہوں نے دو رکعت نفل پڑھے اور نفل پڑھ کر دعا مانگی: اے اللہ! امیر المومنین عمر ابن خطاب کو توفیق ہی نہ دے کہ وہ آئندہ مجھے پیسے بھیجا کریں۔تو اس راستے پر اللہ تعالیٰ دنیا کو قدموں میں لا کر ڈال دیتے ہیں۔

❁...... ہمارے حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے اس طرح دنیا کے دروازے کھول دیے تھے کہ اگر وہ چاہتے کہ مسجد کی دیواریں ایسی بنائیں کہ ایک اینٹ سونے کی ہو اور ایک چاندی کی ہو، تو مجھے پکا یقین تھا کہ حضرت ایسی مسجد بھی بنا جاتے۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ خانیوال والے، انہوں نے مسجد بنائی تو لوگوں نے مسجد کا نام رکھ دیا ''بے چندہ مسجد''۔ یہ نام کیوں رکھا کہ کبھی چندہ ہی نہیں کیا جاتا تھا۔اگر انسان نیکی کی زندگی کو اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ یوں دنیا کے اندر فتوحات دے دیتے ہیں۔ پھر لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ محبتیں بھی ڈال دیتے ہیں اور عزتیں بھی ڈال دیتے ہیں۔

عالمِ اصغر اور عالمِ اکبر میں مطابقت:

اس کا اصول سمجھ لیں کہ انسان کائناتِ اصغر ہے، یعنی ایک چھوٹی کائنات ہے اور یہ جو ہمارے اِرد گرد کائنات ہے، یہ کائناتِ اکبر ہے، یعنی بڑی کائنات ہے۔ ان

دونوں کی چیزیں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں۔مثال کے طور پر:

❁......انسان کے جسم پر بال ہوتے ہیں اور کائنات کے اندر دیکھیں تو زمین کے اوپر درخت ہوتے ہیں۔

❁......انسان کے جسم میں ہڈیاں ہوتی ہیں اور اگر کائنات کو دیکھیں تو اس میں پہاڑ اور پتھر ہوتے ہیں۔

❁......انسان کے جسم میں خون کی شریانیں ہوتی ہیں اور زمین کے اندر دریا اور نہریں ہوتی ہیں۔

❁......زمین کے اوپر چشمے ہوتے ہیں اور انسان کے جسم میں چشم ہوتی ہے۔ وقت آنے پر اس چشم میں سے بھی چشمے کی طرح پانی نکلتا ہے۔آنکھ سے آنسو ٹپکتے ہیں۔

❁......زمین کے اندر نرم مٹی ہوتی ہے، انسان کے اندر نرم گوشت ہوتا ہے۔

تو جسم کی مشابہت ہے کائنات کے ساتھ۔ یہ عالمِ اصغر ہے، وہ عالمِ اکبر ہے۔

عالمِ اصغر کا حکم عالمِ اکبر پر:

اب دستور یہ ہے کہ جس بندے کے جسم پر اللہ کا حکم چلنا شروع ہو جاتا ہے، اس بندے کا حکم عالمِ اکبر پر چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جو بندہ بھی اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے گا، اللہ تعالیٰ اس کو مقامِ تسخیر عطا فرمائیں گے۔ جو لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا، وہ مسئلہ حل نہیں ہوتا، اس میں اصل رکاوٹ ہمارے اپنے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں جی پھوپھو نے پریشان کیا ہوا ہے، چچا نے پریشان کیا ہوا ہے، کسی کاروباری دوست نے پریشان کیا ہوا ہے، سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں کسی نے پریشان نہیں کیا ہوا، ہمیں ہمارے اپنے نفس نے پریشان کیا ہوا ہے۔سب سے بڑا دشمن ہمارا نفس ہے اور یہ نفس:

"اَخْبَثُ مِنْ سَبْعِیْنَ شَیْطَانًا"

یہ ستر شیطانوں سے زیادہ خبیث ہوتا ہے۔"

ہمارے راستے تو نفس نے بند کیے ہوئے ہیں۔ رزق کے دروازے...... عزتوں کے دروازے...... دعاؤں کے دروازے...... اس نے بند کیے ہوئے ہیں۔ اگر نفس نفس مطمئنہ بن جائے اور گناہ کرنا چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کھولنے کے لیے تیار ہیں۔

مستجاب الدعوات بننے کا نسخہ:

ہمیں اس بات پر محنت کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے جسم سے گناہ سرزد نہ ہو۔ آنکھ سے گناہ نہ ہو، زبان سے، کان سے، دل دماغ سے، ہاتھ پاؤں سے، شرمگاہ سے، جسم کے کسی عضو سے گناہ سرزد نہ ہو۔ اس پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ جو بندہ ایسا بن جاتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے، وہ اللہ کی نظر میں مستجاب الدعوات بن جاتا ہے۔

حضرت بابو جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ اس عاجز نے پوچھا: حضرت! آپ مستجاب الدعوات ہیں، اللہ نے آپ کو یہ مقام کیسے عطا فرمایا؟ انہوں نے میری بات سن کر کہا: "میں اپنے سردار کی نافرمانی نہیں کرتا"...... وہ نبی علیہ السلام کو ادب سے اپنا آقا اور اپنا سردار کہا کرتے تھے...... تو فرمانے لگے: ذوالفقار! میں اپنے سردار کی نافرمانی نہیں کرتا، اس وجہ سے اللہ نے مجھے مستجاب الدعوات بنا دیا ہے۔ ہم بھی اگر نافرمانی چھوڑ دیں تو ہم بھی مستجاب الدعوات بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام:

دھوکا یہ لگتا ہے کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ گناہ کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ فوری

طور پر کوئی تھپڑ تو نہیں لگتا کہ اِدھر بدنظری کی، اُدھر تھپڑ پڑ گیا۔ تو فوری طور پر کچھ ہوتا نظر نہیں آتا، تو انسان یہ سمجھتا ہے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ مگر اللہ کا نظام ایسا فول پروف ہے کہ جیسے ہی گناہ سرزد ہوتا ہے، اس کے بداثرات ضرور انسان پر ظاہر ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ "ذرہ کے برابر" نیکی کی اس کو بھی اجر ملے گا اور ذرہ کے برابر بُرائی کی تو اس کی سزا بھی اس کو ملے گی، تو اللہ کا نظام اتنا ایکوریٹ ہے کہ ایک ذرہ کے برابر نیکی کریں گے تو اس کا بھی اثر پہنچ کر رہے گا۔

اور اس سے ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ ایک تو وہ لوگ ہیں جو دنیا دار کہلاتے ہیں۔ وہ ہر وقت دنیا کمانے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، اور ان کا دین سے اتنا دلچسپی کا معاملہ نہیں ہوتا، ہم ان کی بات نہیں کرتے، ہم بات کرتے ہیں ان کی جو دین دار کہے جاتے ہیں، جو دین دار سمجھے جاتے ہیں۔ وہ بہت سارے گناہوں سے بچتے ہیں لیکن سو فیصد گناہوں سے وہ بھی نہیں بچ پاتے۔ کسی کو غصے کی بیماری...... کسی کو شہوت کی بیماری...... کسی کو حسد کی بیماری...... کسی کو عجب کی بیماری۔ وہ بیچارے بھی بیمار ہوتے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ ظاہر تو ہمارا دین والا ہوتا ہے، مگر اللہ کی وہ مدد ساتھ نہیں ہوتی جو اس بندے کے ساتھ ہوتی ہے جو گناہوں سے بچتا ہے۔ پھر ہم بھی پریشانیوں کی زندگی گزارتے پھرتے ہیں۔ وہ طریقہ جس سے کہ اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام انسان کا مددگار بن جائے، وہ ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان گناہوں کو چھوڑ دے۔

کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے:

یہ کہنے میں جتنا آسان ہے کرنے میں اتنا ہی مشکل ہے۔ گناہوں کو چھوڑنا کوئی اتنا آسان کام نہیں ہوتا، نفس انسان کو گناہ چھوڑنے نہیں دیتا۔ ایک نوجوان آیا، کہنے لگا:

حضرت! کیا کریں، بدنظری نہیں چھوٹتی؟ میں نے کہا: بھئی! اللہ کا خوف اگر دل میں ہوگا، پھر تو بدنظری چھوٹ جائے گی اور اگر دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوگا تو کیسے چھوٹے گی؟ پھر میں نے ان کو ایک طریقہ سکھایا کہ دیکھیں! آپ چاہتے ہیں کہ کسی غیر محرم کی طرف دیکھیں اور اس وقت اس لڑکی کا خاوند آپ کی طرف دیکھ رہا ہو، یا باپ آپ کی طرف دیکھ رہا ہو، تو کیا اس وقت بُری نظر اُٹھا کر لڑکی کو دیکھیں گے؟ کہنے لگے: نہیں جی، اگر خاوند پاس ہوگا تو وہ تو میرے ساتھ جھگڑا کرے گا، لڑائی کرے گا اور ہوسکتا ہے مجھے ایذا پہنچائے، اس لیے اس حال میں، میں تو اس کی بیوی کی طرف نہیں دیکھوں گا۔ میں نے اس بات پر جب ان کو اچھی طرح پکا کرلیا تو پھر انہیں یہ بات سمجھائی کہ دیکھیں! ہمارے اکابر نے یہ لکھا ہے کہ جب کوئی بندہ بدنظری کرتا ہے تو اس کی نظر اس عورت پر بعد میں پڑتی ہے، اس سے پہلے اللہ کی نظر اس بندے پر پڑ رہی ہوتی ہے۔ اللہ بندے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: اچھا! تم ادھر بھی دیکھ رہے ہو للچائی نظروں سے، اس کو بھی دیکھ رہے ہو۔ ہماری ان بداعمالیوں کا وبال ہمیں پھر بھگتنا پڑتا ہے۔

؎ جو کرتا ہے تو چھپ کر اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

اللہ تعالیٰ تجھے آسمان سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ہم دنیا کے لوگوں سے چھپ جاتے ہیں، اللہ سے نہیں چھپ سکتے۔ چنانچہ ان گناہوں کی وجہ سے آج ہم پریشانیوں کی زندگی گزارتے ہیں۔

بہترین عمل کیا ہے؟

اگر ہم چاہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی زندگی عطا فرمائے، ہماری دعائیں قبول

فرمائے، ہمارے کاموں کو سنوار دے، ہمیں دنیا میں عزتیں دے، محبت دے تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم نیکی کو بھاگ بھاگ کر کریں اور گناہوں سے اپنی جان چھڑائیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو اس لیے بھیجا کہ

﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ [الملک:۲]

''تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ بہتر ہے۔''

تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ اَحْسَنُ عَمَلًا (بہترین عمل کمانا) کیا ہے؟ وہ فرماتے ہیں کہ ایسا بندہ اَسْرَعُ بِالْخَيْرِ نیکی کا کام کرنے میں جلدی کرے۔ بھاگ بھاگ کر نیکی کرے۔ وَاَوْرَعُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ اور معصیت سے بچنے میں دوسروں سے زیادہ جلدی کرے، ایسا بندہ احسن اعمال کرنے والا ہوتا ہے۔

شیر کی فرمانبرداری:

صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے تھے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مخلوق ان کی فرمانبرداری کرتی تھی۔ جنگل کے جانور بھی ان کی فرمانبرداری کرتے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لشکر سے پیچھے رہ گئے۔ ان کو سمجھ نہیں لگ رہی تھی کہ لشکر کدھر گیا۔ بڑی مشکل پیش آرہی تھی کہ دائیں جائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے، آخر کدھر جائیں؟ اتنے میں ان کو ایک شیر نظر آیا۔ انہوں نے شیر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تمہیں انسانوں کی مہک جلدی محسوس ہو جاتی ہے، مجھے پتا نہیں چل رہا، تو مجھے میرے لشکر تک پہنچا کر آ۔ شیر نے اپنی دُم ہلائی اور یہ صحابی شیر کی پیٹھ کے اوپر بیٹھ گئے۔ جیسے گدھا اپنے سوار کو لے کر پہنچاتا ہے، اسی طرح شیر نے ان کو ان کے لشکر تک پہنچا دیا اور واپس چلا گیا۔ ہم اللہ کی فرمانبرداری کریں گے، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ مخلوق کو ہمارا

فرمانبردار بنادیں گے۔ اللہ تعالیٰ رزق کے خزانوں کے دروازے بندے کے لیے کھول دیتے ہیں۔

زرِتعاون لینے سے انکار:

حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بہت سے لوگ اپنا زکوۃ کا پیسہ لے کر آتے تھے تو حضرت ان کو فرماتے تھے: دیکھو بھئی! میرے مدرسے میں سالانہ جتنا خرچہ ہوتا ہے وہ تو پہلے ہی مجھے مل چکا ہے، اب میں آپ کے مال کو لے کر کیا کروں گا؟ تو حضرت ان کے مال کو واپس کر دیا کرتے تھے۔ پھر ایک ایسا وقت آیا کہ حضرت پورے سال میں کسی سے مال نہیں لیتے تھے، صرف رمضان میں لیا کرتے تھے، اور پھر ایک ایسا وقت بھی ان کی زندگی میں آیا کہ رمضان کے صرف آخری دس دنوں میں مدرسہ کے لیے پیسے لیتے تھے بس۔

ایک بندہ رمضان کے آخری دن کچھ رقم لے کر آیا کہ حضرت! مجھ سے یہ آپ اپنے ادارے کے لیے لے لیجیے، فرمایا: دیکھو بھئی! جتنا سال کا خرچہ ہے وہ تو پہلے سے میرے پاس موجود ہے اور جو فالتو پیسے ہیں، وہ مجھے پنجاب کے مدارس میں بھجوانے ہیں تو بجائے اس کے کہ میں یہ بھجوانے کی تکلیف اُٹھاؤں آپ خود ہی ان کو وہاں بھجوا دیں، اللہ آپ کو اجر عطا فرمائیں گے۔ آج مدرسے بنانے والے پریشان ہوتے ہیں کہ جی کوئی تعاون کرنے والا نہیں ہے۔ اللہ ایسے ایسے معاونین بنا دیتے ہیں کہ جو بندے کے سارے خرچوں کو خود اُٹھا لیتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہوتی ہے بندے پر۔

دنیا ہی میں جنت:

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴾ [الرحمٰن:۴۶]

''اور جو شخص (دنیا میں) اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا تھا، اس کے لیے دو باغ ہوں گے۔ (جنتیں)''

مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں دو محل عطا فرمائیں گے۔ جیسے ایک بندے کا ایک گھر لاہور میں ہے اور دوسرا اسلام آباد میں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نیک بندے کے جنت میں دو گھر بنا دیں گے۔ اور بعض مفسرین نے لکھا کہ اس کا یہ معنی نہیں، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ

''اَیْ جَنَّةُ الدُّنْیَا وَ جَنَّةُ الْاٰخِرَةِ''

آخرت میں تو اسے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائیں گے ہی سہی، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی زندگی کو بھی جنت کا نمونہ بنا دیں گے۔ اللہ والوں کے ساتھ یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر کے آخری حصہ میں منشا ایسی پوری فرماتے ہیں کہ جیسے جنت میں کسی کی منشا پوری ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ میں حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس میں گیا اور کہا: حضرت! یہ جو مستجاب الدعوات ہونا ہے، یہ بہت بڑا انعام ہے اللہ رب العزت کی طرف سے۔ تو حضرت مجھے فرمانے لگے: ایک مقام اس سے بھی اونچا ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ وہ کون سا ہے؟ فرمانے لگے: ایک ایسا بھی مقام آتا ہے کہ جہاں بندے کو ہاتھ اُٹھانے بھی نہیں پڑتے، اللہ دل میں پیدا ہونے والی چاہت کو ہی پورا کر دیا کرتے ہیں۔ ہاتھ اُٹھانے کی بھی تکلیف بندے کو نہیں دیتے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی زندگی سو فیصد شریعت کے مطابق بن چکی ہوتی ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی کہا کرتے تھے: جنت کا

مزا آرہا ہے...... جنت کا مزا آرہا ہے۔ یعنی دل میں اتنا سکون ہوتا ہے کہ ان کو اس دنیا میں بیٹھے ہوئے بھی جنت کے مزے آرہے ہوتے ہیں۔ اگر اس کا نظارہ دیکھنا ہو تو آپ ایک ہفتہ کسی دنیادار کے ساتھ بھی رہ کر دیکھ لیں، آپ اس کی زندگی میں پریشانیاں ہی پریشانیاں دیکھیں گے، اور ایک ہفتہ کسی اللہ والے کے پاس رہ کر دیکھ لیں، آپ اس کی زندگی میں جنت کا منظر دیکھیں گے کہ ان کے دل میں جس چیز کی خواہش ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ پورا کردیتے ہیں۔ راستے کھول دیتے ہیں، عزتیں دیتے ہیں، محبتیں دیتے ہیں۔ تو ان کی دنیا کی زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

تو مسلماں ہے تو تدبیر ہے تقدیر تیری:

آج یہ Concept (سوچ) ٹھیک کرلیں۔ یہ نہ سوچیں کہ ہمیں پڑوسی نے تنگ کیا ہوا ہے...... ہمیں رشتہ داروں نے تنگ کیا ہوا ہے...... مجھے بیوی نے تنگ کیا ہوا ہے...... مجھے خاوند نے تنگ کیا ہوا ہے۔ بھئی! کسی نے کسی کو تنگ نہیں کیا ہوا ہے۔ ہمیں ہمارے نفس نے تنگ کیا ہوا ہے۔ ہم آج نفس کے اوپر زبردستی کریں اور اس کو شریعت کی لگام پہنا دیں تو دیکھنا اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کیسے عزتوں کے دروازے کھول دیں گے۔ علامہ اقبال نے کتنے اچھے اشعار لکھے، کہتے ہیں:

تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبس ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

اگر ہم نیکی کو اپنالیں گے تو ہمیں اللہ تعالیٰ ایسا بنادیں گے کہ ہم جو تدبیر کریں گے

اللہ تعالیٰ اسی کو ہماری تقدیر بنا دیں گے۔ ع

تُو مسلماں ہے تو تدبیر ہے تقدیر تیری

لہٰذا آج کی اس مجلس میں ہم اپنے پچھلے سب گناہوں سے سچی پکی توبہ کر کے دل میں یہ نیت اور ارادہ کریں کہ اے اللہ! آج کے بعد ہم آپ کے نافرمانی نہیں کریں گے...... ہم آپ کو راضی کرنے کے لیے گناہوں کو چھوڑ دیں گے...... ہم گناہوں کو چھوڑیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ہمیں دنیا و آخرت کی عزتیں عطا فرمائیں گے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

باکمال زندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾
[الملک:۲]

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ
وَسَلِّمْ

انسان کی فطرت:

ہر انسان فطری طور پر Excellence کو پسند کرتا ہے۔ Excellence کمال کو کہتے ہیں۔ ہر بندہ کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ

......میری تعلیم Excellent (باکمال) ہو۔

......میری صحت Excellent ہو۔

......میری بیوی Excellent ہو۔

......میرا بزنس Excellent ہو۔

......میرے پاس گاڑی بھی Excellent ہو۔

......آگے میری اولاد بھی Excellent ہو۔

گویا ہر چیز میں وہ Excellence (کمال) کو پسند کرتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے۔آج کی اس محفل کا عنوان یہی ہے کہ ہم Excellence کو کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

Excellence (کمال) عادت سے حاصل ہوتا ہے:

Excellence is not an act, it is a habit.

Excellence کوئی ایک کام نہیں ہوتا، وہ عادت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایسا نہیں ہوسکتا کہ اچانک ایک بچہ سکول میں فرسٹ آ جائے۔ وہی بچہ فرسٹ آتا ہے جو پورا سال کلاسیں باقاعدگی سے لیتا ہے اور محنت کرتا ہے۔ وہ درمیان کی ٹرم میں بھی ٹاپ کرتا ہے اور پھر فائنل میں بھی وہی ٹاپ کر جاتا ہے۔تو یہ ایک Habit (عادت) ہوتی ہے۔

کمال حاصل کرنے کی دو شرائط:

Excellence achieve (کمال حاصل) کرنے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں:

(1) مقصد واضح ہو:

پہلی بات یہ ہے کہ Objective clear (مقصد واضح) ہونا چاہیے۔جن لوگوں نے بھی دنیا میں Excellence (کمال) حاصل کیا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے Goal Oriented (مقصدیت سے بھرپور) زندگی گزاری۔ان کا ایک مقصدِ زندگی تھا، ان کے سامنے ایک منزل تھی، جس تک وہ پہنچنا چاہتے تھے اور اس Objective

کی وجہ سے پھر انہوں نے اپنی زندگی Directed (باسمت) گزاری۔ جس بندے کو Objective (مقصد) ہی Clear (واضح) نہ ہو کہ میں نے Achieve (حاصل) کیا کرنا ہے تو وہ کیسے اپنی منزل پر پہنچ سکتا ہے؟ اس لیے مقصدِ زندگی واضح ہونا، یہ سب سے پہلی شرط ہے۔

2 مسلسل محنت ہو:

دوسرا اس کے بعد Efforts (کوشش) کرنا۔ Continued efforts (جہدِ مسلسل) سے اور سخت محنت کرنے سے انسان کو Excellence (کمال) حاصل ہو جاتا ہے۔ دنیا میں کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جس کو بغیر محنت کے Excellence (کمال) مل گیا ہو، محنت کرنی پڑتی ہے۔

عالمی چمپئن بننے کے لیے ہزاروں گھنٹے کی محنت:

چنانچہ ایک بندہ جو سوئمنگ (تیراکی) کے اندر دنیا کا چمپئن بنا۔ اس کی Life history (سوانح عمری) میں لکھا ہوا تھا کہ وہ نو مہینہ کا تھا جب اس کی والدہ نے اس کو سوئمنگ پول کے اندر پھینک دیا...... سائنس کہتی ہے کہ نو مہینہ کا بچہ اگر پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ Servive (زندگی بچانے) کے لیے کوشش کرتا ہے۔ آج کل تو بچوں کی Swimming Costume (لباسِ پیراکی) ایسی آگئی ہیں کہ بچہ ڈوبتا نہیں Float کرتا رہتا ہے، لیکن وہ تیرنا سیکھتا ہے...... جس بچے کو اس کی والدہ نے نو مہینہ کی عمر میں پانی میں ڈال دیا، وہ کہتا ہے کہ اس کے بعد میرے دن کے دو گھنٹے روزانہ سوئمنگ پول میں گزرتے تھے۔ اتنی مشقت کرتے کرتے جب وہ انتیس سال کا ہوا، تب وہ عالمی چمپئن بنا۔ تو آپ غور کریں کہ اس کے لیے کتنی کوشش کرنی پڑتی ہے کہ نو مہینے سے اس

نے تیرنا سیکھنا شروع کیا اور انتیس سال کی عمر میں جا کر وہ عالمی چمپئن بنا۔

چنانچہ جتنے لوگ بھی دنیا میں چمپئن بنے، انہوں نے ریکارڈ قائم کیے۔ تاریخ کے اندر ان کا جب انٹرویو لیا گیا تو پتا چلا کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کمال کو حاصل کرنے کے لیے ہزاروں Man hours (افرادی گھنٹے) لگائے تھے۔

مثال کے طور پر ایک بندہ اگر روزانہ دو گھنٹے کسی کام میں لگاتا ہے تو ایک مہینہ میں 60 گھنٹے ہو گئے اور بارہ مہینوں میں 720 گھنٹے ہو گئے۔ اب اگر ایک سال میں 700 گھنٹے لگتے ہیں تو گویا اس کو دس ہزار Man hours (افرادی گھنٹے) لگانے کے لیے دس پندرہ سال چاہییں۔ اب اگر وہ دس پندرہ سال اپنی فیلڈ میں محنت کرے گا، تب جا کر وہ Excelence (کمال) حاصل کر سکے گا۔ آج اتنی محنت نہیں کی جاتی جس وجہ سے کمال حاصل نہیں ہوتا۔

نوبل پرائز وِنر کی محنت:

ایک مرتبہ اس عاجز کی ملاقات ایک نوبل پرائز وِنر (جیتنے والے) سے ہوئی۔ اس سے سوال کیا گیا کہ آپ نے نوبل پرائز لیا، آپ بڑے عقل مند ہوں گے۔ اس نے کہا: جی سچی بات تو یہ ہے کہ میں Average I/Q Level (اوسط ذہانت) کا بندہ ہوں، میں کوئی انوکھا عقل مند نہیں ہوں۔ میں نے کہا: پھر آپ کو نوبل پرائز کیسے ملا؟ اس نے کہا: میں نے اس کے لیے Efforts (کاوشیں) بہت کی ہیں۔ پوچھنے والے نے کہا: سائنس پڑھنے والا ہر طالب علم کوشش کرتا ہے، وہ تو کتابی کیڑا ہوتا ہے، ہر وقت کتاب پر جھکا ہوا پڑھ رہا ہوتا ہے۔ اس نے کہا: نہیں! جتنا میں نے پڑھا، اتنا کوئی نہیں پڑھتا۔ تو پروفیسر نے کہا: آپ نے کتنا پڑھا؟ اس نے کہا: کیمسٹری کی ایک کتاب تھی، میں نے

اسے پڑھا، مجھے سمجھ نہیں آئی۔ میں نے اسے دوسری مرتبہ پڑھا، پھر تیسری مرتبہ پڑھا، حتیٰ کہ میں نے 63 دفعہ اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھا، تو مجھے پوری کتاب کا Concept (مفہوم) Clear (واضح) ہوگیا۔

اس کی بات سن کر حیرانی ہوئی کہ واقعی تریسٹھ دفعہ کورس کو کون پڑھتا ہے؟ آج کل کے طلبہ کا تو یہ حال ہے کہ ایک دفعہ کورس پڑھ لیں تو ماں باپ پر احسان، اور اگر دو دفعہ کورس Cover کر لیں تو اپنے پروفیسر پر بھی احسان کہ ہم نے جی دو دفعہ کورس کی دہرائی کر لی ہے۔ جب اس بندے نے 63 مرتبہ ایک کتاب کو پڑھا تھا تو اس کا Concept تو Clear ہونا ہی تھا۔ تو Continued efforts (مسلسل کوشش) کے بعد جا کر انسان کو Excellence حاصل ہوتی ہے۔ میں اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ بات کھل کر سامنے آجائے۔

خلاباز کا حیرت انگیز کارنامہ:

چند سال پہلے کی بات ہے کہ ایک بندے نے دنیا میں سب سے لمبی چھلانگ لگائی۔ وہ ایک Astronaut (خلاباز) تھا، جس نے جہاں سے Space (خلا) شروع ہوتی ہے، وہاں سے اس نے نیچے زمین کے اوپر چھلانگ لگائی...... یہ اوپر سے نیچے چھلانگ لگانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ عام آدمی چھلانگ لگائے گا تو اس کی موت تو زمین پر پہنچنے سے پہلے ہی واقع ہوجائے گی۔ کیونکہ انسان کو Acceleration (اسراع) ہلاک کرتا ہے...... ایک سائنسی بات سمجھ لیجیے۔ لوگ لکھتے ہیں Speed Kill (رفتار ہلاک) کرتی ہے، یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اصل میں سپیڈ کی وجہ سے انسان کا Acceleration (اسراع) بڑھ جاتا ہے اور وہ انسان کو ہلاک کرتا ہے۔ کئی مرتبہ ایسا

ہوتا ہے کہ ایک آدمی گاڑی پر سفر کر رہا ہوتا ہے، اس نے سیٹ بیلٹ نہیں باندھی ہوتی، اب اس کا ٹکراؤ ہوا تو ایکسیڈنٹ کی وجہ سے گاڑی تو زیرو سپیڈ پر آجاتی ہے، مگر سیٹ بیلٹ نہ ہونے کی وجہ سے جسم کی حرکت رہتی ہے تو جسم اسی اسراع کے ساتھ حرکت کرتا ہے، یہ Acceleration (اسراع) بندے کے دل کو بند کر دیتا ہے۔ اس لیے کئی مرتبہ انسان کو جسمانی چوٹ نہ بھی لگے پھر بھی بندہ مرجاتا ہے۔ سائنس کہتی ہے کہ Acceleration (اسراع) اگر 7 سے زیادہ ہوجائے تو بندے کی موت فوراً واقع ہوجاتی ہے۔ لہٰذا عام بندہ اگر چھلانگ لگائے تو وہ ہوا میں ہی Acceleration (اسراع) کی وجہ سے مرجائے گا۔ لیکن اس سے بچاؤ کے لیے اپنے جسم کو مضبوط بنانا پڑتا ہے، محنت کرنی پڑتی ہے۔ اب جس بندے نے خلا کے سرے سے زمین پر چھلانگ لگائی، اس نے پتا نہیں کتنی مشق کی ہوگی! کتنا اپنی صحت کا خیال رکھا ہوگا!

ہمیں اس کے بارے میں ایک Documentary دیکھنے کا موقع ملا۔ جب خلاباز نے Space Ship (خلائی جہاز) سے نیچے چھلانگ لگائی تو اس نے Whirl کرنا (گھومنا) شروع کر دیا، اس تیزی سے وہ گھوم رہا تھا کہ اس کی Heart Beat (دل کی دھڑکن) بہت تیز ہوگئی...... یہاں میڈیکل ڈاکٹر موجود ہوں گے، بچہ جب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو اس کا Maximum Heart Rate (زیادہ سے زیادہ دل کا دھڑکنا) 220 فی منٹ تک جاتا ہے۔ اس سے اوپر نہیں جاسکتا۔ پھر جیسے جیسے انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اس کی رفتار کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر کسی بندے نے اپنے دل کا ٹیسٹ کروانا ہو تو اس کی زیادہ سے زیادہ شرح: 220 - Age (220 منفی بندے کی عمر) ہونی چاہیے۔ مثلاً: میری عمر 60 سال ہے، تو 220 میں سے 60 تفریق کریں گے، تو 160 بن جائے گا۔ تو اگر

میں اپنا دل چیک کروانے بھی لگوں تو میرا زیادہ سے زیادہ ہارٹ ریٹ 160 تک جا سکتا ہے، اس کے اوپر ہوگا تو یقیناً ہارٹ اٹیک ہوگا۔ ویسے تو سائنس کہتی ہے کہ 120 کے اوپر دھڑکن چلی جائے تو ہارٹ اٹیک کا Risk (خطرہ) شروع ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر 160 سے اوپر جائے گا پھر تو یقینی ہارٹ اٹیک ہوگا...... جب اس نے گھومنا شروع کیا تو میں سکرین پر دیکھ رہا تھا کہ اس وقت اس کی ہارٹ بیٹ 190 ہوچکی تھی۔ میں حیران ہوکر دیکھ رہا تھا، یا اللہ! اس بندے کا ہارٹ ریٹ 190 ہے، اور یہ پھر بھی Servive (زندگی کی کوشش) کر رہا ہے، اور وہ بول رہا تھا کہ میں اس وقت بہت گھوم رہا ہوں اور عجیب Condition (کیفیت) میں ہوں۔ پھر اس حالت سے وہ نکلا تو جیسے گولی تیز رفتاری سے چلتی ہے، اس طرح اس نے زمین کی طرف گرنا شروع کیا۔ اس وقت اس کی رفتار 800 کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔ اتنی زیادہ سپیڈ کے ساتھ نیچے گرتے ہوئے، تقریباً 15 سیکنڈ کے لیے اس کی دل کی دھڑکن زیرو ہوگئی۔ اور زیرو Heart Beat پر بھی اس نے Servive کیا۔ 190 پر بھی Servive کر رہا ہے اور زیرو پر بھی Servive کر رہا ہے۔ پھر پندرہ سیکنڈ کے بعد جب اس کی سپیڈ تھوڑی سی کم ہوئی تو اس نے اپنی وہ چھتری کھولی تو اس کی وجہ سے اس کی سپیڈ تھوڑی کم ہوئی اور پھر زمین کے اوپر اس نے لینڈ کرلیا۔

میں حیران ہوا کہ یا اللہ! اس بندے نے اپنے جسم کو فِٹ رکھنے کے لیے کتنی محنت کی ہوگی کہ اس نے خلا کے کنارے سے زمین کے اوپر چھلانگ لگا کر دکھا دی۔ یہ تاریخِ انسانی میں ایک انوکھی مثال تھی، مگر اس Excellence (کمال) کو حاصل کرنے کے لیے اس کو پوری زندگی مجاہدہ کرنا پڑا۔ پھر اس نے بتایا کہ میں نے کب سے Dieving (غوطہ خوری) کرنی شروع کی؟ اور یہ میرا محبوب مشغلہ تھا اور کرتے کرتے اتنے سالوں کے بعد آج میں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔

آج کے نوجوان کی بد محنتی:

آج کل کے نوجوان محنت ہی سے گھبراتے ہیں۔ ہمارا یہ حال ہے کہ کسی نوجوان کو اچھی نوکری مل جائے تو وہ خوشی خوشی بتاتا ہے کہ مجھے بڑی اچھی نوکری مل گئی۔ اچھا بھئی نوکری کی کیا Specifications (خصوصیات) ہیں؟ کہتا ہے: اتنی Basic Pay (بنیادی تنخواہ) ہے، اتنا House Rent (کرایہ مکان) ہے، اتنا ٹی اے/ ڈی اے ہے، اتنا فلاں الاؤنس ہے اور اتنا فلاں الاؤنس ہے، اتنے بونس ہیں اور اتنی گریجویٹی ہے اور سارا کچھ بتانے کے بعد آخر پر وہ کہے گا کہ جی کام کوئی نہیں ہے۔ یعنی اتنے Benefits (فوائد) حاصل کرنے کے بعد نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ اتنی اچھی نوکری ہے کہ وہاں کام ہی کوئی نہیں ہے۔ اب جس قوم کے نوجوانوں کی ذہنیت یہ ہو کہ اچھی نوکری وہ ہے، جہاں کام کوئی نہیں تو وہ قوم کیسے ترقی کرے گی؟ اچھی نوکری تو وہ ہوتی ہے، جہاں بندہ اتنا مصروف رہے کہ اس کو پسینہ بہانا پڑے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«أَعْطُوْا الْأَجِيرَ أَجْرَهٗ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهٗ»

[سنن للبیہقی، حدیث:۱۱۴۳۹]

''مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دیا کرو۔''

لیکن پسینہ تو کوئی بہائے، پسینہ تو کیا، یہاں تو ایک سے دوسرا کام کرنے کو کوئی تیار نہیں ہوتا۔

کوبرا سانپ کے حملے کی سرعت:

سانپوں میں جو کوبرا سانپ ہے، وہ بہت تیز سانپ ہوتا ہے۔ اتنا تیز ہوتا ہے کہ یہ بندے کو ڈستا ہے تو بندے کو پتا ہی نہیں چلتا کہ کس وقت اس نے مجھے ڈسا، ڈسنے کے

بعد اس کو احساس ہوتا ہے کہ کسی چیز نے مجھے کاٹا ہے۔ بہت تیز سانپ ہوتا ہے، اسی لیے آج تک کسی بندے نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ سانپ میری طرف بڑھ رہا ہے اور یہ میرے اوپر Attack (حملہ) کر رہا ہے اور اس نے مجھے کاٹا اور واپس گیا۔ نہیں وہ اتنا تیزی سے اٹیک کرتا ہے کہ ہماری آنکھ اسے Perceive (اندازہ) ہی نہیں کر پاتی۔ Within a second (ایک لمحہ میں) وہ ڈس لیتا ہے۔ ہاں! Slow motion (آہستہ حرکتی) تصویر آپ دیکھیں تو پھر آپ دیکھ سکیں گے کہ وہ کاٹ کیسے رہا ہے؟ ورنہ انسان اس کو Perceive (اندازہ) نہیں کر سکتا کہ وہ کتنا تیزی سے کاٹتا ہے۔ چنانچہ کوبرا سانپوں میں سے ایک سانپ سب سے زیادہ خطرناک ہے، جس کو "بلیک ممبا" کہتے ہیں۔ یہ افریقن سانپ ہے اور یہ اتنا تیز سانپ ہے کہ اس کے Attack کا پتا ہی نہیں چلتا اور اس کی جو سپیڈ ہے وہ 8 فٹ فی سیکنڈ ہے۔ یعنی کوئی بندہ آٹھ فٹ دور کھڑا ہے تو وہ ایک ہی سیکنڈ میں اس کو Bite (ڈس) کر کے واپس چلا جائے گا اور بندے کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ یہ اتنا تیز سانپ ہے۔

باکسنگ کے عالمی چمپئن کی محنت:

لیکن ایک باکسر کا نام آپ نے سنا ہوگا، مائیک ٹائی سن۔ اس کے حالاتِ زندگی مَیں پڑھ رہا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ اس نے اتنی محنت کی، اتنی Exercise (مشق) کی کہ وہ جب دوسرے بندے کو Punch (مُکّا) مارتا تھا تو اس کا جو مُکّا تھا وہ 32 فٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے ایڈوانس کرتا تھا۔ بلیک ممبا 8 فٹ فی سیکنڈ کے حساب سے بڑھتا ہے اور یہ بندہ اتنا Quick (تیز) ہے کہ 32 فٹ فی سیکنڈ کے حساب سے حملہ کرتا ہے، اگلے کو پتا ہی نہیں چلتا تھا اور اس کو مُکّا پڑ جاتا تھا اور وہ ناک آؤٹ ہو جاتا تھا۔ تو آپ سوچیں کہ اس سپیڈ کو حاصل کرنے کے لیے اس کو کتنی محنت کرنی پڑی ہوگی۔ اس نے لکھا کہ

میرے گھر والے سوئے ہوئے ہوتے تھے اور میں اکیلا جوگنگ کرتا پھر رہا ہوتا تھا۔ میں دن میں کم از کم تین گھنٹے Leather (چمڑے) کے ایک Pillow (تکیہ) کو مکے مارا کرتا تھا۔ تو مستقل اتنی ورزش کرنے کے بعد اس کے اندر اتنی طاقت آ گئی تھی کہ اس کا Punch (مُکّا) کئی ٹن کے حساب سے انسان کو پڑتا تھا۔ اتنی پاور کا حاصل کرنا، اور اتنی تیزی کا حاصل کرنا، اس کے پیچھے اس کی Efforts (کوششیں) تھیں۔ اس لیے وہ عالمی چمپئن بنا۔

نیوٹن کی انتھک محنت:

کئی مرتبہ تو Excellence پانے کے لیے انسان کو ہر فیلڈ میں محنت کرنی پڑتی ہے۔ جو انسان سائنس کی دنیا میں کام کرتے ہیں، وہ بھی بہت Efforts (کوششیں) کرتے ہیں۔ پتا نہیں کتنے Man Hours (افرادی گھنٹے) لگاتے ہیں، تب جا کر وہ کسی چیز کے Inventor (موجد) بنتے ہیں۔ نیوٹن نے Laws of motion (قوانینِ حرکت) drive اخذ کیے تو اس محنت پر کئی سال لگے۔ پھر جب اس نے سارے قوانین (اخذ) کر لیے تو بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا: اچھا! میں ذرا باتھ روم سے فارغ ہو لوں تو میں ان کو Neat (صاف کر کے درج) کروں گا۔ جب وہ باتھ روم گیا تو پیچھے اس کے کمرے میں جو چراغ چل رہا تھا، وہ گر گیا اور کمرے میں جتنے کاغذ تھے سارے کے سارے جل گئے۔ اب یہ جب واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی کئی سالوں کی محنت راکھ بنی پڑی ہے، لیکن اس نے ہمت نہ ہاری...... کوئی ہم جیسا ہوتا تو غش کھا کر گر جاتا، ڈیپریشن میں پڑ جاتا کہ میری اتنی محنت چلی گئی...... اس نے کہا کہ نہیں! میں نے اگر پہلے محنت کر کے ان کو اخذ کر لیا تھا تو میں اب دوبارہ کوشش کرتا ہوں۔ اس نے نیا کاغذ لیا اور نئے سرے سے ذہن میں جو یادداشتیں تھیں، ان کے حساب سے ان

پر پھر کام شروع کیا اور اگلے دو سال میں اس نے ان Equations (مساوات) کو دوبارہ Derive (اخذ) کرلیا اور وہ دنیا کا ایک بہت بڑا سائنسدان بن گیا۔

بغیر محنت کسی میدان میں کمال نہیں ملتا:

یاد رکھیں! دنیا میں جن لوگوں نے بھی نام پایا، دین کا میدان ہو یا دنیا کا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے بہت Efforts (محنتیں) کیں۔ آج کے نوجوان کے اندر یہی کوتاہی ہوتی ہے کہ وہ محنت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ ہم میں سے ہر بندہ مفتی بننا تو پسند کرتا ہے، لیکن بن پڑھے۔ دین کا پتا نہیں ہوتا اور جو فتویٰ چاہو اس کی زبان سے سن لو۔ انسان کو ایسے تو Excellence نہیں ملتی۔

یہ لوگ جو علماء بنتے ہیں، انہوں نے دین سیکھنے کے لیے بہت محنت کی ہوتی ہے۔ ایک طالب علم فرض کرو ہر دن میں چھ گھنٹے پڑھتا ہے تو وہ ایک مہینے میں تقریباً 200 Man hours (دوسو افرادی گھنٹے) پڑھے گا۔ اگر ایک مہینے میں 200 گھنٹے ہیں تو ایک سال کے اندر 2400 Man hours (چوبیس سو گھنٹے) ہو گئے، آپ ایک سال میں دو ہزار گھنٹے لگا لیں۔ یہ آٹھ سال پڑھتے ہیں تو آٹھ سال کا مطلب ہے 16000 Man hours (سولہ ہزار افرادی گھنٹے)۔ 16000 گھنٹے لگانے کے بعد وہ عالم بنتے ہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اگر فتویٰ پوچھنا ہو تو عالم سے پوچھنا چاہیے کیونکہ اس نے اس میں Excellence (کمال) پایا ہوتا ہے، علم حاصل کیا ہوتا ہے۔ ہر بندہ عالم نہیں بن سکتا، اس کے لیے محنت کرنی ہوتی ہے۔

تو Excellence حاصل کرنے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک Object Clear (مقصد واضح) ہونا چاہیے اور دوسرا انسان اس کے لیے Efforts (محنت) کرے۔ جتنی محنت کرے گا اتنا ثمر ملے گا۔

مشائخ کا عبادت میں Excellence (کمال):

دین کے میدان میں ہمارے علاقے میں جتنے اولیاء گزرے، جیسے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مشائخ، یہ سارے کے سارے وہ تھے کہ جنہوں نے Excellence کو حاصل کیا، مگر ان کے حالاتِ زندگی کو پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ روزانہ ان کے گھنٹوں مصلّے کے اوپر گزرتے ہوں گے۔ کبھی نماز پڑھتے ہوئے، کبھی تلاوت کرتے ہوئے، کبھی ذکر ومراقبہ کرتے ہوئے، ہر روز وہ گھنٹوں مصلّے پر بیٹھتے تھے، پھر جا کر ان کو وہ Excellence (کمال) حاصل ہوا کہ وہ ولایت کے اتنے بڑے مقام کو پہنچ گئے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا علمِ حدیث میں Excellence (کمال):

محدثین میں ایک بزرگ گزرے ہیں، حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ ایک بڑے امیر باپ کے بیٹے تھے، سونے کی چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی زندگی کھیل کود میں گزر گئی، پھر ماں باپ کی دعائیں رنگ لائیں اور اللہ نے ان کے دل میں علم حاصل کرنے کا شوق ڈالا۔ یہ فرمایا کرتے تھے: میں نے اپنی زندگی میں چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ ہم اپنی زندگی میں اپنے استادوں کو گننا شروع کر دیں تو دو سو سے کم ہی ہوں گے، دو سو سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ پرائمری سکول، ہائی سکول، کالج، یونیورسٹی لیول تک زیادہ سے زیادہ دو سو استاد ہوں گے جن سے ہم نے پڑھا ہو گا۔ تو ہم نے علم پایا دو سو استادوں سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ اور کتنا سفر کیا؟ وہ کہتے ہیں: میں نے علم حاصل کرنے کے لیے اتنا سفر کیا کہ اس کو شمار بھی نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ نے ان کو اتنا بلند مقام عطا کیا کہ

اسماء الرجال کی کتب میں ان کو ''امیر المومنین فی الحدیث'' لکھا گیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: جب وہ حدیث پڑھاتے تھے تو ایک وقت میں ان کے پاس چالیس ہزار لوگ حدیث پڑھا کرتے تھے۔ اس زمانے میں ساؤنڈ سسٹم تو ہوتا نہیں تھا، تو وہ جس حدیث کی تلاوت کرتے تھے، کچھ لوگ ان سے سن کر احادیث مکبر کی طرح آگے بولتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان کی مجلس کے جو Speakers (مکبر) تھے، ان کی تعداد گیارہ سو ہوا کرتی تھی۔ سوچیں کہ اگر گیارہ سو بندے سپیکر بن کر احادیث سنا رہے ہیں تو مجمع کتنا بڑا ہوگا؟ چالیس ہزار طلبہ ایک وقت میں احادیث پڑھتے تھے۔ اللہ نے اتنی قبولیت دی تھی اور انہوں نے پھر خوب احادیث کی خدمت کی۔

ان کے ایک کلاس فیلو تھے اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ۔ وہ فرماتے ہیں: میں بڑا حیران ہوتا تھا کہ میں ان کا کلاس فیلو ہوں، جتنا انہوں نے پڑھا اتنا میں نے بھی پڑھا، مگر یہ مقناطیس کی طرح ہیں کہ لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور ہماری طرف کوئی دھیان ہی نہیں دیتا۔ مجھے ہمیشہ تجسس رہتا تھا کہ آخر کون سی بات ہے کہ ان کے اندر اتنی جاذبیت ہے؟ ایسی Magnetic Personality (مقناطیسی شخصیت) ہے ان کی۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھا، دو سال تک Watch (غور) کیا۔ پورے دو سال ان کی زندگی کو قریب سے دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں صرف ایک فرق تھا۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو نبی علیہ السلام کے دیدار کا شرف حاصل تھا اور عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف حاصل نہیں تھا، اس کے علاوہ ان کی زندگی اور ان کی زندگی میں مجھے کوئی فرق نظر نہیں آتا تھا۔ تو دیکھیے! انہوں نے کیسی

Excellence حاصل کی کہ دیکھنے والوں کو ان کی زندگی میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں کوئی فرق ہی نظر نہیں آتا تھا۔

تو محنت کرنی پڑتی ہے، پھر اللہ رب العزت انسان کو اس کا مقصود عطا فرما دیتے ہیں۔ انگریزی میں کہتے ہیں:

God helps those who help themselves.

''جو خود محنت کرتے ہیں، پھر اللہ بھی ان کی تائید فرما دیتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا Excellence (کمال):

محدثین کے زمرے میں رجال الاحادیث میں ایک بزرگ گزرے ہیں، جن کا نام ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بھی ایسی ہستی تھے جنہوں نے واقعی اپنی زندگی میں Excellence کو حاصل کیا۔ انہوں نے حدیث کی کتاب بخاری شریف مرتب فرمائی۔ اور یہ ایسی کتاب جس کو ''اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ'' (اللہ کی کتاب کے بعد کائنات کی سب سے صحیح کتاب) کا رتبہ دیا گیا۔ علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ قرآنِ مجید کے بعد دنیا میں سب سے صحیح کتاب یہ کتاب ہے۔ چنانچہ اس کو پڑھے بغیر کوئی بندہ عالم نہیں بن سکتا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پڑھیں کہ بخاری شریف لکھنے کے لیے انہوں نے کتنی Efforts (کوششیں) کیں۔ ان کے حالاتِ زندگی میں ہے کہ وہ سولہ سال کی عمر میں اپنی والدہ کے ساتھ اور بڑے بھائی کے ساتھ حج کرنے کے لیے حرم شریف گئے اور پھر وہاں اٹھارہ سال کی عمر میں انہوں نے تاریخِ کبیر بھی لکھی اور اس کے بعد ''قضایۃ الصحابہ والتابعین'' کتاب بھی لکھی۔ پھر انہوں نے بخاری شریف کو مرتب کرنا شروع کیا۔ وہ فرماتے ہیں: مجھے چھ لاکھ احادیث

یاد تھیں اور ان چھ لاکھ احادیث میں سے میں نے بخاری شریف کی احادیث کو Filter (تخریج) کیا...... یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے آپ کے پاس کوئی چیز ہو تو آپ چھانتے ہیں کہ جو کوئی غیر چیز ہے وہ پیچھے رہ جائے اور اصل چیز نیچے آ جائے۔ تو Filtration Process (عملِ تخریج) ان کا اتنا تھا کہ انہوں نے چھ لاکھ احادیث میں سے اڑھائی ہزار کو چنا، بغیر مکرّرات کے، جو بخاری کے اندر لکھی گئیں۔ چھ لاکھ احادیث میں سے اڑھائی ہزار کو تخریج کرنا آسان کام نہیں ہے۔ پتا نہیں اس کے لیے انہوں نے کتنی Efforts (کاوشیں) کی ہوں گی، ان کے راویوں پر کتنی تحقیق کی ہوگی، ایک ایک حدیث پر کیسے ڈیرے ڈالے ہوں گے اور پھر جا کر انہوں اس کو چنا ہوگا کہ میں نے اسے اپنی کتاب میں لکھنا ہے۔ جب وہ لکھ لیتے تھے تو پھر فرماتے ہیں: میں ترجمۃ الباب لکھنے کے لیے دو رکعت نفل پڑھا کرتا تھا، اور اللہ سے مدد مانگا کرتا تھا۔ ہر ہر حدیث کے لیے دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ سے دعا مانگی، تب میں نے احادیث پاک کا ذخیرہ اکٹھا کیا۔ اب اتنی محنت کے بعد ان کو اللہ نے وہ نعمت دی کہ آج حدیث کے محدثین میں ان کا ایک Excellent (عظیم الشان) مقام ہے۔ جو بندہ ان کا نام سنتا ہے، عرب کا ہو یا عجم کا، ان کا احترام کرتا ہے۔ یہ Excellence ان کو ملی، ان کی محنت اور ان کے تقویٰ کی وجہ سے۔

ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ حکیم نے ان کو چیک کیا تو کہا: یہ تو وہ بندہ ہے جس نے کبھی مرچ کھائی ہی نہیں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: ہاں! پچھلے سولہ سال سے میں نے روزانہ دس پندرہ بادام کھا کر گزارا کر لیا، کبھی سالن کھایا ہی نہیں۔ پوچھا: حضرت! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: وقت بچانے کے لیے ایسے کیا۔ یعنی دس پندرہ بادام کے دانے کھا کر وہ چوبیس گھنٹے گزار لیتے تھے اور اتنا کم کھا کر باقی سارا وقت علم

حاصل کرنے میں لگاتے تھے۔تب اللہ نے انہیں اتنا علم اور قوتِ حافظہ عطا فرمائی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قوتِ حافظہ کے بارے میں صرف ایک واقعہ سنا دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لائے۔ وہاں کے لوگوں نے بڑی تیاری کی کہ وقت کے ایک بڑے ''حافظ الحدیث'' آ رہے ہیں۔ یہ صرف حافظ ہی نہیں تھے، بلکہ اَلْحُجَّة تھے، اور اَلْحُجَّة اس کو کہتے ہیں، جس کو تین لاکھ احادیث زبانی یاد ہوں۔

چنانچہ جب یہ وہاں پہنچے تو اہلِ علم حضرات نے ان کو پرکھنے کے لیے ایک عجیب نسخہ نکالا۔ دس بندے تیار کیے اور ہر بندے کو دس دس روایات اس طرح یاد کروائیں کہ کسی کا متن تبدیل کر دیا اور کسی کی سند میں تبدیلی کر دی، ایک حدیث کی سند دوسری کو لگا دی اور دوسری کی پہلی کو لگا دی، اور کہا گیا کہ جب وہ آئیں تو ان کے سامنے باری باری ہر بندہ یہ دس دس روایات پڑھے گا، اگر واقعی ان کو احادیث یاد ہوں گی تو وہ پہچان جائیں گے، ورنہ وہ دھوکا کھا جائیں گے۔

ان کو Receive کرنے والا مجمع لاکھوں کی تعداد میں تھا۔ خیر! لوگوں نے ان کا استقبال کیا، بٹھایا اور پھر ان کی تعریف کی گئی کہ قوّتِ حافظہ بہت تیز ہے اور بہت ساری احادیث ان کو یاد ہیں۔

پھر ایک بندہ اُٹھا اور کہا: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے، کیا آپ نے یہ سنی ہے؟ جب اس نے حدیث سنائی تو آپ نے فرمایا: لَا أَعْرِفُهٗ [مجھے نہیں پتا]۔ دیکھیں! بندے کو کتنی حیرانگی ہوتی ہے کہ اب تک تو اس کی تعریفیں ہوتی رہیں اور اب بیٹھا کہہ رہا ہے کہ مجھے نہیں پتا۔

پھر اس نے دوسری حدیث پڑھی اور پوچھا: آپ کو آتی ہے؟ فرمایا: لَا أَعْرِفُهٗ [مجھے نہیں پتا]۔ پھر تیسری کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا: لَا أَعْرِفُهٗ [مجھے نہیں پتا]۔ اسی طرح

دس احادیث کے بارے میں پوچھا گیا اور جواب یہی تھا کہ لَا اَعْرِفُهٗ [مجھے نہیں پتا]۔

اس دوران مجلس میں موجود علماء حیرانگی سے ایک دوسرے کے چہرے کی طرف دیکھنے لگ گئے اور کہہ رہے تھے کہ اب جس کو بھی اس بات کا پتا چلے گا، وہ ان کے حافظے کی کمزوری کو سمجھ جائے گا۔

اب دوسرا شخص کھڑا ہوا، اس نے بھی دس حدیثیں پوچھیں تو ہر ایک کے جواب میں فرمایا: لَا اَعْرِفُهٗ [مجھے نہیں پتا]۔ اسی طرح دس بندوں نے دس دس احادیث کے متعلق سوال کیا تو سب کے جواب میں یہی کہا: لَا اَعْرِفُهٗ [مجھے نہیں پتا]۔ جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ سوال کرنے والے ختم ہو گئے تو پھر اس کے بعد سوال کرنے والے دس افراد میں سے پہلے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آپ نے پہلی حدیث اس طرح سنائی تھی، وہ غلط ہے، صحیح اس طرح ہے، اور دوسری حدیث آپ نے اس طرح پڑھی، وہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے۔ انہوں نے دس آدمیوں کی غلط طریقے سے پڑھی ہوئی سو احادیث پہلے اس طرح سنائیں جس طرح انہوں نے پڑھی تھیں، پھر ان کے متون اور سند وغیرہ کو درست کر کے صحیح طریقے سے پڑھیں اور بتا دیا کہ صحیح اس طرح ہے، آپ لوگوں نے غلط پڑھا تھا۔

لوگ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قوّتِ حافظہ پر حیران رہ گئے کہ جس ترتیب سے جو غلط روایات ان لوگوں نے پڑھی تھیں وہ سو بھی سنا دیں اور ان کو درست کر کے سو حدیثیں بھی سنا دیں۔ [فتح الباری لابن حجر: ۱/ ۴۸۶]

اللہ نے ان کو ایسی قوتِ حافظہ عطا فرمائی تھی۔ تو یہ Excellence ان کو ملی۔ انہوں نے Continued Efforts (مسلسل کاوشیں) کیں، پتا نہیں کتنے Man hours (گھنٹے) لگائے تو اللہ نے ان کی محنت کو قبول فرما لیا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ میں Excellence (کمال):

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو دیکھیں، آپ کو یہی چیز نظر آئے گی۔ ان کا سارا دن اپنے شاگردوں کے ساتھ علمی حلقوں میں گفتگو میں لگتا تھا۔ اور جب رات آتی تھی تو اللہ کے سامنے عبادت میں مصروف ہوجاتے تھے۔ حتیٰ کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے، یہ ان کی زندگی کا معمول تھا...... اب یہاں پر کسی کو یہ شبہ نہ پڑے کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز چالیس سال تک، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ عرف میں کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ ایک بندہ اگر عالم بنے اور اس کے بعد کسی مدرسے میں پڑھانا شروع کردے، اور مدرسے میں پڑھاتے پڑھاتے وہیں ان کی وفات ہوجائے تو لوگ کہتے ہیں: جی پوری زندگی پڑھنے پڑھانے میں گزار دی۔ کیا مطلب؟ کیا جمعہ کے دن کی چھٹی نہیں ہوتی تھی؟ یا کبھی ان کا بیماری کی وجہ سے ناغہ نہیں ہوا؟ بھئی! یہ عرف میں بات کہی جاتی ہے کہ زندگی کا یہ معمول تھا...... اسی طرح عرف میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ چالیس سال تک معمول تھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

قرآنِ مجید میں بھی یہی عرف کی باتیں کہی گئی ہیں۔ مثلاً تورات کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ [النحل:۸۹]

''ہر چیز کو واضح کرنے والی۔''

اب بتائیں کہ یہ جو آسمانی کتابیں ہیں، ان میں سائنس کا علم ہے؟ میڈیکل کا علم ہے؟ نیوکلیئر کا نالج ہے؟ انجینئرنگ کا علم ہے؟ یہ کوئی ٹیکنالوجی کی کتابیں تو نہیں ہیں، یہ تو کتبِ ہدایت ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے کُلّ کا لفظ اس لیے استعمال فرما دیا کہ ہدایت کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ تمام اس کے اندر موجود ہیں۔ مگر کوئی کُلّ کے لفظ کو پکڑ کر بیٹھ

جائے کہ کُلُ کہا گیا کہ ہر چیز اس میں ہے، تو ہر چیز کا یہ مطلب تو نہیں لیا جائے گا۔

قرآنِ مجید میں ہے کہ ملکۂ بلقیس ایک ملکہ تھی، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ [النمل:۲۳]

''اوراس کو ہر طرح کا ساز و سامان دیا گیا ہے۔''

ہر چیز اس زمانے میں جو عرف میں ہوتی تھی وہ دی گئی تھی۔ اب کوئی پوچھے کہ اس کے زمانے میں ریفریجریٹر تھا؟ اس کے زمانے ایئر کنڈیشنر تھا؟ اس کے زمانے میں لینڈ کروزر گاڑی تھی؟ جی کُلُ کا لفظ ہے تو کُلُ کا معنی یہ ہے کہ ہر چیز اس کے پاس تھی۔ بھئی! تم اپنی عقل کا علاج کرواؤ، اس کُلُ سے مراد اس زمانے میں جتنی معروف چیزیں تھیں وہ تمام اس کے پاس موجود تھیں۔

تو قرآنِ مجید میں بھی عرف کو لیا گیا ہے، اور اس کا لحاظ کیا گیا ہے۔ اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ چالیس سال ان کا یہ معمول رہا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے، اتنی Efforts وہ اپنے رب کو منانے کے لیے کرتے تھے۔ اور اتنی Efforts وہ علم کی خدمت کے لیے کرتے تھے۔ اپنی زندگی میں چھ لاکھ مسائل کا جواب انہوں نے لکھوا دیا۔ اپنے شاگردوں سے چھ لاکھ مسائل کا جواب لکھوانا کوئی آسان کام نہیں ہے، پتا نہیں کتنی محنت کی ہوگی۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا طلبِ علم میں Excellence (کمال):

ان کے ایک شاگرد تھے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ وہ ان کے ساتھ چپکے رہتے تھے۔ ایک لمحہ بھی ان سے آگے پیچھے ہونا پسند نہیں کرتے تھے کہ کہیں استاد کوئی بات کہے اور

میں اس کو سن نہ سکوں، ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے ساتھ بیٹھے تھے اور مجلسِ مذاکرہ چل رہی تھی۔ اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے، آپ گھر آئیں، بچے کے کان میں اذان کہیں اور اور تحنیک (گھٹی) دیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے پیغام بھجوا دیا کہ فلاں جو ہمارے قریبی عالم ہیں، وہ بڑے ہیں، ان کو بلا کر اذان بھی دلوا دو اور تحنیک بھی کروا دو۔ چنانچہ بچے کی تحنیک بھی ہو گئی، بچے کی اذان بھی کہہ دی گئی۔ پھر دو چار گھنٹوں کے بعد پیغام آیا کہ بچے کی طبیعت خراب ہو رہی ہے، آپ تشریف لے آئیں۔ انہوں نے اپنے ایک دوست کو کہہ دیا: بھئی! فلاں حکیم کو کہو، میرے بچے کو چیک کر لے۔ پھر اللہ کی شان کہ اور دو گھنٹے بعد اطلاع آئی کہ بچے کی وفات ہو گئی، آپ تشریف لائیں تاکہ کفن دفن کا انتظام ہو سکے۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی سے درخواست کی کہ میرے بچے کو نہلا بھی دیں اور اس کو کفنا بھی دیں، اور اس کی جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے اسے یہاں لے آئیں کہ میں بھی جنازہ میں شریک ہو جاؤں گا۔ چنانچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کا جنازہ مسجد میں لایا گیا اور وہاں انہوں نے شرکت کی۔ جب انہوں نے قبرستان لے جانا تھا تو پھر انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو درخواست کی کہ پلیز آپ میرے بچے کو جا کر دفن کر دیں، میں اپنے استاد کی مجلس سے غیر حاضر نہیں ہو سکتا۔ بیٹے کو کسی اور نے دفن کیا اور وہ خود امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس تعلیم میں بیٹھے رہے۔

اتنی محنت کے بعد پھر ایک وقت آیا کہ جب وہ اسلامی دنیا کے چیف جسٹس بنے۔ گیارہ صوبے تھے، ہر صوبے کا ایک قاضی ہوتا تھا، ان قاضیوں کے اوپر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بڑے قاضی بنے۔ ان کو جو Excellence ملی، اس کے پیچھے ان کی قربانیاں دیکھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے۔ اتنی قربانیوں کے بعد، اتنی محنت کے بعد،

پھر اللہ تعالیٰ بندے کو کمال عطا کر دیتے ہیں۔

سب سے Excellent (کامل) زندگی:

اس کائنات میں سب سے زیادہ Excellent Life (کامل زندگی) اگر کسی کی ملتی ہے تو وہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی مبارک زندگی ہے۔سب سے زیادہ کامل زندگی ہے۔ باقی جتنے انسانوں کی زندگیاں ہیں، وہ ناقص زندگیاں ہیں...... یہ نکتے کی بات ہے کہ باقی تمام انسانوں کی زندگیاں ناقص زندگیاں ہیں۔ وہ کیسے؟ کسی سائنس دان کی وفات ہوئی، لوگ کہتے ہیں کہ بڑا اچھا سائنس دان تھا، اس نے یہ تحقیق کی، یہ تحقیق کی، اور ابھی تو وہ اور تحقیقات کرنا چاہتا تھا، زندگی نے وفا نہ کی اور وہ فوت ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ کامل زندگی نہیں تھی، ادھوری زندگی تھی۔ کسی بڑے فاتح کی بات کریں تو کہتے ہیں: فلاں بندے نے، جیسے امیر تیمور نے دنیا کو فتح کیا، ابھی وہ اور زیادہ فتوحات کرنا چاہتے تھے، زندگی نے وفا نہ کی اور موت آ گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ جتنی بھی Achievements (کامیابیاں) تھیں ان کے باوجود ان کی زندگی ادھوری تھی۔ دنیا میں بڑے بڑے علماء آئے اور انہوں نے بڑی کتابیں لکھیں، ہزاروں کی تعداد میں۔ لیکن لکھنے والوں نے لکھا کہ ان کی کتابیں اتنی اعلیٰ، اتنی اچھی، لیکن وہ اور بھی لکھنا چاہتے تھے، وقت نے وفا نہ کی اور وہ دنیا سے چلے گئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے لوگوں کی زندگیاں ہیں، جس میدان میں بھی، وہ سب کی سب ادھوری زندگیاں ہیں۔ لوگ کہتے ہیں: جی علامہ اقبال نے بہت اچھی شاعری کی، وہ شاعرِ مشرق تھے، وہ ابھی امت کے بارے میں اور بھی لکھنا چاہتے تھے، لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ اس کا مطلب جتنی بھی Achievements (کامیابیاں) تھیں، ان کے بعد

بھی لوگوں نے کہا کہ ابھی زندگی ناقص تھی، ادھوری تھی، جو Wish (تمنا) تھی اسے پورا نہ کر سکے، اسے حاصل نہ کر سکے۔ تو کائنات میں جتنے بھی لوگ گزرے، ہر کسی کے بارے میں یہی کہا گیا کہ انہوں نے بڑے اچھے کام کیے، بڑے اعلیٰ کام کیے، مگر اور بھی کرنا چاہتے تھے، زندگی نے وفا نہ کی نہ کر سکے۔ لیکن ایک مثال ایسی ملتی ہے کہ عرفات کے میدان میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کا مجمع ہے، اور رات کی تاریکی میں نہیں، دن کی روشنی میں اللہ کے محبوب ﷺ اس سوا لاکھ مجمع سے یہ پوچھتے ہیں: لوگو! جو مقصد میں لے کر آیا تھا، بتاؤ وہ امانت میں نے ادا کر دی یا نہیں کی؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگ کہتے ہیں:

''نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ''

''ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے دین کو ہم تک پہنچا دیا اپنے فرض کو ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی کی۔''

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا بایں طور کہ اسے آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر لوگوں کی طرف جھکا کر کہا:

((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ)) [صحیح مسلم، حدیث: ۳۰۰۹]

''اے اللہ! اپنے بندوں کے اس اقرار اور اعتراف پر تو گواہ رہ۔ اے اللہ! تو گواہ رہ۔ اے اللہ! تو گواہ رہ۔''

اے اللہ! اس بات کا گواہ رہنا کہ جو مقصد میرا دنیا میں آنے کا تھا، میں اس کو پورا کر کے جا رہا ہوں۔ ایک زندگی ایسی ہے جو کامل زندگی نظر آتی ہے۔

باکمال بننے کے لیے نبی علیہ السلام کو اپنا قائد بنائیں:

تو آج ہمیں چاہیے کہ ہم اسی شخصیت کو اپنا امام بنائیں، اپنا مقصد بنائیں، اپنا قائد بنائیں۔

میرا قائد ہے وہ زندگی پیغام تھا جس کا
محبت نام تھا جس کا ، محمد نام تھا جس کا
وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کردی تھی
کلی آغاز تھی جس کی ، چمن انجام تھا جس کا

تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی کامل زندگی گزاری۔ آیئے! ان کو ہم اپنی زندگی کا قائد مانتے ہیں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا آج ہم عہد وارادہ کرتے ہیں۔ ہم ایک کامل واکمل شخصیت کو اپنی زندگی کا قائد مانیں گے تو یقیناً ہمیں بھی ان کی پیروی سے کمال حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾

[آل عمران:۳۱]

''(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔''

تو نبی علیہ السلام کی پیروی کرنے سے ہم اللہ کے محبوب بن جائیں گے۔ ہمیں اس دنیا میں Excellence حاصل ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک Excellent (کامل) زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے، محنت سے بالکل گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ خوب محنت کریں، کام کر کر کے اپنے آپ کو تھکائیں اور

تھک تھک کر پھر آپ کام میں لگ جائیں۔ جب اتنی محنت کریں گے تو پھر اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت ہوگی۔ اس محنت سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ چندروزہ زندگی ہے، بالآخر یہ محنت کا وقت گزر جائے گا۔

نور میں ہو یا نار میں رہنا
ہر جگہ یادِ یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے بس سہہ لو
پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

زندگی کے یہ خزاں کے چند جھونکے سہہ لیجیے۔ پھر ان شاء اللہ، اللہ کے ہاں جائیں گے، زندگی میں Excellence ہوگی، اعمال اچھے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائیں گے، پھر ہمیشہ بہار میں رہنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں Excellent Life گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

دین کی محنت کا جذبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ
يُرٰى ﴿۴۰﴾﴾ (النجم:۳۹،۴۰)
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان درخت نہیں کہ کھڑا رہے، پتھر نہیں کہ پڑا رہے، یہ تو اشرف المخلوقات ہے، اسے چاہیے کہ ذکر الٰہی میں لگا رہے۔ مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

Relative Marking (تقابلی نمبرنگ) کا تصور:

اس عاجز نے UET (یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی) سے انجینئرنگ کی

ڈگری حاصل کی۔ وہ 1971ء کا بیچ تھا۔ ہمارے زمانے میں الیکٹرانکس کے ایک پروفیسر مسعود صاحب تھے۔ وہ بہت ہی سائنسدان قسم کے آدمی تھے، وہ فنا فی الالیکٹرانکس تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے انہوں نے الیکٹرانکس کے ساتھ شادی کی ہوئی ہے۔ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ الیکٹرانکس کے سوا کسی اور ٹاپک پہ بات ہی نہیں کرتے، واقعی ان کی زندگی ایسی ہی تھی۔ ان کو کسی اور سرگرمی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، نہ ان کی زندگی میں سوشلائزیشن تھی اور نہ ہی انہیں کبھی ہنستے دیکھا گیا تھا۔ ہاں! اگر کہیں بیٹھے ہوئے کوئی الیکٹرانکس کا نام لیتا تو ایسے لگتا کہ ان کی ساری Senses (حسیں) Active (بہت تیز) ہوگئی ہیں۔ وہ بڑی گرم جوشی کے ساتھ اس پر بات کرتے تھے۔

اس زمانے میں کراچی، لاہور یا پشاور کی یونیورسٹیوں میں اگر کبھی الیکٹرانکس کے موضوع پر کوئی بحث چھڑ جاتی تو سب یونیورسٹیوں کے پروفیسرز یہ کہتے تھے کہ مسعود صاحب کی بات فائنل ہوگی۔ یعنی وہ اپنے وقت میں الیکٹرانکس کے میدان میں اتھارٹی سمجھے جاتے تھے۔

ہم لوگوں نے ان سے ''انڈسٹریل الیکٹرانکس'' کا سبجیکٹ پڑھا تھا۔ ویسے وہ بہت خوش اخلاق انسان تھے، Soft speaking (نرم گو) تھے۔ مگر یونیورسٹی میں ان کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ ظالم پروفیسر ہیں اور بہت قصائی قسم کے آدمی ہیں۔ اس لیے لڑکے دعا مانگتے تھے کہ ہمارا Subject (مضمون) ان کے پاس نہ ہو۔

اللہ کی شان کہ جب ہمیں ان کے پاس پڑھنے کا موقع ملا تو ہم نے ان کو ایک جدا انسان دیکھا۔ وہ اس وقت تک کلاس میں سمجھاتے رہتے تھے جب تک ہر بچے کا Concept (تصور) Clear (واضح) نہیں ہوجاتا تھا۔ وہ آسان طریقے سے اور اچھی اچھی مثالیں دے کر سمجھاتے تھے۔ جو پڑھنے والے بچے تھے وہ بہت زیادہ خوش

ہوتے تھے۔ اگر کوئی ایکسٹرا ٹائم میں ان سے ہیلپ لینا چاہتا تھا تو وہ مدد دینے کے لیے تیار ہوتے تھے۔ مگر ان کے بارے میں یونیورسٹی میں مشہور یہی تھا کہ یہ بہت ہی سخت گیر انسان ہیں اور یہ بچوں کا کیریئر خراب کردیتے ہیں اور ان کو فیل کردیتے ہیں۔ ہمیں ان میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی تھی، بلکہ لگتا یوں تھا کہ وہ سٹوڈنٹس پر باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔

لیبارٹری کے لوگ ان سے تنگ تھے۔ اس لیے کہ وہ اپنے فارغ وقت میں لیبارٹری کے اندر اپنے تجربات کرتے رہتے تھے اور لیبارٹری کا عملہ فارغ نہیں رہتا تھا۔

تین مہینے پڑھانے کے بعد انہوں نے اناؤنس کیا کہ اب آپ کا سہ ماہی پیپر ہوگا۔ ہم لوگوں نے تیاری شروع کردی۔ انہوں نے ہمیں ایک بات سمجھائی کہ دیکھو! دوسرے پیپرز میں تم لوگ رٹہ لگا کر آتے ہو اور پیپر حل کر کے چلے جاتے ہو، لیکن میرے پیپر میں وہ بچہ پاس ہوگا جو Concept (فہم) کلیئر کرے گا اور اس کو اپنے سبجیکٹ کا پتا ہوگا۔

پھر انہوں نے ایک نئی بات سنائی کہ عام پیپر کے دوران آپ لوگ پیپرز پر کچھ نوٹس لکھ کر لاتے ہو اور اس سے نقل کر کے لکھتے ہو، لیکن میرا پیپر ایسا نہیں ہوگا۔ میرے پیپر میں تمہیں اپنی ٹیکسٹ بک ساتھ لانے کی اجازت ہوگی۔ یہ سن کر ہم حیران ہوئے کہ یہ تو بڑا عجیب پیپر ہوگا جس میں ہم ٹیکسٹ بک بھی اپنے ساتھ لے کر آئیں گے۔ جب پیپر کا وقت ہوا تو ہم سب اپنے ہاتھ میں اتنی موٹی کتاب لے کر آئے، ہم سب بیٹھے مسکرا رہے تھے کہ آج تو پیپر بہت ہی مزے کا ہوگا کیونکہ ہم نے ٹیسٹ بک سے دیکھ کر وہ پیپر حل کر دینا ہے۔

اللہ کی شان کہ جب پیپر سامنے آیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ تھا تو کورس میں سے ہی،

مگر وہ ٹیکنیکلی اتنا مشکل تھا کہ کتاب میں سے اس کے جوابات ڈھونڈنا مشکل تھے۔ ہر طالب علم کتاب کے صفحات الٹ رہا تھا، مگر اس کو اس کا جواب نہیں مل رہا تھا۔ ہم نے طلبا کا اتنا پسینہ کسی اور پیپر میں بہتے ہوئے نہیں دیکھا تھا جتنا اس پیپر میں دیکھا۔ یہ بھی عجیب بات ہے نا، کہ کتاب میں سے دیکھ کر پیپر حل کرنا ہے اور حل نہیں کر پا رہے۔

خیر جب پیپر دے چکے تو اس کے بعد اسٹوڈنس کے تاثرات مختلف تھے۔ کسی نے کہا: دیکھا! یہ بندہ ہے ہی اسی قسم کا، اس کو ہمارے کیریئر کی کوئی پروا نہیں، یہ ہمیں فیل کر کے رہے گا۔ کوئی کچھ کہہ رہا تھا اور کوئی کچھ کہہ رہا تھا۔

جب دو چار دنوں بعد انہوں نے پیپرز واپس کیے اور میرا پیپر میرے ہاتھ میں آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے 100 میں سے 9 نمبر تھے۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا، کیونکہ ساری زندگی میں فرسٹ، سیکنڈ پوزیشن لیتا رہا تھا، میرے دماغ میں کبھی خیال ہی نہ آیا تھا کہ میں کبھی فیل بھی ہو سکتا ہوں۔ اب 100 میں سے 9 نمبر دیکھ کر پہلے تو میں دیکھتا رہا کہ شاید 9 کے ساتھ دائیں طرف زیرو بھی لگا ہو، لیکن وہ تو 9 نمبر ہی تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں اس Subject (مضمون) میں فیل تھا۔ میری طرح کلاس کے باقی طلبہ بھی سہمے سہمے نظر آ رہے تھے۔

انہوں نے پیپرز تقسیم کرنے کے بعد کہا: اچھا! میں آدھے گھنٹے کے لیے اپنے آفس جا رہا ہوں، آپ لوگ اپنے پیپر چیک کر لیں، اگر کوئی بات ڈسکس کرنی ہو تو بعد میں کر لینا۔ لہٰذا وہ کلاس سے باہر چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد لڑکوں نے کہنا شروع کر دیا: لوگ صحیح کہتے تھے کہ یہ قصائی قسم کا آدمی ہے...... ان کو تو ہمارے کیریئر کی فکر ہی نہیں ہے...... کوئی کہتا: میں اپنے ابو کو کیا منہ دکھاؤں گا؟

ہم نے بعد میں دوسروں کے پیپرز بھی چیک کیے جس سے پتا چلا کہ پوری کلاس کے نمبر 9 سے تھوڑے تھے۔ یعنی میں فرسٹ بھی تھا اور فیل بھی تھا۔ اتنا ناقص رزلٹ دیکھ کر سب اسٹوڈنٹس کی عجیب کیفیت تھی۔ وہ بہت غصے میں تھے، وہ کہہ رہے تھے، یہ کوئی طریقہ ہے...... کیا ایسے پیپر لیا جاتا ہے...... فلاں ہے فلاں ہے۔

جب آدھے گھنٹے بعد پروفیسر صاحب واپس آئے تو لڑکوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور ان کو بتایا: جی! آپ کا پیپر تو بہت ہی مشکل بنا ہوا تھا، آپ نے ساری سائنس ہمارے ہی سامنے ظاہر کرنی تھی، آپ نے تو ہمارے کیریئر کا خیال ہی نہیں رکھا...... ہر سال کی مارکس شیٹس بھی دیکھی جاتی ہیں، ہم کس کو دکھائیں گے کہ ہمارے 9 نمبر تھے یا 8 نمبر تھے یا 7 نمبر تھے۔

انہوں نے خاموشی کے ساتھ سب کی باتیں سنیں اور پھر کہا: دیکھیں! میں آج آپ لوگوں کی Relative Marking (تقابلی نمبرنگ) کروں گا۔ یہ ریلیٹو مارکنگ کا لفظ ہمارے لیے نیا تھا۔ ہم نے اس سے پہلے یہ لفظ کبھی نہیں سنا تھا۔ لہٰذا ہم نے کہا: جی! ریلیٹو مارکنگ کیا ہوتی ہے؟ انہوں نے میرا نام لے کر مجھے کھڑا کیا اور کہا: اگر یہ بچہ اس سبجیکٹ میں 100 میں سے 9 نمبر لے سکتا ہے تو پھر باقی کیوں نہیں لے سکتے؟ میں اس کے نمبروں کو Reference (حوالہ) بنا کر باقی اسٹوڈنٹس کی ریلیٹو مارکنگ کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے میرے نمبر 9 کے بجائے 90 کر دیے، جس کے 8 تھے اس کے 80 کر دیے اور جس کے 7 تھے اس 70 کر دیے۔ اس طرح کلاس کے اکثر اسٹوڈنٹس پاس بھی ہو گئے اور خوش بھی ہو گئے۔ کلاس کا کوئی بچہ بھی ان کے اس سوال کا جواب نہیں دے پا رہا تھا کہ اگر میرے اس پیپر میں ایک بچہ 100 میں سے 9 نمبر لے سکتا ہے تو باقی بچوں نے 9 نمبر کیوں نہیں لیے؟ ہمارے پاس ان کے اس سوال کا کوئی

جواب نہیں تھا۔ یوں ہمارے ذہن میں Relative Marking (تقابلی نمبرنگ) کا ایک نیا Concept (تصور) آیا۔

قیامت کے دن Relative Marking (تقابلی نمبرنگ):

بعد میں ہم نے حدیث پاک میں پڑھا کہ قیامت کے دن بھی معاملہ ایسا ہی ہوگا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت ایک آدمی کو کھڑا کریں گے اور فرمائیں گے: اے میرے بندے! تو نے اپنی زندگی میں دین کے لیے کیا کام کیا؟ وہ کہے گا: یا اللہ! میں فلاں ملک کا چیف ایگزیکٹو تھا...... میں تو پرائم منسٹر تھا...... میں تو بادشاہ تھا...... میں تو صدر تھا...... اور اتنے مسائل تھے کہ میں ساری زندگی انہی میں اُلجھا رہا، میں کیا کر کے آتا؟ اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کو فرمائیں گے کہ وہ کھڑے ہو جائیں۔ پھر اس بندے کو مخاطب ہو کر فرمائیں گے: یہ بھی میرے بندے تھے، ان کے پاس انسانوں کی بادشاہت بھی تھی، جنوں کی بادشاہت بھی تھی، پھر خشکی اور تری کی مخلوقات کی بھی بادشاہت تھی، اگر یہ اتنی بڑی بادشاہت کے باوجود میری فرمانبرداری کرنے والے تھے تو تم نے میری فرمانبرداری کیوں نہ کی؟ اس وقت وہ بندہ اللہ رب العزت کے سامنے لاجواب ہو جائے گا۔

ایک بندے سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: تم نے کیا کیا؟ وہ کہے گا: یا اللہ! میں ٹی۔ بی۔ کا مریض تھا، ہر وقت کھانستا رہتا تھا، میں کیا کرتا؟ مجھ سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ایوب علیہ السلام کو کھڑا کریں گے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو آزمایا، ان کی بیماری ایسی تھی کہ ان کی زبان کے علاوہ ان کا پورا جسم ہی اس بیماری سے متاثر تھا۔ اللہ اس بندے کو فرمائیں گے کہ انہوں نے اس بیماری کے باوجود میری اتنی عبادت کی کہ میں نے قرآن پاک میں فرما دیا:

﴿اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۞ نِعْمَ الْعَبْدُ ۞ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۞﴾ (ص: ۴۴)

اگر یہ اس بیماری کے باوجود اتنی نیکی کر کے آئے تو تم نے نیکی کیوں نہ کی؟ یہ ریلیٹو مارکنگ ہے اور واقعی یہ Comparison (موازنہ) کرنے کا اچھا طریقہ ہے۔

ان واقعات سے یہ بھی پتا چلا کہ قیامت کے دن کوئی یہ بہانہ نہ بنا سکے گا کہ یا اللہ! میری ڈیوٹی ایسی تھی، میرا بزنس ایسا تھا، میری مصروفیت ایسی تھی کہ میں تو دین کے لیے کچھ کر ہی نہیں سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ دین پر چلنے والے بندوں کو مثال کے طور پہ پیش فرمادیں گے۔

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ہر دور میں اور ہر زمانے میں قدسی روحیں موجود ہوتی ہیں جو نیکی پہ زندگی گزارتی ہیں، وہ دنیا کے تقاضے بھی پورے کرتے ہیں اور دین کے تقاضے بھی۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا واقعہ:

ایک بزرگ گزرے ہیں، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔ انڈیا کے دارالحکومت دہلی میں ان کے نام پر قطب مینار بھی بنا ہوا ہے۔ وہ وقت کے بادشاہوں کے شیخ کہلاتے تھے۔

ان کے بچپن کا ایک واقعہ ہے۔ ان کی پیدائش سے پہلے ان کے والدین نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم ہونے والے بچے کو نیک کیسے بنائیں گے؟ ہم اس کے لیے کیا کیا کریں گے؟ اس سلسلے میں ماں نے بھی تجویزیں پیش کیں اور باپ نے بھی تجویزیں پیش کیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے ایک لائن طے کر لی کہ ہم اپنے بچے کو ایسا بنائیں گے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھریں گے اور وہ بہت ہی نیک بنے گا۔

جب بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام ''قطب الدین'' رکھا گیا۔ جب وہ بچہ مدرسہ جانے

کے قابل ہوا تو قریب ہی ایک مدرسہ میں بچے کو پڑھنے کے لیے بھیجا گیا۔ جب بچہ مدرسہ سے واپس آیا تو اس نے کہا: امی! مجھے بھوک لگی ہے، کھانا دیں۔ ماں نے کہا: بیٹا! ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کھانا دیتے ہیں، تم بھی اللہ تعالیٰ سے کھانا مانگو، وہ تمہیں بھی عطا کریں گے۔ بیٹے نے پوچھا: امی! کیسے مانگوں؟ ماں نے کہا: یہ دیکھو، یہ مصلّی ہے، اس کو بچھاؤ، اس پر بیٹھو، اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگو۔ تو بچے نے مصلّے پر بیٹھ کر ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی: اے اللہ! میں ابھی مدرسے سے آیا ہوں، تھکا ہوا ہوں، آپ میرے امی ابو کو بھی کھانا دیتے ہیں، مجھے بھی کھانا دیں۔ اس نے دعا مانگنے کے بعد کہا: امی! اب کیا کروں؟ ماں نے کہا: بیٹا! کمرے میں جاؤ، وہاں سے ڈھونڈو، کہیں کھانا پڑا ہوگا۔ دراصل ماں نے گرم گرم روٹی کہیں چھپائی ہوئی تھی، جب بچے نے ادھر ادھر سے تلاش کی تو اس کو روٹی مل گئی۔

اب یہ اس کا روزانہ کا معمول بن گیا کہ بچہ مدرسے سے آتا، پھر دعا مانگتا اور کھانا تلاش کرتا۔ اس طرح اسے کھانا مل جاتا۔ اب اس کے ذہن میں بہت سارے سوالات پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ وہ ماں سے پوچھتا: امی! اللہ تعالیٰ سب کو کھانا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اتنے بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پاس اتنے خزانے ہیں، وہ اتنے پیار کرنے والے ہیں۔ جب ماں دیکھتی کہ میرا بیٹا اللہ کے بارے میں اتنے اچھے اچھے سوالات محبت سے پوچھ رہا ہے تو اس کو بہت خوشی ہوتی کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت جاگزیں ہو رہی ہے۔

یہ سلسلہ اسی طرح چل رہا تھا کہ ایک دن والدہ کو رشتہ داروں کے ہاں کسی تقریب میں جانا پڑا۔ وہاں اس کو وقت زیادہ لگ گیا۔ اسے توقع یہی تھی کہ میں گھر جا کر بچے کے آنے سے پہلے پہلے کھانا پکا لوں گی، مگر جب اس نے وقت دیکھا تو وقت زیادہ

ہو چکا تھا۔اس بات سے وہ بڑی گھبرائی کہ آج میرا بچہ آئے گا اور اگر اس کو کھانا نہ ملا تو اس کا جو یقین بن رہا تھا، وہ ٹوٹ جائے گا۔ چنانچہ وہ روتی روتی گھر واپس آئی، گھر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ بچہ سویا ہوا تھا، وہ بہت خوش ہوئی کہ یہ سویا ہوا ہے، میں جلدی جلدی کھانا بنا لیتی ہوں۔

اس نے کھانا بنا کر اسی طرح کہیں چھپا دیا۔ پھر آ کر بچے کو پیار کیا اور جگا کر کہا: بیٹا! آج تو تمہیں بہت بھوک لگی ہوگی، اُٹھو، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر کھانا ڈھونڈو۔ بچہ اُٹھا اور کہنے لگا: اماں میں مدرسے سے آیا تھا آپ بھی گھر میں نہیں تھیں، میں نے مصلیٰ بچھا کر دعا مانگی تھی اور میں نے یہ بھی کہا تھا: اے اللہ! آج تو اماں بھی گھر پر نہیں ہیں، آپ مجھے کھانا کھلا دیجیے۔ اماں! پھر میں کھانا ڈھونڈنے کے لیے کمرے میں گیا تھا، مجھے ایک جگہ روٹی پڑی ہوئی مل گئی تھی، میں نے وہ اُٹھا کر کھالی، لیکن جو مزا مجھے آج آیا ہے، وہ مزا روٹی کھانے میں پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔

روٹی کو ہندی زبان میں ''کاکی'' کہتے ہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کی وجہ سے ان بزرگوں کے نام کے ساتھ ''کاکی'' کا لفظ لگ گیا۔ آج دنیا ان کو قطب الدین بختیار ''کاکی'' کے نام کے ساتھ یاد کرتی ہے۔

پھر جب وہ بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ولایت کے بڑے مقام پر فائز کیا۔ حتیٰ کہ وقت کے بادشاہ بھی ان کے مرید تھے۔ پھر عوام الناس کا کیا کہنا، وہ تو اور بھی زیادہ گرویدہ تھے۔

بادشاہِ وقت کی تقویٰ بھری زندگی:

جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو ان کا جنازہ ایک

بڑے گراؤنڈ میں لایا گیا۔ ان کا جنازہ پڑھنے کے لیے لاکھوں لوگ جمع ہو گئے تھے۔ جب جنازہ لا کر رکھا گیا تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر اعلان کیا:

حضرت نے مجھے ایک وصیت کی تھی۔ میری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ میں وہ وصیت سارے مجمع کے سامنے سناؤں، تاکہ اس پر عمل ہو سکے۔

چنانچہ سب مجمع متوجہ ہو گیا۔ اس نے وصیت پڑھ کر سنائی کہ حضرت نے فرمایا ہے: میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کی زندگی میں چار خوبیاں ہوں:

1 ......ایسا نیک انسان جس کی فرض نماز کی تکبیرِ اُولیٰ کبھی بھی قضا نہ ہوئی ہو۔ تکبیرِ اولیٰ سے مراد یہ ہے کہ جب امام شروع میں اللہ اکبر کہتا ہے، تو وہ عین اسی وقت جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھے۔ اب ہم اگر اپنی زندگیوں پر غور کریں تو ہم اس شرط میں فیل ہیں۔ کئی مرتبہ جماعت سے نماز رہ جاتی ہے یا رکعتیں رہ جاتی ہیں اور تکبیرِ اُولیٰ نہیں ملتی۔

2 ......اس کی تہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی ہو۔ اس دوسری شرط کے آئینے میں اگر ہم اپنے آپ کو دیکھیں تو ہم پھر فیل ہوتے ہیں۔ انسان ہیں، سفر، حضر، صحت، بیماری، کئی طرح کے حالات پیش آتے ہیں۔ اگر تہجد پڑھتے بھی ہیں تو کئی مرتبہ رہ بھی جاتی ہے۔

3 ......وہ اتنا عبادت گزار ہو کہ اس نے عصر کی سنتیں بھی کبھی نہ چھوڑی ہوں۔ اب اگر تیسری شرط کو دیکھیں تو اس میں بھی ہم سب فیل ہیں۔

4 ......اس نے اپنی زندگی میں کسی غیر محرم کو شہوت کی نگاہ سے نہ دیکھا ہو۔

جب یہ شرائط پڑھ کر سنائی گئیں تو گویا پورے مجمع کو سانپ سونگھ گیا۔ لوگ حیران تھے کہ کس بندے میں یہ صفات ہوں گی اور کون اس کا جنازہ پڑھائے گا۔

تھوڑی دیر تو خاموشی رہی۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ ایک آدمی روتا ہوا آگے بڑھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور ان کے چہرے کے قریب آ کر کہا: حضرت! آپ تو

وفات پا گئے، مگر میرے راز کو آپ نے فاش کر کے مجھے رُسوا کر دیا۔ پھر اس نے پورے مجمع کے سامنے اللہ کو حاضر ناظر جان کر قسم کھا کر کہا: میرے اندر یہ چاروں شرائط موجود ہیں۔ پھر اس نے حضرت کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔لوگوں نے دیکھا کہ وہ وقت کا بادشاہ سلطان التمش تھا۔

سوچنے کی بات ہے کہ اگر وقت کا بادشاہ ایسا ہوسکتا ہے کہ اس کی تکبیر اولیٰ قضا نہ ہو، اس کی تہجد قضا نہ ہو، عصر کی سنتیں قضا نہ ہوں اور وہ غیر محرم پر بُری نظر نہ ڈالے، تو دوسرے لوگ قیامت کے دن کیسے بہانہ کریں گے کہ جی! ہم تو ایسے وقت میں پیدا ہوئے کہ ہم تو گناہ سے بچ ہی نہیں سکتے تھے۔بھئی! بچنے والوں نے ایسے ایسے مقام پر زندگی گزاری اور گناہوں سے بچ کے دکھایا۔ یہ لوگ قیامت کے دن ہمارے لیے ریفرنس بن جائیں گے۔

آج کے زمانے میں اگر چہ دنیا کے اندر عریانی اور فحاشی بہت عام ہوتی جارہی ہے۔مگر ایسے لوگ بھی اس زمانے میں بھی موجود ہیں جو نیکی اور تقویٰ کی زندگی گزار رہے ہیں۔اگر یہ قدسی روحیں نہ ہوتیں تو شاید اللہ تعالیٰ دنیا کی بساط کو لپیٹ کے ہی رکھ دیتے۔ہم اپنے بعض قریبی لوگوں کو دیکھتے ہیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ کرنے والے کتنی جدوجہد کرتے ہیں۔

ایک قابل ترین ڈاکٹر کا دین میں آگے بڑھنا:

ہمارے ایک قریبی ساتھی ہیں۔انہوں نے شکاگو سے میڈیکل سائنسز میں ڈگری لی۔اس کے بعد انہوں نے مجھے فون کیا اور کہا: میں چاہتا ہوں کہ دین پڑھوں اور دین کو بھی ساتھ لے کر چلوں۔ ہم نے کہا: بہت اچھا، اس کے لیے آپ کو تین چار سال کا وقت فارغ کرنا پڑے گا۔

چنانچہ انہوں نے اپنے ڈین سے بات کی۔ انہوں نے اسے کہا: جی! یہ میرا اب تک کا ریکارڈ ہے، میں چاہتا ہوں کہ اب میں Research Work (تحقیقی کام) کروں۔ ڈین نے پوچھا: کون سا کام؟ انہوں نے کہا: دیکھیں! مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام نے اپنی گفتگو میں، یعنی احادیث میں سائنس کے کچھ عنوانات پر بھی گفتگو کی ہے، میں ان باتوں پر ریسرچ کرنا چاہتا ہوں کہ اب تو موسٹ ماڈرن سائنس کا زمانہ ہے، ان کی جو سائنس سے متعلق باتیں تھیں، میں ان کا تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: بہت اچھا۔ چنانچہ ڈین نے کہا: ہم آپ کو چار سال کے لیے فارغ کر دیتے ہیں اور آپ جب چار سال کے بعد آئیں گے تو آپ یہیں سے اپنا کام شروع کر سکیں گے۔

جب ان کو چار سال کا وقت مل گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: جی! اب میں کیا کروں؟ میں نے کہا: آپ ہمارے پاس آ جائیں، ہم آپ کو آٹھ سال کا کورس چار سال میں کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ان کے لیے ٹیچرز کا انتظام کیا اور ان ٹیچرز کو بتایا کہ یہ بندہ بہت ہی ہائی لیول کا ہے، علمائے کرام بخاری شریف کا جو کورس آٹھ سال میں کرتے ہیں وہ آپ نے ان کو چار سال میں پڑھا دینا ہے۔ انہوں نے کہا: بہت اچھا۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ انہوں نے بخاری شریف تک کا کورس مکمل چار سال کے بجائے تین سال میں کرلیا۔ اس نے ایک ایک کتاب سبقاً سبقاً پڑھی۔ شیخ الحدیث صاحب فرماتے تھے: میں نے اپنی زندگی میں اتنا ذہین انسان کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فوٹو گرافک میموری دی ہوئی ہے۔ مگر یہ تو جب دل کے اندر طلب ہوتی ہے تب فوٹو گرافک میموری کام کرتی ہے، ورنہ تو انسان کی عقل پہ پردے پڑ جاتے ہیں۔

جب انہوں نے یہ کام مکمل کیا تو مجھ سے پوچھا: جی! اب میں کیا کروں؟ میں نے

کہا: آپ بتائیں۔ کہنے لگے: جی! میرے پاس ایک سال ہے، مجھے قرآن پاک حفظ کرنے کا بہت شوق ہے، میں یہ کرلیتا ہوں۔ میں نے کہا: بہت اچھا۔ اللہ کی شان کہ انہوں نے آٹھ مہینے کے اندر پورا قرآن پاک حفظ کرلیا۔ پھر اس کے بعد کہنے لگے: جی! اب میں کیا کروں؟ میرے پاس چار مہینے ہیں، میں نے کہا: آپ سفر میں بھی میرے ساتھ رہیں اور رمضان المبارک کے اعتکاف میں بھی میرے ساتھ رہیں تاکہ آپ ذکر وسلوک کے اسباق میں بھی آگے بڑھ جائیں۔ اللہ کی شان کہ انہوں نے چار مہینے بہت اچھا ذکر و مراقبہ کیا، ان کی کیفیات بہت اچھی تھیں، اس طرح میں نے رمضان المبارک کے بعد ذکر وسلوک میں اجازت وخلافت بھی دے دی۔

اب انہوں نے چار سال میں گویا تین ڈگریاں حاصل کرلیں۔ ایک تو وہ باضابطہ عالم بھی بن گئے، دوسرا حافظ بھی بن گئے اور تیسرے نمبر پر ان کو سلسلہ عالیہ کی اشاعت کی اجازت بھی مل گئی۔ پھر مجھے کہنے لگے: جی! اب میں کیا کروں؟ میں نے کہا: بس آپ واپس جائیں، وہی ڈاکٹری والی لائن کو دوبارہ اپنانا ہے اور ساتھ ساتھ دین کا کام بھی کرنا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ واپس امریکہ چلے گئے۔

امریکہ میں جب کوئی ڈاکٹر اپنی پریکٹیکل لائف میں داخل ہونے لگتا ہے تو اس کو ایک امتحان دینا پڑتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں U.S.M.L.A.Test یہ ٹیسٹ اتنا مشکل ہوتا ہے کہ بہت لوگ رو رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے پاکستان سے جانے والے ڈاکٹر تیسری ٹرائی میں، چوتھی، پانچویں یا چھٹی ٹرائی میں پاس ہوتے ہیں۔ بلکہ میں نے ایک ڈاکٹر کو دیکھا جس نے نو دفعہ ٹرائی کی، پھر جا کر پاس ہوا۔ وہ اتنا مشکل ٹیسٹ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر بہت پریشان ہوتے ہیں کہ یہ ٹیسٹ کیسے پاس کریں؟

ان کو بھی وہ ٹیسٹ پاس کرنا تھا...... اللہ کی شان کہ چار سال کا Gap (وقفہ) بھی اور وہ ٹیسٹ بھی دینا تھا...... وہ ٹیسٹ چھ گھنٹے کا ہوتا ہے، اس میں 1800 سوالات ہوتے ہیں۔ وہ سوالات اتنے عجیب ہوتے ہیں کہ ان کا جواب سوچ کر دینے میں ہی لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ انہوں نے وہ چھ گھنٹے کا ٹیسٹ دیا اور اتنے نمبر لیے کہ امریکہ کی تاریخ میں کسی اور بندے نے اتنے نمبر نہیں لیے تھے۔ انہوں نے 1800 میں سے 1800 نمبرز حاصل کیے۔ امریکہ کے اندر یہ ریکارڈ ہے کہ ایک مسلمان نوجوان جس کی Origin (اصلیت) بھی کسی باہر کے ملک سے تھی، اس نے U.S.M.L.A.Test میں 1800 میں سے 1800 نمبر لیے۔

پھر جب رزلٹ اناؤنس ہوا تو اس ملک کے تین بڑے بڑے ہاسپٹلز نے ان کو فرسٹ جاب کی آفر کر دی۔ چنانچہ ان کو فرسٹ جاب ملی، اڑھائی لاکھ ڈالر۔ 2.5 لاکھ ڈالر پر ان کی جاب اسٹارٹ ہوئی۔ اس وقت وہ نوجوان ڈی این اے کے ذریعے کینسر کے علاج پر ریسرچ کر رہا ہے۔

اب آپ غور کریں کہ وہ نوجوان ہے اور امریکا جیسے ملک میں رہ رہا ہے، وہاں پر گناہوں کے راستے پر جانے کے لیے اسے کیا رکاوٹ ہے؟ مگر اس نے دین بھی پڑھا، حفظ بھی کیا، اس نے ذکر و سلوک بھی سیکھا، وہ تہجد گزار بھی ہے اور اس نے ساتھ ساتھ اپنی دنیاوی ذمہ داریوں کو بھی پورا کیا۔ یہی نہیں کہ وہ فارغ بیٹھا ہوا ہے بلکہ ایک ایسا ریسرچ ورک کر رہا ہے جو دنیا میں اور کہیں نہیں ہو رہا۔

ایسے لوگ قیامت کے دن ہمارے لیے ایک ریفرنس بن جائیں گے کہ اگر انہوں نے اسی ماحول میں رہتے ہوئے دین کے لیے اتنا کچھ کیا تھا تو تم نے کیوں نہ کیا، اور ہمارے پاس قیامت کے دن کوئی جواب نہیں ہوگا۔

مزدور کا جنت میں داخلہ آسان:

دیکھیں! اگر قیامت کے دن ایک مزدور سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم نے دین کے لیے کیا کچھ کیا؟ وہ کہے گا: یا اللہ! میرے چھ بچے تھے اور میری ماہانہ تنخواہ دوسو دینار تھی، میں مزدور آدمی تھا، سارا دن چیزیں اُٹھا اُٹھا کر رکھتا تھا، میں مشکل سے بچوں کے لیے اتنا کما کر لاتا تھا اور دن بھر کا تھکا ہوا ہوتا تھا جس کی وجہ سے جلدی سے سوجاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ٹھیک ہے، تم نے بچوں کو پالا تھا، چلو تم جنت میں چلے جاؤ۔

پھر اس کی بیوی اللہ تعالیٰ کے حضور جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے: تم نے دین کے لیے کیا کیا؟ وہ کہے گی: یا اللہ! میں چھ بچوں کی ماں تھی، گھر میں کوئی ہیلپ کرنے والی نہیں تھی، میں ہی باورچن تھی، میں ہی دھوبن تھی اور میں ہی بھنگن تھی، گھر کے چھوٹے بڑے سب کام مجھے سمیٹنے تھے، بچوں کی دیکھ بھال بھی کرتی تھی، خاوند کی ذمہ داریاں بھی میں ادا کرتی تھی اور میں کیا کرتی؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا! تو نے چھ بچوں کو پالا تھا، چل تو بھی جنت میں چلی جا۔

ڈگریوں والے مشکل میں:

البتہ جب ایسے لوگ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جائیں گے جو آج کل ڈاکٹر اور انجینئر کہلاتے ہیں اور کہتے ہیں: جی! ہم نے دنیا میں بڑی تعلیم حاصل کی، ہم بڑی اچھی جاب کر رہے ہیں، ہماری بڑی اچھی تنخواہیں ہیں اور بہت سی دوسری مراعات بھی حاصل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے: اے میرے بندو! تم نے میرے دین کے لیے کیا کیا؟ وہ کہیں گے: یا اللہ! ہمیں تو ٹائم ہی نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا! تمہارے پاس بہترین گھر بھی تھا، بہترین گاڑی بھی تھی، مَن پسند کی بیوی تھی، تمہارے

گھر میں ڈرائیور بھی تھا اور تمہارے گھر میں نوکرانی بھی تھی، میں نے تمہیں یہ ساری نعمتیں دی تھیں، اس کے باوجود تم میرے دین کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے، تم وقت پر نماز بھی نہیں پڑھتے تھے۔ بتاؤ! اس وقت ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟

پھر اس کی بیوی آگے آئے گی۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: تم نے میرے دین کے لیے کیا کیا؟ وہ کہے گی: یا اللہ! میں تو نماز بھی نہیں پڑھ پاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیوں؟ وہ کہے گی: یا اللہ! میرے تین بچے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تمہارے خاوند کی تنخواہ اتنی تھی اور تمہارے گھر میں ہر سہولت تھی، تمہارے کچن میں الگ نوکرانی تھی، صفائی کے لیے الگ نوکرانی تھی، کپڑے دھونے کے لیے الگ نوکرانی تھی، اب اتنی آسائشوں کے باوجود تمہیں فرض نمازوں کی بھی توفیق نہیں ملتی تھی؟ تم نے یونیورسٹی میں گریجوایشن اور ماسٹرز کی ڈگری بھی لے لی تھی، اگر تم کمپیوٹر سائنسز پڑھ سکتی تھی تو کیا تم نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا؟ وہ کیا جواب دے گی؟ کیا وہ یہ کہے گی کہ مجھے قرآن مجید پڑھنا ہی نہیں آتا تھا؟ تو ہم جیسے وہ لوگ جو اتنی اتنی ڈگریاں لے چکے ہیں اور ثابت کر چکے ہیں کہ یا اللہ! آپ نے ہمیں ٹریلینز آف برین سیلز دیے ہیں۔ ہم قیامت کے دن لاجواب ہو جائیں گے اور کہیں گے: یا اللہ! ہم نے واقعی سستی کی، ورنہ ہم آپ کا دین بھی پڑھ سکتے تھے، سیکھ سکتے تھے اور اس کے مطابق زندگی گزار سکتے تھے۔

وقت کو منظّم کرنے سے آسانی:

واقعی اگر آج ہم اپنے ٹائم کو ذرا منظم کر لیں تو ہم یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں۔ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے آٹھ گھنٹے نیند کے نکال لیجیے...... ویسے تو سائنٹیفک ریسرچ یہ ہے کہ سات گھنٹے کی نیند ہر بندے کے لیے سب سے زیادہ موزوں نیند ہوتی ہے، اس سے کم ہو تو بھی ہارٹ اٹیک کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر سات

گھنٹے سے زیادہ ہوتو بھی ہارٹ اٹیک کے چانسز زیادہ ہوتے ہیں۔

Seven hour's sleep is the best time for human being.

اس بات پر دنیا کی یونیورسٹیوں کے سائنس دان متفق ہو چکے ہیں...... ہم کہتے ہیں کہ چلو سات گھنٹے کے بجائے آٹھ گھنٹے ہی سہی، تو آٹھ گھنٹے سونے کے لیے نکال دیں۔ ان آٹھ گھنٹوں کے بعد ڈیوٹی کے آٹھ گھنٹے نکال دیں۔ سولہ گھنٹے تو یہ نکل گئے۔ اس کے بعد کے آٹھ گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ دفتر آنے جانے کا نکال دیں۔ باقی سات گھنٹے بچتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم یہ سات گھنٹے کیسے گزارتے ہیں؟ اگر آپ غور کریں تو وہ سات گھنٹے اکثر دوستوں سے فون پر بات کرتے ہوئے یا گھر کے اندر ٹی وی پر خبریں دیکھتے ہوئے یا انٹرنیٹ پر بیٹھ کر یا کوئی ای میل ریسرچ کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یعنی وہ سات گھنٹے ہم اپنی مرضی سے گزارتے ہیں۔ ہم یہ نہیں سوچتے کہ یہ سات گھنٹے ہماری زندگی میں کتنے اہم ہیں۔ اگر ہم ان سات گھنٹوں کو فضول گزارنا چھوڑ دیں اور ان میں سے دو تین گھنٹے روزانہ نکال کر کسی عالم سے رابطہ کرلیں اور ان سے ہم اپنے گھر میں ہی پڑھنا شروع کر دیں تو ہم آسانی سے دین بھی پڑھ سکیں گے اور آسانی سے عبادات بھی کر سکیں گے۔

ایک ممتاز سرجن کی نماز کی پابندی:

ہمارے ایک قریبی تعلق والے دوست ہیں۔ وہ میڈیکل ڈاکٹر ہیں، وہ امریکہ میں ایک یونیورسٹی میں ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھے...... امریکا میں ایک یونیورسٹی کے اندر ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے، اور وہ بھی کسی کا بیرون ملک سے جا کر...... وہ بہت ہی ذہین وفطین آدمی ہیں۔ اللہ کی شان کہ ان کو حکومت نے گھر

کے ساتھ دوملین ڈالرلگا کر ان کی پرسنل ریسرچ کے لیے ایک لیبارٹری بنا کر دی تھی۔

وہ مجھے بتانے لگے: حضرت! میں کڈنی ٹرانسپلانٹ کرتا ہوں، اور بسا اوقات مجھے کڈنی ٹرانسپلانٹ میں نو گھنٹے بھی لگ جاتے ہیں۔ مجھے ان نو گھنٹوں میں بہت ہی توجہ سے کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ کہنے لگے: اتنی مصروفیت کے باوجود آج تک میری زندگی میں کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ میں نے پوچھا: نو گھنٹے آپریشن کے دوران کیا کرتے ہیں؟ کہنے لگے: جی! میں آپریشن کے دوران بھی نماز پڑھتا ہوں۔ میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ کہنے لگے: میں ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتا ہوں، جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو میں آپریشن کو ایسے پوائنٹ پر پہنچا دیتا ہوں کہ میں اپنے ساتھ والے باقی لوگوں کو کہہ دیتا ہوں کہ آپ یہ کریں، آپ یہ کریں، میں تھوڑی دیر کے بعد پھر آجاؤں گا۔ یہ کہہ کر میں باہر نکلتا ہوں، اپنے دستانے اُتار دیتا ہوں، وہیں آپریشن تھیٹر کے اندر ہی کپڑا اچھا ہوتا ہے، اس پر میں نماز پڑھ لیتا ہوں اور پھر دوبارہ ہاتھ دھو کر اور دستانے پہن کر آتا ہوں اور دوبارہ آپریشن شروع کر دیتا ہوں۔

اگر ایک سرجن نو گھنٹے کے آپریشن کے دوران اپنی نماز قضا نہیں ہونے دیتا اور ہم اپنے گھر میں ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں، صوفوں پر آرام سے بیٹھے جو چائے پی رہے ہوتے ہیں اور نمازیں قضا کر دیتے ہیں، تو ہم قیامت کے دن اللہ رب العزت کو کیا جواب دیں گے؟ اس لیے آج کے دن صرف اس پوائنٹ پر سوچنا ہے کہ ہم اپنے ٹائم کو Manage (منظّم) کیسے کریں۔

دین و دنیا میں توازن:

ہم نعرہ تو لگاتے ہیں کہ دین دنیا برابر برابر، مگر ہم دین کو ساتھ لے کر نہیں چلتے، دنیا ہی چل رہی ہوتی ہے۔ دنیا کا کوئی کام ہوتا ہے تو ہم راتوں کو بھی جاگ جاتے

ہیں......ہم سفر بھی کر لیتے ہیں......ہم کھانا بھی چھوڑ دیتے ہیں......ہم دنیاوی لحاظ سے ہر کام کو اچھے طریقہ سے کر کے دکھا دیتے ہیں...... ہم ہر اسائنمنٹ کو پورا کر دیتے ہیں......لیکن جب دین کی بات آتی ہے تو ہم بیمار بھی بن جاتے ہیں، لاغر بھی بن جاتے ہیں، کمزور بھی بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں: جی! ہم تو یہ بھی نہیں کر سکتے اور یہ بھی نہیں کر سکتے۔ایسے نظر آتا ہے جیسے ہم واقعی دین کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس کو ضروری نہیں سمجھ رہے ہوتے۔حالانکہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہو گی تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: بتاؤ! تم نے دنیا میں میرے لیے کتنا وقت گزارا، دین کے لیے کیا کیا؟

اس لیے آج اس بات کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی زندگی کے اوقات کو اس طرح Manage (منظم) کریں کہ ہم حقوق العباد کو بھی پورا کریں اور حقوق اللہ کو بھی پورا کریں۔اچھا انسان وہی ہے، جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو پورا کر کے گزارتا ہے۔دنیا میں تو ہم امتیازی نمبر لے کر پاس ہونے والے لوگ ہیں، اگر ہمیں قیامت کے دن کھڑا کر کے یہ کہا گیا کہ تم نے یہ بھی نہ کیا، یہ بھی نہ کیا، تو یاد رکھنا کہ قیامت کی ذلت سے بڑی ذلت کوئی نہیں ہو سکتی۔

سبحان اللہ کے ثواب کا حساب:

آپ سب لوگ انجینئرز ہیں، میں انجینئر ہونے کی وجہ سے ایک چھوٹی سی Calculation (حساب) آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ)) [جامع ترمذی، حدیث: ۳۴۶۴]

''جو بندہ ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک درخت لگا دیتے ہیں۔''

وہ درخت اتنا بڑا ہوتا ہے کہ دوسری حدیث مبارکہ میں ہے:

((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا)) [صحیح بخاری، حدیث: ۶۵۵۳]

''جنت میں ایک درخت ہوگا کہ (اس کے سایہ میں) تیز رفتار، پھرتیلے گھوڑے پر سوار سو سال تک چلے تو پھر بھی اس کا سفر ختم نہ ہوگا۔''

یعنی سبحان اللہ کہنے پر جنت میں اتنا بڑا درخت لگا دیا جاتا ہے۔

ایک دن مکہ مکرمہ میں بیٹھے ہوئے ذہن میں خیال آیا کہ ہم ذرا حساب کر کے دیکھیں تو سہی کہ وہ درخت کتنا بڑا ہوگا؟ پھر خیال آیا کہ

- جانوروں میں چیتا سب سے زیادہ تیز دوڑتا ہے۔ جب وہ اپنے شکار کا تعاقب کر رہا ہوتا ہے تو اس وقت اس کی سپیڈ 90 میل فی گھنٹہ تک چلی جاتی ہے۔
- شیر 80 میل فی گھنٹہ تک چلا جاتا ہے۔ اور
- ریکارڈ بنانے والے گھوڑے عام طور پر 80 سے 85 میل فی گھنٹہ تک چلے جاتے ہیں۔

چلیں! ہم گھوڑے کی کم سپیڈ لے لیتے ہیں۔ فرض کریں 50 میل فی گھنٹہ کی سپیڈ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ 24 گھنٹوں میں 1200 میل تو آرام کے ساتھ طے کر سکتا ہے۔ اگر وہ ایک دن میں 1200 میل طے کر سکتا ہے تو پھر ایک مہینے میں کتنا فاصلہ طے کر سکتا ہے۔ 36000 میل۔ یعنی اگر ایک گھوڑا مستقل ایک مہینہ دوڑتا رہے تو وہ 36000 میل کا فاصلہ آرام سے طے کر سکتا ہے۔ پوری دنیا کا Circumference (محیط) 24000 میل ہے اور زمین کی سپیڈ 1000 میل فی گھنٹہ ہے۔ اس لیے زمین

24 گھنٹے میں اپنا چکر پورا کرتی ہے، اور دن رات کا نظام چل رہا ہوتا ہے۔ اگر 24 گھنٹوں میں 24000 میل طے ہو جاتے ہیں تو 36000 میل ڈیڑھ دن میں طے ہو سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مہینے میں 36000 میل جو اس نے طے کیے تو گویا ڈیڑھ زمین طے ہو سکتی ہے۔ تو ایک سال میں اٹھارہ زمینوں کے برابر فاصلہ ہوگا۔ اگر ایک سال میں اٹھارہ زمینیں ہو سکتی ہیں تو سو سالوں میں کتنی زمینیں ہو جائیں گی؟ 18x100=1800 یعنی 1800 زمینیں۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ اگر مکہ مکرمہ میں کوئی عبادت کی جائے تو وہاں پر عبادت کا اجر ایک لاکھ گنا ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مِائَةُ أَلْفِ صَلَاةٍ))

[شعب الایمان للبیہقی، حدیث: ۴۱۴۴]

لہٰذا اگر کوئی مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھتا ہے تو اس کو ایک لاکھ گنا اجر ملتا ہے۔ اگر ہم ایک لاکھ کو 1800 سے ضرب دیں تو ایک دفعہ سبحان اللہ پڑھنے پر 180 ملین زمینیں بنتی ہیں۔

وسیع و عریض جنت کس قیمت پر؟

اب آپ مجھے بتائیں کہ آپ ساری زندگی انجینئرنگ کریں گے، اتنی محنت کریں گے اور ساری زندگی کی بچت آخر پر جا کر کیا ہوگی؟ آپ دو کنال کا مکان کسی اچھی سی جگہ پر بنا لیں گے۔ اب ساری زندگی کی بچت کے بعد دو کنال کا مکان بن رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اتنے مہربان ہیں کہ ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے پر جنت کے اندر 180 زمینوں کے برابر رقبہ دے رہے ہیں۔ آپ نے دنیا میں کوئی اتنا سستا پلاٹ دیکھا ہوگا۔ اس

دن ہم حسرت کریں گے کہ اے اللہ! اگر اتنی سستی جنت مل رہی تھی تو ہم نے دنیا میں کیوں نہ کمائی۔ لیکن ہم نے اس لیے نہ کمائی کہ ہم نے عقل کو استعمال نہیں کیا تھا۔ ہماری عقل صرف دنیا میں چلتی ہے، دین میں نہیں چلتی۔ آج ہم اپنی اس کوتاہی کو سوچیں اور اس کے بعد ارادہ کریں کہ یا اللہ! ہم آج کے بعد اپنے ٹائم کو صحیح استعمال کرنے کی کوشش کریں گے اور اسی دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کریں گے۔

آپ ذرا یہ بتائیں کہ جب آپ گھر سے اپنے دفتر کے لیے چلتے ہیں تو آپ کو آدھا گھنٹہ پندرہ منٹ تو لگتے ہی ہیں۔ اب اس وقت میں کیا کرنا ہوتا ہے؟ گاڑی ڈرائیو کرنی ہوتی ہے نا۔ بھئی! زبان سے تو گاڑی ڈرائیو نہیں ہوتی، آپ زبان سے کلمہ بھی پڑھ سکتے ہیں، سبحان اللہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہ چیزیں پڑھنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

ایک نوجوان کا قابلِ رشک دینی جذبہ:

ہمارے ایک دوست ہیں۔ انہوں نے دورۂ حدیث کیا۔ ان کا اس عاجز سے اصلاحی تعلق تھا۔ جب انہوں نے امتحان دے دیا تو وہ میرے پاس آئے اور مجھے کہنے لگے: حضرت! مجھے فٹ مساج کا بہت اچھا طریقہ آتا ہے، یہ میرے والد کا Profession (پیشہ) ہے، میں ان کے اس کام میں ہیلپ کرتا ہوں، اگر آپ مجھے روزانہ آدھا گھنٹہ دے دیا کریں تو میں روزانہ آپ کے پاؤں کا مساج کر دیا کروں گا، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ بیٹھ بیٹھ کر آپ کے پاؤں پر سوجن سی ہو جاتی ہے۔ میں نے کہا: بہت اچھا۔

جب انہوں نے پہلے دن مساج کیا تو مجھے بھی کافی سکون ملا، کیونکہ وہ پریشر پوائنٹس پر مساج کر رہے تھے۔ مجھے چوتھے پانچویں دن ایک ساتھی نے بتایا: حضرت! یہ یہاں ہمارے پاس نہیں رہتے، یہ لاہور سے روزانہ آتے ہیں، آپ کو آدھا

گھنٹہ دیتے ہیں اوراس کے بعد پھر بس میں بیٹھ کر واپس چلے جاتے ہیں۔ میں نے ان کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے کہا: جی حضرت! دراصل والد صاحب نے مجھے اجازت نہیں دی، کیونکہ مجھے ان کی ہیلپ کرنا ہوتی ہے، اس لیے میں بس پر بیٹھ کر یہاں آتا ہوں، مجھے تین گھنٹے لگتے ہیں، آپ آدھا گھنٹہ مجھے دیتے ہیں اور میں فٹ مساج کر کے پھر واپس چلا جاتا ہوں۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ ایک نوجوان صرف آدھے گھنٹے کے لیے اتنا سفر کر کے آتا ہے۔

میں نے ان سے کہا: اب رمضان المبارک کا مہینہ آرہا ہے، آپ اپنے ابو کو میری طرف سے میسج دے دیں کہ وہ آپ کو رمضان المبارک کے مہینے میں فارغ کر دیں اور آپ رمضان المبارک میں اعتکاف ہمارے پاس گزاریں۔ انہوں نے جب بات کی تو والد صاحب نے اجازت دے دی۔ وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: جی حضرت! اب میں رمضان المبارک میں کیا کروں؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم تو دے دیا، پھر آپ نے افتاء بھی کرلیا، اب آپ قرآن پاک حفظ کرلیں۔ انہوں نے کہا: بہت اچھا۔ یہ آج کے زمانے کی بات ہے، اللہ کی شان دیکھیں کہ وہ نوجوان روزانہ ایک پارہ یاد کرتا تھا اور رات کو تراویح میں سناتا تھا۔ اٹھائیس دن میں اس نوجوان نے پورا قرآن مجید یاد کرلیا۔ اگر آج کے دور میں ایک نوجوان اٹھائیس دن میں قرآن مجید مکمل یاد کرسکتا ہے تو ہم سے بھی تو قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تم نے کیا کیا تھا؟

سفید ریش بزرگ کی عمامہ پوشی:

کراچی میں ہمارے ایک قریبی تعلق والے تھے۔ وہ کہنے لگے: حضرت! میرا حفظ قرآن مجید مکمل ہورہا ہے، آپ میری عمامہ پوشی کے لیے ضرور تشریف لائیں۔ میں

نے کہا: بہت اچھا۔ جب وہاں جانا ہوا تو میں نے ان کو دیکھا کہ ان کے سر کے بال بھی سفید، داڑھی کے بال بھی سفید، بھنووں اور پلکوں کے بال بھی سفید تھے۔ حتیٰ کہ پورے جسم پر کوئی سیاہ بال نظر نہیں آرہا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ کی عمر کتنی ہے؟ وہ کہنے لگے: جی! اس وقت میں تقریباً نوے سال کا ہو چکا ہوں۔

بھئی! اگر نوے سال کا بندہ آج کے دور میں قرآن پاک کا حفظ مکمل کر رہا ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ میں اب ساٹھ سال کا ہو گیا ہوں، ستر سال کا ہو گیا ہوں، اس لیے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کرنے والے آج کے دور میں بھی اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لیے بہت کچھ کر رہے ہیں۔ بھئی! ہم بھی انہی میں سے ایک ہیں، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم آج عہد کریں، ارادہ کریں کہ ہم اپنی دنیا کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اپنے اللہ کو راضی کرنے کی بھی پوری کوشش کریں گے۔ جب انسان ہمت سے کام لیتا ہے تو ہمت مرداں مدد خدا کے مصداق اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال ہو جاتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت دین میں بھی اور آگے بڑھائے اور اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

ایمان کی چار جہات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (النساء:۱۳۶)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (النساء:۱۳۶)

''اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو اور اس کے رسول پر۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خطاب فرمایا ہے اور ان کو بھی ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ اب یہ ظاہر میں عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔ یا تو یوں کہتے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ''اے کافرو! ایمان لے آؤ۔''

خطاب کیا تو ایمان والوں سے اور حکم دیا کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ مفسرین نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ تم کلمہ تو پڑھ چکے ہو، اب تم تقویٰ اختیار کرو۔ مگر علماء نے اس کا یہ نتیجہ نکالا کہ اے زبان سے اقرار کرنے والو! تم اپنے دل سے بھی اس کی تصدیق کر دو۔ اس لیے کہتے ہیں کہ ایمان کے دو حصے ہیں:

''اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ''

''زبان سے اقرار کرنا اور دل سے اس کی تصدیق کر دینا۔''

ان دو چیزوں سے ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ انسان کے پاس دنیا میں جتنی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، ان میں سے سب سے بڑی نعمت ایمان ہے۔ جان بھی اتنی بڑی نعمت نہیں، رزق بھی اتنی بڑی نعمت نہیں، عزت بھی اتنی بڑی نعمت نہیں، سب سے قیمتی اور سب سے بڑی نعمت بندے کے پاس ایمان والی نعمت ہے۔

ایمان کسے کہتے ہیں؟

نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ لے کر آئے، اعتماد کرتے ہوئے اس کی تصدیق کر لینا، اس کو مان لینا، اس کو ایمان کہتے ہیں۔ چنانچہ اس کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے، کیونکہ دل تسلیم کرتا ہے۔ ایمان حاصل کرنا بڑا آسان ہے، فقط دل کا معاملہ ہے، اس کے لیے کوئی دنیا کی ورزش تو نہیں کرنی پڑتی کہ اتنا دوڑے گا، بھاگے گا، وزن اُٹھائے گا، پھر مومن بنے گا۔ نہیں! کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا، جس جگہ انسان بیٹھا ہے، اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اپنے دل میں تصدیق کر دے اور زبان سے اس کا اقرار کر لے۔ پھر اس پر بہت بڑا انعام ملتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا:

((إِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ)) (صحیح مسلم، حدیث:۱۹۲)

''بے شک اسلام پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

جس بندے نے اسلام قبول کرلیا اس سے پہلے اس کے جتنے بھی گناہ ہوں گے، سب گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یہ کتنی بڑی بات ہے! پہاڑوں کے برابر بھی اگر گناہ ہیں، گناہوں کا اتنا بوجھ ہے کہ پہاڑ پر رکھ دیں تو وہ بھی دبنے لگے، اللہ تعالیٰ ایمان لانے پر ان گناہوں کو بھی معاف فرما دیتے ہیں۔

ایمان کی چار جہات:

اس ایمان کے بارے میں آج کے زمانے میں خطرات بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ حالات ایسے ہو رہے ہیں کہ بندے کے لیے ایمان بچانا مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس لیے میرے دل میں یہ بات آئی کہ کیوں نہ ایمان کے متعلق چند باتیں کہی جائیں۔ اس لیے کہ جتنی قیمتی چیز ہو، اس کی حفاظت کے بارے میں اتنا ہی زیادہ تذکرہ ہونا چاہیے۔ ایمان کے بارے میں چار باتیں یاد رکھیں:

پہلی جہت

ایمان ملتا ہے طلب سے

سب سے پہلی بات ایمان کے بارے میں یہ یاد رکھیں کہ ایمان انسان کو طلب سے ملتا ہے۔ دنیا بغیر طلب کے مل سکتی ہے...... عزت بغیر طلب کے مل سکتی ہے...... مگر انسان کو ایمان بغیر طلب کے نہیں مل سکتا۔ دنیا میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔

ابوجہل اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی مثال:

ابوجہل کو دیکھیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا ہے، خونی رشتہ ہے، اگر شکل وصورت کو دیکھیں تو بہت خوبصورت تھا، عقل و دانائی کو دیکھیں تو ''ابوالحکم'' کہا جاتا تھا، یعنی داناؤں کا

باپ۔ صحت اچھی، دنیا میں اس کی عزت کا ڈنکا بجا ہوا تھا، لیکن اگر اس نے دل میں طلب نہیں رکھی تو اس کو دنیا میں ایمان نہیں ملا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ نعمت انسان کو طلب پر ملتی ہے۔ اس کے بالمقابل سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھیں! حبشہ سے تعلق رکھنے والے...... رنگ کے کالے...... ہونٹ موٹے...... شکل انوکھی...... مگر دل میں طلب تھی، اللہ رب العزت نے ان کو ایمان کی دولت عطا فرمائی۔ تو ایمان بندے کو ملتا ہے طلب سے۔

فرعون اور اس کے جادوگروں کی مثال:

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى﴾ (النازعات:۱۷)

''فرعون کے پاس چلے جاؤ، اس نے بہت سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔''

دیکھیں! نام لے کر فرمایا کہ آپ فرعون کے پاس جائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس جاتے ہیں۔ اور فرعون کا حال دیکھیں کہ اس کے پاس کتنی بڑی بادشاہی تھی اور کتنا جابر بادشاہ تھا۔ وہ اپنی قوم کے اوپر اتنا غالب تھا کہ بنی اسرئیل کے ہزاروں بچوں کو اس نے ذبح کروایا، کوئی ایک آدمی بھی اس کے آگے بولنے والا نہیں تھا۔ ایسی Established (مستحکم) گورنمنٹ بھی تو کسی کی ہوتی ہوگی۔ آج کے زمانے میں اگر کسی ایک کا بچہ بھی ناجائز اس طرح مروا دے تو اس کی چھٹی ہو جائے گی، اور فرعون نے ہزاروں معصوم بچوں کو ذبح کروایا اور کوئی بولنے والا نہیں۔

قرآنِ مجید میں فرمایا گیا:

﴿وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ﴾

''اور فرعون نے اپنی قوم کے درمیان پکار کر کہا کہ اے میری قوم!''

﴿اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ (الزخرف:۵۱)

''کیا مصر کی سلطنت میرے قبضے میں نہیں ہے؟ اور (دیکھو!) یہ دریا میرے نیچے بہہ رہے ہیں۔کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟''

اپنی اصلاحات کے بارے میں گفتگو کرنے لگا: میں نے کیسی یہاں پر Economic Reforms (اقتصادی اصلاحات) کی ہیں! کیسے تمہیں خوشحال بنادیا ہے! اور پھر کہا:

﴿اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ﴾

(الزخرف: ۵۲)

''یا پھر مانو کہ میں اس شخص سے کہیں بہتر ہوں جو بڑا حقیر قسم کا ہے، اور اپنی بات کھل کر کہنا بھی اس کے لیے مشکل ہے۔''

کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں زبان پر انگارہ رکھا تھا، اس لیے جب بولتے تھے تو زبان میں لکنت سی محسوس کرتے تھے۔اسی لیے تو فرمایا:

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○ وَ یَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ○ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ○ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ○﴾ (طٰہٰ:۲۵۔۲۸)

اب دیکھیے کہ وہ ظاہر میں کتنا باکمال بندہ تھا، لیکن اگر اس کے اندر طلب نہیں آئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان کی دولت سے نہیں نوازا۔اس کے بالمقابل جادوگر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے مقابلے کے لیے آئے اور مقابلہ شروع ہونا تھا تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صرف ادب کی وجہ سے اتنا پوچھ لیا کہ جی!

﴿اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ﴾ (الاعراف:۱۱۵)
''(موسیٰ!) چاہوتو (جو پھینکنا چاہتے ہو) تم پھینکو، ورنہ ہم (اپنے جادو کی چیزیں) پھینکیں؟''

جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اتنی تھوڑی سی جو Respect (عزت) دی کہ یہ پوچھ لیا کہ آپ پہل کرتے ہیں یا ہم کریں؟ اس وقت موسیٰ علیہ السلام کو اتنی بھی جو عزت انہوں نے دی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ان کو ایمان کو دولت عطا فرمادی۔ طلب نہیں تھی تو وقت کا بادشاہ محروم اور اگر تھوڑی سی بھی طلب تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس پوری جماعت کو ایمان عطا فرمادیا۔ اور پھر دیکھیے کہ بادشاہ نے کیا کہا؟ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ کو اور دوسرے طرف کے پاؤں کو کاٹوں گا۔ مقصد کیا تھا؟ کہ اگر ایک ہی طرف کا ہاتھ اور پاؤں کٹے تو آدمی پھر بھی دوسری طرف کے ہاتھ اور پاؤں سے چل پھر لیتا ہے، گزارا کر لیتا ہے، زندگی کے کچھ کام سمیٹ لیتا ہے، لیکن اگر بازو ایک طرف کا کٹا ہوا اور ٹانگ دوسری طرف کی کٹی ہو تو وہ بندہ اپنا بیلنس رکھ ہی نہیں سکتا، اس نے ایسی سزا تجویز کی، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی حلاوت ایسی دے دی تھی کہ انہوں نے کہا:

﴿فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ﴾ (طٰہٰ:۷۲)
''اب تمہیں جو کچھ کرنا ہو، کرلو۔''

ہم ایمان سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ تو ایک اصول سامنے آیا کہ انسان کو ایمان ملتا ہے طلب سے۔ جب دل میں طلب ہوتی ہے تو ایمان نصیب ہوتا ہے اور جب انسان بے طلب بن جائے تو ایمان جیسی دولت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

بے طلبی پر نبی ﷺ کا چچا ایمان سے محروم:

ہم یہ نہ سمجھیں کہ ہم مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں، اور اب اسلام کے

ٹھیکیدار بن گئے ہیں۔طلب دل میں ہوتو پھر اللہ تعالیٰ یہ نعمت انسان کے دل میں باقی رکھتے ہیں۔ دیکھیے! ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کے جو قریبی لوگ ہیں وہ نعمتوں سے نوازے جائیں۔ چنانچہ سیدنا رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ آپ کے چچا آپ کے سامنے کلمہ پڑھ لیں اور آپ نے کہا بھی سہی کہ چچا ابوطالب! آپ اگر میرے کان میں کلمہ پڑھ لیں گے تو میں قیامت کے دن آپ کے ایمان کی گواہی دے دوں گا...... اب اللہ تعالیٰ کے محبوب کی کتنی چاہت ہوگی جو اپنے چچا سے یہاں تک فرما رہے ہیں! ان کے دل میں کتنی تمنا ہوگی کہ میرے چچا ایک مرتبہ یہ کلمہ کہہ دیں......! لیکن ان کے چچا نے نبی علیہ السلام کے سامنے کلمہ نہیں پڑھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: اے پیارے!

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾

(القصص:۵۶)

”(اے پیغمبر!) حقیقت یہ ہے کہ جس کو تم خود چاہو، ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے، ہدایت تک پہنچا دیتا ہے۔“

یہ ہدایت دینا تو اللہ کا کام ہے۔

بے طلبی پر نوح علیہ السلام کا بیٹا محروم:

اور دیکھیے! اولاد کے بارے میں بندے کی کتنی تڑپ ہوتی ہے کہ یہ اچھے بن جائیں، نیک بن جائیں اور یہ پریشانی سے بچ جائیں۔تو اَن پڑھ جاہل قسم کا جو باپ ہوتا ہے اس کی بھی یہ نیک تمنائیں ہوتی ہیں۔ وقت کے نبی ہیں، بیٹا سامنے کھڑا ہے، تڑپ کر کہتے ہیں:

﴿يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا﴾ [ہود:۴۲]

”اے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ۔“

بیٹا سوار نہیں ہوتا۔ ایک لہر آتی ہے اور والد کی آنکھوں کے سامنے ان کا بیٹا پانی کے اندر ڈوب کر ہلاک ہوجاتا ہے۔ اس وقت حضرت نوح علیہ السلام کتنا چاہتے ہوں گے کہ میرا بیٹا میری طرف آجائے، مگر اس نوجوان کے دل میں طلب نہیں تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو محروم کر دیا۔

بے طلبی پر نوح علیہ السلام کی بیوی محروم:

بیوی کے بارے میں ہر بندے کی تمنا ہوتی ہے کہ جو خیر مجھے ملی ہے وہ میری بیوی کو بھی ملے، جو نعمت اللہ نے مجھے دی ہے وہ میری بیوی کو بھی ملے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، مگر ان کی بیوی ان کے ساتھ اختلافِ رائے رکھتی ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جتنے انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بیویاں دیں کہ جو باکردار تھیں، بدکار بیویاں نہیں دیں، مگر ایسا ہوا کہ ان میں سے چند ایک کو اختلافِ رائے ہوگیا، جیسا کہ نوح علیہ السلام کی بیوی کو ہوا۔ اس کو بھی عجیب لگتا تھا کہ یہاں تو ہر طرف ریت ہی ریت ہے، اور یہ کہتے ہیں کہ سیلاب آئے گا۔ تو جیسے کفار مسخرہ پن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو خود کہتے ہیں کہ ایسا پانی یہاں آنا چاہیے۔ بالکل ان کی بیوی کی بھی یہی حالت تھی۔ وہ بھی کہتی تھی کہ اس ریت میں کہاں سے پانی آئے گا؟ اس کو تو یہ بات سمجھ میں ہی نہیں آتی تھی۔ اب ایک نبی کی بیوی ہیں، مگر اس کے دل میں طلب نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان کی دولت سے محروم فرما دیا۔

دل میں تڑپ ہو تو ایمان کی نعمت ملتی ہے:

ان مثالوں سے پتا چلتا ہے کہ ایمان بندے کو طلب کے ساتھ ملتا ہے۔ پاس رہنے والا ابولہب محروم رہتا ہے، ولید پلید محروم ہوجاتا ہے، اور دور سے آئے ہوئے صہیب

رومی رضی اللہ عنہ ایمان لے آتے ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے، ایمان لے آئے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایران سے آئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ایمان کی توفیق عطا فرما دی۔ تو یہ اصول ذہن میں رکھ لیں کہ انسان کو ایمان طلب کے ذریعے ملتا ہے۔ جب دل میں تڑپ ہو، طلب ہو، تب یہ نعمت بندے کو ملتی ہے۔

تو ایمان کس چیز سے ملا......؟ طلب سے۔ اور ایک آدمی بے طلب بن جائے اور اسے ایمان کی پرواہی نہ ہو تو وہ محروم ہو جائے گا۔

دوسری جہت

ایمان چمکتا ہے مجاہدے سے

ایمان چمکتا ہے قربانی سے، مجاہدے سے۔

ایمان کا گھٹنا اور بڑھنا:

علماء نے ایمان کے بارے میں بڑی بحث کی ہے کہ

''اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَ یَنْقُصُ''

''ایمان بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے۔''

جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''لَا یَزِیْدُ وَ لَا یَنْقُصُ''

''(ایمان) نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔''

سب نے اپنے اپنے دلائل دیے تو پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: آپ تو کہتے ہیں کہ ایمان نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

﴿وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ (الانفال:۲)

''اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور ترقی دیتی ہیں۔''

لہٰذا ایمان تو بڑھتا ہے۔ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایمان کی مقدار تو وہی رہتی ہے، لیکن اس کی چمک دمک بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہے۔ چنانچہ گناہ کرے گا تو اس کی چمک گھٹ جائے گی اور نیک اعمال کرے گا تو اس کی چمک بڑھتی جائے گی، مقدار وہی ہوتی ہے۔

اعمالِ صالحہ سے ایمان کی پاور بڑھتی ہے:

تو جتنا انسان نیک اعمال کرے گا، اتنا ہی ایمان چمکتا چلا جائے گا۔ یوں سمجھ لیں کہ بلب تو ایک ہی ہے، لیکن یا وہ سو واٹ کا ہے یا دو سو واٹ کا ہے یا پانچ سو واٹ کا ہے۔ بلب ایک ہی ہے، لیکن اس کی پاور بڑھتی رہتی ہے یا گھٹتی رہتی ہے۔ اسی طرح انسان کا ایمان تو ایک ہی ہے، لیکن نیک اعمال کی وجہ سے اس کی پاور بڑھتی چلی جاتی ہے اور گناہوں کی وجہ سے اس کی پاور گھٹتی چلی جاتی ہے۔ اگر انسان چاہے کہ اس کا ایمان چمک جائے اور زیادہ حلاوت نصیب ہو جائے تو پھر اس کو چاہیے کہ وہ مجاہدہ کرے۔ جتنا مجاہدہ ہوگا اتنا ہی زیادہ ایمان چمکے گا۔

اب یہ مجاہدہ کسی طرح سے بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً:

- ...... نفس کی خواہشات کو اللہ کے لیے ترک کر دینا، یہ بھی ایک مجاہدہ ہے۔
- ...... یا ایمان کے بنانے کے لیے محنت کرنا، یہ بھی مجاہدہ ہے۔
- ...... یا ایمان کی خاطر اپنا مال قربان کر دینا، یہ بھی مجاہدہ ہے۔

تو کوئی بھی قربانی ایمان کی خاطر کی جائے اس سے انسان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی چمک بڑھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کا ایمان مضبوط سے اضبط ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایمان کی خاطر قربانیاں:

اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیتے تھے۔ ان پر کیسے کیسے مجاہدے آئے؟ نبی علیہ السلام نے ان کو بتا دیا:

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ گو کہ تمہیں ٹکرے ٹکڑے کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔'' [سنن ابن ماجہ، حدیث: ۴۰۳۴]

چنانچہ بعض ایسے حضرات بھی تھے جن کو دنیا کے سبز باغ دکھائے گئے، لالچ دیا گیا، لیکن وہ ایمان پر ثابت قدم رہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی:

جیسے ایک صحابی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ایک جہاد میں نہ جا سکے تو نبی علیہ السلام نے کچھ عرصہ کے لیے ان سے سول بائیکاٹ کا حکم فرمایا۔ اس حالت میں غسان کے بادشاہ کو پتا چلا تو اس نے اپنا بندہ بھیج کر پیغام بھجوایا کہ سنا ہے تمہارے ساتھ سب لوگوں نے قطع تعلق کیا ہوا ہے، تم میرے پاس آ جاؤ تو میں تمہیں بہت زیادہ نوازوں گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے وہ خط جب پڑھا تو میں نے اسے ایک آزمائش سمجھتے ہوئے تنور کے اندر جلا دیا۔

(صحیح بخاری، حدیث: ۴۴۱۸ باب حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ الخ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رومی بادشاہ کو جواب:

اسی طرح کا واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا معاملہ آپس میں رنجش کا چل رہا تھا، تو رومی بادشاہ نے ان کو بھی اسی طرح پیغام بھیجا کہ آپ ہمیں بتائیں، ہم آپ کی مدد کریں گے اور آپ کو حق لے کر دیں گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا:

''او رومی کتے! اگر تو نے یہ سوچا تو یاد رکھنا! میں علی کی فوج کا پہلا سپاہی ہوں گا جو تیرے خلاف لڑنے کے لیے تیرے سامنے آؤں گا۔''

تو ایمان کے معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیاں بڑی عجیب ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی ایمان پر ثابت قدمی:

ایک واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو کفار نے گرفتار کر لیا۔ کفار کے بادشاہ نے بہت کوشش کی کہ یہ اپنے دین سے پھر جائے اور ہمارا دین اختیار کر لے، لیکن وہ اس بات کو قبول نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ تو بادشاہ نے تنگ آ کر گھر میں یہ بات کر دی کہ بھئی! یہ بندہ کیا ہے کہ بات مانتا ہی نہیں؟ تو اس کی جوان العمر بیٹی جو شکل میں حور پری تھی، وہ کہنے لگی: ابو! مجھے آپ موقع دیں، میں دیکھتی ہوں کہ یہ کیسے ہمارے دین کی طرف مائل نہیں ہوتا؟ تو والد نے اس کو اجازت دے دی۔ جس جگہ پر وہ قید تھے، چالیس دن اس جگہ پر وہ لڑکی بن سنور کر ان کے پاس جاتی رہی، کبھی کھانا پہنچانے اور کبھی کام کرنے کے بہانے۔ چالیس دن اس اللہ کے بندے نے اس کو آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ وہ لڑکی خود حیران ہوئی کہ یہ کیسا مرد ہے! میری شکل دیکھنے کو تو لوگ ترستے اور تڑپتے ہیں اور میں بن سنور کر آتی ہوں اور یہ آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔

چالیس دن کے بعد بالآخر اس نے پوچھ لیا کہ جی! آپ نے کیوں مجھے دیکھا تک نہیں؟ تو انہوں نے بتایا: میرے اللہ کا حکم ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ (النور: ۳۰)

''ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ نظریں نیچی رکھیں۔''

اس لیے میں تو اپنی آنکھیں نیچی رکھوں گا۔ تو اب اس لڑکی کے دل میں یہ تجسس پیدا ہوا کہ اس بندے کے اندر کیا نعمت ہے کہ اس نے اس میں اتنی استقامت پیدا فرما دی؟ تو وہ پوچھنے لگی: کیا یہ چیز میرے اندر آسکتی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! چنانچہ انہوں نے اس کو کلمہ پڑھا دیا۔ اب یہ لڑکی جاتی تھی تو یہ اس کو دین سکھاتے تھے۔ اب یہ ظاہر میں کہتی رہی: ابو! میں کوشش کر رہی ہوں، چند دنوں میں سیدھا ہو جائے گا، یہ کہتے کہتے خود سیدھی ہو گئی۔ اس کو کہتے ہیں: ''شکار کرنے کو آئے، شکار ہو کر چلے''۔ آئی تھی ان کو متوجہ کرنے کے لیے اور اللہ نے اس کو متوجہ کر دیا۔ حتیٰ کہ پھر وہ وقت بھی آیا کہ انہوں نے مل کر ایک پروگرام بنایا۔ لڑکی نے کہا: ابو! اس کو قید ہوئے بہت عرصہ ہو گیا، اس کو تھوڑا باہر کی فضا میں بھی لے جانا چاہیے، اس کے لیے کوئی شکار کا بندوبست کریں، سواری کا بندوبست کریں، میں اس کے ساتھ جنگل میں جانا چاہتی ہوں۔ باپ نے سواری کا انتظام کر دیا، دونوں گھوڑے پر سوار ہوئے اور اللہ نے ان کو اپنی منزل تک پہنچا دیا۔

تو ایسا بھی ہوا کہ چالیس چالیس دن تک ایک خوبصورت عورت کوشش کرتی ہے اور وہ آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے، یہ قربانی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ ہماری وہ نعمت ہے کہ جس کا بدل کچھ نہیں ہوسکتا۔ دنیا کی کوئی چیز ایمان کا بدل نہیں ہوسکتی، وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ تو ایمان ملتا ہے طلب سے اور چمکتا ہے مجاہدے سے، جتنا مجاہدہ ہوگا

اتنا چمکے گا، اتنا مضبوط سے اضبط ہوگا۔

تیسری جہت

ایمان پھیلتا ہے ہجرت سے

اور ایمان پھیلتا ہے ہجرت سے۔ جتنا امت میں ہجرت رہے گی اتنا ہی ایمان پھیلے گا۔ آپ دیکھیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب تک مکہ مکرمہ میں رہے تو بس ایک گھر کے اندر تعلیم دی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد باہر نکل کر سر عام آنے لگے، تب بھی مرکز "دار ارقم" ہی تھا۔ وہاں سے ہجرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس معاملے کو پھر کھولا اور مشرق سے مغرب تک اس پیغام کو پہنچا دیا۔

آج بھی ہم دنیا میں دیکھیں تو کفر پھیلانے والی طاقتیں اربوں کھربوں کے بجٹ کے ساتھ پوری دنیا میں ارتداد اور کفر پھیلانے کی کوششیں کر رہی ہیں اور اس کے مقابلے میں ایمان والوں کی کوششیں کتنی تھوڑی سی ہیں، مگر وہ تھوڑی سی کوششیں بھی کفر کے سامنے ایک بند بن گئی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایمان کی دولت سے نوازا ہوا ہے۔

کفر مردہ اور اسلام ایک زندہ مذہب ہے:

آپ حیران ہوں گے کہ پوری دنیا میں کفر پھیلانے کے لیے کفر مال پیسے کے ذریعے اتنا منظم کام کر رہا ہے کہ کوئی حد نہیں، مگر فرق یہی ہے کہ جب کوئی مردہ ہو تو وہ خود نہیں چلا کرتا، بلکہ اس کو کسی کے کندھے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لاش چونکہ مردہ ہے، لہٰذا اس کو چلنے کے لیے کندھے کی ضرورت ہے۔ تو کفر کی حالت اسی مردے کی طرح

ہے، اب اس کو پیسے کے کندھے کی ضرورت ہے۔ اور جو زندہ انسان ہے اس کو کسی کے کندھے کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ اپنی ٹانگوں پر چل کر جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام ایک زندہ مذہب ہے، زندہ دین ہے۔

دینِ اسلام ہمارا محتاج نہیں، ہم اس کے محتاج ہیں:

دینِ اسلام کو ہمارے کندھے کی بھی ضرورت نہیں ہے، یہ تو ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ ہمیں اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرمادیں۔ اسی لیے فرمایا:

﴿يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا﴾

''یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ یہ اسلام لے آئے ہیں۔''

﴿قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ﴾

''ان سے کہو کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتلاؤ۔''

﴿بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (الحجرات: ۱۷)

''بلکہ تم اگر واقعی (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو یہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔''

تو دینِ اسلام کسی کا محتاج نہیں ہے، بلکہ ہم اس کے محتاج ہیں۔

چوتھی جہت

ایمان محفوظ رہتا ہے حقوق العباد کی ادائیگی سے

ایمان محفوظ رہتا ہے حقوق العباد کی ادائیگی سے۔ جو بندہ اکثر و بیشتر حقوق العباد میں

کوتاہی کرنے والا ہوگا، اس کا ایمان خطرے میں رہے گا۔اب اس کی دلیلیں سن لیجیے!

ملاوٹ کرنے والے کا ایمان خطرے میں:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا)) (ترمذی، حدیث:۱۳۱۵)

''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

''ہم میں سے نہیں ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ایمان پر موت نہیں آئے گی۔ دراصل ملاوٹ کرنے سے اللہ کے بندوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ ہم بے ایمانی کر رہے ہوتے ہیں، اللہ کے بندوں کے ساتھ ہم دھوکا کر رہے ہوتے ہیں، اللہ کے بندوں کا حق مار رہے ہوتے ہیں۔تو اب دیکھیے کہ حقوق العباد میں ایک ایسی کوتاہی کی کہ جس پر اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کو ایسی موت آئے گی کہ یہ اسلام سے ہی خارج کر دیا جائے گا۔

چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کا اکرام نہ کرنے والے کا ایمان خطرے میں:

ایک جگہ فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا، وَ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا))

(ترمذی، حدیث:۱۹۱۹)

''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا اکرام نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

اب اس کا تعلق کس چیز سے ہے......؟ حقوق العباد سے ہے۔ چھوٹوں پر رحم کرنا اور بڑوں کا ادب واحترام کرنا، یہ حقوق العباد ہیں۔ جو حقوق العباد میں کوتاہی کرے گا

وہ مرتے وقت ایمان سے محروم کر دیا جائے گا۔

اللہ کا مقرب بننے کے لیے حقوق العباد کا اہتمام ضروری ہے:

اس لیے اگر بندہ چاہتا ہے کہ موت کے وقت اس کا ایمان سلامت رہے تو اس کو چاہیے کہ اللہ کا بھی حق ادا کرے اور اللہ کے بندوں کا بھی حق ادا کرے۔ اب یہاں کئی دفعہ ہم غلطی کر جاتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم مصلّے پر باقاعدگی سے بیٹھتے ہیں اور ہاتھ میں تسبیح پکڑ کر ذکر کرتے ہیں اور ہم دین کی بات کرتے ہیں تو بس ہم بڑے پہنچے ہوئے ہیں اور حالت یہ ہوتی ہے کہ

......ہم اپنی اولاد کو Ignore (نظر انداز) کر رہے ہوتے ہیں، ان کا حق نہیں ادا کر رہے ہوتے۔

......اپنے اہل خانہ کو Ignore (نظر انداز) کر رہے ہوتے ہیں۔

......اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچا رہے ہوتے ہیں۔

......ہم اللہ کے بندوں کے لیے وبالِ جان بنے ہوئے ہوتے ہیں۔

تو پھر ایسی صورت میں ایمان کیسے محفوظ رہے گا؟ اس لیے حقوق العباد کی ادائیگی میں بہت اہتمام کرنا چاہیے۔

ہمارے حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

......اللہ تعالیٰ کو خوش کرو عبادت سے۔

......نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوش کرو اطاعت سے۔

......اور مخلوقِ خدا کو خوش کرو خدمت سے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا مقرب بنا لیں گے۔

دورِ حاضر میں جذبہ خدمت کی کمی:

پہلے وقتوں میں ہر بندے نے کوئی نہ کوئی خدمت کا کام اپنے ذمے لیا ہوتا تھا۔ مثلاً: کسی نے ذمہ لیا ہوتا تھا کہ میں اس نابینا کی خدمت کروں گا...... میں اس بوڑھی بیوہ کی خدمت کروں گا...... میں اس غریب کی خدمت کروں گا......کوئی نہ کوئی خدمت کا کام اپنے ذمے لیا ہوتا تھا۔ آج وہ جذبہ دل سے نکلتا چلا جا رہا ہے۔ ایسی نفسا نفسی کا عالم ہے کہ ''اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ'' کتابوں میں تو لکھا ہے کہ قیامت کے دن نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور اہلِ باطن، جن کو اللہ نے نظر دی ہے، وہ آج کے دور میں بھی نفسا نفسی کو خود دیکھ رہے ہیں۔ ہر بندے کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے۔ دنیا کے پیچھے ہم ایسے دیوانے ہو کر بھاگے پھر رہے ہیں کہ ہمیں کسی کی سمجھ ہی نہیں لگتی۔ ہم خدمت کے ذریعے سے اپنے اللہ کو راضی کر لیں، یہ جذبہ ہی نہیں ہے، بلکہ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ اگر کسی کی جیب میں کچھ پیسے نظر آ جائیں تو ہم ان کو بھی کسی طرح سے نکال لیں۔ اس لیے جو ہمارے جتنا زیادہ قریب ہے وہ اتنا ہی ہم سے زیادہ پریشان ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ کیا تھا؟ کہ جو جتنا زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب تھا، وہ اتنا ہی زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرنے والا تھا۔

پڑوسی کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے:

خدمت کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنا، یہ جذبہ ہمارے اندر ہونا چاہیے۔ دیکھیں بھئی! حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک بندے کو بلائیں گے اور اس سے فرمائیں گے:

......میرے بندے! میں بیمار تھا، تو نے میری عیادت نہیں کی۔

......میرے بندے! میں بھوکا تھا، تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔

......میرے بندے! میں پیاسا تھا، تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔

تو وہ بندہ بڑا حیران ہو کر کہے گا: اے اللہ! آپ تو کھانے، پینے اور بیمار ہونے سے بلند و بالا ہیں، آپ کی ذات میں تو ان چیزوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فلاں موقع پر میرا فلاں بندہ بیمار تھا......

......اگر تو اس کی عیادت کے لیے جاتا تو ایسے ہی ہوتا جیسے تُو نے میری عیادت کی۔

اور فلاں موقع پر میرا فلاں بندہ بھوکا تھا......

......اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو ایسا ہی ہوتا جیسے تُو نے مجھے کھانا کھلایا ہے۔

اور فلاں موقع پر میرا فلاں بندہ پیاسا تھا......

......اگر تو اسے پانی پلاتا تو ایسا ہی ہوتا جیسے تُو نے مجھے پانی پلایا ہے۔

(صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۶۹ باب فضل عیادۃ المریض)

اب بتائیے! یہ کتنی بڑی بات ہے!

بوڑھے کا اکرام......اللہ کا اکرام:

حدیث پاک میں آتا ہے:

((اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ))

(ابوداؤد، حدیث: ۴۸۴۳ باب فی تنزیل الناس منازلھم)

"بے شک اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام کیا جائے۔"

جس بندے نے ایمان کی حالت میں اپنے بالوں کو سفید کر لیا ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی عزت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی نے اللہ رب العزت کا اکرام کیا ہو۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ مخلوقِ خدا کو خدمت کے ذریعے سے ہم خوش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائیں گے۔

سو میں سے دس مرنے والوں کو کلمہ نصیب ہوا!!!

ایک ڈاکٹر نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اس نے سو بندوں کو اپنے سامنے مرتے دیکھا۔ چونکہ ڈاکٹر لوگ تو روزانہ ایمرجنسی میں ڈیل کر رہے ہوتے ہیں، اس لیے ان کے سامنے مریض آتے ہیں تو کئی دفعہ ایسے وقت میں آتے ہیں کہ بالکل آخری لمحات میں ہوتے ہیں۔تو وہ کہتے ہیں: میں نے سو بندوں کو اپنے سامنے مرتے دیکھا تو ان میں سے کتنے ہی لوگ ایسے تھے کہ ان کو میں نے تلقین کی کہ کلمہ پڑھ لو! کلمہ پڑھ لو! یا ان کے سامنے میں نے کلمہ پڑھا۔ کہتا ہے کہ مشکل سے ان میں سے دس یا پندرہ بندوں نے کلمہ پڑھا ہوگا، باقی کو میں نے کلمہ پڑھتے نہیں دیکھا، میرے حساب سے وہ بغیر کلمہ پڑھے دنیا سے چلے گئے۔

یہ مسلمانوں کے ماحول کا واقعہ ہے۔ یہ کفر کی دنیا کے مسلمانوں کا واقعہ نہیں ہے، بلکہ ایسے ملک کا ہے جہاں چاروں طرف مسلمان ہیں۔تو وہ کہتا ہے: میں اس بات پر بہت پریشان ہوا، اور پھر میں نے بعض مریضوں کو کاغذ پر لکھ کر دکھایا کہ کیا آپ کلمہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ آپ کی زبان ساتھ نہیں دے رہی؟ تو جب میں نے ایسے مریضوں کو وہ لکھا ہوا دکھایا تو انہوں نے اشارے سے ہمیں بتایا کہ جو تم پڑھ رہے ہو ہم بھی وہ پڑھنا چاہتے ہیں، لیکن ہماری زبان پر اس وقت ہمارا کنٹرول نہیں رہا۔ وہ کہتا ہے: اصل میں جب انسان کے اعمال میں کمزوری ہوتی ہے، تو موت کے وقت جیسے فالج زدہ انسان چاہتا ہے کہ ہاتھ ہلائے، لیکن ہلا نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر فالج

ڈال دیتے ہیں، چاہے بھی سہی کہ کلمہ پڑھ لے، مگر آخری وقت میں اللہ تعالیٰ کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا نہیں فرماتے۔

تو بھئی! اس سے پہلے کہ زبان پر کنٹرول ختم ہو جائے، ہمیں چاہیے کہ اس زبان سے خوب کلمے کا ذکر کر لیں، خوب اپنے رب کو یاد کر لیں۔

دل میں ٹیں ٹیں ہو تو زباں پر بھی ٹیں ٹیں ہو گا:

ایک صاحب نے طوطا پالا ہوا تھا اور اس کو ''اللہ اللہ'' کا لفظ سکھایا ہوا تھا۔ اب طوطا جب ''اللہ...... اللہ...... اللہ'' کا لفظ کہتا تو لوگ اس پر بڑے خوش ہوتے، حیران ہوتے اور دور دور سے دیکھنے کے لیے آتے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ طوطا جس پنجرے میں تھا، ایک دن وہ اس پنجرے کا دروازہ بند کرنا بھول گیا۔ تو بلی صاحبہ بھی کہیں سے آ پہنچیں۔ اس نے جب اس طوطے کی گردن پکڑی اور اس کو لے کر بھاگی تو طوطے نے ''ٹیں ٹیں'' کی، اس وقت اس کو پتا چلا کہ میرا طوطا تو میرے ہاتھ سے گیا۔ اب اس بندے کو دو رنج تھے، ایک رنج تو اس بات کا کہ میرا نقصان ہو گیا اور ایک رنج اس بات کا کہ میں نے اتنی محنت سے یہ لفظ سکھایا تھا، اب اگر میں اور طوطا خرید بھی لوں تو مجھے اس کو سکھانے کے لیے اتنی محنت پھر کرنی پڑے گی، تو یہ بہت زیادہ غم زدہ تھا۔

پھر یہ کسی بزرگ سے ملا اور اسے اپنا واقعہ سنایا۔ واقعہ سناتے ہوئے کہنے لگا: جی! مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ میں نے اپنے طوطے کو ''اللہ اللہ'' کا لفظ سکھایا تھا اور وہ ''اللہ اللہ'' پڑھا کرتا تھا، لیکن جب بلی اس کو لے کر بھاگی تو اس وقت تو وہ ''ٹیں ٹیں'' کر رہا تھا، ''اللہ اللہ'' کیوں نہیں کہہ رہا تھا؟ ان بزرگوں نے اس وقت اس کو بات سمجھائی کہ دیکھو! جب انسان پر موت کی مصیبت آتی ہے تو انسان کی زبان سے وہ

نکلتا ہے جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے۔ طوطے کی زبان پر ''اللہ اللہ'' تھا، مگر اس کے دل میں ''ٹیں ٹیں'' تھی اور جب بلی نے گردن دبوچی تو وہ نکلا جو دل میں تھا۔ تو بھئی! اگر ہمارے دل کے اندر دنیا کی ''ٹیں ٹیں'' ہی پڑی ہوئی ہو اور زبان سے ہم جو مرضی نعرے لگاتے پھریں تو موت کے وقت کیا نکلے گا؟

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ تھے اور وہ اکثر و بیشتر ہاتھوں کی انگلیوں پر ذکر کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی آپریشن کے سلسلہ میں ان کو بے ہوش کر دیا گیا تو بے ہوشی کی حالت میں بھی ان کی انگلیاں حرکت کر رہی تھیں۔

میں نے ایک مرتبہ یہ واقعہ کسی کو سنایا تو اس نے اپنے والد کا واقعہ سنایا۔ کہنے لگا: میرے والد کے ساتھ بھی بالکل یہی واقعہ پیش آیا کہ وہ اکثر تسبیح پڑھتے رہتے تھے۔ کہنے لگے: ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے والد کو ہسپتال میں بے ہوش کیا گیا اور ان کے ہاتھ اور انگلیاں اس طرح چل رہی تھیں جیسے تسبیح پڑھ رہے ہوں۔ تو ڈاکٹر نے ہمیں یہی بتایا کہ چونکہ اس کا دماغ سگنل دیتے دیتے اتنا عادی بن چکا ہے کہ جب بے ہوش ہو گیا تو پھر بھی سگنل مل رہا ہے اور ہاتھ ہل رہے ہیں۔

یہاں پر پتا چلتا ہے کہ جو حضرات ''لا الٰہ الا اللہ'' کا ذکر روزانہ ہزاروں دفعہ کرتے ہیں تو کرتے کرتے پھر ایک دن وہ کیفیت آجاتی ہے کہ جب ایسے بندے کو موت کے حالات میں سے بھی گزرنا پڑے تو اللہ تعالیٰ زبان پر کلمے کو جاری فرما دیتے ہیں۔

روزِ قیامت اللہ کی رحمت کا معاملہ:

بھئی! اگر ایمان بچ گیا تو جنت میں داخلہ ایک نہ ایک دن ہو ہی جائے گا، یہ پکی بات ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (الاحزاب:۴۳)

’’اور وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔‘‘

’’خطباتِ حکیم الاسلام‘‘ میں مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑی عجیب بات فرماتے ہیں! کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اتنا ظہور ہوگا، اتنا ظہور ہوگا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ شیطان بھی سر اُٹھا کر دیکھے گا اور اس کو بھی اُمید لگ جائے گی کہ شاید آج مجھے بھی بخش دیا جائے گا۔ پھر انہوں نے ایک دو عجیب وغریب واقعات بھی بیان فرمائے ہیں کہ اللہ کی رحمت کیسے بہانے ڈھونڈے گی؟

روزِ قیامت دو بندوں پر اللہ کی رحمت:

ایک واقعہ جس کو میں اپنے علماء سے بعض اوقات سنتا تو تھا، لیکن میں نقل نہیں کیا کرتا تھا، لیکن جب سے میں نے ’’خطباتِ حکیم الاسلام‘‘ میں یہ واقعہ پڑھا تو اب میں نقل بھی کر دیا کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے کو بلائیں گے اور کہیں گے کہ اے میرے بندے! تو نے زندگی اچھی نہیں گزاری۔ اس کا حساب کتاب ہوگا تو بہت زیادہ گناہ ہوں گے اور تھوڑی سی نیکیاں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: چلو جہنم میں۔ وہ جہنم کی طرف بھاگنا شروع کر دے گا۔

پھر دوسرے کو بلا کر حساب کتاب لیں گے اور فرمائیں گے: تم نے اچھی زندگی نہیں گزاری، جاؤ جہنم میں۔ وہ تو جہنم کی طرف جانا شروع کر دے گا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد پیچھے مڑ کر دیکھتا جائے گا۔ چلتا بھی جائے گا اور تھوڑی دیر بعد پیچھے مڑ کر دیکھتا بھی جائے گا، اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بلالیں گے۔ بلا کر پہلے سے پوچھیں گے: بھئی! بتاؤ

تمہیں جب کہا کہ جاؤ جہنم میں، تو تم نے تو دوڑ ہی لگا دی۔ وہ بندہ جواب دے گا: یا اللہ! دنیا میں تو حکم ماننے میں کوتاہی کرتا ہی رہا، اب جب آپ کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا تو میں نے سوچا کہ چلو اس پر ہی میں ٹھیک طرح سے عمل کرلوں، اس لیے میں تیزی سے جہنم کی طرف بھاگ پڑا۔ اللہ تعالیٰ دوسرے کو پوچھیں گے کہ تمہیں بھی تو حکم دیا تھا کہ جاؤ جہنم میں، اور تم تو آہستہ آہستہ چل رہے تھے اور پیچھے مڑ مڑ کر بھی دیکھتے جاتے تھے۔ وہ کہے گا: یا اللہ! دنیا میں جب بھی میرے ساتھ کوئی معاملہ ہوا تو ہمیشہ آپ نے رحمت کا معاملہ کیا، اے اللہ! حکم ہو گیا کہ جہنم میں جاؤ، میں دو چار قدم آگے چل کر پیچھے دیکھتا تھا کہ شاید آپ کی رحمت اب بھی متوجہ ہو جائے، اب بھی متوجہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ پہلے کو فرمائیں گے کہ ہم نے تجھے بھی جنت عطا فرما دی اور دوسرے کو کہیں گے کہ جب تجھے ہم سے اب بھی رحمت کی اُمید ہے تو تجھے بھی ہم نے جنت عطا فرما دی۔

جب کسی افسر نے کوئی کام کسی کی Favour (حمایت) میں کرنا ہوتا ہے تو وہ کوئی نہ کوئی Logic (دلیل) نکال لیتا ہے، بہانہ ڈھونڈ لیتا ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت قیامت کے دن جب ارادہ فرمالیں گے کہ ایمان والوں کو میں نے نکالنا ہے تو پھر اس کے لیے بہانے بھی ڈھونڈ لیں گے۔ کیسے کیسے بہانے ہوں گے؟

باپ بیٹا جنت میں:

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص کی میزانِ عمل کے دونوں پلڑے برابر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: تم جنت والوں میں سے نہیں ہو، اور نہ ہی دوزخ والوں میں سے ہو۔ تو اس وقت ایک فرشتہ ایک کاغذ لے کر آئے گا اور اس کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے گا۔ اس کاغذ میں ''اُف'' لکھی ہوگی۔ یہ ٹکڑا

نیکیوں پر بھاری ہو جائے گا، کیونکہ یہ (والدین کی) نافرمانی کا ایسا کلمہ ہے جو دنیا کے پہاڑوں سے بھی زیادہ وزنی ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص مطالبہ کرے گا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس واپس لے چلیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کو واپس لوٹاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے: اے نافرمان بندے! کس وجہ سے تم میرے پاس واپس آنے کا مطالبہ کر رہے تھے؟ وہ عرض کرے گا: الٰہی! آپ نے تو دیکھ لیا کہ میں دوزخ کی طرف جا رہا ہوں اور اس سے مجھے کوئی جائے فرار نہیں، میں اپنے والد کا نافرمان تھا، حالانکہ وہ بھی میری طرح دوزخ میں جا رہا ہے۔ آپ میرے عذاب کو بڑھا دیں اور اس کی وجہ سے میرے والد کو دوزخ سے نجات دے دیں۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ ہنس پڑیں گے اور فرمائیں گے: تو نے دنیا میں تو اس کی نافرمانی کی اور آخرت میں اس کے ساتھ نیک سلوک کیا، اپنے باپ کا ہاتھ پکڑو اور دونوں جنت میں چلے جاؤ۔

(التذکرۃ للقرطبی، بحوالہ جنت کے حسین مناظر: ص ۱۵۳)

ایک نیکی پر جنت:

کتابوں میں ایک واقعہ اور لکھا ہے کہ روزِ قیامت ایک شخص کو پیش کیا جائے گا۔ اس کو اپنے لیے کوئی ایسی نیکی نہیں ملے گی جس سے اس کی ترازو بھاری ہو سکے۔ چنانچہ اس کی ترازو برابر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو فرمائیں گے: لوگوں کے پاس جاؤ اور اس شخص کو ڈھونڈو جو تمہیں ایک نیکی دے دے اور میں تجھے اس کے بدلے میں جنت میں داخل کر دوں۔ چنانچہ وہ تمام مخلوقات کے درمیان گھومے گا اور کسی ایک شخص کو بھی ایسا نہ پائے گا، جو اس سے اس معاملے میں گفتگو کرے۔ بس وہ یہی

کہے گا: مجھے ڈر ہے کہ میرا اعمال نامہ ہلکا نہ ہو جائے، اس لیے میں اس نیکی کا آپ سے زیادہ محتاج ہوں، تو وہ مایوس ہو جائے گا۔ تب اس کو ایک شخص کہے گا: تُو کیا ڈھونڈتا ہے؟ تو وہ کہے گا: صرف ایک نیکی، حالانکہ میں ایسی قوم کے پاس سے بھی گزرا ہوں کہ ان کے پاس ہزار (ہزار) نیکیاں تھیں، لیکن انہوں نے مجھے دینے سے بخل کیا۔ تو اس کو وہ شخص کہے گا: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر تھا اور میں نے اپنے اعمال نامے میں صرف ایک نیکی پائی تھی، میرا یقین ہے کہ وہ میری ضرورت پوری نہیں کر سکتی۔ اس کو تم بطور ہبہ کے لے جاؤ، تو وہ اس نیکی کو لے کر خوشی اور سرور کے ساتھ چل پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: تیرا کیا حال ہے؟...... حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے حال کو خوب جانتے ہوں گے...... وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میرے ساتھ ایسا اتفاق ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے اس ساتھی کو بلائیں گے جس نے اس کو نیکی ہبہ کی تھی اور اس سے فرمائیں گے: میرا کرم تیرے کرم سے وسیع ہے، اپنے اس بھائی کا ہاتھ پکڑو اور دونوں جنت میں چلے جاؤ۔ (التذکرۃ، بحوالہ جنت کے حسین مناظر: ص ۱۵۲)

ایمان کے لیے متفکر رہنے کی ضرورت:

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایمان والوں کو جنت میں بھیجنے کے بارے میں کتنا رحمت کا معاملہ فرمائیں گے......! تو ایمان اگر دنیا سے محفوظ چلا گیا تو میرے دوستو! ایک نہ ایک دن اللہ کی رضا والی جگہ جنت میں جانا نصیب ہو جائے گا۔ اس لیے ایمان کی حفاظت کے بارے میں بہت متفکر رہنا چاہیے، بہت متفکر رہنا چاہیے۔ اللہ رب العزت ہمارے ایمان کو سلامت رکھے اور دنیا کے فتنوں سے ہمیں بچائے۔ (آمین)

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: قربِ قیامت کے فتنوں میں سے ایک یہ ہے کہ صبح ایک آدمی اُٹھے گا تو ایمان والا ہوگا، لیکن شام کے وقت وہ ایمان سے خالی ہوگا۔ (مسند احمد، حدیث: ۱۸۴۰۴)

ہم آج اس دور میں زندگی گزار رہے ہیں کہ جس دور میں پیدا ہونے سے ہمارے اسلاف نے اپنے تقویٰ وطہارت والی زندگی ہونے کے باوجود اللہ کی پناہ مانگی تھی۔ آج ہم اپنی بے علمی اور بے احتیاطیوں کے باوجود اس دور میں زندہ ہیں۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ ہمیں کتنی احتیاط کرنے کی ضرورت ہے......! کتنا فکر مند ہونے کی ضرورت ہے......! اللہ رب العزت ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے، ہمیں اس کو چمکانے کی توفیق عطا فرمائے اور موت کے وقت اس ایمان کی حفاظت کے ساتھ دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایمان اللہ کی حفاظت میں دے دیجیے:

کہتے ہیں کہ کوئی بچہ جب کسی چھوٹے بچے کی حفاظت نہیں کرسکتا تو اس کو اپنے بڑوں کے پاس محفوظ کروالیتا ہے۔ تو آدمی کو بھی چاہیے کہ وہ بھی یونہی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اے اللہ! میں اس (ایمان) کی حفاظت نہیں کر پاؤں گا، میں اسے آپ کی حفاظت میں دیتا ہوں، جب میرا دنیا سے جانے کا وقت ہو، اللہ! مجھے ایمان کی حفاظت کے ساتھ دنیا سے جانے دینا اور کلمہ کی توفیق عطا فرما دینا۔ جب اس طرح ہم فکر مند ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا معاملہ ہوگا۔

ایمان والے کی اللہ کے ہاں اہمیت:

ایک ایمان والے کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی اہمیت ہے کہ جب تک وہ زندہ ہوگا،

اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ: ''اَللّٰهُ اَللّٰهُ''))

(صحیح مسلم، حدیث: ۱۴۸ باب ذہاب الایمان آخر الزمان)

''جب تک دنیا میں ''اللہ اللہ'' ہوتی رہے گی، قیامت قائم نہیں ہوگی۔''

اس سے ایمان کی اہمیت کا اندازہ لگالینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قیمتی متاع کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن ایمان والوں کے زمرے میں کھڑا فرمائیں اور اپنی پسندیدہ جگہ جنت عطا فرمادیں۔ (آمین ثم آمین)

﴿وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾